طارق ابن زیاد فاتح اندلس اور قوت عمل!

(از جناب حکیم احمد شجاع صاحب بی۔ اے علیگ اسسٹنٹ سیکرٹری پنجاب کونسل)

یہ نظم ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے جلسہ منعقدہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۳۲ء میں پڑھی گئی۔ اسی اجتماع میں جناب بیرن کو نوجوانوں کی طرف سے سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا گیا تھا۔ (ایڈیٹر)

وہ طارق ابن زیاد[1] جس کی سناں کی نوکوں سے کھد گیا تھا
دیار ہسپانیہ کے ننگی و لاوروں کی دلاوری کا

وہ جس کے اشہب کی ٹھوکروں نے بساط مغرب کو روند ڈالا
ہے ہر نفس جبل طارق پہ سکہ جسکی بہادری کا

ابن نصیر[2] کا کنار مغرب پہ رعد بنکر
چمک سے شمشیر تو وش کی جلادیا اندلس[3] کا خرمن

یہ جس نے زور آزماؤں کے زور بازو کو توڑ ڈالا
بلا تکلف مروڑ ڈالی بڑے بڑے سرکشوں کی گردن

اسی کی ہیبت سے ہیں پرینیز[4] کی چٹانیں لرزاں ابتک
بحیرہ روم ہے اسی کے جلال سطوت سے پانی پانی

لکھی ہوئی ہے طلیطلہ و قرطبہ کی جبیں پہ اب تک
اسی دلاور کے دور عظمت و شکوہ اقبال کی کہانی

مبارک اے سرزمین مغرب کہ تیری تقدیر جاگ اٹھی
کنارہ اندلس پہ پہنچا بہادران عرب کا لشکر

تری جہالت کی ظلمتوں کو کریگا کافور وہ تمدن
کہ جس کی تنویر کر چکی ہے ممالک شرق کو منور

انہی دلیروں کی نسل سے اب صاحبان کمال ہونگے
بکھیر دینگے جو تیرے گھر میں علم و فضل و ہنر کے موتی

تجھے سکھائینگے حکمرانی جہان گیری زمیں ستانی
کریگی صیقل تری ذہانت کو انکے منطق کی ہوشیاری

منجم انکے سکھائینگے آسماں سے تاروں کو توڑ لانا
حکیم انکے بتائینگے حکمت و سیاست کے راز تجھ کو

طبیب انکے کرینگے پھر زندہ سے پھر یونان کی طبابت
مقنن انکے کرینگے سارے جہاں کا آئین ساز تجھ کو

بھلا دیا ہے جو تو نے دل سے پیام انجیل و ابن مریم
اسی پہ توحید کے پیمبر کرینگے پھر زندہ تیرے دل میں

دکھائیں گے تجھکو تجربے سے تیرے عناصر کے تجزیے سے
وہ ممکنات عمل کہ خوابیدہ ہیں ابھی تک آب و گل میں

غرض کنارے پہ آلگا اندلس کے جب بیڑا مہیب بیڑا
اتر چکا سرزمین ہسپانیہ پہ جب لشکر حجازی

امیر عسکر نے حکم فرمایا اب جلا دو جہاز سارے
بغیر نصرت نہ ہونگے واپس یہاں سے یہ لشکر و غازی

اسی زمیں کو وطن کہینگے یہیں رہینگے یہیں مرینگے
کہ قید بند وطن سے آزاد ہیں جہاں میں [illegible]

نئے نئے ملک فتح کرنا ہے ہوئے گھر سنبھال لینا
یہی ہے خانہ بدوش اقوام کا طریق [illegible]

خدا نے چاہا تو دو ہی دن میں یہاں بنائینگے قصر شاہی
ہمیں ہے کیا زور قوتوں کی [illegible]

بڑھو عرب کے دلیر شیرو! وطن کو اور گھر کو بھول جاؤ
اسی زمیں کو وطن بنا لو [illegible]

اگر ہے ایمان تم کو اس پر کہ تم ہو توحید کے پیمبر
[illegible]

وطن کے عاشق گھر ونکے پیار نہ بادشاہی کے خواب دیکھیں
خدا کے بندے کب کی [illegible]

یہ کہکے اسلام کا مجاہد فضائے ہسپانیہ پہ کوندا
عرب کے شیر دلیر گرجے [illegible]

صدائے تکبیر سے ہوئیں مرتعش پرینیز کی چٹانیں
ادھر ہوئی کپکپی سی [illegible]

یہ سیل بڑھتا چلا گیا نقش نور توحید کے جماتا
یہ ابر رحمت زمین [illegible]

جو قلب نا آشنا تھے ذکر خدا سے اوصاف مصطفےٰ سے
عرب کے ان بادہ نشینوں نے آ کے [illegible]

خلیفۃ المسلمین کو لکھا کہ فتح و نصرت کی ہو بشارت
زمین مغرب ہے درخشاں [illegible]

یہاں سے دیجیے ہم سلطنت کیلئے کوئی اب امیر بھیجو
کہ [illegible]

نہ اس میں تعویق ہو ذرا بھی کہ عمر کا اعتبار کیا ہے
[illegible] کی پیاسی [illegible]

خدا کے خدمت گزار بندے کمر کو باندھے ہوئے کھڑے ہیں
وہ [illegible] ہیں اسی کی [illegible]

نہ تھی دلیروں کی خونفشانی نہ تھی یہ شمشیر کی روانی
کہ [illegible] ہر گوشہ زمین [illegible]

ہوا ہے جسدن سے یہ مسلمان ہوا و حرص و ہوس کا بندہ
[illegible] نے خود اس سے [illegible]

(حسب اجازت)

[1] طارق ابن زیاد فاتح اسپین۔ [2] موسیٰ ابن نصیر امیر عساکر غرب۔ [3] اندلس اسپین کا عربی نام ہے۔ [4] پرینیز وہ سلسلہ جو کوہ [illegible] حدود پر واقع [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۲۱ | لاہور یوم شنبہ ۱ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ | نمبر ۱

جلسہ سالانہ کے بعد

نیا سال۔ نئی ذمہ داریاں۔ نئے فرائض

جلسہ سالانہ ختم ہوگیا۔ جو احباب اس میں شامل ہوئے۔ انہوں نے تمام کاروائی بچشم خود ملاحظہ فرمالی۔ اور جو کسی وجہ سے اس سعادت سے محروم رہے۔ ان کی آگاہی کے لئے پیش نظر اشاعت میں روئیداد کا خلاصہ درج کیا جارہا ہے۔ چند روز کی غیر معمولی مصروفیت اور اجتماعات کے بعد طبائع عموماً سکون و آرام کیطرف مائل ہوجایا کرتی ہیں۔ اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس قومی تقریب کے بعد کیا ہمارے فرائض ختم ہوگئے ہیں۔ اور کیا اب ہمیں کچھ عرصہ کے لئے ستانا اور آرام کرنا چاہیئے۔ آؤ اس سوال پر ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

ہمارا جلسہ سالانہ کوئی نمائشی مظاہرہ نہیں ہوتا۔ اس دینی و قومی اجتماع کی غرض جیسا کہ بارہا بیان ہوچکا ہے۔ اکٹھے ہوکر خدا کے حضور جھکنا اور دعائیں کرنا، تبادلہ خیالات اور باہم غور و فکر کے ذریعہ اپنے دینی و قومی فرائض کے متعلق تجاویز سوچنا ہے۔ اس سال بھی آپ حسب معمول جمع ہوئے جس سے آپ کو ایک مرتبہ اور واضح طور پر معلوم ہوگیا۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور کے سامنے کس قدر عظیم الشان اور بلند پایہ کام موجود ہے۔ خدا کی زمین پیام حق کی پیاسی ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے ملک اور براعظم آپ کے مبلغوں کے انتظار میں ہیں۔ دوسری طرف کفر و جہالت کی طاغوتی طاقتیں آمادہ پیکار ہیں۔ ایک فیصلہ کن جنگ سامنے نظر آرہی ہے۔ زمانہ مستقبل کے مؤرخ کا قلم آپ کے قدموں کی جنبش کا منتظر ہے۔ احمدیو! مجدد زماں کی قائم کردہ جماعت کے ممبرو! کیا ان حالات میں آرام و راحت اور سکون و بیکاری کا خیال بھی دل میں لانا مناسب ہے؟ زمانہ نے فرائض کے بھاری بھاری بوجھ تمہارے کندھوں پر لا ڈالے ہیں۔ مخالفت کی باد تند تم سے ہر وقت ہوشیار اور مصروف کار رہنے کا تقاضا کر رہی ہے۔ آؤ ہم ستانے اور آرام کی کوئی مہلت طلب کئے بغیر اپنے آئندہ لائحہ عمل پر غور کرکے فی الفور مصروف ہوجائیں۔

جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں جلسہ سالانہ کی ایک اہم غرض آئندہ سال کے پروگرام کا تعین ہوتی ہے۔ اس مرتبہ بھی ہم نے سال رواں کے لئے موجودہ فرائض کے علاوہ چند باتوں کی طرف خاص طور پر توجہ دینے کا فیصلہ کیا ہے یعنی (۱) توسیع جماعت (۲) جماعت کی اصلاح و تنظیم (۳) انگریزی ترجمۃ القرآن اور دوسرے لٹریچر کی اشاعت (۴) اخبار پیغام صلح اور لائٹ کی توسیع اشاعت ہم ان میں سے ہر ایک بات کے متعلق چند الفاظ کہنا چاہتے ہیں۔

(۱) جماعت احمدیہ ایک مجاہد قوم ہے۔ ہر ایک احمدی اسلام کا سپاہی ہے۔ اس وقت جو عظیم الشان کام اور جو زبردست اور فیصلہ کن جنگ سامنے ہے۔ اس کے لئے ضرورت ہے کہ سپاہیوں کی تعداد میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جائے۔ سال رواں میں ہر ایک احمدی کو کم از کم دو آدمی ضرور داخل سلسلہ کرنے چاہئیں۔

(۲) غیر منظم جماعت متفرق اینٹوں کا ایک ڈھیر ہے۔ جو متفرق حالت میں کچھ زیادہ سود مند ثابت نہیں ہوتیں۔ جس طرح چونے گارے کی مدد سے اینٹوں سے مضبوط و بلند دیواریں تعمیر ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح تنظیم کے ذریعے جماعتوں میں بڑے بڑے کاموں کو انجام دینے اور زبردست حملوں کی مدافعت کی طاقت آ جاتی ہے۔ اعمال و اخلاق کی اصلاح بھی تنظیم کے برابر ہی ضروری ہے۔ اس کے بغیر منظم جماعت بھی کند ہتھیار سے زیادہ قیمت نہیں رکھتی۔

(۳) ہمارے لٹریچر اور خاصکر انگریزی ترجمۃ القرآن نے یورپ اور دوسرے ممالک پر جو گہرا اثر ڈالا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اس سال ہمیں لٹریچر کی تیاری اور اشاعت پر خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت امیر کے تازہ ٹریکٹ "عالمگیر مذہبی انقلاب" کو تو ہندوستان کے قریہ قریہ میں پہنچا دینا چاہیئے۔

(۴) موجودہ زمانہ میں پریس کی اہمیت اور اخبارات کی طاقت سے چشم پوشی ناممکن ہے۔ جہاں تک مادی ذرائع کا تعلق ہے یہ چیزیں حیات قومی کیلئے بمنزلہ خون ہیں۔ امسال احمدیہ کانفرنس میں اخبارات کی توسیع اشاعت کا خصوصیت سے ذکر آیا۔ اور فیصلہ ہوا۔ کہ ہر ایک احمدی کم از کم پیغام صلح اور لائٹ میں سے ایک اخبار ضرور خریدے حضرت امیر ایدہ اللہ نے بھی آخری تقریر میں پیغام صلح کی توسیع اشاعت کی طرف پر زور الفاظ میں توجہ دلائی۔ امید ہے۔ قوم کے فیصلے اور امیر قوم کے ارشاد کو پوری اہمیت دی جائے گی۔ اور ان کی اسی طرح قدر و تعمیل کی جائے گی جس کے یہ مستحق ہیں تا آپ کے

داعدارہ و آرگن پیغام صلح کا پیش نظر اشاعت سے اکیسواں سال شروع ہورہا ہے گلے شکوے مناسب نہیں صرف اس قدر گذارش کی اجازت دی جائے۔ کہ ماہ نومبر و دسمبر کی پے درپے اپیلوں اور ایام جلسہ کی کوششوں کے باوجود آپ کا یہ قومی اخبار اسی طرح محتاج توجہ ہے جس طرح جلسہ سے قبل تھا ضرورت ہو کہ قوم اس پر اپنی نظر کرم ڈالے۔ یہ پرانا خادم ہے۔ اور اپنی بساط کے مطابق ہمیشہ دین و قوم کی خدمت میں مصروف رہا ہے آج کل باتوں کی نہیں۔ کام کی ضرورت ہے۔ مندرجہ بالا چند سطور جو بطور یاد دہانی لکھی گئی ہیں ہمیں ان کو غور سے مطالعہ کرکے فی الفور کام میں مصروف ہوجانا چاہیئے۔ کیونکہ عمل ہی میں زندگی و کامرانی کا راز پوشیدہ ہے ◆

سندھ کی علیحدگی

سندھ کی علیحدگی مسلمانوں کا ایک ضروری مطالبہ تھا مقام مسرت ہے۔ کہ آخر کار مسلمان اپنے اس جائز و ضروری مطالبہ کو منوانے میں کامیاب ہوگئے۔ گول میز کانفرنس کے آخری اجلاس میں وزیر ہند نے واضح الفاظ میں سندھ کی غیر مشروط علیحدگی کا اعلان کردیا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور مخلص مسلمان رہنماؤں کی مساعی کا نتیجہ ہے ہم اس کامیابی پر اپنے سندھی بھائیوں کو صدق دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ امید ہے۔ وہ علیحدگی سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ اور بہت جلد اپنے اس نقصان کی تلافی کرینگے جو عرصہ دراز تک اپنی صوبہ بمبئی کے ساتھ ملحق رہنے کی صورت میں پہنچتا رہا ہے۔

مسلمانوں کے اس جائز مطالبے کی سندھی اور دوسرے ہندوؤں کی طرف سے جو افسوسناک اور شدید مخالفت ہوتی رہی ہے۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ اس سلسلہ میں برادران وطن نے بعض ایسی حرکتیں بھی کیں۔ جن کی یاد بہت ہی تلخ ہے۔ مگر ہم خوش ہیں کہ مسلمانانِ سندھ نے اسلامی رواداری اور وسعت قلبی سے کام لے کر ان کو فراموش کردیا۔ انہوں نے اس کامیابی پر تاریک ماضی کی بجائے روشن مستقبل کو سامنے رکھا ہے۔ مسلمانان سندھ کے اکابر نے اس کامیابی پر ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں وہ ہندوؤں کو مندرجہ الفاظ میں مخاطب کرتے ہیں:۔

"ہم اکثریت کے نمائندے ہونے کی حیثیت سے اپنے ہندو بھائیوں کو اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ موجودہ حالات کا ہمارے آئندہ کاروبار پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔ ہمارے نزدیک اختلافات کا سلسلہ ختم ہوچکا ہے۔ اور اب ہمارا یہ فرض ہوگا۔ کہ زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کی جائے۔ اب چونکہ اختلافات کا وقت گذر چکا ہے اس لئے ہم اپنے ہندو بھائیوں سے درخواست کریں گے۔ کہ وہ ماضی کو بھول جائیں۔ اور ملک میں امن و صلح کی ایسی فضا پیدا کردیں۔ جس سے آئندہ دستور کی کامیابی میں کوئی چیز مزاحم نہ ہو۔"

ہم مسلمانان سندھ کو اعلان علیحدگی کے علاوہ اس شریفانہ جذبات اور نیک ارادوں پر مبارکباد دیتے ہیں یقیناً ایک مسلمان کی شان یہی ہے۔ انشاء اللہ دنیا دیکھ لیگی۔ کہ مسلمانان سندھ کامل بھی

ان کے قول کے مطابق ہے ۔ اڑیسہ کی علیحدگی سے ہندوؤں کا بھی ایک مطالبہ پورا ہو گیا ہے ۔ کاش اس کی زبردست ہندو اکثریت کی طرف سے بھی ایسی جذبات اور ایسے عزم کا اظہار ہوتا لیکن موجودہ حالات میں برادران وطن سے اس قسم کی توقع بالکل بے فائدہ ہے

جناب میاں صاحب کا انداز تعزیت

۲۸ر دسمبر قادیان کے جلسہ کا آخری دن تھا اسی روز حضرت خواجہ صاحب کے انتقال کی خبر قادیان پہنچ گئی تھی جناب میاں صاحب نے از راہ مہربانی اپنی آخری تقریر میں اظہار افسوس فرمایا جسکی کیفیت "الفضل" نے مندرجہ ذیل الفاظ میں درج کی ہے۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے اپنی تقریر میں خواجہ صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرنے کا ارشاد فرماتے ہوئے کہا اگرچہ خواجہ صاحب نے میری بہت مخالفتیں کیں لیکن انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت خدمات بھی کی ہیں اس وجہ سے ان کی موت کی خبر سنتے ہی میں نے کہہ دیا کہ انہوں نے میری جتنی مخالفتیں کی ہیں وہ میں نے سب معاف کیں" (یکم جنوری صفحہ ۴)

مندرجہ بالا سطور سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب میاں صاحب نے صرف دعائے مغفرت کا ارشاد فرمایا خود اس کی زحمت گوارا نہیں فرمائی اور انکو اور انکے وفا شعار مریدوں کو نماز جنازہ کی بھی توفیق نہ ہوئی جس کے بغیر دعائے مغفرت کا ارشاد بے معنی بات ہے خیر اس کو چھوڑیئے جماعت قادیان کی طرف سے قول و فعل کا اس قسم کا تضاد کوئی غیر معمولی بات نہیں ۔ مگر حضرت خواجہ صاحب کی وہ مخالفتیں جن کا ذکر جناب میاں صاحب تعزیت کے وقت بھی کئے بغیر نہ رہ سکے ذرا محتاج تشریح ہیں ۔ مرحوم کو جناب میاں صاحب کے عقائد و مسلک سے اختلاف تھا انہوں نے ہمیشہ شریفانہ طریق پر اس کا اظہار کیا جناب میاں صاحب کی نسبت تو ہم کچھ کہہ نہیں سکتے لیکن اہل خرد و انصاف کے نزدیک شریفانہ طریق پر اختلاف رائے کوئی جرم نہیں اس حقیقت کو جان لینے کے بعد حضرت خواجہ صاحب کی مخالفت کی حیثیت صرف یہ رہ جاتی ہے کہ جناب میاں صاحب نے ان کو سخت سے سخت الفاظ حتیٰ کہ "منافق" اور یزید صفت کہا اور مرحوم نے انکو برداشت کر لیا ۔ اب اس جرم کی معافی کا اعلان دربار خلافت سے جاری ہوا ہے ۔ ہم اس "عنایت" کا شکریہ ادا کرنے کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

تاہم جناب میاں صاحب بڑے آدمی ہیں ۔ ان کا انداز تعزیت ہم عامیوں سے مختلف ہی ہونا چاہیئے لیکن اس طرز کو شاید کوئی معقول آدمی پسند نہ کرے گا ۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جناب میاں صاحب نے حضرت خواجہ صاحب کے فرزندوں یا حضرت امیر کو تعزیت کے چار لفظ لکھنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔

مظلومان الور

مشہور ہندو ریاست الور میں کئی سال سے مسلمانوں پر جو ہولناک مظالم برپا کئے جا رہے ہیں ۔ وہ اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہیں ۔ حکومت الور عرصہ سے فرزندان توحید کے مذہب تاریخ ، کلچر اور زبان کو تباہ کرنے کی قابل نفرت کوششوں میں مصروف ہے ۔ ریاست کی حدود میں قرآن کریم ، مذہبی کتب اور زبان اردو کی تعلیم جرم ہے ۔ بہت سی مساجد و مقابر کو منہدم کیا جا چکا ہے ۔ اور کئی ایک پر حکومت قابض ہے ۔ گذشتہ سال جب مصائب بالکل ناقابل برداشت ہو گئے ۔ اور احتجاج و عرض معروض کی تمام کوششیں رائگاں گئیں ۔ فریادوں کا جواب گولیوں کی بوچھاڑ سے ملا ۔ تو ہزاروں مسلمان اپنے گھر بار اور املاک چھوڑ کر انگریزی علاقے میں آ گئے ۔ اور اب تک جلا وطنی اور بے سروسامانی کی زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ اس کے بعد حکومت الور کی طرف سے جو جو بد عہدیاں ، دھوکہ بازیاں ۔ غلط بیانیاں ، اور بہتان طرازیاں ہوئی ہیں ۔ وہ بہت ہی افسوس ناک اور قابل شرم ہیں ۔ ان کا اختصار سے بیان کرنا بھی باعث طوالت ہوگا ۔ گذشتہ ماہ فیروز پور جھرکا میں مظلومان الور کی جو کامیاب کانفرنس منعقد ہوئی تھی ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ حکام الور کا جذبہ انتقام بہت بھڑک اٹھا ہے وہ آتش غضب سے مجنون ہو کر مسلمانوں کو بالکل تباہ کرنے پر آمادہ ہو گئے ۔ افسوس ہز ہائینس مہاراجہ الور کا طرز عمل بھی حکام الور سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ۔ اس ہفتہ جو خبریں آئی ہیں ۔ وہ حد درجہ ہولناک اور تشویش انگیز ہیں ۔ ان حالات میں کسی مسلمان کا خاموش رہنا ناممکن ہے ۔ حکومت الور کی یہ حرکتیں تمام مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج ہے ۔ جسے ہمیں مجبوراً منظور کرنا پڑیگا ۔

ہم ہز ہائینس مہاراجہ الور کی خدمت میں نہایت مخلصانہ گذارش کرتے ہیں ۔ کہ وہ ذرا ہوشمندی سے کام لیں ۔ ان کا اور ان کی حکومت کا طرز عمل خطرناک طور پر غلط ہے ۔ اس کے نتائج بھی اسی قسم کے ہونگے ۔ اگر ہز ہائینس ممدوح چند لمحے کے لئے غور و فکر کی زحمت گوارا فرمائیں ۔ تو ریاست کشمیر کی تازہ مثال ان کے لئے کافی طور پر سبق آموز ثابت ہو سکتی ہے ۔

"ظلی حاجیوں" کی تعداد

الفضل نے اپنے یکم جنوری کے پرچے میں قادیان کے جلسہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد کے متعلق مندرجہ اعداد و شمار شائع کئے ہیں ۔

"اسوقت تک جلسہ میں شریک ہونے والوں کو شمار کرنے کا کوئی انتظام نہیں صرف خوراک کی پرچیوں سے یہ اندازہ کیا جاتا ہے اس لحاظ سے ۲۸ر کی شام کو مہمانوں کی تعداد ۲۰۷۵۲ تھی ...... لیکن یہ کسی صورت میں بھی مکمل نہیں سمجھی جا سکتی جلسہ گاہ کی گنجائش کو دیکھتے ہوئے مہمانوں کی تعداد کا اندازہ بیس ہزار سے زیادہ کا ہے ۔" صفحہ ۲

جلسہ گاہ کا طول و عرض ہمارے معاصر کے بیان کے مطابق ۱۲۰ × ۱۲۰ فٹ تھا ۔ اگر ریاضی کے ان قواعد کے ذریعہ جو دنیا میں رائج ہیں اور جن سے ہر ایک سلیم العقل انسان کام لیتا ہے حساب کیا جائے تو مذکورہ جلسہ گاہ میں سات ہزار سے زائد آدمی نہیں بیٹھ سکتے ہیں ۔ اس لئے جلسہ گاہ کی وسعت کے ذریعہ قائم شدہ حسن ظن بالکل غلط اور بے حقیقت ہے مگر چونکہ شمار صرف خوراک کی پرچیوں سے کیا جاتا ہے اس لئے بعض واقف کار آدمیوں کا یہ خیال درست معلوم ہوتا ہے کہ قرب و جوار کے دیہاتی صرف کھانا کھانے کے لئے قادیان آ جاتے ہیں مہمانوں کی اصلی تعداد اس سے بہت کم ہے جو کہ بیان کی جاتی ہے ۔

ظاہر ہے اس طرح اس رقم کا کثیر حصہ جو مہمانوں کے خورد و نوش پر صرف ہوتی ہے رائگان جاتا ہے ۔ جماعت قادیان کا یہ ایسا قومی نقصان ہے جس پر جناب میاں صاحب اور منتظمین جلسہ کو بہت جلد توجہ کرنی چاہیئے ۔ مذکورہ رقم کا بہت بڑا حصہ جناب میاں صاحب کے غریب مریدوں کی جیب سے آتا ہے اس کو صحیح طریق پر خرچ کرنا چاہیئے ۔ امید ہے اس مخلصانہ مشورہ پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے گا ۔

سال نو کے خطابات

سال نو کے خطابات کی جو فہرست شائع ہوئی ہے اس میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں اس عزت افزائی پر ہم ان سب کی خدمت میں دلی مبارک عرض کرتے ہیں ۔

آنریبل سردار سکندر حیات خاں صاحب بالقابہ سابق قائم مقام گورنر پنجاب ۔ — کے ۔ بی ۔ ای ۔

آنریبل ملک فیروز خاں صاحب نون بالقابہ وزیر تعلیم پنجاب گورنمنٹ ۔ — نائٹ ہڈ

نواب لیاقت حیات خان صاحب وزیر اعظم پٹیالہ سٹیٹ ۔ — نائٹ ہڈ

نواب محمد یوسف خانصاحب وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ ۔ یو ۔ پی ۔ — نائٹ ہڈ

آنریبل نواب چھتاری سابق قائم مقام گورنر یو ۔ پی ۔ — کے ۔ سی ۔ آئی ۔ ایس

آنریبل سلیمان قاسم حاجی مٹھا ملک التجار بمبئی ۔ — نائٹ ہڈ

خان بہادر حافظ ہدایت حسین صاحب بیرسٹر کانپور ۔ سی ۔ آئی ۔ ای

خان بہادر قلی خاں صاحب پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ صوبہ سرحد ۔ او ۔ بی ۔ ای

خانصاحب چوہدری عبدالحق ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پنجاب ۔ خان بہادر

جناب سید حسین شاہ صاحب وزیر ریاست پونچھ کشمیر ۔ خان بہادر

جناب شیخ محمد تقی صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم لاہور ۔ — خان بہادر

جناب نفیر حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات (پنشنر) سیالکوٹ ۔ — خان بہادر

جناب شیخ محمد امین صاحب بیرسٹر جھنگ ۔ — خان بہادر

جناب قاضی فضل حق صاحب لیکچرار گورنمنٹ کالج لاہور ۔ خان صاحب

جناب مرزا عبدالعزیز صاحب ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ مکینیکل ورکشاپ نارتھ ویسٹرن ریلوے — خانصاحب

علاوہ ازیں ہمارے محترم دوست جناب شیخ عبدالواحد صاحب سب انسپکٹر پولیس ہی کو بھی کنگز پولیس میڈل ملا ہے ہم ان کی خدمت میں بھی ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں

مسلم ہائی سکول لاہور میں جلسہ تعزیت

ایام کرسمس کی تعطیلات کے بعد مسلم ہائی سکول لاہور ۲ر جنوری کو کھلا ۔ اسی روز اساتذہ و طلباء کا ایک تعزیتی جلسہ ہوا جس میں حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کی بے وقت موت پر اظہار افسوس اور مغفرت کی دعا کی گئی ۔ نیز ایک قرارداد تعزیت و ہمدردی منظور کر کے مرحوم کے اعزہ اور صاحبزادگان کو بھیجی گئی ۔ اس روز سکول مرحوم کے اعزاز میں باقی وقت کے لئے بند کر دیا ۔ اور جلسے کی روئیداد آئندہ پرچے میں درج کیجائیگی (انشاءاللہ)

جلسہ سالانہ کی مختصر روئیداد

اجلاس بہ اجلاس کاروائی

جلسہ سالانہ کی تیاریاں ویسے تو کئی روز قبل سے شروع تھیں لیکن ۲۰ر دسمبر سے ان میں خاص سرگرمی پیدا ہو گئی تھی۔ جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور مہتمم جلسہ نے گذشتہ سال کی طرح امسال بھی جلسہ انتظامات نہایت خوبی سے کئے تھے۔ لاہور کے اکثر مقامی احباب نے ان کی پوری پوری امداد کی مسلم سکول کے طلباء عملہ اور ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے نوجوان ممبروں نے بھی انتظامات میں نہایت قابل قدر حصہ لیا۔ یہ سب اصحاب ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ انجمن کے دفاتر کے عملے کی ناچیز خدمات بھی کئی روز تک جلسہ کے انتظامات اور مہمانوں کی خدمت کے لئے وقف رہیں جلسہ حسب دستور سابق مسجد ہی میں منعقد ہوا صحن میں ایک بڑا شامیانہ نصب کیا گیا۔ مسجد کے باہر بھی حاضرین کے لئے کرسیوں کا انتظام تھا مسجد کے شمالی حصہ میں قناتیں وغیرہ لگا کر خواتین کے لئے پردہ دار نشست کا انتظام کیا گیا۔ ہر ایک اجلاس میں جلسہ گاہ کی تمام نشستیں پر ہو جاتیں۔ بعض اوقات جگہ ملنی مشکل ہو جاتی جلسہ گاہ کو جھنڈیاں وغیرہ لگا کر نہایت خوبی سے آراستہ کیا گیا تھا۔ مہمانوں کے قیام کے لئے مسلم سکول کی وسیع عمارت، مہمان خانہ انجمن کے دفاتر کے بعض کمرے اور احمدیہ بلڈنگس کے بہت سے مکانات خالی کرا لئے گئے تھے۔ جو خدا کے فضل سے سب کے سب مہمانوں سے بھر گئے۔ باورچی خانہ اور تقسیم طعام کا انتظام مسلم سکول کے صحن میں تھا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ شدید سردی دبلے جیچک اور بارش کے باوجود کوئی حادثہ پیش نہ آیا۔

مہمانوں کی آمد

ویسے تو مہمانوں کی آمد ۲۰ر دسمبر سے شروع ہو گئی۔ بلکہ بعض دوست تو اس سے بھی قبل تشریف لے آئے تھے لیکن ۲۲ر تک خاصی چہل پہل ہو گئی۔ ۲۳ر تاریخ کو نماز جمعہ تک کثیر تعداد میں احباب لاہور پہنچ گئے۔ اور نماز جمعہ میں شریک ہوئے۔ اسٹیشن پر اور احمدیہ بلڈنگس کے باہر سڑک پر رضاکار استقبال کے لئے موجود رہتے تھے۔

خواتین کا جلسہ

۲۲ر دسمبر کو بارہ بجے دوپہر کے قریب خواتین کا جلسہ اور نمائش دستکاری مسلم ہائی سکول میں بصدارت محترمہ لیڈی محمد شفیع منعقد ہوئی شامیانہ اور قناتوں کے ذریعہ پردہ دار جلسہ گاہ تیار کر دی گئی تھی۔ زنانہ جلسہ میں محترمہ صدر صاحبہ کے علاوہ متعدد احمدی و غیر از جماعت خواتین نے تقریریں کیں جس میں جماعت احمدیہ لاہور کی زریں خدمات اسلامی کو سراہا گیا۔ خواتین اسلام کو تبلیغی و اصلاحی امور میں حصہ لینے کی ترغیب دی گئی۔ چندہ کی اپیل پر متعدد خواتین نے چندہ دیا۔ اس کے بعد نمائش دستکاری کا افتتاح ہوا۔ [illegible] بہت سی چیزیں [illegible] فروخت ہو گئیں۔ حاضرات کی تعداد تقریباً چھ سو تھی مفصل کارروائی علیحدہ شائع ہو رہی ہے۔

۲۳ر دسمبر کی کاروائی

دراصل جلسہ کی کارروائی ۲۳ر دسمبر ہی کو شروع ہو چکی تھی نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھائی۔ اور ایک نہایت ایمان افروز اور نصائح سے پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو اسی اشاعت میں درج ہے نماز جمعہ کے بعد مسجد ہی میں نوجوانوں کا ایک اجتماع ہوا جس میں جناب بیرن کے استقبال کے انتظامات کے سلسلہ میں فرائض تقسیم کئے گئے۔ اور نماز جمعہ کے تھوڑی دیر بعد جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں اہم قومی مسائل پر غور و خوض کیا گیا۔ اسی روز پانچ بجے کے قریب بارش اور تیز سرد ہوا شروع ہو گئی۔ اور یہ سلسلہ تقریباً ساری رات جاری رہا۔ لیکن ہمارے جوان ہمت کارکنوں نے اس کی مطلق پروا نہ کی۔ اور پورے جوش و سرگرمی سے اپنے فرائض کو پورا کیا۔

جلسہ سالانہ کے صدر صاحبان

مندرجہ ذیل حضرات نے جلسہ سالانہ کے مختلف اجلاسوں کی صدارت فرمائی۔

(۱) جناب نواب شاہنواز خان صاحب آف ممدوٹ
۲ جناب جسٹس سر عبدالقادر صاحب بالقابہ جج ہائی کورٹ۔
۳ جناب سید عبدالمجید صاحب پنشنر جج کپورتھلہ ہائی کورٹ۔
۴ جناب الحاج سیٹھ قاسم علی جیراز بھائی بمبئی۔
۵ جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب لائل پور۔
(۶) جناب میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ۔
۷ مولانا عزیز بخش صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن (قائم مقام صدر)
۸ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مبلغ جرمنی (قائم مقام صدر)

۲۴ر دسمبر کی کاروائی

پہلا اجلاس

جناب بیرن صاحب کے شاندار استقبال اور پہلے اجلاس کی مفصل کیفیت پیش نظر اشاعت میں علیحدہ شائع ہو رہی ہے۔ وہ ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے۔ مختصر یہ کہ ساڑھے نو بجے کے قریب جناب بیرن کی ٹرین آئی۔ تقریباً سوا گھنٹے کے اندر وہ احمدیہ بلڈنگس پہنچے۔ اور چند منٹ کے اندر ہی جلسہ کی کارروائی بصدارت جناب نواب شاہنواز خاں صاحب آف ممدوٹ شروع ہو گئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد حضرت ابو الاثر حفیظ جالندھری نے نظم خیر مقدم پڑھی اس کے بعد مولانا محمد یعقوب خاں صاحب نے سپاسنامہ خیر مقدم پڑھا۔ جس کا جواب جناب بیرن نے زبان انگریزی ارشاد فرمایا۔ اور جرمن زبان میں بھی ایک مختصر تقریر کی۔ ایڈریس اور اس کے جواب کا خلاصہ سر عبد القادر بالقابہ نے، جرمن تقریر کا خلاصہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے حاضرین کو سنایا۔

دوسرا اجلاس

نماز ظہر و عصر کے بعد ۲ بجے کے قریب دوسرے اجلاس کی کارروائی بصدارت شیخ محمد اسمٰعیل صاحب لائل پوری شروع ہوئی تلاوت قرآن کریم کے بعد مولانا عصمت اللہ صاحب کا وقت تھا لیکن وہ علالت کے سبب تقریر کرنے سے معذور تھے۔ اس لئے یہ وقت جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کو دیا گیا۔ موصوف نے ایک لطیف انداز میں قرآن کریم کے اس دعوے کو ثابت کیا۔ کہ دنیا میں اس کتاب کو کوئی بھی کسی زمانے میں نہ جھٹلا سکیگا۔ کیونکہ یہ کتاب اللہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ان تمام باتوں کا علم رکھتا ہے۔ جو انسان کو معلوم نہیں ہیں۔ آپ نے اس بات کو ثابت کیا۔ کہ جدید تحقیق اور علوم جدیدہ کی روشنی میں اسلام کے علاوہ تمام مذاہب مجل و سرنگوں ہو رہے ہیں لیکن اسلام کا وقار روز بروز بڑھتا جا رہا ہے ضمناً آپ نے مسئلہ تناسخ اور نسل مساوات انسانی پر بھی اظہار خیال فرمایا۔ بعد ازاں ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مبلغ جرمنی نے "یورپ میں تبلیغ اسلام" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور اپنے پانچ سالہ تجربات کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ یورپ میں اسلام کے متعلق شدید غلط فہمیاں موجود ہیں اور اس بات پر زور دیا۔ کہ یورپ میں مقیم مسلمانوں کو مغربی لوگوں کے سامنے چال چلن اور اخلاق کا ایک اچھا نمونہ پیش کرنا چاہیئے اور تبلیغ اسلام کا یہی بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے بعد احمدیت کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ" کے مضمون پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے باوجود شدید بخار کے ایک عالمانہ تقریر فرمائی۔ اور علمی رنگ میں احمدیت پر جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ ان کو پوری طرح دور کیا۔ یہ دونوں

تقریریں ہم انشاء اللہ قریبی اشاعتوں میں شائع کر دیں گے۔ حضرت امیر کی تقریر کے دوران میں کرنل سہروردی آف کلکتہ تشریف لائے۔ آپ صوبہ بنگال میں ایک بلند علمی و سیاسی درجہ رکھتے ہیں۔ امسال پنجاب یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد پر ممدوح ہی نے خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس کی اہل علم نے نہایت قدر کی۔ پانچ بجے کے بعد اجلاس ختم ہوا

احمدیہ کانفرنس

آٹھ بجے شب کے قریب احمدیہ کانفرنس کا اجلاس شروع ہوا جس میں تقریباً تمام بزرگ اور احباب شریک ہوئے۔ مندرجہ ذیل امور پر غور و خوض ہوا۔ اور تجاویز پیش ہوئیں۔

(۱)۔ اخبار پیغام صلح اور لائٹ کی توسیع اشاعت

قرار پایا۔ کہ ہر ایک دوست قومی اخبارات کو خریدے۔ اگر زیادہ استطاعت نہ رکھتا ہو۔ تو رعایتی قیمت پر جاری کرائے۔ اور چندہ بذریعہ اقساط ادا کر دے۔

(۲) پیغام صلح میں بچوں کا صفحہ ہونا چاہیئے۔

(۳)۔ بچوں کے لئے نظم و نثر کی مختلف کتابیں تالیف ہونی چاہئیں

(۴) احمدی تاجر پیغام صلح میں اشتہار دیں۔

(۵)۔ آئندہ نسل کی تربیت کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے

(۶)۔ توسیع جماعت کی خاص کوشش کی جائے۔

(۷)۔ احمدیہ ہوسٹل قائم کیا جائے۔

دس بجے کے بعد کانفرنس ختم ہوئی۔ ۲۵ کی صبح کو بھی چند امور پر غور کیا گیا۔ ہم انشاء اللہ عنقریب۔ ان تجاویز و مسائل پر مفصل بحث کریں گے۔

۲۵ دسمبر کی کاروائی

پہلا اجلاس

ساڑھے دس بجے کے قریب پہلا اجلاس بصدارت سید عبد المجید صاحب پنشنر جج کپورتھلہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نعت کے بعد کیا حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعوٰی کیا؟ کے موضوع پر میر مدثر شاہ صاحب گیلانی نے ایک مدلل تقریر فرمائی۔ اور حضرت صاحب کی کتابوں اور واقعات سے ثابت کر دیا۔ کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعوٰے ہرگز نہیں کیا۔ اس کے بعد مولانا عمرالدین صاحب شملوی نے "کیا حضرت مرزا صاحب نے اپنے منکرین کو کافر کہا"۔ کے مضمون پر لیکچر دیا۔ حضرت صاحب کی کتابوں کے بیشمار حوالے اور حیات مبارک کے بہت سے واقعات بطور ثبوت پیش کئے۔ یہ تقریر قادیانی عقیدہ تکفیر کے لئے بہت ہی "خطرناک" تھی۔ چنانچہ چند قادیانی حضرات کی بے چینی کے پیش نظر مقرر نے خواہش ظاہر کی۔ کہ میں اپنے وقت میں سے دس منٹ اعتراضات اور ان کے جواب کے لئے دیتا ہوں۔ لیکن صاحب صدر نے اس کی اجازت نہ دی۔ بعد ازاں مولانا صدرالدین صاحب مبلغ انگلستان و جرمنی نے ایک نہایت ایمان افروز اور پرجوش تقریر کی جس میں دیگر مسائل کے علاوہ یورپ میں تبلیغ اسلام کے موضوع پر بھی روشنی ڈالی تقریر نہایت موثر تھی۔ ایک بجے کے قریب اجلاس ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس نماز ظہر و عصر کے بعد دو بجے کے قریب بصدارت الحاج قاسم علی جیراز بھائی آف بمبئی منعقد ہوا۔ صاحب صدر کی تشریف آوری میں قدرے تاخیر ہوئی۔ ان کے تشریف لانے تک مولانا عزیز بخش صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری نے فرائض صدارت انجام دیئے۔ آمد پر مولانا محمد یعقوب خاں صاحب نے ممدوح کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا۔ کہ آپ بمبئی کے ملک التجار ہیں۔ اور اسلامی کاموں میں نہایت ذوق و جوش سے حصہ لیتے ہیں۔ انہوں نے انگریزی اور دوسری زبانوں میں مفید اسلامی ٹریکٹ طبع کرا کر مفت تقسیم کئے ہیں۔ اخبار لائٹ میں ان کے مضامین اور ان کے ٹریکٹوں پر ریویو کم ہوتے رہتے ہیں۔ تلاوت و نعت کے بعد مولوی احمد یار صاحب منشی فاضل مولوی نے جنہیں نے قادیان سے بیعت کیوں فسخ کی تھی کے موضوع پر تقریر کی۔ اور جماعت قادیان سے اپنی علیحدگی کے وجوہ کو تفصیل سے بیان کیا۔ اس کے بعد حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب نے انجمن کی سالانہ رپورٹ کے بعض ضروری حصے پڑھ کر سنائے۔

جلسہ سالانہ کے مقرر صاحبان

جلسہ سالانہ میں مندرجہ ذیل اصحاب نے تقریریں کیں یا نظمیں پڑھیں۔

(۱) حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ۔

(۲) حضرت مولانا غلام حسن صاحب پشاوری۔

(۳) جناب ہیرن عمر الف ایرنفلز

(۴) جناب جسٹس سر عبدالقادر صاحب بالقابہ۔

(۵) جناب حضرت ابو الاثر حفیظ جالندھری۔

(۶) حضرت مولانا صدرالدین صاحب مبلغ انگلستان و جرمنی۔

(۷) جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مبلغ جرمنی۔

(۸) جناب مولانا یعقوب خانصاحب ایڈیٹر لائٹ ۔

(۹) جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔

(۱۰) جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت۔

(۱۱) جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام۔

(۱۲) جناب میر مدثر شاہ صاحب گیلانی۔

(۱۳) جناب مولانا عمرالدین صاحب شملوی۔

(۱۴) مولوی احمد یار صاحب منشی فاضل و مولوی فاضل۔

(۱۵) خواجہ غلام نبی صاحب مجوز مبلغ اسلام۔

(۱۶) سید اختر حسین شاہ صاحب

(۱۷) الحاج محمد علی سالمین بمبئی

(۱۸) ڈاکٹر کے۔ اے۔ خاں سکندر آباد ضلع بلند شہر

اور ایک نہایت موثر تقریر کے دوران میں چندہ کی اپیل کی جس پر احباب نے لبیک کہا۔ بعد ازاں حضرت امیر نے تقریر فرمائی جس میں احمدیت کو عملی رنگ میں پیش کرتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور کے کام پر روشنی ڈالی۔ یہ تقریر انشاء اللہ کسی قریبی اشاعت میں درج کی جائے گی۔ پانچ بجے کے قریب اجلاس ختم ہوا۔

تیسرا اجلاس

شام کے سات بجے کے قریب تیسرا اجلاس بصدارت سر عبدالقادر صاحب بالقابہ منعقد ہوا۔ صاحب صدر ایک ضروری کام کی وجہ سے قدرے تاخیر سے تشریف لائے۔ ان کی عدم موجودگی میں ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مبلغ جرمنی نے فرائض صدارت انجام دیئے۔ سب سے اول جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ نے انگریزی میں

"What We owe to Hazrat Mirza Sahib"

(حضرت مرزا صاحب کے احسانات) کے موضوع پر تقریر فرمائی آپ کی تقریر نہایت عالمانہ تھی۔ فاضل مقرر نے موضوع کے ہر ایک پہلو پر پوری قابلیت سے روشنی ڈالی۔ اور بتایا۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور جو کچھ اسلامی خدمات انجام دے رہی ہے۔ یہ سب مجدد زماں کی تعلیم اور ان کے روحانی فیوض کا نتیجہ ہے۔ بعد ازاں جناب ہیرن نے تقریر فرمائی جس کے لئے حاضرین بے صبری سے منتظر تھے۔ اس اثنا میں چند جرمن خواتین تشریف لائیں۔ اور اختتام اجلاس تک موجود رہیں۔

جناب ہیرن کی تقریر

جناب ہیرن کے کھڑے ہوتے ہی حاضرین نے پرجوش نعرے بلند کئے بزبان انگریزی میں تقریر شروع ہوئی۔ ممدوح نے سب سے پہلے زبان کی اجنبیت کی معذرت اور حاضرین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد برلن مسجد اور جرمن مشن کے حالات بیان کئے۔ اس سلسلہ میں ممدوح نے شہر برلن کی مختصر تاریخ اور اس کا محل وقوع بتلاتے ہوئے فرمایا۔ کہ یورپ کے بڑے شہروں میں سے برلن سب سے کم عمر ہے۔ پہلے اس جگہ وسیع جنگل ہوتے تھے۔ اس کے بعد فرمایا۔ کہ یہ شہر مشن کے لئے ہر لحاظ سے موزوں ہے۔ جرمنی کا ملک دیگر خصوصیات کے علاوہ عیسائیت کے پراٹسٹنٹ فرقہ کا مولد و مرکز ہے۔ اس کے بعد آپ نے عیسائیت اور اس کے مختلف فرقوں کی تعلیم اور موجودہ حالات پر بھی روشنی ڈالی۔ برلن مسجد اور مشن کی مختصر تاریخ اور حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ مسجد الحاد و مادہ پرستی کے ملک میں ایک روشنی کا مینار ہے۔ اور یہ مشن اور عبادت گاہ حیرت انگیز طریق پر اسلامی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مسجد میں پانچ وقت اذان و نماز ہوتی ہے جمعہ و عیدین کی نمازیں باقاعدہ پڑھی جاتی ہیں۔ اور اسلامی تیوہاروں کو نہایت موثر طریق پر منایا جاتا ہے۔ ہر ماہ کے پہلے جمعہ کو لیکچر بھی ہوتے ہیں جس میں دلنشین انداز میں اسلامی تعلیم کو پیش کیا جاتا ہے جب میں پہلی مرتبہ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی ملاقات کے لئے برلن گیا۔ تو حسن اتفاق سے مہینے کا اول جمعہ تھا۔ اور مذکورہ جلسہ منعقد ہو رہا تھا مشن کے متعلق فرمایا۔ کہ اس نے اور اس کے سہ ماہی رسالہ نے یورپ میں اسلام کے متعلق نمایاں تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ مشن کی طرف سے مفید اسلامی لٹریچر مفت تقسیم ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں غریب طلبار کی امداد اور مرنے والوں کی اسلامی طریق پر تجہیز و تکفین بھی کی جاتی ہے۔ سہ ماہی رسالہ تو خاص طور پر مفید ثابت ہو رہا ہے۔ اور دور دراز مقامات تک پہنچتا ہے۔ خود مجھے بھی اسی کے ذریعے ہدایت ملی۔ قبول اسلام کی سرگذشت سناتے ہوئے آپ نے انہی واقعات کا اعادہ کیا۔ جو ۲۴ر دسمبر کو سپاسنامہ خیر مقدم کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمائے تھے۔ کہ میں عرصہ سے صحیح مذہب کی تلاش میں تھا۔ یوگوسلافیہ کے سفر میں وہاں کے مفتی اعظم کے ذریعہ مجھے برلن مشن کا علم ہوا۔ اور مشن کے سہ ماہی رسالہ کی ایک کاپی ملی میں نے خط و کتابت شروع کی۔ اور ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ آخر پر ہیرن ممدوح نے فرمایا۔ کہ مجھے برلن مشن کے ذریعے اسلام کی دولت نصیب ہوئی۔ اور یہ مشن احمدی قوم کی ہمت و قربانی کا نتیجہ ہے۔ اس لئے میں جماعت احمدیہ لاہور اور اس کے محترم بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب کا بے حد ممنون ہوں

اگر برلن میں یہ مشن نہ ہوتا، تو مجھے اسلام کی دولت نہ ملتی۔ وو ... تقریر میں ممدوح نے ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ اور ڈاکٹر عبید مارقوس کی خاموش و پر اخلاص تبلیغی مساعی کا ذکر بھی نہایت عمدہ الفاظ میں فرمایا جناب بیرن کی تقریر کے بعد صاحب کی خواہش پر ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب نے ایک مختصر تقریر بزبان انگریزی فرمائی۔ کہ میں نے جو کام کیا، وہ محض خدا کا فضل مجدد زمان کی تعلیم کا اثر اور آپ بزرگوں اور بھائیوں کی دعاؤں اور ہمدردی کا نتیجہ ہے۔ صاحب صدر نے بھی اجلاس برخاست کرنے سے قبل چند کلمات فرمائے۔ کہ چند سال کا عرصہ ہوا۔ کہ میرے پاس برلن مسجد کا نقشہ اور اس کے متعلق تجاویز بھیجی گئیں۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب برلن مسجد کی تعمیر زیر تجویز تھی میں نے مسلمانوں کی عام بیکسوں کی طرح اسے بھی ایک دل خوش کن خواب سمجھا۔ اور خاموش ہو رہا۔ لیکن تھوڑے عرصہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ اس خواب نے حقیقت کی شکل اختیار کر لی ہے۔ آج میں اس مسجد اور جرمن مشن کے نتائج کو جن میں ایک بیرن صاحب بھی ہیں۔ دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں۔ یقیناً یہ جماعت احمدیہ لاہور کا قابل تعریف اور لائق مبارکباد کارنامہ ہے دس بجے کے قریب اجلاس ختم ہوا۔ سردی کی شدت اور مطلع کے ابر آلود ہونے کے باوجود بھی لوگ کثیر تعداد میں اجلاس میں شریک ہوئے۔ اور اختتام اجلاس تک موجود رہے۔

۲۶ر دسمبر کی کارروائی

(اس روز صرف ایک اجلاس ہی منعقد ہوا)

ساڑھے دس بجے کے قریب کارروائی زیر صدارت خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم ریٹائرڈ ڈپٹی ... سپرنٹنڈنٹ پولیس جھنگ شروع ہوئی۔ تلاوت کے بعد خواجہ غلام نبی صاحب مہجور نے ایک نظم پڑھی۔ اس کے بعد حضرت مولانا غلام حسن صاحب لپاوری کا وعظ ہوا جس میں ممدوح نے جماعت کو اخلاق و سیرت کی اصلاح کی طرف پر زور توجہ دلائی۔ بعد ازاں مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے "وید وں میں حضرت محمد رسول اللہ کے متعلق پیشگوئیاں" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور اپنے دعوے کی تائید میں متعدد مشہور و مستند وید منتر پیش کئے۔ اس نوجوان و فاضل مقرر کی تقریر نہایت دلچسپ و موثر تھی۔ اس کے بعد جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کی تقریر ہوئی۔ موصوف نے ثابت کیا۔ مساوات نسل انسانی کی تعلیم صرف مذہب اسلام ہی میں ملتی ہے۔ اور اپنے دعوے کے ثبوت میں ویدوں اور ہندوؤں کی دیگر مذہبی کتب کے بکثرت حوالے پیش کئے۔

الحاج محمد علی سالمین کی تقریر

بعد ازاں الحاج محمد علی سالمین صاحب آف بمبئی نے دس منٹ تقریر کی۔ آپ بمبئی سے الحاج سیٹھ قاسم علی جیراز بھائی کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ موصوف نے اپنی تقریر میں اتحاد اسلامی اور تبلیغ اسلام پر زور دیا۔ اور تکفیر المسلمین سے بیزاری ظاہر کی۔ ان کی تقریر کے بعد مولانا محمد یعقوب خاں ایڈیٹر لائٹ نے مقرر کا تعارف کرایا اور فرمایا۔ کہ دشمن سلسلہ اخبار زمیندار نے فاضل مقرر پر بہتان لگایا ہے۔ کہ انہوں نے جماعت احمدیہ لاہور کو کافر کہا ہے۔ حالانکہ آپ کے پاکیزہ خیالات جو آپ نے ابھی اس کثیر مجمع کے روبرو ظاہر فرمائے ہیں۔ اس کی پر زور تردید کر رہے ہیں۔ بعد ازاں ڈاکٹر کے رام خانصاحب نے دس منٹ تقریر کی اور انگریزی

ترجمۃ القرآن کی مفت اشاعت کی تحریک کی۔

حضرت امیر کی اختتامی تقریر

ایک بجے کے قریب حضرت امیر اسٹیج پر تشریف لائے۔ اور ایک نہایت ہی موثر تقریر کی جس میں جماعت کو بیش بہا نصائح فرمائیں۔ تقریر کے آخر پر جناب ممدوح نے تازہ ٹریکٹ "عالمگیر مذہبی انقلاب" کے لئے تحریک فرمائی۔ جس کی کئی ہزار کاپیاں احباب نے فوراً خرید لیں۔ اس کے بعد نمائش دستکاری کی بقیہ اشیاء پیش کی گئیں۔ جو حاضرین نے ہاتھوں ہاتھ مول لے لیں۔ دعا کے بعد دو بجے کے قریب جلسہ ختم ہوا۔ حضرت امیر کی یہ تقریر بھی انشاء اللہ جلد ہی شائع کی جائیگی

متفرق باتیں

ایام جلسہ میں حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ درس قرآن بھی دیتے رہے۔ احباب نمازیں جمع کر کے باقاعدگی سے باجماعت ادا کرتے رہے۔ اکثر احباب ۲۶ر دسمبر ہی کو تشریف لے گئے تھے۔ بہت سے ۲۷ر کو گئے۔ ۲۸ر کو حضرت خواجہ صاحب کے انتقال کا دردناک حادثہ پیش آیا۔ اس کی وجہ سے ۲۸ر کو روانہ ہونے والے دوست رک گئے۔

روزے کے مسائل

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

---

(۱) روزہ کا اصل مقصد تقویٰ ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ پس روزہ میں جھوٹ بولنا۔ گالیاں دینا غیبت کرنا۔ بدنظری اور حرام خوری روزہ کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا جو روزہ میں غیبت کرتا اور گالیاں دیتا ہے اس کے فاقہ کی خدا کو کوئی پروا نہیں۔ گویا بغیر تقویٰ کے روزہ محض ایک فاقہ ہے جس کی خدا کو کیا پروا ہو سکتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا اگر بہت غصہ آوے اور طبیعت کسی طرح بھی رک نہ سکے تو اتنا کہہ دو کہ اس کا جواب میں دے سکتا تھا لیکن روزہ کی وجہ سے دے نہیں سکتا۔ گویا اس طرح دل کا بخار بھی نکل جائیگا اور روزہ بھی بچ جائیگا۔

(۲) جب تک رمضان کا چاند نظر نہ آوے یا شہادت نہ مل جاوے شک (کی صورت میں) روزہ رکھنا جائز نہیں۔

(۳) رمضان کے فرضی روزہ کی نیت اس سے قبل شام سے ہی ہونی چاہیے کہ کل صبح روزہ رکھنا ہے۔ سوائے اس حالت کے کہ چاند دیکھنے کی خبر نہ آئی ہو۔ نفلی روزہ کے لئے اس کی ضرورت نہیں۔ صبح اٹھ کر بھی نیت ہو سکتی ہے۔

(۴) مسافر اور بیمار کے لئے روزہ معاف ہے۔ مسافر جب گھر پہنچے تو فوت شدہ روزوں کے بدلہ رمضان کے بعد روزے رکھ لے۔ اور بیمار جب تندرست ہو تب روزوں کی قضا ادا کرے

(۵) سفر کیلئے کوئی خاص شرط نہیں جب سفر کے لئے گھر سے نکلے۔ وہ مسافر سمجھا جائیگا۔ اسی طرح بیماری کے لئے کسی خاص ٹمپریچر یا بیماری کے معیار کی ضرورت نہیں۔ البتہ معاملہ کو خدا سے صاف رکھے اور حیلہ بازی سے کام نہ لے۔ اور جب وجہ معذوری دور ہو جائے تو قضا شدہ روزے رکھ لے۔

(۶) اگر ایسا بیمار ہے جس کی صحت کی درستی کے لئے ایک لمبا عرصہ درکار ہے۔ یا امید صحت نہیں۔ یا ایسا کمزور ہے جس کے لئے روزہ رکھنا مضر صحت ہے۔ یا ایسا بوڑھا ہے جس کے روزہ رکھنے سے اس کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ یا حاملہ عورت ہے یا دودھ پلانے والی عورت ہے۔ ایسے لوگ روزہ نہ رکھیں اور ہر ایک قضا شدہ روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ لیکن مسکین کو کھانا کھلانا بھی انہی لوگوں پر فرض ہے جو مسکین کا کھانا دینے کی طاقت رکھتے ہوں۔ جو خود مسکین ہیں اور فدیہ دے نہیں سکتے۔ وہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کے مطابق ہر طرح معافی کے نیچے ہیں۔

(۷) روزہ میں غلطی سے اگر کوئی چیز منہ میں ڈال لی جائے یا نگل لی جائے یا کلی کرتے وقت بھولے یا غلطی سے حلق سے نیچے اتر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۸) کسی خوشبو یا بدبو، گرد و غبار کے ناک میں یا منہ میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۹) آنکھ میں سرمہ ڈالنے، نہانے، سر میں تیل ڈالنے۔ آنکھ یا کان میں دوا ڈالنے شیشہ دیکھنے سے آ جانے۔ نکسیر پھوٹنے، خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۱۰) حکم ہے کہ افطار میں جلدی کرو۔ اور سحری کھانے میں تاخیر کرو۔ صحابہ سے روایت ہے کہ ہمارے سحری کھانے اور نماز فجر کے شروع ہونے کے درمیان میں اتنا وقفہ ہوتا تھا جس میں چالیس آیتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔ ایک دفعہ حضرت بلال نے غلطی سے اذان جلد دیدی تھی تو آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے گھروں پر جاؤ اور ان کو اطلاع دو کہ ابھی سحری کھا سکتے ہو مجھ سے غلطی ہو گئی۔

(۱۱) رمضان کی راتوں میں قیام کرنا خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے بڑھکر بدقسمت کون ہوگا جس نے رمضان کو پایا اور خدا سے اپنے گناہ نہ بخشوائے آپ پچھلی رات کو قیام کرتے تھے۔ اور گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ دو دو رکعت کی نیت باندھتے تھے۔ گیارھویں یعنی آخری رکعت علیحدہ پڑھتے تھے۔ یہی آخری رکعت وتر کہلاتی ہے کیونکہ یہ رکعت ساری رکعتوں کو طاق کر دیتی ہے۔ چونکہ آج کل ہمارے ملک میں عشا کی نماز کے آخر میں تین رکعت وتر پڑھ لیتے ہیں۔ اس لئے پچھلی رات صرف آٹھ رکعت پڑھنی کافی ہیں۔ اور اگر پچھلی رات میں تین رکعت وتر نہ پڑھے تو پھر آخر شب میں گیارہ رکعت پڑھے

پہلی شب میں بیس رکعتیں اور تین رکعت وتر کا پڑھنا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شروع ہوا۔ لوگ مسجد میں بعد نماز عشا بیٹھے باتیں کرتے رہتے تھے۔ آپ نے ایک حافظ قرآن کو مقرر کیا کہ وہ انہیں بیس رکعت پڑھا دے اور اس میں قرآن سنائے۔ اس طرح قرآن سننے کا ایک موقعہ پیدا کر دیا۔ لیکن سنت رسول اللہ صلعم آخر شب میں قیام کرنا ہے۔ تلک عشرۃ کاملۃ۔

جناب بیرن عمر الف ایرنفلز کا استقبال

اخوت اسلامی کا پر اخلاص و شاندار مظاہرہ

سپاسنامہ خیر مقدم اور اسکا جواب

استقبال کی طیاریاں

جناب بیرن عمر ایرنفلز کی آمد امسال جلسہ سالانہ کی ایک نمایاں خصوصیت تھی۔ جماعت احمدیہ کا بچہ بچہ اپنے معزز نو مسلم مہمان کی آمد کا منتظر اور دیدار کا مشتاق تھا کمسن لڑکوں اور نوجوان احباب کئی روز قبل سے استقبال کی تیاریوں میں مصروف تھے ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے باہمت ارکان نے پوری توجہ سے استقبال کا اہتمام کیا تھا مسلمانانِ لاہور کے تمام طبقوں میں بھی اس خبر نے مسرت کی ایک لہر دوڑا دی تھی روشن خیال مسلمان اس نیک ساعت کے منتظر تھے۔

بارش

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل میں اکثر احباب ۳۰ دسمبر کو تشریف لے آئے تھے اس تاریخ کو نماز جمعہ کے بعد نوجوانوں نے مسجد ہی میں جمع ہو کر اپنی طیاریاں مکمل اور متعلقہ فرائض تقسیم کرلئے تھے ایک سفید پرندے کی آمد ایمانوں کی تازگی کا باعث ہو رہی تھی۔ ابھی استقبال کی تیاریاں ہی ہو رہی تھیں کہ نماز عصر کے بعد تیز سرد ہوا اور ترشح شروع ہو گیا جس نے ایک گھنٹے کے اندر اندر موسلا دھار بارش کی شکل اختیار کرلی۔ بارش کا سلسلہ کم و بیش تمام رات جاری رہا۔ لاہور کی تمام سڑکیں کیچڑ سے بھر گئیں کسی دوسرے کے متعلق تو نہیں کہا جاسکتا لیکن خاکسار راقم الحروف کو بار بار خیال آتا کہ کہیں بارش اور سخت سردی استقبال کی رونق پر اثر انداز نہ ہو مگر یہ ایک وہم تھا۔ آٹھ بجے صبح کے قریب اسٹیشن پر جا کر جو نظارہ دیکھا اس نے اس وہم کو معاً دور کر دیا۔

اسٹیشن کا نظارہ

اسٹیشن کی ڈیوڑھی میں مسلم ہائی سکول کے بوائے سکاوٹ و دوسرے طلبار۔ ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے ممبر و دیگر نوجوانان جماعت کثیر جماعت میں کھڑے تھے۔ بوائے اسکوٹوں کی وردیاں رضاکاروں کے امتیازی نشانات عجب بہار دکھلا رہے تھے۔ بگل کی آواز بار بار ایک مسرت انگیز سنسنی پیدا کر رہی تھی پلیٹ فارم ٹکٹ کی کھڑکی پر بے انتہا ہجوم تھا مسلمانان لاہور و احباب جماعت کثیر تعداد میں چلے آ رہے تھے۔ ٹرین ڈیوڑھی کے ملحقہ پلیٹ فارم نمبر ۲ پر آنی تھی وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ گاڑی تقریباً ایک گھنٹہ لیٹ ہے، میں ایک ضرورت سے دوسرے پلیٹ فارم پر گیا چند منٹ بعد واپس آکر دیکھا تو ساری ڈیوڑھی اور تمام پلیٹ فارم مسلمانوں سے بھر چکا تھا کہیں تل دھرنے کو بھی جگہ نہ تھی، چاروں طرف آدمی ہی آدمی نظر آ رہے تھے۔ گزرنے کے لئے راستہ ملنا دشوار ہو گیا تھا ہوسکے چند ذمہ دار افسر اور ہمارے رضاکار حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشادات کے مطابق انتظامات میں مصروف تھے۔ ۰۰۰۰۰۰ پونے نو بجے کے قریب لاہور کے اکثر معزز اور اہل علم مسلمان اسٹیشن پر پہنچ چکے تھے جن میں جسٹس سر عبدالقادر بالقابہ جج ہائیکورٹ۔ جناب نواب شاہنواز خاں صاحب آف ممدوٹ۔ خان بہادر فضل الٰہی صاحب ڈائرکٹر انفرمیشن بیورو میاں عبدالعزیز صاحب صدر بلدیہ لاہور۔ ملک محمد امین صاحب ایم۔ ایل۔ سی۔ مولوی فتح دین صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ زراعت ڈاکٹر ابو الحسن منصور بی۔ ایچ۔ ڈی۔ خانصاحب چودہری فتح شیر خانصاحب میونسپل کمشنر و آنریری مجسٹریٹ۔ مولانا غلام محی الدین صاحب وکیل سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور۔ حضرت امیر ایدہ اللہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب۔ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ جناب میاں غلام رسول صاحب تمیم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ رب عبدالقادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور۔ جناب فضل حق صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور۔ جناب چوہدری رحیم بخش صاحب وائس پرنسپل لاء کالج لاہور مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائیٹ۔ خان بہادر شیخ امیر علی ریٹائرڈ سیشن جج کے اسماء اسوقت یاد رہ گئے ہیں انکے علاوہ دیگر بیشمار معززین اور بہت سے اخبارات کے نامہ نگار موجود تھے۔

بار بار اللہ اکبر۔ اسلام زندہ باد۔ تحریک احمدیت زندہ باد۔ مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ زندہ باد۔ بیرن عمر ایرنفلز زندہ باد کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ گاڑی کی تاخیر نے مجمع کے شوق و جوش پر کوئی اثر نہ کیا تمام حاضرین بخوشی گاڑی کی آمد تک کھڑے رہے۔

ایک مخالف کی آمد

جناب بیرن کی گاڑی سے قبل ایک اور ٹرین سے لاہور کا ایک اخبار نویس اور خود ساختہ لیڈر جو سلسلہ کی ناکام مخالفت اور ہر ایک مفید اسلامی تحریک کو خراب کرنیکی وجہ سے کافی بدنام ہو چکا ہے اترا اس نے اپنے رسوائے عالم اخبار میں اپنی فطرت سے مجبور ہو کر جناب بیرن کے استقبال میں شرکت سے مسلمانوں کو روکا تھا لیکن یہ شاندار نظارہ اسکی ہرزہ سرائی کے بے اثر ہونے کا کھلا ثبوت تھا۔ جسے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنی نامرادی پر دل ہی دل میں ماتم کرتا ہوا چلا گیا کاش وہ اب بھی اپنی مسلسل ناکامیوں سے عبرت حاصل کرے۔

ٹرین کی آمد

ساڑھے نو بجے کے قریب گاڑی آئی اس سے قبل تمام احباب اور رضاکار قرینے سے کھڑے ہو چکے تھے۔ حضرت امیر نے ایک ترتیب قائم کرکے ارشاد فرمایا کہ تمام دوست اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں اس کی پوری پوری تعمیل کی گئی۔ گاڑی کے آتے ہی فلک بوس نعرے بلند ہوئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اور چند بزرگوں نے جناب بیرن اور ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کو ۰۰۰۰۰۰ پھولوں کے ہار پہنائے اور ساتھ لیکر احباب و معززین سے تعارف کرایا اس وقت کا سماں قابل دید تھا۔ ہر کوئی اپنے معزز مہمان اور قابل مبلغ کی زیارت کے لئے سراپا شوق و انتظار بنا ہوا تھا۔ جناب بیرن کو اس طریق سے پلیٹ فارم سے باہر لے جایا گیا کہ تمام حاضرین دیکھ سکیں اور اپنے ہاتھوں سے ہار پہنا سکیں۔ حاضرین نے اسقدر ہار پہنائے کہ جناب بیرن کا چہرہ بار بار انکی کثرت کی وجہ سے تقریباً چھپ جاتا۔

جلسہ گاہ کو روانگی

ڈیوڑھی میں مشتاقان زیارت کا کثیر ہجوم تھا اس نے بھی کثرت سے ہار پہنائے اور گلرزی کی گاڑی کی آمد میں کافی تاخیر ہو چکی تھی اس لئے کوشش کی گئی کہ جلد سے جلد احمدیہ بلڈنگس پہنچ کر جلسہ کی کارروائی شروع کی جائے لیکن مشتاقان زیارت کا شوق دیدار و ملاقات اس کوشش میں حائل ہو رہا تھا آخر بصد مشکل جناب بیرن صاحب کو موٹر میں سوار کیا گیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب۔ جناب میاں غلام رسول صاحب تمیم بھی اسی موٹر میں سوار ہوئے۔ ہجوم نے خود بخود ایک جلوس کی شکل اختیار کرلی جو رفتہ رفتہ احمدیہ بلڈنگس پہنچا۔ یہاں بھی مشتاقان زیارت کا انبوہ کثیر موجود تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچے معصومانہ مسرت سے جلسہ گاہ کے قریب کھڑے تھے۔

اجلاس کی کارروائی

احمدیہ بلڈنگس پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد اجلاس کی کارروائی بصدارت جناب نواب شاہنواز خاں آف ممدوٹ شروع ہوئی تلاوت قرآن کے بعد حضرت ابو الاثر حفیظ جالندھری مصنف **شاہنامہ اسلام** نے اپنے مخصوص انداز میں نظم خیر مقدم پڑھی جو اسی اشاعت کے **صفحہ اوّل** پر درج ہے۔ موصوف نے بطور تمہید فرمایا کہ میں نے یہ نظم آج رات ہی نہایت عجلت میں کہی ہے۔ جس وقت میں نے یہ چند اشعار موزوں کئے آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا نظم شروع ہوئی۔ تمام حاضرین جلسہ کسی دوسرے ہی عالم میں پہنچ گئے۔ چاروں طرف سکوت تھا۔ جس کو کبھی کبھی بے اختیارانہ داد کی آوازیں توڑ دیتی تھیں سٹیج کی طرف نظر اٹھائی حضرت مولانا صدرالدین صاحب عالم وجد میں جھوم رہے تھے۔ سر عبدالقادر بالقابہ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ نظم کے سحر نے زبان کی اجنبیت کے پردوں کو دور کر دیا تھا جسکی وجہ سے جناب بیرن بھی متاثر معلوم ہوتے تھے۔

سپاسنامہ خیر مقدم

نظم کے بعد انجمن کی طرف سے جناب بیرن کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا گیا جسے بزبان انگریزی جناب مولانا یعقوب خاں صاحب نے پڑھ کر سنایا اور ایک خوبصورت مخملی تھیلے میں رکھ کر پیش کیا گیا اس کی مطبوعہ کاپیاں بھی حاضرین میں تقسیم کی گئیں اس ایڈریس کا ترجمہ اسی پرچے میں کسی دوسری جگہ موجود ہے

احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا ساتواں سالانہ جلسہ

خواتین کی طرف سے زنانہ جلسے کی مندرجہ روئیداد موصول ہوئی ہے جو شکریہ کے ساتھ درج اخبار کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

حسب اعلان ۲۲ر دسمبر ۱۹۳۲ء کو احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا سالانہ جلسہ مسلم ہائی سکول . . . . کے وسیع صحن میں شروع ہوا جلسہ گاہ عالی شان شامیانہ جھنڈیوں اور گلاستوں وغیرہ سے آراستہ تھی ساتھ کے دوسرے صحن میں دستکاری کا شامیانہ تھا جو چاروں طرف سے قناتوں سے گھیر اگیا تھا ایک عظیم الشان ہال نظر آتا تھا اور نمائش گاہ کی عظمت و خوبصورتی کو ظاہر کرتا تھا اشیائے دستکاری میزوں پر رکھی تھیں اور ہر ایک میز والنٹیرز کے سپرد تھا اس انتظام کے لئے ہم جناب مہتمم جلسہ سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب کے ممنون ہیں وہ ہمیشہ ایسی ہی دلچسپی لیا کرتے ہیں اس موقعہ پر میں ننھے ننھے سکاؤٹس بچوں کا ذکر بھی کرنا چاہتی ہوں جو جلسے گاہ کی سجاوٹ اور دیگر کاموں میں ہمیشہ نہایت شوق و محبت کا اظہار کرتے ہیں۔ خداوند کریم ان کو عمر دے اور دین کا خادم بنائے

جلسے کا وقت بارہ بجے تھا۔ مگر ساڑھے گیارہ سے خواتین آنی شروع ہو گئیں اور بارہ بجے تک سارا پنڈال کھچا کھچ بھر گیا۔ کرسیاں اور منگوائی گئیں۔ سکول کے بنچ نکال کر رکھ دیئے گئے۔ پھر بھی بعض بہنوں کو کھڑا رہنا پڑا۔ کئی ایک ناموافق وجوہات کے باوجود معزز تعلیم یافتہ خواتین کا یہ کثیر مجمع جو کم از کم چھ سو ہوگا یہ ثابت کرتا تھا کہ احمدیہ انجمن خواتین کو طبقہ مستورات میں کس قدر ہر دلعزیزی حاصل ہے۔ بیرونجات کی بہنیں بھی کافی تعداد میں شریک تھیں۔ والنٹیرز لڑکیاں اپنے خاص رنگ کے دوپٹوں کی وجہ سے ممیز تھیں۔ ننھی ننھی بچیاں گیٹ سے سٹیج تک دو رویہ راستہ بنا کر صف بستہ کھڑی تھیں

صاحبہ صدر کی آمد اور خطبہ صدارت

بارہ بجے معزز صدر صاحبہ محترمہ لیڈی شفیع مع اپنی فیملی کی چند معزز خواتین کے تشریف لائیں۔ اراکین خواتین نے گیٹ پر استقبال کیا۔ اور ننھی بچیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ صدر صاحبہ سٹیج پر تشریف لائیں اور کرسی صدارت پر متمکن ہو گئیں۔

جلسے کا افتتاح قرآن کریم کی تلاوت سے . . ہوا چھوٹی چھوٹی بچیوں نے حمد و نعت گائی اور محترمہ صدر صاحبہ نے خطبہ صدارت پڑھا آپ نے پہلے شکریہ ادا کیا۔ پھر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے سب کاموں پر بالتفصیل روشنی ڈالی اور فرمایا کہ ایک ایسے زمانے میں جبکہ مذہب کی بنیادیں متزلزل ہو رہی ہیں جبکہ لوگ اپنے قدیم رسم و رواج اپنے قدیم مذاہب بلکہ خدا تک سے منحرف ہو رہے ہیں جبکہ مغرب کی دہریت کا زہریلا اثر ملک ملک میں سرایت کر گیا ہے ضرورت تھی اور سخت ضرورت تھی کہ اسلام جیسے سادہ و صادق مذہب کو پھر پھیلایا جائے اور دنیا کو دکھایا جائے کہ یہ مذہب پوری طرح سے موجودہ علوم و فنون اور دور حاضرہ کی ضروریات سے عہدہ برا ہو سکتا ہے۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ یہ کام ہمارے احمدی بھائیوں کی محنت و کوشش سے سرانجام پا رہا ہے اس ضمن میں خواجہ کمال الدین اور مولانا محمد علی جیسے استاد اور ریاضت اشخاص نے جو حیرت انگیز کام اپنی تن دہی سے کر کے دکھایا وہ ہزار تحسین آفرین کے لائق ہے"۔ پھر فرمایا کہ عزیز بہنو آؤ ہم اسلام کی اس روح کو اور ان سچے جذبات کو پھر اپنے جسم و جان میں دوڑتا ہوا دیکھیں اپنی زندگی کے طرز کو بدل ڈالیں اپنے وقت اور اس کی صحیح قدر کریں اور اسے قومی خدمت کی نذر کریں۔ خطبہ صدارت کے بعد مسلمانوں کی ترقی و بہبودی کے متعلق پانچ ریزولیوشن پیش کیے گئے جو درج ذیل ہیں۔

ریزولیوشن

(۱) احمدیہ انجمن خواتین کا یہ جلسہ اپنی بہنوں کی توجہ کو قرضے کے تدارک کی طرف مبذول کراتا ہے۔ اور ملتمس ہے کہ وہ اپنے اخراجات کو اپنی آمدنی کے اندر رکھ کر قرض جیسے موذی مرض سے محفوظ رہیں۔ بلکہ وقت بے وقت کے لئے کچھ پس انداز بھی کریں اور خصوصاً سودی قرض سے سختی سے احتراز کریں۔

(۲) مسلم خواتین کا یہ عظیم الشان اجتماع مسلمان بہنوں سے درخواست کرتا ہے کہ مسلمانوں کی تجارت کو فروغ دینے اور اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ہر ایک مسلمان بہن کا فرض ہے کہ وہ مسلمان دوکانداروں سے خرید و فروخت کریں۔

(۳) مسلم خواتین کا یہ جلسہ اپنی بہنوں سے استدعا کرتا ہے کہ مسلمانوں کا روپیہ رسم و رواج پر بے دردی سے ضائع ہو رہا ہے۔ ہر ایک بہن کا فرض ہے کہ وہ اپنی پوری کوشش رسم و رواج کی اصلاح پر اپنے گھر اور برادری میں کریں۔ اور خصوصاً متمول بہنیں اپنا نمونہ قائم کریں۔ تا کہ عوام تقلید کر سکیں۔

(۴) مسلم خواتین کا یہ جلسہ اپنی بہنوں کی خدمت میں التماس کرتا ہے کہ وہ اپنی خیرات کو منظم کرنے کی پوری کوشش کریں اور اپنے نذر و نیاز زکوٰۃ و خیرات کے ایک بڑے حصے کو اشاعت اسلام و دیگر قومی کاموں پر صرف کریں۔

(۵) مسلمان خواتین کا یہ عظیم الشان اجتماع مسلمانوں کی توجہ کو اس طرف مبذول کراتا ہے کہ اچھوت اقوام کی موجودگی ہندوؤں کی نیکنامی پر ایک سیاہ داغ ہے اس لئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اسلام جیسی نعمت عظیم کو جو چھوت چھات اور ذات پات کی تفریقوں کو جڑ سے کاٹتی ہے ان کے سامنے پیش کر کے ان کو ذلت کی حالت سے نکالیں۔

مندرجہ بالا ریزولیوشن پر بیگم بشیر احمد صاحب بیگم لطیف صاحب بیگم صاحبہ حضرت امیر محترمہ تاج بیگم صاحبہ محترمہ سید بیگم صاحبہ۔ دیگر بہنوں نے نہایت پر جوش و مفید تقاریر کیں اور وہ طریقے پیش کئے گئے جن کے ذریعہ موجودہ نقائص دور ہو سکیں۔

خیرات کو منظم کیا جائے

خیرات کو منظم کرنے کی ضرورت پر بیگم بشیر احمد۔ بیگم حضرت امیر کی تقریریں بالخصوص قابل ذکر ہیں بیگم بشیر احمد نے مسلمانوں کی موجودہ خیرات کے نقائص کو بیان کیا اور تنظیم کی ضرورت ظاہر کیا۔ بیگم حضرت امیر نے بیگم بشیر احمد صاحب کی تقریر کی تائید کرتے ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نظام کو بیان کیا اور بہنوں کو مندرجہ ذیل چھ طریقے بتائے جن کے ذریعہ وہ اپنی خیرات کے مقصد کو پا سکتی ہیں اول یہ کہ ہر بہن کے پاس کچھ نہ کچھ زیور ہوتا ہے وہ اپنی زکوٰۃ کا ایک حصہ اشاعت اسلام میں دیں۔ دوئم جن بہنوں کا روپیہ بنکوں میں جمع ہے وہ اس کا سود انجمن اشاعت اسلام میں دے دیں مسلمانوں کا بہت سا ہوا کا روپیہ بنکوں میں پڑا ہے اور اس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہو رہا ہے۔ کیونکہ جب میعاد گذر جاتی تو یہ روپیہ گرجے کو مل جاتا ہے۔ بہتر ہوگا کہ مسلمانوں کا یہ روپیہ بجائے ضائع ہونے کے ان کے قومی کاموں میں خرچ ہو سوئم جب کوئی موت ہو جائے تو بجائے قل جہلم وغیرہ کے وہی روپیہ مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے اسلام کی ترقی اور دین کی خدمت کے لئے دیں بلکہ مرحوم یا مرحومہ کا جو زیور کپڑا وغیرہ ہو وہ بھی شامل کر کے سب روپیہ بنک میں رکھ لیا جائے اور اس کی آمدنی قومی تعلیمی وظائف یا اشاعت اسلام کے لئے وقف کر دی جائے یہ ثواب جاریہ ہوگا جو ہمیشہ قائم رہیگا

چہارم شادی بیاہ کے موقعہ پر ہمارے گھروں میں دستور ہے کہ نوکروں وغیرہ کو انعام تقسیم کرتے ہیں اگر ہمارے دل میں اپنے مذہب کی کچھ بھی عزت ہے تو یقیناً ہم کو بطور شکرانہ کچھ خدا کے لئے بھی دینا چاہیئے۔

پانچویں وصیت کرتے ہوئے ضرور کچھ رقم یا جائداد کا حصہ اشاعت اسلام اور کاموں کے لئے وقف کرنا چاہیئے۔ یہ عین اسلامی طریقہ تھا۔ مگر اور مفید باتوں کی طرح یہ خوبی ہم سے جاتی رہی اور اب یورپ میں عام دستور ہے کہ جب وصیت کریں گے تو گرجا یا کسی قومی کام کے لئے ضرور کچھ وصیت کریں گے اور جو لوگ لاولد ہوں وہ تو اکثر اپنی تمام جائداد کسی گرجے۔ یونیورسٹی یا یتیم خانے کو دے جاتے ہیں ہمیں پھر اس مفید دستور کو زندہ کرنا چاہیئے۔

ششم۔ ہم میں سے اکثر بیبیاں مشکل کے وقت کچھ نذر وغیرہ مانتی ہیں یا خدانخواستہ کوئی عزیز بیمار ہو جائے تو صدقہ دیا جاتا ہے ایسا روپیہ بھی بجائے نااہل فقیروں کے ہاتھوں میں جانے کے کسی نظام کے ماتحت جمع ہو کر خرچ ہونا چاہیئے۔ اور کم از کم تیسرا یا چوتھا حصہ تو ضرور ہی اشاعت اسلام میں آجانا چاہیئے۔

سودی قرضہ کی خرابیاں

سودی قرضے پر بیگم لطیف صاحبہ کی تقریر نہایت پر از معلومات و عبرت خیز تھی اور مسلمانوں کی اقتصادی بربادی کا آئینہ محترمہ سید بیگم صاحبہ کی تقریر رسم و رواج پر زبان پنجابی نہایت دلچسپ و نتیجہ خیز تھی آخر میں بیگم صاحبہ حضرت امیر نے اچھوت اقوام میں تبلیغ اسلام پر تقریر فرمائی اور چندہ کے لئے اپیل کی۔ چنانچہ پانسو روپے نقد جمع ہو گئے وعدے اس کے علاوہ ہیں۔ سب تقریریں نہایت سکون و خموشی کے ساتھ سنی گئیں اور سب بہنیں نہایت متاثر نظر آ رہی تھیں۔ ساڑھے تین بجے جلسہ ختم ہوا اور صدر صاحبہ نے نمائش کا افتتاح فرمایا۔

دوسرا جلسہ

۲۵ر دسمبر کو بوقت دس بجے زیر صدارت بیگم سید محمد حسین شاہ صاحب شروع ہوا تلاوت قرآن کریم و نعت کے بعد سیدہ فرحت صاحبہ نے تقریر کی اور عزیزہ مقصودہ بیگم بنت مولوی دوست محمد صاحب نے اپنا مضمون پڑھا اور خود سلائی کر کے جمع کیا ہوا اپنا چندہ پندرہ آنے پیش کیا۔ پھر بیگم صاحبہ حضرت امیر نے تقریر کی اور بالخصوص احمدی خواتین کو مخاطب کیا اور ان کو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد یاد دلاتے ہوئے دینداری سچائی وغیرہ میں خاص امتیاز حاصل کرنے کی نصیحت کی اور آپس میں اپنی جماعت کی ہمدردی کرنی غیروں سے سلوک اور خصوصاً بچوں کی تربیت پر بہت زور دیا۔ آپ نے فرمایا کل شام احمدیہ کانفرنس میں ایک سوال سلسلہ کی ترقی و استحکام کے متعلق بھی پیش تھا اس کے متعلق کئی ایک تجویزیں زیر غور تھیں مگر میں خوب جانتی ہوں کہ سلسلہ کی قوت کا راز عورت کے ہاتھ میں ہے۔ سلسلے کی نئی پود کا پہلا مدرسہ ہے۔ اگر آپ لوگ پکی احمدی ہو نگی تو یقیناً آپ کے بچے

کبھی اسندی ہوتے، خدا کے لئے اپنی اولاد کے دل میں بچپن سے احدیت کے لئے جوش اور غیرت پیدا کیجئے اس کے ننھے سے دماغ میں ہر وقت یہ ڈالتی رہیں کہ تم مسیح موعود کے لشکر کے سپاہی ہو اسلام کا جھنڈا بلند کرنے والے ہو۔ تم خواہ جج بنو یا وکیل تحصیلدار بنو یا کلکٹر بہرحال دین کی خدمت بھی تم نے ہی کرنی ہے اور یہی سب سے بڑی عزت اور سعادت ہے۔ پھر آپ نے اہلیہ ڈاکٹر عبدالحی صاحب کا ذکر کیا کہ انہوں نے گذشتہ سال یہ تجویز پیش کی کہ ہر روپے میں سے ایک پیسہ اشاعت اسلام کے لئے نکال دیا جائے چنانچہ اب کیا روپیہ کی رقم اس طرح جمع کر کے بھیجدی ہے اور سب بہنوں کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہیئے پھر آپ نے مقامی بہنوں کو احمدیہ انجمن خواتین کی طرف توجہ دلائی۔

بیگم صاحب حضرت امیر کی تقریر کے بعد والدہ لیڈی عبدالقادر صاحبہ نے آپ کی تائید میں مختصر مگر پر اثر تقریر کی پھر سالانہ جلسے کی سٹیج کے لئے ایک چادر دو لڑکیوں سیدہ شوکت و مسرت کی طرف سے پیش کی گئی اس چادر پر درمیان کلمہ شریف کاڑھا گیا تھا اور اس کے چاروں طرف حضرت مسیح موعود کے اشعار تھے جن میں سے ایک یہ ہے۔

ابن مریم مر گیا حق کی قسم داخل جنت ہوا وہ محترم

وہ باہر نہیں ہوا اموات سے ہو گیا ثابت یہ تیس آیات سے

یہ تیس آیات نہایت صفائی سے اس کپڑے پر کاڑھی تھیں اور چاروں طرف حاشیہ پر بسم اللہ بہت خوبصورت کاڑھا ہوا تھا۔ یہ ایک نئی اور نہایت عرق ریزی سے تیار شدہ چیز تھی جو ان دونوں عزیز بچیوں کی طرف سے انجمن کو پیش کی گئی اور اسی وقت جلسے میں ۵۵ روپے میں فروخت ہو کر پھر انجمن کی نذر کر دی گئی۔ غرض اللہ تعالے کے فضل و کرم سے یہ دونوں جلسے نہایت خوبی و کامیابی سے ختم ہوئے اس کے علاوہ مردانہ جلسوں میں بھی بہنوں نے پس پردہ بزرگان دین کے نصائح سنے اللہ تعالیٰ سب کو عمل کی توفیق عطا کرے۔

بقیہ صفحہ ۱۰

ایڈریس میں جناب بیرن کو خیر مقدم کہنے اور ان کا طویل سفر کی زحمت گوارا کرنے کا شکریہ ادا کرنے کے بعد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے مقاصد، اس کی موجودہ سرگرمیوں۔ مشلاً ہندوستان یورپ۔ ٹرینیڈاڈ۔ جاوا میں تبلیغی مشن۔ لٹریچر کی طیاری اشاعت اور مفت تقسیم تعلیمی و دیگر ساعی کا ذکر کیا گیا تھا۔ ایک موثر اور لطیف بات یہ تھی کہ گذشتہ صدیوں میں اسلامی فتوحات کی زبردست رو بیرن ممدوح کے وطن دیانا (آسٹریا) کی دیواروں پر جا کر رک گئی تھی۔ جناب بیرن ممدوح کا قبول اسلام اس بات کی توقع دلاتا تھا کہ جہاں اسلامی فتوحات کی رو رکی تھی اب وہیں سے اسلام کی روحانی فتوحات کا آغاز ہوگا جو آخر کار تمام یورپ کو فتح کر لیگا۔

جناب بیرن کا جواب

جناب بیرن نے بزبان انگریزی سپاسنامہ کا جواب ارشاد فرمایا وہ تقریر کے لئے آٹھے نے تو سارا مجمع نے اسلام زندہ باد مرزا غلام احمد زندہ باد۔ بیرن زندہ باد۔ نواب شاہنواز خان زندہ باد۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ زندہ باد وغیرہ کے مسلسل فلک شگن نعرے لگائے۔

جناب بیرن نے سب سے اوّل زبان کی اجنبیت کی معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ اصحاب جرمن زبان سے ناواقف ہیں اور میں آپ کی زبان اردو سے آشنا ہوں اس لئے مجبوراً انگریزی کو ذریعہ کلام بناتا ہوں جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے پرجوش استقبال اور سپاسنامہ خیر مقدم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے تصور میں اسلامی اخوت ہندوستان کی اسلامی برادری کی جو تصویر بنائی ہوئی تھی آج کا استقبال عین اس کے مطابق بلکہ اس سے بڑھکر ہے۔

قبول اسلام کی سرگذشت

آپ نے قبول اسلام کی سرگذشت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں جنگ عظیم کے بعد عرصہ تک برلن میں قیام پذیر رہا چونکہ وہ بہت بڑا شہر ہے اس لئے مجھے برلن مسجد اور برلن مشن کا علم نہ ہو سکا میں عرصہ سے صحیح مذہب کی تلاش میں تھا اور مختلف مذاہب اور مذہبی کتب کا مطالعہ کرتا رہا اسی دوران میں مجھے یوگوسلافیہ کے سفر کا اتفاق ہوا۔ یورپ کے اس چھوٹے سے ملک میں مسلمان معقول تعداد میں آباد ہیں۔ میں وہاں مفتی اعظم کے پاس گیا تو انہوں نے جرمن مشن کے سہ ماہی رسالہ کا ایک پرچہ دیا جس کے ذریعہ مجھے برلن مسجد اور جرمن مشن کے وجود کا علم ہوا اور میں نے ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب سے خط و کتابت شروع کر دی آخر کار ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ مزید برآں آپ نے فرمایا کہ میں اسلام کے سادہ اور مفید اصولوں اور پیغمبر اسلام کی پاک زندگی کے مطالعہ کی وجہ سے اسلام میں داخل ہوا ہوں۔ جنگ عظیم کے بعد یورپ میں ایک عالمگیر ذہنی و روحانی بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ خاص کر نوجوانوں میں جرمنی میں بھی یہی کیفیت ہے لوگ اس بے چینی کے ازالہ کا طریق دریافت کرنے کے لئے بے قرار ہیں۔ دراصل اسلام ہی اس کا واحد صحیح علاج ہے۔ آخر آپ نے فرمایا کہ میری عین خواہش ہے کہ اسلام کی کوئی خدمت کروں۔ اور انشاء اللہ جرمن ترجمۃ القرآن کے کام میں جسے آجکل مولانا صدرالدین صاحب اور ڈاکٹر منصور کر رہے ہیں۔ امداد دوں گا۔ جس وقت جناب بیرن مغربی لہجہ میں بعض عربی الفاظ مثلاً جزاک اللہ یا انشاء اللہ کہتے تو عجب کیفیت پیدا ہوتی تھی۔

جرمن زبان میں تقریر

چند بزرگوں کی خواہش پر بیرن ممدوح نے چند منٹ جرمن زبان میں بھی تقریر کی۔ جو پشتو سے ملتی جلتی تھی اس پر حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے صوبہ سرحد کے احباب کو مخاطب کر کے ازراہ ظرافت فرمایا "یہ آپ کا پٹھان بھائی ہے" اور بتلایا کہ اردو زبان میں بیرن ممدوح کے اسم گرامی (الف ریفلز) کا ترجمہ "کوہ وقار" ہے اس لئے ہم جناب بیرن . . . کو کوہ وقار خان کہہ سکتے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ جناب بیرن ممدوح کا وطن پہاڑی علاقہ میں ہے۔ سپاسنامہ خیر مقدم اور بیرن صاحب کی انگریزی تقریر کا خلاصہ سر عبدالقادر بالقابہ نے اور جرمن تقریر کا ترجمہ جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب نے حاضرین کو سنایا اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ نے صاحب صدر جناب سر عبدالقادر بالقابہ حضرت حفیظ جالندھری اور دیگر حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور بتلایا کہ صاحب صدر ہمارے معزز مہمان کے میزبان بھی ہیں اس کے بعد پہلے اجلاس کی کارروائی ختم ہوئی۔

جناب بیرن کا حلیہ اور لباس

جناب بیرن کا قد لانبا رنگ گورا اور جسم چھریرا ہے۔ انگریزی سوٹ اور ترکی ٹوپی پہنے ہوئے تھے جوان کو بہت بھلی معلوم ہوتی تھی۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خدا کے فضل و کرم سے بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ایام جلسہ میں ممدوح کو بخار وغیرہ کی تکلیف ہو گئی تھی۔ اب افاقہ ہے۔

—— حضرت خواجہ صاحب کی وفات سے حضرت امیر بہت متاثر ہوئے ہیں۔ ۳۰ر دسمبر کو خطبہ جمعہ میں آپ نے مرحوم کے حالات زندگی اور دینی و ملی خدمات کا ذکر فرمایا۔ یہ خطبہ انشاء اللہ جلد شائع کیا جائے گا۔

—— حضرت خواجہ صاحب کے فرزندوں حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں بیشمار تعزیتی تاریں خطوط اور ریزولیوشن آئے ہیں جن کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے۔ اس لئے بذریعہ اخبار شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

—— ۶ر جنوری کو نماز جمعہ کے بعد جماعت کی طرف سے ایک قرارداد تعزیت و ہمدردی منظور کر کے حضرت خواجہ صاحب کی بیگم صاحبہ اور فرزندوں کی خدمت میں بھیجی گئی۔ مقامی جماعتوں کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔ قرارداد مذکور جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کی تحریک اور بہت سے احباب کی تائید پر منظور ہوئی۔ تحریک کو پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب ممدوح نے ایک مختصر تقریر فرمائی۔ جو حضرت خواجہ صاحب کے اوصاف اور روانگی یورپ کے حالات پر مشتمل تھی۔ تقریر کرتے وقت ڈاکٹر صاحب ممدوح کی آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا۔

—— جلسہ سالانہ کے تمام مہمان روانہ ہو چکے ہیں۔

—— جناب بیرن لاہور ہی میں تشریف فرما ہیں۔ جناب نواب شاہنواز خان صاحب کے دولتکدہ پر قیام ہے۔ ان کی مصروفیتوں کی کیفیت اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ شائع ہو رہی ہے۔ ممدوح احمدیہ بلڈنگس میں اکثر تشریف لاتے رہتے ہیں۔ نماز جمعہ میں باقاعدگی سے شریک ہوتے ہیں۔

—— ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب چند روز کے لئے اپنے وطن سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے یکم جنوری کو واپس آ گئے ہیں۔ آپ کو بخار وغیرہ کی تکلیف ہو گئی تھی۔ اب افاقہ ہے۔

—— جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی ۳۰ر دسمبر کو کلکتہ اور جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی ۳۱ر دسمبر کو سورت روانہ ہوئے۔

—— یکم جنوری کی شام کو مولوی رحیم بخش صاحب ڈڈوانا (مارواڑ) تشریف لے گئے۔

—— جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ ہم ڈاکٹر صاحب موصوف اور مولانا عزیز بخش صاحب قبلہ کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا وند کریم مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

—— حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ کئی روز سے عارضہ بخار بیمار ہیں

—— جناب مولانا عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام بدستور علیل ہیں بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ آج کل جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے زیر علاج ہیں۔

—— مولوی مرتضٰے خان صاحب کا بچہ بدستور علیل ہے

—— جناب خان محمد اسلم خان صاحب آف مردان کا صاحبزادہ بھی علیل ہے۔ احباب ان بیماروں اور اپنے دوسرے مصیبت زدہ اور فکرمند بھائیوں کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ نماز تہجد میں ان کو خاص طور پر یاد رکھیں

جلد ۲۱ — لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۴ ر رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۱ ر جنوری ۱۹۳۳ء — نمبر ۲

پیامِ مہجور

(از غلام نبی صاحب مہجور کپورتھلوی)

نوجوانوں کیلئے ہے زندگی میرا پیام
جو عمل اس پر کرینگے پائینگے اعلیٰ مقام

سب مذاہب کا ہی سر چشمہ خدائے ذوالجلال
لانیوالے انکے گذرے ہیں جہاں میں باکمال

سب کی عزت جو کرینگے وہ بھی عزت پائینگے
شان و شوکت پائینگے اور مال و دولت پائینگے

مفسدوں کو اس جہاں میں کچھ نہیں ملتا وقار
لاد لیتے ہیں وہ اپنی پشت پر لعنت کا بار

اہل دنیا کیلئے بنتا ہے جب کوئی مفید
بارور کرتا ہے اسکو مالکِ عرشِ مجید

وہ اسی دنیا میں پاتا ہی حیاتِ جاوداں
پھولتا پھلتا ہی اس کا گلشنِ ہستی یہاں

ہر جگہ اسکی مدد کرتا ہے خود ربِ کریم
اس پہ غلبہ پا نہیں سکتا ہی شیطانِ رجیم

جنت الفردوس میں پاتا ہی وہ قربِ حضور
نارِ دوزخ کو خدا رکھتا ہی اس سے دور دور

ہر کہ بر مخلوقِ عالم مہربانی می کند
خالقش در ہر مصیبت پاسبانی می کند

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ۸ر جنوری کو ممدوح نے مسلمانان لاہور کے تعزیتی جلسہ میں جو حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؒ کی بیوقت وفات پر اظہار افسوس و ہمدردی کرنے کے لئے منعقد ہوا تھا ایک نہایت موثر تقریر کی۔

—— ۸ر جنوری کی صبح کو اسلامیہ کالج لاہور میں جناب بیرن کاٹیں نے "اسلام کیوں قبول کیا" کے موضوع پر ایک لیکچر ہوا۔

—— ۹ر جنوری کی شام کو طلبا نے ریواز ہوسٹل (اسلامیہ کالج) کی طرف سے جناب بیرن کو دعوت افطاری دی گئی۔

—— ۱۱ر جنوری کی صبح کو جناب بیرن بمعیت حضرت مولانا صدرالدین صاحب و جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب راولپنڈی تشریف لیجائینگے

—— جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ چند روز سے علیل ہیں۔

—— جناب مولانا عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام کو قدرے افاقہ ہے لیکن ابھی مرض اور کمزوری کا بہت غلبہ ہے۔

—— شیخ محمد نصیب صاحب سپرنٹنڈنٹ پیغام صلح ۲۲ کو گھوڑی سے گرنے کی وجہ سخت چوٹیں آئیں۔ دو ڈھائی ہفتے سے صاحب فراش ہیں۔ پہلے سے کچھ افاقہ ہے لیکن ابھی تکلیف باقی ہے۔

—— جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے چچا مکرمی مولوی محمد یعقوب خان صاحب بعارضہ نمونیہ سخت بیمار ہیں۔

—— منشی محمد عبداللہ صاحب کاتب پیغام صلح کی نوجوان ہمشیرہ زادی شدید علیل ہیں۔

—— احباب ان تمام بیماروں کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔

—— ایام جلسہ میں جن احباب نے اخبار پیغام صلح کا چندہ دفتر پیغام صلح میں ادا فرمایا تھا ان کی فہرست انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج کردی جائیگی۔ ۲۰ر دسمبر کے پرچے پر جلد نمبر ۲۰ ختم ہو گئی ہے اس کا کوئی پرچہ درکار ہو وہ قیمتاً طلب کیا جاسکتا ہے۔

پھر وہی بات کہ نبوت وہبی ہے یا کسبی

از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

متفق علیہ مسئلہ

اُمت مسلمہ محمدیہ کا یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ نبوت وہبی ہے۔ کسبی نہیں یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مشیت اور مصلحت کے ماتحت اپنے جس برگزیدہ بندہ کو چاہتا ہے منتخب کر کے نبوت و رسالت کے منصب پر کھڑا کر دیتا ہے۔ یہ کسی عمل کا نتیجہ نہیں۔ اعمال کا نتیجہ تو ہے قرب و محبوبیت الٰہی۔ جنت و حصول رضائے الٰہی۔ نبوت تو ایک عہدہ ہے جس پر فسادات زمانہ کے اقتضا کے مطابق کوئی بندہ اصلاح و ہدایت خلق کے لئے مامور ہوتا ہے۔ یہ بداعتقادیوں اور بداعمالیوں کی اصلاح کے لئے ایک منصب ہے جو کسی بندہ کو عطا ہوتا ہے۔

میاں صاحب کا مضحکہ انگیز عقیدہ

لیکن میاں محمود احمد صاحب نے نبوت کو کسبی بنا کر ایک عجیب گورکھ دھندے کی بنیاد ڈال دی ہے۔ انہوں نے نبوت کو صالح شہید اور صدیق کے مراتب کی طرح ایک کمال کا مرتبہ قرار دے کر اعمال کا نتیجہ بتایا ہے جس کی لغویت اظہر من الشمس ہے کیونکہ نبی تو بداعتقادیوں اور بداعمالیوں کی اصلاح کیلئے مامور ہوتا ہے۔ اگر یہ اعمال کا نتیجہ اور کمال کا ایک رتبہ ہے تو ماننا پڑے گا کہ جب ایک بندہ اعمال صالحہ میں ترقی کرتا اور کمال کو حاصل کرنے لگتا ہے۔ تو دوسری طرف ایک قوم کی قوم ضلالت اور گمراہی۔ دہریت اور بے ایمانی میں ترقی کرنے لگتی ہے۔ تا کہ جب وہ بندہ کمال حاصل کر کے نبی بنے تو ایک قوم اپنی ضلالت کی وجہ سے اس کے لئے تیار رہے جس کی اصلاح کے لئے وہ مامور ہو سکے۔ ورنہ ایک نبی بغیر کسی قوم کی اصلاح کے ایک نواب بے ملک یا ایک بے تاج بادشاہ کی طرح ہوگا۔ قوم اصلاح کے لئے سامنے کوئی نہ ہوا اور ایک نبی بنا بنایا تیار موجود ہو اور اس کی نبوت تقاضہ کر رہی ہو کسی قوم کی اصلاح کی تو یہ تو بڑا نقص حکمت الٰہی کا ہوگا۔ عمل کر کر کے نبی بنتے چلے جائیں اور بالمقابل قومیں اصلاح کے لئے نہ ہوں۔

نبوت اور حکمت الٰہی کی توہین

اس طرح یہ تو نبوت کی ہتک اور خدا تعالیٰ کی حکمت کی سخت تذلیل ہے۔ پس ضرور ہے کہ جب ایک بندہ اعمال میں ترقی کر کر کے نبی بننے کے قریب ہو تو فوراً شیاطین کو چھوڑ دیا جائے جو لوگوں کو خوب گمراہ کریں اور شرارت کے انتہائی مراتب طے کرا دیں تا کہ جس دن بندہ نبوت کی سیڑھی پر قدم رکھے اس دن اس کے سامنے ایک گمراہ اور سرکش قوم اصلاح کے لئے موجود ہو ورنہ نبی بغیر کسی قوم کی اصلاح کے کیا معنی؟ گویا صورت یوں بن گئی کہ جب ایک بندہ اپنے اعمال کی وجہ سے ترقی کرنے لگتا ہے اور نبی بننے کے آثار نظر آنے لگتے ہیں تو دوسری طرف ایک قوم کی قوم کو شیطان کے حوالہ کرنا پڑتا ہے کہ مہربانی کر کے اسے خوب گمراہ کرو تا کہ جس دن وہ بندہ کمال حاصل کر کے نبوت کو پالے اور اس کی نبوت کسی گمراہ قوم کو اصلاح کے لئے مطالبہ کرے تو شرمندگی اٹھانی نہ پڑے اور شیطان کے پنجہ میں گرفتار قوم بروقت ضرورت حاضر رہے۔ میرے خیال میں کیوں نہ اس بندہ کی ہی منت کر لی جائے کہ حضور آپ اپنی ترقی صدیق کے مرتبہ تک ہی رہنے دیں اور زیادہ نیک عمل نہ کریں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ایک قوم جو آپ کی نبوت کی خاطر ضلالت میں گرفتار کرنی پڑے گی تا کہ حضور اس کی اصلاح کر سکیں وہ اس مصیبت سے بچ جائے گی اور آپ بھی ناحق کے دردسرے بچ جائیں گے۔ آخر ایک گمراہ قوم کی اصلاح کس قدر دردسری کو چاہتا ہے۔ ان کو وعظ و تبلیغ کرنا جواب میں گالیاں کھانا، ماریں کھانی۔ جلا وطن ہونا بعض دفعہ خون خرابہ ہونا کوئی ایک مصیبت ہو تو بیان بھی کی جائے۔ فائدہ کیا ہے آپ اپنی ترقی صدیق ہی تک رہنے دیں تو کیا کمی آجائیگی۔ نبوت لیکر ناحق کا دردسر ہی خریدنا ہے۔ غرضکہ میاں محمود احمد صاحب نے نبوت کو کسبی بنا کر نبوت کو مذاق اور دین کو بچوں کا کھیل بنا دیا۔ لیکن پیر پرستی کا بھلا ہو۔

ایک نئے قادیانی مولوی فاضل

آپ کے پرستار نمکخوار ہمیشہ جو بھی لغویت اپنے پیر کے منہ سے سنتے ہیں اس کی تائید کرنا اپنا فرض اور ادائے حق نمک سمجھتے ہیں۔ حال میں ایک نئے مولوی فاضل صاحب اٹھے ہیں عبدالغفور نامی۔ انہوں نے اپنی ہستی کا ثبوت دینے کے لئے آئیں بائیں شائیں الفضل میں دو چار مضامین نبوت پر لکھ ڈالے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ نبوت کسبی ہے اور اسے وہبی کہنا نادانی ہے۔ اور عجیب عجیب مثالیں دی ہیں

چند مثالیں

ان کی ژولیدہ بیانیوں میں سے میں معاف کر کے انکی بعض مثالیں عرض کرنے لگا ہوں۔

(۱) ایک تو فرماتے ہیں کہ آخر نبی اپنی نبوت سے پہلے نیک ہوتا ہے یا بد؟ اگر بد کو نبوت نہیں ملتی اور نیک ہی کو نبوت ملتی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ نبوت کسبی ہوئی یعنی عمل سے ملی۔ وہبی اسے اس لحاظ سے کہا جائیگا کہ خدا نے دی۔ اگر خدا کی ہی عطا ہو تو پھر وہ بد کو کیوں نہیں دیدیتا۔ نیک کو دینا بتاتا ہے کہ عمل کا نتیجہ اور کسبی ہے۔

نرالی منطق

ملاحظہ فرمائی آپنے ان بزرگ کی منطق؟

ان بزرگ کے نزدیک گویا خدا اپنی بخشش اندھا دھند کیا کرتا ہے۔ گویا جب بخشش کرنے لگے تو نیک و بد کی تمیز کرنی کیا معنے؟ نبی بنانے پر آئے تو ایک بدمعاش کو نبی بنا دیا۔ ان بزرگ کو اتنی سمجھ نہیں کہ نبوت ایک عہدہ ہے۔ آخر وہ عہدہ اسی کو دیا جائیگا جو اس کا اہل ہوگا۔ اس کیلئے استعداد اور قابلیت رکھتا ہوگا۔ اور اس عہدہ کے لئے انتخاب اس وقت عمل میں آئیگا جب اس عہدہ کی ضرورت ہوگی۔ مثلاً گورنمنٹ کو اگر کسی محکمہ کی وزارت کے لئے وزیر کی ضرورت ہوتی ہے تو قابل اور مستعد لوگوں میں سے ایک شخص کو انتخاب کر کے اس محکمہ کا چارج دیا جاتا ہے اور یہ عہدہ ایک انعام سمجھا جاتا ہے۔ وزارت کے لئے سینکڑوں قابل لوگوں میں سے ایک شخص منتخب کر لیا جاتا ہے یہ ایک موہبت ہے۔ کون کہتا ہے کہ موہبت صرف اس صورت میں کسی چیز سے دیئے کو کہیں گے جب انعام دینے والا غیر مستحق کو وہ چیز دیدے۔ انعام ہمیشہ مستحق اور اس کے اہل کو دیا جاتا ہے۔ لیکن انعام عمل کا نتیجہ نہیں ہوتا جس کیلئے انعام دینے والا مجبور ہے کہ ضرور دے ورنہ وہ وعدہ خلاف اور ظالم و بے انصاف کہلائے گا۔

اجر اور موہبت

جو چیز کسی عمل کا نتیجہ ہے وہ اس کا اجر ہے۔ اگر خدا کسی عمل کا اجر نہ دے تو یہ ظلم ہوگا۔ اس لئے فرمایا انہ لیس بظلام للعبید۔ عمل نیک ہو یا بد اجر اس کے مطابق دیتا ہے۔ لیکن موہبت یہ ہے کہ ایسا انعام دے جو اس کے عمل کا اجر نہیں۔ جس کے دینے نہ دینے پر وہ ظالم نہیں کہلا سکتا جب ایک قوم گمراہ ہوتی ہے اور اسکی اصلاح کی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اگر کسی بندہ کو اسکی اصلاح کیلئے منصب پر کھڑا کرتا ہے تو یہ محض موہبت ہے۔ بیشک وہ انتخاب اسی کو کریگا جو بلحاظ استعداد اور نیک ہونے کے اس کا اہل ہوگا۔ لیکن یہ انتخاب جناب الٰہی کی مشیت اور حکمت کے ماتحت اور ضرورت کے مطابق ہوتا ہے۔ اور اس بندہ کے کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہوتا۔

کسبی اور وہبی

اس لئے یہ لازمی نہیں ہوتا کہ ایک کامل و اعلیٰ بندہ کو نبی بنانا ضروری ہے۔ پس جو عمل کا نتیجہ ہوگا وہ اجر ہوگا۔ اور اسے کسبی کہیں گے۔ دینے والا خدا ہی ہوتا ہے مگر بندہ کے وہ عمل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وہبی وہ ہوتا ہے جو عمل کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ بلکہ کسی نیک بندہ کو بطور انعام کچھ عطا ہوتا ہے۔ خدا کی حکمت اور مصلحت کے تقاضہ کے ماتحت اس کا ورود ہوتا ہے پس موہبت اور کسب میں یہ فرق ذہن میں جب تک نہ رکھا جائے اس مضمون پر بات کرنی لغو اور نامعقول ہے۔

قادیانی مولانا کی دوسری مثال

مولانا نے دوسری مثال یہ دی ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ میں جنت میں عمل سے نہیں خدا کے فضل سے جاؤنگا گویا جنت ملنا بھی موہبت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس مثال سے کیا فائدہ ہے۔ کیا قرآن میں یا حدیث میں کہیں لکھا ہے کہ جنت موہبت ہے۔ اگر نہیں لکھا تو محض اتنا فرما دینے سے کہ میں جنت میں خدا کے فضل سے جاؤں گا۔ کیا جنت موہبت بن گئی۔ جب قرآن اور حدیث صاف لفظوں میں بتا رہے ہیں کہ جنت اعمال کا نتیجہ ہے جیسا کہ ... لہٰذا ماکسبت سے ظاہر ہے تو آنحضرت صلعم کا کسر نفسی سے یہ فرمانا کہ میں خدا کے فضل سے ہی جنت میں جاؤں گا کس طرح جنت کو موہبت بنا سکتا ہے۔

بے معنی بات

مولوی فاضل صاحب کا اس سے کیا مطلب ہے کیا آنحضرت صلعم جنت میں خدا کے فضل سے جائیں گے۔ اور باقی لوگ اپنے اپنے اعمال سے جائیں گے۔ کیا آنحضرت صلعم کے ہی ایمان اور اعمال نعوذ باللہ ایسے گئے گزرے ہیں کہ ان سے جنت نہیں بنتی۔ اور خدا کے فضل کے بغیر انہیں جنت نہیں مل سکتی۔ اور دوسرے لوگ بشر الذین آمنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھم الانھار کے ماتحت ایمان اور اعمال صالحہ کے نتیجہ میں جنت لیں گے اگر یہ بات نہیں ہے اور سب ہی خدا کے فضل سے جنت میں جائیں گے تو مندرجہ بالا آیت کے کیا معنے ہوں گے کیا نص صریح غلط ہے۔ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ ۔ یوم چہارشنبہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ ۔ نمبر ۲

"عالمگیر مذہبی انقلاب"

جماعت احمدیہ لاہور کا آئینہ عمل

دلائل و براہین کی قوت و ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا بے شک یہ چیزیں اپنی جگہ بہت ضروری۔ بہت اہم اور بے حد قابل توجہ ہیں تبلیغ و اصلاح کے میدان میں کام کرنے والوں کے لئے ان کو نظر انداز کر دینا ناممکن ہے خاصکر موجودہ زمانہ میں جبکہ ہر ایک جگہ دلیل کا مطالبہ ہے اور اس کے بغیر کوئی شخص بات تک کرنے کا روادار نہیں ہو سکتا لیکن اس کے ساتھ ہی اس حقیقت کو بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ واقعات و اعمال اپنے اندر دلائل سے زیادہ قوت و کشش رکھتے ہیں عمل زندگی کا راز اور فتح کا گر ہے آپ عمل کی کشش سے بیگانوں کو یگانہ بنا سکتے ہیں اور زبردست سے زبردست مخالفین پر فتح حاصل کر سکتے ہیں حضرت نبی کریمؐ کی مبارک زندگی اور تاریخ اسلام پر گہری نظر ڈالیں تو آپ کو یہ بات نمایاں طور پر نظر آئے گی کہ معقول و مسکت دلائل رکھنے کے باوجود زیادہ تر کامیابیاں اور فتوحات عمل ہی کے ذریعہ حاصل ہوئیں پیغمبر اسلامؐ کی پاک زندگی اور صحابہ کرامؓ کے نیک نمونوں نے بیشمار قوموں کے دلوں اور وسیع و عریض ملکوں کو فتح کر کے دائرہ اسلام میں داخل کر لیا۔ تحریک احمدیت کے پچاس سالہ واقعات کے مطالعہ سے بھی آپ پر یہ حقیقت واضح طور پر ظاہر ہو سکتی ہے۔ عقائد سے اختلاف اور دلائل سے انکار آسان ہے لیکن نظروں کے سامنے ہونے والے واقعات کو جھٹلانا اور حقائق سے آنکھیں بند کر لینا مشکل بہت ہی مشکل ہے۔ یہ چیزیں اشد ترین مخالفین کو سرنگوں اور ان کی وقف و باطل بانیوں کو اظہار حق کے لئے گویا کرنے کی طاقت رکھتی ہیں کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ وہ دشمنان سلسلہ جنہوں نے تحریک احمدیت کی مخالفت کو اپنا مقصد حیات قرار دے رکھا ہے اور وہ علماء سو جنہوں نے مجدد زمان اور جماعت احمدیہ کی تکفیر کے فتووں پر مہریں ثبت کر کے اپنے نامۂ اعمال کو کافی طور پر سیاہ کر لیا ہے احمدیت کی عملی قوت سے بے بس ہو کر اقرار کر رہے ہیں۔

ضرورت تھی کہ دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ حقائق و واقعات سے بھی پورا پورا فائدہ اٹھایا جاتے ہمارے پاس اپنے عقائد و مسلک کی تائید میں دلائل کا زبردست ذخیرہ موجود ہے۔ حضرت مجدد زمان ہمیں ایک ایسا علم الکلام دے گئے ہیں جس کے سامنے اعتراضات کا ٹھہرنا محال ہے لیکن ان چیزوں کے ساتھ اگر حقائق و واقعات کے اظہار و اشاعت کی طاقت بھی شامل کر لی جائے تو عظیم الشان نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔ عرصہ سے اس کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی مقام شکر ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے ایک نہایت مفید و دلچسپ اور خوبصورت و مصور ٹریکٹ تیار کرا کر اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے ہماری مراد "عالمگیر مذہبی انقلاب" سے ہے جس کا ذکر اس سے قبل پیغام صلح میں آ چکا ہے۔ اور جس کی تحریک حضرت امیر نے جلسہ سالانہ کے آخری اجلاس میں بھی فرمائی حضرت ممدوح کی تحریک کے جواب میں احباب نے چند منٹ کے اندر اندر ہزاروں کاپیاں خرید لیں۔ ہمیں توقع بلکہ یقین ہے کہ اکثر افراد سلسلہ اس کا مطالعہ کر چکے ہوں گے لیکن ٹریکٹ کی اہمیت اور ضرورت اشاعت اس بات کی طالب ہے کہ اس پر ایک اجمالی نظر ڈالی جائے تاکہ احباب پوری طرح واقف ہو سکیں۔

یہ ٹریکٹ انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں موجود ہے اس وقت اردو نسخہ ہمارے پیش نظر ہے جہاں تک ظاہری شکل کا تعلق ہے یہ کتاب درسی سائز (۳۰×۲۰/۱۶) کے چوالیس ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے جن میں اٹھارہ صفحات عکسی تصاویر کے ہیں جو اعلیٰ قیمتی آرٹ پیپر پر طبع ہوئی ہیں سرورق اور اندرونی صفحات کا کاغذ اور لکھائی چھپائی بھی عمدہ اور دیدہ زیب ہے اس لحاظ سے یہ کتاب اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ اور نفاست پسند آدمی کو بھی بلا تکلف دی جا سکتی ہے۔

صفحہ اوّل پر کتاب کا نام اور ہمارے انجمن کے مقاصد اور بجٹ کی کیفیت درج ہے اس کے بعد انجمن کے کام کا اجمالی نقشہ۔ بقایا صفحات میں اس اجمال کی تشریح ہے اس سلسلہ میں سب سے اوّل برلن مشن، برلن مسجد اور جرمن مسلم سوسائٹی کا ذکر آتا ہے۔ بعد ازاں جرمنی۔ انگلستان، ہنگری۔ پولینڈ۔ جزائر فلپائن۔ جنوبی افریقہ مغربی افریقہ۔ سیام۔ الملایا۔ فجی۔ جاوا۔ امریکہ۔ چین اور ایران وغیرہ میں انجمن جو کام کر رہی ہے اور اس سے جو نتائج پیدا ہوئے ان کا نہایت جامعیت لیکن اختصار سے ذکر کیا گیا ہے اسی ضمن میں مذکورہ ممالک کے بعض نومسلم حضرات اور خادمان اسلام کے مختصر سوانح حیات اور فوٹو بھی دیئے گئے ہیں۔ ان لوگوں میں سے بیرن عمر ازنفلز۔ ڈاکٹر حمید مارکوس۔ لارڈ ہیڈلے فاروق بالتعاب۔ سر عبداللہ آرچی بیملٹن۔ سر عمر ہیوبرٹ رینکن کے اسماء بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔ یہ بیان کافی صفحات پر محیط ہے اس کے بعد انجمن کے مختلف اداروں، لٹریچر اخبارات وغیرہ کا ذکر ہے آخر میں بانیٔ جماعت حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد زمان کے مختصر حالات زندگی اور فوٹو درج ہے۔ حضرت مجدد زمان اور نومسلموں کی تصاویر کے علاوہ سلسلہ کے اخبارات اور پچیس مختلف زبانوں میں شائع شدہ کتب کے سرورقوں کے فوٹو بھی دیئے گئے ہیں۔ ٹریکٹ کے سرورق کے آخری صفحہ پر عقائد کا خلاصہ درج ہے۔ غرض کہ یہ ٹریکٹ جماعت احمدیہ لاہور کا آئینہ عمل اور بے شمار اعتراضات کا مسکت و اطمینان بخش جواب ہے اس کے ذریعہ ان شکوک کا خوبی سے ازالہ ہو سکتا ہے۔ جو مخالفین سلسلہ کے بہتانوں سے پیدا ہو گئے ہیں اور لاتعداد سعید الفطرت انسانوں کو قبول صداقت سے باز رکھے ہوئے ہیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک کے بعد اس ٹریکٹ کے متعلق کچھ کہنا بلا ضرورت معلوم ہوتا ہے لیکن مفید و ضروری بات کا جس قدر بھی اعادہ کیا جائے کم ہے اس لئے بطور یاد دہانی اس کی اشاعت کی طرف احباب کو پر زور توجہ دلائی جاتی ہے۔ ہمارا فرض ہے سال رواں کے اندر اس ٹریکٹ کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیلا دیں۔ کوئی شہر۔ کوئی قصبہ۔ کوئی گاؤں۔ کوئی تعلیم یافتہ گھرانہ اس سے خالی نہ ہے اس کے نتائج اتنے شاندار اور حیرت انگیز ہوں گے جن کا اس وقت تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ بے شمار خوبیوں کے باوجود قیمت بہت کم ہے یعنی **ایک روپے کی دس کاپیاں اعلاوہ محصول ڈاک**۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ یہ ٹریکٹ انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں موجود ہے اسلامی ہند میں یہ دونوں زبانیں تقریباً ہر جگہ پڑھی لکھی سمجھی جاتی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات انگریزی اور باقی لوگ اردو سمجھ اور پڑھ سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی بنگالی پشتو سندھی گجراتی اور تامل وغیرہ زبانوں میں تراجم کی ضرورت کا احساس ہے۔ صاحب ہمت افراد کسی زبان میں معقول تعداد کا آرڈر دیں تو اس زبان میں ترجمہ اور طباعت کے مسئلہ پر غور کیا جا سکتا ہے۔ اس راہ میں مالی مشکلات کے سوا ہمارے سامنے اور کوئی روک نہیں ہے

آخر ہم یہ تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں کہ سال رواں کے اندر اس ٹریکٹ کی کم از کم دو لاکھ کاپیاں تقسیم کر دینی چاہئیں۔ کیا جماعت احمدیہ کی ہمت بلند اس تجویز کو قبول نہ کرے گی؟

سپاس تعزیت

حضرت خواجہ صاحب کی وفات پر مرحوم کے فرزندوں اور رشتہ داروں کے علاوہ حضرت امیر ایدہ اللہ کو بھی بے شمار تعزیتی تاریں خطوط اور قرار دادیں موصول ہوئی ہیں حضرت امیر کے لئے ان سب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا مشکل ہے اس لئے بذریعہ اخبار اس فرض کو پورا کیا جاتا ہے۔ . . . . عالیجناب نواب بانگرول نے انتقال کی خبر ملتے ہی ریاست کے تمام دفاتر مبلغ اعظم کے اعزاز میں بند کر دیئے کا حکم صادر فرما دیا دعا ہے کہ خداوند کریم اس دیندار فرمانروا کو دیر سلامت رکھے ہم ساری جماعت اور حضرت خواجہ صاحب کے بے شمار احباب

مولوی ثناء اللہ کی "مخلصانہ درخواست" پر نظر

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے ایک اشتہار شائع کر کے "آخری فیصلہ" کو ایک پتھر سمجھا ہوا ہے۔ جو ان کے راستہ میں گرا ہوا ہے۔ اور اسے وہ ہم سے اٹھوانے کی درخواست کرتے ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے "آخری فیصلہ" کو معہ مولانا صاحب کے جواب کے شائع ہوئے پچیس سال ہو چکے ہیں۔ ہزارہا لوگ ان کے جواب کو بھول چکے ہوں گے۔ اس لئے اب نئے سرے سے فیصلہ کروانے کی ضرورت ہے۔ اور اس پتھر کو ہٹانا منظور ہے۔ تو مولانا صاحب خود ہی حضرت مسیح موعود کا اشتہار معہ اپنے اور اسسٹنٹ ایڈیٹر کے جواب کے اپنے اخبار اہلحدیث سے نقل کر کے بلا کم و کاست شائع کر دیں۔ پھر ان کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ یہ پتھر نہ صرف راستہ سے ہٹ جائیگا۔ بلکہ پاش پاش ہو جائیگا۔ اور قبول حق کیلئے بہتوں کے لئے راستہ صاف ہو جائیگا۔ کیا ان میں اتنی جرأت ایمانی ہے؟

(بقیہ صـ۲)

فرمانا کہ میں خدا کے فضل سے جنت میں جاؤں گا آپ کی کسر نفسی اور کمال معرفت کی دلیل ہے۔ آپنے یہاں ایمان اور اعمال صالحہ کو خدا کا فضل قرار دیا ہے۔ گویا کسی انسان کا ایمان و اعمال صالحہ خدا کے فضلوں میں سے بڑا فضل ہے جو اسے نصیب ہے۔ انسان کو اپنے ایمان و اعمال صالحہ پر متکبر اور مغرور نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ خدا کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ یہ خدا کا فضل ہے جو ایمان اور اعمال صالحہ کی اسے توفیق عطا فرمائی جس کا نتیجہ جنت ہے۔ لہذا جنت کسبی ہوئی۔ موھبت کا یہاں کوئی ذکر نہیں کسب کی توفیق ملنی خدا کا فضل ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں جنت ملنا بھی خدا کا فضل ہے۔ مگر ہے سب یہ کسب۔ اگر عمل سے جو جنت ملتی ہے وہ بھی موھبت ہے تو کسب اور موھبت میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ پھر اس تقسیم اور امتیاز کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔

قادیانی مولانا کا تیسرا ارشاد

مولانا کا تیسرا ارشاد یہ ہے کہ یھب لمن یشاء اناثاً ویھب لمن یشاء ذکوراً۔ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جسے خدا چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکا دیتا ہے۔ یہاں لڑکی لڑکا پیدا ہونے کو موھبت فرمایا۔ حالانکہ اس میں مرد و عورت کے فعل کو دخل ہے۔ مولوی فاضل کی اس منطق کو سمجھنا ہر ایک کا کام نہیں۔ سمجھ نہیں آتا کہ لڑکی کا پیدا ہونا یا لڑکے کا پیدا ہونا کیا انسان کے کسی عمل نیک یا بد کا نتیجہ ہے؟ اگر نہیں تو پھر اس مثال کے پیش کرنے کی کیا وجہ؟ اصطلاح شریعت میں کسب تو اسے کہتے ہیں جو انسان کے کسی عمل نیک یا بد کا نتیجہ ہو۔ جب یہ بات نہیں تو وہ کسب نہیں۔ تو پھر لڑکی یا لڑکے کے عطا کرنے کو خدا نے موھبت کہہ دیا تو لغایں کیوں بجائی گئیں۔ دوسروں کو نادان کہنا اور خود سراپا مجسم نادان بن کے دکھانا کیا عجیب تماشہ ہے

حرکت مذبوحی

یہ ہے وہ حرکت مذبوحی جو فاضل علامہ عبد الغفور صاحب نے کی ہے اور جس سے صرف یہ پتہ لگ سکا کہ مولانا مذکور کو کسبی یا وھبی کا صحیح فرق ہی معلوم نہیں ورنہ وہ اپنی مولویت اور فاضلیت کی اس طرح مٹی خراب نہ کرتے۔

مکتوب برلن

برلن مسجد میں لیکچر

جرمن مسلم سوسائٹی کے زیر اہتمام برلن مسجد میں مؤرخہ ۲ر دسمبر ۱۹۳۲ء بروز جمعۃ المبارک ایک نہایت شاندار اور بارونق جلسہ ہوا۔ حاضرین کی تعداد کم و بیش سو کے قریب تھی۔ کرسیِ صدارت پر ڈاکٹر حمید مارقوس تشریف فرما تھے۔ لیکچر کا موضوع اسلام اور بدھ مذہب تھا۔ لیکچرار ڈاکٹر برونو بدھ مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن نہایت صالح اور اسلام سے دلی ہمدردی رکھنے والے ہیں۔ خاکسار نے جلسہ کا افتتاح قرآن حکیم کی تلاوت سے کیا۔ اور بعد میں اس کا ترجمہ بزبان جرمن پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد ڈاکٹر برونو صاحب اسٹیج پر تشریف لائے۔ سب سے پہلے انہوں نے افسوس ظاہر کیا۔ کہ وہ اسلام پر اتنی وضاحت سے نہ بول سکیں گے جیسا کہ حق ہے۔ تاہم انہوں نے اسلام کی نمایاں خصوصیات کا ذکر کیا۔ اور بانیِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کا خاص طور پر ذکر کیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے بدھ مت پر روشنی ڈالی۔ دوران تقریر میں انہوں نے فرمایا۔ کہ بدھ مت کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ ایک فلسفہ ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر انسان منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے۔ لیکچر نہایت کامیاب رہا۔ لیکچر کے بعد سب سے پہلے حمید مارقوس صاحب نے اسلام پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ اور اسے مذہب فطرت ثابت کیا۔ ان کی اس مختصر تقریر کا حاضرین پر بہت اثر ہوا۔ اس کے بعد ڈاکٹر سعید علی صاحب تاتار نے چند الفاظ میں سائنٹفک طریقہ پر مذہب کی ضرورت اور اسلام کی خوبیوں کا تذکرہ فرمایا۔ اس کے بعد خاکسار نے بزبان انگریزی ایک مختصر سی تقریر کی۔ دوران تقریر میں میں نے بتلایا۔ کہ آج کل ایک غلط رو کے ماتحت مذہب کو فلسفہ اور اخلاقیات سے علیحدہ سمجھا جاتا ہے۔ میں نے بتلایا کہ عربی میں "Religion" کا ترجمہ مذہب ہے۔ اور لفظ مذہب بذات خود ایک جامع لفظ ہے۔ اور اس کے معنے راستے کے ہیں۔ کہ جس پر انسان چل کر دنیا کی زندگی اور آئندہ زندگی میں کامیاب ہو سکتا ہے اخلاقیات!! مذہب اسلام کا ایک جزو ہے۔ اسی طرح وہ فلسفہ کہ جس پر عمل پیرا ہو کر انسان دنیا میں اعلےٰ زندگی حاصل کر سکتا ہے۔ مذہب کا ایک جزو ہے۔ جزو کو کل سے علیحدہ کرنا یا محض جزو کو کل تصور کر لینا درست نہیں۔ مذہب اسلام کا دراصل مطلب وہ سلامتی کا راستہ ہے۔ کہ جس پر چلنے سے انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کامیاب ہو جائے۔ اسی لئے اسلام کو قرآن حکیم مذہب فطرت کہتا ہے۔ اس کے بعد خاکسار نے بتلایا۔ کہ اگر ہم مذاہب کی تاریخ پر غور کریں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ مختلف انبیاء کی بعثت مختلف وقتوں اور جگہوں میں مختلف ضروریات کے ماتحت ہوئی۔ جب یہودی مذہب کے ماننے والے ظلم و تعدی سے کام لینے لگے۔ جب ان کا راہ عمل ہی آنکھ کے بدلہ آنکھ اور کان کے بدلہ کان ہو گیا۔ تو ضرورت تھی۔ کہ ایک نبی آتا۔ کہ جس کی تعلیم کا انحصار نرمی اور رحمدلی پر ہوتا۔ سو حضرت عیسےٰ مبعوث ہوئے۔ اسی طرح ہندوستان میں جب ویدک دھرم کے پنڈتوں نے ظلم پر کمر باندھی۔ اور لگائے اور اپنے ہاتھ کے تراشیدہ پتھروں کے بتوں کے لئے انسانوں کی قربانیاں دینے لگے۔ تو ضرورت تھی۔ کہ ایک نبی آتا جس کی تعلیم ان سختیوں اور ظلم سے بالکل برعکس ہو۔ سو اس وقت جناب بدھ تشریف لائے۔ لیکن زمانے کی رفتار کے ساتھ ان مذاہب میں انسانی دماغ کی اختراع شدہ ملاوٹ نے ان مذاہب کو ناقابل عمل بنا دیا۔ یہاں تک کہ موجودہ عیسائیوں کا اصول کہ ایک گال پر کوئی تھپیڑ مارے۔ تو دوسری بھی آگے کر دو۔ کمزوری اور بزدلی کی تعلیم ہو گئی۔ اور بدھ مذہب والے دنیا کو خیرباد کہہ کر جنگلوں میں علیحدہ اور خاموش زندگی بسر کرنے کے درپے ہوئے۔ اور دنیا کو ناقابل رہائش سمجھنے لگے۔ آخر وقت آ گیا۔ کہ انسان کا دماغ ارتقاع کی آخری منزل تک پہنچ گیا۔ اور ایک کمل مذہب کے حاصل کرنے کے قابل ہو گیا۔ سو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے خاکسار نے بتلایا۔ کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ لِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ۔ نیز احادیث صحیحہ میں بھی ایسی بہت سی روایات ہیں۔ اور ہر مسلمان کو حکم ہے۔ کہ وہ سب نبیوں پر اور ان کی کتابوں پر ایمان لائے لیکن انسانی ہاتھوں نے ان نبیوں کے احکام میں ایسی کمی بیشی کیں۔ کہ وہ آج ناقابل عمل سمجھے جاتے ہیں۔ محض اسلام ہی ایسا مذہب ہے۔ کہ جس کے اصولوں میں آج تک ذرہ بھر بھی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی قرآن حکیم کے کسی لفظ میں زیر و زبر تک کا فرق آیا۔

جلسے کے بعد حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ اور بارہ بجے شب کے قریب جلسہ بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔ جلسہ کے اختتام پر بہت سے حاضرین نے خاکسار سے اسلام کے متعلق اور میرے مختصر سے لیکچر کے متعلق سوالات کئے۔ اور انہوں نے مجھے اس کامیاب تقریر پر مبارکباد دی۔ اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ لوگوں کی توجہ اسلام کی طرف کھنچی چلی جاتی ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اگر ہم ہر لیکچر میں کوئی نفس ظاہراً مسلمان نہیں بناتے لیکن اکثروں کے دل و دماغ اسلام کی عظمت و صداقت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ اور اس مذہب فطرت کو سمجھنے اور اس پر غور کرنے کے لئے ایک نہایت صحیح نظریہ ان کے سامنے آ جاتا ہے۔

(احقر)

(مرزا عظیز الرحمٰن از برلن)

مسلمانانِ لاہور کا عظیم الشان تعزیتی جلسہ

حضرت خواجہ صاحب رح کی وفات پر اظہار افسوس و ہمدردی

(پیغام صلح کے رپورٹر کے قلم سے)

۸ جنوری ۱۹۳۳ء بروز اتوار تین بجے دوپہر حبیبیہ ہال (اسلامیہ کالج) میں حضرت خواجہ صاحب کی وفات پر اظہار افسوس و ہمدردی اور دعائے مغفرت کرنے کے لئے مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ بصدارت آنریبل سر شہاب الدین صاحب بالقابہ صدر پنجاب کونسل منعقد ہوا اس کے داعیان میں لاہور کے تقریباً تمام مقتدر مسلمان شامل تھے حاضرین میں سے سر فیروز خاں صاحب نون بالقابہ وزیر تعلیم سر عبدالقادر صاحب بالقابہ جج ہائیکورٹ . . . . جناب بیرن عمر ارنفلز جناب نواب شاہنواز خاں صاحب آف ممدوٹ ملک برکت علی صاحب خلیفہ شجاع الدین صاحب، مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل، شیخ عظیم اللہ صاحب وکیل سیکرٹریان حمایت اسلام لاہور۔ خان بہادر شیخ امیر علی صاحب پنشنر سیشن جج حکیم احمد شجاع صاحب آغا محمد صفدر صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ، حضرت مولانا صدرالدین صاحب، مولوی سید ممتاز علی صاحب ایڈیٹر تہذیب نسواں۔ سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب، ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ملک محمد امین صاحب وکیل اور پروفیسر عبدالمجید صاحب کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ سب سے اوّل حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اسکے بعد محمد صدیق صاحب نے نہایت خوش الحانی سے نعت پڑھی۔

صاحب صدر کی تقریر

بعد ازاں صاحب صدر نے فرمایا کہ حاضرین میں سے اکثر اصحاب خواجہ صاحب مرحوم کو جانتے ہونگے لیکن ایسے بہت کم ہونگے جو مرحوم سے اتنے طویل عرصہ سے واقف ہوں جتنے عرصہ سے میں ان کی دوستی تھی یہ زمانہ ۴۵ پینتالیس ۴۶ چھیالیس سال کا ہے۔ ہماری سکول کے زمانہ سے دوستی تھی ہم نے اکٹھے ہی انٹرنس کا امتحان پاس کیا اس کے بعد وہ مشن کالج میں اور میں گورنمنٹ کالج میں داخل ہو گیا۔ اتفاق کی بات بی۔ اے کے امتحان میں بھی ہم نے ایک ساتھ کامیابی حاصل کی اور ولایت کا امتحان مرحوم نے مجھ سے ایک سال قبل پاس کر لیا اس کے بعد انہوں نے چھ سال تک پشاور میں وکالت کی اور اس جگہ ان کا بہترین قانون دانوں میں شمار ہونے لگا۔ چونکہ بعض مقدمات کے سلسلے میں انہیں بار بار لاہور آنا پڑتا تھا اس لئے مستقل طور پر لاہور ہی میں قیام پذیر ہو گئے۔ یہاں بھی ان کی وکالت خوب چمکی اور انہوں نے مالی اور شہرت کے لحاظ سے کافی کامیابی حاصل کی لیکن مذہب کی خدمت کا مرحوم کو شروع سے شوق تھا اور میں بے تکلف دوست کی حیثیت سے انہیں بار بار کہتا رہا کہ آپ وکالت کا کام کریں یا مذہب کے لئے وقف ہو جائیں آخر کار انہوں نے مجھے ایک روز کہا کہ میں نے آپ کے مشورہ کو قبول کرتے ہوئے اپنے تئیں مذہبی خدمت کے لئے وقف کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس کے بعد وہ بالکل بے سر و سامانی کی حالت میں تبلیغ اسلام کے لئے ولایت روانہ ہو گئے۔ دیار مغرب میں مرحوم نے جو محیر العقول کامیابی حاصل کی جو انقلاب انگیز کام کیا وہ محتاج بیان نہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم مرحوم کی بے وقت موت پر اظہار افسوس و ہمدردی اور دعائے مغفرت کرنے کے علاوہ اس کام کو بھی جاری رکھنے کی کوشش کریں جو مرحوم نے شروع کیا اور جس کے لئے اپنی جان تک دے دی۔ صاحب صدر کے بعد سر عبدالقادر نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ خواجہ صاحب مرحوم شروع سے نہایت ذہین اور محنتی تھے اگر وہ وکالت کا کام جاری رکھتے تو دنیوی لحاظ سے بہت زیادہ ترقی کرتے میں انہیں طویل عرصہ سے جانتا ہوں۔ نوجوانی میں وہ پاکیزہ ادبی مذاق کے مالک تھے۔ ان کی نظم و نثر دونوں سے واقف ہوں تقریر بھی وہ خوب کرتے تھے لیکن سب سے زیادہ ان کا یہ کارنامہ قابل ذکر و فخر ہے کہ انہوں نے سب سے اوّل دیار مغرب میں تبلیغ اسلام کی ابتدا کی۔ ووکنگ میں میں نے خود جا کر دیکھا ہے وہاں نہایت مفید کام ہو رہا ہے۔ مرحوم کو خدمت اسلام کا عشق تھا۔ انہوں نے اس راستے میں اپنا سب کچھ نثار کر دیا۔

بعد ازاں سر فیروز خاں صاحب نون بالقابہ وزیر تعلیم نے اظہار افسوس و ہمدردی کی تجویز کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجھے ایام انگلستان میں خواجہ صاحب سے نیاز حاصل ہوا اس وقت میں نوجوان تھا اور مذہب کے متعلق مجھے بہت سے شکوک پیدا ہو گئے تھے لیکن خواجہ صاحب مرحوم کی ملاقات اور کتب نے مجھے اسلام پر قائم رکھا ورنہ خطرہ تھا کہ میں عیسائی ہو جاؤں میرے خیال میں مرحوم نے مسلمانوں کے لئے جو مفید کتب تحریر فرمائی ہیں وہ ان کی سب سے بڑی خدمت اسلامی ہے۔

پیش کردہ ریزولیوشن مندرجہ ذیل الفاظ پر مشتمل تھا۔

"مسلمانان لاہور کا یہ اجتماع خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم مبلغ اسلام کی شاندار اسلامی خدمات کا اعتراف کرتا ہے اور ان کی مغفرت کے لئے درگاہ رب العزت میں بخشوع و خلوص ملتجی ہے اور ان کے پسماندگان سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے"۔

حضرت امیر کی تقریر

اس کے بعد حضرت امیر نے ایک مختصر تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ خواجہ صاحب کے حالات زندگی میرے دو مکرم دوستوں (یعنی صاحب صدر اور سر عبدالقادر بالقابہ) نے بیان فرما دیئے ہیں۔ خواجہ صاحب مرحوم مشن کالج کے طالب علم تھے۔ عیسائی درسگاہوں میں دو قسم کے طلباء ہوتے ہیں ایک تو وہ جن میں غیرت اسلامی دوسرے مسلمانوں سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرے وہ جو عیسائیت کا اثر قبول کر لیتے ہیں۔ خواجہ صاحب موخر الذکر لوگوں میں سے تھے اور قریب تھا کہ وہ عیسائی ہو جائیں لیکن ان کی ملاقات ایک مرد کامل (حضرت مرزا صاحب) سے ہوئی اس سے خواجہ صاحب میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گیا حتیٰ کہ انہوں نے عیسائیت کو مغلوب کر لیا۔

یورپ و امریکہ کے عیسائی مشنری تمام ملک اور دنیا کے تمام ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور وہ اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے زبردست جد و جہد کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب موجودہ زمانے میں پہلے انسان تھے جنہوں نے دیار مغرب میں جا کر اسلام کا پیغام پہنچایا۔ لیکن عیسائی مشنریوں اور خواجہ صاحب میں ایک فرق ہے عیسائی مشنریوں کے ساتھ تنظیم اور روپے کی زبردست طاقت ہے ان کی قوم اربوں روپے عیسائیت کی تبلیغ پر خرچ کرتی ہے لیکن خواجہ صاحب نے مفلسی کی حالت میں یہ قدم اٹھایا اور فتح حاصل کی یہ ایک شخص کا اثر تھا جس نے مرحوم کو تبلیغ اسلام کا دیوانہ کر دیا یہ خدا اور رسول پر ایمان اور اسلام کے غالب ہونے کا یقین ہی تھا جس نے مرحوم میں اس قدر عظیم الشان کام کرنے کی طاقت پیدا کر دی خواجہ صاحب نے بیشک کافی تعداد میں انگریز مسلمان کئے جن میں سے اکثر بلند دنیوی و علمی رتبہ رکھتے ہیں لیکن مرحوم نے اس سے بڑا کام یہ کیا کہ مغربی ممالک میں اسلام کے متعلق جو غلط فہمیاں تھیں ان کو بڑی حد تک دور کر دیا مرحوم کے فرزند، بیگم صاحبہ اور دوسرے رشتہ داروں سے بے شک آپ کی ہمدردی ہونی چاہئیے لیکن اس کے مستحق مرحوم کے وہ رفقائے کار بھی ہیں جو انگلستان کے علاوہ جرمن اور دوسرے ممالک میں . . تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ممدوح نے مرحوم کی تصنیفات جرمن مشن اور جناب بیرن عمر ارنفلز کا بھی مختصر الفاظ میں ذکر کیا۔

حکیم احمد شجاع کی نظم

حضرت امیر کی تقریر کے بعد جناب حکیم احمد شجاع صاحب نے ایک پر اثر نظم پڑھی جو اسی اشاعت کے صفحہ ... پر درج ہے ان کے علاوہ ایک اور نوجوان شاعر سید امداد علی شاہ صاحب امداد نے مرثیہ پڑھا جو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج کیا جائے گا۔

دوسرا ریزولیوشن

بعد ازاں جناب خلیفہ شجاع الدین صاحب نے تجویز پیش کی کہ مرحوم کی یادگار کے طور پر ایک میموریل فنڈ قائم کیا جائے اور اس فنڈ کا سرمایہ ووکنگ مسلم مشن کے اغراض و مقاصد کی تکمیل پر صرف کیا جائے اور اس کے (فنڈ) انتظام کے لئے ایک کمیٹی بھی بنائی جائے جس کے لئے ۹ مقتدر مسلمانوں کے نام پیش کئے گئے۔ تقریر کرتے ہوئے خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ جب خواجہ صاحب قیام مشن کے لئے پہلی مرتبہ ولایت گئے تو میں انگلستان میں طالب علم کی حیثیت سے موجود تھا مجھے نہایت ندامت سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں نے اس وقت اس عظیم الشان مقصد کی مخالفت کی کیونکہ میں اس کو ناممکن خیال کرتا تھا لیکن بعد مجھے معلوم ہوا کہ میں غلطی پر تھا میری پرورش ایسے ماحول میں ہوئی تھی جس میں احمدیت کے خلاف کچھ تعصب پایا جاتا تھا لیکن میں نے دیکھا ہے کہ ہم جماعت احمدیہ لاہور سے نبوت وغیرہ کے مسائل میں متفق ہیں ملک برکت علی صاحب ایڈوکیٹ نے اس ریزولیوشن کی تائید کی یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جناب بیرن نے مختصر الفاظ میں حضرت خواجہ صاحب کو خراج تحسین ادا کیا۔ دعائے مغفرت کے بعد جلسہ ختم ہوا۔

نمبر	نام	رقم
۳۸	چوہدری نور احمد صاحب شجاع آباد	۵ — — —
۳۹	منشی محمد بخش صاحب مختار ریٹائرڈ گوجرہ	۲ — — —
۴۰	مساۃ پھول بی بی ہمشیرہ چوہدری عبدالحکیم صاحب بدوملہی	۵ — — —
۴۱	چوہدری مہتاب الدین و احمد بخش صاحبان بدوملہی	۲ — ۸ — ۰
۴۲	بابا غلام محمد صاحب	۱ — — ۰
۴۳	حضرت میر مدثر شاہ صاحب از متفرق اصحاب ناروال	۲ — — —
۴۴	جماعت بازید خیل	۷ — ۸ — ۰
۴۵	عبدالقیوم خانصاحب پہاڑہ	۳ — — ۰
۴۶	میاں غلام محمد صاحب جلد ساز لاہور	۳ — — ۰
۴۷	ملازمان کارخانہ گنگا رام نوالہ امرتسر	۸ — ۳ — ۲
۴۸	میاں محمد سعید صاحب مشنری ملتان کی جھول	

مراسلات

مسلم ہائی اسکول لاہور میں جلسہ تعزیت

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔
السلام علیکم ۔ کرسمس کی تعطیلات کے بعد آج مورخہ ۴ر جنوری ۱۹۳۳ء کو اسکول کھلا ۔ دوران تعطیلات میں چونکہ خواجہ کمال الدین صاحب وفات پا گئے تھے اس لئے آج ہی تمام طلبار کو سکول کے گراؤنڈ میں اکٹھا کیا گیا ۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد جناب ہیڈ ماسٹر صاحب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب نے خواجہ صاحب مرحوم کی زندگی کے واقعات کو جامع الفاظ میں لڑکوں کے سامنے پیش کیا اور نصیحت کی کہ ہر ایک طالب علم کو خواجہ صاحب کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے ۔ اس کے بعد مسٹر مرزا محمد یعقوب بیگ صاحب نے پیغام صلح سے خواجہ صاحب کی زندگی کے واقعات سنائے ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب نے فی البدیہ پانچ شعر کہے جو ذیل درج ہیں ۔ وہ اشعار اور اساتذہ و سٹوڈنٹس کی جلسہ کی کارروائی کا ریزولیوشن جناب کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے آپ براہ نوازش اپنی اخبار میں شایع فرما کر ممنون فرمادیں ۔

اشعار

خواجہ خواجگان کمال الدین | تھے جو ہر طرح حامیٔ اسلام
قوم کے فخر فخر ملت و دین | شرق و مغرب میں جنکا روشن نام
دین کی تبلیغ میں سدا مصروف | تھا شب و روز انکا یہی کام
انکی ہمت سے اہل لندن بھی | سینکڑوں ہوگئے ہیں با اسلام
ہائے افسوس چھوڑ کر ہم کو | گئے فردوس میں ہے پیش امام

قرار داد تعزیت

اساتذہ و طلبار مسلم ہائی سکول لاہور کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر آج سکول کے گراؤنڈ میں بوقت دس بجے منعقد ہوا جسمیں حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے ۔

(۱) اساتذہ و طلبار مسلم ہائی سکول لاہور کا یہ جلسہ الحاج حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی ناگہانی اور المناک وفات حسرت آیات پر اظہار رنج والم کرتا ہے اور آپکی وفات کو قوم کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان سمجھتا ہے اور خدا تعالےٰ سے دعا کرتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور انکے اعزا و اقربا اور خاصکر انکی بیگم صاحبہ و انکے صاحبزادگان اور انکے برادر گرامی خواجہ عبدالغنی صاحب کو صبر جمیل کی توفیق دے ۔

(۲) نیز مسلم ہائی سکول لاہور کو ان کے اعزاز میں باقی وقت کے لئے بند رکھا جائے ۔

(۳) مندرجہ بالا قرار داد کی نقول مقامی اخبارات پیغام صلح سیاست ۔ انقلاب ۔ اور ایسٹرن ٹائمز اور انکے بڑے صاحبزادے خواجہ نذیر احمد صاحب کو روانہ کی جاویں ۔ الیاس خان سیکرٹری ایسوسی ایشن مسلم ہائی سکول

جناب خواجہ کمال الدین رحلت فرما گئے

وہ اسلام کا یہ روشن ستارہ جس نے کفر کی تاریکیوں میں یورپ کے میدان میں اسلامی شمع جلائی تھی آج ملت اسلامیہ سے جدا ہو گیا ۔
ملت اسلامیہ جسقدر غم کرے کم ہے کہ تبلیغ اسلام کا شہسوار اس عالم سے رخصت ہو گیا تثلیث کو جس نے یورپ میں شکست دی اور تثلیث کے مرکز میں جس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا علم بلند کیا وہ مجاہد غازی بن کر شہید ہو گیا کیونکہ مرحوم نے آخری وقت تک بھی تبلیغ کے فرائض کو ادا کرتے کرتے اپنی جان قدرت ربانی کے سپرد کی ۔"

میری دعائیں اس مبلغ اسلام کے ساتھ ہیں ۔ خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اس کے پس ماندگان اور تمام خویش و اقارب کو صبر عظیم دے آمین خادم کشمی شاہ نظامی

ماتم وفات خواجہ مرحوم

خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے مدت دراز سے اپنی وکالت ترک کر کے جس جانفشانی سے جو خدمات اسلامی علاقہ یورپ میں ادا کی ہیں وہ بفضل خدا قیامت تک آفتاب کی طرح دنیا پر روشن رہیں گی اور جن سے حق اسلام ہمیشہ بہت عمدہ نتائج پیدا ہوتے رہیں گے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جسطرح خدا تعالےٰ نبیوں کی امداد کے لئے ان کے حواری اور اصحاب پیدا کر دیا کرتا ہے اسی طرح سے حضرت مرزا صاحب کے خلفاؤں سے خواجہ صاحب بھی ایک باکمال مرد خدا ہے اور جسطرح شروع اسلام میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوقت موت سے اسلام کو شدید صدمہ پہنچا تھا ۔ اسی طرح اب خواجہ صاحب کی موت سے عموماً اسلام اور خصوصاً جماعت احمدیہ کو صدمہ پہنچا ہے کیونکہ اس وقت کوئی بشر ایسا نظر نہیں آتا جو آپ کا فرض ادا کرنے کے لائق ہو تاوقتیکہ خدا تعالےٰ کوئی کمال دین ثانی پیدا نہ کرے ۔ میں حیران ہوں کہ جماعت احمدیہ میں یہ ہماری کمی کب اور کس طرح پوری ہوگی ۔ میں بارگاہ عالی میں نہایت انکساری کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ وہ ہم سب کو اور خواجہ صاحب کے فرزندوں کو خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے

خاکسار حاجی کرم الٰہی ۔ عرضی نویس ۔ گوجرانوالہ ۔

مضمون نگار حضرات کے لئے زرین موقعہ
ہم خرما و ہم ثواب

مضمون نگار حضرات "اسلام میں غیر مسلموں سے رواداری" کے عنوان پر ایک جامع اور بسیط انعامی مضمون سلیس اردو زبان میں جو ۸ صفحات پر معمولی سائز سے متجاوز نہ ہو ارسال فرمائیں منتخب مضمون لا اگر کوئی ہو کے نویسندہ صاحب کو مبلغ دس روپیہ انعام دیا جائے گا انتخاب اور انعام کے متعلق فیصلہ بورڈ نامزدہ اشاعت اسلام کمیٹی انجمن ہذا قطعی ہوگا
مضامین مندرجہ ذیل پتہ پر ۱۵ر فروری ۱۹۳۳ء تک پہنچ جانے چاہئیں
ابو الحمد محمد دوسی سیکرٹری اشاعت اسلام کمیٹی انجمن حمایت اسلام بازار تھداڈ مو

اپیل قرضہ واگذاری پریس مسجد
(اٹھارویں قسط)

$\frac{11}{32}$-۱۴ سے لیکر $\frac{12}{32}$-۱۴ تک اس ذیل میں حسب ذیل رقوم وصول ہوئیں جنہیں شکریہ کے ساتھ شایع کر کے ان اصحاب کی خدمت میں جنہوں نے تا حال اپنی کل رقم یا اس کا کوئی حصہ اب تک ادا نہیں فرمایا التماس ہے کہ وہ اپنی اپنی رقم جلد بھجوا دیں ۔

۱ مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ انجمن ۔ بذریعہ ۔ ۱۵
۲ بابو مقبول الدین صاحب دہلی معرفت مولوی عمر الدین صاحب ۔۔۔ ۱۰
۳ مخدوم محمد اشرف صاحب شملہ ۔ ۔۔۔ ۷
۴ بابو عبدالرزاق صاحب " ۔ ۔۔۔ ۲
۵ مرزا نصر اللہ بیگ صاحب کلانور ۔ ۔۔۔ ۱۵
۶ چوہدری غلام باری صاحب مظفر گڑھ ۔ ۔۔۔ ۲۰
۷ خان محمد زمان خان صاحب زیدہ ۔ ۔۔۔ ۱۱ ۔ ۱
۸ مستر محمد الدین صاحب لاہور ۔ ۔۔۔ ۱
۹ شیخ عبدالمنان صاحب انگلش ویئر ہوس لاہور بذریعہ مرزا خدا بخش صاحب ۔۔۔ ۹۰
۱۰ مرزا عزیز الرحمن صاحب مبلغ جرمنی ۔ ۔۔۔ ۲۰
۱۱ مولوی محمد امین صاحب سلیانہ جھنگ ۔ ۔۔۔ ۳
۱۲ بابو عبدالرحمن صاحب ایبٹ آباد از مرزا مظفر بیگ صاحب ۔۔۔ ۱۶
۱۳ ایم محبوب خان صاحب جنرل ہیڈ کلرک دھرنار ۔ ۔۔۔ ۱۰
۱۴ مولوی محمد رمضان صاحب امین انجمن لاہور ۔ ۔۔۔ ۱۰
۱۵ شیخ محمد حسن و مولا بخش صاحبان غلہ منڈی لائلپور ۔۔۔ ۱۲۵
۱۶ شیخ مولا بخش و محمد اسمعیل صاحبان لائلپور ۔ ۔۔۔ ۱۰۰۰
۱۷ قاضی محمد فضل قادر صاحب لائلپور ۔ ۔۔۔ ۲۰
۱۸ خان بہادر ڈاکٹر حکیم اللہ جان صاحب پشاور ۔۔۔ ۵۰
۱۹ شیخ فضل کریم صاحب پشاور ۔۔۔ ۲۰
۲۰ چوہدری فیض احمد صاحب چک نمبر ۸ جنوبی ۔ ۸ ۔ ۱۴
۲۱ چوہدری محمد حسین صاحب نمبردار ۔۔۔ ۲۵
۲۲ چوہدری نیاز علی صاحب ۔۔۔ ۳
۲۳ میاں رحمت صاحب ۔۔۔ ۲
۲۴ چوہدری غلام حیدر خان صاحب رئیس بدوملہی ۔۔۔ ۳۰
۲۵ شیخ عبدالرشید صاحب جہلم ۔۔۔ ۱
۲۶ داروغہ نبی بخش صاحب لاہور ۔ آخری قسط ۔۔۔ ۲
۲۷ مسٹر ممتاز احمد صاحب انجنیر کلکتہ ۔۔۔ ۱۰
۲۸ مستری محمد عالم صاحب جوڑیاں سیالکوٹ ۔۔۔ ۱۰
۲۹ شیخ محمد لطیف صاحب شملہ ۔۔۔ ۱۰
۳۰ شیخ الہ دین صاحب " ۔۔۔ ۱۰
۳۱ چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس ضلع رہتک ۔۔۔ ۸۸
۳۲ عبدالکریم صاحب نمبردار راولپنڈی معرفت ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار ۔۔۔ ۱۰
۳۳ بابو محمد طفیل صاحب گارڈ راولپنڈی ۔۔۔ ۱۰
۳۴ قاضی بدر الدین صاحب پاچہ ۔۔۔ ۵
۳۵ ماسٹر محمد اکبر علی صاحب ۔۔۔ ۱
۳۶ سید الطاف حسین شاہ صاحب منشی تحصیل بہاولپور ۔۔۔ ۴
۳۷ خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب لاہور موعودہ قرضہ فنڈ ۔۔۔ ۷۰۰

خواجہ کمال الدین رح

(نتیجہ فکر حکیم احمد شجاع ایوبی الانصاری بی۔اے (علیگ) اسسٹنٹ سیکرٹری پنجاب لیجسلیٹو کونسل)

کمال الدین اے اسلام کے عاشق مبارک ہو — تجھے تکمیل مقصد کر کے دنیا سے سفر کرنا
کسے بخت رسا تجھ سا میسر ہے زمانے میں — خدا کیواسطے جینا خدا کے واسطے مرنا

فقیر بے نوا ہو کر کیا تسخیر ملکوں کو — کچھ ایسا جوش ایمان تھا کچھ ایسی تجھ میں ہمت تھی
ترے قلب صفا پرور میں تیرے دست و بازو میں — ولید و عقبہ و موسیٰ و طارق کی شجاعت تھی

تیرا عزم صمیم اس نور ایمان سے منور تھا — کیا فاران کی چوٹی سے جس نے اک جہاں روشن
خدا چاہے تو اک دن نور عرفاں کی تجلی سے — کرینگے تیرے شیدائی زمین و آسماں روشن

نہ ہے بخت رسا تو عازم مغرب ہوا جس دن — خدا کا نام اور اس کا پیام آخریں لیکر
کسے معلوم تھا آئیگا اتنا شادماں ہو کر — جو جاتا ہے دیار غیر میں قلب حزیں لیکر

تری تکبیر سے گونجی فضائے مشرق و مغرب — ہوئے تثلیث کے شیدا آشنا ساذات احد سے
سبق بھولا ہوا پھر ذہن انساں میں کیا تازہ — ہوا نزدیک تر معبود واحد عبد عابد سے

تو ایثار مجسم تھا تو اک مرد مجاہد تھا — بڑھا مغرب میں تو بانگ درائے کارواں ہو کر
نتیجہ اپنی محنت کا خود اپنی آنکھ سے دیکھا — نہیں جاتی کسی کی اتنی محنت رائیگاں ہو کر

زمانہ لاکھ سر پٹکے مگر اب مٹ نہیں سکتا — نشان توحید کا مغرب میں جو تو چھوڑ آیا ہے
وہ معبد کفر و مستی کے صنم باطل پرستی کے — خدا شاہد ہے اپنے ہاتھ سے تو توڑ آیا ہے

تری اس خاک کے ذروں سے پیدا ہونیوالی ہے — وہ امت دعوت حق دیگی جو اقوام عالم کو
بنی آدم کی ذہنیت کو جو بیدار کر کر کے — دلوں پر نقش کرے گی خدا کے اسم اعظم کو

عالم اسلام

بعض مغربی اور عربی اخبارات میں مسلمانان عالم کی آبادی کے متعلق مندرجہ ذیل اعداد و شمار شائع ہوئے ہیں ۔

ملک کا نام	ملین	ملک کا نام	ملین
جمہوریہ چین	۵۰	جمہوریہ سوویٹ	۳۵
ڈچ ایسٹ انڈیز	۴۵	ہندوستان	۸۰
افغانستان	۱۰	ایران	۱۷
ترکی	۱۴	عراق	۴
شام و فلسطین	۶	نجد و حجاز	۵
یمن	۳	عمان	۲
مصر	۱۴	ریاستہائے بربر	۲۰
افریقہ	۵۰	سیام جاپان اور فرانسیسی ہند چینی	۲
فلپائن اور سیلون	۲		
امریکہ اور آسٹریلیا	۳	میزان	۳۶۲ ملین

(نوٹ) ملین دس لاکھ کا ہوتا ہے

بعض اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی تھی ۔ کہ حکومت ایران مالی مشکلات کی وجہ سے بعض شاہی جواہرات لندن یا پیرس میں فروخت کرنے والی ہے ۔ ایرانی قونصل مقیم بمبئی نے اس بے بنیاد خبر کی پر زور تردید کرتے ہوئے اعلان کیا ہے ۔ کہ ایران مالی مشکلات میں مبتلا نہیں ۔ اس کی اقتصادی حالت نہایت تسلی بخش ہے ۔

اینگلو پرشین آئل کمپنی کا معاملہ مجلس اقوام کی عدالت میں پیش ہے ۔ حکومت ایران نے مکرر اعلان کیا ہے ۔ کہ وہ اپنے فیصلے کو ہرگز واپس نہیں لیگی ۔ یہ خبر بھی موصول ہوئی ہے ۔ کہ کمپنی کے ذمہ دار افسران حکومت ایران سے گفت و شنید کر رہے ہیں ۔

معلوم ہوا ہے ۔ کہ حکومت روس نے ایک جدید پنجسالہ پروگرام مرتب کیا ہے جس کے ماتحت پانچ سال کے عرصہ میں روس کے اندر مذہب کا ۔ خاتمہ کرنے کی کوشش کی جائیگی ۔ اس پروگرام کے ماتحت ہر سرکاری ملازم کو جو کسی خاص عقیدے کا پابند ہوگا ۔ ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے گا ۔ مذہبی مجالس و رسوم میں شرکت ممنوع قرار دی جائے گی ۔ مذہبی کتب کی اشاعت و طباعت پر سخت سزائیں دی جائینگی لامذہبی و الحاد کے پروپیگنڈے کیلئے وسیع لٹریچر تیار کیا جا رہا ہے تمام گرجاؤں ، مسجدوں اور عبادت خانوں کو سینما ہالوں اور مزدوروں کے کلبوں میں تبدیل کر دیا جائیگا ۔

حیدر آباد دکن کے مسلمان طلباء نے جو لیڈز یونیورسٹی (انگلستان) میں زیر تعلیم ایک اسلامک سوسائٹی قائم کی ہے ۔ جو خدا کے فضل سے روز بروز ترقی کر رہی ہے ۔ سوسائٹی نے یونیورسٹی مذکور کی یونین سے نماز پڑھنے ، مذہبی جلسوں کے انعقاد اور اسلامی تقاریب یعنی عیدین محرم اور میلاد النبی وغیرہ کے موقعوں پر متحدہ ڈرائنگ روم میں جلسے اور تقاریر کرنے کی بھی اجازت لے لی ہے ۔ اور اس اجازت سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے ۔

عراق کے محکمہ تعلیم نے مصر سے علمی تعاون کی ایک لائق مبارک

مبارک کوشش کی ہے یعنی مصر کے ارباب علم وفن کی ایک جماعت کو عراق بلایا ہے جو عراقی درسگاہوں میں صنعت وحرفت اور بجلی کے کام کی تعلیم دے گی۔

قاہرہ کا مشہور فارسی اخبار "چہرہ نما" رقمطراز ہے۔ کہ حکومت ایران نے اٹلی سے چھ جدید جنگی جہاز خریدے ہیں۔ جو براہ مصر ایران پہنچ گئے ہیں۔ جدید ایرانی اور برطانوی اختلاف کے سلسلہ میں ان جہازوں کی آمد کو خاص اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔ ایک غیر مصدقہ اطلاع یہ بھی ہے۔ کہ حکومت ایران نے پولینڈ سے چند جنگی ہوائی جہاز بھی خریدے ہیں۔ جو عنقریب ایران کی طرف پرواز کرنے والے ہیں۔

مصری اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ الجزائر کے مسلمان تیزی سے بیدار ہو رہے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں اپنی دیرینہ خواب غفلت سے کروٹ لی ہے۔ اور قلیل عرصہ میں زندگی کا نمایاں ثبوت دیا ہے۔ سب سے مسرت انگیز بات یہ ہے۔ کہ انہوں نے علم دین کو اپنی کامیابی کا بنیادی ذریعہ قرار دیا ہے۔ وہ حصول تعلیم کے لئے خاص کوشش کر رہے ہیں۔ سرکاری و غیر سرکاری درسگاہیں مسلمان طلبا سے معمور ہیں۔ الجزائر کے باشندوں کی تعداد ساٹھ لاکھ ہے۔ جن میں سے کثیر حصہ مسلمان ہے۔

عراق کو مجلس اقوام میں داخلہ کے بعد خارجی پالیسی میں آزادی حاصل ہو گئی ہے۔ اس لئے اس نے مختلف ملکوں میں اپنے سفیر مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ توقع ہے۔ عنقریب استنبول، برلن، پیرس، روما، دمشق، حلب اور بمبئی میں عراقی سفراء او قنصل مقرر کر دیئے جائیں گے۔

قاہرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ مصر کے برطانوی ہائی کمشنر کے مکان پر بم پھینکا گیا جس سے ہائی کمشنر تو محفوظ ہے۔ لیکن مکان کو شدید نقصان پہنچا۔ پولیس نے مالٹا سے ایک نوجوان یہودی کو گرفتار کر لیا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ بولشویکوں کی کسی سازش اس فعل کی محرک ہوئی ہے۔

حکومت ایران ریلوے لائنوں کی تعمیر وتوسیع اور مرمت کی طرف خاص توجہ دے رہی ہے۔ روسی اور برطانوی حکومتوں نے ایران میں جو لائنیں تعمیر کی تھیں۔ وہ بھی حکومت ایران کے حوالے ہو چکی ہیں۔ جس سے ایران کو بہت فائدہ پہنچا۔ ان لائنوں کو بھی حکومت مرمت کر رہی ہے۔

معذرت

پیش نظر اور گذشتہ چند اشاعتوں میں خبروں کا خلاصہ نہیں دیا جا رہا ہے اس کی وجہ غفلت یا تساہل نہیں بلکہ عدم گنجائش ہے انشاءاللہ جلد ہی یہ سلسلہ دوبارہ شروع کرا دیا جائے گا بعض احباب کے مضامین بھی عرصہ سے رکے ہوئے ہیں شاید ان کو چند روز انتظار کرنا پڑے لیکن انہیں یقین رکھنا چاہئیے کہ ان کے قیمتی مضامین نہایت حفاظت سے رکھے ہوئے ہیں اور بہت جلد شایع ہونے شروع ہو جائیں گے۔

نیازمند ایڈیٹر

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ مسلمان لاہور

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۳۳ء | نمبر ۳

مرثیہ حضرت خواجہ کمال الدین رح

از جناب سید امداد علی شاہ صاحب امداد

مندرجہ ذیل اشعار مسلمانان لاہور کے اس تعزیتی جلسہ میں پڑھے گئے جو حضرت خواجہ صاحب رح کی وفات پر اظہار افسوس و ہمدردی کے لئے منعقد کیا گیا تھا اور جس کی روئیداد گذشتہ اشاعت کے صفحہ پر شائع ہو چکی ہے۔

ہوا زمانے میں قحط الرجال صد افسوس — وہ چل بسے کہ نہ رکھتے تھے جو عدیل و مثیل
وہی کہ جن کا تکلم میں تھا کلیم خطاب — وہی جنہیں لب عیسٰے سے دیتے تھے تمثیل
وہ جن کے پیش نظر تھے ہزاروں استدلال — وہ جن کی بات کرامت تھی معجزہ تھی دلیل
وہ پختہ قول تھا جن کا اور عزم راسخ تھا — قضا و قدر بھی جن کو نہ کر سکے تبدیل
اٹھے وہ لیکے فقط ایک ہمت مرداں — کفیل تھا نہ کوئی اور تھی نہ کوئی سبیل
جہاں کہ گونجتی تثلیث کی صدائیں تھیں — لگایا جا کے وہاں پر وہ نعرۂ تہلیل
سنا جو شرک پرستوں نے کلمۂ توحید — ہوئے وہ جلد مسلماں جو تھے فہیم و عقیل
جہاں میں ان کے وہ مشہور کارنامے ہیں — بیاں میں کار نمایاں کی کیا کروں تفصیل
گواہ لارڈ ہیں شاہد ہے مسجد ووکنگ — یہ کام وہ ہیں جنہیں جانتا ہے رب جلیل
غرض کہ جن کو کہا کرتے تھے کمال الدین — ہمیشہ کرتے تھے اکملت کہ کی جو تکمیل
انہی کے سوگ میں اہل کمال آئے ہیں — کمال رنج ہے سب کو ہوئے کمال رحیل
کمال خواجہ کا مشہور ہے یہ لندن میں — کہ لوگ پڑھتے ہیں قرآن چھوڑ کر انجیل
نہ مجھ میں تاب سخن ہے نہ وصف گویائی — یہ ہے خواجہ کے امداد حکم کی تعمیل

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خدا کے فضل و کرم سے بخیریت اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ۱۳ کو ممدوح نے خطبہ جمعہ میں قرآن کریم کی اشاعت کے متعلق ایک نہایت مفید تجویز ارشاد فرمائی جس کا مفصل تذکرہ ان شاء اللہ آئندہ اشاعت میں کیا جائیگا۔ آج کل آپ قرآن کریم کے متعلق ایک ٹریکٹ بھی تیار فرما رہے ہیں۔

——— حضرت امیر کی بیگم صاحبہ اور جناب مولانا احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔ ان محترم خاتونوں کی صحت کیلئے دعا کی جائے۔

——— حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب تا حال علیل ہیں۔

——— جناب مولانا عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام کو رفتہ رفتہ افاقہ ہو رہا ہے۔ لیکن کمزوری بہت ہے۔

——— شیخ عبدالحق صاحب مہتہ کو اب تقریباً ۸۰ فیصدی افاقہ ہے۔ لیکن کمزوری بہت ہے۔

——— ڈاکٹر سعید احمد صاحب مانسہرہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ان کے چچا مولوی محمد یعقوب خانصاحب کو پہلے سے افاقہ ہے لیکن ابھی خطرے سے باہر نہیں ہیں احباب ان تمام اصحاب کیلئے شفائے کامل کی دردِ دل سے دعا کریں

——— ہمارے ایک دوست کو جو موٹر ڈرائیور اور رکینک ہیں سلسلہ میں داخل ہونے کی وجہ سے سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ اگر کسی دوست کو ان کی خدمات کی ضرورت ہو۔ یا ان کیلئے ملازمت مہیا کر سکتے ہوں تو باعث مشکوری ہوگا۔ اس کے متعلق تمام خط و کتابت جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے کی جائے۔

——— احمدیہ ریڈنگ روم احمدیہ بلڈنگس لاہور جلسہ سالانہ کی وجہ سے چند روز بند رہنے کے بعد دوبارہ باقاعدہ کھلنا شروع ہو گیا ہے۔

——— جن احباب کا چندہ پیغام صلح ماہ دسمبر ۱۹۳۲ء میں ختم ہو چکا ہے۔ یا جنوری ۱۹۳۳ء میں ختم ہونا ہے۔ ان کی خدمت میں اطلاع دینے کے بعد وی پیاں بھیجی جا رہی ہیں۔ وہ احتیاط سے وصول فرمالیں

سلسلۂ احمدیہ کے قیام کا مقصد

(از جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب)

(سلسلہ کیلئے ۲۲ دسمبر ۱۹۳۲ء کا پرچہ ملاحظہ ہو)

(۲)

یہ سوال پوچھا جائیگا۔ کہ ان "روشن خیال" اصحاب کی ذہنیت میں کیا نقص ہے۔ جو سلسلہ احمدیہ کے کاموں کو نہایت عزت و عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مگر اس میں شمولیت کو تفرقہ بازی و تنگدلی پر محمول کرتے ہیں۔ . . . جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے سب سے مشکل امر کسی کام میں عملی شمولیت ہوا کرتا ہے۔ اور بہت سے اصحاب تو جب دلائل و واقعات سے سلسلہ کی عظمت کا انکار نہیں کر سکتے۔ تو گریز کی یہ راہ اختیار کرتے ہیں۔ بس یہ ان کی کمزوری اور کم ہمتی ہے کہا جاتا ہے۔ کہ اگر جماعت احمدیہ اپنا نام بدل دے۔ یا اپنی خصوصیات۔ ترک کر دیوے۔ تو بہت سے روشن خیال مسلمان اس کی امداد پر آمادہ ہو جائیں گے۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو عملی پہلو سے عذر کی ایک راہ نکالتے ہیں۔ وہ کبھی اس رستہ پر نہ آئیں گے۔ جو محنت اور دکھ چاہتا ہے اور اگر ان کا ایک عذر دور ہو جائیگا۔ تو دوسرا پیدا ہو گا۔ کیونکہ جہاں کام کرنے کی نیت نہ ہو۔ وہاں عذر بنتے کوئی دیر نہیں لگا کرتی پھر یہ بات بھی قابل غور ہے۔ کہ جو لوگ سلسلہ احمدیہ سے اصولوں میں متفق ہیں۔ ان کا محض نام احمدی کی وجہ سے الگ رہنا اپنے اندر کونسی معقولیت رکھتا ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے اصولوں میں اتفاق نہ رکھتا ہو۔ تب تو اس کے لئے یہ جائز ہے۔ کہ وہ اس سے الگ رہے۔ لیکن جب اصولوں میں اتفاق ہے۔ تو پھر علیحدگی کے کیا معنے ؟ اب اگر اس بات کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ چونکہ نام احمدی لوگوں میں مقبول نہیں۔ اس لئے یہ "روشن خیال" اصحاب کام میں شمولیت تو پسند کرتے ہیں۔ مگر خواہ مخواہ اپنے آپ کو بدنام کرنا نہیں چاہتے۔ مقام تعجب ہے۔ کہ اگر حالت یہ ہے۔ تو ایسے اصحاب سے کسی بڑے کام کی توقع رکھنی فضول ہے۔ بھلا جو شخص کسی بات کو اس لئے نہ کر سکے۔ کہ لوگ اسے برا نہ جانیں۔ وہ کونسے اخلاق کا مالک اور اس سے کونسے بڑے کام کی امید رکھی جا سکتی ہے۔ اسلام نے سب سے بڑا معیار نیکی کا یہ نہیں رکھا۔ کہ اپنے کام کی وجہ سے انسان مقبول بن جائے۔ بلکہ اکثر حالتوں میں نیکی وہ ہوتی ہے جس سے انسان دنیا کی ذلت اٹھائے۔ اور جس شخص نے کسی بات کو لوگوں میں مقبولیت کی وجہ سے کر دکھلایا۔ اس نے تو کوئی نیکی نہیں کی۔ بلکہ یہ تو خود غرضی پر مبنی ہے۔ اب جو لوگ احمدی نام کو ہتک سمجھ کر سلسلہ میں اس لئے شامل نہیں ہوتے۔ کہ وہ بدنام ہو جائیں گے۔ وہ واقعی اس قابل نہیں۔ کہ سلسلہ میں داخل ہوں۔ اگر بالفرض وہ جماعت میں شامل بھی ہو جائیں تو بجائے فائدہ کے نقصان کا موجب ہوں گے۔ اس لئے کہ وہ اپنی بزدلی سے تمام جماعت کو متاثر کریں گے۔

افراط و تفریط کی راہیں

مگر میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ علاوہ بزدلی اور عذر خواہی کے بعض "روشن خیال" اصحاب ایسے بھی ہیں جن کی سمجھ میں سلسلہ احمدیہ کا مقصد واضح نہیں۔ اور وہ اپنی تمام نیک نیتی کے باوجود بعض لاعلمی کی وجہ سے [illegible] اصحاب کی ذہنیت میں [illegible] ایک معاملہ میں افراط

ہو جاتی ہے۔ تو اس کے خلاف ایک لہر پیدا ہوتی ہے۔ تو ہمیشہ وہ لہر میانہ روی سے گذر کر دوسری طرف تفریط کو چلی جاتی ہے۔ اگر تاریخ کی روشنی میں کسی تحریک پر غور کیا جائے۔ تو یہی دکھائی دیگا۔ اب چونکہ مشرق میں گذشتہ صدیوں میں مذہب کے متعلق ملّانہ روش جاری رہ چکی ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ کسی امر کی حقیقت و مدعا پر غور نہ کیا جائے۔ بلکہ محض ظاہر پرستی و لفظ پرستی کے رنگ میں ہر بات کو لیا جاتا ہے۔ اب مغربی تہذیب کا اثر مشرق پر ملّاپنے کے خلاف پڑا ہے اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ حد اعتدال سے گذر کر ہمارے "روشن خیال" اصحاب ملّاپنے کی دوسری حد پر جا رہے ہیں یعنی جہاں ملّا کی نگاہ حقیقت و مغز پر نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ محض ظاہر پر۔ ایسا ہی اس دوسری روش "روشن خیالی" اصحاب اس روشن خیالی سے محفوظ رکھے جیسا کہ ملّاپنے سے بچائے۔ آمین) کا نصب العین ہر بات کا مقصد و مدعا لینا۔ مگر ان ذرائع کو بھول جانا ہے۔ میں اس امر کو ایک مثال سے واضح کرتا ہوں۔

اسلام میں عبادات و ارکان دین کا مرتبہ

مذہب میں جو ارکان یا عبادات مقرر کی گئی ہیں ملّا اپنی ظاہر پرستی کی وجہ سے ان کی حقیقت سے بے پروا ہے۔ اور وہ یہ سمجھ بیٹھا ہے۔ کہ جس کسی نے نماز کو نہ مجھ کر ادا کر لیا۔ وہ مذہب پر پورا عامل ہو گیا۔ خواہ اس نے اس ذریعہ سے حقیقت کو نہ پایا ہو۔ اسی طرح ملّا کے نزدیک جس شخص نے روزہ رکھ لیا۔ اس نے مذہب کے ایک دوسرے رکن کو ادا کر لیا۔ اب وہ چیز جس کو مذہب پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اس کا نام تو ہمدردی بنی نوع و اصلاح نفس ہے۔ اگر نماز روزہ وغیرہ سے ان مقاصد میں کچھ ترقی نہیں ہوئی۔ تو مذہب کا مقصد پورا نہ ہوا۔ مگر ملّا کے نزدیک ہو گیا۔ دوسری طرف مغربی روشنی میں پلنے والے "روشن خیال" اصحاب جب مذہب کا تصور کریں گے۔ تو وہ یہ کہیں گے۔ کہ مذہب کا مقصد تو ہمدردی بنی نوع و اصلاح نفس ہے۔ اگر یہ باتیں حاصل ہو جائیں۔ خواہ کسی ذریعہ سے ہوں۔ تو پھر نماز و روزہ کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن مذہب اسلام کی کتاب قرآن نے جس طرح اصل مدعا اور پھر اس کے حصول کے ذرائع کو بیان و واضح کیا ہے ایسا کسی اور کتاب نے نہیں کیا۔ جس جس مقام پر کسی عبادت یا رکن دین کا ذکر کیا ہے۔ وہیں ساتھ ہی صاف صاف الفاظ میں اس کا مدعا و مقصد بھی بتلا دیا۔ لیکن مدعا و مقصد کے بتلا دینے کا یہ مطلب نہیں لیا۔ کہ وہ رکن و عبادت یعنی اس مقصد کے حصول کے ذرائع جو خود خدا نے تجویز کئے ہیں۔ وہ بیکار رہیں۔ دوسرے پارہ میں تحویل قبلہ کا ذکر ہے۔ اور مقام ابراہیم کو قبلہ بنانے کا حکم دیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی فرمایا۔ لیس البر ان تولوا وجوهكم قبل المشرق والمغرب ولكن البر من آمن بالله۔ الخ یعنی یہ کہ نیکی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں نہیں۔ بلکہ وہ ایمان باللہ و اعمال صالحہ میں ہے۔ اب جائے غور ہے۔ کہ کس توازن سے دونو امور یعنی مقصد اور اس کے حصول کے ذرائع کو ایک ہی جگہ اکٹھا کر دیا۔ حکم تو خود دیا۔ کہ فلاں طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ اسی میں تمہاری وحدت و اخوت کا راز مضمر ہے

پھر ساتھ ہی کہ دیا۔ کہ ایک طرف یا دوسری طرف منہ کر لینا بجائے خود کوئی نیکی نہیں۔ یہ وہ عین اعتدال کا راستہ ہے۔ جس سے نہ تو مقصد کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی اس کے حصول کے ذرائع کو فضول ٹھہرایا ہے۔ مگر جن لوگوں کا توازن قائم نہیں ہوتا۔ وہ یا تو اس بات پر آجائیں گے۔ کہ حقیقی نیکی قبلہ کی طرف منہ کرنے میں ہے۔ . . . اور یا پھر دوسری طرف چلے جائیں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ مقصد تو اتحاد و اخوت ہے۔ اس میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کی کیا حاجت ہے۔

موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کے اتحاد و اصلاح کا ذریعہ

بالکل یہی حالت ان "روشن خیال" اصحاب کی ہے۔ جو سلسلہ احمدیہ کی اہمیت و عظمت کو نہ سمجھنے کے باعث حد اعتدال سے ایک طرف جھک کر شمولیت سلسلہ پر نکتہ چین ہو رہے ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کی بنا کسی ایک شخص یا چند اشخاص نے باہم بیٹھ کر اور سوچ و فکر کر کے نہیں رکھی۔ بلکہ یہ سلسلہ تو خود خدا تعالےٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے۔

واصنع الفلك باعيننا ووحينا

حضرت مسیح موعود کا الہام ہے۔ جس کی بنا پر انہوں نے جماعت قائم کی۔ حالانکہ اس سے قبل بھی آپ اشاعت اسلام ہی کرتے۔ اور دلائل سے ہی اسلام کو غالب کرتے تھے۔ اس سے پہلے آپ کو عزت و شہرت بھی حاصل تھی۔ اور لوگ خود بیعت کے لئے ہاتھ بڑھاتے تھے۔ مگر خدا تعالےٰ نے جب تک حکم نہیں دیا۔ آپ نے جماعت بنانی کی غرض۔ یہ خیال دلوں سے بالکل نکال دینا چاہیئے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو اسلام کے غلبہ کی ایک راہ سوجھ گئی۔ تو آپ نے اس کے لئے لوگوں کو دعوت دی۔ ایسا ہرگز نہیں۔ اسلام کی اشاعت میں تو وہ پہلے سے ہی لگے ہوئے تھے۔ مگر جماعت اس وقت بنائی۔ جب خدا نے حکم دیا۔ آپ نے تب ہی مسلمانوں کا امام و جرنیل بننے کا دعوےٰ کیا۔ جب صریح حکم خداوندی ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ حکم قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ یا مخالف۔ اگر قرآن و حدیث و امت مسلمہ کے تمام مذاہب سے یہی پایا جاتا ہے۔ کہ ہر مشکل کے وقت اسلام کی رہنمائی کے لئے خود خدا ایک شخص کو منتخب کیا کرتا ہے اور اگر یہ صحیح ہے۔ کہ سب سے بڑے فتنہ کا وقت دجال کا وقت ہے۔ اور وہ یہی وقت ہے۔ تو پھر بتلاؤ۔ کہ جو شخص ایسے وقتوں میں اسلام کو بچانے کیلئے کھڑا ہوا۔ اور اس کو حکم خداوندی اس کشتی کے ناخدائی کا آیا اس کا ساتھ دینا کیا خدا اور قرآن کے ماتحت گردن خم کرنا نہیں ؟ اور اگر یہی زمانہ پکار پکار کر بتلا رہا۔ اور خود تمام اصحاب کی گردنیں اس بات پر جھک چکی ہیں۔ کہ غلبۂ اسلام کی راہ یقیناً وہی ہے۔ جو اس امام نے بتلائی۔ تو پھر ایسے جرنیل کا سپاہی بن کر اسلام کا جھنڈا بلند کرنا کس طرح تنگدلی اور تفرقہ بازی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے کیا ہی سچ فرمایا۔

> بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
> گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

حضرت محمد مصطفےٰ کی عظمت کو دنیا میں قائم کرنا اگر تفرقہ بازی ہے اور کفر بھی قرار دیا جائے تو ایسی تفرقہ بازی یا کفر تو ہمیں اختیار کرنے میں عار نہیں۔ بلکہ فخر ہے اور اگر باوجود ایسے عالی مقصد و عظیم نصب العین کے . . . مسلمان "روشن خیالی" و آزادی کے گورکھ دھندوں میں پھنس کر جماعت احمدیہ میں شمولیت سے محترز رہیں۔ تو یہ انکی سخت غلطی ہے۔ جماعت الحمد اپنی بساط و استطاعت کیمطابق اس مقصد کے حصول میں کوشاں رہیگی۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ اس کی ناصر ہے۔ یہ جماعت ضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر رہیگی۔ خواہ ہمارے تعلیم یافتہ اصحاب روشن خیالی و آزادی کی الجھنوں میں پھنسکر اس کی امداد نہ کریں لیکن خدا تعالیٰ جس نے کام شروع کیا ہے اس بلند مقصد کو پورا کرا دیگا۔ فتربصوا انی معكم من المتربصين

فانتظروا انی معكم من المنتظرين

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلے علے رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ لاہور یوم یکشنبہ ۱۸ر رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ نمبر ۳

محشرستان الور

ظلم و خونریزی کا انسانیت سوز مظاہرہ

"پیغام صلح" اور جماعت احمدیہ لاہور کا مسلک و مقصد بالکل واضح ہے۔ دین اسلام کی تبلیغ و خدمت اور مسلمانوں کی اصلاح و ترقی ہمارا کام ہے۔ سیاسیات سے ہم نے ہمیشہ علیحدہ رہنے کی کوشش کی ہے "پیغام صلح" کی تقریباً ربع صدی کی فائلیں اور انجمن کی کارگذاری اس پر گواہ ہے ہندوستانی ریاستوں کے معاملات میں دخل دینے سے تو ہم مزید مجتنب رہے ہیں۔ اور کسی ریاست کے متعلق اس وقت تک اپنے قلم کو حرکت نہیں دی۔ جب تک کہ حالات نے اس کے لئے مجبور نہ کر دیا کشمیر کی تازہ مثال موجود ہے۔ اسی طرح ہم معاملات الور کی اصلاح کے منتظر رہے ۸ر جنوری کے ایک ذیلی مقالے کے علاوہ "پیغام صلح" میں الور کے متعلق کوئی قابل ذکر تحریر شائع نہیں ہوئی۔ لیکن انتظار کا ہر ایک لمحہ خلاف توقع نتائج پیدا کر رہا ہے۔ حکومت الور کے مظالم اور ناعاقبت اندیشی نے حالات کو بہت ہی زیادہ خوفناک اور پیچیدہ بنا دیا ہے۔ ہم اصلاح و درستگی حالات کی توقع پر تو کچھ عرصہ تک خاموش رہ سکتے ہیں۔ لیکن شعائر اسلام کی توہین، بے گناہ مسلمانوں کے قتل عام، شہداء کی لاشوں کی تڑپ دیکھ کر ہمیں تاب ضبط نہیں۔ موجودہ وقت میں مسلمانان الور کے مصائب و مطالبات سیاسی نہیں۔ بلکہ یہ ایک خالص اسلامی و قومی مسئلہ ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ ہر ایک چیز سے بے پروا ہو کر اپنے جذبات و خیالات کا اظہار کریں۔ مسلمانان الور ایک ہندو راجہ اور سنگدلی نظام حکومت کے ماتحت ہونے کے باوجود عالمگیر اسلامی برادری کا ۔۔۔ حصہ ہیں۔ ان کا خون کچھ قیمت رکھتا ہے۔ وہ قیمت خواہ کتنی ہی کم کیوں نہ ہو۔ لیکن اس قدر بے حقیقت نہیں۔ کہ راجپوتانہ کی ایک معمولی ریاست کا راجہ اپنے بے معنی وقار اور حکام الور اپنی سنگدلی ضد کو قائم رکھنے کیلئے اس کا بے دریغ استعمال کریں۔ دربار الور اور اس کے ہم مذہب شہدائے گوبند گڑھ کی سینکڑوں لاشوں کی تڑپ کو رقص بسمل کا تماشا سمجھ کر شوق سے خوش ہوں۔ لیکن اس تڑپ نے مسلمانوں کے اندر بے چینی کی ایک زبردست لہر پیدا کر دی ہے۔ اور یقیناً وہ اس قدر بے اثر نہیں۔ جس قدر کہ اس کو غیر مسلم حلقے سمجھ رہے ہیں۔

اخبار بین حضرات معاملات الور سے ناواقف نہ ہونگے۔ الور دہلی کے قریب راجپوتانہ کی ایک ریاست ہے۔ اور غالباً راجپوتانہ کی یہی ایک ریاست ہے جس میں مسلمان اکثریت رکھتے ہیں۔ وہاں کے دربار نے روشن خیالی، انصاف پسندی اور رواداری کے بلند بانگ دعوٰی کے باوجود مسلمانوں پر عرصہ سے ہولناک مظالم شروع کر رکھے ہیں۔ ملازمتوں اور جاگیروں میں مسلمانوں کا برائے نام حصہ ہے۔ مالیانہ ناقابل برداشت طور پر زیادہ وصول کیا جاتا ہے۔ مذہبی اور اردو زبان کی تعلیم قانوناً ممنوع ہے مسلم ملازمین کو بہت سے مذہبی احکام کی بجا آوری سے روکا جاتا ہے۔ بے شمار مساجد و مقابر پر ہندو پبلک اور ریاست کا قبضہ ہے مسلمانوں نے پے در پے عاجزانہ درخواستیں کیں۔ وہ صرف بہرے کانوں ہی سے سنی گئیں۔ بلکہ تشدد میں مزید اضافہ ہو گیا۔ گذشتہ موسم گرما میں ہندو پبلک نے مسلمانوں پر خواہ مخواہ دھاوا بول دیا۔ حکام ریاست نے ہندو مجرموں کو سزائیں دینے کی بجائے بے قصور مسلمانوں کو مشق ستم شروع کر دی۔ آخر تنگ آ کر ہزاروں مسلمان ریاست سے ہجرت کر گئے مسلمان رہنماؤں نے معاملات کو سلجھانے اور باعزت صلح کی ہر چند کوشش کی۔ لیکن مہاراجہ الور کے غرور اور ان کے افسروں کی چالبازیوں وعدہ خلافیوں اور متعصبانہ ضد نے سارا کام بگاڑ دیا۔ الور میں عموماً میو مسلمان آباد ہیں۔ جو زیادہ تر کاشتکار ہیں۔ آج کل زمینداروں کے افلاس کی جو حالت ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ دوسرے علاقوں کے زمینداروں کی طرح یہ لوگ بھی بالکل بے زر و قلاش ہو رہے ہیں۔ حکومت الور نے ان کے حالات اور مجبوریوں سے بے پروا ہو کر مالیانہ کا مطالبہ کیا۔ اظہار معذوری کے جواب میں وحشیانہ تشدد شروع ہوا۔ آخر کار گولی چلا دی گئی۔ اور سینکڑوں مسلمانوں کو جام شہادت نوش کرنا پڑا اس قتل عام کے متعلق تازہ خبریں "محشرستان الور" کے عنوان ہی سے جمع کر دی گئی ہیں۔ جو پیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہیں۔ ان کے مطالعہ سے ناظرین حالات کا پورے طور پر اندازہ لگا سکتے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ ہز ہائینس مہاراجہ کے گرد ان کے متعصب و خود غرض افسروں نے غلط فہمیوں کے حصار کھڑے کر دیئے گئے۔ ان کو غرور و ظلم کا سبق دیا جا رہا ہے۔ وہ اپنے ناعاقبت اندیش مشیروں میں محصور پے در پے ایسی شدید غلطیوں کا ارتکاب کر رہے ہیں جن کے نتائج بہت زیادہ برے ہوں گے۔ حکمرانوں کے وقار کو ہم بالکل غیر ضروری نہیں سمجھتے۔ لیکن یہ وقار مظلوم و وفادار رعایا کی جائز شکایتوں کو ٹھکرا کر اور اس کا قتل عام کر کے قائم نہیں رکھا جا سکتا ہے مسلمانان الور کے مطالبات بالکل واجبی ہیں، وہ جلد یا بدیر پورے ہو کر رہیں گے۔

کیا بہتر نہ ہوگا۔ کہ ہز ہائینس ممدوح خود ہی ان کی منظوری کا اعلان فرمائیں اس کے علاوہ ہم ان کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اپنی مسلمان رعایا کی گاڑھی کمائی سے وصول شدہ دولت میں سے کسی مسلم درسگاہ کو چند ہزار روپیہ دے دینا۔ یا کسی مسلم لیڈر کو علاج کے لئے یورپ بھجوا دینا۔ یا کسی نام نہاد مجلس مصالحت میں ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت و اہمیت پر لیکچر دے دینا۔ ان کی حکومت کے ہولناک مظالم اور مسلم کش رویے کیلئے وجہ جواز نہیں پیدا کر سکتا۔ اور نہ اس سے مسلمانوں کے قتل عام کی پردہ پوشی ہو سکتی ہے۔ یہ حقیقت بھی ہز ہائینس ممدوح پر واضح رہنی چاہیئے۔ کہ ڈاکٹر مونجے یا دوسرے ہندو سبھائی لیڈروں کے غلط مشورہ اور امداد کے حوصلہ افزا وعدے اور چند قوم فروش مسلمانوں کی خاموشی و بے حسی بھی ان کے لئے ہرگز مفید نہیں ہو سکتی، ممدوح الہ آباد کانفرنس میں اپنی امداد کے جو معاملات کر آئے ان پر اطمینان رکھنا غلطی ہے مستقبل قریب ہی میں انہیں اپنی اس غلطی کا احساس ہو جائیگا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے جو گرانقدر رقم خرچ کی ہے انہیں یقین رکھنا چاہیئے۔ اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا کشمیر کی مثال ان کے سامنے موجود ہے کاش وہ اس سے کوئی سبق کوئی عبرت حاصل کریں۔

ہندو اخبارات اور لیڈروں نے معاملات الور کے متعلق جو رویہ اختیار کر رکھا ہے، وہ انتہائی شرمناک تو ضرور ہے۔ لیکن خلاف توقع نہیں۔ یہ لوگ برطانی ہند میں معمولی سے معمولی تشدد پر زمین آسمان ایک کر دیا کرتے ہیں۔ لیکن مسلمان الور کے قتل عام پر انتہائی شادمانی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور مہاراجہ الور کو زیادہ سے زیادہ تشدد کی اور زیادہ سے زیادہ خونریزی کے پے در پے مشورے دے رہے ہیں یہ لاعلاج لوگ ہیں۔ ان کو کچھ کہنا فضول ہے۔ اس کے ساتھ ہی اکثر کانگریسی مسلمانوں نے بے حسی، خاموشی۔ اور تائید ہنود کا جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ وہ ان کی قوم فروشانہ روایات کے عین مطابق ہے۔ ہنگامہ کشمیر کی طرح محشرستان الور کو بھی انہوں نے حصول زر کا ذریعہ بنا رکھا ہے" سودے ہو رہے ہیں۔ ان لوگوں کو بھی کچھ کہنا الفاظ کا اسراف ہے۔ البتہ باقی مسلمانوں کی خدمت میں ہم چند باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں

ہندو ریاستوں میں مسلمان رعایا پر شدید مظالم کا جو طویل سلسلہ شروع ہے۔ اس کا انسداد مسلسل اور ٹھوس کوششوں کا طالب ہے۔ اگر واقعات پر اضطراباً و ایمانداری سے غور کیا جائے۔ تو ہنگامہ کشمیر سے ہم بہت سے تجربات حاصل کر سکتے ہیں۔ وقتی جوش و خروش سود مند ہونے کی بجائے نقصان رساں ہے۔ اگر بعض سطحی اور خود غرض مندانہ تحریکوں سے نہ بہت سا روپیہ اور طاقت ضائع نہ جاتی، تو معاملات کشمیر موجودہ منزل سے بہت آگے پہنچ چکے ہوتے۔ ہر قسم کے حالات میں قانون شکنی پر مصر ہونا اور قیدیوں کی تعداد کو بڑھانا اور اس پر فخر کرنا دانشمندی نہیں۔ ہماری تجویز ہے۔ کہ مہاجرین و مجروحین کی امداد وغیرہ کے متعلق جو وقتی کوششیں ہو رہی ہیں، ان کو جاری رکھا جائے۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کے تمام اہل الرائے و مخلص بزرگ دہلی یا کسی دوسرے مناسب مقام پر جمع ہو کر موجودہ مشکلات کا حل سوچیں۔ اور متفقہ طور پر کوئی عملی قدم اٹھایا جائے۔ مستقبل کے متعلق یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن گمان غالب ہے۔ کہ منظر عنقریب کشمیر و الور سا لیے مسلمانوں کو

کئی واقعات پیش آنے والے ہیں۔ اس کے متعلق ہمیں کوئی معقول اور دور اندیشانہ طرز مدافعت اختیار کرنا چاہیئے

مندرجہ بالا سطور لکھی جا چکی تھیں۔ کہ خبر ملی۔ برطانوی افواج ریاست میں پہنچ گئی ہیں۔ اور شورش زدہ علاقہ کا نظم و نسق اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ حکومت ہند کو یہ کام آج سے بہت پہلے کرنا چاہیئے تھا۔ اس وقت تاخیر پر اظہار افسوس کرنے کی بجائے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ برطانوی فوجوں کا مقصد مظلوم رعایا کی حفاظت اور ان کے ساتھ انصاف ہونا چاہیئے۔ آئندہ چند روز میں معلوم ہو جائیگا۔ کہ حکومت ہند اور برطانوی فوج نے اپنے فرض کو کہاں تک ادا کیا ہے۔

احمدیہ ریڈنگ روم

ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور کے چند مخلص ارکان کی ہمت و توجہ سے احمدیہ بلڈنگس میں ایک ریڈنگ روم جاری ہے جس میں مختلف انگریزی اردو، روزنامے، ہفتہ وار اور ماہوار رسائل موجود رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ سلسلہ کے اور دوسرے مفید اسلامی ٹریکٹ وغیرہ بھی مطالعہ کیلئے رکھے جاتے ہیں۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے باہمت و مخلص نوجوانوں کے اس قابل قدر اہتمام سے فائدہ اٹھائیں۔ اور دوسرے کتب خانوں اور دار المطالعوں میں جانے کی بجائے اس ریڈنگ روم میں تشریف لایا کریں۔ یہاں ان کو مفید ترین اخبارات و لٹریچر کے مطالعہ کے علاوہ بزرگان دین کی ملاقات کا بھی موقعہ ملتا رہے گا۔ نماز عصر و مغرب بھی وہ اپنی مسجد میں آسانی سے ادا کر سکینگے۔ رمضان کے بعد درس قرآن کا سلسلہ انشاءاللہ دوبارہ شروع کر دیا جائیگا۔ اس میں شامل ہونے کی بھی سہولت رہے گی۔ غرضیکہ کئی فائدے ہیں۔ نوجوان احباب کو خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ مرکز سے وابستگی اور بزرگان دین سے ملاقات ایک بیش بہا نعمت ہے۔ اس سے محروم رہنا مناسب نہیں۔

ریڈنگ روم مسجد کے کنوئیں کے قریب ہے۔ بورڈ لگا دیا گیا ہے۔ جلسہ سالانہ کی وجہ سے چند روز بند رہا۔ اب دوبارہ باقاعدگی سے کھلنا شروع ہو گیا ہے۔

صوبہ سرحد میں یونیورسٹی کا قیام

صوبہ سرحد بر اعظم ہند کا بہترین خطہ ہے۔ اس میں ہندوستان کے سب سے زیادہ غیور، آزادی پسند اور ذہین افراد بستے ہیں۔ جو اپنی جسمانی طاقت، غیر معمولی ذہانت اور شاندار روایات کی وجہ سے دیگر ہندوستانیوں پر نمایاں فضیلت رکھتے ہیں۔ لیکن افسوس حکومت عرصہ دراز تک اپنی بعض سیاسی مصلحتوں، اور برادران وطن کے بے معنی شور و غوغا سے متاثر ہو کر اس صوبہ سے شدید بے انصافی کا برتاؤ کرتی رہی۔ طویل مدت تک یہ اصلاحات سے محروم رہا۔ بلکہ عملی طور پر اب بھی ایک حد تک محروم ہے۔ گذشتہ سال حکومت نے اصلاحات کے نفاذ سے، اس بے انصافی کی تلافی ۔۔۔ کی طرف ایک قدم اٹھایا ہے۔ جو بے حد مبارک اور قابل شکریہ ہے۔ لیکن حالات ایسی پے در پے کئی کوششوں کا تقاضا کر رہے ہیں۔

تعلیم آزادی و ترقی کی اولین شرط ہے۔ لیکن جائے تعجب ہے کہ باشندگان سرحد غیر معمولی ذہانت کے باوجود تعلیمی دوڑ میں ہندوستان کے اکثر صوبوں سے پیچھے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے۔ کہ ان کی ضروریات و حالات کے مطابق تعلیم کا انتظام نہیں کیا گیا۔ اس وقت صوبہ سرحد اصلاحات کے نفاذ کے باوجود پنجاب یونیورسٹی سے ملحق ہے۔ جو ایک قسم کی غلامی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کا مرکز صوبہ سرحد سے بہت دور ہے اور اس کا نظم و نسق ایسے حضرات کے ہاتھ میں ہے۔ جو اس صوبہ کی تعلیمی ضروریات کو حقیقی معنوں میں سمجھنے سے قاصر ہیں۔ علاوہ ازیں پنجاب یونیورسٹی عملی طور پر آریہ سماجی یونیورسٹی بنی ہوئی ہے۔ آریہ سماجی اس کے ہر ایک شعبے پر بری طرح چھائے ہوئے ہیں۔ اور اپنے جوش تعصب میں آئے دن ایسی ایسی افسوسناک حرکتیں کرتے رہتے ہیں۔ جو ایک علمی و تعلیمی تعلیمی ادارے کے اندر بے حد شرمناک ہیں۔ اس لحاظ سے بھی پنجاب یونیورسٹی ایسے صوبے کیلئے جس کی زبردست اکثریت مسلمان ہے۔ مفید نہیں ہو سکتی۔ یہ حالات صوبہ سرحد کیلئے ایک علیحدہ یونیورسٹی کا مطالبہ کر رہے ہیں جس کی ضرورت کو محسوس کر کے باشندگان سرحد مدت سے ہیں ان کے معتمد رہنما اس معاملہ پر خاص طور پر غور و فکر کر رہے ہیں۔ حکومت کا فرض ہے۔ کہ سرحدیوں کے اس اہم مطالبہ اور ضرورت کو جلد سے جلد پورا کر دے۔ ہندوستان کے تقریباً تمام صوبے اپنی اپنی الگ یونیورسٹیاں رکھتے ہیں۔ بلکہ بعض صوبوں مثلاً یو۔ پی وغیرہ میں کئی کئی یونیورسٹیاں قائم ہیں۔ ان مثالوں کی موجودگی میں شدید ضرورت کے باوجود صوبہ سرحد کو یونیورسٹی سے محروم رکھنا یقیناً انصاف نہیں۔

اخبار احمدیہ کا کالم

اس سے قبل بھی قارئین کو توجہ دلائی گئی تھی۔ کہ تنظیم جماعت کے لئے احباب اور جماعتوں کا مرکز اور ایک دوسرے کے حالات سے باخبر رہنا ازبس ضروری ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر پیغام صلح میں اخبار احمدیہ کا کالم رکھا گیا ہے۔ لیکن اس کی تکمیل احباب و جماعتوں کے تعاون کے بغیر ناممکن ہے۔ لہذا ایک مرتبہ پھر درخواست کی جاتی ہے۔ کہ سلسلہ و وابستگان سلسلہ کے متعلق تمام قابل ذکر امور کی اطلاع اخبار کو لازمی طور پر دیدی جایا کرے۔ اس بارہ میں دو باتیں خاص طور پر یاد رکھنی چاہئیں۔ ایک تو یہ کہ مختصر سے مختصر الفاظ میں اطلاع تحریر ہو۔ تاکہ اخبار کے محدود کالموں میں اس کے لئے گنجائش نکالی جا سکے۔ تفاصیل کی اشاعت پر اصرار اخبار کے حجم میں اضافہ ہونے تک ملتوی رکھنا چاہیئے۔ دوسرے اخبار کو اشاعت کیلئے جو مضامین اور مراسلتیں ارسال ہوں۔ وہ بک پوسٹ پیکٹ کی شرح سے روانہ ہو سکتی ہیں۔ یعنی پانچ تولہ وزن پر صرف دو پیسہ کا ٹکٹ کافی ہوگا۔ اس صورت میں مضمون کے ساتھ کوئی خط ہرگز نہ بھیجا جائے۔ صرف مضمون یا پیکٹ پر "برائے اشاعت" کے الفاظ نمایاں طور پر لکھ دیئے جائیں۔ اور لفافہ یا پیکٹ کو اس طریق پر بند کرنا چاہیئے۔ کہ ڈاکخانہ والے حسب ضرورت اسے کھول کر دیکھ سکیں۔ اور معائنہ کے بعد پھر اسی طرح بند کر دیں۔ ورنہ پیکٹ بیرنگ ہو جائیگا۔ امید ہے احباب مذکورہ احتیاطوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈاکخانہ کی رعایت سے فائدہ اٹھائیں گے۔

بولشویک اور مذہب

بولشویک سرمایہ داری کے علاوہ مذہب کے بھی سخت دشمن ہیں مذہب کی مخالفت اور اس کے خلاف وسیع پروپیگنڈا ان کے مقاصد میں شامل ہے۔ بولشویک حکومت روز قیام ہی سے مذہب کی شدید مخالفت رہی ہے۔ اس کے تقریباً تمام ذمہ دار حکام بالکل لامذہب اور ملحد ہیں۔ اب تک روس میں بے شمار گرجے، مسجدیں اور دوسری عبادتگاہیں، کلبوں، تماشا گاہوں اور دفاتر میں تبدیل یا تباہ ہو چکی ہیں۔ پادریوں اور علماء پر طرح طرح کے مظالم ہو رہے ہیں۔ مذہبی تعلیم اور مذہبی کتب کی اشاعت پر سخت پابندیاں عائد ہیں۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بولشویک حکومت اس شیطانی پروگرام میں مزید خطرناک اقدام کا ارادہ کر رہی ہے۔ جس کی تفصیلات ماسکو کے ایک ملحد اخبار "لامذہب" میں شائع ہوتی ہیں وہ رقمطراز ہے۔ کہ

"حکومت روس نے ایک جدید پنجسالہ پروگرام مرتب کیا ہے جس کے ماتحت پانچ سال کے اندر روس سے مذہب کا خاتمہ ہو جائیگا یہ پروگرام ابتداً روس کے دہریوں نے مرتب کیا تھا۔ اور حکومت سے درخواست کی تھی۔ کہ اسے سرکاری طور پر منظور کر لیا جائے اس نظام کے ماتحت ہر سرکاری ملازم جو کسی مذہبی عقیدے کا پابند ہوگا۔ ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائیگا۔ مذہبی مجالس و رسوم میں شرکت ممنوع قرار دی جائیگی۔ مذہبی کتب شائع کرنے والوں کو سزائیں دی جائیں گی۔ جو پریس اس قسم کی کتابیں شائع کریگا بحق حکومت ضبط کر لیا جائے گا۔ آئندہ دو سال کی مدت میں ڈیڑھ سو ایسے فلم بنائے جائیں گے۔ جو مذہب کی مخالفت اور دہریت کی ترویج میں امداد دیں تمام عبادتگاہوں کو سینما ہال اور مزدوروں کے کلب بنا دیا جائے گا۔ اور مذہب کو مٹانے کیلئے ہر ایک ممکن تدابیر اختیار کی جائینگی۔"

لامذہبی موجودہ زمانہ کی اشتراکیت کا ایک ضروری جزو ہے مذہب کے متعلق اشتراکیوں کے جو خیالات اور ارادے ہیں۔ وہ ان کی تحریروں سے واضح ہیں۔ اس لئے اس قسم کی خبروں کو محض مغربی ملکوں کا پروپیگنڈا سمجھ کر خاموش ہو رہنا سخت نادانی اور خود فریبی ہے اس وقت دنیا میں مذہب کے خلاف ایک زبردست رو چل رہی ہے۔ جس میں اشتراکیت اور بولشویک حکومت کی شیطانی کوششوں کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ ان حالات میں مذہب پرست لوگوں اور خاصکر مسلمانوں کے فرائض ظاہر ہیں۔ انہیں مذہب کی خدمت و حفاظت کیلئے ہر ممکن قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اور روس کے اس تازہ اقدام کے خلاف تمام عالم اسلام میں شدید نفرت و ناراضگی کا اظہار ہونا ضروری ہے۔ ہم معاصر "انقلاب" کی اس تجویز سے بالکل متفق ہیں۔ کہ متعدد اسلامی سلطنتیں روسی حکومت سے تعلقات رکھتی ہیں۔ ان کو چاہیئے۔ کہ حکومت روس کے اس ناواجب رویہ کے خلاف سخت الفاظ میں تنبیہ کریں۔ اور صاف الفاظ میں بتا دیں۔ کہ اگر مذہب اسلام کے متعلق اس کی موجودہ سرگرمیاں بدستور جاری رہیں۔ تو اسلامی دنیا روس سے کسی قسم کا تجارتی یا سیاسی تعلق قائم رکھنے پر آمادہ نہیں ہو سکتی۔

شہدائے بڈھلاڈا کا خون بے قصاص

کئی ماہ گذرے، موضع بڈھلاڈا میں چند وحشی و ننگ انسانیت غیر مسلموں نے اپنے لیڈروں کی اشتعال انگیز تقریروں سے متاثر ہو کر بہت سے بے قصور، امن پسند اور نہتے مسلمانوں کو شہید کر دیا تھا۔ اس حادثہ کے وقوع پذیر ہونے سے قبل مسلمانوں کے بار بار توجہ دلانے کے باوجود پولیس اور حکام ضلع نے حفاظت کا کوئی بندوبست نہ کیا۔ حادثہ کے بعد بھی پولیس کافی عرصہ تک غافل رہی۔ مسلمانان پنجاب کی مسلسل چیخ و پکار کے بعد تفتیش شروع ہوئی۔ لیکن پولیس نے وسیع ذرائع رکھنے کے باوجود اب تک ایک قاتل کو بھی گرفتار نہیں کیا۔ جو باعث تعجب ہے۔ موضع مذکور ایک ایسے علاقہ میں واقع ہے۔ جہاں غیر مسلم آبادی بہت زیادہ اور آسودہ حال ہونے کے علاوہ شگھشتی تعلیم سے کافی حد تک متاثر ہے۔ اس لئے مسلمانان بڈھلاڈا کا یہ بیان جس کا

دیوبندی مولوی

(از جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام)

دیوبندی مولویوں کے دماغ کچھ ایسے جدت آفرین واقع ہوئے ہیں۔ کہ انہیں جو بھی سوجھتی ہے۔ وہ بالکل انوکھی ہوتی ہے۔ اور نرالی ہی شان رکھتی ہے

پہلے پہل انہیں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ جب بندہ جھوٹ بول سکتا ہے۔ تو خدا کیوں نہ بول سکے۔ اگر نہیں بول سکتا۔ تو عجز لازم آئے گا۔ اور یہ قدرت مطلقہ کے منافی ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر امکان کذب باری کا مسئلہ گھڑ لیا گیا۔ اور ان کے ایک بہت بڑے مولوی نے اس پر دو جلدوں کی ایک کتاب لکھ ڈالی۔

پھر ایک مولوی کو یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ مرغی، بطخ مرغابی کی بیٹ پاک ہے۔ یا پلید۔ اسی پر خیال آرائی شروع کر دی۔ کیوں نہ ہو مرداں چنیں کنند

اب ایک اور مولانا کو یہ خیال پیدا ہوا ہے۔ کہ جب شیطان خواب میں بہ اشکال مختلفہ متشکل ہو کر دکھائی دے سکتا ہے۔ تو کیا وہ خواب کے عالم میں نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک میں بھی متشکل ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ اس وہم کا جواب تو صاف تھا۔ کہ نہیں، ہرگز نہیں۔ مگر دیوبندی جدت طراز دماغ اس پر کیسے بس کر سکتا تھا۔ اس سے اس کی سیری ناممکن تھی۔ اس کے نزدیک یہ جواب تشنۂ تفصیل رہ جاتا تھا چنانچہ اس پیاس کی آگ کو بجھانے اور اس تشنگی کو مٹانے کیلئے بشیر احمد نام ایک دیوبندی مولوی یوں رقمطراز ہوتا ہے۔

"یہ مسئلہ محقق ہے۔ کہ شیطان حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ خداوند تعالے جل وعلا کی شکل میں متشکل ہو کر خواب میں آ سکتا ہے مگر حضور کی نہیں آ سکتا"۔ اسی طرح غالباً ہر نبی کی شکل سے متشکل نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کا کام ہدایت و رشد ہے۔ اگر شیطان کو نبی کی شکل میں مشخص ہونے کی قدرت دیدی جائے تو یہ سلسلہ اور اس کا انتظام بالکل باطل ہو جاوے نبی اور شیطان کی شکل اور شناخت میں کوئی ذریعہ امتیاز باقی نہ رہے۔ حالانکہ رویا نبوت کا چالیسواں حصہ ہے۔ اور اس طرح جو خرابی ہے۔ وہ خود واضح ہے بخلاف باری تعالیٰ جل مجدہٗ کی شکل کے آپ معبود ہیں۔ نہ ہادی۔ و راشد و موصل الی الخیر

(حاشیہ مولوی شبیر احمد بر فیوض الاسلام ترجمہ فتوح الشام صفحہ ۵۴)

کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے۔ کہ جو خرابی شیطان کے نبی کی شکل میں متشکل ہونے سے پیدا ہو سکتی ہے۔ تو اگر وہ خدا کی شکل میں متشکل ہو جائے۔ تو کیوں نہیں پیدا ہو سکتی۔ شیطان نبی کی شکل میں متشکل ہو۔ تو بقول تمہارے نبی اور شیطان میں کوئی ذریعہ امتیاز باقی نہیں رہتا۔ لوگ شیطان پر نبی کا گمان کرینگے۔ لوگ شیطان پر نبی کا گمان کر لیں گے لیکن اگر وہ خدا کی شکل میں متشکل ہو جائے۔ تو پھر کون ذریعہ تمیز باقی رہے گا۔ کیا لوگ شیطان کو خدا نہ سمجھ لیں گے۔ تم یہ بھی کہتے ہو۔ کہ اگر شیطان کو یہ قدرت دے دی جائے۔ تو یہ سلسلہ اور اس کا نظام باطل ہو جائے گا۔ مگر یہ نہ سوچا۔ کہ اگر اس مردود ازلی کو خدا کی شکل میں متشکل ہونے کی قدرت مل جائے۔ تو پھر یہ سلسلہ اور اس کا نظام کیسے باقی رہ سکے گا۔ بطریق اولیٰ باطل ہو جائیگا۔ اگر عقل رکھتے ہو۔ تو ذرا سوچو۔ کہ یہ بھی کوئی جواب ہے۔ کہ آپ معبود ہیں۔ نہ ہادی و راشد و موصل الی الخیر۔ تمہارا جواب ہی خود تمہاری عقلمندی اور کمال علم کی دلیل ہے۔ اور پھر یہ بھی سوچا۔ کہ یہ تمہارے تمام مفروضی ہی بنائے فاسد علی الفاسد ہیں۔ کیا خدا کی شکل ہے جس سے شیطان متشکل ہو سکے بندہ خدا کچھ تو عقل سے کام لیتے۔ مگر افسوس دیوبندی کو عقل سے کام لینا بھی مشکل ہے۔

الفاظ انہوں نے ایک جلسہ عام میں قرار داد کی صورت میں کہا ہے۔ بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کہ مختلف ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض سب انسپکٹروں نے رشوت لی ہے۔ اور وہ مقدمہ کو بگاڑ دینا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا یہ مطالبہ بھی جائز اور ضروری ہے کہ ان سب انسپکٹروں کو تبدیل کر کے مسٹر نیاز احمد خاں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ لاہور کو تفتیش پر مقرر کیا جائے۔ شہدائے بڈھلاڈا کا خون بے قصاص پنجاب کی پولیس اور حکام بلکہ انگریزی حکومت پر ایک سیاہ دھبہ ہے۔ جو قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچائے بغیر دور نہیں ہو سکتا۔ اگر حکومت اس فرض کو ادا کرنے سے قاصر رہی تو دنیا کا ہر ایک انصاف پسند انسان مجبوراً اس سے یہ نتیجہ اخذ کریگا ۔۔ کہ وہ کمل ذرائع رکھنے کے باوجود مسلمانوں کی جان و مال اور عزت کی حفاظت نہیں کرنا چاہتی۔ یا نہیں کر سکتی لیکن ہمیں امید ہے کہ حکومت کم از کم اپنی نیکنامی اور وقار کی خاطر ہی دنیا کو یہ سمجھنے کا موقع نہ دے گی۔

آج کل افغانستان میں شدید برفباری ہو رہی ہے جس کی وجہ سے کابل میں روزمرہ ضروریات کی بہم رسانی دشوار ہو گئی ہے اور اہالیان کابل کو شدید مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے۔ ایسے حالات میں اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں بہت اضافہ ہو جایا کرتا تھا۔ لیکن شاہ افغانستان نے پبلک کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے سرکاری دکانیں کھلوا دی ہیں۔ جو ضروریات زندگی معمولی قیمت پر بہم پہنچا رہی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ افغانستان میں سرحدی چوکیوں کو ٹیلیفون کے ذریعہ فوجی مراکز کے ساتھ ملحق کیا جا رہا ہے

ترکی پارلیمنٹ نے تعین حدود کے متعلق ترکی و اطالوی معاہدہ کی تصدیق کر دی ہے۔

رلیف کے اکثر شہروں پر حکومت ہسپانیہ کا قبضہ ہو چکا ہے۔ لیکن بہت سے اندرونی علاقے عرب قبائل کے قبضہ میں ہیں۔ ایک ہسپانوی سپاہی جو ان قبائل کے پاس قید تھا اور کسی خاص ترکیب سے بھاگ نکلا تھا بیان کرتا ہے۔ کہ ہنوز ان قبائل کے پاس سات ہزار ہسپانوی قیدی موجود ہیں، عرب ان سے نہایت اچھا سلوک کرتے ہیں۔ اور کسی قسم کی تکلیف نہیں دیتے۔ بہت سے قیدی عربوں کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر مسلمان ہو چکے ہیں۔ عربوں نے ان نومسلموں کو بالکل اپنا بھائی بنا لیا ہے اور ان کے رشتے کر دیئے ہیں۔

ضروری درخواست

خط و کتابت کیوقت خریداری نمبر کا حوالہ ضروری طور پر دیا کریں۔

عالم اسلام

عراق کے سابق وزیر اعظم نوری پاشا سعید مجلس اقوام میں عراق کے سیاسی نمائندہ مقرر ہوئے ہیں۔ عراق کو مجلس مذکور کی رکنیت حاصل کرنے میں ممدوح کی کوشش و تدبر کو بہت زیادہ دخل ہے۔

حال ہی میں حکومت ایران کے وزیر خارجہ نے ایک اخباری ملاقات کے دوران میں اعلان کیا ہے۔ کہ ایرانی سفیر متعینہ لندن کا ایران واپس آنا محض ایک تبادلہ ہے۔ جو ہمیشہ عمل میں آتا رہتا ہے اس کا اینگلو پرشین آئل کمپنی کے تنازعہ سے کوئی تعلق نہیں۔

بلدیہ طہران (ایران) نے دکانداروں کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ غیر ملکی زبانوں کی بجائے ایرانی حروف میں سائن بورڈ لکھوایا کریں غیر ملکی حروف فقط خفی قلم میں نیچے لکھے جا سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایران میں قومی تحریک روز بروز ترقی پکڑ رہی ہے۔ بدیشی عنصر رفتہ رفتہ دور کیا جا رہا ہے۔ اور یہ اسلامی ملک اپنے معاملات میں ہر طرح سے آزاد رہنا اور اپنی وطنی و قومی روایات زبان اور تہذیب کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔

بعض سیاسی حلقوں میں یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اینگلو پرشین آئل کمپنی کے متعلق ایران و برطانیہ کا جو جھگڑا چل رہا ہے اس میں حکومت روس کا ہاتھ کام کر رہا ہے۔ لیکن بعض تازہ خبریں اس خیال کی پرزور تردید کر رہی ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ایران اور روس کے تجارتی تعلقات بھی کشیدہ ہو رہے ہیں۔ ایک غیر مصدقہ خبر یہ بھی ہے۔ کہ اس سلسلہ میں روس نے ایران کو الٹی میٹم دیا ہے۔ اور سوویٹ سفارتخانہ واقع طہران نے روسی مال کے مقاطعہ کے خلاف پرزور احتجاج کیا ہے۔ اس کے علاوہ سفارت خانہ نے اس سخت تحریروں کے خلاف بھی حکومت ایران کو متوجہ کیا ہے۔ جو ایرانی اخبارات میں روس کے متعلق شائع ہو رہی ہیں۔

گذشتہ ہفتہ شاہ مصر نے مصری پارلیمنٹ کا افتتاح کیا خطبہ شاہی میں ممدوح نے اپنے ملک کی فوجی ہوائی ترقی اور وسائل نقل و حرکت کی توسیع کے علاوہ دوسرے ممالک سے تعلقات کے استحکام کا بھی ذکر کیا۔ اور اس سلسلہ میں حکومت برطانیہ سے گفت و شنید کی تجدید کے امکان پر بھی بحث کی۔ سیاسی حلقوں میں اس تقریر کا یہ مطلب لیا جاتا ہے۔ کہ دونوں میں دوبارہ گفت و شنید شروع ہونے والی ہے۔

گذشتہ ایام میں فلسطین میں عربوں کی ایک عظیم کانفرنس ہوئی۔ جس میں دیگر امور کے علاوہ یہودیوں کی سرمایہ دارانہ سرگرمیوں پر اظہار خیالات کیا گیا۔ عیسائی اور مسلمان دونوں قوموں نے اس کانفرنس میں حصہ لیا۔ ایک عیسائی مقرر نے ایک مسلمان مقرر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ کہ فلسطین کے مسلمانوں اور عیسائیوں میں تفرق نہیں پیدا کی جا سکتی ہم دونوں عرب ہیں، یہودی عربوں کی جاگیروں پر قبضہ کر رہے ہیں ہمیں بیدار ہو کر پوری قوت سے یہودیوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ ایک مقرر نے کہا۔ ہمارا نصب العین آزادی ہے۔ ہم اس کو حاصل کرنے کا عزم کر چکے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں ہم کسی طاقت کی پرواہ نہیں کرتے۔ کیونکہ ہمیں قوم اور اس کا نصب العین زیادہ عزیز ہے۔

ملاحظات

(از مولوی دوست محمد صاحب)

بٹالہ کی انجمن شباب المسلمین اپنے افتراق انگیز کارناموں کی وجہ سے بہت مشہور اور ممتاز ہے۔ ہر سال اس کا سالانہ جلسہ سلسلہ احمدیہ کی تردید اور اس کے خلاف بغض و تعصب پیدا کرنے کے لئے منعقد ہوتا ہے۔ اور اسی مناسبت سے ہر سال جلسہ کا صدر اس شخص کو بنایا جاتا ہے جو اس پاک سلسلہ اور اس کے مقدس بانی کی مخالفت میں ادھار کھائے بیٹھا ہو۔ چنانچہ امسال جو جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷ نومبر کو منعقد ہوا۔ اس کا صدر فحاش ملت ظفر علی خاں ایسے حبانی کو بنایا گیا۔ جس نے اپنی مخصوص لن ترانیوں اور ناحق بیانیوں کے علاوہ ایک بڑا کارنامہ یہ کیا۔ کہ ایک "مجلس دعوت وارشاد" کی طرح ڈالی جس کے اغراض و مقاصد ان الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں:-

"اس مجلس کا کام یہ ہوگا۔ قرآن کا صحیح ترجمہ اور صحیح تفسیر مغربی دنیا کو خصوصاً اور نامسلمان مشرقی دنیا کو عموماً بہم پہنچائے۔ احادیث نبوی کے ترجمہ اور تدوین و ترتیب کا بندوبست کرے۔ اسلامی کلچر اسلامی فلسفہ اور اسلامی تاریخ کے حقائق و معارف سے دنیا کو روشناس کرائے۔ ایک کالج کے قیام کی تدابیر عمل میں لائے جس میں طلبا اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور ہو کر اسلام کی روشنی ساری دنیا میں پھیلائیں۔ اس مجلس کے یہ تعمیری کام ہوں گے۔ اور اس کے ساتھ ہی چند تخریبی مقاصد بھی ہوں گے۔ مثلاً فتنہ قادیان اور تفریح کے سیلاب عظیم کا انسداد اور ان فتنوں کا استیصال جو شاہراہ ترقی پر منہ پھاڑے کھڑے ہیں"

ہمیں خوشی ہے۔ کہ آخرکار ہمارے مخالفین کو بھی غیر اسلامی دنیا کی طرف متوجہ ہونے اور قرآن کریم اور علوم اسلامی کے صحیح مطالب سے انہیں آگاہ کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ یہ بھی دراصل سلسلہ احمدیہ کی فتح کا ایک نشان ہے۔ کہ وہ کام جس کی بابت مجدد وقت نے سب سے پہلے توجہ دلائی۔ اور جو آج تک ہمارے مخالفین کے لئے زادتہم نفوراً کا مصداق بنا رہا ہے۔ آج جبکہ اس سلسلہ کی پیہم کوششوں اور ہر قسم کی قربانیوں سے اس کے شاندار نتائج ظاہر ہونے لگے ہیں۔ مخالفین سلسلہ کو بھی یہ سمجھ آنے لگی ہے۔ کہ اسلام کی کامیابی ہو سکتی ہے مغرب کو اگر اسلام کا قائل کیا جا سکتا ہے۔ تو دعوت و ارشاد اور قرآن کریم کے صحیح ترجمہ کے ذریعہ سے۔ ہم دل سے متمنی ہیں۔ کہ ہمارے مخالفین دعوت و ارشاد کا کام ہاتھ میں لیں۔ قرآن کریم کا ترجمہ کریں۔ حدیث کی شرح لکھیں۔ مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیں۔ جوں جوں وہ اس کام میں قدم آگے بڑھائیں گے۔ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ مخالفت و عناد کا جذبہ خود بخود ختم ہوتا جائے گا۔ اور اس سلسلہ کی عظمت اور مجدد وقت کی صداقت خود بخود ان پر آشکارا ہو جائے گی۔

لیکن سوال یہ ہے۔ کہ قرآن کا صحیح ترجمہ اور صحیح تفسیر کس معیار کے مطابق ہوگی؟ سابقہ تراجم اور سلسلہ احمدیہ کے پیش کردہ ترجمہ اور تفسیر کو تو یہ کہہ کر غلط قرار دے دیا گیا ہے کہ:-

"آج مغرب اور نامسلمان دنیا اگر قرآن حکیم کے سرمدی نکات و حقائق سے بہرہ اندوز ہونا چاہتی ہے۔ تو اسے یا تو متعصب مستشرقین کے تراجم و تفاسیر کی طرف رجوع کرنا پڑے۔ یا پادری محمد علی کے اس ترجمہ پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ جو منشی آنجہانی کے مخصوص الہامات کا ترجمہ ہو تو ہو۔ قرآن کا ترجمہ ہرگز نہیں ہو سکتا"

اس لئے یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ منشی ظفر علی خاں کی قائم کردہ مجلس دعوت و ارشاد کے ترجمہ اور تفسیر کا معیار صحت کیا ہوگا۔ کیا وہ دیوبندی خیالات کا آئینہ ہوگا۔ جس میں منسوخ التلاوت مرفوع العمل منسوخ العمل و التلاوت تینوں اقسام کی آیات کا ذکر کر کے قرآن کو من عند غیر اللہ ثابت کیا جائیگا۔ کیا اہلحدیث کے معیار پر یوسف زلیخا کی داستان عشق، حضرت ابراہیم کی حکایات کذب، سلیمان، داؤد اور بہت سے دوسرے نبیوں کے ان شرمناک حالات کو دہرایا جائیگا۔ جو اسرائیلیات کے باقیات میں سے ہیں؟ کیا حنفیوں کے سواد اعظم کی روش عمل کرتے ہوئے اس ترجمہ و تفسیر میں نقش سلیمانی کے تعویذ لکھے جائیں گے۔ رسول اللہ صلعم کے عالم الغیب ہونے پر آیات و احادیث سے استنفار کیا جائیگا۔ انما انا بشر مثلکم میں انّ اور ما کو الگ الگ کرکے آپ کی بشریت سے انکار کیا جائیگا؟ پیر پرستی، قبر پرستی کا جواز ثابت کیا جائیگا؟ یا شیعوں کے مسلک پر ہذا صراط علی مستقیم سے علی کے رستہ کو صراط مستقیم ثابت کرنے اور ایک ایک آیت سے خلافت بلا فصل اور تفضیلت اہل بیت کا ثبوت دینے کی کوشش کی جائیگی؟

غرض وہ کونسا ترجمہ اور تفسیر ہے جس کو مجلس دعوت وارشاد کے ترجمہ اور تفسیر کا معیار صحت قرار دیا جائیگا؟ کیا مولانا اشرف علی تھانوی کے ترجمہ کو پیش نظر رکھ کر قرآن کو معمولی پانچ پیسوں کا آنہ بنایا جائیگا۔ کیا معالم التنزیل، درمنثور اور دوسری اسی قسم کی تفاسیر کی بنا پر جو عوج اعوج کی یادگار ہیں۔ انبیائے کرام پر وہ ناپاک الزامات عائد کئے جائیں گے۔ جن کی تشریح مولانا عصمت اللہ صاحب پیغام صلح کے ضمیمہ کے اندر کر رہے ہیں؟ کیا مولانا ابو الکلام آزاد کے ترجمان القرآن کی نمایاں خصوصیات کو نقل کیا جائیگا؟ جن میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اذ قتلتم نفساً فادّارأتم فیہا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون میں یہ ہدایت کی گئی ہے۔ کہ گائے کو ذبح کر کے اس کا گوشت قاتل کے جسم پر مارو۔ تاکہ قاتل کا پتہ لگ جائے؟

اگر مجلس دعوت و ارشاد کا ترجمہ بھی اسی قسم کے عجیب و غریب تراجم و تفاسیر کا مجموعہ ہوگا۔ اور سب سے بڑھ کر حضرت عیسیٰ کے مردے زندہ کرنے، کوڑھیوں کے اچھا کرنے، اندھوں کو بینا کرنے عالم الغیب ہونے اور زندہ بجسد عنصری آسمان پر چلے جانے اور آخری زمانے میں امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آنے کا ذکر اس میں کیا جائیگا۔ تو غیر اسلامی دنیا اور بالخصوص یورپ کیوں نہ اس کے الہام الٰہی ہونے پر ایمان لے آئیگا؟ کیوں نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت کا قائل ہو جائیگا؟ کیوں نہ عیسیٰ پرستی کو چھوڑ کر اسلامی توحید کے آگے سر جھکا دیگا؟

خوب یاد رکھئے۔ قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر اس زمانہ میں وہی کام دے سکتا ہے۔ جو ہر قسم کے رطب و یابس سے پاک ہو۔ ناسخ و منسوخ کے دفتر بے معنی سے مبرا ہو۔ انبیائے کرام کی عصمت و عظمت کو ثابت کرنے والا ہو۔ معجزات کو معقول طور پر بیان کرے۔ اور مسیحی معتقدات سے کامل طور پر بیزاری کا اظہار کرے۔ بالخصوص حیات مسیح کو غلط ثابت کرنے والا ہو۔ ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کا ترجمہ وہی ہوگا۔ جو سلسلہ احمدیہ اور مجدد وقت کے دئیے ہوئے علوم کی روشنی میں کیا جائے۔ لیکن اس سے "زمیندار" کو بغض و عداوت ہے۔ پھر کیا مجلس دعوت و ارشاد کا صحیح ترجمہ اور صحیح تفسیر سیدت ظفر علی بھگرانی کے ان الہامات کا ترجمان ہوگا۔ جو لاتحرک ذرۃ الا باذن اللہ کو آیت قرآنی بنانے کا موجب ہیں؟ امید ہے۔ کہ مجلس دعوت و ارشاد کا لال بجھکڑ جو احمدیوں کے ٹکڑے کھا کر نمک حرامی کا ثبوت دے رہا ہے۔ یا زمیندار کا فحاش ایڈیٹر اس بارہ میں اپنے صحیح علم و عقل کا ثبوت بہم پہنچائے گا۔

بقیہ صفحہ ۸

— الور ۱۱ جنوری۔ میجر اسٹیٹ فوجی منسٹر ریاستہائے راجپوتانہ فساد زدہ علاقہ میں فوجی نقل و حرکت کی نگہداشت کر رہے ہیں۔ آپ یہاں اس وقت تک رہیں گے۔ جب تک صورت حالات میں تبدیلی پیدا نہ ہو جائے۔

— الور ۱۱ جنوری۔ برطانی ہند کی افواج الور پہنچ گئی ہیں۔ اور فساد زدہ رقبہ میں جمع ہو رہی ہیں۔ ایک ہوائی جہاز بھی پہنچ گیا ہے جو پلٹنوں کی نقل و حرکت کی نگہداشت کر رہا ہے۔

— مسلم نیوز سروس اس خبر کی ذمہ دار ہے۔ کہ الور میں برطانی افواج دربار اور پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کے درمیان اختلافات رونما ہونے کے بعد بھیجی گئی ہیں۔ مہاراجہ فوج اس شرط پر طلب کرتے تھے۔ کہ وہ دربار الور کے احکام کے ماتحت کام کرے۔ لیکن پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کو اس بات پر اصرار تھا کہ اگر برطانوی فوج ریاست میں جائیگی۔ تو حاکم و محکوم کے درمیان انصاف کرنے کیلئے جائیگی۔ آخر ریاستہائے راجپوتانہ کے فوجی منسٹر نے برطانوی افواج طلب کرنے پر زور دیا۔ جس وقت برطانی فوج الور کے سٹیشن پر پہنچی۔ تو اس کے استعمال کیلئے دربار کی طرف سے کوئی انتظام نہ تھا۔ رات بھر اسٹیشن پر ہی پڑی رہی اور صبح کو فوجی منسٹر کے زیر ہدایت فساد زدہ علاقہ میں روانہ ہوئی۔

— معلوم ہوا ہے۔ کہ برطانی فوج کو عام ہدایت دینے کیلئے ایک انگریز سول افسر عنقریب الور پہنچ جائیگا۔ اور وہی نظامتوں کا اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیگا۔

— مولانا غلام بھیک صاحب نیرنگ صدر خدام مہاجرین الور کمیٹی نے اعلان کیا ہے۔ کہ ۲۰ جنوری کو یوم الور منایا جائے۔ جس میں شہدائے الور کیلئے دعائے مغفرت کی جائے۔ اور حکومت انگریزی پر زور دیا جائے۔ کہ حدود ریاست میں ریاستی افواج کو مزید خونریزی سے منع کرے اور مسلم آبادی کے مصائب کی تحقیقات کیلئے غیر جانبدار تحقیقات کا بندوبست کرے۔

— الور ۱۲ جنوری۔ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ برطانی افواج اور ہوائی جہازوں کی آمد سے امن بحال ہو گیا ہے۔ برطانی افواج بیارہ سو مربع میل کے علاقہ میں پھیلی ہوئی ہیں

اسمہٗ احمد

(از مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

جناب میاں صاحب کے انوار خلافت میں سے ایک یہ عقیدہ بھی ہے کہ بشارت عیسوی متعلق آمد احمد رسول کے مصداق حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود ہی اس خبر کے مصداق ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ یہ آیت حضرت مسیح موعود کے متعلق ہے۔ اور احمد آپ ہی ہیں۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود کے متعلق ہی ہے۔ میں اس بات کے ثبوت میں اپنے پاس خدا کے فضل سے دلائل رکھتا ہوں۔ اور تمام دنیا کے عالموں اور فاضلوں کے سامنے بیان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ (انوار خلافت ص۱۸)

پس اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے۔ وہ آنحضرت صلعم نہیں ہو سکتے۔ (انوار خلافت ص۲۳)

حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو احمد کہا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ اصل مصداق اس پیشگوئی کا میں ہوں۔ (القول الفصل ص۲۷)

میاں صاحب کا دعوےٰ اور تحدی

جناب میاں صاحب کا دعوےٰ یہ ہے۔ کہ پیشگوئی اسمہٗ احمد کے مصداق حقیقی حضرت مسیح موعود ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پیشگوئی کے مصداق نہیں۔ الا اس قدر کہ چونکہ یہ خبر آپ کے ایک ایسے خلیفہ کے متعلق ہے جو بوجہ فنا فی الرسول ہونے کے بروز محمدی ہے۔ اس لئے ضمنی طور پر آپ بھی اس کے مصداق ہیں۔ اور اس پر تحدی یہ ہے۔ کہ دنیا جہان کے علماء کے مقابل انعام یا تاوان مقرر کر کے آپ بحث کو بھی تیار ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ اسی خیال کی تائید میں حضرت مسیح موعود کو بھی گواہ ٹھیراتے ہیں۔

میاں صاحب کی دو دلیلیں

یوں تو جناب میاں صاحب نے بہت سے دلائل اپنے مدعا کے اثبات میں پیش کئے ہیں۔ لیکن دو دلیلیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں:۔

(۱) دلیل اول تو یہ ہے۔ کہ الفاظ قرآنی ومن اظلم ممن افترےٰ علی اللہ کذبا منکرین احمد رسول کے متعلق ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ یہ الفاظ مدعی رسالت یا ماموریت کے لئے ہی بولے جاتے ہیں۔ اور جو لوگ ان الفاظ کو منکروں کے لئے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ وہ قلت فہم کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں

(۲) دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ افترا علی اللہ کے ساتھ فرمایا ہے۔ وھو یدعےٰ الی الاسلام جس سے پایا جاتا ہے۔ کہ احمد رسول ایسے زمانہ میں ہوگا۔ جب کہ دنیا میں اسلام موجود ہوگا۔ اور اہل اسلام احمد رسول کو کہینگے۔ کہ تو تو اپنے دعوے میں مفتری علی اللہ ہے۔ تو پہلے اپنا مسلمان ہونا تو ثابت کرے۔

جناب میاں صاحب کے نزدیک وھو یدعےٰ الی الاسلام ایسی نشانی ہے۔ کہ یہ اسمہٗ احمد کی خبر کو مسیح موعود کے لئے مخصوص کر دیتی ہے اور اسی دلیل کو موٹے حروف میں خاص طور پر انوار خلافت میں شائع کیا گیا ہے

مولینا غلام رسول صاحب فاضل کا اس کا جواب

مولوی غلام رسول صاحب فاضل جو حضرت میاں صاحب کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ میاں صاحب کے خلاف عقیدہ رکھنا لعنت ہے اور یہ بھی کہ اگر مولوی صاحب کو علم ہو جائے۔ کہ انہوں نے کوئی بات میاں صاحب کے عقائد کے خلاف کہی ہے۔ تو وہ اپنی بات کو ہی غلط قرار دیں گے۔ اور ان کا ایمان یہی ہوگا۔ کہ خلیفہ صاحب نے جو کہا ہے۔ خواہ سمجھ میں آوے یا نہ آوے۔ وہی درست ہے۔ مگر یہ سچ ہے۔ کہ حق کبھی چھپ نہیں سکتا اس لئے باوجود اس قدر غالیانہ عقیدہ کے بھی جناب مولانا صاحب نے دہلی میں درس قرآن مجید دیتے ہوئے جناب میاں صاحب کی دونوں مذکورہ بالا دلیلوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور کسی باہر کے عالم یا فاضل سے بحث کے بغیر ہی معاملہ طے ہو گیا۔

ومن اظلم ممن افترےٰ علی اللہ

مولانا نے فرمایا۔ کہ یہ الفاظ ان لوگوں کے حق میں ہیں۔ جو احمد رسول کے منکر ہیں۔ اور کہتے تھے۔ کہ ھذا سحر مبین۔ اور یہ کہنا۔ کہ یہ الفاظ احمد رسول کے حق میں ہیں۔ بالکل غلط ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وھو یدعےٰ الی الاسلام اور وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے۔ اب ہر رسول داعی الی الاسلام ہوتا ہے۔ نہ کہ مدعو الی الاسلام پس یہ الفاظ احمد رسول کے منکروں کے متعلق ہیں۔ اور یہ کہنا۔ کہ وھو یدعےٰ الی الاسلام سے مراد احمد رسول ہی ہے۔ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ اگر اس یدعیٰ الی الاسلام کو احمد رسول کے متعلق مانا جائے۔ تو اس سے پہلے جملہ کا مصداق بھی وہی احمد رسول ہوگا۔ اور وہ جملہ ہے ممن افترےٰ علے اللہ کذبا۔ لہذا احمد رسول کو مفتری علی اللہ ماننا پڑا۔ جو صریحاً غلط ہے پس آیت کریمہ کے ان الفاظ کا مصداق درحقیقت منکران احمد رسول ہیں۔ نہ کہ خود احمد رسول۔

وھو یدعےٰ الی الاسلام

ہر رسول داعی الی الاسلام ہوتا ہے۔ اور احمد رسول بھی داعی الی الاسلام ہے۔ پس احمد رسول یدعےٰ الی الاسلام نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی اس کے خلاف کہتا ہے۔ تو وہ غلطی کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے خلاف کہنے کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ ہم یہ قبول کریں۔ کہ احمد رسول ہی مفتری علی اللہ ہے۔ حالانکہ یہ صریحاً باطل ہے۔

تصدیق

میں نے یہ دونوں دلیلیں سن کر قلمبند کرنے سے پہلے بعض احمدی احباب کو جو اہل علم ہیں۔ سنائیں۔ تاکہ اگر غلطی ہو۔ تو نکل جائے۔ مگر الحمد للہ کہ انہوں نے میری تصدیق کی۔ اور میرا یقین ہے۔ کہ خود مولوی صاحب بھی اس بیان کو پڑھ کر تکذیب نہ کر سکیں گے۔ اور دوسرے احمدی بھی یقیناً تصدیق کریں گے۔

میرے سوالات

جب جناب مولوی صاحب نے اپنی تقریر مذکورہ بالا ختم کی۔ تو میں نے مولوی صاحب سے عرض کی۔ کہ اگر مجھے اجازت ہو۔ تو میں آج کی تقریر کے متعلق کچھ عرض کروں۔ مگر مولوی صاحب نے مجھے روک دیا۔ حالانکہ میرا ارادہ بحث کا نہ تھا۔ بلکہ ان سے یہی تحقیق کرانا تھا۔ کہ آیا میں نے مذکورہ بالا ان کے دلائل کو صحیح سمجھا ہے۔ یا نہیں۔ اور اگر صحیح سمجھا ہے۔ تو پھر یہ ان کا پر زور بیان میاں صاحب کی تقریر مندرجہ انوار خلافت کے خلاف ہے۔ جس کی جناب مولوی صاحب اور دوسرے احمدی احباب بوجہ مریدی کے اکثر بے حد تعریف کیا کرتے ہیں۔ مگر چونکہ مولوی صاحب نے اپنے پرانے دوستانہ تعلقات کی وجہ سے مجھے یہ کہکر روک دیا۔ کہ مولوی صاحب علی الحد واقفیت العلم آپ ہمارے سمجھانے کے محتاج نہیں ہیں۔ ہم آپ کے لئے دعا ہی کرتے ہیں کیونکہ ہمارے خیال میں آپ کے کسی گناہ کی شامت ہے۔ جو آپ اپنے ظالم رشتہ داروں سے علیحدہ نہ ہو سکے۔ ورنہ چاہیئے تھا کہ آپ قربانی کرتے۔

میرا جواب

میرا جواب صاف ہے۔ کہ اگر میں اپنے رشتہ داروں کو ظالم جانتا۔ تو ضرور الگ ہو جاتا۔ مگر میرے خیال میں تو ان لوگوں نے نہایت نیک نیتی سے اپنے دل کو صاف کرنے کیلئے قسم مؤکد بعذاب یا مباہلہ کا مطالبہ کیا تھا جب خود میاں صاحب نے یہ کہکر پیچھا چھڑا لیا۔ کہ مباہلہ جائز ہی نہیں۔ اگر ایسے امور میں مباہلہ جائز ہوتا۔ تو میں ضرور مباہلہ کر لیتا۔ مگر ہمارے نزدیک یہ محض حیلہ سازی تھی۔ جو جان بچانے کی خاطر کی گئی۔ ورنہ مسیح موعود کا فتویٰ بالکل صاف ہے جسے بعد میں خود میاں صاحب بھی مان چکے ہیں۔

رہا۔ قربانی کا مطالبہ۔ سو قربانی اس کا نام نہیں ہے کہ ناحق اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ بلکہ قربانی یہ ہے۔ کہ میں نے تمام جماعت اور اس انسان کی جسے میں مصلح الموعود مانتا تھا۔ حق کے مقابل پرواہ نہ کی۔ بلکہ تمام کے مقابل حق کہتا رہا۔ یہاں تک کہ خود میاں صاحب کو قائل ہونا پڑا۔ کہ مباہلہ جائز ہے۔ پس یہ میری سب سے بڑی قربانی ہے۔

اور اگر میں پیر پرستی کرتا۔ تو میں بھی اپنے عزیز مرزا عبد الحق احمدی وکیل کی طرح جناب میاں صاحب کی طرف سے اور پھر احمدیوں کی طرف سے عزو حرمت کا خطاب پا لیتا۔ اور آج جو میں اپنے احمدی بھائیوں سے بعض ناانصافیاں دیکھتا ہوں۔ نہ دیکھتا۔ بہرحال میں خدا تعالیٰ کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ کہ مجھے اپنی لڑکی کی محبت نے میاں صاحب سے برگشتہ نہیں کیا۔ بلکہ میاں صاحب کی مسلسل بزدلانہ کارروائیوں نے جو احمدیت کے لئے بدنما داغ ہیں۔ مجبور کر دیا۔ کہ میں اپنے تئیں ان سے الگ سمجھوں۔ ورنہ میں تو ہر طرح کے مظالم کے باوجود یہ کہ رہا تھا۔ کہ مجھے میاں صاحب اپنے مریدوں میں سے نہ نکالیں۔

مگر میاں صاحب نے خیال یہ سمجھ کر کہ شاید اسی طرح تنگ ہو کر عمر الدین احمدی ان کی ہاں میں ہاں ملانے کو تیار ہو جائیگا۔ مجھے جماعت سے خارج کر دیا۔ میں نے ان تمام واقعات کو تفصیل کے ساتھ ایک دوسرے مضمون میں بیان کر دیا ہے۔ جو عنقریب چھپ کر شائع ہو جائیگا۔ اس لئے یہاں ان کا اعادہ نہیں کرتا۔

(باقی ——— باقی)

محشرستان الور

ریاست الور میں جو افسوسناک ہنگامہ برپا ہے۔ اور غریب مسلمانوں کو ریاستی فوج جس طرح قتل و زخمی کر رہی ہے۔ اس سے ناظرین پیغام صلح ناواقف نہ ہوں گے۔ یہ تو پورے وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس کفرستان میں غریب، پرامن اور بے قصور مسلمانوں کو انتہائی بے رحمی سے شہید کیا گیا ہے۔ لیکن تفصیلات معلوم کرنے کے تمام ذرائع مسدود ہیں۔ ذیل میں گذشتہ چند روز کی خبروں کا خلاصہ نہایت احتیاط سے درج کیا جاتا ہے۔ تمہیداً اس قدر بتا دینا بھی ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں کو حکومت الور سے شدید شکایات تھیں۔ کیونکہ حکومت مذکور بے حد مالیہ اور دوسرے ٹیکس وصول کرنے کے علاوہ فرزندان توحید کو مذہبی تعلیم اور اپنی قومی زبان اردو کے استعمال سے جبراً روکتی ہے۔ سرکاری ملازمین کو ڈاڑھی منڈانے کا حکم دیا گیا۔ بہت سی مساجد و مقابر پر حکومت کا غاصبانہ قبضہ ہے۔ مسلمان کئی سال مودبانہ طریق پر التجائیں کرتے رہے۔ لیکن وہ ہمیشہ بہرے کانوں سے سنی گئیں۔ اور ان کا جواب طرح طرح کے مظالم اور گولیوں کی بوچھاڑ سے ملا۔ مجبور ہو کر کئی ہزار مسلمان گھر بار چھوڑ کر برطانی علاقہ میں ہجرت کر آئے اور اب تک بے سروسامانی کی حالت میں پردیس میں موجود ہیں۔ اس اثنا میں کئی مرتبہ مسلمان رہنماؤں اور حکام الور کی دہلی میں گفتگو ہوئی۔ لیکن ہر مرتبہ حکام الور نے چالبازی، رعونت اور وعدہ خلافی سے کام لیا۔ اور مصالحت کی یہ کوششیں ناکام رہیں۔ حدود الور میں اجناس کی قیمتیں گر جانے کے باوجود مالیہ کی پہلی شرح موجود ہے۔ جس کا ادا کرنا زمینداروں کی طاقت سے باہر ہے۔ کئی مہینوں سے بے زر و فاقہ کش زمینداروں سے مالیہ وصول کرنے کی کوشش جاری تھی جس میں حکومت کو ناکامی ہوئی آخر حکام الور نے ہندو سبھائی لیڈروں کے مشورہ سے مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا جس کی کیفیت مندرجہ ذیل خبروں سے کسی حد تک معلوم ہو سکتی ہے۔ ریاست الور میں زیادہ تر میو مسلمان آباد ہیں جس علاقہ میں ریاستی فوج نے قتل عام کیا ہے۔ اس میں قصبہ گوبند گڑھ کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

—— لاہور ۸ جنوری: چوہدری جمعہ خاں (ایک میو چوہدری) کا برقی پیغام جو بہت سے ذمہ دار حکام اور مسلمان رہنماؤں کو ارسال کیا گیا مظہر ہے کہ ۶ جنوری کو جمعہ کے روز گوبند گڑھ میں ریاستی افواج نے پرامن میو قوم پر نہایت سنگدلی سے گولہ باری شروع کی۔ اسی سے زائد مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔ حدود ریاست میں بے چینی و سراسیمگی پھیلی ہوئی ہے۔

—— ایک اور میو چوہدری ماہر خاں کا تار مظہر ہے۔ کہ گوبند گڑھ میں نماز جمعہ کے بعد گولی چلائی گئی۔ بارود اور مشین گن کا آزادانہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے زائد مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔

—— ۹ جنوری کا ایک اور تار مظہر ہے۔ کہ افواج الور نے ہارا اور کشن گڑھ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ دیہات کو آگ لگا دی گئی۔ مسلم عورتیں بھی حکومت الور کے وحشی فوجیوں کے مظالم سے محفوظ نہ رہ سکیں۔

—— دہلی ۹ جنوری: سیکرٹری مجلس استقبالیہ فیروز پور جھرکا کانفرنس کی تار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ڈھائی سو مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔ ۶ جنوری کو حکام الور نے بعض بے گناہ مسلمانوں کو گرفتار کر لیا جب ذمہ دار میو حکام سے گفت و شنید کرنے کیلئے تھانہ کے قریب جمع ہوئے۔ تو آتشباری شروع کر دی گئی نعشوں اور زخمیوں کا کوئی خبر لیوا نہیں۔

—— الور ۶ جنوری: مہاراجہ نے ریاستہائے راجپوتانہ کے فوجی مشیر کو الور بلایا ہے۔ وہ پہنچ گئے ہیں۔ مہاراجہ نے ایک حکم جاری کیا ہے۔ کہ تمام میواتی جو ریاست کے وفادار ہیں بہت جلدی اپنے ناظم یا افسران ضلع کے پاس جا کر وفاداروں کی فہرست میں اپنا نام درج کرا لیں۔ جو ایسا نہ کرینگے انہیں باغی تصور کیا جائیگا۔ اور اسی حیثیت سے انہیں سزا دی جائے گی۔

—— لاہور ۹ جنوری: ہندو اخبارات کے بیان کے مطابق اسی ہزار میواتی باغی ہو چکے ہیں۔ اور وہ مختلف اسلحہ سے مسلح ہو کر افواج ریاست کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس وقت ریاست الور کے دس اضلاع میں سے چار ضلعوں میں فساد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ نوگانواں اور گوبند گڑھ کے حالات بہت ہی خراب ہیں۔ موخر الذکر تو بالکل خالی ہو چکا ہے۔ شہر الور فساد زدہ علاقہ سے بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

—— ریاست الور میں مسلمانوں کے قتل عام کے سلسلہ میں مشہور ہندو سبھائی لیڈر ڈاکٹر مونجے کا ذکر بار بار آ رہا ہے۔ چند روز ہوئے۔ وہ الور آئے تھے۔ ان کے تشریف لے جانے کے معاً بعد قتل عام شروع ہو گیا ہے اس کے متعلق طرح طرح کی پیشگوئیاں ہو رہی ہیں۔ ڈاکٹر مذکور نے ہندوؤں کو الور ڈے منانے کا مشورہ دیا تھا۔ تاکہ ہندو پبلک کے جذبات کو مشتعل کر کے مسلمانوں کی زیادہ بربادی کا سامان پیدا کیا جائے اس کے متعلق مشہور ہندو لیڈر مسٹر رنگا آئر ممبر اسمبلی نے ایک اخباری بیان میں کہا۔ کہ یہ ایک خطرناک مشورہ ہے۔ اس سے صرف ریاست الور میں فرقہ وارانہ خون خرابہ نہ ہوگا۔ بلکہ برطانوی رعایا کے دونوں فرقوں میں خونریزی برپا ہو جائیگی۔ اور الور کا مسئلہ زیادہ نازک ہو جائیگا۔

—— نئی دہلی ۹ جنوری: مسلمان شہدا کی نعشیں کل فیروز پور جھرکا لائی گئی ہیں۔ کیونکہ برطانی علاقہ میں ان کے رشتہ داران نعشوں کو پوسٹ مارٹم کے لئے دہلی لے جانا چاہتے تھے۔ لیکن ڈپٹی کمشنر نے ان کو روکا۔ گوبند گڑھ میں بدامنی کی خبر موصول ہونے کے بعد الور اور برطانی علاقہ کے درمیان سرحد کی نہایت احتیاط سے حفاظت ہو رہی ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ الور کے محکمہ ڈاک کے حکام اس بات پر غور کر رہے ہیں۔ کہ فساد زدہ علاقہ کے تمام ڈاک خانے امتناعاً بند کر دیں۔ کیونکہ یہ علاقہ بالکل خالی ہو چکا ہے۔ اور کوئی کام نہیں رہا۔ آخری اطلاع کے مطابق ڈاکخانہ کے ملازموں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

—— دہلی ۱۰ جنوری: آج جامع مسجد میں شہدائے الور کیلئے دعائے مغفرت کی گئی۔

—— الور ۱۰ جنوری: آدھی رات کے قریب برطانی فوج کے چار سو جوان ایک درجن برطانی افسروں کی قیادت میں سپیشل ٹرین کے ذریعہ یہاں پہنچے۔ اور رات بھر ریلوے اسٹیشن پر ہی مقیم رہے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ فوج فساد زدہ علاقہ میں جائے گی۔ ایک خبر مظہر ہے۔ کہ پورے فساد زدہ علاقہ پر برطانوی فوج کا قبضہ ہے۔ علاوہ بریں ریاستی فوج کی کمان بھی برطانوی افسروں کے ہاتھ ہوگی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ: مسلمان لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰی مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں، نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۳۳ء | نمبر ۴

فریادِ اسلام

(از جناب سید عبدالمجید صاحب عاصم جج۔ کپورتھلہ)

کیوں کہتے ہو کہ جوہر قابل نہیں رہا — کیوں کہتے ہو کہ بندہ کا دل نہیں رہا
کیوں اعتقاد ختم نزول ملائکہ — کیوں اب طریق رسل رسائل نہیں رہا
کہتے ہو کیوں کہ بند ہوئیں ہم کلامیاں — کیا اب خدا کلام کے قابل نہیں رہا
کہتے ہو کیوں کہ ہے یہ گلستاں خزاں زدہ — کہتے ہو کیوں کہ شور عنادل نہیں رہا
کہتے ہو کیوں کہ ختم ہوئی داستانِ عشق — کہتے ہو کیوں کہ لیلےٰ و محمل نہیں رہا
خالق وہی ہے اور ہے مخلوق بھی وہی — دونوں کو جو کہ دیکھ سکے دل نہیں رہا
جس کو ملا ہو مہدی موعود ۔ پھر کوئی — خوش قسمتی میں اس کا مقابل نہیں رہا
اس کی نگہ سے کٹ گئیں بیماریاں سبھی — دل پائے بند طوق و سلاسل نہیں رہا
محبوب وہ ملا جو خدا کا حبیب ہے — دل اب کسی کے حسن کا قابل نہیں رہا
ہم بحر احدیت میں ہوئے جب سے غوطہ زن — دل میں خیالِ منزل و ساحل نہیں رہا
وہ کیا ملے کہ گوہر مقصود مل گیا — اب دل اسیر دعوئے باطل نہیں رہا
جس ہاتھ پہ ہے ہاتھ خدا کا وہ ہے یہی — دیکھے وہ جو خدا کا بھی قایل نہیں رہا
تسلیم کیجئے ہے اسی میں سلامتی — اب وقت پرسش و پرس کا بھی غافل نہیں رہا
کتاہوں میں بھلے کی تمہارے بھلے میں ہیں — کیوں اعتبار مجھ پہ میرے دل نہیں رہا
شکر و رضا و قرب خدا نفس مطمئن — کیا کیا ملیگا اور تمہیں کیا مل نہیں رہا
خالق کو جس نے پایا نہیں اس جہان میں — مخلوق سے وہ اُنس کے قابل نہیں رہا
ہے ابتدا اسی کی اک اچھی ابتدا — جو دل مآل کار سے غافل نہیں رہا
جس دل کو مجھ پہ ناز ہو وہ دل تو ہے مگر — جس دل پہ مجھ کو ناز تھا وہ دل نہیں رہا

عاصم سے شکوہ حضرت ملا کو ہے عبث
اب ان کی محفلوں کے وہ قابل نہیں رہا

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ خدا کے فضل سے بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ قرآن کریم کے متعلق ٹریکٹ جناب کے زیر تحریر ہے۔

— بیگم صاحبہ حضرت امیر اور مولانا احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ کو پہلے سے افاقہ ہے۔ شفائے کامل کی دعا کی جائے۔

— جناب بیرن۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب اور جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب ابھی تک لاہور سے باہر ہیں۔ ۱۵ر جنوری کو مسلمانان راولپنڈی نے جناب بیرن کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا۔ جس کے جواب میں ممدوح نے انگریزی اور جرمن زبان میں تقریر فرمائی۔ ممدوح کی آمد پر مسلمانان راولپنڈی بے حد مسرور تھے۔ عنقریب اس جلسہ کی مفصل روئداد شائع کی جائے گی

— حضرت سید محمد حسین شاہ صاحب اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔

— ۱۱ر جنوری کی اخبار احمدیہ میں خان صاحب میاں غلام رسول صاحب جھنگ کی علالت کی خبر درج کی گئی تھی۔ ان کے تازہ والا نامہ سے یہ معلوم کر کے بے حد مسرت ہوئی کہ اب ممدوح بالکل تندرست ہیں۔ الحمد للہ

— کچھ عرصہ ہوا مسجد احمدیہ بلڈنگس کا کلاک چوری ہو گیا تھا۔ جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر لاہور نے اس کمی کو محسوس کر کے ایک عمدہ ساخت کا بڑا کلاک مسجد کو عنایت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کو جزائے خیر دے تمام نمازیوں کیطرف سے ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ خدا ہر ایک بھائی کو اسی طرح خدمت مسجد کی توفیق بخشے۔

— مسجد مذکور میں بڑی دریوں کی سخت ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ سابقہ دریاں کثرت استعمال سے خراب ہو گئی ہیں۔ کیا کوئی صاحب استطاعت دوست ڈاکٹر صاحب موصوف کی تقلید کریں گے؟

اسمہٗ احمد

(از مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

گذشتہ سے پیوستہ

غیر احمدیوں کے سوالات

میرے پاس ایک مولوی صاحب کبھی کبھی آیا کرتے ہیں۔ میں انہیں درس قرآن مجید میں بھی لے گیا۔ انہوں نے بھی اسمہٗ احمد کی بحث کو سنا اور مجھ سے بھی دریافت کیا۔ میں نے انہیں بتایا۔ کہ ہم لوگ تو اصل مصداق پیشگوئی اسمہٗ احمد کا حضرت خاتم النبیین کو مانتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کو ظلی طور پر اس پیشگوئی کا مصداق مانتے ہیں۔ اور پھر اس کے دلائل انہیں سمجھائے۔ انہوں نے کہا۔ کہ اچھا آپ کو تو جواب نہیں دیا۔ اب میں مولوی صاحب سے اس کے متعلق سوال کرونگا۔ اور وہ میرے سمجھانے کے مطابق مندرجہ ذیل سوال لکھ کر ساتھ لے گئے۔

(۱) **سوال اوّل**۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے احمد کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ

ومبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد

سب سے پہلے لفظ رسول قابل توجہ ہے۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں یہ لفظ مستقل اور تشریعی نبیوں کے لئے آیا ہے۔ اور حضرت عیسٰی کی زبان میں رسالت سے مراد ظلی رسالت ہو ہی نہیں سکتی اور صحف اولٰی میں بھی نبوت و رسالت سے جو مراد ہے۔ وہی نبوت و رسالت حضرت عیسٰی کی مراد ہے۔ پس اس پیشگوئی کا مصداق بھی صاحب رسالت حقیقی حضرت محمد صلعم ہی ہیں۔ نہ کہ حضرت مرزا صاحب جو اصطلاح صحف اولٰی میں نہ نبی ہیں اور نہ رسول

(۲) **سوال دوم**۔ "من بعدی" کے الفاظ سے پایا جاتا ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے معًا بعد جو نبی آئیگا۔ وہ احمد رسول ہوگا۔ حضرت مسیح موعود نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اس لئے اس بشارت کے مصداق آنحضرت صلعم ہی ہیں۔ نہ کہ مسیح موعود جو آنحضرت صلعم کے بھی ۱۳ سو برس بعد میں ظاہر ہوئے۔

(۳) **سوال سوم**۔ اسمہٗ احمد میں جو لفظ احمد ہے۔ وہ بطور علم کے ہے۔ اور یہ ہر شخص جانتا ہے۔ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہی نام تھے۔ ایک محمد اور ایک احمد۔ خود حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ کہ یہ دونوں آنحضرت صلعم کے دو نام ہیں۔ جو ازل سے خدا تعالیٰ نے آپ کے لئے مخصوص رکھے تھے اور اپنے آپ کو اگر احمد کہا۔ تو بلحاظ صفت احمد ہونے کے کہا۔ اور ظلی طور پر اپنا نام احمد بتایا۔ نہ حقیقی طور پر اس لئے حضرت مسیح موعود حقیقی طور پر اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہیں۔ بلکہ اصل مصداق تو آنحضرت صلعم ہیں۔ اور ضمنی طور پر حضرت مرزا صاحب بھی احمد ہیں۔ ورنہ در اصل تو آپ کا اسم گرامی غلام احمد ہے۔ اگر رسول اکرم صلعم احمد نہیں تھے۔ تو مرزا صاحب غلام کس احمد کے تھے۔ کیا آپ اپنے غلام تھے۔

(۴) **سوال چہارم**۔ قرآن مجید میں اسمہٗ احمد کی پیشگوئی کے بعد آتا ہے۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ

اس آیت میں اسی رسول کا ذکر ہے جس کا مبشرًا برسول میں اسمہٗ احمد کے الفاظ میں ذکر ہے یعنی پہلی آیت میں لفظ "رسول" آیا ہے۔ اور دوسری آیت میں رسولہٗ اور یہ دو رسول نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی رسول ہے۔ جس کا نام پہلی آیت میں "احمد" آیا ہے۔ لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ احمد رسول وہ ہے۔ جو ہدایت کاملہ اور دین حق لے کر آیا ہے۔ اور یہ شان صرف حضرت احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جو حامل وحی قرآن ہیں۔ جو الھدیٰ اور دین الحق ہے۔ لہٰذا پیشگوئی اسمہٗ احمد کا حقیقی مصداق بھی وہی "احمد" ہے۔ نہ کہ کوئی غلام احمد۔ اگرچہ وہ ظلی طور پر حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اندر ہی کیوں نہ داخل ہوگیا ہو۔ اور من شدی اور من تو شدم کا معاملہ ہوگیا ہو۔

(۵) **سوال پنجم**۔ بشارۃ عیسوی مبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد کے ساتھ ہی اگلی آیت میں فرمایا ہے۔

فلما جاءھم بالبینٰت

اس "جاء" کے لفظ کو "یأتی" کے لفظ کے بالمقابل رکھ کر بتائیں کہ "جاء" کے معنے "احمد آیا" کی بجائے "احمد آئیگا" کس قاعدے سے ہو سکتے ہیں۔ بشارت میں کلام الٰہی کے اندر مضارع کا صیغہ ہے۔ اور معًا بعد ماضی کا صیغہ لایا گیا ہے۔ تاکہ کسی کو یہ کہنے کا بھی موقع نہ ملے۔ کہ پیشگوئی میں ماضی بمعنی مضارع لائی گئی ہے۔ اس کے خلاف قرآن مجید میں سے ایسی مثالوں کو لانا۔ کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ کبھی ماضی بمعنی مضارع بھی آجاتی ہے۔ فضول ہے۔ یہاں پیشگوئی میں تو ماضی ہے ہی نہیں۔ صاف صاف مضارع کا صیغہ باقی ہے۔ اور فلما جاءھم میں تو اس پیشگوئی کے مصداق احمد رسول کے ظاہر ہو جانے یا پیشگوئی کے پورا ہو جانے کا ذکر ہے۔ اس لئے ساتھ ہی فرمایا۔ کہ

قالوا ھذا سحرٌ مبین

کہ منکران احمد نے کہا۔ کہ یہ کھلا جادو ہے۔ اب کون ایسا عقلمند ہے۔ جو یہاں قالوا کے معنے یہ کرے۔ کہ کہیں گے۔ پس اصل حقیقت یہی ہے۔ کہ وہ احمد رسول جس کی خبر عیسٰے نے دی تھی۔ وہ آنحضرت صلعم ہی تھے۔

(۶) **سوال ششم**۔ حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ:-

"مسیح کی گواہی قرآن کریم میں اس طرح پر لکھی ہے۔ کہ مبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد یعنی میں ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں۔ جو میرے بعد یعنی میرے مرنے کے بعد آئیگا۔ اور نام اس کا احمد ہوگا۔ پس اگر مسیح اب تک اس عالم جسمانی سے گذر نہیں گیا۔ تو اس سے لازم آتا ہے۔ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابھی تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے۔ کیونکہ نص اپنے کھلے کھلے الفاظ میں بتلا رہی ہے۔ کہ جب مسیح اس عالم جسمانی سے رخصت ہو جائیگا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم جسمانی میں تشریف لائیں گے۔"

(آئینہ کمالات اسلام)

جبکہ حضرت مسیح موعود کھلے طور پر یہ لکھ رہے ہیں۔ کہ آیت مبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد مسیح علیہ السلام کی محمد رسول اللہ کے حق میں گواہی ہے۔ اور یہ ایک نص صریح ہے۔ تو اب اس کے خلاف قیاسات کی کیا ضرورت ہے۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ یہ الزامی جواب ہے۔ تو بتایا جائے۔ کہ کیا الزامی جواب ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کی نص صریح ہو۔ لاحول ولا قوۃ

(۷) **سوال ہفتم**۔ کیا حضرت مرزا صاحب بلحاظ صفت کے احمد ہیں یا بطور اسم علم۔ آیت زیر بحث میں تو بلاشبہ جس کا ذکر ہے۔ وہ بطور علم ہے۔ اور علم بلا حقیقت نہیں۔ بلکہ ایسا علم ہے جو اسم با مسمٰی ہے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کا نام بلحاظ علم تو غلام احمد ہے اور اسے آپ نے بطور دلیل صداقت پیش کیا ہے۔ اس لفظ غلام سے اپنا امتی ہونا ظاہر کیا ہے۔ لیکن اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ احمد ہیں۔ نہ غلام احمد۔ تو پھر یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ وہ امتی بھی نہیں۔ اور اس صورت میں حضرت مرزا صاحب کا سارا سلسلہ ہی باطل ہو جائیگا۔

اگر کھینچا تانی سے کوئی غلام احمد کو انگریزی طریقہ پر احمد بھی بنا لیوے۔ تو بھی کام نہیں چل سکتا۔ کیونکہ خود حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔

"اس نے قدیم وعدہ کے موافق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا۔ جو عیسٰے کا اوتار اور احمدی رنگ میں ہو کر جمالی اخلاق کو ظاہر کرنے والا ہے۔ اور خدا نے مجھے اس عیسٰے احمد صفت کیلئے بطور ارھاص کے بنایا ہے"

اب کیا کسی احمدی کا حق ہے۔ کہ اس کھلے کھلے فیصلہ کو رد کر دے اور حضرت مرزا صاحب کو احمد صفت کی بجائے احمد حقیقی قرار دیوے۔ اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے۔ تو کیا وہ سچا احمدی ہے۔ یا مسیح موعود پر افترا باندھنے والا۔ اور ظہیر الدین اروپی کا سا تھی جسے حضرت نور الدین اعظم نے جماعت سے اس لئے نکالا تھا۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو حقیقی معنوں میں احمد رسول مان کر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بجائے لا الٰہ الا اللہ احمد رسول اللہ کا قائل تھا۔

(۸) **سوال ہشتم**۔ جب حضرت مسیح موعود کی زندگی میں حضرت مرزا صاحب کی کتاب ازالہ اوہام کے حوالہ سے مخالفین مرزا صاحب نے یہ الزام لگایا۔ کہ مرزا صاحب تو آنحضرت صلعم کے احمد رسول موعود ہونے سے انکاری ہیں۔ تو حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں اس کے متعلق لکھا۔ کہ :-

"آیت مبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہٗ احمد اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور اس آیت کے یہی معنی ہیں۔ کہ یہ مہدی معہود جس کا نام آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے۔ جب مبعوث ہوگا۔ تو اس وقت وہ نبی کریم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے۔ اس مجازی احمد کے پیرایہ میں ہو کر اپنی جمالی تجلی ظاہر فرمائیگا۔ یہی وہ بات ہے۔ جو اس سے پہلے میں نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھی تھی۔ یعنی کہ میں اسم احمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک ہوں۔ اور اس پر نادان مولویوں

پیغام صلح ۱۹/۱/۱۹۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | لاہور یوم پنجشنبہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ | نمبر ۴

رمضان المبارک اور قرآن کریم

ایک مفید ترین اور لائق عمل تجویز

رمضان المبارک برکات و مجاہدات کا مہینہ ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ ان قیمتی ایام کو غفلت وبیکاری میں ضائع کرنے کی بجائے ان سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ اللہ کے نیک بندے ان دنوں میں عبادت وتلاوت کے علاوہ صدقات وخیرات بھی خصوصیت سے کرتے ہیں اگر اس وقت اور روپے یا کم از کم اس کے کچھ حصے کو منظم طریق پر صرف کیا جائے۔ تو نہایت شاندار نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔ اس کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ نے ۱۳ جنوری کے خطبہ جمعہ میں ایک مفید ترین اور لائق عمل تجویز ارشاد فرمائی جس کا ذکر ذیل کی سطور میں کیا جائیگا

ماہ رمضان المبارک کی ایک بڑی خصوصیت اور شرف یہ ہے کہ اس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ یہ کتاب اللہ ہی ہمارے لئے سب سے بڑی نعمت، ساری دنیا کے لئے مشعل ہدایت اور چشمہ فلاح اور ہماری تمام مشکلات کا حل ہے۔ اگر مسلمان از سر نو ترقی واقبال حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر دنیا امن وسلامتی کی جویا ہے۔ تو ان کو لازماً قرآن کریم کی طرف رجوع ہونا پڑے گا۔ جماعت احمدیہ لاہور نے تبلیغ اسلام و اصلاح المسلمین کا فرض مقدس اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اور یہی کام اس کی زندگی کا مقصد وحید ہے۔ قرآن کریم کی اشاعت کے بغیر یقیناً اپنے فرض سے عہدہ برا نہیں ہو سکتی۔ تمام کرۂ ارض پر باطل کی تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ اولاد آدم نجات وسلامتی کی راہ پر چلنے کی بجائے بربادی وگمراہی کی راہوں پر گامزن ہے جب تک قرآن کریم کی مشعل ہمارے ہاتھ میں نہ ہو ہم کس طرح ان کو سیدھے راستے پر چلا سکتے ہیں؟ آپ ذرا گہری نظر سے غور کریں۔ ہماری ناچیز مساعی سے جو عظیم الشان نتائج پیدا ہوئے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس سوال کے جواب میں بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ یہ محض قرآن کریم کی برکت اور اس کا اعجاز ہے ہم نے قرآن کریم کی اشاعت وخدمت کو دیگر تمام کاموں پر مقدم کیا۔ بالکل بے سروسامانی کی حالت اور ابتدائے کار کے ایام میں انگریزی ترجمۃ القرآن کی طباعت واشاعت کے لئے وقف ہو گئے جنہیں دیکھنے والے ہماری اس مجنونانہ حرکت پر ہنستے ٹھٹھے مارتے کہ "یہ تو پاگل ہیں" علماء کرام طنز وتمسخر کرتے، کفر کے فتوے دیتے رہے۔ ہمارے مہربان دوستوں نے اپنی کثرت تعداد کا ڈھول پیٹنا شروع کر دیا۔ لیکن ایک شخص اس سب شور وغوغا سے بے پرواہو کر انگریزی ترجمۃ القرآن کے مسودوں اور پروفوں کی دیکھ بھال میں مصروف رہا۔ مخالفین کے شور وہنگامہ سے کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ خاموش شخص کی ساعی کا ثمر انگریزی ترجمۃ القرآن کی شکل میں دنیا کے سامنے ہے۔ یورپ وامریکہ اور دنیا کے بعض دوسرے ممالک میں اسلام کے متعلق خیالات وذہنیت میں جو محیر العقول تبدیلی پیدا ہوئی۔ اور تبلیغ اسلام کی جو شاندار راہیں کھلیں۔ ان کی سب سے بڑی وجہ انگریزی ترجمۃ القرآن ہے جب کوئی مورخ موجودہ صدی کی مذہبی تاریخ لکھنے بیٹھیگا۔ تو اس کو سب سے زیادہ انقلاب انگیز چیز یہی ترجمۃ القرآن نظر آئے گی جس طرح چراغ سے چراغ روشن کیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح انگریزی ترجمۃ القرآن سے ڈچ زبان میں ترجمہ ہوا بعض ایشیائی اور مغربی زبانوں میں ہو رہے ہیں۔ جرمنی ترجمۃ القرآن کی کوششیں بھی بڑی حد تک بار آور ہو چکی ہیں۔ انشاء اللہ یہ ایک مزید انقلاب کا باعث ہوگا۔ انگریزی ترجمہ کی طرح ہمارا اردو ترجمہ بیان القرآن بھی نہایت مفید ثابت ہوا۔

ان تمام حقائق کے پیش نظر حضرت امیر ایدہ اللہ نے تحریک فرمائی تھی کہ رمضان المبارک میں قرآن کریم کی اشاعت کی خاص طور پر کوشش کی جایا کرے۔ اس مہینہ میں جو خیرات کی جاتی ہے۔ اگر تمام نہیں۔ تو کم از کم اس کا کچھ حصہ اشاعت قرآن کے لئے مخصوص ہونا چاہیئے۔ اکثر دوست اپنے وفات شدہ عزیزوں کو ایصال ثواب کیلئے کافی روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اگر وہ اشاعت قرآن کریم کو مدنظر رکھیں تو ان کا مقصد بخوبی پورا ہونے کے علاوہ ایک بڑی بھاری دینی خدمت بھی انجام پا سکتی ہے۔

دنیا کے بے شمار ممالک اور نوع انسانی کی ہلاکت اور آبادی روحانی تشنگی میں مبتلا ہیں۔ دنیا کی بیسیوں ترقی یافتہ زبانیں ایسی ہیں جن میں ابھی قرآن کریم کا ترجمہ بالکل مفقود ہے۔ اگرچہ نہایت ضرورت ہے کہ کام ہیں تو ہر سال یا کم از کم دوسرے تیسرے سال کسی زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کا انتظام کچھ بھی مشکل نہیں ہے عیسائیوں کی مثال ہمارے لئے قابل عبرت ہے۔ قریباً چھ سو زبانوں میں بائیبل کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ مزید کوششیں جاری ہیں۔ گذشتہ صدیوں میں مسلمانوں نے قرآن کریم کی بیش بہا خدمت کی۔ لیکن مختلف زبانوں میں تراجم سے سخت غفلت رہی۔ یہ ایک بھاری فروگذاشت تھی جس سے تبلیغ اسلام کے کام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔ اس کی علی الاعلان تلافی ہمارا ضروری فرض ہے۔

ضرورت ہے۔ اسی سال سے اس مفید تجویز پر عمل شروع ہو جائے۔ رمضان المبارک کے جو چند ایام باقی ہیں۔ ان کو ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ اس وقت انگریزی زبان میں ترجمہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کی کثرت اشاعت دوسری زبانوں میں تراجم کا سامان پیدا کر سکتی ہے۔ اس لئے ہر ایک دوست کا فرض ہے کہ وہ اس کو پھیلانے میں حصہ لے۔ صاحب ثروت احباب عربی متن والے ترجمے کی کاپیاں اپنی طرف سے مختلف لائبریریوں اور غیر مسلم حضرات کو بھجوا سکتے یا خود بھیج سکتے ہیں۔ کم استطاعت بھائی بغیر متن کے ترجمہ کی اشاعت میں اسی طریق پر حصہ لے سکتے ہیں علاوہ ازیں گذشتہ اشاعت کی اخبار احمدیہ سے یہ معلوم ہو چکا ہوگا کہ حضرت امیر قرآن کریم کے متعلق ایک نہایت مفید اور مختصر ٹریکٹ تیار فرما رہے ہیں جس میں ضروری آیات کا ترجمہ درج ہوگا۔ انشاء اللہ یہ ایک نہایت مفید چیز ہوگی۔

مولوی انورشاہ کی صدائے بے ہنگام

جب کشمیری مسلمان مصائب پر مصائب جھیل رہے تھے اور مقدمہ بازی اور دیگر قسم کی تکالیف میں مبتلا تھے تو انکی مصائب کو دور کرنے کے لئے مولانا انورشاہ اور دیگر مکفرین قبلہ غار گمنامی میں پڑے رہے۔ اور اب جبکہ ذرا مطلع صاف نظر آرہا ہے "فتنہ مرزائیت" سے لوگوں کو ڈرانے لگے۔ بجائے اس کے کہ مولانا اور اس کے ہم خیال جماعت احمدیہ کا دلائل سے مقابلہ کریں۔ لوگوں کو وعب ملانوں کے فتوے تکفیر کا دیتے ہیں کہ ہندا در عجم اور عرب کے تمام ملانوں نے اس جماعت کو کافر کہا ہے۔ مولوی صاحب سے کوئی پوچھے کہ کیا تم خود کفر کے فتوؤں سے بچے ہوئے ہو۔ یا مسلمانوں کا کونسا دوسرا فرقہ کفر کے فتوؤں سے بچا ہوا ہے۔ ہم تو کفر پروف ہیں تمہارے فتوؤں کی ہمیں ایک کچی کوڑی کے برابر بھی پروا نہیں۔ دنیا تمہارے دلوں کی تنگی سے بڑی وسیع ہے۔ اور اس میں جہاں تمہارے جیسے تنگدل اور مخرب اسلام ملانے بستے ہیں وہاں ساتھ ہی وسیع اخلاق خدا ترس حامی اسلام اور ضرورت وقت کو پہچاننے والے بھی موجود ہیں۔ تمہارے بڑوں سے جو حضرت مسیح موعود کی زندگی میں رات دن مخالفت کرتے رہے کچھ نہ بن سکا جبکہ وہ مرد خدا اکیلا تھا اب جبکہ شجر طیبہ ساری دنیا پر پھیل چکا ہے تم سے کیا بن سکے گا۔ گو زمیندار اگر سارا اخبار بھی سلسلہ کی مخالفت میں بھر دیا کرے تب بھی انشاء اللہ جماعت ترقی کرے گی۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین

ضروری اطلاع

۲۳ جنوری کو پریس میں تعطیل ہوگی۔ اس لئے اس ہفتہ کا اخبار ایک دن کی تاخیر سے یعنی ۲۴ جنوری کو شائع ہوگا۔ احباب نوٹ کر لیں۔

باطل کے ہاتھوں علمائے زمانہ کی عبرتناک شکست

ہمہ عیسائیاں را ازمقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

مولانا زین العابدین صاحب کی شخصیت سے اخبار پیغام صلح کے اکثر ناظرین واقف ہوں گے۔ یہ بزرگ علمایان زمانہ کے شیدائی اور بالخصوص علمائے دیوبند کے تو فدائی واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے ایک اشتہار "علمائے دیوبند کی شاندار فتح" سے شائع کیا ہے جس میں ایک پادری کی تائید سے علمائے دیوبند کی فتح کا نقارہ بجایا ہے۔ وہ شاندار فتح کیا ہے وہ یہ ہے کہ "امکان کذب باری تعالیٰ" جو دیوبندیوں کا عقیدہ خصوصی ہے۔ اسکی ایک پادری نے تائید اس طرح کی ہے کہ جب خدا نے مسیح کا ہم شکل ایک اور آدمی بنا کر اسے یہودیوں سے مصلوب کروا یا تو ظاہر ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں دونوں کو غلطی خدا کی نعوذ باللہ اس چالاکی سے لگی۔ چنانچہ مسیح کے مصلوب اور ملعون ہونے کا عقیدہ دونو قوموں میں اسی ایک دھوکا دہی کا نتیجہ ہے۔ نہ کوئی مسیح کا ہم شکل مصلوب ہوتا نہ دونو قومیں گمراہ ہوتیں۔ اور سمجھ نہیں آتا کہ جب مسیح کو خدا نے پورا پورا لے لیا تھا اور آسمان پر بجسدہ العنصری چڑھا لیا تھا تو پھر ایک اور آدمی کو ہم شکل بنانے کی خدا کو ضرورت کیا تھی سوائے اس کے کہ یہ مانا جائے کہ ایسی دھوکے بازی کی جو جھوٹ کی بدترین شکل ہے خدا کو نعوذ باللہ عادت ہے اور اسی طرح کے دھوکے دے دے کر وہ خوش ہوا کرتا ہے۔ جس سے صدیوں تک قوموں کی قومیں گمراہی میں مبتلا رہتی ہیں۔

ظاہر ہے کہ ان مولویوں کے اس قسم کے گندے عقیدوں کی بنا خود ان کا غلطی خوردہ دماغ ہے جس میں سے ایسی ایسی ناپاک اختراع اور ایجادیں نکلتی رہتی ہیں۔ مسیح کا ہم شکل ایک اور انسان کا بن جانا نہ قرآن نے بتایا نہ حدیث نے تو پھر سوائے اس کے کہ اسے مولویوں کا ایجاد بندہ جو گندہ بروزہ کی طرح نہایت گندہ ہے نہ مانا جائے تو اور کیا مانا جائے۔ ایک طرف کوئی صاحب آکرام الحق ان کی ناپاک تفسیروں کے ہاتھوں نالاں ہیں اور عیسائیت کی ان کے عقیدہ کی بنا پر سچا سمجھنے پر مجبور ہیں تو دوسری طرف ان کا عقیدہ خدائے قدوس کی طرف کذب باری تعالیٰ جیسے ناپاک افترا کو ثابت کر رہا ہے۔ اور ایک عیسائی پادری ان کا مضحکہ اڑا رہا ہے اور یہ اسے اپنی فتح سمجھ رہے ہیں۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔ حضرت مجدد وقت مسیح موعود نے کیا سچ فرمایا تھا ؎

> ہمہ عیسائیاں را ازمقال خود مدد دادند
> دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

میں اصل اشتہار قارئین کرام کے ضیافت طبع کیلئے نہیں بلکہ عبرت کے لئے نقل کئے دیتا ہوں۔ اسے پڑھیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کا شکر ادا کریں جو اس نے حضرت مسیح موعود کی بعثت کی شکل میں مسلمانوں پر کیا ہے۔ کس طرح مجدد وقت نے باطل کی تمام زہریلی کچلیاں نکال ڈالی ہیں اور اسلام کو تمام زوائد و حواشی سے پاک کر کے اپنی اصلی اور پرحکمت شکلوں میں ہمارے ہاتھوں میں دیا ہے۔ جس میں باطل کے وار کے لئے کوئی روزن باقی نہیں چھوڑا۔ اور حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے ہمارا قدم اس مقام بلند پر قائم کر دیا جس پر کھڑے ہو کر انسان نہ عقلمندوں کی مجلس میں شرمندہ ہو سکتا ہے۔ نہ کسی میدان میں باطل سے شکست کھا سکتا ہے۔ بلکہ ہر جگہ فتح اور کامیابی اس کے قدم چومتی ہے۔ اور باطل کا سر حق کے قدموں کے نیچے پامال ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہی مطلب اس الہام کا تھا جو حضرت مسیح موعود کو ہوا تھا کہ۔

> بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

علمائے دیوبند کی شاندار فتح
امکان کذب باری تعالیٰ ثابت ہو گیا
ایک عیسائی پادری کا نعرۂ حق

امکان کذب باری تعالیٰ پر علمائے دیوبند اور علمائے بریلی کے درمیان عرصہ سے نزاع چلی آتی تھی۔ علمائے دیوبند کا قول تھا کہ جب ایک کمزور سا گنہگار انسان اور معمولی سا بادشاہ آدمی بھی جھوٹ بول سکتا ہے تو خدا قادر مطلق ہو کر کیوں جھوٹ بول نہیں سکتا۔ وہ قادر مطلق کس بات کا ہوا جو جھوٹ بھی نہ بول سکا۔ علمائے بریلی [illegible] پر کفر کا فتویٰ لگایا کرتے تھے کہ خدائے برتر کی طرف جھوٹ منسوب کرنا کفر ہے دونو طرف بڑے بڑے جید علما و برسرپیکار تھے اس لئے اس تنازعہ کا کوئی فیصلہ ہونے میں نہ آتا تھا۔ آخر دہلی کے عیسائی پادری احمد مسیح کا خدا بھلا کرے انہوں نے ایسا محاکمہ کیا کہ بریلی والے اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کیونکہ پادری صاحب نے جو کچھ کہا وہ فریقین کے مسلمات میں سے ہے جس کا کوئی فریق انکار نہیں کرسکتا۔ لہذا علمائے دیوبند کی فتح میں اب کوئی شک باقی نہیں رہا۔ پادری صاحب نے فرمایا کہ فریقین کو مسلم ہے کہ یہود جب حضرت عیسے علیہ السلام کو پکڑنے آئے تو خدا نے حضرت عیسے کو بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھا لیا اور اس طرح یہود کی گرفت سے بچا لیا لیکن اتنا ہی نہیں کیا بلکہ ایک اور بے گناہ شخص کو حضرت عیسیٰ کا ہم شکل بنا دیا جیسا کہ ولکن شبہ لھم کے معنے کئے جاتے ہیں اس چالاکی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہود اور عیسائی دونو قومیں دھوکا کھا گئیں۔ یہود نے اس شخص کو جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمشکل تھا صلیب دے کر یہ سمجھا کہ ہم نے مسیح کو مصلوب کر دیا اور چونکہ توریت سے مصلوب کا لعنتی ہونا مسلم امر تھا اس لئے ان کا اس بات سے مطمئن ہو جانا ایک لازمی امر تھا۔ چونکہ حضرت عیسے صلیب پر مقتول ہو چکے ہیں اس لئے ان کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک نہ رہا۔ حالانکہ اصل حقیقت یہ نہ تھی۔ بلکہ ان کے بجائے کوئی اور شخص مصلوب ہو گیا تھا جس کو خدا نے نہایت چالاکی سے محض یہود کو دھوکا دینے کی خاطر مسیح کا ہم شکل بنا دیا تھا۔ خدا کی اس دھوکہ دہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہود قوم مسیح کو کذاب سمجھ کر گمراہ ہو گئی۔ اور پھر لطف یہ کہ خدا نے خود ہی تو دھوکا دیکر ان کو غلط فہمی میں مبتلا کیا اور خود ہی پھر ان سے ناراض ہو بیٹھا اور ان کو مغضوب قرار دے دیا۔ دوسری طرف مسیح کے حواری بھی دھوکہ کھا گئے یہاں تک کہ مسیح کی والدہ تک نے بھی اس مسیح کے ہم شکل مصلوب انسان کو اپنا بیٹا سمجھ کر صلیب کے سامنے اظہار رنج و غم کیا اور ان کے شاگرد بھی یہی سمجھے جس کا نتیجہ کفارہ کا عقیدہ تھا کیونکہ صلیب پر مرنا تو ایک لعنتی موت تھی۔ اور مسیح کے شاگرد اپنے مقدس استاد کی نسبت یہ مان نہ سکتے تھے کہ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے لعنتی ہوا۔ ان کو مجبوراً یہی ماننا پڑا کہ وہ امت کے گناہوں کی پاداش میں لعنتی ہوا۔ اگر مسلمانوں کے نزدیک کفارہ کا عقیدہ ایک ضلالت ہے تو فرمائیے اس ضلالت کا اصل موجب خدا کی دھوکا دہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اگر وہ ایک شخص کو حضرت عیسیٰ کے ہم شکل نہ بناتا تو نہ یہود دھوکا کھاتے اور نہ مسیحی۔ دھوکا ہر گز محض ایک دوسرے کے مسیح ہم شکل بنجانے سے۔ اگر یہ دھوکا نہ دیا جاتا تو نہ یہود گمراہ ہوتے نہ عیسائی۔

اگر یہ کہو کہ دوسرے شخص کو مسیح کے ہم شکل بنانے کا فعل اگرچہ دھوکے بازی تھا لیکن مجبوری تھی اگر کسی اور کو ہم شکل نہ بنایا جاتا تو یہود اصلی مسیح کو پکڑ لیتے تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ جب حضرت عیسیٰ کو بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھا لیا تھا اور متوفیک کے معنوں کے مطابق انہیں پورا لے لیا تھا اور ان کا کوئی حصہ باقی زمین پر نہ رہ گیا تھا جس کے خراب کرنے کا اندیشہ ہوتا تو پھر بغیر کسی ضرورت کے کسی دوسرے شخص کو مسیح کا ہم شکل بنانا محض لوگوں کو دھوکا دے کر تماشا دیکھنے کی خاطر ہوا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا میں جھوٹ کا امکان ہی نہیں بلکہ وہ اس بات کا عادی ہے کہ محض تماشا دیکھنے یا مخلوق کو گمراہ کرنے کی خاطر بھی بلا ضرورت جھوٹ کو اختیار کر لیا کرتا ہے۔ اور دھوکے بازی جو جھوٹ کی ایک بدترین شکل ہے اختیار کرنے سے بھی اسے عار نہیں ہوتی اور دھوکے بازی بھی وہ کرتا ہے جس سے قوموں کی قومیں نسلوں کی نسلیں صدیوں تک گمراہی و ضلالت میں پڑ کر جہنم کی وارث ٹھیرتی رہتی ہیں۔ اور پھر یہ کہ جھوٹ کی عادت اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ ایک طرف تو بلا ضرورت ایک شخص کو مسیح کے ہم شکل بنا کر اسے بے گناہ پھانسی دلوا کر یہود اور عیسائیوں کی بیشمار نسلوں کو گمراہ کر رکھا ہے اور دوسری طرف نہایت صفائی سے مسلمانوں سے قرآن میں فرماتے ہیں کہ لا تبدیل لخلق اللہ کہ خدا کی مخلوق میں تبدیلی نہیں ہوا کرتی جس سے صاف ظاہر ہے کہ ایک شخص جو اپنی خاص شکل رکھتا ہے بعد میں دوسرے آدمی کی شکل میں تبدیل نہیں ہو سکتا۔ فرمائیے خدا کو کیا ضرورت کہ وہ مسلمانوں سے اسقدر

مکتوبات تعزیت

بے شمار میں سے چند

حضرت خواجہ صاحب کی وفات پر حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں جو مکتوبات تعزیت آئے۔ ان میں سے چند درج ذیل کئے جاتے ہیں (ایڈیٹر)

نوابصاحب مانگرول کا خط

کیمپ نورٹ بیبا مضافات مانگرول یکم جنوری ۱۹۳۲ء انا للہ وانا الیہ راجعون ۰

مجی جناب مولانا محمد علی صاحب زاد لطفہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خبر انتقال پرملال برادرم خواجہ کمال الدین صاحب معلوم ہو کر جو صدمہ کہ قلب پر ہے۔ وہ زائد از حیطہ تحریر و تقریر ہے۔ افسوس و صد ہزار افسوس۔ برادر موصوف اس پایہ کا شخص تھا۔ کہ جس کی مثال اب ملنا مشکل ہے۔ وہ اپنی آپ ہی مثال تھا آپ کی انجمن سے نیز قوم مسلم سے برادر موصوف ایسے وقت میں جدا ہو گئے۔ جس وقت قوم مسلم کو ایسے شخص کی خاص ضرورت تھی۔ مگر مشیت ایزدی میں جائے دم زدن نہیں بجز اس کے کہ اب ہم آپ اور دیگر جملہ اعزا اور احباب اس مرحوم کے حق میں دعائے خیر کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مرحوم کی مغفرت فرما کر اسے اپنے جوار رحمت میں مقام اعلیٰ عطا فرماوے۔ اور تمہیں آپکو نیز جملہ عزیزان و پسماندگان کو اس سانحہ ہوش ربا میں صبر و سکون سے کام لینے کی توفیق نیک رفیق فرمائے میں نے برادر مرحوم کی تعزیت کے اظہار کے طور پر تمام محکمہ جات ریاست کی آفسیں ایک دن کے لئے بند کرا دی تھیں۔ اور میں اپنے تعلقات برادرانہ کی بنا پر ایسے سانحہ جانفرسا میں خود کو لا کر پسماندگان مرحوم کے ساتھ شریک تعزیت ہو کر فاتحہ خوانی کرتا۔ اور ان کا شریک غم ہوتا مگر آپ بھی واقف ہیں۔ کہ ضعیف العمری۔ بار کارہائے ریاست و مرض ملحقہ ضیق النفس نے اس درجہ ضعیف و نحیف بنا دیا ہے۔ کہ مطلق سفر کرنے سے عاجز ہو گیا ہوں۔ خیر اب تو یہی دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے خواہر محترمہ خواجہ بانو صاحبہ کو اور سب بچوں کو اس صدمہ مہاجرت و مفارقت میں صبر و شکر سے کام لینے کی توفیق بخشے۔ آمین آمین کہ جزع و فزع سب بے کار اور صبر و شکر باعث رضامندی پروردگار ہے۔ فقط والسلام۔

(راقم خیر اندیش محمد جہانگیر)

خان بہادر میاں غلام رسول صاحب کا خط

جھنگ ۱۲-۱-۳۲ء

بخدمت قبلہ مخدوم و محترم سلمہٗ و حفظہٗ و ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ۔ آمین۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

کل دوپہر کے قریب جناب کا تار ملا۔ خواجہ صاحب قبلہ کے رحلت قوم کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے بہت ہی بڑا آدمی تھا اور بہت ہی بڑا کام کیا۔ اس کی وفات نے ہر حالات موجودہ تحریک کی کمر اور جماعت کا حوصلہ توڑ دیا ہے۔ کاش اسے کچھ اور مہلت ملتی۔ یا ہم میں کوئی دوسرا خواجہ ہوتا۔ دل محزون ہے۔ اور آنکھیں روتی ہیں۔ نایاب دوست اور بے قیمت انسان تھا۔ رہ رہ کر بے اختیار آہ نکلتی ہے۔ ہائے خواجہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کا اپنا کام ہے۔ اور اسی نے چلانا ہے۔ اور ممکن ہے کہ زمانہ نے سر دست خواجہ مرحوم کی ضرورت اور یاد کو کبھی دھندلا کر دے۔ مگر تاریخ مجدد صدی چہاردہم میں خواجہ کا سنہری نام اور سنہری کارنامے قیامت تک روشن رہ کر آئندہ نسلوں کے متلاشیوں کیلئے مشعل ہدایت رہیں گے۔ اور خواجہ مرحوم کی جدائی کا یہ داغ اس کے ہم عصر دوستوں کے دلوں پر تو قبر دل میں ساتھ ہی جائیگا۔ اللھم مغفرۃ والرحمۃ

(خاکسار غلام رسول عفی عنہٗ)

علیگڈھ کا خط

مخدومی حضرت مولانا! السلام علیکم

مجاہد ملت خواجہ کمال الدین مرحوم کی وفات کی خبر سے جس رنج و دہشت ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مشیت ایزدی سے یارائے سرتابی نہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں بہترین مقام نصیب کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے میں مرحوم کی بے وقت موت کو ایک حادثہ ملی سمجھتا ہوں۔ اور مجھے یقین واثق ہے۔ کہ ہر صاحب بصیرت مسلمان اسلام کے اس جانباز سپہ سالار کی موت پر ماتم کرے گا۔ مجھے اس حادثہ میں آپ سے اور آپ کی جماعت سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت میں ان کا جانشین پیدا کر دے۔ میں خوب جانتا ہوں۔ کہ اس رفیق گرامی کی دائمی مفارقت آپ پر کیسی شاق گذرتی ہو گی۔ میں آپ کی اس بیتابی میں شریک ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ عام مسلمانوں کو خدمت اسلام کیلئے مرحوم کی سی جان نثاری مرحمت فرمائے۔ کہ یہی ہماری مشکلات کا حل ہے۔

نیاز آگیں عطاء اللہ ایم۔ اے عربک ڈیپارٹمنٹ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ)

سیالکوٹ کا خط

مخدوم و مکرم حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضور کا تار دربارہ وفات حضرت خواجہ صاحب مرحوم و مغفور مل گیا تنگی وقت کی وجہ سے جنازہ میں شمولیت نہیں ہو سکی۔ آج جمعہ کے دن بعد از نماز جمعہ مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی ہے اور نماز جنازہ کے بعد انجمن کا ایک غیر معمولی اجلاس زیر صدارت [illegible] صاحب [illegible] صاحب مرحوم و مغفور میں منعقد ہوا جس میں مفصلہ ذیل ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس ہوا۔ انجمن کا یہ اجلاس حضرت خواجہ کمال الدین مبلغ اسلام کی وفات حسرت آیات پر دلی رنج و افسوس کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار میں جگہ نصیب کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اس ریزولیوشن کی نقل حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کے پسماندگان کو بھی ارسال کر دی گئی ہے۔ (آپ کا تابعدار عبد القیوم سیکرٹری انجمن احمدیہ برانچ سیالکوٹ)

بقیہ صفحہ ۲

تعجب کہ ان کی عادت ہے شور مچایا۔

(کفر گورڈو یہ صفحہ ۹۶)

نوٹ:- یہ نادان مولوی تو وہی کہ رہے ہیں۔ جو جناب میاں صاحب نے بڑے شد و مد سے انوار خلافت میں لکھا ہے۔ پھر علماء نادان کیوں ہو گئے۔ اور میاں صاحب بجائے نادان کے عارف اسرار قرآنی۔ یہ کیا بھید ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

(۹) سوال نہم:- میاں صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس پیشگوئی کا اصل مصداق تو حضرت مرزا صاحب ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طفیلی طور پر اس کے مصداق ہیں جس طرح سایہ کی خبر دینے سے اس کی خبر بھی آ جاتی ہے جس کا وہ سایہ ہو۔ مگر کیا حضرت مسیح موعود نے بھی کبھی ایک دفعہ بھی ایسا لکھا ہے۔ یہ تو ایک لغو خیال ہے۔ کہ اس سے آنحضرت صلعم کی ہتک لازم آ جاتی ہے۔ اس کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ توراۃ میں اور انجیل میں آنحضرت صلعم کے ماں باپ کی خبر درج ہے۔ اور جب پوچھیں۔ کہ یہ کہاں ہے۔ تو کوئی جھٹ سے کہ دیکھئے جب حضرت عیسٰی نے کہا۔ کہ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ تو احمد کے ماں باپ کا ہونا لازمی ہے اس لئے ضمناً ان کی خبر بھی آ گئی۔ لاحول ولاقوۃ عجیب ثبوت ہے۔

(۱۰) سوال دہم:- قرآن مجید میں ہے۔ کہ جب حضرت موسٰی علیہ السلام کے مقابل فرعون اور ساحر آئے۔ تو حضرت موسٰی علیہ السلام نے کہا۔

لا تفتروا علی اللہ کذباً

موسٰی علیہ السلام نے یہ اس لئے فرمایا۔ کہ وہ کہتے تھے۔ کہ

اجئتنا لتخرجنا من ارضنا بسحرک یا موسٰی

یعنی کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے۔ کہ ہمیں ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے نکال دے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ موسٰی کے اعجاز کو انہوں نے جادو کہا ہے۔ اس جادو کہنے کے سبب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لا تفتروا علی اللہ کذباً۔ اب اسی طرح آنحضرت صلعم کے اعجاز کو مشرکین مکہ سحر کہتے تھے جیسے کہ فرمایا۔ فلما جاءھم بالبینٰت قالوا ھٰذا سحر مبین جس طرح موسٰی کے بینات کو سحر کہنے پر افترا علی اللہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بینات کو سحر کہنے والوں کے قول کو افترٰی علی اللہ کہا گیا۔ اور یہ واقعہ بھی آنحضرت صلعم کے مثیل موسٰی ہونے کی دلیل ہے۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ اس پیشگوئی کا مصداق آنحضرت صلعم کی بجائے حضرت مسیح موعود کو کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس قسم کے دس بارہ سوال دو خطوں کے ذریعہ جناب مولانا غلام رسول صاحب کی خدمت میں پہنچائے گئے جن کا جواب دینے سے مولانا نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم جانتے ہیں۔ کہ یہ سوال کہاں سے ہیں۔ ان کا جواب اگر چاہیئے۔ تو میرے پاس دن کو جب میں اپنے مکان پر خالی ہوتا ہوں۔ آ کر لے لیا جائے۔ اس لئے میں ان سوالات کو بذریعہ اخبار شائع کراتا ہوں۔ تاکہ مولانا آسانی سے گھر بیٹھے ہمیں جواب دیدیں۔ والسلام

محشرستان الور

—— ہنگامہ الور سے ولایتی اخبار بھی کافی طور پر متاثر ہوئے ہیں انگلستان کے سرکردہ اخبارات نے خصوصیت کے ساتھ اس قتل عام کا ذکر کیا ہے۔ اخبار ٹائمز (لنڈن) کا بیان ہے۔ کہ الور کو فوج بھیجنا نہایت مناسب کارروائی ہے۔ اس کے مفید ثابت ہونے کیلئے کشمیر کی مثال کافی ہے۔ ڈیلی ہیرلڈ رقمطراز ہے۔ کہ حکومت ہند کی مداخلت ہوکو راجاؤں سے بچانے کیلئے ہونی چاہیئے۔ نہ کہ اس لئے کہ راجاؤں کو جمہور سے محفوظ رکھا جائے۔

—— تمام اسلامی ہند میں۔ ۲۰ جنوری کو یوم الور منانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— نئی دہلی ۱۴ جنوری:۔ برطانی افواج رام گڈھ جو گوبند گڑھ سے سولہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ پہنچ گئی ہیں۔ ان کے کمانڈر نے اعلان کیا ہے۔ کہ انگریزی افواج فساد زدہ علاقہ میں بحالی امن کے لئے پہنچی ہیں۔ ... درشکایات کے متعلق درخواستیں مسٹر ایوانز کے سامنے پیش کی جائیں۔

—— نئی دہلی ۱۳ جنوری:۔ فساد زدہ علاقہ میں امن بحال ہو گیا ہے۔ یہ برطانی افواج کی موجودگی کا نتیجہ ہے۔ لوگوں کو حفاظت کا یقین ہو گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ گوبند گڑھ اور فساد زدہ علاقہ کے دوسرے مقامات کی تحقیقات عمل میں آئے گی۔ جو ہندو مسلم باشندے بدامنی کے خوف کی وجہ سے دیہات چھوڑنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ وہ مطمئن ہو گئے ہیں۔ اور انہوں نے باہر جانے کا خیال چھوڑ دیا ہے۔

—— ۱۳ جنوری:۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ نے دو ہوائی جہاز کرایہ پر لینے کا انتظام کیا ہے۔ ان میں سے ایک الور پہنچ گیا ہے

—— اخبار سول رقمطراز ہے۔ کہ میو قوم کے حالات نے مسلم پناہ گزینوں کے مسئلہ پر پردہ ڈال دیا ہے۔ لیکن جو لوگ پناہ گزینوں کے حالات سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس بات کی کوشش میں ہیں۔ کہ اس مسئلہ کو سب سے زیادہ اہمیت دی جائے۔ سید غلام بھیک صاحب نیرنگ کا اس سلسلہ میں نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بعض میو جنگلات میں پناہ گزین ہیں۔

—— ۱۳ جنوری:۔ غیر وفادار میو کی اکثریت نے برطانی افسر کی صدارت میں ایک آزاد تحقیقاتی کے تقرر کا مطالبہ کیا ہے۔ کرنل اوگلوی نے دہلی میں پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ سے گفتگو کر رہے ہیں۔ توقع ہے۔ کہ دربار الور عنقریب ایک اہم اعلان کرے گا۔

—— مسلمانان امرتسر نے ۱۳ جنوری کو ایک جلسہ میں مظالم الور کے خلاف شدید احتجاج کیا۔

—— نئی دہلی ۱۴ جنوری:۔ الور کے حالات روز بروز درست ہو رہے ہیں۔ برطانی حکام نے ہوائی جہازوں کے ذریعہ فساد زدہ علاقہ میں اشتہارات پھینکے جن میں عوام کو حفاظت کا یقین دلایا گیا تھا۔

—— برطانی علاقہ کے میو اپنے ان رشتہ داروں کے متعلق جو مدد ریاست میں آباد ہیں سخت تشویش میں ہیں۔

—— سول رقمطراز ہے۔ برطانی افواج کی آمد سے ہندو مسلمان دونوں خوش ہیں۔

—— نئی دہلی ۱۴ جنوری:۔ ریڈ کراس سوسائٹی کی شاخ دہلی مجروحین کی طبی امداد سے دلچسپی لے رہی ہے۔ اس نے ادویات کا ایک معقول ذخیرہ رام گڈھ کے سینئر میڈیکل افسر کے حوالے کر دیا ہے۔ اور اس کا ایک نمائندہ موقع پر تحقیقات کر رہا ہے۔ کہ آیا مزید امداد کی ضرورت ہے۔ یا نہیں۔

—— ۱۴ جنوری کو مظالم الور کیخلاف مسلمانان الور کا ایک عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں چند ضروری قرار دادیں منظور کرنے کے علاوہ اس قتل عام کے خلاف شدید رنج و بیزاری کا اظہار کیا گیا۔ ۱۵ جنوری کو محلہ فاروق گنج لاہور میں بھی ایک جلسہ ہوا۔

—— اجمیر ۱۶ جنوری:۔ آج مظالم الور کیخلاف مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔

—— دہلی ۱۴ جنوری:۔ سید غلام بھیک صاحب نیرنگ نے آج ایک اہم اعلان کیا ہے جس میں حکومت الور کے بعض کرتوت بے نقاب کئے گئے ہیں

—— لاہور ۱۴ جنوری:۔ شیخ حسام الدین صاحب صدر مجلس احرار نے معاملات الور کے متعلق ایک اہم بیان شائع کیا ہے۔

—— انجمن اسلامیہ لاہور نے الور کے قتل عام کے خلاف ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت ہند کو توجہ دلائی ہے۔

—— الور ۱۵ جنوری:۔ کل راجہ غضنفر علی خاں ریونیو منسٹر اپنے متعلقین کے ساتھ دہلی چلے گئے۔ اس کے متعلق طرح طرح کی افواہیں سننے میں آ رہی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مالیہ کی وصولی کے معاملہ میں بعض رفقائے کار سے ان کا اختلاف ہو گیا تھا۔ مہاراجہ نے ان کی صدارت میں اراضی ... کی تحقیقات کیلئے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کر رکھا تھا۔

—— الور ۱۵ جنوری:۔ ریاست کے ریونیو منسٹر اور وزیر اعظم دہلی گئے ہوئے ہیں۔ افواہ ہے۔ کہ کشمیر و جموں کے گلینسی کمیشن کی طرز پر الور میں ایک مجلس تحقیقات مقرر کی جائے گی۔

—— انگریزی افواج دیہات کا دورہ کر رہی ہیں جس کے نتائج نہایت خوشگوار برآمد ہو رہے ہیں۔ خانہ تلاشیاں اور بعض گرفتاریاں بھی عمل میں آئی ہیں۔

—— الور کے قتل عام پر اظہار افسوس کرنے کیلئے بے شمار مقامات پر جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔

—— نئی دہلی ۱۶ جنوری:۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ انگریزی افواج نے میوائیوں سے کوئی مواخذہ نہیں کیا۔ اس خبر سے کہ عنقریب انگریزی افواج واپس بلائی جائینگی۔ میوائیوں اور سرحد پار رہنے والوں میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ اس مسئلہ پر ذمہ دار انگریز حکام غور و فکر کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وائسرائے نے محض حالات الور کی وجہ سے اپنا دورہ ملتوی کیا ہے۔

—— الور ۱۷ جنوری:۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مہاراجہ الور بیمار ہیں۔ آپ اپنے ذاتی استعمال کے لئے بھی عنقریب ایک ہوائی جہاز خریدنے والے ہیں۔

تار کا پتہ - مسلمان لاہور" رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۳ جنوری ۱۹۳۳ء | نمبر ۵

عید

(از مولانا ابو الاثر حفیظ جالندھری مصنف شاہنامہ اسلام)

یہ عید ہے روزہ داروں کی — محبوب خدا کے پیاروں کی
جن کی طاعت مشکور ہوئی — پروان چڑھی منظور ہوئی
سجدوں نے جبینیں چمکائیں — منت کی مرادیں بر آئیں
محنت کا شجر پھل لایا ہے — دن فصل خدا کا آیا ہے

یہ بخشش کی امید کا دن
یاروں کیلئے ہے عید کا دن

رحمت کی گھٹائیں چھائی ہیں — قبلے کی طرف سے آئی ہیں
وا ہیں توحید کے میخانے — اور گردش میں ہیں پیمانے
ساقی ازل کی چوکھٹ ہے — مستانِ الست کا جمگھٹ ہے
یہ سب اللہ کے دیوانے — شمع وحدت کے پروانے

توحید کے نغمے گاتے ہیں
مل جل کر عید مناتے ہیں

ہم بدقسمت ہم بیچارے — آزارِ فرقت کے مارے
عید آئی - یہ سب کیسے جانیں — ہم عید کی خوشیاں کیا جانیں
یثرب سے نہیں پیغام آیا — غربت میں ماہِ صیام آیا
محبوب کے ورے دُور ہوئے — لاچار ہوئے - مجبور ہوئے

جب نورِ خدا کی دید نہیں
یہ عید ہماری عید نہیں

(حسب اجازت) حفیظ

عید مبارک

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

تیس دن کے روزوں کے بعد عید یا خوشی کا دن آنے کا کیا مفہوم ہے؟ یہ کہ خدا کے لئے بعض خواہشات کو ترک کرنے سے انسان کو حقیقی راحت حاصل ہوتی ہے اور یہ کہ جب تک کسی مشقت کو مسلسل جاری نہ رکھا جائے" کامیابی کی خوشی کو انسان نہیں دیکھ سکتا۔ عید مبارک ایک تو خوشی کے موقعہ کی رسمی دعا ہے اور ایک یہ تڑپ ہے کہ واقعی یہ دن ہمارے لئے برکات لانیکا موجب ہو۔ اسی تڑپ کیساتھ میں اپنے احباب کو عید مبارک کہتا ہوں اس کو واقعی مبارک بنانا آپ کے اپنے اختیار میں ہے۔

آ۔ کیا آپ اپنی مصروفیتوں میں سے یا اپنے فراغت کے اوقات میں سے کوئی وقت نکال سکتے ہیں کہ کسی اپنے بچے کو کسی عزیز کو۔ کسی دوست کو کسی اجنبی کو کسی دشمن کو اپنی زبان سے یا اپنے قلم سے یا کسی اور ذریعہ سے ایک کلمہ حق پہنچا دیں اور پھر اس کوشش کو مسلسل جاری رکھیں یہانتک کہ اسے اس کلمہ حق کا قائل دیکھ لیں

ب۔ کیا آپ اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں سے مہینہ میں تین دن کیلئے کسی چیز کی کمی کر کے وہ رقم الگ کر سکتے ہیں کہ خدا کے رستے میں خرچ ہو۔

ج۔ کیا آپ اپنے لباس میں یا اور بعض ضروریات میں سادگی اختیار کر کے اس بچی ہوئی رقم کو الگ کر سکتے ہیں کہ اس سے خدا کے دین کی عمارت بنے۔ اگر آپ اس عید کے موقعہ پر اس پر عامل ہوں اور عید پڑھانیوالے اصحاب خطبہ عید میں اپنے احباب کی اس طرف توجہ دلائیں تو گیارہ ماہ میں جو پھر رمضان آنے تک باقی ہیں ایک عظیم الشان عمارت ہی تیار نہیں کرلیں گے بلکہ دوسروں کیلئے بھی ایک نیک نمونہ قائم کردیں گے جس سے قوم میں زندگی پیدا ہو جائے۔

عید کا بہترین تحفہ

عید پر آپ اپنے عزیزوں کو تحفے دیتے ہیں۔ مگر بہترین تحفہ جو آپ دے سکتے ہیں ایک مترجم قرآن کریم کا اسکے ہاتھ میں دینا ہے۔ اگر وہ موجود ہے تو اشاعت اسلام یا پیغام صلح کا اس کے نام جاری کرا دینا ہے جس سے وہ سال بھر خوشی اٹھائیگا بلکہ دائمی راحت کا سامان حاصل کریگا۔ اگر وہ بھی جاری ہے تو ایک تحریک جدید ...

امکان کذب باری تعالیٰ

دیوبندیوں کا ایک مجہول اور نامعقول غلط مسئلہ ہے جو محال عقلی ہے

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

ایک دوست دریافت کرتے ہیں کہ دیوبندیوں کا امکان کذب باریتعالیٰ کا مسئلہ آخر ہے کیا؟ جس پر انہیں اصرار ہے۔ خدا اور جھوٹ یہ دونو باتیں ایک جگہ جمع کیسے ہوسکتی ہیں۔ اس کے جواب میں اپنے دوست سے صرف یہ عرض کردینا چاہتا ہوں کہ مولویوں کی دماغی حالت کی خرابی ان تمام امور کی جواب دہ ہے وہ اکثر فرضی اور غیر معقول سوالات خود ہی پیدا کرتے ہیں اور خود ہی پھر ان کے جواب دینے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور اس میں وہ وہ موشگافیاں اور دماغی جولانیاں دکھاتے ہیں کہ عقل انسانی سر پیٹ لیتی ہے۔ اور علم و حکمت شرم سے منہ چھپا لیتے ہیں۔ آپ کا فرمانا بالکل سچ ہے کہ خدا اور جھوٹ ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے جب تاریکی آئے گی تو روشنی نہ ہوگی۔ روشنی ہوگی تو تاریکی کا وہاں کیا کام ہے۔ کیا سچ کی نسبت کوئی یہ مسئلہ اٹھا سکتا ہے کہ اس میں امکان جھوٹ کا ہوسکتا ہے یا نہیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ جو سرتاپا سچ ہے جس کی صفت لازوال الحق ہے۔ اس میں امکان جھوٹ کا ماننا محض جہالت اور الحق یا سچائی کی تعریف سے لاعلمی کا ثبوت دینا ہے۔

جو شخص ذرا بھی اللہ تعالیٰ کی صفات حسنہ و کاملہ کا علم رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفت بھی ہے وہ اپنے اندر کامل اور لازوال ہے۔ جسے کبھی فنا نہیں۔ اس لئے کوئی ایسی بات خدا کی طرف منسوب کرنا جس سے اس کی کسی صفت کا زوال لازم آتا ہے محال عقلی اور پرلے درجہ کی حماقت اور جہالت ہے مثلاً خدا السمیع ہے یعنی سنتا ہے۔ خدا البصیر ہے یعنی دیکھتا ہے ظاہر ہے کہ اس کی یہ صفات کامل اور لازوال ہیں۔ اب کوئی ایسا سوال اٹھانا جس سے اس کی صفت کا زوال لازم آئے بالکل غلط اور محال عقلی ہے۔ مثلاً اگر یوں سوال اٹھایا جائے کہ کیا خدا کبھی اندھا ہوسکتا ہے۔ یا بہرا ہوسکتا ہے تو یہ سوال اٹھانیوالے کی جہالت پر دیس ہوگا۔ مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا۔ ایک دفعہ ایک مجلس میں ایک مولوی صاحب گاؤ تکیہ سے لگے ہوئے مسند پر بیٹھے ہوئے گلدستوں اور لوبان کی خوشبو میں گھرے ہوئے وعظ فرما رہے تھے کبھی گاتے تھے کبھی جھومتے تھے اور خدا کے قادر مطلق ہونے کے ثبوت میں عجیب عجیب محیر العقول افسانے سنا رہے تھے جو ایک آریہ نے اعتراض کردیا کہ مولانا خدا قادر مطلق ہے تو کیا اپنے جیسا خدا پیدا کرسکتا ہے۔ اب مولوی صاحب کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ نہ ہاں کرتے بنے نہ ناں کرتے بنے عجیب ضغطہ میں جان پھنس گئی۔ ان کی یہ خراب حالت دیکھکر میرے ایک بزرگ کو جو وہیں بیٹھے ہوئے تھے طیش آگیا۔ انہوں نے مولوی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر انہیں مسند سے نیچے اتار دیا اور خود وہاں جا بیٹھے۔ اور اس آریہ کو مخاطب کرکے فرمانے لگے کہ ایک کاغذ پر لکھو کہ خدائے قادر مطلق نے آج شب کے نو بجے اپنے جیسا خدا پیدا کرلیا۔ اس نے لکھ لیا۔ اس کے بعد اسے فرمایا کہ اب اس کاغذ کو پڑھو اور اپنی عقل پر ماتم کرو۔ اس آریہ نے کہا وہ کس طرح؟ فرمایا کہ احمق! وہ خدا کہاں ہوا جو آج رات کے نو بجے پیدا ہوا۔ خدا کی صفت تو حی و قیوم ہے وہ نہ پیدا ہوا نہ کبھی مرے گا۔ وہ خالق ہے مخلوق نہیں۔ پس جو آج پیدا ہوا ہے اور مخلوق ہے وہ خدا کہاں ہوسکتا ہے۔ پس یہ سوال کس قدر نامعقول اور پرلے درجہ کی جہالت ہے کہ کیا خدا اپنے جیسا خدا پیدا کرسکتا ہے خدا کا پیدا ہونا محال عقلی ہے یعنی جو پیدا ہوگا وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ اس لئے خدا کی طرف پیدا ہونا منسوب کرنا دراصل خدا کی تعریف اور معرفت اور اس کی صفات کا مدسے جہالت کا ثبوت ہے پس یہ سوال وہی اٹھا سکتا ہے جو خدا کو جانتا نہیں۔ نہ اس کی صفات کا علم رکھتا ہے۔

اسی طرح یہ جھوٹ کا سوال ہے جو جھوٹ بولیگا وہ خدا نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کی صفت الحق ہے اور اس کی شان ہے "من اصدق من اللہ قیلا" کہ خدا سے بڑھ کر راست گفتار کون ہو سکتا ہے پس جب اس کی یہ صفت ہے اور لازوال صفت ہے تو پھر اس کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کرنی جس سے اس کی اس صفت کا زوال لازم آئے ایک جہالت اور نامعقولیت ہے۔

اصل میں ساری مشکل ان مولویوں کو پڑی ہوئی ہے۔ ان اللہ علی کل شئی قدیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب خدا ہر چیز پر قادر ہے تو جھوٹ بولنے پر بھی قادر ہونا چاہیئے۔ بلکہ تمام افعال شنیعہ پر قادر ہونا چاہیئے۔ تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس قسم کی ہستی کیا اس لائق ہوگی کہ اسے خدا کہا جائے اور پھر جب اس کی صفات میں زوال کا امکان تسلیم کرلیا تو پھر اس کی صفت حی و قیوم میں بھی زوال کا امکان ماننا لازم آئے گا تو پھر یہ بھی ممکن ہوگیا کہ خدا کبھی مر بھی جائے۔ غرضیکہ او نٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔ اس ایک مسئلہ سے خدا کی تمام صفات میں زوال اور ابطال کا امکان لازم آجاتا ہے۔ پس یہ مسئلہ بڑا خطرناک ہے اور خدا کی صفات سے پرلے درجہ کی لاعلمی اور جہالت پر مبنی ہے۔

ان اللہ علی کل شئی قدیر کے معنے تو صاف ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک چاہی ہوئی چیز پر قدرت رکھتا ہے شئی مصدر ہے شاء سے اور مفعول کے معنے میں مستعمل ہے یعنی چاہی ہوئی چیز۔ پس اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ خدا جس چیز کو چاہے اس پر قدرت رکھتا ہے۔ پیدا کرسکتا ہے مار سکتا ہے۔ یا جو چاہے کرسکتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اس کا چاہنا اس کی صفات کے مطابق ہی ہوسکتا ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہوسکتا ہے۔ وہ الحق ہے۔ سچائی اس کی صفت لازوال ہے۔ تو اس کے خلاف اس کا چاہنا محال عقلی ہے۔ کیونکہ اس سے اس کی صفت کا زوال لازم آتا ہے۔ پس خدا کبھی نہیں چاہیگا کہ وہ جھوٹ بولے اگر اس میں جھوٹ بولنے کا امکان مانا جائے تو اس سے یہ ماننا پڑے گا کہ اس کی صفت الحق میں کبھی زوال بھی آسکتا ہے۔ اور وہ محال ہے۔ جس میں جھوٹ بولنے کا امکان ہے وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خدا کی صفت الحق یعنی سچائی ہے اور یہ صفت اس کی لازوال ہے۔ پس کوئی ایسا سوال اٹھانا جس سے اس صفت کا زوال لازم آئے پرلے درجہ کی جہالت نامعقولیت اور خدا کی صفات سے لاعلمی کی دلیل ہے۔ کیونکہ خدا کی صفات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سوال ہی محال عقلی ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— بیگم صاحبہ حضرت امیر کی صحت پہلے سے بہتر ہے۔ صرف کمزوری باقی ہے۔ ممدوحہ کو انفلوئنزا ہوگیا تھا۔

— جناب بیرن اور حضرت مولانا صدر الدین واپس لاہور تشریف لے آئے ہیں۔

— ۲۲ جنوری کو حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں جناب بیرن کا ایک نہایت عالمانہ اور ایمان افروز لیکچر ہوا جس کی روئیداد بیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ شائع ہو رہی ہے۔ اس جلسہ میں جناب مولانا محمد عبد اللہ صاحب چغتائی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے مسجد برلن کے چشم دید اور دلچسپ حالات بھی سنائے۔

— ۲۲ جنوری کو گیارہ بجے صبح مسلم خواتین لاہور کا ایک جلسہ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کی وفات پر اظہار تعزیت کرنے کے لئے برکت علی محمڈن ہال میں بصدارت محترمہ لیڈی عبد القادر صاحبہ منعقد ہوا جس کی کارروائی بھی اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ شائع ہو رہی ہے

— مولوی مرتضےٰ خان صاحب کے گھر ۸ جنوری کو لڑکا پیدا ہوا۔ مبارکباد۔ مولوی صاحب موصوف واپس ماگردل تشریف لے گئے ہیں

— میاں نظام الدین صاحب سوداگر تنڈی گوجرانوالہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ مبارکباد۔ اس خوشی میں انہوں نے مبلغ پانچ روپے اشاعت اسلام فنڈ میں عنایت فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔

— جناب مولانا عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام کی حالت پہلے سے بہتر ہے۔

— ڈاکٹر سعید احمد صاحب مانسہرہ کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے۔ ان کے چچا جناب مولوی محمد یعقوب خان صاحب کو پہلے سے نمایاں افاقہ ہے۔ دونوں بزرگوں کے لئے شفائے کامل کی دعا کی جائے۔

— صوفی شمس الدین صاحب رشلوی کا راولپنڈی میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ مرحوم حضرت مسیح موعود کے پرانے خادم اور نہایت دیندار بزرگ تھے۔ ۲۰ جنوری کو نماز جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں مرحوم کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ دیگر احباب اور جماعتیں بھی جنازہ غائب پڑھیں۔

— جناب جلال الدین صاحب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں اعتکاف میں بیٹھے ہیں

— جناب بیرن اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب عنقریب دہلی تشریف لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علےٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | لاہور یوم دوشنبہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ | نمبر ۵

عید الفطر

احباب کی خدمت میں مبارکباد اور چند گذارشات

عید مبارک

پیغام صلح کا یہ پرچہ احباب کی خدمت میں اس وقت پہنچیگا جب وہ عید کی مسرتوں سے لطف اندوز ہو رہے یا عید منانے کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے ہم ان سبکی خدمت میں مخلصانہ عید مبارک عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں۔ کہ یہ عید ان کے اور ان کے متعلقین کے لئے بیشمار برکتوں، کامرانیوں، اور مسرتوں کی سرمایہ دار ہو۔ اور خدا وندکریم یہ مبارک دن ان کی زندگی میں بار بار لائے۔ اس کے ساتھ ہی ہم چند باتیں عرض کرنے کی اجازت چاہتے ہیں

اسلامی تیوہاروں کی خصوصیت

دیگر اقوام کے تیوہار بد مستیوں، غیر مناسب طریق پر اظہار مسرت اور طرح طرح کی رنگ رلیوں کے لئے وقف ہوتے ہیں۔ ان کے پروگرام میں خدا کی یاد اور اس کے شکر کیلئے کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔ برخلاف اس کے تمام اسلامی تیوہاروں میں عبادات و ذکر خدا کا نمایاں حصہ ہے۔ اسلام نے دنیا کے گمراہ بندوں اور قوموں کو دیگر بے شمار اچھی باتوں کے علاوہ یہ بھی بتایا۔ کہ رنج و غم اور مصائب کی طرح مسرت کی گھڑیوں کے اندر بھی مالک حقیقی کو یاد رکھنا اور اس کے سامنے سجدہ شکر بجا لانا چاہیئے۔ وہ مسرت جس میں انسان خدا کو بھول جائے۔ اس کی بربادی و ہلاکت کا باعث اور اخلاقی و روحانی موت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ایسی مسرت کو نفس پرستی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔

نماز عید کا صحیح اہتمام

عید الفطر بھی دراصل خدا کے سامنے سجدہ شکر بجا لانے کا ایک موقعہ ہے۔ ماہ صیام کے فرائض کو بجا لانے کے بعد خلوص دل اور عاجزی کے ساتھ جھکنے اور نیک کاموں کے عزم کا نام ہی دراصل عید ہے۔ اور اسی کے اندر حقیقی مسرت ہے۔ اس لئے ہم تمام بہن بھائیوں کی خدمت میں عرض کریں گے۔ وہ عید کے پروگرام میں سب سے زیادہ توجہ نماز عید کے صحیح اہتمام کی طرف دیں۔ لاہور میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں باقاعدہ اہتمام ہے۔

خواتین کے لئے انتظام

خواتین کے لئے پردہ کا معقول انتظام ہوتا ہے۔ اس لئے احباب لاہور کا فرض ہے۔ وہ احباب اور بچوں کے علاوہ خواتین کو بھی ہمراہ لائیں۔ ہم اس مبارک موقعہ پر کوئی تلخ بات نہیں کہنا چاہتے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ کہ ہماری خواتین کا بہت بڑا حصہ عضو معطل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہماری طرف سے ان کو دینی و قومی کاموں سے بے تعلق رکھنے کی پوری کوشش کی جاتی ہے۔ یہ دین و ملت کے لئے بے حد نقصان رساں چیز ہے۔ کم از کم احباب لاہور کے لئے خواتین کو ہمراہ لانا فرض ہے۔ دیگر مقامات پر بھی کوشش کرکے پردہ ہر جگہ کا انتظام کر لینا چاہیئے۔ خدا کے لئے عورتوں کو قوم کا بے کار حصہ نہ بناؤ۔ یہ آئندہ نسلوں کو تیار کرنے والی ہیں۔

حضرت امیر کے ارشادات

اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ حضرت امیر کی طرف سے چند ہدایات شائع ہو رہی ہیں۔ ہم ہر ایک بہن بھائی سے پر زور درخواست کریں گے۔ وہ ان چند سطور کو بغور پڑھ کر اور ان کو پیش نظر رکھ کر عید کا پروگرام بنائے۔ نیکی اور خدمت دین کے اندر ہی حقیقی راحت و مسرت ہے۔ اور یہی چیز ہماری بقا و ترقی کی ضامن ہے۔ عید کی سچی خوشی ہم کو اسی کار خیر کے ذریعہ ہی میسر آسکتی ہیں۔

صدقہ فطر اور عید فنڈ

علاوہ ازیں عید کے مسائل اور صدقہ فطر کے متعلق اپیل بھی اسی اشاعت میں موجود ہے۔ ان دونوں تحریروں کو بھی بغور مطالعہ کر لینا چاہیئے۔ صدقہ فطر فرض ہے۔ اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہونی چاہیئے۔ اور اس کا مصرف بھی صحیح ہونا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی ہر ایک احمدی عید فنڈ کی ادائیگی کو بھی اپنا قومی فرض سمجھے بعض احباب اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جو نامناسب بات ہے

چند اور باتیں

اب ہم چند اور باتیں مختصر الفاظ میں عرض کرکے اپنے بیان کو ختم کرتے ہیں۔

(۱) بعض مقامات پر مسلمان سنجیدہ طریق پر عید کے میلے منعقد کرنے کی کوشش کرتے ہیں ہماری عرض ہے کہ جہاں کہیں ایسے مقابلے بھی ہوں گے، مقامی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسے میلوں کو کامیاب کرنے کی سعی کرنی چاہیئے۔

(۲) مسلمانوں کی اقتصادی حالت پہلے ہی ناگفتہ بہ طور پر خراب ہے۔ موجودہ کساد بازاری اور ستم ڈھا رہی ہے۔ مالی مشکلات اور بے روزگاری کا سب سے زیادہ شکار مسلمان ہیں۔ اس لئے عید پر کوئی فضول خرچی نہ ہونی چاہیئے۔ بلا ضرورت نئے کپڑے نہ بنوائے جائیں۔ پرانے دھلے ہوئے کپڑوں میں بھی عید ہو جاتی ہے سویوں اور دوسرے کھانے پینے کے اخراجات میں بھی نمایاں کمی کر دینی چاہیئے۔ انتہائی کفایت شعاری اور سادگی سے کام لیا جائے۔ اور اس طرح جو روپیہ پس انداز ہو وہ مفید دینی و قومی کاموں میں دیا جاسکتا ہے۔

(۳) سلسلہ کے اخبارات، کتب یا دیگر لٹریچر کی اشاعت کی اس موقعہ پر خاص کوشش ہونی چاہیئے۔ ہمارے خیال میں اس کے متعلق حضرت امیر کا ارشاد ضرورت سے زیادہ ہے۔

(۴) نماز عید کے بعد جماعت اور تمام مسلمانوں اور اپنے مصیبت زدہ بھائی بہنوں کے لئے دردِ دل سے دعا کرنی چاہیئے

(۵) اپنے غریب رشتہ داروں، ہمسایوں، بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کو بھی عید کی مسرتوں میں لازمی طور پر شریک کر لیا جائے۔ جہاں تک ہوسکے، کھانے کپڑے اور نقدی سے ان کے ساتھ سلوک کریں۔

عید کارڈ

کرسمس کارڈوں کی تقلید میں مسلمانوں میں عید کارڈوں کا کافی رواج ہو چکا ہے۔ یہ رواج اچھا ہے۔ یا برا، اس وقت ہم اس بحث کو نہیں چھیڑتے۔ لیکن اس سلسلہ میں جو افراط اور بد مذاقی شروع ہو چکی ہے۔ وہ بے حد قابل اعتراض ہے۔ ہمارا نوجوان طبقہ اس شوق پر اپنی حیثیت سے بہت زیادہ روپیہ برباد کرتا ہے۔ دوسرے بازار میں آج کل زیادہ تر ایسے عید کارڈ فروخت ہو رہے ہیں جن پر بازاری اشعار اور فحش نقصاد چھپی ہوئی ہیں۔ عام طور پر تصویری عید کارڈ بھی ہیں۔ جن میں کی کارڈ سائز کی عریاں تصاویر پر لفظ عید مبارک چھاپ کر تیار کرلئے جاتے ہیں۔ اس قسم کی چیزیں ہمارے نزدیک قوم کے اخلاق اور وقار کیلئے زہر قاتل سے کم نہیں۔ آج کل کی کساد بازاری نے مسلمان صدر سے زیادہ نقصان اٹھا رہے ہیں۔ اس لئے ہم تجویز کرتے ہیں کہ چند سال کے لئے عید کارڈوں اور مبارکباد کے برقی پیغامات کا رواج بالکل ترک کر دیا جائے۔ کرسمس اور سال نو کی تقریب پر جناب گورنر پنجاب نے اعلان کیا تھا کہ اقتصادی مشکلات کے پیش نظر ان کو کرسمس کارڈ اور تاریں نہ بھیجی جائیں۔ جب ہول اور حکمران قوم کا ایک ذمہ دار نمائندہ اس قسم کی کفایت شعاری کو ضروری سمجھتا ہے۔ تو مسلمانوں کو اپنے افلاس کے لحاظ سے اس کی پابندی بدرجہ اولیٰ فرض سمجھنی چاہیئے۔

برادران اسلام کی خدمت میں التماس

صدقہ فطر کا نظام قائم کرنے کی ضرورت

آنحضرت صلعم کی سنت کی خلاف ورزی سے مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ کس طرح تباہ ہو رہا ہے

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

بدقسمتی سے آج مسلمانوں کا ہر کام اُس نظام کی حالت کو چھوڑ چکا ہے۔ جو نبی کریم صلعم نے ضروری ٹھہرایا تھا۔ اور مسلمانوں کی تمام قوت اور طاقت اور ان کا روپیہ اور مال محض نظام کے ماتحت نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہو رہا ہے۔ یہی حال صدقہ فطر کا ہے۔

حدیث بخاری میں ہے عن ابن عمر فرض النبی صلعم صدقۃ الفطر او قال رمضان علی الذکر والانثی والحر والمملوک صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر یعنی نبی صلعم نے صدقہ فطر یا صدقہ رمضان مرد اور عورت اور آزاد اور غلام سب پر فرض ٹھہرایا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو۔ اور بعض احادیث میں ایک صاع کشمش یا ایک صاع پنیر بھی آتا ہے۔ اور بخاری میں ہی ایک باب ہے صدقۃ الفطر علی الصغیر والکبیر صدقہ فطر چھوٹے اور بڑے سب پر ہے۔ اور یہی عملدرآمد صحابہ کا تھا۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے بچوں کی طرف سے بھی دیتے۔ صاع ایک حساب کے رو سے تقریباً چار سیر اور ایک حساب کے رو سے قریباً تین سیر بنتا ہے۔ مگر مختلف اشیا کے وزن کے لحاظ سے قیمتیں مختلف ہوں گی۔ آج کل کے نرخ کے لحاظ سے جو اور گندم کو ایک ہی حکم میں رکھ کر اس کا اندازہ قریباً چار آنے فی کس ہوگا۔ اسی حدیث کے آخر پر ہے۔ کانوا یعطون لیجمع لا للفقراء۔ صدقہ فطر صحابہ اکٹھا کرنے کیلئے دیتے تھے۔ اپنے طور پر فقیروں کو نہ دیتے تھے۔

اور دوسری بخاری کی حدیث میں ہے۔ کہ ابوہریرہؓ کہتے ہیں وکلنی رسول اللہ صلعم بحفظ زکوۃ رمضان۔ رسول اللہ صلعم نے میرے سپرد یہ کام کیا تھا۔ کہ میں صدقہ رمضان کی حفاظت کروں جس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم خود بھی اسے جمع کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اور سارا مال ایک جگہ جمع ہو کر پھر حسب ضرورت تقسیم کیا جاتا تھا۔

اور حدیث ابن عمر میں ہے۔ کانوا یعطون قبل الفطر بیوم او یومین۔ یعنی یہ صدقہ عید سے ایک دو دن پہلے ادا کر دیتے تھے ان تمام احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صدقہ فطر کو رسول اللہ صلعم نے جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور وہ اس طرح نہ دیا جاتا تھا جس طرح آج مسلمانوں کی بدنظمی کی وجہ سے ہر ایک شخص جہاں چاہیے، وہ دے چھوڑتا ہے۔ اس طرح الگ الگ اسے تقسیم کر دینے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ یہ روپیہ ضائع جاتا ہے۔ کچھ بھیک مانگنے والوں کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔ اگر سنت نبوی کی پیروی کی جائے۔ تو صدقہ فطر کو ایک جگہ جمع کر کے اس میں سے حسب ضرورت خرچ کرنا چاہیئے۔

غور کیا جائے۔ تو مسلمان صدقہ فطر کے اس نظام کو توڑ کر جو رسول اللہ صلعم نے قائم کیا تھا۔ اپنا روپیہ جو ان کی قوم کے لئے عظیم الشان قوت کا موجب ہو سکتا ہے۔ برباد کر رہے ہیں۔ مثلاً لاہور کو ہی لے لیں۔ اگر ایک لاکھ آدمی بھی صدقہ فطر ادا کرتا ہو۔ تو اس کی کل میزان پچیس ہزار روپے ہوتی ہے۔ پچیس ہزار روپیہ اگر ایک جگہ آئے۔ جیسا رسول اللہ صلعم کا ارشاد تھا۔ تو کس قدر قومی کام اس سے نکل سکتے ہیں۔ کس قدر غرباء کی تعلیم کا انتظام ہو سکتا ہے۔ لیکن ہم اپنے ہاتھوں سے اس روپے کو برباد کر رہے ہیں۔ اور اپنی قوم کو کمزور کر رہے ہیں۔ صرف ایک پنجاب کو ہی لے لو۔ اگر اس کی نصف آبادی نہ سہی۔ ایک تہائی بھی صدقہ ادا کرنے والی ہو۔ اور یقیناً ہے۔ تو ہر سال پنجاب کے مسلمان پندرہ سولہ لاکھ روپیہ برباد کرتے ہیں۔ جس سے ایک یونیورسٹی بن سکتی ہے۔ یا قوم کی عامہ حالت سدھر سکتی ہے۔ اس وقت مسلمانوں میں کتنی انجمنیں موجود ہیں۔ اگر مسلمان بھائی اپنے صدقہ فطر کو بجائے ادھر ادھر پھینکنے کے اور رسول اللہ صلعم کے ارشاد کی خلاف ورزی کرنے کے ان انجمنوں کے سپرد کریں۔ جیسے مثلاً انجمن حمایت اسلام ہے۔ یا انجمن اسلامیہ ہے۔ یا احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ہے۔ یا کوئی اور انجمن ہو۔ تو وہ ان انجمنوں کی قوت کو بڑھا کر اپنی قوم کو کس قدر طاقتور بنا سکتے ہیں۔ مگر موجودہ حالت میں کیا ہو رہا ہے مسلمانوں کی جیبوں سے روپیہ نکلتا بھی ہے۔ اور اپنی طرف سے وہ ایک فریضہ ادا بھی کرتے ہیں۔ لیکن آدھا حکم مانتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ان کا روپیہ بھی گیا۔ اور حکم نبوی کی اصل غرض بھی پوری نہ ہوئی۔

میری درد دل سے سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں یہ درخواست ہے۔ کہ وہ اپنے مال کو جسے اللہ تعالیٰ نے قوم کی زندگی کا موجب بنایا ہے۔ ضائع ہونے سے بچائیں۔ اور سنت نبوی کے مطابق اپنا روپیہ قومی ضروریات کیلئے کسی انجمن کے سپرد کریں۔ (خاکسار)

محمد علی پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

احباب لاہور کیلئے

ضروری اعلان

(۱)

اگر عید جمعہ کے روز ہوئی۔ تو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں نماز عید صبح گیارہ بجے پڑھی جائیگی اور خطبہ عید کے بعد ہی نماز جمعہ ہو جائیگی

(۲)

اگر ہفتہ کے روز عید ہوئی۔ تو نماز عید دس بجے ہو گی تمام احباب نوٹ کرلیں۔ اور پابندی وقت کا پورا خیال رکھتے ہوئے تشریف لائیں۔ خواتین اور غیر از جماعت حضرات کو بھی ساتھ لانے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے زنانہ جلسہ میں جس کا اعلان ذیل میں ہو رہا ہے عورتوں کی شرکت ازبس ضروری ہے۔ صدقہ فطر اور عید فنڈ نماز عید سے پہلے مسجد میں ادا کر دیں (خاکسار ایڈیٹر)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک

جلسہ خواتین

مکرم بہنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ چونکہ ۲۸ جنوری بروز ہفتہ عید ہونے کی امید ہے۔ اس لئے حسب معمول ۲۷ جنوری بروز جمعۃ المبارک مسجد احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ متصل اسلامیہ کالج میں خواتین کے لئے نماز جمعہ کا انتظام ہوگا۔ اور بعد نماز اسی جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک پر جلسہ ہو گا۔ جس کی صدارت ہماری لائق و محترم بہن

لیڈی عبد القادر صاحبہ

فرمائیں گی۔ اور دیگر معزز و لائق خواتین تقریریں کریں گی۔ و نعت وغیرہ پڑھی جائے گی۔ تمام اسلامی بہنوں کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ اس مبارک جلسہ میں شامل ہو کر ثواب عقبیٰ حاصل کریں نماز جمعہ ایک بجے شروع ہو گی۔ اور جلسہ اڑھائی بجے منعقد ہوگا۔ جو بہن جمعہ کا وعظ سننا چاہیں۔ وہ براہ کرم ایک بجے تشریف لے آئیں

نوٹ

اگر ۲۷ جنوری بروز جمعہ عید ہو گئی۔ تو اسی جگہ خواتین کے لئے نماز عید کا انتظام ہوگا۔ عید کی نماز گیارہ بجے ہو گی۔ (خاکسار)

آپ کی بہن **بیگم محمد علی**

آنریری سیکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور

یورپ میں اسلام کا مستقبل

حبیبیہ ہال لاہور میں جناب بیرن عمر کا ایمان افروز لیکچر

(پیغام صلح کے رپورٹر کے قلم سے)

حسب اعلان ۲۲ جنوری ۱۹۳۳ء کو تین بجے دوپہر حبیبیہ ہال لاہور میں مسلمانان لاہور کا ایک شاندار اجتماع بصدارت جسٹس سر عبدالقادر صاحب بالقابہ جج ہائیکورٹ منعقد ہوا۔ واعیان جلسہ میں متعدد مسلم اکابر شامل تھے۔ حاضرین جلسہ میں سے مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل، شیخ عظیم اللہ صاحب وکیل سیکرٹری انجمن حمایت اسلام، مولانا محمد عبداللہ صاحب چغتائی پروفیسر اسلامیہ کالج حاجی شمس الدین صاحب، حضرت امیر ایدہ اللہ، مولانا صدر الدین صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سید عبدالقادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور، پروفیسر محمد شفیع صاحب جسٹی پروفیسر مشن کالج لاہور، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر غلام محمد صاحب، خان محمد اسلم خان صاحب آف مردان کے اسماء قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف کالجوں کے طلباء، پروفیسر اور وکلا صاحبان بھی کافی تعداد میں تشریف فرما تھے بعض صاحب علم ہندو اور سکھ حضرات بھی موجود تھے۔ وقت مقررہ پر کارروائی شروع ہوئی۔ مولانا صدر الدین صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اس کے بعد جناب مولانا محمد عبداللہ صاحب چغتائی پروفیسر اسلامیہ کالج نے مختصر تقریر میں مسجد برلن کے چشم دید دلچسپ حالات سنائے۔ موصوف مشہور عالم مصور جناب عبدالرحمن صاحب چغتائی کے بھائی ہیں۔ حال ہی میں سفر یورپ سے واپس تشریف لائے ہیں۔ موصوف نے فرمایا۔ کہ برلن میں جو لوگ اس شہر کے قابل دید مقامات دیکھنے کی خاطر آتے ہیں۔ ان کو برلن مسجد ضرور دکھلائی جاتی ہے جہاں شہر کے عجائبات کی تصاویر فروخت ہوتی ہیں۔ وہاں مسجد برلن کا فوٹو بھی بکتا ہے۔ مسجد برلن میں ایک انیس سالہ نوجوان مصطفیٰ نام بہت شوق سے مسجد کی خدمت کرتا ہے۔ یہ نومسلم لڑکا عربی سیکھتا ہے اور مسجد میں مینار پر چڑھ بلند آواز سے اذان دیتا ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ہم چند مسلمان برلن شہر میں سے گذر رہے تھے۔ کہ چند لڑکوں نے ہماری ترکی ٹوپیاں اور ڈاڑھیاں دیکھ کر اللہ اللہ پکارنا شروع کر دیا۔ میں ان کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ تو مجھے بتلایا گیا۔ کہ یہ لوگ مصطفیٰ کو اذان میں اللہ اکبر پکارتے سنتے ہیں۔ اور چونکہ انہوں نے ہمیں مسجد سے متعلق سمجھا ہے۔ اس لئے وہی آواز دیتے ہیں فاضل مقرر نے کہا۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے برلن میں مسجد تعمیر کر کے مسلمانان عالم پر ایک احسان عظیم کیا ہے۔

جناب بیرن کا لیکچر

آپ کے بعد بیرن عمر صاحب نے اپنا نہایت عالمانہ و فلسفیانہ لیکچر شروع کیا۔ آپ نے کہا۔ کہ کیا وجہ ہے۔ کہ ہم یہ توقع . . . رکھتے ہیں۔ کہ آئندہ زمانہ میں یورپ اسلام کی طرف آئیگا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ واقعات زمانہ اور موجودہ سائنس کے نقطۂ نگاہ نے یورپ کی نئی نسل کو ان خیالات ونصب العین کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔ جو مذہب اسلام کی صحیح سپرٹ وفطرت سے عین تطابق رکھتے ہیں۔ خواہ ظاہری طور سے یورپ اسلام کو قبول نہ کرے۔ لیکن یہ ایک بین حقیقت ہے۔ کہ جن جن مقاصد ومعا کی طرف دنیا کا میلان ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان کا مطلب سوائے صحیح اصول قرآنی کے اور کچھ نہیں۔ اس مطلب کو بیرن صاحب نے چند مثالوں سے واضح کیا۔ جو سائنس، فلسفہ اور مذہب ہر تینوں کو آپس میں تطبیق دیتی ہیں۔

روحانی امور اور موجودہ سائنس کا نقطۂ نگاہ

اسلام میں معراج نبوی ایک معجزہ مانا جاتا ہے۔ اگرچہ بعض علماء اسلام نے اس کو جسمانی رنگ میں تسلیم کیا ہے۔ لیکن اگر اس بات کو روحانیات کے رنگ میں دیکھا جائے۔ تو یہ ایک حقیقت واصلیت دکھلائی دیتی ہے جس کی صداقت پر خود سائنس کی جدید تحقیقات گواہ ہے معنا نی روح کی تڑپ وسوز کا خلاصہ اللہ تعالیٰ سے اتصال ہے۔ پس جب کوئی ترقی یافتہ روح اس وصال باری تعالیٰ کو کامل طور سے حاصل کر لیتی ہے۔ تو وہ اس کا حقیقی معراج ہے۔ حضرت نبی کریم کی روح مبارک نے جس کمال کے ساتھ حضرت رب العرش سے وصال تام حاصل کیا۔ وہ کسی اور کو ممکن نہیں ہوا۔ لہذا آپ معراج میں سب انبیاء سے اوپر چلے گئے۔ اب یہ ایک ایسی حقیقت ہے۔ کہ اس کو خود موجودہ فلسفہ تسلیم کرتا ہے۔ اسی طرح پر نعماء بہشت کا ذکر اگرچہ قرآن میں جسمانی رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک ایسی روحانی حقیقت ہے۔ کہ اس سے موجودہ سائنس منکر نہیں۔ اسی رنگ میں وہ بات بھی ہے جس کو قرآن شریف میں مومنوں کے درجات کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے۔ جب کہ بہشت میں نیکی بدی کا کوئی سوال نہ ہوگا۔ تو وہاں پر روحوں کے درجوں کا ذکر کرنا ان کی اعلےٰ سے اعلےٰ لانتہائی ترقی کا بیان ہے۔

ارکان اسلام اور موجودہ علم طب

اسلام نے جن جن ارکان وعبادات کو فرض کیا ہے۔ ان کی حقیقت پر بھی موجودہ علم طب شاہد ہے۔ مثلاً اسلام میں وضو کا جو مسئلہ ہے۔ جس میں منہ اور ہاتھ پاؤں کا دھونا ضروری ہے۔ تو اس کے متعلق موجودہ علم طب نے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ انسانی نظام عصبی کا بیشتر اجتماع ان خاص مقامات پر زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان مقامات کو کسی امر کے لئے تیار کرنے کا مطلب تمام نظام عصبی کو اس مقصد کے لئے تیار کرنا ہے۔ یعنی جب ایک انسان وضو کرنے کے وقت اپنے ہاتھ منہ اور پاؤں کو دھوتا ہے۔ تو اس طرح وہ اپنے تمام نظام عصبی ودماغ کو نماز کے لئے تیار کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ہاتھ منہ اور پاؤں میں جس قدر اعصاب کا اجتماع ہے۔ وہ جسم انسانی کے کسی دوسرے حصہ میں نہیں۔ اسی طرح پر نماز میں جو اٹھنے بیٹھنے کی حرکات انسان سے صادر ہوتی ہیں۔ ان کا اثر بھی روح پر ہوتا ہے۔ قرآن کا پڑھنا ایک تو اونچی آواز سے ہے۔ جو بلاشبہ ایک اثر رکھتا ہے۔ لیکن میں نے خود محسوس کیا ہے۔ کہ اگر قرآن کے الفاظ پر خاموش رہ کر بھی توجہ کی جائے۔ تو اس سے بھی روح متاثر ہوتی ہے

جملہ مذاہب عالم وارکان وعبادات

یہی حقیقت دیگر مذاہب کے عبادات میں بھی مضمر ہے مگر افسوس ہے۔ کہ ظاہر پرست طبائع ان امور کو لفظی اور جسمانی معنوں میں لے لیتی ہیں۔ مثلاً عشائے ربانی کے وقت جو روٹی و شراب پادری صاحب تقسیم کرتے ہیں تو رومن کیتھولک مذہب کا ایک عیسائی یہی یقین و ایمان رکھتا ہے۔ کہ وہ روٹی کا ٹکڑا اور شراب واقعی اور حقیقی طور پر حضرت مسیح کا جسم اور خون ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ بات بالبداہت غلط ہے۔ اس کے بعد جناب بیرن نے مختصراً ان مشکلات کا ذکر کیا۔ جو اسلام کے پھیلنے میں پیش آئیں گی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ زمانہ یقیناً اب گزر چکا۔ جب مذہبی آزادی قائم نہ تھی۔ اور مذہب کی اشاعت کے لئے حکومت کی ضرورت ہوتی تھی۔ کیونکہ اب کوئی قوم و حکومت اشاعت مذہب میں سد راہ نہیں۔ اس لئے اسلام کو وہ مشکل اس زمانہ میں درپیش نہیں جس سے اس کو پہلے مقابلہ کرنا پڑا۔ اس وقت یورپ میں اسلام کو دو وقتوں سے سامنا ہے۔ ایک تو مادیت کی رو سے۔ مگر اس سے بھی بہت بڑا خطرہ نہیں۔ اس لئے کہ طبائع اس سے بیزار ہو چکی ہیں۔ ایک رکاوٹ جو واقعی سد راہ ہے۔ وہ لوگوں کا اپنے رسم و رواج کو نہ چھوڑنا ہے یعنی اگرچہ بہت سے لوگ دل میں وہی اصول انسانی زندگی کو سنبھالنے کے قائم کئے ہوئے ہیں۔ جو قرآن نے وضع کئے ہیں۔ مگر کھلم کھلا مسلمان کہلانے سے ہچکچاتے ہیں۔ اور طبائع پسند یہی کرتی ہیں۔ کہ خواہ حق کے اصول کچھ ہوں۔ مگر وہ عیسائی ہی کہلائیں۔ لیکن آخر وقت علاوہ صداقت اس مشکل کو ہٹا دیں گے۔

یورپ کا موجودہ میلان

یورپ میں اس وقت یہی میلان غالب ہو رہا ہے۔ کہ نسل انسانی میں کس قدر اختلاف زبان یا نسل کے کیوں نہ ہوں۔ مگر باوجود اس کے اعلےٰ مقاصد کیلئے جمیع بنی نوع میں اتحاد کا ہونا ضروری ہے اب اس امر کو جس طرح مذہب پورا کر کے دکھلاتا ہے۔ اس طرح کوئی اور چیز نہیں کر سکتی۔ لہذا یورپ میں اب مذہب کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ یورپ مشرق کی روحانیت سے فائدہ اٹھائے۔ مگر یہ خیال نہ کیجئے۔ کہ اگر مشرق روحانی امور میں مغرب کو راستہ دکھلانے کا موجب ہوگا۔ تو مشرق کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اس وقت اگر مشرق مغرب کو اپنی روحانیت سے فائدہ دیگا۔ تو مغرب اپنی مادی ترقی ونظام سے مشرق پر اپنا اثر ڈالیگا۔ گویا اس طرح دونوں اقلیم ایک دوسرے کے قریب ہو جائینگے۔ اور دنیا وہ سچا امن اور قلبی راحت حاصل کریگی۔ جو منشاء خداوندی ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مساعی جمیلہ

آخر پر آپ نے ایک خط کا ذکر کیا جو آپکو اس ڈاک سے جرمنی سے ملا۔ اور جس میں . . اعلیٰ طبقہ کی ایک خاتون کے اسلام لانیکا ذکر تھا جس کا اعلان وہ عنقریب کرنیوالی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے بڑی جانفشانی وبے نفسی سے اس زمانہ میں ایسی بے نظیر خدمت نسل انسانی کی ہے۔ کہ دنیا کے سامنے وہ اصول پیش کئے ہیں جن کی اشد ضرورت ہے۔ اور جن کے لئے دنیا پیاسی ہے۔ یہ اصول کوئی نئے نہیں۔ بلکہ وہی ہیں۔ جن کو تیرہ سو برس پیشتر قرآن نے اثر شروع کیا مگر یہ ضرور ہے۔ کہ یہ جماعت ان اصولوں کو ایسے رنگ میں پیش کرتی ہے جن سے طبائع خود بخود اس طرف کھینچی چلی آتی ہیں۔

جناب بیرن کی تقریر کے اختتام پر صاحب صدر نے چند کلمات تقریر کے دہرائے۔ اور فرمایا۔ کہ جناب مقرر نے ذکر کیا ہے۔ کہ ان کو ابھی خط ملا ہے۔ جس میں وائنا کے شہر میں دو سو پچاسویں برسی کے منائے جانے کا ذکر ہے۔ یہ تقریب اس واقعہ کی یادگار میں منائی جاتی ہے جب یورپ نے اسلام یا ترکوں کو ان کے آگے بڑھنے سے روک لیا تھا لیکن برسی منانیوالوں کو کیا خبر ہے۔ کہ وہ اسلام کے آگے بڑھنے سے

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی وفات پر مسلم خواتین کا ایک جلسہ تعزیت

مؤرخہ ۲۲ جنوری ۳۲ء بروز اتوار کو برکت علی محمڈن ہال بیرون موچی دروازہ لاہور میں ۱۱ بجے صبح حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی وفات پر اظہار تعزیت کے لئے ایک زنانہ جلسہ بصدارت محترمہ لیڈی عبدالقادر صاحبہ منعقد ہوا جس میں مسلم خواتین کثیر تعداد میں شامل ہوئیں۔ تمام ہال پُر ہو گیا۔ سب سے پہلے سکول کی طالبات نے قرآن کریم کی تلاوت کی، اور نعت پڑھی۔ اس کے بعد صاحبہ صدر نے حضرت خواجہ صاحب کے اوصاف حسنہ اور ان کے شاندار تبلیغی کام کو سوزوں الفاظ میں بیان کیا۔ اور فرمایا کہ ہم خواتین کی طرف سے ان کی ... خدمات دینی کا ... اعتراف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ مرحوم نے تبلیغ اسلام کا جو کام شروع کیا تھا، اس کو جاری رکھا جائے۔

بعد ازاں رشیدہ لطیف صاحبہ اہلیہ شیخ عبداللطیف صاحب ایگزکٹو انجنیر نے حضرت خواجہ صاحب کے سوانح حیات بیان کئے، اور فرمایا کہ خواجہ صاحب کی موت ایک غازی کی موت ہے، فرق صرف اتنا ہے۔ کہ غازی چند زخم کھا کر جام شہادت نوش کرتا ہے لیکن حضرت خواجہ صاحب سات سال تک مسلسل میدان جنگ میں زخم پر زخم کھاتے رہے، اور خدمت دین کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیا۔ موصوفہ کی تقریر نہایت مؤثر اور درد انگیز تھی، تمام حاضرات پر سناٹے کا عالم طاری تھا۔ بہت سی بیبیاں زار زار رو رہی تھیں۔ اس کے بعد ایک نظم پڑھی گئی جس میں حضرت مرحوم کی خدمات دینی کا ذکر تھا۔ بعد ازاں بیگم صاحبہ جناب میاں بشیر احمد صاحب بیرسٹر (دختر سر شفیع مرحوم) نے فرمایا کہ خواجہ صاحب مرحوم نے قرون اولیٰ کے مبلغین کی طرح کام کیا۔ آپ نے اسلام کی شمع لے جا کر مغرب میں روشن کی۔ ممدوحہ نے ووکنگ مشن اور اس کے ٹرسٹ کا موزوں الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری آئندہ نسلوں کو حضرت خواجہ صاحب جیسے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے بعد موصوفہ نے ایک قرارداد تعزیت پیش کی، جو بیگم صاحبہ سید افضال علی شاہ کی تائید سے منظور ہوئی۔ بیگم صاحبہ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی نے اپنی مختصر تقریر میں مرحوم کی علمی و مذہبی خدمات کا ذکر کیا۔ موصوفہ کی تقریر نہایت مؤثر تھی۔

بعد ازاں فخر نسواں خدیجہ بیگم صاحبہ ایم۔ اے۔ پرنسپل زنانہ انٹرمیڈیٹ کالج امرتسر نے تقریر فرمائی۔ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کو خراج تحسین ادا کرنے کے بعد ممدوحہ نے مشن کے قیام و بقا کے لئے میموریل فنڈ قائم کرنے کی تلقین کی۔ سب سے آخر محترمہ زکیہ ظفر صاحبہ نے تقریر فرمائی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

دکنے پر خوش ہیں۔ حالانکہ اس وقت روحانی فتح کے لحاظ سے اسلام و ... اسی قوم میں آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اور یہ فتح کا قدم جو اٹھ چکا ہے۔ اب کسی سے رکنے والا نہیں۔ جب تک کہ تمام یورپ اور مغربی دنیا مسخر نہ ہو جائے۔ صاحب صدر کے ریمارکس پر جلسہ برخاست ہوا۔

عید الفطر کے مسائل

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

(۱) عید الفطر کے دن صبح اٹھ کر غسل کرنا صاف کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ عیدگاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

(۲) عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر و تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے۔

(۳) عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہیئے۔ خواہ غلہ کی شکل میں خواہ نقدی کی شکل میں۔ جو صدقہ عید کی نماز کے بعد ادا کیا جائیگا وہ معمولی صدقہ میں شمار ہوگا۔ اسے صدقہ عید الفطر نہیں کہا جا سکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ عید الفطر روزہ کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کیلئے ہے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غربا و مساکین کو اناج ملتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں۔ گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقعہ مل جاتا ہے۔ مساکین محروم نہیں رہتے صدقہ عید الفطر ہر ایک فرد پر واجب ہے۔ خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے۔ عورتوں اور بچوں کا اور نوکر اور غلام کا صدقہ ان کے شوہروں۔ والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے جو انکے رزق کے کفیل ہیں۔ صدقہ فی کس پونے تین سیر گیہوں یا اسکے برابر قیمت نقد۔ لاہور کی جماعت نے فی کس ۲ مقرر کیا ہے

(۴) عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہے۔ اسمیں اذان و تکبیر اقامت کوئی نہیں پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں۔ تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں۔ قرأت جہری ہوتی ہے۔

(۵) نماز کے بعد خطبہ مسنون چیز ہے۔ ہندوستان میں چونکہ یہاں کی زبان اُردو ہے اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اُردو میں مسائل و مہمات ضروریہ پر تقریر کرنی چاہیئے کاغذ کا ایک رول لیکر جو مولوی لوگ پرانا لکھا ہوا عربی کا خطبہ پڑھ دیتے ہیں یہ نہایت لایعنی چیز ہے۔ اس لئے لوگ سنتے سناتے خاک نہیں۔ آپس میں معانقہ کرنے اور سینہ سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول رہتے ہیں۔ بعض خطیب کے سامنے غلہ پھینکتے رہتے ہیں بعض اس کے سر پر پگڑیاں باندھتے رہتے ہیں۔ یہ سب بدعت اور خطبہ کے آداب کے سخت خلاف ہے۔ خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ خطبہ کے بعد بے شک آپس میں مصافحہ کرنا اور عید مبارک کہنا ایک خوبی کی بات ہے۔ لیکن اس موقعہ پر خاص طور سے سینہ سے سینہ رگڑنا بدعت ہے۔ اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو نماز سے قبل دیدو یا خطبہ کے بعد۔ صدقہ عید الفطر تو ہمیشہ نماز سے قبل دیدینا چاہیئے۔

(۶) عید کے خطبہ میں درمیان میں خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ میں درمیان بیٹھا کرتے ہیں۔

(۷) خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں چلنا افضل ہے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اس میں مضمر ہے۔ اس لئے جس رستہ سے آئے ہیں اس رستہ کی بجائے کسی دوسرے رستہ سے واپس ہونا بھی مستحسن ہے۔

(۸) عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو ہدایا اور تحائف یا طعام میں شریک کرنا تمدن کے لئے نہایت مستحسن چیز ہے۔ عیدگاہ سے واپسی پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا یہ قومی مردگی کی علامت ہوتی ہے۔

(۹) چونکہ آجکل اسلام سے بڑھ کر کوئی غریب نہیں۔ اسلئے حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عید الفطر کا کل یا اکثر حصہ انجمن کے بیت المال میں بھیج دیتے ہیں اس لئے سب احباب کو اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ نماز عید سے قبل ہی سب کو صدقہ ادا کر دیں۔

(۱۰) صدقہ عید الفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے حکم سے ایک روپیہ فی کس عید فنڈ بھی مقرر ہے۔ آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے۔ لہٰذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرماویں اور عید فنڈ کے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیج دیں۔ یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک مالی جہاد ہے۔ اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں۔

اپیل واگذاری لنڈن مسجد کے جوابات

انیسویں قسط $\frac{11}{32}$-۲-۴ تا $\frac{12}{32}$-۲-۴ تک

(۱) بابو عبدالرحمٰن صاحب ایبٹ آباد معرفت مرزا مظفر بیگ صاحب ۱۰ روپے قسط دوم

(۲) مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ جاوا۔ ۵ روپے قسط دوم

(۳) ایم محبوب خان صاحب رجسٹریشن ہیڈ کلرک دھرواڑ ۱۰ روپے

(۴) مولوی محمد رمضان صاحب امین انجمن ۱۰ روپے آخری قسط

(۵) شیخ محمد محسن و مولا بخش صاحبان آڑھتیاں غلہ منڈی لائل پور ۱۲۵ روپے

(۶) خان بہادر حکیم اللہ جان صاحب معرفت سیکرٹری جماعت پشاور ۵۰ روپے

(۷) شیخ فضل کریم صاحب 〃 〃 〃 ۲۰ روپے

(۸) چوہدری فیض احمد صاحب چک ۱/۵ شجوبی ۱۴ روپے ۸ آنے

(۹) چوہدری محمد حسین صاحب نمبردار 〃 ۲۵ روپے، آخری قسط

(۱۰) چوہدری نیاز علی صاحب 〃 〃 ۳ روپے

(۱۱) میاں رحمت موچی صاحب ۲ روپے

(۱۲) شیخ عبدالرشید صاحب جہلم ۱ روپیہ

(۱۳) داروغہ نبی بخش صاحب لاہور ۲ روپے قسط پنجم کل ۱۰ روپے

(۱۴) چوہدری غلام حیدر خان صاحب رئیس بہ دہلی ۳۰ روپے قسط سوم

(۱۵) میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی کلکتہ ۱۰ روپے

(۱۶) مولوی محمد امین صاحب سلیانہ سکنہ سلیانہ ضلع جھنگ ۳ روپے

(۱۷) مستری شہاب الدین صاحب معرفت جماعت جموں ۵ روپے

(اللہ بخش)

آنریری افسر تحصیل

مختصر شان الور

—— آل انڈیا میو پنچایت کے ایک غیر معمولی اجلاس منعقدہ ۱۵ جنوری ۳۳ء نے الور کے قتل عام کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے۔ اور وائسرائے سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ میو قوم کو جو حکومت برطانیہ اور ریاست کی ہمیشہ وفادار رہی ہے۔ ان وحشیانہ مظالم سے بچایا جائے

—— مظلومین الور نے برطانی حکام کے پاس جو شکایات بھیجی ہیں۔ وہ بے حد لرزہ خیز ہیں۔ ان سے جو مالیانہ اور آبیانہ وصول کیا جاتا ہے۔ وہ قریب کے برطانی علاقہ سے تین سے لیکر سات گنا تک زائد ہے۔ بعض جگہ صرف مُردوں کو دفن کرنے کے لئے دو روپے فی میت ٹیکس لیا جاتا ہے۔

—— اخبار ٹربیونل کال اس خبر کا ذمہ وار ہے۔ کہ دربار الور نے مالیہ میں جو تخفیف کی تھی۔ وہ حکومت ہند نے منظور نہیں کی۔ بلکہ وہ مصر ہے۔ کہ شرح لگان اور آبیانہ قرب وجوار کے برطانی علاقہ کے برابر کر دی جائے۔ اس طرح ساٹھ سے لیکر ستر فیصدی تک تخفیف ہو جائیگی۔

—— یہی اخبار رقمطراز ہے۔ کہ دربار الور نے حکومت ہند سے قرض مانگا ہے جس کے جواب میں کہا گیا ہے۔ کہ اس کا انتظام اسی صورت میں ممکن ہے۔ جب دربار حکومت ہند کی پیش کردہ شرائط مثلاً وزیر اعظم اور وزیر مال کا تقرر حکومت مذکور کے ہاتھ میں ہوگا۔ منظور کرلیگا۔

—— برطانی حکام نے ہنگامہ الور کی جو تحقیقات کی ہے۔ وہ دربار الور کی تحقیقات کے بالکل برعکس ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ اس کے متعلق حکومت ہند نے دربار الور کو سخت تنبیہ کی ہے۔ اور جو ریاستی حکام اس مظالم کے ذمہ دار ہیں۔ ان کے خلاف سخت کارروائی کرنیکو کہا ہے۔

—— راجہ غضنفر علی صاحب وزیر مال کی فوری روانگی کے سلسلہ میں طرح طرح کی افواہیں اڑ رہی ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ مہاراجہ سے اختلاف کی وجہ سے چلے آئے۔ بعض حلقوں کا یہ بیان ہے۔ کہ مہاراجہ نے ان کو خود رخصت کر دیا ہے۔

—— الور ۱۹ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ ایک ہوائی جہاز خریدنے والے ہیں۔

—— افواہ ہے۔ کہ ریاست الور میں انسپکٹر جنرل پولیس اور ریونیو منسٹر کے عہدوں پر انگریز افسر مقرر ہونے والے ہیں۔

—— دہلی سے ایک جتھا الور کی طرف روانہ ہوگیا ہے۔

—— الور ۲۰ جنوری۔ قصبہ رام گڑھ بالکل ویران ہوگیا ہے حالات پہلے کی نسبت پرسکون ہیں۔ کل ایجنٹ گورنر جنرل بھی یہاں آئے ہوئے تھے۔ مہاراجہ ۱۵ جنوری کو وزیر اعظم کی معیت میں دہلی گئے ہیں۔ جہاں وہ وائسرائے سے ملاقات کریں گے۔ اس ملاقات کو سیاسی طور پر بے حد اہمیت دی جا رہی ہے

—— تمام ہندوستان میں یوم الور منایا گیا۔ لاہور میں بھی ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔

—— معزز معاصر سیاست اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ مہاراجہ نے مہاجرین الور مقیم دہلی کو اپنے ایک عہدہ دار کے ہاتھ ایک تہدید آمیز مکتوب بھیجا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ اگر مہاجرین الور واپس نہ آئے تو انہیں اس کے نتائج بھگتنے پڑیں گے۔

—— دہلی کے سیاسی حلقوں میں افواہ ہے۔ کہ وائسرائے کی کونسل آج کل معاملہ الور پر خاص طور پر غور کر رہی ہے

عالم اسلام

—— مسلمانان جاپان شہر کوبے میں ایک عالیشان مسجد تعمیر کرا رہے ہیں۔ یہ جاپان میں پہلی مسجد ہوگی۔ کلکتہ اور دہلی کے مسلم تاجروں نے بھی اس کے لئے معقول چندہ دیا ہے

—— برلن میں ممالک اسلامیہ اور ایران کے سامانی عہد ۲۲۶ء تا ۱۲۳۶ء کے اسلامی آرٹ کے بہترین نمونوں کا ایک عجائب گھر "جزیرہ عجائبات" کے نام سے قائم کیا گیا ہے جس میں ان عجائبات کے علاوہ اکثر موجود ہیں۔ جو ۔ ۔ ۔ نادر اشیاء سے بھرپور رہیں۔

—— آج کل افغانستان میں سخت برفباری ہو رہی ہے بہت سے راستے برف سے رکے ہوئے ہیں۔

—— حکومت ایران و ترکی کے درمیان حال ہی میں ایک معاہدہ ہوا ہے۔ جو بہت سے اقتصادی اور جنگی امور پر مشتمل ہے۔ عربی اور مغربی اخبارات اس معاہدہ کو بہت اہمیت دے رہے ہیں

—— شاہ مصر نے عربی زبان کے تحفظ اور ترقی کے لئے ایک شاہی مجلس قائم کی ہے۔ اس مجلس کا کام عربی زبان کے تحفظ کے ساتھ ایسے جدید الفاظ بھی وضع کرنا ہوگا۔ جو عصری علوم وفنون کے لئے ضروری ہیں۔

—— ایرانی اخبارات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اینگلو پرشین آئل کمپنی کے تنازعہ کے سلسلہ میں ایرانی عوام میں سخت جوش پیدا ہو رہا ہے۔ وہ حکومت برطانیہ کی مداخلت کو بالکل ناجائز سمجھ رہے ہیں جب یہ معاملہ ایرانی پارلیمنٹ میں پیش ہوا۔ تو سننے والوں کا جوش و خروش اور مقرروں کی گرم و نرم تقریریں سننے کے قابل تھیں وزیر مالیہ کی تقریر اس موضوع پر خاص اہمیت رکھتی تھی۔ حدود ایران میں کمپنی کی مراعات کی منسوخی پر بے شمار جلسے منعقد ہوئے۔ جن کو جشن مسرت کہا جا سکتا ہے۔ عوام نے حکومت ایران کے اس اقدام پر بے حد اظہار مسرت کیا۔ اکثر مقامات پر چراغاں بھی ہوا۔

—— ایک انگریز مصنف نے "مجوس الجبر" کے نام سے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی سوانحعمری شائع کی ہے جس میں موصوف کی تعریف کرنے کے علاوہ ان پر سنگین الزامات بھی لگائے ہیں۔ ترکی اخبارات و رسائل اس کتاب کی اشاعت پر سخت اظہار غیظ وغضب کر رہے ہیں

—— حکومت ترکی یہ قانون کئی سال سے نافذ کر چکی ہے۔ کہ کوئی شادی اس وقت تک حکومت کے نزدیک معتبر نہ سمجھی جائے گی جب تک اس کی باقاعدہ رجسٹری نہ کرا لی جائے۔ لیکن تحقیقات کرنے پر حکومت مذکور کو معلوم ہوا ہے۔ کہ اس قانون کی پوری پابندی نہیں کی جاتی۔ اس وقت ملک میں پچاس ہزار ایسے بچے موجود ہیں جو خفیہ شادی کی پیداوار ہیں۔ خفیہ شادی سے مراد یہ ہے۔ کہ شادی تو شریعت کے احکام کے مطابق ہوئی ہے۔ مگر اس کی رجسٹری حکومت سے نہیں کرائی گئی۔ حکومت مذکور نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ عنقریب ایک جدید قانون جاری کرنے والی ہے جس کے صدور سے پہلے تک یہ تمام بچے قانوناً جائز اولاد سمجھے جائیں گے۔ جو لوگ آئندہ اس قانون کی خلاف ورزی کریں گے۔ ان کو سخت سزا دی جائے گی۔

—— ترکی کی انجمن ہلال احمر کے شعبہ انسداد مسکرات نے اعلان کیا ہے۔ کہ وہ عنقریب متحرک تصاویر اور لیکچروں کے ذریعہ شراب کے خلاف وسیع پروپیگنڈا کرنے والی ہے۔

—— تازہ عربی اخبارات اور حکومت حجاز کے سرکاری اخبار ام القریٰ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب حجاز ونجد میں مکمل امن ہے سلطان ابن سعود اور امام یمن کے دوستانہ تعلقات میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔

—— ترکی کا مشہور اخبار حریت رقمطراز ہے۔ کہ دول یورپ بالخصوص روم ترکی کو بے دخل کی سازش کر رہے ہیں۔ یہ ساری کارروائی تخفیف اسلحہ کے پردہ میں کی جا رہی ہے۔ اخبار مذکور کے خیال میں اگر ایسا ہوا۔ تو ترکی کا تعلق شام وغیرہ سے منقطع ہو جائیگا۔ معاصر مذکور نے پرزور الفاظ میں اس معاملہ کی طرف حکومت ترکی کو توجہ دلائی ہے وہ لکھتا ہے۔ کہ ترکوں کو اپنے حق کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بھی بہانے سے دریغ نہ کرنا چاہیئے۔

—— آج کل جاپان اور چین کے تعلقات بہت کشیدہ ہو رہے ہیں بلکہ جنگ شروع ہے۔ عام طور پر جاپانیوں کو اس کشیدگی کا ذمہ دار ٹھہرایا جا رہا ہے چین کے دوسرے باشندوں کی طرح چینی مسلمان بھی جاپان سے سخت نالاں ہیں۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسلمانان چین نے جاپان کے خلاف اعلان جہاد کر دیا ہے۔ ان کی نمائندہ جماعت المجلس اتحاد اسلامی چینیا نے تمام دول کے سفراء کے نام برقی پیغامات بھیجے ہیں جن میں جاپان کے ناجائز اقدام کے خلاف شدید احتجاج کرنے کے علاوہ اس عزم کا اظہار کیا ہے۔ کہ مسلمانان چین نے خدائے برتر کے نام پر حلف اٹھایا ہے۔ کہ اپنے ملک سے جاپان کو نکال کر دم لینگے

—— گزشتہ ہفتہ کے عراقی اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مشہور شامی رہنما امیر شکیب ارسلان آکا بر عراق سے مشورہ کرنے کی خاطر آج کل بغداد میں تشریف فرما ہیں۔ عراق کے اسلامی حلقوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔

—— حکومت ترکی ایک جدید ریلوے لائن کی تعمیر کے اہتمام میں مصروف ہے۔

—— مصر کے بعض اخبارات رقمطراز ہیں۔ کہ عنقریب مصری وزارت میں تبدیلی کا امکان ہے۔

خبریں

—— ریاست کپورتھلہ میں مسلمان قانون انتقال اراضی کے نفاذ کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہندو سود خواروں کی طرف سے اس کی سخت مخالفت ہو رہی ہے۔

—— کشمیر میں چشمہ اننت ناگ کے متعلق ہندو مسلمانوں کا جو جھگڑا چل رہا تھا۔ اس کا فیصلہ ہو گیا۔

—— ۱۴ جنوری کو ناگپور میں سنگھٹنی ہندوؤں کا ایک بھاری اجتماع ہوا جس میں دیگر مقررین کے علاوہ سر ایم۔ ڈی جوشی نے ایک اشتعال انگیز تقریر کی۔

—— کہا جاتا ہے۔ کہ مشہور رجعت پسند ممبر پارلیمنٹ مسٹر چرچل ہندوستان کو مرکزی ذمہ داری نہ دینے کے متعلق زبردست پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

—— مشہور بنگالی لیڈر مسٹر سوبھاش چندر بوس جیل میں سخت علیل ہیں۔ افواہ ہے۔ کہ حکومت عنقریب ان کو بغرض علاج سوئٹزرلینڈ بھیجنے والی ہے۔

—— گول میز کانفرنس کے سب سے ہندو مسلمان مندوبین واپس ہندوستان پہنچ گئے ہیں۔ وائسرائے نے ان میں سے اکثر کو دہلی میں ملاقات کی دعوت دی ہے۔ وہ ان سے فرداً فرداً تبادلہ خیالات کریں گے۔ علامہ اقبال اور بیگم شاہنواز بھی عنقریب ہندوستان پہنچنے والے ہیں۔

—— جنوبی ہند میں ایک نئی قسم کی پلیگ پھوٹ پڑی ہے۔

—— حکومت حجاز نے اعلان کیا ہے۔ کہ ہندوستانی حاجی کم از کم امسال خشکی کے راستے سفر اختیار نہ کریں۔ کیونکہ یہ فی الحال خطرہ سے خالی نہیں۔

—— مسٹر پانڈے ڈپٹی کمشنر اکولہ (سی۔ پی) نے اپنے زخمی بھائی کے جسم میں داخل کرنے کیلئے اپنا ۴۰ اونس خون دیا۔ یہ ہمدردی کی نہایت قابل قدر مثال ہے۔

—— پنجاب کی کنگے زئی برادری کوشش کر رہی ہے۔ کہ ان کو زراعت پیشہ قرار دیا جائے۔

—— چوہدری صادق محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس لاہور کی (جو چند نفر ریاستی ڈاکوؤں کا مقابلہ کرتے ہوئے نانڈیڑ (دکن) میں مارے گئے تھے) کی میت فوجی اعزاز کے ساتھ ۱۷ جنوری کو لاہور لائی گئی۔ اور نماز جنازہ کے بعد دفن کرنے کیلئے قصور بھیجدی گئی۔

—— مقدمہ سازش میرٹھ کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ اپنی بعض خصوصیات کے لحاظ سے اس کو برطانوی دور حکومت میں ہندوستان کا طویل ترین مقدمہ کہہ سکتے ہیں۔ تقریباً چار سال تک زیر سماعت رہا۔

جج نے اپنے فیصلہ میں نقشہ ذیل کے مطابق سزائیں دیں اور تین ملزموں کو بری کر دیا۔

(۱) مظفر احمد تا عمر کالا پانی

(بارہ برس کالے پانی)

(۲) فلپ اسپراٹ (۳) شری پت امرت ڈانگے (۴) سچپانند وشنو گھاٹے (۵) کیشو نول کانت جوگلیکر (۶) رگھوناتھ شیورام نمبکر

(دس سال کالے پانی)

(۷) شوکت عثمانی (۸) شانتی رام مراجکر (۹) بنجمین فرانسس بریڈلے

(سات سال قید سخت)

(۱۰) عبدالمجید پنجابی (۱۱) سردار سوہن سنگھ جوش پنجابی (۱۲) دھارنی گوسوانی۔

(پانچ برس سخت قید)

(۱۳) پورن چند جوشی (۱۴) گنگا دھر ادھیکاری (۱۵) اجودھیا پرشاد (۱۶) ڈی بسائی

(چار برس سخت قید)

(۱۷) ہچکر درتی (۱۸) باسک (۱۹) ہچنسن (۲۰) نسترا (۲۱) جھابوالا (۲۲) سہگل (۲۳) شمس الدین (۲۴) مسٹرا کولے

(تین برس سخت قید)

(۲۵) مسٹر کاسلے (۲۶) مسٹر گوری شنکر (۲۷) مسٹر کادم

(بری کر دیئے گئے)

(۲۸) وشوا ناتھ مکرجی (۲۹) کشوری لال گھوش (۳۰) سنتب ناتھ بینرجی (۳۱) ملزم دھونڈی راج تھینگڈی کا ستمبر میں انتقال ہو گیا تھا۔

—— سابق قیصر جرمنی آج کل علیل ہیں۔

—— حکومت جرمنی۔۔ تخفیف اسلحہ کی سخت مخالف ہو رہی ہے اس کے چانسلر نے مخالفت کا اعلان کر دیا ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ لنڈن میں عالمگیر اقتصادی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں بعض نہایت اہم فیصلے کیے گئے۔

—— گذشتہ ہفتہ یارقندی حاجیوں کی کثیر تعداد پشاور پہنچی۔ جو اپنے ساتھ روس کا کپڑا لائے ہیں۔ یہ سرحدی منڈیوں میں بے حد پسند کیا گیا۔ اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے۔ یہ کپڑا عمدہ ہونے کے علاوہ ارزاں بھی ہے۔

—— بمبئی ۱۷ جنوری۔ مشہور انگریزی مصنف و فلاسفر برنارڈ شا ایک ہفتہ کے قیام کے بعد کولمبو روانہ ہو گئے۔

—— سیاسی حلقوں میں فرانسیسی حکومت کے ٹوٹنے کا خطرہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ چینیوں نے جاپانیوں پر حملہ کر دیا۔

—— علامہ اللطیفی۔ آئی سی۔ ایس۔ او۔ بی۔ ای سی آئی لاہور کے کمشنر مقرر ہوئے ہیں۔ موصوف نے چارج لے لیا ہے۔

—— مولانا شوکت علی صاحب آج کل امریکہ میں تقریریں کر رہے ہیں۔

—— وائسرائے یکم فروری کو اسمبلی میں ملک کی موجودہ حالت اور گول میز کانفرنس کے نتائج کے متعلق ایک اعلان کریں گے۔

—— مقدمہ سازش میرٹھ کے فیصلہ پر جگہ جگہ مزدور اور کانگریسی لوگ اظہار ناراضگی کر رہے ہیں۔

—— سر آغاخاں کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔

—— لاہور اور بعض دوسرے اضلاع کے حکام نے اعلان کیا تھا۔ کہ سفر حج کے درجہ سوئم کے اخراجات کا تخمینہ کم از کم گیارہ سو روپیہ ہے۔ لیکن مولانا اسماعیل صاحب غزنوی حکومت حجاز کے ہندی ایجنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ بالکل غلط ہے۔ درجہ سوئم میں سفر کرنے والے پنجابی حاجیوں کیلئے ساڑھے چھ سو روپے کافی ہوں گے۔

تار کا پتہ ۔ "مسلمان لاہور" — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۰۹

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلحُ خَیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۳۳ء | نمبر ۶

ہم تمام بزرگان سلسلہ
اور ہر ایک بھائی بہن کو نہایت دلی خلوص کیساتھ

عید مبارک

عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ یہ عید انکے اور ان کے متعلقین کیلئے بیشمار مسرتوں۔ راحتوں اور کامرانیوں کی سرمایہ دار ہو اور خداوند کریم انکی زندگی میں یہ مبارک دن بار بار لائے آمین ثم آمین۔

اسی طرح آپ کو

عید کے روز

یہ عزم کرنا چاہئے کہ خورد و نوش لباس اور دوسرے اخراجات میں کچھ کمی کرکے بچی ہوئی رقم کو دین و قوم کے لئے الگ کریں گے قطرہ قطرہ مل کر دریا بن جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے حقیر ذرے جمع ہو کر صحرا کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح آپ کی جمع کی ہوئی کوڑیاں۔ پائیاں اور پیسے جود و کرم کا دریا بہا سکتے ہیں جو قوم کی ... تمام مالی مشکلات کو اپنی زبردست رو میں بہا کر لیجائیگا

ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ

عید

پر کوئی فضول خرچی نہ کرے۔ انتہائی کفایت شعاری اور سادگی سے کام لیا جائے بلا ضرورت نئے کپڑے نہ بنوائے جائیں سویوں اور دوسری خورد و نوش کی اشیاء پر بالکل معمولی خرچ ہو مسلمانوں کی مالی حالت بہت نازک ہو رہی ہے موجودہ کساد بازاری نے سب سے زیادہ نقصان انہیں ہی پہنچایا ہے اس لئے حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرنے کو بھاری گناہ اور عیب سمجھا جائے

حقیقی راحت اور مسرت نیکی میں ہے

عید

کی خوشیاں بھی آپ کو کسی کار خیر کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتی ہیں اس لئے آپ اس مبارک روز خلوص دل کے ساتھ خدا آگے جھکیں اور دین و ملت کی کسی خدمت کا عزم کریں۔ آپ کے مال اور وقت میں خدا اور اس کے رسول کا بھی کوئی حصہ ہونا چاہیے

خوب یاد رکھیے

صدقۂ فطر

فرض ہے اس کا نماز عید سے قبل ادا ہو جانا ضروری ہے۔ صدقہ فطر کو انفرادی طور پر بانٹ دینا احکام دین کے خلاف اور فائدے سے خالی ہے اس بات کو خوب ذہن نشین کر لیجئے اور تمام مسلمانوں کو بھی بتا دیجئے صدقۂ فطر کی طرح عید فنڈ کی ادائیگی بھی ہر ایک احمدی کیلئے ضروری ہے اسکو بھول نہ جائیں

عید کے بہترین تحفے

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد

عید میں آپ اپنے عزیزوں کو تحائف دیتے ہیں مگر بہترین تحفہ جو آپ دے سکتے ہیں ایک مترجم قرآن ہے۔ اگر وہ موجود ہے تو لائٹ یا پیغام صلح اسکے نام جاری کرا دینا ہے جس سے وہ سال بھر خوشی اٹھائیگا بلکہ دائمی راحت کا سامان حاصل کریگا اگر وہ بھی جاری ہیں تو تحریک احمدیت ... اسکو دیں جسکے مطالعہ سے اسکے دل میں خدمت اسلام کا جذبہ پیدا ہو جائیگا آپ عید کارڈ اور مبارکباد کے برقی پیغامات کے رواج کی پابندی کی بجائے حضرت امیر کے ارشاد کی تعمیل کریں

عید کے پروگرام میں

نمازِ عید

کا صحیح اہتمام سب سے زیادہ ضروری ہے۔ مردوں کی طرح خواتین کو بھی نماز عید میں آنا چاہیئے۔ نماز پڑھانیوالے امام کا فرض ہے کہ وہ خطبہ میں مفید اور ضروری باتیں بتلائیں۔ عید کے دن جو اسراف اور بدعتیں کی جاتی ہیں ان سے روکیں۔ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں پردہ دار جگہ کا معقول انتظام ہوتا ہے۔ احباب لاہور لازمی طور پر خواتین کو ہمراہ لائیں۔ بیرونی جماعتیں بھی عورتوں کیلئے انتظام کرنے کی کوشش کریں۔

عید

کے روز آپ اس امر کا پختہ ارادہ کر لیں کہ آپ اپنے فراغت کے اوقات میں سے کوئی وقت نکال کر اپنے کسی بچے رشتہ دار، دوست اجنبی یا دشمن کو زبان یا قلم یا کسی اور ذریعہ سے کوئی کلمہ حق پہنچائیں گے۔ اور اس نیک سعی کو اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک زیر تبلیغ شخص کو اس کلمہ حق پر عامل نہ دیکھ لیں۔ تبلیغ و توسیع جماعت کا سب سے بہتر طریق یہی ہے۔

عیدیاں تقسیم کرتے وقت اپنے قومی اخبار

پیغام صلح

کو یاد رکھیں یہ سلسلہ کا پرانا خادم و تقریباً بیس برس سے مسلسل خدمت میں مصروف ہے موجودہ زمانہ میں قوم کی ترقی کیلئے اخبار لازمی چیز ہے اگر آپ قوم کو طاقتور اور کامیاب بنانا چاہتے ہیں تو اخبار کی ترقی کے سامان پیدا کیجئے۔ ہمارے پاس اکثر نادار اشخاص طلبا اور اسلامی درسگاہوں و غیرہ کی طرف سے بلا قیمت پرچہ جاری کرنے کی درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ کیا ذی استطاعت ناظرین پیغام صلح عید [illegible]

جناب خواجہ کمال الدین صاحب

مرحوم کی زبردست قوت ایمانی اور شاندار کام

خطبہ جمعہ ۳۰ دسمبر ۱۹۳۲ء فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ (الملک ۶۷۔ رکوع ۱)

بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں حکومت اور بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا ہے تاکہ تمہیں آزمائے یا تمہیں انعام دے۔ جو کوئی تم میں سے اچھے عمل والا ہے +

موت ایک دروازہ ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے موت اور زندگی کا سلسلہ ہم نے پیدا کیا ہے۔ انسانوں کو انعام دینے یا آزمائش کے لئے دونوں کا مفہوم اصل میں ایک ہی ہے۔ اب بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موت کو پہلے رکھا ہے اور زندگی کو بعد۔ اگر اس ترتیب کو لیا جائے تو حیات میں دوسری زندگی کی طرف اشارہ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے موت بنائی ہے اس کے بعد حیات بنائی ہے کہ اچھے عمل کرنے والوں کو انعام دے۔

توفی الحقیقت موت ایک دروازہ ہے جس کے رستے انسان ایک دوسری زندگی میں داخل ہوتا ہے۔ اور داخل ہو کر ان انعامات کو حاصل کرتا ہے جو اس زندگی کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ یہ اٹل قانون تمام موجودات کو اپنے دائرہ کے اندر لئے ہوئے ہے اور بادشاہ ہو، گدا ہو۔ نیک ہو۔ بد ہو سب کو اس رستہ سے گذرنا پڑتا ہے۔ خدا کے وہ انعامات جو انسان کے اچھے عمل سے تعلق رکھتے ہیں ان کی جو کچھ کیفیت دوسری زندگی سے ہوگی وہ تو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔ لیکن

نیک اعمال کا نتیجہ دنیا میں ظاہر ہو جاتا ہے

اگر غور کیا جائے تو نیک عمل کرنے والے کے اعمال کا نتیجہ اس دنیا میں بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ ایک وہ انسان ہیں اور یہ ایک کثیر حصہ انہی لوگوں کا ہے جو پیدا ہوتے اور مر جاتے ہیں اور کوئی اپنا نشان پیچھے نہیں چھوڑتے۔ اور ایک وہ ہیں جو مر کر بھی نشان پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلعم نے کتنے بڑے نشان اپنے پیچھے چھوڑے۔ ایک دنیا کی آپ نے کایا پلٹ دی۔ اور اتنی بیٹی کہ وہ سلسلہ انقلاب روحانی کا قیامت تک چلتا ہے۔ اور صرف روحانی انقلاب ہی پیدا نہیں کیا بلکہ ایک بادشاہت بھی اپنے پیچھے چھوڑی۔ اور وہ بادشاہت بھی اتنی عظیم الشان کہ تیرہ صدیوں تک برابر چلتی رہی ہے۔ اور آئندہ کی بھی توقع ہے کسی دوسرے کو یہ میسر نہ آیا ہوگا۔ تو دونو رنگ میں ایسا نشان آپ چھوڑ گئے کہ عامی آدمی بھی دیکھ سکتا ہے۔

محترم دوست خواجہ کمال الدین صاحب

ہمارے حضرت مسیح موعود نے بھی ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کیا۔ اور اسی انقلاب کا ایک نتیجہ ہمارے محترم دوست خواجہ کمال الدین صاحب تھے۔ جن کو پرسوں ہم نے سپرد خاک کیا۔ بظاہر ہم نے ان کو مٹی میں دفن کر دیا۔ لیکن ایسے انسانوں کو جن کا نام آسمان پر روشن ہو جائے مٹی کے نیچے دفن کرنے سے فرق نہیں آ جاتا۔ میرا ذاتی تعلق ان سے ایک لمبے عرصہ سے ہے ۱۸۹۴ء میں میری ان سے ملاقات ہوئی۔ اس وقت ہم دونو اکٹھے اسلامیہ کالج میں پڑھاتے تھے۔ ویسے انہوں نے بی۔ اے کا امتحان مجھ سے ایک سال پہلے دیا تھا۔ وہی میری بیعت کا بھی موجب ہوئے۔ گو حضرت مرزا صاحب کا علم مجھے پہلے سے حاصل تھا اور اسی وقت سے محبت پیدا ہو گئی تھی۔ اور آپ کے دعووں کی تصدیق بھی کرتا تھا۔ ابتدا ہی میں جب میں نے آپ کی کتاب ازالہ اوہام دیکھی تو آپ کی صداقت میں کوئی شبہ نہیں ہوا۔ ہم دونو بھائی مولوی عزیز بخش صاحب اور میں اس کے گواہ ہیں کیونکہ ہم دونو اکٹھے ایک ہی جماعت میں پڑھتے تھے۔ اور دونو کی قلبی کیفیت ایک ہی تھی۔ تیسرے ہمارے والد بزرگوار بھی تھے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت

لیکن حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں شامل ہونا اس کے محرک یہی میرے محترم دوست تھے جن کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ مجھ سے بہت پہلے بیعت کر چکے تھے اور وہی مجھے کو ۱۸۹۷ء میں قادیان لے گئے اور وہاں پہنچ کر میں حضرت صاحب کی بیعت میں شامل ہو گیا۔ میں اس حقیقت کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ بیعت سے میرے اندر ایک بڑا بھاری انقلاب پیدا ہوا۔ اس میں شبہ نہیں کہ بچپن سے نماز کی عادت تھی اور والد صاحب کی وجہ سے دینداری کا اثر غالب تھا لیکن کوئی نہیں کہہ سکتا کہ خشک نماز سے انسان کا قدم اسلام پر کس وقت تک رہے اور کس وقت ٹھوکر کھا جائے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت جب میں نے کی تو پہلی حالت اور دوسری حالت میں ایک بڑا فرق پیدا ہو گیا۔ اور من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ خواجہ صاحب اس بارہ میں میرے رہنما ہیں۔ اگر اس پہلی حالت میں پڑا رہتا تو جو کچھ خدمات کا مجھے موقعہ ملا۔ اور جو روشنی حاصل ہوئی اس سے محروم رہتا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں اس محترم دوست کا بڑا حصہ ہے اس نیکی میں سے جو مجھے نصیب ہوئی۔

یہ ۱۸۹۴ء کا ذکر ہے تو اس وقت سے ہمارے تعلقات اور بھی گہرے ہو گئے اور خدا کے فضل سے یہ تعلق آخر دم تک قائم رہا۔

خواجہ صاحب کی زبردست قوت ایمانی

یہ تو میرے ذاتی تعلق کا پہلو ہے۔ دوسرا پہلو وہ ہے جو تاریخ دنیا پر اپنا عظیم الشان اثر چھوڑ گیا۔ میری اور خواجہ صاحب کی بہت باتیں بسا اوقات اکیلے حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلہ کے متعلق ۔ ۔ ۔ ہوتی تھیں اور میں دیکھتا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ پر ان کا ایمان بڑا زبردست تھا۔ اور یہی ایمان تھا جس نے یہ ووکنگ مشن کا کام ان سے کرایا۔ کہنے کو تو کہہ دیتے ہیں کہ خواجہ صاحب نے ووکنگ مشن کی بنیاد رکھی۔ اور یہ ایک معمولی سی بات نظر آتی ہے۔ لیکن کس قدر زبردست قوت ایمانی تھی جو ان کو کھینچ کر انگلستان لے گئی۔ اور پھر وہاں ان لوگوں کو مسلمان کرنا جن کی وجہ سے ہمارے نوجوانوں میں دہریت پھیل گئی ہے یہ بڑا عظیم الشان کام ہے۔ مجھے یاد ہے ان دنوں میں جب خواجہ صاحب انگلستان تشریف لے گئے ایک بیرسٹر صاحب کی مجھ سے ریل میں ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا خواجہ صاحب انگلستان میں کس غرض سے گئے ہیں۔ میں نے بتایا کہ تبلیغ اسلام کے خیال سے وہاں گئے ہیں۔ انہوں نے کہا یہ تو انہوں نے بڑی لغو حرکت کی ہے۔ مذہب سے تو وہ لوگ بیزار بیٹھے ہیں اسلام کو کون قبول کرے گا۔ یہ اس وقت عام خیال تھا مگر فی الواقعہ وہ زبردست قوت ایمانی تھی جس نے اتنا بڑا کام کرایا کہ ایک گروہ کا گروہ ہمارے اس محترم دوست کی وجہ سے اسلام کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے۔ آئندہ بھی جتنے مسلمان ہوں گے وہ انہی کے نام پر لکھے جائیں گے۔

ابتدا کرنیوالا راستہ کھولتا ہے

بلکہ میں تو کہوں گا کہ ابتدا کرنے والا ایک رستہ کھولتا ہے جتنے مشن ان کے بعد قائم ہوئے یا قائم ہوں گے ان کے ثواب کا ایک حصہ ان کو بھی پہنچے گا۔ من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها۔ لیکن اس وقت جو بات ہمارے مدنظر ہونی چاہئے وہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ کیا ہم بھی وہ کام کر سکتے ہیں جو خواجہ صاحب نے کیا؟ ہمارے ہر ایک نوجوان کے سامنے یہ بات آنی چاہئے۔ ہمارے نبی کریم صلعم سے کہا گیا ہے قل انما انا بشر مثلکم کہدے میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہی ہوں یہ فی الواقعہ بڑا احسان ہے نسل انسانی پر کہ انسانی مساوات پیدا کر کے یہ قوت پیدا کر دی ہے کہ کوشش کر کے ہر انسان بلند سے بلند مقام تک پہنچ سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اپنی اپنی استعداد کے مطابق ہی ہر شخص ترقی کر سکتا ہے لیکن کوشش کو اس میں بڑا دخل ہے۔ اور ہزارہا ایسے انسان ہیں جن کی استعدادیں اعلیٰ سے اعلیٰ ہوتی ہیں مگر وہ غلط رستے پر لگ جانے کی وجہ سے ان استعدادوں کو ضائع کر لیتے ہیں۔

ہر ایک نوجوان کو خواجہ صاحب کی تقلید کرنی چاہیئے

تو اب ہمارے ہر ایک نوجوان کے دل میں یہ جذبہ ہونا چاہئے کہ میں بھی خواجہ کمال الدین بن جاؤں اور بہتیرے ایسے پیدا ہو سکتے ہیں لیکن اس ایمان اور جذبہ کا پیدا کرنا مشکل ہے۔ لوگ کچھ ایسے دنیا میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کے تماشے ان کی توجہ کو ایسا جذب کر لیتے ہیں کہ اس جذبہ کو وہ چنداں اہمیت نہیں دیتے۔ اس میں شک نہیں کہ ملک کی خدمت بھی ایک بڑا اچھا کام ہے لیکن یہ عارضی چیزیں ہیں اور دین کی خدمت ایک دائمی چیز ہے۔ مذہب کی خدمت جو کچھ چاہتی ہے وہ پرلے درجہ کی بے غرضی اور بے نفسی ہے۔ دنیا سے اس کا صلہ نہیں ملتا۔ بلکہ دنیا سے اُلٹا صلہ ملتا ہے۔ کافر کہنے والے ملتے ہیں مگر اس کی قدر پیچھے معلوم ہوتی ہے۔

خواجہ صاحب کی موت سے سبق

تو ہم کو اپنے اس محترم دوست کی موت سے جو سبق لینا چاہئے وہ یہی ہے کہ ہم اسی طرح خدمت اسلام میں فنا ہو جائیں گے۔ اور واقعی ووکنگ مشن کے لئے خواجہ صاحب کو جو جنون تھا وہ ایسا ہی تھا جس طرح اپنی اولاد کی محبت میں انسان کو جنون ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے بعض اوقات ان سے اختلاف بھی ہو

اچھوتوں کی مشکلات کا حل صرف اسلام ہے

مسلمان قوم کے نام ایک ضروری اپیل!

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

ہندوؤں کا اچھوتوں کے ساتھ سلوک

پنجاب میں اس وقت ۲۰ لاکھ کے قریب اچھوت اقوام ہیں۔ اور کل ہندوستان میں سات کروڑ کے قریب۔ ان قوموں سے جو سلوک ہندو کرتے ہیں۔ دنیا کے اور کسی ملک میں انسانوں نے انسانوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا۔ اور بدترین غلامی اچھوت پن کے مقابلہ میں ایک نعمت معلوم ہوتی ہے۔ یہ سلوک کسی رسم ورواج پر نہیں، جو اس رسم کے چھوڑ دینے سے دور ہو سکے۔ بلکہ ہندوؤں کی مقدس ترین کتابوں میں صراحت سے اس کا حکم موجود ہے۔ اور اس لئے باوجود اس نئی تحریک کے جو پولیٹیکل ضروریات پر ہندوؤں میں شروع ہوئی ہے۔ کہ اپنی طاقت کو بڑھانے کے لئے اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملالیا جائے۔ خود ہندو مذہب ان کی حالت کی اصلاح میں ایک سد آہنی کی طرح حائل ہے اور جب تک ہندوؤں کا ایمان ویدوں اور سمرتیوں پر ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ گاندھی جی کی خودکشی کی دھمکیوں سے وہ اپنی سب سے زیادہ عزیز چیز مذہب کو خیرباد کہ دیں

مسلمانوں کا فرض

ہندوستانی ہونے کی حیثیت سے ہم مسلمانوں کا بھی فرض ہے۔ کہ ہم اپنے ان مظلوم اہل وطن کی بہتری کے لئے ہر ایک ممکن کوشش کریں۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو اسلام ہی دنیا کی وہ اکیلی روحانی طاقت ہے۔ جو اچھوت پن کی لعنت کو دور کر سکتی ہے۔ ہندو اگر اپنی کتب مقدسہ کی خلاف ورزی کریں گے بھی۔ تو اسی حد تک کریں گے۔ کہ ان کو اپنے کنوؤں سے پانی بھر لینے دیں۔ . . . لیکن یہ کہ وہ ان کو اپنی چار مسلمہ ذاتوں میں سے جن میں کل ہندو تقسیم ہوتے ہیں۔ ایک ذات میں ان کو داخل کر کے ان کے ساتھ مساوات کا سلوک کریں۔ انہیں اپنی برادری میں شامل کریں۔ ان کے ساتھ تعلقات رشتہ داری قائم کریں یہ محض ناممکن ہے۔ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے۔ کہ اس نے حبشی غلاموں اور عرب کے قریش سرداروں میں آناً فاناً نہ صرف مساوات قائم کردی۔ بلکہ برادری اور رشتہ داری کے تعلقات بھی قائم کردیئے۔ اور آج بھی اسلام میں یہ طاقت موجود ہے۔ کہ جہاں اس کا قدم جاتا ہے۔ ہر قسم کی تفریق کو دور کر کے سب انسانوں کو انسانیت کے ایک ہی مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ آج دنیا کی تمام قومیں اس بات کا اعتراف کرتی ہیں۔ کہ اسلام میں جو طاقت ذاتوں اور قوموں اور رنگوں کی تفریق کو مٹانے اور سب انسانوں کو یکساں انسانیت کے مرتبہ پر پہنچانے کی ہے۔ وہ اور کسی قوم یا کسی مذہب میں موجود نہیں۔ اور ان تمام تفریقات کا جو آج روئے زمین پر انسان کو انسان کا دشمن بنا رہی ہیں۔ اسلام علاج واحد ہے

ایک اچھوت لیڈر کے خیالات

گذشتہ سال علاقہ مدراس کی ایک اچھوت قوم کے ناصل ممبر نے جن خیالات کا اظہار کیا تھا۔ وہ چٹھی لائٹ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں چھپی ہوئی موجود ہے۔ اس چٹھی میں مسٹر سکو مارن پی۔ اے نے جو اچھوتوں کے لیڈر اور مشہور لکھنے والے ہیں۔ اچھوتوں کو پہلے یہ توجہ دلائی ہے کہ وہ ایک سخت دھوکے میں مبتلا ہیں۔ جو یہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ ہم ہندو ہیں "تھیا (مالابار کی ایک اچھوت قوم) اور اس قسم کی دوسری قوام سادہیوں تک (جو نیل ترین اچھوت قوم ہے) اس غلط خیال میں مبتلا ہیں۔ کہ وہ ہندو ہیں۔ ہندو قوم صرف چار ذاتوں پر مشتمل ہے۔ اور پانچویں ذات کوئی نہیں۔ جو ہندوؤں میں شامل ہو سکے۔ ان اچھوتوں کا جن کو پنچم (پانچویں) کہا جاتا ہے۔ ہندو سوسائٹی میں شامل ہونا محض اونچی ذات کے ہندوؤں کا ایک دھوکا اور مسخرا پن ہے۔ جس سے وہ حکام کی آنکھوں میں خاک ڈال رہے ہیں۔ اور انہیں یقین دلا رہے ہیں۔ کہ پولیٹیکل فرق ہونے کے لحاظ سے ہندوؤں کو دوسری قوموں پر کثرت حاصل ہے۔ حالانکہ پنچم فی الواقع ہندویت کے دائرہ سے بالکل باہر رہا۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ وہ لوگ جو اس کتے ہیں جو ایک اچھوت کے پاخانہ کو کھاتا ہے۔ کوئی ناپاکی نہیں پاتے۔ خود اس اچھوت کے قریب آجانے سے بھی ناپاک ہو جاتے ہیں!"

اچھوتوں کو مشورہ

اس کے بعد اس نے اچھوتوں کو یہ مشورہ دیا ہے۔ کہ ان کے لئے وقت آگیا ہے۔ کہ وہ ہندوؤں سے بالکل الگ ہو جائیں۔ اور کوئی دوسرا مذہب اختیار کر کے اپنی انسانیت کو قائم کریں۔

"تھیوں کے لئے یہ وقت آگیا ہے۔ کہ وہ اس مذہب کو بکلی خیرباد کہیں۔ جو بحیثیت ایک غیور قوم کے ان کی ترقی، ان کی آزادی اور ان کی آسائش کے حاصل کرنے میں روک ہو رہا ہے۔ اور کسی دوسرے مذہب میں شامل ہو جائیں۔ فی الحقیقت ہم ایک ایسے نازک مرحلہ کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔ جہاں ہم کو ہندو مذہب سے اس طرح بچنا ہوگا۔ جیسے ایک ظالم شیطان سے بچنا چاہیئے۔ اور اس سے اس طرح بھاگنا ہوگا جس طرح انسان ایک زہریلے وبائی مقام سے بھاگتا ہے۔ ہاں اس ہندویت سے علیحدہ ہو جانا ہوگا۔ جو ان قابل نفرت رسوم کی وجہ سے جو ایک ہزار ایک جماعتوں اور ذاتوں کی تفریق سے پیدا ہوگئی ہیں۔ ہر اس چیز کا مزرع ہوگیا ہے۔ جو بیہودہ، کمینہ، قابل نفرت، قابل حقارت اور نکمی ہے ایک پنچم جو اپنے اندر ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی خودداری رکھتا ہے۔ اسے اب ہندو مذہب کے اندر نہ رہنا چاہیئے۔

مختلف مذاہب کے متعلق نویسندہ مضمون کے خیالات

اس کے بعد نویسندہ مضمون نے مختلف مذاہب کو لیا ہے۔ کہ ہم کس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ سب سے پہلے بدھ مذہب کو لے کر بتایا ہے کہ اس میں اب بدھ کے بتوں کی پرستش ہوتی ہے۔ اور یوں یہ بھی ایک بت پرستی کا مذہب ہوگیا ہے۔ پھر بتایا ہے۔ کہ بدھ مذہب کے پیرو ہندوستان میں بھی بہت تھوڑے ہیں۔ اور پھر اس مذہب میں اور ہندو مذہب میں بہت سی باتیں بھی ملتی جلتی ہیں۔ "اس پانی کو بھی چھوڑ دینا چاہیئے جو کچھ گدلی طرف بہا چلا جا رہا ہے۔" اس کے بعد عیسائی مذہب کو لیا ہے اور بتایا ہے۔ کہ عیسائیت میں جا کر ذاتوں کی تفریق، اسی طرح باقی رہ جاتی ہے۔ جیسے ہندو مذہب میں۔ اور وہاں بھی ذاتوں میں بڑے چھوٹے ہیں کالے گورے میں فرق کیا جاتا ہے۔ اس لئے تھیا لوگ عیسائی مذہب کو اختیار کر کے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور نہ ان کی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ اس کے بعد اسلام کو لیا ہے۔

اچھوتوں کی امیدوں کا مرکز صرف اسلام ہے

"میری رائے میں پنچم لوگوں کے لئے اسلام ہی تمام امیدوں کا مرکز ہے۔ اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔ کہ تمام مذاہب میں سے اسلام ہی ایک مذہب ہے۔ جس کے پیروؤں میں اتحاد اور اخوت کا خیال بلند ترین مقام پر پہنچا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ ہم لوگوں میں اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ہیں۔ لیکن یہ خیال کرنا محض حماقت ہے۔ کہ چونکہ ماپلے (مالابار کے مسلمان) ناصاف رہتے ہیں۔ اور ظالم اور بیوقوف ہیں۔ اس لئے ہندوستان کے سب مسلمان ایسے ہی ہیں۔ بسوائے مسلمانوں کے کوئی قوم ایسی نہیں جس میں اخوت کا احساس اس قدر مضبوط ہوگیا ہو۔ اور اس لئے اگر پنچم لوگ چاہتے ہیں۔ کہ ان کے نام پر جو داغ ہے۔ وہ دور ہو جائے۔ اور ان کی جو درگت بنتی ہے۔ اور ان کی جو تحقیر ہوتی ہے۔ اس کا خاتمہ ہو۔ اگر وہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کی خودداری، عزت اور وقار بغیر کسی داغ کے ہو۔ اگر وہ اپنے حقوق اور اختیارات کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ بازاروں میں معزز آدمیوں کی طرح اپنا سر اونچا رکھ کر چلنے کے آرزومند ہیں۔ تو میں لاکھ مرتبہ، لاکھ سے بھی زیادہ مرتبہ کہونگا۔ کہ انہیں چاہیئے کہ مناسب احترام کے ساتھ اسلام اور صرف اسلام کو قبول کریں۔ اس وقت بھی مسلمان ہندوؤں کی ایک تہائی ہیں۔ مگر جنہیں ہندو کہا جاتا ہے۔ ان کی تین چوتھائی پنچم ہیں۔ جب یہ پنچم اسلام کو قبول کرلیں گے۔ تو ہندوستان کی نصف آبادی مسلمان ہو جائے گی۔ میرا مضبوط ایمان ہے۔ کہ اگر ہندوستان سوراج یا اپنی حکومت چاہتا ہے۔ تو نصف آبادی جو ہر ایک خصلت اور بیہودگی کا منبع ہے کم ہونی چاہیئے۔ اور مسلمانوں کی تعداد بڑھنی چاہیئے۔

پنچم صرف پیغمبر اسلام کا مذہب قبول کرسکتے ہیں

"اس سے . . بات کا امکان نظر آتا ہے۔ کہ ہندوستان بقریبا ایک اسلامی سلطنت بن جائے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کی ہندوستان کو اپنی حفاظت اور ترقی کے لئے ضرورت ہے۔ نقشہ پر ایک نظر اس کی صداقت کو واضح کردے گی۔ ہندوستان کے شمال مغرب میں ایک نہایت موزوں مقام پر افغانستان، بلوچستان اور ترکستان کے ممالک ہیں۔ اور اس سے اوپر چلے جائیں۔ تو ایران ایشیائے کوچک عرب اور ٹرکی کے ممالک ہیں۔ اس سے بھی آگے افریقہ کا عظیم الشان براعظم ہے۔ جس میں یا مسلمان ممالک ہیں۔ یا ایسے ممالک جن میں مسلمانوں کی آبادی کی بڑی بھاری اکثریت ہے پس سوائے پیغمبر عرب کے اور کس کا مذہب پنچم قبول کرسکتے ہیں؟

یہ وقت موزوں ہے۔ کہ مسلمان اچھوتوں کی طرف مدد کا ہاتھ بڑھائیں۔ مسٹر سکومارن کے یہ آخری الفاظ ہر ایک مسلمان کے لئے دعوت ہے۔ کہ وہ اچھوتوں میں تبلیغ اسلام کے فرض کی طرف خصوصیت سے توجہ کریں

ہمارا کام

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے آج سے پانچ چھ سال پہلے یہ کام شروع کیا۔ پہلے ضلع مظفر گڑھ میں اڑھائی ہزار سے زیادہ چوہڑوں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ اس کے بعد ضلع ڈیرہ غازیخاں میں پانچ سو کے قریب چوہڑوں کو مسلمان کیا۔ پھر بازیگروں اور سہنسیوں میں کام شروع کیا۔ اور اس وقت مہاشوں میں بھی کام شروع کر دیا ہے اس وقت ہمارے چار مبلغ اور کچھ ان کے مددگار صرف اس کام پر لگے ہوئے ہیں۔ اگر ہمارے مسلمان بھائی اس طرف توجہ کریں۔ تو پنجاب کی بیس لاکھ پست اقوام میں سے نصف کو جو مسلمان دیہات میں آباد ہیں ساتھ ملالینا کچھ بھی مشکل نہیں

چند مشکلات

البتہ اس دوسرے نصف کے متعلق مشکلات زیادہ ہیں۔ جو ہندو دیہات میں آباد ہیں۔ کیونکہ وہاں نومسلموں کو طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں۔ اور دونوں جگہ آریہ سماج کے ساتھ جو پورے قوت سے ان کے اسلام میں آنے کو روک رہی ہے۔ مقابلہ ہے۔ اس لئے یہ کام کثیر اخراجات چاہتا ہے۔ میں اپنے مسلمان بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ کچھ عرصہ کے لئے اپنے آپ کو اندرونی جھگڑوں سے آزاد کر کے جو روز بروز ہماری کمزوری کا موجب ہو رہے ہیں۔ اس مفید کام میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ ان لوگوں کو اسلام میں داخل کر کے نہ صرف وہ اپنے دینی فرض کو پورا کریں گے۔ اور ایک مظلوم قوم کو جس سے حیوانوں سے بدتر سلوک کیا جاتا ہے۔ انسانیت کے مرتبہ پر پہنچا دیں گے بلکہ ان لوگوں کا اسلام میں آجانا خود مسلمانوں کے لئے بڑی قوت کا موجب ہے۔ اور جیسا کہ مسٹر سکومارن نے کہا ہے۔ ہندوستان میں اسلامی سلطنت بھی اس ذریعے سے قائم ہو سکتی ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ انجمن کو کافی مالی امداد پہنچے۔ اس انجمن کا کام اب دنیا کے کناروں تک پہنچا ہوا ہے اور بہتر سے بہتر آدمی اس کے پاس ہیں۔ روپے کی ضرورت نہ صرف مبلغین کے لئے ہے۔ بلکہ خود ان اقوام کی دنیوی رنگ میں اصلاح اور بہتری کے لئے بھی روپے کی ضرورت ہے۔

برادران اسلام سے اپیل

میں ہر ایک مسلمان بھائی سے یہ اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ ذیل کے طریقوں میں سے جس طریق پر چاہیں۔ انجمن کی امداد کریں۔ انجمن اس حصہ کام کی کل آمد و خرچ کی۔ اور اس میں جو کامیابی ہو۔ اس کی رپورٹ ان معاونین کو بھیجتی رہے گی۔ جو باقاعدہ ماہوار یا سالانہ چندہ اس کام کے لئے دیتے رہیں گے۔ اور جو روپیہ اچھوتوں کے لئے بھیجا جائیگا اسے کسی دوسرے کام پر خرچ نہ کرے گی۔ امداد کے طریق یہ ہیں۔

(۱)۔ کام کی ابتدا کیلئے آپ کی طرف سے ایک معقول عطیہ ہو۔

(۲)۔ کام کو جاری رکھنے کے لئے اپنی ماہوار آمد میں سے ایک رقم مقرر کر دیں۔ جس کی وصولی کا انتظام انجمن خود کرے گی۔

(۳)۔ اپنی زکوٰۃ میں سے ایک حصہ اس کام کے لئے الگ کر دیں

(۴)۔ اگر آپ کا روپیہ بنک میں جمع ہو۔ تو اس کے سود کی رقم بجائے بنک میں رہنے دینے کے جو عموماً عیسائی مشنوں پر خرچ ہوتی ہے۔ یا اس مشکوک قسم کا اپنے خرچ میں لانے کے اشاعت اسلام کیلئے اس انجمن کو بھیج دیں

(نوٹ) ہر روپیہ بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجا جائے۔ اور کوپن میں تشریح کر دیجائے۔ کہ یہ روپیہ صرف اچھوتوں میں تبلیغ کیلئے ہے (خط و کتابت سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سے کریں)

(خاکسار) **محمد علی** پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور)

مراسلات

جماعت احمدیہ سرینگر کا جلسہ تعزیت

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مبلغ اعظم انگلستان کی وفات حسرت آیات پر مورخہ ۶ رجنوری یوم جمعہ جماعت احمدیہ سرینگر نے بمقام فتحکدل ایک عظیم الشان ماتمی جلسہ منعقد کیا۔ اور جنازہ غائب پڑھا۔ علاوہ ممبران جماعت احمدیہ کے بہت سے غیر از جماعت دوست بھی شامل تھے۔ مقررین نے جن میں سے اکثر کو حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے ساتھ ملاقات کا کافی موقع ملا ہے۔ ان کے اخلاق فاضلہ اور نیک عادات پر روشنی ڈالی۔ اور مرحوم کے حالات زندگی پبلک کے سامنے پیش کئے گئے۔ جنہیں لوگ سن کر زار زار رونے لگے۔ اور سب ہی متاثر ہوئے۔

حاضرین سے پر زور اپیل کی گئی۔ کہ اگر وہ فی الواقع اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں۔ اور اس بات کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہچانا ہے۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ہم میں اور عام مسلمانوں میں ایک بین فرق نظر آئے۔ ہم میں ایثار اور پرہیزگاری و خدمت خلق کا پورا جذبہ موجود ہونا چاہیئے۔ اور اشاعت اسلام کی ہم میں وہ دھن ہونی چاہیئے۔ کہ جس نے حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ کو کشاں کشاں یورپ پہنچا دیا۔ اور تپتے ہوئے افریقہ کے صحراؤں میں در بدر پھرایا تاکہ اسلام اور پیغمبر اسلام کا نام دنیا میں بلند ہو۔

ہر ایک احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ بجائے خود ایک خواجہ کمال الدین بنے۔ کیونکہ ہماری ذمہ داریاں اہم ہیں اور ہمارے سپرد وہ کام ہے۔ جو شاید وقت سے بھی پورا نہ ہو سکا۔ ہم یہاں اس واسطے جمع نہیں ہوئے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ کی وفات پر چند آنسو بہائیں۔ بلکہ اس واسطے جمع ہوئے ہیں۔ کہ ہماری جماعت میں ایک جوہر تھا۔ جو ہمیشہ کے لئے پوشیدہ ہو گیا۔ ایک قابل ہستی تھی۔ جو گم ہو گئی۔ اس لئے ہمیں اس کمی کو پورا کرنا چاہیئے۔ اور باقی مسلمانوں کو بتلا دینا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض و برکت سے ہر ایک احمدی خواجہ کمال الدین ہے۔ اور ان کے انفاس قدسی کے ذریعہ ساری مذہبی دنیا کو ہلا سکتا ہے۔

اگرچہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب علیہ الرحمتہ کا ماتم دنیا کے تمام اسلامی حلقوں میں منایا گیا۔ اور منایا جائیگا۔ اور کوئی فرد بشر نہیں جس نے اس اسلامی پہلوان کے مرنے پر اظہار افسوس نہ کیا ہو۔ لیکن مسلمانان کشمیر کو باقی دنیا سے دو چند صدمہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب علیہ الرحمتہ اسی خاک پاک کشمیر کا ایک مایہ ناز فرزند تھے

آخر پر متفقہ طور پر ایک قرار داد تعزیت منظور کی گئی۔ اور حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ کے لواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا۔ جلسہ چار بجے برخاست ہوا۔

(ممبران جماعت احمدیہ سرینگر بذریعہ سیکرٹری جماعت احمدیہ)

مسلم ہائی سکول بدوملہی میں جلسہ تعزیت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح سلمہ ربہ

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔ ذیل کی چند سطور پیغام صلح میں شائع فرما کر ممنون فرمائیں۔

آج مورخہ ۱۱ کو مسلم ہائی سکول بدوملہی کے سٹاف کا میٹنگ جناب چوہدری غلام حیدر صاحب رئیس بدوملہی جلسہ ہوا۔ جس میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کیا گیا۔ خواجہ صاحب ایسے مجاہد ملت کے انتقال سے اسلامی دنیا کو ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے خدا تعالیٰ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں مرحوم کے اعزہ و اقارب سے دلی ہمدردی ہے۔

قرار پایا۔ کہ اس کی ایک کاپی حضرت مرحوم کے صاحبزادگان کو بھیجی جائے۔ اور پیغام صلح میں شائع ہو۔ (خاکسار)

(حکیم اللہ دتا مدرس بدوملہی ہائی سکول)

گوجرانوالہ کا مکتوب تعزیت

ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و برکاتہ۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی وفات حسرت آیات کی خبر معلوم ہونے پر خواجہ صاحب مرحوم کے فرزند مسٹر نذیر احمد صاحب بیرسٹر اور حضرت امیر قوم کی خدمت عالی میں تعزیت کے خطوط لکھے گئے۔ بعد ازاں جمعہ کے روز احمدیہ جماعت گوجرانوالہ نے حضرت خواجہ صاحب مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھا سب دوست بہ اشک تھے اللہ تعالیٰ مرحوم کو بہشت کے اعلےٰ مقام میں جگہ عطا فرما وے دعا ہے۔

(رحمن علی سینیئر سب اسسٹنٹ سرجن گوجرانوالہ)

بدوملہی میں نماز جمعہ

بدوملہی ضلع سیالکوٹ

۲۰ جنوری ۱۹۳۳ء

بخدمت شریف جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم و رحمتہ اللہ خدا کے فضل سے یہاں بدوملہی میں ہماری کافی جماعت ہے۔ دو جگہ پر جمعہ ہوتا ہے۔ ایک جگہ اندرون قصبہ میں اور ایک جگہ کوٹ وین میں (یہ جگہ میونسپلٹی کی حدود میں شامل ہے) کوٹ وین میں جناب حکیم اللہ دتا صاحب جمعہ پڑھاتے ہیں۔ حکیم صاحب عمدہ تقریر کرتے ہیں، علاوہ ازیں چونکہ وہ حکیم بھی ہیں۔ اس لئے بھی تبلیغی رنگ میں ان کا بہت اچھا اثر پڑتا ہے۔ اندرون قصبہ میں اپنی تبدیلی سے پہلے جناب خواجہ غلام نبی صاحب مجور جمعہ پڑھاتے تھے۔ ان کے چلے جانے کے بعد جناب حافظ مولوی عبدالمجید صاحب منشی فاضل اندرون قصبہ میں اب جمعہ پڑھاتے ہیں۔ حافظ صاحب ممدوح خدا کے فضل سے نہایت خوش الحان اور عمدہ واعظ ہیں۔ لوگ ان کے وعظ سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

رمضان شریف سے پہلے قریباً ہر پندرہ دن میں اندرون قصبہ بدوملہی میں ہمارا جلسہ ہوتا تھا۔ اور غیر از جماعت اصحاب بھی شریک جلسہ ہوتے تھے۔ لیکن اب رمضان شریف کی وجہ سے جلسہ ان دنوں نہیں ہوتا۔ رمضان کے اختتام کے بعد پھر یہ جلسے شروع ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ دعا فرما دیں۔ کہ ہمیں خدا اور زیادہ کام کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔

(خاکسار)

(شیخ اللہ بخش از بدوملہی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | لاہور یوم جمعہ ۳۰ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ | نمبر ۶

اسپین میں تبلیغی مشن کی ضرورت

کیا احمدی نوجوانوں میں کوئی طارق ثانی نہیں؟

ایک فاضل کا قول ہے کہ بڑے دماغ ہی بڑی خوابیں دیکھا کرتے ہیں اور جن کے بازوؤں میں قوت عمل موجود ہوتی ہے۔ انہیں صرف انہیں بلند خیالات سوجھا کرتے ہیں۔ ایک اور فاضل کا قول ہے کہ دل میں اعلیٰ اور نیک خواہشات کا پیدا ہونا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ ہم انہیں پورا کر سکتے ہیں ورنہ قدرت اس قدر بے رحم نہیں کہ انسان کے دل میں کوئی نیک اور اعلیٰ خواہش پیدا کر دے اور اس کو پورا کرنے کی قوت۔ ۔ نہ بخشے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ باتیں بالکل درست ہیں۔ تو کیا جماعت احمدیہ لاہور کے اراکین عید مبارک کے موقع پر اپنے دل کے اندر کوئی نیک اور اولوالعزمانہ خواہش پیدا نہ کریں گے؟ ان کے دماغ میں کوئی اعلیٰ خیال ہاں ایسا اعلیٰ خیال جس کی تکمیل کا بیڑا صرف احمدیوں کی ہمت بلند ہی اٹھا سکے نہ آئے گا؟ کیا وہ اس موقعہ پر کوئی بڑا خواب نہ دیکھیں گے؟ اگر آپ کی نظر منزل مقصود پر ہے تو اس سوال کا جواب اثبات میں ہوگا اور اثبات میں ہی ہونا چاہیئے۔ اے مجدد زماں کے ہاتھ پر بیعت کرنے والو آؤ ایک ایسا خواب دیکھیں اپنے دلوں کے اندر ایک ایسی خواہش اور اپنے دماغوں کے اندر ایک ایسا خیال پیدا کریں جس پر ہا قی سب کی ہمتیں جواب دے دیں اور ہم اپنی مسلسل سعی سے اسے پورا کر کے دکھائیں۔

یورپ کا وہ خطہ جسے سپین کہتے ہیں اور جس کو مسلمان اندلس کے نام سے پکارتے ہیں۔ آج احمدی مبلغوں کا منتظر ہے۔ ہم کئی مرتبہ ذکر کر چکے ہیں جمہوریت کے قیام کے ساتھ وہاں کی پبلک اور حکام کی ذہنیت میں زبردست انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔ عربی نسل کے افراد کا خون ایک مرتبہ پھر گردش میں آیا ہے اور وہ قوم جس سے اسلامی تمدن کی اس شاندار عمارت کی وحشیانہ تباہی کا گناہ عظیم سرزد ہوا تھا اپنے آباؤ اجداد کی حرکت پر نادم اور تلافی کے تیار معلوم ہوتی ہے سپین کا ایک کثیر طبقہ جس میں با اثر اور ذی ثروت لوگ شامل ہیں اسلامی تمدن اور عربی زبان کے احیا و تحفظ کی سرگرم کوشش میں مصروف ہے۔ عربی کی ایک عظیم الشان یونیورسٹی کا قیام زیر تجویز ہے۔ قرطبہ کی مشہور تاریخی جامع مسجد جو آج کل گرجا کے طور پر استعمال ہو رہی ہے کی واپسی کی بھی قوی توقع ہے۔ یہ ایسے حالات ہیں جن سے ہم غیر معمولی طور پر فائدہ اٹھا سکتے ہیں بشرطیکہ سپین میں ۔ ۔ ۔ برلن کی طرح ایک تبلیغی مشن قائم کر دیا جائے۔ یہی وہ خواب ہے جو ہم آپ کو دکھلانا چاہتے ہیں یہی وہ خواہش اور خیال ہے جو ہم آپ کے دلوں اور دماغوں میں پیدا کرنے کے متمنی ہیں۔

آپ حیران نہ ہوں آپ مشکلات کے اس حصار کی طرف بھی بار بار نہ دیکھیں جو اس وقت قوم کے گرد موجود ہے۔ ہم یہ بات حالات پر پوری طرح غور کرنے اور اپنے الفاظ کی ذمہ داریوں سے آگاہ ہونے کے بعد کہہ رہے ہیں یقین جانیئے کام کرنے والوں کی زندگی میں کوئی ایسا لمحہ نہیں آتا اور نہ آسکتا ہے جس وقت ان کے سامنے مشکلات موجود نہ ہوں آپ ذرا تھوڑی دیر کے لئے اپنے ماضی پر غور کریں کیا جب آپ نے انجمن کی بنیاد رکھی کیا جب آپ نے انگریزی ترجمۃ القرآن کی اشاعت ووکنگ اور برلن میں مشن کے قیام کا عزم کیا تھا اس وقت آپ کے سامنے مشکلات موجود نہ تھیں بہ یقینا موجود تھیں اور آج کل سے زیادہ موجود تھیں لیکن عزم راسخ اور جذبہ صادق ان سب پر غالب آگیا۔ اب بھی ایسا ہو سکتا ہے۔

اندلس دراصل ایک اسلامی ملک اور مسلمانوں کی ملکیت ہے ہماری سیاہ بختی سے یہ غیروں کے قبضے میں چلا گیا اور اس طرح گیا۔ کہ بظاہر مسلمانوں کا نام و نشان اس میں موجود نہ رہا۔ یہ ہماری گمشدہ دولت ہے اس پر قبضہ ہماری غیرت و عزت کا سوال ہے۔ اب تبلیغ کے ذریعے اس ملک کو فتح کرنے کا وقت آگیا ہے۔

احمدی مجاہدو غفلت نہ کرو۔ ہم اپنے نوجوانوں کو خاص طور پر مخاطب کر رہے ہیں۔ حضرت امیر نے ایک بلند عزم کیا اس کا نتیجہ انگریزی ترجمۃ القرآن اور متعدد بیش بہا تصانیف کی شکل میں موجود ہے۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب رحمۃ اللہ کے دل میں ایک اعلیٰ خواہش پیدا ہوئی ووکنگ مشن اس کا ثمر ہے۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے ایک بڑا خواب دیکھا برلن مسجد اور مشن اسی کی تعبیر ہے۔ پیارے نوجوان بھائیو دنیا کو یہ یقین کرنے کا موقع نہ دو کہ اب جماعت احمدیہ ایسے سپوت پیدا کرنے سے عاجز آگئی ہے۔ بلکہ اس امر کا ثبوت دو کہ اس جماعت کی مائیں ملت مسلمہ کو اب بھی محمد علی، کمال الدین اور صدرالدین ایسے سپوت دے سکتی ہیں اور ہمیشہ دیتی رہیں گی۔

ہم عرصہ سے اندلس کی داستان تباہی پڑھ کر روتے ہیں ہمارے شاعروں نے اس تاریخی حادثہ پر مرثیئے لکھے ہمارے سیاحوں نے اسلام کے اس اجڑے گلشن میں جا جا کر سرد آہیں بھریں لہذا گرم گرم آنسو بہائے۔ ضرورت ہے کہ رونے دھونے کا یہ سلسلہ ختم کر کے اس ملک پر فاتحانہ تبلیغی یلغار شروع کر دی جائے طارق ابن زیاد نے اس ملک کو تلوار کے ذریعہ فتح کیا تھا کیا آپ میں کوئی طارق ثانی موجود نہیں جو قلم و تبلیغ سے دوبارہ اس پر قبضہ کرے؟

احمدی نوجوانو! امت مسلمہ کے سپوتو! سوچو اور اس سوال کا جواب دو آج عید کا دن ہے آؤ ان مسرت انگیز لمحوں میں کوئی بڑا خواب دیکھیں کوئی بلند عزم اور خیال پیدا کریں۔ کیا سپین میں تبلیغی مشن کا قیام ایک بڑا خواب اور ایک بلند عزم و خیال نہیں!

عید کے دن ایک ضروری کام

آپس کی نا اتفاقیاں، عداوتیں اور رنشکر رنجیاں مسلمانوں کی تباہی کا بہت بڑا سبب ہیں۔ آج کل تو یہ وبا عام ہو رہی ہے۔ پرانی شفقتیں سعادت مندیاں اور وضع داریاں خواب و خیال ہوتی جا رہی ہیں۔ باپ بیٹوں اور بھائیوں بھائیوں میں ناگفتہ بہ ناچاقیاں موجود ہیں۔ یہ حالت دراصل ایک زبردست لعنت اور قومی ادبار کی نشانی ہے ضرورت ہے۔ اس لعنت کو دور کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائے محض اس کوشش کے طفیل ہی بے شمار مسلم خاندان تباہی سے بچ سکتے ہیں، عید کا مبارک دن اس کے لئے ایک اچھا موقعہ ہے۔ احباب کا فرض ہے۔ کہ وہ عفو، درگذر اور اسلامی حسن اخلاق سے کام لیکر آپس میں جو شکر رنجیاں ہیں، انہیں دور کریں۔ اگر کسی سے آپ کو شکایت ہے تو اسے معاف کر دیں۔ اگر آپ کے متعلق کسی کو کوئی غلط فہمی ہے۔ تو اسے خوبصورتی سے رفع کر دیں۔ اگر فی الحقیقت آپ ہی قصوروار ہیں۔ تو صفائی قلب اور ندامت کے ساتھ اس سے معافی مانگ لیں غم و غصہ حسد و بغض ایسے نامراد جذبات ہیں جو انسان کے اخلاق کے علاوہ اس کی صحت کیلئے بھی زہر قاتل سے کم نہیں۔ کیا یہ بہتر نہیں۔ کہ دل کو ان زہریلے جذبات کی بجائے خلوص محبت سے بھرپور رکھا جائے بعض اوقات فریقین ایک دوسرے سے صلح کی خواہش رکھنے کے باوجود کچھ تکلف سے کام لیا کرتے ہیں۔ دوسرے دوستوں اور رشتہ داروں کا فرض ہے۔ کہ وہ صلح کرانے کی پوری کوشش کریں ہم تمام احمدی بزرگوں اور بھائی بہنوں کی خدمت میں بمنت درخواست کریں گے۔ کہ وہ اس عید پر اپنے ان تمام رشتہ داروں اور اسلامی بھائیوں سے جن سے ان کے تعلقات کشیدہ ہوں صلح صفائی کر لیں۔ اس مبارک غرض کو عید کے دن کا ایک بہت ہی ضروری کام سمجھیں ٭

دوسرا ضروری کام

آج کل مسلمان دنیا کی تمام اقوام سے زیادہ دکھوں اور مشکلوں میں مبتلا ہیں۔ ہماری قوم کا ایک کثیر حصہ ایسا ہے جنہیں آرام کی روٹی اور چین کی زندگی میسر نہیں۔ بے شمار بیماروں۔ اپاہجوں۔ بیواؤں کا کوئی خبر لیوا نہیں۔ مالی مشکلات اور بے روزگاری کا تو ہر جگہ شکوہ ہے اس کے علاوہ لاتعداد ایسے سفید پوش اور وضع دار لوگ ہیں جو شدید مشکلات میں مبتلا ہونے کے باوجود کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے اور نہ ان کی زبان پر حرف شکایت آتا ہے۔ ملکی اقتصادی مشکلات اور ذہنی اور روحانی اذیتیں ناقابل بیان ہیں، سیاسی طور پر دیکھا جائے

"ظلی حاجیوں" کی صحیح تعداد

جھوٹا کون ہے، "الفضل" یا "پیغام صلح"؟

(از مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

میاں پرست قادیانی احمدی کہتے ہیں۔ کہ پیغام صلح نے یہ جھوٹ بولا ہے۔ کہ گذشتہ سالانہ جلسہ پر قادیان میں کل سات ہزار احمدی جمع ہوئے تھے۔ حالانکہ وہاں بیس پچیس ہزار آدمی جمع ہوئے تھے

واقعی اگر بیس پچیس ہزار آدمی جمع ہوئے تھے۔ اور پیغام صلح نے کل سات ہزار کا مجمع لکھا ہے۔ تو یہ بالکل خلاف واقع امر ہے۔ لیکن اگر الفضل نے حسب عادت کم از کم دگنا تعداد زیادہ بتائی ہے تو یہ اس کا بیان خلاف واقعہ ہے۔ دہلی میں جناب میاں صاحب کے بعض مرید اس تحقیقات کے لئے میری شہادت لینا چاہتے تھے کیونکہ میں بھی حسب معمول جلسہ کے موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں درود و سلام کی خاطر حاضر ہوا تھا۔ اور ساتھ ہی جلسہ سالانہ بھی دیکھا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ میرے خیال میں دس ہزار سے زیادہ کا مجمع قادیان میں ہرگز نہ تھا۔ اور پیغام صلح کا بیان مجھے بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک حساب پر مبنی ہے۔

بلیک ہول

تاریخ ہند میں ایک کورا جھوٹ یہ لکھا ہے۔ کہ ایک کرہ جو غالباً ۱۰×۱۰ فٹ یا ۱۰۰ مربع فٹ تھا۔ اس میں نواب سراج الدولہ نے انگریزوں کے ۱۴۶ آدمیوں کو بند کر دیا۔ اور وہ ۱۲۳ بوجہ گرمی اور حبس دم کے سسک سسک کر مر گئے

اب جس طرح اہل علم کے نزدیک یہ واقعہ اس لئے غلط ہے۔ کہ کرہ مذکور میں اتنے انسان جن کا تاریخ میں ذکر ہے۔ آ ہی نہیں سکتے، خواہ کچھ بھی کیا جائے۔ اس لئے یقیناً یہ کسی ایسے شخص کا کورا جھوٹ ہے۔ جو مسلمانوں کا دشمن ہے۔ اسی طرح "الفضل" کا بیان ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے۔ کہ الفضل بے جا طرفداری میں غلو کی وجہ سے ایک طرف تو یہ کہتا ہے۔ کہ جلسہ گاہ ۱۲۰ فٹ × ۱۲۰ فٹ یا ۱۴۴۰۰ مربع فٹ تھی۔ دوسری طرف جلسہ پر آنیوالوں کی تعداد میں پچیس ہزار نفوس بتاتا ہے۔ حالانکہ اگر اس تعداد سے نصف لوگ بھی ۱۴۴۰۰ مربع فٹ جگہ میں بیٹھنا چاہیں۔ تو نہیں بیٹھ سکتے۔ کیونکہ ایک آدمی کے لئے کم از کم دو مربع فٹ جگہ تو لازمی ہے اسلئے "الفضل" کا بیان غلط ہے۔ در حقیقت دوسرے لوگوں کو اپنی جھوٹی بڑائی جتانے کیلئے دانستہ ایسا بیان دیا گیا ہے۔ اور ہر سال ہی ایسا کیا جاتا ہے۔ اور میں نے بارہا خود اس امر کو احمدی دوستوں کو جلسہ کے موقع پر جتا یا ہے۔ کہ دیکھ لو۔ یہ جگہ ہے۔ اور یہ آدمی ہیں۔ بڑی سے بڑی لائن سب سے اوپر والی گیلری ہے۔ اور اس پر اتنی پچاسی آدمی ہیں۔ اس لئے اگر ہم بیٹھنے والوں کی ۸۵ قطاریں تسلیم کر لیں۔ اور ہر ایک میں ۸۵ آدمی مان لیں (حالانکہ یہ تخمینہ اصل سے زیادہ ہے) تو بھی ۸۵×۸۵ = ۷۲۲۵ نفوس کا یہ مجمع ہے۔ اور اگر خالی جگہوں کا خیال کر لیا جائے۔ تو ۷۰۰۰ سے بھی کم تعداد ہے۔ اور اگر جلسہ گاہ کو پیمائش کرکے حساب کی رو سے اندازہ کیا جائے۔ تو یہاں ۷۰۰۰ آدمی سے زیادہ بیٹھ ہی نہیں سکتے۔ مگر اخبار میں ضرور ہی اعلان ہوگا۔ کہ ۱۸۰۰۰ یا ۲۰۰۰۰ کی حاضری میں خدا کا اولوالعزم خلیفہ چھ گھنٹے لیکچر دیتا رہا۔ مجھے بعض نیک ظن دوستوں نے کہا۔ کہ ایسی باتوں کی طرف آپ خیال نہ کریں۔ لہٰذا میں کہہ دیتا۔ کہ میں تو صرف آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ بے جا محبت کس طرح انسان کو اندھا بنا دیتی ہے۔ کہ انسان دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ ہر سال یہ کہہ دیا جاتا ہے۔ کہ جلسہ گاہ بڑھائی گئی۔ پر پھر بھی کافی نہ تھی۔ حالانکہ اگر ایک فٹ یا دو فٹ بڑھا بھی دی جاتی۔ تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑھتا۔ مگر جھوٹا پروپیگنڈا کرنے کیلئے ہر سال یہ کہہ ضرور دیا جاتا ہے۔ اور تعداد زائرین کو دو چند اور سہ چند بتا کر اپنوں اور بیگانوں پر ایک رعب قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جو یقیناً ایک معیوب بات ہے۔ اور حق ایسی جھوٹی تائید کا محتاج نہیں ہے۔

میرے اس بیان پر ایک قادیانی احمدی بھائی نے کہا۔ کہ پیغام صلح کا بیان بالکل متعصبانہ اور جھوٹا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ اچھا آؤ عملی طور پر دیکھیں۔ کہ حق کیا ہے۔ چنانچہ ایک گز لیکر جگہ ناپی گئی اور میں نے کہا۔ کہ اب اس میں جس طرح چاہو بیٹھ جاؤ۔ چار آدمی سے زائد نہیں بیٹھ سکتے۔ چنانچہ چار آدمی اس میں بدقت بیٹھے۔ تب میں نے کہا۔ کہ اب آپ کی جلسہ گاہ بقول الفضل ۴۰ × ۴۰ گز = ۱۶۰۰ مربع گز ہے۔ اس لئے جب کہ ایک مربع گز میں ۴ نفوس بیٹھے ہیں تو ۱۶۰۰ میں ۶۴۰۰ سو نفوس بیٹھ سکتے ہیں۔ اور پیغام صلح نے تو ۷۰۰۰ لکھے ہیں۔ پس اب خود ہی سوچ لو۔ کہ جھوٹا کون ہے۔

اب میرے اس دوست کے پاس جواب تو کچھ نہ رہا۔ مگر حسن ظن جو الفضل سے تھا۔ اس کی بنا پر انہوں نے فرمایا کہ دراصل سات ہزار تو جلسہ گاہ میں ہونگے۔ اور اتنے ہی اور لوگ جن میں بچے بھی شامل ہیں جلسہ گاہ سے باہر اور شہر میں پھر رہے ہونگے۔ اور اتنی ہی عورتیں ہوں گی۔ جو گھروں میں ہونگی۔ تب میں نے اس دوست سے کہا۔ کہ اتنا تکلف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ قادیان کے ارد گرد سکھ بھی رہتے ہیں۔ اور جہاں ایک سکھ جا رہا ہو۔ تو کہا کرتے ہیں۔ کہ

"تھیو واں کدھر چلیاں ایں" (نوجیں کدھر جا رہی ہیں)

سو ایک ایک احمدی سوا لکھ خالصہ کی طرح سمجھ لو۔ اور یا یوں کہو۔ کہ ایک مومن دس کافروں کے برابر ہوتا ہے۔ اس لئے مخلصین کو دس گنا لکھا جاتا ہے۔ اور عوام کو دوگنا۔ اس طرح ۲۰۰۰۰ کی تعداد ہو جاتی ہے۔ اس پر پھر اس دوست نے کہا۔ کہ مولوی صاحب چونکہ میاں صاحب نے آپ کو جماعت سے نکال دیا ہے اسلئے اب آپ اسی طرح کہیں گے۔ تب میں نے انہیں یاد دلایا۔ کہ یہ تو وہ بات ہے۔ جو میں قریباً ہر سال ہی کہتا رہا ہوں۔ صرف اتنا فرق ہے۔ کہ آگے مخالفانہ رنگ میں نہیں کہتا تھا۔ بلکہ دوستانہ رنگ تھا اب چونکہ میں آپ کی جماعت سے باہر ہوں۔ اس لئے آپ لوگوں کے مقابل وہی سچی بات کہہ رہا ہوں جس کا ثبوت آپ کا اپنا تجربہ موجود ہے۔ اور اگر آپ انصاف سے بولیں۔ تو آپ کو بھی یہ کہنا پڑے گا۔ کہ

"الفضل ہی جھوٹا ہے"

گالیاں دینا بات اور ہے۔ اپنی سچائی کو ثابت کرنا دوسری بات ہے۔ اس لئے آپ پیغام صلح کو برا کہنے کی بجائے الفضل کو کہیے۔ کہ وہ کسی حساب کے قاعدہ کی رو سے اپنی تعداد ۲۰۰۰۰ یا زیادہ ثابت کر کے دکھائے۔ روٹی کی پرچیاں تو بالکل ناقابل اعتماد ہیں۔ کیونکہ کھانے کے وقت تو اگر تمام قادیان اور اس کے گرد و نواح کے لوگ بھی شامل ہو جائیں۔ یا بعض بزرگ جو مہمان خانہ کے مصارف کے ذمہ دار ہوں۔ وہ اپنے خرچ کو پورا کرنے کیلئے خانہ پری کرنا چاہتے ہوں۔ تو کوئی تعجب نہیں اس لئے کسی معقول طریق سے الفضل کے بیان کو سچا ثابت کر کے دکھا دیں۔ ہم کو ضد نہیں۔ ہم ضرور ضرور سچائی کو قبول کر لیں گے ورنہ یوں تو بندہ قائل نہیں کسی شیخ و شاب کا۔

پھر اگر قادیان میں ۲۰۰۰۰ آدمی مہمان ہوں۔ تو ان کی رہائش کا انتظام بھی محال ہے۔ بورڈنگ سکول اور مہمانخانہ اور دفاتر کی عمارتیں تو مشکل سے ۶-۷ ہزار آدمی کے لئے کفایت کر سکتی ہیں۔ ہاں یہ ممکن ہے۔ کہ گرد و نواح کے دیہاتی ہر روز کھانا کھا کر ہزاروں کی تعداد میں نکلے جاتے ہوں۔

بقیہ صفحہ ۳

تو ہندوستان اور دوسرے متعدد ممالک میں مسلمانوں کے لئے شدید خطرات موجود ہیں۔ بعض مقامات پر بے دینی و بے راہ روی کی وبا شروع ہو چکی ہے۔ روس اور بعض دوسرے ممالک سے تو بہت ہی بُری خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ اس لئے ہم تمام احباب کی خدمت میں التماس کریں گے۔ کہ نماز عید کے بعد اپنے عزیزوں، دوستوں تمام افراد جماعت اور مسلمانان عالم کے لئے خلوص دل سے دعا کریں۔ خداوند کریم ہم سب کو خدمت دین کی توفیق دے۔ ہر ایک مسلمان کی مشکلات کو دور فرمائے۔ تمام اسلامی ملکوں سلطنتوں اور ریاستوں کا حامی و ناصر ہو۔ اپنے ان مبلغوں اور کارکنوں کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے، جو دور دراز مقامات و ممالک میں خدمت دین میں مصروف ہیں۔ دعا میں بڑی طاقت ہے۔ اکٹھے ہو کر دعا کرنا تو بے حد مؤثر ہوتا ہے۔ ہم بحیثیت انسان بالکل ناچیز ہستیاں ہیں۔ ہماری کوششیں اور تجویزیں ہمارے ارادے اور خواہشیں اس وقت تک کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتیں، جب تک مالک حقیقی کا فضل و کرم ہمارے ساتھ شامل نہ ہو

ہاں ہمیں اپنے قادیانی دوستوں اور جناب میاں صاحب کے لئے بھی جو آج کل تکفیر المسلمین، اجرائے نبوت اور ظلی حج وغیرہ کے مسائل وضع کر کے اسلام اور وحدت و زبان کے تئیں کو نقصان پہنچا رہے ہیں، دعا کرنی چاہیئے۔ خدا انہیں اس بے راہ روی اور غلو سے نجات دے، اور دوسرے مسلمانوں کو اس مصیبت سے محفوظ رکھے

حضرت امیر اور جناب بیرسٹر زیرآباد میں

۱۵ جنوری کی صبح کو حضرت امیر، جناب بیرسٹر، حضرت مولانا صدر الدین صاحب اور جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب بذریعہ موٹر سیالکوٹ وزیرآباد تشریف لے گئے جہاں اسی روز سہ پہر کو ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت شیخ عبد الحق صاحب سب جج منعقد ہوا جس میں جناب بیرسٹر اور حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے تقریریں فرمائیں حضرت امیر ۱۵ کی شام ہی کو واپس لاہور تشریف لے آئے، باقی اصحاب ایک دو روز اور قیام فرمائیں گے مفصل کیفیت انشاء اللہ آئندہ پرچے میں درج ہوگی۔

جاتا تھا جس کو لوگوں نے بڑی اہمیت دینے کی کوشش کی۔ حالانکہ کوئی اتنی بڑی اہمیت اس کو حاصل نہ تھی۔ کام کرنیوالوں میں اختلاف بھی ہوتے ہیں۔

خدمت دین میں ہی اصلی عزت ہے

تو اس وقت میرے دل میں جو غالب خیال اور جو جوش پیدا ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ ہمارے نوجوان اس رستہ کو بھی اختیار کر کے دیکھیں یہ صحیح ہے کہ ایک شخص ملکی معاملات میں عزت حاصل کر لیتا ہے لیکن اس کو وہ عزت ایک صوبہ میں یا زیادہ سے زیادہ ایک ملک میں حاصل ہوتی ہے مگر تمام دنیا میں عزت حاصل کرنا یہ بڑا مشکل کام ہے۔ ایک جج اپنے صوبہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور یہی وہ منصب ہے جس پر خواجہ صاحب پہنچ سکتے تھے۔ اگر وہ اپنی وکالت کو ترک نہ کرتے۔ لیکن آج صرف ہندوستان ہی نہیں باہر ہر جگہ کے لوگ خواجہ کمال الدین کو جانتے اور عزت کے ساتھ نام لیتے ہیں۔ تو اتنی بڑی عزت یہ دین کی خدمت کا نتیجہ ہے۔ دنیا میں لوگ روپیہ کس غرض سے پیدا کرتے ہیں اس کا بھی منتہا عزت ہی ہے۔ تو کیا ہمارے نوجوانوں میں یہ خواہش نہیں پیدا ہوتی کہ وہ بھی اس عزت کو حاصل کریں۔ بے شک اس وقت اپنے کام کریں لیکن دین کی خدمت کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار کریں۔ کام کرنے کیلئے بہت ہے لیکن آدمی نہیں ہیں۔ کام کرنیوالے ہونے چاہئیں۔ کوئی فرانسیسی زبان پڑھے کوئی جرمن سیکھے۔ کوئی ہسپانوی زبان کا علم حاصل کرے تاکہ وہ ان ممالک میں جا کر کام کر سکیں۔ حالات خواہ کیسے ہوں لیکن کام کیلئے عزم اور تیاری ہونی چاہئے۔ کیا خواجہ صاحب کے سامنے کوئی امیدیں اس وقت تھیں جب انہوں نے کام شروع کیا لیکن کام کرنے کے لئے جب اٹھے تو خدا نے خود ہی رستے کھول دیئے۔ یہ قرآن کے ترجمہ ہی کے کام کو دیکھو کس طرح ایک غریب جماعت قرآن کا ترجمہ کر سکتی ہے۔ لیکن جب آپ نے تہیہ کر لیا تو خدا نے بھی فضل کے دروازے کھول دیئے۔ جرمنی کا کام کس طرح ہو گیا؟ گو بہت لوگوں کے روتے روتے ہوا لیکن کام خدا نے کر دیا۔ اور آج اس کام کو دیکھ کتنی خوشی حاصل ہوتی ہے

انسان کی سب سے بڑی خوش قسمتی

پھر اس شخص سے بڑھ کر کون خوش قسمت ہے جس کے آخری لمحات خوشی کے ہوں۔ لکھا ہے کہ ہمارے نبی کریم صلعم نے اپنے اس دنیا کی زندگی کے آخری لمحات میں اپنے حجرہ کی کھڑکی سے جو مسجد کے اندر کھلتی تھی پردہ اٹھایا۔ لوگ اس وقت نماز میں مشغول تھے آپ دیکھ کر مسکرائے کہ جس کام کے لئے خدا نے بھیجا تھا وہ تکمیل کو پہنچا اور انسانوں نے اپنے مولیٰ کے سامنے جھکنا سیکھ لیا۔ جن دوستوں کی ملاقات خواجہ صاحب سے آخری ایام زندگی میں ہوئی ہوگی ان کو علم ہوگا کہ خواجہ صاحب کس قدر اس بات پر خوش تھے کہ وہ دنیا سے کامیاب جا رہے ہیں ہماری تو دعا ہے کہ اس جماعت کے اندر خواجہ صاحب کی اولاد اور ان کے اقرباء کے اندر ایسے لوگ خدا پیدا کرے جو ان کا اور اپنے نام روشن کرنیوالے ہوں۔

خواجہ صاحب کی تقلید کرو

میں پھر کہتا ہوں کوئی بڑی بات نہیں محمد علی لاکھوں اور ہزاروں ہو سکتے ہیں خواجہ کمال الدین لاکھوں اور ہزاروں ہو سکتے ہیں ذرا ہمت کرنے کی دیر ہے۔ خدا کی طرف اختیار کرو۔ جس نے خدا کی طرف اختیار کر لیا اس کا نام ہمیشہ کے لئے ۴۴

۴۴ دنیا میں روشن ہو گیا۔ یوں تو دنیا میں ہزاروں اور لاکھوں بڑے بڑے ذی وجاہت لوگ ہوتے ہیں لیکن شاید انہی چند لوگوں کی قبریں بھی دنیا میں قائم رہ جاتی ہیں۔ جنہوں نے خدا کی طرف اختیار کر لی ورنہ کوئی نام بھی نہیں جانتا۔ اس لئے میں تو اپنے دوستوں کو اسی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ اس محترم دوست کی موت سے یہ سبق حاصل کریں کہ اس کے کام کو اختیار کر کے اس کے نام کو بھی دنیا میں روشن کریں۔

عالم اسلام

—— حکومت ایران کے تین جنگی ہوائی جہاز انگلستان کی ایک کمپنی تیار کر رہی ہے۔ جو تقریباً مکمل ہو چکے ہیں معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ایران نے کارخانہ کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ نہایت پراسرار طریقہ سے ان کو تیار کرے۔ اور ان کے فنی اسرار کی باتیں کسی شخص پر ظاہر نہ ہونے دے۔ اس ہدایت کے ماتحت کارخانہ نے اخباروں کو تفصیلی حالات دینے سے انکار کر دیا ہے جس پر طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ اسی کارخانہ میں انگلستان کے جنگی طیارے تعمیر کئے جاتے ہیں

—— گذشتہ ہفتہ کابل میں شدید زلزلہ آیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے زیادہ نقصان نہیں ہوا۔

—— حکومت ایران نے اینگلو پرشین آئل کمپنی کے تنازعہ کے سلسلہ میں اپنے وزیر انصاف کو قانونی وکیل بنا کر جمعیت الاقوام کے سامنے جوابدہی کے لئے جنیوا بھیجا ہے۔ ممدوح نے ایک اخباری بیان میں فرمایا۔ کہ تیل کے مراعات ایران کا ایک داخلی مسئلہ ہے جمعیت الاقوام قانونی طور پر اس کی سماعت کا حق نہیں رکھتی۔

—— عباس حلمی پاشا سابق شاہ مصر آج کل شام و فلسطین کا دورہ کر رہے ہیں۔ مصری اخبارات ان کی اس سیاحت کو خاص اہمیت دے رہے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ممدوح جو بہت بڑے دولتمند ہیں۔ اپنے روپے سے عربوں کی زمین خرید لیں گے۔ تاکہ وہ یہودی سرمایہ داروں کے قبضہ میں نہ چلی جائیں۔

—— افغانستان کے ملکی و غیر ملکی تاجر موجودہ حکومت افغانستان سے ہر طرح مطمئن اور اس کے حسن انتظام کے معترف ہیں۔

—— حکومت برطانیہ کے حجازی سفیر جدہ پہنچ گئے ہیں۔

—— انگورہ میں نوجوان ترکوں کی اقتصادی اور تجارتی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ قائم ہے جس کا سالانہ جلسہ گذشتہ ماہ منعقد ہوا جس میں ترکی ماہرین اقتصادیات نے معرکۃ الآرا لیکچر دیئے۔ اور نوجوان ترکوں کو تجارتی اور اقتصادی اہمیت سے روشناس کیا۔

—— جلسہ مذکور میں غازی عصمت پاشا صدر وزارت ترکیہ نے بھی ایک زبردست تقریر کی جس سے نوجوان ترکوں کی نظروں کے سامنے ترکی انقلاب کی ایک اجمالی تاریخ آ گئی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تعمیر و تکمیل نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بلاشک ترکی جمہوریت دنیا کے انقلابات کا ایک نمایاں نتیجہ و ثمر ہے۔ گو ہمارے راستے میں بے شمار مشکلات حائل ہیں۔ لیکن ہم ان سب کا مقابلہ کرینگے یہ ہماری قربانیوں ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ آج ہمارے دشمن بھی ہمارا نام عزت کے ساتھ لیتے ہیں۔

—— چین کی ایک اسلامی انجمن نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ چند عربی دان چینی مسلمانوں کا ایک وفد اسلامی ممالک کی سیر و سیاحت کے لئے روانہ کیا جائے۔ جو مختلف اسلامی مراکز میں پہنچ کر علماء اسلام سے تبادلہ خیالات کرے۔ ان کو اپنی حیثیت سے آگاہ کرے۔ اور ان کے حالات سے خود واقف ہو۔ تجویز ہے۔ کہ یہ وفد دو سال کے اندر اپنا دورہ ختم کرے۔ انجمن کے حل و عقد کا ارادہ ہے۔ کہ وفد کی روانگی سے قبل اسلامی مراکز سے خط و کتابت کر کے تمام امور طے کر لئے جائیں۔ چین کے مسلمان تاجروں نے اس وفد کے اخراجات کے لئے گرانقدر مالی امداد دینے کا وعدہ کیا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ امسال جاوا و سماٹرا کے مسلمان کثرت سے حج کے لئے آئیں گے۔ اگرچہ مختلف طاقتیں ان کے لئے مشکلات پیدا کر رہی ہیں۔ لیکن ان کا عزم اور جذبہ اسلامی ان پر غالب ہے گا انشاء اللہ

—— قاہرہ کی تازہ خبر مظہر ہے۔ کہ شاہ فواد جب مدرسہ ریاضی کی جدید بلڈنگ کا سنگ بنیاد رکھنے کیلئے تشریف لے گئے تو وہاں ایک افسر کو خطرناک بم ملا جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ وہ شاہ ممدوح کو نقصان پہنچانے کے لئے رکھا گیا تھا۔

—— ایرانی حکومت نے اپنی تجارت کی توسیع کے سلسلہ میں اپنے سفیر متعینہ عراق کو ہدایت کی ہے۔ کہ شام کے علاقوں کا اس نقطہ نظر سے معائنہ کرے۔ کہ آیا یہ شہر ایرانی پیداوار کی منڈی بن سکتے ہیں۔ سفیر موصوف نے اس حکم کی تعمیل میں شامی علاقہ کا دورہ کیا۔

—— وزارت تعلیم مصر نے اس مطلب کے سخت احکام نافذ کئے ہیں۔ کہ کوئی طالب علم سیاسیات میں حصہ نہ لے۔ ورنہ سخت سزا دی جائیگی۔ اس حکم کے ماتحت متعدد طلبہ درسگاہوں سے خارج کئے جا چکے ہیں۔

—— افغانستان میں بوائے سکاوٹ کی تحریک روز بروز ترقی کر رہی ہے سکاوٹوں کی تعداد میں سرعت سے اضافہ ہو رہا ہے۔ تحریک مذکور کو نہ صرف شاہی سرپرستی حاصل ہے۔ بلکہ حکومت افغانستان کے ذمہ دار وزراء بھی اس میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ عراقی اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ آئندہ انتخابات عراق کا مسئلہ نہایت اہمیت اختیار کر رہا ہے۔ قوم پرست پارٹی اس انتخاب میں حصہ لینے کی سرگرم تیاری کر رہی ہے۔

—— شاہ افغانستان نے کابل کے عربی دار العلوم کے ان طلبہ کیلئے جن کی تعلیمی اور اخلاقی حالت بہت ممتاز رہی ہے متعدد انعامات دینے کا حکم دیا ہے۔

—— عربی اخبارات رقمطراز ہیں۔ کہ فلسطینی ریلوے کی ایک نئی شاخ کی تعمیر کی غرض سے پیمائش کی جا رہی ہے۔ یہ شاخ مقام روحانی واقع جزیرہ نما سینا کے شمالی سے بندر فواد تک بچھائی جائے گی۔ اس سے مقصود یہ ہے۔ کہ فلسطین اور مصر کی تجارت کو وسعت دی جائے۔ فلسطینی ریلوے کا موجودہ آخری اسٹیشن قنطرہ ہے۔

—— کابل ۲۴ جنوری۔ حال ہی میں حکومت افغانستان نے علاقہ ماشقرغن میں ایک جدید ہائی سکول قائم کیا ہے۔

—— ایرانی قونصل جنرل متعینہ بمبئی نے اعلان کیا ہے۔ کہ بمبئی کے بعض اخبارات میں جو یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ اینگلو پرشین آئل کمپنی کے تنازعہ کے سلسلہ میں تیمور تاش ایرانی وزیر عدالت کی برطرفی کے بعد شاہ ایران نے حکم دیا ہے۔ کہ اعلیٰ سرکاری و فوجی عہدیدار یوروپین خواتین سے اختلاط نہ رکھیں۔ اور نہ غیر ملکیوں کے غیر مقلدانہ اجتماعات میں شریک ہوں۔ یہ خبر بالکل غلط ہے۔ ایرانی قوم اپنی مہمان نوازی کیلئے مشہور ہے۔ اور ایران میں ہر مذہب و ذات اور قوم کے ساتھ مساوی سلوک کیا جاتا ہے۔

محشرستان الور

— الور ۲۲ جنوری۔ مسلمان افسران ریاست کو مہاراجہ رفتہ رفتہ برطرف کر رہے ہیں۔ راجہ غضنفر علی وزیر مال رخصت ہو چکے ہیں مسٹر حسن شاہ انجینیر تعمیرات کو بھی علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ موصوف اپنے دفتر میں بیٹھے کام کر رہے تھے۔ کہ بذریعہ ٹیلیفون حکم دیا گیا۔ کہ وہ بارہ گھنٹے کے اندر اندر اپنے متعلقین و سامان کے ساتھ حدود ریاست سے باہر ہو جائیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے۔ مسٹر حسن شاہ خان بہادر رحیم بخش صاحب کے قریبی رشتہ دار اور راجہ غضنفر علی خان کے دوست ہیں

— ایک مسلمان افسر ترائی کو بھی اسی طریقے سے علیحدہ کر دیا گیا

— الور ۲۲ جنوری۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر حکومت برطانیہ نے تحقیقاتی کمیشن مقرر کرنا چاہا۔ تو دربار الور اس کی مخالفت کریگا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ ریاست میں جو زرعی کمیشن مقرر ہوا تھا۔ اس کی سفارشات کو منظور کرنے کے معاملہ پر مہاراجہ غور کر رہے ہیں۔

— کمیشن مذکور نے مالیہ کے ایک حصے اور محصول چنگی کے متعلق آٹھ لاکھ روپیہ معاف کرنے کی سفارش کی ہے۔ اگر یہ منظور کر لی جائے۔ تو سابقہ معافی اور بقایا اور یہ معافی سب ملا کر پندرہ لاکھ روپیہ ہو جاتا ہے۔ ریاست کی آمدنی ۵۵ لاکھ روپیہ ہے جو معافی کے بعد چالیس لاکھ روپیہ رہ جائے گی۔ اس صورت میں مہاراجہ اور حکومت الور کو اپنے اخراجات میں کافی تخفیف کرنی پڑے گی۔

— دہلی میں افواہ گرم ہے۔ کہ برطانوی افواج عنقریب الور سے واپس بلالی جائے گی۔ اخبار رسول اس کی تردید کرتا ہے۔

— الور ۲۲ جنوری۔ مہاراجہ سوروں کا شکار کھیلنے میں مصروف ہیں۔ اس لئے خیال کیا جاتا ہے۔ آئندہ ہفتے کے وسط میں دربار منعقد نہیں ہو سکیگا۔

— برطانوی فوجی افسر دورہ کر کے بے چینی کے اسباب معلوم کر رہے ہیں۔ جس وقت حکومت برطانیہ تحقیقاتی کمیشن مقرر کریگی۔ اُس وقت اس تحقیقات کے نتائج بہت کام آئیں گے۔

— الور ۲۳ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ کا سامان شکار پچاس ہاتھیوں پر لد کر گیا ہے۔ دنیا حیران ہے۔ کہ ان کی ریاست میں محشر بپا ہے۔ سینکڑوں مسلمان ذبح ہو چکے ہیں۔ اور وہ سیر و شکار میں مصروف ہیں۔

— دوران تحقیقات میں برطانوی افسروں کے سامنے میو قوم کے افراد نے نہایت درد انگیز واقعات بیان کئے۔ ایک بوڑھے میو نے کمانڈر کے سامنے آ کر کہا ہمیں انگریزی راج کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہماری شکایات کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

— ۲۰ جنوری کو یوم الور کی تقریب پر طول و عرض ہندوستان میں بے شمار جلسے ہوئے۔

— دہلی ۲۴ جنوری گوبند گڑھ سے جو تازہ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہاجن لوگ اپنے گھروں کی حفاظت کیلئے یہاں کے جرائم پیشہ افراد کو ملازم رکھ رہے ہیں۔ جو رات کے وقت غریب مسلمانوں کے گھروں میں داخل ہو کر ان کو طرح طرح سے دق کرتے ہیں حتیٰ کہ مسلم خواتین کی بے عزتی کرتے ہیں۔ مقامی پولیس و حکام نے مسلمانوں کی پے در پے فریادوں کے باوجود اس کا کوئی تدارک نہیں کیا

— میو قوم مطالبہ کر رہی ہے۔ کہ تمام شکارگاہوں کی اراضی اصل مالکان کو واپس کر دی جائیں۔ نیز وہ تمام ٹیکس جو سات سال کے اندر لگائے گئے ہیں۔ منسوخ کر دیئے جائیں۔

خبریں

— مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی نے اعلان کیا ہے۔ کہ حاجی ہندوستان سے روانگی کے وقت واپسی ٹکٹ ہرگز نہ خریدیں۔ بلکہ واپسی کرایہ جمع کرا دیا جائے۔ واپسی ٹکٹ خریدنے کی وجہ سے حاجی اسی کمپنی کے جہازوں میں واپس ہونے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس طرح ان کو زحمت انتظار کے علاوہ بعض دوسری تکلیفیں بھی برداشت کرنا پڑتی ہیں۔

— مولانا موصوف نے یہ بھی اعلان کیا ہے۔ کہ صاحب استطاعت حاجیوں کو مغل لائن کے جہازوں کی بجائے یورپین جہازوں میں سفر کرنا چاہئیے۔ اس طرح عدن یا سویز پہنچ کر جدہ کا راستہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ یہ راستہ مقابلتہً بے حد آرام دہ ہے۔

— مولانا موصوف ہندوستان میں حکومت حجاز کے ایجنٹ ہیں حاجی روانگی سے قبل ان سے ہر قسم کا مشورہ مفت طلب کر سکتے ہیں خط و کتابت کا پتہ مولانا اسمٰعیل صاحب غزنوی امرتسر ہے۔ تار کیلئے "الغزنوی امرتسر" کافی ہے۔

— امسال ایم۔ ڈبلیو۔ رائے نے سفر حج کے نام سے جو پمفلٹ شائع کیا ہے۔ اس کا مطالعہ حجاج کے لئے بے حد مفید ہوگا۔

— صوبہ مدراس میں ایک مجسٹریٹ گولی سے ہلاک کر دیا گیا۔

— حادثہ بدھلاڈا کے متعلق جو تحقیقات ہو رہی ہے۔ اس میں ریاست پٹیالہ کی پولیس روڑے اٹکا رہی ہے۔ مسلمانان بدھلاڈا نے ایک جلسہ عام میں پٹیالہ پولیس کے اس شرمناک رویہ کے خلاف احتجاج کیا ہے۔

— میو ہسپتال لاہور میں ہندو ڈاکٹر اور ہاؤس سرجن مسلمان مریضوں کے ساتھ نہایت برا سلوک کرتے ہیں۔ اس کے متعلق مسلم پبلک کو بے شمار شکایتیں ہیں۔ ہسپتال مذکور کے ذمہ دار افسران کو ہندو کارکنوں کے اس مجرمانہ طرز عمل کی جلد اصلاح کرنی چاہئیے۔

— پٹنہ ۱۰ جنوری۔ پراونشل مسلم کانفرنس بہار و اڑیسہ کی مجلس انتظامیہ کا ایک جلسہ کل یہاں منعقد ہوا جس میں مسلمانوں کی نیابت اور زبان اردو کے تحفظ وغیرہ کے متعلق اہم قرار دادیں پاس ہوئیں۔ اور مطالبہ کیا گیا۔ کہ مسلمانوں کو صوبہ کونسل میں ۴۰ فیصدی پاسنگ دیا جائے۔

— گذشتہ ہفتہ کوہ مری پر سخت برفباری ہوئی۔ تمام پہاڑ چار چار فٹ برف سے ڈھک گیا۔ برفباری کی وجہ سے کشمیر کی ڈاک کی روانگی میں تاخیر ہو گئی۔

— مجلس احرار کے مشہور کارکن سید عطاء اللہ شاہ بخاری گذشتہ ہفتہ جیل سے رہا ہو گئے ہیں۔

— تخفیف کمیٹی کی سفارشات کے پیش نظر گورنر بااجلاس کونسل نے حکومت پنجاب کے دفاتر کے اوقات میں اضافہ کر دیا ہے۔ یکم فروری سے تمام دفاتر صبح دس بجے سے لیکر ساڑھے چار بجے تک کھلے رہیں گے اور ایک بجے کے بعد دوپہر صرف نصف گھنٹہ تفریح کی اجازت ہوگی۔

— گتکا بازی کے مشہور ماہر استاد نصیر الدین صاحب جالندھری نے چیلنج دیا تھا۔ جسے لاہور کے محمد رمضان صاحب نے منظور کر لیا ہے۔ امید ہے۔ لاہور میں عید کے دن ان کا مقابلہ ہوگا۔

— سی۔ پی کونسل نے کثرت رائے سے صوبہ میں ایوان ثانی کے قیام کی تجویز کو نامنظور کر دیا۔

— لندن ۲۲ جنوری۔ یہاں ٹیکسی اور موٹر بس چلانے والوں نے ہڑتال کر دی ہے۔ جس کی وجہ سے وسطی لندن کے باشندوں خصوصاً مزدوروں کو بہت تکلیف ہو رہی ہے۔

— لنڈن ۱۸ جنوری۔ کل کابینہ وزارت کا اجلاس منعقد ہوا۔ وزیر فضائی اور وزیر ہند کے علاوہ تمام ارکان حاضر تھے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ کابینہ میں زیادہ تر خارجی معاملات پر گفتگو ہوتی رہی ہے۔ آئندہ ماہ پارلیمنٹ کا اجلاس منعقد ہوگا۔

— لنڈن ۲۲ جنوری۔ کل شام لیگ اسمبلی (انیس ارکان کمیٹی) کا اجلاس منچوریا کے تصفیہ کیلئے منعقد ہوا۔ کمیٹی جاپان سے پیش کردہ تجاویز کے متعلق آخری اور قطعی جواب دریافت کرنا چاہتی تھی۔ جنیوا کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ جاپانی وفد کی قرارداد مذکور کے متعلق مجوزہ ترمیم یہ ہے۔ کہ مصالحتی کمیٹی کے ارکان پانچ یا سات ہوں۔ چین و جاپان کے مذاکرات میں کمیٹی کو براہ راست مداخلت کا حق حاصل نہ ہو۔ بلکہ وہ عند الضرورت امداد کرتی رہے۔

— لنڈن ۲۳ جنوری۔ آئندہ جولائی میں بمقام ایجینا غلہ کی ایک عالمگیر نمائش ہوگی جس میں شرکت کے لئے اب تک اکیس ممالک نے اظہار رضامندی کیا ہے۔

— لنڈن ۲۱ جنوری۔ ہمالیہ کی بلند ترین چوٹی (ماؤنٹ ایورسٹ) پر چڑھنے کے جو مہم تجویز کی گئی ہے۔ اس کے دو ارکان آج ہندوستان روانہ ہو گئے ہیں۔

— نئی دہلی ۱۴ جنوری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اصلاحات کے متعلق وائٹ پیپر ماہ مارچ کے ختم ہونے سے قبل شائع ہو جائیگا جوائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کی شرکت کیلئے جو ہندوستانی وفد جائیگا۔ وہ اسمبلی کے تین یا چار ارکان پر مشتمل ہوگا۔ پارلیمنٹری کمیٹی غالباً جولائی کے آخر تک اپنا کام ختم کر دے گی۔ اور سال رواں کے آئندہ موسم سرما کے اوائل میں مسودہ قانون پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہو جائیگا۔

— مذکورہ حالات میں ایسی صوبجاتی کونسلوں کی جو برائے نام نومبر تک باقی رہے گی۔ مدت حیات میں ایک برس کی توسیع کر دی جائے گی لیکن بنگال اور آسام کی کونسلوں میں صرف چند ماہ کی توسیع کرنی پڑیگی۔ اپریل ۱۹۳۴ء تک تمام صوبجاتی کونسلوں کو اپنے اپنے بجٹ پاس کر دینے پڑیں گے۔ نئے انتخابات ۱۹۳۴ء کے موسم گرما میں ہوں گے۔

— دہلی ۲۲ جنوری۔ وائسرائے نے ان تمام ارکان گول میز کانفرنس کو جو اب تک ہندوستان پہنچ چکے ہیں۔ دہلی مدعو کیا ہے۔ یہ غلط ہے کہ صرف چند مخصوص ارکان ہی کو ممدوح نے دہلی بلایا ہے۔

— پنجاب میڈیکل کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۲۹ جنوری کو ٹاؤن ہال لاہور میں منعقد ہوگا جس میں بعض نہایت اہم طبی مسائل پر غور کیا جائیگا

— ہندوستانی ایوان تجارت لاہور کی مجلس انتظامیہ نے ایک مجلس تحقیقات مامور کی۔ جو اس امر کی جانچ کرے گی۔ کہ صوبہ میں قانون انکم ٹیکس پر کس طرح عملدرآمد ہو رہا ہے۔ مجلس مذکور نہایت با اثر، ذمہ دار ارکان پر مشتمل ہے۔

— وزیراعظم منچوریا کو ایک بم باز نے قتل کر دیا

— لنڈن ۲۲ جنوری۔ انگلستان کے مشہور شاعر و مصنف مسٹر جارج مور کا کل صبح انتقال ہو گیا۔ آپ متعدد کتب کے مصنف تھے۔ انگریزی علم و ادب کے لحاظ سے ملکہ وکٹوریا کا زمانہ عہد زریں سمجھا جاتا ہے۔ اس دور کے مصنفین میں سے صرف آپ ہی باقی تھے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی پاک تعلیم

ما مسلمانیم ... مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست ... خیر الانام
ہر نبوت ... اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام است
بادۂ عرفان ما از جام است
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است ... تباب

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم جمعۃ المبارک ۷ شوال المکرم ۱۳۵۱ھ مطابق ۳ فروری ۱۹۳۳ء | نمبر ۷

یورپ میں ترقی اسلام کی بشارت

از حضرت مسیح موعود

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

آسماں پر دعوت حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

ہر طرف ہر ملک میں ہے بت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار

آسماں سے ہے چلی توحید خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگان دشت خار

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

انگلستان کے مشہور عالم مصنف اور فلسفی

مسٹر جارج برنارڈ شا کا آوازہ حق

محمد صلعم نسل انسانی کا نجات دہندہ

(مترجمہ چوہدری عبدالحق صاحب)

اخبار بین اصحاب مسٹر جارج برنارڈ شا کے اسم گرامی سے ناواقف نہ ہوں گے۔ آپ انگلستان کے مشہور عالم مصنف، ڈرامہ نویس اور فلسفی ہیں۔ آپ کے ڈرامے اور دوسری تصانیف دنیا بھر کے اہل علم سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔ اور بے شمار زبانوں میں ان کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اہل علم و ادب کے ایک طبقہ کے نزدیک آپ دنیا کے سب سے بڑے زندہ مصنف اور فلسفی ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ممدوح نے اپنی ایک تصنیف میں پیشگوئی کی تھی، کہ یورپ ایک صدی کے اندر مسلمان ہو جائیگا جس کا ذکر "پیغام صلح" کے علاوہ ہندوستان کے دیگر بیشمار اخبارات و رسائل میں ہو چکا ہے۔ ممدوح آج کل دنیا کی سیاحت میں مصروف ہیں۔ اور اسی جہاں گردی کے سلسلہ میں گذشتہ ماہ آپ کا جہاز ایک ہفتہ کیلئے ساحل بمبئی پر لنگر انداز ہوا۔ معزز معاصر "لائٹ" نے اس موقعہ سے نہایت ہی قابل تعریف طریق پر فائدہ اٹھایا۔ یعنی اپنے نامہ نگار بمبئی کو مسٹر جارج برنارڈ شا سے ملاقات کر کے مذکورہ پیشگوئی کے متعلق ممدوح کے تفصیلی خیالات معلوم کرنیکی ہدایت کی۔ نامہ نگار نے اس ہدایت کی تعمیل کر کے اپنی ملاقات کی جو کیفیت بھیجی، اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ ایک مشہور عالم غیر مسلم ہستی کے یہ قیمتی خیالات اہل یورپ [illegible] اپنے اندر [illegible] رکھتے ہیں۔ ہم معاصر لائٹ کے مدیر محترم اور نامہ نگار کو اس کوشش پر دلی مبارکباد دیتے ہیں۔ (پیغام صلح)

۱۲ جنوری کو مجھے [illegible] مسٹر جارج برنارڈ شا سے ملاقات کروں۔ دوسرے ہی دن میں نے ایمپریس آف برٹن جہاز [illegible] حاصل کرنے کی کوشش کی جو کہ جہاں گردی کے سلسلہ میں بمبئی کی بندرگاہ پر آیا [illegible] مشہور عالم ہستی کی موجودگی کی کشش ہزار ہا آدمیوں کو جہاز کی طرف [illegible] داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا۔ چونکہ ٹکٹ ایک محدود تعداد میں تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ اب بہت دیر ہو گئی ہے۔ اور آپ کو ٹکٹ نہیں مل سکتا۔ [illegible] مایوس ہو کر میں اسی [illegible] جہاں سے ہر ایک گشت کے بعد ایک کشتی ایمپریس آف برٹن جہاز کی طرف جاتی تھی۔ میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ جب تک شا کو نہیں دیکھونگا اسی جگہ پر ٹھہرا رہونگا۔ میری خوش قسمتی [illegible] انتظار نہ کرنا پڑا۔ ایک سفید [illegible] والے انسان نے جس کی آنکھوں [illegible] میری توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ میں تیزی سے اس جگہ پر [illegible] برنارڈ شا کے سوائے اور کوئی [illegible] امید و بیم کی حالت میں پڑ گیا [illegible] منٹ باقی تھے [illegible] اس کے [illegible] اور رعب و [illegible] مجھ پر ایک رعب کی نگاہ ڈالتے ہوئے [illegible] انہوں نے بول لب کشائی کی [illegible] آپ کی پیشگوئی کے متعلق ملاقات کروں جو کہ تمام یورپ کے ایک صدی کے [illegible] مسلمان ہو جانے کے متعلق ہے اور جس کا تذکرہ آپ نے اپنی کتاب "جیٹنگ میریڈ" میں کیا ہے [illegible] آپ مہربانی کر کے اس پیشگوئی کا مفہوم زیادہ واضح اور صاف الفاظ میں بیان فرمائیں [illegible] مجھے ہرگز امید نہ تھی کہ میں جارج برنارڈ شا کو گفتگو پر آمادہ [illegible] لیکن وہ اپنے اخلاق کے مطابق میرے ساتھ نہایت مہربانی [illegible] اور اپنی گھڑی پر ایک نگاہ ڈالتے ہوئے اس نے اپنے مخصوص [illegible] شروع کیا۔

"میں نے ہمیشہ ہی محمد صلعم کے مذہب کو اس کے زندہ رہنے کی زبردست خواہش کی وجہ سے اعلیٰ پایہ کا تصور کیا ہے۔ صرف یہی ایک مذہب [illegible] میرے خیال میں زندگی کی انقلابی [illegible] پر پورا اترنے کی قابلیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے [illegible] دنیا میرے جیسے بڑے آدمیوں کی پیشگوئیوں کو خاص وقعت دیتی ہے۔ میں نے محمد صلعم کی تعلیم کے متعلق پیشگوئی کی ہے۔ کہ وہ یورپ کی آئندہ نسل کی قبولیت حاصل کرے گا۔ جیسا کہ اس زمانہ میں بھی وہ مقبول ہو رہی ہے۔ متوسط زمانہ کے پادریوں نے جاہلیت یا تعصب کی وجہ سے اسلام کی بہت بھیانک تصویر کھینچی ہے۔ درحقیقت ان کو محمد صلعم کی شخصیت اور آپ کے مذہب سے نفرت کرنا سکھلایا جاتا تھا۔ ان کے نزدیک محمد صلعم دجال تھے (نعوذ باللہ من ذالک) میں نے آپ کی (حضرت نبی کریم) کی زندگی کا مطالعہ کیا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بہت بلند پایہ کا انسان ہے میرے خیال میں آپ کو دجال کہنا بعید از حقیقت ہے بلکہ یقیناً یقیناً آپکو نسل انسانی کا نجات دہندہ کہنا چاہیئے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر موجودہ دنیا کی باگ ڈور محمد صلعم جیسے کسی انسان کے ہاتھ میں دیدی جاتی۔ تو وہ اس کی مشکلات کا حل ایسے پر امن طریقے پر کرتا۔ کہ دنیا میں امن و امان اور خوشحالی کا دور دورہ ہو جاتا جس کیلئے آج دنیا چاروں طرف ہاتھ پاؤں مار رہی ہے (انیسویں صدی میں کارلائل گوئٹے اور گبن جیسے صحیح الخیال آدمیوں نے محمد صلعم کے مذہب کی اصل تعلیم کو پہچانا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کے متعلق یورپ کا نقطہ نگاہ اسکی خوبیوں کے اعتراف میں تبدیل ہو گیا لیکن موجودہ یورپ بہت ترقی یافتہ ہے اور لوگ محمد صلعم کی تعلیم سے خوب متاثر ہو گئے ہیں۔ آئندہ نسل شاید اور بھی ترقی کرے۔ اور اسلام کا صحیح مفہوم سمجھ کر اپنی مشکلات کے حل میں اس سے مدد لے۔ میری پیشگوئی کا یہی مطلب ہے۔ ابھی سے بہت سے میرے ہموطن اور یورپ کے رہنے والے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اگر تمہارے اپنے سوال کے مفہوم میں اس کو ادا کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ یورپ کا مسلمان ہو جانا ابھی سے شروع ہو گیا ہے"

اسی اثنا میں کشتی نے سیٹی دیدی جس پر بیٹھ کر شا نے ایمپریس آف برٹن جہاز پر جانا تھا۔ اور گفتگو کو یوں اچانک طور پر ختم کرنا پڑا۔ مجھے اپنے ٹکٹ حاصل کرنے کی ناکامی پر بہت افسوس ہوا۔ ورنہ میرے لئے یہ بڑا اچھا موقع تھا۔ کہ میں اس بڑے ڈرامہ نویس کے ساتھ اس کشتی میں بیٹھ کر جاتا اور اس کی زبان سے اس پیشگوئی کے متعلق بہت کچھ اور سنتا۔ لیکن جو کچھ اس نے کہا ہے۔ یہ ظاہر کرنے کیلئے کافی ہے۔ کہ اس زمانہ کا سب سے بڑا فلاسفر اسلام کے متعلق کیا خیالات رکھتا ہے اور اس کے عظیم الشان کام کے متعلق بھی جو اس نے غیر منظم اور مصیبت زدہ نسل انسانی کو نجات دلانے کے سلسلہ میں کیا ہے ●

احمدیت کے متعلق غلط فہمیاں اور اعتراضات کے جواب

تقریر حضرت امیر ایدہ اللہ بر موقعہ جلسہ سالانہ منعقدہ ۲۴ دسمبر ۱۹۳۲ء

سورۃ فاتحہ پڑھ کر فرمایا:-

ایک دعا

کسی امر کے متعلق صحیح رستہ کا منا بہت ہی مشکل کام ہے خواہ وہ امر ہماری دنیا سے تعلق رکھتا ہو، خواہ دین سے۔ اس لئے ہمارے مذہب نے ہم مسلمانوں کو ایک دعا سکھائی ہے۔ جس دعا کو ہم روزانہ کئی کئی مرتبہ بعض وقت شاید غفلت کی حالت میں، بعض وقت دل کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں کرتے ہیں وہ دعا کیا ہے اهدنا الصراط المستقیم۔ اے خدا ہمارے کاموں میں ہمیں سیدھے رستہ پر چلا۔ کس قدر مشکل ہوتا ہے انسان کے لئے کہ وہ ہر بات کو صحیح طور پر سمجھ کر سیدھے رستہ کو اختیار کر سکے۔

حضرت نبی کریم کے کارنامے

آپ غور کیجئے کہ وہ محمد رسول اللہ صلعم جن کے کارناموں کے سامنے دوست دشمن سب یکساں سر جھکاتے ہیں۔ بلکہ شاید واقعات کے علم کے لحاظ سے دشمن زیادہ آپ کی عزت کرتے ہیں۔ کسی مسلمان نے تو اپنے پیارے نبی کے متعلق تعریف کے رنگ میں چند باتیں کہدیں۔ اور آپ کا مرتبہ بہت بلند قرار دے دیا۔ سید عالم، رحمۃ للعالمین، سرور کائنات، فخر موجودات وغیرہ وغیرہ الفاظ آپ کے متعلق دوہرا دیئے۔

غیروں کا اعتراف

مگر یاد رکھو تمہارے اگر منہ سے نکلتے ہیں تو غیر مسلموں کے دل سے یہی لفظ نکلتے ہیں۔ بلکہ بعض وقت ان کی زبانیں بھی ان الفاظ کو ادا کر جاتی ہیں۔ وہ جو کچھ عزت کرتے ہیں وہ عقیدت سے نہیں بلکہ واقعات کی بنا پر کرتے ہیں۔ کیا وہ شخص سید عالم رحمۃ للعالمین۔ خاتم النبیین کہلانے کا مستحق ہے یا نہیں جس کے متعلق یہ اعتراف ہے کہ جو انقلاب اس نے دنیا میں پیدا کیا جو اصلاح اس نے بدترین انسانوں کی اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ عیسائی ہونے کے باوجود، عیسےٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا ماننے کے باوجود اس بات پر ایمان رکھنے کے باوجود کہ حضرت عیسےٰ نے ان کے گناہوں کو اٹھا لیا۔ ان کا کفارہ ہو گئے کوئی عیسائی حضرت عیسیٰ کو آنحضرت صلعم کے سامنے اس رنگ میں نہیں لا سکتا کہ انہوں نے بھی کوئی انقلاب دنیا میں پیدا کیا

چھوٹے چھوٹے اعتراضات

لیکن باوجود اس کے بعض چھوٹے چھوٹے اعتراضات ہیں جن کو رات دن رٹتے رہتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم نے اتنی بیویاں کیں، اتنے جنگ کئے، اتنے دشمنوں کو قتل کیا، اس قسم کی سینکڑوں باتیں ہیں جو محمد رسول اللہ صلعم کی قبولیت کے رستہ میں روک ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ جس شخص کے متعلق یہ اعتراف ہے کہ اس نے نسل انسانی کی بہبودی کے متعلق اتنا بڑا کام کیا۔ ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا کیا اس کے متعلق ایسے چھوٹے چھوٹے اعتراض کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ اعتراض سے کوئی شخص خالی نہیں۔ لیکن وہ شخص نے جس نے سب سے بڑا انقلاب دنیا میں پیدا کیا۔ اپنے پیروؤں کو اخوت کے اس بلند مقام پر پہنچایا جس سے آگے انسانی دماغ نہیں پہنچ سکتا۔ جس نے اعلےٰ درجہ کے ذہنی ارتقا کے مقام پر انسان کو کھڑا کیا اتنے بلند مقام پر کہ دنیا میں کوئی شخص وہاں نہیں پہنچ سکا۔ اس کے متعلق ایسی چھوٹی چھوٹی باتیں پیش کرنا جو خالی از صداقت ہیں۔ انتہائی بغض و تعصب کا ثبوت ہے۔

عیسائیوں کا تعصب

حالانکہ یہ سب وہی باتیں ہیں جن کو عیسائی اپنے سابقہ پیغمبروں میں مانتے ہیں۔ مگر آنحضرت صلعم کا نام آتے تو انہی باتوں کو آپ کے کذب پر بطور دلیل پیش کرنے لگ جاتے ہیں فرمایئے حضرت ابراہیم جن کو تمام عیسائی دنیا کے خلیل سے یاد کرتی ہے۔ کیا تعدد ازدواج ان کی زندگی میں نہیں پایا جاتا؟ کیا داؤد کے گھر میں ایک سو بیویاں نہ تھیں۔ کیا لڑائیاں انہوں نے نہیں کیں؟ اگر اس کو چھوڑو کہ انہوں نے کیوں کیں اور آنحضرت صلعم نے کیوں؟ مگر وہی اعتراض جو آنحضرت صلعم پر کرتے ہیں اپنے بزرگوں کی زندگی میں دیکھتے ہوئے کیوں ان کو نبی مانتے ہیں۔

بعض مسلمانوں کی جرأت ایمانی

خدا بھلا کرے ان بزرگوں کا جنہوں نے اس قسم کی باتیں سن کر نہ کسی مسلمان کی پروا کی نہ عیسائی کی اور دو منہ توڑ جواب دیئے کہ جن کا جواب عیسائیوں کے پاس کوئی نہیں۔ ہمارے ہی ملک میں مولوی رحمت اللہ صاحب ہوئے ہیں بڑے مشہور مناظر تھے۔ انہوں نے جب یہ دیکھا کہ محمد رسول اللہ صلعم پر شہوت پرست ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے کیونکہ آپ نے ایک سے زیادہ بیویاں کیں تو انہوں نے اپنے رسول کی غیرت میں یہ بھی کہدیا کہ اگر داؤد اوریا کی جورو سے زنا کرنے کے باوجود نبی ہو سکتا ہے تو محمد رسول اللہ صلعم پر اپنے قبیلے کی مطلقہ جورو سے نکاح کرنے پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ منہ توڑ جواب ہے۔ کسی شریر کو ہاتھ باندھ کر جواب دینا اور اس کے سامنے صفائی بیان کرتے پھرنا یہ تو کمزوری ہے جب محمد رسول اللہ صلعم پر اعتراض ہو تو خوب ڈٹ کر جواب دو۔ اور پروا نہ کرو کہ مخالف کو تکلیف پہنچتی ہے یا کیا ہوتا ہے غور کیجئے زہد اور تقویٰ اس بات کا نام نہیں کہ مسجدوں میں تسبیح پکڑ کر بیٹھ جائیں۔ بلکہ وہ غیرت دلوں میں پیدا ہونی چاہیئے جو ایک مخالف کا منہ بند کر دینے والی ہو۔ ذرا ذرا سے اعتراضات کو سن کر بیٹھ جانا جو خود دوسرے انبیاء میں مانتے ہیں کمال کی کم ہمتی ہے۔

نئی تنقیص احمدیت کا طرز عمل بعینہ یہی ہے

بعینہ یہی حالت آج احمدیت کی ہے۔ اگر آج سے پیشتر ہمارے اس شہر لاہور کے مسلمان گذشتہ دوں کے لئے احمدیت قابل توجہ نہ ہوئی تھی تو آج بیرونی علم کے ذریعہ سے ان پر الزام قائم ہے۔ بیرون صاحب کا آنا ان پر ایک حجت ملزمہ ہے وہ اس بات پر غور کریں کہ یہ کس کا پھل ہے کہ اتنا بڑا عظیم الشان انسان اور ایسے کئی ایک ذی وقار یورپین آج اسلام میں داخل ہوتے ہیں وہ جو دن رات اس بات میں لگے ہوئے ہیں کہ احمدیت کو تباہ کر دیں اور اس سلسلہ کا نام و نشان مٹا دیں۔ وہ جو ہمیں دشمن اسلام اور کیا کچھ قرار دیتے ہیں وہ خدا کو کیا جواب دیں گے۔ جن کے ہاتھ سے یورپ میں مسجدیں بن جائیں۔ بڑے بڑے لارڈ بڑے بڑے مصنف بڑے بڑے فاضل انسان مسلمان ہو جائیں۔ قرآن کے ترجمے یورپین زبانوں میں شائع ہوں۔ محمد رسول اللہ صلعم کی سیرت اور اسلام کی صداقت پر نہایت قیمتی لٹریچر شائع ہو۔ بجائے اس کے کہ ان کا ہاتھ بٹائیں ان کی امداد کریں ان کو کافر قرار دیتے ہیں یہ دشمنی رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس دین کے ساتھ ہے جس کا نام اسلام ہے۔ آج وہ لوگ اس لاہور میں موجود ہیں جن کا فتویٰ ہے کہ احمدی کا فر ہیں ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ان سے ملنے والے کا فر۔ فتوے لکھے گئے ہیں کہ جن کے رو سے احمدیوں کے مال کو لوٹ لینا ان کی عورتوں کو نکال لینا جائز قرار دیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک احمدی کو اسلامی قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ مسجد میں احمدی کے داخل ہونے سے مسجد پلید ہو جاتی ہے۔ ہمارے سامنے مسجدیں دھلوائی گئیں۔ مسجدوں کے فرش اکھڑوائے گئے کیونکہ کوئی احمدی ان میں داخل ہو گیا۔

احمدیت کی مخالفت بعض لوگوں کا ذریعہ معاش ہے

پھر ایک اور طبقہ ہے اس کے ہاتھ میں یہ ذریعہ ہے روٹی کمانے کا کہ احمدیت کی مخالفت کی جائے جس شخص کو روٹی کمانے کے لئے اور کوئی ذریعہ نہ ملے اس کے لئے وہ ذرائع ہر وقت موجود ہیں۔ ایک پیری اور ایک حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینا۔ پیری بھی روٹی کمانے کا ایک اچھا ذریعہ ہے اور مرزا صاحب کو گالیاں دینا یہ تو بڑا ہی کامیاب طریق ہے۔ جن لوگوں کو کوئی اور علم نہیں وہ کسی مجمع میں جا کر احمدیوں کو خوب گالیاں دے کر فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ بعض اخباروں کے لئے بھی ہر دلعزیزی حاصل کرنے کا اچھا خاصہ ذریعہ ہے لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ ان باتوں کے معلوم ہو جانے کے بعد جس سے کوئی آج لکھا پڑھا انسان انکار نہیں کر سکتا ان پر ایک الزام ہے۔ کہ وہ چیز جس نے اسلام کو اس قدر قوت اور فائدہ پہنچایا اس کی بیخکنی کے درپے ہیں۔

بے حقیقت اعتراضات

میں نے کہا تھا وہی باتیں جن کو عیسائی اپنے پیغمبروں میں مانتے ہیں۔ جب محمد رسول اللہ صلعم میں پائی جائیں تو ان کے کذب کی دلیل بن جاتی ہیں۔ بعینہ یہی احمدیت کو معاملہ پیش آیا ہے۔ وہی باتیں جو اپنے بزرگوں میں مانتے ہیں وہی حضرت مرزا صاحب میں پائی جائیں تو ان کے کذب کی دلیل بن جاتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں کیا کوئی احمدی یہاں ہے جس کو تنہائی کی گھڑیوں میں کبھی یہ وہم بھی گذرا ہو کہ مرزا صاحب خدا ہیں۔ رجواب ہرگز نہیں) مگر اس شہر لاہور میں ایک دو اخبار ایسے ہیں جن کا سب سے بڑا زور اسی بات پر ہے کہ مرزا صاحب نے خدائی کا دعویٰ کیا اور بعض بڑے بڑے متین اخبار بھی اس کی تائید کر رہے ہیں۔ لیکن مجھے تو سمجھ نہیں آتا کہ کس طرح ایسی باتیں منسوب کر دی

جاتی ہیں۔ اگر کبھی ہمارے دل میں یہ خیال بھی گذرا ہو کہ کبھی ہم نے مرزا صاحب کو خدا مانا تھا تو کچھ بات بھی ہے لیکن کن باتوں کی بنا پر اعتراض کیا جاتا ہے یہ حضرت مرزا صاحب کا ایک کشف ہے آئینہ کمالات اسلام میں۔ اس میں لکھتے ہیں:۔

ورأیتنی فی المنام عین اللّٰہ وتیقنت اننی ھو ولم یبق لی ارادۃ ولا خطرۃ ولا عمل فی جھۃ نفسی۔ اب کسی اخبار میں صرف یہی لکھ دیا جائے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ اننی عین اللّٰہ تو کون ہے جو ان کو الوہیت کا مدعی نہ مانیگا

حضرت یوسفؑ کی مثال

مگر دیکھئے قرآن میں لکھا ہوا ہے۔ حضرت یوسف کہتے ہیں یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رأیتھم لی ساجدین۔ میں نے گیارہ ستارے دیکھے اور سورج اور چاند کو دیکھا ان سب کو دیکھا کہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ وہاں نہیں لکھا کہ رایت فی المنام خواب میں ایسا دیکھا۔ بہت اچھا اب سجدہ کس کو ہوتا ہے کیا خدا کے سوائے کسی اور کو سجدہ ہو سکتا ہے؟ وہ تو خدا نے قرآن میں فرما دیا لا یسجد من فی السمٰوات والارض تو فرمائیے کیا حضرت یوسف بھی خدا بن گئے؟ وہاں کس طرح چھٹکارا کرتے ہیں؟ وہاں کہتے ہیں کہ یہ خواب کا معاملہ ہے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب جب خود صاف الفاظ میں لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایسا دیکھا تو اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اور آپ کی طرف دعویٰ الوہیت منسوب کیا جاتا ہے۔ ایک خواب کی بنا پر . . . .

. . . . حالانکہ خواب میں انسان معذور ہوتا ہے جو کچھ اُسے دکھایا جاتا ہے وہ دیکھتا ہے۔ اس میں اس کا اختیار کچھ نہیں ہوتا اور کبھی خواب کی بنا پر عقائد نہیں بنتے۔

حدیث کا بیان

حدیث میں نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ میں نے خدا کو دیکھا تو اس نے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا تو جبت برد انامله اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک کو میں نے محسوس کیا۔ کیا کوئی مسلمان اس بات کو مانتا ہے کہ خدا کا اسی طرح کا ہاتھ ہے اور اس کی انگلیاں بھی ہیں جو سردی گرمی سے متاثر ہوتی ہیں۔ کسی مسلمان کا یہ خیال نہیں کیوں؟ اس لئے کہ یہ ایک خواب ہے اور خواب ہمیشہ تعبیر طلب ہوتا ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب اگر اپنے خواب کو بیان کریں تو کوفتا اندھیر آگیا۔

حضرت مرزا صاحب کا ارشاد

ایک بات بطور اصول کے بتا دوں۔ اگر فی الواقع کوئی مثالیں نہ بھی ہوتیں تو اس آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۱۴ پر حضرت مرزا صاحب کا اپنا لکھا ہوا ہے:۔

ان کان الامر خلاف ذالك علی فرض المحال
فنبذنا المحلہ من ایدینا کالمتاع الرویۃ
ومادۃ المحال۔

فرمائیے کیا یہ بات ان کی بریت کے لئے کافی نہیں؟ وہ تو انہوں نے معیار بتا دیا اپنے الہام اور کشف کا کہ اگر کوئی قرآن کے خلاف ہو تو اسے بلغم کی طرح پھینک دیا جائے۔ پھر اپنے کشف کی تشریح بھی لکھی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

فکنت کشئ لا یریٰ او کقطرۃ رجعت الی البحر فسترہ البحر بردائہ

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ قطرہ سمندر بن گیا؟ وہ صاف ظاہر ہے کہ اپنی مثال حضرت احدیت کے مقابلہ میں ایک قطرہ سے دی

یہ ایک مقام ہے فنا فی اللّٰہ کا جس کو تمام اولیاء اللہ نے مانا ہے۔ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید رح اپنی کتاب صراط مستقیم میں فرماتے ہیں کہ جس طرح لوہا آگ میں پڑکر بغیر اپنی ماہیت بدلنے کے آگ بن جاتا ہے۔ اولیاء اللہ پر بھی ایسے حالات آتے ہیں۔ جب وہ انا الحق کا زمزمہ بلند کرتے ہیں اس مقام پر وہ اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں اس لئے ایسا واقعہ ہوتا ہے۔

اس لئے حضرت مرزا صاحب کا یہ کشف کوئی ایسی چیز نہیں جس کی مثال اولیاء اللہ میں پائی نہ جاتی ہو یا جس کو ان کا دعویٰ الوہیت قرار دیا جا سکے۔

ایک اور بے حقیقت اعتراض

ایک اور اعتراض ہے کہ تم لوگ مرزا صاحب کو خدا کا بیٹا مانتے ہو۔ بھئی یہ جتنے احمدی یہاں بیٹھے ہیں کیا کوئی مانتے ہو کہ مرزا صاحب خدا کا بیٹا ہے؟ (جواب ہرگز نہیں) ڈاکٹر منگانا کے متعلق آپ نے سنا ہوگا اس نے قرآن شریف کے محفوظ نہ ہونے کا عجیب ثبوت پیش کیا ہے۔ پرانے زمانہ میں تو لوگ عموماً پتوں یا چمڑے وغیرہ پر ہی لکھا کرتے تھے۔ کوئی اسی زمانہ کی پارچمنٹ کی تحریر انہیں مل گئی جس پر کسی نے کبھی قرآن شریف کی کچھ آیات لکھی ہوئی تھیں۔ اور پھر کسی نے ان کو رگڑ کر ان کے اوپر کچھ اور عبارت لکھی تو منگانا نے خیال کیا کہ آؤ اسی سے محرف ہونا ثابت کر دو۔ حالانکہ اس کے لئے اتنے پرانے پارچمنٹ کو لینے کی کیا ضرورت تھی۔ یہاں کشمیری بازار میں بہتیرے قرآن شریف کے نسخے فروخت ہوتے ہیں جن میں بیسیوں ایسی غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ تو خیر ڈاکٹر منگانا نے بتایا کہ اس پارچمنٹ میں لن ینالوا کو لن ینطلوا لکھا ہوا ہے۔ اس لئے قرآن میں بڑا بھاری اختلاف ہے۔ حالانکہ یہ سیدھی بات تھی کہ ینالوا کا الف اور لام مل گئے اور درمیان میں فاصلہ باقی نہ رہا۔ جو ممکن ہے رگڑے ہوئے حروف کا نتیجہ ہو۔

مخالف اسلام ڈاکٹر منگانا کی تقلید

تو بعینہ یہی بات یہاں ہوئی۔ کہیں حضرت مرزا صاحب کا الہام تھا اسمع واری یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ بابو منظور الٰہی صاحب جو لکھوا نے بیٹھے البشریٰ کو تو کاتب نے اریٰ کے الف اور سنتے کو باہم ملا دیا اور یوں واؤ ساتھ مل کر وہ ولدی بن گیا۔ اب اس پر بنا رکھی جاتی ہے کہ مرزا صاحب نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔

ہاں یہ الہام ہے انت منی بمنزلۃ ولدی یہ بیشک حضرت مرزا صاحب کا الہام ہے۔ لیکن بیٹا نہیں کہا بلکہ بمنزلہ بیٹے کے کہا ہے۔ جس کی تشریح حضرت مرزا صاحب نے ہی فہیں اور ون بھی یوں کی ہے کہ جس طرح بیٹا اپنی بعض عادات باپ سے لیتا ہے اسی طرح اولیاء اللہ خدا تعالیٰ کی بعض صفات کو اپنے اندر عکسی طور پر لیتے ہیں یہ نہیں کہ وہ خدا کے بیٹے ہوتے ہیں بلکہ جو نسبت بیٹے کو باپ سے ہوتی ہے وہی اولیاء اللہ کو خدا تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ یا تو یہ مدعی اٹھیں اور یہ صاف کہیں کہ جو ایسا کہیگا ان سب پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے ورنہ یہ کیا مطلب ہے کہ دوسرے اس سے بڑھ کر کہیں تو بھی نیک اور بزرگ ہیں اور مرزا صاحب کے لئے یہی وجہ کفر بن جائے۔ یہیے ایک اور بہت بڑے بزرگ ہیں ان پر فتوے لگانے کی کوئی جرأت کرے مولانا روم فرماتے ہیں ؎

اولیاء اطفال حق اند اے پسر

یہاں تو صاف اطفال کہہ دیا بمنزلہ کا لفظ بھی نہیں۔ اگر ایمان داری ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگائیے یا کم از کم یہی کہ انہوں نے خلاف قرآن وحدیث لکھا ہے۔ یاد رکھو یہ بہت بڑا صاحب علم انسان تھا۔ اگر آج خواجہ صاحب کی یا میری تحریروں سے کوئی روشنی ملتی ہے تو وہ مرزا صاحب ہی کے نور علم کی ایک شعاع ہے۔ وہ یہاں تک صاحب علم انسان تھا کہ خواجہ صاحب نے کہا کہ ولایت میں انہوں نے دہریت پر ایک لیکچر دیا جس کے بعد ان پر سوالات کئے گئے۔ ان میں سے کوئی ایسا سوال نہ تھا جس کا جواب انہوں نے مرزا صاحب کی کتابوں میں پڑھا ہوا نہ تھا۔ اور یہ ان کا ایک دفعہ کا نہیں بارہا کا تجربہ تھا۔ ایسا صاحب علم انسان وہ بھلا لکھ سکتا تھا کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں یہ تو کسی احمدی کے وہم میں بھی نہیں آتا۔

احمدی جہاد کے منکر نہیں

ایک اور اعتراض ہے کہ احمدی جہاد کے منکر ہیں۔ پوچھو ہم سے کہ ہم جہاد کے قائل ہیں یا نہیں۔ ہمارے ایک بہت بڑے شاعر ڈاکٹر اقبال نے بھی مہربانی سے اپنی کتاب میں لکھ دیا ہے کہ مرزا صاحب جہاد کے قائل نہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ جن لوگوں نے یہ بات احمدیت کی طرف منسوب کی ہے ان کا خیال ہے کہ ہم جہاد کے متعلق قرآن کا حکم منسوخ سمجھتے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ کوئی احمدی قرآن کے ایک حرف کو بھی منسوخ نہیں سمجھتا۔ تعجب ہے کہ وہ لوگ جو قرآن کی پانچ سو آیات کو منسوخ سمجھتے ہیں وہ تو مسلمان ہیں اور ہم جو ایک حرف کو بھی منسوخ نہیں سمجھتے کافر ہیں۔ یہ خوب ترازو ہے۔ شاید اسی لئے مسلمان تجارت میں کامیاب ہیں! میں نے ڈاکٹر اقبال کو لکھا کہ جہاد کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے لفظ ہیں وجوہ الجھاد معدومۃ فی ھذا الزمن وھذہ البلاد۔ جہاد کی شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں مفقود ہیں۔ اور جو شخص یہ لکھے وہ جہاد کی منسوخی کا قائل نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے کہ جہاد کے لئے کوئی نہ کوئی شرائط ماننی پڑیں گی۔ کیا کوئی مسلمان ہے جو یہ مانتا ہو کہ جہاد کی شرط کوئی نہ تھی؟ پس جو بھی شرائط ہوں اس ملک اور اس زمانہ کے لئے وہ مفقود ہیں صرف اتنا ہی گناہ ہے مرزا صاحب کا جس کو جہاد کی منسوخی پر محمول کیا جاتا ہے۔

مسلمانوں کا ایک غلط خیال

لیکن مشکل یہ ہے کہ خود مسلمان اسی بات کے قائل ہیں۔ کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا۔ ایک قابل مسلمان وکیل سے میں نے ذکر کیا کہ فلاں کتاب میں (جو درسی کتابوں میں تھی) م فلاں مؤرخ اسلام کی اشاعت کو تلوار کا نتیجہ قرار دیتا ہے تو انہوں نے کہا اس پر کیا اعتراض ہے یہ تو درست ہے۔ جہاد کی تعلیم اسلام میں اسی غرض سے دی گئی ہے حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے اسلام نے جس جہاد کی تعلیم دی ہے یعنی تلوار کے جہاد کی وہ خاص شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ اور اس کے علاوہ ہر ایک کوشش جو دین کے لئے کی جائے جہاد ہی میں داخل ہے لیکن انہی فضلاء سے اگر یہ دریافت کیا جائے کہ حدیث میں ابن مریم کے نزول میں ہے یضع الحرب اس کا کیا مطلب ہے تو صاف کہہ دیں گے کہ ابن مریم حکم جہاد کو منسوخ کر دیں گے۔ اس وقت یہ خیال نہیں آتا کہ یہ ایک حکم قرآنی کا انکار ہے۔

توہین انبیاء کا الزام

ایک بات اور ہے توہین انبیاء بھی ایک بڑا الزام حضرت مرزا صاحب پر ہے۔ کہا جاتا ہے حضرت مرزا صاحب نے انبیاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | لاہور یوم جمعۃ المبارک ۷ شوال المکرم ۱۳۵۱ھ | نمبر ۷

جناب میاں صاحب کا انداز تعزیت

معاصر "الفضل" کی بے معنی اور غیر متعلق باتیں

جناب میاں صاحب کا قابل افسوس فعل

جیسا کہ اس سے قبل بھی لکھا جا چکا ہے۔ کہ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۲ء جلسہ قادیان کا آخری دن تھا۔ اسی روز حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کے انتقال کی خبر قادیان جا پہنچی تھی۔ جناب میاں صاحب نے اپنی آخری تقریر میں اس خبر کو بیان کرتے ہوئے عجیب طریق پر اظہار افسوس فرمایا جس کی کیفیت معاصر الفضل (یکم جنوری) نے مندرجہ ذیل الفاظ میں درج کی تھی۔

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے اپنی تقریر میں خواجہ صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرنے کا ارشاد فرماتے ہوئے کہا اگرچہ خواجہ صاحب نے میری بہت مخالفتیں کیں لیکن انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت خدمات بھی کیں اس وجہ سے ان کی موت کی خبر سنتے ہی میں نے کہہ دیا کہ انہوں نے میری جتنی مخالفتیں کی ہیں، وہ میں نے سب معاف کیں"

اگر کوئی معمولی اور غیر ذمہ دار آدمی اپنے شدید ترین مخالف کی موت پر بھی اس کی برائیوں کا تذکرہ کرے۔ اور آپس کے رنجیدہ اور ناخوشگوار تعلقات کی یاد دلائے۔ تو شریف انسان اس کو پسند نہیں کریں گے۔ اس لحاظ سے جناب میاں صاحب جیسے ذمہ دار انسان کا حضرت مسیح موعود کے ایک جلیل القدر خادم کی موت پر ایسا کرنا تو موجب صد افسوس ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کا قصور

اور خاص کر اس صورت میں جبکہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا "قصور" صرف شریفانہ طریق پر اختلاف رائے اور اختلاف کا رہا تھا اور انہوں نے جناب میاں صاحب کے متعلق کبھی کوئی نامناسب لفظ نہ لکھا۔ اس کے برعکس موصوف نے مرحوم کو صرف اختلاف رائے کے جرم میں "منافق" اور "یزیدی صفت" تک کہا

"پیغام صلح" کا نوٹ

جناب میاں صاحب کا اس طریق اور مذکورہ بالا الفاظ میں اظہار افسوس بے حد رنجیدہ اور غیر مناسب تھا۔ موصوف کے اسی طریق عمل اور معاصر "الفضل" کے الفاظ کے پیش نظر ہم نے پیغام صلح ۱۰ کی ۲۰ جنوری کی اشاعت میں جناب میاں صاحب کا انداز تعزیت کے عنوان سے ایک نوٹ لکھا جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

(۱) جناب میاں صاحب نے صرف دعائے مغفرت کا ارشاد فرمایا۔ خود انہوں نے اور ان کے مریدوں نے اس کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔

(۲) نماز جنازہ بھی ادا نہیں کی جس کے بغیر دعائے مغفرت ایک بے معنی بات ہے۔

(۳) خواجہ صاحب کا قصور صرف اختلاف عقائد و مسلک ہے اور جناب میاں صاحب نے اس بات کو "مخالفت" قرار دیا ہے۔ حالانکہ موصوف مرحوم کی مخالفت کرتے رہے حتیٰ کہ منافق اور یزیدی صفت کہا۔

(۴) میاں صاحب کا یہ انداز تعزیت قابل افسوس ہے۔ اور موصوف نے اب تک حضرت امیر یا خواجہ صاحب کے پسماندگان کو اظہار ہمدردی کا کوئی خط یا تار بھی نہیں بھیجا!

محض اس لئے کہ معاملہ کی اصل صورت سب پر دوبارہ ظاہر ہو جائے۔ اور ہمارے معاصر کو "تحریف" کا بے معنی اعتراض کرنے کی گنجائش نہ رہے ہم نے تمہید کو غیر معمولی طور پر طویل کر دیا ہے۔

جوش مخالفت

جناب میاں صاحب جماعت لاہور کو "عداوت محمد" کا طعنہ دینے کے باوجود اسی جماعت کی مخالفت میں اس قدر آگے نکل چکے ہیں کہ اس کے ایک بلند مرتبہ رکن کی وفات پر اظہار تعزیت کرتے وقت بھی اپنے جوش مخالفت پر قابو نہ پا سکے۔ اور ان کی زبان نے ان کے جذبات کی ترجمانی کر ہی دی۔ جو کم از کم اس موقعہ پر ظاہر نہ ہونے چاہیئے تھے۔ اسی جوش مخالفت اور دلی جذبات نے موصوف کو . . . . . اسی نیچی جگہ لا کھڑا کیا جس کو کم از کم اسلامی اخلاق جائز قرار نہیں دے سکتے۔ ہم باوجود شدید اختلاف رائے کے جناب میاں صاحب کو اس نیچی جگہ سے بہت بلند دیکھنے کے مشتاق ہیں۔ اسی خواہش کے ماتحت ہم نے مذکورہ نوٹ تحریر کیا تھا۔ اگر اس کو سخت سے سخت اور مخالفانہ نظر احتساب سے بھی دیکھا جائے۔ تو ایک سودائے شکوہ کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔

"الفضل" کی بے چینی

ہم اپنی مذکورہ تحریر میں جناب میاں صاحب کو مخاطب کرنے ہی کی جرأت کر بیٹھے تھے لیکن موصوف تو اب تک خاموش ہیں۔ مگر یہ چند سطر کا بے ضرر نوٹ ان کے سرکاری اخبار "الفضل" کے صبر و سکون اور برائے نام اخلاقی و صحافتی پابندیوں کی بربادی کا سامان بن گیا۔ حالانکہ ہم نے اپنے معاصر کو اس ضمن میں مخاطب نہیں کیا۔ اور نہ ہم اس کو یا کسی اور کو تکلیف دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن ہمارا معاصر اپنی عادت سے مجبور رہے۔ افسوس۔ اس کی اس فطرتی کمزوری کا ہمارے پاس کوئی علاج بھی نہیں۔ ہمارے نوٹ سے معاصر مذکور کو جو بے چینی و بیقراری پیدا ہوئی تھی۔ اس کے اظہار پر اس نے اپنی دو اشاعتوں کے مقالات افتتاحیہ جو کم و بیش بارہ کالموں پر مشتمل ہیں ضائع کئے ہیں۔

"الفضل" کی بے معنی تحریریں

"الفضل" یعنی عجائب خانہ قادیان" ایک انہی قسم کی مخلوق ہے جنہوں نے اپنی عقل و فہم کو بالکل تلانجلی دیکر جناب میاں صاحب کی ہاں میں ہاں ملانا ہی اپنا شیوہ قرار دے رکھا ہے۔ اور خود اس قسم کے "قادیانی عجائبات" کی بے عقلی کے متعلق میاں صاحب کا سرٹیفکیٹ بھی موجود ہے۔ لہذا ہمیں اپنے اس معاصر سے معقولیت کی توقع کبھی پہلے ہوئی ہے۔ اور نہ اب ہے۔ اور غالباً آئندہ بھی اس کا موقعہ نہ ملیگا اس نے ہمارے نوٹ پر اپنے دماغ کے کسی گوشہ کو غور و فکر کی زحمت دیئے بغیر اپنے بارہ کالم اس طرح ایک بے معنی اور غیر متعلق بحث پر ضائع کر دیئے ہیں جس طرح "ظلی حج" کے ایام میں قادیان کے مطبخ کا کھانا ضائع جاتا ہے۔ چونکہ "الفضل" نے ہمیں بار بار مخاطب کیا ہے اس لئے ہم لب کشائی کے لئے مجبور رہیں۔ لیکن ہمارے الفاظ چند ضروری باتوں تک ہی محدود رہیں گے۔ باقی رہیں بے معنی باتیں اور ربتان طرازیاں۔ سو یہ بے فائدہ چیزیں ہیں۔ ان کے لئے کسی خاص قابلیت کی ضرورت نہیں ہوتی محض شرافت و دیانت سے قطع تعلق کافی ہے۔ اس لئے ہم ان کا جواب دینے سے معذور رہیں۔ یہ طرز کلام تو "الفضل" ہی کو مبارک رہے۔

ہماری پہلی گذارش

ہماری سب سے پہلی گذارش یہ تھی۔ کہ جناب میاں صاحب نے دعائے مغفرت کا ارشاد تو فرمایا لیکن خود اس کی زحمت گوارا نہ فرمائی۔ ان کو اور ان کے وفا شعار مریدوں کو نماز جنازہ کی بھی توفیق نہ ہوئی یہ بات ہم نے "الفضل" یکم جنوری کی اشاعت کے پیش نظر لکھی تھی۔ ظاہر ہے۔ کہ صرف دعائے مغفرت کیلئے کہنا اور خود اس پر عمل نہ کرنا اور نماز جنازہ کی زحمت کبھی گوارا نہ کرنا بے معنی بات ہے۔ اس گذارش پر ہمارے معاصر کو بہت ناگوار آگیا۔ اور اسی حالت میں اس نے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کہ جناب میاں صاحب نے دعائے مغفرت کی بھی تھی۔ لیکن حالت طیش میں انسان کا دماغی توازن ٹھیک نہیں رہتا۔ اسی وجہ سے ہمارا معاصر اس سلسلہ میں کوئی معقول بات نہ کہہ سکا۔ اس کو اصرار ہے۔ کہ جناب میاں صاحب نے دعائے مغفرت کی وہ کہتا ہے۔ کہ جناب میاں صاحب نے خواجہ صاحب کی مخالفتوں کا "جرم" معاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ "خدا تعالیٰ بھی انہیں معاف فرمائے" یہی دعائے مغفرت ہے۔ اس کے بعد نماز جنازہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

ہمارے معاصر نے دوسری دلیل یہ دی ہے۔ کہ آخری دن جب جناب میاں صاحب اپنی تقریر کے خاتمہ پر یہ بیان فرما رہے تھے کہ اس وقت تمام مجمع ہاتھ اٹھا کر ان امور کے متعلق خصوصیت سے دعا

کرنی چاہیئے۔ تو اس وقت حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی وفات کا ذکر کیا تھا۔ ہم پھر اپنے معاصر کو کہیں گے۔ کہ آپ کے "دلائل" بالکل بے وزن اور معقولیت سے خالی ہیں۔ کیا وہ ان بے معنی باتوں پر ہی انحصار کرتے ہوئے نہیں یہ کہتا ہے؟

الفضل کا بہتان

"یہ دعائے مغفرت نہیں تو اور کیا ہے۔ لیکن "پیغام" نے دیدہ و دانستہ اسے نظر انداز کر دیا۔ تاکہ دعائے مغفرت نہ کرنے کا اعتراض کر سکے۔ جن لوگوں کے "آرگن" کی دیانت و شرافت کا یہ حال ہو۔ کیا ان کے متعلق یہ کہنا۔ کہ عداوت محمود نے ان سے حادیجا بات کا احساس قطعاً مٹا دیا۔ کلیتہً درست نہیں؟"

مندرجہ بالا سخت الفاظ کا جواب اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ میں دیا جا سکتا ہے۔ اور اس طریق پر دیا جا سکتا ہے۔ کہ ہمارا معاصر مدتوں بے چین رہے۔ لیکن اس سے اصل مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ہمارے معاصر کو یہ یقین ہے۔ کہ میاں صاحب نے دعائے مغفرت کی لیکن ہم اس کی تحریر سے یہ صحیح نتیجہ اخذ کر رہے ہیں۔ کہ نہیں کی۔ ہمارا معاصر صرف اس اختلاف رائے پر ہمیں عداوت محمود کا طعنہ دے کر ہماری شرافت و دیانت پر الزام لگا رہا ہے۔ افسوس حقیقت اس کے برعکس ہے یعنی پیر پرستی اور اندھی حمایت و خیر خواہی نے ہمارے معاصر کی عقل اور دیانت و شرافت کو زبردست نقصان پہنچایا ہے۔ شاید اس سلسلہ میں بہت زیادہ لکھنا پڑتا۔ لیکن ہم ایک مقتدر قادیانی بزرگ جلال الدین صاحب شمس کے ممنون ہیں۔ جنہوں نے الفضل ہی میں مندرجہ ذیل اعلان کر کے جھگڑا ختم کر دیا ہے۔

ایک مقتدر قادیانی کا اعلان

"اخبار الفضل مورخہ یکم جنوری ۳۳ء صفحہ ۸ میں "جناب خواجہ کمال الدین صاحب کا افسوس ناک انتقال" کے عنوان کے ماتحت جو یہ لکھا گیا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنی تقریر میں خواجہ صاحب مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کا ارشاد فرماتے ہوئے کہا۔ صحیح نہیں۔ میں نے حضور کی تقریر اول سے آخر تک سنی۔ حضور نے دعائے مغفرت کے الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔"

(الفضل ۲۶ جنوری صہ ۹)

ایک سوال

کیا اب ہم اپنے معاصر سے دریافت کر سکتے ہیں۔ کہ یہ اعلان صحیح ہے۔ یا اس کا وضع کردہ افسانہ۔ اور اس نے ہماری دیانت و شرافت پر خواہ مخواہ جو افسوسناک حملہ کیا ہے۔ اس پر اس کے ضمیر کا کیا فتویٰ ہے؟ ہمارا معاصر اپنے وضع کردہ افسانے کے بل بوتے پر ہی یہ کہہ رہا تھا۔ کہ جناب میاں صاحب کا دعائے مغفرت کرنا ان کی انتہائی وسیع الاخلاقی اور بہت بڑی شفقت کا ثبوت ہے۔ کیا اب بھی اس کو اس حقیقت سے انکار ہو سکتا ہے۔ کہ جناب میاں صاحب نے دعائے مغفرت کی زحمت گوارا نہیں فرمائی۔ بلکہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کا ذکر کرتے ہوئے اس لفظ کا استعمال بھی نہیں فرمایا۔ اور ان سے "انتہائی وسیع الاخلاقی" اور "بہت بڑی شفقت" کی غلطی سرزد نہیں ہوئی۔ اور نہ موصوف ہمارے متعلق کبھی "اس غلطی" کے مرتکب ہوئے ہیں۔ "الفضل" نے یکم جنوری اور اس کے بعد کی اشاعتوں میں جو کچھ لکھا۔ وہ اپنی "ذاتی معلومات" اور "چشم دید واقعات" کی بنا پر لکھا۔ اب اہل انصاف خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ اس کا پایہ دیانت و شرافت کیا ہے۔ اور اس کی "ذاتی معلومات" اور "چشم دید واقعات" کی بنا پر شائع کردہ روئیدادوں کی میدان صحافت اور واقعات کی دنیا میں کیا آبرو ہو سکتی ہے۔ ہمارے معاصر کا یہ فعل انوکھا نہیں۔ بلکہ اس کی مستمر عادت ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنا فضول ہے ممکن ہے "الفضل" کی تحریر سے کسی قادیانی کو غلط فہمی ہو گئی ہو۔ اور وہ حضرت خواجہ صاحب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کر بیٹھا ہو۔ اور حضرت خواجہ صاحب اس دعا کی طفیل بہشت میں چلے گئے ہوں۔ لہذا جناب میاں صاحب "الفضل" اور دوسرے قادیانیوں کو خواجہ صاحب کو بہشت سے نکلوانے کی فوراً کوشش کرنی چاہیئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آخر تنگدلی اور بے اصولی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے

ہم اپنے معاصر کو مخاطب کر کے یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ ہماری پہلی گذارش بدستور قائم ہے۔ بلکہ اس انکشاف حقیقت سے کہ جناب میاں صاحب نے صرف دعائے مغفرت ہی نہیں کی۔ بلکہ دعائے مغفرت کا ارشاد۔ حتیٰ کہ اس لفظ کا استعمال بھی نہیں فرمایا۔ یہ گذارش اور قوی ہو گئی ہے۔ کیا حضرت مسیح موعود کے ایک جلیل القدر خادم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے محض اس کی فرضی مخالفتوں کا افسانہ سنانا اور دعائے مغفرت اور نماز جنازہ کی زحمت گوارا نہ فرمانا کوئی قابل تعریف اور پسندیدہ فعل ہے؟ "علمی حج" کے آخری دن جبکہ تمام حاجی پابرکاب بیٹھے تھے۔ جناب میاں صاحب کے اس اشارہ کا مقصد کیا تھا؟ یہ یقیناً اس جوش مخالفت اور طوفان عداوت کی ایک لہر تھی۔ جو جناب میاں صاحب اور تمام قادیانیوں کے دلوں میں جماعت لاہور اور اس کے مقتدر اراکین کے متعلق موجود ہے

دوسری گذارش

ہماری دوسری گذارش یہ تھی۔ کہ نماز جنازہ کے بغیر دعائے مغفرت ایک بے معنی چیز ہے۔ اور یہ گذارش ہم نے محض معاصر "الفضل" کی یکم جنوری کی تحریر کے پیش نظر کی تھی۔ لیکن مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں اس کے متعلق کچھ مزید عرض کرنا بلا ضرورت ہوگا۔ جب دعائے مغفرت کا لفظ تک بھی نہ بولا گیا ہو۔ تو نماز جنازہ کا سوال ہی کہاں پیدا ہوتا ہے۔

(باقی)

بچوں کا صفحہ

بچوں کی دینی تعلیم و تربیت احمدی قوم کیلئے ایک بہت ضروری مسئلہ ہے گذشتہ جلسہ سالانہ پر احمدیہ کانفرنس میں اسی مسئلہ پر غور و فکر کرتے ہوئے دیگر تجاویز کے علاوہ یہ خیال بھی پیش ہوا تھا کہ پیغام صلح میں بچوں کا صفحہ رکھا جائے جس میں آسان زبان میں دلچسپ اور مفید مضامین شائع ہوں۔ اسی تجویز کے پیش نظر آج ہم پہلی مرتبہ بچوں کے مضمون کا صفحہ شائع کر رہے ہیں۔ اگر قارئین نے اسے پسند کیا تو ہر ہوار ایڈیشن میں ایک صفحہ بچوں کے لئے مخصوص ہو سکتا ہے شاید اخبار کی موجودہ ضخامت معمولی اشاعتوں میں اس کی اجازت نہیں دے سکتی۔ امید ہے احباب اپنی آراء سے مطلع فرمائیں گے۔ آج کا مضمون بچوں کیلئے پیغام صلح کی پہلی کوشش ہے اگر اس سلسلہ کو جاری رکھنا منظور ہوا تو انشاءاللہ بہتر سے بہتر مضامین کہانیاں اور نظمیں شائع کرنے کا بندوبست کیا جائے گا۔

معذرت

خاکسار مدیر تقریباً ڈیڑھ ہفتے سے علیل ہے۔ گذشتہ اتوار کو تو تکلیف بہت زیادہ ہو گئی۔ اور ضعف کی وجہ سے تقریباً نصف گھنٹہ تک بے ہوشی طاری رہی پیش نظر اشاعت اسی حالت میں مرتب کی گئی ہے۔ اس وجہ سے بعض خامیاں رہ گئی ہیں۔ جن کیلئے انتہائی ندامت سے معافی کا خواستگار ہوں۔ ابھی تک نکاہت بدستور ہے۔ مکہ احباب دعا فرمائیں۔ تو شکریہ کا موجب ہوگا۔

(خاکسار راقم)

صوفی شمس الدین مرحوم

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ مجھے یہ سن کر سخت صدمہ ہوا کہ صوفی شمس الدین صاحب راولپنڈی میں چند روز بیمار رہ کر ۳۰ دسمبر ۱۹۳۲ء کو بروز جمعہ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ صوفی شمس الدین صاحب حضرت مسیح موعود کے پرانے مخلص مریدوں میں سے تھے۔ تقریباً ۳۸ سال گورنمنٹ آف انڈیا پریس میں شملہ میں ملازمت کی رہنے والے لاہور کے تھے کسی زمانہ میں پہلوانی بھی کی جن لوگوں نے انہیں جوانی میں دیکھا ہے۔ انہیں علم ہے کہ وہ نہایت خوبصورت قوی ہیکل جوان تھے مثل ہے جوانی دیوانی۔ ان کی جوانی اور پہلوانی عالم شباب کی تمام سر شوریوں اور رنگیلی نیرنگیوں کے ساتھ گزر رہی تھی جو فضل ربی نے دستگیری فرمائی اور خدا کے مسیح کی نگاہ پڑ گئی۔ وہ جو کہتے ہیں چور سے قطب بنا دیا بس وہی معاملہ یہاں ہو گیا۔ ایک نگاہ کے ساتھ بھوت سے اولیا بنا دیا وہی شوریدہ سر پہلوان جو کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ اس قدر نرم مزاج شفیق رفیق۔ عابد، زاہد اور متقی انسان بن گیا کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہو گئی۔ اور "صوفی" کے لقب سے پکارے جانے لگے۔ بیوی بھی اسی رنگ میں رنگی گئی۔ دونوں بڑے عابد اور پکے تہجد خوان بن گئے۔ صوفی صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود کی رفاقت اور خدمت میں بھی خوب حصہ لیا۔ جب گورداسپور میں حضرت صاحب پر کرم دین جہلمی نے مقدمہ چلایا تو صوفی صاحب پریس سے رخصت لیکر شب و روز حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے اور بڑے ذوق و شوق سے حضرت صاحب کی خدمت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کو فرمایا کہ فلاں کام کے لئے صوفی صاحب کو بھیجیں۔ صوفی صاحب کپڑے بدل رہے تھے اتفاقاً پگڑی موجود نہ تھی حضرت اقدس نے اپنی پگڑی صوفی صاحب کو دے دی صوفی صاحب نے اس متبرک کو سر پر باندھا اور ہشاش بشاش اس کام کے لئے چلے گئے۔ ایک دفعہ ان کی پہلوانی بھی کام آ گئی۔ حضرت صاحب ٹمٹم پر بیٹھ تو گئے لیکن پرانی طرز کی ٹمٹم۔ پائدان نہایت بے موقع اور بہت اونچے اس سے اترنا مشکل .... ہو گیا۔ صوفی صاحب نے .... حضرت صاحب کو گود میں اٹھا کر اتار لیا۔ اللہ اللہ وہ بھی کیا زمانے تھے۔ اور کیا نقشے تھے۔ رہے اللہ کا نام۔ گذشتہ ایام میں راولپنڈی میں کئی مرتبہ مجھے جانے کا اتفاق ہوا صوفی صاحب ہمیشہ ملے اور بڑی محبت سے ملتے رہے۔ اگرچہ دنیا کے تفکرات سے وہ شیر جیسا ورزشی جسم گھل کر لاغر ہو گیا۔ مگر اخلاص اور محبت کی نظر وہی تھی۔ انہیں دیکھ کر حضرت صاحب کے زمانہ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ ضعیفی نے ان کی عبادت اور تہجد خوانی میں فرق نہ ڈالا تھا۔ ان کی پہلی بی بی عرصہ ہوا فوت ہو چکی تھی موجودہ بیوی سے جن کا نام مریم ہے۔ اور جو حکیم فضل دین مرحوم کی بیوہ تھیں حضرت مولانا نور الدین صاحب نے ان کا نکاح پڑھایا تھا پہلی بی بی سے کوئی اولاد نہ تھی۔ موجودہ بی بی سے خدا نے اولاد دی سب سے پہلے لڑکا ہوا تو چونکہ اس لڑکے کی ماں کا نام مریم تھا حضرت مولانا نور الدین مرحوم نے اس مناسبت سے اس کا نام عیسیٰ رکھ دیا۔ لوگ اسے عیسیٰ ابن مریم کہا کرتے تھے۔ ماشاءاللہ اب نوجوان ہے۔ تین لڑکیاں بھی ہیں۔ افسوس ہے صوفی صاحب کے اہل بیت کا پتہ مجھے معلوم نہیں ورنہ انہیں تعزیت کا خط ضرور لکھتا۔ جب سے میری بیوی فوت ہوئی ہے مجھے پتہ لگا ہے کہ تعزیت کس قدر ضروری چیز ہے اور ایسے موقعہ پر ہمدردی کے خطوط کس قدر گہرا اثر قلب انسانی پر چھوڑ جاتے ہیں۔

امید ہے احباب ان کا جنازہ غائب ہر جگہ پڑھیں گے۔

"ظلّی حج"

اسلامی شریعت میں اضافہ

جس طرح ظلی نبی - نبی ہوتا ہے۔ اسی طرح ظلّی حج - حج ہوا

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

"ظلی فاضل" کا کارنامہ

ایڈیٹر پیغام صلح ظلی فاضل محمد نذیر لائل پوری نہ معلوم آج کل کہاں ہیں - افرادِ ملت محمودیہ کو چاہیے اپنے خلیفہ صاحب کے علاوہ ان کی دست بوسی بھی اپنا شعار بنالیں کیونکہ یہ انہی کا مقدس ہاتھ اور قلم معجز رقم تھا جس نے دنیا کو اس نکتہ حقیقت سے آشنا کر کے تمام اہل فہم و علم کو حیرت میں ڈال دیا تھا کہ ظلی و اصلی میں کوئی فرق نہیں ہوتا لہٰذا ظلی مومن مومن ہوتا ہے اور ظلی نبی نبی ہوتا ہے"۔ ان کی یہ ایجاد بندہ اگرچہ نہایت نامعقول اور گندہ تھی لیکن آج وہ کس قدر مفید و بابرکت ثابت ہوئی ہے جبکہ جناب میاں محمود احمد صاحب نے اعلان کیا کہ قادیان کا سالانہ جلسہ "ظلی حج" ہے - آج ظلی مولوی فاضل صاحب کی نکتہ کو کیا کام آیا کہ ان کے اس انکشاف حقیقت سے قادیان کا ظلی حج اصلی حج بن گیا - جب بقول ان کے ظلی اور اصلی ایک ہی ہوتا ہے تو اسی طرح جس طرح ظلی نبی نبی بنا تھا قادیان کے ظلی حج کا اصلی حج بننا ایک لازمی امر ہے لہٰذا جتنے محمودی صاحبان جلسہ سالانہ میں یا دوسرے لفظوں میں ظلی حج میں شریک ہوئے وہ بقول مولوی فاضل صاحب اصلی حج میں شامل ہوئے لہٰذا ان تمام افرادِ ملت محمودیہ کو حاجی کہا جائے تو بالکل بجا ہے - کیونکہ ظلی حاجی بھی اسی طرح حاجی ہے جس طرح ظلی نبی نبی ہے - ہم تمام ملت محمودیہ کی خدمت میں اس حج پر مبارک باد پیش کرتے ہیں - سچ ہے - پیر پکڑے تو ایسا کامل پکڑے کہ ہلدی لگی نہ پھٹکری اور رنگ بھی چوکھا آگیا گھر بیٹھے ہی سارے مرید حاجی بن گئے -

جناب خلیفہ صاحب کا اپنا مذہب

اصل اعلان ظلی حج کا تو جناب خلیفہ صاحب کا اپنا ہے - ظلی مولوی صاحب کا انکشاف علمی محض سونے پر سہاگہ کا کام دے گیا ہے - لیکن خلیفہ صاحب کا اگر اپنا مذہب غور سے دیکھا جائے تو وہاں کچھ اس سے بڑھ کر ہی موجود ہے کم نہیں ان کے نزدیک ظلی نبی کا مرتبہ اصلی نبی کو بھی بڑھ جاتا ہے - چنانچہ القول الفصل میں ان کا یہ فقرہ سب کو معلوم ہے - فرماتے ہیں -

"اسی طرح اگر حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور آپ کے درجہ کے متعلق سوال ہو تو ہم مجبور رہوں گے کہ بتائیں" "آپ کا آخری درجہ نبی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظلی نبی ہونا تھا" (القول الفصل صفحہ ۲۵)

ممکن ہے یہاں کسی کو دھوکا لگے کہ آنحضرت صلعم کا ظلی نبی کہا ہے تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ آخر آنحضرت صلعم بھی تو نبی تھے خدا تو نہ تھے پس آپ کا ظلی نبی بھی ظلی نبی ہی ہوگا - ظلی خدا تو نہ ہوگا - تو نتیجہ تو یہی نکلا کہ ظلی نبی اصلی نبی سے بڑھ کر بھی ہو سکتا ہے - جیسا کہ حضرت مسیح موعود کی صورت میں ہے - کہ وہ نہ صرف نبی بنے بلکہ اس سے بڑھ کر ظلی نبی بن گئے جس سے یہ معلوم ہوا کہ ظلی کا لفظ کسی کمی یا نقصان کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ بعض صورت میں فضیلت کو ظاہر کرتا ہے - تو پھر جبکہ خود خلیفہ صاحب جلسہ میں اعلان فرما چکے ہیں کہ مکہ کے حج سے اب وہ اصلی مقصد حج پورا نہیں ہوتا جس کے لئے یہ رکن اسلام وضع کیا گیا تھا اسلئے قادیان میں خدا نے ایک اور ظلی حج مقرر فرمایا ہے"

قادیان کا ظلی حج اصلی حج سے افضل ہے

تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا غلط ہوگا کہ قادیان کا ظلی حج جو مقصد حج کو پورا کرتا ہے، مکہ کے حج سے جو مقصد حج کو پورا نہیں کرتا افضل ہے - میں خود جناب میاں صاحب کی تقریر سے دکھا چکا ہوں کہ ظلی کا لفظ کسی کمی یا نقصان کو ظاہر نہیں کرتا - بلکہ بعض صورت میں فضیلت کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے - یہاں فضیلت کا اظہار خود میاں صاحب کی تقریر سے عیاں ہے - کیا وہ حج جو مقصد حج کو پورا کرتا ہے اس حج سے افضل نہ ہوگا جو مقصد اور حقیقت حج کو کھو چکا ہے - اور محض ایک کی عبادت کے رنگ میں رہ گیا ہے -

پس ظلی کے لفظ سے دھوکا نہیں کھانا چاہیے یہ محض پردہ پوشی اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے ملت محمودیہ میں استعمال کیا جاتا ہے - زیادہ سے زیادہ "طریق حصول" کے فرق کو ظاہر کرے گا جیسا کہ میاں صاحب کا ارشاد ظلی نبوت کے بارے میں مسلم ہے - میاں صاحب کا قول ہے کہ ظلی نبوت کہنے سے "نفس نبوت" میں فرق نہیں آتا - ظلی صرف طریق حصول نبوت میں فرق کو ظاہر کرتا ہے - تو پھر اسی اصول کے ماتحت ظلی حج کہنے سے نفس حج میں فرق نہیں پڑ سکتا - البتہ طریق حصول احکام حج میں فرق کو ظاہر کرے گا - اور یہ صحیح ہے - مکہ کا حج قرآن کے ذریعہ فرض ہوا - اور یہ میاں محمود صاحب خلیفہ قادیان کے ذریعہ اس لحاظ سے یہ ظلی حج ہوا - ورنہ نفس حج میں نفس نبوت کی طرح فرق نہیں پڑ سکتا -

خلیفہ صاحب قادیان کے اصل الفاظ

اب میں خلیفہ صاحب قادیان کے اصل الفاظ اخبار الفضل مجریہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء سے نقل کئے دیتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ یہ کوئی سہو کاتب یا تقریر قلمبند کرنے والے کی فروگذاشت نہیں بلکہ میاں صاحب موصوف نے اس نئے حج کے من جانب اللہ مقرر ہونے پر بحث کی ہے - اور اس نئے حج کی ضرورت کو ثابت کیا ہے - فرماتے ہیں :-

"لیکن حج ان ایام میں بہت لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا تھا - کیا بلحاظ اس کے کہ اس علاقہ میں امن و امان کا وہ انتظام نہ تھا جو حج کے لئے ضروری ہے - اور کیا بوجہ اس کے کہ اس مقام میں ایسا نظام نہیں جس سے ان فوائد کو حاصل کیا جا سکے جو حج کا اصلی مقصود ہے اور کیا بوجہ اس کے کہ خدا تعالیٰ ہندوستان کے لوگوں سے بہ نسبت دوسرے ممالک کے لوگوں کے زیادہ کام لینا چاہتا ہے چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں جو مقدرت - کھتے اور امیر ہوں - حالانکہ ایسی تحریکات پہلے غربا میں ہی پھیلتی اور پنپتی ہیں اور غربا کو حج سے شریعت نے محروم رکھا ہے - اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تا وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تا وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں - اسلام کے ابتدائی دور میں زیادہ ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے والے عرب تھے - اور آسانی سے مکہ میں پہنچ سکتے تھے اس لئے اس تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے - حج کے موقعہ پر بہتر سے بہتر ذرائع حاصل تھے - لیکن اب وہ تحریک یہاں باقی ہے اور تمام دنیا کے تمام لوگ وہاں پہنچ سکتے ہیں اس لئے حج کی عبادت کا حصہ تو بیشک باقی ہے اور وہ رہتی دنیا تک باقی رہے گا جس طرح نماز کا فریضہ ہے اسی طرح یہ بھی فرض ہے کہ ہر صاحب استطاعت مسلمان مقررہ دنوں میں وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے لیکن مکہ مکرمہ میں اب چونکہ نہ کوئی ایسی جماعت تھی جو اشاعت اسلام کی ذمہ دار قرار دی گئی ہو - اور نہ ہی اب عربوں کی ایسی حالت اور نظام تھا کہ وہ تبلیغ اسلام کر سکیں - ایسا نظام اب ہندوستان میں ہی ہے - اور اشاعت اسلام کا درد رکھنے والی قوم بھی یہیں ہے - اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ظلی حج مقرر کیا اور اس کا مرکز قادیان میں رکھا"

پردہ ہی پردہ میں دعوئے نبوت

خدا جانے آجکل بابو فرزند علی صاحب کہاں ہیں - جناب غلام محمد خاں صاحب ریٹائرڈ - ای - اے - سی فرمایا کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بابو فرزند علی صاحب نے فرمایا تھا کہ کاشکہ چالیس برس کی عمر میں جناب میاں محمود احمد صاحب کو آواز آجائے کہ "تو نبی ہے" "تا ہم بھی اصحاب نبی" میں سے بن جائیں ان کو یہ پیغام پہنچا دینا چاہیے کہ آپ کے اصحاب نبی بننے کے ارمان کے پورا ہونے کا سامان ہو گیا ہے - نہایت خوبصورتی سے آپ کے خلیفہ صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونیکا دعوے پردہ ہی پردہ میں کر دیا - اوپر کی عبارت کو پڑھو - اور غور کرو کیا اس سے مندرجہ ذیل نتائج نہیں نکلتے ؟

مکہ کے حج کی منسوخی کے وجوہات

(الف) پہلے مکہ کے حج کی عملی طور پر منسوخی کے وجوہات سنو :-

(۱) ان تمام ایام میں مکہ کا حج بہت لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا ہے - کیونکہ نہ وہاں امن و امان ہے اور نہ کوئی نظام ہے

(۲) مکہ کا حج صرف صاحب مقدرت لوگوں کے لئے تھا - شریعت اسلام نے بدقسمتی سے غربا کو اس حج سے محروم کر رکھا ہوا ہے -

(۳) تمام دنیا کے لوگ . . . مکہ نہیں پہنچ سکتے اسلام کے ابتدائی دور میں جو مکہ کا حج مقرر کیا گیا تو صرف اس لئے کہ اشاعت اسلام کی ترقی کا بوجھ اٹھانے والے عرب تھے

اور وہ آسانی سے مکہ پہنچ سکتے تھے۔ اس لئے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ایسا کیا گیا

(۲) مکہ میں اب کوئی ایسا نظام نہیں جس سے ان فوائد کو حاصل کیا جا سکے جو حج کا اصلی مقصود ہے۔ اس لئے حج مکہ اپنی حقیقت کو کھو کر محض ایک رسمی عبادت بن کر رہ گیا ہے

(ب) قادیان کے نئے حج کی ضرورت کے وجوہات

اب قادیان کے نئے حج کی ضرورت ملاحظہ ہو:۔

(۱) قادیان کا حج بہت آسان ہے کیونکہ یہاں امن امان ہے اور نظام ہے۔

(۲) اشاعت اسلام کے لئے خدا تعالیٰ ہندوستان کے لوگوں سے بہ نسبت دوسرے ممالک کے لوگوں کے زیادہ کام لینا چاہتا ہے۔ اور ایسی تحریکیں غرباء سے ہی چلتی ہیں اس لئے قادیان میں خود خدا نے ایک اور ظلی حج قائم کیا تا غرباء یعنی ہندوستان کے مسلمان آسانی سے اس میں شامل ہو سکیں۔ یہاں "ایک" اور "الفاظ قابل غور ہیں۔ گویا مکہ کے حج کے علاوہ یہ ایک اور حج خدا نے خود قائم کیا ہے

(۳) تمام دنیا کے لوگ مکہ نہیں پہنچ سکتے۔ مگر قادیان آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔ بالخصوص غرباء یعنی ہندوستان کے مسلمان۔

(۴) قادیان میں ایک نظام موجود ہے اور اشاعت اسلام کا درد رکھنے والی قوم یہیں رہتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ظلی حج مقرر کیا تا حج کا وہ مقصود جو مکہ کے حج میں فوت ہو چکا ہے وہ قادیان کے حج کے ذریعہ پورا ہو۔

خلیفہ صاحب کا یہ اعلان نئی شریعت کی بنیاد ہے

اب میں ہر ایک صاحب علم اور صاحب فہم انسان سے سوال کرتا ہوں کہ خلیفہ صاحب قادیان کا یہ اعلان کیا نئی شریعت کی بنیاد نہیں؟ ایک مجدد کا کام یہ تو ہو سکتا ہے کہ اسلام کے کسی رکن کا مقصود حقیقی اگر فوت ہو گیا ہو اور وہ بطور رسم کے رہ گیا ہو تو اس میں دوبارہ نئی روح پھونک دے جس سے اس کا مقصود حقیقی پھر حاصل ہونے لگے اور وہ رکن ایک رسم کی حیثیت سے نکل کر پھر اپنے اندر اس تمام حقیقت کو پیدا کرے جس کے لئے وہ وضع کیا گیا تھا لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک نیا رکن اس کے قائم مقام کھڑا کر دیا جائے اور پردہ پوشی کے لئے اس کے قبل "ظلی" کا لفظ بڑھا دیا جائے اور موجودہ اصل سے بالکل علیحدہ چیز مثلاً فی زمانہ نماز ایک رسم کے طور پر پڑھی جاتی ہے۔ اور خشوع وخضوع وتعلق باللہ جو اس کا مقصود حقیقی فوت ہو چکا ہے۔ مجدد کا کام یہ تو ہو سکتا ہے کہ دوبارہ نماز کی حقیقت کی طرف توجہ دلائے اپنے فیض روحانی سے نماز میں پھر خشوع وخضوع کی لذت اور تعلق باللہ کی کیفیت نماز پڑھنے والوں میں پیدا کرے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بجائے کعبہ کے مسجد قادیان کو قبلہ بنا دے اور بجائے قرآن کے اپنی وحی کو نمازوں میں پڑھنے کا حکم دے اور کہے کہ چونکہ پرانی اسلامی نماز اب رسم کے طور پر رہ گئی ہے۔ اس لئے خدا نے اس کے علاوہ یہ ایک اور "ظلی نماز" قائم کر دی ہے جس سے نماز کا مقصد اصلی حاصل ہوتا ہے۔ اور اس طرح لوگوں کو آسانی بھی میسر ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا ایسا کرنا ایک نئی شریعت کی بنیاد ہو گی۔ اسی طرح ایک مجدد اگر اس کی مقدرت اور طاقت میں ہو یہ تو کر سکتا ہے کہ حج کے رکن سے اگر اس کا مقصد اصلی یعنی ملت اسلامیہ کی وحدت ومساوات فوت ہو گیا ہو تو اس کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کرے اور رسمی عبادت میں حقیقت کی روح پھونک دے لیکن یہ نہیں کر سکتا کہ اس کی جگہ اپنے گاؤں کے جلسہ کو حج کے قائم مقام قرار دے کر حج کے مقصود اصلی کو وہاں پورا کرنے کی کوشش کرے اور پردہ پوشی کی خاطر اس کا نام ظلی حج رکھ دے۔

عظیم الشان رکن اسلامی کی تحقیر واہانت

یہ ایک عظیم الشان رکن اسلامی کی تحقیر واہانت اور اسکو عملی طور پر منسوخ کرنا ہے اور اس کی جگہ ایک نیا رکن کھڑا کرنا اور نئی شریعت کی بنیاد ڈالنا ہے۔ اور سمجھ نہیں آتا کہ حج ظلی کے کیا معنی۔ کیا عبادتیں بھی ظلی ہوا کرتی ہیں کیا قادیان کے درودیوار کے شیشہ میں مکہ منعکس ہو گیا ہے اور مسجد قادیان کے شیشہ میں کعبہ منعکس ہو گیا ہے؟ اگر ایسا ہے تو قادیان کی مسجد کو کیوں نہ ظلی کعبہ اور ظلی قبلہ قرار دیا جائے۔ خصوصاً جبکہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی

حضرت مسیح موعود کی احتیاط

حضرت مسیح موعود کے الہام میں موجود ہے۔ قرآن کریم کی یہی وہ آیت ہے جس کے ماتحت کعبہ قبلہ قرار پایا تھا۔ یہی آیت حضرت مسیح موعود کو بھی الہام ہوئی مگر وہ تو اس قدر محتاط واقع ہوئے تھے کہ اس الہام کی بھی اسی طرح تاویل کر دی جیسا کہ نبوت کے متعلق الہامات کی تاویلیں کرتے رہے اور باوجود اپنے الہامات میں نبی کا لفظ آجانے کے آپ ہمیشہ اس کی تاویلیں کرتے رہے۔ اور دعویٰ نبوت سے انکار کرتے رہے۔ لیکن ابتداء سے اخلاقی جرأت کا یہ سہرا جناب میاں محمود احمد صاحب اور انکی جماعت کے سر پر ہی بندھنا مقدر تھا جنہوں نے دنیا میں یہ اعلان کر کے تمام اہل علم وفہم کو حیرت میں ڈال دیا کہ نبوت کے بارے میں حضرت مرزا صاحب اپنے الہامات کو سمجھتے نہ تھے یا لوگوں سے ڈر کر ان کے خیالات کے مطابق گول مول باتیں کرتے تھے پس ہم ان کے الہامات کو لیں گے اور ان کی تشریحات کو جو حضرت مرزا صاحب نے کیں ہیں بند نہیں۔ تو پھر کیوں نہ یہی معاملہ یہاں بھی کیا جائے۔ میاں محمود احمد صاحب کو تحویل قبلہ کے متعلق کسی نئی وحی کے نزول کے لئے انتظار کرنے کی ضرورت بھی نہیں پہلے سے ہی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی صاف طور پر الہام موجود ہے۔ جس سے مسجد قادیان کا قبلہ ہونا استنباط ہو سکتا ہے تو پھر کیوں نہ اصل الہامات کو لیا جائے اور تشریحات کو نظر انداز کر دیا جائے۔

ظلی کعبہ کی ضرورت

میاں محمود احمد صاحب نے ہمت کر کے ظلی حج قائم تو کر دیا۔ "ظلی قبلہ" اسی کا ایک تتمہ ہو گا۔ کیونکہ حج بغیر قبلہ کے بے معنی ہے۔ کعبہ تو حقیقی مسلمانوں کا اب مرکز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ دنیا کے چالیس کروڑ کافر محمدیوں کا مرکز ہے۔ میں نے "محمدی" کا لفظ اس لئے استعمال کیا ہے کہ میاں محمود احمد صاحب کے نزدیک تمام کلمہ گو جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی نبوت پر ایمان نہیں لاتے کافر خارج از اسلام ہیں۔ اس لئے انہیں مسلمان کہنا بے معنی ہے کافر محمدی کہنا چاہیئے۔

کعبہ کا حج قادیانیوں کے لئے بے حقیقت ہے

پس کعبہ تو کافروں میں گھر کر رہ گیا۔ بد قسمتی سے وہاں "حقیقی مسلمانوں" یعنی محمودیوں کو گھسنے کی سوجھ ہی نہیں اور اگر ہو بھی تو وہاں کی نمازوں کے امام کافر۔ عرفات کے دن حج کا امام کافر۔ تو حقیقی مسلمانوں کا حج ہی نہ ہوا۔ چنانچہ میاں محمود احمد صاحب جب حج کرنے گئے تھے تو تمام نمازوں کو جو کعبہ میں پڑھتے تھے گھر پر دہرایا کرتے تھے۔ معلوم نہیں عرفات کے دن حج کو کس طرح دہرایا ہو گا۔ بہر حال جب مکہ میں کافر ہی کافر ہیں تو کافر اماموں کے پیچھے "حقیقی مسلمانوں" یعنی محمودیوں کا نہ حج ہو سکتا ہے نہ نمازیں ہو سکتی ہیں۔ اس لئے وہاں کے حج کو اب ایک عبادت اسلامی قرار دینا بے معنی بات ہے۔ اسے اب کافروں کی عبادت کہا جائے گا۔ پس مکہ کا حج چاہے اب بند ہو جائے یا رہتی دنیا تک رہے "حقیقی مسلمانوں" کے لئے وہ ایک لاشئے محض ہے۔ حقیقی اسلام یعنی محمودیت کا مرکز تو اب قادیان ہے جہاں اسلام پایا جاتا ہے باقی تمام دنیا خواہ مکہ ہو یا مدینہ کفر سے بھرپور ہے

مکہ ومدینہ کے متعلق خلیفہ صاحب کا ارشاد

خود خلیفہ صاحب نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا تھا کہ مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو چکا ہے۔ پس ان دودھ پینے والوں کے لئے مرکز اگر کوئی ہے تو قادیان ہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے غالباً درپردہ یہی وہ ضرورت ہو گی جسے مدنظر رکھ کر جناب خلیفہ صاحب کو قادیان کے حج کا اعلان کرنا پڑا۔ لیکن میں پھر کہتا ہوں کہ ظلی کے لفظ سے دھوکا نہیں کھانا چاہیئے وجہ یہ کہ خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت ظلی نبی کو نبی مانتی ہے۔ اس لئے ظلی حج اصل حج ہوا۔ یہ ان کے مسلمہ عقائد کی بنا پر نتیجہ لازمی ہے جس کا انکار نہیں ہو سکتا۔

خلیفہ صاحب ظل کو اصل سے افضل مانتے ہیں

بلکہ جناب خلیفہ صاحب کے ارشادات میں دکھا چکا ہوں کہ بعض صورتوں میں وہ ظل کی فضیلت اصل پر مانتے ہیں۔ اور وہ صورت یہاں موجود ہے۔ یہاں ظلی اگر کچھ ظاہر کریگا تو اصل سے فضیلت کو ظاہر کرے گا۔ کوئی کمی یا کسر اس سے مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جو حج مقصد حج کو پورا کریگا وہ لازمی طور پر اس حج سے افضل ہو گا جو حج کے مقصد کو پورا نہیں کرتا۔

میاں صاحب موصوف صاف طور پر فرماتے ہیں۔ کہ "اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا" جس سے صاف ظاہر ہے یہ ایک اور حج ہے جو کہ حج کے نقصوں کی تلافی کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور مقرر بھی خود جناب باری تعالیٰ نے کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اتنے بڑے رکن اسلامی کی تلافی اور اس پر ایزاد کرنے کے لئے جو حکم آیا ہو گا وہ ذریعہ وحی الٰہی آیا ہو گا جس کے صاف معنی نئی شریعت کا نزول ہے اور جس پر یہ نئی شریعت نازل ہوئی وہ صاحب شریعت نبی ہوا رہ گیا قبلہ تو اس کے متعلق الہام پہلے سے ہی موجود ہے۔ خلیفہ صاحب کی معرفت قادیان کو حج کا مرکز خدا نے مقرر کر ہی دیا ہے

صرف ایک آنچ کی کسر ہے

اب سوچ لو۔ حج بغیر قبلہ کے نامکمل سی بات ہے۔ خدا کی باتیں نامکمل نہیں ہوا کرتیں۔ معاملہ سب تیار ہے۔ صرف ایک آنچ کی کسر ہے اور وہ ہے خلیفہ صاحب کی تھوڑی سی اور جرأت جس کی ان میں کمی نہیں ظلی کا لفظ موجود ہی ہے۔ یہ ایسا لفظ ہے کہ شریعت میں جو رکن چاہے بڑھا لو جو ترمیم وتنسیخ چاہے کر لو۔ صرف اس کے قبل "ظلی" کا لفظ بڑھاتے جاؤ کسی کو اعتراض کی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی سوائے ان لوگوں کے جو غلو کی اس تیز رفتار گاڑی کو اپنی تنقید سے بریک لگاتے رہتے ہیں۔

میاں صاحب نے جب خاتم النبیین کے بعد نبی بنانا چاہا تو ظلی کا لفظ لگا دیا اور اصلی نبی بنا لیا۔ اور صاف کہہ دیا کہ نفس نبوت میں کوئی فرق نہیں طریق حصول میں فرق ہے۔ سو ہوا کرے۔ نبوت کہیں سے پھرتی پھراتی آئے۔ آ تو گئی۔ ماننے والے تو لوگ ہیں اسی طرح جب مکہ اور مدینہ میں کفر کا زور دیکھا تو قادیان کے حج کا اعلان کر دیا۔ ظلی اس کے آگے بڑھا دیا۔ پس اصول مذکورہ کے مطابق نفس حج میں کوئی فرق نہیں ہو سکتا۔ صرف طریق حصول میں فرق ہو گا تو پڑا ہو۔ اور ہونا لازمی بھی ہے۔ کیونکہ پہلا حج قرآن کے ذریعہ فرض ہوا تھا۔ اب یہ دوسرا حج میاں محمود احمد صاحب کی معرفت فرض ہوا۔ طریق حصول میں بیشک فرق ہے۔ لیکن نفس حج میں کوئی فرق نہیں کیونکہ ظلی کے لفظ سے اصل چیز میں فرق نہیں آیا کرتا۔ پس غور کرو جب اصلی حج میں قبلہ موجود ہے۔ تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ قادیان کا ظلی حج بغیر قبلہ مقرر ہوئے۔ خدا کی طرف سے فرض ہو جاتا۔

ظلی قبلہ کے بغیر نیا حج ادھورا اور نامکمل ہے

میں سمجھتا ہوں خلیفہ صاحب کو اگر یاد دہانی کرا دی جائیگی تو ظلی قبلہ کا اعلان ہونے پر اس خدا کے مقرر کردہ نئے حج کی تکمیل ہو جائیگی ورنہ قادیان کے قبلہ مقرر ہوئے بغیر یہ نیا حج ادھورا اور نامکمل رہ جاتا ہے۔ کفار میں گھرے ہوئے کعبہ سے حقیقی حج کو قادیان میں جو حقیقی مسلمانوں کا مرکز ہے منتقل کر کے خدا نے جب ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے تو اس انتقال کو نامکمل نہیں رہنا چاہیئے۔ ساتھ قبلہ بھی منتقل ہونا چاہیئے تاکہ

اپنی پوری شکل میں مکمل ہو کر دنیائے اسلام کے لئے باعث برکت و مظہر حقیقت بن سکے۔

شریعت میں اضافہ ہے

نئی شریعت کی یہ بنیاد کوئی نیا اضافہ نہیں بلکہ یہ اضافہ ۱۹۱۴ء ہے۔ اضافہ علیٰ وجہ الکمال ہوا تھا جس دن حضرت مسیح موعود کی طرف دعوئے نبوت منسوب کر کے ان کے نہ ماننے والے کو کافر خارج از اسلام قرار دیا گیا تھا ظاہر ہے کہ اس طرح سے شریعت اسلامی کے حصہ ایمانیات میں ایک نئے نبی اور اس کی وحی نبوت پر ایمان لانے کا اضافہ جس کے بغیر انسان مسلمان ہی نہیں ہو سکتا صاف طور پر شریعت اسلامی میں نئے اضافے تھے شریعت کے بارے میں عام طور پر لوگوں کی نگاہ صرف اوامر و نواہی تک محدود رہتی ہے۔ اس لئے لوگوں نے اسے شریعت میں کوئی نیا اضافہ نہیں سمجھا لیکن اہل علم اور صاحب فہم جانتے ہیں کہ ایمانیات شریعت اسلام کا ایک اہم جزو ہے۔ ایمانیات کی فہرست میں کتابوں اور نبیوں کی ذیل میں ایک نئے نبی اور نئی کتاب یعنی اس نبی کی وحی نبوت پر ایمان لانے کا اضافہ کیا شریعت اسلام میں اضافہ نہیں اور اگر ایمانیات کو شریعت کا جزو نہ مانا جائے تو کم سے کم دین کا جزو بلکہ بنیاد ماننا ضروری ہے۔ تو پھر آیا یہ محمدی اسلام کی ایمانیات کی فہرست میں ایک نئے نبی اور نئی کتاب کا اضافہ نہیں ہو خدا کے لئے غور کرو۔ اگر نیا اضافہ نہیں تو اس کے نہ ماننے والے کا فر کیونکر ٹھیر سکتے ہیں جب انہیں محمدی اسلام پر اضافہ مانا جائے گا تبھی اس کے نہ ماننے سے کفر لازم آئے گا۔ گویا آج مکمل اسلام وہ ہے جو ملت محمودیہ کے ہاتھ میں ہے اور جو ان کے علاوہ مسلمان کہلانے والوں کے ہاتھ میں ہے وہ ایمانیات کے لحاظ سے مکمل اسلام نہیں اور اگر الیوم اکملت لکم دینکم کے ماتحت اسلام محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں کامل ہو چکا تو پھر آج ایک نئے نبی اور اس کی وحی نبوت پر ایمان لانے کا اضافہ جس کے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا کیا ایک نیا دین نہ ہوگا خدا کے لئے انصاف سے غور کرو۔ پس

اضافہ ۱۔ نیا نبی
اضافہ ۲۔ اس نئے نبی کی کتاب یعنی وحی نبوت
اضافہ ۳۔ حج قادیان

سب کچھ پردہ ہی پردہ میں ہو رہا ہے

آخر پردہ ہی پردہ میں وہ سب کچھ ہو رہا ہے جس کا ۱۹۱۴ء میں کھل کر اعلان کرنا چاہا تھا۔ اس زمانہ میں میں قادیان میں تھا۔ جو ایک دن ایک بزرگ اپنے پلنگ پر بیٹھے جھوم جھوم کر حضرت صاحب کا یہ کلام پڑھنے لگے من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای۔ کہ جس نے مجھ میں اور مصطفیٰ میں فرق کیا اس نے مجھے نہ پہچانا نہ دیکھا۔ وہ فرمانے لگے کہ چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم صاحب شریعت نبی تھے اس لئے حضرت مرزا صاحب بھی صاحب شریعت نبی ہیں اور انہیں صاحب شریعت نبی نہ ماننا ان کی عدم معرفت کی دلیل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ تو بہ کیجئے اس کا مطلب تو فقط اس قدر ہے کہ میں تو رسول اللہ صلعم کا خادم ہوں اور آپ ہی کی ایک شاخ ہوں اور آپ ہی کے دین کی خدمت کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ جو مجھ کو آپ سے الگ کر کے دیکھتا ہے اور نعوذ باللہ آپ کے بالمقابل مجھے کھڑا کرتا ہے اس نے مجھے پہچانا نہیں۔ میں نے اپنی تائید میں دو ہمسروں کو بلانا چاہا لیکن یہ منصوبہ تو کچھ ایسی خوبصورتی سے بنا ہوا تھا کہ اس مکان میں سوائے اکبر شاہ خاں نجیب آبادی کے مجھے کوئی نیا ہم نوا نہ ملا۔ چاروں طرف سے حضرت مرزا صاحب بھی صاحب شریعت ہونے کی آوازیں آنے لگیں میں گھبرا کر باہر نکل گیا۔ تو حافظ روشن علی مرحوم ملے ان سے دریافت کیا تو فرمانے لگے کہ بیشک حضرت مرزا صاحب صاحب شریعت نبی ہیں۔ ہم نے تو شریعت انہیں سے سیکھی ہے میں نے کہا ایک ہندو اگر مسلمان ہو اور وہ کسی مولوی سے شریعت اسلام سیکھے تو کیا وہ مولوی صاحب شریعت نبی ہوگا۔ فرمانے لگے کہ جاؤ اربعین کو پڑھو۔ وہاں حضرت صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میں بھاگا ہوا ایک صاحب کے مکان پر پہنچا وہاں سے اربعین لی پڑھ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا مطلق دعوے نہ کیا تھا۔ یہ محض یار لوگوں کی ایک نئی ایجاد اور اختراع تھی۔ شام کو میں کتاب لیکر بحث کرنے جا رہا تھا۔ جو ایک دوست نے پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ میں نے سارا معاملہ بیان کیا۔ کہنے لگے اب جانے دو حضرت مولانا نور الدین صاحب نے اس خطرناک عقیدہ کے پھیلانے والوں کو بہت سخت جھاڑ اور ملامت کی ہے۔ غرضیکہ یہ فتنہ اس وقت تو دب گیا اور بظاہر دو چار آدمیوں تک محدود رہا لیکن دیکھو کہ کس طرح پردہ ہی پردہ میں وہ چنگاری سلگ رہی ہے اور وہ بیج جو تہ خاک دبا ہوا تھا نشوونما پا رہا ہے۔ اگر کسی کی آنکھیں ہوں تو دیکھے اور کان ہوں تو سنے اور دل ہو تو غور کرے۔

باقی آئندہ

(بقیہ صفحہ ۱)

و دیگر بیشمار حاضرین کے علاوہ جناب ہیرن نے بھی . . . پسند کیا اور حاضرین کی خواہش پر خود بھی حسب الفاظ ارشاد فرمائے۔ اپنی مختصر تقریر میں جناب ہیرن نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ذکر نہایت عمدہ الفاظ میں کیا۔ ۲۷ جنوری کو نماز عید جناب ہیرن نے شاہی مسجد میں ادا کی اور بعد ازاں مسلمانوں کی خواہش پر ایک مختصر تقریر بھی فرمائی مسجد مذکور میں لاؤڈ سپیکر آلہ کبر الصوت کا انتظام تھا۔ اس لئے آپ کی تقریر مسجد کے ہر ایک حصہ میں سنی گئی۔ عید کے روز آپ کو کئی جگہ سے دعوتیں آئیں۔ ملاقات کیلئے بھی بے شمار لوگ متمنی تھے۔ اس لئے آپ بے حد مصروف رہے۔

سفر دہلی

۲۸ جنوری کی شام کو ممدوح حضرت مولانا صدر الدین اور جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب کی معیت میں دہلی روانہ ہو گئے۔ وہاں کے ایک دوست کے خط میں جو ۳۱ جنوری کو موصول ہوا ہے تحریر ہے کہ جناب ہیرن و دیگر حضرات ۲۹ کی صبح کو دہلی پہنچے۔ اور عالیجناب سر فضل حسین صاحب بالقابہ کے دولتکدہ پر فروکش ہیں۔ ۲۹ جنوری کی شام کو مسلم کلب کی طرف سے ممدوح کو ایک شاندار دعوت چائے دی گئی۔ جس میں دہلی کے معتمد رؤسا اور اہل علم حضرات کے علاوہ سر فضل حسین صاحب بالقابہ۔ نواب ذوالفقار علی صاحب اور ڈاکٹر ضیاء الدین بھی تشریف فرما تھے حاضرین کی زبردست خواہش پر جناب ہیرن نے یورپ میں اسلام کا مستقبل کے موضوع پر تقریر فرمائی جو بے حد پسند کی گئی۔ جناب ہیرن کا تعارف کراتے ہوئے حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے برلن مسجد اور مشن کا تذکرہ نہایت موزوں الفاظ میں کیا۔

۳۰ جنوری کو وائسرائے بہادر کے سیکرٹری مسٹر میول سے ملاقات ہوئی۔ اسی روز شام کو عالیجناب سر فضل حسین بالقابہ نے ہیرن ممدوح کے اعزاز میں ایٹ ہوم دیا جس میں مہمانوں کی معقول تعداد مدعو تھی۔ جناب ہیرن دہلی کی تاریخی عمارات کو دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے۔ اور اسلامی تہذیب و تمدن اور فن تعمیر کا آپ پر بہت اثر ہوا۔ مکتوب نگار دہلی سے ۳۱ جنوری کو لکھتا ہے۔ اس میں تحریر ہے کہ ۳۱ جنوری کی شام کو جناب ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب ڈنر دے رہے ہیں جس میں ممبران اسمبلی و دیگر حضرات کثیر تعداد میں مدعو کئے گئے ہیں۔ بتقریب ممدوح کے دو تین لیکچر ہوں گے۔ لیکچروں، ڈنروں اور ٹی پارٹیوں کی متعدد دعوتیں موصول ہو چکی ہیں۔ معززین دہلی جوق در جوق ملاقات کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔

سر فضل حسین بالقابہ کے ایٹ ہوم کی کیفیت

جناب ہیرن کو سر فضل حسین بالقابہ نے جو ایٹ ہوم دیا تھا اس کی مختصر کیفیت جنرل نیوز ایجنسی نے ہمیں ارسال کی ہے جو شکریہ کے ساتھ درج ذیل کی جاتی ہے۔

دہلی ۳۰ جنوری۔ آنریبل سر میاں فضل حسین رکن مجلس عاملہ ہند نے ہیرن نواب عمر ایرنفان کو شام کے ۵ بجے "ایٹ ہوم" پر مدعو فرمایا جس میں سر مولوی محمد یعقوب، سر اسماعیل، چودھری ظفر اللہ خاں صاحب، ڈاکٹر ضیاء الدین احمد، مسٹر عبد العزیز، مسٹر ایس۔ این۔ اے جعفری، مسٹر مرزا خان بہادر مولوی عبد الرحمن مسٹر نور احمد بیرسٹر، مسیح الملک حکیم محمد احمد خان۔ خانصاحب ماسٹر فضل الدین، خانصاحب ایس۔ ایم۔ عبد اللہ، خانصاحب حاجی رشید احمد، مولوی غلام محی الدین۔ خان بہادر مسٹر خورشید محمد حضرت مولانا مظہر الدین ایڈیٹر الامان، مسٹر عظمت اللہ پلیڈر خانصاحب میاں محمد صادق، مسٹر محمد رفیع۔ اور بہت سے اکابر شریک ہوئے۔ ہیرن نواب عمر ایرنفان کا تعارف کرایا گیا۔ موسم نہایت خوشگوار رہا۔ دعوت نہایت پر لطف تھی۔ سر فضل حسین بالقابہ سیاسی اور علمی چٹکلوں سے سامعین بے حد محظوظ ہوئے۔ سر فضل حسین کے کمرے میں ایک قلمی قصیدہ آویزاں تھا۔ ہیرن عمر ایرنفان نے ایڈیٹر جنرل نیوز دہلی سے دریافت کیا کہ یہ خوبصورت چیز کیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نے بتایا کہ یہ سر فضل حسین کی شان میں قلمی قصیدہ ہے جو قدیم رسم کے مطابق عقیدتمندوں اور دوستوں کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ ہیرن عمر ایرنفان نے اردو خوشخطی کی بڑی تعریف کی۔ ہیرن ممدوح ابھی چند روز اور دہلی میں قیام کریں گے۔

جناب ہیرن کی مصروفیتیں

گذشتہ مین ہفتہ کے واقعات کا خلاصہ

سفر راولپنڈی

وزیرآباد اور جہلم میں استقبال

۱۱ جنوری ۱۹۳۳ء کی صبح کو جناب ہیرن حضرت مولانا صدرالدین صاحب اور جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی معیت میں بذریعہ فرنٹیر میل سفر راولپنڈی کیلئے لاہور سے روانہ ہو گئے۔ ٹرین ۹ بجے کے قریب روانہ ہو کر تقریباً گیارہ بجے وزیرآباد پہنچی، جہاں اسٹیشن پر احباب جماعت کے علاوہ شہر کے معززین، رؤسا اور عام پبلک بکثرت موجود تھی جنہوں نے جناب ہیرن کا پرجوش اور مسرت انگیز خیر مقدم کیا، اور ان کو ہار پہنائے۔ چند منٹ کے وقفے کے بعد ٹرین روانہ ہو کر تقریباً ۷ بجے راولپنڈی پہنچی، راستے میں جہلم کے اسٹیشن پر وزیرآباد سے بھی زیادہ ہجوم تھا جس نے مسلمانان وزیرآباد کی طرح خیر مقدم کیا۔

کوٹ فتح خاں کو روانگی

راولپنڈی کے اسٹیشن سے یہ قابل عزت پارٹی سیدھی بذریعہ موٹر کوٹ فتح خاں روانہ ہو گئی۔ یہ مقام راولپنڈی سے تقریباً ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں کے اسلام دوست رئیس اعظم جناب سردار محمد نواز خاں صاحب نے جناب ہیرن کو مدعو کیا تھا

فتح جنگ میں افطار و نماز

راستے میں فتح جنگ کے مقام پر افطار کا وقت ہو گیا۔ جناب ہیرن دو دیگر حضرات روزے سے تھے۔ اس لئے افطار و نماز کیلئے انہیں اس جگہ تھوڑی دیر کیلئے قیام کرنا پڑا۔ فتح جنگ غالباً ضلع راولپنڈی کی تحصیل ہے۔ جہاں مقامی حکام کے علاوہ کمشنر راولپنڈی سے بھی ملاقات ہوئی۔ جو دورہ کے سلسلے میں اس جگہ قیام پذیر تھے۔ موصوف ایک با اخلاق انگریز ہیں۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ جناب ہیرن واپسی پر راولپنڈی بھی قیام فرمائیں گے۔ تو موصوف نے جناب ہیرن کو اپنے ہاں مدعو کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور وعدہ لے لیا کہ کمشنر موصوف کا ہم گیا ہوا تھا بامشہ ڈرائنگ روم... افطار و نماز سے فارغ ہو کر ہمارے لائق احترام مسافر پھر مصروف سفر ہو گئے۔ آفتاب پردہ مغرب میں اپنا منہ چھپا چکا تھا۔ آسمان پر چاند اپنی پوری آب و تاب سے مصروف ضیا باری تھا۔ کہ یہ پارٹی کوٹ فتح خاں پہنچ گئی۔ جہاں عالی حوصلہ میزبان نے ان کی راحت و خاطرداری کا پورا سامان کر رکھا تھا۔

کوٹ فتح خاں میں قیام و نماز جمعہ

۱۳ جنوری کو نماز جمعہ جناب ہیرن و دیگر حضرات نے قصبہ کی مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب کا وعظ ہوا۔ جناب ہیرن نے بھی چند کلمات ارشاد فرمائے۔

راولپنڈی میں آمد

تین روز کے قیام کے بعد یہ وفد راولپنڈی واپس آ گیا۔ جہاں راولپنڈی کے عالی حوصلہ رئیس خان بہادر شیخ محمد اسماعیل صاحب تاجر نے میزبانی کے فرائض ادا فرمائے۔ اور ممدوح ہی کے دلکشا پر ہمارے محترم مسافر فروکش ہوئے۔ جہاں معززین شہر بکثرت ملاقات و تبادلہ خیالات کے لئے آتے رہے۔

سپاسنامہ خیر مقدم

۱۵ جنوری کو اتوار کے روز اسلامیہ ہائی سکول کی عمارت میں مسلمانان راولپنڈی کا ایک عظیم الشان جلسہ بصدارت خان بہادر شیخ محمد اسماعیل تاجر منعقد ہوا جس میں جناب ہیرن کی خدمت میں ایڈریس خیر مقدم پیش کیا گیا۔ اور ممدوح نے بزبان انگریزی جوابی تقریر فرمائی۔ چند الفاظ جرمن زبان میں بھی ارشاد فرمائے جن کا ترجمہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے حاضرین کو سنایا۔ جلسہ میں صاحب صدر کی طرف سے پانچصد روپیہ عطیے کا اعلان کیا گیا۔ اس کے علاوہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تقریر فرمائی۔ دونوں تقریریں بے حد موثر اور قابل قدر تھیں۔ سپاسنامہ خیر مقدم کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

سپاسنامہ خیر مقدم

بخدمت ہیرن عمر رالف ایرنفلز نواب آسٹریا

عالی وقار!

ہم مسلمانان راولپنڈی آپ کا اپنے شہر میں نہایت پرتپاک خیر مقدم کرتے ہیں۔ ہم نہ صرف ایک نہایت معزز مہمان ہونے کی حیثیت سے جو دور دراز مقام سے چل کر آیا ہے۔ آپ کی عزت کرتے ہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ آپ نے اخوت کی اس سلک میں اپنے آپ کو منسلک کر کے جو تمام دنیائے اسلام کو ایک بنا دیتی ہے روحانی طور پر ہم سے اتحاد پیدا کر لیا ہے۔ ہمیں یہ بھی احساس ہے کہ خدمت اسلام کے اس پاکیزہ کام کی وجہ سے جس کو آپ نے اپنی خوشی سے اختیار کیا ہے۔ ہم پر آپ کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔

پیدائشی مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر اس بات کی بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ اس مشعل ہدایت کو جو ہمیں ورثہ میں ملی بلند کریں لیکن عام طور پر ہم نے اسے مخفی رکھا ہوا ہے اور اس طرح ایک عظیم الشان اور اسلامی فرض کی ادائیگی میں ناکام رہے ہیں تاہم ہمیں فخر ہے۔ کہ ہمارے صوبہ نے نہایت سرگرم اور فدائیان اسلام مشنریوں کا ایک بہت بڑا گروہ پیدا کیا ہے جن کے ایثار اور قربانیاں یورپ میں اسلام کی روشنی کو پہنچانے کا موجب ہوئیں۔ اور جو اب بھی اسے زندہ رکھنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

ہر محب اسلام کیلئے یہ بات از حد شکریہ کا موجب ہے۔ کہ آپ جیسی حیثیت آپ جیسی قابلیت اور سرگرمی رکھنے والے نومسلم کا اس محبت کے کام میں شریک ہونا اور آپ کا کھلے طور پر اسلام کو قبول کر لینا انتہائی جرأت اور فدائیت پر مبنی ہے۔ اور اس سے امید پیدا ہوتی ہے کہ آپ کی حرکت پیدا کرنے والی مثال آسٹریا اور جرمنی میں اشاعت اسلام کے کام میں بہت بڑی امداد اور ترقی کا موجب ہو گی۔

ایک بہت بڑا خواب جو ہمیشہ ہمارے سامنے رہا ہے۔ وہ تمام نسل انسانی کا حلقہ بگوش اسلام ہونا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس خواب کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ انہی لوگوں میں ہونے کی وجہ سے ہماری نظروں میں بہت بڑی عزت رکھتے ہیں۔ اور آپ کی کوششوں کی کامیابی کیلئے ہماری دلی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔

ایک دفعہ پھر ہم ان تمام کاموں کا جو آنجناب نے اشاعت اسلام کے سلسلہ میں سرانجام دئیے ہیں۔ اور سرانجام دے رہے ہیں نہایت خلوص قلب کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور

ہم ہیں آپ کے دلی مداح مسلمانان راولپنڈی

(قاضی نذیر احمد ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری انجمن اسلامیہ)

صاحب کمشنر کی دعوت

اسی روز شام کو جناب ہیرن و دیگر حضرات کو کمشنر صاحب نے اپنے بنگلہ پر دعوت طعام دی۔ دیر تک عیسائیت، اسلام اور ملک آسٹریا کے حالات پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ ۱۷ جنوری ہمارے لائق احترام مسافر بذریعہ موٹر ٹیکسلا کے مشہور تاریخی کھنڈرات کو دیکھنے کیلئے تشریف لے گئے۔

سفر وزیرآباد

۲۵ جنوری کی صبح کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ جناب ہیرن حضرت مولانا صدرالدین صاحب اور ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب بذریعہ فرنٹیر میل وزیرآباد تشریف لے گئے۔ احباب معقول تعداد میں ریلوے اسٹیشن پر بغرض استقبال موجود تھے۔ جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم کی کوٹھی پر قیام ہوا۔ اور اسی روز تین بجے بعد دوپہر مشن ہائی سکول کے احاطہ میں ایک عظیم الشان جلسہ بصدارت شیخ عبدالحق صاحب سب جج وزیرآباد منعقد کیا گیا جس میں جناب ہیرن اور حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے تقریریں فرمائیں۔ حضرت امیر شام کو واپس لاہور تشریف لے آئے۔ باقی حضرات وہیں قیام فرما رہے۔ ۲۶ جنوری کو پھر ایک اور عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جناب ہیرن نے تعدد ازدواج پر اپنے قیمتی اور مایان افروز خیالات کا اظہار فرمایا۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب کا بھی وعظ ہوا۔ اس کے بعد جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے برلن مسجد اور مشن کے دلچسپ اور قابل توجہ حالات سنائے۔ اور مسلمانوں کو اتحاد اسلامی اور رشتہ اخوت کو استوار کرنے کی تلقین کی۔ جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ نے اسلامی شان مہمان نوازی کے ساتھ فرائض میزبانی ادا فرمائے۔ ۲۷ جنوری کی صبح کو جناب ہیرن اور حضرت مولانا صدرالدین صاحب لاہور تشریف لے آئے۔ اور ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب اپنے وطن سیالکوٹ تشریف لے گئے۔

لاہور میں مختصر قیام

جناب ہیرن نے وزیرآباد سے تشریف لانے کے بعد پورے دو دن بھی لاہور میں قیام نہیں فرمایا۔ لیکن اس عرصہ میں ممدوح نہایت مصروف رہے۔ ۲۷ جنوری کو نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ادا کی جہاں بہت سے نمازی ملاقات و مصافحہ کے متمنی تھے۔ اسی روز شام کو آپ نے وائی۔ ایم۔ سی۔ ہال میں ایک جلسہ میں شرکت کی۔ اس جلسہ میں ایک ہندو فاضل ڈاکٹر رام داس خان۔ پی۔ ایچ ڈی سابق پرنسپل سناتن دھرم کالج نے اسلام پر ایک قابل قدر پیپر پڑھا۔ جسے

جلسۂ خواتین

سیرت نبوی پر مفید تقاریر!

حسب اعلان ۲۷ جنوری کو بعد نماز جمعۃ الوداع احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا جلسہ سیرت نبوی مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوا۔ نماز کے لئے گیلری اور مسجد میں پردے کا خاص انتظام ۔ اور احمدی و غیر از جماعت خواتین نے تعداد کثیر نماز باجماعت ادا کی۔ مادام عزت پاشا۔ لیڈی عبد القادر صاحبہ، لیڈی شفیع صاحبہ بیگم محمد عمر صاحبہ و بیگم بشیر احمد صاحبہ بھی خطبے اور نماز میں شامل ہوئیں۔ مادام عزت پاشا ایک عربی شہزادی ہیں۔ اور بغرض سیاحت ہندوستان تشریف لائی ہیں۔ آپ سلطنت شام کے صدر کی صاحبزادی ہیں۔ اور متعدد زبانوں کی ماہر ہیں۔ شہزادی موصوفہ مسلمان خواتین کے اس معقول مجمع کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ آپ نے جماعت احمدیہ کے کاموں میں نہایت دلچسپی اور خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اور خواہش کی کہ ان کا اسم گرامی بھی انجمن خواتین احمدیہ میں شامل کر لیا جائے۔ آپ احمدیہ خواتین کی سرگرمیاں و دستکاری کی نمائش کا سن کر بہت متاثر ہوئیں۔ اور اس کے متعلق ایک انٹرویو دیا۔ جو کہ علیحدہ شائع کیا جائیگا۔

اڑھائی بجے بعد نماز جلسہ شروع ہوا۔ اگرچہ جلسے کی صدارت کے لئے محترمہ لیڈی عبد القادر صاحبہ منتخب کی جا چکی تھیں لیکن مادام عزت پاشا کی اس قدر دلچسپی کو دیکھ کر محترمہ لیڈی صاحبہ موصوفہ نے کرسی صدارت ان کو پیش کی۔ جو انہوں نے نہایت خوشی سے قبول فرمائی۔ اور عربی لہجے میں تلاوت قرآن مجید فرما کر جلسے کا افتتاح کیا۔ اس کے بعد صالحہ بیگم صاحبہ نے موثر طریقے پر ایک نعت پڑھی۔ بعد ازاں لیڈی عبد القادر صاحبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک پر تقریر فرمائی۔ چونکہ مادام عزت پاشا زبان اردو سے ناواقف ہیں۔ اس لئے یہ خواہش ظاہر کی گئی تھی۔ کہ کوئی تقریر انگریزی میں بھی کی جائے۔ چنانچہ عزیزہ زکیہ سلطان بنت حضرت امیر نے بزبان انگریزی ایک مضمون پڑھ کر سنایا جس میں نبی کریم صلعم کی عظمت و شان و شوکت کو ظاہر کیا۔ اور چند غیر مسلم انگریز و ہندوستانی اشخاص کے ان اعلیٰ خیالات کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے علاقہ رکھتے تھے۔ بیان کئے۔ اور اسلامی لٹریچر کے فروغ کی اہمیت کو ظاہر کیا۔ اس کے بعد لڑکیوں نے خوش الحانی سے ایک نعت پڑھ کر سنائی۔ بعد بیگم صاحبہ حضرت امیر نے باوجود اپنی گذشتہ علالت و کمزوری طبع کے سیرت نبوی پر نہایت جامع و مختصر تقریر فرمائی۔ آپ نے محمد رسول اللہ صلعم کو شہزادہ امن ثابت کرتے ہوئے حضور کی اس بے نظیر تعلیم کو پیش کیا۔ کہ دنیا کی تمام قوموں میں نبی آئے ہیں۔ اس لئے کسی قوم کے رہبر کو برا نہ کہو۔ اور فرمایا۔ کہ یہی وہ صحیح طریقہ امن ہے۔

جس سے مختلف قومیں باہم صلح و محبت کی زندگی بسر کر سکتی ہیں۔ اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ کی آٹھ سالہ بچی طاہرہ نے ایک چھوٹی سی نظم قابل تعریف لہجہ میں پڑھی جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

زندہ ہیں اگر زندہ ہم تم کو بتا دینگے
مغرب کا سر اٹھا کر مشرق سے ملا دینگے

جس کو صدر محترمہ و خواتین نے بہت پسند فرمایا۔ اور دوبارہ پڑھنے کو کہا۔ اس کے بعد محترمہ بیگم قلندر علی خاں، بیگم راجہ ظفر حسین خاں بیگم محمد عمر اور خدیجہ بیگم صاحبہ ایم۔ اے نے سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر نہایت مفید و دلچسپ تقریریں فرمائیں اور بچیوں نے نعتیں پڑھ کر سنائیں۔ چونکہ روزہ کھولنے کا وقت ہوا چاہتا تھا۔ اس لئے جلسہ برخاست کیا گیا۔ اگرچہ جلسے میں کثیر تعداد خواتین کی شامل ہوئی۔ تاہم تمام تقاریر نہایت خاموشی سے سنی گئیں اور جلسہ بہت کامیاب ثابت ہوا۔ حاضرات جلسہ میں سے غیر از جماعت خواتین میں سے مندرجہ ذیل خواتین کے اسماء قابل ذکر ہیں:۔

مادام عزت پاشا، محترمہ لیڈی عبد القادر صاحبہ، محترمہ لیڈی شفیع صاحبہ، محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ پرنسپل انٹرمیڈیٹ کالج امرتسر محترمہ بیگم راجہ ظفر حسین خاں صاحب، محترمہ بیگم قلندر علی خاں صاحبہ محترمہ بیگم محمد عمر صاحبہ۔ محترمہ بیگم میاں ریاض الدین صاحبہ۔ محترمہ بیگم معین الدین صاحبہ آئی۔ سی۔ ایس، محترمہ بیگم بشیر احمد صاحبہ محترمہ رشیدہ لطیف صاحبہ، محترمہ بیگم شیخ رحمت اللہ صاحبہ میانمیر، محترمہ بیگم شیخ عظیم اللہ، محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ بی اے محترمہ بیگم شجاعت علی صاحبہ۔ محترمہ بیگم شیخ نیاز علی صاحبہ، محترمہ بیگم ملک محمد حسین صاحبہ۔ محترمہ عزت خان، مادر سید سلیمان شاہ صاحبہ۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ خداوند کریم کے فضل سے بخیریت اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— ۲۷ جنوری کو حضرت ممدوح نے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں جمعۃ الوداع پر ایک نہایت ہی ایمان افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو انشاء اللہ پیغام صلح میں درج کیا جائیگا۔ اس روز ساری مسجد نمازیوں سے بھری ہوئی تھی احباب جماعت کے علاوہ لاہور کے بہت سے روشن خیال اور اعلےٰ تعلیم یافتہ حضرات و خواتین نماز میں شریک ہوئے۔

—— لاہور میں عید ۲۸ جنوری کو ہوئی۔ نماز عید حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے پڑھائی۔

—— ۲۷ جنوری کو نماز جمعہ کے بعد مسجد احمدیہ بلڈنگس میں سیرۃ نبوی پر خواتین کا ایک جلسہ مشہور عرب خاتون محترمہ مادام عزت پاشا کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں بہت سی خواتین شریک ہوئیں پردہ کا معقول اہتمام تھا۔ اس جلسہ کی مفصل روئیداد پیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ شائع ہو رہی ہے۔

—— جناب پیرن حضرت مولانا صدر الدین صاحب اور جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب ۲۸ جنوری کی شام کو دہلی روانہ ہوئے۔ دہلی میں ان کی مصروفیتوں کی کیفیت علیحدہ شائع ہو رہی ہے۔ ملاحظہ فرمالیں۔

—— انجمن کی طرف سے مولوی فاضل کی کلاسیں کھولنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ اس کے متعلق مفصل اعلان اسی پرچہ میں شائع ہوا ہے

—— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ شیخ نظام محمد صاحب کلرک دفتر تحصیل چند یوم سے بعارضہ اختلال دماغ بیمار ہو گئے ہیں۔ پہلے بھی ان کو یہ شکایت ہو گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ فی الحال ان کو رخصت دیدی گئی ہے۔ تاکہ وہ علاج کرا سکیں تمام اصحاب ان کی صحت کیلئے دعا کریں۔ وہ اراکین انجمن و دیگر لوگوں کو اس قسم کے خطوط لکھ رہے ہیں۔ جن میں اپنے دعاوی وغیرہ کا ذکر ہے۔ دو سال قبل بھی اسی طرح ان کو دماغی عارضہ ہو گیا تھا اور کوئی چھ سات ماہ بعد دماغ درست ہو جانے پر انہوں نے ان سب باتوں پر اظہار افسوس کیا تھا۔ اس لئے کوئی صاحب ان کی تحریرات سے غلطی نہ کھائیں۔ بلکہ ایسی تحریرات کو دفتر میں واپس بھیجدیں۔

—— حسب اعلان ۲۹ جنوری بروز اتوار مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ماہوار جلسہ زیر صدارت مولوی محمد الحق صاحب منعقد ہوا۔ مولوی جمال الدین صاحب نے احمدیت کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ کے موضوع پر ایک پرجوش اور مدلل تقریر فرمائی اور مخالفین کے تمام اعتراضات کا نہایت معقولیت سے جواب دیا۔ مولوی صاحب موصوف کی تقریر کے بعد چند دیگر احباب نے بھی مختصر الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ صاحب صدر کے قیمتی ریمارک پر جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

—— ہمارے محترم دوست شیخ فضل الرحمٰن صاحب ریٹائرڈ مجسٹریٹ گورداسپور کے صاحبزادہ شیخ ضیاء الرحمٰن صاحب گذشتہ دنوں سخت بیمار ہو گئے تھے۔ اب پہلے سے افاقہ ہے لیکن تکلیف ابھی باقی ہے۔

—— خان محمد اسلم خاں صاحب آف مردان کا صاحبزادہ ابھی تک بدستور بیمار ہے۔

—— جناب مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام کی طبیعت اب پہلے سے بہت بہتر ہے لیکن کمزوری باقی ہے۔

—— اہلیہ شیخ نور احمد صاحب مرحوم ایبٹ آباد بعارضہ انفلوئنزا بیمار ہیں۔ احباب ان تمام بیماروں کی صحت کیلئے دعا کریں۔

—— انتہائی قلق کے ساتھ اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ ہمارے مکرم جناب سید امجد علی شاہ صاحب کے عزیز فرزند اسلم علی شاہ کا بعمر ۹ سال ۲۵ جنوری کی شب کو لاہور میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔ عزیز مرحوم چند روز سے بعارضہ نمونیا بیمار تھا۔ ہر چند علاج کیا گیا لیکن اجل کے سامنے کسی کی پیش نہ گئی۔ ۳۰ جنوری کو تین بجے بعد دوپہر جنازہ قبرستان میانی صاحب لے جایا گیا۔ احباب لاہور کی ایک معقول تعداد ساتھ تھی۔ حضرت امیر نے نماز جنازہ پڑھائی۔

پیغام صلح:۔ ہمیں اس صدمہ پر جناب سید امجد علی شاہ صاحب سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے۔ کہ خداوند کریم ان کو اور عزیز مرحوم کی والدہ صاحبہ و دیگر متعلقین کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے

—— ۳۰ جنوری سے جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں درس قرآن دینا شروع کیا ہے۔

—— احمدیہ بلڈنگس میں ریڈنگ روم باقاعدہ کھلتا ہے۔ احباب تشریف لایا کریں۔

—— جناب حافظ محمد بخش صاحب (اوکاڑہ ضلع منٹگمری) کے بھائی جناب امیر الدین صاحب کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ۲۷ جنوری کو بعد نماز جمعہ جنازہ غائب پڑھا گیا۔ دیگر احباب اور جماعتوں سے بھی اس کی استدعا کی جاتی ہے

پیغام صلح:۔ ہمیں اس حادثہ میں جناب حافظ محمد بخش اور ان کے خاندان کے دیگر افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے۔ کہ خداوند کریم مرحوم کو اعزاز کے ساتھ اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

بچوں کا صفحہ

ملک آسٹریا کے نومسلم نواب

براعظم یورپ میں آسٹریا ایک مشہور ملک ہے۔ دو تین سال کا عرصہ ہوا۔ وہاں کے ایک نواب اسلام کی خوبیاں دیکھ کر مسلمان ہوئے ہیں۔ اُن کا نام بیرن رالف ایرنفلز ہے۔ اسلامی نام عمر رکھا گیا ہے۔ آپ بہت بڑے عالم فاضل ہیں۔ آج تم کو اُن کے کچھ حالات سناتے ہیں۔

نواب عمر صاحب شئ ۱۹۰۱ء میں یورپ کے شہر پراگ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا خاندان آسٹریا میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور بھاری جاگیر کا مالک ہے۔ آپ کے والد صاحب بھی بہت بڑے عالم تھے۔ اور پراگ کی یونیورسٹی میں فلسفہ کا علم پڑھاتے تھے۔ ملک کے قانون کے مطابق خاندانی جاگیر نواب عمر صاحب کے والد صاحب کی ملکیت تھی۔ لیکن انہوں نے علم پڑھانے کے شوق میں یہ جاگیر اپنے چھوٹے بھائی یعنی نواب صاحب کے چچا کو دے دی۔ اور خود ساری عمر علم کی خدمت میں بسر کر دی۔

آپ کے چچا بہت بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ اور بڑے بڑے عہدوں پر کام کر چکے ہیں۔ نواب صاحب کی والدہ صاحبہ بھی بہت اعلےٰ خاندان کی بیٹی ہیں۔ آپ کے چچا کے کوئی اولاد نہیں۔ اس لئے اُن کے بعد خاندانی جاگیر کے مالک نواب صاحب ہی ہوں گے۔

نواب صاحب کے بچپن اور لڑکپن کا زمانہ زیادہ تر شہر پراگ ہی میں گذرا۔ اور آپ نے آسٹریا اور جرمنی دونوں ملکوں میں تعلیم حاصل کی۔ مختلف مذاہب کا آپ کو شروع ہی سے بے حد شوق تھا عیسائی مذہب کی تعلیم سے بیزار ہو چکے تھے۔ اس لئے کسی سچے اور اعلیٰ مذہب کی تلاش تھی۔ جب آپ نے اسلام اور قرآن شریف کا مطالعہ کیا۔ تو اُس کی تعلیم بہت اچھی معلوم ہوئی

جنگ یورپ کے بعد نواب عمر نے ٹرکی اور بلقان کے ملکوں کی سیر کی جس کی وجہ سے اسلامی تہذیب و تمدن نے آپ کے دل پر بہت اثر کیا اور آپ کو اسلام سے بہت زیادہ دلچسپی پیدا ہو گئی ۱۹۲۸ء میں آپ یورپ کے ایک اور چھوٹے سے ملک زیگوسلاویہ میں گئے۔ اُس ملک پر کسی زمانہ میں ترکوں کی حکومت تھی۔ اب یہ علاقہ اُن کے قبضہ سے نکل گیا ہے لیکن مسلمان آج کل بھی یہاں کافی تعداد میں آباد ہیں۔ جب آپ زیگوسلاویہ کے مفتی صاحب کو ملنے گئے۔ تو اُنہوں نے ہمارے برلن مشن کے رسالے کا ایک پرچہ دیا جس سے آپ کو معلوم ہوا کہ لاہور کی احمدی جماعت نے شہر برلن میں ایک مسجد تعمیر کرائی ہے۔ اور اسلام کی تبلیغ کے لئے ایک مشن بھی قائم کر رکھا ہے۔ جہاں مبلغ رہتے ہیں۔ اور نماز وغیرہ بھی باقاعدہ ہوتی ہے۔ آپ نے فوراً برلن کے مبلغ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب سے خط وکتابت شروع کر دی۔ اور آخر خدا کے فضل اور ہمارے مبلغ کی کوشش سے مسلمان ہو گئے۔

آپ بہت ہی نیک آدمی ہیں۔ نماز روزے کے پورے پابند ہیں۔ یورپ کے لوگوں میں جو خرابیاں ہوتی ہیں۔ وہ اُن میں بالکل نہیں۔ خدمت اسلام کا تو آپ کو بہت ہی زیادہ شوق ہے۔ ہمیشہ برلن مشن کی ترقی کے کام کرتے رہتے ہیں۔ آسٹریا کے دارالخلافہ شہر وائنا میں بھی آپ نے ایک اسلامی انجمن قائم کی ہے۔ گذشتہ ماہ میں آپ ہزاروں میلوں کا سفر طے کر کے محض انجمن کے سالانہ جلسہ میں شامل ہونے اور اپنے ہندوستانی بھائیوں سے ملنے کی خاطر لاہور تشریف لائے۔ جہاں آپ کا شاندار استقبال ہوا۔ آپ کی آمد سے تمام مسلمان خوش ہیں۔ آج کل آپ ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کر رہے ہیں۔ جہاں تشریف لے جاتے ہیں مسلمان آپ کا عزت سے استقبال کرتے ہیں۔ اسلام کے متعلق آپ کے لیکچر بہت ہی عالمانہ ہوتے ہیں۔ آپ ابھی چند ماہ اور ہندوستان ٹھہریں گے جناب مولانا صدرالدین صاحب جو جرمن زبان میں قرآن شریف کا جو ترجمہ کر رہے ہیں۔ اس میں بھی مدد دیں گے۔ نواب صاحب کا ارادہ ہے۔ کہ جب خاندانی جاگیر ان کے قبضہ میں آ جائے گی۔ تو اُس کی آمدنی سے اپنے ملک میں اسلامی تعلیم کے لئے بہت بڑا کالج قائم کریں گے۔ ہم سب کو دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدا ایسے دیندار نومسلم نواب کو بڑی عمر اور خدمت اسلام کی بہت زیادہ توفیق دے۔

بیرن عمر رالف ایرنفلز

کی بڑی توہین کی ہے۔ کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ کوئی شخص مسلمان ہوکر کسی نبی کی توہین کرے۔ اور توہین بھی کی تو کس کی؟ جو کہ مثیل خود بنتے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ کی۔ اور ذرا ان تفسیروں کو جن کے دیکھنے والوں کو نیک اور بزرگ مانا جاتا ہے اٹھا کر دیکھو تو بیسیوں باتیں انبیاء علیہم السلام کے متعلق ایسی لکھ دی ہیں جو اس توہین سے بہت بڑھ کر ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ کہیں حضرت آدمؑ کی نافرمانی کا ذکر ہے کہیں حضرت ابراہیم کو جھوٹ بولنے والا قرار دیا جاتا ہے کہیں حضرت موسیٰ کو قاتل بنا دیا ہے۔ کہیں حضرت ہارون کو مشرک بنا دیا ہے۔ کہیں حضرت داؤد پر تہمت لگائی جاتی ہے۔ کہیں حضرت یوسف کی طرف دھوکہ دہی منسوب کی جاتی ہے۔ کہیں خود نبی کریم صلعم کے گنہگار ہونے کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ انبیاء کی وحی میں شیطان کا دخل مانا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ جن تفسیروں میں ایسی باتیں لکھی ہیں کیا ان کے لکھنے والوں کو کبھی کسی نے کافر کہا ہے؟ یہ حضرت مرزا صاحب کا ہی کارنامہ ہے کہ توہین انبیاء پر پانی پھیرا اور تمام انبیاء کی عصمت کو ثابت کیا۔ مجھے کوئی دوسرا شخص دکھاؤ جس نے عصمت انبیاء پر اتنا زور دیا ہو جیسا حضرت مرزا صاحب نے دیا۔ اور یہ احمدی ہی تھے جنہوں نے انبیاء کے اوپر سے تمام الزامات کو دور کیا۔

حضرت نبی کریمؐ سے عشق

اب یہ بھی دیکھ لیجئے کہ حضرت مرزا صاحب نے وہ کونسی باتیں لکھی ہیں جن کو آج توہین انبیاء قرار دیا جاتا ہے۔ عیسائی پادریوں نے آنحضرت صلعم کے متعلق سخت درشت کلامی سے کام لیا اور حضرت مرزا صاحب وہ شخص تھے کہ کوئی سخت کلامی رسول اللہ صلعم کے متعلق برداشت نہ کر سکتے تھے۔ میں خود گواہ ہوں ان آنکھوں کے سامنے اپنی ذات کے متعلق اگر کوئی باتیں سنتے تو اتنا رنج نہ ہوتا بلکہ ہنس کر فرماتے کہ گالیوں سے بھرے ہوئے خطوط آتے ہیں۔ ہم نے ایک بوری ان سے بھری ہے۔ لیکن جب رسول اللہ صلعم پر کوئی اعتراض کرتا تو چہرہ سرخ ہو جاتا اور جب تک اس کا جواب نہ دے لیتے دم نہ لیتے تھے۔ تو جب ان عیسائیوں نے محمد رسول اللہ صلعم کی عدو دشمنی کی تذلیل کرنا چاہی اور قاتل اور زانی اور چور کہنے سے دریغ نہ کیا تو آپ نے کہا محمد رسول اللہ صلعم کے متعلق اعتراضات کا جواب ہم دیں گے لیکن ذرا اپنے یسوع کی تصویر کو تو دیکھو انجیلوں کے اندر کیا نظر آتی ہے۔ اور پھر جو عیسائیوں کے مزعوم خدا یسوع کی حالت اناجیل سے نظر آتی ہے اسے کھول کر عیسائیوں کے سامنے رکھ دیا۔ اس الزام میں آپ پکڑے ہوئے ہیں حالانکہ آپ نے ہی انبیاء کی عصمت کو قائم کیا۔ دوسرے لوگ زیادہ سے زیادہ نبوت کے بعد انبیاء کو معصوم مانتے ہیں لیکن مرزا صاحب نے بچپن سے آخر دم تک انبیاء کو معصوم ثابت کیا۔ اور جو باتیں انجیلوں کی بناء پر عیسائیوں کے مقابلہ پر لکھیں تو ان کی صاف تشریح کر دی کہ یہ باتیں اس مسیح کے متعلق نہیں جس کا ذکر قرآن میں ہے انہیں ہم خدا کا پیغمبر مانتے ہیں بلکہ یہ باتیں اس یسوع کے متعلق ہیں جس کی اناجیل نے یہ تصویر کھینچی ہے کہ وہ خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ اس بات کو ہمارے علماء کب مانتے تھے انہیں تو عوام میں ہیجان پھیلانے کے لئے ایک ہتھیار کی ضرورت تھی وہ مل گیا۔ کوئی ایسا نظاری کی تحقیقات نہ تھی۔ لیکن جب خود اس قسم کے اعتراض سامنے آتے تو وہی کچھ کہا جو حضرت مرزا صاحب نے کہا تھا۔ آرام الحق ایک شخص نے عیسائیوں کے چند اعتراضات کو نقل کر کے علماء کے سامنے پیش کیا کہ ان سے آنحضرت صلعم پر حضرت مسیح کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو اس کے جس قدر جواب علماء نے دیئے سب میں اس بات کو دوہرایا ہے کہ انجیل کا مسیح اور ہے اور قرآن کا مسیح اور یہ دونوں ایک نہیں بلکہ ایک کو دوسرے سے کوئی نسبت نہیں۔ میں ان جوابات کو پڑھ کر حیران ہوتا تھا کہ یا اللہ یہ ہمارے علماء جواب دے رہے ہیں یا حضرت مرزا صاحب کی تحریریں۔ یہاں چند تحریریں نقل کرتا ہوں :-

جس شخص کو عیسائی صاحبان غلطی سے مسیح سمجھتے ہیں وہ قرآن حکیم کے رو سے دشمن مسیح تھا جس کا اسلام اور قرآن سے کوئی تعلق نہیں اور نہ کسی مسلمان کا اس پر ایمان ہے۔

مخالفین اسلام کو علماء کے جوابات

یہ تو خیر ایک حصہ ہوا اور میں اتنا جانتا ہوں کہ اگر آج ہمارے علماء کو خدا اتنی توفیق دیدے کہ بجائے مسلمانوں کو کافر بنانے کے غیروں کا جواب دیں تو حضرت مرزا صاحب پر جس قدر اعتراض کئے جاتے ہیں وہ خود ہی دور ہو جائیں۔ ایک اعتراض تھا کہ مسیح آسمان پر چلے گئے اور وہاں دو ہزار سال سے زندہ ہیں۔ اور آنحضرت صلعم زمین میں مدفون ہیں۔ ایک مولوی صاحب اس کا جواب دیتے ہیں کہ کیا چیلیں اور کوّے آسمان پر نہیں اڑتے۔ دوسرا کہتا ہے کیا شیطان آسمان تک نہیں پہنچ جاتا۔ تیسرا کہتا ہے کیا شیطان کی عمر لمبی نہیں۔ یہ سب باتیں اس مسیح کے متعلق لکھی جاتی ہیں جس کے متعلق مرزا صاحب پر الزام ہے کہ انہوں نے اس کی توہین کی ہے۔ لیکن ایک بات جو مجھے خاص طور پر پہنچی وہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ کو کیوں آسمان پر اٹھا لیا اس لئے کہ وہ ناکام اور بے بس تھا اور جس طرح ایک ماں اپنے کمزور بچے کو حملہ کے وقت اٹھا کر کوٹھے پر چڑھ جاتی ہے اور بہادر فرزند کو مقابلہ کے لئے بھیج دیتی ہے اسی طرح مسیح کو خدا نے آسمان پر اٹھا لیا اور آنحضرت صلعم کو دنیا میں بھیج دیا۔ ایک نے نہیں کئی جواب دینے والوں نے یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح ناکام ہوئے اور آسمان پر جانے کے سوائے اور کوئی چارہ نہ تھا مگر کسی احمدی کے قلم سے ایسے الفاظ نکلیں تو کیا کہیں :-

"حضرت مسیح علیہ السلام اپنے کام میں اس قدر ناکام اور بے بس ثابت ہوئے اور خدا کی زمین آپ پر اس قدر تنگ ثابت ہوئی کہ دشمن کے مقابلہ میں ٹھہرنا دشوار ہوگیا!"

حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے والوں سے ایک سوال

اب فرمایئے خدا تو کہتا ہے انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا۔ ہم اپنے رسولوں اور ان پر ایمان لانے والوں کو دنیا کی زندگی میں مدد دیتے ہیں۔ لیکن یہ فرماتے ہیں کہ مسیح ناکام گئے۔ اور تو کوئی نبی ناکام نہ ہوا کہ اسے آسمان پر اٹھا لیا جاتا ایک مسیح ہی بے بس اور ناکام رہا تو تعجب ہے کہ اس کو دوبارہ دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا جائے گا جو شخص چند یہودیوں کا مقابلہ نہ کر سکا وہ تمام دنیا کا مقابلہ کیا کرے گا۔ اور دوبارہ بھیجنا ہی تھا تو اس بہادر کو بھیجا جاتا جس نے پہلے بھی کامیابی حاصل کی۔ ناکام کو بھیج کر کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ پھر چند یہودیوں کے حملے سے تو اس طرح بچ گئے کہ آسمان پر چڑھ گئے مگر آج تو دجال آسمان پر پرواز کر کے پکڑ لے گا۔ اس وقت بے بسی کی کیا حالت ہوگی۔ یہ ان اعتراضات کی حقیقت ہے جو احمدیت پر کئے جاتے ہیں۔ اور بلاشبہ میں مانتا ہوں کہ آپ لوگوں کو کچھ اعتراضات نظر آتے ہیں کیونکہ جو باتیں بار بار سامنے لائی جائیں ان کا ضرور اثر ہوتا ہے۔

احمدیت کے کام پر بھی غور کرو

لیکن کبھی اس پر بھی غور کرو کہ احمدیت نے جو کام کیا ہے وہ احمدیت کا کیا نقشہ دکھاتا ہے۔ کیا یہ مجنون لوگ ہیں کہ کوئی انگلستان میں جا کر اللہ اکبر کی آواز بلند کرتا ہے اور توحید کا نعرہ لگاتا ہے کوئی کسی ملک میں نکل جاتا ہے۔ پھر کوئی جاتا ہے تو جرمنی میں جا کر اسلام کا جھنڈا گاڑتا ہے جہاں کی زبان بھی نہیں آتی؟ بات یہ ہے کہ یہ کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک خدا اور رسول کی محبت جنون کے درجہ تک نہ پہنچ جائے اس تاریخ کو دیکھو جو احمدیت کی لکھی گئی ہے۔ کہیں انگلستان میں اسلام کا جھنڈا گاڑا جاتا ہے۔ اور وہاں بڑے بڑے لوگ اس کے نیچے آتے ہیں جو دنیوی وجاہت اور علمی حیثیت سے بلند درجہ رکھتے ہیں۔ کہیں جرمنی میں بیرن عمر اور حمید مارقوس جیسے انسان انہی مجنون لوگوں کی وجہ سے اسلام کے حلقہ بگوش ہوتے ہیں۔

احمدیت کا حقیقی منشا

یہ ایک مجنون قوم کے جنون کا اثر ہے۔ مگر آج مسلمانوں کے سینوں میں اسی جنون کی ضرورت ہے۔ آیا آپ کا دل چاہتا ہے یا نہیں کہ اس جنون کو خرید و؟ اگر چند اعتراضات کا برداشت کر لینا ہی اس جنون کی قیمت ہے تو یہ مہنگا سودا نہیں۔ میں تو تنہائی گھڑیوں میں غور کرتا ہوں کہ ان کھلے نتائج کو دیکھ کر کیوں آپ کے دلوں میں احمدیت کی محبت پیدا نہیں ہوتی؟ میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں کہ اگر تمہاری نظر میں واقعی احمدیت نے کوئی کام کیا ہے تو وہ خدا اور رسول کی محبت کا نتیجہ ہے۔ آؤ اور خدا اور رسول کی اس محبت کو تم بھی ان چھوٹے چھوٹے اعتراضات کے عوض میں خرید لو۔ جو احمدیت پر کئے جاتے ہیں۔ احمدیت کا حقیقی منشا اگر دیکھنا ہو تو وہ اس کے کاموں میں دیکھو یا اگر احمدیت کو اچھا نہیں سمجھتے تو وہی جنون اپنے اندر پیدا کرو جو احمدیت نے ہمارے اندر پیدا کیا ہے ٭

"مکمل قرآن کی ضرورت"

تمام علمائے اسلام بالخصوص علمائے دیوبند کی خدمت میں ضروری التماس

مولانا زین العابدین صاحب ترکی علمائے دیوبند کے حد سے زیادہ شیدا معلوم ہوتے ہیں۔ اور آج کل خاص طور پر ان بزرگوں کی طرف متوجہ ہیں۔ ان کا ایک پوسٹر جو "علمائے دیوبند کی شاندار فتح" کے عنوان سے شائع ہوا تھا ہم ۱۹ جنوری کی اشاعت میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی تمہید کے ساتھ درج کر چکے ہیں۔ اب ہمیں انہی بزرگ کا مندرجہ ذیل پوسٹر ایک دوست کے ذریعہ موصول ہوا ہے۔ ہمارے خیال میں اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ خود ہی اپنے منہ سے بول رہا ہے۔ امید ہے علمائے دیوبند اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری زین العابدین صاحب کی اس درخواست پر جلد سے جلد توجہ فرمائیں گے۔ کیا اس قسم کے پوسٹر علمائے دیوبند کے متعلق کی "فتح" اور "مقبولیت" کی دلیل نہیں ہیں؟ (اڈیٹر)

چند دن سے لاہور میں اکرام الحق نام ایک صاحب کی طرف سے ایک اشتہار تقسیم ہو رہا ہے۔ جس میں عیسائیوں کے سوالات نقل کئے گئے ہیں۔ جن میں مسلمانوں کے معتقدات اور قرآن کریم کی بعض آیات کی بنا پر مسیح علیہ السلام کی الوہیت کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مثلاً قرآن کریم کی اس آیت کو پیش کیا ہے جس میں رسولوں کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ کہ ما جعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین (ہم نے ان کے جسم ایسے نہیں بنائے۔ کہ وہ کھانا نہ کھائیں۔ اور نہ ان پر کوئی تغیر آئے)۔ اور لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ مسیح علیہ السلام آسمان پر دو ہزار سال سے بلا کھائے پئے زندہ بجسدہ العنصری بیٹھے ہیں۔ اور اتنی طویل مدت گزر جانے کے باوجود کوئی تغیر ان پر وارد نہیں ہوا۔ جس سے معلوم ہوا کہ وہ رسولوں میں سے نہیں۔ بلکہ جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ وہ خدا کی صفات کے مالک ہیں۔ اسی قسم کی بعض اور بھی باتیں پیش کر کے جناب اکرام الحق صاحب نے یہ خواہش کی ہے۔ کہ ان کا جواب علماء کی طرف سے دیا جائے۔ ورنہ وہ عیسائی یا مرزائی ہو جائیں گے اور غالباً ان کی اسی دھمکی سے متاثر ہو کر بعض علمائے کرام نے جواب بھی لکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ جن میں عجیب و غریب تاویلات سے کام لیا گیا ہے۔ جو میرے خیال میں اکرام الحق صاحب کی تسلی کرنے کے بجائے انہیں اور مغالطہ میں ڈالنے کی موجب ہوں گی ان سوالات و جوابات کو پڑھ کر مجھے آج سے سات آٹھ برس پہلے کی ایک بات یاد آگئی ہے۔ جب کابل میں نعمت اللہ خاں قادیانی کی سنگساری کے موقعہ پر مرزائیوں کی طرف سے یہ سوال اٹھایا گیا تھا۔ کہ قرآن میں رجم کا حکم کہاں ہے۔ تو ہمارے علمائے دیوبند نے اپنی فضیلت علمی کی داد دیتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ رجم کا حکم گو موجودہ قرآن میں نہیں لیکن ابتداءً قرآن میں پایا جاتا تھا۔ بعد میں منسوخ التلاوت ہو جانے کی وجہ سے وہ قرآن سے خارج کر دیا گیا۔ مگر اس کا حکم ابھی تک باقی ہے یعنی قرآن کی باقی آیات کی طرح اس کی تلاوت تو واجب نہیں۔ مگر وہ واجب العمل ضرور ہے اسی سلسلہ میں یہ بھی بتایا تھا۔ کہ تین قسم کے نسخ قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں۔

(۱) وہ آیات جن کی تلاوت واجب ہے لیکن واجب العمل نہیں

(۲) وہ آیات جو مرفوع التلاوت لیکن واجب العمل ہیں یعنی ان کی تلاوت کی ضرورت نہیں۔ لیکن ان پر عمل ضروری ہے۔

(۳) وہ آیات جو مرفوع التلاوت والعمل ہیں یعنی نہ وہ تلاوت میں آتی ہیں۔ نہ ان پر عمل واجب ہے۔ علمائے کرام کی ان تصریحات کو پڑھ کر گو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کہ وہ قرآن جس کے متعلق وعدہ الٰہی ہے۔ کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں) لیکن اس خیال سے کہ شاید یہ وعدہ الٰہی بھی انہی منسوخ آیات میں سے ہو۔ میں نے علمائے کرام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھ کر عرض کیا تھا۔ کہ ایسا قرآن مرتب کیا جائے۔ جس میں تینوں اقسام کی منسوخ آیات بھی کسی نہ کسی صورت میں اس تصریح کے ساتھ درج ہوں۔ کہ یہ منسوخ ہیں۔ تاکہ قرآن کریم میں کسی قسم کا نقص باقی نہ رہ جائے۔ اور ہر شخص ہر قسم کی منسوخ آیات کو بخوبی پہچان سکے اور انہیں استدلال میں پیش نہ کرے۔ میں نے اسی عریضہ میں یہ وعدہ بھی کیا تھا۔ کہ اگر علمائے کرام میری اس التماس کو شرف قبولیت بخشیں۔ اور ایسا مکمل قرآن تیار کریں۔ تو میں اسے اپنے خرچ پر چھپوانے کے لئے تیار ہوں۔ اور میں نے اسی غرض سے دس ہزار روپیہ علیحدہ بھی کر دیا تھا۔ تاکہ جس وقت علمائے کرام کی طرف سے ایسے مکمل قرآن کے مرتب ہو جانے کا اعلان ہو، فوراً اس کی طباعت کا انتظام کیا جا سکے لیکن افسوس ہے۔ کہ آج آٹھ سال گزر جانے کے باوجود صدائے برنخاست کا معاملہ ہے میں سمجھتا ہوں۔ کہ علمائے کرام کی اسی خاموشی اور تساہل کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ عیسائیوں کو بھی عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی ثابت کرنے کے لئے قرآن کی بعض آیات کا سہارا لینا پڑا۔ اور اکرام الحق جیسے بزرگ عیسائی یا مرزائی ہونے کیلئے تیار ہو گئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ آیات بھی مندرجہ بالا اقسام نسخ میں سے کسی قسم میں داخل ہیں۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ علمائے کرام کی طرف سے ان کے معقول نسخے پیش نہ آتے۔ جو عیسائیوں کا منہ توڑ دیتے۔ چاہیے تھا۔ کہ علمائے کرام انہی آیات سے ثابت کر دکھاتے۔ کہ مسیح علیہ السلام کا اپنے دشمنوں سے بچ کر آسمانوں پر چلے جانا۔ اور وہاں دو ہزار سال سے بلا کھائے پئے الان کما کان موجود ہونا۔ ان کا پرندے بنانا۔ مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ ان کی خدائی کو مستلزم نہیں۔ بلکہ ایک عام سنت ہے۔ لیکن جب علمائے کرام سے یہ ثابت نہیں ہو سکا۔ اور دوسری طرف عیسائی اور مرزائی منہ پھاڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ کہ یا تو مسیح علیہ السلام کی ان خصوصیات کو مانتے ہوئے عیسائی ہو جاؤ۔ اور یا ان کو دوسرے رسولوں کی طرح ان تمام خصوصیات سے عاری اور فوت شدہ سمجھ کر مرزائی بن جاؤ۔ تو اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ علمائے کرام نے اس حقیقت پر غور نہیں فرمایا۔ کہ وہ آیات بھی منسوخ شدہ آیات میں سے ہی ہیں میں پھر نہایت ادب سے جانشینان رسول صلعم سے عرض پرواز ہوں کہ خدا کے لئے اس پر غور فرمائیں کہ آیا ما جعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین کی آیہ کریمہ کو منسوخ قرار نہیں دیا جا سکتا؟ آیا مسیح علیہ السلام کے پرندے بنانے مردے زندہ کرنے اور اسی قسم کی دوسری آیات جن سے ان کی خدائی ثابت ہوتی ہے منسوخ آیات میں سے تو نہیں؟ اگر ایسا ہو تو کیا ہی مزیدار بات ہے جب وہ آیات ہی منسوخ ہو جائیں گی تو مسیح علیہ السلام کی خدائی کہاں سے ثابت ہو سکے گی اور مرزائی ما جعلناھم جسدا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین سے ان کے آسمان پر جانے کی نفی کیونکر کر سکیں گے بلکہ میرے خیال میں ان آیات کو بھی منسوخ ہی قرار دینا چاہیئے جن میں انسانوں کے زمین میں رہنے سہنے اور یہیں پر مرنے کا ذکر ہے فیھا تحیون و فیھا تموتون ومنھا تخرجون تاکہ مرزائیوں کے پاس مسیح کے آسمان پر رہنے کے خلاف کوئی دلیل ہی باقی نہ رہے نہ ہو گا بانس نہ بجے گی بانسری نہ ہو گی ناک نہ مکھی بیٹھے گی۔ عیسائی اور مرزائی دونوں اپنا اپنا سر پکڑ کر بیٹھ جائیں گے۔

لیکن یہ سب کچھ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک میری اس التماس کو شرف قبولیت نہ بخشا جائے جس میں میں نے آج سے سات آٹھ سال پیشتر مکمل قرآن مرتب کرنے کی درخواست کی تھی میرے خیال میں علمائے کرام کو اب اس درخواست کے قبول کرنے میں کوئی تامل نہ ہونا چاہیئے اور جس قدر جلد ممکن ہو مکمل قرآن مرتب کر دینا چاہیئے جس میں ان تمام آیات کا ذکر ہو جو تینوں اقسام نسخ سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی قرآن میں جہاں جہاں ان آیات کا موقعہ ہو انہیں لکھ دیا جائے۔ واجب التلاوت لیکن منسوخ العمل آیات تو پہلے ہی قرآن میں موجود ہیں صرف اتنی ضرورت ہے کہ ایسی تمام آیات کے سامنے حاشیہ پر لکھ دیا جائے کہ یہ آیت منسوخ العمل ہے۔ دوسری قسم نسخ میں سے اس وقت ایک ہی آیت کا مجھے تو پتہ ہے یعنی الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما اس آیت کو میرے خیال میں سورہ نور کے شروع میں جہاں سزائے تازیانہ کا ذکر ہے درج کرنا چاہیئے اور حاشیہ پر یہ لکھ دینا چاہیئے کہ یہ منسوخ التلاوت ہے یا اسے لکھ کر اس کے اوپر خط کھینچ دینا چاہیئے تا ایسا نہ ہو کہ کوئی غلطی سے اس کی تلاوت کر کے عذاب جہنم کا وارث ہو۔ اسی طرح اور بھی جو اس قسم کی آیات علمائے کرام کو معلوم ہوں وہ اپنے اپنے موقعہ اور محل پر درج ہونی چاہئیں تیسری قسم کی آیات میں سے غالباً ایک وہ ہو گی جس کو کہا جاتا ہے کہ بکری کھا گئی وہ اور دوسری ایسی آیات بھی اگر کسی کو یاد ہوں تو انہیں کہیں نہ کہیں لکھ کر بطور ضمیمہ درج کر کے یہ تصریح کر دینی چاہیئے کہ یہ آیات منسوخ العمل والتلاوت ہیں اور اگر بکری کی کھائی ہوئی آیت یاد نہ ہو تو خیر اتنی ہی تصریح کر دی جائے کہ ایک آیت تھی جسے بکری کھا گئی تاکہ قرآن کی تکمیل میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے اور مسلمان آئندہ اس بارہ میں ٹھوکر کھانے سے بچ سکیں۔

غرض یہ ایک نہایت ضروری کام ہے جس کی طرف علمائے کرام کو جس قدر ممکن ہو توجہ کرنی چاہیئے۔ بالخصوص مولانا شبیر احمد عثمانی مولانا میرک شاہ دیوبندی، مولانا مرتضیٰ حسن صاحب دیوبندی، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب، مولانا عبدالعزیز صاحب دیوبندی، مولانا انور شاہ شیخ الحدیث دیوبند کی خدمت میں میری یہ التماس ہے وہ اس بارہ میں زیادہ غفلت اور تساہل سے کام نہ لیں! اکرام الحق صاحب کا بہترین جواب یہی ہے کہ مکمل قرآن کی اشاعت کا انتظام جلد از جلد کیا جائے تاکہ انہیں پتہ لگ جائے کہ عیسائی ان آیات کی بنا پر اعتراض نہیں کر سکتے کیونکہ وہ منسوخ ہو چکی ہیں۔ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری بھی اگر مرزائیوں کی تردید کا کام اسی ذریعہ سے کریں اور مکمل قرآن

مراسلات

اسلام کی شاندار فتح

آریہ مناظر کا فرار

حال ہی میں ایک صاحب پنڈت گوپی چند نامی آریہ مناظر دہلی سے تشریف لائے۔ اور اپنی مزعومہ قابلیت کے جوہر میں آکر نہ آو دیکھا نہ تاؤ حضرت جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کو مناظرہ کیلئے چیلنج دے دیا۔ مولانا نے بخوشی منظور فرماکر اپنے ایک شاگرد سید اختر حسین صاحب کو مقابلہ کیلئے پیش کیا۔ پنڈت صاحب سے شرائط مناظرہ طے کی گئیں۔ مناظرہ مسئلہ تناسخ پر تھا۔ اور ساتھ ہی یہ قید بھی رکھی گئی تھی کہ فریقین اپنے دلائل کو ویدوں اور سوامی دیانند جی کی پستکوں تک محدود رکھینگے۔ مقام مناظرہ کے متعلق پنڈت صاحب نے وقت مقررہ یعنی ۱۵ جنوری ۱۹۳۳ء بروز اتوار بوقت ۵ بجے شام سے قبل اطلاع دینی تھی۔ لیکن کوئی اطلاع نہ ملنے پر احمدی مناظر سید اختر حسین صاحب آریہ سماج کے مندر میں گئے۔ جہاں نہ صرف مناظر صاحب کا نام و نشان نہ تھا۔ بلکہ دیگر منتری صاحبان بھی مفقود الخبر نظر آئے۔ بہرحال خدا تعالے نے اپنی سنت قدیمہ کی طرح ایک بار پھر اپنے فرمان "سنلقی فی قلوبھم الرعب" کی عملی تفسیر دکھادی فالحمد للہ علیٰ ذالک

(عبدالرشید سیکرٹری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور)

قبول اسلام

از بدوملہی ضلع سیالکوٹ

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مدت سے خاکسار بڑ قوم میں تبلیغ کررہا تھا۔ جو ہمارے سکول کے پاس ہی رہتے ہیں خدا کا شکر ہے۔ کہ آج مورخہ ۲۴ کو بارہ نفوس خاکسار کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں۔ للہ الحمد۔ فہرست اسمائے نومسلمین حسب ذیل ہے۔ اخبار پیغام صلح میں شائع فرماکر ممنون فرمائیں۔ ابھی اور بھی کچھ گھر ہیں۔ امید ہے۔ کہ وہ بھی مسلمان ہوجائینگے دعا فرمائیں

	سابقہ نام	اسلامی نام
۱	خیرو	خیرالدین
۲	حسیناں بنت خیرالدین	حسین بی بی
۳	خیراں زوجہ خیرالدین	برکت بی بی
۴	امام الدین	امام الدین
۵	مریم زوجہ امام الدین	مریم
۶	سراج الدین پسر امام الدین	سراج الدین
۷	جلال " "	جلال الدین
۸	مینچو " "	معراج الدین
۹	کالا	علم الدین
۱۰	رحمت بی بی زوجہ علم الدین	رحمت بی بی
۱۱	عمراں والدہ علم الدین	عمر بی بی
۱۲	لسھو والد علم الدین	غلام نبی

(خاکسار حکیم اللہ دتا)

ایک قابل تقلید مثال

محترم و مکرم جناب حضرت امیر صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا پیغام "بعنوان عید مبارک" اخبار مورخہ ۲۳ شائع شدہ پڑھا گیا۔ آپ کا پیغام اپنی مستورات میں سنایا گیا۔ میری محترمہ والدہ صاحبہ نے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ آئندہ ۱۱ ماہ تک اپنی بھینس کا تیسرے دن کا دودھ علیحدہ کردیا کرینگی۔ اور جو کچھ رقم ہوگی۔ اشاعت اسلام میں دیا کرینگے۔ دیگر اصحاب نے بھی مختلف وعدے فرمائے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت بخشے۔ میں خود بھی وعدہ کرتا ہوں۔ کہ آپ کے ارشادات کی تعمیل کرونگا۔ میرے لئے دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔

(خاکسار فضل داد کلرک انسپکٹر آف ورکس اسسٹنٹ لالہ موسےٰ)

مسلم ہائی سکول کا جلسہ تعزیت

آج بتاریخ ۳۱ جنوری ۱۹۳۳ء بوقت دو بجے دوپہر اساتذہ مسلم ہائی سکول لاہور کا ایک جلسہ زیر صدارت سید غلام مصطفےٰ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور منعقد ہوا۔ جس میں قرار پایا؟

(۱)۔ اساتذہ مسلم ہائی سکول کا یہ جلسہ محمد اعظم پسر جناب سید امجد علی شاہ صاحب کورٹ انسپکٹر ریلوے پولیس لاہور کی وفات حسرت آیات پر رنج و الم کا اظہار کرتا ہے۔ اور سید صاحب موصوف سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ سے دعا کرتا ہے کہ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

(۲) اس ریزولیوشن کی ایک کاپی اخبار پیغام صلح میں اور دوسری سید صاحب موصوف کی خدمت میں بھیجدی جائے۔

(بشیر حسین سیکرٹری سکول سٹاف)

مکتوب تعزیت

درہند ریاست امب ضلع ہزارہ

مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۳ء

بخدمت حضرت امیر قوم مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ تمام احمدی برادران جو اس جگہ رہتے ہیں۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی موت کو سلسلہ کیلئے نہایت نقصان دہ اور ناقابل تلافی امر سمجھتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے ان کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کیلئے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان جیسے اور اشخاص اس سلسلہ میں پیدا کرکے دین حق کی تائید کرے۔ آمین یارب العالمین۔

(خاکسار) عصمت اللہ

سیرت کمیٹی کا وفد حجاز

سیرت کمیٹی کے اس سال کے پروگرام میں ایک اہم تجویز یہ

تھی۔ کہ منتخب اصحاب کا وفد حج کے موقعہ پر بھیجا جائے۔ تاکہ جلالۃ الملک سلطان ابن سعود اور دنیائے اسلام کے علمائے کرام کو مکہ معظمہ میں تشریف لائیں۔ تحریک یوم النبی کی دعوت دے۔ خدا وند پاک کا شکر ہے۔ کہ اس کار عظیم کیلئے نہایت ہی موزوں مستعد اور قابل اعتماد شخصیتیں مل گئی ہیں۔ اور انہوں نے ہماری درخواست پر نہایت ہی کشادہ دلی سے اس ذمہ داری کو قبول فرمالیا ہے۔ وفد کی روانگی کا اعلان ایرانی اور عربی اخبارات میں بھیجدیا گیا ہے۔ برادران اسلام دعا فرمائیں کہ خداوند پاک اس وفد کو اپنے مقاصد عظیم میں کامیابی عطا فرمادے۔ اس وفد سیرت میں راجہ دوست محمد صاحب اور مولوی عبدالواحد صاحب ایم۔ اے شامل ہوں گے۔

(نوٹ) تحریک یوم النبی کی سالانہ رپورٹ پتہ ذیل سے مفت طلب کریں (عبدالمجید قرشی۔ پٹی ضلع لاہور)

انجمن حمایت اسلام لاہور کا

سالانہ جلسہ

انجمن کا اڑتالیسواں سالانہ جلسہ ایسٹر کی تعطیلات میں بمورخہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ اپریل ۱۹۳۳ء کو ہوگی (اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں) ہوگا۔ کارکنان انجمن اس قومی اجتماع کی کامیابی کیلئے ابھی مصروف کار ہیں۔ اور جلسہ کو ہر طرح سے کامیاب بنانے کی پوری کوشش کی جارہی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ قوم نے انجمن کی امداد میں حتی الوسع ہمیشہ پوری مدد کی ہے۔ لیکن اس کی روز افزوں ضروریات کیلئے ابھی قوم کی بہت بڑی امداد مطلوب ہے۔ لہٰذا مسلمان قوم کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اس سالانہ جلسہ کو اپنی شرکت و موجودگی سے عزت بخشیں۔ اور اپنے حلقہ اثر سے ایک معتدبہ رقم فراہم کرکے ہمراہ لائیں۔ جو صاحب جلسے میں کوئی مضمون یا نظم یا تقریر پڑھنا چاہیں۔ وہ اپنے ارادہ سے جلد مطلع فرمائیں۔ (نیاز مندان)

مولوی غلام محی الدین
شیخ عظیم اللہ
(آنریری سیکرٹریان انجمن)

شاہزادی ساراواک کے اسلام کے متعلق پاکیزہ خیالات

"ہز ہائینس شاہزادی خیر النساء دی ڈیانگ موڈا آف ساراواک سے ہمارے قارئین واقف ہیں کیونکہ آپ ہی وہ خاتون ہیں جنہوں نے ہوائی جہاز میں بیٹھ کر بحیرۂ انگلستان کے اوپر سے پیرس کی طرف جاتے ہوئے قبول اسلام کا اعلان کیا لیکن اس حقیقت کا علم شاید کم صاحبان کو ہوگا کہ ممدوحہ کو اللہ تعالیٰ نے قلم پر بھی خاصی قدرت عطا کی ہے اور آپ کے قلمی جواہر ریزے بہت سے انگریزی اور فرانسیسی اخبارات کے مقالات خصوصی میں سے ہوتے ہیں۔ حال ہی میں ایک چینی مسٹر ہاچیانگ شیام کی طرف سے ایک خط آپ کے نام موصول ہوا ہے جس میں نویسندہ نے اپنے قبول اسلام کا اقرار نامہ ارسال کیا ہے۔ شاہزادی ممدوحہ نے جو جواب اس کو لکھا ہے اس کی ایک نقل معزز معاصر "لائیٹ" کو بھی برائے اشاعت ارسال کی ہے جس سے آپ کے حسن کلام اور اسلام کے مستقبل کے متعلق آپ کے پاکیزہ ایمان کا پتہ چلتا ہے ہم مسٹر ہاچیانگ شیام کے خط اور شاہزادی ممدوحہ کے جواب ہر دو کا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں جو امید ہے کہ قارئین کرام کے فائدہ اور دلچسپی کا موجب ہوگا" (مدیر)

مسٹر ہاچیانگ شیام کا مکتوب

قابل احترام ڈیانگ فی الاسلام، السلام علیکم

میں نے آپ کا پتہ مسجد ووکنگ سے دریافت کیا جہاں سے مولوی عبدالمجید صاحب امام مسجد نے مجھے لکھا کہ آپ آج کل پیرس میں ہیں۔ اب میں قلم اور دوات لے کر چند سطریں آپ کی خدمت میں لکھتا ہوں اور اپنا ایک فوٹو بھی شامل کرتا ہوں جو چند دن ہوئے لیا گیا تھا میں امید کرتا کہ آپ مہربانی فرما کر میرا نام بھی اسی مقام پر رکھ لیں گی جہاں اپنا نام رکھتی ہے اور مذہب اسلام کے متعلق کچھ عمدہ پیغامات اور خبریں بھی ارسال کریں گی، یہاں تمام مسلمان بھائیوں نے اس خبر پر کہ آپ حلقہ بگوش اسلام ہو گئی ہیں آپ کے متعلق خوب اعزاز و اکرام کیا ہے وہ بہت ہی خوش ہوئے ہیں اور آپ سے کچھ سننے کے ہمیشہ مشتاق رہتے ہیں میں بذات خود خالص چینی ہوں، ڈچ بورنیو میں پیدا ہوا اور سنگاپور اینگلو انسٹی ٹیوشن میں تعلیم حاصل کی مذہباً میں اب سے پہلے خالص بدھ تھا اور ریسورٹری آفس میں بیجر کلرک کے کام پر سرکاری ملازم ہوں میں اپنی روح کو اسلام کے حوالہ کرتا ہوں کیونکہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے اتنی بڑی پوزیشن کی مالک ہوتے ہوئے اپنی روح کو اسلام کے حوالہ کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ میں بھی آپ کی پیروی کرتا ہوں۔

میں اسلامی فرائض کی ادائیگی کی پوری کوشش کروں گا اور جو لوگ سیدھے رستہ پر نہیں چلتے انہیں بھی روکنے کی کوشش کروں گا میں امید کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے جن سے میں واقف نہیں میرا ذکر فرمائیں گی میں ان تمام فرائض کی جن کا آپ مجھے حکم دیں بجا آوری کی خواہش رکھتا ہوں اور نہایت خوشی کے ساتھ اپنے پورے دل اور روح کے ساتھ آپ کے احکام کی تعمیل کروں گا۔

ازراہ کرم مجھے ایک سند بھیج دیجئے جس سے یہ ظاہر ہو کہ میں نے آپ کے ساتھ مذہب اسلام قبول کر لیا ہے۔ میں آپ سے یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنا اسلامی نام "مرشدی" تجویز کیا ہے یہ ٹھیک ہوگا؟ . . . . میں آپ کی طرف سے جلد اور مہربانہ جواب کا منتظر ہوں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

ہاچیانگ شیام (سیبو ساراواک)

ہز ہائینس شاہزادی خیر النساء کا جواب

محترم برادر فی الاسلام السلام علیکم۔

آپ کے دلچسپ خط کا جو مجھے کل وصول ہوا شکریہ! مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ نے اس شاندار روشنی کو پا لیا جو پیغمبر اسلام صلعم کی پاک تعلیمات میں چمک رہی ہے اور ان لوگوں کے ساتھ آپ شامل ہو گئے جو تلطف مہربانی اور ترقی کے مذہب پر ایمان رکھتے ہیں وہ عظیم الشان مشن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلعم کے سپرد ہوا ابھی تکمیل کو نہیں پہنچا اور ہمارا ایمان ہے اسلام مصیبت زدہ نسل انسانی کو امن اور تسکین عطا کرے گا۔

اس حیرت انگیز معجزہ پر غور کیجئے جو خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلعم کے ذریعہ سے عرب کے وحشی قبائل کو ایک عظیم الشان قوم بنانے میں ظاہر کیا وہ قوم جو سپین جیسے دور دراز ملک اور فرانس کے جنوب تک پہنچ گئی اور جس نے چین اور ہندوستان کے بعید ترین حصص میں جا قدم رکھا وہ منور شعلہ جو پیغمبر اسلام صلعم کے اولین پیروؤں کے قلوب میں روشن تھا۔ اب بھی اسی نورانی صورت میں جل رہا ہے جیسے پہلے جلتا تھا۔ اور جب تک نسل انسانی میں محاسن اور اخلاق کو سمجھنے کا کچھ بھی احساس باقی ہے یہ شعلہ کبھی بجھ نہیں سکتا۔

آنحضرت صلعم نے جب آپ پر الہام الٰہی نازل ہوا تو آپ نے یہ اعلان کیا کہ "میں تمہارے آباؤ اجداد کا مذہب تمہارے پاس لایا ہوں" اور یقیناً قرآن کریم میں ہم اس عظیم الشان صداقت کو پاتے ہیں جو قدیم سے چلی آتی ہے یعنی توحید باری کی صداقت عالیہ اس میں پائی جاتی ہے۔ اس حقیقت کو فراموش نہ کیجئے کہ قرون متوسطہ کی سخت ترین ظلمتوں میں جبکہ لوگ نہایت خطرناک وحشت و بربریت میں ڈوبے ہوئے تھے اور رومن کیتھولک کلیسا ان لوگوں کو جو ان خیالات سے متفق نہ ہوں کھلی کے ساتھ باندھ کر جلا دیتا تھا اس وقت اسلام نے روشنی کی مشعل جلائی اور ایک زبردست انقلاب کی طرف نسل انسانی کی رہبری کی۔

لیکن یہ معجزہ آج تک کبھی مکمل نہیں ہوا اس مادہ پرستی اور دہریت کے زمانہ میں آنحضرت صلعم کے پاک کلمات اپنی قبولیت کا رستہ پیدا کر رہے ہیں، ان سخت ترین کوششوں کے باوجود جو رومن کیتھولک کلیسا نے اسلام کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے کیں اور کر رہا ہے پیغمبر اسلام کا مذہب اپنے پیروؤں میں دن بدن اضافہ کرتا چلا جا رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب آپ کے پاک کلام سے یورپ بھی ویسا ہی واقف ہوگا جیسے آج مشرق کو واقفیت حاصل ہے۔ بہت سے ممتاز فلاسفروں نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ اسلام مستقبل کا مذہب ہے۔ فی الحقیقت آنحضرت صلعم کے مذہب میں اس عظیم الشان صداقت کی صدائے بازگشت ہے جو نسل انسانی کو پہلے سے معلوم ہے بائیبل کے عارفانہ خیالات حضرت مسیح موعود کی تعلیم اور کنفیوشس اور دوسرے بزرگوں کے بیانات اس میں موجود ہیں۔

اسلام میں کوئی ایسی بات نہیں جس کو دل اور دماغ قبول نہ کرے کوئی ایسا ناقابل فہم راز نہیں جیسا کہ رومن کیتھولک [illegible] پایا جاتا ہے کوئی جبر و تعدی اور منافرت نہیں۔

صلح امن اسلام کے لغوی معنے ہیں صلح پر [illegible] اور محبت ہونا اس کے معتقدات ہیں۔ مہربانی اخوت اور [illegible] وہ قوانین ہیں جن کی پیروی ایک نیک مسلمان پر فرض ہے جب [illegible] سکے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے نہ صرف مسجد میں بلکہ اس مظہرات [illegible] جس کا نام فطرت ہے آپ ان کی روشنی میں اسے محسوس کریں [illegible] کے اندھیرے میں اسے دیکھیں گے اور ان چیزوں [illegible] اسے پائیں گے جو اس نے پیدا کی ہیں اور جسے لوگ [illegible] کہا گیا ہے کہ انسان کائنات کا ایک حصہ ہے اور [illegible] انسان کی حیثیت رکھتی ہے یہی نور اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام مخلوق کو عطا کیا ہے ان لوگوں کو راہ دکھائیں جنہوں نے نور صداقت کو [illegible] پر رحم کیجئے اور ان کی امداد کیجئے۔ کہ وہ صراط مستقیم کو پا لیں یاد رکھیے کہ آنحضرت صلعم بہت بردبار اور وسیع القلب تھے اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب تک تم اللہ تعالیٰ کو ایک مانتے اور ان اخلاقی قوانین کی پیروی کرتے ہو جو اس ایمان سے پیدا ہوتے ہیں اس وقت تم پر کوئی [illegible] نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن اس کا نیک اجر عطا کرے گا۔

نسل انسانی مصیبت و تکلیف میں مبتلا ہے اور کوئی [illegible] نہیں آتی بہت سے غلط نظریئے دنیا میں پھیلائے جا رہے ہیں اور [illegible] روس خدا تعالیٰ کی مذمت کر کے ایک نہایت شیطانی حرکت کا [illegible] اس خطرناک طریق عمل کے جو نفرت و حقارت پر مبنی ہے [illegible] لاکھوں انسان بھوک اور تکلیف سے مر رہے ہیں گرجے [illegible] کر دیئے گئے ہیں اور ہولناک قسم کی غلامی اس ملک میں رائج کر دی گئی ہے۔

ہمارا اپنی زندگی کے اندر یہ فرض ہے کہ اپنے بھائیوں کی امداد کریں انکی مدد کریں وہ خدا تعالیٰ کو پائیں اور تمام جھوٹی تعلیمات و تعصبات کو چھوڑ دیں۔

مجھے خوشی ہے کہ میرے اعلان اسلام نے آپکی مدد کی جیسے اس سے [illegible] اس دیسی شہزادے اور ایک انگریز نوجوان کو اس سے امداد ملی کہ انہوں نے نور صداقت کو پا لیا اور میں آپکے اقرار اسلام کو اسی تشکر و امتنان کے ساتھ وصول کرتی ہوں جیسے ان دونوں دوستوں کے اعلانات پر جو انہوں نے مجھے بھیجے میں خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا قرآن تو فرماتا ہے کہ مشرق اور مغرب دونوں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اس سے محبت کیجئے، اس کی مخلوق سے محبت کیجئے۔ اس عجیب غریب کتاب کو پڑھئے جو آخری نبی صلعم پر نازل ہوئی اس [illegible] اسکو پڑھنے میں ایک اطمینان امید اور رہبر روحی تم پاؤ گے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس نئی زندگی میں جو آپ نے شروع کی ہے آپ کو برکت عطا کرے۔

اپنا اسلامی نام "رشید" رکھیں جسکے معنے ہیں صداقت [illegible] رہنمائی کیلئے ابوبکر عمر عثمان یا علی جیسے عظیم الشان رہنمایان اسلام میں سے کسی کو منتخب کریں۔

میں اس خط کی ایک نقل لائیٹ ووکنگ کو بھیجتی ہوں [illegible] بھائیوں کو ہمارے [illegible] علم ہو جائے کہ آئندہ کیلئے آپ اس عظیم الشان مذہب کے پیرو [illegible]

تار کا پتہ۔ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلحُ خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۱ شوال ۱۳۵۱ھ مطابق ، فروری ۱۹۳۳ء | نمبر ۸

خواجہ کمال الدینؒ کی یاد میں

(از جناب مولانا محمد عبد اللہ خانصاحب قبلہ)

کمال الدین کمال ہی رنج ہی تیری جدائی کا
کئے حصنِ حصین سر تو نے اپنے زورِ بازو سے
علمِ اسلام کا تھامے ہوئے ووکنگ جا اُترا
ہوئے سب فلسفی یورپ کے تیری فلسفہ سے دنگ
تو بسترِ مرگ پر بھی خدمتِ اسلام کرتا تھا
ترے اخلاقِ حسنہ کی مجھے جب یاد آتی ہے
خدا بخشے تجھے اے جانیوالے دارِ فانی سے
یہ سنتِ مستمرہ ہی نہیں اس سے مفر ہرگز
خدا رکھے سلامت اب امیرِ قوم کو اپنی

مسلمانوں کے لشکر کا تو اک جنگی سپاہی تھا
لگا دی ایڑی مرکب کو تو جھٹ مغرب میں جا پہنچا
لگا یا تیرے ہاتھوں نے وہاں اسلام کا جھنڈا
براہین نے ترے انکے سروں کو کر دیا نیچا
مبارک ہے یہی جینا یہی مرنا یہی مرنا
تو ہو جاتا ہے خوشبودار دل اپنا دماغ اپنا
مبارک ہو تجھے اب جنت الفردوس میں جانا
رہے گا اس طرح جاری یہی جانا یہی آنا
قلم کا جس کے لوہا مشرق و مغرب نے ہے مانا

ہمیشہ قوم جرمن اُس کا یہ احسان مانے گی
پہنایا جس کے ہاتھوں نے نہیں اسلام کا بانا

قوم کا فیصلہ

اور

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد

موجودہ زمانے . . . میں اخبار بڑی طاقت ہے۔ آج کل کوئی قوم۔ کوئی جماعت اور کوئی ملک اچھے اخبارات کے بغیر اپنے آپ کو مضبوط و محفوظ نہیں بنا سکتا۔ اسی حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے امسال جلسہ سالانہ پر احمدیہ کانفرنس میں قوم نے فیصلہ کیا تھا کہ سلسلہ کے اخبارات کو مضبوط بنایا جائے جسکی سب سے بہتر اور آسان صورت یہ تجویز ہوئی تھی کہ جو احباب خریدار نہیں وہ خود خریداری قبول فرمائیں۔ اور جو خریدار ہیں وہ دوسروں کو اس کے لئے آمادہ کریں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ . . . ایام جلسہ میں اور اس کے بعد کئی مرتبہ اس کے متعلق قوم کو مخاطب کرکے ارشاد فرما چکے ہیں۔

اخبار "پیغام صلح"

جماعت کا واحد اردو آرگن اور تقریباً ربع صدی سے خدمت دین و قوم میں مصروف ہے۔ اور اس لحاظ سے آپ سب کی توجہ کا اولین مستحق ہے۔ اس لئے آپ کا فرض ہے کہ

حضرت امیر کے ارشاد

اور

قوم کے فیصلے

کی طرف متوجہ ہوں۔ اگر آیندہ تین ماہ میں ہمیں صرف چار صد جدید خریدار مل جائیں اور پرانے خریدار باقاعدہ چندہ ادا کرتے رہیں تو اخبار کی مشکلات بڑی حد تک دور ہو سکتی ہیں اور وہ ترقی کیطرف تیزی سے قدم اٹھا سکتا ہے اس لئے آپ احباب بجلد اپنے قومی اخبار کو ترقی دینے کیلئے کوشش کرنی چاہیے قوم کی ترقی اخبار کی ترقی سے وابستہ ہے۔

"ظلی حج"

"عداوت محمود کا سرتا پا غلط پروپیگنڈا

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۲)

میاں صاحب کا اظہار غیظ و غضب

گذشتہ جلسہ سالانہ میں جو دسمبر ۱۹۳۲ء میں قادیان میں منعقد ہوا۔ سُنا ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اپنی تقریر میں لاہوری احمدیوں پر بہت اظہار غیظ و غضب کیا اس وجہ سے کہ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے ظلی حج قادیان کے اعلان پر نکتہ چینی کی تھی۔ خلیفہ صاحب موصوف نے پہلے تو وہی اپنا پرانا راگ گایا جس کی بنیادوں پر وہ اپنا تخت خلافت متمکن سمجھتے ہیں۔ فرمایا کہ پیغامی لوگوں کی ساری چہ میگوئیوں کو اگر دو لفظوں میں ادا کیا جائے تو وہ ہوگا "عداوت محمود"

اس کے بعد انہوں نے ظلی حج قادیان کا انکار نہیں کیا بلکہ اپنی بات کی تائید میں کچھ دلائل پیش کئے اور ایک الزامی جواب بھی لاہوری احمدیوں کو دیا۔ جن پر سلسلہ وار نظر ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں۔

"عداوت محمود"

عداوت محمود کو اگر مرکب توصیفی سمجھا جائے تو اس کے معنے ہوں گے ایسی عداوت جو پسندیدہ ہو۔ یہ "عداوت مذموم" کی ضد ہوگی۔ ان معنوں میں ہمیں عداوت محمود کا اقرار ہے وجہ یہ کہ عقائد باطلہ کی عداوت ایک نہایت پسندیدہ اور محمود امر ہے اور اگر "عداوت محمود" کو از مرکب توصیفی سمجھا جائے تو اس کے معنے ہونگے "محمود کی عداوت" اگر میاں محمود احمد صاحب کو ہم کی عداوت ہو تو یہ ان کا دل ہی جانتا ہے یا خدا جانتا ہے۔ ہاں اقوال و افعال سے تو ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ رہ گیا یہ کہ

ہمیں میاں صاحب کی شخصیت سے عداوت نہیں

ہمیں میاں محمود احمد صاحب کی شخصیت سے کوئی عداوت ہے یہ بالکل غلط ہے۔ آخر اس عداوت کی کوئی وجہ ہونی چاہیے ہمارا میاں صاحب موصوف کی آبائی جائداد منقولہ و غیر منقولہ میں کوئی اشتراک نہیں۔ کوئی برادریوں والی شرکت نہیں۔ ہمیں کسی نذر نذرانہ کی تمنا نہیں جو پیری مریدی والی گدیوں میں ایک معقول ذریعہ آمد ہے۔ کسی قوم کا پیشوا کہلا کر کسی سرکاری دربار میں رسائی اور بڑائی کی خواہش نہیں تو محمود سے عداوت چہ معنی دارد پس ہر ایک اہل بصیرت کو صاف یہ حقیقت نظر آئیگی۔ کہ میاں محمود احمد سے ہمارا جو کچھ جھگڑا ہے۔ وہ مذہبی عقائد کی بنا پر ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی ختم نبوت کے بعد اجرائے نبوت۔ تکفیر جمیع مسلمانان عالم۔ مطاع الکل مطلق العنان خلافت دجو پوپوں کی نقل ہے) ایسے خطرناک عقائد ہیں جن سے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ ان عقائد کا قلع قمع کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ اگر ہم نے ان عقائد کے خلاف قلم اٹھایا تو ایک اخلاقی اور مذہبی فرض ادا کیا

اختلاف ختم ہوسکتا ہے

میاں محمود احمد صاحب آج ان عقائد سے توبہ کریں ہمارا ان سے کوئی جھگڑا نہیں۔ لیکن افسوس ہے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ میاں صاحب موصوف جب کسی قول یا فعل کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ تو اس کی غلطی خواہ کسقدر نمایاں ہو۔ اس سے پیچھے ہٹنا وہ اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔ وہ اپنی غلط بات کی ہزاروں توجیہیں کریں گے۔ بودے سے بودے رکیک سے رکیک دلائل سے اپنی گرتی ہوئی دیوار کو روکنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن غلطی کا اعتراف وہ خدا کے معصوم عن الخطا خلیفہ سے ناممکن سمجھتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اعتراف ذنب بنی آدم کا کام ہے۔ اور خلیفہ لوگ کچھ برتر از عالم و آدم کے مصداق ہوا کرتے ہیں۔

ظلی حج پر اصرار

اس لئے انہوں نے اس حج قادیان پر بھی اصرار کیا ہے انکار نہیں کیا۔ ایک بات ان کے منہ سے نکل گئی ہے۔ ایک دفعہ خود اس کی تائید کر دی ہے۔ اب تنخواہ خور حاشیہ نشین جو کافی تعداد میں موجود ہیں۔ سارا سال یہی راگ گائیں گے۔ وہ بیچے ہیں آخر جس کا کھاتے ہیں اسی کا گائیں گے۔ ان کا اور کام ہی کیا ہے۔ دلائل نہ ملیں گے تو گالیاں تو کہیں نہیں گئیں۔ اخباروں کے کالموں کے کالم گالیوں اور ہزلیات سے پر کرکے حق نمک ادا کر دکھائیں گے دین پر دنیا کو مقدم کرنے کے دن لد گئے اب پیٹ ہر بات پر مقدم ہے۔

قابل افسوس پروپیگنڈا

مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے عداوت محمود کا ایک نہایت غلط پروپیگنڈا اپنی جماعت میں پھیلا رکھا ہے۔ اور ان کی اس تعلیم کے نیچے ان کی جماعت نے بھی یہی شیوہ اختیار کر رکھا ہے۔ سال بھر ان کے کارکن اخباروں اور تقریروں کے ذریعہ اور جلسہ سالانہ پر خود خلافت مآب اپنی جماعت کے یہی ذہن نشین کرتے رہتے ہیں کہ پیغامیوں کو میاں محمود احمد صاحب کی شخصیت سے کوئی عداوت ہے۔ جس کی وجہ سے وہ میاں صاحب کی مخالفت کرتے ہیں۔ ورنہ ...... عقاید میں قریب قریب ایک ہی ہیں صرف نزاع لفظی ہے

نزاع لفظی و نزاع معنوی

حالانکہ ہر ایک عقلمند جانتا ہے کہ یہ نزاع لفظی نہیں بلکہ نزاع حقیقی ہے۔ ہم ظلی نبی کو نبی نہیں مانتے قادیانی ظلی نبی کو نبی مانتے ہیں۔ تو یہ نزاع لفظی تو نہ رہا۔ نزاع لفظی تو وہ ہوتا ہے۔ کہ عقیدہ تو ایک ہی ہو۔ صرف اس کے اظہار کے لئے الفاظ مختلف ہوں۔ برخلاف اس کے یہاں لفظ تو ایک ہی ہے یعنی ظلی نبی۔ لیکن اس کے مفہوم میں اس قدر اختلاف ہے کہ نبی اور غیر نبی کا فرق ہے۔ جو عقیدہ کی شکل کو بالکل بدل دیتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ تکفیر مسلمانان کا عقیدہ پیدا ہو جاتا ہے۔ پس یہ کس قدر غلط پروپیگنڈا ہے۔ کہ عقائد ایک ہیں صرف نزاع لفظی ہے۔ اور یہ نزاع لفظی محض میاں محمود احمد صاحب کی شخصیت کی عداوت کی وجہ سے پیدا کی گئی ہے۔

یہ ایک افترا ہے

ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر اعلان کرتے ہیں کہ یہ ہم پر افترا ہے۔ ہم کو اگر نفرت اور عداوت ہے۔ تو عقائد باطلہ سے ہے۔ جو میاں محمود احمد صاحب پھیلا رہے ہیں۔ اور جن کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ لیکن افسوس ہے کہ جاننے والے یہ سب کچھ جانتے ہیں۔ اور پھر جماعت کو غلط فہمی میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پردہ نشین مستورات اور ناسمجھ بچوں تک کو عداوت و نفرت کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کے سادہ قلوب پر یہ نقش بٹھائے جاتے ہیں

پنجابی گیت اور جھوک

ابھی حال میں ملت محمودیہ میں پنجابی اشعار اور گیت اور جھوک تصنیف ہوئی ہیں جسے عورتیں قادیان میں جلسہ کے موقعہ رات رات بھر گاتی رہی ہیں۔ ایک ایسی ہی نظم کا ایک بے تکا شعر میں نے سنا ہے۔ اس نظم میں بار بار "میں قربان جانی آں" کی تکرار ہے "دولہا آیا محمود لاڑا۔ تے پیغامیاں نوں لگا ساڑا۔ میں قربان جانی آں"۔ یہ لاڑا اور اس سے ساڑا اور اس لاڑے پر عورتوں کا بار بار قربان ہونا۔ مقام غور ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ عورتوں کو بڑی خوشی اس بات سے ہے۔ کہ محمود کے دولہا بننے سے پیغامیوں کو جلن ہوئی۔ یعنی محمود کی شخصیت اور مسرت پیغامیوں کے لئے باعث حسد ہے۔ جو عورتیں راتوں کو یہ گائیں گی آخر وہ اپنے دلوں پر کیا اثر لیکر جائیں گی اور اس اثر کے ماتحت ان کی اولاد جن خیالات کو لے کر نشو و نما پائیگی وہ محتاج بیان نہیں

بچوں کو تعلیم بغض

چھوٹے بچوں کو ایسے سوال جواب یاد کرائے جاتے ہیں جن میں لاہوری احمدیوں کا برے سے برا نقشہ کھینچا ہوا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک بچہ قادیان سے میرے مکان پر مہمان آیا۔ وہ اپنا سبق میرے سامنے دہرانے لگا۔ کچھ زبانی سوالات تھے جن کے جوابات زبانی یاد کرائے ہوئے تھے۔ ان میں دو سوال کے جوابوں نے مجھ پر خاص اثر کیا۔ اسکے اصل الفاظ کے متعلق ممکن ہے میرا حافظہ غلطی کر جائے لیکن ان الفاظ کا جو اس نے سنائے تھے مفہوم یہی تھا جو میں ذکر کرتا ہوں۔ ایک سوال تو یہ تھا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کون تھے؟ جواب تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | لاہور یوم سہ شنبہ ۱۱ شوال المکرم ۱۳۵۱ھ | نمبر ۸

انجمن کی سرپرستی میں فیضانِ علم کا اجرا

طلباءِ علم کیلئے ایک زرّیں موقعہ

موجودہ زمانہ میں کاروبار کی سرد بازاری اور ملازمت کے فقدان نے سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو پہنچایا ہے۔ ہر سال جس قدر طلباء کالجوں اور سکولوں سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں۔ ان میں کا اکثر حصہ سالہا سال تک بیکار اور بے روزگار پھرتا رہتا ہے۔ اتفاق سے اگر کسی جگہ معمولی سی ملازمت کی بھنک بھی لوگ سن پاتے ہیں۔ تو اس کے لئے سینکڑوں درخواستیں معہ سفارشوں کے پہنچ جاتی ہیں۔ سرکاری دفاتر میں ہر جگہ تخفیف کی چھری چل رہی ہے۔ اور اس کا زیادہ تر شکار مسلمان ہی ہو رہے ہیں۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سرکاری دفاتر میں مسلمانوں کو جگہ دلوانے کیلئے کوشش کر رہی ہے۔ وہ تمام مسلمانوں کیلئے قابل شکریہ ہے۔ اس وقت تمام مسلمانوں کے فائدہ کیلئے انجمن نے جو نیا قدم اٹھایا ہے۔ وہ بھی بہت ہی مفید اور قابل شکریہ ہے اپنی زیر سرپرستی ایک مولوی فاضل کلاس کھولنے کی تجویز ایک نہایت ہی مبارک تجویز ہے۔ وہ طالب علم جو اس قدر استطاعت نہیں رکھتے کہ وہ اورینٹل کالج لاہور میں داخل ہو کر وہاں کی فیس اور بورڈنگ کے ڈبل اخراجات کو برداشت کر سکیں۔ ان کے لئے یہ ایک بہت ہی رعایتی سکیم ہے۔ کہ وہ انجمن کی جماعتوں میں داخل ہو کر مولوی فاضل کا امتحان نہایت آسانی سے پاس کر سکیں۔ اس جماعت کا کورس دو سال کا تجویز ہوا ہے ایسے طالبعلم جو عربی کی اس قدر استعداد رکھتے ہوں۔ کہ وہ دو سال میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کر سکیں۔ ان کو اس کلاس میں لے لیا جائیگا انجمن اساتذہ کا اور طلباء کی رہائش کے لئے مکان کا انتظام بالکل مفت کرے گی۔ کھانے کا انتظام طلباء کا اپنا ہوگا۔ مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد انجمن اپنے انتخاب سے جن طلباء کو اس قابل سمجھے گی۔ کہ وہ تبلیغ کے لئے مفید ہوں گے۔ ان کو صرف چھ ماہ یا ایک سال کے لئے غیر مذاہب کے متعلق تعلیم دے کر بطور مبلغ ملازم رکھے گی۔ باقی طلباء مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد سرکاری سکولوں میں ملازمت کر سکتے ہیں یا صرف انگریزی کی تعلیم پا کر انٹرنس، ایف، اے اور بی اے کا امتحان دے سکتے ہیں۔ محکمہ تعلیم کی مقرر کردہ ڈگریاں اس رستہ سے بہت جلد حاصل ہو سکتی ہیں۔ اور وہ اخراجات کثیر جو دوسرے تعلیمی سکولوں میں برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ اس سے بچ جاتے ہیں۔ لاہور کے اورینٹل کالج میں بھی تعلیم طلباء سینکڑوں کی تعداد میں حاصل [illegible] سال طلباء تیار کئے جاتے ہیں۔ لیکن انجمن کی سرپرستی میں جو جماعتیں کھل رہی ہیں۔ وہ اس لحاظ سے اور بھی مفید ہیں۔ کہ اس میں سکول اور بورڈنگ کی فیس معاف ہے۔ صرف کھانے کا انتظام طلباء کا اپنا ہوگا۔ پڑھانے اور محنت کرانے کیلئے استاد مفت ہوں گے۔ رہنے کیلئے مکان اور اس کی ضروریات مفت ہوں گی۔ علم دین کا حاصل کرنا ویسے بھی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ لیکن اگر دین کے علاوہ اس میں دنیا کا فائدہ بھی حاصل ہو۔ تو اس کو ہم خرما و ہم ثواب کی مثل سچ سمجھیئے

ظاہری علوم کے ساتھ باطنی نور بھی حاصل کرو

وہ روشنی جو مغربی ہوا اپنے ساتھ لاتی ہے۔ تیرگی کا ایک گہرا بادل بھی اپنے ساتھ رکھتی ہے جس کی وجہ سے تعلیم یافتہ طبائع میں مذہب اور مذہب سے سرکشی کے جذبات پیدا ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف علماء دین جس بسم اللہ کے گنبد میں بیٹھے ہیں۔ وہاں مولوی بلکہ مولوی فاضل بن جانے کے باوجود یعنی باعتبار ظاہر علم کی اعلےٰ ڈگری حاصل کرنے کے دین سے بالکل کورے رہتے ہیں۔ نہ صرف خود گمراہ ہوتے ہیں بلکہ تعلیم یافتہ لوگوں کی گمراہی کا موجب ہوتے ہیں۔ اس نقصان کا علاج سوائے اس کے کچھ نہ تھا۔ کہ ظاہری علوم کے ساتھ نوجوانوں میں باطنی نور بھی پیدا کیا جائے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا مرکز لاہور ہے۔ اس میں وہ بزرگ موجود ہیں جن کی تقاریر اور تحریروں نے مذہبی دنیا کے اکھاڑوں میں تھلکہ ڈال دیا ہے۔ جن کی مساعی کی بدولت یورپ کے بڑے بڑے فلاسفر، فضلاء لارڈ اور ڈیوک حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں۔ جن کی جنبش قلم سے معرفت کے دریا بہتے اور مخالفوں کے دل دہلتے ہیں۔ جو لوگ یہاں عربی کی تحصیل کیلئے آئیں گے۔ ان کیلئے قرآن مجید کا شفاء لما فی الصدور درس حضرت امیر اور دیگر بزرگان دین کے خطبات اور ایک نہایت مفید کتب خانہ ایسی بے بہا نعمتیں ہیں۔ جو دنیا میں کہیں بھی میسر نہیں۔ جماعت کے پاک ممبروں اور ان بزرگوں کی صحبت ہی ایک ایسی بے نظیر نعمت ہے۔ جس کو غنیمات زمانہ سے تعبیر کرنا چاہیئے۔ دین و دنیا کی ان حسنات اور برکات سے استفادہ حاصل کرنے کے لئے اور ان لوگوں کی جگہ پُر کرنے کیلئے جو ہم میں سے گذر گئے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ وہ کثرت سے ان جماعتوں میں شامل ہوں۔ جماعت میں بہت سے دوست ہیں جو دنیا سے فارغ ہونے کے باوجود سستی، کسل اور نیم مردہ حالت میں دن کاٹ رہے ہیں۔ وہ بھی علم دین حاصل کرنے کے لئے اور مقررہ کورس کی کتابیں پڑھنے کیلئے اس جماعت میں داخل ہو کر فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس جماعت میں چونکہ غیر از جماعت لوگوں کو بھی فائدہ اٹھانے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس لئے امید ہے۔ کہ وہ زیادہ تعداد میں اس میں انشاء اللہ تعالےٰ شامل ہوں گے لیکن سب سے پہلا حق اس میں اس جماعت کا ہے جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر چکی ہے۔ اس لئے وہ فوراً اپنی درخواستیں سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمت میں روانہ کریں

(خاکسار) عبد الحق ودیارتھی

(بقیہ صفحہ ۲)

کہ وہ نبی تھے"۔ گویا بچپن سے نبوت دلوں میں رچا دی گئی۔ اور ختم نبوت کی غیرت کو ہمیشہ کے لئے دلوں سے مٹا دیا گیا۔ دوسرا سوال یہ تھا کہ محمد علی کون تھا؟ جواب تھا کہ "وہ ایک چور تھا جو قادیان سے قرآن اور کتابیں چوری کرکے بھاگا تھا"۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ ذہنیت جس قوم کے بچوں میں پیدا کی جائے انہیں جسقدر عداوت اور نفرت بھی لاہوری احمدیوں سے پیدا ہو وہ کم ہے۔

"ظالم مظلوم نما"

پس حقیقت تو یہ ہے کہ لاہوری احمدیوں سے نفرت اور عداوت نہ صرف مردوں اور عورتوں میں بلکہ ناسمجھ بچوں کے قلوب پر بھی نقش کی جاتی ہے تا کبھی ان غریبوں کی بات نہ سنیں اور پاس نہ پھٹکیں۔ سچ پوچھو تو یہ ان کا اپنے عقائد باطلہ کی کمزوری کا اعتراف ہے۔ مثل ہے کہ مستری بی ازپے چادری۔ ان کو ڈر ہے کہ مبادا ہماری جماعت کے لوگ پیغامیوں سے اچھے تعلقات رکھنے کی وجہ سے ان کے معقول عقائد اور اصولوں اور اعتراضوں سے متاثر ہو جائیں۔ اس لئے ناحق کا ایک طوفان برپا کر رکھا ہے۔ کہ پیغامی اہل بیت کے اور بالخصوص میاں محمود کے دشمن ہیں۔ اور فلاں ایسا ہے اور فلاں ویسا ہے۔ تا کہ نفرت اور عداوت کا بیج قلوب کے اندر ایسی مضبوط جڑ پکڑ جائے کہ تمام عمر نہ نکل سکے۔ اور اس طرح کبھی بھی یہ قوم جال میں سے نکل نہ سکے۔ اور پھر مزہ یہ کہ اس قسم کا ظالمانہ پروپیگنڈا کر کے خود مظلوم کے مظلوم اور معصوم کے معصوم۔ قد بدت البغضاء من افواههم وما تخفی صدورهم اکبر قد بینا لکم الآیات لعلکم تعقلون۔ (باقی آئندہ)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ خدا کے فضل وکرم سے بخیریت ہیں ممدوح نے اچھوتوں کے متعلق بزبان انگریزی ایک ٹریکٹ تحریر فرمایا ہے۔ جس کا ترجمہ انشاء اللہ ہفتہ عشرہ تک "پیغام صلح" میں درج کیا جائے گا۔

— جناب مولوی عبد الرحمن صاحب جالندہری ۶ر فروری کو لاہور تشریف لائے اور مختصر قیام کے بعد ۷ر کی صبح کو تشریف لے گئے۔

— جناب میر مدثر شاہ صاحب چند روز سے مرکز میں تشریف فرما ہیں۔

— ۱۵ر فروری کی شام کو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام "پردہ مروجہ" کے موضوع پر مناظرہ ہوا۔ جناب میر مدثر شاہ صاحب صدر تھے۔

— جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنمتی ۵ر فروری کی صبح کوٹھی (ضلع لاہور) قصور۔ فیروز پور۔ موگہ۔ جلال آباد (ضلع فیروز پور) منٹگمری اور الکاطرہ کے دورے پر روانہ ہوئے

حضرت حسن بیان مرحوم

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

جناب الٰہی کے عطا شدہ خطابات

کسی نبی یا مامور من اللہ کے ذریعہ جو آسمانی خطاب جناب الٰہی سے ملتا ہے۔ وہ کچھ ایسی شوکت اپنے اندر رکھتا ہے کہ اس کی کیفیات اور تاثرات کو دیکھ دیکھ کر مخلوق حیران رہ جاتی ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مقدس سے حضرت خالد کو "سیف من سیوف اللہ" کا خطاب ملا یعنی خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار۔ پھر اس خدائی تلوار کے کرشمے دنیا نے دیکھے اور حیرت سے انگلیاں کاٹیں۔ ایران اور شام کی جنگوں میں اس خدائی تلوار کے کارناموں نے رستم و اسفندیار کے افسانوں کو گرد کر دیا۔ چھوٹی سے چھوٹی جماعت کے ساتھ حضرت خالد سیف اللہ دشمن کی بڑی سے بڑی فوج کے گھمسان میں گھس جاتے اور مظفر و منصور واپس آتے سینکڑوں خونریز اور زہرہ گداز معرکوں میں یہ تلوار چلتی رہی اور دشمنوں کو خاک و خون میں لٹاتی رہی۔ لیکن کسی کو تاب نہ ہوئی کہ خدا کی اس تلوار کو توڑ سکے۔ آخر کار وقت آگیا کہ حضرت خالد علیل ہوئے۔ موت کا وقت آپہنچا۔ تو نہایت حسرت سے فرمایا کہ تمام عمر یہ تمنا رہی کہ میدان جنگ میں شہادت نصیب ہوتی لیکن اے وائے کہ آج بستر پر طبعی موت سے جان دیتا ہوں" لیکن حق یہ ہے کہ ان کی یہ حسرت بے فائدہ تھی جسے "خدا کی تلوار" کا خطاب زبان مقدس نبوی سے ملا اس تلوار کو بشر کس طرح توڑ سکتا!

حضرت مجدد دوزماں کا رویا

اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے غلام اور خلیفہ حضرت مسیح موعود کو رویا میں حضرت مولانا عبد الکریم مرحوم نے ایک قلم پیش کی جو ایک بندوق کے سرے پر لگی ہوئی تھی اور عرض کیا کہ مولوی محمد علی صاحب کے لئے ہے۔ پھر اس قلم کے جو خدا کی طرف سے اس کے مامور کی طفیل حضرت مولوی محمد علی صاحب کو ملی ہے کرشمے دنیا دیکھ رہی ہے۔ اور اس قلم کی طاقت کے آگے گردن جھکا رہی ہے۔ بندوق کے آگے لگی ہوئی ہونے میں یہ اشارہ ہے کہ دشمنان اسلام اور اہل باطل کو وہ قلم ہلاک کرنے کا ذریعہ ہے جب حضرت مولانا نور الدین مرحوم کی وفات پر میاں محمود احمد صاحب کی انصار اللہ پارٹی نے مولوی محمد علی کے خلاف پروپگنڈا شروع کیا تو یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ محمد علی کو خدا نے قلم تو ضرور دی تھی لیکن اب وہ ٹوٹ گئی کسی نے ان سے پوچھا کہ خدا نے بھی خوب قلم دی تھی جو تھوڑے ہی عرصہ بعد ٹوٹ گئی۔ ایسی نکمی چیز دینے سے تو نہ دینا ہی اچھا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک خدا بھی نعوذ باللہ اپنے ہاں کی نکمی چیزیں لوگوں کو بانٹ دیا کرتا ہے اور اس طرح اپنے گھر کی صفائی کرتا رہتا ہے۔ خدا کی دی ہوئی چیز ہو اور وہ ان لوگوں کے زبانی ڈھکوسلوں سے ٹوٹ جائے۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

حضرت مولانا محمد علی صاحب زور قلم

خدا کی شان ملاحظہ ہو کہ اس کے بعد وہ قلم جس زور سے چلی ہے اور اسلام کی خدمت میں جو لٹریچر اس نے پیدا کیا ہے وہ کوئی چھپی ڈھکی چیز نہیں جس کے بیان کرنے کی ضرورت ہو ہاں قادیان سے وہ روحانی علم اٹھ گیا جو حضرت مسیح موعود اور حضرت مولانا نور الدین مرحوم کے زمانہ میں دریا کی طرح بہتا تھا۔ اب فقط بھیڑوں کا گلہ رہ گیا ہے۔ جو اپنے پیر کے قدموں پر دل و دماغ نذر کر کے پیر کے اشاروں پر کٹھ پتلی بنا ہوا ہے۔

حضرت خواجہ صاحب کا آسمانی خطاب "حسن بیان"

اسی طرح حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ "حسن بیان" کا آسمانی خطاب الہاماً ملا تھا۔ خواجہ صاحب مرحوم چونکہ حضرت صاحب کے پرانے خدام میں سے تھے اور بہت مخلص اور نرم گرم ہر قسم کے حالات میں نہایت خدمت گزار۔ اور وفادار و اتبع ہوئے تھے۔ حضرت صاحب پر دشمنوں کی شرارت سے کئی مقدمات بنے لیکن سب سے لمبی مدت جس مقدمہ نے لی وہ گورداسپور کا مقدمہ تھا جس میں مولوی کرم دین بھین نے آپ پر ہتک عزت کا مقدمہ چلایا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے قریباً ۱½ سال تک وہ مقدمہ چلتا رہا

حضرت خواجہ صاحب کا عشق

ان دنوں خواجہ صاحب پشاور میں پریکٹس کرتے تھے۔ اور بڑی کامیاب پریکٹس کرتے تھے۔ پشاور میں ان کی عزت درحقیقت لوگوں کے دلوں میں بہت تھی۔ اور کام خوب چلا ہوا تھا لیکن حضرت مسیح موعود کے مقدمہ کی خاطر انہوں نے چلتی ہوئی وکالت پر لات مار کر گورداسپور میں ڈیرے ڈال دیئے۔ آئے دن کی پیشیاں۔ الفاظ پر علمی بحثیں جرحیں۔ غرضیکہ جو کچھ مقدمات میں مصائب اور سر دردی ہوتی ہے اس میں خواجہ صاحب جس شد و مد کے ساتھ حصہ لے رہے تھے وہ محتاج بیان نہیں۔ خواجہ صاحب کی ذریعہ معاش وکالت تھی اور وہ اس مقدمہ کی وجہ سے بند ہو چکی تھی۔ اہل و عیال پشاور میں تھے۔ معاش کی تکلیف ان کے خاندان پر بڑی تھی لیکن خواجہ صاحب نے نہایت صبر سے یہ سب کچھ برداشت کیا۔ اس اثناء میں ان کا لڑکا بیمار پڑا تاریں آئیں۔ لیکن عشق نے پشاور نہ جانے دیا۔ اس کی موت کی تار آئی انہوں نے جواب میں تار دے دی کہ دفن کر دو میں حضرت کا مقدمہ چھوڑ کر پشاور نہیں آسکتا۔ پھر جس جانفشانی سے اس مقدمہ کی پیروی کرتے رہے وہ اس وقت کے دیکھنے والوں سے مخفی نہیں۔

حضرت مرزا صاحب کا ارشاد

حضرت مسیح موعود خواجہ صاحب کی ان خدمات کو بڑی محبت اور تشکر کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے خدا جانے کیسی تیر بہدف دعا آپ کے قلب سے نکلی کہ جناب الٰہی میں مقبول ہو گئی۔ خواجہ صاحب کو بلا کر فرمایا کہ مجھے خدا نے آپ کی نسبت الہام کیا ہے کہ آپ کو "حسن بیان" دیا گیا۔ یاد رکھو کہ یہ حسن بیان عدالت کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ یہ وہ حسن بیان ہوگا جسے دنیا دیکھے گی اور عش عش کرے گی

حضرت خواجہ صاحب کا حسن بیان

اللہ اللہ واقعات نے ان الفاظ کو کیا حرف بحرف پورا کر کے دکھایا۔ ہندوستان نے اور بعد میں انگلستان نے جو اس حسن بیان کا نظارہ دیکھا ہے۔ اور سنا ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انکو کس قدر باریک علم اور رسا دماغ عنایت فرمایا کہ اکثر قرآنی حقایق و معارف جو خواجہ صاحب سنایا کرتے تھے بعض دفعہ ان سے روح وجد کر اٹھتی تھی اور ایمان ترقی کرتا تھا۔ ان کی تقریریں جس نے سنی ہیں وہ جانتا ہے۔ کہ وہی آیات جو آئے دن ہم پڑھتے ہیں اور سمجھتے بھی ہیں وہ جس طریق پر بیان کیا کرتے تھے ان سے کان اور دل و دماغ وہ لذت اٹھاتے تھے کہ اس سے قبل نہ حاصل ہوئی تھی۔ حیرت ہوتی تھی۔ کہ یہ باتیں تو ہم خود بھی جانتے ہیں لیکن یہ کیا حسن بیان ہے کہ جب خواجہ صاحب کی زبان سے نکلتی ہیں تو کیفیت ہی دوسری ہوتی ہے۔ لذت ہی جدا ہوتی ہے۔ ان پر یہ مصرعہ بالکل صحیح طور پر صادق آتا تھا کہ۔ ع

کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے

مرحوم کا انداز خطابت

پھر حسن بیان کے ساتھ ساتھ ان کی تقریر کے وقت کی حرکات و سکنات ایسی دلربا تھیں کہ نہ صرف کان ان کے حسن بیان سے لذت آشنا ہوتے تھے۔ بلکہ آنکھ بھی ان کی دلربا اداؤں سے لطف اندوز ہوتی تھی

ہماری دوستی کی ابتداء

میں انہیں بہت عرصہ سے جانتا تھا۔ اس وقت سے جبکہ وہ اسلامیہ کالج میں پروفیسر تھے۔ انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں ان کے لیکچر سنتے تھے لیکن دوستی اس وقت پیدا ہوئی جب میں نے قادیان جا کر بیعت کی میں رات کے دو بجے پہنچا مسجد مبارک میں لوگ سوئے ہوئے تھے۔ ساتھ کے کمرہ بیت الفکر میں خواجہ صاحب ایک چارپائی پر سوئے ہوئے تھے باقی لوگ زمین پر دراز تھے۔ میں بھی زمین پر لیٹنے لگا۔ خواجہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے کہ چارپائی پر لیٹو میں نے انکار کیا کہ آپ کو تکلیف ہوگی فرمانے لگے میں اب تہجد پڑھوں گا۔ آپ سفر سے تھکے ہوئے آئے ہیں آپ لیٹیں۔ غرضیکہ میں تو لیٹ گیا اور خواجہ صاحب تہجد پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ اور ایک خواجہ صاحب کیا۔ جتنے وہاں تھے سبھی تہجد میں مشغول تھے۔ لوگوں کے اس خشوع و خضوع اور توجہ الی اللہ اور عبادت گزاری نے مجھ پر اس قدر شرمندگی غالب کی کہ میں اس کے اثر سے سو نہ سکا۔ آخر نماز فجر کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس روز کے بعد سے پھر خواجہ صاحب سے محبت روز بروز ترقی کرتی گئی۔ اور پھر تو یہ عالم ہوا کہ خواجہ صاحب کی جن دوستوں سے خاص طور پر صوفیانہ اور وجدانی رنگ کی باتیں ہوا کرتی تھیں ان میں سے ایک میں بھی تھا جسے یہ فخر حاصل تھا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ان صحبتوں میں جو تصوف کے نکات و لطائف زیر بحث آتے تھے۔ کہ آج جب وہ صحبتیں یاد آتی ہیں تو دل سے ایک آہ نکل جاتی ہے اور ان صحبتوں پر سید انشاء کا یہ شعر یاد آجاتا ہے۔ ؎

عجب رنگینیاں ہوتی ہیں باہم ان سے اے انشاء
ہم مل بیٹھتے ہیں جب سعادت یار خاں اور ہم

رہے نام اللہ کا۔ دنیا بھی عجب سرائے فانی ہے حضرت مسیح موعود کا زمانہ دیکھا اس زمانہ کے متعلق مجھے میر حامد شاہ مرحوم کا ایک شعر بہت یاد آتا ہے وجہ یہ کہ اس وقت کے نہایت حسب حال تھا۔ ؎

نور خدا سے آج چمکتا ہے وہ مقام!
کچھ رنگ ہی جدا ہے وہاں صبح و شام کا

حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی یاد

خدا کے مسیح کا وہ نورانی جلوہ۔ وہ روحانی زمانہ۔ وہ علمی مشغلے۔ وہ پرسوز عبادتیں۔ وہ مذہبی نشے جب یاد آتے ہیں تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں اور حضرت صاحب کا یہ شعر روح کی گہرائیوں سے دل کی چیخوں کے ساتھ زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔ ؎

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

حضرت مولانا نورالدین رح کا زمانہ

اس کے بعد حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کا درویشانہ نمونہ اور علمی زمانہ دیکھا۔ آخر وہ زمانہ بھی گذر گیا۔ اور اقتضائے وقت سے اب یہ رنگ پیش نظر ہے۔ کہ مسیح کے بزرگ حواری یکے بعد دیگرے رخصت ہو رہے ہیں یعنی وہ آسمانی شمعیں جو خدا کے مسیح نے جلائی تھیں یکے بعد دیگرے بجھتی چلی جا رہی ہیں۔ اللہ اپنے دین کا آپ ہی محافظ ہے۔ وہ ایسے انسان پیدا کرتا رہے گا جو اس کے دین کے خادم ہوں گے۔ لیکن ایسے خادم دین دوستوں کا اس طرح یکے بعد دیگرے رخصت ہوتے چلے جانے کے بعد ہمارے جیسے کمزور بندوں کو تو دنیا اندھیر نظر آتی ہے۔

آسمانی خطاب کا پہلا نظارہ

میں اپنے جذبہ دل کے ماتحت خدا جانے کہاں سے کہاں نکل گیا۔ کہہ تو یہ رہا تھا کہ حضرت خواجہ کو جو "حسن بیان" کا آسمانی خطاب ملا۔ تو اس کا پہلا نظارہ میں نے راولپنڈی میں دیکھا میں کسی کام کے لئے وہاں گیا ہوا تھا۔ خواجہ صاحب کے لیکچر کا اشتہار نظر پڑا۔ "وید اور قرآن" کا عنوان تھا۔ میں بھی پہنچا معلوم ہوا خواجہ صاحب کشمیر جا رہے تھے۔ رستہ میں یہ مشغلہ بھی جاری ہے۔ غرضیکہ لیکچر ہوا۔ میں تو ششدر مبہوت ہو گیا۔ "خواجہ اور یہ حسن بیان"۔ ایسا لطیف اور علمی لیکچر ہوا کہ میں نے لوگوں کو کرسیوں پر سے اچھل پڑتے ہوئے خود دیکھا۔ میں نے خواجہ صاحب کو یہی کہہ دیا کہ "در کسی کی آنکھ میں جادو تیری زبان میں ہے"۔ حضرت صاحب کا الہام حسن بیان بڑا سچا نکلا

لیکچروں کی دھوم

اس کے بعد ہم نے بھیرہ میں لیکچر کروایا۔ نبی کریم صلعم کی سیرت پر لیکچر تھا۔ بھیرہ جیسا پرانی وضع کا دقیانوسی شہر۔ اس شہر سے خواجہ صاحب کا خراج تحسین وصول کر لینا ظاہر ہے کہ کس قدر موثر وہ لیکچر ہوگا۔ علیگڑھ میں بڑے دھوم کا لیکچر ہوا۔ پھر تو سارے ہندوستان میں دھوم مچ گئی شمالی اور جنوبی ہندوستان میں جہاں جہاں بھی خواجہ صاحب گئے "حسن بیان" کا جادو اپنا کام کرتا ساتھ ساتھ چلتا تھا یہاں تک کہ بنگلور میں تو لیکچر کے بعد جب لوگ مصافحہ کر رہے تھے تو بعض خوش عقیدہ لوگوں نے جہالت سے سر قدموں پر رکھ دیا۔ بنارس میں لیکچر ہو رہا تھا۔ خواجہ صاحب دوران تقریر میں کبھی کبھی پگڑی سر سے اٹھا لیا کرتے تھے۔ وہاں چند تھیاسوفسٹ انگریز لیڈیاں بیٹھی تھیں وہ لیکچر سے اس قدر متاثر تھیں کہ کہنے لگیں کہ روحانیت کا اس قدر زور اس وقت ہے کہ سر سے جو انوار نکل رہے ہیں ان کی گرمی خواجہ صاحب برداشت نہیں کر سکتے۔

لیکچروں کے ذریعہ احمدیت کی ترقی

اس حسن بیان کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لیکچروں کے ساتھ احمدیت بھی محبوب ہوتی جاتی تھی۔ میاں محمود احمد صاحب نے مسئلہ تکفیر و اجرائے نبوت کا نیا شاخسانہ نہ کھڑا کر دیا ہوتا جن کی نسبت بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خواجہ صاحب کو زک دینے کی خاطر یہ ڈھونگ رچایا گیا تھا۔ تو آج ہندوستان کا مذہبی نقشہ اس سے بالکل مختلف ہوتا جو نظر آ رہا ہے۔ لکھنؤ میں ندوۃ العلماء کے جلسہ میں خواجہ صاحب کا لیکچر سیرت نبی کریم صلعم پر ہو رہا تھا جو بعض مولویوں نے شرارت سے رخنہ اندازیاں شروع کیں اور اسے بند کرنا چاہا۔ لیکن پبلک نے خواجہ صاحب سے صاف کہہ دیا کہ آپ باہر میدان میں تشریف لے چلیں۔ ہم آپ کے ساتھ چلیں گے۔ اور وہاں لیکچر سنیں گے۔ ندوہ والے بیٹھے رہیں۔ دہلی اور لکھنؤ والوں کو اپنی زباندانی اور فصیح البیانی پر جو ناز ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ان پر اس قدر اثر ہونا کیا "حسن بیان" کی سند اس سے زیادہ درکار ہے۔

انگلستان میں حسن بیان کی دھوم

حسن بیان کا نظارہ جب ہندوستان دیکھ چکا تو انگلستان کی باری آئی۔

نہایت بے سروسامانی کی حالت میں وہاں تشریف لے گئے۔ جس نے سنا ہنسی اڑائی کہ یورپ میں اشاعت اسلام ایک لایعنی خیال ہے لیکن خواجہ کو ایک لگن لگی ہوئی تھی سعی اور دعا کو جاری رکھا۔ آخر وہ وقت آیا کہ ہندوستان کی طرح انگلستان میں بھی آپ کے "حسن بیان" کی دھوم مچ گئی۔

پیرس کی مذہبی کانفرنس میں لیکچر

پیرس میں جو عالمگیر مذہبی کانفرنس ہوئی اس میں بڑی مشکل سے شمولیت کا موقعہ ملا۔ اور اخیر میں جا کر وقت ملا۔ لیکن جب خواجہ صاحب کی تقریر ہوئی تو تمام علمائے دہر جو وہاں جمع تھے اور ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال رہے تھے۔ جو تمام قوموں کے لئے مشترک ہو۔ سن کر ششدر ..... ہو گئے۔ ان کا سارا کیا کرایا اکارت ہو گیا۔ کیونکہ خواجہ صاحب نے جو کچھ وہ ایک عالمگیر مذہب کے اصول قائم کر رہے تھے قرآن میں سے نکال کر سب دکھا دیئے اور بتایا کہ ایسا مذہب الہامی پہلے سے موجود ہے پھر انسانوں کے بنائے ہوئے مذہب کی ضرورت کیا رہ گئی اور مذہب کی بنیاد ہمیشہ الہامی ہونی چاہیے ورنہ وہ دلوں پر حکومت نہیں کر سکتا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ دوسرے دن ایک بڑی پارٹی پر خواجہ صاحب سے بڑی گفتگو ہوئی جس ہوٹل میں ٹھیرے تھے وہاں وہ لوگ ملنے آئے۔ بلکہ دو بوڑھے فاضل تو اس قدر متاثر ہوئے کہ دوزانو بیٹھ گئے۔

رسالہ اسلامک ریویو کا اجراء

انگلستان میں رسالہ اسلامک ریویو جاری کیا اس میں بڑے زبردست مضامین اسلام کی تائید میں لکھے اسی اثناء میں رویا میں آنحضرت صلعم کو دیکھا کہ فوجی وردی پہنے ہوئے جہاد سے تشریف لائے ہیں اور ذرا دیر کو آرام کرنے بیٹھ گئے ہیں۔ گرمی سے تمام جسم عرق عرق ہو رہا ہے۔ خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ اسلامک ریویو کی ایک کاپی میرے ہاتھ میں تھی میں اس سے پنکھا جھلنے لگا جس سے آپ کو راحت اور خوشی پہنچی آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ پنکھا بڑا ہوتا تو بہتر ہوتا آنکھ کھلی تو اشارہ سمجھ گئے چنانچہ اسلامک ریویو کا حجم دوچند کر دیا

پادریوں کا معاندانہ پروپیگنڈا

اسلامک ریویو انگریزی ترجمۃ القرآن اور دیگر احمدی لٹریچر اور خواجہ صاحب کی اور اس کے ساتھ دیگر احمدی مبلغین کی کوششوں تحریروں اور تقریروں نے جو انگلستان میں انقلاب پیدا کیا اس سے پادری بہت چکرا گئے اور زود پیرا اور ان کے چیلے چانٹوں نے بڑا خطرناک پروپیگنڈا شروع کیا۔ کہ یہ کوئی نیا اسلام پیش کر رہا ہے۔ اس وقت خواجہ صاحب نے کشفی نگاہ میں دیکھا کہ آسمان سے فولاد کے ٹکڑے نازل ہو رہے ہیں اور میرے اندر داخل ہو رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی الہام ہوا۔ انزلنا الحدید فیہ باش شدید اسکے بعد خواجہ صاحب کی وہ مشہور تصانیف Ideal Prophet (نبی کامل) اور ینابیع المسیحیت شایع ہوئیں جس سے عیسائیت اور پادریوں کے طلسم باطل پر وہ ضرب کاری لگی کہ تمام مسیحی دنیا میں تہلکہ مچ گیا

خرابی صحت

خدا کے رستہ میں اسی جہاد کبیر اور رات دن کی سعی اور محنت نے آخر صحت پر اثر کرنا شروع کیا۔ سب سے پہلے ذیابیطس ہوئی اس کے بعد سل ہو گئی کئی سال اس میں مبتلا رہے لیکن سوائے اس وقت کے جب تکلیف بہت بڑھ جاتی دماغ ہمیشہ کام کرتا رہتا۔ اور مضامین اور کتابیں لکھتے رہتے۔ بیماری کے دوران میں گھنٹوں مجھ سے گفتگو ہوتی اور سوائے حقایق و معارف قرآنی کے اور کچھ تذکرہ ہی نہ ہوتا تھا۔ میں یہاں خواجہ صاحب کی سیرت نہیں لکھ رہا کہ سارے حالات لکھوں۔ صرف مختصر طور پر حسن بیان کے پہلو پر ایک نظر ڈال رہا ہوں۔

اختلاف رائے کے باوجود دوستانہ مراسم میں فرق نہیں آیا

مجھے اس سے انکار نہیں کہ خواجہ صاحب سے بعض دفعہ ہمیں اختلاف بھی ہوتا تھا۔ اگر ہمارے خیال میں کوئی غلطی ہمیں نظر آتی تو ہمیں انکو متنبہ کرنے میں کبھی تامل نہ ہوتا تھا۔ آخر وہ نبی اور رسول نہ تھے۔ انسان تھے۔ ہماری طرح وہ بھی غلطیاں کر سکتے تھے۔ اور کرتے تھے۔ ہم ان پر اپنے خیال کے مطابق جھگڑتے بھی تھے۔ اور میں نے بالمشافہ اور تحریری دونوں رنگ میں ان سے بحثیں بھی کیں ہیں۔ جھگڑتا بھی رہا ہوں۔ لیکن کبھی ہماری محبت میں فرق نہیں آیا۔ وجہ یہ کہ ہماری محبت اللہ کے دین کے لئے تھی اور جھگڑا بھی اسی غرض کے لئے تھا۔ اور ہم میں سے ہر ایک دوسرے کو جانتا تھا کہ اختلاف کی بنا اخلاص اور نیک نیتی پر ہے۔ دھڑے بازی اور کسی دنیوی مشیخت یا بڑائی کے لئے نہیں۔ اس لئے جھگڑے کے بعد پھر وہی محبتیں اور وہی الفت کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔

من کل علیہا فان

خواجہ صاحب نے دوران مرض میں بڑے بڑے جھونکے اٹھائے۔ اور کئی دفعہ موت کے منہ سے نکلے۔ وہ جو حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو مومن کی روح قبض کرنے میں تامل ہوتا ہے۔ وہ نظارہ یہاں نظر آتا تھا۔ آخر خدا کی تقدیر جاری ہوئی اور وہ مسیح محمدی کے باغ کا چہکتا ہوا بلبل اس گلشن کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر جنت سماوی کو آباد کرنے سدھار گیا۔ اور "حسن بیان" کے وہ جن کے لئے آج کان ترستے ہیں ختم ہو گئے۔

چند اشعار

خواجہ صاحب ووکنگ میں تھے۔ ان دنوں وہاں خواجہ کا کام زوروں پر تھا نتیجہ یہ کہ آئے دن لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے۔ میں نے بھی ایک خط انہیں لکھا اور ان کے ادبی مذاق کو مدنظر رکھتے ہوئے فارسی کی ایک نظم

جناب بیرن دہلی میں

شاندار استقبال دعوتیں اور لیکچر

گذشتہ پرچہ میں جناب بیرن کے سفر دہلی کی اطلاع دی جا چکی ہے وہاں کی مصروفیتوں کی مختصر کیفیت بھی درج کی گئی تھی۔ مذکورہ پرچہ کی اشاعت کے بعد ہمارے دہلی کے نامہ نگار کے متعدد خطوط موصول ہو چکے ہیں۔ ان کی مدد سے مفصل کیفیت درج ذیل کی جاتی ہے۔

دہلی اسٹیشن پر شاندار استقبال

جناب بیرن، حضرت مولانا صدرالدین صاحب اور ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی معیت میں ۲۷ر جنوری کی شام کو لاہور سے روانہ ہو کر ۲۸ر جنوری کی صبح کو دہلی پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن پر مسلم اکابر معقول تعداد میں موجود تھے جنہوں نے اپنے معزز مہمانوں کو پرجوش طریق سے خیر مقدم کہا۔ اور بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے۔ حاضرین میں سے میاں سر فضل حسین بالقابہ، ڈاکٹر ضیاءالدین صاحب بالقابہ ممبر اسمبلی شمس العلما، سید احمد صاحب شاہی امام جامع مسجد دہلی، شیخ عبدالرحمان صاحب جج دہلی خان صاحب میاں محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس، مولوی عبدالمجید صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر اخبار الامان، شیخ عبدالحق صاحب مبلغ اسلام، مولانا عمرالدین صاحب شملوی کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

میزبان عالی وقار

جناب بیرن و دیگر حضرات جناب میاں سر فضل حسین صاحب بالقابہ کے دولتکدہ پر قیام فرما ہیں۔ عالی وقار میزبان نے کمال فراخ دلی اور اسلامی شان مہمان داری سے فرائض میزبانی ادا فرما رہے ہیں۔ لوگوں میں جناب بیرن کی ملاقات و زیارت کا بے حد اشتیاق ہے۔ اور ان کی قیام گاہ پر اکابر و عمائد اور شائقین کا تانتا لگا رہتا ہے۔ اور جناب بیرن ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔

مسلم کلب میں دعوت چائے

۲۹ر جنوری کی شام کو مسلم کلب میں نئی دہلی کی طرف سے جناب بیرن کو دعوت چائے دی گئی۔ یہ کلب کچھ عرصہ ہوا مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے انتشار اور گروہ بندی کی لعنت کو دور کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اکثر ممبران اسمبلی و اکابر دہلی اور تعلیم یافتہ نوجوان مسلمان اس میں بتعداد کثیر شامل ہیں۔ چائے نوشی کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے جناب بیرن کا تعارف کرایا۔ اور حاضرین کی زبردست خواہش پر جناب بیرن نے ایک مختصر تقریر فرماتے ہوئے کہا کہ اخوت سادگی، رواداری اور بے مثال و بے نظیر درس توحید اسلام کی خصوصیات ہیں۔ یہی خصوصیات مجھے اسلام کی آغوش میں لائی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یورپ کا نوجوان طبقہ بہت جلد مسلمان ہو جائیگا۔ کیونکہ یہ لوگ مادہ پرستی کے ہاتھوں بہت نالاں ہیں۔ اور ان کا رجحان روحانیت کی طرف ہو گیا ہے۔ میرا یقین ہے۔ کہ مستقبل قریب میں یورپ میں ایک ایسی زبردست مسلم اقلیت پیدا ہو جائیگی۔ جو اکثریت کیلئے قابل رشک ہو گی۔ اس پر لطف و مبارک اجتماع کے حاضرین میں سے میاں سر فضل حسین بالقابہ، نواب سر ذوالفقار علی بالقابہ ڈاکٹر ضیاءالدین صاحب شیخ امیر علی صاحب جج، میاں محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

میاں سر فضل حسین بالقابہ کا ایٹ ہوم

۳۰ر جنوری کی شام کو میاں سر فضل حسین صاحب بالقابہ نے ایٹ ہوم دیا جس کی کیفیت گذشتہ اشاعت کے صفحہ ۱۲ کالم نمبر ۱ میں درج ہو چکی ہے۔ میزبان عالی وقار نے خاطر داری کا نہایت قابل تعریف اور پرتکلف اہتمام فرمایا تھا۔ حاضرین میں سے سر مولوی محمد یعقوب صاحب، سر اسماعیل صاحب، چودھری ظفر اللہ خاں صاحب، ڈاکٹر ضیاءالدین احمد صاحب، مسٹر عبدالعزیز صاحب، خان بہادر مولوی عبدالرحمان صاحب، مسیح الملک حکیم محمد احمد خاں صاحب، ماسٹر فضل دین خاں صاحب اور مولانا مظہرالدین صاحب، ایڈیٹر الامان، میاں محمد صادق صاحب اور میاں محمد رفیع کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

عربک کالج میں لیکچر

۳۱ر جنوری کی شام کو عربک کالج دہلی کے عظیم الشان ہال میں جناب بیرن کا لیکچر بصدارت سید امیر علی صاحب اسپیشل جج مقدمہ سازش دہلی ہوا۔ حاضرین میں سے اراکین یونین عربک کالج اور کالج کے کثیر التعداد طلبا اور پروفیسر صاحبان کے علاوہ بہت سے اکابر بھی شامل ہوئے جناب بیرن نے دوران تقریر میں فرمایا۔ کہ یہ بتلانے کی تو چنداں ضرورت نہیں۔ کہ میں مسلمان کیوں ہوا۔ اسلام کی خوبیاں ہی ایسی ہیں۔ یورپ کا نوجوان طبقہ خود بخود اس کی طرف مائل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد یورپ میں اسلام کے مستقبل کے متعلق تقریباً انہی خیالات عالیہ کا اظہار فرمایا۔ جو لاہور کے جلسہ منعقدہ ۲۲ر جنوری (حبیبیہ ہال) میں ظاہر فرمائے تھے۔ آپ نے ضمناً اسلامی معاشرت و تعلیمات پر بھی روشنی ڈالی۔

کمپنی باغ میں جلسہ عام

۲ر فروری کو کمپنی باغ کے ایک جلسہ عام میں جناب بیرن نے تقریر فرمائی۔ جس میں انہوں نے اپنے قبول اسلام کی وجوہ کو بیان کرتے ہوئے انہی واقعات کو بیان فرمایا جن سے احباب لاہور متعدد مرتبہ محظوظ و مستفید ہو چکے ہیں۔ بعض معترضین کے جواب میں ارشاد ہوا۔ کہ میں نے ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب پی۔ ایچ۔ ڈی امام مسجد برلن سے اسلام کی تعلیم مکمل کی۔ اور انہوں نے قرآن شریف سمجھا سمجھا کر مجھے مکمل مسلمان بنایا۔ ممدوح نے مسلمانوں کو لباس و جسم کو صاف اور صحت کو درست رکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ کہ جس طرح مسلمانوں کے دل صاف ہیں، اسی طرح جسم اور لباس بھی صاف ہونا چاہیئے خدا نے ظاہر باطن دونوں پہلوؤں کو درجہ مساوات دیا ہے۔ ظاہری طہارت اور پاکیزگی باطنی پاکیزگی کی ممد و معاون ہے۔ حفظان صحت، تندرستی، روحانی ترقی وغیرہ بہت سی باتوں کا انحصار طہارت پر ہے نیز آپ نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں کو چاہیئے۔ وہ اپنے بچوں کو کھلاڑی اور ورزش کا عادی بنائیں۔ نیز قرآنی حکم کے مطابق مسلم عورتوں کو مردوں کے دینی و قومی کاموں میں ہاتھ بٹانا چاہیئے۔ اس مقصد کیلئے مسلمانوں کو تعلیم نسواں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جناب بیرن کی تقریر کے بعد حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے محاسن اسلام پر تقریر فرمائی۔

جامع مسجد میں نماز جمعہ

۳ر فروری کو جناب بیرن نے نماز جمعہ جامع مسجد میں ادا کی: شاہان اسلام کی تعمیر کردہ عالیشان مسجد میں ایک بلند پایہ مغربی نواب اور عالم کا سربسجود ہونا مسلمانان دہلی کے لئے بے حد باعث مسرت تھا لوگ ممدوح کی ملاقات و زیارت کے لئے دیوانہ وار ٹوٹے پڑتے تھے نماز کے بعد آپ نمازیوں کے اصرار پر منبر پر تشریف لے گئے۔ اور ایک مختصر تقریر فرمائی جس میں آپ نے مسلمانوں کو اتحاد و اتفاق کی تاکید فرماتے ہوئے کہا۔ جس طرح اس خانہ خدا کی چار دیواری میں صحن بھی ہے، دالان، حجرے وغیرہ بھی ہیں۔ اسی طرح اسلام کے مختلف فرقے مثل مسجد کے حصوں کے دائرہ اسلام کے اندر داخل ہیں اس لئے ہم سب کو ایک ہونا چاہیئے۔ اخوت اسلامی کا مطلب یہی ہے۔ کہ ایرانی، تورانی ترک، چینی، ہندی غرضیکہ تمام کلمہ گو مسلمان ہیں۔ لہذا ہم سب کو محبت و اتفاق سے رہنا چاہیئے۔ جناب بیرن کی تقریر سے قبل کوچہ بلیماران کی آنجہانی جمعیتہ کے ایجنٹوں نے شور مچا کر جناب بیرن کی تقریر کو روکنے کی شرمناک کوشش کی۔ جس پر تمام مسلمانوں نے لعنت و ملامت کی۔

میاں محمد صادق صاحب کیطرف سے دعوت

۴ر فروری کی شب کو جناب میاں محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے جناب بیرن کو دعوت طعام دی جس میں دیگر معززین کے علاوہ مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم کے خاندان کے متعدد افراد مثلاً حکیم محمد جمیل خاں و حکیم محمد احمد خاں صاحب بھی مدعو تھے۔ دعوت نہایت پرتکلف اور کامیاب تھی۔

اس کے علاوہ بھی متعدد دعوتیں ہوئیں۔ جن کی کیفیت امید ہے جلد موصول ہو جائے گی۔

بقیہ صفحہ ۵

میں انہیں خطاب کیا جو ایک شاعر کی مدد سے لکھی تھی جس کا پہلا شعر تھا ؎

اے در افتادہ بخاکِ فرنگ - از ہوائے وطن شدۂ دل تنگ

اس نظم کے بعد ایک بند کسی شاعر کی مسدس کا تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ لکھ بھیجا اور وہ یہ تھا۔

مگر قرطبہ میں جو ڈوبا تھا اختر
وہ نکلا ہے ووکنگ کی سرزمین پر
وہ خواجہ و ہیڈلے کے احباب سارے
ہیں ظلمت میں قطب شمالی کے تارے
وہاں تیر پہنچا نہ شمشیر پہنچی
مگر دین بیضا کی تنویر پہنچی

ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اس دور و شور کی کامیابیوں کے دوران میں جب دنیا آپ کو آنکھوں پر بٹھا رہی ہے۔ ہمارے جیسے پرانے گمنام رفیق کہاں یاد رہے ہوں گے۔ اس کے جواب میں خواجہ صاحب نے مجھے دو شعر لکھ بھیجے اور وہ یہ ہیں ؎

من دیا دِ تو نہ دارم چہ ستم روا تو کردی
کہ خیالِ آں بشارت بہ ہزار ناز دارم
غمِ دل بہ تو چہ گویم کہ دلت نہ تاب دارد
کنم ایں حدیث کوتاہ کہ غمِ دراز دارم

آج میں بھی اخبار کے قارئین کرام کو بغیر کلمہ کے خواجہ مرحوم کے اس آخری شعر ہی کو پڑھتا ہوا اپنے درد دل کے اظہار کو ختم کرتا ہوں ؎

غمِ دل بہ تو چہ گویم کہ دلت نہ تاب دارد
کنم ایں حدیث کوتاہ کہ غمِ دراز دارم

حضرت مسیح موعود کی صداقت پر قرآن کریم کی شہادت

(از جناب سید اختر حسین صاحب احمدی)

مجددین کی ضرورت

آج سے تیرہ سو برس قبل جب حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والسلام پر بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے ایک مکمل اور مفصل کتاب نازل ہوئی جس نے تاقیامت تمام ملکوں اور قوموں کی رہنمائی کرنی تھی۔ تو خدائے علیم حکیم نے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کہہ کر اس کی حفاظت کا ذمہ اپنے اوپر لے لیا۔ اور آیۂ استخلاف میں امت محمدیہ کو بشارت دی کہ میں تم میں ایسے لوگ پیدا کرتا رہونگا جن کے ذریعہ تمکین دین کا عظیم الشان کام ہر زمانہ میں ہوتا رہے گا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ نبوت کا کام قرآن کریم کے آنے سے مکمل ہو چکا ہے۔ اور اب کسی نئے یا پرانے نبی کی بعثت کی دنیا کو ضرورت نہیں لیکن اس بے نظیر تعلیم کی حفاظت کے لئے ہر صدی میں مجددین کی ضرورت ہے۔ جو منجانب اللہ اس دین کی خدمت کے لئے مامور ہوں۔ اگر اسلام کے باغ کی حفاظت کو بھی اللہ تعالےٰ ایسے ہی چھوڑ دے۔ جیسے کہ وہ عیسائیت یہودیت اور ہندوازم کی حفاظت کو چھوڑ چکا ہے۔ تو حق اور باطل میں مابہ الامتیاز قائم نہیں رہ سکتا۔ منجانب اللہ ایسے مجددین اور مصلحین کا مبعوث ہونا اسلام کے ایک زندہ مذہب ہونے کی نشانی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اسے تاقیامت قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب اس معیار پر مردہ ثابت ہوتے ہیں۔

الہامی کتاب کا فرض

لیکن اس کتاب کا جو وقتاً فوقتاً ایسے خلفاء و مجددین کی بعثت کا وعدہ کرتی ہے۔ یہ فرض ہے۔ کہ وہ ان کے متعلق ایسے نشان بتائے جن سے طالب حق لوگ انہیں پہچان سکیں۔ . . . قرآن کریم نے ایسے لوگوں کی صداقت کو جانچنے کے لئے معیار پیش کئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر (احزاب ۲۱) کہ تمہارے لئے رسول اللہ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔ ایک بھی ماموریت کی صداقت اسی صورت میں متحقق ہوگی۔ جب وہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک نمونہ کے مطابق اترے۔ اور جو اس نمونہ کے مطابق نہیں اترتا۔ وہ کبھی اس قابل نہیں۔ کہ اسے اس کے دعوے میں صادق تسلیم کیا جائے

مخالفین کے ایک اعتراض کا ازالہ

نادان مخالف کہتا ہے۔ کہ احمدی مرزا غلام احمد کی صداقت ثابت کرنے کیلئے عبث حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال پیش کر دیتے ہیں۔ اور یہ آنحضرتؐ کی ہتک ہے۔ مگر یہ اعتراض علم قرآن سے دوری کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے انبیاء وصلحاء کے قصص کو قرآن کریم میں بطور افسانوں کے بیان نہیں کیا۔ بلکہ اس لئے بیان کیا ہے۔ کہ ہم اپنی زندگی کو اُن کی پاکیزہ زندگی کا نمونہ بنائیں۔ تو جو شخص اپنی زندگی کو اُن کی زندگی کے مطابق بناتا ہے۔ وہ ان کی توہین نہیں کرتا۔ بلکہ قرآن کریم کے ان بیان کردہ قصص کی علت غائی کو پورا کر کے اجر عظیم کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ غور کرنے کی بات ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم یہ سوال کرے۔ کہ تمہارے مسلمان ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ تو ہم اسے یہی جواب دے سکتے ہیں۔ کہ دیکھو ہم وہی کلمہ اور وہی نماز پڑھتے ہیں۔ جو نبی کریمؐ پڑھا کرتے تھے۔ تو کیا اس جواب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک لازم آئے گی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ جواب ہمارے دعویٰ اسلام کی ایک دلیل ہوگا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ تو اس کو برا منایا جاتا ہے جب قرآن مجید ہمارے لئے نبی کریم کا ہی نمونہ بہترین نمونہ قرار دیتا ہے۔ تو ہمارا یہ فرض ہونا چاہئے۔ کہ اسی نمونہ پر سچے اور جھوٹے کو پرکھیں۔ ورنہ اس کے علاوہ اور کوئی نمونہ سچے اور جھوٹے میں امتیاز کرنے کے لئے ہمارے سامنے نہیں۔

نبی کریم کی چالیس سالہ زندگی

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت سے چالیس سال قبل جس قسم کی زندگی اپنی قوم میں گذاری وہ ایسی پاکیزہ زندگی تھی جس کے متعلق ان کے معاصرین کی یہ شہادت ہے۔ کہ ما جربنا علیک الا صدقاً (بخاری تفسیر سورۃ الشعراء) کہ ہم نے آنحضرتؐ میں سوائے صدق کے کچھ نہیں پایا۔ قوم کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "الامین" کا خطاب دیا گیا۔ گویا آپ کے صدق و دیانت پر انہیں پورا پورا اعتماد تھا۔ لیکن ان باتوں کے باوجود جب حضورؐ نے اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ تو انہوں نے فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ کے مطابق آیات الٰہی کی تکذیب کی۔

عظیم الشان چیلنج

تب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی کے ذریعہ یہ چیلنج عرب کی قوموں کے سامنے پیش کیا۔ قل لو شاء اللہ ما تلوتہ علیکم ولا ادراکم بہ فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون (یونس ۱۶)

کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ میری پہلی چالیس سالہ زندگی تو ایسی پاک اور مطہر گذری ہو۔ کہ تم مجھے "الامین" کا خطاب دینے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن جب میں ادھیڑ عمر کو پہنچوں۔ تو یکایک افترا کرنے لگ جاؤں۔ بدی ہمیشہ بتدریج ترقی کرتی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک انسان پہلی چالیس سالہ زندگی میں جب کہ تمام قوائے شہوانی اوج کمال پر ہوتے ہیں۔ کسی انسان پر بھی جھوٹ نہ بولے۔ لیکن چالیس سال کے بعد جب اس کے بڑھاپے کا زمانہ شروع ہو۔ اور اس کے سامنے موت کے آثار نظر آنے لگیں۔ یکایک اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنا شروع کر دے۔ اور کہے۔ کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ کفار عرب اس چیلنج کے مقابل بالکل خاموش رہے۔ اور آخر انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا اقرار کرنا پڑا۔

زمانہ موجودہ میں ایک مدعی ماموریت

آج اسلام پر وہ زمانہ ہے جبکہ اگر ایک طرف مسلمانوں کا اندرونی تشتت و افتراق ضرب المثل ہو چکا ہے۔ تو دوسری طرف مخالفین اسلام نے اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا تہیہ کر لیا ہے۔ طاغوتی طاقتیں بڑھ بڑھ کر اسلام پر حملے کر رہی ہیں۔ اور چاہتی ہیں۔ کہ اسے نیست و نابود کر دیں۔ ایسی ضرورت کے وقت ایک شخص سرزمین قادیان سے اٹھتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے۔ کہ میں لیظہرہ علی الدین کلہ کا نظارہ دکھانے کیلئے بھیجا گیا ہوں۔ لیکن قوم اس مدعی مجددیت کی مخالفت کرتی ہے۔ اس کی تکذیب و تکفیر کرتی۔ چنانچہ بالآخر وہ تنگ آکر اپنے آقائے مدنی کی طرح ذیل کے پرزور الفاظ میں دنیا کے سامنے ایک چیلنج پیش کرتا ہے۔ کہ:-

"اب دیکھو۔ خدا تعالیٰ نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کر دیا ہے۔ کہ میرے دعویٰ پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں یہ موقع دیا ہے۔ کہ تا تم غور کرو۔ کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے۔ وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے۔ اور تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو۔ کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے۔ یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے۔ جو میرے سوانح زندگی میں نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے۔ جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا۔ اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

مخالفین کی شہادت

اور اس چیلنج کے مقابل اگر ہمیں گواہیاں ملتی ہیں۔ تو یہی ملتی ہیں۔ کہ حضرت اقدس کے دعوے مجددیت سے پہلے کی زندگی نہایت صالحانہ زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی جو بچپن سے آپ کا اچھی طرح واقف تھا۔ اور جو بعد میں ایک زبردست معاند بن گیا۔ لکھتا ہے۔ "مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین میں سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مولف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھا کرتے تھے۔ ہمارے ہم مکتب ہیں"۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۷ نمبر ۶)

"یہی جواب ہم الہامات مولف کی طرف سے دے سکتے ہیں۔ اور یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ شیطان اپنے اُن دوستوں کے پاس آتے ہیں۔ اور انہیں (انگریزی خواہ عربی میں) کچھ پہنچاتے ہیں۔ جو شیطان کی مثل فاسق و بدکار اور جھوٹے دغا باز ہیں۔ اور مولف براہین احمدیہ مخالف اور موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے (واللہ حسیبہ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار و صداقت شعار ہیں۔"

(اشاعۃ السنہ جلد ۷ صفحہ ۹)

یہ شہادت ایسی واضح ہے۔ جس پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ الہام سے پہلے کی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس سالہ زندگی کے مطابق ایک پاکیزہ زندگی تھی۔ اور ہم قرآنی شہادت سے معلوم کر چکے ہیں۔ کہ مدعی ملہمیت کی قبل از دعویٰ زندگی کا پاکیزہ ہونا اس کے دعوے کی صداقت پر ایک دلیل ہے۔ پس حضرت اقدس اپنے دعوئے ملہمیت میں ایک صادق انسان ثابت ہوتے ہیں۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک۔

طلبائے مسلم ہائی سکول لاہور کی کامیابی

اولمپک جونیر ٹورنمنٹ پچھلے دنوں جو برجگراؤنڈز میں منعقد ہوا ہمارے سکول کو بھی دعوت نامہ بھیجا گیا ہم نے چند لڑکوں کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔

احمد حسین جماعت نہم نے جیولن میں ریکارڈ توڑا۔ اور دو میڈل اور ایک سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔ اکبر خاں جماعت دہم نے Mile Race میں سکنڈ انعام حاصل کیا۔ احمد یعقوب مسلم ہائی سکول لاہور

مراسلات

راولپنڈی کا مکتوب تعزیت

راولپنڈی ۶ ؍ فروری ۱۹۳۳ء

جناب حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہٖ

السلام علیکم ۔ مجھے جناب کا تار حضرت جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی وفات کے متعلق ملا۔ افسوس ہے کہ میں ان دنوں میں کئی دن کیلئے باہر گیا ہوا تھا۔ واپس آنے کے بعد میں نے تار دیکھا۔ اور خواجہ صاحب کی وفات کا پڑھ کر نہایت ہی رنج وقلق پیدا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

خداوند تعالیٰ نے جناب خواجہ صاحب کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے ۔ اور لواحقین کو صبر و استقلال عطا فرمائے ۔ مجھے خواجہ صاحب کے لواحقین سے نہایت ہمدردی ہے ۔ جناب خواجہ صاحب کی ہستی ہماری قوم کے لئے باعث فخر ہستی تھی ۔ جناب نے دنیا میں خدمت اسلام کا وہ کام کیا ہے ۔ جس کی مثال آج سے تیرہ سو سال پہلے ملتی تھی ۔ یہ بزرگ انہیں بزرگوں کی طرح ایک ہستی تھی ۔ جنھوں نے اپنے ملک سے نکل کر دور دور ملکوں میں جا کر اسلام کی اشاعت کی یعنی چین، ہندوستان اور دوسرے ممالک میں ۔ اور ان کے ذریعہ سے اسلام ہم تک پہنچا اس زمانہ میں تو لوگوں نے ان بزرگوں کی کوئی قدر نہ کی ۔ لیکن آج کل لوگ ان کی قدر کرتے ہیں مجھے یقین ہے ۔ کہ آج سے کچھ مدت بعد لوگ خواجہ صاحب کی بھی اسی طرح قدر کریں گے جس طرح آج کل لوگ حضرت داتا گنج بخش صاحب یا اسی قسم کے دوسرے بزرگوں کی کرتے ہیں ۔ کیونکہ خواجہ صاحب نے ان سے کم کام نہیں کیا ہے ۔ خواجہ صاحب کی وفات کا سنکر کوئی احمدی ہے جس کے دل پر قلق نہ ہو ۔ مگر کیا ہو سکتا ہے ۔ ہماری حاسد جماعت قادیان کے لوگ مجھے ملے ۔ اور انہوں نے پیشگوئیاں کرنی شروع کر دی ہیں ۔ کہ یہ کل ۵ آدمی ہیں ۔ جن میں سے ایک تو چل بسے ۔ اور باقی چار آدمی مولوی محمد علی صاحب ، مولوی صدر الدین صاحب ، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ، مولوی غلام حسن صاحب پشاوری ہیں اور یہ بھی عنقریب چل بسنے والے ہیں ۔ اس کے بعد اس جماعت کا خاتمہ ۔ افسوس تمام لوگ جن کو جناب خواجہ صاحب کے نام سے بھی نفرت تھا ۔ وہ تو جناب خواجہ صاحب کی وفات پر رو رہے ہیں ۔ لیکن یہ قوم جو حضرت مسیح موعود کو بدنام کرنے والی ہے ۔ وہ خواجہ صاحب کی وفات پر خوشیاں منا رہی ہے ۔ حیف ہے ۔ اس قوم پر کہ مسیح موعود کے سچے خادم اور ان کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے کی وفات پر خوشیاں منا رہی ہے ۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے ۔ کہ خداوند کریم اس قوم کو کبھی ضائع نہیں کریگا ۔ کیونکہ یہ قوم خدا کے دین اور محمد رسول اللہ صلعم کے نام کو دنیا میں روشن کر رہی ہے [illegible]

کبھی [illegible] کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

کیا اچھا ہوتا کہ یہ قوم بھی جناب خواجہ صاحب کی طرح کوئی مبلغ پیدا کرتی ۔ کیا اچھا ہوتا ۔ یہ قوم حضرت خواجہ صاحب کی وفات پر افسوس [illegible]

[illegible] سے تھے ۔

میاں صاحب کو یہ معلوم ہونا چاہیئے ۔ کہ ہمیں میاں صاحب کی ذات سے کوئی دشمنی و مخالفت نہیں ہے ۔ ہم صرف ان کے غلط عقائد کے مخالف ہیں ، جو باتیں دشمن مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں ۔ وہ ہی جناب میاں صاحب حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں ۔ آخر پر میں اپنی جماعت کے تمام بزرگوں سے یہ عرض کروں گا کہ یہ حاسد محمودی قوم ہماری قوم کی تباہی اور بربادی کیلئے اور ہمارے بزرگوں کی موت کیلئے دعا کرتی رہتی ہے ۔ اور تمام بزرگ جو ہماری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ان کے لئے دعا کریں ۔ کہ خدا تعالیٰ یہ مرض ان کے دلوں میں سے دور کرے ۔ اور مسیح موعود کے قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے ۔

(نیازمند)

فضل کریم ٹھیکیدار از راولپنڈی)

نعت رسول کریمؐ
شعرائے اسلام سے اپیل

میلاد کی محفلوں میں جو نعتیں عام طور پر پڑھی جاتی ہیں ۔ وہ اگرچہ عاشقان نبیؐ کے والہانہ جذبات کی آئینہ دار ہونے کے لحاظ سے قابل قدر ہیں لیکن بعض بعض اشعار کے مضامین اور تیور ایسے سوقیانہ اور بیباک پائے جاتے ہیں ۔ جو سلیم المذاق سامعین کو بار گذرتے ہیں بعض اشعار غلو عقیدت ومحبت سے اس قدر لبریز ہوتے ہیں ۔ کہ حدود شریعت سے تجاوز کا لحاظ نہیں رہتا ۔ اکثر نعت خواں صاحب خود انتخاب کرنے سے معذور ہوتے ہیں ۔ اس لئے ارکان سیرت کمیٹی جالندھر نے محسوس کیا ہے ۔ کہ ایک ایسے مجموعہ نعت کے شائع کرنے کی ضرورت ہے ۔ جو پاکیزہ جذبات کا حامل ہو ۔ اور جس میں احترام نبویؐ کامل طور پر ملحوظ رہے ۔

سرور کائنات صلعم کی حیات طیبہ کے ان روشن واقعات کی جانب لطیف اور پرکیف اشارات ہوں ۔ جن سے اقوام عالم کو فلاح و ارتقا کا سامان میسر آیا ۔ اور حضور کے رحم و کرم ، عدل ، بذل شجاعت ، فصاحت ، عفو ، فقر ، امانت ، دیانت ، بردباری ، تحمل ، محبت ، رواداری ، مساوات اور ان جملہ اخلاق حمیدہ کا تذکرہ ہو ۔ جو انسانیت کی تکمیل کا باعث اور دنیا کے لئے مشعل ہدایت ہیں ۔ اور ذکر حبیب بھی اس انداز میں ہو ۔ کہ ہادی برحق کی رفعت وعظمت وابستگان دربار رسالت کی سعادت اور اسلام کی عالمگیر رحمت کا نقشہ پیش نظر کر کے مردہ قوم میں از سر نو روح پھونک دی جائے ۔ اور ساز دل کے تار تار سے نغمۂ محبت و زندگی پیدا ہو جائے ۔ لیکن ضعیف اور غیر مستند روایات سے احتراز کیا جائے ۔

اس مجموعہ میں ایسی نظمیں بھی شامل ہوں گی ۔ جو حیات نبویؐ کے مختلف واقعات کے متعلق ہوں ۔ ایک حصہ ایسی نعتوں اور نظموں کے لئے مخصوص ہوگا ۔ جو بچوں کے لئے آسان زبان اور موثر پیرایہ میں لکھی گئی ہوں ۔ کچھ ایسی نعتیں اور نظمیں بھی ہوں گی ۔ جو بچیوں کے لئے لکھی جائیں ۔ اور ان سے وہ برکات ظاہر ہوں ۔ جو رسول کریمؐ کی ذات سے فرقہ اناث کو حاصل ہوئیں ۔

تمام نعتیں اور نظمیں ایسے بحروں میں ہوں جو ترنم کے لئے موزوں ہوں ۔ انشاءاللہ یہ مجموعہ یوم النبیؐ سے قبل با اہتمام خاص پاکیزہ کتابت نفیس طباعت اور عمدہ کاغذ پر شائع ہو جائے گا ۔ تمام شعرائے اسلام سے استدعا ہے ۔ کہ اپنی اپنی نعتیں اور نظمیں مرحمت فرما کر سعادت دارین حاصل کریں ۔

بارگاہ رسالت کیلئے یہ نذر طیار ہو رہی ہے ۔ ہر ایک شاعر جس کا یہ ایمان ہو کہ نعت رسول سرمایہ سعادت ہے ۔ اپنے اپنے گلہائے اشعار لے آئے ۔ کہ فرد فرد شعرا کی جانب سے یہ گلدستۂ عقیدت مرتب ہو کر فصیح عرب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار رحمت میں پیش ہو ۔ ایک پھول بھی منظور ہو گیا ۔ تو گلدستہ کے تمام گل و گیاہ شرف قبولیت سے ممتاز ہو کر باعث نجات و فلاح دارین ہو جائینگے

(نیازمند) پیرزادہ عبدالحمید بی ۔ اے ایل ایل ۔ بی پلیڈر وسپل کمشنر سیکرٹری سیرت کمیٹی شہر جالندھر (پنجاب)

"ظلی حج"

اسکی تائید میں دلائل رکیکہ اور اُن کا جواب

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

(۳)

میاں صاحب کی گول مول تقریر

قادیان کے جلسہ سالانہ پا ظلی حج میں تقریر کرتے ہوئے جناب میاں محمود احمد صاحب نے "عداوت محمود" کے پروپاگنڈے کے بعد ظلی حج کے متعلق حسب عادت عجیب گول مول تقریر کی۔ پہلے تو انہوں نے اس بات کی کوشش کی کہ ایڈیٹر الفضل نے "ایک قسم کا ظلی حج" کا جو عنوان قائم کیا تھا اس کے دامن میں پناہ لی جائے۔ فرمایا کہ خطبہ کے اندر سے "ایک قسم" کے الفاظ اُڑ گئے کیا خوب یہ الفاظ کس طرح اُڑ گئے۔ پتھر پرسے اُڑ گئے۔ یا تحریر میں سے کوئی "بینائی" چُرا لے گیا۔ وہی ایڈیٹر صاحب جو عنوان میں "ایک قسم کا ظلی حج" لکھتے ہیں۔ خطبہ میں "ایک قسم" کے الفاظ کو چھوڑتے ہیں۔ اور ظلی حج کے اس اعلان کو مؤکد کرنے کے لئے جلی حروف میں کتابت کرواتے ہیں اور پھر ایک جگہ نہیں دو جگہ یہ الفاظ لکھے جاتے ہیں۔ "اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا" "اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ظلی حج مقرر کیا" حصر کرنے کیلئے جلی حروف کی کتابت ہو اور ایک چھوڑ دو دو جگہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے مقرر کئے جانے کا اعلان ہو۔ اور عین اسی جگہ دو دفعہ وہی الفاظ اڑ جاتے ہیں جن کی پناہ کی آج میاں صاحب کو ضرورت ہے۔

ایڈیٹر الفضل کی احتیاط

ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ خطبہ کی سرخی میں "ایک قسم" کے الفاظ ایڈیٹر الفضل نے احتیاطاً اپنی طرف سے بڑھائے تھے۔ اس میں اتنی ایمانی جرأت نہ تھی کہ وہ اپنی قلم سے "ظلی حج" کی سرخی قایم کرتا۔ اس نے ذرا پردہ رکھنے کے لئے "ایک قسم کا ظلی حج" لکھدیا۔ اصلی خطبہ میں وہ یہ الفاظ اپنی طرف سے بڑھا نہ سکتا تھا۔ اس نے من وعن شائع کر دینے پر مجبور تھا۔ اس بیچارے کا کیا قصور تھا مثل ہے اڑی تڑی قاضی کے سر پڑی۔ ایڈیٹر مفت میں رگیداگیا۔

مجھے افسوس ہے کہ میاں صاحب خود سب کچھ کہکر بھول گئے۔ میاں صاحب نے خود بنفس نفیس اپنی تقریر میں مکہ کے حج کے عملی طور پر منسوخ ہونے کے اور قادیان کے ظلی حج مقرر ہونے کے وجوہات بیان فرمائے ہیں۔ اور ان کے بعد دو مرتبہ "اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا" کے الفاظ فرمائے ہیں۔ آخر یہ ساری تقریر کہاں چلی جائیگی۔ یا یہ بھی ایڈیٹر کی غلطی سے درج ہو گئی ہے؟ میں ذیل میں اصل عبارت نقل کئے دیتا ہوں:۔

اصل حوالہ

"لیکن حج ان ایام میں بہت لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا تھا بلحاظ اس کے اس علاقہ میں امن وامان کا وہ انتظام نہ تھا جو حج کے لئے ضروری ہے۔ اور کیا بوجہ اس کے کہ اس مقام میں ایسا نظام نہیں جس سے ان فوائد کو حاصل کیا جا سکے جو حج کا اصلی مقصود ہے۔ اور کیا بوجہ اس کے کہ خدا تعالیٰ ہندوستان کے لوگوں سے بہ نسبت دوسرے ممالک کے لوگوں کے زیادہ کام لینا چاہتا ہے۔ چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں جو مقدرت رکھتے اور امیر ہوں حالانکہ ایسی تحریکات پہلے غربا میں ہی پھیلتی اور پنپتی ہیں اور غربا کو حج سے شریعت نے محروم رکھا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تا وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تا وہ غربا یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں۔ اسلام کے ابتدائی دور میں بیا رہ ذمہ داری اٹھانیوالے عرب تھے اور آسانی سے مکہ میں پہنچ سکتے تھے۔ اس لئے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے حج کے موقعہ پر بہتر سے بہتر ذرائع حاصل تھے لیکن اب نہ وہ تحریک وہاں باقی ہے اور نہ دنیا کے تمام لوگ وہاں پہنچ سکتے ہیں اس لئے حج کی عبادت کا حصہ تو بیشک باقی ہے اور وہ رہتی دنیا تک باقی رہیگا جس طرح نماز کا فریضہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرض ہے کہ ہر صاحب استطاعت مسلمان مقررہ دنوں میں وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے لیکن مکہ مکرمہ میں اب چونکہ نہ کوئی ایسی جماعت تھی جو اشاعت اسلام کی ذمہ دار قرار دی گئی ہو۔ اور نہ ہی اب عربوں کی ایسی حالت اور نظام تھا کہ وہ تبلیغ اسلام کر سکیں۔ ایسا نظام اب ہندوستان میں ہی ہے۔ اور اشاعت اسلام کا درد رکھنے والی قوم بھی اب یہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ظلی حج مقرر کیا اور اس کا مرکز قادیان میں رکھا۔"

ارشادات عالیہ کا خلاصہ

ان کا خلاصہ میں نمبروار کر کے دکھاتا ہوں:۔

پہلے مکہ کے حج کے عملی طور پر منسوخ ہونے کے وجوہات سنو۔

(۱) ان ایام میں مکہ کا حج بہت لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا ہے۔ کیونکہ نہ وہاں امن وامان ہے اور نہ کوئی نظام ہے۔

(۲) مکہ کا حج صرف صاحب مقدرت لوگوں کے لئے تھا شریعت اسلام نے بدقسمتی سے غربا کو اس حج سے محروم کر رکھا ہے۔

(۳) تمام دنیا کے لوگ مکہ نہیں پہنچ سکتے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں مکہ کا حج اس لئے مقصد حج کو پورا کر سکتا تھا کہ اشاعت اسلام کی ترقی کا بوجھ اٹھانے والے عرب تھے اور وہ آسانی سے مکہ پہنچ سکتے تھے۔ اور اس طرح حج اشاعت اسلام کے مقصد کو پورا کرنے کا ذریعہ تھا۔

(۴) لیکن مکہ میں اب کوئی ایسا نظام نہیں جس سے ان فوائد کو حاصل کیا جا سکے۔ جو حج کا مقصد اصلی تھا اس لئے حج مکہ اپنی حقیقت کو کھو کر محض ایک رسمی عبادت بن کر رہ گیا ہے۔

قادیان کے نئے حج کی ضرورت

اب قادیان کے نئے حج کی ضرورت ملاحظہ ہو۔

(۱) قادیان کا حج بہت آسان ہے۔ کیونکہ یہاں امن وامان اور نظام ہے۔

(۲) اشاعت اسلام کے لئے خدا تعالیٰ ہندوستان کے لوگوں سے بہ نسبت دوسرے ممالک کے لوگوں کے زیادہ کام لینا چاہتا ہے اور ایسی تحریکیں غربا سے پنپتی ہیں اس لئے قادیان میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج قائم کیا تا غربا یعنی ہندوستان کے مسلمان آسانی سے اس میں شامل ہو سکیں۔ یہاں "ایک اور" کے الفاظ قابل غور ہیں گویا مکہ کے حج کے علاوہ یہ ایک اور حج خدا نے خود قائم کیا ہے۔

(۳) تمام دنیا کے لوگ مکہ نہیں پہنچ سکتے مگر قادیان آسانی سے پہنچ سکتے ہیں۔ بالخصوص غربا یعنی ہندوستان کے مسلمان۔

(۴) قادیان میں جو ایک نظام موجود ہے۔ اور اشاعت اسلام کا درد رکھنے والی قوم بھی یہیں رہتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ظلی حج مقرر کیا۔ تا حج کا وہ مقصود جو مکہ کے حج میں فوت ہو چکا ہے۔ وہ قادیان کے حج کے ذریعہ پورا ہو۔

میاں صاحب کا مسلمہ اصول

اب فرمائیے میاں صاحب نے صاف طور پر اعلان کیا یا نہیں کیا کہ مکہ کے حج میں سے مقصد حج فوت ہو چکا ہے اس لئے خدا کو ضرورت پڑی کہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے وہ ایک اور حج قادیان میں قایم کرے۔ اسے میاں صاحب نے ظلی حج کہا یا بالفرض "ایک قسم کا ظلی حج" کہا لے میاں صاحب بزعم خود مختلف ظلی حجوں میں سے جس قسم کا بھی ظلی حج قرار دے لیں۔ بہرحال انکی اپنی تشریح سے وہ ظلی حج اس قسم کا بنتا ہے جو آج صرف واحد ذریعہ اس مقصد حج کو حاصل کرنے کا ہے۔

.....جو مقصد مکہ کے حج میں کبھی خدا کو مدنظر تھا اور وہاں سے اب بقول ان کے فوت ہو چکا ہے تو پھر یہ قسم ظلی حج کی وہ قسم ہوئی جو اپنے اندر حج کی اصل حقیقت رکھتی ہے۔ اور اس لئے اگر اسے حقیقی حج کہا جائے تو بہت بجا ہے لفظ ظلی تو کبھی فضیلت کے لئے زیادہ سے زیادہ طریق حصول کا فرق ظاہر کرنیکے لئے استعمال ہوتا ہے یہ میاں صاحب کا مسلمہ اصول ہے۔ تو ظلی کو لیکر ہم کیا کریں اور اس سے یا "ایک قسم" کے الفاظ بڑھانے سے کچھ نہیں بنتا۔ جب میاں صاحب صاف طور پر مکہ کے حج میں سے حقیقت اور مقصد زائل ہو جانے اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے خدا کی طرف سے حج قادیان کے مقرر ہونے کا اعلان کر چکے ہیں۔ میاں صاحب لاکھ دفعہ کہیں کہ اصلی حج یعنی مکہ کے حج کو ہم نے قایم رہنے دیا ہے۔ میں کہتا ہوں جب مکہ کے حج میں سے حقیقت اور مقصد حج زائل ہو چکا ہے تو رسمی رنگ کی عبادت کوئی وقعت نہیں رکھتی۔ ایک رسمی حج ایک پُر از حقیقت حج کے مقابلہ میں ایک قابل اعتراض اور منسوخ العمل چیز ہو گی۔

جناب میاں محمود احمد صاحب نے ایڈیٹر الفضل کے قائم کردہ عنوان میں پناہ لینے کی کمزوری کو خود بھی محسوس کیا ہے اسی لئے اس کے بعد میں یہ

بھی فرمایا۔

"میں کہتا ہوں اگر یہ الفاظ نہ بھی ہوں تو بھی جب ظلی حج کہا گیا تو اس کے یہی معنے ہیں کہ اصلی حج قائم ہے دیکھو جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ظلی نبی کہتے ہیں۔ تو کیا اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت نعوذ باللہ مٹ گئی مگر بعض لوگوں کی فطرت گندی ہوتی ہے اور وہ محض اعتراض کرنا ہی جانتے ہیں"

"رسمی حج" کس کام کا ہے؟

گویا ظلی حج کو بیشتر ایک قسم کے ظلی حج... تسلیم کر لیا لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ظلی حج کہنا ہی یہ بتلاتا ہے کہ اصلی حج قائم ہے۔ میں کہتا ہوں۔ جب اصلی حج سے حج کا مقصد اب حاصل نہیں ہوتا اور اس میں سے اصل روح اور حقیقت مر چکی ہے جس کی وجہ سے خدا کو قادیان میں ظلی حج مقرر کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس رسمی حج کو جو محض ایک جسد بے روح ہے اگر دفن کر دیا جائے تو بہتر ہے بجائے اس کے کہ ایک رسمی عبادت اور مردہ رکن اسلام پر مسلمانان عالم کا ہزار ہا روپیہ ضائع ہوتا ہے۔ آخر اس رسم پرستی کی ضرورت کیا ہے۔ اس کے بجائے کیوں نہ وہ حج کیا جائے جو زندہ اور اپنے اندر حقیقت رکھتا ہے۔

میاں صاحب کا ایک اور ارشاد

میاں صاحب فرماتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کو ظلی نبی کہنے سے کیا حضرت رسول کریم صلعم کی نبوت مٹ گئی میں کہتا ہوں جو ظلی نبی کے معنے آپ کرتے ہیں یعنی ظلی نبی نبی ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود آج رسول زمانہ ہیں۔ اور ان کی رسالت پر ایمان لائے بغیر کوئی اسلام کے دائرہ کے اندر داخل نہیں ہوتا۔ تو اس عقیدہ کے ساتھ **حضرت رسول کریم صلعم کی رسالت ہمارے زمانہ کے لئے مٹ نہیں گئی تو کیا رہ گئی**.... محمد رسول اللہ صلعم رسول اور نبی سہی۔ لیکن اب وہ آپ کے عقیدہ کے بموجب رسول زمانہ نہیں ہیں جن کی رسالت پر ایمان لانے سے انسان اسلام کے دائرہ کے اندر آجاتا ہے اس لئے ان کی رسالت پر ایمان اب ایسا ہی ہے جیسا کہ دیگر انبیائے سابقین مثل عیسیٰ و موسےٰ کی رسالت پر ایمان لانا۔ دوسرے لفظوں میں حضرت مسیح موعود کو **ظلی نبی کہکر آپ نے اصلی نبی کو معطل کر کے پیچھے بٹھا دیا اور اس کی رسالت پر ایمان لانیوالے کو آپ نے مسلمانی سے جواب دیدیا۔ یہی قاعدہ یہاں برتیئے۔ قادیان کے جلسہ کو ظلی حج کہکر آپ نے اصلی حج کو معطل کر کے پیچھے پھینک دیا۔ اب مکہ میں حج کرنے والا اسی طرح حاجی نہیں کہلا سکتا جیسا کہ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان لانے والا آج مسلمان نہیں کہلا سکتا**۔ اب تو حقیقی حاجی وہ کہلائے گا جو قادیان کا حج کرے۔ اب ظلی کا دور دورہ ہے جس طرح ظلی نبی نے اصلی نبی کی رسالت پر ایمان لانے کو بے معنی اور لاحاصل کر دیا۔ اسی طرح ظلی حج نے اصلی حج کو لاحاصل اور متروک العمل قرار دے دیا۔ یہ ظلی ہے ہی بہت ٹیڑھی کھیر۔ جہاں ظلی آیا اصل بھاگا۔

میاں صاحب کی "خوش گفتاری"

میاں صاحب فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کی فطرت گندی ہوتی ہے اور وہ محض اعتراض کرنا ہی جانتے ہیں۔ ہم نے کیا اعتراض کیا جس پر گندی فطرت کا خطاب ہمیں ملا۔ یہی کہ ظلی حج کہنے سے آپ نے شریعت میں اضافہ کر دیا کیونکہ جب آپ کے عقیدہ کے بموجب ظلی نبی نبی ہوتا ہے تو ظلی حج حج ہوگا۔ پس اگر ہم ظلی حج کو حج کہنے سے گندی فطرت کہلانے کے مستوجب ہیں تو جو ظلی نبی کو نبی کہتے ہیں وہ کس خطاب کے مستحق ہیں۔ خود انصاف کریں جس پیمانہ سے دوسروں کو ناپتے ہیں۔ اسی پیمانہ سے اپنے آپ کو ناپیں۔

بے جان دلیل

اسکے بعد جناب میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود کے ایک خط کی عبارت سنائی ہے۔ کہ نواب محمد علی خاں صاحب کو اپنے پاس بلانے کی دعوت جب دی تھی تو اس کا ثواب نفلی حج سے زیادہ قرار دیا تھا۔ دوسرے صاحبزادہ عبداللطیف حج کو جاتے تھے ان کو روک لیا یا وہ خود رک گئے۔ میں کہتا ہوں ان باتوں سے ظلی حج تو نہ نکلا۔ کسی نیک عمل کا ثواب حج کا ثواب بتانا اور بات ہے۔ اور کسی فعل کو ظلی حج کہکر یہ بتلانا کہ اصل حج میں سے چونکہ حقیقت زائل ہو چکی ہے۔ اور مقصد حج فوت ہو چکا ہے۔ اس لئے خدا نے اس مقصد کو پورا کرنیکے لئے یہ حج مقرر کیا ہے یہ کچھ اور بات ہے جن دنوں مولوی عبدالکریم مرحوم مرض الموت سے بیمار تھے اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ان کی خدمت کر رہے تھے تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ سالہا سال کی نفلوں سے یہ خدمت مریض بڑھ کر ثواب رکھتی ہے۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ مریض کی خدمت ظلی تہجد ہے۔ اور تہجد کا وہ قائم مقام ہے۔ بلکہ مقصد فقط اس عمل کی نیکی اور ثواب کی اہمیت کو ظاہر کرنا ہے۔ اسی طرح خدا کا مامور مہبط انوار الٰہیہ ہوتا ہے اس کی تعلیم اور تزکیہ اور فیضان روحانی سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے اگر کوئی بزرگ حج کو ملتوی کر دیں اور اس خدا کے مامور کی خدمت میں رہ پڑیں تو اس کا مطلب یہ سمجھ کر مت نادانی ہوگا کہ یہ فعل ظلی حج ہے اور خدا نے اس حج کی جگہ جو ایک رکن اسلامی ہے اس فعل کو اس کا قائم مقام بنا دیا ہے۔ کسی شاعر نے کہدیا کہ دل بدست آور کہ حج اکبر است تو کیا دل ہاتھ میں لانا ظلی حج بن گیا۔ اس کا مطلب فقط اتنا ہے کہ دل کا ہاتھ میں لانا ایک بہت بڑا ثواب اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو شاعر کے خیال میں حج کے برابر ثواب ہے۔ لیکن جو کچھ میاں صاحب نے فرمایا ہے وہ تو معاملہ ہی اور ہے۔ چاہئیے کہ

ایک درخواست

میاں محمود احمد صاحب پہلے اپنے اعلان کو یاد کرلیں جس میں صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ اس لئے خدا نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا اور پھر ان وجوہات کو بھی یاد کرلیں جنکی وجہ سے مکہ کا حج محض ایک رسمی حج بن کر اپنے حقیقی مقصد کو کھو چکا ہے اور جس وجہ سے قادیان میں ایک ظلی حج قائم کرنے کی خدا کو ضرورت پیش آئی۔ اس کے بعد اپنے پیش کردہ دلائل... پر نظر ڈالیں کہ کیا یہ آپ کے مقاصد کے حصول میں کچھ مدد دیتے ہیں یا بیکار محض ہیں۔ اور اصل مضمون سے انہیں کوئی نسبت نہیں۔ اگر ظلی حج کو حضرت مسیح موعود کے ذمہ ہی خواہ مخواہ لگانا ہے تو پھر ہمارا مطالبہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ حضرت مسیح موعود جن کی بعثت کا مقام قادیان ہے ان کا کوئی ویسا ہی صاف صاف اعلان دکھایا جائے۔ جیسا کہ میاں صاحب نے اس ظلی حج کا اعلان کیا ہے آخر خدا نے جب اپنے "نبی" پر وحی نازل کر کے یہ نیا رکن اسلام قائم کیا تھا تو کیا وجہ کہ اس نبی نے اسے ظاہر نہیں کیا۔ اور اپنے دعوے نبوت کی طرح اس حکم کو بھی اپنے خلیفہ ثانی کے لئے مخفی چھوڑ گیا۔

شیخ یعقوب علی کی شہادت

رہ گئی شیخ یعقوب علی صاحب کی شہادت جو فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے یہاں آنے کو حج قرار دیا ہے۔ بہت ہی مضحکہ انگیز ہے مجھے تو توقع تھی کہ وہ حلف اٹھا کر شہادت دیں گے۔ لیکن تعجب ہے کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ غالباً یہ کسی تخلیہ کے وقت میں حضرت مسیح موعود نے شیخ صاحب کے کان مبارک میں فرمایا ہوگا۔ کہ اور کسی نے نہیں سنا اور نہ حضرت نے کسی کتاب میں لکھا۔ اور مزہ یہ کہ نہ شیخ صاحب نے آج تک کسی کو یہ راز بتایا! شاید اس سینہ بسینہ نکتہ معرفت کو شیخ صاحب نے اسی دن کے لئے اٹھا رکھا ہو۔ کہ وقت پر شہادت دیکر اپنے آقا کے روبرو سرخرو ہو جائیں لیکن مشکل یہ ہے کہ ابھی حضرت مسیح موعود کا زمانہ دیکھنے والے لوگ موجود ہیں۔ اور انہیں پتہ ہے کہ شیخ صاحب موصوف کو تخلیہ تو رہا درکنار حضرت کے کھلے دربار میں بھی پہنچنے کی توفیق بہت کم ملا کرتی تھی۔ ساری جماعت میں میاں صاحب کو صرف شیخ صاحب کی شہادت کا ملنا میاں صاحب کی کھلی شکست پر دلیل ہے۔

خلاف واقعہ تہمت

جس بات پر مجھے تعجب ہوا۔ وہ یہ ہے کہ کہ لاہوری احمدیوں کی "عداوت محمود" کا تذکرہ کرتے ہوئے میاں صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ اگر میں خدا تعالیٰ کی توحید پر بھی زور دوں تو وہ اس کی بھی کسی نہ کسی رنگ میں مخالفت ضرور کریں گے" میں میاں صاحب موصوف سے ہی با ادب پوچھتا ہوں کہ کیا یہ صحیح ہے؟۔ اخبار الفضل میں ان کے سینکروں خطبے اور تقریریں چھپتی رہتی ہیں کیا ہم ان میں سے ہر ایک بات کی مخالفت کرتے رہتے ہیں اور اگر نہیں تو پھر یہ خلاف واقعہ تہمت لگانا خدا کے ایک بزعم خود سچے خلیفہ کی شان سے کس قدر بعید ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم اسی وقت مخالفت کرتے ہیں جب میاں صاحب کی زبان کو ایسے الفاظ نکلتے ہیں جن سے شریعت اسلامی کا استخفاف متصور ہو۔ یا وہ غلو کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہوں یا کوئی وجہ معقول ان کی مخالفت کے لئے ہو۔ میاں صاحب نے بغداد میں مسلمانوں کی شکست پر قادیان میں گھی کے چراغ جلائے۔ تو ہم نے ان کے اس فعل سے بیزاری ظاہر کی۔ لیکن وہی میاں صاحب کشمیر کے مسلمانوں کی تائید میں اٹھے تو ہم نے ان کا ساتھ دینے میں کوتاہی نہیں کی۔ پس میاں صاحب کا یہ کس قدر غلط پروپاگنڈا ہمارے خلاف ہے اور عداوت محمود کا الزام کس قدر افترا کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ جس الزام سے بظاہر تو ان کا اپنا دامن آلودہ نظر آرہا ہے۔

میاں صاحب سے ایک سوال

اس کے علاوہ میرا میاں صاحب سے ایک اور سوال ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے اعلان تو کیا تھا کہ یہ ظلی حج خدا کا مقرر کردہ ہے۔ جیسا کہ آپ کے الفاظ صاف ہیں "اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ظلی حج مقرر کیا"۔ لیکن اب آپ فرمانے لگے کہ میں توحید کا وعظ کہوں تب بھی یہ "گندی فطرت والے" پیغامی مخالفت کریں گے تو کیا "ظلی حج" کے الفاظ آپ ہی کے من گھڑت الفاظ ہیں جو دوران تقریر میں آپ کے منہ سے نکل گئے ہیں اور آپ نے اسے اسی طرح "خدا کا مقرر کردہ ظلی حج فرما دیا جیسا کہ اپنے متعلق خدا کا مقرر کردہ خلیفہ" فرمایا کرتے ہیں۔ یا مسیح خدا کی کوئی وحی آپ کو ہوئی تھی جس میں اس ظلی حج کے مقرر ہونے کا حکم نازل ہوا تھا۔ اگر خدا کا نازل کردہ حکم ہے تو پھر اس میں پیغامی آپ کی مخالفت کیا کریں گے۔ وہ تو خود خدا کی مخالفت ہوتی۔ ہاں اگر آپ کی من گھڑت اصطلاح ہے تب تو پھر آپ کی مخالفت کرنا پیغامیوں کا کیا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ تاکہ اس قسم کی غلو آمیز خطرناک اصطلاحوں سے آپ اسلام کو تباہ اور حضرت مسیح موعود کو بدنام نہ کریں۔ (باقی آئندہ)

تصحیح

"پیغام صلح" اخبار اشاعت مجریہ ۸ر فروری ۱۹۳۳ء کے مضمون "ظلی حج ہمیں د..." غلطیاں کتابت میں رہ گئی ہیں احباب درست فرمالیں

(۱) صفحہ ۲ کالم ۱ سطر ۱۹ "مرکب توصیفی" کے بجائے "مرکب اضافی" پڑھیں (۲) صفحہ ۲ کالم ۲ سطر ۲۰ "دین پر دنیا کو تقدم کرنے" کے بجائے "دین کو دنیا پر مقدم کرنے" پڑھیں

پیغام فضل

مفید تریں اور لائق عمل تجاویز

(از جناب چوہدری فضل داد صاحب کلرک کوآپریٹو سوسائٹیز لالہ موسیٰ ضلع گجرات)

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کسی قوم کو خواہ کتنے بھی اعلیٰ درجہ کے اصول دیدیئے جائیں۔ لیکن اگر ان کے ساتھ ساتھ اس کی ترقی اور اشاعت کا کوئی سامان نہ ہو۔ تو وہ اعلیٰ اصول بیکار ہوجاتے ہیں۔ اصول بمنزلہ ایک جڑ کے ہیں۔ اور فروع بمنزلہ شاخوں کے . . . اسلام کے وہ پاک اصول ہیں۔ کہ ان سے انحراف ہو نہیں سکتا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ان اصولوں کی اشاعت کرنی ہے۔ اس کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ اول عمل کی اور اس کے بعد اصولوں کی اشاعت کی۔

(۱) عمل کے لئے کسی دوسرے کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر مسلم کو اسلام کی ایک صحیح تصویر بننا چاہیئے۔ تاکہ دوسروں کیلئے نمونہ ہو۔ تاریخ کے مطالعہ کرنیوالے احباب خوب جانتے ہیں۔ کہ رسول پاک اور آپ کے بعد اصحاب کبار کی زندگیاں ایسے واقعات سے لبریز تھیں ان حضرات کی فتوحات محض عمل کا نتیجہ تھیں۔ جب سے قوت عمل کو ہم نے چھوڑا۔ اسی دن سے جملہ مصائب مسلم قوم پر ٹوٹ پڑے۔ ہم میں سے ہر ایک بھائی کو اسلام کی صحیح تصویر بننا چاہیئے

(۲) اصول حقہ کی اشاعت کیلئے روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں میں چند ایک موٹی موٹی اور سہل تجاویز پیش کرتا ہوں۔ تاکہ ہم ان پر عمل پیرا ہوکر اصولوں کی اشاعت میں ممد و معاون بنیں۔

(۱) جملہ ملازمین سرکار پر اچھی طرح روشن ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ نے ایک سال کیلئے دس فیصدی اپنے ملازمین کی تنخواہ میں تخفیف کی جس کی میعاد میں صرف ایک دو ماہ باقی ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ اس تخفیف کو جاری رکھے گی۔ یا بند کردے گی۔ اگر گورنمنٹ عالیہ تخفیف کو بحال کرے۔ تو میں تجویز کرتا ہوں۔ کہ ہم ملازمین میں سے ہر ایک ایک ماہ کی تخفیف اشاعت اسلام میں دیدے۔ بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا۔ کہ سال میں ہمیشہ ایک ماہ کیلئے اسی طرح قربانی کرنی چاہیئے۔ میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ انشاءاللہ

(۲) ہم ملازمین میں سے ہر ایک کو سالانہ کچھ نہ کچھ ضروری ترقی ملتی ہے۔ یا بعض حضرات کو گریڈ ملتا ہے۔ میں تجویز کرتا ہوں۔ کہ ایک ماہ کی سالم ترقی یا گریڈ اشاعت اسلام میں دینا چاہیئے۔ اس ضمن میں میں اپنا نام پیش کرتا ہوں۔

(۳) جب کوئی بھائی پہلی دفعہ ملازم ہو۔ اس کو لازم ہے۔ کہ اپنی تنخواہ کا تہائی یا چوتھائی یا اس سے کم وبیش اشاعت اسلام کیلئے دیوے۔ اس ضمن میں میں اپنے بھائی کا نام پیش کرتا ہوں۔

مندرجہ بالا تحریریں محض ملازمین سرکار سے ہی تعلق رکھتی ہیں۔ اور مستقل ہیں۔ ان کا تحریک خاص یا ماہواری چندہ پر ہرگز کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ نوٹ فرمالیں۔

ان کے علاوہ چند ایک نہایت موٹی اور سہل تجاویز اپنے زمیندار بھائیوں کے لئے عرض کرتا ہوں۔ اس میں کیا کلام ہے۔ کہ موجودہ کساد بازاری اور قحط سالی نے زمیندار قوم کی حالت سب سے بدتر کردی ہے۔ جو مصیبت اس وقت زمیندار قوم پر ہے۔ اس کا بیان کرنا بہت مشکل ہے۔ ان کی روزانہ زندگی کی ضروریات سے قطع نظر کرتے ہوئے اگر ان کے مال مویشی کے چارہ کا خیال ہی دل میں لایا جائے۔ تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ میں ضلع گجرات کا ذکر کرتا ہوں۔ درختوں کی ٹہنیاں، درچھال اتار کر مال مویشی کو کھلائی جارہی ہے۔ اور اکثر دیہات تو ایسے بھی ہیں۔ جہاں یہ بھی میسر نہیں آتی۔ لیکن مجھے اس میں بھی ان کی کامیابی کی جھلک نظر آرہی ہے۔ ایک بزرگ نے خوب کہا ہے ؎

ہر اک گردش زمانہ کی حیات افروز ہوتی ہے
مصیبت جب بھی آتی ہے سبق آموز ہوتی ہے

جملہ مصائب کو نظر انداز کرتے ہوئے ہمیں اشاعت اسلام کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا لازمی اور لابدی ہے۔ مسلم قوم کی ترقی کا راز اسی میں مضمر ہے۔

(۱) فصل ربیع پر کم از کم دو سیر غلہ فی من کے حساب سے اشاعت اسلام کے لئے اسی وقت علیحدہ کردیں۔ اور انہی ایام میں عین موقعہ پر پہنچکر دوسرے احباب کو بھی اس کار خیر میں اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کریں میرے محترم والد صاحب انشاءاللہ اسی پر عمل کریں گے۔ نیز میرے محترم چچا غلام حسن صاحب جو کہ زمینداری کے لحاظ سے اپنے خاندان میں اعلےٰ پایہ کے آدمی ہیں۔ انہوں نے آج میرے اس مضمون کو سنکر وعدہ فرمایا ہے۔ کہ وہ بھی دو سیر فی من کے حساب سے غلہ دیا کریں گے۔ یہ وہ صاحب ہیں جن سے دن رات احمدیت کے متعلق گفت وشنید ہوتی رہتی ہے اللہ تعالےٰ سے میری دلی دعا ہے۔ کہ ان کو اور ان کے بھائی چوہدری اللہ دتا صاحب کو جو کہ اپنے خاندان میں اعلےٰ پایہ کے ہیں۔ جماعت میں داخل کرے۔ آمین ثم آمین۔

(۲) ہر شادی پر لڑکے کی ہو۔ یا لڑکی کی۔ کم از کم پانچ روپیہ اشاعت اسلام میں دینا چاہیئے۔ اور شادی چاہے کسی صاحب کے ہو۔ ضرور یہی گداگری کرنی چاہیئے۔ حرکت میں برکت ضرور ہوتی ہے۔

(۳) لڑکے کی پیدائش پر ایک روپیہ اور لڑکی کی پیدائش پر ۸ر فرودی اشاعت اسلام میں دینا چاہیئے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی تجویزیں کی جاسکتی ہیں۔ بشرطیکہ ہمارا نصب العین اشاعت اسلام ہو۔

(۴) موت پر لوگ عموماً قرآن شریف کے نسخے رسمی طور پر دیا کرتے ہیں۔ اور اس طرح جو قرآن مجید دیئے جاتے ہیں۔ ان کا ہدیہ ۸ر یا ۱۰ر فی جلد ہوتا ہے۔ اور وہ اس قابل ہی نہیں ہوتے۔ کہ مطالعہ کئے جائیں میرے خیال میں ان کا نہ دینا بہتر ہوتا ہے۔ اور اب تو بہت لوگ اس رسم کو ترک کرگئے ہیں۔ اب ہم میں سے ہر ایک کو اپنے مرحوم عزیزوں کی روح کو ثواب پہنچانے کیلئے قرآن مجید ضرور ہی دینا چاہیئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے امسال کے سالانہ جلسہ پر اسی کے متعلق ارشاد فرمایا تھا۔ اس ضمن میں تین قرآن مجید کی جلدوں کا وعدہ میں نے لیا ہے۔ ان میں ایک میری والدہ محترمہ ہیں۔ اور دوسرے والد صاحب اور تیسرے رحمانی صاحبہ۔ انشاءاللہ ہدیہ جلدی وصول کرکے خزانہ انجمن میں داخل کیا جائیگا۔

سب سے آخری اور ضروری گذارش جو میں کرنی چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ پنجوقتہ نماز میں مسلمان قوم کیلئے بالعموم اور زمیندارہ قوم کے لئے بالخصوص دعا کی جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو قرضہ جیسی بری بلا سے نجات دیوے اور یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب قبیحہ رسومات کے خلاف جہاد کیا جائے۔ تجربہ اس بات کا شاہد ہے۔ کہ اگر ہم میں قوت ایمانی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ ہم کامیاب نہ ہوں۔ میرا تجربہ اور ایمان ہے۔ کہ مومن کے آگے کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔ بشرطیکہ خلاف حکم رسول واللہ نہ ہو۔

ہم احمدیوں کی بیعت جیسا کہ جملہ احباب کو روز روشن کی طرح علم ہے۔ کہ کوئی پیری مریدی کی بیعت نہیں ہے۔ ہم نے عہد کیا ہوا ہے۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اب ہمارا کوئی حق نہیں ہے کہ پیچھے رہکر منافقین کی جماعت میں مل جائیں۔ جب تک احمدیت کے رنگین رنگ میں نہ رنگے جائیں گے۔ اشاعت اسلام جیسے مشکل کام کا بطریق احسن انجام پانا مشکل ہے۔ بھائیو! اس چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے اشاعت اسلام کے کام میں لگ جاؤ

مرد باید کہ ہراساں نشود
مشکلے نیست کہ آساں نشود

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ خدا کے فضل سے بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ۱۰ جنوری کے خطبہ جمعہ میں آپ نے نوجوانوں کو خدمت دین کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی۔ اس روز نماز جمعہ کے بعد چند اصحاب نے بیعت بھی کی۔

—— جناب مسٹر ثنا احمد صاحب فاروقی (خلف الرشید ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ) کے ہاں فرزند تولد ہوا ہے۔ الحمدللہ۔

—— ہمارے مکرم شیخ نظام الدین صاحب پنشنر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس چک شیخاں کے صاحبزادہ شیخ ہاشم خاں صاحب کے گھر بھی اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ الحمدللہ

پیغام صلح:۔ ہم حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ اور مکرمی شیخ نظام الدین صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں۔ کہ خداوند کریم ان بچوں کو صحت وتندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین ثم آمین

—— جناب مولانا مولوی عثمان میاں صاحب لیاؤ نگری جو ہمارے مکرم دوست سید تصدق حسین صاحب بغدادی کے استاد تھے۔ وفات پاگئے ہیں۔ انا للہ۔ مرحوم جماعت احمدیہ لاہور سے دلی ہمدردی رکھتے تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ہمیں سید تصدق حسین صاحب اور مرحوم کے جملہ متعلقین سے دلی ہمدردی ہے۔

—— احباب علی پور (ضلع مظفر گڑھ) نے امسال جمعۃ الوداع اور عید کی نمازوں کا قابل تعریف اہتمام کیا تھا۔ مفصل کارروائی آئندہ اشاعت میں

—— ہمارے محترم بزرگ اور پیغام صلح کے قدیم قدردان سید عبد المجید صاحب دوبارہ ہائیکورٹ کپورتھلہ کے جج مقرر ہوئے ہیں۔ مبارکباد

—— شیخ عبدالرحمان صاحب سب جج دہلی چند روز سے علیل ہیں۔ ۸ر فروری کو آپ طبی مشورہ کیلئے دہلی سے لاہور تشریف لائے۔ اور ۱۰ کی شب کو چند روز کیلئے سرگودھا تشریف لیگئے۔ دعائے صحت کی جائے۔

—— ڈاکٹر بشارت احمد قبلہ کی طبیعت گذشتہ ہفتہ کچھ علیل ہوگئی تھی۔ اب اچھی ہے۔

خبریں

—— حکومت انگریزی نے صوبہ برار اعلیحضرت حضور نظام دکن کو واپس دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ مفصل شرائط کا اعلان امید ہے۔ ماہ رواں میں ہی ہو جائیگا

—— حضور نظام کے وزیر مال سر اکبر حیدری دہلی سے حیدر آباد جاتے ہوئے جھانسی کے مقام پر ٹرین میں سخت زخمی ہو گئے۔ بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ لیکن موصوف نے اسے [illegible]

—— گذشتہ ہفتہ متعدد مقامات پر پنڈت موتی لال نہرو کی برسی منائی گئی۔ بعض مقامات پر حکومت نے مداخلت بھی کی۔

—— حکومت ہند نے اسمبلی میں اعلان کر دیا ہے۔ کہ جب تک کانگریس سول نافرمانی کو ترک نہیں کریگی۔ گاندھی جی کی رہائی کے [illegible]

جایا کرے۔ اس پر ترکی کے قدیم دار السلطنت بروصہ کے قدامت پسند لوگوں نے شدید ناراضگی کا اظہار کیا جس نے زبردست ہنگامہ کی صورت اختیار کر لی۔ بعض لوگوں نے سرکاری مؤذن کو زبردستی ترکی زبان میں اذان دینے سے روکا۔ اور اس پر حملہ کر دیا۔ پولیس کو مداخلت کرنی پڑی۔

—— یورپ کے بعض ذمہ دار اخبارات نے اس خبر کی تردید کی ہے۔ کہ سابق قیصر جرمنی دوبارہ تخت حاصل کرنے والے ہیں

—— بعض سرکاری حلقوں میں افواہ ہے۔ کہ حکومت ہند کے

—— [illegible] کا اعلان [illegible] سر ابراہیم رحمت اللہ صدر اسمبلی [illegible]

—— علامہ اقبال عنقریب ہندوستان پہنچنے والے ہیں۔

—— گذشتہ ہفتہ بمبئی میں آریہ سماجیوں اور سناتنیوں

[illegible] غیر ملکی ملازمین کو [illegible] رخصت [illegible]

—— ہندوستان کے شیعہ حضرات بعض مقامات پر سلطان ابن سعود کے خلاف [illegible] پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ [illegible] اور چند دوسرے شہروں [illegible]

—— لاہور میں آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کی جو تعطیلات ایسٹر میں منعقد ہو رہی [illegible]

—— بمبئی ۸ر فروری۔ آج علیم شاہ جہاز وکٹوریہ سے بخیریت یہاں پہنچ گئی ہیں۔

تین روز گورنمنٹ ہاؤس میں قیام کرنے کے بعد اپنے صاحبزادہ کی ملاقات کے لئے کراچی تشریف لے گئیں جو حکومت برطانیہ [illegible]

[illegible] سلسلے میں جو جھگڑا چل رہا تھا۔ اس کے متعلق عارضی سمجھوتہ ہو گیا [illegible]

[illegible] کا اعلان کر دیا ہے۔ اپنے طبی مشاغل بدستور جاری رکھیں گے۔

—— ولایتی خبر رساں ایجنسیوں کی اطلاعات کے مطابق امسال حکومت ترکی نے حکم دیا تھا۔ کہ اذان عربی الفاظ کی بجائے ترکی میں دی

کانگریس نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ تحریک سول نافرمانی کو معطل کر دیا جائے اس سلسلے میں عنقریب کانگریسی لیڈروں کی طرف سے اعلان کر دیا جائیگا

یہ منجن اُس نسخہ سے بنایا گیا ہے جو ملّا واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ کو اُن کی "اڈیٹری طبیب" کے زمانہ یعنی سنہ ۱۹۱۴ء میں مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا۔ اس سے دانتوں اور مسوڑھوں کی تمام خرابیاں اور تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں۔ سترہ اٹھارہ سال سے واحدی صاحب اسے خود بھی استعمال کرتے ہیں اور اپنے شہر کے ہر ضرورتمند کو بھی دیتے ہیں۔ ہر شخص اس کا ثنا خواں ہے اور اسے سب سے اچھا منجن تسلیم کرتا ہے۔ بسینکڑوں ہلتے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دیئے۔ متعدد آدمی ہیں جنہیں پائیوریا کی شکایت تھی اور ہر کھانے کے ساتھ مسوڑھوں کا خون اور پیپ پیٹ میں اُتر کر جن کی صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اس منجن کے ملنے سے اُن کے مسوڑھے اچھے ہو گئے اور آج خدا کے فضل سے وہ تندرست ہیں۔ جس منجن سے پائیوریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ہلتے ہوئے دانت جُڑ جاتے ہیں۔ اس کے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے فضول ہیں۔ یہ خیال کر کے کہ دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جائے ہم نے واحدی صاحب سے منجن کا یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت سے فروخت کر رہے ہیں۔

[illegible]

[illegible] صاحب [illegible] کی رائے [illegible]

واحدی صاحب کا منجن میں نے دو تین بار منگوایا۔ آپ نے بارہا سارٹیفکٹ کے لئے لکھا مگر جب تک پوری تسلی نہ ہو جاتی میرے خیال میں تعریف لکھ دینا مناسب تھا۔ اس لئے میں خاموش رہی۔ اب میں بہت خوشی سے رائے دینے کو طیار ہوں کہ واقعی واحدی صاحب کا منجن ایک اکسیری نسخہ ہے۔ میں نے خود بھی استعمال کیا اور مفید پایا اور دوسرے لوگوں کو بھی جن کے دانت مریض تھے دیا انکی شکایات چند دن میں رفع ہو گئیں۔ خصوصیت سے اس کے فوائد جو میرے تجربہ میں آئے ہیں یہ ہیں کہ دانتوں کی جڑوں کی میل اور بیماری کو بفضلہ تعالیٰ دور کرتا ہے۔ پانی لگنا دو تین بار ہی کے استعمال سے جاتا رہتا ہے۔ صفائی میں بے نظیر ہے۔ اور بعد میں دانت صاف اور مضبوط معلوم ہوتے ہیں۔ خدا کرے کہ اسی احتیاط سے نسخہ تیار ہوتا رہے اور ہندوستانی تجارتوں کی طرح کرہی کا سا اُبال نہ ہو۔ نسخہ کو پیٹنٹ کرا کر اسے عام کیجئے۔ تاکہ لوگ فائدہ اُٹھا سکیں۔

(بیگم محمد علی)

اور ہزاروں معزز عورتوں اور مردوں کی رائیں واحدی صاحب کے منجن اکسیر دنداں کی نسبت ہمارے پاس کتابی شکل میں چھپی ہوئی موجود ہیں جو صاحب دیکھنا چاہیں منگا لیں۔ اگرچہ مندرجہ بالا رائے پڑھ لینے کے [illegible]

اس شعر کو زور زور سے جھوم جھوم کر گانے اور لہرانے لگتے ہیں۔ مکہ کے حج کی تکبیر و تہلیل کا گویا یہ جواب ہے۔ جو اس ظلی حج کی خصوصیت کبریٰ ہے

جہلم کے ایک محمودی بزرگ کی حرکت

جہلم میں جب میں تھا۔ تو ایک محمودی بزرگ سڑک پر سے گذرتے ہوئے میرے مکان کے سامنے کھڑے ہو کر اکثر یہ شعر بلند آواز سے پڑھ کر اپنے دل کو خوش کیا کرتے تھے۔ وہ اسی میں ثواب سمجھتے تھے۔ مگر میں پوچھتا ہوں کہ اس شعر میں ظلی حج کا اعلان کہاں ہے۔ حضرت مسیح موعود کے صدقہ میں زمین قادیان محترم بن گئی تھی۔ اس کا کون انکار کرتا ہے ورنہ وہ بستی تو ایسی تھی کہ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے وحی کی تھی کہ

اگر تیری عزت مجھے مدنظر نہ ہوتی تو اس مقام کو میں ہلاک کر دیتا۔

پس حضرت صاحب کے اکرام کی وجہ سے اللہ نے اسے بھی احترام بخشا۔ دوسرے مصرعہ میں آپ نے ہجوم خلق کی جو آپ کے سامنے تھا عزت افزائی کی ہے۔ اور خدا کے دین کی مدد کے لئے جو ہجوم لوگوں کا ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے اگر قادیان کو مجاز اور استعارہ کے رنگ میں ارض حرم کہدیا۔ تو بجا کیا اس میں کیا شک ہے جو ہجوم حضرت صاحب کے زمانہ میں محض رضا الٰہی اور خدمت دین متین کیلئے ہوا کرتا تھا اسکی عزت افزائی بھی کی جائے کم ہو گو آج پیر پرستی اور شخصیت پرستی کی وجہ سے ہجوم کی وہ حیثیت بالکل بدل چکی ہو اور حضرت مسیح موعود کی روح اور تعلیم قادیان سے ہجرت کر چکی ہے۔ پس اس شعر سے اگر کچھ نکلتا ہے تو صرف یہ ہجوم کی عزت افزائی جو حضرت صاحب کے زمانہ میں ہوا تھا اور جس موقعہ کیلئے یہ شعر آپنے فرمایا تھا یا قادیان کا وہ احترام جو حضرت مسیح موعود کیوجہ سے اسکو حاصل تھا۔ آپ کا الہام بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ اور واقعات زمانہ خود اس کے لئے سب سے بڑے شاہد ہیں۔ کہ یہ سب کچھ اس زمانہ ہی سے وابستہ تھا جب آپ بنفس نفیس وہاں موجود تھے۔ آپ کی ہجرت کے بعد اسے پڑھتے چلے جانا طوطے کی رٹ سے بڑھ کر کچھ نہیں۔

اس شعر سے ظلی حج کا اعلان نہیں نکلتا

مگر میں پوچھتا ہوں۔ کہ یہ سب کچھ تو ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظلی حج مقرر ہونے کا اعلان تو اس شعر سے نہ نکلا چلو میں مان لیتا ہوں کہ حضرت صاحب نے قادیان کو ارض حرم مجاز اور استعارہ کے رنگ میں نہ سہی حقیقت کے رنگ میں کہدیا۔ تو پھر کیا ہوا۔ محمد رسول اللہ صلعم کی وجہ سے مدینہ منورہ بھی تو ارض حرم کہلایا۔ لیکن نہ محمد رسول اللہ صلعم نے مدینہ میں جمع ہونے والے ہجوم کو ظلی حج قرار دیا۔ نہ حضرت مسیح موعود نے قادیان میں جمع ہونیوالے ہجوم کو ظلی حج فرمایا۔

ظلی قبلہ کی ضرورت

حج تو اپنے اندر قبلہ میں جو مرکز اسلام کی حیثیت رکھتا ہے جمع ہونے اور وحدت و مساوات و اخوت کے مظاہرہ کو چاہتا ہے۔ ظلی حج کا شوق ہے تو قادیان کو ظلی قبلہ بناؤ تب بات کہیں ٹھکانے بیٹھے گی۔ اس مقصد کے حصول کے مدارج تو سب طے ہو چکے ہیں ظلی حج کا اعلان تو پہلے ہو چکا تھا۔ اب کے جلسہ سالانہ یا ظلی حج میں جناب خلیفہ صاحب نے منڈوے کے اسٹیج پر سے جو ظلی عرفات کہلانے کا مستحق کیوں نہ ہو جو خطبہ ارشاد فرمایا ہے اس میں شعائر اللہ کی بھی سیڑھی طے کرادی ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حج کے احکام میں مختلف شعائر اللہ کا ذکر فرمایا ہے یعنی کعبہ۔ صفا۔ مروہ۔ وغیرہ اسی طرح جناب میاں محمود احمد صاحب نے بھی قادیان میں شعائر اللہ گنوا دیئے ہیں جن میں مسجد مبارک بہشتی مقبرہ۔ منارۃ المسیح۔ حضرت ام المومنین۔ یعنی اہلیہ محترمہ حضرت مسیح موعود کا خاص طور پر ذکر کیا۔

قادیان کے شعائر اللہ

مسجد مبارک تو خیر مسجد ہوئی۔ ممکن ہے میاں صاحب موصوف کے نزدیک اسے ظلی کعبہ بھی کہہ دینا بجا ہو۔ بہر حال مسجد کے متعلق تو میں کچھ اعتراض نہیں کرنا چاہتا لیکن باقی تینوں چیزوں کے شعائر اللہ ہونے میں مجھے کلام ہے۔

اوّل تو یہ کہ جب ہمارے نبی کریم صلعم کی ازواج مطہرات کا شمار شعائر اللہ میں نہ ہوا تو حضرت مسیح موعود کی زوجہ محترمہ کا شمار شعائر اللہ میں کسطرح ہو سکتا ہے؟ آخر بروز کو نسبت اصل سے ہی ہوگی۔ یا بروز اصل سے مختلف ہوگا۔ معاذ اللہ کما یلہم لہلک المقال

دوم بہشتی مقبرہ ایک قبرستان ہے مکہ یا مدینہ کے قبرستان بھی شعائر اللہ میں داخل ہیں؟ اگر نہیں تو قادیان کے قبرستان کو شعائر اللہ میں داخل ہونے کی کیا خصوصیت ہے؟ مدینہ کا قبرستان جنت البقیع ہے اس میں بڑے بڑے صحابہ اور ازواج مطہرات اور خدا کے برگزیدہ مدفون ہیں جن کے جنتی ہونے کا امید ہمیں میاں صاحب موصوف انکار کر سکتے ہیں؟ آخر کوئی مقبرہ بہشتی جنتی لوگوں کی وجہ سے ہی کہلائیگا۔ کسی کی زمین کو بہشتی نہیں بنا دیا کرتی۔ تو پھر جب جنت البقیع بہشتی مقبرہ یقیناً ہوتے ہوئے شعائر اللہ نہ بنا تو قادیان کا بہشتی مقبرہ شعائر اللہ کیسے بن گیا۔ کیا قبر پرستی کی تجویز پرستی کا لازمی ضمیمہ اور نتیجہ ہے یہ ٹھیک ہے یا کہ نہیں؟

منارۃ المسیح

سوم منارۃ المسیح کو میاں محمود احمد صاحب نے خود تعمیر کیا۔ حضرت مسیح موعود اس کے بانی نہیں کہلا سکتے۔ کچھ شک نہیں کہ آپ نے اسے شروع ضرور کیا تھا۔ انہوں نے آنحضرت صلعم کے کشف کے منارہ دمشقی کو ایک منارہ کی شکل میں ظاہر میں بھی پورا کرنا چاہا تھا لیکن خدائی حکمت و مصلحت نے نہ چاہا کہ وہ حدیث جو از سرتا پا مجاز اور استعاروں سے پُر ہے اسے ایک منارہ کھڑا کر کے حقیقت کی طرف گھسیٹا جائے جس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصان متصور ہے۔ کیونکہ اگر اس کا ایک حصہ حقیقت کے رنگ میں لے لیں تو باقی حصوں کو مجاز کے رنگ میں لینے میں ہماری پوزیشن کمزور ہو جاتی ہے۔ اسی لئے بعد میں حضرت مسیح موعود نے اس خیال کو ترک کر دیا اور اس کی تعمیر کے لئے روپیہ اور سامان موجود ہونے کے باوجود اسے نہ بنایا۔ میاں صاحب موصوف کو اپنے مریدوں کو اپنا کوئی کارنامہ دکھانا منظور تھا۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے اس متروک خیال کو لیکر مریدوں کے لئے منارہ کھڑا کر دیا۔ بھولے بھالے مرید اسی پر خوش ہیں کہ ہمارے خلیفہ صاحب نے بڑا تیر مارا جو ایک منارہ تعمیر کر دیا۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ دنیا میں بڑی بڑی عمارتیں محلات۔ منارے۔ مسجدیں قلعے بنا کرتے ہیں۔ خود میاں صاحب کا قصر خلافت بنام دار الانوار اب تعمیر ہو رہا ہے۔ تو ایک منارہ تعمیر کر دینا کونسا بڑا کارنامہ ہے۔ اصل کارنامہ تو وہ منارہ تعمیر کرنا ہے جس پر قدم پڑنے سے اسلام کی فتح ہوتی ہے اور وہ تھا وہ لٹریچر پیدا کرنا جس سے اسلام کا غلبہ تمام ادیان باطلہ پر ہو جس سے محمدیوں کا قدم اس جنگ میں جو اسلام کے برخلاف چاروں طرف برپا ہے محکم اور مضبوط ہو جائے اسی منارہ کے متعلق حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا تھا۔ کہ

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند محکم افتاد

جس منارہ کو بنانے حضرت مسیح موعود تشریف لائے تھے۔ وہ اینٹ پتھر کا تو نہ تھا جسے راج اور معمار بنایا کرتے ہیں۔ بلکہ وہ منارہ اس لٹریچر کا تھا جس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود نے محمدیوں کا پاؤں اس جہاد کبیر میں جو اسلام کے خلاف ہر طرف برپا ہے محکم کر دیا۔ پس اس منارہ کے اصلی معمار وہی ہیں جو حضرت مسیح موعود کے ساتھ اس منارہ کی دن رات تکمیل کر رہے ہیں۔ اینٹ پتھر کا ایک منارہ بنا کر مریدوں کو دے دینا

میاں صاحب کے تعمیر کردہ منارہ کی حقیقت

درحقیقت بچوں کے ہاتھ میں ایک کھلونا دے دینے کے مترادف ہے۔ میاں صاحب موصوف چونکہ اپنے مریدوں کو خوب پہچانتے ہیں اس لئے انہوں نے بچوں کو ایک شغل اس طرح بنا دیا۔ خود فرماتے ہیں:۔

> "میں ابھی جماعت کی کمزوری پر زیادہ کلام نہیں کرتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں ابھی جماعت میں وہ بلوغت نہیں آئی جبکہ عقل پختہ ہوتی ہے۔ بسا اوقات میں کسی چیز کے متعلق اپنی رائے اس لئے بیان نہیں کرتا کہ جماعت کی حالت ابھی بچوں کی سی ہے" (الفضل خطبہ میاں صاحب ۳ جون ۱۹۳۲ء)

پس ایسے بچوں کو تو وہ منارہ ایک شعائر اللہ بنا کر بہلایا جا سکتا ہے۔

دنیا بھر کے مسلمانوں کا مطالبہ

لیکن آخر دنیا بھر کے مسلمان کس طرح اسے شعائر اللہ مان لیں گے وہ کہیں گے اگر یہ منارہ حقیقت میں منارۃ المسیح ہے جس کا ذکر پیشگوئی میں ہے۔ تو دمشق کا شہر دکھاؤ۔ وہ دو زرد چادریں اور دو فرشتے بتاؤ کہاں ہیں جن کے ساتھ مسیح نے آنا تھا۔ اگر یہ کہو کہ وہاں مجاز ہے تو پھر منارہ بھی مجاز ہونا چاہیے ورنہ قادیان کا منارہ دمشق کا منارہ کیسے بن سکتا ہے۔ انہی وجوہات سے حضرت مسیح موعود نے یہ خیال ترک کر دیا تھا لیکن میاں صاحب نے اپنی خلافت کا کارنامہ اسے بنا کر خواہ مخواہ بات کو پیچیدہ کر دیا

صرف ظلی قبلہ کا اعلان باقی ہے

الغرض شعائر اللہ کی سیڑھی طے ہو چکی۔ ظلی حج کا اعلان ہو چکا۔ میاں صاحب اور ملت محمودیہ کے عقیدہ میں ظلی صرف طریق حصول کے فرق کو ظاہر کرتا ہے۔ نفس شے میں فرق نہیں ظاہر کرتا پس ظلی حج بھی اسی طرح حج بن گیا جس طرح ظلی نبی سے نبی بنا تھا۔ اب ظلی قبلہ کا اعلان باقی ہے۔ سو وہ بھی ہو جانا چاہیئے تا کہ اس رکن شرعی کی تکمیل ہو جائے۔ بغیر قبلہ کے حج ایک نامکمل بلکہ بے معنی چیز بن کر رہ جاتا ہے۔ میاں صاحب موصوف کو اس بات کا اطمینان دلانے کی ضرورت نہیں کہ ان کے مرید فوراً آمنا و صدقنا کہنے کو تیار ہو جائیں گے۔ ظلی حج کے اعلان کو انہوں نے بڑی خوشی سے ہاتھوں ہاتھ لیا اور سر آنکھوں پر رکھا۔ اور ذرا دشمن مانے بلکہ لڑنے جھگڑنے کو تیار ہو گئے۔ تو ظلی قبلہ تو اسکا ایک تتمہ ہوگا۔ میں تو سمجھتا ہوں اس دن مرید لوگ جشن منائیں گے۔

میاں صاحب کا قادیانی جماعت کے متعلق اپنا قول

میاں صاحب خود بھی جانتے ہیں۔ فرماتے ہیں "ابھی جماعت میں وہ بلوغت نہیں آئی جبکہ عقل پختہ ہوتی ہے۔ ابھی یہ حالت ہے کہ اگر کوئی عیب بیان کیا جائے تو قطع نظر اس کے کہ وہ کہاں تک ہے اور کس حد تک ہے۔ لوگ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ جس میں یہ عیب پایا جاتا ہے اس سے زیادہ ذلیل چیز اور کوئی نہیں اور

عالمِ اسلام

— افغانستان میں بعض قبائل نے پھر شورش شروع کر دی ہے۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے۔ کہ حکومت افغانستان نہایت آسانی سے اس معمولی بغاوت پر قابو پالیگی۔ کابل سے شورش زدہ علاقہ کی طرف فوجیں روانہ ہو چکی ہیں۔

— عراق میں نینوا کے قریب محکمہ آثار قدیمہ کے متعلق ایک اعلیٰ درجہ کی درسگاہ کھولی جائیگی۔ انگلستان اور عراق میں اس کے لئے فراہمی سرمایہ کا کام ہو رہا ہے۔

— مصر کے سیاسی حلقوں میں افواہ ہے۔ کہ صدقی پاشا کی وزارت تھوڑے ہی عرصہ کی مہمان ہے۔ حال ہی میں تمام وزراء مدبرین اور کمانڈر افواج نے شاہ مصر سے جو ملاقات کی تھی۔ اس کی نسبت خیال کیا جاتا ہے، کہ وہ اسی سلسلہ میں تھی۔

— مکہ معظمہ کی آخری اطلاع سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ امسال حاجی بکثرت تعداد میں آرہے ہیں چین سے بھی غیر معمولی تعداد میں حاجی آرہے ہیں

— تازہ ترکی اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ غازی مصطفٰے کمال پاشا نے عوام کی حالت سے باخبر ہونے کیلئے بعض صوبوں کے دورہ کا فیصلہ کیا ہے۔ اور آج کل دورہ میں مصروف ہیں۔ جہاں بھی آپ تشریف لے گئے ہیں۔ عوام و اکابر نے آپ کا پرجوش استقبال کیا ہے

— معاصر جامعہ اسلامیہ کا نامہ نگار مقیم ٹیونس رقمطراز ہے۔ کہ ٹیونسی مسلمان فرانسیسی سیاست کے تشدد کی وجہ سے سخت تباہ حال ہو رہے ہیں۔ غیر ملکی مال اس کثرت سے آرہا ہے۔ کہ تقریباً تمام ملکی صنعتیں تباہ ہو چکی ہیں۔ فرانسیسی حکام عیش و عشرت میں مصروف ہیں، وہ رعایا کی مصیبتوں سے بالکل بے پرواہ ہو رہے ہیں کسی درخواست کسی التجا پر توجہ نہیں دیتے۔ حکومت نے جو تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کے تمام ارکان فرانسیسی اور یہودی ہیں۔ عوام کو اس کمیٹی سے کسی بھلائی کی توقع نہیں ہے۔

— بعض عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن بنانے کی کوشش کے بعد ایک اور سکیم بنائی جارہی ہے جس سے شام کو آرمینیوں کا قومی وطن بنانا مقصود ہے۔ آرمینی لوگ اس غرض سے لٹریچر شائع کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک آرمنی ادارہ نے "ہم اور شام"، کے نام سے ایک کتاب شائع کی ہے۔

— عرب کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ بغاوت عسیر کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ تمام باغی مطیع ہو گئے ہیں۔ چونکہ حکومت عربیہ اس امر سے باخبر ہے۔ کہ باغی قبائل کو اجنبی طاقتوں نے آمادہ فساد کیا تھا۔ اس لئے وہ کسی انتقامی کارروائی کا ارادہ نہیں رکھتی۔ بلکہ اس نے اپنے فوجی حکام کو سختی سے ہدایت کی ہے۔ کہ جو لوگ امن کے خواستگار ہوں ان کو پناہ دی جائے۔

— ایرانی حکومت نے جب سے اینگلو پرشین آئل کمپنی کا ٹھیکہ منسوخ کیا ہے اکثر انگریزی اخباروں نے ایران، حکام ایران و شاہ ایران کے خلاف سخت پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔

— طہران کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایران کی جملہ درسگاہوں کے طلباء کا شمار مکمل ہو گیا ہے۔ اس کا اعلان عنقریب کر دیا جائیگا اس قدر معلوم ہو چکا ہے۔ کہ طلبا کی تعداد گذشتہ سال سے زیادہ ہے

— حکومت اٹلی طرابلس میں ایک زبردست نمائش منعقد کر رہی ہے۔ حکومت مصر نے بھی اس میں اپنی مصنوعات بھیجی ہیں۔

— حکومت ایران نے لاٹری کے ٹکٹوں کی فروخت اور درآمد کو قانوناً منع کر دیا ہے۔ ایران میں لاٹری کے ٹکٹ زیادہ تر جرمنی اور آسٹریا سے آتے تھے

خبریں

—— مشہور شاعر ڈاکٹر ٹیگور آج کل علیل ہیں۔

—— گاندھی جی کی مشہور انگریز چیلی میراں بائی کھی جیل میں بیمار ہے

—— گذشتہ ہفتہ گاندھی جی کی اہلیہ اور دوسری چھ خواتین جنہیں بوسد میں سزائے قید دی گئی تھی۔ سابرمتی جیل میں بھیج دی گئیں۔

—— آل انڈیا راجپوت کانفرنس کا سالانہ اجلاس لدھیانہ یا الہ آباد میں بمقام لاہور منعقد ہوگا۔

—— ریاست کپورتھلہ کے حکام ریاست کے زمینداروں کی حفاظت کیلئے قانون انتقال اراضی نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ ریاست اور بیرون ریاست کے ہندو اس کی سرگرم مخالفت کر رہے ہیں۔ اور حکومت کپورتھلہ کو طرح طرح کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔

—— اسمبلی میں قانون عدم ساخت کا مسودہ کثرت رائے سے مسترد ہو گیا۔

—— حکومت بنگال کلکتہ میں ایک اور مقدمہ سازش چلانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ ملزمین میں ہندوستان کے مختلف صوبوں کے ۵۳ مفرورین انقلاب پسند نوجوان شامل ہیں۔

—— اسمبلی کے مشہور مسلم ممبر شیخ عبداللہ ہارون سندھ اور بلوچستان کے متعلق عنقریب متعدد سوالات اسمبلی میں دریافت کریں گے۔

—— لاہور میں ابھی تک وبائے چیچک موجود ہے لیکن پہلے کی بہ نسبت کم

—— علومنہ المبشر نے ایک شفاخانہ دستوری ہے جس کی رو سے تمام سرکاری کنوؤں۔ اسکولوں۔ سڑکوں و دیگر پبلک مقامات وادیوں کو تمام اقوام کے لئے جن میں اچھوت بھی شامل ہیں کھول دیا ہے۔ وہ نیم سرکاری ادارے جن کو گورنمنٹ سے امداد ملتی ہے۔ اگر اچھوتوں اور دوسری اقوام کے لئے ان کو نہ دیں گے، نہ اٹھا دیں گے۔ تو ان کی سرکاری امداد بند کر دی جائے گی

—— وزیر کرکل چیف گورنمنٹ نے مسلمانان لائل پور کے مطالبات جو بالکل جائز تھے منظور نہیں کئے۔ اس لئے لائل پور کے جملہ مسلمانوں نے آئندہ میونسپل انتخاب کے مقاطعہ کا فیصلہ کیا ہے۔

—— نئی دہلی ۱۰ ر فروری۔ پرسوں کونسل ہاؤس میں مرکزی مجالس قانون ساز کے متعدد مسلم ارکان اور دوسرے مسلم اکابر کا ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں فیصلہ ہوا۔ کہ حجاج کی محافظت کیلئے ایک آل انڈیا کمیٹی بنائی جائے

—— آئرلینڈ اور برطانیہ کی کشمکش بدستور جاری ہے۔ نئے انتخابات میں مسٹر ڈی ویلرا کو زبردست اکثریت حاصل ہوگئی ہے۔ اور وہ دوبارہ صدر منتخب ہو گئے ہیں۔

—— دہلی ۱۱ر جنوری۔ حکومت ہند کے خاص احکام کے ماتحت کل صبح نئی چھاؤنی دہلی سے ایک فوجی دستہ الور کو روانہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ الور میں صورت حال پھر بہت نازک ہوگئی ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مہاراجہ الور اور نئے وزیر مال کے مابین سخت اختلافات رونما ہوگئے ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت ہند نے سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں دس فیصدی کی تخفیف میں سے جو پانچ فیصدی کی بحالی کا فیصلہ کیا ہے۔ اس پر حکومت پنجاب بھی عمل کرے گی لیکن اس کے ساتھ ہی ملازموں کو انکم ٹیکس ادا کرنا پڑیگا۔

—— لاہور اور پنجاب کے دیگر مقامات سے حاجی بکثرت روانہ ہو رہے ہیں۔

—— گذشتہ ہفتہ بیگم صاحبہ بھوپال دہلی پہنچیں۔ ریلوے اسٹیشن پر متعدد سرکاری و غیر سرکاری حضرات و خواتین نے استقبال کیا۔ ۱۳ر فروری کو بمدو علا ہو پہنچ گئیں

—— جالندھر ۱۱ر فروری۔ کل صبح گورنر پنجاب یہاں تشریف لائے

—— صوبہ سرحد کی کونسل نے اسلامیہ کالج پشاور کی سالانہ گرانٹ میں ۴ ہزار روپے کے اضافہ کا اور پشاور میں ایک گرلز اسکول کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔

—— ہمالیہ کی بلند ترین چوٹی ایورسٹ پر چڑھنے کے لئے جو وفد انگلستان سے روانہ ہوا تھا۔ وہ گذشتہ ہفتہ ہندوستان پہنچ گیا ہے جو ہم مشاق اشخاص پر مشتمل ہے۔

—— بمبئی ۱۲ر فروری۔ کل جہاز کامورن سے رؤف بے سابق صدر اعظم ٹرکی ہندوستان پہنچے

—— مولانا حسرت موہانی اپنی بیگم صاحبہ کی معیت میں عنقریب عرب روانہ ہو جائیں گے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آپ نے حج کے لئے عزم سفر کیا ہے۔

—— حکومت روس نے اعلان کیا ہے۔ کہ سوویٹ روس کی مجموعی آبادی ۱۶ کروڑ ۳ لاکھ ۶۶ ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ اس ملک میں کارخانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اور بے شمار نئے قصبے آباد ہو گئے ہیں۔ ۴۶ شہر ایسے ہیں جن کی آبادی ایک لاکھ سے زیادہ ہے

—— یہ خبر سیاسیات یورپ سے دلچسپی رکھنے والے کے لئے باعث حیرت ہو رہی ہے۔ کہ حکومت جرمنی سابق قیصر جرمنی کے چوتھے بیٹے شہزادہ آگسٹ ولیم کو موجودہ سوشلسٹ گورنر کی جگہ پروشیا کا گورنر مقرر کرنیوالی ہے

—— گذشتہ ہفتہ لنڈن کے دارالامراء میں ہندوستان کی جدید اصلاحات کے موضوع پر مباحثہ ہوا۔ متعدد مدبرین برطانیہ نے جن میں لارڈ ریڈنگ اور لارڈ ارون کے اسماء بھی شامل ہیں۔ تقریریں کیں

—— لنڈن ۱۱ر فروری۔ سر وانیال ہارس کا انتقال ہوگیا۔ آپ ہی ہندوستان میں کونین کا پودا لائے تھے۔

—— لکھنؤ یونیورسٹی زنانہ کالج میں مشرقی زبانوں کی تعلیم بند کر دینا چاہتی ہے۔ ہندو مسلمان دونوں یونیورسٹی کے اس ارادے سے بیزار ہیں۔

—— اخبار سیاست اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ لالہ بودھ راج ساہنی چیف جج ریاست جموں و کشمیر کا نوجوان لڑکا لاہور میں پر اسرار طریق پر انتقال کر گیا۔ متوفی اپنے بھائی مسٹر ورسین ساہنی وکیل کے پاس رہتا تھا۔ رات کو وہ اپنے کمرے میں سویا۔ صبح مردہ پایا گیا۔ بندوق پاس پڑی ہوئی تھی۔ لاش جموں لے جائی گئی۔

—— بنارس ۱۲ر فروری۔ کل شام ٹاؤن ہال میں راسخ العقیدہ ہندوؤں کا ایک جلسہ اچھوتوں کے داخلہ مندر کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کیلئے منعقد ہوا۔

تار کا پتہ۔ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلحُ خَیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

جلد ۲۱ — لاہور۔ یوم یک شنبہ مطبوعہ ۲۳ شوال ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹ فروری ۱۹۳۳ء — نمبر ۱۱

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا

مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را بر و شد اختتام

آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست

بادۂ عرفان ما از جام اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی۔

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے۔

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جناب بیرن کا قبولِ اسلام

(از جناب منشی محمد صدیق حسن صاحب دہلوی)

۶۔فروری کو دہلی کے مشہور نوجوان مخیر رئیس شیخ حافظ نجم العارفین صاحب نے جناب بیرن کے اعزاز میں ایک شاندار ٹی دیا اس موقعہ پر معزز میزبان نے منشی صاحب موصوف سے چند اشعار کی فرمائش کی وہ ابھی مصروفِ فکر ہی تھے کہ صحبت ختم ہو گئی اور مندرجہ ذیل بند اس مجلس میں پڑھے جا سکے۔ ذیل میں شکریہ کے ساتھ درج کیے جاتے ہیں (مدیر)

ہے غلط یہ کہ ہے اسلام رہینِ شمشیر — اس کی فطرت نے خود ہی اس کی بڑھائی توقیر

عمر بیرن ہیں یہاں جاگتی جیتی تصویر — حسن اسلام کی سن لے کوئی اُن سے تفسیر

شان رحمت نے دکھایا وہ نرالا جلوا

خیرگی جس سے ہوئی ان کی نظر میں پیدا

سن کے اخلاقِ محمدؐ کے زباں سے چرچے — کھنچ گئے دل پہ خود ہی مہر و وفا کے نقشے

اس کی اقلیم میں چلنے لگے حق کے سکے — جلوے آنے لگے کثرت میں نظر وحدت کے

کلمہ پڑھ کے خود ہی یہ تو مسلمان ہوئے

دینِ احمدؐ پہ دل و جان سے قربان ہوئے

تھی نہ تحریص نہ ترغیب نہ تحریک کا نام — ذکرِ احمدؐ[1] نے کیا بڑھ کے وہ تلوار سے کام

آپ بیرن ہوئے خود حلقہ بگوشِ اسلام — پی لیا خود نے وحدت کا چھلکتا ہوا جام

جام عرفاں کی یہ مستی سے جو سرجوش ہوئے

مست توحید گناہوں سے سبکدوش ہوئے

کوئی خنجر تھا نہ بھالا تھا نہ تلوار کہیں — جبر و اکراہ کا تھا نام نہ زنار کہیں

باعثِ بندہ نوازی ہوئے سرکار کہیں — مہر و الفت تھی کہیں آپ کا ایثار کہیں

جذبۂ خلق محمدؐ کی یہ تاثیر تھی بس

موم پتھر کو بنانے کی یہ تدبیر تھی بس

ہم میں ہو جائیں جو صدیق یہ پیدا جوہر — کام بگڑے ہوئے بن جائیں ہمارے یکسر

فرض ہم سمجھیں جو تقلیدِ جنابِ سرور — کلمہ پڑھنے لگیں دنیا میں ہمارا اکفر

پھر زمانہ میں ہر ایک صاحبِ ایماں ہو جائے

کلمہ پڑھ پڑھ کے جہان سارا مسلماں ہو جائے

[1] اسم احمد کی ضمیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہے۔ (صدیق دہلوی)

مسرت انگیز اطلاع

گذشتہ اشاعت میں ایک مسرت انگیز اطلاع شائع کرنیکا اعلان کیا گیا تھا وہ یہ ہے کہ ہم

پیغام صلح کا خاص نمبر

شائع کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں جس میں نہایت بلند پایہ مضامین نظمیں اور دیدہ زیب تصاویر و صفحات جمیل ہونگے خواتین اور بچوں کی دلچسپی کیلئے بھی اس میں کافی سامان کیا جائے گا۔ یہ

شاندار نمبر

کب شائع ہوگا اور اس کا نام اور قیمت کیا ہوگی یہ تمام باتیں ابھی پورے طور پر طے نہیں ہوئیں۔ آئندہ اشاعت کا انتظار کیجئے

"زمیندار" کا جھوٹا پروپیگنڈا

درانی کا اعترافِ جرم اور معافی نامہ

۱۷ فروری ۱۹۳۳ء کے زمیندار میں ایک واقف حال نے مسجد برلن کے بارہ میں خامہ فرسائی کر کے اپنے خبث باطن کا ثبوت دیا ہے۔ اگر درانی نے اس خانہ خدا کے وقف کو رہن نہ رکھا تھا تو ہمیں کیا ضرورت پڑی تھی۔ کہ ہم خدا اور رسول اور اسلام کا نام لیکر اپنے نفس اور لوگوں کو دھوکا دیتے۔ بہرحال چونکہ مختلف ذرائع سے محض سلسلہ احمدیہ کو بدنام کرنے کیلئے مولانا معاش کی طرف سے پروپیگنڈا جاری ہے۔ اور اب درانی جیسے آدمی کو بھی جس نے مسجد کا وقف غیر مسلموں کے پاس رہن رکھ کر اسلام اور مسلمانوں کے اقتدار کو ضعف پہنچایا۔ حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ خود درانی کی تحریر کا کچھ حصہ پبلک کی آگاہی کے لئے شائع کر دیا جائے۔ تاکہ معاملہ کسی مزید تشریح کا محتاج نہ رہے اور وہ تحریر یہ ہے:۔

"احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ایک مسجد معہ صحن اور ایک ملحقہ مکان ہے۔ یہ تمام جیسا کہ میں اب سمجھتا ہوں ایک ہی جیز اور جائداد وقف ہے۔ میں انجمن کا ملازم تھا۔ اور اس کی طرف سے ۳ سال آٹھ ماہ تک مسجد کا انچارج تھا۔ انجمن اور میرے درمیان میری تنخواہ اور الاؤنسوں کے بارہ میں جھگڑا پیدا ہوا۔ جب مجھے سخت مالی تنگی محسوس ہوئی۔ تو مجھے اپنے گذارہ اور واپسی کرایہ کے لئے روپیہ کے حصول کیلئے مسجد کے ملحقہ مکان کو رہن کر دینے کا خیال سوجھا۔ اگرچہ میں حق بجانب نہ تھا۔ اور نہ مجھے کوئی اختیار رہتا۔ میں نے روپے کے حصول کیلئے بنکوں سے خط و کتابت شروع کی۔ اور مارچ و اپریل ۱۹۳۰ء میں ایسی خط و کتابت جاری رکھی۔ ۲۲ اپریل ۱۹۳۰ء کو مجھے انجمن کی طرف سے ۱۶ پونڈ ملے۔ یہ رقم میرے اخراجات کے لئے ناکافی تھی۔ ۱۶ مئی ۱۹۳۰ء کو میں نے مکان اور صحن سولہ ہزار مارک کے عوض مقورنگیس لینڈر ٹی پرشن بنک وہمر کے پاس رہن کر دیئے۔ مجھے امید تھی۔ اور میرا ارادہ تھا۔ کہ یہ روپیہ واپس کر دوں ۱۳ جولائی ۱۹۳۰ء کو انجمن کی طرف سے مجھے تین سو پچاس ۳۵۰ پونڈ موصول ہوئے۔ اگست کے اخیر تک مجھے مزید ایک سو پونڈ وصول ہو گئے۔ اور پھر مزید ایک سو پونڈ نومبر ۱۹۳۰ء کے اخیر انجمن نے بنک میں جمع کرا دیا۔

میں شروع اکتوبر ۱۹۳۰ء میں ہندوستان کے لئے روانہ ہو پڑا۔ میں نے تمام حالات بیان کر دیئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان کو روانہ ہونے سے پہلے میرے پاس رہن کی رقم ادا کر دینے کے لئے کافی ذرائع موجود تھے۔ میں نے اسے بنک کو ادا کر دینے کی کوشش کی لیکن افسوس کہ قبل از وقت لینے سے انکار کر دیا

اس لئے میں روپیہ ہندوستان کو لے آیا۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ میں کاروبار کے منافع سے رہن کی رقم واپس کر دونگا۔ میں نے ایک اخبار مسلم انڈیا جاری کیا۔ اور اس پر روپیہ خرچ کیا۔ یہ ناکامیاب ہو گیا۔ میں نے کتابیں شائع کرنی شروع کیں۔ لیکن وہ کام بھی ناکام ثابت ہوا۔ اور میرے پاس کچھ روپیہ نہ رہا۔ انجمن تعزیرات ہند کی دفعہ ایس ۴۰۸ کے ماتحت میرے خلاف کارروائی کر رہی ہے۔ بباعث برلن کے مکان کو رہن کرنے کے میں نے انجمن کے ممبروں سے التجا کی ہے۔ کہ وہ میرے خلاف مقدمہ واپس لے لیں۔ میں نے سخت مایوسی اور خفگی کی حالت میں انجمن کے خلاف ایک مضمون تازیانہ میں لکھا جس کے لئے میں دل سے اظہار افسوس کرتا ہوں۔ اور ان کے سامنے زبانی اظہار افسوس کر دیا ہے۔ الخ

یہ ساری تحریر تین صفحوں پر لکھی ہوئی ہے۔ جس کے ہر ایک صفحہ پر درانی کے دستخط موجود ہیں۔ اور آخر پر اس نے صاف لکھدیا ہے۔ کہ انجمن اس بیان کو شائع کر سکتی۔ یا کسی دوسری طرح استعمال کر سکتی ہے۔

اسی تحریر کی بنا پر درانی نے بعدالت جناب مشر شیخ محمود صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لاہور ذیل کی درخواست پیش کی۔ جس کی بنا پر مقدمہ واپس لے لیا گیا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بنام فضل کریم خاں

جرم زیر دفعہ ۴۰۸ تعزیرات ہند

جناب عالی

استغاثہ مندرجہ بالا میں نے اپنی دیانتدارانہ ذمہ داری کو جیسا کہ میں پہلے بھی تسلیم کرتا تھا تسلیم کر لیا ہے۔ اور مبلغ ۲۰۰ روپے کی کتب میں نے مستغیث کو دے دی ہیں۔ اور باقی رقم یعنی ۹۰۰ روپیہ کا پرونوٹ لکھ دیا ہے۔ اور میں نے اظہار افسوس اور ندامت مستغیث کے پاس کر دی ہے کہ میں نے جائداد مستغیث کو رہن رکھا۔ اور پھر ہندوستان آ کر اس کے متعلق بے جا طور پر مضامین لکھے ہیں نے ایک تحریری بیان مستغیث کو دے دیا ہے جس میں یہ باتیں درج ہیں۔

اس لئے گذارش ہے۔ کہ مقدمہ ہذا مستغیث کی درخواست کے مطابق واپس فرمایا جائے۔"

مندرجہ بالا واقعات کو زمیندار کے جھوٹے مضمون کے ساتھ مقابلہ کرنے سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ انجمن کا کہاں تک قصور ہے۔ اگر ہمیں ضرورت پڑی۔ تو محض حق کے اظہار کی خاطر ہم خود درانی کی تحریروں سے ثابت کر دیں گے۔ کہ انجمن کہاں تک اس شخص کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کرتی رہی۔ اور بالآخر اس شخص نے اشاعت اسلام کے کام سے کیا سلوک کیا وہ خود تسلیم کرتا ہے۔ کہ برلن سے ہندوستان کی روانگی کے وقت اس کے پاس مرہونہ جائداد واگذار کرانے کے لئے کافی روپیہ موجود تھا لیکن بجائے اس کے کہ وہ ایمانداری ظاہر کرتا۔ اور یہ روپیہ انجمن کو واپس کر دیتا۔ یا انجمن کے نام بنک میں جمع کرا دیتا۔ وہ اسے ذاتی مصرف میں لے آیا۔ اس کی رہن کی غلطی قابل فروگذاشت ہوتی۔ اگر وہ رقم انجمن کو اسی وقت واپس کر دیتا۔ اور اصل حالات کا اظہار کر دیتا۔ لیکن ہندوستان آنے پر بھی اس نے انجمن کو اطلاع تک نہ دی۔ کہ وہ جائداد کو رہن کر آیا ہے۔ بلکہ ایک ششماہی کا سود بھی بنک کو اس نے بالا ہی بالا ادا کر دیا۔ دوسری ششماہی کا سود بوجہ شرح تبادلہ کی کمی کے باعث بنک کو کم وصول ہوا۔ تو اس نے انجمن سے کمی کا مطالبہ کیا جس پر بنک سے مزید خط و کتابت کرنے سے یہ راز فاش ہو گیا۔

نہ ہمیں درانی کی زبان بندی کی ضرورت تھی۔ نہ اس کا بدنام کرنا مقصود تھا۔ وہ بدنام ہوا تو اپنے افعال سے۔ اس کی زبان بندی ہوئی۔ تو خود اس کے عملوں سے۔ اس کی اپنی تحریر کل واقعات پر روشنی ڈالتی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | لاہور، یوم یکشنبہ ۲۲ر شوال المکرم ۱۳۵۱ھ | نمبر ۱۱

"اللہ کی صندوقچی"

دینی کاموں سے وابستگی پیدا کرنے کی بہترین تجویزیں

حضرت امیر ایدہ اللہ کی دو تجویزیں

گذشتہ عید پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا۔ وہ پیغام صلح کی ۸ر فروری کی اشاعت کے صفحہ ۱۲ پر شائع ہو چکا ہے۔ امید ہے۔ کہ تمام قارئین نے اس کا بغور مطالعہ کیا ہوگا۔ اگر کوئی دوست اس سے اب تک محروم ہوں۔ تو وہ اسے اپنی پہلی فرصت میں پڑھیں۔ اس میں حضرت ممدوح نے عید کی مسرت کا راز بیان فرماتے ہوئے قومی مسرت کے اسباب پر روشنی ڈالی تھی۔ اور قوم کے سامنے دو ایسی مفید سہل اور ضروری تجویزیں رکھی تھیں جن پر عمل کرنے سے ہماری انفرادی و قومی زندگی مسرتوں اور کامیابیوں سے لبریز ہو سکتی ہے۔

پہلی تجویز

ان میں پہلی تجویز تو یہ تھی کہ ہر ایک شخص کلمہ حق کو دوسروں تک پہنچائے۔ اور ہم میں سے ہر ایک فرد کو عہد کر لینا چاہیئے۔ کہ میں اپنے کسی بھائی، بچے، یا کسی اور رشتہ دار دوست یا دشمن کو اس وقت تک کلمہ حق پہنچاتا رہونگا جب تک کہ زیر تبلیغ آدمی کو اس پر عامل نہ دیکھ لوں۔ اگر اس زرین نصیحت پر عمل شروع ہو جائے۔ تو دنوں میں ایک ایسا حوصلہ افزا اور پر امید ماحول پیدا ہو سکتا ہے جس میں مایوسی جمود، ناکامی اور پست ہمتی کے لئے کوئی جگہ ہی باقی نہیں رہے گی۔ قومی کاموں کے لئے جمود اور پست ہمتی نہایت نامبارک چیزیں ہیں جب کسی قوم کے افراد جذبہ عمل اور صحیح جوش سے محروم ہو جائیں۔ تو اس کا مستقبل محفوظ نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس کے ساتھ یہ بھی دنیا کی بار بار آزمائی ہوئی ایک حقیقت ہے۔ کہ کام میں شرکت اور وابستگی ہی سے جذبہ عمل میں ترقی ہوتی ہے۔ اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارا سب کا فرض ہے۔ کہ امیر قوم کے اس ارشاد کو اپنی روزانہ زندگی کا حصہ بنائیں۔ ہم انشاء اللہ کسی قریبی اشاعت میں اس موضوع پر مفصل لکھیں گے۔

دوسری تجویز

دوسری تجویز یہ تھی۔ کہ ہر ایک فرد جماعت مہینہ کے تیس (۳۰) دنوں میں سے صرف تین دن کے لئے اپنے خورد و نوش اور دوسرے اخراجات میں کچھ کمی کر دیا کرے۔ مثلاً جو دوست پلاؤ یا قورمہ کھاتے ہیں۔ وہ معمولی سالن کھا لیا کریں۔ جو گوشت کھاتے ہیں۔ وہ دال پر گذارہ کر لیا کریں۔ جن کے ہاں دال پکتی ہے۔ وہ چٹنی یا نمک مرچ کے ساتھ روٹی کھا لیا کریں۔ اور اس طرح جو رقم پس انداز ہو۔ وہ انجمن کے بچت فنڈ میں دیدی جایا کرے۔ جس کی صورت یہ ہوگی۔ صندوقچیاں گھروں پر رکھوا دی جائیں گی۔ ان کی چابی انجمن کے محصل کے پاس رہے گی۔ ہر مہینے محصل جا کر صاحب خانہ کے سامنے صندوقچی کھولیگا۔ اور جمع شدہ رقم . . . . نکال کر اس کی رسید ان کے حوالے کر دیگا مہینے میں تین نفلی روزے ہوتے ہیں۔ اسی نسبت سے بچت کے تین دن رکھے ہیں۔ یقیناً کسی صاحب ہوش کو اس سہل تجویز کی اہمیت ضرورت اور نفع رسانی سے انکار نہیں ہو سکتا۔

احساس کی طاقت

احساس بڑی چیز ہے۔ دنیا میں جتنے بڑے بڑے کام ہوئے ہیں۔ یا ہو رہے ہیں۔ ان سب کی بنیاد قلب انسانی کی اسی محیر العقول طاقت پر ہی قائم ہوتی ہے۔ جسے احساس کہا جاتا ہے۔ احمدیہ جماعت کے سامنے بھی ایک بلند مرتبہ اور عظیم الشان کام ہے۔ ایسا کام جس پر ملت مسلمہ کے مستقبل اور نوع انسانی کی فلاح کے دامن کا دارومدار ہے۔ ضرورت ہے۔ کہ ہم اپنے دینی احساس کو ہر وقت بیدار رکھیں۔ چنانچہ اس تجویز سے ایک بڑی غرض خدمت اسلام کا احساس پیدا کرنا ہے

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد

جیسا کہ حضرت امیر نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:۔

"اس بچت فنڈ سے قوم کو مالی فائدہ کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہوگا۔ کہ تمام افراد کے دل میں خدمت دین کا ایک احساس پیدا ہو جائیگا جب کوئی اپنے کسی خرچ میں کمی کر کے صندوقچی میں کچھ ڈالیگا۔ تو اس کو خواہ مخواہ انجمن کے کام سے وابستگی پیدا ہو جائیگی۔ بچوں کے دلوں میں ابتدائے عمر سے خدمت دین کا جذبہ پیدا ہو جائیگا۔

دراصل اس تجویز کے ذریعہ انجمن کیلئے مالی امداد کا ایک ایسا ذریعہ پیدا کرنے کے علاوہ جس سے تکلیف کسی کو نہ ہو۔ اور قطرہ قطرہ مل کر ایک دریا بن جائے۔ میں اس احساس کو بھی قوت دینا چاہتا ہوں جو ہمارے دلوں میں خدمت اسلام کے لئے ہے۔ یقیناً اس ذریعہ سے یہ احساس ترقی کریگا۔ اور جس قدر ترقی کریگا۔ اسی قدر زیادہ خدمت اسلام کا کام ہم سے ہو سکیگا۔

افراد جماعت کا فرض

ہمارے خیال میں اس تجویز کے متعلق کچھ زیادہ کہنا بلا ضرورت ہے۔ اس کی ضرورت، اہمیت، فوائد، سب کے سامنے ہیں۔ اور یہ امیر قوم کی طرف سے پیش ہو رہی ہے۔ ہر ایک فرد جماعت کو کسی تاخیر کے بغیر اس پر عامل ہو جانا چاہیئے۔ تمام احمدی گھرانوں میں مجوزہ صندوقچی کا ہونا لازمی ہے۔ دیہات میں جہاں اخراجات سے نقد رقوم علیحدہ نہیں کی جا سکتی ہیں۔ وہاں غلہ وغیرہ علیحدہ کرنے کیلئے ایک مٹی کا برتن رکھ لینا چاہیئے۔ بچوں کو بھی اس نیک کام میں شرکت کا موقعہ دینا چاہیئے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے جیب خرچ میں سے ہر روز نہیں، تو کبھی کبھی ضرور صندوقچی میں ایک پیسہ دو پیسے یا ایک آنہ ڈال دیا کریں۔ اس صندوقچی کو اللہ کی صندوقچی سمجھنا چاہیئے اس کو گھر میں رکھنا اور اس میں کچھ نہ کچھ ڈالنا آپ کے لئے بہت سے روحانی و دنیوی فوائد کا باعث ہوگا۔ اللہ کے نام پر کچھ علیحدہ کرنے سے مال میں کمی نہیں، بلکہ ترقی ہوتی ہے۔ مہینے میں تین روز اخراجات میں کمی کرنے کیلئے آپ کو جو معمولی سی تکلیف ہوگی۔ اس میں بھی آپ ایسی روحانی لذت محسوس کریں گے جس کے سامنے تمام دنیوی لذائذ ہیچ ہیں۔

صندوقچیاں تیار ہو گئی ہیں

صندوقچیاں تیار ہو کر احباب لاہور میں تقسیم ہو رہی ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ و اکثر بزرگان لاہور نے مذکورہ تجویز پر عمل شروع کر دیا ہے۔ گو ماہ فروری کے بہت سے دن گذر چکے ہیں، لیکن حضرت امیر کا ارشاد ہے۔ کہ ابتدا اسی مہینے سے کی جائے۔ اور مہینے کے باقی ایام میں ہی تین دن کے لئے اخراجات میں بچت کی جائے۔ لاہور کے جن احباب کو صندوقچیاں نہ ملی ہوں، وہ منگوالیں۔ یا اطلاع دیدیں محصل خود پہنچا دیگا۔

بیرونی جماعتیں توجہ کریں

بیرونی جماعتوں کی خدمت میں بھی تاکیداً عرض ہے۔ کہ جلد از جلد صندوقچیاں منگوا کر مذکورہ تجویز پر عمل شروع کر دیں۔ اس میں تاخیر و تساہل ہرگز نہ ہو۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی خواہش ہے۔ کہ قوم کا ہر ایک فرد جلد سے جلد اس پر عمل پیرا ہو۔

اچھوتوں کا مندروں میں داخلہ

ہندوؤں نے سیاسی ضروریات اور مجبوریوں کی وجہ سے اچھوت ادھار کا جو ریاکارانہ اور بے معنی شور برپا کر رکھا ہے۔ اس کی حقیقت سے ہر ایک اخبار بین بخوبی واقف ہے۔ اگر یہ لوگ اچھوتوں کے ہمدرد ہوتے۔ تو ان کے لئے معاشرتی مساوات و حقوق کا سامان کرتے لیکن وہ اچھوتوں کو دھوکا دینے کیلئے ان کو مندروں میں داخل کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کے دکھ کی صحیح دوا نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح ان غریبوں کے لئے طرح طرح کی نئی مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ قدامت پسند اور راسخ العقیدہ ہندو جو زبردست اکثریت رکھتے ہیں۔ اپنے مذہب کے صریح احکام کی موجودگی میں مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کو ہرگز پسند نہیں کر سکتے۔ چنانچہ گاندھی جی کے ہیرو اسمبلی میں داخلہ مندر کے متعلق جو مسودہ قانون پیش کرنے والے ہیں۔ اس پر سناتن دھرمی حلقوں میں سخت بے چینی اور غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اس قانون کے پاس ہو جانے کی صورت میں یقینی طور پر

ہندوؤں اور اچھوتوں میں ایک خوفناک جنگ شروع ہو جائے گی۔ جس سے ملک کا امن برباد ہوئے بغیر نہیں رہیگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس جنگ میں زیادہ نقصان اچھوتوں کا ہوگا لیکن ان تمام حقائق سے باخبر ہونے کے باوجود گاندھی جی۔ ان کے پیرو اور آریہ سماجی حضرات اپنے ریاکارانہ اور بے معنی طریق عمل پر مُصر ہیں۔ اور دنیا کو یہ دھوکا دینے کی افسوسناک اور غیر منصفانہ کوشش کر رہے ہیں کہ اچھوتوں کے تمام مصائب کا حل اور مشکلات کا علاج "دیوا دیشن" یعنی مندروں میں داخلہ ہے۔ اور ہندو قوم کے ہزاروں سالوں کے انتہائی شرمناک مظالم کی تلافی صرف اسی ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر امبیدکار کی صاف بیانی

ڈاکٹر امبیدکار جو اچھوتوں کے سب سے بڑے اور مسلم لیڈر ہیں ہندوؤں کی اس چال کو بخوبی تاڑ گئے ہیں۔ کہ "دیوا دیشن" پر زور محض اچھوتوں کو بے وقوف بنانے کے لئے دیا جا رہا ہے۔ ان سے ہمدردی مقصود نہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے صاف الفاظ میں گاندھی جی سے کہہ دیا ہے کہ اچھوتوں کو مندروں میں داخل کرنے کے لئے قانون نافذ کرانا بے معنی ہے۔ اگر ہندو واقعی ان کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں تو چاتر ورن "یا ذات" کے نظام کو مٹانا چاہیئے۔ جو اچھوتوں کے مصائب اور ہندوؤں کی طرف سے ان پر ہونے والے مظالم کا حقیقی سرچشمہ ہے۔ اس کے جواب میں گاندھی جی نے ایک بیان شائع کیا ہے جس میں اچھوتوں سے اظہار ہمدردی اور اچھوت ادھار کے سلسلہ میں اپنی خدمات کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "ورن آشرم" یعنی جات پات کا انتظام نہایت ضروری ہے اور یہ نظام ہی دراصل ہندو دھرم ہے۔ میں ایک ہندو ہو کر اس کے خلاف کیسے جا سکتا ہوں۔ چار ورنوں کی غرض محض تقسیم عمل ہے۔ اس سے کسی کو ذلیل کرنا مقصود نہیں۔ ہم نے گاندھی جی سے کبھی بھی حسن ظن رکھنے کی غلطی نہیں کی۔ اس کے باوجود ان کا اس دیدہ دلیری سے یہ غلط بیانی کرنا کہ چار ورنوں کے ذریعہ کسی کو ذلیل کرنا مقصود نہیں۔ نہایت لائق تعجب ہے۔ ہندوؤں کی مستند مذہبی کتب گاندھی جی کی اس منطق کی تکذیب کر رہی ہیں۔ دراصل گاندھی جی وہ سیاسی ضروریات کی وجہ سے پے در پے ایسی حرکتیں کر رہے ہیں جن کو ایماندارانہ نہیں کہا جا سکتا۔

استرداد برار

برار سلطنت آصفیہ کا ایک حصہ ہے اور اعلیٰحضرت حضور نظام دکن اس کے قانونی و تاریخی طور پر مسلم مالک ہیں۔ جن حالات و ذرائع سے یہ صوبہ دولت برطانیہ کے قبضہ میں آیا ان کو بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ باتیں ہر اس شخص کو جو تاریخ ہند سے معمولی طور پر بھی واقف ہو معلوم ہیں۔ اعلیٰحضرت حضور نظام عرصہ سے حکومت انگریزی سے اس صوبہ کی واپسی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ حضور نے بارہا اس مطالبہ کی تائید میں تاریخی و قانونی شواہد و دلائل بھی پیش کئے جنکی تردید ناممکن اور انکار محال تھا۔ اس کے باوجود حکومت برطانیہ اس جلیل القدر اسلامی تاجدار سے انصاف پر آمادہ نہ ہوئی۔ اور اس کی خاموشی اور تاخیر والتوا برسوں سلطنت آصفیہ کے علاوہ تمام مسلمانان ہند کی بے چینی کا سبب بنا رہا لیکن اب ماہ رواں کے پہلے ہفتہ میں موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت انگریزی کو اپنی شدید بے انصافی کا احساس ہو گیا ہے۔ اور اس نے برار کی واپسی کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس کامیابی پر ہم اعلیٰحضرت شہریار دکن کی خدمت میں دلی خلوص کے ساتھ مبارکباد عرض کرنے کا فخر حاصل کرتے ہیں۔ واپسی کی مفصل شرائط ابھی تک صیغہ راز میں ہیں اسلئے ان پر کسی قسم کا تبصرہ ممکن نہیں لیکن اس قدر واضح کر دینا ضروری ہے کہ برار کی واپسی اسی صورت میں مسلمانان ہند کے لئے موجب اطمینان ہو سکتی ہے۔ جبکہ وہ حقیقی واپسی ہو۔ تاریخ اور برطانی مفاد کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کسی قسم کی پابندی کے بغیر یار وفادار کو صوبہ اسے واپس کر دیا جائے۔

تصحیح اور معذرت

ہمیں دوبارہ کتابت کی ایک افسوسناک غلطی کا اعتراف کرنا پڑا ہے۔ اور وہ یہ کہ اخبار پیغام صلح عدد ۔ مجریہ ۱۵؍فروری ۱۹۳۳ء صفحہ ۷ پر سطر ۱۰ و ۱۱ کی اصلی عبارت یوں تھی "ورنہ وہ ہستی تو ایسی تھی۔ کہ حضرت کو اللہ تعالیٰ نے وحی کی تھی کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ" (؟) [illegible]

لیکن کاتب صاحب حضرت مسیح موعود کی وحی کی عربی عبارت "لولاک لما … " بالکل چھوڑ گئے۔ کاپی دیکھنے پر بھی اس کے لکھنے کی تاکید کی گئی لیکن کاتب صاحب نے بجائے اس کے کہ اس عربی الہام کو اس کی اصلی جگہ پر لکھتے اس کے بالمقابل کالم ۲ پر سطر ۱۳ میں کچھ جگہ خالی تھی۔ وہاں لکھ دیا۔ جہاں اس الہام کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اور عبارت وہاں یوں بن گئی "دیا برونا اصل سے مختلف ہوگا۔ لولاک لما … " کتابت کی اس غلطی کی بابت ہم قارئین کرام سے معافی چاہتے ہیں۔ افسوس ہے۔ وقت کی تنگی کی وجہ سے دوبارہ کاپی دیکھی نہ جاسکی۔

نیز ایک اور غلطی اسی صفحہ کے کالم ۳ پر کتابت کی ہو گئی ہے۔ اسے بھی درست فرما لیا جائے۔ سطر ۱۱ و ۱۲ میں اصل عبارت یوں تھی "تو کیا مکہ و مدینہ کے قبرستان شعائر اللہ میں داخل ہیں؟ اگر نہیں۔ تو قادیان کے قبرستان کو شعائر اللہ میں داخل ہونے کی کیا خصوصیت ہے" وہاں کاتب صاحب نے بجائے "اگر نہیں" کے "اگر ہیں" لکھ دیا ہے۔ جو غلط ہے۔

(راقم ایڈیٹر پیغام صلح)

—— ۱۵؍فروری بروز اتوار بعد نماز مغرب بوقت ۷ بجے شام مسجد احمدیہ بلڈنگس میں احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس منعقد ہوگا جس میں مرزا مسعود بیگ صاحب بی۔ اے "اسلام اور رفقہ سوسائٹی" کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے۔ تقریر کے بعد سامعین کو اعتراضات کے لئے بھی وقت دیا جائیگا۔ جملہ احباب جماعت سے علی العموم اور نوجوانوں سے علی الخصوص درخواست شرکت کی جاتی ہے۔

—— جناب پیرن حضرت مولانا صدر الدین اور ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب ۱۱؍فروری کو آگرہ سے جنوبی ہند کی طرف روانہ ہو گئے۔

—— جناب مولانا عصمت اللہ صاحب طبی مشورہ کی بنا پر چند ہفتے کے لئے لاہور چھاؤنی تشریف لے گئے ہیں۔ آپ کی صحت خدا کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضروری ہے

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خداوند کریم کے فضل و کرم سے بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اس ہفتہ دو روز کیلئے دہلی تشریف لے گئے۔ ۱۷؍فروری کو واپس تشریف لائے۔ درس قرآن کا سلسلہ حسب معمول شروع ہے۔

—— جناب حاجی شیخ مولا بخش صاحب لائل پور کی اہلیہ صاحبہ بہت دنوں سے بیمار ہیں۔ ان کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

—— انتہائی مسرت سے اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ چودھری عبدالرحمان صاحب خلف الرشید جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب۔ جائنٹ سیکرٹری انجمن کی شادی آئندہ ہفتہ قرار پائی ہے ۲۴؍فروری جمعہ کی صبح کو برات لاہور سے قصبہ سوہدرہ تحصیل وزیر آباد جائیگی۔ حضرت امیر و دیگر بزرگان سلسلہ بھی انشاءاللہ ہمراہ ہونگے۔ ۲۶؍فروری کو بروز اتوار احمدیہ بلڈنگس میں دعوت ولیمہ ہوگی۔ چودھری صاحب ممدوح جملہ احباب سے دعوت ولیمہ میں شریک ہونے کی درخواست کرتے ہیں۔

پیغام صلح۔ ہم اس مبارک تقریب پر دلی مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں۔ کہ خداوند کریم اس تعلق کو بابرکت ثابت کرے اور اس سے نیک نتائج ظاہر ہوں۔

—— ۱۶؍فروری کو مسلم ہائی سکول لاہور کا سالانہ معائنہ ہوا جو نہایت کامیاب رہا۔ انسپکٹر صاحبان سکول کے کام اور انتظام سے نہایت مطمئن و مسرور ہوئے۔

—— ہمارے سہ ماہی انگریزی رسالہ "مسلم ریویو" کا چوتھا نمبر شائع ہو گیا ہے۔ جو نہایت ہی دلچسپ اور شاندار ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور علامہ سر اقبال کے بلند پایہ مضامین کے علاوہ دیگر متعدد قیمتی مضامین درج ہیں۔ انگریزی خواں قارئین پیغام صلح کو اس رسالہ کی لازمی طور پر قدر کرنی چاہیئے۔ ضرورت مند احباب جلد طلب کریں۔

—— جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مبلغ دہلی گوجرانوالہ سے لاہور پہنچے اور ایک مختصر قیام کے بعد ۱۷؍فروری کی شب کو دہلی روانہ ہو گئے۔ اب آپ کی صحت بفضلہ پہلے سے بہتر ہے۔

—— ان خریداران پیغام صلح کو جنکا چندہ ماہ جنوری ۱۹۳۳ء میں ختم ہو چکا ہے یا ماہ فروری میں ختم ہوتا ہے۔ اطلاع دینے کے باوجود بھی ابھی تک بقایا کی وصولی ہو رہی ہے ان کی وصولی کو ایک قومی و اخلاقی فرض سمجھیں جن احباب کا چندہ مارچ میں ختم ہوتا ہے۔ ان کو بھی اطلاعی خطوط لکھے جا رہے ہیں۔ بہتر ہوگا۔ کہ وہ بذریعہ منی آرڈر واجب الادا رقوم بھیج دیں۔ احباب کو اخبار کی مالی حالت درست کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

—— "پیغام صلح" کا ایک شاندار خاص نمبر شائع کرنے کا اہتمام ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق مفصل اعلان انشاءاللہ آئندہ اشاعت میں کیا جائیگا۔

—— شیخ غلام محمد سابق کلرک دفتر تکمیل بدستور دماغی عارضہ میں مبتلا ہیں۔ انجمن ان کے بچوں کی امداد کر رہی ہے۔ انجمن نے ان کو بغرض علاج شفاخانہ امراض دماغی میں رکھنے اور وہاں کے اخراجات خود برداشت کرنے کا بھی فیصلہ کیا تھا لیکن ان کے رشتہ داروں نے اس کو پسند نہیں کیا۔ تمام احباب دعائے صحت کریں۔

—— میاں عبدالشکور صاحب محصل انجمن آج کل مشکلات میں مبتلا اور دعا کے طالب ہیں۔

بہشتی مقبرہ کے متعلق دو مختلف شخصوں کے سوالات

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

(۱)

قادیان کے بہشتی مقبرہ پر میں دو مرتبہ مبسوط بحثیں کر چکا ہوں۔ اس لئے مزید بحث کی اس پر ضرورت نہ تھی لیکن تھوڑا عرصہ ہوا دو شخصوں نے مجھ سے اس کے متعلق سوالات کئے ایک تو موافق نے دوسرے مخالف نے۔ جو کچھ جواب میں نے دیا وہ اپنے دوستوں کے ملاحظہ کے لئے درج اخبار کرتا ہوں شاید کسی کو نفع پہنچ جائے۔

شخص موافق کا سوال

(۱) پہلا شخص موافق کا سوال عرض کرتا ہوں۔ وہ ایک احمدی بزرگ ہیں اور میاں محمود احمد صاحب کے مرید ہیں۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک انہوں نے اپنا دل و دماغ اپنے پیر کے نذر نہیں کیا۔ اسلئے مسائل پر عموماً غور کرنے کے عادی ہیں جو ملت محمودیہ کی عادت کے خلاف ہونے کی وجہ سے محل تعجب و حیرت ہے۔ مجھ سے بحث و مباحثہ کے بعد فرمانے لگے۔ کہ آپ کے اصول تو بہت اعلیٰ ہیں۔ اور عقل کو اور دل کو اپیل کرتے ہیں۔ لیکن ایک بڑی مشکل یہ ہے کہ کوئی بہشتی مقبرہ آپ کے پاس نہیں۔ آپ لوگوں میں یہ ایک بڑی کمی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہماری انجمن یا جماعت کے ہاتھ میں بہشتی مقبرہ کا ٹھیکہ بہشت بھی نہیں ہے۔ ہم تو لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں۔ اللہ کے سوائے کوئی ہمارا معبود و محبوب اور مطلوب و مقصود نہیں۔ قرآن کریم میں کہیں نہیں آیا کہ مومن کا محبوب و مقصود جنت ہوا کرتی ہے۔

رسول اللہ صلعم اور ان کے ہمراہیوں کا مذہب

قرآن تو محمد رسول اللہ صلعم کو اور ان کے ہمراہیوں کا مذہب بتلاتا ہے یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً وہ اللہ کے فضل اور اسکی رضا کو ڈھونڈتے ہیں۔ پس اللہ کی رضا کو اپنا مقصود بنانا مومن کا طریق ہے۔ اور یہی لا الٰہ الا اللہ کا مطلب ہے۔ اللہ کے سوائے کسی چیز کو خواہ وہ جنت ہو اپنا مقصود بنانا لا الٰہ الا اللہ کے منافی ہے۔ حضرت رابعہ بصری کو جو ایک بڑے خدا رسیدہ مجذوب تھے ایک دفعہ لوگوں نے دیکھا کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک آگ اور ایک پانی لئے بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ کسی نے پوچھا حضرت کہاں بھاگے جا رہے ہو۔ فرمانے لگے ایک انگارے سے جنت کو اور دوسرے سے جہنم کو جلانے جا رہا ہوں کیونکہ لوگ خدا کی رضا کے لئے اعمال صالحہ نہیں کرتے بلکہ جنت کی طمع اور جہنم کے خوف سے کرتے ہیں۔

قادیانی بزرگ کا اعتراض اور اسکا جواب

اس پر وہ بزرگ فرمانے لگے تو پھر قرآن میں جنت اور انہار کا ذکر جو آتا ہے وہ کس غرض کیلئے آتا ہے۔ اس بات کے بتانے کے لئے کہ آخرت میں اعمال صالحہ کے نتائج ایسے شاندار ظاہر ہونگے۔ لیکن اعمال صالحہ تو وہی ہیں جو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے کئے گئے ہوں نہ کہ جنت کے حصول کی خاطر۔ جنت نتیجہ ہے اعمال صالحہ کا۔ اور اعمال صالحہ کہتے ہیں خدا کی رضا کو حاصل کرنے کیلئے خدا کے احکام کے مطابق عمل کرنے کو۔ اسی لئے جو ریاکاری کے لئے اعمال کئے جائیں وہ جنت نہیں دلواتے۔

ایک مثال

میں مثال سے آپ کو سمجھائے دیتا ہوں۔ ایک شخص محض آپ کی محبت اور آپ سے ملنے کی خاطر سفر کی بڑی زحمتیں اور صعوبتیں اٹھا کر آپ تک پہنچتا ہے۔ آپ اسے بڑے تپاک سے بٹھاتے ہیں اس کی بڑی خاطر کرتے ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کھانا اور مکان اور بستر اس کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ شخص محض آپ کو ملنے کی خاطر اس قدر ایثار کر کے آپ تک پہنچا ہے جس نے آپ کی محبت کے لئے اتنا ایثار کیا ہے۔ اس کی راحت کا خیال آپ اپنا اخلاقی فرض سمجھیں گے۔ اسی لئے قرآن نے بھی ایک جگہ بتایا ہے کہ جنت الفردوس کو مہمانی کے طور پر پیش کیا جائیگا۔ جیسا کہ سورۃ کہف میں آتا ہے۔ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت کانت لہم جنٰت الفردوس نزلا کہ بیشک جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں ان کے لئے فردوس کے باغات ہوں گے اترنے کی مہمانی کے رنگ میں پس یہ تو جناب الٰہی کی غریب نوازی ہے۔ کہ وہ اپنے بندہ کو اس کی محنت اور عمل کے صدمیں ایسی اعلیٰ زندگی عطا فرمائے گا لیکن بندہ کا کام تو فقط اس کریم و رحیم مالک کی رضا کو اپنا مقصود بنانا ہے۔ خدا کو چھوڑ کر جنت اور اس کی نعما کو اپنا مقصود و بنانا۔ یہ قرآن نے نہیں بتایا۔ کیا وہ شخص جو آپ کے کھانے کا وقت تاڑ کر آپ کے پاس آ بیٹھتا ہے۔ اور آپ سے بڑی محبت اور اخلاص جتاتا ہے۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے ساتھ مزے مزے کے کھانوں پر ہاتھ صاف کرے۔ اور آپ اس مقصد کو سمجھ جائیں تو کیا وہ کوئی وقعت آپ کی نگاہوں میں رکھیگا ہرگز نہیں۔ میں ایک شہر میں سکونت رکھتا تھا۔ وہاں ایک صاحب میرے پاس ہمیشہ چاء کے وقت تیسرے پہر کو آن بیٹھا کرتے تھے۔ بڑا اظہار محبت و اخلاص کیا کرتے تھے اور چاء پی پلا کر رخصت ہو جایا کرتے تھے۔ بدقسمتی سے ان کا نام میرے ملازم کو معلوم نہ تھا۔ ایک بار وہ صاحب آئے تو ملازم مجھے آن کر بتانے لگا کہ "جی وہ آ گئے ہیں"۔ میں نے پوچھا "کون" کہنے لگا "وہی جو روز چاء پینے آ بیٹھا کرتے ہیں"۔ میرا مطلب اس مثال سے یہ ہے۔ کہ ایسا آدمی تو ایک ملازم کی نگاہ میں بھی وقعت نہیں رکھتا۔ تو صاحب خانہ کے دل میں اس کی کیا عزت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح جو شخص جنت کے باغوں اور حور و قصور کے لالچ میں کوئی عبادت یا نیکی کرتا ہے۔ اس عمل کی جناب الٰہی کی درگاہ میں کیا وقعت ہو سکتی ہے۔

حقیقی جنت

اس میں کوئی شک نہیں کہ جنتی زندگی کا ذکر ضرور ہونا چاہیئے تھا۔ تاکہ انسان کے اندر یہ خواہش پیدا ہو۔ کہ میری زندگی ایک جنتی زندگی ہو۔ خواہ وہ زندگی اس دنیا کی ہو یا آخرت کی ہو لیکن اس جنتی زندگی کے حصول کے لئے طریق ایک ہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا مقصود و مطلوب بنایا جائے۔ جب تک خدا کو مقصود و مطلوب نہ بنایا جائے جنت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ گویا حقیقی جنت اس کیفیت کا نام ہے جو جناب الٰہی کو مقصود بنانے سے حاصل ہوتی ہے۔ خود جنت کو مقصود بنانے سے جنت پیدا نہیں ہوا کرتی حقیقی جنت تو اس خوشی اور راحت کا نام ہے۔ جو جناب الٰہی سے وصال کے وقت مومن کو حاصل ہوتی ہے۔ باقی نعماء تو سب اس کے لوازمات میں سے ہیں اور محبوب حقیقی کے انعامات ہیں۔ تو جب تک خدا ہمارا محبوب و مقصود نہ بنتے ہیں اس کا وصال کہاں نصیب اور وہ راحت اور خوشی کی زندگی کہاں نصیب جو وصال الٰہی کا نتیجہ ہے جسے جنت کہا جاتا ہے۔

ہر ایک انسان اپنی جنت آپ بناتا ہے

کیا دنیا میں بھی کوئی سچا عاشق ہو سکتا ہے۔ جو اپنے محبوب کو تو اپنا مقصود نہ بناوے اور اس کے ہاں جو کھانے پینے کو مل سکنے کی امید ہے اسے اپنا مقصود بنائے ایسے لالچی بوالہوس کا انجام سوائے اسکے کہ وہ ذلت کے ساتھ نکال دیا جائیگا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور جب اُسے محبوب سے ملنے کی خواہش ہی نہیں۔ تو اس محبوب سے مل کر اسے خوشی ہی کیا ہو سکتی ہے پس جنت کا حصول انحصر ہے۔ خدائے واحد کا اپنا محبوب و مقصود بنانے پر۔ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے سے بہشت نہیں ملتا۔ بہشت ملتا ہے اللہ کو مقصود و محبوب بنانے سے بلکہ یوں کہیئے کہ بہشت پیدا ہوتا ہے۔ یا دیکھئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے مشہور و معروف لیکچر میں جو دھرم مہوتسو کے جلسہ میں پڑھا گیا تھا لکھا ہے۔ کہ جنت ملا نہیں کرتی۔ بلکہ ہر ایک انسان اپنی جنت آپ بنایا کرتا ہے۔ اور وہ بناتا ہے خدا کو اپنا محبوب و مقصود بنانے سے۔ لاغیر

بہشتی مقبرہ بنانے کا مقصد

اس پر وہ بزرگ فرمانے لگے تو حضرت مسیح موعود نے بہشتی مقبرہ کیوں بنایا۔ میں نے عرض کیا صرف اس لئے کہ جماعت کے لوگ ایک جگہ دفن ہوں۔ جس طرح زندگی میں وہ ایک جماعت کے رنگ میں رہتے۔ اور باہم مل کر خدمت دین کے کاموں میں ہر ایک قسم کے ایثار اور تقویٰ سے کام لیتے تھے۔ مرنے کے بعد بھی وہ نظارہ آنے والی نسلوں کے لئے سبق آموز ہو۔ تفاول کے طور پر ایسے قبرستان کا نام بہشتی مقبرہ بھی رکھدیا۔ آپ نے رویا میں اپنے احباب کی چند قبریں دیکھی تھیں اور الہام ہوا تھا "بہشتی مقبرہ" ظاہر ہے کہ اس میں آپ کے بعض احباب کے بہشتی ہونے کی بشارت تھی رویا یا الہام میں قبر سے ضروری نہیں ہوتا کہ مٹی کی قبر ہی مراد ہو۔ بلکہ مراد وہ حالت ہوتی ہے۔ جو مرنے کے بعد انسان کی ہوگی یا وہ مقام ہے جو عالم برزخ میں مومنین صالحین کو عطا ہوگا۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ثم اماتہ فاقبرہ پھر خدا نے اسے موت دی اور خدا نے اسے قبر میں داخل کیا۔ یہاں خدا فاعل ہے اور جس قبر میں بندہ کو داخل کیا کرتا ہے۔ وہ وہی مقام برزخ ہے۔ جو حدیث نبوی کے مطابق مومن کے لئے روضۃ من ریاض الجنۃ

ہوتا ہے یعنی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یہی مطلب تھا اس حدیث شریف کا جس میں یہ دفن معی فی قبری آتا ہے کہ مسیح موعود میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا۔ یہاں بھی قبر سے مراد مٹی کی قبر نہیں ہو سکتی۔ بڑا نادان اور گستاخ ہے وہ جو یہ سمجھے کہ آنحضرت صلعم کی قبر اکھیڑی جائیگی اور اس میں مسیح کو آپ کے ساتھ دفن کر دیا جائیگا۔ بلکہ یہاں بھی وہی مراد ہے۔ کہ عالم برزخ میں مسیح موعود آنحضرت صلعم کے ساتھ جنت میں ہونگے جیسا کہ قرآن میں حسن اولئک رفیقا آتا ہے جس میں اللہ اور رسول کے اطاعت کرنے والوں کو نبیوں اور صدیقوں اور شہدا اور صالحین کی معیت کی خوشخبری دی گئی ہے۔

رویا بعض احباب کے جنتی ہونے کی بشارت تھی

پس حضرت مسیح موعود کو جو رویا میں چند قبریں دکھائی گئیں۔ اور بہشتی مقبرہ کی آواز آئی تو مراد اس سے آپ کے بعض احباب کے جنتی ہونے کی بشارت تھی۔ لیکن آپ نے جو ایک قبرستان اپنی جماعت کے لئے تیار کیا تو بطور **تفاول** اس کا وہی نام بہشتی مقبرہ رکھدیا اور یہ چاہا کہ جو رویا دیکھی ہے وہ اس طرح پوری ہو جائے لیکن یہ ضروری نہیں ہوتا کہ رویا کی تعبیر ہم جس رنگ میں پوری ہوتی دیکھنی چاہیں وہ اسی طرح پوری بھی ہو جائے۔ بلکہ خدا کا یہ وہ دقیق علم ہوتا ہے جس میں بڑے بڑے انبیا اور اولیاء کا علم اور فہم قاصر اور عاجز رہ جاتا ہے۔

تقویٰ اور ایمان کی کیفیت کسطرح معلوم کیجائے

آپ نے اس تعبیر کو پورا کرنے کے لئے یہ شرط ضرور رکھی کہ جو شخص دفن ہو وہ متقی ہو اور اس نے جائداد کا کم سے کم دسواں حصہ اشاعت اسلام کے لئے وصیت کر دیا ہو۔ اور صاف لکھ بھی دیا کہ اس زمین میں دفن ہونے سے کوئی جنتی نہیں بن سکتا اپنے اعمال سے بنتا ہے۔ اب یہ تو صحیح ہے کہ ان شرائط کو پورا کرنے سے جو اس مقبرہ میں دفن ہونے کی ہیں انسان جنتی بن جاتا ہے۔ لیکن مشکل یہ آنپڑی ہے۔ کہ انسان کا اعمالنامہ کون پڑھے۔ دسواں حصہ ترکہ کا تو ایک انجمن رجسٹری کرا سکتی ہے اس کو قانونی نظر سے دیکھ بھال کر میت کو بہشتی مقبرہ میں داخل ہونیکی اجازت بھی دے سکتی ہے لیکن اس کے تقویٰ کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے مالک یوم الدین کی لوح محفوظ کون جا کر پڑھے۔ بندہ کا اعمالنامہ تو جناب الٰہی کے صیغہ راز میں ہوا۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ بہشتی مقبرہ کے مجاورین ایک شخص کو متقی سمجھتے ہوں اور وہ جناب الٰہی کی نظر میں ایسا نہ ہو اور ایک شخص کو متقی نہ سمجھتے ہوں اور وہ جناب الٰہی کی نظر میں متقی یا قابل رحم و مغفرت ہو۔ یہ تو صفت مالک یوم الدین کی ہے یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء ان اللہ علی کل شیء قدیر کہ جسے چاہے مغفرت کر دے اور جسے چاہے عذاب دے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ تو بہشتی مقبرہ کے مجاورین اس صفت الٰہی کے جو امّ الصفات میں سے ہے مالک کسطرح بن سکتے ہیں۔ نہ وہ کسی کا سینہ چیر کر اس کا ایمان کس طرح دیکھ سکتے ہیں اور کسی کا اعمالنامہ پڑھکر اس پر متقی کا فتویٰ کس طرح لگا سکتے ہیں۔

فرض کرو ایک شخص مر گیا خدا کے حکم سے اسے عذاب کے فرشتے جہنم میں لیے جاتے تھے۔ جو مجاورین بہشتی مقبرہ نے اسکی میت بہشتی مقبرہ میں دفن کر دی اس وجہ سے کہ وہ آدمی مجاورین بہشتی مقبرہ کے دعوے کا حامی یا خلیفہ وقت کا بڑا مخلص کارگزار تھا۔ اب اللہ میاں اپنے سارے علم کامل اور مالک یوم الدین کی صفت کو لئے بیٹھے رہ گئے اور جہنم کے فرشتے منہ دیکھتے رہ گئے۔ اس کے اعمالنامہ کو اٹھا کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا گیا اور بہشتی مقبرہ کے مجاورین کے حکم سے سیدھے جنت میں پہنچے بہشتی مقبرہ میں داخلہ کا پروانہ داروغہ جنت کو دکھایا اور یار لوگ جنت میں دندناتے پھرے۔

ایک لطیفہ

یہ کوئی فرضی افسانہ نہ سمجھ لیں۔ ایک لطیفہ اسی قسم کا ہو چکا ہے۔ جموں سے کسی محمودی صاحب کی نعش قادیان آئی اور وجہ حصول بغیر اس کا اعمالنامہ دیکھے بہشتی مقبرہ میں دفن ہو گئی۔ یعنی اس کی دھوکے میں نجات ہو گئی۔ کچھ عرصہ بعد پتہ لگا کہ بڑی غلطی ہوئی ہے وہ تو پیغامی تھا۔ چنانچہ اس کی نعش کو بہشتی مقبرہ کی زمین سے اکھیڑ کر باہر پھینکا۔ اور غالباً کسی دوزخی مقبرہ میں دفن کر دیا گیا۔

داروغہ جنت کی قابل رحم حالت

اس وقت آپ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ داروغہ جنت کی حالت کس قدر قابل رحم ہو گی۔ جب ایک طرف تو خدا کا وعدہ قرآن کی آیت اس کو سامنے لکھی ہوئی نظر آرہی ہو گی کہ وما ھم منھا بمخرجین کہ جو جنت میں داخل ہو گئے وہ نکلیں گے نہیں اور دوسری طرف مجاورین بہشتی مقبرہ کا پروانہ ہو گا۔ کہ اسے فوراً جنت سے نکالو یہ جہنمی ہے۔ وہ بے چارہ اس دوعملی سے حیران و پریشان کچھ نہ سمجھ سکتا تھا۔ کہ کیا کرے۔ آخر زبردست کا ٹھینگا سر پر۔ مجاورین بہشتی مقبرہ جن کی پشت پر خدا کا سچا خلیفہ ہو۔ ان کے آگے قرآن کی کیا چلنی تھی چنانچہ خدا کے وعدے دھرے رہ گئے۔ اور وہ صاحب پا بدست دگرے دست بدست دگرے کان سے پکڑ کر جنت سے نکال دئے گئے۔ اور جہنم رسید ہو گئے کچھ عرصہ بعد پتہ لگا کہ ہائے ہائے وہ تو خلیفہ وقت کا سچا شیدائی اور مرید تھا۔ اب پھر اس کی نعش قبر سے اکھیڑی گئی اور بہشتی مقبرہ میں پہنچائی گئی۔ ظاہر ہے۔ کہ جہنم اور جنت کے داروغہ ھم بامرہ یعملون کے ماتحت خدا کے حکم ماننے کے عادی کس قدر حیران و پریشان ہوئے ہونگے۔ کہ یہ کوئی بڑا زبردست خلیفہ دنیا میں ظہور پذیر ہوا ہے جس کے مریدوں کے ہاتھ جنت و جہنم کی کنجیاں ہیں۔ جسے چاہیں اور جب چاہیں جنت میں داخل کر دیں یا جہنم میں پہنچا دیں۔ اور اللہ میاں ہیں کہ مالک یوم الدین کی صفت سے معطل ہو کر بیٹھے ہوئے کمک تک و بادم دم نہ کشیدم کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔ ہوں تک نہیں کرتے۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ یہ ہوتا ہے غلط عقیدہ۔ بھلا انسان کے ہاتھ میں بھی کہیں جنت کا پروانہ ہوا ہے۔ یہ تو خدا کی صفات ہیں

حضرت مسیح موعود کا اصل مقصد

کیا حضرت مسیح موعود ان باتوں کو نہ سمجھتے تھے۔ ضرور سمجھتے تھے۔ لہذا ان کا مقصد یہ کبھی نہ ہو سکتا تھا کہ یہ مقبرہ کوئی بہشت کا نمایندہ ہے۔ بلکہ آپ نے قوم میں ایثار کی روح پیدا کرنے کے لئے ایک قبرستان بنایا جس میں داخلہ کی شرط تقویٰ اور خدمت اسلام کے لئے مالی وصیت تھی۔ تاکہ اگلی نسلوں کو وہ سب لوگ مرنے کے بعد بھی اکٹھے نظر آئیں جنہوں نے خدمت اسلام میں نمایاں حصہ لیا تھا۔ اور اس طرح یہ مقبرہ دوسروں کے لئے خدمت اسلام کی تحریک کا موجب ہو۔ **تفاول** کے طور پر بہشتی مقبرہ نام بھی رکھ دیا۔ وہی نام جو خواب میں سنا تھا۔ اور یہ تمنا بھی کی اور دعا بھی کی کہ خدا کرے یہ بہشتی مقبرہ وہی ہو جو خواب میں دیکھا تھا لیکن خدا کی حکمت اور مشیت کو کون جانتا ہے۔ یہ کیا ضروری ہے۔ کہ جو تمنا یا دعا ایک مقرب الٰہی کرے خدا اس کو قبول کرنے کے لئے مجبور ہو جائے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ حضرت صاحب کا بہشتی مقبرہ نام رکھنا محض تفاول کے طور پر تھا۔ ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب خدا کی مالک یوم الدین صفت کو ایک انجمن بنا کر اس کے سپرد کر جائیں۔ خود ان کی یہ تمنا اور دعا کہ خدا کرے یہ وہی بہشتی مقبرہ ہو بتاتی ہے۔ کہ وہ چاہتے تھے کہ رویا کی تعبیر اس طرح پوری ہو جائے۔ لیکن واقعات بتاتے ہیں کہ رویا کی تعبیر یہ مقبرہ نہ تھی

دو قابل غور باتیں

میں عالم الغیب نہیں۔ نہ مجھے کسی کے جنتی یا جہنمی ہونے کا علم ہے۔ اور نہ کسی اور کو اس کا علم ہے۔ لیکن دو باتیں ایسی ہیں جو قابل غور ہیں۔ ایک تو یہ کہ کوئی زمین کسی میت کو بہشتی نہیں بنا سکتی بہشتی بنانے کے لئے دو چیزیں ہیں ایمان اور اعمال صالحہ اعمال صالحہ کوئی کسی کے پڑھ نہیں سکتا۔ . . . . . . رہ گیا ایمان سو دل کا حال تو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ایمان میں عقائد کا حصہ جس پر انسان ایمان لاتا ہے ایسا ہے جسے انسان پڑھ سکتا ہے

ہم حق و باطل کا پتہ صرف عقاید سے لگا سکتے ہیں

پس ہم کسی قوم کے حق یا باطل پر ہونے کا پتہ صرف اس کے عقائد سے لگا سکتے ہیں نہ کہ بہشتی مقبرہ سے کسی کا بہشتی بننا ہمارے احاطہ علم سے باہر ہے پس جس چیز کا ہمیں علم نہیں اس پر حق و باطل کا فیصلہ کرنا بیوقوفی ہے وہ متشابہات میں سے ہے۔ اور خدا کا صاف حکم قرآن میں موجود ہے کہ لا تقف ما لیس لک بہ علم کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے پیچھے مت لگو۔ اور جس چیز کا ہمیں علم ہے یعنی عقائد کا۔ وہ محکمات میں سے ہے راسخ فی العلم ہونے کی دلیل ہی یہ ہے کہ انسان محکمات کو لے۔ اگر ایک قوم کا عقیدہ صحیح ہے وہ حق پر ہے۔ اگر عقیدہ غلط ہے تو وہ باطل پر ہے خواہ وہ دو ہزار بہشتی مقبرے لئے بیٹھی رہے۔ پس ملت محمودیہ کے غلط عقائد ہی بتلاتے ہیں کہ بہشتی مقبرہ کی تعبیر کچھ اور تھی جس شکل میں حضرت صاحب نے پورا کرنا چاہا وہ نہ تھی۔

دوسری قابل غور بات

دوسری بات قابل غور یہ ہے۔ . . . کہ اللہ تعالیٰ کی صفت مالک یوم الدین اپنے اندر توحید کی غیرت ایسی رکھتی ہے۔ کہ وہ ایک مقرب بارگاہ الٰہی کی خواہش کو بھی پورا کرنے کے لئے تیار نہیں جس میں ثمرات اعمال میں کسی قسم کا بھی دخل انسان کو مل سکے۔ حضرت فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ نے بھی اپنی کتاب منطق الطیر میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے نبی کریم صلعم نے کسی خاص وقت میں جناب الٰہی میں عرض کیا کہ میری امت کے محاسبہ کا کام مجھے دے دیا جائے۔ میں نہیں چاہتا دوسروں کو ان کی کمزوری کا علم ہو۔ تو جناب الٰہی نے فرمایا کہ ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہمارے بندوں کی کمزوریوں کا علم خود تم کو بھی ہو۔ اور نہ تم اتنی برداشت رکھتے ہو جتنی ہم رکھتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ روایت کہاں تک صحیح ہے لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا کا شکر ہے کہ مالک یوم الدین وہ آپ ہے۔ ورنہ اگر انسان کے ہاتھ میں ذرا دخل بھی ہوتا۔ تو کہیں ٹھکانا نہ تھا۔ آپ نے دیکھ لیا ناکہ سارے بہشتی مقبرہ کے مجاوروں کو جب پتہ لگا کہ مردہ پیغامی کا ہے تو کھود کر باہر مارا۔ یہ بھی نہ سوچا کہ چلو ایک پیغامی اگر جنت میں بھی چلا گیا تو کونسی جگہ تنگ ہو جائے گی۔ یہ قلب وسیع اور حوصلہ

عالم اسلام

— مسلمانان دمشق نے فرانسیسی حکام سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ دمشق میں ایک دینی درسگاہ اور دو ثانوی مدرسے قائم کئے جائیں۔ ثانوی مدرسوں میں سے ایک مدرسہ دمشق میں اور دوسرا حلب میں قائم کرنے کی تجویز ہے۔ ان مدارس میں ہر روز پانچ سبق دئے جایا کرینگے چار سبق تو دینی علوم سے متعلق ہونگے۔ اور ایک علوم جدیدہ کا۔

— حکومت مصر نے حکومت حجاز کے مشورہ سے یہ طے کیا ہے کہ مصر کی وزارت اوقاف حرم نبوی کی ضروری اصلاحات کا کام اپنے ہاتھ میں لے۔ اور مدینہ منورہ میں اپنی مجوزہ سکیم کے مطابق جلد کام شروع کر دے۔ اس مقصد کیلئے وزارت الاوقاف مصریہ ۷۰۰۰ دینار خرچ کرے گی۔ اس رقم کے علاوہ حسب ضرورت حکومت حجاز بھی امداد کرے گی۔

— بعض عربی اخبارات رقمطراز ہیں۔ کہ سلطان مراکو نے صوبہ وادی ہیض کے رقبہ لوزان کو اصلی باشندوں سے چھین کر فرانس کے حوالے کر دیا ہے۔ اس رقبہ میں بکثرت مسجدیں اور خانقاہیں پائی جاتی ہیں۔ عربی ممالک میں سلطان مراکو کے اس فعل پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

— عرب میں رسل و رسائل کے ذرائع وسیع ہوتے جاتے ہیں۔ حجاز اور نجد کے مابین موٹر بس سروس مال اور مسافروں کی نقل و حرکت کے سلسلہ میں اہم خدمات انجام دے رہی ہے۔ اب مسافر تین دن کے عرصہ میں مکہ شریف سے ریاض (پایہ تخت نجد) پہنچ جاتا ہے۔ پہلے اس سفر کے لئے بائیس روز درکار ہوتے تھے

— ترکی کی سالانہ تجارتی رپورٹ مظہر ہے۔ کہ گذشتہ سال میں ۷۶۸۳۰۰۰ پونڈ مال کی درآمد ہوئی۔ اور ۸۶۷۱۵ پونڈ کا مال باہر بھیجا گیا۔ ملک کے ہر ایک حصہ میں ملکی مصنوعات کی سرپرستی اور غیر ملکی مال سے بائیکاٹ کا جذبہ ترقی پذیر ہے جس سے ملکی صنعتوں کو غیر معمولی ترقی حاصل ہو رہی ہے۔

— ترکی میں ترک تمباکو نوشی کی تحریک روز بروز وسعت حاصل کر رہی ہے۔ الشیٹے کو جک میں بے شمار لوگوں نے تمباکو نوشی سے توبہ کر لی ہے۔ اس طرح جو روپیہ پس انداز ہوگا۔ اس کو انجمن امداد باہمی کو ترقی دینے کیلئے صرف کیا جائیگا۔

— معاصر ام القریٰ (مکہ معظمہ) رقمطراز ہے۔ کہ اس وقت نجد کی مالی حالت نہایت اطمینان بخش ہے۔ رعایا ہر طرح سے خوشحال ہے۔ اور کافی بارش ہونے کی وجہ سے امسال فصل بھی غیر معمولی طور پر اچھی ہوئی ہے۔ مگر حجاز کی اقتصادی حالت کچھ زیادہ بہتر نہیں ہے۔

— تازہ ترکی اخبارات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملاتیہ چپاک ناگی میں پٹرول کے چشموں کا سراغ لگا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان چشموں سے ترکی کی ضروریات پوری ہو جائینگی۔

— سرحد افغانستان سے ایک پراسرار شخص کے متعلق عجیب و غریب خبریں آرہی ہیں۔ جب سے ہز مجسٹی نادر شاہ کے خلاف سازش کا انکشاف ہوا ہے۔ اس وقت سے یہ افواہ گرم ہے۔ کہ سابق شاہ امان اللہ خان کا ایک جاسوس سرحد کے ارد گرد چکر کاٹتا نظر آتا ہے بعض افغان قبائل کا خیال ہے۔ کہ وہ سابق شاہ امان اللہ خان کا قریبی رشتہ دار ہے۔ اور موجودہ تاجدار افغانستان کیخلاف شدید پروپیگنڈے میں مصروف ہے۔ افغانی اور حکام نے اس شخص کو گرفتار کرنے کی کوشش کی ہے لیکن تا حال کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اس پراسرار شخص کے متعلق عجیب و غریب ... مشہور ہو رہے ہیں ... نادر شاہ کیخلاف قبائل کو بھڑکانے کیلئے حیرت انگیز طور پر طرح طرح کے افسانے مشہور کئے ہیں

"وہابی" کی نئی تشریح!

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری آخر بول پڑے۔ ہم نے تنظیم اہلحدیث روپڑ کی بیان کردہ تین حدیثوں پر کچھ نوٹ لکھے تھے۔ جن میں ایک تو پتھر کا کپڑے لیکر بھاگنا۔ اور حضرت موسٰے کو لوگوں کے سامنے برہنہ کر کے دکھانے کا معجزہ تھا۔ اور دوسرا حضرت عزرائیل کی آنکھ پھوڑنے کا قصہ تھا۔ افسوس ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب باوجود اوعائے اہل حدیث ان معارف وہابیہ پر تو نہ بولے۔ لیکن بولے۔ تو لفظ وہابی کے استعمال پر بولے۔ اور وہ بھی اپنے متکبرانہ لہجہ میں۔ بہتر ہوتا۔ کہ وہ تنظیم اہل حدیث روپڑ کے معارف کی تائید کرتے یا تردید تاکہ لوگوں پر ان کا مذہب واضح ہو جاتا۔ لیکن صحیح بات کی طرف آنا ان کے لئے ذرا مشکل ہے۔

فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ حجاز میں وہابی حکومت ہے۔ اس لئے کسی کو وہابی کہنا اس کی رعیت بننا ہے۔ سبحان اللہ اس وہابی فلسفہ پر کون نہ قربان جائیگا۔ دوسرے معنوں میں مطلب یہ ہے۔ کہ ہندوستان کے وہابی در پردہ انگریزوں کے دشمن ہیں۔ اور اپنے آپ کو انگریزوں کی رعایا نہیں سمجھتے۔ بلکہ حجاز کی وہابی گورنمنٹ کی بنا پر اپنے آپ کو نہ صرف ہندوستان کا بلکہ تمام اسلامی و غیر اسلامی سلطنتوں کا حکمران اور بادشاہ سمجھتے ہیں۔ گویا یہ لوگ نہ کسی اسلامی سلطنت کے جو غیر وہابی ہو۔ دل سے خیر خواہ ہیں اور نہ کسی غیر اسلامی سلطنت کے جس کے ماتحت مسلمان بستے ہوں۔

دوسرا مطلب یہ ہے۔ کہ جب ترک حجاز پر حکومت کرتے تھے۔ تو وہابی ان کی رعایا تھے۔ جب شریفی سلطنت وہاں قائم ہوئی۔ تو اس کی رعایا بن گئے۔ اب جبکہ وہاں وہابی سلطنت ہے۔ وہ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے حکمران ہو گئے۔ تو یا اب مولوی ثناء اللہ کو صاحب بہادر مولوی ثناء اللہ کہنا چاہئے۔

رہا لفظ مرزائی کا ہماری نسبت استعمال۔ تو ہم نے بحیثیت قوم اپنے لئے کبھی اس لفظ کو پسند نہیں کیا۔ زیادہ سے زیادہ مولوی مذکور کے پاس اس کے استعمال کی دلیل ایک شعر کا لفظ ہے۔ جو نا نیہ بندی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اس لئے ہم مرزائی یا قادیانی وغیرہ الفاظ کا استعمال اپنی نسبت دل آزارانہ اور ہتک آمیز خیال کرتے ہیں۔ جو لوگ ہماری نسبت یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ انکو لایحب اللہ الجھر بالسوء من القول کو سامنے رکھ دینا چاہئے۔ ہم ہندی وہابیوں کو اہل حدیث اس لئے کہنا پسند نہیں کرتے۔ کہ وہ حدیثوں کو توڑ مروڑ کر اپنے مطلب خاصہ کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ نہ خدمت اسلام و مسلمین کیلئے انہیں احادیث کو توڑ مروڑ کر وہ اہل قبلہ کو بدعتی مشرک اور کافر وغیرہ بنا دیتے ہیں۔ اور خود باوجود گندے سے گندے عقائد رکھنے کے پکے مسلمان بنتے ہیں۔ حجاز کی وہابی سلطنت پر ہندی وہابیوں کا قیاس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہندی وہابیوں کے اندرونی فسادات سے خود حجاز کا وہابی سلطان نالاں ہے۔ جن لوگوں کو ہندی وہابی لوگ بدعتی اور مشرک اور کافر کہتے ہیں۔ ان کو ایک طرف رکھئے۔ اور وہابی جو مسلک نبوی پر دم بھرنے کا دعوٰے رکھتے ہیں۔ ان کے اندرونی فسادات کو سامنے رکھئے۔ تو ثابت ہو جائیگا۔ کہ یہ لوگ فی الحقیقت اہلحدیث کہلانے کے مستحق نہیں۔

جب تک ہندی وہابیوں کے گندے لٹریچر سے ہماری نسبت مرزائی اور قادیانی کے الفاظ جو بطور حقارت استعمال کئے جاتے ہیں۔ نکال نہ دیئے جائینگے۔ ہمارا حق ہے۔ کہ ہم ان کو وہابی یا ایسے ہی دوسرے الفاظ سے مخاطب کریں۔

علمائے سوء کی ایک اور "فتح"

(از جناب عبداللہ خان صاحب نمبردار چک ۱۳۳ ضلع لائل پور)

دہلی کے پادری احمد مسیح کے محاکمہ نے بریلوی اور دیوبندی تنازعہ کو ہمیشہ کے لئے چکا دیا ہے۔ اب کس کو شک ہو سکتا ہے۔ کہ علمائے دیوبند کا یہ عقیدہ کہ خدائے قادر و توانا کی ذات سے یہ ناممکن نہیں ہے۔ کہ وہ جھوٹ بول سکے۔ علمائے دیوبند کے گھر میں جا ایمان ہو چکا ہے۔ اور بریلوی علماء اب علمائے دیوبند کو کافر نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ علمائے دیوبند کے حق پر ہونے کا فیصلہ ایک غیر جانبدار ثالث نے کر دیا ہے۔ مگر میں مولانا زین العابدین صاحب کی توجہ ایک اور نمایاں فتح کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ جو ہمارے وقت کے علماء کو خود ذات حق پر بھی حاصل ہو گئی ہے۔ اگر خدائے عزوجل کسی بے گناہ کو حضرت مسیح کا ہم شبیہ بنا کر اور صلیبی موت مار کر دنیا کو دھوکہ دے سکتا ہے۔ اور دو ہزار سال تک دھوکہ خوردہ فریقین یعنی یہود و نصاریٰ کی باہمی آویزش کو دیکھ کر خوش ہو رہا ہے۔ تو یہ کونسی بات ہے۔ ہمارے موجودہ علماء ایسے چالاک واقع ہوئے ہیں۔ کہ خود خدا تعالیٰ کو دھوکہ دے سکتے ہیں۔ اور بیچارے سادہ لوح خدا کو پتہ نہیں لگ سکتا۔

تھوڑے عرصہ کا واقعہ ہے۔ کہ مجھے ایک مولوی صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ جو اگرچہ صوم و صلوٰۃ کے تو بہت پابند ہیں۔ مگر جمع مال میں از حد حریص واقع ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا۔ کہ حضرت مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ صاحب نصاب ہو کر زکوٰۃ نہیں دیتے۔ مگر جو جواب مولوی صاحب کی طرف سے ملا۔ وہ نہایت ہی پر لطف تھا۔ فرمانے لگے۔ ابھی آپ بھی کیسے سادہ لوح ہیں زکوٰۃ تو اس مال پر واجب ہوتی ہے۔ جو پورا سال ایک ہی شخص کی تحویل میں رہے۔ میں ہر گیارہ ماہ کے بعد اپنی تمام ملکیت بیوی کے نام ہبہ کر دیا کرتا ہوں۔ اور پھر سال ختم ہونے سے پہلے میری بیوی تمام جائداد میرے نام منتقل کر دیتی ہے۔ بھلا بتلایئے۔ اس صورت میں مجھ پر زکوٰۃ کیسے واجب ہوئی۔ جواب چونکہ معقول تھا اور پھر ایک عالم دین جو ورثۃ الانبیاء میں سے ہیں۔ کی طرف سے عرض کیا۔ مولوی صاحب واقعی سے

ایسی چوری کا پتہ خاک لگائے کوئی

اب بتائیں مولانا زین العابدین صاحب کہ ان کے علماء کو ایک اور کیسی شاندار فتح نصیب ہوئی۔ ع

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

اپیل قرضہ اگذاری برلن مسجد

بیسویں قسط

(۱) ایم محمد امین صاحب معرفت ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب لاہور ۵—۰ روپے

(۲) ایم۔ اے فاروقی صاحب کلکتہ ۱۰—۰ "

(۳) خانصاحب سید محی الدین صاحب بریلی ۵—۰ "

(۴) " " " ۱۰—۰ "

(۵) شیخ محمد نصیب صاحب سپرنٹنڈنٹ بستی جرائم پیشہ چک ... اوکاڑہ ۲۰—۰ "

(۶) معرفت چوہدری فتح دین صاحب و حرم سالہ ۹—۷ "

خبریں

—— مختلف ذرائع سے موصول شدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ الور کے حالات بد سے بدتر ہو گئے ہیں۔ حکومت ہند اور مہاراجہ کے مابین اختلاف نے نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ اسمبلی کے مختلف حلقوں کے خیال میں مہاراجہ کا گدی سے دستبردار ہو جانا غیر اغلب نہیں ہے۔

—— اخبار ملاپ ؟ اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ الور کے وزیر اعظم چودھری گردھاری لال استعفا دے کر ریاست سے چلے گئے ہیں۔

—— اجمیر ۱۵ار فروری۔ کپتان امبسن اور مہاراجہ کے مابین کشیدگی کی ایک بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ کہ کپتان نے خاص کے دفتر سے چند ایک کاغذات طلب کئے تھے لیکن کلرک نے مہاراجہ کی اجازت کے بغیر دینے سے انکار کیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ بریگیڈیئر تحقیقاتی کمیشن کے لئے مواد فراہم کر رہا ہے۔ ایجنٹ گورنر جنرل الور سے روانہ ہو چکے ہیں فضا خراب ہے۔ مہاراجہ کی تخت سے دستبرداری کی افواہ گرم ہے

—— پونا ۱۴ار فروری۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مالوی جی نے گاندھی جی کو ایک خط میں لکھا ہے۔ کہ اسمبلی میں مندر پرویش بلوں کے پیش ہونے سے ہندو قوم کے درمیان جو اختلاف پیدا ہوا ہے۔ میں اسے پسند نہیں کرتا۔

—— جہاز "رحمانی" ۱۴ار فروری کو ۳۰۷ حاجیوں کو لے کر روانہ ہو گیا ہے۔ جہاز "خسرو" ۲۲ر فروری کو بمبئی سے اور ۲۵ر کو کراچی سے روانہ ہو جائیگا۔

—— برما کونسل نے کثرت رائے سے فیصلہ کیا ہے۔ کہ حکومت کے دفاتر گرمیوں میں پہاڑ پر نہ جایا کریں۔ حکومت نے اس قرارداد کی مخالفت کی تھی۔

—— خان بہادر میاں عبدالحمید خانصاحب وزیر اعظم کپورتھلہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ انہوں نے احراری رہنماؤں سے کوئی گفتگو نہیں کی۔

—— لنڈن ۱۷ار فروری۔ یہاں اسیران مقدمہ سازش میرٹھ کی رہائی کے سلسلے میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو اسیران مذکور کا عدالت عالیہ میں اپیل دائر کرے گی۔ سرمایہ جمع ہو رہا ہے۔

—— گذشتہ دنوں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ پر بم پھینکنے کی جو واردات ہوئی تھی۔ اس کی تفتیش کے سلسلہ میں انکشاف ہوا ہے۔ کہ ننگ سکھوں کی ایک ایسی جماعت موجود ہے۔ جو بم چلا کر ڈاکے ڈالتی ہے۔ اس کے انسداد کیلئے محکمہ پولیس نے ایک جداگانہ صیغہ قائم کیا ہے اس جماعت کے دو تین آدمی گرفتار بھی ہو چکے ہیں۔

—— گذشتہ سال سرکاری ریلوں کو ۱/۲ ۸ کروڑ خسارہ ہوا جس کی بڑی وجہ تجارتی انحطاط اور موٹر کاریں ہیں۔ ریلوے کی مالی حالت روز بروز خراب ہو رہی ہے۔ رینیو فنڈ کی تمام رقم خرچ ہو چکی ہے۔ اور قرض لیکر بعض اخراجات پورے کئے گئے۔ سال زیر رپورٹ میں ۷۵ میل ریلوے لائن بچھائی گئی دو بڑے پل تعمیر ہوئے۔ اسمبلی میں ہونے والے سوالات میں سے ۹۲ فیصدی ریلوں کے متعلق تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عوام ریلوں کے معاملات سے خاص طور پر دلچسپی لے رہے ہیں۔

—— گذشتہ ایام میں ہندو اخبارات نے ریاست الور کے مسلمان میو اتیوں پر بت شکنی عصمت دری اور لوٹ مار کے جو بہتان لگائے تھے۔ ان کی قابل وثوق ذرائع سے تردید ہو گئی ہے۔

—— جاپان اور چین کا جھگڑا بدستور چل رہا ہے۔ جاپان کے دم خم دیسی ہیں۔ خیال ہے۔ عنقریب جاپان الٹی میٹم دے دیگا۔ جاپان کا اصرار ہے۔ جیہول کے مقام سے چینی افواج ہٹالی جائیں۔ چینی حکام نے بھی اعلان کر دیا ہے۔ کہ اگر جیہول پر حملہ ہوا۔ تو اس کی ہر ممکن طریق سے مدافعت کی جائیگی۔ زبردست توقع ہے۔ کہ جاپانی افواج ۱۷ار فروری کو حملہ کر دینگی خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ لڑائی شمالی چین کی تاریخ میں نہایت زبردست ہو گی۔

—— چین وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔ وزیر جنگ اخراجات کے لئے تین ملین ڈالر جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

—— جنیوا ۱۶ار فروری۔ منچوریا کے قضیہ کے متعلق جو کمیٹی بنائی گئی تھی، وہ رپورٹ پر مہر لگانے کے بعد منتشر ہو گئی۔

—— وزیر اعظم نیپال کے بھائی سر شمشیر جنگ کا کلکتہ میں ۱۴ار فروری کو طویل علالت کے بعد انتقال ہو گیا۔

—— حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے۔ کہ عراق کے ایسے زائرین کے پاس جو تیسرے درجے میں سفر کریں چیچک کے ٹیکے کے سرٹیفکیٹ ہونے لازمی ہیں۔ حکومت عراق نے اس کی خاص طور پر تاکید کی ہے۔ سرٹیفکیٹ تین سال سے زیادہ عرصے کے نہ ہوں۔

—— رائے بہادر موہن لال رشتہ کے انتقال کی وجہ سے پنجاب کونسل میں جو جگہ خالی ہو گئی ہے۔ اس کے لئے دیگر امیدواروں کے علاوہ انبالہ کی ایک خاتون مسز بینی لیکھ وتی اہلیہ سومت پرشاد وکیل بھی کھڑی ہوں گی۔

—— کرنل اسٹیفن سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور کا لنڈن میں انتقال ہو گیا۔

—— سیٹھ پریم ساگر خلف الرشید سر موتی ساگر آنجہانی نے ۱۵ار فروری کو سر فیروز خان صاحب نون وزیر تعلیم کے اعزاز میں ایک شاندار ڈنر پارٹی دی۔ جس میں اکثر سرکاری وغیر سرکاری معتمد اصحاب مدعو تھے۔

—— وائسرائے نے مہاراجہ بیکانیر کو دہلی بلایا ہے۔

—— ناگپور میونسپلٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ سیکرٹری میونسپلٹی یا محلہ کے ممبر کی اجازت کے بغیر کوئی شخص ۱۱ بجے شب کے بعد بلند آواز سے باجہ یا اور کوئی ساز نہ بجائے

—— نئی دہلی ۱۷ار فروری۔ کل سر جوزف بھور نے اسمبلی میں ریلوے بجٹ پیش کر دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ریلوے کی مالی حالت سخت نازک ہے۔

—— اخبار سیاست اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ ریاست الور میں حالات نے شدید نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ اور مارشل لاء کا نفاذ کر دیا گیا ہے مہاراجہ کی تخت سے دستبرداری اور وزیر اعظم کے استعفے کی خبریں ابھی قبل از وقت ہیں

—— مختلف ذرائع سے حاصل شدہ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تحریک سول نافرمانی انحطاط پذیر ہے۔ اور بسرعت ختم ہو رہی ہے۔

—— نیو یارک ۱۷ار فروری۔ کل مسٹر روزویلٹ منتخب صدر جمہوریہ امریکہ پر ایک اطالوی شخص نے اس وقت پے در پے پانچ گولیاں چلائیں جبکہ وہ مقام میامی سے نیو یارک کو روانہ ہونے والے تھے مسٹر موصوف کو تو ذرا بھی نقصان نہیں

تارکا پتہ۔ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۷ شوال ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۳۳ء | نمبر ۱۲

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

ترانۂ مسلم

اسلام کی عزت پہ گھربار لٹا دینگے

زندہ ہیں اگر زندہ ہم تم کو بتا دینگے — مشرق کا سرا اٹھ کر مغرب سے ملا دینگے
اسلام کے شیروں کو مت چھیڑنا تم ورنہ — تکبیر کے نعروں سے دنیا کو ہلا دینگے
ہم سینۂ ہستی میں انگارے ہیں انگارے — شعلے بھڑک اٹھینگے جھونکے جو ہوا دینگے
اسلام زمانہ میں مٹنے کو نہیں آیا — ہم مٹتے مٹاتے بھی غیروں کو مٹا دینگے
اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے — اُتنا ہی یہ اُبھریگا جتنا کہ دبا دینگے
سردارِ دو عالم کی اُمت ہیں ہمیں غم کیا — خود کشتیٔ اُمت کو وہ پار لگا دینگے

ہم خادمِ احمد ہیں مرنے سے نہیں ڈرتے
اسلام کی عزت پہ گھربار لٹا دینگے

صندوقچیاں تیار ہو گئی ہیں

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ عید میں تحریک فرمائی تھی کہ تمام احباب ہر مہینے تین دن کیلئے اخراجات میں کچھ کمی کر دیا کریں اور اس طرح جو رقم پس انداز ہو وہ انجمن کے بچت فنڈ میں دیدی جایا کرے جسکی صورت یہ ہوگی کہ صندوقچیاں تیار کرا کر گھروں پر رکھوا دی جائینگی جس کی چابی محصل کے پاس رہیگی محصل ہر ماہ صاحب خانہ کے سامنے صندوقچی کھولکر رقم نکال لیگا اور رسید صاحب خانہ کو دے آئیگا حضرت ممدوح کی خواہش ہے کہ یہ طریق ہر ایک احمدی گھرانے میں مروج ہو جائے اس پر انہوں نے خود بھی عمل شروع کر دیا ہے۔

صندوقچیاں تیار ہو گئی ہیں

اور اکثر احباب لاہور کے مکانوں پر پہنچا دی گئی ہیں جن اصحاب کو نہ ملی ہوں وہ منگوا لیں یا صرف اطلاع دیدیں محصل خود پہنچا دیگا بیرونی جماعتوں کو بھی بہت جلد اس تجویز پر عمل کرنا چاہیے

(ایڈیٹر)

بہشتی مقبرہ کے متعلق دو مختلف شخصوں کے سوالات

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

(۲)

مخالف کا سوال

موافق کا سوال اور اس کا جواب تو عرض کر چکا اب مخالف کا سوال اور اس کا جواب عرض کرتا ہوں۔ مخالف صاحب بولے کہ جناب مرزا صاحب نے بہشتی مقبرہ بنایا اور اس میں داخل ہونے کے لئے اپنے مریدوں کے واسطے شرط رکھی کہ متقی ہوں اور کم سے کم ترکہ کا دسواں حصہ وصیت کر دیں۔ لیکن اپنی اولاد کو اس سے مستثنےٰ کر دیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی گٹھڑیوں سے مال نکل کر جناب مرزا صاحب کے پاس آ جائے۔ یہ سب مال سمیٹنے کا ڈھنگ رچایا گیا تھا۔ ورنہ اپنی اولاد کو کیوں اس سے مستثنےٰ کر دیا۔ اور مریدوں کی یہ کہکر زبان بند ہی کر دی گئی۔ کہ اس استثنا پر جو کوئی اعتراض کرے گا وہ منافق ہوگا۔

حضرت مرزا صاحب کی بے غرضی

جواب میں میں نے عرض کیا کہ پہلے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے لوگوں کی وصیتوں کا مال جمع کرنے کے لئے ایک مستقل انجمن بنائی جو رجسٹرڈ ہے۔ خود حضرت مرزا صاحب کی ذات سے جس کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔ وصیتوں کا جو مال آتا تھا براہ راست اس انجمن میں آتا تھا۔ اور اسی کے ہاتھوں خرچ ہوتا تھا کم سے کم حضرت مرزا صاحب اور مولوی نورالدین صاحب مرحوم کے زمانہ تک تو یہی طریق تھا۔ اب کا حال مجھے معلوم نہیں۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب پر مال سمیٹنے کا الزام تو قطعاً غلط ہے۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب کی بے نفسی اور دنیوی مال سے بے تعلقی کا اس سے بڑھکر ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ۱۹۰۵ء میں جب آپ نے صدر انجمن کی بنیاد رکھی تو آپ نے نہ صرف لوگوں کی وصیتوں کا مال اس کے سپرد کیا۔ بلکہ آپ کے ہزارہا مریدوں سے جو چندہ بھی آتا تھا سب کا سب اس انجمن کے سپرد کر دیا۔ اور سوائے لنگر خانہ کے چندہ اور اخراجات کے آپ نے کسی چندہ اور خرچ سے کوئی سروکار نہیں رکھا۔ بلکہ اخباروں میں بار بار اعلان کیا کہ احباب چندہ براہ راست انجمن کے محاسب کو بھیجیں اور مجھے نہ بھیجیں۔ کیا اس سے بڑھکر بے غرضی اور بے نفسی کی مثال ہو سکتی ہے۔ کہ جب مریدوں کی تعداد ہزارہا تک اور چندہ کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ تو سارا مال اٹھا کر ایک انجمن کے حوالہ کر کے خود الگ ہو گئے۔ اور وصیت کر دی۔ کہ میرے بعد بھی کل چندہ اور قومی اخراجات اسی انجمن کی تحویل میں ہوگا۔ قوم کے مال سے اپنے خاندان کو بالکل الگ رکھا۔ یہی ان کی وصیت تھی۔ اس وصیت پر عمل آج کل ان کی اولاد کہاں تک کرتی ہے اس کا مجھے صحیح علم نہیں۔ اور نہ اس بحث کی حدود میں سکتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب خدا کے فضل و عصمت اس الزام سے قطعاً بری ٹھہر سکتے ہیں۔

سمجھنے کے قابل دوسرا امر

دوسرا امر سمجھنے کے قابل یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے جو یہ فرمایا کہ اولاد کو اس قاعدہ سے مستثنےٰ کرنے پر مجھ پر اعتراض کرنے والا منافق ہوگا۔ وہ بھی سچ ہے وہ اس طرح کہ جنہوں نے سچے دل سے حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود اور مامور من اللہ مانا ہے۔ انہیں کم سے کم اتنا تو حسن ظن ہونا چاہیئے کہ آپ نے اپنی اولاد کو جو اس قاعدہ سے مستثنےٰ کیا ہے۔ تو آپ کا یہ فعل کسی بے انصافی اور اپنی اولاد کی رعایت پر مبنی نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک شخص حضرت مرزا صاحب کو ایک راستباز اور باخدا انسان مانتا ہے تو چاہیئے کہ وہ اس بات پر بھی ایمان رکھے۔ کہ آپ کا یہ فعل غیر منصفانہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ ایک مقرب الی اللہ کی شان سے بعید ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ اس استثناء کے اندر کوئی ایسی بات ضرور مضمر ہونی چاہیئے جس کے معلوم ہو جانے پر کل شکوک رفع ہو سکیں۔ بعض باتیں ایسی نہیں ہوتیں کہ انہیں برملا ظاہر کر دیا جائے کیونکہ اس میں فتنہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے عقلمند انسان وہ ہے جو خود غور کر کے صحیح نتیجہ پر پہنچ جائے۔ اور صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مشعل راہ وہ ایمان ہوگا جو حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایک محقق کو ہے۔ **وہ جو نتیجہ بھی نکالے ان اس امر کو پیش نظر رکھ کر نکالے کہ ایک راستباز انسان کوئی غیر منصفانہ رعایت کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔**

محض اولاد ہونا کوئی وقعت نہیں رکھتا

پس آئیے اب ہم اس امر پر غور کریں۔ کہ وہ کونسی صورت ہو سکتی ہے جس سے یہ استثنا غیر منصفانہ رعایت نہیں بنتا۔ یہ تو امر مسلم ہے کہ بہشتی مقبرہ کی زمین کسی کو بہشتی نہیں بنا تی خود حضرت مرزا صاحب نے الوصیت میں یہ تحریر فرمایا ہے۔ اس لئے کوئی شخص جو متقی نہیں ہے اور نہ کوئی خدمت دین کے لئے ایثار کر چکا ہے۔ وہ اگر اس زمین میں دفن ہو جائے تو اس سے وہ بہشتی نہیں بن جائے گا۔ اس کے اعمال اسے بہشتی بنائیں گے۔ خواہ وہ کوئی عالم ہو یا جاہل ہو۔ عامی آدمی ہو یا مسیح موعود کی اولاد ہو۔ اسلام میں کسی بزرگ کی محض اولاد ہونا کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اگر اولاد ہونا کوئی وقعت رکھتا ہوتا۔ تو حضرت نوح کا بیٹا یا حضرت سلیمان کا بیٹا۔ راندہ درگاہ ربانی نہ قرار پاتا۔ جناب الٰہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایسا روکھا جواب نہ ملتا۔ جو انہیں اس وقت ملا تھا جب انہوں نے اپنے امام ربانی بنتے وقت اولاد کے لئے دعا کی تھی جب یہ بشارت ہوئی کہ انی جاعلك للناس اماما کہ ہم تجھے لوگوں کے لئے امام بناتے ہیں۔ تو عرض کی ومن ذریتی اور میری اولاد سے ؟ فرمایا لا ینال عہدی الظالمین کہ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ پھر دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں اگر انبیاء اور اولیاء ہوئے تو مغضوب علیہم اور ضالین بھی آپ ہی کی اولاد میں سے ہوئے۔ حضرت موسےٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم جیسے عظیم الشان وجود اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوئے تو ابوجہل اور ابولہب بھی آپ ہی کے پوتے تھے۔ پس کسی نبی یا ولی یا مامور یا مجدد کی اولاد کے لئے یہ پٹہ نہیں لکھا جا سکتا کہ وہ ساری کی ساری بہشتی ہوگی۔ تو پھر حضرت مسیح موعود نے اپنی اولاد کو اس لئے تو مستثنےٰ نہیں کیا۔ کہ آپ کی نسل میں سے جو پیدا ہوگا وہ جنتی ہی ہوگا۔ لہذا ان کے دفن ہونے کے لئے کسی عمل اور تقویٰ اور ایثار کی شرط کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر کوئی ایسا خیال کرتا ہے تو وہ احمق اور دین اسلام سے بکلی ناواقف ہے۔ اور وہ شخصیت پرستی اور اولاد پرستی کے شرک میں مبتلا ہے۔

جنت کی شرط صرف تقوےٰ ہے

خدا کے ہاں تو تقوےٰ ہی شرط ہے جس سے جنت ملتی یا مل سکتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ مثل الجنۃ التی وعد المتقون یہ مثال جنت کی ہے۔ جو متقیوں کے لئے وعدہ کی گئی ہے۔ خواہ وہ کسی نبی یا ولی کی اولاد ہو یا کسی عامی آدمی کی اولاد ہو۔ کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی اولاد میں کیسے کیسے لوگ پیدا ہونگے۔ اور اگلی نسل کیسی ہوگی اور اس سے اگلی کیا طریق اختیار کرے گی جب محمد رسول اللہ صلعم کی اولاد جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہے یعنی سادات میں ہمیں ہر رنگ نظر آتا ہے بڑے بڑے اولیا بھی ان میں ہوئے اور بڑے بڑے بدبھی ہوئے تو پھر اور کون دعوےٰ کر سکتا ہے کہ اس کی نسل میں سے کبھی کوئی بداعمال اور جہنمی پیدا نہ ہوگا۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کی قابلیت علمی اور معرفت پر یہ بڑے درجہ کی بدظنی ہوگی اگر یہ گمان کر لیا جائے کہ ان کا خیال تھا کہ ان کی نسل میں جو ہوگا جنتی ہی ہوگا۔ اسکے لئے تقوےٰ کی شرط کی ضرورت ہی نہیں۔

اولاد کے لئے محض خاندانی مقبرہ قرار دیا

اب مقام غور ہے۔ کہ نہ تو بہشتی مقبرہ کی زمین کسی کو بہشتی بنا سکتی ہے اور نہ محض حضرت مرزا صاحب کی اولاد میں سے ہونا اس کو بہشتی بنا سکتا ہے۔ تقوےٰ ہی بہشت کا دروازہ ہے۔ یہ دروازہ جس کے لئے نہیں کھلا اس کیلئے بہشت کا دروازہ کبھی نہیں کھلا تو پھر اس استثناء کی تشریح صاف ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اس مقبرہ کو اپنی اولاد کے لئے محض ایک خاندانی مقبرہ قرار دیا بہشتی مقبرہ قرار نہیں دیا۔ وہ مقبرہ تو بہشتی مقبرہ اسی کے لئے ہے جو تقوےٰ اور ایثار کی شرط کو پورا کرے۔ جو ان شرطوں کو پورا نہیں کرتا اور دفن ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے وہ بہشتی مقبرہ نہیں ہو سکتا خواہ وہ عامی ہو۔ یا حضرت مرزا صاحب کی اولاد ہو۔ پس حضرت مرزا صاحب نے جب اپنی اولاد کے لئے یہ شرط اڑا دی۔ تو صاف ظاہر ہے کہ ان کا مطلب یہ تھا۔ کہ یہ قبرستان ان کے خاندان کے لئے ایک خاندانی قبرستان کی حیثیت رکھے گا یعنی جب آپ کی نسل میں کوئی فوت ہو تو اس کو بلا حیل و حجت دفن کر دیا جائے کیونکہ ان کا وہ ایک خاندانی قبرستان ہے۔ بہشتی مقبرہ نہیں ہے۔ بہشتی مقبرہ اسی کے لئے ہوگا جو تقوےٰ اور ایثار کی شرط کو پورا کرے گا۔ اگر ان کی اولاد میں سے کوئی متقی ہے۔ اور ایثار خدمت دین کے لئے کر چکا ہے تو اس کے لئے وہ بہشتی مقبرہ اسی طرح ہوگا جس طرح اور لوگوں کے لئے ہوگا۔ جو ان شرائط کو پورا کرنے والے ہیں اور اگر وہ متقی نہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ لاہور یوم پنجشنبہ ۲۷ شوال ۱۳۵۱ھ نمبر ۱۲

استرداد برار اور ہندو جرائد
تعصب اور بے اصولی کا افسوسناک مظاہر

ہم ۱۹ر فروری کی اشاعت کے ایک ذیلی مقالہ میں بتا چکے ہیں۔ کہ آخر کار حکومت برطانیہ کو اعلیحضرت حضور نظام کے واپسی برار کے جائز مدلل اور پر زور مطالبہ کے آگے جھکنا پڑا۔ اور اس نے صوبہ برار کو تاجدار دکن کے حوالے کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ واپسی کی حیثیت اور صورت کیا ہو گی۔ اس کے متعلق فی الحال کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔ کیونکہ شرائط پوری طرح طے نہیں ہوئیں۔ حکومت برطانیہ کا یہ فیصلہ نہایت مبارک ہے۔ اس کو ایک طویل اور افسوسناک بے انصافی کی قابل تعریف تلافی کہا جا سکتا ہے۔ ہر ایک انصاف پسند شخص اور ہر ایک ہندوستانی کو اس پر خوش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ایک بے انصافی کی تلافی کی صورت پیدا ہو گئی۔ اور ہندوستان کا ایک وسیع و زرخیز صوبہ غیر ملکی حکومت کے قبضہ سے نکل کر ایک بے تعصب، بیدار مغز اور رعایا پرور ہندوستانی تاجدار کے زیر حکومت آ گیا۔ لیکن برادران وطن کے ہندو سبھائی اور آریہ سماجی طبقے جن کے قول و عمل میں ہمیشہ زمین آسمان کا فرق رہا ہے۔ جن کی زبانوں پر وطن پرستی، اتحاد اور رواداری کے ترانے جاری ہیں۔ لیکن دلوں میں تعصب اور اسلام دشمنی کے الاؤ سلگ رہے ہیں۔ استرداد برار کی خبر پر بہت بیقرار ہو رہے ہیں۔ جس آریہ سماجی یا مہاسبھائی اخبار کو اٹھا کر دیکھو۔ اس میں اعلیحضرت حضور نظام اور استرداد برار کے خلاف زہر اگلا ہوا ہو گا ان جرائد کی اعلیحضرت سے دشمنی اور واپسی برار کی مخالفت کوئی نئی بات نہیں لیکن حکومت برطانیہ کے محولہ بالا فیصلہ کی خبر کی اشاعت کے بعد ان کی زہر چکانی میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ جن وجوہ کی بنا پر یہ اعلیحضرت اور واپسی برار کی مخالفت میں دیوانے ہو رہے ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہیں۔ ان کے متعلق کچھ کہنا بے فائدہ ہو گا۔ اس وقت ہم ہندو جرائد کے صرف ان "دلائل" کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں جو وہ واپسی برار کے خلاف پیش کر رہے ہیں۔

ان "دلائل" کو سننے اور ان پر غور کرنے سے قبل برار پر انگریزی قبضہ کی حیثیت ذہن نشین کر لینی ضروری ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ اس صوبہ کا صرف نظم و نسق حکومت انگریزی کے متعلق ہے۔ مالک اعلیحضرت حضور نظام ہی ہیں۔ اس حقیقت سے تاریخ قانون اور حکومت انگریزی کسی کو انکار نہیں۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ کہ برار دولت آصفیہ کا ایک لاینفک جزو ہے۔ حکومت ہند نے چند ناواجب مالی مطالبات کی بنا پر پہلے اسے کفالت کے طور پر لیا۔ بعد ازاں ناجائز دباؤ سے اس کا دوامی پٹہ حاصل کر لیا۔ لیکن دوامی پٹے کے بعد بھی یہ صوبہ از روئے آئین برطانوی ہند سے علیحدہ ہی رہا۔ حتیٰ کہ اصلاحات سے بھی براہ راست مستفید نہ ہو سکا۔ بلکہ وائسرائے کو اختیارات خصوصی استعمال کر کے اصلاحات نافذ کرنی پڑیں۔ برار کے جو نمائندے کونسل یا اسمبلی میں جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کا انتخاب ہوتا ہے۔ لیکن وہ صرف منتخب ہونے کی بنا پر ہی نمائندے نہیں تسلیم ہوتے بلکہ وائسرائے انتخاب کے بعد انہیں نامزد کرتا ہے۔ اور برار کے متعلق جو قوانین منظور ہوتے ہیں۔ وہ بھی وائسرائے کی خاص منظوری کے بغیر نافذ نہیں ہو سکتے۔ اب تک تاجدار دکن کی سالگرہ کے دن صوبہ کی سرکاری عمارات پر دولت آصفیہ کا پرچم لہرایا جاتا ہے۔ اور برار کے محاصل میں سے ایک معین رقم اعلیحضرت کو دی جاتی ہے۔

اس کے بعد ہندو جرائد کے "دلائل" پر ایک نظر ڈالئے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ریاستوں میں مطلق العنانی کا دور دورہ ہے۔ وہاں اندھیر کھاتہ مچا ہوا ہے۔ ریاستوں کا نظم و نسق برطانی علاقہ سے بھی زیادہ ظالمانہ اور غیر منصفانہ ہے۔ اس لئے ایک انگریزی علاقہ کو دیسی ریاست کے سپرد کرنا وہاں کے باشندوں کے ساتھ دشمنی ہے۔

(۲)۔ صوبہ برار میں بھی اصلاحات نافذ ہیں۔ اس کی واپسی پر وہاں کے باشندوں کو ان سے محروم ہونا پڑیگا۔ یہ رجعت قہقری ہو گی۔

(۳)۔ واپسی سے قبل اہل برار سے استصواب رائے نہایت ضروری ہے۔ جب تک ایسا نہ ہو۔ کوئی فیصلہ نہیں ہونا چاہیئے۔

تعصب اور دشمنی انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ اور آخر کار وہ ایک ایسے عالم میں پہنچ جاتا ہے۔ جہاں انصاف، شرافت، عقل اور اصول پسندی کا گذر نہیں ہوتا۔ افسوس استرداد برار کے مخالف ہندو جرائد اسی عالم میں پہنچ چکے ہیں۔ ہم مانتے ہیں۔ کہ بعض ریاستوں مثلاً الور، کشمیر بھرت پور وغیرہ کا نظم و نسق سخت ظالمانہ اور قابل اعتراض ہے۔ وہاں مطلق العنانی کا دور دورہ ہے۔ لیکن سب ریاستوں کی یہ حالت نہیں۔ خدا کا شکر ہے سلطنت حیدر آباد کا انتظام برطانی ہند کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ اور وہاں کی تمام رعایا جس میں ہندوؤں کی زبردست اکثریت ہے۔ نہایت خوشحال و مطمئن ہے۔ اگر تمام ریاستوں کا نظم و نسق برطانی علاقہ سے خراب اور ناقابل برداشت ہے۔ تو پھر کیوں نہیں سب سے اول ریاستوں کے خلاف مہم شروع کی جاتی۔ اور کانگریس اس کام کو کیوں اپنے ہاتھ میں نہیں لیتی؟ ہندو جرائد کو واضح رہنا چاہیئے۔ کہ برار دولت آصفیہ کی ملکیت ہے۔ جب ہندو جرائد اندور وغیرہ ہندو ریاستوں کی ریذیڈنسیوں کے علاقوں کی واپسی کی حمایت کر سکتے ہیں، اور ان میں بعض کی واپسی پر خوش بھی ہو سکتے ہیں، تو برار کی واپسی ان کے لئے کس وجہ سے سوہان روح بن گئی ہے۔ اور اگر وہ دولت آصفیہ کو اس کی ملکیت سے محروم رکھنے کے خواہشمند ہیں۔ تو پھر تمام ہندو ریاستوں کو انگریزی علاقہ میں شامل کرنے کی جدوجہد کیوں نہیں کی جاتی؟ کیوں الور اور کشمیر وغیرہ کی مظلوم رعایا کو باغی کہا جاتا ہے؟ برار کی واپسی کے بعد اہل برار اصلاحات سے ہرگز محروم نہیں ہو سکتے اس بارہ میں اعلیحضرت حضور نظام کا واضح فرمان موجود ہے۔ استصواب رائے کا مطالبہ بھی بالکل ناواجب ہے۔ انگریزوں کو دوامی پٹہ دیتے وقت اہل برار کی رائے نہیں لی گئی تھی۔ اب اس صوبہ کو اس کے اصلی مالک کے حوالے کرتے وقت اب کیوں کیا جائے؟

حکومت برطانیہ کو واضح رہنا چاہیئے۔ کہ ہندو جرائد کی ساری مخالفت ان کے تعصب اور اسلام دشمنی کا نتیجہ ہے۔ ان کو واپسی برار کے بارہ میں التوا و تاخیر سے ہرگز کام نہیں لینا چاہیئے۔ اگر اس نے ہندو جرائد کے بے معنی شور کا کوئی اثر قبول کیا۔ تو یہ تدبیر کے سخت خلاف ہو گا۔ دولت برطانیہ کی گردن تاجداران دکن کے احسانات سے جھکی ہوئی ہے۔ اگر حکومت انگریزی نے اس وقت بھی جبکہ اسے دوستوں اور ہمدردوں کی سخت ضرورت ہے۔ اپنے یار وفادار سے انصاف نہ کیا۔ تو زمانہ آئندہ کے مورخ کو مجبوراً لکھنا پڑیگا۔ کہ بیسویں صدی کے ربع ثانی میں انگریز قوم میں کوئی مدبر موجود نہ تھا۔

اورینٹل کالج لاہور

پنجاب یونیورسٹی کے قیام کے وقت اس کا سب سے بڑا مقصد مشرقی علوم اور السنہ شرقیہ کی حفاظت و ترویج بیان کیا جاتا تھا۔ اور اسی غرض سے والیان ریاست اور امراء و رؤسا نے اس کی امداد کی تھی لیکن افسوس یونیورسٹی نے اپنے اس مقصد عظیم اور ان وعدوں کو جو خطیر رقوم حاصل کرنے وقت کئے گئے تھے۔ بڑی حد تک فراموش کئے رکھا۔ اور السنہ شرقیہ کے حق میں ہمیشہ سوتیلی ماں بنی رہی۔ لے دے کے ایک اورینٹل کالج لاہور باقی ہے۔ جس سے یونیورسٹی کے ایفائے عہد کا تھوڑا بہت بھرم قائم ہے۔ لیکن اب اس طبقہ کی طرف سے جس نے یونیورسٹی کو عملی طور پر آریہ سماجی یونیورسٹی بنائے رکھا۔ یہ کوشش ہو رہی ہے۔ کہ اس کالج کو بالکل توڑ دیا جائے۔ بعض سادہ لوح مسلمان بھی ان لوگوں کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں۔ اور یونیورسٹی کے تحقیقاتی کمیشن کے سامنے کالج کو توڑ دینے کی متعدد تجاویز پیش ہو چکی ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے نے حالات کی نزاکت کا اندازہ کرتے ہوئے کمیشن کے صدر کے پاس ایک یادداشت ارسال فرمائی ہے جس میں السنہ شرقیہ کی اہمیت پر زور دینے کے بعد کالج کی اصلاح کے لئے چند نہایت مفید و مؤثر تدابیر پیش کی ہیں۔ جن کو اختصار کے ساتھ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

(۱) کالج کا اپنا کوئی مستقل پرنسپل نہیں۔ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہی کالج کے پرنسپل سمجھے جاتے ہیں۔ انتظامی نقطہ خیال سے یہ ایک افسوسناک کمی ہے۔ کالج کا اپنا مستقل پرنسپل ہونا لازمی ہے۔ جو دوسری مصروفیتیں نہ رکھتا ہو۔

(۲)۔ آج کل طلباء کو زبان دانی کی تعلیم تو کافی دی جاتی ہے لیکن ان کی معلومات عامہ بہت کم ہوتی ہیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے نصاب میں تبدیلی و اضافہ کی ضرورت ہے کسی قدر تاریخ، جغرافیہ، ابتدائی سائنس حساب اور انگریزی کی معمولی تعلیم لازمی طور پر دی جانی چاہیئے۔

(۳) اساتذہ کا تقرر نہایت احتیاط سے کیا جائے صرف ایسے اساتذہ کو رکھا جائے۔ جو مشرقی زبانوں کا محققانہ مطالعہ کر چکے ہوں۔

حضرت ممدوح نے اپنی یادداشت میں اس تجویز کی بھی مخالفت کی۔ کہ اورنٹیل کالج کی بجائے اسلامیہ کالج، ڈی، اے وی کالج اور بعض دوسرے کالجوں میں مشرقی زبانوں کی جماعتیں کھول دی جائیں۔ اور جو روپیہ اورنٹیل کالج پر صرف ہوتا ہے۔ وہ ان کالجوں کو دیدیا جائے ہمیں امید ہے۔ کہ تحقیقاتی کمیشن کے صدر سر جارج اینڈرسن اور ان کے فاضل رفقاء ان تجاویز پر پورے طور پر غور فرمائینگے۔ اور ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔

نمائشی اچھوت ادھار

آریہ اخبار "پرکاش" اپنی ۱۹ر فروری کی اشاعت میں نہایت فخر سے رقمطراز ہے۔

دو تین دن ہوئے۔ کہ یہاں (امرتسر) ایک مہتہ جی نے جو اچھوت ادھار کے کام میں بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ ہریجنوں (اچھوتوں) کی برات میں شامل ہو کر کھانا کھایا تھا جس کی وجہ سے ان کے سارے خاندان کا بائیکاٹ ہوا اور مہتہ جی کا رشتہ بھی ٹوٹ گیا۔ ۱۰ر فروری کو اس سلسلہ میں ہریجنوں کی ایک میٹنگ ہوئی۔ اور ایک ہریجن مستی ملبہ نے مہتہ جی کو اپنی لڑکی کا رشتہ قبول کرنے کی درخواست کی۔ جو مہتہ جی نے نہایت خوشی سے قبول کر لی عنقریب ان کی شادی کی رسم ادا ہونے والی ہے"

آریہ اور بعض دوسرے ہندو اخبارات آئے دن اس قسم کی خبروں کو انتہائی فخر سے شائع کر کے یہ دعوے کیا کرتے ہیں۔ کہ ہندو اور اچھوتوں میں اجنبیت اور غیریت دور ہو رہی ہے۔ اور وہ روز بروز ایک دوسرے کے قریب اور باہم شیر و شکر ہو رہے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے۔ یہ ان کی فریب کاری ہے۔ یا خود فریبی، لڑکی لے لینا کوئی بڑی بات نہیں لڑکی دینا مشکل امر ہے جس کی آج تک کسی آریہ یا اصلاح پسند ہندو لیڈر نے جرأت نہیں کی۔ صوبہ مدراس چھوت چھات کا سب سے بڑا گڑھ ہے۔ اچھوتوں کی لڑکیاں لے لینے کی مثالیں تو وہاں بھی بکثرت ملتی ہیں۔ اگر ہندو اچھوتوں کو حقیقی معنوں میں اپنانا چاہتے ہیں۔ تو انہیں لڑکیاں لینے کے علاوہ چوہڑے چماروں کو اپنی لڑکیاں دینی بھی چاہئیں۔ لیکن ہمارے خیال میں دیگر فرقوں کے ہندو تو ایک طرف رہے۔ آریہ سماجی بھی ایسا ہرگز نہیں کریں گے کیونکہ اچھوت ادھار کی تحریک محض فریب کارانہ نمائش ہے۔ دراصل اصلاح پسند آریہ اور ہندو بھی اچھوتوں کو اپنے خدامت پسند اور راسخ العقیدہ بھائیوں کی طرح نجس اور غیر ہی سمجھتے ہیں سارا شور و غوغا سیاسی ضروریات کی مجبوری کی وجہ سے ہے۔

کپورتھلہ میں قانون انتقال اراضی

ہندوستان کی دوسری ریاستوں اور صوبوں کی طرح ریاست کپورتھلہ کے کسان بھی ظالم ساہوکاروں کے ہاتھوں تباہ ہو رہے ہیں۔ ان کی زمینیں نہایت سرعت کے ساتھ سود در سود کے ذریعے ساہوکاروں کے قبضے میں چلی جا رہی ہیں۔ اور یہ لوگ روز بروز ہولناک تباہی سے قریب۔ . . ہو رہے ہیں۔ ریاست کی تقریباً اسی فیصدی آبادی زراعت پیشہ ہے اس لئے محاصل کا زیادہ تر انحصار کسانوں کی خوشحالی اور اقتصادی بہتری پر ہے۔ اگر یہ لوگ تباہ ہو گئے اور اراضی جو کسانوں کا واحد ذریعہ معاش ہوتی ہے۔ ان کے ہاتھوں سے نکل گئی۔ تو ریاست بھی زیادہ دیر تک اقتصادی تباہی سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ انہی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قانون انتقال کا نفاذ حکام ریاست کے زیر غور ہے جس کی غرض محض کسانوں کو ساہوکاروں کے ناجائز مطالبات اور مظالم سے محفوظ رکھنا ہے لیکن ہندوؤں نے اس پر خواہ مخواہ شور محشر برپا کر رکھا ہے پنجاب کے تمام ہندو اخبارات حریت پسندی اور مزدوروں اور کسانوں کی ہمدردی کے بلند بانگ دعووں کے باوجود ریاست کے ظالم ساہوکاروں کی اندھا دھند حمایت میں مصروف ہیں جس کی واحد وجہ صرف یہ ہے۔ کہ ریاست کی زراعت پیشہ آبادی کی اکثریت مسلمان ہے۔ اور وہ اس قانون کے نفاذ کے بعد بالکل تباہ نہ ہو سکیں گے۔ اعمال و اقوال میں تعدد عظیم ہندوؤں کے قومی کیریکٹر کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ اس قوم کے ادنےٰ افراد تو ایک طرف رہے بڑے بڑے مہاتماؤں کی زبانیں بھی ان کے افعال کا ساتھ نہیں دیتیں اس لئے اگر ہندو اخبارات سرمایہ داری کی مخالفت کے دعووں کے باوجود ظالم ساہوکاروں کی حمایت کر رہے ہیں۔ تو اس پر تعجب کیوں کیا جائے لیکن ہم ہز ہائینس مہاراجہ کپورتھلہ اور ان کے بیدار مغز وزیر اعظم جناب خان بہادر میاں عبد الحمید صاحب سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ ہندو پریس کے بے معنی شور و غوغا کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ریاست کے مفاد کی خاطر اس مفید قانون کو نافذ کر دیں گے۔ اگر حکومت کپورتھلہ ہندوؤں کے بے معنی شور سے متاثر ہو گئی۔ تو ریاست کی زراعت پیشہ آبادی اپنی زندگی کا ثبوت دینے میں بالکل حق بجانب ہو گی۔ اور ہندوستان بھر کے مسلمان اس کی ہر ایک جائز امداد کو اپنا ضروری فرض تصور کریں گے۔

ہم نے ریاست کے مجوزہ قانون انتقال اراضی پر نہایت احتیاط سے غور کیا ہے۔ اور۔ پوری ذمہ داری سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کے نفاذ سے ساہوکاروں کے کسی جائز حق کو مطلق نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اور کسانوں کے لئے بھی یہ انگریزی علاقہ میں نافذ شدہ قانون سے کئی لحاظ سے بہتر ہے۔

یجر اور سام وید کا ترجمہ

یہ خبر مذہبی و علمی حلقوں کیلئے مسرت و دلچسپی کا باعث ہو گی۔ کہ ہمارے قابل فخر مبلغ و مناظر جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت نے سام اور یجر وید کا اردو ترجمہ مکمل کر لیا ہے جو عنقریب طباعت کیلئے پریس بھیجا جائیگا۔ دنیا میں بڑے بڑے اسرار موجود ہیں۔ لیکن ان میں سب سے بڑا سر مخفی وید ہے۔ جس کو آریہ سماجی اور اکثر ہندو اصحاب اپنی الہامی کتاب کہتے اور مانتے ہیں۔ اس الہامی کتاب کی گوناگون خصوصیات کی وجہ ہی سے کسی آریہ سماجی کو اس کے اردو ترجمے کی توفیق نہ ہوئی۔ بار بار مطالبے ہوئے لیکن آریہ سماج نے ان سب کا جواب خاموشی میں دیا۔ آخر مولانا عبد الحق صاحب نے اس سر مخفی کی نقاب کشائی کا عزم کیا۔ کئی سال پہلے وہ ترجمے کی ایک قسط شائع کر چکے ہیں۔ جو علمی اور انصاف پسند مذہبی حلقوں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ اب انہوں نے یجر اور سام وید کا ترجمہ مکمل کیا ہے۔ ایک واقف کار ہی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ کام کس قدر نازک اور ذمہ داری کا ہے۔ اور اس میں کتنی دماغ پاش محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہم اس علمی کارنامہ پر مولانا عبد الحق صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ مولانا موصوف کی مذہبی و علمی خدمات پر بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کی تازہ مسلم کشی

ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ کہ پنجاب یونیورسٹی عملی طور پر آریہ سماجی یونیورسٹی بنی ہوئی ہے۔ ہندوؤں کا ایک مسلم کش اور متعصب طبقہ اس کے تمام کاروبار پر چھایا ہوا ہے۔ اور یہ لوگ مسلم حقوق کو انتہائی بیباکی اور بے دردی سے پامال کر رہے ہیں۔ پنجاب، صوبہ سرحد، اور بلوچستان وغیرہ کے مسلمانوں کی تعلیمی پستی کی بڑی وجہ یونیورسٹی کے ہندو کارکنوں کا تعصب ہی ہے۔ حال ہی میں اس آریہ سماجی یونیورسٹی نے اپنی مسلم کشی کا ایک تازہ ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ امتحان میٹرکولیشن کے سپرنٹنڈنٹوں کی جو فہرست شائع ہوئی ہے۔ وہ ۱۲۴ ناموں پر مشتمل ہے۔ اس میں سے مسلمان صرف ۳۶ ہیں۔ یونیورسٹی کے زیر اثر حلقہ میں مسلم آبادی ۶۰ فیصدی سے زائد ہے۔ اس کے باوجود ۱۲۴ آسامیوں میں سے صرف ۳۶ مسلمانوں کو دی گئی ہیں۔ ایسے موقعوں میں ہندو نہایت بے تکلفی سے قابل مسلمانوں کے نہ ملنے کا عذر کر دیا کرتے ہیں لیکن کیا ہزاروں مسلمان ماسٹروں، ہیڈ ماسٹروں، پروفیسروں و دیگر اعلےٰ تعلیم یافتہ افراد میں سے یونیورسٹی کو صرف ۳۶ آدمی ہی مل سکے۔ جو امتحان میٹرکولیشن کی بحیثیت سپرنٹنڈنٹ نگرانی کر سکیں؟ مانا تعلیمی لحاظ سے مسلمان دوسری اقوام سے پیچھے ہیں۔ لیکن اسے کون باور کریگا۔ کہ پنجاب، سرحد، اور بلوچستان کے اسلامی صوبوں سے مسلمان سپرنٹنڈنٹ بھی نہیں مل سکتے۔

ہم یونیورسٹی کے ذمہ دار حکام اور رجسٹرار آف اگزیمنیشن کو اس خطرناک مسلم کشی پر نہایت زور سے توجہ دلاتے ہیں۔ انہیں بہت جلد اس فہرست پر نظر ثانی کر کے مسلمان سپرنٹنڈنٹوں کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہیئے۔ یونیورسٹی کی آسامیاں آخر کب تک ہندوؤں کی جاگیر بنی رہیں گی ہم جانتے ہیں۔ کہ یونیورسٹی کی مختلف مجالس میں مسلمان اراکین کی تعداد ثلث تک کا درجہ رکھتی ہے لیکن اس قلت تعداد کا مطلب یہ نہیں۔ کہ وہ اپنی آواز ہی بلند نہ کریں۔ اور مسلم حقوق کے قتل عام کو خاموشی سے دیکھتے رہیں۔ ان سب کی خدمت میں بھی درخواست ہے۔ کہ پوری جرأت اور حوصلے کے ساتھ ہندوؤں کے اس خطرناک طرز عمل کی مخالفت کریں۔ ورنہ وہ مسلمانوں کے نمائندہ نہیں کہلا سکتے۔

تقسیم اخبار احمدیہ

—— منشی حبیب اللہ صاحب کاتب پیغام صلح کے گھر اللہ تعالیٰ نے بچی دی ہے۔ مبارکباد۔ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے۔ اور خادمہ دین بنائے۔

—— نذیر احمد چپڑاسی پیغام صلح آج کل چند مشکلات میں مبتلا اور دعا کا طالب ہے۔

تھا۔ تو اس کے لئے وہ مقبرہ بہشتی نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ ہزار دفعہ وہاں دفن ہو جائے۔ حضرت صاحب کا مقصد فقط اس قدر تھا۔ کہ ان کی اولاد کے لئے وہ ایک خاندانی **قبرستان کی** حیثیت رکھے۔ اور بس۔

حضرت مسیح موعود کا ارشاد

خوب یاد رکھو کہ وہ بہشتی مقبرہ اسی کے لئے ہوگا جو تقویٰ اور ایثار کی شرائط پوری کرتا ہے۔ اور اس کا علم صرف خدا کو ہو سکتا ہے حضرت صاحب نے خود یہاں تک لکھا ہے کہ جو شخص متقی ہے اور دین کی خدمت کے لئے وصیت کر گیا۔ وہ کہیں بھی دفن ہو۔ وہ بہشتی مقبرہ میں ہی ہے۔ بلکہ اس قادیان والے مقبرہ میں اس کا کتبہ لکھ کر لگا دینے کا بھی حکم دیا۔ **پس صحیح یہی ہے کہ ایک متقی اور خادم دین کہیں بھی دفن ہو وہ مقبرہ اس کے لئے بہشتی مقبرہ ہے۔ کیونکہ اس کے اعمال بہشتی ہیں اور ایک شخص جو متقی اور خادم دین نہیں۔ وہ ہزار دفعہ کسی بہشتی نام رکھنے والے مقبرہ میں دفن ہو اس کے لئے وہ مقبرہ بہشتی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے اعمال بہشتی نہیں** پس احمق ہے وہ جو محض بہشتی مقبرہ میں دفن ہو جانے کو بہشت میں داخل ہونے کا مترادف سمجھتا ہے۔ اور مجاورین مقبرہ بہشتی کے سارٹیفکیٹ داخلہ کو جنت کا پروانہ سمجھتا ہے۔ یہ **آغا خانی عقیدہ ہے!**

جیسے وہ شخص بدظنی سے کام لیتا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی اولاد کو ان شرائط سے مستثنےٰ کر کے ایک بڑی بے انصافی کا ارتکاب کیا ہے۔ اسی طرح خطرناک غلطی میں وہ شخص مبتلا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی اولاد ہونا ہی بہشتی ہونے کا پروانہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی نبی یا ولی کی اولاد ہونا اسے تقوےٰ اور ایمان اور اعمال صالحہ سے جو حصول جنت کے لئے شرط ہیں آزاد نہیں کر سکتا۔ اور نہ کسی کو کسی خاص مقبرہ میں بلا تبدیل ہیئت دفن کر دینے سے اسے جنت میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ پس کسی مقبرہ میں داخل ہونے کے لئے اپنی اولاد سے شرائط تقوےٰ اور ایثار کو اڑا دینا بتاتا ہے۔ کہ وہ مقبرہ ان کے لئے بہشتی نہیں قرار دیا گیا۔ بلکہ ایک خاندانی قبرستان قرار دیا گیا۔

یہ فعل دانشمندی پر مبنی تھا

اور حضرت کا یہ فعل بڑی دانشمندی پر مبنی تھا۔ حضرت کی دور بین آنکھ دیکھ رہی تھی کہ قادیان پر نیز اس قبرستان پر مالکانہ حیثیت سے ان کی اولاد قابض ہوگی کس کی طاقت ہوگی کہ انکی میت کے دفن ہونے پر کوئی اعتراض کر سکے یا انکے تقوےٰ پر حرف دھر سکے۔ اور اگر کسی نے کوئی بات اٹھائی تو وہ فتنہ اٹھے گا کہ الاماں جس گاؤں میں مالکانہ قبضہ ہو معمولی زمیندار رعیت کو جینے نہیں دیتے تو بھلا یہاں تو علاوہ حقوق مالکانہ کے مسیح موعود کی اولاد ہونے کی شان ہونے پر سہاگہ نبی ہوتی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ کسی کو جرأت نہ ہوگی کہ آپ کی اولاد کی میت کے بارے میں یہ چھان بین کر سکے۔ اس لئے اس جھگڑے ہی کو ختم کرنے کے لئے آپ نے اپنی اولاد کو اس سے مستثنےٰ ہی کر دیا۔ کہ نہ سر ہوگا نہ سودا ہوگا۔ ان کے لئے نہ یہ شرائط ہوں گے نہ کسی جھگڑے کا خدشہ باقی رہیگا۔ **انکے لئے اس مقبرہ کو محض ایک خاندانی قبرستان کی حیثیت سے ہی رہنے دیا بہشتی مقبرہ** نہیں قرار دیا۔ اس کو صاف صاف ذکر کرنا شاید نہیں سمجھا کیونکہ نامناسب امر نظر آتا ہے لیکن ایک بڑے فتنہ سے اور ذمہ وار لوگوں کے لئے اصول شکنی کے گناہ سے بچنے کا یہ بہترین ذریعہ تھا جو آپ نے اختیار کیا۔

ایک خط

بخدمت جناب مولوی ابوطاہر محمود احمد صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ جماعت (قادیانی) کلکتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج صبح مولوی عبدالقادر صاحب (پروفیسر اسلامیہ کالج) سے میری ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو میں آپ نے میرے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کہ کیا آیت استخلاف کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے دعوے میں پیش کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہاں فلاں فلاں کتاب میں پیش کیا ہے۔ اور تمام گذشتہ اور آئندہ مجددین کی آئندہ بعثت کا دارومدار اسی آیت پر ہے۔

میں نے عرض کیا۔ کہ کیا جناب میاں محمود احمد صاحب کی خلافت کا مدار بھی اسی آیت پر ہے۔ آپ نے کہا۔ کہ ہاں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ومن کفر بعد ذالک فاولٰئک ھم الفٰسقون کے ماتحت وہ لوگ کافر اور فاسق ہیں۔ جو خلافت سے منکر ہیں۔ اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی بیعت میں شامل نہیں۔

میں نے عرض کیا۔ کہ کیا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کی خلافت کے منکر اور کسی وقت تک انکار کرنیوالے مثلاً حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت بی بی فاطمہؓ حضرت عثمانؓ حضرت معاویہ اور عبدالرحمٰن ابن ابوبکر وغیرہ وغیرہ بھی (نعوذ باللہ) فاسق اور کافر تھے؟

تو مولوی عبدالقادر صاحب نے فرمایا۔ کہ ہاں۔ اگر یہ لوگ اسی حالت میں مر گئے۔ تو فاسق اور کافر مرے۔ اگرچہ عرصہ کے بعد بیعت کر لی۔ تو جب تک بیعت کرنے سے منکر رہے۔ کافر اور فاسق رہے۔

آپ کو بیاں کی جماعت کا امیر ہونے کی حیثیت سے مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ ہمارے نزدیک اور تمام مسلمانوں کے نزدیک ایسے الفاظ استعمال کرنیوالے سے جس قدر بھی سختی کی جائے۔ تو کم ہے۔

اگر آپ پرسوں شام تک مولوی عبدالقادر صاحب سے تحریری معافی لے کر بھجوائیں گے۔ تو ہم اس تمام واقعہ کو مقامی اخبارات پیغام صلح اور الفضل وغیرہ میں برائے اشاعت دیدینگے۔ جس سے تمام مسلمانوں کے جذبات مجروح ہونیکا اندیشہ ہے۔

مورخہ ۳ نومبر ۳۲ء

آپ کے جلدی جواب کا منتظر

حبیب الرحمٰن معرفت ایم۔ اے فاروقی ۲۴ اولڈ سرکلر روڈ کلکتہ

نوٹ: یہ خط قادیانی جماعت کے امیر ابوطاہر محمود احمد صاحب کو بذریعہ مولوی دوست محمد صاحب سوداگر چرم سیکرٹری احمدیہ جماعت قادیان کلکتہ بھیجا گیا۔ اور ان کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔

(خاکسار حبیب الرحمٰن احمدی)

ضروری اعلان

پیغام صلح کا آئندہ پرچہ ۳ مارچ کو شائع ہوگا۔ قارئین کرام نوٹ کر لیں۔ اور ۲۸ فروری کے پرچہ کا انتظار نہ فرمائیں

(منیجر)

عالم اسلام

—— مکہ معظمہ کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ غلاف کعبہ کی تیاری کا کام ماہر صناعوں کی نگرانی میں بڑی تیزی سے ہو رہا ہے۔ توقع ہے کہ ۱۵؍ ذیقعدہ تک غلاف بالکل تیار ہو جائیگا۔

—— بعض عربی اخبارات کے بیان کے مطابق فلسطین میں شرق اردن کی اس اطلاع سے شدید تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ کہ شریف حسین مرحوم کے بیٹے امیر عبداللہ نے برطانوی اثرات کے ماتحت یہودیوں سے ساز باز کر لیا ہے۔ اور اپنی مملکت کی زرخیز اراضی یہودیوں کے حوالے کر دی ہے۔ معلوم ہوا ہے فلسطین کے چند مسلم اکابر جن میں سے موسٰے کاظم پاشا، جناب امین آفندی مفتی اعظم فلسطین کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ عنقریب شرق اردن کا سفر کرنے والے ہیں۔ تاکہ امیر کو اس نقصان رساں فعل سے باز رکھنے کی کوشش کریں۔

—— دمشق کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرانسیسی ہائی کمشنر جنیوا چلے گئے ہیں۔ ان کی مراجعت پر مقامی ارکان حکومت کا اجتماع ہوا جس میں بہت سے ذمہ دار افراد شریک تھے۔ اس اجتماع میں ایک ایسے معاہدہ کے امکان پر غور کیا گیا۔ جو حکومت فرانس اور شام کے باشندوں دونوں کیلئے قابل قبول ہو۔

—— ترکی اور جنوبی امریکہ کے درمیان ٹیلیفون کی لائن کا افتتاح حال ہی میں عمل میں آیا ہے۔ اس لائن پر گفتگو کرنے کیلئے ہر تین منٹ کے ۵۰ قرش وصول کئے جائیں گے۔

—— حکومت ترکی نے نشر تعلیم کے لئے سفری سکولوں کا انتظام کیا ہے۔ یہ مدارس مخصوص راستوں سے گذریں گے۔ اور ہر قریہ میں چار ماہ قیام کرنے کے بعد دوسرے قریہ میں منتقل ہو جائیں گے۔ ان سفری مدارس میں صبح کے وقت بچوں کو ظہر کے بعد عورتوں کو اور شام کے وقت مردوں کو تعلیم دی جائے گی۔ اس طریقہ تعلیم کا سب سے پہلا تجربہ ضلع آطنہ کے حدود میں کیا جائیگا۔

—— لندن ۱۰؍ فروری۔ اینگلو پرشین آئل کمپنی کے قضیہ کے باہمی تصفیہ کرنے کی نیت سے سر جان کڈمین صدر اینگلو پرشین آئل کمپنی، نائب صدر اور چند ماہر مشیر جلد طہران روانہ ہونے والے ہیں۔

—— شنگھائی (چین) میں ایک عظیم الشان کتب خانہ موجود ہے۔ جس کی طرف سے ایک اخبار بھی شائع ہوتا ہے۔ اس اخبار میں کتبخانے کے مالک نے اسلام کے خلاف ایک شدید توہین آمیز مضمون شائع کیا تھا شہر کے چینی مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا۔ تو انہوں نے مشتعل ہو کر کتبخانہ پر حملہ کر دیا۔ اور کتابوں کے پرزے پرزے کر کے پھینک دیئے۔ اس واقعہ سے متاثر ہو کر حکومت چین نے تمام اخبارات و مطابع کے نام حکم جاری کر دیا ہے۔ کہ کوئی ایسا مضمون شائع نہ کریں جس سے کسی مذہب کی اہانت کا پہلو نکلے

—— ایران کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مرزا تیمور تاش سابق وزیر حکومت ایران کو دوبارہ گرفتار کر کے پولیس کے صدر مقام پر قید کر دیا گیا ہے۔ ان کے خلاف جو الزامات ہیں۔ وہ ابھی ظاہر نہیں کئے گئے تھوڑا عرصہ ہی ہوا کہ موصوف کو اینگلو پرشین آئل کمپنی کے سلسلہ میں گرفتار کر کے ان کے مکان کے اندر ہی نظر بند کر دیا گیا تھا لیکن بعد میں شاہ ایران نے ان کا قصور معاف کر کے رہا کرنے کا حکم دیدیا تھا۔ اب دوبارہ گرفتار کیا گیا ہے۔

—— بعض انگریزی و عربی اخبارات کے بیان کے مطابق شیخ حافظ وہبہ سفیر حجاز متعینہ انگلستان نے قاہرہ میں ایک انٹرویو دیتے ہوئے فرمایا۔ کہ بغاوت نجد کی وجہ سے حکومت حجاز کی مالی حالت کمزور ہو گئی ہے جیسا کہ اس نے انگریزوں سے قرض لئے اور ایک انگریز کو اپنے وزیر مالیات مقرر کرنیکا فیصلہ کیا ہے

خبریں

—— پنجاب یونیورسٹی نے انٹرنس کے امتحان کیلئے ۱۴۴ سپرنٹنڈنٹ مقرر کئے ہیں جن میں سے مسلمانوں کی تعداد صرف ۳۶ ہے۔

—— غازی رؤف پاشا سابق وزیر اعظم ترکی آج کل سلطنت آصفیہ کی سیاحت میں مصروف ہیں۔ آپ عنقریب دہلی پہنچکر جامعہ ملیہ میں لیکچر دینا کا سلسلہ شروع کرنے والے ہیں۔

—— برہما کونسل میں تجویز پیش ہوئی تھی۔ کہ بغاوت برہما کے وجوہ کا پتہ لگانے کے لئے ایک تحقیقاتی کمیٹی بنائی جائے جس میں اکثریت منتخب ممبروں کی ہو۔ حکومت کی مخالفت کے باوجود یہ تجویز کثرت آرا سے پاس ہو گئی۔

—— لاہور ۱۹؍ فروری۔ کل پورے ڈھائی سال کی سماعت کے بعد سپیشل ٹریبونل نے مقدمہ سازش لاہور کے بائیس ملزموں کے خلاف فرد جرم عائد کر دی۔

—— گذشتہ ہفتہ ضلع کچہری ملتان کے احاطہ میں اشتہار چسپاں پائے گئے جن میں ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کو قتل کی دھمکی دی گئی تھی۔

—— یو۔ پی۔ کونسل میں ایک لیڈی ممبر مسز کیلاش واستو نے تجویز پیش کی تھی۔ کہ جن علاقوں میں لڑکوں کو لازمی ابتدائی تعلیم دی جا رہی ہے۔ وہاں لڑکیوں کے لئے بھی ابتدائی تعلیم لازمی قرار دینے کیلئے عملی قدم اٹھایا جائے۔

—— دہلی ۱۸؍ فروری۔ کل میونسپلٹی کے اجلاس میں تمام ارکان کی میزوں پر سرخ اشتہارات پائے گئے۔

—— گذشتہ ہفتہ ریاست نابھہ کے نابالغ مہاراجہ پرتاپ سنگھ ایجنٹ گورنر جنرل ریاستہائے پنجاب کی معیت میں نابھہ پہنچے۔ رعایا نے پرجوش خیر مقدم کیا۔ ایک عظیم الشان دربار منعقد کیا گیا جس میں ریاست کے مقتدر افراد و جاگیردار موجود تھے۔ مہاراجہ کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پیش کیا گیا۔ اور بتلایا کہ ریاست کی موجودہ حکومت نے ۴۷ لاکھ روپیہ پس انداز کیا ہے۔

—— ۱۰؍ فروری کو لاہور چھاؤنی سے چار بم برآمد ہوئے۔

—— چٹاگانگ (بنگال) ۱۰؍ فروری۔ گذشتہ ہفتہ مشہور مفرور مفسد انارکسٹ سوریہ سین گرفتار ہو گیا ہے۔

—— اسمبلی کی آخری سرکاری فہرست کے مطابق مختلف پارٹیوں کی نشستوں کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

انڈی پنڈنٹ ۲۷ نیشنلسٹ ۳۴ سنٹر پارٹی ۱۰

یونائیٹڈ انڈیا ۱۲ - یورپین ۱۱

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ صوبہ یو۔ پی۔ کی حکومت کے ملازمین کی تنخواہوں میں حکومت ہند کے ملازموں کی تنخواہوں کی طرح پانچ فیصدی تخفیف عمل میں آئیگی لیکن پچاس روپے سے کم تنخواہ میں یہ تخفیف نہ ہوگی

—— کمانڈر انچیف ۱۰؍ مئی کو چار ماہ کی رخصت پر انگلستان جا رہے ہیں

—— مشہور ہندوستانی اشتراکی لیڈر مسٹر سکلات والا سابق رکن پارلیمنٹ برطانیہ ہندوستانی صورت حالات، اسیران میرٹھ اور ہندوستانی مزدوروں کے متعلق تقریریں کرنے کیلئے عنقریب انگلستان سے امریکہ روانہ ہونے والے ہیں۔

—— لنڈن کی ایک تازہ خبر ہے۔ کہ سر جان سائمن عنقریب ماہر مشیروں کے ہمراہ اینگلو پرشین آئل کمپنی کے سلسلہ میں حکومت ایران سے گفتگو کرنے کیلئے طہران روانہ ہو جائیں گے۔

—— چونکہ مسلمانان الور کا کوئی مطالبہ پورا نہیں ہوا۔ اس لئے الور کانفرنس کے تیسرے اجلاس کے انعقاد کی تجویز زیر غور ہے۔

—— واشنگٹن (امریکہ) ۱۷؍ فروری۔ کل امریکن سینیٹ نے ایک ریزولیوشن منظور کیا ہے۔ جس کی رو سے شراب نوشی سے پابندی ہٹالی گئی ہے۔

—— شیخ محمد عبداللہ صاحب مشہور کشمیری لیڈر نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ جس میں مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ ۵؍ مارچ کو سری نگر میں اپنا اجلاس منعقد کرے۔ جس میں گلینسی کمیشن کی سفارشات کے التواء و دیگر ضروری معاملات پر غور کیا جائے۔

—— ریاست جے پور میں مہاراجہ کے حکم سے ایک فوجی کالج قائم کیا گیا ہے جس میں ریاست کے فوجی افسروں کو تربیت دی جایا کرے گی۔

—— ۱۰؍ فروری کو اسمبلی میں ریلوے بجٹ پر پرزور مباحثہ ہوا۔ جس میں اکثر ارکان نے سرگرم حصہ لیا۔

—— ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حکومت ہند کے ہوم ممبر نے بیان کیا۔ کہ ۱۹۳۱ء کے دوران میں فرقہ وارانہ فسادات میں ۳۵۳ آدمی ہلاک اور ۲۱۳۵ مجروح ہوئے۔ سب سے زیادہ نقصان صوبجات متحدہ میں ہوا لیکن ۱۹۳۲ء میں یہ ریکارڈ صوبہ بمبئی نے توڑ دیا۔ جہاں ۲۱۵ آدمی ہلاک اور ۲۷۸۱ زخمی ہوئے۔

—— نیویارک ۱۲؍ فروری۔ مسٹر روزولٹ صدر منتخب امریکہ پر قاتلانہ حملہ کرنے والے شخص کو چار الزامات کے ماتحت بیس سال قید کی سزا دی گئی۔

—— بنگال کے بعض علاقوں میں فوجی سپاہی گشت لگا رہے ہیں۔

—— چین کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ چین و جاپان کی کشیدگی نے نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ جیہول پر فریقین کی فوجیں صف آرا ہیں۔ جاپانیوں کی طرف سے حملہ کا انتظار ہو رہا ہے۔ عام خیال ہے۔ کہ جاپان جمعیت الاقوام کی رکنیت سے مستعفی ہو جائیگا۔ یہ بھی یقین کیا جاتا ہے۔ کہ وہ تخفیف اسلحہ جات کی کانفرنس [illegible] علیحدگی اختیار کر رہا ہے۔

—— چین و جاپان کی کشیدگی اور جنگ پر آمادگی مشرق بعید میں ایک خوفناک جنگ کا آغاز ہے۔ جس سے تمام دنیا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہیگی

—— ۱۹؍ فروری کی بجائے ۱۰؍ فروری کو مہاراجہ الور نے متوقع دربار منعقد کیا۔ اس میں جو اعلان پڑھا گیا۔ وہ اسلامی حقوق و مطالبات کی روشنی میں نہایت مایوس کن اور بے معنی ہے۔ مالیہ میں برائے نام کمی کی گئی ہے۔ مہاجرین کے متعلق کہا۔ وہ خوشی سے واپس آسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے "بیرونی شورش پسندوں" کے خلاف خوب دل کا بخار نکالا ہے۔ اور ہندو اخبارات اور ہندو عوام کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اعلان میں گو اکرم مسلمانان الور کیلئے لفاظی کے سوا اور کچھ نہیں

—— ٹوکیو کی ایک خبر مظہر ہے۔ کہ جنگ چاؤ کے مقام پر چینی و جاپانی افواج میں جنگ شروع ہو گئی ہے چینیوں نے ایک جاپانی قلعہ نشین فوج پر حملہ کر کے لڑائی کی ابتدا کی ہے۔

—— بمبئی ۲۲؍ فروری۔ آج صبح ڈاکٹر سر محمد اقبال بخیریت یہاں پہنچ گئے ہیں۔

—— ڈسٹرکٹ مسلم لیگ امرتسر نے مطالبہ کیا ہے۔ کہ امرتسر میونسپلٹی میں مسلمانوں کو پچاس فیصدی حقوق ملنے چاہئیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

تار کا پتہ ۔ "مسلمان لاہور"

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلحُ خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کا سہ روزہ آرگن

ہاسوار ایڈیشن

ایڈیٹر

محمد انعام الحق ہوشیار پوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است خسران و تباب

جماعتِ احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور ۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۵ ذیقعد ۱۳۵۱ھ مطابق ۳ مارچ ۱۹۳۳ء | نمبر ۱۳

مشہور ماہر اقتصادیات لالہ ہرکشن لال کے فرزند ارجمند

مسٹر کنھیا لال گوبا کا حضرت امیر کے دستِ مبارک پر قبول اسلام

لالہ ہرکشن لال

اس ہفتہ کا ایک نہایت ہی مسرت انگیز اور ایمان افزا واقعہ مسٹر کنھیا لال گوبا بیرسٹر لاہور خلف الرشید لالہ ہرکشن لال صاحب سابق وزیر پنجاب کا مع اہل و عیال قبول اسلام ہے۔ لالہ ہرکشن لال صاحب کا اسم گرامی محتاج تعارف نہیں کیونکہ موصوف پیپل بنک۔ بھارت بیمہ کمپنی و دیگر بے شمار بنکوں۔ کارخانوں اور کمپنیوں کے سلسلہ میں کافی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ آپ ہندوستان کے تجارتی اور اقتصادی حلقوں میں زبردست شخصیت کے مالک ہیں۔ پنجاب کونسل کے ابتدائی ایام میں کچھ عرصہ کیلئے وزیر زراعت بھی رہ چکے ہیں مسٹر کنھیا لال گوبا لالہ جی کے غالباً سب سے بڑے فرزند ہیں۔

مسٹر کنھیا لال گوبا

اخبار بین اصحاب پنجاب کے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ مسٹر کنھیا لال گوبا۔ بار ۔ ایٹ ۔ لا سے بھی پورے طور پر واقف ہے۔ آپ ایک کامیاب تاجر اور اخبار نویس ہیں۔ عرصہ تک اپنے والد کے وسیع کاروبار کو بھی کامیابی سے چلاتے رہے ہیں۔ کئی برسوں تک لاہور کے مشہور انگریزی اخبار "سنڈے ٹائمز" کے ڈائرکٹر رہے۔ چند سال قبل آپ نے مس میو کی مشہور کتاب مدر انڈیا کے جواب میں انکل شام ایک مدلل کتاب لکھی تھی جو ہندوستان کے سیاسی و ادبی حلقوں سے خراج تحسین وصول کر چکی ہے اور متعدد ہندوستانی زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہو چکے ہیں۔

قبول اسلام کی کیفیت

اس مبارک واقعہ کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ لاہور کے متعدد مسلم اکابر جن میں سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ علامہ عبداللہ یوسف علی ۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال ۔ نواب شاہنواز خاں آف ممدوٹ ۔ ملک فیروز خاں نون ۔ چودھری ظفر اللہ خاں ۔ نواب غازی رضا علی خاں ۔ مولانا سید ممتاز علی ۔ نواب اللہ بخش ۔ مولوی محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار ۔ ڈاکٹر ایس ۔ ایم ۔ ظفر کے اسماء خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ یکم مارچ کی شام کو مسٹر موصوف کی کوٹھی پر جمع ہوئے۔ سب سے اول حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسٹر موصوف اور انکی اہلیہ محترمہ کو اسلامی تعلیمات کی خصوصیات برکات اور ارکان اسلام سے آگاہ کرنیکے بعد فرمایا کہ آپ لوگ ہندو مذہب کو ترک اور اسلام کے قبول کرنے سے کچھ کھو نہیں رہے بلکہ بہت کچھ حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ اسلام ایک مکمل مذہب ہے۔ تمام مذاہب کی اچھی تعلیمات اس میں موجود ہیں۔ علاوہ ازیں قبول اسلام سے آپ ایک عظیم الشان عالمگیر برادری کے معزز رکن بھی بن گئے ہیں۔ اس کے بعد حضرت ممدوح نے مسٹر موصوف ان کی اہلیہ صاحبہ اور بچوں کو کلمہ پڑھایا۔ حاضرین نے مبارکباد دی اور بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے۔ مسٹر موصوف کا اسلامی نام خالد لطیف اور ان کی بیگم صاحبہ کا حسن آرا بیگم تجویز ہوا۔

محترمہ حسن آرا بیگم

محترمہ حسن آرا بیگم صاحبہ بھی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون ہیں مضمون نگاری اور نقاشی میں موصوفہ کو خاص مہارت حاصل ہے اخبار سنڈے ٹائمز اور دوسرے انگریزی اخبارات میں آپکے مضامین اور تصاویر بکثرت شائع ہوتی رہی ہیں۔

چودھری ظفر اللہ خاں کی تقریر

بعد ازاں چودھری ظفر اللہ خانصاحب نے معزز نومسلموں کو مبارکباد دیتے ہوئے فرمایا کہ ممکن ہے آپکو قبول صداقت کی وجہ سے کچھ مشکلات بھی پیش آئیں لیکن آپکو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ اس کے بعد علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب نے ایک مختصر تقریر فرمائی۔

مبارکباد

شیخ خالد لطیف ۔ محترمہ حسن آرا بیگم صاحبہ اور ان کے بچوں کا قبول اسلام یقیناً تمام اسلامی ہند خصوصاً مسلمانان پنجاب کیلئے بیحد باعث مسرت اور انکی قبول حق کی جرأت مستحق صد تعریف ہے۔ ہم ان کا دلی خلوص کیساتھ خیر مقدم کرتے ہوئے دلی مبارکباد کا تحفہ پیش کرتے ہیں۔ اسلام ذات نسل ۔ قومیت اور وطن کے بندھنوں سے قطعی طور پر آزاد ہے۔ ہر ایک کلمہ گو خواہ وہ بیسیوں پشت کا مسلمان ہو یا چند روز کا نومسلم اسلامی برادری میں بالکل یکساں حقوق و درجہ رکھتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس نومسلم بھائی اور ہماری نومسلم بہن کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور بے شمار دینی و دنیوی ترقیاں عطا فرمائے۔

اشکِ غم

حضرت خواجہ مرحوم و مغفور کی یاد میں!

(از جناب مولوی محمد مرتضیٰ خاں صاحب مانگرول)

اسلامیوں کا کارواں سالار اُٹھ گیا
عبّاسِ نامدار علمدار اُٹھ گیا

راہِ خدا میں جس نے اُٹھائیں مصیبتیں
وہ یادگارِ یاسرؓ و عمّار اُٹھ گیا

دنیا میں اُس کی "محسن بیانی" کی دھوم تھی
حسّانِ وقت جعفرِ طیّار اُٹھ گیا

دیں کے لئے مدام جو رہتا تھا سر بکف
وہ غازیوں کا فخر وہ سردار اُٹھ گیا

پرتیب بنایا جس نے شناسائے رازِ حق
اے دوستو! وہ محرمِ اسرار اُٹھ گیا

وہ شاہسوارِ عرصۂ تبلیغِ دینِ حق،
دینِ حنیف کا وہ مددگار اُٹھ گیا

گنجینۂ حقائق و اسرار لُٹ گیا
دانائے رازِ حضرتِ دادار اُٹھ گیا

خونِ جگر جو پیتا رہا غم میں دین کے
اسلام کا وہ حامی و غمخوار اُٹھ گیا

تھی راستی عزیز جسے صدق سے پیار
وہ صدق و راستی کا پرستار اُٹھ گیا

وہ پہلوانِ حضرتِ حق کاسرِ صلیب
وہ بُت شکن وہ فاتحِ کفّار اُٹھ گیا

لختِ جگرِ مسیح کا مہدی کا نورِ چشم
فرزندِ میرزا شہِ ابرار اُٹھ گیا

کل تک جو ہم میں زینتِ محفل بنا رہا
دیکر وہ آج آخری دیدار اُٹھ گیا

وہ کونسی ہے آنکھ نہیں اشکبار جو
وہ کونسا ہے دل جو نہیں بیقرار آج

گھر گھر میں آج ہے صفِ ماتم بچھی ہوئی
دنیا ہے غم میں خواجہ کے اک سوگوار آج

جس کا لقب تھا "حسنِ بیاں" آج چل بسا
پیوندِ خاک ہوگیا معجز نگار آج

اوجِ کمالِ دیں کا ستارہ ہُوا غروب
چشمِ فلک بھی غم سے ہوئی اشکبار آج

ووکنگ میں آج محشرِ ثانی ہُوا بپا
تصویرِ غم بنے ہیں صغار و کبار آج

مغرب کو جس نے خوابِ گراں سے جگایا تھا
"مرقد میں سو رہا ہے وہ عالی وقار آج"

برہم ہماری بزمِ طرب آج ہوگئی
بدلی گئی خزاں سے ہماری بہار آج

سیلِ غم و الم سے مجھے ڈر ہے دوستو!
دامانِ صبر ہو نہ کہیں تار تار آج

کس کو سنائیں ہم یہ مصیبت کی داستاں
کس کو دکھائیں ہم یہ دلِ داغدار آج

یہ غم وہ غم نہیں کہ جسے بھول جائیں ہم
توفیقِ صبر دے ہمیں پروردگار آج

پیغامِ صلح کا خاص نمبر

ہم گذشتہ دو تین اشاعتوں میں پیغامِ صلح کے خاص نمبر کے متعلق اطلاع دے چکے ہیں۔ اب تقریباً تمام تفصیلات طے ہو چکی ہیں۔ اس لئے نہایت مسرت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ انشاء اللہ اشاعت کا نام

خاص نمبر

ہوگا اور یہ مارچ کے آخری ہفتہ یا اپریل کے پہلے ہفتہ میں عید سے قبل شائع ہو جائے گا۔ اس کو مفید دلچسپ اور خوبصورت بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائیگی۔ اس میں حضرت امیر و دیگر بزرگانِ سلسلہ کے بلند پایہ مضامین اور شعرائے جماعت کا تازہ کلام درج کیا جائیگا تھا دیرا ور صفحات جمیل بھی ہوں گے۔ مخالفین سلسلہ آجکل حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ پر جو اعتراضات کر رہے ہیں اس نمبر میں ان سب کا نہایت متانت و تہذیب کیساتھ تسلی بخش اور مسکت جواب دیا جائیگا۔ اس کی تحریریں دشمنوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں اور شکوک کو دور کر دیں گی۔

خاص نمبر کو مرتب کرنے میں

حضرت امیر ایدہ اللہ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ

کے مفید اور قیمتی مشوروں سے خاص طور پر فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ ان باتوں سے آپ اس نمبر کی حیثیت و اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مخالفین سلسلہ نے آجکل جو ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اس سے احباب بخوبی واقف ہیں۔ حالات کا تقاضا ہے کہ خاص نمبر کو زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچایا جائے۔ احباب معقول تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کریں۔ اس لئے تمام دوستوں اور جماعتوں کو اپنے اس فرض کی ادائیگی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

قیمت کا اعلان

عنقریب کر دیا جائیگا جو انشاء اللہ تین آنے فی پرچہ سے زیادہ نہ ہوگی ہماری کوشش یہ ہے قیمت کم سے کم رکھی جائے۔ لیکن قیمت کی کمی کا تمام تر انحصار کثرتِ اشاعت پر ہے جس قدر زیادہ فرمائشیں موصول ہوں گی اسی قدر قیمت کم رکھی جائے گی۔

جماعت راولپنڈی کا سالانہ جلسہ

۲۴ر، ۲۵ر، ۲۶ر مارچ ۱۹۳۳ء کو منعقد ہوگا

جماعت راولپنڈی کے سالانہ جلسہ کے لئے ۲۴ر، ۲۵ر، ۲۶ر مارچ کی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں۔ اکثر بزرگان و مبلغین جماعت کی شرکت کی توقع ہے۔ باہر سے تشریف لانیوالے احباب ضروری بستر ہمراہ لائیں۔ کھانے اور رہائش کا انتظام بذمہ جماعت راولپنڈی ہوگا۔ (افسر تبلیغ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم جمعہ ۵ ذیقعد سنہ ۱۳۵۱ ہجری | نمبر ۱۳

مسلم ہائی اسکول لاہور

ہماری ایک مفید قومی درس گاہ

آئندہ نسل کی صحیح تعلیم و تربیت کی اہمیت سے کس کو انکار ہو سکتا ہے مگر ہماری جماعت کے نزدیک یہ کام دوسروں سے بہت زیادہ اہم ہے۔ ہم دین کے خادم ہیں۔ اسلام کی اشاعت و خدمت جماعت احمدیہ لاہور کی زندگی کا مقصد وحید ہے۔ آج کل جو کام ہو رہا ہے اس کو جاری رکھنے اور ترقی دینے کے لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم دے کر سچا۔ پرجوش اور ایثار پیشہ احمدی بنائیں تاکہ کل کو ان کے دوش قومی کام کے بار عظیم کو اٹھا سکیں۔ مگر اس کے ساتھ ہمیں اپنے بچوں کو زمانہ کی دنیوی دوڑ اور اپنی معاش پیدا کرنے کے قابل بھی بنانا ہے اس کے لئے دنیوی تعلیم کی ضرورت ہے۔

مشاہدات و تجربات کا فتویٰ یہ ہے کہ انگریزی سکولوں اور کالجوں کی تعلیم نوجوانوں کو دہریت۔ لامذہبی اور یورپ کی کورانہ تقلید کی طرف لے جا رہی ہے۔ ہر طرف انگریزی تعلیم یافتہ نوجوانوں کی دینی و قومی بے حسی۔ بے راہ روی اور مغرب نوازی کا رونا ہے۔ یہ حالات احمدی بچوں کیلئے ایسی درسگاہوں کا تقاضا کر رہے ہیں جو طلبا کی صحیح اسلامی تعلیم و تربیت کی ضامن ہونے کے ساتھ ساتھ مروجہ دنیوی تعلیم کی ذمہ داری بھی قبول کر سکیں۔ مسلم ہائی اسکول لاہور اس ضرورت کے احساس کا ایک مظہر ہے اس وقت ہم اسکول کی تاریخ اور گذشتہ کام کو بیان نہیں کرنا چاہتے۔ صرف احباب جماعت کی توجہ اس قومی درسگاہ کی طرف مبذول کرانا مقصود ہے۔ ہمارے بلند مقاصد اور سکول کی موجودہ حالت میں کوئی فرق نظر آئے تو آئے لیکن حالات زمانہ اور گوناگون مشکلات کی موجودگی میں اس درس گاہ کو ناکام نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ بیشک اس سے بہت زیادہ ہے جو کہ ہمیں نظر آ رہا ہے۔ اور نونہالان قوم کی تعلیم و تربیت کے متعلق توقعات و خواہشات بلند ہی ہونی چاہئیں۔ لیکن ہماری اس قومی درسگاہ نے اب تک جو کام کیا ہے اس کو نظر انداز بھی کر دینا آئین انصاف کے مطابق نہ ہوگا۔ اس نے متعدد ایسے طلبا پیدا کئے ہیں جن پر فخر کیا جا سکتا ہے۔ اس کے عملہ کی اولین کوشش طلباء کو صحیح مسلمان بنانا ہے۔ یہ کوشش اگر پورے طور پر نہیں تو بہت بڑی حد تک ضرور کامیاب ہو رہی ہے اور اس کامیابی کے لئے اسکول کا عملہ حوصلہ افزائی کا مستحق ہے۔ اسکول کی دنیوی تعلیم کے متعلق اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے بہتر ہوگا کہ تازہ سالانہ معاینہ کی رپورٹ کا خلاصہ ہی پیش کر دیا جائے جو حسب ذیل ہے:-

"مسلم ہائی اسکول کا سٹاف کافی اور تجربہ کار ہے ۱۹۳۲ء میں کل ۴۸ لڑکے انٹرنیس کے امتحان میں بھیجے گئے۔ جن میں ۳ نے فرسٹ ۱۴ نے سیکنڈ اور ۱۰ نے تھرڈ ڈویژن میں امتحان مذکورہ پاس کیا۔ یونیورسٹی کا نتیجہ ۶۲ فیصدی رہا مسلم اسکول کا ۵۷ فیصدی۔ مقابلۃً نتیجہ اطمینان بخش اور مسرت خیز ہے۔ مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ مسلم اسکول لاہور کے اسکولوں میں تیسرے درجے پر رہا۔

ورنیکلر فائنل میں ۳ طلبا بھیجے گئے جو بخوبی پاس ہوئے۔ ایک وظیفہ آیا۔ سکول کی تعلیمی حالت نے میرے من کو موہ لیا۔ لڑکوں کی علم سے محبت سے میں نے اخذ کیا کہ اساتذہ ہمدرد اور شفیق ہیں۔ سکول میں فائدہ بخش مشاغل کی کثرت ہے لٹریری ایسوسی ایشن بہت حیرت انگیز کام سرانجام دے رہی ہے۔ لڑکوں کی تو تو تکی بر سر کار لانے کے لئے یہ ایسوسی ایشن ہر ہفتہ اجلاس منعقد کرتی ہے۔ اور بہت اچھے اچھے مقرر پیدا کر چکی ہے۔

ہفتہ وار اجلاس باقاعدہ ہوتے ہیں۔ اور مشہور و معروف فضلاء ایسے مضامین پر تقاریر کرتے ہیں جن کا زمانہ حال سے گہرا تعلق ہو۔ ان سے لڑکوں کے اخلاق سدھریں۔

تعلیمی سینما اس سکول میں ہر دلعزیز ہے اس سے طلباء کی معلومات میں معتدبہ اضافہ ہوا ہے۔ اس کے لئے ہم ٹیکسٹ بک کمیٹی کے مرہون منت ہیں۔

باکسنگ میں لڑکے خوب چست ہیں۔ سکاؤٹس اپنے کام میں منہمک ہیں۔ اور ان سے چیچک کے دنوں میں پبلک کو بہت فوائد حاصل ہوئے۔

ڈسٹرکٹ المپک ٹورنمنٹ اور پراونشل المپک ٹورنمنٹ میں احمدین ٹیم نے نہ صرف بہت سے انعامات حاصل کئے بلکہ چیمپئن کا ریکارڈ توڑا۔ میں مبارک پیش کرتا ہوں۔

آخر میں میں ہیڈ ماسٹر صاحب و اساتذہ کو مبارک دیتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ سال بھی وہ ایسے ہی انہماک اور ذمہ داری کا ثبوت دیں گے"

اسکول کے نتائج امتحانات۔ اجتماعات اور کھیلوں وغیرہ کی خبریں عموماً "پیغام صلح" میں شائع ہوتی رہتی ہیں جلسہ سالانہ کے انتظامات و دیگر قومی جلسوں جلوسوں وغیرہ میں اس کے طلباء جس شوق و سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں اس سے اکثر احباب بخوبی واقف ہیں۔ الحمدللہ موجودہ حالت میں بھی ہمارا یہ اسکول دینی و دنیوی تعلیم۔ طلبا کی اخلاقی حالت اور کھیلوں کے لحاظ سے بحیثیت مجموعی لاہور کے دوسرے تمام اسلامی اسکولوں سے بہتر ہے۔ سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر۔ مولوی عزیز الدین صاحب سیکنڈ و دیگر اکثر ارکان عملہ کو اپنی مقدس و نازک ذمہ واریوں کا پورا پورا احساس ہے سکاؤٹس اور باکسنگ کھیلنے والے طلبا اپنے کام کی وجہ سے خاص طور پر ممتاز ہیں۔ ماسٹر شمشیر خاں صاحب پوری توجہ سے اس کے متعلق کوشاں رہتے ہیں۔ اس وقت تقریباً پانصد طلبا زیر تعلیم ہیں۔ بورڈروں کی تعداد غالباً تیس کے قریب ہے جن کی نگرانی ہیڈ ماسٹر کے متعلق ہے۔ وہ مستقل طور پر بورڈنگ ہاؤس میں اقامت رکھتے ہیں۔ دوستوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کو دوسرے اسکولوں میں داخل کرنے کی بجائے اپنی قومی درسگاہ میں بھیجیں کسی دوسری جگہ کی نسبت یہاں انکی تعلیم و تربیت بہتر اور کم خرچ میں ہو سکیگی۔ داخلہ کا زمانہ قریب آ رہا ہے لہذا اس درخواست کو خاص طور پر مدنظر رکھنا چاہئے۔

اس کے بعد ہم ایک اور بات کہنا چاہتے ہیں۔ قوم نے اس درس گاہ کو بہت ہی بلند جذبات و توقعات کے ساتھ قائم کیا تھا اور وہ اب بھی اس سے غیر معمولی توقعات رکھتی ہے۔ ہمیں اعتراف ہے کہ ان توقعات اور اسکول کی موجودہ حالت میں فرق ہے جس کی وجہ سے ہمارے بعض بزرگ و دوست اس پر مخلصانہ نکتہ چینی بھی کرتے ہیں جس میں وہ بالکل حق بجانب ہیں۔ ہم ان کے نیک جذبات اور اصلاح پرور خیالات کا پورا پورا احترام کرتے ہوئے عرض کرنا چاہتے ہیں۔ بلند توقعات اور جذبات خاصکر اپنی آئندہ نسل کی تعلیم و تربیت کے متعلق بہت ہی قابل قدر ہیں۔ لیکن عمل کی دنیا میں مشکلات و حالات زمانہ کو نظر انداز کر دینا بھی آسان نہیں۔ اسکول کے کام کا اندازہ کرتے وقت انجمن اور کارکنان اسکول کی مشکلات کو بھی اپنے ان بلند خیالات و جذبات کے پہلو بہ پہلو رکھنا چاہئے۔ ہم کارکنان اسکول اور قوم سے بھی

غلام محمد کا مقدمہ

میاں غلام محمد سابق کلرک دفتر تحصیل بدستور اسی پرانے عارضہ میں مبتلا ہے۔ افسوس کہ تکلیف روز بروز بڑھ رہی ہے ۲۰ر فروری کو اس نے انجمن کے دفاتر کو زبردستی مقفل کر دیا اور بہت کچھ زیادتی کی اس کو اور اس کے رشتہ داروں کو ہر چند سمجھایا گیا لیکن وہ زیادتی سے باز نہ آیا۔ مجبوراً پولیس کو اطلاع دی گئی۔ کہ غلام محمد کو خلل دماغ کا عارضہ ہے اور وہ انجمن کے دفاتر پر زبردستی قفل لگا کر کام میں حارج ہو رہا ہے۔ اس پر پولیس آگئی۔ اور اس کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئی اور بعد کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ اس کے دوسرے روز یعنی ۲۱ر فروری کو پولیس نے ٹھاکر کیہر سنگھ مجسٹریٹ درجہ اول لاہور کی عدالت میں میاں غلام محمد کے خلاف زیر دفعہ ۱۰۷ و ۱۵۱ استغاثہ پیش کیا جس میں بیان کیا کہ اس کی ذات سے نقص امن کا اندیشہ ہے۔ اس لئے اس سے نیک چلنی کی ضمانت طلب کی جائے۔ ابتدائی کارروائی کے بعد ۲۷ر فروری تاریخ پیشی مقرر ہوئی۔ ۲۷ر فروری کو انجمن کی طرف سے عدالت کو مطلع کیا گیا کہ انجمن نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو درخواست دی ہے کہ ملزم پاگل ہے اس کا طبی معائنہ ہونا چاہیے اس لئے مقدمہ ملتوی کیا جائے۔ عدالت نے اس درخواست کو منظور کرتے ہوئے مزید کارروائی کے لئے ۱۵ر مارچ کی تاریخ مقرر کی۔

بعض مقامی اخبارات میں اس مقدمہ کے متعلق ایسی باتیں شائع ہوئی ہیں جن سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے قارئین پیغام صلح و دیگر پبلک کی اطلاع کے لئے اس حقیقت کا اظہار ضروری ہے۔ کہ ملزم کے خلاف انجمن نے کسی قسم کا استغاثہ دائر نہیں کیا۔ بلکہ پولیس کی طرف سے اس کے خلاف مقدمہ چلایا گیا ہے۔ انجمن کی رائے میں اسے دماغی خلل ہے۔ اس سے قبل بھی تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا اس کو یہی عارضہ ہو گیا تھا اور اس نے اسی قسم کی حرکتیں کی تھیں جس کے بعد اس نے مطبوعہ اعلانات کے ذریعہ انجمن اور اس کے اراکین سے بار بار معافی طلب کی اور واضح طور پر لکھا:۔

"کہ حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب کی ذات گرامی و دیگر اراکین انجمن جس جس کے متعلق میری طرف سے جس جس قسم کا کوئی الزام یا ناگوار ذکر کیا گیا وہ سب ان سے بری ہیں۔ اور وہ جملہ امور ایسے تھے۔ جو میرے بیمار دل و دماغ کے بدنما اور غلط تصورات تھے"۔

اور اس کے والد مستری دین محمد نے بھی درخواست معافی دیتے ہوئے یہ لکھا کہ یہ بیماری ان کے خاندان میں ہے۔ چنانچہ اس کا بڑا بھائی بھی پاگل ہو گیا تھا۔ اور پھر اس کی لڑکی بھی پاگل ہو گئی اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ اسے پاگل خانہ میں بھیجنا پڑا مذکورہ اعلانات اور درخواست کے بعد اس کی متواتر عاجزانہ درخواستوں پر انجمن نے اسے دوبارہ ملازم رکھ لیا۔ تقریباً ڈیڑھ سال تک وہ کام کرتا رہا اس کے بعد اس کی پہلے کی سی حالت ہو گئی جس پر انجمن نے اس کو مجبوراً ملازمت سے علیحدہ کر دیا۔ اور اس کے رشتہ داروں کو سمجھایا کہ اسے شفاخانہ امراض دماغی میں بغرض علاج داخل کرا دیں اور اس کا بوجھ ان پر نہ ہوگا اور اس کے اہل عیال کے لئے مبلغ ۲۰ روپے ماہوار بھی مقرر کئے گئے لیکن افسوس انہوں نے اس مفید تجویز پر عمل نہ کیا۔ بلکہ انجمن کے خلاف بہت برا رویہ اختیار کیا۔ آخر کار اس کی مجنونانہ و مفسدانہ حرکتوں کی وجہ سے پولیس کو مداخلت کرنی پڑی۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ ملزم نے حالت صحت میں کبھی انجمن و اراکین انجمن پر کسی قسم کا کوئی الزام نہیں لگایا۔ بلکہ ہمیشہ ان کی دیانت تقویٰ نیکی اور خدمات اسلامی کا معترف رہا ہے۔ دو سال قبل اس نے جو کچھ کیا وہ اس کے اپنے اعتراف کے مطابق خلل دماغ کا نتیجہ ہے۔ اس لئے آج کل بھی یہ انجمن و اراکین انجمن کے خلاف جو کچھ کہہ رہا ہے اور جو جو افسوسناک حرکات اس سے سرزد ہو رہی ہیں۔ وہ طبی آرا کے مطابق اس کے جنون اور اختلال دماغ کے نتیجہ کے سوا کچھ نہیں۔

قرضے کی تحقیقاتی کمیٹی

پنجاب کی زراعت پیشہ آبادی قرضے کے ناقابل برداشت بوجھ تلے دبی ہوئی ہے۔ سود در سود کی آفت روز بروز انکے مالی مصائب میں اضافہ کر رہی ہے۔ صاف نظر آ رہا ہے۔ کہ اگر بلا چند سال یہ حالت قائم رہی تو پنجاب کے زمینداروں کی اقتصادی تباہی یقینی ہے۔ گذشتہ سال بنکنگ انکوائری کمیٹی نے زمینداران پنجاب کے قرضے کی جو تحقیقات کی تھی اس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس وقت ان کے قرضے کی کم سے کم مقدار ایک ارب پینتالیس کروڑ روپیہ ہے۔ جس پر وہ تقریباً اٹھارہ کروڑ سود ادا کر رہے ہیں۔ یہ صورت حالات نہایت ہی تشویشناک ہے۔ حالات کی نزاکت سے متاثر ہو کر مارچ ۱۹۳۲ء میں حکومت پنجاب نے کونسل کے مطالبہ پر دو سرکاری اور پانچ غیر سرکاری ارکان کونسل پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جس کا مقصد زمینداران پنجاب کو اس ناقابل برداشت قرضے سے نجات دلانے کی تدابیر پر غور کرنا تھا معلوم ہوا ہے۔ کہ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ حکومت کے پاس بھیجدی ہے جس کی قابل ذکر سفارشات درج ذیل ہیں۔

(۱) سود در سود قطعی طور پر اڑا دیا جائے۔ کیونکہ یہ زمینداروں کے لئے بے حد ہمت شکن اور ناقابل برداشت بوجھ ہے۔

(۲) دیوالہ کی کارروائی کو مختصر کر دیا جائے۔ موجودہ طریق نہایت طویل اور تکلیف دہ ہے۔ اور اس کارروائی میں مقروض اور قرضخواہ کے لئے مساوی سہولتیں تجویز کی گئی ہیں۔

(۳) ایسے پرانے قرضے جن کی ادائیگی کا معاملہ مقروض و قرضخواہ کے بس کا نہ ہو ان کے فیصلہ کے لئے پنچایتی بورڈ قائم کر دیئے جائیں۔ کیونکہ ایسی صورت میں فریقین کا عدالت میں جانا بے حد مصارف کے علاوہ تلخی و منافرت کا باعث بھی ہوتا ہے۔

(۴) سب سے اہم سفارش یہ ہے۔ ساہوکاروں کی رجسٹری کا ایک قانون نافذ کیا جائے۔ اس قسم کا قانون انگلستان اور یورپ کے دیگر بہت سے ممالک میں موجود ہے [illegible] کا مقصد یہ ہے کہ قرضہ وصول کرنے کے لئے عدالتوں میں صرف ان مہاجنوں کو مقدمہ دائر کرنے کا حق حاصل ہو جنہوں نے ساہوکار کی حیثیت سے لائسنس حاصل کر رکھا ہو اس طرح چھوٹے چھوٹے اور بے قاعدہ طریق پر لین دین کرنے والے ساہوکار خود بخود معدوم ہو جائیں گے۔

مذکورہ سفارشات کی دو ارکان کے علاوہ جو شہری ہندوؤں کی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں باقی سب نے متفقہ طور پر تائید کی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ تجاویز نہایت مفید اور اہم ہیں اراکین کونسل اور حکومت پنجاب کو بہت جلد ان کو عملی صورت دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

والئے کپورتھلہ کا وعدہ

ریاست کپورتھلہ میں قانون انتقال اراضی کے نفاذ کے متعلق ہم کسی گذشتہ اشاعت میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ ریاست کی تمام زراعت پیشہ آبادی جو ہندو مسلم اور سکھ تمام اقوام پر مشتمل اور تعداد کے لحاظ سے اسی فیصدی سے زائد ہے اس قانون کے نفاذ کا زبردست مطالبہ کر رہی۔ کیونکہ اس کے بغیر زمینداروں کے بچاؤ کی اور کوئی صورت نہیں۔ اطلاع ملی ہے کہ گذشتہ ہفتہ ریاست کے تقریباً پچاس ہزار سے زائد زمیندار کپورتھلہ میں مہاراجہ کے محل کے قریب ممدوح سے انتقال اراضی کے نفاذ کی درخواست کرنے کے لئے جمع ہوئے۔ انکے تیس نمائیندوں نے مہاراجہ سے چیف منسٹر اور ولی عہد بہادر کی موجودگی میں ملاقات .... کی زمینداروں کی طرف سے ایک یادداشت بھی پیش کی گئی جس میں زیر غور مسودہ قانون کو بلا تاخیر نافذ کر دینے کی درخواست کی گئی تھی۔ مہاراجہ بہادر ارکان وفد کی معروضات کو سننے کے بعد زمینداروں کے مجمع کی طرف جو محل کے سامنے موجود تھا بذریعہ موٹر تشریف لے گئے اور ان کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہماری ہمدردی زمیندار رعایا کے ساتھ ہے۔ ان کے حقوق کا تحفظ ریاست کے مفاد کے لئے ضروری ہے۔ ہم نے اپنے چیف منسٹر کو ہدایت کر دی ہے کہ معاملہ پر غور کر کے جلد سے جلد زیر غور قانون کا نفاذ کر دیں۔ اس کے علاوہ ممدوح نے زمینداروں کے امن پسندانہ اور مطابق آئین طرز عمل کی بھی تعریف کی۔ مہاراجہ کپورتھلہ ایک بیدار مغز۔ رعایا پرور اور انصاف پسند والئے ریاست مشہور ہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ ممدوح اور اراکین ریاست کو اس ذمہ داری کا کافی احساس ہوگا جو اس وعدہ کے ذریعہ انہوں نے اپنے اوپر لے لی ہے۔ تدبر کا تقاضا یہی ہے کہ اس وعدہ کو جلد سے جلد ایفا کیا جائے۔ اس زمانہ میں اکثر ہندو والیان ریاست کے وعدے جو وہ مسلم رعایا سے کرتے ہیں شرمندہ ایفا نہیں ہوتے امید ہے کہ ہز ہائینس مہاراجہ کپورتھلہ ان لوگوں میں اپنا شمار ہرگز پسند نہ کریں گے۔

مہاراجہ الور کا اعلان

ایک طویل انتظار کے بعد مہاراجہ الور نے متوقع دربار ۲۰ر فروری کو منعقد کیا۔ موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکام ریاست کی سرگرم کوششوں کے باوجود میو مسلمان اس میں بالکل شریک نہیں ہوئے۔ زراعت پیشہ ہندو بھی تقریباً علیحدہ رہے۔ صرف مہاجن قوم ملازمین ریاست اور ان سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے۔ مہاراجہ کا اعلان جو اس دربار میں پڑھا گیا بے حد مایوس کن۔ ناقابل تسلی اور قطعی طور پر ناقابل قبول ہے۔ اس میں لفاظی اور بے معنی تاویلات و عذرات لنگ کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ ایک مختصر شذرہ میں تقریباً جامع

قرآنی مسیح اور انجیلی مسیح میں فرق

رفع الی اللہ پر مولینا فارقلیط صاحب کی نکتہ آفرینیاں

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

حضرت مسیح موعود کا علم کلام

حضرت مسیح موعود نے جس زبردست طریق پر تمام مذاہب باطلہ کا سر کچلا ہے۔ اور بالخصوص عیسائیت کے طلسم کو جس شد و مد سے پاش پاش کیا ہے۔ وہ اگرچہ اب محتاج تشریح نہیں رہا لیکن اس کارنامہ کے خط و خال کی خوبیاں اگر ملاحظہ کرنی ہوں تو اس وقت دیکھو جب کوئی غیر احمدی مولوی صاحب کسی غیر مسلم مشنری سے برسرپیکار ہوا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے کیا سچ فرمایا ہے۔ ؎

گر نہ بودے در مقابل روئے مکروہ و سیاہ
کس نہ دانستے جمال شاہد گلفام را

ایسے موقعوں پر نظر آتا ہے کہ اس مجدد صدی چہاردہم نے کس قدر عظیم الشان خدمت اسلام کی کی ہے۔ اور مسلمانوں کا پاؤں علم و حکمت کے کس بلند منارہ پر پہنچا دیا ہے۔ جہاں انہیں کسی دشمن کے گزند کا اندیشہ ہی نہیں رہا۔ بلکہ اسلام کی حسن و خوبی اور قوت اور صداقت کے سامنے کوئی مذہب اب ٹھہرنے کی جرأت ہی نہیں کر سکتا آپ کے علم کلام کے سامنے آریوں اور دہریوں اور پادریوں کا ناطقہ بند ہو گیا۔ اور احمدی مبلغ کے وار کے سامنے ٹھیرنا اب ان کے لئے موت کے مترادف ہے اور یہ سب خدا کا فضل اور حضرت مسیح موعود کی خدمت اسلام ہے جس کے لئے آپ خدا کی طرف سے مامور ہو کر آئے تھے۔ خود فرماتے ہیں۔ ؎

نے باید مرا یک ذرہ عز و جاہ ایں دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

اکرام الحق کا اعلان

مثال کے طور پر آج کل کا مسئلہ فضیلت ہی لے لو پچھلے دنوں کسی صاحب اکرام الحق نامی نے اعلان شائع کیا تھا اور اس میں ان **تفاسیر کا حوالہ دیا تھا جو علمائے زمانہ بعض آیات قرآنی کی کرتے ہیں** جن سے حضرت مسیح اسرائیلی کی فضیلت حضرت محمد صلعم پر نکلتی ہے۔ مثلاً مسیح کا زندہ آسمان پر بجسدہ العنصری چڑھ جانا اور دو ہزار سال سے الآن کما کان کی شان سے آسمان پر بیٹھے ہونا۔ ان کا مردوں کو زندہ کرنا اندھوں کو آنکھیں بخشنا علم غیب رکھنا۔ پرندے پیدا کرنا گہوارہ میں بولتے ہوئے دعوٰے نبوت کرنا۔ وغیرہ وغیرہ اور لکھا تھا کہ اگر ان کا جواب تشفی بخش نہ ملا تو میرے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ یا عیسائی ہو جاؤں یا مرزائی اور جب مرزائی بھی مسلمان نہیں تو کیوں نہ عیسائی ہی ہو جاؤں۔

اخبار ”مدینہ“ اور ”الجمعیۃ“ کے جوابات

اس اشتہار کے جواب میں اخبار مدینہ اور الجمعیۃ میں جو جوابات نکلے ہیں ان میں بعض باتیں اس قدر مضحکہ خیز ہیں کہ مولویانہ ضد پر حیرت آجاتی ہے کہ محض حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کی یہ ضد ہی ہے جس کی وجہ سے صاف صاف اس علم و حکمت اور صداقت و حقیقت کی راہ کو اختیار کرنے کا اقرار نہیں کرتے۔ جو اس مامور نے ملت اسلامیہ کو بتلائی ہیں اور جن کے بغیر اسلام کا غلبہ دوسرے مذاہب باطلہ پر محال ہو ورنہ خود جو کچھ پیش کیا ہے وہ کس درجہ معقولیت پر مبنی ہے اس کے لئے مشتے نمونہ از خروارے پیش کر دینا میرے خیال میں کافی ہوگا۔ پہلے بطور تمہید کے دہلی کا ایک واقعہ بھی عرض کر دوں جس کا تعلق انہی مولانا فارقلیط سے ہے جن کے مضامین زیبائش اخبار الجمعیۃ ہیں۔

پادری احمد مسیح کا پر معنی سوال

قریباً تین ماہ ہوئے کہ اکرام الحق والے اشتہار نے اس مسئلہ فضیلت کو دہلی میں بھی چھیڑ دیا۔ دہلی کے مشہور نابینا پادری احمد مسیح اور مولوی محمد عثمان صاحب کا جو اخبار الجمعیۃ میں بطور نائب اڈیٹر کام کرتے ہیں اور اخباروں میں فارقلیط کے نام سے مضامین بھی لکھتے ہیں۔ اسی مسئلہ فضیلت پر مباحثہ ہو گیا پادری احمد مسیح صاحب نے وہی باتیں دہرادیں جو اکرام الحق والے اشتہار میں آنحضرت صلعم پر حضرت مسیح کی فضیلت کی وجوہ قرار دی گئی ہیں۔ ... مولوی محمد عثمان صاحب کو جب کوئی راہ فرار نہ ملی تو فرمانے لگے تین قسم کے مسیح ہیں۔ ایک قرآنی مسیح۔ ایک انجیلی مسیح۔ ایک مسیح الدجال تم قرآنی مسیح کی فضیلت کے دلائل کیوں دیتے ہو۔ اپنے انجیلی مسیح کی فضیلت کے دلائل دو قرآنی مسیح اور ہے۔ اور انجیلی مسیح اور ہے۔ پادری احمد مسیح نے کہا جب **حضرت مرزا غلام احمد صاحب قرآنی مسیح اور انجیلی مسیح میں فرق کریں تو وہ آپ لوگوں کے فتوے کے ماتحت کافر ٹھہریں** لیکن جب آپ خود یہی بات کہیں تو مجاہد اسلام قرار پائیں تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔ اب حضرت مرزا صاحب کی تقلید کرنے پر کیوں نہ آپ پر کفر کا فتوےٰ لگایا جائے۔ اس کا جواب مولانا بیچارے کیا دے سکتے تھے۔

اخبار ”الجمعیۃ“ کے جوابات

اس کے بعد اخبار الجمعیۃ میں انہی مولانا محمد عثمان صاحب کے مضامین فارقلیط کے نام سے اکرام الحق کے سوالوں کے جوابات میں شائع ہوئے تو میں نے بڑے شوق سے انہیں پڑھا۔ اس خیال سے کہ شاید مولانا موصوف نے جواب دینے میں اب کوئی اور پہلو اختیار کر لیا ہو۔ لیکن میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی جب وہاں بھی اسی بات پر زور دیا کہ انجیلی مسیح اور ہے اور قرآنی مسیح اور ہے۔ چنانچہ الجمعیۃ ۲۰ر نومبر ۱۹۳۲ء میں مولانا فارقلیط صاحب فرماتے ہیں۔

”مندرجہ بالا بحث کا مقصد یہ ہے کہ عیسائی صاحبان قرآن عزیز سے مسیح مصلوب کی فضیلت خاتم المرسلین شفیع المذنبین حبیب رب مختار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ قرآن نے مسیح مصلوب (کیونکہ مصلوب شخص کا نام عیسائیوں نے غلطی سے مسیح رکھ چھوڑا ہے) کی نہ تو کوئی فضیلت بیان کی ہے۔ نہ اس کا کوئی تذکرہ کیا ہے۔ البتہ قرآن عزیز میں سیدنا مسیح کا ذکر ہے جو غیر مصلوب ہیں۔ اس لئے ہر عاقل اور انصاف پسند سمجھ سکتا ہے کہ جب قرآن میں مسیح مصلوب (مسیح الدجال کی طرح) کا کوئی تذکرہ ہی نہیں تو پھر عیسائی صاحبان قرآن عزیز سے کس طرح انکی فضیلت ثابت کر سکتے ہیں“

مولانا محمد عثمان صاحب الملقب بہ فارقلیط صاحب کا طریق استدلال کہاں تک صحیح ہے اس پر میں اسوقت بحث نہیں کرتا۔ میں اس سے قطع نظر کر کے صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ آج ایک مولانا جب ایک عیسائی پادری سے مباحثہ کرتے ہیں تو قرآنی مسیح کو الگ کرتے ہیں۔ اور انجیلی مسیح کو الگ کرتے ہیں۔ اور قرآنی مسیح کو تو ”سیدنا مسیح“ لکھتے ہیں اور انجیلی مسیح کو ”مسیح الدجال“ کی طرح کہہ جانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اور اسے وہ یہودی یا دشمن مسیح قرار دیتے ہیں جس نے حضرت مسیح ابن مریم کو پکڑوایا تھا۔ اور بقول مولوی صاحبان مسیح کا ہم شکل بن گیا تھا اور اس طرح مصلوب ہو گیا تھا۔

اخبار مدینہ کے چند اقتباسات

پھر صرف یہی مولانا اس حربہ کو نہیں استعمال کرتے بلکہ اخبار مدینہ میں جناب عزیز بی۔ اے صاحب جو سنا گیا ہے خود اخبار مذکور کے ایڈیٹر ہیں اکرام الحق والے اشتہار کا جواب لکھنے بیٹھتے ہیں تو وہاں وہ بھی اسی ہتھیار کو استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ اخبار مدینہ ۲۱ر دسمبر ۱۹۳۲ء میں یہ عبارتیں عزیز بی اے صاحب کی قلم سے نکلی ہوئی موجود ہیں:۔

”حالانکہ جن حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف قرآن میں دعوت دی گئی ہے ان کو ان مسیح علیہ السلام سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں جنکو انجیل میں پیش کیا گیا ہے اور جن پر نہ صرف عیسائیوں نے بلکہ یہودیوں نے بھی بدترین قسم کے الزامات لگائے ہیں“۔

......”دونوں شخصیتیں ایک ہونے کے باوجود بالکل جداگانہ ہیں“

حضرت مرزا صاحب کے نقش قدم پر

خدا کی شان یہ وہی مولوی لوگ ہیں جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کو یہ کہکر برا بھلا کہا کرتے اور کافر بنایا کرتے تھے کہ انہوں نے قرآنی مسیح اور انجیلی مسیح کو الگ شخصیتیں دکھا کر انجیلی مسیح پر طرح طرح کے الزام لگائے ہیں۔ اور ان کی توہین کی ہے جس پر بارہا حضرت مرزا صاحب نے یہ فرمایا ... کہ ہم نے کبھی حضرت مسیح علیہ السلام کی جن کا ذکر قرآن میں ہے۔ توہین نہیں کی اگر میں حضرت مسیح علیہ السلام کو برا سمجھتا تو خود مثیل مسیح ہونے کا

دعوے کس طرح کر سکتا تھا۔ یہ تو جب عیسائی پادریوں نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا برے سے برا نقشہ اپنے لٹریچر میں کھینچا تو ہم نے آپ صلعم کی پوزیشن کو صاف کرتے ہوئے بالمقابل انجیل سے جناب یسوع کا بھی نقشہ کھینچ کر انہیں دکھایا کہ تم جس شخص کو خدا بنائے ہو۔ خود تمہاری کتابوں میں اس کا نقشہ کیا کھینچا ہوا ہے۔ اور بارہا کہا کہ ہم مسلمان حضرت عیسیٰ کو اس نقشہ سے پاک سمجھتے ہیں جو انجیل نے کھینچا ہے۔ اور اگر انجیل کے بیانات صحیح ہیں تو پھر انجیلی مسیح کی شخصیت قرآنی مسیح سے کوئی جداگانہ شخصیت ماننی پڑے گی۔" الغرض عیسائیوں پر اتمام حجت کے لئے ایسا کیا گیا تھا۔ لیکن مولویوں نے ایک نہ سنی۔ اور محض بغض و حسد کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کے خلاف ایک طوفان بے تمیزی کھڑا کر دیا۔ اور واویلا و غوغا مچایا۔ اور اپنے کپڑے پھاڑے کہ "آہ آہ حضرت مسیح کی توہین کی گئی ہے"۔ اور کفر کا فتوے لگا کر اپنے دل کو ٹھنڈا کیا۔

علمائے مکفرین کہاں ہیں؟

لیکن آج یہ کیا تماشہ ہے کہ جب ایک پادری نے گلا دبایا تو مولوی لوگ اسی مرزا کے قدموں میں پناہ لے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ کہ قرآنی مسیح اور ہے اور انجیلی مسیح اور ہے۔ ایک مولانا تو انجیلی مسیح کو وہ شریر شخص قرار دینے میں بھی تامل نہیں کرتے جس نے حضرت مسیح ابن مریم کو پکڑوایا تھا۔ اور بعد میں بقول مفسرین مسیح کا ہم شکل بن کر مصلوب ہوا تھا۔ علاوہ ازیں "انجیلی مسیح کے ذکر کو "مسیح الدجال کے ذکر" سے مشابہت دینے میں بھی فرق نہیں کرتے۔ اور دوسرے مولانا ان تمام بدترین قسم کے الزامات کو جو یسوعی مسیح پر لگاتے تھے تسلیم کرنے پر آمادہ ہیں۔ صرف اس آڑ میں کہ مسیح انجیلی کی شخصیت مسیح قرآنی سے جداگانہ ہے۔ تو فرمایئے کیا یہ حق کا جادو نہیں جو ان مولویوں کے سر پر چڑھ کر بول رہا ہے اب وہ تمام علمائے مکفرین کہاں ہیں جو اسی بنا پر حضرت مسیح موعود پر کفر کا فتوے لگاتے اور باتیں بنایا کرتے تھے۔ کیا وہ سب مرگئے ہیں یا زندہ ہیں۔ اگر زندہ ہیں۔ تو کیا ان کا اخلاقی فرض نہیں کہ مولانا فارقلیط صاحب اور عزیز بی اے صاحب پر بھی اہانت مسیح کا الزام لگا کر تکفیر کا ہاتھ ان پر صاف کریں ورنہ چلو بھر پانی لیکر کیوں نہ ڈوب مریں تا اس ذلت سے ان کی رہائی ہو۔

مولانا فارقلیط کی منطق

لیکن اتنا ہی نہیں۔ مولانا فارقلیط صاحب خوب سمجھتے تھے۔ کہ عیسائیوں کو الزامی جواب دیتے ہوئے ان کے یسوع یعنی انجیلی مسیح کی سوانح میں سے ایسے واقعات کو جو قرآن میں مذکور نہیں خود انجیل سے پیش کرکے ان پر تنقید کرنا اور امر ہے۔ اور حضرت مسیح کے آسمان پر چڑھنے سے جو فضیلت مسیح کو حضرت محمد مصطفٰے صلعم پر قائم ہوتی ہے وہ اور امر ہے۔ اور وہ انجیلی اور قرآنی مسیح کی شخصیتوں میں فرق کرنے سے زائل نہیں ہوتی۔ وجہ یہ کہ مسیح کا آسمان پر بجسدہ العنصری چڑھنا صرف انجیل ہی میں مذکور نہیں بلکہ ہمارے علما اسے قرآن کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں پس "وجہ فضیلت" یعنی آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری چڑھنا اور صدہا سال سے الآن کما کان کی شان سے زندہ چلے آنا یہ انجیلی مسیح کی خصوصیت ہی نہیں بلکہ قرآنی مسیح کی بھی خصوصیت ہے پس انجیلی مسیح کی نہ سہی تو قرآنی مسیح کی فضیلت نکل آئی۔ اور یہی عیسائیوں کا مدعا تھا۔ کہ کسی طرح مسیح کی فضیلت آنحضرت صلعم پر ثابت ہو۔ اس فضیلت کی گتھی کو سلجھانے کیلئے جو مولانا نے ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ وہ بھی ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

"اس بیچارے نے عیسائیوں کی کتابوں میں دیکھ لیا۔ کہ چونکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اس لئے ان کو حضرت خاتم المرسلین پر فضیلت حاصل ہوگئی۔ کیونکہ آپؐ وفات پا چکے اور مرقد اطہر میں آرام فرما ہیں۔ اگر اس شخص کو کوئی یہ سمجھا دے کہ چونکہ چیل۔ کوتے۔ ہوا میں پرواز کرتے ہیں اور انسان باوجود انتہائے تمدن و ارتقاء کے آج تک پرواز نہیں کر سکتا۔ لہذا چیل۔ کوؤں کو انسانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ تو یہ بھولا بھالا اور جاہل شخص فوراً کہہ اٹھے گا کہ بیشک چیل کو انسان پر ہزار درجہ فضیلت حاصل ہے۔ بلکہ اگر کوئی شخص یہ بھی کہدے کہ شیطان آسمان تک چلے جاتے ہیں۔ مگر انسان نہیں جا سکتا۔ اس لئے شیطان کو انسان پر کلی فضیلت حاصل ہے۔ تو یہاں اکرام الحق بول اٹھیں گے آمنا وصدقنا"

(الجمعیۃ ۲ نومبر ۱۹۳۲ء)

نکات عجیبہ اور لطائف غریبہ

ملاحظہ فرمایا آپ نے منطق مولانا فارقلیط صاحب کی۔ آپ لوگوں نے اس سے قبل چیل کوّوں کا رفع الی اللہ اور شیطان کا رفع الی اللہ نہ سنا ہو تو اب سن لو۔ ان نکات عجیبہ اور لطائف غریبہ کا ظہور دنیا میں روز روز نہیں ہوا کرتا۔ تقدیر والوں کو اس سے سابقہ پڑتا ہے۔ کیا دلی میں کوئی مولوی بھی زندہ نہیں جو حضرت مسیح کی شان میں اس قدر گستاخی پر سیخ پا ہو کر کفر کا فتوے مولانا فارقلیط صاحب پر جڑ دے۔ کیونکہ بقول ان مولانا کے "سیدنا مسیح علیہ السلام کا رفع الی اللہ جو قرآن میں مذکور ہے وہ اسی رنگ کا ہے جیسے چیل کوؤں اور شیطان کا رفع الی اللہ۔ یعنی اگر مسیح کے رفع الی اللہ کا نظارہ دیکھنا ہو۔ تو چیل کوّوں کو اڑتے ہوئے دیکھ لو۔ یا شیطان کا آسمانی خبریں چوری کرنے کے لئے آسمان پر چڑھنے کو تفسیروں میں پڑھ لو۔

عجیب وغریب انکشاف

اور عجیب تر یہ ہے کہ ہم آج تک یہ سمجھے ہوئے تھے۔ کہ شیطان کا کوئی جسد عنصری نہیں ہے۔ لیکن آج مولانا فارقلیط صاحب کی وساطت سے یہ دقیقہ حکمت دنیا پر منکشف ہوا کہ شیطان بھی جسد عنصری رکھتا ہے۔ اور شیطان کی چڑھائی جب آسمان پر ہوتی ہے تو بعہ جسد عنصری کے ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت خاص میں شیطان نے مولانا کی خدمت میں شرف باریابی حاصل کرکے اپنے جسد عنصری کا پتہ دیا ہے جس کے ساتھ وہ آسمان پر چڑھا کرتا ہے۔ ورنہ کتب سابقہ میں تو یہ رمز حقیقت کہیں مذکور نہیں۔ پس میں ان تمام علماء کرام کی خدمت میں اپیل کرتا ہوں جو ہر وقت تکفیر کے ہتھیار اور کیل کانٹے سے سجائے ادھیڑ بنے تیار رہتے ہیں۔ کہ کس وقت کے لئے تکفیر کے حربے رکھے ہوئے ہیں؟ کیا یہ سب ہم غریب احمدیوں کے لئے ہی وقف ہیں کہ مولانا فارقلیط صاحب حضرت عیسیٰ کی اتنی کچھ ہتک کر جائیں اور سب کچھ کہہ جائیں اور صاف بلوہ بچ کر نکل جائیں۔

اللہ میاں کا خواہ مخواہ کا احسان

مولانا کی رفع الی اللہ کی اس مثال کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ میاں بعض دفعہ منت کرم داشتن کا مضمون دہرانے لگ جاتے ہیں۔ روز تو چیل کوّوں کو رفع الی اللہ ہوتا ہے اور شیطان بھی رفع الی اللہ سے باز نہیں آتا۔ تو پھر حضرت عیسےٰ پر ناحق احسان جتاتے ہوئے کیوں اللہ میاں فرماتے ہیں کہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی کہ اے عیسیٰ میں تجھے توفی کرونگا۔ (جس کے معنے مولوی لوگ کرتے ہیں پورا پورا لے لونگا) اور تیرا اپنی طرف رفع کروں گا۔ رفع الی اللہ کوئی انوکھی بات تو نہ تھی کہ مقام مدح میں اس کا ذکر کیا جاتا روز تو چیل کوّوں اور شیطان کو رفع الی اللہ ہوا کرتا ہے پس ماننا پڑے گا جیسا کہ مولانا نے ماں کا اپنے بچہ کو آغوش میں لے لینے کی مثال سے واضح کیا ہے کہ اللہ میاں نے حضرت مسیح کو جھڑکی کے طور پر کہا ہوگا۔ کہ اتنا ڈرتا کیوں ہے اور روتا کیوں ہے یہودی مارنے آئیں گے تو ہم تجھے آسمان پر اٹھالیں گے۔

"ایک مشکل"

لیکن پھر مشکل آپڑتی ہے۔ کہ بلعم باعور کی نسبت کیوں فرمایا کہ ولو شئنا لرفعناہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض اگر ہم چاہتے تو اس کا رفع کرتے لیکن وہ زمین کی طرف چلا گیا۔ یہاں رفع کو مقام مدح میں اور خلود الی الارض کو مقام ذم میں بیان کیا ہے۔ حالانکہ بقول مولانا زمین کی طرف تو جایا کرتے ہیں انسان اور رفع ہوا کرتا ہے چیل کوّوں اور شیطان کا۔ تو خدا نے یہاں کیوں الٹی گنگا بہادی کہ فرما رہے ہیں کہ ہم تو اس کا رفع کرنا چاہتے تھے لیکن وہ خود ہی زمین کی طرف چلا گیا۔ پھر ایک اور جگہ قرآن میں یہ ستم ڈھایا کہ فرمادیا والعمل الصالح یرفعہ کہ عمل صالح انسان کا رفع کرتے ہیں۔ یہ لیجئے گویا رفع الی اللہ انسانوں کا اعمال صالحہ پر منحصر ہے جس سے بڑھ کر مقام مدح اور وجہ فضیلت ہو نہیں سکتی! مولانا کے اصول کے مطابق اس آیت کے یہ معنے ہونگے کہ اعمال صالحہ کرو تو نتیجہ ایسا بد نکلتا ہے۔ کہ اچھا خاصہ شریف آدمی چیل کوّا بن کر اڑنے لگتا ہے۔ یا شیطان کی طرح آسمان پر چڑھنے لگتا ہے۔ خیر یہ تو اللہ میاں ہوئے جو چاہیں کہہ گذریں۔ کوئی انسان ہو تو مولوی لوگ اس سے بازپرس بھی کریں۔ کم سے کم اس پر کفر کا فتویٰ ہی جڑ دیں۔

"دوسری مصیبت"

لیکن مصیبت یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا کے ہی ہمنوا نظر آتے ہیں۔ فرماتے ہیں من تواضع رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ جو کوئی تواضع کرتا ہے۔ خدا اسے ساتویں آسمان کی طرف رفع کرتا ہے۔ یہ لیجئے اب رفع کے لفظ کا استعمال مقام مدح و فضیلت میں ہونا کس قدر واضح ہوگیا کہ اس سے نجات ناممکن نظر آتی ہے لیکن یہیں تک بس نہیں خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی دعا ہے اللھم اغفرلی وارحمنی وارفعنی اے اللہ مجھے مغفرت فرما مجھ پر رحم فرما۔ میرا رفع کر۔ اب فرمایئے کیا کیا جائے جب خود سرور دو عالم صلعم ہی خلاف ہوجائیں تو مولوی بیچارہ کدھر جائے فیقول الانسان یومئذ این المفر مولوی کے لئے تو قیامت قائم ہوگئی!

"رفع جسمانی کی حکمت"

حضرت مسیح کے اس رفع جسمانی میں جو حکمت الٰہی مضمر تھی وہ بھی مولانا فارقلیط صاحب ہی کی قلم سے سنئے تو لطف رہے گا۔ فرماتے ہیں:۔

میاں اکرام الحق! جب ماں اپنے بچہ کو کمزور دیکھتی اور سمجھتی ہے کہ وہ کتے اور بلی کی مدافعت نہیں کر سکے گا۔ تو وہ اس کو اپنے آغوش میں لے لیتی ہے لیکن جس بچہ کو دلیر اور بہادر سمجھتی ہے تو وہ اس کو مدافعت کے لئے کھلا چھوڑ دیتی ہے۔ اب یہی حال ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا کہ جب دشمنوں نے انکو گھیر لیا اور وہ از خود کچھ نہ کر سکے تو خدا نے اپنی قدرت کاملہ

سے اس کو اپنے پاس بلا لیا (الجمعیۃ ۲۴ نومبر ۱۹۳۲ء)

گویا حضرت مسیح علیہ السلام کا رفع الی اللہ ایسا ہے جیسا کہ ایک مرغی کا اپنے بچہ کو کتے بلی سے بچانے کے لئے اپنے پروں کے نیچے چھپا لینا۔ لیکن ایسا بچہ خدا کا عیسائیوں کے قول کے مطابق سارے عالم میں اکلوتا ہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ مسلم کا فر نبی غیر نبی ہزار ہا خدا کی مخلوق دنیا میں گذری لیکن مصیبت کے وقت خدا نے کسی بچہ کو اپنی گود میں نہ اٹھایا۔ اور جب بچانا چاہا تو اس دنیا میں ہی بچایا۔ ان لوگوں میں سینکڑوں اولیا اور نبی ایسے بھی ہوئے جو بقول ہمارے علما کے قتل اور شہید تک ہوگئے لیکن خدا کا دل نہ پسیجا۔ اور کسی کو اپنی گود میں اٹھا کر بچانے کی کوشش نہ کی لیکن حضرت عیسیٰ معلوم ہوتا ہے سب سے زیادہ لاڈلے بچے ہیں کہ دشمنوں نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا کہ اللہ میاں نے پچکار کر گود میں اٹھا لیا۔

ایک سوال

سمجھ نہیں آتا کہ ایسے دنیا کے پیارے اور لاڈلے بچہ کو جو بہت ہی نازک اور کمزور ہے جس کو دشمنوں کے گزند سے بچانے کے لئے آسمان پر اٹھانا پڑا دوبارہ نازل کرنے کے لئے دو ہزار سال سے بٹھا کیوں رکھا ہے ابھی یہودی مر تو نہیں گئے جن کے ڈر سے اوپر آسمان پر اٹھایا تھا۔ اور نزول مسیح کا زمانہ تو خروج دجال اور یاجوج ماجوج کا ہوگا۔ جو حضرت مسیح کے زمانہ کے یہود سے بہت زیادہ سختی کا زمانہ ہوگا۔ تب کیا ہوگا۔ کیا اللہ میاں اپنی انگلی پکڑا کے ساتھ ساتھ چلیں گے اور کتوں اور بلیوں کو ہنکاتے اور مارتے جائیں گے۔ ایسے لاڈلے کو تو آسمان پر ہی رکھ لیا ہوتا۔ اور محمد رسول اللہ جیسے "اشجع الناس اور بہادر پیغمبر کو بھیجدیتے تو کچھ بات بھی تھی۔ اول تو ایسے کمزور کو نبی بنانا ہی کیا ضرور تھا کہ لوگ مخالفت کریں تو آسمان پر اٹھانا پڑ جائے دنیا میں ہزار ہا نبی آئے کسی کو آسمان پر نہ اٹھایا۔ لوگوں نے مخالفتیں بھی کیں۔ مارا بھی۔ بقول بعض قتل بھی کیا سبھی کچھ ہوا۔ مگر خدا نے گود میں یعنے آسمان پر تو کسی کو نہ اٹھایا۔ تو پھر اب کے دفعہ خدا کو کیا انتخاب میں غلطی لگ گئی تھی۔ کہ بہت ہی کمزور بچہ نبوت کے لئے پسند کر لیا کہ ساری سنت اللہ توڑ کر آسمان پر اٹھائے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا کہ دشمنوں کے ہاتھ سے اپنے نبی کو بچا سکے۔ اور دشمن کی طاقت اور وسعت کا اندازہ بھی اسی سے ہو جاتا ہے کہ خدا اس زمین کے پردہ پر تو اپنے نبی کو ان کے ہاتھ سے نہ بچا سکا۔ دوسرے نبی ہجرت کر کر کے بچ گئے۔ لیکن حضرت مسیح کے لئے ساری دنیا میں کوئی جائے پناہ جب خدا کو نظر نہ آئی تو چار و ناچار آسمان پر اٹھانا پڑا۔ اور شاید ابھی تک جو واپس نہیں بھیجا تو اسی ڈر سے نہ بھیجا ہوگا۔ کہ کمزور نازنین بچہ پھر دشمنوں کے نرغہ میں نہ پھنس جائے۔ اور اگر یہ معاملہ ہے تو ان کے نزول سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ دنیا میں مخالفت دور ہو کر امن و امان اور جمی ہو۔ تو وہ تشریف لاویں۔ اور یہ ہونا نہیں لہذا نزول مسیح کا قصہ ختم ہے۔

علمائے کرام کی کم فہمی

یہ ہے وہ دل و دماغ ہمارے علمائے کرام کا جس کے بھروسہ پر وہ مجدد وقت تک کو کافر کہنے سے دریغ نہیں کرتے رفع الی اللہ کے متعلق اگر ذرا اہل علم کی تحقیقات کو اپنی پرانی کتب میں ہی غور سے پڑھا ہوتا۔ تو جیل کوتوں اور شیطان کی مثالیں نہ دیتے۔ رفع یعنی اونچا ہونا اور قریب یعنی نزدیک ہونا کسی چیز کا خدا کی طرف کبھی جسد عنصری کیساتھ نہیں ہوا کرتا ہمیشہ رتبہ اور درجہ کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کی طرف کسی چیز کا جسد العنصری کے ساتھ رفع ہونا یا قریب ہونا مان لیا جائے تو پھر خدا کو محدود ماننا پڑے گا۔ جو محال اور خلاف صفات الٰہیہ ہے۔ خوب غور کرو اگر کوئی جسم عنصری کسی دوسری چیز سے قریب یا بعید یا اس کی طرف اونچا یا نیچا ہو سکتا ہے تو ماننا پڑے گا کہ اس جسم اور اس دوسری چیز کے درمیان کوئی فاصلہ ہے۔ اور دو چیزوں میں فاصلہ نہیں ہو سکتا جب تک یہ دونوں چیزیں محدود نہ ہوں۔ پس یہ بالکل غلط اور محال ہے کہ خدا کی طرف کوئی چیز جسد عنصری کے ساتھ نزدیک ہو یا اونچی ہو سکے۔ خدا کی طرف قرب یا رفع جب ہوگا ہمیشہ بلحاظ رتبہ اور درجہ کے ہوگا اسی لئے فرمایا تھا کہ والعمل الصالح یرفعہ کہ عمل صالح اس کا رفع کرتے ہیں یعنی خدا کے حضور میں اس کا رتبہ بلند کرتے ہیں۔

حضرت مسیح کا رفع انوکھا نہ تھا

پس حضرت مسیح کا رفع کوئی انوکھا رفع نہ تھا۔ یہ وہی رفع تھا جو تمام صالحین بندوں کا اور انبیاء کا ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ حدیثوں میں آنحضرت صلعم کی نسبت آتا ہے۔ صحابہ عرض کرتے ہیں اذا رفع فی النبیین کہ جب آپ کا رفع نبیوں میں ہو جائے گا تو ہم آپ کو کہاں پائیں گے۔ قرآن کو حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق رفع الی اللہ کہنے کی خاص طور پر ضرورت اس لئے پیش آئی کہ یہ کوئی ان سے مخصوص امر تھا بلکہ ضرورت اس لئے پیش آئی کہ یہود اور عیسائی دونو قومیں انہیں صلیب پر مقتول اور اس لئے ملعون مانتی تھیں اور ملعون وہ ہوتا ہے جو خدا سے دور پڑا ہوا ہو۔ اور خدا اس سے بیزار ہو اس لئے ضرور تھا کہ حضرت مسیح پر سے یہ داغ مٹایا جاتا اور بل رفعہ اللہ فرما کر ان کے ملعون ہونے کی نفی کی جاتی۔ پس اس سے صرف یہ بتلانا مقصود تھا۔ کہ مسیح صلیب پر مقتول نہیں ہوا۔ بلکہ صلیب پر سے زندہ اتر آیا اور اپنی طبعی موت سے مر کر سب نبیوں کی طرح مرفوع الی اللہ ہوا۔ مرفوع الی اللہ بالکل ملعون کی ضد واقع ہوا ہے چونکہ ملعون ہونے کا داغ دوست اور دشمن دونو کے حضرت مسیح پر لگا رکھا تھا اس لئے قرآن کا یہ احسان حضرت مسیح پر ہے کہ ان کو مرفوع الی اللہ فرما کر ملعون ہونے کا داغ ان پر سے مٹا دیا۔

(باقی دارد)

مسلم ایڈوکیٹ

سرکاری محکمہ جات میں مسلمانوں سے جو غیر منصفانہ و ظالمانہ سلوک ہو رہا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے۔ ان کا انگریزی پریس بہت کمزور ہے۔ اس لئے ان کی آواز انگریز حکام اور ارباب حکومت تک بہت کم پہنچتی ہے مسلمان ممبر جب اسمبلی یا کونسلوں میں شکایات پیش کرتے ہیں۔ تو حکومت ان سے وعدہ کر لیتی ہے۔ اس کے بعد چند سرکلر جاری کر کے سمجھ لیا جاتا ہے۔ کہ یہ وعدہ ایفا ہو گیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ سرکاری دفاتر کے ہندو کارکن جو ہر جگہ وبا کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ حکام بالا کے ان سرکلروں کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتے۔ اس سلسلہ میں مسلمانوں کی آواز کو مؤثر بنانے کیلئے جناب عزیز عباسی صاحب نے انگریزی زبان میں "مسلم ایڈوکیٹ" کے نام سے ایک ہفتہ وار جاری کیا ہے جس کا سب سے بڑا مقصد سرکاری محکمہ جات میں مسلمان امیدواروں اور ملازمین کی حق تلفیوں اور مشکلات کو دور کرانا اور ان کی جائز شکایات کو حکام بالا تک پہنچانا ہے ہمارا معاصر اپنے مقصد کیلئے نہایت قابل قدر ہے

باقی پوشٹ میں

ضروری اطلاع

وی پیاں ارسال ہو رہی ہیں

خریداران پیغام صلح کی توجہ کے قابل

مندرجہ ذیل خریداران پیغام صلح کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ ان تمام کو اطلاعی خطوط عرصہ ہوا لکھے جا چکے ہیں۔ اب کافی انتظار کے بعد وی پیاں ارسال ہو رہی ہیں۔ تاکیداً گذارش کی جاتی ہے کہ یہ تمام وی پیاں وصول کر لی جائیں۔ آج کل اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے۔ وی پی کا واپس کرنا آپکے قومی اخبار کے لیے بہت نقصان رساں ہوگا۔

(منیجر)

(۱۰۶۱) خواجہ عنایت اللہ صاحب — (۵۴۵) حافظ محمد بخش صاحب
(۳۶) بابو دلاور خانصاحب — (۹۸) شیخ نیاز احمد صاحب
(۳۳) سیٹھ اسماعیل آدم صاحب — (۱۰۶۴) نواب احمد یار خانصاحب دولتانہ
(۱۵۴۵) مرزا نصیر الدین صاحب — (۶۴۴) چودھری نصیر احمد صاحب
(۳۴۳) سید عبداللہ شاہ صاحب — (۸۴۲) جناب سید احمد صاحب
(۱۰۷۹) شیخ محمد ہاشم خاں — (۴۷) شیخ محمد عبداللہ صاحب
(۸۳۰) ایم رحیم بخش صاحب — (۱۵۴۳) خان عبدالقیوم خانصاحب
(۱۵۴۱) ڈاکٹر حکیم اللہ خانصاحب — (۱۷۸۶) میاں غلام شبیر صاحب
(۱۵۰۴) شہزادہ علی گوہر خانصاحب — (۱۵۵۳) شیخ عبدالواحد صاحب
(۱۳۳۸) مسٹر عبدالقیوم خانصاحب — (۸۷۹) شیخ عبدالرحمان صاحب
(۸۰۶) مداکبر خاں صاحب — (۹۵۳) شیخ محمد رمضان صاحب
(۱۳۵۱) دی مسلم لائبریری سوسائٹی ترچناپلی — (۱۰۰۰) ایم علی محمد خان صاحب
(۱۵۶۴) غلام فرید خانصاحب بی۔ اے — (۱۶۹۸) ملک لال الدین صاحب
(۸۷۶) ایم محمد حسین صاحب (آسام) — (۱۶۴۶) شیخ عبدالغفور صاحب
(۱۲۰) شیخ عبدالعلی صاحب بی اے — (۱۳۵) جناب فقیر شاہ صاحب
(۱۰۹۰) شیخ [illegible] اللہ صاحب — (۱۱۱۱) چودھری غلام نبی صاحب
(۸۰۴) برکت [illegible] سلم — (۱۰۷۹) شیخ محمد ہاشم خانصاحب رئیس
(۴۴) منشی [illegible] صاحب — (۱۱۰۵) راجہ الٰہی بخش صاحب
اورے پوری — (۳۸۶) قاضی رشید الدین صاحب
(۶۰) خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تسیم — (۳۸۲) جناب محمد علی حیدر خاں صاحب سدوزئی
(۱۸۹) ایس نور احمد صاحب — (۱۲۳) ماسٹر محمد صادق علی صاحب ہیڈ ماسٹر
(۹۹) ایم احمد کبیر صاحب مبارک — (۱۶۹۷) جناب زینت الدین خانصاحب
(۸۰۴) میاں غلام حسین صاحب — (۸۸۶) چودھری سلطان علی صاحب سب انسپکٹر پولیس
(۱۰۷۵) جناب غلام نور خانصاحب — (۱۱۳۹) بابا عبدالعزیز صاحب بزاز
(۱۰۰۲) جناب بشیر احمد خانصاحب طالب علم — (۱۷۱) ملک اللہ بخش صاحب گوپالی

ضروری اعلان

احباب مطلع رہیں کہ چوہدری فضل داد صاحب سکنہ چک ۸۰ جنوبی ضلع سرگودھا جماعت کے محصل مقرر ہوئے ہیں چونکہ یہ صاحب نئے ہیں لہذا احباب خصوصاً ان کو کام میں مدد دیں۔ ان کا پہلا دورہ ضلع شیخوپورہ و لائلپور رکھا گیا ہے۔

(آنریری افسر تحصیل)

مکتوب برلن

مبلغ جرمنی کی دلچسپ رپورٹ

(بذریعہ ہوائی ڈاک)

برلن ۱۴ فروری ۳۳ء

مکرمی و معظمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ افسوس میں کافی عرصہ کے بعد خط ارسال کر رہا ہوں۔ جنوری کا مہینہ نہایت مصروفیت کا مہینہ تھا، ماہ صیام، باقاعدہ لیکچروں کا انتظام اور سب سے ضروری عید الفطر کی تیاری۔ ارادہ تھا۔ کہ عید کے معاً بعد پورے ماہ کی کارروائی تحریر کروں لیکن بدقسمتی سے انفلوئنزا نے آلیا جس کی وجہ سے کئی روز بستر علالت پر پڑا رہا۔ اب خدا کے فضل سے نسبتاً آرام ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ جنوری کے مہینہ کی کارروائی مختصر طور پر درج ذیل ہے

اشاعت اسلام

اشاعت اسلام کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ماہ جنوری نہایت کامیاب رہا۔ دسمبر ۱۹۳۲ء کے شروع میں ایک نوجوان کنیلر نامی مسجد میں آئے۔ اور اسلام کے متعلق شوق ظاہر کیا خاکسار نے ان کو مختلف کتب پڑھنے کیلئے دیں۔ اس کے بعد ہر اتوار وہ مسجد میں آتے۔ اور مختلف اسلامی امور پر بحث کرتے رہے لیکچروں میں بھی باقاعدگی سے آنے لگے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام کی صداقت کا یقین پیدا کر دیا۔ اور وہ مشرف باسلام ہوئے۔ نوجوان موصوف شادی شدہ اور ایک بچہ کے والد ہیں۔ اہلیہ کے متعلق گفتگو ہوئی۔ تو کہنے لگے۔ کہ عورتوں کے بارے میں انسان کو قدم نہایت احتیاط سے اٹھانا چاہیئے۔ اگر اسلام سچا مذہب ہے جیسا کہ مجھے یقین ہے۔ تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں۔ کہ جب میری بیوی خود بخود اس کی طرف کھنچی چلی آئے گی۔ نوجوان موصوف نے عید مسلمانوں کے دوش بدوش پڑھی۔ اور ان کی زوجہ دیکھتی رہی۔ خاتون موصوفہ بھی لیکچروں میں باقاعدگی سے آتی ہیں۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی صحیح راستہ دکھلا دے۔ نوجوان موصوف نہایت مخلص اور شریف انسان ہے۔ جملہ حضرات سے استدعا ہے۔ کہ ان کے لئے صدق دل سے دعا کریں۔

جنوری کے شروع میں ایک خاتون ایک جرمن نومسلم کے ہمراہ مسجد میں آئیں۔ اور اسلام کے متعلق و بخاص طور پر اسلام میں عورت کی حیثیت کے متعلق کچھ سوال کئے جن کا جواب تسلی بخش دیا گیا۔ خاتون موصوفہ نے کہا۔ کہ پانچ ماہ سے انہیں اسلام کے متعلق شوق ہوا۔ اور انہوں نے اس جرمن نومسلم سے اسلام کے متعلق بہت کچھ دریافت کیا۔ آج مجھے اسلام کی سچائی کا کامل یقین ہو گیا ہے۔ اور میں گو مدت سے مسلمان ہوں لیکن باقاعدہ مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ خاکسار نے دوسرے روز چند جرمن نومسلموں کو چائے پر بلایا۔ اور خاتون موصوفہ کو کلمہ پڑھایا۔ خاتون موصوفہ ایک پرانے معزز خاندان بولشوگل سے ہیں۔ اسلامی نام سعیدہ رکھا گیا۔

چند ماہ سے ایک جرمن شخص مڑاپے نامی جو سر انگو (افریقہ) میں مقیم ہیں ان سے اسلام پر خط و کتابت ہوتی رہی۔ ان کو خاکسار نے مختلف کتابیں بھیجیں۔ اور مختلف سوالات کے جوابات تحریر کئے۔ بالآخر اللہ کے فضل سے اسلام کی حقانیت نے ان کے دل پر اثر کیا۔ اور انہوں نے مسلمان ہونے کی خواہش کی۔ خاکسار نے انہیں فارمولا بھیج دیا ہے۔ جو عنقریب آنیوالا ہے۔ مڑاپے موصوف نے اپنی مختصر سوانح حیات بھی ارسال کی ہے۔ جس کا ترجمہ اردو میں کر کے جلد اشاعت کیلئے روانہ کر دونگا۔

سٹیٹین (جرمنی) میں ایک خاتون ایلزے کوسٹر محکمہ پوسٹ میں کام کرتی ہیں۔ انہوں نے گذشتہ ماہ مجھے اسلام کے متعلق کتب بھیجنے کے لئے تحریر کیا۔ خاکسار نے بہت سی کتابیں مفت روانہ کر دیں۔ اس کے بعد ان کے کچھ خطوط آئے جن میں اسلام کے متعلق مختلف سوالات تھے۔ خاکسار نے ان کے خاطر خواہ جوابات لکھ بھیجے۔ بالآخر انہوں نے مسلمان ہونے کی خواہش کی۔ چند روز بعد اپنے کسی رشتہ دار سے ملنے کیلئے برلن آئیں۔ اور اسی دوران میں مسجد میں بھی ان کا آنا ہوا۔ اسلام میں عورت کی حیثیت کے متعلق تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ آخر سٹیٹین پہنچنے کے چند روز بعد انہوں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان ہر چہار مسلمانوں کو جو ابھی ابھی اسلام کی آغوش میں آئے ہیں۔ ثابت قدم بنائے۔ اور غیر مسلموں کے لئے شمع ہدایت۔

لیکچروں کا سلسلہ

جنوری ۳۳ء میں مسجد میں جرمن مسلم سوسائٹی کے ماتحت دو لیکچر ہوئے۔ پہلا لیکچر جناب ڈاکٹر ذکی کرام بے صاحب (ترک) نے اسلام کی اقتصادی اور معاشرتی زندگی کے موضوع پر المانوی زبان میں دیا۔ لیکچر نہایت دلچسپ تھا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ایک مسلمان کی زندگی کا مختلف حالات کے ماتحت نقشہ کھینچا جس کا حاضرین پر بہت اثر ہوا۔ لیکچر کے اختتام پر سوالات جوابات کا سلسلہ کافی عرصہ تک جاری رہا۔ اس کے بعد حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی اور جلسہ رات بارہ بجے کے قریب بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

دوسرا لیکچر ۲۰ جنوری کو جناب ڈاکٹر ہاف مین (جرمن) نے مشرقی اور مغربی تصوف کے موضوع پر دیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے تصوف کے متعلق نہایت عالمانہ اور محققانہ نظریے پیش کئے۔ اور بتلایا کہ اسلام تصوف کو کس رنگ میں لیتا ہے۔ اور اس کے برخلاف مغربی اسے کیا سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تقریر نہایت کامیاب اور موثر تھی۔ حسب دستور سوالات و جوابات کے سلسلے کے بعد حاضرین کو چائے دی گئی۔ اور نصف شب کے قریب جلسہ اختتام کو پہنچا۔

عید

ماہ جنوری کا سب سے زیادہ اور کامیاب اجتماع عید تھا۔ عید کیلئے اخبارات اور دعوت ناموں کے ذریعہ دس بجے صبح کا اعلان کیا۔ لیکن فرزندان توحید اور دلچسپی لینے والے غیر مسلم اصحاب ۹ بجے سے ہی جوق در جوق مسجد میں آنے شروع ہو گئے۔ برلن کا ایک روزانہ اخبار عید کے متعلق یوں رقمطراز ہے:-

"کل جبکہ ہوا کے تند جھکڑوں نے وہ کہرام مچا رکھا تھا کہ الاماں، سردی کی یہ شدت تھی۔ کہ تھرمامیٹر کا پارہ منفی ۱۸ (اٹھارہ) درجے سنٹی گریڈ پر تھا، برلن مسجد کے قریب ایک عجیب نظارہ تھا۔ فرزندان توحید بڑے بڑے کوٹوں میں لپٹے لپٹائے مسجد کی جانب کشاں کشاں چلے آ رہے تھے۔ مسجد کے اندر سردی شدت سے تھی۔ باوجودیکہ ہیٹرز باقاعدہ جل رہے تھے لیکن ان کا کچھ فائدہ معلوم نہ ہوتا تھا۔ وقت آیا کہ امام نے نماز کیلئے بلایا۔ اس سردی کے عالم میں اسلام کے پروانوں کا بوٹوں کو کھولنا۔ اور ننگے پاؤں سرد غالیچوں پر قدم رکھنا، دیکھنے والوں کیلئے حیرت کا باعث تھا۔ لیکن اللہ کی بندگی آخر اللہ کی بندگی ٹھہری۔ اور کامل دو گھنٹہ کے لئے کہ جس اثناء میں امام عزیز مرزا نے نماز پڑھائی۔ اور بزبان المانوی خطبہ پڑھا۔ اور بعد میں ایرانی امام صاحب نے بزبان فارسی چھوٹی سی تقریر کی اور بالآخر مشہور عالم جناب موسےٰ جار اللہ نے ترکی زبان میں چند کلمات کہے سب کے سب اللہ کے دربار میں نہایت سکون اور دلجمعی کی حالت میں سرنگوں رہے۔ اس کے بعد مختلف ممالک کے مسلمانوں کا ایک دوسرے سے گلے ملنا۔ اور اس طرح اخوت اسلامی کا کامل عملی ثبوت دینا بھی قابل ذکر ہے"

اس سے زائد میں خود کیا لکھ سکتا ہوں۔ یہ مختصر لیکن جامع روئیداد نماز عید ہے۔ ہاں میں یہ ذکر کر دوں۔ کہ ایک سو سے زائد مسلمان تقریباً دنیا کے ہر حصہ سے نماز کیلئے تشریف فرما تھے۔ اور سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے۔ کہ دنیا کے مشہور ترین اور روشن خیال علماء میں سے جناب علامہ موسےٰ جار اللہ بھی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور خاکسار کے کہنے پر علامہ موصوف نے بزبان ترکی ایک مختصر لیکن جامع تقریر بھی فرمائی۔ علامہ موصوف کی علمیت کو وہی حضرات جانتے ہیں۔ کہ جنہوں نے ان کی ایک سو سے زائد تصانیف عربی اور ترکی میں پڑھی ہیں۔

عید کے روز شام کے وقت ایک مختصر سا جلسہ ہوا جس میں حافظ عبد الرحمٰن صاحب پشاوری نے نہایت خوش الحانی اور پر اثر قرأت سے سورہ دہر کو تلاوت فرمایا۔ اس کے بعد جناب علامہ ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب نے ایک مختصر سی تقریر ماہ صیام کا اسلامی مفہوم اور عید کی اہمیت کے متعلق فرمائی۔ اس کے بعد جناب عمر شوبرٹ صاحب (جرمن مسلم) نے عید کی خصوصیات کے موضوع پر ایک مختصر تقریر کی۔ ازاں بعد جناب ڈاکٹر سعید علی صاحب خواجہ (تاتار) نے ایک نہایت دلچسپ لیکچر دیا جس کا موضوع "ترکستان میں عید" تھا۔ لیکچر نہایت پر لطف تھا۔ اور حاضرین مشرق میں عید کی مختلف النوع مصروفیتوں کو سنکر بہت محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد جناب مصطفےٰ کنجشی صاحب (جرمن مسلم) نے دلچسپ پیرایہ میں بتلایا کہ جب سے مسجد بنی ہے۔ اس وقت سے برلن مسجد میں عید کس طرح ہوتی چلی آئی ہے۔ لیکچروں کے بعد حاضرین کی جن کی تعداد ایک سو پچاس کے قریب تھی۔ چائے سے تواضع کی گئی۔ اور جلسہ بفضل ایزدی نصف شب کے قریب انجام کو پہنچا +

(خاکسار)

مرزا عزیز الرحمٰن مبلغ اسلام از مسجد برلن

حاجیوں کیلئے مفید معلومات

فریضہ حج ارکان اسلام میں سے ہے۔ اور خانہ کعبہ تمام مسلمانان عالم کا مرکز اجتماع ہے۔ مقام شکر ہے۔ کہ اس گئی گذری حالت میں بھی بعض حکومتوں کی سیاسی قیود اور چند پیروں کی کوششوں کے باوجود مسلمانوں کے دلوں میں اس فریضہ کی ادائیگی کا شوق اور اپنے دینی مرکز سے وابستگی موجود ہے۔ دیگر اسلامی ملکوں کے علاوہ ہندوستان سے ہر سال معقول تعداد میں لوگ حج کے لئے جاتے ہیں۔ بلکہ سلطان ابن سعود کی حکومت کے قابل تعریف انتظام نے تو ان کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ کر دیا ہے۔ آج کل ہندوستانی حاجی بکثرت روانہ ہوتے ہیں۔ اکثر اصحاب کو زبان اور ملک کی اجنبیت کی وجہ سے سفر اور قیام حجاز کے دوران میں بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ جن کی سب سے بڑی وجہ عدم واقفیت اور ناتجربہ کاری ہوتی ہے۔ اگر لوگ اس مبارک سفر کو اختیار کرنے سے قبل ضروری معلومات حاصل کر لیا کریں۔ تو اکثر مشکلات سے محفوظ ہو سکتے ہیں۔

ہندوستان میں حکومت حجاز کے ایجنٹ مولانا اسماعیل صاحب غزنوی اس سلسلہ میں نہایت قابل قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے "ہندوستانی حجاج کیلئے ضروری معلومات" کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے۔ جس میں نہایت ذمہ دارانہ حیثیت سے حاجیوں کے لئے مفید معلومات درج کی ہیں۔ اس کے علاوہ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی پبلسٹی برانچ لاہور نے بھی اسی غرض سے "سفر حج" کے عنوان سے ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے۔ جس میں دیگر معلومات کے علاوہ شمالی ہندوستان کے بعض مشہور مقامات سے کراچی تک کا فاصلہ اور کرایہ بھی درج کیا ہے۔ یہ ٹریکٹ بھی مولانا اسماعیل صاحب کی نظر ثانی کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے اس میں درج شدہ معلومات مستند ہی سمجھی جانی چاہیئے۔ ذیل میں ان دونوں رسالوں کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ ضرورتمند اصحاب اول الذکر رسالہ مولانا اسماعیل صاحب غزنوی امرتسر اور موخر الذکر نارتھ ویسٹرن ریلوے پبلسٹی لاہور سے مفت طلب فرما سکتے ہیں

پاسپورٹ اور ٹیکے کا سرٹیفکیٹ

روانگی سے قبل اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر کے ہاں درخواست دے کر پاسپورٹ یعنی پروانہ راہداری حاصل کر لینا مناسب ہوگا۔ اگر ایسا انتظام نہ ہو سکے۔ تو کراچی پہنچکر پاسپورٹ ضرور حاصل کر لیں۔ لیکن چیچک اور ہیضے کے ٹیکے کا سرٹیفکیٹ روانگی سے قبل ضرور ساتھ لے لینا چاہیئے۔ بندرگاہوں پر پہنچکر اکثر حاجیوں کو محض اس وجہ سے بہت پریشان ہونا پڑتا ہے۔ سرٹیفکیٹ انگریزی زبان میں اور کسی شفاخانہ کے ڈاکٹر یا دیگر کسی ہیلتھ آفیسر کا ہونا چاہیئے جو حکومت کے نزدیک مستند ہو۔ مولانا اسماعیل صاحب تاکید کرتے ہیں۔ کہ کوئی حاجی اپنے پاسپورٹ پر تصویر چسپاں نہ کرے۔

مصارف کا اندازہ اور روپے کی حفاظت

ریل اور جہاز کے تیسرے درجہ میں سفر کرنے والوں اور مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان لاری پر سفر کرنے والوں کے اخراجات کا اندازہ ۷۵۰ روپیہ ہے۔ اس میں تبرکات کی رقم بھی شامل ہے۔ درجہ اول کے مسافروں کو ۱۲ سو روپیہ ساتھ لینا چاہیئے۔ ... انگریزی پونڈ اور سو سو روپیہ کے کرنسی نوٹ ہمراہ لے جانے مفید ہونگے۔ روپیہ کی حفاظت کیلئے مندرجہ ذیل تدابیر جو ... مناسب سمجھیں، اختیار کریں۔

(۱) نیدرلینڈ ٹریڈنگ سوسائٹی بنک جدہ سے انتظام کریں اس بنک کی شاخ بمبئی فورٹ میں ہے۔ وہاں روپیہ جمع کر دیں۔

(۲) ہندوستانی معلموں کے افسر مولانا عبدالرحمٰن مظہر کے پاس جمع کرا دیں۔

(۳) لائڈز بنک جدہ کے نام ڈرافٹ لے لیں۔

(۴) جہاز کے سفر میں روپیہ جہاز کے کپتان کی تحویل میں با اخذ رسید رکھ دیں۔

(۵) بیس بائیس پونڈ ہر حاجی کو اپنے پاس نقد رکھنے چاہئیں

(۶) دوران سفر میں روپیہ کو نہایت احتیاط سے رکھیں۔ اور نہایت ہوشیاری سے اس کی حفاظت کریں۔

زاد راہ

اکثر حاجی غیر ضروری چیزیں لے جاتے ہیں۔ جو ان کے لئے تکلیف کا باعث ہوتی ہیں۔ نمک، مرچ، تیل، اٹھنیاں، چونیاں، دونیاں، پیسے وغیرہ اپنے شہر یا گاؤں سے لیجانا قطعاً غیر ضروری ہیں۔ بلکہ گھی، چاول وغیرہ بھی نہیں لیجانے چاہئیں۔ کراچی سے یہ چیزیں مناسب نرخوں پر مل سکتی ہیں۔ مندرجہ ذیل چیزیں ضروری ہیں۔ انہیں خواہ کراچی سے خرید لیں۔ یا اپنے شہر سے۔

قرآن شریف و دیگر ضروری دینی کتب۔ مصلّے، سفری چارپائی بالشت، چاقو، چھری، ضروری برتن، دست پناہ، چمکنی، توا، آئینہ رنگدار عینک، چھتری، مسواک، استرہ، قینچی، چھلنی، سرکہ، لیموں، اور ان کا اچار، گرم مسالہ، ضروری ادویات، سوئی، دھاگا، موم بتیاں لالٹین، صابن، شکنجہ، خورد، قفل، سمندر کا ضروری سامان، سمندر کے پانی کا صابن جو کراچی سے مل سکتا ہے۔ کفن کا کپڑا، احرام کی چادر بستر بند۔

جہاز کا سفر

جہاز کا ٹکٹ دیکھ بھال کر خریدنا چاہیئے۔ دلالوں کے پھندے میں ہرگز نہ پھنسیں، واپسی ٹکٹ ہرگز نہ خریدیں۔ کیونکہ اس طرح واپسی کے وقت سخت دقت ہوتی ہے۔ جو لوگ خرچ برداشت کر سکتے ہیں۔ ان کو مولانا اسماعیل صاحب کا مشورہ ہے۔ کہ وہ حاجیوں کے جہازوں کی بجائے ولایتی جہازوں پر عدن یا سویز جائیں۔ اور وہاں سے جدہ تشریف لیجائیں۔ اس طرح ان کو بے حد آرام ملیگا۔ مگر ایسے حاجیوں کو اپنے صوبہ کی حکومت سے باقاعدہ پاسپورٹ حاصل کرنے کی ضرورت ہے بحری سفر کے دوران میں تمام شکایات جہاز کے کپتان سے بیان کرنی چاہئیں۔ جہاز کے کرایہ کی قریباً قریباً شرح حسب ذیل ہے۔ لیکن اس میں بعض اوقات کمی بیشی بھی ہو جاتی ہے۔ روانگی سے قبل جہاز ران کمپنی سے خط وکتابت کر لینی چاہیئے۔

درجہ	ایک طرف کا کرایہ		واپسی کرایہ	
	مع خوراک	بغیر خوراک	مع خوراک	بغیر خوراک
	روپیہ	روپیہ	روپیہ	روپیہ
اوّل	۴۵۰	۳۷۵	۶۵۰	۵۵۰
دوم	۳۵۰	۳۰۰	۵۲۵	۴۵۰
سوم (تختہ جہاز)	۱۴۰	۱۱۰	۲۱۵	۱۶۰

جہاز ران کمپنی اور اس کی شاخیں

اسوقت میسرز ٹرنر مارسین کمپنی مغل لائن کے جہاز بالخصوص چلتے ہیں۔

مغل لائن جہاز سے سفر حج کے متعلق مزید دریافت طلب امور کے لئے مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں۔

(۱) گریہم ٹریڈنگ کمپنی (انڈیا) لمیٹڈ ایجنٹ میسرز ٹرنر مارسین اینڈ کمپنی (۱۶ میکلوڈ روڈ کراچی۔

(۲) میسرز ٹرنر مارسین اینڈ کمپنی مینجنگ ایجنٹس۔ ۱۶ اپنگ سٹریٹ۔ فورٹ بمبئی۔

(۳) میسرز ٹرنر مارسین اینڈ کمپنی لمیٹڈ۔ ۶۔ لائنز رینج کلکتہ۔

جہاز کا سفر

جہاز میں آرام حاصل کرنا زیادہ تر حاجی کی اپنی ہمت پر موقوف ہے۔ لیکن دوسرے مسافروں کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے یہ ہمت اور کوشش کرنی چاہیئے۔ ہر حاجی کو پینے کا پانی اور لکڑی مفت دی جاتی ہے۔ غسل خانوں اور پاخانوں کا انتظام ہوتا ہے۔ درجہ اول اور دوئم کے مسافروں کے لئے کیبن یعنی کمرے ہوتے ہیں۔ جن میں بستر و دیگر ضروریات جہاز والوں کی طرف سے مہیا کی جاتی ہیں۔ جہاز پر کھانے کے ہوٹل بھی ہوتے ہیں۔ دوسری ضروری اشیاء بھی مناسب قیمتوں پر دستیاب ہو جاتی ہیں۔ ان ہوٹلوں کے سب باورچی مسلمان ہوتے ہیں۔

حجاز پہنچنے کے بعد

بحری سفر کے متعلق دیگر معلومات محولہ بالا رسائل میں درج ہیں حجاز پہنچنے کے بعد مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱) جدہ اتر کر سب سے اوّل معلم کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ اس معاملے میں پوری احتیاط کرنی چاہیئے۔ کیونکہ قیام حجاز کے دوران میں آرام کا زیادہ تر انحصار معلم پر ہوتا ہے۔ مشہور معلم مولانا عبدالرحمان صاحب مظہر کے اکثر حاجی ثناخواں ہیں۔ مولانا اسماعیل صاحب غزنوی نے بھی ان کو قابل اعتماد ظاہر کیا ہے۔

(۲)۔ حجاز میں گوشت بہت کم کھائیں۔ باسی اور ثقیل غذا سے پرہیز کریں۔ صفائی اور غسل کا خاص خیال رکھیں۔ سبز چائے کا استعمال وہاں مفید ہوگا۔

(۳)۔ موٹروں کا انتظام جدہ سے مکہ شریف اور پھر مدینہ شریف کے لئے موجود ہے۔ ہر ایک کا نرخ ہر ایک چیز کی قیمت۔ ہر مکان کا کرایہ کشتی کا کرایہ، معلمین کی اجرت، حق السعی، خیموں وغیرہ کے کرائے حکومت حجاز کی طرف سے مقرر ہیں۔ جو اردو اور عربی دونوں زبانوں میں طبع مل سکتے ہیں۔ بل کی ادائیگی کے وقت ان کا خاص خیال رکھیں۔ انعام و اکرام، صدقہ خیرات حاجی کی اپنی مرضی پر منحصر ہیں۔

(۴) ہر جائز شکایت اور ناجائز تکلیف کے لئے مقامی حکام کو مطلع کرنا چاہیئے۔ واپسی کے وقت یا قیام کے دوران میں حجاج کی راحت کے متعلق تمام ضروری مشورے سلطان ابن سعود کے پاس فوراً پہنچا دیئے جائیں۔ تو بہتر ہے۔

(۵) مرض کے شروع میں ڈاکٹروں کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

(۶) منیٰ اور عرفات کے میدان میں اکثر حاجی اپنا خیمہ بھول جاتے ہیں جو سخت پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے ہر ایک حاجی کو اپنے معلم کا نام عربی میں خوشخط لکھا ہوا ہر وقت اپنے پاس رکھنا چاہیئے جب ایسی مصیبت پیش آ جائے۔ تو سپاہی کو نام دکھلا دے۔ وہ فوراً معلم کے پاس پہنچا دیگا۔

(باقی بر صفحہ کالم ۱)

(۷)۔ احرام کی چادروں میں اس سال ایک سفید گرم چادر بے سلی ہوئی ضروری ہے۔ مزدلفہ کی رات قدرے سرد ہوگی۔

(۸)۔ جدہ میں برطانوی سفارت خانہ ہے۔ اور ہندوستانی حاجیوں کے متعلق ایک دفتر ہے۔ نیز مکہ شریف میں بھی ایک ایسا دفتر موجود ہے ان دفاتر اور سفارتخانے سے بھی حسب ضرورت فائدہ اٹھا سکتے ہیں جدہ میں خان بہادر احسان اللہ صاحب انڈین وائس قونصل جدہ حاجیوں کی تکالیف کو دور کرنے کیلئے حتی الامکان کوشش کرتے ہیں۔

(۹) حج کے موقعہ پر سلطان ابن سعود کے ہندوستانی ایجنٹ مولانا اسماعیل صاحب غزنوی بھی انشاءاللہ حجاز میں موجود ہوں گے۔ انہوں نے بھی حجاج کی ہر ممکن خدمت کرنے کا اعلان کیا ہے۔ حجاز میں ان کا پتہ "دار الکسوۃ مکۃ" ہوگا۔

(۱۰)۔ اخراجات کی تفصیلات، نرخنامہ حجازی سکوں کی شرح مبادلہ اور دیگر مفصل معلومات مجوزہ بالا رسائل میں ملاحظہ فرمائیں

معلومات حاصل کرنیکے دیگر ذرائع

بندرگاہوں سے جہازوں کی روانگی اور ٹکٹوں کے نرخ وغیرہ ہر قسم کی معلومات مندرجہ ذیل پتوں پر جوابی خط لکھ کر بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔

(۱)۔ سیکرٹری صاحب خلافت کمیٹی کراچی

(۲)۔ حافظ سید شریف حسین صاحب سوداگر کوٹ نمبر ۲ بندر روڈ کراچی (تار کا پتہ۔ گوہر کراچی)۔

(۳)۔ حاجی عبد الغنی صاحب دہلوی بندر روڈ۔ کراچی۔

(۴)۔ حاجی محمد اکبر، حافظ عبد الواحد صاحبان۔ جنرل مرچنٹ مراد آباد

(۵)۔ مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی محلہ غزنویاں امرتسر (تار کا پتہ۔ الغزنوی امرتسر)

(بقیہ صفحہ ۴)

صفحے کے اس طومار پر اظہار رائے ناممکن ہے مختصر یہ کہ مسلمانوں کا ایک بھی مطالبہ پورا نہیں ہوا۔ بالیانہ اور محاصل میں بے حقیقت کمی کی گئی ہے جس سے فلاکت زدہ زمینداروں کی مشکلات میں کوئی تخفیف نہیں ہو سکتی ہے۔ ہندو حکام ریاست نے مسلمانوں پر جو مظالم کئے ان کی بازپرس اور آئندہ کے لئے ان کے تدارک کا کوئی وعدہ نہیں۔ جنگلات۔ شکارگاہوں اور جاگیرات کے ضمن میں جو ظالمانہ طریق عمل جاری ہے اسے بدستور قائم رکھا گیا ہے۔ مسلمانوں کے کلچر اور مذہب کی حفاظت کا کوئی بندوبست نہیں کیا گیا۔ اردو زبان کی تعلیم کے بارے میں صرف اس قدر کہا گیا ہے اگرچہ تمام ریاستی مدارس میں ہندی زبان لازمی ہوگی لیکن مسلمان طلباء کو اردو پڑھنے کا اختیار ہوگا۔ پرائیویٹ اور دینی مدارس پر پابندیاں بدستور قائم رکھی گئی ہیں۔ ریاست کی متفرقہ مسجدوں کے متعلق ارشاد ہوا کہ جن دیہات کے مسلمان ان مسجدوں کو استعمال کرنا چاہتے تھے۔ ان کی درخواست پر مسجدیں ان کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ بہاتوین کے سلسلہ میں بھی مہاراجہ کے الفاظ بے حد مایوس کن ہیں لیکن اس اعلان سے ایک فائدہ ضرور ہوا ہے کہ مہاراجہ نے مسلمانان الور پر ہونے والے مظالم کو کسی نہ کسی حیثیت سے تسلیم کر لیا ہے۔ اس سے قبل ان کو ان سے قطعی طور پر انکار تھا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— گذشتہ ہفتہ کی ایک نہایت ہی مسرت انگیز تقریب عزیز چوہدری عبد الرحمن صاحب خلف الرشید جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الہٰی صاحب آنریری جائنٹ سیکرٹری انجمن کی شادی تھی۔ جو خانصاحب موصوف کے بھائی جناب چوہدری مقبول الہٰی صاحب کی صاحبزادی سے ہوئی۔ ۲۴ر فروری کی صبح کو برات لاہور سے بذریعہ فرنٹیئر میل روانہ ہوئی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر بزرگان و احباب سلسلہ کے علاوہ چوہدری صاحب کے رشتہ دار و احباب بھی معقول تعداد میں شریک برات تھے۔ شرکائے برات وزیر آباد کے سٹیشن پر اتر کر لاریوں کے ذریعہ قصبہ سوہدرہ پہنچے۔ جہاں ان کا شاندار اور پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ خطبہ نکاح حضرت امیر ایدہ اللہ نے پڑھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور چند دیگر بزرگ تو اسی روز لاہور واپس تشریف لے آئے۔ باقی اصحاب دوسرے روز پہنچے۔ جناب چوہدری مقبول الہٰی صاحب نے نہایت تکلف اور اہتمام سے مہمانوں کی تواضع کی۔

—— ۲۶ر فروری کی صبح کو جناب چوہدری محمد منظور الہٰی صاحب کی طرف سے احمدیہ بلڈنگس میں پرتکلف دعوت ولیمہ دی گئی جس میں تمام احباب لاہور کے علاوہ دیگر اصحاب بھی معقول تعداد میں مدعو تھے۔ اس مبارک تقریب کی خوشی میں جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الہٰی صاحب اور چوہدری مقبول الہٰی صاحب نے انجمن کو پچاس پچاس روپے عطا فرمائے۔ جزاک اللہ۔

—— چند روز ہوئے جناب داروغہ نبی بخش صاحب کے صاحبزادہ نور محمد صاحب کی شادی کی تقریب عمل میں آئی۔ اس کی خوشی میں جناب داروغہ صاحب موصوف نے مبلغ سینتیس روپے اپنی جیب سے اور سوا سات روپے اپنے عزیزوں سے فراہم کرکے انجمن کو عطا فرمائے۔ موصوف کی صاحبزادی نے بھی اپنے لائق احترام والد کی تقلید کی۔ اور مبلغ دس روپیہ اپنی گرہ سے اور مبلغ نو روپیہ رشتہ دار خواتین سے فراہم کر کے انجمن کے خزانہ میں داخل کرائے جزاک اللہ۔

پیغام صلح:۔ ہم ان پرمسرت تقریبات پر جناب چوہدری محمد منظور الہٰی صاحب اور داروغہ نبی بخش صاحب قبلہ کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے۔ خداوند کریم ان رشتوں کو پرمسرت و مبارک بنائے۔ اور ان سے نیک نتائج پیدا ہوں۔

—— جناب بابو عبد الرحمن صاحب اور سیر احمدیہ بلڈنگس کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ اور انہوں نے اس خوشی میں مبلغ دس روپے انجمن کو عنایت فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ (مبارکباد)

—— قاضی عبد اللطیف دفتر محاسب کے گھر بھی اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے (مبارکباد)

پیغام صلح:۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان بچوں کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے۔ اور خادم دین بنائے۔

—— مسلم ہائی سکول کے مندرجہ ذیل اساتذہ امسال پرائیویٹ طور پر بی۔ اے کے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ احباب ان کی کامیابی کیلئے دعا کریں۔ (۱) ماسٹر شیر خاں صاحب (۲) ماسٹر محمد یعقوب صاحب (۳) مولوی عبد الرحمن صاحب

—— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی والدہ صاحبہ عرصے علیل ہیں۔ چند ہفتوں سے تکلیف زیادہ ہو گئی ہے

—— میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی خلف الرشید حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی اہلیہ محترمہ سخت بیمار ہیں۔

—— جناب حاجی شیخ مولا بخش صاحب لائل پوری کی بیگم صاحبہ علیل اور بغرض علاج دہلی میں مقیم ہیں۔

—— جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ کی بیگم صاحبہ طویل مدت سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔

ان محترم خواتین کی صحت کیلئے خاص طور پر دعا کی جائے۔

—— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی۔ قصور، فیروزپور، بھٹی، موگا جلال آباد، بھٹنڈہ، پٹیالہ، سامانہ، انبالہ اور کیتھل کے دورے سے واپس آگئے ہیں۔ اور امروز و فردا میں سیالکوٹ گجرات اور راولپنڈی کے دورے پر جانیوالے ہیں۔

—— چوہدری فضل داد صاحب انجمن کے محصل مقرر ہوئے ہیں۔ اور لائل پور، شیخوپورہ اور گوجرانوالہ کے اضلاع میں دورہ کیلئے تشریف لے گئے ہیں۔ چونکہ نئے آدمی ہیں۔ اس لئے احباب کو ان کی خاص طور پر امداد کرنی چاہیئے۔ تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو جائے۔ اس لئے یہ تصریح ضروری ہے۔ کہ ہمارے نئے محصل صاحب سے مراد چوہدری فضل داد صاحب کلرک کواپریٹو سوسائٹی لالہ موسیٰ ضلع گجرات نہیں۔ بلکہ یہ ان کے ایک ہمنام صاحب ہیں۔

—— جناب بیرن، حضرت مولانا صدر الدین اور ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب حیدرآباد دکن تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے اطلاع ملی ہے۔ کہ یہ اصحاب بخیریت پہنچ گئے ہیں۔

—— ۲۶ر فروری بروز اتوار بعد از نماز مغرب احمدیہ بلڈنگ میں ینگ مین ایسوسی ایشن لاہور کا ہفتہ وار جلسہ منعقد ہوا جس میں شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے تقریر کی۔ موضوع تقریر احمدیت پر اعتراضات کے جوابات تھا۔ مقرر نے نہایت قوی دلائل سے ثابت کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود پر توہین انبیاء کا الزام قطعاً بے بنیاد ہے۔ حضرت اقدسؑ نے جو کچھ لکھا، مخالفین کے مسلمات پر لکھا۔ علمائے اہل السنت والجماعت کے نزدیک الزامی جواب دینا ممنوع نہیں۔ بلکہ وہ بھی مذاہب غیر کے مقابلہ میں اس طریق کو استعمال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں مقرر نے کہا کہ ہم اگر مخالفین کی تفاسیر کو اٹھا کر دیکھیں۔ تو ان میں انبیاء علیہم السلام کے متعلق ایسے غلط بے معنی اور لچر قصے ملتے ہیں۔ جو عصمت انبیاء کے منافی ہیں۔ حضرت مرزا صاحب ہی کا یہ احسان ہے۔ کہ انہوں نے ہمیں باطل عقائد سے نجات دی۔ تقریر کے اختتام پر دیگر چند اصحاب نے مختصر تائیدی تقریریں فرمائیں۔

—— قاضی شبیر محمد مسلم مشنری علی پور ضلع مظفرگڑھ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کی مولوی نور احمد صاحب سجادہ نشین بائی والا سے شخصیت امام زمان پر گفتگو ہوئی۔ جس میں مولوی صاحب لاجواب اور عاجز ہو گئے۔ جب کچھ جواب نہ بن آیا۔ تو کہنے لگے۔ تم لوگوں سے بات تک بھی کرنا کفر ہے۔

—— قاضی صاحب کی صاحبزادی بھی بیمار ہیں۔ اس کے لئے وہ درخواست دعا کرتے ہیں۔

—— جن اصحاب کا چندہ اخبار پیغام صلح ختم ہو چکا ہے۔ ان کو اطلاع دینے کے بعد وی پیاں ارسال ہو رہی ہیں۔ ازراہ کرم وہ تمام اصحاب وی پیاں وصول کریں۔ مینیجر پیغام صلح خاص طور پر درخواست گزار ہیں

خبریں

ہندوستان

—— غازی رؤف پاشا سابق وزیر اعظم ٹرکی عنقریب جامعہ ملیہ دہلی میں لیکچروں کا سلسلہ شروع کرنے والے ہیں۔

—— نئی دہلی ۲۷ فروری۔ یہاں کے سرکاری حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کانگریس کے سالانہ اجلاس کے متعلق حکومت اپنی گذشتہ سال کی پالیسی پر قائم ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ کانگریس سول نافرمانی پر قائم ہے۔ حکومت اس کو سالانہ اجلاس کے انعقاد کی اجازت ہرگز نہ دیگی۔ برخلاف اس کے کانگریسی کارکن انعقاد اجلاس کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ حکومت کی مزاحمت کے باوجود اجلاس منعقد کرنے کی ہر ممکن سعی کرینگے

—— الور کے منتخب صدر اعظم مسٹر الیف، ڈبلیو، وائی، ملی۔ آج کل انگلستان میں مقیم ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ ۱۶ مارچ کو بمبئی پہنچ جائینگے اور اس کے بعد جلد ہی الور کے صدر اعظم اور ریونیو منسٹر کے عہدہ کا چارج لے لیں گے۔

—— گذشتہ ماہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سمادھ میں بم کی جو واردات ہوئی تھی۔ اس سلسلہ میں پولیس مصروف تفتیش ہے۔ گذشتہ ہفتہ چند مزید گرفتاریاں بھی عمل میں آئی ہیں۔

—— خان بہادر محمد عباس خاں صاحب میسور سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ٹی نرسی تعلقہ کے خزانہ سے ڈائرکٹر پبلک انسٹرکشن میسور کو ریاست میسور کی مسلم کانفرنس کے وظائف کی مد میں پانچصد کی رقم دی گئی ہے۔ اب وظائف کا کل سرمایہ ۴½ ہزار تک پہنچ گیا ہے۔

—— مشہور سیاسی قیدی مسٹر سبھاش چندر بوس کو حکومت نے بغرض علاج یورپ بھیج دیا ہے۔

—— ایک ممبر اسمبلی کے سوال کے جواب میں ہوم ممبر نے بیان کیا۔ کہ دسمبر کے آخر میں ہندوستان کے کل جیل خانوں میں سیاسی قیدیوں کی تعداد ۱۵۸۴ تھی۔

—— ایک ملاقات کے دوران میں مشہور ہندوستانی سائنسدان سر۔ پی۔ سی راے نے فرمایا۔ کہ ہندوستان سائنس کے بارے میں روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

—— قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ۱۰ فروری کو مہاراجہ الور نے جو دربار منعقد کیا تھا۔ اس میں میو مسلمان بالکل شریک نہیں ہوئے۔ باقی زراعتی آبادی نے بھی شرکت نہیں کی۔ صرف مہاجن جاگیردار حکام اور ان سے تعلق رکھنے والے افراد شریک تھے۔

—— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مہاراجہ عنقریب ایک طویل عرصے کے لئے یورپ یا امریکہ روانہ ہو جائیں گے۔

—— کسی گذشتہ اشاعت میں ہم نے سرحد افغانستان کے ایک پراسرار فقیر کے متعلق خبر شائع کی تھی۔ اس کی گرفتاری کیلئے افغانی و برطانی حکام نے ہر چند کوشش کی۔ لیکن تا حال کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس شخص کے ہمراہ ملنگوں کا ایک زبردست گروہ ہے۔ اور وہ سابق شاہ افغانستان کے حق میں پروپیگنڈا کرتا پھرتا ہے۔ اور مشہور کر رہا ہے۔ کہ سابق ولیعہد یعنی سابق شاہ امان اللہ کا بڑا لڑکا بھی اس کے ساتھ ہے۔ بعض قبائل کے نوجوان لوٹ مار کے لالچ میں اس فقیر کے گروہ میں شریک ہو گئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ فقیر آج کل شمالی وزیرستان میں پوشیدہ ہے

—— لارڈ لوتھین کے ایک دوست نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کو ایک چغہ عطا کیا ہے۔ جس پر پورا قرآن شریف لکھا ہوا ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء میں یہ چغہ ہندوستان سے انگلستان بھیجا گیا تھا۔

—— پنجاب کی ریاستوں کی رعایا کی کانفرنس امسال ۲۱، ۲۲ مارچ کو دہلی میں منعقد ہوگی۔

—— ۲۷ فروری کو پنجاب کونسل میں جنگلی جانوروں کی حفاظت کا مسودہ قانون منظور ہو گیا۔

—— محکمہ ریلوے میں مسلمان ملازمین بہت ہی کم تعداد میں ہیں گذشتہ ہفتہ متعدد ممبران اسمبلی نے اجلاس اسمبلی میں اس کے متعلق زبردست احتجاج کیا۔

—— ۲۶ فروری کو بمبئی میں ایک مسز ایگزیرشرڈ زوجہ صاحب ایڈیٹر اخبار "ٹائمز آف انڈیا" نے اپنی بیوی اور بچے کی معیت میں اسلام قبول کیا۔

—— صوبہ سرحد کی کونسل میں ایک ہندو ممبر ایک مسودہ قانون پیش کرنے والے ہیں۔ جس میں نابالغوں کو تمباکو نوشی سے قانوناً روکا گیا ہے۔

—— افواہ ہے۔ کہ جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی میں ہندوستانی ممبروں کی تعداد ۲۶ کے قریب ہوگی۔

—— سرکاری اطلاع کے بموجب ہفتہ مختتمہ ۲۵ فروری میں ایک کروڑ ۸۰ لاکھ کا سونا باہر چلا گیا۔

—— آل انڈیا پیرپنچایت نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ مہاراجہ الور کا اعلان نہایت تسلی بخش ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ریاست الور کے فساد زدہ علاقہ میں اب بالکل امن و امان ہے۔

—— جاپانی سرمایہ دار عنقریب کلکتہ میں پارچہ بافی کے دو کارخانے کھولنے والے ہیں۔

—— سر محمد اقبال ۲۵ فروری کو بخیریت لاہور پہنچ گئے مسلمانان شہر نے آپ کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ آپ تیسری گول میز کانفرنس کے نتائج سے مطمئن ہیں۔

—— سابق شاہ ہسپانیہ حیدر آباد دکن جا رہے ہیں۔ جہاں اعلیحضرت حضور نظام کے مہمان ہوں گے۔

—— میر صاحب خیرپور عنقریب ایران جانیوالے ہیں۔

—— جہاز خسرو ۲۵ فروری کو ۵۰۸ حاجیوں کو لیکر کراچی سے جدہ روانہ ہو گیا ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ وائسرائے نے نئی دہلی کے قصر میں ایک شاندار گارڈن پارٹی منعقد کی جس میں سترہ سو سے زائد مہمان شریک ہوئے۔

—— وائسرائے نے ملکی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی تنخواہ میں دس فیصدی تخفیف منظور کر لی ہے۔

—— نئی دہلی ۲۸ فروری۔ کل سندر پردیش بل کے مخالف ہندوؤں کے ایک وفد نے مہاراجہ دربھنگہ کی سرکردگی میں وائسرائے سے ملاقات کی اور مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کے خلاف ایک زبردست یادداشت پیش کی۔

ممالک خارجہ

—— مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی آج کل امریکہ میں مقیم ہیں۔ آپ عنقریب ہندوستان کیلئے روانہ ہو جائیں گے۔

—— لنڈن ۲۶ فروری۔ سرجان سائمن وزیر خارجہ انگلستان علیل ہیں۔

—— برلن ۲۷ فروری۔ کپتان گورنگ کمشنر داخلہ نے ایک حکم نافذ کیا ہے جس کی رو سے اشتراکی خطرہ کی سد باب فوری طور پر روکنے کیلئے امدادی پولیس بھرتی کی جائے۔

—— گذشتہ ہفتہ لنڈن اور اس کے نواح میں سخت برفباری ہوئی

—— چین و جاپان میں خوفناک جنگ شروع ہے۔ ۲۵ فروری کو شدید سردی اور برفباری کے دوران میں ساٹھ ہزار جاپانیوں اور منچوریا کی تیس ہزار فوج نے چین کے مشہور مقام جیہول کی شمال مشرقی جانب اقدام کیا۔ ایک جاپانی رسالہ چیاؤ ٹانگ میں داخل ہو گیا ہے۔ ایک خبر سے معلوم ہوتا ہے۔ جاپانی افواج کیلو کی جنوبی سمت سوٹینگ میں بھی داخل ہو گئی ہیں چینی تیزی سے پسپا ہو رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی جاپانی ہوائی جہاز نہایت بیدردی سے بمباری کر رہے ہیں۔

—— غیر ملکی ماہرین کا خیال ہے۔ کہ اگر اہل چین نے تنگ چان کے مقام پر استقلال دکھلایا۔ تو پھر وہ کئی ہفتہ تک جاپانیوں کو روکے رکھنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

—— یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جاپان جیہول میں فوجی کارروائیوں کی وجہ سے شمالی چین میں فساد کا خطرہ محسوس کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوا وہاں کی جاپانی آبادی خطرہ میں پڑ جائیگی۔ اس لئے ٹن سین کی جاپانی افواج کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ کہ وہ ہرگز کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں جس سے صورت حال میں بدنظمی پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔

—— آخری اطلاعوں سے پایا جاتا ہے۔ چین قدم قدم پر شکست کھا رہا ہے۔

—— انگلستان کے مشہور اخبار نویس مسٹر تھامس ارل کا گذشتہ ہفتہ لنڈن میں انتقال ہو گیا۔

—— بعض ماہرین طب نے خطرہ ظاہر کیا ہے۔ کہ زرد بخار جو آجکل مغربی افریقہ میں شدت سے موجود ہے۔ عنقریب براعظم ایشیا میں بھی پھیل جائیگا۔

—— لنڈن ۲۶ فروری۔ آج جمعیت اقوام کی اسمبلی نے انیس ارکان کی کمیٹی کی رپورٹ جو تنازعہ چین و جاپان کے متعلق پیش کی گئی تھی۔ منظور کر لی ہے۔ بیالیس اقوام نے رپورٹ کی حمایت اور صرف جاپان نے مخالفت کی۔ چونکہ فریقین کی آراء شمار نہیں کی جاتیں اس لئے صدر نے اعلان کیا۔ کہ رپورٹ متفقہ طور پر منظور کی جاتی ہے۔ آراء شماری کے بعد جاپانی نمائندے واک آؤٹ کر گئے۔

—— لنڈن ۲۷ فروری۔ حکومت برطانیہ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس وقت تک جبکہ ایک بین الاقوامی تصفیہ نہیں ہوتا۔ وہ چین و جاپان جانے والے اسلحہ کیلئے لائسنسوں کی منظوری نہ دیگی۔ لیکن یہ ممانعت ان ٹھیکوں پر عائد نہیں ہوتی۔ جو پہلے ہی لئے جا چکے ہیں۔

—— حکومت امریکہ نے مسٹر سکلات والہ کو پروانہ راہداری دینے سے انکار کر دیا ہے۔

—— چین و جاپان کی جنگ کے متعلق آخری خبر یہ ہے۔ کہ کیلو اور چاؤ ٹنگ چین کے دو مشہور شہر بالکل تباہ ہو گئے ہیں۔ ایک چینی کمانڈر جنرل ٹنیٹ نے جاپانیوں کی اطاعت قبول کر لی ہے۔

—— قاہرہ ۲۷ فروری۔ ماؤنٹ ایورسٹ پر چڑھنے کی مہم کے ہوائی جہاز آج ٹیونس سے یہاں پہنچ گئے۔

سلطنت کابل میں ڈاکٹروں کی ضرورت

حسب ارشاد جناب مدیر مجلہ طبیہ افغانستان اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ افغانستان گورنمنٹ کیلئے چند ڈاکٹروں۔ ایم بی۔ بی ایس سب اسسٹنٹ سرجنوں اور ایک تجربہ کار ڈی پی۔ ایچ اور کمپونڈروں کی ضرورت ہے۔ درخواستیں معہ نقول سارٹیفکیٹ و اسناد کارکردگی وغیرہ مفصلہ ذیل پتہ پر بھیجدیں۔ تنخواہ کا فیصلہ زبانی یا تحریری ہوسکے گا۔

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ ایل۔ ایم۔ ایس ممبر پنجاب میڈیکل کونسل احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور

الرُوح

آج اس دہریت اور مادہ پرستی کے زمانہ میں یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ روح یا نفس انسانی کی ہستی اور بقا کا ثبوت کس قدر اہم ضروریات دینی میں سے ہے۔ سو خدا کا شکر ہے۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی قلم سے ایک مبسوط رسالہ الروح شائع ہوگیا ہے۔ جس میں امور مذکورہ بالا پر قرآن اور سائنس و فلسفہ جدید سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ امید ہے۔ ہمارے احباب اور اہل علم اصحاب اس بیش بہا تصنیف سے فائدہ اٹھائینگے۔ اور صرف وہی ذی علم طبقہ میں اسکی صفات حق کے کاسند ماجور ہونگے۔ کتاب کی قیمت بھی اسی لئے برائے نام صرف ۳ر رکھی گئی ہے

(مینیجر دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور)

۱۲ مارچ کی بجائے سارا مارچ

ناظرین کو معلوم ہے کہ ۱۲۔ مارچ کو امرت دھارا کا سالانہ جلسہ اسکی سلور جوبلی کے دن ۱۲ مارچ ۱۹۲۶ء سے برابر منایا جاتا ہے۔ بھائیوں کو اس میں شریک کرنے کے واسطے ۱۲ مارچ کو ادویات و کتب کی قیمت میں رعایت کی جاتی ہے۔ اس کے متعلق کئی مشکلات کے باعث شکایات ہوتی رہتی ہیں۔ ۱۲ مارچ کو ہزار ہا آرڈر جو ڈالے جاتے ہیں۔ انکی تعمیل باری پر ہونے سے مہربان مہینہ بھر انتظار میں رہتے تھے کہ کب پارسل آوے گا۔ لاہور والوں کو بھی ایک دن میں سارا دفتر لگ کر بھی اشیا بہم نہیں پہنچا سکتا۔ اور اُن کو کہنا پڑتا ہے کہ ایک ماہ کے اندر جب مرضی ہو لے جانا۔ ان وجوہات سے اس دفعہ یہ تجربہ کرنے کا خیال ہوا ہے کہ بجائے ۱۲ مارچ کے سارا مارچ ہی رعایت کے واسطے مخصوص کردیا جاوے۔ پس

یکم مارچ سے ۳۱ مارچ ۱۹۳۳ء تک جو آرڈر دنیا کے کسی بھی ڈاکخانہ میں ڈالے جاوینگے

اُن پر ۱۲ مارچ والی رعایت دی جاویگی۔ یعنی

کوی دلودوید خوشن پنڈت ٹھاکردت شرما ویدکی رکیپا دنیا کردہ امرت دھارا و اس کے پانچ مرکبات ¾ قیمت پر یعنی روپیہ میں ۴ر کمی پر اور دیگر ادویات و کتب نصف قیمت پر یعنی روپیہ میں ۸ر کی پر ملیں گی۔

جو اصحاب چاہیں روپیہ بھی مارچ کے اندر اندر جمع کرا سکتے ہیں۔ ان کا روپیہ جب تک ختم نہ ہو تب تک اُن کو وہی رعایت ملیگی۔ چاہے وہ کتنی بار کرکے ادویات منگوا دیں!

رعایتی فہرست جس میں امرت دھارا و اُس کے مرکبات نیز دیگر ادویات کا مختصراً بیان معہ چند اسناد ات و کتب کے دیا ہے۔

طلب کرنے پر مفت بھیجی جاتی ہے

جو اصحاب باقاعدہ تشخیص کرا کے علاج کروانا چاہیں۔ وہ قواعد علاج بھی ساتھ ہی طلب کریں۔ جتنی جلدی آرڈر کردیں بہتر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آخیر میں وہی مشکلات پیش آویں۔ ایجنٹوں کو بھی رعایتی قیمت پر امرت دھارا دینے کے واسطے لکھا گیا ہے۔ امرت دھارا و اس کے مرکبات تو ہر گھر میں ہمیشہ موجود رہنے چاہئیں۔ انکی قیمتیں اسطرح ہونگی

امرت دھارا سالم شیشی دو روپے آٹھ آنہ (عہ) کی بجائے ایک روپیہ چودہ آنہ (عہ) نصف شیشی ایک روپیہ چار آنے کی بجائے ۱۵ر۔ نمونہ کی شیشی ۸ر کی بجائے ۶ر

امرت دھارا مرہم ایک روپیہ کی بجائے ۱۲ر امرت دھارا کی میٹھی ٹکیاں ۴ر کی بجائے ۳ر امرت دھارا لوشن ایک روپیہ کی بجائے ۱۲ر

امرت دھارا بام۔ ایک روپیہ کی بجائے ۱۲ر امرت دھارا صابن ۴ر فی بکس کی بجائے ۱۰ر

کچھ اور گھریلو ادویات کا بڑی فہرست میں تذکرہ ہے

ملنے کا پتہ:۔ امرت دھارا لاہور

المشتہر خط و کتابت کا پتہ۔ امرت دھارا ۱۲۹ لاہور

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بلڈنگس۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا پوسٹ آفس۔ لاہور

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور　　　　رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۸

قل یاھل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃ سوآء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہٖ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشھدوا بانا مسلمون

الصلح خیر
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن
پیغام صلح
ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عقیدہ

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

عقائد جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت نہیں منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۰ ذیقعد ۱۳۵۱ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۳۳ء | نمبر ۱۴

پیغام صلح کا خاص نمبر

ماہ مارچ کے آخری یا اپریل کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا

"پیغام صلح" کے خاص نمبر کی اشاعت کا فیصلہ ہوگیا ہے یہ مارچ کے آخری یا اپریل کے پہلے ہفتہ میں عید سے قبل شائع ہوجائیگا اسکو مفید دلچسپ اور خوبصورت بنانیکی ہرممکن کوشش کی جائیگی۔ اسمیں حضرت امیر و دیگر بزرگان سلسلہ کے بلند پایہ مضامین اور شعرائے جماعت کا تازہ کلام درج کیا جائیگا۔ تصاویر اور صفحات جمیل بھی ہونگے۔ مخالفین سلسلہ آجکل حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ پر جو اعتراضات کررہے ہیں اس نمبر میں ان سب کا نہایت متانت و تہذیب کے ساتھ تسلی بخش اور مسکت جواب دیا جائے گا۔ اس کی تحریریں دشمنوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں اور شکوک کو دور کردے گی۔ خاص نمبر کو مرتب کرنے میں

حضرت امیر ایدہ اللہ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ

کے مفید اور قیمتی مشوروں سے خاص طور پر فائدہ اٹھایا جارہا ہے ان باتوں سے آپ اس نمبر کی حیثیت و اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مخالفین سلسلہ نے آجکل جو ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اس سے احباب بخوبی واقف ہیں۔ حالات تقاضا کررہے ہیں کہ خاص نمبر کو زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچایا جائے۔ احباب اسے معقول تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کریں۔ اس لئے تمام دوستوں اور جماعتوں کو اپنے اس فرض کی ادائیگی کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

قیمت کا اعلان

عنقریب کردیا جائے گا۔ جو انشاء اللہ تین آنے فی پرچہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ قیمت کم سے کم رکھی جائے لیکن قیمت کی کمی کا تمام تر انحصار کثرت اشاعت پر ہے۔ جس قدر زیادہ فرمائشیں موصول ہوں گی اسی قدر قیمت کم رکھی جائے گی۔

مہینے کے تیس (۳۰) دنوں میں سے اللہ کیلئے تین (۳) دن

مہینے میں تین نفلی روزے ہوتے ہیں لیکن آجکل بہت کم لوگ روزے رکھتے ہیں۔ عام طور پر ان کے ثواب اور فوائد سے محروم ہی رہتے ہیں اسلئے

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

نے خطبہ عید میں تجویز فرمایا تھا کہ تمام افراد جماعت ہر مہینے کے تیس دنوں میں سے صرف تین دن کے لئے اپنے اخراجات میں کچھ کمی کردیا کرے۔ اور اس طرح جو رقم پس انداز ہو وہ انجمن کے بچت فنڈ میں دے دی جایا کرے۔ اس طریق سے قوم کو مالی فائدہ کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہوگا کہ تمام افراد کے دل میں خدمت دین کا احساس اور انجمن کے کام سے وابستگی پیدا ہوجائیگی۔ اگر اس تجویز کے مطابق اللہ کے راستے بچت کی جائے تو انشاء اللہ نفلی روزوں کا ثواب بھی حاصل ہوگا۔

بچت فنڈ

کے جمع کرنے کی یہ صورت مقرر ہے کہ صندوقچیاں تیار کراکر احباب کے مکانوں پر رکھوا دی گئی ہیں۔ جن کی چابیاں محصل کے پاس ہیں۔ وہ ہر مہینے جاکر صاحب خانہ کے سامنے صندوقچی کھول کر رقم نکال لے گا اور رسید دے آئے گا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر بزرگان قوم نے اس مفید تجویز پر عمل شروع کردیا ہے۔ تمام بھائی بہنوں اور جماعتوں کو پہلی فرصت میں یہ طریق اپنے گھروں اور شہروں میں مروج کردینا چاہیے۔　　(ایڈیٹر)

عالم اسلام

—— صدقی پاشا وزیر اعظم مصر پر فالج کا شدید حملہ ہوا ہے جس سے موصوف کا ایک ہاتھ بالکل شل ہو گیا ہے۔ لیکن آپ کے طبی مشیروں نے اعلان کیا ہے۔ کہ فکر کی کوئی بات نہیں۔ آپ بہت جلد صحتیاب ہو جائیں گے۔ مخالفین نے آپ کی علالت سے فائدہ اٹھا کر اپنی مخالفانہ کوششوں میں اضافہ کر دیا ہے۔ عام افواہ یہ ہے۔ کہ آپ کے دوستوں نے مشورہ دیا ہے۔ کہ آپ صحتیاب ہونے کے بعد وزارت عظمیٰ کا کام نہ کریں۔ اس لئے خیال کیا جاتا ہے۔ کہ آپ جلد مستعفی ہو جائیں گے۔

—— لندن ۲۰ فروری۔ لندن میں جو اسلامی مرکز بننے والا ہے۔ اس کے لئے سینٹ جیمز سکوئر میں جگہ تجویز ہوئی ہے۔

—— ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے۔ کہ حکومت برطانیہ جزیرہ عرب کے مشہور مقام عقبہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ انگریزوں نے وہاں ایک زبردست مرکز پرواز قائم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے حال ہی میں ایک برطانی ایلچی مصر سے عقبہ کی طرف روانہ ہوا ہے تاکہ اس مرکز کی جگہ اور آغاز کار کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ کیا جائے

—— مصر کے بازاروں میں جاپانی مصنوعات اور خاص کر جاپانی کپڑا بہت زیادہ مقدار میں آ رہا ہے۔ اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاپانی مال کی درآمد نہایت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ حکومت مصر اس وجہ سے بہت پریشان ہے۔

—— حکومت عراق اور حکومت برطانیہ کے درمیان مجرمین کے تبادلہ کے متعلق جو عہد نامہ زیر غور تھا۔ وہ رسمی طور پر طے ہو گیا ہے۔

—— حکومت عراق نے ولایت موصل کے کوہستانی علاقہ میں کسی پر فضا مقام پر ایک گرمائی دارالسلطنت تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کیونکہ بغداد میں موسم گرما بہت تکلیف دہ ہوتا ہے مجلس وزراء نے اس کی تعمیر کیلئے ایک خطیر رقم کی منظوری بھی دیدی ہے۔

—— حکومت افغانستان نے ملک کی مالیات میں اضافہ اور اس اہم محکمہ کو جدید طریق پر منظم کرنے کیلئے ایک اطالوی ماہر مالیات کی خدمات حاصل کی ہیں۔ جو گذشتہ ایام میں کابل پہنچ چکا ہے۔

—— حجاز کا سرکاری اخبار ام القریٰ رقمطراز ہے۔ کہ نجد کے پایہ تخت ریاض کی آبادی میں نہایت سرعت سے اضافہ ہو رہا ہے بہت سی سرکاری و غیر سرکاری عالیشان عمارات تعمیر ہو چکی ہیں۔ اور ہو رہی ہیں

—— ترکی کی تازہ خبروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہاں کے اخراجات شادی میں تخفیف کی تحریک عملی صورت اختیار کر رہی ہے۔ شہروں کے علاوہ دیہات میں بھی اس کا گہرا اثر ہو رہا ہے۔ لڑکیاں سادگی سے نکاح کرانے کو پسند کرنے لگی ہیں۔ اور شادی کے دوسرے روز گھر کے کام کاج میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ عوام تکلفات اور فضول رسموں سے نفرت کرنے لگے ہیں۔

—— حکومت عراق آج کل اپنے استحکام کی طرف پوری توجہ دے رہی ہے۔ دیگر تعمیری کاموں کے علاوہ وہ ہوائی بیڑے کی تعمیر میں بھی مصروف ہے۔ حال ہی میں اس نے ایک برطانی کمپنی کو چند جنگی ہوائی جہازوں کا آرڈر دیا ہے۔

—— ولایتی اخبارات میں خبر شائع ہوئی ہے۔ گذشتہ دنوں ترکی کے شہر بروصہ میں ترکی زبان میں اذان دینے پر جو ہنگامہ ہوا تھا اس سے متاثر ہو کر مصطفیٰ کمال پاشا نے حکم دیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص عربی رسم الخط میں چھپا ہوا قرآن کریم اپنے پاس رکھیگا۔ تو وہ مستوجب سزا ہوگا۔

—— آج کل شام کے سیاسی حلقوں میں یہ مسئلہ بحث و تمحیص کا موضوع بنا ہوا ہے۔ کہ موجودہ فرانسیسی حکومت کے اختتام کے بعد ایک ایسی وطنی حکومت قائم کی جائے۔ جو اہل شام کے منشا اور ضروریات کے مطابق ہو۔ اس سلسلہ میں شامی جمہوریت کے صدر محمد علی عابد بک خاص طور پر کوشاں ہیں۔

—— عربی اخبارات رقمطراز ہیں۔ کہ حکومت عراق نے جنیوا میں مجلس اقوام کے دفتر کے قریب ہی اپنا دفتر قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کا مقصد حکومت عراق کی حمایت میں پروپیگنڈا کرنا ہے نیز یہ اپنے تجربوں کے ماتحت حکومت عراق کو مفید مشورے بھی دیگا اور سرکاری اطلاعات کی اشاعت کریگا۔

—— سلطان ابن سعود کے سرکاری اخبار ام القریٰ نے اپنی ایک تازہ اشاعت میں الحاق عسیر پر ایک زبردست مقالہ لکھا ہے۔ جس میں اس نے مملکت عربیہ سے الحاق عسیر کے مندرجہ ذیل فوائد بیان کئے ہیں

(۱) عسیر کے الحاق سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہاں ایک منظم حکومت قائم ہو گئی۔

(۲) عرب کے دیگر علاقوں کی طرح اس علاقہ سے بھی بدنظمی اور داخلی اضطراب کا خاتمہ ہو گیا۔

(۳) الحاق عسیر سے سلطان ابن سعود نے ساحل خلیج فارس سے ساحل بحر احمر تک بلاد عرب کی وحدت کو قائم کر دیا۔

—— حافظ شیخ وہبہ سفیر حجاز متعینہ لندن نے انگلستان جاتے ہوئے قاہرہ پہنچ کر مملکت عربیہ کے متعلق ایک بیان دیا جس کو سیاسی طور پر اہم سمجھا جاتا ہے۔ اس بیان میں آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ حجاز و یمن دونوں مملکتوں میں دوستانہ و برادرانہ مراسم قائم ہیں۔ گذشتہ اختلافات قطعی طور پر ختم ہو چکے ہیں۔ عراق سے بھی حجاز کے مراسم نہایت دوستانہ ہیں۔ شرق اردن سے کچھ اختلافات ہیں۔ لیکن ان کو شدید ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ حوادث عسیر کے متعلق آپ نے فرمایا۔ کہ ان کو زیادہ اہمیت دینا غلطی ہے۔ اس بغاوت کو حکومت نے نہایت کامیابی سے فرو کر دیا ہے۔ آپ نے اس خیال کی صداقت کو تسلیم کرنے سے بھی انکار کیا کہ بغاوت عسیر میں مصر کے سابق وزیر عباس حلمی پاشا کا ہاتھ ہے۔ مصر کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ دونوں حکومتوں کے درمیان بعض اختلافات بے شک موجود ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مصری قوم اور ملت حجاز کے مابین خلوص و محبت کے رشتے بدستور موجود ہیں۔

—— ایران سے تازہ موصول شدہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر تیمور تاش سابق وزیر دربار جنہیں حال ہی میں دوبارہ گرفتار کیا گیا تھا۔ شاہی شفاخانہ میں داخل کر دیئے گئے ہیں۔ آپ اختلاج قلب کے شدید دورہ میں مبتلا ہیں۔ حکومت نے آپ کی جائداد کی ضبطی کا حکم دیدیا ہے۔ آپ کے خلاف قومی بنکوں میں غیر ملکی کاروبار میں حصہ لینے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔

—— کلید بردار شیخ عبدالقادر شیبی کے انتقال کے بعد خاندان شیبی کے سب سے بڑے رکن شیخ محمد صالح مرحوم کے بھائی کلید بردار مقرر کئے گئے ہیں۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ خدا کے فضل سے بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— ۴ مارچ کو شام کے چار بجے حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے مکان پر محترم شیخ خالد لطیف صاحب (سابق مسٹر کنہیا لال گوبا) اور ان کی بیگم صاحبہ کے اعزاز میں دعوت چائے دی جس میں اکثر بزرگان سلسلہ اور لاہور کے متعدد مسلم اکابر شریک ہوئے۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، سر عبدالقادر بالقابہ، علامہ عبداللہ یوسف علی صاحب، نواب مولا بخش صاحب، ڈاکٹر منصور صاحب، بیگم منصور صاحبہ۔ حضرت قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب، حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب، حکیم احمد شجاع صاحب مولانا غلام رسول صاحب مہر، شیخ فضل الٰہی صاحب، سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور۔ جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب اور شیخ اصغر علی صاحب کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ تمام اصحاب نے اپنے نومسلم بھائی اور اپنی نومسلم بہن کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ اور قبول اسلام پر نہایت گرمجوشی سے مبارکباد پیش کی۔ دیر تک مختلف اسلامی موضوعات پر دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ دوران گفتگو میں ہندو حضرات کی بعض ایسی افسوسناک اور قابل شرم حرکتیں بھی معلوم ہوئیں جو انہوں نے مسٹر موصوف کے قبول اسلام کی خبر سن کر کیں۔ ہندو پریس کی مخالفت کا ذکر کرتے ہوئے ایک غیر از جماعت بزرگ نے نہایت ہی پرمعنی بات کہی۔ فرمانے لگے۔ کہ ہندو اخبارات اس بات پر زور دے رہے ہیں۔ کہ مسٹر گوبا احمدی ہو گئے ہیں۔ احمدی ہونا تو مسلمانوں میں ایک بلند مرتبہ حاصل کرنے کے مترادف ہے۔ جو دوسروں کو درجہ بدرجہ حاصل ہوتا ہے۔ شکر ہے مسٹر گوبا ایک دم اس مرتبہ پر پہنچ گئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کی چھوٹی صاحبزادی عزیزہ طاہرہ بیگم نے اپنے معصومانہ لہجہ میں مشہور نظم ؎

زندہ ہیں اگر زندہ ہم تم کو بتا دیں گے

پڑھی۔ جسے حاضرین سن کر بے حد مسرور ہوئے (یہ نظم پیغام صلح کے ۲۳ فروری کے پرچہ میں صفحہ اول پر شائع ہو چکی ہے۔) ایڈیٹر) تقریباً دو گھنٹہ تک یہ پر لطف صحبت جاری رہی۔ بعض حضرات تو نماز مغرب سے قبل تشریف لے گئے۔ اور بعض عشاء کے وقت تک ٹھہرے رہے۔

—— جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تبسم ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جھنگ گذشتہ ہفتہ چند روز کیلئے لاہور تشریف لائے اور ۳ مارچ کی شب کو واپس تشریف لے گئے۔ اس دوران میں آپ بیمار بھی ہو گئے۔

—— ہماری جماعت کے ایک نہایت ہی محترم بزرگ نے مبلغ یکصد روپیہ کی گرانقدر رقم کم استطاعت دوستوں کے نام رعایتی قیمت پر اخبار جاری کرانے کیلئے عنایت فرمائی ہے۔ اس کا اعلان انشاء اللہ آئندہ ہفتہ کیا جائیگا۔

—— احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا سہ ماہی اجلاس ۵ مارچ بروز اتوار حسب معمول مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بعد از نماز مغرب بصدارت جناب چوہدری یوسف علی صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چونیاں ضلع لاہور منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن اور نعت کے بعد سید اختر حسین شاہ صاحب نے مسیح موعود اور محمدی بیگم والی پیشگوئی کے موضوع پر ایک مدلل تقریر کی جس میں مقرر نے مخالفین کے تمام اعتراضات کے جواب دیئے۔ اور پیشگوئی کے پورا ہونے کو ثابت کیا۔ تقریر کے بعد حاضرین کے اعتراضات کا جواب دیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | لاہور یوم سہ شنبہ ۱۰ ذیقعد ۱۳۵۱ھ | نمبر ۱۷

پیغامِ فضلؒ

مفید اور لائق عمل تجاویز

چوہدری فضل داد صاحب کلرک کواپریٹیو سائٹیز لالہ موسیٰ ضلع گجرات ہماری جماعت کے نہایت مخلص نوجوانوں میں سے ہیں۔ ان کے دل میں دین و قوم کا درد ہے۔ ان کا دماغ جماعت کی بہتری وبہبودی کی تجاویز سوچتا رہتا ہے۔ ان کے بازو اور ان کے قدم دین کے ہر ایک کام کیلئے فوراً حرکت میں آجاتے ہیں۔ وہ امیر قوم کی ہر آواز پر سب سے پہلے لبیک کہنے والوں میں سے ہوتے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے قول و عمل میں یکسانی ہوتی ہے یہی چیزیں قوموں کی بقاء ترقی کی ضامن ہوا کرتی ہیں۔ ہمارے اس محترم اور لائق مخر بھائی کا مندرجہ بالا عنوان سے ایک مضمون الرفوری کی اشاعت کے صفحہ ۸ پر شائع ہو چکا ہے۔ جس میں انہوں نے جماعت کے زراعت پیشہ احباب اور سرکاری ملازمین کے سامنے چند مفید و لائق عمل تجاویز رکھی تھیں۔ اور ساتھ اپنا عملی نمونہ بھی پیش کیا تھا۔ تقریباً ایک ماہ گذر گیا۔ اور ہم دیگر مصروفیتوں کے بے پناہ طوفان میں اس مفید مضمون کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکے جس کا ہمیں افسوس ہے۔ اب اس فرض کو ادا کیا جاتا ہے۔ ہمارا لائق احترام بھائی ایک عملی مسلمان ہے۔ چنانچہ اس نے سب سے پہلے افراد جماعت کو اصلاح اعمال کی طرف مندرجہ ذیل الفاظ میں توجہ دلائی ہے:-

”ہر مسلم کو اسلام کی صحیح تصویر بننا چاہیئے۔ تاکہ دوسروں کیلئے نمونہ ہو۔ تاریخ کو مطالعہ کرنیوالے احباب خوب جانتے ہیں۔ کہ رسول پاکؐ اور آپ کے بعد صحابہ کبارؓ کی زندگیاں ایسے واقعات سے لبریز تھیں۔ ان حضرات کی فتوحات محض عمل کا نتیجہ تھیں۔ جب سے قوت عمل کو ہم نے چھوڑا۔ اسی دن سے جملہ مصائب مسلم قوم پر ٹوٹ پڑے۔ ہم میں سے ہر ایک بھائی کو اسلام کی صحیح تصویر بننا چاہیئے“۔

یہ سادہ اور پر اخلاص الفاظ ہماری طرف سے کسی اضافہ کے محتاج نہیں۔ عمل زندگی کا راز ہے۔ اس راز سے بے خبر قومیں کارزار حیات میں کامیاب حصہ نہیں لے سکتیں۔ مسلمانوں کے انحطاط کی سب سے بڑی وجہ قوت عمل کا کمزور یا مفقود ہو جانا ہے۔ خدا کرے۔ ایک باعمل احمدی کے یہ الفاظ ہر ایک بے عمل فرد جماعت کیلئے باعث تحریک و اصلاح ہوں۔

اس کے بعد قابل احترام مضمون نگار نے قوم کی مالی مشکلات کے حل کیلئے چند سہل تجاویز پیش کی ہیں۔ جن کو ہم نمبروار لیتے ہیں۔

(۱) گذشتہ سال حکومت ہند اور صوبجاتی حکومتوں نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں دس فیصدی تخفیف کی تھی۔ جو اب صرف پانچ فیصدی رہ گئی ہے۔ تجویز یہ ہے۔ کہ پانچ فیصدی تخفیف جو واپس لی گئی ہے اس کے مطابق ایک ماہ کی رقم بطور چندہ انجمن کو دی جائے۔ اقتصادی مشکلات کے موجودہ زمانہ میں نصف تخفیف کا واپس لے لینا سرکاری ملازمین پر خدا کا خاص فضل اور اس تجویز پر عمل ادائے شکر کا بہترین طریق ہے۔ مخلص مضمون نگار نے خود بھی اس پر عمل کرنے کا عہد کیا ہے۔

(۲) سرکاری ملازمین کو عموماً کچھ نہ کچھ سالانہ ترقی ملتی ہے۔ دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ ایک ماہ کی پوری ترقی بطور چندہ دی جائے۔ یہ بھی ایک مناسب تجویز ہے۔ ایسے موقعہ پر عموماً دوست احباب دعوتوں اور مٹھائیوں کا تقاضا کیا کرتے ہیں۔ اور عام طور پر ان کا یہ مطالبہ پورا کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت ہمیں اللہ کے کام اور اس کے دین کی اشاعت کو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ اس تجویز پر عمل کرنے کا بھی مضمون نگار نے عہد کیا ہے۔

(۳) تیسری تجویز یہ ہے۔ کہ جب کوئی بھائی ملازم ہو۔ تو پہلی تنخواہ کا تہائی یا چوتھائی راہ مولا میں دے۔ آج کل بے روزگاری کا زمانہ ہے ملازمت کا دائرہ تو خاص طور پر تنگ ہو رہا ہے۔ ان حالات میں کسی خوش نصیب کو اپنے مقصد میں کامیابی ہو۔ تو اسے خاص طور پر اللہ کے آگے جھکنا اور خدمت دین میں حصہ لینا چاہیئے۔ دنیوی ذرائع سب بے حقیقت ہیں۔ حقیقی رازق اور مسبب الاسباب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ کسی مقصد میں کامیابی کے بعد اس مالک کو فراموش کر دینا انسان کی بہت بڑی غلطی ہے۔ اس سلسلہ میں چوہدری صاحب نے اپنے بھائی کا نام پیش کیا ہے۔

ایڈیٹر پیغام مضمون نگار نے ان تجاویز کے بعد یہ بات خاص طور پر واضح کی ہے۔ کہ مذکورہ تجاویز کا مستقل اور ماہوار چندوں یا کسی خاص تحریک پر بالکل اثر نہ ہوگا۔

اس کے بعد ایک ایسی تجویز آتی ہے۔ جو زراعت پیشہ احباب کی توجہ کی مستحق ہے یعنی فصل ربیع پر کم از کم دو سیر فی من کے حساب سے غلہ اشاعت اسلام کیلئے علیحدہ کر لیا جائے۔ اور دوسرے احباب کو بھی موقع پر پہنچ کر اس کی تحریک کی جائے۔ چوہدری صاحب موصوف نے اپنے محترم والد صاحب اور چچا صاحب سے اس تجویز پر عمل کرنے کا وعدہ لے لیا ہے۔ بے شمار آفات اور مصائب سے گذرنے کے بعد کسان فصل سے فائدہ اٹھانے کے قابل ہوتا ہے۔ اس وقت جبکہ سنہری اور پکے ہوئے کھیت اور غلہ کے ڈھیر سامنے ہوں۔ اپنے خدا کو جو زمینوں اور آسمانوں کا مالک اور ہوا، آندھیوں، موسموں وغیرہ سب پر قادر ہے۔ یاد رکھنا لازم ہے۔

بعد ازاں مضمون نگار نے مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی ہیں:-

(۱) لڑکے یا لڑکی کی شادی پر کم از کم پانچ روپیہ اور لڑکے کی ولادت پر کم از کم ایک روپیہ اور لڑکی کی ولادت پر آٹھ آنے ضرور اشاعت اسلام فنڈ میں دیئے جائیں۔ عام مسلمان گھرانوں میں ایسے مواقع پر بے تحاشا اور حیثیت سے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے۔ ان تقریبات پر خرچ میں کمی اور اعتدال پیدا کرنے کے علاوہ قومی، دینی ضرورتوں کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔

(۲) عزیزوں، رشتہ داروں کی موت پر ایصال ثواب کے لئے قرآن کریم کے نسخے دینے کا رواج ہے۔ جو اب رفتہ رفتہ متروک ہوتا جاتا ہے۔ مضمون نگار اس رواج کو جاری رکھنے کے علاوہ اس اصلاح پر بھی زور دیتے ہیں۔ کہ بوسیدہ اور غلط اور کم ہدیہ کے نسخوں کی بجائے اچھے اور مفید ترجمہ کے قرآن شریف دیئے جائیں۔ اس سال جلسہ سالانہ پر انگریزی ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے متعلق جو تحریک ہوئی تھی۔ اس سلسلہ میں چوہدری صاحب نے اس تحریک کو خاص طور پر یاد دلایا ہے۔ جو ہمارے خیال میں ہر طرح سے مناسب ہے۔ عام مسجدوں میں غلط اور بوسیدہ نسخے دے دینے کی بجائے جہاں وہ عام طور پر بیکار پڑے رہتے ہیں۔ بہتر ہے۔ کہ یورپ میں قرآن کریم کی اشاعت کا سامان کیا جائے۔ اس ضمن میں بھائی موصوف نے تین نسخوں کا اپنے خاندان کی طرف سے وعدہ کیا ہے۔ آخر پر چوہدری صاحب نے نماز کی پابندی رسومات قبیحہ اور سود کی قرضہ کے خلاف جہاد اور اصلاح اعمال پر خصوصیت سے زور دیا ہے۔ ہمارے خیال میں ہر ایک فرد جماعت کو ان مفید تجاویز پر غور و فکر کر کے بہت جلد عمل شروع کر دینا چاہیئے اگر ایسا ہو جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے نئے نئے دروازے کھل سکتے ہیں۔ آخر پر ہم چوہدری فضل داد صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے جماعت کے سامنے ایسی مفید تجاویز اور نیک نمونہ رکھا۔

مساوات کا ”ارشاد“

امرتسر کا نوزائیدہ روزنامہ ”مساوات“ اپنی ۳ مارچ کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

”ہم نے کبھی بھی مرزائیوں کی قلیل التعداد جماعت کو ضرورت سے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ اور اب بھی نہیں دینا چاہیئے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ ان میں ایک حد تک تنظیم موجود ہے۔ لیکن جہاں تک ان کی عملی اور سیاسی زندگی کا تعلق ہے۔ ہم انہیں بالکل مردہ سمجھتے ہیں“۔

ہمیں اپنے نوزائیدہ معاصر سے ان ”بلند خیالات“ کے اظہار پر کوئی شکایت نہیں۔ کیونکہ دنیا کی آنکھیں موجود ہیں۔ اور وہ جماعت احمدیہ کی زندگی و موت کے متعلق فیصلہ کرنے کیلئے ”مساوات“ کی رائے کی محتاج نہیں ہے۔ اگر ہمارا معاصر ”مردہ جماعت“ کو ضرورت سے زیادہ

اہمیت نہیں دینا۔ تو بہت اچھا کرتا ہے لیکن اس کا اپنے ان علماء اور لیڈروں کے متعلق کیا خیال ہے۔ جن کیلئے اسی قلیل التعداد "مردہ جماعت" کا وجود سوہان روح بنا ہوا ہے۔ اور وہ عرصہ سے اپنی پوری طاقت اس جماعت کو مٹانے اور نقصان پہنچانے میں صرف کر رہے ہیں۔ اور ان کی ہر ایک کوشش کا نتیجہ نامرادی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا؟ ہم یہ جاننے کے مشتاق ہیں۔ کہ ایک "مردہ جماعت" سے خوف اور شکست کھانے والے زندوں کیلئے "ص دات" نے کون لفظ منتخب کیا ہے

کاش اخبار انوڑ اشیدہ معاصر بہ شندہ سپرد قلم کرتے وقت علمائے دیوبند، احراری لیڈروں، امیر شریعت "شیخ صاحب"، اور لاہور کے "مولانا ظفر الملت والدین" اور ان تمام لوگوں کے کثیر التعداد حواریوں کے دل سے ذرا جماعت احمدیہ کی زندگی کی کیفیت دریافت کرلیتا۔

یورپین نومسلموں کی کانفرنس

یقیناً یہ خبر ہر ایک فرزند توحید کے لئے باعث مسرت ہوگی کہ یورپ کے نومسلموں نے آئندہ اگست میں جنیوا کے مقام پر ایک زبردست تبلیغی کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا ہے جس میں انگلستان، فرانس، جرمنی، آسٹریا، اٹلی، روس، ہسپانیہ وغیرہ تمام مغربی ممالک کے نومسلم حضرات شریک ہوں گے۔ اس کانفرنس کے انعقاد کا سب سے بڑا مقصد یورپ میں تبلیغ اسلام کے امکانات و ذرائع پر غور کر کے ایک عملی پروگرام تجویز کرنا ہے۔ انشاء اللہ اس کانفرنس کے نتائج نہایت مفید اور بابرکت ہوں گے۔ اور اس کے ذریعہ یورپ میں اشاعت اسلام کا ایک نیا اور کامیاب دور شروع ہو جائیگا۔ یورپ کی مختلف سلطنتوں نے ایک جمعیتہ الاقوام قائم کر رکھی ہے۔ جس میں بعض مشرقی ممالک بھی شریک ہیں۔ اس جمعیتہ کا دفتر بھی جنیوا میں ہے۔ دنیا یہ تسلیم کر چکی ہے۔ کہ نتائج کے لحاظ سے سیاسی جمعیتہ الاقوام بالکل ناکام رہی ہے۔ یورپ کے مختلف ممالک کے نومسلموں کی کانفرنس کا اس جمعیتہ کے دفتر کے پہلو بہ پہلو انعقاد انشاء اللہ ایک مرتبہ اور اس حقیقت کو دنیا کے سامنے آشکارا کر دیگا۔ کہ اسلام ہی حقیقی معنوں میں مساوات اور امن و امان کا پیغام ہے۔ اور دنیا کی موجودہ سیاسی و اخلاقی مشکلات کا حل اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ دعا ہے۔ کہ یہ کانفرنس ہر لحاظ سے کامیاب اور ہمارے یورپین اسلامی بھائیوں کی مساعی نتیجہ خیز ثابت ہوں گی۔

ایک قابل غور بات

کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ کہ یورپ میں اشاعت اسلام کو ناممکن خیال کیا جاتا تھا۔ جب حضرت خواجہ کمال الدین رح صاحب نے انگلستان میں اسلامی مشن کے قیام کا عزم کیا تھا تو بہت سے اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان "فرزانوں" نے اس مبلغ اعظم کو دیوانہ قرار دیا تھا۔ اس کے بعد جب جماعت احمدیہ نے برلن میں مسجد کی تعمیر اور جرمنی میں تبلیغ کا کام شروع کرنے کا اعلان کیا۔ تو مسلمان قوم کے اہل الرائے بزرگ اس کو ایک دل خوش کن خواب قرار دے کر مسکرائے لیکن زمانہ شاہد ہے۔ کہ فرزانوں کو احمدی دیوانوں کے آہنی عزم کے سامنے جھکنا پڑا۔ اور جماعت احمدیہ کا "دل خوش خواب" حقیقت میں تبدیل ہو کر رہا۔ کل تک یورپ میں تبلیغ اسلام کی ہر ایک کوشش کو سعی لاحاصل قرار دیا جاتا تھا۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ آج یہی "سعی لاحاصل" اس قدر نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہے۔ کہ ہمارے یورپین نومسلم بھائی تبلیغ حق کے جذبہ سے معمور ہو کر تبلیغی کانفرنسوں کے انعقاد کا انتظام کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ سب کچھ مجدد زمانؒ کے اس رؤیا کی تعبیر نہیں۔ تو اور کیا ہے جس میں انہوں نے ولایت میں پرندوں کو پکڑتے دیکھا تھا۔ زبانیں لاکھ انکار کریں۔ لیکن دلوں کو اس حقیقت کے اقرار کے سوا چارہ نہیں۔ کہ یہ سب کچھ مجدد زمانؒ کے روحانی فیوض اور جماعت احمدیہ کی کوششوں اور نذرانہ بے نظیر کا نتیجہ ہے۔ یہ حوصلہ افزا اور روح پرور نظارے اسی باغ کے برگ و بار اور گل و ثمر ہیں جو چند سال قبل مجدد زماں کے غلاموں نے یورپ میں لگایا تھا۔ اور جس کی آج بھی وہ اپنی پوری طاقت سے آبیاری کر رہے ہیں کیا پھولوں اور پھلوں کو دیکھ کر خوش ہونا اور ان پر فخر کرنا اور باغبان کو برا کہنا کوئی ایماندارانہ اور دانشمندانہ فعل ہے؟ کاش احمدیت کے مخالف اس پر غور کریں۔

جناب بیرن حیدرآباد دکن میں

جناب بیرن، حضرت مولانا صدر الدین صاحب اور جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کے حیدرآباد دکن پہنچنے کی اطلاع اس سے قبل درج ہو چکی ہے۔ یہ تمام اصحاب ۱۷ر فروری کو حیدرآباد پہنچے ہمارے نامہ نگار کا جو آخری خط موصول ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب تک متعدد رؤسا اور اراکین سلطنت مثلاً سر اکبر حیدری، نواب سر فخر یار جنگ بہادر۔ نواب سر مہدی یار جنگ بہادر، نواب سر امین جنگ بہادر، نواب سر نظامت جنگ بہادر وغیرہ سے ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔ عثمانیہ یونیورسٹی کے اساتذہ اور دکن کے اہل علم طبقہ نے بھی جناب بیرن کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ ۲۵ر فروری کو جناب سید خورشید علی صاحب نے ممدوح کے اعزاز میں ایک شاندار ایٹ ہوم اور ۲۶ر فروری کو پروفیسر ڈاکٹر مظفر الدین صاحب قریشی ہیڈ آف کیمسٹری ڈیپارٹمنٹ عثمانیہ یونیورسٹی نے ایک پرتکلف دعوت دی ان دونوں دعوتوں میں متعدد معززین اور اہل علم مدعو تھے۔ ۲۷ر فروری کو شہزادہ والاشان نواب معظم جاہ بہادر نے دوپہر کے کھانے کی دعوت دی۔ جس میں چند اراکین سلطنت بھی مدعو تھے۔ ان ایام میں حیدرآباد دکن میں ہندوستانی یونیورسٹیوں کی بھی ایک کانفرنس ہو رہی تھی جس میں مختلف یونیورسٹیوں کے ۱۲ وائس چانسلر صاحبان شریک تھے۔ ان کی دعوتوں اور پارٹیوں میں بھی جناب بیرن کو خاص طور پر مدعو کیا جاتا رہا۔ ۴ر مارچ کو دلسید بہادر نے چائے کی دعوت دی جناب بیرن سلطنت آصفیہ کی سیاحت اور حیدرآباد کے آثار قدیمہ سے بے حد متاثر و محظوظ ہوئے۔

اندھیر

اکثر سرکاری محکموں میں مسلمانوں کی شدید حق تلفی ہو رہی ہے۔ لیکن ریلوے کے محکمے میں تو بالکل اندھیر مچا ہوا ہے۔ حال ہی میں معلوم ہوا ہے۔ کہ ہندوستان بھر کی سرکاری ریلیں جن علاقوں میں سے گذرتی ہیں۔ ان میں مسلمانوں کی آبادی بحیثیت مجموعی چالیس فیصدی کے قریب ہے۔ لیکن ملازمتوں میں ان کا تناسب چار فیصدی سے بھی کم ہے۔ اور اگر صرف اعلیٰ آسامیوں کے اعداد و شمار گو لیا جائے تو یہ تناسب اور بھی کم ہو جاتا ہے۔ ہم حکومت اور برادران وطن سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی اس حق تلفی کو شرمناک ظلم کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ مسلمانوں نے بارہا اس صورت حالات کی طرف حکومت کو توجہ دلائی ہے۔ بے شمار مرتبہ اسمبلی میں یہ مسئلہ زیر بحث آچکا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اصلاح کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ ذمہ دار حکام چند سرکلر جاری کر کے سمجھ لیتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی شکایات کا ازالہ ہو جائیگا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ ریلوے کے تمام شعبوں اور دفتروں پر ہندوؤں کی اجارہ داری قائم ہے۔ وہ اپنے اقتدار کے زعم میں ان احکام کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کرتے۔ حکومت کا فرض ہے۔ کہ اس معاملہ پر اپنی پہلی فرصت میں پوری طرح توجہ کرے۔ مسلمانوں کا پیمانہ صبر لبریز ہو رہا ہے۔ آخر وہ کب تک اس ظلم کو برداشت کرتے چلے جائیں۔ یہ عذر کہ قابل مسلمان نہیں ملتے۔ ہندوؤں کا گھڑا ہوا افترا اور قابل شرم غلط بیانی ہے۔ آج سے بیس پچیس سال قبل شاید اس عذر کو ایک حد تک کوئی تسلیم کر لیتا۔ لیکن آج جبکہ ہر صوبے میں اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں کی کافی تعداد بیکاری کی مصیبت میں مبتلا ہے۔ اس عذر لنگ کو کون صحیح مان سکتا ہے؟

ہم اسمبلی کے مسلم ممبروں و دیگر ذمہ دار مسلمانوں کی خدمت میں بھی گذارش کریں گے۔ کہ یہ معاملہ منظم اور مسلسل جد و جہد کا طالب ہے اس لئے ضرورت ہے۔ کہ پوری قوت اور تنظیم کے ساتھ اس معاملہ کو اٹھایا جائے۔ تاکہ حکومت کو مسلمانوں کی شکایات کے تدارک کے بغیر کوئی چارہ نہ رہے۔

بقیہ اخبار احمدیہ

— مولوی ابوبکر صاحب مدرس مسلم ہائی سکول لاہور امسال بی۔ اے کے امتحانات میں شریک ہو رہے ہیں۔ احباب ان کی کامیابی کیلئے دعا کریں

— چودھری محمد اکبر صاحب سب انسپکٹر پولیس تھانہ چوچک ضلع منٹگمری کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔

پیغام صلح مبارکباد۔ دعا ہے۔ کہ خداوند کریم مولود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔

— جناب محمد عبداللہ صاحب نائب مدرس لوئر مڈل سکول کھیلچی ملک تحصیل شاہدرہ ضلع شیخوپورہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ان کی طرف سے غیراز جماعت حضرات میں تبلیغ کا سلسلہ شروع ہے۔ اور وہ بزرگان و احباب سلسلہ سے دعا کے طالب ہیں

— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی والدہ صاحبہ بدستور علیل ہیں۔ بلکہ تکلیف کچھ زیادہ ہو گئی ہے

— میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی خلف الرشید حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ کو اب پہلے سے افاقہ ہے لیکن تکلیف ابھی باقی ہے۔

— ملک خدابخش صاحب راولپنڈی کی اہلیہ محترمہ بیمار ہیں۔ ان تمام محترم خواتین کی صحت کیلئے احباب دعا کریں۔

— جناب شیخ محمد جان صاحب احمدی سوداگر وزیرآباد ضلع گوجرانوالہ کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

پیغام صلح: ہمیں اس صدمہ عظیم میں شیخ صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے۔ رفیقہ حیات کی موت بہت ہی بڑی مصیبت ہے دعا ہے۔ کہ خداوند کریم مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ اور شیخ صاحب و دیگر متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

قرآنی مسیح اور انجیلی مسیح میں فرق

عزیز بی اے صاحب کا احمدی علم کلام پر غیر معقول حملہ

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

(۲)

حق کا جادو

مولانا فارقلیط صاحب کا بے بس ہو کر انجیلی مسیح کو قرآنی مسیح سے الگ کرنے کا اعتراف تو ملاحظہ فرما لیا۔ مولانا عزیز بی۔ اے صاحب ایڈیٹر مدینہ کا حوالہ بھی میں عرض کر چکا۔ یاددہانی کے لئے میں دوبارہ عرض کئے دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

"حالانکہ جن حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف قرآن میں دعوت دی گئی ہے اُن کو اُن مسیح علیہ السلام سے دور کی نسبت بھی نہیں جن کو انجیل میں پیش کیا گیا ہے۔ اور جن پر نہ صرف عیسائیوں نے بلکہ یہودیوں نے بھی بدترین قسم کے الزام لگائے ہیں"

"دونو شخصیتیں ایک ہونے کے باوجود بالکل جداگانہ ہیں" (اخبار مدینہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۳۲ء)

حق کا جادو دیکھ لیا؟ وہی کہنا پڑا! جو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا۔

مشکل باقی رہتی ہے

لیکن یہ سب جانتے ہیں کہ اس موقعہ پر دونو شخصیتوں کی علیحدگی کا اعلان کرنے سے کوئی زیادہ فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ یہ مشکل باقی رہ جاتی ہے کہ بہرحال پھر قرآنی مسیح افضل ہوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اس مشکل کو حل کرنے کے لئے مولانا فارقلیط صاحب اور مولانا عزیز بی۔ اے صاحب نے یہ راہ اختیار کی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کو پیش کیا کہ وہ انسان کے فطری مناسبات کے بالکل مطابق ہے اور محمد رسول اللہ صلعم کی کامیابی کو پیش کیا کہ حضور اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے اور حضرت مسیح ناکام۔ چنانچہ مولانا فارقلیط صاحب صاف لفظوں میں فرماتے ہیں:۔

"ناکام جانے والا خواہ عرش عظیم پر ہی کیوں نہ پہنچ جائے اس شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو کامیاب ہو کر اور اپنے مشن کو پورا کر کے دنیا سے جائے"

(الجمعیۃ ۴۔ ۲۔ دسمبر ۱۹۳۲ء)

ملاحظہ فرماتے جایئے مسیح کی ناکامی کا یہ اعلان اگر حضرت مرزا صاحب فرماتے تو وہ کافر ٹھیرتے لیکن مولانا لوگ فرماتے ہیں تو کوئی ان سے بازپرس نہیں کرتا اور نہیں پوچھتا کہ ناکام جانیوالے کا عرش عظیم تک پہنچنا کیا معنی؟ جو عرش عظیم تک پہنچنے والا ہوگا وہ دنیا سے ناکام ہی کیوں جائے گا۔ اگر عرش عظیم تک پہنچنے والا دنیا سے ناکام جا سکتا ہے تو پھر رب العرش العظیم کی کمزوری کا ثبوت ہے کہ وہ بندوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا

کورانہ تقلید کا کرشمہ

اسی قسم کی ایک بات عزیز بی اے صاحب گریجوئیٹ ہو کر لکھ گئے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"اگر حضرت عیسٰی علیہ السلام دشمنوں میں اس قدر بے بس ہو گئے کہ ان کو رفع کے ذریعہ نجات دلانی پڑی تو کوئی مضائقہ نہیں" (مدینہ یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

کیا خوب! مضائقہ کیوں نہیں۔ زمین سے آسمان تک سیڑھیاں تو نہیں لگی ہوئیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے خدا کی مدد کا انتظار نہ کیا اور گھبرا کر اس زینہ سے آسمان کو چڑھ گئے۔ یہ تو خدا کا کام ہے کہ وہ اپنے رسولوں کو مخالفین منکرین سے بچایا کرتا ہے۔ پس حضرت مسیح کو بچانے کے لئے آسمان پر چڑھانا یہ حضرت مسیح کی بے بسی نہیں بلکہ خدا کی بے بسی کا مظاہرہ ہے کہ خدا اس بات سے عاجز ہو گیا کہ وہ دشمنوں سے دوسرے رسولوں کی طرح حضرت مسیح کو اسی زمین پر بچا لیتا۔ یہودی ایسے زبردست ثابت ہوئے کہ خدا کو اپنا رسول آسمان پر چڑھانے میں ہی خیر نظر آئی۔ حیرت ہے ایک گریجوئیٹ ہو اور اس کا دماغ تعلیم سے نشوونما پا چکا ہو وہ اتنی معمولی سی غلطی کو سمجھ نہ سکے۔ اس کی وجہ ہے تقلید کورانہ جس بات کو مولویوں نے تفسیروں میں لکھ دیا۔ اور جو لکیر پرانے مفسرین نے ڈال دی اس کو پیٹے جائیں گے خواہ اس میں اسلام پر کتنی ہی زد کیوں نہ پڑے۔

ارشاد عالیہ

عزیز بی اے صاحب کی کورانہ تقلید کا ثبوت ان کے اسی مضمون میں موجود ہے۔ ملانوں کی تفسیر کی تائید اور احمدیوں کی تفسیر اور علم کلام کی مخالفت کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:۔

"مجھ کو معلوم ہے کہ ہندوستان میں ایک فریق اس قسم کا موجود ہے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے قصر فضیلت کو مسمار کرنے کے لئے بہت ہی آسان طریقہ اختیار کرنے کا عادی ہے۔ لیکن میرے نزدیک وہ بہت ہی خطرناک اور تباہ کن ہے۔ اور اس کے لئے اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ انسان علم، عقل اور دیانت و امانت کو بھی خیرباد کہہ دے۔ میری مراد اس علم کلام سے ہے جو تجدد پسندوں نے ایجاد کیا ہے یعنی یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے تمام محیر العقول احوال سے یکسر انکار کر دیا جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی پیدائش معمولی حالات میں ہوئی اور یوسف نجار ان کا والد تھا۔ ان کا تکلم فی المہد اور بچپن میں اعلان نبوت اور احیائے موتٰی۔ رفع الی اللہ۔ خلق طیر نفخ حیات اور دوسرے تمام خوارق عادات افسانہ ہیں۔ جن مردوں کو زندہ کیا گیا وہ دل کے مردے تھے۔ اور جن اندھوں کو اچھا کیا گیا وہ ضمیر کے اندھے تھے۔ رفع الی اللہ سے مراد عزت و احترام ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن افسوس کہ میں بیسویں صدی میں پیدا ہونے اور عہد جدید کے علم کلام سے تھوڑی بہت واقفیت رکھنے اور اس طریقہ جواب کی خوبی کا قائل ہونے کے باوجود اپنے ضمیر میں اتنی جسارت نہیں پاتا کہ قرآن مجید کے الفاظ و محاورات کو اس بے دردی سے پامال کر دوں۔ اور محض مخالف کو خاموش کرنے کے لئے تفسیر بالرائے کا ارتکاب کر کے اپنی آخرت کو خطرہ میں مبتلا کروں" (مدینہ ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء)

مذکورہ بالا عبارت میں آخری فقرے قابل غور ہیں۔ مضمون نگار صاحب فرماتے ہیں کہ "اپنے ضمیر میں اتنی جسارت نہیں پاتا کہ قرآن مجید کے الفاظ و محاورات کو بے دردی سے پامال کر دوں اور محض مخالف کو خاموش کرنے کے لئے تفسیر بالرائے کا ارتکاب کر کے اپنی آخرت کو خطرہ میں مبتلا کروں"

عزیز بی اے صاحب کا یہ دعویٰ صرف قدامت پسندی ہی نہیں بلکہ تقلید کورانہ ہے۔ وہ خود قرآن کا علم نہیں رکھتے

قرآن مجید کے الفاظ اور محاورات سے لاعلمی

گو الفاظ سے بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ قرآن پر طبوزر رکھتے ہوئے وہ ایسا لکھ رہے ہیں۔ لیکن جنہوں نے قرآن کو بنظر تعمق و تحقیق پڑھا ہے۔ وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر قرآن پر اُن کی نظر ذرا بھی وسیع اور محققانہ ہوتی تو مذکورہ بالا فقرے ان کی قلم سے کبھی نہ نکل سکتے تھے۔ قرآن مجید کے الفاظ اور محاورات کا علم ہوتا تو توفّی۔ رفع الی اللہ۔ احیائے موتٰی وغیرہ کے متعلق پرانی مولویانہ تفاسیر کو تفسیر بالرائے سمجھ کر کبھی کے خیرباد کہہ چکے ہوتے۔ خدا کی شان مسیح کے متعلق محض "محیر العقول" افسانے گھڑنے کے لئے قرآن کے الفاظ اور محاورات کو لغت اور اصطلاحات قرآنی سے تو خود پھیرا جائے اور انہیں "بیدردی سے پامال" کر کے تفسیر بالرائے کا ارتکاب تو خود کیا جائے اور اس طرح عیسائیوں کو موقعہ دیا جائے کہ وہ مسیح کی فضیلت کو محمد عربی صلعم پر قائم کریں۔ اور الزام ان غریبوں کو دیا جائے جو قرآن کے الفاظ اور محاورات کی طرف توجہ دلا کر مسیح کی اس بناوٹی فضیلت کے قصر کو مسمار کر دیں۔ اور مولویوں کی اس احمقانہ تائید مسیحیت کے پردہ کو چاک کر دیں۔ اگر پادری لوگ ہمیں الزام دیتے کہ یہ احمدی لوگ فرضی تفسیریں کرتے ہیں اور محض ہمیں خاموش کرنے کے لئے چالاکی سے معنی غلط اور تفسیر بالرائے کرتے ہیں تو وہ بیچارے معذور سمجھے جاتے کہ چونکہ احمدیوں کی تفاسیر اور علم کلام سے اسلام کی فتح اور عیسائیت کی شکست ظاہر ہے

اس لئے وہ اس قسم کے عذر لنگ اور احمدیوں پر افترا پردازیاں نہ کریں تو اور کریں کیا؟ لیکن کس قدر مقام تعجب اور افسوس ہے کہ عزیز بی اے ایڈیٹر "مدینہ" مسلمان ہو کر ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ ہم محض پادریوں کو خاموش کرنے کے لئے قرآن کے الفاظ اور محاورات کو بیدردی سے پامال اور تفسیر بالرائے کرتے ہیں۔ پادریوں کی یہ کاسہ لیسی شبہ پیدا کرتی ہے کہ عزیز بی اے صاحب کہیں در پردہ تائید مسیحیت تو نہیں کر رہے۔

پادری احمد مسیح کا قول

دہلی کے پادری احمد مسیح نے ایک دفعہ کیا خوب کہا کہ عیسائیوں سے بڑھ کر مسلمانوں کے یہ علماء سوء مسیح کے پرستار ہیں کہنے لگے کہ "عیسائی تو حضرت مسیح پر موت کو قبول کر کے درحقیقت اس کی الوہیت پر تبر رکھ دیتے ہیں کیونکہ موت خواہ دائمی ہو یا عارضی خدائی کے منافی ہے جو مر گیا خواہ وہ تین دن کے لئے مرا وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ پس مسیح پر موت وارد کرتے ہوئے عیسائیوں کا مسیح کو خدا ماننا محض ان کی خوش عقیدگی رہ جاتی ہے لیکن آپ کے مولویوں نے اس کی خوب تلافی کی۔ انہوں نے عیسائیوں کی اس کمزوری کو محسوس کر کے اس کا تدارک یہ کیا کہ مسیح کے مرنے سے مطلق انکار کر کے ان کو زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھا دیا تا ان کی خدائی پر اس سے جو حرف آتا تھا وہ نہ آئے۔ اور ان کی خدائی کا عقیدہ محض خوش عقیدگی تک محدود نہ رہے۔ بلکہ مدلل و مستحکم ہو جائے۔" حضرت مرزا صاحب نے کیا صحیح نقشہ ان مولویوں کا کھینچا ہے ؎

ہر یکے عیسیٰ را از قال خود مدد داوند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را
مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفون یثرب را نداد ایں فضیلت را

عزیز صاحب کی "قرآن دانی" کا نمونہ

ضروری ہے کہ اہل انصاف و اہل نظر کے سامنے عزیز بی اے صاحب کی قرآن دانی کا کچھ نمونہ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر پیش کروں تا نظر آ جائے کہ قرآنی الفاظ اور محاورات کو بے دردی سے پامال کرنے کا کون تفسیر بالرائے کا مجرم ہے۔ اور کون تفسیر القرآن بالقرآن کر کے خدمت قرآن کر رہا ہے۔

توفی کا لفظ جب خدا فاعل ہو اور ذی روح مفعول ہو قرآن میں۔ حدیث میں۔ تمام عربی علم ادب میں قبض روح کے معنوں میں آتا ہے۔ جیسے توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ توفنا مع الابرار وغیرہ وغیرہ آیات میں موجود ہے۔ خود محمد رسول اللہ صلعم کے لئے جب یہ لفظ قرآن میں مستعمل ہو تو قبض روح کے معنوں میں لیا جاتا ہے۔ مثلاً لنرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک۔ لیکن جب یہی لفظ مسیح کی نسبت قرآن میں آئے تو وہاں جناب عزیز بی اے صاحب کی "دیانت و امانت" اور "علم و عقل" اس بات کی مقتضی ہو جاتی ہیں کہ سارے قرآن، حدیث اور عربی لغت کے خلاف اس کے معنے مع جسم آسمان پر چڑھنے کے کئے جائیں۔ مثلاً فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کے معنے عربی لغت اور قرآنی محاورات کے لحاظ سے تو چاہئے تھا کہ یوں ہوتے کہ جب تو نے میری قبض روح کی تو پھر تو ان پر نگہبان تھا۔ لیکن چونکہ توفیتنی یہاں مسیح کے متعلق ہے۔ اس لئے معنے یوں کئے جاتے ہیں کہ جب تو نے مجھے بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھا لیا اور کمال یہ ہے کہ صحیح بخاری میں یہی آیت جب نبی کریم صلعم اپنے اوپر چسپاں کرتے ہیں تو وہاں حسب معمول وہی قبض روح کے معنے لئے جاتے ہیں۔ گویا حضرت مسیح کی خصوصیت اور الوہیت اور فضیلت کے ثبوت کی خاطر توفی کے معنے خاص طور پر بدل کر بنائے جاتے ہیں۔ کیا یہ قرآن کے الفاظ اور محاورات کو بے دردی سے پامال کرنا نہیں ہے؟ کیا یہ تفسیر بالرائے نہیں ہے؟ کیا یہ "دیانت و امانت" ہے؟ کیا "علم اور عقل" کا تقاضا یہی ہونا چاہئے؟ کیا دنیا میں کوئی انصاف نہیں رہا۔ کہ خود جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں اسکا الزام ہم پر لگایا جائے

بانگ بے ہنگام

رفع الی اللہ کے معنے قرآن میں سوائے خدا کی طرف بلحاظ رتبہ اور درجہ کے بلند ہونے کے دوسرے نہیں آتے۔ کیونکہ جیسا کہ میں اسی مضمون کی پہلی قسط میں دکھا چکا ہوں کہ کوئی چیز مادی یا جسمانی مادی جسم کے خدا کی طرف نہ اونچی اور نہ نزدیک ہو سکتی ہے اور نہ نیچی اور دور ہو سکتی ہے۔ ورنہ پھر خدا کو محدود ماننا لازم آئیگا۔ چنانچہ قرآن سے والعمل الصالح یرفعہ اور ولو شئنا لرفعناہ بھا ولکن اخلد الی الارض کی مثالیں بھی دے چکا ہوں۔ اس کے خلاف عزیز بی اے صاحب قرآن سے ایک مثال نہیں دے سکتے۔ جس میں رفع الی اللہ کے معنے خدا کی طرف کسی جسد عنصری کا اٹھنا ہو۔ لیکن بانگ بے ہنگام یہ ہے کہ قرآن کے محاورہ اور لفظوں کو ہم پامال کر رہے ہیں۔ دیانت و امانت اور علم و عقل کو جواب ہم دے رہے ہیں۔ تفسیر بالرائے ہم کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان تمام امور کے نہایت صراحت سے مرتکب وہ خود ہو رہے ہیں۔

مسیحیت کی کھلی تائید

قرآن میں احیائے موتیٰ جب محمد رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب ہو تو وہاں معنے ہوں۔ روحانی زندگی مثلاً یا ایھا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم۔ اے ایمان والو اللہ اور رسول کا حکم مانو جب رسول تمہیں بلاتا ہے کہ تمہیں زندہ کرے۔ او من کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس کیا وہ جو مردہ تھا اسے ہم نے زندہ کیا اور اس کے لئے نور پیدا کیا جس کے ذریعہ وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے۔ یہاں تو مردہ کے زندہ ہونے سے "روحانی زندگی" مراد لی جائے۔ اس لئے کہ یہ محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے احیائے موتیٰ ہے۔ لیکن یہی فعل احیائے موتیٰ کا جب حضرت مسیح کی طرف منسوب ہوگا تو وہاں جسمانی مردے زندہ ہونا مراد لیا جائیگا کیونکہ یہ اس لئے تاکہ خدائی صفات ان میں ثابت ہو کر مسیح کی الوہیت میں عیسائیوں کی مدد کی جائے۔ اس تائید مسیحیت کا نام عزیز بی اے صاحب کی زبان میں "دیانت و امانت" اور "علم و عقل" ہے۔ ایک پادری کے نزدیک بھی یہی "دیانت و امانت" اور "علم و عقل" قرار پائے گا۔

"امانت و دیانت" اور "علم و عقل" کے چند اور نمونے

جب قرآن میں محمد رسول اللہ صلعم کا ذکر ہو اور وہاں اندھوں کا ذکر آئے۔ مثلاً صم بکم عمی فھم لا یرجعون۔ بہرے گونگے اندھے پس یہ لوگ نہیں رجوع کریں گے تو وہاں عزیز بی۔ اے صاحب معنے لیں گے۔ روحانی بہرے۔ روحانی گونگے۔ روحانی اندھے۔ ایک مرتبہ معجزات مسیح پر بحث کے دوران میں میں نے ایک اندھے مولوی صاحب کے سامنے آیت من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی پڑھی کہ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا تو مولوی صاحب چونک کر بولے کہ اس سے مراد جسمانی اندھے نہیں بلکہ روحانی اندھے ہیں۔ لیکن جب حضرت مسیح کے اندھوں کو بینا کرنے کے یہی معنے لئے جائیں کہ وہ روحانی اندھوں کو معرفت کی آنکھیں بخشتے تھے تو وہاں عزیز بی اے صاحب کی "دیانت و امانت" کو ٹھیس لگتی ہے۔ اور "علم و عقل" پر پردے پڑ جاتے ہیں۔

قرآن میں صریح محکم آیات میں مذکور ہو کہ ھل من خالق غیر اللہ۔ کہ اللہ کے سوا اور کون خالق ہے۔ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ وہی خدا ہے جس نے زمین میں جو کچھ بھی ہے تمہارے لئے پیدا کیا۔ قرآن میں صاف لکھا ہو کہ ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیھم قل اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القھار۔ کیا ان لوگوں نے خدا کے ساتھ شریک ٹھیرا رکھے ہیں کہ انہوں نے پیدا کیا ہے خدا کے پیدا کرنے کے مانند اور اس پیدائش میں ان کے لئے تشابہ ہو گیا ہے کہدے اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے اور وہ واحد اور غالب ہے۔ اس طرح کی بیسیوں آیات محکمات ہیں جن سے ثابت ہے کہ ہر چیز کا خالق صرف خدا ہے اور خدا کے سوا کسی کو خالق ماننا شرک ہے۔ لہذا ہم ان محکمات کو سامنے رکھ کر اگر متشابہ آیات کے معنے ایسے کریں جو ان محکمات کے خلاف نہ ہوں اور خلق طیر کے معنی شرک سمجھ کر یہ نہ کریں کہ خدائی پیدا شدہ پرندوں کی طرح پرند پیدا کئے بلکہ اس سے آفرینش روحانی پرواز کرنے والی طبائع کی مراد لیں تو کیوں درست نہ ہو جب کہ خود سورۂ انعام میں مذکور ہے ما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم۔ رینگنے والے جاندار جو زمین پر ہیں اور پرندے جو اپنے دونوں پروں پر اڑتے ہیں تم لوگوں کی مثل گروہ ہیں۔ یہاں زمین پر گرنے والوں کو رینگنے والے کیڑوں سے اور آسمان کی طرف روحانی پرواز کرنیوالوں کو پرندوں سے تشبیہ جب خود جناب باری دے رہے ہیں تو اگر ہم نے دے دی تو کیا اندھیر آ گیا اور عزیز بی اے صاحب کی دیانت و امانت اور علم و عقل کو کیوں صدمہ پہنچا؟ لیکن ان کی جانے بلا کہ محکمات آیات کیا ہوتی ہیں اور متشابہات کن آیات کو کہتے ہیں۔ اور قرآن کے معنے و تفسیر کرنے میں ان آیات کو باہم تطبیق دینے کو مدنظر رکھنا جناب الٰہی کا تاکیدی حکم اور راسخ فی العلم ہونے کا صحیح معیار ہے۔ بی اے ہونا اور پرچہ کی ایڈیٹری کرلینی اور بات ہے۔ اور قرآن کی تفسیر کرنی امر دیگر ہے۔ لیکن غضب یہ ہے کہ اس کوچہ سے نابلد ہونے کے باوجود کیسی چبا چبا کے باتیں بنائیں کہ ہم ایسی تفسیر کرنا "دیانت و امانت" اور "علم و عقل" کے خلاف سمجھتے ہیں اور اس طرح تفسیر بالرائے کا ارتکاب کر کے اور "قرآنی الفاظ و محاورات کو پامال کر کے" اپنی آخرت خراب کرنا نہیں چاہتے۔ آخرت خراب کرنے کا ڈر ہوتا تو بلا سوچے سمجھے دوسروں پر ناحق حملہ نہ کر دیتے۔ قرآن کریم فرماتا ہے لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا۔ کہ جس چیز کا علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑا کرو بے شک کان آنکھ دل سب کے متعلق بازپرس ہوگی۔

ایک اور لغو افسانہ

گہوارہ میں نوزائیدہ بچہ کے دعوئ نبوت کے افسانہ کو اگر لغو اور لچر سمجھ کر ہم نے رد کر دیا تو کیا برا کیا جبکہ کوئی محکم آیت موجود نہیں جس میں ایسا ذکر موجود ہو۔ رہ گیا مولویوں کا کسی متشابہ آیت کا استنباط کرنا۔ تو اس کو کیا کریں جبکہ قرآن صاف بتا رہا ہے کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ واللہ اخرجکم من بطون امھاتکم

خبریں

—— اب یہ ایک طے شدہ بات ہے۔ کہ سول نافرمانی کے اعلان کی موجودگی میں حکومت ہندگاندھی جی کو رہا کرنے اور کانگریس کے سالانہ جلسہ کے انعقاد کی اجازت کیلئے ہرگز تیار نہیں۔ اسمبلی میں ہوم ممبر نے اس کے متعلق واضح الفاظ میں اعلان کر دیا ہے۔ وزیر ہند کی بھی رائے یہی ہے

—— مدراس کے میئر کو لارڈ میئر کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ گویا مدراس میونسپلٹی اب کارپوریشن کہلائے گی۔

—— سید محسن شاہ صاحب وکیل لاہور امسال رجسٹرڈ گریجویٹوں کی طرف سے پنجاب یونیورسٹی سینیٹ کے انتخاب میں کھڑے ہو رہے ہیں

—— پانی پت کے ہندو وہاں کے مسلمانوں کو طرح طرح سے دق کرتے رہتے ہیں جس کی ایک صورت یہ بھی ہے۔ کہ اپنے تیوہاروں میں ایسے جلوس نکالتے رہتے ہیں جن کا رویہ مسلمانوں کے لئے سخت اشتعال انگیز ہوتا ہے۔ اب انہوں نے ہولی کے موقعہ پر ایک جلوس نکالنے کا اعلان کیا ہے جس سے فرقہ وارانہ بدمزگی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے حکام کو توجہ کرنی چاہیئے۔

—— بمبئی میں مسٹر این۔ ایم۔ جوشی رکن اسمبلی کی صدارت میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو اسیران سازش میرٹھ کو اپنی سزاؤں کے خلاف مرافعہ کرنے کیلئے مالی امداد بہم پہنچائے گی۔

—— الور سے انگریزی فوج کا کثیر حصہ واپس آ گیا ہے۔

—— مجلس احرار کے مشہور لیڈر چوہدری افضل حق صاحب گذشتہ ہفتہ رہا ہو گئے۔

—— حکومت پنجاب نے آئندہ سال کیلئے جو بجٹ تجویز کیا ہے اس میں پولیس کے علاوہ تمام ضروری محکموں کے اخراجات میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ اس پر اخبارات سخت نکتہ چینی کر رہے ہیں۔

—— صوبہ سرحد کی کونسل کے مشہور ممبر ملک خدابخش خاں صاحب عنقریب اپنی کونسل میں حسب ذیل قرارداد پیش کرنے والے ہیں "یہ کونسل گورنر باجلاس کونسل سے استدعا کرتی ہے۔ کہ وہ اس صوبہ میں ایک یونیورسٹی کے قیام کے لئے جلد سے جلد تدابیر اختیار کرے"

—— کرنل سدرلینڈ جن کا نام گذشتہ فسادات کشمیر کے دوران میں کافی مشہور ہو چکا ہے۔ گذشتہ ہفتہ ولایت میں انتقال کر گئے

—— دہلی میں اب تک وبائے چیچک کا ابت زور ہے۔

—— چند روز ہوئے مشہور ہندوستانی سائنس دان ڈاکٹر سی پی رائے نے دہلی میں ایک تقریر کرتے ہوئے موجودہ طریق تعلیم کی سخت مخالفت کی۔ اور فرمایا۔ کہ اگر مجھے ایک دن کیلئے ملک کی حکومت مل گئی ہوتی۔ تو میں تمام کالجوں کی بلڈنگوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا۔ اور اس طرح ہندوستان کے بے شمار قیمتی پھولوں کو مرجھانے سے بچا لیتا۔

—— گذشتہ ہفتہ مہاراجہ پٹیالہ کے ولیعہد کی شادی نہایت تزک واحتشام سے ہوئی۔ برات کا جلوس نہایت شان وشوکت اور قدیم طریق پر نکلا۔

—— گذشتہ ہفتہ لکھنؤ میں ہندوستانی موسیقی کے ایک کالج کا افتتاح عمل میں آیا۔

—— گذشتہ ہفتہ بمبئی کے دس ہزار دھوبیوں نے غیر اقوام کے قائم کردہ دھوبی خانوں کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ غیر اقوام کے مالکوں کو یکم اپریل سے اس بات کا نوٹس دیا جائے کہ آئندہ کوئی دھوبی ان کی ملازمت نہیں کریگا۔

—— مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی لاسوسائٹی کے صدر سید علی نقی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ انا للّٰہ

—— عنقریب کلکتہ میں ایک مقدمہ سازش کا آغاز ہوگا۔ برما۔ بنگال، صوبہ بہار، اڑیسہ، صوبجات متحدہ اور پنجاب سے تقریباً ایک صد آدمی اس مقدمہ میں گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ الزام یہ ہے۔ کہ انہوں نے دہشت انگیزی کو ترقی دینے کیلئے اسلحہ جمع کئے۔

—— چند روز ہوئے۔ شمالی انگلستان میں برف پگھلنے سے زبردست سیلاب آیا۔

—— آج کل ہندوستان کے اکثر صوبوں کی کونسلوں کے اجلاس شروع ہیں

—— یکم مارچ کو مسٹر ڈی ویلیرا نے آئرلینڈ کی پارلیمنٹ میں حلف وفاداری کی تنسیخ کا مسودہ قانون پھر پیش کیا۔ جو ۶۳ کے مقابلہ میں ۷۲ آراء سے منظور ہو گیا۔ ساٹھ دن کے اندر یہ مسودہ قانون بن جائیگا۔

—— ٹوکیو یکم مارچ۔ شدید جنگ کے بعد جاپانیوں نے پیوپنگ، نیگ ٹزو پرا اور چیفنگ کے مقامات پر قبضہ کر لیا لیکن چینی حکام اس کی تردید کرتے ہیں۔ کشیدگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔

—— افغانستان اور سرحد کی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تازہ خبروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ بغاوت رفتہ رفتہ فرو ہو رہی ہے۔ حکومت ہند کے ایک اعلان سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

—— کلکتہ ۴ مارچ:۔ گذشتہ ہفتہ میں یہاں چیچک سے ۱۰۳۳ اموات ہوئیں۔

—— احمد آباد ۳ مارچ: مسٹر ماونکا صدر بلدیہ احمد آباد کل آرڈیننس کے اختیارات خصوصی کے ماتحت گرفتار کر لئے گئے۔

—— مشہور ہندو لیڈر سر چمن لال سیتلواد نے موجودہ سیاسی حالات کے متعلق ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ اب سول نافرمانی کا خاتمہ ہوتا جاتا ہے۔ گاندھی جی کے متعلق انہوں نے کہا۔ کہ وہ سیاسیات کے میدان کے مرد نہیں ہیں۔ اور گفت وشنید کے کام میں بھی نہایت بودے ثابت ہو چکے ہیں۔ اگر وہ اپنے عظیم الشان اثر اور حب الوطنی کو معاشرتی اصلاح کے کاموں تک محدود کر دیں۔ تو یہ ان کا ملک پر بڑا احسان ہوگا۔

—— نئی دہلی ۳ مارچ۔ کل اسمبلی میں بجٹ پر سرگرم مباحثہ ہوا۔

—— لندن ۴ مارچ۔ کل تخفیف اسلحہ کے سیاسی کمیشن نے برطانیہ کی اس تجویز کو منظور کر لیا۔ کہ معاہدہ پر دستخط کنندگان حلفیہ طور پر اقرار کرتے ہیں۔ کہ وہ کسی صورت میں طاقت کے مظاہرہ کو قومی حکمت عملی کی حیثیت سے اختیار نہیں کریں گے۔ اس معاہدہ پر ۶۰ نمائندوں نے دستخط ثبت کئے ہیں۔

—— جرمنی میں آج کل سخت بدامنی پھیل رہی ہے نازی پارٹی برسر اقتدار ہے۔ اشتراکی لوگ اس کی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔ اس سے قبل بھی اشتراکی ملک کے امن وامان کو تباہ کرنے کیلئے مسلسل اور وسیع کوشش کرتے رہے ہیں۔ جن میں ان کو کچھ زیادہ کامیابی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے وہ لوٹ مار دکھانے رہے ہیں۔ یکم مارچ کو ایک اشتراکی نے جرمن پارلیمنٹ کی عمارت کو آگ لگا دی جس سے کافی نقصان ہوا۔ فان ہنڈنبرگ صدر جمہوریہ جرمنی نے ایک فرمان کے ذریعہ ملک میں کامل ڈکٹیٹرشپ نافذ کر کے مارشل لاء جاری کر دیا گیا ہے۔ ہر ہٹلر وزیر اعظم کو وسیع اختیارات دیئے گئے ہیں۔ اس طرح آئینی حکومت معطل ہو گئی ہے۔ ذاتی آزادی اظہار رائے، اخبارات اور جلسوں کے انعقاد کی آزادی، انجمنیں قائم کرنے کے حقوق، مکتوبات اور ٹیلیفون کے اخفا کی اجازت غرضیکہ اس قسم کی تمام مراعات واپس لے لی گئی ہیں۔

—— یہ بھی اعلان کیا گیا ہے۔ صدر جمہوریہ یا حکومت کے ارکان پر قاتلانہ حملہ کی کوشش کرنے، امن عامہ میں مداخلت کرنے اور ایسے جرائم مثلاً غداری، آتشزدگی، زہر خورانی اور ریلوں کو نقصان پہنچانے کا ارتکاب کرنے پر موت کی سزا دی جائیگی۔ چھوٹے چھوٹے جرائم پر عمر قید کی سزا مقرر کی گئی۔ ماتحت ریاستوں کو بھی مرکزی حکومت کے احکام کی پابندی کرنی ہوگی۔

—— بے شمار اشتراکیوں کی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ ایک وسیع سازش کا انکشاف ہوا ہے جس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اشتراکیوں نے نازی پارٹی کی طرف سے پولیس کے نام جعلی فرمان جاری کئے تھے۔ جس میں خوراک اور پانی میں زہر ملانے کی ہدایات دی گئی ہیں اور سرکاری عمارتوں۔ عجائب گھروں، قلعوں اور کارخانوں میں آگ لگانے کیلئے کہا گیا تھا۔ اشتراکیوں کے ایجنٹ پولیس اور نازی افواج کی وردیوں میں ملبوس ہو گئے۔ اس سازش کا رہنما پارلیمنٹ کا ایک اشتراکی ڈپٹی تھا۔ جس کی تلاش جاری ہے۔

—— پولیس نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام چائے خانے۔ ناچ گھر اور برلن کے تمام ہوٹل رات کو جلدی بند ہو جایا کریں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ وزیر اعظم ہٹلر جلدی امن وامان قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیگا

—— ٹوکیو (جاپان)، ۴ مارچ:۔ پرسوں ڈھائی بجے یہاں غیر معمولی طور پر شدید زلزلہ آیا جس کی وجہ سے سخت نقصان ہوا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ہلاک ۳۰۰۷۔ زخمی ۱۲۲۲ مفقود الخبر ۱۰۰۲ تباہ شدہ مکانات ۵۰۰۴۔ طغیانی زدہ مکانات ۲۰۰۰۔ تباہ شدہ جہازات ۱۲۳۷

—— دہلی ۳ مارچ:۔ آج ورن آشرم سوراج سنگھ کا زبردست جلوس نکلا جس میں سناتن دھرمی ہندو کثیر تعداد میں شریک ہوئے جب یہ جلوس گھنٹہ گھر کے قریب پہنچا۔ تو سنگھ کے مخالف ہندوؤں نے جلوس پر پتھر برسائے جس سے دو اہل جلوس شدید زخمی ہوئے دوسرے اپنی جانیں بچانے کیلئے بھاگ گئے۔ سنگھ والے حال ہی میں بنارس سے دہلی آئے ہیں۔

—— بنارس ۳ مارچ:۔ پنڈت مالویہ سے ملاقات کرنے کی نیت سے آج صبح چوہدری خلیق الزمان یہاں پہنچے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان کا خیال ہے۔ کہ کانگریس کیلئے سول نافرمانی کا ترک کر دینا مفید ہوگا۔ وہ اسی موضوع پر مالویہ جی سے گفت وشنید کریں گے۔

—— چترال ۳ مارچ۔ ہز ہائینس ہتر آف چترال کی تاجپوشی کی ۳۰ ویں سالگرہ کی رسم آج نہایت شان وشوکت سے ادا کی گئی۔ بعض ذمہ دار برطانی افسر اس تقریب میں موجود تھے۔ رعایا کی طرف سے اظہار عقیدت کے طور پر ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا۔

—— ہوم سیکرٹری نے کونسل آف سٹیٹ میں اعلان کیا ہے۔ کہ گاندھی جی سلیکٹ کمیٹی میں شریک نہیں ہو سکتے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ سر ابراہیم رحمت اللہ عنقریب طبی مشورہ کی بنا پر اسمبلی کی صدارت سے مستعفی ہو جائیں گے۔

—— بھوپال ۵ مارچ:۔ آج نواب صاحب بھوپال کی بڑی شہزادی کی شادی کے سلسلہ میں وائسرائے ہند یہاں پہنچے۔ جن کا شاندار استقبال کیا گیا۔

—— حیدر آباد دکن ۱۰ مارچ۔ سابق شاہ افغانستان آج میسور سے یہاں پہنچے۔ آپ شاہی مہمان کی حیثیت سے چند روز یہاں قیام کریں گے۔

کا تعلق ہے انکے مطابق پیدائش کے وقت کوئی علم نہیں تھا۔ اور اسکا علم بتدریج ترقی کرتا ہے حتیٰ کہ چالیس سال میں وہ اپنے پورے کمال کو پہنچتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے حتیٰ اذا بلغ اشدہ و بلغ اربعین سنۃ یہاں تک کہ وہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے اور چالیس سال کو پہنچ جاتا ہے۔ اور یہی وہ وقت ہے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبیوں کو نبوت ملتی ہے جیسا کہ ہمارے نبی صلعم اور تمام انبیاء کو ملی۔ اس سے قبل انبیاء کو اپنے منصب نبوت کے متعلق کچھ علم نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ تو آگ لینے گئے تھے جو نبوت مل گئی۔ اس سے قبل انہیں کوئی علم نہ تھا۔ خود سرور انبیاء صلعم کو اپنی نبوت کا وحی سے قبل مطلق علم نہ تھا۔ جیسا کہ قرآن بھی کہتا ہے ما کنت تدری ما الکتب ولا الایمان کہ تو نہیں جانتا تھا کتاب کس کو کہتے ہیں اور نہ ایمان کو جانتا تھا۔ پس مسیح کی نسبت اس افسانہ کو ماننا کہ ان کے علم نے انسانی بچوں کی طرح ترقی نہیں کی بلکہ وہ ماں کے پیٹ سے تمام علوم اور ہر ایک کمال سے مکمل اور اٰتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیا کہتے ہوئے یعنی انجیل بغل میں مارے ہوئے اور نبی بنے بنائے پیدا ہوئے تھے صاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ انسان کا بچہ نہ تھے بلکہ خدا یا خدا کا بچہ تھے جس کا علم تمام تدریجی ترقیوں سے پاک ہے۔ عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت کی یہ تائید محض افسانہ پسندی اور "محیر العقول" کہانیوں کا نام مذہب رکھ دینے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ کوئی عقلمند اور فہیم انسان کا علم و عقل ان فضولیات کو قبول نہیں کر سکتا۔ اور نہ قرآنی آیات محکمات ان کی متحمل ہو سکتی ہیں۔ مگر اس علمی تحقیقات سے حضرت عزیز بی اے کی "دیانت و امانت" کو ٹھیس لگتی ہے اور ان کے "علم و عقل" پر زد پڑتی ہے۔ کیا ہی عجیب علم و عقل ہے جس کے مالک عزیز بی اے صاحب ہیں۔ شبہ پڑتا ہے کہ کسی پادری سے مستعار نہ لی ہو۔

ایک قابل غور بات

لے دے کے رہ گیا یہ کہ بقول عزیز بی اے صاحب اور مولانا فارقلیط صاحب آنحضرت صلعم کی تعلیم مطابق فطرت اور آپ کی کامیابی بے نظیر ہے جس کے سامنے مسیح کا مشن ناکامی کا ایک افسوسناک مرقع ہے۔ یہ بالکل سچ ہے لیکن اس کے ساتھ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضرت مسیح دوبارہ نازل ہوں گے اور ان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کے ماتحت تمام دنیا کے اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ تو پھر حضرت مسیح کی کامیابی وہ ہو گی جس کی مثال نہ کسی نبی میں ہو سکتی ہے نہ خود آنحضرت صلعم میں۔ آنحضرت صلعم نے اپنی زندگی میں عرب کے ملک کی کایا پلٹ کر دی تھی۔ واقعی بڑا کمال ہے جو کر دکھایا تھا۔ لیکن اگر یہ عقیدہ رکھا جائے کہ مسیح اپنی دوبارہ بعثت میں ساری دنیا کی کایا پلٹ کر دیں گے تو پھر آنحضرت صلعم کی کامیابی اس کے سامنے۔۔ کیا حیثیت رکھے گی؟ ذرا غور کر لیجئے!

اسلام کے ساتھ ظلم نہ کیجئے

پس جناب فارقلیط صاحب اور عزیز بی اے صاحب! اسلام کے ساتھ ظلم نہ کیجئے۔ ضد نہ کیجئے۔ مان جائیے احمدی علم کلام حفاظت و اشاعت اسلام کے لئے ایک رحمت اور برکت بن کر آسمان سے نازل ہوا ہے اور وہ ایسا زبردست حربہ ہے کہ باطل اس کے سامنے ٹھیر نہیں سکتا۔ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق۔ بلکہ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں اور وہ اس کا مغز کچل دیتا ہے۔ پس وہ اس وقت بھاگتا نظر آتا ہے۔ یہی حال آج احمدی علم کلام کے سامنے مذاہب باطلہ کا ہے۔ بقول ایک پادری کے عیسائیت احمدیت سے اس طرح بھاگتی ہے جس طرح سایہ روشنی سے بھاگتا ہے۔ اس علم کلام کے بانی مجدد وقت حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ نے کیا سچ فرمایا ہے:۔

(۱) واللہ کہ ہمچو کشتیٔ نوحم ز کردگار
بے دولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

(۲) ایں آتشے کہ دامن آخر زماں بسوخت
از ہر چارہ آتش ز خدا مہر کوثرم

(۳) چوں کافر از ستم بپرستند مسیح را
غیرت خدا بسر پرستش کرد ہمسرم

حضرت مرزا صاحب کا فیض

اور جس کی غلامی کی طفیل آپ کو یہ مقام عالی ملا۔ اس کا بھی ذکر سن لیجئے۔ یہ شعر ان کا کلام نہیں بلکہ الہام ہے جو آپ پر خدا کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ وھو ہذا

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

ہم نے تو بار ہا عیسائی مناظروں سے کہا کہ آؤ اس مسئلہ پر ہم سے بحث کر لو کہ مسیح افضل ہے یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لیکن سوائے کانوں پر ہاتھ دھرنے کے کبھی انہیں جرأت نہیں ہوتی وہ جانتے ہیں کہ حق کے سامنے باطل نہیں ٹھیر سکتا۔ اور بحث کی حاجت ہی کیا رہ گئی ہے سینکڑوں کتابوں اور مضامین کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلعم کی جو شان حضرت مجدد وقت اور اس کے خدام نے کھول کر دنیا کے سامنے رکھ دی ہے اس کے آگے پادری تو کیا بلا ہیں یورپ کے بڑے بڑے فلاسفیوں اور دہریوں کی گردنیں جھک گئی ہیں خواجہ کمال الدین مرحوم یا مولوی محمد علی صاحب یا مولوی صدر الدین صاحب یا محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ اور دیگر احمدی بزرگ جو کچھ قرآن اور محمد رسول اللہ کی عظمت و شان کا اظہار یورپ و امریکہ و دیگر اقطاع عالم میں کر گئے یا کر رہے ہیں یہ سب اسی معلم زمانہ کے دستر خوان کی ادنیٰ خوشہ چینی کے طفیل ہے۔ حضرت مجدد مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ آنحضرت صلعم کی شان میں کیا خوب فرماتے ہیں:۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
وہ یار لامکانی وہ دلبر نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہ دیں ہے وہ تاج مرسلیں ہے
وہ طیب و امیں ہے اس کی ثنا یہی ہے
آنکھ اس کی دور بیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے
وہ دلبر یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا

وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

بیگم شاہنواز کے اعزاز میں ٹی پارٹی

بیگم صاحبہ حضرت امیر نے محترمہ بیگم شاہنواز صاحبہ مندوب گول میز کانفرنس کے اعزاز میں ۳ مارچ کو بوقت چار بجے ایک شاندار ٹی پارٹی دی۔ مسز خالد لطیف گابا جو ایک دن قبل اسلام میں داخل ہوئی تھیں۔ اس پارٹی میں موجود تھیں۔ تمام خواتین اپنی محترم اور نو مسلم بہن سے مل کر اور تبادلہ خیالات کر کے بہت خوش ہوئیں اور ان کو اسلام لانے پر مبارکباد دی۔ اسلام کی وسیع و روشن تعلیم اور بہترین رواداری پر گفتگو ہوتی رہی۔ منجملہ اور باتوں کے سلسلہ احمدیہ کا ذکر بھی آ گیا۔ اور معزز بیگمات نے بالاتفاق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی اسلامی خدمات کا اعتراف کیا۔ پارٹی میں مندرجہ ذیل خواتین کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

بیگم شاہنواز۔ لیڈی شفیع۔ لیڈی عبدالقادر۔ مسز خالد لطیف گابا۔ بیگم نعمت اللہ۔ مسز منصور۔ بیگم راجہ غضنفر علی خاں۔ بیگم ظفر علیخاں۔ بیگم ڈاکٹر شجاعت علی۔ بیگم نواب شاہنواز آف ممدوٹ۔ بیگم دیوان عبدالحمید آف کپورتھلہ۔ مسز رٹ۔ مسز ہیون جونس۔ بیگم رحمت الٰہی۔

ظفر علیخاں کا مقدمہ

ظفر علیخاں اور اس کے رفقاء نے احمدیت اور حضرت مرزا صاحب کے خلاف جو ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ اس کی وجہ سے لاہور میں نہایت افسوسناک صورت پیدا ہو گئی تھی۔ پولیس کی رپورٹ پر ظفر علیخاں، مولوی احمد علی، محمد بخش مسلم، مولوی حبیب، مولوی عبدالحنان، لال حسین اختر اور ملک احمد یار کو زیر دفعہ ۱۰۷ و ۱۱۰ ضابطہ فوجداری نوٹس دیئے گئے کہ ان سے نقص امن کا اندیشہ ہے۔ لہذا وہ ایک ایک سال کیلئے دو دو ہزار روپے کی ضمانت نیک چلنی داخل کریں۔ اور عدالت میں حاضر ہو کر اس امر کا جواب دیں۔ ۴ مارچ کو مسٹر کیننگھم کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ عدالت نے ملزموں کو تا سماعت مقدمہ ضمانت نیک چلنی داخل کرنے کو کہا۔ مولوی احمد علی محمد بخش مسلم اور مولوی حبیب نے تو پانچ پانصد روپے کی ضمانت حاضری اور دو دو ہزار روپے کی ضمانت نیک چلنی داخل کر دی۔ ظفر علیخاں عبدالحنان، لال حسین اختر اور احمد یار ضمانت حاضری داخل کرنے کیلئے تو تیار ہو گئے۔ لیکن ضمانت نیک چلنی داخل کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر عدالت نے ان چاروں ملزموں کو تا فیصلہ مقدمہ جوڈیشل حوالات میں رکھنے کا حکم دیا۔ ۱۰ مارچ آئندہ پیشی کی تاریخ مقرر ہوئی۔ قادیانی جماعت کے بھی پانچ اصحاب کو اس دفعہ کے ماتحت اسی قسم کے نوٹس دیئے گئے تھے۔ ان کی بھی مذکورہ تاریخ پر سماعت ہوئی۔ ملزموں نے کہا۔ کہ ہم تا سماعت مقدمہ ضمانت دینے کیلئے تیار ہیں۔ لیکن ہمیں مہلت دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے پانچ پانصد روپیہ کی ضمانت حاضری داخل کر دی۔ اور ضمانت نیک چلنی کیلئے ۷ مارچ کی مہلت دی گئی۔

خبریں

—— اب یہ ایک طے شدہ بات ہے۔ کہ سول نافرمانی کے اعلان کی موجودگی میں حکومت ہند گاندھی جی کو رہا کرنے اور کانگرس کے سالانہ جلسہ کے انعقاد کی اجازت کیلئے ہرگز تیار نہیں۔ اسمبلی میں ہوم ممبر نے اس کے متعلق واضح الفاظ میں اعلان کر دیا ہے۔ وزیر ہند کی بھی یہی رائے ہے

—— بلدیہ مدراس کے صدر کو میئر کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ گویا مدراس میونسپلٹی اب کارپوریشن کہلائے گی۔

—— سید محسن شاہ صاحب وکیل لاہور امسال رجسٹرڈ گریجویٹوں کی طرف سے پنجاب یونیورسٹی سینیٹ کے انتخاب میں کھڑے ہو رہے ہیں

—— پانی پت کے ہندو وہاں کے مسلمانوں کو طرح طرح سے دق کرتے رہتے ہیں جس کی ایک صورت یہ بھی ہے۔ کہ اپنے تیوہاروں میں ایسے جلوس نکالتے رہتے ہیں جن کا رویہ مسلمانوں کے لئے سخت اشتعال انگیز ہوتا ہے۔ اب انہوں نے ہولی کے موقعہ پر ایک جلوس نکالنے کا اعلان کیا ہے جس سے فرقہ وارانہ بدمزگی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ حکام کو توجہ کرنی چاہئیے۔

—— بمبئی میں مسٹر این۔ ایم۔ جوشی رکن اسمبلی کی صدارت میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو اسیران سازش میرٹھ کو اپنی سزاؤں کے خلاف مرافعہ کرنے کیلئے مالی امداد بہم پہنچائے گی۔

—— الور سے انگریزی فوج کا کثیر حصہ واپس آ گیا ہے۔

—— مجلس احرار کے مشہور لیڈر چوہدری افضل حق صاحب گذشتہ ہفتہ رہا ہو گئے۔

—— حکومت پنجاب نے آئندہ سال کیلئے جو بجٹ تجویز کیا ہے اس میں پولیس کے علاوہ تمام ضروری محکموں کے اخراجات میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ اس پر اخبارات سخت نکتہ چینی کر رہے ہیں۔

—— صوبہ سرحد کی کونسل کے مشہور ممبر ملک خدا بخش خاں صاحب عنقریب اپنی کونسل میں حسب ذیل قرارداد پیش کرنے والے ہیں "یہ کونسل گورنر باجلاس کونسل سے استدعا کرتی ہے۔ کہ وہ اس صوبے میں ایک یونیورسٹی کے قیام کے لئے جلد سے جلد تدابیر اختیار کرے"

—— کرنل سدرلینڈ جن کا نام گذشتہ فسادات کشمیر کے دوران میں کافی مشہور ہو چکا ہے۔ گذشتہ ہفتہ ولایت میں انتقال کر گئے

—— دہلی میں اب تک وبائے چیچک کا بہت زور ہے۔

—— چند روز ہوئے مشہور ہندوستانی سائنس دان ڈاکٹر سی پی رائے نے دہلی میں ایک تقریر کرتے ہوئے موجودہ طریق تعلیم کی سخت مخالفت کی۔ اور فرمایا کہ اگر مجھے ایک دن کیلئے ملک کی حکومت مل گئی ہوتی۔ تو میں تمام کالجوں کی بلڈنگوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا۔ اور اس طرح ہندوستان کے بےشمار قیمتی پھولوں کو مرجھانے سے بچا لیتا۔

—— گذشتہ ہفتہ مہاراجہ پٹیالہ کے ولیعہد کی شادی نہایت تزک و احتشام سے ہوئی۔ برات کا جلوس نہایت شان و شوکت اور قدیم طریق پر نکلا۔

—— گذشتہ ہفتہ لکھنؤ میں ہندوستانی موسیقی کے ایک کالج کا افتتاح عمل میں آیا۔

—— گذشتہ ہفتہ بمبئی کے دس ہزار دھوبیوں نے غیر اقوام کے قائم کردہ دھوبی خانوں کے خلاف زبردست احتجاج کیا۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ غیر اقوام کے مالکوں کو یکم اپریل سے اس بات کا نوٹس دیا جائے کہ آئندہ کوئی دھوبی ان کی ملازمت نہیں کریگا۔

—— مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کی لاسوسائٹی کے صدر سید علی نقی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ

—— عنقریب کلکتہ میں ایک مقدمہ سازش کا آغاز ہوگا۔ برما۔ بنگال صوبہ بہار، اوڑیسہ، صوبجات متحدہ اور پنجاب سے تقریباً ایک صد آدمی اس مقدمہ میں گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ الزام یہ ہے۔ کہ انہوں نے دہشت انگیزی کو ترقی دینے کیلئے اسلحہ جمع کئے۔

—— چند روز ہوئے شمالی انگلستان میں برف پگھلنے سے زبردست سیلاب آیا۔

—— آج کل ہندوستان کے اکثر صوبوں کی کونسلوں کے اجلاس شروع ہیں

—— یکم مارچ کو مسٹر ڈی ویلرا نے آئرلینڈ کی پارلیمنٹ میں حلف وفاداری کی تنسیخ کا مسودہ قانون پھر پیش کیا۔ جو ۸۳ کے مقابلہ میں ۷۶ آراء سے منظور ہو گیا۔ ساٹھ دن کے اندر یہ مسودہ قانون بن جائیگا۔

—— ٹوکیو یکم مارچ۔ شدید جنگ کے بعد جاپانیوں نے پیوہنگ، تنگ ٹزو پر اور چیفنگ کے مقامات پر قبضہ کر لیا لیکن چینی حکام اس کی تردید کرتے ہیں۔ کشیدگی روز بروز بڑھ رہی ہے۔

—— افغانستان اور سرحد کی . . . . . تازہ خبروں سے پایا جاتا ہے۔ کہ بغاوت رفتہ رفتہ فرو ہو رہی ہے۔ حکومت ہند کے ایک اعلان سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

—— کلکتہ ۴ر مارچ۔ گذشتہ ہفتہ میں یہاں چیچک سے ۲۳۰ اموات ہوئیں۔

—— احمد آباد ۳ر مارچ۔ مسٹر مانکا صدر بلدیہ احمد آباد کل آرڈیننس کے اختیارات خصوصی کے ماتحت گرفتار کر لئے گئے۔

—— مشہور ہندو لیڈر سر چمن لال سیتلواد نے موجودہ سیاسی حالات کے متعلق ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ اب سول نافرمانی کا خاتمہ ہوتا جا رہا ہے۔ گاندھی جی کے متعلق انہوں نے کہا۔ کہ وہ سیاسیات کے میدان کے مرد نہیں ہیں۔ اور گفت و شنید کے کام میں بھی نہایت بودے ثابت ہو چکے ہیں۔ اگر وہ اپنے عظیم الشان اثر اور حب الوطنی کو معاشرتی اصلاح کے کاموں تک محدود کر دیں۔ تو یہ ان کا ملک پر بڑا احسان ہوگا۔

—— نئی دہلی ۳ر مارچ۔ کل اسمبلی میں بجٹ پر سرگرم مباحثہ ہوا۔

—— لندن ۴ر مارچ۔ کل تخفیف اسلحہ کے سیاسی کمیشن نے برطانیہ کی اس تجویز کو منظور کر لیا۔ کہ معاہدہ پر دستخط کنندگان حلفیہ طور پر اقرار کرتے ہیں۔ کہ وہ کسی صورت میں طاقت کے مظاہرہ کو قومی حکمت عملی کی حیثیت سے اختیار نہیں کریں گے۔ اس معاہدہ پر ۱۷ نمائندوں نے دستخط ثبت کئے ہیں۔

—— جرمنی میں آج کل سخت بدامنی پھیل رہی ہے۔ نازی پارٹی برسر اقتدار ہے۔ اشتراکی لوگ اس کی سخت مخالفت کر رہے ہیں۔ اس سے قبل بھی اشتراکی ملک کے امن و امان کو تباہ کرنے کیلئے مسلسل اور وسیع کوششیں کرتے رہے ہیں۔ جن میں ان کو کچھ زیادہ کامیابی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے وہ اب بےحد کھسیانے ہو رہے ہیں۔ یکم مارچ کو ایک اشتراکی نے جرمن پارلیمنٹ کی عمارت کو آگ لگا دی جس سے کافی نقصان ہوا۔ فان ہینڈنبرگ صدر جمہوریہ جرمنی نے ایک فرمان کے ذریعہ ملک میں کامل ڈکٹیٹرشپ نافذ کر کے مارشل لاء جاری کر دیا گیا ہے۔ ہر ہٹلر وزیر اعظم کو وسیع اختیارات دئیے گئے ہیں۔ اس طرح آئینی حکومت معطل ہو گئی ہے۔ ذاتی آزادی اظہار رائے، اخبارات اور جلسوں کے انعقاد کی آزادی، انجمنیں قائم کرنے کے حقوق، مکتوبات اور ٹیلیفون کے اخفا کی اجازت غرضیکہ اس قسم کی تمام مراعات واپس لے لی گئی ہیں۔

—— یہ بھی اعلان کیا گیا ہے۔ صدر جمہوریہ یا حکومت کے ارکان پر قاتلانہ حملہ کی کوشش کرنے، امن عامہ میں مداخلت کرنے اور ایسے جرائم مثلاً غداری، آتشزدگی، زہر خورانی اور ریلوں کو نقصان پہنچانے کا ارتکاب کرنے پر موت کی سزا دی جائیگی۔ چھوٹے چھوٹے جرائم پر عمر قید کی سزا مقرر کی گئی۔ ماتحت ریاستوں کو بھی مرکزی حکومت کے احکام کی پابندی کرنی ہوگی۔

—— بےشمار اشتراکیوں کی گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ ایک وسیع سازش کا انکشاف ہوا ہے جس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اشتراکیوں نے نازی پارٹی کی طرف سے پولیس کے نام جعلی فرمان جاری کئے تھے جس میں خوراک اور پانی میں زہر ملانے کی ہدایات دی گئی ہیں اور سرکاری عمارتوں، عجائب گھروں، قلعوں اور کارخانوں میں آگ لگانے کیلئے کہا گیا تھا۔ اشتراکیوں کے ایجنٹ پولیس اور نازی افواج کی وردیوں میں ملبوس ہو گئے۔ اس سازش کا رہنما پارلیمنٹ کا ایک اشتراکی ڈپٹی تھا۔ جس کی تلاش جاری ہے۔

—— پولیس نے حکم دیا ہے۔ کہ تمام چائے خانے۔ ناچ گھر اور برلن کے تمام ہوٹل رات کو جلدی بند ہو جایا کریں۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ وزیر اعظم ہٹلر جلد ہی امن و امان قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیگا

—— ٹوکیو (جاپان) ۴ر مارچ:۔ پرسوں ڈھائی بجے یہاں غیر معمولی طور پر شدید زلزلہ آیا جس کی وجہ سے سخت نقصان ہوا۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ہلاک ۳۰۰۷۔ زخمی ۱۲۲۲ مفقود الخبر ۲۰۱ تباہ شدہ مکانات ۴۵۰۰۔ طغیانی زدہ مکانات ۲۰۰۰۔ تباہ شدہ جہازات ۱۲۳۷

—— دہلی ۳ر مارچ:۔ آج درن آشرم سوراج سنگھ کا زبردست جلوس نکلا جس میں ساتن دھرمی ہندو کثیر تعداد میں شریک ہوئے جب یہ جلوس گھنٹہ گھر کے قریب پہنچا۔ تو سنگھ کے مخالف ہندوؤں نے جلوس پر پتھر برسائے جس سے دو اہل جلوس شدید زخمی ہوئے دوسرے اپنی جانیں بچانے کیلئے بھاگ گئے۔ سنگھ والے حال ہی میں بنارس سے دہلی آئے ہیں۔

—— بنارس ۳ر مارچ۔ پنڈت مالویہ سے ملاقات کرنے کی نیت سے آج صبح چوہدری خلیق الزمان یہاں پہنچے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان کا خیال ہے۔ کہ کانگرس کیلئے سول نافرمانی کا ترک کر دینا مفید ہوگا۔ وہ اسی موضوع پر مالویہ جی سے گفت و شنید کریں گے۔

—— چترال ۳ر مارچ۔ ہز ہائینس مہتر آف چترال کی تاجپوشی کی ۳۸ ویں سالگرہ کی رسم آج نہایت شان و شوکت سے ادا کی گئی۔ بعض ذمہ دار برطانی افسر اس تقریب میں موجود تھے۔ رعایا کی طرف سے اظہار عقیدت کے طور پر ایک سپاسنامہ پیش کیا گیا۔

—— ہوم سیکرٹری نے کونسل آف سٹیٹ میں اعلان کیا ہے۔ کہ گاندھی جی سلیکٹ کمیٹی میں شریک نہیں ہو سکتے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ سر ابراہیم رحمت اللہ عنقریب طبی مشورہ کی بنا پر اسمبلی کی صدارت سے مستعفی ہو جائیں گے۔

—— بھوپال ۵ر مارچ۔ آج نواب صاحب بھوپال کی بڑی شہزادی کی شادی کے سلسلہ میں وائسرائے ہند یہاں پہنچے۔ جن کا شاندار استقبال کیا گیا۔

—— حیدر آباد دکن ۱۷ر مارچ۔ سابق شاہ افغانستان آج میسور سے یہاں پہنچے۔ آپ شاہی مہمان کی حیثیت سے چند روز یہاں قیام کریں گے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۰

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

عقائد حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۱۳ ذیقعد ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۳۳ء | نمبر ۱۵

جناب حاجی شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری کا اخبار پیغام صلح کو گراں قدر عطیہ

ہمارے محترم بزرگ جناب حاجی شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری جماعت کے ان قابل فخر افراد میں سے ہیں جو وسیع کاروبار اور دنیوی مال و دولت کے ساتھ اپنے پہلو میں دیندار و مخیر دل بھی رکھتے ہیں۔ ہر ایک دینی ہو قومی ضرورت کے وقت ان کا دست کرم حرکت میں آجاتا ہے۔ اور اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے ان کو دلی مسرت ہوتی ہے۔ اس ہفتہ ممدوح نے پیغام صلح کی مالی مشکلات سے متاثر ہو کر کسی تحریک کے بغیر مبلغ یکصد روپے کی گرانقدر رقم اخبار کو عطا فرمائی۔ جزاک اللہ۔ ممدوح کی خواہش ہے کہ اس رقم سے ایسے بیس آدمیوں کے نام ایک سال کیلئے رعایتی قیمت پر اخبار جاری کر دیا جائے جو کم از کم ایک روپیہ ماہوار چندہ اخبار دیں اور خود مطالعہ کرنے کے علاوہ اپنے غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھانے کی کوشش کریں۔ ان میں سے پانچ اخبار لازمی طور پر خواتین کے نام جاری کئے جائیں گے اس گرانقدر عطیہ کیلئے عملہ پیغام صلح شیخ صاحب ممدوح کا دلی شکریہ ادا کرتا ہے دعا ہے کہ خداوند کریم ہمارے اس دریا دل اور دیندار بزرگ کو تادیر سلامت رکھے اور دینی دنیوی ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ممدوح نے اپنے والا نامہ میں حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے بلند پایہ عالمانہ مضامین کی بجا طور پر تعریف فرمائی ہے۔ لیکن پیغام صلح کے جدید انتظام اور جدید کارکنوں کے متعلق جن حوصلہ افزا خیالات کا اظہار فرمایا ہے وہ محض ان کی ذرہ نوازی اور حسن ظن ہے۔ کاش ہم اس کے اہل ثابت ہو سکیں۔ خاکسار مدیر ممدوح کا سپاس گذار ہے۔

(مدیر)

پیغام صلح کا خاص نمبر
ماہ مارچ کے آخری یا اپریل کے پہلے ہفتہ میں شائع ہوگا

پیغام صلح کے ایک خاص نمبر کی اشاعت کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ یہ مارچ کے آخری یا اپریل کے پہلے ہفتہ میں عید سے قبل شائع ہو جائے گا اس کو مفید دلچسپ اور خوبصورت بنانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ اس میں حضرت امیر و دیگر بزرگان سلسلہ کے بلند پایہ مضامین اور شعرائے جماعت کا تازہ کلام درج کیا جائے گا۔ تصاویر اور صفحات جمیل بھی ہوں گے دیگر مخالفین سلسلہ آجکل حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ پر جو اعتراضات کر رہے ہیں اس نمبر میں ان سب کا نہایت متانت و تہذیب کے ساتھ تسلی بخش اور مسکت جواب دیا جائے گا۔ اس کی تحریریں دشمنوں کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں اور شکوک کو دور کر دیں گی۔ خاص نمبر کو مرتب کرتے ہیں

حضرت امیر ایدہ اللہ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ

کے مفید اور قیمتی مشوروں سے خاص طور پر فائدہ اٹھایا جا رہا ہے۔ ان باتوں سے آپ اس نمبر کی حیثیت و اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مخالفین سلسلہ نے آجکل جو ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اس سے احباب بخوبی واقف ہیں۔ حالات تقاضا کر رہے ہیں کہ خاص نمبر کو زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچایا جائے۔ احباب اسے معقول تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کریں۔ اس لئے تمام دوستوں اور جماعتوں کو اپنے اس فرض کی ادائیگی کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

قیمت کا اعلان

عنقریب کر دیا جائے گا جو انشاء اللہ تین آنے فی پرچہ سے زیادہ نہ ہوگی۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ قیمت کم سے کم رکھی جائے لیکن قیمت کی کمی کا تمام تر انحصار کثرت اشاعت پر ہے جس قدر زیادہ فرمائشیں موصول ہوں گی اسی قدر قیمت کم رکھی جائے گی۔

اچھوت اور ہندو دھرم شاستر

گاندھی جی کا سراسر غلط طریق کار

داخلہ منادر پر بیجا اصرار اور بیجان دلائل

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

(۱)

آج کل ہندوؤں اور اچھوتوں میں جو زبردست جنگ بپا ہے۔ ہندوؤں کے مختلف الخیال فرقوں نے اچھوتوں کے متعلق جس جس قسم کا رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اور گاندھی جی اور ان کے ہم مشرب اچھوتوں کی اصلاح کے نام سے جو کچھ کر رہے ہیں۔ یہ تمام باتیں ناظرین پیغام صلح کو بخوبی معلوم ہیں۔ گذشتہ دور حاضرہ کے اس اہم موضوع پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے انگریزی زبان میں "اچھوت اور ہندو دھرم شاستر" (Untouchability + Hindu Shastras) کے عنوان سے ایک نہایت ہی عالمانہ اور پراز معلومات مضمون لکھا تھا۔ جو بصورت ٹریکٹ اور ہمارے ماہی رسالہ مسلم ریوایول میں شائع ہو چکا ہے۔ ذیل میں اس کا اردو ترجمہ شائع کیا جاتا ہے۔ اچھوتوں کے اہم مسئلہ پر غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس مضمون کا مطالعہ ازبس مفید ہوگا (ایڈیٹر)

اچھوت پن کے سوال کی اہمیت

ہندوستان میں اچھوت پن کے سوال نے ایسی اہمیت پیدا کر لی ہے۔ کہ اس کے آگے دوسرا ہر ایک مسئلہ غیر اہم ہو گیا ہے۔ لیکن مہاتما گاندھی کے اس عزم کے باوجود کہ وہ اچھوت پن کے خلاف جہاد کرتے ہوئے اپنی جان پر کھیلنے سے دریغ نہ کرینگے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا ایک طرف تو وہ معزز ہندو لیڈر ہے۔ جس کے لئے ہندوستان کے تمام ہندوؤں کی غیر محدود محبت اور عزت موجود ہے۔ اور جس کی پیروی میں وہ موت کے منہ میں بھی جانے کیلئے تیار ہیں۔ اور دوسری طرف وہ مقدس رشتہ ہے۔ جو ہندو مذہب کو اس کے آسمانی صحائف اور ان روایات سے وابستہ کرتا ہے۔ جنہیں نہایت طویل عرصہ گذر چکا ہے۔ اور ان کی جڑیں بہت گہری جا چکی ہیں۔ ساٹھ ہزار ہندو اس سب سے بڑے لیڈر کی متابعت جیل کے اندر جا کر کر چکے ہیں اور اسی قدر اب پھر جیل کی چار دیواری میں مقید ہیں۔ لیکن ابھی تک یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ ہندو دل و دماغ اس جذبہ اطاعت کو جو وہ اپنے آسمانی صحائف کے ساتھ رکھتا ہے۔ ایک سیاسی لیڈر کی طرف منتقل کر دے۔ جو آخر کار ایک کمزور اور ضعیف ہستی ہے۔

گاندھی جی کے رویہ میں تبدیلی

مندروں کے داخلہ کے متعلق مہاتما گاندھی اور قدامت پسند ہندوؤں میں جو بحث و مباحثہ جاری ہے۔ اس کا نتیجہ خواہ کچھ ہو۔ اس امر میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ موجودہ حالات میں حصول آزادی کیلئے ہندوستانیوں کی عظیم الشان سیاسی جدوجہد اپنی جگہ اچھوت پن کو دے رہی ہے۔ اس بات کے آثار و قرائن موجود ہیں۔ کہ مہاتما گاندھی اس مہم کو اس طرح پورے جوش کے ساتھ سرانجام دینا چاہتا ہے۔ کہ سول نافرمانی کا خیال انہیں اگر ہمیشہ کیلئے نہیں۔ تو کم از کم کچھ عرصہ کیلئے ترک کرنا پڑیگا۔ ایک وقت تھا۔ کہ اس عظیم الشان لیڈر نے اس امر کو پوری صفائی کے ساتھ واضح کر دیا تھا۔ کہ یا تو وہ ہندوستان کیلئے آزادی حاصل کریں گے۔ یا اس عظیم الشان سیاسی جدوجہد میں جو سول نافرمانی کے نام سے جاری ہے۔ اپنی جان دیدیں گے۔ لیکن آزادی کا نصب العین ہمیشہ کی طرح بہت دور رہنے کی وجہ سے اب وہ اس بات پر مرنے کیلئے تیار ہیں کہ اچھوتوں کو مندروں میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔

گول مول باتیں

مہاتما گاندھی کے رویہ میں خود ان کے پیروؤں نے بھی تبدیلی محسوس کی ہے۔ ان کا اپنا بیان ہے۔ کہ انہیں صاف طور پر کہا گیا ہے۔ کہ کانگرسیوں میں اس امر پر سخت لے دے ہو رہی ہے۔ کہ کہ اچھوت پن کے خلاف جو شورش انہوں نے برپا کر رکھی ہے۔ وہ سول نافرمانی کی تحریک کو جو انہیں اور ان کے پیروؤں کو جیل کے اندر لیجانے کا موجب ہوئی۔ لحیکدار بنا دیتی ہے۔ دونوں ایک ہی وقت میں جاری نہیں رکھی جا سکتیں۔ اور فی الحقیقت ان میں سے ایک کو دوسری کے لئے قربان کرنا پڑے گا۔ مہاتما گاندھی نے اس سوال پر براہ راست غور نہیں کیا۔ اور یہ کہہ کر بات کو ٹال دیا ہے۔ کہ خود اپنے لئے انہوں نے ایک اور چیز کا اضافہ اپنے پروگرام میں کر لیا ہے لیکن دوسروں کو سول نافرمانی یا اچھوت پن کے خلاف جہاد کے کاموں میں سے کوئی ایک اپنے لئے منتخب کر لینا چاہیئے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"یہ میری بیوقوفی ہوگی۔ اگر گن وہیں۔ کہ میں ان تمام استعدادوں کو جو مجھے دی گئی ہیں استعمال نہ کروں۔ جبکہ مجھے ان کے استعمال کا موقعہ دیا جائے۔ میں نے تمام استعدادوں کو جو میں رکھتا تھا۔ سول نافرمانی کے لئے استعمال کیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ ہریجنوں کی خدمت کیلئے بھی مجھے قابلیت عطا کی گئی ہے۔ جسے میں استعمال کر سکتا ہوں۔ اور میں اسے استعمال کر رہا ہوں۔ ایسا کرنے میں میں نے اپنے موجودہ دھرم یا فرائض دینی سے اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اس کے ساتھ اچھوتوں کی خدمت کے کام کو بڑھا لیا ہے۔ اسی لئے انتخاب کا کوئی سوال میرے سامنے نہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ جو لوگ جیلخانہ کی چار دیواری سے باہر ہیں۔ ان کا معاملہ اور ہے۔ وہ لوگ جو سول نافرمانی کرنیوالے ہیں۔ انہیں یہ فیصلہ کرنا ہے۔ کہ وہ اسی کام کو جاری رکھیں۔ یا اچھوت پن کے خلاف کام شروع کریں۔

گاندھی جی کی پوزیشن عقلمندانہ نہیں

یہ پوزیشن جو مہاتما گاندھی نے اختیار کر رکھی ہے عقلمندانہ پوزیشن نہیں۔ اگر وہ اپنے موجودہ فرائض کے ساتھ اچھوت پن کے خلاف جہاد کا کام کر سکتے ہیں۔ تو دوسرے لوگ کیوں ایسا نہیں کر سکتے اور اگر دوسروں کو سول نافرمانی اور اچھوت پن کے کام میں انتخاب کرنا ہے۔ تو انہیں خود ایسا کیوں نہیں کرنا چاہیئے۔ اور ہر شخص جو آپ کے بیان کو پڑھیگا۔ یہ یقین کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ مہاتما جی اچھوتوں کیلئے جان دیدینے کا فیصلہ کر کے پہلے ہی اس کام کو اپنے لئے انتخاب کر لیا ہے۔ آپ رہا ہونے کے بعد اس فیصلہ کے اس طرح پابند ہونگے جس طرح اب جیل کے اندر اس کے پابند ہیں۔ اور پھر بعینہ اسی پوزیشن میں ہونگے جس میں اب سول نافرمانی کرنیوالوں کو رکھتے ہیں۔ اور وہ پوزیشن خود انہی کے الفاظ میں یہ ہے:۔

"لیکن ایک سول نافرمانی کرنے والا کسی خاص ضرورت کے ماتحت اچھوت پن کے خلاف کام شروع کر سکتا ہے اگر وہ یہ خیال کرتا کرتی ہے۔ کہ کوئی منضبط طاقت مقاومت اس میں باقی نہیں رہی۔ یا مقاومت کی سپرٹ ختم ہو چکی ہے۔ یا اب سول نافرمانی جیسی کوئی تحریک ہی باقی نہیں رہی۔ اور تمام قسم کی آئینی مخالفت اور مقابلہ خلاف اخلاق یا خلاف تہذیب ہے"

راسخ العقیدہ ہندوؤں کے جذبات

لیکن اگر مہاتما گاندھی اپنی تمام طاقت اچھوت پن کی مہم پر صرف کر دیں۔ جیسا کہ قبل ازیں سول نافرمانی کی تحریک میں انہوں نے اپنی پوری طاقت صرف کی۔ تو بھی اس پیچیدہ سوال کے حل کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ داخلہ منادر کے خالص مذہبی سوال پر وہ فاقہ کشی کر کے اپنے آپ کو موت کے منہ میں دے سکتے ہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں مخلوط یا جداگانہ انتخاب کے سیاسی سوال پر وہ ایسا کر چکے ہیں۔ لیکن اگرچہ اس سیاسی سوال میں انہیں کامیابی حاصل ہوگئی۔ مگر اس مذہبی سوال میں کامیابی کی امید بہت ہی موہوم امر ہے۔ کیونکہ اس کا اثر راسخ العقیدہ ہندوؤں کی وسیع اکثریت کے مذہبی معتقدات پر پڑتا ہے۔ وہ شاستروں کو اگر وہ عقل عامہ انصاف و مساوات کے اصولوں کے خلاف ہوں۔ پرے پھینک سکتے ہیں۔ لیکن راسخ العقیدہ ہندوؤں کی ذہنیت یہ نہیں۔ ساتن سبھاؤں نے تمام ملک کے طول و عرض میں اپنی پوزیشن کو صاف کر دیا ہے۔ ان کا خیال ہے۔ کہ ہندو منادر میں اچھوتوں کا داخلہ شاستروں کے خلاف ہے۔ اور ایک قانون بنا کر اس کو عمل میں لانا حکومت کی مذہب میں مداخلت اور مذہبی غیر جانبداری سے انحراف ہے۔ بہت سی عرضداشتیں وائسرائے کی خدمت میں پہنچ چکی ہیں جن میں یہ درخواست کی گئی ہے۔ کہ داخلہ منادر کے بل کو منظور نہ کیا جائے اور تازہ ترین برقی پیغامات میں "ملک میں ایک مذہبی جنگ برپا ہونے کا امکان ظاہر کیا گیا ہے۔

گاندھی جی کا دعوےٰ اور دلائل

مہاتما جی کا خیال ہے۔ کہ راسخ العقیدہ ہندوؤں کا ایک فریق ان کی حمایت میں ہے۔ ایک بیان انہوں نے شائع کیا ہے جس میں بتایا ہے۔ کہ سناتنیوں کے دو گروہوں میں انہوں نے مناظرہ کرایا۔ اور اس مناظرہ سے انہیں یہ یقین ہو گیا۔ کہ جو پوزیشن انہوں نے اختیار کی ہے۔ وہ ہندو شاستروں کے عین مطابق ہے۔ اس فریق کی طرف سے جو داخلہ منادر کی حامی ہے۔ انہیں بتایا گیا ہے کہ ہندو دھرم شاستروں میں اچھوتوں کی تمام جماعتوں کا ذکر ہے۔

(۱) وہ لوگ جو پیدائشی طور پر اچھوت قرار دیئے گئے ہیں یعنی وہ جو ایک شودر مرد اور برہمن عورت کے اختلاط کا نتیجہ ہیں

(۲) وہ لوگ جو پانچ بدترین گناہوں اور ایسے اعمال کے مرتکب ہوں جنہیں ہندو مذہب میں سخت برا قرار دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم شنبہ ۱۳- ذیقعدہ ۱۳۵۱ ہجری | نمبر ۱۵

قادیان کا ایک واقعہ

معاصر الفضل کیلئے درس عبرت

ماہ فروری ۱۹۳۳ء کے پہلے ہفتہ میں مشہور قادیانی مبلغ مولوی عبدالرحیم صاحب درد عازم انگلستان ہوئے۔ جب موصوف جہاز کے انتظار میں بمبئی میں تشریف فرما تھے تو وہاں کی قادیانی جماعت کے صدر کو جناب میاں صاحب نے بذریعہ تار حکم بھیجا کہ جہاز پر سوار ہونے سے قبل مولوی صاحب کے اعزاز کی خاطر ان کے گلے میں پھولوں کا ایک ہار "خلیفہ وقت" کی طرف سے اور چار ہار دنیا کے شمال جنوب مشرق اور مغرب کے احمدیوں کی طرف سے ڈالے جائیں۔ چنانچہ وفا شعار مریدوں نے جہاز کی روانگی سے قبل ساحل سمندر پر اس دلچسپ فرمان کی تعمیل کی۔ عام طور پر اس عجیب وغریب رسم کو جناب میاں صاحب کی جدت پسندی کا کرشمہ سمجھا گیا لیکن دراصل معاملہ کچھ اور تھا جس کو معاصر "الفضل" نے اپنی ۲- مارچ کی اشاعت میں پوری طرح بے نقاب کیا ہے جسے ہم اس کے اپنے الفاظ میں ہی پیش کرتے ہیں۔ ہار ڈالنے والی رسم مندرجہ ذیل واقعہ کی تلافی کیلئے تھی

"جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے جب ۲- فروری کو تبلیغ اسلام کیلئے لنڈن روانہ ہونے والے تھے تو بعض طلباء اور مدرسین نے کسی بنا پر جناب درد سے ناراض ہونے کی وجہ سے ان کے متعلق ایسا رویہ اختیار کیا جس سے ان کی تذلیل منظور تھی ...... ان کے روانہ ہو جانے کے بعد دوسرے دن یعنی ۳- فروری کو حضرت خلیفۃ المسیح کو اس کے متعلق اطلاعات پہنچیں تو حضور نے ۳- فروری کے خطبہ میں ان ناشائستہ حرکات کا ارتکاب کرنے والوں کے متعلق سخت رنج و افسوس کا اظہار فرمایا۔ اور ساتھ ہی تحقیقات کیلئے ایک کمیشن مقرر کرنے کا اعلان فرمایا۔ ۴- فروری سے حضور نے اس معاملہ کی تحقیقات بذات خود شروع فرمائی اور اپنے ساتھ بطور مشیر حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب بی اے۔ جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر اعلیٰ اور جناب مفتی صاحب کو شامل کیا۔ یہ تحقیقات ۱۰- فروری تک جاری رہی۔ اس دوران میں حضور معہ اپنے مشیروں کے کئی کئی دن رات کے ۱۲-۱۲ بجے تک مصروف رہے

واقعہ کے ایک حصہ کی تحقیقات ختم کر لینے کے بعد اس کے نتائج کے متعلق ۱۰- فروری کے خطبہ جمعہ میں جناب میاں صاحب نے ایک اعلان فرمایا جس کا ضروری حصہ موصوف کے الفاظ ہی میں درج ذیل ہے:-

"درد صاحب کے جانے کے موقعہ پر بعض لوگوں نے جو خلاف شریعت، خلاف اخلاق اور خلاف روایات سلسلہ احمدیہ بعض حرکات کی ہیں جن میں سازش اور منافقت کا رنگ پایا جاتا ہے میں نے معہ مشیران مذکورہ بالا ہفتہ کے دن تمام معاملہ کی تحقیقات کی ہے اور میں افسوس سے اعلان کرتا ہوں کہ بات اس سے بھی زیادہ اہم و افسوسناک تھی جس قدر کہ مجھے گذشتہ خطبہ کے وقت نظر آئی تھی بعض ایسے لوگ اساتذہ میں سے بھی ہیں جن کے فعل کی برائی حد سے بڑھی ہوئی ہے اور انہوں نے اپنے افعال سے اپنے آپ کو اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے کہ ان کے معاملہ پر خاص غور کیا جائے"

اس ارشاد کے بعد جناب میاں صاحب نے "ملزموں" اور ان کے جرائم کی جو فہرست بیان فرمائی وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:-

(۱) تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ منافقانہ حرکات صرف طلباء تک محدود نہ تھے بلکہ بعض ذمہ دار کارکنوں پر بھی فرائض کو پوری طرح ادا کرنے اور بعض صورتوں میں دوسروں کو نصیحت یا اشارتاً تحریک کا الزام آتا ہے

(۲) جامعہ احمدیہ کے طلباء میں سے مولوی ظہور الحسن صاحب۔ مولوی احمد خاں صاحب اور مولوی محمد صالح صاحب کے خلاف یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ ان سے مندرجہ ذیل افعال سرزد ہوئے (الف) لڑکوں کو پارٹی کے بائیکاٹ کی تحریک (ب) روانگی کے وقت "خلیفہ وقت" کی موجودگی میں ناجائز مظاہرہ کرنا اور گندے الفاظ کا استعمال (ج) دعا جیسی مقدس چیز کی ہنسی اڑانا

(۳) محمد اسماعیل صاحب ... طالب علم مدرسہ احمدیہ نے دوسروں کو خلیفہ وقت کی موجودگی میں متشددانہ اور معاندانہ رویہ اختیار کرنے کی تحریک کی اور خود بھی اس کے ارتکاب کا ارادہ ظاہر کیا۔

(۴) عبدالقیوم بنگالی طالب علم دوران نماز نے درد صاحب کے لئے بددعا کی۔

(۵) ظفر احمد طالب علم ساکن بھڈیار نے درد صاحب کے متعلق جھوٹا پروپیگنڈا کیا۔

(۶) ماسٹر محمد فضل داد صاحب مدرس مدرسہ ہائی درد صاحب کے متعلق نامناسب طور پر جذبات کینہ توزی کا اظہار کرتے رہے۔

مندرجہ بالا "مجرموں" کو بارگاہ خلافت سے بائیکاٹ کی سزا دی گئی جو اظہار معافی کے بعد واپس لے لی گئی۔ واقعات سب کے سامنے ہیں "خلیفہ وقت" کا ایک خاص الخاص مصاحب یورپ روانہ ہو رہا ہے اور "دار الخلافہ" کی درسگاہوں کے نوجوان افسر۔ اساتذہ۔ مولوی اور طلباء "خلیفہ وقت" کی موجودگی میں اس مصاحب کے متعلق خلاف شریعت، خلاف اخلاق، اور کینہ سازشیں کر رہے ہیں۔ اس کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا ہوتا ہے۔ گالیاں دی جاتی ہیں۔ گندے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ تمسخر کیا جاتا ہے۔ بددعائیں دی جاتی ہیں "جذبات کینہ توزی" کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا جناب میاں صاحب اور معاصر "الفضل" کو بھی اقرار ہے ورنہ اصل معاملہ اس سے بہت زیادہ شدید ہے جتنا کہ ظاہر کیا گیا ہے۔ جس کے اظہار کی ہمیں ضرورت نہیں۔

ہم معاصر "الفضل" سے جو جماعت احمدیہ لاہور کے اراکین کے آپس کے مخلصانہ و معمولی اختلاف رائے پر زمین آسمان کے قلابے ملانے کا عادی ہو چکا ہے۔ مؤدبانہ سوال کرتے ہیں کہ اس واقعہ اور اپنے "ہونہار طلباء" اور "قابل فخر مدرسین" کی ان حرکات کے متعلق اس کا کیا خیال ہے۔ ہم نے ۔ فروری کے پرچے میں میاں صاحب کو مخاطب کرتے ایک چھوٹا سا نوٹ لکھا اس کے جواب میں اس نے ہمارے معمولی اختلاف رائے کو سامنے رکھ کر وہ وہ خلاف تہذیب باتیں کہیں جن پر دیانت و تہذیب نے اپنا سر پیٹ لیا۔ کیا دوسروں کے تنکوں کی تلاش کرنیوالے "الفضل" کو اپنے یہ "شہتیر" نظر آتے ہیں یا نہیں؟ "الفضل" کی طرح طعنہ زنی اور عیب جوئی ہمارا شیوہ نہیں اگر یہ بات ہوتی تو ہمیں قادیان کے اس سے بہت زیادہ افسوسناک واقعات کا پوری پوری تفصیل سے علم ہے ہم انہیں پیش کر سکتے تھے لیکن یہ ہمارا مقصد نہیں۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ "الفضل" اس قسم کے واقعات سے عبرت حاصل کرے۔ اور دوسروں کے متعلق کچھ کہنے سے قبل ذرا گھر کی حالت پر غور کر لیا کرے۔ اس نے جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق فسانہ طرازی اور بہتان تراشی کا جو شیوہ اختیار کر رکھا ہے وہ جناب میاں صاحب کے بیان کردہ مجرموں کی سازشوں اور کینہ حرکتوں سے بھی زیادہ قابل نفرت ہے۔

اخبار "لائٹ"

موجودہ زمانہ میں اخبارات کی ضرورت و اہمیت کو نظر انداز کر دینا ایک زبردست غلطی ہے۔ جہاں تک مادی ذرائع کا تعلق ہے۔ اعلیٰ درجہ کے اخبارات کا وجود قوموں کی بقا و ترقی کیلئے ازبس ضروری ہے۔ اور جب کوئی قوم خاص تبلیغی مشن رکھتی ہو تو اس کے لئے پریس کی اہمیت دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ہمیشہ افراد جماعت کو اخبارات کی طرف خاص طور پر متوجہ کرتے رہتے ہیں۔ اردو ہماری قومی و ملکی زبان ہے۔ ہمارے مذہبی و تاریخی لٹریچر کا ایک وافر حصہ اس میں منتقل ہو چکا ہے۔ جہاں تک جماعت کی تنظیم، ہندوستانی مسلمانوں اور برادران وطن کے ایک کثیر حصہ سے تبادلہ خیالات کا تعلق ہے۔ ہمارا واحد اردو آرگن پیغام صلح اس فرض کو بخوبی انجام دے سکتا ہے۔ اور اپنی طاقت و بساط کے مطابق

دے رہے ہیں۔ لیکن موجودہ حالات انگریزی اخبارات کا بھی مطالبہ کر رہے ہیں۔ انگریزی ایک وسیع۔ ترقی یافتہ اور عالمگیر زبان ہونے کے ساتھ حکومت وقت کی سرکاری زبان بھی ہے ہندوستان کے تمام صوبوں کے اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے اور امریکہ و انگلستان کے علاوہ ایشیا و یورپ کے اکثر ممالک کے اہل علم افراد میں بھی سمجھی جاتی ہے ان حقائق کی روشنی میں آپ اردو اخبار کے ساتھ ساتھ انگریزی اخبار کی ضرورت کا بھی بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ "لائٹ" ہماری جماعت کا ہفتہ وار انگریزی اخبار ہے۔ مولانا محمد یعقوب خاں بی۔ اے اس کے ایڈیٹر ہیں۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ احباب اس اخبار اور اس کے فاضل ایڈیٹر کے کام سے ناواقف نہ ہوں گے۔ جماعت کے شاندار تبلیغی کارناموں میں "لائٹ" نے ایک نمایاں حصہ لیا ہے۔ اور لے رہا ہے۔ اس کے فاضل مدیر کی ہنگامہ انگیز اور عالمانہ طرز انشاء۔ وزن دار دلائل اور اصابت رائے مشرق و مغرب کے ہشیار روشن خیال اصحاب سے خراج تحسین وصول کر چکی ہے "لائٹ" کا وجود ہمارے لئے ایک نعمت ہے۔ اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ ہم پیغام صلح کے انگریزی خوان ناظرین اور سلسلہ کے تمام ایسے احباب و طلباء سے جو انگریزی زبان سمجھ سکتے ہیں۔ "لائٹ" کی خریداری و توسیع اشاعت کی درخواست کرتے ہیں۔ یورپ اور ہندوستان کا نوجوان اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ اسلام کی طرف خصوصیت سے مائل ہو رہا ہے۔ ان لوگوں میں "لائٹ" کے ذریعہ آسانی سے فرض تبلیغ انجام دیا جا سکتا ہے۔ احمدیوں کے علاوہ غیر از جماعت اور غیر مسلم افراد میں بھی توسیع اشاعت کی اچھی طرح کوشش کرنی چاہیئے۔ لائٹ کا چندہ سالانہ مبلغ پانچ روپیہ اور طلباء سے صرف تین روپے ہے۔ نمونہ کا پرچہ منیجر صاحب اخبار "لائٹ" احمدیہ بلڈنگس لاہور سے مفت طلب کیا جا سکتا ہے

الجمعیۃ کی تازہ "نوازش"

دہلی کے کوچہ بلیماران کی نامہ نہاد اور کانگریسی جمعیۃ العلماء کا آرگن "الجمعیۃ" ہمارا پرانا مہربان ہے۔ اس نے اپنے روز پیدائش ہی سے حق و صداقت کی مخالفت اور شرافت و دیانت سے قطع تعلق کا عزم کر رکھا ہے۔ اس لئے اس کی نوازشوں سے ہمیں حصہ ملنا لازم تھا۔ گو آج کل وہ اپنے ہندو آقاؤں کی تحریر نامہ تائید و تقلید سے بہت کم فرصت ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اپنے اس شغل عزیز سے تھوڑی بہت فرصت نکال کر ہم پر کوئی نہ کوئی "نوازش" فرما ہی دیتا ہے۔ اس کی ۸ر مارچ کی اشاعت کے صفحہ ۱۲ پر ایک بر قعہ پوش گر گیہ بیٹھ کا اسلام کے مقابل میں قدیم اور جدید عیسائیوں کا اتحاد "کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف مولویانہ شان سے دشنام طرازی اور بہتان تراشی کرنے اور اپنی بے دلیل و بے حقیقت الزامات کی فہرست دینے کے بعد جن کا بارہا مکمل جواب دیا جا چکا ہے۔ احمدیوں کو جدید عیسائی کہا گیا ہے۔ اس نوازش کا شکریہ لیکن گذارش یہ ہے۔ عیسیٰ پرستی کی لعنت میں تو آپ لوگ گرفتار ہیں۔ آپ نے حضرت عیسیٰ کے متعلق قرآن و حدیث کے خلاف عیسائیت کی قسم کے بے شمار ایسے عقائد وضع کر رکھے ہیں۔ جن سے اسلام کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور عیسائی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آپ اسلام کے مفاد اور صحیح تعلیم سے بے پروا ہو کر ان عقائد پر مصر ہو رہے ہیں۔ اور لڑنے مرنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے آپ کے اور عیسائیوں کے غلط عقائد کا ابطال کر کے عیسائیت پر ایک ایسی ضرب لگائی ہے۔ جس سے اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ آج بھی مرزا کے خادم تمام دنیا میں عیسائیت کا کامیاب مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس لئے "جدید عیسائی" کا لقب احمدیوں کیلئے نہیں۔ بلکہ جمعیۃ العلماء کے ملاؤں اور ان کے ہم مشربوں کیلئے موزوں ہے۔ عیسائیوں اور ملانوں کے عقائد کو سامنے رکھ کر یہ حقیقت بھی صاف روشن ہو جاتی ہے۔ کہ کم از کم عقائد کے لحاظ سے ان دونوں نے اسلام کے مقابلہ میں اتحاد کر رکھا ہے۔ جس کا مقابلہ صرف احمدیت کر سکتی ہے۔

جناب بیرن حیدرآباد میں

اعلیٰحضرت حضور نظام سے ملاقات

ہمارے نامہ نگار مقیم حیدرآباد کا جو آخری خط موصول ہوا ہے۔ وہ ۷ر مارچ کا لکھا ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے۔ کہ کل یعنی آج کو صبح دس بجے اعلیٰحضرت حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے قصر شاہی (کنگ کوٹھی مبارک) میں جناب بیرن حضرت مولانا صدرالدین صاحب اور جناب شیخ محمد عبد اللہ کو شرف باریابی عطا فرمایا۔ اور تقریباً نصف گھنٹہ تک گفتگو فرماتے رہے۔ شاہ عالیجاہ نے جناب بیرن کے ذاتی حالات اور برلن مسجد اور مشن کے کوائف خاص طور پر دریافت فرمائے۔ اور انہیں سنکر مسرور ہوئے

ولیعہد بہادر کی طرف سے دعوت چائے

۱۰ر مارچ کو شہزادہ ولیعہد بہادر نے دعوت چائے دی اور بڑے تپاک سے عالمانہ و دوستانہ گفتگو کرتے رہے شہزادہ والا شان ۱۹۳۱ء میں عید الضحےٰ کے موقعہ پر برلن مسجد میں تشریف لیگئے تھے۔ دوران گفتگو میں مسجد مذکور کا ذکر بھی ہوتا رہا سلسلہ گفتگو تقریباً پون گھنٹہ تک جاری رہا جناب بیرن شہزادہ عالیجاہ کے اخلاق حسنہ سے بے حد متاثر ہوئے۔

نماز جمعہ

جناب بیرن نے ۳ر مارچ کو نماز جمعہ سکندرآباد کی مسجد میں ادا کی۔ بعد نماز حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے ممدوح کا تعارف کرایا۔ اور حاضرین کی زبردست خواہش پر جناب بیرن نے ایک مختصر تقریر کی۔

خدا کے مخفی ہاتھ کی حرکت

کچھ عرصے سے مشرق کا مشہور ملک جاپان مغرب کی مادہ پرستی اور الحاد پروری کی تقلید میں خدا کو بھول رہا ہے۔ وہ اپنی طاقت و دولت کے نشے میں چور ہے۔ حصول زر اور غریبوں پر ظلم و تعدی کو اس نے اپنا وطیرہ بنا رکھا ہے۔ چند سال ہوئے۔ اس کے ایک ملحد وزیر اعظم نے انتہائی غرور سے کہا تھا۔ کہ ہم خدا کو نہیں جانتے۔ اور نہ اسے اپنے ملک میں گھسنے دیں گے۔ اس اعلان الحاد و غرور کے تھوڑے عرصہ بعد ہی خدا کا مخفی ہاتھ ایک تباہ کن زلزلے کی صورت میں جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے عاجز ہے۔ حرکت میں آیا۔ اور جاپان کو معلوم ہو گیا۔ کہ خدا ہے۔ اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ چین و جاپان کی موجودہ کشمکش سے اخبار بین اصحاب پورے طور پر واقف ہیں۔ اس سلسلے میں جاپان نے ہر جگہ اور ہر موقع پر اپنی طاقت و تنظیم کو دلیل بنایا ہے۔ جائز و ناجائز کی اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں۔ وہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے اصول کا پابند ہے۔ جاپانی فوجیں چینی علاقہ پر کامیاب یلغار کر رہی ہیں۔ عین اس وقت جبکہ ان کی کامیابی کی پے در پے خبریں آ رہی ہیں۔ مغرور جاپان کی اپنی حدود میں زلزلہ آتا ہے۔ اور چند گھنٹے میں اس سے کہیں زیادہ نقصان ہو جاتا ہے۔ جتنا کہ اس نے مہینوں میں چین کو پہنچایا تھا۔ یا پہنچا سکتا ہے۔ تمام مادی ساز و سامان تار برقی اور لاسلکی، ہوائی جہاز اور موٹریں، فوجیں اور توپخانے، آبدوز کشتیاں اور بحری جہاز سب کچھ دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور منٹوں میں ہزاروں آدمی ہلاک، زخمی اور مفقود الخبر ہو جاتے ہیں بے شمار عالیشان مکانوں کی اینٹ سے اینٹ بج جاتی ہے گاؤں کے گاؤں اور قصبوں کے قصبے صفحہ ہستی سے معدوم ہو جاتے ہیں سمندر میں طوفان آتا ہے۔ کوہ پیکر جہاز تنکوں کی طرح سطح آب پر تیرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ دنیا مادی ساز و سامان کی بے حقیقتی اور انسان کی قوت و غرور کے انجام کا ایک بار اور نظارہ کر لیتی ہے۔ انسان خدا کو مانے یا نہ مانے۔ اس کا مخفی ہاتھ فضل اور عذاب دونوں رنگوں میں حرکت میں آتا رہتا ہے۔

ایک سوال؟

ظفر علی خاں اور اس کے رفقاء کے مقدمہ کی کیفیت گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ عدالت نے تا فیصلہ مقدمہ تمام ملزمین سے دو دو ہزار روپے کی ضمانت نیک چلنی اور پانچ پانچ صد کی ضمانت حاضری طلب کی تھی۔ ظفر علیخاں، عبدالحنان۔ لال حسین اور احمد یار نے ضمانت نیک چلنی دینے سے قطعاً انکار کر دیا۔ اور ایسا کرنے کو طے شدہ فیصلہ کی خلاف ورزی اور اپنی توہین ظاہر کیا۔ لیکن مولوی احمد علی، محمد بخش مسلم اور مولوی حبیب نے چپکے سے نیک چلنی اور حاضری کی دونوں ضمانتیں داخل کر دیں۔ اب سوال یہ ہے۔ ان لوگوں میں سے کس کا طریق عمل صحیح تھا۔ ظفر علی خاں کے اپنے قول کے مطابق نیک چلنی کی ضمانت دینے کا مطلب اپنے تئیں بدمعاش تسلیم کر لینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ اگر ظفر علیخاں کا قول و عمل صحیح ہے تو باقی تین ملزموں کے متعلق زمیندار اور اس کے ہم مشربوں کا کیا ارشاد ہے؟ بخلاف اس کے مولوی احمد علی کا طرز عمل درست ہے۔ تو ظفر علیخاں اور ان کے ساتھیوں کی تعریف و توصیف کس اصول پر کی جاتی ہے۔ اور ان کی قربانی کا ڈھول کس برتے پر پیٹا جاتا ہے کیا اس پر کوئی روشنی ڈالی جائے گی؟

تنقید

سرمہ تجلی ہمارے پاس بغرض ریویو ارسال کیا گیا ہے۔ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے مفید ثابت ہوا ہے۔ اور ایک دوست کا ذاتی تجربہ اس کی تائید کرتا ہے۔ امید ہے سرمہ استعمال کرنے والے حضرات اس سرمہ کو مفید پاکر دوسرے سرموں پر ترجیح دینگے قیمت فی تولہ دو روپیہ تین ماشہ عہ ملنے کا پتہ: منشی محمد ظہور ناصر شاہدولہ گیٹ گجرات پنجاب

مسلمانوں کی بدنصیبی کا مظاہرہ

مسلم کانفرنس اور مسلم لیگ مسلمانان ہند کی دو مقتدر سیاسی انجمنیں ہیں جن کو قوم کی زبردست اکثریت کی حمایت و ہمدردی حاصل ہے اور اس اکثریت نے اپنی تمام سیاسی امیدوں کو ان جماعتوں کے ساتھ وابستہ کر رکھا ہے بعض مسلم اکابر کا خیال تھا کہ دونوں انجمنوں کے مقاصد پالیسی اور طریق کار بالکل مشترک ہیں۔ اس لئے ان کا الحاق کر دیا جائے۔ اس غرض سے ۵ مارچ کو دہلی میں دونوں کے ایگزکٹو بورڈوں کا علیحدہ علیحدہ جلسہ منعقد ہوا۔ ایک فریق الحاق کا زبردست حامی، دوسرا سخت مخالف تھا مسلم کانفرنس میں تو معمولی چپقلش کے بعد یہ قرارداد منظور ہو گئی۔ اس کے بعد مسلم لیگ کا جلسہ منعقد ہوا اس میں کیا ہوا۔ آہ! اس کو کس طرح بیان کیا جائے۔ شور، ہنگامہ طعنے، آوازے، گالیاں، ہاتھا پائی، مکے، گھونسے چھڑیوں کا آزادانہ استعمال، معزز صدر کا معزز ممبروں کی خواہشوں کو ٹھکرانا اور ممبروں کی ایک معقول تعداد کا صدر کے خلاف قرارداد ملامت منظور کرنا یہ اس اجلاس کی کارگذاری کا خلاصہ ہے۔ اب شامل ہونے والے قابل عزت ممبر ایک دوسرے کے خلاف بیان شائع کر رہے ہیں۔ کوئی کہ رہا ہے۔ فلاں نے فلاں کو گالی دی۔ کسی کا ارشاد ہے۔ کہ فلاں نے فلاں کو کرسی سے نیچے گرا دیا۔ اور مکا رسید کیا۔ دشمن خوش ہو رہے ہیں۔ برادران وطن مسلمانوں کے اس قابل شرم انتشار اور خانہ جنگی پر قہقہے لگا رہے ہیں۔ ... صاحبان نے اس کا جو کچھ اثر لیا ہو گا، وہ بھی محتاج بیان نہیں۔ ہم الحاق کی تجویز کی مخالفت یا موافقت میں کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ ہم اس امر کا فیصلہ کرنے بھی نہیں بیٹھے۔ کہ غلطی کس کی تھی۔ اور زیادتی یا تعدی کس فریق کی طرف سے ہوئی۔ اس قسم کے واقعات پڑھ کر دل پر چوٹ لگتی ہے۔ جذبہ غم بے اختیار الفاظ کی صورت میں زبان کے قلم پر آجاتا ہے۔ صرف اسی کا اظہار مقصود ہے۔ یہ مسلمانوں کے سیاسی اکابر کا اجتماع تھا۔ اس میں ایسے افسوسناک واقعات پیش آنا ہر صورت میں قوم کے لئے باعث ندامت ہے۔ خواہ زید نے بکر کو گالی دی ہو۔ یا بکر نے زید کے گھونسہ رسید کیا ہو۔ ...... موجودہ نازک زمانہ اور مسلمان لیڈروں کی اس جنگ کو دیکھتے ہوئے دل کانپ اٹھتا ہے۔ اس کو مسلمانوں کی بدنصیبی کے مظاہرے کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے

مسٹر حمید ڈیر کا قبول اسلام

خدا کا شکر ہے۔ کہ غیر مسلم اقوام کا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ نہایت سرعت سے اسلام کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔ اور ان میں سے سعید روحیں یکے بعد دیگرے دین فطرت کو قبول کر رہی ہیں۔ گذشتہ چند یوم میں ہندوستان کے اندر دو معزز اور بلند پایہ اخبار نویسوں نے مع اہل و عیال اسلام قبول کیا۔ دونوں اصحاب اپنی اپنی سوسائٹیوں میں بلند مرتبہ رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک نومسلم دوست شیخ خالد لطیف صاحب (مسٹر کنہیا لال گوبا) کا ذکر خیر گذشتہ اشاعت میں ہو چکا ہے۔ دوسری قابل فخر ہستی ایک یورپین فاضل شیخ حمید ڈیر (مسٹر ایم پال ڈیر) چیف جوائنٹ ایڈیٹر اخبار ٹائمز آف انڈیا بمبئی ہیں۔ یہ خوشخبری اس سے قبل پیغام صلح میں شائع ہو چکی ہے۔ قبول اسلام کے بعد سعید الفطرت نومسلم اور انکی اہلیہ محترمہ نے جو بیان اشاعت کیلئے دیا ہے۔ اس کا خلاصہ درج ذیل کیا جاتا ہے مسٹر حمید فرماتے ہیں۔ کہ:-

میں سب سے اول اسلام کی طرف اس وقت مائل ہوا جبکہ مصری ایجپشن گزٹ کا اسسٹنٹ ایڈیٹر تھا میں تعطیل کے دنوں میں صحرائے سقارہ میں اہرام کے زینوں پر مسٹر فرتھ آثار ... کی آثار قدیمہ کی تحقیقات میں مدد کرتا تھا۔ ایک دن دوران تحقیقات میں ہمیں خون سے لکھا ہوا ایک کتبہ ملا جس میں مرقوم تھا۔ کہ فرعون کی مہم فلسطین سے صرف راقم الحروف ہی زندہ واپس آیا ہے۔ زمین کھودنے پر ریت میں سے ہمیں اس کا ڈھانچہ بھی ملا۔ اسی شام کو میں صحرا میں بیٹھا اس واقعہ سے متاثر ہو کر زندگی و موت کے مسئلہ پر غور کر رہا تھا۔ کہ صحرا کی لامحدود وسعت میں مجھے اس بات کا احساس ہوا کہ یہاں کے مناظر صاف بتا رہے ہیں۔ کہ خداوند تعالیٰ کی ذات کیسی ہے۔ وہ یقیناً لامحدود وسیع اور سب سے بڑھ کر یکتا ہو گی جو کسی طرح انسانی تخیلات کے دائرہ میں نہیں آ سکتی۔ غور و فکر اور عرب احباب سے تبادلہ خیالات ... کے بعد مجھے رفتہ رفتہ اس حقیقت کا احساس ہوا کہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کا اعلیٰ تخیل ... ایک وسیع وحدانیت کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ خدا کے متعلق عیسائیت کا تخیل مشرکانہ ہے۔ اگر میں مصر میں کچھ عرصہ اور قیام کرتا تو آج سے بہت قبل مسلمان ہو گیا ہوتا۔ لیکن ۱۹۱۶ء کے اختتام پر میں یورپ چلا گیا۔ اور باوجود کوشش کے مشرق میں نہ آ سکا۔ یورپ کے قیام کے دوران میں پرائیویٹ طور پر قرآن اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کرتا رہا۔ دراصل میں پانچ سال سے زائد عرصہ سے اسلام کا پیرو ہوں لیکن رسمی طور پر اس کا اعلان نہ کر سکا۔ دوسری تمام آسمانی کتابوں بالخصوص عیسوی مذہب کی کتاب میں بہت اختلافات پائے جاتے ہیں۔ جو انسانی سہو و خطا کے نتائج ہیں جن کی وجہ سے مجھے احساس ہوا کہ یہ کتابیں الہامات ربانی کے نتائج نہیں ہو سکتی ہیں۔ صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جو اختلافات سے بالکل مبرا اور حقیقی معنوں میں وحدت کے مقصد کی حامل ہے

ممتاز مریم صاحبہ کا بیان

موصوف کی اہلیہ محترمہ کا اسلامی نام ممتاز مریم صاحبہ تجویز ہوا ہے۔ جب موصوفہ سے سوال کیا گیا۔ کہ کیا انہوں نے صرف شوہر کی تقلید میں اسلام قبول کیا ہے۔ تو انہوں نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔ کہ میں زمانہ طالبعلمی میں اپنے رومن کیتھولک ساتھی ... سے ان کے مذہب کے مشہور مسائل کفارہ ... اعتراف گناہ اور تثلیث وغیرہ کے متعلق مباحثہ کیا کرتی تھی۔ کیونکہ یہ میری سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ اس کے بعد میں نے چند اسلامی کتابوں کا مطالعہ کیا جس کی وجہ مجھے آنحضرت صلعم کی ذات اور تعلیم سے عقیدت پیدا ہو گئی۔ حضرت مسیح اور رسول عربی کا مقابلہ کرنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا۔ کہ اگر موجودہ انجیل کی تعلیم پر عمل کیا جائے۔ تو انسان رہبانیت کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں رسول عربی کی تعلیم سے دین کے ساتھ دنیا بھی بن جاتی ہے۔ جب میں نے قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ پڑھا۔ تو مجھ پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا۔ کہ مذہب اسلام تو حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا مجموعہ اور نچوڑ ہے۔ پھر سب سے بڑی بات یہ کہ مذہب اسلام صرف ایک خدا وحدہٗ لاشریک کی بندگی کا حکم دیتا ہے۔ میں جتنا غور کرتی گئی۔ اسلام کی صداقت مجھ پر واضح ہوتی گئی۔ میرا شوہر بھی دین فطرت کی طرف مائل تھا۔ آخر ہم نے فیصلہ کیا۔ کہ اسی مذہب کو قبول کر کے اپنی دین و دنیا درست کریں۔

احمدیہ بستی اور مسلم ٹاؤن

برادران!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آٹھ سال کا عرصہ ہوا۔ میں نے ایک صحت افزا موقعہ پر لاہور شہر کے نواح میں ایک احمدیہ کی بستی بنانے کی تجویز کی تھی۔ تاکہ اشاعت اسلام کرنیوالی جماعت کے افراد ایک جگہ رہ کر اس کار خیر کے لئے مضبوطی کا باعث بن سکیں بہت سے احباب نے وہاں زمین خریدی۔ لیکن سوائے مخدوم محمد اشرف صاحب کے کسی نے اب تک وہاں مکان نہیں بنایا چونکہ اللہ تعالیٰ نے وہاں ہمیں اور زمین دیدی۔ میں نے ماڈل ٹون کی طرح کا ایک قصبہ مسلمانوں کیلئے تجویز کیا۔ اور احمدیہ بستی کو اس میں شامل کر لیا۔ جو کہ بفضلہ بہت کامیاب ہوا۔ اور اب وہاں بہت رونق ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے میری تجویز کامیاب کر دی ہے۔ اور وہ زمین جو بستی سے ملحق یا اندر ہے۔ اب پانصد روپیہ فی کنال فروخت ہو رہی ہے۔ ہر ایک ضرورت زندگی بغیر تکلیف کے وہاں مہیا ہو جاتی ہے۔ لیکن چند ایک اصحاب نے اصل لاگت پر زمین فروخت کرنی چاہی ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ پیشتر اس کے کہ کوئی فیصلہ غلاف کریں۔ وہ پہلے خود اس جگہ کو آکر دیکھیں۔ کہ کتنی رونق وہاں ہو رہی ہے۔ امید ہے۔ کہ پھر وہ ضرور ایسی جگہ کو چھوڑنے کی بجائے مکان بنانے کی کوشش کریں گے۔ ورنہ دو صد کی بجائے پانصد روپیہ فی کنال تو انہیں مل جاویگا۔ گھبرائیں نہیں

(سید محمد حسین شاہ)

معارف وہابیہ

مولوی ثناء اللہ امرتسری بھی عجیب دماغ کے آدمی ہیں۔ ان کے دماغ کو مخالفت مسیح موعود نے بالکل مختل کر دیا ہوا ہے۔ جو بات کہتے یا لکھتے ہیں۔ دماغ کو فارغطی دے کر کہتے اور لکھتے ہیں۔ ۳ مارچ کے اہلحدیث میں ارشاد ہوتا ہے۔ کہ غلام احمد بن چراغ بی بی کو مسیح ابن مریم منواتے ہیں۔ لیکن مولانا ہم انہیں لوگوں سے یہ منوانا چاہتے ہیں۔ جو ثناء اللہ بن خضر جو کو شیر مانتے ہیں۔ سوائے اس کے نہ اس جانور جیسی زندگی ہے نہ اس کا کام جانداروں کو چیر پھاڑ کر کھانا ہے۔ اگر ثناء اللہ بطور استعارہ ایک درندہ حیوان بن سکتا ہے۔ تو غلام احمد بھی مسیح ابن مریم بن سکتا ہے جو (موخر الذکر) ایک انسان تھے۔ انسان تو دوسرے انسان کا مثیل بن سکتا ہے۔ لیکن یہ وہابی معرفت عجیب ہے۔ کہ ایک چنگے بھلے انسان کو حیوان بنا دیا ہے۔ لیکن اعتراض دوسروں پر

ایک اور وہابی راولپنڈی سے بولے ہیں۔ کہ مسیح ابن مریم کو چونکہ وجیہاً فی الدنیا کہا گیا ہے۔ اس لئے اس کا لوگوں سے تازیانے کھانا۔ گالیاں سننا۔ گالیاں سننا۔ طمانچے کھانا اور صلیب پر چڑھائے جانا توہین انبیاء میں داخل ہے۔ قربان جائیے۔ چودھویں صدی کی وہابی عقل کے رحمۃ للعالمین نے تیرہ سال مکہ میں مخالفین سے بدتر سے بدتر مصائب اٹھائیں۔ پھر وہابی عقائد کے مطابق ابو الانبیاء حضرت ابراہیم کو مخالفین آگ میں ڈال دیں۔ تو یہ امور اہانت انبیاء میں داخل نہیں۔ لیکن اگر چودھویں صدی کے نیم عیسائی وہابیوں کے خدائی صفات رکھنے والے مسیح کو ذرا سا کانٹا بھی چبھ جائے۔ اور کوئی کہدے۔ کہ مسیح کو فلاں تکلیف ہوئی تھی۔ تو وہابی صاحبان آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ سنت انبیاء ہے۔ کہ ہر نبی اور ولی دنیا دار لوگوں اور ان کے علماء سے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھاتا رہا ہے۔ اور اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ نہ ایسی تکالیف اٹھانا ان کی بے عزتی اور توہین پر دلالت کرتا ہے۔

اگر یہ وہابی صاحب مولوی ثناء اللہ صاحب سے دریافت کر لیتے۔ تو وہ انہیں سابقہ اہلحدیث کا حوالہ دے دیتے۔ کہ مسیح یسوع اور ہے اور مسیح عیسٰے ابن مریم اور ہے۔ ان میں صرف نام کی مشارکت ہے۔

تیسرا انکشاف معرفت جو وہابی جماعت نے کیا ہے بالکل نیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کا شیر یعنی مولوی ثناء اللہ حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی معجزانہ پیدائش سے حضرت امام رازیؒ کی آڑ لے کر منکر ہے۔ پھر مولوی موصوف اسے حضرت صالحؑ کا نشان نبوت لکھتا ہے۔ جس سے حضرت صالح کی نبوت ثابت ہوئی تھی۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر وہ دلائل بھی ساتھ دیدیتا۔ کہ کس طرح اس اونٹنی سے حضرت صالحؑ کی نبوت ثابت ہوئی تھی۔ تاکہ اس کا صحیح مذہب معلوم ہو جاتا۔ مولوی موصوف ہمیشہ اہم مسائل کا جواب دیتے ہیں تو ذومعنی الفاظ استعمال کر کے اپنا پہلو بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ابھی گذشتہ دنوں ایک شخص لدھیانوی نے غیر منکوحہ لونڈیوں سے علاوہ چار شرعی بیویوں کے قربت کرنے کا سوال کیا۔ لیکن مولوی موصوف الزامی جواب دیکر بات ٹال گئے حالانکہ ان کا مذہب یہ ہے۔ کہ چار شرعی بیویوں کے علاوہ بے شمار زیدو غیر منکوحہ لونڈیوں سے مباشرت جائز ہے۔

آسٹریلیا میں ایک اسلامی نو آبادی

صحرائے آسٹریلیا میں جو ایشیا اور افریقہ کے بے آب وگیاہ خطوں سے بالکل مشابہ ہے۔ ایک اسلامی نو آبادی قائم ہے۔ یہ نو آبادی قدیم الایام میں اس وقت قائم ہوئی تھی۔ جبکہ افغانستان کے ساتھ اونٹوں کی تجارت کا سلسلہ معرض وجود میں آیا تھا۔ مسلمانوں کی اکثریت افغانی الاصل ہے جن کی ان سفید فام عورتوں کے ساتھ شادی ہو چکی ہے۔ جو اپنے مذہب کو چھوڑ کر حلقۂ اسلام میں داخل ہو چکی ہیں۔ اس عجیب و غریب اختلاط سے آسٹریلیا میں چمکدار بالوں اور سیاہی مائل چہروں والی عورتوں اور مضبوط مردوں کی ایک نسل پیدا ہو رہی ہے۔ جو وضع قطع کے اعتبار سے نصف مشرقی اور نصف اینگلو سیکسن معلوم ہوتی ہے۔

آسٹریلیا کا اندرونی حصہ صحرا کی مانند بالکل چٹیل ہے۔ جنوبی حصہ میں فیڈرل حکومت کی تعمیر کردہ ہزاروں میل لمبی ریلوے روڈ ہے۔ یہ سڑک جنگ عظیم سے قبل بنائی گئی تھی۔ ہزاروں میل کے اس قطعہ میں پانی کا نام و نشان تک نہیں۔ اور عدن کی مانند بارش بھی بالکل مفقود ہے۔ متعدد مقامات پر نل لگانے کی کوشش کی گئی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ پانی کی گہرائی قریباً تین سو فٹ ہے۔ اور وہ انتہا بے حد کھاری ہے۔ کول گارڈی میں سونے کی کان معلوم ہوتے وقت پانی کی تلاش کی فکر بھی دامنگیر ہوئی۔ اس زمانہ میں آئرلینڈ کے ایک باہمت نوجوان نے کول گارڈی کے شمالی علاقہ میں پانی دریافت کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ پانی بہت دور ہے۔ قلت آب کے باعث آئرش نوجوان کچھ زیادہ دولت فراہم نہ کر سکے۔ اور پانچ سال کی جدوجہد کے بعد واپس آئرلینڈ چلے گئے۔ اور اس عرصے میں جو سرمایہ فراہم کیا تھا۔ اس سے چند محلات تعمیر کر کے عیش کی زندگی شروع کر دی۔

افغانی ساربانوں کی آمد

ریلوے کے لئے تعمیری سامان کی نقل و حرکت کے لئے اونٹ استعمال کئے جاتے تھے۔ سونے کی برآمد کے لئے جو اونٹ استعمال کئے جاتے تھے وہ ناکافی ثابت ہوتے۔ تو مصر اور افغانستان سے اونٹوں کی ایک کافی تعداد منگوائی گئی۔ ان کے ساتھ ہی مشرقی ساربانوں کی ایک جماعت چلی آئی۔ بر تقدیر کہ سونے کی معادن تک جب ریلوے لائن تعمیر ہو گئی۔ تو افغانی اونٹوں کے استعمال کی ضرورت نہ رہی۔ چنانچہ ساربانوں کی یہ جماعت اپنے اونٹوں سمیت صحرا کے اندرونی حصہ میں چلی گئی۔ خانہ بدوشوں کے اس گروہ نے اس بے شجر و بے سکون [illegible] سکونت اختیار کر لی۔ سینکڑوں میل کا وسیع و عریض علاقہ ان کی صحرا نوردیوں کے لئے وقف تھا۔ اور انہیں مشرقی زندگی کی ہر آزادی حاصل تھی۔

وہ بود و باش کے اسی طریقہ پر قائم ہیں۔ اور ان کی حالت روز افزوں ترقی پر ہے۔ ایک چھوٹی سی برانچ ریلوے لائن اڈنا ہیڈ کے شمال سے شروع ہو کر بعض عرب آبادیوں میں سے آسٹریلیا کے اندر تک پہنچ گئی ہے۔ ابھی تک یہ آواز بلند نہیں ہوئی کہ یہ طرز عمل وائٹ آسٹریلین پالیسی کے خلاف ہے۔ لیکن جوں جوں یہ اسلامی نو آبادی ترقی کرتی گئی۔ اس اہم سوال کے پیدا ہونے کی توقع ہے۔ مشرقی الاصل مردوں اور آسٹریلین عورتوں کے درمیان باہمی ازدواج سے حالات نہایت عجیب ہو گئے ہیں۔ یہ عورتیں افغانوں کے عقد میں آ چکی ہیں۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور بعض تو ان میں سے حج بیت اللہ شریف سے بھی مشرف ہو چکی ہیں۔

جو مستورات اس ایشیائی نو آبادی میں شامل ہوتی ہیں۔ معاشرتی اعتبار سے خاص شہرت رکھتی ہیں۔ ایک صاحب جائداد عورت کی لڑکی کا ذکر ہے۔ کہ اس نے ہندوستان کے طول و عرض میں خوب سیر کی۔ اور رفتہ رفتہ اسلامی عقائد کی طرف اس کا میلان بڑھ گیا۔ شاہ امان اللہ خاں کے تخت افغانستان سے سبکدوش ہونے سے ایک سال قبل وہ شاہی محلات میں ماما کے عہدہ پر بھی مامور رہی۔ اس نے آسٹریلیا میں واپس آ کر اپنے خاندان کے احتجاج کے باوجود ایک نوجوان افغان شیخ کے ساتھ عقد کر لیا۔ اور اس کے بعد ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا حج کیا۔ اس کے تین بچے ہیں۔ چونکہ اس کا خاوند کسی قسم کی محنت و مشقت پسند نہیں کرتا تھا۔ اس لئے اس نے بعض آسٹریلین رسائل میں مضمون نگاری سے روپیہ کمانا شروع کر دیا۔ اس کا اسلامی نام بی بی رابعہ ہے۔

فرانسیسی خاتون کی شادی

ایک عورت جو پیرس میں اڈرین کے نام سے مشہور تھی۔ اس نو آبادی کی بزرگ ترین خاتون ہے۔ آج سے تیس سال قبل اس نے ایک ساربان گل محمد خاں نامی کے ساتھ عقد کیا تھا۔ یہی وہ شخص ہے۔ جو ساربانوں کے اولین گروہ میں آسٹریلیا کی طلائی معدنیات میں قدم زن ہوا تھا۔ وہ فرانس کے ایک معزز سیاح خاندان کی لڑکی تھی۔ اور گل محمد خاں بھی افغانوں کے ایک اونچے طبقے کا فرد تھا دونوں کا نکاح اسلامی شرع اور آسٹریلین قانون کے مطابق عمل میں آیا۔ اور دونوں نے صحرا میں سکونت اختیار کر لی۔ بیگم خاں حج کی سعادت بھی حاصل کر چکی ہے۔ اس کے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ یہ بچے خوب تربیت یافتہ ہیں۔

انہیں تین مختلف زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ اور موسیقی کے مختلف سازوں کے استعمال میں بھی درجہ کمال کو پہنچ چکے ہیں۔ اور لڑکیاں باسلیقہ مسلمان خواتین کی مانند امور خانہ داری میں خوب ماہر ہیں

گل محمد خاں کو آسٹریلیا کی اس مسلم نو آبادی میں شاہانہ اقتدار حاصل ہے۔ وہ محنت اور مشقت کا دلدادہ ہے۔ گلہ بانی اور کانوں کی کھدائی کا کام اپنے ہاتھوں سے انجام دے چکا ہے۔ اس کے لڑکے اس کے مددگار ہیں۔ وسط آسٹریلیا میں افغانی نو آبادی کے باشندوں کے اوضاع و اطوار مختلف ہیں۔ ان میں سے بعض تو سراسر مشرقی ہیں۔ اور بعض صریحاً یورپین نسل کے افراد معلوم ہوتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۱۲)

(۳) وہ لوگ جو ایک ناپاک حالت میں ہیں۔

اس بیان میں آگے چل کر یہ لکھا ہے کہ یہاں ایسی بات نظر نہیں آتی جس سے یہ ظاہر ہو کہ ان اقوام میں سے [illegible] اب اچھوت کہا جاتا ہے کوئی ایک بھی درجہ اول میں آ سکے۔ دوسرے درجہ کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ صرف افراد پر منطبق ہوتا ہے۔ اور تمام قوم کا بحیثیت مجموعی اس سے کوئی تعلق نہیں۔ تیسرے درجہ کے متعلق مہاتما جی فرماتے ہیں کہ وہ تمام ذاتوں اور اقوام میں موجود ہے خواہ وہ اچھوت سمجھے جاتے ہیں یا نہیں۔ اور آگے چل کر لکھا ہے کہ شاستروں میں کوئی ایسی صراحت نہیں [illegible]

کمالات نبوی پر ایک تقریر

(ایک غیر از جماعت دوست کا خط)

کرمی مدیر پیغام صلح "۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سوہاوہ ضلع جہلم میں مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۳۳ء کو زیر صدارت جناب چودھری محمد حفیظ صاحب اے۔ ڈی۔ آئی ایک اسلامی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں نواح سوہاوہ کے علماء کرام و معززین مدعو تھے جلسہ میں ہمارے نوجوان دوست سید اختر حسین صاحب نے نبی کریم علیہ التحیۃ والسلام کے کمالات پر ایک گھنٹہ تقریر فرمائی۔

آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت الی العالمین اور آپ کی پیش کردہ کتاب کی بے نظیری پر تبصرہ کیا۔ اور بتایا۔ کہ توحید باری۔ وحدت نسل انسانی۔ انبیاء متقدمین پر ایمان، ممانعت سود و تقسیم ورثہ۔ طلاق تعدد ازدواج وغیرہ یہ وہ تعلیم ہے۔ جس نے آج دنیا کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔

آپ نے عرب کی بعثت نبوی سے پہلے کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے بتایا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام جہان کے انبیاء اور مذہبی شخصیتوں سے بڑھ کر کامیابی حاصل کی ہے۔

آپ نے بتایا۔ کہ خاتم النبیین ہونا بھی صرف آنحضرت ہی کا کمال ہے اور کسی دوسرے نبی کو یہ شرف نہیں ملا۔ آپ سے پہلے انبیاء قومی اور ملکی اصلاح کیلئے بھیجے گئے۔ لیکن آپ تمام دنیا کیلئے مبعوث ہوئے۔ آپ مکمل قانون الہٰی یعنی قرآن مجید کے پیش کرنیوالے تھے۔ جو تمام قوموں ملکوں اور زمانوں کیلئے کافی تھا۔ اس لئے آپ کے بعد کسی پرانے یا نئے نبی کی ضرورت نہیں۔

آج حضرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود ہے۔ جس سے اگر ایک طرف سرمایہ داروں۔ مزدوروں، اچھوتوں اور ہندوؤں کی جملہ مشکلات کا حل ہوسکتا ہے۔ تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ مل سکتا ہے۔ سید صاحب نے جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کی عظیم الشان کامیابیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا۔ کہ یہ بھی آنحضرت کا کمال ہے۔ کہ ہر زمانہ میں مجددین و مصلحین کے ذریعہ سے آنحضرت کی صداقت اور دین فطرت اسلام کا غلبہ ادیان باطلہ پر ثابت ہوتا رہتا ہے۔

آخر میں آپ نے یورپین مشاہیر کے آنحضرت کے متعلق خیالات کو پیش کرتے ہوئے واقعات سے ثابت کیا۔ کہ وہ دن دور نہیں جب یورپ عیسائیت کا جوا اپنی گردن سے اتار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلقہ بگوش ہوجائے۔ اس کے بعد نہایت امن و امان سے یہ جلسہ ختم ہوا۔ والسلام۔ (کفایت علی کلرک دفتر مدارس سوہاوہ ضلع جہلم)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور فرائض وغیرہ میں مصروف ہیں۔

—— اس ہفتہ کی ایک مسرت انگیز خبر شیخ عبد الرحیم صاحب خلف شیخ عبد الرحمٰن صاحب (برادر جناب شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آبادی) کی تقریب شادی ہے۔ جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور جناب مولانا عصمت اللہ صاحب نے بھی شرکت فرمائی۔ حضرت ممدوح ۸ مارچ کی صبح کو وزیر آباد تشریف لے گئے۔ وہاں سے برات سیالکوٹ پہنچی۔ شیخ محمد جان صاحب کی صاحبزادی سے عقد ہوا۔ خطبہ نکاح حضرت امیر نے پڑھا۔ قابل ذکر بات یہ ہے۔ کہ یہ مبارک تقریب نہایت سادگی سے احکام شریعت کے مطابق عمل میں آئی۔ کوئی فضول رسم نہیں کی گئی۔ مروجہ غیر ضروری تکلفات سے قطعی طور پر اجتناب کیا گیا۔ شیخ محمد جان صاحب نے مہمانوں کی تواضع کا قابل تعریف اہتمام کیا تھا۔

پیغام صلح ۔ ہم اس مبارک تقریب پر شیخ عبد الرحمٰن ۔ شیخ نیاز احمد اور شیخ محمد جان صاحبان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ خداوند کریم اس تعلق کو بابرکت بنائے۔ اور اس سے نیک نتائج ظاہر ہوں۔

—— سیالکوٹ کے مختصر قیام میں حضرت امیر ایدہ اللہ جناب حاجی محمد اسماعیل صاحب صدر جماعت سیالکوٹ کی عیادت کے لئے تشریف لیگئے (موصوف عرصہ سے علیل ہیں۔ جملہ احباب کو بھی ان کی صحت کیلئے دعا کرنی چاہیئے) جناب شیخ مولا بخش صاحب مرحوم کی قبر پر فاتحہ خوانی بھی کی۔ حضرت ممدوح تو اسی دن واپس تشریف لے آئے۔ جناب مولانا عصمت اللہ احباب کے اصرار پر چندروز کیلئے ٹھہر گئے۔

—— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی والدہ محترمہ بدستور بیمار ہیں۔

—— مولوی مرتضٰے خان صاحب کے صاحبزادہ کو بھی ابھی تک کوئی خاص افاقہ نہیں۔

—— شیخ عبد الحق صاحب منتظم کلرک دفتر بک ڈپو کی جو کبھی عرصہ سے بیمار ہیں۔ افاقہ کے بعد دوبارہ تکلیف ہو گئی ہے۔

—— جماعت کے چند احباب و خواتین بھی بیمار ہیں۔ ان سب کی صحت کیلئے دعا کی جائے۔

—— ۱۳ مارچ سے انٹرنس کا امتحان شروع ہوگا۔ امسال مسلم ہائی سکول لاہور و احمدیہ دہلی کے طلباء کے علاوہ مختلف مقامات کے احمدی طلباء معقول تعداد میں اس امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ ان سب کی کامیابی کیلئے دعا کی جائے۔

—— دفاتر انجمن کے چند کارکن خانگی مشکلات میں مبتلا اور دعا کے طالب ہیں۔

—— ہمارے پرجوش آنریری مبلغ چودھری بشیر احمد صاحب دیوانہ کی کوشش سے ضلع لدھیانہ میں ۷ آدمیوں نے اسلام قبول کیا۔ خداوند کریم نومسلموں کو استقامت عطا فرمائے۔ اور چودھری صاحب موصوف کو جزائے خیر دے۔ فہرست آئندہ اشاعت میں درج کیجائیگی

—— جناب سید غلام مصطفےٰ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور ۹ مارچ کی صبح کو بحیثیت سپرنٹنڈنٹ امتحان میٹریکولیشن سرینگر تشریف لے گئے

خبریں

—— جمہوریہ لبنان (شمالی شام) میں جدید انتخاب کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— عربی اخبارات کا بیان ہے۔ کہ اٹلی کے جرائد تقسیم شام کے سلسلہ میں فرانس کی حکمت عملی کے خلاف شدید احتجاج کر رہے ہیں۔ کہ ان کے خیال میں تقسیم کا مسئلہ اصول انتداب کے خلاف ہے

—— حکومت افغانستان نے آغا سے غلام فاروق جان کو قندھار کا جدید گورنر مقرر کیا ہے

—— مجلس وطنی مصر نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ غیر ملکی ترمنوں اور اجنبی مراعات کو منسوخ کردیا جائے

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ ہز ہائینس نواب صاحب رامپور نے ہندو یونیورسٹی بنارس کو ایک لاکھ روپیہ کے گرانقدر عطیہ کے ساتھ کچھ ہزار روپیہ سالانہ مستقل امداد بھی دی ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ ملک معظم نزلہ سے معمولی طور پر علیل ہو گئے۔ اب افاقہ ہے۔

—— لاہور ۱۰ مارچ ۔ آج پنجاب کونسل میں ہندو اور سکھ وزراء کے متعدد مطالبات منظور ہو گئے۔ رائے شماری کے وقت بہت سے واک اوٹ کرنیوالے ہندو سکھ ارکان واپس آگئے تھے۔

—— تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ریاست الور کے ہندو حکام مسلمانوں کو طرح طرح سے دق کر رہے ہیں اور ان ظریبوں کے خلاف جدید سازشوں کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— ہز ایکسیلنسی سر جافرے ڈی مونٹ مارنسی گورنر پنجاب عنقریب اپنی میعاد ملازمت ختم کرکے ولایت جانے والے ہیں۔ ان کے اعزاز میں الوداعی تقریبوں کا آغاز اس ہفتہ ہو جائیگا۔ ۱۳ مارچ کو نائیڈو ہوٹل میں ڈاکٹر گوکل چند نارنگ کی طرف سے ڈنر دیا جائیگا۔ ۱۵ مارچ کو شالامار باغ میں ایک گارڈن پارٹی دی جائے گی جس میں تمام پنجاب کے مقتدر رؤسا شرکت کریں گے۔

—— رنگون ۶ مارچ ۔ امیر محمد یعقوب خان مرحوم کے چار بیٹے شمالی برہما میں شاہی قیدیوں کی حیثیت سے اسیر ہیں۔ حکومت نے ان کو ہندوستان تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ غالباً بنگلور کے مقام پر رکھا جائیگا۔

—— صوبہ سرحد میں ابھی تک چیچک کا زور ہے۔

—— جرمنی کے جدید انتخابات میں ہر ہٹلر کی پارٹی کو زبردست اکثریت حاصل ہوگئی ہے۔ اس کامیابی پر سابق قیصر جرمنی نے اطمینان ومسرت کا اظہار کیا ہے۔

—— سی۔ پی کونسل کے ایک رکن برار کے مستقبل کے متعلق بحث کرنا چاہتے تھے۔ لیکن صدر نے اجازت نہ دی۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ قرطاس ابیض میں برار کے متعلق ایک مستقل باب موجود ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ اس صوبہ کو فیڈریشن کا ایک علیحدہ جزو بنا دیا جائیگا۔ لیکن اس پر اعلیحضرت حضور نظام کا حق شاہی قائم ہوگا۔ گورنر کا انتخاب خاندان آصفیہ میں سے ہوا کریگا۔ ولیعہد بہادر شہزادہ برار کہلائیں گے۔

—— حال ہی میں شاہ نادر خان تاجدار افغانستان نے ایک فرمان جاری کیا ہے۔ جس کی رو سے افغانی ملازمین محکمہ سیاست، فوجی افسران اور افغانی طلباء کو جو یورپ میں مقیم ہیں کسی غیر ملکی عورت سے حکومت کی اجازت کے بغیر شادی کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔

تارکا پتہ ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۰۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلحُ خَیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر وشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۱ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۳۳ء | نمبر ۱۶

حمد

تکلم ترا آبشاروں میں پنہاں ترنم ترا جوئباروں میں پنہاں
ترا رنگ رخ لالہ زاروں میں پنہاں تری خندہ روئی بہاروں میں پنہاں
ہے غنچوں کے لب پر تری مسکراہٹ
ستاروں کے رخ پر تری جھلملاہٹ

ترا نور شمع فروزاں میں پیدا ترا حسن ماہِ درخشاں میں پیدا
تری شوخیاں برق خنداں میں پیدا تری گونج ابر بہاراں میں پیدا
گلوں سے نفاست تری آشکارا
صبا سے لطافت تری آشکارا

تری دلربائی حسینوں میں پنہاں ترے عشق کی آگ سینوں میں پنہاں
ترا ذوقِ سجدہ جبینوں میں پنہاں ترا نام دل کے نگینوں میں پنہاں
تری ناخدائی سفینوں میں یارب!
تری لامکانی مکینوں میں یارب!

از دفتر اخبار پیغام صلح لاہور

ایک ضروری خط

برادران محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
خاص نمبر کے متعلق گزشتہ پرچوں میں جو اعلانات کئے جاچکے ہیں انمیں قیمت کے متعلق کوئی قطعی اطلاع نہیں دی گئی تھی اس نمبر پر لاگت بہت زیادہ آئیگی اس لئے خیال تھا کہ کم از کم ۳ر فی پرچہ قیمت رکھی جائے لیکن حضرت امیر و دیگر بزرگان سلسلہ کی خواہش ہے کہ یہ پرچہ جہانتک ہوسکے کم قیمت پر دیا جائے ۔ اسلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ خاص نمبر کی قیمت فی پرچہ ۲ر ہوگی اور ایک روپیہ میں دس کاپیاں ملینگی وقت بہت کم رہ گیا ہے اسلئے احباب جلد سے جلد اپنی فرمائشیں بھیجدیں ۔ فرمائش کے ہمراہ دام لازمی طور پر ارسال کردئے جائیں ۔
تمام احباب اور جماعتوں کو اسکی اشاعت کی پوری توجہ سے کوشش کرنی چاہئے ۔

نیازکیش
(منیجر)

تشبہ بالقوم

از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

اخبار پیغام صلح مجریہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۳ء میں "الجمعیۃ کی تازہ نوازش" کے عنوان سے ایک نوٹ نکلا ہے جس میں اخبار الجمعیۃ کے کسی نامہ نگار کی ہرزہ سرائی کا دندان شکن جواب دیا ہے اور بتایا ہے کہ عیسائیوں کے عقائد تو علماء سوء کو اس قدر پیارے کہ اُن کے خلاف کوئی مسلمان کچھ کہہ اٹھے تو علماء اس مسلمان پر اسلام سے خارج ہوجانے کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح کی خدائی کے لئے جتنی باتوں کی ضرورت ہے وہ سب ان علماء سوء نے نہایت حفاظت سے سنبھال کر رکھی ہوئی ہیں اور اس در پردہ عیسائیت کا نام اسلام رکھ چھوڑا ہے۔ پس عیسائیوں کے ساتھ اگر اتحاد ہے تو ان علماء کا جو جناب مسیح کو خدا بنانے کی خاطر مسلمانوں کو کافر بنانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ نہ کہ احمدیوں کا جو دن رات کسر صلیب کرنے میں مصروف ہیں۔

اس نوٹ کو پڑھ کر مجھے ۱۹۰۳ء کا ایک واقعہ یاد آگیا جب میں انبالہ شہر میں تھا۔ محلہ پختہ باغ میں ایک مسجد تھی اس میں ایک مولوی صاحب جو اسکول میں مدرس بھی تھے امامت کرایا کرتے تھے۔ چونکہ احمدیوں کو اس مسجد میں سے خارج کئے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا اس لئے ہر جمعہ کو نماز کے بعد وہ مولوی صاحب احمدیوں کے برخلاف وعظ کیا کرتے تھے اور مسیح کے نزول از آسمان کو اس زور شور سے حاضرین کو سنایا کرتے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ مسیح آسمان سے بس اُترے ہوئے چلے ہی آرہے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ اس جوش سے آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر فرمایا کہ "لوگ کہیں گے کہ وہ مسیح آرہے ہیں" کہ سادہ لوح لوگ سچ مچ ہی آسمان کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھنے لگے۔ وہ سمجھے کہ بس حضرت مسیح آپہنچے آخر ہر فرعونے را موسیٰ۔ ایک جمعہ کو ایک اور مولوی صاحب مسجد میں آدھمکے اور نماز جمعہ کے بعد انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہم وعظ کرینگے مسجد کے امام صاحب نے فرمایا کہ نہیں ہم جمعہ کو خود وعظ کیا کرتے ہیں۔ کسی اور کی مجال نہیں کہ ہماری گدی پر بیٹھے۔ اس پر وہ نو وارد مولوی صاحب بہت بگڑے اور فرمانے لگے کہ یہ شخص جو امامت کرتا ہے چونکہ انگریزی قطع کا کوٹ پہنتا ہے اور گلہ بند باندھتا ہے۔ اس لئے اس نے عیسائیوں سے تشبہ اختیار کیا ہے پس حدیث من تشبہ بقوم فہو منھم کے مطابق یہ عیسائی ہے اور کافر ہے اور اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔" بس پھر کیا تھا مسجد میں جسقدر مسلمان جمع تھے دو فریق میں تقسیم ہو گئے۔ ایک تو امام صاحب کے دھڑے پر ہو گئے اور دوسرے نو وارد مولوی صاحب کے دھڑے پر۔ اور خوب گالی گلوچ ہوئی۔ ہاتھا پائی تک نوبت پہنچی۔ ہم بھی یہ تماشا دیکھ رہے تھے استنے میں ایک نابینا حافظ صاحب جو ایک معقول اور فہیم آدمی تھے اور کبھی کبھی میرے پاس آیا کرتے تھے مسجد میں سے نکلے اور شاگرد کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے سڑک پر سے گذرے۔ میں نے آواز دیکر انہیں بلایا وہ تشریف لے آئے۔ میں نے پوچھا یہ کیا جھگڑا ہے انہوں نے مفصل ذکر کیا۔ میں نے پوچھا آپ کی اس میں کیا رائے ہے فرمانے لگے حدیث تو صحیح ہے کہ من تشبہ بقوم فہو منھم۔ جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اس میں سے ہے۔ میں نے کہا اس حدیث میں کہیں لباس کا ذکر ہے؟ فرمانے لگے نہیں۔ میں نے کہا عام ہے۔ کسی امر میں بھی تشبہ اختیار کرے؟ کہنے لگے ہاں۔ میں نے کہا اگر وہ عقائد میں تشبہ اختیار کرے؟ کہنے لگے تب تو بدرجہ اولیٰ اس قوم میں سے ہے جس کے عقائد سے تشبہ اختیار کر رہا ہے۔ میں نے کہا اگر کوئی حضرت مسیح کے متعلق ایسے عقائد رکھے جو عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح سے تشبہ رکھتے ہیں۔ مثلاً حضرت عیسیٰ کا زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھنا۔ اور وہاں دو ہزار سال سے بغیر کھانے پینے اور حوائج بشری کے الآن کما کان کی شان سے زندہ چلے آنا۔ ان کا خالق طیور ہونا۔ عالم الغیب ہونا۔ شافی الامراض ہونا۔ احیائے موتیٰ کی قوت ان میں موجود ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام صفات جناب الٰہی سے مخصوص ہیں جو جناب مسیح میں ہمارے علماء مانتے ہیں۔ اور یہی وہ صفات ہیں جن پر الوہیت مسیح کی بنا عیسائی لوگ رکھتے ہیں۔ تو پھر ایسے علماء کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے۔ کیا یہ لوگ حدیث من تشبہ بقوم فہو منھم کے ماتحت عیسائی ہوئے یا نہ ہوئے؟ اس پر حافظ صاحب نے ایک بڑی زور کا قہقہہ لگایا۔ کہنے لگے آپ نے اپنے مطلب کی بات تو خوب اس میں سے نکالی۔ میں نے کہا آپ یہ بتایئے کہ غلط نکالی یا صحیح نکالی؟ کہنے لگے ایمان کی بات تو یہ ہے کہ آپکا استدلال بالکل صحیح ہے۔ اور اس کا جواب ہمارے پاس کوئی نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے علماء تو مسیح کو خدا بنانے میں عیسائیوں سے کئی قدم آگے ہیں۔ مثلاً مسیح کا خالق طیور ہونا۔ گہوارہ میں دعویٰ نبوت کرنا۔ اور مسیح کا بغیر موت کے وارد ہوئے آسمان پر چڑھ جانا۔ یہ عیسائی بھی نہیں مانتے۔ لیکن مسیح کے یہ سچے پرستار عیسائیوں سے بڑھ کر یہ باتیں بھی مانتے ہیں تا کہ اگر کوئی کور کسر مسیح کی الوہیت میں رہ گئی ہو تو وہ بھی پوری ہوجائے۔ مسیحیوں کا حضرت مسیح پر تین دن کی موت کے وارد ہونے کا عقیدہ درحقیقت مسیح کی الوہیت کے منافی ہے کیونکہ موت خواہ وہ دائمی ہو یا عارضی خدا کی صفت حی وقیوم کے منافی ہے۔ اگر خدا ایک سیکنڈ کے لئے بھی مرجائے تو یہ کائنات عالم بالکل فنا ہو کر رہ جائے۔ اس لئے جس شخص کے تین دن مرا پڑا رہنے پر عالم کا کچھ بھی نہیں بگڑا۔ ظاہر ہے کہ وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ پس عیسائیوں کا یہ عقیدہ مسیح کی الوہیت کی تردید کے لئے خطرناک حربہ تھا۔ اس نقص کو آپ کے علماء نے محسوس کیا اس لئے انہوں نے اس بات کو سرے سے انکار ہی کر دیا کہ مسیح پر کوئی موت وارد ہوئی تھی۔ اور اسے سیدھا جیتا جاگتا آسمان پر چڑھا کر اور اسے الآن کما کان کی شان سے متصف کرکے مسیح کی الوہیت پر مہر لگا دی اور عیسائیوں کی وہ مدد کی کہ اگر تمام پادری ایک کمیٹی کرکے ایک شکریہ کا ریزولیوشن پاس کر دیں یا گورنمنٹ سے سفارش کرکے کچھ مربعے دلوادیں یا خطاب شمس العلماء وغیرہ کے دلوادیں تب بھی ان کے احسان سے سبکدوش نہیں ہوسکتے۔

الغرض الجمعیۃ کے نامہ نگار صاحب کو چاہئے کہ احمدیوں کو جدید عیسائی کہنے کی بجائے گھر کی خبر لیں اور دیکھیں کہ عیسائی کہلانے کا کون مستحق ہے۔ وہ جو عیسائیوں سے عقائد میں تشبہ اختیار کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور من تشبہ بقوم فہو منھم کے مصداق ہیں۔ یا وہ جو اس تشبہ کے دشمن اور کاسر صلیب ہیں جنہوں نے مسیح کی تمام خصوصیتیں توڑ کر رکھ دیں جن پر پادریوں سے بڑھ کر آپکے علماء گریاں اور نوحہ کناں ہیں۔ ان علماء کا نقشہ تو حضرت مجدد وقت نے خود بہترین الفاظ میں کھینچ کر رکھ دیا ہے۔ فرماتے ہیں ؎

همه عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را
ہمہ دُر ہائے قرآں را چو خاشاکے بیفگندند
زعلم ناتمام شان چہا گم گشت ملت را
مسیح ناصری را تا قیامت زندہ مے فہمند
مگر مدفون یثرب را نداوند ایں فضیلت را

ڈاکٹر رام داس خان کا قبول اسلام

حبیبیہ ہال میں فاضلانہ لیکچر

لاہور ۱۳ مارچ۔ کل شام کے ساڑھے سات بجے حبیبیہ ہال اسلامیہ کالج لاہور میں مسٹر رام داس ایم اے پی ایچ ڈی سابق پرنسپل سناتن دھرم کالج لاہور نے "اسلام کا نصب العین" کے موضوع پر ایک تبصرانہ اور محققانہ مضمون پڑھا جو کئی صفحات پر مشتمل تھا۔ آپ نے اسلام کی خوبیوں پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ اسلام سے پیشتر دنیا پر ہولناک تاریکی چھائی ہوئی تھی جس کو محمدؐ نے خدائے برتر کی وحدانیت سے منور کیا اور خدا کی الہامی کتاب قرآن نے عوام کو صراط مستقیم کا راستہ بتایا۔ آپ نے قرآن کریم کی خوبیوں پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ آجتک جتنی بھی الہامی کتابیں پائی جاتی ہیں ان میں بہت سی خامیاں پائی جاتی ہیں لیکن قرآن پاک ہی ایک ایسی کتاب ہے جو مذہب سیاست تمدن معاشرت الغرض زندگی کے تمام شعبوں پر قانون قدرت کے مطابق روشنی ڈالتی ہے۔ اسکی موجودگی میں کسی دوسری کتاب کے مطالعہ کی ضرورت نہیں۔ آپنے تاریخ عرب پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اسلام سے پیشتر وہاں تمام وہ خرابیاں اور برائیاں مروج تھیں جن کے تصور سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ لیکن اسلام نے انہیں درندوں کو صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات بنا دیا۔ مذہب اسلام قانون قدرت کے عین مطابق ہے۔ جس مساوات کا سبق اسلام دیتا ہے وہ دیگر مذاہب میں قطعاً مفقود ہے۔ اس دوران میں آپنے اسلام سے عیسائی..... و دیگر مذاہب کا مقابلہ کیا۔ دور حاضرہ کے اچھوتوں اور غیر اچھوتوں پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ گاندھی جی نے اچھوتوں کو اونچ جاتیوں میں شامل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اس مرحلہ پر انہیں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی کیونکہ جو برابری ایک بھنگی کو مسلمان بن جانے سے حاصل ہوجاتی ہے وہ برابری برہمن اور اچھوت میں پیدا ہونا امر محال ہے۔ آخر میں آپنے اپنے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں شروع سے ہی اسلام کی شان و شوکت اور صداقت سے متاثر تھا۔ اور میں ایک عرصہ سے اسلامی اصولوں پر کاربند رہا ہوں اور آج اس اجتماع عظیم میں اپنے مسلمان ہونیکا اعلان کرتا ہوں۔ اس پر آپنے کلمہ شہادت پڑھا اور ہال نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا۔ آپکا نام رشید الدین خان رکھا گیا۔ تمام ہال ذی علم حضرات سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اسلامیہ کالج کے طلباء بھی کثیر التعداد میں موجود تھے عام مسلمانوں کی بھی کافی تعداد تھی۔ مسلم اکابرین سے مندرجہ ذیل اصحاب قابل ذکر ہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ خان بہادر حاجی رحیم بخش خالد لطیف گابا۔ پروفیسر اقبال۔ سید حسن شاہ۔ خلیفہ ڈاکٹر شجاع الدین۔ پروفیسر سید عبدالقادر۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ۔ مولوی غلام محی الدین قصوری۔ خواجہ دل محمد ایم اے۔ شیخ برکت علی قریشی پرنسپل اسلامیہ کالج۔ خانصاحب میاں امیر الدین۔ شیخ عظیم اللہ۔ جلسہ کے صدر نومسلم حاجی محمد اسد جرمن تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم چہارشنبہ ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ | نمبر ۱۶

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری قادیانی مقیم مصر کی بے معنی اور افسوسناک حرکت

(جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری)

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری قادیانی (جو آج کل مصر میں مقیم ہیں) کا ایک خط "الفضل" ۱۲ مارچ ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا ہے جس میں اس بات پر خوشی کا اظہار کیا گیا ہے کہ مصر کے اخبار "الفتح" نے ہمیں منافق لکھا۔ اگر مخالفین سلسلہ کی تحریر ہم پر حجت ہو سکتی ہے۔ تو جو کچھ وہ قادیانیوں کے خلاف لکھتے رہتے ہیں اسے قادیانی کیوں اپنے اوپر حجت نہیں سمجھتے؟ اس لئے اس پر مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

مخالف کے منہ میں زبان اور ہاتھ میں قلم ہے۔ وہ جو چاہے لکھے اور جو کچھ منہ میں آئے کہے۔ اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ مولوی مذکور نے ایڈیٹر "الفتح" سے زبانی گفتگو کر کے اپنی فتح کا ڈنکا بجانے کی جو کوشش کی ہے وہ مولوی مذکور کی عادت غائبانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

میں نے اخبار "زمیندار" میں "الفتح" کا اقتباس دیکھ کر ایڈیٹر "الفتح" کو لکھا کہ حضرت مسیح موعود کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنا محض افترا ہے اور یہ قادیانی جماعت کا غلو ہے۔ اور اگر وہ سچا ہے تو حضرت صاحب کی کسی عربی کتاب سے دعوی نبوت کا ثبوت پیش کرے خواہ وہ حقیقۃ الوحی کا ضمیمہ عربی ہو یا کوئی اور کتاب۔ اس کا جواب نہ تو وہ دے سکتا تھا۔ نہ جماعت قادیان کے پاس اس کا کوئی جواب ہے۔ معلوم ہوتا ہے مولوی مذکور نے ایڈیٹر "الفتح" کے سامنے ہمیں منافق کہا اس لئے اس نے وہی لفظ میرے خط کے جواب میں اخبار میں شائع کر دیئے۔ لیکن ہمیں اپنا اخبار نہ بھیجا۔ میرے خط پر جو اس نے لکھا مجھے اس کا مختصر اقتباس "زمیندار" وغیرہ اخبارات سے معلوم ہوا۔ اس پر پھر میں نے اسے لکھا کہ پہلی بات کو چھوڑ کر اب اس نے حضرت مسیح موعود پر نیا الزام لگایا ہے کہ آپ نے توہین انبیا کی۔ اس لئے اس کا ثبوت پیش کرنے کے لئے اسے چیلنج دیا گیا۔

اسی اثنا میں مجھے اپنے ایک نہایت معزز مصری دوست نے لکھا کہ آپ "الفتح" کی ہرزہ سرائی کی طرف خیال نہ کریں وہ ایک محدود الاشاعت پرچہ ہے۔ جس کا کوئی اثر مصر میں نہیں اس اخبار کے ساتھ ہی میں نے نور الاسلام رسالہ کو جو جامع ازہر سے نکلتا ہے اسی مضمون کا خط لکھا کہ اس نے اپنے مضمون میں حوالے تو میاں محمود احمد صاحب کی کتابوں اور تحریروں کے دیئے ہیں لیکن گالیاں حضرت مسیح موعود کو دی ہیں۔ اگر اس کے دل میں سچائی کا ذرہ بھی موجود ہے۔ تو وہ حضرت مسیح موعود کی کسی عربی کتاب سے اس کا ثبوت دے۔ لیکن وہ خاموش ہے

اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کو جو گالیاں مخالفین کی طرف سے مل رہی ہیں۔ خواہ وہ ہندوستان کے ہوں۔ یا بیرونی ممالک کے۔ اس کی اصل وجہ قادیانی غلو ہے۔ اور اس کا تریاق یہی ہے۔ کہ حضرت اقدس کی اصل عربی کتابیں پورے زور سے عربی ممالک میں مفت تقسیم کی جائیں۔ جن جن عربی ممالک کے باشندوں نے حضرت صاحب کا عربی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ ان پر آپ کے دعوی کی اصل حقیقت واضح ہو گئی ہے۔ اور وہ قادیانی غلو کو رد کر دیتے ہیں۔ کیا قادیانیوں میں جرأت ہے کہ بغیر ایک لفظ اپنی طرف سے بڑھائے کے حضرت صاحب کی تمام عربی کتابیں بمعہ ضمیمہ حقیقۃ الوحی وغیرہ عربی ممالک میں کثرت سے شائع کریں۔ اور پھر ان لوگوں سے دریافت کریں کہ آیا ان کے لکھنے والے کا دعوی نبوت ہے یا مجددیت۔

مولوی مذکور اور اس کی جماعت ہمیں منافق کہکر اور لکھوا کر خوش ہو لے۔ لیکن وہ اصل حقیقت کو دیر تک چھپا نہیں سکتا۔ عربی ممالک میں ان کی خود ساختہ نبوت کی دال انشاء اللہ کبھی نہیں گل سکتی۔ امیر شکیب ارسلان کے خطوط جو انہوں نے ہمیں لکھ کر دیئے ہیں اخبار میں شائع کر دیئے ہیں اسلئے انکی طرف جو باتیں منسوب کیجا رہی ہیں وہ محض جھوٹ ہیں۔

ڈاکٹر امداس خاں کا قبول اسلام

چند ہفتے کا ذکر ہے۔ کہ جمعۃ الوداع سے ایک روز قبل خاکسار مدیر دفتر پیغام صلح میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ چند نوجوان بے تکلف دوست جو لاہور کے مسلمان طلبا کی قابل فخر انجمن انٹر کالجیٹ برادرہوڈ کے روح رواں ہیں۔ تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ لاہور میں ایک بنگالی ہندو فاضل ڈاکٹر امداس خاں ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی موجود ہیں جنہوں نے اسلام کا نہایت گہرا مطالعہ کیا ہے۔ ہم جمعۃ الوداع کی شام کو وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال میں ان کا لیکچر کرانا چاہتے ہیں۔ آپ کے مشورہ و امداد کی ضرورت ہے۔ چند منٹ باتیں ہوئیں۔ اور وہ چار معمولی کام میرے سپرد کر کے وہ چلے گئے۔ وقت تنگ تھا۔ مخلص نوجوانوں نے راتوں رات دوڑ دھوپ کر کے تمام انتظامات کئے۔ علامہ عبد اللہ یوسف علی صاحب کو صدارت کے لئے آمادہ کیا۔ اخبارات کو اطلاع دی۔ پوسٹر طبع اور چھپواں کرائے دعوتی کارڈ خود بھاگ بھاگ کر تقسیم کئے۔ اس کے باوجود ان کا خیال تھا کہ کافی اطلاع اور اشتہار نہیں ہو سکا۔ اس لئے وہ جلسہ کی کامیابی اور حاضری کے متعلق فکرمند تھے۔ لاہور جیسے مصروف شہر اور جمعۃ الوداع کی شام کو جبکہ دوسرے روز یقینی طور پر عید ہو۔ مدنظر رکھتے ہوئے ان کی یہ فکرمندی ایک حد تک درست تھی۔ نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے تھوڑی دیر بعد جب میں ہال میں پہنچا۔ تو وہاں کچھ اور نظارہ دیکھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی مقناطیسی طاقت لوگوں کو کھینچ کھینچ کر ہال میں جمع کر رہی ہے دیکھتے ہی دیکھتے تمام نشستیں بھر گئیں منتظمین جلسہ ادھر ادھر سے کرسیاں اکٹھی کر کے لائے لیکن وہ بھی ناکافی ثابت ہوئیں لیکچر شروع ہوا۔ سننے والے محو حیرت تھے۔ فاضل مقرر کی وسعت معلومات اور اسلامی تعلیم و تاریخ پر عبور کے علاوہ ان کا ایسا طرز خطابت جو عقیدت و خلوص کے بغیر ناممکن ہے۔ حاضرین کو تعجب میں ڈال رہا تھا۔ لیکچر کافی طویل تھا۔ لیکن اس کے باوجود تمام مجمع نے اسے پوری توجہ اور دلچسپی سے سنا۔ ختم ہونے کے بعد ایسا معلوم ہوا۔ کہ کوئی طلسم تھا۔ جو ٹوٹ گیا۔ مجھے ہندو دل و دماغ اور ہندوؤں کے فطری رجحانات و جذبات کا کافی تجربہ ہے۔ اس لئے کئی روز تک میں غیر ارادی طور پر اس امر پر غور کرتا رہا۔ کہ یہ فاضل اور سعید الفطرت شخص ہندو کیسے رہ سکتا ہے؟ لیکن میں یہیں جانتا تھا۔ کہ میرے اس سوال کا جواب مستقبل قریب کے ہلکے پردوں کے اندر پوشیدہ ہے۔ کہ جو چند ہفتہ کے اندر ہی ظاہر ہو جائیگا۔

یہ جس فاضل مقرر کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کا اسم گرامی ڈاکٹر امداس خاں ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی ہے۔ اور موصوف ہی کا قبول اسلام اس ہفتہ کا ایک دل خوش کن اور ایمان افروز واقعہ ہے۔ اب ہم اپنے اس قابل عزت بھائی کو ڈاکٹر شیخ رشید الدین خاں کے نام سے پکاریں گے۔ ڈاکٹر موصوف ایک اعلےٰ درجہ کے فاضل اور انگریزی زبان کے بلند پایہ انشا پرداز و مقرر ہیں۔ اسلامی تاریخ اور تعلیمات پر قابل تعریف عبور رکھتے ہیں۔ برہام پور ضلع مرشد آباد (بنگال) کے رہنے والے ہیں۔ آپ کے خاندان کا اپنے علاقہ میں کافی عزت و رسوخ ہے۔ ہم قابل فخر نومسلم کا دلی خیر مقدم کرتے ہیں۔ خداوند کریم ان کو استقامت عطا فرمائے اور ان کا وجود اسلام اور ملت مسلمہ کیلئے فائدہ کا باعث ہو۔ آمین ثم آمین

اسلامی فتوحات اور ہمارے فرائض

قارئین کرام اس سے قبل محترم شیخ خالد لطیف (مسٹر کنہیا لال گابا) کے قبول اسلام کی خوشخبری سن چکے ہیں۔ اس کے چند روز بعد شیخ رشید خاں صاحب کے حلقہ بگوش اسلام ہونے کی مسرت حاصل ہو رہی ہے۔ دو ہفتے سے

بھی کم عرصہ میں دو فاضل اور بلند مرتبہ ہندوؤں کا دین فطرت کی آغوش میں آجانا ایک ایسی بات ہے جس پر مسلمانوں کا اظہار مسرت بالکل بجا ہے۔ کیونکہ دراصل یہ دین فطرت کی ناقابل انکار فتوحات ہیں۔ لیکن کیا اس کے بعد ہمارے فرائض ختم ہو جاتے ہیں۔ دنیا روحانی پیاس کیلئے بیقرار ہو رہی ہے۔ ہر ایک مذہب و ملت کے سعید الفطرت و فاضل افراد العطش العطش پکارتے ہوئے چشمہ اسلام پر جوق در جوق جمع ہو رہے ہیں۔ کیا ہمارا فرض نہیں۔ کہ ان لوگوں کی پیاس بجھانے کیلئے اسلامی تعلیمات کا آب حیات مہیا کریں؟ حالات مسلمانوں سے سرگرم تبلیغی جدوجہد کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ لیکن وہ سوئے ہوئے ہیں۔ آپس میں دست و گریباں ہیں۔ ہر ایک تعمیری اور مفید کام سے ان کو وحشت ہوتی ہے۔ فضول ہنگامہ آرائیوں کو انہوں نے حیات قومی کا نام دے رکھا ہے۔ وہ طوفان کی ہر ایک لہر کے ساتھ بہتا اور باد تند کے ہر ایک جھونکے کے ساتھ اڑنا شروع کر دیتے ہیں سننے والوں سے بعض کو یہ بات خواہ کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو۔ لیکن حقیقت یہی ہے۔ کہ اسلام اور مسلمانوں دونوں کا مستقبل تبلیغ اسلام سے وابستہ ہے۔ جو کچھ اور سمجھے بیٹھے ہیں وہ سخت غلطی میں مبتلا ہیں۔ ہمارے دشمن غلط فہمیوں کی تاریکیوں میں آباد ہیں۔ ان کی دشمنی کی صرف یہی وجہ ہے۔ جس روز ان تاریک آبادیوں میں اسلام کی صحیح تعلیم کی شعاعیں پہنچ گئیں۔ اسی روز یہ دشمن ہمارے دوست اور دست و بازو بن جائیں گے۔

جماعت راولپنڈی کا سالانہ جلسہ

سلسلہ احمدیہ لاہور کی جو جماعتیں باقاعدگی اور اہتمام سے اپنے سالانہ جلسے منعقد کرتی ہیں۔ ان میں جماعت راولپنڈی کو ایک نمایاں درجہ حاصل ہے۔ امسال اس جماعت کا سالانہ جلسہ جیسا کہ پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے۔ ۲۴، ۲۵، ۲۶ مارچ کو منعقد ہونا قرار پایا ہے۔ احباب راولپنڈی نے اس اجتماع کو کامیاب و بارونق بنانے کیلئے کافی محنت کیا کرتے ہیں۔ اس سال بھی ان کی کوششیں جاری ہیں۔ جو انشاءاللہ کامیاب ہوں گی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ جناب مولانا عصمت اللہ، جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی، پیر عزیز شاہ صاحب، مرزا مظفر بیگ صاحب و دیگر مقتدر بزرگان و احباب سلسلہ کی شمولیت کی پوری توقع ہے۔ اگر حضرت مولانا صدرالدین صاحب تاریخہائے مقررہ تک اپنے سفر سے واپس آگئے۔ تو غالباً منتظمین جلسہ کا اصرار ممدوح کو بھی شمولیت کے لئے آمادہ کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ راولپنڈی و نواح راولپنڈی کے دوستوں کے علاوہ تمام قریبی جماعتوں کو بھی اس جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہماری دعا ہے۔ کہ یہ اجتماع خاطر خواہ کامیاب اور احباب راولپنڈی کی مساعی کا نتیجہ خیز ثابت ہوں۔

شمولیت کا ارادہ رکھنے والے حضرات کی خدمت میں سیکرٹری صاحب جماعت مذکور کی طرف سے یہ گذارش ضروری ہے۔ کہ قیام و طعام کا انتظام بذمہ جماعت راولپنڈی ہوگا۔ لیکن ضرورت کے موافق بستر ہمراہ لانا لازمی ہے۔ اور کافی وقت قبل تشریف آوری کی اطلاع جناب ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار از دفتر سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کو دیدیں۔ تاکہ منتظمین جلسہ کو انتظام میں سہولت ہو۔

ہفتہ وار جلسہ

۱۴ مارچ بروز اتوار بعد از نماز مغرب احمدیہ بلڈنگس میں ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار جلسہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بصدارت سید امجد علی شاہ صاحب منعقد ہوا جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے اچھوت اقوام کی حیثیت وید وں اور شاستروں کی روشنی میں کے موضوع پر ایک فاضلانہ تقریر فرمائی۔ حاضری کافی تھی۔

اپنے نامہ نگاروں کی خدمت میں

خدا کا فضل ہے۔ کہ جماعت کے اہل قلم حضرات اپنے قومی اخبار کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اور اپنی قلم کاریوں کے زریں نتائج ہمیں اشاعت کیلئے عنایت فرماتے رہتے ہیں۔ جس کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔ اب ہمیں اپنے قلمی معاونین کے تغافل کی بجائے اپنی تنگی داماں کا گلہ ہے۔ کیا کیا جائے۔ اخبار کے محدود صفحات ہمارے حوصلوں اور ناظرین و نامہ نگاروں کی خواہشات کا ساتھ نہیں دے
۴۴

ضروری اعلان

ہمارے محترم و مخیر بزرگ جناب حاجی شیخ مولا بخش صاحب لائل پوری نے مبلغ یکصد روپیہ ایسے اصحاب و خواتین کے نام ایک سال کیلئے رعایتی قیمت پر اخبار پیغام صلح جاری کرنے کیلئے عطا فرمایا ہے۔ جو ایک روپیہ اپنی جیب سے ادا کریں۔ اور اخبار کو خود مطالعہ کرنے کے علاوہ اپنے غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھانے کا وعدہ کریں۔ ان میں سے پانچ پرچے لازمی طور پر خواتین و طالبات کے نام جاری کئے جائینگے۔ ضرورتمند بھائی ہمیں بہت جلد اپنی درخواستیں مطلوبہ رقم کے ساتھ بھیجدیں۔ اس میں دیر نہ ہونی چاہئیے۔ بیرونی جماعتوں کے عہدداروں کو خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے یہ رعایت غریب دوستوں کیلئے ہے۔ صاحب استطاعت اصحاب کو اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانا چاہئیے

(خاکسار منیجر)

ٹرینڈ ہیڈ ماسٹر کی ضرورت

وسطی ہندوستان کی ایک دیسی مسلمان ریاست کے ایک پرائیویٹ ہائی سکول کیلئے ایک ٹرینڈ ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے جو اپنے حسن اخلاق اور نیک نمونہ سے اساتذہ اور بچوں پر نیک اثر ڈال سکے۔ صرف تجربہ کار اور جماعت سے تعلق رکھنے والے امیدوار کی ضرورت ہے۔ جو تبلیغ اسلام کی خاص تڑپ رکھتا ہو اور مبلغین کی نگرانی کا کام بھی کر سکے۔ تنخواہ مبلغ یکصد پچیس روپیہ ماہوار۔ درخواستیں معہ اسناد و سفارش بزرگان سلسلہ جلد بھیجدی جائیں۔

(خاکسار محمد منظور الہی آنریری جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

سکتے۔ محض قلت گنجائش کی وجہ سے بعض قابل تعریف اور ضروری مضامین شائع نہیں ہونے پاتے جس پر مضمون نگار حضرات کو بجا طور پر شکایت پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت بھی تقریباً دو سو صفحات کے مسودات دفتر میں موجود ہیں۔ اور ہم ان کے لکھنے والوں کے احسان اور اپنی ندامت کے بار گراں میں دبے ہوئے ہیں بعض بزرگوں کی مسلسل ڈانٹ ڈپٹ کے باوجود ہم باریک سے باریک کتابت کراتے ہیں۔ لیکن اس پر بھی مضامین کے مطابق گنجائش نہیں نکل سکتی۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ چند باتیں بطور معذرت عرض کر دی جائیں۔ ہم ہر ایک ایسے مضمون کیلئے جو قابل اشاعت ہو۔ گنجائش نکالنے کی پوری کوشش کرتے ہیں لیکن تاخیر کا ہمارے پاس فی الحال کوئی علاج نہیں۔ اگر بعض مضامین کی اشاعت میں دیر ہو جائے۔ تو اس کو مدیر کی غفلت یا تساہل سمجھنا درست نہیں۔ خدا بہتر جانتا ہے۔ کہ ہمارے دل میں اپنے ہر ایک اہل قلم اور ان کی محنت کی پوری پوری عزت اور قدر موجود ہے۔ اور کسی بزرگ یا دوست کی دماغ سوزی کے نتائج کو ضائع کر دینا۔ یا اپنے کسی نوشق بھائی کی حوصلہ افزائی نہ کرنا ہمارے نزدیک سخت گناہ اور جرم ہے۔ امید ہے کہ یہ معذرت ہمارے بعض مضمون نگاروں کی زحمت انتظار کو کسی قدر کم کر دے گی۔

مضامین کے بعد مراسلات کا نمبر آتا ہے۔ ہم ہر ایک ضروری مراسلت کو جو ہمارے پاس بروقت پہنچ جائے۔ لازماً شائع کر دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم خصوصیت سے درخواست کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مراسلہ نگار اصحاب غیر ضروری واقعات اور مضمون آرائی سے قطعی طور پر اجتناب کیا کریں۔ صرف نامہ وارحیثیت سے مختصر اور سادہ الفاظ میں واقعہ کی اطلاع دیدی جائے۔ اور ان کی سب سے زیادہ توجہ اخبار احمدؐ کے کالم کو مکمل بنانے کی طرف ہونی چاہئیے۔

بقیہ صفحہ ۶

اسلام کی برتری

آج دنیا مذہب کو راہبانہ خود فراموشی سے الگ کرنا چاہتی ہے۔ مگر ایک بڑی جماعت ایسے لوگوں کی ہے۔ جو ایمانداری اور نیکی کو عملی زندگی میں کارفرما ہوتا دیکھنا چاہتی ہے۔ اسلام ان ہر دو قسم لوگوں کے لئے مناسب ترین مذہب ہے۔ گرجے خالی ہیں۔ اور مساجد اہل ایمان سے آباد ہیں۔ اطاعت گذار بڑھتی ہوئی تعداد میں پانچ وقت خدا کے سامنے سربسجود ہوتے ہیں۔ اسلام پھر اسی پرانے رنگ میں اپنے پورے عروج پر آرہا ہے۔ دنیا میں کوئی ایک طاقت ایسی نہیں۔ جو اسلام کی طرح دنیا کی اقوام کے اقتصادی اور اخلاقی مسائل کا تسلی بخش حل کر سکے۔ آؤ! اس مقدس فرض کو سرانجام دینے کیلئے جسے آج سے تیرہ سو سال پہلے ہمارے پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ ہم سب مل کر اپنی زندگی وقف کر دیں

خدمت اسلام کا جذبہ

اے میرے عزیز بھائیو! سلسلہ کلام ختم کرنے سے پہلے میں پھر اس مسرت اور۔۔ خوشی کے احساس کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ جو میرے دل میں آپ میں شامل ہونے سے موجزن ہے۔ میں خدائے برتر و بالا کے سامنے دست بدعا ہوں۔ کہ مجھے اسلام کی کسی ایسی خدمت کی توفیق عطا کرے۔ جو آپ کی اس خوش آمدید جیسی عظیم الشان اور رفیع المرتبت ہو۔ جس سے آپ نے مجھے اور میرے اہل و عیال کو نوازا ہے۔

(نیازمند خالد لطیف گابا)

حیدرآباد میں جناب بیرن کا لیکچر

(پیغام صلح کے نامہ نگار کے قلم سے)

جناب بیرن جس روز سے حیدرآباد فرخندہ بنیاد تشریف لائے ہیں۔ اہل علم اور امراء و اراکین سلطنت کیلئے ایک پرکشش ہستی بنے ہوئے ہیں۔ ان کی تشریف آوری بلدہ کے تمام اسلامی حلقوں کیلئے بے حد مسرت کا باعث ثابت ہو رہی ہے۔ اعلیٰحضرت اور ولیعہد بہادر کی ملاقات کے علاوہ میں دیگر تمام قابل ذکر امور کی اطلاع دے چکا ہوں۔ یکم ماہ اردی بہشت مطابق ۶ مارچ کی شام کو چار بجے کے قریب ممدوح کا ٹاؤن ہال واقع باغ عامہ میں ایک عظیم الشان لیکچر ہوا۔ "میں کیوں مسلمان ہوا" موضوع تھا۔

قابل ذکر حاضرین

اہل علم طبقہ و امرائے سلطنت کے علاوہ عام پبلک بھی کثرت موجود تھی۔ حاضرین میں جناب بیرن کی ملاقات دید اور تقریر سننے کا ایک خاص اشتیاق پایا جاتا تھا۔ حاضرین میں سے عالیجناب نواب مرزا یار جنگ میر مجلس عدالت العالیہ (چیف جسٹس ہائیکورٹ) نواب اکبر یار جنگ بہادر۔ نواب فخر یار جنگ بہادر، نواب اصغر یار جنگ بہادر نواب سر نظامت جنگ بہادر۔ مسٹر مارماڈیوک پکتھال اور پروفیسران عثمانیہ یونیورسٹی کے اسماء خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

اعلیٰحضرت کی منظوری

یہ بیان کر دینا بھی ضروری ہے۔ کہ حیدرآباد کے ٹاؤن ہال میں کسی جلسہ کے انعقاد کیلئے اعلیٰحضرت کی منظوری کی ضرورت ہوتی ہے دیندار شاہ دکن نے بیرن صاحب کے لیکچر کی نہایت مسرت سے منظوری عطا فرمائی۔ خداوند کریم اعلیٰحضرت کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین ثم آمین

صدر جلسہ

نواب فخر یار جنگ بہادر کی تحریک پر نواب سر نظامت یار جنگ صدر جلسہ قرار پائے۔ تلاوت کے بعد کارروائی کا آغاز اس طرح ہوا کہ سب سے اول حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے جناب بیرن کا تعارف کراتے ہوئے ممدوح کے خاندانی حالات بیان فرمائے اور کہا۔ کہ آپ کا قبول اسلام دین فطرت کا ایک زبردست معجزہ ہے۔

آغاز تقریر

اس کے بعد جناب بیرن نے مقررہ موضوع یعنی "میں کیوں مسلمان ہوا؟" پر تقریر شروع فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یورپ میں اسلام کے خلاف سختی سے پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ اور اس کی روشن و پاک تعلیم کو بگاڑنے کی پوری طرح کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن اب یہ پروپیگنڈا صرف ان جہلا میں کامیاب ہوتا ہے۔ جو اپنے دل و دماغ کی کمزوری کی وجہ سے اس پروپیگنڈا کا اثر قبول کر لیتے ہیں۔

یورپین نوجوانوں کے رجحانات

مقرر نے فرمایا۔ کہ میں اسلام کی بیشمار عالمگیر خوبیاں بیان کرنے کرنے سے قبل جو میرے علم اور تجربہ میں آچکی ہیں۔ دور حاضرہ کے یورپ کے نوجوانوں کے رجحانات پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ جنگ یورپ سے قبل یورپ دہریت کی طرف مائل تھا۔ لیکن اب سائنس کی ترقی اس کو خدا کی طرف مائل کرنے لگی ہے۔ فاضل مقرر نے نہایت کامیابی اور دلنشین طریق سے حیاتیات، طبعیات، کیمیا اور ریاضی کے اصول سے خدا کا وجود ثابت کیا۔ فرمایا کہ یورپ میں ایک اور پروپیگنڈا اسلام کے خلاف بڑے زوروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ پروپیگنڈا کرنے مسلمان مردوں اور عورتوں کے ازدواجی تعلقات کو ظلم کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ جس مذہب میں عورتوں پر مظالم روا ہوں۔ وہ ہرگز سچا اور قابل قبول نہیں ہو سکتا ہے

اسلام میں عورتوں کے حقوق

اس کے بعد فاضل مقرر نے اسلام کے عطا کردہ حقوق نسواں پر نہایت عمدہ طریق سے روشنی ڈالی۔ اور فرمایا۔ کہ آج تک کوئی مذہب اور کوئی حکومت یا قانون عورتوں کو اس زیادہ اور اس سے اچھے حقوق نہیں دے سکی۔ جناب بیرن نے اسلام کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ وہ کسی خاص جماعت یا کسی خاص فرقہ کی تبلیغ کیلئے نہیں آیا۔ بلکہ اس نے تمام بنی نوع انسان کو ایک ہی پیغام سنایا۔ اور ان کے سامنے بہ بانگ دہل اپنا دعوے پیش کیا۔ اور مشرق و مغرب اور شمال و جنوب کو ایک ہی کڑی میں جکڑ دیا۔

اسلامی رواداری

اسلام ہر ایک مذہب کی عظمت اور اس کے ہادیوں کا احترام سکھلاتا ہے۔ بے شک یہ بات ایک حد تک ہر مذہب میں موجود ہے لیکن بدھ مت رہبانیت کی تعلیم کا حامل ہے۔ بدھ مت اور اسلام کے گہرے مطالعہ اور موازنہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ اسلام ایک سیدھا سادہ مذہب ہے۔ جو انسان کی دینی و دنیوی تمام ضروریات کیلئے کافی ہے۔ اس میں رواداری بھی بدرجہ اتم موجود ہے

موجودہ عیسائیت

عیسائیت کی تعلیم کے متعلق فاضل مقرر نے فرمایا۔ کہ موجودہ عیسائیت کی تعلیم بڑی تبدیلیوں کے ساتھ پیش کی گئی ہے۔ موجودہ عیسائیت میں اقرار گناہ کا جو عقیدہ ہے۔ وہ ضمیر کے خلاف اور حوصلوں کو پست کر دینے والی چیز ہے۔ برخلاف اس کے اسلام کی تعلیمات اس کے عامل کو ایک بلند مفکر اور اعلیٰ حوصلہ بناتی ہیں۔ اگر ہم قرآن شریف کا مطالعہ کریں۔ اور اس کے مطالب کو اپنے دل کی گہرائیوں میں جگہ دیں۔ تو ہم انسانیت کا ایک بلند درجہ حاصل کرنے کے قابل ہو سکینگے

صاحب صدر کا تبصرہ

فاضل مقرر کی تقریر کے بعد صاحب صدر نے فرمایا۔ کہ تقریر کا موضوع نہ صرف دلچسپ بلکہ غور و فکر و عمل کے قابل ہے۔ ایسے مایہ ناز مقررین کی قابل قدر تقریروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے۔ کہ یورپ کے آسمان پر اسلام کے درخشاں تارے نظر آنے لگیں گے۔ نیز صدر محترم نے فرمایا۔ کہ اسلام کبھی عورتوں پر زیادتی کی اجازت نہیں دیتا۔ جیسا کہ اس کے خلاف پروپیگنڈا کرنے والے بیان کرتے ہیں۔ آخر پر نواب فخر یار جنگ بہادر نے جناب بیرن صاحب صدر اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور تقریباً ۶½ بجے جلسہ برخاست ہوا۔

—— ۹ مارچ ہی کو وزیرآباد میں جناب مولانا عصمت اللہ صاحب کا ایک لیکچر بھی ہوا جسے نہایت دلچسپی سے سنا گیا۔ مولوی صاحب ۱۱ مارچ کی شب کو واپس لاہور تشریف لے آئے

—— ۱۴ مارچ کو جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تپیم لاہور تشریف لائے

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ ۱۳ مارچ کی دوپہر کو حضرت ممدوح جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ اور جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ کی معیت میں ڈاکٹر رشید الدین خانصاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (ڈاکٹر امداس خان) کی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔ دیر تک مختلف اسلامی موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔

—— ۷ مارچ کے اخبار احمدیہ میں شیخ محمد جان صاحب احمدی سوداگر وزیرآباد کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر درج کی گئی تھی۔ اس کے متعلق اس قدر تصریح نہایت ضروری ہے۔ کہ مرحومہ شیخ صاحب موصوف کی پہلی عمر رسیدہ بیوی یعنی شیخ نیاز احمد صاحب کی خوشدامن تھیں۔ ان کی دوسری اہلیہ محترمہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔

—— چودھری فضل داد صاحب محصل انجمن ضلع شیخوپورہ، لائلپور جھنگ گھیانہ اور چنیوٹ کے دورہ پر جا رہے ہیں۔ احباب مطلع رہیں۔ اور چودھری صاحب کی امداد کریں۔

—— ۱۲ مارچ کو جناب عبد الحمید خان صاحب جی بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور نے حضرت امیر ایدہ اللہ کی بیعت کی۔ آپ اٹرھر ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور کے رہنے والے ہیں۔ خداوند کریم استقامت عطا فرمائے۔

—— قاسم علی صاحب ساکن سامانہ کی ہمشیرہ زادی سکینہ جو حال ہی میں شامل سلسلہ ہوئی تھیں، وفات پا گئیں۔ انا للہ۔ ہمیں مرحومہ کے متعلقین سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے۔ کہ خداوند کریم انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

—— خواجہ نذیر احمد صاحب خلف الرشید حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ سخت بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کیلئے خصوصیت سے دعا کریں۔

—— ۹ مارچ کی شام کو حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے اپنے دولتکدہ واقع اسلام آباد متصل اچھرہ میں شیخ خالد لطیف صاحب (مسٹر کنہیا لال گوبا) کو پرتکلف دعوت چائے دی جس میں معتد مسلم اکابر کے علاوہ حضرت امیر ایدہ اللہ بھی شامل ہوئے۔ اس مجلس میں محترم خالد لطیف نے فرمایا۔ کہ میں نے بچپن ہی میں قرآن کریم کی چند سورتیں حفظ کی تھیں۔ اور قبول اسلام سے قبل نماز مسنون سمیت پڑھ لی تھی۔ حکیم احمد شجاع صاحب نے ایک پرلطف نظم سنائی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب نے مناسب الفاظ میں مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے ساتھ ہی ممدوح کی بیگم صاحبہ نے بیگم خالد لطیف کے اعزاز میں مستورات کو ایک پرتکلف دعوت دی جس میں بہت سی معزز خواتین مدعو تھیں۔

—— گذشتہ ہفتہ وزیرآباد میں مندرجہ ذیل قابل ذکر تقریبات عمل میں آئیں

(۱) ۹ مارچ کو شیخ محمد جان صاحب جنرل مرچنٹ سیالکوٹ کے صاحبزادے شیخ غلام اللہ صاحب کا نکاح شیخ عبد الرحمان صاحب رئیس وزیرآباد کی صاحبزادی سے ہوا۔ خطبہ نکاح جناب مولانا عصمت اللہ صاحب نے پڑھا۔

(۲) اسی تاریخ کو شیخ عبد الرحمان صاحب موصوف کے صاحبزادہ شیخ عطاء الرحمان صاحب کا نکاح شیخ عبد المجید صاحب وزیرآبادی کی ہمشیرہ سے ہوا۔ خطبہ نکاح قاضی لطیف شاہ صاحب نے پڑھا جو غیر از جماعت صاحب ہیں۔ اس پر علماء نے قاضی صاحب کیخلاف شور قیامت برپا کر دیا۔ اور دل کھول کر تکفیر بازی ہوئی۔ پیغام صلح اہم ان مبارک تقریبات پر شیخ صاحبان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ خداوند کریم ان تعلقات کو بابرکت بنائے اور ان سے نیک نتائج پیدا ہوں۔ آمین

شیخ خالد لطیف گابا کا ایمان افروز خطبہ

میں اسلام کا حلقہ بگوش کیوں ہوا؟

محترم شیخ خالد لطیف گابا (مسٹر کنہیا لال گابا) نے حسب اعلان ۱۰ مارچ کو نماز جمعہ بادشاہی مسجد لاہور میں ادا کی مسلمانوں کا ایک جم غفیر جس میں مسلم اکابر بھی کافی تعداد میں شامل تھے مسجد میں موجود تھا۔ حاضرین نے اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں سے فاضل و محترم نومسلم کا خیر مقدم کیا۔ اور بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے۔ نماز کے بعد محترم خالد لطیف نے بزبان انگریزی اپنے قبول اسلام اور دین فطرت کی خوبیوں کے متعلق ایک فاضلانہ خطبہ پڑھا جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

پیارے بھائیو!

آپ نے میرے قبول اسلام پر جس محبت اور اخلاص سے میرا اور میرے اہل و عیال کا استقبال کیا ہے۔ میری زبان اس کے بے پایاں اثرات کے اظہار سے قاصر ہے۔

مجھے یوں محسوس ہوتا ہے۔ کہ جیسے کوئی درماندہ مسافر برسوں کی صحرا نوردی کے بعد دوبارہ اپنے گھر اور وطن میں پہنچے۔ کوئی بچھڑا ہوا بھائی اپنے بھائیوں میں آملے۔

اسلام کی عالمگیر اخوت کا اس سے بڑھ کر اور کیا مظاہرہ ہوگا کہ آپ اور میں کسی قسم کی اجنبیت نہیں محسوس کرتے۔ بھائی بھائی ہوگئے ہیں خدائے برتر و بالا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ اس نے اپنے لاکھوں گمراہ بندوں میں سے مجھے انتخاب کیا۔ اور صراط مستقیم کی ہدایت دیکر دوسروں کے لئے مثال بنایا۔ تاکہ سب جان لیں۔ کہ صداقت کا سیدھا راستہ اسلام کے سوا اور کوئی نہیں۔ حضرات جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو وہ کئی طرح سے مکمل ہوتا ہے کیسی سندر صورت ہوتی ہے۔ پھول کی پنکھڑیوں جیسی لبوں پر مسکراہٹ ہوتی ہے۔ چہرے پر کیسی دلکش معصومیت برس رہی ہوتی ہے۔ گوشت پوست سب کچھ ہوتا ہے۔ چھو سکتا ہے۔ سونگھ سکتا ہے۔ دیکھ سکتا ہے۔ غرض پانچوں حواس قائم ہوتے ہیں۔ سب جبلی خواص موجود ہوتے ہیں۔ مگر ابھی فہم و ذکاوت سے بہرہ یاب نہیں ہوتا۔ کچھ عرصے کیلئے ہر چیز کو حیرانی سے دیکھتا ہے۔ مختلف چیزوں میں تمیز نہیں کر سکتا۔ مگر آہستہ آہستہ ماں باپ کو پہچاننے لگتا ہے۔ اشیاء کی ماہیت جاننے لگتا ہے۔ اور زندگی کے جادو سے اثر پذیر ہونے لگتا ہے۔ حضرات! اسی طرح انسان کی روحانی زندگی کا بھی بچپن ہو سکتا ہے۔ اور آدمی آہستہ آہستہ برسوں کے بعد اپنی روحانی منزل کو پہچاننے لگتا ہے۔ غفلت کی نیند سے بیدار ہو کر صداقت کی روشن دنیا میں سرگرم عمل ہونے لگتا ہے۔

میں کبھی بھی راسخ العقیدہ ہندو نہ تھا

میرے قبول اسلام پر ہندو دنیا میں بہت غیظ و غضب کا اظہار کیا گیا ہے۔ مجھے باور نہیں آتا۔ کہ ہندوؤں نے مجھ پر یہ کیوں طرح اندازی من حیث القوم شروع کر دی ہے۔ البتہ ایک امر میں مجھے ہندو پریس سے پورا اتفاق ہے۔ کہ ہندو اخبارات نے صحیح لکھا ہے۔ کہ میں کبھی بھی راسخ العقیدہ ہندو نہ تھا۔ اس وقت میری حالت ایک ایسے شخص کی مانند ہے جس نے سوسائٹی کے ضوابط و مراسم کے خلاف شادی کر لی ہو۔ اور لوگ اس کے متعلق طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہوں۔ کوئی کہتا ہے۔ اسے عشق نے اندھا کر دیا ہے۔ کوئی دماغ کا خلل بتاتا ہے۔ غرض جتنے منہ اتنی باتیں ہیں۔ لیکن جذبات کی حقیقت خشک منطق سے صاف نہیں ہو سکتی۔ انوار سماوی کی بارش خوردبینوں سے نہیں دیکھی جا سکتی۔ جذبات کے بڑھتے ہوئے سمندر کو استدلال کے پیمانوں سے ناپنا ناممکن ہے ؎

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

حب اسلام کی پہلی چنگاری

میرے پیارے بھائیو! میری یہ محبت اسلام نئی نہیں۔ بلکہ میرے قلب میں اس آگ کی پہلی چنگاری آج سے پندرہ برس پہلے چمکی تھی۔ میں ان دنوں مصر میں تھا۔ اسلامی تہذیب و تمدن نے میرے دل پر ایک نہ مٹنے والا اثر ڈالا۔ آہستہ آہستہ یہ چنگاری سلگتی رہی۔ اور آخر اس آگ نے میرے قلب کے خس و خاشاک کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اور آج میرا دل و دماغ اسلام کی صداقت سے تابندہ اور درخشاں ہے۔ مصر سے واپس آنے کے بعد جب کبھی میں کسی مسجد کے پاس سے گذرا ہوں، تو میرا سر ہمیشہ اس کی عظمت و جبروت کے سامنے جھک گیا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہؤا ہے۔ کہ جیسے مینارے مجھے انگلیوں کے اشارے سے بلا رہے ہیں۔ مؤذن مجھی کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ آؤ نماز کی طرف۔ نیکی کی طرف، فلاح کی طرف، میرا دل میرے سینے سے نکل نکل کر ایمان والوں کی صفوں میں شریک ہونا چاہتا تھا۔ خدائے رحمٰن و رحیم کے اطاعت گذار بندوں میں داخل ہونا چاہتا تھا۔

اسلام کے بنیادی اصول

اگر باہر کی دنیا کے لوگ معلوم کرنا چاہیں۔ کہ میں نے اور مذاہب پر اسلام کو کیوں ترجیح دی ہے۔ تو میں مختصراً چند ایک وجوہ پیش کرتا ہوں۔ اولاً مذہب اسلام کی سادگی اور جاذبیت، اسلام کے ارکان انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ ان سب کی بنیاد دو اصولوں پر ہے جو اس قدر واضح ہیں۔ کہ ناقص ترین عقل والا آدمی بھی ان کو سمجھ سکتا ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت الٰہی اور اس خدا کی وحدانیت جو نہ کسی کا باپ ہے۔ نہ بیٹا۔ نہ مٹی میں ڈھالا جا سکتا ہے۔ نہ پتھر میں۔ جو ایک ہے اور ایک رہے گا۔

اسلامی جمہوریت

(۲) میری دوسری وجہ ترجیح اسلام کی جمہوریت ہے۔ اسلامی مساوات، سوشلزم اور بالشوزم کی وہ مساوات نہیں، جو ناداروں کی خاطر داراؤں کو درندوں سے ہلاک کرنا سکھاتی ہے۔ یہ عیسائیت کی مساوات بھی نہیں۔ جہاں سیاہ رنگ کے حبشی کو سفید رنگ کی عورت پر نگاہ ڈالنے کے جرم میں بے محابا قتل کیا جاتا ہے۔ اور کالے رنگ والے عیسائی خدا کی عبادت مخصوص گرجوں میں ہی کر سکتے ہیں۔ ہر مسلمان کیلئے ہر مسجد کے دروازے کھلے ہیں

قبول اسلام کی سادگی

چونکہ یہ عالمگیر اخوت ان اصولوں پر مبنی ہے۔ جن کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ لہٰذا اسلام میں قبول اسلام کی کوئی خاص رسم نہیں۔ ان دو اصولوں کا اقرار و اعلان ہی کافی ہے یہی کلمہ ہے۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

جس کے پڑھنے سے دنیا کی اس سب سے بڑی برادری کی آغوش محبت کشادہ ہو جاتی ہے۔ جس میں ہر انسان ہم مرتبہ ہے۔ اور یہ محض نظریہ ہی نہیں۔ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ نومسلم اسی دم مسجد میں اپنے بادشاہ کے پہلو میں کھڑا ہو سکتا ہے۔

ہندو مذہب اور چھوت چھات

(۳) تیسری وجہ بھی اسی اخوت کے احساس پر مبنی ہے۔ اس وقت ہندوؤں میں اچھوتوں کے مندروں میں داخلہ کے مسئلہ پر بڑی لے دے ہو رہی ہے۔ اسلام ان انسانیت سوز بحثوں سے پاک ہے ہمارے مذہب کو چھوت چھات نے چھوا تک نہیں۔ ہندوؤں کا ایک فرقہ اچھوتوں کو شدھی کی چھو منتر سے چھوت بنا دینے کا دعویدار ہے مگر یہ بیل منڈھے چڑھتی نظر نہیں آتی۔ کیونکہ اس میں دو باتیں بری طرح حارج ہیں۔ اول تو یہ کہ ہندو پیدا ہوتا ہے۔ بنایا نہیں جا سکتا۔ وہ فقط ہندو ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک خاص گوت ایک خاص ذات کے حلقے میں پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ گوتیں اور ذاتیں درجہ بدرجہ ہیں۔ ہندو مت محض مُردوں کے تناسخ اور تبدیلی کا قائل ہے۔ زندوں کی حالت نہیں بدل سکتا۔ کوئی شودر کھتری نہیں بن سکتا۔ کوئی کھتری برہمن نہیں ہو سکتا۔ ہاں سیاسی اغراض کے لئے شودر کو کچھ ظاہرداری کا سہارا مل جائے۔ تو الگ بات ہے۔ یا مہاتما گاندھی کو خودکشی سے بچانے کیلئے کچھ پچکار دیا جا سکتا ہے۔ مگر شودر کبھی ہندو کی سماجی زندگی میں برابر کا شریک نہیں ہو سکتا۔ تا شدھی ہو جائے یا کچھ اور

شدھی کی دعوے داری

دوسری رکاوٹ یہ ہے۔ کہ ایک انسان کا دوسرے انسان کو شدھ یا پوتر یعنی پاکیزہ بنانے کا عمل کبھی مقبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کا خیال ہی عقل و دانش کی ہتک ہے۔ مذہب کی تبدیلی خدا اور بندے کا اپنا معاملہ ہے۔ کیا یہ محض جسارت نہیں۔ کہ ایک انسان اپنے جیسے دوسرے انسان کو شدھ یعنی پاکیزہ بنانے کی صلاحیت رکھنے کا دعویدار ہو؟ اوروں کو پاکیزہ بنانے والے پہلے اپنی پاکیزگی کا تو ثبوت بہم پہنچائیں۔

ہمارے مذہب میں محض اعلان اسلام ہی سے برابر کے حقوق مل جاتے ہیں۔ یہاں کوئی پاکیزگی یا ناپاکی کا سوال نہیں اٹھتا۔ ان حالات میں اچھوتوں کو میرا پیغام یہی ہے۔ کہ وہ اور تدبیریں چھوڑ دیں۔ اور اسلام کی طرف متوجہ ہوں۔ جو ان کے انتظار میں آغوش کشادہ کھڑا ہے۔ وہ جس کو چاہیں۔ چھوئیں۔ جس کے پاس چاہیں۔ اٹھیں بیٹھیں نماز میں مقتدی بنیں یا امام، کسی پر کوئی بندھن نہیں۔ اچھا وہی ہے۔ جو متقی ہے۔ جو اپنے فرائض کو اچھی طرح سرانجام دیتا ہے۔ ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم۔

مشکلات حاضرہ کا حل

(۴) میری چوتھی اور آخری وجہ ترجیح یہ ہے۔ کہ اسلام دور حاضرہ کی ضروریات کے عین مطابق ہے۔ اس عہد کی مشکلات کا حل کسی دوسرے مذہب کے پاس نہیں۔ آج دنیا اخوت اور مساوات چاہتی ہے۔ اسلام کے سوا یہ نعمتیں کہاں ہیں؟ اسلام کا معیار بزرگی تقویٰ ہے۔ اور وہی سب سے اچھا وہ ہے۔ جس کے اعمال سب سے اچھے ہیں۔ آج دنیا میں حقوق نسواں کی پکار ہے۔ شادی کے رشتے نااستوار ہو رہے ہیں۔ اسلام عورت کو آزادی اور حقوق دلاتا ہے۔ اور مرد اور عورت کے ازدواجی تعلق کو عاقلانہ معاہدہ پر قائم کرتا ہے۔ اسلامی قوانین انسانوں کے لئے بنائے گئے ہیں۔ فرشتوں کیلئے نہیں؛

اسلامی سوسائٹی میں ہنگامہ پروری، تماشا کاری۔ ساز باز زنا۔ بن بیاہی مائیں۔ اس قسم کے مسائل مفقود ہیں۔

(پیغام صلح ۱۵ مارچ ۱۹۳۴ء)

اچھوت اور ہندو دھرم شاستر

گاندھی جی کا سراسر غلط طریق کار

داخلہ مندر پر بیجا اصرار اور بیجان دلائل

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

(۲)

بے جان دلائل

یہ سمجھ نہیں آتا۔ کہ مہاتما جیسا آدمی ایسی لچر دلیل سے کیونکر مطمئن اور گمراہ ہو سکتا ہے۔ شاستروں میں اچھوتوں کا ذکر موجود ہے۔ اور سات کروڑ یا اس سے زائد اچھوت ہندوستان میں ہمیں ملتے ہیں۔ جن کے ساتھ راسخ العقیدہ ہندو وہی برتاؤ کرتے ہیں۔ جو شاستر کا حکم ہے۔ لیکن مہاتما گاندھی کو مشورہ دینے والے فاضل پنڈت محض اس بنا پر کہ یہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں۔ کہ یہ وہی اچھوت ہیں جن کا شاستروں میں ذکر ہے۔ انہیں اچھوت قرار دینے کیلئے تیار نہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ مہاتما گاندھی نے اپنی اچھوت پن کی مہم میں داخلہ مندر کے سوال کو مقدم کر کے سخت ترین غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ داخلہ مندر کو ایک ایسا اہم سوال قرار دینے سے پہلے جس پر ان کی اپنی زندگی یا موت کا انحصار رہے۔ انہوں نے شاستروں کا پورے طور پر مطالعہ نہیں کیا۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ ایک مدت سے اچھوت پن کو دور کرنے کے خیال میں تھے۔ لیکن انہوں نے کبھی اس سوال پر اب غور نہیں کیا۔ جیسا کہ کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ ان کی توجہ بالکل اسی سیاسی جدوجہد کی طرف مبذول تھی جس کی وہ رہنمائی کر رہے تھے۔ اور اب وہ جبکہ وزیر اعظم کا ریوارڈ جیل میں اچھوت پن کے سوال کو یکایک ان کے سامنے لے آیا ہے۔ انہوں نے سمجھا۔ کہ داخلہ مندر ہی اس کا واحد علاج ہے۔ اور اس کو وہ راسخ العقیدہ ہندوؤں میں اس فرلیعہ سے رواج دے سکتے ہیں۔ جسے تپسیا کے نام سے پکارتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ خود کشی کی ایک دھمکی ہے۔ مگر راسخ العقیدہ ہندو ایسے آسان طریق سے اپنے مذہبی اصولوں کو ہاتھ سے دیکر جبر و تعدی کا شکار ہونا نہیں چاہتے

راسخ العقیدہ ہندوؤں کی پوزیشن مضبوط ہے

ہندوؤں کے مقدس صحائف پر نظر ڈالتے ہوئے ہم دیکھتے ہیں کہ راسخ العقیدہ ہندوؤں کی پوزیشن بہت مضبوط ہے۔ امر تنقیح طلب یہ ہیں۔ کہ آیا ہندو شاستروں کے مطابق پیدائشی اچھوت پن موجود ہے یا نہیں۔ اور اگر موجود ہے۔ تو آیا وہ صفائی کے ساتھ رہنے یا مناسب پاکیزہ کرنیوالی رسوم کی ادائیگی سے دور ہو سکتا ہے۔ یا نہیں جن پنڈتوں کا مہاتما گاندھی نے ذکر کیا ہے۔ ان کی رائے یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ شاستروں کے مطابق پیدائشی اچھوتوں کی صرف ایک ہی جماعت ہے۔ اور وہ وہی ہے۔ جو ایک شودر کے ساتھ ایک برہمن عورت کے تعلق پیدا کرنے سے ہوتی ہے۔ اور ان کا اچھوت پن بھی صاف ستھرا رہنے یا وشنو کی پرستش میں لگ جانے سے دور ہو جاتا ہے۔

شاستروں کے قطعاً خلاف

یہ دونوں پوزیشنیں شاستروں کے قطعاً خلاف ہیں۔ اگر ایک شودر اور برہمن کے اختلاط سے پیدا شدہ اولاد اچھوت ہے تو یہ اسی وجہ سے ہے۔ کہ شودر خود اچھوت ہے۔ فی الحقیقت وہ خود اس قدر ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ ایک برہمن عورت کے ساتھ اس کا اختلاط اولاد کو ناپاک بنا دیتا۔ اور اسے اچھوت کر دیتا ہے۔ یہ ایک فیصلہ شدہ امر ہے۔ کہ ذات باپ کی طرف سے ہوتی ہے۔

منوجی کا ارشاد

جیسا کہ منوجی فرماتے ہیں:۔

فی الحقیقت آریوں کی اولاد جو غیر آریہ عورتوں سے پیدا ہو پکاہن کی رسم ادا کرنے سے آریہ ہو جاتی ہے لیکن غیر آریہ لوگوں کی اولاد جو آریہ عورتوں سے پیدا ہو۔ غیر آریہ ہوتی ہے (منو ادھیائے ۱۰ اشترہ ۶۷) اولاد کی ناپاکی۔۔ تعلق کے ناپاک و ناجائز ہونے کے مطابق زیادہ ہو سکتی ہے۔ لیکن ان کا انحصار باپ کے شودر ہونے پر ہے۔ اور جس بات کو مہاتما گاندھی اور فاضل پنڈتوں نے نظر انداز کر دیا ہے۔ وہ شودر کی وہ پوزیشن ہے۔ جو ہندو صحائف میں اسے دی گئی ہے۔

جینو کا حق شودروں کو حاصل نہیں

ہندو مذہب کے بنیادی اصولوں کے مطابق ہندوستان کی آبادی چار حصص پر منقسم ہے۔ برہمن، کھشتری، ویش اور شودر اول الذکر تین اقسام دوج یا دوبارہ پیدا شدہ کہلاتی ہیں۔ اور یہ وہ عزت ہے۔ جو شودر کو نہیں دی گئی۔ دوبارہ پیدائش ان کی روحانی پیدائش یا پاکیزگی سے تعلق رکھتی ہے۔ جس میں جینو پہننے کا حق دے دیا جاتا ہے۔ جینو ہندو مذہب میں نہایت اہم حیثیت رکھتا ہے اور شودر کو جینو پہننے سے روکا گیا ہے۔ جیسا کہ منوجی فرماتے ہیں:۔

"شودر ممنوع چیزیں کھانے سے کسی گناہ کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اس کو جینو نہیں مل سکتا۔ ویدک، قربانیاں کرنے کا وہ مجاز نہیں۔ اسے پکاہن کی رسم ادا کرنے سے روکا گیا ہے"۔ (منو ۱۰ - ۱۲۶)

یا صرف دوج لوگ ہی ہیں جنہیں جینو پہننے کا حق دیا گیا ہے اس بارہ میں ان کے اندر عمر کی چند حد بندیاں قائم کی گئی ہیں۔ یعنی برہمن کیلئے ۱۶ سال کھشتری کیلئے ۲۲ سال۔ ویش کیلئے ۲۴ سال اور اگر یہ حدود عمر جینو پہنے بغیر ان میں گذر جائیں۔ تو یہ دوبارہ پیدا شدہ "بھرشٹ" ہو جاتے ہیں۔ یعنی ان کی قسم ٹوٹ جاتی ہے۔ اور وہ آریہ سوسائٹی سے نیچے گر جاتے ہیں (منو ۲ - ۳۹) یہاں تک کہ برہمنوں کو اجازت نہیں۔ کہ سخت مصیبت اور تکلیف کے ایام میں بھی ان "برتی" لوگوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھیں"۔ (منو ۲ - ۴۰) اگر ایک اعلیٰ ذات کا آدمی بھی جو جینو پہنے ہوئے نہ ہو۔ اپنی ذات سے ایسا گر جاتا ہے۔ کہ وہ سوسائٹی ہی سے خارج ہو جاتا ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ایک شودر جسے جینو پہننے سے روک دیا گیا ہے ان لوگوں لوگوں کے ساتھ اختلاط نہیں رکھ سکتا۔ جو جینو پہنتے ہیں۔ اور انہیں یقیناً ذات سے خارج یا اچھوت کہا جاتا ہے

پاکیزگی حاصل کرنے کا حق اور شودر

علاوہ ازیں پکاہن یا پاکیزگی حاصل کرنے کا حق بھی صرف اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے لئے ہے۔ اور ایک شودر کو اس حلقہ سے باہر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ منوجی فرماتے ہیں:۔

ویدوں کے عطا کئے ہوئے پاک حقوق کے مطابق دوج ذاتوں کے اجسام حسب ذیل طریق سے پاک کئے جا سکتے ہیں۔ پیٹ کی پاکیزگی کیلئے ویدک مراسم کی ادائیگی ہتیم کے بعد پاک کرنے اور جینو پہننے سے دوج لوگوں کے گناہ جو ان کے ماں باپ کے بیج اور پیٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ زائل ہو جاتے ہیں (منو ۲ - ۲۶ - ۲۷)

شودر صرف خدمت کیلئے ہے

ایک شودر کو ہندو مذہب کے مقدس صحائف سے مستفید ہونے کی بھی اجازت نہیں۔ وہ ویدوں کا مطالعہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جہاں ویدوں کا مطالعہ تینوں ذاتوں میں سے ہر ایک کا سب سے بڑا فرض قرار دیا گیا ہے (ملاحظہ ہو منو ۱ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰) وہیں شودروں کے فرائض حسب ذیل الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں "پرمیشر نے صرف ایک ہی کام شودروں کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ مذکورہ تینوں ذاتوں کی خدمت بلا حیل و حجت بجا لائیں"

(۱ - ۹۱)

اور پھر منو (۱۰ - ۱) میں ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ صرف تین دوج ذاتوں کے افراد ہی ویدوں کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ یہی نہیں۔ بلکہ شودر کو کسی بھی مذہبی کام کے کرنے کی اجازت نہیں۔

ایسے (برہمن کو) اجازت نہیں۔ کہ وہ کسی شودر کو کسی دنیوی کام میں مشورہ دے۔ یا اس کے لئے اپنی خوراک چھوڑے۔ یا سوختنی قربانیوں کا بقیہ ان کے لئے رہنے دے۔ اسے اجازت نہیں۔ کہ کسی شودر کو مذہبی ہدایت دے۔ اور نہ ہی کوئی عہد کرنے کی اسے منظوری دے۔

جو برہمن کسی شودر کو مذہبی ہدایت دے۔ یا اسے کوئی مذہبی فرض بجا لانے کا مشورہ دے۔ وہ اس شودر کے ساتھ ظلم و ستم کے دوزخ میں جائیگا (منو ۴ - ۸۰ - ۸۱)

شودر کی مذہبی حیثیت

یہ شودر کی مذہبی حیثیت ہے۔ جو سمرتی میں اسے دی گئی ہے۔ وہ جینو نہیں پہن سکتا۔ جو پاکیزگی کا نشان ہے۔ اور اس لئے تمام عمر ناپاکی کی حالت میں رہتا ہے۔ وہ کوئی ویدک یا رسم قربانی نہیں کر سکتا۔ وہ وید نہیں پڑھ سکتا۔ اور کوئی مذہبی ہدایت حاصل نہیں کر سکتا۔ اس لحاظ سے ایک شودر مذہباً ذات پات سے خارج اور اچھوت ہے۔ وہ ایسا ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ کہ اگر ایک برہمن کی لاش کو وہ چھو جائے۔ تو وہ لاش ایسی ناپاک ہو جاتی ہے کہ اس کی روح آسمان کو نہیں چڑھ سکتی (منو ۵ - ۱۰۴)

مجلسی پوزیشن

اب ہم دیکھینگے۔ کہ آیا ایک شودر مجلسی طور پر بہتر پوزیشن میں ہے۔ سب سے پہلی بات جو ہمیں بتائی گئی ہے۔ کہ ایک شودر کے نام ہی میں برائی ہے۔

ایک برہمن کا نام برکت کا موجب ہے۔ کھشتری کا نام طاقت کو ظاہر کرتا ہے۔ ویش کا نام ایسی بات سے تعلق رکھتا ہے جو مال و دولت کی مظہر ہے۔ اور ایک شودر کا نام برائی اور ناپاکی کو ظاہر کرتا ہے (منو ۲ - ۳۱) شودر فی الحقیقت ایک پیدائشی غلام ہے اور شاستروں کے مطابق ۱۰ [illegible] اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی خدمت کیلئے پیدا کیا گیا

ہر صورت میں غلام

"ایک شودر کو خواہ وہ ایک خریدکردہ غلام ہو یا نہ ہو ضرور خدمت کے کام پر لگانا چاہیئے۔ کیونکہ وہ خود نا شیدہ پرمیشر کی طرف سے برہمنوں کی خدمت کیلئے پیدا کئے گئے ہیں"

اپنے آقا کی طرف سے آزاد ہو جانے پر بھی ایک شودر خدمت سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ خدمت فطرتاً اس کے فرائض میں داخل ہے کون ایسے اس سے آزاد کر سکتا ہے؟ (منو ۸: ۴۱۳ - ۴۱۴)

برہمن کی خدمت ایک شودر کی زندگی کو سنوارنے کا موجب ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ وہ کرتا ہے۔ وہ مہلک ہے"

(منو ۱۰: ۱۲۳)

دولت جمع کرنے کی ممانعت

پھر اسے دولت جمع کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔

ایک شودر اگر روپیہ جمع کرنے کے قابل بھی ہو۔ تو بھی اسے دولت جمع نہیں کرنی چاہیئے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی امارت کے غرور میں ایک برہمن پر ظلم کرنے لگ جائے۔ (منو ۱۰: ۱۲۹)

منوسمرتی کے چند لرزہ خیز احکام

منوسمرتی میں بہت سے اور بھی احکام ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شودر سے نہ صرف ایک غلام کا برتاؤ کیا گیا ہے۔ بلکہ اسے ایک بدترین انسان قرار دیا گیا ہے۔ جس پر مذہب کے نام پر ہر ایک قسم کا ظلم وستم کیا جا سکتا ہے۔ اس بارہ میں ایک دو مثالیں کافی ہونگی۔

"اگر کوئی شودر کسی دوج ذات کے آدمی کے متعلق کوئی بری زبان استعمال کرے۔ تو اس کی زبان کاٹ دی جائیگی۔ کیونکہ وہ ایک بدترین جگہ سے پیدا ہوا ہے"

اگر کوئی شودر کسی دوج ذات کے آدمی کو اس کا نام اور اس کی ذات کا ذکر کرکے گالی دے۔ تو ایک تپتی ہوئی سلاخ جو دس انگل لمبی ہو۔ اس کے منہ میں ڈالی جائے گی"

"اگر کوئی شودر کسی برہمن کو کوئی مذہبی یا اخلاقی نصیحت کرے۔ تو راجہ اس کے منہ اور کان میں گرم تیل ڈالے" (۸: ۲۷۰-۲۷۱-۲۷۲)

"اگر کوئی شودر کسی دوج ذات کی عورت سے زنا کرے۔ تو خواہ اس کا خاوند ہو۔ یا نہ ہو۔ اول الذکر صورت میں اس شودر کا عضو تناسل کاٹ دیا جائے۔ اور اس کی جائداد اور مال واسباب ضبط کر لیا جائے اور موخر الذکر حالت میں اسے جان سے مار دیا جائے (۸: ۳۷۴)

ایک شودر کسی اونچی ذات کے آدمی کے ساتھ اس جگہ پر نہیں بیٹھ سکتا۔ اگر ایک ناپاک آدمی کسی اعلیٰ ذات کے انسان کے ساتھ اسی جگہ یا اس کے تختہ کے ساتھ بیٹھے۔ تو راجہ اس کی کمر پر داغ لگا کر اسے ملک بدر کر دے۔ یا اس کے چوتڑوں کو کاٹ دے (۸: ۲۸۱)

شودروں کے علاوہ بعض مخلوط نسل کی اقوام ہیں۔ جنہیں اچھوت قرار دے کر شودروں ہی کا کام ان سے لیا جاتا ہے۔ اور بعض کام ان سے خاص کر دیئے گئے ہیں۔ سوت قوم کے لوگ گاڑی کھینچنے ہی کا کام کرکے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ آیوگو بڑھئی کا کام کرکے روٹی کما سکتے ہیں۔ نود اور اندھر جنگلی جانوروں کو مار کر گذارہ کر سکتے ہیں۔ جبڑے صاف کرنا ڈیگون قوم کے لوگوں کا کام ہے۔ اور ڈھول بجانا دین قوم کے لوگوں کا۔ چنڈال اور سوا پچ رکھنے کے لئے دیہات کے باہر رہ سکتے ہیں۔ کوئی برتن وہ استعمال نہیں کر سکتے۔ ہرن کتے اور گدھے ہی ان کی جائداد ہیں۔ چنڈال لاشوں کی کھالیں پہنیں۔ ٹوٹے پھوٹے برتنوں میں کھائیں۔ کوئی شخص مذہبی کام کرتے ہوئے ان کی طرف نہ دیکھے۔ اور نہ ان سے کلام کرے

(۱۰: ۴۷ - ۵۴)

(باقی دارد)

خبریں

— گذشتہ ہفتہ لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند لاہور آئے۔ اور ۱۰ مارچ کو شالامار باغ کے قریب منڈی سکیم کے ریلوے گڈز سٹیشن کا افتتاح فرمایا۔ آپ کی آمد پرائیویٹ تھی۔ سر فضل حسین صاحب بالقابہ بھی اس تقریب میں شرکت کیلئے لاہور تشریف لائے تھے۔

— دہلی ۱۱ر مارچ۔ جامعہ ملیہ میں غازی رؤف پاشا سابق وزیراعظم ترکی نے اپنے خطبات کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ پہلا خطبہ ڈاکٹر انصاری کی زیر صدارت گذشتہ شب پڑھا گیا۔ اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور نے غازی موصوف کو لاہور آنے کی دعوت دی تھی۔ جو موصوف نے منظور فرمالی ہے۔ تاریخ آمد کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

— مقدمہ سازش لاہور کا ایک ملزم کرشن گوپال رہا کر دیا گیا

— لاہور ۱۳ر مارچ۔ آج پنجاب کونسل میں متعدد ممبروں نے صوبہ میں صنعت وحرفت کو ترقی دینے پر زور دیا۔ اور اس کے متعلق مختلف تجاویز پیش کیں۔

— لاہور ۱۳ر مارچ۔ آج میڈیکل کالج کے ایک ہندو طالبعلم نے خودکشی کر لی۔

— صوبہ سرحد کی کونسل کا اجلاس جاری ہے۔

— جدید صدر امریکہ مسٹر روزویلٹ کو قتل کرنے کی متعدد کوششیں کی جا چکی ہیں۔ اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ گذشتہ ہفتہ بھی آپ کو آتشگیر مادہ کا ایک پارسل موصول ہوا۔

— مولانا شوکت علی صاحب جو آج کل امریکہ میں مقیم ہیں۔ انگلستان اور فلسطین ہوتے ہوئے عنقریب ہندوستان پہنچنے والے ہیں۔

— مسلمانان الور کے خلاف سازشوں کا سلسلہ بدستور جاری ہے ہندو عہدہ دار اور حکام ان کو طرح طرح سے دق کر رہے ہیں۔

— قیصر ولیم عنقریب جرمنی جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

— لنڈن ۱۳ر مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ ۱۷ر مارچ کی سہ پہر کو پارلیمنٹ کے ارکان کے درمیان وائٹ پیپر تقسیم کیا جائے گا۔ اور ۱۸ر مارچ کی صبح کو اخبارات میں شائع ہو جائیگا۔ اسی طرح ہندوستان میں کیا جائے گا۔

— درہ کہو پیکہ پر چین وجاپان کے درمیان خوفناک جنگ جاری ہے۔ جیہول پر جاپان کا قبضہ ہو چکا ہے۔

— نئی دہلی ۱۳ر مارچ۔ آج آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا ملتوی شدہ اجلاس میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر پشاور کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مسلم کانفرنس سے الحاق کی تجویز واپس لے لی گئی۔

— اس ہفتہ کیلی فورنیا امریکہ میں سخت زلزلہ آیا جس سے بہت زیادہ نقصان پہنچا۔ تخمینہ لگایا گیا ہے۔ کہ کم از کم چھ ہزار آدمی مجروح اور ایک سو پچیس ہلاک ہوئے۔ لاس انجیلز جمہوریہ امریکہ کا پانچواں سب سے بڑا شہر بالکل تباہ ہو گیا۔ اس شہر کے تمام تجارتی مقامات پر آگ لگ گئی۔ شہر سان پیڈرو میں بھی سخت نقصان ہوا۔ وہاں کے گرجے گر پڑے۔ سان فرانسسکو کی ایک خبر مظہر ہے کہ لانگ بیچ کا پورا ضلع نمونہ جہنم بنا ہوا ہے۔ ہر طرف شعلے بھڑکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سینڈیگو میں ۶۲ ہزار مکانات بالکل برباد ہو چکے ہیں۔

قبول اسلام

ضلع لدھیانہ کے مندرجہ ذیل نومسلین ہمارے آنریری مبلغ چودھری بشیر احمد صاحب ویدانہ کی کوشش سے اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ خدا استقامت عطا فرمائے۔

	نام	عمر	اسلامی نام
(۱)	جاگیر	۴۳ سال	محمد صادق
(۲)	جاگا	۱۱ "	شوکت حسین
(۳)	جگت	۶ "	ابرار حسین
(۴)	منی	۳۰ "	فاطمہ بی بی
(۵)	ہٹلو	۶۰ "	عبید اللہ
(۶)	گنگو	۴۰ "	نور محمد
(۷)	بادا	۳۵ "	عطا محمد
(۸)	دیوان	۲۰ "	جان محمد
(۹)	لچھمن	۱۵ "	فقیر محمد
(۱۰)	سنتا	۴۵ "	خادم حسین
(۱۱)	ودیا	۱۱ "	آمنہ بی بی
(۱۲)	بھانو	۴۰ "	رسول بی بی
(۱۳)	گوپال	۲۸ "	محمد اکرام
(۱۴)	ہنس	۳۵ "	محمود حسین
(۱۵)	ملک راج	۱۵ "	محمد طفیل
(۱۶)	درشن	۱۰ "	محمد طالب
(۱۷)	امرو	۳۳ "	عائشہ بی بی

جماعت راولپنڈی کا جلسہ سالانہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی کا چودھواں سالانہ جلسہ ۲۴، ۲۵ اور ۲۶ مارچ کو قرار پایا ہے۔ اس میں متعدد بزرگان دین یعنی حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ، جناب مولانا صدرالدین صاحب، جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی، جناب مولانا عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام، جناب میر مدثر شاہ صاحب اور جناب مرزا مظفر بیگ صاحب تشریف لا دیں گے۔ اس لئے جملہ احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس مبارک اجتماع پر تشریف لا کر جلسہ کی رونق کو بڑھائیں قیام وطعام کا انتظام بذمہ جماعت راولپنڈی ہوگا۔ ضروری بستر ہمراہ لائیں۔ آنے سے قبل ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار (دفتر سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام راولپنڈی) کو اطلاع دیں۔ تاکہ خاطر خواہ انتظام کیا جا سکے۔

(سیکرٹری جماعت راولپنڈی)

پیغام صلح کے خاص نمبر کا آرڈر فوراً دیجیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | لاہور یوم یکشنبہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ | نمبر ۱۷

ایک سوال؟

جس کا عملی جواب درکار ہے

مندرجہ ذیل سطور ملاحظہ فرمانے سے قبل حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کا وہ خطبہ جو اسی اشاعت کے صفحہ پر شائع ہو رہا ہے بغور مطالعہ فرمالیں (مدیر)

ایک ایسے ناخدا کے متعلق آپ کیا رائے قائم کریں گے، جس کا جہاز سمندر کے خوفناک تھپیڑوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہو، اور وہ تختہ جہاز پر محو خواب ہو؟ ایک ایسے سپہ سالار کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہوگا جس کے مرکز کا لشکروں کی خوفناک فوج نے محاصرہ کر رکھا ہو، اور وہ آفت سے یکسر بے فکر رہ کر بیٹھا ہوا باتیں کر رہا ہو؟ ایک ایسے شخص کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہوگا جس کے بزرگوں کی عزت پر بے بنیاد حملے کئے جاتے ہوں بہتان تراشے جاتے ہوں، غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہوں۔ اس کے خاندان کو تباہ و برباد کرنے کی کوششیں اس کی آنکھوں کے سامنے عمل میں لائی جارہی ہوں۔ اور وہ بدستور محو خاموشی رہے؟ یقیناً ان لوگوں کے متعلق آپ کوئی اچھی رائے یا خیال قائم نہیں کر سکتے۔ ان کے متعلق آپ کا جو ارشاد ہوگا۔ اس کو بھی بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

لیکن احمدیو! اسلام کے سپاہیو! مجدد زماں کی قوم کے آدمیو! کیا تم نہیں جانتے۔ کہ آج کل دشمنان سلسلہ نے مخالفت کا ایک زبردست طوفان برپا کر رکھا ہے۔ اور ہمارا قومی جہاز یعنی جماعت احمدیہ کا وجود اس طوفان کے تھپیڑوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہمارے مرکز کے قریب علماء سُو اور ان کے چیلوں نے اودھم مچا رکھا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ ان لوگوں نے حضرت مجدد زماں اور ہمارے قابل احترام بزرگوں کے متعلق دشنام طرازی اور تکفیر بازی کا شرمناک سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ ان کی عزت پر ناقابل حملے کئے جاتے ہیں۔ خوفناک غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں۔ حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو محض عشق و خدمت دین کے "جرم" کی وجہ سے کافر، دجال اور ایسے ہی بے شمار ناپاک الفاظ سے پکارا جاتا ہے۔ بائیکاٹ کی تجویزیں سوچی جاتی ہیں کھلے خزانے طرح طرح کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ سوچو۔ اور بار بار سوچو۔ کہ اس وقت تمہارے فرائض کیا ہیں۔ تمہیں کیا کرنا چاہئیے۔ اور تمہیں جو کچھ کرنا چاہئیے۔ وہ کر رہے ہو۔ یا نہیں۔ غور کرو۔ اور بار بار کرو۔ کہ تم اس ناخدا، اس سپہ سالار اور اس شخص کی مانند تو نہیں۔ جن کی مثالیں اوپر بیان کی گئی ہیں؟ مخالفین سلسلہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ پوشیدہ نہیں۔ تمہاری آنکھیں اسے دیکھ رہی ہیں۔ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں، وہ کوئی راز نہیں۔ تمہارے کان اسے سُن رہے ہیں۔ انہوں نے ایک معرکہ کارزار کی ابتدا کر دی ہے تمہیں للکارا جارہا ہے۔ آج دین اسلام کی نصرت تبلیغ، احمدیت کا مستقبل اور مجدد زماں کی مقدس روح سب کا تقاضا یہی ہے۔ کہ ان مخالفین کا انتہائی پامردی، استقلال اور شرافت سے مقابلہ کیا جائے۔ آج ضرورت ہے۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو یاد کریں۔ اور اپنی عزیز سے عزیز متاع کو بھی خدمت دین کیلئے وقف کر دیں۔ وقت ہم سے قربانیوں، پے در پے قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اس مطالبہ کے پورا کرنے پر ہی ہماری حیات و ممات کا انحصار ہے۔ یاد رکھو ہر ایک زندہ رہنے والی قوم کو قربانی کی کٹھن اور خونیں منزل سے گذرنا پڑتا ہے۔ تم اس سے کئی مرتبہ گذر چکے ہو۔ اب پھر اس کی ضرورت ہے مخالفین جو کچھ کر رہے ہیں۔ جو کچھ کرنے کا انہوں نے اعلان کیا ہے اور جو کچھ تمہیں کرنا چاہئیے۔ یہ سب باتیں تمہیں معلوم ہیں۔ اس طوفان بے تمیزی کی وجہ اور اس کے محرکات بھی تم سے پوشیدہ نہیں۔ ظفر علی، احسان، حبیب الرحمٰن لدھیانوی، انور شاہ دیوبندی جیسے لوگ جس طوفان بے تمیزی کے "چودھری" ہوں۔ اس کے مقصد کو بیان کرنا غیر ضروری ہے۔ زرطلبی شکم پروری اپنی تیاد توں اور غلط عقائد کا تحفظ موجودہ طوفان بے تمیزی کے محرکات ہیں۔ غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کی تاریکی کے اندر یہ تحریک پرورش پا رہی ہے۔ اور صرف اسی ماحول میں یہ زندہ رہ سکتی ہے۔ اگر ہم کوشش کر کے اس تاریکی کو صحیح معلومات اور احمدیت کی روشن تعلیمات سے کافور کر دیں۔ تو دنوں میں اس طوفان بے تمیزی کا خاتمہ ہو سکتا ہے چنانچہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس کا یہی علاج تجویز فرمایا ہے۔ درحقیقت اس کے سوا اس وبا کا اور کوئی موثر علاج بھی نہیں ہے۔ حضرت ممدوح کی تجویز ہے۔ کہ سردست ایسے ہفتہ وار یا پندرہ روزہ ٹریکٹ شائع کئے جائیں جن میں مخالفین کی غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کو دور کر کے احمدیت کے عقائد اور اس کے علمی و عملی پہلو کو واضح کیا جائے۔ ان میں ہر ایک ٹریکٹ کم از کم ایک لاکھ کی تعداد میں چھاپا اور تقسیم کیا جائے۔ حضرت ممدوح کے ارشادات آپ خطبہ جمعہ میں جو پیش نظر اشاعت کے صفحہ ۲ پر شائع ہو رہا ہے ملاحظہ فرمالیں۔

باقی امور تو بعد میں آئیں گے۔ سردست ان کے اخراجات کا سوال پیش ہے۔ جس کا اندازہ ۲۴۰۰ روپے کے قریب کیا گیا ہے۔ اور جس کو ہمیں پورا کرنا ہے۔ اس کے متعلق حضرت امیر کی یہ تجویز ہے۔ کہ ان بارہ لاکھ ٹریکٹ کو بارہ بارہ ہزار کے ایک سو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے صاحب استطاعت اصحاب ایک یا زیادہ حصے اپنے ذمہ لیں یا مختلف بھائی باہم اشتراک سے ایک ایک حصہ پورا کر دیں۔ ہمارے خیال میں یہ نہایت سہل اور عمدہ طریق ہے۔ اسی پر عمل ہونا چاہئیے۔ جماعت لاہور کے ذمہ حضرت ممدوح نے تین لاکھ ٹریکٹ ڈالا تھا جن میں سے تقریباً پونے تین لاکھ پورا ہو چکا ہے۔ باقی تمام احباب اور جماعتوں کو بھی بہت جلد اس طرف توجہ کرنی چاہئیے۔ یہ ضروری کام ہے۔ اسے جلد سے جلد شروع کر دینا چاہئیے۔ بہتر ہوگا۔ کہ آخر پر ہم امیر قوم کے مندرجہ ذیل الفاظ احباب کو ایک مرتبہ اور یاد دلادیں۔

"آج حضرت مرزا صاحب کو برا کہا جاتا ہے۔ احمدیت کو مٹانے کی کوششیں جاری ہیں۔ اگر آپ کو مجدد زماں سے اور احمدیت سے کوئی محبت ہے۔ اگر آپ کے دل میں اس کی کوئی عزت ہے۔ تو اس کا ثبوت دینا چاہئیے"

کیا احباب امیر قوم کے ان الفاظ میں کسی اضافہ کی ضرورت سمجھتے ہیں؟

عبرتناک خودکشی

"حسن اور دولت سے مجھے سکون قلب حاصل نہ ہو سکا۔ اس لئے میں اس دنیا کو چھوڑ کر ایک ایسی دنیا میں جا رہی ہوں۔ جہاں رنج و غم کا گذر نہیں۔ ہر طرف سکون اور راحت کا دور دورہ ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ مجھے وہاں راحت حاصل ہوگی"

مندرجہ بالا الفاظ اس تحریر کا خلاصہ ہیں۔ جو انگلستان کی مشہور خاتون مادام زینب نے خودکشی کرتے وقت بطور وصیت چھوڑی تھی۔ مادام زینب کی خودکشی کا واقعہ ہندوستان کے تقریباً تمام انگریزی اور اردو روزناموں اور ہفتہ واروں میں شائع ہو چکا تھا یہ انگلستان کی مشہور حسین اور دولتمند خاتون تھیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ مقابلہ حسن میں اول درجہ کا انعام حاصل کیا تھا۔ جوانی کے دن تھے مرادوں کی راتیں تھیں۔ ہر قسم کا دنیوی آرام و آسائش حاصل تھا۔ گھر پر سب کچھ حاضر، بنک میں لاکھوں پونڈ جمع، تمام عالم میں حسن کا شہرہ، ملک و دولت۔ ہزاروں قدردان موجود و صحت نہایت اچھی لیکن یہ تمام چیزیں دل کا اطمینان مہیا نہ کر سکیں آخر قلب مضطرب نے اس قدر تکلیف دی۔ کہ خودکشی کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ یورپ و امریکہ میں آئے دن ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ یہ بیسیوں سینکڑوں میں سے ایک مثال ہے۔ قرآن کریم نے ہر ایک فرد بشر کو مخاطب کر کے کہا ہے۔ کہ انسانوں کے دل اللہ کے ذکر کے سوا اطمینان نہیں پاتے یورپ دولت اور طاقت، علم اور سائنس، حسن اور تہذیب کے نشے میں خدا کو بھول رہا ہے۔ مالک حقیقی کا انکار کر رہا ہے۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہے۔ ہماری آئندہ نسل کے لڑکے اور لڑکیاں۔ ہمارے یورپ زدہ مرد اور عورتیں بھی یورپ کی کورانہ تقلید میں خدا کو رفتہ رفتہ بھولتے جاتے ہیں۔ وہ خدا کے ذکر کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور سینماؤں، رقص گاہوں ناچگھروں، ہوٹلوں، مسکدوں، آرٹ گیلریوں، عریانی و بے حجابی کے شرمناک مظاہروں میں دل کا اطمینان تلاش کر رہے ہیں۔ کیا ان غافلوں نے مادام زینب کی خودکشی کی خبر سنی اور اس پر غور کیا ہے؟

خاص نمبر

خاص نمبر کی اشاعت کا اعلان گذشتہ کئی اشاعتوں سے متواتر شائع ہو رہا ہے۔ اس کی غرض ضرورت اور اہمیت سے تمام احباب بخوبی آگاہ ہو چکے ہونگے۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ موجودہ حالات میں اس نمبر کی غیر معمولی اشاعت اشد ضروری ہے۔ دفتر سے خطوط لکھے جا رہے ہیں۔ احباب پہلی فرصت میں اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور صلاح مشورہ کے بعد جس قدر کاپیوں کی ضرورت ہو۔ اطلاع دیدیں۔ قیمت فی کاپی ۲ر ہوگی۔ اور ایک روپیہ کے دس پرچے ملیں گے۔ جو احباب خود اس کو بہتر طریق پر تقسیم نہ کر سکتے ہوں۔ وہ آرڈر دیدیں۔ ان کی طرف سے دفتر اس غرض کو نہایت احتیاط سے انجام دیگا۔ علاوہ ازیں ایک درخواست اور ہے۔ پیغام صلح کی مالی حالت سے تمام قارئین بخوبی واقف ہیں۔ وہ اچھی نہیں۔ روپیہ کی بے حد قلت ہے خاص نمبر پر کافی روپیہ صرف ہوگا۔ اس لئے فرمائشیں بھیجنے والے احباب قیمتیں لازمی طور پر فرمائش کے ہمراہ بھیجیں۔ اس امر کا خاص طور پر خیال رکھا جائے۔ جو احباب ایکصد یا اس سے زیادہ کاپیاں خریدیں گے۔ ان کے اسماء جلی قلم سے اخبار میں شائع کئے جائیں گے۔

نمائشی نماز

مولوی ظفر علی جنہوں نے ہندوؤں کی مخالفت میں رنگیلا جیسی ناپاک نظمیں لکھنے سے دریغ نہ کیا۔ وفتاً نہرو رپورٹ پر دستخط کرنے کے بعد پکے کانگرسی بن گئے۔ پنڈت موتی لال نہرو محسن تھے۔ اور ظفر علی خان کو ان سے ہمیشہ کافی روپیہ ملتا رہا۔ اس لئے ان کی زندگی میں ظفر علی خان کانگرسی بنے رہے۔ اس اثنا میں وہ کلکتہ کانگرس میں بھی شریک ہوئے۔ اور لاہور کا کانگرس میں بھی۔ مگر کبھی بھی کانگرس کے اجلاس سے اٹھ کر نماز پڑھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ کراچی کانگرس کے انعقاد کے وقت وہ اپنی کانگرس پرستی کی وجہ سے مسلمانوں میں سخت غیر ہردلعزیز ہو چکے تھے۔ پنڈت جی بھی مر چکے تھے۔ اس لئے طلب منفعت کا دروازہ بھی بند تھا۔ اس لئے مولوی صاحب نے وہاں نماز کا ڈھونگ رچ کر عام مسلمانوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرائی آج کل پھر اپنی عزت برقرار رکھنے کے لئے مسلمانوں میں پہنچے اور غریب مسلمانوں کی دولت کے ساتھ ان کی متاع عقل و ہوش پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے وہ مذہبیت کے مظاہرے کرتے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے کسی سیاسی جلسے میں نماز کا وقت آجانے پر سٹیج پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ لیکن یہ تمام قصہ نمائشی ہے۔ اور نمائش ہی سے۔ اگر کوئی صاحب ہمارے اس خیال کی صداقت کا اندازہ لگانا چاہیں۔ تو وہ مولوی صاحب کو اپنے شہر یا قصبہ میں دعوت دیں۔ بارہ بجے کسی جگہ پر کرسی لگا کر انہیں بٹھا دیں اور کہہ دیں۔ کہ آپ یہاں بیٹھے رہیئے۔ شام تک لوگ آپ کو چندہ دینے کے لئے آتے رہینگے۔ اگر آپ یہاں سے اٹھ گئے تو ممکن ہے۔ کہ انہیں چندہ دینے والے مایوس ہو کر چلے جائیں۔ پھر چند نوجوانوں کو پانچ پانچ سات سات منٹ کے بعد چندہ دینے کیلئے بھیجتے رہئے۔ جو آٹھ آنہ سے لیکر ایک روپیہ تک چندہ مولوی صاحب کو دیں۔ اور واپس آجائیں۔ یہ سلسلہ شام تک جاری رکھیئے۔ پھر آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ چندہ کا یہ دلدادہ جھوٹا کر مولوی صاحب دو پہر سے شام تک کتنی دفعہ نماز کے لئے مستعد ہوا۔

ذکاء اللہ

(پیغام دہرہ آباد ۔ ۔ ۔ فروری ۱۹۳۳ء)

دین فطرت کی فتح

گذشتہ ماہ ہندوستان کی سب سے اونچی قانون ساز مجلس میں ایک ہندو ممبر سر ہری سنگھ گور نے تجویز پیش کی۔ کہ ہندو مذہب میں طلاق کو قانوناً تسلیم کر لیا جائے۔ اور بحث و مباحثہ کے بعد ہندو ہی ارکان کی اکثریت سے تجویز منظور ہو کر سلیکٹ کمیٹی کے سپرد ہو گئی۔ بڑودہ وغیرہ بعض ہندو ریاستیں اس باب میں کچھ روز پہلے ہی قدم اٹھا چکی تھیں۔ اب ہندو رعایائے ہند بھی اسی مرکز پر جمع ہو گئی۔ ابھی کل کی بات ہے۔ کہ کوئی ہندو ہندو رہ کر طلاق کا نام بھی زبان پر نہیں لا سکتا تھا۔ یہ ملیچھ مسلمانوں ہی کا مذہب تھا جس کے قانون میں طلاق کی آزادی موجود تھی۔ ہندوؤں کا مقدس دھرم "اس گندی چیز" سے ماورا تھا۔ طلاق ایک خالص اسلامی تعلیم تھی۔ اور صاحب اور برہمن دونوں کے نزدیک یہ تعلیم مذموم تھی، مضر تھی، خلاف عقل تھی، خلاف حیا تھی اس سے سوسائٹی کے تار و پود بکھر جانے کا احتمال تھا۔ اس کا خیال بھی مضحکہ کے لائق تھی۔ پرانی طرز کے ٹھیٹھ ہندو الگ رہے۔ روشن خیال ہندوؤں کے سرخیل و سرتاج سوامی دیانند سرسوتی نے ستیارتھ پرکاش میں اس اسلامی تعلیم پر ٹھیک بازاریوں کے لہجہ میں جو ٹھٹھے لگائے ہیں۔ کیا مسلمانوں کے دل سے ان کی تلخیاں محو ہو سکی ہیں؟ یہ اللہ کی قدرت اور اللہ کے دین کی صداقت نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ کہ آج وہی ٹھٹھے لگانیوالے نیچی نظروں اور خاموش سرگوشیوں کے ساتھ اسی تمسخر و تضحیک والی رسم کو اپنی اصلاح کیلئے ضروری سمجھنے لگے ہیں۔ اور اسے اپنی معاشرت و قانون کا جزو بنا لینے پر مصر ہیں!

طلاق کو بھی چھوڑیئے۔ یہ جو کروڑوں اچھوتوں کو اپنے میں ملانے ان کروڑوں انسانوں کو انسان سمجھنے، انہیں ابتدائی انسانی حقوق عطا کرنے کا جو زبردست چرچا آپ مہینوں سے سن رہے ہیں، یہ جو گاندھی جی نے سارے ہندو دنیا میں ایک زلزلہ کی حرکت پیدا کر دی ہے۔ یہ جو بڑی بڑی اونچی ناک والے ہندوؤں کے مندر اچھوتوں کیلئے کھلتے جا رہے ہیں۔ یہ خود آخر کیا ہے؟ جو نور عرب کے افق سے ساڑھے تیرہ سو سال ہوئے۔ طلوع ہوا تھا۔

یہ اسی کا ہلکا سا پرتو نہیں۔ تو اور کیا ہے؟ ہندو دھرم نے اس میں شک نہیں کہ اس باب میں اسلام کی تعلیمات کا مقابلہ صدیوں تک کیا لیکن آخر کار اب تو اسے طوعاً نہیں۔ کرہاً اور دوڑ کر اور لپک کر نہیں ہار کر اور تھک کر، پوری طرح نہیں کسی حد تک اسی طرف آنا پڑا جدھر اللہ کا قانون لانا چاہتا تھا۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ عجائبات قرآن کبھی ختم نہ ہونگے۔ بیشک الفاظ و معانی قرآن کے عجائبات کا سلسلہ تو غیر محدود ہے ہی۔ اثرات قرآن کے عجائب کچھ کم ہیں؟ اور جو انقلابات قرآنی تعلیم نے برپا کر دیئے اور برابر برپا کرتی جا رہی ہے۔ انکا سلسلہ بھی کسی منزل پر کہیں ٹوٹنے والا ہے؟ خوش اعتقادی کو چھوڑ کر محض خالی ذہن کے ساتھ سوچیئے۔ کہ آخر یہ کیا ہے آج نہ غوری کی تلوار ہے، نہ غزنوی کے حملے ہو رہے ہیں۔ اسلام خود بھی ہر طرف نحیف و زار محکوم و مغلوب، شکستہ و مضمحل نظر آ رہا ہے پھر بھی لاکھوں دماغ ہیں کہ اسکی شریعت و قانون کے آگے جھکتے، اور کروڑوں دل ہیں۔ کہ اسکی ہدایات و تعلیمات کے سامنے کھنچتے جا رہے ہیں۔ حالی نے کہا ہے۔ کہ اللہ سے انکار تو شایع ہی اور پر نہیں بکو بنی پرکسی ممکن نہیں

مانا نہیں جس نے تجھ کو جانا ہے ضرور
انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

یہی حال شاید اللہ کے دین و شریعت کا بھی ہے۔ بندوں کے بنائے ہوئے قانون کیسی ہی حکمت، دوربینی و اندیشی و احتیاط سے بنائے گئے ہوں۔ زندگی کی کسی منزل اور معاشرت کے کسی نہ کسی پہلو پر پہنچ کر ٹوٹ ہی کر رہتے ہیں۔ انسان کی عقل آخر کہاں تک ہر پہلو، ہر موقع ہر ضرورت کا احاطہ کر سکتی ہے؟ یہ لچک، یہ وسعت، یہ جامعیت تو صرف حکیم مطلق ہی کی تجویز کی ہوئی شریعت کے ساتھ مخصوص ہے۔ کہ ہر زخم کا مرہم موجود، ہر ضرورت کا سامان تیار، ہر درد کی دوا حاضر ہے۔ اسلام اس دور رجل و جاہلیت میں اپنے ضعف و ناتوانی کے باوجود یہ سارے منظر اپنی فتحمندیوں کے دیکھتا جاتا ہے اور اسکے لبوں پر وہ خاموش تبسم ہم آپ سب پڑھ سکتے ہیں۔

(سچ)

حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب

حضرت عیسیٰ ابن مریم میں کوئی خصوصیت ماننا شرک ہے

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

حضرت مسیح موعود کا سب سے پہلا کام

عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ ابن مریم کی الوہیت کو قائم کرنے میں جس قدر مدد ملی ہے وہ ان خصوصیات کی وجہ سے ملی ہے جو عیسائی لوگ اور ان کے تتبع میں ہمارے علماء اور مفسرین حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود جب کسر صلیب کی خدمت کیلئے جناب الٰہی کی طرف سے مامور ہوئے۔ تو آپ نے سب سے پہلے یہی کام کیا کہ مسیح کی فرضی خصوصیات کا تار و پود بکھیر کے حضرت مسیح کو اصلی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ اس سے خود بخود مسیح کی الوہیت کا بُت ٹوٹ گیا۔

مسیح کی خصوصیات کو اڑانیکے دو طریق

مسیح کی خصوصیات کو دو طریق پر آپ نے اُڑایا:۔

(طریق ۱) ایک طریق تو اس طرح کہ ثابت کر دیا کہ بعض خصوصیات جو ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں وہ بالکل ایک فرضی افسانہ اور حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں۔ مثلاً آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری چڑھنا اور وہاں اٰن کما کان کی شان سے دو ہزار سال سے زندہ چلے آنا۔ یا **علم غیب رکھنا یا گہوارہ میں دعویٰ نبوت کرنا** وغیرہ وغیرہ آپ نے ان تمام باتوں کے فرضی اور غلط ہونے کو قرآن سے ثابت کر کے دکھا دیا اور اس طرح ان خصوصیات کو مٹا کر کسر صلیب کر دی۔

(طریق ۲) دوسرا طریق اس طرح کہ یہ ثابت کیا کہ وہ خصوصیات جو حضرت مسیح کی طرف منسوب کی جاتی ہیں وہ ان کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ دوسرے انبیاء یا انسانوں میں بھی وہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً **خلق طیر۔ احیائے موتیٰ۔ اندھوں اور کوڑھیوں کو چنگا** کرنا وغیرہ وغیرہ۔ بتایا کہ سچ مچ کے پرندے بنانا۔ اور جسمانی مردوں کو زندہ کرنا اور جسمانی اندھوں اور جسمانی کوڑھیوں کو چنگا کرنا کسی انسان کا کام نہیں ہو سکتا خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس سے خدا کی توحید میں شرک فی الصفات لازم آتا ہے۔ لہذا حضرت مسیح نے بھی اسی طرح کے مردے زندہ کئے اور اسی طرح کے کوڑھی اور اندھے اچھے کئے۔ اور اسی طرح کے پرندے اڑائے جس طرح سب نبی روحانی مردے زندہ کرتے آئے ہیں۔ اور روحانی کوڑھی اور روحانی اندھے اچھے کرتے آئے ہیں اور روحانی پرواز سے مستعد طبائع کو مستفیض کرتے آئے ہیں۔ اور اس طرح مسیح کی خصوصیات کا خاتمہ کر دیا۔

ولادت مسیح کی خصوصیت کو طریق ۲ سے اڑانا چاہا

مسیح کی ولادت کی بھی ایک خصوصیت تھی آپ نے اسے بھی اڑایا لیکن چونکہ آپ پر اس کے متعلق کوئی امر بذریعہ وحی ظاہر نہیں ہوا تھا اس لئے اسے آپ نے اپنے اجتہاد کے ماتحت طریق ۲ کے ماتحت اڑانا چاہا یعنی بتایا کہ مسیح کا بن باپ ہونا کوئی خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ جبکہ حضرت آدم بن باپ اور بن ماں پیدا ہوئے تھے میں خود ان کی اصل عبارت نقل کر دیتا ہوں:۔

حضرت صاحب کی اصل عبارت

واللہ ان عیسیٰ مات وانہم یعاندون الحق الصریح ویقولون ما یخالف القرآن وما یخافون۔ وای اشکال یاخذہم فی موت عیسیٰ بل ہم قوم مسرفون یخصصونہ بصفۃ لاتجد فی احد من الناس ویؤیدون النصاریٰ وہم یعلمون۔ وکیف تقبل غیرۃ اللہ ان یخصص احد بصفۃ لاشریک لہ فیہا من بدء الدنیا الی اخرہا و ای عقیدۃ اقرب الی الکفر منہا لو کانوا یتدبرون۔ فان التخصیص اساس الشرک وای ذنب اکبر من الشرک ایہا الجاہلون۔ واذ قالت النصاریٰ ان عیسیٰ ابن اللہ بما تولد من غیر اب وکانوا بہ یتمسکون۔ فاجابہم اللہ بقولہ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل ادم۔ خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔ ولکنا لانری جواب خصوصیۃ رفع عیسیٰ ونزولہ فی القرآن۔ فلو کان امر صعود عیسیٰ وہبوطہ صحیحًا فی علم ربنا الرحمٰن لکان من الواجب ان یذکر اللہ مثیل عیسیٰ فی ہذہ الصفۃ فی الفرقان ... فلا شک ان فی ترک الجواب اشعارًا بان ہذا القصۃ باطلۃ لا اصل لہا (ترجمہ) اور اللہ کی قسم بے شک عیسیٰ مر گیا اور یہ لوگ صریح حق کی مخالفت کرتے ہیں اور وہ بات کہتے ہیں جو قرآن کے مخالف ہے اور نہیں ڈرتے۔ اور عیسیٰ کی موت میں انہیں کیا مشکل معلوم ہوتی ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ قوم ہی مسرف ہے عیسیٰ کو ایسی خصوصیت دیتے ہیں جو لوگوں میں کسی میں بھی پائی نہیں جاتی اور اس طرح دانستہ عیسائیوں کی مدد کرتے ہیں۔ اور خدا کی غیرت یہ کیسے قبول کر سکتی ہے کہ کسی ایک انسان کو وہ ایسی خصوصیت دیدے جس میں ابتدائے دنیا سے لیکر آخر دنیا تک کوئی انسان اس کا شریک نہ ہو۔ اور اس عقیدہ سے زیادہ کونسا عقیدہ کفر سے نزدیک ہوگا۔ کاش یہ لوگ غور کریں کیونکہ بے شک **خصوصیت دینا شرک کی بنیاد ہے**۔ اور شرک سے بڑھ کر اے نادانو اور کونسا گناہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جب عیسیٰ ابن مریم کو بغیر باپ کے ولادت کی وجہ سے عیسائیوں نے خدا کا بیٹا بنایا اور اس سے دلیل پکڑی تو خدا نے جواب دیا کہ عیسیٰ کی مثال خدا کے نزدیک آدم کی مثال ہے۔ پیدا کیا اس کو مٹی سے پھر کہا اس کو کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم عیسیٰ کے رفع اور نزول کی خصوصیت کا کوئی جواب قرآن میں نہیں پاتے۔ پس مسیح کا رفع اور نزول اگر کوئی امر اللہ تعالیٰ کے علم میں واقع ہوا ہوتا تو اللہ تعالیٰ پر واجب تھا کہ جواب میں اس جیسا کوئی اور واقعہ ذکر فرماتا تاکہ مسیح کی خصوصیت نہ رہتی۔ پس خدا کی طرف سے اس قسم کا جب کوئی جواب قرآن میں نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ ہی ایک فرضی اور غلط واقعہ ہے۔ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی الاستفتاء صفحہ ۵۱)

مذکورہ بالا عبارت کے نتائج

مذکورہ بالا عبارت سے جو نتائج نکلتے ہیں وہ صاف ہیں اور حسب ذیل ہیں:۔

(۱) حضرت مسیح ابن مریم میں کوئی ایسی خصوصیت ماننا شرک ہے جس میں کوئی اور انسان شامل نہ ہو۔

(۲) اس لئے قرآن کبھی ان کی کوئی ایسی خصوصیت بیان نہیں کریگا جس میں کوئی دوسرا انسان شریک نہ ہو۔

(۳) اگر کوئی خصوصیت ان کی طرف منسوب کی جائے تو ضروری ہے کہ اس جیسی خصوصیت کسی دوسرے انسان میں بھی قرآن سے نکال کر دکھائی جائے ورنہ اس خصوصیت کا وجود بالکل فرضی ہوگا۔

(۴) مثلاً حضرت عیسیٰ کے زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھنے اور وہاں اٰن کما کان کی شان سے ہزارہا سال سے زندہ چلے آنے کی مثال چونکہ کسی اور انسان کی قرآن میں موجود نہیں اس لئے یہ خصوصیت مسیح کی ایسی ہوگی جس میں کوئی اور انسان شریک نہیں اس لئے یہ شرک ہوگا اور ماننا پڑیگا کہ یہ قصہ بالکل فرضی ہے۔ یہ **طریق ۱** ہے جو مسیح کی خصوصیات کو توڑنیکا حضرت مسیح موعودؑ نے اختیار کیا

(۵) اسی طرح حضرت عیسیٰ کی ولادت بن باپ ماننا بھی اگر کوئی اور انسان اس خصوصیت میں شریک نہ ہو تو وہ بھی شرک ہوگا اور سارا قصہ فرضی سمجھا جائیگا لیکن چونکہ خدا نے آدم کی ولادت کی مثال حضرت عیسیٰ کی بن باپ ولادت کی خصوصیت توڑنے کے لئے دیدی ہے اس لئے اس قصہ کے مان لینے سے شرک لازم نہیں آتا۔ اور اس کے مان لینے میں کوئی حرج متصور نہیں ہوتا۔ یہ خصوصیت توڑنے کا **طریق ۲** ہے۔

صرف خصوصیت ٹوٹی دلیل نہیں پیدا ہوئی

مذکورہ بالا عبارت سے یہ معاملہ تو طے ہوگیا کہ مسیح میں کوئی خصوصیت ماننا شرک ہے۔ اور جب تک اس جیسی خصوصیت کسی دوسرے انسان میں قرآن سے نکال کر دکھائی نہ جائے ہم اس قصہ کو فرضی سمجھیں گے ورنہ شرک لازم آئے گا۔ یہاں حضرت مسیح موعود نے مسیح کے بن باپ ولادت کی خصوصیت کو . . . . . .

. . . آدم کی بن ماں باپ ولادت سے توڑا ہے لیکن یاد رہے کہ **یہ صرف خصوصیت ٹوٹی اس سے مسیح کی بن باپ ولادت ثابت نہیں ہوئی**۔ عام طور پر مغالطہ یہ لگتا ہے کہ لوگ حضرت آدم کی بن ماں باپ ولادت کو مسیح کی بن باپ ولادت پر دلیل سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے کسی امر کی خصوصیت ٹوٹنی اور بات ہوا کرتی ہے اور اس کا وجود ثابت ہونا اور بات ہے مثلاً اگر کوئی تلوار ہو آج عام طور پائی جائے تو وہ ہرگز یہ کہہ کر اپنی

بریت نہیں کر سکتی کہ چونکہ آدم بن ماں باپ پیدا ہوا یا مسیح بن باپ پیدا ہوا اس لئے میرا حمل بھی بغیر مس بشر کے ہے۔ اس کا ایسا کہنا ایک بالکل لغو اور مضحکہ انگیز فعل ہوگا۔ ایک کنواری کا بغیر مس بشر کے حاملہ ہونا کسی دوسری کنواری کے حمل کے لئے دلیل نہیں ٹھیر سکتا کہ وہ بھی ضرور بغیر مس بشر کے حاملہ ہوئی ہے۔ البتہ خصوصیت ٹوٹ سکتی ہے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ اور بھی کنواریاں بغیر مس بشر حاملہ ہوتی رہی ہیں اس لئے اگر کوئی کنواری بغیر مس بشر کے حاملہ ہوئی ہے تو یہ کوئی خصوصیت نہیں جس سے اس کی اولاد کی خدائی پر استدلال کیا جا سکے۔ لیکن یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اب ہر ایک کنواری جو حاملہ پائی جائے وہ اس سے دلیل پکڑنے لگے کہ فلاں کنواری چونکہ بغیر مس بشر کے حاملہ ہوئی تھی اس لئے میرا حمل بھی بغیر مس بشر کے ہے۔ پس حضرت عیسیٰ کی بن باپ ولادت پر حضرت آدم کی بن ماں باپ ولادت کوئی دلیل نہیں ٹھیر سکتی البتہ اس طرح ان کی بن باپ ولادت کی خصوصیت ٹوٹ جاتی ہے اور اس سے اب ان کی خدائی پر استدلال نہیں ہو سکتا۔

حاصل کلام

حاصل کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود نے مسیح کی بن باپ ولادت کی خصوصیت کو تو ضرور توڑا لیکن **طریق ۲** سے توڑا یعنی یہ کہ ویسی ہی خصوصیت دوسرے انسان یعنی حضرت آدم میں پیش کر کے اسے توڑ دیا۔ لیکن فرض کیجئے اگر بذریعہ تحقیقات حضرت آدم میں یہ خصوصیت پائی نہ جائے یا ہم اسے قرآن سے ثابت نہ کر سکیں تو پھر ہمیں سوائے اس کے چارہ نہیں کہ طریق ۲ کو چھوڑ کر طریق ۱ کو اختیار کریں۔ اور مسیح کی بن باپ ولادت کو ایک فرضی قصہ سمجھ کر رد کر دیں ورنہ اس خصوصیت میں شرک لازم آئے گا۔ کیونکہ اصول یہ ہے کہ مسیح میں کوئی ایسی خصوصیت ماننا شرک ہے جس میں کوئی دوسرا انسان شریک نہ ہو۔ **پس مسیح کی بن باپ ولادت کی خصوصیت ماننے میں اس وقت تک تو کوئی ہرج نہیں جب تک حضرت آدم کی بن ماں باپ ولادت مسلمہ ہے۔ لیکن اگر حضرت آدم کی ولادت بغیر ماں باپ کے ہم قرآن سے ثابت نہ کر سکیں اور وہ بجائے خود مشتبہ اور مشکوک ہو جائے تو پھر اس خصوصیت سے جس سے شرک لازم آتا ہے بچنے کے لئے ہمیں کوئی چارہ نہیں کہ خصوصیت توڑنے کا طریق ۱ اختیار کریں اور مسیح کی بن باپ ولادت کو ایک فرضی قصہ قرار دے کر رد کر دیں۔** جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے عیسیٰ ابن مریم کے زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھنے کو اسی بنا پر رد کر دیا کہ یہ خصوصیت کسی اور انسان میں قرآن سے ثابت نہیں۔ لہٰذا اس خصوصیت کو ماننا شرک ہے اور قرآن کبھی شرک کی تعلیم نہیں دے سکتا اس لئے قرآن سے ایسا استنباط غلط اور قصہ فرضی ہے۔ اسی طرح اگر حضرت آدم کی بن ماں باپ ولادت قرآن کی آیات محکمات سے ثابت نہ ہو اور سائنس اور علوم جدیدہ بھی اس کے خلاف ہوں تو پھر مسیح کی ولادت بن باپ کا قصہ خواہ مخواہ ایک خصوصیت بن جاتا ہے۔ جو اور کسی انسان میں پائی نہیں جاتی اور یہ شرک ہے اور شرک کی تعلیم قرآن نہیں دے سکتا۔ پس اس صورت [illegible] مسیح کی بن باپ ولادت کا قصہ [illegible] [illegible] خصوصیت ماننے پر شرک [illegible]

تخلیق آدم کے متعلق دو نظریئے

تمام دنیا کے عالم اور فلسفی اور سائنس دان اس امر پر متفق ہیں کہ آدم مٹی سے بنا۔ لیکن مٹی سے آدم کس طرح بنا اس کے متعلق دنیا میں دو قسم کے خیالات پائے جاتے ہیں ایک تو وہ لوگ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ خدا نے مٹی سے ایک پتلا بنایا پھر اس میں روح پھونک دی اور وہ آدم کہلایا۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ مٹی سے آدم کا بننا سلسلہ ارتقا کے ماتحت بتدریج ہوا یعنی مٹی سے نباتات بنی۔ اس سے ترقی کر کے حیوانات بنے۔ حیوان سے ترقی کر کے آدم یعنی پہلا انسان بنا۔ پہلے نظریہ کے مطابق جس میں مٹی سے براہ راست انسان کا بننا مانا جاتا ہے۔ آدم کی ولادت بغیر ماں باپ کے مانی جاتی ہے لیکن دوسرے نظریہ کے مطابق آدم کی ولادت ماں باپ کے ذریعہ سے ہی مانی جاتی ہے۔ وہ یہ مانتے ہیں کہ انسان جس مخلوق سے بھی ترقی کر کے بنا خواہ بندر اور انسان کے درمیان کوئی مخلوق تھی بہرحال سب سے پہلے انسان کی ولادت بھی نر و مادہ یعنی باپ اور ماں کے ذریعہ ہوئی۔

رب العالمین کی صفت کا تقاضا

قرآن کریم نے ہمیں فقط یہ بتلایا کہ انسان کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے۔ جیسا کہ فرمایا خلقہ من تراب اسے پیدا کیا مٹی سے لیکن یہ امر کہ کس طرح پیدا کیا۔ مٹی کا پتلا بنا کر روح پھونکی یا بتدریج سلسلہ ارتقا کے ماتحت مٹی سے انسان بنایا اس کے لئے صراحت سے کوئی ذکر موجود نہیں البتہ رب العالمین کی صفت کا تقاضا یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آدم کی پیدائش مٹی سے بتدریج ہوئی ہوگی کیونکہ ربوبیت کی صفت کے معنے ہی یہ ہیں کہ ادنیٰ سے اعلیٰ حالت کی طرف بتدریج ترقی دینے والا اس کے ساتھ جب ہم آیت خلقنکم من تراب پڑھتے ہیں کہ اے انسانو ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا تو بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہماری پیدائش کا مٹی سے بتدریج ہونا تو ایک ایسا امر ہے جو بدیہی ہے۔ مٹی سے نباتات پیدا ہوتی ہے۔ نباتات کو کھا کر حیوانات بنتے ہیں پھر نباتات اور حیوانات کو کھا کر انسان کا خون اور نطفہ بنتا ہے جس سے انسان پیدا ہوتا ہے۔ پس ہمارے لئے خلقنکم من تراب کی یہ کھلی تفسیر جو نظر آ رہی ہے۔ آدم یعنی پہلے انسان کے خلقہ من تراب کی تفسیر کو حل کر دیتی ہے۔

ایک قابل غور بات

اب مقام غور ہے کہ اگر پہلے انسان یعنی آدم کی ولادت کو مٹی سے بتدریج مانا جائے تو پھر آدم کی ولادت بغیر ماں باپ کے نہیں رہ جاتی اور اس کا بھی کوئی ماں باپ ماننا پڑتا ہے جو نوع انسان سے نہ تھے اس لئے مسیح کی بن باپ ولادت ایسی صورت میں خصوصیت شکنی کے طریق ۲ سے توڑی نہیں جا سکتی۔ کیونکہ آدم کی بن باپ ولادت ہی ہمارے ہاتھ میں نہیں رہتی تو ہم اسے پیش کس طرح کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہم مجبوراً طریق ۱ کے ماتحت خصوصیت توڑ سکیں گے یعنی یہ کہ یہ قصہ ہی غلط ہے

قانون ابدا اور قانون اعادہ

لیکن اگر ہم بالفرض محال یہ مان بھی لیں کہ خدا نے پہلے آدم کا مٹی کا بت بنایا تھا اور اس میں روح پھونک دی تھی۔ تب بھی یہ امر ہمارے لئے مفید مطلب نہیں ہو سکتا۔ وجہ یہ کہ ابتدائے آفرینش میں پیدائش کا سلسلہ اور طریق پر تھا اور اب اور طریق پر ہے۔ اور یہ امر تمام سائنس دانوں اور فلسفیوں میں مسلم ہے اور قرآن بھی یہی بتلاتا ہے۔ مثال کے طور پر انڈے اور مرغی کی مثال لے لو۔ آج انڈے سے مرغی پیدا ہوتی ہے اور مرغی سے انڈا پیدا ہوتا ہے۔ بیج سے درخت پیدا ہوتا ہے اور درخت سے بیج پیدا ہوتا ہے۔ یہ دائرے ہیں جو چلتے رہتے ہیں۔ کوئی انڈا بغیر مرغی کے نہیں ہو سکتا اور کوئی مرغی بغیر انڈے کے نہیں ہو سکتی۔ لیکن ابتدا میں کیا ہوا تھا۔ کیا انڈا پہلے پیدا ہوا یا مرغی۔ کیا درخت پہلے پیدا ہوا یا بیج۔ بہرحال جو چیز بھی پہلے پیدا ہوئی انڈا یا مرغی۔ بیج یا درخت۔ وہ کسی نئے قانون قدرت اور قانون خالقیت کے ماتحت کسی انوکھے طریق سے پیدا ہوئی تھی جس کی مثال آج موجود نہیں۔ قرآن نے اس قانون کا نام **قانون ابدا** رکھا ہے۔ اور جو قانون آج چل رہا ہے۔ اس کا نام **قانون اعادہ** رکھا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے هو یبدئ و یعید یعنی خدا ابدا بھی کرتا ہے اور اعادہ بھی کرتا ہے۔ پہلا انڈا یا مرغی۔ یا پہلا بیج یا درخت جو بھی پہلے پیدا ہوا وہ قانون ابدا کے ماتحت کسی انوکھے طریق سے پیدا ہوا جو کہ آج موجود نہیں آج **قانون اعادہ** چل رہا ہے۔ یعنی انڈے سے مرغی اور مرغی سے انڈا پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ قانون اس درجہ ہم پر حاوی ہے کہ ہمارے تمام علوم کی بنیاد اسی قانون پر ہے۔ مثلاً ہم انڈے کو دیکھتے ہی یہ کہہ دیں گے کہ کسی مرغی نے دیا ہے۔ اور مرغی کو دیکھتے ہی کہہ دیں گے کسی انڈے سے پیدا ہوئی ہے۔ ہمیں کوئی لاکھ کہے کہ یہ انڈا یا مرغی مٹی میں سے نکل آئی ہے۔ ہم ماننے کو تیار نہیں ہوتے۔ اسی طرح اگر ہم یہ فرض بھی کر لیں کہ پہلا انسان مٹی سے براہ راست بنا تھا اور بدا خلق الانسان من طین کے یہ معنے نہ کریں کہ بتدریج مٹی سے انسان کو پیدا کیا بلکہ یہ معنے کریں کہ مٹی کا پتلا بنا کر اس میں روح پھونک دی تھی لیکن پھر بھی یہ قانون ابدا کے ماتحت ہوگا اور ہم اسی آیت کے دوسرے حصہ ثم جعل نسلہ من سلالۃ من ماء مھین (یعنی ہم نے اس کی نسل ایک ذلیل پانی کے خلاصہ سے چلائی) میں قانون اعادہ کا یہ ذکر پڑھ کر کہ انسان کی پیدائش نطفہ سے اور نطفہ کی پیدائش انسان سے ہے۔ اس امر کے مجاز نہیں رہتے کہ اس کے بعد قانون ابدا کی کسی مثال کو قانون اعادہ میں زبردستی پیش کر دیں۔ جب آج قانون ابدا کی بجائے قانون اعادہ دنیا میں جاری و ساری ہے تو اس قانون کے خلاف کوئی امر جس کی بنا قانون ابدا پر ہے کس طرح قابل تسلیم ہو سکتا اور نہ ہی اس کی کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے

قانون ابدا قانون اعادہ کی موجودگی میں نہیں چل سکتا

کیونکہ قانون ابدا کا اثر آج قانون اعادہ کی موجودگی میں نہیں ہو سکتا۔ اگر پہلا انسان مٹی سے ہی براہ راست پیدا ہوا تھا تو ہو وہ قانون ابدا اور تھا۔ اب جو سلسلہ نسل انسانی کا مرد و عورت کے نطفہ سے چل رہا ہے وہ قانون اعادہ اور ہے۔ پس قانون ابدا کو بطور دلیل قانون اعادہ کے درمیان میں پیش نہیں کیا جا سکتا یعنی آدم کی ولادت کو حضرت عیسیٰ کی ولادت پر بطور دلیل یا مثال کے پیش نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت مسیح موعود کا ارشاد

جیسا کہ حضرت مسیح موعود خود براہین احمدیہ جلد چہارم میں فرماتے ہیں:۔

> "غرضکہ جبکہ ہر عاقل کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ پہلا زمانہ خالص قدرت نمائی کا زمانہ تھا اور اس میں عام طور پر قانون قدرت یہی تھا کہ ہر ایک کام بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے کیا جائے تو پھر بدیہی کہ اس عام قانون سے باہر نکل کر قانون قدرت کو توڑنا سراسر جہالت و نادانی

ہے۔ اس زمانہ کی نظیر میں اس زمانہ کے حالات پیش کرنا درست نہیں ہے۔ مثلاً اب کوئی بچہ انسان کا بغیر ذریعہ ماں اور باپ کے پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اس ابتدائی زمانہ میں بھی انسان کا پیدا ہونا والدین کے وجود پر ہی موقوف ہوتا تو پھر کیونکر یہ دنیا پیدا ہو سکتی؟"

پس جب حضرت آدم کی ولادت کی مثال جو قانون ابدا کے ماتحت تھی حضرت عیسیٰ کی ولادت کے لئے جو قانون اعادہ کے ماتحت ہے پیش نہیں کی جا سکتی تو پھر ہمارے لئے مسیح کی ولادت کی خصوصیت توڑنے کی صرف ایک راہ رہ جاتی ہے اور وہ ہے طریق ۱ یعنی یہ کہ یہ قصہ ہی فرضی ہے۔ اور بعض قرآنی آیات، متشابہات سے جو مسیح کی بن باپ ولادت کو استنباط کیا جاتا رہا ہے وہ غلط تھا۔

حضرت آدم کی مثال کیوں دی

لیکن پھر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر خدا نے حضرت آدم کی مثال حضرت عیسیٰ کے متعلق کیوں دی؟ میں کہتا ہوں کہ خدا نے حضرت آدم کی مثال جو دی ہے وہ **حضرت عیسیٰ کی ولادت کے متعلق قطعاً نہیں دی**۔ صرف عیسائیوں کے سامنے حضرت عیسیٰ کی صحیح پوزیشن اور مقام کو بتانے کے لئے دی ہے۔ اصل آیت کو پڑھو۔ فرماتے ہیں:۔

ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل آدم۔ بیشک عیسیٰ کی حالت یا مقام خدا کے نزدیک ہی ہے جو آدم کی حالت یا مقام ہے۔ یہاں عند اللّٰہ کا لفظ قابل غور ہے۔ یہ محض خدا کے حضور میں جو مقام حضرت عیسیٰ کو حاصل ہے اس کے ظاہر کرنے کے لئے یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اگر ولادت کا ذکر ہوتا تو یہ الفاظ بے فائدہ تھے۔ کیونکہ سوال تو یہ تھا کہ ان کی ولادت کو لوگ کیا سمجھیں اس کا جواب یہ دینا کہ تم جو مرضی چاہو سمجھو ہم اللہ میاں یہ سمجھتے ہیں کس قدر لغو ہے۔ ایسا لچر جواب خدا کا نہیں ہو سکتا۔ حق یہ ہے کہ اس آیت میں مسیح کو خدا ماننے والے عیسائیوں کو یہ بتایا ہے کہ مسیح کو خدا کے حضور میں وہی مقام حاصل ہے جو آدم کو حاصل تھا۔ یعنی خلافت الٰہیہ کا۔ وہ اللہ نہیں بلکہ خلیفۃ اللہ ہے جو آدم کی پیدائش کا مقصود ہے آگے فرمایا خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔ آدم کو پیدا کیا مٹی سے پھر کہا ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔

آدم کی دو حالتیں

یہاں آدم کی دو حالتیں بیان کیں ایک تو مٹی سے پیدا کرنا دوم اس ادنیٰ ترین حالت سے اس کو اس اعلیٰ ترین حالت پر پہنچانا جس کے لئے وہ پیدا ہوا تھا یعنی خلافت الٰہیہ پر پہنچانا۔ پہلے کے لئے فرمایا خلقہ من تراب۔ دوسرے کے لئے فرمایا کن فیکون۔ یعنی خدا کی مشیت نے جو چاہا تھا اور جس مقصد کے لئے انسان کو پیدا کیا تھا اس پر پہنچا کر چھوڑا۔ لوگوں نے غلطی سے کن فیکون کا مظہر آدم کی ولادت کو سمجھا ہے اور میری رائے میں صحیح نہیں سمجھا ہے۔ وجہ یہ کہ آدم کی پیدائش کا ذکر خلقہ من تراب میں ہو چکا۔ اب خلق کے بعد ثم فرما کر جس کن فیکون کا ذکر کیا ہے وہ ظاہر ہے کہ پیدائش کے متعلق تو نہیں ہو سکتا کیونکہ پیدائش کا ذکر تو خلقہ من تراب میں ہو چکا اور ثم سے ذکر دوسرا شروع ہوا جو کوئی بعد کی حالت کا بیان ہے۔ لہٰذا یہ کن فیکون کا ذکر اس کی مقصد پیدائش کی تکمیل کے ظہور کے لئے ہی ہو سکتا ہے۔ اور ہے۔ پس حضرت آدم کی پیدائش کو مٹی سے فرما کر اس کی اس ادنیٰ حالت کا اظہار کیا جس سے اس کی ابتدا ہوئی اور کن فیکون سے اس اعلیٰ حالت خلافت الٰہیہ کی طرف اشارہ کیا جس پر خدا کی مشیت نے اسے پہنچا دیا۔ اور اس امر کو پیش کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ کی مثال بیان فرمائی۔ کہ وہ بھی آدم کی طرح اپنی پیدائش مٹی سے رکھتا ہے۔ اور آدم کی طرح ہی اُسے خدا نے خلافت الٰہیہ کے منصب پر پہنچایا۔ پس عیسیٰ کو جو نسبت بھی خدا سے ہے وہ آدم کی نسبت سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ الوہیت ارتقا سے پاک ہوا کرتی ہے۔ پس جو آدم کی طرح سلسلۂ ارتقا کے ماتحت مٹی سے ترقی کر کے قرب الٰہی کے مقام تک پہنچا ہے وہ ابن اللہ نہیں ہو سکتا بلکہ "ابن آدم" ہے۔ اور اناجیل میں یہی وہ لقب ہے جو حضرت عیسیٰ اپنی نسبت بار بار فرماتے ہیں اور اسی کی طرف یہاں اشارہ ہے۔

نتیجہ کلام

اب جب ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو آدم کی مثال پیش کی ہے وہ مسیح کے بن باپ ولادت کی خصوصیت توڑنے کے لئے نہیں بلکہ خدا کے ساتھ ان کی صحیح نسبت بتانے کے لئے دی ہے تو پھر ظاہر ہے کہ طریق ۲ سے ہم اس خصوصیت کو توڑ نہیں سکتے۔ لہٰذا ہم مجبور ہیں کہ مسیح کی بن باپ ولادت کی خصوصیت حضرت مسیح موعود کے قائم کردہ اصولوں کے ماتحت طریق ۱ سے توڑیں۔ یعنی یہ ثابت کر دیں کہ یہ قصہ فرضی ہے۔ اگر اس قصہ کی کوئی اصلیت ہوتی تو خدا ضرور قرآن میں کسی اور انسان میں اسی قسم کی مثال کا ذکر کر کے اس خصوصیت کو توڑ دیتا۔ لیکن چونکہ ایسا کوئی ذکر نہیں اس لئے حضرت مسیح موعود کے اپنے ارشاد کے مطابق ہم یہ ماننے پر مجبور ہیں کہ یہ قصہ فرضی ہے۔

حضرت مسیح موعود کی سچی پیروی کا تقاضا

پس حضرت مسیح موعود کا سچا متبع اور آپ کے علم کلام کا سچا پیرو وہ ہے جو آپ کے مذہب پر عمل کرتا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کی خصوصیت ولادت کو توڑتا ہے۔ خواہ وہ طریق ۲ سے توڑے۔ خواہ طریق ۱ سے توڑے۔ کچھ شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اسے طریق ۲ سے توڑا تھا لیکن وہ بہ طریق اجتہاد تھا نہ کہ وحی سے تھا۔ اس لئے اگر بعد کی تحقیقات سے وہ خصوصیت طریق ۲ سے ٹوٹ نہ سکے تو ضرور ہے کہ آپ کا سچا مرید اسے طریق ۱ سے توڑے۔ کیونکہ حضرت کا حکم یہی ہے کہ مسیح میں کوئی خصوصیت نہ رہنے پائے کیونکہ یہ شرک ہے۔ خصوصیت توڑنے سے غرض ہے خواہ وہ طریق ۲ سے ٹوٹے خواہ طریق ۱ سے ٹوٹے ؎

من ز عشق مغز را بر داشتم
استخواں را پیش سگاں انداختم

ضروری گذارش بنام احباب سلسلہ

پمفلٹ زیر تجویز چونکہ ایک ہفتہ کے اندر اندر چھپ کر تیار ہو جائیگا اس لئے بطور یاد دہانی میں سیکرٹری صاحبان اور ان اصحاب کو جن سے پمفلٹ کے متعلق دو تین امور دریافت کئے گئے ہیں۔ بار ثانی عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ ۲۵ مارچ سے قبل مجھے اپنے جواب سے ممنون فرما دیں۔ تاکہ کام میں ہرج واقع نہ ہو

(شیخ) ایزد بخش
برائے سیکرٹری صاحب (تبلیغی پروپیگنڈا)

ہندو پریس کی غیر شریفانہ حرکتیں

گذشتہ چند ہفتوں کے اندر متعدد اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بلند رتبہ ہندوؤں کا پے در پے قبول اسلام ہندو پریس کیلئے سخت تکلیف کا باعث ہو رہا ہے۔ اور وہ قبول صداقت کے ان شاندار مظاہروں سے گھبرا بھی گئے ہیں۔ ان کی یہ گھبراہٹ غیر متوقع نہیں۔ اور اس کی وجہ بھی سمجھ میں آسکتی ہے لیکن اس گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ کی نیم مجنونانہ حالت میں انہوں نے معزز نومسلموں کے متعلق جو غیر شریفانہ طرز عمل اختیار کر رکھا ہے وہ سب صدقابل اعتراض ہے۔ ہندو پریس کی جدید و قدیم روایات ممکن ہے۔ اسے جائز قرار دیتی ہوں۔ لیکن دنیا کا کوئی ضابطہ اخلاق اس کے جواز کا فتوےٰ نہیں دے سکتا۔ شیخ خالد لطیف صاحب (مسٹر کنہیا لال گوبا) کے قبول اسلام کو انہوں نے خاندانی کشیدگی اور مسلمان لڑکی سے شادی کا نتیجہ بتلایا۔ اور اس ضمن میں بار بار ایسی باتیں لکھیں جن کو پڑھنے کے بعد ایک انصاف پسند شخص ہندو اخبار نویسوں کی دیانت و شرافت کے ماتم کیلئے مجبور ہو جاتا ہے۔

کذب بیانی کی جدید طرز

موصوف کے قبول اسلام کے چند روز بعد ڈاکٹر رشید الدین خان صاحب (ر امداس خان) نے اعلان اسلام کیا۔ اس پر ہندو پریس نے کذب بیانی کی ایک اور طرز اختیار کی یعنی صاف طور پر لکھ دیا کہ ڈاکٹر صاحب مسلمان ہی نہیں ہوئے۔ اسی ہفتہ اکثر مقامی ہندو اخبارات میں سناتن دھرم کالج لاہور کے ایک کارکن کی طرف سے اعلان شائع ہوا کہ ڈاکٹر صاحب تناسخ کو مانتے ہیں۔ مندر میں جا کر پوجا کرنے کیلئے بھی تیار رہے۔ لہٰذا ان کے قبول اسلام کی خبر غلط ہے۔ اس وقت روزنامہ ہندو ماترم کی ۱۵ مارچ کی اشاعت بھی ہمارے پیش نظر ہے جس میں ڈاکٹر موصوف کی تصویر کے نیچے مندرجہ ذیل الفاظ درج ہیں:۔

"ڈاکٹر رامداس خاں۔ ان کے متعلق مشہور ہوا تھا کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ لیکن بعد میں تردید ہو گئی"

جس وقت ہندو اخبارات میں یہ جھوٹ شائع ہوا ہے۔ اس سے قبل بھی ہم ڈاکٹر صاحب کے صحیح خیالات سے واقف تھے۔ بعد بھی موصوف سے نیاز حاصل ہوا۔ دوران گفتگو میں انہوں نے ہندو پریس کی ان کذب بیانیوں کے متعلق جو کچھ فرمایا۔ اس کو بیان کرنے کی بجائے ہم ہندو اخبارات کو موصوف کے اس پیغام کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ جو ۱۱ مارچ کو بادشاہی مسجد لاہور میں انہوں نے خود پڑھا۔ اور آج کی اشاعت میں "اعلان حق" کے عنوان سے کسی دوسری جگہ شائع ہو رہا ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں:۔

"میرا ایمان ہے کہ خدا ایک ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ میں خدا کے تمام انبیاء و مرسلین پر بھی ایمان رکھتا ہوں۔ ہر دور اور ہر قوم کی آسمانی کتابوں پر بھی اس حد تک ایمان رکھتا ہوں جس حد تک وہ انسانی آمیزشوں سے پاک ہیں۔ اور جس حد تک قرآن مقدس کے ساتھ مطابقت رکھتی ہیں"

کیا ان الفاظ کو پڑھنے کے بعد بھی ہندو اخبارات کو اپنے غیر شریفانہ پروپیگنڈا کا احساس نہ ہوگا۔ ہندو پریس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ اس قسم کی غلط بیانیوں سے قبول حق کی رفتار نہیں روک سکتے

کلکتہ میں ایک انگریز خاندان کا قبول اسلام

کلکتہ میں ایک تعلیم یافتہ معزز انگریز ہیں۔ جن کا اسم گرامی مسٹر ہربرٹ لیبن برا۔ ایف۔ سی۔ ایس ہے۔ اور جو سُگر اسپیشلسٹ اینڈ مرچنٹ پرنٹیل مینوفیکچرز ہیں۔

حال ہی میں آپ معہ اپنی اہلیہ مسز لوسی لیبن برا کے مشرف باسلام ہوئے۔ آپ کا اسلامی نام عبد الرحیم اور آپ کی بیوی کا اسلامی نام طاہرہ بیگم رکھا گیا ہے۔ دراصل اسلام کی خوبیاں کتابوں کے ذریعہ مطالعہ کرکے یہ دونوں میاں بی بی عرصہ ۱۸ ماہ سے قبول اسلام کیلئے بیتاب و سرگردان تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ اسلام میں داخل ہونے کیلئے شاید کوئی رسم ادا کی جاتی ہوگی۔ کئی معزز اور با اثر اصحاب کے سامنے انہوں نے اپنی دلی خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن انگریز کا مسلمان ہونا چونکہ ہمارے ہندوستان کے مسلمانوں کو اس قدر عجیب معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے مذاق سمجھا۔ اور ہنسی کر ٹال دیا۔ آخر تنگ آکر انہوں نے اپنے مسلمان حجام سے ذکر کیا کہ ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن لوگ مذاق سمجھ کر ہنس دیتے ہیں۔ کیا سبیل کی جائے۔ اس حجام نے مسٹر فواد متعلم فورتھ ایر بی۔ ایس۔ سی کلاس پریسیڈنسی کالج کلکتہ سے ذکر کیا۔ یہ صاحبزادے دوڑے ہوئے گئے۔ اور بڑی مسجد کے امام صاحب کے پاس لیجاکر دونوں میاں بی بی کو کلمہ پڑھوایا۔ کس قدر رنج و افسوس ہے کہ از خود کتابیں پڑھ پڑھ کر یورپین تعلیم یافتہ مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ اور ہمارے بہت سے مسلمانوں کو اتنی توفیق بھی نہیں ہوتی۔ کہ کلمہ ہی پڑھا دیں۔ کسی ملا کے پاس لیجانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ وہ صاحبزادہ خود ہی کلمہ پڑھا دیتے۔ اور اگر ان غریب نو مسلموں کو پتہ ہوتا۔ تو اس کی کیا ضرورت تھی۔ کہ کوئی کلمہ انہیں آکر پڑھائے۔ وہ خود پڑھ لیتے۔ اسلام میں داخل ہونا کونسا مشکل کام ہے۔ (نامہ نگار)

افغان قوم کی توہین اخبار زمیندار میں

ہر ایک مسلمان جانتا ہے۔ کہ افغان ایک غیور مسلمان قوم ہے۔ اور فقہ حنفیہ کی پابند ہے۔ اخبار زمیندار کی کئی گذشتہ اشاعتوں میں اور پھر ۴ مارچ کی اشاعت میں افغان قوم کے بارہ میں لکھا ہے کہ:۔

مریم عذرا پر جن کی عصمت و عفت کی گواہی ارشاد ربانی دے رہا ہے۔ نہایت سوفیانہ پھبتیاں کہے۔ یہ دعوے کرکے کہ یوسف نجار سے ان کا اسی طرح تعلق ہوگیا تھا۔ جس طرح افغانستان میں نکاح سے پہلے نوجوانوں کا منگیتر وں سے تعلق ہو جاتا ہے۔

(زمیندار ۴ مارچ صفحہ ۳ کالم ۲)

یہ حملہ نہ صرف ایک مسلمان عورت کی عفت پر ہے۔ بلکہ تمام افغان قوم پر ہے۔ کیونکہ اگر یہ فعل شریعت اسلامی اور فقہ حنفیہ کے خلاف ہے۔ تو اس تعلق سے پیدا شدہ اولاد صحیح النسب قرار نہیں دی جاسکتی۔ جب ایک قوم کی قوم میں یہ رواج ہے۔ تو سمجھنے والے خود سمجھ لیں۔ کہ اس قوم کی عزت پر کتنا بڑا حملہ ہے۔ جو اخبار زمیندار احمدیت کی مخالفت کے پردہ میں کر رہا ہے۔ اور اگر یہ فعل جائز ہے۔ اور افغانستان کے حنفی علمائے دین اور ائمہ کے ماتحت یہ فعل ایک اسلامی سلطنت میں روا ہے تو اس کے تعلق پر کیا اعتراض رہا۔

زمیندار سے اس حملہ کا جواب لے سکتی مستورات کی عزت پر کیا ہے؟

خبریں

—— حاجیوں کا جہاز خسرو بخیریت جدہ پہنچ گیا ہے۔

—— پنجاب کے نئے گورنر مسٹر ایمرسن کو ملک معظم نے سر کا خطاب دیا ہے

—— مسلم لیگ نے مسٹر محمد علی جناح سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ ہندوستان واپس آکر مسلمانان ہند کی رہنمائی کریں۔

—— بمبئی ۴ مارچ۔ کل یہاں کے بیکار مزدوروں نے بلدیہ کی عمارت کے سامنے زبردست مظاہرہ کیا۔

—— افغانستان میں ایک پراسرار شخص لیوے نے فقیر نے جو شورش برپا کر رکھی تھی۔ اس کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اس کے اکثر حامی حکومت افغانستان کے مطیع ہو چکے ہیں

—— نئی دہلی ۱۵ مارچ۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ والیان ریاست اور ان کے نمائندوں کے ساتھ وائسرائے کی غیر رسمی کانفرنس ہوئی۔ کانفرنس کے انعقاد کا مقصد فیڈرل مجلس قانون ساز میں نشستوں کی تقسیم کے مسئلہ پر بحث کرنا تھا۔ لیکن کوئی خاص فیصلہ نہ ہوسکا

—— لاہور ۱۵ مارچ۔ آج شام کو شالامار باغ میں سر جیفرے ڈی مونٹ مورنسی گورنر پنجاب کو الوداعی پارٹی دی گئی۔ ہر قوم و طبقہ کے دو ہزار سے زائد معززین شامل تھے۔ موصوف کی خدمت میں ایک ایڈریس بھی پیش کیا گیا۔

—— بیان کیا جاتا ہے۔ کہ پارلیمنٹ کی جائنٹ سلیکٹ کمیٹی میں شرکت کیلئے ہندوستان سے ۱۸ اشخاص بھیجے جائیں گے۔ جن میں سے چھ ریاستوں کے نمائندے ہوں گے۔

—— کیلی فورنیا میں زلزلہ نے سخت تباہی پھیلائی ہے۔ دو سو میل کے رقبہ میں خاص طور پر نقصان ہوا ہے۔ اس علاقہ میں بیس لاکھ آدمی رہتے ہیں۔ آخری اطلاع کے مطابق ۱۵۰ آدمی ہلاک اور ۵ ہزار شدید زخمی ہوئے ہیں۔

—— سر ابراہیم رحمت اللہ کی جگہ سر شنمکھم چیٹی صدر اسمبلی منتخب ہوگئے

—— سید احمد المعروف بہ شیخ سنوسی کا مکہ مکرمہ میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ

—— نروانا کیس میں ۹ اشخاص کو سزائے موت کا حکم ہوا ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ لیڈی ولنگڈن کا اپریشن ہوا۔ ان کی حالت اچھی ہے

—— ہز ہائینس نواب صاحب رامپور کے یہاں فرزند دلبند پیدا ہوا ہے (پیغام صلح۔ مبارکباد)

—— شاہ افغانستان نے آقائے محمد عمر خان کو صوبہ کابل کا گورنر مقرر کیا ہے۔

—— حجاز کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کیلئے موٹروں کی آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔

—— حکومت ترکی پانچ بانی کے جہاز کا رخانے کھولنے کا انتظام کر رہی ہے۔

—— ایران کے علاقہ یزد میں لوہے کی ایک زبردست کان دریافت ہوئی ہے۔ جس میں بے اندازہ لوہا موجود ہے۔ اس کا سراغ ایک ایرانی انجینیر ہی نے لگایا ہے۔

—— تازہ ایرانی اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہاں کی اقتصادی حالت سرعت سے بہتر ہو رہی ہے۔

—— بمبئی ۱۳ مارچ۔ سابق شاہ الفانسو ڈیوک مرانڈا کی معیت میں حیدر آباد کی سیاحت کے بعد آج یہاں وارد ہوئے۔ گورنمنٹ ہاؤس میں قیام فرمایا۔

—— نیم سرکاری ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سرحد وزیرستان کی موجودہ صورت حال کا بلوچستان کے قبائل پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

—— برما میں آج کل کثرت سے ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ وسطی ہندوستان سے بھی اس قسم کی وارداتوں کی بہت سی خبریں موصول ہوئی ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ غازی رؤف بے دہلی سے فارغ ہو کر لکھنؤ بھی جائیں گے۔

—— شملہ ۱۲ مارچ۔ کل مسلم کلب شملہ کے ایک غیر معمولی اجلاس میں مندرجہ ذیل قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔

مسلم کلب شملہ کے ارکان مسٹر خالد لطیف گابا، مسٹر پال ڈیرا اور ڈاکٹر رام داس خان کو قبول اسلام پر دلی مبارکباد دیتے ہیں۔

—— مصر کے اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض ہندوستانی سرمایہ داروں اور حکومت حجاز کے درمیان ایک ایسے معاہدہ پر دستخط ہوئے ہیں۔ جو جدہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان ریلوے کی تعمیر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

—— ہندوستان کے فوجی اخراجات میں تخفیف کے متعلق جو کیپیٹیشن ٹریبونل مقرر کیا تھا۔ اس کی رپورٹ عنقریب شائع ہو جائیگی۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں دو کروڑ روپے کی تخفیف کی سفارش کی گئی ہے۔

—— جرمنی کی نازی حکومت روز بروز اپنے مقاصد میں کامیاب ہو رہی ہے۔ اس نے قیصر کے شاہی جھنڈے کو لہرانے کا حکم دیا ہے۔ اشتراکی اور بالشویک خیالات کے آدمیوں اور اخبارات کی بیخ کنی کی جارہی ہے۔ ان حالات کے پیش نظر بعض لوگ قیصر کی واپسی کی امید کرتے ہیں۔

—— اخبار ام القریٰ مکہ مکرمہ رقمطراز ہے۔ کہ عسیر کی بغاوت کا خاتمہ ہوگئی ہے۔ باغی قبائل نے اطاعت قبول کر لی ہے۔

—— کپتان اے۔ ڈبلیو اسپیشل کمشنر ریاست الور نے گذشتہ ہفتہ تجارا، کشن گڑھ اور لچھمن گڑھ کی چار نظامتوں کیلئے بعض مراعات کا اعلان کیا ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ ماسکو میں چار برطانی شخص گرفتار کئے گئے ہیں۔ ان پر عائد کردہ الزامات ابھی تک روشنی میں نہیں آئے۔ ان کی گرفتاری پر لندن میں سخت غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

جلد ۲۱ — لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۶ ذیقعد ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۳۳ء — نمبر ۱۸

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دفتر اخبار پیغام صلح

احمدیہ بلڈنگس

لاہور ۲۳ مارچ ۱۹۳۳

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کا ضروری خط

برادران جماعت کی خدمت میں التماس

برادران محترم! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد خدمت اسلام ہے جتنی یہ جماعت بڑھے گی اسی قدر اسلام کی حفاظت اور اشاعت کا کام بڑھے گا۔ کچھ عرصہ سے سیاسیات نے ملک کی توجہ کو اپنی طرف جذب کر لیا تھا اور ہم بھی کچھ تبلیغ سلسلہ کے کام میں سست ہو گئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت کی ترقی رکی رہی۔ اس سے دلیر ہو کر مخالفین و معاندین سلسلہ نے اس جماعت کو نیست و نابود کرنے کی سعی دوبارہ شروع کر دی جس کا فائدہ یہ ہوا کہ لوگوں کی توجہ پھر مذہب کی طرف منعطف ہونے لگی ہے جو انجام کار حق کیلئے انشاء اللہ مفید ثابت ہوگی کیونکہ جب بھی مذہبی رنگ دنیا میں چمکیگا حق کا بول بالا ہوگا۔ اور سلسلہ حقہ احمدیہ کی ترقی لازمی امر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حضور سے حق کی نصرت اسی وقت تک نہیں ہوا کرتی جب تک جماعت خود بھی پوری جدوجہد سے کام نہ لے اور حق تبلیغ ادا نہ کرے۔ حضرت موسٰی کے صحابہ نے جدوجہد نہ کی نصرت الٰہی چالیس سال کیلئے پیچھے جا پڑی۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے تبلیغ و جہاد کا حق ادا کیا ہر ایک رنگ کی فتوحات و نصرت کے وارث ہوئے۔ آج ہمیں بھی اسی جدوجہد کی ضرورت ہے کہ جہاں تک ممکن ہو امر حق کو لوگوں تک پہنچا دیں۔ "پیغام صلح" کا خاص نمبر بھی اسی مقصد کیلئے نکل رہا ہے لیکن اس وقت غفلت دہر لاحق ہے اور جد و جہد سلسلہ کیلئے آ بجا ہے۔ امید ہے احباب اپنی توجہ اور توجہ سے اس نمبر کو کامیاب بنانے اور کثیر تعداد میں لوگوں تک پہنچانے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرینگے فاستبقوا الخیرات کے حکم کی تعمیل ہیں ایک دوسرے سے گوئے سبقت لیجانے کے یہی موقعے ہوتے ہیں جنہیں مومن کبھی ہاتھ سے نہیں گنواتا۔

راقم خاکسار

بشارت احمد افسر پیغام صلح لاہور

"کرشنا مورتی" × "مسیح موعود"

ہندوؤں کی مشاہیر پرستی اور مسلمانوں کی محسن کشی

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

فرمائشی معلم زمانہ یا مسیح موعود

کیا خوب محمد یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ نے لکھا ہے کہ فرمائش دینے پر بوٹ حسب منشا تیار کیا جا سکتا ہے کوٹ سیا جا سکتا ہے لیکن یہ ندرت تھا کہ جب چاہیں فرمائشی "معلم زمانہ" یا فرمائشی "مسیح موعود" بھی گھڑا جا سکتا ہے۔ مگر مسز اینی بسنٹ مشہور تھیوسافیکل سوسائٹی کی لیڈی نے اس صنعت و حرفت کے زمانہ میں اس ایسی دستکاری کا بھی بیڑا اٹھایا اور ایک برہمن کا خوش شکل لڑکا لیکر اس نیت سے پرورش کرنا شروع کر دیا کہ اسے حسب منشا تعلیم و تربیت دیکر معلم زمانہ اور مسیح موعود بنا کر کھڑا کر دیا جائے۔

محمودی صاحبان کی حسب ترقی

ہمارے محمودی صاحبان نے اس معاملہ میں صرف یہاں تک ترقی کی تھی کہ کچھ لوگ مل جل کر جب ایک شخص کے سر پر ہاتھ دھر دیں تو وہ خدا کا مقرر کردہ "خلیفہ" بن جاتا ہے۔ یعنی اس انتخاب پر خدا کو بھی چاروناچار صاد کرنا پڑتا ہے۔ اور پھر اس کے بعد کوئی طاقت اسے اس "مقام خلافت" سے الگ نہیں کر سکتی خواہ وہ کتنی ہی بے عنوانیاں کیوں نہ کرے اور اس کی حیثیت ایک ایسے مطاع الکل کی ہو جاتی ہے جس کی رائے و فیصلہ کے سامنے تمام قوم کی رائے مسترد کر دینے کے قابل ہوتی ہے۔ وجہ یہ کہ وہ "برتر از عالم و آدم" کا مصداق ہوتا ہے اور بشری کمزوریوں اور لغزشوں کا وہاں دخل باقی نہیں رہتا۔ اس لئے وہ خلیفہ مطاع الکل ہوتا ہے۔

رومن کیتھولک عیسائیوں اور شیعہ لوگوں کا عقیدہ

رومن کیتھولک عیسائیوں کا بھی یہی اصول ہے۔ پوپ کی نسبت ان کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ شیعہ لوگوں بالخصوص اسماعیلیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ وہاں بھی امام معصوم اور مطاع الکل ہوتا ہے۔ البتہ امام کے اہل بیت میں سے ہونے کی شرط ساتھ لگی ہوئی ہے۔

مسز اینی بسنٹ کی "بلند پروازی"

لیکن مسز اینی بسنٹ سب سے آگے نکل گئیں۔ انہوں نے نہ کسی خاندان کی شرط رکھی۔ نہ لوگوں کے مل جل کے انتخاب کرنے کے لئے ووٹوں اور پروپیگنڈا کی ضرورت باقی رہنے دی۔ بلکہ برہمن کا ایک لڑکا لیکر اس کا نام کرشنا مورتی رکھ کر تربیت کرنا شروع کر دیا اور کہہ دیا کہ چند روز میں "معلم زمانہ" اور "مسیح موعود" گھڑ کر تمہارے سامنے کھڑا کر دوں تو جو مرضی چاہے سو کہنا۔ پہلے ایک پادری کے سپرد کیا کہ وہ تعلیم دے لیکن بعض ناگفتہ بہ حالات ایسے پیش آئے کہ مسز اینی بسنٹ نے اسے وہاں سے اٹھا کر خود تربیت کرنی شروع کی۔ اس ناز پروردہ لڑکے نے تین مرتبہ امتحان دیا اور ہر دفعہ فیل ہوا۔ آخر لڑکے کا باپ لڑ پڑا کہ خدا کے لئے میرا بچہ مجھے واپس کر دو کیا تماشہ بنا رکھا ہے۔ اس نے مقدمہ بھی کیا اور جیت بھی گیا لیکن اس دوران میں لڑکا ہندوستان کی حدود اربعہ سے باہر جا چکا تھا۔ وہ انگلستان کی سیر کیا کر رہا تھا۔

کرشنا مورتی کے چند واقعات زندگی

یہ حسین نوجوان جہاں گیا وہاں دلچسپی کا موجب ہوا۔ عورتوں مردوں سب نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ شدہ شدہ امریکہ کی سینما فلموں اور ایکٹروں کے مرکز ہالی وڈ جا پہنچا۔ اس نوجوان کو وہ جگہ بہت پسند آئی۔ اور وہ کام بہت دلچسپ نظر آیا۔ اور تہیہ کر لیا کہ میں سینما کا ایکٹر بن کر فلموں کے آسمان پر ستارہ بن کے چمکوں لیکن مسز اینی بسنٹ کا منشا کچھ اور تھا وہ تو اسے دنیا کی اسٹیج پر معلم زمانہ کا ایکٹ کرنے اور مسیح موعود کا پارٹ کھیلنے کے لئے پال رہی تھی۔ خدا خدا کر کے اسے وہاں سے نکالا لیکن مشکل یہ ہے کہ کوا چلا ہنس کی چال وہ اپنی بھی بھول گیا۔ کہیں بھلا ایکٹ کر کر کے یا نقالی کر کے بھی خدائی معلم اور مامور کی شان اور حیثیت پیدا ہوتی ہے۔ خدائی معلموں کا انتخاب تو خدا خود کیا کرتا ہے اور واصطنعتک لنفسی کے ماتحت اس کی تربیت کا خدا خود متکفل ہوتا ہے۔

قصہ کوتاہ مسز اینی بسنٹ کی ہدایات کے ماتحت کرشنا مورتی صاحب دنیا کے مختلف حصوں میں لیکچر دیتے پھرے۔ انگریزی بولنا۔ لب و لہجہ۔ تلفظ۔ چونکہ مسز اینی بسنٹ سے سیکھا تھا جو ایک بڑی پایہ کی بولنے والی عورت ہے۔ اس لئے خوب بولے۔ ان کے بولنے کی ادا کی خوب واہ واہ ہوئی لیکن جو کچھ کہا وہ کیا تھا بس ڈھاک کے تین پات تھے یعنی کچھ بھی نہیں۔

کرشنا مورتی کی لاہور میں آمد

چند دن گذرے کہ لاہور بھی تشریف لائے کئی لکچر ہوئے۔ میں بھی لیکچر سننے گیا۔ بس کیا سنا۔ کیا دیکھا اور کیا سیکھا اس کے لئے عرفی کا ایک مصرعہ کافی ہے۔ ؎

ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

کرشنا مورتی کا حلیہ اور انداز گفتگو

ایک خوش شکل گندمی رنگ کا نوجوان۔ مونچھ ڈاڑھی صفاچٹ یعنی فیشن کے مطابق کلین شیوڈ ہیں۔ دھوتی پہنے ہوئے سر برہنہ بال سنورے ہوئے ایک میز کے اوپر آپ چڑھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ پاس گیندے کے پھولوں کا ایک ہار رکھا ہوا تھا۔ ہنس ہنس کے آنکھیں بند کر کے انگریزی بول رہے تھے۔ لوگ کاغذ کے پرزوں پر انگریزی میں سوال لکھ لکھ کر دیتے تھے اور وہ یکے بعد دیگرے ایک پرچہ اٹھاتے تھے۔ سوال پڑھتے تھے۔ آنکھیں بند کر کے سوچتے تھے اور جواب دیتے تھے۔ بولنے کی ادا بڑی پیاری تھی۔ انگریزی کا لب و لہجہ بہت اچھا تھا۔ لیکن تقریر کا ماحصل کیا تھا کچھ بھی نہیں۔ بس بار بار اسی پر زور تھا کہ جو کچھ ہے تمہارے اندر ہے کہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ خدا کی تلاش، سچائی کی تلاش، نیکی کی تلاش سب بے سود۔ یہ چیزیں خود تلاش کر کے تم تک پہنچ جائیں گی۔ تمہیں نہ کسی مذہب کی ضرورت ہے نہ کسی اصول کی۔ پھر کس چیز کی ضرورت ہے؟ "کہا کسی کی بھی نہیں"۔ کسی نے پوچھا تم شادی کیوں نہیں کرتے۔ سوچکر کہنے لگے مجھے کسی رفیق کی ضرورت ہی نہیں۔ میں اپنے لئے آپ کافی ہوں۔ غرضکہ اسی قسم کی بے سروپا خیالی باتیں کر کرا کے چپکے ہو رہے کسی کے بھی پلے کچھ نہ پڑا۔ کسی نے پوچھا کہ تم دنیا کو کیا سکھانے آئے ہو۔ کہا کچھ بھی نہیں۔ کسی نے کہا کھاتے کہاں سے ہو۔ کہنے لگے لوگ دعوتیں کرتے ہیں ہم ان کے ہاں مہمان ہوتے رہتے ہیں سیکنڈ کلاس میں سفر کرتے ہیں"۔ یعنی کرتے کراتے کچھ بھی نہیں لوگوں کی جیبوں پر گذارہ ہے۔

ہندو قوم کی مشاہیر پرستی

الغرض یہ ہیں وہ "معلم زمانہ" اور "مسیح موعود" جنہیں مسز اینی بسنٹ نے دست خاص سے گھڑا ہے۔ ان لیکچروں کا دنیا کو کیا فائدہ ہے نظر ہی آ رہا ہے کہ کچھ بھی نہیں۔ بجائے ان لیکچروں کے اگر وہ ہالی وڈ میں سینما کے ایکٹروں میں داخل ہو کر کام کریں تو بہت زیادہ کامیاب ثابت ہوں۔ لیکن واہ ری ہندو قوم۔ ان کی ہیرو ورشپ اور مشاہیر پرستی کی داد دیئے بغیر انسان نہیں رہ سکتا۔ اپنے آدمیوں کی عزت کرنا کوئی اس قوم سے سیکھے۔ کرشنا مورتی جو کچھ بھی ہیں برے ہیں یا بھلے۔ ہندو انہیں بھی آنکھوں کا تارا بنائے پھرتے ہیں۔ ان کی تقریریں خواہ کیسی ہی بے معنی کیوں نہ ہوں ہندوؤں کے اخباروں کے لئے باعث فخر و زینت بنی ہوئی ہیں۔

مسلمان قوم کی محسن کشی

لیکن مسلمانوں کی قوم ہمیشہ اپنے ہی خیر خواہ اور مصلح کی دشمن رہی ہے۔ کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ یہ بہت محتاط قوم ہے اس لئے ہر کس و ناکس کو احتیاط کی نظر سے دیکھ کر اور پرکھ کر اگلا قدم اٹھاتی ہے۔ بالکل نہیں۔ ادنیٰ سے ادنیٰ ملا، نالائق سے نالائق پیر یہاں تک کہ ایک مکار اور ٹھگ مولوی یا پیر فقیر کا چولا پہن کر مسلمانوں کے سر پر ناچتا ہے۔ ان کا مال کھاتا ہے۔ ان کو الو بنا کر ان سے پاؤں تک پکڑواتا ہے۔

مولویوں اور پیروں کی اصلاح دشمنی

لیکن جہاں کوئی خدا کا بندہ کسی اصلاح کے لئے کھڑا ہوا۔ پھر کیا مولوی اور کیا پیر سب اپنے چیلے چانٹوں کے مخالفت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ کفر کے فتوے اور گالیاں اور بکواس و ہذیانات جو کچھ بھی ہو سکیگا اس سے کمی نہیں کریں گے۔

شیر اور کتے

ایک دفعہ ایک بزرگ جو پہاڑ میں رہا کرتے تھے مجھ سے فرمانے لگے کہ پہاڑ میں رات کو جب تک گیدڑ یا لومڑ پھرتا رہے پتہ بھی نہیں ہوتا۔ لیکن جہاں رات کو شیر آیا اور ایک دم تمام کتے بھونکنے لگتے ہیں ہم کتوں کے بھونکنے سے سمجھ جاتے ہیں کہ شیر آیا ہے۔ وجہ یہ کہ ان کو ڈر ہوتا ہے کہ شیر ہمیں کھا نہ جائے۔

خدا کا شیر اور اولیاء الشیطن

اسی طرح جہاں کوئی خدا کا شیر دنیا میں آتا ہے تا وہ شیطان کا سر کچلے معاً تمام وہ لوگ جن کے قلوب کا تعلق شیطان سے ہوتا ہے شور مچانے لگ جاتے ہیں۔ وجہ یہ کہ شیطان کو ڈر ہوتا ہے کہ اب میری سرکوبی ہو گی اس لئے وہ اپنے تمام اولیاء الشیطن کے قلوب میں مخالفت کا طوفان کھڑا کر دیتا ہے تا غل مچا کر اور مخالفت کر کے اس شیر کو بھگا دیں اور شیطان بچ جائے۔ پس جب یہ مخالفت کا طوفان کھڑا ہوا اور مولوی اور پیر غل مچا رہے ہوں تو سمجھ لیا کرو کہ کوئی خدا کا شیر دنیا میں آیا ہے جس کی وجہ سے یہ تمام شیطانی شور و غوغا ہے۔ کیا تمام نبیوں اور رسولوں کے زمانہ میں ان اولیاء الشیطان نے شور و غوغا نہیں مچایا جیسا کہ جناب الٰہی فرماتے ہیں۔ یحسرۃ علی العباد۔ ما یاتیھم من رسول الا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | لاہور یوم پنجشنبہ ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۵۱ھ | نمبر ۱۸

افسوسناک بدگمانی

جماعت احمدیہ پر ایک بے بنیاد الزام

خواہ مخواہ کی بدگمانی کوئی شریفانہ شیوہ اور عقلمندانہ طریق عمل نہیں۔ ایک معقول اور باشعور شخص ہمیشہ اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے توہمات و شکوک کا میدان اور امکانات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اگر صرف قیاسات کے پیمانے ہی سے افراد اور جماعتوں کے اعمال کا جائزہ شروع کر دیا جائے۔ تو دنیا سے انصاف بالکل اٹھ جائے۔ اور دلیل و تحقیق کی کوئی ضرورت ہی باقی نہ رہے۔

افسوس! شیخ محمد نجیب صاحب بیرسٹر ایٹ لاء گوجرانوالہ نے جن کو ہم ہوشمند اور شریف قانون دان سمجھتے تھے محض ایک بے حقیقت قیاس کی بنا پر جماعت احمدیہ پر ایک بے بنیاد الزام لگا دیا۔ جو آئین شرافت کے بالکل خلاف ہے۔ اس اجمال کی تفصیل اس طرح ہے۔ کہ شیخ صاحب موصوف نے اکرام الحق صاحب کو (جن کا نام ان کے شائع کردہ اشتہارات کی وجہ سے گذشتہ ایام میں کافی مشہور ہو چکا ہے) ان کے مشتہرہ پتہ یعنی معرفت سٹیشن ماسٹر لاہور ایک رجسٹری خط لکھا۔ کہ آپ کو جو شکوک ہیں۔ ان کے متعلق اشتہار بازی بے سود ہے آپ میرے پاس گوجرانوالہ تشریف لے آئیں۔ آپ کے شکوک رفع کر دیئے جائیں گے۔

شیخ صاحب کے بیان کے مطابق وہ خط لاوارث خطوط کے دفتر (D. L. Office) سے واپس آ گیا۔ کہ اس نام کا کوئی آدمی نہیں۔ اس سے ہمارے قانون دان شیخ صاحب نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ اکرام الحق کی طرف سے شائع ہونیوالے اشتہارات دراصل فرضی نام سے شائع کئے گئے ہیں اور یہ احمدیوں کا پروپیگنڈا معلوم ہوتا ہے۔ اور اپنے ان بے بنیاد خیالات کو زمیندار مورخہ ۹ مارچ کے پرچہ میں طبع بھی کرا دیا۔ محض خط کی واپسی کی وجہ سے احمدیوں پر اتنا بڑا الزام لگا دینا بہت ہی قابل افسوس ہے ہم اس قسم کی غلط بیانی کو گناہ اور غیر شریفانہ حرکت سمجھتے ہیں۔ اور اس کے مرتکب کو بہت بری نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن بلاوجہ الزام لگا دینا اس سے بھی زیادہ برا فعل ہے۔

شیخ صاحب موصوف کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ مقولہ اشتہارات کی اشاعت کے ساتھ ہی مولویوں نے اکرام الحق صاحب کے خلاف اظہار غیظ و غضب شروع کر دیا۔ ایک واقف کار ذمہ دار شخص کا یہ بھی بیان ہے۔ کہ اکرام الحق صاحب اپنے ایک دوست کے مشورہ پر رفع شبہات کیلئے پیر جماعت علی شاہ صاحب کی خدمت میں علی پور حاضر ہوئے۔ انہوں نے انکو زدوکوب کرایا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ اشتہار دہندہ حکیم احمد شجاع صاحب بی۔ اے اسسٹنٹ سیکرٹری پنجاب کونسل لاہور سے بھی اپنے شائع کردہ اعتراضات کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ چند روز ہوئے ہمارے جائنٹ سیکرٹری صاحب سے ریلوے اسٹیشن لاہور کے ایک مسلمان ٹھیکہ دار نے بیان کیا۔ کہ جن ایام میں اشتہارات شائع ہو رہے تھے۔ ایک شخص نے اسی قسم کی گفتگو اس سے کی۔ جو بیان کرتا تھا کہ وہ پہلے عیسائی تھا۔ اب مسلمان ہو گیا ہے۔ گو ہم سے وہ شخص ملا ہے اور نہ ہم اس کی شخصیت سے واقف ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اکرام الحق صاحب لوگوں کی ملامت اور خوف کی وجہ سے کہیں چلے گئے ہیں۔ اس لئے ارسالکردہ رجسٹری خط واپس ہو گیا۔ شیخ محمد نجیب صاحب کا اخلاقی فرض ہے۔ کہ حکیم احمد شجاع صاحب سے خط و کتابت کر کے تسلی کرائیں۔ اور انہوں نے بلاوجہ محض ایک بے معنی قیاس کی بنا پر جماعت احمدیہ پر جو الزام لگایا ہے۔ اس کی اخبار زمیندار ہی میں تردید کر دیں۔ یہ ان کا اخلاقی فرض ہے۔ امید ہے۔ موصوف اس سے پہلوتہی نہ کریں گے۔

کئی سال ہوئے عیسائیوں نے "حقائق القرآن" کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا تھا۔ جس کے کئی کئی ہزار کے متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ فارسی اور عربی میں بھی اس کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ ناواقف تعلیم یافتہ مسلمانوں پر عیسائیوں کے اس وسیع پروپیگنڈا کا اثر ہونا لازمی تھا۔ اکرام الحق صاحب بھی غالباً اسی پروپیگنڈے کا شکار ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور نے متعدد انگریزی اور اردو ٹریکٹوں کے ذریعے مذکورہ رسالہ کا جواب دیا۔ جو جماعت عیسائیت کے جھوٹے پروپیگنڈے کو ملیامیٹ کرنے پر تلی ہوئی ہو۔ اس کو یہ الزام دینا کہ اس نے کسی غیر معروف شخص کے نام سے اسلام اور حضرت نبی کریم پر حملہ کیا۔ انصاف کا خون کرنا ہے۔ ہم اس قسم کے اعتراضات کی اشاعت کی بجائے ہمیشہ ان کا جواب شائع کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ایک ایک مسئلہ میں جو ان اشتہارات میں درج ہیں ہم حضرت نبی کریم کو حضرت مسیح پر فضیلت دیتے ہیں۔ اور یہ گوارا نہیں کر سکتے۔ کہ ہمارے پیغمبر پر کسی دوسرے پیغمبر کو کسی نوع کی فضیلت دی جائے۔

آخر پر ہم پھر ایک مرتبہ شیخ محمد نجیب صاحب کو انکا اخلاقی فرض یاد دلاتے ہیں

الور کے نئے وزیر اعظم سے

تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ الور کے نئے وزیر اعظم مسٹر الیف۔ ڈی۔ ویلی اس ہفتہ دہلی تشریف لے آئے ہیں۔ اور عنقریب الور پہنچ کر اپنے عہدہ کا چارج لے لیں گے۔ موصوف کا تقرر جن حالات میں ہوا ہے۔ اور حکومت ہند اور مسلمانان الور کو اس تقرر سے جو توقعات وابستہ ہیں۔ امید ہے۔ ان سے موصوف بخوبی واقف ہونگے۔ ان کی آمد کی غرض دربار الور کی اندھا دھند تائید و امداد نہیں۔ بلکہ رعایا کے ساتھ انصاف اور قیام امن ہے۔ ان کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ انتہائی جرأت انصاف اور غیر جانبداری سے اپنے فرائض کو انجام دیں۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ ان کے کام میں بہت سی مشکلات حائل ہیں۔ اور رنائل کی جائیں گی۔ لیکن انہیں ان مشکلات کو مغلوب کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ اپنے فرائض سے عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ اگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ تو دنیا کا ہر ایک شخص یہ کہنے میں حق بجانب ہوگا۔ کہ نئے وزیر اعظم اور چودھری گردھاری لال سابق وزیر اعظم میں کوئی فرق نہیں۔

حکومت کشمیر کو مخلصانہ مشورہ

ڈوگرہ راج کے آغاز سے مسلمانان کشمیر پر ناگفتہ بہ مظالم ہو رہے ہیں۔ ان کے پیدائشی حقوق کو بہت بری طرح پامال کیا جا رہا ہے۔ گذشتہ تین چار سال کی مدت میں ان مظلوموں نے اپنی عدیم النظیر قربانیوں سے حکومت کشمیر اور تمام دنیا پر واضح کر دیا ہے۔ کہ کشمیری مسلمان اب بیدار ہو چکے ہیں۔ اور آئندہ کیلئے وہ ڈوگرہ راج کے مظالم اور اپنے حقوق کی پامالی کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں۔ انہوں نے اپنے اس عزم کو صرف الفاظ کے ذریعے ہی نہیں۔ بلکہ اپنی قابل تعریف جد و جہد تنظیم اور اپنے نوجوان، بوڑھوں اور بچوں کی بے شمار خونچکاں لاشوں کی صورت میں بھی ظاہر کر دیا ہے۔ حکومت کشمیر کو اس عزم کے آگے جھکنا پڑا۔ اور اس نے مسلمانوں کے مطالبات کے ایک حصے کو پورا کرنے کا وعدہ کیا لیکن یہ وعدہ اب تک ایفا نہیں ہوا۔ گذشتہ دنوں مسلمانوں کے ایک وفد نے صدر اعظم کشمیر سے ملاقات کر کے حکومت کشمیر کے وعدوں کو یاد دلایا۔ موصوف کا جواب یاس انگیز نہ تھا۔ امید ہے آپ اپنے وعدہ کو ایفا کریں گے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو اس صورت میں مسلمانان کشمیر کے ایک کثیر حصے نے سول نافرمانی کا فیصلہ کر لیا ہے ہم ہز ہائینس مہاراجہ بہادر، صدر اعظم اور حکومت کشمیر کے دیگر ذمہ دار ارکان کو مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں۔ کہ ان کے لئے مسلمانان کشمیر کے مطالبات کو جلد از جلد پورا کر دینا ہی بہتر ہوگا۔ سول نافرمانی کا آغاز مسلمانوں کے علاوہ حکومت کشمیر کیلئے بے شمار مشکلات کا باعث ہوگا۔ اس جد و جہد کا انجام یقیناً اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ حکومت کشمیر کو زبردست اکثریت رکھنے والی مسلم رعایا کے سامنے پہلے سے بھی زیادہ جھکنا اور اب جو کچھ وہ مانگتے ہیں۔ اس سے بہت زیادہ دینا پڑے۔

یورپ کی اندھی تقلید

افسوس! دیگر ممالک و اقوام کی طرح ہندوستانی مسلمان بھی یورپ کی کورانہ تقلید کی لعنت میں گرفتار ہیں۔ بعض اوقات مغربی ممالک کے واقعات کو سامنے رکھ کر خدمت قوم کے نام پر ایسی حرکتیں کی جاتی ہیں۔ جو احکام اسلامی اور ہماری قومی روایات کے سخت منافی ہوتی ہیں۔ یورپ

جناب بیرن حیدر آباد میں

ملاقاتیں، لیکچر اور دعوتیں!

(پیغام صلح کے نامہ نگار مقیم حیدر آباد کے قلم سے)

مکرمی شیخ محمد انعام الحق صاحب۔ سلام مسنون

امید ہے۔ اس سے قبل میں نے جو خطوط ارسال کئے ہیں۔ مل گئے ہونگے۔ ان خطوط میں جناب بیرن کی اعلیٰحضرت سے ملاقات۔ ٹاؤن ہال کے پہلے جلسہ کی کیفیت و دیگر تقریبات کا ذکر ہو چکا ہے۔ حیدر آباد میں جناب بیرن اور ان کے معزز رفقاء یعنی حضرت مولانا صدر الدین صاحب اور ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ کی موجودگی بے حد مسرت و دلچسپی کا باعث ہو رہی ہے۔ گذشتہ ایام میں متعدد نومسلم یورپین حیدر آباد فرخندہ بنیاد تشریف لا چکے ہیں۔ یہاں کے اسلامی طبقوں نے ان قابل فخر نومسلموں کا دلی تپاک اور اپنی شاندار روایات کے مطابق خیر مقدم کیا۔ لیکن جناب بیرن کی شخصیت ان سب سے زیادہ کشش و دلچسپی کا باعث ہو رہی ہے۔ چند روز ہوئے میں ایک ایٹ ہوم میں مدعو تھا۔ جہاں متعدد مسلمان امرا موجود تھے۔ اور جناب بیرن کا ذکر ہو رہا تھا۔ یہ سب ممدوح کی اعلیٰ قابلیت، جوش اسلام اور سادگی طبع کے معترف تھے۔ جناب بیرن کے ذکر کے ساتھ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور اس کی شاندار خدمات اسلامی کا ذکر بھی آتا ہے اور میں اپنی معلومات کی بنا پر نہایت وثوق سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ دکن کے اعلیٰ تعلیمیافتہ اور روشن دماغ اسلامی طبقہ ہر قسم کی خدمات کو قدر کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ ہم اخبارات میں ان شرمناک ہنگامہ کی کیفیت ہر روز پڑھتے ہیں۔ جو ظفر علیخاں اور ان کے رفقاء کار نے برپا کر رکھا ہے۔ یقین جانئے۔ کہ شمالی ہند کے باخبر اور مخلص مسلمانوں کی طرح دکن کے سنجیدہ مزاج اور انصاف پسند مسلمان بھی اس ہنگامہ کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور اسلامیان ہند کیلئے سخت مضر سمجھتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے دکن کا پریس زمیندار کی طرح بدتمیز واقع نہیں ہوا۔ اگر دکن میں کوئی اخبار خدانخواستہ ایسی بازاری اور شرمناک تحریروں کی اشاعت شروع کر دے۔ تو حکومت اور رائے عامہ اس کو ایک ہفتہ بھی زندہ رہنے کی مہلت نہ دے۔ افسوس میں اپنے موضوع سے بہت دور نکل گیا۔

جناب بیرن کے ٹاؤن ہال میں دو لیکچر ہوئے۔ ایک ۵ مارچ کو بصدارت عالیجناب نواب سر نظامت جنگ بہادر جس کی کیفیت میں ارسال کر چکا ہوں۔ جو غالباً اب تک شائع ہو چکی ہوگی۔ دوسرا لیکچر ۷ مارچ کو بصدارت نواب سر امین جنگ بہادر چیف سیکرٹری اعلیٰحضرت حضور نظام بجواب "اسلام کا مستقبل یورپ میں" موضوع تھا۔ اس میں فاضل مقرر نے فرمایا۔ کہ یورپ کے باشندے خاص کر نوجوان طبقہ اسلام کے بہت قریب آ رہا ہے۔ جنگ کے بعد اس کی توجہ اسلام کی طرف بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یورپ میں اس وقت یہ میلان غالب ہو رہا ہے۔ کہ بنی نوع انسان میں زبان یا نسل کے خواہ کس قدر ہی اختلافات کیوں نہ ہوں۔ لیکن اس کے باوجود اعلیٰ مقاصد کیلئے اس کا اتحاد نہایت ضروری ہے۔ اس ضرورت کو مذہب اسلام ہی نہایت خوبصورتی سے پورا کر سکتا ہے۔ لہذا قدرتی طور پر کم از کم نوجوانان یورپ کی توجہ اسلام کی طرف ہوتی جاتی ہے۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ اکثر مسلم و غیر مسلم حاضرین جناب بیرن کی تقریر سے نہایت متاثر و مسرور ہوئے۔

۱۲ مارچ کو ممدوح کا ایک لیکچر "سیف گلشن" میں سلطان مکلا یعنی عالیجناب نواب سیف نواز جنگ بہادر کے بنگلے پر ہوا۔ جس کی صدارت جناب نواب مرزا یار جنگ بہادر ممبر مجلس عدالت عالیہ حیدر آباد (چیف جسٹس ہائیکورٹ) نے فرمائی۔ فاضل مقرر نے قرآن کریم کی تعلیمات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ جرمن قوم اپنے حالات و خصوصیات کی وجہ سے قرآنی تعلیمات کو قبول کرنے کیلئے بالکل تیار ہے۔ ہمارا فرض ہے، کہ اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اپنی تبلیغی کوششوں کو اس ملک میں ضرورت کے مطابق وسعت دیں۔ ممدوح نے دوران تقریر میں جرمن ترجمۃ القرآن کا بھی (جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے جناب مولانا صدر الدین صاحب کی زیر نگرانی ہو رہا ہے) ذکر فرمایا۔ جناب بیرن نے انگریزی زبان میں تقریر فرمائی تھی۔ جس کا ضروری خلاصہ اردو میں بھی بیان کیا گیا۔ ممکن ہے۔ کہ بعض ناظرین پیغام صلح جناب سلطان مکلا سے واقف نہ ہوں۔ اس لئے ممدوح کا تعارف ضروری ہے۔ آپ مشہور عرب ریاست مکلا کے فرمانروا ہیں۔ لیکن عرصہ سے اعلیٰحضرت حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ کی فوج میں ایک اعلیٰ عہدہ پر مامور ہیں۔ غالباً عرب فوج کے افسر اعلیٰ ہیں۔ ناصر دکن نے ان کو ایک بھاری جاگیر اور نواب سیف نواز جنگ بہادر کا خطاب عنایت فرمایا ہوا ہے۔ آپ اسلامی اور عربی اخلاق کے قابل فخر مجموعہ ہیں۔ اگر ہو سکا تو کسی آئندہ خط میں ممدوح کے مفصل حالات عرض کروں گا۔ سیف گلشن میں کثرت کھجور کے درخت ہیں۔ جو عربی نخلستانوں کی یاد دلاتے ہیں۔ سلطان ممدوح نے دکن میں رہ کر بھی عربی تمدن و معاشرت کی خصوصیات کو بڑی حد تک قائم رکھا ہوا ہے۔ جو میرے خیال میں قابل تعریف خوبی ہے۔

آپ نے اپنے کسی خط میں تحریر فرمایا تھا۔ کہ صرف لیکچروں کے مفصل حالات تحریر کیا کروں۔ دعوتوں وغیرہ کی مختصر کیفیت ہی کافی ہوگی۔ اس لئے مختصراً گذارش ہے۔ کہ شہزادہ ولیعہد بہادر کے علاوہ جناب بیرن کو متعدد دعوتیں دی جا چکی ہیں۔ جن میں سے جناب سلطان مکلا۔ عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر۔ نواب سر رفعت یار جنگ بہادر پروفیسران عثمانیہ یونیورسٹی کی دعوتیں اور پارٹیاں قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں عالیجناب نواب فخر یار جنگ بہادر معتمد فنانس نے ایک شاندار ایٹ ہوم دیا۔

ملاقاتوں کی تو کچھ پوچھئے ہی نہیں۔ بے شمار اہل علم، شائقین مذہب امراء اور ارباب حکومت ملاقات کر چکے ہیں۔ اور اب تک یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ غالباً میں اس سے قبل اطلاع دے چکا ہوں۔ کہ چند روز سے جناب بیرن، حضرت مولانا صدر الدین صاحب اور ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب بطور شاہی مہمان حکومت کے گسٹ ہاؤس میں مقیم ہیں۔

جماعت کے نوجوانوں سے اپیل

برادران محترم! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

غالباً اس بات کی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں، کہ اس وقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف کس قدر طوفان مخالفت بپا ہے۔ مخالفین اپنے غلط زعم میں یہ فیصلہ کر چکے ہیں، کہ اس مقدس سلسلہ کو صفحہ ہستی سے نابود کر دیں۔ مگر سے

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

وہ یہ نہیں جانتے۔ کہ سلسلہ احمدیہ وہ پودا ہے۔ جس کا باغبان خود مالک ارض و سما ہے۔ باوجود اپنی ایڑی چوٹی کا زور صرف کرنے کے وہ ایسے زمانے میں بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ جبکہ وہ بظاہر کمزور و ناتواں پودا تھا۔ تو پھر آج جبکہ اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیل کر دنیا جہان کو اپنے ثمر شیریں سے محظوظ کر رہی ہیں۔ اسے صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنا

ع ۔ ایں خیال است و محال است و جنوں

اگرچہ خدا تعالیٰ خود اس سلسلہ کا حامی و ناصر ہے۔ تاہم ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم حتی الوسع اس مخالفت کا احسن طریق پر مقابلہ کریں۔ چنانچہ حال ہی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے قوم کے سامنے ایک تجویز پیش کی ہے۔ کہ اس وقت بارہ موٹے موٹے اعتراضات کو لیکر ان کا جواب بارہ لاکھ ٹریکٹوں کی شکل میں دیا جائے۔ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہمیں قوم کی مالی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اندازہ کیا گیا ہے کہ فی ہزار ٹریکٹ پر تقریباً دو روپے خرچ میں آتا ہے۔ مگر جو احباب اپنے خدا داد مال سے اس میں حصہ لیں گے۔ ان کے علاوہ جماعت میں بعض ایسے دوست بھی ہیں۔ جو ذرائع آمدنی کے محدود ہونے کے باعث اس تحریک میں اپنے آپ کو پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ میری مراد ان سے سکولوں اور کالجوں کے طالبعلم ہیں (گو ان میں بھی بہت سی تعداد ایسے مخلص نوجوانوں کی ہے۔ جو اپنی ذاتی ضروریات پر قومی ضروریات کو مقدم کر کے اپنے اخراجات سے روپیہ بچا کر قومی فنڈ کی امداد میں حصہ لیتے ہیں) سو میں ان نوجوانان قوم کے سامنے قربانی کی ایک اور راہ پیش کرتا ہوں۔ جسے خدا تعالیٰ جیسی توفیق دے، وہ اس میں حصہ لے۔

ٹریکٹوں کی چھپوائی وغیرہ کے اہتمام کے علاوہ انہیں اچھی طرح سے تقسیم کرنا بھی ایک ضروری چیز ہے۔ ہمارے طالب علم دوست سکولوں اور کالجوں میں یہ بارہ قسم کے ٹریکٹ جو یکے بعد دیگرے شائع ہوں گے، بہتر طریق پر تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا ٹریکٹ پریس میں چلا گیا ہے۔ جو عنقریب چھپ کر آ جائیگا۔ لہذا جو دوست جس قدر تعداد میں ٹریکٹ تقسیم کر سکیں، اس سے مجھے اطلاع دیں۔ تا کہ وقت پر انہیں ٹریکٹ بھیج دیئے جایا کریں۔ والسلام

نوٹ

یہ بات بالخصوص قابل نوٹ ہے۔ کہ جو دوست میری اپیل پر لبیک کہنا چاہیں۔ وہ ۲۵ مارچ سے قبل مجھے اطلاع بخشیں۔

خادم

(شیخ ایزد بخش دفتر تبلیغ)

مولوی ظفر علیخاں صاحب توجہ کریں!

ایک غیر از جماعت بزرگ کے قیمتی خیالات

مندرجہ ذیل مضمون ہمیں ایک غیر از جماعت بزرگ کی طرف سے موصول ہؤا ہے۔ اس میں محترم مضمون نگار نے مخالفین احمدیت کو نہایت خلوص و متانت سے مخاطب کیا ہے۔ کاش حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کو گالیاں دینے والے اس پر غور کریں (ایڈیٹر)

قرآن کریم نے جہاں اشاعت و حفاظت اسلام ہر مسلمان پر فرض قرار دی ہے۔ وہاں اشاعت و حفاظت اسلام کے طریق بھی خود ہی سکھا دیئے ہیں۔ مثلاً حفاظت اسلام کے متعلق حکم دیا ہے۔ کہ اگر کوئی قوم اسلام کے مٹانے کیلئے تم سے جنگ کرے۔ تو تم بھی اس کے ساتھ اپنی پوری قوت سے جنگ کرو۔ یہاں تک کہ فتنہ مٹ جائے۔ اور آئندہ کیلئے کوئی خطرہ ہی باقی نہ رہے۔ مگر جہاں اسلام نے یہ اجازت دی ہے۔ وہاں اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جنگ میں عداوت اور انتقام کے جذبات اس حد تک بھڑک اٹھتے ہیں۔ کہ لڑنے والے عورتوں بوڑھوں اور بچوں تک کو بھی نہیں چھوڑتے مسلمان کو تنبیہ کر دی ہے۔ کہ خبردار حد سے نہ بڑھنا۔ اور نہ ہی ابتدا کرنا۔ بلکہ جونہی جنگ کے اسباب کا تدارک ہو جاوے۔ فوراً صلح کا ہاتھ پھیلانا اور اس کے بعد دشمن کو دشمن نہ سمجھنا

آج کل اسلام کو مٹانے کیلئے خصوصاً اس ملک میں تلوار کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ قلم اور زبان سے ہی کام لیا جاتا ہے۔ اس موقعہ کیلئے بھی قرآن میں صاف ہدایات موجود ہیں۔ جہاں لکھا ہے:۔ وجادلھم بالتی ھی احسن۔ دشمنان اسلام سے قلمی اور زبانی جنگ کرو۔ مگر نہایت ہی پسندیدہ طریق میں۔ گالی گلوچ سے پرہیز کرو۔ طعن و تشنیع سے بچو۔ اور صرف دلائل سے کام لو۔

اسی طرح اشاعت اسلام کے طریق بھی بتا دیئے ہیں۔ مخالفوں کو اچھا نمونہ دو۔ اپنے عمل سے اپنے مذہب اور طریق کو بہتر ثابت کرو۔ اور جب تبلیغ کرو۔ تو حکمت اور موعظہ حسنہ سے کام لو۔ اور نرمی اور خیر خواہی کی سپرٹ میں یہ کام کرو۔

چند روز ہوئے۔ میں انار کلی بازار میں سے گذر رہا تھا۔ کہ آگے ایک بڑا مجمع نظر آیا۔ یکایک اس مجمع سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہؤا۔ اس کے بعد مولانا ظفر علی زندہ باد اور اسی طرح کے اور نعرے بلند ہوئے پاس جا کر معلوم ہؤا کہ یہ وہ جلوس ہے۔ جو مولوی ظفر علی صاحب اور بعض دوسرے مولوی صاحبان کی تحریک پر مرزائی فرقہ کے خلاف پروپیگنڈا کر تا پھر تا ہے۔ جلوس کے لوگ شعر پڑھتے تھے جن میں مرزا صاحب اور مرزائیوں کے خلاف نہایت دل آزار باتیں تھیں۔ میں نے دیکھا۔ کہ جلوس میں کوئی ثقہ آدمی نہ تھا۔ اور اکثر ایسے تھے۔ جو اسلامی شعار سے قطعاً بیگانہ معلوم ہوتے تھے۔ اور جن کی ناواقفیت اسلام سے فائدہ اٹھا کر ان کے ذہن نشین کیا گیا تھا۔ کہ مرزائیوں کو گالیاں دینا بڑا کار ثواب ہے۔ اور اسلام کی بڑی خدمت ہے۔

راستہ گذرنیوالے مسلمانوں میں سے بعض تو ان لوگوں کی ان حرکات کو دیکھ کر ہنستے تھے لیکن اکثر جو اپنی شکل و شباہت سے تعلیم یافتہ معلوم ہوتے تھے کئی طریقوں سے بیزاری کا اظہار کرتے تھے۔ میں نے بہتوں کو یہ کہتے سنا کہ آخر یہ اسلام کی کونسی خوبیوں کی نمائش ہو رہی ہے۔ اور دوسری قومیں جو مسلمانوں کی ان مکروہ حرکات کو دیکھتی ہیں۔ ان پر کیا اثر ہوتا ہوگا۔ ایک شخص تو یہاں تک کہہ اٹھا۔ کہ خدا ان مولویوں سے سمجھے۔ یہ اسلام کو برباد کرکے چھوڑیں گے۔ ایک نوجوان نے جو کسی کالج کا سٹوڈنٹ معلوم ہوتا تھا غصہ میں آکر یہ بھی کہہ دیا۔ کہ اس قسم کے مولوی قوم کے لئے پلیگ اور ہیضہ کا حکم رکھتے ہیں۔ خدا کرے۔ کہ جسم اسلام ان سے جلدی پاک ہو۔

ہندو دوکاندار یہ تماشا دیکھنے کیلئے اپنی دوکانوں پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ اور اکثروں کے چہروں پر ایک تحقیر آمیز مسکراہٹ نظر آتی تھی۔ یہ لوگ دل میں کہتے ہونگے کہ مسلمانو! اسی طرح لڑتے جاؤ۔ پرمیشر بھلا کرے۔ ظفر علی صاحب کا جو ہمارے لئے اس قوم کو ایک آسان شکار بنا رہا ہے"

جلوس کی یہ مختصر کیفیت لکھنے کے بعد میں مولوی ظفر علی صاحب سے باادب پوچھتا ہوں۔ کہ اس جلوس کی علت غائی کیا تھی۔ آیا اس سے اشاعت اسلام مقصود تھی۔ یا حفاظت اسلام؟ اشاعت اسلام تو اس طریق پر ہو نہیں سکتی۔ کیونکہ اس طرح کی باتیں مخالفوں کو اسلام کے نزدیک لانے کے بجائے ان کو اسلام سے بیزار کرتی ہیں۔ البتہ اگر کسی اسلامی اصول کی صداقت پر کوئی تقریر ہوتی۔ یا اسلام پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ ان کا کوئی جواب دیا جاتا۔ اور خدا کی ہستی یا رسول کی صداقت پر کوئی دلائل پیش کئے جاتے تو ہم مولوی صاحب کا شکریہ ادا کرتے۔ کہ انہوں نے اشاعت اسلام کا اچھا طریقہ نکالا ہے۔ مگر وہاں سوائے گالی گلوچ کے اور کچھ نہ تھا۔ اسلام کے متعلق نفرت اور حقارت کے جذبات پیدا کئے گئے۔ اور اس پاک اور عجیب مذہب کی ایک نہایت مذموم تصویر غیر قوموں کے سامنے پیش کی گئی۔ کیا ایسے جلوسوں سے حفاظت اسلام مقصود ہے؟ ہرگز نہیں۔ مرزائیوں کے بعض عقائد سے مجھے اختلاف ہے۔ لیکن کیا کوئی ہوشمند آدمی اس بات سے انکار کرسکتا ہے۔ کہ اس جماعت نے دنیا میں اسلام کا سکہ بٹھا دیا ہے۔ کیا مولوی ظفر علی اور دوسرے مولوی صاحبان کو یہ توفیق ملی۔ کہ مختلف زبانوں میں قرآن کے تراجم کرکے اسلام کا علم دنیا میں پھیلائیں؟ کیا مسلمانوں کی کسی دوسری جماعت نے دنیا کے مختلف ملکوں میں اشاعت اور حفاظت اسلام کے مرکز قائم کئے؟ کیا حمایت اسلام کا کوئی اعلےٰ لٹریچر کسی جماعت نے پیدا کیا ہے؟

دنیا مانتی ہے۔ کہ یہ سب کام صرف ایک ہی جماعت نے کئے ہیں۔ اور وہ مرزائی جماعت ہے۔ اب صاحبان انصاف غور کریں۔ کہ کیا ایسی جماعت کو گالیاں دینا۔ اور اس کو اسلام سے خارج قرار دینا کس طرح حفاظت اسلام ہو سکتی ہے۔ حفاظت اسلام تو یہ ہے۔ کہ آریوں عیسائیوں اور دوسرے مخالفین کے اعتراضات کے مدلل جواب دیئے جاویں۔ اشاعت اور حفاظت اسلام کیلئے لائق مبلغین تیار کئے جائیں۔ جو روٹی کے دھندوں سے بے فکر دن رات اسی کام میں لگے رہیں۔ اور مسلمانوں کی زندگیوں کو ہر قسم کے گند سے پاک کرکے اسلام کا ایک اعلےٰ نمونہ مخالفوں کے سامنے پیش کیا جائے۔

آریہ اور عیسائی اسلام کو مٹانے کیلئے کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ ان کے لاکھوں آدمی اس کام پر مقرر ہیں۔ کہ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرکے آریہ اور عیسائی بنائیں۔ ان لوگوں نے اسلام کے خلاف جو لٹریچر تیار کیا ہے۔ اگر اس کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔ تو ایک پہاڑ بن جائے مگر احمدیوں کے مخالفوں کو یہ توفیق نہیں ملی۔ ہے۔ کہ ان دشمنان اسلام کے خلاف بھی کبھی اس طرح کی ہنگامہ آرائی کریں۔ آخر ان لوگوں کے مقابلہ میں یہ خاموشی کیوں؟ کیا یہ لوگ اسلام کے خلاف کامیاب نہیں ہیں؟ آخر یہ شرلاکھ عیسائی کہاں سے آگئے ہیں۔ کیا ان میں سے لاکھوں ایسے نہیں۔ جو کبھی کلمہ گو تھے؟ کیا ہزاروں ملکانے اور دوسرے مسلمان آریہ نہیں بنائے گئے؟ پھر اس کی طرف سے یہ مجرمانہ غفلت کیوں؟ اور احمدیوں کے خلاف یہ زور شور کیوں؟

مولوی صاحبان غور کرو! کیا آپ کے طریقے رسول اللہ کے صحابہ سے ملتے جلتے ہیں۔ یا قریش سے۔ جو اسلام کے دشمن تھے۔ کیا رسول اللہ اور آپ کے صحابہ بھی اسی طرح جلوس بنا کر نکلتے تھے۔ اور مخالفوں کو گندی گالیاں دیتے تھے۔ ہاں وہ کبھی کبھی جلوس بنا کر چکر لگاتے تھے۔ مگر کہتے کیا تھے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد

مولوی ظفر علی بڑے فاضل ہیں۔ اور تاریخ عالم سے پورے واقف ہیں۔ کیا انہیں معلوم نہیں۔ کہ جس فرقہ یا مذہب کی اس طرح مخالفت کی جائے جس طرح وہ کرتے ہیں۔ وہ فرقہ اور مذہب اسی مخالفت کی بدولت پھلتا پھولتا ہے۔ تاریخ سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔ کہ یہ غیر مہذب مخالفت احمدیت کی اشاعت میں ممد ہو گی۔ پھر یہ سمجھ نہیں آتی۔ اس ہنگامہ آرائی کی علت کیا ہے؟

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ جب زمیندار کی اشاعت کسی سبب سے کم ہو جاتی ہے۔ تو مولوی ظفر علی صاحب اخبار کی اشاعت کو ترقی دینے کیلئے پبلک کی دلچسپی کا ضرور کچھ نہ کچھ سامان پیدا کر لیتے ہیں۔ شاید اس تحریک کی تہ میں بھی یہی بات کام کر رہی ہو۔ واللہ اعلم

ہم مولوی صاحب کی خدمت میں باادب گذارش کرتے ہیں۔ کہ وہ احمدیوں کا پیچھا چھوڑ دیں۔ کروڑوں اچھوت ہندوؤں کے سلوک سے بیزار ہیں۔ اور ذرا سی کوشش سے اسلام کے سایہ میں آسکتے ہیں۔ ان کے مسلمان بنانے کا تہیہ کریں۔ اور اپنی بے نظیر قابلیت اور مسلمانوں کی غریب قوم کے روپیہ کو اس طرف لگائیں۔ اور اس طرح دین و دنیا میں اپنے لئے سرخروئی کا سامان پیدا کریں۔ اور زمیندار کی اشاعت کو خدا پر چھوڑ دیں۔ ورنہ خواہ مخواہ مسلمانوں ہی کے ایک گروہ کو کافر قرار دینا اور اس کے ساتھ جنگ کرنا نفسانیت اور کسی خفیہ غرض پر دلالت کرتا ہے

اخبار احمدیہ

——حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ آپ کا بیان القرآن بالکل مکمل ہو گیا ہے۔ اور کتابت ہو کر طباعت کے لئے پریس میں چلا گیا ہے۔ انشاء اللہ دو تین روز کے اندر تیار ہو جائے گا۔ اس کے متعلق مفصل اعلان کسی دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں۔

——حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی والدہ محترمہ بدستور علیل ہیں۔ دعا کی جائے۔

——پہلے اعلان کیا گیا تھا۔ کہ خاص نمبر کے لئے آرڈر ۲۲ مارچ تک آجائیں۔ لیکن اب یہ میعاد بڑھا دی گئی ہے۔ احباب ۳۰ مارچ تک اپنی فرمائشیں بھیج سکتے ہیں۔ احباب کو اس نمبر کو کامیاب بنانے کی خاص طور پر کوشش کرنی چاہیئے۔

——چودھری فضل داد صاحب محصل انجمن شیخوپورہ، لائل پور، گجرات اور گوجرانوالہ کے دورہ پر روانہ ہوئے ہیں۔ احباب ان کی امداد فرمائیں۔

——ہمارے محترم دوست ماسٹر شیر خان صاحب مدرس مسلم ہائی سکول لاہور امسال بی۔ اے کے امتحان میں شریک ہوں گے۔ آپ چند روز سے بیمار ہیں۔ کامیابی اور صحت کی دعا کے طالب ہیں۔

——گذشتہ ہفتہ جناب مولوی عبد الرزاق صاحب ولد محمد اکرم خان صاحب موضع کلاسیٹ ضلع اٹک نے بذریعہ خط حضرت امیر ایدہ اللہ کی بیعت کی۔ خدا وند کریم استقامت عطا فرمائے۔

——عزیز نور الدین صاحب امسال انٹرنس کا امتحان دے رہے ہیں۔ احباب ان کی اور دیگر امیدواروں کی کامیابی کیلئے دعا کریں۔

ضروری اعلان

ہمارے محترم و مخیر بزرگ جناب حاجی شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری نے مبلغ یکصد روپیہ ایسے اصحاب و خواتین کے نام ایک سال کیلئے رعایتی قیمت پر اخبار "پیغام صلح" جاری کرنے کیلئے عطا فرمایا ہے۔ جو ایک روپیہ اپنی جیب سے ادا کریں۔ اور اخبار کو خود ملاحظہ کرنے کے علاوہ اپنے غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھانے کا وعدہ کریں۔ ان میں سے پانچ پرچے لازمی طور پر خواتین طالبات کے نام جاری کئے جائینگے ضرورتمند بھائی بہن جلد اپنی درخواستیں مطلوبہ عذر کے ساتھ بھیجدیں۔ اس میں دیر نہ ہونی چاہیئے۔ بیرونی جماعتوں کے عہدہ داروں کو خاص طور پر توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہ رعایت غریب آدمیوں کے لئے ہے۔ صاحب استطاعت اصحاب کو اس سے ناجائز فائدہ نہ اٹھانا چاہیئے (مینیجر)

عالم اسلام

——حکومت افغانستان نے ولایت جنوبی اور مزار شریف کے متعلق کابل میں غلط خبر پھیلانے کی بنا پر تین آدمیوں کو گرفتار کر کے انہیں سزا کے طور پر پا پیادہ۔۔ ملک کا دورہ کرایا جا رہا ہے۔ تاکہ وہ ان خبروں کی اپنی زبان سے تردید کر سکیں۔ ان کے گلوں میں تختیاں لٹکا دی گئی ہیں۔ تاکہ عوام کو معلوم ہو سکے۔ کہ ان کو کس وجہ سے پھرایا جا رہا ہے۔

——موتمر اسلامی نے دوسری تجاویز کے علاوہ قدس میں جامعہ اسلامیہ کے قیام کی تجویز بھی منظور کی تھی۔ اس کی عمارت کے مجلس ۔۔۔می نے متعدد نقشے تیار کرائے۔ جن میں سے شاد ابراہیم خوزمی کا نقشہ پسند کیا گیا۔ موصوف مصر کے مشہور انجینیر ہیں۔

——وزیر اوقاف مصر نے مشہور مصری انجینیر ۔۔۔ کو حکم دیا تھا۔ کہ وہ حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاح و مرمت کے مصارف کا اندازہ کریں۔ موصوف گذشتہ ماہ مدینہ منورہ روانہ ہو چکے ہیں۔

——امسال حکومت مصر نے جو بجٹ منظور کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آئندہ سال تمام اخراجات ۳۸۲۲۸۴۲ مصری پونڈ صرف ہوگا۔

——حکومت عراق نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ فوج کی تعداد دس ہزار کی بجائے بیس ہزار کر دی جائے۔

——عراق کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ عراق کی مجلس وزراء انسداد حرامکاری کے ایک مسودہ قانون پر غور کر رہی ہے۔ جو پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائیگا۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ اگر یہ مسودہ قانون منظور ہو گیا۔ تو عراق فحش کاری کی لعنت سے پاک ہو جائیگا۔

——حکومت ایران نے اپنے پایہ تخت طہران میں ڈاک خانہ کی جدید عظیم الشان عمارت تیار کرائی ہے۔ جو قابل دید ہے۔

——حکومت افغانستان تنظیم مساجد کی طرف خاص طور پر توجہ کر رہی ہے۔ کابل کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس سال کابل کی تمام مساجد میں موذنوں کا تقرر سرکاری طور پر ہوا ہے۔

——شاہ افغانستان نے بالاحصار کے مقام پر افغان افواج کے لئے ایک عظیم الشان فوجی کالج قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ مقام کابل کی قدیم شہر پناہ کے جنوبی دروازہ کے سامنے واقع ہے۔ اس کی تعمیر کے اخراجات کے لئے آئندہ سال کے بجٹ میں ایک خطیر رقم کی منظوری دیدی گئی ہے۔

——مصری اخبارات رقمطراز ہیں۔ کہ حکومت ترکی نے فیصلہ کیا ہے کہ نصیبین سے ریاق ۔۔۔ تک ایک ریلوے لائن بچھائی جائے۔ اور اس کو عراقی حدود تک پہنچا دیا جائے۔ اس کے مقابلہ میں حکومت عراق نے بھی طے کیا ہے۔ کہ اپنے علاقہ میں ترکی حدود تک ریلوے لائن تعمیر کرے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ آئندہ تین سال میں یہ لائن مکمل ہو جائیگی۔ اس طرح دونوں ملکوں کے درمیان نقل و حرکت میں غیر معمولی سہولت پیدا ہو جائے گی۔

——بروصہ (ترکی) میں جن لوگوں نے حکومت کے ۔۔۔ کے خلاف عربی زبان کی حمایت کی تھی۔ ان کو حکومت ترکی نے گرفتار کر کے روم کی ۔۔۔ میں پہنچا دیا ہے۔ جہاں ان پر باقاعدہ مقدمہ چلایا جائیگا۔

——مجلس تخفیف اسلحہ میں مختلف اقوام نے جو تجاویز پیش کی ہیں۔ ان کا اظہار رائے کرتے ہوئے توفیق رشدی بے وزیر خارجہ ترکیہ نے کہا۔ کہ حکومت ترکی روسی تجاویز کی مؤید ہے اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ ترکی کی طرف سے بعض جزئیات کے متعلق تائیدی تجاویز بھی پیش کی جائیں گی۔

مکتوب برلن

پروفیسر شنظر اور احمدیت

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مفصلہ ذیل چند سطور اپنے قیمتی اخبار کے کالم میں درج فرما کر مشکور ہونے کا موقع دیں۔

فروری کے وسط میں پروفیسر شنظر ۔۔۔ برلن یونیورسٹی قریباً سو طلباء کے ساتھ مسجد دیکھنے کے لئے آئے۔ دوران گفتگو میں معلوم ہوا۔ کہ وہ احمدیت کے دشمن ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ بتلائی۔ کہ علمائے اسلام مذہب اسلام کو مشنری مذہب نہ مانتے تھے۔ لیکن مرزا غلام احمد صاحب نے اسے مشنری مذہب بنا دیا۔ پھر کہنے لگے۔ کہ گذشتہ مردم شماری سے مجھے یہ معلوم کر کے حیرانگی بھی ہوئی اور خوشی بھی کہ احمدیت ہندوستان میں بہت زیادہ ترقی نہیں کر رہی۔ پھر کہنے لگے۔ کہ علمائے اسلام تو اسلام کو پھیلانا پسند نہیں کرتے معلوم نہیں۔ مرزا صاحب موصوف نے ایسا کیوں کیا۔ اس وقت معاً ان کو کسی کام کے لئے مسجد سے باہر جانا پڑا۔ اور کتبہ کہ جس پر مسجد بنا کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور لکھا ہے۔ ان کی نظر پڑا۔ اندر آئے۔ تو پیشانی سے متوحش و حیرانی کے خواستگار ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ اس مسجد کو بھی احمدیہ انجمن نے ہی تیار کیا ہے۔ خاکسار نے جواب دیا کہ پروفیسر صاحب آپ اس بات پر خوش نہ ہوں۔ کہ احمدیت ترقی نہیں کر رہی۔ خدا کے فضل و کرم سے ہندوستان کا ہر تعلیمیافتہ نوجوان اپنی دل کی گہرائیوں میں یہی اصول پاتا ہے۔ جو احمدیت کے ہیں۔ اور احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں۔ یہ مذہب اسلام کی صحیح تصویر ہے۔ کہ جس کو اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے پیش کیا میری اس بات کی تائید ایک اور ہندوستانی نوجوان طالب علم نے کی۔ کہ جو اسوقت مسجد میں موجود تھے۔ اور خود احمدی نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ صحیح ہے کہ مردم شماری کی فہرست میں احمدی کم ہوں۔ لیکن ہر عقلمند مسلمان آج انہی اصولوں کو صحیح جانتا ہے۔ اور ان پر عمل کرتا ہے۔ کہ جو احمدیت کے ہیں۔ میں نے بتایا۔ کہ اسلام ہی ایک فطرتی مذہب ہے۔ کہ جس کے سامنے مغربی مادیت کو سرتسلیم خم کرنا ہوگا۔ اور مثال کے طور پر جارج برنارڈ شا کے اسلام پر تازہ ترین خیالات کا ماحصل انہیں بتلایا۔ اس کے بعد پروفیسر صاحب موصوف نے مجھے کہا۔ کہ مسجد کے متعلق اور نماز کے متعلق چند کلمے آپ طلباء کے سامنے کہیں۔ خاکسار نے مسجد کی وقعت اسلام میں۔ برلن مسجد کی وسط یورپ میں ضرورت اور مختصر تاریخ اور بالآخر نماز کے فلسفہ پر قریباً نصف گھنٹہ تقریر کی۔ اس کے بعد حافظ عبد الرحمٰن صاحب اپنی دری نے قرأت سے ان کے سامنے سورہ وسمبر تلاوت کی۔ جس کا اثر حاضرین پر عجیب ہوا۔ اس کے بعد چند سوالات ہوئے۔ جن کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔ سوال یہ تھے (۱) کیا مسجد میں عورت کو آنے کی اجازت ہے (۲) امام اور قاضی میں کیا فرق ہے۔ (۳) نماز کیوں کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھی جاتی ہے۔

مفصلہ بالا سوالات سے ظاہر ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مغربی اقوام کا رجحان اسلام کی طرف بڑھتا چلا آرہا ہے۔ اور ان میں اسلام کے متعلق صحیح نظریہ معلوم کرنے کی خواہش ہو رہی ہے۔ یہ پہلا قدم ہے کہ جو مادیت پرست یورپ اسلام کی روحانی طاقت کی طرف جھکنے کے لئے اٹھا رہا ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد سیدھے راستے پر لے آئے۔

احقر

مرزا عزیز الرحمٰن از برلن

برلن، ۲۴ فروری ۱۹۳۳ء

بقیہ صفحہ ۲

کا تو ایہ یسنھذون ۔ کہ بندوں پر افسوس ہے۔ جب بھی کوئی فرستادہ خدا ان کے پاس آیا انہوں نے اس کے ساتھ استہزاء ہی کیا۔

پاک بندوں کی مخالفت

اسی طرح کیا تمام مجددین اور اولیائے کرام کی مخالفت نہیں ہوئی۔ خلفائے راشدین جن سے بڑھ کر خیر خواہ اسلام اور خادم دین اب تک کوئی نہیں ہوا۔ ان کو اسلام سے خارج کرنیوالے۔ ان کو گالیاں دینے اور ان پر لعنت بھیجنے کو ثواب عظیم سمجھنے والے کیا اب تک دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں موجود نہیں ہیں۔ ازواج مطہرات اور صحابہ کو گالیاں دینے اور لعنت کرنیوالوں کی کیا کوئی کمی ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ کو جاہل، بدعتی، زندیق کافر کہا گیا۔ یہاں تک کہ قید خانے میں قید کیا گیا۔ زہر دیا گیا۔ آپ کے جنازے کو دفن کرنے اور جنازہ پڑھنے سے حضرت امام کو جنہوں نے کے لئے اکھیڑا گیا اور ستانکال کر دیکھا گیا کہ نعوذ باللہ آپ کی شکل مرنے کے بعد کتے کی ہو گئی ہے۔ حضرت امام شافعی کو رافضی کہا گیا اضل من ابلیس کا لقب دیا گیا۔ یعنی شیطان سے بھی زیادہ نقصان رسان۔ یمن سے بغداد تک بیڑی کے ساتھ گرفتار کر کے بھیجے گئے۔ راہ میں لوگ انہیں گالیاں دیتے جاتے تھے۔ امام مالک پر اس قدر ظلم کیا گیا کہ پچیس برس تک جمعہ و جماعت کے لئے باہر نہ نکل سکے۔ ذلت کے ساتھ قید کئے گئے۔ بے رحمی کے ساتھ لوگوں نے ان کی مشکیں باندھیں کہ ہاتھ بازو سے اکھڑ گئے۔ اونٹ پر چڑھا کر شہر پھرایا گیا۔ اور ایک مسئلہ نہ بتلانے کی وجہ سے ستر کوڑے مارے گئے اور قید رکھے گئے۔ حضرت امام احمد حنبل مدتوں قید رہے۔ بھاری بھاری زنجیریں ان کے پاؤں میں ڈالی گئیں۔ ذلیل کرنے کے لئے مجلسوں میں بلائے جاتے اور لوگ ان کو طمانچے مارتے اور منہ پر تھوکتے۔ اور ہر شام کو جیل خانہ سے نکال کر کوڑے مارے جاتے۔ حضرت امام بخاری اپنے وطن سے نکالے گئے۔ جب سمرقند پہنچے تو سمرقند والے بھی اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ وہ سمرقند میں رہیں یہاں تک کہ آپ نے نماز تہجد میں دعا کی کہ خداوندا مجھ پر دنیا تنگ ہو گئی تو مجھ کو اپنی طرف بلا لے۔ پس اسی ماہ میں انتقال فرمایا۔ حضرت امام ابن تیمیہ پر کفر کا فتویٰ لگا جیل خانہ میں رکھا گیا۔ دوات قلم ان سے چھین لی گئی کہ کچھ لکھ نہ سکیں اور جیل خانہ ہی میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت بایزید بسطامی پر کفر کا فتویٰ لگا۔ شہر بدر ہوئے۔ سات مرتبہ نکالے گئے۔ حضرت جنید بغدادی پر کفر کے فتوے لگے۔ حضرت شمس تبریز کو سخت اذیتیں دی گئیں۔ حضرت منصور حلاج دار پر کھینچا گیا حضرت سید عبد القادر جیلانی پر بھی کفر کے فتوے لگے۔ علامہ ابن جوزی نے ان کے خلاف ایک کتاب لکھی جس کا نام تلبیس ابلیس ہے گویا نعوذ باللہ انہیں ابلیس قرار دیا۔ حضرت محی الدین ابن عربی جو شیخ اکبر کہلاتے ہیں ان کو زندقہ کا فر ملحد قرار دیا گیا علمائے زمانہ نے یہ فتویٰ دیا کہ ان کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھ کر ہے۔ اس پر بھی صبر نہ آیا۔ تو ان کے کل ماننے والوں کو کافر قرار دیا۔ پھر کہہ دیا کہ نہ صرف یہی بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ کافر۔ پھر جو کافر کہنے میں شک کرنیوالے کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔ حضرت مولانا روم صاحب مثنوی شریف اور مولانا جامی اور حضرت شیخ فرید الدین عطار کو بھی زندیق و بے دین کہا گیا۔ مسلمان سورہ میں بھی کم موجود نہ تھے۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی پر کفر کے فتوے لگے اور ان کی کتابوں کو جلا دیا اور ان پر لعنت کرنا ثواب سمجھا گیا۔ ایک شخص نے حضرت امام غزالی کی خدمت میں لکھا کہ آپ کی نسبت ایسا کچھ کہا جاتا ہے تو اس کے جواب میں حضرت نے لکھا کہ حاسدوں کی باتوں پر خیال نہ کرو اور جاہلوں کے لعن طعن سے رنجیدہ نہ ہو۔ اے برادر ذلیل جانو اس آدمی کو جس کا لوگ حسد نہ کریں اور حقیر سمجھو اس شخص کو جس کو لوگ کافر اور گمراہ نہ کہیں۔“ حضرت احمد مجدد سرہندی صاحب پر کفر کے فتوے لگے۔ مدتوں بادشاہ گوالیار کے قلعہ میں قید کرایا گیا۔ حضرت سید احمد بریلوی پر کفر کے فتوے لگے

مسیح موعود کی مخالفت سنت دیرینہ کے مطابق ہے

غرضکہ کہاں تک اس قصہ کو طول دیا جائے یہ تو ایک داستان ہے جو دنیا کی مذہبی تاریخ میں ایک سیاہ داغ بن کر چمکتی ہے۔ تو حضرت مرزا غلام احمد صاحب اس سنت سے کیوں باہر رہتے وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہیں۔ شیطان اپنے دشمن کو خوب پہچانتا ہے جس سے شیطان کو ڈر نہیں اس کے خلاف کوئی شور و غوغا بھی نہیں۔ ہمارے صوفی و پیر جو چاہتے ہیں اپنے پیر خانوں اور بھنگڑ خانوں میں بیٹھے کرتے رہتے ہیں کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ مولوی ملا اپنے مقتدیوں کو جس راہ چاہتے ہیں چلاتے ہیں۔ حلالے نکلواتے ہیں۔ اسقاط کرواتے ہیں۔ نیازیں دلواتے ہیں۔ قضا عمریاں پڑھواتے ہیں۔ نکاح پر نکاح پڑھتے ہیں۔ کھیوڑہ میں ایک مولوی صاحب تو حج والے دن اپنے مقتدیوں سے اپنی مسجد کا طواف بھی کروایا کرتے تھے۔ غرضکہ جو من میں آتا ہے مزے کرتے ہیں، کوئی معترض نہیں ہوتا۔ لوگ قبر پرستی کریں۔ تعزیہ پرستی کریں۔ شجر پرستی کریں۔ پیر پرستی کریں ہندو پرستی کریں۔ سب بھائی مسلمان۔ کوئی کافر نہیں۔ لیکن جب کوئی مصلح اصلاح کے لئے اٹھا اور اس کے ساتھ ہی مخالفت کا ایک طوفان بھی اٹھا۔ اور کفر کے فتوے بھی باہر نکل پڑے۔

باقی دارد

اخبار زمیندار کی یورش

لاہور کے اخبار زمیندار نے اب تک میرے خلاف ہنگامہ آرائی کو ختم نہیں کیا۔ آج میرے احباب جمع ہوئے تھے کہ جواب کا سلسلہ شروع کر دیا جائے۔ میں نے کہا جس سے ہم دوسروں کو منع کرتے ہیں۔ اس کو خود کریں یہ کیسی نامناسب بات ہے۔

اخباروں کے لکھنے سے میرا عقیدہ بدل نہیں سکتا کوئی لکھتا ہے میں شیعہ ہوں کوئی لکھتا ہے۔ قادیانی ہوں کوئی لکھتا ہے۔ بہائی مذہب ہوں۔ لیکن میں حق پرست ہوں۔ اور حق جہاں کہیں مل جاتا ہے۔ اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں۔

میری قوم نے اس قسم کی باتوں سے سلطنت کھو دی بھولی مرتبہ نگی تب بھی اس کو عقل نہ آئی مگر میں یہ کیوں نہ کہوں میں نے یہ بھی کہا

بدگوئی کا فلسفہ

جو لوگ مجھ سے بدگمان ہیں۔ ان کی بدگمانی میری کسی اچھی بات سے دور نہ ہوگی۔ اور جو مجھ سے نیک گمان ہیں، ان کو میری کسی بری شہرت سے بدگمانی نہیں ہوگی۔ کیونکہ طبائع انسانی کا خاصہ ہے کہ جب ان پر کسی بات کا نقش جم جاتا ہے۔ تو عامیانہ شہرتوں سے وہ نقش مٹتا نہیں۔

اس لئے میں نہیں چاہتا کہ کسی مسلمان یا کسی غیر مسلم کے خلاف آج کل کے زمانہ میں کوئی جنگی معرکہ جاری کروں۔ اگرچہ میں ایسا کر سکتا ہوں۔ اور مخالفوں کو مغلوب کر لینے کی خدا نے مجھ میں قدرت دی ہے۔

صفحہ ۱۰

جناب خواجہ حسن نظامی اور ظفر علیخان!

جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اپنے روزنامچہ مجریہ ۱۷ مارچ میں رقمطراز ہیں:۔

میرے سفر حیدرآباد کے زمانہ میں اخبار عادل کے ایڈیٹر صاحب نے عادل کی پالیسی کے بموجب ظفر علیخان صاحب مالک اخبار زمیندار کے نام ایک خط شائع کیا تھا کہ موجودہ زمانہ میں فرقہ بندی کے جھگڑے مناسب نہیں ہیں۔ لہذا زمیندار کو قادیانی فرقہ کے خلاف مضامین نہ لکھنے چاہئیں تاکہ مسلمانوں کا اتحاد قائم رہے۔ اس کو پڑھ کر زمیندار نے مجھ پر حملے شروع کر دیئے۔ اور طرح طرح کے فرضی خطوط میرے خلاف زمیندار میں چھپنے لگے

میں ان کو فرضی اس لئے کہتا ہوں۔ کہ میرے مریدوں یا میرے دوستوں میں سے کسی نے کوئی خط مجھے نہیں لکھا۔ کہ ان کو قادیانی فرقہ سے جنگ کرنے کی ضرورت ہے۔ البتہ دہلی آنے کے بعد تین خط میرے پاس آئے جن میں ایک ولی محمد صاحب کا امرتسر سے آیا تھا۔ ایک گمنام تھا۔ اور ایک ایبٹ آباد سے ایک مخلص کا آیا تھا۔ ان خطوط میں گمنام خط کا لہجہ بہت درشت تھا۔ اور ولی محمد صاحب امرتسری کا مصالحت آمیز تھا اور ایبٹ آباد کے خط میں یہ لکھا تھا۔ کہ آپ قادیانیوں کی تائید نہ کیجئے۔

اس لئے آج میں نے اخبارات کو نوٹس لکھ دیا۔ کہ میں قادیانیوں کے کسی ایسے عقیدہ کو نہیں مانتا۔ جو میرے فرقہ حنفی اور اہل سنت کے خلاف ہو۔ نہ میں نے کبھی قادیانی عقائد کی تائید میں حصہ لیا۔ البتہ موجودہ نازک زمانہ میں مسلمانوں کیلئے یہ فرقہ وارانہ جھگڑے مناسب نہیں سمجھتا۔ اور باہمی اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔

مجھے یہ خط لکھنے کی ضرورت نہ معلوم ہوتی تھی۔ مگر حدیث شریف کے حکم کے بموجب میں نے یہ خط لکھ دیا۔ جس میں ارشاد ہے اتقوا مواضع التھم تہمت لگنے کی جگہوں سے احتیاط کرو۔

اخبارات موجودہ کساد بازاری میں اخباروں کی بکری کے لئے اس طرح کے جھگڑے نکالا کرتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ بات ہنگامہ پرور مولویوں سے سیکھی ہے۔ جو اختلافی مسائل بیان کر کے اپنا ایک گروہ بنا لیتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو لڑا کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔

مجھے ایسے مکروہ طریقے سے پیٹ بھرنا گناہ معلوم ہوتا ہے۔ اور میں نہیں چاہتا۔ کہ آج کل کوئی اختلافی بات بھی مسلمانوں میں پیدا ہو۔ کیونکہ سیاسی حقوق ملنے کا زمانہ ہے۔ آج کل ہم آپس میں لڑیں گے تو غیر مسلم اقوام سب حقوق پر قابض ہو جائیں گی۔ اور ہم آپس میں لڑنے کے سبب محروم رہ جائیں گے۔ مگر مجھے امید نہیں ہے کہ میرا یہ اعلان میرے مخالفوں کو مطمئن کر سکے گا کیونکہ عوام تو لڑائی جھگڑے کے عاشق ہوتے ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ کلما ردوا الی الفتنۃ ارکسوا فیھا جب عوام کو فتنہ فساد کی بات کے لئے بلایا جائے۔ تو وہ جلدی اس میں کود پڑتے ہیں۔

جو کچھ بھی ہو۔ میں نے اپنے اصول اتحاد کو ترک نہیں کر سکتا۔ آج نہیں کل۔ اور کل نہیں پرسوں۔ اور پرسوں نہیں۔ تو میرے مرنے کے بعد یہ مسلمان آخر خود کہنے لگیں گے۔ کہ حسن نظامی جو کچھ کہتا تھا۔ وہ ٹھیک تھا اور وہ کہیں۔ یا نہ کہیں۔ میں تو خدا کے سامنے اور اپنے ضمیر کے سامنے مطمئن ہو جاؤں گا۔ کہ میں نے حق بات کہدی۔ حدیث میں آیا ہے الساکت عن الحق شیطان اخرس۔ حق بات کہنے سے چپ رہنے والا گونگا شیطان ہوتا ہے۔ لہذا میں نہیں چاہتا کہ حق گوئی سے چپ رہ کر گونگا شیطان بنوں۔ اس لئے ہمیشہ اظہار حق کرتا رہتا ہوں۔

روزنامچہ صفحہ ۲

۴۴

خبریں

—— جرمنی کی برسر اقتدار جماعت یعنی نازی پارٹی یہودیوں کی سخت مخالف ہے۔ جرمنی کے ایک مشہور شہر لیپزگ میں نازی وکلاء کی ایک انجمن نے قرارداد منظور کی ہے جس میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ یہودیوں کو عدالتوں میں وکالت کرنے اور جج بننے کی اجازت دیدی جائے۔

—— جمعیۃ الاقوام نے حکومت پیرا سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ وہ کولمبیا کے علاقہ کو خالی کر دے۔ اس سے قبل وہ جاپان سے چین کے متعلق اسی قسم کا مطالبہ کر چکی ہے جس کو جاپان نے انتہائی غرور سے ٹھکرا دیا تھا۔ دیکھئے اس مطالبہ کا کیا حشر ہوتا ہے

—— اخبار سندے ٹائمز اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ جموں میں گورنر نے حکومت کشمیر کی طرف سے پریس، پلیٹ فارم اور انجمنوں کے قیام کی آزادی کا اعلان کر دیا ہے۔

—— حکومت روس کے صدر نے ایک تقریر کے دوران میں اعلان کیا ہے۔ کہ روس نے گذشتہ چند سالوں میں جو [illegible] تیاری کی ہے۔ آج وہ جنگ کیلئے پوری طرح سے تیار ہے۔ ہم کسی پر حملہ نہیں کریں گے۔ لیکن جو ہمارے حقوق پر چھاپہ مارے گا ہم اس کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے

—— قرۃ العین کی اشاعت کے ساتھ دوبارہ گاندھی جی کی رہائی کی توقع پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن ذمہ دار سیاسی حلقوں میں اس توقع کو بے سود سمجھا جا رہا ہے

—— ٹوکیو ۱۹ مارچ۔ چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے۔ دیوار چین کے جنوبی علاقہ میں جاپانی ہوائی جہاز خوفناک بمباری کر رہے ہیں خیال کیا جاتا ہے کہ اگر دیوار اعظم کے رقبہ میں چینیوں نے جاپانی افواج پر پیش قدمی کی تو جاپان اپنی افواج کو ایک محاذ پر جمع کر کے چین پر زبردست حملہ بول دیگا۔

—— گذشتہ ہفتہ جبل پور مسجد کے قریب باجہ بجانے پر ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ چند آدمی زخمی ہوئے۔ لیکن نقصان جان کوئی نہیں ہوا۔

—— لائل پور میں ایک مقدمہ سازش کی تیاری ہو رہی ہے۔

—— ۱۸ مارچ کو اسلامیہ کالج لاہور کا جلسہ تقسیم انعام بصدارت مسٹر الماللطیف کمشنر لاہور منعقد ہوا۔

—— مشہور ڈاکو حامد کے چند ساتھی پولیس سے زبردست مقابلہ کے بعد لکھنؤ کے قریب گرفتار ہو گئے۔

—— توقع کی جاتی ہے۔ کہ مہاراجہ پٹیالہ ایوان والیان ریاست کے چانسلر منتخب ہو جائیں گے۔

—— گذشتہ فسادات کانپور کے متعلق کانگرس نے جو تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا تھا۔ اس کی رپورٹ اپریل میں شائع ہو جائیگی۔

—— مہاراجہ جودھپور عنقریب شکار کیلئے مشرقی افریقہ جا رہے ہیں

—— الور کے ہندو حکام بدستور مسلمانوں کو طرح طرح سے دق کر رہے ہیں ۱۹۳۲ء میں جس قدر مسلمانوں کے نام وارنٹ جاری کئے گئے تھے وہ ... منسوخ نہیں کئے گئے۔ مختلف محکموں میں سے مسلمانوں کو بلاقصور برخاست کر کے ہندوؤں کو ملازم رکھا جا رہا ہے۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ پنجاب یونیورسٹی کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ مکمل ہو گئی ہے۔ اراکین نے اس پر دستخط بھی کر دیئے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ علامہ عبداللہ یوسف علی نے یونیورسٹی کی سینٹ میں مسلمانوں کی کم نیابت اور سرکاری سکولوں اور کالجوں میں مسلمان طلباء کے کم داخلہ کے متعلق رپورٹ کے ساتھ ایک [illegible] نوٹ بھی منسلک کیا ہے۔

—— گذشتہ ہفتہ راسخ العقیدہ سناتنیوں کے ایک نمائندہ وفد نے اچھوتوں کے داخلہ مندر کے سلسلہ میں وائسرائے سے ملاقات کی۔

—— کلکتہ میں کانگرس کی مجلس استقبالیہ کو خلاف قانون قرار دیدیا گیا ہے۔

—— آل انڈیا شیعہ کانفرنس کا آئندہ اجلاس ایسٹر کی تعطیلات میں دہلی میں منعقد ہو رہا ہے

—— چودھری ظفر اللہ خاں یکم اپریل کو انگلستان روانہ ہو جائیں گے

—— مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ اور ایگزیکٹو بورڈ کے جلسے ۲۵، ۲۶ مارچ کو دہلی منعقد ہوں گے۔

—— مسٹر ریمزے میکڈانلڈ وزیر اعظم برطانیہ اور سر جان سائمن ۱۸ مارچ کو روم پہنچ گئے۔ یہ اصحاب اٹلی کے ڈکٹیٹر مسولینی سے کانفرنس تخفیف اسلحہ کے سلسلہ میں تبادلہ خیالات کریں گے۔

—— بعض سیاسی حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے۔ کہ روس میں برطانوی لوگوں کی گرفتاری کی وجہ سے برطانیہ اور روس کے تعلقات کشیدہ ہو جانے کا احتمال پیدا ہو گیا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ جنگ تک نوبت پہنچ جائے۔

—— ریاست الور کے نئے وزیر اعظم مسٹر الف۔ ڈی۔ وائلی ۱۴ مارچ کو دہلی پہنچ گئے ہیں۔ توقع ہے۔ کہ آپ ۱۴ مارچ تک الور چلے جائیں گے

—— نئی دہلی ۱۸ مارچ۔ کونسل آف سٹیٹ میں ۲۰ مارچ کو قرطاس ابیض پر بحث ہو گی۔

—— لاہور ۱۸ مارچ۔ آج پنجاب کونسل کا ہنگامہ خیز اجلاس منعقد ہوا۔ تمام مطالبات زر منظور کئے گئے۔ پبلک سروس کمیشن کے تقرر کو ایک سال تک ملتوی کر دینے کی تجویز نامنظور ہو گئی۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ ہز ہائنس نواب صاحب بھوپال بھی ایوان والیان ریاست کی چانسلری کے امیدوار ہیں۔ گویا ان میں اور مہاراجہ پٹیالہ میں مقابلہ ہو گا۔ ایوان مذکور کا آئندہ اجلاس ۲۳ مارچ کو منعقد ہو گا۔

—— سر شادی لال گذشتہ ہفتہ مقامی عدالتوں کے معائنے کے لئے دہلی تشریف لے گئے۔

—— اخبار سیاست اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ حکومت کشمیر نے مسلم مطالبات کے سلسلہ میں مہاراجہ کی سالگرہ پر ریاست کے جملہ سیاسی اسیران کو رہا کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ نیز مسلمانوں کے دیگر مطالبات بھی ماہ رواں میں پورے کر دیئے جائیں گے۔ مسلمانان کشمیر نے اعلان کیا ہے۔ کہ اگر حکومت کشمیر نے ان کے مطالبے پورے نہ کئے۔ تو وہ ۱۵ اپریل تک سول نافرمانی کا ہتھیار استعمال کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

—— چین میں دختر کشی کی رسم اب تک جاری ہے۔ والدین اپنی لڑکیوں کو یا تو دریا میں غرق کر دیتے تھے۔ یا کسی غیر آباد مقام میں چھوڑ آتے تھے۔ حکومت چین نے اس ظالمانہ رسم کے انسداد کا تہیہ کر لیا ہے۔ کیونکہ حکومت کو ہر سال اس قسم کے بچوں کی تین ہزار لاشیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ اور ان کے دفن کرنے پر کثیر روپیہ صرف ہوتا ہے۔

—— لنڈن ۱۹ مارچ۔ کل ارکان پارلیمنٹ کے درمیان قرطاس ابیض تقسیم کیا گیا۔

—— اس ہفتہ وائسرائے بہادر [illegible] تشریف لے گئے۔

—— اسمبلی کی مختلف جماعتوں کے لیڈروں کے درمیان گفت و شنید کے بعد یہ طے پایا ہے۔ کہ ۲۷، ۲۸ مارچ کو اسمبلی میں قرطاس ابیض پر غور و خوض کیا جائے۔

—— پنڈت مالویہ بیمار ہو گئے ہیں۔ بخار اور زکام کی شکایت ہے۔

—— نئی دہلی ۱۹ مارچ۔ کل والیان ریاست کے نمائندوں کی سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا جس میں قرطاس ابیض پر غور و خوض کیا گیا۔

—— افواہ ہے۔ کہ مسٹر بی۔ بی گھوش سابق جج ہائیکورٹ کلکتہ حکومت ہند کے قائم مقام لاممبر مقرر کئے جائیں گے۔ کیونکہ موجودہ لاممبر سر بی۔ ایل مترا ۲۲ اپریل سے ۴ ماہ کی رخصت پر یورپ جا رہے ہیں۔

—— لنڈن ۱۸ مارچ۔ کل فرانسیسی وزیر مالیات نے برطانوی وزیر خزانہ مسٹر نویل چیمبرلین کے ساتھ ملاقات کی۔ اور دوران گفتگو میں عالمگیر اقتصادی کانفرنس کے ایجنڈا پر بحث ہوئی۔

—— روم ۱۹ مارچ۔ آج شام کو پوپ نے برطانی وزراء مسٹر میکڈانلڈ اور سر سائمن سے ملاقات کی۔

—— امریکہ کے ایک بنک کو ۱۵ لاکھ ڈالر کا خسارہ ہوا۔ اس کے صدر نے اس رنج میں خودکشی کر لی۔

—— گذشتہ ہفتہ تقریباً دو کروڑ روپے کا سونا ہندوستان سے باہر گیا۔

—— مسٹر عبدالمتین چودھری کثرت آراء سے اسمبلی کے نائب صدر منتخب ہو گئے ہیں۔

—— جنیوا ۱۹ مارچ۔ ۲۰ لاکھ فوجیوں کے ۵ ہزار نمائندوں نے آج جنگ کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا۔ اور تجویز پیش کی۔ کہ اسلحہ پر موثر بین الاقوامی کنٹرول ہو۔ پرائیویٹ طور پر ہتھیاروں کی جو ساخت یا تجارت ہوتی ہے۔ اس کو بھی بند کیا جائے

—— صوبہ بہار و اڑیسہ میں قانون تحفظ عامہ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

—— حکومت کلکتہ میں کانگرس کے اجلاس کے انعقاد کو روکنے کی زبردست کوشش کر رہی ہے۔

—— مسز اینی بیسنٹ آج کل بیمار ہیں۔

—— مصری پارلیمنٹ نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ایوان پارلیمنٹ کے قریب ایک مسجد تعمیر کی جائے۔ تاکہ ارکان پارلیمنٹ دوران اجلاس میں آسانی سے نماز ادا کر سکیں۔

—— اس ہفتہ کوہ مری اور کشمیر کے پہاڑوں پر سخت برفباری ہوئی

—— ٹوکیو (جاپان) ۱۸ مارچ۔ جاپانی افواج کا کچھ حصہ دیوار چین کو عبور کر گیا ہے۔ چینی تقریباً ایک ہزار لاشوں کو میدان جنگ میں چھوڑ کر جنوب کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ جاپانی گورنر جانگ ٹی پینگ کو جیہول کا گورنر بنا دیا گیا ہے۔ دیوار چین کے دروں پر قابض ہونے کیلئے زبردست جنگ جاری ہے۔

مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کی تقریر

۱۹ ماہ حال کو احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا ہفتہ واری اجلاس زیر صدارت مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع منعقد ہوا۔ حضرت مولوی عصمت اللہ صاحب نے تقریر فرمائی۔ موضوع تقریر شیعہ محققین اور احمدیت تھا۔ لیکچر نہایت عالمانہ مؤثر اور دلچسپ تھا۔ فاضل مقرر نے یہ بتایا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے ایسی کن کن غلطیوں کی اصلاح کی جو شیعوں میں قرآن کریم کی تعلیم کے بالکل خلاف رواج پا گئی تھیں تقریر کیلئے پون گھنٹہ مقرر کیا گیا تھا۔ مگر فاضل مقرر ابھی ۲۰ قسم کی اصلاحات میں سے صرف چند ایک کو ہی پیش کر سکے تھے۔ کہ وقت ختم ہو گیا پندرہ منٹ مزید دیئے گئے۔ مگر اس قدر وسیع مضمون کیلئے اتنا تھوڑا وقت کیسے کفایت کر سکتا تھا۔ بالآخر حاضرین کی استدعا پر مولانا نے آئندہ کسی وقت پھر احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام تقریر کرنے کا وعدہ فرمایا۔ (سیکرٹری)

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۳۰ ذیقعد ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۳۳ء | نمبر ۱۹

حضرت مسیح موعود کی بعثت کے بعد

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

آجکل سلسلۂ عالیہ احمدیہ کیخلاف

خوفناک طوفان مخالفت بپا ہے۔ دشمن کئی طرح کی غلط فہمیاں پھیلارہے ہیں حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کے خلاف بہتان تراشی اور دشنام طرازی کا سلسلہ شروع ہے۔ انہی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے

پیغام صلح کے خاص نمبر

کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ یہ موجودہ طوفان مخالفت کے مقابلے اور مدافعت کی ایک کوشش ہے۔ کیا آپ اس کوشش کو کامیاب بنانے میں حصہ نہیں لیں گے؟

خاص نمبر کا بہت سا کام ختم ہو چکا ہے

تقریباً تمام ضروری مضامین موصول ہو گئے ہیں۔ کتابت شروع ہے حضرت امیر ایدہ اللہ۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ اور دوسرے اہل قلم بزرگوں اور دوستوں سے خاص طور پر مضامین لکھوائے گئے ہیں۔ مضامین کے لحاظ سے یہ نمبر ایک

بے نظیر گلدستہ

ہوگا۔ اس میں مخالفین کے ہر ضروری اعتراض کا تسلی بخش اور مسکت جواب آگیا ہے۔ تمام کے تمام مضامین منتخب۔ مفید اور دلچسپ ہیں۔ کیا ایسی مفید اور ضروری چیز کی اشاعت آپکا فرض نہیں؟

حسن ظاہری کے لحاظ سے بھی یہ نمبر نہایت

خوبصورت اور دیدہ زیب

ہوگا۔ اس کی کتابت کیلئے دو بہترین کاتبوں کی خدمات حاصل کیگئی ہیں طباعت کے متعلق پریس کو خاص طور پر ہدایات دیگئی ہیں اسکا سرورق اور تصویر نہایت خوبصورت ہوگی۔ اسکے صفحات جمیل دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس قدر خوبیوں کے باوجود قیمت برائے نام رکھی گئی ہے۔
یعنی فی پرچہ ۲ ر ایک روپے میں دس کاپیاں
یا دس روپے سینکڑہ

خاص نمبر پر کافی روپیہ صرف آئیگا

اس لئے ارادہ تھا کہ قیمت بھی مصارف کے لحاظ سے رکھی جائے جو کم از کم تین آنے فی پرچہ ہو۔ لیکن

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ

اور دیگر بزرگان سلسلہ کی خواہش ہے کہ یہ نمبر بہت زیادہ تعداد میں شائع ہو۔ اور ہر ایک تعلیم یافتہ مسلمان کے مطالعہ میں آئے محض اس غرض سے اس کی قیمت اس قدر کم رکھی گئی ہے۔ اب خاص نمبر کے مصارف اسی صورت میں پورے ہو سکتے ہیں جبکہ احباب غیر معمولی تعداد میں فرمائشیں بھیجیں امید ہے وہ اپنے اس فرض سے غافل نہیں رہیں گے

خاص نمبر انشاء اللہ عید سے قبل شائع ہو جائے گا

اس لئے ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ امسال

عید کے تحائف و عید کارڈوں

کی بجائے اپنے عزیزوں، دوستوں کو خاص نمبر کی کاپیاں بھیجے اسی خیال سے اس نمبر کو غیر معمولی طور پر خوبصورت اور دیدہ زیب بنانے کی کوشش کی گئی ہے آپ ضرورت کے مطابق کاپیاں منگوا کر خود بھیجیں یا ہمیں صاف حروف میں پتے لکھ کر بھیجدیں ہم نہایت احتیاط سے ارسال کر دیں گے۔ اس نمبر کی اشاعت ایک دینی و قومی فرض ہے۔ عید کے روز اس فرض کی ادائیگی عید کی مسرتوں کو دوبالا کر دے گی

جو اصحاب

اپنی مصروفیتوں یا حالات کی دیگر مجبوریوں کی وجہ سے

خاص نمبر

کو خود تقسیم نہیں کر سکتے۔ وہ اپنی فرمائش بھیجدیں۔ تقسیم کا فرض دفتر خود ادا کر دے گا۔ اس صورت میں اگر وہ پتے فرمائش کے ہمراہ بھیجیں گے تو ہم انکی ہدایات کے مطابق ان اصحاب کو پرچہ ارسال کر دیں گے ورنہ ہمارے پاس بھی ایسے بے شمار غیر از جماعت اصحاب و خواتین کے پتے موجود ہیں جنکو خاص نمبر بھیجنا نہایت نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے۔

خاص نمبر کی تیاری کیلئے

بہت زیادہ روپیہ کی ضرورت ہے جو دفتر کے پاس موجود نہیں اس لئے کوشش کرکے مطلوبہ پرچوں کی قیمت فرمائش کے ہمراہ ہی بھیجدی جائے تو بہتر ہے اس طرح ہمارے لئے آسانی پیدا ہو جائے گی۔ اور احباب کا کوئی نقصان نہ ہوگا جو احباب یا جماعتیں

ایک سو یا زائد

پرچے خریدینگی انکے نام جلی حروف میں اشتہار میں شائع کئے جائینگے خاص نمبر کی قیمت یاد رکھیں۔ فی پرچہ ۲ ر۔ ایک روپے میں دس کاپیاں

پیش نظر اشاعت میں

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ
اور
جنابہ بیگم صاحبہ حضرت امیر

کے دو خطوط شائع ہوئے ہیں جن میں ایک ضروری بات کہی گئی ہے ہر ایک بزرگ اور ہر ایک بھائی یا بہن کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان خطوط کو بہت جلد نہایت توجہ اور غور سے پڑھے۔ مردوں کیلئے لازم ہے کہ وہ جنابہ بیگم صاحبہ کا خط اپنی خواتین تک پہنچا دیں اگر وہ نہ پڑھ سکتی ہوں تو خود پڑھ کر سنا دیں اور اس کا مطلب سمجھا دیں۔

یہ پرچہ خاص نمبر سے قبل شائع ہونیوالا

آخری نمبر ہے اس کے بعد انشاء اللہ ۳ یا ۴ اپریل کو خاص نمبر ہی شائع ہوگا۔ اسلئے ان سطور کو خاص نمبر کے متعلق ہماری

آخری گذارش

سمجھیں اور جو کچھ کرنا ہے جلدی کرلیں۔ اب فرمائش بھیجنے میں بالکل دیر نہ کریں۔ وقت بہت ہی کم رہ گیا ہے۔ پرچہ ضرورت کے مطابق ہی چھپوایا جائے گا اس لئے دیر سے آنیوالی فرمائشوں کی تعمیل شاید نہ ہو سکے

شیخ غلام محمّد اور اُس کے مددگاروں کی حقیقت

چند شر آمیز غلط فہمیوں کا ازالہ

غلام محمد کی افسوسناک حرکتیں

شیخ غلام محمد سابق محرر دفتر تحصیل کے عارضہ جنون کے عود کر آنے کے متعلق مختصر اطلاع اخبار میں شائع کر دی گئی تھی اور اس قسم کے سابقہ عارضہ کا حوالہ دے کر اس کے معاملہ میں خاموشی اختیار کرنا مناسب سمجھا گیا تھا۔ مگر اب متعدد مقامات سے خطوط آتے ہیں کہ وہ کس طرح ناواقفوں کو اپنے گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہاری پروپاگنڈا سے دھوکہ دے رہا ہے اور معزز احباب جماعت کو خطوط بھی لکھ رہا ہے اور خود مختلف شہروں میں جا کر معزز اراکین انجمن کے متعلق زبان درازی کرتا اور ان کی شان میں ایسے گندے الفاظ استعمال کرتا ہے جو سخت اشتعال پیدا کرنے والے ہوتے ہیں اس کی موجودہ حالت کو سمجھنے کے لئے اس کا وہ اعلان یہاں نقل کر دینا کافی ہے۔ جو اس نے اس قسم کے دورہ جنون سے نکلنے کے بعد گذشتہ موقعہ پر خود کیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آخری اعلان

حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور و حضرت خواجہ صاحب و دیگر اراکین انجمن پر میری طرف سے ہر قسم کے الزامات کی بریت

خاکسار کی طرف سے گذشتہ چند ماہ میں پے درپے جو اعلانات اپنی متغیر حالت جنون میں، جسے میں نے اب اچھی دماغی عارضہ محسوس کر لیا ہے شائع کئے تھے جنہیں میں اب اپنی موجودہ صحیح اور درست حالت میں دیکھتا ہوں تو بہت ندامت اور تکلیف محسوس کرتا ہوں کہ میرے وجود سے میرے محسنوں اور مخدوموں کو کیا کیا تکلیفات میری ذات سے پہنچ گئے جو اپنے آپ کو ماموریت و مصلح موعود وغیرہ کے مقامات عالیہ پر دیکھنے کے نتیجہ میں پیدا ہوئے۔ حالانکہ میں اپنی ساری زندگی میں خود اپنی ذات کی تکمیل اور اعمال میں قوت انہی بزرگوں کے مواعظ حسنہ نیک نمونوں اور اعلیٰ درجہ کی قربانیوں سے پیدا ہوتے ہوئے دیکھتا تھا اور مجھ میں نیک راہوں پر چلنے اور تھوڑی بہت خدمت دین و قوم کرنے کی روح انہی ہستیوں کی وجہ سے پیدا ہوئی۔ لہٰذا جب کہ میری حالت بیماری میں میری طرف سے اس قدر تکلیفات اور ناگوار امور کو میرے بزرگوں نے مجھ سے سہا تو اب میرا یہ مذہبی فرض ہے کہ میں اپنی موجودہ حالت میں ان کے احسانوں کا بدلہ جس طرح بھی ہو ادا کر کے عنداللہ و عندالناس میں سرخرو ٹھہروں۔ سو میں اس اعلان کے ذریعہ سے اپنی دماغی بیماری و تکلیف جس کی بہت سے ڈاکٹروں، حکیموں اور دیگر اشخاص نے جو مجھے دیکھتے اور ملتے رہے تصدیق کی اور اب میری ذاتی حالت کے انقلاب اور اعتدال نے خود مجھے یہ امر محسوس کرا دیا ہے۔ اظہار کرتے ہوئے یہ اعلان کرتا ہوں کہ حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب کی ذات گرامی و دیگر اراکین انجمن جس جس کے متعلق میری طرف سے جس جس قسم کا کوئی الزام یا ناگوار ذکر کیا گیا وہ سب ان سے بری ہیں، اور وہ جملہ امور ایسے تھے جو میرے بیمار دل و دماغ کے بدنما اور غلط تصورات تھے۔ میں نے اپنی ساری زندگی میں کبھی ان تمام بزرگوں کو غلط راہ پر قدم مارتے ہوئے یا کسی دنیاوی لالچ میں کام کرتے ہوئے نہ محسوس کیا تھا اور نہ اب پاتا ہوں بلکہ ان کے ارادوں کو بہت بلند۔ دینی اور قومی تقاضات میں منہمک اور خدا کی راہ میں پورے خلوص سے کام کرتے ہوئے پایا۔ اور جس قدر قومی ذمہ داریاں ان پر پڑی ہوئی ہیں ان میں جان لڑاتے ہوئے دیکھا۔ لہٰذا اس قسم کے بے لوث انسانوں اور مقدس ہستیوں کے متعلق جو کچھ برے رنگ میں میرے دماغ نے دیکھا اور لکھا وہ صحیح دماغ کا نتیجہ نہیں تھا جبکہ میں خود اسی انجمن کا ایک پرجوش کارکن ممبر تھا میں اس کے ساتھ ان جملہ بزرگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے مجھ سے اس عرصہ میں کسی قسم تکلیف کو سہا اور حتی المقدور نیک ظنی سے میری ہمدردی کو ملحوظ رکھا اور دعا کے لئے عرض کرتا ہوں کہ پروردگار ہر شخص کو ایسی تکالیف اور ابتلاؤں سے بچائے۔

آخر میں یہ ذکر بھی میں صاف طور پر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میری اس حالت جنون میں، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی مجلس معتمدین نے جو فیصلہ میری طرف سے الزامات کی تردید کا کیا تھا وہ صحیح اور درست ہے۔

خاکسار شیخ غلام محمد۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

۲۷۔ جولائی ۱۹۳۱ء

مستری دین محمد کی تحریر

اس اعلان کے ساتھ ہی اس کے والد مستری دین محمد نے بھی ایک تحریر لکھ دی تھی جس میں یہ ظاہر کیا تھا کہ ان کے خاندان میں جنون کی بیماری چلی آتی ہے۔ چنانچہ اس کا بھائی بھی پاگل ہو گیا تھا اور اس کی لڑکی (غلام محمد کی ہمشیرہ) بھی پاگل رہ چکی ہے اور اسے پاگل خانہ میں بھیجنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔

غلام محمد کے جنون کے کھلے آثار

علاوہ اس کے اس کے جنون کے آثار بہت کھلے بھی ہیں۔ انجمن کے مکانات پر آ کر تالے لگا دینا بعض لوگوں کو مارنا، بے سروپا دعاوی، مصلح موعود اور مہدی دوران کے خطاب اپنے لئے تجویز کرنا۔ بادشاہت وغیرہ کا خبط۔ ادنیٰ تامل سے کام لینے والا بھی فوراً دیکھ سکتا ہے کہ یہ مجنون ہے۔

"زمیندار" پارٹی اور قادیانیوں کے کرتوت

لیکن ایک طرف وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایک کارکن جماعت کی کامیابی کو دیکھ کر حاسدانہ خیالات پیدا ہوتے ہیں اور وہ کسی قسم کے ناجائز ہتھیار استعمال کرنے میں کبھی دریغ نہیں کرتے چنانچہ اس وقت زمیندار پارٹی نے بھی اس کی حوصلہ افزائی کی ہے اور قادیانی گروہ بھی کر رہا ہے۔ بلکہ ان کے اخبار "الفضل" نے بھی اپنے گھر کو بھول کر جہاں پیشتر سے مدعیان نبوت موجود ہیں اس مجنون کے افعال کو ہمارا باہمی جھگڑا قرار دیا ہے۔ وہ اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر اس کی مدد کر رہے ہیں۔

اپنی جماعت کے بعض احباب کی غلطی

اور دوسری طرف اپنی جماعت میں بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو اس کی بیماری اور پرانے تعلقات کی وجہ سے کچھ اس کی مدد کر دیتے ہیں جن کا اثر اس کے بیمار دماغ پر یہ ہوتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ ان لوگوں اس کا مصلح موعود اور مہدی دوران ہونا تسلیم کر لیا ہے اور اس طرح اس کا جنون اور ترقی کرتا ہے شاید کوئی ایسے وجود بھی جماعت میں ہوں جو صرف الہام اور خواب کا نام سن کر خیال کر لیتے ہوں کہ ممکن ہے یہی بات سچ ہو اور بعض لوگ جن کو ذاتی طور پر کچھ رنجش ہوتی ہے وہ یہ ایک بدخبر کو لے کر اس عمارت کے بنانے کے لئے بھی تیار ہو جاتے ہیں۔

ایک معزز دوست کا خط

ہمارے ایک نہایت معزز دوست نے لکھا ہے کہ وہ ان کے پاس بھی گیا تھا اور پہلی دفعہ محض انسانی ہمدردی کے طور پر اسے ٹھیرنے کی اجازت دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے بزرگان جماعت کے حق میں بڑی بدزبانی کی۔ دوسری مرتبہ آیا تو اسے صاف جواب دیا گیا اور منہ نہ لگایا گیا۔ یہی بزرگ لکھتے ہیں:۔

"احمدیہ قوم میں یہ ایک بیماری ہے جس کا زیادہ
حصہ قادیانی لوگوں میں ہے اور ہماری جماعت
میں بھی اس کا اثر باقی ہے۔ الہام و نبوت کی
انتظار سب لوگوں کو لگی ہوئی ہے اور در اصل ایسے
بہت سے پاگل جماعت میں ہیں"

غلام محمد سے ہمدردی غلطی ہے

ہمیں اس بزرگ کی تحریر سے پورا پورا اتفاق ہے جو لوگ ہماری دشمنی کے لئے اور ہماری جماعت کی بربادی کو مدنظر رکھ کر اسے مدد دیتے ہیں وہ تو دیتے ہی رہیں گے۔ لیکن جو احباب محض ہمدردی کے رنگ میں اسے مدد دیتے ہیں یا اسے منہ لگاتے ہیں۔ وہ نہ صرف اپنی قوم کو ہی نقصان پہنچا رہے ہیں بلکہ خود اس شخص کے جنون میں بھی اضافہ کا موجب ہو رہے ہیں۔

گذشتہ تجربہ

پچھلے موقعہ پر بھی بعض نادانوں نے اپنا روپیہ اس طرح برباد کیا اور وہ بھی جب تک اسے روپیہ ملتا گیا اپنے جنون میں ترقی کرتا گیا۔ لیکن آخر جب انجمن کی عمارت کو گرانے میں ناکام ہوا اور اپنا بھی کچھ دبنا تو پھر حواس درست ہو گئے۔

حیرت کی بات

حیرت اس بات پر آتی ہے کہ ایک ایسے شخص کے ساتھ تعلق رکھنے والی جماعت میں جس کے علم کے سامنے دنیا سر جھکاتی ہے اور دشمن بھی اس کے معترف ہیں ایسے افراد بھی ہیں جو ایک مجنون کے کلام پر جس کے اشتہاروں کو پڑھنے سے خود اس کے جنون کا پتہ لگ جاتا ہے دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کر لیتے ہیں کہ کہیں فی الحقیقت ہی اس پر کوئی انکشاف نہ ہو گیا ہو۔ حالانکہ سوائے اس کے کہ وہ اس حالت میں آ کر انہی لوگوں کو گالیاں دینا اور ان پر الزام لگانے شروع کر دیتا ہے جن کی حالت صحت میں تعریف کرتا رہتا ہے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا دعویدار ہوتا ہے اور کوئی تغیر تو اس میں نظر نہیں آتا۔ کیا لیلۃ القدر میں آج تک کسی پر یہ انکشاف بھی ہوا کہ وہ گالیاں دینے میں کمال حاصل کرے اور ایک بنے بنائے کام کو بگاڑنے کے درپے ہو جائے۔ اور کھلی حرکات مجنونوں کی سی کرے۔

کرشنا مورتی × "مسیح موعود"

اولیاء الشیطٰن پر احمدیت کا رعب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۲)

مخالفت کی اصل وجہ

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ مہدویت پر مسلمانوں کی ناراضگی محض ایک یار لوگوں کا بہانہ ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ جسے پیا چاہے وہی سہاگن۔ جو ہماری خواہشات کے مطابق بات کہے وہ جو مرضی چاہے کہے ہم ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو ہماری خواہشات کے خلاف کہے اسے ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ افکلما جاءکم رسول بما لا تھویٰ انفسکم فریقًا کذبتم و فریقا تقتلون۔ کہ جب کبھی بھی تمہارے پاس کوئی خدا کا فرستادہ آیا اور وہ کوئی ایسی بات لایا جو تمہارے نفس کے خواہشات کے خلاف تھی تو ایک فریق کو تو تم نے جھٹلایا اور ایک فریق کو تم قتل کرنے کے درپے ہو گئے پس بات سچی یہی ہے کہ ہم اپنے نفس کے خلاف کچھ سن نہیں سکتے۔ جو نقشہ ہمارے ذہن میں مہدی کا جما ہوا ہے اور جو باتیں ہم اس میں دیکھنا چاہتے ہیں اس کے خلاف اگر وہ کچھ لائے گا اور کہیگا خواہ وہ کتنی ہی سچی اور معقول باتیں کیوں نہ ہوں ہم اسے ماننے کو تیار نہیں ہوں گے بلکہ مخالفت کریں گے۔

مجذوب فقیر کی سچی بات

بھیرہ کے پاس ایک گاؤں میں ایک ننگا فقیر مجذوب ہوا کرتا تھا سائیں حیدر اس کا نام تھا۔ حضرت مولانا نورالدین مرحوم نے ایک دن اُس سے پوچھا کہ "سائیں بادشاہ کوئی امام مہدی کی پہچان تو بتاؤ"۔ کہنے لگے "بڑی آسان ہے۔ سوالاکھ ننگا اور برہنہ فقیر اُن کے ساتھ ہوگا اور سوالاکھ مشتر د بھنگ گھوٹنے کا ڈنڈا اُن کے ساتھ ساتھ چلے گی"۔ مولوی صاحب فرمانے لگے "اگر ایسے مہدی کو مولوی لوگ تو نہ مانیں گے"۔ سائیں صاحب بولے کہ "سن رکھ اگر وہ مولوی بن کر آیا تو ہم ننگوں نے نہیں ماننا"۔ مولوی صاحب بولے تو "پھر فیصلہ کس طرح ہو"؟ کہنے لگا "بس چپ کر رہ مولوی۔ دنیا کا کام اسی طرح چلا چلتا ہے"۔ بات اُس نے سچی کہی کہ دنیا کسی ایسے شخص کو ماننے کو تیار نہیں ہوتی جو لوگوں کی خواہشات نفس کے خلاف کوئی بات پیش کرے خواہ وہ کیسی ہی سچی اور معقول کیوں نہ ہو۔

خودساختہ "امام مہدی"

بھیرہ میں جن دنوں میں تھا تو ایک لڑکا آٹھ نو سال کا آیا **گل محمد** نام تھا۔ پٹھان تھا۔ سرحد کا رہنے والا تھا اس کا باپ پٹھان ساتھ تھا۔ دونو باپ بیٹے کہتے تھے کہ مکہ شریف سے آئے ہیں۔ وہ لڑکا وعظ کرتا تھا اور اس روانی اور فصاحت کے ساتھ وعظ کرتا تھا کہ شہر عش عش کر اٹھا۔ اور تمام شہر میں غلغلہ ہو گیا کہ امام مہدی کا ظہور ہو گیا۔ اور یہی وہ امام مہدی ہیں جن کا ظہور ابتدا سے مقدر تھا۔ لوگ اس کے قدموں کو چومتے تھے۔ اس کا باپ اُسے گود میں اٹھا کر مستورات میں لیجاتا تھا تو عورتیں اس کے تلووں سے آنکھیں ملتی تھیں۔ اس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈتی تھیں۔ نذرانوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ دولت اس کے قدموں پر نچھاور ہوتی تھی۔ بھیرہ کا شہر۔ پرانے دقیانوسی خیالات کا مخزن۔ جو میرے سامنے سے گذرتا کھانستا کھنکارتا آوازے کستا کہ ڈھڑے لئے پھرتے تھے مرزا قادیانی کو۔ جس نے امام مہدی دیکھنا ہو وہ آ کر آنکھوں سے دیکھ لے اور کانوں سے سن لے "آخر تنگ آ گیا۔ ایک دن میں نے بھی چاہا کہ اس کا وعظ سنوں۔ اس شب کو اس کا وعظ ایک مسجد میں تھا جو شہر کے مرکز میں تھی اور مولود شریف پر وعظ تھا۔ میں بھی گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ تمام مسجد چراغاں ہوئی ہوئی ہے اور لوگوں کے اژدحام کا یہ عالم ہے کہ مسجد اور اس کا صحن کیا چیز ہیں بازار لوگوں سے پٹے پڑے ہیں۔ کوٹھوں پر خلقت گھاس کی طرح اُگی ہوئی ہے۔ میں احمدیت کی وجہ سے بدنام۔ سب میں نکو مجھے خاص طور پر انسانی دیواروں کو چیرتے ہوئے عین وعظ کرنے کی میز تک پہنچا یا گیا تاکہ حقیقی امام مہدی کو نزدیک سے دیکھوں اور سنوں۔ نظر ڈالی تو لوگ والہانہ طریق پر منتظر ہیں کہ کب پردہ ہٹے اور وہ امام جو مستور ہے اسٹیج پر ظہور کرے۔ کہ اتنے میں غلغلہ ہوا اور میں نے دیکھا کہ ایک چھوٹا سا لڑکا سبز جامہ اور عمامہ پہنے ہوئے میز کے پاس ہنستا ہوا آ کھڑا ہوا وہ جس وقت میز کے پاس کھڑا ہوا تو اتنا چھوٹا تھا کہ صرف اس کا سر میز سے اوپر تھا۔ باقی سب غائب تھا۔ اس کے بعد اس نے مولود شریف کا وعظ شروع کیا۔ واقعی روانی اور فصاحت اس قسم کی تھی کہ حیرت میں ڈالتی تھی۔

ڈھونگ کی حقیقت

لیکن تھوڑی دیر میں میں سمجھ گیا کہ محض لفاظی ہے۔ لیکن اتنی زبردست کہ جہاں ایک لفظ بولنا ہو وہاں اس کی جگہ کئی کئی مترادف الفاظ بول جاتا تھا۔ مثلاً اگر یوں کہنا ہو کہ "اس کا سبب یہ ہے" تو یوں ادا کیا کہ "اس کا سبب[۱] موجب[۲] وجہ[۳] جہت[۴] باعث[۵] یہ ہے"۔ گویا ایک لفظ کی جگہ پانچ الفاظ ہم معنے بول دیئے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ الفاظ کی آمد کس قدر ہے۔ کچھ عرصہ سننے کے بعد مجھے اصل حقیقت کا پتہ لگ گیا اور میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے حیرت اور غیظ و غضب سے میرے اس طرح چلے جانے کو دیکھا۔ صبح کو کابر لوگ مجھ سے ملنے آئے اور پوچھا کہ "کہیئے کیا رائے ہے آپ کی"؟ میں نے کہا کہ "تھیٹر کا ایکٹر ہے۔ جسے اس کے باپ نے چند وعظ جو وعظوں کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں زبانی یاد کروائے ہوئے ہیں۔ حافظہ بہت اچھا ہے وعظ بار بار دہرانے سے اور بھی یاد ہو گئے ہیں۔ وہی یاد کئے ہوئے وعظ زبانی دہراتا ہے۔ بدقسمتی سے اس کا باپ جاہل ہے۔ وعظ یاد کرواتے وقت کتابت کی غلطیوں کا اسے پتہ نہ لگا اور وہ غلط الفاظ یاد کر گیا۔ مثلاً ہُبل جو کعبہ میں بت تھا اسے وہ ہیل کہتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کاتب نے ہبل کے ایک نقطہ کی جگہ دو نقطے ڈال دیئے اور وہ ہبل چھپ گیا۔ اور ویسے ہی اس نے یاد کر لیا۔ اسی طرح بچہ ہو کر بڑے بڑے آدمیوں کو مخاطب کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ "میرے پیارو عزیزو" وجہ یہ کہ کتاب میں جیسے لکھا تھا ویسے ہی یاد کر لیا۔ اس پر وہ لوگ بہت گھبرائے۔ میں نے کہا ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ آپ جایئے اور ایک ہی وعظ کو دو جگہ سنئے ایک حرف کا سرمو فرق نہ ہوگا۔ دوم مولود شریف۔ نماز۔ صدقات وغیرہ پر جو چند وعظ یاد کر رکھے ہیں ان کے علاوہ آپ کسی اور مضمون پر جو خود تجویز کر دیں اس سے وعظ کروائیں وہ کبھی نہیں کر سکیگا"۔

لاجواب کرنے والا سوال

چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور میرے قیاس کو صحیح پایا۔ پھر میں نے اُن سے کہا کہ "تم ایک بات تو بتاؤ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو جب ہم نے مہدی مانا تو تم نے ہم پر یہ اعتراض کیا کہ مرزا کا نام آنحضرت صلعم کا نام نہیں۔ اور ان کے ماں باپ کا نام آنحضرت صلعم کے ماں باپ کا نام نہیں امام مہدی کا ظہور مکہ سے ہوگا۔ وہ بنی فاطمہ ہوگا۔ تلوار سے دین پھیلائیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن اس لڑکے گل محمد کو جو آپ اتنی جلدی امام مہدی مان بیٹھے تو کیا یہاں وہ سب باتیں پوری ہو گئی تھیں۔ ایک لڑکا جس کا نام آنحضرت صلعم کا نام نہیں۔ اُس کے ماں باپ کا نام کچھ اور۔ ذات کا پٹھان بھیرہ سے اس کا ظہور۔ تلوار کوئی اس کے پاس نہیں۔ محض چند وعظ سن کر امام مہدی بنا لیا۔ بالمقابل حضرت مرزا صاحب نے جو علم و حکمت کے دریا بہا دیئے۔ ان علامات کی بہترین تشریح کر کے بتلائی وہاں آپ کفر کا فتویٰ لے دوڑے۔ ان پر کم سے کم اتنا تو حسن ظن کرتے جتنا اس ایکٹر چھوکرے پر کیا ہے"۔ خیر چونکہ معقول لوگ تھے وہ بہت شرمندہ ہوئے۔ میں نے کہا بات یہی ہے کہ تم کسی ایسے شخص کی بات سن نہیں سکتے جو تمہارے نفس کی خواہشات کے خلاف کہے۔ وجہ یہ کہ انسان کے اندر کا شیطان اس کی مخالفت کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ خدا کی شان تھوڑے دن نہیں گذرے۔ طاعون پڑی یا کہیں اور جا کر وہ لڑکا مرگیا۔ سنا تھا کسی نے زہر دے دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

خدا کے مامور اور شیطان کی جنگ

پس اصل میں جنگ خدا کے مامور اور شیطان کی ہوتی ہے۔ شیطان جس جس قلب میں اپنا دخل رکھتا ہے اسے مخالفت پر آمادہ کر دیتا ہے۔ میرا مطلب اس سے وہ لوگ نہیں ہیں جو نیک نیتی سے اختلاف رائے رکھتے ہیں یا جنہیں حق پوری طرح نہیں پہنچا یا انہیں سمجھ نہیں آیا۔ وہ معذور ہیں بلکہ میری مراد ان لوگوں سے ہے جن کو تبلیغ کا حق ادا ہو جانے کے باوجود محض عناد و تعصب۔ تنگدلی اور حسد مخالفت کے لئے کھڑا کر دیتے ہیں۔

اولیاء الشیطٰن

ایسے لوگوں کے سامنے کتنی ہی سچی اور معقول باتیں پیش کرو اور جن باتوں پر اعتراض ہو وہ ان کے ہی مسلمات یا اُن کے مسلمہ بزرگوں کے حالات اور واقعات سے نکال کر دکھادو اور ثابت کر دو کہ ان کے اعتراضات سے ان کے اپنے مسلمات یا مسلمہ بزرگوں کے اقوال اور حالات پر زد پڑتی ہے۔ لیکن وہ کبھی نہیں مانیں گے اور ناحق کا شور و غوغا مچائیں گے۔ استہزا سے کام لیں گے۔ اور جھوٹ اور افترا سے انہیں کبھی شرم نہیں آئے گی۔ وہ دین کے مدعی ہوتے ہوئے جھوٹ اور چالاکیوں سے کام لے کر دانستہ حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ اچھی سے اچھی بات کا بھی بُرے سے بُرا مطلب لیں گے۔ یہی لوگ ہوتے ہیں جن کے لئے قرآن نے اولیاء الشیطٰن کا کلمہ استعمال کیا ہے۔

شیطان خود بزدل ہوتا ہے

درحقیقت شیطان خود بزدل ہوتا ہے۔ وہ خدا کے نازل کردہ حق سے ڈرتا ہے۔ اس لئے اپنے تمام اولیا کو جن کے قلوب میں اس کا گذر ہوتا ہے برانگیختہ کرتا ہے تا وہ سب مل کر اس کا مقابلہ کریں اور شیطان کا یہ اندرونی خوف ان لوگوں کے قلوب میں نہاں ہوتا ہے جو وقتاً فوقتاً زبان سے ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ انما ذٰلکم الشیطٰن یخوف اولیاءہٗ کہ یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے۔ ان کو یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں یہ حق دنیا میں نہ پھیل جائے اس لئے اس کی مخالفت میں وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔

منشی ظفر علی کی گندہ دہنی اور دشنام طرازی

جیسا کہ منشی ظفر علی ایڈیٹر زمیندار نکال رہا ہے۔ زمیندار اخبار میں جو کچھ غلاظت اور گند اچھالا جا رہا ہے اس کا مقابلہ دنیا کا کوئی سنڈاس نہیں کر سکتا۔ لیکن جب اس قدر گندگی سے بھی اس کا پیٹ نہ بھرا تو لاہور میں جلسے کرنے شروع کر دیئے جن میں دل کھول کر گندہ دہنی اور دشنام طرازی اور افترا پردازی سے کام لیا گیا اور ساتھ ہی اس خوف کا بھی اظہار کیا گیا جو شیطان اپنے اولیاء کے دلوں میں پیدا کیا کرتا ہے۔

احمدیت کی ترقی کا اعتراف

منشی ظفر علی بیچارے نے رو رو کر بیان کیا کہ یہ احمدی لوگ دنیا کے ہر ملک میں پہنچ گئے ہیں۔ ہندوستان پنجاب میں تو خیر کوئی جگہ نہیں جہاں یہ نہ ہوں۔ لیکن رونا اس بات کا ہے کہ ممالک غیر میں بھی انہی کے مشن اور مبلغ پھیلے ہوتے ہیں۔ انگلستان میں مشن ہیں تو ان کے ہیں برلن میں مشن ہے تو ان کا ہے۔ فرانس میں ہیں تو یہ ہیں۔ امریکہ میں ہیں تو یہ ہیں۔ سوماٹرا جاوا میں ہیں تو یہ ہیں چین و سیام میں ہیں تو یہ ہیں۔ غرضکہ دنیا کا کوئی حصہ لو وہاں یہ موجود ہیں۔ پس خدا کے لئے بھائیو اٹھو اور مجھے بارہ لاکھ روپیہ جمع کر کے دے دو کہ میں ہر ملک و دیار میں ان کے مقابل مشن قائم کر کے ان کے اثر کو مٹا دوں۔ پھر تمام قوموں کو بلایا اور گلا پھاڑ پھاڑ کر کہا کہ اے ہندو اور آریہ بھائیو تم بھی خطرہ میں ہو اے سکھ بھائیو تم بھی خطرہ میں ہو۔ اے عیسائی بھائیو تم بھی خطرہ میں ہو۔ اے دہریہ بھائیو تم بھی خطرہ میں ہو یہ احمدی ہم کو تم کو سب کو نگل جاویں گے۔ بس اٹھو جاگو دوڑو بھاگو سب مل کر ان کا مقابلہ کریں اور انہیں صفحہ ہستی سے نابود کر دیں۔

حق کا رعب

دیکھا آپ نے یہ ہوتا ہے حق کا رعب جیسا کہ قرآن نے فرمایا ہے کہ سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب کہ ہم منکرین کے دلوں میں عنقریب رعب ڈال دیں گے۔ یہ ہے وہ خوف جو شیطان کو حق سے ہوا کرتا ہے۔ اور یہی خوف وہ اپنے اولیاء کے دلوں میں ڈالا کرتا ہے جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے انما ذٰلکم الشیطٰن یخوف اولیاءہٗ۔ کجا ایک چھوٹی سی جماعت احمدیوں کی۔ اور کجا ساری دنیا کی اقوام جنہیں یہ شخص بلا رہا ہے۔ لیکن حق کا کیا رعب ہے کہ غل مچا رہا ہے کہ تم سب خطروں میں ہو۔ آخر کس بات کا خطرہ ہے۔ کیا احمدی ان کی سلطنت چھیننے لگے ہیں ان کے مال و متاع لوٹنے لگے ہیں ان کو قتل کرنے لگے ہیں۔ آخر کیا کرنے لگے ہیں جو ایک مٹھی بھر جماعت سے تمام دنیا کو خطرے میں بتلا رہا ہے۔ وہ خطرہ یہی ہے کہ احمدیوں کے دلائل اور پیش کردہ صداقتوں کے سامنے دنیا کا کوئی باطل مذہب۔ باطل عقیدہ۔ غلط مسائل۔ من گھڑت افسانے ایک لمحہ کے لئے بھی ٹھیر نہیں سکتے۔ پس ہر ایک کو ڈر ہے تو اپنے مذاہب باطل کا خطرہ ہے تو اپنے غلط عقیدوں اور لغو مسائل کا۔

ظفر علی کی خدا دشمنی اور کفر دوستی

گویا اس دشمن خدا نے اپنی زبان سے مان لیا کہ اسلام کو کل مذاہب باطلہ پر غالب کرنیوالی جماعت اگر ہے تو احمدی ہے۔ اور لیظھرہ علے الدین کلہ کا ظہور فی زمانہ اگر ہو رہا ہے تو صرف احمدی جماعت کے ہاتھ پر۔ آخر آریوں، عیسائیوں، دہریوں، سکھوں کے مقابلہ میں احمدی سوائے اسلام کی صداقت کے اور کیا پیش کر رہے ہیں۔ لیکن یہ اس عدو اللہ کو ناگوار ہے۔ وہ آریوں، سکھوں دہریوں، عیسائیوں سب کے مذہبوں کی خیر منا رہا ہے۔ اگر نہیں مناتا تو مذہب اسلام کی جسے غالب کرنے کیلئے احمدی دن رات جہاد کر رہے ہیں۔ وہ ان لوگوں سے لڑے گا اور انہیں نیست و نابود کرنے کی کوشش کرے گا جو اسلام کو غالب کرنا چاہتے ہیں اور آریہ، سکھ، عیسائیت، دہریت اور جملہ مذاہب باطلہ کو مٹا کر اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا اس کے بعد کوئی شک باقی رہ جاتا ہے کہ یہ آواز جو خطرہ کا اظہار کر رہی ہے وہ شیطان کے سوا کسی اور کی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس شیطان کے ولی کو یاد رہے کہ خدا کا وعدہ ہے واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکٰفرون جس کی تشریح یہ شعر کر رہا ہے۔

> نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
> پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کی تصدیق

اس نے یہ کہہ کر کہ دنیا کا کوئی حصہ نہیں جہاں احمدی اپنے تبلیغ و مشن کے ساتھ نہ پہنچ گئے ہوں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی اس پیشگوئی کی تصدیق کر دی ہے کہ ؎

> مقدر است کہ رونہے بریں ادیم زمین
> ہزار ہا دل و جان بہرہم فدا باشد

ذرا غور کریں

لوگ کہتے ہیں کہ منشی ظفر علی نے محض بارہ لاکھ روپے جمع کرنے کی خاطر احمدی جماعت کا ایسا مہیب نقشہ کھینچا تا کہ لوگ ڈر کر روپوں کی بارش برسا دیں۔ اور اس طرح گدلے لم یزل کا دوزخ بھرا جائے۔ لیکن میں کہوں گا کہ خواہ کسی نیت سے اس نے ایسا کہا لیکن کہا سچ۔ اگر کسی کے پہلو میں غور کرنیوالا دل ہو تو وہ کچھ سکتا ہے۔ کہ جھوٹے اور مفتری علی اللہ کا دشمن تو خود خدا ہوتا ہے یہ کیا راز ہے کہ دنیا کے ہر گوشہ میں اگر اسلام کے خادم اور مبلغ ہیں تو احمدی ہیں اور معقول اور تعلیم یافتہ مسلم اور غیر مسلم طبقہ میں اگر مقبول ہیں تو وہی باتیں اور صداقتیں جو احمدی جماعت پیش کر رہی ہے کوئی احمدی کہلائے یا نہ کہلائے لیکن ہر معقول آدمی انہی اصولوں کو اختیار کرنے کے لئے مجبور ہے۔

احمدیت اسلام کی صحیح تصویر کا نام ہے

جنہیں احمدیت کہا جاتا ہے اور جو درحقیقت اسلام کی وہ صحیح تصویر ہے جو قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم نے دنیا کے آگے پیش کی تھی۔ لیکن جسے ملانوں نے بگاڑ کر مسخ کر دیا تھا اور اب پھر مجدد وقت نے اسلام کو اسی اصلی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ جس میں وہ آج سے ۱۳۰۰ برس پہلے پیش ہوا تھا۔ مسخ شدہ شکل ملانوں نے لوگوں کے ایسی ذہن نشین کر دی تھی کہ اب اسلام کی اصلی شکل بالکل ایک نئی شکل معلوم ہوتی ہے۔ اور نادانوں کو دھوکا ہو جاتا ہے کہ یہ کوئی اور اسلام ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہی وہ اسلام کی اصلی اور سچی شکل تھی جس پر زمانہ ماضی میں ایک عالم فریفتہ ہوا تھا۔ اور اسی لئے آج بھی اسلام کو اس شکل میں جو بھی دیکھتا ہے فریفتہ

ہو جاتا ہے۔

اسلام کا اگر محافظ خدا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے خدا نے احمدی جماعت کو کھڑا کیا ہے جیسا کہ نظر آ رہا ہے۔ تو ممکن نہیں کہ کوئی تاریکی کا فرزند اس جماعت کو مٹا سکے وما شاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ۔ ؎

> توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
> آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

موجودہ طوفان مخالفت میں ہمارے فرائض

ایک مخالفت تو وہ ہوئی تھی جو حضرت مجدد وقت مسیح موعود کے وقت میں ہوئی تھی اور آپ کے مشن کو مٹانے کی ملانوں نے کوشش کی تھی اور کفر کے فتوے لگے تھے تو اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی اور پیسہ اخبار پیش پیش تھے۔ اور دوسری آج آپ کی جماعت کے ساتھ وہی مخالفت شروع ہے۔ وہی فتاویٰ کفر تازہ ہوئے ہیں مگر آج مولوی ثناء اللہ اور زمیندار اخبار پیش پیش ہیں۔ خدا کا وعدہ قرآن کریم میں ہے انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد۔ بیشک ہم نصرت کرتے ہیں اپنے فرستادوں کی اور نصرت کرتے ہیں ان کی جو ایمان لاتے ہیں دنیا کی زندگی میں اور اس روز بھی جس دن گواہ کھڑے ہوں گے یعنی آخرت میں۔ وہ نصرت جو خدا کے مامور کے وقت میں آتی ہے وہ قدرت اولیٰ کہلاتی ہے۔ اور خدا کی وہ نصرت جو جماعت کے ساتھ ہوتی ہے اسے قدرت ثانیہ کہا جاتا ہے۔ قدرت اولیٰ کا نظارہ ہم دیکھ چکے۔ مرزا مر گیا اور مرزا کے مٹانے والے مٹ گئے۔ اسی طرح اب انشاء اللہ وقت آ گیا کہ قدرت ثانیہ کا ظہور جماعت کی نصرت کے رنگ میں ہو اس لئے جماعت کو چاہیئے کہ دعاؤں اور تسبیح و استغفار میں لگ جائیں اور اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کریں۔ اور اپنے تبلیغی کاموں کو اور زیادہ تیز کر دیں کہ یہی وقت خدا کی نصرتوں کا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری سستی اور غفلت اور بعض کمزوریوں کی وجہ سے خدا کی نصرت میں تاخیر ہو۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ساتھ ہوا۔ بلکہ صحابہ کرام کی تقلید ہمارا شعار ہو تاکہ قدرت ثانیہ کا ظہور جس طرح خلفائے راشدین کے زمانہ میں بڑے زور سے ہوا اسی طرح ہم بھی کچھ اس سے حصہ لینے والے ٹھیریں۔ قدرت ثانیہ کسی انسان کا نام نہیں جیسا کہ بعض احمق سمجھتے ہیں بلکہ اس نصرت الٰہیہ کا نام ہے جو ایک مامور الٰہی کی جماعت کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ ہمیں خدا کے فضل سے یقین ہے کہ مرزا غلام احمد خدا کا سچا مامور اور مسیح موعود تھا اس لئے جو اس پہاڑ سے ٹکرائیگا انشاء اللہ آخر کار اسی کا سر ٹوٹے گا جیسا کہ حضرت خود فرماتے ہیں۔

> ؎ اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
> از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

ضروری یاد دہانی

جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان توجہ فرمائیں

میلاد ٹریکٹ زیر تحریر چھپ گیا ہے۔ مگر چونکہ بعض سیکرٹری صاحبان نے میری سابقہ گذارش پر توجہ نہیں فرمائی اور مجھے مطلوبہ امور کے جواب سے سرفراز نہیں کیا۔ اس لئے اس امر کا فیصلہ کہ انہیں کس مقدار میں ٹریکٹ ارسال کئے جائیں۔ اس وقت تک نہیں ہو سکیگا جب تک کہ وہ مجھے اپنی رائے سے فوری اطلاع نہ بخشیں گے۔ بذریعہ خط الگ الگ یاد دہانی میں انجمن کا نقصان ہے۔ اس لئے یہی نوٹ کافی سمجھا جائے۔ مہربانی کر کے سیکرٹری صاحبان

غازی رؤف پاشا کی بصیرت افروز تقریر

لاہور میں

ہنگامۂ تکفیر کے عبرتناک نتائج

ازجناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مدظلہٗ

غازی رؤف پاشا

غازی رؤف پاشا کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ ترک قوم کے مایۂ ناز فرزندوں میں سے ہیں اور کسی زمانہ میں سلطنت ٹرکی کے وزیر بھی رہ چکے ہیں اور عالمگیر جنگ، یورپ کے بعد ٹرکی کی دوبارہ زندگی اور آزادی کے حصول کی جد وجہد میں غازی مصطفےٰ کمال پاشا کے دست و بازو رہے ہیں لیکن اب بعض وجوہ کی بنا پر ٹرکی سے باہر یورپ میں سکونت رکھتے ہیں۔ اور آج کل ہندوستان کی سیر وسیاحت میں مصروف ہیں اسی ضمن میں لاہور کو بھی ان کے ورود کا فخر حاصل ہوا۔ ۲۳ مارچ کو بعد از نماز مغرب حبیبیہ ہال میں ان کا لیکچر انگریزی میں ہوا۔ نہایت شکیل وجیہ اور کشیدہ قد وقامت رکھتے ہیں۔ انگریزی بہت اچھی بولتے ہیں۔

سلطنت ٹرکی کا عروج وزوال

آپ نے اپنی تقریر میں سلطنت ترکی کے عروج اور تنزل اور پھر دوبارہ زندگی پر نہایت قابلیت کے ساتھ روشنی ڈالی آپ نے بتایا کہ سلطان محمد فاتح نے کس طرح قسطنطنیہ فتح کرکے بالطین سلطنت کا خاتمہ کرکے اس کی جگہ سلطنت ٹرکی کی بنیاد یورپ میں رکھی اور ترک سلطنت کی بنیاد دو امور پر قایم تھی۔ ایک عدل وانصاف دوسرے شجاعت اور فوجی طاقت۔ یہ ترک ہی تھے جنھوں نے سب سے پہلے یورپ میں باقاعدہ طور پر **تنخواہ دار قواعدداں اور مسلح فوج رکھنے کا طریق ایجاد کیا ورنہ اس سے قبل یورپ میں اس کا بالکل دستور نہ تھا۔** بتایا کہ کس طرح ترک سلاطین اپنے رعایا کے ساتھ ملتے اور ان کے خیالات معلوم کرتے اور عدل وانصاف سے کام لیا کرتے تھے لیکن شدہ شدہ یورپ کا اثر بڑھتا گیا اور سلاطین کا اپنی رعایا کے ساتھ میل جول کم ہوتا گیا۔ اور وزرا اور شیخ الاسلام اور علماء کی وساطت سے تمام امور طے ہونے لگے۔ پھر ایک زمانہ دوسو سال کا آیا جس میں ٹرکی اپنی پرانی وضع پر قایم رہا اور یورپ کی دیگر طاقتیں ترقی کرتی چلی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ٹرکی سے ہر بات میں آگے بڑھ گئیں

علمائی تکفیر کا پہلا حملہ

آخر کار اس کمزوری کا احساس سلطان سلیم ثالث نے کیا اور محکمہ جات اور افواج کے قواعد واسلحہ میں زمانہ کے مطابق اصلاح کرنی چاہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ علما نے تکفیر کا حربہ ہاتھ میں لیکر فوج کو بھڑکا دیا کہ جو کچھ کیا جارہا ہے یہ خلاف شرع ہے اور کفر ہے۔ فوج نے سلطان کا محل گھیر کر سلطان کو قتل کردیا۔ اور محل کو لوٹ لیا۔ اور وہ اصلاح نہ ہوسکی۔ اور ترقی رک گئی۔ ملاؤں نے فوج کو جو اس طرح مذہب کی آڑ میں بھڑکایا تھا اس سے سلطنت کرنا ناممکن ہوگیا۔ آخر سلطان محمود ثانی نے اس فوج کو جو ینگ چری کہلاتے تھے اور جو چالیس ہزار کی تعداد میں تھی بقتل اور قلع قمع کرکے نجات حاصل کی۔ لیکن فوجی طاقت کے اس طرح کمزور ہوجانے سے روس اور دیگر دشمن ہمسایوں کو موقع مل گیا کہ وہ ٹرکی پر حملہ کریں اور اسے دبائیں۔

اس کے بعد وہ نقصانات بیان کئے جو ٹرکی کو ان دشمنوں سے پہنچائے۔ یہ پہلا قومی نقصان تھا جو ملاؤں اور ان کے فتاوائے تکفیر سے ترکوں کو پہنچا۔

علمائی تکفیر کا دوسرا حملہ

سلطان عبدالحمید کے زمانہ میں جب ینگ ٹرکش پارٹی نے وہ مشہور انقلاب پیدا کیا جس میں ایک بوند خون کی نہ گری اور سلطنت بدلکر قومی ایوان قایم ہوگیا۔ اور سلطنت میں بہت سی اصلاحات رائج ہونے لگیں۔ تو اس وقت ملاں پھر بیچ میں کود پڑے۔ اور انہوں نے ان تمام اصلاح کرنے والوں پر کفر کے فتوے دیئے اور انہیں عیسائی قرار دیا۔ اور فوج کو پھر بھڑکایا اور اس نے ایوان پارلیمنٹ پر حملہ کردیا۔ اس ملاگردی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۵۰۰۰ فوج کو توڑکر ہٹا دینا پڑا۔ نتیجہ وہ تباہی تھا۔ جو جنگ بلقان کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور آخر کار ٹرکی کی یہ حالت ہوگئی کہ نہ فوج باقی رہی نہ اسلحہ اور نہ خزانہ۔ اور اس کی اسی حالت نے مجبور کر دیا کہ جنگ عالمگیر یورپ میں وہ جرمنی کا ساتھ دے۔ جس نے اسلحہ اور روپیہ سب کچھ دیا۔ ورنہ ایسی بےسروسامانی کی حالت میں اس پر روس کا قبضہ کرلینا یقینی تھا۔

علمائی تکفیر کا تیسرا حملہ

جب جنگ عالمگیر کا خاتمہ ہوچکا اور قسطنطنیہ پر دول یورپ کا قبضہ تھا۔ یونان نے اناطولیہ پر حملہ کردیا اور ہر طرف مسلمانوں کا قتل وغارت شروع کردیا۔ ان کی پشت پر کل یورپ تھا پیسے روپے اور اسلحہ کی انہیں کوئی کمی نہ تھی۔ درد دل رکھنے والے ترکوں نے اس نازک حالت کو محسوس کیا۔ اور پوشیدہ طور پر قسطنطنیہ سے نکلکر اناطولیہ میں آئے اور وہاں فوج جمع کی یہ ان کے درد دل کا اثر تھا اور خدا کا فضل تھا کہ قوم نے ان کا ساتھ دیا۔ اور یونانی درندوں کو ملک سے نکال لینے کی جد وجہد شروع کردی ورنہ ترک قوم کے نیست ونابود ہوجانے میں کوئی شک باقی نہ رہ گیا تھا۔ ایسے نازک موقع پر سلطان اور اس کے **علما نے فتوے** شائع کئے جن میں یہ اعلان شائع کیا گیا کہ یہ نوجوان حریت کے علمبردار **ترک کافر** ہیں اور ان کو **قتل** کرنے والا **غازی** اور ان سے لڑتا ہوا قتل ہونیوالا **شہید** ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یونانیوں کی فوجوں میں ہزارہا مسلمان ترک بھی موجود تھے۔ جو عیسائیوں کے ساتھ ملکر مسلمان بھائیوں کو کافر سمجھکر قتل کررہے تھے۔ اور یہ سب ان ملانوں کی تکفیر کا نتیجہ تھا۔ بھائی بھائی سے لڑ رہا اور قتل کررہا تھا۔ اور سلطان ترک قوم فنا ہورہی تھی۔ یہ ملاں کی تکفیر بازی کا تیسرا خطرناک حملہ تھا۔

آخر غلط فہمیاں دور ہوتی گئیں۔ اور ترکوں کو بحیثیت قوم سمجھ آگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دو ہفتے کے اندر انہوں نے یونانیوں کو ملک سے نکال دیا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے ملاازم کا بھی طلسم ٹوٹ گیا۔

ترک قوم کا حیرت انگیز ایثار

غرضکہ غازی رؤف بے نے اس داستان غم کو نہایت تفصیل سے سنایا اور لوگوں کو اس وقت رقت طاری ہوگئی جب انہوں نے سنایا کہ ایک طرف ہر ایک ترک خاندان کے باپ بھائی بیٹے، خاوند تو میدان میں لڑ رہے تھے اور دوسری طرف ان کی بیٹیاں، بہنیں، بیویاں، رسد اور گولہ بارود اٹھا اٹھاکر میدان جنگ میں پہنچاتی تھیں۔ ایسی حالت میں کہ گود میں بچے ہیں اور سردی سے نقطۂ انجماد سے ۲۰ درجے نیچے تھرمامیٹر کا پارہ گرا ہوا ہے اور وہ ہم سے ایک اوورکوٹ مانگتی ہیں اور ہمارے پاس پیسہ نہیں جو انہیں اوورکوٹ مہیا کرسکیں۔ لیکن اس جد وجہد پر خدا نے وہ فضل وکرم کیا کہ دشمنوں کے جم غفیر کو کس طرح اس قلیل بےسروسامان جماعت کے سامنے نیست ونابود کردیا

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ ۵

انہوں نے یہ بھی کہا کہ لوگوں کے بہکانے سے آپ لوگ ترکوں پر بدگمانی نہ کریں انہوں نے اسلام نہیں چھوڑا بلکہ وہ پہلے سے بہتر مسلمان ہیں اور میں اپنے ہندوستانی بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے ہر نازک موقعہ پر ترکوں کی ہمدردی میں کمی نہیں کی۔

ہنگامۂ تکفیر کے تباہ کن نتائج

باتیں تو بہت کام کی انہوں نے بیان کیں لیکن جو سب سے بڑھکر عبرت انگیز اور سبق آموز بات تھی وہ یہی تھی کہ مسلمانوں کے تنزل کے اسباب دراصل ان کے اپنے اندر کی کمزوریاں تھیں جن میں سب سے بڑھکر اور نمایاں حصہ علما کے فتوئی تکفیر کا تھا۔ وجہ یہ کہ یہ فتوے ہر ایک اصلاح اور ترقی کے لئے روک ہوکر کھڑے ہوجاتے ہیں اور قوم میں تشتت اور افتراق پیدا کرکے اس کی قوت کو کمزور کردیتے ہیں۔ نتیجہ تنزل نہ ہو تو اور کیا ہو؟ ایران فنا ہوا تو ان سے۔ افغانستان پر تباہی آئی تو ان سے۔ ترکوں کو نقصان پہنچا تو ان سے۔ ہندوستان برباد ہورہا ہے تو ان سے۔ لیکن ملا کو تو ایک شغل چاہیے۔ انہیں اس خبیث مشغلہ سے بڑھکر اور کوئی چیز رونق کے لئے نہیں ملتی۔ غالب نے کیا خوب کہا ہے ؎

ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی!

صاحب بہادر وہابی امرتسری

ایاز قدر خود بشناس!

امرتسر کا صاحب بہادر وہابی حدیث یدفن معی فی قبری کی تشریح فرمودہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پر بہت سٹ پٹایا ہے۔ اور لکھتا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے اس حوالہ میں جو قبر مبارک اکھیڑنے کا ذکر ہے کسی عالم اسلام کا قول نہیں۔ خوب! صاحب بہادر ہوں تو ایسے ہی ہوں ذرا صاحب بہادر وہابی اس حدیث کا لفظی ترجمہ تو کر کے دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اس میں صاف الفاظ یہ ہیں۔ کہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن کیا جائیگا۔ جب حضرت مسیح موعود کی تشریحات آپ اپنے اوپر حجت نہیں گردانتے تو ان کی تشریح حدیث پیش کرنے سے آپ کو کیا فائدہ۔ آپ الفاظ حدیث سے کوئی قرینہ بتائیں جس میں قبر سے مراد قرب قبر ہو علماء اسلام کی تشریح جب آپ پیش کریں گے۔ تو ہم بھی علماء کی دوسری تشریحات پیش کر دینگے حضرت مسیح موعود نے قرب قبر نہیں لکھا۔ بلکہ روضہ کے پاس مدفون ہونا لکھا ہے۔ پھر اسی عبارت کے ساتھ ہی حضرت صاحب نے لکھا ہے۔ کہ:۔

"نیز قرائن قویہ کی وجہ سے بعزض صحت اس کو ایک استعارہ تسلیم کر کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ کہ یہ ایک اشارہ معیت اور اتحاد کی طرف ہے۔ مثلاً جو دشمن ہو۔ اس کے لئے انسان کہتا ہے۔ کہ اس کی قبر بھی میرے نزدیک نہ ہو لیکن دوست کیلئے قبر کا بھی ساتھ چاہتا ہے۔ اور کاشفات میں ایسے امور دیکھے جاتے ہیں"

(صفحہ ۴۷۰ ازالہ اوہام طبع اول)

گویا جس صفحہ سے صاحب بہادر وہابی نے روضہ کے پاس مدفون کے الفاظ کو قرب قبر پر چسپاں کیا ہے۔ اسی صفحہ پر ڈاکٹر صاحب کی تائید حضرت مسیح موعود کے قلم سے موجود ہے۔ پہلے حوالہ میں امکان ظاہر کیا ہے لیکن دوسرے حوالہ میں قرائن قویہ کے الفاظ ہیں۔ صاحب بہادر وہابی لکھتا ہے۔ اور بالکل ٹھیک لکھتا ہے۔ کہ:۔

"نصوص کی حقیقت ممکنہ ہوتے ہوئے مجازات سے تفسیر کرنا . . . . کن لوگوں کا کام ہے علماء اسلام ایسے لوگوں کو ملحد کہتے ہیں"

بہت اچھا۔ ہمیں اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ ذرا ہم سارٹیفکیٹ آپ کو اپنے بھائی وہابیوں سے ملا ہے۔ وہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔ اور پھر بتائیں۔ کہ علماء اسلام آپ کو کیا کہتے ہیں:۔

"ہمارا اور آپ کا عقائد کے رو سے جو کچھ اختلاف ہے وہ مخفی نہیں۔ اگر آج کوئی سلف کے خلاف نئی تفسیر کرے جس کی نسبت اس کا خیال ہو۔ کہ قواعد کے موافق ہے۔ ہم ایسی تفسیر کو غلط کہتے ہیں۔ اور اس شخص کو اہل بدعت اہل ضلالت کہتے ہیں۔ اور اہل سنت سے خارج سمجھتے ہیں آپ کے نزدیک یہ تفسیر صحیح ہے (یعنی تفسیر عربی ثنائی) اور یہ شخص اہل سنت بلکہ اہل حدیث ہے چنانچہ تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن عربی آپ نے اسی اصول پر لکھی ہے۔ جو ہمارے اور آپکے درمیان نزاع کا باعث ہے۔ اسی بنا پر میں نے شالہ میں آپ کو کہا تھا۔ کہ ہم آپ کو اہل سنت نہیں سمجھتے کیونکہ آپکی تفسیر سلف کیخلاف ہے (تنظیم اہلحدیث روپڑ یکم ستمبر ۱۹۳۲ء)

گویا صاحب بہادر وہابی کو بدعتی، اہل ضلالت اور اہل سنت سے خارج کے خطابات جلیلہ اپنی جماعت سے عطا ہوئے۔ اس لئے وہ دوسروں کو ملحد کہکر اپنا دل خوش نہ کریں۔ تو اور کیا کریں۔ ذرا جن مسائل پر صاحب بہادر مولوی کو یہ معزز خطابات ملے ہیں۔ ان کی تفصیل بھی سن لیجئے۔ تاکہ آپ کو علمائے وہابیہ کے معارف کا بھی پتہ لگ جائے:۔

جن میں آپ نے سلف کے خلاف تفسیر کی ہے (جیسے طیور ابراہیمی کا ذبح ہونا۔ مریم علیہ السلام کے پاس بے موسم پھلوں کا آنا۔ آسمان سے آگ کا اتر کر قربانی کو کھانا۔ موسےٰ علیہ السلام کی مچھلی کا زندہ ہو کر پانی میں داخل ہونا اور پانی میں سرنگ بن جانا۔ داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہے کا موم ہونا وغیرہ وغیرہ . . . . .

(تنظیم اہلحدیث یکم ستمبر ۱۹۳۲ء)

اب ذرا صاحب بہادر وہابی کی عادت استنباط مسائل بھی ان کے بھائی وہابیوں کی زبانی سن لیجئے۔

مولانا صاحب کی عادت مبارک ہے۔ کہ کسی مسئلہ میں خواہ صریح حدیث اور اقوال صحابہ موجود ہوں۔ آپ ان سب کو چھوڑ کر کسی مجمل یا عام مطلق آیت سے مجتہدانہ استدلال ضرور فرمایا کرتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ کو مجتہد پنجاب کا خطاب مل گیا ہے

(تنظیم اہلحدیث یکم دسمبر ۱۹۳۲ء)

احمدی خواہ مخواہ صاحب بہادر وہابی کے معاندانہ رویہ اور مخالفت کی شکایت کرتے ہیں۔ وہابی صاحب بہادر کے اپنے بھائی اس کی اسی عادت سے بیزار ہے ہیں۔ ذرا سنئے:۔

بعض لوگوں کی عادت ہے۔ کہ جو تحریک ان کی حسب خواہش نہ ہو۔ وہ خواہ اپنے اندر کتنی خوبیاں رکھتی ہو۔ وہ اس کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کر لیتے ہیں . . . . مولوی ثناء اللہ صاحب چونکہ جمعیت تنظیم اہلحدیث کے حق میں بہتر رائے نہیں رکھتے۔ اس لئے وہ اس کی ہر تحریک کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے ایک مدرسہ مرکزیہ بھی ہے۔

(تنظیم اہلحدیث یکم جنوری ۱۹۳۳ء)

تعجب کی بات ہے۔ کہ جہاں صاحب بہادر وہابی کو بدعتی اہل ضلالت اور اہل سنت سے خارج قرار دیا گیا ہے۔ وہیں اس کے یار غار میر سیالکوٹی کو بھی انہیں خطابات کا مستحق قرار دیا گیا ہے:۔

میرے خیال میں مولانا اسماعیل صاحب نے ان کو (یعنی مولوی ابراہیم سیالکوٹی) کو اس لئے پیش نہیں کیا۔ کہ آپ کی (یعنی ثناء اللہ) کی طرح ان کے عقائد میں بھی فرق آگیا ہے۔ آپ نے تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن وغیرہ لکھ کر سلف اور اہلحدیث کا خلاف کیا۔ اور مولوی ابراہیم صاحب نے تاریخ اہلحدیث لکھ کر سلف اور اہلحدیث کا خلاف کیا۔ اور مولوی ابراہیم صاحب نے تاریخ اہلحدیث لکھ کر سلف اور اہلحدیث کا خلاف کیا . . . . . علمائے دہلی نے یہ کہ کر رد کر دیا۔ کہ پہلے مولوی ثناء اللہ کی تفسیر تفریق کا باعث ہو رہی ہے۔ اب یہ جلتی آگ پر تیل کا کام دیگی (تنظیم اہلحدیث یکم جنوری ۱۹۳۳ء)

اسی پر بس نہیں۔ صاحب بہادر وہابی کو اور بھی سارٹیفکیٹ اپنے بھائیوں سے ملے ہیں:۔

"یہ ساری تقریر در حقیقت مولوی ثناء اللہ پر لوٹتی ہے۔ وہی ان آیتوں کا مصداق بنتے ہیں۔ وہی حاسد بالغض ٹھہرتے ہیں۔ انہی کا کام کذب افتراء ہے"

(تنظیم اہلحدیث یکم فروری ۱۹۳۳ء)

جو شخص اپنے وہابی بھائیوں پر کذب و افترا باندھتا رہتا ہے احمدی اس سے کس نیکی کی امید رکھ سکتے ہیں۔ کہ جن کے امام کے بارہ میں وہ خود مانتا ہے:۔

کہ مرزا صاحب کی نسبت میرا ایسا ایمان ہے۔ کہ اگر وہ دن کی دوپہر کے وقت کو دن کہتے ہیں۔ تو مجھے شبہ ہو جاتا تھا۔ کہ کہیں رات نہ ہو۔

(مرقع قادیانی جولائی ۱۹۰۸ء)

(بقیہ صفحہ ۲)

تمام ڈاکٹر غلام محمد کو مجنون قرار دیتے ہیں

یہاں ہمارے جتنے ڈاکٹر ہیں وہ سب اسے مجنون قرار دیتے ہیں۔ اس کے باوجود کسی شخص کا جماعت میں سے دھوکا کھا جانا جائے تعجب ہے۔ ہاں اس کے رشتہ داروں کا معاملہ اور ہے ان بیچاروں کو یہ امید لگی ہوئی ہے کہ شاید یہ بادشاہ بن جائیگا تو کل کو حکومت اور دولت ہمارے ہاتھ میں ہوگی۔

احباب سے درخواست

ہم دوبارہ اپنے احباب سے یہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ بیمار کے ساتھ ہمدردی بے شک ضروری ہے۔ لیکن ان باتوں میں حصہ لینا جن سے اس کی بیماری اور ترقی کرے۔ اس کے ساتھ ہمدردی نہیں اس وقت اسے صاف طور پر یہ بتا دینا اس کی ہمدردی میں داخل ہے کہ ہم تمہاری باتوں کو وہی وقعت دیتے ہیں جو تم نے خود اپنے آخری اعلان میں لکھا ہے بلکہ اس کے ساتھ باتوں اور بحث میں لگنا بھی ایک لغو سی حرکت ہے۔ جس سے کسی فائدے کی تو قطعاً کوئی توقع نہیں نقصان ہو سکتا ہے۔ حقیقت الوحی کے ابتدائی صفحات پڑھو

جو لوگ ناقص الایمان لوگوں کے الہامات کے دلدادہ ہیں وہ پہلے حقیقت الوحی کے ابتدائی چند صفحات کو پڑھ لیں اور اپنے آپ کو خواہ مخواہ اپنے احباب کی نظروں میں ذلیل نہ کریں ورنہ کل کو جب اس کا جنون کا دورہ پہلے کی طرح جاتا رہے گا جس طرح پہلے چلا گیا تو انہیں کس قدر شرمندگی ہوگی۔

معذرت

شالامار کے میلے کی وجہ سے پریس دو دن بند رہا جس کی وجہ سے پرچہ قدرے دیر سے شائع ہو رہا ہے ہم قارئین کرام سے اس مجبوری تاخیر کی معافی چاہتے ہیں۔

منیجر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم ۲ شنبہ - ۳۰ ذیقعد سنہ ۱۳۵۱ ہجری | نمبر ۱۹

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری خط

یہ کام فوراً کرنیکا ہے

برادران کرام - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ہماری جماعت پر اس وقت قریب قریب وہ زمانہ واپس آگیا ہے جب ابتدا میں حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ کیا۔ کفر کے فتوے، گالیاں اعتراضات، ناپاک الزامات ان سب کی بوچھاڑ ہو رہی ہے مگر یہ ڈرنے اور گھبرانے کا وقت نہیں۔ ہم خدا کے فضل سے حق الیقین کے ساتھ اس بات پر قائم ہیں کہ احمدیت نے جو تصویر اسلام کی پیش کی ہے وہ ایسی پاکیزہ تصویر اور سب داغوں سے پاک ہے کہ صرف مسلمانوں کے دلوں کو آہستہ آہستہ اپنی طرف جھکائے گی بلکہ اعدائے اسلام بھی اس کے سامنے سر جھکانے لگیں گے۔ اور فی الحقیقت یہ دونوں باتیں ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہی ہیں گو ہماری کوششوں کے مطابق ان کا دائرہ ابھی محدود ہے۔ ہزارہا مسلمان ہیں جن کے دلوں میں احمدیت کا پیدا کردہ اسلامی لٹریچر پڑھ کر از سر نو اسلام کی صداقت پر ایمان پیدا ہوا ہے اور سینکڑوں کی تعداد میں یورپ کے مہذب اور علوم میں ترقی یافتہ لوگ اور دوسرے غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ اور ہزارہا ایسے ہیں جن کے دل اندر سے کھائے گئے ہیں۔ اس لئے ہم اس مخالفت کے طوفان سے گھبراتے نہیں ہاں جس طرح طوفان کے اندر کشتی کو تھامنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج اسی طرح اس طوفان مخالفت میں جس کی لہریں پہاڑوں کی طرح اٹھتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ہم میں سے بھی ہر ایک کا مرد ہو یا عورت۔ بوڑھا ہو یا جوان۔ یہ فرض ہے کہ وہ قوم کی کشتی کے سنبھالنے میں اپنی پوری قوت صرف کرے۔ یہ طوفان مخالفت اس لئے اٹھا ہے کہ لوگ بیدار ہو جائیں اور غفلت کو چھوڑ کر حقائق پر غور کریں۔ لیکن ان حقائق کو ان کے سامنے لانا یہ ہمارا کام ہے۔ یہی کام ہم نے ٹریکٹوں کے ذریعہ شروع کیا ہے جن کے متعلق احباب کو دفتر کی طرف سے اطلاع جا چکی ہے۔ اور یہی کام اخبار پیغام صلح کا خاص نمبر نکالنے میں مدنظر ہے۔ مگر اس کے لئے فوری توجہ ہونی چاہئے ہماری مخالفت میں ایک ایک اخبار کا نمبر اگر دس دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوا ہے تو ہمیں باوجود ان کے مقابلہ میں بہت ہی قلیل ہونے کے حتیٰ کہ آٹے میں نمک کی نسبت بھی ہماری نہیں ان سے پیچھے نہ رہنا چاہئے۔ اور کم سے کم دس ہزار کی تعداد میں یہ اخبار پیغام صلح شائع ہونا چاہئے۔

ضرورت ہے

۵۰ آدمیوں کی جو ایک ایک سو اخبار لیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دس روپے (عنہ)

۵۰ آدمیوں کی جو پچاس پچاس اخبار لیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پانچ روپے (ﷲ)

۵۰ آدمیوں کی جو دس دس اخبار لیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک روپیہ (عہ)

وقت بہت تھوڑا ہے ہر ایک دوست اور ہر ایک جماعت فوراً فیصلہ کر کے دفتر کو اطلاع دے۔ کوئی صاحب اس جہاد میں حصہ لینے سے

(۱) پیچھے نہ رہیں۔ (۲) نہ توقف کریں۔

خاکسار محمد علی ۲۷ مارچ ۱۹۳۳ء

> جو اصحاب خاص نمبر کی فرمائشیں بھیج چکے ہیں وہ حضرت امیر کے مکتوب کو بغور مطالعہ کریں اور مطلوبہ کاپیوں کی تعداد میں اضافہ کر دیں جن احباب نے ابھی تک فرمائش نہیں بھیجی وہ بہت جلد بھیجدیں۔ (ایڈیٹر)

بیرنگ اور گمنام خطوط

تقریباً تمام اخبارات و رسائل کا قاعدہ ہے کہ وہ غیر متعلق امور کے جوابات کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹوں کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور ان کے ہاں اس قاعدہ کی سختی سے پابندی کی جاتی ہے۔ لیکن ہم نے اس پر کبھی زور نہیں دیا۔ ہر ہفتہ ہم خریدار صاحبان و دیگر احباب کے اس قسم کے متعدد خطوط کا جواب اپنی گرہ سے محصولڈاک خرچ کر کے دیتے ہیں۔ لیکن بعض دوستوں نے بیرنگ خطوط کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جو بے حد قابل اعتراض اور ناقابل برداشت ہے۔ یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔ کہ جو مضمون دو پیسے کے ٹکٹ میں ارسال کیا جا سکتا ہے۔ یا جوابات تین پیسے کے کارڈ پر لکھی جا سکتی ہے۔ اس کے لئے بلا وجہ اخبار کو ڈھائی آنے کا تاوان ادا کرنے کیلئے مجبور کیا جائے۔ اس لئے ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ آئندہ قطعی طور پر ہر ایک بیرنگ خط اور پیکٹ کو واپس کر دیا کریں گے اور اس میں کوئی استثنا جائز نہیں رکھا جائیگا۔ بعض مضمون نگار اصحاب مضامین کے مسودوں کے پیکٹوں کے اندر نجی خطوط رکھ دیتے اور اس طرح وہ بیرنگ ہو کر اخبار کی زیرباری کا موجب ہوتے ہیں۔ امید ہے۔ آئندہ وہ بھی احتیاط کرینگے۔

بعض مراسلہ نگار گمنام مراسلیں ارسال کرتے ہیں۔ افسوس ان کے اندراج سے بھی ہم معذور ہیں۔ ہم رازداری کا وعدہ کر سکتے ہیں لیکن بے نام و نشان تحریروں کی اشاعت کی ذمہ داری ہرگز نہیں لے سکتے۔ اگر کوئی صاحب اپنا نام شائع نہ کرانا چاہتے ہوں۔ تو اطلاع دے دیا کریں ہم ان کی ہدایت کی پابندی کرینگے۔ لیکن مراسلہ نگار کا نام اور پورا پتہ ہمارے علم میں آنا ضروری ہے۔

تاج کمپنی کا پارہ سورہ شریف

عام تاجران کتب قرآن کریم کے جو نسخے چھپواتے ہیں۔ وہ صحت و نفاست کے لحاظ سے بہت کم تسلی بخش ہوتے ہیں۔ یہ لوگ اس کام کو صرف تجارتی اصول پر انجام دیتے ہیں۔ مالی منفعت کے علاوہ اور کوئی چیز ان کے مدنظر نہیں ہوتی۔ اس لئے صحت وغیرہ کے اہتمام کی انہیں چنداں پرواہ نہیں ہوتی یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم کے ایسے بے شمار نسخے بازار میں آگئے ہیں۔ جو کتابت کی غلطیوں سے لبریز ہیں اور ان کا کاغذ طباعت وغیرہ نہایت ادنیٰ ہے۔ اس صورت حالات سے متاثر ہو کر چند صاحب ذوق مسلمانوں نے قرآن کریم کے دیدہ زیب اور صحیح نسخے چھاپنے کا اہتمام کیا ہے اور اس مقصد کیلئے ان کی طرف سے کامیاب کوششیں ہو رہی ہیں۔ جن میں سے تاج کمپنی لمیٹڈ کی مساعی خاص طور پر قابل ذکر ہے کمپنی مذکور کا تیار کردہ ہفت رنگ عکسی اور مجلد پارہ سورہ شریف اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ جو صحت و خوبصورتی، نفاست ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔ تمام کا تمام بلاک کے ذریعے چھپا ہے۔ اس کو ہم خوشنویسی و نقاشی فن طباعت و بلاک سازی کا کارنامہ کہہ سکتے ہیں۔ ہر ایک صفحہ نہایت خوبصورت ہفت رنگ حاشیے سے مزین ہے۔ کاغذ اور جلد نہایت نفیس اور مضبوط۔ سائز بھی نہایت موزوں یعنی $\frac{20 \times 30}{16}$ ہر دو صفحوں کے درمیان ایک باریک ورق رکھا گیا ہے۔ ہدیہ ۱۲ عمر فی نسخہ علاوہ محصولڈاک جو ہمارے خیال میں زیادہ نہیں ملنے کا پتہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور کارپردازان کمپنی نے اسی اہتمام سے تمام قرآن کریم طبع کرنے کا عزم کیا ہے خدا ان کے عزم میں استحکام و کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

ایک پُراسرار کوشش

ہمیں قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ لاہور و نواح لاہور میں "زمیندار" پارٹی کی طرف سے کوشش ہو رہی ہے۔ کہ پبلک جلسے منعقد کرکے اس قسم کی قراردادیں منظور کی جائیں جن میں منشی ظفر علی اور اس کے محبوس رفقار سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ مولوی احمد علی کی طرح ضمانتیں داخل کرکے رہا ہو جائیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اس قسم کے منصوبے منشی ظفر علی کی خواہش اور اشارے پر ہو رہے ہیں۔ دو چار جگہ اس مضمون کی قراردادیں منظور کرالی جائیں گی اس کے بعد ان کو آڑ بنا کر چپکے سے ضمانت داخل کرکے یہ "مجاہد" رہائی حاصل کر لینگے۔ موجودہ قرائن اور منشی ظفر علی کے گذشتہ واقعات زندگی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ خیال صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اس شخص کی حریت پسندی کی حقیقت دنیا پر بخوبی واضح ہو چکی ہے۔ ابھی چند سال کا واقعہ ہے۔ کہ ایک خلاف قانون جلوس کی شرکت کے الزام میں اس کو سزا ملنے لگی۔ تو اس وقت یہ "مجاہد" جلوس میں شرکت سے صاف مکر گیا۔ ظفر علی جیل میں رہے یا باہر ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ باقی رہا۔ لوگوں کا یہ سوال کہ وہ ضمانت کی طلبی کو مداخلت فی الدین کہہ رہا اور اس کے اپنے بیان کے مطابق نیک چلنی کی ضمانت داخل کرنے کے معنی اپنے تئیں بدمعاش تسلیم کر لینے کے سوا اور کچھ نہیں۔ اگر اس نے اور اس کے چیلوں نے ضمانت داخل کر دی۔ تو ان کا یہ فعل انکے اپنے بیان کے مطابق کیسا ہوگا؟ ہم اس سوال کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے "زمیندار" اس کا بہتر جواب دے سکتا ہے۔ لوگوں کو اس بارہ میں اسے ہی مخاطب کرنا چاہیئے۔

"زمیندار" کا شرمناک بہتان

منشی ظفر علی کا اخبار "زمیندار" آج کل حضرت مرزا صاحب اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت میں بالکل اندھا ہو رہا ہے۔ اس نے قسم کھا رکھی ہے۔ کہ خواہ اسے شرمناک سے شرمناک جھوٹ بولنا پڑے کمینہ سے کمینہ بہتان طرازی کرنی پڑے، لیکن وہ لوگوں کو بھڑکانے اور ان کو غلط فہمیوں میں مبتلا کرنے کیلئے ضرور ایسا کرے گا۔ جب کوئی انسان خود صداقت کی مخالفت پر آمادہ ہو جائے۔ تو اس کی یہی کیفیت ہو جاتی ہے۔ پیغام صلح کی ۱۹ مارچ کی اشاعت میں "افغان قوم کی توہین اخبار زمیندار میں" کے عنوان سے ایک نوٹ شائع ہوا تھا۔ اس کے متعلق ہرزہ سرائی کرتے ہوئے زمیندار ۲۳ مارچ کے پرچے میں لکھتا ہے:۔

"اس نے یعنی حضرت مرزا صاحب نے کھلے الفاظ میں اعلان کیا۔ کہ شادی سے قبل حضرت مریم (علیہا السلام) کا یوسف نجار سے تعلق تھا۔ اور (نعوذ باللہ) مسیح کی پیدائش اسی تعلق کا نتیجہ تھی"

مندرجہ بالا الفاظ "زمیندار" کا سفید جھوٹ اور صریح بہتان ہیں حضرت مرزا صاحب نے کہیں بھی ایسا نہیں لکھا۔ وہ حضرت مسیح کی پیدائش بغیر باپ کے مانتے ہیں۔ کیا زمیندار اپنے بیان کے ثبوت میں حضرت مرزا صاحب کی کوئی تحریر پیش کر سکتا ہے؟ مگر اس سے یہ مطالبہ سراسر بے فائدہ ہے۔ اس کو تو ہرزہ سرائی، دروغگوئی اور بہتان طرازی سے غرض ہے شریفوں اور عقلمندوں کی طرح متانت و دلیل سے بات کرنا اس کا شیوہ نہیں

مسلم ہائی سکول لاہور کا داخلہ

مسلم ہائی سکول لاہور کے امتحانات ختم ہو چکے ہیں۔ یکم اپریل سے جماعت بندی اور داخلہ شروع ہو جائیگا۔ چند ہفتے ہوئے، ہم ایک مقالہ افتتاحیہ کے ذریعے قوم کو اس قومی درسگاہ کی طرف توجہ دلا چکے ہیں اس سکول کے قیام کا مقصد وحید قوم کے بچوں کی دینی و دنیوی تعلیم و تربیت ہے۔ اس لئے ہر ایک دوست کیلئے لازم ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم کیلئے یہاں بھیجے۔ ہم یقین دلاتے ہیں۔ کہ اس سکول میں ہر ایک احمدی بچے کی تعلیم کسی دوسری جگہ سے بدرجہا بہتر ہو گی۔ علاوہ ازیں ان میں مرکز کے قیام اور حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر بزرگان دین کے فیض صحبت سے خدمت دین کا ایک ایسا شوق پیدا ہو جائیگا۔ جو کسی دوسرے ذریعے سے پیدا ہونا مشکل ہے۔ بورڈنگ ہوس کا انتظام نہایت تسلی بخش ہے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب خود اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ آج کل دشمنان سلسلہ جماعت کے دیگر شعبوں کے علاوہ اس سکول کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ سکول کی رونق و کامیابی کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہو گیا ہے۔ کہ ہر دو نجات سے کثیر احمدی بچے تعلیم کے لئے یہاں بھیجے جائیں۔

ایک مخیر بزرگ کی علالت

جناب مرزا جہانگیر بیگ صاحب جھنگ کے ایک نیکدل و مخیر بزرگ ہیں۔ اور سلسلہ کے کاموں سے غایت ہمدردی رکھتے ہیں۔ آپ کے تازہ والا نامہ سے معلوم ہوا۔ کہ موصوف عرصہ دو سال سے علیل اور احباب جماعت سے دعا کے طالب ہیں۔ خداوند کریم ان کو جلد شفائے کامل عطا فرمائے۔ تمام قارئین کرام کو ان کی صحت کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔

موصوف نے پیغام صلح کو بھی پچیس روپے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ کارکنان "پیغام صلح" آپ کے سپاس گذار ہیں۔

جماعت راولپنڈی کا کامیاب جلسہ

مرکز سے جو اصحاب جماعت راولپنڈی کے سالانہ جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے تھے۔ ان میں سے اکثر ۱۷ مارچ کی شب کو واپس آ گئے ہیں۔ جناب ڈاکٹر رشید العین راماس خاں صاحب بھی ان کے ہمراہ تشریف لائے۔ ان اصحاب کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ جلسہ نہایت بارونق اور کامیاب ہوا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کے لیکچروں میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو اور سکھ بھی کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ تمام احباب راولپنڈی اور وہاں کے روشن خیال مسلمانوں نے ڈاکٹر صاحب کا دلی تپاک سے خیر مقدم کیا۔ ممدوح ان کی مہمان نوازی اور حسن اخلاق سے بہت متاثر ہوئے۔ لیکن مولوی صاحبان اس موقعہ پر بھی اپنی زہر چکانی اور شرارت سے نہ چوکے۔ راولپنڈی کی ایک تکفیر نواز جماعت نے ڈاکٹر صاحب کو رقعہ لکھا۔ کہ ہم اس صورت میں آپ کو مسلمان سمجھ سکتے ہیں۔ کہ آپ احمدیوں کو کافر کہیں۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح اور راولپنڈی کے سمجھدار اور ذمہ دار مسلمانوں نے تکفیر بازوں کی اس شرمناک حرکت پر جامع مسجد اور دوسرے جلسے میں اظہار نفرت و حقارت کیا۔ ہم اس جلسہ کی کامیابی پر احباب راولپنڈی کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— حضرت ممدوح کا پہلا ٹریکٹ چھپکر تیار ہو گیا ہے۔ اس کے متعلق شیخ ایزد بخش صاحب (دفتر تبلیغ) نے جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کو جو خطوط لکھے ہوئے ہیں۔ ان کا بہت جلد جواب آجانا چاہیئے۔ تاکہ باقاعدہ کام شروع ہو جائے۔ اس سلسلہ میں شیخ صاحب موصوف کی علیحدہ اپیل بھی شائع ہو رہی ہے۔ سیکرٹری صاحبان اسے بھی ملاحظہ فرمالیں۔

— مسلم ہائی اسکول لاہور کا داخلہ یکم اپریل سے شروع ہوگا۔ احباب کیلئے لازم ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو اپنی قومی درسگاہ میں داخل کرائیں۔ آج کل مخالفین سلسلہ طرح طرح سے ہماری اس قومی درسگاہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لئے احباب کو اپنے فرائض کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے

— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی ایک عزیزہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ وہ ان کی تعزیت کیلئے سیالکوٹ تشریف لے گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح کی والدہ محترمہ بدستور علیل ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

— ۲۴ مارچ کو جناب خانصاحب محمد منظور الہی صاحب آنریری جائنٹ سیکرٹری، حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اور حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ نے غازی رؤف پاشا سے سرفیروز خانصاحب نون بالقابہ کے دولتکدہ پر ملاقات کی۔ انگریزی ترجمۃ القرآن اور سلسلہ کا انگریزی لٹریچر بطور ہدیہ پیش کیا۔ جسے غازی ممدوح نے بصد مسرت قبول فرمایا۔ اور دوران گفتگو میں آپ نے فرمایا۔ کہ انگریزی ترجمۃ القرآن کا نسخہ میرے پاس موجود تھا۔ لیکن ایک خانہ تلاشی کے دوران میں وہ ضبط کر لیا گیا اس کے بعد میں نے اسے لنڈن میں خریدا لیکن وہ بھی پیرس میں ایک دوست نے لے لیا۔ اب میں دوبارہ اسے خریدنے والا تھا۔ آپ نے انگریزی ترجمۃ القرآن اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی نہایت ہی عمدہ الفاظ میں تعریف کی۔ اور فرمایا۔ کہ دنیائے اسلام میں ہر جگہ مُلّا اور ان کے ذریعہ پیدا شدہ تشتت و افتراق مسلمانوں کی تباہی و زوال کا باعث ہو رہا ہے۔

— احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس ۲۶ مارچ کو بصدارت مولوی عزیز بخش صاحب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوا۔ تلاوت نظم، کے بعد سید اختر حسین صاحب نے "حالات موجودہ اور ہمارا فرض" کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں تبلیغ احمدیت پر زور دیا تقریر نہایت مؤثر تھی اور پسند کیگئی

— ۲۲ تا ۲۶ مارچ کو لاہور میں اقوام جرائم پیشہ کا سالانہ ٹورنمنٹ منعقد ہوا جس میں شیخ محمد نصیب صاحب سپرنٹنڈنٹ چک ۳۷ بھی اپنے سرکل کی ٹیموں کو لیکر شریک ہوئے۔ ان ٹیموں نے اکثر کھیلوں میں نمایاں کامیابی حاصل کی مفصل کیفیت انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج کی جائیگی۔

— خاص نمبر کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ بہت سے احباب کے آرڈر ابھی تک موصول نہیں ہوئے۔ وہ بہت جلد توجہ فرمائیں۔ اور اپنی پہلی فرصت میں آرڈر بھیجدیں۔

اچھوت اور ہندو دھرم شاستر

گاندھی جی کا سراسر غلط طریق کار!

داخلہ منادر پر بیجا اصرار اور بیجان دلائل

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

(۳)

ذات پات کی منافرت کب قائم ہوئی

منوسمرتی کے یہ تمام حوالجات صفائی کے ساتھ اس حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں۔ کہ شودروں کو مذہبی طور پر بھی اور مجلسی طور پر بھی اچھوت قرار دیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ان کا معاملہ سخت مشکل اور تکلیف دہ ہے اور ہر ایک انسانی دل کے اندر ان کی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ہندو مذہب کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرتے ہوئے ہمیں ان حالات پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ جن میں شودر اچھوت پن کی اس بے رحمانہ پوزیشن میں رکھا گیا ہے۔ تاریخی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اول اول یہ ایک ذات پات کا سوال تھا جس کے لئے مذہب کی منظوری بعد میں پیدا ہوئی۔ آریہ ایک فاتح قوم تھی۔ جو وسط ایشیا سے آئی۔ اور اس ملک کو اصلی باشندوں سے صاف کر دیا۔ مفتوح قوموں نے پہاڑوں اور جنگلوں میں پناہ لی۔ اور وہ جو فاتحین کے ہاتھوں میں آ گئے۔ انہیں غلامی میں مبتلا کر دیا گیا۔ جب فاتحین اطمینان سے آباد ہو گئے۔ اور ملک میں امن کا دور دورہ ہو گیا۔ تو قدیم عداوت اور ذات پات کی منافرت پھر بھی قائم رہی۔ اور آخر کار مذہب کی منظوری سے اس نے دائمی صورت اختیار کر لی۔ غالباً اس خوف سے کہ مبادا مفتوح اقوام پھر سر اٹھائیں۔ اور فاتحین کو اپنے آباد کردہ گھر سے نکال دیں۔ اس بات کی ضرورت پیدا کر دی۔ کہ ان کو مطیع و غلام بنانے کے سخت ترین ذرائع سے کام لیا جائے۔ آج یہ خلاف انسانیت معلوم ہو۔ لیکن اس وقت کے دنیوی حالات وہ نہ تھے۔ جو آج ہیں۔ فاتحین کا مفتوح لوگوں کو غلامی میں مبتلا کرنا ایک معمولی بات تھی۔ اور بعض اوقات انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دینا بھی کوئی بڑی بات نہ سمجھی جاتی تھی۔ انصاف اور بے انصافی، عمدہ برتاؤ اور ظلم و ستم کے معیار ہمیشہ ایک ہی جیسے نہیں رہے۔

شودر غیر آریہ ہیں

اس سے ظاہر ہے۔ کہ دوج یا اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور شودروں میں صرف ذات پات کا فرق ہے۔ دوج آریہ ہیں۔ اور شودر غیر آریہ ہیں۔ جو آریاؤں کے اس ملک میں آنے سے پیشتر یہاں رہتے تھے سر مونیر ولیمس اپنی سنسکرت انگلش ڈکشنری میں لفظ آریا کے نیچے لکھتے ہیں: "ایک قوم کا نام ہے۔ جو وسط ایشیا سے چل کر آریہ ورت میں آ گئی ہے۔ اس کے مخالف الفاظ اناریا داسیو راس ہیں) بعد ازاں ہندوؤں کی پہلی تین قوموں کا نام ہو گیا۔ اور اس کے مخالف لفظ شودر ہے۔" اس لحاظ سے داسیو اور شودر ایک ہی قوم ہیں۔ جو دراصل اناریا یا غیر آریہ ہیں۔ ویدوں میں یہ دونوں الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اور زیادہ تر داسیو کا لفظ جو آریہ کے بالمقابل ہے۔ استعمال ہوا ہے۔ لیکن شودر کا بھی ویسا ہی استعمال وہاں ملتا ہے "مجھے ہر ایک کا محبوب بنا شودر کا بھی اور آریہ کا بھی" (اتھروید ۱۹: ۶۲) اس سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ شودر آریہ نہیں۔ داس کے معنے غلام کے ہیں۔ اور داس یا داسیو کے نام بظاہر مفتوح اقوام کے لئے استعمال ہوئے۔ کیونکہ غلام بنا لیا گیا تھا

شودر کی قابل رحم حالت

ہو سکتا ہے۔ کہ غیر آریہ اقوام نے جو ابتداً کسی اور مذہب کو مانتی تھیں۔ خواہ وہ بت پرستی کا مذہب ہو۔ یا شرک و توہم پرستی کی کوئی اور شاخ۔ ہندو مذہب کے دروازہ سے داخل ہو کر فاتح قوم کے ساتھ مختلط ہو جانے کی کوشش کی ہو۔ اور اس لئے برہمنوں نے وہ دروازہ ان پر بند کر دیا ہو۔ اور ویدوں کا مطالعہ یا کسی مذہبی ہدایت کا حاصل کرنا ان کے لئے ممنوع قرار دے دیا ہو۔ ایک شودر ہندو مذہب کے فیوض سے اسی طرح مستفید ہو سکتا تھا۔ کہ بہت دور کے فاصلہ سے اس پر ان فیوض کا اثر ڈالا جائے۔ جیسے وہ برہمن کی بچی کھچی خوراک ہاں دور سے لے سکتا ہے۔ وہ جینو کے ذریعہ سے آریہ مذہب میں شامل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور یہی ایک طریق ہے جس سے کسی شخص کو ہندو مذہب میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ وہ کسی ویدک رسم کو ادا نہ کر سکتا تھا جس کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ وہ انسان کو پاک کرنے کا موجب ہے۔ اور اس لئے وہ تمام عمر بھر ایک ناپاکی کی حالت میں رہتا تھا۔ اور ہر وہ چیز جو اس سے چھو جائے۔ وہ بھی ناپاک ہو جاتی تھی۔ سوائے ایک اس مال و دولت کے جسے وہ برہمن سے حاصل کرتا ہے۔ اور اس خیال کا فطری اور اتفاقی حل یہ ہے۔ کہ وہ زمین جس پر وہ کھڑا ہے۔ اور وہ ہوا جس سے وہ سانس لیتا ہے۔ وہ بھی ناپاک ہو گئی۔ یہاں تک کہ کوئی شودر کسی عام کنوئیں سے پانی لینے یا کسی عام تالاب پر غسل کرنے یا کسی عام عبادتگاہ میں داخل ہونے یا کسی عام اجتماع میں شامل ہونے۔ اور بعض اوقات کسی عام رستہ پر چلنے کا بھی مجاز نہیں۔ اس کا نام ہی شاستروں کی کھلی تعلیم کے مطابق برائی سے منسوب ہے۔ وہ ناپاکی کا مجسمہ سمجھا جاتا ہے۔ اور نہایت گندے اور ادنےٰ ترین کام اس کے لئے علیحدہ کر دیئے گئے ہیں۔

یہ مسئلہ فاقہ کشی سے حل نہیں ہو سکتا

ہر اس شخص کے نزدیک جو ان حالات سے واقف ہے عقل و فرزانگی سے قطعاً بعید ہے۔ کہ یہ پیچیدہ مسئلہ مہاتما گاندھی کی فاقہ کشی اور اچھوتوں کیلئے جان تک لڑا دینے کی دھمکی سے حل ہو جائیگا۔ اگر انہوں نے ضرور ہی ان کے لئے مرنا ہے۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ ان کی حالت کو سدھارنے اور اسے بہتر بنانے کی کوشش اور سخت ترین جدوجہد کرتے ہوئے مریں راسخ العقیدہ ہندو بھی اچھوتوں کو سدھارنے کی تدابیر اختیار کرنے کے خلاف نہیں۔ یہ خود مہاتما جی کیلئے بھی بہتر ہوگا۔ اور اس کام کو بھی جو ان کے سامنے ہے۔ بہتر بنانے کا موجب ہوگا۔ بشرطیکہ ہر طبقہ کے لوگوں کی تائید ان کے ساتھ ہو۔ داخلہ مندر کے سوال کے متعلق قانون نافذ کرانے میں مہاتما گاندھی نے نہ صرف ہندو قوم کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کی سخت ترین غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ بلکہ اس سے بدتر غلطی یہ ہے۔ کہ وہ اپنی اصلاحی تدابیر کو ہندو مذہب کے مقدس صحائف کے ساتھ متصادم کر رہے ہیں۔

صحیح رستہ

اچھوت پن کے ساتھ جنگ و جدل کرنے کا صحیح رستہ یہی ہے کہ پہلے ان اقوام کی ترقی اور اصلاح کی کوشش کی جائے۔ اور انہیں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے ساتھ مجلسی مساوات کی سطح پر لایا جائے۔ جو ان کی اصل ضرورت ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مندروں کے دروازے ان کے لئے کھولنا ایک سستا اور آسان طریق ہے لیکن ان کروڑہا انسانوں کو جو ہزاروں سالوں تک ایک غلامی کی حالت میں زندگیاں بسر کرتے رہے ہیں۔ آزاد کرانے کیلئے یہ طریق ذرہ بھر مؤثر نہیں ہو سکتا۔

اپنی بہنوں کی خدمت میں

بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل

میری محترم بہنو! السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

اخبار پیغام صلح کے خاص نمبر کے متعلق آپ پہلے ہی سن چکی ہونگی۔ کہ یہ پرچہ نہایت مفید اور دلچسپ مضامین و معلومات کے ساتھ شائع کیا جائیگا۔ ہم مستورات کو اپنی دینی معلومات کے بڑھانے کے موقع بہت کم میسر آتے ہیں۔ اگرچہ اشد ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ہماری بہنیں اور بچیاں بھی سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات سے بہرہ ور ہوں۔ میں نے اپنی تعلیم یافتہ احمدی بہنوں کو بھی دیکھا ہے۔ کہ وہ عموماً اپنی جماعت کے لٹریچر سے واقف نہیں ہوتیں۔ جس کی وجہ محض سلسلہ کی کتب و اخبارات کا مطالعہ نہ کرنا ہے۔ آج کل احمدیت کے خلاف جو طوفان مخالفت بپا ہے۔ اس کے مقابلہ کیلئے ضروری ہے۔ کہ ہم اسلام کی اس پاک و روشن تعلیم کو حاصل کریں جس کو محض سلسلہ احمدیہ نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور اس تبلیغی فرض کو ادا کریں جو بحیثیت سلسلے کا ممبر ہونے کے ہم پر عائد ہے۔ معلومات کی ترقی کیلئے بہترین ذریعہ اخبار ہے۔ میری دلی خواہش ہے۔ کہ اخبار پیغام صلح ہر ایک احمدی خاتون کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ اور جو بہن ناخواندہ ہوں وہ اپنی لڑکیوں سے پڑھوا کر سنیں۔ اس خاص نمبر کیلئے میں اپنی احمدی بہنوں سے خاص طور پر درخواست کرتی ہوں۔ کہ وہ بذات خود اس کی اشاعت میں حصہ لیں۔ خود بھی پڑھیں۔ اور دوسری اپنی رشتہ دار خواتین و سہیلیوں کو پڑھنے کیلئے دیں۔ اور اپنے لئے خاص طور پر اخبار کی کاپیاں حسب ضرورت طلب فرمائیں۔ خاص نمبر کی قیمت برائے نام رکھی گئی ہے۔ جو لاگت سے بھی کم ہے یعنی فی پرچہ ۲ پیسہ ایک روپیہ میں دس کاپیاں۔ اس دعا پر آپ سے رخصت ہوتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خدمت اسلام میں حصہ لینے کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔

(خاکسار اہلیہ محمد علی)

محکمہ صنعت و حرفت میں ملازمت کے خواہشمند توجہ کریں

لاہور ۲ مارچ۔ ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات اطلاع دیتے ہیں۔

جوائنٹ ڈویلپمنٹ بورڈ پنجاب کے مشورے پر تجویز کیا گیا ہے۔ کہ صاحب ڈائرکٹر محکمہ صنعت و حرفت پنجاب کے دفتر میں ایسے صنعتی ماہرین کیمسٹوں اور انجنیروں کی جو ملازمت حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں۔ ایک فہرست رکھی جائے۔ یہ فہرست ملازم رکھنے والوں کے فائدہ کے لئے رکھی جائے گی۔ جو بوقت ضرورت انتخاب کی غرض سے درج رجسٹر ماہرین کی فہرست صاحب ڈائرکٹر محکمہ صنعت و حرفت سے طلب کر سکینگے

عالم اسلام

—— شاہ افغانستان نے ایک فرمان کے ذریعے کابل میں گداگری کی ممانعت کر دی ہے۔ اور کابل میونسپلٹی کو حکم دیا ہے۔ کہ جو لوگ واقعی غریب و محتاج ہیں۔ ان کے اخراجات کا سرکاری خزانے سے بندوبست کیا جائے اس حکم کی تعمیل میں بہت سے مستحق اشخاص کو ضروریات زندگی مہیا کی جا رہی ہیں

—— ایران کا مشہور ڈاکو جو سلطان مقتدر و مٹک ڈالنے کے بعد عراقی حدود میں جا کر پناہ گزین ہو گیا تھا چونکہ اس کو حکومت ایران کی خواہش پر نظر بند کر دیا گیا تھا۔ اب فرار ہو کر ایرانی حدود میں آگیا ہے۔

—— تاجران ایران نے ایرانی ساخت کی اشیاء کو فروغ دینے کے لئے آذربائیجان میں ایک تجارتی کمپنی قائم کی ہے جس کا سرمایہ دس لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے۔

—— مصر میں یہ افواہ پہلے بھی زیادہ زور سے مشہور ہو رہی ہے کہ صدیقی پاشا کی وزارت یقینی طور پر معطل ہو جائیگی۔ اور صدقی پاشا نئی وزارت مرتب کر رہے ہیں کہا جاتا ہے۔ کہ سلطان فواد کی نظروں میں بھی صدقی پاشا کی پہلی سی قدر نہیں رہی۔

—— لبنان و شام کے مسلمان نوجوانوں نے اس بات کا پرزور مطالبہ کیا ہے۔ کہ انہیں بھی عیسائیوں کی مانند شہری حقوق دئیے جائیں۔ اور انہوں نے ان حقوق کو حاصل کرنے کا عزم راسخ کر لیا ہے۔

—— تازہ ترکی اخبارات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تجارتی معاہدہ کے سلسلہ میں ترکی اور یونان کی جو گفت و شنید ہو رہی تھی۔ وہ منقطع ہو گئی ہے۔ فی الحال تجارتی معاہدہ کی کوئی امید نہیں۔

—— فلسطین کی مجلس نوجوانان (عرب یوتھ لیگ) نے عربوں اور اہل یہود کی ایک کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس میں مندرجہ ذیل اہم تجاویز پاس کی جائیں گی۔

(۱) حکومت کو چاہیئے کہ عربوں کی اراضی فروخت کرنے پر پابندی عائد کرے۔ اور یہودیوں کو ملک میں داخل ہونے سے روکا جائے۔

(۲) محکمہ حفظان صحت قائم کیا جائے۔

(۳) جو عرب تباہ حال ہیں یہودیوں کی مقروض ہیں۔ ان کی امداد کیلئے ایک فنڈ جاری کیا جائے۔

(۴) سیاسی قیدیوں کی رہائی اور سرکاری ملازمین کو پبلک جلسوں میں جانے کی جو ممانعت ہے۔ اس کے متعلق بھی مناسب تجاویز منظور کی جائیں۔

—— توقع کی جاتی ہے۔ کہ ایران و عراق میں جلد ایک معاہدہ طے ہو جائیگا۔ جو تجارت، دوستانہ تعلقات اور دیگر قابل اعتبار امور و دیگر ضروری امور پر مشتمل ہوگا گفتگو شروع ہے۔ عراق کے سفیر وزیر خارجہ ایران سے تبادلہ خیالات کر رہے ہیں۔

—— مصر میں حال ہی میں بین الاقوامی ریلوے کانفرنس کا اجلاس ہوا تھا۔ اب وہاں سیاحوں کی بین الاقوامی کانفرنس عنقریب منعقد کی جائے گی۔

—— معاہدہ لوزان کی رو سے عراقی تیل میں ترکی کا حصہ بھی رکھا گیا تھا۔ اسی معاہدے کے مطابق حکومت عراق نے ۴۰ ہزار انگریزی پونڈ حکومت ترکی کے حوالے کر دیا ہے۔

خبریں

—— حکومت امریکہ نے شراب پر بندش کا قانون منسوخ کر دیا ہے۔ سوؤ قانون پر صدر کے دستخط بھی ثبت ہو چکے ہیں۔ اب بیئر اور ایسی شرابیں جن میں ۲ یا ۳ فیصدی الکحل ہو۔ فروخت کی جاسکیگی۔

—— مسٹر نیہے صدر کانگرس نے اعلان کیا ہے۔ کہ حکومت کی شدید مخالفت کے باوجود کانگرس کا سالانہ اجلاس ضرور مقررہ تاریخوں پر منعقد کیا جائیگا۔

—— گذشتہ ہفتہ ضلع میرٹھ کے موضع سہوڑا میں ایک ہولناک ڈاکہ پڑا۔ مسلح ڈاکو تین ہزار کی نقدی اور زیورات لیکر بھاگ گئے۔

—— امسال مولانا اسماعیل غزنوی کو حکومت نے سفر حج سے روک لیا

—— آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ اپریل کو لاہور میں زیر صدارت ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب منعقد ہوگا۔

—— سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے۔ کہ سر مالکم ہیلی گورنر صوبجات متحدہ آئندہ ماہ سرکاری کام پر انگلستان جا رہے ہیں۔ ان کی جگہ آنریبل نواب سر محمد سعید خاں آف چھتاری کو گورنر کیا گیا ہے۔ سر مالکم ہیلی امید ہے۔ کہ موسم گرما کے اختتام تک واپس آجائیں گے۔

—— ۲۸ مارچ کو آنریبل سردار سکندر حیات خاں صاحب پنجاب کونسل میں قرطاس ابیض پر غور و خوض کرنے کی تجویز پیش کریں گے۔ اور اس کے بعد مباحثہ کا آغاز ہوگا۔

—— ۲۳ مارچ کو بمبئی کونسل میں قرطاس ابیض پر مباحثہ ہوا۔ اسی روز مدراس کونسل میں بھی بحث کی گئی۔ دونوں کونسلوں نے اس کو مسترد کر دیا۔

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ صوبجات متوسط کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ سیاسی قیدیوں کو آہستہ آہستہ رہا کر دیا جائے۔

—— جرمنی میں قیصر کو برسر اقتدار لانے کی کوششیں خوب ترقی پر ہیں حالات ان کوششوں کی کامیابی کا ایک حد تک یقین دلاتے ہیں۔

—— یو۔ پی کونسل میں ۳۰ اور ۳۱ مارچ کو قرطاس ابیض پر غور ہوگا

—— معلوم ہوا ہے۔ کہ صوبجات متوسط کے وزراء مسٹر راگھویندر راؤ اور مسٹر جیوال نے اختلاف آراء کی وجہ سے استعفا دیدیا ہے۔

—— لنڈن کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یورپ کی چار طاقتوں یعنی برطانیہ۔ فرانس۔ اٹالیہ اور جرمنی کے درمیان تخفیف اسلحہ ۴۴ کے متعلق جو تجویز ہوئی ہے۔ اس سلسلہ میں معلوم ہوا ہے۔ کہ مسولینی نے برطانوی وزراء کا پرجوش خیر مقدم کیا

—— قرطاس ابیض سے ہندوستان کی ہر ایک قوم اور پارٹی کے ذمہ دار لیڈر غیر مطمئن ہیں۔ اور اس پر سخت نکتہ چینی کر رہے ہیں

—— بعض ہندو اخبارات کا بیان ہے۔ کہ پنجاب کونسل کی زمیندار پارٹی کے مسلم ارکان قرطاس ابیض کی مذمت کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اور وہ ایک قرارداد کا مسودہ مرتب کر چکے ہیں۔ جو ۲۸ مارچ کی کونسل میں پیش کی جائے گی۔ ہندو پارٹی کے بعض ممبروں نے بھی اس قرارداد کی تائید کا وعدہ کیا ہے۔

—— ایک غیر مصدقہ خبر ہے۔ کہ سر بی۔ این مترا اور سر آتول چیٹرجی بین الاقوامی لیبر کانفرنس جس کا اجلاس ۸ جون کو جنیوا میں منعقد ہو رہا ہے۔ حکومت ہند کی نمائندگی کریں گے۔ سر فیروز سیٹھنا اور سیٹھ امبالال سر بھائی کارخانہ داروں کی نمائندگی کیلئے منتخب ہو گئے۔

—— لنڈن کی ایک اطلاع منظر ہے۔ کہ اس ہفتہ تین دن پارلیمنٹ میں جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے قیام کے مسئلہ پر مباحثہ ہوگا۔

خاص نمبر کا آرڈر آپ بہت جلد بھیج دیں

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۳۳

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر

محمد انعام الحق ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ — لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۳۳ع — نمبر ۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۝

لاہور — احمدیہ بلڈنگس — ۳ اپریل ۱۹۳۳ء

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک ضروری خط

برادران کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہماری جماعت پر اسوقت قریب قریب وہ زمانہ واپس آگیا ہے جب ابتدا میں حضرت مسیح موعودؑ نے دعوی کیا۔ کفر کے فتوے گالیاں اعتراضات۔ ناپاک تہمات ان سب کی بوچھاڑ ہو رہی ہے مگر یہ ڈرنے اور گھبرانیکا وقت نہیں ہم خدا کے فضل سے حق الیقین کیساتھ اس بات پر قائم ہیں کہ احمدیت نے جو تصویر اسلام کی پیش کی ہے وہ ایسی پاکیزہ اور دلفریب ہے کہ نہ صرف مسلمانوں کے دلوں کو آہستہ آہستہ کھینچ لیگی بلکہ غیر اسلام بھی اسکے سامنے سر جھکانے لگیں گے اور فی الحقیقت یہ دونوں باتیں ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہی ہیں گو ہماری کوششوں کے مطابق ابھی انکا دائرہ محدود ہے ہزارہا مسلمان ہیں جنکے دلوں میں احمدیت نے پیدا کردہ اسلامی لٹریچر پڑھ کر از سر نو اسلام کی صداقت پر ایمان پیدا ہوا ہے اور سینکڑوں کی تعداد میں یورپ کے مہذب اور علوم میں ترقی یافتہ لوگ اور دوسرے غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں اور ہزارہا ایسے ہیں جنکے دل اندر کھائے گئے ہیں اسلئے ہم مخالفت سے گھبراتے نہیں ہاں جسطرح طوفان میں اندر کشتی کو تھامنے کی ضرورت ہوتی ہے آج اسیطرح اس طوفان مخالفت میں بھی لہریں بہادر دل کیطرح اٹھی ہوئی نظر آتی ہیں ہم میں سے بھی ہر ایک مرد ہو یا عورت۔ بوڑھا ہو یا جوان یہ فرض ہے کہ وہ قوم کی کشتی کے سنبھالنے میں اپنی پوری قوت صرف کرے۔ یہ طوفان مخالفت اسلئے اٹھا ہے کہ لوگ بیدار ہو جائیں اور غفلت کو چھوڑ کر حقایق پر غور کریں لیکن ان حقایق کو ان کے سامنے لانا یہ ہمارا کام ہے۔ یہی کام ہم نے ٹریکٹوں کے ذریعہ شروع کیا جنکا متعلق جناب کو دفتر کیطرف سے اطلاع دیجا چکی ہے اور یہی کام اخبار پیغام صلح کا خاص نمبر نکالنے میں بے نظر ہے مگر اسکے لئے فوری توجہ بطور خاص ہماری جماعت میں ایک ایک آدمی کی ضرورت ہے اگر دس دس ہزار کی تعداد میں شائع ہو تو ہمیں باوجود انکے مقابلہ میں بہت ہی قلیل ہے کے جتنی کم آمدنی میں ملک کی نسبت بھی ہمارے نہیں ان سے پیچھے نہ رہنا چاہئے۔ اور کم سے کم دس ہزار کی تعداد میں یہ اخبار پیغام صلح شائع ہونا چاہئے۔

ضرورت ہے

۵۰ آدمیوں کی جو ایک ایک سو اخبار لیں — دس روپے (عہ)
(۵۰) آدمیوں کی جو پچاس پچاس اخبار لیں — پانچ روپے (ﷲ)
(۲۵۰) آدمیوں کی جو دس دس اخبار لیں — ایک روپیہ (عہ)

وقت بہت تھوڑا ہے ہر ایک دوست اور ہر ایک جماعت فوراً فیصلہ کرکے دفتر کو اطلاع دے اور کوئی صاحب اس جہاد میں حصہ لینے سے (۱) پیچھے نہ رہیں (۲) نہ توقف کریں۔

خاکسار (محمد علی)

خاص نمبر کی اشاعت میں

تاخیر

۱۱-اپریل کو شائع ہوگا

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ بعض غیر متوقع حالات پیش آ جانے کی وجہ سے خاص نمبر عید سے قبل شائع نہ ہوسکا جن مقاصد کے لئے یہ شائع کیا جا رہا ہے موجودہ حالات میں ان کا تقاضا یہی ہے کہ اس نمبر کو عید کے بعد شائع کیا جائے۔ اس وقت تاخیر کی وجہ کا اظہار مصلحت کے خلاف ہے۔ کسی دوسرے موقعہ پر اس کو بیان کیا جائے گا۔ اب انشاء اللہ خاص نمبر ۱۱۔ اپریل یا اس کے ایک دو دن قبل یا بعد شائع ہو جائے گا۔ یہ جو چند روز کی مہلت ملی ہے اس سے ہم پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ اور پرچہ کو پہلے سے زیادہ مفید، دلچسپ اور خوبصورت بنانے کی کوشش کریں گے۔ احباب کو بھی اس کی کثرت اشاعت کی مزید کوشش کرنی چاہیے تاکہ یہ پرچہ بہت زیادہ تعداد میں شائع ہوسکے۔

ہم نے تمام فرمائشوں کو نہایت احتیاط سے درج کیا ہے پوری احتیاط سے ان کی تعمیل کی جائے گی۔ بڑی فرمائشوں کے پرچے ریل کے ذریعہ بھیجے جائیں گے۔ بشرطیکہ ان مقامات پر ریل جاتی ہو چھوٹی فرمائشوں کے پرچے ڈاکخانہ کے ذریعے ارسال ہوں گے۔ بیس یا بیس سے کم پرچوں کے لئے پوسٹنگ سرٹیفکیٹ حاصل کر لیا جائے گا۔ بیس سے زیادہ پرچے رجسٹرڈ پارسل کے ذریعے ارسال ہوں گے۔ احباب مطلع رہیں۔

(منیجر)

ایران میں بابیوں اور بہائیوں کی تعداد

سفیر ایران کی حقیقت بیانی

(از مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

بابی بالکل مر چکے ہیں

بابی لوگ تو اس طرح مر چکے ہیں کہ اب بقول بہائی صاحبان روئے زمین پر کوئی بھی بابی باقی نہیں رہا الا ماشاء اللہ کوئی کسی گوشۂ گمنامی میں تقیہ کرکے بیٹھا ہو تو اس کا علم نہیں۔ بابی مذہب کی بنیادی کتاب "البیان" یوں بھی باب نامکمل چھوڑ کر قتل ہو گیا اس کا جانشین صبح ازل بھی اس کتاب کو مکمل نہ کر سکا۔ ۱۹ واحد لکھنے کے بجائے صرف ۱۱ واحد لکھ کر دنیا سے توریت کے مذہب کے مطابق مدعی کاذب کی سزا کو پہنچ گئے۔ اس کی بہت سی کتابیں لوگوں نے جلا ڈالیں اور اب ان کا نام ونشان بھی نہیں ملتا۔ (دیکھو ایقان جسے بہاء اللہ نے لکھا تھا) جو اس امر کا بدیہی ثبوت ہے کہ باب مفتری علی اللہ شخص تھا جسے خدا تعالیٰ نے ہر طرح نامراد رکھا۔

بہائیوں کی ڈینگ

بہائی لوگ ڈینگ ہانکا کرتے ہیں کہ بہائی ازم اب تمام دنیا میں عنقریب پھیل جائے گا۔ اور یہ کہ ایران میں نوے فیصدی نہیں تو اسّی فیصدی لوگ بہائی ہو چکے ہیں۔ میں ان کے اس دعوے کو ہمیشہ ایک گپ سمجھتا رہا کیونکہ ان لوگوں کی یہی عادت ہے۔

بہائی ازم کوئی مذہب نہیں

مذہب بہائی اگر کوئی مذہب ہو تو بھی کوئی بات ہے۔ اس مذہب کا نہ سر نہ پیر۔ جہاں جیسا موقعہ دیکھا ویسے ہی بن بیٹھے۔ یہودیوں میں یہودی اور عیسائیوں میں عیسائی اور اہل اسلام میں مسلمان۔ اور ہندوؤں میں ہندو۔

دہلی کا ایک واقعہ

اس کی ایک مثال مجھے خوب یاد ہے جبکہ دہلی میں آریہ سماج کے جلسہ کے موقعہ پر مذہبی کانفرنس ہوئی تو ایک جینی صاحب نے اپنے دھرم کی یہ خوبی بیان کی کہ اس میں اہنسا پرمو دھرما کا اصول ہے۔ اور وہ کسی جانور کا بھی قتل جائز نہیں رکھتا۔ تو وہ کسی انسان کا قتل کیونکر جائز رکھ سکتا ہے۔ اس لئے جین دھرم سے ہی دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد بہائی مذہب کے مبلغ مولوی محفوظ الحق صاحب جو کھڑے ہوئے تو مرثیہ خوانی کے بعد فرمانے لگے کہ بہائی مذہب کا اصول بھی اہنسا پرمو دھرما ہی ہے اور ہم اسلام کی طرح کسی انسان کا قتل جائز نہیں رکھتے۔ اس پر میں نے اپنے موقعہ پر بتایا کہ ہنسا اور اہنسا دونوں لفظ اپنے اپنے موقعہ پر درست ہیں۔ جیسے جینی یا ان کے مثل لوگ ہنسا کہتے ہیں وہی اپنے محل پر اہنسا ہے۔ مثلاً چند ظالم طبع بدمعاش بعض شریف مستورات کی عصمت دری کرنے کے پیچھے پڑ رہے ہوں اور کوئی بہادر انسان ادھر سے گزرے اور وہ ان بدمعاشوں کو ان کے برے ارادوں سے روکے مگر وہ جبراً ان شریف زادیوں کی عزت پر ہاتھ صاف کرنے پر اتر آئیں تو وہ بہادر مسلمان ان بدمعاشوں سے مقابلہ کرکے ان سب کو مار ڈالے یا مار مار کر بھگا دے تو یہی درست ہے۔ اور سچا رحم ہے۔ ایسے موقعہ پر اہنسا پرمو دھرما کا چپ کرنا بے حمیت انسان کا کام ہے۔ جسے اسلام جائز نہیں رکھتا۔ جینی یا بہائی اگر اس رحم کا نام بیرحمی رکھتے ہیں تو ان کی حقیقت ظاہری ہے۔

بہائیوں کی تعداد ایران میں

چند روز ہوئے میں سفیر ایران ( ) سے ملا۔ میں نے ان سے بہائی مذہب کے متعلق کئی ایک سوالات کئے۔ خصوصاً یہ سوال کیا کہ ایران میں بہائی مذہب کی تعداد کیا ہے؟

سفیر ایران کا جواب

"ایران میں بہائی مذہب ایک لاکھ میں ایک کی نسبت سے بھی نہیں ہے۔"

میں نے کہا کہ بہائی تو یہ کہتے ہیں کہ ایران میں تمام بڑے بڑے لوگ بہائی ہیں۔ اور اکثریت بہائیوں کی ہے۔ اس کے جواب میں سفیر ایران نے فرمایا کہ:۔

"یہ لوگ بہت جھوٹ بولتے ہیں۔ سوائے چند بہائیوں کے جو خاموشی سے گزارا کرتے ہیں ایران کی سرزمین ان کے وجود سے بکلی پاک ہے۔ ہم لوگ تو مسلمان ہیں اور آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مانتے ہیں آپ کا دین آخری ہے۔ اب آپ کے بعد کوئی رسول نہیں ہو سکتا۔ اور یوں کہنے کو تو بہائی لوگ مجھے بھی بہائی بتا دیں تو کوئی تعجب نہیں ہے"

سفیر ایران جو ایک نہایت بیدار مغز اور منصف مزاج افسر اعلیٰ ہیں اس کے جواب سے اگر کسی کی تسلی نہ ہو تو پھر وہ مردم شماری گاہی رپورٹ سے اپنی تعداد کا ثبوت دے۔ یوں گپ مارنے کو تو کوئی شخص بلا دریغ کہہ سکتا ہے کہ میں دس لاکھ کا امام ہوں۔ اور مردم شماری میں وہ لوگ ایک لاکھ بھی پورے نہ نکلیں۔ میں نے سفیر صاحب کی خدمت میں ایک خط لکھ کر تحریری جواب مانگا ہے جسے میں جلدی اخبار میں شائع کرا دوں گا۔

عالم اسلام

— گزشتہ دنوں افغانستان کے علاقہ خوست میں جو بغاوت ہوئی تھی اس میں ۵۵۰ باغی ہلاک اور بے شمار زخمی ہوئے سرکاری افواج کے ۱۲ آدمی ہلاک اور ۱۸ زخمی ہوئے۔

— افغانستان کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اب تمام مملکت میں امن وامان ہے۔ تمام باغی مطیع ہو گئے ہیں۔

— معاہدہ لاسین کی رو سے آبنائے درہ دانیال کے متعلق بعض پابندیاں عائد کر دی گئی تھیں۔ تخفیف اسلحہ کانفرنس میں حکومت ترکی نے ان پابندیوں کو اٹھا لینے کا مطالبہ کیا روسی نمائندے نے ٹرکی کے اس جائز مطالبہ کی زبردست حمایت کی۔

— چونکہ ڈاکخانہ تار اور ٹیلیفون وغیرہ کا تعلق بین الملی زبان سے ہے لہذا حکومت افغانستان نے کابل کے محکمۂ خبر رسانی کے لئے فرانسیسی زبان کا ایک کورس معین کیا جس کی باقاعدہ تعلیم دی جائے گی۔

— عنقریب مجلس شورائے ملی ایران کے نویں سیشن کا افتتاح ہوگا جس میں شاہ ایران سیاسیات حاضرہ پر افتتاحی خطبہ ارشاد فرمائیں گے۔

— حکومت افغانستان نے امسال علامہ صلاح الدین سلجوقی افغان قونصل بمبئی کو رسمی طور پر حج کے لئے بھیجا ہے آپ جدہ پہنچ کر افغانی قونصل کی خدمات بھی انجام دیں گے۔

— حکومت ترکی نے اپنے ملکی باشندوں سے ۱۲ ملین پونڈ قرض لیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ترکی باشندے خوشحال اور ترکی حکومت مستحکم ہے۔ حکومت نے اس قرض سے ۸ کیلومیٹر لائن تیار کی ہے جو پیتل کے معادن کو مرکز سے متصل کر دیگی۔

— ترکی میں جدید عمارات تیزی سے تعمیر ہو رہی ہیں۔ انگورہ سمرنا۔ اور استنبول میں بڑی بڑی اور عظیم الشان عمارتیں تیار کی گئی ہیں۔ صرف استنبول میں دو لاکھ آدمیوں کی رہائش کے لئے جدید مکانات بنائے گئے ہیں۔

— کابل سے موصول شدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ افغانستان عنقریب ہندوستان تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ یہاں کے مشہور مقامات کا دورہ کریں گے۔ بعد میں ...

ترکی کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے گزشتہ پانچ سال کے عرصہ میں چالیس لاکھ افراد کا اضافہ ہوا ہے اس وقت کل آبادی دو کروڑ تیرہ لاکھ ہے۔

— فلسطین میں یہودیوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے معلوم ہوا ہے کہ شام میں یہودی سیاح کی حیثیت سے آتے ہیں اور پھر مخفی طریقے سے فلسطین میں داخل ہو جاتے ہیں۔ حکومت نے مسلمانوں اور عیسائیوں کے احتجاج سے متاثر ہو کر اس طریقہ کے خلاف ضروری تدابیر اختیار کرنے کا اعلان کیا ہے۔

— عراق کے وزیر اعظم ناجی بیگ شوکت مستعفی ہو گئے تھے اس لئے حکومت عراق نے نیا کابینہ وزارت مرتب کیا ہے جس میں رشید بیگ جیلانی وزیر اعظم کے عہدہ پر فائز ہوئے ہیں۔

— حکومت افغانستان نے ایک ادارہ قائم کیا ہے جو قرآن کریم کو نہایت صفائی سے طبع کرنے کے فرائض انجام دے گا۔ اس ادارہ کا افتتاح شاہ افغانستان نے خود کیا۔ قرآن کریم کی طباعت کیلئے مخصوص حروف تیار کرائے جائیں گے۔ عنقریب پریس کی مشینیں اور دیگر لوازمات بھی منگوالئے جائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم دوشنبہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۵۱ ہجری | نمبر ۲۰

عید اضحیٰ

بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں چند باتیں

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

عید اضحیٰ جس عظیم الشان واقعہ کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے منائی جاتی ہے۔ اور سنت ابراہیمی کے اجرا کا جو تقاضا ہے اس سے ہر ایک احمدی مرد عورت بخوبی واقف ہے۔ اس وقت ہمارے گرد و پیش ایسے حالات جمع ہو گئے ہیں جو ہم سے پے در پے قربانیوں کا مطالبہ کر رہے ہیں لہٰذا اس عید کی غرض و غایت پر غور و فکر کرنا ہمارے فرائض کی ادائیگی میں بحید ممد و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ ہمارے لئے لازم ہے ہم اس عظیم الشان اسلامی تیوہار سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ ہماری عید اسی صورت میں حقیقی عید ہو سکتی ہے کہ ہم اس روز جانوروں کی قربانی کے علاوہ کچھ مالی قربانی بھی کریں اور کچھ جسمانی تکلیف بھی اٹھائیں۔

اس وقت احمدیت کے خلاف مخالفت کا جو طوفان بپا ہے اسے ہر ایک احمدی کی آنکھ دیکھ سکتی ہے اور دیکھ رہی ہے۔ ہمیں اس طوفان کا مقابلہ کرنا ہے جس کے لئے سر دست دو تجویزیں کی گئی ہیں ایک بارہ لاکھ ٹریکٹوں والی سکیم اس سلسلہ میں پہلا ٹریکٹ شائع ہو کر اکثر مقامات پر ارسال ہو چکا ہے۔ ہمیں عید کے اجتماع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور نہایت احتیاط اور ہوشمندی سے مسلمانوں تک اس ٹریکٹ کو پہنچانا چاہیئے۔ گذشتہ عید پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے صندوقچیوں کی جو تجویز فرمائی تھی اس پر ابھی تک بہت سے احباب نے عمل نہیں کیا۔ ان کے لئے مناسب ہوگا وہ اس عید سے اس کی ابتدا کر دیں۔ پیغام صلح کے خاص نمبر کی تحریک اور اس کی ضرورت و اہمیت بھی آپ کے سامنے ہے بعض مصلحتوں کی وجہ سے اس کو عید سے قبل شائع نہیں کیا گیا۔ بہتر ہوگا احباب عید کے روز اس کار خیر کی طرف مزید توجہ کریں

اسکے علاوہ ہم چند اور باتیں بھی عرض کرنا چاہتے ہیں ممکن ہے کہ عید کے روز ہمارے مخالفین کسی مقام پر احمدیت کے خلاف کوئی ہنگامہ بپا کریں یا ہرزہ سرائی کریں کیونکہ علماء کے نزدیک عیدین اور جمعوں کے خطبوں کا یہی فائدہ ہے کہ ان میں مسلمانوں کو کافر کہا جائے اور دین کی خدمت کرنیوالوں کو گالیاں دی جائیں۔ ایسے ہنگاموں میں ہمیں نہایت صبر ضبط اور احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ ٹریکٹ بھی ایسے طریقے سے تقسیم کرنے چاہئیں کہ کسی کو شرارت کا کوئی موقعہ نہ ملے۔ اس عید کے چند ایام ہندو مسلم اتحاد کے لئے نہایت پرخطر ہوتے ہیں۔ ہندوؤں کی پرتعصب ذہنیت ان دنوں میں ہمیشہ فساد کی طرف مائل ہو جایا کرتی ہے۔ اس بارہ میں بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔ آخر پر ہم دعا کرتے ہیں کہ یہ عید تمام قارئین پیغام صلح کے لئے بے شمار مسرتوں۔ ترقیوں اور برکتوں کی سرمایہ دار ہو۔

دشمنان احمدیت کی شکست اور موت

حق کامیاب و بامراد اور باطل ناکام اور ذلیل ہونے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ یہ خدا کا بنایا ہوا قانون ہے ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ اگر خدا کا یہ قانون موجود نہ ہوتا تو حق کا خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ اور دنیا میں باطل ہی کا شیطانی راج ہوتا۔ کیونکہ حق کے مٹانے کے لئے باطل پرستوں نے جتنی کوششیں کی ہیں اور کر رہے ہیں اس کی کوئی دوسری نظیر پیش نہیں کی جا سکتی۔ دنیا حق و باطل کے بے شمار معرکے دیکھ چکی ہے۔ اور آئے دن دیکھتی رہتی ہے۔ ایک معرکہ ابھی ہماری آنکھوں کے سامنے لاہور میں ہوا ہے۔

چند اہل غرض نے احمدیت کے خلاف ایک زبردست طوفان بپا کیا۔ گالیاں، بہتان، غلط بیانیاں، اشتعال، بائیکاٹ۔ غرضیکہ جتنے ہتھیار ان کے پاس تھے سب استعمال کئے گئے۔ شر پسندوں اور زر پرستوں کی ایک ٹولی ۔ ۔ ۔ ۔ اور ایک مقامی روزنامہ نے اپنے تئیں احمدیت کی مخالفت کے لئے وقف کر دیا۔ دعویٰ کیا گیا کہ ہم احمدیت کو مٹا کر دم لینگے اور اس کام کے لیے اپنی جانیں قربان کر دینگے۔ اس ٹولی کا جو حشر ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ اور سب دوست دشمن اس تبدیلی کو بھی حیرت کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ وہ روزنامہ جس کے چار پانچ صفحے بلا ناغہ احمدیت کے خلاف ہرزہ سرائی کے لئے مخصوص ہوتے تھے۔ چند روز سے بالکل خاموش ہے اور اسے ایک حرف تک لکھنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ یہ لوگ احمدیت کو مٹانے کے لئے میدان میں آئے تھے۔ انہوں نے احمدیت کو مٹانے کا دعویٰ کیا تھا۔ انہوں نے آخری سانس تک اپنی مخالفت کو جاری رکھنے اور اس کیلئے اپنے جان و مال قربان کر دینے کا اعلان کیا تھا۔ یہ لوگ اسلام کے عاشق اور مجاہد بنتے تھے۔ اور احمدیت اور حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینا ان کے نزدیک اسلام کی سب سے بڑی خدمت تھی۔ یہ لوگ زندہ ہیں ان کے سانس بھی جاری ہیں۔ ان کے جان و مال سب کچھ سلامت ہیں۔ ان کا اخبار ہر روز شائع ہوتا ہے۔ لیکن ان کو ایک معمولی سے خوف کی وجہ سے سب سے بڑی "خدمت اسلام" کی جرأت نہیں ہوتی۔ احمدیت کی مخالفت سے ان کو خدا کا ڈر۔ اسلام کا مفاد۔ حق و صداقت کا تقاضا۔ اخلاق و شرافت کا ضابطہ کوئی چیز نہ روک سکی۔ لیکن کسی کی ایک ڈانٹ اور اپنے معمولی سے نقصان سے یہ لوگ فوراً باز آ گئے ہر ایک انصاف اور غور کرنے والے کو سوچنا چاہیئے کہ کیا یہ لوگ حق پر ہیں؟ کیا ان کی نیتیں نیک اور ان کے ارادے بے لوث ہیں؟ یہ خاموشی احمدیت کے مقابلہ میں صرف ان کی شکست ہی نہیں بلکہ ان کی اخلاقی موت کا اعلان بھی ہے۔

بدبختو! کیا تم ہی احمدیت کو مٹانے کا دعویٰ کرتے ہو احمدیت تو بڑی چیز ہے۔ تم کسی چیز کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں رکھتے تم اپنی ذاتی اغراض کے غلام اور پیسے کے پجاری ہو معمولی سے نقصان کا خوف تمہیں اس طرح ڈرا اور سہما دیتا ہے۔ کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم پر موت کا سکوت اور بیہوشی چھا گئی ہے۔

خاص نمبر میں تاخیر

انسانی ارادے اور کوششیں مالک حقیقی کے فضل و تائید کے بغیر کچھ بھی نہیں ہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم کوئی ارادہ کرتے ہیں۔ حالات اور اسباب بظاہر اس کے مطابق نظر آتے ہیں لیکن بعض غیر متوقع رکاوٹیں درمیان میں حائل ہو جاتی ہیں درحقیقت اس میں ہماری ہی بھلائی ہوتی ہے ارادہ تھا کہ خاص نمبر عید سے قبل شائع کر دیا جائے متعدد مرتبہ اس کا اعلان بھی کر دیا گیا تھا۔ لیکن گزشتہ ہفتہ کچھ ایسے حالات پیش آئے جن پر غور و فکر کرنے کے بعد یہی طے کیا گیا کہ خاص نمبر عید کے بعد ۱۱ اپریل یا اس کے قریب کسی تاریخ کو شائع کیا جائے۔ احباب کو فکرمند نہ ہونا چاہیئے۔ جن مقاصد کے لئے خاص نمبر شائع کیا جا رہا ہے ان کا تقاضا اس تاخیر کے حق میں ہے۔ اور کافی غور و فکر کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ ہم انشاء اللہ اس مہلت سے پورا پورا اٹھائیں گے۔ اور پرچہ کو زیادہ مفید، زیادہ دلچسپ اور بہت زیادہ خوبصورت و دیدہ زیب بنانے کی کوشش کرینگے اسی طرح احباب کے لئے بھی لازم ہے کہ ان ایام میں اس کی کثرت اشاعت کے متعلق مزید کوشش فرمائیں۔ عید کا دن ایک زریں موقعہ ہے۔ بہتر ہوگا کہ احباب اس روز مزید رقوم فراہم کر کے ارسال کریں تاکہ پرچہ پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں شائع ہو سکے احباب کو اس تاخیر کی وجہ سے جو زحمت انتظار ہوگی اس کے لئے ہم معافی کے خواستگار رہیں۔

صوبہ سرحد میں مسلمان ملازموں پر ظلم

صوبہ سرحد ایک اسلامی صوبہ ہے لیکن اس کے تقریباً تمام سرکاری محکموں میں ہندوؤں کا راج ہے جو نہایت خطرناک مہاسبھائی اور آریہ سماجی ذہنیت رکھتے ہیں۔ سرکاری دفاتر میں مسلمان ملازمین کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ اور جو تھوڑے بہت ہیں ان کو بھی ہندوؤں نے اپنی خطرناک و ناپاک ذہنیت کا تختۂ مشق بنایا ہوا ہے۔ آڈٹ اور اکاؤنٹ ڈیپارٹمنٹ میں ہمیشہ سے ہندوؤں کی واحد اجارہ داری قائم ہے لیکن کچھ عرصے سے ایک قابل لائق مسلمان افسر شیخ تاج محمد صاحب کے وہاں چلے جانے سے اس اجارہ داری میں قدرے فرق آ گیا تھا جس پر ہندو پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ اور مدت سے شیخ صاحب موصوف کے خلاف کینہ سازشوں میں مصروف تھے۔ ان سازشوں کا نتیجہ حال ہی میں برآمد ہوا ہے گذشتہ دنوں ایک محکمانہ امتحان ہوا جس کے نگران شیخ صاحب موصوف تھے۔ اس امتحان میں ہندو امیدواروں کے علاوہ مسلمان امیدوار بھی شامل ہوئے۔ ہندوؤں نے شیخ صاحب موصوف پر مسلمانوں امیدواروں کی ناجائز امداد کا بے بنیاد الزام لگا کر خفیہ پروپیگنڈا شروع کر دیا جس سے متاثر ہو کر آڈیٹر جنرل اپنے مہاسبھائی ہندو پرائیویٹ سیکرٹری کی معیت میں پشاور پہنچا اور ہندو اثر کے ماتحت سرسری و یکطرفہ تحقیق کے بعد شیخ صاحب کو معطل اور پانچ مسلمان کارکن برخاست کر دیا۔ تفصیلات احباب نے اسلامی روزناموں میں ملاحظہ فرمالی ہونگی۔ شیخ صاحب موصوف ایک قابل اور دیانتدار افسر ہیں۔ ان کی ملازمت کا تمام گذشتہ ریکارڈ نہایت شاندار اور قابل تعریف ہے جس کا حکومت کی طرف سے متعدد مرتبہ اعتراف ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ تمام کارروائی صریح ظلم اور بے انصافی ہے۔ آڈیٹر جنرل نے تدبر و ہوشمندی سے کام نہیں لیا۔ اس ظلم عظیم پر صوبہ سرحد کے علاوہ تمام اسلامی ہندوستان میں شور برپا ہے۔ اور اسلامی حلقوں کی طرف سے بار بار حکومت کو توجہ دلائی جا رہی ہے۔ اگر حکومت نے اس مسلم کش بے انصافی کو خاموشی سے برداشت کر لیا تو ایک ایسی خطرناک صورت حالات پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے جس کے نتائج ناخوشگوار ہو سکتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ حکومتیں ارتجاساً کرتی ہیں لیکن مسلمانوں کا شور اور بے چینی اس قدر ترقی کر گئی ہے کہ حکومت ہند کو اب ان کی آواز ضرور سن لینی چاہیئے۔ تدبر و انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے۔

تدبر آصفجاہی کی فتح

اعلیحضرت حضور نظام کی مملکت کے دارالسلطنت حیدرآباد فرخندہ آباد میں ایک محدود سا علاقہ ایسا بھی ہے جہاں انگریزی قبضہ ہے اور انگریزی قوانین نافذ ہیں۔ انگریز ریذیڈنٹ وہاں کا افسر اعلیٰ ہے۔ یہ بات دولت آصفیہ کے وقار کے خلاف ہونے کے علاوہ انتظامی امور میں بھی چند مشکلات اور پیچیدگیوں کا باعث ہوتی ہے۔ بعض مجرم اور شکر ام لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کیونکہ سرکار عالی کے علاقہ میں انگریزی پولیس اور انگریزی علاقہ میں سرکار عالی کی پولیس ایک دوسرے کی اجازت و تعاون کے بغیر کوئی کارروائی نہیں کر سکتی۔ اور دوسری طرف یہ کیفیت ہے کہ ایسے مجرم جو عموماً آدھی سرکار عالی کے علاقہ میں ہیں اور آدھی انگریزی حدود میں ہیں۔ اس لئے تاجدار دکن عرصہ سے اس علاقہ کی واپسی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آخر تدبر آصفجاہی کی فتح ہوئی۔ فیصلہ ہو گیا ہے کہ ریذیڈنسی بازار کا علاقہ جو نصف مربع میل پر مشتمل ہے اعلیحضرت حضور نظام کو باضابطہ طور پر منتقل کر دیا جائے۔ صرف ریذیڈنٹ کی کوٹھی کی چار دیواری کا احاطہ برطانی قبضہ میں رہے گا۔ امپیریل بنک اور انگریزی ڈاکخانہ پر بھی سرکار عالی کی پولیس اور فوج کا پہرہ ہوگا۔ ہم اس کامیابی پر اعلیحضرت حضور نظام کی خدمت میں مبارکباد عرض کرنے کا فخر حاصل کرتے ہیں۔ حکومت انگریزی بھی اس منصفانہ فیصلے کے لئے مستحق مبارکباد ہے۔ خدا کرے استرداد برار کا مژدہ بھی جلد سننے میں آئے۔ ہمیں یقین ہے کہ حکومت برطانیہ اس حقیقت سے بے خبر نہ ہوگی کہ ہندوستانی مسلمانوں کے نزدیک تاجدار دکن محبوب ترین شخصیت ہیں۔ مملکت آصفیہ ان کے لئے ترکی ایران و افغانستان کی سلطنتوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ تاجدار دکن کے ساتھ انصاف اور حسن سلوک تمام مسلمانان ہندوستان کے دلی شکریہ کا باعث ہوگا۔

انجمن حمایت اسلام کا سالانہ جلسہ

قارئین کرام کو اخبارات و دیگر ذرائع سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کا اڑتالیسواں سالانہ جلسہ ایسٹر کی تعطیلات میں ۱۲-۱۳-۱۴ اپریل کو اسلامیہ کالج لاہور کے وسیع میدان میں منعقد ہو رہا ہے۔ یہ انجمن ایشیا بھر میں مسلمانوں کی سب سے بڑی تعلیمی انجمن ہے۔ یتیموں کی پرورش اور مسلمان بچوں اور نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے بارہ میں مشرق کا کوئی اسلامی ادارہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے زیر اہتمام ایک اعلیٰ درجے کے کالج، مردانہ و زنانہ یتیم خانوں کے علاوہ متعدد ہائی اور مڈل سکول، ایک پریس، تجارتی کتب خانہ، طبیہ کالج اور دواخانہ نہایت کامیابی سے جاری ہیں۔ اپنی ان خدمات کے لحاظ سے یہ انجمن تمام مسلمانوں کی توجہ و امداد کی مستحق ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مسلمانانِ پنجاب اس کے سالانہ جلسہ میں جوق در جوق شامل ہو کر اسے کامیاب بنائیں گے۔

آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس

امسال آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ کا سالانہ اجلاس بھی انجمن حمایت اسلام کے جلسہ کے ساتھ ہی ۱۵-۱۶-۱۷ اپریل کو لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ کانفرنس کی اہمیت اور خدمات محتاج تعارف نہیں۔ اس کے اولوالعزم بانی سرسید مرحوم سے کون مسلمان واقف نہیں؟ مسلمانان پنجاب نے اس مقتدر کانفرنس کو خود دعوت دی ہے۔ ان کی حیثیت ایک میزبان کی ہے۔ لہٰذا اس اجلاس کو کامیاب بنانا ان کا فرض ہے۔ مسلمانان پنجاب ابتدا ہی سے سرسید مرحوم کی تعلیمی تحریک کے معاون رہے ہیں ان کے پرخلوص و سرگرم تعاون کی وجہ ہی سے مرحوم نے زندہ دلان پنجاب کا خطاب دیا تھا۔ اس سے قبل آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے دو کامیاب اجلاس لاہور میں منعقد ہو چکے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اس مرتبہ بھی مسلمانان پنجاب اپنے فرائض سے غافل نہیں رہیں گے اور اپنی گذشتہ شاندار روایات کے مطابق اس اجلاس کو کامیاب بنائیں گے۔ سردست ضرورت ہے کہ تمام با اثر احباب استطاعت مسلمان مجلس استقبالیہ کی ممبرشپ قبول کریں جس کا چندہ مبلغ دس روپے ہے۔ اس سلسلہ میں جملہ خط و کتابت مسٹر غلام رسول خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ ۱۱ ایبٹ روڈ لاہور سیکرٹری مجلس استقبالیہ سے کی جائے۔ ترسیل زر بھی انہی کے نام ہو۔

ان دونوں قومی اجتماعوں میں سرآوردہ مسلمانوں اور بعض معزز نومسلموں کے آمد کی توقع ہے۔ نارتھ ویسٹرن اور دوسری ریلوے کمپنیوں نے ایام ایسٹر میں رعایتی واپسی ٹکٹوں کا بھی اعلان کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ چیزیں قومی و تعلیمی کاموں میں حصہ لینے والے مسلمانوں کے لئے کشش و سہولت کا باعث ہونگی اور وہ کثیر تعداد میں لاہور پہنچیں گے۔

تعصب و تنگ دلی کی انتہا

۱۹۲۷ء میں صاحبزادہ آفتاب احمد خاں صاحب مرحوم نے اپنے والد ماجد نواب غلام احمد خاں صاحب مرحوم کی یادگار کے طور علیگڈھ میں نابینا لڑکوں کی تعلیم و تربیت کے لئے "احمدی مدرسہ نابینا یاں" کے نام سے ایک درسگاہ قائم کی تھی جو اب تک کامیابی سے جاری اور نہایت مفید کام کر رہی ہے۔ ہم نے جو اس مدرسہ کو صاحبزادہ مرحوم کی زندگی اور ان کے انتقال کے بعد دیکھا ہے اس میں نابینا طلبا کی تعلیم کا نہایت تسلی بخش اور قابل تعریف انتظام ہے بریل کے قاعدہ سے لکھنا پڑھنا سکھلانے کے علاوہ بید اور بانس کی متعدد دستکاریاں سکھلائی جاتی ہیں، قرآن کریم بھی حفظ کرایا جاتا ہے۔ اس طرح بے بصر و معذور لڑکوں کو پانچ سال کے عرصہ میں خود اپنی روزی پیدا کرنے کے قابل بنا دیا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کو اس مدرسہ سے کوئی تعلق نہیں لیکن چونکہ اس کے نام میں احمدی کا لفظ موجود ہے اس لئے بعض مُلاّ صفت لوگوں کیلئے یہ ناقابل برداشت ہے۔ آج کل اسلامی اخبارات میں اس مدرسہ کے متعلق ایک مراسلت شائع ہو رہی ہے جس کو پڑھ کر بعض بے عقل اور جاہل لوگ خواہ مخواہ پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ ہمارے ایک غیر از جماعت بہاولپوری دوست کا بیان ہے کہ ایک مولوی صاحب اخبار میں اس مدرسہ کا نام پڑھ کر اس طرح بھڑک اٹھے جیسے آگ کی چنگاڑی سے "بھک سے اڑ جانے والے" بھڑک اٹھتے ہیں۔ ہمارے دوست نے ان کو حقیقت حال اور اس مدرسہ کے فوائد سے آگاہ کرنے کی ہر چند کوشش کی لیکن سب بے سود۔ مولوی صاحب بدستور کانوں میں روئی ڈالے مصروف ہرزہ سرائی رہے۔ اس کو کہتے ہیں تعصب و تنگ دلی کی انتہا۔ اگر مولویوں کی یہی ذہنیت بدستور موجود رہی تو دیکھئے اس کا کیا انجام ہو۔ بہرحال ان لوگوں کی حالت قابل رحم ہے۔

لاہور میونسپلٹی کی افسوسناک غفلت

محلہ احمدیہ بلڈنگس ایک عالمگیر جماعت کا مرکز اور شرفا کی آبادی ہونے کے باوجود میونسپلٹی کی توجہ سے محروم ہے۔ تمام محلہ میں نالیوں اور مستعمل پانی کی نکاسی کا انتظام نہایت ناقص ہے۔ پہلے بارش کے ایام میں وہ گلی جس میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے دفاتر، مسجد اور حضرت امیر ایدہ اللہ کا مکان ہے پانی سے لبریز رہتی تھی۔ چند گھنٹے کی بارش اس گلی کو نہر کی شکل میں تبدیل کر دیتی تھی جس کی وجہ سے بدبو اور مچھروں وغیرہ کے علاوہ کارکنان دفتر، نمازیوں اور حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہونے والے حضرات کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ اس کے متعلق مختلف ذرائع سے میونسپلٹی کو توجہ دلائی گئی جس کا جواب تسلی بخش ملا لیکن نتیجہ بالکل الٹا ظاہر ہوا۔ پہلے تو صرف بارش کے ایام میں یہ تکلیف ہوتی تھی لیکن اب گلی میں مستقل طور پر پانی کھڑا رہتا ہے۔ بارش کا پانی زیادہ میلا اور بدبودار نہ ہوتا تھا لیکن [illegible]

کئی روز نماز ہ فربانی سے کئی محلوں کا نہایت گندہ پانی جمع کر دیا گیا ہے۔ چیخ پکار کے بعد جب کبھی پانی نکالا جاتا ہے تو دوسرے تیسرے روز پھر وہی حالت ہو جاتی ہے۔ کارکنان میونسپلٹی زیر تعمیر نالی کو اس تکلیف دہ صورت کی وجہ بتلاتے ہیں جو ممکن ہے درست ہو۔ لیکن ایک نالی کی تعمیر کی خاطر شرفا کے ایک پورے محلہ اور وہاں آنیوالے بے شمار معزز اصحاب و خواتین کو ایسی تکلیف دہ مصیبت میں مبتلا کر رکھنا کسی طرح بھی درست نہیں۔ اگر نالی زیر تعمیر ہے تو میونسپلٹی کو پانی کی نکاسی کا اور کوئی انتظام کرنا چاہیئے۔ پانی کے جمع رہنے سے انجمن کے دفاتر کی عمارت اور محلہ داروں کے مکانات کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ گزرنے والوں کو حادثات کا بھی خطرہ رہتا ہے۔ میونسپلٹی کے معزز صدر اور بہت سے ممبر مشہور قانون دان ہیں یقیناً وہ اس حقیقت سے باخبر ہوں گے اور ان کو باخبر ہونا چاہیئے کہ ان حالات میں میونسپلٹی کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ عید قریب ہے۔ بہت سے معزز اصحاب اور پردہ دار خواتین نماز کے لئے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں آئیں گے۔ کیا ہم توقع کر سکتے ہیں کم ازکم اُس روز کارکنان میونسپلٹی اپنی "انتظامی قابلیت" کے اس مظاہرے سے باز رہیں گے اور گلی میں پانی جمع نہ ہونے دیں گے ۔

اخبار "پیام صداقت" سرینگر

موجودہ زمانہ میں اخبارات قوموں کی ترقی و بقا کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ کشمیری مسلمان اپنی دیرینہ خواب غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں۔ اس لئے ضروری تھا کہ ان کو اس سفر ترقی میں اخبارات کی ضرورت محسوس ہو۔ اخبار "پیام صداقت" سرینگر کشمیری مسلمانوں کے اس احساس کا ایک مظہر ہے۔ یہ ایک سہ روزہ اخبار ہے۔ جو جناب عبدالرحیم صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی۔ کی ادارت میں شائع ہو رہا ہے۔ ہمارے محترم بزرگ جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل سرینگر اس میں مستقل طور پر مضامین لکھتے ہیں۔ آئینی طریقوں سے مسلمانان کشمیر کے حقوق کا حصول اور حفاظت اور ان کی تعلیمی اقتصادی سیاسی اور معاشرتی ترقی اس اخبار کا مقصد و مسلک ہے۔ اس وقت تک پانچ چھ نمبر ہماری نظر سے گذر چکے ہیں جو کشمیر و کشمیری مسلمانوں کے حالات اور ابتدائی کار کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت حوصلہ افزا اور تسلی بخش ہیں۔ مضامین ترتیب اور طرز تحریر وغیرہ سب کچھ قابل اطمینان ہے۔ ہم انتہائی خلوص و محبت کے ساتھ اپنے معاصر کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ خدا کرے اس کا وجود کشمیری مسلمانوں کے لئے ہر لحاظ سے نافع ہو۔ مسلمانان کشمیر کے علاوہ انگریزی علاقہ کے فرزندان توحید کو بھی اس اخبار کی سرپرستی و امداد کرنی چاہیئے۔ اخبار چھوٹے سائز کے آٹھ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ اس وقت تک پیش نظر ہے۔ جس پر قیمت درج نہیں۔ خریداری وغیرہ کے لئے منیجر صاحب "اخبار پیام صداقت" سرینگر کشمیر سے خط و کتابت کریں ۔

عید مبارک

قارئین کرام کارکنان پیغام صلح کی طرف سے عید مبارک قبول فرمائیں۔ امید ہے وہ عید کی مسرتوں میں اپنے قومی اخبار کو بھی یاد رکھیں گے ۔

(ایڈیٹر)

مسائل عید اضحیٰ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱) خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے۔ نکمی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے بکرا۔ یا بھیڑ یا دنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے کوئی عیب نہ ہو یعنی لولا۔ لنگڑا۔ کانا۔ کان یا سینگ بڑے سے کٹا ہوا نہ ہونا چاہیئے خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

بکرے کی عمر دو سال کی ہونی چاہیئے یا اس سے زیادہ۔ **دوندا** جسکے دو دانت سامنے کے بڑے ہوتے ہیں۔ موزوں ہوا کرتا ہے۔ بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا بھی فقہا کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) قربانی کا وقت ۱۰ تاریخ ذی الحجہ یعنے عید کے دن نماز عید وخطبہ کے بعد سے لیکر ۱۲ تاریخ ذی الحجہ عصر کے وقت تک ہے۔ ایک کنبہ کی طرف سے ایک بکرا یا بھیڑ کافی ہے۔

(۳) قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں جس سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کر لینا چاہیئے۔

(۴) قربانی کا خون اور گوشت خدا کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ دلوں کا تقویٰ خدا تک پہنچتا ہے۔ پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دراصل وہ خدا کے حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کر رہا ہے یعنی اپنے تمام جذبات حیوانی کو خدا کی رضا کے آگے وہ قربان کرنے کا اقرار کر رہا ہے۔ جب تک یہ تقویٰ مدنظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونے کی صورت نظر نہیں آتی۔

(۵) عید کے دن نہانا۔ صاف کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا۔ نماز عید پڑھنا۔ خطبہ سننا مسنون ہے۔ عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا سنت ہے۔ لیکن عید اضحیٰ میں نماز عید کے بعد کھانا سنت ہے۔

(۶) عید کی نماز دو رکعتیں ہیں۔ پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ یاد رہے دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ سے قبل یہ تکبیریں کہنی چاہئیں اور تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑنے چاہئیں۔ قرأت جہری ہوتی ہے اور نماز کے بعد خطبہ ہوتا ہے جس کے درمیان میں امام نہیں بیٹھتا۔ خطبہ سننا نہایت ضروری چیز ہے۔ خطبہ کے درمیان میں لوگ ملنا جلنا اور بغلگیر ہونا شروع کر دیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے۔

(۷) نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جانا اور دوسرے رستہ سے واپس آنا مسنون ہے۔ نماز کے بعد جماعت کی شکل میں راستوں سے گزرنا اسلام کی شوکت کا موجب ہے

(۸) قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے۔ ایک حصہ خود کھائے اور اس کے اہل و عیال کھائیں۔ دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے۔ تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

(۹) عید کے دن باہم ملنا جلنا۔ کھانا پینا۔ خوشی کرنا منشاء اسلام ہے۔ نماز پڑھ کر گھروں میں گھسکر بیٹھ رہنا یا سو کر دن کاٹ دینا اور اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے۔

(۱۰) ۹ تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کرکے ۱۳ تاریخ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیریں کہنے کا حکم ہے۔ اور وہ یہ ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے۔

(۱۱) عید کی خوشی کے موقعہ پر لوگ بہت کچھ کپڑوں، کھانوں اور بچوں پر خرچ کرتے ہیں ایسے موقعہ پر اشاعت اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنا آج وقت کا تقاضا ہے۔ ہر ایک روپیہ جو اس عید فنڈ میں دیا جائے اسلام کی محبت پر دلالت کرتا ہے۔

(۱۲) قربانی کی کھال خدا کی راہ میں دینی چاہیئے۔ اشاعت اسلام اس کا بہترین مصرف ہے۔ قصاب کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔

اقوام جرائم پیشہ کا سالانہ ٹورنمنٹ

احباب یہ سنکر خوش ہوں گے کہ لاہور میں اقوام جرائم پیشہ کے سالانہ ٹورنمنٹ ۲۳ تا ۲۶ ماہ حال تھے۔ جس میں ہمارے دوست شیخ محمد نصیب صاحب سپرنٹنڈنٹ چک ۲۷/۲ ل بھی اپنی سرکل میں جیتی ہوئی ٹیمیں لیکر آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ شیخ صاحب کی ٹیموں نے خاص کامیابی اور شہرت حاصل کی اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے یہ بڑے فخر سے فرمایا کہ جب سے شیخ صاحب چک ۲۷/۲ ل میں گئے ہیں یہ چک نمایاں ترقی کر رہا ہے۔ نتیجہ حسب ذیل ہے:

بڑی فٹ بال ٹیم:- پنجاب میں اول رہی اور کپ معہ ۱۲ میڈل ملا (یہی کپ پچھلے سال بھی اسی چک کے پاس تھا یہ دوسری مرتبہ جیتا ہے)

بڑی ٹیم کبڈی:- پنجاب میں اول رہی اور ایک کپ معہ ۱۲ میڈل ملا۔

چھوٹی ہاکی ٹیم:- پنجاب میں دوئم رہی اور ۱۲ میڈل ملے۔

رر فٹ بال ٹیم:- پنجاب میں دوئم رہی اور ۱۲ میڈل ملے۔

ایک ہل اس شخص کو ملا جو کہ اپنا زمیندارہ نہایت عمدگی سے کرتا تھا۔

ایک برتنوں کا سٹ اس شخص کو ملا جو نمازی اور شریف تھا۔ یہ سنکر آپ اور بھی خوش ہونگے کہ تمام سپرنٹنڈنٹوں کی نشانہ بازی کی دوڑ ہوئی جس میں ہمارے شیخ صاحب اول رہے۔ اور انہیں ایک بڑی بیٹری انعام میں ملی۔ اور نیز شیخ عبدالحق سابق سپرنٹنڈنٹ چک ۲۷/۲ ل کو گرفتار کرنے میں محکمہ کی طرف سے ایک سرٹیفکیٹ ملا۔ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹوں کی بھی سوگز کی دوڑ ہوئی جس میں شیخ صاحب کے اسسٹنٹ ماسٹر عظیم اللہ صاحب اول رہے۔ شیخ صاحب کو خدا تعالیٰ نے خاص کامیابی عطا فرمائی ہے۔

(نامہ نگار)

ضروری اطلاع

پریس میں عید کی تعطیلات ہونگی اس لئے ۲۰ اپریل کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام انتظار نہ فرمائیں۔

(منیجر)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی جن عزیزہ کا سیالکوٹ میں انتقال ہوا ان کا نام رشیدہ بیگم صاحبہ تھا مرحومہ ڈاکٹر صاحب ممدوح کی اہلیہ مرحومہ کی ہمشیرزادی تھیں عالم جوانی میں انتقال کیا۔ انا للہ۔ ہمیں حضرت ڈاکٹر صاحب اور دیگر متعلقین سے دلی ہمدردی ہے۔ خداوند کریم مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ۱۳ مارچ کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں جنازہ غائب پڑھا گیا۔ دیگر احباب سے بھی اس کی درخواست ہے۔

—— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی والدہ محترمہ بدستور علیل ہیں بجلی کا علاج شروع ہے۔ نہایت ہی بزرگ خاتون ہیں۔ تمام دوست ان کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔

—— سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور سرینگر سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ اور اسکول کے کاروبار میں مصروف ہیں۔

—— مسلم ہائی سکول کا داخلہ یکم اپریل سے شروع ہے۔ لڑکے کثیر تعداد میں داخل ہو رہے ہیں۔ امسال اسکول کی طرف سے اینگلو ورنیکلر امتحان کے لئے چند لڑکے بھیجے گئے تھے جن میں سے عزیز عبدالحمید پنجاب کے تمام مسلمان طلبہ میں اول رہا ۵۰۴ نمبر حاصل کئے۔ پنجاب بھر میں اس کی پوزیشن چوتھی ہے۔ اس کو وظیفہ ملنے کی قوی امید ہے۔

—— پیغام صلح:۔ ہم اس کامیابی پر عزیز عبدالحمید اور اس کے قابل عزت اساتذہ کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں کیا ایسی مثالیں بھی قوم کو اپنے قومی سکول کی طرف متوجہ نہیں کر سکتیں؟

—— بارہ لاکھ ٹریکٹوں والی سکیم کے متعلق شیخ ایزد بخش صاحب دفتر تبلیغ (جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کو متعدد خطوط لکھ چکے ہیں بذریعہ اخبار بھی) ان کو متوجہ کیا گیا ہے۔ لیکن بعض سکرٹری صاحبان نے تاحال توجہ نہیں فرمائی ان کی خدمت میں شیخ صاحب موصوف کی جانب سے درخواست ہے کہ وہ اپنی پہلی فرصت میں جواب طلب امور کا جواب عنایت فرمائیں۔ تاکہ اس ضروری کام میں ہرج یا تاخیر نہ ہو۔

—— پہلا ٹریکٹ چھپکر شائع ہو چکا ہے اور اکثر مقامات پر بھیجا جا چکا ہے احباب اس کو پوری احتیاط اور توجہ سے تقسیم کریں عید کا اجتماع ایک مناسب موقعہ ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

—— مورخہ ۲ اپریل بروز اتوار مسجد احمدیہ بلڈنگس میں حسب معمول بعد از نماز مغرب احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس بصدارت سید امجد علی شاہ منعقد ہوا۔ چودھری عبدالحق صاحب نے "حالات حاضرہ میں ہمارے فرائض" کے موضوع پر تقریر کی جس میں احمدی نوجوانوں کو تبلیغ و تنظیم کی طرف موثر الفاظ میں توجہ دلائی۔

—— ۳۱ مارچ کو لاہور میں ڈاکٹر نذیر احمد صاحب اسسٹنٹ مرزا یعقوب بیگ صاحب کی شادی کی مبارک تقریب عمل میں آئی۔ جناب مولانا عصمت اللہ صاحب نے خطبۂ نکاح پڑھا۔

—— پیغام صلح - ہم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب کی خدمت میں ان کی شادی خانہ آبادی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ خدا اس تعلق کو بابرکت کرے اور اس سے نیک نتائج پیدا ہوں۔ آمین ثم آمین

—— جناب مولانا عصمت اللہ صاحب انجمن اسلامیہ جموں کے سالانہ جلسہ میں شرکت کی غرض سے جموں تشریف لے گئے ہیں۔

—— ماسٹر خادم حسین صاحب عرف ضیغم ولد رضی حسین صاحب دہلی نے بیعت کرکے شمولیت سلسلہ اختیار کی ہے۔ خداوند کریم استقامت عطا فرمائے۔ اور خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین

—— جناب مرزا خدابخش صاحب مصنف عسل مصفی بدستور علیل ہیں اور احباب سے دعا کے طالب ہیں۔

—— لاہور میں عید انشاءاللہ جمعرات کے روز ہوگی مسجد احمدیہ بلڈنگس میں نماز عید کے لئے صبح آٹھ بجے کا وقت مقرر ہے احباب مطلع رہیں۔

—— تمام مقامات پر احباب کو نماز عید اور آپس میں ملاقات کا انتظام کرنا چاہیئے۔ احمدی خواتین کو بھی نماز عید میں شامل ہونا اور اپنی بہنوں سے ملاقات کرنی چاہیئے۔

—— خاص نمبر عید کے بعد شائع ہوگا۔ اس کے متعلق مفصل اعلان پیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ شائع ہو رہا ہے۔

علیپور ضلع مظفر گڑھ میں نماز عید

حسب دستور امسال بھی نماز عید اضحیٰ مسجد جامع احمدیہ بلاند والی میں باقتداء جناب مولوی قاضی شیر محمد صاحب احمدی امام مسجد مذکور پڑھی جاوے گی۔ احباب بلا امتیاز فرقہ شمولیت فرماکر روحانی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ لہذا بذریعہ اپنے قومی اخبار کے جمیع احباب علاقہ تحصیل علی پور و گرد و نواح کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ اس زریں موقعہ سے تزکیۂ نفوس اور تعلیم دین کا مزید سبق سیکھیں۔ بعد فراغت نماز و خطبہ ایک مختصر سا جلسہ زیر صدارت جناب میاں اللہ وسایا صاحب تاجر احمدی ہونا قرار پایا ہے۔ قاضی صاحب ممدوح "علماء زمانہ اور مسیح موعود" کے موضوع پر ایک گھنٹہ تقریر فرمائیں گے اس کے بعد قاضی محمد منیر نصف گھنٹہ حضرت امام زمان کے کارناموں پر تقریر کرینگے۔ بعدہ مولوی نور محمد صاحب جمعدار چٹھی رسانان اور مسٹر گل محمد صاحب اور عزیزی نورالدین و عبدالمجید صاحبان ڈرتمین سے نظمیں پڑھینگے اس کے بعد تبادلہ خیال کے لئے ایک گھنٹہ وقت رکھا گیا ہے۔ ہر امن پسند نیک نیتی سے موقعہ ہذا سے سوال و جواب کرکے مستفید ہو سکتا ہے۔ والسلام

(سکرٹری جماعت احمدیہ علی پور)

جناب میاں محمود احمد صاحب سے تین سوال

(از جناب حبیب الرحمٰن صاحب صادق کلکتہ)

پہلا سوال

کیا آپ نے تکفیر مسلمین کا عقیدہ تبدیل کرلیا ہے؟

کیا میں امید کرسکتا ہوں کہ آپ اپنی جماعت کے لئے خصوصاً اور تمام مسلمانوں کیلئے عموماً مندرجہ ذیل سوال کوحل فرماکرشکریہ کا موقع دیں گے۔

آپ کا شاگرد رشید فخرالدین ملتانی اپنے مضمون مورخہ ۲۸/۸/۳۲ الفاررق صفحہ ۹ کالم تین میں یوں تحریر فرماتا ہے:

"اسی ضمن میں حضرت امیر رقم فرماتے ہیں کہ:۔ "مسلمانوں کی تکفیر کا عقیدہ اب ان میں کمزور ہوگیا ہے" "دروغگوئی برروئے من۔ ہم نے یا ہمارے امام نے کب کسی کو پہلے یا بعد میں کافر کہا۔ یا کفر کا فتویٰ لگایا۔ فتویٰ بازی تمہارا اور تمہارے دیگر بھائیوں کا کام ہے۔ جن کے فتووں سے حضرت مسیح موعود بھی نہیں بچے "مسلماں را مسلماں باز کردند" کے ماتحت مسلمان بنانے والے ہیں نہ کہ کافر۔ خواہ مخواہ جھوٹ بولکر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔"

اور جناب کا یہ عقیدہ ہے کہ "تمام وہ مسلمان جنھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ بھی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

کیا میں یہ دریافت کرنے کا شرف حاصل کرسکتا ہوں کہ جناب اپنے اسی پرانے عقیدہ پر قایم ہیں یا جناب فخرالدین ملتانی کی طرح آپ نے بھی اپنے پرانے عقیدہ کو تبدیل کردیا ہے؟

دوسرا سوال

کیا کسب اور موہبت میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟

جناب اپنے رسالہ حقیقۃ الامر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"نبوت بیشک ایک موہبت ہے۔ صفحہ ۱۶"

صفحہ نمبر ۱۴ پر آپ تحریر فرماتے ہیں "کہ تقویٰ ترقی کرتے کرتے جب ایک خاص حد تک پہنچ جاتا ہے تو اس وقت انسان کو نبوت کا مقام حاصل ہوتا ہے۔"

پھر صفحہ ۱۶ پر "اور میرا یہ عقیدہ ہے کہ نہ صرف انسان کامل تقویٰ کو حاصل کرسکتا ہے بلکہ ترقی کرکے اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے کہ اس کی اتباع کے طفیل دوسروں کو بھی اس درجہ کا تقویٰ حاصل ہوجاتا ہے۔ کہ نبیوں میں شامل ہوجاتے ہیں۔"

کیا جناب نے کبھی اس کتاب کو دوبارہ کبھی ملاحظہ فرمایا ہے۔ کہ آپ کے ایک صفحہ کی عبارت دوسرے صفحہ کی عبارت کے خلاف واقعہ ہوئی ہے۔ ایک طرف آپ فرماتے ہیں کہ نبوت موہبت ہے اور دوسری طرف صرف اپنا عقیدہ تحریر فرماتے وقت تقویٰ ترقی کرتے کرتے اور اتباع کرنے سے انسان نبی بن سکتا ہے۔ یہ کیا گورکھ دھندا ہے۔ کیا کسب اور موہبت میں کچھ فرق بھی ہے یا نہیں کیا آپ فرماسکتے ہیں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کون کون سے نبی تقوے میں ترقی کرتے کرتے نبی بنے؟

تیسرا سوال

حضرت نبی آخرالزمان صلعم کے اشد ترین دشمن

میں بغیر کسی تمہید کے قادیانی جماعت کے رسالہ "تشحیذ الاذہان" فروری ۱۹۱۰ء کے صفحہ اول و دوم سے مندرجہ ذیل عبارت نقل کرتا ہوں جس کو جناب میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کی ایڈیٹری کا شرف حاصل تھا۔ اور ہر ایک مسلمان سے سوال کرتا ہوں کہ کیا وہ حضرت خاتم النبیین کی اس توہین کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جن کو وہ رحمۃ للعالمین مانتے ہیں۔

"نبی آخرالزمان علیہ السلام"

مندرجہ بالا عنوان کے ماتحت مضمون کا لکھنا جیسا اہم اور ضروری ہے ویسا ہی دلچسپ بھی ہے۔ کیونکہ سابقین میں سے بعض نے بغیر کسی سند شرعی یا نص صریح کے نبی آخرالزمان کے نام کا مستحق حضرت خاتم النبیین سید ولد آدم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس نام کا تحقق آنحضرتؐ پر اس صورت میں نہیں ہوسکتا جبکہ اس نام کو آپؐ کی پہلی بعثت کی طرف منسوب کیا جائے۔ ہاں اس نام کے مستحق حضرت مسیح موعود ہیں۔ اور ماسوا اس کے حضرت مسیح موعود کا نبی آخرالزمان ہونا بھی ضروری تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔"

میاں محمود احمد صاحب کا مذہب ہے کہ "قیامت تک نبی آتے رہیں گے۔"

اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد صدی چہاردہم تحریر فرماتے ہیں کہ "باب نبوت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے۔"

اب خدا کے لئے غور فرمائیں کہ میاں محمود احمد صاحب کی ایک غلطی کی وجہ سے ان کی جماعت کہاں سے کہاں چلی گئی اور ان کے مریدان سے بھی چار ہاتھ آگے بڑھ گئے ہیں۔

اگر میاں محمود احمد صاحب اب بھی اپنی غلطی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوجائیں تو ہزارہا انسان گمراہی سے بچ سکتے ہیں جبکہ وہ خود بھی حقیقۃ الامر کے صفحہ ۱۷ پر تحریر فرما چکے ہیں کہ "میں معصوم عن الخطا نہیں ہوں۔"

خاص نمبر کا نرخ

فی کاپی		۲ر
ایک روپیہ میں		دس کاپیاں
فی سینکڑہ		دس روپے

(منیجر)

مکتوب برلن

شادی اسلام میں اور عیسائیت میں

جرمن مسلم سوسائٹی برلن کی طرف سے گزشتہ جمعۃ المبارک مورخہ ۳ مارچ ۱۹۳۳ء کو برلن مسجد میں "شادی اسلام میں اور عیسائیت میں" کے موضوع پر ایک نہایت پرلطف اور عالمانہ لیکچر ہوا۔ موسم بہت خراب تھا لیکن حاضرین کی تعداد اس قدر زیادہ ہوگئی کہ بہت سوں کو جگہ نہ ملنے کی وجہ سے واپس ہونا پڑا۔ فاضل مقرر جناب امین بوسفلڈ نے جنھوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا ہے۔ اس موضوع کو بہترین طور پر نبھایا۔ لیکچرار موصوف ترکی اور دوسرے ملکوں کی سیاحت کرچکے ہیں۔ اور اس بنا پر اسلامی اصولوں سے گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ لیکچر کے دوران میں انہوں نے انجیل مقدس سے شادی کے متعلق چند حوالے دیئے اور بتلایا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی عملی زندگی اس بارے میں ہمارے لئے شمع ہدایت کا کام نہیں کرسکتی۔ اس کے برعکس انہوں نے قرآن شریف سے مختلف آیات تلاوت کیں۔ اور بتلایا کہ وہ کس قدر سیدھی اور آسان ہیں کہ ہر انسان ان پر عمل پیرا ہوسکتا ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ ایک سے چار تک عورتوں سے اسلام نے بیشک شادی کرلنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن مختلف حالات اور ضروریات کے ماتحت اور سب سے سخت قید اس جواز پر یہ ہے کہ بیویوں سے ایک جیسا سلوک ہو۔ اگر ایسا نہیں تو شادی کی بھی اجازت نہیں۔ انہوں نے بتلایا کہ یہ سخت غلط پروپیگنڈا ہے کہ اسلام ایک سے زائد شادی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ لیکچرار موصوف نے نہایت دلچسپ اور عالمانہ رنگ میں مہر اور طلاق کے مسئلوں پر بھی روشنی ڈالی۔ اور بتلایا کہ محض یہی اصول عملی ہوسکتے ہیں۔

لیکچر کے بعد سوالات وجوابات کا سلسلہ شروع ہوا جس میں مختلف حضرات نے حصہ لیا۔ ایک جرمن عیسائی صاحب نے صاف الفاظ میں کہا کہ اسلام میں شادی نہایت عملی رسم ہے اور اس کے مختلف اصول سوسائٹی کو بہترین بنانے کے لئے ہیں۔ ڈاکٹر ذکی کرام صاحب ترک اور ڈاکٹر سعید علی صاحب تاتار نے بھی اس بحث میں نمایاں حصہ لیا۔ اور اسلامی شادی اور طلاق کے مختلف پہلوؤں کو واضح کیا۔ سب سے آخر پر ایک جرمن خاتون اٹھیں اور نہایت درد بھرے الفاظ میں کہا کہ عیسائیت ہمارے لئے ایک قہر ہے۔ اور اس کے اصول عملی زندگی میں ہمیں کبھی کام نہیں دے سکتے۔ عیسائیت یورپ کے لئے عام طور پر اور جرمنی کے لئے خاص طور پر ایک غیر مذہب ہے۔ جس سے جس قدر جلد دست بردار ہوسکیں اتنا ہی بہتر ہے۔

بالآخر حاضرین کی چاء سے ضیافت کی گئی اور جلسہ رات کے ۱۲ بجے بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

خاکسار

(میرزا عزیز الرحمٰن) (برلن)

عید کے روز

خاص نمبر کی مفت اشاعت کے لئے چندہ فراہم کریں (منیجر)

خبریں

—— حکومت کانگرس کے اجلاس کلکتہ کی زبردست مخالفت کر رہی ہے۔ مختلف مقامات پر بے شمار رضا کار، ڈکٹیٹر اور لیڈر گرفتار ہو چکے ہیں۔ اجلاس کے صدر پنڈت مالویہ اور ڈاکٹر محمود کو کلکتہ جاتے ہوئے دوران سفر میں گرفتار کر لیا گیا

—— لاہور ۳ راپریل۔ کانگرس کے اجلاس کے سلسلہ میں گرفتاریوں کی تعداد ۱۶۰۰ تک پہنچ چکی ہے۔ ہندوستان کے اکثر بڑے شہروں میں گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔

—— حکومت بنگال نے کانگرس کے اجلاس کو روکنے کے لئے زبردست انتظامات کئے ہیں۔ کلکتہ میں پولیس کا بہت اہتمام ہے۔ پولیس کمشنر نے سخت ترین قوانین نافذ کئے ہیں۔ کئی روز کے لیئے شہر کے تمام پبلک پارک بند کر دیئے گئے ہیں

—— لکھنؤ ۱۴ مارچ۔ کل صبح پنجاب میل سے غازی رؤف بے یہاں آئے۔ اسٹیشن پر مسلم اکابر نے آپ کا پرتپاک اور شاندار استقبال کیا۔

—— گزشتہ ہفتہ مسلم یونیورسٹی کا یوم تاسیس نہایت موثر طریق پر منایا گیا۔

—— ماہ رواں کے تیسرے ہفتہ میں وائسرائے گوالیار جائینگے اور چند روز کے قیام کے بعد ۱۲ راپریل تک شملہ پہنچ جائینگے۔

—— نئی دہلی یکم اپریل۔ کل کونسل آف سٹیٹ میں زبردست بحث وتمحیص کے بعد فنانس بل منظور ہوگیا۔ اس کے متعلق تمام ترمیمیں مسترد ہوگئیں۔

—— پنجاب ایگریکلچرل کالج لائل پور کی انٹرمیڈیٹ کلاس کی ملٹری سائنس کا عملی امتحان ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳ اپریل کو بمقام لائل پور منعقد ہوگا۔

—— نئی دہلی یکم اپریل۔ کل اسمبلی میں قرطاس ابیض پر بہت زبردست مباحثہ ہوا۔

—— ہندوستان کی اکثر صوبجاتی کونسلوں اور بے شمار میونسپلٹیوں میں قرطاس ابیض کی مذمت کی گئی ہے۔ ہر ایک مذہب وملت کی نمائندہ جماعتوں نے اس کو ناقابل قبول تبلایا ہے۔

—— چین وجاپان کی جنگ جاری ہے ٹوکیو (جاپان) کی ایک خبر مظہر ہے کہ جیونسکو کے مقام پر توپخانہ کی سخت جنگ جاری ہے۔

—— ۳۱ مارچ کی صبح کو چینیوں نے جاپانیوں کے محاذ پر گولہ باری شروع کی۔ اس بات کا خوف ہے کہ اس جنگ کے نتائج خطرناک ہوں گے۔

—— گزشتہ ہفتہ مردان (ضلع پشاور) میں صوبہ سرحد کے محکمہ تعلیم کے زیر اہتمام تعلیمی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اس بات پر خاص طور پر زور دیا گیا کہ صوبہ سرحد میں نشر تعلیم مناسب انتظام کیا جائے۔

—— چند روز ہوئے حکومت روس نے چند انگریز انجینیروں کو جو وہاں کاروبار کے سلسلہ میں مقیم تھے گرفتار کر لیا تھا۔ جس پر انگلستان میں حکومت روس کے خلاف سخت غم وغصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ حکومت برطانیہ نے پرزور الفاظ میں اس کے خلاف احتجاج کیا اور ملزموں کے متعلق چند مطالبات پیش کئے جن کو حکومت روس نے مسترد کر دیا۔

—— ماسکو کی اطلاع مظہر ہے کہ برطانی انجینیروں کے مقدمہ کی سماعت ۹ راپریل سے شروع ہوگی۔ سر سائمن وزیر خارجہ نے دارالعوام میں اعلان کیا کہ ملک معظم کی حکومت ان گرفتاریوں کے معاملہ پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔ مشورہ کی خاطر برطانی سفیر مقیم ماسکو کو لندن بلایا گیا ہے۔

—— ایک انگریز سیاح کا جس نے حال ہی میں روس کی سیاحت کی ہے بیان ہے کہ روس میں سخت قحط پھیلا ہوا ہے۔

—— جاپان جمعیت الاقوام کی رکنیت سے علیحدہ ہوگیا ہے۔

—— مسلم لیگ نے مسٹر جناح سے ہندوستان آنے کی درخواست کی تھی جس کے جواب میں مسٹر موصوف کی طرف سے تار موصول ہوا ہے کہ میں وسط دسمبر تک ہندوستان پہنچ جاؤنگا۔

—— بقرعید اور محرم کی تقریبات میں امن کے تحفظ کی خاطر دہلی میں دو ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

—— ریاست الور کی فوجوں نے گوبندگڑھ کے مقام پر بے رحمانہ طریق پر گولی چلائی تھی۔ برطانی افسر اس کی تحقیقات کر رہے ہیں۔

—— پنجاب ہائیکورٹ کے مشہور جج جسٹس براڈوے گزشتہ بدھ کو انگلستان روانہ ہوگئے۔ آپ ۲۴ برس تک ہندوستان میں رہ چکے ہیں۔

—— جرمنی کی نازی حکومت یہودیوں کی سخت مخالفت کر رہی ہے نازی لوگ یہودی کارخانوں اور سرمایہ داروں کے بائیکاٹ کی تحریک نہایت خاموشی سے پھیلا رہے ہیں۔ پرشیا کی عدالتوں سے یہودی ججوں کو نکال دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے یورپ اور امریکہ کے یہودیوں میں سخت اضطراب پھیل گیا ہے۔ اور وہ ان ممالک میں جرمنی کے مال کے مقاطعہ پر زور دے رہے ہیں انگلستان کے یہودیوں نے حکومت برطانیہ کو اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔

—— امیر یعقوب علی مرحوم سابق شاہ افغانستان کے صاحبزادوں کو جو برہما میں نظر بند تھے بنگلور لایا جا رہا ہے۔

—— مجلس احرار پنجاب توڑ دی گئی ہے۔ پیغام صلح ایڈیٹر

—— جرمنی کے ڈکٹیٹر ہر ہٹلر نے اعلان کیا ہے۔ قیصر کی واپسی کے متعلق جو افواہیں اڑائی جا رہی ہیں وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ میں قیصر کو واپس آنے کی ہرگز اجازت نہیں دے سکتا۔

—— گزشتہ ماہ شاہ مصر نے قصر عابدین میں مہاراجہ کپورتھلہ کو دعوت دی۔

—— افواہ ہے کہ ماہ مئی میں وائسرائے اپنے عہدہ سے مستعفی ہوکر انگلستان چلے جائیں گے۔ بعض سیاسی حلقوں میں اس افواہ کو بالکل بے حقیقت سمجھا جا رہا ہے۔

—— مہاراجہ کشمیر نے ملاحوں کی رہائشی کشتیوں کو ٹیکس سے مستثنےٰ کر دیا ہے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا رسالہ آرگن

پیغام صلح

خاص نمبر

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۱ لاہور یوم شنبہ ۵ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۱ اپریل ۱۹۳۳ء نمبر ۲۱

فہرست مضامین

مناجات بدرگاہ حضرت حق تعالیٰ عزّ اسمہٗ

مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار

ازحضرت مسیح موعودؑ

دِن چڑھا ہے دشمنانِ دیں پہ ہم پر رات ہے
اے میرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بیقرار

فضل کے ہاتھوں سے اب اسوقت کر میری مدد
کشتیٔ اسلام تا ہوجائے اس طوفاں سے پار

میرے سقم وعیب سے اب کیجیے قطع نظر
تا نہ خوش ہو دشمن دیں جس پہ ہے لعنت کی مار

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریادوں کو سن میں ہوگیا زار و نزار

کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

ایک عالم مرگیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولا اس طرف دریا کی دھار

اب نہیں ہیں ہوش اپنے ان مصائب میں بجا
رحم کر بندوں پہ اپنے تا وہ ہوویں رستگار

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمرے اے ناخدا
آگیا اس قوم پر وقتِ خزاں اندر بہار

اے خدا بن تیرے ہو یہ آبپاشی کس طرح
جل گیا ہے باغ تقویٰ دیں کی ہے اب اک مزار

تیرے ہاتھوں سے میرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہے ہر دم سیل وار

اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہوگیا ہے بے نشاں
اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار

اے خدا تیرے لیے ہر ذرّہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار

حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کا ایک ورق

اخلاق محمدی کا پاک و اعلیٰ نمونہ

امروز قوم من نشناسد مقام من روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

مامورین کے اخلاق فاضلہ

جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ خدائی اخلاق سے رنگین ہوا کرتے ہیں۔ ان کے اعلیٰ نمونہ سے دنیا فیضیاب ہوتی ہے۔ تقویٰ اور اخلاق فاضلہ کے ماتحت جو افعال ان سے سرزد ہوتے ہیں وہ اپنے اندر ایسی سادگی اور بے تکلفی رکھتے ہیں۔ اور بناوٹ سے اس طرح پاک ہوتے ہیں کہ عقل سلیم فوراً کہہ اٹھتی ہے کہ ان افعال کا سرچشمہ جو قلب ہے وہ کبر و خود پسندی کی نجاست سے مصفّا اور تقدس و طہارت کے نور سے معمور ہے۔

آج کل کے علماء و مشائخ کا شیوہ

بناوٹ کا تقدس، تکلف کی دینداری، ہر ہر بات میں اپنے تقویٰ اور طہارت کا سکہ جمانے کی کوشش آج کل کے علماء و مشائخ کا شیوہ ہے۔ ایک خاص مقام یا مسند پر ایک خاص وضع سے بیٹھے ہیں۔ آنکھیں بند ہیں۔ تسبیح پھیر رہے ہیں۔ بڑے تکلف سے کوئی بات کی تو ایسی جس میں اپنی دینداری۔ خدارسی۔ بڑائی کی شان اور دوسرے کی تحقیر و اہانت مدنظر ہے۔ بالخصوص اہل دنیا کی ندرت کے بغیر ان کی دینداری مکمل ہی نہیں ہوتی۔ مرید ہیں کہ خائف ہیں۔ کہ نہ معلوم حضرت جذبہ میں کیا فرما دیں یا آسمان و زمین کے قلابے ملا دیں تو قیامت آ جائے۔ ایک دفعہ میں قادیان سے بھیرہ واپس گیا تو ایک بڑے معزز سرکاری مسلمان افسر مجھے فرمانے لگے کہ آپ کیا اپنے مرشد کو سلام کرنے گئے تھے میں نے کہا جی ہاں۔ کچھ عرصہ ان کی خدمت میں رہ کر آیا ہوں۔ فرمانے لگے "ان خدا کے ولیوں سے دور ہی رہا کرو۔ ان کے قریب رہنے سے اکثر نفع کے بجائے نقصان پہنچ جاتا ہے۔ بس دور ہی سے سلام کیا اور چلے آئے"۔ میں نے کہا ایسے لوگ جن کی صحبت میں نفع کے بجائے نقصان پہنچے وہ خدا کے ولی نہیں ہوتے۔ شیطان کے ولی ہوتے ہیں"۔ لیکن حق یہ ہے کہ وہ سچا تھا۔ اسے ایسے لوگوں سے واسطہ پڑا تھا جو علماء اور مشائخ کے بھیس میں درندوں کے اخلاق لئے بیٹھے ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا پاک نمونہ

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کو پڑھ پڑھ کر جب بالمقابل علماء و مشائخ زمانہ کے اخلاق کو دیکھو تو رونا آتا ہے۔ خدا کا جتنا شکر بھی کیا جائے کم ہے کہ اس نے اس پاک نمونہ کی جھلک ہمیں حضرت مسیح موعود کے اخلاق میں دکھلائی۔

سنت رسولؐ کی پابندی اور سادگی

حضرت مسیح موعود سنت رسولؐ کے اس قدر پابند تھے کہ کوئی عبادت، کوئی قول یا فعل خلاف سنت اپنے مسلک میں پاس تک نہیں پھٹکنے دیا۔ آپ کی کسی بات میں بناوٹ نہ تھی غذا نہایت سادہ۔ پوشاک نہایت سادہ۔ بعض دفعہ بٹن تک غلط لگے ہوتے تھے۔ مسجد آپ کی نشست گاہ تھی۔ وہاں بھی آپ کیلئے کوئی مسند یا بلند جگہ مخصوص نہ تھی آپ مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھا کرتے تھے اور مولوی عبدالکریم مرحوم مسجد کی محراب میں داخلی دروازہ کے عین محاذ میں بیٹھے ہوتے تھے۔ بسا اوقات کوئی اجنبی جو ملاقات کے لئے آیا تو وہ سیدھا مولوی عبدالکریم صاحب کو غلطی سے مدعی مسیحیت سمجھ کر مصافحہ کرتا اور مولوی صاحب موصوف کو اس غلطی کی اصلاح کرنی پڑتی تھی۔ لوگ آپ کی مجلس میں نہایت بے تکلفی سے بیٹھتے تھے۔ اور اپنا عرض حال کرتے تھے۔ ہر ایک خادم ایسا یقین کرتا تھا کہ آپ کو خصوصاً مجھ سے ہی پیار ہے۔

عالی حوصلگی

جو کچھ چاہتا ہے بے تکلفی سے عرض کرتا ہے۔ گھنٹوں کوئی اپنی داستان شروع رکھے اور وہ کیسی ہی بے سروپا کیوں نہ ہو آپ پوری توجہ سے سنے جاتے ہیں۔ بسا اوقات حاضرین اپنی بساط قلب اور وسعت حوصلہ کے موافق سنتے سنتے اکتا گئے ہیں۔ انگڑائیاں اور جمائیاں لینے لگے ہیں۔ مگر حضرت کی کسی حرکت نے ایک لحظہ کے لئے بھی کبھی کوئی ملال کا نشان ظاہر نہیں کیا۔ ان لوگوں کو جو سجادہ نشینوں کی مجلسیں دیکھنے کے عادی تھے اس بے تکلفی کے نقشے کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔

تکبر و غرور سے نفرت

چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص نے کہا کہ آپ کی مسجد میں ادب نہیں۔ لوگ بے محابا آپ سے بات چیت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "میرا یہ مسلک نہیں کہ میں ایسا تندخو اور بھیانک بنکر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں اور میں بت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ میں تو بت پرستی کے رد کرنے کو آیا ہوں نہ یہ کہ میں خود بت بنوں۔ اور لوگ میری پوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بت پرست اور خبیث نہیں متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے"۔

مہمان نوازی

کوئی مجلس ہو بنکر بیٹھنا آپ جانتے نہ تھے۔ مہمان آتے تھے آپ ہنس ہنس کر ملتے تھے۔ اور ان کی خیریت دریافت کرتے تھے ان کے قیام اور طعام کی نسبت خود استفسار فرماتے۔ چاء منگواتے خود پلاتے۔ کبھی کھانا اکٹھا کھاتے تو گرم گرم چپاتیاں یا چٹنی یا اچار خود اندر سے جا جا کر لاتے۔ اچھی چیز یا گوشت اپنے آگے سے مہمان کے آگے اٹھا اٹھا کر رکھتے۔ غرضکہ بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بے تکلف دوست دوسرے دوست کی خاطر مدارات کر رہا ہے۔ پیری مریدی کی جھلک قطعاً نظر نہ آتی تھی بلکہ گفتگو بھی ادھر ادھر کی کرتے رہتے جب تک لوگ خود کوئی مسئلہ نہ پیش کر دیں یا کسی اور طرح سے کسی مذہبی تقریر کی تحریک نہ ہو جائے خواہ مخواہ ہر وقت وعظ و نصیحت کر کر کے اپنے تقدس کا اظہار جمانا یہ آپ کی عادت نہ تھی۔

ریاکاری سے نفرت

ایک دفعہ دو صوفی منش بزرگ زیارت کو تشریف لائے۔ مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم نے آہستہ سے عرض کی کہ حضور یہ بہت بڑے صوفی ہیں حضور کوئی ایسی تقریر فرمائیں کہ ان لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو کیا کیا حقائق و معارف عطا فرمائے ہیں۔ اس فقرے پر آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور نہایت غصہ سے اور زور سے فرمایا کہ مولوی صاحب کیا میں ریاکار ہوں کہ ان لوگوں کے سامنے اپنی علمیت جتانے کے لئے کوئی تقریر کروں۔ میں تو اسے شرک سمجھتا ہوں۔ کہ خدا کی رضا کے سواء اپنی بڑائی اور فخر کے لئے کوئی مذہبی تقریر و تحریر کی جائے۔ غرضکہ اسی جوش میں آپ تقریر فرماتے چلے گئے اور دیر تک ریاکاری اور کبر نفس پر وہ وہ لطف بیان فرمائے کہ وہ دونوں صوفی بزرگ عش عش کر اٹھے۔ اس کے بعد آپ اندر تشریف لے گئے۔ مولوی عبدالکریم مرحوم بعد میں ہنسکر فرمانے لگے کہ خیر مطلب میرا بھی حاصل ہو گیا۔

مزاج میں خاکساری

آپ اپنے خدام کا بڑے ادب اور احترام سے نام لیا کرتے تھے اور حاضر و غائب ہر ایک کا نام ادب سے لیتے تھے۔ یہاں معمولی پیر لوگ مرید کو تو تڑاک سے یاد کیا کرتے ہیں۔ اور اس کو شان بزرگانہ سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود میں وہ اخلاق محمدی نمایاں تھے جس سے روح کو سرور اور ایمان کو تازگی ملتی تھی۔ مولانا محمد احسن مرحوم حضرت مسیح موعود کے مکان میں ہی ایک کمرے میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب کو رات کو ایک الہام ہوا جو منذر تھا حضرت صاحب اسیوقت اٹھے اور مولانا محمد احسن صاحب کے دروازہ پر دستک دی۔ مولانا نے پوچھا کون ؟! حضرت جواب دیتے ہیں "میں ہوں غلام احمدؐ" اللہ اللہ !! مجدد دین کا سرتاج، خدا کا مسیح، اور کیا انکسار کا نمونہ ہے۔ دوسرے مدعی علم و مشیخت ہوتے تو اول تو مرید کے دروازہ پر جانا ہی ان کے لئے ناممکن تھا کسی ملازم کو بھیجتے اور مرید کو کان سے پکڑ کر بلوا لیتے اور اگر ذرا دیر ہوتی تو جلال کا ٹھکانا نہ تھا۔ اور اگر کہیں مرید کے گھر پر چلے جاتے تو احسان جتا جتا کر اور فخر کر کر کے جان ضیق میں کر دیتے۔ قصہ کوتاہ یہ کہ مولوی محمد احسن مرحوم "غلام احمد" کا نام سنکر چونک پڑے۔ گھبرا کر دروازہ

کھولتے ہی پوچھا "حضرت خیریت ہے؟" فرمایا "ہاں مجھے ایک منذر الہام ہوا ہے" پھر تفصیل بیان کرکے فرمایا کہ "آپ بھی دعا کریں میں بھی دعا کر رہا ہوں۔ اللہ فضل و کرم کرے"

خیال کیجئے اتنا بڑا عظیم الشان انسان مقرب الٰہی۔ اپنے ایک مرید کا دروازہ رات کو کھٹکھٹاتا ہے۔ اور اس سے دعا کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ آج کوئی مدعی ہدایت و ارشاد سجادہ نشین یا مدعی خلافت ہے جو اس قسم کے انکسار اور فروتنی کا نمونہ دکھائے۔ اور اس خلق عظیم کی خوشبو سے مشام جان کو معطر کرے۔ آج کل کے خلیفے اور پیر تو اپنے تئیں نسل انسانی سے بڑھکر کوئی مخلوق سمجھتے ہیں۔ اور خدا کے لاڈلے بن بن کر عجب عجب خود پسندی اور تکبر کے نمونے دکھاتے ہیں۔ وہ بھلا مرید کو رات کو آکر اٹھائینگے کہ میرے لئے دعا کرو! ان کی مشیخت اور کبریائی کی چادر پر دھبہ نہ پڑجائے گا؟!

مولوی عبدالکریم صاحب آخری دفعہ جب سخت بیمار ہوئے تو درمیان میں کچھ عرصہ کے لئے افاقہ ہوگیا تھا۔ حضرت نے کہلا بھیجا کہ آپ سخت بیماری سے اٹھے ہیں۔ مغفرت اور رحمت الٰہی کے نیچے ہیں میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خدمت اسلام کے متعلق میرے مقاصد میں مجھے کامیاب فرمائے۔

دوست نوازی

اپنے احباب سے رشتہ دوستی ایسا استوار رکھتے تھے کہ ایک دفعہ فرمایا میرا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ایک دفعہ مجھ سے عہد دوستی باندھے مجھے اس عہد کی اتنی رعایت ہوتی ہے کہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کچھ ہی کیوں نہ ہوجائے میں اس سے قطع تعلق نہیں کرسکتا۔ ہاں اگر وہ خود ہی قطع تعلق کردے تو ہم لاچار ہیں۔ ورنہ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اگر ہمارے دوستوں سے کسی نے شراب پی ہو اور بازار میں گرا ہوا ہو اور لوگوں کا ہجوم اس کے گرد ہو تو بلا خوف لومۃ لائم اسے اٹھا کر لے آئیں گے۔" فرمایا عہد دوستی بڑا قیمتی جوہر ہے اس کو آسانی سے ضائع نہ کردینا چاہئے۔ اور دوستوں سے کیسی ہی ناگوار بات پیش آوے اسے اغماض اور تحمل کے محل میں اتارنا چاہئے۔"

ایک دفعہ ایک شخص نے اپنے کسی دوست کی شکایت کی۔ فرمایا تم نے اپنے دوست کی اصلاح کے لئے چالیس روز رو رو کر خدا سے دعا کی ہے؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا پھر تمہارا کوئی حق اس دوست کی شکایت کرنے کا نہیں ہے۔ اگر تمہارا دوست ہے تو پہلے اس کی اصلاح کے لئے چالیس روز خدا سے رو رو کر دعا کرو۔ اگر اصلاح نہ ہو تو پھر کوئی شکایت کا کلمہ منہ سے نکالو۔

پسندیدہ و موثر طریق اصلاح

آپ کبھی کسی کو اس کی خطا اور لغزش پر مخاطب کرکے ملامت نہیں کرتے تھے اگر کسی کی کوئی حرکت ناپسند آئی تو مختلف پیرایوں میں عام طور پر تقریر کردیتے اگر وہ سعید ہوتا تو خود ہی سمجھ جاتا اور اپنی حرکت پر نادم ہوجاتا۔ آپ جب کوئی تقریر، وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تو ہر ایک ایسا ہی یقین کرتا کہ یہ میرے ہی عیب ہیں جو آپ بیان کررہے ہیں اور یوں اصلاح اور تزکیہ کا سلسلہ خدام کا جاری رہتا اور کسی کو ابتلاء پیش آتا۔ اور نہ اس کی حمیت اور غیرت کی ناک کو صدمہ پہنچتا۔

حوصلہ افزائی اور قدر دانی

حضرت کی اپنی عادت یہ تھی کہ اکثر اپنا لکھا ہوا مضمون یا اشتہار کا مسودہ شائع ہونے سے قبل مجلس احباب میں سنا دیتے اگر کوئی کسی بات پر گرفت کرتا یا کوئی نئی بات یا ترمیم اس میں پیش کرتا تو از بس خوش ہوتے اور بعض دفعہ تو دوسرے کی معمولی سی بات پر نہایت حوصلہ افزائی فرماتے یہ وہ خصلت تھی جو آج دنیا میں بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ ورنہ ایک دنیا دار انسان جو مؤلف یا مصنف ہو کوئی شخص اس کی کسی بات پر جرح رکھے تو وہ آگ بگولا ہوجاتا ہے۔ اور اپنی تحریر کی معصومیت کے لئے کج بحثی پر اتر آتا ہے۔

حسن اخلاق کی انتہا

اکثر صبح سیر کرنے جایا کرتے تھے احباب ساتھ ہوتے تھے لوگ ہجوم کر کرکے آتے تھے۔ اور باتیں سننے کے لئے پروانہ وار گرے پڑتے تھے لیکن آپ نے اس ہجوم اور گرد و غبار سے کبھی اظہار گھبراہٹ نہیں کیا۔ بعض دفعہ آپ کے عصا کو پیچھے سے کسی کی ٹھوکر لگی ہے اور وہ ہاتھ سے چھٹ کر کہیں کا کہیں جا پڑا۔ کبھی آپ کے جوتہ پر کسی کا پاؤں پڑا ہے اور جوتا پاؤں سے نکل گیا لیکن آپ نے کبھی پیچھے مڑکر نہیں دیکھا نہ اظہار ملال کیا تاکہ جس کی ٹھوکر لگی ہے وہ شرمندہ نہ ہو۔ سیر کرتے کرتے جہاں تھک گئے زمین پر بیٹھ گئے۔ آرام کرلیا۔ پھر چل پڑے۔

جب مہمانوں کی ضرورت کے لئے مکان بنوانے کی ضرورت پیش آئی بار بار یہی تاکید فرمائی کہ اینٹوں اور پتھروں پر پیسہ خرچ کرنا عبث ہے۔ اتنا ہی کام کرو جو چند روز بسر کرنے کی گنجائش ہوجائے ترکھان شہتیریاں اور تختے رندہ کر رہا تھا روک دیا۔ فرمایا یہ محض تکلف ہے۔ اور ناحق کی دیر لگانا ہے۔ مختصر کام کرو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہمیں کسی مکان سے کوئی انس نہیں۔ ہم اپنے مکانوں کو اپنے اور اپنے دوستوں میں مشترک جانتے ہیں اور بڑی آرزو ہے کہ ملکر چند روز گزارہ کرلیں۔ اور فرمایا میری بڑی آرزو ہے۔ کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے مکان ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔"

ایک دفعہ حکیم فضل الدین مرحوم کو کچھ روپوں کی ضرورت ہوئی قریب دو سو روپے کے حضرت صاحب سے بطور قرض منگوائے۔ جب ان کا روپیہ آگیا تو وہ دو سو روپے حضرت کو واپس کردیئے۔ حضور نے وہ روپے حکیم صاحب کو واپس بھیجدیئے۔ اور فرمایا کہ ہم اپنے دوستوں سے یہ حساب کتاب رکھنا نہیں چاہتے۔ آپ کو ضرورت تھی آپ نے ہم سے منگوالیا۔ ہمیں کبھی ضرورت ہوگی تو ہم آپ سے منگوالینگے۔

دشمنوں پر احسان

دشمنوں تک پر احسان کرنے کی عادت تھی۔ قادیان کے آریہ جن کا ذکر حضرت نے بار بار اپنی کتب میں کیا ہے۔ جب کوئی بیمار ہوتا یا کوئی تکلیف ہوتی آپ کے پاس آتے راتوں کو آپ کو اٹھاتے۔ اور دوا وغیرہ لیجاتے۔ اور آپ خوشی خوشی ان کی درخواست کے مطابق کام کردیتے۔ لیکھرام سے بوجہ اس کی گستاخیوں کے جو اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں کی تھی۔ سخت نفرت تھی۔ لیکن جب اس کے قتل ہونے کی خبر آئی تو آپ نے فرمایا کہ اگر قتل کے موقعہ پر میں موجود ہوتا تو اسے بچانے کی کوشش کرتا۔ غرضیکہ دوست دشمن سب آپ کے احسانات کے نیچے دبے ہوئے تھے۔ مشہور لمبے کیسوں والا آریہ بشن سنگھ حضرت صاحب کی وفات پر روتا تھا۔ کہ ایسے شریف اور محسن انسان دنیا میں کہاں پیدا ہوتے ہیں۔

غض بصر اور حیا

غض بصر اور عفو و چشم پوشی کی صفات آپ میں اس کمال کے درجہ تک پہنچی ہوئی تھیں کہ ان کی جزئیات کو تحریر کرنا بڑے مفصل مضمون کو چاہتی ہے۔ آنکھیں ہمیشہ نیچی رکھا کرتے تھے۔ دوستوں میں بیٹھے ہیں۔ باتیں ہو رہی ہیں۔ لیکن آنکھیں ہمیشہ نیچی ہیں حیا اور عصمت کی زندہ تصویر کسی نے دیکھنی ہو تو اس خدا کے برگزیدہ کو دیکھ لے۔ دوست پاس بیٹھے ہیں آپ کو بعض دفعہ یہ بھی پتہ نہیں کہ کون کون دوست بیٹھا ہے۔ کسی دوست کی موجودگی کی ضرورت محسوس ہوئی تو فرمایا فلاں صاحب کو بلالو۔ وہ صاحب پاس ہی بیٹھے ہوئے بول پڑے کہ حضور میں تو بیٹھا ہوں۔ فرمانے لگے اخاہ! آپ موجود ہیں یہ بہت خوب ہوا۔ یہی حال گھر کے اندر تھا۔ موٹی سے موٹی سمجھ کے کام کاج کرنے والی عورتیں بھی کامل یقین سے جانتی تھیں کہ حضرت کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے گھر میں کیسا ہی مجمع ہو۔ شور و غل ہو۔ آپ کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے کہ کیا ہو رہا ہے۔

جمعیت باطن

عجب سکون اور جمعیت باطن اور فوق العادت وقار اور حلم تھا کہ کیسا ہی شور و غل بپا ہو آپ اسے ذرہ بھر بھی محسوس نہ کرتے اور آپ کے مشاغل میں فرق نہ پڑتا۔ یہی وہ حالت ہے جسکے لئے اہل ذوق تڑپتے اور سالک دست و پا مارتے اور رو رو کر خدا سے طلب کرتے ہیں اور کما حقہ حاصل ہونی دشوار ہوتی ہے بالخصوص دماغی محنت کرنے والوں اور مصنفین کا تو یہ عالم ہوتا ہے کہ اگر ایک چڑیا کمرہ میں گھس آئے تو اس کی چڑ چڑ سے اس قدر حواس باختہ اور سراسیمہ ہوجاتے ہیں کہ تفکر اور مضامین سب دماغ سے زائل ہوجاتے ہیں۔ لیکن کس قدر عجیب سکون اور جمعیت قلب اور کوہ وقاری اور حلم حضرت مسیح موعود کو حاصل تھا کہ یہ ساری بے نظیر اور عظیم الشان کتابیں عربی فارسی اردو کی آپ نے ایسے ہی مکانوں میں لکھی ہیں۔ جہاں عورتیں اور بچے پاس ہی جھگڑ رہے ہیں اور ایک ہنگامہ قیامت مچا رکھا ہے۔ مگر آپ یوں لکھتے چلے جاتے تھے۔ اور اس قدر اپنے کام میں مستغرق ہوتے تھے گویا خلوت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

عفو اور چشم پوشی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میاں محمود احمد صاحب چار برس کے تھے حضرت صاحب حسب معمول اندر بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے۔ میاں محمود احمد صاحب دیا سلائی لیکر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول تھا پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے۔ پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسودات کو دیا سلائی کھینچ آگ لگادی۔ اور خوش ہو ہو کر لگے تالیاں بجانے حضرت لکھنے میں مصروف تھے سر اٹھا کر دیکھا بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے جل کر راکھ کا ڈھیر ہوگئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاق عبارت کے ملانے کے لئے کسی گزشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔ اب جس سے پوچھتے ہیں سب خاموش۔ آخر ایک بچہ بول اٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلادیئے۔ عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور فکرمند کہ اب کیا ہوگا۔ خیال تھا کہ حضرت بہت ناراض ہوں گے لیکن حضرت صاحب مسکرا کر فرماتے ہیں خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی۔ اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت صاحب نے ایک بڑا بھاری دو ورقہ مضمون لکھا جس کی خداداد فصاحت و بلاغت پر حضرت کو ناز تھا۔ باہر سیر میں حضرت صاحب نے اس مضمون کو مولوی نورالدین صاحب کو جو ان دنوں قادیان تشریف لائے ہوئے تھے پڑھنے کے لئے دیا کہ پڑھکر مولوی عبدالکریم صاحب کو فارسی میں ترجمہ کرنے کے لئے دیدیں۔ مولوی نورالدین صاحب کے

(از حضرت مسیح موعودؑ)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے

پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدجیٰ یہی ہے

وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اس سے بس رہنما یہی ہے

وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اسکی ثنا یہی ہے

حق سے جو حکم آئے اُس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطا یہی ہے

آنکھ اسکی دُوربیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمعِ دیں ہے عین الضیا یہی ہے

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی میں ہوا ہوں
وُہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وُہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے

سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

اِسلام کے محاسن کیونکر بیاں کروں میں
سب خشک باغ دیکھے پھولا پھلا یہی ہے

ہر جا زمیں کے کیڑے دیں کے ہوئے ہیں دشمن
اِسلام پر خدا سے آج ابتلا یہی ہے

اِس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے
سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دُعا یہی ہے

حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بعد از خدا بعشقِ محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم　(از مسیح موعودؑ)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

عشق کی علامات

عشق کی علامات ہر ایک جانتا ہے۔ جس سے عشق ہوتا ہے اس کے رنگ میں عاشق رنگین ہوجاتا ہے اسی کا ذکر ہر وقت زبان پر ہوتا ہے۔ اس کے خلاف وہ کچھ سن نہیں سکتا۔ اسے ہر خوبی سے موصوف سمجھتا اور ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے لئے وہ ہر ایک قربانی کرنے کو تیار رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفےٰ صلعم سے جو عشق تھا اسے اگر مذکورہ بالا معیار پر پرکھنا چاہتے ہو تو واقعات پر نظر ڈالو۔ تمہیں صاف نظر آجائیگا کہ آنحضرت صلعم سے آپ کا عشق درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔

سنت رسول کی پیروی اور بدعات سے نفرت

حضرت مسیح موعودؑ کا آنحضرت صلعم کے رنگ میں رنگین ہونے کا ظاہر ثبوت یہ ہے کہ آپ کا ہر ایک قول و فعل سنت رسول اللہ صلعم کے عین مطابق تھا۔ عبادات ہوں یا معاملات ہر امر میں بدعات سے سخت نفرت تھی۔ ہر بات میں قرآن اور سنت کی پیروی آپ کو مدنظر تھی۔ جب میں نے بیعت کی تو عرض کیا کہ تزکیہ نفس کیلئے کوئی وظیفہ بتایا جائے۔ فرمانے لگے یہی نماز سمجھ کر اور سنوار سنوار کر پڑھو اور تہجد پڑھو۔ موجودہ پیروں فقیروں نے جو بہت سے اوراد و وظائف بنا رکھے ہیں ان سے آپ قطعاً مجتنب تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ عبادت کے معاملہ میں تو انہوں نے ایک نئی شریعت بنالی ہوئی ہے۔ آپ کے اخلاق بالکل خلق محمدی کا نمونہ تھے جن میں سے کچھ مشتے نمونہ از خروارے میں نے سیرت والے مضمون میں ذکر کئے ہیں۔

ہر بات میں محامد و محاسن نبوی کا تذکرہ

آنحضرت صلعم کا ذکر اور آپ کے محامد و محاسن کا تذکرہ اکثر اوقات آپ کا شغل تھا۔ کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے جہاں آنحضرت صلعم کی خوبیوں کا ذکر کسی نہ کسی رنگ میں نہ کردیں۔ کسی مذہب اور اس کے پیشوا کا ذکر ہو وہاں بالمقابل آنحضرت صلعم کی عظمت اور کمال کا ذکر ضرور لے آتے تھے۔ دعویٰ ماموریت سے قبل آپ لدھیانہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ان دنوں ٹمپرنس سوسائٹیوں کا نیا نیا پرچار شروع ہوا تھا۔ ان کے لیکچر اور ڈرامے مختلف شہروں میں ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کا ایک جلسہ تھا۔ لدھیانہ کے سکرٹری نے حضرت صاحب کی خدمت میں آکر عرض کی کہ آپ بھی مسکرات اور شراب کے خلاف کچھ تقریر فرمادیں لیکن اس میں مذہبی خصوصیات کا تذکرہ نہ ہو۔ صرف منشیات کے استعمال کے خلاف ایک اخلاقی لکچر ہو۔ آپ نے انکار کردیا۔ فرمانے لگے یہ کس طرح ممکن ہے کہ منشیات کے خلاف اور ٹمپرنس کی تائید میں لیکچر ہو اور دنیا کے سب سے بڑے اس انسان یعنی آنحضرت صلعم کا ذکر نہ آوے جس نے ایک اشارہ میں ایک ملک کے ملک کے ہاتھ سے شراب کے جام پھنکوا دیئے۔ اور مٹکے تڑوا دیئے۔ جس نے ہر ایک قسم کی نشہ آور چیزوں اور مسکرات کو مذہباً حرام کرکے دنیا پر احسان عظیم کیا۔ ٹمپرنس کا جلسہ ہو اور ایسے محسن کا ذکر نہ آوے میں تو اسے برداشت نہیں کرسکتا۔

حضرت نبی کریمؐ کے متعلق عدیم النظیر غیرت

آنحضرت صلعم کے خلاف آپ کچھ سن نہیں سکتے تھے۔ اپنے متعلق اس قدر برداشت تھی کہ بعض دفعہ خبیث باطن لوگ آتے اور بالمشافہ نہایت گستاخی سے کلام کرتے بلکہ دشنام دہی تک سے فرق نہ کرتے۔ لیکن آپ برف کی طرح ٹھنڈے نظر آتے۔ چہرہ پر ملال یا غصہ کے تیور کبھی نظر ہی نہ آتے تھے۔ ایک دفعہ ایک ہندوستانی مولوی جس کو اپنے علم پر بڑا ناز تھا۔ اور اپنے تئیں جہاں گرد اور سرد و گرم زمانہ چشیدہ ظاہر کرتا تھا۔ قادیان آیا۔ اور مسجد میں حضرت صاحب کے ساتھ آپ کے دعاوی کے متعلق نہایت شوخی اور گستاخی سے کلام کرنے لگا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ہی کہنے لگا آپ اپنے دعوے میں کاذب ہیں اور میں نے ایسے مکار بہت دیکھے ہیں اور میں تو ایسے کئی بغل میں دبائے پھرتا ہوں۔ غرض کہ اس قسم کی بکواس کرتا رہا مگر آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ بڑے سکون سے سنا کئے اور پھر بڑی نرمی سے اپنی نوبت پر کلام کیا۔ بعض دفعہ جب کسی شخص نے نہایت درشتی سے کام لیا اور کسی مرید نے اگر کہہ دیا کہ آپ تہذیب سے کلام کریں تب بھی آپ نے اپنے مرید کو روک دیا۔ اور فرمایا صبر سے کام لو۔ لیکن آنحضرت صلعم کے بارہ میں اگر کوئی گستاخی کرتا یا آپ صلعم کے خلاف کوئی تحریر نظر پڑجاتی تو اس قدر طبیعت برہم ہوجاتی کہ دیکھنے والے کو حیرت ہو جاتی تھی۔ چہرہ سُرخ ہوجاتا تھا۔ اور دیر تک اس کی تردید اور آنحضرت صلعم کے محاسن اور محامد پر نہایت جوش سے تقریر فرماتے اور جب تک اس کے خلاف اس کا رد نہ لکھ لیتے چین نہ آتا۔ جب ایک پادری نے وہ موذی اور خبیث کتاب "امہات المومنین" لکھی جس میں بجز دل آزاری اور آنحضرت صلعم اور آپ کے ازواج مطہرات کی شان میں ہرزہ سرائی کے کوئی معقول بات نہ تھی تو اس کے دیکھنے سے اس قدر صدمہ آپ کے دل پر ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ فرمانے لگے "ہمارا آرام تلخ ہوگیا ہے۔ میری جائداد کا تباہ ہونا اور میرے بچوں کا میری آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا مجھ پر آسان ہے بہ نسبت اس ہتک اور استخفاف کے دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے۔"

عبداللہ آتھم اور لیکھرام کے متعلق پیشگوئیاں

یہ جو عبداللہ آتھم اور لیکھرام کے متعلق پیشگوئیاں ہوئی تھیں یہ بھی سب آنحضرت صلعم کی شان کے استخفاف کی بنا پر ہوئی تھیں۔ عبداللہ آتھم کو صاف طور پر آپ نے فرمایا کہ چونکہ اس شخص نے آنحضرت صلعم کو نعوذ باللہ دجال کہا ہے اس لئے اس گستاخی کی سزا میں یہ شخص پندرہ ماہ کے اندر ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ جس پر اس نے کان کو ہاتھ لگا کر اور زبان باہر نکال کر کہا کہ میں نے ایسا نہیں کہا۔ گویا اپنے قول سے وہیں اس مجلس میں رجوع کرلیا۔ آنحضرت صلعم کی شان میں لیکھرام کی بدزبانی جب حد سے گذر گئی تو آپ نے وہ مشہور عالم پیشگوئی کی تھی جس کے عین مطابق وہ چھ سال کے اندر فی النار و السقر ہوا تھا۔ اس کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں:۔

الا اے دشمن نادان و بیراہ ۔ بترس از تیغ بُران محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است ۔ بیا بنگر زغلمانِ محمدؐ

لیکھرام سے نفرت اور اُس کی وجہ

ایک مرتبہ حضرت صاحب لاہور سے واپس قادیان جارہے تھے۔ اسٹیشن پر لیکھرام ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ آپ نے توجہ نہ کی کسی نے عرض کی کہ لیکھرام سلام کرنا چاہتا ہے فرمانے لگے میرے آقا کو گالیاں دینا اور مجھ کو آکر سلام کرنا۔ میں ایسے گستاخ شخص کی شکل دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اور نہیں ملے۔ کیا سچ فرماتے ہیں:۔

؎ اُس نور پہ فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

ایک اور واقعہ

لاہور کی آریہ سماج نے ایک مرتبہ جلسۂ مذاہب میں تقریر کرنے کے لئے دعوت دی۔ قادیان سے بھی ایک وفد آیا جس کے قافلہ سالار حضرت مولانا نورالدین مرحوم تھے۔ ہماری طرف سے جو لیکچر پڑھا گیا وہ نہایت معقول اور مہذب تھا۔ لیکن آریہ لیکچرار نے حسب معمول نہایت بکواس کی اور آنحضرت صلعم پر نہایت نامعقول حملے کئے۔ ہمارے لوگ نہایت صبر و تحمل سے سنتے رہے۔ جب واپس قادیان آئے تو حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ آپ کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور اس قدر اظہار رنج فرمایا کہ ایسا کبھی نہیں دیکھا گیا تھا۔ فرمانے لگے تمہاری غیرت نے کس طرح برداشت کیا کہ آنحضرت صلعم کی شان میں گستاخی ہورہی ہو اور تم چپ بیٹھے سنا کئے۔ تم اُسے روک نہیں سکتے تھے تو اُٹھ کر چلے آتے۔ بیٹھا رہنے کے کیا معنے تھے! مولوی نورالدین مرحوم تو کئی روز شرمندگی سے سامنے نہیں گئے۔ اور اسی جوش میں حضرت صاحب نے وہ مشہور کتاب چشمۂ معرفت لکھی جس میں آریہ سماج کی جڑیں پکڑ کر ہلا دیں۔

آپ کے عشق رسول کی نمایاں خصوصیت

آنحضرت صلعم کی تعریف اور محامد و محاسن کا ذکر اُمت کے کس عالم اور فقیہ۔ محدث اور صوفی نے نہیں کیا؟ سب نے کیا اور خوب کیا۔ لیکن اس امر میں جو ایک خاص رنگ اور شان حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو حاصل ہے وہ اور جگہ بہت کم نظر آتی ہے۔ وجہ یہ کہ آپ کا طریقہ تعریف محض اظہار عقیدت اور شاعرانہ طور پر اظہار خیالات تک محدود نہ تھا بلکہ آپ کی ساری کوشش اس

امر پر صرف ہوتی تھی کہ اظہار واقعات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شان کو دنیا کے سامنے نمایاں کیا جائے۔ آنحضرت صلعم کے اخلاق و عادات، تعلیم اور کتاب، اقوال و اعمال کو دنیا کے سامنے ایسے صحیح طریق پر اور تمام زوائد و حواشی سے پاک کر کے اپنی اصلی صورت میں اس طرح پیش کیا جائے کہ ان کی پوری پوری چمک ہر ایک دانا و سلیم الطبع انسان کے پیش نظر ہو جائے۔ ابتدائے عمر سے ہی آپ کا طریق تھا۔ پادریوں سے آریوں سے آپ کے مباحثے اور تنا ولہ خیالات جہاں بھی ہوئے یہی رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ اشعار بھی آنحضرت صلعم کی تعریف میں جو لکھے وہاں بھی زلف و گیسو اور خط و خال کی تعریفوں سے اجتناب کیا ہے۔ اور آپ کی سیرت اور اخلاق قوت قدسی اور فیضان و برکات کا صحیح صحیح نقشہ ایسی خوبصورت اور دلکش طرز میں کھینچا ہے کہ بے اختیار صل علیٰ روح اور قلب کہہ اٹھتے ہیں۔ ان اشعار میں شاعرانہ مبالغہ کا نام و نشان نہیں ہوتا۔ صرف واقعات اور حقیقت کو منظم کر کے رکھ دیتے ہیں۔ جس سے سرور دو عالم کی حقیقی شان اور مرتبہ پر ایسی عمدہ روشنی پڑتی ہے کہ ممکن نہیں کہ اسے پڑھے۔ اور ایک سلیم الطبع انسان کا سر اس عظیم الشان انسان کے آگے ادب سے نہ جھک جائے

حضرت مسیح موعودؑ کے چند نعتیہ اشعار

نعتیں تو بہت سنی ہونگی۔ لیکن حضرت مسیح موعود کی بھی ایک نعت کے چند اشعار بطور نمونہ سن لیں۔ کیا واقعات کی بنا پر اس سے بہتر اور مؤثر تعریف ہو سکتی ہے؟ نہ کوئی مبالغہ ہے نہ رنگینی ہے محض واقعات ہیں اور کس قدر پُر اثر ہیں ؎

اندراں وقتیکہ دنیا پُر ز شرک و کفر بود
ہیچ کس را خوں نہ شد دل جز دل آں شہریار
ہیچ کس از خبث شرک و خبث بت آگہ نہ شد
ایں خبر شد جان احمد را کہ بود از عشق زار
کس چہ میداند کزاں نالہ با باشد خبر
کاں شفیعے کرد از بہر جہاں در کنج غار
من نمیدانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے
کاندراں غارے درآورد ش حزین و دلفگار
نے ز تاریکی توحش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مردن غم نہ خوف کژدم و نے بیم مار
کشتۂ قوم و فدائے خلق و قربان جہاں
نے بجسم خویش میلش نے بنفس خویش کار
نعرہ ہا پُر درد مے زد از پئے خلق خدا
شد تضرع کار او پیش خدا لیل و نہار
سخت شورے بر فلک افتاد زاں عجز و دعا
قدسیاں را نیز شد چشم از غم آں اشکبار
آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
شد نگاہ لطف حق بر عالم تاریک و تار

عشق رسولؐ کا عظیم الشان کارنامہ

نظم تو خیر دل کے جوش اور محبت کا ابال ہوتا ہے جس کا وقتاً فوقتاً اظہار ہوتا رہتا تھا۔ لیکن اصل ٹھوس کام وہ کتاب تھی جو عشق محمدی نے آپ سے لکھوائی۔ جس کا نام براہین احمدیہ تھا۔ اور جس میں آپ نے قرآن اور نبوت محمدیہ پر صدہا دلائل بینہ و براہین قاطعہ ایسے تحریر فرمائی ہیں جو بالکل اچھوتی اور ایسی مستحکم اور معقول ہیں کہ آپ نے دس ہزار روپے کا انعام اسکی ایک ایک دلیل کے توڑ دینے پر مقرر کیا تھا جس کی تعریف میں مولوی محمد حسین بٹالوی تک کو لکھنا پڑا کہ اس مضمون پر تیرہ سو سال سے مسلمانوں میں ایسی کتاب کوئی تصنیف نہیں ہوئی۔ اتنا ہی نہیں۔ تمام عمر مختلف تصنیفات تحریرات اشتہارات تقریروں وغیرہ کے ذریعہ سے یہی شغل جاری رہا۔ دن رات انہی باتوں کے چرچے تھے۔ یہی تڑپ تھی۔ یہی عشق تھا کہ کسی طرح محمد رسول اللہ صلعم کی شوکت، عزت، عظمت کا اظہار دنیا پر ہو۔

تین بے نظیر امور

آپ کی اس تمام سعی اور جد و جہد میں تین امور ایسے ہیں جو بے نظیر ہیں:۔

آنحضرت صلعم جامع جملہ کمالات انبیاء ہیں

(۱) آپ کا بڑا زور اس بات پر تھا کہ جو کمالات مختلف انبیا کو وقتاً فوقتاً حسب ضرورت زمانہ ملتے رہے وہ سب کمالات مجموعی طور پر اکمل اور اتم طور پر آنحضرت صلعم کے اندر اللہ تعالیٰ نے جمع کر دیئے "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"۔ کہنے والے نے تو بہت پہلے یہ شعر کہا تھا لیکن عملاً ہمارے علما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دیگر انبیا کو فضیلت دینے میں بہت دلیر تھے کہیں یہ عقیدہ بنا رکھا تھا کہ قیامت میں جب اللہ تعالیٰ جلوہ فرما ہوگا تو سوائے حضرت موسیٰؑ کے سب بیہوش ہو کر گر جائیں گے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلعم بھی۔ اور حضرت موسیٰ خدا کو برابر دیکھتے رہیں گے اور بیہوش نہ ہوں گے۔ یہ بھی مانتے تھے کہ جادوگروں کا جادو حضرت موسیٰؑ کے سامنے تو دب گیا۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم پر چل گیا۔ کہیں حضرت سلیمان کے ماتحت جن و پری کر کے اُن کے تخت کو اڑاتے تھے۔ حضرت خضر کو بقائے دوام کا تاج پہناتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ اور ان کی اماں کے سوا اور کسی کی ولادت مس شیطان سے پاک نہیں سمجھتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ کو تو اس قدر فضیلتیں آنحضرت صلعم پر دی تھیں جن کا کوئی شمار ہی نہیں۔ کہیں پرندوں کا خلق کرنا۔ مردوں کا زندہ کرنا۔ اندھوں اور کوڑھیوں کو چنگا کرنا۔ عالم الغیب ہونا۔ آسمان پر بجسدہ العنصری چڑھ کر آج تک الآن کما کان کی شان سے زندہ چلے آنا۔ اخیر میں امت محمدیہ کے غرق ہوتے ہوئے بیڑے کو انہی کا پار لگانا۔ گہوارہ میں دعویٰ نبوت کرنا۔ غرضکہ کوئی ایک فضیلت ہو تو بیان کرے کسی نہ کسی رنگ میں ہر ایک نبی کو کوئی فضیلت دے رکھی تھی اور بعض نے تو یہ غضب کر دیا تھا کہ لغو روایتوں کی بنا پر بعض کمزوریاں تک نعوذ باللہ حضور صلعم کی طرف منسوب کر رکھی تھیں۔ پس حضرت مسیح موعود کا کس قدر عظیم الشان کارنامہ یہ تھا کہ آپ نے ان تمام لغو روایتوں کا قلع قمع کر کے دکھا دیا اور ان تمام بے سر و پا باتوں کی حقیقت کو طشت از بام کر کے ان فرضی فضیلتوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور بتلایا کہ ہر ایک خوبی اور ہر ایک انعام جو کسی نبی کو ملا ہے وہ بوجہ احسن اور اتم اور اکمل ہمارے نبی کریم صلعم کو دیا گیا ہے اور یہ زبانی خوش عقیدگی کے رنگ میں نہیں فرمایا بلکہ صفحوں کے صفحے ان پر لکھ کر ان امور کو پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں جس کا دل چاہے آپ کی تحریریں دیکھ لے۔ پھر آپ نے جو کچھ لکھا وہ اپالوجی کے رنگ میں نہیں لکھا کہ آنحضرت صلعم کی بعض باتوں کے لئے کوئی عذر تلاش کرنے بیٹھ گئے۔ یا الزامی رنگ کا جواب دے کر پیچھا چھڑایا۔ نہیں بلکہ جو کچھ قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہوتا تھا ان کو ایسی صحیح شکل میں لا کر دکھایا کہ نہ صرف یہ کہ تمام اعتراضات اُڑ گئے بلکہ اس کا حسن اور کمال سامنے آ کر وہی چیز جو محل اعتراض تھی اعلیٰ درجہ کا خلق ثابت ہوئی۔

آنحضرت صلعم خاتم الانبیا ہیں اور زندہ نبی ہیں

(۲) دوسری بات جس پر آپ نے بڑا زور دیا ہے وہ یہ کہ صرف آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں اور آپ پر تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے ہیں اس لئے اب آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ جیسا کہ فرماتے ہیں ؎

ختم شد بر ذات پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

بلکہ ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ آپ زندہ نبی ہیں۔ اور آپ کی نبوت کے زندہ ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ آپ کے فیوض و برکات زندہ اور جاری ہیں اور آپ کی اتباع کی برکت اور طفیل سے ہمیشہ ایسے لوگ پیدا ہوتے آئے ہیں جو خدا کا قرب حاصل کرتے اور خدا کے تازہ بتازہ کلام سے مشرف ہوتے رہے ہیں اور اس زمانہ میں اس امر کا زندہ نشان اپنے وجود کو پیش کیا۔ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمد سا نہ پایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

لاہور کے بشپ کی شکست اور سراسیمگی

شعروں میں ہی نہیں۔ کتابوں میں۔ اشتہاروں میں یہی زور تھا اور بڑا زور تھا۔ جن لوگوں نے اس معاملہ میں لاہور کے بشپ کی شکست اور سراسیمگی دیکھی ہے وہ اس نظارہ کو بھول نہیں سکتے۔ لاہور کے بشپ نے مسلمانوں کو چیلنج دیا کہ ہم سے "زندہ نبی" پر بحث کر لو۔ غیر احمدی مسلمانوں میں فہمیدہ لوگوں نے سمجھ لیا کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ بٹھا کر اور محمد رسول اللہ صلعم کو خاک میں مدفون کر کے ہم پادری کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں کسی مناظر کے لئے درخواست کی جسے آپ نے بھیج دیا۔ مباحثہ کے دن خلقت کے ہجوم میں پادری نے بڑے فخر سے حضرت عیسیٰ کے زندہ آسمان پر چڑھنے اور آج تک الآن کما کان کی شان سے زندہ ہونے اور آخرکار ساری دنیا کا بیڑا پار لگانے کے لئے اس کی بعثت اُخریٰ پر تقریر کی اور مسلمانوں کو للکار کر یہ پوچھا کہ "اب بتاؤ زندہ نبی کون ہے؟" ایک سناٹا تھا جو چاروں طرف چھایا ہوا تھا۔ دفعتہً احمدی مناظر نے کہا کہ زندہ نبی وہ ہے جس کے فیض و برکات زندہ ہیں۔ جس کی اتباع سے آج بھی لوگ خدا سے واصل ہوتے اور اس کے قرب کو حاصل کرتے ہیں۔ حضرت مسیح نہ صرف مر چکے بلکہ ان کے فیوض و برکات بھی منقطع ہو چکے پس جو نبوت مردہ ہو چکی اس کو زندہ نبوت محمدیہ کے سامنے پیش کرنا چہ معنی دارد۔ اس پر وہ پادری سٹپٹا ہو گیا۔ مگر تاڑ گیا فوراً بول اٹھا تم مرزائی ہو۔ ہماری بحث تم سے نہیں ہماری بحث مسلمانوں سے ہے۔ تم مسلمان نہیں تم کو مسلمان کافر کہتے ہیں۔" لیکن عجیب تماشہ یہ ہوا کہ صداقت کے اثر سے لوگ اس وقت ایسے متاثر تھے کہ بول اٹھے کہ "یہ مسلمان ہیں انہیں کون کافر کہتا ہے"۔ بس پھر کیا تھا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ پس محمد رسول اللہ صلعم کو زندہ نبی پیش کرنے والا اور ثابت کرنیوالا اس زمانہ میں مرزا ہی تھا۔ کون ہے جو اس

مسئلہ نبوت اور مسیح موعودؑ
دعویٰ نبوت سے واضح انکار

(از سیّد اختر حسین صاحب اختر۔ احمدی)

سلسلہ نبوت کی غرض

سلسلہ نبوت اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت کے ماتحت تخلیق آدم کے ساتھ ہی شروع ہوتا ہے۔ اور اس کا مقصد یہ تھا کہ انسان اپنے جذباتِ فطری کو بعض حدود کے اندر استعمال کرتے ہوئے اپنا تزکیہ نفس کرے اور انسانی کمال کو حاصل کرسکے۔ گویا دوسرے الفاظ میں سلسلۂ نبوت کی غرض انسان کی معاشرتی، تمدنی، اخلاقی اور روحانی اصلاح اور ارتقا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ قوانین پیش کرنا ہے۔ چنانچہ جس قدر بھی انبیا دنیا میں آئے ہیں تمام کو اللہ تعالےٰ نے کتاب یعنی ایک مجموعہ قوانین عطا فرمایا۔ قرآن مجید کی آیت کان الناس امۃً واحدۃً فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق الخ (البقرہ ع ۲۶) کا بھی یہی منشا ہے۔

آنحضرت صلعم سے پہلے کی نبوتیں

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیا کی نبوتیں چونکہ مختص القوم اور مختص الزمان تھیں اس لئے انہیں کوئی ایسا قانون نہیں دیا گیا تھا جو تمام قوموں اور زمانوں کے لئے کافی ہوسکے۔ اور اگر غور کیا جائے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ روحی) سے قبل کا زمانہ ایک تاریک رات سے شدید مماثلت رکھتا ہے جس میں اگر کہیں چاند سے روشنی لی جاتی ہے تو کہیں ستاروں کی چمک سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ اگر ایک جگہ چراغ استعمال ہورہا ہے تو دوسری جگہ بجلی کے قمقموں کی تنویر ہماری جسمانی ہدایت کا موجب ہوتی ہے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہمیں مختلف قوموں اور مختلف زمانوں میں انبیاء کی بعثت کے آثار نظر آتے ہیں جن کا مقصد وحید اپنی قوم کو ظلمت سے نور کی طرف لانا تھا۔ چین میں اگر کنفیوشس کا مذہب نظر آتا ہے۔ تو جاپان میں سنٹوازم اور ٹوازم کی تعلیمات ملتی ہیں۔ ایسے ہی مصر میں "بک آف دی ڈید" نازل ہوتی ہے۔ تو شام میں تورات وانجیل لوگوں کو نجات دلاتی ہیں۔ ایران کو ژند اوستا سے اور ہندوستان کو ویدوں سے ہدایت ملتی ہے۔ لیکن یہ کتابیں ایک تو خاص زمانوں اور خاص حالات سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور دوسرا فنِ کتابت کے عام نہ ہونے اور حفاظ کی غیر موجودگی کی وجہ سے ان کی حفاظت کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا۔ اور نتیجہ یہ تھا کہ یہ تمام کتب محرف ومبدل ہوتی رہتی تھیں۔ اس لئے وقتاً فوقتاً ضرورت کے ماتحت انبیاء مبعوث ہوکر ان میں ترمیم وتنسیخ کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی یہی فرماتے ہیں کہ:۔

"انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کریں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لاویں۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۳۹)

خاتم النبیین کی آمد

لیکن جس طرح تاریک رات کے بعد آفتاب کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی چاند ستاروں یا بجلی کے قمقموں کی احتیاج نہیں رہتی بعینہٖ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس بات کی ضرورت نہیں رہتی کہ کوئی اور نبی دنیا میں آکر کچھ احکام پیش کرے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قوانین کی ایک ایسی مکمل کتاب ہمارے سامنے پیش کی ہے۔ جو تا قیامت تمام زمانوں اور تمام قوموں کے لئے کافی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" الآیہ۔ (مائدہ ع ۱) یعنے آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کردیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کردیا۔ اور پھر اس مکمل قانون کی حفاظت کا بھی خود ہی وعدہ فرمایا جیسے آتا ہے "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون" کہ ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ گویا یہ کتاب صحف سابقہ کی طرح نہیں بلکہ یہ ہمیشہ محرف ومبدل ہونے سے مبرا رہے گی۔ تو چونکہ نبی کی بعثت کا مقصد از روئے قرآن کریم احکام جدیدہ لانا یا کچھ ترمیم وتنسیخ کرنا ہے اور اس محفوظ اور مکمل کتاب میں ترمیم یا تنسیخ کی گنجائش ہی نہیں۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا ہی بے معنی ہے آپ ہی خاتم النبیین یا آخری نبی ہیں اور آپ ہی کا فیضان تا قیامت بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے کافی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورج ہیں

آیت خاتم النبیین کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یاایھا النبی انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً ۔ (احزاب ع ۶)

(ترجمہ) اے نبیؐ ہم نے تجھے گواہ بناکر بھیجا ہے اور خوشخبری دینے والا اور خطرات سے آگاہ کرنے والا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا۔ اور روشن کرنے والا سورج۔"

جس کا یہی مطلب ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہ سورج ہیں جن کی موجودگی میں کسی اور چیز سے روشنی لینے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر نبوت محمدیہ کا آفتاب عالمتاب دنیا سے غروب ہوجائے تو بے شک ضرورت پڑے گی۔ لیکن اس کا غروب ہونا "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہٗ لحافظون" کے تحت ناممکن ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔

غیر احمدی حضرات کی غلط فہمی

یہی وہ راز تھا جس پر غور نہ کرنے کی وجہ سے بعض ائمہ اسلام اور ان کی اتباع میں ہمارے غیر احمدی حضرات کو غلط فہمی ہوئی ہے اور انہوں نے یہ عقیدہ رکھ لیا ہے۔ کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسےٰ آسمان سے نازل ہوں گے۔ جب نبوت کا کام ہی مکمل ہوچکا ہے تو اس کے بعد کسی نبی کا آنا کیا معنی رکھتا ہے اور اگر وہ آجائیں تو اس کی دو ہی صورتیں ہوں گی۔ یا تو یہ کہ قرآن مجید کے علاوہ کوئی اور قانون دنیا کے سامنے پیش کریں اور یا اسی قرآن مجید کی اتباع کریں۔ پہلی صورت تو قطعاً ناممکن ہے اور دوسری صورت بھی جائز نہیں۔ کیونکہ اگر کلّی قرآن مجید کے متبع ہوں گے تو پھر ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے "نبوت" کا درجہ اللہ تعالیٰ چھین لے گا۔ کیونکہ نبوت کہاں رہی جب نبوت کا کام یعنے قانون پیش کرنا ان کے ذریعہ سے پورا نہ ہوا۔ اور نبی کی نبوت کا سلب کیا جانا از روئے قرآن مجید ناممکن ہے۔ علاوہ ازیں قرآن مجید نے حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی اور رسول کرکے پکارا ہے۔ یہ آیات قرآنیہ کبھی منسوخ نہیں ہوسکتیں اس لئے ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور قرآن مجید کے بعد کوئی کتاب نہیں ہاں اگر تجدید دین کے لئے آیہ استخلاف اور حدیث ابی داؤد کے مطابق مجدد دین آئیں۔ یا بموجب حدیث بخاری محدثین آئیں جو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہوں تو یہ ختم نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ ایسے لوگوں کو انبیا نہیں بلکہ اولیاء کہا جاتا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے:۔

"وللہ مکالمات ومخاطبات مع اولیاءہ فی ھذہ الامۃ وانھم یُعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ فان القرآن اکمل وطر الشریعۃ ولا یُعطون الا فھم القرآن ولا یزیدون علیہ ولا ینقصون منہ ومن زاد او نقص فاولئک من الشیاطین الفجرۃ (مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶)

(ترجمہ) اس امت میں اللہ تعالیٰ کا اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمہ ومخاطبہ ہوتا ہے۔ اور انہیں انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن مجید نے شریعت کی تمام ضروریات کو پورا کردیا ہے۔ اور ان کو سوائے فہم قرآن کے کچھ نہیں دیا جاتا۔ وہ نہ تو اس پر زیادہ کرتے ہیں اور نہ اس سے کچھ گھٹاتے ہیں اور جو شخص قرآن مجید میں کچھ کم وبیش کردے۔ وہ شیاطین اور بدکاروں میں سے ہے"

حضرت مسیح موعود اور دعویٰ نبوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ بھی محدثیت کا ہی تھا۔ اور وہ اپنے آپ کو انہی اولیا میں شمار کرتے تھے جنھیں انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے۔ اپنی وحی کو وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت لکھتے تھے۔ لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح مسیح ناصری علیہ السلام کے مخالفین نے انہیں دعویِ الوہیت کا غلط الزام دیا اور موافقین کے ایک کثیر گروہ نے انہیں واقعی الوہیت کے مقام پر مان لیا۔ ویسے ہی مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق مخالفین اور موافقین دونوں کو ٹھوکر لگی لیکن حضور نے اپنی زندگی میں بار بار اس غلط الزام کی تردید فرمائی ہے۔ آپ نے اپنی تمام کتابوں میں یہی عقیدہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ حضرت عیسےٰ نہ حضرت موسیٰؑ اور نہ کوئی جدید نبی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجنابؐ کے بعد اس اُمت کیلئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا۔ (نشانِ آسمانی صفحہ ۲۸)

پھر اشتہار ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء میں لکھتے ہیں:-

" اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی "

اس کے بعد "حقیقۃ الوحی" میں تحریر فرماتے ہیں:-

" اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔ (صفحہ ۳۹۰)

حضور کی تمام تحریرات میں یہی رنگ نظر آتا ہے۔ اور ایک تحریر بھی ایسی پیش نہیں کی جا سکتی جس میں آپ نے نبوت "تشریعی" یا "غیر تشریعی" کا دعویٰ فرمایا ہو۔ بلکہ بار بار یہی لکھتے رہے ہیں کہ میری طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا مخالفین کا "سراسر افترا ہے"۔

مجددیت اور محدثیت کا دعویٰ

ایک نہایت قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تحریرات میں مسیح موعود۔ مجدد۔ یا محدث ہونے کے دعاوی تو بکثرت پائے جاتے ہیں لیکن اگر نہیں پایا جاتا تو وہ دعویٰ نبوت ہے۔ جہاں دیکھا جائے نبوت سے انکار ہی انکار نظر آتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ:-

نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۱)

پھر آئینہ کمالات اسلام میں تحریر فرماتے ہیں:-

" اس سے پہلے صدہا اولیائے اپنے الہام سے گواہی دی تھی کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہو گا۔ اور احادیث نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔ پس کیا اس عاجز کا یہ دعویٰ عین اپنے محل اور اپنے وقت پر نہیں؟ "

پھر فرماتے ہیں:-

" مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدد من اللہ کے دعوے سے کچھ بڑا نہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۰)

اس سے یہ صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا دعویٰ ہرگز نبوت کا نہ تھا۔ اور یہ مخالفین کا حضرت اقدس پر افترا ہے۔

نبی کا نام مجازاً آتا ہے

ہاں یہ سچ ہے کہ مسلم کی حدیث میں اور حضرت اقدس کے الہامات میں آپ کے متعلق نبی کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے۔ مگر آپ نے صاف طور پر اس کی تشریح فرما دی ہے کہ یہ لفظ حقیقی طور پر مستعمل نہیں بلکہ مجازاً وارد ہوا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

" وسُمّیت نبیًا من اللہ علیٰ طریق المجاز لا علیٰ وجہ الحقیقۃ (ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

(ترجمہ) میرا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجازاً نبی رکھا گیا ہے حقیقی طور پر نہیں۔

اور پھر ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں

" اس جگہ جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجازاً اور استعارہ کے طور پر ہے... اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے۔ اور دانیل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے "

قادیانی حضرات کے لئے ناقابل حل معمہ

گویا صرف نبی کا نام ہی مجازاً نہیں رکھا گیا تھا بلکہ میکائیل کے نام سے بھی آپ کو پکارا گیا ہے۔ یہ معمہ قیامت تک قادیانی حضرات کے لئے ناقابل حل رہے گا کہ اگر ایک شخص مجازاً میکائیل کا نام پا کر فی الواقع میکائیل فرشتہ نہیں بن سکتا۔ تو مجازاً نبی کا نام پانے سے نبی کس طرح ہو سکتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مخالفین غور کریں

ایسے ہی سلسلہ احمدیہ کے مخالفین کو جو محض جاہل لوگوں کو طیش دلانے کے لئے گلے پھاڑ پھاڑ کر کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ان حقایق پر غور کرنا چاہیئے۔ اگر حضرت مسیح موعود کا دعویٰ واقعی نبوت کا ہوتا تو ان کا فرض اولین یہ تھا کہ مبائعین سے اپنی نبوت کا اقرار لیتے۔ جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے کہ "تمام نبی یہی سکھلاتے آئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانو اور ساتھ اس کے ہماری رسالت پر بھی ایمان لاؤ"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۱)

لیکن حضرت اقدس کا ایک بیعت کنندہ بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جو یہ شہادت دے سکے کہ کبھی آپ نے اپنی نبوت۔ یا رسالت کا اقرار مجھ سے لیا تھا۔ حضور کی تمام کتب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک بلند مرتبہ مجدد تھے۔ محدث تھے۔ مہدی معہود اور مسیح موعود تھے لیکن آپ کی طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرنا قطعاً بے بنیاد ہے۔ کذب ہے۔ بہتان ہے؂

برامام اولیا، ایں افترا!

چوں نمی ترسید از قہر خدا؟

"بشارت احمد" کا حقیقی مصداق

حضرت عیسٰے علیہ السلام فرماتے ہیں:-

" ومبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہٗ احمد"

(سورہ صف)

جناب میاں صاحب اور ہمارے قادیانی بھائی کہتے ہیں کہ احمد رسول مرزا صاحب ہی ہیں۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے حضرت مسیح موعود نے کبھی ایسا نہیں فرمایا۔

اس پیشگوئی کا مصداق معلوم کرنے کے لئے چار باتوں پر غور کرنا چاہیئے۔

(۱) اول لفظ "رسول" پر (۲) دوم "یاتی من بعدی" پر (۳) سوم "اسمہٗ احمد" پر (۴) چہارم "فلما جاءھم" پر۔

رسول سے مراد تو "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" سے ظاہر ہے۔ کہ احمد رسول وہ ہے جو ہدایت کاملہ اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔ چونکہ الھدیٰ اور دین الحق سے مراد قرآن مجید ہے اس لئے احمد وہ رسول ہے۔ جو صاحب قرآن ہے۔

یاتی من بعدی کے معنے ہیں کہ عیسٰےؑ کے بعد آئے گا۔ اس لئے احمد رسول وہ ہے جو عیسٰے علیہ السلام کے معاً بعد آیا مولوی غلام رسول صاحب کی طرح یہ کہنا کہ یاتی من بعدی کے یہ معنی ہیں کہ احمد وہ رسول ہے جو عیسٰےؑ کے بعد آئیں گے ان میں سے آنے والا رسول۔ یہ تحریف کلام الٰہی کی بدترین مثال ہے۔ جس کے جواب کی بھی ضرورت نہیں۔

اسمہٗ احمد۔ اسم کے معنے نام بھی ہیں اور صفت بھی پس جس کا نام احمد اور جو بلحاظ صفت احمد ہے۔ وہی اس کا مصداق ہے۔ بلحاظ صفت تو ہمارے قادیانی دوست بھی آنحضرت صلعم کو احمد مانتے ہی ہیں صرف بلحاظ نام وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو احمد رسول نہیں مانتے۔ لیکن ظاہر ہے کہ محض نام بلا صفت بے معنی شے ہے۔ اور ادھر آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ جس طرح میرا نام محمدؐ ہے اسی طرح میرا نام احمد بھی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے دو ہی نام ہیں محمدؐ اور احمدؐ۔ پس آنحضرت صلعم ہی وہ رسول ہیں جن کا نام احمد ہے۔

فلما جاءھم کے معنے ہیں۔ جب وہ احمد آیا۔ یہ کہنا کہ جب احمد آئے گا۔ بالکل غلط ہے۔ کسی قاعدے سے یہاں جاء کا ترجمہ مستقبل میں آنا نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ لفظ جاء حضرت مسیح کی پیشگوئی "یاتی من بعدی" کے پورا ہونے کے لئے نازل ہوا ہے۔

پس اندریں حالات حقیقی احمد بشارت عیسوی کا مصداق ہے وہ آنحضرت صلعم ہی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی حقیقی احمد کے غلام ہیں۔ جیسا کہ ان کے نام "غلام احمد" سے ظاہر ہے۔ ہاں آپ چونکہ اس احمد حقیقی کے اندر فنا ہو گئے تھے اس لئے آپ کو بھی ظلی طور پر "احمد" کا نام ٹھہ

(تیسرے کالم کا بقیہ)

دیا گیا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے؂

" احمد اندر جان احمد شد پدید

اسم من گردید اسم آں وحید

"اب ظاہر ہے کہ احمد کے نام سے کوئی شخص یہ نہیں سمجھ سکتا کہ حقیقت میں آنحضرت صلعم دوبارہ آجائیں گے .... اصل حقیقت یہ ہے کہ دونوں ناموں میں بروزی ظہور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ شخص موعود کا احمد نام رکھ کر آنحضرت صلعم نے ساتھ ہی فرما دیا ہے کہ اس کی صفات میری صفات ہے، اور اس کی صورت میری صورت سے مشابہ ہو گی۔ یہی تقریر تھی جو بروزی ظہور کی طرف اشارہ تھا۔ یعنی وہ بلحاظ صفات احمدیہ احمد کہلائے گا۔" (ایام صلح صفحہ ۱۵۲)

کیا جناب میاں صاحب یا ان کا کوئی غالی سے غالی مرید مسیح موعود کی اس تحریر کا کوئی جواب دے سکتا ہے

(عمر الدین احمدی)

انبیاء و مامورین الٰہی پر تشدد و دشنام دہی کا الزام

حضرت مسیح موعود پر مخالفوں کے اعتراض

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

سب سے بڑا اعتراض جو حضرت نبی کریم پر دجال کی طرف سے لگایا گیا وہ یہ ہے کہ آپ نے مذہب جیسی صداقت کو ظلم و جبر سے پھیلایا۔ پھر جو لوگ واقعات سے مجبور ہو جاتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جنگیں دفاعی تھیں نہ کہ جارحانہ کارروائیاں۔ تب بھی ان افعال سے اگر ظلم و جبر ثابت نہیں ہوتا تو غصہ و انتقام کی بُو ضرور آتی ہے۔ پس ایک اولوالعزم نبی کے لئے غصہ و انتقام جیسی صفات کا مظاہرہ کرنا بھی کہاں تک صحیح ہے؟ بلکہ پرستاران مسیحیت تو یہاں تک چلے جاتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ شخص عندالعقل افضل ثابت ہوتا ہے جو غصہ اور ظلم کے مقابل اپنی جان کھو دیتا ہے یعنے حضرت عیسٰی۔ یا وہ شخص جو بالمقابل تلوار لیکر خون و جنگوں کے سلسلوں کو جاری کر دیتا ہے۔ یعنے محمدؐ؟ اسی طرح اس وقت حضرت مسیح موعود پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ آپ نے مخالفوں کو مخاطب کرنے میں سخت الفاظ استعمال کئے۔ جن کو دشنام دہی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ یہ کیونکر کسی صورت میں ایک شریف انسان کیلئے جائز و روا ہے چہ جائیکہ ایک مامور و مصلح اس کا مرتکب ہو!! اعتراض یہ ہے کہ اگر مخالف لوگ گالیاں دیتے اور از راہ ظلم و تعصب جھوٹ بھی بولتے تھے تب بھی ایک مامور کو جواب میں انتقام سے پرہیز لازم ہے خصوصاً جبکہ وہ مامور عیسٰیؑ کی شان صبر و تحمل کا مثیل بننے کا مدعی بھی ہو۔

اس وقت میرا مقصد اس ضمن میں چند ایک اصولی امور کا بیان کرنا ہے۔ جن سے یہ ثابت ہوگا کہ انبیا یا ماموروں کا ظلم و تشدد کے مقابل اس قسم کا رویہ کس تحریک کی بنا پر ہوتا ہے اور وہ کیونکر جائز و درست ہے۔

مامور الٰہی کی دعوت حق پر لوگوں کے تین گروہ ہو جاتے ہیں۔ کثرت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اس کی مخالفت و بیخکنی پر آمادہ ہو جایا کرتے ہیں۔ قلیل لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو درمیانی حالت میں رہتے اور خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ اور ان سے قلیل تر وہ اصحاب ہوتے ہیں جو مامور کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ ان تینوں قسم کے لوگوں کی طرف مامور کا رویہ الگ الگ ہوتا ہے۔ مخالفین کو اتمام حجت ہو چکنے کے بعد مامور خدائی عذاب اور ان کے اعمال کے حبط ہو جانے سے متنبہ کرتا رہتا ہے۔ خاموش لوگوں کو نرم و لطیف پیرایہ میں قبولیت حق کے فوائد تبلائے جاتے ہیں۔ اور اپنی جماعت کی اخلاقی تربیت کی جاتی ہے۔ اس جگہ ہمیں مخالف لوگوں اور مامور کے تعلقات سے بحث مطلوب ہے۔ مامور ربانی نہ صرف بدی اور اس کے مظہروں کو مٹانا چاہتا ہے کیونکہ یہ باعث فساد و منبع شیطنت ہوتے ہیں بلکہ اس امر کا وعدہ خدائے قادر سے اس کو دیا جاتا ہے۔ اگرچہ مامور کی دلی تمنا اور قلبی مراد تو یہی ہوا کرتی ہے کہ مخالف لوگ سمجھ جائیں خواہ وہ کسی مرحلہ پر ہوں۔

مگر جب مخالف جہالت، ظلم، تعصب، فسق اور بیخکنیٔ حق میں حد سے گزر جاتے ہیں تو مامور بھی ان کے مقابل پر سطوت و قوت دکھاتا ہے کیونکہ انتہائی بدی کے مقابل پر دو ہی راستے اختیار کئے جاسکتے ہیں یا تو شجاعت اور جوانمردی سے اس کا رد کیا جائے اور یا بزدلی اور کمزوری دکھا کر اسے حق کی بیخکنی پر حوصلہ دیا جائے یہ امر ظاہر ہے کہ مامور اپنی صداقت و فتح پر حق الیقین رکھتا ہے۔ یہ بھی روشن ہے کہ اس کے تباہ کرنے کی کوشش کرنے والے سراسر ناراستی و ظلم کی حمایت کرتے ہیں۔ پھر مامور کے لئے سوائے اس کے اور کوئی راستہ کھلا نہیں ہوتا کہ بدی اور اس کے مظہروں اور ان کے نتائج سے کھلے کھلے الفاظ میں دنیا کو آگاہ کردے۔

مخالفوں کو تحدی بھی رحمت کا ایک رنگ ہوتا ہے

انتہائی مخالفوں کو تحدی آمیز الفاظ صرف اس لئے سنائے جاتے ہیں کہ اس میں انہی کی بھلائی ہے اور دوسروں کے لئے عبرت کا موقعہ۔ گویا کہ اس جگہ بظاہر جو بات شدت معلوم ہوتی ہے وہ بھی درحقیقت رحم و احسان کا ایک رنگ ہے جو شدید بدی اور اس کے مظہروں کے مناسب حال ان سے کیا جاتا ہے۔ تا وہ شاید اس طرح ہی سنبھل جاویں۔ اب سوال یہ ہے کہ جو لوگ مامور کے اس رویہ پر نکتہ چیں ہیں وہ خود ہی تبلا دیں کہ انتہائی بدی اور اس کے مظہروں کے مقابل پر اگر مامور ایسا رویہ اختیار نہ کرے تو پھر اور کیا کرے۔ کیا بدی اور اس کے مظہروں کی تعریف و خوشامد کرتا رہے؟ یا کم از کم کیا ان کے خلاف خاموشی اختیار کرے۔ اگر وہ خاموشی یا نرمی اختیار کرے تو اس سے بہت عظیم نقائص پیدا ہونے کا احتمال ہے یا تو دیکھنے والے یہ خیال کریں گے کہ بدی سے اسے بھی کچھ انس و لگاؤ ہے۔ ورنہ کیوں اپنے تمام زور و قوت سے اس سے نفرت کا اظہار نہیں کرتا۔ اور یا یہ سمجھیں گے کہ مامور کو اپنی کامیابی اور بدی کی تباہی کا پورا پورا یقین نہیں اور شاید ڈر اور جھجک سے مغلوبانہ پہلو اختیار کر رہا ہے اب جبکہ مامور کو اپنی صداقت اور کامیابی اور مخالف کی نامرادی و ذلت پر یقین ہے بلکہ اس کا مشن اور نصب العین ہی صداقت کو پھیلانا اور بدی کو مٹانا ہے تو پھر وہ بدی اور اس کے مظہروں کی تمام حرکات کو من وعن الم نشرح کرنے اور ان سے نفرت و حقارت پیدا کرنے میں کیوں مورد الزام ہے کیا مامور اپنے مشن کو چھوڑ دے کیونکہ بدی اور اس کے مظہروں کو نرمی و محبت سے دیکھنے کے معنی بجز اس امر کے اور کیا نکلیں گے؟ کیا وہ صداقت و حقانیت کا مجسمہ ہو کر بدی کو الفت و رأفت کی نگاہوں سے دیکھ سکتا اور اپنے اقوال و افعال سے دنیا پر ایسا اثر ڈال سکتا ہے؟ بے شک

وہ ظلم و تعصب کی ادنیٰ سے ادنیٰ اداؤں سے بکلی مجتنب رہتا ہے۔ یقیناً اس کا قلب انتقام کی لہروں سے بکلی سرد ہو چکا ہوا ہوتا ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ وہ بدی سے اُنس و شوق رکھتا ہے۔ یا یہ کہ وہ صداقت کو پھیلانا نہیں چاہتا یا یہ کہ وہ بدی اور اس کے شر و مکر سے گھبراتا اور ڈرتا ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کی جنگیں اور ان کی علت غائی

بلاشبہ آنحضرت صلعم کا تلوار اٹھانا یقیناً غصہ اور انتقام کے جذبات کا نتیجہ نہیں تھا۔ چہ جائیکہ کسی پر جبر و ظلم کرنا۔ یا دنیاوی طمع و حرص کا حصول اس کا باعث ہو۔ صرف بات اس قدر ہے کہ جب بدی اور اس کے مظہروں نے نہ صرف حق کو اپنے اندر امن و راستی کے طریقوں سے پھیلنے نہ دیا بلکہ جہاں کہیں وہ حق چلا گیا وہاں پر بھی اس کی بیخکنی پر اپنے تمام جبر و زور سے مصر ہو گئے۔ اور ادھر حق پرست جماعت نے یہ دیکھا کہ ان میں اخلاقی قوت اس قدر سرایت کر چکی ہے کہ جسمانی ہتھیار بھی اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ تو بالآخر حق نے مدافعت اختیار کی اور دنیا پر یہ الم نشرح کر دیا کہ بدی اور اس کے مظہر مغلوب و مفتوح ہو جاتے ہیں۔ خواہ مادی طاقت ان میں کس قدر ہی کیوں نہ ہو۔ غرضیکہ بدی کے مظہروں کو جبراً ان کے افعال شنیعہ سے نہیں روکا گیا۔ حالانکہ اگر یہ بھی کیا جاتا تو بھی بہرحال یہ بات دنیا کے لئے مفید ہی ہوتی۔ صرف حق کو امن و راستی کے طریقوں سے پھیلنے کے خلاف جو امور روک بن رہے تھے ان کو دور کیا گیا۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہ کرتے تو اس کا مطلب یا تو یہ نکلتا کہ آپ حق کی اشاعت و ترویج سے وہ محبت و عشق نہیں رکھتے جو ہونا چاہیئے اور اس لئے بدی کی طرف نعوذ باللہ کچھ کچھ مائل و مانوس ہیں اور یا یہ کہ آپ میں اس قدر اخلاقی قوت اور آسمانی یقین نہیں کہ اپنی فتح اور شیطان کی ذلت پر انصاف اور حق پرستی کی راہوں سے غالب آسکیں۔ دنیا جہان کی بھلائی تو یقیناً اسی میں مرکوز ہوا کرتی ہے کہ بدی اور اس کے مظہر مٹ جاویں حق اور راستی اپنا تسلط جما لے۔ اگر بالفرض یہ امر کسی قدر جبر سے بھی میسر ہو سکے تو بھی محل اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن اگر یہ بات سراسر رحمت و حکمت اور انصاف و عدل کی راہوں سے میسر آجائے تو پھر تو اس کا منکر یقیناً اندھا ہوگا۔ یہ بات بتمام وضاحت یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ بظاہر جو تشدد ایک مامور الٰہی مخالفین کے مقابل بمطابق اصول حقہ قرآنیہ جزاؤ سیئۃ سیئۃ مثلھا عمل میں لاتا ہے۔ اس کی تحریک کی وجہ کیا ہوا کرتی ہیں ظلم و جبر کا تو یہاں نام نہیں۔ غصہ اور انتقام بھی بکلی مفقود ہوتا ہے۔ تشدد کی مدافعت اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ بزدلی و نامردی کی ادا شان ماموریت کے منافی ہے۔ اور دوم یہ کہ بدی کو ٹھیک ٹھیک کھول کر رکھ دنیا اور اس کو اپنی تمام قوت استعمال کرنے کی تحریک کرنا اس بات کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ دنیا بدی کے بد نتائج پر بکلی اطلاع پالیوے۔ اور بالآخر تیسرا امر اس پہلو کے اختیار کرنے کا یہ ہوا کرتا ہے کہ مامور خدا کے حکم کے ماتحت حق و راستی کو قائم کرنے کے لئے آتا ہے۔ اور حق کا بڑھنا اور پھولنا اس امر کا متقاضی ہے کہ جہاں حق کو ترویج دی جائے وہاں ناحق و بدی کو ٹھیک ٹھیک دکھلا دیا جائے۔

خدارا غور کرو کہ جب حضرت نبی کریمؐ مبعوث ہوئے اس وقت کیا تمام دنیا شرک و بدعت و ناانصافی و بددیانتی سے معمور نہ ہو چکی تھی؟ پھر کیا یہ تاریخی حقیقت ہے یا نہ کہ آنحضرتؐ کی روحانی قوت سے جمیع اخلاق و فضل کی وہ لہریں متوج میں آئیں کہ ایک عالم اس سے صدیوں سیراب ہوا۔ اب جبکہ ایسی ظلمت کے بجائے اس قسم کا نور دنیا میں چمک اٹھا تو کیا یہ محل اعتراض ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے ظلمت کے پرستاروں کو حق کی شمع بجھانے سے روکا؟

حضرت مسیح موعود کے نکتہ چیں

مگر آنحضرتؐ کے نکتہ چینوں پر اس قدر تعجب نہیں آتا۔ جس قدر حضرت مسیح موعود کے معترضوں کی جہالت پر افسوس آتا ہے اس لئے کہ آنحضرتؐ کے معترض تو وہ عیسائی لوگ ہیں جو یہ ادعا کرتے ہیں کہ بدی کے مقابل دفاعی تشدد بھی جائز نہیں چنانچہ اس کے ثبوت میں وہ اپنے رہبر کی زندگی پیش کرتے ہیں۔ مگر یہاں اسلام کے پیرو تو خود مانے بیٹھے ہیں کہ بدی کے مقابل مدافعانہ تشدد عین جائز اور انصاف ہے۔ بلکہ ظلم تو یہ ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نکتہ چیں وہ لوگ ہیں جو اپنے نبیؐ کے متعلق یہ تسلیم کر بیٹھے ہیں کہ آپ نے اشاعت کی خاطر تلوار اٹھائی۔ بلکہ اس سے بھی آگے نکلکر یہ مان رہے ہیں کہ اسلام کی آئندہ ترقی کا مدار بھی ایسے خونی مسیح و مہدی سے وابستہ ہے جو جبر سے حق کو منوائے گا۔ حیرت کی کوئی انتہا نہیں کہ یہ اصحاب جس چیز کو خود حق سمجھیں اس کی خاطر تو ہر جبر و ظلم روا رکھیں مگر جو شخص مدعی ہو کہ خدا نے اسے حق کا پودا لگانے اور بدی کو مٹانے کے لئے بھیجا ہے اسے اتنا حق بھی نہیں کہ وہ بدی کو بدی کے نام سے موسوم کرے۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔ آخر سوچو تو سہی تم جو یہ اعتراض بار بار کرتے ہو کہ حضرت مسیح موعود نے مخالف علما کو سخت الفاظ کیوں کہے اس میں محل اعتراض کیا شے ہے؟ کیا یہ واقعات نہیں کہ اس زمانہ کے اکثر علماء کی علمی و عملی حالت سب سے گندی ہے؟ کیا اس دگرگوں حالت کا اقرار تمہیں خود نہیں؟ کیا اس اقرار کا اعادہ بار بار تم نے مخود نہیں کیا؟ پھر جو شخص تقویٰ اور روحانیت کا مجسمہ اور حق پرستی و نیکی کا نمونہ ہے اسے کیوں حرام ہو گیا کہ وہ علماء سُو کا نقشہ دنیا کے سامنے پیش کرے؟

تمہارے اپنے مسلمہ عقائد کی بنا پر تو ایسے شخص کو جو مدعی مسیحیت و مہدویت ہو جبر سے ناحق کو مٹانا بھی جائز ٹھیرتا ہے مگر تم اس کے اس بیان کو گالی دینا اور اس کا محرک غصہ اور انتقام لینا بتلاتے ہو۔ جس بیان پر تم خود گواہ ہو اور جس خباثت اور گندگی کے تم خود اقراری اور مجسمۂ ثبوت ہو؟ ایک ہی منہ سے یہ اعتراض کرتے ہو کہ یہ کیسا مسیح موعود اور مہدی ہے جس نے جبر و تلوار سے بدی کو مٹا کر حق کو قائم نہیں کیا۔ اور اسی زبان سے پھر یہ بھی کہتے ہو کہ اس نے بدی کو بدی کہنے میں اور اس کا نقشہ پیش کرنے میں بھی صبر و تحمل نہیں دکھلایا۔ گویا وہی مثال صادق آتی ہے کہ انسان کسی طرح دنیا کو خوش نہیں کر سکتا۔ بدی کے مقابل انتہائی صبر و تحمل و برداشت دکھائے تو بھی محل اعتراض اور اگر بدی کو جبر سے مٹانا تو درکنار اسے اس کا صحیح نام بھی دیدے تب بھی جائے نکتہ چینی!!

حضرت مسیح موعود کا انتہائی صبر و تحمل

اس زمانہ میں جس صاف صاف طور سے حضرت مسیح موعود نے ناحق کو دیکھا اور جس تڑپ اور جوش سے حق کے پھیلنے اور بڑھنے کے لئے آپ کا سینہ معمور تھا اس کا تو تصور بھی مشکل ہے مگر ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر آپ کی عملی زندگی دیکھی جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام کی شان صبر و برداشت یعنے شان مسیحیت کا آپ نے ایک بڑا بلند نمونہ قائم کر دکھلایا ہے۔ آپ کی آنکھ دجال کو دجال دیکھتی بھی ہے اور دجال کے مٹانے پر انتہائی جوش بھی ہے۔ مگر عملی راستہ آپ کونسا اختیار کرتے ہیں۔ پرلے درجہ کے صبر و تحمل سے حق کی خوبصورتی کو بیان کرنا اور ناراستی کی قباحت سے آگاہ کرنا۔ حضرت مسیح موعود اسلام کو پھیلانا چاہتے ہیں خود اسلام کے مدعی اور علماء سو اس اعلیٰ مقصد میں تمام کفار کا ساتھ دیتے ہیں۔ تن تنہا واحد انسان جو نہ کسی جسمانی قوت کا مالک ہے نہ مادی طاقت پر قدرت رکھتا ہے ہر مخالفت کے سینہ سپر خود ہوتا ہے۔ کیا تمہیں ایسے شخص کی شجاعت و جوانمردی دکھلائی نہیں دیتی؟ پھر لاتعداد گالیوں پر جو اسے مخاطب کی جاتی ہیں وہ خاموش رہتا اور اپنا کام کرتا ہے۔ ہاں جس وقت کفار مزعومہ اسلام کی ذلت اور کفر کی فتح پر ناچتے اور خوشی مناتے ہیں اور اس خوشی میں اسلام کے پیرو بھی ان کے جا ملتے ہیں۔ تو وہ یوں ہی غیرت دلاتا ہے کہ تم کلمہ گو ہونے کی حیثیت سے تو آل محمدؐ ہو پھر تم کو کیسے جائز ہے کہ تم آل عیسےٰ کی خوشی میں شریک ہو۔ کیا تم محمدؐ کی امت و اولاد ہو کر عیسےٰ کے فتح و غلبہ میں حصہ لیتے ہو؟ کیا تم مدعی تو اس بات کے ہو کہ تمہارا روحانی باپ محمدؐ ہے مگر عمل سے یہ ظاہر کرتے ہو کہ عیسیٰؑ کی فتح و غلبہ میں تم کو مسرت ہے؟ اس قسم کی حرکت کرنے والا شخص تو ولد الحرام ہوگا۔ جو اپنے روحانی باپ کی ذلت و مغلوبیت میں شادمان و خرم نظر آئے۔

حضرت مسیح موعود کا انصاف و ہمدردی مخلوق

اگر یہ خیال ہو کہ حضرت مسیح موعود نے تمام لوگوں کو جو انہیں تسلیم نہ کرتے ہوں ایک ہی صف میں رکھکر سب کو ایک ہی طرح سے مخاطب کیا ہے تو یہ قطعاً غلط ہے۔ چنانچہ آپ نے دو جگہ صاف صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ اس قسم کا کلام صرف شریر طبع لوگوں کے لئے ہے نہ کہ شرفا کے لئے۔ الہدیٰ میں لکھتے ہیں کہ لیس کلامنا فی اخیارھم بل فی اشرارھم اور لجۃ نور میں تحریر فرماتے ہیں نعوذ باللہ من ھتک علماء الصلحین وقدح الشرفاء المھذبین سواء کانوا من المسلمین و المسیحیین او الاریۃ یعنے ہمیں کیا جائز ہے کہ ہم نیک علما و شرفا کی ہتک و تذلیل کریں۔ خواہ ایسے لوگ مسلمانوں میں سے ہوں یا عیسائیوں میں سے یا آریہ صاحبان سے۔ کیا یہ عبارت قرآن کریم کی اس عبارت سے مشابہ نہیں جس میں ہے لیسوا سوآء من اھل الکتاب۔ سب اہل کتاب برابر نہیں لکھا ہے انصاف و دیانت کا تقاضا یہی تھا کہ شرفا کی بریت کی جائے۔ مگر جو بدی کے مظہر تھے ان کی شرارتوں کو کھولا جاتا تا طبائع اس گند سے متنفر ہوں اور حق کو قبول کریں۔ مقصد حق کی اشاعت ہے نہ غصہ و انتقام کے جذبات کی تسکین۔ اگر غصہ و انتقام لینا منظور ہوتا تو کرم دین جہلمی والے کا مقدمہ جب برخاست ہو گیا تھا اور اس پر خود بدروغگوئی کا مقدمہ چل سکتا تھا۔ جیسا کہ احباب نے مشورہ بھی دیا تھا تو آپ اس پر مقدمہ چلا کر اسے سزا دلوا لیتے مگر آپ نے فرمایا کہ ہمارا مقدمہ آسمان پر ہے ہم یہاں کسی کو سزا دلا کر کیا کریں گے اسی طرح لیکھرام کے قتل پر آپ نے فرمایا کہ اگر ہم اس وقت ہوتے تو لیکھرام کی مرہم پٹی و تیمارداری کرلیتے۔ اب یہ وہ شخص ہے کہ جس کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اس نے گالی کے مقابل گالی دیکر اپنے انتقام کا بدلہ لیا۔ حالانکہ وہ اشد ترین مخالفوں کو جو اس کی تباہی و بربادی پر تل چکے ہیں بھی اپنے عمل سے کوئی نقصان پہنچانا نہیں چاہتا۔ اگرچہ اسے اس کی مقدرت بھی ہو جس انتہائی صبر و تحمل۔ برداشت۔ عفو و رحم کے ساتھ آپ نے ناحق و ناراستی کا قلع قمع اور حق کی ترویج چاہی ہے۔ اس کی نظیر تیرہ سو سال میں ڈھونڈے سے نہیں ملے گی۔

آپ کے پیرؤں پر بھی واجب ہے کہ وہ بھی اپنے اقوال و اعمال میں آپ کی ہدایت پر عمل کریں۔ اور گالی کے مقابل گالی اور گند کے برخلاف تیزی نہ دکھلائیں۔ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں

اے مرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار
گالیاں سن کر دعا دو، پاکے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
تم نہ گھبراؤ اگر وہ گالیاں دیں ہر گھڑی
چھوڑ دو ان کو کہ چھپوائیں وہ ایسے اشتہار
چپ رہو تم دیکھکر ان کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حالِ زار
دیکھ کر لوگوں کا جوش و غیظ مت کچھ غم کرو
شدتِ گرمی کا ہے محتاج بارانِ بہار
نفس کو مارو کہ اس جیسا کوئی دشمن نہیں!
چپکے چپکے کرتا ہے پیدا وہ سامانِ دمار
جس نے نفسِ دوں کو ہمت کرکے زیر پا کیا
چیز کیا ہیں اس کے آگے رستم و اسفندیار
افترا ان کی نگاہوں میں ہمارا کام ہے
یہ خیال اللہ اکبر! کس قدر ہے نابکار
خیر خواہی میں جہاں کی خوں کیا ہم نے جگر
جنگ بھی تھی صلح کی نیت سے اور کیں سے فرار
جبکہ کہتے ہیں کہ کاذب پھولتا پھلتا نہیں
پھر مجھے کہتے ہیں کاذب دیکھکر میرے ثمار

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی

پنڈت لیکھرام کی موت ۔ مخالفین اسلام پر اتمام حجت

کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

(از سید اختر حسین صاحب اختر احمدی)

آریہ سماج اور حضرت مسیح موعود

حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت عیسائی پادریوں کے علاوہ آریہ سماج کی نئی تحریک نے اسلام کی عدیم المثال تعلیم کو نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر سے مٹانے کا تہیہ کر رکھا تھا ۔ اس کے پر جوش مبلغین اپنے مورث اعلیٰ کی دیرینہ سنت پر عمل کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف انتہائی درجہ کی گستاخانہ اور زہر آلود تحریرات کی نشر و اشاعت میں لگے ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کو تجدید دین کے لئے چن لیا ۔ آپ نے مامور من اللہ ہو کر اس بات کا اعلان کیا کہ اس وقت صفحہ ہستی پر صرف اسلام ہی سچا مذہب ہے ۔ اور یہی وہ مذہب ہے جس کے کامل متبعین پر اللہ تعالیٰ کا پاک اور سچا کلام نازل ہوتا ہے جو ان حقایق و معارف اور اسرار غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے جن تک عقل انسانی کی رسائی ناممکن ہے ۔ آپ نے تمام مذاہب عالم کے نمائندوں کو دعوت دی کہ وہ خود آپ کے پاس آ کر ان حقایق کا تجربہ و مشاہدہ کر کے دین حق و دین باطل میں تمیز کر سکتے ہیں ۔

پنڈت لیکھرام اور حضرت مسیح موعود

ایسے دعاوی سن کر بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں جو بمصداق "فرحوا بما عندھم من العلم" اپنے علم پر نازاں ہوتے ہوئے تکذیب و استہزا پر کمربستہ ہو جاتی ہیں ۔ چنانچہ اس وقت مخالفین اسلام نے عموماً مخالفت کا ایک شور برپا کر دیا آریہ سماج کی طرف سے بھی حد سے زیادہ ایا و استکبار ظہور میں آیا ۔ لیکن پنڈت لیکھرام جی "آریہ مسافر" جو اس جماعت کے نمائندہ تھے ۔ اس مخالفت میں سب سے بڑھ کر حصہ لے رہے تھے ۔ آپ حضرت مسیح موعود کی پُر از صداقت تحریرات کا جواب لکھنے کی بے سود کوشش کرنے لگے ۔ اور حضور کی پیشگوئیوں کے مقابل استہزا کے رنگ میں خود بھی پیشگوئیاں کرنی شروع کر دیں ۔ دراصل پنڈت جی کا اس میدان میں کودنا بھی اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت اور مصلحت پر مبنی تھا ۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ مذاہب کے اس زبردست مقابلہ میں اسلام کا غلبہ ظاہر کرے ۔ اور دنیا کو بتا دے کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیاں فیضان محمدی کی وجہ سے سرچشمۂ الوہیت سے نکلی ہوئی ہیں ۔ اور پنڈت جی کی خیالی پیشگوئیوں کی طرح ان کا جھوٹا نکلنا تقدس الٰہی کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناممکن ہے ۔

پنڈت جی کی پیشگوئی

آخر کار حضرت اقدس کے مقابلہ سے تنگ آ کر پنڈت جی نے آپ کو مرعوب کرنے کے لئے ۱۸ر مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار دیدیا جس میں حضور کے متعلق ذیل کے الفاظ میں ایک پیشگوئی کر دی :۔

"اس عاجز کو صفائی قلب اور نیک نیتی کے سبب کبھی کبھی ایشور تعالیٰ (یعنے اللہ تعالیٰ ۔ ناقل) کی بارگاہ میں دخل روحانی ہوتا ہے ۔ کسی وقت اور کسی مقرب یا خود ایشور تعالیٰ سے آپ کا ذکر نہیں سنا ۔ آج مبارک دن پھاگن سدی ایکادشی سمت ۴۲ بکرمی کو جو صفائی وقت میسر ہو کر پھر گزر ہوا تو آپ کی تصدیق کلام کے لئے بارگاہ باری میں جو عرض کرنا چاہا تو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گزرا تھا کہ ایشور تعالیٰ نے نہایت جلال سے فرمایا کہ وہ شخص تو روز ازل میں مکار و غدار اور مفتری پیدا کیا گیا ہے ۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین ۔ ناقل) اور زمانہ آئندہ میں ایک دو شخص ایسے ہی اور بھی ہونگے ۔ میں نے عرض کی کہ بار خدایا ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا ۔ فرمایا ابھی اس کے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے ۔ تین سال میں سزا دی جاوے گی ۔"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۵ و صفحہ ۴۹۶)

پھر اسی اشتہار میں آگے چلکر لکھتے ہیں :۔

"آپ کی ذریت بہت جلد منقطع ہو جائے گی ۔ غایت درجہ تین سال تک شہرت رہے گی ۔"

(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۴۹۸) ......

پھر دوسری جگہ لکھتے ہیں "تین سال کے اندر اندر آپ کا خاتمہ ہو جائیگا ۔ اور آپ کی ذریت میں سے کوئی باقی نہ رہے گا" (کلیات آریہ مسافر صفحہ ۵۰۱)

پیشگوئی جھوٹی نکلی

آریہ سماج من حیث القوم ویدوں کے بعد کسی قسم کے مکالمۂ الٰہیہ کی قائل نہیں ۔ اور اس میں شک نہیں کہ پنڈت لیکھرام نے یہ پیشگوئی محض استہزا کے رنگ میں یا حضرت اقدس کو مرعوب کرنے کی نیت سے کی تھی ۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بندے انسانی خیالات سے کبھی نہیں دب سکتے ۔ وہ دیوانہ وار اپنی بعثت کے مقصد کو پورا کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں ۔ اور تمام جہان کی مخالفتوں کے پہاڑ ان کے نزدیک رائی کے دانہ سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتے ۔ حضرت مسیح موعود نے کیا خوب فرمایا ؎

کجا غوغائے شاں بر خاطرِ من وحشتے آرد
کہ صادق بر دلے نبود دگر بیند قیامت را

آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ :۔

"سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے ہیں ۔ اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے ۔ اور نامرادی میں مریں گے ۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا ۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

حضرت مسیح موعود کو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسی شہرت دی کہ دنیا کے کناروں تک آپ کا نام پہنچا ۔ اور آپ کی ذریت روحانی میں وہ روز افزوں ترقی ہوئی کہ "یاتون من کل فج عمیق" کا نظارہ مخالفین نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ۔

حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی

گو آریہ پنڈت کی پیشگوئی کی حقیقت کو لوگ بخوبی سمجھ چکے تھے لیکن صداقت اسلام ثابت کرنے کے لئے ضروری تھا کہ حضرت مسیح موعود بھی بالمقابل اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیشگوئی شائع فرماتے ۔ چنانچہ آپ نے پنڈت لیکھرام جی کے متعلق اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ذیل کی پیشگوئی شائع فرما دی :۔

"عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب"

یعنے یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے ۔ اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل رہیگا اور اس کے بعد آج جو ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنے ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں کی ہیں "عذاب شدید" میں مبتلا ہو جائے گا ۔"

(اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء)

اور اس کے ساتھ ہی آریہ حضرات کو بدیں الفاظ چیلنج دیا کہ :۔

"اب آریوں کو چاہیئے کہ سب مل کر دعا کریں کہ یہ عذاب ان کے اس وکیل سے ٹل جائے ۔"

(حاشیہ اشتہار مذکور)

پیشگوئی کی مزید تشریح

اس پیشگوئی کے شائع ہونے پر آریہ اخبارات اور بالخصوص اخبار انیس ہند میرٹھ نے اپنی ۲۵ر مارچ ۱۸۹۳ء کی اشاعت میں چند اعتراضات کئے جن کے جواب میں ۲ر اپریل ۱۸۹۳ء کو حضور نے "برکات الدعا" میں حسب ذیل جواب دیا :۔

"اگر میں نے صرف یاوہ گوئی کے طور پر چند احتمالی بیماریوں کو ذہن میں رکھکر اور اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شائع کی تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انہیں اٹکلوں کی بنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے ۔ بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اس کے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس برس لکھدے لیکھرام کی عمر اس وقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے ۔ اور اس عاجز کی عمر اس وقت ۵۰ برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المریض اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے ۔ پھر باوجود اس کے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائے گا کہ کونسی بات انسان کی طرف سے ہے اور کونسی بات خدا تعالیٰ سے ۔"

(سرورق صفحہ ۳)

پھر ساتھ ہی تحریر فرمایا کہ :۔

"میں اس بات کا خود اقراری ہوں اور اب پھر اقرار کرتا

ہوں کہ اگر جیسا کہ معترضوں نے خیال فرمایا ہے پیشگوئی کا ماحصل آخر کار یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا۔ یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا۔ اور پھر اصلی حالتِ صحت قایم ہوگئی تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہوگی اور بلاشبہ ایک مکر اور فریب ہوگا۔ کیونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں۔ ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہیں۔"

(سرورق صٓ)

پھر یقین کامل سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اگر یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں جانتا ہوں
کہ اس کی طرف سے ہے تو ضرور ہیبت ناک نشان
کے ساتھ اس کا وقوعہ ہوگا۔ اور دلوں کو ہلا دیگا
اور اگر اس کی طرف سے نہیں تو پھر میری ذلت ظاہر
ہوگی اور اگر میں اس وقت رکیک تاویلیں کرونگا
تو یہ اور بھی ذلت کا موجب ہوگا۔"

(سرورق صٓ)

حضور کی ان تحریرات کا خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ:۔

(۱) اگر میں نے اٹکل سے پیشگوئی کی ہے تو مخالف بھی تو کر سکتا ہے۔ اسے اختیار ہے کہ چھ برس کے بجائے دس برس میعاد مقرر کر دے۔

(۲) گو پنڈت جی جوان ہیں۔ ان کی صحت عمدہ ہے اور ان کے مقابل میری عمر پچاس برس سے متجاوز ہے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ میری پیشگوئی کو پورا کرے گا۔

(۳) اگر معمولی بیماری ظہور میں آئی اور پھر حالت صحت قایم ہوگئی تو مجھے جھوٹا سمجھا جائے۔ گویا ایسا "عذاب شدید" ہوگا جس سے دوبارہ حالت صحت قایم نہیں ہو سکے گی۔

(۴) اگر یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی اور میں نے رکیک تاویلوں سے کام لیا تو یہ بھی میری ذلت ہوگی۔

ان باتوں میں آریوں کے تقریباً ان تمام اعتراضات کا جواب آجاتا ہے جو وہ اس پیشگوئی پر وقتاً فوقتاً بذریعہ اخبارات وتقاریر کرتے رہتے ہیں۔

پنڈت جی کے متعلق ایک اور خبر

رسالہ "برکات الدعا" سرسید احمد خاں مرحوم کے مقابل لکھا گیا تھا اور چونکہ سرسید مرحوم کو قبولیت دعا کے متعلق بعض شکوک تھے اس لئے حضور نے اس رسالہ میں ان کی توجہ خاص طور پر اس پیشگوئی کی طرف مبذول فرماتے ہوئے لکھا۔ ؎

"اے کہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرتہائے حق
قصہ کوتہ کن بہ بیں از ما دعائے مستجاب"

اور اس کے بعد پنڈت جی کے متعلق ذیل کی خبر درج فرمائی۔

"آج جو ۲ اپریل ۱۸۹۳ء مطابق ۱۴ ماہ رمضان ۱۳۱۰ھ ہے۔ صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل گویا اس کے چہرے سے خون ٹپکتا ہے۔ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شداد غلاظ میں سے ہے۔ اور اس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور میں اس کو دیکھتا ہی تھا کہ اس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے اور ایک اور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے۔ تب میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور دوسرے شخص کی سزا دہی کے لئے مامور کیا گیا ہے مگر مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے کہ وہ دوسرا شخص انہیں چند آدمیوں میں سے تھا جن کی نسبت میں اشتہار دے چکا ہوں اور یکشنبہ کا دن اور ۴ بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔"

(برکات الدعا سرورق صٓ)

عذاب شدید کی مزید تشریح

گو حضرت مسیح موعودؑ نے "برکات الدعا" میں یہ فرمادیا تھا کہ عذاب شدید سے مراد ایسا عذاب نہیں جس کے بعد حالت صحت دوبارہ قایم ہو جائے۔ گویا "عذاب شدید" مہلک ہوگا۔ اور اس کے بعد حالت صحت عود نہ کرے گی۔ لیکن آپ نے "کرامات الصادقین" مطبوعہ ۲۴ اگست ۱۸۹۳ء کے آخری صفحہ پر اس کی ایسی تشریح فرمادی جس کے بعد کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ فرماتے ہیں:۔

"ومنھا ما وعدنی ربی واستجاب دعائی فی
رجل مفسد عدو اللہ ورسولہ المسمی
لیکھرام الفشاوری۔ واخبرنی انہ
من الھالکین انہ کان یسب نبی اللہ و
یتکلم فی شانہ بکلمات خبیثۃ فدعوت علیہ
فبشرنی ربی بموتہ فی ست سنۃ ان فی
ذالک لآیۃ للطالبین"

(ترجمہ) "اور انہی نشانوں میں سے ایک وہ ہے جو میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اور میری دعا کو قبول کیا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ ہلاک ہونے والا ہے۔ یہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا اور حضور کی شان میں برے کلمات استعمال کرتا تھا میں نے اس کے لئے دعا کی تو میرے رب نے مجھے اس کی موت کی بشارت دی ہے جو چھ سال کے اندر واقع ہونے والی ہے اس میں طلبگاروں کے لئے ایک نشان ہے۔"

یہاں آپ نے صاف فرمادیا کہ "عذاب شدید" کے ساتھ موت وابستہ ہے جو چھ سال کے اندر واقع ہونیوالی ہے۔

دن کی تعیین

ان تمام توضیحات کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے خاص دن کی بھی تعیین فرماکر کامل طور سے مخالفین اسلام پر اتمام حجت کر دیا۔ چنانچہ اسی "کرامات الصادقین" کے صفحہ ۵۴ پر حضرت اقدس کا ایک الہامی شعر درج ہے۔ ؎

وبشرنی ربی وقال مبشرا
ستعرف یوم العید والعید اقرب

یعنے اللہ تعالیٰ نے مجھے لیکھرام کی موت کی بشارت دی اور کہا کہ تو عید کے دن جان لے گا۔ اور عید کا دن اس سے قریب ہوگا۔ اس میں یہ بتایا کہ پنڈت لیکھرام کی موت عید سے قریب کے دن واقع ہوگی۔

پنڈت لیکھرام جی کی ہلاکت

یہ پیشگوئی چونکہ خدائے علام الغیوب کی طرف سے تھی اور کسی کے خیالات دماغی کا نتیجہ نہ تھی اس لئے اس نے پورا ہو کر رہنا تھا۔ چنانچہ پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق چھ سال کے عرصہ کے اندر عید سے دوسرے دن ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کی شام کو لاہور شہر میں پنڈت لیکھرام جی مجروح ہوئے۔ کسی نامعلوم انسان نے پنڈت جی کے پیٹ میں چھری ماری اور غائب ہو گیا پنڈت جی "عذاب شدید" میں مبتلا ہو گئے جس سے "حالت صحت" دوبارہ قایم نہیں ہو سکتی تھی۔ اور جس کا لازمی نتیجہ "موت" ہی تھا۔ آپ اسی رات بوقت دو بجے اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی صداقت پر شہادت دیتے ہوئے اس جہان سے رخصت ہوئے۔ پنڈت جی کے قاتل کے متعلق کسی کا خیال ہے کہ وہ ہندو تھا۔ کوئی کہتا ہے مسلمان تھا جو پنڈت جی کے پاس شدھی ہونے آیا تھا۔ کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ پنڈت جی کا نوکر تھا۔ بہرحال اس کا پتہ آج تک نہیں مل سکا۔ "ان فی ذالک لآیۃ للطالبین"

ایک لطیف نکتہ

پیشگوئی کے الفاظ "عجل جسد لہ خوار۔ لہ نصب عذاب" تھے جن میں پنڈت جی کو گوسالہ سے تشبیہ دی گئی تھی "عجلاً جسداً لہ خوار" یہی الفاظ بعینہ قرآن مجید میں گوسالۂ سامری کے متعلق آتے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا کہ پنڈت جی کے ساتھ گوسالہ سامری والا سلوک کیا جائے گا۔ عجل سامری کے ساتھ کیا سلوک ہوا تھا۔ قرآن مجید میں آتا ہے حضرت موسیٰ نے سامری سے فرمایا:۔

وانظر الی الھک الذی ظلت علیہ
لنحرقنہ ثم لننسفنہ فی الیم ؕ۔

(ترجمہ) اور اپنے اس معبود کو دیکھ جس کی عبادت میں تو لگا ہوا تھا۔ ہم اسے پیس ڈالیں گے۔ یا جلا دیں گے۔ پھر اسے اچھی طرح دریا میں بکھیر دیں گے۔"

چنانچہ پنڈت جی کے ساتھ بعینہ یہی واقعات پیش آئے۔ پہلے آپ مقتول ہوئے۔ پھر آپ کو جلایا گیا۔ اور پھر اچھی طرح دریا میں بہا دیا گیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

پیشگوئی کی عظمت

یہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نظیر اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ ہم اس دعوے کو علی الاعلان تمام دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور تمام مذاہب کے نمائندوں سے ان حقایق پر غور کرنے کی درخواست کرتے ہوئے ان سے سوال کرتے ہیں کہ کیا ان کے مذہب کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ اس مادیت کے زمانہ میں کوئی شخص منجانب اللہ مبعوث ہو کر انکے مذہب کی صداقت کو اس طرح دنیا میں ثابت کرے۔

اس پیشگوئی کے اجزاء یعنے چھ سال کی میعاد۔ عید سے قریب کا دن۔ عذاب شدید۔ مجروح ہونا۔ مرنا۔ جلایا جانا اور بالآخر دریا میں بہا دیا جانا ایسے واضح طور پر پورے ہوئے ہیں جن کی یاد رہتی دنیا تک لوگوں کے دلوں میں باقی رہیگی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی کے ذریعہ واضح کر دیا کہ اسلام سچا ہے۔ پیغمبر اسلام سچا ہے۔ اور مسیح موعود سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کی ایسی تائیدات نہیں کیا کرتا ؎

پاک و برتر ہے وہ جھوٹوں کا نہیں ہوتا نصیر
ورنہ اٹھ جائے اماں پھر سچے ہو دیں شرمسار

خاص نمبر

اپنے غیر از جماعت دوستوں کو مطالعہ کیلئے ضرور دیجئے۔ (ایڈیٹر)

مرزا غلام احمد اور حکومت برطانیہ

بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

(مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر "لائٹ" کے قلم سے)

ایک دن کا ذکر ہے۔ حضرت مرزا صاحب حسب معمول اس مسجد میں تشریف فرما تھے۔ جسے چھوٹی مسجد کے نام سے یاد کرتے ہیں اردگرد طالبان حق کا ایک گروہ تھا۔ آپ کا دمکتا ہوا چہرہ آپ کے نور باطن کا اعلان کر رہا تھا۔ حقائق و معارف کے تازہ بہ تازہ چشمے بہ رہے تھے۔ اور ان تشنگان حقیقت کو جو دور دراز سے کشاں کشاں مسیح زمان کے دروازے پر آئے تھے سیراب کر رہے تھے۔ یہی عالم طاری تھا کہ یکایک ایک شخص جس کے سر پر یورپین ٹوپ تھا اور جسم پر افسرانہ لباس مسجد کی سیڑھیوں پر چڑھنے لگا۔ یہاں مرزا صاحب اور آپ کے جان نثار آسمانی ذکر اذکار میں مصروف تھے۔ یہ انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا جو ایک مسلح دستہ لیکر آیا تھا۔ اس مسلح دستہ کو مرزا صاحب کے مکان کے محاصرہ پر متعین کرنے کے بعد خود مرزا صاحب کی تلاش میں سیدھا اوپر آیا۔ اور مسجد میں نمودار ہوتے ہی مرزا صاحب سے کہا کہ ہم آپ کی خانہ تلاشی لینے آئے ہیں۔ اس وقت مرزا صاحب کا اطمینان قلب قابل ملاحظہ تھا۔ سکون طبیعت پر تشویش کی خفیف سے خفیف لہر بھی بکفتی نظر نہ آتی تھی۔ ثریا سے ایمان لانیوالا زمینی طاقت کی نمود و نمائش سے کب مرعوب ہو سکتا تھا۔ ابتلا کا وقت تھا۔ ایمان اور بھی جوش میں آیا۔ اور آپ کے چہرہ کو معمول سے زیادہ بشاش اور درخشندہ بنایا۔ پولیس افسر سے مخاطب ہو کر آپ نے حسب معمول نرم اور تلطف آمیز لہجہ میں فرمایا "بہت اچھا۔ بڑی خوشی سے آپ تلاشی لیجئے۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے ہم نماز پڑھ لیتے ہیں تو پھر آپ کے ساتھ چلتے ہیں"

آپ پر بغاوت کا الزام

پولیس افسر صاحب وہیں بیٹھ گئے۔ مولوی عبد الکریم صاحب نے جو حضرت مرزا صاحب کے جان نثاروں میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور اپنی خوش الحانی کے لئے مشہور تھے۔ نہایت دلکش اذان دی اور نماز میں قرآن اس قدر خوش آوازی اور موثر لہجہ میں پڑھا کہ اس انگریز کا دل بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ گو وہ عربی نہ جانتا تھا نماز ہو چکی۔ مگر ادھر وہ جو مرزا صاحب کو شکار کرنے آیا تھا۔ خود شکار ہو چکا تھا۔ مرزا صاحب نے فرمایا۔ چلئے۔ تلاشی لیجئے۔ انگریز دل ہی دل میں شرمسار ہوا کہ ایسے لوگوں پر جو اس صدق و صفا سے خدا تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہیں کسی قسم کا اشتباہ کیا جائے۔ اس کی ضمیر نے اسے مجبور کیا کہ جو بدگمانی اسے لائی تھی اس پر اظہار افسوس کرے۔ اس نے کہا کہ آپ ایسے باخدا انسان ہیں کہ آپ کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ نتیجہ آپ میں کسی قسم کے فریب اور چالاکی کا کوئی شائبہ تک نظر نہیں آتا تعجب ہے کہ بعض بد باطن لوگوں نے آپ جیسے فرشتہ سیرت کے متعلق گورنمنٹ کو سخت بدظن کر رکھا ہے۔ گورنمنٹ کو بتوا تر یہ یقین دلایا گیا ہے کہ گو بظاہر آپنے امن اور آشتی کا جھنڈا بلند کیا ہے مگر در پردہ آپ امیر افغانستان سے ساز باز رکھتے ہیں۔ اور جب آپ کی جماعت اچھی خاصی مضبوط ہو جائے تو آپ کا منصوبہ یہ ہے کہ امیر افغانستان کو باہر سے حملہ آور ہونے کے لئے دعوت دیں اور خود ملک کے اندر سے علم بغاوت بلند کر دیں۔ اس لئے گورنمنٹ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں آپ کی خانہ تلاشی لوں۔ اور اگر امیر صاحب سے آپ کی کوئی خط و کتابت ہو اُسے برآمد کروں۔

مولویوں اور پادریوں کا پروپگنڈا

یہ کوئی نئی بات نہ تھی جس دن سے مرزا صاحب کسر صلیب اور قتل خنزیر کے لئے کمربستہ ہوئے اسی دن سے آپ کے خلاف مخالفت کا طوفان اٹھا۔ دو طبقہ کے لوگوں نے بالخصوص اس میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ ایک مسلمان مولویوں نے اور دوسرے عیسائی پادریوں نے۔ مولویوں کی تو یہ قدیم الایام سے سنت چلی آتی ہے کہ جب کبھی قوم میں کوئی مصلح آتا ہے تو سب سے پہلے مولوی صاحب اس کے خلاف عوام الناس کو بھڑکاتے ہیں۔ اور وہ بلا وجہ ایسا نہیں کرتے۔ مصلح قوم کو اٹھانا چاہتا ہے اور مولوی صاحب کی مولویت کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ قوم ذہنی اور اخلاقی پستی میں مبتلا رہے۔ ورنہ آپ کی دستار مولویت قائم نہیں رہ سکتی۔ مولوی کا مبلغ علم مولوی کا تقدس مولوی کا حلوا مانڈہ سب کچھ مصلح کی آمد سے خطرے میں پڑ جاتا ہے۔ اور اس لئے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے کہ مصلح کو ناکام کرے۔ اور اگر ہو سکے تو اس کے ساتھ بھی سلوک کرے جو بنی اسرائیلی مولویوں نے حضرت مسیح کے ساتھ کیا۔ اور اسی طرح سے دار پر کھچوائے۔ دوسرا گروہ پادریوں کا تھا حضرت مرزا صاحب کا خصوصی مشن مذہب کلیسا کا قلع قمع تھا۔ اور آپ نے جس شدت اور جس کامیابی سے کلیسا پر حملہ کیا۔ اس کے متعلق بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ کلیسا کی طول طویل تاریخ میں کبھی کسی نے نہیں کیا۔ اس لئے یہ ایک طبعی بات تھی کہ کلیسا کے نمک خوار آپ کے مقابلہ میں نکلتے۔ چنانچہ ہر دو گروہوں نے آپ کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ جب میدان مباحثہ و مناظرہ میں آپ کے بالمقابل عہدہ برآ نہ ہو سکے تو اپنی نوع کی قدیم سنت کے مطابق اوچھے ہتھیاروں پر اُتر آئے۔ اور عوام الناس میں آپ کے خلاف غلط خیالات پھیلا کر آپ کو بدنام کیا۔ اور جب یہ طریق بھی کارگر ثابت نہ ہوا۔ اور حق باوجود انکی دروغ بافیوں کے فروغ پاتا گیا تو انہوں نے آپ کا خاتمہ کرنے کے لئے باہم ہاتھ ملائے آپ پر قتل کا مقدمہ دائر کرایا اور بڑے بڑے ذی وجاہت پادری اور مولوی عدالت میں آپ کے خلاف جھوٹی شہادت دینے آئے مگر دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست۔ جب یہ حربہ بھی کارگر نہ ہوا تو متفقہ طور پر ہر دو نے گورنمنٹ کے کان بھرنے شروع کئے۔ اور گورنمنٹ کو یقین دلایا کہ در پردہ یہ شخص گورنمنٹ کے خلاف جہاد کی تیاری کر رہا ہے جس دن اس کا جتھا مضبوط ہو گا اسی دن اعلان جہاد کر دیگا۔ پروپگنڈا اس زور سے جاری رہا کہ اگر مرزا صاحب نہایت بلند آہنگی سے اس کی تردید نہ کرتے رہتے تو یقیناً گورنمنٹ مزاحم ہوتی۔ اور آپ اس مقدس مشن کو جو آپ لیکر آئے تھے یعنی غلبۂ اسلام بزور حق نہ بزور شمشیر پورا نہ کر سکتے مجبوراً مرزا صاحب کو بار بار گورنمنٹ کو یقین دلانا پڑا کہ منصوبہ بازی۔ غداری۔ اور بغاوت ایسے طریق ہیں جنہیں اسلام بہت بُرا سمجھتا ہے۔

سول ملٹری گزٹ کا پروپگنڈا

سول ملٹری گزٹ میں آپ کے خلاف پروپگنڈا شروع ہوا جس کے زائل کرنے کے لئے آپ کو بزبان انگریزی ایک رسالہ

"My attitude towards the British Government."

شائع کرنا پڑا۔ جو یوں شروع ہوتا ہے:-

"The incorrect statement made in the Civil and Military Gazette, Lahore, of the 24th of October, 1894 in which I have been represented to entertain an evil intention against the British Government has induced me to refute it through this manifesto."

سول ملٹری گزٹ کوئی معمولی بازاری اخبار نہیں۔ گو وہ نیم سرکاری اخبار ہے مگر درحقیقت وہ حکومت کی زبان ہے۔ اس میں مرزا صاحب کے خلاف مضامین شائع ہونا بتاتا ہے۔ کہ آپ کے مشن کو تباہ کرنے کا پروپگنڈا کن زوروں پر تھا۔ چنانچہ آپ کا بہت سا بیش قیمت وقت اس پروپگنڈا کے سدباب میں صرف ہوا۔ آجکل جب کوئی شخص آپ کی تصانیف کا مطالعہ کرتا ہے تو حیران ہوتا ہے کہ اس قدر شدومد سے کیوں گورنمنٹ کی وفاداری کا اعلان کیا گیا۔ اور بعض وقت طبیعت بدگمانی کی طرف مائل ہوتی ہے کہ شاید آپ کو گورنمنٹ کی خوشنودی منظور تھی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ آج وہ حالات ہمارے سامنے نہیں جن کے ماتحت آپ کو اس کثرت کے ساتھ اس موضوع پر لکھنا پڑا۔

آپ کی بغاوت پر ایک رسالہ

یہ پروپگنڈا صرف عیسائیوں کی طرف سے نہ تھا بلکہ مولوی بھی آپ کو باغی ثابت کرنے میں دن رات مصروف تھے چنانچہ ایک مولوی صاحب نے ایک رسالہ بھی شائع کر کے انگریزی میں ترجمہ کروا کر گورنمنٹ کے پاس بھیجا جس کے متعلق مرزا صاحب کو ایک لمبا اشتہار "قابل توجہ گورنمنٹ" شائع کرنا پڑا۔ جس کی ابتدا میں آپ فرماتے ہیں:-

"اس رسالہ کے دیکھنے سے مجھے بہت افسوس ہوا کیونکہ اس نے میری نسبت اور نیز اپنے اعتقاد مہدی کے آنے کی نسبت نہایت قابل شرم جھوٹ بولا ہے اور سراسر افترا سے کوشش کی ہے کہ مجھے گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں باغی ٹھیرائے...... اول مرد محمد حسین نے خلاف واقعہ اپنے اس رسالہ میں میری نسبت گورنمنٹ میں پیش کیا ہے یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ عالیہ کو اطلاع دیتا ہے کہ یہ شخص گورنمنٹ عالیہ کے لئے خطرناک ہے یعنی بغاوت کے خیالات دل میں رکھتا ہے"

خونی مہدی کا اشتباہ

اس کے علاوہ ایک اور بات تھی جو مخالفین کے اس پروپگنڈا کو مضبوط کرنیوالی تھی۔ اور مرزا صاحب کو گورنمنٹ کی نظروں میں مشتبہ

ڈرانے کے لئے کافی سے زیادہ تھی۔ آپ کا دعویٰ یہ تھا کہ آپ مہدی موعود ہیں۔ اور مہدی کے متعلق عام خیال جو مسلمانوں میں مروّج ہے وہ یہی ہے کہ وہ تلوار ہاتھ میں لیکر غیر مسلم دنیا کے خلاف اعلان جہاد کرے گا۔ اور سب کو مسلمان بنائے گا۔ یہ محض خیال نہ تھا بلکہ متعدد ایسے لوگ ہوئے ہیں جنہوں نے مہدی کا دعویٰ کرتے ہی علم جہاد بلند کیا۔ جن میں سے شاید سب سے خطرناک مہدی جس سے حکومت برطانیہ کو واسطہ پڑا۔ سوڈانی مہدی تھا۔ مولویوں نے گورنمنٹ کو سوڈانی مہدی کا نام لیکر مرزا صاحب سے ڈرانے کی کوشش کی۔ چنانچہ آپ "حقیقۃ المہدی" صفحہ پر فرماتے ہیں "بٹالہ سے بنارس تک اپنا قابل شرم استفتا لیکر میرے کفر کی نسبت مہریں لگواتا پھرا۔ اور پھر جب فقط ایسی کارروائی پر اس کی طبیعت خوش نہ ہوئی تو گورنمنٹ تک خلاف واقعہ یہ باتیں میری نسبت پہنچاتا رہا کہ یہ شخص درپردہ باغی ہے۔ اور مہدی سوڈانی سے بھی زیادہ خطرناک ہے"

جہاد کا غلط مفہوم

جہاد کا یہ غلط مفہوم نہ صرف مرزا صاحب کے مشن کو مشتبہ بنانے کے لئے خطرناک تھا۔ بلکہ خود اسلام کے خوبصورت چہرے پر ایک بدنما داغ تھا۔ یہ غلط خیال اس حد تک دماغوں میں سما گیا تھا کہ غازی بننے کا شوق اکثر سرحدی پٹھانوں کو سرکاری علاقہ میں کھینچ لاتا تھا۔ تاکہ کوئی ایک انگریز چلت پھرتا مل جائے تو اس کا بے گناہ خون گرا کر خدا کے نزدیک وہ مجاہد اور غازی کا مقام قرب حاصل کریں۔ اسی طرح غیر مسلم کے مال و متاع کو لوٹ لینا حلال بلکہ ثواب سمجھا جاتا تھا۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ مرزا صاحب نے اگر کسی جہاد کے خلاف قلم اٹھایا تو وہ یہی جہاد ہے جس کا جنون عوام الناس کے سروں پر سوار تھا۔ وہ جہاد جسے قرآن کریم نے ہر مسلمان پر فرض کر رکھا ہے اُسے نہ وہ منسوخ کر سکتے تھے اور نہ کیا۔ چنانچہ رسالہ My Attitude میں ایسی خونریزیوں کا ذکر کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں:-

" Seeing all these slanders against Islam the God of righteousness has blessed me with His holy inspiration to wipe this dark blot from the face of Islam and divest the noble principle of Jihad from the received sense of the word."

اس سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب جہاد کو اسلام کا ایک نہایت بالشان اصول سمجھتے تھے۔ اور جو خیالات جہاد کے نام سے مروّج تھے انہیں آپ اس اعلیٰ تعلیم جہاد کے لئے جو قرآن پاک میں ہے موجب ننگ و عار سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ کو اس غلط مفہوم کے خلاف بہت کچھ لکھنا پڑا۔ جس سے مولوی اور مولوی منش لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھا کر لوگوں کو بھڑکانا شروع کیا کہ مرزا صاحب جہاد کے منکر ہیں۔ مولویوں کا مقصد ایک ہی تھا۔ مرزا صاحب کی مخالفت۔ ان کو اس سے سروکار نہیں تھا کہ وہ مقصد کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ جائز وسائل سے یا ناجائز سے۔ ایک طرف گورنمنٹ کو یہ بتایا کہ یہ شخص تمہارے خلاف جہاد کا منصوبہ دل میں رکھتا ہے۔ دوسری طرف عوام الناس کو یوں بھڑکایا کہ یہ شخص جہاد کا منکر ہے۔

دینی جنگوں کی عدم ضرورت

ایک اور غلطی جس کا ازالہ کر دینا میں ضروری سمجھتا ہوں یہ ہے کہ

حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ دینی جنگوں کے متعلق کہا ہے ملکی جنگوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ آپ کا استدلال یہ تھا کہ چونکہ حکومت برطانیہ کے ماتحت پوری مذہبی آزادی حاصل ہے یہاں تک کہ خود بادشاہ وقت کو بھی بلا خوف و خطر اسلام کی دعوت دے سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے کئی مرتبہ بذریعہ رسائل ملکہ وکٹوریہ کو اسلام کی دعوت دی۔ اس لئے مذہب کی وجہ سے کسی قسم کے جنگ کی ضرورت نہیں رہی۔ مذہبی جنگ کی ضرورت صرف ایک صورت میں ہوتی ہے اور وہ یہ کہ جب دشمن مذہب کو تلوار سے مٹانا چاہے اس وقت ہر مسلمان کا فرض ہو جاتا ہے کہ مذہب کی مدافعت کے لئے سینہ سپر ہو لیکن چونکہ اب مذہب میں کوئی جبر باقی نہیں اس لئے جہاد کی شرط مفقود ہے۔ چنانچہ آپ "تحفہ گولڑویہ" کے ضمیمہ میں فرماتے ہیں ؎

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشان
کر دے گا آکے ختم وہ دیں کی لڑائیاں

ہندوستان تک محدود فتوےٰ

اس کے علاوہ آپ کا یہ فتویٰ صرف ملک ہندوستان تک محدود ہے۔ ہندوستان میں چونکہ حکومت برطانیہ کے ماتحت مذہبی آزادی ہے۔ اس لئے مذہبی جنگ کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ کوئی مسلمان قوم اپنی ملکی حفاظت کے لئے دشمن سے جنگ نہیں کر سکتی۔ غلط ہے۔ انتم اعلم بامور دنیاکم تو نبی کریمؐ جیسے عظیم الشان انسان کا مقولہ ہے تو پھر آپ کا ایک غلام کس طرح بنی نوع انسان سے آزادی رائے و عمل چھین کر ملکی معاملہ میں ان پر کوئی پابندی عائد کر سکتا تھا۔ مرزا صاحب کا مشن خالص مذہبی تھا۔ انہیں سیاسیات سے براہ راست کوئی واسطہ نہ تھا۔ اس لئے آپ نے جو کچھ فرمایا مذہب کے متعلق فرمایا۔ اگر ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف مذہبی جنگ نہیں ہو سکتی تو اس کے یہ معنی یہ ہرگز نہیں کہ اگر افغانستان یا ایران یا ترکی انگریزوں سے اپنے ملکی مفاد کیلئے جنگ کریں تو ایسا کرنے کے وہ مجاز نہیں۔

سکھ شاہی اور انگریزی حکومت

ہاں یہ سچ ہے کہ آپ حکومت برطانیہ کو مسلمان ہندوستان کے لئے ایک نعمت عظمےٰ سمجھتے تھے۔ اور اس کے ساتھ وفاداری پر آپ نے بڑا زور دیا ہے۔ اس سے بعض قلوب میں یہ خلجان ضرور پیدا ہوتا ہے کہ گویا آپ کو ملک کی بہبودی اور آزادی کی تحریکات سے کوئی ہمدردی نہ تھی حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ حکومت سے وفاداری سے آپ کا منشا یہ ہرگز نہ تھا کہ ملک کے مفاد کو نظر انداز کیا جائے۔ بلکہ آپ حکومت سے وفاداری کی تلقین ہی اس لئے کرتے تھے کہ اس حکومت میں رعایا کے مفاد کو بہت حد تک ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بالفاظ دیگر آپ کے نزدیک حکومت برطانیہ اس لئے ہماری وفاداری کی حقدار نہیں کہ وہ ایک طاقتور حکومت ہے بلکہ اس لئے کہ اس میں رعایا کے مال و جان محفوظ ہیں۔ مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اور بہبود رعایا ملحوظ رکھی گئی ہے اگر مرزا صاحب محض طاقت کو رعایا کی وفاداری کی مستحق سمجھتے۔ تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ سکھ حکومت کو قہر الٰہی بتاتے۔ سکھ حکومت کے مظالم آپ نے نہایت مبسوط بیان فرمائے ہیں۔ مسلمان اذان تک نہیں دے سکتے تھے۔ اگر اتفاقاً کہیں کوئی گائے کسی مسلمان سے زخمی ہو جاتی تو اس کے بدلے اسے سزائے موت دینا ایک معمولی بات تھی۔ نہ کسی کی جان سلامت تھی نہ مال نہ ایمان۔ سکھ شاہی کے بعد ایسی حکومت کا قیام جیسے

حکومت برطانیہ۔ یقیناً ایک رحمت تھا۔ اس سے کسی اہل الرائے کو انکار نہیں ہو سکتا۔ گو اس کا صحیح احساس صرف ان لوگوں کو ہو سکتا ہے جنہوں نے سکھوں کا دور دورہ دیکھا ہو۔ اس لئے اگر حضرت مرزا صاحب سکھ شاہی کے بعد انگریزی حکومت کو رحمت الٰہی سمجھتے تھے تو انصاف کی بات یہی ہے کہ ایسا سمجھنے میں وہ حق بجانب تھے۔

حکومت کی نکتہ چینی اور حقوق کے مطالبات

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ آپ اس حکومت کو غلطی سے پاک سمجھتے تھے۔ چنانچہ آپ نور القرآن صفحہ پر فرماتے ہیں:-

"یہ بات بالکل سچ ہے کہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے شکر گذار ہیں اور اس کے خیر خواہ ہیں...... مگر ہم اس کو خطا سے معصوم نہیں سمجھتے۔ اور نہ اس کے قوانین کو حکیمانہ تحقیقاتوں پر مبنی سمجھتے ہیں"

نہ ہی وفاداری سے آپ کا منشا ان "جھولی چکوں" کی مانند یہ تھا کہ گورنمنٹ کی ہاں میں ہاں ملائی جائے۔ اور نہ گورنمنٹ کو اس کی غلطیوں پر متنبہ کیا جائے۔ نہ گورنمنٹ سے اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کیا جائے چنانچہ آپ اپنی آخری تحریر پیغام صلح صفحہ پر فرماتے ہیں:-

"ہندوؤں کو ابتداء سے یہ خواہش ہے کہ گورنمنٹ اور ملک کے معاملات میں ان کا دخل۔ یا کم سے کم یہ کہ ملک داری کے معاملات میں ان کی رائے لی جائے اور گورنمنٹ انکی ہر شکایت کو توجہ سے سنے۔ اور بڑے بڑے گورنمنٹ کے عہدے انگریزوں کی طرح ان کو بھی ملا کریں۔ مسلمانوں سے یہ غلطی ہوئی کہ ہندوؤں کی ان کوششوں میں شریک نہ ہوئے۔ اور خیال کیا کہ ہم تعداد میں کم ہیں۔ اور یہ سوچا کہ ان تمام کوششوں کا اگر کچھ فائدہ ہے تو وہ ہندوؤں کو ہے نہ کہ مسلمانوں کے لئے"

ہوم رول کی حمایت

جو سیاسی عقیدہ حضرت مرزا صاحب نے یہاں بیان فرمایا ہے یہی اس وقت کانگرس کا عقیدہ تھا۔ بالفاظ دیگر سیاسیات کے لحاظ سے حضرت صاحب کانگرسی کہلا سکتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کانگرس کا مطمح نظر یہ تھا کہ ہندوستان کو نوآبادیات کی طرح حکومت خود اختیاری حاصل ہو جسے بعد میں ہوم رول اور سوراج کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا۔ پس حضرت مرزا صاحب بحیثیت ایک ہندوستانی کے وہی عقیدہ رکھتے تھے جو آج ہندوستان کا بڑے سے بڑا سیاسی لیڈر مہاتما گاندھی رکھتا ہے۔

وفاداری بہ معنے عدم تشدد

یہ سوال ہو سکتا ہے کہ ہوم رول یا سوراج کا عقیدہ رکھتے ہوئے حضرت مرزا صاحب حکومت برطانیہ کی وفاداری کا اس جوش خروش سے درس کس طرح دے سکتے تھے۔ یہ خیال ایک غلط فہمی پر مبنی ہے۔ وفاداری کے بالمقابل مرزا صاحب کے ذہن میں صرف ایک ہی لفظ تھا یعنی بغاوت۔ اور جب آپ کہتے تھے کہ حکومت کے وفادار رہو تو آپ کا منشاء اس سے قطعاً بڑھ کر نہیں ہوتا تھا کہ حکومت سے بغاوت نہ کرو۔ بغاوت کی تمام راہوں کو آپ گناہ سمجھتے تھے۔ خفیہ سازشوں کو آپ گناہ سمجھتے تھے۔ خفیہ شورشوں کو آپ گناہ سمجھتے تھے۔ بالفاظ دیگر آپ نے جس خیال کو ناپسند کیا ہے وہ وہی خیال ہے جو آجکل ہندوستانی سیاست میں

یا Terrorist کے الفاظ سے موسوم ہوتا ہے۔ اور کیا ہر ایک سمجھدار سیاسی لیڈر آج بھی اس طریق کار کو ناپسند نہیں کرتا؟ حضرت مرزا صاحب کا منشاء اس سے بڑھ کر نہیں تھا کہ تلوار اٹھا کر خفیہ یا علانیہ طور پر حکومت کا مقابلہ نہیں کرنا چاہئے۔ مولویوں نے شور مچایا اور آپ کو بدنام کیا کہ آپ حکومت کے ایجنٹ ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھ سے تلوار چھیننا چاہتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ آج مہاتما گاندھی کی آواز پر کیا بڑے بڑے مولاناؤں نے یہی فتویٰ نہیں دیا کہ حکومت کے ساتھ ہماری جدوجہد اپنے اندر کسی قسم کا تشدد نہ رکھے۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ وفادار رہو اور گاندھی جی کا یہ کہنا کہ عدم تشدد کے پابند رہو صرف الفاظ کا فرق ہے۔ مفہوم وہی ہے۔ یعنی یہ کہ (armed-resistance) مسلح مقابلہ سے کام نہیں لینا چاہئے۔ گو میں مانتا ہوں کہ دونوں کی نیتوں میں فرق ہو۔ مہاتما جی تو شاید اس لئے اس طریق کار کو ناپسند کرتے ہیں کہ ہندوستان اس قابل نہیں مگر مرزا صاحب اس سے بڑھ کر وجہ رکھتے تھے۔ اور وہ یہ کہ ہندوستانی مسلمانوں پر اس گورنمنٹ کے بڑے احسان ہیں۔ اگر مرہٹہ اور سکھ حکومت چند سے اور رہتی اور اس حکومت کا سایہ نہ آتا تو یقیناً اسلام کا نام و نشان اس ملک سے مٹ جاتا۔ اس لئے آپکا مذہب یہ تھا کہ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان مسلمانوں کو انگریزی حکومت کے خلاف تلوار نہیں اٹھانی چاہئے۔ مگر تلوار اٹھانے کے یہ معنے ہرگز نہ سمجھتے تھے کہ اپنے حقوق کے لئے آئینی جد و جہد بھی نہیں کرنا چاہئے۔

ہندو مسلم اتحاد

مرزا صاحب نہ صرف ہوم رول کے حامی تھے بلکہ متحدہ ہندوستانی قومیت کو بھی دیکھنا چاہتے تھے۔ اس غرض سے آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ایک کتاب "پیغام صلح" لکھی جس میں ہندو مسلمانوں کو متحد ہونے کی دعوت دی۔ آپ فرماتے ہیں:-

"ہندو مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیال محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلا وطن کر دیں گے بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے۔ اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا۔۔۔۔ اور اگر کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہیگا تو اس کا نقصان وہ آپ اٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے۔ اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔"

ایک متحدہ ہندوستانی قومیت

کیا یہ اس شخص کے خیالات ہو سکتے ہیں جو برٹش امپیریلزم کا ایجنٹ یا حامی ہو۔ ایسا شخص تو یہی کوشش کرے گا کہ ہندو مسلمانوں میں اختلاف کا خلیج وسیع ہوتا جائے۔ مگر مرزا صاحب فرماتے ہیں:-

"پیارو! صلح جیسی کوئی بھی چیز نہیں۔ آؤ ہم اس معاہدہ کے ذریعہ سے ایک ہو جائیں۔ اور ایک قوم بن جائیں۔"

(پیغام صلح صفحہ ۲۷)

ان تمام غلط فہمیوں کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر ہندوستانی ذہنیت دو ہی باتیں سمجھ سکنے کی اہلیت رکھتی ہے۔ ایک یہ کہ گورنمنٹ کو گالیاں دی جائیں۔ اس کی ہر بھلائی کو برائی کر کے دکھایا جائے۔ اس کی رائی برابر برائی کا پہاڑ بنایا جائے۔ اور اگر ایسا نہیں تو بس یہی سمجھا جائے کہ یہ شخص یا گورنمنٹ کا ایجنٹ ہے یا جاسوس ہے۔ یا خان بہادری کا امیدوار۔ یا مربع جلت کا خواہشمند۔ ہندوستانی ذہنیت میں ابھی بدقسمتی سے اس طریق کی قدر کرنے کی اہلیت نہیں پیدا ہوئی کہ کسی کی بھلائی کو خواہ وہ ہمارا مخالف ہو بھلائی دیکھ سکے۔ اور اگر کوئی مخالفت منظور ہو تو اعتدال اور متانت کو ہاتھ سے نہ جانے دے ایسی ذہنیت اگر مرزا صاحب کی اولوالعزمانہ ذہنیت کے سمجھنے سے قاصر رہے تو تعجب نہیں۔

سودیشی کی حمایت

یہ میں ایک اور واقعہ سے واضح کر دیتا ہوں۔ ایک مرتبہ فنانشل کمشنر دورہ پر قادیان گئے۔ مرزا صاحب سے ملاقات کے دوران میں آپ سے دریافت کیا کہ تحریک سودیشی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ کو مذہبی مشاغل میں اس قدر انہماک رہتا تھا کہ آپ نے سودیشی کا نام بھی نہ سنا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ سودیشی کیا؟ خواجہ کمال الدین مرحوم موجود تھے انہوں نے آپ کے سامنے توضیح کر دی۔ کہ آجکل ملک میں ایک تحریک اس نام سے جاری ہے جس کا منشاء یہ ہے کہ ملک میں انہیں اشیاء کا استعمال ہو جو ملک کے اندر بنتی ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ تو بہت مبارک تحریک ہے۔ اس سے تو ملک کو بہت فائدہ پہنچیگا۔ سودیشی کی تحریک اس وقت گورنمنٹ کے خلاف اور بغاوت کے مترادف سمجھی جاتی تھی۔ لیکن صحیح بات کو آپ نے فوراً صحیح کہہ دیا۔ کیا یہ اس شخص کا طریق ہو سکتا ہے جس کا ہر قول و فعل کسی صاحب بہادر کے جنبش لب و ابرو کے انتظار میں ہو۔

غیر سیاسی تحریک

کہتے ہیں مرزا صاحب نے سیاسیات میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ بلکہ سیاسیات سے اپنی جماعت کو الگ رکھا۔ یہ سچ ہے مگر اس کو مورد الزام بنانا اسی غیر متوازن ذہنیت کا نتیجہ ہے۔ جس کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ سیاسیات میں حصہ نہ لینا، اور بات ہے۔ اور سیاسی عقائد رکھنا اور بات۔ آپ کے سیاسی عقائد میں اوپر بیان کر آیا ہوں آپ بغاوت اور ہر قسم کی تشدد آمیز اور خفیہ کارروائیوں کے مخالف تھے۔ مگر ساتھ ہی آپ ہندو مسلمانوں کو متحدہ قومیت میں منسلک دیکھنا چاہتے تھے۔ اور ملک کی بہبودی کے ہر مطالبہ کے حامی تھے جو حق و صداقت پر مبنی ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ آج بقید حیات ہوتے اور کوئی کمشنر دورہ قادیان پر آپ سے یہ سوال کرتا کہ یہ جو مہاتما گاندھی نے شور مچایا ہے کہ ہندوستان کی زمام حکومت خود ہندوستانیوں کے ہاتھ میں پکڑا دینی چاہئے۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ اسی صفائی اور صاف گوئی سے جواب دیتے کہ گو مجھے مہاتما کے عدم تعاون سے اتفاق نہیں کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا تشدد ہے۔ مگر جہاں تک مطالبہ کا سوال ہے وہ بالکل حق بجانب ہے۔ باوجود ان سیاسی خیالات کے آپ نے سیاسیات میں حصہ لینا پسند نہیں کیا اس سے بہت سے لوگوں کو چہ میگوئی کا ایک اور موقعہ ملا۔ اور آج بھی یہ اعتراض ہوتا رہتا ہے۔ اس کا جواب میں وہی دوں گا جو ہمارے مکرم ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو تحریک تنظیم کے متعلق ہندوستان کے بیسیوں پلیٹ فارموں اور بیسیوں اخبارات میں دے چکے ہیں۔ آپ ہندوستان کے طول و عرض میں جہاں تشریف لیجاتے تھے اور تنظیم پر لیکچر فرماتے تھے تو بانگ دہل سب سے پہلی بات جو آپ کہتے تھے وہ یہی ہے کہ تنظیم Non-political (غیر سیاسی) تحریک ہے۔ اور اس کی وجہ صاف ہے۔ سیاسیات آئے دن بدلتے رہتے ہیں سیاسیات کی آئے دن حکومت سے کشمکش لگی رہتی ہے لیکن تنظیم کا کام ایسا ہے جو ہر حالت میں جاری رہنا چاہئے۔ اور ملک کی سیاسیات کا کوئی اثر اس پر نہیں پڑنا چاہئے۔ یہی وجہ بدرجہ اولیٰ حفاظت و اشاعت اسلام کے مقدس کام کے متعلق ہے کہ کیوں حضرت مرزا صاحب نے اسے تمام سیاسیات سے علیحدہ رکھا سیاسی تحریکات اٹھتی ہیں اور گرتی ہیں۔ لیکن اسلام کی اشاعت ہر وقت جاری رہنی چاہئے۔ اس لئے آپ نے احمدیہ قوم کو جس کی زندگی کا مقصد وحید اشاعت اسلام ہے۔ سیاسیات سے علیحدہ رہنے کا حکم دیا۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بحیثیت جماعت نہ کہ انفرادی حیثیت سے۔ انفرادی حیثیت سے ایک احمدی کے سیاسی مصروفیات پر مرزا صاحب کی طرف سے اس سے زیادہ کوئی پابندی نہیں۔ کہ تشدد کے طریقوں سے بچا رہے۔

استعمار قومی کی حقیقی شاہراہ

حقیقت یہ ہے کہ ایک مامور کی باریک بین نظر کا قیاس معمولی لیڈروں پر نہیں کیا جاسکتا۔ لیڈروں کی نظر چند حقوق تک محدود ہوتی ہے جنہیں حاصل کرنے کے لئے وہ لڑتے ہیں۔ کونسلوں میں نمائندگی۔ ملازمتوں میں حصہ۔ ہوم رول اور سوراج میں وہ قومی نجات اور آزادی کا راز دیکھتے ہیں۔ لیکن ایک آسمانی لیڈر کی آنکھ دیکھتی ہے کہ قوموں کی حقیقی آزادی کا راز باہر نہیں۔ بلکہ خود قوم کے اندر تلاش کرنا چاہئے۔ آزادی حکومت درحقیقت ایک پھل کی مثال ہے۔ جو کسی قوم کے Character کو لگتا ہے۔ اور اگر کیرکٹر مفقود ہے۔ تو خواہ کوئی قوم عارضی طور پر آزادی اور حکومت حاصل بھی کرے۔ وہ چند روزہ بات ہوگی۔ خلافت یعنی حکومت کا وعدہ قرآن پاک میں اس قوم سے ہے۔ جو آمنوا وعملوا الصلحت کی مصداق ہو۔ اس لئے ایک سچے مصلح کی طرح حضرت مرزا صاحب نے اسلام کے عروج کے لئے جو طریق اختیار کیا۔ وہ وہی طریق تھا۔ جس سے حکومت ایک پکے ہوئے پھل کی طرح خود کسی قوم کے دامن میں آکر گر پڑتی ہے۔ کیرکٹر ہی استعمار قومی Nation Building کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہی آپ کے مشن کا لب لباب تھا۔ آپ کے نزدیک مسلمانان ہند کی غلامی کے ذمہ دار انگریز نہیں۔ بلکہ خود مسلمان تھے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اسی وقت ایک قوم پر دوسری کو مسلط کرتا ہے۔ جب اس میں اپنی حکومت کی اہلیت باقی نہیں رہتی ہندوستان سے اسلامی حکومت کے نکالنے والے انگریز سپاہی نہیں تھے بلکہ وہ پست اخلاق تھے جو مسلمانوں میں پیدا ہوئے اس لئے آپ نے قوم کا قدم جس راستہ پر ڈالا وہی درحقیقت شاہراہ ترقی تھا۔ یعنی یہ کہ مسلمان کو از سر نو مسلمان بننا چاہئے۔ اگر وہ جہان میں اپنے گم کردہ اقبال کو دوبارہ حاصل کرنا چاہتا ہے جیسا کہ آپ فرماتے ہیں ؂

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

آپ کے اصولوں کا غلبہ

اعتراض کرنیوالے کی زبان کو کون روک سکتا ہے۔ کونسا بڑا انسان جہان میں گذرا ہے۔ کونسا بڑا مقرب الٰہی اسلام میں گذرا ہے۔ جو اس زبان کی مار سے بچا ہو۔ خود خلفاء راشدین جو اصحابی کالنجوم کے مصداق تھے طعن و تشنیع کی زبان سے نہ بچ

(باقی برصفحہ ۳۰)

چودھویں صدی کے علماء کی شیریں کلامی کا نمونہ

(از جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن)

عربی میں ایک مثل مشہور ہے۔ البادی اظلم پھر قرآن شریف فرماتا ہے۔ لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم (النساء) مطلب یہ کہ ابتدا کرنے والا ہی ظالم ہوتا ہے۔ اور کہ بری بات کا ملبندی سے اظہار کرنا اللہ کو پسند نہیں۔ ہاں جس پر ظلم ہوا ہو۔ وہ ملبندی سے بری بات کا اظہار کرسکتا ہے۔ اب ذرا حضرت مسیح موعود اور آپ کے مخالف مولویوں کے اخلاق کا اس معیار پر موازنہ کریں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی سب سے پہلی تصنیف براہین احمدیہ جلد اول تا چہارم ۱۸۸۰ء سے شروع ہو کر ۱۸۸۴ء میں ختم ہوئی اس میں آپ نے مخالفین اسلام کا رد کیا۔ اس کے بعد ۱۸۸۶ء میں سرمہ چشم آریہ کتاب آریوں کے رد میں لکھی۔ پھر ۱۸۸۷ء میں شحنہ حق رد آریہ میں لکھی۔ اس کے بعد ۱۸۹۰ء میں انجمن حمایت اسلام لاہور کو ایک عیسائی کے تین سوالوں کے جواب لکھ کر دیئے جو ردنصاریٰ میں تھے۔ پھر جب آپ پر اپنی مجددیت اور حضرت مسیح کی وفات کا انکشاف ہوا۔ تو ۲۲ جنوری ۱۸۹۱ء کو آپ نے توضیح مرام اور فتح اسلام کتب شائع کیں۔ اور ان کتابوں کے ساتھ آپ نے ذیل کا اعلان شائع فرمایا۔

اطلاع بخدمت علماء اسلام

جو کچھ اس عاجز نے مثیل مسیح کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ مضمون متفرق طور پر تین رسالوں میں درج ہے یعنی فتح اسلام اور توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں۔ پس مناسب ہے۔ کہ جب تک کوئی صاحب ان تینوں رسالوں کو غور سے نہ دیکھ لیں۔ تب تک کسی مخالفانہ رائے ظاہر کرنے کیلئے جلدی نہ کریں۔ والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ (الراقم خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی)

لیکن چودھویں صدی کے علماء اور مخالفانہ رائے ظاہر کرنے میں جلدی نہ کریں۔ یہ بات بڑی دشوار تھی۔ مولویوں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ نہ تیسرے رسالہ کی انتظار کی۔ بلکہ جھٹ اپنا کند ہتھیار یعنی فتوےٰ تکفیر لے دوڑے۔ اور سارے ہندوستان میں ایک آگ لگادی۔ اور اس شرارت کے بانی مبانی وہی لوگ تھے۔ جن پر خود اس قسم کے فتوے تکفیر لگ چکے تھے۔ کہ اگر مسجدوں میں داخل ہوں۔ تو وہ ناپاک ہوجاتی ہیں۔ افسوس کہ کلمہ گوؤں کی تکفیر میں اب تک یہی گروہ یعنی وہابی پیش پیش ہیں۔ جو کل تک اپنے کفر کو غیر مسلم عدالتوں میں دھوتے پھر رہے تھے۔ بہرحال پیشتر اس کے کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک سخت لفظ بھی اُن کے بارہ میں تحریراً یا تقریراً ظاہر کریں۔ ان کے بڑے بڑے علماء نے دو دو گالیاں آپ کو دیں۔ کہ گفتگو کی ہوشیاریوں کو مات کردیا۔ جن کا کچھ نمونہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

(۱) سید محمد نذیر حسین وہابی علماء کا سرگروہ (حضرت مرزا صاحب) دجال اور اس کے پیروان و ہم مشربوں کو ذریات دجال کہہ سکتے ہیں۔

(۲) محمد عبدالجبار عمرپوری آگرہ۔ قادیانی کجرو۔ پلید۔ حماقت ظاہر کی ہے۔ دین کا چور۔ دجال۔ کذاب۔ ملعون شیطان

(۳) احمد حسن دہلوی ۔۔۔ ملحد

(۴) اسحاق بن عبدالرحمٰن غزنوی۔ دجال

(۵) ابو عبداللہ محمد فقیر اللہ الکھٹوی انشاہ پوری۔ گمراہ چھپا مرتد کذاب کافر۔ خدا اسے ہلاک کرے

(۶) ابو عبدالمنان محمد عبدالرحمان۔ ملحد۔ چھپا مرتد

(۷) محمد یوسف ۔ نہ اس کذاب قادیانی کے کفر میں شک ہے

(۸) نقیر مسعود دہلوی سجادہ نشین۔ اہل اسلام سے خارج سخت ملحد۔ دجالوں میں سے دجال

(۹) قادر علی ۔ اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں

(۱۰) فتح محمد فتحپوری۔ بلاشک دجال ہے۔

(۱۱) محمد امان اللہ۔ وہ قطعی چھپا کافر و مرتد ہے۔

(۱۲) عبدالقادر۔ وہ دجال کذاب ہے۔

(۱۳) ابو محمد عبدالحق۔ بڑا بھاری دجال بلکہ اس کا گم دجال ہے

(۱۴) محمد لطف اللہ۔ محمد عثمان۔ دائرہ اسلام سے خارج ملحد اور زندیق

(۱۵) محمد اسماعیل علیگڑھی۔ کافر۔ بدکردار۔ خدا اس کا منہ کالا کرے

(۱۶) محمد ایوب مکنہ کول۔ اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔

(۱۷) حکیم محمد حسین بنارسی وغیرہ۔ احاطہ اسلام سے خارج اور دجال کذاب

(۱۸) محمد عبدالقادر۔ دائرہ اسلام سے خارج

(۱۹) شہیدالدین احمد بنارسی۔ دجال و کذاب

(۲۰) محمد عبداللہ غازیپوری۔ دجال و کذاب

(۲۱) محمد بشیر۔ دجالین کذابین میں داخل۔ اس کے پیرو و ہم مشرب، ذریت دجال۔

(۲۲) حسین بن محسن۔ کذاب۔ دجال مرزا جو اس کے گمراہ ہونے میں شک کرے۔ وہ ویسا ہی گمراہ ہے۔

(۲۳) محمد ادریس۔ کافر بلکہ اکفر

(۲۴) عبدالصمد غزنوی۔ غلام احمد کجرو۔ پلید۔ گمراہ۔ چھپا مرتد شیطان سے زیادہ گمراہ۔ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ تاکہ اہل قبور اس سے ایذا نہ پائیں۔

(۲۵) عبدالمنور غزنوی۔ دجال۔ بڑا جھوٹا۔ چھپ مرتد باطنی۔ قرمطی

(۲۶) عبدالواحد غزنوی۔ الحاد۔ یہودیت اختیار کی۔ بلعم بن باعور کا مثیل

(۲۷) عبدالحق غزنوی۔ کافر۔ چھپا مرتد۔ گمراہ کنندہ۔ دجال وسوسہ ڈالنے والا

(۲۸) غلام احمد مدرس نعمانیہ۔ مرتد۔ یقیناً ملحد۔ اس کا مصدق مؤید بھی گمراہ

(۲۹) محمد عبداللہ ٹونکی۔ احاطہ اسلام سے خارج

(۳۰) عبدالرحمٰن لکھوکی۔ کافر۔ مرتد۔ ملحد۔ کذاب

(۳۱) سید ظہور الحسین سجادہ نشین بٹالہ۔ مرزا مذکور بے شک زمرہ اہل اسلام سے خارج و بفرقہ کفار مندرج

(۳۲) محمد حسن لکھوکے۔ ملحد۔ دجال۔ کذاب

(۳۳) علماء پشاور، سورت، گجرات، خانپور، وزیرآباد و نظام آباد گنگوہ، مرادآباد وغیرہ۔ کافر۔ ملحد۔ دجال۔ کذاب

بکواسی۔ مفسد۔ حواس باختہ۔ بطال۔ فسادی وغیرہ وغیرہ

اب اس مشرب کے علماء کو جنہوں نے بغیر دیکھے دلائل اور تیسرے رسالہ یعنی ازالہ اوہام کے حضرت صاحب کو پہل کر کے ایسی ایسی گالیاں دیں۔ ایک مظلوم آدمی کن میٹھے اور شیریں الفاظ سے یاد کرسکتا ہے۔ سارے ملک میں ان لوگوں نے آگ لگادی، اور جو برے سے برا لفظ ان کی لغت میں مل سکتا تھا۔ وہ آپ کی نسبت استعمال فرمایا۔ پھر باوجود دو تین سال نرمی سے سمجھاتے رہنے کے یہ لوگ اپنی حرکات سے باز نہ آئے۔ تو پھر آپ کو بھی بحیثیت مظلوم ہونے کے حق پہنچتا تھا۔ کہ ایسے لوگوں کو سختی سے مخاطب کریں۔ چنانچہ ۱۸۹۳ء میں بذریعہ آئینہ کمالات اسلام آپ کو ان کے مقابلہ پر سختی کرنی پڑی۔ جس پر آج کل کے زمیندار، وہابی اور ان کے ہم مشرب سیخ پا ہورہے ہیں۔ حالانکہ یہ گنبد کی صدا تھی۔

(بقیہ صفحہ ۲۹)

بچ سکے۔ پھر مرزا صاحب کی ذات اس عام قاعدہ سے مستثنےٰ کس طرح ہوسکتی ہے۔ نیش عقرب تو اپنے مقتضاء طبیعت سے مجبور ہو کر چلتا ہی رہے گا۔ ہاں ارباب بصیرت کے لئے مقام غور ہے کہ حضرت مرزا صاحب پر یہ الزام کہاں تک درست ہے کہ آپ گورنمنٹ کے آدمی تھے۔ آخر اتنا ہی غور کرلیا ہوتا۔ کہ اگر آپ نے گورنمنٹ کی خدمت کی تو اس کا کونسا صلہ حاصل کیا۔ آج کل تو معمولی آدمی بھی ایک معمولی سیاسی خدمت کا معاوضہ پانچ دس مربعوں اور ایک نقرئی تمغہ خان بہادری کی شکل میں حاصل کرلیتا ہے۔ آپ کے مخالفین کے سرگروہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی جہاد پر ایک رسالہ لکھا۔ اور دو مربع سرکار عالی سے حاصل کئے تو آخر مرزا صاحب کیوں سرکار کی قدر شناس نظروں سے چھپے رہے۔ نہ ہی کوئی جاگیر ملی۔ نہ کوئی اور انعام و اکرام۔ بات یہ ہے کہ دنیا ہمیشہ اس کی مخالفت کرتی چلی آئی ہے جو آسمان سے آتا ہے۔ اور آپ پر یہ الزام بھی اسی مخالفت کی ایک شکل تھی۔ آپ نے فرمایا کہ بغاوت نہ کرو۔ تو شور مچایا۔ مہاتما گاندھی نے کہا کہ عدم تشدد سے کام لو تو کہا آمنا و صدقنا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک جماعت چاہئے جس کا ایک شرعی امام ہو۔ تو کہا۔ یہ اسلام میں ایک نیا فرقہ نکالا۔ مگر وہی ضرورت بالآخر خود محسوس کرنی پڑی۔ اور مولانا ابوالکلام اور مولانا سید سلیمان ندوی جیسے جید علماء نے مسلمانان ہند کی فلاح کی جو راہ بالآخر تجویز کی۔ وہ یہی تھی کہ مسلمانوں کو ایک شرعی نظام میں ایک امام کی بیعت میں منسلک کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک جماعت کو غیر سیاسی طریق پر مسلمانوں کی اصلاح کا کام کرنا چاہئے تو برطانوی ایجنٹ کا خطاب ملا۔ ڈاکٹر کچلو صاحب بالآخر اسی حقیقت پر پہنچے تو لبیک کہہ دیا۔ حضرت مرزا صاحب نے اشاعت اسلام کا علم بلند کیا اور مسلمانوں کو اس راز سے آگاہ کیا کہ اب مسلمانوں کی ترقی کا یہی راستہ ہے۔ تو جواب ہنسی میں ملا۔ دست قدرت نے شدھی کا تازیانہ لگایا تو ہر طرف سے تبلیغ تبلیغ کی آواز آنے لگی۔ یہ دنیا والوں کا قاعدہ ہے۔ کب انہوں نے کسی مصلح کی آواز پر خوجہ بجز کان دھرا جو آج مرزا صاحب کی آواز پر اُٹھتے۔ اور مخالفت سے باز آتے۔ مگر جائے غور ہے کہ جو کچھ اس خدا کے مامور نے کہا اور جس کی اپنے وقت میں مخالفت ہوئی۔ اسی مقام کی طرف بالآخر مسلمانان ہند کو واقعات نے مجبور کیا اور خدا تعالیٰ کی بات پوری ہوئی۔ کہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔
لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور

شعر مرا بہ زمیندار کہ برد؟

صد حسین است در گریبانم پر "زمیندار" کا اعتراض اور اس کا جواب

(از مولوی دوست محمد صاحب سابق ایڈیٹر پیغام صلح)

مولانا آزاد مرحوم نے ایک جگہ شعر گوئی اور شعر فہمی کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کی تین اقسام بیان کی ہیں۔ ایک وہ جو شعر کہتے بھی ہیں اور صحیح طور پر دوسروں کے کلام کو سمجھتے اور داد بھی دیتے ہیں۔ دوسرے وہ جو شعر تو نہیں کہتے لیکن سخن فہمی کا مادہ رکھتے ہیں اور تیسرے وہ لوگ ہیں جو نہ تو شاعر ہیں اور نہ سخن فہم ہی ہیں۔ اور آخری قسم مولانا آزاد مرحوم کے نزدیک بدترین قسم کے لوگوں کی ہے۔ لیکن میرے خیال میں ان کے علاوہ ایک اور چوتھی قسم کے لوگ بھی ہیں۔ جو ان سے بھی بدتر ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو شعر بھی کہتے اور سخن فہمی کا مادہ بھی رکھتے ہیں لیکن کچھ اس قسم کی ضد اور عناد ان کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے سوائے دوسروں کے صحیح کلام کی بھی داد دینا پسند نہیں کرتے بلکہ مو میں میخ نکالتے اور طرح طرح کے اعتراضات سے انہیں بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بزرگان اُمت ظفر علی خاں کی نظروں میں

انہی چوتھی قسم کے لوگوں میں سے ایک منشی ظفر علی خاں بھی ہیں جن کی نظروں میں حضرت مسیح موعودؑ کی ہر ایک بات خار ہو کر کھٹکتی ہے اور نہ صرف حضرت مسیح موعود کی بلکہ جس قدر راستباز اور بزرگان الٰہی اُمت محمدیہ میں ہو گذرے ہیں ان سب پر ناپاک اور بیہودہ اعتراضات کرنا، ان کے حسن کردار اور حسن گفتار کی بُری سے بُری تصویر کھینچنا اور طرح طرح کی پھبتیاں، تمسخر و استہزا ان پر کرنا اس کا کام ہے۔ صوفیائے کرام بالخصوص حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت بایزید بسطامی اور جس قدر مقدسین اس اُمت میں ہو گذرے ہیں ان سب کو "جھوٹے" "دغاباز" "فریبی" اور "مکار" تک کے خطابات اس نے دیئے محض اس وجہ سے کہ ان کے پاک کلمات جو فنا فی اللہ کے مقام پر ان کے مونہوں سے نکلے اس کی سمجھ میں نہیں آتے۔ حدیث مجدد کو وضعی اور ناقابل اعتبار قرار دیکر حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ حضرت شاہ ولی اللہ رح حضرت مجدد الف ثانی رح اور تمام ان لوگوں کو جنہوں نے اس حدیث کے ماتحت الہام الٰہی سے مجدد ہونیکا دعویٰ کیا، عیار، مکار اور مفتری علی اللہ قرار دیدیا محض اس خیال سے کہ کسی طرح مرزا غلام احمد رح کی مجددیت ثابت نہ ہو سکے

شادم کہ از رقیباں دامن کشیدہ رفتم
گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

حضرت مسیح موعودؑ کی سیر کربلا

اسی قسم کے لغو اور بے معنی اعتراضات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت مرزا صاحب رح نے امام حسین رح کی توہین کی ہے اور اس کا ثبوت ان کا یہ شعر ہے:-

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

کوئی سخن فہم یا کم از کم سخن سنج انسان ہوتا تو اس شعر سے ہی حضرت مرزا صاحب کی پاکیزہ خیالی اور حسن کلام کا اندازہ لگا لیتا۔ کیا یہ کہنا کہ کربلا کے مصائب مجھ پر ہر آن وارد ہو رہے ہیں اور حسین علیہ السلام سے سو درجہ بڑھ کر مصیبتوں میں میں مبتلا ہوں۔ امام حسینؑ کی توہین ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ جو مصائب امام حسینؓ پر آئے وہ اپنی شدت کے باوجود چند گھڑی یا زیادہ سے زیادہ چند دن کے لئے تھے جس کے بعد وہ واصل بحق ہو گئے اور ان مصائب کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن حضرت مرزا صاحبؑ کو آج نصف صدی گذرنے کو ہے۔ ہر قسم کی مصیبت ہر قسم کا دکھ ان پر اور ان کی جماعت پر وارد کیا گیا اور اب تک وارد کیا جا رہا ہے۔ قتل کے مقدمات ان پر بنائے گئے تا کہ ستونِ دار پر ان کو لٹکا دیا جائے۔ اینٹیں اور پتھر ان پر پھینکے گئے۔ مسجد سے انہیں نکالا گیا۔ اور اب مسلمانوں کی مردم شماری سے بھی انہیں نکالنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور اگر بس میں ہوتا تو نہ معلوم حضرت مرزا صاحب اور آپ کے پیرووں کا خون کہاں کہاں بہتا نظر آتا۔

مصلحین کی کربلا

لیکن اس کو بھی چھوڑیئے خدا کے مامورین کیلئے سب سے بڑا دکھ اور حقیقی کربلا یہی ہے کہ لوگ راہ راست کی طرف نہیں آتے۔ یہی فکر انہیں دن رات کھاتی ہے۔ امام حسین کے سامنے تو ایک یزید تھا۔ جس کی ہدایت یا منصب خلافت سے عزل ان کا مقصود حقیقی تھا لیکن مامورین الٰہی کے سامنے سینکڑوں یزید ہوتے ہیں جن کو ایمان نعمت سے محروم دیکھ کر وہ ہر آن ایک کربلا کے اندر رہتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا نظارہ حضرت ختمی مآب سرور کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک میں نظر آتا ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوتا ہے لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین کیا تو اسی فکر میں اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے؟ حضرت مرزا صاحب بھی اسی پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا ایک پرتو تھے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور و مصلح ہو کر آئے تھے۔ اس لئے آقائے مدنی صلعم کی پیروی میں انہوں نے بھی اپنی جان کو مخلوق الٰہی کی ہدایت کے غم میں گھلا دیا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں

جانم گداخت از پے ایمانت اے عزیز
ویں طرفہ تر کہ من بگمان تو ..... کافرم
در تنگنائے حیرت و فکرم ز قوم خویش
یا رب عنایتے کہ ازیں فکر مضطرم
دل خون شد است از غم ایں قوم ناشناس
وز عالمان کج کہ گرفتند چنبرم

دین احمد کی جانگداز فکر

لیکن یہ نہ سمجھئے کہ صرف مسلمانوں ہی کی ناحق شناسی اور ایمان سے دوری آپ کی جان کو گھلاتی تھی۔ آپ کے سامنے عیسائی بھی تھے آریہ بھی تھے۔ برہمو بھی تھے۔ اور دنیا کے تمام مذاہب اور تمام اقوام کے سامنے آپ اکیلے سینہ سپر ہو کر کھڑے تھے۔ تیروں کی بوچھاڑ بھی جو تمام اطراف سے آپ پر پڑ رہی تھی۔ مسلمان الگ دشمن تھے اور اب تک ہیں۔ عیسائی اور آریہ الگ دشمن بنے ہوئے کھڑے تھے۔ ان کی دشمنی محض اس وجہ سے تھی کہ مرزا صاحبؓ دین حق کی طرف بلاتے اور محمد رسول اللہ صلعم کی ذات پاک سے اعتراضات کو دور کرتے تھے۔ لیکن تعجب ہے کہ مسلمان بھی ان کے ساتھ جا ملے اور اب بھی انہیں احمدیت کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہونے کی دعوت دے رہے ہیں۔ یہی وہ نظارہ تھا جسے پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت مرزا صاحبؑ کے منہ سے بے اختیار اشعار نکلے

می سزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہل دیں
بر پریشاں حالئ اسلام و قحط المسلمیں
دین حق را گردش آمد صعبناک و سہمگیں
سخت شورے اوفتاد اندر جہاں از کفر و کیں
آنکہ نفس اوست از ہر خیر و خوبی بے نصیب
می تراشد عیبہا در ذاتِ خیر المرسلیں

اور پھر فرمایا ہے:-

ایں دو فکر دین احمد مغز جانِ ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصار دیں

امام حسین سے مناسبت

یہی تھی وہ سیر کربلا جس سے ہر آن آپ گذرتے تھے۔ اور یہی وہ مصائب و شدائد تھے جو سو حسینؑ کے دکھوں کو بھی مات کر دیتے ہیں۔ کاش ہمارے مخالفین کو بھی اسلام اور دین احمد کی اس قدر فکر لاحق ہوتی۔ کاش منشی ظفر علی خاں کی ہنگامہ خیزی و ہنگامہ آرائی کا اس کا سواں حصہ بھی دین احمد کی اشاعت اور مخالفین اسلام کو دعوت الی الحق دینے کے لئے ہوتی۔ کاش آریہ اور عیسائیوں کی مخالفت اسلام کے بالمقابل وہ سینہ سپر ہوتے تو ہم تو انہیں بھی "صد حسین است در گریبانم" کا مصداق قرار دینے کے لئے تیار تھے۔ لیکن آہ! بجائے اس کے وہ دین کا غم کھانے والوں کو برا بھلا کہتے اور آریہ عیسائیوں کو ان کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کے لئے پکارتے ہیں۔ تف ہے ایسے ایمان پر اور لعنت ہے اس محبت امام حسینؑ پر۔ کیا امام حسینؑ کی عزت یہی ہے کہ اعدائے اسلام کو اعلائے کلمۃ اللہ کرنیوالوں کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی دعوت دی جائے۔ ہمیں تو فخر ہے کہ مصائب برداشت کرنے میں امام حسینؑ کی مثال کو ہم نے پیش نظر رکھا اور انہی سے مناسبت پیدا کی۔ لیکن تم بتاؤ کہ تمہاری مناسبت کن لوگوں سے ہے؟

امام حسینؑ کی عظمت حضرت مسیح موعودؑ کی نظروں میں

ان کھلی تصریحات کے بعد بھی اگر سمجھ میں نہ آئے تو حضرت مرزا صاحبؑ کی ذیل کی عبارت کو پڑھ لیجئے اور اندازہ لگایئے کہ آیا آپ کے دل میں امام حسینؑ کی محبت و عزت تھی۔ یا آپ انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتے اور توہین کرنا چاہتے تھے؟ آپ لکھتے ہیں:-

"حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے۔ اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتدا کرنیوالے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے۔ اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔

(باقی صفحہ ۴۲)

جن حضرات کو

سلسلۂ احمدیہ لاہور

کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنے کا شوق ہو۔ وہ جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے مفت لٹریچر طلب کر سکتے ہیں غلط فہمیوں۔ بدگمانیوں اور شکوک میں مبتلا رہنے کی بجائے صحیح معلومات حاصل کیجئے۔ جماعت احمدیہ جو کچھ ہے۔ اور جو کام وہ کر رہی ہے۔ اسے معلوم کر لینے کے بعد آپ رائے قائم کرنے کیلئے آزاد ہیں۔ تحقیق و مطالعہ معقول و شریف انسانوں کا طریق اور سنی سنائی باتوں پر یقین کرنا جاہلوں کا شیوہ ہے

خاص نمبر کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ

بارہ لاکھ ٹریکٹ

والی سکیم کی کامیابی کی بھی فکر کیجئے۔ یہ کام بھی خاص نمبر کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ پہلا ٹریکٹ طبع ہو کر احباب کو ارسال ہو چکا ہے جن اصحاب یا جماعتوں کو نہ پہنچا ہو۔ یا ناکافی تعداد میں ملا ہو۔ وہ منگوا لیں ان ٹریکٹوں کے اخراجات کے لئے سرمایہ فراہم کرنے کے علاوہ ان کو مناسب طریق پر تقسیم کرنے کا اہتمام بھی نہائت ضروری ہے۔ اسی بارہ میں شیخ ایزد بخش صاحب (دفتر تبلیغ) نے جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کو جو خطوط لکھے ہیں۔ ان پر فوری توجہ درکار ہے۔ یہ کام نہائت اہم ہے ہر ایک فرد سلسلہ کو اس کا احساس چاہیئے۔

اکثر بزرگان و احباب سلسلہ کی خواہش ہے

کہ ہماری جماعت کے واحد اردو آرگن پیغام صلح

کی ضخامت میں اضافہ

ہونا چاہیئے۔ یہ نہائت نیک اور قابل احترام خواہش ہے۔ ہم ایسا کرنے کیلئے تیار ہیں بشرطیکہ احباب توسیع اشاعت کی سرگرم کوشش کریں اور آئندہ تین ماہ میں ہر ایک خریدار دو جدید خریدار فراہم کر دیں۔ اس صورت میں عام اشاعتوں کی ضخامت ڈیوڑھی اور ماہوار ایڈیشن کی دگنی سے بھی زیادہ ہو سکتی ہے۔ مضامین۔ کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی بھی بہتر ہو جائے گی۔ اگر آپ عزم کر لیں تو یہ کام دنوں میں ہو سکتا ہے۔

کیا آپ نہیں چاہتے

کہ ہر مہینہ کے شروع میں جو پرچہ

ماہوار ایڈیشن

کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ وہ اس خاص نمبر کی طرح شاندار اور ضخیم ہوا کرے۔ اگر آپ یہ خواہش رکھتے ہیں۔ تو دو ماہ کے اندر "پیغام صلح" کے پانچ صد جدید خریدار فراہم کر دیجئے۔ جن کا سالانہ چندہ اسی عرصہ میں وصول ہو جائے۔ اس صورت میں ہم ہر مہینے ایسا شاندار پرچہ شائع کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ اگر آپ ذرا ہمت کریں۔ تو یہ کچھ مشکل نہیں۔

"خاص نمبر"

بڑی محنت اور بڑی لاگت سے تیار ہوا ہے۔ اس کو تقسیم کرنے میں پوری کوشش اور احتیاط کرنی چاہیئے۔ خاص خاص افراد کے علاوہ ایسے مقامات پر بھی رکھ دینا چاہیئے۔ جہاں عوام آزادی اور آسانی کے ساتھ پڑھ سکیں مسجدوں۔ کتب خانوں۔ اسکولوں۔ کالجوں۔ امام باڑوں۔ بیٹھکوں میں اس کا پہنچانا نہائت نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر متعصب اور تنگ نظر مولوی یا ان کے زیر اثر لوگ اس نمبر کو دیکھ کر بھڑکیں۔ یا اس کو ضائع کرنے کی کوشش کریں تو ان سے تکرار نہ کرنی چاہیئے صرف بدذوق اور جاہل اشخاص ہی ایسا کر سکتے ہیں۔ ان کا علاج خاموشی کے سوا اور کچھ نہیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لٹریچر کے علاوہ

ہر قسم اور ہر زبان کی مستند و مفید اسلامی کتب

دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

سے مل سکتی ہیں۔ اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ ہندوستان بھر میں اسلامی لٹریچر کی بہترین و مکمل ترین دکان ہے۔ ارباب علم کو اس کی خدمات سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ فہرست طلب کرنے پر مفت ارسال ہوگی۔

انگریزی کا بہترین اسلامی اخبار

"لائٹ" لاہور

ہے جو ہر ہفتہ پابندی وقت کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ اس میں نہائت اعلیٰ دلچسپ اور پر مغز مضامین شائع ہوتے ہیں۔ سیاسی اور معاشرتی امور پر بھی قابلیت سے رائے زنی کی جاتی ہے۔ اسلامی و غیر اسلامی حلقوں میں اس اخبار کی اثابت رائے اور بہترین انشاپردازی کا چرچا ہے۔ مولانا محمد یعقوب خان صاحب بی۔ اے اس کے ایڈیٹر ہیں۔ جن کی قابلیت اور ہنگامہ انگیز طرز انشا ہندوستان کے علاوہ انگلستان و امریکہ کے اہل قلم سے بھی خراج تحسین وصول کر چکی ہے۔ قیمت پانچ روپے سالانہ۔ طلبا سے تین روپے سالانہ نمونہ مفت۔ پتہ:۔ مینیجر اخبار "لائٹ" لاہور

انگریزی کا مشہور سہ ماہی رسالہ

مسلم ریواول

مسلم ریواول انگریزی کا مشہور رسالہ ہے۔ جو حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔ اس کے ایڈیٹر بھی مولانا محمد یعقوب خاں صاحب ہیں۔ اس رسالہ نے قلیل عرصہ میں قابل رشک شہرت حاصل کر لی ہے۔ بلند پایہ ارباب قلم اس میں مضامین لکھتے ہیں۔ اگر آپ بہترین انگریزی رسالہ کے متلاشی ہوں تو مسلم ریواول خریدیں۔ کاغذ اور چھپائی نہائت اعلیٰ۔ ضخامت معقول ہر نمبر میں متعدد عکسی تصاویر ہوتی ہیں۔ قیمت آٹھ روپے سالانہ۔ فی پرچہ دو روپے

پتہ:۔ مینیجر رسالہ مسلم ریواول احمدیہ بلڈنگس لاہور

کساد بازاری کا علاج

اشتہار ہے

تجارت پیشہ اصحاب آجکل کساد بازاری کے بہت شاکی ہیں۔ ہر قسم کا کاروبار مندا ہو رہا ہے۔ کساد بازاری ایک خوفناک اقتصادی بیماری ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے۔ اس بیماری کا علاج صحیح طریق پر اشتہار ہے۔ تمام تجارت پیشہ اصحاب کو اس علاج کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

"پیغام صلح"

اشتہار کے لئے بہترین اخبار ہے۔ یہ کثیر الاشاعت ہے۔ اس کے پڑھنے والوں کی زبردست اکثریت اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ اس کے نرخ معتدل ہیں۔ ہر قسم کا مشورہ مفت دیا جاتا ہے۔ نرخنامہ کیلئے مینیجر کو لکھیں۔

مسلم ہائی اسکول لاہور

ہماری جماعت کی قومی درسگاہ ہے

یہاں احمدی لڑکوں کی دینی و دنیوی تعلیم و تربیت ہر دوسری جگہ سے بہتر ہوتی ہے۔ اعلیٰ نصاب مستند اور تجربہ کار اساتذہ اور بہترین انتظام اس سکول کی خصوصیات ہیں تعلیم کے علاوہ بچوں کے کیرکٹر کی طرف پوری توجہ دی جاتی ہے۔ بورڈنگ ہوس کا انتظام بھی تسلی بخش ہے جس کی نگرانی خود ہیڈ ماسٹر صاحب کرتے ہیں۔ آجکل اسکول کا داخلہ شروع ہے۔ آپ اپنے بچوں کو بہت جلد یہاں بھیج دیں۔ قابل دریافت امور کے متعلق ہیڈ ماسٹر صاحب مسلم ہائی اسکول احمدیہ بلڈنگس لاہور سے خط و کتابت کریں۔

دیگر کوششوں کے علاوہ مخالفین احمدیت کیلئے

دعا

بھی کی جائے۔ ان لوگوں کی آنکھوں پر لاعلمی۔ غلط فہمی۔ تعصب تنگ دلی اور ذاتی اغراض کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ یہ سب روحانی بیماریاں ہیں۔ ہماری حیثیت تیمار دار کی ہونی چاہیئے۔ لٹریچر کی تقسیم اور زبانی تبلیغ کے علاوہ ان لوگوں کے لئے درد دل سے دعا بھی کرنی چاہیئے۔ خدا ان کو نیک ہدایت دے۔ قادیانی دوستوں کے لئے بھی دعا کی ضرورت ہے۔ جن کا غلو احمدیت کی ترقی کے راستے میں روک بنا کھڑا ہے۔ اور جن کے بعض عقائد ملانوں کے عقائد کی طرح اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

"پیغام صلح" (اردو)

ہندوستان کا بہترین اسلامی و تبلیغی سہ روزہ اخبار

قیمت سالانہ ــــ چھ روپے + ششماہی ــــ تین روپے

طلبا سے " ــــ چار " + ممالک غیر سے ــــ آٹھ "

نمونہ مفت

لائٹ (انگریزی)

مسلمانوں کا سب سے اچھا انگریزی ہفتہ وار

قیمت سالانہ ــــ پانچ روپے + طلبا سے ــــ تین روپے

یہ دونوں اخبار احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے آرگن ہیں ان کی خریداری امداد اور توسیع اشاعت سے تبلیغ اسلام کے کام کو تقویت پہنچے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے مُردے جلا دیئے

(از مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی)

اولم یروا انا نسوق الماء الی الارض الجرز فنخرج بہ زرعا تاکل منہ انعامھم وانفسھم افلا یبصرون

ترجمہ "کیا لوگوں نے غور نہیں کیا ہم پانی کو چٹیل زمین کی طرف بہا لیجاتے ہیں تو اس سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جسے ان کے چارپائے اور وہ خود کھاتے ہیں۔ کیا وہ اس کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھتے"

کیا سیدھی اور سادی سی دلیل ہے جو قرآن شریف نے مردہ قوموں کی زندگی پر دی ہے چٹیل زمین جس کو یہاں "ارض جرز" فرمایا ہے ایسی زمین ہوتی ہے خشک ہو کر جس کے ذرے الگ الگ ہو جائیں اور ان ذرات کے اندر زندگی کی کوئی رمق اور قوت کی کوئی کسک تک موجود نہ ہو ان میں کا ہر ذرہ دوسرے ذروں سے کسی قسم کا رشتہ اور علاقہ نہ رکھنے کی وجہ سے ایسا کمزور اور بے حقیقت ہو جائے کہ ہوا کا ایک ہلکا سا جھونکا اس کو جس طرف چاہے اڑا کر لیجائے۔ ایسی مردہ اور ناکارہ زمین جس کے ذرے اپنے رہنے کا کوئی مستقل مستقر نہ رکھتے ہوں بلکہ زمین کی سطح پر اڑتے پھرتے ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ کے فضل کا ارادہ ان مردہ ذرات کی طرف ہو جاتا ہے تو اس کی رحمت کی بدلیاں اس پر چھا جاتی ہیں۔ منتشر اور پراگندہ ذرات بارش کے پانی سے ملتے ہیں جس سے ان مردوں کے اندر زندگی کی لہر دوڑتی ہے اسی ویران اور زندگی سے محروم خطے کے چہرہ پر رونق آجاتی ہے۔ چاروں طرف سبزہ اور کھیت لہرانے لگتا ہے۔ قرآن شریف کی مذکورہ آیت غفلت میں لپٹے ہوئے انسان کی بصیرت کو قدرت کے اس اعجاز کی طرف دعوت دیتی ہے کہ اسی سبزہ اور کھیتی پر جانوروں کی اور خود انسان کی اپنی زندگی کا انحصار ہے۔ کہاں وہ "ارض جرز" کی حالت یعنے چٹیل زمین جو زندگی اور طاقت سے خود محروم تھی۔ اور کہاں یہ ہرا بھرا اور سر سبز کھیت جس کا صرف نظارہ انسان کی آنکھ کو قوت اور بصارت بخشتا ہے محض اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پانی نے ان مردہ ذرات کے اندر وہ جان ڈالدی ہے جو دوسروں کو حیات اور زندگی بخشتی ہے۔

قوموں کی زندگی اور موت کی مثال

مردہ اور زندہ قوم کی مثال چٹیل اور سر سبز زمین کی مثال ہے جس طرح ظاہری زمین پر مینہ برس کر اس کو سر سبز اور بار ور کر دیتا ہے اسی طرح مردہ قوم کو وحی الٰہی کی بارش سے زندگی ملتی ہے۔ ظاہری بارش کے پانی سے مادی زمین کے ذرے جمع ہوتے اور ان میں اتفاق پیدا ہو کر زندگی پیدا ہوتی ہے۔ ذروں کے ملاپ اور اجتماع میں زمین کی زندگی ہے۔ ایک ذرہ کا دوسرے ذرہ کی طرف محبت کا ہاتھ بڑھانا دونوں کی قوت اور طاقت کا موجب ہے وہ خدا جو مردہ زمین کی حالت زار پر رحم کرتا اور پیاسے ذروں کو اپنے فضل کا پانی پلاتا ہے۔ کیا ایک قوم کو روحانی پانی سے پیاسا مرنے دے گا۔ جس کی قدرت کاملہ سے پراگندہ اور منتشر ذرے باہم مل جاتے ہیں کیا وہ قوم کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو اکٹھا نہیں کر سکتا۔ وہ خدا جو مردہ زمین کے ناچیز ذروں کو زندگی عطا کرتا اور ان کو یہاں تک طاقت اور توانائی بخش دیتا ہے۔ کہ وہ دوسری مخلوق کی زندگی اور قوت کا باعث بن جاتے ہیں۔ یقیناً وہ خدا مردہ قوم کو بھی ایسی زندگی عطا کر سکتا ہے جو دنیا کی دوسری قوموں کو قوت اور زندگی بخش سکتی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر ریگ زار عرب کے لوگ ریت کے ذروں کی طرح باہمی نفاق اور دشمنی کی وجہ سے الگ الگ پڑے تھے۔ قرآن شریف کی روحانی بارش نے ان ذروں کو اکٹھا کر کے ان کو حیات اور قوت بخشی ہاں ایسی حیات اور قوت جس نے دنیا کی دوسری قوموں کو بھی طاقت اور زندگی عطا کی عرب کی قوم نہ صرف خود زندہ قوم بن گئی بلکہ اس نے دنیا کی دوسری قوموں کے اندر بھی زندگی کی لہر دوڑا دی۔ قوموں کی زندگی اور موت کی یہ مثال اصول کے طور پر توراۃ، انجیل، گیتا اور دنیا کے اکثر مذاہب کی کتابوں میں موجود ہے۔

مسلمانوں کے لئے ایک مسیحا کی بشارت

اللہ تعالیٰ کی قدیم سنت اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح خبر کے مطابق مسلمانوں پر بھی وہ وقت آگیا جب وہ اپنے اندرونی نفاق اور دشمنی کی وجہ سے اسی چٹیل زمین کی حالت پر عود کر آئے جن کے اندر زندگی اور طاقت کے نشانات بہت ہی مدھم بلکہ موہوم ہو گئے۔ قرآن شریف کا آب حیات جس نے بار اول ان کو زندگی عطا کی تھی اب بھی ویسا ہی موجود ہے جیسا آج سے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس پہلے موجود تھا۔ اس میں کسی قسم کا تغیر نہ ہوا۔ لیکن کوئی مردہ زمین پانی کو صرف دور سے دیکھ کر زندہ نہیں ہو سکتی۔ جب تک پانی کا ہر قطرہ زمین کے ہر ذرہ کے ساتھ آکر مل نہیں جاتا۔ اس کو زندگی اور طاقت نہیں ملتی۔ زندگی کا اصول صرف ایک ہے۔ کہ ہر ایک ذرہ جب تک اپنی دوستی اور محبت کا ہاتھ دوسرے کی طرف نہیں بڑھاتا زمین زندہ نہیں ہو سکتی۔ قوم کا ہر فرد جب تک دوسرے لوگوں سے پیار اور محبت کا تعلق قایم نہیں کرتا قوم کا زندہ ہونا ناممکن ہے باہمی نفاق اور دشمنی سے قومیں مرتی، اور محبت کی کشش سے زندہ ہوتی ہیں۔ زمین جب مردہ ہوتی ہے تو آسمان پر رحمت کی بدلیوں کا انتظار کیا جاتا ہے۔ قوم جب مرتی ہے تو کسی مسیحا نفس کی آمد یقینی ہوتی ہے۔

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم۔ کیف انتم (تمہارا کیا حال ہوگا!) پر ذرا ٹھہر کر غور کرو۔ اگر مسلمانوں کی حالت چٹیل زمین سے بدتر ہو گئی ہے تو ابن مریم کا نزول بھی یقیناً ہو چکا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا باغ جن باغبانوں کے سپرد ہوا انہی مالیوں نے ایک عرصہ کے بعد اسے اجاڑا۔ ع

ہائے ان مالیوں نے باغ اجاڑا اپنا

علماء کی باہمی جنگوں نے امت محمدیہ کے شیرازہ کو تار تار کر دیا۔ یہ فتنہ انہی میں سے نکلا اور انہی میں گھس گیا۔ دین کے کیا بیہودہ چھوٹے مسائل تھے جن کی بنا پر یہ آپس میں کٹ مرے۔ ان کی باہمی تکفیر کی چھری نے قوم مسلم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ع

بوٹوں کو پھونک ڈالا اس لب بھری ہوا نے

وہ خدا جو زمین کے پراگندہ ذرات کو دیکھ نہیں سکتا اور اس کی رحمت کی بدلیاں جوش میں آجاتی ہیں۔ کیا وہ امت محمدیہ کے باغ کو اس پراگندگی کی حالت میں چھوڑ دے گا؟ یا وہ اس باغ کو ان نااہل مالیوں کے ہاتھ میں دوبارہ سپرد کر دے گا جنھوں نے بار اول اس کو برباد کیا؟ کیا دنیا میں کوئی ایسی بدبخت ماں ہے؟ جس کا بچہ بھوک سے مر رہا ہو اور روٹی مانگے تو روٹی کے بجائے اسے پتھر دے یا جلتی لکڑی سے اس کا پیٹ بھرنے کی کوشش کرے۔ خدا کی محبت اپنی مخلوق سے دنیا کی محبتوں کے سارے مجموعہ سے بہت زیادہ وسیع ہے اور اپنے پیارے حبیبؐ کی امت سے بڑھ کر اسے کوئی اور چیز محبوب نہیں۔ یہ امت کا باغ جسے روضۂ رضوان جنت کہنا چاہیئے نہ ان نااہل مالیوں کے سپرد کیا جا سکتا ہے جنھوں نے اس کے ویران کرنے میں اپنے مقدور بھر کوشش کی اور نہ کسی ایسے نئے باغبان کے حوالے کیا جا سکتا ہے جو انہی کی طرح تکفیر کی چھری لیکر قوم مسلم کو پاش پاش کر دے یہ ناسور کسی مسیحا کی مرہم کا محتاج ہے جو کٹے ہوئے گوشت کے لوتھڑوں کو پھر سے ملا دے اور زندگی کی روح ان میں دوبارہ بھر دے۔ اس کی مسیحائی کی صداقت کے لئے یہی دلیل کافی ہے کہ وہ کسی مسلمان کی تکفیر نہ کرے بلکہ علماء سُو کے ہاتھ سے تکفیر کی چھریاں چھین کر ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اگر مسیحا نے بھی امت کے زخموں پر مرہم نہیں رکھی۔ بلکہ تکفیر کی چھری ہی چلائی تو مجھے بلاخوف لومۃ لایم یہ کہنے دیجئے کہ وہ انہی علماء سو کا بھائی تھا جن کا مقصد محض اپنی دکان کی رونق ہے۔ لیکن میرے پیارے مسیح موعود نے اس وقت جب علماء کی چھریاں اسلام پر چاروں طرف سے چل رہی تھیں فرمایا "میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا" "یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہرائیں آپ اور ہم پر یہ الزام لگاویں کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۰)

علماء کی اس انتہائی تکفیر بازی اور عوام کو مسیح موعود کے خلاف بھڑکا دینے کے باوجود فرماتے ہیں کہ "میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا"۔ مولانا محمد حسین بٹالوی جنھوں نے علماء سے مسیح موعود پر کفر کے فتوے حاصل کئے۔ ان کے متعلق فرمایا:-

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا ..... یہ نکتہ یاد رکھنے کے لایق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

صرف ایک حوالہ کی بنا پر یہ استدلال کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے نہ ماننے والوں کو ویسا ہی کافر ٹھہرایا ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین کو یہ غلط فہمی پر مبنی ہے ایک استدلال ہے جس کو اگر انہی معنوں میں تسلیم کیا جائے جن معنوں میں معترضین پیش کرتے ہیں تو حضرت صاحب کی تحریروں میں تضاد معلوم ہوتا ہے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کا مطلب بڑی آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ حضرت صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ میرا انکار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار دونوں برابر ہیں۔ بلکہ وہاں یہ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلق انکار۔ اور آنحضرت صلعم کے کسی حکم کا انکار دونوں ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ مسیح موعود کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایک پیشگوئی ہے۔ جو مسیح موعود کا انکار کرتا ہے وہ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتا ہے۔ یہاں مسیح موعود کا انکار بلحاظ ایک عہدہ کے ہے نہ تشخص کے۔ اس جگہ حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود ماننے یا نہ ماننے کا سوال نہیں بلکہ مطلقاً کسی مسیح موعود

کے ہونے یا نہ ہونے کا سوال ہے۔ ایک شخص جو سچے دل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے آپ کے کسی حکم سے کیسے انکار کر سکتا ہے۔ اور اگر ایسا کرے تو یہ مسیح موعود کی شخصیت کا انکار نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انکار ہے۔

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں ہونے والے بڑے سے بڑے انسان کا انکار کسی مسلمان کو دائرۂ اسلام سے خارج نہیں کر سکتا۔ بلکہ کوئی نیا عقیدہ، خیال اور یقین ایسا پیدا نہیں ہو سکتا جو کسی مسلمان کو کافر بنا دے۔ کفر اور اسلام کے دائرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام نے آج سے ۱۳۰۰ سال پہلے الگ الگ کر دیئے ہیں۔ آپ کے بعد کسی نئے اعتقاد یا چیز پر ایمان یا اس کا انکار کسی کو مومن اور کافر نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ یہ امر تکمیل شریعت اسلامیہ کے منافی ہے

حضرت مسیح موعود نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا

جناب کرشن علیہ السلام کے متعلق ہمارے سلسلہ کے مخالف علماء بہت ہتک آمیز خیالات رکھتے اور اس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کو طنزاً کرشن قادیانی کہا کرتے ہیں۔ جناب کرشن کے متعلق ہمارے احترام کی بنیاد نصوص قرآنیہ کی ان تصریحات پر ہے جنمیں ہر قوم کے اندر رسول اور منذر آنا بیان کیا گیا ہے۔ ہمارا یہ ایمان مجمل رہتا کہ ہندوؤں میں بھی کوئی نہ کوئی رسول ضرور آیا ہوگا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب سے پیشتر ہمارے صوفیائے کرام نے اپنے باطنی کشوف کی بنا پر جناب کرشن کو رسول اللہ بیان کیا ہے مرزا مظہر جان جاناں کے جو خطوط ان کے شاگرد عارف باللہ شاہ غلام علی صاحب نے جمع کئے ہیں اس کے چودھویں خط میں جناب کرشن کو اولیاء اللہ میں شمار کیا ہے۔ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے مولوی رفیع الدین خاں نے کچھ سوالات ہندو مذہب کے بزرگوں کے متعلق کئے تھے اس کے جواب میں شاہ صاحب نے بھی کرشن جی کی بہت تعریف کی ہے مولوی امام الدین صاحب لکھنوی نے بھی شاہ صاحب موصوف کے ملفوظات جمع کئے تھے ان میں بھی کرشن جی کو اولیاء اللہ میں شمار کیا ہے۔ جناب کرشن نے ہندو قوم کو جو پیغام حیات دیا۔ وہ گیتا کہلاتا ہے۔ اس میں جناب کرشن نے ہندوؤں کو ویدوں کی تعلیم سے پھیر کر اپنے تازہ ربانی مذہب کی دعوت دی ہے۔ اور قرآن کریم نے اس اصول کی تلقین کی ہے کہ جب کوئی مذہب محرف اور مبدل ہو کر بوسیدہ ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو کسی اور رسول کی معرفت ظاہر کرتا ہے۔ ارجن جو جناب کرشن کا عزیز تھا وہ اظہار حق کی خاطر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ جنگ سے جی چراتا تھا۔ لیکن جناب کرشن نے اظہار حق کو دنیا کے تمام رشتوں اور ناطوں سے بلند ٹھہرا کر اس کو اپنے بھائیوں کے خلاف جہاد پر مجبور کیا۔ گویا کرشن کا پیغام فی الجملہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا پیغام تھا۔ اور یہی وہ حقیقت تھی جس پر مسیح موعود نے اپنی جماعت سے بیعت لی۔ اور ہندوؤں کو اظہار حق کی خاطر قبول اسلام کی دعوت دی۔

(۲) مذاہب کی اس باہمی جنگ کی وجہ سے ہندوستان کی سرزمین آج پھر کھیسی سرزمین ہے جس کا ہر ایک ذرہ دوسرے ذرہ سے نہ صرف الگ ہے بلکہ اتحاد و اتفاق کی روح سے یکسر محروم ہے مسیح موعود کا پیغام نہ صرف مسلمانوں کے لئے پیغام حیات ہے بلکہ ہندوؤں کے لئے بھی وہ امرت ہے جس سے اس ملک کے اندر نہ صرف زندگی پیدا ہو سکتی ہے بلکہ وہ

مسئلہ جہاد اور حضرت مسیح موعودؑ

اسلام میں جہاد کا مفہوم اور موجودہ مسلمانوں کی ذہنیت

(از مولوی دوست محمد صاحب سابق ایڈیٹر پیغام صلح لاہور)

ان چند بے بنیاد الزامات میں سے جو حضرت مسیح موعودؑ پر لگائے جاتے ہیں ایک نہایت بے بنیاد الزام یہ ہے کہ آپ نے جہاد کو منسوخ کر دیا۔ اس الزام کی تردید کئی مرتبہ مختلف پہلوؤں سے کی جا چکی ہے اور معترضین کو بتایا جا چکا ہے کہ اسلام میں جہاد کا اصل مفہوم دین کے لئے کوشش اور جد و جہد کرنا ہے۔ خواہ وہ کوشش دشمنان اسلام کے قاتلانہ حملوں کے جواب میں دفاعی جنگ کی صورت میں ہو جس کا نقشہ ابتدائے اسلام میں نظر آتا ہے اور خواہ مخالفین اسلام کے قلمی اور لسانی حملوں کے جواب میں قلم اور زبان سے اسلام کی صداقت اور فوقیت کو ثابت کیا جائے۔ اور اسلام کی تبلیغ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جد و جہد کی جائے۔ اس دوسرے جہاد کا نام قرآن کریم نے جہاد کبیر رکھا ہے وجاھدھم بہ جھاداً کبیراً یہی درحقیقت حقیقی جہاد ہے جو ہمیشہ کے لئے قائم ہے۔ جہاد بالسیف خاص شرائط کے ساتھ مشروط ہے جن کا ذکر قرآن کریم نے کھلے الفاظ میں کیا ہے۔ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔ اللہ کے رستہ میں ان لوگوں کے ساتھ لڑو جو تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ اور زیادتی مت کرو۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اس صاف اور کھلی شرط کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ جہاد بالسیف ہر زمانہ میں اور ہر وقت مسلمانوں پر فرض ہے۔ ظاہر ہے کہ آج اسلام کو کوئی تلوار کا مقابلہ درپیش نہیں آج دشمنان اسلام جن حیلوں سے اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں وہ یقاتلونکم کی شرط کو پورا نہیں کرتے اسی لئے حضرت مسیح موعود نے یہ فرمایا کہ وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن وھذہ البلاد۔ جہاد کی شرائط اس زمانہ اور اس ملک میں مفقود ہیں اور اس کے ساتھ ہی ممانعت جہاد کا ایک منظوم فتوے شائع کیا۔ جس میں جہاد بالسیف کو ممنوع قرار دیتے ہوئے جہاں اس پیشگوئی کا ذکر کیا جس میں آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کے زمانہ کو امن کا زمانہ قرار دیا ہے۔ اور یضع الحرب اس کا کام بتایا وہیں مسلمانوں کی موجودہ کمزوریوں کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ اس زمانہ میں نہ تو مسلمانوں میں وہ طاقت و قوت، وہ دولت و عفت، وہ صلاح و علم، وہ فراست و معرفت وہ وحدت و محبت موجود ہے جو جہاد کے لئے ضروری ہے اور نہ ہی اس وقت غیر اقوام کی طرف سے مسلمانوں کے دینی معاملات میں کوئی جبر کیا جاتا ہے۔ جو جہاد کے اولین شرائط میں سے ہے چنانچہ فرمایا ؎

(۱) اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی

(۲) اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں منع صلوٰۃ اور صوم سے

یہ دونوں شعر تمام اس فتوے کی جان ہیں جو ممانعت جہاد کے متعلق آپ نے نظم میں لکھا ہے۔ اور ان سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے انہی وجوہ کی بنا پر جو قرآن کریم نے قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم میں بیان کی ہیں۔ جہاد بالسیف کو ممنوع قرار دیا لیکن اس کے ساتھ اس دوسرے جہاد کو جسے قرآن کریم نے جہاد کبیر کے نام سے پکارا ہے۔ یعنے اعلائے کلمۃ اللہ اور تبلیغ و اشاعت اسلام اس درجہ ضروری اور لازمی قرار دیا کہ یہی ایک کام آپ اور آپ کی جماعت کا اوڑھنا اور بچھونا بن گیا۔ رات دن اسی جہاد کو آپ نے اپنی زندگی کا نصب العین بنائے رکھا۔ اور آریوں، عیسائیوں، برہموؤں، دہریوں اور ہر مذہب اور ہر عقیدے کے لوگوں سے وہ قلمی جنگ آپ نے کئے کہ اسلام کی تیرہ صد سالہ تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ سلسلہ احمدیہ کا وہ اشد ترین مخالف یعنے مولوی محمد حسین بٹالوی اس نے یہی الفاظ آپ کے متعلق لکھے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ جہاں آپ نے جہاد بالسیف کو ممنوع قرار دیا وہیں حاکم قوم یعنے انگریزوں کو دجال کے نام سے پکارا۔ جو مذہباً ایک بہت برا نام ہے لیکن چونکہ حقیقتاً ان پر صادق آتا ہے اس لئے اس کے استعمال میں کسی خوف و لحاظ سے کام نہیں لیا گیا۔ لیکن ہر چہ گیرد علتی علت شود۔ حضرت مسیح موعود کے ان جہادی کارناموں اور دینی کوششوں کو تو آج کل کے جہادی مسلمان نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس حامی دین اور ناصر ملت مجاہد فی سبیل اللہ کو یہ کہکر بدنام کرتے ہیں کہ اس نے جہاد کو ممنوع قرار دیکر قرآن کریم کے ایک حکم کو منسوخ کر دیا۔ خود تو پانچ سے لیکر پانچسو آیات تک بھی منسوخ کر دیں تو کوئی ہرج نہیں لیکن مرزا صاحب اگر ایک وقتی اور مشروط حکم کو اس زمانہ اور اس ملک کے لئے فقدان شرائط کی وجہ سے غیر ضروری قرار دیں تو وہ گناہ عظیم اور ان کے کفر پر دال ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ جہاد بالسیف کو اس قدر ضروری سمجھنے کے باوجود پھر اس پر عامل بھی نہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب کے فتوے ممانعت جہاد کو موجب کفر قرار دیا تھا تو بات جب تھی کہ خود جہاد کر کے دکھاتے لیکن نہیں مرزا صاحب کا تو جو کچھ عمل تھا اسی کے مطابق انہوں نے زبان سے بھی کہا۔ مگر ہمارے مخالفین کا عمل کچھ ہے اور زبان سے کچھ اور کہتے ہیں عملاً تو تلوار اٹھانے کی نہ طاقت ہے نہ جرات و امنگ۔ بلکہ ہندوؤں کی تقلید میں عدم تشدد کے بھی قائل بن جاتے ہیں۔ لیکن جب مرزا صاحب کا نام لیں تو جہاد بالسیف دین کا سب سے بڑا رکن بن جاتا ہے اور اس کے بغیر ان کے دین کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ کیا لم تقولون ما لا تفعلون کا اس سے بڑھ کر تعجب انگیز نظارہ کہیں دکھائی دیتا ہے، خدا کے بندو! اگر تم جہاد بالسیف کے ایسے ہی قائل ہو کہ اس کو آج غیر ضروری قرار دینے والوں کو کافر یقین کرتے ہو تو تمہارا ایمان کہاں ہے؟ کہ تلوار لیکر نہیں اٹھتے اور یاغستانی جہلا کی طرح "کلمہ بگو کافر" کہکر ہر ہندو اور انگریز کا سر قلم نہیں کر دیتے۔ تم سے تو وہ سیاسی نوجوان ہی اچھے رہے جو اگرچہ

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت واقعات کی روشنی میں

(از مدیر)

عقائد کی مخالفت اور دلائل کی تردید کی جا سکتی ہے لیکن آنکھوں کے سامنے ہونے والے واقعات سے کوئی صحیح الدماغ انسان انکار نہیں کر سکتا۔ صحیح دلائل بے شک اپنے اندر بڑی طاقت رکھتے ہیں مگر واقعات و اعمال کی بے پناہ قوت کے سامنے ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ دنیا کی تاریخ اس بات کی گواہی دے سکتی ہے کہ کم از کم جہاں تک مذہب کا تعلق ہے دلائل و براہین اس وقت تک عوام کے لئے قبول صداقت کا باعث نہیں بن سکے۔ جب تک واقعات نے ان کی تائید نہیں کی۔ جن اصحاب نے انسانی فطرت کا ذرا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے انہیں اس امر کے تسلیم کر لینے میں تامل نہ ہوگا کہ بعض منطقی طبائع سے قطع نظر کر کے دلائل کے ذریعہ لوگ خاموش و لاجواب ہو سکتے ہیں ان میں تحقیق و مطالعہ کا شوق بھی پیدا کیا جا سکتا ہے لیکن بے چین دلوں اور تشنہ روحوں کو یقین و اطمینان کا آب حیات نہیں بخش سکتے۔ خدا نے یہ طاقت محض واقعات کے اندر رکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا نے ہمیشہ کسی مذہبی داعی کی صداقت و کذب، کامیابی و ناکامی کا اندازہ سب سے اول اس کے اعمال اور واقعات زندگی سے لگایا ہے۔ اقوال و دلائل کو ہمیشہ دوسرے درجہ پر رکھا ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کی مبارک زندگی

دنیا کے سب سے بڑے انسان، سچوں اور پاکوں کے سردار حضرت نبی کریمؐ کی مبارک زندگی آپ کے سامنے ہے۔ کیا کوئی شخص اس سے انکار کر سکتا ہے کہ دلائل سے کہیں زیادہ حضورؐ کی بے داغ جوانی، دیانت، رحم، حلم، محبت، صبر، استقلال، عفو و کرم بہادری اور معجزات، لوگوں کے رشد و ہدایت کا باعث ہوئے؟ یہ واقعات کی طاقت ہی کا کرشمہ ہے کہ حضور کے اشد ترین مخالف بھی جب دیکھتے ہیں کہ ایک یتیم لڑکا چند سال کے عرصہ میں نہ صرف سارے ملک عرب کو فتح کر لیتا ہے بلکہ ان کے دلوں کا بھی فاتح بن جاتا ہے اور ایسے گمراہ، جاہل، ذلیل، بدبو اور ضلالتوں میں لتھڑے ہوئے مفتوحین کو ایک عرصۂ قلیل میں با اخلاق و باعزت بنا دیتا ہے تو ان کو اس نبیؐ برحق کی صداقت تسلیم کر لینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں رہتا۔ مغربی مصنفین نے مخالفانہ مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارک پر بیسیوں کتابیں لکھیں ان میں سے اشد ترین مخالفین نے بھی کہیں نہ کہیں دبی زبان سے حضورؐ کی عظمت و صداقت کا اقرار کر ہی لیا ہے۔ کیا دلائل سے بھی ایسا ممکن ہے؟

حضرت مسیح موعودؑ

اس زمانہ بھی اللہ کا ایک مامور (حضرت مسیح موعود) آیا اس نے دین کی خدمت و تجدید کی۔ خدا نے ہمیں اس کی شناخت اور اس کی قائم کردہ جماعت میں شامل ہونے کی توفیق و سعادت بخشی۔ دیگر فرائض کے علاوہ ایک اہم فرض یہ بھی ہے کہ ہم دنیا پر اس مامور کی صداقت ظاہر کریں اور لوگوں کو اس کی قائم کردہ جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دیں۔ حضرت مسیح موعود کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ہمارے پاس دلائل و براہین کا ایک انبار موجود ہے۔ ہم قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے بے شمار پیشگوئیاں پیش کر سکتے ہیں ہمیں ان چیزوں سے ضرور مدد لینی چاہئے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی واقعات کو پیش کر کے اس مامور من اللہ کی صداقت کو واضح کرنا بھی ضروری ہے۔ مندرجہ ذیل سطور میں اسی امر کی کوشش کی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود کا دعوے

حضرت مسیح موعود کا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا تھا اگر واقعات اس دعویٰ کی صحت کی گواہی دیدیں تو ہمارا دعوت و تبلیغ کا فرض ایک حد تک پورا ہو جاتا ہے۔ اور نتیجہ دوسرے کے قبول حق کی صلاحیت سمجھ اور انصاف پر رہ جاتا ہے۔ اس بات سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ جس زمانہ میں یہ مجدد پیدا ہوا اس وقت عالم اسلامی کی بیچارگی اور دین اسلام کی بیکسی کی انتہا ہو چکی تھی اس کی تشریح لاحاصل اور غیر ضروری ہے۔ اس لئے ہم اس سے قطع نظر کرتے ہیں ان حالات میں دین کی نصرت و تائید کے لئے کسی مامور من اللہ کا ظاہر ہونا لازمی تھا۔ اس ضرورت کے وقت حضرت نے مجدد اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حالات نے کہاں تک ان کی رفاقت کی اور وہ اپنے دعوے اور مقاصد میں کامیاب ہوئے یا ناکام رہے؟

حضرت مرزا صاحب کی ابتدائی زندگی

یہ مشہور بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب ضلع گورداسپور کے ایک چھوٹے سے گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے۔ جو اس زمانہ میں بالکل غیر معروف اور بیرونی دنیا سے الگ تھلگ تھا۔ وہاں علوم و فنون کے چرچے تھے نہ دنیا کی عام خبروں کی رسائی تھی۔ ریل کا جاری ہونا تو ابھی کل کی بات ہے۔ حضرت صاحب سے پہلے وہاں شہروں کے رہنے والوں کا گزر بھی مشکل ہوتا ہوگا۔ قادیان اور اس کے نواح کے باشندوں کو دینی و قومی ضروریات و امور سے کوئی دلچسپی اور واقفیت نہ تھی۔ جس طرح عرب کا ملک رسول کریم صلعم کے زمانہ میں مہذب دنیا سے الگ تھلگ تھا۔ اسی طرح یہ غیر معروف گاؤں بھی علوم و فنون کے تمام مراکز سے علیحدہ تھا۔ حضرت صاحب ان حالات میں ایسی جگہ پیدا ہوئے۔ بچپن میں معمولی تعلیم کے علاوہ کسی بڑے صاحب علم کے سامنے زانوئے ادب طے کیا نہ کسی صاحب تدبیر سیاست داں کی صحبت میسر آئی۔ اپنا مقدس مشن شروع کرنے سے پیشتر کسی دور دراز مقام پر جانے کا بھی اتفاق نہ ہوا۔ اگر قادیان سے کبھی باہر گئے بھی تو خانگی ضروریات اور مجبوریوں کی وجہ سے اور وہاں جا کر بھی کوئی قابل ذکر علمی اور مذہبی صحبت نہ ملی۔ گویا جس طرح حضرت نبی کریمؐ کی پہلی زندگی بالکل تنہائی اور علیحدگی میں گزری۔ قریب قریب اسی طرح محمدؐ کے اس غلام اور چودھویں صدی کے مجدد نے بھی یہ ایام اپنے آقاؐ کی طرح بسر کئے۔ اگر وہاں غار حرا کی تنہائیاں تھیں۔ تو یہاں گاؤں کی معمولی مسجد کے گوشے کی خلوتیں ہم بیان کر چکے ہیں اور حضرت صاحب کے اشد ترین مخالفین بھی اس کی گواہی دے سکتے ہیں کہ آپ کے گاؤں کی فضا ان ایام میں بالکل غیر علمی تھی لوگوں میں دینی و قومی احساس بالکل نہ تھا۔ چونکہ حضرت صاحب کا خاندان زمانہ قدیم سے صاحب جائداد چلا آتا تھا اور اس کو قادیان اور اس کے نواح میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اس لئے آپ کے رشتہ داروں میں خاندانی وجاہت کا ایسا خیال بھی موجود تھا جسے غرور کہا جا سکتا ہے۔ جس طرح آقا نے زمانہ جاہلیت کے عرب کی اخلاق سوز اور پر معصیت فضاؤں میں ایک با اخلاق اور پاک جوانی بسر کر کے لوگوں کے دلوں میں اپنی شرافت اور دیانت کا سکہ بٹھایا تھا۔ اسی طرح اس کے خادم مسیح موعود نے بھی ان حالات میں جبکہ آپ کے چاروں طرف دنیا داری کے جھمیلے اور اخلاقی پستی کے مناظر تھے۔ ایک با خدا اور راستباز انسان کی طرح دن گزارے۔ آپ کے زمانہ شباب کو دیکھنے والے مخالفین بھی اس وقت تک زندہ موجود ہیں۔ لیکن کوئی آپ کے کیرکٹر اور شرافت کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتا۔ خیال رہے قادیان ایسے چھوٹے گاؤں میں کسی شخص کا کوئی فعل پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ خاص کر ایسی حالت میں جبکہ مخالفین اس کے ہر ایک فعل پر نظر احتساب رکھتے ہوں۔ قادیان کے ہر ایک دوست دشمن کو اقرار ہے کہ آپ عبادت گزار تھے۔ لڑکپن سے ہی اپنا زیادہ وقت مسجد میں یا اپنے کمرے کی علیحدگی میں بسر کرتے تھے۔ ہمیشہ سچ بولتے۔ رشتہ داروں کے مجبور کرنے کے باوجود اشد ترین مخالفین کے مقابلہ پر بھی آپ نے کبھی جھوٹی گواہی نہ دی۔ بڑے بڑے فائدوں کے لالچ اور خطروں کے خوف کی موجودگی میں بھی ہمیشہ کلمۂ حق ہی کہا۔ ایسا شخص ایک دعویٰ کرتا ہے اس دعوے پر مرتے دم تک قائم رہتا ہے۔ وہ شخص جس کی ضمیر اس کو اپنے اشد ترین مخالف کے مقابلہ میں بھی غلط بیانی کی اجازت نہیں دیتی کیا وہ قسمیں کھا کر خلاف واقعہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں مامور من اللہ ہوں اور خدا مجھ سے کلام کرتا ہے۔ یہ شخص کوئی لامذہب اور دہریہ نہیں بلکہ خدا پرست اور عبادت گزار ہے۔ اس نے اپنے عہد طفلی کی بیفکری کے دن اور شباب کا پرجوش زمانہ نمازوں، قرآن کریم کی تلاوت اور خلق خدا کی خدمت میں بسر کیا ہے۔ کوئی اس کے دامن اخلاق پر ایک دھبہ بھی نہیں دکھلا سکتا۔ یہ شخص نہ محض دعوے کرتا ہے بلکہ ایک شاندار اور مشکل مقصد کو سامنے رکھ کر نہایت بے سروسامانی کی حالت میں اپنا کام شروع کرتا ہے اور اس میں پورے طور پر کامیاب ہوتا ہے۔

ذرا غور کیجئے

اس سے بھی تھوڑی دیر کے لئے قطع نظر کر کے غور کیجئے کہ ایک معمولی گاؤں میں پیدا ہونے اور غیر علمی اور دینی و قومی احساس سے خالی فضا میں پرورش پانے والا شخص اپنے سامنے ایسا شاندار مقصد رکھ سکتا ہے؟ اور باوجود اشد ترین مخالفت اور ناموافقت حالات کے اس کی کامیابی کی تدبیریں بھی نکال سکتا ہے؟ جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے کیا ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ دنیا کے بہت سے بڑے بڑے آدمی دیہات میں پیدا ہوئے لیکن انہوں نے اپنی تربیت و تجربہ کی منزلیں ہمیشہ بڑے بڑے شہروں اور علوم و فنون کے مراکز میں طے کی ہیں۔ اگر یہ بات ان کو میسر نہ آتی تو آج تاریخ کے صفحات میں ان کا نام ہرگز موجود نہ ہوتا۔

حضرت مسیح موعود کے عدیم النظیر کارنامے

حضرت مسیح موعود کو دیکھئے جہاں تک تحصیل علم و تجربہ کا

تعلق ہے آپ کبھی زیادہ عرصہ کے لئے قادیان سے علیحدہ نہ ہوئے موجودہ زمانہ کو لیجئے ملا جمال الدین افغانی مصطفےٰ کمال پاشا اور سوامی دیانند چھوٹے چھوٹے دیہات ہی میں پیدا ہوئے مگر کوئی کہہ سکتا ہے کہ ملا جمال الدین افغانی کو اپنے فاضل باپ کی تربیت - کابل کے بہترین عالموں کی تعلیم اور مختلف ممالک کی سیاحت واقامت میسر نہ آتی تو وہ اتحاد اسلامی کے لئے کچھ کرسکتے تھے - مصطفےٰ کمال پاشا کو بھی قسطنطنیہ کے فوجی کالج کی تعلیم گوناگوں تجربوں اور اپنے صاحب علم و فن دوستوں کی رفاقت کے بغیر یہ رتبہ ہرگز حاصل نہ ہوتا - سوامی دیانند اگر اپنے گاؤں سے بھاگ کر متھرا کی پاٹھ شالاؤں میں اپنی عمر عزیز کا کافی حصہ بسر نہ کرتے تو آج ہندو دنیا میں ان کا کوئی نام لیوا دکھائی نہ دیتا - اس کے برعکس حضرت مسیح موعود نے گاؤں کی مسجد کے گوشہ اور اپنے حجرے کی تنہائیوں میں رہ کر دنیا کو دنگ کردیا - انہوں نے دنیوی تعلیم و تربیت اور تجربہ کے بغیر ہی مخالفین اسلام کو مسکت جواب دیئے - طالبین حق کے شکوک رفع کئے - قرآن و حدیث اور دیگر علوم دینیہ کی بے نظیر خدمت کی - براہین احمدیہ ایسی عظیم الشان اور معرکۃ الآرا کتابیں لکھیں - قادیان میں بیٹھ کر تمام ہندوستان اور ممالک اسلامی کے فاضلوں کو مقابلہ کے لئے للکارا - لیکن کسی کو سامنے آنے کی جرات نہ ہوئی - غور کیجئے - اگر کوئی غیبی طاقت ان کے ساتھ نہ تھی اور خدا ان کی رہنمائی نہ کرتا تھا تو پھر یہ سب کچھ کس طرح ظہور میں آگیا اگر خاکم بدہن حضرت صاحب کا دعوے صداقت سے خالی تھا تو انہیں کامیاب و بامراد ہونے کے بجائے ناکام رہنا چاہیے تھا - کیا اللہ کے مامورین کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے بھی ان حالات میں رہ کر ایسی شاندار کامیابی حاصل کی ہے؟

حضرت مرزا صاحب کی بے نظیر کامیابی

جھوٹا دعوٰی کرلینا آسان ہے لیکن اس کی مقبولیت و کامیابی پر پورا پورا یقین رکھنا ناممکن ہے - حضرت مسیح موعود نے بالکل بےسروسامانی کی حالت میں دعوے کیا - اس کے ساتھ پورے یقین واعتماد کے ساتھ اپنے مشن کی کامیابی کی پیشگوئی کی چند سال ہی میں دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ پیشگوئی اپنی پوری شان سے پوری ہوئی - دعوے کے اعلان کے ساتھ ہی علماء میں ایک طوفان مخالفت بپا ہوگیا - انہوں نے ہر ممکن طریق پر حکام و عوام کو بھڑکایا چاروں طرف شدید مخالفت شروع ہوگئی - حتیٰ کہ قادیان کے بہت سے ہندو اور مسلمان جانی دشمن ہوگئے - بڑے بڑے علماء نے کفر کے فتوے دیئے - غیر مسلموں نے بھی مسلمانوں کو آپ کی مخالفت پر اکسایا - خود بھی نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی - ایسی حالت میں ایک کاذب شخص ہرگز ثابت قدم نہیں رہ سکتا - لیکن حضرت مسیح موعود اس خوفناک طوفان میں ایک مامور من اللہ کی طرح ثابت قدمی سے ڈٹے رہے - اپنی کامیابی کی پُرزور پیشگوئی کی اور اپنے کام کو پوری طاقت اور عدیم النظیر ہمت و استقلال سے جاری رکھا - ہر مشکل کے وقت جبکہ دنیوی اسباب جواب دے جاتے ہیں اور انسان بالکل مایوس ہو جاتا ہے یہ شخص اللہ کے سامنے جھکتا ہے - اور اس کے بعد مطمئن و بے فکر نظر آتا ہے - ہم ہر ایک انصاف پسند اور سعید الفطرت انسان سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ طرز عمل کاذبوں کا ہوا کرتا ہے؟

پیشگوئیاں

علاوہ ازیں یہ شخص اپنی صداقت کے نشان کے طور پر بہت سی پیشگوئیاں کرتا ہے جو تمام یکے بعد دیگرے پوری ہوتی ہیں - ان پیشگوئیوں کے سلسلے میں بعض ایسے واقعات بھی ظہور پذیر ہوئے جن کا پیشگوئی کی شرائط اور حالات کے ماتحت انجام پانا انسانی طاقت سے باہر تھا - لیکھرام کے واقعہ قتل ہی کو لے لیجئے ایک طرف حکام اور زبردست قوم اس مقتول کی پشت پر ہے ادھر یہ حالت ہے کہ اپنے گاؤں کے لوگ اور رشتہ دار بھی مخالف ہو رہے ہیں - دن اور تاریخ کے تعین کے ساتھ پیشگوئی کی جاتی ہے لیکھرام کے گھر پر سرکاری اور ہندوؤں کا زبردست پہرہ ہے - اس کے باوجود وہ عین وقت پر قتل ہوتا ہے - اور انتہائی کوشش پر بھی قاتل کا کوئی سراغ نہیں ملتا - کہنے کو بہت سی باتیں کہی جا سکتی ہیں لیکن کیا کوئی اس قسم کا دوسرا واقعہ پیش کرسکتا ہے - جو غیبی طاقت کی امداد کے بغیر ظہور پذیر ہوا ہو؟ اس قتل کے سلسلے میں حضرت صاحب کے گھر کی تلاشی بھی ہوئی آپ کامل اطمینان سے گھر کی ہر ایک چیز پولیس کو دکھلاتے ہیں مطلق کسی پریشانی کا اظہار نہیں ہوتا - کیا ایک کاذب اور مکار شخص کو ان حالات میں یہ اطمینان حاصل ہوسکتا ہے؟

نصرت الٰہی

دعوے کے بعد انتہائی اور عالمگیر مخالفت کے باوجود اس مامور من اللہ کی نصرت کے سامان ہونے شروع ہوگئے - دین کے خادموں کی ایک مخلص و جاں نثار جماعت گھر بار چھوڑ کر اس کے گرد جمع ہوگئی - قادیان کی فضا میں قال اللہ و قال الرسول کی کفر سوز و ایمان پرور صدائیں پیہم گونجنے لگیں - یہ معمولی بستی اپنے خراب راستے اور غیر مناسب محل وقوع کے باوجود طالبین حق و خادمین دین کا مسکن اور زیارت گاہ بن گئی - علماء نے حضرت مسیح موعود کی آواز کو دبانا چاہا لیکن آپ کی ہر ایک صدا رہ رہ کر اٹھی اور دب دب کر گونجی - ان صداؤں نے جہاں سعید الفطرت لوگوں کو اپنی طرف کھینچا وہاں مخالفین کے دلوں کو دہلا دیا - علماء سو میں ایک کھلبلی مچ گئی - آریہ سماج سناٹے میں آگیا - عیسائیت کی تو گویا بنیادیں ہل گئیں - سب سے زیادہ یہ کہ حضرت مسیح موعود نے ایسی آدمی پیدا کئے جو عہد سعادت کی یاد تازہ کرنے والے تھے آپ کے زمانہ میں احمدیوں کی انتہائی مخالفت کی جاتی تھی اکثر مقامات پر ان کا سوشل بائیکاٹ کیا گیا - جہاں کہیں کسی احمدی کا گزر ہوتا وہاں "مرزائی مرزائی کافر" کی دلخراش اور طعن آمیز آوازوں کے ساتھ لوگوں کی انگلیاں اٹھ جاتی تھیں - لیکن اس کے ساتھ ہی تمام مخالفین کو اقرار تھا کہ مرزائی عبادت گزار اور بااخلاق ہوتے ہیں - کیا ایسی باخدا اور نیک جماعت پیدا کر دینا ایک کاذب کا کام ہوسکتا ہے؟

حضرت مسیح موعود اور ان کے غلاموں نے جو خدمت اسلام کی ہے اور کر رہے ہیں اس کا اقرار بھی سمجھدار اور انصاف پسند مسلمانوں کے علاوہ باخبر غیر مسلموں کو بھی ہے - آریہ سماج کے اکثر مقتدر لیڈروں اور پادری زویمر ایسے متعصب عیسائیوں کی آرا سب کے سامنے ہیں -

ایک سوال

اس مضمون کو ختم کرنے سے پیشتر ہم واقعات کی صحت کی کامل ذمہ داری لیتے ہوئے ایک بار پھر سوال کرنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ سب کچھ ایک کاذب شخص سے ممکن ہے؟ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو پھر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود مامور من اللہ تھے - ان کو ماننا اور ان کی قائم کردہ جماعت میں شامل ہونا ہر ایک شخص کا فرض ہے - اور اس مامور اور اس کی قائم کردہ جماعت کی مخالفت اسلام کی مخالفت ہے -

---

بقیہ صفحہ ۳۶ کالم ۱

دنیا کی دوسری قوموں کو بھی زندگی عطا کرسکتا ہے - یہ آب بقا قرآن کریم کی وہ مصفیٰ وحی ہے جس سے منہ موڑ کر علماء و فقہا اور روایات کی الجھنوں میں ہی الجھ رہے تھے - لیکن حضرت مسیح موعود نے دوبارہ اس کو مولویوں کے غلافوں اور جزدانوں سے باہر نکال کر ملک کی تمام بیماریوں کے لئے بطور اکسیر پیش کیا -

---

(بقیہ صفحہ ۳۶ کالم ۳)

ایک غلط اصول پر قائم ہیں لیکن ملکی آزادی کے لئے اپنے مخالفین کی جانیں لینے اور جان دیدینے سے دریغ نہیں کرتے - تمہیں کیا کہا جائے کہ نہ تلوار اٹھانے کی ہی سکت ہے اور نہ دین کے لئے مجاہدہ اور کوشش ہی کرنا گوارا ہے - منہ سے جہاد جہاد پکارتے ہو، اور اس حقیقی مجاہد کو جس نے "جہاد کبیر" کی طرف بلایا کافر قرار دیتے ہو؟

تار کا پتہ۔ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء | نمبر ۲۲

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

خاص نمبر کا دوسرا ایڈیشن

الحمدللہ خاص نمبر توقع سے بڑھ کر مقبول ہوا۔ جو محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور بزرگوں اور دوستوں کی ذرہ نوازی ہے یہ نمبر کافی تاخیر سے شائع ہوا۔ اور بہت زیادہ تعداد میں چھپوایا گیا۔ لیکن اس کے باوجود دیر سے موصول ہونے والی بہت سی فرمائشیں ایسی موجود ہیں جن کی تعمیل نہ ہوسکی۔ جن احباب کی فرمائشیں پوری نہ ہوسکیں انہیں یقیناً افسوس اور گلہ ہوگا۔ اس بات کو اور خاص نمبر کی ضرورت و اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر ایک ہزار یا اس کے قریب قریب مزید فرمائشیں موصول ہوجائیں تو ہم اس نمبر کا دوسرا ایڈیشن شائع کردینگے۔ اس نمبر پر بہت زیادہ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور عملہ کو بہت زیادہ کام کرنا پڑا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں ہمیں ایک پائی کا نفع نہیں ہوا اور نہ دوسرے ایڈیشن میں ہوگا محض تبلیغی مقاصد کے پیش نظر دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی تجویز کی گئی ہے۔ جن احباب نے اس سے قبل خاص نمبر کی توسیع اشاعت میں حصہ نہیں لیا یا بہت کم لیا ہے۔ ان کے لئے یہ ایک زریں موقعہ ہے۔ احمدی خواتین کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ فرمائشیں بھیجنے سے قبل مندرجہ ذیل سطور کو خوب اچھی طرح ملاحظہ فرمالیں:۔

(۱) قیمت فی پرچہ ۲ر ہوگی۔ اور ایک روپیہ میں دس کاپیاں ملینگی۔ محصول ہر صورت میں بذمہ خریدار ہوگا۔ خواہ پرچہ بذریعہ ڈاک ارسال ہو یا بذریعہ ریلوے۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

(۲) دوسرے ایڈیشن کے مضامین۔ کاغذ۔ چھپائی۔ تصویر اور سائز وغیرہ بالکل پہلے ایڈیشن جیسی ہوگی کسی بات کا فرق نہیں ہوگا۔

(۳) قیمت فرمائش کے ہمراہ ہی بھیجدینی چاہئے۔

(۴) دوسرا ایڈیشن صرف اسی صورت میں شائع ہوسکے گا جبکہ فرمائشوں کی تعداد ایک ہزار یا اس کے قریب پہنچ جائے قریباً تین سو پرچے کی فرمائشیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ سات سو پرچے کے خریداروں کی ضرورت ہے۔

(۵) جن احباب کی فرمائشوں کی تعمیل نہیں ہوسکی ان کو خطوط کے ذریعے اطلاع دی جاچکی ہے۔ اگر دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو پرچہ ان کو ارسال کردیا جائے گا۔ ورنہ مشکل ہے۔ اگر وہ اپنی فرمائشوں میں کوئی تبدیلی کرنا یا ان کو منسوخ کرنا یا ان میں کوئی اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو اپنی پہلی فرصت میں اطلاع دیں۔

(۶) مطلوبہ تعداد پوری ہونے کے بعد ہفتہ عشرہ کے اندر ہی پرچہ تیار ہوجائے گا۔

ضروری التماس

جن احباب کی فرمائشوں کی تعمیل ہوچکی ہے۔ اور انہوں نے قیمت ابھی تک ارسال نہیں فرمائی ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بہت جلد مطلوبہ رقم ارسال فرمائیں۔ خاص نمبر کے اخراجات کی وجہ سے اخبار بہت زیر بار ہوگیا ہے۔ اس لئے دوستوں کو بار بار کی یاد دہانیوں کا انتظار کئے بغیر واجب الادا رقوم بھیجدینی چاہئیں۔ (ایڈیٹر)

کل مگر کچھ اور ہی رنگِ جہاں ہوجائیگا

(از محمد عمر خان صاحب تفضّل نانگرول)

میرزا ہی ہے امام مہدی و عیسیٰ وقت
منکشف دنیا پہ یہ رازِ نہاں ہوجائیگا

آسماں سے عیسیِٰ مریم نہ اتریں گے کبھی
خود غلط ثابت گمانِ ناکساں ہوجائیگا

احمدیت ہی بنے گی رونقِ بزمِ جہاں
عاشقِ احمد ہر اک پیر و جواں ہوجائیگا

نام پر اُس کے کریں گے مال و جاں قرباں سب
کعبۂ مقصود اس کا آستاں ہوجائیگا

گلستانِ احمدی میں آئے گی فصلِ بہار
اور چمن اغیار کا وقفِ خزاں ہوجائے گا

کیا ہوا گر آج ہم ہیں عرضۂ تیغِ جفا
کل مگر کچھ اور ہی رنگِ جہاں ہوجائیگا

کامیاب و کامراں ہم ہونگے اور دشمن ذلیل
دیکھ لینا میں جو کہتا ہوں عیاں ہوجائیگا

اچھوتوں کے مصائب اور ہندوستان کی مشکلات کا واحد حل اسلام ہے

ایک نومسلم کا پیغام اچھوتوں کے نام

شیخ خالد لطیف صاحب گابا کی ایمان افروز تقریر

ہمارے محترم نومسلم شیخ خالد لطیف صاحب گابا نے ۱۳ راپریل کو انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ میں بزبان انگریزی ایک ایمان افروز تقریر فرمائی جسکے ضروری حصوں کا اردو ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔ (مدیر)

جب سے اسلام دنیا کے میدان میں ایک فاتح کی حیثیت سے گامزن ہوا ہے ۔ اسلام کا عروج بلا شبہ تاریخ بنی نوع انسان کا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے ۔ جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جہاں بعض دیگر مذاہب نے جو ہمارے علم میں ہیں چند ایسے سلاطین کے بل بوتے پر دنیا میں سست رفتاری سے اپنی راہ پیدا کی ، جنھوں نے ان مذاہب کو قبول کر لیا تھا اور جہاں ایسی راہ بھی طویل اور زبردست جدوجہد کے بعد ہی پیدا ہو سکی ۔ وہاں اسلام باوجود پریشان کن حالات اور زمانہ کی نامساعدت کے اپنا حق و صداقت کا پیغام لے کر بغیر کسی قابل ذکر سہارے کے میدان عمل میں کامیابی کے ساتھ آ موجود ہوا ۔ اسلام کا آغاز ایک ایسی قوم میں ہوا جسے دنیا میں کوئی نہ جانتا تھا ۔ اور ایک ایسے ملک میں ہوا جو دنیاوی آرام و آسائش کی نعمتوں سے یکسر محروم تھا ۔ بایں ہمہ اسلام میں وہ شان و شوکت موجود تھی کہ وہ صحراؤں کی باد صرصر کی تندی کے ساتھ قدم بڑھاتا چلا گیا ۔ اور ایک ڈیڑھ صدی کے قلیل عرصہ میں فاتحانہ انداز سے بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کرتا ہوا پرانے دقیانوسی مذاہب کے جمے ہوئے قدموں کو اکھاڑتا ہوا مختلف اقوام کی امیدوں اور خواہشوں کو نئے سانچے میں ڈھالتا ہوا ۔ اور دنیا کے طول و عرض میں عظیم الشان برادری کے رشتے قائم کرتا ہوا کرۂ ارضی کے ان تمام خطوں میں جا پہنچا جن سے اس وقت کی دنیا واقف تھی ۔ عیسائی اور دیگر حرف گیر اسلام کی ان فتوحات کو اسلامی سپاہ کی چابکدستی اور جنون مذہبی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں ۔ مگر یہ امر مسلمہ ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیرو اور جانشین معاذ اللہ کوئی لٹیرے اور قزاق نہ تھے ۔ اور نہ وہ کبھی غارت گری اور لوٹ مار کی طرف مائل ہوئے ۔ نہ کبھی سیاسی یا اقتصادی دستبرد اور لوٹ کھسوٹ کا انہیں خواب بھی آیا ۔ یہی نہیں کہ مذہبی جنون ان لوگوں کے مقاصد کا کوئی جزو نہ تھا بلکہ خود بانیٔ اسلام نے بھی صدق دل سے مبہم طور پر اس کو ناپسند فرمایا اور خود قرآن کریم میں بھی اس مذہبی جنون کے خلاف صریح امتناعی احکامات موجود ہیں ۔

حیرت انگیز فتح و کامرانی

مسلم فاتحین کا تعصب نہ تھا جس کی وجہ سے اسلام کے نام لیواؤں میں تدریجاً سینکڑوں اور ہزاروں اور لاکھوں کا اضافہ ہوتا چلا گیا اور نہ ہی اس اضافہ کا تعلق کبھی لڑائیوں کے نتائج سے وابستہ رہا ہے ۔ کئی مرتبہ اسلامی عساکر نے شکستیں بھی کھائیں اور جدال و قتال کا نتیجہ کبھی موافق اور کبھی مخالف بھی نکلتا رہا ۔ تاہم بحیثیت مذہب کے فتح و کامرانی کا سہرا ہمیشہ اسلام ہی کے سر رہا ۔ جہاں بھی مسلمان گئے انہوں نے اس شاندار تمدن کا مظاہرہ عملی رنگ میں اپنے افعال سے پیش کیا جس کی طرح پیغمبر اسلام صلعم نے ڈالی تھی ۔ ان کے مذہب کی سادگی ۔ اور ان کی دیانتداری کے مقابلہ میں دقیانوسی مذاہب کی لغویات ایک ڈھونگ نظر آنے لگیں ۔ اور اصول تقابل کے عمل سے اسلام کی شان کو چار چاند لگ گئے اور وہ اور بھی نمایاں آب و تاب سے چمکنے لگا ۔ اس زمانہ کے دوسرے بگڑے ہوئے اور زوال پذیر مذاہب کے مقابلہ میں دنیا نے مذہب اسلام کو سادہ ، روح پرور اور جرات آموز پایا ۔ اس پر آزادانہ طور سے مختلف اقوام کے ساتھ رشتہ مناکحت جوڑنے اور توحید اور اخوت کے دو بنیادی اصولوں کو عملی جامہ پہنانے نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور اسلام نے دنیا بھر کے قلعوں میں سے مضبوط ترین قلعہ کو سر کر لیا ۔ اور اس پر پرچم ہلال بصد آب و تاب لہرانے لگا ۔ یعنے مذہب اسلام نے بنی نوع انسان کے دل کو مسخر کر لیا ۔ اور لفظ اسلام کامیابی و کامرانی کے مترادف ہو گیا ۔ یہ وہ حیرت انگیز فتح تھی جس نے اکثر اوقات فاتح کو مفتوح اور مفتوح کو فاتح کا درجہ دیا ہے ۔ قصہ کوتاہ حی علی الصلوٰۃ کی آواز پر لبیک کہنے والے لوگ فلاح کی راہ پر آ گئے ۔ اور بہبود ان کے پاؤں چومنے لگی ۔ تیرہ سو سال کا طویل عرصہ بھی گزر گیا لیکن پھر بھی مسلمان کے زاویہ نگاہ میں کوئی فرق نہیں آیا ۔ اور وہ اب بھی اسی نظر سے اپنے مذہب کو دیکھتا چلا آتا ہے ۔ جس سے کہ ابتدا میں دیکھتا تھا ۔ آج بھی جس اہم پہلو سے دیکھا جائے مذہب اسلام وہی اسلام ہے جس کی بنا رسول پاکؐ نے ڈالی تھی اور آئندہ ایک ہزار سال بعد کا مسلمان بھی بالکل آج کل کے یا آج سے ایک ہزار سال پہلے کے مسلمان بھائی سے ملتا جلتا ہو گا ۔ جو پیغام رسول پاکؐ نے دنیا کے کانوں تک پہنچایا ۔ اس میں کسی نئی تاویل کی گنجائش نہیں اور نہ ہی وہ الفاظ جن میں یہ پیغام انسانی کانوں تک پہنچایا گیا کسی شک کے باعث یا رنگ آمیزی کے متحمل ہو سکتے ہیں ۔ اسلام کا نام لیوا زندگی اور مسلمانوں کو کچھ ایسی خاص نظر سے دیکھتا ہے کہ جہاں کوئی غیر مذہب کا آدمی اسلام لایا وہیں اس نے اس نئے بھائی کے لئے اپنے دیدۂ شوق کو اسی خلوص کے ساتھ فرش راہ بنایا جس خلوص کے ساتھ وہ اپنے دیگر مسلم بھائیوں کا خیر مقدم کرتا ہے ۔ یہی وہ عظیم الشان مساوات اور اخوت کا اصول ہے جو اس شاندار مذہب کا بنیادی پتھر ہے ۔

اچھوتوں کے نام پیغام

اس سلسلہ میں میں ایک ایسے ضروری اور اہم مسئلہ کے متعلق اظہار خیالات کی اجازت چاہتا ہوں جو قرب کی وجہ سے ہماری فوری توجہ کا محتاج ہے ۔ آپ یقیناً اس اشارہ ہی سے سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ کونسا مسئلہ ہے آپ حضرات کو بخوبی علم ہے کہ یہاں ہمارے سامنے ایک ایسی قوم کے کروڑوں افراد موجود ہیں جسے اچھوت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔ برادران اسلام! عمر بھر اچھوت پن کا طوق ان اچھوتوں کی گردن میں پڑا رہتا ہے جس سے انہیں کوئی مفر حاصل نہیں ۔ یہ لوگ اس لئے اچھوت نہیں کہ انہوں نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے یا یہ کسی مکروہ بیماری میں مبتلا ہیں بلکہ قدیم الایام ہی سے ان کے باپ دادا اچھوت چلے آئے ہیں ۔ اور کٹر ہندو عقائد کی رو سے ان کی ابھی پیدا ہونے والی نسلیں بھی ابدالآباد تک اچھوت ہی رہیں گی ۔ راسخ الاعتقاد ہندوؤں کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ قدیم زمانہ میں جو ضابطہ قوانین برہمنوں نے مرتب کیا تھا ۔ اچھوت ان قوانین کی مفروضہ خلاف ورزیوں کا کفارہ دے رہے ہیں ۔ نہ صرف ایک مسلمان بلکہ ہر عقل سلیم رکھنے والا فہمیدہ انسان ان حالات کو سخت غیر منصفانہ اور توہم پرستی کا نتیجہ قرار دے گا ۔ ان حالات میں ان اچھوتوں کے متعلق ہم پر بحیثیت مسلمان ہونے کے فرض ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس سادہ اور دلآویز مذہب کی نورانی شعاعیں اپنے ان اچھوت بھائیوں پر ڈال کر ان کے قلوب کو منور کر دیں اور بت پرستی اور لنگ پرستی کے سنڈاس سے حتی الامکان انہیں بچائیں ۔ بحیثیت انسان ہونے کے یہ فرض ہم پر عائد ہوتا ہے کہ ہم ہر قسم کی سوشل رکاوٹ ، مجلسی بائیکاٹ اور غیر منصفانہ عدم مساوات کو حرف غلط کی طرح مٹا ڈالیں ۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ کسی اسلامی اجتماع میں ان فرائض کو یاد دلانا غیر ضروری ہے ۔ اور اس بات کو بھی جانتا ہوں کہ جونہی اچھوت اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک رسولؐ پر ایمان لے آئیں گے اسی وقت ہر مسلمان انہیں اپنی برادری میں جگہ دیدے گا ۔ اور ہر لحاظ سے انہیں اپنے برابر تصور کرنے لگے گا ۔ راسخ العقیدہ ہندو اچھوت اقوام کے اسلام قبول کر لینے پر ہرگز معترض نہیں ہو سکتا ۔ ہندوؤں کے معاشرتی نظام میں اچھوت ایک راندہ ہوا پنچ ہے ۔ جس کی زندگی کسی سراپ اور بددعا کی مظہر ہے ۔ اس کا اپنے لئے سیاسی حقوق مانگنا بہت بڑا پاپ ہے ۔ اور پوجا پاٹ میں ان کا حصہ لینا مندروں کو نجس اور ناپاک کر دیتا ہے ۔ ایسے حالات میں اگر اچھوت دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں تو کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔ خصوصاً جبکہ خود ہندو قوم ہی سیاسی تو کیا انہیں روحانی مساوات تک دینے سے قاصر ہے ۔

ہندوستان کی مشکلات کا حل

ممکن ہے ان کے سامنے آریہ سماجی شدھی کا طریقہ پیش کریں لیکن یہ اس وجہ سے ہرگز نہ ہو گا کہ اچھوت کوئی اچھے ہندو ہیں ۔ یا ہندو قوم کو ان کی کوئی خاص ضرورت ہے ۔ بلکہ محض اس وجہ سے یہ پیشکش ہو گی کہ کہیں وہ دائرۂ اسلام میں داخل نہ ہو جائیں ۔ میں اچھوتوں کو ایک پیغام دینا چاہتا ہوں اور وہ پیغام ایسا ہے جس پر میں نے کامل غور و خوض کیا ہے اور جس کے دینے کا میں سالہا سال سے منتظر چلا آیا ہوں وہ پیغام یہ ہے کہ اچھوتوں کی روحانی اور دنیاوی نجات اس بات میں ہے ۔ کہ وہ ملت اسلامیہ کی دعوت پر لبیک کہیں ۔ وہ صدق اور سچائی میں ڈوبی ہوئی دعوت یہ ہے کہ اچھوت سر آنکھوں پر آئیں اور اس چالیس کروڑ افراد کی برادری میں داخل ہو جائیں ۔ جس پر احکم الحاکمین کی حکومت ہے ۔ اور جہاں محمود و ایاز ، امیر و غریب سب کو مساوی درجہ حاصل ہے ۔ ممکن ہے کہ اگر اچھوت کسی دیگر چھوٹی قوم میں جا ملیں تو بھی ان کا اچھوت پن جاتا رہے ۔ لیکن اگر انہیں ساتھ ہی پوری اور حقیقی مساوات کی بھی ضرورت ہے ۔ تو یہ چیز انہیں وہاں بھی نہ مل سکے گی یہ پیغام نہ صرف اچھوتوں ہی کو پسند آئے گا بلکہ مسٹر رنگا آیر کو بھی بھلا معلوم ہو گا ۔ اور انہیں قانون سازی کی بھی زحمت سے بچا لیگا اسی طرح یہ پیغام پنڈت مالویہ کو بھی سوچ اور دیا نند خوف و ہراس سے بھی نجات دلائے گا اور جہاں تک مہاتما گاندھی کا تعلق ہے

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

عقیدۂ حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۱۹ اپریل ۱۹۳۳ء | نمبر ۲۲

خاص نمبر کا دوسرا ایڈیشن

الحمد للہ خاص نمبر توقع سے بڑھ کر مقبول ہوا۔ جو محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور بزرگوں اور دوستوں کی ذرہ نوازی ہے یہ نمبر کافی تاخیر سے شائع ہوا۔ اور بہت زیادہ تعداد میں چھپوایا گیا۔ لیکن اس کے باوجود دیر سے موصول ہونے والی بہت سی فرمائشیں ایسی موجود ہیں جن کی تعمیل نہ ہو سکی۔ جن احباب کی فرمائشیں پوری نہ ہو سکیں انہیں یقیناً افسوس اور گلہ ہوگا۔ اس بات کو اور خاص نمبر کی ضرورت و اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر ایک ہزار یا اس کے قریب قریب مزید فرمائشیں موصول ہو جائیں تو ہم اس نمبر کا دوسرا ایڈیشن شائع کر دینگے۔ اس نمبر پر بہت زیادہ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور عملہ کو بہت زیادہ کام کرنا پڑا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں ہمیں ایک پائی کا نفع نہیں ہوا۔ اور نہ دوسرے ایڈیشن میں ہوگا محض تبلیغی مقاصد کے پیش نظر دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی تجویز کی گئی ہے۔ جن احباب نے اس سے قبل خاص نمبر کی توسیع اشاعت میں حصہ نہیں لیا یا بہت کم لیا ہے۔ ان کے لئے یہ ایک زرّیں موقعہ ہے۔ احمدی خواتین کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ فرمائشیں بھیجنے سے قبل مندرجۂ ذیل سطور کو خوب اچھی طرح ملاحظہ فرمالیں:۔

(۱) قیمت فی پرچہ ۲ر ہوگی۔ اور ایک روپیہ میں دس کاپیاں ملینگی۔ محصول ہر صورت میں بذمہ خریدار ہوگا۔ خواہ پرچہ بذریعہ ڈاک ارسال ہو یا بذریعہ ریلوے۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔
(۲) دوسرے ایڈیشن کے مضامین۔ کاغذ۔ چھپائی۔ تصویر اور سائز وغیرہ بالکل پہلے ایڈیشن جیسی ہوگی کسی بات کا فرق نہیں ہوگا۔
(۳) قیمت فرمائش کے ہمراہ ہی بھیجدینی چاہئے۔
(۴) دوسرا ایڈیشن صرف اسی صورت میں شائع ہو سکے گا جبکہ فرمائشوں کی تعداد ایک ہزار یا اس کے قریب پہنچ جائے قریباً تین سو پرچے کی فرمائشیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ سات سو پرچے کے خریداروں کی ضرورت ہے۔
(۵) جن احباب کی فرمائشوں کی تعمیل نہیں ہو سکی ان کو خطوط کے ذریعے اطلاع دی جا چکی ہے۔ اگر دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو پرچہ ان کو ارسال کر دیا جائے گا۔ ورنہ مشکل ہے۔ اگر وہ اپنی فرمائشوں میں کوئی تبدیلی کرنا یا ان کو منسوخ کرنا یا ان میں کوئی اضافہ کرنا چاہتے ہیں تو اپنی پہلی فرصت میں اطلاع دیں۔
(۶) مطلوبہ تعداد پوری ہونے کے بعد ہفتہ عشرہ کے اندر ہی پرچہ تیار ہو جائے گا۔

ضروری التماس

جن احباب کی فرمائشوں کی تعمیل ہو چکی ہے۔ اور انہوں نے قیمت ابھی تک ارسال نہیں فرمائی ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بہت جلد مطلوبہ رقم ارسال فرمائیں۔ خاص نمبر کے اخراجات کی وجہ سے اخبار بہت زیر بار ہو گیا ہے۔ اس لئے دوستوں کو بار بار یاد دہانیوں کا انتظار کئے بغیر واجب الادا رقوم بھیجدینی چاہئیں۔

(ایڈیٹر)

کل مگر کچھ اور ہی رنگ جہاں ہو جائیگا

(از محمد مرتضیٰ خان صاحب نصا ماگرول)

میرزا ہی ہے امام مہدی و عیسیٰ وقت
منکشف دنیا پہ یہ راز نہاں ہو جائیگا

آسماں سے عیسیٰ مریم نہ اتریں گے کبھی
خود غلط ثابت گمان ناکساں ہو جائیگا

احمدیت ہی بنے گی رونق بزم جہاں
عاشق احمد ہر اک پیر و جواں ہو جائیگا

نام پر اس کے کریں گے مال و جاں قرباں سب
کعبۂ مقصود اس کا آستاں ہو جائیگا

گلستان احمدی میں آئے گی فصل بہار
اور چمن اغیار کا وقف خزاں ہو جائے گا

کیا ہوا گر آج ہم ہیں عرضۂ تیغ جفا
کل مگر کچھ اور ہی رنگ جہاں ہو جائیگا

کامیاب و کامراں ہم ہونگے اور دشمن ذلیل
دیکھ لینا میں جو کہتا ہوں عیاں ہو جائیگا

اچھوتوں کے مصائب اور ہندوستان کی مشکلات کا واحد حل اسلام ہے

ایک نومسلم کا پیغام اچھوتوں کے نام

شیخ خالد لطیف صاحب گابا کی ایمان افروز تقریر

ہمارے محترم نومسلم شیخ خالد لطیف صاحب گابا نے ۱۳ اپریل کو انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ میں بزبان انگریزی ایک ایمان افروز تقریر فرمائی جسکے ضروری حصوں کا اردو ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (مدیر)

جب سے اسلام دنیا کے میدان میں ایک فاتح کی حیثیت سے گامزن ہوا ہے۔ اسلام کا عروج بلا شبہ تاریخ بنی نوع انسان کا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جہاں بعض دیگر مذاہب نے جو ہمارے علم میں ہیں چند ایسے سلاطین کے بل بوتے پر دنیا میں سست رفتاری سے اپنی راہ پیدا کی، جنھوں نے ان مذاہب کو قبول کر لیا تھا اور جہاں ایسی راہ بھی طویل اور زبردست جد وجہد کے بعد ہی پیدا ہو سکی۔ وہاں اسلام باوجود پریشان کن حالات اور زمانہ کی نامساعدت کے اپنا حق و صداقت کا پیغام لے کر بغیر کسی قابل ذکر سہارے کے میدان عمل میں کامیابی کے ساتھ آ موجود ہوا۔ اسلام کا آغاز ایک ایسی قوم میں ہوا جسے دنیا میں کوئی نہ جانتا تھا۔ اور ایک ایسے ملک میں ہوا جو دنیاوی آرام و آسائش کی نعمتوں سے یکسر محروم تھا۔ بایں ہمہ اسلام میں وہ شان و شوکت موجود تھی کہ وہ صحراؤں کی باد صرصر کی تندی کے ساتھ قدم بڑھاتا چلا گیا۔ اور ایک ڈیڑھ صدی کے قلیل عرصہ میں فاتحانہ انداز سے بڑی بڑی سلطنتوں کو زیر و زبر کرتا ہوا پرانے دقیانوسی مذاہب کے جمے ہوئے قدموں کو اکھاڑتا ہوا مختلف اقوام کی امیدوں اور خواہشوں کو نئے سانچے میں ڈھالتا ہوا۔ اور دنیا کے طول و عرض میں عظیم الشان برادری کے رشتے قایم کرتا ہوا کرۂ ارضی کے ان تمام خطوں میں جا پہنچا جن سے اس وقت کی دنیا واقف تھی۔ عیسائی اور دیگر حرف گیر اسلام کی ان فتوحات کو اسلامی سپاہ کی چابکدستی اور جنون مذہبی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ امر مسلمہ ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیرو اور جانشین معاذ اللہ کوئی لٹیرے اور قزاق نہ تھے۔ اور نہ وہ کبھی غارت گری اور لوٹ مار کی طرف مائل ہوئے۔ نہ کبھی سیاسی یا اقتصادی دستبرد اور لغوی کا انہیں خواب بھی آیا۔ یہی نہیں کہ مذہبی جنون ان لوگوں کے مقاصد کا کوئی جزو نہ تھا بلکہ خود بانی اسلام نے بھی صدق دل سے مبہم طور پر اس کو ناپسند فرمایا اور خود قرآن کریم میں بھی اس مذہبی جنون کے خلاف صریح امتناعی احکامات موجود ہیں۔

حیرت انگیز فتح و کامرانی

یہ مسلم فاتحین کا تعصب نہ تھا جس کی وجہ سے اسلام کے نام لیواؤں میں بتدریج سینکڑوں اور ہزاروں اور لاکھوں کا اضافہ ہوتا چلا گیا اور نہ ہی اس اضافہ کا تعلق کبھی لڑائیوں کے نتائج سے وابستہ رہا ہے۔ کئی مرتبہ اسلامی عساکر نے شکستیں بھی کھائیں اور جدال و قتال کا نتیجہ کبھی موافق اور کبھی مخالف بھی نکلتا رہا۔ تاہم بحیثیت مذہب کے فتح و کامرانی کا سہرا ہمیشہ اسلام ہی کے سر رہا۔ جہاں بھی مسلمان گئے انہوں نے اس شاندار تمدن کا مظاہرہ عملی رنگ میں اپنے افعال سے پیش کیا جس کی طرح پیغمبر اسلام صلعم نے ڈالی تھی۔ ان کے مذہب کی سادگی۔ اور ان کی دیانتداری کے مقابلہ میں دقیانوسی مذاہب کی لغویات ایک ڈھونگ نظر آنے لگیں۔ اور اصول تقابل کے عمل سے اسلام کی شان کو چار چاند لگ گئے اور وہ اور بھی نمایاں آب و تاب سے چمکنے لگا۔ اس زمانہ کے دوسرے بگڑے ہوئے اور زوال پذیر مذاہب کے مقابلہ میں دنیا نے مذہب اسلام کو سادہ، روح پرور اور جرات آموز پایا۔ اس پر آزادانہ طور سے مختلف اقوام کے ساتھ رشتہ مناکحت جوڑنے اور توحید اور اخوت کے دو بنیادی اصولوں کو عملی جامہ پہنانے نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور اسلام نے دنیا بھر کے قلعوں میں سے مضبوط ترین قلعہ کو سر کر لیا۔ اور اس پر پرچم ہلال بصد آب و تاب لہرانے لگا۔ یعنے مذہب اسلام نے بنی نوع انسان کے دل کو مسخر کر لیا۔ اور لفظ اسلام کامیابی و کامرانی کے مترادف ہو گیا۔ یہ وہ حیرت انگیز فتح تھی جس نے اکثر اوقات فاتح کو مفتوح اور مفتوح کو فاتح کا درجہ دیا ہے۔ قصہ کوتاہ حی علی الصلوٰۃ کی آواز پر لبیک کہنے والے لوگ فلاح کی راہ پر آ گئے۔ اور بہبود ان کے پاؤں چومنے لگی۔ تیرہ سو سال کا طویل عرصہ بھی گزر گیا لیکن پھر بھی مسلمان کے زاویہ نگاہ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور وہ اب بھی اسی نظر سے اپنے مذہب کو دیکھتا چلا آتا ہے۔ جس سے کہ ابتدا میں دیکھتا تھا۔ آج بھی جس اہم پہلو سے دیکھا جائے مذہب اسلام وہی اسلام ہے جس کی بنا رسول پاکؐ نے ڈالی تھی اور آئندہ ایک ہزار سال بعد کا مسلمان بھی بالکل آج کل کے یا آج سے ایک ہزار سال پہلے کے مسلمان بھائی سے ملتا جلتا ہوگا۔ جو پیغام رسول پاکؐ نے دنیا کے کانوں تک پہنچایا۔ اس میں کسی نئی تاویل کی گنجائش نہیں اور نہ ہی وہ الفاظ جن میں یہ پیغام انسانی کانوں تک پہنچایا گیا کسی شک کے باعث یا رنگ آمیزی کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ اسلام کا نام لیوا زندگی اور مسلمانوں کو کچھ ایسی خاص نظر سے دیکھتا ہے کہ جہاں کوئی غیر مذہب کا آدمی اسلام لایا وہیں اس نے اس نئے بھائی کے لئے اپنے دیدہ و شوق کو اسی خلوص کے ساتھ فرش راہ بنایا جس خلوص کے ساتھ وہ اپنے دیگر مسلم بھائیوں کا خیر مقدم کرتا ہے۔ یہی وہ عظیم الشان مساوات اور اخوت کا اصول ہے جو اس شاندار مذہب کا بنیادی پتھر ہے۔

اچھوتوں کے نام پیغام

اس سلسلہ میں ایک ایسے ضروری اور اہم مسئلہ کے متعلق اظہار خیالات کی اجازت چاہتا ہوں جو قرب کی وجہ سے ہماری فوری توجہ کا محتاج ہے۔ آپ یقیناً اس اشارہ ہی سے سمجھ گئے ہوں گے کہ وہ کونسا مسئلہ ہے آپ حضرات کو بخوبی علم ہے کہ یہاں ہمارے سامنے ایک ایسی قوم کے کروڑوں افراد موجود ہیں جسے اچھوت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ برادران اسلام! عمر بھر اچھوت پن کا طوق ان اچھوتوں کی گردن میں پڑا رہتا ہے جس سے انہیں کوئی مفر حاصل نہیں۔ یہ لوگ اس لئے اچھوت نہیں کہ انہوں نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے یا کسی مکروہ بیماری میں مبتلا ہیں بلکہ قدیم الایام ہی سے ان کے باپ دادا اچھوت چلے آئے ہیں۔ اور کٹر ہندو عقائد کی رو سے ان کی ابھی پیدا ہونے والی نسلیں بھی ابدالآباد تک اچھوت ہی رہیں گی۔ راسخ الاعتقاد ہندوؤں کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ قدیم زمانہ میں جو ضابطہ قوانین برہمنوں نے مرتب کیا تھا۔ اچھوت ان قوانین کی مفروضہ خلاف ورزیوں کا کفارہ دے رہے ہیں۔ نہ صرف ایک مسلمان بلکہ ہر عقل سلیم رکھنے والا فہمیدہ انسان ان حالات کو سخت غیر منصفانہ اور توہم پرستی کا نتیجہ قرار دے گا۔ ان حالات میں ان اچھوتوں کے متعلق ہم پر بحیثیت مسلمان ہونے کے فرض ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کے اس سادہ اور دلآویز مذہب کی نورانی شعاعیں اپنے ان اچھوت بھائیوں پر ڈال کر ان کے قلوب کو منور کر دیں اور بت پرستی اور لنگ پرستی کے سنڈاس سے حتی الامکان انہیں بچائیں۔ بحیثیت انسان ہونے کے یہ فرض ہم پر عائد ہوتا ہے کہ ہم ہر قسم کی سوشل رکاوٹ۔ مجلسی بائیکاٹ اور غیر منصفانہ عدم مساوات کو حرف غلط کی طرح مٹا ڈالیں۔ میں بخوبی جانتا ہوں کہ کسی اسلامی اجتماع میں ان فرائض کو یاد دلانا غیر ضروری ہے۔ اور اس بات کو بھی جانتا ہوں کہ جونہی اچھوت اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک رسولؐ پر ایمان لے آئیں گے اسی وقت ہر مسلمان انہیں اپنی برادری میں جگہ دیدے گا۔ اور ہر لحاظ سے انہیں اپنے برابر تصور کرنے لگے گا۔ راسخ العقیدہ ہندو اچھوت اقوام کے اسلام قبول کر لینے پر ہرگز معترض نہیں ہو سکتا۔ ہندوؤں کے معاشرتی نظام میں اچھوت ایک راندہ ہوا پنچ ہے۔ جس کی زندگی کسی سراپ اور بددعا کی مظہر ہے۔ اس کا اپنے لئے سیاسی حقوق مانگنا بہت بڑا پاپ ہے۔ اور پوجا پاٹ میں ان کا حصہ لینا مندروں کو نجس اور ناپاک کر دیتا ہے۔ ایسے حالات میں اگر اچھوت دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں تو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ خود ہندو قوم ہی سیاسی تو کیا انہیں روحانی مساوات تک دینے سے قاصر ہے۔

ہندوستان کی مشکلات کا حل

ممکن ہے ان کے سامنے آریہ سماج شدھی کا طریقہ پیش کرے لیکن یہ اس وجہ سے ہرگز نہ ہوگا کہ اچھوت کوئی اچھے ہندو ہیں۔ یا ہندو قوم کو ان کی کوئی خاص ضرورت ہے۔ بلکہ محض اس وجہ سے یہ پیش ہوگی کہ کہیں وہ دائرۂ اسلام میں داخل نہ ہو جائیں۔ میں اچھوتوں کو ایک پیغام دینا چاہتا ہوں اور وہ پیغام ایسا ہے جس پر میں نے کامل غور و خوض کیا ہے اور جس کے دینے کا میں سالہا سال سے منتظر چلا آیا ہوں وہ پیغام یہ ہے کہ اچھوتوں کی روحانی اور دنیاوی نجات اس بات میں ہے۔ کہ وہ ملت اسلامیہ کی دعوت پر لبیک کہیں۔ وہ صدق اور سچائی میں ڈوبی ہوئی دعوت یہ ہے کہ اچھوت سر آنکھوں پر آئیں اور اس چالیس کروڑ افراد کی برادری میں داخل ہو جائیں جس پر احکم الحاکمین کی حکومت ہے۔ اور جہاں محمود و ایاز، امیر و غریب سب کو مساوی درجہ حاصل ہے۔ ممکن ہے کہ اگر اچھوت کسی دیگر چھوٹی قوم میں جا ملیں تو بھی ان کا اچھوت پن جاتا رہے۔ لیکن اگر انہیں ساتھ ہی پوری اور حقیقی مساوات کی بھی ضرورت ہے۔ تو یہ چیز انہیں وہاں کبھی نہ مل سکے گی یہ پیغام نہ صرف اچھوتوں ہی کو پسند آئے گا بلکہ مسٹر رنگا آیر کو بھی بھلا معلوم ہوگا۔ اور انہیں قانون سازی کی بھی زحمت سے بچا لیگا اسی طرح یہ پیغام پنڈت مالویہ کو مینی سوسچ اور دیانند انا خوف و ہراس سے بھی نجات دلائے گا اور جہاں تک مہاتما گاندھی کا تعلق ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم چہارشنبہ ۲۲ر ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۱ھ ہجری المقدس | نمبر ۲۲

لاہور کے اسلامی اجتماعات

گزشتہ ہفتہ لاہور میں متعدد اسلامی اجتماعات منعقد ہوئے جن میں سے انجمن حمایت اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ، ادارہ معارف اسلامیہ کا جلسہ اور آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ اسلامی اجتماعات کامیاب رہے۔ انجمن حمایت اسلام کو تو موجودہ حالات کے پیش نظر شاندار اور قابل مبارکباد کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کا جلسہ نہ صرف تقریروں اور حاضری کے لحاظ سے کامیاب رہا بلکہ پچپن ہزار روپے کی گرانقدر رقم بھی جمع ہوگئی جس میں صرف سات ہزار کے وعدے ہیں باقی نقد۔ جس پر ہم تمام کارکنان انجمن اور خاصکر ان کے قابل عزت صدر سر عبدالقادر بالقابہ اور پرجوش سکرٹریان مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری۔ اور شیخ عظیم اللہ صاحب وکیل کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ دوسرے اجتماعات کے متعلق ہمیں تفصیلی حالات معلوم نہیں ہوسکے۔ لیکن ان کے مقاصد کے لحاظ سے انہیں ناکام نہیں کہا جاسکتا۔ ہماری دعا ہے کہ مذکورہ بالا و دیگر تمام مفید اسلامی ادارے دن دونی اور رات چوگنی ترقی کریں۔ اور انہیں مسلمانوں کی صحیح خدمت کی توفیق ہو۔ آمین۔

ایک نیک فال

ایام جلسہ اور اس سے چند ہفتہ قبل انجمن حمایت اسلام کی طرف سے ہر روز ایک ہینڈبل شائع ہوتا رہا ہے۔ جس میں عموماً انجمن کی کسی انسٹی ٹیوشن کے متعلق عوام کو توجہ دلائی جاتی تھی۔ شاید ناظرین کو علم ہوگا کہ انجمن مذکور کے زیر اہتمام مبلغین کی تربیت کے لئے ایک مختصر سی درسگاہ اشاعت اسلام کالج کے نام سے بھی جاری ہے۔ ایک ہینڈبل میں اس کی طرف بھی پبلک کو متوجہ کیا گیا۔ اس میں لکھا تھا کہ اشاعت اسلام کا کام نہایت ضروری ہے اور مسلمانوں کو آج سے ایک صدی قبل اس طرف خاص طور پر توجہ کرلی چاہیئے تھی ہم نے اس کام کو بہت دیر سے شروع کیا۔ انجمن حمایت اسلام لاہور مسلمانان پنجاب اور ایک لحاظ سے تمام مسلمانان ایشیا کی سب سے بڑی انجمن ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اشاعت اسلام کی ضرورت کا کم از کم احساس تو کرلیا۔ جس کو ہم ایک نیک فال سمجھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے نصف صدی سے زائد عرصہ ہوا اشاعت اسلام کی اہمیت کا صحیح اندازہ کرکے اس کو اپنا مقصد حیات قرار دے لیا تھا اور وہ آج تک اپنی پوری طاقت سے اس کے لئے سرگرم عمل ہے اس کی کوششوں کے نتائج دنیا کے سامنے ہیں ہر آنکھیں رکھنے والا انسان انہیں دیکھ سکتا ہے۔ انجمن حمایت اسلام کا یہ تبلیغی احساس کم از کم اصولی طور پر جماعت احمدیہ کے مقصد حیات سے اتحاد و اتفاق ہے۔ اس راستہ میں عملی جد وجہد کے آغاز کے ساتھ ہی اس کو اور ہر ایک مسلمان کو جماعت احمدیہ کے دیگر اصولوں سے اتحاد و استفادہ کی ضرورت محسوس ہوگی۔ کیونکہ تبلیغ اسلام کا کام احمدیت کے اصولوں اور جماعت احمدیہ کے طریق کار کے بغیر ممکن نہیں۔ سچ ہے۔ وقت سب سے بڑا معلم ہے۔ وہ باتیں جو دوسرے تمام ذرائع سے نہیں تبلائی سمجھائی جاسکتیں وقت انہیں اچھی طرح ذہن نشین کرادیتا ہے۔

معذرت و شکریہ

خاص نمبر قدرے تاخیر سے شائع ہوا جس کی بعض احباب کو بجا طور پر شکایت ہے۔ مجھے خاص نمبر کی اشاعت کے دن بھی اس تاخیر اور شکایت کا پورا علم اور احساس تھا لیکن میں نے عمداً فرض معذرت کو چند روز کے لئے ملتوی کردیا۔ کیونکہ اس کے لئے میرے پاس جو عذر ہے وہ بہت ہی رنجدہ اور غم انگیز ہے۔ پہلے ارادہ تھا کہ یہ نمبر عید کے قبل شائع کردیا جائے اس وقت تو بعض مصلحتوں نے اس کو التوا میں ڈال دیا۔ التوا کا اعلان کرتے وقت میں نے اس بات کا پورا عزم اور سامان کرلیا تھا کہ پرچہ ٹھیک ۱۱ر اپریل کو تیار ہوکر پوسٹ ہوجائے لیکن مشیت ایزدی کے سامنے بے بس انسانوں کے عزم اور فانی دنیا کے فانی سامان بالکل بے حقیقت ہیں۔ قدرت کی ایک ہلکی سے ہلکی جنبش مکمل سے مکمل انسانی سامانوں کو چشم زدن میں درہم برہم کرکے رکھ دیتی ہے۔ عید کے روز ایک کاتب کو اپنے ذاتی کام کے لئے وطن جانا پڑا۔ کام اس قدر اہم تھا کہ میں ان کو روک نہ سکا۔ تاہم وقت کافی تھا اور مجھے پوری توقع تھی کہ تاریخ مقررہ پر پرچہ شائع کرسکوں گا۔ ۱۰ر اپریل کا ذکر ہے کہ تھوڑی سی کتابت باقی رہ گئی تھی آخری دو کے علاوہ تمام کاپیاں پریس پہنچکر زیر طبع تھیں کہ بھاولپور سے ماموں صاحب کا تار ملا کہ قبلہ نانا صاحب سخت علیل ہیں جلد آؤ۔ کچھ دیر سوچا۔ آخر یہی فیصلہ کیا کہ اس وقت جانا مناسب نہیں۔ نمبر سے فارغ ہونے کے بعد ہی جاؤنگا۔ لیکن اس خبر سے دماغی سکون رخصت ہوگیا۔ ۱۲ر اپریل کو اطلاع ملی کہ انتقال ہوگیا۔ اور دفن کردیئے گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ایک چراغ سحری تھا جس کی آخری ٹمٹماہٹ بھی میں بدنصیب نہ دیکھ سکا۔ جس وقت یہ اطلاع ملی تو میں دفتر میں بیٹھا شذرات لکھ رہا تھا۔ خیر جس طرح ہوسکا کام ختم کیا۔ ۱۳ر اپریل کو پریس میں بیساکھی کی تعطیل تھی۔ خدا خدا کرکے ۱۴ر کی صبح کو پرچہ شائع ہوسکا۔ دفتری کے ہاں روزمرہ جتنا تیار ہوتا گیا ارسال کیا جاتا رہا۔ اس وقت جبکہ یہ سطور سپرد قلم ہو رہی ہیں تمام احباب کو پرچہ ارسال ہوچکا ہے۔ دیر سے آنے والی چند فرمائشوں کی تعمیل سے ہم قاصر ہے۔ ان کے بھیجنے والوں کو خطوط کے ذریعے اطلاع دے دی گئی ہے۔ اب دوسرے ایڈیشن کی تجویز زیر غور ہے اس کو کامیاب بنانا اور دوسرے ایڈیشن کا شائع ہونا تمام تر احباب کے اختیار میں ہے۔ جس کے لئے کسی خاص جد وجہد کی ضرورت نہیں معمولی توجہ درکار ہے۔ تاخیر کی وجہ اوپر عرض کردی گئی ہے خاص نمبر میں اس رودادِ غم کا اندراج مناسب معلوم نہ ہوا۔ اور اس طرح تاخیر کی معذرت میں بھی تاخیر ہوگئی۔ احباب سے توقع ہے کہ وہ مذکورہ پریشانیوں کے پیش نظر میری معذرت قبول فرمائینگے جن احباب نے خاص نمبر کی تیاری اور اس کی توسیع اشاعت میں مجھے امداد دی ان کا بیحد ممنون ہوں۔ اگر خدا کا فضل شامل حال اور بزرگوں اور دوستوں کی اعانت حاصل نہ ہوتی تو میرے لئے پرچہ کا تیار کرنا ناممکن تھا۔

قبلہ نانا صاحب کا اسم گرامی شیخ غلام احمد صاحب تھا۔ پرانے بزرگوں کے تمام اوصاف مرحوم میں موجود تھے۔ تمام خاندان میں صرف یہی ایک بزرگ تھے جن کے نزدیک میرا اختلاف عقائد کا "جرم" قابل معافی تھا۔ اور جنھوں نے دیگر افراد خاندان کی انتہائی کوششوں کے باوجود مجھے اپنی بزرگانہ شفقت سے محروم رکھنا گوارا نہ کیا۔ آہ آج دست اجل نے محروم کردیا۔ مرحوم کا مستقل قیام ہوشیارپور میں تھا۔ ان کے اکلوتے فرزند بھاولپور میں ملازم ہیں۔ ان کو ملنے کے لئے چند روز کو وہاں تشریف لے گئے تھے لیکن واپس آنا نصیب نہ ہوا۔ چار روز کی علالت کے بعد انتقال ہوگیا۔ جملہ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (خاکسار محمد انعام الحق)

مسرت میں حسرت

متعدد ممتاز غیر مسلموں کے مشرف باسلام ہونے کی خوشخبریاں آپ ان اوراق میں بھی پڑھ چکے ہیں اور ملک کے سارے مسلمان اخبارات میں بھی۔ بمبئی کے مسٹر ڈبر (سب ایڈیٹر ٹائمز آف انڈیا) لاہور کے بیرسٹر اور انگریزی اہل قلم کنھیالال گابا۔ سناتن دھرم کالج کے سابق پرنسپل رام داس کھان ایم اے پی ایچ ڈی۔ ان سب کا مسلمان ہونا اس بیسویں صدی میں ہم کو۔ آپ کو۔ ہر مسلمان کو تہ دل سے مبارک لیکن اسی مسرت کے ساتھ ایک پہلو عبرت کا بھی ہے۔ ان سب حضرات کو مسلمان کس نے کیا؟ اور کس کی تبلیغی کوششیں ان تک پہنچیں؟ ہندوستان کے طول و عرض میں جتنی مشہور مذہبی درسگاہیں ہیں "علماء" کرام کے جو جو مشہور مرکز ہیں۔ جتنے مشہور دینی ادارے ہیں سب کا جائزہ لے ڈالیئے۔ کسی کا کوئی دخل ان حضرات کے مسلمان کرنے میں، یہ بھی نہ سہی، "انہیں اسلام سے قریب لانے میں" ملے گا؟ کیسے دکھ کی بات ہے۔ جن کے مقدم کام اور جن کے وجود کا اصلی مقصد یہی تھا۔ وہی اپنے فرائض کو بھول بھال، دوسری چیزوں میں پڑگئے ہیں۔ بعض سیاسی دلچسپیوں میں اس حد تک بڑھ گئے ہیں۔ کہ ان کی انجمنیں عملاً کہنا چاہیئے کہ تمام تر سیاسی ہی ہوکر رہ گئی ہیں۔ اور اکثر کا حال یہ ہے کہ وہ اب تک انہی فرسودہ فرعی، بلکہ فرعی در فرعی، مسائل پر ہنگامہ وار دگیر گرم کئے ہوئے اور استنجا بالمدر اور آمین بالجہر پر ایک دوسرے کی تفسیق و تکفیر میں لگے ہوئے ہیں۔ (سچ)

"ظلی قبلہ"

غلو کے عبرتناک نتائج

جس طرح ظلی نبی، نبی ہوا ظلی حج، حج بنا، اسی طرح ظلی قبلہ، قبلہ ٹھہرا

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

قادیانی غلو اور اس کے نتائج

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جس غلو اور غلط راستہ پر جناب میاں محمود احمد صاحب نے جماعت کا قدم ڈالدیا ہے وہ آخر کار ان کی ملت محمودیہ کو ایک دن **نیا مذہب** بنا کر چھوڑے گی۔ نئے مذہب کی بنیادیں تو پڑ چکیں۔ حضرت مسیح موعود کو نبی بنا دیا۔ انکی وحی کو وحی نبوت یعنے **کتاب** کا مرتبہ دیدیا۔ ان کے نہ ماننے والے کو خواہ اسے حضرت کے دعوے کی تبلیغ بھی نہ پہنچی ہو۔ اور آپ کا نام بھی اس نے نہ سنا ہو **خارج از اسلام** قرار دیا جاچکا۔ جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ اب محمد رسول اللہ صلعم زمانہ کے رسول نہیں ہیں لہذا محمدی مذہب اب اسلام نہیں رہا بلکہ قادیانی مذہب اسلام ہے۔ پس نیا نبی، نئی کتاب۔ نیا اسلام یہ سب کچھ بن چکا ہے۔ چنانچہ علی الاعلان اب محمد رسول اللہ صلعم کے بعد حضرت مرزا صاحب کو **احمد نبی اللہ** کی حیثیت سے دنیا میں پیش کیا جارہا ہے۔

چودھری ظفر اللہ خانصاحب کا ٹریکٹ

چنانچہ ۵ مارچ ۱۹۳۳ء کو جو تبلیغ ڈے (یوم التبلیغ) ملت محمودیہ کی طرف سے منایا گیا ہے اس روز لاہور میں چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کی طرف سے ایک ٹریکٹ تقسیم ہوا ہے جس میں انبیا کی ایک فہرست شائع ہوئی ہے جن پر چودھری صاحب سلام بھیجتے ہیں۔ ان میں بعد حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے احمد نبی اللہ کا نام درج ہے۔ گویا کہ اب باقاعدہ مستقل طور پر نبیوں کی فہرست میں حضرت مسیح موعود کا نام داخل کر دیا گیا۔ میں وہ فہرست نقل کئے دیتا ہوں:-

"خدا کے راستباز نبی رامچندر پر سلامتی ہو
خدا کے راستباز نبی **کرشن** پر سلامتی ہو
خدا کے راستباز نبی بدھ پر سلامتی ہو
خدا کے راستباز نبی **زرتشت** پر سلامتی ہو
خدا کے راستباز نبی **کنفیوشس** پر سلامتی ہو
خدا کے راستباز نبی ابراہیم پر سلامتی ہو
خدا کے راستباز نبی موسےٰ پر سلامتی ہو
خدا کے راستباز نبی مسیح پر سلامتی ہو
خدا کے راستباز نبی محمد صلعم پر سلامتی ہو
خدا کے راستباز نبی احمد پر سلامتی ہو
خدا کے راستباز بندے باوا نانک پر سلامتی ہو"

احمدیت کی مخالفت کی بڑی وجہ قادیانی غلو ہے

یہاں ایک باوا نانک تو خدا کے راستباز بندے ہیں۔ باقی سب خدا کے راستباز نبیوں کی فہرست ہے ان میں سب سے آخر پر حضرت مرزا صاحب کو احمد نبی بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جس سے ایمانیات میں انبیائے سابقین کی فہرست میں ایک نبی کی ایزادی ہوگئی جو حضرت مسیح موعود کے قول ما نعنی من النبوۃ مایعنی فی الصحف الاولیٰ کے اور آیت قرآنی الیوم اکملت لکم دینکم کے صریح خلاف ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ کیا کوئی مسلمانوں پر اچھا اثر پڑا؟ ہرگز نہیں بلکہ تمام معقول اور فہمیدہ طبقوں میں اظہار تنفر و بیزاری کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود پر دعوی نبوت کا الزام اگر ظفر علی ایڈیٹر "زمیندار" دیتا تو تعجب نہ تھا اور لوگ سمجھتے کہ دشمنی سے ایسا کہتا ہے لیکن چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کا ایسا لکھنا ظاہر ہے کہ کس قدر فہمیدہ لوگوں کی بیزاری کا موجب ہوا ہوگا۔ یہ کوئی طریقہ تبلیغ کا نہیں بلکہ لوگوں میں حضرت مرزا صاحب کے نام سے چڑ اور ضد اور نفرت پیدا کرنے کا ہے۔ جس چیز سے لوگ بھڑکتے ہیں اور دشمن جس بات کا الزام لگا کر حضرت مرزا صاحب کے خلاف لوگوں میں پروپاگنڈا کر رہے ہوں وہی بات دوست کا خود پیش کرنا ظاہر ہے کہ دشمن کے پروپاگنڈا کو کس قدر تقویت دے گا۔ آج احمدیت کی موجودہ مخالفت کا $\frac{9}{10}$ حصہ اسی غلو کا نتیجہ ہے جس کا اظہار وقتاً فوقتاً ملت محمودیہ کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو جس قدر گالیاں دی جارہی ہیں اس کی وجہ بھی بہت حد تک وہ غلو ہے جو اب ملت محمودیہ کا طغرائے امتیاز بن چکا ہے۔ یہ غلو نہ ہوتا تو آج دنیا فتح ہوگئی ہوتی۔ لیکن ہماری شامت اعمال ہے جو یہ پتھر جماعت کے گلے میں بندھا ہوا ہے جس سے سلسلہ کی مقبولیت اور ترقی میں روک پڑ جانا ایک لازمی امر ہے۔

ملت محمودیہ میں غلو رچ گیا ہے

حقیقت یہ ہے کہ یہ غلو اب جماعت محمودیہ میں اس قدر رچ گیا ہے کہ کسی مسئلہ میں ان کے خلیفہ صاحب اگر ایک قدم اٹھاتے ہیں تو ان کی جماعت انہیں کا ایک اشارہ آگے بڑھنے کا سمجھکر دس قدم اٹھاتی ہے۔ پچھلے دنوں خلیفہ صاحب نے ظلی حج کا اعلان کیا اور بتایا کہ مکہ کا حج چونکہ اپنے مقصد حقیقی کو کھو چکا ہے اور ایک رسمی عبادت کی شکل میں رہ گیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے قادیان میں ایک اور **ظلی حج** مقرر کیا ہے۔ اس پر میں نے لکھا تھا۔ کہ جس طرح ظلی نبی، نبی ہوتا ہے۔ اسی طرح ظلی حج، حج ہوا۔ لیکن حج بغیر قبلہ کے نامکمل رہ جاتا ہے۔ لہذا **ظلی قبلہ** کا بھی اعلان ہو جانا چاہیئے۔ تاکہ یہ ظلی حج اپنی تکمیل کو پہنچ جائے۔ اور اس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں کہ مرید اس دن نور و زمنائینگے کیونکہ غلو میں وہ اپنے پیر سے بھی اب گوئے سبقت لیجانیکے آرزو مند ہیں۔

بہ نیم بیضہ چو سلطان ستم روا دارد
زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ!

میاں صاحب کے دو مریدوں کی تحریر

خدا کی شان میرا قیاس ایسا صحیح نکلا کہ خود مجھے بھی تعجب ہوتا ہے۔ میری اس تجویز پر مریدوں نے کس طرح لبیک کہا۔ اس کے لئے بطور نمونہ ایک تحریر پیش کرتا ہوں جو لائل پور سے وصول ہوئی ہے جس پر ایک نہیں دو دو محمودی بزرگوں کے دستخط ثبت ہیں وہو ہذا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"مکہ معظمہ بحیثیت ایک شہر ہونے کے کوئی وقعت نہیں رکھتا بلکہ حقیقی وقعت اور عظمت حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش، نیز آپ کا دولتکدہ اور مقام بعثت نبوی ہے اس لئے مکہ معظمہ کو ابتدا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے اور بعد میں حضور نبی کریمؐ کی وجہ سے عزت ہوئی جس کی ہم عزت یقین رکھتے ہیں

قبلہ اصل رسول ہوتا ہے جس طرف رسول کا رخ ہوا اور دوسروں کو رخ کرنے کا حکم دیا وہی قبلہ ہوتا ہے۔

اسی طرح قادیان شریف کو مسیح موعود علیہ السلام کے تخت گاہ ہونے کی وجہ سے قبلہ کے ماتحت عزت ہے۔ **قادیان شریف کا جلسہ حج ہے** جس کی بنا خدا کے مامور من اللہ نے ڈالی۔ اور **قادیان کے مقام کو ظلی قبلہ ہونے کا درجہ حاصل ہے۔**"

بقلم خود نذر محمد احمدی دہرہ چنیوٹ $\frac{2}{22}$ ۲۳

بقلم خود مولوی محمد ابراہیم چک ۲۲

ظہیر الدین اروپی اور میاں صاحب

اس تحریر کے طرز استدلال کی لغویت تو ایسی ہے جس پر کسی تنقید کی ضرورت ہی نہیں۔ لیکن نتیجہ کس قدر عبرت انگیز مگر عین میری توقع کے مطابق ہے کہ "**قادیان کے مقام کو ظلی قبلہ ہونے کا درجہ حاصل ہے**"۔ اور یہ تمام محمودی صاحبان میں مسلم ہے کہ ظلی نبی، نبی ہوتا ہے۔ لہذا ظلی حج، حج ہے اور **ظلی قبلہ قبلہ ہی**۔ فرمایئے جب قبلہ بدل گیا تو رہ کیا گیا **مذہب بدل گیا یا نہیں؟** اور غلو کا نتیجہ یہی ہونا تھا۔ جو ظہیر الدین اروپی نے جلد بازی کرکے ابتدا میں کہا تھا کہ اب قادیان کو قبلہ بنانا چاہیئے۔ مگر اس وقت لوگ اس پر بھڑکتے تھے۔ عقلمندی اس کو کہتے ہیں .....
..... کہ اسی امر پر میاں محمود احمد صاحب جماعت کو لے آئے مگر نہایت خوش اسلوبی سے۔ بتدریج۔ پتہ بھی نہیں لگا اور منزل مقصود پر بھی پہنچ گئے۔

قادیان کا یقیناً قبلہ ہونا

اس تحریر کے ساتھ ہمارے دوست جناب **محمد فضل** قادر صاحب کا ایک خط بھی ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں:-

"موجودہ تحریر جو میں روانہ کر رہا ہوں اس کے متعلق میں نے ان کے (محمودیان لائل پور کے) سکرٹری خان عبد الواحد خاں سے ذکر کیا کہ فلاں مولوی صاحب نے مجھے یہ تحریر لکھدی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ **ہم سب ایسا ہی مانتے ہیں۔** کیونکہ جب ہم نے حضرت مسیح موعود کو نبی مان لیا **تو یقیناً قادیان قبلہ ہے**"

یہ لیجیئے! یہاں صفائی اور بھی زیادہ ہے۔ **ظلی کا لفظ بھی** اڑ گیا۔ اور "قادیان قبلہ" **یقیناً** بن گیا۔ اور ظلی **کا لفظ تھا بھی** کہنے

اس سے نفس قبلہ میں تو فرق نہیں پڑتا۔ صرف "طریق حصول" میں فرق پڑا کرتا ہے۔ سو ظاہر ہے کہ یہ تحویل قبلہ قرآن کے ماتحت نہیں ہے۔ بلکہ خلیفۂ وقت کی وحی یا اجتہاد کے ماتحت ہے لہذا **یہ نئی تحویل قبلہ ملت محمودیہ کے لئے قابل صد مبارکباد ہے**

ظلی نماز کی ضرورت

اب ایک ظلی نماز بھی نکل آنی چاہئے جو اس نئے قبلہ کیطرف منہ کر کے پڑھی جانی چاہئے۔ جس طرح بعض پیر پرست بغدادی نماز پڑھتے ہیں یعنی بغداد کی طرف منہ کر کے گیارہ قدم آگے بڑھتے ہیں اور ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتے جاتے ہیں یا عبد القادر جیلانی شیئاً للہ۔ اور پھر گیارہ قدم پیچھے کی طرف ہٹ کر نماز کو ختم کرتے ہیں۔ اسی طرح قادیان کی طرف منہ کر کے ایک ظلی نماز پڑھنی چاہیئے جس میں بجائے قرآن کے احمد نبی اللہ کی وحی پڑھی جایا کرے۔ وجہ یہ کہ اس پرانی نماز سے اب وہ بات حاصل نہیں ہوتی جو نماز کا مقصد اصلی تھا۔ پس جس طرح حج کے مقصد اصلی فوت ہو جانے پر ظلی حج مقرر ہو گیا۔ اسیطرح نماز کے مقصد اصلی فوت ہو جانے پر ظلی نماز مقرر ہو جانی چاہیئے۔ ایک دفعہ ایک محمودی بزرگ نماز میں بجائے قرآن کے حضرت مسیح موعود کی وحی پڑھتے ہوئے سنے گئے ہیں۔ لیکن سورۂ فاتحہ کے بعد۔ اور منہ بھی ان کا مکہ کی طرف تھا۔ لیکن جب پرانا چولا اتارنا ہی ہو اور نیا لباس زیب تن کرنا ہو تو پھر پوری طرح ہونا چاہئے ظلی نماز نئے تو سرتاپا نئی ہونی چاہئے۔ نئی وحی کی قرأت، نیا قبلہ۔ غرضیکہ سب کچھ نیا۔ تب لطف ہے۔ اور نماز کا اصل مقصد بھی تبھی حاصل ہوتا ہے جو اس پرانی نماز میں فوت ہو چکا ہے۔

دہلی کے ایک محمودی بزرگ کا ارشاد

دہلی سے ایک محمودی بزرگ مجھے تحریر فرماتے ہیں:۔

"جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنے حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے اسی طرح اس حج ظلی کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک حج رہ جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔"

"مکہ کی خشکی" اور "قادیان کی تری"

پس جس طرح مکہ کی خشکی قادیان کے حج کی تری سے دور کی گئی۔ اسی طرح پرانی نماز کی خشکی **ظلی یا قادیانی نماز کی تری** کے بغیر دور نہیں ہو سکتی۔ یہی محمودی بزرگ مجھے یہ بھی لکھتے ہیں کہ قادیان کے ظلی حج کی تفصیلات کے لئے آپ جلد بازی کیوں کرتے ہیں رفتہ رفتہ سب مناسک حج مثلاً احرام باندھنا وغیرہ بھی رائج ہو جائیں گے۔" میں نے ایک دوست سے ذکر کیا تو وہ کہنے لگے کہ مذاق سے ایسا لکھا ہو گا۔ میں نے خط دکھایا تو حیران رہ گئے کہ جو کچھ لکھا تھا سچے دل اور متانت سے لکھا تھا۔

سچ پوچھئے تو اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ غلو کے نتائج اس کے سوا اور ہو بھی کیا سکتے ہیں؟

ظلی قرآن

ہمارے دوست محمد فضل قادر صاحب لائل پور سے اسی خط میں لکھتے ہیں:۔

"شاید جناب کو یہ تحریر الو کھی معلوم ہو ..... مجھے تو اس سے بہت بڑھکر باتیں سننے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ کیونکہ میرا مشغلہ مولوی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل اور ان کے چیلوں سے ہر وقت کا ہے دوران بحث میں: وہ البشریٰ مؤلفہ بابو محمد منظور الٰہی صاحب کو ظلی قرآن تک کہدیا کرتے ہیں ایک پرانے احمدی نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ جس طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی انجیل تھی اسی طرح حضرت مسیح موعود کی براہین احمدیہ ہے"

ظلی مولوی فاضل صاحب

ظلی مولوی فاضل ظلی محمد نذیر ظلی لائل پوری ماشاء اللہ چشم بددور بڑی خوبیوں کے بزرگ ہیں۔ یہ ہمیشہ آڑے وقت پر کام آئے ہیں۔ اللہ ان کی عمر دراز کرے۔ ظل کو اصل بنانے کے موجد تو دراصل میاں محمود احمد صاحب ہیں لیکن اُن کی باتیں پردہ میں تھیں۔ اس پردہ کو اٹھا کر اصلیت کو آشکارا کر دینے والے یہی بزرگ ہیں جنھوں نے صاف صاف فرما دیا کہ ظلی مومن، مومن ہوتا ہے۔ لہذا ظلی نبی نبی ہے۔ آج انہی بزرگ کا یہ ارشاد ہے کہ البشریٰ ظلی قرآن ہے یعنے دوسرے لفظوں میں خود قرآن ہے۔ جیسے ظلی نبی نبی ہے ویسے ہی ظلی قرآن قرآن ہوا۔ ہم بابو منظور الٰہی صاحب کو جامع قرآن کا منصب عالی حاصل ہو جانے پر تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور ظلی مولوی فاضل محمد نذیر لائلپوری صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ظلی قرآن فرما کر نیا قرآن بھی بنا لیا

ظلی مولوی فاضل کے فیض صحبت کا نتیجہ

یہ بزرگ نہ معلوم اندر ہی اندر غلو کے کس مقام عالی پر پہنچے ہوئے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ الفضل میں محض جواب دینے کی خاطر ہاتھی کے دانت دکھانے کے لئے یوں کہدیں کہ قادیان کا ظلی حج ناقص ہے۔ کیونکہ ابھی ظلی قبلہ نہیں بنا۔ لیکن ان کے کھانے کے دانت اور ہیں اور اندر ہی اندر ظلی قبلہ بھی بن چکا ہے ظلی قرآن بھی رچایا جا چکا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ظلی حج مکمل ہو چکا ہے۔ اور نیا قرآن نازل ہو چکا ہے۔ اور "ظلی قبلہ" کا اعلان جو جماعت محمودیہ لائل پور کی طرف سے ہوا ہے۔ یہ غالباً انہی ظلی مولوی فاضل کے فیض صحبت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ جنھوں نے جماعت کو قادیانی حج کے نقص کی طرف توجہ دلا کر آخر ظلی قبلہ کی تکمیل کروا کے اس کارنامہ کا سہرا سر پر باندھ لیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ظلی مولوی فاضل صاحب نے پیر کا اشارہ خوب سمجھا پیر نے جب جلسہ سالانہ کو ظلی حج کہا۔ تو مرید کو اگر وہ عقلمند ہے تو خود ہی سمجھ جانا چاہیئے کہ **قادیان آج سے ظلی قبلہ ہے** جلسۂ قادیان ظلی حج ہے تو قادیان کو ظلی قبلہ لازماً ماننا پڑے گا۔ **کیونکہ کوئی جلسہ حج نہیں کہلا سکتا جب تک اس کا مقام پہلے قبلہ نہ بن لے۔**

دیکھ لیا آپ نے غلو کے نتائج۔ غلو کی یہ تیز رفتار گاڑی اب تک خدا جانے کہاں کی کہاں پہنچ گئی ہوتی اگر لاہوری احمدی تنقید کر کر کے ہمیشہ اس کی بریک نہ باندھتے رہتے۔ لیکن تب بھی غلو کے جن اسٹیشنوں پر اس کا ورود ہو چکا ہے ان کی فہرست ملاحظہ ہو:۔

(۱) ایمانیات کی فہرست میں ایک نئے نبی کا اضافہ۔

(۲) ایمانیات کی فہرست میں ایک نئی کتاب یعنے وحی نبوت کا اضافہ جس کا نام البشریٰ ہے۔ اور جو بقول ظلی مولوی فاضل محمد نذیر لائل پوری "ظلی قرآن" یعنے قرآن ہے۔

(۳) شریعت کے ارکان کی فہرست میں ظلی حج یعنے حج کا اضافہ۔

(۴) شریعت کے ارکان کی فہرست میں ظلی قبلہ یا نئے قبلہ کا اضافہ۔

(۵) رومن کیتھولک عیسائی مذہب کے پوپوں یا اسمعیلیوں کے مطاع الکل اماموں کی طرح ایک عجیب وغریب مطاع الکل خلیفہ کا اضافہ۔

(۶) محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی منسوخی جس پر ایمان لانے سے اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا لہذا ایک نئے مذہب کی پیدائش جس میں داخل ہوئے بغیر انسان اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور وہ ہے رسول زمانہ احمد نبی اللہ یعنے حضرت مرزا صاحب کی نبوت و رسالت اور وحی نبوت پر ایمان لانا۔

گویا عملی طور پر کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ منسوخ۔ جس کے پڑھنے سے اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا۔ اور کلمۂ لا الٰہ الا اللہ احمد نبی اللہ کا سکہ رائج۔ جس کے پڑھنے سے انسان داخل اسلام ہوتا ہے۔

نیا مذہب اور کسے کہتے ہیں؟

زمانے نئے مذہب کے سر پر اور کیا سینگ ہوا کرتے ہیں! ایمانیات میں نئے نبی اور نئی کتاب کا اضافہ۔ ارکان شریعت میں ایک حج کا اضافہ۔ ایک نئے قبلہ کا اضافہ۔ خلافت مطاع الکل کا اضافہ۔ پرانی رسالت محمدیہ اور پرانے اسلام یعنے کلمۂ سابق کی منسوخی اور نئی رسالت احمدیہ اور نئے اسلام (یعنے عملی طور پر نئے کلمہ کی پیدائش) کا اضافہ۔ اور ابھی "ظلی" کا لفظ سلامت رہے خدا جانے کس کس چیز کا اضافہ ہوتا جائے گا۔ نیا مذہب صاف بنتا نظر آ رہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے جس طرح عیسویت کے غلو نے اپنے آپ کو یہودیت یعنے موسویت سے الگ کر کے ایک نیا مذہب بنا لیا۔ اسی طرح یہ محمودیت جو درحقیقت عیسوی غلو کا ایک رنگ میں مظہر ہے۔ اپنے آپ کو پرانے اسلام سے علیحدہ ایک نیا مذہب بنا کر ہمیشہ کے لئے الگ نہ ہو جائے

قادیانی مسیحیت کے مظہر ہیں

مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب مسیح کے بروز بھی تھے اور اس لئے وہ مسیح کہلائے اور حضرت احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز بھی تھے اور اس لئے وہ احمد اور مہدی کہلائے ان کا مہدی ہونا احمدؐ کے بروز ہونے کی حیثیت سے تھا۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے مہدی کے لئے فرمایا تھا کہ اس کا نام میرا نام ہوگا یعنے وہ میرا بروز ہوگا۔ پس حضرت مرزا صاحب میں دو شانیں جمع تھیں ایک مسیحیت کی دوسری مہدویت (یا احمدیت) کی۔ اب تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ کی امت نے غلو کیا۔ اور حضرت احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہدایت اور صراط مستقیم پر قائم رہی پس حضرت مرزا صاحب کے دونوں پہلوؤں یعنے مسیحیت اور مہدویت (احمدیت) کے مظہر یہ دو گروہ ٹھیرے۔ ایک تو قادیانیوں کا گروہ جو بوجہ غلو کے مسیحیت یا حضرت مسیح کی امت کا مظہر ہے۔ اور دوسرے لاہوری احمدیوں کا گروہ جو بوجہ ہدایت پر قائم رہنے کے مہدویت یا حضرت احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین کا مظہر ہے۔ مہدی کے معنے ہیں ہدایت یافتہ۔ اور اسی لئے آنحضرت صلعم کے خلفاء خلفاء الراشدین المہدیین کہلاتے ہیں یعنے ہدایت یافتہ۔ پس جو فریق مہدویت کا مظہر ہوگا وہی ہدایت یافتہ ہوگا۔ اور چونکہ مہدی کا نام بروزی طور پر احمد ہے۔ اس لئے دراصل احمدیت کے نام کی مستحق بھی صرف وہ جماعت ہونی چاہیئے جو لاہوری احمدیوں کی ہے۔ اور مہدویت کی مظہر ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا ایک شعر

خود حضرت مرزا صاحب نے بھی اپنی مسیحیت اور مہدویت یا احمدیت

(بقیہ صفحہ ۶ کالم ۳)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ حضرت ممدوح کو کئی ماہ سے اگزیما کی شکایت ہے گزشتہ چند ہفتہ سے تکلیف زیادہ ہو گئی ہے۔ تمام احباب آپ کی صحت کے لئے دعا کریں۔

—— گزشتہ ہفتہ حمایت اسلام، آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس اور ادارہ معارف اسلامیہ کے جلسوں کی وجہ سے لاہور میں بہت چہل پہل رہی۔ مسلم اکابر کثیر تعداد میں لاہور تشریف لائے تھے ان میں سے اکثر نے حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان سلسلہ سے ملاقاتیں کیں۔

—— ۱۴؍اپریل کی شام کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے بمبئی کے مشہور یوربین نو مسلم مسٹر ڈیر حمید نیوز ایڈیٹر اخبار ٹائمز آف انڈیا بمبئی کو دعوت چائے دی۔ بزرگان سلسلہ کے علاوہ متعدد اکابر لاہور بھی مدعو تھے۔ جب آپکو انگریزی ترجمۃ القرآن کا نسخہ دیا گیا تو آپ بہت مسرور ہوئے اور حیرت سے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں تھا مولانا محمد علی صاحب مترجم انگریزی ترجمۃ القرآن آپ ہی ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے کہا کہ میں اسی انگریزی ترجمہ کو پڑھ کر اسلام کی طرف مائل ہوا۔ ممدوح نہایت خوش اخلاق اور فاضل انسان ہیں۔

—— مذکورہ اجتماعات کے سلسلہ میں جناب مولانا سلیمان صاحب ندوی رکن اعلیٰ دار المصنفین اعظم گڑھ و جانشین جناب شبلی مرحوم بھی اپنے چند رفقائے کار کے ساتھ لاہور تشریف لائے تھے۔ ۱۷؍اپریل کی شام کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مولانا موصوف، مولانا ریاست علی ندوی اور مولانا انصاری کو دعوت چائے دی۔ بزرگان سلسلہ کے علاوہ لاہور کے متعدد اہل علم مدعو تھے۔ پرلطف علمی و مذہبی گفتگو ہوتی رہی۔ معزز مہمانوں کی خدمت میں سلسلہ کی بعض کتب ہدیۃً پیش کی گئیں۔

—— جناب بیرن کے متعلق کئی ہفتہ سے کوئی خبر نہیں دی جا سکی احباب ان کے متعلق کچھ معلوم کرنے کے بہت مشتاق ہوں گے۔ کافی دن ہوئے جناب بیرن، حضرت مولانا صدر الدین اور جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب، حیدر آباد سے رخصت ہو کر جوناگڑھ تشریف لے گئے تھے۔ حیدر آباد چھوڑنے سے قبل پھر ایک مرتبہ شہزادہ اعظم جاہ بہادر نے آپ کو اپنے دولتکدہ پر مدعو کیا۔ روانگی کے وقت ریلوے سٹیشن پر متعدد اصحاب موجود تھے۔ جن میں سے عالیجناب نواب فخر یار جنگ بہادر کا اسم گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جیسا کہ ہمارے اکثر ناظرین کو معلوم ہے۔ جوناگڑھ کاٹھیاواڑ کی مشہور اسلامی ریاست ہے۔ اس جگہ چند روز قیام کرنے کے بعد یہ قابل احترام وفد ۱۱؍اپریل کو مانگرول پہنچا ہے۔ ہمارے نامہ نگار مقیم مانگرول کے آخری خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ ریاست کی طرف سے جناب بیرن کا نہایت شاندار استقبال ہوا حضور شہزادہ دلیعہد بہادر نصف راستہ تک لینے گئے۔ داتا منزل میں جہاں حضور والی مانگرول فروکش ہیں نہایت عزت و احترام سے ان مہمانوں کا استقبال کیا۔ اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ حضور نواب صاحب کی ملاقات کے بعد جناب بیرن جہانگیر منزل میں تشریف لائے۔ جہاں جملہ اراکین ریاست نے آپ کا استقبال کیا اور ہار پہنائے۔ اور جہانگیر منزل ہی میں ممدوح کا قیام تجویز ہوا۔ یہ مکان ریاست کی بہترین عمارت ہے۔ اور صرف نہایت بلند مرتبہ مہمانوں کو اس میں ٹھہرایا جاتا ہے۔ ۱۱؍اپریل کی شب کو جناب بیرن کا لیکچر ہوا اس کے بعد کی کیفیت تاحال موصول نہیں ہوئی شاید آئندہ پرچہ کی اشاعت تک ہو جائے۔

—— جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ اسلام ۷؍اپریل کی شب کو مع اہل و عیال بغرض فجی مدراس روانہ ہو گئے جہاں سے آپ بذریعہ جہاز کولمبو ہوتے ہوئے فجی تشریف لے جائیں گے۔ روانگی کے روز ہی یعنی ۷؍اپریل کی شام کو مسلم ہائی سکول لاہور کی عمارت میں احباب لاہور کی طرف سے مرزا صاحب موصوف کو الوداعی دعوت چائے دی گئی جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ کے علاوہ متعدد بزرگان و احباب سلسلہ نے شرکت کی۔ حضرت ممدوح کے علاوہ جناب مولانا عصمت اللہ صاحب۔ جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب۔ سید اختر حسین صاحب اختر نے تقریریں کیں۔ جناب مرزا صاحب نے ایک مختصر لیکن موثر جوابی تقریر فرمائی۔ رات کو ریلوے اسٹیشن پر الوداع کہنے کے لئے اکثر بزرگ و احباب موجود تھے۔ بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ الوداعی پارٹی کی مفصل کیفیت انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج کی جائیں گی۔ شیخ بشیر احمد صاحب آپ کو دہلی تک پہنچانے گئے جہاں ہمارے محترم دوست میاں محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس نے استقبال و رخصت کا قابل تعریف انتظام کر رکھا تھا۔

—— مرزا صاحب کا ایک خط خاکسار ایڈیٹر کے نام موصول ہوا ہے جو انہوں نے ۱۰؍اپریل کو مدراس سے لکھا ہے جس میں وہ اپنے بخیریت مدراس پہنچنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ اس تحریر کے مطابق وہ ۱۱؍اپریل کو کولمبو روانہ ہو گئے ہیں۔ اس خط میں آپ نے اپنے حالات سفر تحریر فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔ جس کی خاکسار راقم الحروف نے لاہور میں درخواست کی تھی۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ اس وعدہ کو فراموش نہ کریں گے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کو بخیریت منزل مقصود تک پہنچائے۔ خدمت دین کی خاطر خواہ توفیق عطا فرمائے اور کامیاب واپس لائے۔ آمین ثم آمین۔

—— ۱۴؍اپریل کو بدوملہی میں ہمارا جماعت اہلحدیث سے مناظرہ ہوا۔ جس میں شرکت کے لئے جناب مولانا عصمت اللہ صاحب اور سید اختر حسین صاحب اختر تشریف لے گئے۔ جماعت اہلحدیث کی طرف سے مولوی احمد الدین صاحب گکھڑ والے تشریف لائے تھے۔ جن کے مدمقابل ہماری طرف سے سید اختر حسین صاحب کھڑے ہوئے اہلحدیث مناظر نے حضرت مرزا صاحب کے عقائد پر چند بے معنی اعتراضات کئے جن کا ہمارے نوجوان مناظر نے دندان شکن اور تسلی بخش جواب دیا اور اس کے مقابل اہلحدیث کے عقائد کا پردہ خوب اچھی طرح سے چاک کیا جن کا مولوی احمد الدین صاحب سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ اور ان کو ندامت کے ساتھ خاموش ہونا پڑا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں شاندار کامیابی دی۔ الحمد للہ۔

—— شیخ ایزد بخش صاحب (دفتر تبلیغ) اطلاع دیتے ہیں۔ جملہ برادران و جماعت ہائے سلسلہ کی خدمت میں ٹریکٹ نمبر ۱ ارسال ہو چکا ہے۔ وصول کر لیا جائے۔

—— ۱۱؍اپریل کو لاہور میں ہمارے محترم دوست شیخ غلام نادر صاحب کے صاحبزادے عزیز عبد اللطیف کا عقد جناب منشی عبد الستار صاحب کی صاحبزادی سے ہوا۔ خطبہ نکاح جناب مولوی احمد صاحب نے پڑھا۔

پیغام صلح:- ہم اس پرمسرت تقریب پر جناب شیخ غلام قادر اور منشی عبد الستار صاحب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ خداوند کریم اس تعلق کو بابرکت بنائے اور اس سے نیک نتائج ظاہر ہوں۔ (آمین ثم آمین)

(بقیہ صفحہ ۵)

کے دونوں پہلوؤں کا ذکر فرمایا ہے اور یہاں تک فرمایا ہے کہ مسیحیت کا پہلو آپ کے اندر مسیحیت کے تمام لوازمات کو پیدا کر لینے کے لئے اس قدر زبردست تھا کہ اگر دوسرا پہلو نہ ہوتا اور آپ مہدی یعنے احمد کا بروز نہ ہوتے تو بوجہ مسیح ہونے کے صلیب پر کھینچے جاتے۔ ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

غلو مسیحیت کا تقاضا ہے

پس جب مسیحیت کا تقاضا اس قدر زبردست تھا جیسا کہ اوپر کے شعر سے ظاہر ہے تو پھر اسی کا تقاضہ عظیم یہ بھی تھا کہ آپ کے متعلق غلو بھی ہو۔ اسرائیلی مسیح کا دعوے نبوت کا تھا ان کی جماعت نے انہیں خدا بنا دیا۔ محمدی مسیح کا دعویٰ مجددیت کا تھا ان کی جماعت نے انہیں نبی بنا دیا۔ بالمقابل اس کے احمد کے بروز یعنے مہدی ہونے کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کی جماعت ہدایت پر قایم رہے۔ اب ایک شخص واحد مسیح اور احمد دونوں کا بروز تو ہو سکتا ہے لیکن اس کی جماعت میں ایک ہی شخص میں غلو اور ہدایت دو متضاد امور جمع نہیں ہو سکتے۔ اس لئے لازمی بات تھی کہ بعض افراد جو مسیحیت کے پہلو کے نیچے ہوں وہ غلو سے کام لینے والے ہوں۔ اور بعض افراد جو مہدویت کے پہلو کے نیچے ہوں وہ ہدایت پر قایم رہیں۔ اس طرح جماعت کے دو حصے ہو جانے ایک تقاضہ طبعی تھا **ایک مسیحیت کا مظہر جو غالی بنا۔ دوسرا مہدویت یا احمدیت کا مظہر جو ہدایت پر قایم رہا۔**

کاشکہ یہ مہدویت مسیحیت پر غالب آ کر سب کو ہدایت پر قایم کر دے۔ اور غلو مٹ جائے۔ اللہم ربنا آمین۔

ایک ضروری درخواست

انجمن نے گو اپنے حساب کتاب کی آڈٹ کے لئے ایک آدمی مقرر کیا ہوا ہے لیکن مزید اطمینان کیلئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ باہر سے کوئی دوست سال میں ایک دفعہ حساب کو آڈٹ کر لیا کرے خواہ سال کے صرف ایک ماہ کا حساب ہی ہو اس غرض کے لئے اپنی جماعت کے آڈیٹروں سے درخواست ہے کہ ان میں سے جو اصحاب ایک ماہ یا کم سے کم دس پندرہ دن کی رخصت حاصل کر کے حساب کے آڈٹ کے لئے تشریف لا سکتے ہوں وہ مطلع فرمائیں۔

وزیر آباد کا مناظرہ اور اس کے تحقیقی کوائف

(از جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام)

گزشتہ مہینہ میں ہمارے محترم کرمفرما جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ وزیر آباد کے چند عزیزوں کے بیاہ کی تقریب تھی۔ اس جشن مسرت پر قریبًا تمام برادری اکٹھی ہوئی اور سب نے ہنسی خوشی مل جل کر اس جشن کو منایا۔ برادری کا اکٹھا ہونا باہم ملنا جلنا، کھانا پینا، مقامی مولویوں کو نہ بھایا۔ ان کے سینوں پر رنج والم کے سانپ لوٹنے لگے۔ اور تو کچھ نہ کرسکے۔ اور کر بھی کیا سکتے تھے۔ اپنی اپنی مسجد میں احمدیت کے برخلاف بے سُر راگ الاپنے لگے۔ اور ایک ہنگامہ سا بپا ہوگیا۔ اسی ہنگامہ آرائی میں بیچارے نکاح خواں قاضی کی بھی شامت آئی۔ اس غریب پر مولویانہ فتوے بازی کی تیر بارانی ہوئی۔ گلی گلی کوچہ کوچہ شور بپا کر دیا کہ حضرت مرزا صاحب کے اقوال خلاف سنت و قرآن ہیں ہمارے محترم شیخ صاحب موصوف نے لکھ دیا کہ اگر حضرت صاحب کا کوئی قول خلاف قرآن و سنت ثابت کر دیا جائے گا تو ہم مان جائیں گے مگر شرط یہ ہوگی کہ حضرات علمائے مخالفین کے مسلمہ بزرگوں کے اقوال بھی زیر بحث آئیں گے۔ تاکہ دیکھا جا سکے کہ حضرت مرزا صاحب اور ان بزرگوں کے اقوال میں کیا فرق ہے اگر ان بزرگوں کے اقوال مخالف قرآن و سنت ہوتے ہوئے ان کی بزرگی اور ان کے مناصب عالیہ میں کوئی کمی نہیں لا سکتے۔ وہ امام کے امام۔ محدث کے محدث، مجدد کے مجدد ہی بنے رہتے ہیں تو پھر حضرت مرزا صاحب کے اقوال موجب کفر کیوں قرار دیئے جائیں خیر اسی قسم کی باتیں ہو ہوا کر طے ہوا کہ کسی جید مولوی کے بالمشافہ شرائط وغیرہ طے کر لی جاویں۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد سکرٹری انجمن اہلحدیث کی طرف سے حسب ذیل رقعہ جناب شیخ نیاز احمد صاحب موصوف کے نام موصول ہوا۔

"بخدمت جناب شیخ نیاز مند احمد صاحب آنریری مجسٹریٹ وزیر آباد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

انجمن اہلحدیث وزیر آباد نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تاریخ مناظرہ و شرائط کا فیصلہ کیا جائے۔ مہربانی فرما کر اپنے مولوی صاحبان بلائیں اور شرائط وغیرہ کا فیصلہ کر کے تاریخ مناظرہ مقرر کی جائے۔"

ہدایت اللہ ناظم انجمن اہلحدیث وزیر آباد

(۲۲ مارچ ۱۹۳۳ء)

اس رقعہ کے پہنچنے پر مجھے بمقام راولپنڈی اطلاع دی گئی اور میں راولپنڈی سے وزیر آباد پہنچا۔ چنانچہ جناب شیخ نیاز احمد صاحب کی عالیشان کوٹھی پر مجلس طے شرائط منعقد ہوئی۔ مولانا عبد المجید صاحب سوہدروی حضرات اہلحدیث کی طرف سے اور خاکسار جماعت احمدیہ کی طرف سے شرائط طے کرنے کے لئے مقرر ہوئے دیر تک قیل و قال ہوتی رہی۔ اور اس قیل و قال میں سابقہ تحریرات بھی کالعدم قرار دی گئیں۔ اور از سر نو حسب ذیل امور طے ہو کر فریقین کے دستخط ہوگئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مبحث روز اول:-

(۱) اہلحدیث کا دعویٰ ہوگا کہ حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات میں کئی باتیں ایسی موجود ہیں جو قرآن و حدیث کے بالکل برخلاف ہیں۔ اور قطعًا ناقابل قبول ہیں۔

مبحث روز دوم:-

(۲) احمدیوں کی طرف سے یہ دعویٰ پیش ہوگا کہ فرقہ اہلحدیث کی کئی تعلیمات خلاف قرآن و حدیث۔ اور ناقابل قبول ہیں۔

(۳) فریقین کے دلائل قرآن و حدیث اور مسلمہ مجددین کے اقوال پر مبنی ہوں گے۔ بصورت اختلاف کتب لغت عربیہ کے حوالجات پیش ہو سکیں گے۔

(۴) پہلا پرچہ مدعی کا ہوگا۔ اور آخری بھی اسی کا ہوگا۔

(۵) ہر بحث میں نو نو پرچے ہونگے۔ پانچ پانچ مدعی کے اور چار چار مجیب کے۔

(۶) ہر پرچہ آدھ گھنٹہ میں لکھا جاوے گا اور دس منٹ میں سنا دیا جایا کرے گا۔

(۷) فریقین کا فرض ہوگا کہ وہ دلآزار کلمات سے اجتناب کریں

(۸) پرچہ جات ہر دو مناظروں اور پریزیڈنٹ کے دستخطوں سے فریقین کو دیدیئے جائیں گے۔

(۹) بحث ماہ اپریل ہی میں ہوگی۔ اور تاریخوں کا تعین بعد میں ہوگا۔

(۱۰) بحث پر فیصلہ ثالث تحریری ہوگا۔ اور ثالث کا تقرر بھی فریقین بعد میں کریں گے۔

(۱۱) دونوں دنوں میں بحث ۸ بجے صبح سے ایک بجے دوپہر تک ہوگی اور مناظروں کا تقرر اور رد و بدل ہر فریق کی اپنی اپنی مرضی پر ہوگا۔

(۱۲) مجلس مناظرہ میں ہر ایک فریق کی طرف سے پچاس آدمی سے زائد کسی کو لانے کی اجازت نہ ہوگی۔

(۱۸ مارچ ۱۹۳۳ء)

دستخط　　　دستخط

(ہدایت اللہ سکرٹری انجمن اہلحدیث)　　(شیخ نیاز احمد صاحب پریزیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

شرائط مذکورہ طے ہو جانے کے بعد انجمن اہلحدیث نے ایسی چپ سادھ لی کہ گویا کوئی شرطیں طے ہی نہیں ہوئیں۔ نہ آج تک ثالث کا تقرر کیا۔ اور نہ تاریخ ہی مقرر فرمائی۔ اس لئے مجبورًا واقعات و شرائط کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اگر انجمن اہلحدیث وزیر آباد معاہدہ کی پابندی کو ضروری قرار دیتی ہے۔ تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ ماہ اپریل گزرنے والا ہے۔ اور ابھی شرط ۹ اور ۱۰ کا تصفیہ باقی ہے۔ اسے جلدی طے کرے۔ باقی تمام شرطیں طے شدہ ہیں۔ ان میں کسی قسم کا رد و بدل نہیں ہو سکتا۔ تاریخ گزر جانے کے بعد ہمیں حق ہوگا کہ تمام واقعات کو پبلک میں لاکر مناسب اعلان کر دیں۔

عالم اسلام

مشہور جہاز رحمانی ۱۳ اپریل کو اٹھارہ سو حاجیوں کو لیکر بعزم ہند جدہ سے روانہ ہوگیا ہے۔ امید ہے کہ ۲۱ اپریل تک کراچی پہنچ جائے گا۔

عراق میں مغربی تہذیب کی لعنت نہایت سرعت سے پھیل رہی ہے۔ جس کی وجہ سے بیحیائی اور اخلاقی مفاسد ترقی پر ہیں۔ عراق کے اکثر عربی جرائد اپنے ملک کی اس اخلاقی تباہی پر ماتم کر رہے ہیں ایک عربی اخبار رقمطراز ہے کہ جب سے عراق میں مغربی تہذیب کے قدم آئے ہیں اس وقت سے جرائم کی کثرت ہو رہی ہے۔ آجکل بغداد کی جیل میں ۶۰۰۰ مجرمین موجود ہیں۔ مغربی تہذیب کی لعنت سے قبل کبھی بھی اس قدر جرائم نہیں ہوئے۔

امام یحیٰی والی یمن نے مذہبی تعلیم کے لئے ایک بہت بڑا دار العلوم جاری کر رکھا ہے۔ جس میں اسلامی علوم کی قدیم طریق پر تعلیم دی جاتی ہے۔ آجکل اس میں تقریبًا ۳۰۰ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ امام موصوف کی خواہش ہے کہ اس دار العلوم کی توسیع کر کے اس کو ایک عظیم الشان یونیورسٹی کی شکل دے دی جائے۔ یہ مدرسہ ایک نہایت پرفضا باغ میں واقع ہے۔ عمارت خاصی ہے۔ حکومت کی طرف سے اس کے اخراجات کے لئے اوقاف مقرر ہیں۔ خود امام موصوف کے کئی لڑکے اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ حکومت یمن نے یتیموں کی تربیت و تعلیم کے لئے بھی ایک علیحدہ مدرسہ کھول رکھا ہے۔ جس میں تقریبًا ۷۰۰ یتامیٰ موجود ہیں۔ ان لاوارث و بیکس بچوں کی دلداری کے لئے امام موصوف نے اپنے دو صاحبزادے مدرسہ یتامیٰ میں داخل کر رکھے ہیں۔ مذکورہ تفصیلات سے امام موصوف کی رعیت پروری اور علم دوستی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن یہ امر قابل افسوس ہے کہ ان مدرسوں میں بالکل قدیم طریق پر تعلیم دی جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ مدرسے تاریک خیال ملانے پیدا کرنے کی مشین کا کام دے رہے ہیں۔ لیکن امید ہے کہ والی یمن کی اصلاح پسندی اور روشن خیالی ان مدرسوں میں بہت جلد اصلاح کی ضرورت محسوس کرلے گی۔

حکومت مصر نے محکمۂ ریلوے کو حکم دیا ہے کہ وہ ریلوے کے سفر میں مذہبی علما سے نصف کرایہ چارج کیا کرے۔ علما اس رعایت سے خاطر خواہ فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اس وقت تقریبًا دو ہزار علمائے کے نام اس رعایت کے حاصل کرنے والوں کی فہرست میں درج ہو چکے ہیں۔

تازہ افغانی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ افغانستان کے مقام مرنجان میں بدھ مذہب کے قدیم ترین آثار دستیاب ہوئے ہیں۔ حکومت افغانستان کے وزیر معارف نے مقام مذکور پر کھدائی کا کام شروع کر دیا ہے۔ مزید انکشافات کی توقع ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ زمانہ قدیم میں اس مقام پر بدھ مذہب کی کوئی عظیم الشان عبادت گاہ تھی۔ جو کسی وجہ سے زمین دوز ہوگئی تھی۔

خبریں

— اخبار "ریاست" اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ حکومت ہند ریاست بہاولپور کے بارہ کروڑ روپیہ قرض میں سے آٹھ کروڑ روپیہ معاف کر رہی ہے۔

— حجلاج بل اسمبلی میں پاس ہو گیا۔ بعض اسلامی حلقے اس قانون کے سخت مخالف ہیں۔ اور اس کو مداخلت فی الدین قرار دے رہے ہیں۔

— مسز سروجنی نائیڈو رہا ہو گئیں گزشتہ سال آپ کو سول نافرمانی کے سلسلہ میں ایک سال قید کی سزا ہوئی تھی۔

— بعض اسیران میرٹھ نے الہ آباد ہائیکورٹ میں ضمانت پر رہائی کی درخواست دی تھی جو چیف جسٹس نے منظور کر لی اور اپنے احکام میں ملزموں کو ہدایت کی کہ ضمانت پر رہا ہونے کے بعد حکام کی اجازت کے بغیر ضلع میرٹھ کی حدود سے باہر نہ جائیں نیز نہ کسی پبلک مظاہرہ اور شورش میں حصہ لیں نہ کسی جلسہ میں تقریر کریں۔ اور نہ کسی اخبار میں کوئی مضمون لکھیں۔

— ملزموں نے یہ درخواست بھی کی تھی کہ مقدمہ کی سماعت ۲۴ر جنوری تک ملتوی کر دی جائے۔ تاکہ انگلستان سے واپسی کے بعد سر تیج بہادر سپرو ملزموں کی طرف سے پیروی کر سکیں یہ درخواست منظور نہیں کی گئی۔

— لندن ۱۳ر اپریل۔ جائنٹ سلکٹ کمیٹی کا اجلاس شروع ہو گیا ہے۔ لارڈ لنلتھگو صدر منتخب ہوئے ہیں۔

— مولانا شبلی مرحوم کے بھائی مولانا جنید کا دہلی میں انتقال ہو گیا

— پنجاب کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب میونسپل ایگزیکٹو آفیسرز امنڈمنٹ بل یکم اکتوبر سنہ ۳۳ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کر دیا جائے۔

— گزشتہ ہفتہ پنجاب کے نئے گورنر سر ہربرٹ ولیم ایمرسن لاہور تشریف لے آئے۔ آپ کا سرکاری طور پر شاندار استقبال ہوا۔ تشریف آوری کے دن ہی دوپہر کو ہائی کورٹ میں حلف اٹھانے کی رسم ادا کی گئی اور اسی روز شام کو سر جافرے ڈی مونٹ مورنسی سابق گورنر بذریعہ سپیشل ٹرین بعزم انگلستان بمبئی روانہ ہو گئے ہیں

— ۱۳ر اپریل کو ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب ممبر اسمبلی لاہور کے تعلیمی اجتماع میں شرکت اور آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس کی صدارت کے لئے لاہور تشریف لائے۔ ریلوے سٹیشن پر آپ کا شاندار استقبال کیا گیا۔

— شیخ محمد عبد اللہ صاحب شیر کشمیر نے ریاست جموں کشمیر کے جملہ تعلیم یافتہ بیکار یا زیر تعلیم نوجوانوں کے لئے اعلان کیا ہے کہ وہ اپنے متعلق تفصیلی حالات قلمبند کر کے آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس کے صدر دفتر میں ارسال کر دیں اگر وہ ریاست کے کسی محکمہ میں ملازمت کے خواہشمند ہوں تو اس کے لئے علیحدہ درخواست معہ ضروری معلومات کے بھیجدیں۔

— مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی انگلستان میں بیمار ہیں۔

— چین و جاپان کی جنگ بدستور جاری ہے۔ گزشتہ ہفتہ دیوار چین کے قریب چار مقامات پر زبردست جنگ ہوئی جاپانیوں نے چینیوں پر اس مقصد سے پرزور حملہ کیا کہ انہیں دیوار چین سے دھکیل کر پیچھے ہٹا دیں۔ جاپانی ذرائع سے موصول شدہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ اکثر مقامات پر جاپانیوں کو فتح ہوئی

— نواب صاحب چھتاری کے گورنر یو۔ پی کے عہدے پر تقرر سے لندن کے سیاسی حلقوں میں عام طور پر مسرت و اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

— روس میں جو برطانی انجنیئر گرفتار کئے گئے تھے ان کے مقدمہ کی سماعت شروع ہو گئی ہے۔

— سر گنیش دت سنگھ وزیر لوکل سلف گورنمنٹ صوبہ بہار نے پٹنہ یونیورسٹی کو مزید دو لاکھ روپیہ کا عطیہ دیا ہے۔ اس سے قبل موصوف ایک لاکھ روپیہ دے چکے ہیں۔

— کمشنر سندھ نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہندو اخبارات اور بعض ہندو لیڈروں کا یہ خیال قطعاً غلط ہے کہ سندھ کے مسلمان زمیندار سندھی ڈاکوؤں سے ہمدردی رکھتے ہیں۔ جن علاقوں میں ڈاکے پڑے ہیں یا اس کا اندیشہ ہے وہاں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس صاحبان اس طرف خاص طور پر توجہ دے رہے ہیں۔ اور وہاں پیدل اور سوار پولیس کا گشت ہو رہا ہے

— ریاست بڑودہ نے ایک اہم قانون نافذ کیا ہے جس کی رو سے ہندو پنڈتوں کے لئے یہ لازمی قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ سنسکرت منتروں کے جو لاواں پھیروں" کے وقت پڑھے جاتے ہیں۔ معنے جانتے ہوں اور اس کے معنے دولہا دلہن کو سمجھائیں۔ جو پنڈت اس قانون کی خلاف ورزی کرے گا۔ اس کو ۵۰ روپے جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔

— وزیر اعظم برطانیہ نے پارلیمنٹ میں اعلان کیا ہے کہ وہ ریاستہائے متحدہ امریکہ پریزیڈنٹ روزویلٹ کے ساتھ قرضہ ہائے جنگ کے مسئلہ پر گفتگو کریں گے۔

— لندن ۱۵ر اپریل اپنے ضابطہ پر غور کرنے کے لئے ۲۵ر اپریل کو جائنٹ سلکٹ کمیٹی کا جلسہ منعقد ہو گا۔ معلوم ہوا ہے کہ کمیٹی کا کام کرسمس تک ہوتا رہے گا۔

— ۱۶ر اپریل کو وائسرائے دہلی سے مختصر دورے پر روانہ ہو گئے ہیں۔ اور ۲۲ر اپریل تک شملہ پہنچ جائیں گے۔

— جرمنی میں اشتراکیوں کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جا رہی ہے۔

— بعض مقامات پر دوبارہ لیٹر بکسوں کے خطوط جلائے جانے کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔

— لندن ۱۴ر اپریل۔ روسی درآمد پر پابندی عائد کرنے کے متعلق مسودہ قانون کو عملی جامہ پہنا دیا گیا ہے۔ اب وہ قانونی شکل اختیار کر چکا ہے۔

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ، ۲۷ ذی الحجہ سنہ ۱۳۵۱ھ مطابق ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۳۳ء | نمبر ۲۳

خاص نمبر کا دوسرا ایڈیشن

خاص نمبر توقع سے بڑھ کر مقبول ہوا۔ جو محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور بزرگوں اور دوستوں کی ذرہ نوازی ہے۔ یہ نمبر کافی تاخیر سے شائع ہوا اور بہت زیادہ تعداد میں چھپوایا گیا۔ لیکن اس کے باوجود دیر سے موصول ہونے والی بہت سی فرمائشیں ایسی موجود ہیں جن کی تعمیل نہ ہو سکی۔ جن احباب کی فرمائشیں پوری نہ ہو سکیں انہیں یقیناً افسوس اور گلہ ہوگا۔ اس بات کو اور خاص نمبر کی ضرورت اور اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر ایک ہزار یا اس کے قریب قریب مزید فرمائشیں موصول ہو جائیں تو ہم **اس نمبر کا دوسرا ایڈیشن شائع کر دیں گے** اس نمبر پر بہت زیادہ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اور عملہ کو بھی بہت زیادہ کام کرنا پڑا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں ہمیں ایک پائی کا نفع نہیں ہوا۔ اور نہ دوسرے ایڈیشن میں ہوگا۔ محض تبلیغی مقاصد کے پیش نظر دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی تجویز کی گئی ہے۔ جن احباب نے اس سے قبل خاص نمبر کی توسیع اشاعت میں حصہ نہیں لیا یا بہت کم لیا ہے ان کے لئے یہ ایک **نادر موقعہ** ہے۔ **احمدی خواتین** کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ فرمائشیں بھیجنے سے قبل مندرجہ ذیل سطور کو خوب اچھی طرح ملاحظہ فرما لیں:-

(۱) قیمت فی پرچہ ۲ رہوگی۔ اور ایک روپیہ میں دس کاپیاں ملیں گی۔ محصول ہر صورت میں بذمہ خریدار ہوگا۔ خواہ پرچہ بذریعہ ڈاک ارسال ہو یا بذریعہ ریلوے۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔

(۲) دوسرے ایڈیشن کے مضامین کاغذ چھپائی۔ تصویر اور سائز وغیرہ بالکل پہلے ایڈیشن جیسی ہوگی کسی بات کا فرق نہیں ہوگا۔

(۳) قیمت فرمائش کے ہمراہ ہی بھیجدینی چاہئے

(۴) دوسرا ایڈیشن صرف اسی صورت میں شائع ہو سکے گا جبکہ فرمائشوں کی تعداد ایک ہزار یا اس کے قریب پہنچ جائے۔ قریباً تین سو پرچہ کی فرمائشیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ سات سو پرچے کے خریداروں کی ضرورت ہے۔

(۵) جن احباب کی فرمائشوں کی تعمیل نہیں ہو سکی ان کو خطوط کے ذریعہ اطلاع دی جا چکی ہے۔ اگر دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو پرچہ ان کو ارسال کر دیا جائے گا ورنہ مشکل ہے۔ اگر وہ اپنی فرمائشوں میں کوئی تبدیلی کرنا یا ان کو منسوخ کرنا چاہتے ہیں تو اپنی پہلی فرصت میں اطلاع دیں۔

(۶) مطلوبہ تعداد پوری ہونے کے بعد ہفتہ عشرہ کے اندر ہی پرچہ تیار ہو جائے گا۔

ضروری التماس

جن احباب کی فرمائشوں کی تعمیل ہو چکی ہے اور انہوں نے قیمت ابھی تک ارسال نہیں فرمائی انکی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بہت جلد مطلوبہ رقم ارسال فرمائیں۔ خاص نمبر کے اخراجات کی وجہ سے اخبار بہت زیر بار ہو گیا ہے اسلئے بار بار کی یاد دہانی کا انتظار کئے بغیر واجب الادا رقوم بھیجدینی چاہئیں (ایڈیٹر)

انجمن کی موجودہ مالی حالت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ المزید)

مجھے بعض خطوط موصول ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دفتر تحصیل کی اپیل سے بعض احباب کو کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس وقت انجمن کو مالی مشکلات ہیں جن کی خاص وجوہات تین ہیں۔

اول۔ عرصہ تین سال سے بعض احباب سے کچھ قرضہ لیا گیا تھا جس کی میعاد شروع میں ایک سال تھی۔ مگر ایک سال کے بعد انجمن کی مالی حالت درست نہ ہوئی۔ اور احباب سے ایک سال کی مزید مہلت مانگی گئی۔ بلکہ کچھ اور قرضہ لینا پڑا۔ دوسرے سال کے آخر پر کچھ احباب نے اپنا قرضہ واپس لے لیا۔ مگر اکثر نے انجمن کی مالی مشکلات کو دیکھکر ایک سال کی مزید مہلت دیدی۔ جب یہ سال بھی گزر گیا تو یہ مناسب نہ سمجھا گیا کہ احباب سے مزید مہلت طلب کی جائے۔ بلکہ رقوم قرضہ کے واپس کر دینے کا فیصلہ کرلیا گیا۔ اور سوائے ایک رقم قرضہ کے جو ساڑھے پانچہزار کے قریب ہے۔ اور جو خاص حالات کے ماتحت بطور قرضہ لی گئی ہے۔ باقی کل رقوم قرضہ احباب واپس کر دی گئیں۔ یہ قرضہ کی رقم جو اس سال میں ادا ہوئی ہے بروئے رپورٹ محاسب ۸۰۰۰ ہے۔

دوم۔ برلن مسجد کے ملحقہ مکان کو فک کرانے کے لئے بارہ ہزار پچاس روپے کی رقم اس سال ادا کرنی پڑی۔ یہ بھی ایک غیر معمولی خرچ تھا۔

سوم۔ بیرون عمر کی آمد و رفت اور اخراجات دورہ جو بیرن صاحب بمعیت مولانا صدر الدین صاحب و ڈاکٹر محمد عبداللہ کر رہے ہیں۔ اس کے کل اخراجات اس وقت تک چار ہزار سے اوپر ہو چکے ہیں۔ اور اس کے بالمقابل آمد جو اس دورے سے اس وقت تک ہوئی ہے اس کی مجموعی میزان ایک ہزار سے بھی کم ہے۔

ان تینوں باتوں کی وجہ سے انجمن کو اس سال معمولی اخراجات کو پورا کرنے کے علاوہ ۲۴۰۰۰ روپے کا غیر معمولی خرچ برداشت کرنا پڑا۔ اور خاص تحریک سے جو اگست میں کی گئی تھی صرف تیرہ ہزار (۱۳۰۰۰) روپیہ وصول ہوا۔ اس طرح گیارہ ہزار روپے کی رقم معمولی اخراجات میں سے نکالنی پڑی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انجمن کو معمولی اخراجات کی ادائیگی میں دقت پیش آرہی ہے۔ اسی دقت کی وجہ سے دفتر تحصیل نے ایک اپیل جنرل کونسل کے ممبران کے نام خصوصیت سے بھیجی ہے۔ جس کی طرف اگر وہ توجہ کریں تو ان میں سے کئی بزرگ خدا کے فضل سے ایسے ہیں کہ ان کے ذرا سی توجہ اور ایثار سے کام لینے سے انجمن کی مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس اپیل میں جو چالیس ہزار قرضہ دکھایا گیا ہے اس سے یہ مراد ہرگز نہیں کہ فی الحقیقت انجمن بیرونی طور پر اس قدر رقم کی مقروض ہے۔ بلکہ اس قرضہ کا اکثر حصہ انجمن کی اپنی مدات کا ہے جیسا کہ محاسب کے رجسٹروں سے ظاہر ہے۔ چنانچہ انجمن کی اپنی مدات ذیل کا روپیہ جو بتفصیل ذیل موجود ہونا چاہئے وہ اس قرضہ میں خرچ ہو چکا ہے۔

(۱) بک ڈپو	۱۵۲۹۴	روپے
(۲) اراضی اوکاڑہ	۳۹۷۷	"
(۳) پراویڈنٹ فنڈ	۶۲۵۵	"
(۴) متفرق صیغہ جات	۲۲۲۸	"
میزان	۲۷۷۵۶	"

اس طرح بیرونی روپیہ اب تھوڑا باقی رہ گیا ہے جس کی مجموعی مقدار گیارہ ہزار کے قریب ہے۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ صیغہ جات کے بقائے بھی اپنے اپنے صیغہ میں واپس کرنے ضروری ہیں۔ کیونکہ ان صیغوں میں خود اخراجات کی ضرورت ہے۔ اسی بنا پر دفتر تحصیل نے چالیس ہزار روپے کی اپیل کی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے انجمن کو اس سال میں بہت سے بوجھ سے آزاد کر دیا۔ اور بالخصوص برلن مسجد کے قرضہ کے بوجھ کا اتر جانا جماعت کے لئے بڑی خوشی کا موجب ہے۔ اور یہی وہ بات تھی۔ جو میں نے سالانہ جلسہ پر کہی تھی۔ جس قدر تکلیف اب ہے وہ بھی خدا چاہے تو چند روزہ ہے اور شاید احباب کی کچھ مزید قربانی کو چاہتی ہے۔ بعض احباب جماعت نے جن میں اچھے اچھے آسودہ حال احباب بھی شامل ہیں اب تک اس خاص تحریک میں حصہ نہیں لیا جو برلن مسجد کے قرضہ کے متعلق کی گئی تھی۔ بعض کے ذمہ بڑے بڑے بقائے ماہوار چندوں اور دیگر تحریکات کے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان کے دل میں ڈالدے کہ وہ اپنے فرض کو محسوس کریں۔ اور اپنی قوم کے ساتھ نہیں خدا اور رسولؐ کے ساتھ وفاداری کریں۔ اور اپنی مشکلات کو خدا کے دین کی مشکلات کے سامنے ہیچ سمجھتے ہوئے اپنا بقایا ادا کر دیں تو بھی انجمن کی مالی مشکلات ختم ہو سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہی دعا ہے کہ وہ جس راہ سے چاہے ان مشکلات کو دور فرمائے۔

نوٹ:۔ اس وقت جو سخت ضرورت انجمن کو درپیش ہے وہ یہ ہے کہ قریباً سات ہزار کے بل رکے پڑے ہیں۔ اور سب کاموں کو نقصان پہنچ رہا ہے

خاکسار

(محمد علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم یکشنبہ مورخہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ | نمبر ۲۳

ہم اور ہمارے مخالفین

واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعدآءً فالّف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا ط
(ترجمہ) اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالدی تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے۔"

اس آیت میں مسلمانوں کی عبرت کے لئے چند ایک باتیں ہیں جن پر ان کو غور کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے قوم عرب پر اپنا بہت بڑا احسان اور انعام یہ جتایا ہے۔ جب تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے تو ہم نے تمہارے دلوں میں باہم الفت ڈالدی۔ تم دشمن تھے ہم نے بھائی بھائی بنا دیا۔ آیت میں دشمن کے لئے لفظ اعدآءً استعمال کیا ہے۔ اعداء کے اصل معنے ایسے ناموافق کے ہیں جو ہر وقت دوسروں کو دکھ اور تکلیف پہنچانے کے درپے رہیں۔ قرآن شریف نے اسلام سے پیشتر قوم عرب کی حالت کو صرف ایک لفظ میں پیش کیا ہے، کہ تم باہم دشمن تھے جن کا انجام اگلی آیت میں یہ بتایا وہ ہلاکت کے گڑھے کے قریب تھے" دنیا میں کسی قوم کی قطعی اور یقینی ہلاکت کا موجب آپس کی دشمنی کے سوا اور کچھ نہیں۔ ایک دوسرے کے ہاتھوں کسی شخص کی عزت۔ مال و دولت، اور جان کا محفوظ نہ ہونا یہ قوموں کی ہلاکت کا گڑھا کہلاتا ہے۔ قرآن شریف کا کمال یہ تھا کہ وہ اس قوم کو ہلاکت کے گڑھے سے کھینچ لایا۔ نہ صرف ان کی باہمی دشمنی کو ختم کر دیا۔ بلکہ جو ایک دوسرے کے دشمن تھے ان کو بھائی بھائی بنا دیا۔ زبان عرب میں بھائی کو اخ یا اخو کہتے ہیں۔ اسی کی جمع اخوان اس آیت میں استعمال ہوئی ہے۔ اخ یا اخو کا حقیقی مفہوم عربی زبان میں "برابر کا شریک" ہے۔ جو ایک رنگ میں عدو یا دشمن کی ضد ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے "وہ جو ایک دوسرے کی عزت، مال و دولت اور جان کے دشمن تھے اسلام کی برکت سے ان کی عزت، دولت اور جان مشترک ہو گئی۔ ہر شخص دوسرے کی عزت میں اپنی عزت، اور دوسرے کے مال کے نقصان کو اپنا نقصان اور دوسرے کی جان اپنی جان سے بڑھ کر سمجھنے لگ گیا۔

قرآن شریف کی اس خوبی کی ایک مثال سے تفسیر

مسلمانوں کی تاریخ میں جنگ یرموک ایک مشہور واقعہ ہے اس میں کچھ مسلمان شہید ہو گئے۔ کچھ نیم جان اور پیاس کی شدت سے بے حال تھے۔ انہی جان نثاران اسلام میں سے زخموں سے چور ایک سپاہی نے پانی طلب کیا تو ایک شخص پانی کا ایک پیالہ لیکر اس کی طرف لپکا۔ پیالہ زخمی سپاہی کے لبوں تک پہنچا ہی تھا کہ اس نے ایک دوسرے سپاہی کے کراہنے کی آواز سنی۔ پہلے شخص نے پانی کا پیالہ یہ کہکر لبوں سے ہٹا دیا کہ پہلے اس دوسرے زخمی کو پانی پلایا جائے اسے پانی کی ضرورت مجھ سے زیادہ ہے۔ پانی پلانے والا شخص جب دوسرے زخمی کے پاس پیالہ لیکر پہنچا تو وہ پیاس کی شدت سے بول نہ سکتا تھا۔ مگر اس نے اشارہ سے ایک تیسرے زخمی سپاہی کو بتایا کہ پہلے اس کو پانی پلایا جائے۔ پیالہ جب تیسرے سپاہی کے پاس لایا گیا تو اس نے پیالہ پہلے زخمی کی طرف یہ کہکر لوٹا دیا کہ نہیں پہلے اس کو پانی پلایا جائے وہ بہت دیر سے پانی مانگ رہا ہے۔ ان الفاظ کو بمشکل ادا کرنے پایا تھا کہ اس کی جان اس کے جسم سے پرواز کر گئی۔ پانی کا پیالہ لوٹا کر جب پہلے سپاہی کی طرف لایا گیا تو وہ اتنی دیر میں جان بحق ہو چکا تھا دوسرے زخمی تک پیالہ ابھی پہنچنے ہی نہ پایا تھا کہ وہ بھی فوت ہو گیا۔ پیالہ اسی طرح لبالب موجود تھا کہ تینوں سپاہیوں نے ایک دوسرے پر اپنی جان قربان کردی۔ ایثار اور قربانی کا یہ بے مثال سبق تھا جو قرآن شریف نے مسلمانوں کو سکھایا تھا۔ اور اسی میں زندگی اور کامیابی کا راز تھا مسلمان جب تک اپنے دل میں دوسرے مسلمان کے لئے اس قسم کا جذبہ محبت پیدا نہیں کرتے۔ اس وقت تک وہ دنیا میں ذلیل ہیں۔ جب مسلمان بھائی کی خاطر اپنی جان دینا آسان سمجھ لیا اسی وقت ان کی مشکلات کا خاتمہ ہو جائے گا۔

حضرت مسیح موعود کا مسلمانوں پر احسان

جس طرح اسلام سے پیشتر عرب کی حالت تھی وہی نقشہ آج سے قریبًا نصف صدی پیشتر مسلمانوں کا تھا۔ ہر ایک فرقہ اسلامیہ نے کس طرح ایک دوسرے پر کفر کے فتوے دیئے۔ مسجدوں میں شیعہ سنی اور اہل حدیث کے کتنے فسادات ہوئے۔ رفع یدین اور آمین کے مقدمات پارلیمنٹ تک پہنچے۔ اخبارات۔ رسائل اور اس زمانہ کی کتابوں میں یہ سب کچھ موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود کو ہمارے معاند کتنی ہی گالیاں دیں لیکن دیوبندی۔ اہلحدیث۔ احناف اور شیعہ حضرات کا اتحاد گو وہ امام زمان کے خلاف ہی کیوں نہ ہو اس امام وقت کی صداقت کا نشان ہے۔ مسلمان فرقوں کے اختلافات کو فروعی اختلافات سمجھنا اور کسی مشترکہ کام میں مل بیٹھنا یہ وہ سبق تھا جو مسیح موعود نے مسلمانوں کو سکھایا تھا۔ قادیان میں آمین بالجہر کہنے والے اور اس کو خفی ادا کرنے والے۔ رفع یدین کرنے والے اور نہ کرنے والے سب طرح کے لوگ ایک ہی مسجد میں مل کر نماز پڑھتے تھے اور یہ نظارہ اس وقت دنیا بھر کی مسجدوں میں مفقود تھا۔ اہلحدیث کی مسجد میں حنفیوں کی خیر نہ تھی۔ اور حنفیوں کی مسجد میں اہلحدیث کی جان سلامت نہ تھی۔ باہمی بغض و عداوت نے ان کو بھی ہلاکت کے گڑھے پر لا کھڑا کیا تھا۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل عرب کی باہمی عداوتوں کو ختم کر کے ان کا رخ دشمنان اسلام کی طرف پھیر دیا تھا اسی طرح مسیح موعود کا اصلی مشن مسلمانوں کے فرقوں کو متحد کر کے آریہ اور عیسائی دشمنوں کے مقابل لا کھڑا کرنا تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا منشا اس زمانہ میں اسلام کو دوسرے مذاہب پر غالب کر کے دکھانا تھا۔ آریہ اور عیسائی اس نصف صدی کی جنگ میں اپنے مورچوں کو چھوڑ چکے ہیں۔ لیکن مولوی اور جماعت احمدیہ کے نادان معاند ان کے قبول اسلام میں روک ہو رہے ہیں علیٰ وجہ البصیرت ہم اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا جلسہ تجویز کیا جائے جس میں عیسائیوں کے بڑے بڑے پادری اور آریوں کے بڑے بڑے پنڈت مدعو کئے جائیں۔ دیوبند کے علماء۔ مولانا ثناء اللہ۔ مولانا ابراہیم سیالکوٹی یا کوئی اور بڑے سے بڑا مولانا۔ متنازعہ فیہ مضامین پر ان سے مباحثہ کریں۔ اس کے بعد انہی پادری اور پنڈتوں سے انہی مضامین پر جماعت احمدیہ کے مبلغین کا مناظرہ ہو۔ انصاف پسند دنیا خود دیکھ لے گی کہ کونسا مذہب دنیا میں غالب آنیوالا مذہب ہے۔ کیا کوئی ہندوستان کا [illegible] بڑا مولانا اس مقابلہ کے لئے تیار ہے؟

رؤف بے سے سبق

مشہور ترکی مدبر، ہز ایکسلنسی رؤف بے نے دہلی میں جو بسوط وفاضلانہ یا اخباری زبان میں بصیرت افروز لیکچر دیئے وہ سب اخبارات میں آچکے ہیں۔ ان مباحث پر کوئی تبصرہ کرنا یہاں مقصود نہیں۔ یہاں ان تقریروں کے صرف ایک پہلو پر نظر کرنا ہے۔ موصوف سے اور مصطفےٰ کمال پاشا سے جو شدید اختلافات ہیں وہ ایک عالم پر ظاہر ہیں۔ کوئی راز سربستہ نہیں۔ رؤف بے نے اپنی تقریروں میں ایک سے زائد بار مصطفےٰ کمال پاشا کا نام لیا۔ ان کے کارناموں اور کارروائیوں کا ذکر کیا۔ مگر کس لب ولہجہ میں اور کس انداز و طرز سے؟ کہیں انہیں گالیاں دیں؟ انہیں بُرا بھلا کہا؟ انہیں غدار بے ایمان، قوم فروش (یہ وہ الفاظ ہیں جو ایک دوسرے کیلئے ہمارے اخبارات اور ہمارے لیڈروں کے روزمرہ میں داخل ہیں) بنایا؟ تلخ نوائی سے نہ سہی، نرم الفاظ میں بھی۔ اور ان کی شخصیت پر نہ سہی، ان کے طریق کار پر بھی نکتہ چینی کی؟ ان کو گھٹا کر اپنے کو یا اپنی پالیسی کو بڑھایا؟ غرض کسی طرح بھی اپنے اندرونی نزاعات و اختلافات کو دوسروں پر ظاہر ہونے دیا؟ یا برعکس اس کے دنیا کے سامنے اتحاد مقصد کا شریفانہ منظر پیش کیا کاش ہمارے ہندوستان کے مسلمان رہنما اس واقعہ سے سبق حاصل کرلے۔ اختلاف رائے کی صورت میں درحقیقت، شرافت کا صرف ایک ہی راستہ کھلا ہوا رہ جاتا ہے وہ یہ کہ پہلے پوری دیانت، جرأت وخلوص کے ساتھ اپنی رائے کا صاف اور پرزور اظہار کر دیا جائے۔ اور پھر اگر قوم اس کے سننے کے لئے تیار نہیں تو بس خاموشی کے ساتھ کنارہ کشی، ہجر جمیل (واھجرھم ھجرا جمیلا) کا حکم جب کفار تک کے لئے ہے تو مومنین کے لئے تو بدرجۂ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

پر

تبدیلی دعوے کا غلط الزام

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

الزام زیر بحث

ظلی مولوی فاضل محمد نذیر لائل پوری صاحب پر لائل پور میں ہمارے ایک دوست نے اعتراض کیا کہ حضرت مرزا صاحب پر اپنے دعوے میں تبدیلی کا الزام دنیا آپ کی کسرِ شان ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ حضور بھی پہلے جو اپنا درجہ سمجھتے تھے بعد میں اس درجہ میں تبدیلی کی۔ ان کا طریق استدلال حسب ذیل ہے۔

"احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم صلعم نے بعض جگہ فرمایا من قال انا خیر من یونس فقد کذب۔ کہ جس نے کہا میں یونس سے بہتر ہوں اس نے جھوٹ کہا۔ ایک جگہ آپ نے فرمایا لا تخیرونی علی موسیٰ۔ مجھے موسیٰ پر فضیلت یا ترجیح نہ دو۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی۔ کہ اگر موسیٰ اور عیسے زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ پھر ایک حدیث میں آپ نے فرمایا انا سید الاولین والاخرین من النبیین کہ میں پہلے اور پچھلے انبیاء کا سردار ہوں۔ پھر فرمایا فضلت علی الانبیاء۔ میں تمام انبیاء پر فضیلت دیا گیا ہوں۔ ان دونوں قسم کی احادیث میں صاف اختلاف نظر آتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا پہلے آنحضرت صلعم اپنے آپ کو یونس و عیرہ انبیاء علیہم السلام سے افضل نہیں سمجھتے تھے؟ اور بعد ازاں افضل کہنا شروع کر دیا یا اس کی کوئی وجہ ہے؟

تبدیلی دعویٰ کاذب ہونیکی دلیل ہے

جواب:- کسی نبی یا مجدد یا مامور کے جھوٹا ہونے کی دلیل اس سے بڑھکر اور نہیں ہو سکتی کہ وہ کبھی کچھ دعویٰ کرے اور کبھی کچھ۔ ایسے مدعی کی صداقت اور علم پر سے اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ جو مدعی خود اپنی حیثیت ہی کو نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے نبی ہے یا غیر نبی۔ اس کی لاعلمی اور جہالت مسلم ہے۔ اس پر کوئی عقلمند اعتبار نہیں کر سکتا۔ وہ یا تو سخت جاہل اور غبی ہے اور یا نہایت جھوٹا اور دھوکہ باز ہے۔ کہ لوگوں کو کبھی ایک بات کہتا ہے اور کبھی دوسری۔ میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مریدوں نے جب حضرت مرزا صاحب پر یہ الزام لگایا کہ ۱۹۰۱ء تک وہ جو کچھ دعویٰ کرتے رہے۔ غلط کرتے رہے۔ تھے تو نبی۔ اور خدا انہیں بار بار کہتا بھی رہا کہ تم نبی ہو۔ مگر وہ کسی طرح بھی مانتے نہ تھے۔ اور خدا کی وحی کا انکار کرتے چلے گئے ——— خدا تو کہتا تھا کہ تم نبی ہو۔ مگر وہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے۔ اور خدا کی وحی کی سب سے پہلے خود تکذیب و انکار کرتے تھے۔ گویا اپنی وحی پر بجائے اول المومنین ہونے کے نعوذ باللہ اول الکافرین تھے۔ مگر ایک مرید کی غلطی پر انہیں عقل آگئی۔ اور ایک نبی کی تعریف سمجھ میں آگئی۔ نہ معلوم خدا نے پہلے ہی کیوں نہ ان کے دماغ کو اس امر پر روشن کر دیا آخر تمام علوم کی کنجی خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ نبوت پر کھڑا کیا تھا تو نبوت کو سمجھنے کے لئے عقل بھی دی ہوتی۔ عجیب نبی کھڑا کیا کہ اسے نبوت کی سمجھ ہی نہ تھی۔ اور سمجھ نہیں تھی تو خدا انہیں سمجھ دیدیتا تو کچھ مشکل تھا؟ ———!

نبی کی لاعلمی کا مظاہرہ

لیکن خدا کو بھی نعوذ باللہ ان کی اس لاعلمی اور نادانی کا مظاہرہ دنیا کو دکھانا تھا کہ ان کے منہ سے نبوت کے مدعی پر لعنت کرواتا رہا اور چپ بیٹھا ہنستا رہا کہ ہمارا نبی کرتا کیا ہے؟ خود نبوت کا مدعی ہے اور نبوت کے مدعی پر لعنت بھیج رہا ہے! نہ معلوم یہ کوئی مذاق تھا جو اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ساتھ کرتا رہا۔ آخر عقلمندوں میں ایک نبی کی اس علی رسوائی کا کیا مطلب تھا؟ خدا کی نگاہ میں جب ایک شخص یقیناً نبی تھا تو منصب نبوت پر مامور ہو جانے کے بعد بھی اس نبی کا مدعی نبوت پر علی الاعلان لعنت کرنا کس قدر شرمناک ہے۔ اور مزہ یہ ہے کہ خدا چپ بیٹھا تماشہ دیکھ رہا ہے۔ اور اس کے دماغ کو اس امر پر روشن نہیں کر دیتا تاکہ خود مدعی نبوت ہوتے ہوئے مدعی نبوت پر لعنت کھینچنے کی رسوائی سے تو بچ جاتا۔ اور جب نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی تو پھر اس سے بڑھکر ذلت اور شرم کا مقام متصور نہیں ہو سکتا۔ کہ جس منہ سے مدعی نبوت پر کل تک لعنتیں کی تھیں۔ اسی منہ سے آج دعویٰ نبوت کرنا شروع کر دیا۔

تبدیلی دعویٰ کا الزام آپکی توہین ہے

تبدیلی دعویٰ کا یہ الزام کیا حضرت مرزا صاحب کی سخت توہین اور تذلیل نہیں ہے؟ میرے خیال میں اس سے بڑھکر حضرت مسیح موعود کی صداقت پر حملہ اور نہ متصور نہیں ہو سکتی۔ جب لاہوری احمدیوں نے اس ناپاک الزام پر صدائے احتجاج بلند کی اور حضرت مسیح موعود کے تبدیلی دعویٰ کو افترا اور بہتان قرار دیا اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود کی اس سے بڑھکر تذلیل اور نہیں ہو سکتی۔ تو بجائے اس کے کہ یہ محمودی صاحبان دل میں شرمندہ ہوتے اور اپنی اس حرکت شنیعہ سے باز آجاتے اور توبہ کرتے۔ اور بھی کھل کھیلے۔

نیا شگوفہ

اور یہ کوشش شروع کی کہ نہ صرف حضرت مرزا صاحب ہی نعوذ باللہ تبدیلی دعویٰ کے جرم کے مرتکب ہیں۔ بلکہ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم بھی اسی جرم میں نعوذ باللہ ملوث ہیں۔ وہ بھی اپنے دعوے کو سمجھتے نہ تھے۔ پہلے کچھ دعویٰ کرتے تھے بعد میں کچھ کرنے لگ گئے۔ گویا ہمہ خانہ آفتاب است۔ استاد شاگرد ایک ہی سمجھ کے بندے تھے۔ یہ نہ سمجھا کہ پہلے حضرت مرزا صاحب پر تبدیلی دعویٰ کا الزام لگا کر ہم نے تمام غیر احمدی پبلک میں ان کی پوزیشن اور صداقت کو خاک میں ملا دیا۔ اور اب خود آنحضرت صلعم بانی مذہب اسلام پر تبدیلی دعوے کا الزام لگا کر تمام غیر مسلم پبلک میں ان کی پوزیشن اور صداقت کو خاک میں ملانے لگے ہیں۔ اور اس طرح اسلام کی ساری عمارت کو جڑ بنیاد سے ڈھانے لگے ہیں۔ غیر احمدی مسلمانوں کا منہ بند کرتے کرتے ساری دنیا کا منہ اسلام کی صداقت کے خلاف کھلوا دیا۔

عقل و دانش کا ماتم

یہ ہے اس قوم کی عقل و دانش! جس پر جسقدر بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو اپنی بات کی پچ سے غرض ہے۔ اسلام رہے یا جائے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت رہے یا نہ رہے۔ حضرت مرزا صاحب کی حیثیت گرے یا بڑھے۔ ان کو تو اپنے پیر میاں محمود احمد صاحب کے فیض سے ایک بات نصیب ہو گئی ہے وہ یہ کہ اپنی بات کی پچ کئے جاؤ۔ دھڑا سلامت رہے بس یہی اصل مذہب ہے۔" اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے۔

آنحضرت صلعم پر کم فہمی کا الزام

پہلے تو یہ غل مچایا کہ آنحضرت صلعم کو اپنی نبوت کی سمجھ ہی نہیں آئی تھی۔ آپ کا وحی نبوت کے نزول پر گھبرائے ہوئے گھر تشریف لانا اور کپڑا اڑھا دینے کے لئے حضرت خدیجہ کو فرمانا اور ان کا تسلی دینا اور آپ کا خشیت علیٰ نفسی فرمانا۔ ان تمام امور سے اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی کہ آپ اپنی نبوت کو سمجھے ہی نہیں تھے اور خشیت علیٰ نفسی کے معنے یہ کئے کہ گویا آپ کو بدگمانی تھی کہ یہ حدیث نفس نہ ہو۔ اور نفس امارہ کی ساری کارستانی نہ ہو۔ لیکن شکر ہے کہ خدیجہ ہی خدا کے نبی سے زیادہ سمجھدار نکلیں۔ انہوں نے سمجھایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اور ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ اس نے بھی آپ کی نبوت کی تصدیق کی تب کچھ تھوڑی سی تسلی ہوئی۔ لیکن پوری تسلی پھر بھی نہ ہوتی تھی۔ گویا نعوذ باللہ نبی کچھ ایسا غبی اور کند ذہن ہوتا ہے کہ جو باتیں عامی لوگ سمجھ لیتے ہیں وہ ایک نبی نہیں سمجھ سکتا۔ علی ھذا القیاس۔

ہمارے حضرت مرزا صاحب بھی جب دعویٰ نبوت کا انکار کر رہے تھے تو مولوی لوگ جو کفر کا فتوے لگا رہے تھے یہی کہتے تھے کہ "اس شخص کا انکار غلط ہے یہ درحقیقت مدعی نبوت ہے اور باتیں وہی بیان کرتا ہے جو ایک نبی ہی ہوتی ہیں لیکن چالاکی سے، دھوکہ دینے کی غرض سے نبوت کے دعوی پر لعنت بھیجتا ہے۔" لیکن میاں محمود احمد صاحب نے ہمیں بتایا کہ حضرت مرزا صاحب چالاکی سے ایسا نہیں کرتے تھے بلکہ لاعلمی اور کم فہمی کی وجہ سے ایسا کرتے تھے یہی کم فہمی محمودی صاحبان حضرت محمد مصطفٰے صلعم کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں۔ کہ جس امر نبوت کو حضرت خدیجہ اور ورقہ سمجھ گئے وہ آنحضرت صلعم نہ سمجھ سکے۔

نبی اپنے دعوے میں غلطی نہیں کرتا

اس کے جواب میں جب ہم نے کہا کہ خدا جس شخص کو نبوت کے منصب پر کھڑا کرتا ہے اس کے دماغ کو بھی اپنے دعوے کے متعلق روشن کرتا ہے۔ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود اپنی کتاب اعجاز احمدی میں صفحہ ۲۷ پر فرماتے ہیں:-

"جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں۔ اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ اور پھر بعض دوسری جزئیات میں اگر اجتہاد کی غلطی ہو بھی تو وہ اس یقین کو مضر نہیں ہوتی . . . .

نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعوے کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے۔ اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا لیکن بعض جزوی امور جو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے ان کو کشفی نظر دور سے دیکھتی ہے۔ اور ان میں کچھ تواتر نہیں ہوتا۔ اس لئے کبھی ان کی تشخیص میں دھوکا بھی کھا لیتی ہے۔ پس حضرت عیسے علیہ السلام نے جو اپنی پیشگوئیوں میں دھوکے کھائے وہ اسی رنگ میں کھائے تھے مگر نبوت کے دعوے میں انہوں نے دھوکا نہیں کھایا۔ کیونکہ وہ حقیقت نبوت قریب سے دکھائی گئی۔ اور بار بار دکھائی گئی۔"

بار نبوت کی وجہ سے پریشانی تھی

پس نزول وحی نبوت کے موقعہ پر نبی کریم صلعم کی پریشانی اپنے دعوے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے نہ تھی بلکہ اس بوجھ کی عظمت کی وجہ سے تھی جو آپ پر نبوت اور اصلاح خلق کا ڈالا گیا تھا اور یہ بار نبوت تھا جس سے آپ کی پشت ٹوٹی جا رہی تھی۔ یہی وہ بار تھا جس کے پڑنے پر حضرت موسیٰؑ نے گھبرا کر اپنے بھائی ہارونؑ کو بوجھ بٹانے والے کی حیثیت میں جناب الٰہی سے مانگا تھا جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ کہ واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی "۔ اور آنحضرت صلعم پر نبوت کے اسی بوجھ کا ذکر سورۂ الم نشرح میں ہے۔ کہ الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک کہ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا اور اس بوجھ کو اٹھا لیا جو تیری پشت کو توڑ رہا تھا۔ یہی جس بوجھ کے پشت شکن ہونے کا ذکر خود خدا نے کیا ہے اس سے گھبرا کر آنحضرت صلعم لیٹ گئے۔ اور آپ نے فرمایا کہ خشیت علی نفسی کہ مجھے اپنے نفس سے ڈر ہے کہ یہ کس طرح اس بوجھ کو اٹھا سکے گا۔ یعنی میں اس عظیم الشان بوجھ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو کمزور پاتا ہوں۔ تو فرمایئے اس میں کیا قیامت آگئی۔ حضرت خدیجہ کے الفاظ بھی یہی ظاہر کرتے ہیں کہ آپ اس منصب کی عظمت سے گھبرا گئے تھے۔ اسی لئے حضرت خدیجہ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہ کرے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہاں منصب نبوت پر کسی شبہ کا اظہار قطعاً کہیں مذکور نہیں بلکہ تسلی وہ یہ دے رہی ہیں کہ جس منصب پر آپکو خدا نے کھڑا کیا ہے۔ اس میں وہ آپ کو کامیابی عطا فرمائے گا۔

آنحضرت صلعم اوّل المومنین ہیں

پھر خدا نے قرآن میں خود گواہی دی ہے کہ آپؐ اول المومنین تھے یعنے اپنی وحی نبوت پر ایمان لانے والوں میں سے سب سے پہلے آپ خود تھے۔ حضرت خدیجہ اور ورقہ بن نوفل کی تصدیق کا نمبر تو بعد میں ہے۔ وہ نبی جو اپنی وحی پر سب سے پہلے خود ایمان نہیں لاتا وہ اول المومنین نہیں بلکہ اول الکافرین ہے کیونکہ اپنی وحی کا سب سے پہلے اس نے خود انکار کیا۔ پس یہ غلط ہے۔ کہ آنحضرت صلعم شروع میں اپنے منصب نبوت کو نہ سمجھے تھے اور اپنی وحی نبوت پر ایمان نہ لائے تھے۔ یہ آپؐ پر افترا ہے اور آپؐ کی سخت اہانت اس میں متصور ہے۔

ایک نیا پینترا

یہ باتیں سنکر محمودی صاحبوں نے مانا یا نہ مانا یہ تو خدا بہتر جانتا ہے۔ حق بات کو ماننے والی قوم تو یہ نظر نہیں آتی۔ البتہ ایک اور پینترا بدلا کہ فضیلت کا مسئلہ لے دوڑے۔ ظاہر ہے کہ نبی یا غیر نبی کا دعوے اور چیز ہے اور کسی نبی کا کسی نبی سے افضل ہونا یا نہ ہونا امر دیگر ہے۔ سوال تو یہ تھا کہ کیا کبھی ایسا ہوا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے دعوے نبوت کی سمجھ نہ آئی ہو۔ اور لوگ انہیں جب کہہ رہے ہوں کہ آپ تو نبوت کے مدعی ہیں تو وہ انکار کرنے لگے ہوں اور مدعی نبوت پر لعنت بھیجنے لگے ہوں اور کئی سال تک لعنت بھیج بھیج کر اور اسے کافر اور دجال قرار دے دے کر جب اپنے دعوے کی مکمل تشریح کر چکے ہوں کہ آپ نبی نہیں ہیں۔ تو ایک دن اچانک کچھ ایسی چکری گھمائی ہو کہ لوگوں کو یہ کہکر حیرت میں ڈال دیا ہو کہ میں نبی ہوں۔ اور میرا دعوی نبوت کا ہے اور اسی منہ سے جس سے کل شام تک مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجی تھیں ہاں اسی منہ سے آج خود مدعی نبوت ہونے کا اعلان کر دیا ہو۔ غور کیجئے کہ لوگ حیرت سے یا تو ایسے شخص کو مجنون سمجھیں گے یا سخت جاہل۔ یا کوئی بہت ہی پیچر آدمی سمجھیں گے۔ آخر وہ اتنے سال کی لعنتوں کو جو مدعی نبوت پر کی گئی تھیں کہاں لیجائیں اور ان سے کیا سمجھیں؟ انہیں دعوی نبوت کی تمہید سمجھیں یا۔ دید خیال کریں؟ خدا کے لئے مجھے اس کا کوئی حل بتاؤ!

فضیلت کی بحث کو لانا غلطی ہے

پس فضیلت کی یہاں کوئی بحث نہیں۔ آنحضرت صلعم حضرت موسیٰؑ یا حضرت یونسؑ سے افضل تھے یا نہ تھے اس فضیلت کی بحث کو نبی یا غیر نبی کے دعوے سے کیا غرض؟ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو خلفائے راشدین میں سے سمجھنے والے لوگ بعض دفعہ یہ بحث لے بیٹھتے ہیں کہ ان میں سے افضل کون تھا۔ لیکن اس بحث سے کسی کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ خلیفہ نہ تھے۔ کوئی بھی افضل ہو۔ ان کے خلیفہ ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت موسیٰؑ میں سے کون افضل تھا یا دونوں برابر تھے۔ اس کا اثر دعوی نبوت پر کوئی نہیں پڑتا۔ پھر اس بحث کو درمیان میں لانا کیا معنی؟ جب دونوں کا دعوی نبوت قائم ہے تو فضیلت کی بحث اصل دعوے پر کوئی اثر نہیں ڈالتی۔ پھر اس غلط مبحث کا کیا فائدہ؟ جب محمودی صاحبان حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا کلمہ پڑھنے والوں کو کافر خارج از اسلام قرار دیتے ہیں تو کیا پہلے اس امر کا فیصلہ کیا کرتے ہیں۔ کہ حضرت محمد صلعم اور حضرت مسیح موعود میں سے افضل کون تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ وہ تو حضرت مسیح موعود کو نبی وقت اور رسول زمانہ قرار دے کر محمد صلعم کی رسالت کو زمانہ ماضی کی رسالتوں میں شامل کر دیتے ہیں۔ اور جو رسول زمانہ حضرت مسیح موعود کا انکار کرے اسے اسلام سے خارج قرار دیدیتے ہیں۔

دعوئ نبوت اور دعوئ فضیلت دو الگ چیزیں ہیں

پس دعوی نبوت اور چیز ہے اور فضیلت اور عدم فضیلت کا سوال اس سے بالکل الگ ہے۔ جس کا علم خدا کو ہوتا ہے کچھ شک نہیں کہ رسولوں میں بعض بعض سے افضل ہوتے ہیں جیسا کہ قرآنی آیت تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض سے صاف ظاہر ہے لیکن جہاں تک ان کے دعاوی پر ایمان لانے کا سوال ہے جن پر ایمان لانے کے لئے لوگ متکلف ہیں۔ وہاں چھوٹے بڑے رسول کا معاملہ مطلق درمیان میں نہیں آتا۔ چنانچہ جہاں رسولوں پر ایمان لانے کا ذکر ہے وہاں کل آمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ فرمایا کہ سب ایمان لاتے ہیں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، ہم اس کے رسولوں کے درمیان فرق نہیں کرتے۔" یعنے رسول بڑا ہو یا چھوٹا۔ افضل ہو یا غیر افضل۔ جو بھی خدا کا رسول ہے اس پر ہم یکساں ایمان لاتے ہیں۔ پس جہاں تک نبوت و رسالت کے دعوے اور اس پر ایمان لانے کا سوال ہے۔ فضیلت اور غیر فضیلت کا سوال اٹھانا بالکل بے محل اور محض غلط مبحث کرنے اور دھوکا دینے کے لئے ایک چالاکی ہے۔ بحث تو نبی یا غیر نبی ہونے کی ہے۔ جس پر ایمان نہ لانے یا لانے سے کفر یا اسلام لازم آتا ہے۔ نہ کہ فضیلت و عدم فضیلت کی، جس پر ایمان لانے یا نہ لانے سے اسلام و کفر کا امتیاز نہیں پیدا ہوتا۔

(باقی دارد)

احمد رسول

جناب میاں صاحب اور قادیانی جماعت کی توجہ قابل

(از جناب مولوی عمرالدین صاحب شملوی)

جناب میاں صاحب کا عقیدہ ہے کہ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے مصداق حضرت نبی کریم نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود ہیں۔ جو بالکل غلط ہے۔ موصوف نے اپنی کتاب انوار خلافت میں اپنے اس غلط عقیدہ پر بہت زور دیا ہے۔ ہماری طرف سے متعدد مرتبہ اس کی مدلل اور تسلی بخش تردید ہو چکی ہے۔ چند ماہ ہوئے گزشتہ جنوری میں "اسمہ احمد" کے عنوان سے مولوی عمرالدین صاحب شملوی کا ایک مضمون پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے مندرجہ ذیل مضمون بھی مولوی صاحب موصوف ہی کا ہے۔ جو انہوں نے اسی موضوع پر سپرد قلم فرمایا ہے۔ امید ہے قادیانی دوست اس پر توجہ فرمائیں گے۔ جناب میاں صاحب اور مولانا غلام رسول صاحب راجیکی سے فاضل مضمون نگار خاص طور پر جواب کی توقع رکھتے ہیں۔ امید ہے وہ انہیں محروم نہ رکھیں گے۔ ——— (مدیر)

امت محمدیہ کا یہ مسلمہ و متفقہ اعتقاد ہے کہ آیت "مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" میں جس رسول کی خبر دی گئی تھی وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ یا یوں کہو کہ بعثت محمدیہ سے بشارت عیسوی جو احمد رسول کے متعلق تھی، پوری ہو چکی۔ مگر اس متفق علیہ مسئلہ کو جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے انوار خلافت کے زور سے باطل قرار دیا۔ اور بلا وجہ امت محمدیہ میں ایک فتنہ کا موجب ہو گئے۔ اور اس اپنی غلطی پر انہیں اس قدر ناز ہو گیا کہ تمام دنیا کے علما کو چیلنج کیا کہ وہ ثابت کریں کہ اصل مصداق پیشگوئی اسمہ احمد کا محمد رسول اللہ ہیں۔ اس پر جب احمدی جماعت لاہور کی طرف سے دلائل واضح سے میاں صاحب کے توہمات کا رد کیا گیا تو پھر میاں صاحب بالکل خاموش ہو گئے۔ اور خاموش ہی ہیں۔ اور یقیناً وہ خاموش ہی رہیں گے کیونکہ ان کے مقابل اس قدر بینات ہیں کہ میاں صاحب جیسا عقلمند انسان کبھی مقابلہ کر کے شرمندگی اٹھانے کو پسند نہ کریگا ہاں مریدان با صفا میں سے اگر کوئی غالی اپنی وفاداری کا ثبوت دینے کے لئے انٹ شنٹ کچھ بول اٹھے تو یہ دوسری بات ہے

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے دہلی میں آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد پر تقریر کی اور دوران تقریر میں میاں صاحب کے دلائل کو بڑے زور سے باطل ثابت کیا میں نے ان کے بیان کردہ دلائل کو اخبار پیغام صلح میں شائع کرا دیا جس پر ان کے اپنے پیر بھائی بھی اب تک گواہی دیتے ہیں کہ وہ بھی مولوی صاحب کا منشا وہی سمجھے تھے جو میں نے اخبار پیغام صلح میں لکھ دیا تھا۔ مگر جناب فاضل راجیکی صاحب نے اس سچائی کو میرا کذب قرار دیکر "الفضل" میں اپنے ہی بیان کردہ دلائل کا رد لکھ مارا۔ اور مولوی صاحب کا وہ مضمون تحریف کا بدترین نمونہ ہے۔ چنانچہ مولوی صاحب

"من بعدی"

کے معنے یہ کرتے ہیں کہ احمد رسول عیسےٰ کے بعد آنے والے نبی میں سے آئے گا۔ گویا انہوں نے "یاتی من بعدی" کو بدل کر "یاتی من من ھو بعدی" بنا دیا۔ خدا جانے مولوی صاحب یہ معنے کس طرح صحیح سمجھتے ہیں۔ اور کیوں تمام قادیانی علما ان معنی کو رد نہیں کرتے۔ حالانکہ مولوی صاحب نے ایسے معنے کرنے میں یہود و نصاریٰ کو بھی تحریف کرنے میں مات کر دیا ہے۔ جس کا سبب یہ نہیں کہ مولوی صاحب بے ایمانی کر رہے ہیں بلکہ وہ غلو میں اس قدر حد سے بڑھ گئے ہیں کہ اب باطل انہیں حق نظر آتا ہے۔ خدا تعالیٰ مولوی صاحب پر رحم فرمائے۔

مباحثہ کا چیلنج

میں ایک عیسائی پادری حافظ احمد مسیح سے مناظرہ کر رہا تھا۔ اور میرا دعویٰ یہ تھا کہ موعود انجیل آنحضرت صلعم ہی ہیں۔ اور آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" اناجیل اربعہ میں نبی موعود کی تفصیلی پیشگوئی کا ایک اعجازی خلاصہ ہے۔ پادری صاحب کو یہ سوجھی کہ وہ پہلے مسلمانوں کو میرے خلاف بھڑکائیں۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے حضرت مسیح موعود پر وہی غیر احمدیوں والے اعتراضات شروع کر دیئے۔ جن کا جواب میں نے صفائی سے دیدیا۔ اس مباحثہ میں میرے ایک قادیانی دوست بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے اٹھکر ہمیں یہ چیلنج دیدیا کہ آؤ میں ثابت کرتا ہوں کہ احمد رسول تو حضرت مرزا صاحب ہیں نہ کہ محمد رسول اللہ صلعم۔ اور یہ چیلنج اس شان سے دیا کہ میں نے تمام حاضرین کی خواہش کے مطابق اسے قبول کر لیا۔ اور دوسرے ہفتہ مباحثہ قرار پا گیا۔ اور پادری صاحب کی مراد بر آئی۔

مباحثہ

مباحثہ شروع ہوا۔ اور میں نے پہلے صرف قرآن مجید سے ایک دلیل پیش کر کے قادیانی جماعت کو کہا کہ اب تم تمام کے تمام قادیانی علما کو بھی لے آؤ تو اس قرآنی دلیل کا رد نہ کر سکو گے۔ میری پیش کردہ دلیل حسب ذیل ہے:۔

قرآن مجید میں مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے بعد اگرچہ "فلما جاءھم" کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ نزول آیت زیر بحث کے وقت احمد رسول آ چکا تھا۔ لیکن چونکہ ہمارے قادیانی دوست کہتے ہیں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ حضرت مسیح موعود آ چکے۔ اس لئے میں اب قرآن مجید سے یہ دکھاتا ہوں کہ اس کے معنے ہیں کہ محمد رسول اللہ آ چکے۔ سنئے اس بشارت کے بعد آتا ہے:۔

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ جسکے یہ معنے ہیں کہ احمد رسول کو خدا نے ہدایت کاملہ اور دین حقہ کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔

ظاہر ہے کہ "الھدیٰ" اور "دین الحق" قرآن مجید ہی کے نام ہیں جسکے لانے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں نہ کہ حضرت مسیح موعود۔ لہذا یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نام ہے۔ مگر چونکہ ہمارے قادیانی بھائی اس کے منکر ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ کے مصداق بھی حضرت مسیح موعود ہی ہیں اس لئے میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے جو عالم الغیب ہے اس نے اس آنے والے فتنہ کا پہلے ہی ایسا سد باب کیا ہے کہ ممکن نہیں کہ اس علاج کو جان لینے کے بعد کوئی مسلمان اس بیماری میں مبتلا ہو سکے۔ بلکہ دوست دشمن سب قائل ہو جائیں گے کہ واقعی محمد رسول اللہ ہی احمد رسول ہیں۔

قرآن مجید میں آیت ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ علاوہ زیر بحث موقعہ کے دو مرتبہ اور آئی ہے۔ ایک تو پارہ ۱۰ رکوع ۱۱ میں ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہود تو کہتے ہیں کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے۔ اور عیسائی کہتے ہیں کہ عیسےٰ خدا کا بیٹا ہے پھر فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور راہبوں کو اور مسیح ابن مریم کو اللہ کے سوا خدا بنا رکھا ہے۔ اور یہ لوگ ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں۔ بلکہ خدا چاہتا ہے کہ اپنے نور کو پورا کرے خواہ یہ کافر لوگ برا ہی مانیں"۔ اس کے بعد فرمایا:۔

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ۝

(سورۂ توبہ)

اس مقام سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہی ہے۔ کیونکہ یہاں بجز حضورؐ کے اور کسی نبی کا ذکر ہی نہیں۔ مگر چونکہ آج بعض نادان دوست اس کا بھی انکار کر رہے ہیں حالانکہ اتمام نور کامل طور پر ہو چکا اور خدا کا وہ نبی جسے "پہلوان حضرت رب جلیل" کہا گیا ہے۔ اپنے تمام مخالفین پر اس شان سے غالب آ چکا ہے کہ منکرین بھی معترف ہو چکے ہیں اس لئے خدا تعالیٰ جو علیم و حکیم ہے اس نے اس جھگڑے کو مٹانے کے لئے اور آپؐ کی فتح کو ظاہر کرنے کے لئے سورۂ الفتح میں یہی آیت لا کر آگے فرمایا:۔

محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ یعنے وہ رسول جو ہدایت کاملہ اور دین حق لیکر آیا ہے اس کا نام نامی محمد رسول اللہ ہے۔ اب بتاؤ اس سے بڑھکر اور کیا چاہیئے۔

چونکہ اس دلیل کا لطف نہیں آ سکتا تاوقتیکہ آپ قرآن مجید کی سورۂ فتح کے اس مقام کو پڑھ کر نہ دیکھ لیں اس لئے میں یہاں پوری آیات درج کئے دیتا ہوں:۔

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ وکفےٰ باللہ شھیدا۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا۔ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ ذالک

مثلھم فی التوراۃ ۔ ومثلھم فی الانجیل ۔
کزرع اخرج شطأہ فاٰزرہٗ فاستغلظ
فاستویٰ علیٰ سوقہ یعجب الزراع
لیغیظ بھم الکفار ۔ وعد اللہ الذین
آمنوا وعملوا الصلحت منھم مغفرۃ
واجراً عظیما ۔ ($\frac{۲۶}{۱۲}$ سورہ الفتح)

دیکھو! کس صفائی سے خدا کی کتاب نے آج ۱۳۵۰ برس پہلے آج کے جھگڑے کا فیصلہ کیا ہے ۔ محمد رسول اللہ کو احمد رسول نہ ماننے والو تباؤ تو سہی کہ آیت ہو الذی ارسل رسولہ ۔۔۔ الخ کا مصداق یہاں محمد رسول اللہ کو لکھا ہے یا نہیں ؟ اگر لکھا ہے اور یقیناً لکھا ہے تو تباؤ

چیست عذر گبد ازیں ؟

اور تباؤ فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یومنون اللہ اور اس کی آیات کو چھوڑ کر اب تم اور کس بات پر ایمان لاؤ گے تمہارا یہ عذر خام ہے کہ مسیح موعود نے لکھا ہے کہ میں ہی اس آیت کا مصداق ہوں ۔ کیونکہ تم نے مسیح موعود کی تحریر کو سمجھا ہی نہیں اور تم پر کیا افسوس کیا جائے ۔ تمہارے تو "مصلح الموعود" میاں صاحب نے بھی نہیں سمجھا ۔ اور میں پھر کہتا ہوں کہ اس تصریح قرآنی کے مخالف تو حضرت مرزا صاحب کا الہام بھی بیکار ہے چہ جائیکہ تمہارے توہمات سے اس نص صریح کا انکار کیا جا سکے ۔ ہاں یہ میرا ایمان ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کوئی الہام بھی قرآن مجید کے خلاف نہیں ہے ۔ صرف قادیانی غالی گروہ کا اپنا وہم ہے جو مخالفت پیدا کرتا ہے ۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود کو آیت قرآنی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ کا بھی الہام ہوا تھا لیکن اس کا صرف اس قدر منشا تھا کہ حسب وعدۂ الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی ہدایت اور دین حق کو تمام دنیا کے مذاہب پر مسیح موعود اور آپ کی جماعت کے ہاتھوں اب غلبہ کاملہ عطا ہوگا ۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس شان سے اس خبر کا ظہور ہو رہا ہے ۔ اور اگر تم اسے تسلیم نہیں کرتے تو تباؤ کہ قرآن مجید جو دین حق اور ہدایت کاملہ ہے یہ محمد رسول اللہ صلعم پر نازل ہوا تھا یا مسیح موعود پر ؟ یہ تو مسلم ہے کہ قرآن محمد رسول اللہ ہی پر اترا تھا ۔ اس لئے یہ بھی ماننا پڑا کہ وہی اس آیت کے اول اور حقیقی مصداق ہیں ۔ بلاشبہ آپؐ کے اور آپؐ کے صحابہ کے ہاتھ سے دین حق کا غلبہ ہوا ۔ اور اکناف عالم میں یہ دین غالب آ گیا مگر آخری زمانہ میں پھر مذاہب کی جنگ کے وقت قرآن کا غلبہ ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کو نازل فرمایا اور ان پر یہ آیت الہاماً نازل کر کے تبایا کہ اب دنیا میں "الفاتح" میں بیان کردہ فتح تمہارے اور تمہاری جماعت کے ہاتھ پر ہوگی ۔ اسی لئے حضور نے بڑی تحدی سے فرمایا

لوائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پس آیت قرآنی میں جو دین حق کے غلبہ کا وعدہ ہے وہ بلاشبہ اب اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھوں ہی ظاہر ہوا مگر یہ ظلم ہے کہ آیت کے صرف ایک حصہ کے آپ کے ہاتھوں اس زمانہ میں ظاہر ہونے سے یہ کہہ دیا جائے کہ یہ آیت آپ ہی کے حق میں ہے ۔ محمد رسول اللہ جو اس ہدایت اور نور حق کو لانے والے ہیں جنھوں نے پہلے اس دین کو غالب کر کے دکھایا وہ اس کے مصداق ہی نہیں ۔ نعوذ باللہ من ذالکفر!

ایک اصول

اصول یہ ہے کہ اگر قرآن مجید کی کوئی آیت کسی شخص کو خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا الہام ہو جائے تو آیت کا مفہوم اس شخص کی شان کے موافق ہوگا ۔ اور وہ وسیع مفہوم جو محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ آپ ہی کی ذات کے لئے مخصوص رہے گا ۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود خود فرماتے ہیں :۔

"اس وقت اگر کسی شخص پر قرآن شریف کی کوئی آیت الہام بھی ہو تو ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اس کے اس الہام میں اس کا اتنا دائرہ وسیع نہیں ہوگا ۔ جس قدر آنحضرت صلعم کا تھا اور ہے ۔"

(ملفوظات احمدیہ حصہ سوم صـ۳۲)

پس حضرت مسیح موعود پر زیر بحث آیت قرآنی کا نزول باعتبار اپنی وسعت اعجاز کے ایک ایسے دائرے کے اندر ہے جو بمقابلہ اس دائرے کے جو محمد صلعم کا ہے محدود ہے ۔ اس لئے قرآنی آیت کا مصداق اول اور حقیقی اور اعلیٰ اور اتم درحقیقت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں ۔

ایک مغالطہ

بعض کم فہم مخالفین مسیح موعود نے جو بظاہر علماء کہلاتے ہیں مسیح موعود کے کلام کو نہ سمجھ کر یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب تو خود لکھتے ہیں کہ اس آیت قرآنی کا مصداق میں ہی ہوں اور اس وہم میں غالی دوست بھی مبتلا ہیں اس لئے میں مختصراً اس اعتراض کا جواب عرض کرتا ہوں ۔

براہین احمدیہ میں حضرت مرزا صاحب کو اللہ تعالےٰ نے آیت ھو الذی ارسل ۔۔۔ الخ کا الہام کیا تو آپ نے اس وجہ سے کہ آپ اس وقت حضرت عیسےٰ کو زندہ مانتے تھے لکھ دیا کہ اس آیت کا جو منشا ہے وہ میرے ہاتھوں روحانی طور پر پورا ہوگا ۔ مگر ظاہری طور پر جو غلبہ موعود ہے وہ عیسےٰ کے ہاتھوں اس وقت ہوگا جبکہ آپ نزول فرمائیں گے ۔ لیکن جب آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حقیقت کھول دی گئی کہ وہ مسیح ناصری تو فوت ہو چکا ہے ۔ اور تو ہی اب اس کا قایم مقام ہے اور اب تیرا ہی کام ہے کہ تو صلیب کو توڑے اور خنزیر کو قتل کرے ۔ اور اسلام کی فتح کا علم تمام ادیان پر بلند کرے ۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت قرآنی کا جو مجھے الہام ہوئی تھی اس کا دراصل میں ہی مصداق ہوں نہ کہ وہ مسیح ناصری جو فوت ہو چکا ۔ اس کا مطلب تو صاف تھا کہ عیسیٰ کے ہاتھوں یہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی بلکہ میرے ہاتھوں سے یہ کام ہوگا ۔ کیونکہ آنے والا نائب النبوۃ مسیح موعود میں ہی ہوں ۔ مگر احمقوں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت مرزا صاحب آنحضرت صلعم کو اس آیت کا مصداق نہیں مانتے ۔ اور اپنے آپ کو ہی اس کا مصداق گردانتے ہیں ۔ لاحول ولاقوۃ کیسے احمق ہیں کہ ایک سیدھی بات کو خواہ مخواہ الٹا کئے چلے جاتے ہیں ۔ لیکن افسوس قادیانی جماعت پر کہ وہ بھی آج محض غلو کی وجہ سے وہی بات کہہ رہی ہے جو دشمن مسیح موعود کیطرف ظلماً منسوب کرتے رہے ۔ اور کرتے ہیں ۔

خاتمہ بحث

بالآخر میں کہتا ہوں کہ چلو حضرت مسیح موعود ہی اس آیت کے مصداق ہیں مگر یہ تو سمجھ لو کہ کس حیثیت سے وہ اس کے مصداق ہیں ۔ سنو ! حضرت صاحب اس آیت کے مصداق بلحاظ اپنے الہام کے ہیں نہ بلحاظ قرآنی وحی کے کیونکہ وہ تو کھلے لفظوں میں محمد رسول اللہ کے حق میں ہے ۔ جیساکہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں ۔ اور اگر اس حقیقت کو تم قبول نہیں کرتے تو پھر دیکھو آیت قرآنی محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم بھی تو حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں ہے تو کیا تم یہ مانتے ہو کہ مرزا صاحب ہی محمد رسول اللہ ہیں ۔ یا یہ مانتے ہو کہ محمد رسول اللہ آپ کے آقا اور مطاع ہیں ۔ اور حضور آنحضرت صلعم کے ایک نائب اور خادم ہیں ۔ پس جس طرح اس آیت کے الہام ہو جانے سے آپ حقیقی محمدؐ نہیں ہیں اسی طرح اس سے پہلی آیت جو محمد رسول اللہ کی شان میں ہی ہے ۔ آپ پر الہام ہو جانے سے آپ اس آیت کے حقیقی مصداق نہیں ہو سکتے ۔ ہاں طفیلی طور پر بلحاظ وارث ہونے کے بلاشبہ آپ بھی اس کے بہت بڑے مصداق ہیں جس سے کسی مومن کو انکار نہیں ہو سکتا ۔

بحث کا نتیجہ

جب میری طرف سے اس قدر بینات پیش کی گئیں تو قرآنی دلیل کو میرے قادیانی دوست نے ہاتھ بھی نہ لگایا ۔ اور میں نے کہا بھی کہ تم اس دلیل کا پہلے جواب دو یا کسی اور کو کھڑا کر دو کہ وہ جواب دیدے ۔ مگر میرے بار بار کے مطالبہ کے باوجود وہ اس نص صریح کا جواب نہ دیتے بلکہ حضرت مسیح موعود کے بعض حوالے پیش کر دیتے ۔ تاکہ حق ملتبس ہو جائے ۔ مگر جب میں نے ان کی تشریح کر دی تو لاچار ہو کر آخر میں میرے دوست نے فرمایا کہ :۔

"اصل اور حقیقی مصداق اس پیشگوئی کے تو آنحضرت صلعم ہی ہیں بوجہ مطاع ہونے کے"

میں نے کہا پھر بحث کیا کر رہے ہو ۔ ہمارا مدعا اتنا ہی تھا ۔ اور آپ قائل ہو چکے کہ ہمارا مدعا درست ہے ۔ تو میرے دوست نے فرمایا کہ واہ ! یہ تو ہمارا مذہب ہے ۔ اور حضرت میاں صاحب کا بھی یہی مذہب ہے ۔ میں نے کہا کہ خیر یہ تو غلط بات ہے ۔ میاں صاحب کا مذہب تو یہ ہے کہ یہ بشارت عیسےٰ "مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" کا مصداق مسیح موعود ھی ہیں ۔ نہ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۔ کیونکہ آنحضرت صلعم کا نام احمد نہیں ہے اور مرزا صاحب کا نام احمد ہے ۔ لیکن چونکہ آپ فرماتے ہیں کہ ان کا مذہب بھی وہی ہے جو آپ نے اب فرمایا ہے ۔ اس لئے ہم خوش ہیں ۔

یار زندہ صحبت باقی

خبریں

— مولانا شوکت علی یورپ، امریکہ، مصر اور فلسطین کے دورے کے بعد ۲۶ راپریل کو بمبئی پہنچنے والے ہیں۔

— نواب احمد سعید صاحب گورنر صوبہ متحدہ نے گزشتہ ہفتہ لکھنؤ میں ندوہ کے بورڈنگ ہاؤس اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اس موقعہ پر آپ نے ایک نہایت موثر تقریر کی۔

— گزشتہ ہفتہ کالکا سے شملہ جانے والی گاڑی دھرم پور کے قریب لائن سے اتر گئی۔ دس آدمی شدید طور پر زخمی ہوئے۔

— بمبئی کے مشہور پارسی سیٹھ سٹر دین شاہ پٹیپ کی وفات پر دو لاکھ روپیہ مختلف خیراتی فنڈوں میں چندہ دیا۔

— ٹوکیو ۲۰ راپریل سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ گزشتہ چند ماہ میں جاپان نے چین سے جو جنگ لڑی ہے اس میں تقریباً پانچ ہزار جاپانی سپاہی ہلاک ہوئے ہیں۔

— برلن ۱۷ راپریل سابق ولیعہد جرمنی نے سیر و سیاحت کے لئے انگلستان جانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ اور جرمنی سفیر مقیم انگلستان کی معرفت حکومت برطانیہ سے اجازت طلب کی تھی لیکن برطانی حکومت نے ولی عہد کو اپنی حدود میں داخلہ کی اجازت نہیں دی۔

— لاہور ۱۸ راپریل۔ آج جدید گورنر پنجاب کی خدمت میں متعدد سپاسنامے پیش کئے گئے۔ جن میں بلدیہ لاہور، ڈسٹرکٹ بورڈ لاہور، انجمن حمایت اسلام لاہور، انجمن اسلامیہ کے سپاسنامے قابل ذکر ہیں اول الذکر دونوں سپاسنامے ٹاؤن ہال میں پیش کئے گئے۔ باقی گورنمنٹ ہاؤس میں۔ گورنر موصوف نے ان کا مناسب جواب دیا۔

— سپین میں کلیسا اور حکومت کے درمیان تعلقات کشیدہ ہو رہے ہیں۔ ایک نئے قانون کی رو سے کلیسا کی تمام جائداد جمہوریت کی جائداد ہوگی۔ اس سے رومن کیتھولک عیسائیوں میں بے چینی پیدا ہوگئی ہے۔

— کلکتہ ۱۸ راپریل۔ کل یہاں نیشنل لبرل فیڈریشن کے اجلاس میں سول نافرمانی کی مذمت کی قرارداد منظور ہوگئی۔ وائٹ پیپر اور حکومت کی تشدد کی پالیسی کی بھی مذمت کی گئی۔

— خیال کیا جاتا ہے کہ سر میلکم ہیلی گورنر صوبہ متحدہ کو ہندوستان کا آئندہ وائسرائے مقرر کیا جائے گا۔

— حادثہ بڈھ والا کے چند مفرور ملزم گرفتار ہو گئے ہیں۔

— گزشتہ ہفتہ فارن سکرٹری مسٹر منگاف نے بلوچستان کا دورہ کیا۔

— گزشتہ ہفتہ لاہور میں مشہور مسلمان پہلوان گونگا کی ایک ہندو پہلوان ملھڑ سے کشتی ہوئی جس میں گونگا کو کامیابی ہوئی۔

— قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمبلی کا اجلاس شملہ وسط اگست میں شروع ہوگا۔

— دہلی ۱۸ راپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ ریاست نابھہ کی پولیس نے مقامی سی آئی ڈی کی معیت میں کل متعدد مقامات پر بم اور دیگر خوفناک اشیا کی تلاش میں چھاپے مارے۔ کہا جاتا ہے کہ ریاست نابھہ کے نوجوان حکمران اور ان کی والدہ کو قتل کرنے کی سازش کی گئی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نابھہ میں ایک شخص نے گرفتار ہو کر پولیس کو نہایت اہم انکشافات سے مطلع کیا ہے۔

— سر فخرالدین بالقابہ وزیر تعلیمات صوبہ بہار نے خرابی صحت کی وجہ سے استعفا دیدیا ہے

— پٹنہ ۲۰ راپریل۔ مسٹر حسن امام سابق جج کلکتہ ہائیکورٹ و سابق صدر کانگرس کل چار بجے یہاں اپنے مکان پر انتقال فرما گئے۔ آپ کچھ عرصہ سے امراض قلب میں مبتلا تھے۔ آپ کی موت پر تمام ملک میں انتہائی رنج و ملال کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ آپ کا شمار رہنمایان ہند کی صف اول میں کیا جاتا ہے۔ آپ ملک کے کامیاب ترین وکلا میں سے تھے۔ آپ دوسرے ہندوستانی تھے جنہوں نے جمعیۃ الاقوام (جنیوا) میں اہل ہند کی نمائندگی کے فرائض انجام دیئے آپ اس وفد خلافت کے بھی مشہور رکن تھے۔ جو ۱۹۲۰ء میں انگلستان گیا تھا۔ مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کی ترتیب کے وقت آپ نے نہایت مفید مشورے دیئے تھے۔ آپ کے جنازے کے ہمراہ سرکاری و غیر سرکاری لوگ نہایت کثرت سے تھے میت دفن کرنے کے لئے آپ کی جاگیر جپالہ میں لے جائی گئی۔ شاید یہ بتانا تو بلا ضرورت ہوگا کہ آپ سر علی امام کے بھائی تھے۔

— لاہور میں ہیضے کے چند کیس ہوئے ہیں۔

— پنجاب کے بعض مقامات پر طاعون نمودار ہوا ہے۔ شہر سرگودھا میں متعدد وارداتیں ہو چکی ہیں۔

— ماسکو میں برطانی انجینیروں کے خلاف جو مقدمہ چل رہا تھا اس کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ ایک ملزم بری۔ تین ملزم ملک بدر کئے گئے۔ دو کو سزائے قید دی گئی۔ انگلستان میں اس فیصلہ پر سخت غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور سزائے قید کو معاف کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ اس وقت تک ہندوستان سے جو سونا غیر ممالک کو گیا ہے وہ قیمت میں ایک ارب روپے سے زیادہ ہے۔ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ کا سونا صرف گزشتہ ماہ میں ہندوستان سے باہر بھیجا گیا ہے۔

— علیگڑھ ۲۰ راپریل۔ گزشتہ ہفتہ مسلم یونیورسٹی کی اکیڈمک کونسل کا اجلاس منعقد ہوا جس میں یہ قرارداد باوجود شدید مخالفت کے کثرت رائے سے منظور ہو گئی کہ میٹرکولیشن کے امتحان کے لئے اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دیا جائے۔

— لندن ۲۱ راپریل۔ کل لندن گزٹ کے ایک خاص ضمیمہ میں اعلان کر دیا گیا ہے کہ روسی مال کی درآمد کی ممانعت کی جاتی ہے جس پر ۲۶ راپریل سے عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸

قُلْ یَآ اَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ ارگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

جلد ۲۱ — لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطابق یکم محرم الحرام ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۳۳ء — نمبر ۲۴

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں
سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ممدوح کی طبیعت کچھ عرصہ سے علیل ہے۔ اگزیما کی شکایت کی اطلاع تو اس سے قبل دی جاچکی ہے اس کا علاج ایکس رے سے ہو رہا ہے۔ چند روز سے آنکھ پر پھنسی ہو جانے کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ احباب آپ کی صحت کے لیے خصوصیت سے دعا کریں۔

—— جناب بیرن۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب اور جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مانگرول سے لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ انشاء اللہ ۲۹ ر اپریل کو پشاور تشریف لے جائینگے۔

—— جناب شیخ ایزد بخش صاحب (دفتر تبلیغ) اطلاع دیتے ہیں کہ دوسرا ٹریکٹ زیر کتابت ہے۔ جن احباب نے ٹریکٹوں والی سکیم میں کوئی حصہ نہیں لیا وہ جلد توجہ فرمائیں۔ نیز دیگر احباب اور بیرونی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے علاقوں کے مسلمان معززین اور علما کے پتے جلد فراہم کر کے بھیجدیں۔ تاکہ لٹریچر کی تقسیم میں سہولت ہو۔

—— چودھری فضل حق صاحب کی بجائے جناب مولانا احمد صاحب انجمن کے مہمان خانہ کے منتظم مقرر ہوئے ہیں۔

—— اطلاع ملی ہے کہ جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع ۱۵ ر اپریل کو کولمبو سے بعزم فجی جہاز پر سوار ہو گئے ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو بخیریت منزل مقصود پر پہنچا دے۔

—— جناب مولانا عصمت اللہ صاحب احباب جہلم کی خواہش پر ۲۳ ر اپریل کی شام کو جہلم تشریف لے گئے اور ۲۵ ر اپریل کو واپس لاہور آگئے۔

—— ۲۳ ر اپریل کو احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کا ہفتہ واری جلسہ حسب معمول مسجد احمدیہ بلڈنگس میں منعقد ہوا۔ میاں جمال الدین صاحب مبلغ نے "روحانیت کا علمی مفہوم" کے موضوع پر تقریر کی اور اپنے مضمون کو قرآن کریم کی آیات سے نہایت موثر طریق پر سمجھایا۔

—— جناب خان محمد اسلم خان صاحب رئیس برہ خان خیل علاقہ مردان کا صاحبزادہ بدستور علیل ہے۔ اب وہ اس کو دھرم پور پہاڑ پر بغرض علاج لے گئے ہیں۔

—— منشی فتح الدین پنشنر دھرسالہ کچھ عرصہ سے علیل ہیں۔

—— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی والدہ صاحبہ بدستور علیل ہیں۔

—— جناب مرزا خدابخش صاحب مصنف عسلِ مصفیٰ عرصہ سے بعارضہ آشوب چشم بیمار رہے۔ ابھی تک ان کو خاطر خواہ افاقہ نہیں ہوا۔ تمام احباب ان بیماروں کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

—— جناب عبدالخالق صاحب کھیدر داہ سے مطلع فرماتے ہیں کہ خداوندکریم نے ان کے گھر فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔

پیغام صلح:۔ مبارکباد۔ دعا ہے کہ خداوندکریم مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے آمین

—— جناب شیخ مولا بخش صاحب لائلپوری نے بیس آدمیوں کے نام رعایتی قیمت پر اخبار جاری کرنے کے لئے یکصد روپیہ عطا فرمایا تھا اس رقم میں جس قدر آدمیوں کے نام اخبار جاری کیا جا سکتا تھا کر دیا گیا ہے۔ مزید گنجائش نہیں۔ آئندہ اس سلسلہ میں درخواستیں نہ بھیجی جائیں

—— ذیل کے غیرمسلم جو اچھوت اقوام سے تعلق رکھتے تھے چودھری بشیر احمد صاحب دیوانہ آنریری مبلغ ضلع لدھیانہ کے ذریعہ داخل اسلام ہوئے۔ خدا استقامت عطا فرمائے اور چودھری صاحب کو جزائے خیر دے۔

		اسلامی نام	
(۱)	لہنا ولد برنامو	اسلامی نام	محمد عبداللہ
(۲)	ویرو زوجہ لہنا	″	اللہ رکھی
(۳)	مہنگا ولد لہنا	″	محمد اسلم

—— جناب علی محمد خان ریجنر ڈاکخانہ گنگن کشمیر اپنے ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے ان کی ہمشیرہ کے انتقال پر ان کو تعزیت و ہمدردی کے خطوط لکھے۔ چونکہ ان تعزیت ناموں کا فرداً فرداً جواب لکھنا ان کیلئے مشکل ہے اس لئے وہ اس فرض کو اخبار کے ذریعہ ادا کرتے ہیں

شاہنشہِ کونین ہیں سرکارِ مدینہ

(از مولانا محمد مرتضیٰ خان صاحب حسن مانگرول)

دل میں ہے مرے حسرتِ دیدارِ مدینہ
اللہ دکھا دے مجھے گلزارِ مدینہ
باقی نہ رہی روضۂ رضواں کی تمنا
اللہ رے ذوقِ خلشِ خارِ مدینہ
یاں جنس وہ ہے جس کا خریدار خدا ہے
بے وجہ نہیں رونقِ بازارِ مدینہ
شاہانِ جہاں ان کی غلامی پہ کریں ناز
شاہنشہِ کونین ہیں سرکارِ مدینہ
ہو جاتا ہے اک حشر بپا سینہ کے اندر
یاد آتے ہیں جس دم در و دیوارِ مدینہ
اک راز ہے جو کہہ نہیں سکتا میں زباں سے
کعبہ سے ہویدا ہیں جو آثارِ مدینہ
سو جان سے قربان شفا ہوتی ہے اسپر
لگ جائے جسے دوستو آزارِ مدینہ
آزاد ہوا ہے غم و اندوہ جہاں سے،
دل جب سے ہوا میرا گرفتارِ مدینہ
لذت کشِ پیغامِ حیاتِ ابدی ہے
اچھا ہے جو اچھا نہ ہو بیمارِ مدینہ
سمجھونگا کہ دولت ہوئی کونین کی حاصل
مل جائے اگر دولتِ دیدارِ مدینہ

اسلام دوسرے تمام مذاہب پر فائق ہے

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے انگریزی ترجمۃ القرآن کی فیض رسانی

مسٹر محمود حمید ڈیر کی قابل قدر تقریر

بمبئی کے مشہور نومسلم انگریز مسٹر محمود حمید ڈیر نیو ز ایڈیٹر اخبار ٹائمز آف انڈیا چند روز ہوئے انجمن حمایت اسلام لاہور کے جلسہ میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لائے تھے۔ اس اجتماع میں موصوف نے جو تقریر فرمائی اس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ یہ تقریر اس حقیقت کا ایک اور ناقابل انکار ثبوت ہے کہ آج غیر مسلم فاضلوں کو وہی حقیقی و اصلی اسلام ہی اپیل کر سکتا اور کرتا ہے جو احمدیت پیش کر رہی ہے۔ مسٹر موصوف اس تقریر اور پرائیویٹ ملاقاتوں میں متعدد مرتبہ اس امر کا اعلان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کے انگریزی ترجمۃ القرآن سے استفادہ کیا ہے اور یہی ان کو اسلام کے قریب لانے کا باعث ہوا ہے ——————— مدیر

محترم صدر و برادران ملت! چونکہ میں اردو زبان نہیں جانتا اس لئے میں آپ کے روبرو انگریزی زبان میں تقریر کرونگا اور میں امید کرتا ہوں کہ اردو زبان کی وساطت سے آپ حضرات کو میرے خیالات سے روشناس کرایا جائے گا۔ انجمن نے مجھے اس بات کا موقع دیا ہے کہ میں آپ کے روبرو ان احوال و کوائف کی وضاحت کروں جو میرے حلقہ بگوش اسلام ہونے کا موجب و محرک ثابت ہوئے طلبہ کے مجمع میں ان خیالات کی وضاحت یقیناً دلچسپ ثابت ہوگی۔ اولاً مجھے علم سائنس سے بیحد شغف تھا لیکن بعض حالات کی بنا پر مجھے صحافت کا پیشہ اختیار کرنا پڑا۔ میں اپنی تعلیم کے زمانہ میں سائنس کے نقطۂ نظر سے عیسائیت اور دیگر مذاہب کی تعلیمات سے مطمئن نہ ہو سکا۔ تاریخ کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہے کہ انجیل میں جن معجزات کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ ماضی بعید کے ایسے واقعات پر مبنی ہیں جن سے انجیل مقدس کے اوراق یکسر خالی ہیں مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ کہ انہوں نے بحر احمر کے پانی کو دو حصوں میں منقسم کر دیا تھا۔ مصر قدیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے قلم بند کر دیا گیا تھا۔

عیسائیت کے نقائص

میں ان واقعات کے حقیقی اسباب و علل پر بحث کرنا نہیں چاہتا البتہ یہ ضرور کہونگا کہ اپنے تعلیم کے زمانہ میں میں عیسائیت کے اس شعبہ سے بیحد متاثر ہوا تھا۔ جو عیسائیت کی تعلیم کو ریفارمیشن یا اصلاح کنیسہ کے عہد سے قبل کے واقعات کے ساتھ منطبق کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ رفتہ رفتہ میرا یہ عقیدہ بھی زائل ہوتا چلا گیا۔ کیونکہ کلیسہ کا یہ شعبہ بھی مجھے باعتبار نظر نہ آیا۔ بلکہ انہیں کلیسہ کو حصول سند کے لئے روم کا دست نگر ہونا پڑتا تھا اس کے بعد رومن کیتھولک عقائد کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا [illegible] تک پاپائیت کے منزہ عن الخطا ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا تھا۔ الغرض عیسائیت کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح مطالعہ کرنے کے بعد مجھ پر یہ فکر لاحق ہوئی کہ آیا انجیل مقدس واقعی کوئی الہامی کتاب ہے بھی یا نہیں؟ کم از کم مجھے تو اس میں بے شمار نقائص نظر آتے تھے۔ مثال کے طور پر مجھے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی زندگی کے تیس برس بعد تک کے واقعات بالکل ساقط الاعتبار ہیں۔ عیسائیت کے بعض عقائد سے تو میں بالکل متنفر ہو گیا۔ اور بعض کی نوعیت نے میری تسلی نہ کی۔

سائنس کی تعلیم کا اثر

میں سائنس کے مطالعہ میں بدستور مصروف رہا۔ آپ میں سے بعض حضرات کا شاید یہ خیال ہو کہ سائنس کا مطالعہ انسان کو مائل بہ الحاد کر دیتا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ سائنس کی تعلیم . . . . سے صحیح الفکر انسانوں کی اکثریت کو اس بات کا یقین آتا ہے کہ اس کارخانہ قدرت کا مالک اور موجد بے انتہا قوت اور لامحدود اختیارات کا والی ہے۔ وجود باری تعالیٰ کے منکر اسے مادہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرا فرقہ اسے ہمہ اوست کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ جو دنیا جہان کی ہر چیز پر حاوی ہے۔ سائنس کی تعلیم نے مجھے عیسائیت کی تعلیم سے رو گرداں کر دیا لیکن خدائے برتر و توانا کا شکر ہے کہ میں الحاد و زندقہ کا شکار ہونے سے محفوظ رہا ہوں۔ بلکہ نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا۔

اسلام قبول کرلیا

آج سے سات سال قبل جب میں مصر گیا تو مجھے سقارہ کی کھدائی و تحقیقات میں کام کرنا پڑا۔ اس وقت مجھے دفعتاً اسلام کی حقانیت کا علم ہوا۔ یہ وہ چیز تھی جس کی تلاش میں میری طالبعلانہ زندگی کا ایک ایک لمحہ صرف ہو چکا تھا۔ اس وقت مجھے یہ معلوم ہوا کہ صحرائے عرب میں اسلام کی ترقی کے اسباب کیا تھے۔ یہ وہ بے آب و گیاہ علاقہ ہے جہاں انسانی زندگی کا ہر شعبہ قدرت کی نیرنگیوں کا محتاج ہے۔ اور ریگ زار عرب کا ہر ذرہ معبود حقیقی کے وجود کا وظیفہ خواں نظر آتا ہے۔ اب علیم و خبیر کے وجود کے احساس نے [illegible] مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ میں نے اس وقت کوئی خاص دلچسپی ظاہر نہیں کی تھی۔ کیونکہ میرا سینہ ابھی ان شکوک و شبہات سے معمور تھا۔ جو ہر مغرب نژاد مولود کا ورثہ تصور کئے جاتے ہیں۔ جب میں نے مطالعہ شروع کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اس چشمہ سے میری زندگی کی مذہبی تشنگی کا سامان ہو جائے گا۔ میں پانچ برس تک اسلام کی دولت کو اپنے سینہ میں لئے پھرتا رہا۔ لیکن حالات کچھ ایسے رہے کہ میں اب تک اس کا اعلان نہ کر سکا۔ یہ ساعت بیحد سعید ہے کیونکہ میں اپنے آپ کو اب ایک عالمگیر اسلامی اخوت کا رکن تصور کر رہا ہوں۔

حضرت امیر کا انگریزی ترجمۃ القرآن

اسلام کے متعلق میری یہی معلومات ہیں۔ چونکہ میں عربی زبان سے بالکل نابلد تھا اس لئے میں نے قرآن پاک کے انگریزی ترجمہ (مرتبہ مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور) سے استفادہ کیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ عیسائیت کے مقابلہ میں قرآن پاک میں کوئی تضاد و تباین موجود نہیں۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو کسی دوسرے حکم کی تردید کرتی ہو۔ ثانیاً مجھے یہ معلوم ہوا کہ قرآن پاک ایک ایسی زندگی کا نمونہ پیش کرتا ہے جو ہر اوسط درجہ کے انسان کے نزدیک قابل تقلید ہے۔ مہاتما بدھ اور حضرت عیسےٰ کے ارشادات قابل عمل نہیں۔ کیونکہ یہ چند رہبانیت پسند طبائع کی تسلی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ اور اس شخص کے اطمینان کا موجب نہیں بن سکتے جو روز مرہ کی زندگی میں متحرک رہنے کا خوگر ہے۔

انسانیت کا کامل نمونہ

حضور سرور کائنات انسانیت کا کامل نمونہ تھے۔ آپ کی شادی بھی ہو چکی تھی لیکن حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے عمر بھر تجرد کی زندگی بسر کی۔ آنحضرت صلعم کی پاک اور مطہر زندگی ہر شعبہ حیات میں ہماری رہنمائی کر سکتی ہے۔ تکمیل الہام کے باوجود آنحضرت صلعم نے انسان ہونے کے سوا کسی چیز کا دعویٰ نہیں کیا۔ مزید براں ہمارا دینیات فلسفہ پر مبنی ہے۔ یہ کسی ایسی چیز کا دعویٰ نہیں کرتا جو کسی معمولی عقل و فکر کے انسان اور علم سائنس کے ماہر کے نزدیک قابل قبول نہ ہو قرآن پاک نے کوئی ایسی چیز پیش نہیں کی جسے علم کے ذریعہ سے ثابت نہ کیا جائے۔ صرف باری تعالیٰ کا وجود ایسی چیز ہے جسے کسی فلسفیانہ استدلال سے ثابت نہیں کیا گیا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا عقدہ ہے جو آغاز آفرینش سے انسان کی فطرت میں جاگزیں ہو چکا ہے۔ قرآن پاک میں کوئی ایسی چیز موجود نہیں ہے جس سے عقل سلیم کو اختلاف کی گنجائش ہو۔

عربوں کے احسانات

اب آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ سائنس کے مطالعہ نے مجھے اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیا۔ اور حیرت یہ ہے کہ جس چیز نے مجھے عیسائیت سے منقطع ہونے پر مجبور کیا ہے اس نے مجھے اسلام کا شیفتہ بنا دیا۔ اسلام ہی ایک ایسی طاقت تھی جس نے سولھویں صدی میں احیائے علوم کا دروازہ کھولکر آزادی فکر کی بنیاد ڈالی تھی سپین کے عرب سائنس دانوں نے اپنے مذہب کی روشنی میں قدرت کے خزانوں کی تحقیقات کی جرأت دلائی۔ کیونکہ انہیں اس بات کا یقین تھا کہ ان انکشافات سے ان کے خدا کے وجود پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ قرون وسطیٰ میں خدائے ذوالجلال نے انہی لوگوں کو یہ توفیق عطا فرمائی تھی کہ وہ اپنے خیالات و افکار کو اس جرأت اور جسارت کے ساتھ پیش کر سکیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ○

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم پنجشنبہ یکم محرم الحرام ۱۳۵۲ سنہ ہجری | نمبر ۲۴

انجمن کی مالی مشکلات

دفتر تحصیل کی قابل توجہ اپیل

زندگی، سعی پیہم، کشمکش، مشکلات، اور ضرورتوں کا دوسرا نام ہے۔ اگر ان چیزوں کو علیحدہ کر دیا جائے تو زندگی اور موت میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ جس طرح ایک زندہ انسان کو سعی اور کشمکش کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جس طرح اس کو آئے دن مختلف مشکلات اور ضرورتیں پیش آتی رہتی ہیں اسی طرح زندہ قوموں اور جماعتوں کے لئے یہ چیزیں لازمی اور لابدی ہیں۔ ان سے گھبرانا یا خوف کھانا افسردگی کی نشانی اور بزدلی کا ثبوت ہے۔ زندہ قومیں ایسا ہرگز نہیں کیا کرتیں اور ایسا کرنے والی قوموں کو کوئی بھی زندہ نہیں کہا کرتا۔

جماعت احمدیہ لاہور ایک زندہ جماعت ہے۔ ایک زندہ شخص یا جماعت کو جو ضرورتیں اور مشکلات پیش آیا کرتی ہیں وہ اسے بھی آئے دن آتی رہتی ہیں۔ ان کا حل صرف یہی ہے کہ زندہ دلوں اور بہادروں کی طرح ان کے لئے مردانہ وار کوشش کی جائے۔ آج کل انجمن پھر کچھ مالی مشکلات میں مبتلا ہو گئی ہے۔ جس کے لئے چند روز ہوئے دفتر تحصیل کی طرف سے چالیس ہزار روپے کی اپیل کی گئی تھی اس اپیل کی وجہ سے بعض احباب کو کچھ غلط فہمی ہو گئی تھی جس کا ازالہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی اس تحریر سے بخوبی ہو گیا ہے جو ۲۳ اپریل کے صفحہ ۲ پر جلی حروف میں شائع ہو چکی ہے۔ اس میں تبلایا گیا تھا کہ یہ مالی مشکلات انجمن کی کسی غفلت یا بے احتیاطی کا نتیجہ نہیں ہیں۔ بلکہ ان غیر معمولی اخراجات کا نتیجہ ہیں جو امسال انجمن کو برداشت کرنے پڑے۔ مذکورہ تحریر میں بالتفصیل تبلایا گیا تھا کہ احباب کے ترفعوں کی ادائیگی، برلن مسجد کے ملحقہ مکان کو نک کرنے اور جناب بیرن کے دورے کی وجہ سے انجمن کو تقریباً ۲۴۰۰۰ روپے کا غیر معمولی خرچ برداشت کرنا پڑا لیکن اس کے علاوہ تقریباً ساڑھے پانچ ہزار روپے کی ایک اور بھی رقم خرچ کی گئی جس کا ذکر محولہ بالا تحریر میں موجود نہیں۔ مسجد برلن کی زمین جس کمپنی سے خریدی گئی تھی اس نے حکومت جرمنی کے ایک جدید قانون کے ماتحت کچھ مزید رقم کا مطالبہ کیا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ قانون کے مطابق پورا کرنا پڑا۔ اس مطالبہ کی ادائیگی اور اس کے متعلق قانونی مشورہ حاصل کرنے پر تقریباً ساڑھے پانچ ہزار کی رقم خرچ ہوئی۔ گویا اس طرح غیر معمولی اخراجات کی میزان تقریباً تیس ہزار تک پہنچ گئی لیکن اس کے ساتھ ہی انجمن کے سر سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا۔ محولہ بالا تحریر میں یہ بھی بخوبی واضح کر دیا گیا تھا کہ اپیل میں چالیس ہزار کا جو قرضہ دکھایا گیا ہے اس کا بیشتر حصہ انجمن کی اپنی مدات کا ہے۔ لیکن بیرونی قرض کی طرح اس کا ادا ہونا بھی ضروری ہے۔ جہاں تک غلط فہمی کا تعلق تھا وہ دور ہو گئی۔ اب ہم اصل مطلب کی طرف آتے ہیں۔

دفتر تحصیل نے چالیس ہزار روپے کی جو اپیل کی ہے اس کی فراہمی اشد ضروری ہے۔ ہم ایک زندہ قوم ہیں اور انسانیت کے بلند ترین مقصد کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ ہمارا مقصد بلند پیہم قربانیوں اور کوششوں کا طالب ہے۔ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اس مقدس عہد کو کسی وقت بھی فراموش کرنا ایک احمدی کی شان کے سراسر خلاف ہے۔ یاد رکھو زندگی کا شجر قربانی و ایثار کے پانی ہی سے ہرا بھرا رہ سکتا ہے۔ گزشتہ سالوں میں جو تحریکات ہوئیں ان میں اکثر احباب نے پوری دریا دلی سے حصہ لیا۔ مگر ایسے دوست بھی موجود ہیں جو کسی وجہ سے اس میں شامل نہ ہو سکے۔ ان کو دفتر تحصیل کی تازہ اپیل پر توجہ کرنی چاہیئے۔ بے شمار دوستوں کے ذمہ دفتر تحصیل اور اخبارات وغیرہ کے بقایاجات ہیں۔ انہیں انجمن کی موجودہ مالی مشکلات کے پیش نظر بقایاجات کی ادائیگی کو اپنا اہم ترین دینی فرض سمجھنا اور جلد از جلد اس سے سبکدوش ہو جانا چاہیئے۔ ایسا نہ کرنا صرف قوم کے ساتھ ہی نہیں بلکہ خدا اور رسول کے ساتھ بے وفائی ہو گی۔

حکومت کی غیر دانشمندانہ حرکت

اخبار بین حضرت مولانا سید اسمٰعیل صاحب غزنوی کے نام سے بخوبی واقف ہوں گے۔ آپ نے کئی سال سے اپنے دیگر مشاغل کو ترک کر کے خدمت حجاج کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا مقصد قرار دے رکھا ہے۔ عرصہ ہوا تمام سیاسی تحریکات سے آپ عملاً علیحدہ ہو چکے ہیں گزشتہ سالوں میں آپ نے ہندوستانی حاجیوں کی جو قابل تعریف خدمات انجام دیں۔ ان سے حکومت اور عوام بخوبی واقف ہیں لیکن مقام افسوس ہے کہ حکومت نے ان تمام حقایق کی موجودگی میں کسی معقول وجہ کے بغیر امسال مولانا موصوف کو سفر حج سے روک دیا۔ ایک ممبر اسمبلی نے اس واقعہ کے متعلق استفسار کیا اس کے جواب میں حکومت کی طرف سے جو کچھ کہا گیا وہ بھی بالکل غلط اور بے بنیاد اور غیر معقول ہے۔ اس کی تفصیلات اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ حکومت کو یہ وہم ہے کہ مولانا کا سفر حج حکومت برطانیہ اور دوسری حکومتوں کے تعلقات کو ناخوشگوار بنانے کا موجب ہو سکتا ہے۔ حکومت کا عذر سراسر بے دلیل ہے۔ مولانا موصوف کا گزشتہ طرز عمل اس کی تائید نہیں کرتا۔ لیکن اس غیر معقول عذر کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی ایک مسلمان کو فریضۂ حج کی ادائیگی سے روکنے کے لئے وجہ جواز پیدا نہیں ہو سکتی۔ حکومت نے یہ غیر دانشمندانہ حرکت کر کے ایک شدید غلطی کا ارتکاب کیا ہے اس واقعہ کی وجہ سے اسلامی حلقوں میں جو بےچینی پیدا ہو چکی ہے اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ارباب حکومت کو اس غلطی کی تلافی اور آئندہ کیلئے اس قسم کے رنجدہ واقعات کے انسداد کی طرف جلد از جلد توجہ کرنی چاہیئے۔

جس کام کی بنیاد تقویٰ پر نہ ہو وہ ہلاکت کا موجب ہے

"زمیندار" کی گزشتہ معاندانہ تحریروں اور مخالفین جماعت احمدیہ کے باطل پروپیگنڈا سے اتنا تو ہوا کہ حنفیوں کی مساجد میں شیعہ حضرات کو بھی احمدیت کے خلاف تقاریر کرنے کا موقعہ ملا۔ احمدیت کی مخالفت میں مسلمانوں کا آریہ اور عیسائیوں سے اتحاد نظر آیا۔ اس اتحاد کی بنیاد نیک نیتی پر ہوتی تو یقیناً اس کے نتائج کچھ نہ کچھ بہتر ہوتے۔ اس تحریک میں سب سے پیش پیش مجلس دعوت وارشاد ایک نوزائیدہ انجمن تھی۔ اس کے ڈکٹیٹر ظفر علی تھے۔ اخبار "زمیندار" انکی قلابازیوں کا میدان تھا لیکن اس مخالفت کی بنیاد مولانا ظفر علی کی حد سے بڑھی ہوئی روپیہ کی حرص تھی۔ اس کا انجام جو کچھ ہونا تھا وہ نظر آ رہا تھا۔

چنانچہ اخبار سیاست میں اس کا بھانڈا پھوڑ دیا گیا۔ سکرٹری مجلس دعوت وارشاد کے مضمون کا اقتباس درج ذیل ہے:-

"کل مورخہ ۷ اپریل کو میں مولوی لال حسین اختر کے ہمراہ دفتر "زمیندار" میں حسب معمول گیا۔ لیکن "ضمانت فنڈ" کے سلسلہ میں جو خفت اور نامرادی اختر علی خاں کو لاہور۔ امرتسر۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ اور جہلم میں حاصل ہوئی ہے۔ اور مسلمانوں نے جس ہمہ گیر بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ اس کا تمام تر انتقام راقم الحروف سے "ابا کے بیٹے" نے اس طرح لیا کہ میں علم ادارت میں بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا۔ کہ اختر علی خاں نے جو آج کل غزنویوں کے آبا بنے پھرتے ہیں آ کر مجھے کہا کہ نکل جایئے صاحب یہاں سے۔ خالی کیجئے دفتر! میں حیران رہ گیا کہ آخر اس بداخلاقی اور بے تمیزی کی وجہ؟! ایک قومی اخبار کا دفتر بہ نسبت وہفت سالہ روایات اور لطف یہ کہ "زمیندار" اب کسی واحد شخص کی ملکیت نہیں!!

(جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے) لیکن اختر علی کے منہ سے کف جاری تھی۔ میں نے کہا۔ چلا جاتا ہوں۔ لیکن آپ پر یہ کیا مصیبت طاری ہوگئی ہے؟ ارشاد ہوا کہ اسی وقت عزت کے ساتھ چلے جایئے ورنہ میں پولیس کو اطلاع دیتا ہوں اور ساتھ ہی مجھے دھکے مارنا شروع کر دیا۔ دفتر والوں نے اُسے پکڑ لیا۔ ورنہ وہ تو آستینیں چڑھا کر پھر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

ایک اور واقعہ

یہ میرا ہی معاملہ نہیں بلکہ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے کہ مجلس دعوت و ارشاد کے ایک بزرگ اور قابل احترام رکن کو اختر علی نے دھمکی دی اور کہا کہ یہ لوگ حکومت کے ملازم رہ کر ایسی اسلامی تحریکوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ میں ان کو دکھا دونگا۔ دیکھ لیا آپ نے! یہ ہیں مولانا ظفر علی خاں صاحب کے فرزند رشید! جن کے ہاتھوں کسی مسلمان کی عزت محفوظ نہیں۔ میں مجلس دعوت و ارشاد کے معزز ارکان کی خدمت میں بادب درخواست کرونگا کہ وہ آئندہ سنبھل کر دفتر زمیندار میں تشریف لے جایا کریں خاتمہ پر میں یہ پیشگوئی بھی کئے دیتا ہوں کہ اختر علی نے مسلمانوں کی اس تحریک کے ساتھ جو تلعب کیا ہے اور اس سے مسلمانوں میں جو ہمہ گیر بیزاری کا جذبہ پیدا ہوا ہے اس کے زیر اثر اب اختر علی اس پر مجبور ہے کہ "زمیندار" میں عنقریب مسلمانوں کو مطمئن کرنے کے لئے اور ان کی اشک شوئی کے لیئے پھر قادیان کے خلاف مضامین کی اشاعت شروع کر دے۔

(سید سرور شاہ گیلانی (ملیگ) سکرٹری مرکزیہ مجلس دعوت و ارشاد (لاھور)

اس اقتباس پر ہم کسی مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ کیونکہ یہ خود ہی معاندین کے خبث باطن کی مکروہ تصویر کی پردہ دری کر رہا ہے۔

آریہ اور وید

بہت مدت کے بعد آریہ گزٹ مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا ویدوں کی اشاعت کے متعلق یہ لوگ جو کوشش کر رہے ہیں وہ ایک گونہ مسرت انگیز ہے۔ البتہ منتروں کو شوگر کوٹڈ کرنے کی بجائے اگر یہ لوگ مل جل کر نئے وید بنالیں تو وہ آئندہ نسلوں کے لئے ان پرانے ویدوں کی نسبت زیادہ مفید ہوں گے۔

ایک لمبا چوڑا مضمون کبوتر کے نئے معنے تراشنے پر لکھا گیا ہے ویدوں کی رو سے کبوتر ایک منحوس جانور ہے۔ جیسا کہ بائبل میں وہ روح القدس کا نمائندہ روحانی پرندہ سمجھا گیا ہے۔ ویدوں میں اس کو ہلاکت کا فرزند یا نترتی کا بیٹا سمجھا گیا ہے اور اس کا ذکر اکثر اُلو کے ساتھ کیا گیا ہے۔ پنڈت بھگت رام ایک دوسرے ہر بیہ فاضل سات و ایکر کی غلطی نکالتے ہوئے کبوتر کے معنے بجائے جانور کے عقلمند آدمی بتاتے ہیں۔ یوں تو سنسکرت گرامر کی اوٹ پٹانگ بھول بھلیاں سے جو جی چاہے بنالو۔ چور۔ اُلو۔ چنڈال بچھو۔ کونسا لفظ ہے جسکے معنے خدا اور پرماتما سنسکرت گرامر اور دیانندجی کی الٹی منطق کی بنا پر نہیں بنائے جا سکتے۔ لیکن سوامی دیانند جی نے خود کپوت کے معنے کبوتر اور اُلو کے معنے اُلو لیئے ترجمہ میں کئے ہیں۔ دیکھو یجروید ادھیاء ۲۴۔ منتر ۲۳ اور ۳۸ رگوید۔ منڈل ۱ سوکت ۳۰۔ منتر ۴۔ پنڈت بھگت رام اُلو کے معنے عقلمند بتاتے تو کوئی بات بھی تھی۔ پنڈت جی کی دلیل یہ ہے کہ رشی کبوتر نہیں ہو سکتا۔ منڈک (مینڈک) اور شنہ شیپ (کتے کا .....) کسی رشی کا نام ہو سکتا ہے تو کسی رشی کا نام کبوتر کیوں نہیں ہو سکتا ہے۔

سید حسن امام کی وفات حسرت آیات

سید حسن امام جو پٹنہ کے مشہور سیاسی لیڈر تھے ۱۹ر اپریل کو اس دار فانی سے وفات پاگئے۔ مولانا محمد علی۔ سر شفیع۔ اور سر علی امام کے بعد مسلمانوں کو یہ ایک اور صدمہ پہنچا ہے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

پٹنہ میں آپ کا جنازہ ایک عظیم الشان جلوس کے ساتھ ان کے گاؤں کو روانہ ہوا۔ ہائی کورٹ اور دوسرے سرکاری افسروں نے جلسہ میں اظہار ماتم کیا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ہم مرحوم کے متعلقین سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔

جناب میاں صاحب کی خدمت میں

۲۰ر اپریل کے "الفضل" میں جناب میاں صاحب کا ایک طول طویل خطبۂ جمعہ "خلیفہ وقت کی مجلس میں بیٹھنے والوں کیلئے چند ضروری آداب" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس کا مقصد خلیفہ وقت کی شان و اہمیت کا اظہار اور اپنے مریدوں کی بعض بیہودگیوں کی اصلاح معلوم ہوتا ہے۔ اس میں میاں صاحب موصوف نے اپنے مریدوں کو بہت سی غیر ضروری اور بے فائدہ باتوں کے ساتھ ساتھ بعض اچھی باتیں بھی تبلائی ہیں۔ اور اپنی کمزوری صحت اور عادات کو بیان کر کے چند نصیحتیں خاص طور پر کی ہیں۔ مثلاً فرماتے ہیں:-

"(تنگ) حلقہ میں سخت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ مجھے گلے اور آنکھوں کی ہمیشہ تکلیف رہتی ہے۔ پھر یہ حلقہ تو بڑی بات ہے۔ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر لیمپ کی بتی خفیف سی بھی اونچی رہے اور اس سے ایسا دھواں نکلے جو نظر بھی نہ آسکتا ہو تو مجھے نزلہ کھانسی اور نزلہ ہو جاتا ہے۔ ناک کی حس اللہ تعالیٰ نے ایسی تیز بنائی ہے کہ میں دوسرے لوگوں کی نسبت کئی گنا زیادہ بو یا خوشبو محسوس کر لیتا ہوں یہاں تک کہ جانوروں کے دودھ سے پہچان لیتا ہوں کہ انہوں نے کیا چارہ کھایا ہے۔ جس شخص کی ناک کی حس اتنی شدید واقع ہو وہ اس قسم کی باتوں سے (یعنے عدم صفائی۔ ہجوم اور تنگ حلقہ سے) بہت زیادہ تکلیف محسوس کرتا ہے"

امید ہے کہ میاں صاحب کے پیر پرست مرید اس خطبہ میں بیان شدہ "چند ضروری آداب" کی پوری پوری پابندی کرینگے اور آئندہ اپنے پیر کو شکایت کا موقعہ نہ آنے دینگے۔

جناب میاں صاحب نے اپنے مریدوں کو "دربار خلافت" کے آداب سکھلائے بہت اچھا کیا۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ موصوف کو قادیانی اخبارات، قادیانی مبلغوں اور قادیانی علماء کی عادات کی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر تبادلۂ خیالات و بحث کے وقت ضابطۂ اخلاق کی پابندی کچھ زیادہ ضروری نہیں سمجھتے۔ مذکورہ خطبہ میں جناب میاں صاحب نے اپنے مریدوں کی ایک بیہودگی کی خاص طور پر شکایت کی ہے۔ کہ دربار خلافت میں جب کوئی غیر قادیانی یا اختلاف رائے رکھنے والا شخص جناب میاں صاحب سے گفتگو کرتا ہے تو ان کے مرید خواہ مخواہ دخل دینا شروع کر دیتے ہیں۔ جناب میاں صاحب نے اس کو خلیفہ کی توہین قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:-

"غرض جب امام سے گفتگو ہو رہی ہو تو اس میں دخل نہیں دینا چاہیئے۔ کیونکہ اس طرح یا تو بات ناقص اور ادھوری رہ جائے گی اور یا یہ اثر پڑے گا کہ شاید امام اس کا جواب نہیں دے سکتا۔"

کاش قادیانی پریس خاصکر "الفضل" میاں صاحب کی اس زریں ہدایت کو سنے۔ "الفضل" کی تو یہ عادت ہو چکی ہے کہ جب کبھی ہم بارگاہ خلافت میں کچھ عرض کرتے ہیں۔ تو وہ خواہ مخواہ آکودتا ہے اور اخلاق و معقولیت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بے معنی باتوں۔ بودی دلائل اور گالیوں کا ایک ختم نہونے والا سلسلہ شروع کر دیتا ہے۔ گزشتہ جنوری ہی کی بات ہے ہم نے میاں صاحب کو نہایت ادب سے مخاطب کر کے چند سطر کا ایک نوٹ لکھا۔ موصوف کو تو جواب دینے کی جرأت نہوئی لیکن "الفضل" نے گالیوں اور بہتان تراشیوں سے اپنے صفحات سیاہ کرنے شروع کر دیئے۔ امید ہے آئندہ کے لئے ہمارا معاصر اس طرز عمل کو ترک کر دے گا۔ ورنہ ہر کوئی یہ سمجھنے کے لئے مجبور ہوگا کہ وہ اپنے واجب الاطاعت امام کی توہین و نافرمانی کر رہا ہے۔

آمد البشیر

ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب خلف الرشید جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کچھ عرصہ سے بغرض تعلیم انگلستان میں مقیم تھے۔ خدا کے فضل سے انہوں نے نہایت کامیابی سے اپنی تعلیم ختم کر لی ہے۔ اور ۱۵ر اپریل کو بعزم ہندوستان لندن سے رخصت ہوگئے ہیں۔ انشاء اللہ جرمنی۔ فرانس اور اٹلی ہوتے ہوئے ماہ مئی میں ہندوستان تشریف لے آئیں گے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو خیریت سے وطن پہنچائے۔ آمین۔

ایک ضروری درخواست

انجمن نے گو اپنے حساب کتاب کی آڈٹ کے لئے ایک آدمی مقرر کیا ہوا ہے۔ لیکن فرید اطمینان کے لئے مزید ضروری معلوم ہوتا ہے کہ باہر سے کوئی دوست سال میں ایک دفعہ حساب کو آڈٹ کر لیا کریں۔ خواہ سال کے صرف ایک ماہ کا حساب ہی ہو اس غرض کے لئے اپنی جماعت کے آڈیٹروں سے درخواست ہے کہ ان میں جو اصحاب ایک ماہ یا کم از کم دس پندرہ روز کی رخصت حاصل کر کے حساب کے آڈٹ کے لئے تشریف لا سکتے ہوں وہ مطلع فرمائیں (سکرٹری)

قارئین کرام

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ (مینیجر)

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

پر

تبدیلی دعوے کا غلط الزام !

(۲)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

دعوے میں کبھی تبدیلی نہیں کی

حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ نبوت ابتداء سے لیکر آخر تک یکساں چلا چلتا ہے۔ آپ نے کبھی دعویٰ نبوت سے انکار نہیں کیا۔ نہ مدعیٔ نبوت ہونا ایک لعنتی آدمی کا کام بتایا۔ جب سے آپ منصب نبوت و رسالت پر خدا کی طرف سے مامور ہوئے آپ کا دعویٰ نبوت و رسالت کا بغیر کسی انکار یا تاویل کے آخر تک برابر یکساں رہا۔

فضیلت کا اظہار ابتدا سے ہوتا رہا

دیگر انبیاء پر آپ کی فضیلت کے امور جیسے مدینہ میں ظاہر ہوتے رہے ویسے ہی مکہ میں ان کا اظہار ہوتا رہا۔ آپ کی فضیلت کے بنیادی تیجر دو امور ہو سکتے ہیں۔ ایک تو وہ مقام قرب جو آپؐ کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاصل تھا۔ دوم آپ کی رسالت کا برخلاف دیگر انبیاء کے تمام عالم اور تمام زمانوں کے لیئے عالمگیر ہونا۔ سو ان دونوں امور کا اظہار مکی سورتوں میں بڑے زور سے ہوا۔ اور ابتدائی مکی سورتوں تک میں ان باتوں کا ذکر موجود ہے۔

قرب الی اللہ کیوجہ سے فضیلت

(۱) قرب الٰہی کے اعلیٰ ترین مقامات کا اظہار مکی سورتوں میں جس قدر ہوا ہے مدنی سورتوں میں بھی اتنا نہیں۔ سینکڑوں آیات جو آپ کے قرب الی اللہ کے متعلق ہیں مکی سورتوں میں مذکور ہیں معراج نبوی بھی مکہ شریف میں ہی ہوا۔ جس میں آپ کے مقام قرب کو تمام انبیاءؑ سے بدرجہا بلند تر دکھایا گیا جیسا کہ کسی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے ؎

شب معراج عروج تو گزشت از افلاک
بمقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی !

سورۂ بنی اسرائیل جس میں معراج کا ذکر ہے وہ بھی مکی ہے سورہ النجم جس کے پہلے رکوع کی بہت سی آیات آپ کے قرب الٰہی کے انتہائی مقام پر پہنچنے پر شاہد ہیں وہ مکہ کے ابتدائی زمانہ کی نازل شدہ ہیں۔ ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ کی مشہور آیت جس میں آپ کا سب نبیوں سے بڑھکر قرب الٰہی کا انتہائی مقام حاصل کرنے اور آپ کی عالمگیر شفاعت کا ذکر ہے جس سے بڑھکر اور کوئی مقام انسانی کمالات کا متصور نہیں۔ وہ اسی سورۂ النجم کی ہی آیت ہے ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ عند سدرۃ المنتہیٰ اور ماذاغ البصر وما طغیٰ کی مشہور آیات جو آپ کے بارے میں نازل ہوئیں اور جن سے بڑھکر معرفت الٰہی اور مشاہدۂ جمال باری تعالیٰ انسان کے لیئے ممکن نہیں۔ اور جو تمام دیگر انبیاء و اولیا سے آپ کو ممتاز کر رہی ہیں۔ وہ اسی سورۂ النجم کی آیات ہیں مقام محمود کی خوشخبری جو آپ کا امتیاز خصوصی ہے سورۂ بنی اسرائیل میں آپ کو دی گئی۔ جو ایک مکی سورت ہے۔ پس قرب الٰہی کے لحاظ سے آپ کی فضیلت کل انبیاء و اولیاء پر جو ہو سکتی ہے وہ سب مکی سورتوں میں ہے اور ابتدائی زمانہ کی نازل شدہ آیات ہیں

عالمگیر رسالت کی وجہ سے فضیلت

(۲) اسی طرح آپ کی عالمگیر رسالت کا ذکر جو بنیادی طور پر آپ کی دوسری وجہ فضیلت ہے۔ مکی سورتوں میں موجود ہے۔ مکی سورتوں میں ایک طرف تو آپ کے سوا کل انبیاء کی رسالت کو قومی قرار دیا ہے۔ مثلاً حضرت نوحؑ کی نسبت فرمایا لقد ارسلنا نوحاً الیٰ قومہ اور ہم نے نوحؑ کو اپنی قوم کی طرف بھیجا۔ حضرت ہود کی نسبت فرمایا والیٰ عادٍ اخاھم ھوداً۔ یعنے ہود کی رسالت عاد قوم کیلئے تھی۔ والیٰ ثمود اخاھم صالحاً۔ اور صالحؑ کی رسالت ثمود قوم کے لئے تھی۔ اسیطرح مختلف انبیاء کا ذکر کیا ہے اور انہیں قومی نبی بتاتے گئے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ اور ان کے سلسلہ کے تمام نبیوں کو بنی اسرائیل کے نبی قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ فرعون سے صرف اتنا مطالبہ کیا ہے کہ ان کی قوم کو آزاد کردے۔ ——— ان کے بالمقابل آنحضرت صلعم کی رسالت کا عالمگیر ہونا بڑی شد و مد سے بیان کیا ہے اور اس کا اکثر حصہ مکی سورتوں میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ سورۂ السبا میں جو مکی سورت ہے۔ آپ کی عالمگیر رسالت کا دعویٰ کس صفائی سے موجود ہے فرماتے ہیں وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ اور ہم نے تجھے تمام دنیا کے لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اسی طرح سورہ رعد میں جو مکی سورت ہے فرماتے ہیں" انما انت منذرٌ ولکل قومٍ ھاد " بے شک تو ڈرانے والا اور ہر ایک قوم کیلئے ہادی ہے۔ سورۂ الانعام میں جو مکی سورت ہے۔ فرماتے ہیں" واوحی الیّ ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ اور میری طرف یہ قرآن وحی کیا جاتا ہے تاکہ میں تمہیں اس کے ساتھ ڈراؤں اور ہر ایک اس شخص کو جسے یہ پہنچے" مکان اور زمانہ کے لحاظ سے اس سے بڑھکر وسعت ممکن نہیں۔ فرمایا دنیا کا کوئی گوشہ ہو اور زمانہ کوئی سا بھی ہو ہر ایک وہ شخص جس تک قرآن پہنچ گیا وہ اس کے ماننے کا مکلف ہے۔ اسیطرح سورۂ الفرقان میں جو مکی سورت ہے فرماتے ہیں تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیراً۔ بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ پر فرقان نازل فرمایا تاکہ وہ تمام عالمین کیلئے نذیر ہو۔ پھر سورہ الانبیا میں جس کا نزول ابتدائی زمانہ مکہ کا ہے فرماتے ہیں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ اور ہم نے نہیں بھیجا تجھے مگر تمام دنیا جہانوں کے لئے رحمت بنا کر گویا آپ کی رسالت تمام عالموں کے لئے ایک رحمت ہے۔

فضیلت کا علم ابتدا سے تھا

اس قدر مکی آیات کے نزول کے باوجود جن میں سے چند یہاں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں کسی عقلمند کو مطلق کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ دیگر انبیاء پر آنحضرت صلعم کی فضیلت کے لیئے جو ضروری امور تھے ان سب کا اظہار مکی سورتوں میں بڑی صفائی اور شد و مد سے ہو چکا تھا اور جب ہر ایک عامی آدمی بھی یہ باتیں سمجھ سکتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ آنحضرت صلعم نے اس قدر آیات کے نزول کے بعد بھی سمجھا نہ ہو۔ اور نہ صرف قرآنی آیات کے ذریعہ ہی آپ کو علم دیا گیا بلکہ آپ کو معراج کے ذریعہ یہ سارا نظارہ اور اپنا مقام اور اعلیٰ شان آنکھوں سے دکھا دیا گیا تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ مدینہ میں جاکر جب یہودی قوم سے آپ کا واسطہ پڑا تو آپ فرمانے لگے کہ موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ مجھے یونسؑ پر فضیلت نہ دو۔ کیا محمد رسول اللہ صلعم کو قرآن کا علم نہ تھا ؟ کیا آپ کو اپنے مقام عالی کا پتہ نہ تھا ؟ کیا آپ کو معراج پر یقین نہ تھا ؟ اگر باوجود اس قدر علم کے ذرائع کے ہوتے ہوئے آپ کو نعوذ باللہ اتنا بھی فہم نہ تھا جتنا ایک عامی آدمی کو بھی ہوتا ہے تو آپ کی نبوت اور تمام تفصیلات شریعت سے امان اٹھ جاتا ہے جو اتنے عرصہ تک آپؐ لوگوں کو تعلیم دیتے رہے۔ تیرہ سال مکہ میں اور کئی سال مدینہ میں آپ اپنی صحیح پوزیشن کو سمجھے ہی نہیں تو پھر ایسے شخص کی تعلیم شریعت پر اعتبار ہی کیا رہ جاتا ہے ؟!

محمودیوں کی مغالطہ دہی

مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ محمودی لوگوں کی نہایت درجہ کی چالاکی ہے جو محض دھوکہ دینے کی خاطر کہہ دیتے ہیں کہ ابتدا میں آپ کہتے رہے کہ مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو۔ لیکن بعد میں جب سمجھ آگئی تو کہنے لگے میں سب سے افضل ہوں۔ گویا ان کے پاس آنحضرت صلعم کی کوئی ڈائری تاریخوار محفوظ اور موجود ہے جس پر سے یہ دیکھ دیکھ کر ایسا کہہ رہے ہیں۔ دنیا میں فرضی واقعات کا سلسلہ جو آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کیا گیا اور موضوعات کا جو ایک انبار بن گیا وہ اسی قسم کے لوگوں کے ذریعے بنا کہ جیسا موقعہ دیکھا اپنا الو سیدھا کرنے کے لیئے کسی واقعہ کو

اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیا۔ بظاہر کیسے بھولے پن اور سادگی سے لیکن درحقیقت نہایت چالاکی سے ایک افسانہ گھڑ کر بنا دیا کہ ابتدا میں تو کہتے رہے کہ مجھے موسیٰ پر اور یونسؑ پر فضیلت نہ دو اور بعد میں دعویٰ کر دیا کہ کہ میں سب سے افضل ہوں۔

مدنی واقعات سے غلط استدلال

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ابتدائی زمانہ سے ہی قرآن کے ذریعہ اور مکاشفات کے ذریعہ ان تمام امور کا آپ کو علم دیا گیا۔ جو آپ کی فضیلت پر دال ہیں۔ کیا بلحاظ قرب الٰہی کے اور کیا بلحاظ آپ کی عالمگیر رسالت و نبوت کے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ **اور یہ کلمات جو آپؐ نے فرمائے ہیں کہ مجھے موسیٰؑ اور یونس پر فضیلت نہ دو۔ یہ بہت بعد میں مدنی زمانے کے واقعات ہیں جب آپ کا واسطہ** بنی اسرائیل قوم سے پڑا ہوا تھا۔

قرآنی آیات کے خلاف احادیث کے معنی نہیں لئے جا سکتے

ظاہر ہے کہ ان کلمات کا یہ مطلب تو نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنے آپکو حضرت موسیٰ اور حضرت یونسؑ سے افضل نہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ صریح طور پر اور کثرت سے **آیات قرآنی اس کے خلاف ہیں**۔ اور جس وقت کا یہ واقعہ بیان کیا جاتا ہے اس وقت وہ کبھی کی نازل شدہ تھیں اور **اس بنا پر اگر ہم ان روایات کو رد کر دیں تو ہم حق بجانب ہیں** لیکن اگر ان روایات کا مطلب سمجھنے سے قبل ہم واقعات پیش آمدہ پر ذرا سا بھی غور کریں اور عقل سلیم سے کام لیں تو ان روایات کا مطلب نہایت آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ والا واقعہ

بات یہ تھی کہ مدینہ میں مسلمانوں کو یہود سے واسطہ پڑا ہوا تھا۔ اور صحابہ کرام وقتاً فوقتاً یہود میں بھی جا کر تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ایک صحابی ایک یہودی سے بحث کر رہے تھے اس ضمن میں انہوں نے آنحضرت صلعم کی فضیلت کا ذکر کر دیا جو آپ کو حضرت موسیٰ پر تھی۔ یہ اس یہودی کو بُری لگی۔ اس نے آنحضرت صلعم کی شان میں گستاخی کی اس پر اس صحابی اور یہودی کے درمیان سخت لڑائی ہو گئی۔ یہ واقعہ ہمارے نبی کریم صلعم کے حضور میں بھی پیش ہوا۔ آپ نے صحابی کے طریقۂ تبلیغ کی اصلاح کے لئے فرمایا۔ کہ یہ ٹھیک نہیں کہ تم موسیٰ پر میری فضیلت کا ذکر چھیڑ دو۔ آپ کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ ایسا طریقہ تبلیغ درست نہیں ہوتا کہ مخاطب کے مسلمہ بزرگ یا پیشوا کی کسی رنگ میں توہین مقصود ہو اور وہ اس سے مشتعل ہو کر بجائے سنورنے کے بگڑ جائے محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت منوانے کے لئے آج بھی یہ کوئی ضروری امر نہیں کہ سب سے پہلے آپؐ کی فضیلت کو تمام دیگر انبیاء پر منوایا جائے اور اس سے غیر مسلم پبلک کو مشتعل کر دیا جائے۔ بلکہ یہ وہ امور ہیں کہ جیسے جیسے آپ کے متعلق کسی کی معرفت بڑھے گی ویسے ویسے اسے آپکی فضیلت اور شان کی سمجھ آتی جائے گی۔ پس کسی صحابی کے طریقہ تبلیغ کی اصلاح پر جو کچھ آپؐ نے ارشاد فرمایا اس سے یہ مطلب لینا کہ آپ قرآنی آیات کے خلاف اپنے منصب کو سمجھتے نہ تھے سخت گستاخی ہے۔

حضرت یونسؑ والا واقعہ

اسی طرح حضرت یونسؑ کا واقعہ ہے۔ حضرت یونسؑ سے فضیلت کی بحث کو بھی آپ نے اسی وجہ سے روکا کہ اس سے ان کی تحقیر متصور تھی بات یہ تھی کہ مکہ معظمہ میں قرآن کریم میں صریح طور پر آپ پر حکم نازل ہو چکا تھا۔ **فاصبر لحکم ربک ولا تکن کصاحب الحوت اذ نادیٰ وھو مکظوم ○ لولا ان تدارکہ نعمۃ من ربہ لنبذ بالعراء وھو مذموم** (الملک) پس اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر کئے رہو۔ اور صاحب الحوت یعنے یونسؑ کی طرح نہ بنیو۔ جب کہ انہوں نے دل تنگ ہو کر خدا کو پکارا۔ اگر ان کے رب کا فضل دستگیری نہ کرتا تو چٹیل میدان میں وہ اس حال میں پھینکا جاتا کہ حالت بہت بُری ہوتی"۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت یونسؑ سے ایک غلطی ہو گئی تھی اور وہ یہ کہ انہوں نے اپنے رب کے حکم کا انتظار نہیں کیا۔ اور جلد بازی کر کے چل پڑے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بہت تکلیف اٹھائی۔ اور خدا نے اپنے فضل سے اگر ان کی دستگیری نہ فرمائی ہوتی تو حالات بہت بُرے ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی غلطی سے آنحضرت صلعم کو روکا ہے۔ اور اس غلط نمونہ سے بچنے کے لئے تاکید کی ہے۔ اور اسی لئے آپ نے اگرچہ اپنے تمام صحابہ کو مدینہ بھیج دیا لیکن خود باوجود قتل کی دھمکیوں اور صدہا تکالیف کے مکہ سے نہ ہلے جب تک خدا کا حکم نہ آ لیا۔ حضرت یونسؑ نے جو کچھ کیا اگرچہ وہ کوئی گناہ نہ تھا۔ لیکن بحیثیت نبی اور رسول ہونے کے انہوں نے قدم ضرور غلط اٹھایا تھا۔ لہٰذا مسلمان اگر آنحضرت صلعم کا مقابلہ حضرت یونس سے کرتے تو آنحضرت صلعم کی فضیلت کا جہاں ذکر ہوتا وہاں حضرت یونسؑ کی اس غلطی کی وجہ سے ان کی توہین ہو جانی لازمی امر تھا۔

ایک نبی کو تذلیل سے بچایا

پس اگر اس روایت کو درست مانا جائے تو اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے نہ چاہا کہ اس قسم کے مقابلہ سے ایک نبی کی عزت کو صدمہ پہنچے۔ اور ساتھ ہی بنی اسرائیل قوم کی دلآزاری ہو۔ آپ نے جو اعلیٰ درجہ کی استقامت کا نمونہ مکہ میں دکھایا۔ اور وہاں سے نہ نکلے۔ جب تک خدا کا حکم نہ آیا۔ اسے آپ کی کسر نفسی اور عالی حوصلگی نے اپنے نفس کی طرف منسوب نہ کیا بلکہ خدا کے فضل کی طرف منسوب کیا۔ اور اس معاملہ میں اپنی فضیلت کو حضرت یونسؑ کے مقابلہ میں لانے سے احتراز کیا۔ اور یہ آپ کی کمال شرافت اور انکسار اور بے نفسی اور عالی حوصلگی پر دلالت کرتا ہے۔ نہ کہ آپ کی عدم فضیلت یا عدم واقفیت پر۔ —— ایک غور کرنے والے انسان کی روح وجد کر اٹھتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کس قسم کے بلند اخلاق کا انسان ہے کہ جانتا ہے کہ میری نبوت کا مقام بہت عالی اور میری رسالت تمام عالموں کے لئے ہے۔ وہ دشمنوں کے درمیان ہر ایک قسم کی مصیبت اور دکھ اور قتل کی دھمکیوں کے باوجود استقامت کا ایسا بے نظیر نمونہ دکھاتا ہے کہ حضرت یونسؑ کے نمونہ کو اس کے سامنے لاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ لیکن باوجود اپنی تمام فضیلتوں کے وہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا مقابلہ کسی دوسرے نبی سے کیا جائے جس کی رسالت محض ایک قوم کی طرف تھی اور جس کے پائے استقامت میں ایک نازک وقت میں لغزش آ گئی تھی کیونکہ اس طرح اس نبی کی توہین متصور ہے۔

حضرت یونس کی خصوصیت کیوں؟

ورنہ مجھے یہ بتایا جائے کہ صرف حضرت یونسؑ کی نسبت فرمانے کی کیا ضرورت تھی کہ ان سے فضیلت نہ دی جائے آخر ہزار ہا انبیاء گزرے ہیں۔ یوشع۔ داؤد۔ سلیمان۔ شمویل۔ یسعیاہ۔ دانیال۔ زکریا۔ یحییٰ۔ عیسےٰ علیہم السلام وغیرہ وغیرہ ان کی نسبت کیوں نہ فرمایا کہ مجھے ان سے فضیلت نہ دو آخر حضرت یونس کی اس میں خصوصیت کیا تھی۔ حضرت موسیٰؑ کے متعلق تو ایک صحابی کا یہودی سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ اس لئے اس طریق تبلیغ سے روک دیا۔ لیکن حضرت یونسؑ کے بارے میں تو کوئی جھگڑا نہ ہوا تھا۔ تو تمام نبیوں میں سے صرف حضرت یونسؑ کو اس امر کے لئے انتخاب کرنا کہ ان پر مجھے فضیلت دینے والا غلطی کرتا ہے۔ آخر کوئی وجہ رکھتا ہے۔ اور وہ یہی ہے کہ سارے قرآن میں نبیوں میں ایک حضرت یونسؑ ہی ہیں جن کی ایک ایسی غلطی کا ذکر ہے جس سے بچنے کے لئے خدا نے آنحضرت صلعم کو تاکید کی تھی پس آپ نے بھی خصوصیت سے اپنی امت کو حضرت یونسؑ کو بھی آپ کے مقابلہ میں لانے سے روک دیا۔ اور جس غلطی میں حضرت یونسؑ مبتلا ہو گئے تھے اس سے اپنے بچ جانے کو محض خدا کا فضل قرار دیا نہ کہ اپنے نفس کی فضیلت۔ اسی لئے فرمایا کہ جو یونسؑ پر مجھ کو فضیلت دیتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔ اور یہ وہی فضیلت تھی جو آپ کی مکہ میں استقامت میں ہمیں نظر آتی ہے۔ اور حضرت یونسؑ میں اس کا شمہ بھی نظر نہیں آتا۔ پس آپ کی عالی حوصلگی اور منکسر المزاجی نے نہ چاہا کہ اسے آپ کے نفس کی بڑائی کی طرف منسوب کیا جائے بلکہ خدا کے فضل اور احسان کی طرف منسوب کر کے اپنے نفس کو یونسؑ کے برابر قرار دیکر ان کی عزت کو قایم رکھا۔

بے نظیر خلق محمدی

اور یہ وہ خلق عالی ہے جو محمد رسول اللہ صلعم سے ہی مخصوص ہے۔ اور آپ کے **سید ولد آدم** ہونے پر حجت قاطع ہے ایک شخص سب نبیوں سے افضل ہے مگر ایسے مقابلہ سے جس سے کسی خاص نبی کی توہین متصور ہو اپنی امت کو روک دیتا ہے۔

محمد رسول اللہ قرآن کریم کے خلاف نہیں کہہ سکتے

اس حدیث کا مطلب ایسا کبھی نہیں لیا جا سکتا جس سے ایسا معلوم ہو کہ آنحضرت صلعم قرآن کی تکذیب کر رہے ہیں اور نعوذ باللہ اس خدا کو جھوٹا کہہ رہے ہیں جس نے آپ کی فضیلت کو تمام عالم اور جملہ انبیاء پر قایم کیا تھا۔ اور حضرت یونسؑ کی غلطی کو واضح کر کے دکھایا تھا۔ کیونکہ یونسؑ پر آپکی فضیلت کا اظہار کرنے والا تو سب سے پہلے خدا تھا۔ تو کیا **نعوذ باللہ** آپ خدا کو جھوٹا کہہ رہے ہیں حاشا وکلا!! ہرگز نہیں۔ آنحضرت صلعم کا دامن اس افترا سے پاک ہے۔ جو محمودی آپؐ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ بلکہ بات اصل یہی ہے کہ آپؐ نے حضرت یونس کی لغزش کے مقابلہ میں اپنی استقامت کو سامنے لاکر آپؐ کی فضیلت پر استدلال کرنے سے روک دیا کہ اس میں ایک نبی کی ہتک متصور تھی۔ آپ نے نہایت کسر نفسی سے اپنی فضیلت نفس کی طرف منسوب نہیں کیا بلکہ خدا کا فضل و احسان قرار دیا۔ اور یہ خلق محمدی کا عجیب دلربا نقشہ ہے۔

شیوۂ اہل باطل

اہل باطل کا قاعدہ ہے کہ وہ ہمیشہ مخاطب کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی حالت ہمارے محمودی دوستوں کی ہے۔ اس لئے میں ان کے ایک مغالطہ سے خبردار کر دینا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ لوگ نبوت کے متعلق تبدیلی دعویٰ کی تائید میں حضرت مسیح موعود کے اس تبدیلی عقیدہ کو پیش کر دیا کرتے ہیں جو انہوں نے وفات مسیح کے بارے میں کی۔ یعنے آپ نے براہین احمدیہ میں انہیں زندہ آسمان پر لکھدیا تھا اور بعد میں ان کی وفات کا اعلان کیا۔ لیکن یہ ایک مغالطہ ہے۔ بات یہ ہے کہ **عقیدہ اور دعویٰ — دو مختلف چیزیں ہیں**۔

عقیدہ اور اس میں تبدیلی

عقیدہ اسے کہتے ہیں جو ایک شخص کسی دوسرے آدمی یا مسئلہ کی نسبت مذہبی طور پر اپنی رائے رکھتا ہے۔ اس میں تبدیلی کرنا اگر بعد تحقیقات قبول صداقت کے رنگ میں ہو تو نہایت مستحسن امر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی کرشن کو نبی نہیں سمجھتا تھا۔ بعد تحقیقات اس نے ہندوستان کا گزشتہ زمانہ کا نبی تسلیم کر لیا۔ یا وہ مسیح کو زندہ آسمان پر مانتا تھا لیکن بعد

کیفیات وہ انہیں وفات یافتہ ماننے لگا۔ **یا حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو نبی مانتا تھا اور بعد میں سمجھ آگئی اور یہ عقیدہ چھوڑ دیا۔ اور ظلی نبی کو نبی ماننے کے عقیدہ سے تائب ہوگیا۔ تو یہ امور نہایت مستحسن اور قابل ستائش ہیں۔** اور ایک محقق کے شایان شان ہیں۔

دعویٰ اور اس میں تبدیلی

لیکن دعویٰ اس سے مختلف چیز ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص مذہبی طور پر کوئی اپنی حیثیت اور مقام لوگوں کے سامنے پیش کرے اور اگر وہ مامور من اللہ ہے۔ تو اپنا عہدہ جو لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے اس کا خدا کی طرف سے اعلان کرے۔ پس اگر ایک شخص آج کچھ دعویٰ کرے اور کل کچھ۔ اور آج جس دعوے کو وہ پیش کر رہا ہو اس پر اس وقت تو اسے اتنا اصرار ہو کہ اس کے سوا اگر کوئی اس کی طرف کچھ منسوب کرے تو اسے افترا قرار دے۔ اور اس پر لعنتیں بھیجے لیکن کل اسی دعویٰ کا مدعی بن بیٹھے جس پر خود ہی لعنتیں کر رہا تھا۔ تو فرمائیے اس کے سوا کیا ماننا پڑے گا کہ یا تو یہ شخص خود مفتری ہے جیسا موقعہ دیکھتا ہے ویسا دعویٰ کرنے لگ جاتا ہے۔ یا اس کا دماغ درست نہیں۔ اور اگر اس کا دماغ درست ہے اور مفتری بھی نہیں۔ تو پھر جو اس کا سرچشمہ علم ہے وہ خدا نہیں۔ کیونکہ خدا اسے علم دینے والا ہوتا تو وہ اسے صحیح علم دیتا جس منصب پر اسے کھڑا کیا تھا اس کے متعلق اس کا قلب اور دماغ روشن کر دیتا۔ خدا ایسا عاجز تو نہیں ہے کہ وہ جسے نبی بنا دے تو اسے سمجھا بھی نہ سکے کہ تو نبی ہے۔ اس کا بولنا انسان کا بولنا تو نہیں کہ بعض دفعہ انسان اپنا مافی الضمیر مخاطب کو سمجھا نہیں سکتا۔ اور جسے پیغام بر بنا کر بھیجتا ہے بعض دفعہ وہ اچھا آدمی ثابت نہیں ہوتا۔

خدا کا انتخاب اور علم صحیح

یہ تو خدا کا انتخاب ہے۔ خدا کا بولنا ہے۔ وہ جب ایک شخص کو نبی یا مامور بناتا ہے تو ساتھ اس کے اپنے عہدہ کا علم بھی اس کے دل و دماغ پر روشن کر دیتا ہے۔ ورنہ یہ تو **پھر ایک تماشہ اور مظاہرہ خدا کے عجز اور بے لبسی کا ہوگا۔** کہ اس نے ایک شخص کو نبوت کے عہدہ پر سرفراز کر کے لوگوں کی طرف بھیجا لیکن وہ اپنا عہدہ کچھ کا کچھ بتا رہا ہے۔ اور بجائے نبی کے اپنے تئیں مجدد قرار دے رہا ہے۔ مخالف دشمن کہہ رہے ہیں کہ "حضرت آپ بھولتے ہیں آپ تو نبوت کے مدعی ہیں"، تو وہ یک مرتبہ برافروختہ ہو کر نبوت کے مدعی کو کافر خارج از اسلام قرار دینے لگتا ہے۔ اور ایسے شخص پر لعنتیں بھیجتا ہے۔ اور خدا ہے کہ حیران ہے۔ کہ کیا کریں دشمن سچ کہہ رہا ہے اور میرا نبی یہ کیا مضحکہ انگیز حرکتیں کر رہا ہے کہ خود اپنے مقام پر لعنتیں بھیج رہا ہے شاید کوئی کہے کہ خدا کسی کو زبردستی ہدایت نہیں دیا کرتا تو میں کہتا ہوں یہ سچ ہے زبردستی ہدایت نہ کرے۔ لیکن جسے نبوت کے منصب پر کھڑا کرتا ہے۔ اسے یہ تو سمجھ دیدے کہ میں نبی ہوں۔

حضرت مرزا صاحب سے دشمنی

ورنہ یہ وہ مثل ہوگی کہ "من چہ می سرایم و طنبورہ من چہ می سراید"

خدا تو کہے کہ تو نبی ہے۔ اور نبی کہتا پھرے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ اور اس انکار پر اصرار اس قدر کہ اپنے دعوے کو دعویٔ نبوت قرار دینے والے کو مفتری اور جھوٹا قرار دے۔ دوسرے لفظوں میں اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ خود خدا کو جھوٹا اور مفتری کہہ رہا ہے۔ کیونکہ اس کو نبی کہنے والوں میں سب سے پہلا نمبر تو خود خدا کا ہے۔ آخر خدا کو یہ تماشا دکھائے بغیر نعوذ باللہ چین نہیں پڑتا تھا کہ خدا کچھ کہہ رہا ہے اور نبی کچھ کہہ رہا ہے۔ پھر اس عجیب و غریب ہنسی ٹھٹھے پر یہیں تک بس نہیں کی بلکہ سن ۱۹۱۴ء میں ایک مرید کی کسی غلطی پر چونک کر یک مرتبہ اسی نبوت کا دعویٰ شروع کر دیا جسے کل تک کفر اور افترا قرار دے رہے تھے۔ کل تک جس دعوے پر لعنتیں بھیجتے رہے اسی کے مدعی بن گئے۔ اور اس دعوے کے اعلان کے سات سال بعد فوت بھی ہو گئے۔ آخر حضرت مرزا صاحب سے کوئی دشمنی ہے جو ان کی پوزیشن کو اس قدر بھونڈا اور مضحکہ انگیز بنا کر ان کی توہین کر رہے ہو؟ کوئی دشمن ایسی باتیں کہتا تو افسوس نہ ہوتا۔ یہ دوستی کے پردے میں دشمنی ناقابل برداشت ہے۔

مامور کا دعویٰ علم صحیح پر مبنی ہوتا ہے

نبی ہو یا مامور من اللہ محدث ہو جو شخص خدا کی طرف سے ایک دعوے کا اعلان کرتا ہے۔ اس کا دعوےٰ ایک علم صحیح پر قائم ہوگا یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ اس دعوے کو بعد میں بدل کر اپنی پوزیشن کو ناقابل اعتنا دبنا دے۔ جو شخص آج ایک دعوےٰ کرے کل اسے بدل کر بالکل اُلٹ کر دے۔ یعنے کل تک جس دعوے کو افترا کہا تھا آج اسی کا دعوےٰ شروع کر دے۔ تو پھر اس نے اس بات پر مہر لگا دی کہ اس کا سرچشمہ علم خدا نہیں۔ یا وہ مفتری ہے۔ یا مجنون ہے۔ یا اگر مفتری اور مجنون نہیں تو پھر جو اسے علم دے رہا ہے وہ خدا نہیں۔ خدا جسے کسی منصب پر کھڑا کرتا ہے تو اسے اس کا علم بھی صحیح دیا کرتا ہے۔ **یہ ناممکن ہے کہ خدا کسی کو ایک منصب پر کھڑا کرے اور خود اسے اپنے منصب کے متعلق صحیح علم نہ دے۔**

(اسی صفحہ کے تیسرے کالم کا بقیہ)

خدا! تیرے ماں باپ نہیں ہیں۔ تو کسی کا ماں باپ نہیں ہے مگر تو نے یہ ماں کیسی چیز بنائی ہے۔ تو اس پر کیا وحی نازل کرتا ہے۔ جو اپنے بچوں پر رسولوں، پیغمبروں کی طرح مہربان ہوتی ہے؟

مجھے تو نے کچھ نہیں دیا اگر ماں نہ دی۔ مجھے کہنے دے کہ کچھ نہیں لیا۔ اگر ماں کا پیار میرے سر پر سے اٹھا لیا۔ ماں نہیں تو جینے کا مزہ نہیں۔ ہنسنے کا مزہ نہیں۔ رونے کا مزہ نہیں۔ وہ ہو تو دنیا کے ہر غم میں راحت ہے۔ ہر تکلیف میں آسائش ہے۔

مجھے بتاؤ! تم میں سے کون کون شخص کو خوشی نصیب ہے۔ جس کی ماں زندہ ہے۔ اس پر ساری کائنات صدقے کر کے پھینک دوں؟ وہ کون ایسا بدنصیب ہے جس کو ماں کی نعمت میسر ہے اور وہ اس کی قدر نہیں کرتا؟ سامنے آئے میں اس کو دونوں جہانوں سے مٹا دوں!

اے ماں! اگر تو جیتی ہے تو تجھ پر سلام۔ مر گئی ہے تو بےشمار رحمت!

میری اماں! میری اماں!! میں تجھ کو کیونکر یاد کروں!

(ماخوذ)

ضروری اطلاع

۳۰ر اپریل کی اشاعت حسب معمول ناغہ ہوگی آئندہ پرچہ **ماہوار ایڈیشن** ۳ مئی کو شائع ہوگا۔ قارئین کرام نوٹ فرما لیں۔

ماں

(از خواجہ حسن نظامی صاحب)

جس کو عربی میں ام۔ انگریزی میں مدر۔ سنسکرت میں ماتا کہتے ہیں۔ ایک عورت ہے۔ ایک مرد کی بیوی ہے۔ ایک باپ کی بیٹی ہے۔ ایک بھائی کی بہن ہے۔ ماموں کی بھانجی ہے۔ چچا کی بھتیجی ہے۔ مگر ان سب رشتوں میں وہ اتنی یاد کرنے کے قابل نہیں جتنی اس وقت ہوتی ہے جبکہ وہ کسی بیٹے یا بیٹی کی ماں بنے۔

آدمیت سے ہٹ جاؤ۔ حیوانات پر خیال کرو۔ ان کے ہاں بھی ماں ایک چیز ہے۔ ایک نعمت ہے۔ ایک کرشمۂ قدرت ہے۔ نر جانور کو وہ جوہر نہیں دیا جاتا جو مادہ کو دیا جاتا ہے۔ مادہ اپنے بچوں کی عاشق ہے۔ دیوانی ہے۔ جب تک بچے بااختیار نہ ہو جائیں۔ ماں ان پر جان چھڑکا کرتی ہے۔

آدمیوں میں ماں محبت کی پتلی ہے۔ شفقت کی مورت ہے۔ اور آزمائش کا گھر ہے۔ قدرت اس کا بار بار امتحان لیتی ہے اور ماں کبھی فیل نہیں ہوتی۔ دنیا میں ہر محبت ایک غرض اور مقصد رکھتی ہے۔ مگر ماں بچوں کو بغیر غرض اور مقصد کے چاہتی ہے۔ باپ اپنے بیٹے کی کمائی چاہتا ہے۔ بھائی اپنے بھائی کی قوت بازو چاہتا ہے۔ بہن بھائی پر ایک حمائتی جذبہ سے نظر ڈالتی ہے۔ بیوی خاوند کو پرورش کنندہ سمجھ کر چاہتی ہے مگر ماں کچھ نہیں چاہتی۔ کچھ نہیں مانگتی۔ کچھ نہیں سوچتی۔ بچوں سے کوئی امید نہیں رکھتی۔ مگر جان ان پر قربان کرتی ہے۔ انہیں دیکھ دیکھ کر جیتی ہے۔

اگلے لوگ یاد دلایا کرتے تھے کہ ماں نے بچہ کو نو ماہ پیٹ میں رکھا۔ آپ گیلے میں سوئی۔ اور اس کو سوکھے میں سلایا۔ آپ روئی بچہ کو ہنسایا۔ آپ جاگی بچہ کو سلاتی رہی۔

میں یاد دلاتا ہوں یہ اس نے بلاغرض کیا تھا۔ اس کی محبت معاوضہ کی شرمندہ نہ تھی۔ اور دنیا میں ایسی کونسی محبت ہے جس کو ماں کی محبت سے مشابہت دی جائے۔ مجھ کو ہفت اقلیم کی حکومت ماں کے عوض میں حاصل ہو۔ تو حکومت کو ٹھوکر دیتا۔ حکومت میں کوئی خوشی ماں کی خوشی کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

تم کو دنیا میں بہشت دی جائے اور اس کے مقابلہ میں ماں کی شفقت لے لی جائے۔ تو جنت سے منہ پھیر لینا۔ ماں کی گود میں فردوس سے زیادہ بہار ہے۔ آسمان کی جنت ماں کے قدموں تلے مشہور ہے۔ میں کہتا ہوں وہ سراپا بہشت ہے۔ اس کی آنکھوں میں جنت۔ اس کے پاؤں میں جنت۔ وہ ایسی جنت ہے جس کی نظیر آسمانی جنت میں ملنی دشوار بلکہ محال ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ یتیم تھے ماں نے ان کو تربیت دی۔ کہ وہ مقتدائے عالم بن گئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ بن باپ تھے ماں نے ان کو بادشاہ فقر بنا دیا۔ حضرت بابا فرید گنجشکر نے خدا پرستی اور بزرگی ماں کے طفیل حاصل کی۔ حضرت نظام الدین اولیاء پانچ سال کے یتیم ہوئے۔ ماں نے ہی ان کو اس درجۂ بلند تک پہنچا دیا۔ نپولین ماں کے ہاتھوں سپہ سالار اعظم بنا۔ اس میں اس کی ماں اور دائی کا بڑا دخل تھا۔

(باقی دوسرے کالم میں)

عالم اسلام

مختلف ذرائع سے موصول شدہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ چینی ترکستان میں مسلمانوں نے جو جنگ آزادی شروع کر رکھی ہے اس میں ان کو شاندار کامیابی ہو رہی ہے۔ اس ملک میں مسلمانوں کی آبادی ۹۰ فیصدی کے قریب ہے۔ جو ظالم چینی حکام سے تنگ آچکے تھے آخر انہوں نے مجبور ہو کر ایک آزاد اسلامی سلطنت کے قیام کا فیصلہ کر لیا۔ اور پانچ ہزار کا ایک لشکر فراہم کر کے لڑائی شروع کر دی۔ آخری اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یارقند کے علاوہ ہامی۔ جرمان۔ ختن فیض آباد وغیرہ مشہور و اہم مقامات پر اسلامی فوج کا قبضہ ہو چکا ہے اور ان علاقوں میں اسلامی حکومت قایم ہو گئی ہے۔ اسی قسم کی تحریک آزادی ۱۸۶۷ء میں شروع ہوئی تھی۔ اور احرار کے لیڈر یعقوب بیگ نے فتح حاصل کر کے اپنی حکومت قایم کر لی تھی۔ اور ۱۸۷۳ء تک حکومت کی۔ اس کے انتقال کے بعد چینیوں نے دوبارہ اپنی حکومت قایم کر لی۔ مشہور ہند و خبر رساں ایجنسی فری پریس کی فراہم کردہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت چین کے ہوائی جہاز اسلامی افواج کا مقابلہ کرنے کے لئے یارقند پہنچ گئے ہیں۔ لیکن عام خیال یہی ہے کہ حکومت چین اپنی دیگر مشکلات کی وجہ سے اس تحریک آزادی کا خاطر خواہ مقابلہ نہیں کر سکے گی۔

بعض عربی اخبارات رقمطراز ہیں کہ عباس حلمی پاشا سابق شاہ مصر جو آج کل ٹرکی میں مقیم ہیں۔ حجاز میں ایک بنک کے افتتاح کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنا ایک نمائندہ سلطان ابن سعود کے پاس بھیجا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت حجاز نے اس تجویز کی تائید کی ہے۔ اور تمام معاملات تقریباً طے ہو چکے ہیں۔ لیکن بعض اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ حکومت حجاز نے بنک کے اجرا سے انکار کر دیا ہے۔

ایران کے محکمہ تعلیم نے ان متعدد نایاب فارسی کتب کی نشر و اشاعت کا انتظام کیا ہے جنکے نسخے یورپ کے کتب خانوں میں موجود ہے۔ یورپ کی بہت سی کتابوں کی نقلیں منگوائی گئی ہیں۔

جاوا کی آخری مردم شماری سے معلوم ہوا ہے کہ ملک کی کل آبادی تقریباً چھ کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ مسلمان ۵ کروڑ ۵۰ لاکھ ہیں۔ تقریباً پچاس ہزار چینی ہیں۔ باقی عیسائی اور بدھ مذہب کے پیرو ہیں۔

عراق کے مقام اُر میں ماہرین آثار قدیمہ نے کھدائی کر کے بہت سی نادر اشیاء برآمد کی ہیں۔ جو تاریخی معلومات کے لحاظ سے بہت بیش قیمت ہیں۔ دیگر اشیا کے علاوہ یہاں سے ایک پتھر بھی ملا ہے۔ جس پر قدیم زمانہ کی طرز کی عربی لکھی ہوئی ہے اس وقت تک اس قسم کا عربی خط کہیں سے برآمد نہیں ہوا۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ خط ظہور اسلام سے ۹۰۰ سال پیشتر کا ہے۔

سلطان ابن سعود نے دور حاضرہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے حجاز میں بے تار برقی اور ٹیلیفون کا مکمل جال بچھا دیا ہے اور جگہ جگہ ڈاکخانے قایم کر دیئے ہیں۔

خبریں

—— جموں ۲۴ر اپریل۔ کشمیر فرنچائز کمیٹی کا اجلاس ختم ہو گیا ہے۔ تقریباً تمام گواہوں نے ہز ہائنس کے ان احکام کی تائید کی ہے کہ ریاست کشمیر میں اسمبلی قایم ہونی چاہیئے۔

—— بمبئی ۲۴ر اپریل۔ مشہور چینی جرنیل مارشل چنگ ہیوآنگ سابق کمانڈر چینی افواج منچوریا آج یہاں سے بعزم اطالیہ جہاز پر سوار ہوئے ہیں۔

—— برلن ۲۴ر اپریل۔ ایک ہندوستانی اشتراکی اور اس کے ساتھی کو بمقام ایمٹنگ چانسلر ہٹلر کو ہلاک کرنے کی سازش کے شبہ میں گرفتار کیا گیا۔

—— پورنیہ ۲۵ر اپریل۔ ماؤنٹ ایورسٹ تک پرواز کرنے والی پارٹی اپنی مہم کامیابی سے ختم کرنے کے بعد یہاں سے دہلی کی طرف روانہ ہو گئی۔ ان میں سے لارڈ کلائیڈس ۲۹ر اپریل کو اور لفٹنٹ ایلیس ۱۳ر مئی کو بمبئی سے بعزم انگلستان جہاز پر سوار ہو جائیں گے۔ چوٹی کے مناظر کی فلم لی گئی ہے جو چالیس ہزار فٹ کے قریب ہے۔ لیکن اسے گھٹا کر ۴ ہزار فٹ کر دیا جائے گا۔ اور اسی سال ماہ جون کے اختتام تک نمائش کے لئے تیار ہو جائے گی۔

—— شملہ ۲۴ر اپریل۔ انگلستان اور ہندوستان کے درمیان ٹیلیفون کی رسم افتتاح یکم مئی کو عمل میں آئے گی۔ وزیر ہند لندن سے گورنر بمبئی کے ساتھ فون پر گفتگو کریں گے۔

—— الور کے ہندو بدستور شر انگیزی میں مصروف ہیں۔ ۱۹ر اپریل کو جبکہ مہاراجہ بنارس سے واپس آئے۔ اور بشکل جلوس بازار کا گشت کیا تو ہندوؤں نے بار بار چھیڑ چھاڑ کر کے فساد برپا کرنے کی کوشش کی۔ جب سے مفسد بھوانی سنگھ کو خارج البلد کیا۔ ہندو مسلمانوں اور انگریز وزیر اعظم پر برابر یورش کر رہے ہیں ایک مرتبہ لٹھ بند ہندوؤں نے وزیر اعظم کی کوٹھی کا محاصرہ کر لیا۔ مسٹر لی ٹی نے بڑی مشکل سے مفسدین کو منتشر کیا۔

—— لندن ۲۵ر اپریل۔ برطانوی انجنیئر جن کو حکومت روس نے بطور سزا اپنی حدود سے نکال دیا ہے۔ ۲۵ر اپریل کو ماسکو سے لندن پہنچے جہاں ان کا پرجوش اور شاندار استقبال کیا۔ ملک معظم نے ان کے صحیح سلامت انگلستان پہنچنے پر پیغام مبارکباد بھیجا۔ اور توقع ظاہر کی کہ ان کے ساتھی جو ہنوز روس میں اسیر ہیں جلد رہا ہو کر انگلستان آجائیں گے۔

—— لندن ۲۶ر اپریل۔ آج اس شاہی اعلان پر عمل درآمد شروع ہو گیا جس کی رو سے برطانیہ میں روس کی ۸۰ فیصدی درآمد ممنوع قرار دی ہے

—— برلن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مذکورہ برطانی انجنیئر روس سے آتے ہوئے جب وہاں سے گزرے تو نازی پارٹی نے ان کا شاندار خیر مقدم کیا۔ اور ایڈریس پڑھے گئے۔

—— ماسکو ۲۳ر اپریل۔ سوویٹ کے محکمہ تجارت نے بھی جوابی کارروائی کے طور پر اعلان کیا ہے کہ برطانیہ سے کوئی مال نہ خریدا جائے۔

—— حاجیوں کا مشہور جہاز خسرو ۲۳ر اپریل کو کراچی پہنچ گیا

—— مسلمانان امرتسر نے ایک جلسہ عام میں شہر سے چکلے اٹھا دینے کا مطالبہ کیا۔

—— امریکہ میں وزیر اعظم انگلستان اور پریزیڈنٹ امریکہ مالی معاملات اور تخفیف اسلحہ کے متعلق مصروف گفتگو ہیں۔

—— کولمبو۔ کراچی اور بمبئی کے درمیان سلسلہ پرواز قایم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ وائسرائے شملہ پہنچ گئے ہیں۔

تار کا پتہ ۔ "مسلمان لاہور"

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰی ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۱ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ، محرم الحرام ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ مئی ۱۹۳۳ء

حضرتِ مسیح موعودؑ کا غیر مطبوعہ کلام

کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

ایک نہ ایک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

چھوڑنی ہوگی تجھے دنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے

مستقل رہنا ہے لازم اے بشر تجھ کو سدا
رنج و غم یاس و الم فکر و بلا کے سامنے

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دوئی
سر جھکا بس مالک ارض و سما کے سامنے

چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن تجھ کو بھی جانا ہے خدا کے سامنے

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہی بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ یوم چہار شنبہ ۷ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ نمبر ۲۵

کچھ اپنے متعلق

قومی اخبار کے لئے قوم سے اپیل

ایک طویل خاموشی کے بعد آج پھر ہم اپنے قارئین کرام سے "پیغام صلح" کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اگر معمولی تحریکات کو نظرانداز کر دیا جائے تو ہم نے ہمیشہ اپنے متعلق کچھ کہنے پر خاموشی کو ترجیح دی ہے اور اس بارہ میں اس وقت گویا ہوئے ہیں جبکہ اس کے سوا کوئی چارہ باقی نہ رہا۔ آج بھی ایسی ہی صورت درپیش ہے۔ کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ قارئین و احباب ان سطور پر توجہ فرمائیں گے؟

اخبارات کی اہمیت اور پیغام صلح کی ضرورت و خدمات کا قصہ کئی بار سنایا جا چکا ہے۔ سب جانتے ہیں قومی زندگی کے لئے اخبار ایک لازمی شے ہے۔ پیغام صلح جماعت کا واحد اردو آرگن اور عرصہ دراز سے سلسلہ کی خدمات میں مصروف ہے۔ اس امور کی تفصیل و اعادہ غیر مناسب اور بلا ضرورت ہے۔ پیغام صلح کی موجودہ حالت ایسی نہیں جیسی کہ جماعت احمدیہ کے واحد اردو آرگن کی ہونی چاہئے۔ اس میں اصلاح و ترقی کی بیحد ضرورت و گنجائش ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جو نہ احباب کی نظروں سے پوشیدہ ہے اور نہ کارکنان پیغام صلح اس سے انکار کر سکتے ہیں۔ اس وقت ہم اس کے متعلق کچھ عرض کریں گے۔

اس سے قبل بھی ہم بارہا کہہ چکے ہیں اور آج بھی کہتے ہیں کہ اخبار کارکنوں کی ان تھک محنت اور احباب کے سرگرم تعاون کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔ گزشتہ چھ ماہ کے عرصہ میں اخبار کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے دفتر کی طرف سے جو کچھ کیا جا سکتا تھا کیا گیا۔ بے قاعدگی اور بدانتظامی کی شکایات کا بہت بڑی حد تک ازالہ ہو چکا ہے۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ خود بلند پایہ مضامین عنایت فرمانے کے علاوہ اخبار کی ترتیب میں ضروری امداد و مشورہ دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے بھی کچھ نہ کچھ ترقی نمایاں طور پر نظر آ سکتی ہے۔ ماہوار ایڈیشنوں کو دلچسپ اور بہتر بنانے کے لئے بھی امکانی کوشش کی جاتی ہے۔ گزشتہ پانچ ماہ کے عرصہ میں اخبار کی دو خاص اشاعتیں "جلسہ نمبر" اور "خاص نمبر" شائع ہو چکی ہیں۔ ان پر دفتر نے اپنی ہمت اور حیثیت سے بڑھکر روپیہ صرف کیا ہے۔ دفتر نے اپنی طاقت اور بساط کے مطابق اصلاح و ترقی کی طرف قدم اٹھایا۔ تھوڑا سا راستہ بھی طے کیا۔ اب وہ ایسے مقام پر ہے جہاں سے احباب کے سرگرم تعاون کے بغیر ایک قدم آگے بڑھنا بھی مشکل ہے۔

ہم جانتے ہیں احباب ابھی تک اخبار میں بہت سی خامیاں محسوس کرتے ہیں۔ جن میں وہ بالکل حق بجانب ہیں لیکن اجازت دی جائے تو اس کے متعلق بھی ہم چند الفاظ عرض کریں گے۔

(۱) ضخامت کی کمی کی عام شکایت ہے۔ جو بالکل بجا ہے۔ اسے ہم خود بھی محسوس کرتے ہیں۔ مالی حالت کی بہتری پر انشاء اللہ بہت جلد ضخامت میں اضافہ کر دیا جائے گا۔ اگر احباب معمولی توجہ بھی کریں۔ تو ماہوار ایڈیشن کی ضخامت میں بہت جلد اضافہ کیا جا سکتا ہے لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ موجودہ حالت میں بھی پیغام صلح اکثر اخبارات کے برابر ریڈنگ میٹر دیتا ہے۔ دوسرے اخبارات میں بکثرت اشتہارات ہوتے ہیں۔ اگر ان کو علیحدہ کر کے دیکھا جائے تو پیغام صلح میں ان سے کم مضامین نہیں ہوتے۔ ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے "ریاست" دہلی اردو کا سب سے زیادہ شاندار اخبار ہے۔ وہ ہفتہ میں ریڈنگ میٹر کے ۱۵-۱۶ صفحات سے زیادہ نہیں دیتا۔ پیغام صلح بھی تقریباً تقریباً اتنا ہی میٹر دیتا ہے۔

(۲) بعض احباب کو اخبار کے خشک ہونے کا گلہ ہے۔ یہ ایک مذہبی اخبار ہے۔ اس میں غزلیں اور عاشقانہ افسانے اور لطیفے درج نہیں ہو سکتے۔ لیکن ضخامت میں اضافہ ہونے پر مناسب و مفید و دلچسپ مضامین کا اضافہ کر دیا جائے گا۔

(۳) کاغذ۔ کتابت۔ اور طباعت اردو کے ۹۵ فیصدی اخبارات سے بہتر ہے۔ لیکن جو دوست اس میں مزید اصلاح چاہتے ہیں ان کی خواہشات کا ہمیں پورا احترام ہے لیکن اس بارہ میں بھی مالی مشکلات حائل ہیں۔

ہمارے خیال میں مندرجۂ بالا سطور کے بعد یہ بتلانے کی ضرورت نہیں رہتی کہ جب تک اخبار کی مالی حالت بہتر نہیں ہو جاتی اخبار ترقی کی جانب ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم کوئی ایسا مطالبہ نہیں کرتے جو احباب پر بار ہو۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ احباب کے ذمہ جو بقایا رقوم ہیں وہ بلا تاخیر اور بار بار کی یاد دہانیوں کے بغیر ادا کر دیں۔ بقایا جات کی وصولی میں دفتر کو ناقابل برداشت مصارف و مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے۔ عملہ کا بہت سا وقت یاد دہانیوں پر صرف ہو جاتا ہے۔ خطوط اور وی پیوں پر جو رقم ضائع ہو جاتی ہے وہ علیحدہ رہی۔ احباب کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ وہ آئندہ کے لئے دفتر کو اس زحمت اور بار سے بچا لیں۔ دوسری درخواست توسیع اشاعت کی ہے۔ بہت سے ایسے احباب ہیں جن کے نام اخبار جاری نہیں۔ انہیں بلا تاخیر جاری کرا لینا چاہیئے۔ اور اس کو اپنا قومی فرض سمجھنا چاہیئے جن اصحاب کے نام جاری ہے۔ انہیں توسیع اشاعت کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ دیکھیں گے اس بارہ میں احباب کی معمولی کوشش کے ساتھ ہی اخبار میں خوشگوار تغیر شروع ہو جائیگا بشرطیکہ تمام دوست یا ان کا بہت بڑا حصہ متفقہ طور پر اس کوشش میں حصہ لے۔

سردست ہمارے سامنے مندرجۂ ذیل پروگرام ہے اور اس کی کامیابی و پابندی تمام تر مالی حالت کی بہتری اور احباب کے تعاون پر منحصر ہے۔

(۱) مضامین اور ترتیب کو بہتر سے بہتر بنانا۔

(۲) تمام اشاعتوں کی ضخامت میں اضافہ۔

(۳) ماہوار ایڈیشن کی ضخامت میں غیر معمولی اضافہ۔

(۴) ماہوار ایڈیشن میں تصاویر۔

(۵) آئندہ نومبر یا دسمبر میں ایک غیر معمولی شاندار و بلند پایہ خاص نمبر کی اشاعت۔

عشرہ محرم

واقعہ کربلا حق و باطل کا ایک معرکہ تھا۔ جو اپنی ناقابل فراموش خصوصیات کی وجہ سے نہ صرف تاریخ اسلام بلکہ دنیا بھر کی تاریخ میں نمایاں اہمیت رکھتا ہے۔ اس واقعہ کے اندر حق پرستی اور عزم و استقلال کا ایک عظیم الشان سبق پوشیدہ ہے۔ جس سے مسلمان بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن افسوس آج کل اس شاندار واقعہ کی یادگار نہایت قابل اعتراض اور نامناسب طریقے سے منائی جاتی ہے۔ سیاہ پوشوں کے ہجوم۔ نالہ و شیون کے طوفان۔ تعزیوں اور گھوڑوں کے جلوسوں میں جو سراسر شریعت اسلامی کے خلاف ہیں۔ اس کی اصل حقیقت گم ہو کر رہ گئی ہے۔ اس قسم کے ہنگامے فائدہ کی بجائے مسلمانوں کے لئے دینی اخلاقی اور اقتصادی طور پر سخت نقصان رساں ہیں۔ کاش مسلمان اس عظیم الشان واقعہ کی یادگار سے حقیقی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ سنجیدہ و واقف کار مسلمانوں سے ہماری درخواست ہے۔ کہ وہ تعزیہ داری اور ماتم وغیرہ سے کلی طور پر مجتنب رہیں۔ اور کوشش کریں کہ

عشرہ محرم میں شیعہ سنیوں یا ہندو مسلمانوں میں کوئی نزاع پیدا نہ ہو عید قربان کی طرح عشرہ محرم بھی ہندو مسلمان تعلقات کیلئے ایک نازک زمانہ ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں پوری پوری رواداری اور احتیاط سے کام لینا چاہیئے شیعہ بھائیوں سے بھی نہایت لسوی سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ کم از کم تبرہ ایسے خلاف اخلاق و مذموم فعل کو ترک کر دیں۔ اسی فعل نے شیعوں اور مسلمانوں کے دوسرے فرقوں کے درمیان ناقابل عبور خلیج حائل کر رکھی ہے۔

ایک ایمان افروز نظارہ

۲۴ر اپریل کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں ایک دلکش و ایمان افروز نظارہ دیکھا گیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ جس وقت نماز کے لئے تشریف لائے تو ان کے ساتھ جناب بیرن اور شیخ خالد لطیف صاحب گابا بھی تھے۔ دونوں محترم و مقتدر نو مسلم اپنے دوسرے دینی بھائیوں کے ساتھ ساتھ فرش مسجد پر بیٹھ گئے۔ ان میں ایک مغرب نژاد، ملک آسٹریا کا نواب تھا۔ گورا چٹا رنگ۔ بھورے بھورے بال۔ یورپ میں پیدا ہوا۔ وہیں پلا بڑھا۔ دوسرا مشرقی۔ ایک ہندو خاندان کا چشم و چراغ۔ شمالی ہندوستان کا رہنے والا۔ گندمی رنگ۔ ہندوستان میں پیدا ہوا۔ اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ یہیں بسر کیا۔ ان دونوں کے درمیان وطن۔ نسل قوم۔ خاندان۔ اور زبان کے بے شمار امتیازات حائل تھے۔ ان کے مشاغل، قومی و وطنی روایات بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف بلکہ بعض لحاظ سے متضاد تھیں۔ لیکن اسلام کے رشتے نے تمام امتیازات و اختلاف کو دور کر دیا تھا۔ اب یہ دونوں فرش مسجد پر پہلو بہ پہلو بیٹھے سگے بھائیوں کی طرح مصروف گفتگو تھے۔ اسلام اس قسم کے اتحاد و مساوات کے لاتعداد مناظر پیش کر چکا ہے اور کرتا رہیگا اسی چھوٹی سی مسجد میں آئے دن ایسے نظارے دیکھنے میں آتے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود راقم الحروف متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا خطبہ شروع ہوا۔ دوسرے نمازیوں کی طرح یہ محترم نو مسلم بھی ہمہ تن گوش ہو گئے۔ حالانکہ ان میں سے ایک اردو زبان سے قطعاً ناواقف تھا۔ جماعت کھڑی ہوئی۔ یہ بھی شانہ سے شانہ ملا کر کھڑے ہو گئے آج بیسویں صدی ہے۔ اولاد آدم ترقی و تہذیب کی ہزاروں منزلیں طے کر چکی ہے۔ آج چاروں طرف اتحاد کی پکار اور مساوات کا دعوے سنا جاتا ہے۔ رنگ و نسل کی تفریق کے خلاف جہاد کا اعلان پر اعلان ہو رہا ہے۔ لیکن واقعات یکے بعد دیگرے بتا رہے ہیں کہ ان چیزوں کو جن کی تلاش میں دنیا سرگردان و بیچین ہے صرف اسلام ہی مہیا کر سکتا ہے۔ اور اب نہ صرف سمجھدار افراد بلکہ سمجھدار قومیں بھی رفتہ رفتہ اسلام کے قریب آ رہی ہیں وہ وقت آنے والا ہے ان کے لئے قبول اسلام کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اس وقت کو جلد سے جلد قریب لانے کے لئے ہی جماعت احمدیہ سرگرم عمل ہے۔

ہندو ریاستوں کے بدنصیب مسلمان

ہندو تاریخ اور ہندو روایات کا ایک نہایت تاریک پہلو یہ ہے کہ اس قوم نے اپنے قومی اثرات کے ماتحت غیر ہندوؤں خصوصاً مسلمانوں سے کبھی بھی رواداری۔ شرافت اور انصاف کا برتاؤ نہیں کیا۔ تعصب، عدم رواداری، دوسری قوموں کے ساتھ ظلم و بے انصافی ہندوؤں کی ہر ایک قومی تحریک کا لازمی جزو رہا ہے۔ ہم نے جو کچھ کہا ہے ہندوستان کی گذشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ کا صفحہ صفحہ اس کی صداقت کی گواہی دے سکتا ہے۔ مرہٹوں، سکھوں اور جاٹوں کی حکومتیں ہندوؤں کے سنگٹھنی جذبات اور کوششوں کا نتیجہ تھیں۔ انہوں نے مسلمانوں پر جو انسانیت سوز مظالم کئے۔ آج بھی ان کو سنکر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اسلامی عہد حکومت میں بھی جب کبھی راجپوتوں۔ جاٹوں یا مرہٹوں نے شاہان اسلام کی فیاضی و رواداری یا کسی اور ذریعہ سے کوئی اقتدار حاصل کیا مسلمانوں پر بیدریغ مظالم شروع کر دیئے۔ موجودہ زمانہ میں سنگٹھن اور آریہ سماج کو ہندوؤں کی قومی تحریکات کا درجہ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم آزاری ان تحریکات کی نمایاں خصوصیت ہے ہندو ریاستیں یکے بعد دیگرے ان تحریکات سے متاثر ہو رہی ہیں۔ ان کے اکثر ہندو عہدہ دار آریہ سماج، ہندو مہا سبھا وغیرہ سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہندو ریاستوں کی مسلم رعایا پر مظالم و مصائب کے نئے نئے دروازے کھل رہے ہیں۔ جے پور۔ الور کشمیر وغیرہ میں جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ ہوا اور ہو رہا ہے اس کا حقیقی باعث ہندوؤں کی یہ قومی تحریکات ہی ہیں یہ مصیبت روز بروز زیادہ خطرناک اور وسیع ہوتی جا رہی ہے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ذمہ دار مسلمانوں نے اس پر کبھی بھی غور نہیں کیا جب کبھی کسی ہندو ریاست میں مسلمانوں کے مصائب ناقابل برداشت ہو جاتے ہیں تو وہ مجبوراً چیخنا چلانا شروع کرتے ہیں۔ برطانی ہندوستان کے مسلمان وقتی طور پر ان کی تائید و حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ چند روز بعد وہی غفلت و بےحسی طاری ہو جاتی ہے۔ ایک ریاست کے مسلمانوں کی داستان الم ختم نہیں ہونے پاتی کہ دوسری جگہ کے خونی واقعات سامنے آجاتے ہیں۔ کشمیر کے قتل عام کا منظر ابھی آنکھوں کے سامنے ہی تھا کہ جے پور میں فرزندان توحید پر سنگٹھنی مظالم شروع ہو گئے۔ ابھی ان مظلوموں کی آہ و بکا جاری تھی۔ کہ مسلمانان الور کے خون سے ہولی کھیلی جانے لگی۔ شہدائے الور کی لاشیں بھی ٹھنڈی نہیں ہونے پائیں کہ ریواں اور گوالیار سے تشویشناک خبریں آ رہی ہیں۔ مسلمان اکابر کا فرض کہ مرض کے اصلی سبب کو معلوم کر کے اس کے انسداد کی کوشش کریں۔ اس کے بغیر ہندو ریاستوں کے مظلوم مسلمانوں کی مصیبتیں ختم نہیں ہو سکتیں۔

افسوسناک التوا

چند ہفتے ہوئے۔ یہ دل خوش کن خبر سنی گئی تھی کہ حکومت کپورتھلہ نے اپنی زراعت پیشہ آبادی کی ضرورت اور پیہم مطالبات سے متاثر ہو کر قانون انتقال اراضی کے نفاذ کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ہز ہائنس مہاراجہ بہادر نے بھی زمینداروں کے وفد سے اس کے متعلق حتمی وعدہ کیا تھا۔ سب کو اس قانون کے نفاذ کے باقاعدہ اعلان کا انتظار تھا۔ لیکن خلاف توقع معلوم ہوا ہے کہ چند ہندو ساہوکاروں کے مصنوعی اضطراب اور بے معنی دھمکیوں سے خوف کھا کر اس مفید اور ضروری قانون کو معرض التوا میں ڈال دیا گیا ہے۔ معزز معاصر "انقلاب" اس خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ ہز ہائنس مہاراجہ بہادر نے دیوان ریاست میاں عبد الحمید صاحب کو بذریعہ تار حکم دیا ہے کہ چونکہ ریاست کی ہندو رعایا میں ہیجان پیدا ہو رہا ہے۔ اس لئے قانون انتقال اراضی کو نافذ نہ کیا جائے۔ نیز یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عنقریب دیوان صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ منعقد ہونے والا ہے۔ جس میں اس قانون کے نفاذ پر از سر نو غور کیا جائے گا۔ ہمیں انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ ایک غلط فیصلہ اور غیر دانشمندانہ قدم ہے۔ اس قانون کی ضرورت بالکل واضح ہے۔ انصاف، تدبر، ریاست اور حکمراں کا مفاد اس کی تائید میں ہے۔ اس کے باوجود چند مفسد ساہوکاروں اور سرمایہ داروں کے بے معنی شور سے خوف کھا کر اس کو ملتوی کر دینا حکومت کپورتھلہ کی انتہائی بزدلی ہے۔ اگر گنتی کے ہندو سرمایہ دار اس بنا پر شور مچا سکتے ہیں کہ ان کو غریب کسانوں کا خون چوسنے اور ان کی اراضی پر ڈاکہ ڈالنے سے روک دیا گیا ہے اور حکومت کپورتھلہ ان کے ہیجان و اضطراب سے خوف کھا سکتی ہے تو پھر ریاست کے اسی فیصدی سے زائد زراعت پیشہ افراد جن میں ہندو مسلمان، سکھ۔ ہر مذہب و ملت کے لوگ شامل ہیں اپنی اراضی اور ذریعہ معاش کو خطرے میں دیکھ کر ساہوکاروں اور سرمایہ داروں سے بہت زیادہ شور مچا سکتے ہیں۔ اور بہت زیادہ مضطر و بیچین ہو سکتے ہیں۔ اور ہو کر رہیں گے۔ اس وقت حکومت کپورتھلہ کا طرز عمل کیا ہوگا؟ کیا کبھی اس پر بھی غور کیا گیا ہے؟ ہم پھر ایک مرتبہ ہز ہائنس مہاراجہ بہادر اور ان کے خوش تدبیر دیوان خان بہادر میاں عبد الحمید صاحب کی خدمت میں عرض کرینگے کہ وہ حالات کا ذرا گہری نظر سے مطالعہ کر کے کوئی فیصلہ کریں۔ ایک مفید قانون کو جو کسی طبقہ کو نقصان پہنچائے بغیر رعایا کی اسی فیصدی سے زائد آبادی کے لئے موجب صد برکات ہو سکتا ہے معرض التوا میں نہ ڈالیں۔

یہ سطور لکھی جا چکی تھیں کہ معلوم ہوا کہ نفاذ قانون کے التوا کی خبر صحیح نہیں۔

ریاست بہاولپور کا قرضہ

حکومت ہند نے ریاست بہاولپور کو نہروں کی تعمیر کے لئے کئی کروڑ روپیہ قرض دیا تھا۔ جس کی میزان سود وغیرہ ملا کر بارہ کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔ یہ رقم اس قدر زیادہ ہے کہ ریاست کی کل آمدنی اس کے سود کی ادائیگی کے لئے بھی کافی نہیں ہو سکتی اس لئے یہ مسئلہ حکام اور بہی خواہان ریاست کے لئے سخت تشویش کا باعث ہو رہا ہے۔ اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ہند نے بارہ کروڑ میں سے آٹھ کروڑ روپیہ معاف کر دیا ہے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو ہم ہز ہائنس نواب صاحب بہاولپور، ان کے وزراء اور حکومت ہند کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اگر یہ خبر ابھی قبل از وقت ہے تو بھی حکومت ہند کو مشورہ دیں گے کہ جلد از جلد اس قسم کے فیصلہ کا اعلان کر دے۔ نہروں سے ریاست کو متوقع فائدہ نہیں ہوا۔ لیکن اس کی ذمہ داری ریاست پر نہیں ڈالی جا سکتی۔ کیونکہ تعمیر کا سارا کام حکومت ہند کے زیر انتظام اور اس کے انجینروں کی نگرانی میں ہوا ہے۔ بہاولپور شمالی ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی ریاست ہے مسلمان اس کے عباسی تاجدار سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں تاجدار بہاولپور کے ساتھ انصاف مسلمانوں کے لئے بیحد مسرت کا باعث ہوگا۔

جن احباب کے ذمہ خاص نمبر کے بقایہ جات ہیں وہ بادہ سے چندہ ماہوار کے ہمراہ ارسال فرما دیں۔

احادیث نبوی اور ختم نبوت پر ایک نظر

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱)

سوال

اہل قادیان آج کل ایک حدیث پیش کر رہے ہیں۔ انا سید الاولین والآخرین من النبیین۔ جس کے معنے وہ کرتے ہیں کہ میں سردار ہوں اگلے نبیوں کا اور پچھلے نبیوں کا۔ اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے قبل جس طرح نبی آئے اسی طرح بعد میں بھی نبی آئیں گے۔ انہیں کیا جواب ہے؟

جواب

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے محمودی صاحبان نے جب سے کل امت محمدیہ کے مسلک کے خلاف حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے سے انکار کیا ہے اس وقت سے انہیں اپنی بات کی تائید میں نہ تو کبھی قرآن سے کوئی محکم آیت نصیب ہوئی اور نہ حدیث سے کوئی مستند روایت ملی۔ اس بحر ضلالت میں غرق ہوتے ہوئے انہیں جو تنکا بھی سہارے کو ملا ہے وہ ہمیشہ کسی ضعیف، غیر مستند روایت کا ملا ہے۔ جو اہل تحقیق کے نزدیک کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

صحیح قاعدہ

قاعدہ تو یہ ہے کہ کوئی متشابہ آیت قابل سند نہیں جب تک اس کے معنے محکمات آیات سے تطبیق نہ کھا دے۔ اور کوئی حدیث قابل اعتبار نہیں جو محکمات قرآنی کے خلاف ہو۔ اسی طرح کوئی حدیث جو روایت اور درایت کے اعتبار سے ادنے طبقہ کی ہو وہ جب تک ان احادیث صحیحہ سے جو روایتاً و درایتاً اعلیٰ طبقہ میں شمار ہوتی ہیں مطابق نہ ہو کوئی حیثیت نہیں رکھتی چہ جائیکہ وہ روایات جن کی نہ کوئی اسناد ہو۔ نہ درایتاً وہ کوئی حیثیت رکھتی ہوں۔ اور جن کتابوں میں وہ پائی جاتی ہوں ان کا شمار بھی نہایت ادنے طبقہ میں ہو۔

ختم نبوت کے متعلق چند صحیح احادیث

اعلیٰ طبقہ کی احادیث میں نہایت صحیح اسناد اور تواتر کے ساتھ جن کا انکار نہیں ہو سکتا ایسی روایات بھری پڑی ہیں۔ جن میں آنحضرت صلعم پر نبوت ختم ہونے اور آپ کے بعد کسی نبی کے نہ آنے پر نہایت وضاحت سے روشنی پڑتی ہے۔ میں ان میں سے چند مشتے نمونہ از خروارے یہاں ذکر کرتا ہوں:-

(۱)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم۔ مثلی و مثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ فکنت انا سددت موضع اللبنۃ ختم بی البنیان وختم بی الرسل وفی روایتہ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین - رواہ البخاریؒ - والمسلمؒ۔ وابن عساکرؒ - احمدؒ - والنسائیؒ - وابن مردویہؒ - ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری مثال اور نبیوں کی مثال ایک محل کی مانند ہے جو بہت خوب بنایا گیا۔ اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ پھر دیکھنے والے اس کے گرد پھرتے ہیں اور اس کے حسن تعمیر سے تعجب کرتے ہیں سوائے اس اینٹ کی جگہ کے پھر میں نے اس اینٹ کی جگہ کو بھر دیا۔ اور مجھ پر وہ عمارت ختم ہو گئی اور میرے ساتھ رسول ختم ہو گئے۔ اور ایک روایت میں ہے پس میں وہ اینٹ ہوں۔ اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

یہ روایت مختلف جلیل القدر صحابہ مثلاً ابوہریرہؓ - ابی سعیدؓ حذریؓ - ابی ابن کعبؓ - اور جابرؓ سے مروی ہے۔ اور اس قدر تواتر سے اسے روایت کیا گیا ہے کہ اس کی صحت پر دن چڑھ گیا ہے۔ اور تمام اعلیٰ پایہ کے محدثین نے اس کی اسناد پر اتفاق کیا ہے۔ اور اپنی صحاح میں جگہ دی ہے۔ مثلاً بخاریؒ - مسلمؒ - ترمذیؒ - احمدؒ - النسائیؒ ابن مردویہؒ - ابن ابی حاتمؒ۔

ان روایات میں ختم بی البنیان - ختم بی الرسل وانا خاتم النبیین - ختم بی الانبیاء - کے الفاظ قابل غور ہیں میں سب روایات نقل نہیں کرتا - جن کا جی چاہے ان احادیث کی کتب کو ملاحظہ کر لے۔

(۲)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم ان بنی اسرائیل کانت تسوسھم انبیاءھم کلما ذھب نبی خلف نبی فانہ لیس کائنا فیکم نبی بعدی قالو فما یکون یا رسول اللہ قال یکون خلفاء فتکثر ۔۔۔ الخ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا بنی اسرائیل کی قوم میں انبیا ان میں سیاست کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی چلا جاتا تھا۔ تو اس کے پیچھے دوسرا نبی اس کے قایم مقام آجاتا تھا۔ **پس بیشک میرے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں** تو حاضرین نے عرض کیا کہ آپ کے بعد کون ہوں گے؟ فرمایا کہ خلفاء اور وہ بہت ہوں گے ۔۔۔۔ الخ

یہ حدیث متعدد طریقوں سے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ اور اس کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے۔ اور یہ صحیح بخاریؒ صحیح مسلمؒ احمدؒ - ابن ماجہؒ - ابن جریرؒ - ابن ابی شیبہؒ میں موجود ہے۔

(۳)

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال فضلت علی الانبیاء بست - اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت الارض مسجداً وطھوراً وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں چھ باتوں میں کل نبیوں پر فضیلت دیا گیا ہوں۔ اول کلمات جامع مجھے دیئے گئے۔ دوم۔ میرا رعب مخالفین پر بہت ہے۔ سوم۔ غنیمتوں کا مال مجھ پر حلال کیا گیا۔ چہارم۔ تمام زمین میرے لئے سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی قرار دی گئی۔ پنجم۔ میری رسالت کل مخلوق کی طرف ہے۔ اور ششم۔ **مجھ پر نبیوں کو ختم کر دیا گیا۔**

یہ حدیث المسلمؒ - النسائیؒ والترمذیؒ - ابن المنذرؒ البیہقیؒ ابن مردویہؒ میں نہایت صحیح اسناد سے مروی ہے۔

(۴)

عن ثوبان - قال قال رسول اللہ صلعم انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاھرین لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ۔

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت میں بڑے جھوٹے تیس ہوں گے۔ ہر ایک ان میں ادعائے نبوت کرے گا۔ باوجودیکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور ہمیشہ ایک گروہ میری امت میں سے حق پر رہے گا۔ ان کو کوئی مخالف ضرر نہ پہنچا سکیگا۔ یہاں تک کہ اللہ کا امر آجائے گا۔ روایت کیا اسے مسلمؒ - ترمذیؒ - ابن ماجہؒ - احمدؒ - دارمیؒ نے۔ یہ حدیث کئی طریق سے مروی ہے۔ اور تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہے۔

(۵)

عن ابی امامہ - قال قال رسول اللہ صلعم ان اللہ لم یبعث نبیاً الا حذر امتہ الدجال وانی آخر الانبیاء وانتم آخر الامم - ابی امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیشک اللہ نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا مگر اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا۔ اور بے شک **میں سب نبیوں میں آخری نبی ہوں** اور تم سب امتوں میں آخری امت ہو۔ روایت کیا اسے ابوداؤدؒ - ابن ماجہؒ - حاکمؒ - اور طبرانیؒ نے۔

(۶)

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالو یا رسول اللہ وما المبشرات قال الرویا الصالحۃ - حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ نبوت میں سے باقی نہیں رہا۔ مگر مبشرات - لوگوں نے کہا کہ مبشرات کیا ہیں یا رسول اللہ؟ فرمایا رویائے صالحہ۔ یہ روایت بخاریؒ و مسلمؒ میں ہے۔

(۷)

اسی سے ملتی جلتی روایت احمدؒ - ترمذیؒ - مستدرک للحاکمؒ میں مذکور ہے۔ عن انس قال قال رسول اللہ صلعم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی بعدی ولکن المبشرات رویا الرجل المسلم وھی جزء من اجزاء النبوۃ - حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیشک **رسالت اور نبوت یقیناً منقطع ہو گئی پس میرے بعد کوئی رسول نہیں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔** سوائے مسلمان شخص کے رویا کے۔ اور وہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ یہ روایت مختلف طریقوں سے مروی ہے۔ اور تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہے۔

(۸)

عن سعد قال لما خرج رسول اللہ صلعم فی غزوۃ تبوک خلف علیاً فقال لہ اتخلفنی قال [illegible]

اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم جب غزوۂ تبوک کے لئے نکلے تو حضرت علیؓ پیچھے رہے۔ اور حضرتؐ نے انہیں فرمایا کہ تو میری جگہ نیابت کر اور فرمایا کہ کیا تجھے پسند نہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہو جیسے ہارون موسٰے سے۔ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اسے روایت کیا بخاریؒ۔ مسلمؒ۔ ترمذیؒ۔ احمدؒ۔ ابن ابی شیبہؒ۔ ابن جریرؒ۔ ابن النجارؒ نے۔ اور یہ روایت اس قدر مختلف طریقوں سے مروی ہے کہ اس کے تواتر پر دن چڑھا ہوا ہے۔

(۹)

عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلعم لو کان بعدی نبیٌ لکان عمر بن الخطاب۔ حضرت عقبہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور عمر ابن الخطاب نبی ہوتا۔ روایت کیا اسے ترمذیؒ۔ اور احمدؒ نے۔

یہ حدیث بھی کئی طرق سے مروی ہے۔

(۱۰)

عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ صلعم ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبیٌ۔ حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ بیشک میرے کئی نام ہیں۔ میں محمدؐ ہوں اور میں احمدؐ ہوں اور میں الحاشر ہوں جس کے قدم پر لوگ زندہ ہو کر جمع ہوتے ہیں۔ اور میں الماحی ہوں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا رہا ہے۔ اور میں العاقب ہوں۔ اور العاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ روایت کیا اسے بخاریؒ اور مسلمؒ اور ترمذیؒ اور امام مالکؒ نے اپنی کتاب الموطا میں۔

قرآن۔ حدیث۔ عربی زبان اور لغت کے ساتھ کھیل

اِن احادیث صحیحہ متواترہ کے انبار میں سے جن میں آنحضرت صلعم کے خاتم الانبیاء ہونے اور آپؐ کے بعد کسی نبی کے نہ آنے پر دن چڑھا ہوا ہے۔ ہم نے چند سطور نمونہ یہاں عرض کر دی ہیں۔ تاکہ پتہ لگے کہ یہ مسئلہ کس قدر صاف اور واضح اور روشن ہے۔ جس میں تاویلات بعیدہ و رکیکہ کی گنجائش ہی نہیں لیکن یہ محمودی قوم کچھ ایسی دھڑے کی پکی ہے کہ ان واضح اور بین شواہد کی موجودگی میں اجرائے نبوت کے لئے جن رکیک اور بودی تاویلات سے کام لے رہی ہے اور مذہبی دیانت داری اور انصاف شعاری کی جڑیں کاٹ رہی ہے۔ اسے دیکھکر حیرت ہو جاتی ہے۔ کہیں بعد کی تاویلیں ہو رہی ہیں۔ کہیں آخری کی تاویلیں ہو کر اسے اوّل کے معنوں میں لیا جا رہا ہے۔ کہیں خاتم کے معنے اجراء کے لئے جا رہے ہیں۔ غرضکہ عربی زبان۔ اور عربی لغت اور قرآن اور حدیث کے ساتھ ایک کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اور اس قدر تحریف معنوی سے کام لیا جا رہا ہے کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ کہیں نہایت ادنیٰ طبقہ کی روایات کا سہارا لیکر ان اعلیٰ طبقہ کی صحیح اور متواتر احادیث کو مسترد کیا جا رہا ہے!

ادنیٰ طبقہ کی ایک بے سروپا روایت

انہی ادنیٰ طبقہ کی روایات میں سے ایک یہ بھی روایت ہے انا اول من یاخذ بحلقۃ الجنۃ فیفتحھا ومعی فقراء المؤمنین وانا سید الاولین والاٰخرین من النبیین ولا فخر۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہونگا جو جنت کے کنڈے کو پکڑے گا۔ پھر اسے کھولدے گا۔ اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے اور میں اولین و آخرین نبیوں کا سردار ہوں اور مجھے اس پر فخر نہیں۔

دیلمی کی یہ بے سروپا روایت جس کی اسناد نہایت ناقابل اعتبار ہے۔ کیا ان اعلیٰ طبقہ کی احادیث کے سامنے کوئی وقعت رکھتی ہے جن کا ذکر میں اوپر کر آیا ہوں۔

نبی اور اس کے امتی میں فضیلت کا سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا

دیلمی پر ہمارا بڑا احسان ہوگا اگر ہم اس کے ایسے معنی کر دیں جس سے یہ اعلیٰ طبقہ کی احادیث سے تطبیق کھا جائے۔ اور وہ یہ معنے ہیں کہ اولین و آخرین جن نبیوں کے متعلق کہا گیا ہے۔ وہ سب آنحضرت صلعم سے قبل کے انبیاء ہیں۔ جیسے آج کل ہم گذشتہ محدثین، اور مفسرین اور فقہا کو اولین اور آخرین یا متقدمین اور متاخرین کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ یعنی ایک وہ محدث یا مفسر یا فقیہ جو مسلمانوں میں اب سے بہت پہلے زمانہ بعید میں ہوئے وہ اولین کہلاتے ہیں اور ایک وہ جو بعد میں زمانہ قریب میں ہوئے وہ آخرین کہلاتے ہیں۔ یہ اولین اور آخرین ہوئے۔ دونوں زمانہ ماضی میں ہیں۔ صرف بعید اور قریب کا فرق ہے۔ زمانہ مستقبل سے انہیں کوئی واسطہ نہیں۔ اسی طرح ایک وہ نبی ہیں جو آنحضرت صلعم سے بہت پہلے زمانہ بعید میں ہوئے۔ وہ اوّلین کہلائینگے۔ اور ایک وہ نبی ہیں جو ہوگ آپ سے پہلے ہی۔ لیکن زمانہ قریب میں ہوئے۔ وہ آخرین کہلائینگے۔ ہر دو صورت میں مستقبل سے انہیں کوئی واسطہ نہوگا۔ کیونکہ آنحضرت صلعم نے خود ہمیں بتلایا ہے کہ آپؐ کے بعد زمانۂ مستقبل میں کوئی نبی ہونا ہی نہیں۔ پس اگر یہ مانا جائے۔ کہ اس روایت کے الفاظ آپ ہی کے الفاظ ہیں تو پھر یہ ماننا بھی ضروری ہوگا کہ آپ نے پہلے انبیاء کے متعلق جو اولین و آخرین کے الفاظ فرمائے ہیں وہ ماضی بعید اور ماضی قریب کے لحاظ سے فرمائے ہیں نہ کہ زمانہ مستقبل کے لحاظ سے۔ جس کے متعلق آپ صاف الفاظ میں فرما چکے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا آپ اپنے ارشاد کے خلاف کس طرح فرما سکتے تھے۔ اور کسی امتی سے آپ کا اپنے تئیں افضل تبلانا بالکل بے معنی ہے آقا کا غلام سے مقابلہ ہی کیا ہے۔ ہاں زمانہ ماضی کی طرح اگر زمانہ مستقبل میں بھی مختلف اقوام میں نبیوں کا سلسلہ جاری رہتا تو یہ مقابلہ درست ہو سکتا تھا۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے۔ تو اگر کوئی امتی بطور مجاز کے نبی کا لقب پا بھی جائے تو نبی کا امتی سے مقابلہ ہی کیا۔ اور فضیلت کا سوال ہی بے معنی ہے۔ کیونکہ فضیلت کا سوال دو برابر کے نبیوں میں تو پیدا ہو سکتا ہے۔ ایک نبی اور اسی کے ایک امتی میں یہ سوال کیوں پیدا ہو۔ پس اس روایت میں جو اولین آخرین کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ وہ درایت کے لحاظ سے زمانہ ماضی کے سوا زمانہ مستقبل کے لئے نہیں لئے جا سکتے۔

دیلمی کی حیثیت محدثین میں کیا ہے؟

اور روایت کے لحاظ سے تو یہ حدیث ہی بیچاری کسی شمار و قطار میں نہیں۔ دیلمی کی حیثیت محدثین میں کیا ہے۔ اس کے لئے میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی حجۃ اللہ البالغہ میں سے طبقات المحدثین کے باب میں سے نقل کئے دیتا ہوں۔ جس میں انہوں نے دیلمی کو محدثین کے ادنے ترین طبقہ میں رکھکر اس کی کتاب کو ضعیف اور موضوع روایتوں کا مجموعہ بتایا ہے۔ فرماتے ہیں:-

"چوتھا طبقہ ایسی کتابوں کا ہے کہ بہت مدت گزرنے کے بعد ان کے مصنفین نے ارادہ کیا کہ پہلے دو طبقوں میں جو احادیث نہیں ملتیں انہیں جمع کیا جائے۔ یا ایسی حدثیں مجامع اور مسانید میں چھپی ہوئی تھیں تو انہوں نے ان کی شہان بڑھا دی۔ یا ایسے لوگوں کی زبانوں پر تھیں کہ محدثین ان کی حدیثیں نہ لکھا کرتے تھے۔ جیسے واعظین خواہشات کے پیرو اور فن حدیث میں ضعیف لوگ۔ یا صحابہ اور تابعین کے آثار تھے یا بنی اسرائیل کی خبریں تھیں۔ یا حکما اور واعظین کے اقوال تھے۔ تو راویوں نے انہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں سے ملا دیا۔ بھول سے یا جان کر۔ یا قرآن اور حدیث کے محتمل معانی تھے تو انہیں ایسے نیک لوگوں نے روایت کیا جو فن روایت کی باریکیوں سے ناواقف تھے تو انہوں نے ان معانی کو احادیث مرفوعہ بنا کر روایت کیا۔ یا ایسے معانی تھے جو کتاب و سنت کے اشارات سے مفہوم ہو سکتے تھے۔ تو انہیں ایک حدیث بنا کر ایک ہی رشتہ میں پرو دیا۔ ایسی حدثیں ابن حبان کی کتاب الضعفاء۔ کامل ابن عدی خطیب کی کتابیں۔ اور ابو نعیم اور جوزقانی ابن عساکر ابن النجار۔ اور دیلمی کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ مسند خوارزمی بھی انہی کے قریب قریب ہے۔ ان احادیث کی اچھی حدیث وہ ہے جو ضعیف ہو۔ اور قبولیت کا احتمال رکھتی ہو۔ اور بُری سے بُری وہ ہے جو موضوع ہو یا مقلوب ہو اور بڑی منکر ہو۔ اور ابن جوزی کی کتاب الموضوعات کا ماخذ یہی کتابیں ہیں۔"

اہل باطل ہمیشہ متشابہات اور موضوعات میں پناہ ڈھونڈتے ہیں

لاحظ فرمایا آپنے دیلمی کا درجہ محدثین میں، حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان کی کتاب کی اچھی سے اچھی حدیث وہ ہے جو ضعیف ہے۔ اور بُری وہ ہے جو موضوع ہے پس ایسی کتاب میں سے کوئی روایت جو اعلیٰ طبقہ کی صحیح احادیث کے مطابق نہ ہو کیا وقعت اور حیثیت رکھتی ہے۔ لیکن اہل باطل کا ہمیشہ قاعدہ یہی ہے کہ وہ متشابہات اور موضوعات میں پناہ ڈھونڈھتا ہے۔ اور ان کی بنا پر آیات محکمات اور متواتر اور صحیح روایات کا انکار کر کے اپنے خذلان و بطلان پر مہر لگاتا ہے۔

(باقی دارد)

شذرات

عیسائیوں کے تھوڈسٹ فرقہ کے افراد کی تعداد چالیس لاکھ سے زائد نہیں۔ لیکن اس کے ہمہ گیر تبلیغی نظام کے متعلق جو اعداد و شمار انگریزی کے مشہور روزنامہ "اسٹیٹسمین" میں شائع ہوئے ہیں۔ ان کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیں:۔

ان کے بیس ہزار گرجا ہیں۔ پچاس ہزار مبلغ اور واعظ ہیں
سنڈے اسکولوں میں دو لاکھ معلم کام کرتے ہیں۔ گرجاؤں
کے ممبروں کی تعداد دو لاکھ ہے۔ ایک لاکھ پچیس ہزار
سنڈے اسکول سکالر ہیں۔"

مذکورہ بالا اعداد و شمار سے اس فرقہ کے تبلیغی نظام کی وسعت کے علاوہ اس کے آمد و خرچ کا بھی ایک حد تک اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ عیسائیوں کے ایک قلیل التعداد فرقہ کی کارگذاری ہے۔ کیا ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں اور ان کے علماء نے کبھی ایسے اعداد و شمار پر غور کیا ہے؟

اس قسم کے حقائق کی موجودگی میں مجبوراً عیسائیوں کی ان تھک اور وسیع تبلیغی مساعی اور مسلمانوں کی غفلت اور بے حسی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے اور ایسا نہ کرنا بے انصافی اور خود فریبی ہے۔ لیکن اگر عیسائیت کی عالمگیر اور وسیع اور مسلمانوں کی محدود اور برائے نام تبلیغی کوششوں کو پہلو بہ پہلو رکھ کر نتائج کا مقابلہ کیجئے۔ اسلام مسلمانوں کی بے حسی اور بے سرو سامانیوں کے باوجود ہر جگہ عیسائیت پر غالب آ رہا ہے اور عیسائیت ہر جگہ مسیح اور مسیحیت اسلام سے شکست کھا رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے گنتی کے مبلغوں سے عیسائیت کا عالمگیر اور منظم تبلیغی نظام لرزہ بر اندام ہے کمال الدین تن تنہا انگلستان جاتا ہے۔ پادریوں کی انتہائی مخالفتوں کے باوجود چند سال میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیتا ہے۔ اعلیٰ ترین سوسائٹی کے افراد کو حلقہ بگوش اسلام کرتا ہے۔ صدر الدین اکیلا جرمنی پہنچتا ہے اور اس مرکز تثلیث میں صدائے توحید گونجنی شروع ہو جاتی ہے۔ جاوا میں مرزا ولی احمد بیگ لاتعداد پادریوں کے مقابلہ میں ڈٹا ہوا ہے اور خدا کے فضل سے کامیاب ہے۔ اسی طرح دوسرے ممالک کا حال ہے۔ اگر ہمارے پاس پادریوں سے دسواں نہیں بیسواں حصہ بھی ذرائع ہوں۔ تو ہم چند سال میں اس قدر کام کر سکتے ہیں۔ جتنا کہ عیسائیت صدیوں کی مسلسل اور منظم کوششوں کے باوجود بھی انجام نہیں دے سکی۔ اور ہم اس کو اس طرح سرنگوں کر سکتے ہیں۔ کہ آئندہ پادریوں کو کبھی بھی اسلام سے مقابلے کی جرأت نہ ہو۔ لیکن تکفیر باز ملا مسلمانوں کو خانہ جنگی ہی میں مبتلا رکھنا چاہتے ہیں۔ دشمن سے مقابلہ کی ان کو ذرہ بھر بھی فکر نہیں۔ کاش عیسائیوں کی تبلیغی کوششوں سے وہ کوئی سبق حاصل کریں۔

پنجاب کی آریہ سماجی یونیورسٹی مسلم کشی کے علاوہ اپنی شرمناک انتظامی خرابیوں کی وجہ سے بھی کافی بدنام ہو چکی ہے۔ کوئی سال ایسا نہیں جاتا۔ کہ امیدواران کو شدید شکایات پیدا نہ ہوتی ہوں۔ ہر امتحان کے متعدد پرچے حد سے زیادہ مشکل، طویل یا پیچیدہ ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتراض ہوتے ہیں عربی پرچوں کی نسبت یہ شکایت بہت عام ہو چکی ہے۔ اور امسال بھی موجود ہے۔ خدا جانے ایسا کیوں ہوتا ہے۔ عربی کے طلباء کی حوصلہ شکنی اور عربی زبان کی مخالفت کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں جن میں سے اکثر پر پنجاب کی یونیورسٹی عمل کر رہی ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے امیدواروں کو ہر سال اس مصیبت میں اپنی گرفتار کرنا کیوں فرض سمجھتی ہے۔ سب سے زیادہ تعجب ہمیں عربی زبان کے ممتحنوں پر ہے۔ جن کی اکثریت مسلمان ہے کاش وہ اپنے جوش قابلیت کے اظہار میں خداوندان یونیورسٹی کے آلہ کار بن کر مسلمان امیدواروں پر ظلم نہ کریں۔ اس سال جن پرچوں کے متعلق جائز شکایات ہیں ان کی کیا تلافی کی کوئی توقع ہو سکتی ہے؟

چینی ترکستان میں ۹۹ فیصدی مسلمان آباد ہیں۔ اور وہ عرصہ سے حکومت چین کی ذلیل ترین غلامی میں مبتلا ہیں۔ آخر انہوں نے ظالم چینی حکام کے ناقابل برداشت جور و ظلم سے تنگ آ کر تحریک آزادی کی بنا ڈالی۔ اور مسلح ہو کر حکومت کا مقابلہ شروع کر دیا۔ اس کے متعلق مختلف ذرائع سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں۔ وہ نہایت حوصلہ افزا اور مسرت انگیز ہیں۔ اسلامی فوج کو پے در پے فتوحات حاصل ہو رہی ہیں۔ یارقند کے علاوہ ہامی، جریان غنی، کاشغر اور فیض آباد پر احرار کا قبضہ ہو چکا ہے۔ حکومت چین مقابلہ کر رہی ہے لیکن عام خیال یہی ہے۔ کہ وہ اپنی اندرونی مشکلات کی وجہ سے احرار کا کامیاب مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ اس تحریک آزادی کا مقصد ایک خود مختار اسلامی سلطنت کا قیام ہے۔ اسی قسم کی ایک تحریک ۱۸۶۲ء میں شروع ہوئی تھی جس میں مسلمانوں کے سپہ سالار یعقوب بیگ نے فتح حاصل کر کے اسلامی حکومت قائم کر لی تھی لیکن ۱۸۷۷ء میں اس اولوالعزم فاتح کے انتقال پر چینیوں نے دوبارہ قبضہ کر لیا تھا۔ دعا ہے۔ کہ خداوند کریم اسلامی افواج کو کامیابی دے۔ اور ہم بہت جلد وسط ایشیا میں ایک آزاد اسلامی سلطنت کے قیام کا مژدہ سنیں۔

دوسرے صوبوں کی طرح مسلمانان پنجاب بھی تعلیمی دوڑ میں برادران وطن سے بہت پیچھے ہیں۔ اعلےٰ تعلیم میں تو ان کی پسماندگی بہت ہی قابل افسوس ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ اسلامی درسگاہوں کا فقدان ہے۔ صوبہ بھر کی تقریباً ساٹھ فیصدی اسلامی آبادی کے پاس درجن بھر سے زیادہ غیر مسلم کالجوں کے مقابلے میں صرف ایک اسلامیہ کالج ہے۔ سرکاری درسگاہیں قوم کی ضرورت کو پورا نہیں کر سکتیں۔ غیر مسلم درسگاہوں کے دروازے مسلمان طلبا پر بہت بڑی حد تک بند ہیں۔ علاوہ ازیں سرکاری اور غیر مسلم درسگاہیں مسلمان طلبا کی تعلیم و تربیت کا نازک فرض کما حقہ انجام نہیں دے سکتیں۔ اور نہ ان کی حوصلہ افزائی کر سکتی ہیں۔ ان حالات میں یہ خبر بے حد دل خوش کن ہے۔ کہ انجمن اسلامیہ امرتسر نے ایک انٹرمیڈیٹ کالج کے اجراء کا فیصلہ کیا ہے جس کا داخلہ میٹرک کا نتیجہ نکلتے ہی شروع ہو جائیگا۔ اس میں آرٹ اور سائنس دونوں شعبوں کی تعلیم اور بورڈنگ ہاؤس کا بھی انتظام ہوگا۔ قابل اور تجربہ کار اساتذہ مقرر کئے گئے ہیں۔ کالج اور بورڈنگ کی عمارت نہایت خوش اور کشادہ ہے۔ کالج کے اندر ایک شاندار اور وسیع لائبریری کا انتظام کیا گیا ہے۔ اخراجات دوسرے کالجوں کی نسبت بہت کم ہونگے۔ مزید معلومات کیلئے پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج امرتسر سے خط و کتابت کی جائے۔ خدا کرے۔ یہ اسلامی درسگاہ اپنے مقاصد میں خاطر خواہ کامیاب اور انجمن اسلامیہ امرتسر کی مساعی نتیجہ خیز ثابت ہوں۔ ہم انجمن مذکور کو اس نیک اقدام پر مبارکباد دیتے ہیں۔

میاں سر محمد شفیع مرحوم کا نام محتاج تعارف نہیں۔ قوم کے اس سچے خادم کے سیاسی یا معاشرتی خیالات و آراء سے کسی کو اختلاف ہو۔ تو علیحدہ بات ہے۔ لیکن اس کی بے لوث قومی خدمات اور اسلامی درد سے انکار قطعاً محال ہے۔ وہ زندگی بھر ایثار و قربانی اور بے لوث خدمات اسلامی کے ایسے بلند مقام پر کھڑا رہا جس تک پہنچنا لاکھوں کروڑوں میں سے کسی ایک کے مقدر میں ہی ہوتا ہے۔ افسوس قوم نے . . . اس شخص کو بھی اپنے دوسرے ایثار پیشہ خادموں کی طرح نذر تغافل کر دیا اگر سر شفیع کسی زندہ قوم کا فرد ہوتا۔ تو متعدد شاندار یادگاریں قائم ہو چکی ہوتیں۔ لیکن مسلمانوں سے اب تک بجز چند تجویزوں اور سکیموں کے اور کچھ نہ ہو سکا۔ انجمن حمایت اسلام لاہور کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر سر شفیع کی یادگار کا معاملہ بھی زیر بحث آیا۔ اور قرار پایا۔ کہ مرحوم کی یادگار ایک عظیم الشان لائبریری کی صورت میں قائم کی جائے۔ جس میں اسلامی علوم کے متعلق چیدہ و بلند پایہ کتابیں جمع کر دی جائیں۔ معاصر حمایت اسلام کے ذریعہ معلوم ہوا ہے۔ کہ رہنمایان ملت نے اس تجویز کا گرمجوشی سے خیر مقدم کیا۔ اور متعدد عطیات کے وعدے ہو چکے ہیں۔ بعض بزرگوں نے اپنے ذاتی کتب خانے اس غرض کیلئے وقف کر دیئے ہیں۔ تجویز نہایت مفید ہے۔ عرصہ سے ایسی لائبریری کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ اس طرح یادگار کے قیام کے علاوہ ایک اہم ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔ ہر فرقہ و خیال کے مسلمانوں کو اس تجویز کو عملی صورت دینے میں حصہ لینا چاہیئے۔

کسی ہوشمند انسان کیلئے تعلیم نسواں کی اہمیت و ضرورت سے انکار محال ہے۔ کوئی ایسی قوم جس کی عورتیں جاہل ہوں۔ ترقی نہیں کر سکتی۔ نہ جاہل ماؤں کی اولاد کسی قوم کی ترقی کی ضامن ہو سکتی ہے۔ ملک کے خاص حالات، قومی روایات اور معاشرتی پابندیوں کی وجہ سے ہندوستانی مسلمانوں کے نزدیک تعلیم نسواں کا مسئلہ بے حد نازک و اہم ہو گیا ہے۔ ان حالات میں صاف ظاہر ہے۔ کہ مسلمان طالبات کے لئے مسلمان استانیاں ہی موزوں ہو سکتی ہیں۔ اور صرف دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کے قومی اخلاق و روایات کی حفاظت کا ذمہ لے سکتی ہیں مسلمانوں کے پاس زنانہ درسگاہیں برائے نام ہیں۔ پنجاب کے وسیع صوبہ میں ایک بھی ہائی سکول نہیں۔ سرکاری گرلز اسکولوں میں مسلمان استانیوں کا فقدان ہے۔ اور یہی بات مسلمان لڑکیوں کی تعلیم میں بہت بڑی روک ہے۔ مسلمانوں کو زنانہ درسگاہوں کے قیام کی پوری کوشش کرنی چاہیئے لیکن ظاہر ہے۔ یہ کام وقت چاہتا ہے۔ بدست اس کمی کو پورا کرنے کی یہ صورت ہو سکتی ہے۔ کہ سرکاری گرلز سکولوں اور کالجوں میں مسلمان استانیوں کا اضافہ کیا جائے۔ اور اس کا آسانی سے بندوبست ہو سکتا ہے۔ انہی حالات کے پیش نظر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ آئندہ سرکاری اور بورڈ سکولوں میں جس قدر استانیوں کی ضرورت ہو۔ وہ سب کی سب مسلمان عورتوں سے لی جائیں۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے۔ جب تک کہ مسلمان استانیوں کا تناسب پچپن فیصدی تک نہ پہنچ جائے

اس کے علاوہ انجمن نے ایک قرارداد اس مضمون کی بھی منظور کی ہے۔ مسلمان لڑکیوں میں تعلیم کا شوق بڑھانے کی خاطر آئندہ کسی مسلمان لڑکی کو کسی سرکاری یا بورڈ سکول یا کالج میں داخل کرنے سے محض اس بنا پر انکار نہ کیا جائے کہ اس نے پہلا امتحان کسی خاص ڈویژن میں پاس نہیں کیا۔ کیونکہ بہت سی مسلمان طالبات اس پابندی کی وجہ سے تعلیم سے محروم رہ جاتی ہیں۔ یہ مطالبہ بھی ہر لحاظ سے صحیح اور جائز ہے۔ محض تعلیم کا شوق دلانے اور تعلیمی کمی کو دور کرنے کیلئے لڑکیوں کو بہت سی ایسی مراعات حاصل ہیں۔ جن سے لڑکے محروم ہیں بعض اسکولوں میں اچھوت طالب علموں کو خاص رعایتیں حاصل ہیں۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان طالبات پر سے کم از کم ہمسایہ اقوام سے مساوی درجہ حاصل کر لینے تک

مذکورہ پابندی نہ اٹھالی جائے۔ امید ہے۔ کہ آنریبل وزیر تعلیم اور پنجاب یونیورسٹی بہت جلد ان جائز مطالبات پر توجہ کرے گی۔ تمام اسلامی اخبارات اور اداروں سے ان قراردادوں کی تائید کی درخواست ہے

دنیا آج کل شدید اقتصادی مشکلات میں مبتلا ہے۔ ماہرین اقتصادیات جنگی قرضوں کو ان مشکلات کا سب سے بڑا باعث قرار دیتے ہیں۔ قرضخواہ مطالبہ پر مطالبہ کر رہے ہیں۔ اور ایک پائی چھوڑنے کیلئے تیار نہیں۔ اکثر مقروض سلطنتیں ادا کرنے سے عاجز ہیں۔ بلکہ بعض نے تو دبے الفاظ میں انکار بھی کر دیا ہے۔ اس طرح جنگی قرضوں کا مسئلہ ایک اور ہولناک جنگ کا پیش خیمہ بنتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ زمانہ جنگ میں قرض لینے والوں نے جذبہ پیکار اور ضرورتوں کی مجبوری کی وجہ سے قرض لیا دینے والوں نے سود کے لالچ سے دیا۔ اگر قرضخواہوں کے سامنے یہ لالچ نہ ہوتا۔ تو ہرگز روپیہ نہ دیتے۔ جنگ یورپ اس قدر طول کپڑتی اور نہ آج نئے جنگ کے خطرات پیدا ہوتے۔ سارا فساد سود لینے اور دینے کا ہے۔ اسلام نے سودی لین دین کی سخت ممانعت کی ہے کیا اس پر اعتراض کرنیوالے اب بھی ان اسلامی احکام کی خوبیاں سمجھنے سے قاصر ہیں؟

گذشتہ سال اچھوتوں کے مسئلے کو حل کرنے کیلئے گاندھی جی نے برت شروع کیا۔ ہندوؤں نے اپنے مہاتما کی موت کے خوف سے معاہدہ پونا منظور کر لیا۔ لیکن اس قسم کے جبری معاہدات کچھ زیادہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوا کرتے۔ اور نہ اس قسم کی جبر یا دو ہیجان انگیز تدبیروں سے وہ امتیاز و افتراق دور ہو سکتا ہے۔ جو ہندوؤں اور اچھوتوں کے درمیان موجود ہے۔ جوں جوں وقت گذرتا گیا۔ اس معاہدہ کی بے حقیقتی اور کمزوری ظاہر ہوتی گئی۔ ہندو اور اچھوت دونوں میں سے کوئی بھی اس سے مطمئن نہ ہو سکا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ گاندھی جی نے اچھوت ادھار کی تحریک کے سلسلہ میں اکیس روز کا ایک اور غیر مشروط برت رکھنے کا اعلان کیا ہے۔ جو ۸ مئی سے شروع ہو کر ۲۹ مئی کو ختم ہوگا۔ اس اعلان سے ہندو حلقوں میں زبردست اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔

گاندھی جی کے اعلان کے مندرجہ ذیل الفاظ خاص طور پر قابل ذکر ہیں:-

"گذشتہ ماہ ستمبر سے میں ہریجن تحریک کے متعلق تعلیم یافتہ مردوں اور عورتوں کے ساتھ ملاقاتیں کرتا رہا ہوں اور اس کے حق میں اور خلاف لٹریچر مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ نیز خط و کتابت کے ذریعے سے مجھے ان لوگوں کے خیالات سے آگاہی حاصل ہوتی رہی ہے۔ اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ چھوت چھات کی برائی اس سے زیادہ شدید ہے جس قدر میں نے خیال کیا تھا . . . مجھے مرنے کی قطعاً خواہش نہیں۔ میں اپنے مقصد کے حصول کیلئے زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ اس کیلئے میں جان دینے کیلئے بھی تیار ہوں لیکن مجھے اپنے لئے اور اپنے کارکنوں کے لئے مزید پاکیزگی کی ضرورت ہے مجھے ایسے کارکنوں کی ضرورت ہے جو پاکیزہ جذبات کے حامل ہوں۔ چونکہ میری اطلاع میں کچھ ایسے واقعات آئے ہیں۔ جو اس کے خلاف ہیں۔ اس لئے میں اپنے برت کے ذریعے اپنے کارکنوں سے اپیل کر رہا ہوں۔ کہ وہ میرے مقصد کے حصول میں مزاحم نہ ہوں۔"

گاندھی جی کے ان الفاظ پر غور کرنے والوں کو بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے بھگتوں نے محض ان کی جان کے خوف سے معاہدہ پونا کو منظور کر لیا تھا۔ باقی جو کچھ اچھوت ادھار کی تحریک کیلئے ہو رہا۔ دکھاوا ہی ہے۔ دیکھئے اس دوسرے برت کا کیا اثر ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہے۔ اس قسم کے برتوں سے ہندوؤں کی ذہنیت میں کوئی مستقل تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر گاندھی جی کا مقصد اچھوتوں کی بہتری ہی ہے۔ تو انہیں ذرا جرأت سے کام لیکر اچھوتوں کو قبول اسلام کا مشورہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ ان کے مصائب کا واحد حل اسلام ہی ہے۔ ہم ہرگز یہ باور کرنے کیلئے تیار نہیں۔ کہ گاندھی جیسا ہوشمند اور تجربہ کار لیڈر اس حقیقت سے بے خبر ہے۔

گذشتہ دنوں اینگلو پرشین آئل کمپنی کے متعلق حکومت ایران اور حکومت برطانیہ کے درمیان کچھ اختلاف ہو گیا تھا۔ خطرہ تھا۔ کہ یہ اختلاف شدید نزاع کی صورت نہ اختیار کر لے۔ مجلس اقوام کے سامنے معاملہ پیش ہوا۔ تو اس نے کمپنی کو براہ راست حکومت ایران سے گفت و شنید کرنے کا حکم دیا۔ حکومت ایران کا مطالبہ بھی یہی تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ گفت و شنید کامیابی سے ختم ہو کر سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ قدیم معاہدے کی رو سے حکومت ایران کو منافع کا سولہ فیصدی حصہ ملتا تھا۔ جدید معاہدے کی رو سے قرار پایا ہے۔ کہ اسے چار شلنگ فی ٹن حق شاہی ادا کیا جائیگا۔ کمپنی ہر سال پچاس لاکھ ٹن تیل برآمد کرے گی۔ اس طرح گویا حکومت ایران کو دس لاکھ پاؤنڈ کی رقم مل جایا کرے گی۔ امید ہے تمام اسلامی دنیا میں اس سمجھوتہ پر اظہار مسرت کیا جائیگا ہمیں سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے۔ کہ ایک اسلامی سلطنت نے اپنی معقولیت اور تدبر سے حکومت برطانیہ کو اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیا۔ اور اب معاہدہ ہو گیا۔ جو فریقین کے لئے قابل قبول اور باعزت ہے۔

(تیسرے کالم کا بقیہ)

جو مرسلین میں سے ہے۔ امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی ہے۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا اس سے معاملہ کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔

(صفحہ ۵۶۹ ازالہ اوہام)

عنک کے بارہ میں آپ نے خود اسی حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷ عربی حاشیہ میں لکھ دیا ہے۔ ان اللہ ما اراد من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ وھو مسلم عند اکابر اھل السنۃ فالنزاع لیس الا نزاعاً لفظیا۔ اس نے حضرت مجدد صاحب کے حوالہ کو صاف کر دیا کہ یہاں صرف لفظی نزاع ہے اور نبی کے لفظ سے مراد آپکی محدثیت ہے۔ اب اس پر کیا اعتراض رہا؟

ناظرین کرام خط لکھتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیدیا کریں۔

زمیندار کے نامہ نگار کا بیمعنی اعتراض

تھوڑا عرصہ گذرا زمیندار کے ایک نامہ نگار نے حضرت نبی کریمؐ کی ہتک کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ حضرت نبی کریمؐ پر جادو کا اثر ہو گیا تھا۔ اب ایک دوسرے نامہ نگار صاحب کراچی سے بولے ہیں۔ اور وہ بزعم خود حضرت مسیح موعود کی غلطیاں نکالنے بیٹھے ہیں۔ بھلا جن لوگوں کا ایمان ہو کہ حضرت ابراہیم ابوالانبیاءؑ نے تین جھوٹ بولے۔ وہ اگر اپنی کوتاہ بینی سے اس زمانہ کے مجدد کو ایسے الزامات سے متہم کریں تو کوئی افسوس کی بات نہیں۔ اب ان جھولڑں کی تفصیل سنیئے۔

حضرت مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹ پر حضرت مجدد الف ثانی سرہندی کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ جس شخص کو بکثرت مکالمہ و مخاطبہ نصیب ہو اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں۔ وہ نبی کہلاتا ہے۔ حالانکہ حضرت مجدد سرہندیؒ صاحب کی کتاب میں یہ نہیں لکھا۔

جواباً عرض ہے کہ حضرت مجدد صاحب کے اس حوالہ کو حضرت مسیح موعود اپنی کئی کتابوں میں لاچکے ہیں۔ جہاں نبی کے بجائے محدث کا لفظ جیسا کہ اصل حوالہ میں ہے۔ درج کیا ہے۔ سیاق و سباق عبارت ملا کر پڑھنے سے صاف نظر آجاتا ہے کہ یہاں آپکی مراد نبی بمعنی مکلم و محدث کے ہے۔ شرح عبارت یوں ہے:-

"اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔ اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے۔ الخ"

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ (۱) آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا سراسر افترا ہے (۲) جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن کی رو سے منع ہے وہ کوئی دعویٰ نہیں (۳) دعویٰ صرف امتی اور نبی ہونے کا ہے (۴) نبی سے مراد صرف بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پانا ہے۔

اب نمبر ۱ و ۲۔ کی عبارتیں تو صاف ہیں۔ نمبر ۳ و نمبر ۴ قابل تشریح ہیں۔ امتی نبی کی اصطلاح کی تعریف آپ نے خود کر دی ہے۔ اور وہ یہ ہے:-

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہونا نصوص قرآنیہ و حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنے ہر ایک رسول مطاع اور امام بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث

(باقی صفحہ [illegible] کالم [illegible])

کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا؟

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

(۱) ہمارے عقائد پر عجیب بحث۔
(۲) حضرت مرزا صاحب کے انکار نبوت کی توجیہہ۔
(۳) آپ نے انکار دعویٰ نبوت کب کیا؟
(۴) لفظ نبی کے استعمال کی وجہ۔
(۵) لفظ نبی کا استعمال مجاز اور استعارہ تھا۔
(۶) کیا پہلے بھی یہ یا ایسے لفظ مجازاً استعمال ہوئے
(۷) لفظ نبی کو تحریروں سے کاٹ دینے کا اعلان!
(۸) لفظ نبی عام بول چال میں استعمال کرنے کی ممانعت

(۱) ہمارے عقائد پر عجیب بحث

پچھلے ٹریکٹ میں میں نے جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد بیان کئے تھے۔ ان پر مخالفین سلسلہ اور قادیانی جماعت نے عجیب طریق بحث اختیار کیا ہے۔ کاش کوئی عالم یا جاہل اٹھتا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا کہ ہمارے یہ عقائد خلاف قرآن و حدیث ہیں۔ مگر یہ جرأت کسی کو نہ ہوئی اس لئے کہ سب جانتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے یہ عین مطابق ہیں۔ یا یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا کہ گو ان کے یہ عقائد ہیں مگر بانی سلسلہ احمدیہ کے یہ عقائد نہ تھے مگر یہ بھی نہ ہو سکتا تھا اس لئے کہ بانی سلسلہ کی اپنی تحریرات بھی پیش کر دی گئی تھیں۔ کہ یہی عقائد ان کے تھے۔ ان دونوں باتوں سے عاجز آ کر بحث یہ ہو رہی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے وہ عقائد نہیں جو وہ کہتے ہیں۔ بلکہ وہ ہیں جو ان کے مخالف کہتے ہیں۔ اس مذہبی آزادی کے زمانہ میں کسی کو بھی اپنے عقائد کے مخفی کرنے کی ضرورت نہیں۔ مگر ایک جماعت کے مختلف افراد جب ایک دوسرے سے اپنے عقائد کو مخفی نہیں رکھ سکتے تو غیروں سے کس طرح رکھ سکتے ہیں۔ کاش جو روپیہ ان قادیانیوں اور غیر قادیانیوں نے اس بیہودہ کوشش پر صرف کیا ہے وہ اسے کسی بہتر کام پر صرف کرتے۔

(۲) حضرت مرزا صاحب کے انکار نبوت کی توجیہہ

اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کا انکار بیشک کیا ہے لیکن جو تحریریں میں نے پیش کی ہیں وہ "ادعائے نبوت سے پہلے کی ہیں" (اعلان دعوت و ارشاد) اور کہ آپ نے تدریجاً ترقی کرتے کرتے دعویٰ نبوت کیا۔ اس کی تائید میں جو حوالہ پیش کیا گیا ہے وہ حضرت مرزا صاحب کی اسی سے زیادہ کتابوں میں سے کسی کتاب کا نہیں۔ بلکہ ایک ڈائری کا ہے جو کسی اخبار میں منقول ہے۔ اور جو ۱۹۰۸ء کی ہے جس کے اڑھائی ماہ بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ کیا یہ بات ماننے کے قابل ہے کہ ۱۸۹۱ء میں آپ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کریں اور یکے بعد دیگرے اپنی تحریروں میں مدعی نبوت پر لعنت بھیجیں، مدعی نبوت کو کافر و کاذب قرار دیں۔ دعویٰ نبوت کو اپنے اوپر افترا قرار دیں۔ اور مرنے سے ستر اسی دن پیشتر زبانی یہ اعلان کریں کہ میں مدعی نبوت ہوں۔ صاف نظر آتا ہے کہ یہ کسی اخبار نویس کی غلط فہمی ہے۔ یہ کہنا بھی درست نہیں کہ آپ کے انکار نبوت کی تحریریں ادعائے نبوت سے پہلے کی ہیں۔ انکار نبوت کی ضرورت ہی تب پیش آئی جب آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا گیا۔ اور یہ تحریریں جو میں آگے نقل کرتا ہوں خود صاف بتاتی ہیں کہ آپ کو دعویٰ نبوت کا انکار تب کرنا پڑا۔ جب آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا گیا۔

(۳) آپ نے انکار دعویٰ نبوت کب کیا؟

واقعات کو دیکھو۔ ۱۸۹۱ء میں آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اسی ذیل میں آنے والے مسیح کی نبوت پر بھی بحث کی اس پر آپ پر ۱۸۹۱ء میں دو سو علمائے پنجاب و ہند کی طرف سے کفر کا فتوےٰ لگایا گیا جس میں بڑی وجہ یہ قرار دی گئی کہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اسی کے جواب میں آپ کو بار بار یہ لکھنے کی ضرورت پیش آئی کہ میرا دعویٰ نبوت کا نہیں۔ تحریریں خود اس پر گواہ ہیں:-

"اس شہر کے بعض اکابر میری نسبت یہ الزام مشتہر کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ۔ ۔ ۔ ہے ۔ ۔ ۔ یہ الزام سراسر افترا ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں ۔۔۔۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں" (اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

"جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو۔ اس کو بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (تقریر ۲۳ اکتوبر دہلی)

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" (ازالہ صفحہ ۴۲۱)

"ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں" (مجموعہ اشتہارات صفحہ ۲۲۴)

"مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں" (حمامۃ البشریٰ صفحہ ۷۹ ترجمہ)

"ان لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا اور یہی کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے" (حمامہ صفحہ ۸ ترجمہ)

"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے" (انجام آتھم صفحہ ۲۷)

ان تحریروں سے صاف ظاہر ہے کہ جس بنا پر علماء نے آپ کو مدعی نبوت قرار دیا وہ ۱۸۹۱ء سے ہی موجود تھی۔ تدریج کا خیال ایک ڈھکوسلہ ہے۔

(۴) لفظ نبی کے استعمال کی وجہ

دعویٰ نبوت آپ کی طرف کس بنا پر منسوب کیا گیا، اس کا تعلق ذیل کی تحریروں سے ہے۔ جو ابتدائے دعویٰ میں لکھی گئیں۔

"اس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہیئے۔ کیونکہ مسیح نبی تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنیوالا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے ۔ ۔ ۔ ۔ میں کہتا ہوں نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہے نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔" (توضیح مرام صفحہ ۱۷ و ۱۸)

"اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔" (ازالہ صفحہ ۴۲۲)

"محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وہ اگرچہ کامل طور سے امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔" (ازالہ صفحہ ۵۶۹)

اس سے معلوم ہوگا کہ آپ کی طرف دعویٰ نبوت اس لئے منسوب نہیں کیا گیا کہ آپ نے یہ کہا ہو کہ مجھے خدا نے نبی بنا کر بھیجا ہے کہا تو آپ نے یہی کہ مجھے محدث بنا کر بھیجا ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ محدثیت بھی اپنے اندر نبوت کا ایک رنگ رکھتی ہے اور محدث ایک معنے سے نبی ہوتا ہے۔

(۵) لفظ نبی کا استعمال مجاز اور استعارہ

آپ کے سامنے یہ دقت تھی کہ آنے والے مسیح کا نام کسی حدیث میں نبی بھی آ گیا تھا۔ لیکن آنحضرت صلعم کے بعد نبی تو آ نہ سکتا تھا اس لئے آپ نے اس کی یہ توجیہہ فرمائی کہ یہ لفظ یہاں مجاز کے طور پر یا لغوی معنے میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ اس کی تصریح آپ نے پہلے بھی کی اور بعد میں بھی ۔ اور مجاز کے طور پر لفظ نبی کے استعمال میں اور دعویٰ نبوت میں زمین و آسمان

کافرق ہے آپ کی اپنی تحریرات اس پر گواہ ہیں۔

"غرضیکہ۔۔۔ کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبۂ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے دعویٰ نبوت لازم آ گیا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۴۲۲)

"نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلعم نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔۔۔۔ عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔ پھر خدا کو کیوں حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔ کیا قرآن میں سے فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا"

(سراج منیر صفحہ ۳)

"ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے۔ وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔" (سراج منیر صفحہ ۳ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

"اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے۔۔۔۔ یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

"سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ میرا نام خدا کی طرف سے نبی مجاز کے طور پر رکھا گیا ہے نہ حقیقت کے طور پر"

(حقیقۃ الوحی آخری کتاب مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

(۶) کیا پہلے بھی یہ یا ایسے لفظ مجازاً استعمال ہوئے

ایسے الفاظ کا مجازی استعمال پہلے بھی ہوتا رہا حتیٰ کہ پہلی کتابوں میں خود لفظ خدا اور ابن اللہ بھی مجازی طور پر خدا سے تعلق رکھنے والوں پر بولے گئے۔ اور مولانا روم نے بھی اولیاء اللہ کو اطفال اللہ کہا ہے۔ ع۔ اولیاء اطفال حق اند اے پسر۔

خود قرآن کریم نے "مرسلون" کا لفظ بطور مجاز استعمال کیا ہے "فقالوا انا الیکم مرسلون (یٰسین-۱۴) یہاں مراد حضرت عیسیٰ کے حواری لئے گئے ہیں جن پر رسول یا مرسل کا لفظ صرف بطور مجاز ہی استعمال ہو سکتا ہے۔ اور بعض نے جو خالد بن سنان کو نبی لکھا ہے۔ تو وہ بھی بطور مجاز ہے۔ اسیطرح لفظ نبی کو مولانا روم نے بھی مجازاً استعمال کیا ہے۔ مرشد کے متعلق فرماتے ہیں۔ ع۔

آں نبی وقت باشد اے مرید

شیخ اکبر نے بھی نبوت کے لفظ کو مجازاً استعمال کیا ہے من حفظ القرآن فقد ادرجت النبوۃ بین جنبیہ جس نے قرآن کو حفظ کیا نبوت اس کے دونوں پہلوؤں کے درمیان داخل کر دی گئی۔

اسیطرح حصول کمالات نبوت کے پہلے بزرگ بھی قائل رہے ہیں۔ یہاں صرف ایک حوالہ حضرت مجدد الف ثانی کا پیش کرتا ہوں۔ "پس حصول کمالات نبوت مر تابعان را بطریق تبعیت و وراثت بعد از بعثت خاتم الرسل منافی خاتمیت او نیست۔"

لفظ نبی کو تحریروں سے کاٹ دینے کا اعلان

اگر حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا ہوتا تو آپ کبھی وہ اعلان نہ کرتے جو آپ نے ۱۸۹۲ء میں مولوی عبدالحکیم کے ساتھ مباحثہ پر کیا جب مولوی عبدالحکیم نے یہ اعتراض کیا کہ آپ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں تو آپ نے ذیل کی تحریر پر آٹھ گواہوں کے دستخط ہیں بھیجی۔ اور اس تحریر پر مباحثہ ختم ہو گیا۔

"تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام۔۔۔ میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنے میں نبی ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسیطرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں۔ جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ تعالیٰ جلشانہ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے۔۔۔۔۔ پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرائے میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنے لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں"

(۳ فروری ۱۸۹۲ء)

(۸) لفظ نبی عام بول چال میں استعمال کرنے کی ممانعت

کیا آج تک کسی نے سنا کہ جو نبی ہو وہ خود یہ ہدایت کرے کہ میرے لئے لفظ نبی مت استعمال کرو۔

"وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت و رسالت ہے۔۔۔۔۔ چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں۔ اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیے کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔ جو شخص انکار میں حد سے گزرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے۔ اسیطرح وہ جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گزر جاتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلعم پر ختم کر دیا ہے۔"

(خط مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء مطبوعہ الحکم نمبر ۲۹ جلد ۳)

محمد علی

(پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

قادیانی گروہ

ملانوں کے نقشِ قدم پر!

کہاں تو محمودی صاحبان کی اخلاقی گراوٹ یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ وہ ہماری جماعت کو احمدی نام سے مخاطب کرنا ناجائز سمجھتے تھے اور کہاں اب یہ حالت کہ ہماری نسبت غلط بیانی کرنے کے لئے ایک قادیانی دریدہ دہن نے ایک ٹریکٹ شائع کر کے اس کا عنوان "احمدی فریق لاہور کے عقائد" رکھا ہے۔ لیکن اس کی تنگدلی کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ اپنے عقائد تکفیر اہل قبلہ کو ظاہر نہیں کیا۔ بہتر طریق تو یہ تھا کہ جن صاف اور صریح الفاظ میں ان کے پیر نے تکفیر اہل قبلہ کا مسئلہ ایجاد کیا تھا۔ اسے جرأت سے ظاہر کرتا لیکن باطل ہمیشہ بزدل ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنی کمزوری کو ہزارہا پردوں کے نیچے چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کا پیر لکھتا ہے:۔

(۱) "ہر ایک شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں مانتا یا محمد (صلعم) کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل صفحہ ۱۱۰)

(۲) "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔" (آئینہ صداقت۔ صفحہ ۳۵)

لیکن کتاب "حربۂ تکفیر" میں اس بزدل نے بیحد بزدلی سے کام لیا ہے اور اپنے مذہب کو پیچ در پیچ طریقوں سے چھپانے کی کوشش کی ہے۔

خاص بات جو اس مضمون کے لکھنے کی محرک ہوئی وہ یہ ہے کہ آیا کسی جماعت یا فریق کے وہ عقائد ہوا کرتے ہیں جو اس کا مخالف لکھے یا وہ جو خود وہ جماعت شائع کرے۔ اگر اول الذکر امر صحیح ہے تو حضرت مسیح موعود کی تحریروں سے جو عقائد مخالفین سلسلہ نکال کر شائع کرتے رہتے ہیں قادیانی صاحبان کیوں ان کو صحیح تسلیم نہیں کرتے؟ اپنے الفاظ اور اپنے عقائد کی بہترین تفسیر وہی جماعت کر سکتی ہے جسکے عقائد ہوں۔ اس کا مخالف تو ہمیشہ ایسا نتیجہ نکالنے کی کوشش کرے گا جو معترض کے نقطہ نگاہ سے قابل اعتراض ہو۔

ہماری جماعت اور قادیانی جماعت کو مسلم ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی تصانیف میں لفظ نبی استعمال کیا اسی طرح جماعت کے مؤلفین نے بھی یہ لفظ استعمال کیا لیکن سوال یہ ہے کہ جو نتیجہ قادیانی پارٹی اب نکالتی ہے وہ نتیجہ ۱۹۱۴ء تک جماعت کا کوئی مؤلف نکالتا تھا؟ یعنے جو شخص حضرت مسیح موعود کو نبی نہ مانے خواہ اس نے آپکا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اصل نکتہ تو نبوت کے مسئلہ کو حل کرنے کا یہی ہے۔ ظاہر ہے کہ قادیانی جماعت کے پیر کے اعلان سے پہلے جماعت کا یہ عقیدہ کبھی نہیں ہوا کہ غیر از جماعت مسلمان حضرت مسیح موعود کی نبوت پر ایمان نہ لانے کے جرم کی وجہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اگر یہ عقیدہ ہوتا تو ۱۹۱۰ء میں ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی یعنی میاں محمود احمد صاحب کی سگی سالی کا نکاح حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم ایک غیر احمدی کے ساتھ (جو حسب عقیدہ جماعت قادیان کافر اور دائرہ اسلام سے خارج تھا) کبھی نہ پڑھاتے۔

قرآن حکیم منکرین اسلام کی نظر میں

(از جناب مولانا ستار خان صاحب پسروری سابق مدیر اخبار پیغام صلح)

(۱) چیمبرزان سائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے :-

"مذہب اسلام کا وہ حصہ بھی جس میں بہت کم تغیر و تبدل ہوا ہے اور جس سے اس کے داعی کی طبیعت نہایت صاف صاف معلوم ہوتی ہے اس مذہب کا نہایت کامل اور روشن حصہ ہے اس سے ہماری مراد قرآن کریم کے اخلاق سے ہے۔ ناانصافی، کذب، غرور، انتقام، غیبت، استہزا، طمع، اسراف، عیاشی، بے اعتباری، بدگمانی، نہایت قابل ملامت بیان کی گئی ہیں۔ نیک نیتی، فیاضی، تحمل، بردباری، حیا، کفایت شعاری، سچائی راستبازی، ادب، صلح، سچی محبت، اور سب سے پہلے خدا پر ایمان لانا اور اس کی مرضی پر توکل کرنا، سچی ایمانداری کا رکن اور سچے مسلمان کی نشانی خیال کی گئی ہے۔

(۲) مشہور مورخ مسٹر گبن لکھتا ہے کہ :-

"قرآن کو مسلمانوں کا ایک عام مذہبی، تمدنی، ملکی، تجارتی، قومی، دیوانی، اور فوجداری وغیرہ کا ضابطہ کہہ سکتے ہیں وہ ہر ایک امر پر حاوی ہے، مذہبی عبادات سے لیکر رات دن کے کار و بار اور روحانی نجات سے لیکر صحت جسمانی، جماعت کے حقوق سے لیکر حقوق افراد، اخلاق سے لیکر جرائم اور دنیاوی سزا سے لیکر دینی سزا و جزا وغیرہ تک کے تمام احکام قرآن میں موجود ہیں۔ اسی سبب سے قرآن اور بائیبل دو مختلف چیزیں ہیں۔ کیونکہ کو مب کہتا ہے کہ :-

بائیبل میں دینیات کا کوئی قاعدہ اور ضابطہ نہیں ہے۔ بلکہ اس میں قصص ہیں، جن سے عبادت و پرہیزگاری کے جذبات برانگیختہ ہوتے ہیں۔ قرآن اناجیل سے ملتا ہے کہ اس کو ہم صرف مذہبی رایوں اور افعال کی اصلاح ہی کا معیار قرار دیں۔ بلکہ بخلاف اس کے قرآن میں سیاسی اصول بھی موجود ہیں، انہی اصول پر حکومت کی بنیاد پڑی، انہی سے ملکی قوانین اخذ کیے جاتے ہیں اور روزمرہ کے مقدمات جانی و مالی فیصل ہوتے ہیں"۔

(۳) مسٹر راڈویل لکھتے ہیں کہ :-

"قرآن ایک نہایت گہری حقانیت ہے، جو ان لفظوں میں بیان کی گئی ہے جو باوجود مختصر ہونے کے قوی اور صحیح رہنمائی اور الہامی حکمتوں سے مملو ہیں"۔

(۴) مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں کہ :-

"منجملہ اُن خوبیوں کے جن پر قرآن فخر کر سکتا ہے۔ دو خوبیاں نہایت ہی عیاں ہیں ایک تو وہ مودبانہ انداز اور عظمت جس کو قرآن اللہ کا ذکر یا اشارہ کرتے ہوئے ہمیشہ مدنظر رکھتا ہے کہ وہ اس کی طرف خواہشات رذیلہ اور انسانی جذبات کو منسوب نہیں کرتا کہ وہ تمام مہذب اور ناشائستہ خیالات حکایات اور بیانات سے بالکل پاک ہے جو بدقسمتی سے یہود کے صحیفوں میں عام ہیں۔ قرآن تمام ناقابل انکار عیوب سے مبرا ہے۔ اس پر خفیف سے خفیف حرف گیری نہیں ہو سکتی۔ اس کو شروع سے آخر تک پڑھ جائیے مگر تہذیب کے رخساروں پہ ذرا بھی جھینپ کے آثار نہیں پائے جائیں گے۔

(۵) ڈاکٹر سموئیل جانسن لکھتا ہے کہ :

"قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر ہیں اور ہر زمانہ کیلئے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام عدائیں خوامخواہ اس کو قبول کر لیتی ہیں اور وہ محلوں، ریگستانوں، شہروں اور سلطنتوں میں گونجتا ہے۔ قرآن نے اوّل تو اپنے منتخب قلوب کو تمام دنیا کے فتح کرنے کے لئے مشتعل کر دیا اور اس کے بعد وہ ایسی کارکن قوت بن گیا جس کے ذریعہ سے جس وقت عیسائیت تاریکی کی ملکہ بنی ہوئی تھی یونان اور ایشیا کی تمام روشنی عیسائی یورپ کے گہرے اندھیرے میں پہنچی"۔

(۶) مشہور جرمن فاضل گوئٹے لکھتا ہے کہ :-

"جس قدر ہم اس سے قریب ہوتے ہیں یعنی اس پر زیادہ غور و فکر کرتے ہیں تو وہ اسی قدر زیادہ ہمیں اپنی طرف کھینچتا ہے یعنی اس کے مضامین اتنے ہی زیادہ بلند و ارفع معلوم ہوتے ہیں۔ قرآن کریم اوّل تو بتدریج فریفتہ کرتا ہے پھر متعجب بناتا ہے اور آخر کار ایک سرور انگیز تحیر میں ڈال دیتا ہے۔ اسی لئے ہم بے اختیار اس عجیب و غریب کتاب کی اہمیت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں"۔

(۷) لڈولف کریہل (جس نے ۱۸۸۴ء میں آنحضرت صلعم کے حالات شائع کئے تھے) لکھتا ہے کہ :-

"قرآن میں عقائد، اخلاق، اور ان کی بنا پر قانون کا مکمل ضابطہ موجود ہے۔ اس میں ایک وسیع جمہوری سلطنت کے ہر شعبہ کی بنیادیں بھی رکھ دی گئی ہیں تعلیم، عدالت، حربی انتظامات اور نہایت محتاط قانون غربا وغیرہ کی بنیادیں خدائے واحد کے یقین پر رکھی گئی ہیں"۔

(۸) ڈاکٹر گستاولی بان فرانسیسی اپنی کتاب "تمدن عرب" میں لکھتا ہے کہ :-

"کسی مذہبی کتاب کے فوائد عامہ کا اندازہ کرتے وقت یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ اس میں فلسفی خیالات کیسے ہیں (کیونکہ یہ عموماً بہت کمزور ہوا کرتے ہیں) بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ جن اعتقادات دینی کی تعلیم اس کتاب میں دی گئی ہے۔ انہوں نے دنیا میں کیا اثر پیدا کیا اور جس وقت اسلام کو اس نظر سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ دنیا کے ان تمام مذاہب میں جنہوں نے قلوب پر حکومت کی ہے یہ ایک نہایت عالیشان مذہب ہے۔ البتہ اسلام میں بھی نیکی، انصاف، عبادت وغیرہ کی ویسی ہی تعلیم ہے جیسی کل اور ادیان میں لیکن یہ تعلیم اس سادگی اور وضاحت کے ساتھ دی گئی ہے کہ ہر شخص کی سمجھ میں آتی ہے۔ اسلام قلوب میں اس قسم کا زندہ اور پر زور پر جوش ایمان پیدا کر دیتا ہے کہ پھر اس میں مطلقاً شک اور تذبذب کی گنجائش نہیں رہتی۔ اسلام وہ مذہب ہے جس کے اعتقادات کا خاصہ یہ ہے کہ ہمارے اخلاق کو نرم کریں اور ہم میں نیکی اور انصاف اور دوسرے مذاہب کی رواداری پیدا کریں، مذہب اسلام کے اعتقادات کو زمانہ نہیں مٹا سکا اور آج بھی اُن کا اثر ویسا ہی پرزور ہے جیسے پہلے تھا، ہمارے اس زمانہ میں جبکہ اسلام سے کہیں پرانے مذاہب کی حکومتیں قلوب پر سے کم ہوتی جاتی ہیں قانون اسلام کی وہی پہلی حکومت اس وقت تک قائم ہے۔ ان آیات قرآنی میں جو اوپر نقل کی گئی ہیں ہم دیکھ چکے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے اپنے ماقبل مذاہب کی اور علی الخصوص مذہب یہود و نصاریٰ کے ساتھ بے انتہا رواداری کی تعلیم دی ہے۔ یہ اس قسم کی رواداری ہے جو مذہب کے بانیوں میں نہایت شاذ ہے"۔

(۹) مشہور جرمن مستشرق عمانوئیل ڈیوش لکھتا ہے کہ :-

"اس کتاب (قرآن مجید) کی مدد سے عربوں نے سکندر اعظم اور رومیوں کی سلطنتوں سے بڑی دنیا فتح کر لی۔ فتوحات کا جو کام رومیوں سے سینکڑوں برس میں ہوا تھا۔ عربوں نے اُسے اس کے دسویں حصہ میں انجام پر پہنچایا۔ اسی قرآن کی مدد سے تمام سامی اقوام میں صرف عرب ہی یورپ میں شاہانہ حیثیت سے داخل ہوئے۔ جہاں اہل فنیشیا بطور تاجروں کے اور یہودی لوگ پناہ گزینوں اور اسیروں کی حالت میں پہنچے۔ ان عربوں نے بنی نوع انسان کو روشنی دکھلائی جب کہ چاروں طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ ان عربوں نے یونان کی عقل و دانش کو زندہ کیا اور مغرب و مشرق کو فلسفہ، طب، اور علم ہیئت کی تعلیم دی اور موجودہ سائنس کے جنم لینے میں اُنہوں نے حصہ لیا۔ ہم ہمیشہ اس روز کا ماتم کریں گے جس دن غرناطہ عربوں کے ہاتھوں سے نکل گیا"۔

(۱۰) مارگولیتھ انگریزی ترجمہ قرآن مترجمہ راڈویل کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ :-

قرآن نے اوّل تو جزیرہ نمائے عرب کے مختلف صحرائی قبیلوں کو ایک مشاہیر کی قوم میں تبدیل کر دیا اور اس کے بعد اس نے اسلامی دنیا کو وہ عظیم الشان سیاسی، مذہبی جمعیتیں عطا کیں جو آج یورپ اور مشرق کے لئے ایک بڑی طاقت کا ذریعہ رکھتی ہیں۔ قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس جدید علمی اور فلسفی تحریک کا آغاز کرنے والا ہے جس نے ازمنہ وسطیٰ میں بہترین دل و دماغ رکھنے والے یہودیوں اور عیسائیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے تحقیقات سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ یورپ میں علم کے دور جدید سے کئی صدیوں پیشتر یورپ کے علمائے فلسفہ، ریاضی، ہیئت اور دیگر علوم کے متعلق جو کچھ جانتے تھے وہ تقریباً سب کا سب اصلی عربی کتابوں سے لاطینی ترجموں کے ذریعہ سے انہیں حاصل ہوا تھا، قرآن ہی نے شروع میں کنایتہً ان علوم کے حاصل کرنے کا ذوق و شوق عربوں اور اُن کے دوستوں میں پیدا کیا تھا"۔

(۱۱) مسٹر راڈویل اپنے انگریزی ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں لکھتا ہے کہ :-

"یہ ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ اللہ تعالیٰ کا جو تخیل بلحاظ صفات قدرت، علم اور عام ربوبیت اور وحدانیت کے قرآن میں موجود ہے اس بنا پر قرآن بہترین تعریف اور توصیف کا مستحق ہے۔ اس کتاب میں آسمان و زمین کے واحد خدا پر کامل یقین اور بھروسہ کی گہری اور پر جوش تعلیم موجود ہے، قرآن نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس کتاب کی تعلیم میں عناصر موجود ہیں۔ جن کے ذریعہ سے زبردست اقوام اور فتوحات کرنے والی سلطنتیں بن سکتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا سیدھے سادے چرواہے اور عرب کے بادیہ گرد بدوی لوگ ایک ساحر کی طلسمی چھڑی کی مدد سے یکایک سلطنتوں کے بانیوں۔ بڑے شہروں کے تعمیر کرنے والوں اور کتب خانوں کے قائم کرنے والوں کی حیثیت میں منتقل ہو گئے .... قرآن مجید اس قوت عظیم کا حامل ہے اور اس کی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں جو عملی

وقتوں کا سرچشمہ ہیں بحیثیت ایک مجموعہ قوانین ہونے بحیثیت مذہبی نظام تعلیم کے اس کتاب کی فوقیت اور خوبیوں کا اندازہ ان تبدیلیوں سے ہوسکتا ہے جو اس کتاب نے مختلف لوگوں کی عادات و اطوار اور عقائد میں واقع ہوئیں جنہوں نے اس کتاب کو قبول کیا۔ قرآن بیشک اپنے پیروؤں کے لئے باعث رحمت و برکت ہے۔"

یہی مصنف اسی دیباچہ میں ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ:-

"عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدوا ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو۔ بت پرستی کے مٹانے، جنات اور مادیات کے شرک کے عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے، اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے اور بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازدواج کی تعداد کو گھٹا کر اس کی ایک حد معین کرنے میں قرآن بیشک عربوں کے لئے برکت اور قدوم حق تھا۔"

(۱۲) مسٹر طامس کارلائل اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ کی جلد دوم میں لکھتے ہیں کہ:-

"میرے نزدیک قرآن میں سچائی کا جوہر اس کے تمام معنی میں موجود ہے جس نے اس کو وحشی عربوں کی نظر میں بیش بہا کر دیا تھا۔ سب سے آخر یہ کہا سکتا ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآن سب سے اول اور سب سے آخر جو عمدگیاں ہیں وہ اپنے میں رکھتا ہے اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہے بلکہ دراصل ہر قسم کے اوصاف کی بنا صرف اس سے ہو سکتی ہے۔"

(۱۳) مسٹر گاڈفرے ہیگنس لکھتے ہیں کہ:-

"مسیح کی انجیل کی طرح قرآن غریب آدمی کا دوست اور غمخوار ہے، بڑے آدمی کی ناانصافی کی ہر جگہ مذمت کرتا ہے۔ وہ آدمیوں کی باعتبار مدارج کے توقیر نہیں کرتا۔ اس میں ایسا کوئی بھی حکم بتایا نہیں جا سکتا کہ جس میں پولیٹکل خوشامد و رواداری کی طرف ذرا سا بھی میل ہو جیسا کہ ویسٹ منسٹر ریویو میں منصفانہ رائے دی گئی ہے کہ اگر خود مختار و جابر ایشیائی فرمانرواؤں کو ان کے ارادے سے کبھی کوئی چیز روک سکتی ہو تو وہ غالباً قرآن کی ایک بے تکلف آیت کسی ذی جرأت واعظ کی زبانی ہو گی۔"

(۱۴) مشہور ہندوستانی لیڈر آنجہانی لالہ لاجپت رائے صاحب قرآنی تعلیمات کے متعلق لکھتے ہیں کہ:-

"جس وقت بھارت ورش (ہندوستان) میں مذہبی کمزوری اپنا پاؤں جما سکی تھی اسی وقت عرب کے ریگستان میں ایک تھال پرش ایک عجیب و غریب وحدانیت کی تعلیم دے رہا تھا۔ اسلام کی وحدانیت کی تعلیم دے رہا تھا، اسلام کی وحدانیت کیا تھی۔ ایک آتش فشاں پہاڑ تھا جس کی ابلتی ہوئی لہر کے سامنے بت پرستی ٹھہری نہ آتش پرستی ٹھہری، نہ انسان پرستی ٹھہری اور نہ عیسیٰ پرستی، جہاں تک یہ لہر پہنچی راستہ میں جھنڈا گاڑتی چلی گئی۔"

"(ست دیباچہ مہرشی سوامی دیانند سرسوتی اور ان کا کام)"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۵ پر لالہ صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ:-

"حضرت محمدؐ نے خالص توحید کی تعلیم دی پس ان کیلئے لازم تھا کہ وہ کئی خداوندوں کی تعلیم کا کھنڈن کریں۔ بت پرستی کو برا بتلاویں وغیرہ وغیرہ۔"

(۱۵) انڈین نیشنل کانگریس کی صدر مسز سروجنی نائیڈو بلبل ہند اسلام اور قرآن کے متعلق اپنے ایک لکچر میں فرماتی ہیں کہ:-

"تمام مذاہب خاص خاص زمانوں کے تقاضائے حالات اور ضروریات کو پورا کرنے کے لئے آئے لیکن اسلام تمام زمانوں اور نسل انسانی کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لئے پیدا ہوا۔ .... یہ (قرآن شریف) وہ کتاب ہے جس نے تمام دوسرے مذاہب کے متعلق کمال درجہ رواداری کا سبق دیا ہے۔"

(۱۶) قرآن مجید کے متعلق حضرت بابا نانک صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"توریت زبور انجیل ترے پڑھ سُن ڈٹھے وید
رہی قرآن کتاب کلجگ میں پروان"

(جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۴۷)

یعنی بابا صاحب فرماتے ہیں کہ توریت، انجیل، زبور اور وید سب پڑھے اور سُنے مگر قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جو اس گمراہی کے زمانہ میں سب سے اعلیٰ و ارفع ہدایت نامہ ثابت ہوا ہے۔

(۱۷) پروفیسر ایس رادھا کرشن صاحب "انڈین ریویو" میں لکھتے ہیں کہ:-

"اسلام میں بنی نوع انسان کے بھائی پن پر جو عملی زور ہے وہی اس کی کامیابی کا باعث ہے۔ اس میں رنگ اور نسل کی تمیز نہیں۔ سب ہی میں ایشور کی سیوا کی قابلیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ کم سے کم مسجدوں میں انسانوں میں چھوٹائی بڑائی نہیں ہندو مندروں اور عیسائی گرجاؤں میں ایسا دکھائی نہیں دیتا اگرچہ منہ سے یہ تو کہا جاتا ہے کہ خدا کی نظر میں سب انسان برابر ہیں، اسلام کے دو سادہ اصولوں نے مثلاً خدا سب کا باپ ہے اور سب انسان بھائی ہیں۔ زمین کی بہت سی اندھیری جگہوں سے وحشی رسومات کو دور کیا ہے اور لاکھوں انسانوں کو بہتر زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اس نے چند وحشی قوموں کو دیوی، دیوتاؤں کی پوجا، شیطان پرستی، بچہ کشی، انسانی قربانی اور جادو جنتروں سے بچایا ہے .... ہندو دھرم نے اسلام سے کافی فائدہ نہیں اٹھایا۔ یہ بالکل سچ ہے کہ چتین کبیر و نانک کی اصلاح پسند تحریکیں اسلام کی سپرٹ سے بہت کچھ متاثر تھیں۔ ہندو دھرم میں ایک ایشور کی پوجا پر اسلام کے ہندوستان میں پھیلنے کے بعد زور دیا گیا ہے۔"

(اخبار برہم پرچارک لاہور مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۲۷ء)

(۱) پروفیسر لوئلڈ صاحب انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"دنیا کی سب کتابوں میں سے قرآن مجید سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔"

(۲) پھر پادری اکبر مسیح لکھتے ہیں کہ:-

"ایسا ہی حال مسلمانوں کی کتاب کا ہے، عرب، ترکستان، فارس، مصر، افغانستان، ممالک افریقہ اور ہندوستان میں وہ ناطق ہے۔ ہر جگہ اس کی تلاوت ہو رہی ہے۔ ہر جگہ اس کی آواز کانوں میں سنائی دیتی ہے۔ خود آگرہ کی غیر فانی عمارت[1] سے اس کا کندہ پڑھ لو۔"

(زندہ جاوید بائیبل یا وید صفحہ ۵)

(پیشوا)

[1] روضہ تاج محل آگرہ کی عمارت مراد ہے جس پر قرآن شریف کی آیات کندہ ہیں۔

جماعت سے اخراج

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔

قریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا کہ عنوان بالا کے متعلق ایڈیٹر صاحب الفضل سے خط لکھ کر دریافت کیا گیا تھا۔ کیونکہ "الفضل" میں بعض آدمیوں کا جماعت سے اخراج اس بنا پر ہوتے دیکھا کہ انہوں نے غیر احمدیوں سے رشتہ کیا تھا۔ دریافت طلب امر یہ تھا کہ لاہوری طبقہ سے تعلق رکھنے والے احمدیوں کی پوزیشن کیا ہے۔ آیا ان سے بھی شادی بیاہ کا رشتہ ناجائز ہے یا جائز۔ اس کے جاننے کی ضرورت اس لئے پڑی کہ میں مبائع احمدی ہوں۔ اور میرے ایک عزیز لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں ان کا نکاح اپنی جماعت کی ایک لڑکی سے کرنا چاہتی ہوں۔ مگر بدقسمتی سے نہ اخبار میں جواب چھپا اور نہ بذریعہ خط مطلع کیا گیا۔ اس لئے آپ کے پرچہ کے ذریعہ مبائع احمدی بھائیوں کو توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ بذریعہ اخبار اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں۔ نیز ہم نے یہ بھی لکھا تھا کہ بہتر ہوتا اگر احمدی لڑکیاں غیر احمدی سے اپنا دین مہر **"قبولیت احمدیت"** مقرر کیا کریں اور اس طریقہ سے احمدیت کو ترقی دیں۔ امید ہے کہ آپ اسے شائع فرما کر مشکور کریں گے۔

(ناچیز کنیزہ احمدی معرفت اشاعت الحق آفس بہار)

ضروری اعلان

جماعت میں کئی نہایت موزوں تعلیم یافتہ رشتے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے موجود ہیں خصوصاً موخر الذکر۔ اس لئے جو دوست اپنے لڑکوں کیلئے موزوں رشتوں کی تلاش میں ہوں وہ فارم منگوا کر جلد سے جلد پر کر کے بھیجدیں۔

(آنریری جائنٹ سکرٹری)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ آپ کا دوسرا ٹریکٹ مکمل ہو کر زیر کتابت ہے۔ اور پیش نظر اشاعت میں "کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے نبوت کا دعوےٰ کیا" کے عنوان سے شائع بھی ہو رہا ہے۔ احباب کو اس سکیم کی طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے۔ حضرت ممدوح کی طبیعت بفضلہ پہلے سے بہتر ہے۔

—— انجمن اسلامیہ لائل پور کے زیر اہتمام لڑکیوں کا ایک سکول جاری ہے۔ گذشتہ ہفتہ اس کا جلسہ ہؤا جس میں شرکت کی غرض سے جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ ۲۹ راپریل کو لائل پور تشریف لے گئیں۔ اور اتوار کے روز واپس آ گئیں۔ لیڈی عبد القادر صاحبہ و دیگر چند خواتین بھی بیرونجات سے تشریف لائی تھیں۔ بیگم صاحبہ ممدوحہ نے ایک مناسب حال مؤثر تقریر کی۔

—— بیگم صاحبہ محمد عمر صاحب (والدہ صاحبہ لیڈی عبد القادر) حال ہی میں حج سے واپس تشریف لائی ہیں۔ یکم مئی کی شام کو ان کے اعزاز میں جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے شاندار دعوت چا دی۔ خورد و نوش کے بعد بیگم صاحبہ محمد عمر صاحب نے ایک طویل تقریر کی جس میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور حج کے دلچسپ حالات سنائے۔ آپ نے عربی طرز معاشرت رسم و رواج اور پردے وغیرہ پر نہایت خوبی سے روشنی ڈالی۔ بغرضیکہ یہ اجتماع نہایت کامیاب رہا۔ حاضرات میں سے مندرجہ ذیل بیگمات کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

لیڈی عبد القادر۔ مسز الماللطیفی فنانشل کمشنر لاہور۔ بیگم ڈاکٹر شفاعت احمد خاں۔ بیگم جسٹس شاہ دین۔ بیگم رفیع۔ بیگم بشیر احمد۔ بیگم فیروز الدین۔ بیگم ڈاکٹر اللہ جوایا۔ بیگم عطا الہٰی۔ بیگم رحمت الہٰی۔ بیگم ڈاکٹر شجاعت علی۔ بیگم رحمت اللہ خاں۔ بیگم چوہدری محمد اسماعیل۔ بیگم ڈاکٹر غلام محمد۔ بیگم سید محمد حسین شاہ۔ بیگم مرزا یعقوب بیگ۔ بیگم چوہدری محمد منظور الہٰی۔

—— جناب بیرن حضرت مولانا صدر الدین اور ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ ۲۹ راپریل اتوار کی صبح کو پشاور پہنچے۔ مقامی مسلمانوں نے نہایت پرتپاک خیر مقدم کیا۔ ریلوے اسٹیشن پر ہر خیال اور ہر طبقہ کے مسلمان بکثرت موجود تھے۔ معزز مہمانوں کو ایک شاندار جلوس کی شکل میں قیام گاہ تک لیجایا گیا اسلامیہ ہائی سکول کے بوائے سکوٹوں اور خلافت و تحریک خاکساراں کے رضاکاروں نے جلوس کی رہنمائی کی۔ بعد از دوپہر مسجد مہابت خاں میں جو شہر کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہؤا۔ خان بہادر غلام احمد صاحب صمدانی نے اسلامیان سرحد کی طرف سے جناب بیرن کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پڑھا جس کے جواب میں موصوف نے ایک موثر و موزون تقریر کی۔ اس کے بعد حضرت مولانا صدر الدین صاحب کی تقریر ہوئی۔ یکم مئی کو خلافت کمیٹی کی طرف سے دعوت چاء دی گئی۔

—— اخبار مرتب ہو چکا تھا۔ کہ ہمارے نامہ نگار مقیم پشاور کا خط ملا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یکم مئی کو جناب بیرن و دیگر اصحاب کوہاٹ تشریف لے گئے۔ جہاں ان کا پشاور کی طرح ہی پرجوش خیر مقدم ہؤا۔ جناب بیرن اور حضرت مولانا صدر الدین نے تقریریں کیں۔

—— ۲ مئی کو جناب بیرن درہ خیبر کی سیر کو تشریف لے گئے۔ واپسی پر اسلامیہ کالج میں لیکچر ہؤا۔

—— نامہ نگار مذکور کا خط ۲ مئی کو پشاور سے پوسٹ ہؤا ہے۔ اس میں تحریر ہے۔ ۳ مئی کی شام کو اکابر پشاور کی طرف سے ایک عظیم الشان ٹی پارٹی دی جانے والی ہے۔ جس میں ایڈریس بھی پیش کیا جائیگا۔ جناب بیرن و دیگر حضرات انشاء اللہ ۵ یا ۶ مئی کو لاہور واپس آ جائیں گے۔ راستہ میں شاید راولپنڈی بھی ایک روز قیام ہو۔

—— انشاء اللہ ۷ مئی کی شام کو جناب بیرن بعزم یورپ لاہور سے بمبئی روانہ ہو جائیں گے۔ اور مختصر قیام کے بعد جہاز پر سوار ہو جائیں گے۔

—— ۷ مئی ہی کی شام کو لاہور میں موصوف کو ایک شاندار الوداعی دعوت چائے دی جائے گی جس میں اکثر اکابر لاہور مدعو ہیں

—— احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار جلسہ حسب معمول بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بصدارت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ منعقد ہؤا۔ میاں جمال الدین صاحب نے "وفات مسیح" پر تقریر کی جس کے بعد صاحب صدر نے اپنے صدارتی ریمارکس اور ناصحانہ مشوروں سے سامعین کو محظوظ کیا۔ حاضری کافی تھی۔

—— ایسوسی ایشن مذکور کا آئندہ اجلاس ۷ مئی کو اوقات و مقام مقررہ پر منعقد ہوگا۔ مسٹر عبد الواحد صاحب متعلم اسلامیہ کالج "وفات مسیح" کے موضوع پر تقریر فرمائیں گے۔

—— ماسٹر فقیر اللہ صاحب انجمن کی اراضی اوکاڑہ کے حساب کتاب کی پڑتال کے لئے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ دو ہفتہ تک وہاں قیام کرینگے

—— جماعت کے متعدد نوجوان مختلف امتحانات میں شریک ہوئے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

—— منشی الٰہ بخش صاحب صادق محرر تحصیلدار کے مقدمہ کی اپیل ہائیکورٹ کے دفتر میں دائر ہے۔ احباب ان کی کامیابی کیلئے بھی دعا

—— چوہدری فضل داد صاحب محصل انجمن بدوملی۔ نگووے۔ سپرور چاگڑیاں۔ جموں۔ وزیر آباد۔ لوپروالہ کے دورے پر تشریف لے گئے ہیں۔ احباب ان کی ہر طرح سے امداد کریں۔

—— مسٹر عبد العلی صاحب بمبئی اپنے امتحان میں شریک ہو رہے ہیں۔ اور احباب سے درخواست دعا کرتے ہیں۔

—— ۲۰ راپریل کو بعد از نماز جمعہ احمدیہ بلڈنگس میں مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی گئی۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا یہ اجتماع مولانا محمد اسمٰعیل صاحب غزنوی کو امسال سفر حج سے روکے جانے پر انتہائی افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس کو حکومت کی غیر دانشمندانہ حرکت سمجھتا ہے اس واقعہ کے متعلق اسمبلی میں حکومت کی طرف سے جو بیان دیا گیا ہے۔ وہ اس اجتماع کے نزدیک غیر تسلی بخش ہے۔ حکومت کیلئے لازم ہے۔ کہ وہ مسلمانوں کی روز افزوں بے چینی کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ کے لئے ایسے واقعات کے انسداد کی طرف توجہ کرے نیز اس اجتماع کی رائے میں مولانا محمد اسماعیل نے گذشتہ چند سالوں میں ہندوستانی حاجیوں کی ہندوستان اور حجاز میں جو خدمات انجام دی ہیں۔ وہ نہایت قابل قدر ہیں۔

—— گذشتہ ہفتہ مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی۔ مولانا عصمت اللہ صاحب۔ مولوی عمر الدین صاحب اور مولوی احمد یار صاحب وزیر آباد تشریف لے گئے۔

تعطیل کی اطلاع

محرم کی وجہ سے پریس دو روز بند رہے گا۔ اس لئے ۷ مئی کی اشاعت ناغہ ہوگی۔ آئندہ ۹ ریا ۱۰ رمئی کو یعنی تاریخ مقررہ سے ایک روز قبل بارہ صفحات پر شایع ہوگا۔ (مینجر)

خبریں

—— ریاست جے پور کے ہندو محرم پر فساد برپا کر دینے کی کوشش کر رہے ہیں - مادھوپور اور جے پور کے ہندوؤں نے امام چوک میں اپنے مذہبی جھنڈے نصب کر دیئے ہیں - اسی مقام پر تعزیئے رکھے جاتے ہیں - مسلمانوں میں سخت بے چینی رونما ہو رہی ہے -

—— اس خبر کی تردید ہوگئی ہے کہ ریاست کپورتھلہ میں قانون انتقال اراضی کا نفاذ ملتوی کر دیا گیا ہے -

—— پونا ۳۰ راپریل کل گاندھی جی نے اعلان کیا ہے کہ وہ ہری جن تحریک کے سلسلے میں اکیس روز کا غیر مشروط برت رکھیں گے - جو ۸ رمئی کو شروع ہو کر ۲۹ مئی کو ختم ہوگا -

—— پونا ۳۰ راپریل معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی نے گزشتہ برت رکھنے کا جو فیصلہ کیا تھا اس کا اعلان بھی اسی وقت تیار کر لیا تھا لیکن اس کا علم گاندھی جی کے ساتھی قیدیوں کو آج تک نہ ہوا ہے سردار پٹیل اور دوسرے لوگ گاندھی جی کو سمجھاتے رہے کہ وہ اپنے ارادے سے باز رہیں لیکن اس میں ان کو کامیابی نہ ہوئی - گاندھی جی نے کہا کہ ان کا ارادہ اٹل ہے - خواہ کچھ بھی ہو وہ اسے نہیں بدل سکتے -

—— گجرات پولیٹیکل کانفرنس میں جو اسی ہفتہ احمد آباد میں زیر صدارت مولانا شوکت علی منعقد ہوئی - دیگر قراردادوں کے علاوہ فلسطین میں یہودیوں کی نوآبادی قائم کرنے کے خلاف سخت احتجاج کیا گیا -

—— لندن ۳۰ راپریل - ملک معظم ۱۲ رجون کو ساؤتھ کنسنگٹن کے یوجیا جیکل میوزیم کی جدید عمارت میں عالمگیر اقتصادی کانفرنس کا افتتاح کریں گے -

—— لندن ۲۹ راپریل - قدامت پسندوں کی ایک ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک قرارداد کے ذریعے قرطاس ابیض کی مذمت کی گئی اور مطالبہ کیا گیا کہ ہندوستانی مسئلہ سائمن کمیشن کی رپورٹ کے مطابق حل کیا جائے - صرف لا اور آرڈر کے نظم و نسق پر گورنر جنرل کا اقتدار ہو -

—— سابقہ دورۂ امریکہ کے دوران میں ایک مقام پر تقریر کرتے ہوئے مسٹر برناڈ شا نے اہل امریکہ کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگ کند ذہن - بیوقوف اور زر پرست ہو -

—— ٹوکیو ۲۹ راپریل - شمالی منچوریا میں جو جاپانی افواج مقیم تھیں ان میں زبردست تخفیف کر دی گئی ہے -

—— ماسکو ۳۰ راپریل چینی مشرقی ریلوے کے قبضہ کے متعلق دوبارہ دلچسپی کا اظہار شروع ہوگیا ہے - معلوم ہوا ہے کہ شمالی منچوریا کے جاپانی حکام نے اعلان کیا ہے کہ وہ روسیوں کو ریلوے حدود میں ہرگز نہیں رہنے دینگے - تمام روسیوں کو اس علاقہ سے نکال کر ریل پر قبضہ کر لیا جائیگا -

—— جے پور ۳۰ راپریل - کونسل آف سٹیٹ نے ایک قانون وضع کیا ہے - جس میں حیوانات پر ظلم و ستم کی ممانعت کی گئی ہے یہ قانون عنقریب نافذ کر دیا جائیگا -

پیغام صلح - کاش کونسل مسلمانوں کو ہندوؤں اور ظالم حکام سے محفوظ رکھنے کے لئے بھی کوئی قانون وضع کرے -

—— لاہور ۳۰ راپریل - مخدوش مالی حالت اور عام بدانتظامی کی وجہ سے حکومت نے ماڈل ٹاؤن کمیٹی کو توڑ دیا ہے -

—— پیرس ۲۹ راپریل - ہر ہٹلر کو قتل کرنے کی سازش کے الزام میں ایک ہندوستانی ٹیگور نامی کو گرفتار کیا گیا تھا - اسے رہا کر دیا گیا اور وہ پیرس پہنچ گیا ہے -

—— کلکتہ ۳۰ راپریل مسٹر سنتوش کمار سابق ڈپٹی میئر کلکتہ کارپوریشن کے میئر اور حاجی عبدالرزاق ڈپٹی میئر منتخب ہوگئے ہیں دونوں کانگرس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں -

—— سیالکوٹ ۳۰ راپریل - کل مسٹر خالد لطیف گابا صبح چھ بجے کی گاڑی سے یہاں تشریف لائے - آپ کا شاندار جلوس نکالا گیا - پولیس کے درجنوں سپاہی جلوس کے ہمراہ تھے -

—— پٹنہ یکم مئی - سر علی امام مرحوم - و سر حسن امام مرحوم کی والدہ کل صبح ۸۲ سال کی عمر میں رحلت کر گئیں - انا للہ ...... الخ

—— مشہور نومسلم انگریز خالد شیلڈرک آج کل صوبہ مدراس کا دورہ کر رہے ہیں -

—— صدر جمہوریہ پیرو (امریکہ) کو گولی سے ہلاک کر دیا گیا -

—— اس خبر کی قابل وثوق ذرائع سے تصدیق ہوگئی ہے کہ چینی ترکستان کی اسلامی افواج نے یارقند پر قبضہ کیا ہے - سرکاری دفاتر جلا دیئے گئے ہیں - برطانوی رعایا بالکل محفوظ ہے -

—— افواہ ہے کہ گاندھی جی کے برت پر حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جب گاندھی جی کی صحت پر برا اثر پڑنا شروع ہوگا تو انہیں رہا کر دیا جائیگا - لندن کو بھی گاندھی جی کی حالت سے آگاہ رکھا جائیگا -

—— مہاراجہ میسور نے چھوت چھات کے خلاف مسودہ قانون کو اسمبلی میں پیش ہونے کی اجازت نہیں دی -

—— لاہور ۲ رمئی - آج گورنر پنجاب کو پنجاب کوآپریٹو یونین کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا گیا -

—— حیدرآباد دکن میں ملیریا بخار کا بہت زور ہے -

—— بمبئی ۲ رمئی - ریلوے کی مالی مجلس کا اجلاس آج یہاں منعقد ہوا - ۳۴-۱۹۳۳ء میں دو کروڑ روپے کی مشینری خریدنے کی اجازت دی گئی -

—— لندن اور بمبئی کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ قائم ہوگیا ہے -

—— ڈاکٹر ضیاء الدین احمد صاحب عنقریب انگلستان جانے والے ہیں -

—— مہاراجہ نیپال نے اپنی سلطنت میں مزید اصلاحات جاری کی ہیں - جن میں صغر سنی کی شادی کی بھی ممانعت کر دی ہے -

—— لاہور یکم مئی - کل شام کے پانچ بجے سید مٹھا بازار میں دو خورد سال لڑکوں (ایک ہندو دکھا اور دوسرا مسلمان) کو چھڑانے کے سلسلے میں غلام علی و رستم علی اور تین ہندو دکانداروں مسمی دیو یداس - رام نرائن و رام لعل میں جھگڑا ہو پڑا - ہندو ملزموں نے غلام علی پر لاٹھی سے حملہ کیا جس سے اس کا سر پھٹ گیا - اس واقعہ سے ہندو مسلم فساد پیدا ہونے کا احتمال تھا - لیکن پولیس کے بروقت موقعہ پر پہنچ جانے سے معاملہ فرو ہوگیا - اور دونوں پارٹیوں کے ارکان کو دفعہ ۱۰۷ و ۱۵۱ ضابطہ فوجداری گرفتار کر لیا - اور آج بعدالت سردار نرندر سنگھ سٹی مجسٹریٹ اعلان کیا گیا کہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضمن ۳ دونوں پارٹیوں کے ملزمان سے دو دو ہزار روپیہ کی ضمانت حفظ امن طلب کی گئی - جو داخل کر دی گئی - اور مقدمہ ۹ رمئی پر ملتوی ہوا - ہندو ملزموں کی طرفداری کر رہے ہیں -

مسلم ایڈووکیٹ

مسلم ایڈووکیٹ ایک اسلامی ہفتہ وار اخبار ہے جو انگریزی زبان میں لاہور سے شائع ہوتا ہے - اس کے اجراء کا سب سے بڑا مقصد سرکاری محکمہ جات میں مسلمان امیدواروں اور ملازموں کی حق تلفیوں اور مشکلات کو دور کرنا اور ان کی جائز شکایات کو حکام بالا تک پہنچانا ہے - اس مقصد کی اہمیت واضح ہے - سرکاری محکمہ جات میں مسلمان ملازموں اور امیدواروں کی حالت یتیموں کی سی ہے - جن کا کوئی پرسان حال نہیں - اور ہر کوئی نہایت بے تکلفی سے ان کے حقوق کو الٹی چھری سے ذبح کر رہا ہے - ہمارا یہ باہمت معاصر روز اجراء سے اس کے متعلق سرگرم عمل ہے - اور گوناگوں مشکلات کے باوجود نہایت قابل قدر کام کر رہا ہے - اس اخبار کی اعانت مسلمانوں کا قومی فرض ہونا چاہیئے - اس کے لائق مدیر جناب عزیز عباسی توسیع اشاعت کے علاوہ مسلم ملازمین سے اس امر کی خواہش بھی رکھتے ہیں - کہ وہ اپنی صحیح شکایات اور دفاتر کے مستند حالات انہیں تحریر کریں -

گزشتہ دو ماہ میں اس اخبار نے مضامین اور طباعت کے لحاظ سے بہت کچھ ترقی کی ہے - ہر ایک انگریزی خواں مسلمان کو اس ہونہار پرچہ کی امداد کرنی چاہیئے - ۳ رمارچ کی اشاعت میں بھی ہم اس کی طرف توجہ دلا چکے ہیں -

ایک ضروری درخواست

انجمن نے گو اپنے حساب کتاب کی آڈٹ کے لیئے ایک آدمی مقرر کیا ہوا ہے لیکن مزید اطمینان کے لیئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ باہر سے کوئی دوست سال میں ایک دفعہ حساب کو آڈٹ کر لیا کرے - خواہ سال کے صرف ایک ماہ کا حساب ہی ہو اس غرض کے لئے اپنی جماعت کے آڈیٹروں سے درخواست ہے کہ ان میں سے جو اصحاب ایک ماہ یا کم از کم دس پندرہ دن کی رخصت حاصل کر کے حساب کے آڈٹ کے لئے تشریف لا سکتے ہوں وہ مطلع فرمائیں -

(سکرٹری)

امسال انجمن کو

تقریباً تیس ہزار روپے کے غیر معمولی اخراجات کا بار

اٹھانا پڑا۔ اس نے احباب کے تمام قرضے بے باق کر دیئے ہیں۔ مسجد برلن کے ملحقہ مکان کو فک کرایا ہے۔ مسجد کی زمین کی خرید رقم ادا کر دی ہے۔ جناب ہیرن کے دورے کے اخراجات کو برداشت کیا ہے۔ اس لئے اس کو مالی مشکلات درپیش ہیں جن کو دور کرنے کے لئے دفتر تحصیل نے

چالیس ہزار روپے کی اپیل کی ہے

گزشتہ سالوں میں جو خاص تحریکات ہوئیں ان میں بعض جماعتوں نے حصہ نہیں لیا۔ انہیں خصوصیت سے اس اپیل پر توجہ کرنی چاہئے۔ اکثر دوستوں کے ذمہ دفتر تحصیل اور اخبارات وغیرہ کے بقایا جات ہیں۔ انہیں انجمن کی موجودہ مالی مشکلات کے پیش نظر ان کی ادائیگی اپنا اہم ترین دینی و قومی فرض سمجھنا اور جلد از جلد اس فرض سے سبکدوش ہو جانا چاہئے۔ ایسا نہ کرنا صرف قوم کے ساتھ ہی نہیں

بلکہ

خدا اور رسول کے ساتھ بھی بیوفائی ہوگی

قومی زندگی کا شجر

قربانی و ایثار کے پانی ہی سے ہرا بھرا رہ سکتا ہے

آج کل انجمن بعض غیر معمولی اخراجات کی وجہ سے مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ اس سے قبل بھی ایسے متعدد مواقع پیش آ چکے ہیں۔ مجدد زماں کے ایثار پیشہ خادموں نے ہر مرتبہ ان مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ ضرورت ہے کہ ہم پھر ایک مرتبہ اپنی قومی روایات کو تازہ کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت دیں۔ اور مالی قربانیوں سے سیم و زر کا ایک ایسا دریا بہا دیں جس کی رو میں انجمن کی تمام مالی مشکلات تنکوں کی طرح بہہ جائیں۔ چند روز ہوئے دفتر تحصیل نے

چالیس ہزار روپے کی اپیل

شائع کی ہے۔ کیا مسیح موعود کی جماعت کی ہمت بلند اس اپیل پر لبیک نہ کہے گی؟ یاد رکھو قومی زندگی کا شجر قربانی و ایثار کے پانی ہی سے ہرا بھرا رہ سکتا ہے۔ اگر ہم ایک زندہ قوم ہیں تو ہمیں ایثار و قربانی سے جی نہ چرانا چاہئے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کا

دوسرا ٹریکٹ تیار ہے

بارہ لاکھ ٹریکٹوں والی سکیم کے سلسلہ میں [illegible] ہو کر احباب کی خدمت میں ارسال ہو چکا ہے۔ انشاء اللہ ہفتہ عشرہ کے اندر طبع ہو [illegible] نے ابھی تک اس کار خیر میں شرکت نہیں [illegible] ہیں اس طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ اس [illegible] یہ بہت ہی اہم ہے۔ اور اس کے لئے [illegible] بکار ہے۔ جب تک ٹریکٹوں کو صحیح طرح [illegible] نہیں کیا جائے گا۔ اس سکیم سے خاطر خواہ [illegible] ہو سکیں گے۔ اس کے متعلق جملہ خط و کتابت

شیخ ایزد بخش صاحب دفتر تبلیغ [illegible]

جن احباب کی خدمت میں شیخ صاحب نے [illegible] وہ بہت جلد ان کا جواب عنایت فرمائیں

جماعتوں کے سکرٹری صاحبان

سے خصوصیت سے یہ درخواست کی جاتی ہے

اکثر بزرگان و احباب سلسلہ کی خواہش ہے

کہ

ہماری جماعت کے واحد اردو آرگن پیغام صلح کی ضخامت

میں اضافہ

ہونا چاہئے۔ یہ نہایت نیک اور قابل احترام خواہش ہے۔ ہم ایسا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ احباب

توسیع اشاعت

کی سرگرم کوشش کریں۔ اور آئندہ تین ماہ میں ہر ایک خریدار دو دو جدید خریدار فراہم کر دے۔ اس صورت میں عام اشاعتوں کی **ضخامت ڈیوڑھی** اور ماہوار ایڈیشن کی

دگنی سے بھی زیادہ

ہو سکتی ہے۔ مضامین۔ کاغذ۔ لکھائی۔ چھپائی بھی بہتر ہو جائے گی۔ اگر آپ عزم کر لیں تو یہ کام تین مہینے میں نہیں بلکہ صرف

تین ہفتے میں ہو سکتا ہے!

پانچ صد کاپیوں کی فرمائشیں موصول ہو چکی ہیں

اور پانچ صد کی مزید درکار ہیں

ایک ہزار کی تعداد پوری

ہونے پر خاص نمبر کا دوسرا ایڈیشن شائع کر دیا جائیگا

اگر آپ کے خیال میں یہ نمبر اچھا اور مفید تھا تو اس کے اعتراف کا عملی ثبوت دیجئے۔ اور دوسرے ایڈیشن کی اشاعت میں شرکت کیجئے۔ جن احباب نے پہلے ایڈیشن کی اشاعت میں حصہ نہیں لیا یا بہت کم لیا ہے انہیں خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے۔ یہ واضح رہے کہ پہلے ایڈیشن میں دفتر کو کوئی مالی فائدہ نہیں ہوا۔ اور نہ دوسرے ایڈیشن میں ہوگا۔ محض تبلیغی مقاصد کے پیش نظر یہ تحریک کی گئی ہے

قیمت فی پرچہ ۲ر۔ ایک روپیہ میں دس کاپیاں

محصول ہر صورت میں بذمہ خریدار ہوگا اسے اچھی طرح یاد رکھیں

کساد بازاری کا علاج

اشتہار

تجارت پیشہ اصحاب آج کل [illegible] شاکی ہیں۔ ہر قسم کا کاروبار مندا [illegible] ایک خوفناک اقتصادی بیماری [illegible] کی دوا پیدا کی ہے۔ اس بیماری کا [illegible] تمام تجارت پیشہ اصحاب کو اس علاج [illegible]

پیغام صلح

اشتہار کیلئے بہترین اخبار ہے [illegible] پڑھنے والوں کی زبردست اکثریت [illegible] کے نرخ معتدل ہیں۔ ہر قسم کا

مشورہ مفت

دیا جاتا ہے [illegible] نامہ کے لئے [illegible]

عالم اسلام

اس سال [illegible] شریف حاضر ہوئے [illegible] ہوا اس کا خلاصہ [illegible]

رومانیہ میں [illegible] جو زیادہ تر [illegible] بھی آسانی سے [illegible] معاملات میں [illegible] آزاد ہیں۔ ان [illegible] کے خلاف [illegible] اور اوقاف کی [illegible] مسلمان زیادہ تر ترکی [illegible] ہیں اسلامی اخبارات [illegible] شائع ہوتے ہیں۔ انہوں نے حکومت ترکی کی تقلید میں اپنے رسم الخط کو تبدیل نہیں کیا۔

گزشتہ دنوں [illegible] تشریف لے گئے [illegible] غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے [illegible]

شاہ ایران کی سالگرہ کے موقع پر بغداد کے ایرانی سفارت خانہ نے ایک شاندار [illegible] دعوت دی جس میں عراقی معززین وحکام کے علاوہ دیگر ممالک کے سفیر بھی شامل ہوئے۔

جارجیا کے شہر [illegible] پروفیسر [illegible] نے مصر میں اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے ایک [illegible] ملاقات کے دوران میں فرمایا کہ میں نے عیسائی مذہب کے متعلق عرصہ تک یا [illegible] تبادلہ خیالات کیا۔ لیکن میری تسلی نہ ہوئی۔ میرا رجحان شروع ہی سے اسلام کی طرف تھا۔ بدیں وجہ میں نے اسلام قبول کر لیا۔

[illegible] کی طرف سے مغرب اقصےٰ کے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے [illegible] کوششیں عرصہ سے شروع ہیں ان میں مزید [illegible] ہو گئی ہے۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ الجزائر کے آٹھ لاکھ مسلمان بچے گاؤں اور کوچوں میں حیوانوں کی طرح پھرتے ہیں۔ ان کی تربیت وتعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ مقامی مسلمانوں نے قرآن کریم کی تعلیم کے لئے نجی مدارس قائم کئے تھے لیکن فرانسیسی گورنر نے ان میں سے اکثر کو بند کرا دیا۔

مصر کے وزیراعظم صدقی پاشا پر فالج کے شدید حملہ کی خبر شائع ہو چکی ہے مصر کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت مصر کے وزیر خارجہ مطیعی پاشا بھی اسی مرض میں مبتلا ہو گئے ہیں اور ان کی حالت نازک ہے۔

عراق کے اخبارات رقمطراز ہیں کہ گزشتہ دنوں امیر فیصل شاہ عراق نے فتح پاشا کے وطنی کارخانوں کا معائنہ کیا اور ان میں تیار شدہ اشیا کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ "جو چیز وطنی روپے اور وطنی مزدوروں کے ہاتھ سے تیار ہوگی وہی ہماری اور ہمارے لئے ہوگی۔"

گزشتہ ہفتہ حجاز سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر فیصل سعود ولیعہد مملکت حجاز کی شادی عنقریب استاد توفیق السویدی سابق وزیر امور خارجہ عراق کی صاحبزادی سے ہونے والی ہے۔ استاد موصوف کو حال ہی میں سلطان ابن سعود نے مشیر سلطنت کے منصب پر فائز کیا ہے۔

مؤتمر عربی کا اجلاس جو حال ہی میں بمقام بغداد منعقد ہونے والا تھا۔ چند ماہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ اس کے متعلق بعض یہودی جرائد نے غلط افواہیں پھیلانی شروع کر دی تھیں ان کی تردید میں اکثر عربی اخبارات نے لکھا ہے کہ یہ قطعاً غلط ہے کہ حکومت عراق نے در پردہ انعقاد اجلاس کی مخالفت کی ہے التوا کا اصل سبب یہ ہے کہ جو لوگ اس وقت تحریک وحدت عرب کی رہنمائی کر رہے ہیں ان کی متفقہ رائے سے اجلاس کو آئندہ موسم گرما تک ملتوی کر دیا ہے۔ تاکہ اس عرصہ میں تحریک کے لئے خاطر خواہ پروپیگنڈا کیا جا سکے۔

بعض تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شورش عسیر ابھی تک فرو نہیں ہوئی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امام ادریسی کی جماعت بدستور حدود عسیر میں موجود ہے اور میدانی علاقوں کے بجائے پہاڑی علاقوں میں پناہ گزیں ہے۔ سلطان ابن سعود کی طرف سے اس شورش کو کامل طور پر دبانے کے لئے مزید فوج بھیجی گئی ہے۔

عراق آئل کمپنی نے دجلہ کے شمال مغرب میں تیل کے جدید چشمے برآمد کئے ہیں۔ ماہرین فن کا خیال ہے کہ ان سے تیل کی بہت بڑی مقدار برآمد ہوگی۔

مصری محکمہ ریلوے نے حکومت کے فرمان کی رو سے یہ حکم جاری کیا ہے کہ علمائے دین سے ریل کا نصف کرایہ لیا جائے۔ فرانس میں بھی اس قسم کے احکام موجود ہیں۔

جناب بیرن کی روانگی یورپ

(پیغام صلح کے نامہ نگار کے قلم سے)

حسب اعلان جناب بیرن ، ۸ مئی کی شام کو بذریعہ فرنٹیر میل بعزم یورپ بمبئی روانہ ہو گئے روانگی سے قبل بعض نہایت موثر اور ایمان افروز نظارے دیکھے گئے جو مدتوں یاد رہیں گے روانگی کی تاریخ اور وقت کا اعلان ۲ مئی کے اخبار احمدیہ کے علاوہ ۵ مئی کو نماز جمعہ کے وقت بھی کیا گیا۔ اور نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد جناب بیرن نے ایک مختصر الوداعی تقریر کی جس میں اپنے احمدی بھائیو کا شکریہ ادا کرنے کے علاوہ سفر ہندوستان کے بعض تجربات اختصار سے بیان کئے۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے بھی تقریر فرمائی۔ نماز کے بعد جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہونا تھا۔ اس لئے اس اجتماع کی کارروائی کو مختصر کرنا پڑا۔ لیکن جناب بیرن اور متعدد احباب دیر تک مسجد میں ٹھہرے رہے اور مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ جناب بیرن پہلی مرتبہ ہندوستان تشریف لائے اور تقریباً پانچ ماہ اس ملک میں قیام کیا۔ اس وقت کا زیادہ حصہ انہوں نے لاہور سے باہر مختلف مقامات پر بسر کیا۔ لیکن ان کی روانگی کا اعلان سنکر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک دیرینہ دوست ہم سے علیحدہ ہو رہا ہے۔ یہ جذبہ اخوت اسلامی کا ایک کرشمہ ہے۔

الوداعی دعوت چائے

۷ مئی (اتوار) کی شام کو بعد نماز عصر جناب بیرن کو ایک شاندار الوداعی پارٹی دی گئی جس کا اہتمام مسلم ہائی سکول کی عمارت میں کیا گیا تھا۔ اسکول کے وسیع صحن میں شامیانے نصب کرکے دریوں اور قالینوں کا صاف ستھرا فرش کرکے اس پر صوفے کرسیاں اور میزیں قرینے سے لگادی تھیں۔ باہر سڑک پر اور سکول کی عمارت کے قریب ناواقف اصحاب کو راستہ بتلانے کے لئے مسلم ہائی سکول کے اسکوٹ تعینات تھے۔ صدر دروازہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ بنفس نفیس مہمانوں کا استقبال کر رہے تھے ساڑھے چار بجے مہمانوں کی آمد شروع ہو گئی۔ اور تقریباً پون گھنٹے کے اندر اکثر اصحاب تشریف لے آئے اور چھ بجے تک چائے سے فراغت ہو گئی۔ اس کے بعد تعارف و گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا جو نماز مغرب تک جاری رہا۔ مختلف اسلامی موضوعات پر دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ تمام مہمانوں نے فرداً فرداً جناب بیرن کو پرخلوص و موثر الفاظ میں الوداع کہی۔ حاضرین میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کے اسماء خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین - نواب معارت علی خاں جسٹس میاں عبدالرشید ، جج پنجاب ہائیکورٹ مولوی انعام اللہ ریٹائرڈ سیشن جج - مولوی غلام محی الدین سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور - ڈاکٹر رشیدالدین (مدراس) خاں - شیخ محمد امین (سوداگر چمڑہ) بار ایٹ لا - خواجہ دل محمد - ملک عبدالقیوم شیخ اصغر علی - نواب مولا بخش - نواب احمد یار خاں دولتانہ - شیخ قلندر علی - شیخ نیاز علی وکیل - ڈاکٹر منصور - بیگم منصور - مس منصور - پروفیسر سید عبدالقادر - حضرت امیر ایدہ اللہ - ڈاکٹر غلام محمد خانصاحب چوہدری محمد منظور الہی - ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ - ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ - مولانا صدرالدین - ڈاکٹر بشارت احمد - مولوی عبدالحق - مولوی عصمت اللہ - ملک محمد امین وکیل - ڈاکٹر الہ بخش - سید غلام مصطفےٰ شاہ ہیڈ ماسٹر - مولانا احمد

قابل تعریف انتظام

خورد و نوش کا انتظام شیخ غلام قادر اینڈ کمپنی کے مشہور و معروف ہیپیر ہوٹل (لاہور چھاؤنی) کے سپرد تھا۔ ہمیں نہایت مسرت سے اعتراف ہے کہ اس کے کارکنوں نے اپنے فرائض نہایت خوبی و تمیزداری سے انجام دیئے۔ دوران اجتماع میں کسی قسم کی شکایات یا بدمزگی پیدا نہ ہوئی ہوٹل کے منتظمان شیخ نذیر احمد و برکت اللہ صاحبان سارا وقت خود موجود رہے۔ اور ہر ایک چیز کی نہایت احتیاط سے نگرانی کی۔ غالباً احباب کو معلوم ہوگا کہ یہ دونوں صاحب جناب شیخ نیاز احمد صاحب وزیرآبادی کے قریبی عزیز ہیں۔ ہم سفارش کرتے ہیں کہ پارٹیوں اور دعوتوں کے وقت حسب ضرورت اس اسلامی ہوٹل کی خدمات حاصل کی جائیں۔ انشاء اللہ کسی قسم کی شکایت پیدا نہیں ہوگی۔ عام انتظامات میں ہماری قومی درسگاہ مسلم ہائی اسکول کے بعض طلبا اور اساتذہ کے علاوہ خواجہ عبدالمجید صاحب لالہ کمپنی اور ماسٹر شمشیر خانصاحب نے خصوصیت سے حصہ لیا۔ اور اپنے فرائض کو نہایت خوبی سے ادا کیا۔

روانگی

فرنٹیر میل نو بجکر دس منٹ پر روانہ ہوتی ہے۔ لیکن اکثر احباب ساڑھے آٹھ بجے سے قبل ہی ریلوے اسٹیشن پر پہنچ چکے تھے۔ پونے نو بجے کے قریب جناب بیرن حضرت امیر ایدہ اللہ و ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی معیت میں تشریف لائے۔ احباب نے پے در پے اتنی کثرت سے ہار پہنائے کہ جناب بیرن کا تقریباً نصف چہرہ چھپ گیا اور بار بار اتارنے کی بار بار ضرورت محسوس ہوئی۔ اس کے بعد مصافحوں . . . . . کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس وقت کا نظارہ قابل دید تھا۔ کم از کم خاکسار راقم الحروف تو اسے مدت العمر فراموش نہیں کرسکتا۔ یہ نظارہ اس حقیقت کا ایک ناقابل انکار ثبوت تھا کہ اخوت اسلامی کا رشتہ تمام رشتوں سے زیادہ مضبوط۔ زیادہ ناقابل شکست ہے۔ زیادہ پرخلوص اور زیادہ بابرکت ہے۔

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۳)

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

پیغام صلح آپ کا قومی اخبار ہے - انسان مبلّغ تو بہت کم کبھی کبھار آپ کے پاس پہنچتا ہوگا - لیکن یہ وہ مبلغ ہے جو ہفتہ میں دوبار آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور جماعت کے کل حالات اور تحریکات سے آپ کو آگاہ کرتا رہتا، اور حسب استطاعت مذہبی اور علمی معارف و حقایق سے بھی آپ کو بہرہ اندوز کرتا رہتا ہے - آپ کو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں کہ فی زمانتا قوم کی زندگی اور تنظیم محض اخبار پر منحصر ہے لیکن کس قدر مقام افسوس ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ اس کی ناچیز خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی ترقی اشاعت میں کوشش کر کے عنداللہ ماجور ہوتے اور اپنے قومی آرگن کو مضبوط کرتے اس کی طرف آپ کی توجہ اسقدر کم ہے کہ آپ میں سے بہتسے اس کا سالانہ چندہ بھی باقاعدہ ادا کرنا ضروری نہیں سمجھتے - چنانچہ اس وقت تریباً ڈھائی سو اصحاب ہیں جن کے ذمہ اخبار کا چندہ ایک سے زیادہ سالوں کا بقایا ہے جن کی مجموعی رقم قریباً پونے تین ہزار روپے بنتی ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون اور یہ امر اور بھی زیادہ قابل افسوس بنجاتا ہے جب ان میں زیادہ تران بزرگوں کے نام مجھے نظر آتے ہیں جو قوم میں مالی لحاظ سے خوشحال ہیں جن کی ہستی پر جماعت کو فخر ہے یعنی عدم ادائیگی چندہ کی وجہ ناداری و مفلسی نہیں بلکہ محض بے توجہی ہے - ان دوستوں کے خیال میں قومی اخبار ایک ایسی چیز ہے جسے قوم کے دوسرے افراد چلائیں اور وہ صرف پڑھا کریں لیکن جب ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ یہی سمجھ لے تو فرمایئے اخبار کو آسمان سے فرشتوں نے آکر تو چلانا نہیں آپ نے اور ہم نے ملکر ہی چلانا ہے - کیا ہمارا اپنا فرض نہیں کہ ہم اخبار کو اچھی حالت میں دیکھیں، اس کے سرمایہ کو مضبوط کریں اس کی اشاعت کو ترقی دیں اور کچھ نہ کریں تو اپنا سالانہ چندہ ہی باقاعدہ ادا کر دیا کریں -

میں آج بقایا وصول کرنے حاضر ہوا ہوں - صدقہ خیرات نہیں مانگتا کہ دل چاہا آپ نے دیا دِل چاہا نہ دیا بلکہ اخبار کی بقایا قیمت مانگتا ہوں - آپ کئی کئی سال سے اخبار پڑھ رہے ہیں - مہربانی فرما کر اس کی قیمت عنایت فرماویں کیا آپ کا تقویٰ اس بات کو جائز رکھتا ہے کہ آپ کسی سے کوئی چیز خریدیں اور اس کی قیمت نہ دیں کیا آپ عنداللہ اس کیلئے جواب دہ نہ ہوں گے ؟ ضرور ہوں گے بلکہ زیادہ ہونگے کیونکہ آپنے قومی بیت المال سے ایک چیز خریدی اور اس کی قیمت نہ دی - چونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ اس قوم میں جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے - اس لئے آپ کے تقویٰ اور دیانت کے جذبات سے اپیل کرتا ہوں - اس چٹھی کی تاریخ اشاعت سے پندرہ روز کے اندر اپنے بقایا کو للہ صاف کر دیں - میں علیحدہ علیحدہ ہر ایک صاحب کا بقایا پرائیویٹ چٹھی کے ذریعہ سے لکھکر بھیج رہا ہوں - اگر آپ کو اخبار کی خریداری منظور نہیں ہے تو پچھلا بقایا ادا فرمادیں اور آئندہ کیلئے تحریر فرمادیں کہ اخبار بند کر دو تاکہ نادہندگی کے گناہ سے آپ بچ جاویں - طریق تقویٰ یہی ہے - اگر پندرہ روز تک آپ کا کوئی جواب نہ آیا تو میں مجبور ہونگا کہ بقایا داروں کے نام اخبار میں شائع کر کے قوم کی حالت پر صف ماتم بچھا دوں - والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ -

(راقم خاکسار بشارت احمد افسر پیغام صلح لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ یوم پنجشنبہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ نمبر ۲۶

گاندھی جی کو دعوتِ اسلام
شیخ خالد لطیف گابا کی فرض شناسی

گاندھی جی کے عزم فاقہ کشی (بالفاظ صحیح عزم خودکشی) پر بہت سے لوگوں نے ان کو مختلف پیغام بھیجے اگر انصاف اور بے تعصبی کی نظر سے دیکھا جائے تو ان میں سے سب سے مخلصانہ اور مفید وہ برقی پیغام ہے جو مسٹر خالد لطیف صاحب گابا نے یرودا جیل پونہ کے پتہ پر غالباً ۶ مئی کو بھیجا۔ اس میں مسٹر گابا نے گاندھی جی کو مندرجہ ذیل مختصر مگر جامع الفاظ میں مخاطب کیا ہے:—

"آپ جیسی سو قیمتی جانیں بھی ان مظالم کا جو صدیوں سے اچھوتوں پر کئے جا رہے ہیں کفارہ نہیں ہو سکتیں پھر آپ اپنی زندگی کو کیوں ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ معہ اچھوتوں کے اسلام کے دامن میں پناہ گزیں ہوں۔ یہاں آپ کو اس مصنوعی اخوت و مساوات کے بجائے جس کے لئے آپ اس قدر سرگرداں ہیں خالص اور سچی اخوت و مساوات حاصل ہو جائے گی۔"

معلوم نہیں کہ گاندھی جی نے اس نیک مشورہ اور مخلصانہ دعوت کا کیا جواب دیا۔ لیکن اس میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ ان کے سامنے اچھوتوں کی اصلاح کا جو مقصد ہے اس کے حصول کا واحد ذریعہ قبول اسلام ہی ہے۔ گاندھی جی بے شک بہت بڑے انسان ہیں۔ ہندو قوم کی اندھی عقیدت نے ان کو بلند مرتبہ پر پہنچا دیا ہے۔ لیکن ان کی یہ بھاری فطری کمزوری ہے کہ وہ کسی نہ کسی سعی لاحاصل میں مصروف رہتے ہیں۔ ان کے بعض اصول بہت بلند ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے سامنے کوئی نہ کوئی عظیم الشان مقصد رکھتے ہیں۔ لیکن بلند اصولوں کو عمل میں لانے اور عظیم الشان مقاصد کے حصول کے لئے جو جرأت، ہمت اور عزم بکار ہوتا ہے اس کی گاندھی جی میں بہت کمی بلکہ فقدان ہے۔ وہ اچھوتوں کی اصلاح چاہتے ہیں لیکن اس بلند مقصد کے باوجود ان میں ہندو مذہب کے تنگ دائرے سے باہر نکلنے کی جرأت نہیں۔ وہ جانتے ہیں اور تجربات و شواہد بھی ان کے سامنے موجود ہیں کہ ہندو دھرم کے اندر رہ کر اچھوتوں کی بھلائی ناممکن ہے۔ لیکن اس کے باوجود سعی لاحاصل میں مصروف ہیں۔ تفریق طبقات ہندو دھرم کا مسلمہ اصول بلکہ بنیاد ہے۔ یہ مذہب مساوات نسل انسانی کے تخیل سے یکسر ناآشنا ہے۔ اس کے دائرے کے اندر اچھوتوں کے لئے عزت و امن کی کوئی جگہ نہیں۔ اچھوتوں کو نظر حقارت سے دیکھنا۔ انہیں ازلی و ابدی ذلیل و ناپاک سمجھنا۔ ان سے حیوانوں سے بھی زیادہ بدتر سلوک کرنا ان میں سے ہر ایک انسانیت سوز فعل کے متعلق ہندوؤں کی مذہبی کتب میں تاکیدی احکام موجود ہیں۔ ہندو قوم کا ہزاروں سالوں کا عمل اور دیرینہ روایات ان مذہبی احکام کی پشت پر ہیں۔ لیکن گاندھی جی ان تمام نقائص کو چند تقریروں یا فاقوں کے ذریعے دور کرنے کے درپے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جذبات کی دنیا میں بستے ہیں۔ ان کی حرکتیں عموماً بچوں یا مجذوبوں سے ملتی جلتی ہوتی ہیں۔ ان کے یہ افعال کسی شاعر، فلسفی یا جذبات پرست انسان کو شاید اچھے معلوم ہوں۔ لیکن حقائق اور عقل و خرد کی دنیا میں ان کی کچھ قیمت نہیں۔ ان حالات میں اگر ان کو کوئی ایسی تدبیر بتلائی جائے جو ان کے مقاصد کے حصول میں ممد و معاون ہو تو یقیناً یہ ان کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ گاندھی جی کے ہر ایک عقیدتمند اور ہمدرد کو مسٹر گابا کا ممنون ہونا چاہئے کہ انہوں نے اس خدمت کو انجام دیا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا گاندھی جی کے اپنے اختیار میں ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر گابا کے مندرجہ بالا پیغام نے ہندو اخبارات کے دماغی توازن پر بہت برا اثر کیا ہے۔ کیونکہ وہ کئی روز سے اس کے متعلق ایسی باتیں لکھ رہے ہیں جو سلیم العقل اور شریف انسانوں سے ناممکن ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ مسٹر موصوف کا قبول اسلام ہمارے ان معاصرین کے لئے بے حد رنجیدہ ہے اور وہ آئے دن ان کو گالیاں دے کر اس رنج کو ہلکا کرنے کی کوشش بھی کرتے رہتے ہیں لیکن کم از کم انہیں اس پیغام پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے تھا کیونکہ یہ ایک ایسے امر سے متعلق تھا جس کے لئے گاندھی جی جان کی بازی لگانے والے ہیں۔ ہمارے ان معاصرین کو سب سے زیادہ غصہ اس بات پر ہے کہ گاندھی جی کو اسلام کی دعوت کیوں دی گئی۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ یہ کوئی جرم نہیں۔ قانون۔ اخلاق اور شرافت کوئی چیز اس کی مانع نہیں۔ ایک بلند مرتبہ اور تعلیم یافتہ ہندو طویل مطالعہ اور مشاہدہ کے بعد اپنے فرسودہ اور ناقابل عمل مذہب کو ترک کر کے اسلام قبول کرتا ہے اس کو حق ہے کہ وہ جائز طریق پر ایک غیر مسلم کو قبول اسلام کی دعوت دے۔ لیکن جن حالات میں یہ دعوت دی گئی ہے ان کی موجودگی میں تو یہ اعتراض بہت ہی مضحکہ انگیز ہے۔ گاندھی جی ایک مقصد کے حصول کے لئے بیقرار ہیں۔ اس کے لئے وہ اپنی جان کی بازی لگا رہے ہیں۔ لیکن ان کا طریق کار اور کوشش غلط ہے۔ ان کو کوئی صحیح راستہ یا مفید تجویز بتلا دینی ان پر احسان عظیم ہے اور اس پر بگڑنا اور گالیاں دینا پست فطرتی اور بے عقلی کی دلیل ہے۔ اسلام شخصیتوں سے بہت بالا تر اور بالکل بے نیاز ہے۔ اس کی صداقت اور پاک و ارفع اصول ہی اس کی ترقی کے ضامن ہیں۔ ایک گاندھی نہیں لاکھ گاندھی بھی ہوں تو اسلام کو ان کی قطعاً پروا نہیں۔ بلکہ اسلام کی دولت کو پا جانا گاندھی جی یا ان سے بھی بڑے کسی غیر مسلم کی سعادت اور خوش قسمتی کا باعث ہے۔ آخر پر ہم اپنے نو مسلم دوست مسٹر خالد لطیف صاحب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک ایسا اسلامی فرض ادا کیا ہے جس کی طرف دوسرے مسلمانوں کی توجہ نہ تھی۔

مندرجہ بالا سطور لکھی جا چکی تھیں کہ گاندھی جی کے برت شروع کرنے کی خبر ملی۔ خدا ان پر رحم کرے۔ اور مسٹر گابا کے مفید مشورہ کو قبول کرنے کی توفیق دے۔

ڈاکٹر سید بشیر حسین کی مراجعت

اس ہفتہ کا ایک نہایت پر مسرت واقعہ ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب خلف الرشید جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ کی مراجعت ہے۔ قارئین پیغام صلح کو یاد ہوگا کہ ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب میڈیکل کالج لاہور کے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کرنے کے بعد مئی ۱۹۳۰ء میں اعلیٰ تعلیم کے لئے ولایت تشریف لے گئے تھے۔ وہاں متعدد اعلیٰ امتحانات اعزاز سے پاس کئے۔ لندن یونیورسٹی سے ایل آر سی پی۔ ایم آر سی ایس کی اور ڈبلن یونیورسٹی سے ٹروپیکل میڈیسن کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد گرم ممالک کی بیماریوں اور مریضان دق کے متعلق خاص تجربات حاصل کئے۔ اور اس طرح تقریباً دو سال کے عرصہ کے بعد ۲ مئی کی صبح کو بذریعہ فرنٹیر میل لاہور پہنچے۔ ریلوے سٹیشن پر احباب و بزرگان سلسلہ کے علاوہ متعدد اکابر شہر نے خیر مقدم کیا۔ اور بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے۔ بزرگوں۔ عزیزوں اور دوستوں سے ملاقات کا نظارہ قابل دید تھا۔

ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب ایک نہایت ہی صالح۔ قابل۔ دیندار۔ اور خوش اخلاق نوجوان ہیں۔ قوم کی بہت سی بلند توقعات آپ کی ذات سے وابستہ ہیں۔ ان کی اس کامیاب مراجعت پر ہم حضرت شاہ صاحب قبلہ و دیگر افراد خاندان کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ جماعت احمدیہ کا یہ ہونہار و قابل نوجوان کارزار حیات کے ہر مرحلے پر کامیاب و بامراد ہو۔ اور دن دوگنی رات چوگنی دینی و دنیوی ترقیاں حاصل کرے۔ آمین ثم آمین۔

شذرات

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام نے زیادہ تر بے سروسامانی کے ایام اور مخالفتوں کے طوفان میں ترقی کی ہے۔ اور اس کے شدید ترین دشمن ہی سب سے زیادہ بے بس ہو کر اس کے پاک اصولوں کے سامنے جھکے ہیں۔ عیسائی ممالک صدیوں کی دشمنی کے بعد جس تیزی سے اسلامی اصولوں کو قبول کر رہے ہیں اس سے ہر کوئی واقف ہے۔ آج کل اکثر ہندو ریاستیں آریہ سماج اور شدھی سنگھٹن کی تحریک سے متاثر ہونے کی وجہ سے اسلام دشمنی کی مرکز بنی ہوئی ہیں۔ لیکن واقعات کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ ریاستیں اپنی اسلام دشمنی کے باوجود ضروریات زمانہ سے مجبور ہو کر ایسی اصلاحات جاری کر رہی ہیں جو ہندو مذہب کے سراسر خلاف اور صریح طور پر اسلامی تعلیمات کا نتیجہ ہیں۔

بہت سی ہندو ریاستوں میں چھوت چھات کو بڑی حد تک قانوناً ترک کر دیا گیا ہے۔ ترکہ اور شادی کے قوانین میں تبدیلی کی گئی ہے۔ قانون طلاق کو نافذ کیا گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں ایک خبر یہ ہے کہ ہز ہائنس مہاراجہ کشمیر نے ایک قانون کے ذریعہ عقد بیوگان کی اجازت دیدی ہے۔ اس سے پہلے حدود ریاست میں ہندو عورتوں کے لئے بدمعوا براہ مذہبی احکام کے علاوہ قانونی طور پر بھی جائز نہ تھا۔ عقد ثانی کی صورت میں عورت بہت سے جائز حقوق سے محروم ہو جاتی تھی۔ کشمیر ایک خالص اور کٹر ہندو ریاست ہے۔ اس نے ہندو مذہب، ہندو علوم اور ہندو تہذیب کی سرپرستی میں کبھی بھی کوتاہی نہیں کی۔ اس کے حکمرانوں کو ہمیشہ ہندو مذہب کا محافظ اور ہندو تہذیب کا علمبردار ہونے پر فخر رہا ہے۔ ایک ایسی ریاست میں اس قانون کا نفاذ جو خالص اسلامی تعلیم کا نتیجہ ہے دین فطرت کی نمایاں فتح نہیں تو اور کیا ہے؟ کاش اسلام کے مخالف ان حقائق پر غور کریں۔

اسلامیہ کالج امرتسر کا ذکر اس سے قبل ان صفحات میں آ چکا ہے۔ ہمارے نامہ نگار مقیم امرتسر کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ کالج کا داخلہ شروع ہو چکا ہے اس کے علاوہ یہ مسرت انگیز خبر بھی ملی ہے کہ ہمارے محترم نومسلم دوست جناب ڈاکٹر رشید الدین (رامداس) خان ایم اے پی ایچ ڈی اس کالج کے وائس پرنسپل مقرر ہوئے ہیں۔ ہم انجمن اسلامیہ امرتسر کے اس انتخاب کی داد دیتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف تجربہ کار ماہر تعلیم و ہندو پاپولر ہونے کے علاوہ تاریخ اسلام کے عالم بھی ہیں۔ اور اپنے دل کے اندر خدمت اسلام کا بے اندازہ شوق و جذبہ رکھتے ہیں۔ ہم اس تقرر کو کالج مذکور کی خوش قسمتی سمجھتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ ڈاکٹر صاحب موصوف کو بھی خدمت اسلام کا ایک ایسا موقعہ مل جائے گا جس کے وہ متلاشی تھے۔ ہمیں یقین ہے کہ کالج کے اندر موصوف کی موجودگی بہترین نتائج کا باعث ہوگی۔ اور ہم بہت جلد ان کو اس سے بھی زیادہ ذمہ دار عہدہ پر دیکھینگے

الحمد للہ ... اور اسلامی حلقوں میں یہ خبر مسرت سے سنی جائے گی کہ میاں عبد الرشید صاحب بار ایٹ لا ... لاہور مسٹر جسٹس ہرنیس کی جگہ پنجاب ہائیکورٹ کے عارضی جج مقرر ہوئے ہیں۔ اس انتخاب پر ہم ہز اکسلنسی گورنر پنجاب اور آنریبل چیف جسٹس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو مسلمانوں کے ساتھ شدید بے انصافی ہوتی۔ کیا امید کی جا سکتی ہے کہ یہ تقرر مسلمانوں کی جائز و دیرینہ شکایات کے ازالہ کی طرف مخلصانہ قدم ہے۔ جو پیچھے ہٹنے کے بجائے آگے ہی بڑھتے گا؟

مسٹر جسٹس عبد الرشید کے تعارف کی ہمارے خیال میں چنداں ضرورت نہیں کیونکہ پنجاب کے اسلامی و قانونی حلقے ممدوح سے بخوبی واقف ہیں۔ آپ لاہور کی مشہور و معروف میاں فیملی کے ایک نامور رکن۔ سر شفیع مرحوم کے چچا زاد اور محترمہ لیڈی شفیع کے حقیقی بھائی ہیں۔ اور اپنی بے نظیر قانونی قابلیت، خوش اخلاقی اور رواداری کی وجہ سے ہر مذہب و ملت کی اعلیٰ سوسائٹیوں میں کافی شہرت رکھتے ہیں۔ ہم اس تقرر پر میاں صاحب ممدوح اور میاں فیملی کے معزز ارکان خصوصاً محترمہ لیڈی شفیع کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ملت مسلمہ کو ہمیشہ غیروں کے بجائے اپنوں نے زیادہ نقصان پہنچایا۔ غیر کی دشمنی سے اپنے آدمی کی غداری زیادہ نقصان رساں زیادہ مصیبت خیز اور بہت زیادہ برباد کن ہوتی ہے۔ مسلمانان ہند کے موجودہ انتشار، زبوں حالی اور بربادی کی وجہ بھی زیادہ تر یہی ہے کہ ہم میں قومی غداروں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ جو اپنی ذاتی اغراض اور ذاتی خیالات و آراء پر قومی مفاد کو بے دریغ قربان کر دیتے ہیں۔ سرکار پرستوں اور ٹوڈیوں کی اسلام دشمنیوں۔ قوم فروشیوں اور جاسوسیوں کا افسانہ بہت پرانا ہو چکا ہے۔ ان کی بے غیرتی اور بے حمیتی کا ماتم بھی کافی طور پر ہو چکا ہے۔ لیکن ان سرکار پرستوں سے کہیں زیادہ ذلیل، قابل نفرت اور خطرناک وہ ہندو پرست قوم فروش ہیں جنھوں نے کانگریسی تحریکات وطن پرستی اور اتحاد دوستی کی آڑ میں اسلام دشمنی کو اپنا شیوہ قرار دے رکھا ہے۔ یہ لوگ کلی طور پر اپنی ذاتی خواہشات و مفاد کے پجاری، ہندو قوم کے غلام اور ہندو ذہنیت کے آلہ کار ہیں۔ یہ لوگ ہندوؤں کی آنکھوں سے دیکھتے ہندوؤں کے کانوں سے سنتے۔ اور ہندوؤں کے مفاد کے لئے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ ان کی اسلامی بصیرت، اسلامی غیرت اور دینی جذبات بالکل مفلوج اور مردہ ہو چکے ہیں۔

کلکتہ کارپوریشن دبندیہ کی صدارت عرصہ سے ہندوؤں کی جاگیر بنی ہوئی ہے۔ امسال توقع تھی کہ مسلمان میئر (صدر) منتخب ہوگا۔ مخلص مسلمانوں نے اس کے لئے کافی کوشش کی۔ لیکن افسوس بعض قوم فروشوں نے بنا بنایا کام بگاڑ دیا۔ ہمارے دوست مولوی حبیب الرحمٰن صاحب صادق مبلغ اسلام و جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بنگال و بہار و اڑیسہ کی تازہ تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ میئر کے انتخاب سے قبل تمام مسلمان کونسلروں کو کئی بار جمع کیا گیا۔ اور بتلایا گیا کہ صرف قومی مفاد اور کلکتہ کے باشندوں اور مسلمانوں کے جائز حقوق کو مدنظر رکھکر کارپوریشن میں کام کرنا اور رائے دینی چاہئیے۔ جس پر اکثر غدار ممبروں نے زبانی وعدوں کے علاوہ تحریری عہد بھی کیا کہ مسلمان امیدوار کو ووٹ دینگے۔ لیکن انتخاب کے وقت ذاتی اغراض اور ہندوؤں کے پیش کردہ عہدوں کے لالچ میں آ کر اس عہد کو بھول گئے۔

انتخاب کے نتائج اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں۔ مسلمان امیدوار کو ۳۹ اور ہندو کو ۴۸ ووٹ ملے۔ پانچ مسلمان ممبر غیر جانبدار رہے۔ اور چار نے ہندو امیدوار کو ووٹ دیا۔ اگر بدبخت یہ عہد شکنی نہ کرتے اور اپنے اسلامی فرائض اور وعدوں کو یاد رکھتے تو مسلمان امیدوار کو ۴۴ اور ہندو کو ۴۴ ووٹ ملتے۔ ہمیں غدار ممبروں کے ناموں کے علاوہ ان کے متعلق مفصل معلومات بھی موصول ہو چکی ہیں۔ لیکن ان سے اخبار کے صفحات کو آلودہ کرنا بے فائدہ ہے۔ مقامی طور پر جو کچھ کرنا چاہئیے اس کے متعلق بہتر فیصلہ مسلمانان کلکتہ خود کر سکتے ہیں۔

بہرحال یہ غداری قابل صد نفرت ہے۔ اس کا بہتر علاج یہ ہے کہ رائے عامہ کو بیدار کر کے اس کی صحیح طور پر تربیت کی جائے اور آئندہ انتخاب پر کوشش کی جائے کہ اس قسم کے غدار۔ قوم فروش۔ عہد شکن اور ناقابل اعتماد ممبر منتخب ہی ہونے نہ پائیں۔ گو کارپوریشن میں مخلوط انتخاب رائج ہو جانے کی وجہ سے یہ کام پہلے سے زیادہ مشکل ہو گیا ہے۔ لیکن غدار ممبروں کا علاج بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

بنگال کا عالی مرتبہ سہروردی خاندان اپنی علمی خصوصیات، تاریخی روایات اور قومی خدمات کی وجہ سے تمام اسلامی ہند میں مشہور ہے اور نہایت عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ سر حسان سہروردی اس ذی عزت خاندان کے ایک ممتاز رکن ہیں۔ حال ہی میں ممدوح کی اکلوتی بیٹی شائستہ اختر بانو سہروردی بیگم بی اے کا عقد مسٹر اکرام اللہ صاحب آئی سی ایس خلف اکبر عالی جناب خان بہادر حافظ محمد ولایت صاحب آئی سی ایس ممبر لیجسلیٹو اسمبلی سابق ڈپٹی کمشنر ممالک متوسط سے ہوا۔ تقریب کی مختصر کیفیت اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ اس رشتہ پر ہم دونوں خاندانوں کو مبارکباد دیتے ہیں دو بلند پایہ اسلامی خاندانوں کا یہ اتحاد تمام مسلمانان ہند کے لئے باعث مسرت ہے۔ خداوند کریم اس تعلق کو بابرکت بنائے اور اس سے نیک نتائج پیدا ہوں۔ آمین ثم آمین۔

گزشتہ اشاعت کے صفحہ ۲ پر شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی کا ایک ضروری مضمون "ایک مفید تجویز" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ جو تمام احباب کے بغور مطالعہ کے قابل ہے۔ قارئین کرام کی خدمت میں پُر زور درخواست ہے کہ اسے بہت جلد مطالعہ کر کے اپنی رائے سے خاکسار مدیر کو مطلع فرمائیں۔ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے بلند پایہ و عالمانہ مضامین ہمارے لٹریچر کا نہایت قیمتی حصہ ہیں۔ لیکن اخبار کے فائلوں میں ان کی حیثیت بکھرے ہوئے موتیوں کی ہے ان کو مجموعہ کی لڑی میں پرو کر اہل تحقیق و طالبین حق کے استفادہ کے لئے پیش کرنا ہمارا فرض ہے۔ جماعت احمدیہ میں ایسے جوہری کافی تعداد میں موجود ہیں جو ان موتیوں کی قدر و قیمت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ انہیں اس صلائے عام کے وقت خاموش نہیں رہنا چاہیئے۔

احادیث نبوی اور ختم نبوت پر ایک نظر

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۲)

اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی!

محمودی قوم کی مایۂ ناز دیلمی کی روایت کی حیثیت تو واضح ہو چکی کہ ضعیف و موضوع سے بڑھ کر اس کا کوئی پایہ نہیں لیکن ایک اسی پر کیا موقوف ہے۔ مثل ہے کہ اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔ محمودی قوم کی تقدیر میں ہی ایسی بے سر و پا روایات لکھی ہیں۔ وجہ یہ کہ آخر باطل کی تائید احادیث صحیحہ کس طرح کریں۔ ایک اور روایت سن لو۔ جس کے نہ راویوں کا پتہ ہے نہ ماخذ کا۔ لیکن جس محمودی کو دیکھو وہ اس روایت کو نقل کر رہا ہے اور بغلیں بجا رہا ہے۔ اور تمام قرآن و احادیث صحیحہ کو اس باطل روایت کے مقابلہ میں مسترد کر رہا ہے۔

دوسری حدیث

اور وہ کوئی قول ہے جو مجمع البحار میں جو لغت حدیث کی کتاب ہے۔ حضرت عائشہ کی طرف منسوب کر کے نقل کیا گیا ہے۔ اور وہ ہے قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدی۔ کہ **خاتم الانبیا** کہو اور **لا نبی بعدی** نہ کہو۔ اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ آنحضرت صلعم کے بعد نبی کے نہ آنے کی قائل نہ تھیں

قادیانی استدلال کی لغویت

اس استدلال کی لغویت کئی طریق سے ظاہر ہے:۔

(۱) اول تو اس قول کی کوئی سند نہیں اس لئے حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب کرنا ان پر افترا کرنا ہے۔ بالخصوص جبکہ نبوت ختم ہو جانے پر خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث بہ اسناد صحیح مروی ہے۔ جو مسند امام احمد اور الخطیب میں مذکور ہے۔ اس کی موجودگی میں اس من گھڑت روایت کے افترا ہونے میں کوئی شک نہیں باقی رہ جاتا۔ اور وہ یہ ہے:۔

حدثنی عبد اللہ حدثنی ابی حدثنا یحیی بن ایوب قال حدثنا سعید بن عبد الرحمن عن ھشام عن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ان النبی صلعم قال لا یبقی بعدی من النبوۃ شیٔ الا المبشرات۔ قالوا یا رسول اللہ وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ یراھا الرجل او تری لہٗ۔

اس حدیث کے اسناد میں نے نقل کر دیئے ہیں تاکہ ان کو ہر ایک اہل تحقیق پرکھ کر دیکھ سکتا ہے۔ کہ وہ کس قدر معتبر ہیں۔ اس حدیث میں خود حضرت عائشہ فرما رہی ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ میرے بعد نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے مبشرات کے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا رؤیائے صالحہ جو ایک شخص دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔

پس جب حضرت عائشہ خود راوی ہیں کہ نبوت میں سے سوائے رؤیائے صالحہ کے کچھ باقی نہیں رہا تو پھر وہ لا نبی بعدی کا انکار کس طرح کر سکتی ہیں۔ پس یہ بے سر و پا قول محض افترا ہے جو ان کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے۔

(۲) دوم بالفرض محال اگر حضرت عائشہ نے ایسا فرمایا بھی ہوتا تو حضرت نبی کریم صلعم کے صریح ارشادات کے خلاف ان کے قول کی کوئی وقعت نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ ایسی بات منہ سے نکالیں جو آنحضرت صلعم کے ارشاد کے خلاف ہو۔ پس یہ قول جس کا کوئی راوی مذکور نہیں محض ایک افترا ہے۔

محمودیوں کی "ایجاد بندہ"

(۳) اب ہم خود اس قول کو لیتے ہیں۔ جو خدا جانے کس نے کہا یا گھڑ لیا۔ اس کے معنے ہیں کہ خاتم الانبیاء کہو اور لا نبی بعدی نہ کہو۔ اس کے معنے یہ لینا بھی زبردستی ہے کہ "**خاتم الانبیاء**" کے معنے کچھ اور ہیں اور **لا نبی بعدی** کے کچھ اور۔ بلکہ کہنے والے نے یہ کہا ہے کہ جب خاتم الانبیاء کے معنے اور لا نبی بعدی کے معنے ایک ہی ہیں تو پھر لا نبی بعدی کے الفاظ اس کے ساتھ بڑھانے کیا ضرور ہیں۔ کیا خاتم الانبیا کے معنے کچھ اور ہیں۔ یا اس سے نبوت کے ختم ہونے کے معنوں میں کچھ شبہ باقی رہ جاتا ہے جو اس کی صفائی کے لئے لا نبی بعدہ کہنا لازم کر لیا ہے۔ جب دونوں کلموں کے معنی ایک ہیں تو خواہ مخواہ مترادف الفاظ بڑھاتے پھرنا ایک بے معنی امر ہے۔ خاتم النبیین کے معنوں میں **اجرائے نبوت** کا مفہوم پیدا کرنا یہ زمانہ حال کی اختراع ہے۔ جو ہمارے محمودی بزرگوں کی ایجاد بندہ ہے۔ ورنہ اہل زبان کو اس کے مفہوم میں نہ کوئی شک و شبہ تھا اور نہ کبھی آج تک خاتم النبیین کے معنوں پر یہ بحث ہوئی۔ کہ اس کے معنے آخری نبی کے نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں آنحضرت صلعم نے خوب مختلف طریقوں سے اس کے معنے آخری نبی اچھی طرح صحابہ کے ذہن نشین کر دیئے تھے تو اس کے بعد خاتم النبیین کے ساتھ لا نبی بعدہ کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی بلکہ خاتم النبیین کے ساتھ لا نبی بعدہٗ کو التزام کے ساتھ ہمیشہ دہراتے رہنے میں اندیشہ تھا کہ کبھی آگے چلکر یہ تفسیری الفاظ اصل قرآنی الفاظ خاتم النبیین کے ساتھ مل نہ جائیں۔ جیسا کہ کتب سابقہ میں متن کے ساتھ حاشیہ اور تفاسیر ملکر گڈ مڈ ہو گئی تھی۔ اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے خاتم النبیین کے ساتھ لا نبی بعدہ کے الفاظ لازم ملزوم کی طرح پڑھنے سے روک دیا۔ کہ قرآنی الفاظ اصلی حالت میں محفوظ رہیں اور جب دونوں کلموں کے معنے ایک ہیں اور خاتم النبیین کے معنے سب اہل زبان جانتے ہیں کہ **آخری نبی** کے ہیں تو پھر اس کے ساتھ لا نبی بعدہ کہنا محض ایک تحصیل حاصل امر ہے۔ اس قول کے معنے جو کسی قائل کا ہے صاف ہیں۔ لیکن چونکہ یہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کس کا قول ہے۔ کیونکہ اسناد کا کوئی پتہ ہی نہیں اس لئے یہ کسی کے لئے بھی حجت نہیں ہو سکتا۔

تیسری حدیث

اسی طرح ایک اور مجروح روایت ہمارے محمودی بزرگ لئے پھرتے ہیں۔ جو ابن ماجہ میں ہے۔ اور وہ ہے حدثنا عبد القدوس عن ابن محمد حدثنا داؤد بن شبیب الباہلی حدثنا ابراھیم بن عثمان حدثنا الحکم بن عتیبۃ عن مقسم عن ابن عباس۔ قال لما مات ابراھیم بن رسول اللہ صلعم صلی علیہ رسول اللہ صلعم قال ان لہ مرضعاً فی الجنۃ لو عاش لکان صدیقاً نبیاً۔ ابن عباس فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلعم کا فرزند ابراہیم مرگیا تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ فرمایا اس کے لئے دودھ پلانے والی جنت میں ہے اور اگر یہ زندہ رہتا تو صدیق نبی ہوتا۔

ایک مجروح روایت

روایت کے لحاظ سے یہ روایت ایک مجروح روایت ہے کیونکہ اس کے راویوں میں ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ہے۔ جو اہل تحقیق کے نزدیک متروک الحدیث ہے۔ ایسی کمزور روایت کو اعلیٰ پایہ کی احادیث کے مقابلہ میں پیش کرنا بتاتا ہے کہ پیش کرنے والوں کے ہاتھ میں صحیح احادیث میں سے کچھ بھی نہیں ورنہ وہ اس مجروح روایت کو کیوں پیش کرتے۔

درایت کے لحاظ سے اس روایت کی لغویت

درایت کے لحاظ سے دیکھو تو یہ روایت اس قدر لغو ہے کہ میرے خیال میں آنحضرت صلعم کی طرف منسوب کرنا آپ کے سخت منافی شان ہے۔ اس سے بڑھکر مہمل قول نہیں ہو سکتا کہ کسی بچہ کی نسبت جو مرگیا یہ کہا جائے کہ اگر وہ جیتا رہتا تو نبی ہوتا۔ اگر بقول میاں محمود احمد صاحب نبوت کسب سے ملتی ہے تو جس نے ابھی کوئی کسب کیا ہی نہیں اور اس کی موت نے کسب کے مواقع کا خاتمہ کر دیا۔ اس کی نسبت کس طرح فتویٰ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ اگر جیتا رہتا تو نبی ہوتا۔ اس طرح تو پھر ہر ایک شخص اپنے بچہ کی نسبت جو مر جائے کہہ سکتا ہے کہ یہ اگر جیتا رہتا تو نبی ہوتا۔ لیکن اگر یہ دلیل پیش کیجائے کہ نبی کا بیٹا نبی ہوا کرتا ہے تو پھر حضرت نوحؑ اور حضرت سلیمان اور سینکڑوں دیگر انبیا ہیں جن کے بیٹے نبی نہیں بنے۔ اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود کو نبی ماننے کے باوجود ہمارے میاں محمود احمد صاحب نبی نہ بنے۔ تو معلوم ہوا یہ دلیل بھی غلط ہے۔ اور اگر نبوت کوئی موہبت ہے جیسا کہ امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے اور خدا اپنی مرضی سے حسب ضرورت کسی شخص کو اس عہدہ کے لئے منتخب کرتا ہے۔ تو پھر خدا تو اس انتخاب کو کچھ ایسا محکم راز میں رکھتا ہے کہ خود نبی کو عہدۂ نبوت پر مبعوث ہونے سے قبل اس کا علم نہیں ہوتا۔ ہمارے نبی کریم صلعم کو اپنی نبوت کا اپنی بعثت سے قبل علم نہ تھا۔ تو ایک فوت شدہ بچہ کی نسبت آپ یہ کس طرح فرما سکتے تھے۔ کہ یہ جیتا رہتا تو نبی ہوتا۔

مقام غور ہے کہ اگر دنیا کو نبوت کی ضرورت تھی جس کے لئے یہ بچہ خدا نے پیدا کیا تھا تو وہ مر کیوں گیا؟ اور اگر نبوت کی ضرورت تھی اور لڑکا مر گیا تھا تو اس کے ساتھ کیا نبوت کی ضرورت بھی مر گئی؟ وہ مر گیا تھا تو کیا خدا کسی اور کو نبی نہ بنا سکتا تھا۔ حضرت نبی کریم صلعم نے خود تو فرمایا تھا کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا تو پھر حضرت عمرؓ کو ہی نبی بنا دیا ہوتا۔ اور اگر اسی بچہ میں استعداد نبوت تھی اور کسی دوسرے میں نہ تھی تو نبوت کی ضرورت ہوتے ہوئے خدا نے اسے مارا کیوں؟ آخر موت اور زندگی خدا ہی کے ہاتھ میں ہے یا کسی اور کے ہاتھ میں ہے جس کی وجہ سے خدا بے بس ہو گیا تھا

اور اگر یہ کہو کہ نبوت کی ضرورت نہ تھی تو پھر کسی بچہ کی نسبت یہ کہنا اور بھی زیادہ لغو ٹھہرتا ہے کہ اگر یہ جیتا رہتا تو نبی ہوتا۔ کیا وہ بلا ضرورت نبی بن جاتا **اگر خدا کو کسی نبی کی ضرورت نہ تھی تو وہ بچہ جیتا بھی رہتا تو نبی نہ بنتا۔ اور اگر ضرورت تھی تو ناممکن تھا کہ خدا کی مرضی کے خلاف وہ مرجاتا۔** اگر اس بچہ نے نبی بننا تھا تو ظاہر ہے کہ زمانہ کو نبی کی ضرورت تھی جس کے لئے یہ بچہ تولد ہوا تھا تو پھر اس کی موت کیا معنی رکھتی ہے؟ خدا نے آپ ہی تو ایک بچہ کو نبوت کے لئے پیدا کیا۔ اور آپ ہی مار دیا؟

خدا کی صفات اور آنحضرت صلعم کے علم معرفت کی ہتک

کیا اس سے خدا کی صفات اور آنحضرت صلعم کے علم و معرفت کی پرلے درجہ کی ہتک نہیں ہوتی؟ خدا کیلئے غور کرو ایک طرف آنحضرت صلعم اپنے بعد خود تو نبوت کی بکلی نفی کریں۔ اور حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ جیسے عظیم الشان انسانوں کو جن کی قابلیت استعداد۔ قربانیاں۔ اعمال سب نہایت قابل قدر اور آپ کے پیش نظر تھے ان کو تو اپنے بعد باب نبوت مسدود ہونے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے نبوت سے جواب دیدیں۔ اور حضرت علی کو تو ہارون تک فرما کر یعنے ایک نبی کا نام دیکر بھی ان کے لئے منصب نبوت کا انکار ہی قایم رکھیں اس وجہ سے کہ آپ کے بعد نبی کوئی نہیں۔ لیکن جب اپنے بیٹے کی باری آئے تو اس کے مرجانے کے بعد بھی فرمادیں کہ اگر جیتا رہتا تو نبی ہوتا۔ اس کے تو یہ معنے ہوئے کہ نعوذ باللہ آپ نے اپنے بیٹے کے لئے ناپنے کا پیمانہ اور رکھا ہوا تھا اور دوسروں کے لئے اور رکھا ہوا تھا۔

حضرت نبی کریمؐ پر خطرناک حملہ

یہ حضرت نبی کریم صلعم پر ایسا خطرناک حملہ ہے کہ کوئی مومن انسان ایسا تصور ذہن میں کبھی نہیں لاسکتا۔ میرے خیال میں تو اگر اس روایت کے راوی ثقہ بھی ہوتے تب بھی یہ روایت اندریں حالات کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہوسکتی تھی جس طرح امام رازیؒ نے اس حدیث کا جس میں حضرت ابراہیمؑ کے تین جھوٹوں کا ذکر ہے یہ کہکر انکار کیا تھا کہ راویوں کو جھوٹا ماننا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ایک نبی کو جھوٹا مانا جائے۔ اسی طرح اس حدیث کا انکار ہر ایک مومن مسلمان کا فرض ہے۔ کیونکہ راویوں کو جھوٹا ماننا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ آنحضرت صلعم جیسے عظیم الشان نبی کی طرف ایسا غیر منصفانہ اور غیر معقول قول منسوب کیا جائے۔ جو ایک ناممکن امر ہے۔

امام نووی اور امام عبدالبر کا ارشاد

اسی لئے امام ابن عبدالبر جو مالکیوں کے ایک بڑے امام ہیں اس حدیث کی نسبت کہتے ہیں "**لا ادری ماھذا**" میں نہیں سمجھ سکتا یہ ہے کیا چیز۔ یعنی نہایت لغو اور لچر بات ہے۔ جس کو آنحضرت صلعم کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ امام نووی فرماتے ہیں **فباطل وجسارة علی الغیب**۔ یعنے یہ روایت باطل ہے اور غیب پر جسارت ہے۔ اسی لئے امام شوکانی نے اس روایت کو موضوعات میں لکھا ہے **روایت کے** لحاظ سے اس حدیث کا مرتبہ بہت گرا ہوا ہے۔ اس کا ایک راوی ابوشیبہ ابراہیم تمام اکابر محدثین کے نزدیک مشہور منکر الحدیث اور متروک الحدیث ہے۔

ابوشیبہ ابراہیم کی نسبت ائمہ محدثین کی آرا

امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب تہذیب التہذیب میں سے ابوشیبہ ابراہیم کی نسبت ائمہ محدثین کی آراء میں نقل کئے دیتا ہوں۔ اس سے اندازہ لگالیں کہ یہ حدیث روایت کے لحاظ سے قطعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

ابراہیم بن عثمان کی کنیت ابوشیبہ العبسی ہے۔۔۔۔۔۔

"**قال احمد ویحییٰ وابوداؤدؒ ضعیف۔**

امام احمد، امام یحییٰ اور امام ابوداؤد اسے ضعیف بتاتے ہیں"

"**قال یحییٰ لیس بثقه۔**

امام یحییٰ نے کہا ہے کہ یہ شخص ثقہ نہیں ہے۔"

"**قال البخاری۔ سکتو عنه۔**

امام بخاری کہتے ہیں کہ لوگ اس سے حدیث روایت نہیں کرتے"

"**قال الترمذی۔ منکر الحدیث۔**

امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ شخص منکر الحدیث ہے۔"

"**قال النسائی والدولابی۔ متروك الحدیث۔**

امام نسائی اور دولابی کہتے ہیں کہ یہ شخص متروک الحدیث ہے۔"

"**قال ابوحاتم۔ ضعیف الحدیث وترکوا حدیثه**

ابوحاتم کہتے ہیں کہ یہ شخص ضعیف الحدیث ہے اور لوگ اس سے حدیث نہیں لیتے۔"

"**قال صالح ضعیف لایکتب حدیثه روی عن الحکم احادیث مناکیر۔**

صالح نے کہا کہ یہ ضعیف الحدیث ہے۔ اس کی حدیث کو لکھنا نہیں ہے اور حکم سے منکر احادیث روایت کرتا رہتا ہے"

مزہ یہ ہے کہ یہ **حکم** صاحب جن سے یہ منکر حدیث روایت کیا کرتا ہے وہ بھی اس حدیث کے ایک راوی ہیں۔ مثل ہے یک نہ شد دو شد۔ حکم بھی غیر معتبر ثابت ہوا۔

"**وقال معاذ بن معاذ العنبری کتبت الی شعبه وھو ببغداد اساله عن ابی شیبه القاضی اروی عنه فکتب الی لا تروعنه فانه رجل مذموم۔**

معاذ ابن معاذ عنبری کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ کو بغداد میں خط لکھا اور قاضی ابوشیبہ کی نسبت دریافت کیا کہ کیا ان سے حدیث روایت کروں۔ پس انہوں نے لکھا کہ "اس سے روایت نہ لینا۔ بیشک وہ بہت برا آدمی ہے۔"

غرض کہ کہاں تک لکھا جائے۔ احوص الغلابی۔ اور احمد دارقطنی اور فضل بن عدی۔ سبھی نے تو اس کو ضعیف اور منکر الحدیث بتلایا ہے۔

محمودیوں کے پاس حق و حقیقت میں سے کچھ بھی نہیں!

پس ایسے آدمی کی روایت اہل علم اور صاحب تحقیق لوگوں کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہے۔ بالخصوص جس حالت میں کہ وہ درایت کے اعتبار سے بھی نہایت لغو اور بالکل لچر ہے **محمودی صاحبان ایسی لچر اور موضوع روایات کو پیش کرکے درحقیقت** اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ حق و حقیقت سے ان کے پاس اب کچھ بھی نہیں۔ بس ادھر ادھر کی ضعیف اور موضوع اور لچر روایات سے کر اپنی دکان سجاتے ہیں۔ اور باقی خیر سلا ہے۔

(باقی آئندہ)

---

۴۴ الزامات دیتا تو ایک محقق کو ماننے میں تامل ہوتا۔ لیکن ظاہر ہو دوست کے اگر عائد کردہ الزامات ہوں تو ان سے بچنے کی کوئی راہ کہاں سے ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون کیا کسی قادیانی احمدی کے سینے میں دل نہیں۔ جو اس قابل توجہ **افترا** پر غور کرے

الیس منکم رجل رشید؟

تبدیلی دعوے کا ڈھونگ کس نے رچایا

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

مولوی حبیب الرحمن صاحب کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ظلی مولوی فاضل محمد نذیر صاحب لائلپوری تو خلیفہ قادیان کے لئے بطور ایک ظل کے واقع ہوئے ہیں و الحق یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود پر تبدیلی دعویٰ کا الزام لگانے والے تو دراصل میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان ہیں اس کے متعلق انہوں نے حقیقت الامر سے میاں صاحب کے متعدد حوالے بھی دیئے ہیں۔ اس کے جواب میں میں ان کی خدمت میں عرض کردینا چاہتا ہوں کہ مجھے اس بات کا علم ہے اور یہ حوالے بھی میں جانتا ہوں اور ان سب باتوں کو ملحوظ رکھکر میں نے تبدیلی دعویٰ پر بحث کی ہے۔ آپ دوبارہ ملاحظہ فرمالیں۔ میاں محمود احمد صاحب نہایت جرأت سے ایسی باتیں کہتے چلے جاتے ہیں جن کا ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہوتا! اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ ان کے مرید ان کی باتوں کو لوح محفوظ کی نقل سمجھتے ہیں۔ کسی نے ان بلند بانگ دعووں کا ثبوت مانگنا نہیں لہذا جو دل چاہے کہتے چلے جاؤ۔ مثلاً ان کا یہ کہدینا کہ "آنحضرت صلعم کو تین سال یا چھ سال تک اپنی وحی کے معنے کرنے میں تردد رہا" اور "پہلے انبیاء کے ساتھ بھی یہ معاملہ پیش آیا"، یہ **محض ایک خطرناک افترا اور شرمناک غلط بیانی ہے** جس کا کوئی ثبوت میاں محمود احمد صاحب کے پاس نہیں **کیا میاں صاحب میں اتنی جرأت ہے** کہ وہ صحیح اور مستند طور پر آنحضرت صلعم کی بعثت نبوت کے بعد کا کوئی واقعہ دکھا سکتے ہیں کہ لوگ انہیں مدعی نبوت بتاتے ہوں اور وہ نبوت کے دعوی پر لعنتیں بھیجتے ہوں۔ یا کسی نبی کی نبوت کا یہ رنگ دکھادیں کہ لوگ تو کہتے ہوں تو مدعی نبوت ہے اور وہ نبوت کے مدعی کو لعنتی اور مردود اور دجال کہتا ہو۔ **اگر مسیح موعود** کو محض اس بات پر صراحت نہ تھی کہ وہ نبوت کے مدعی ہیں یا محدث ہونے کے تو احتیاط اور تقویٰ کا تقاضہ یہ تھا کہ اس پر اس وقت تک زور نہ دیتے جب تک آپ پر خود صراحت نہ ہوجاتی۔ لیکن یہ کیا کہ صاف لکھ رہے ہیں کہ "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" "ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں" اور اس پر مباہلے کرتے ہیں اور لکھتے ہیں **لن تجدوا زیغا فی دعوای** "کہ میرے دعوے میں تم کجی کبھی نہیں پاؤگے۔ (انجام آتھم) جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ انہیں صراحت سے علم تھا کہ ان کا دعویٰ نبوت کا نہیں ہے بلکہ محدثیت کا ہے۔ کیا کسی نبی کی زندگی سے میاں محمود احمد صاحب ایسا واقعہ دکھا سکتے ہیں؟ ہرگز ہرگز نہیں!! یہ ایک **افترا** تھا جو ان کی زبان یا قلم سے نکلا۔ جس نے نہ صرف حضرت مسیح موعود کی پوزیشن کو خاک میں ملادیا بلکہ حضرت محمد مصطفےٰ صلعم اور تمام نبیوں کی شان میں یہ وہ **گستاخی** ہے۔ جو ناقابل معافی ہے کیونکہ دانستہ محض اپنی بات کی پچ کے لئے ایک بہتان تراشا گیا۔ کیا نبیوں کے متعلق یہ کہنا سراسر ظلم نہیں۔ کہ سارے کے سارے نبی یہی تماشہ **نعوذ باللہ** دنیا کو دکھاتے رہے کہ خدا تو انہیں نبی نبی کہتا رہا اور وہ مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے رہے اور سالہا سال تک یہ سلسلہ چلا کیا۔ اور پھر جب اپنے دعوی کی سمجھ آئی اور اپنی نبوت کا اعلان کیا تو سات سال کے بعد دنیا سے رخصت ہوگئے۔ دیکھو ۴۴

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— حضرت مولانا صدر الدین صاحب آج کل لاہور ہی میں قیام فرما ہیں۔

—— ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مبلغ برلن پشاور سے واپسی پر ایک روز کے لئے راولپنڈی ٹھہر گئے تھے۔ اس لئے ۸ مئی کو لاہور پہنچے۔ آپ کے والد شیخ محمد حسین صاحب قبلہ بھی سیالکوٹ سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب موصوف امروز فردا میں ایک دو روز کے لئے فیروزپور تشریف لے جائیں گے۔ اس کے بعد لاہور ہوتے ہوئے سیالکوٹ چلے جائینگے اور فی الحال وہیں قیام رکھینگے۔

—— جناب مولانا عصمت اللہ صاحب مبلغ اسلام عنقریب جہلم۔ راولپنڈی اور کشمیر کے دورے پر روانہ ہوجائیں گے۔

—— امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے دونوں ہائی سکولوں کا نتیجہ تسلی بخش رہا۔ جو درج ذیل ہے۔ اس کامیابی پر ہم ہیڈ ماسٹر صاحبان اور ان کے اسٹاف کو مبارکباد دیتے ہیں:۔

مسلم ہائی سکول لاہور:۔ ۴۸ لڑکے بھیجے گئے۔ جن میں ۳۵ کامیاب ہوئے۔ ۲ فسٹ ڈویژن میں آئے۔ اوسط نتیجہ تقریباً ۷۳ فیصدی۔

مسلم ہائی سکول بدوملہی:۔ ۳۱ لڑکے بھیجے گئے۔ جن میں سے ۲۲ کامیاب ہوئے۔ ۲ فسٹ ڈویژن میں آئے۔ اوسط نتیجہ ۷۱ فیصدی۔

—— جناب بیرن ۷ مئی کی شام کو بعزم یورپ بمبئی روانہ ہوگئے مفصل کیفیت صفحہ اول پر ملاحظہ فرمائیں۔

—— ۵ مئی کو بعد نماز جمعہ جنرل کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ باہر سے متعدد بزرگ تشریف لائے ہوئے تھے۔

—— مسٹر فضل رب صاحب ولد بابو عبدالحق صاحب محکمہ نہر آج کل نیاسالینڈ (وسطی افریقہ) میں تجارتی کاروبار کے سلسلہ میں مقیم ہیں۔ ان کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ ان کا کاروبار خدا کے فضل سے ترقی کر رہا ہے۔ اور امید ہے انشاء اللہ کچھ عرصہ بعد اچھے پیمانہ پر کام شروع ہوجائے گا۔ وہ احباب سے دعاؤں کی التجا کرتے ہیں۔

—— اخویم محمد ابراہیم صاحب جو پہلے عراق میں انسپکٹر پولیس تھے اب واپس ہندوستان آگئے ہیں۔ اور مختلف امراض اور ابتلاؤں میں مبتلا ہیں۔

—— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی والدہ محترمہ بدستور علیل ہیں۔

—— شیخ عبدالحق صاحب مہتمہ محرر دفتر سکرٹری عرصہ سے بیمار ہیں۔ تاحال پورے طور پر تندرست نہیں ہوئے۔

—— اخویم سید فقیر شاہ صاحب نورکوٹ کئی روز سے بیمار ہیں

—— جناب مرزا خدابخش صاحب مصنف عسل مصفیٰ تاحال علیل ہیں۔

—— احباب ان سب کے لئے [illegible] سے دعا کریں

—— شیخ عبدالصمد صاحب احمدی ٹیلر ماسٹر سرینگر اپنے خط مورخہ ۲ محرم ۱۳۵۲ھ میں تحریر فرماتے ہیں کہ جماعت سرینگر کے مخلص بزرگ خواجہ ثناء اللہ صاحب کا گزشتہ ہفتہ انتقال ہوگیا دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

—— بیرونجات کے احباب بعض اوقات بلا اطلاع نادار طلبہ اور نومسلموں کو مرکز میں امداد و تعلیم کی غرض سے بھیج دیتے ہیں یہ طریق درست نہیں۔ جب کبھی ایسی صورت پیش آئے تو مرکز سے خط و کتابت کرنی چاہیئے۔ اور باقاعدہ اجازت آنے پر کسی شخص کو بھیجنا چاہئے۔ جملہ احباب اور جماعتیں اس بات کا سختی سے خیال رکھیں۔

—— ۷ مئی کی شام کو احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس ہونا قرار پایا تھا۔ ۴ مئی کی اشاعت میں اس کا اعلان بھی کر دیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں جناب بیرن کی الوداعی پارٹی اور روانگی کی وجہ سے ملتوی کرنا پڑا۔

شیخ خالد لطیف گابا کیطرف سے گاندھی جی کو دعوت اسلام

شیخ خالد لطیف صاحب گابا نے مندرجہ ذیل برقی پیغام گاندھی جی کے نام یرودا جیل پونہ کو ارسال فرمایا ہے:۔

آپ جیسی سو قیمتی جانیں بھی ان مظالم کا جو صدیوں سے اچھوتوں پر کئے جارہے ہیں کفارہ نہیں ہوسکتیں پھر آپ اپنی زندگی کو کیوں ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ معہ اچھوتوں کے اسلام کے دامن میں پناہ گزین ہوں۔ یہاں آپ کو اس مصنوعی اخوت و مساوات کی بجائے جس کے حصول کے لئے آپ اس قدر سرگردان ہیں خالص اور سچی اخوت و مساوات حاصل ہوجائے گی۔

۸ مئی ۱۹۳۳ء (خالد لطیف) گابا

—— ۸ مئی کو بعد نماز عصر مسجد احمدیہ بلڈنگس میں بہت احباب جمع ہوئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں مندرجہ ذیل قرارداد باتفاق رائے سے منظور کی گئی۔

جماعت احمدیہ لاہور کا یہ غیر معمولی اجتماع جناب میاں عبدالرشید صاحب بار ایٹ لا کے تقرر بعہدہ جج پنجاب ہائیکورٹ پر انتہائی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اس بہترین انتخاب کے لئے حضور ملک معظم، ہز اکسیلنسی گورنر پنجاب اور آنریبل چیف جسٹس کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ نیز اس تقرر پر میاں صاحب ممدوح اور ان کے خاندان کو مبارکباد دیتا ہے۔ اس اجتماع کی رائے میں میاں صاحب ممدوح اپنی قانونی قابلیت اور وسیع تجربہ کے لحاظ سے اس عہدے کے لیے موزوں ترین شخصیت ہیں۔

اس قرارداد کی نقلیں (۱) ہز اکسیلنسی گورنر پنجاب (۲) آنریبل چیف جسٹس (۳) میاں صاحب ممدوح (۴) محترمہ لیڈی شفیع (۵) اور اردو و انگریزی پریس کو بھیجی جائیں۔

عالم اسلام

—— امسال جو ایرانی اشیا جرمنی کے بازاروں میں فروخت ہوئی ہیں ان کی تعداد ۲۳ ملین مارک ہے۔ اس کے برعکس ایرانی بازاروں میں جرمنی کا مال صرف چار ملین مارک کا فروخت ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایران صنعت و تجارت میں ترقی کر رہا ہے۔

—— حجاز کا نیم سرکاری اخبار ام القریٰ رقمطراز ہے کہ حکومت عراق اس کوشش میں ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو ریلوے لائن کو موصل تک وسعت دیدی جائے۔ یہ مقام عراق کا دہنی مرکز ہے۔ جہاں تیل کے شہرۂ آفاق چشمے موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ریلوے لائن کا سوال ایک خالص اقتصادی سوال کی صورت میں حکومت کے سامنے موجود ہے۔

—— عراق کی موجودہ وزارت ایک مسودہ قانون پیش کرنے والی ہے جس کی رو سے عراقی افواج میں اضافہ اور جبری بھرتی کی اسکیم منظور کی جائے گی۔ نیز ایک اور قانون عراقی پارلیمنٹ میں پیش ہونے والا ہے جس کی رو سے میونسپلٹیوں کا دستور اساسی ایسا رکھا جائیگا جسکے ماتحت وطنی مصنوعات کے فروغ کے لئے ہر قسم کی مراعات حاصل ہوسکیں گی۔ جبری ابتدائی تعلیم اور زراعتی ترقی کے لئے بھی وزارت کی طرف سے علیحدہ علیحدہ قوانین پیش کئے جائیں گے۔

—— ایران میں کمپنی کی مراعات کی تنسیخ کے سلسلہ میں انگریزی اخبارات نے اس خطرے کا اظہار کیا تھا کہ عراق مختلف ملکوں سے آزادی تسلیم کرانے کے بعد فوراً ہی معاہدہ کی تنسیخ [illegible] پر زور دیا گیا۔ ناجی شوکت بے کی وزارت کے غیر متوقع استعفیٰ اور قومی وزارت کے قیام سے یہ خطرہ اور بھی قوی ہوگیا ہے بلکہ بعض عراقی اخبارات کی تحریروں کے مطابق جدید وزارت نے اس کو اپنے پروگرام میں شامل کرلیا ہے۔

—— طہران یکم مئی۔ کل جدید انگلو پرشین معاہدہ پر دستخط ہوگئے۔ جس کی رو سے کمپنی اپنے منافع کا ۱/۵ حصہ حکومت ایران کو ادا کرے گی اور برآمد شدہ تیل کے ہر ٹن پر ۴ شلنگ طلائی بطور حق شاہی ادا کریگی کمپنی صرف ایک لاکھ مربع میل زمین پر ہی کام کرسکتی ہے۔ یہ رقبہ پہلے معاہدہ سے نصف ہے۔ اسٹرلنگ کی قیمت میں کمی ہوجانے کی صورت میں کمپنی اس نقصان کا معاوضہ ادا کرے گی۔ جو ایران کو تبادلہ کی وجہ سے ہوگا۔ حکومت کی اجازت کے بغیر کمپنی کو تیل بیچنے کا حق نہ ہوگا۔ یہ مراعات ساٹھ سال تک جاری رہیں گی جن کے بعد کمپنی کے تمام ساز و سامان پر حکومت ایران قابض ہوجائے گی نیز کمپنی حتی الامکان ایرانیوں کو ملازم رکھنے پر رضامند ہوگئی ہے اور وہ ان ایرانی طلبا کی امداد کے لئے جو انجنیری کی تعلیم حاصل کرنے کے لیئے انگلستان جائیں گے، دس ہزار پونڈ سالانہ ادا کرے گی اگر کمپنی حساب صاف نہ کرے گی یا معاہدہ کی شرائط پورا نہ کرے گی تو حکومت ایران کو معاہدہ کی تنسیخ کا حق حاصل ہوگا۔ جو دو سال کے نوٹس کے بعد ہوسکے گی۔ جدید معاہدہ کی تصدیق وزراء کی کونسل نے کردی ہے۔ اور ذمہ دار فریقین کے دستخط ہوگئے ہیں۔

—— افغانستان میں سردی کا موسم ختم ہوگیا ہے۔ اور سیاحوں کی آمد شروع ہوگئی ہے۔

—— ترکی کی یونیورسٹی میں جو طلبا تعلیم حاصل کرتے ہیں انکی تفصیل یہ ہے:۔ قانون ۱۷۳۹ مختلف فنون ۸۰۴ سائنس ۷۹۲ ادبیات ۳۱۱ دندان سازی ۲۸۰ دوا سازی ۲۸۰ طبعیات ۶۲۴ [illegible]

اسلام دنیا کے لئے باعث رحمت ہے

مسلم اقوام کو عیسائی بنانے کی جدوجہد فضول ثابت ہوئی ہے

ایک عیسائی پادری کا آوازہ حق

ریوی رینڈ آئی سک ٹیلر کے خطبہ کا جو حال میں انہوں نے چرچ کانگرس انگلستان میں پڑھا تھا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے اسلام کی دیگر مذاہب پر برتری اور اس کی اخلاقی اور روحانی طاقتوں کا صاف صاف الفاظ میں اعتراف کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

دنیا کے اکثر حصص میں عیسائیوں کی نسبت تبلیغ میں مسلمانوں کو بہت زیادہ کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ نہ صرف یہ بات کہ لوگ دین مسیح کی نسبت اسلام کو زیادہ قبول کر رہے ہیں بلکہ بعض حصص میں عیسائی مشن کو تنزل ہوتا جاتا ہے۔

مسلم اقوام کو عیسائی بنانے کے لئے ہماری تمام جدوجہد فضول ثابت ہوئی۔ ہم قدم جمانا تو درکنار انہیں اچھی طرح رکھ بھی نہ سکے آج بھی اسلام مراکو سے جاوا۔ اور زنجبار سے چین تک پھیلا ہوا ہے۔ اور براعظم افریقہ میں نہایت سرعت سے ترقی کر رہا ہے۔ وہاں کونگو اور زیمبسی میں تو قدم جما ہی لئے ہیں اور ابھی حال کا واقعہ ہے کہ حبشیوں کی ممتاز ترین ریاست اکانڈا کے حکمران مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ اگرچہ ہندوستان میں مغربی تہذیب ہندو مذہب کے لئے تو ضرور نقصان رساں ثابت ہو رہی ہے لیکن اسلام اس کی تیز لہروں کو بھی چیرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا ہے ہندوستان کے ساڑھے ۲۰ کروڑ نفوس میں سے آٹھ کروڑ مسلمان ہیں اور افریقہ میں مسلمانوں کی تعداد اس کی مجموعی آبادی کی نصف سے زیادہ ہے **جو ایک دفعہ مسلمان ہو جاتا ہے وہ اسی کا ہو رہتا ہے وہ دوسرے مذہب کی طرف کبھی مائل نہیں ہوتا چنانچہ عنقا۔ ایسی کوئی نظیر نہیں ہے کہ کوئی مسلمان ہو کر بھی پھر اس سے پھر گیا ہو۔ عیسائیوں کی گرفت اسلام کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے اسلام نے دین مسیح کی نسبت عوام الناس کی زیادہ خدمت کی ہے۔** ایک لمحہ کے لئے ذرا سوچیئے کہ اس سے کیا کیا عملی نتائج برآمد ہوتے ہیں جب کوئی حبشی قبیلہ اسلام قبول کر لیتا ہے تو ان میں اسی روز سے شیطان پرستی۔ آدم خوری وغیرہ نیست و نابود ہو جاتی ہے وہ برہنہ رہنے کے بجائے ستر پوشی اختیار کر لیتے ہیں۔ غلاظت ان سے دور ہو جاتی ہے اور وہ یہ بھی سمجھنے لگتے ہیں کہ خود داری کیا چیز ہے۔ سخاوت کو وہ مذہبی فرض سمجھنے لگتے ہیں۔ شراب خوری سے اجتناب کرتے ہیں جوا کھیلنے کی مخالفت ہو جاتی ہے۔ اپنے اخلاق سوز تمام کام بھول جاتے ہیں۔ عورتیں اپنی عصمت کی خود نگہبان بن جاتی ہیں کشت و خون کی دنیا امن و سکون سے بدل جاتی ہے۔ غرض وہ صحیح معنوں میں انسان بن جاتے ہیں۔ اور اگرچہ وہ گناہ کرنے کے عادی ہوتے تھے لیکن اسلام قبول کر لینے پر وہ اپنے دل پر پتھر رکھ لیتے ہیں اور پھر کبھی اس کے مرتکب نہیں ہوتے۔ غرض یہ کہ اسلام دنیا کو بلندی پر پہنچا دیتا ہے۔ لیکن اگر آج ہماری تجارت کو کسی ملک میں فروغ حاصل ہے تو وہاں ہماری تجارتی اشیاء کے ساتھ ساتھ تاریکی بھی شروع ہو جاتی ہے۔ حالانکہ **اسلام جہاں کہیں بھی پھیلتا ہے وہ وہاں کے لوگوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوتا ہے اسے دنیا کو مہذب بنانے کے عجیب طریقے معلوم ہیں۔ ہم برسوں سے افریقہ کے حبشیوں کو عیسائی بنانے کے لئے پانی کی طرح روپیہ بہا رہے ہیں۔ اور اپنی جانیں کھپا رہے ہیں۔ لیکن ہمیں کامیابی اس حد تک نصیب نہیں ہوتی ہے۔ ہم نے جتنے لوگوں کو بھی عیسائی بنایا ہے وہ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں حالانکہ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں نے اس قدر حبشیوں کو مسلمان بنا دیا کہ ان کا شمار کرنا بھی ناممکن ہے۔**

یہ باتیں جو میں نے عرض کی ہیں وہ یقیناً آپ کی ناخوشگواری کا باعث ہوتی ہوں گی۔ لیکن انہیں نظر انداز کر دینا بھی انتہائی بے وقوفی ہے۔ ہم کو تبلیغ کے میدان میں اترنے سے پہلے اسے تسلیم کر لینا ضروری ہے کہ اسلام دین مسیح کے خلاف مذہب نہیں ہے بلکہ وہ عیسائی مذہب ہے۔ اسلام یہودیوں کے مذہب کی طرح ایک قوم میں پھیلا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے فیض کی بارشوں سے دنیا کی ہر قوم مستفید ہے۔ اور اس کا انجام دنیا میں راج ہے۔ اسلام کی تعلیم عیسائی مذہب کے خلاف مطلق نہیں ہے وہ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ و حضرت عیسیٰؑ کو بھی مانتا ہے عیسائی مذہب اور یہود مذہب دونوں میں بیچ کا راستہ ہے۔ یہود مذہب کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ وہ دنیا سے کنارہ کشی پر بہت زیادہ زور دیتا ہے۔ لیکن اسلام نے دنیا سے کنارہ کشی کی مذمت کی ہے۔

اس نے غلاموں کی امیدیں بندھا دیں۔ عوام الناس میں رشتۂ اتحاد کا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ اور اسی حد تک لوگوں پر فرائض عائد کئے ہیں۔ جس حد تک برداشت کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ **عیسائی مذہب میں بھائی بندی کی تعلیم اسلام سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے لیکن وہ دور سے ہی اچھی معلوم ہوتی ہے وہ قابل عمل ہرگز نہیں ہے۔ آج اگر ایک شخص دین مسیح قبول کرتا ہے تو اس کی اس قدر عزت نہیں کی جاتی ہے جیسی کہ مسلمان ایک نومسلم کی کرتے ہیں وہ اسے آنکھوں پر بٹھاتے ہیں اور خواہ وہ اسلام قبول کرنے سے پہلے کچھ ہی کیوں نہ ہو۔** اسے سوسائٹی کی ہمسری عطا کرتے ہیں۔ لیکن عیسائی مذہب میں یہ بات نہیں اس میں امتیاز برتا جاتا ہے۔ ہم میں باتیں بنانے والے بہت ہیں لیکن کام یا عمل بالکل مفقود ہے۔ افریقہ کے باشندوں کے دین مذہب قبول کرنے کی راہ میں جو اہم مشکلات ہیں وہ یہ ہیں کہ ایک تو ان میں ایک سے زیادہ شادی کرنے کی رسم ہے۔ اور دوسرے خانگی غلامی ہے حضرت موسیٰؑ کی طرح حضرت محمدؐ نے بھی ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی بالکل ہی مخالفت نہیں کی ہے۔ کیونکہ یہ تو ناممکن تھا۔ لیکن انہوں نے اس کے انسداد کی ضرور کوشش کی ہے۔ غلامی کو بھی اسلام پسند نہیں کرتا۔ اس نے سخت مجبوریوں میں ہی اسے برداشت کیا ہے۔ ایک سے زیادہ شادی میں سلسلہ زیادہ مشکل ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے اس کی مطلق مخالفت نہیں کی تھی لیکن حضرت محمدؐ نے ایک خاص تعداد مقرر کر دی ہے جس سے اس کی خرابیوں کا تدارک ہو گیا ہے اور صرف اس کی خوبیاں رہ گئی ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم دوسرے مذاہب کی غلطیاں پکڑنے سے پہلے خود اپنی غلطیوں پر غور کریں۔

ہم کو اسے فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ مسلمان ہم سے بعض اعتبار میں بدرجہا بہتر ہیں وہ ہمارے لئے مسائل قائم کرتے رہتے ہیں لیکن تقلید کرنا ہمارا فرض ہے۔ اسلام نے شراب خوری کا نہایت ہی سختی سے انسداد کیا ہے۔ ہمیں بھی اس سے سبق سیکھنا چاہیئے"۔ (ماخوذ)

قبول اسلام

ضلع لدھیانہ تحصیل جگراؤں کے مندرجہ ذیل افراد جو اچھوت اقوام سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہمارے آنریری مبلغ جناب چودھری بشیر احمد صاحب دیانہ کے ذریعے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ خدا تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور چودھری صاحب موصوف کو جزائے خیر دے۔

نمبر	سابقہ نام	اسلامی نام	عمر
(۱)	مہرو ولد نتھا	عمر الدین	۶۵
(۲)	ہتو ولد مہرو	فتح الدین	۴۰
(۳)	نکی زوجہ مہو	نصیب بی بی	۳۵
(۴)	مندا ولد مہو	روشن علی	۲۵
(۵)	بچنہ ولد مندا	رحمت اللہ	۲
(۶)	سرداراں زوجہ مندا	رحیم بی بی	۲۳
(۷)	سدا ولد مہر	فضل الدین	۳۵
(۸)	ہرنامی زوجہ سدا	اللہ رکھی	۲۳
(۹)	جنسرا ولد سدا	محمد الدین	۴
(۱۰)	لہنا	غلام محمد	۵۰
(۱۱)	سادھو ولد لہنا	لال الدین	۳۰
(۱۲)	مہنت ولد سادھو	نظام الدین	۱۰
(۱۳)	سنتی زوجہ مہنت	حسن بی بی	
(۱۴)	مادھو ولد لہنا	حیات محمد	۳۰
(۱۵)	گیان دیوی	عالم بی بی	۱۹
(۱۶)	دلی ولد گوربخش	محمد ابراہیم	۵۵
(۱۷)	ہرنامی زوجہ دلی	امام بی بی	۵۰
(۱۸)	بلونت ولد دلی	علی بخش	۳۵
(۱۹)	بھانو زوجہ بلونت	عنایت بی بی	۳۰
(۲۰)	گوکل ولد بلونت	محمد ابراہیم	۱۰

ہمارے قومی اسکولوں کے شاندار نتائج

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ امسال ہمارے دونوں ہائی سکولوں کے نتائج امتحان میٹرکولیشن نہایت شاندار رہے۔ جن کی مفصل کیفیت آج کے "اخبار احمدیہ" میں شائع ہو رہی ہے۔ مسلم ہائی سکول لاہور کا نتیجہ ۴۳ فیصدی اور بدوملہی سکول کا ۷۱ فیصدی ہے۔ امید ہے کہ ایک یا دو طالب علم وظیفہ بھی حاصل کر لیں گے۔ یہ نتیجہ یونیورسٹی کی عام اوسط اور اکثر اسلامیہ اسکولوں کے مقابلہ میں نمایاں طور پر شاندار رہے۔ دوسرے سکول دسویں جماعت میں نہایت ذہین اور ہوشیار لڑکے داخل کرتے ہیں۔ اور داخلہ سے پہلے نہایت احتیاط سے ان کی تعلیمی قابلیت کا امتحان لیا جاتا ہے لیکن ہمارے سکولوں میں یہ قید نہیں ہمارے ہاں عموماً کمزور لڑکے آتے ہیں۔ اساتذہ محنت شاقہ سے انہیں تیاری کراتے ہیں۔ اس نمایاں کامیابی پر ہم ہیڈ ماسٹر صاحبان اور ان کے اسٹاف کو مبارکباد دیتے ہیں۔ امید ہے آئندہ بھی وہ اسی محنت و عرق ریزی سے اپنے فرائض ادا کرتے رہیں گے اور آئندہ سالوں کے نتائج اس سے بھی زیادہ بہتر ہوں گے۔

امسال مخالفین سلسلہ نے انجمن کے دیگر شعبوں کے علاوہ مسلم ہائی سکول لاہور کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ طلباء کے والدین کے پاس پہنچے۔ جلسوں اور اخباروں میں ہرزہ سرائی کی۔ پکٹنگ کی دھمکیاں دیں اور صاف طور پر کہا کہ ہم اسکول کو بند کرا کر دم لیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ انہیں اپنے ناپاک ارادے میں بالکل ناکامی ہوئی۔ اسکول دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ احمدی طلبہ کے علاوہ مسلمان شرفا کے لڑکے بکثرت اس میں تعلیم پا رہے ہیں۔ اور ان کے والدین کو اسکول اور اس کے عملہ کی شرافت اور دیانتداری پر کامل اعتماد ہے۔ مسلم ہائی سکول کے نتیجہ پر متعدد اسلامی اخبارات نے جن میں معزز معاصر "انقلاب" اور "ایسٹرن ٹائمز" کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ اظہار مسرت کیا ہے۔ اور ہیڈ ماسٹر صاحب کو مبارکباد دی ہے۔ ہمارا اسکول اپنی طاقت و بساط کے مطابق قوم کی خدمت میں مصروف ہے۔ کیا اچھا ہو کہ قوم بھی اس کی طرف پوری توجہ کرے۔ اور اپنے بچوں کو اس قومی درس گاہ میں بھیجے جہاں ان کی تعلیم دوسری جگہ سے بہتر ہو سکتی ہے۔

احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس

۳۰ اپریل کو احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار جلسہ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ میاں جمال الدین صاحب مبلغ اسلام نے وفات مسیح پر تقریر فرمائی آپ نے تمہیداً وفات مسیح کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور فرمایا کہ جماعت احمدیہ جن تبلیغی اور اصلاحی مقاصد کو سامنے رکھ کر کھڑی ہوئی ہے۔ ان کی تکمیل کے لئے سب سے پہلے ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمانوں کے دماغوں سے حیات مسیح کے مشرکانہ خیال کو دور کیا جائے۔ مسیح کے دو ہزار سال سے الآن کما کان آسمان پر بیٹھے رہنے کا عقیدہ ایک ایسا مضر اور مہلک عقیدہ ہے جس نے مسلمانوں کے قوائے عمل کو بالکل بیکار کر رکھا ہے۔ وہ تبلیغ اسلام کو اس امید پر چھوڑے بیٹھے ہیں کہ حضرت مسیح آسمان پر سے واپس تشریف لائیں گے اور وہی تمام دنیا کو مسلمان کر دیں گے۔ سو وفات مسیح کو ثابت کرنے کے لئے میں اس بارہ میں خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے خیالات کو پیش کرتا ہوں۔

جب آنحضرت صلعم وفات پا گئے۔ تو کسی کو یقین نہیں آتا تھا کہ اس قدر عظیم الشان انسان پر بھی موت وارد ہو سکتی ہے۔ یہ تخیل صرف زمانہ نبی کریمؐ کے ساتھ ہی مخصوص نہ تھا۔ بلکہ جتنا بھی ہم گزشتہ زمانہ پر نظر ڈالتے ہیں۔ ہمیں اس کی اور بھی زیادہ واضح مثالیں ملتی ہیں۔ حضرت مسیح کی حیات کا عقیدہ بھی دراصل اسی قسم کی ذہنیت کا شرمندۂ تخلیق تھا۔ چنانچہ آیت قرآنی یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ بھی دراصل اسی غلط خیال کی تردید کرتی ہے۔ غرضکہ جب نبی کریمؐ کی وفات کی خبر حضرت عمرؓ کو پہنچی تو وہ تلوار لیکر اس ارادہ سے کھڑے ہو گئے کہ جو شخص بھی یہ کہے گا کہ نبی کریم صلعم وفات پا گئے ہیں اس کا سر قلم کر دیا جائیگا۔ مگر عین ایسے جوش و اضطراب کے موقعہ پر حضرت ابوبکرؓ کا کھڑے ہو کر یہ خطبہ دینا کہ "ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل" (ترجمہ) "محمدؐ صرف ایک رسول ہیں اور آپؐ سے پہلے سب رسول گزر چکے ہیں" نہ صرف نبی کریمؐ کی وفات کا بلکہ آنحضرت صلعم سے پہلے تمام انبیا کی موت کا اعلان تھا جب حضرت ابوبکرؓ اس خطبہ کے ذریعہ لوگوں کے اس وقتی غلط خیال کو توڑ رہے تھے۔ کہ حضرت نبی کریمؐ کا باوجود رسول ہونے کے وفات پا جانا کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے جس قاعدہ کے ماتحت گزشتہ سب رسول وفات پا گئے اسی طرح آنحضرت صلعم بھی وفات پا گئے۔ تو حضرت عمرؓ جیسا دلیر انسان حضرت ابوبکرؓ کے اس استدلال کے خلاف یہ دلیل پیش کر سکتا تھا کہ حضرت مسیح تو آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔ مگر اس قدر اہم موقعہ پر ان کا خاموش ہو جانا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ صحابہ کرام کے نزدیک نبی کریمؐ سے پہلے کے تمام رسول مر چکے تھے۔ لیکن اگر اس بات سے بھی قطع نظر کر لی جائے تو قرآن کریم کی دوسری آیت ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ حضرت مسیح کی وفات کو ثابت کرتی ہے۔ مذکورۃ الصدر پہلی آیت میں جہاں سابقہ رسولوں کی وفات کو بطور دلیل پیش کر کے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کو ثابت کیا گیا ہے وہاں دوسری آیت میں پہلے رسولوں کی وفات سے استدلال کر کے* ہوئے رسول خدا حضرت مسیح کی وفات کو ثابت کیا گیا ہے۔ اور حضرت مسیح کا دو ہزار سال سے آسمان پر بیٹھے رہنا اگر صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر قرآن کریم کی دوسری آیات بے معنی ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح کا قول قرآن حکیم میں منقول ہے۔ واوصٰنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیاً (ترجمہ) خدا نے مجھے تا زیست اداءگی نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔ پس اگر حضرت عیسےٰ آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں۔ تو وہ کہاں سے مال زکوٰۃ لاتے ہیں۔ اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ وہاں ان کے پاس خدا کی قدرت سے مال ہوگا۔ تو پھر وہ زکوٰۃ دیتے کیسے ہونگے؟

وقت مقررہ نصف گھنٹہ چونکہ بہت زیادہ لمبی تقریر کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے صاحب مقرر نے اپنی تقریر کو اسی پر ختم کیا۔ جس کے بعد صاحب صدر نے اپنے صدارتی ریمارکس اور ناصحانہ مشوروں سے سامعین کو محظوظ کیا۔

(عبد الرشید)
سکرٹری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن

(بقیہ صفحہ اوّل)

بیرن ملک آسٹریا کا باشندہ۔ مغرب نژاد۔ ہم مشرقی ہندوستان کے رہنے والے۔ رنگ۔ نسل۔ وطن۔ عادات۔ زبان اور روایات ان میں سے کوئی چیز بھی ہماری اور اس گورے چٹے پردیسی کی مشترک نہیں۔ لیکن اسلام کے مقدس رشتے نے ہم کو ایک دوسرے سے ایسا متحد کر دیا ہے۔ کہ کسی دنیوی امتیاز و تفریق کے لئے کوئی جگہ ہی باقی نہیں رہی۔ ایک یورپین گورے کے گرد کالے اور سانولے مشرقیوں کا ہجوم بہت سے دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈال رہا تھا۔ جناب بیرن کے ہمسفر یورپین بھی اس نظارے کو تعجب سے دیکھ رہے تھے۔ روانگی کی گھنٹی ہوئی جناب بیرن نے کسی جذبۂ بے اختیار سے مجبور ہو کر بازو پھیلا دیئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کے قدموں کو کسی پر اسرار طاقت نے حرکت دی وہ آگے بڑھے اور ایک لمحہ میں دونوں بغلگیر ہو گئے۔ میں نے والدین کو اپنے کمسن اور نوجوان بچوں کو رخصت کرتے دیکھا ہے میں نے بھائی بہنوں۔ بھائیوں اور بھائیوں۔ بہنوں اور بہنوں کو جدا ہوتے دیکھا ہے۔ میں ان جذبات سے بھی ناآشنا نہیں ہوں۔ جن سے متاثر ہو کر اپنے مخلص ترین دوستوں کو الوداع کہی جاتی ہے لیکن آج کا نظارہ ان سے بالکل علیحدہ۔ بہت زیادہ پاکیزہ اور ارفع تھا۔ لاریب اسلام ایک زندہ مذہب اور ایک محیر العقول اور بے مثال طاقت ہے۔ جو نہ صرف مشرق و مغرب، بلکہ مشرقیوں اور مغربیوں کے دلوں، ان کے خیالات و جذبات، ان کے عزائم و مقاصد میں بھی اتحاد پیدا کر سکتی ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ کے بعد بعض دیگر بزرگ بغلگیر ہوئے۔ انجن نے وسل دیا۔ گارڈ نے سبز روشنی دکھائی۔ ٹرین اللہ اکبر کے فلک بوس نعروں میں چل پڑی۔ بیسیوں رومال فضا میں لہرانے لگے۔ جن کا جواب جناب بیرن بھی دیتے رہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے جناب بیرن کا متبسم چہرہ اس کے بعد ساری ٹرین نظروں سے پوشیدہ ہو گئی۔ اور صرف ہمارے محترم نومسلم مہمان اور ان کے قیام کی یاد دماغوں میں رہ گئی جو ناقابل فراموش ہے۔

الوداع! اے بیرن عالی وقار الوداع

ہر وہ شخص جس کو جناب بیرن سے ملاقات و گفتگو یا کم از کم ان کی تقریر سننے کا اتفاق ہوا ہے وہ ممدوح کی خوش اخلاقی بلند خیالی۔ اور سادگی کا معترف ہوگا۔ ممدوح اپنے مختصر قیام کے بعد اپنے پیچھے نہایت اچھی یاد چھوڑ چلے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اس سعید الفطرت اور فاضل نوجوان کو مخالفین کے ضرر اور نظر بد سے بچائے۔ اپنے امن و عافیت میں رکھے اور بخیریت وطن پہنچائے۔ اس کی ذات سے ہماری بعض بہترین تبلیغی توقعات وابستہ ہیں۔ خدا کرے وہ جلد پوری ہوں۔ وہ وقت یقیناً ہمارے لئے بہت ہی مسرت انگیز ہوگا جب ہم ممدوح کو سرزمین ہند پر ایک مرتبہ اور اپنے اندر دیکھیں گے۔ جناب بیرن ۹ مئی کی صبح کو بمبئی پہنچ جائیں گے۔ اور ایک مختصر قیام کے بعد جہاز پر سوار ہو جائیں گے۔

بنگال اور ممالک متوسط کے دو معزز خاندانوں میں رشتہ

کرنل سرحسان سہروردی کی اکلوتی بیٹی کا عقد

سہروردی خاندان اپنی علمی خصوصیات اور تاریخی روایات کی وجہ سے سارے ہندوستان میں مشہور ہے اور کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ سرزاہد سہروردی۔ علامہ سرعبداللہ سہروردی اور سرحسان سہروردی ہر سہ برادران اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ حال ہی میں سرحسان سہروردی کی اکلوتی بیٹی شائستہ اختر بانو سہروردی بیگم جو اعلیٰ تعلیم یافتہ نیز کیمبرج اور بی اے آنرز پاس ہیں ان کا عقد مسٹر اکرام اللہ آئی سی ایس خلف اکبر خان بہادر حافظ محمد ولایت اللہ صاحب آئی سی ایس ممبر لیجسلیٹو اسمبلی سابق ڈپٹی کمشنر ممالک متوسط سے ۲۱ر اپریل ۱۹۳۳ء کو بعوض ایک لاکھ روپیہ حق مہر بڑی خوش اسلوبی سے انجام پایا ہے۔ شادی کی تقریب سرحسان کے مکان "دولت خانہ" ریو نیو پارک سرکس کلکتہ میں ہوئی جو خوشنما بیلوں نفیس جھالروں اور بجلی کے قمقموں سے مزین تھا۔ کئی سو مہمان مدعو تھے۔ ہندو مسلمان۔ یورپین۔ عرب۔ ایرانی۔ مارواڑی۔ تجار زمیندار رؤسا۔ ہر طبقہ اور ہر ملت کے افراد شامل تھے۔ ہز ایکسلنسی وائسرائے ہند و لیڈی ولنگڈن و گورنران بنگال و آسام و یوپی نے مبارکباد کے برقی پیغام ارسال فرمائے۔ ہز ہائینس مہاراجہ بہادر نرہنگ ہر ہائینس مہارانی مور بھنج۔ آنریبل سر بیرو بجاش متر۔ ڈاکٹر سر رابندرا ناتھ ٹیگور۔ سرفضل حسین۔ لیڈی شفیع و بیگم شاہنواز اور دیگر متعدد معززین نے تہنیت کے پیغام ارسال کیے۔

حاضرین میں مہاراجہ بہادر سر پرد ڈیٹ کما ر ٹیگور۔ سر راجندر و لیڈی مکرجی چیف جسٹس سی۔ سی۔ گھوش۔ راجہ سرائن۔ ایم رائے چودھری۔ قونصل جنرل صاحبان جرمنی فرانس امریکہ۔ ایران۔ نواب فاروقی وزیر بنگالہ۔ نواب زادہ سید معین الدین ایم ایل سی۔ مولوی محمد امین تاجر۔ سر سید سلطان احمد اور پرنس محمد بابر مرزا۔ و حاجی عبدالغنی نماز شریف کلکتہ کے اسماء خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

بعض تحائف کی فہرست

گورنر بنگال نے ایک نقرئی قلمدان۔ سر راجندر ناتھ و لیڈی مکرجی نے ایک طلائی رسٹ واچ۔ سر ڈیوڈ و لیڈی عذرا نے ایک مرصع نیلگوں ایس ٹرے۔ سر و لیڈی سلطان احمد نے ایک نقرئی چائے کا سٹ۔ مہارانی مور بھنج نے ایک چاندی کی کشتی۔ اور دیگر معزز حاضرین نے عمدہ عمدہ تحائف پیش کیے۔

(نامہ نگار)

مکمل کورس امتحان دینیات

سب کمیٹی امتحانات دینیات نے اپنے اجلاسہائے منعقدہ ۳۰ر نومبر ۳۲ء اور ۲۴ر اپریل ۳۳ء میں حسب ذیل فیصلے کئے ہیں:۔

(۱) امتحان دینیات آئندہ ہر سال ایک دفعہ ماہ نومبر کے پہلے ہفتہ میں ہوا کرے گا۔ تاریخیں مقرر کر کے سکرٹری صاحب اخبار پیغام صلح میں شائع کر دیا کریں گے۔

(۲) امتحان کے تین درجے ہوں گے۔ ادنیٰ۔ متوسط۔ اعلیٰ۔ اور ہر شخص کا اختیار ہوگا کہ جس درجہ کے امتحان میں چاہے شامل ہو۔ مگر اس کی اطلاع تین ماہ پیشتر سکرٹری صاحب کو دیدے۔

(۳) مردوں اور عورتوں کے پرچہ ہائے سوالات میں کوئی امتیاز نہ ہوگا۔

(۴) ہر درجہ کے امتحان کے لئے چار مضامین ہوں گے۔ اور کورس حسب ذیل ہوں گے:۔

درجہ	قرآن کریم	سیرت و تاریخ	حدیث و دینیات	کتب سلسلہ
درجہ ادنیٰ	سورہ فاتحہ و بقر	سیرت خیر البشر	رسالہ نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ۔	رسالہ مسیح موعود
درجہ متوسط	پہلے پندرہ پارے : :	سیرت خیر البشر اور تاریخ خلافت راشدہ	کورس درجہ ادنیٰ کے علاوہ مقام حدیث۔ انتخاب صحاح ستہ میں سے پہلی ۲۳۴ حدیثیں	مسیح موعود و تحریک احمدیت۔ برکات الدعا۔ نور القرآن ہر دو حصص (اردو)
درجہ اعلیٰ	سالم قرآن کریم	سیرت خیر البشر۔ تاریخ خلافت راشدہ مختصر اسلامی تاریخ ہند معہ تنقید نظر بر حالات سلطان محمود و اورنگ زیب	کورس درجہ متوسط کے علاوہ انتخاب صحاح ستہ سالم	کورس درجہ متوسط کے علاوہ چشمۂ معرفت و انجام آتھم معہ ضمیمہ بغیر عربی

خاکسار
(عزیز بخش سکرٹری سب کمیٹی امتحانات دینیات)

اسلام پر سوامی دیانند کے اعتراضات کی حقیقت

دہلی کے ایک مناظرہ کی رُوئداد ـــ پنڈت رام چندر جی کا عجز

(از حافظ عطاء اللہ صاحب احمدی مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی)

(۱)

ماہ فروری ۳۳ء کے شروع میں دہلی میں آریہ سماج سے ایک مناظرہ ہوا تھا جس کی رُوئداد درج ذیل ہے۔ بعض دوسری مصروفیتوں اور قلت گنجائش کی وجہ سے یہ رُوئداد غیر معمولی تاخیر سے شائع ہو رہی ہے۔ جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں:- (مدیر)

دہلی میں آریہ سماج کا پروپیگنڈا بہت ہے۔ کئی ایک آریہ سماجیں بنا رکھی ہیں اگرچہ کام کرنے والے وہی گنتی کے چند افراد ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ ہر سال متواتر جلسے کرتے رہتے ہیں۔ احمدیوں کے ہاتھوں تنگ آ کر کئی سال ہوئے ایک اشتہار نکال دیا۔ کہ ہم آئندہ احمدی جماعت سے مباحثہ نہیں کرینگے۔ آہستہ آہستہ یہ اعلان صرف مولوی عمرالدین صاحب احمدی مبلغ کے خلاف قرار دیا گیا۔ جس کا سبب بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ مولوی صاحب نے آریہ سماج کو بار بار نیچا دکھایا اور ان کا پنڈت باوجود اپنے ویدک دلائل کا عالم ہونے کے مولوی صاحب کے مقابل ہمیشہ قرآنی دلائل سے شکست کھا کھا کر ہمت ہار چکا تھا۔ اس لئے رہی سہی عزت کو باقی رکھنے کے لئے حیلہ بہانہ سے آریہ سماج نے مولوی صاحب سے مناظرہ بند کر دیا۔ مگر آریہ سماج کی بدقسمتی کہ مولوی صاحب سے مناظرہ بند کرنے کے باوجود احمدی جماعت کے سامنے آریہ سماج کو شکست ہی ہوتی ہے۔ کیوں نہ ہو حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ ع

لوائے فتح نمایاں بنام ما باشد

۲-۳ فروری کو آریہ سماج چاوڑی بازار کے سالانہ جلسہ کے سلسلہ میں آریہ ترک شاسترتی سبھا دہلی نے تمام لوگوں کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔ جس کا جواب سب سے پہلے احمدی جماعت کی طرف سے منظوری چیلنج کی صورت میں دیا گیا۔ مناظرہ کے لئے ایک گھنٹہ کا وقت مقرر کیا گیا۔ جس میں پانچ پانچ منٹ فریقین کو بالترتیب دیئے جاتے تھے۔ مضمون زیر بحث یہ تھا۔ کہ سوامی دیانند کے اعتراضات جو اسلام پر ہیں وہ غلط ہیں۔ بلکہ الٹے ویدوں پر وہی اعتراضات پڑتے ہیں۔ آریہ سماج نے کچھ لیت و لعل کے بعد مناظرہ منظور کر لیا تو خاکسار نے حسب ذیل اعتراضات کو باطل ثابت کیا۔

سوامی دیانند کا اعتراض

قرآن شریف خدا کی کتاب نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے شروع میں لکھا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعنے میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام ہے۔ جو اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہے۔ اگر یہ کلام الٰہی ہوتا تو یوں ہونا چاہئے تھا۔ کہ شروع واسطے ہدایت انسانوں کے۔

الجواب

اگر قرآن مجید اس لئے خدا کی کتاب نہیں ہو سکتا کہ اس کے پہلے بسم اللہ شریف لکھی ہے۔ تو وید کو بھی آریوں کو خدا کا کلام نہیں ماننا چاہئے۔ کیونکہ اس کے شروع میں بھی

"اگنی میڑے پروہتم"

لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں اگنی (جو بقول سوامی دیانند جی خدا کا نام ہے) کو جو تمام جہانوں کو روشن کرنے والا ہے۔ بلاتا ہوں۔ اور اگر اگنی سے مراد آگ ہے۔ تو پھر یہ معنے ہوئے کہ میں آگ کو ہَون کے لئے بلاتا ہوں۔ بہرحال وید کا پہلا ہی منتر خدا کا کلام نہیں ہو سکتا بلکہ کسی ہَون کرنے والے پانڈے کا کلام ہے یا کسی خدا کی عبادت کرنے والے بندے کا کلام ہے۔ اگر وید خدا کا کلام ہوتا تو اس کے آغاز میں لکھا ہوتا کہ **یہ کلام بندوں کی ہدایت کے لئے الہام کیا جاتا ہے**۔

تحقیقی جواب یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تعلیم ہے خدا کی طرف سے کہ بندے جب کلام الٰہی کو شروع کریں تو اس طرح کریں کہ پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کریں۔ چنانچہ سب سے پہلے جو کلام الٰہی قرآن مجید میں سے نازل ہوا وہ یہ حکم تھا کہ:-

اقرأ باسم ربک الذی خلق

"پڑھ ساتھ نام اپنے رب کے جس نے پیدا کیا ہے"

اب اس حکم کی تعمیل کرنے کا طریقہ بھی خود ہی بتا دیا کہ جب کلام الٰہی شروع کرو تو پہلے یوں کہو کہ:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یعنے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ "شروع کرتا ہوں" کے الفاظ کسی لفظ کا ترجمہ نہیں ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ بسم اللہ میں "با" حروف جارہ میں سے ہے۔ جو متعلق کو چاہتا ہے۔ جو فعل ہوتا ہے۔ اس لئے اگر ہم قرآن کریم کو دیکھیں تو دوسرے مقام پر "اقرأ باسم ربک الذی خلق" کا حکم تقاضا کرتا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معانی میں اقرأ یعنے میں پڑھتا ہوں کو موجود سمجھا جائے۔ چونکہ حکم یہ تھا کہ اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھو تو تعمیل حکم کے لحاظ سے بسم اللہ سے پہلے الفاظ شروع کرتا ہوں یا پڑھتا ہوں سمجھے جاتے ہیں۔ پس جس بنا پر اعتراض تھا وہ بنا ہی موجود نہیں۔ اس لئے سوامی جی کا اعتراض باطل ہو گیا۔

نکتہ

بائیبل میں جہاں آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کی گئی ہے وہاں صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم جو کچھ کہیں گے خدا کے نام کے ساتھ کہیں گے۔ سو یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ آپ پر جو کلام الٰہی نازل ہوا۔ اس میں سب سے پہلا حکم یہ ہوا کہ آپ کلام الٰہی کو اللہ کے نام سے پڑھیں۔ اور اس کی تعمیل کے لئے قرآن مجید کی ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ شریف رکھ دی گئی۔

دوسرا اعتراض

دوسرا اعتراض جو سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں سمولاس کے شروع ہی میں کیا ہے یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کا خدا رحمٰن اور رحیم ہوتا تو وہ جانوروں کو مار کر کھا جانے کی اجازت کبھی نہ دیتا

الجواب

ہمارے نزدیک تو صحیح بات یہ ہے کہ خدا نے جس طرح بعض جانوروں کو اس لئے پیدا کیا کہ انسان کو دودھ گھی دیں۔ اسی طرح بعض جانوروں کو انسانوں کے لئے بطور غذا کے پیدا کیا۔ جیسا کہ منو کے دھرم شاستر میں بھی صاف لکھا ہے کہ کھانے والے اور کھانے کے لایق جانوروں کو خدا نے ہی بنایا ہے۔ اس لئے شاستر کے قاعدے کی رو سے جانوروں کا گوشت کھانا ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ باعث ثواب ہے۔ اور اگر یہ بات صحیح نہیں ہے تو بتایا جائے کہ طبعی طور پر گوشت کھانے والے جانوروں کو کس نے بنایا ہے اگر کہو کہ خدا نے ہی گوشت خور جانور بنائے ہیں تو اب بتاؤ کہ وہ رحم کرنے والا ہے یا نہیں۔ اگر کہو کہ ہاں جی وہ باوجود بے شمار درندے پیدا کرنے کے بھی دیالو اور کرپالو ہی ہے تو انسان کو شاستر کے طریق پر گوشت خوری کی اجازت دینے سے وہ ظالم کیسے ہو گیا؟

پھر دیکھو ایک قطرہ آب جو ہم پیتے ہیں اس میں کس قدر کیڑے ہوتے پس ان لاتعداد کیڑوں کو پانی میں پیدا کرنے والا کیونکر رحیم کہلا سکتا ہے۔ اگر گوشت خوری مہا پاپ ہے تو چاہئے کہ آریہ سماجی دوست پانی پینا بھی چھوڑ دیں۔ تاکہ جیو ہتھیا سے بچے رہیں مگر اس طرح آریہ دوستوں میں سے ایک بھی آریہ نظر نہ آئے گا۔ اور شاید ان کی کریا کرم سب گوشت خوروں ہی کو کرنی پڑے۔

خواہ کوئی گوشت خور ہو یا سبزی خور ہو۔ ہر انسان کے بول براز کے اندر لاکھوں کیڑوں کی لاشیں برآمد ہوتی ہیں۔ یہ کیڑے ہوا پانی خوراک کے ساتھ جسم انسانی میں داخل ہوتے ہیں۔ اور انسان کی اندرونی حرارت کی وجہ سے مر جاتے ہیں۔ اگر کسی کو یقین نہ ہو تو کسی ڈاکٹر سے دریافت کر کے دیکھ لے۔ اگر ہماری بات سچی نکلے، اور یقیناً یہی سچ ہے کہ ہر انسان کے اندر روزانہ لاکھوں کیڑوں کی جان ختم ہو جاتی ہے۔ تو اب بتاؤ یہ نظام جس کا ہے وہ دیالو اور کرپالو رہ جاتا ہے یا کوئی اور؟ اگر سوامی دیانند کے اعتراضات درست ہیں تو چاہئے کہ تمام آریہ دہریہ ہو جائیں اور آریہ سماج کے بجائے جین دھرم میں چلے جائیں۔ آریو! بولو جین دھرم کی جے!!

آریہ:- پانی میں کیڑے وغیرہ نہیں ہیں۔ دراصل پانی کے ذرات ہیں جو حرکت کرتے ہیں۔ جسے غلطی سے آج کل سائنسدان کیڑے کہتے ہیں چنانچہ اگر پانی کو بہت سرد کر دیں یا بہت گرم کر دیں تو کیڑے نظر نہیں آتے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پانی میں دراصل کیڑے ہیں ہی نہیں۔

احمدی:- معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جی نے کبھی خوردبین سے پانی کا ملاحظہ نہیں کیا ورنہ وہ ڈاکٹروں اور سائنسدانوں کو جو خوردبین سے کیڑے دکھا دیتے ہیں اس طرح غلطی پر قرار نہ دیتے۔ حد درجہ کے گرم پانی میں کیڑے مر جاتے ہیں اور پنڈت جی ان کو مار کر کہتے ہیں کہ کیڑے ہیں ہی نہیں بلکہ ذرات آب کی حرکت ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔ اس ہٹ دھرمی کی بھی کوئی حد ہے؟ اگر اسی جہالت کا نام آریہ سماج میں پنڈتائی ہے تو پھر جہالت اس دنیا کے تختہ پر تو کہیں موجود نہیں ہو سکتی!!

(باقی دارد)

خبریں

سید محمد امین الحسنی مفتی اعظم فلسطین اور علامہ محمد علی پاشا سابق وزیر مصر عنقریب ہندوستان آنے والے ہیں۔

— چینی ترکستان میں مسلمانوں نے جو تحریک آزادی شروع کر رکھی ہے اس کے متعلق تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ صوبہ ختن کے تمام مشہور مقامات مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔ صرف کاشغر باقی ہے۔ یہاں کے گورنر نے مجاہدین کے مقابلہ میں ناکام رہ کر روسیوں سے امداد طلب کی ہے۔ حکومت روس نے اس کے جواب میں چند ہوائی جہاز ارسال کر دیئے ہیں۔ مزید نتائج کا انتظار ہے۔

— کاٹھیاواڑ کے ایک مقام پر پل تعمیر کیا جا رہا تھا کہ رات کے وقت طغیانی آئی دو صد مزدور دریا میں ڈوب گئے۔

— افواہ ہے کہ حکومت نے گاندھی جی کو رہا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ (ابعد کی خبر ہے:۔ رہا ہو گئے ہیں)

— آئرلینڈ کی حکومت نے زبردست اکثریت سے ملک معظم کی وفاداری کے حلف کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور یہ تنسیخ آئرلینڈ کی کتاب الآئین میں شامل ہو چکی ہے۔ اس فیصلے سے آئرلینڈ اور برطانیہ میں مزید کشیدگی کا خطرہ ہے۔

— پنجاب کیمیکل ریسرچ فنڈ کے صدر نے اعلان کیا ہے کہ پروفیسر رچی رام ساہنی ایم اے نے ایک مستقل جائداد کے وقف سے ایک وظیفہ مقرر کیا ہے۔ جو تقریباً پچاس روپے ماہوار کا ہوگا۔ نیز ہر سال ایک میڈل بھی دیا جائے گا۔

— عشرۂ محرم بخیریت گزر گیا۔ تاحال کسی جگہ سے فساد کی کوئی خبر نہیں آئی۔ (ابعد کی خبر ہے:۔ الور میں شدید فساد ہوا)

— نواب سر ذوالفقار علی خاں صاحب دہلی میں علیل ہیں۔

— ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ آنریبل مسٹر ہالٹ کلیرنڈ کو آئندہ اکتوبر سے صوبہ سی پی کا گورنر مقرر کیا گیا ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ حکومت روس نے چینی مشرقی ریلوے کو جاپان کے پاس ۴۳ ملین پونڈ میں فروخت کر دینے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ جاپان بھی اس معاملہ پر غور کر رہا ہے لیکن اس کے فوجی حکام اس سودے کے خلاف ہیں۔

— کلکتہ کے رائے بہادر بہاری لال مترا نے وصیت کی ہے کہ ان کی جائداد سے پچاس ہزار روپے سالانہ کی رقم بنگال کی ہندو خواتین کی تعلیمی حالت کو بہتر بنانے پر صرف کی جائے نیز وصیت میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر میرے لڑکے کے ہاں کوئی اولاد نرینہ نہ ہو تو اس صورت میں میری تمام جائداد (جو کئی لاکھ کی ہے) ہندو خواتین کی تعلیم کے لئے صرف کر دی جائے۔

— لندن میں اقتصادی کانفرنس کی شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں اس امر کا واضح فیصلہ ہو چکا ہے کہ کانفرنس کا اجلاس ۱۲ جون کو شروع ہوگا۔ غالباً وہ سے چھ ماہ تک جاری رہے گا۔ مندوبین اور ان کے رفقا کی تعداد دو ہزار کے قریب ہوگی۔ کانفرنس چونکہ جمعیت اقوام کی طرف سے منعقد کی جا رہی ہے اس لئے برطانیہ مہمان نوازی کے فرائض اپنے ذمہ نہیں لے رہا۔ محض صرف مقام انعقاد کا انتظام کرے گا۔

— گزشتہ ہفتہ لندن میں وزیراعظم برطانیہ نے ایک تقریر کے دوران میں اپنے سفر امریکہ کے نتائج بیان کئے اور ان پر اظہار مسرت و اطمینان کیا۔

— افواہ ہے کہ برطانیہ کی تخفیف اسلحہ کی تجویز کے متعلق جرمنی جو بحری ترمیم پیش کرے گا۔ اس میں آبدوز کشتیوں کی منسوخی کی تجویز شامل ہے۔ اگرچہ اس کی منظوری کی توقع نہیں اگر جرمنی کی یہ ترمیم منظور ہو گئی تو وہ وعدہ کرے گا کہ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۶ء تک اس تعداد میں اضافہ نہیں کرے گا جو اس کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

— باقی سامان حرب کے متعلق بھی جرمنی کی سکیم انتہائی ہے یعنی معاہدہ کے بعد ایک سال کے اندر اندر آدھا بحری اور ہوائی سامان حرب تباہ کر دیا جائے۔ اور جو باقی بچے اسے دوسرے سال کے اختتام تک ختم کر دیا جائے۔ فوجی ہوا بازی کے علاوہ وہ عام ہوا بازی پر بھی کنٹرول تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔

— روما ۸ رمئی۔ مسولینی اور حکومت روس کے تجارتی نمائندے کے مابین ایک تجارتی معاہدہ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ اس معاہدہ کی رو سے محاصل اور روسی تجارت کا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

— چینی ذرائع سے موصول شدہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ اب جاپان چین کے بعض بڑے بڑے شہروں پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہے۔

— امریکہ کے ایک سائنسدان نے منجمد پٹرول ایجاد کیا ہے اس کو آگ لگنے کا خطرہ نہیں ہوتا۔

— لاہور ۹ رمئی۔ مسٹر جسٹس ہریسن کی جگہ جو علالت کی وجہ سے رخصت پر ولایت گئے ہیں۔ میاں عبدالرشید صاحب بار ایٹ لا۔ لاہور ہائیکورٹ کے جج مقرر ہوئے ہیں۔

— جناب میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے مستعفی ہو گئے۔ آپ کی جگہ علامہ سر اقبال کو عارضی طور پر صدر منتخب کیا گیا ہے۔

— بنگال کے مشہور کانگرسی لیڈر مسٹر سبھاش چندر بوس نے جو آج کل وی آنا (آسٹریا) میں بغرض علاج مقیم ہیں۔ لنڈن کے ایک اخبار کو خط لکھا ہے کہ کانگرس کا موجودہ پروگرام بالکل غلط ہے۔ اگر کانگرسی یہ بات سمجھ لیں تو آئندہ کے لئے پروگرام بنانے میں کوئی دیر نہ ہوگی۔

— ہز ہائنس مہاراجہ کشمیر ۸ رمئی کو سرینگر پہنچ گئے ہیں۔

— پونہ ۸ رمئی۔ معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی نے ایک ماہ کے لئے سول نافرمانی بند کر دینے کا اعلان کر دیا ہے۔ نیز آپ نے حکومت سے درخواست کی ہے کہ سیاسی اسیران کو رہا کر دیا جائے۔ آرڈی نینس واپس لے لئے جائیں۔

— پونہ ۸ رمئی۔ آج گاندھی جی نے اپنا اکیس روز کا برت شروع کر دیا ہے۔ گاندھی جی کے برت کے مقصد اور نوعیت کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے آج شام کو انہیں رہا کر دیا ہے۔

— پونہ ۸ رمئی۔ گاندھی جی نے اعلان کیا ہے کہ اگر میں اکیس روزہ برت کے بعد زندہ بچ گیا تو انگلستان سے واپسی کے دستہ

جہاں سے کام چھوڑا ہے وہیں سے پھر شروع کر دیا جائے گا۔

— سکھ ریاست کشمیر میں سکھ وزیر کے تقرر کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

— شملہ ۱۰ رمئی۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ محرم کے سلسلے میں قصبہ تجارہ (ریاست الور) میں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ دو میواتی مسلمان شہید اور بہت سے زخمی ہوئے۔ شاہی افواج نے موقعہ پر پہنچکر ہجوم کو منتشر کر دیا۔

— معلوم ہوا ہے کہ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں کام بہت زیادہ ہوگا۔ متعدد سرکاری بل پیش کئے جائیں گے۔

— پنجاب کے مجوزہ فارمولے کی مسلمانوں اور سکھوں کی طرف سے سخت مخالفت ہو رہی ہے۔

— نواب سر اکبر حیدری وزیر مال دولت آصفیہ جائنٹ سلکیٹ کمیٹی میں شرکت کی غرض سے انگلستان تشریف لے گئے ہیں۔

— جرمنی کے بہت سے یہودی فلسطین روانہ ہو گئے ہیں فلسطین کے انگریز حکام نے ان کو اجازت دیدی ہے۔

— معلوم ہوا ہے کہ بلوچستان کی طرف سے ایک بارسوخ وفد اس غرض سے بھیجا جانے والا ہے کہ وہ جائنٹ سلکیٹ کمیٹی کے روبرو بلوچستان کو ہندوستان کے دیگر صوبجات کے مساوی حکومت خود اختیاری دینے کا مطالبہ پیش کرے۔

— گزشتہ تین ہفتوں سے سرکاری ریلوں کی آمدنی میں قدرے اضافہ ہو رہا ہے۔ ہفتہ مختتمہ ۲۹ اپریل کی آمد میں تقریباً آٹھ لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا۔

— معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہندوستان اور انگلستان کے درمیان ٹیلیفون کے سلسلہ کو لمبو تک توسیع دینا چاہتی ہے۔ امید ہے کہ آئندہ سال کام شروع ہو جائے گا۔

— لاہور میں عشرۂ محرم بخیریت گزر گیا پولیس اور مختلف جماعتوں کے رضاکاروں کا انتظام قابل تعریف تھا۔

— اخبار انقلاب اس خبر کا ذمہ دار ہے کہ گزشتہ ہفتہ قصبہ سکندرآباد ضلع علیگڑھ میں انگاروں کی بارش ہوئی۔ پہلے آندھی اور بارش کا طوفان شروع ہوا۔ اس کے بعد دفعتہً انگاروں کا مینہ برسا۔ لیکن ان انگاروں سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا۔

— آکسفورڈ یونیورسٹی میں سیاسی اجتماعات کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

— گزشتہ ہفتہ انگلستان اور جرمنی کے تجارتی معاہدہ کی رپورٹ کی قرارداد کثرت آراء سے منظور ہو گئی۔

— ۵ رمئی کو ملک معظم و ملکہ معظمہ ونڈسر کاسل سے قصر بکنگھم میں تشریف لائے۔ اور ۶ رمئی کو ملک معظم کی تاجپوشی کی سالگرہ منائی گئی۔

— گاندھی جی نے سول نافرمانی کا التوا کرتے ہوئے حکومت سے اس تحریک کے قیدیوں کی رہائی کی درخواست کی تھی جسے حکومت نے نامنظور کر دیا۔

— پونہ ۹ رمئی۔ آج سوا چھ بجے شام گاندھی جی کے برت کے ۴۰ گھنٹے بخیریت گزر گئے۔

— شملہ ۹ رمئی۔ مولانا شوکت علی آج صبح یہاں پہنچے۔ امید ہے آپ وائسرائے سے ملاقات کریں گے۔

— پونہ ۹ رمئی۔ مسٹر ایم ایس۔ اے قائم مقام صدر کانگرس کا جو بیان شائع ہوا ہے اس کے مطابق آج صبح ۶ ہفتے کے لئے تحریک سول نافرمانی معطل کر دی گئی ہے۔

تارکاپتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ مئی ۱۹۳۳ء | نمبر ۲۷

ضروری اعلان

مساجد کے پیش امام توجہ فرمائیں

آنریری سکرٹری آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ کی طرف سے مندرجہ ذیل ریزولیوشن برائے مناسب کارروائی پہنچا ہے :۔

مساجد کے اماموں کی تعلیم و تربیت

ریزولیوشن ۱۵ " یہ کانفرنس تمام مسلمان قوم پر زور دیتی ہے کہ وہ مساجد کے اماموں کی ایسی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں جس کے ذریعہ سے وہ گاؤں کے لوگوں کی اقتصادی اور روحانی بہتری کا کام سرانجام دے سکیں نیز اس قسم کے لٹریچر کی تیاری اور مفت تقسیم کا انتظام مسلمان زمینداروں میں کیا جائے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کی سوانح حیات کو کثیر تعداد میں تقسیم کیا جائے "

مندرجۂ بالا ریزولیوشن کو عملی صورت میں لانے کے لئے ہماری انجمن اعلان کرتی ہے کہ وہ لاہور اور بیرونجات کے ہر ایسے امام کو پانچ روپے ماہوار وظیفہ دیگی جو اس کام کے کرنے کو تیار ہو۔ جب ایک خاص تعداد درخواستوں کی جمع ہو جائے گی تو ان کو مناسب تعلیم و ہدایات دینے کے لئے کورس مقرر کر لیا جائیگا ہر ایک درخواست کے ساتھ دو معززین اہل محلہ کی تصدیق ضروری ہے کہ عرضی دہندہ امام محلہ کا مستقل امام ہے۔ حنفی۔ وہابی شیعہ خیالات کے امام درخواستیں بھیج سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ کام تمام مسلمانوں کا مشترکہ ہے۔

درخواستوں کو بصیغہ راز رکھا جائے گا۔

محمد منظور الٰہی

(آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

امتحان دینیات

کے امیدواروں کو اطلاع

مکمل کورس دینیات معہ فیصلہ جات سب کمیٹی امتحانات دینیات ۱۱ مئی ۱۹۳۳ء کے پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اس اشاعت میں بھی کسی دوسری جگہ شائع ہو رہا ہے۔ جس سے معلوم ہوگا کہ آئندہ امتحان نومبر کے پہلے ہفتہ میں ہوگا۔ چونکہ سہولت کے واسطے ایسی تاریخوں پر امتحان ہونا چاہئے جن میں تعطیلیں ہوں۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ مفصلہ ذیل تاریخوں پر ہر ایک مضمون کا امتحان ہو۔

(۱) قرآن کریم :۔ ۲ نومبر ۱۹۳۳ء۔ بروز جمعرات۔ (تعطیل جنم دن گورو نانک صاحب)
(۲) حدیث و دینیات :۔ ۶ نومبر ۱۹۳۳ء۔ بروز اتوار۔
(۳) کتب سلسلہ :۔ ۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء بروز اتوار۔
(۴) سیر و تاریخ :۔ ۱۵ نومبر ۱۹۳۳ء بروز بدھ تعطیل شب معراج۔

امیدواران جن کا ارادہ آئندہ امتحان میں شامل ہونیکا ہو فوراً اپنے نام درج رجسٹر کرا دیں۔ نیز اطلاع دیں کہ کس درجہ کا امتحان اس سال دیں گے۔

خاکسار

عزیز بخش

سکرٹری امتحانات دینیات

۱۴ مئی ۱۹۳۳ عیسوی۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ کل سے علیل ہیں۔ بخار اور زکام کی شکایت ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے امسال سکنڈ ڈویژن میں انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ اس کامیابی پر ہم ناصرہ بیگم صاحبہ اور محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو مبارکباد دیتے ہیں۔

— جناب مولانا محمد عبداللہ صاحب وکیل سرینگر کی دو صاحبزادیوں نے بھی امسال انٹرنس کے امتحان میں کامیابی حاصل کی مسلمانان کشمیر تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ کامیابی بیحد مسرت انگیز اور مستحق حوصلہ افزائی ہے۔ اس پر ہم خصوصیت سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ خدا کرے احمدی طالبات کی یہ کامیابیاں ان کے مستقبل کی دینی و دنیوی ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوں۔

— ۱۴ مئی کو اولڈ بوائز مسلم ہائی سکول لاہور نے ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب کے اعزاز میں ایک پُر تکلف دعوت دی جس میں بہت سے اولڈ بوائز شامل ہوئے

— شیخ محمد نصیب صاحب کا چھوٹا صاحبزادہ عبدالقادر عرصہ سے علیل ہے موسم گرما کی ابتدا کے ساتھ اس کی تکلیف میں اضافہ ہوگیا ہے اس کے لئے دعا کیجائے۔

— مسٹر غفور الحق صاحب ۔۔ میڈیکل کالج لاہور کے آخری امتحان میں شریک ہوئے ہیں۔ اور دعائے کامیابی کے طالب ہیں۔

— ۱۴ مئی بروز اتوار ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار اجلاس بعد از نماز مغرب احمدیہ بلڈنگس میں بصدارت جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ منعقد ہوا۔ تلاوت و نعت اور ضروری کارروائی کے بعد مسٹر عبدالواحد خاں متعلم اسلامیہ کالج لاہور نے ذات مسیح پر لیکچر دیا۔ جو نہایت محنت سے تیار کیا گیا لیکچر کے اختتام پر بعض سامعین نے بھی تائیدی تقریریں کیں۔ بعد ازاں صاحب صدر کے ریمارکس پر جلسہ برخاست ہوا۔

— چودھری سردار خاں صاحب منیجر پیغام صلح آج کل میعادی بخار میں مبتلا ہیں اور احباب سے دعا کے طالب ہیں۔

شذرات

ہندوستانی ریاستیں آج کل ہندو سبھا و سنگٹھن کی تحریک کا سب سے بڑا میدان بنی ہوئی ہیں - یہ تحریک ہندوؤں کی اسلام دشمنی اور تعصب کا ایک خطرناک مظاہرہ ہیں - اس کے کارکنوں نے مسلمانوں کو ہر جائز و ناجائز طریق سے نقصان پہنچانا اپنا سب سے بڑا مقصد حیات قرار دے رکھا ہے اس مقصد کے لحاظ سے ہندو اور مسلمان ریاستوں میں ان کا طریق کار بھی بدل جاتا ہے - ہندو ریاستوں میں ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ مسلم رعایا کو جس طرح سے بھی ہوسکے دبایا اور تباہ و برباد کیا جائے - ہندو سبھائی اور سنگٹھنی لیڈر ہمیشہ ہندو راجاؤں کو اپنی مسلمان رعیت پر زیادہ سے زیادہ تشدد کے مشورے دیتے رہتے ہیں - مسلمانوں کے بالمقابل ظالم سے ظالم ہندو ریاست کی حمایت و تعریف اور حوصلہ افزائی سے انہیں مطلق تکلف نہیں - ان لوگوں کے نزدیک ہندو ریاستوں میں مسلمانوں کا قتل عام، ان پر انتہائی تشدد، ان کی عزت و مال کی بربادی، ان کے مذہبی جذبات کی توہین - بالکل جائز بلکہ ضروری ہے - کشمیر - الور - جے پور وغیرہ کے معاملات میں ان کا جو طرز عمل ہے بالکل واضح ہے -

---

لیکن اسلامی ریاستوں میں ان کا طریق کار اس کے بالکل برعکس ہے - یہاں وہ مسلمان فرمانرواؤں اور حکام کو بدنام کرنا، ان پر طرح طرح کے الزام لگانا - وفادار و مطمئن ہندو رعایا کو ورغلانا اور آمادۂ شورش کرنا - اور اپنی ذلیل سازشوں اور شرارتوں کے نتائج کو برطانی علاقہ کے اخبارات میں مبالغہ سے شائع کرانا اپنا فرض سمجھتے ہیں - حیدرآباد - بھوپال اور بہاولپور وغیرہ کے متعلق ان کی ذلیل حرکتیں عرصہ سے جاری ہیں لیکن اس میں ان کو کوئی نمایاں کامیابی نہیں ہوئی - کیونکہ ہندو ریاستوں کی مسلمان رعایا کی طرح اسلامی ریاستوں کے ہندوؤں کو کوئی خاص شکایت نہیں - مسلمان فرمانروا اپنی اسلامی روایات کے مطابق ہندوؤں اور مسلمانوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں - اور اپنی رعایا کے تمام فرقوں سے یکساں طور پر انصاف و محبت کا سلوک کرتے ہیں - تقریباً تمام اسلامی ریاستوں کے ہندو وہاں کے مسلمانوں سے زیادہ مطمئن اور خوش حال ہیں ان حالات میں عارضی طور پر غلط فہمیاں پیدا کر دینا تو ممکن ہے لیکن رعایا کو مستقل طور پر ایجی ٹیشن اور فساد کے لئے آمادہ کر دینا آسان نہیں - یہی وجہ ہے کہ ہندو سبھائی مفسد اپنی ناپاک کوششوں میں کبھی پورے طور پر کامیاب نہیں ہوئے -

---

ریاست بہاولپور آج کل ان ہندو سبھائی مفسدوں کی خاص طور پر آماجگاہ بنی ہوئی ہے - ہندو اخبارات میں حکام ریاست کے خلاف ایسے افسانے شائع ہو رہے ہیں جن میں ریاست کے ہندوؤں کی وضعی شکایات اور حکام کے فرضی مظالم بکثرت درج ہوتے ہیں - لیکن جھوٹ اور بہتان تراشی کے ان پہاڑوں میں رائی کے برابر بھی سچ نہیں - حکومت بہاولپور نے مدلل طور پر تمام الزامات کی تردید کر دی ہے - چند ہندو سبھائی مفسدوں کے علاوہ جو بیرونی اثرات کے ماتحت کام کر رہے ہیں ریاست کے تمام ہندو بالکل مطمئن ہیں - لیکن اس کے باوجود سبھائی اور سنگٹھنی لیڈر اور اخبارات بدستور مصروف ہرزہ سرائی ہیں - اور ریاست میں فساد برپا کرنے کی پے در پے کوشش کر رہے ہیں - ہمیں توقع ہے کہ بہاولپور کے ہندو اور حکام اس طوفان بے تمیزی میں ہوشمندی اور استقلال سے کام لیں گے اور ان تمام مشکلات کا جو تاجدار بہاولپور کے لئے پیدا کی جا رہی ہیں کامیابی سے مقابلہ کریں گے -

---

امتحان میٹرکولیشن کا نتیجہ شائع ہو چکا ہے - خدا کا شکر ہے کہ مسلم طلبا اور اسکولوں کے نتائج عام طور پر تسلی بخش رہے - گو وہ تعلیمی دوڑ میں دوسری اقوام سے بہت پیچھے ہیں لیکن مسلم طلبا کی یہ تعلیمی کامیابیاں ہمارے سامنے ایک ایسے اہم معاملہ کو لا رہی ہیں جس پر نہایت احتیاط اور سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے - کامیاب طلبہ کی زبردست اکثریت ایسی ہے - جو مالی مجبوریوں سے کالجوں میں داخل ہو سکتی ہے اور نہ محرری کے سوا اور کوئی کام کر سکتی ہے - بے روزگاری کے موجودہ دور میں ان کے لئے کام مہیا کرنا تقریباً ناممکن ہے - ظاہر ہے ان حالات میں کامیاب طلبہ کی کثیر تعداد بے روزگاروں کی فوج میں اضافہ کرنے کے سوا اور کیا کر سکتی ہے ؟

دفتروں میں کلرکوں کی مانگ ہے نہ گنجائش البتہ صنعت و حرفت کا وسیع میدان خالی پڑا ہوا ہے - کشمکش کے موجودہ زمانہ میں ایک ہوشیار مزدور ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ کلرک سے زیادہ کامیاب ہے - تو پھر کیا ضروری نہیں کہ ہم اپنے بچوں کو ایسی تعلیم دیں کہ وہ بیکاروں کی تعداد میں اضافہ کرنے کے بجائے صنعت و حرفت کے میدان میں کام کر سکیں - دوسری اقوام نے حالات کی نزاکت اور زمانہ کی ضروریات کا اندازہ کر کے اس سلسلہ میں کوشش شروع کر دی ہے بے شمار ہندو اور سکھ درسگاہوں میں صنعت و حرفت کے مختلف شعبے قائم ہو چکے ہیں - لیکن مسلمان بالکل غافل ہیں - اس غفلت کے تلخ نتائج ان کی آئندہ نسلوں کو برداشت کرنے پڑیں گے - یاد رکھئے صنعت و حرفت مسلمانوں کی میراث ہے - اگر ہم نے اپنی غفلت سے اس میراث کو کھو دیا - تو اس کا نتیجہ لازماً ہماری اقتصادی تباہی ہوگا - ہم تمام اسلامی درسگاہوں، تعلیمی انجمنوں اور تعلیم و صنعت سے دلچسپی رکھنے والے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں -

---

جدہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان ریلوے لائن کی تعمیر کے متعلق جو تجویز ہوئی ہے اس کا ذکر ایک سے زائد مرتبہ پیغام صلح میں ہو چکا ہے گزشتہ ہفتہ ہمیں حافظ محمد یوسف صاحب باب الصفا کعبہ مکہ مکرمہ کا ایک خط موصول ہوا ہے - جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"گزشتہ شوال میں سید عبدالقادر جیلانی (مدراس کے ایک مسلمان تاجر) نے جدہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ریلوے کی تعمیر کی اجازت سلطان حجاز سے حاصل کرلی ہے - اب کمپنی حصص فروخت کرنا چاہتی ہے جو صرف مسلمانوں میں ۵۰ روپیہ فی حصہ کے حساب سے فروخت کئے جائیں گے - یہ حصص نفع بخش ہونے کے علاوہ حصول ثواب کا ذریعہ بھی ہیں - کمپنی کا سرمایہ ۵۰ لاکھ کا ہوگا - اور ٹھیکہ بھی کمپنی کے پاس ۵۰ برس تک رہے گا - خواہشمند مسلمان مندرجہ ذیل پتہ پر اپنی درخواستیں ارسال کریں :-

سید عبدالقادر جیلانی منیجنگ ڈائرکٹر سینٹ تھامس ماؤنٹ مدراس -

جدہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان ریلوے لائن کی تعمیر نہایت نیک اور مفید تجویز ہے - اگر یہ تجویز عمل میں آگئی تو حجاج کو بیحد سہولت ہو جائے گی - ذی استطاعت مسلمانوں کو اس میں ضرور حصہ لینا چاہیے چونکہ یہ ایک تجارتی معاملہ ہے - اس لئے ہم ناظرین کرام پیغام صلح کو مشورہ دینگے کہ وہ مندرجہ بالا پتہ پر خط و کتابت کر کے اپنی تسلی کر لیں - اس کے بعد اس کاروبار میں روپیہ لگائیں -

---

آخر گاندھی جی نے اپنے اعلان کے مطابق برت شروع کر ہی دیا - جس وقت یہ سطور لکھی جا رہی ہیں ان کے فاقہ کا تقریباً ایک ہفتہ گزر چکا ہے - ہندو قوم کا سب سے بڑا لیڈر موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے - معالجوں اور تیمارداروں کی ایک پوری جماعت اضطراب و تشویش کی حالت میں اس کی خدمت میں مصروف ہے - بلیٹن پر بلیٹن شائع ہو رہے ہیں - خود گاندھی جی نیم مردوں کی حالت میں لیٹے وقت گزار رہے ہیں - جہانتک گاندھی جی کی زندگی کا سوال ہے ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں - لیکن گاندھی جی کے اس طرز فاقہ کشی سے ہمیں شدید اختلاف ہے جس کا اظہار اس سے قبل بھی ہو چکا ہے -

---

برت کے اس ہنگامہ میں ہمارا خیال قدرتی طور پر اسلامی روزے کی طرف جاتا ہے - جوں جوں اس پر غور کرتے ہیں اس کے اعلیٰ اصولوں کے سامنے گاندھی جی کی فاقہ کشی مضحکہ انگیز اور بے فائدہ معلوم ہوتی ہے - اسلامی روزہ انسان کی جان کو ہلاکت میں ڈالے بغیر روحانی پاکیزگی، قوت برداشت صحت اور قوت ارادی کو ترقی دیتا ہے - مسلمان روزہ دار اپنے متعلقین کو تشویش میں مبتلا کئے بغیر اتنے زیادہ فوائد حاصل کرتا ہے جن میں سے صرف چند کے حصول کی امید موہوم پر گاندھی جی نے اپنی جان عزیز کو خطرۂ ہلاکت میں ڈال رکھا ہے - مسلمان روزے دار نیم مردہ حالت میں چارپائی پر لیٹ کر وقت نہیں گزارتا - بلکہ حسب معمول اپنے کاروبار میں مصروف رہتا ہے - بہت سے کانگرسی علماء گاندھی جی کے عزم خودکشی کو غیر معمولی بلند درجہ دے رہے ہیں کاش انہیں اپنے سیاسی مرشد کے سامنے اسلامی روزے کی خوبیاں بیان کرنے کی بھی توفیق ہوتی -

---

یہ ایک نہایت ہی افسوسناک حقیقت ہے کہ پنجاب ایسے وسیع صوبہ میں جس کو اسلامی صوبہ بھی کہا جاتا ہے مسلمانوں کے پاس ایک بھی زنانہ ہائی سکول نہیں - ہماری بچیاں تعلیم کے لئے سرکاری آریہ یا مشن سکولوں کی محتاج ہیں - غیر مسلم اسکولوں سے مسلمان لڑکیوں کی تربیت کے متعلق کوئی نیک توقع بالکل فضول ہے - عام طور پر سرکاری زنانہ اسکول بھی ہندو اور عیسائی استانیوں کی بے پناہ کثرت کی وجہ سے مذکورۂ بالا درسگاہوں سے بہتر نہیں معلوم ہوا ہے - انہیں حالات سے متاثر ہو کر انجمن حمایت اسلام لاہور نے اپنے گزشتہ سالانہ جلسہ میں ایک گرلز ہائی اسکول کے قیام کی تجویز منظور کی ہے - ہم اس عزم پر انجمن کو مبارکباد دیتے ہیں - خدا کرے یہ نیک تجویز جلد عملی صورت اختیار کرے - پنجاب میں ایسے ذی استطاعت مسلمانوں کی کمی نہیں جنہیں تعلیم نسواں کی ضرورت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم دوشنبہ ۱۹ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ | نمبر ۲۷

ایک پُر صداقت آواز

علما کی ناکامی کا واضح اعتراف

ہم بے شمار مرتبہ اس حقیقت کا اعلان کر چکے ہیں کہ ہمارے علما اپنے غلط عقائد، تکفیر نوازی، اندھی تقلید اور افسوسناک جمود کی وجہ سے خدمت و تبلیغ اسلام سے قاصر ہیں۔ موجودہ زمانہ میں ان کی سرگرمیاں مسلمانوں کی تکفیر، ان کو جہالت و تاریکی اور خانہ جنگی میں مبتلا رکھنے تک ہی محدود ہیں۔ خدمت و تبلیغ اسلام کا کام صرف جماعت احمدیہ کے اختیار کردہ صحیح طریقے اور راہوں کے ذریعے انجام پا سکتا ہے اور صرف وہی سچا اور صحیح اسلام غیر مسلموں کے لئے باعث کشش ہو سکتا ہے جسے احمدیت پیش کر رہی ہے مخالفین کی زبانیں اس حقیقت کا انکار کرتی رہیں۔ لیکن واقعات کی بے پناہ قوت نے اسے زیادہ سے زیادہ وسعت سے پھیلایا بہت سی کھلی ہوئی آنکھوں نے اس حقیقت کو دیکھا۔ بے شمار سچی زبانوں نے اس کا اعتراف کیا۔ ہزاروں لاکھوں انصاف پسند دل اس کے سامنے جھکے۔ آخر وقت آگیا کہ بہت سے مسلمان اس کے باوجود کہ ان کی ہمدردیاں علما کے ساتھ ہیں اس سچی بات کا واضح الفاظ میں اقرار کرنے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں۔

مسٹر خالد لطیف صاحب گابا۔ ڈاکٹر رشید الدین (دراماس) خان صاحب ایم اے اور مسٹر ڈیر کے قبول اسلام پر معزز معاصر "سچ" لکھنؤ نے "مسرت میں حسرت" کے عنوان سے ایک شذرہ لکھا جس سے متاثر ہو کر معاصر "مدینہ" نے بھی ایک طویل نوٹ بعنوان "تبلیغ اسلام اور عربی مدارس" سپرد قلم کیا۔ یہ دونوں تحریریں پیغام صلح کی ۱۹ اپریل اور ۱۳ مئی کی اشاعتوں میں علی الترتیب شائع ہو چکی ہیں۔ معاصر "سچ" نے لکھا تھا:۔

"ان سب کا مسلمان ہونا اس بیسویں صدی میں ہم کو آپ کو ہر مسلمان کو تہہ دل سے مبارک۔ لیکن اس مسرت کے ساتھ ایک پہلو عبرت کا بھی ہے۔ ان سب حضرات کو مسلمان کس نے کیا؟ اور کس کی تبلیغی کوششیں ان تک پہنچیں۔ ہندوستان میں جتنی مشہور مذہبی درسگاہیں ہیں۔ علماء کرام کے جو جو مشہور مرکز ہیں جتنے مشہور دینی ادارے ہیں سب کا جائزہ لے ڈالیے کسی کا کوئی دخل ان کے مسلمان کرنے میں۔ یہ بھی نہ سہی، انہیں اسلام کے قریب لانے میں ملے گا؟ کیسے دکھ کی بات ہے۔ کہ جن کے مقدم کام اور جن کے وجود کا اصلی مقصد یہی تھا وہی اپنے فرائض کو بھول بھال دوسری چیزوں میں پڑ گئے ہیں بعض سیاسی دلچسپیوں میں یہاں تک بڑھ گئے ہیں کہ ان کی انجمنیں عملاً کہنا چاہیئے کہ تمام تر سیاسی ہو کر رہ گئی ہیں۔ اور اکثر کا حال یہ ہے کہ وہ اب تک انہی فرسودہ فرعی بلکہ فرعی در فرعی مسائل پر ہنگامہ دارو گیر گرم کئے ہوئے اور آستین بالمدر اور آمین بالجہر پر ایک دوسرے کی تفسیق و تکفیر میں لگے ہوئے ہیں۔"

معاصر "مدینہ" "سچ" کی تائید کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

"مولانا مدیر سچ نے جس درد جس خلوص اور جس حسرت کے ساتھ یہ جملے ادا کئے ہیں وہ اپنی جگہ ہر ممکن تائید کے مستحق ہیں۔ بلاشبہ دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم سہارنپور، امینیہ دہلی، فتحپوری دہلی۔ اور اسی قسم کی دوسری درسگاہیں اپنی خدمات ماضی کے اعتبار سے قابل قدر ہیں۔ لیکن ان سے یہ امید بجا نہیں کہ وہ اپنی موجودہ حالت میں اس حد تک ترمیم گوارا کریں جس سے ان کی افادی حیثیت بلند تر ہو جائے سب کو جانے دیجئے صرف دارالعلوم دیوبند کو لے لیجئے ایک مرکز پر "بحر منجمد شمالی" بنا ہوا ہے۔ نصاب میں تغیر ناممکن۔ سوائے فارسی کے کسی اور ثانوی زبان کا درس فسق و فجور، منطق کی وہ چین کتابیں جزو ایمان لیکن ترجمۃ القرآن، تفسیر القرآن اور تاریخ اسلام قطعاً حرام .... اخباروں کا مطالعہ قریب قریب حرام حتیٰ کہ ضرورتاً دیکھنا بھی جائز نہیں پھر ان کو کیسے معلوم ہو کہ دنیا اسلام کے لئے کیسے تڑپ رہی ہے۔ اور اس کے سامنے دین حنیف کو کس طرح پیش کیا جائے۔ مولانا کی حسرت اور ہماری حسرت

بیچارہ ایک طرف اور ان کا تغافل ایک طرف
پھر شکوہ ہو تو کس امید پر اور کوئی امید قائم کی جائے تو کیا نتیجہ؟

علماء کی ناکامی اور بے عملی کا اس سے زیادہ واضح اعتراف اور کیا ہو سکتا ہے؟ لیکن کیا ہائے ان دونوں معزز معاصرین اور ان کے کثیر التعداد ہمنواؤں نے کبھی اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ جماعت احمدیہ تبلیغی میدان میں کیوں کامیاب ہو رہی ہے؟ ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ اس کی وجہ صرف احمدیت کے پاک اور بلند اصول اور تعلیمات ہیں۔ اب اسلام کا مستقبل صرف احمدیت ہی سے وابستہ ہے۔ اور وہی اسلام کی صحیح اور صاف تصویر ہے معزز معاصر "مدینہ" نے نام نہاد علما کی جن درسگاہوں کی ناکامی بے عملی اور تاریک خیالی کا ذکر کیا ہے۔ اس میں سے جمعیۃ العلماء دہلی کے مفتی اعظم کی درسگاہ بھی شامل ہے جس کا کام حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کو گالیاں دینا بڑی بھاری خدمت اسلام سمجھتا ہے۔ اس میں مدرسہ دیوبند بھی شامل ہے جس کے "شیخ الاسلام" کا دلچسپ مشغلہ احمدیوں کی تکفیر ہے۔ اس قسم کے علما مسلمانوں کے مفتی اعظم اور شیخ الاسلام ہیں۔ متعدد اسلامی اخبار انہی لوگوں کی قیادت کا پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔ جن لوگوں نے اپنے مدرسوں کو جہالت کدے بنا رکھا ہو۔ جن کی قوت عمل بالکل مفلوج ہو چکی ہے۔ ان سے مسلمان قوم بہتری کی کیا امید رکھ سکتی ہے؟ زمانہ سب سے بڑا استاد ہے وہ واقعات کے ذریعے درس دیتا جاتا ہے۔ علما کی ناکامی کا اعتراف و اعلان ہو چکا ہے۔ وہ وقت بھی دور نہیں جبکہ جماعت احمدیہ کی کامیابی کا اقرار بھی مجبوراً کرنا پڑے گا۔

محترمہ سارہ بیگم کا انتقال

یہ خبر انتہائی رنج و افسوس سے سنی جائے گی کہ محترمہ سارہ بیگم صاحبہ اہلیہ جناب میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کا (غالباً) ۱۳ مئی کو قادیان میں انتقال ہو گیا۔ مرحومہ جوان سال تھیں۔ کل بیس برس عمر تھی۔ آپ کے بچہ پیدا ہوا تھا۔ زچگی کے دوران میں ہی سخت علیل ہو گئیں۔ جس کا نتیجہ موت ہوا۔ یہ امر اس حادثہ کو اور زیادہ غمناک بنا دیتا ہے کہ انتقال کے وقت جناب میاں صاحب قادیان میں موجود نہ تھے۔ بلکہ تین روز قبل راولپنڈی کی ... تشریف لے گئے تھے معلوم ہوا ہے کہ مرحومہ عربی۔ فارسی۔ انگریزی اور اردو زبان میں اعلیٰ مہارت رکھتی تھیں۔ گزشتہ سال انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں شریک ہوئی تھیں۔ اسلامی فقہ اور تاریخ سے بھی کافی واقفیت تھی۔ عورتوں کی تعلیم سے بہت شغف تھا

ہمیں اس حادثہ میں جناب میاں صاحب، ان کے خاندان اور مرحومہ کے عزیزوں سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ خدا وند کریم مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

"سعید" مولوی دوست محمد صاحب سابق ایڈیٹر پیغام صلح عنقریب مسلمان بچوں کے لئے ایک مفید اخبار **"سعید"** جاری کرنے والے ہیں۔

دو نیک مثالیں

نیک مثال بھاری نعمت ہوتی ہے۔ بشرطیکہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جائے۔ اس وقت ہم دو ایسی باتوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو شاید بظاہر زیادہ اہم معلوم نہ ہوں لیکن ان پر اگر باقاعدگی سے عمل شروع ہو جائے تو وہ قوم کے لئے زبردست تقویت کا باعث ہو سکتی ہیں۔ احباب کو یاد ہوگا کہ ۱۱ فروری کی اشاعت میں چوہدری فضل داد صاحب کلرک کو اپریٹو سوسائٹیز لالہ موسیٰ کا ایک مضمون "پیغام فضل" کے عنوان سے شائع ہوا جس میں موصوف نے انجمن کی مالی حالت کو درست کرنے کے لئے چند ایسی مفید تجاویز بتلائی تھیں جو احباب پر بار نہ ہوں۔ جن میں سے ایک یہ تھی کہ سرکاری ملازموں کی جو اضافہ تنخواہ بحال ہوئی ہے۔ اس کی ایک ماہ کی رقم اشاعت اسلام فنڈ میں دی جائے۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے اس پر عمل کرتے ہوئے ۵ آنے ۲ روپیہ کی رقم خزانہ انجمن میں داخل کرا دی ہے۔ بظاہر یہ بات معمولی سی معلوم ہوتی ہے لیکن اگر تمام ملازم دوست اس پر عمل پیرا ہوں تو یہ چھوٹی چھوٹی رقمیں مل کر قوم کے خزانہ کو پر کر سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں ادائے شکر و اظہار مسرت کی اس سے بہتر صورت اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہ تجویز بجائے خود نہایت مفید تھی لیکن اب تو مجوزکی نیک مثال بھی آپ کے سامنے موجود ہے کیا اب بھی اس پر عمل پیرا نہ ہونگے؟

دوسری نیک مثال ایک نیک خاتون نے پیش کی ہے ہمارے محترم بزرگ جناب دارو غہ نبی بخش صاحب کی صاحبزادی نہایت نیک بی بی ہیں۔ سلسلہ کے ہر ایک کام میں سرگرم حصہ لیتی ہیں۔ حال ہی میں ان کے صاحبزادے نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ اس خوشی میں محمودہ نے انجمن کو دس روپے کی رقم عنایت فرمائی ہے۔ گزشتہ سال جب عزیز مذکور نے نویں جماعت کے امتحان میں کامیابی حاصل کی تھی اس وقت بھی ممدوحہ نے پانچ روپے دیئے تھے۔ امتحانوں میں کامیابی پر کون خوشی نہیں مناتا؟ دعوتیں ہوتی ہیں۔ عزیزوں دوستوں کو مدعو کیا جاتا ہے۔ ہم اظہار مسرت کے اس طریقہ کے مخالف نہیں ہیں۔ لیکن کیا یہ اچھا نہ ہوگا کہ کامیابی پر خوشی مناتے وقت کامیابی دینے والے کو بھی یاد رکھا جائے۔ اور اس کے دین کی خدمت کے کام میں حصہ لیا جائے؟ یہ نیک مثال بھی اس قابل ہے کہ اس کو قوم ایک ضروری رسم کے طور پر اختیار کرے۔ آخر پر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا وند کریم چوہدری فضل داد صاحب اور محترمہ بنت دارو غہ نبی بخش صاحب کو ان نیک نمونوں کے قائم کرنے پر اجر عظیم اور قوم کو ان کی تقلید کی توفیق دے۔

ایک محترم بزرگ کی علالت

حاجی محمد اسمٰعیل صاحب آرمی کنٹریکٹر سیالکوٹ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک نہایت ہی محترم و مخلص بزرگ ہیں۔ آپ کے دل میں خدمت دین و اشاعت اسلام کی ایک غیر معمولی تڑپ ہے دیگر خدمات کے علاوہ ہمیشہ گرانبہا مالی امداد بھی دیتے رہتے ہیں۔ موصوف کئی ماہ سے علیل ہیں۔ آپ کے صاحبزادے جناب سراج الدین صاحب کے تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ تا حال علالت کا سلسلہ جاری ہے۔ افاقہ کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی۔ ۱۲ مئی کو مسجد احمدیہ بلڈنگس میں نماز جمعہ کے وقت موصوف کی صحتیابی کے لئے خاص طور پر دعا کی گئی۔ تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ بھی اس محترم بزرگ کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق عام طور پر ... بیمار ...

مکمل کورس امتحان دینیات

سب کمیٹی امتحانات دینیات نے اپنے اجلاسہائے منعقدہ ۳۰ نومبر ۱۹۳۲ء اور ۲۴ اپریل ۱۹۳۳ء میں حسب ذیل فیصلے کئے ہیں:-

(۱) امتحان دینیات آئندہ ہر سال ایک دفعہ ماہ نومبر کے پہلے ہفتہ میں ہوا کرے گا۔ تاریخیں مقرر کر کے سکرٹری صاحب اخبار پیغام صلح میں شائع کر دیا کریں گے۔

(۲) امتحان کے تین درجے ہوں گے۔ ادنیٰ۔ متوسط۔ اعلیٰ۔ اور ہر شخص کا اختیار ہوگا کہ جس درجہ کے امتحان میں چاہے شامل ہو مگر اس کی اطلاع تین ماہ پیشتر سکرٹری صاحب کو دیدے۔

(۳) مردوں اور عورتوں کے پرچہ ہائے سوالات میں کوئی امتیاز نہ ہوگا۔

(۴) ہر درجہ کے امتحان کے لئے چار مضامین ہوں گے۔ اور کورس حسب ذیل ہوں گے:-

درجہ	قرآن کریم	سیرت و تاریخ	حدیث و دینیات	کتب سلسلہ
درجہ ادنیٰ	سورہ فاتحہ و بقر	سیرت خیر البشر	رسالہ نماز روزہ حج۔ زکوٰۃ	رسالہ مسیح موعود
درجہ متوسط	پہلے پندرہ پارے	سیرت خیر البشر اور تاریخ خلافت راشدہ	کورس درجہ ادنیٰ کے علاوہ مقام حدیث۔ انتخاب صحاح ستہ میں سے پہلی ۴۳ حدیثیں	مسیح موعود۔ تحریک احمدیت۔ برکات الدعا۔ نور القرآن حصہ دوم (اردو)
درجہ اعلیٰ	سالم قرآن کریم	سیرت خیر البشر۔ تاریخ خلافت راشدہ مختصر اسلامی تاریخ ہند متعلقہ برحالات سلطان محمود و اورنگ زیب	کورس درجہ متوسط کے علاوہ انتخاب صحاح ستہ سالم	کورس درجہ متوسط کے علاوہ چشمہ معرفت و انجام آتھم مع ضمیمہ بغیر عربی

خاکسار

(عزیز بخش سکرٹری سب کمیٹی امتحانات دینیات)

ضروری اعلان

جماعت میں کئی نہایت موزوں تعلیم یافتہ رشتے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے موجود ہیں خصوصاً ہو خرالذکر۔ اس لئے جو دوست اپنے لڑکوں کے لئے موزوں رشتوں کی تلاش میں ہوں وہ فارم منگوا کر جلد سے جلد پُر کر کے بھیجدیں۔

(آنریری جائنٹ سکرٹری)

احادیث نبوی اور ختم نبوت پر ایک نظر

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۳)

چوتھی حدیث

اسی طرح ایک اور حدیث محمودی صاحبان پیش کرتے ہیں جس کو انہیں تو کبھی نہ پیش کرنا چاہئے تھا کیونکہ وہ ان کے ہی عقیدہ کی جڑیں کاٹتی ہے۔ اور وہ یہ ہے:- عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم صلواۃ فی مسجدی ھذا افضل من الف صلواۃ فیما سواہ من المساجد الا المسجد الحرام - فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد - رواہ المسلم - النسائی-

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مسجد میں نماز پڑھنا مسجد کعبہ کے سوا تمام دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے بے شک میں نبیوں میں آخری نبی ہوں۔ اور میری مسجد مسجدوں میں آخری مسجد ہے۔"

کس قدر صفائی سے اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اور اسی حیثیت سے اپنی مسجد کو بھی آخری مسجد فرمایا ہے جس میں نماز پڑھنا ہزار گنا ثواب رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ چونکہ آپ آخری نبی ہیں اس لئے آپ کی مسجد بھی آخری مسجد نبوی ہے۔ جس میں نماز پڑھنا ہزار گنا ثواب رکھتا ہے۔ چونکہ یہ شرف ایک نبی کی ہی مسجد کو حاصل ہوتا ہے جس میں نماز پڑھنا ہزار گنا ثواب رکھتا ہے۔ اس لئے جب آپ کے بعد کوئی نبی ہی نہ آئے گا۔ تو کوئی مسجد نبوی کیسے بنے گی جس میں نماز پڑھنا ہزار گنا ثواب رکھ سکے گا۔ اس لئے فرمایا کہ خانہ کعبہ کے علاوہ اب صرف آپ کی ہی مسجد ہے جس کو یہ فضیلت حاصل ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ کیونکہ **اس فضیلت میں یہ اب آخری مسجد ہے**۔ نہ کوئی اب نبی آئے گا نہ کوئی مسجد نبوی بنے گی۔ اور نہ یہ فضیلت اسے نصیب ہوگی۔

بالکل واضح مطلب

یہ مطلب اس قدر واضح ہے کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ **آخر** کے معنے اس کے سوا اور کیا ہو سکتے ہیں کہ "سب سے پیچھے" کوئی عربی کی لغت۔ محاورہ۔ کتاب آخر کے معنے **اوّل** نہیں کرتی۔ لیکن خاتم کے معنے **اجراء** کے لینے والے **ساحر** ایک ایسا مداری کا تماشہ دکھاتے ہیں کہ **آخر** کو **اوّل** بناکر ساری دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کی مسجد کے بعد بھی سینکڑوں مسجدیں دنیا میں بن رہی ہیں پس محقق ہو گیا کہ آخر کے معنے **اوّل** کے ہیں۔ ایک دفعہ ایک شاعر کو بھی ایسا ہی ایک امر محقق ہوا تھا۔ وہ لکھتا ہے۔

پس از سی سال ایں نکتہ محقق شد بہ خاقانی
کہ بورانی است بادنجان و بادنجان بورانی!

اس شاعر کی تحقیق کی طرح یہ تحقیق بھی اسی قسم کی ہے کہ آخر اول ہے اور اول آخر ہے۔ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ کسی کلام کے معنی سمجھنے کے لئے ہم لغت کے پابند ہیں۔ کسی فقرہ یا حدیث یا آیت کے معنے کرنے میں ہم اس کے مجاز نہیں کہ لغت کو پس پشت پھینکدیں۔ اور ایک مفہوم خود گھڑ کر اس فقرے کے معنے کریں۔ اور اگر وہ معنے لغت کے خلاف ہوں تو ہم اپنے لئے ایک نئی لغت گھڑ لیں۔ اور دنیا میں اپنی فتح کا ڈنکا بجا دیں۔ اس طرح تو امان اٹھ جاتا ہے۔

آخر الانبیاء اور آخر المساجد کے معنے از روئے لغت

آخر الانبیاء۔ آخر المساجد کے معنے لغت کی رو سے سوائے اس کے نہیں ہو سکتے کہ **سب سے آخری نبی** - **سب سے آخری مسجد**۔ اب جو مفہوم بھی اس حدیث کا ہو ہم ان معنوں سے باہر نہیں جا سکتے۔ اور پھر مفہوم بھی کچھ ایسا پیچیدہ نہیں جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش ہو سکے۔ حضرت نبی کریم صلعم نے یہ کب فرمایا کہ میری مسجد کے بعد دنیا میں اب کوئی مسجد نہ بنے گی ان کا تو مطلب صاف ہے۔ فرماتے ہیں "میری مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا بڑھکر ہے۔ چونکہ میں آخری نبی ہوں اس لئے میری مسجد بھی اب آخری مسجد نبوی ہے۔ نہ اب کوئی نبی آئے گا نہ کوئی مسجد نبوی بنے گی جس میں نماز پڑھنا ہزار گونہ ثواب رکھے گا۔ لہذا یہ خصوصیت اور شان اب آپ کی مسجد کے سوا اور کسی مسجد کو قیامت تک نہیں ملے گی۔ ہاں خانہ کعبہ اس سے مستثنیٰ ہے

قادیانیوں کی تحریف معنوی

ایک اور حدیث بھی اسی مطلب کو واضح کرنے والی پیش کرتا ہوں:- عن عائشہ قالت قال رسول اللہ صلعم انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم المساجد الانبیاء واحق المساجد ان یزار و یقصد الیہ الرواحل مسجد الحرام ومسجدی وصلواۃ فی مسجدی افضل من الف صلواۃ فیما سواہ الا المسجد الحرام - رواہ ابن النجار البزار - دیلمی - حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ اور میری مسجد نبیوں کی مسجدوں کو ختم کرنے والی ہے۔ اور تمام مسجدوں میں سب سے زیادہ مستحق مساجد جن کی زیارت کے لئے سفر کرنا چاہئے وہ خانہ کعبہ اور میری مسجد ہیں۔ اور میری مسجد میں نماز پڑھنا تمام دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے سوائے خانہ کعبہ کے ہزار گنا بڑھکر ثواب رکھتا ہے۔"

یہ حدیث اگرچہ اعلیٰ طبقہ میں سے نہیں لیکن چونکہ اعلیٰ طبقہ کی حدیث سے نفس مضمون کے لحاظ سے بالکل متفق ہے اس لئے پہلی حدیث کی موید اور شرح کرنے والی ہے۔ اس حدیث میں گویا **آخر المساجد** کی صاف تشریح موجود ہے۔ اپنی مسجد کو **خاتم المساجد الانبیاء** فرمایا۔ پس آخر المساجد کا صاف مطلب ہوا **آخر المساجد الانبیاء**" یعنے نبیوں کی مسجدوں کو ختم کرنے والی سب سے آخری مسجد نبوی۔ جب نبیوں کا خاتمہ ہے تو نبیوں کی مسجدوں کا بھی خاتمہ ہے۔ محمد مصطفےٰ صلعم نبیوں میں آخری نبی ہیں اسیطرح آپ کی مسجد بھی تمام مساجد نبوی میں آخری مسجد نبوی ہے۔ اس کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا نہ کوئی مسجد نبوی بنے گی جس میں نماز پڑھنا ہزار گنا ثواب رکھے گا۔ پس یہی معنی صحیح ہیں۔ ایسے معنی کرنا جس سے **آخر** کا یا کسی لفظ کا بھی مفہوم ہی الٹ جائے اور لغت اسے برداشت نہ کر سکے کسی عقلمند کا کام نہیں ہو سکتا۔ بلکہ **تحریف معنوی** اسی کا نام ہوا کرتا ہے۔

لغت محمودیہ

میں نے تحریف معنوی کا الزام یونہی نہیں دیا بلکہ اس کے اندر ایک حقیقت ہے۔ بات یہ ہے کہ جب سے محمودی بزرگوں نے نبوت کا ڈھونگ رچایا ہے ان بیچاروں کو بعض الفاظ نے نہایت درجہ ستا رکھا ہے۔ اور وہ ہے **خاتم النبیین کا خاتم** **آخر الانبیاء کا آخر** - **لانبی بعدی کا بعد** -

(۱) **خاتم** (۲) **آخر** (۳) **بعد**

یہ تین لفظ ہیں۔ لیکن ان تینوں نے کچھ ایسا ایکا کر کے محمودیوں کو ستانے کی ٹھیرائی ہوئی ہے کہ یہ بیچارے ان کے ہاتھوں بہت تنگ ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو ان لفظوں کو صفحہ ہستی سے مٹا کر چھوڑیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ طباعت و اشاعت کتب کی وجہ سے قرآن اور احادیث کی جلدیں اس قدر دنیا میں پھیل چکی ہیں کہ ان لفظوں کا مٹنا تو اب ناممکن ہے۔ اس لئے اب تمام زور اس امر پر صرف ہو رہا ہے کہ ان کے معنوں کو بدلا جائے۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ یہ الفاظ اپنے مشہور و متعارف معنوں کی ہی وجہ سے تو تنگ کر رہے ہیں۔ یہ ان کے معنے ہی تو ہیں جو غریب محمودیوں کے حق میں شمشیر براں بنے ہوئے ہیں۔ لہذا اس کی کاٹ محمودی بزرگ یوں کرتے ہیں کہ ایک حدیث لے لی۔ اس کا ایک ایسا غلط مفہوم گھڑ لیا جو **خاتم یا آخر یا بعد** کے مشہور و متعارف معنوں کے خلاف پڑے۔ اس سے پھر استدلال کیا کہ دیکھئے صاحب آخر کے یا بعد کے یہاں ایسے معنے بنتے ہیں جو ہمارا تائید کرتے ہیں۔ اس طرح ان لفظوں کی ایک نئی لغت تیار کر لی ہے جسے اگر **لغت محمودیہ** کہا جائے تو بہت مناسب ہے۔

تحریف معنوی کا بدترین نمونہ

مثال کے طور پر آپ نے مذکورہ بالا آخر الانبیاء۔ اور آخر المساجد والی حدیث ملاحظہ فرمائی **آخر کے صاف معنے ہیں سب سے پیچھے**۔ آخر الانبیاء کے معنے ہوئے سب سے آخری نبی۔ اب اس آخر کو کسطرح مٹا دیں؟ اس کی ترکیب ملاحظہ ہو۔ چونکہ ساتھ ہی آپ کی مسجد کے لئے آخر المساجد بھی موجود ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے آپ نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں اسی طرح آپ کی مسجد بھی مساجد انبیاء میں سب سے آخری مسجد نبوی ہے جس میں نماز پڑھنا ہزار گنا ثواب رکھتا ہے۔ لیکن اس طرح تو نبوت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے آخر المساجد کے معنے لئے گئے **امتیوں** کی مسجدوں میں سب سے آخری مسجد۔ اب یہ صریحاً خلاف واقعہ ہے کہ امتیوں کی مسجدوں میں **آپ کی مسجد** سب سے آخری مسجد ہے۔ آپ کی مسجد کے بعد تو لاکھوں مسجدیں بن چکی

بناڈالیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ایسے خلاف واقعہ معنے نہ کئے جاتے۔ کیونکہ ان معنوں کا خلاف واقعہ ہونا ہی اس کے غلط ہونے کی روشن دلیل ہے۔ لیکن نہیں معنے وہی رکھے جائینگے جو ہمارے مفید مطلب ہیں۔ البتہ **آخر** کے معنے کو الٹا کر **اوّل** کر دینگے۔ تاکہ اپنا الّو سیدھا ہو جائے۔ چنانچہ اب آخرالانبیا کے معنے یوں کریں گے۔ کہ "میں نبیوں میں سب سے پہلا نبی ہوں اور میری مُہر سے نبی بنا کریں گے۔ اور میری مسجد امتیوں کی مسجدوں میں سب سے پہلی مسجد ہے۔ اور میری مسجد کی مہر سے مسجدیں بنا کریں گی۔" فرمایئے تحریف معنوی کا اس سے بدتر نمونہ کبھی نظر پڑا ہے؟ یہودیوں اور عیسائیوں کے بھی کان کتر دیئے۔

حضرت مسیح موعود کا ارشاد

آخر کے معنے **اول** کے بنا دینے دن کو رات اور رات کو دن بنا دینا ہے یا نہیں؟ کیا ایسے معنے کرنے جس سے **آخر** کے معنے لغت اور محاورۂ عرب سے بالکل الٹے لینے پڑیں صریح تحریف ہے یا نہیں؟ اور پھر صاف معنوں کو پلٹنا کس قدر ظلم ہے۔ آپ صلعم اپنی مسجد کی خصوصیت اور فضیلت بیان فرما رہے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس میں نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔ پھر یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس خصوصیت اور فضیلت کی مسجد اب کوئی نہیں بنے گی۔ کیونکہ میرے بعد نہ اب کوئی نبی آئیگا۔ اور نہ کوئی مسجد نبوی بنے گی۔ اس لئے یہ فضیلت بھی اور کسی مسجد کو اب حاصل نہیں ہو سکتی۔ جو مساجد الانبیا سے مخصوص ہے۔ پس جس طرح میں نبیوں میں آخری نبی ہوں۔ اسی طرح مساجد الانبیاء میں میری مسجد بھی آخری مسجد ہے۔ **یہاں نبیوں کا ذکر ہے۔ امتیوں کا ذکر تو نہیں کہ امتیوں کی مساجد میں سے اپنی مسجد کو بتاتے**۔ اور ایسا کرنا ہوتا بھی غلط۔ کیونکہ آپ نبی ہیں۔ امتی تو نہیں ہیں **آپ کی مسجد امتیوں کی مسجدوں میں سے ایک نہیں بلکہ نبیوں کی مسجدوں میں سے ایک ہے۔ پس آپ کی مسجد کی نسبت اگر ہو سکتی ہے تو نبیوں کی مسجدوں سے نہ کہ امتیوں کی مسجدوں سے**۔ پس کیا یہ سچ نہیں کہ **آپ کی مسجد نبیوں کی مساجد میں سب سے آخری مسجد ہے کیونکہ آپ سب نبیوں میں سب سے آخری ہی ہیں**۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۴ پر فرماتے ہیں:-

> "صرف اس خدا نے ہی خبر دی جس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے آخر میں بھیجا تاکہ تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے۔"

آخرالانبیاء کی کیسی صحیح تشریح ہے۔

پانچویں حدیث

خاتم کی بحث دیکھنی ہو تو حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب کا رسالہ "آخری نبی" پڑھو۔ چونکہ وہاں سیر کن بحث ہو چکی ہے اس لئے دوبارہ اس پر بحث کرنا فضول ہے۔ یہاں میں صرف **بعدی** کی تحریف معنوی کا ایک نظارہ دکھانا چاہتا ہوں۔ **لا نبی بعدی** کے معنے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ لہذا یہ "**بعد**" محمودی صاحبان کے سینہ پر سانپ کی طرح لوٹتا ہے۔ اور اس **بعد** کی "بعدیت" کا خاتمہ **مقصود محمودیت** ہے۔ اس کے لئے جو جو حرکات مذبوحی ان محمودی بزرگوں سے صادر ہوئی ہیں ان سب کا ذکر تو یہاں بے فائدہ ہے۔ کبھی یہ معنے کئے کہ **میری بعثت کے بعد کوئی نبی نہیں**۔ پس جب حضرت علی کو فرمایا لا نبی بعدی تو اس سے حضرت علی کی نبوت کی تو نفی ہو گئی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ میری وفات کے بعد کوئی نبی نہیں۔ گویا بعد کے معنے ہوئے "میری زندگی میں" اور لا نبی بعدی کے معنے ہوئے "میری زندگی میں کوئی نبی نہیں"۔ کبھی یوں معنے کئے کہ میرے بعد زمانہ متصل میں کوئی نبی نہیں۔ گویا متصل کی تخصیص خود پیدا کر لی لیکن جب مبشراً برسولٍ یاتی من بعدی اسمہ احمد کے معنے کرنے لگے تو وہاں بعد سے زمانہ **متصل** نہیں لیا بلکہ زمانہ **منفصل** مراد لے لیا۔ یعنے میرے بعد بہت بعید زمانہ میں احمد رسول آئیگا۔ غرضکہ جیسا موقعہ دیکھا اپنا الّو سیدھا کر لیا۔ **بعدی** کا لفظ یکساں دونوں جگہ پڑا ہوا ہے جس کے معنے ہیں "**میرے بعد**" جس میں **عمومیت** ہے۔ **نہ متصل کی تخصیص ہے نہ منفصل کی**۔ لیکن یہ میرے شیر جہاں چاہتے ہیں اپنے مطلب کے مطابق جیسی چاہتے ہیں تخصیص لگا کر معنے کر لیتے ہیں۔ اسی کو کہتے ہیں **تفسیر بالرائے** اور **تحریف**۔

دیلمی کی روایت کی بہترین تشریح

پشاور سے حضرت علامہ مولانا غلام حسن صاحب تحریر فرماتے ہیں:

اخی المکرم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پیغام صلح میں آپ کا مضمون زیر عنوان "حدیث نبوی اور ختم نبوت" نظر سے گزرا۔ مضمون ہر حیثیت سے مکمل ہے مگر دیلمی کی ایک حدیث انا سید الاولین والاخرین من النبیین کی جو تاویل آپ نے کی ہے اس سے بہتر اور کھلی تاویل موجود ہے **جو اور صحیح روایات کے مطابق ہے اور عربی زبان کے محاورہ کے عین مطابق ہے** اور وہ یہ ہے کہ من النبیین کا لفظ، لفظ انا کے متعلق ہے نہ کہ اولین اور آخرین کے۔ اور اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے "**نبیوں میں سے میں اولین اور آخرین کا سردار ہوں**" (غلام حسن از پشاور)

اس حدیث کی یہ تشریح ایسی خوبصورت ہے کہ محتاج بیان نہیں انا سید ولد آدم والی حدیث بھی انہی معنوں کی تائید کرتی ہے جس سے اس حدیث کا مطلب نصف النہار کیطرح روشن نظر آنے لگتا ہے۔ یعنی بنی آدم کے خواہ وہ اولین ہوں یا آخرین سردار ہونے کی **خصوصیت تمام نبیوں میں سے صرف آپ صلعم ہی کو حاصل ہے** اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد۔

راقم

خاکسار بشارت احمد

ایک اور ناکام کوشش

ان لغویات پر جب چاروں طرف سے بوچھاڑ ہوئی تو ایک اور پینترا بدلا۔ اور وہ وہی تھا جو آخرالمساجد والی حدیث میں اختیار کیا تھا۔ اور وہ یہ تھا کہ ایک حدیث پیش کر کے غلط معنے کر کے **بعد** کے متعارف معنوں پر ضرب لگانی چاہی۔ حدیث ملاحظہ ہو:- **عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلعم اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہٗ واذا ھلک قیصر فلا قیصر بعدہٗ والذی نفسی بیدہٖ لتنفقن کنوزھما فی سبیل اللہ** - رواہ احمد والبخاری والمسلم۔ جابر سے روایت ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جب کسرےٰ ہلاک ہو جائے گا تو پھر کوئی کسرےٰ اس کے بعد نہ ہوگا۔ اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو کوئی قیصر اس کے بعد نہ ہوگا۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے"۔ محمودی صاحبان کا طریق استدلال یہ ہے کہ کسریٰ ایران خسرو پرویز مر گیا تو اس کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ اور قیصر روم ہرقل مر گیا تو اس کے بعد بھی اس کا جانشین ہوا۔ پس کسرےٰ کے بعد کسرےٰ ہوا۔ اور قیصر کے بعد قیصر ہوا۔ لہذا **بعد** سے نہ دوسرے کسرےٰ کے آنے کی نفی ہوئی اور نہ قیصر کی۔ لہذا **لا نبی بعدی** سے دوسرے نبی کے آنے کی نفی نہیں ہوتی۔ بنا والفاسد علی الفاسد اور تحریف معنوی کی یہ بدترین مثال ہے جو میری نظر سے گزری ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ **کسرےٰ** ایران کے بادشاہ کا لقب تھا اور **قیصر** روم کے بادشاہ کا لقب تھا۔ کسرےٰ کا لقب نہ خسرو پرویز سے مخصوص تھا اور نہ قیصر کا لقب ہرقل روم سے مخصوص تھا۔ جو بھی بادشاہ ایران کا ہوتا وہ کسرےٰ کہلاتا۔ اور جو بھی بادشاہ روم کا ہوتا وہ قیصر کہلاتا۔ اس لئے خسرو پرویز کے مرنے سے نہ کسرےٰ ہلاک ہو سکتا تھا اور ہرقل کے مرنے سے نہ قیصر ہلاک ہو سکتا تھا اور نہ ان دونوں بادشاہوں کے مرنے پر مسلمانوں کو ان کے خزانے ہاتھ لگے۔ جن کے ملنے پر اس درجہ کا ل یقین تھا کہ رسول اللہ صلعم نے نہایت سخت قسم کھائی تھی کہ وہ ان کے ہلاک ہونے پر مسلمانوں کو ضرور ملیں گے جنھیں وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرینگے۔

آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں

پس محمودیوں کا یہ طریق استدلال کس قدر غلط ہے۔ ذرا غور کرنے سے ہر اہل تحقیق و صاحب فہم سمجھ سکتا ہے۔ کہ کسریٰ اسی دن ہلاک ہو سکتا تھا جس دن ایران کی مجوسی سلطنت مٹ جاتی اور کسرےٰ کے لقب والے بادشاہوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ اسی طرح قیصر اسی دن ہلاک ہو سکتا تھا جس دن روم کی عیسائی سلطنت مٹ جاتی اور قیصر کے لقب والے بادشاہوں کا سلسلہ ختم ہو جاتا۔ چنانچہ مخبر صادق علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا تھا وہ لفظ لفظ پورا ہوا۔ وقت آ گیا کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے ایران کی مجوسی سلطنت مٹ گئی اور کسرےٰ کے خزانے مسلمانوں کے ہاتھ لگے۔ جو اللہ کی راہ میں خرچ ہوئے **اور اس کے بعد کوئی کسرےٰ نہ ہوا**۔ اسی طرح وقت آ گیا کہ روم کی عیسائی سلطنت مسلمانوں کے ہاتھوں سے تباہ ہو گئی۔ اور قیصر کے خزانے مسلمانوں کے ہاتھ لگے جو اللہ کی راہ میں خرچ ہوئے۔ **اور اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوا**۔ پس **اللہ کا رسول** (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر ہو) سچا تھا۔ جس کی پیشگوئی لفظاً لفظاً پوری ہوئی۔ اور وہ لوگ جھوٹے ہیں جو اس کے خلاف کہتے ہیں کہ قیصر کے بعد قیصر ہوا۔ اور کسرےٰ کے بعد کسرےٰ ہوا۔ تاکہ لا نبی بعدی کے ہوتے ہوئے آنحضرت صلعم کے بعد نبی لے آویں۔ حالانکہ میں دکھا آیا ہوں کہ سچ یہی ہے کہ قیصر جب ہلاک ہوا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوا۔ اور کسرےٰ جب ہلاک ہوا تو اس کے بعد کوئی کسرےٰ نہ ہوا۔ اسی طرح لا نبی بعدی کے یہ معنی **علیٰ رغم انف پہاڑ کیطرح اپنی جگہ پر مستحکم ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں**۔

برادران جماعت کی خدمت میں ایک ضروری التماس

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پیغام صلح آپ کا قومی اخبار ہے۔ انسان مبلغ تو بہت کم کبھی کبھار آپ کے پاس پہنچتا ہوگا۔ لیکن یہ وہ مبلغ ہے جو ہفتہ میں دو بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور جماعت کے کل حالات اور تحریکات سے آپ کو آگاہ کرتا رہتا، اور حسب استطاعت مذہبی اور علمی معارف وحقایق سے بھی آپ کو بہرہ اندوز کرتا رہتا ہے۔ آپ کو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں کہ فی زمانتا قوم کی زندگی اور تنظیم محض اخبار پر منحصر ہے لیکن کس قدر مقام افسوس ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ اس کی ناچیز خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی ترقی اشاعت میں کوشش کرکے عنداللہ ماجور ہوتے اور اپنے قومی آرگن کو مضبوط کرتے اس کی طرف آپ کی توجہ اس قدر کم ہے کہ آپ میں سے بہت سے اس کا سالانہ چندہ بھی باقاعدہ ادا کرنا ضروری نہیں سمجھتے چنانچہ اس وقت تقریباً ڈھائی سو اصحاب ہیں جن کے ذمہ اخبار کا چندہ ایک سے زیادہ سالوں کا بقایا ہے جن کی مجموعی رقم تقریباً پونے تین ہزار روپے بنتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اور یہ امر اور بھی زیادہ قابل افسوس ہو جاتا ہے جب ان میں زیادہ تر ان بزرگوں کے نام مجھے نظر آتے ہیں جو قوم میں مالی لحاظ سے خوشحال ہیں جن کی ہستی پر جماعت کو فخر ہے یعنی عدم ادائیگی چندہ کی وجہ ناداری و مفلسی نہیں بلکہ محض بے توجہی ہے۔ ان دوستوں کے خیال میں قومی اخبار ایک ایسی چیز ہے جسے قوم کے دوسرے افراد چلائیں اور وہ صرف پڑھا کریں لیکن جب ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ یہی سمجھ لے تو فرمایئے اخبار کو آسمان سے فرشتوں نے آکر تو چلانا نہیں آپ نے اور ہم نے ملکر ہی چلانا ہے۔ کیا ہمارا اپنا فرض نہیں کہ ہم اخبار کو اچھی حالت میں دیکھیں، اس کے سرمایہ کو مضبوط کریں اس کی اشاعت کو ترقی دیں اور کچھ نہ کریں تو اپنا سالانہ چندہ ہی باقاعدہ ادا کر دیا کریں۔ میں آج بقایا وصول کرنے حاضر ہوا ہوں۔ صدقہ خیرات نہیں مانگتا کہ دل چاہا آپ نے دیا دل چاہا نہ دیا بلکہ اخبار کی بقایا قیمت مانگتا ہوں۔ آپ کئی کئی سال سے اخبار پڑھ رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر اس کی قیمت عنایت فرماویں کیا آپ کا تقویٰ اس بات کو جائز رکھتا ہے کہ آپ کسی سے کوئی چیز خریدیں اور اس کی قیمت نہ دیں کیا آپ عنداللہ اس کیلئے جواب دہ نہ ہوں گے۔ ضرور ہوں گے بلکہ زیادہ ہونگے کیونکہ آپ نے قومی بیت المال سے ایک چیز خریدی اور اس کی قیمت نہ دی۔ چونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ وہ قوم ہیں جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے۔ اس لئے آپ کے تقویٰ اور دیانت کے جذبات سے اپیل کرتا ہوں۔ اس چٹھی کی تاریخ اشاعت سے پندرہ روز کے اندر اپنے بقایا کو للہ صاف کر دیں۔ میں علیحدہ علیحدہ ہر ایک صاحب کا بقایا پرائیویٹ چٹھی کے ذریعہ سے لکھکر بھیج رہا ہوں۔ اگر آپ کو اخبار کی خریداری منظور نہیں ہے تو پچھلا بقایا ادا فرمادیں اور آئندہ کیلئے تحریر فرمادیں کہ اخبار بند کر دو تا کہ نادہندگی کے گناہ سے آپ بچ جاویں۔ طریق تقویٰ یہی ہے۔ اگر پندرہ روز تک آپ کا کوئی جواب آیا تو میں مجبور ہونگا کہ بقایا داروں کے نام اخبار میں شائع کرکے قوم کی حالت پر صف ماتم بچھا دوں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

(راقم خاکسار بشارت احمد افسر پیغام صلح لاہور)

خبریں

— احمد آباد ۱۳ مئی۔ مسز گاندھی آج سابرمتی جیل سے رہا کر دی گئیں۔

— گاندھی جی کے برت کے چھ روز بخیریت گزر گئے۔ نقاہت کے علاوہ اور کوئی تکلیف نہیں آخری خبروں کے مطابق متلی کی شکایت اور یرقان کے آثار رفع ہو گئے ہیں۔

— پونہ ۱۳ مئی۔ آج ڈاکٹر انصاری دہلی سے یہاں پہنچ گئے آپ نے گاندھی جی کا بغور معائنہ کیا۔ اور اخبارات کے نمائندوں کے سوالات کے جواب میں کہا کہ طویل فاقہ کشی کے پہلے ہفتہ میں متلی وغیرہ کی شکایت ضروری ہوتی ہے۔ اس سے قطع نظر کرکے اور کوئی تشویش انگیز بات نہیں۔ گاندھی جی ان معمولی شکایات کا اچھی طرح مقابلہ کر رہے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ برت کے آخری دس روز تشویش انگیز ہوں گے۔

— ڈبلن ۱۳ مئی۔ آئرلینڈ نے عالمگیر اقتصادی کانفرنس میں شرکت منظور کر لی ہے۔

— لندن ۱۳ مئی۔ کل جائنٹ سلیکٹ کمیٹی میں شامل ہونے والے برطانی ہند کے مندوبین نے لارڈ لنلتھگو صدر کمیٹی سے غیر رسمی ملاقات کی۔

— برلن ۱۳ مئی۔ مارچ کے خاتمہ پر جرمنی میں بیکاروں کی تعداد جن کے نام رجسٹر میں درج ہیں ۵۵ لاکھ ۹۳ ہزار تھی۔

— صدر لبرل فیڈریشن نے ایک بیان میں کہا کہ گاندھی جی کی رہائی اور التوائے سول نافرمانی کی یکے بعد دیگرے خبروں نے ہندوستان اور انگلستان میں بہت کچھ امن پیدا کر دیا ہے۔

— سرینگر ۱۲ مئی۔ ٹنگ مرگ سے گل مرگ تک سڑک برف سے بالکل صاف ہو چکی ہے لیکن تاحال گاگر برف سے ڈھکا ہوا ہے۔ امید ہے چند روز میں ساری برف پگھل جائے گی۔

— شملہ ۱۳ مئی۔ کل قائم مقام کمانڈر چیف شملہ پہنچ گئے۔

— حال ہی میں ایک شخص کا استنبول (ٹرکی) میں انتقال ہوا ہے اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ دنیا بھر میں سب سے لمبا آدمی تھا اس کا قد ۹ فٹ تھا۔

— ٹوکیو (جاپان) میں عورتوں کی ایک انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی ایسے مرد سے شادی نہیں کریں گی جو شراب پیتا ہو۔

— جنیوا ۱۳ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ اس سال کے آغاز میں منچوریا میں جو پہلی جنگ ہوئی ہے وہ جاپان اور چین کے درمیان تھی اس میں شامل ہونے کے لئے جاپان کے ۹۰ ہزار نوجوانوں کو تیار رہنے کا حکم دیا گیا تھا۔

— شملہ ۱۳ مئی۔ سر حسن سہروردی چیف میڈیکل آفیسر ایسٹ انڈین ریلوے وائس چانسلر کلکتہ یونیورسٹی آج یہاں پہنچے۔

— شملہ ۱۳ مئی۔ کل گورنر پنجاب یہاں بخیریت پہنچ گئے مقامی افسروں و معززین شہر نے ریلوے سٹیشن پر استقبال کیا۔

— بیرن فان نیورتھ وزیر خارجہ جرمنی نے اعلان کیا ہے کہ اگر تخفیف اسلحہ کی کانفرنس ناکام رہی جیسا کہ توقع ہے تو جرمنی کا ارادہ ہے آپ کو دوبارہ مسلح کرنے کا ہے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ دوسری اقوام نے اسلحہ کی تخفیف کے دوران میں جرمنی کا مطالبہ مساوات کا جواب نہیں دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سب سے زیادہ مسلح حکومتیں اسلحہ میں تخفیف کرنے کی خواہش نہیں رکھتیں۔

— وزیر خارجہ جرمنی کے مذکورہ اعلان کو فرانسیسی اخبارات نے لرزہ خیز عنوانات کے ماتحت شائع کیا ہے۔

— لندن ۱۳ مئی۔ کل جرمنی کے تخفیف اسلحہ کی کانفرنس سے واک آوٹ کر جانے کے امکان اور اپنے آپ کو دوبارہ مسلح کرنے کے ارادے کے پیش نظر صورت حالات پر دارالامراء میں بحث ہوئی۔ وزیر جنگ نے کہا کہ جرمنی معاہدہ ورسیلز کی رو سے مقید ہے اور اگر اس کی طرف سے دوبارہ مسلح ہونے کی کوئی کوشش عمل میں آئی تو معاہدہ کی خلاف ورزی ہوگی۔ اس صورت میں مجبوراً ضروری کارروائی کی جائے گی۔

— لندن ۱۳ مئی۔ گاندھی جی کو رہا کر دینے پر لندن کے اکثر اخبارات نے حکومت کی دانشمندی کی تعریف کی ہے۔

— لاہور میونسپلٹی نے قصابوں پر کچھ جدید ٹیکس عائد کیا ہے۔ اس پر انہوں نے ہڑتال کر دی آج تیسرا روز ہے کہ شہر کے تمام قصابوں کی دکانیں بند ہیں۔ (بعد کی خبر ہے کہ دکانیں کھل گئیں)

— لندن ۱۳ مئی۔ اخبار ٹائمز نے ایک مضمون میں قدامت پسندوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ مسٹر چرچل کے حامیوں کے مقابلہ میں حکومت ہند کی حکمت عملی کی حمایت کریں۔ نیز لکھا ہے کہ اگر پارلیمنٹ نے اس مسودہ قانون کو جو وائٹ پیپر کی تجاویز کی بنا پر مرتب ہوگا نامنظور کر دیا یا اس میں تبدیلی کی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہندوستان کے مملکت سے نکل جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ اور تہذیب کے استحکام کو بھی سخت صدمہ پہنچے گا۔

— ماسکو ۱۳ مئی۔ عام طور پر یقین کیا جاتا ہے کہ برطانی انجنیئروں کی رہائی کی امید بہت کم ہے۔

— حکومت امریکہ کے صدر نے بحری میزانیہ میں دس ملین پونڈ کی تخفیف کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ چنانچہ اس تجویز کے مطابق ایک ہزار بحری افسروں اور دو ہزار سپاہیوں کو سبکدوش کر دیا جائے گا۔

— مشہور انگریز فلسفی و مصنف برنارڈ شا نے اپنی سیاحت عالم کے دوران میں ۲۹ ممالک دیکھے اور اس سیاحت سے انہیں جو تجربات حاصل ہوئے ہیں ان کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مذہب لوگ محزون و ملول اور متفکر رہتے ہیں اور غیر مذہب خوش و خرم اور رنج و آلام سے بری ہوتے ہیں۔

— ماسکو ۱۲ مئی۔ حکومت روس نے اپنے تمام باشندوں کو جو ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے ہیں۔ سرخ فوج میں شرکت کے لئے طلب کیا ہے۔

— شملہ ۱۳ مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ بخارہ ریاست الور میں محرم پر جو ہندو مسلم فساد ہوا تھا۔ اس کی تحقیقات کے لئے ایک سرکاری کمیٹی مقرر کی جائے گی یہ کمیٹی اپنی رپورٹ دربار اور حکومت ہند کے سامنے پیش کرے گی۔

— لندن ۱۲ مئی۔ مختلف پارٹیوں کے متعلق لندن میں مقیم ہندوستانیوں کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں مسٹر جے پٹیل اور مسٹر سبھاش چندر بوس کی حکمت عملی سے مطابقت کا اظہار کیا گیا۔ اور گاندھی جی کو لیڈر تسلیم کرنے کی مذمت کی گئی۔

— مسٹر پٹیل اور مسٹر سبھاش چندر بوس کا ایک مشترکہ مکتوب مقتدر ولایتی اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ گاندھی جی اپنی سیاسی مہم میں بالکل ناکام رہے ہیں۔ انہیں کانگرس سے علیحدہ کر دینا چاہئے۔

— ممالک متوسط کی ہندو کانفرنس کا اجلاس ۱۷۔ ۱۸ مئی کو موقام ۴۴ منعقد ہوگا۔ ڈاکٹر مونجے صدارت کریں گے۔

— لندن ۱۲ مئی۔ ملک معظم کچھ علیل ہیں۔ گٹھیا کی شکایت پیدا ہو گئی ہے لیکن بعد کی خبر ہے کہ وہ علاج سے رفع ہوتی جاتی ہے

— خواجہ حسن نظامی عنقریب سیاحت یورپ کے لئے روانہ ہونے والے ہیں۔

— حیدر آباد دکن ۱۳ مئی بوائے سکاوٹس کی عالمگیر نمائش میں جو آئندہ ماہ اگست میں منعقد ہونے والی ہے۔ اس میں سلطنت آصفیہ کے بوائے سکاوٹس بھی شریک ہوں گے۔

— مولانا شبلی مرحوم کی مشہور کتاب الفاروق کا پشتو زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے۔

ایک پر لطف دعوت

۱۱ مئی کی شام کو جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ نے اپنے صاحبزادے ڈاکٹر سید بشیر حسین صاحب کی کامیاب مراجعت کی خوشی میں اپنے دولتکدہ واقع مسلم ٹاون (احمدیہ بستی) پر ایک پر تکلف دعوت طعام دی۔ جس میں متعدد بزرگان و احباب سلسلہ کے علاوہ بعض غیر از جماعت معززین بھی مدعو تھے۔

معزز میزبان نے اپنی کوٹھی کے صحن میں شامیانہ نصب کرکے صوفوں اور کرسیوں کی نشست کا عمدہ انتظام کر دیا تھا۔ خورونوش کے بعد جناب مولانا عصمت اللہ صاحب نے تقریر فرمائی جناب شاہ صاحب قبلہ کو ان کے فرزند کی کامیاب مراجعت پر مبارکباد دینے کے علاوہ مختلف العقائد روشن خیال مسلمانوں کے اس اجتماع پر اظہار مسرت کیا اور اتحاد اسلامی کی ضرورت اور خوبیاں بیان کیں۔ اس کے بعد مولانا عبدالمجید صاحب سالک نے مولوی صاحب موصوف کی تائید میں پر لطف تقریر فرمائی جس میں اخبار انقلاب کے افکار و حوادث کا مزہ تھا۔

شب کے ساڑھے ۹ بجے کے قریب یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔ حاضرین میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کے اسماء قابل ذکر ہیں:۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ حضرت مولانا صدر الدین۔ جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ۔ جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ ہیڈ ماسٹر۔ ڈاکٹر سید طفیل حسین۔ ملک محمد امین وکیل۔ سید امجد علی۔ مولانا عبدالحق۔ مولانا عصمت اللہ۔ مولانا مہر۔ مولانا سالک ایڈیٹران انقلاب۔ خواجہ صلاح الدین۔ چودھری محمد اسمعیل۔

ضروری اطلاع

بعض جماعتیں ہمارے مبلغین کو چندہ وغیرہ کی رقوم دیکر نہ تو ان کی دستی رسیدات حاصل کرتی ہیں۔ اور نہ مرکز کو فوراً اطلاع دیتی ہیں۔ چونکہ مبلغین عموماً دورے پر رہتے ہیں اس لئے ایسی رقوم کی وصولی کی نہ تو دفتر مرکز کو اطلاع ملتی ہے۔ اور نہ ہی وہ خزانہ میں جمع ہو سکتی ہیں۔ بدیں وجہ احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ بجائے مبلغین کے ذریعہ ایسی رقوم بھیجنے کے براہ راست محاسب صاحب کے پتہ پر حسب دستور بھیجا کریں۔ اس طرح سے کئی قسم کی بدنظمیوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ اور خزانہ کی رسید فوراً بھیجی جاسکتی ہے

محمد منظور الٰہی (آنریری جائنٹ سکرٹری)

تار کا پتہ ۔ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصُّلْحُ خَيْر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عقیدہ

ما مسلمانیم از فضل خدا

مصطفٰی ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را برو شد اختتام

آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست

بادۂ عرفان ما از جام اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۲۳ محرم ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹ مئی ۱۹۳۳ء نمبر ۲۸

تاثیر صداقتِ اسلام

(از جناب بیگم صاحبہ شیخ محمد عمر صاحب مرحوم (والدہ لیڈی عبدالقادر صاحبہ))

کلام اللہ کو دیکھو بلاغت اس کو کہتے ہیں
احادیث نبی پڑھ لو فصاحت اسکو کہتے ہیں

شبِ معراج حق سے امتِ عاصی کی بخشش کا
لیا وعدہ پیمبرؐ نے شفاعت اسکو کہتے ہیں

دیا صدیق اکبرؓ نے پیمبرؐ کے اشارے سے
جو کچھ تھا مال و زر اپنا سخاوت اسکو کہتے ہیں

نکالا چیر کر جراح نے تلوے سے ناوک کو
علیؓ تھے محوِ سجدے میں عبادت اسکو کہتے ہیں

مسلمانوں کی ہمت سے ہر اک حصہ میں دنیا کے
بجا اسلام کا ڈنکا اشاعت اس کو کہتے ہیں

مصیبت جب پڑی مسلم ہزاروں کے مقابل ہیں
ہوا شمشیر زن تنہا شجاعت اس کو کہتے ہیں

ہوا جب حکم ہجرت کا تو چھوڑا ایکدم سب نے
وطن خویش و اقارب گھر اطاعت اسکو کہتے ہیں

مسلمان تاجروں کے دیکھکر اوصاف کو چینی
مسلماں ہوگئے سارے صداقت اسکو کہتے ہیں

اٹھا کر دیدیا مسکین کو زہر لے نہ کچھ کھایا
رکھا فاقہ پہ پھر روزہ ریاضت اسکو کہتے ہیں

چلن ہی تھا مبلغ مسلموں کا دیکھکر جس کو
مسلماں ہوگئے لاکھوں ہدایت اسکو کہتے ہیں

کہاں طاقت زبانِ عاجزہ کو وصفِ احمدؐ کی
مرے اشعار کیا، حق کی عنایت اسکو کہتے ہیں

ضروری اعلان

مسجدوں کے پیش امام توجہ فرمائیں

آنریری سکرٹری آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ کی طرف سے مندرجۂ ذیل ریزولیوشن برائے مناسب کارروائی پہنچا ہے ۔

مساجد کے اماموں کی تعلیم و تربیت

ریزولیوشن ۱۵ " یہ کانفرنس تمام مسلمان قوم پر زور دیتی ہے کہ وہ مساجد کے اماموں کی ایسی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں کہ جس کے ذریعہ سے وہ گاؤں کے لوگوں کی اقتصادی اور روحانی بہتری کا کام سرانجام دے سکیں ۔ نیز اس کے لٹریچر کی تیاری اور مفت تقسیم کا انتظام مسلمان زمینداروں میں کیا جائے اور حضرت نبی کریم صلعم کی سوانح حیات کو کثیر تعداد میں تقسیم کیا جائے"

مندرجۂ بالا ریزولیوشن کو عملی صورت میں لانے کے لئے ہماری انجمن اعلان کرتی ہے کہ وہ لاہور اور بیرونجات کے ہر ایسے امام کو پانچ روپے ماہوار وظیفہ دے گی جو اس کام کے کرنے کو تیار ہو ۔ جب ایک خاص تعداد درخواستوں کی جمع ہو جائے گی ۔ تو ان کو مناسب تعلیم و ہدایات دینے کے لئے کورس مقرر کر لیا جائیگا ہر ایک درخواست کے ساتھ دو معززین اہل محلہ کی تصدیق ضروری ہے کہ عرضی دہندہ امام محلہ کا مستقل امام ہے ۔ حنفی ۔ وہابی شیعہ خیالات کے امام درخواستیں بھیج سکتے ہیں ۔ کیونکہ یہ کام تمام مسلمانوں کا مشترکہ ہے ۔ درخواستوں کو بصیغۂ راز رکھا جائیگا

محمد منظور الٰہی

(آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

اسلام پر سوامی دیانند کے اعتراضات کی حقیقت

دہلی کے ایک مناظرہ کی رُوئداد ——— پنڈت رام چندر جی کا عجز!

(حافظ عطاء اللہ صاحب احمدی مبلغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی)

(۲)

سوامی دیانند کا چوتھا اعتراض

بسم اللہ پر سوامی صاحب نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ چونکہ اس میں نہیں لکھا کہ میں اللہ کے نام کے ساتھ نیک کاموں کو شروع کرتا ہوں اس لئے معلوم ہوا کہ بدکام بھی اللہ ہی کے نام سے شروع کرنے چاہئیں۔ اور مسلمان لوگ جانوروں کو مارنے کے وقت اسی لئے اللہ کا نام لیتے ہیں۔

الجواب

سوامی صاحب کو خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا شوق ہے جس کی وجہ سے جا و بیجا اعتراض کرتے چلے جاتے ہیں جس کی ایک مثال اعتراض زیر غور بھی ہے۔ اور اس سے بھی مزیدار اعتراض دیکھنا ہو وہاں دیکھیں جہاں سوامی جی فرماتے ہیں کہ سور گوشت حرام ہے ایسا قرآن میں لکھا ہے۔ معلوم ہوا انسان کا گوشت کھانا حلال ہے۔ غرض اسیطرح سوامی جی نے بہت سے اعتراضات کئے ہیں۔ اگر کوئی سوامی جی سے یہ کہے کہ سوامی جی آریوں کو کہہ دیجئے کہ لوگوں کو گالیاں نہ دیا کریں۔ تو سوامی جی آریوں کو کہیں کہ اے میرے پیارے مترو چونکہ یہ کہا گیا ہے کہ گالیاں نہ دیا کرو اس لئے معلوم ہوا چوری کرنا۔ خون کرنا جائز ہے۔ ایسی صورت میں سوائے سوامی جی کی عقل پر افسوس کرنے کے اور کیا ہوسکتا ہے؟

پنڈت جی مہاراج سنئے! برے کام کرنا ہی منع ہے۔ اس لئے ان کو اللہ کے نام سے شروع کرنا بے معنی بات ہے۔ اور اسلامی قانون کی رو سے ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ بھلا بتائیے کہ ہم اگر آپ سے کہیں کہ جب آپ کھانا کھانے لگیں تو ہاتھ دھو لیا کریں تو کیا اس کا یہ بھی منشا ہے کہ ہاتھ دھو کر نجاست کھا لیا کریں۔ یا ایسا کرنے سے پاخانہ حلال ہو جائے گا۔ مہاراج اللہ کے نام کے ساتھ وہی کام ہوسکتے ہیں یا کئے جاسکتے ہیں جن کے کرنے کی اس کی آگیا ہو (اجازت ہو)۔ قرآن مجید میں صاف حکم ہے کہ سور کا کھانا حرام ہے اب اگر کوئی احمق بسم اللہ کر کے اس گندگی پر منہ مارے تو یہ کسی طرح بھی جائز نہیں ہو سکتا۔

آئیے ہم آپ کو بتائیں کہ بسم اللہ شریف کہاں پڑھنی چاہئے سنئے یہ سورہ فاتحہ کی پہلی آیت ہے۔ اس کے بعد آتا ہے

الحمد للہ رب العالمین

پس بسم اللہ شریف پڑھ کر ہم حمد الٰہی کرتے ہیں۔ لہذا ہر وہ کام جو حمد الٰہی کے ماتحت ہو وہ بسم اللہ پڑھ کر کیا جانا چاہئے۔ اور ہر وہ کام جو اللہ تعالیٰ کی حمد کے خلاف ہے۔ کرنا ہی نہیں چاہئے۔ چہ جائیکہ اسے اللہ کے نام سے کیا جائے۔ یہی منشا تھا اس حکم الٰہی کا جو فخر بنی آدم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بالفاظ

اقرأ باسم ربک الذی خلق

سب سے پہلے دیا گیا۔ اور دیکھو کہ اس رب نے اپنے نام کی برکت سے آنحضرت صلعم کی کیسی ربوبیت فرمائی۔ اور کبھی نہ فرماتا جب اپنی ربوبیت کو آپ کی طرف لفظ "ربک" میں خاص کر دیا تھا۔

آریا:۔ سوامی جی کا اعتراض درست ہے جب ایک کتاب میں صرف یہ لکھا ہو کہ سور حرام ہے اور کسی دوسری چیز کو حرام نہ لکھا ہو تو سوائے سور کے دوسرے تمام جانور حلال ماننے پڑیں گے۔ کوئی دلیل نہیں جو اس کے خلاف ثابت کر سکے۔

احمدی:۔ سوامی جی کا اعتراض تو باطل ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں سور کو خاص طور پر حرام کرنے کی وجوہات خاص ہیں۔ مثلاً اس کے جسم کے ہر حصہ میں بلکہ ہر بال میں بے انتہا جراثیم ہوتے ہیں جن کو آج سائنسدانوں نے بڑی مشکلوں کے بعد معلوم کیا ہے اور یہ جراثیم اس قدر خطرناک ہیں کہ فرانس میں ایک ہوٹل میں صرف ایک سور کے گوشت کے کھانے سے تین سو ساٹھ جانیں تلف ہو گئیں۔ جیسا کہ کتاب "Rats + Mice as enemy of man" میں اس واقعہ کو درج کر کے سور کو بڑا چوہا قرار دیکر اسے انسان کا بہت بڑا دشمن اور ناقابل خوراک ثابت کیا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بنی نوع انسان پر احسان ہے کہ اس نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے اس گندے سے بچانے کے لئے فرمایا:۔

"حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر"

خنزیر کے لفظی معنے ہیں سور۔ سو معنے بدی اور اری کے معنے دیکھتا ہوں۔ یعنے یہ وہ پلید جانور ہے جس کی بدی میں دیکھتا ہوں یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں بھی اس کا نام ہی بد ہے۔ پس ہر شے جو بد ہے حرام ہے۔

چونکہ قرآن مجید ایک کامل کتاب ہے اس لئے اس نے آئندہ ہونے والے اعتراضوں کی جڑ کاٹنے کے لئے فرمایا:۔

کلو من طیبات

یعنی پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ پس اب اگر کسی مہاشہ صاحب کو نجاست اور پاکیزگی میں فرق کرنا نہیں آتا اور خواہ مخواہ نجاست کو حلال ٹھیرانے کے لئے بہانہ چاہتا ہے تو اس کا تو کوئی علاج نہیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے حلال اور حرام کے اصولوں کو قرآن مجید میں واضح کر دیا ہے۔

قرآن شریف میں صاف حکم ہے کہ کسی انسان کو مارا جائے نہیں مگر جبکہ اس نے کسی جان کو مارا ہو۔ مگر سوامی جی کہتے ہیں کہ اگر سور حرام ہے تو انسان تو حلال ہوا۔ گویا حلت و حرمت کی صرف ایک ہی وجہ ہے۔ چونکہ نجس ہونے کی وجہ سے سور حرام ہے اس لئے سوامی جی کو خیال آیا کہ انسان تو اشرف المخلوقات ہے اس لئے یہ طیب ہے۔ لہذا قرآن کی رو سے انسان کا کھانا حلال ہوا سوامی جی سے اگر کوئی یہ کہے کہ بیوی وہ ہونی چاہئے جو محبت کرنے والی ہو تو پھر سوامی جی جھٹ کہہ اٹھیں کہ لو صاحبو! آج سے ماں سے شادی حلال ہو گئی کیونکہ بیوی کے لئے محبت کرنے والی ہونا شرط ہے۔ اور ماں سے زیادہ محبت کرنے والی کون ہو سکتی ہے۔ لہذا ماں سے بھی شادی جائز ہے۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

ہاں یاد آیا سوامی جی فرماتے ہیں کہ اگر خود بخود مر جانے والے جانوروں اور انسانوں کی لاشیں گوشت خوروں کے سپرد کر دی جائیں تو کچھ ڈر نہیں ہے۔ مگر قرآن کریم کہتا ہے:۔

حرمت علیکم المیتة

"تم پر مردار حرام ہے"۔ آریو! اپنے مہارشی کی عقل کو ذرا اس سائنس کے ساتھ پرکھ کر دیکھو جو خوراک کے متعلق ہے۔ پھر تمہیں پتہ چل جائے گا کہ سوامی جی کی عقل کیسی تھی۔

سوامی دیانند صاحب کے غلط اعتراض کی تائید میں جو آریہ مہا اپدیشک رام چندر صاحب نے کہا ہے وہ بھی غلط ہے۔ اگر ان کے اصول کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اگر کسی رلیفارمر کے سامنے بعض افراد ایسے ہوں کہ ان میں یہ نقص ہو کہ وہ نیوگ کراتے ہوں اور وہ رلیفارمر انہیں یہ کہے کہ نیوگ نہ کرایا کرو تو اب اس سے یہی ثابت ہوگا کہ ان میں جو عیب تھا اس کی اصلاح کر دی گئی۔ مگر آریہ دلیل باز مہا اپدیشک کے نزدیک ایسے ناصح کے قول سے یہ بھی ثابت ہو سکتا ہے کہ نیوگ تو نہ کرو مگر دوسری بدکاریاں جائز ہیں وہ کر لیا کرو۔ استغفر اللہ۔ یہ نتیجہ ہے سوامی دیانند کی اس عجیب و غریب منطق اور اس غلط تعلیم کا جو انہوں نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں دی ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو اب بخار اور زکام سے افاقہ ہے۔ حضرت ممدوح ۱۱ مئی کی شب کو معہ اہل و عیال ڈلہوزی تشریف لے گئے۔ ریلوے اسٹیشن پر متعدد بزرگان و احباب سلسلہ رخصت کرنے کے لئے موجود تھے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ ممدوح کو صحت و سلامتی سے رکھے اور بخیریت واپس لائے۔ آمین
خط و کتابت کے لئے اتنا پتہ کافی ہے۔ **دار السلام ڈلہوزی۔**

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ انشاء اللہ ۲۱ مئی کی شب کو ڈلہوزی تشریف لے جائیں گے۔

— ۱۷ مئی کو نماز ظہر کے بعد مندرجہ ذیل تین اصحاب نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کی:۔

(۱) علی محمد صاحب چک نمبر ۲۴۸ ضلع لائل پور۔
(۲) علی احمد صاحب اختر گا ہندوان ضلع شیخوپورہ۔
(۳) میاں امیر الدین صاحب کوزن احمدیہ بلڈنگس لاہور۔

— عزیز شیخ اقبال احمد صاحب خلف الرشید شیخ نور احمد صاحب مرحوم و مغفور نے امسال سکنڈ ڈویژن میں امتحان میٹریکولیشن پاس کیا ہے۔ ہم اس کامیابی پر عزیز مذکور اور ان کی والدہ صاحبہ کو مبارکباد دیتے ہیں۔ خدا کرے یہ ترقی ان کی آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

— جناب بابو محمد رمضان خاں صاحب ریٹائرڈ ڈرافٹسمین نہر کے صاحبزادے ڈاکٹر عبد الرحمن صاحب نے امسال ایم بی بی ایس کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے (پیغام صلح مبارکباد)

— افسوس جناب مولانا محمد یعقوب خاں صاحب کے والد محترم جناب میر عالم خاں صاحب قبلہ کا ۱۰ مئی کو بمقام پیر پیائی ضلع پشاور انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مولانا موصوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم جمعہ ۲۳ محرم الحرام ۱۳۵۲ھ	نمبر ۲۸

برادران جماعت کی خدمت میں ایک ضروری التماس

ایک بزرگِ قوم کا مطالبہ

جیساکہ ہم اس سے قبل بھی متعدد مرتبہ عرض کرچکے ہیں آجکل اخبار پیغام صلح سخت مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔ خاص نمبر کے غیر معمولی اخراجات نے ان مشکلات میں اور اضافہ کردیا ہے اس سلسلہ کا زیادہ دیر تک جاری رہنا ناقابل برداشت ہوگا۔ اسی صورت حالات سے متاثر ہوکر **حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ افسر پیغام صلح** نے بقایاجات کی فہرست مرتب کرائی۔ جسے ملاحظہ فرماکر ممدوح حیران ہوگئے کیونکہ تقریباً ڈھائی سو اصحاب ایسے ہیں جن کے ذمہ اخبار کا چندہ ایک سے زیادہ سالوں کا بقایا ہے۔ اور ان بقایاجات کی مجموعی رقم تقریباً پونے تین ہزار روپیہ بنتی ہے۔ اگر دیگر بقایا رقوم بھی شامل کرلی جائیں تو میزان تین ہزار سے بھی تجاوز کرجاتی ہے۔ یہ صورت حالات ممدوح کی توقع کے بالکل خلاف تھی۔ اور یہ فہرست دیکھ کر اس محترم بزرگ کو جو افسوس ہوا وہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ممدوح نے اسی وقت ایک اپیل لکھی جو گزشتہ دو اشاعتوں میں جلی حروف میں شائع ہوچکی ہے۔ اور پیش نظر پرچے میں بھی درج ہورہی ہے۔

اپنی مشکلات کی داستان تو ہم کئی بار سناچکے ہیں۔ اس کے اعادہ کی تو چنداں ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ ہم کہنا چاہتے تھے وہ بہت زیادہ موثر، دردانگیز اور پرزور الفاظ میں حضرت ممدوح نے اپنی اپیل میں کہہ دیا۔ اس وقت اس محترم بزرگ قوم کی اپیل پر توجہ دلانا ہی ہمارا مقصود ہے۔ اخبار بےشک قومی چیز ہے اور اس کے اجرا کا مقصد بھی تجارتی منافع حاصل کرنا نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اخبارات کے چندوں کی حیثیت دوسرے چندوں سے بہت کچھ علیحدہ ہے۔ اخبار کے لئے آپ جو کچھ ادا کرتے ہیں یا آپ کو ادا کرنا چاہئے اس کے عوض آپ کو مادی شکل میں ایک چیز ملتی ہے اگر اس چیز کی قیمت کوئی بار بار کے مطالبوں کے باوجود کئی کئی سال تک ادا نہ کرے تو یہ کس قدر رنجیدہ اور افسوسناک بات ہوگی۔ اشتہاروں کی اشاعت میں ہم بہت محتاط ہیں۔ کیونکہ عام بازار کی شرح کے خلاف اخبار میں اشتہار شائع کرنا جماعت کے وقار کے خلاف ہے۔ اس کے بعد اخبار کی آمد کا واحد ذریعہ چندہ خریداری رہ جاتا ہے اگر خریدار صاحبان چندہ باقاعدگی سے ادا نہ کریں تو آپ سمجھ سکتے ہیں دفتر کے پاس کوئی دفینہ تو موجود نہیں۔ اس صورت میں اخبار انجمن پر بار ہونے کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ یہ عرض کردینا بھی ضروری ہے کہ اس قدر بقایاجات کی موجودگی دفتر کے تساہل یا بدانتظامی کی وجہ سے نہیں۔ دفتر کی طرف سے نہایت باقاعدگی سے مطالبات کئے جاتے ہیں۔ وی پیوں پر بھی محصول ڈاک ضائع کیا جاتا ہے۔ لیکن اس ساری تگ و دو اور چیخ پکار کا جواب خاموشی یا ایفا نہ ہونے والے وعدوں کی صورت میں ملتا ہے۔ اس طرح دفتر کا بے اندازہ وقت ضائع ہونے کے علاوہ اس کو ڈاک کے گرانقدر اخراجات کا بار بھی اٹھانا پڑتا ہے۔ زیادہ رنجیدہ بات یہ ہے کہ بقایاداروں کی فہرست میں زیادہ تر ان دوستوں کے نام ہیں جو قوم میں مالی لحاظ سے خوشحال ہیں۔

احباب اخبار کو نہایت اچھی حالت اور بلند معیار پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ موجودہ حالت میں ان کو اس سے بہت سی شکایتیں بھی ہیں۔ لیکن افسوس وہ اپنی غفلت اور بےتوجہی سے ایسے حالات پیدا کررہے ہیں جن کی موجودگی میں اصلاح کی بجائے مزید شکایات پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ یہ نہایت دکھ کی بات ہے۔ دفتر کی طرف سے اخبار کو ترقی دینے کے لئے جب کوئی قدم اٹھایا گیا ہے۔ اکثر احباب کا طرز عمل حوصلہ شکن رہا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ سال رواں کے اختتام تک اخبار کو کافی بلند معیار تک لے آئیں۔ اور نہ سہی ماہوار ایڈیشن کو صفحات و تصاویر کے اضافہ کے ساتھ اس قابل بنادیں کہ بہترین اردو ہفتہ واروں کے مقابلہ میں رکھا جاسکے۔ لیکن کیا کیا جائے معزز خریدار صاحبان ہمارے ان ارادوں کا ساتھ نہیں دیتے۔ تاہم ہم اب بھی مایوس نہیں ہوئے پیغام صلح احمدی جماعت کا اخبار ہے۔ اور یہ ایک زندہ اور مخلص جماعت ہے۔ احمدیوں کو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا وعدہ فراموش نہیں ہوا۔ یہی وہ قوم ہے جس کی مالی قربانیاں اور انتھک کوششیں اس زمانہ میں خدمت اسلام کے لئے وقف ہیں ہمیں یقین ہے کہ یہ قوم اپنے واحد اردو آرگن کو زیادہ دیر تک اس "نیم مردہ" حالت میں نہیں دیکھ سکے گی۔ اس کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ یہ بات اس کی قومی حمیت اور قومی مقاصد کے خلاف ہے۔ اب تک جو کچھ ہوا ہے اس کی وجہ محض غفلت ہے ہمیں یقین ہے کہ **حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب** ایسے محترم و بلند پایہ بزرگ کی دردناک اپیل کی موجودگی میں یہ غفلت قائم نہیں رہ سکتی۔ ممدوح نے اپنی اپیل میں جو مطالبہ کیا ہے احباب اسے جلد پورا کردینگے۔ پیغام صلح کے معزز خریدارو! یہ الفاظ بڑی بڑی امیدوں کے ساتھ کہے گئے ہیں۔ انہیں اپنے عمل کے ساتھ صحیح ثابت کرکے دکھلاؤ۔

پیش نظر اشاعت کے ساتھ بقایاداروں کے نام مفصل خطوط لکھے جارہے ہیں۔ مہربانی فرماکر وہ اپنی پہلی فرصت میں انہیں بغور مطالعہ فرماکر واجب الادا رقوم بھیجدیں۔ کیا ہم توقع کرسکتے ہیں کہ اس کے بعد بقایاجات کے بارہ میں کسی اور اپیل کی ضرورت پیش نہیں آسکے گی؟

ریزیڈنسی بازار کی واپسی

جیساکہ ہم اس سے قبل بھی ذکر کرچکے ہیں کہ دولت آصفیہ کے دارالسلطنت حیدرآباد فرخندہ بنیاد میں تھوڑا سا علاقہ ایسا بھی ہے جہاں انگریزی قبضہ اور انگریزی قوانین نافذ ہیں۔ اعلیحضرت حضور نظام عرصہ سے اس کی واپسی کا مطالبہ فرمارہے تھے حکومت ہند بھی اس پر آمادہ تھی لیکن غیر متوقع طور پر ایسی الجھنیں پیدا ہوتی رہیں جن کی وجہ سے واپسی کی کارروائی عمل میں نہ آسکی۔ خدا کا شکر ہے کہ التوا و تاخیر کا یہ صبر آزما دور ختم ہوا اور ۱۴ مئی کی دوپہر کو ریزیڈنسی بازار اعلیحضرت حضور نظام کی حکومت کے سپرد کردیا گیا۔ ریزیڈنسی پولیس ہیڈکوارٹر۔ میونسپل دفتر ہسپتال وغیرہ سب کا چارج حضور نظام کے نمائندوں نے لے لیا۔ اس وقت عوام بکثرت موجود تھے۔ حکومت آصفیہ کے اس مطالبہ کی کامیابی پر تمام مملکت میں خوشی کا اظہار کیا گیا۔ ہم بھی اعلیحضرت حضور نظام اور ان کے ارکان سلطنت کی خدمت میں مخلصانہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ خدا کرے استرداد برار کا مژدہ بھی جلد سننے میں آئے۔

آہ! امیر عالم خانصاحب

نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر "لائٹ" کے والد محترم جناب میر عالم خان صاحب کا ۱۷ مئی کی شب کو ان کے وطن موضع پیروپائی ضلع پشاور میں بعارضہ فالج انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت نیک دیندار اور خوش اخلاق بزرگ تھے۔ ۹۲ سال کے قریب عمر تھی۔ - - - - - - - - - - - - - - جوانی میں فوج کی ملازمت بھی کی تھی۔ آجکل یاد خدا ہی شغل تھا۔ اس حادثہ عظیم میں ہمیں جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

نیک مثال کی تقلید

گزشتہ اشاعت میں ہم نے "دو نیک مثالیں" کے عنوان سے ایک شذرہ سپرد قلم کیا تھا جس میں محترم بابو محمد نبی بخش صاحب کے نیک نمونہ کو بیان کرتے ہوئے تمام افراد جماعت سے درخواست کی تھی کہ وہ امتحانات میں کامیابی کے موقع پر دعوتوں اور پارٹیوں کی شکل میں اظہار مسرت کے ساتھ ساتھ دینی کاموں اور قومی ضرورتوں کو یاد رکھا کریں۔ اور کچھ نہ کچھ تو ان بیت المال میں بھی عطا فرمایا کریں۔ اور اس طریق کو تمام قوم ایک ضروری رسم کے طور پر اختیار کر لے۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہماری یہ درخواست رائیگاں نہ گئی۔ اس نیک نمونہ کی تقلید کی ایک مثال جلد ہی مل گئی۔ الحمد للہ۔

امسال ہمارے ایک عزیز دوست ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب خلف الرشید جناب بابو محمد رمضان صاحب نے ایم بی بی ایس کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس خوشی میں بابو صاحب موصوف نے اشاعت اسلام فنڈ میں دس روپے کی رقم عنایت فرمائی ہے۔ ہم بابو محمد رمضان صاحب اور ان کے لائق فرزند کو اس کامیابی اور اس کے بعد ایک نیک مثال کی تقلید پر مبارکباد دیتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب کو تمام مراحل زندگی میں کامیابی عطا فرمائے۔ اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آج کل امتحانات کے نتائج شائع ہو رہے ہیں۔ احباب ان مثالوں کو پیش نظر رکھیں۔

دوسرے کالم کا بقیہ

وہ ہرگز ہرگز شائع نہیں ہو سکتی ۔۔۔ یہ ۔۔۔ نہیں جیسے ترشی اتار دو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں جو گستاخیاں غیر کر رہے ہیں ان کو کر رہے ہیں ہماری چھاتیوں پر مونگ دلنے کے مصداق ہیں۔ میں صحیح نہیں کہہ سکتا کہ اس طوفان بے تمیزی میں کیا کچھ ندا کرنا پڑیگا میرے نوجوان بھائیو! اس کا علاج جیسا کہ قوم فیصلہ کرے گی کرنا ہوگا اس معاملہ میں جو کچھ کرنا ہوگا دوسروں کی طرح غیر اقوام کی اہانت طلب کرنا مسلمانوں کی شان سے بعید ہے۔

گردش زمانہ کی حیات افروز ہوتی ہے
مصیبت جب آتی ہے سبق آموز ہوتی ہے

ہماری بیعت کوئی پیری مریدی کی بیعت نہیں ہے۔ ہماری جماعت ایک مجاہدوں کی جماعت ہے جس کا واحد نصب العین اور نقطہ نظر اشاعت اسلام و حفاظت دین متین ہے۔ ہم میں وہ خصوصیات پیدا ہونی چاہئیں جو ایک مجاہد کے لئے ضروری ہیں۔ میرے بھائیو! اگر ہم اس رنگ میں رنگین ہو جائیں تو تمام دنیا کی مخالفت ہمارے سلسلہ کا بال بیکا نہیں کر سکتی۔ احمدیت اسلام کی صحیح تصویر کا دوسرا نام ہے۔

سب سے ضروری اور آخری گزارش یہ ہے کہ مالک ارض و سما کے حضور میں گر جاؤ۔ خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پنجگانہ ادا کرو۔ دوست دشمن سب کے لئے دعا کرو۔ کیونکہ یہ راستبازوں کی علامت ہے۔

چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن تجھ کو بھی جانا ہے خدا کے سامنے
راستی کے سامنے کب جھوٹ چلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعل بے بہا کے سامنے
(مسیح موعود)

احمدی نوجوانوں سے خطاب

جناب چوہدری فیصل دین صاحب آرٹس کالج کوآپریٹو سوسائٹی لائلپور (امرتسر)

ان ایام میں بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ذات بابرکات پر جو ناپاک اور حیا سوز حملے ہو رہے ہیں اور آپ کی تعلیم کو بگاڑ کر اور طرح طرح کی حاشیہ آرائیاں کرتے پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے وہ کسی بھائی سے مخفی نہیں۔ ممکن ہے کہ کوئی صاحب اس طوفان بے تمیزی سے خائف ہوں لیکن اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس طوفان مخالفت میں اپنی جماعت کی کامیابی یقیناً دیکھتا ہوں۔ بات صرف اتنی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہر احمدی نوجوانوں کی قوت ایمانی پر مہر تصدیق ثبت کر دے۔ لہٰذا ہم میں سے ہر ایک بھائی کو نہایت سنجیدگی سے متانت سے بردباری سے۔ الغرض جملہ اوصاف حمیدہ کے مالک بنتے ہوئے ان کا تدارک کرنا چاہئے۔ یہ ایک احسن موقعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کام کرنے کا عنایت فرمایا ہے۔ اس سے فائدہ نہ اٹھانا یقیناً بدقسمتی ہوگی۔ احمدیت کی مثال ایک پتھر سے دی جا سکتی ہے جو اس پر گرے گا وہ بھی چکنا چور ہوگا اور جس پر یہ گرے گا اس کا بھی ستیاناس ہوگا۔

اس طوفان بے تمیزی میں ہمارا دو طاقتوں سے مقابلہ ہے ایک طرف وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو حضرت مرزا صاحب کا اصلی جانشین خیال کرتے ہیں۔ اور جنھوں نے حضرت مرزا صاحب کو اصلی مرتبہ یعنی مجدد سے اٹھا کر نبی کا درجہ دیا۔ جو بالکل حضرت صاحب کی تحریرات کے خلاف ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام روئے زمین کے مسلمان کافر ٹھہرے۔ بحقیقت ہے کہ قادیانی دوست احمدیت کو ذلیل کرا رہے ہیں۔ اور موجودہ شورش میں $\frac{9}{10}$ حصہ انہی کا ہے دوسری طرف وہ نادان ہیں جو تعصب کی عینک لگائے ہوئے ہیں اور آپ کی پاک ذات پر ناپاک سے ناپاک جھوٹے اور بے سروپا جھوٹے الزامات لگا رہے ہیں۔ ان دونوں گروہوں کو ہم نے مسیح موعود علیہ السلام کی صحیح تعلیم پر چلانا ہے۔ یہ کام کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ مسلسل مجاہدہ چاہتا ہے۔

اگر ذرا غور و تعمق کی نظر سے دیکھا جائے تو ان دونوں گروہوں کا اس طرح افراط اور تفریط کی طرف جانا حضرت صاحب کے صادق ہونے کی بین دلیل ہے۔ کیونکہ آپ مثیل مسیح تھے۔

میں جملہ احباب کی بالعموم اور نوجوانوں کی توجہ بالخصوص ایک خاص امر کی طرف منعطف کرانی چاہتا ہوں۔ وہ ہے حضرت امیر قوم کی آواز پر لبیک کہنا (بشرطیکہ ان کی پکار خلاف حکم خدا اور رسول نہ ہو) ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض اولین ہونا چاہئے کہ امیر قوم کی آواز پر لبیک کہے۔ جب ان کی طرف سے کوئی حکم آئے فوراً اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ تنظیم اور جماعت بندی کا زریں اصول ہے چنانچہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ ماہ ایک تجویز فرمائی ہے کہ موجودہ طوفان کی روک تھام اور غلط فہمیوں کو دور کرنے اور احمدیت کی صحیح تعلیم اور پوزیشن لوگوں پر واضح کرنے کے لئے ۱۲ لاکھ ٹریکٹ طبع کرا کر تقسیم کئے جائیں۔ اس سلسلہ میں پہلا ٹریکٹ طبع ہو کر تقسیم ہو چکا ہے دوسرا ۔۔۔ ہو رہا ہے۔

مصلحت وقت تو اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ طبع اور تقسیم کا سارا کام احمدی نوجوان اپنے ذمہ لیں۔ اور دنیا کو بتلا دیں کہ ہم زندہ ہیں مردہ نہیں ہیں۔ اور جس چیز کو وہ ضائع کرنا چاہتے ہیں

باقی پہلے کالم میں

خاص نمبر

کا دوسرا ایڈیشن

الحمد للہ کہ خاص نمبر توقع سے بڑھ کر مقبول ہوا۔ جو محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور بزرگوں اور دوستوں کی ذرہ نوازی ہے۔ یہ نمبر کافی تاخیر سے شائع ہوا تھا۔ اور بہت زیادہ تعداد میں چھپوایا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود دیر سے موصول ہونے والی بہت سی فرمائشیں ایسی موجود ہیں جن کی تعمیل نہ ہو سکی۔ جن احباب کی فرمائشیں پوری نہ ہو سکیں انہیں یقیناً افسوس اور گلہ ہوگا۔ اس بات کو اور خاص نمبر کی ضرورت و اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر صرف پانسو فرمائشیں بھی اور موصول ہو جائیں تو ہم اس نمبر کا

دوسرا ایڈیشن

شائع کر دیں گے۔ اس نمبر پر بہت زیادہ روپیہ خرچ ہوا ہے اور عملہ کو بھی بہت زیادہ کام کرنا پڑا ہے۔ پہلے ایڈیشن میں ہمیں ایک پائی کا نفع نہیں ہوا۔ اور نہ دوسرے ایڈیشن میں ہوگا محض تبلیغی مقاصد کے پیش نظر دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کی تجویز کی گئی ہے۔ جن احباب نے اس سے قبل خاص نمبر کی توسیع اشاعت میں حصہ نہیں لیا یا بہت کم لیا ہے۔ ان کے لئے یہ ایک زریں موقعہ ہے۔ احمدی خواتین کو خاص طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ فرمائشیں بھیجنے سے قبل مندرجہ ذیل شرائط کو خوب اچھی طرح ملاحظہ فرمالیں۔

(۱) قیمت فی پرچہ ۲ ر ہوگی۔ اور ایک روپے میں دس کاپیاں ملیں گی۔ محصول ہر صورت میں بذمہ خریدار ہوگا۔ خواہ پرچہ بذریعہ ڈاک ارسال ہو یا بذریعہ ریلوے۔
(۲) دوسرے ایڈیشن کے مضامین کاغذ چھپائی۔ تصویر اور سائز وغیرہ بالکل پہلے ایڈیشن جیسی ہوگی۔ کوئی فرق نہ ہوگا
(۳) قیمت فرمائش کے ہمراہ ہی بھیج دینی چاہئے۔
(۴) دوسرا ایڈیشن صرف اسی صورت میں شائع ہو سکیگا جبکہ فرمائشوں کی تعداد ایک ہزار یا اس کے قریب قریب پہنچ جائے۔ تقریباً پانسو پرچے کی فرمائشیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ پانسو پرچہ کے خریداروں کی ضرورت ہے۔
(۵) جن احباب کی فرمائشوں کی تعمیل نہیں ہو سکی ان کو خطوط کے ذریعہ اطلاع دی جا چکی ہے۔ اگر دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تو پرچہ ان کو ارسال کر دیا جائے گا۔ ورنہ مشکل ہے۔ اگر وہ اپنی فرمائشوں میں کوئی تبدیلی کرنا یا ان کو منسوخ کرنا چاہتے ہیں تو اپنی پہلی فرصت میں اطلاع دیں۔
(۶) مطلوبہ تعداد پوری ہونے کے بعد ہفتہ عشرہ کے اندر ہی پرچہ تیار ہو جائے گا۔

ضروری التماس

جن احباب کی فرمائشوں کی تعمیل ہو چکی ہے اور انہوں نے قیمت ابھی تک ارسال نہیں فرمائی ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بہت جلد مطلوبہ رقم ارسال فرمائیں خاص نمبر کے اخراجات کی وجہ سے اخبار بہت زیر بار ہو گیا ہے اس لئے بار بار کی یاد دہانی کا انتظار کئے بغیر واجب الادا رقم بھیج دیں (منیجر)

برادران جماعت کی خدمت میں ایک ضروری التماس

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیغام صلح آپ کا قومی اخبار ہے۔ انسان مبلغ تو بہت کم کبھی کبھار آپ کے پاس پہنچتا ہوگا۔ لیکن یہ وہ مبلغ ہے جو ہفتہ میں دو بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اور جماعت کے کل حالات اور تحریکات سے آپ کو آگاہ کرتا رہتا ہے اور حسب استطاعت مذہبی اور علمی معارف و حقائق سے بھی آپ کو بہرہ اندوز کرتا رہتا ہے۔ آپ کو مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ زمانہ قوم کی زندگی اور تنظیم محض اخبار پر منحصر ہے لیکن کس قدر مقام افسوس ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ اس کی ناچیز خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی ترقی اشاعت میں کوشش کرکے عنداللہ ماجور ہوتے۔ اور اپنے قومی آرگن کو مضبوط کرتے اس کی طرف آپ کی توجہ اس قدر کم ہے کہ آپ صاحبان میں سے بہت سے اس کا سالانہ چندہ بھی باقاعدہ ادا کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ چنانچہ اس وقت قریباً ڈھائی سو اصحاب ہیں جن کے ذمہ اخبار کا چندہ ایک سے زیادہ سالوں کا بقایا ہے۔ جن کی مجموعی رقم قریباً پورے تین ہزار روپے بنتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور یہ امر اور بھی زیادہ قابل افسوس بن جاتا ہے جب ان میں زیادہ تر ان بزرگوں کے نام مجھے نظر آتے ہیں۔ جو قوم میں مالی لحاظ سے خوش حال ہیں۔ جن کی ہستی پر جماعت کو فخر ہے یعنی عدم ادائیگی چندہ کی وجہ ناداری و مفلسی نہیں بلکہ محض بے توجہی ہے ان دوستوں کے خیال میں قومی اخبار ایک ایسی چیز ہے جسے قوم کے دوسرے افراد چلائیں۔ اور وہ صرف پڑھا کریں۔ لیکن جب ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ یہی سمجھ لے تو فرمایئے اخبار کو آسمان سے فرشتوں نے آکر تو چلانا نہیں۔ آپ نے اور ہم نے مل کر ہی چلانا ہے۔ کیا ہمارا اپنا فرض نہیں کہ ہم اخبار کو اچھی حالت میں دیکھیں۔ اس کے سرمایہ کو مضبوط کریں۔ اس کی اشاعت کو ترقی دیں اور کچھ نہ کریں **تو اپنا سالانہ چندہ ہی باقاعدہ ادا کریں۔ میں آج بقایا وصول کرنے حاضر ہوا ہوں**۔ صدقہ خیرات نہیں مانگتا کہ دل چاہا آپ نے دیا دل چاہا نہ دیا۔ بلکہ اخبار کی **بقایا قیمت مانگتا ہوں**۔ آپ کئی کئی سال سے اخبار پڑھ رہے ہیں۔ مہربانی فرماکر اس کی قیمت عنایت فرمادیں۔ کیا آپ کا تقویٰ اس بات کو جائز رکھتا ہے کہ آپ کسی سے کوئی چیز خریدیں اور اس کی قیمت نہ دیں۔ **کیا آپ عنداللہ اس کے لئے جواب دہ نہ ہوں گے؟** ضرور ہوں گے۔ بلکہ زیادہ ہوں گے کیونکہ **آپ نے قومی بیت المال سے ایک چیز خریدی اور اس کی قیمت نہ دی**۔ چونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ وہ قوم ہیں جس نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے۔ اس لئے آپ کے تقویٰ اور دیانت کے جذبات سے اپیل کرتا ہوں۔ اس چٹھی کی تاریخ اشاعت سے پندرہ روز کے اندر اپنے بقایا کو **للہ** صاف کردیں۔

میں علیحدہ علیحدہ ہر ایک صاحب کا بقایا پرائیویٹ چٹھی کے ذریعہ سے لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ اگر آپ کو اخبار کی خریداری منظور نہیں ہے تو پچھلا بقایا ادا فرمادیں اور آئندہ کے لئے تحریر فرمادیں کہ اخبار بند کردو تاکہ نادہندگی کے گناہ سے آپ بچ جاویں۔ طریق تقویٰ یہی ہے۔ اگر پندرہ روز تک آپ کا کوئی جواب نہ آیا تو میں مجبور ہوں گا کہ بقایا داروں کے نام اخبار میں شائع کرکے قوم کی حالت پر صف ماتم بچھا دوں۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

راقم

خاکسار بشارت احمد

(افسر پیغام صلح لاہور)

مسلم ہائی سکول اولڈ بوائز ایسوسی ایشن

لاہور میں دعوت احباب

مسلم ہائی سکول اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی سرپرستی میں مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۳۳ء بروز اتوار ساڑھے پانچ بجے جناب ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ صاحب ایم بی و ایم آر یعنی ایس تو ڈی۔ پی۔ ایم ایچ (لندن) ایل ایم (ڈبلن) کے ورود مسعود کی خوشی اور صاحب موصوف کی عزت افزائی کے سلسلہ میں دعوت احباب سرانجام دی گئی۔ مدعوئین کا استقبال سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب صدر۔ مولوی عزیز الدین صاحب مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے کیا۔ مہمانوں کی تواضع چائے اور دیگر از قبیل اشیاء سے کی گئی حقیقتہً دعوت ایک شاندار پیمانہ پر ہوئی۔ نیبر ہوٹل لاہور سے اس کا انتظام کیا گیا تھا۔ تقریب بفضلہ تعالیٰ نہایت کامیاب رہی۔ حاضرین کی تعداد یکصد سے متجاوز تھی۔ گو قلت وقت کے باعث بہت سے ممبران کو اطلاع نہ دی جاسکی۔ ممتاز مدعوئین میں مندرجہ ذیل اسماء قابل ذکر ہیں۔

(۱) خان صاحب سعادت دین خان صاحب رئیس اعظم۔ (۲) خان لطیف صاحب گابا (۳) مولانا مولوی محمد علی صاحب۔ (۴) مولانا مولوی صدر الدین صاحب (۵) خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ خانصاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ڈاکٹر سید طفیل حسین صاحب۔ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب امام مسجد برلن۔ پروفیسر عبدالقادر صاحب۔ خلیفہ محمد عبداللہ صاحب۔ خواجہ عبدالغنی صاحب۔ ملک محمد امین صاحب ایڈووکیٹ۔ شیخ محمد دین جان صاحب ایڈووکیٹ۔ خان صاحب آغا حیدر خان صاحب۔ چوہدری محمد حسین صاحب سیکرٹری سکول۔ شیخ عبدالمنان صاحب۔ جناب ماسٹر نیاز علی صاحب۔ مولوی عزیز بخش صاحب بی اے۔ خان صاحب بابو منظور الٰہی صاحب۔ سید امجد علی شاہ صاحب۔ سید سلامت اللہ صاحب۔ خلیفہ عبدالمجید صاحب۔ خواجہ جلال الدین صاحب۔

عالم اسلام

— حکومت ترکی رفتہ رفتہ غیر ملکی ملازموں کو برطرف کرکے ان کی جگہ ترکی باشندوں کو دے رہی ہے تاکہ ترکی بیکاروں کی تعداد میں کمی ہوجائے۔

— عربی اخبارات اس خبر کے ذمہ دار ہیں کہ حال میں حکومت فرانس نے ایک رومن کیتھولک عیسائی کو الجزائر کی مجلس دیانۃ الاسلامیہ اور اسلامی مدارس کا صدر بنادیا ہے۔ الجزائر کے مسلمان فرانس کی اس حکمت عملی کو مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں مداخلت خیال کر رہے ہیں۔

— بحرین کے حاکم شیخ عیسےٰ کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ احمد بحرین کے حاکم مقرر ہوئے ہیں۔ اور تمام لوگوں نے بالاتفاق آپ کو شیخ مرحوم کا جانشین منتخب کیا ہے۔ نئے حکمران نے اعلان کیا ہے کہ بحرین حسب سابق انگریزی حکومت کی حمایت کرے گا۔

— ترکی میں جو ملازمین حکومت کے خزانہ یا خصوصی اداروں اور میونسپلٹیوں سے مشاہرہ پاتے ہیں ان کی تعداد ۱۱۵۳۳۳ ہے۔

— ولایتی اخبارات رقمطراز ہیں کہ ترکی میں غیر ملکی زبان کے الفاظ کا اخراج سرعت سے عمل میں آرہا ہے اور خود مصطفےٰ کمال پاشا اس تحریک میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ اسی تحریک کے زیر اثر عربی الفاظ کو بھی خارج کیا جارہا ہے۔ بعض مسلمان اپنے عربی ناموں کو ترکی ناموں میں تبدیل کر رہے ہیں۔ مصطفےٰ کمال پاشا کی دلی خواہش ہے کہ تمام مسلمان ایسا کرلیں۔ وہ اپنا نام بھی ترکی الفاظ میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ترکی شہروں قصبوں اور دیہات کے عربی نام بھی تبدیل کئے جارہے ہیں مثلاً "دیار بکر" کے عربی نام کو ترکی نام "اوغوز ابلی" سے تبدیل کردیا گیا ہے۔

— ایک نیم سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ کشمیر میں چینی ترکستان سے جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہدین کو ہر طرح کامیابی حاصل ہو رہی ہے۔ موجودہ صورت حالات چینی افواج کے قابو سے باہر ہے۔ اور وہ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے ناقابل ہے۔ مسلمان مجاہدین نے اعلان کیا ہے کہ جن علاقوں پر وہ قبضہ کرچکے ہیں وہ ہرگز واپس نہیں کئے جائیں گے۔ مصدقہ ذرائع سے یہ خبر بھی موصول ہوئی ہے کہ مجاہدین نے سابق اسلامی شاہی خاندان کے ایک فرد کو اپنا بادشاہ منتخب کرلیا ہے۔

— انگریزی اور عربی اخبارات رقمطراز ہیں کہ آقائے توفیق رشدی بے وزیر خارجہ ترکی اور سفیر کبیر ماسکو متعینہ انگورہ کے مابین ایک جدید قرارداد طے پائی ہے جس میں سرحدی اختلافات کے متعلق منظور شدہ اصول ۱۹۲۸ء کو دوبارہ چھ ماہ کے لئے منظور کرلیا گیا ہے۔

— فلسطین کے یہودی اخباروں نے جلی عنوانوں کے ماتحت یہ خبر شائع کی ہے کہ ۲۵ سال میں فلسطین کی یہودی اور مسلم آبادی برابر ہوجائے گی۔ معلومات کا ماخذ مردم شماری کی وہ رپورٹ ہے جو تیار ہوکر حکومت کے دفاتر میں پہنچ گئی ہے۔ عرب حلقوں میں اس خبر سے بہت اضطراب پھیل گیا ہے۔ عربی جرائد لکھتے ہیں کہ تمام تباہی برطانیہ کی پھیلائی ہوئی ہے۔ جس نے بالفور کے اعلان کی رو سے عربوں سے فلسطین خالی کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔

ہندوستان میں صنعت کاغذ سازی کے بانی مسلمان تھے

ہندوستان میں کاغذ کا استعمال سب سے پہلے کب ہوا؟ اس کی تحقیقات کرتے ہوئے محققین نے معلوم کیا ہے کہ زمانہ قدیم میں کاغذ پر لکھی ہوئی سب سے پہلی تحریر جو اس وقت دستیاب ہوئی وہ تیرھویں صدی کی تحریر شدہ ہے جو گجرات سے ملی تھی یہ سنسکرت میں لکھی ہوئی ہے۔ صنعت کاغذ سازی کی ابتدا ہندوستان میں اسلامی عہد میں شروع ہوئی تھی جبکہ کاغذ سازی کے کارخانے گجرات میں بڑے پیمانہ پر جاری تھے۔ اس کاروبار کے دو مقام تھے۔ ایک کھمبات اور دوسرا احمد آباد۔ پندرھویں صدی میں کونٹی نامی ایک سیاح ہندوستان میں وارد ہوا تھا۔ اس نے یہ نوٹ کیا ہے کہ تمام ہندوستان میں کھمبات میں کاغذ کا استعمال ہوتا ہے۔ دوسری جگہ کے لوگ بھوج پتر پر لکھتے تھے۔ عہد مغلیہ میں کاغذ سازی کی صنعت کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔ شہنشاہ جہانگیر کے عہد میں تو یورپین سیاح موجودہ بہیوں کے مانند کاغذ استعمال میں لاتے تھے۔ اس کاغذ کے بنانے کا کارخانہ احمد آباد میں تھا۔

کاغذی پورہ نام کیوں پڑا؟

احمد آباد کی شمالی سمت کی جانب شاہ پور میں "کاغذی پیٹھ" کا نام اس کاغذ سازی کی صنعت کے باعث اس وقت تک یادگار رہے۔ یہ مقام ۱۴۱۱ء میں احمد آباد واساڑا شہر کے کھنڈروں پر آباد ہوا۔ احمد آباد کے شمالی سمت شاہ پورے میں پہلے کاغذ سازی کے نشانات پائے جاتے ہیں۔ اس قسم کے سانچے کوچراب پاڑی میں ابھی پائے جاتے ہیں۔ چونکہ کوچراب پاڑی کے نزدیک کاغذی پورہ میں کاغذ سازی کا کام نہایت زور شور سے چل رہا تھا۔ کاغذی پورہ نامی ایک مقام تھا۔ اور جس کے ایک کارخانہ میں ۱۸۴۸ء میں ۸۰۰ آدمی کام کرتے تھے۔ اور ۱۸۸۰ء میں یہ تعداد گھٹ کر ۶۰۰ رہ گئی۔ کارخانوں کے مالک مسلمان تھے۔ اور وہی انہیں ملازم رکھتے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس صنعت کو فروغ دینے میں مسلمانوں کا بھاری حصہ تھا۔ مالکان کارخانہ مارواڑ کے بنجاروں سے چھوٹے پرانے کپڑے چیتھڑے اور گلی سڑی بوریاں لیتے تھے اور نکمی ردی کاغذ کے ساتھ انہیں ملاتے تھے اور اس لگدی سے بغیر مشین کی امداد کے کاغذ بناتے تھے۔

۱۸۵۰ء تک تو تمام دنیا میں اس طرح بغیر مشین کی مدد کے کاغذ تیار ہوتا تھا۔ لیکن انیسویں صدی میں مشین کا دور شروع ہوا۔ اور احمد آباد میں بھی مشین سے کام لینے کا آغاز ہوا ۱۸۶۰ء میں بھاپ سے چلنے والی مشین کاغذ سازی کے لئے جاری ہوئی۔ [illegible] میں سابرمتی میں طغیانی آگئی اور تمام زمین بیٹھ گئی ساتھ ہی دستی کاغذ سازی پر بھی پانی پھر گیا۔ احمد آباد میں چند سال گزرے ہوں گے کہ ۸۰ خاندان ایسے تھے جن کی گزر اوقات کاغذ سازی کی صنعت پر تھی۔ جن میں سے صرف دو خاندان باقی رہ گئے ہیں اور وہ بھی سقیم الحالی میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جب تک قدیم طرز پر حساب کتاب بہیوں میں لکھنے کا رواج باقی ہے۔ اس وقت ان ہر دو خاندانوں کی پرورش ہو رہی ہے۔ اور جس وقت جدید طرز کے رجسٹروں کا رواج ہو جائے گا۔ اس وقت احمد آباد کی رہی سہی دستی کاغذ سازی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اور پھر ہمیں غیروں کی محتاجی کا [illegible] اٹھانا پڑے گا۔

مکمل کورس امتحان دینیات

سب کمیٹی امتحانات دینیات نے اپنے اجلاس ہائے منعقدہ ۳۰ر نومبر ۳۲ء اور ۲۴ر اپریل ۳۳ء میں حسب ذیل فیصلے کئے ہیں:-

(۱) امتحان دینیات آئندہ ہر سال ایک دفعہ ماہ نومبر کے پہلے ہفتہ میں ہوا کرے گا۔ تاریخیں مقرر کر کے سکرٹری صاحب اخبار پیغام صلح میں شائع کر دیا کریں گے۔

(۲) امتحان کے تین درجے ہوں گے ادنیٰ۔ متوسط۔ اعلیٰ۔ اور ہر شخص کا اختیار ہوگا کہ جس درجہ کے امتحان میں چاہے شامل ہو مگر اس کی اطلاع تین ماہ پیشتر سکرٹری صاحب کو دیدے۔

(۳) عورتوں اور مردوں کے پرچہ ہائے سوالات میں کوئی امتیاز نہ ہوگا۔

(۴) ہر درجہ کے امتحان کے لئے چار مضامین ہوں گے اور کورس حسب ذیل ہوں گے:-

درجہ	قرآن کریم	سیرت و تاریخ	حدیث و دینیات	کتب سلسلہ
درجہ ادنیٰ۔	سورہ فاتحہ و بقر	سیرت خیر البشر	رسالہ نماز روزہ حج زکوٰۃ	رسالہ مسیح موعود
درجہ متوسط۔	پہلے پندرہ پارے	سیرت خیر البشر اور تاریخ خلافت راشدہ	کورس درجہ ادنیٰ کے علاوہ مقام حدیث۔ انتخاب صحاح میں سے پہلی ۲۴۳ حدیثیں	مسیح موعود و تحریک احمدیت۔ برکات الدعا۔ نور القرآن ہر دو حصہ (اردو)
درجہ اعلیٰ۔	سالم قرآن کریم	سیرت خیر البشر تاریخ خلافت راشدہ مختصر اسلامی تاریخ ہند معہ تنقیدی نظر برحالات سلطان محمود و اورنگ زیب	کورس درجہ متوسط کے علاوہ انتخاب صحاح ستہ سالم	کورس درجہ متوسط کے علاوہ حقیقۃ المعرفت وانجام آتھم معہ ضمیمہ بقیہ عربی۔
...	...		...	...

نوٹ: چونکہ سہولت کے واسطے ایسی تاریخوں پر امتحان ہونا چاہیے جن میں تعطیلیں ہوں۔ اس لئے میری تجویز ہے کہ مفصلہ ذیل تاریخوں پر ہر ایک مضمون کا امتحان ہو:-

(۱) قرآن کریم: ۲۰ر نومبر ۳۳ء۔ بروز جمعرات۔ (تعطیل جنم دن گورو نانک صاحب)

(۲) حدیث و دینیات:- ۵ر نومبر ۳۳ء بروز اتوار۔

(۳) کتب سلسلہ ۱۲-۱۱ر نومبر ۳۳ء بروز اتوار۔

(۴) سیرت و تاریخ:- ۱۵ر نومبر ۳۳ء بروز بدھ۔ تعطیل شب معراج۔

نوٹ:- گزشتہ اشاعت میں پہلے اور دوسرے پرچۂ امتحان کی تاریخ غلط شائع ہو گئی ہے۔ بنظر اعلان کے مطابق صحت فرمائی جاوے۔

امیدواران جن کا ارادہ آئندہ امتحان میں شامل ہونے کا ہو فوراً اپنے نام درج رجسٹر کرالیں نیز اطلاع دیں کہ کس درجہ کا امتحان اس سال دینگے۔

(عزیز بخش سکرٹری سب کمیٹی امتحان دینیات)

خبریں

— برلن ۱۷ مئی - روس کے جلاوطن کافی تعداد میں جرمنی میں پناہ گزیں ہیں - انہوں نے حکومت روس سے انتقام لینے کی خاطر اشتراکیت کے خلاف جہاد کرنے کے لئے حکومت جرمنی کو اپنی خدمات پیش کی ہیں -

— اس خبر کی تردید ہو گئی ہے کہ عدن کا انتظام جلد ہی حکومت برطانیہ کے سپرد ہونے والا ہے - تاحال اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا - البتہ گفتگو کا سلسلہ شروع ہے -

— ماسکو ۱۶ مئی - برطانوی سفیر نے جیل میں انگریز انجینئر قیدیوں کے ساتھ ملاقات کی - ان کی صحت اچھی ہے - اور انہیں ہر قسم کی رعایت مل رہی ہے - عنقریب انہیں جیل ورکشاپ میں [illegible] لگا دیا جائے گا -

— اخبار "ریاست" و "انقلاب" اس خبر کے ذمہ دار ہیں کہ چند روز ہوئے دہلی کے ایک اسلامی قبرستان میں ایک شخص عبدالغفور کو دفن کیا گیا - ابھی لوگ فاتحہ ہی پڑھ رہے تھے کہ قبر پھٹ گئی اور شعلے نکلنے شروع ہو گئے - لوگ خائف ہو کر بھاگے - چند منٹ میں شعلے ختم ہو گئے - اور بعد میں قبر کو درست کر دیا گیا - مقامی مسلمانوں میں اس واقعہ پر سخت حیرت و ہراس کا اظہار کیا جا رہا ہے -

— عنقریب مدراس اور شملہ کے درمیان ٹیلیفون کا سلسلہ کھل جائے گا - تجربات ہو رہے ہیں -

— لندن ۱۶ مئی - کل دارالعوام میں وزیر ہند نے ایک قدامت پسند ممبر کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ برار کے متعلق ابھی تک نظام گورنمنٹ سے گفتگو جاری ہے - کرنل ویجوڈ نے کہا کہ اس بات کا یقین دلایا جائے کہ باشندگان برار کے منشا کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی - وزیر ہند نے جواب میں کہا کہ ایک سے زائد مرتبہ اس سوال کا جواب دیا جا چکا ہے -

— لندن ۱۶ مئی - مسٹر جناح نے ہندوستانی طلبہ کی یونین میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ کانگرس ہندوستان کے تمام طبقوں کی نمائندگی نہیں کرتی - آپ نے جنگ آزادی کے متحدہ محاذ کی ضرورت پر زور دیا - نیز کہا ہندوؤں کو ہندوستان میں اتنا اعتماد حاصل ہونا چاہئے کہ وہ اقلیتوں کے لئے تحفظات پر غور کرنے کا خود اعلان کریں -

— شملہ ۱۸ مئی - لاسلکی کے خراب ہو جانے کے باعث کاشغر (چینی ترکستان) سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی - گلگت کے انتہائی شمالی مقام پر بذریعہ ڈاک چند خبریں بھیجی گئی تھیں اس لئے امید کی جاتی ہے کہ عنقریب شملہ میں ضروری اطلاع موصول ہو جائے گی -

— پونا ۱۶ مئی - گاندھی جی کے متعلق ڈاکٹروں کے بورڈ کی یہ رائے ہے کہ وزن کم ہو گیا ہے - لیکن حالت تسلی بخش ہے -

— لندن ۱۷ مئی - ملک معظم کی صحت اب اچھی ہے وہ بدستور اپنی مصروفیتیں انجام دے رہے ہیں -

— معلوم ہوا ہے کہ سر جان تامس سابق چیف کمشنر دہلی نے ریاست رامپور میں وزیر اعظم کے عہدہ کو قبول کر لیا ہے -

— پیکن ۱۶ مئی - دیوار چین کے [illegible] جاپانی افواج نے زبردست پیش قدمی شروع کر دی [illegible] ہوائی جہازوں سے بم بھی برسائے گئے - چینیوں کے تین ہزار آدمی اس وقت تک کام آ چکے ہیں - جاپانی چینیوں کو پیچھے دھکیلتے ہوئے دریائے [illegible] کو عبور کر گئے ہیں -

— تخفیف اسلحہ کانفرنس میں ناکامی کے آثار پیدا ہو گئے ہیں - [illegible] کمیشن کا اجلاس پھر ملتوی کر دیا گیا ہے -

— الہ آباد ۱۵ مئی - مولانا شوکت، چودھری خلیق الزمان کے ساتھ کل سہ پہر یہاں پہنچے - اور فرقہ وارانہ مسئلہ پر پنڈت مالویہ سے گفتگو کی -

— برہمی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ ہو رہا ہے -

— ایران کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایران کے ایوان تجارت کی طرف سے ایک عظیم الشان اقتصادی کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے - جس میں ملک کے مشہور تجارتی مرکزوں کے نمائندے شریک ہوں گے - کانفرنس کی تیاریاں وسیع پیمانہ پر جاری ہیں - اس کانفرنس میں ایران کی غیر ملکی تجارت پر خاص طور پر غور کیا جائے گا -

— موسیو [illegible] صدر بین الملی کانفرنس مختلف ممالک کا دورہ کرتے ہوئے گزشتہ دنوں ایران پہنچے - اور رفاہی کارخانوں میں مزدوروں کا معائنہ کیا - اور جیلخانوں میں صناعوں کی حالت کو دیکھا -

— مہاراجہ اندور نے مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کو پانچ ہزار روپے کی رقم عنایت فرمائی -

— ریاست الور میں اب امن قائم ہو گیا ہے -

— طبیہ کالج دہلی کے ٹوٹ جانے کی افواہ بالکل غلط ہے -

— امرتسر ۱۷ مئی - یہاں ہندو مسلم فساد کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے اس خطرہ کے پیش نظر کل احتیاط کے طور پر تمام میونسپل مدارس میں تعطیل کر دی گئی -

— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ کاشغر (چینی ترکستان) سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ یارقند پر مجاہدین کا قبضہ ہو چکا ہے غیر ملکی رعایا بالکل محفوظ ہے -

— لندن ۱۷ مئی - جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے تمام ممبر مع سر آغا خاں کی رہنمائی میں کام کریں گے -

— لاہور ۱۸ مئی - کل سوا تین بجے دوپہر کے قریب لاہور میں زور کا زلزلہ آیا - تقریباً ایک منٹ تک نہایت تیز جھٹکے آتے رہے، شہر کے بعض مکانات کو شدید نقصان پہنچا -

— شملہ ۱۹ مئی - اسمبلی کا اجلاس شملہ میں ۲۱ اگست کو شروع ہو جائے گا - اور غالباً ستمبر کے تیسرے ہفتہ میں ختم ہو گا - سرکاری بلوں کے لئے بمشکل دو روز ملیں گے [illegible] میں مندر پرویش بل اور اچھوت بل - میڈیکل کونسل بل - اور اسی قسم کے کئی اور بل پیش ہوں گے -

— حکومت کے اعلان کے مطابق ۳ جون کو ملک معظم کی سالگرہ کے اعزاز میں سرکاری تعطیل ہو گی -

— ریاست الور کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ امن قائم ہو چکا ہے - لیکن فساد کا اندیشہ بالکل دور نہیں ہوا - حکام نے حفظ ماتقدم کے طور پر کافی تدابیر اختیار کر لی ہیں پولیس کے پہرے دو چند کر دیئے ہیں - اس کے علاوہ برطانی فوج کی ایک جمعیت اور سوار فوج کو تیار رہنے کا حکم ملا ہے -

— شملہ ۱۸ مئی - بین الاقوامی لیبر کانفرنس کا سترھواں اجلاس جینوا میں ۸ جون کو منعقد ہو گا - ہندوستانی نمائندے بھی شریک ہوں گے -

— شملہ ۱۹ مئی - یہاں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ پناہ گزینوں کی ایک جماعت جو حال ہی میں سوویٹ حکومت سے بھاگ کر آئی تھی - اس وقت گلگت پہنچ گئی ہے - وہ ترکستان کے سفید فام روسی ہیں -

— قاہرہ ۱۷ مئی - کل صبح ایک شخص نے صدقی پاشا وزیر اعظم پر جبکہ وہ یورپ روانہ ہونے والے تھے - ریوالور سے قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اسے وقت پر پکڑ لیا گیا -

— پونا ۱۸ مئی - آج ایک اخباری ملاقات کے دوران میں ڈاکٹر انصاری نے گاندھی جی کے متعلق فرمایا کہ کوئی اندیشہ کی بات نہیں - موجودہ حالات کسی قسم کی پیچیدگی سے بالکل مبرا ہیں -

مسلم طلبہ اور تجارتی تعلیم

انٹرمیڈیٹ کے طلبہ توجہ کریں

انٹرمیڈیٹ کلاسوں کے امتحانات ختم ہو چکے ہیں۔ طلبہ سوچ میں ہوں گے کہ آئندہ کس کالج میں داخل ہوں اور کن کن مضامین کا انتخاب ان کے لئے مفید ہوگا۔ ہر ایک کا یہی خیال ہوگا کہ کسی آرٹس کالج میں داخل ہو جائیں۔ گو وہ جانتے ہیں کہ آج کل آرٹس کالجوں کے پڑھے ہوئے بی اے اور ایم اے سوائے بے روزگاروں کی تعداد کو بڑھانے کے اور کچھ نہیں کر سکتے ہیں لیکن پھر وہ بھی عام فیشن کے مطابق ان کالجوں ہی میں جانا چاہیں گے۔

پڑھے لکھے بے روزگار

اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر سال ہزاروں طلبہ ڈگریاں حاصل کرتے ہیں۔ لیکن ان کے لئے روٹی تک کمانا مشکل ہوتا ہے۔ اور روٹی کے سوال کا حل رہنمایان قوم کے لئے روز بروز ایک ناقابل حل معمے کی شکل اختیار کرتا جاتا ہے۔ جن رہنمایان ملک و قوم نے بھی اس سوال پر غور کیا ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس بیماری کا علاج صرف یہی ہے کہ تجارت اور صنعت و حرفت کی تعلیم بڑھائی جائے۔ کیونکہ جو طلبہ ان آرٹس کالجوں سے نکلتے ہیں ان کا مقصد گورنمنٹ کی نوکری کرنے کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ تجارت اور صنعت و حرفت کی طرف وہ توجہ نہیں دیتے۔ کیونکہ آرٹس کالجوں کی تعلیم پہلے ہی انہیں میدان زندگی میں جد و جہد کرنے کے ناقابل بنا دیتی ہے اور صنعت و حرفت اور تجارت کو وہ نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سرکاری نوکریوں کے نہ ملنے کے باعث ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنا پڑتا ہے۔ اور روٹی تک کے لئے بھوکا مرنا پڑتا ہے۔ اور بجائے اس کے کہ وہ ملک و قوم کی کچھ خدمت کر سکیں الٹا بار ثابت ہوتے ہیں اور ماں باپ بھی ہزاروں روپے خرچ کرنے کا نتیجہ دیکھ کر تعلیم ہی سے بددل ہو جاتے ہیں۔

آرٹس کالجوں کی تعلیم کے ہم اس لئے مخالف نہیں کہ قوم کو گورنمنٹ کی نوکریاں نہ کرنی چاہئیں یا علم و ادب کی تعلیم ہی بالکل فضول ہے۔ نہیں بلکہ ان شعبوں میں بھی مسلمانوں کا ہونا ضروری ہے اور از بس ضروری ہے لیکن یہ تو اظہر من الشمس ہے کہ اگر قوم کا رجحان صرف ایک ہی طرف ہو جاتا ہے اور دوسرے محکموں اور شعبوں کی طرف بالکل توجہ نہ کی جائے تو دوسری قومیں ان پر قبضہ کر لیں گی۔ اور وہ قوم منہ دیکھتی رہ جائیگی۔

مسلمان اور تجارتی محکمے

یہی حال آج کل مسلمانوں کا ہے۔ ایسے مسلمان بہت ہی قلیل تعداد میں ملتے ہیں۔ جو پڑھے لکھے ہوں اور تجارت کر رہے ہوں۔ یا گورنمنٹ کے فنانشل اور تجارتی محکموں میں ملازم ہوں۔ کمرشل ایجوکیشن کی کمی کی وجہ سے مسلمان میدان تجارت میں باقی سب اقوام سے پیچھے ہیں۔ وہ تجارت کے کسی شعبہ میں دوسری قوموں پر فوقیت نہیں رکھتے اور بہت ہی کم ایسے مسلمان ہیں جو غیر ممالک سے اعلیٰ پیمانہ پر تجارت کر رہے ہوں۔ علاوہ ازیں مسلمانوں کا کوئی اتنا مشہور بنک نہیں جو دوسری اقوام کے بنکوں سے مقابلہ کر سکے۔ حالانکہ آج کل بنک تجارت اور صنعت و حرفت کی ترقی کی جان ہیں۔ مسلمانوں کی کوئی ایسی مشہور انشورنس کمپنی نہیں جو دوسری کمپنیوں کی طرح کامیابی سے چل رہی ہو۔ غرضیکہ مسلمان تجارت، فنانشل شعبہ جات، بنکنگ وغیرہ میں ہر طرح پیچھے ہیں۔ اور آٹے میں نمک کی برابر بھی نہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کے لئے تجارت نہایت ضروری چیز ہے۔ ہمارے ہادی دین حضرت رسول اکرم صلعم بھی تاجر تھے۔ ہمارے صحابہ کرامؓ تاجر تھے۔ ہمارے مشہور بزرگ زیادہ تر تاجر تھے۔ تاجر بھی جاہل نہیں بلکہ دین و دنیا کے علوم سے واقف تاجر۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں مسلمان دنیاوی دولت سے مالا مال ہو جاتے تھے۔ وہاں ساتھ ساتھ نور اسلام کو بھی پھیلاتے تھے۔ اور اس طرح دین اور دنیا دونوں میں سرخرو ہوتے تھے۔ لیکن افسوس کہ آج کل کے مسلمان تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود ہر بات میں غافل اور دوسری اقوام سے پیچھے رہ کر دین تو کیا دنیا کو بھی کھو بیٹھے ہیں۔

ہیلی کالج آف کامرس

مسلمانوں کی سب سے زیادہ غفلت اس بات میں آشکارا ہے کہ وہ اپنے نوجوانوں تک کے لئے کوئی مستقبل کا پروگرام پیش نہیں کر سکتے۔ اول تو مسلمانوں میں تعلیم ہی کم ہے اور وہ غربت کی وجہ سے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دیتے ہی کم ہیں۔ اگر پڑھتے بھی ہیں تو عام فیشن کے مطابق ایک طرف ہی توجہ کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ کہ ہیلی کالج آف کامرس جو پنجاب یونیورسٹی نے ۱۹۲۷ء میں تجارتی تعلیم کو رائج کرنے، بے روزگاری کا تدارک کرنے اور روٹی کے سوال کا حل کرنے کے لئے قایم کیا تھا۔ مسلمان بہت ہی کم آتے ہیں۔ حالانکہ دوسری اقوام کے طلبہ جوق در جوق داخل ہوتے ہیں اور جوں جوں ان کی نظروں میں اس کالج کی اہمیت بڑھتی جاتی ہے ان کی تعداد ہر سال زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب وہ اس کالج سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں۔ اور تمام فنانشل۔ کمرشل اور انڈسٹریل محکموں پر قابض ہوتے ہیں۔ پھر مسلمان چیخنے لگتے ہیں کہ فلاں محکمہ میں مسلمان کم ہیں۔ فلاں محکمہ میں مسلمانوں کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ حالانکہ جب مسلمان اس شعبہ کی طرف توجہ ہی نہ کریں گے تو بھلا ان کو کیونکر ان محکموں میں نوکریاں مل جائیں گی۔ اس لئے ہم پرزور اپیل کرتے ہیں کہ اگر مسلمان چاہتے ہیں کہ ہر شعبہ اور محکمہ میں ان کو پورے پورے حقوق ملیں تو وہ ضرور ادھر بھی توجہ کریں۔ بجائے اس کے کہ وہ اور کالجوں میں جائیں اس کالج میں آ کر داخل ہوں۔ ان کے لئے کمرشل ایجوکیشن یقیناً مفید ثابت ہوگی۔ اور ان کو بی اے سے بدرجہا بہتر بنا دے گی۔

کالج کے مضامین

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کالج بھی دوسرے بازاری کالجوں کی طرح ہے۔ جہاں شارٹ ہینڈ۔ اکاؤنٹنسی اور ٹائپ رائٹنگ پڑھائے جاتے ہیں۔ یہ حقیقت سے بالکل بعید ہے۔ بلکہ کالج کی تعلیم ان تمام ضروریات کو پورا کرتی ہے جو اعلیٰ درجہ کے تجارتی لوگوں کے لئے ضروری ہیں۔ یہ کالج کسی طرح دوسرے کالجوں سے کم نہیں ہے۔

یہاں پہلے سال کمرشل جیوگرافی۔ اکنامکس۔ اکاؤنٹنسی۔ سٹیٹسٹکس اور انگریزی کے مضامین پڑھائے جاتے ہیں اور دوسرے تیسرے سال انگریزی، اکاؤنٹنسی۔ کمرشل لا۔ آرگنائزیشن آف انڈسٹری۔ کامرس۔ کرنسی اینڈ بنکنگ۔ ماڈرن اکنامک ڈویلپمنٹ آف انڈیا۔ گریٹ برٹن اور جاپان کے علاوہ مندرجہ ذیل تین مضامین سے ایک منتخب کرنا ہوتا ہے۔

(۱) اڈوانس اکاؤنٹنسی و آڈیٹنگ۔

(۲) اڈوانس بنکنگ کرنسی اور پبلک فنانس۔

(۳) اکنامکس آف ان لینڈ ٹرانسپورٹ اور ٹریفک فنانس۔

علاوہ ازیں شارٹ ہینڈ اختیاری مضمون ہے۔ طلبہ کو عملی تجربہ دینے کے لئے اور تجارتی باتوں میں ان کی واقفیت عام بڑھانے کے لئے مختلف مشہور تجارتی مقامات اور صنعت و حرفت کے مراکز کو ہر سال کئی ٹرپ جاتے ہیں۔ اور ایام تعطیلات میں پریکٹیکل ٹریننگ کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔

پاس شدہ طلبہ کی خصوصیات

اس کالج کا گریجویٹ، ذاتی تجارت اور فیکٹریاں اعلیٰ پیمانہ پر چلا سکتا ہے۔ اکنامکس کا ایم اے پاس کر سکتا ہے۔ ایل ایل بی کے امتحان میں داخل ہو سکتا ہے۔ غیر ممالک میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا اس کے لئے میدان کھلا ہے۔ اور اکاؤنٹنٹ۔ چارٹرڈ اکاؤنٹ آڈیٹرز۔ امپیریل سروس۔ پراونشل سروس۔ ریلوے کسٹم وغیرہ کے مقابلہ کے امتحانات میں دوسرے کالجوں کے امیدواروں سے بدرجہا بہتر رہتا ہے اور اعلیٰ نمبر لے کر کامیابی حاصل کر سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ جتنے لڑکے اس کالج سے بطور امیدوار کسی امتحان میں شامل ہوئے ہیں باعزت نمبروں پر کامیاب ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کالج کے جتنے بھی پاس شدہ گریجویٹ ہیں۔ وہ یا تو بنکوں یا دوسرے فنانشل اور کمرشل محکموں میں معقول تنخواہوں پر کام کر رہے ہیں یا اپنی ذاتی تجارت اور فیکٹریاں کامیابی سے چلا کر باعزت زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس لئے ہم پھر انٹرمیڈیٹ کے مسلمان امیدواروں کو پرزور مشورہ دیتے ہیں کہ وہ دوسرے کالجوں میں جانے کے بجائے اس کالج میں آئیں۔ اور قوم کی ضروریات کو پورا کریں۔ کالج کے پراسپکٹس پرنسپل ہیلی کالج آف کامرس لاہور سے مفت منگوا سکتے ہیں۔ (ایک درد مند مسلمان)

ضروری اطلاع

بعض جماعتیں ہمارے مبلغین کو چندہ وغیرہ کی رقوم دیکر نہ تو ان سے دستی رسیدات حاصل کرتی ہیں اور نہ مرکز کو فوراً اطلاع دیتی ہیں۔ چونکہ مبلغین عموماً دورے پر رہتے ہیں۔ اس لئے ایسی رقوم کی وصولی کی نہ تو دفتر مرکز کو اطلاع ملتی ہے اور نہ ہی وہ خزانہ میں جمع ہو سکتی ہیں۔ بدیں وجہ احباب کی اطلاع کے لئے شایع کیا جاتا ہے کہ بجائے مبلغین کے ذریعہ ایسی رقوم بھیجنے کے۔ براہ راست محاسب صاحب کے پتہ پر حسب دستور بھیجا کریں۔ اس طرح سے کئی قسم کی بدگمانیوں سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔ اور خزانہ کی رسید فوراً بھیجی جاسکتی ہے

(محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری)

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ یکم صفر ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۳۳ء | نمبر ۲۹

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری از اں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

درسِ قرآن

(از منظور حسین صاحب سہر القادری)

کھل گئے سب رموزِ عرفانی / اللہ اللہ درسِ قرآنی
واہ کیا دلنشیں سلاست ہے / سجدے کرتی ہوئی فصاحت ہے
زندگی کے اصول کا خاکا / اک مکمل نظامِ دنیا کا
دین و دنیا کی بے خطر راہیں / سچی سچی کھلی کھلی باتیں
جاودانی نظام کی دولت / آخری اک صحیفۂ قدرت
نقطہ نقطہ جمالِ سر تا پا / اک ذریعہ تصورِ حق کا
ماحیِ کفر بدعتوں کا توڑ / کتبِ ماسبق کا سبھی نچوڑ
دعوتیں رافت و محبت کی / سرمدی نعمتیں ہدایت کی
انقلاباتِ دہر سے مصئون / جو نہ بدلے وہ آخری قانون
جو نہ لچکے کبھی وہ ٹھوس نظام / مستند، معتبر، خدا کا کلام
قصرِ روح و ضمیر کی تاسیس / بحرِ انوار چشمۂ تقدیس
ہر پیام و نوید برق اثر / جو اتر جائیں دل میں وہ نشتر
ایسی باتیں کہیں جو ٹل نہ سکیں / وہ دلیلیں کبھی جو ہل نہ سکیں
جن سے ہوں مستفید محسوسات / اس قدر دلنشین تشبیہات

جسم ہے کائنات یہ جاں ہے
مرکزِ شش جہات قرآں ہے (ماخوذ)

ضروری اعلان

مسجدوں کے پیش امام توجہ فرمائیں

آنریری سکرٹری آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ کی طرف سے مندرجہ ذیل ریزولیوشن برائے مناسب کارروائی پہنچا ہے:۔

مساجد کے اماموں کی تعلیم و تربیت

ریزولیوشن ۔۔۔ یہ کانفرنس تمام مسلمان قوم پر زور دیتی ہے کہ وہ مساجد کے اماموں کی ایسی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں جس کے ذریعہ سے وہ گاؤں کے لوگوں کی اقتصادی اور روحانی بہتری کا کام سرانجام دے سکیں۔ نیز اس قسم کے لٹریچر کی تیاری اور مفت تقسیم کا انتظام مسلمان زمینداروں میں کیا جائے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کی سوانح حیات کو کثیر تعداد میں تقسیم کیا جائے۔

مندرجہ بالا ریزولیوشن کو عملی صورت میں لانے کے لئے ہماری انجمن اعلان کرتی ہے۔ کہ وہ لاہور اور بیرونجات کے ہر ایسے امام کو پانچ روپے ماہوار وظیفہ دے گی جو اس کام کے کرنے کو تیار ہو۔ جب ایک خاص تعداد درخواستوں کی جمع ہو جائے گی تو ان کو مناسب تعلیم و ہدایات دینے کے لئے کورس مقرر کر لیا جائیگا ہر ایک درخواست کے ساتھ دو معززاہل محلہ کی تصدیق ضروری ہے کہ عرضی دہندہ امام محلہ کا مستقل امام ہے۔ حنفی، وہابی، شیعہ خیالات کے امام درخواستیں بھیج سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ کام تمام مسلمانوں کا مشترکہ ہے۔ درخواستوں کو بصیغہ راز رکھا جائیگا۔

محمد منظور الٰہی
(آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

ایک بزرگ خاتون کا انتقال

یہ خبر انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی والدہ محترمہ خورشید بانو صاحبہ کا ۲۳ مئی کو تقریباً گیارہ بجے صبح بعمر ۸۰ سال لاہور میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت ہی بزرگ عابد اور دیندار خاتون تھیں۔ انہیں خدمت دین و تبلیغ اسلام کا بے اندازہ عشق تھا۔ ان کے نیک نمونہ اور کوشش سے سینکڑوں عورتوں اور مردوں کو نیکی کی توفیق ملی۔ اور بیسیوں گھرانوں میں دینداری کے چرچے شروع ہوئے۔ خود ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ فرمایا کرتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں دینداری کا چرچہ زیادہ تر مرحومہ ہی کی کوشش سے شروع ہوا۔ سلسلہ کے کاموں میں ہمیشہ نمایاں حصہ لیتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود کی ذات سے بیحد عقیدت تھی۔ غالباً ۱۹۰۶ء میں حضرت صاحبؑ کی بیعت کی۔ اس کے بعد آخری دم تک دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد پر سچائی سے قائم رہیں۔ ان کے دم سے زمانہ سلف کی ایسی بزرگ خواتین کی یاد تازہ تھی۔ گزشتہ چند ماہ میں جماعت احمدیہ نے بہت سے قیمتی وجود کھوئے۔ جہانتک خواتین کا تعلق ہے ہم مرحومہ کی موت کو سب سے بڑا نقصان کہہ سکتے ہیں۔ مرحومہ کی زندگی احمدی خواتین کے لیئے بے اندازہ برکت و فائدہ کا موجب تھی۔ یہ زندگی ایک ایسی مشعل ہدایت تھی جس کے نمونہ کی روشنی میں انسان کے قدم خود بخود نیکی کی طرف اٹھنے لگتے ہیں۔ افسوس یہ مشعل موت کے بیرحم جھونکوں سے بجھ گئی۔

مرحومہ عرصہ سے بعارضہ سرطان بیمار تھیں۔ بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ سے مرض بہت تکلیف دہ ہوگیا تھا۔ گزشتہ موسم سرما بستر علالت پر ہی بسر ہوا۔ کئی قسم کے علاج کیئے گئے۔ لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ انتقال سے دو تین روز قبل شدید بخار آیا۔ اس کے ساتھ ہی بیہوشی طاری ہوگئی جو آخری دم تک دور نہ ہوئی۔ انتقال کی خبر سنتے ہی احمدیہ بلڈنگس کے اکثر احباب ڈاکٹر صاحب قبلہ کے مکان پر پہنچ گئے۔ صلاح و مشورہ کے بعد جنازہ کے لیئے چھ بجے شام کا وقت مقرر کیا گیا جس کی اطلاع احباب لاہور کو کرادی گئی۔ وقت مقررہ پر میت قبرستان میانی صاحب میں لے جائی گئی۔ نماز جنازہ خود ڈاکٹر صاحب قبلہ نے پڑھائی۔ جنازہ کے ہمراہ لاہور کے تقریباً تمام بزرگ و احباب موجود تھے۔ مرحومہ کی قبر ڈاکٹر صاحب قبلہ کی اہلیہ محترمہ کی قبر کے پہلو ہی میں بنائی گئی ہے۔ گزشتہ سال انہی ایام میں ان کا انتقال ہوا تھا۔ رفیقہ حیات کی موت کا رنج ہی کیا کم تھا۔ لیکن اس حادثہ کے ایک سال بعد ہی وفادار و نیک بیوی کے پہلو بہ پہلو بزرگ و شفیق ماں کو سپرد خاک کرنے کا نظارہ بہت ہی درد انگیز اور رقت خیز تھا۔ میانی صاحب کے وسیع شہر خموشاں میں بالکل اس وقت جبکہ آفتاب دریچہ مغرب میں اپنا زرد چہرا چھپا چکا تھا۔ اس بزرگ خاتون کو جس کو اس مادیت اور لامذہبی کے دور میں دینداری کا ایک آفتاب کہا جا سکتا ہے سپرد خاک کرکے فارغ ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب قبلہ اپنی وفادار بیوی اور بزرگ ماں کی قبروں کے درمیان کھڑے ہوگئے۔ اور پرنم آنکھوں کے ساتھ دعا مانگی۔ اس وقت ممدوح کے دل کی کیا کیفیت ہوگی؟ یہ کوئی کیسے جان سکتا ہے؟ اور اس کو الفاظ میں کس طرح بیان کیا جا سکتا ہے؟

مرحومہ کا نیک وجود نہ صرف ان کے خاندان کے لیئے بلکہ تمام خواتین سلسلہ کے لیئے موجب صد برکت تھا ان کی موت بہت بڑا قومی نقصان ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ہر اس دل کو جسے اس حادثہ عظیم سے صدمہ پہنچا ہے۔ صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہم تمام قارئین "پیغام صلح" اور افراد جماعت کی طرف سے حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ اور محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ اور مرحومہ کے دیگر اعزہ کی خدمت میں خصوصیت سے اظہار افسوس و ہمدردی کرتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر ایک احمدی عورت مرد کو مرحومہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

غالباً احباب اس بات سے ناواقف نہ ہوں گے کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ مرحومہ کے اکلوتے فرزند ہیں۔ ہمارے نزدیک مرحومہ کی سب سے بڑی خدمت اسلام اور قوم پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے **بشارت احمد** ایسا فرزند پالا اور قوم کو دیدیا۔ ہر ایک بھائی بہن کو خدا کے حضور دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خداوند کریم مرحومہ کے اس لائق فرزند اور واحد نشانی کو تادیر سلامت رکھے۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق دے تاکہ مرحومہ کی پاک روح مسرور رہے۔

آہ! حاجی محمد اسمٰعیل سیالکوٹی

اخبار مرتب ہوکر پریس جانے والا تھا کہ سیالکوٹ سے جناب حاجی محمد اسمعیل صاحب آرمی کنٹریکٹر کے انتقال کی رنج افزا خبر ملی۔ مرحوم نہایت دیندار، خوش اخلاق اور مخلص و مخیر بزرگ تھے۔ دیگر خدمات کے علاوہ ہمیشہ انجمن کی مالی امداد فرماتے رہتے تھے اور اس میں بیحد مسرت محسوس کرتے تھے۔ چندہ کی ہر ایک اپیل پر سب سے پہلے لبیک کہنے کی کوشش کرتے تھے۔ چند روز ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں مرحوم کی مالی قربانیوں کے متعلق ایک سبق آموز واقعہ بیان فرمایا تھا کہ کچھ عرصہ ہوا سلسلہ کے کسی کام کے لئے چندہ کی اپیل کی گئی جو ابتدا میں خوشحال و متمول احباب تک محدود رکھی گئی اس وقت مرحوم نے معمولی طور پر خط لکھنے پر ایک گرانقدر رقم بھجوادی لیکن بعد میں اس تحریک کو عام کردیا گیا۔ اس وقت ان کو اس خیال سے کہ اس سے قبل حصہ لے چکے ہیں خط نہ لکھا گیا۔ لیکن مرحوم کی مخیر طبیعت نے اس کو گوارا نہ کیا۔ اور اس گلہ کے ساتھ کہ مجھے کیوں فراموش کردیا گیا ہے ایک معقول رقم ارسال فرمادی مرحوم کی عمر غالباً ساٹھ ستر سال کے درمیان تھی۔ کئی ماہ سے بیمار تھے۔ چند روز ہوئے ان کے صاحبزادے کے ایک خط سے علالت کی کیفیت معلوم ہوئی۔ چنانچہ ۱۵ مئی کی اشاعت میں "ایک محترم بزرگ کی علالت" کے عنوان سے شذرہ لکھا گیا جس میں احباب سے دعائے صحت کی درخواست کی گئی تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اس عاشق اسلام کی دیندارانہ ادائیں اس قدر پسند آگئی تھیں کہ دعاؤں کی قبولیت کے بجائے خود اس کو اپنے پاس بلا لیا۔

حاجی صاحب مرحوم بجائے خود نہایت ہی قیمتی وجود تھے جماعت کو ان کی بیحد ضرورت تھی۔ ان کی بیوقت موت بہت بڑا قومی نقصان ہے۔ لیکن حضرت خواجہ صاحب رح۔ شیخ مولا بخش صاحب مرحوم سیالکوٹی۔ والدہ محترمہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ۔ اور سید نفیر شاہ صاحب مرحوم نورکوٹی۔ کی جدائی کے تازہ صدموں نے اس حادثہ کو بہت زیادہ رنج افزا بنا دیا ہے۔ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں مرحوم کی وفات بہت بڑا صدمہ ہے۔ جو گزشتہ پے در پے صدمات کی موجودگی میں ناقابل برداشت ہے۔ لیکن صبر کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے۔ ان کی دینی خدمات کو قبول کرے۔ اور ان کے اعزہ اور بے شمار احباب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ ہی ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو سب کو مرحوم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا بخشے۔

ہم انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں اس مخیر بزرگ کے مختصر حالات زندگی شایع کرینگے۔

انتقال پرملال

ڈیرہ دون ۱۶ مئی۔ آج دوپہر نواب سرذو الفقار علی خاں کا انتقال ہوگیا۔ آپ کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم شنبہ یکم صفر المظفر ۱۳۵۲ھ	نمبر ۲۹

زنانہ گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی تعلیم کے فوری انتظام کی ضرورت

مسلم خواتین تعلیمی لحاظ سے اپنی ہموطن بہنوں سے بہت پیچھے ہیں۔ اگر اعلیٰ تعلیم کے اعداد و شمار پر نظر ڈالی جائے تو دیگر اقوام کے مقابلہ میں مسلم طالبات کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ اس کی ایک بڑی وجہ حکومت کی غفلت اور بے اعتنائی ہے مسلمان قوم کی تعلیمی کمزوری کی وجہ سے مسلمان طالبات حکومت کی زیادہ سے زیادہ امداد و حوصلہ افزائی کی مستحق ہیں اور حکومت کا فرض ہے کہ وہ ان کے لئے ہر ممکن سہولت مہیا کرے۔ لیکن وہ اپنے ان فرائض کو پورا کرنے کے بجائے مسلمان طالبات کے لئے آئے دن طرح طرح کی مشکلات پیدا کرتی رہتی ہے۔ جو نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سی باتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس وقت ہم ایک خاص امر کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔

گورنمنٹ کالج لاہور (فار وومن) صوبہ کا واحد سرکاری زنانہ کالج ہے۔ اور پنجاب بھر میں صرف یہی ایک ایسی درسگاہ ہے جہاں پردہ دار مسلمان لڑکیاں اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتی ہیں برخلاف اس کے ہندو سکھ اور عیسائی وغیرہ لڑکیوں کے لئے دوسرے متعدد مردانہ کالجوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ان کے ہاں مخلوط تعلیم کو عام طور پر معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن افسوس اس کالج کی چار دیواری کے اندر بھی حکومت کی غفلت اور بے اعتنائی پوری شان سے موجود ہے۔ مسلمان لڑکیوں کے لئے سہولتیں مہیا کرنا تو ایک طرف رہا ان کے جائز مطالبات پر بھی کوئی توجہ نہیں دی جاتی۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض غیر مسلم کارکنوں کے تعصب نے حکومت کی غفلت کو مسلمان طالبات کے لئے زیادہ قابل افسوس اور زیادہ نقصان رساں بنا دیا ہے۔ کالج مذکور میں سنسکرت کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام ہے۔ لیکن بار بار کے مطالبات کے باوجود عربی کی کلاسیں نہیں کھولی گئیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عربی پڑھنے کی خواہشمند طالبات سلسلہ تعلیم ہی کو منقطع کر دیتی ہیں۔ یا مجبوراً دوسرے مضامین لیتی ہیں جو ان کے مستقبل کے مصالح اور قدرتی رجحان طبع کے لحاظ سے بے فائدہ ہوتے ہیں۔ شاید گزشتہ دستور کے مطابق کہہ دیا جائے کہ مسلمان طالبات عربی پڑھتی ہی نہیں۔ اس لئے انتظام کرنا بے فائدہ اور داخل اسراف ہے لیکن اب اس عذر لنگ کی بھی گنجائش باقی نہیں رہی۔ آج کل بی اے کلاس کی تین طالبات عربی لینے کی درخواست پرنسپل کالج سے کر رہی ہیں لہذا حکومت کا فرض ہے کہ جلد از جلد عربی تعلیم کا بندوبست کرے۔ ہم اس ضروری معاملہ کی طرف نہایت زور سے آنریبل وزیر تعلیم۔ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب اور پنجاب یونیورسٹی کو توجہ دلاتے ہیں۔ اس جائز مطالبہ کا جلد پورا نہ ہونا مسلمانوں کی بے چینی کا باعث ہوگا۔

چند روز ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے اس کے متعلق مندرجہ ذیل قرارداد منظور کر کے آنریبل وزیر تعلیم۔ ڈائرکٹر بہادر سررشتہ تعلیم۔ رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی تعلیمی انجمنوں اور مسلم اخبارات کو بھیجی گئی۔

"مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کے بارہ میں حکومت کی طرف سے حوصلہ افزائی ہونے کے بجائے طرح طرح کی مشکلات پیدا کی جا رہی ہیں۔ صوبہ بھر میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے صرف ایک گورنمنٹ کالج ہے جس میں طالبات کے لئے عربی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں حالانکہ اس کی ضرورت عرصہ سے محسوس کی جا رہی ہے۔ برخلاف اس کے سنسکرت کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام موجود ہے۔ چونکہ اس وقت بی اے کلاس کی تین طالبات عربی لینے کی درخواست پرنسپل کالج سے کر رہی ہیں اس لئے حکومت کو کالج مذکور میں عربی تعلیم کا بندوبست کر دینا چاہیئے۔ تاکہ عربی پڑھنے کی خواہشمند طالبات کی تعلیم میں ہرج نہ ہو"

تمام مسلم اخبارات، اسلامی انجمنوں مسلم سکولوں کے ہیڈماسٹروں کالجوں کے پروفیسروں اور تعلیمی و قومی کام میں دلچسپی لینے والے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس اسلامی مطالبہ کی تکمیل کے لئے پوری پوری کوشش کریں۔ اس سلسلہ میں پہلا کام یہ ہونا چاہیئے کہ مسلم اخبارات مسلسل و پر زور مضامین لکھیں اور انجمنوں کی طرف سے قرار دادیں منظور کر کے مذکورہ بالا اصحاب کو بھیجی جائیں۔

مہاراجہ الور کا افسوسناک انجام

اخبار بین حضرات کو بخوبی معلوم ہوگا کہ گزشتہ ہفتہ کرنل اوگلوی نے حکومت ہند کی طرف سے مہاراجہ الور کو یہ ناگہانی نوٹس دیا کہ وہ دو سال کے لئے ریاست سے باہر چلے جائیں۔ یا ان حالات اور کی تحقیقات کے لئے جنہوں نے اندرون و بیرون ریاست اضطراب پیدا کر رکھا ہے ایک تحقیقاتی کمیشن کے تقرر کو قبول فرمائیں اور اس نوٹس کا جواب اڑتالیس گھنٹہ کی قلیل مدت کے اندر مانگا۔ مہاراجہ موصوف نے جواب میں پہلی شرط کو قبول کر لیا اور دو سال کے لئے ریاست انگریز وزیر اعظم کے حوالے کر کے فی الحال کوہ آبو پر چلے گئے۔ جہاں سے چند روز تک کسی بیرونی ملک کو تشریف لے جائیں گے اخراجات کے لئے آپ کو تین لاکھ روپیہ سالانہ پنشن ملے گی۔ آپ کی غیر حاضری میں انگریز وزیر اعظم کو کلی اختیارات حاصل ہونگے۔

مہاراجہ موصوف کی یہ جلاوطنی اور بے بسی نہایت درجہ افسوسناک اور عبرت انگیز ہے لیکن اس میں کسی کا کچھ قصور نہیں یہ سب کچھ ان کے اپنے ہی غیر مدبرانہ و ظالمانہ افعال کا نتیجہ ہے۔ ان کی حکومت نے مسلمانوں پر ناقابل برداشت مظالم کئے جس پر اسلامی ہند کے گوشے گوشے سے صدائے فریاد بلند ہوئی۔ ریاست اور بیرون ریاست کے مسلمانوں نے انصاف و انسانیت کے نام پر بار بار اپیلیں کیں جس کے جواب میں ریاستی مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا گیا۔ ہزاروں مسلمان اپنے گھر بار چھوڑ کر انگریزی علاقہ میں آ گئے اس پر بھی مہاراجہ کی حکومت اور قوم کا دل ٹھنڈا نہ ہوا اور مسلم آزاری بدستور جاری رہی۔ حالات روز بروز زیادہ خراب ہونے لگے۔ حتیٰ کہ قیام امن کے لئے انگریزی فوجیں بلانی پڑیں انتظام کے لئے انگریزی حکام مقرر ہوئے۔ مہاراجہ موصوف مظلوم مسلمانوں کی فریاد کو بار بار ٹھکرا کر کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو چکے تھے۔ انہوں نے انگریز حکام سے بھی الجھنا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ ان کی جلاوطنی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں کہ مہاراجہ کی یہ تازہ مصیبت اور ذلت ان کے افعال ہی کا نتیجہ ہے۔ لیکن ہم ہر ایک مصیبت زدہ شخص سے اظہار ہمدردی ضروری سمجھتے ہیں اس لئے ہمیں مہاراجہ موصوف سے بھی ہمدردی ہے۔ کاش ان کو اب بھی اپنی کوہ ہمالیہ سے بھی بڑی غلطیوں کا احساس ہو جائے۔ موصوف کو ڈاکٹر مونجے اور بھائی پرمانند کی تماش کے ہندوؤں اور چند غدار اور زر پرست مسلمانوں کی امداد و اطاعت کا تو پورا پورا تجربہ ہو گیا ہوگا۔

ایک قابل غور بات

مہاراجہ موصوف کے سامنے دو شرطیں پیش کی گئی تھیں جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ انہوں نے تحقیقاتی کمیشن پر جلاوطنی کو ترجیح دی۔ یہ بات اس حقیقت کو اور واضح کرتی ہے کہ مسلمانان الور کی شکایات بالکل صحیح ہیں۔ اور ریاست الور میں ایسے حالات موجود ہیں جن کی تحقیقات سے اس کا حکمران بھی خوف کھاتا ہے

مگر مسلمانوں کی شکایات فرضی اور برطانی علاقہ کے اسلامی اخبارات اور مسلم لیڈروں کے دماغ کی اختراع ہوتیں جیسا کہ ہندو پریس کا دعوے ہے تو مہاراجہ کو تحقیقاتی کمیشن سے خوف کھانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی وہ ایک بے لاگ اور سچے حکمران کی طرح نہایت خندہ پیشانی سے کشادہ دلی کمیشن کے تقرر کی تجویز کو قبول فرما لیتے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ دس ہزار سے زیادہ آدمیوں کی ہجرت کے بعد مہاراجہ کا تحقیقات سے خوف حکومت الور کے وحشیانہ مظالم اور مسلمانان الور کی مظلومی کا ناقابل انکار ثبوت ہے۔

ہمارا مقصد مسلمانان الور کی شکایات کا ازالہ ہے خواہ وہ کسی جائز ذریعہ سے ہو۔ انگریز وزیر اعظم کے تقرر اور مہاراجہ کی غیر حاضری پر ہم اسی صورت میں اظہار اطمینان کر سکتے ہیں جبکہ ہمارا یہ مقصد پورا ہو جائے۔ یا کم از کم اس کے لئے مخلصانہ و غیر جانبدارانہ کوشش کی جائے۔ ورنہ یہ سب کچھ بے فائدہ ہے۔

پیغام صلح کے بقایا جات

پیغام صلح کے بقایا جات کے متعلق حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی ایک اپیل گزشتہ کئی اشاعتوں میں شائع ہو چکی ہے بقایا کی تفصیل کے ساتھ بقایا داروں کو فرداً فرداً بھی بھیجی جا رہی ہے اس کے متعلق ہم چند ضروری باتیں عرض کرنا چاہتے ہیں۔ بعض احباب دفتر کے ارسال کردہ حساب پر بلا وجہ ناراض و معترض ہوتے ہیں ہمارے خیال میں اس کی وجہ عدم واقفیت ہے۔ دفتر میں حساب نہایت باقاعدگی سے رکھا جاتا ہے۔ تمام روپیہ دفتر محاسب میں آتا ہے جہاں سے دوسرے تمام صیغوں کی طرح دفتر پیغام صلح بھی اطلاعات لیتا ہے اور نہایت احتیاط سے کھاتوں میں درج کرتا ہے مطالبات کے وقت مزید پڑتال کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں وقتاً فوقتاً آڈیٹر صاحب اور دوسرے افسران حسب ضرورت چیک کرتے رہتے ہیں اس طرح غلطی شاذ ہی ہوتی ہے۔ لیکن خدانخواستہ کسی خریدار کو حساب میں کچھ غلطی کا شبہ ہو تو خط و کتابت سے اس کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ اگر فی الحقیقت دفتر کی غلطی ہوگی تو وہ اسے تسلیم کر لے گا۔ اور ذمہ دار افسران اس کے متعلق واجبی باز پرس اور آئندہ کے لئے اس کے ازالہ کا انتظام کریں گے اور خریدار کی غلط فہمی ہوگی تو دلائل سے اسے دور کر دیا جائے گا۔ لیکن مطالبہ کے خط کو دیکھ کر بلا وجہ غصہ میں آ جانا اور بگڑ بیٹھنا خلاف اخلاق فعل ہے۔ مناسب ہوگا کہ اس درخواست کے ساتھ ہی ہم دفتر کے بقایا نکالنے کا طریقہ بھی بیان کر دیں۔ واجب الادا رقوم کی میزان میں سے ادا شدہ رقوم کی میزان کو نکال کر جو باقی رہ جائے وہ بقایا ہے۔ مثلاً ایک صاحب ۲۰ رمئی ۱۹۳۰ء کو خریدار ہوئے تو ۲۰ رمئی ۱۹۳۳ء تک ان کے ذمہ چھ روپے سالانہ کے حساب سے اٹھارہ روپے کی رقم واجب الادا ہوئی۔ فرض کیجئے مئی ۱۹۳۲ء میں انہوں نے چھ روپے ارسال فرمائے تو اس صورت میں جو روپے $\frac{5}{31}$ ۲۷ تا $\frac{5}{32}$ ۲۰ کا چندہ متصور ہوگا اور اسی طرح کھاتہ میں اندراج ہوگا۔ مگر ایسے موقعوں پر بعض خریدار صاحبان دفتر کو ڈانٹ پلانی شروع کر دیتے ہیں کہ تم بقایا کس اصول سے نکالتے ہو۔ ہم نے تو گزشتہ سال چندہ ادا کیا ہے حالانکہ ان کا ایسا کہنا صحیح نہیں۔ گزشتہ سال چندہ تو انہوں نے بیشک ادا فرمایا۔ لیکن وہ دراصل $\frac{5}{30}$ ۲۰ تا $\frac{5}{31}$ ۲۰ کا چندہ تھا۔ دفتر کے نزدیک جو $\frac{5}{31}$ ۲۰ تا $\frac{5}{33}$ ۲۰ یعنے دو سال کا چندہ بقایا ہی ہوگا۔ امید ہے کہ ان چند سطور سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ اگر احباب باقاعدگی سے چندہ ادا کر دیا کریں تو ایسی شکایات پیدا ہی نہ ہوں۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ۲۳ رمئی کو گیارہ بجے صبح کے قریب جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کی والدہ محترمہ کا لاہور میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی روز قبرستان میانی صاحب میں دفن کی گئیں۔

— ۲۴ رمئی کی شام کو جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی سے تشریف لائیں۔ ۲۹ رکو واپس تشریف لیجائیں گی۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ ۲۶ رمئی کو ڈلہوزی تشریف لے جانے کا ارادہ رکھتے تھے لیکن جناب والدہ صاحبہ کے انتقال کی وجہ سے رک گئے۔ اب آپ ۲۹ رمئی کو روانہ ہونگے۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ ۲۰ رمئی کی شب کو سامانی دکوہ مری ، تشریف لے گئے۔

— میاں غلام شبیر صاحب ایم خلف الرشید جناب میاں غلام رسول صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس یکم جون سے بعہدہ تحصیلدار مظفر گڑھ تعینات ہوئے ہیں۔ مبارکباد۔

— میاں عبدالرحمن سلیمان صاحب بغداد نے اپنے صاحبزادے عزیز عبدالقادر کی ختنہ کی تقریب پر سوا پانچ روپے انجمن کو مرحمت فرمائے ہیں۔

پیغام صلح:- دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب کو اپنے صاحبزادے کی بہت بہت خوشیاں دکھائے۔ اور اسے صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔

— اخویم ابراہیم آدم صاحب بغداد سے کراچی تشریف لے آئے ہیں۔ اور کچھ عرصہ یہیں قیام رکھیں گے۔

— اخویم سید تصدق حسین صاحب بغداد نے رسالہ اسلام کٹیکزم یعنے سوال و جواب اسلام کا عربی ترجمہ کر لیا ہے۔ اور اب اس کی طباعت کا انتظام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو بہت جزائے خیر دے۔ وہ خدمت اسلام کا بہت مفید کام کر رہے ہیں اخبار لائٹ کے مضامین کے تراجم شاہ صاحب نے عربی اخبارات میں چھپوانے کے لئے کروائے ہیں۔ ایک تو بچوں کے صفحہ سے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ والا مضمون۔ دوم غازی رؤف پاشاہ کی تقریر لاہور کا اقتباس۔

— ایران میں اخویم عباسی صاحب تقسیم لٹریچر کے ذریعہ نہایت مفید کام کر رہے ہیں۔ تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ ہماری کتب کے فارسی تراجم کی ایران میں بہت مانگ ہے۔ اور لوگ بڑے شوق سے ہمارے لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جتنے لوگوں کو لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا گیا۔ کسی ایک نے بھی مخالفت کا اظہار نہیں کیا۔

— مسٹر محمود ڈپٹی ایڈیٹر ٹائمز آف انڈیا بمبئی لکھتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ لاہور کے احباب یہ معلوم کر کے خوش ہوں گے کہ میں نے کتاب محمدی پرانٹ اور ارلی خلافت کو ڈو ۲ دفعہ نہایت غور سے پڑھا ہے جنہوں نے مجھ پر بڑا اثر کیا ہے۔ اور خاص طور پر موخر الذکر کتاب نے مجھ پر ایک نئی قسم کی روشنی ڈالی ہے۔ حضرت مولانا صاحب کے انگریزی قرآن کا میں روزانہ مطالعہ کیا کرتا ہوں۔ اور اس کے ذریعہ سے مجھے عربی کا علم بھی آ رہا ہے اور میں حضرت نبی کریمؐ کی شخصیت کو نہایت عمدگی سے سمجھ رہا ہوں۔ اس کی انگریزی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کاش میں ایسی عمدہ اردو لکھ سکتا جیسی عمدہ انگریزی مولانا صاحب نے لکھی ہے۔ قرآن کریم کا ترجمہ ایک پڑھنے والے کو حضرت نبی کریمؐ کے جملہ اخلاق کا صحیح نمونہ بتا دیتا ہے۔

— اخویم قطب الدین صاحب ونیگا ہٹم سے لکھتے ہیں۔ کہ یہاں دو جرمن سیاح آئے جبکہ میں اخبار پیغام صلح پڑھ رہا تھا۔ انہوں نے اخبار کا نام دریافت کیا جب انہیں بتایا گیا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ پھر انہوں نے دریافت کیا کہ تم احمدی ہو جس نے اثبات میں جواب دیا۔ تو احمدیوں کی تعداد دریافت کی کہ اس شہر میں کتنے ہیں جو بتائی گئی۔ اس کے بعد انہوں نے برلن مسجد کا ذکر کیا اور میرا نام اور پتہ نوٹ کر لیا۔ اس کے بعد عوت کھا کر چلے گئے۔ گو وہ عیسائی تھے لیکن برلن مشن اور احمدیوں کی جد و جہد پر بڑے خوش ہوئے۔

— انتہائی افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب سید نفیر شاہ صاحب سکرٹری جماعت نورکوٹ انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت صالح و عابد بزرگ تھے اپنے دل میں خدمت دین و تبلیغ اسلام کا غیر معمولی جوش رکھتے تھے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے جنازۂ غائب کی درخواست ہے۔

— ۲۰ رمئی کو اساتذہ مسلم ہائی سکول لاہور کا ایک جلسہ بصدارت سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا جس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔

(۱) یہ جلسہ جناب مولوی محمد یعقوب خاں صاحب کے والد ماجد کی وفات حسرت آیات پر اظہار رنج و افسوس کرتے ہوئے خانصاحب سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور خاں صاحب اور ان کے اعزہ کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

(۲) مندرجہ بالا قرارداد کی نقول مولوی محمد یعقوب خاں صاحب اور اخبارات کو بھیجی جائیں۔

— افسر صاحب تحصیل اطلاع دیتے ہیں:-

(۱) چودھری فضل داد صاحب محصل انجمن فراہمی چندہ وغیرہ کے لئے گوجرانوالہ۔ وزیر آباد۔ گجرات۔ لالہ موسیٰ کھاریاں لنبڈ۔ پنڈی بہاء الدین۔ بھلوال چک ۵۷ء جیلیانوالہ فلعوار۔ چک شیخان۔ چک ۹۔ گورالی چک ۹ کے دورے پر روانہ ہوئے ہیں۔

(۲) عبدالشکور صاحب محصل کو فراہمی چندہ کے لئے شیخوپورہ اور لائل پور کی طرف روانہ کیا گیا ہے۔ احباب سے درخواست ہے کہ وہ ان دونوں صاحبوں کی ہر ممکن امداد فرمائیں۔

— قاضی شیر محمد صاحب علی پور سے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

اخویم مکرم خان یار محمد خاں صاحب احمدی جو ایک مخلص نوجوان ہیں اور مولوی غلام حیدر صاحب راسخی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول علی پور نے امسال بی اے کا امتحان دیا ہے ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

— قاضی عبدالرحمن صاحب مسلخواں علی پور عرصہ سے بعارضہ فالج بیمار ہیں۔ موصوف کی نوجوان صاحبزادی بھی علیل ہیں۔ احباب ان کی صحتیابی کے لئے دعا کریں۔

رؤیت باری تعالیٰ پر اعتراض

اور اس کا جواب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

اعتراض:- قرآن میں خدا کے لئے لا تدرکہ الابصار آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انسان کی آنکھیں احاطہ نہیں کر سکتیں۔ لہٰذا اس میں اور عقیدۂ رویت باری تعالیٰ میں باہمی تضاد معلوم ہوتا ہے۔

فاما الجواب:- رویت باری تعالیٰ برحق ہے جیسا کہ قرآن میں آتا ہے۔ وجوہٌ یومئذٍ ناضرۃٌ الیٰ ربہا ناظرۃ (القیمۃ) اس دن کچھ چہرے ہوں گے جو بشاش ہوں گے۔ اور اپنے رب **کو دیکھ رہے ہوں گے** اسی طرح کی اور متعدد بیّن اور محکم آیات قرآنی ہیں جن سے صاف پتہ لگتا ہے کہ رویت باری تعالیٰ برحق اور عین مطابق قرآن ہے۔

ہاں یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ نگاہیں جو ہمیں اس مادی جسم کے ساتھ عطا ہوئی ہیں پا نہیں سکتیں۔ یعنے مادی آنکھیں اس کا نظارہ نہیں کر سکتیں اور نہ اس پر احاطہ کر سکتی ہیں۔ **لا تدرکہ الابصار** کا یہی مطلب ہے۔ اور ظاہری آنکھوں پر ہی کیا موقوف ہے۔ ہمارے حواس خمسہ ظاہری سے کوئی حس بھی اسے محسوس نہیں کر سکتی۔ یہاں نگاہ کا تو صرف اس لئے ذکر کیا کہ وہ تمام حواس ظاہری میں سب سے افضل و اعلیٰ اور علم حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ **مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ حواسِ روحانی بھی اسے محسوس نہیں کر سکتے جب روحانی حس سامعہ کی اس کے کلام کو سنتی ہے تو روحانی حس باصرہ کی اسی ہستی کے دیدار سے بہرہ اندوز کیوں نہ ہو؟**

اگر ظاہری حواس کی طرح ہمارے روحانی حواس بھی اللہ تعالیٰ کو محسوس نہیں کر سکتے تو پھر ہماری روحانی حس سامعہ کی اس کے کلام کو بھی نہیں سن سکتی اور جب اسے نہ ظاہری حواس محسوس کر سکیں اور نہ روحانی حواس محسوس کر سکیں، تو اس کی ہستی ہی کوئی نہیں ہو سکتی۔ کسی ہستی کا وجود ماننے کے لئے ضروری ہے کہ یا تو وہ ظاہری حواس سے محسوس ہو سکے۔ یا باطنی و روحانی حواس سے محسوس ہو سکے۔ اگر دونوں طرح کے حواس سے کوئی ہستی ہی محسوس نہ ہو تو اس کی ہستی ہی کوئی نہیں یا کم از کم ہم اس کے ماننے کے مکلف نہیں ہو سکتے۔ اور نہ خود وہ ہستی کسی طریق سے ہمیں اپنے آپ کو منوا سکتی ہے۔ کیونکہ کسی ہستی کا علم حاصل کرنے کے ذرائع ہمارے پاس یہی حواس ہیں۔ ظاہری ہوں یا باطنی۔ جب ان حواس سے ہم اسے محسوس ہی نہیں کر سکتے تو اس نے ہمیں منوانا کیا ہے۔ اور ہم نے اسے ماننا کیا ہے۔ پس اگر خدا کوئی ہستی ہے اور وہ اس تمام عالم کی خالق اور مالک اور رب ہے تو ضرور ہے کہ ظاہری حواس سے نہیں تو روحانی حواس سے تو محسوس ہو سکے۔ اگر روحانی حس سامعہ کی اس کے کلام کو سنے تو روحانی حس باصرہ کی اس کے رویت سے فیضیاب ہو سکے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ یہ دیدار الٰہی ہر ایک شخص کو اس کی حیثیت اور استعداد کے مطابق ہی ہو سکتا ہے۔ کلی طور پر اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کا مشاہدہ تو ناممکن ہے کیونکہ بندہ اور مالک کا مقابلہ کیا۔ ذرہ نے آفتاب کے حسن کا کیا اندازہ اور احاطہ کرنا ہے۔ مگر اپنی استعداد علم، قرب اور صفائی قلب کے مطابق اس کے حسن کا نظارہ ہر ایک شخص کو نظر آتا ہے۔ قرآن کا بڑا کمال یہی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کی تصویر الفاظ کے ذریعہ کھینچی ہے۔ اور اس قال کو حال بنانے کے لئے عمل اور عبادت کی تحریک کی ہے یہی تصویر جو قال کی صورت میں قرآن میں کھینچی نظر آتی ہے۔ عالم روحانیت میں حال بنکر کیوں نہ دیدار الٰہی کا نظارہ کرا دے؟ ہاں یہ درست ہے کہ بندہ کی روحانی نگاہ بھی تفصیل کے ساتھ کامل طور پر دیدار الٰہی کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ یہ ایک **جزو** ہے اور وہ **کل** ہے۔ اسی لئے جس عظیم الشان انسان کے متعلق قرآن نے فرمایا **ما زاغ البصر وما طغیٰ**۔ یعنے محمد رسول اللہ صلعم کی آنکھ **دیدار الٰہی** کے وقت ٹیڑھی بھی نہیں ہوئی اور نہ حد سے بڑھی۔ وہ بھی آخر کار یہی بتا گئے کہ **ما عرفناک حق معرفتک** کہ جو تیری معرفت کا حق ہے وہ میں پہچان نہ سکا۔ پس انسان کے حواس روحانی بھی معرفت الٰہی کو **بکلی** احاطہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ ذات لامتناہی و لامحدود ہے۔ **مگر یہ غلط ہے کہ انسان کے حواس روحانی جناب باری کو محسوس نہیں کر سکتے جب اس کی آواز کو سن سکتے ہیں تو جمال کو بھی دیکھ سکتے ہیں۔** ہاں نہ جمال کا احاطہ ہو سکتا ہے۔ نہ کلام کا۔ جیسا کہ خود قرآن کریم میں فرماتے ہیں لو کان البحر مداداً لکلمٰت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمٰت ربی ولو جئنا بمثلہ مددا۔ کہ اگر میرے رب کے کلمات کے لئے سمندر سیاہی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے مگر میرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے اور اگرچہ سمندر کے مثل اور سمندر مدد کو کیوں نہ لائے جائیں۔

پس خدا کا کلام تو لامتناہی ہے۔ جسے انسان کے حواس روحانی احاطہ نہیں کر سکتے۔ لیکن اس میں کیا شک ہے کہ جس قدر حصہ کلام الٰہی کا انسان کو قرآن کی شکل میں عطا ہوا ہے اسے انسان کے حواس روحانی نے محسوس کیا اور پالیا۔ پس اس حد تک معرفت الٰہی کو پالینا اور جناب الٰہی کو محسوس کر لینا انسانی استعداد اور اس کی وسعت حواس میں داخل ہونا ثابت ہے۔ لہٰذا جس قدر حصہ جمال الٰہی کا قرآن کریم میں بطور قال مذکور ہے اسے عبادت اور عمل کے ذریعہ بطور حال کے روحانی حواس کے ذریعہ محسوس کرنا اور پالینا انسانی استعداد کے اندر داخل ہے۔ **جس قدر کلام الٰہی کا انسان حامل ہو سکتا ہے اسی قدر مشاہدۂ جمال الٰہی کی استعداد بھی اس میں موجود ہونی چاہیے جس قسم کے حواس سے وہ کلام الٰہی کو سن سکتا ہے اسی قسم کے حواس سے وہ جمال الٰہی کو دیکھ سکتا ہے۔ جس حد تک کلام الٰہی کو وہ سن سکا ہے اسی حد تک جمال الٰہی کو وہ دیکھ بھی سکتا ہے۔** البتہ موجودہ مادی جسم کے ظاہری حواس اسے پا نہیں سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کوئی مادی جسم نہیں۔

ڈلہوزی میں درس قرآن کریم

خاکسار نے گزشتہ سال حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی خدمت میں بذریعہ عریضہ درخواست کی تھی کہ اگر ڈلہوزی میں قرآن کریم کے درس کا انتظام ہو تو میں حاضر ہو کر مستفیض ہونے کا بہت آرزومند ہوں۔ لیکن کچھ ایسے واقعات پیش آگئے کہ یہ بہترین غذائے روح نہ مل سکی۔ امسال بھی عرض کیا۔ تو ڈاکٹر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی خدمت میں عرض کیا جائے۔ خاکسار نے حضرت امیر کی خدمت بابرکت میں یہ درخواست پیش کی۔ جس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہاں پر اور بھی چھ سات صاحب ذوق حضرات درس قرآن میں شامل ہو سکیں تو آپ کو بھی اطلاع دی جائے گی اس لئے جملہ مشتاقان قرآن کریم کو بالعموم اور احباب جماعت کو بالخصوص اس زریں موقع سے مستفیض ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ جسمانی اور روحانی تربیت اور ترقی کا بہترین ذریعہ ہے۔

اس میں شمولیت کے لئے حضرت امیر یا حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی خدمت میں ڈلہوزی کے پتہ پر اطلاع دی جائے۔ العــــــارض

(سید سکندر شاہ موضع درملک ضلع کوہاٹ)

(بقیہ صفحہ ۷)

(۱) خدا تعالیٰ کا ازار بند ہے

(۲) ازار بند باندھنے کی جگہ ہے

(۳) پاجامہ ہے

(۴) ٹانگ ہے جسے مومن سجدہ کریں گے۔

(۵) خدا تعالیٰ اپنی ٹانگ کو دوزخ میں ڈالے گا۔

(۶) حضرت ابراہیمؑ (نعوذ باللہ) جھوٹے تھے۔

(۷) صرف مریم علیہا السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام گناہ سے بری ہیں۔

(۸) حضرت سلیمانؑ تمام رات میں سو بیویوں کے پاس جاتے تھے۔

(۹) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کفار کا قول کہ "ان تتبعون الا رجلا مسحورا (بنی اسرائیل ع ۵)" درست ہے۔

(۱۰) حضرت موسےٰ ننگے نہا رہے تھے کہ پتھر ان کے کپڑے لیکر بھاگا۔ اور حضرت موسیٰ بھی پیچھے ننگے ہی کفار کی مجلس تک پہنچے۔ اور یہ ان کی وجاہت کا ثبوت تھا۔

اس کا آپ کے مناظر اول مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اور مناظر ثانی مولوی نور حسین گھرجاکھی نے کیا جواب دیا تھا۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ آپ نے مناظرے کی روئداد لکھتے ہوئے دیانت و امانت کو کہاں تک ہاتھ سے چھوڑا ہے اور کس قدر کتمان حق سے کام لیا ہے۔

بدوملھی اور جہلم کے مناظرے

"امرتسری مکذب" کا فرار اور "سوہدری وہابی" کی کذب آفرینی

(از سید اختر حسین صاحب اختر)

جماعت اہلحدیث سے مناظرے

ماہ گزشتہ میں ہماری جماعت کو جماعت اہلحدیث سے بدوملھی اور جہلم میں دو مناظرے کرنے پڑے۔ جن کی خبر مختصر طور پر قارئین "پیغام صلح" کی نظروں سے گزری ہوگی لیکن افسوس ہے کہ تفصیلی واقعات جو نہایت دلچسپ تھے اخبار میں درج نہ ہو سکے۔ ان دونوں مناظروں میں اپنی جماعت کی طرف سے میں ہی مناظر تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں ایسی عظیم الشان کامیابی عطا فرمائی اور "معاندین احمدیت" کو وہ خفت اٹھانی پڑی جس کی یاد اُن کے قلوب کو دیر تک مجروح کرتی رہے گی۔

مدیر "مسلمان" کا ایک غلط الزام

سوہدرہ کے ایک وہابی مولوی عبدالمجید نام جو رسالہ "مسلمان" سوہدرہ کے مدیر بھی ہیں اپنے رسالہ کی اپریل و مئی کی مجموعی اشاعت میں ان مناظروں کا تذکرہ کرتے ہوئے روئداد کو ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں:-

"اس میں کوئی کلام نہیں کہ مرزائی مرزا آنجہانی کو نبی مانتے ہیں اور جو اس کی نبوت میں شک لائے اسے کافر سمجھتے ہیں۔ لاہوری پارٹی قادیانی پارٹی سے زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ یہ "منافق" ہے۔ بظاہر مرزائی کو مجدد کہتی ہے مگر جب کوئی اعتراض ہو تو جھٹ سے دیگر انبیاء کرام پر اعتراض شروع کر دیتی ہے۔" (صـ)

قطع نظر اس کے کہ وہابی مولوی کا "مناظروں کی روئداد" کو ان غلیظ اور دل آزار الفاظ سے شروع کرنا کس حد تک اس کی مزعومہ علمیت اور نام نہاد قابلیت کی پردہ دری کر رہا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا فی الواقعہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ مانتی ہے یا نہیں؟ جماعت قادیان کا تو بے شک ایمان ہے کہ حضرت اقدس اور دیگر انبیاء کی نبوت میں بلحاظ "نفس نبوت" کچھ فرق نہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ لاہور قریباً بیس سال سے ہزارہا تحریرات کے ذریعہ اس باطل عقیدہ کی تردید کر رہی ہے۔ پس یہ کہنا کہ یہ جماعت صرف بظاہر مرزا جی کو مجدد مانتی ہے" اپنی بد دیانتی کا ثبوت دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر سچے ہو تو آؤ اور ہماری کسی تحریر سے یہ دکھا دو کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی اللہ مانتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کا خوف کرو جس کا عذاب افترا کرنے والوں کو دنیا اور آخرت میں ذلیل و رسوا کرنے کے بغیر نہیں چھوڑتا۔

حقیقت تو یہ ہے کہ قادیان کی غالی جماعت کی طرح ملت وہابیہ بھی ختم نبوت کی منکر ہے اول الذکر اگر ایک نئے نبی کے وجود کی قائل ہے تو موخر الذکر ایک پرانے اسرائیلی نبی کو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد آسمان سے آتا رہی ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو صحیح صورت میں ختم نبوت کو ماننے والی جماعت صرف جماعت احمدیہ لاہور ہے۔ پھر یہ کہنا کہ جماعت احمدیہ لاہور حضرت مسیح موعود کو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اللہ مانتی ہے۔ کیا اس آیت کا مصداق نہیں کہ:- وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا (النساء ع ۱۶)

(ترجمہ) جو شخص قصور یا گناہ تو خود کرے اور پھر ایک بے قصور پر اس کی تہمت لگائے وہ یقیناً اپنے اوپر بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ لیتا ہے۔

وہابیوں کی منافقت

وہابیوں کی منافقت تو ایک ایسی بدیہی چیز ہے جس پر کسی لمبی چوڑی دلیل کی بھی ضرورت نہیں۔ لیکن چونکہ ہمارے مکرم "مدیر مسلمان" اصرار کر رہے ہیں اس لئے اس کا تھوڑا سا نمونہ ہدیۂ قارئین کرام کیا جاتا ہے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری جن کی پیشانی پر حضرت مسیح موعود کے "رئیس المکذبین" ہونے کا سیاہ داغ لگا ہوا ہے۔ جو جماعت اہلحدیث کے "امیر" بھی رہ چکے ہیں۔ اور جن کے وجود کے بغیر وہابیوں کی کوئی محفل اور مجلس کامیاب تصور نہیں کی جاتی۔ عربی اور اردو میں تفسیر قرآن شائع کرتے ہیں۔ جس میں ان کے عقائد کفریہ کو دیکھ کر عرب و عجم کی جماعت وہابیہ ان پر "مخالف اہلحدیث والسنہ"، "معتزلہ" "نیچری"، "بدعتی"، اور "ملحد" ہونے کے فتاوی لگا چکی ہے (دیکھئے اربعین غزنویہ)

غزنوی حضرات چھوٹے کو گھر تک پہنچانے کے لئے شاہ حجاز سلطان ابن سعود کے سامنے "امرتسری مکذب" کا معاملہ پیش کرتے ہیں جہاں سر دربار ان بزرگ کو اپنی "منافقت" کا بدیں الفاظ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ:-

"مجھے آریہ سے مناظرہ کرنا پڑتا ہے اس لئے ایسا لکھ دیا گیا۔ میرا عقیدہ یہ نہیں۔"

(فیصلہ مکہ صـ ۱۲)

تو اب کیا ارشاد فرماتے ہیں سوہدری وہابی مولوی عبدالمجید صاحب اپنے اس بزرگ امیر کے متعلق جو اپنی تفضیلت کے سبز چیپے میں انتہائی درجہ کی منافقت کا مظاہرہ فرما رہے ہیں۔ جن کے عقائد آریوں کے مقابل کچھ اور ہوتے ہیں لیکن مسلمانوں کے اندر کچھ اور۔ کیا ایسے ہی لوگوں کے متعلق تو کسی شاعر نے نہیں کہا ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

پھر سوہدری وہابی یہ بھی بتائیں کہ ایسے منافقین کے ساتھ مذہبی رنگ میں تعاون کرنا اور ان کے "ارشادات عالیہ" کو اپنے جلسوں میں سن کر "خراج تحسین" دینا جماعت اہلحدیث کی منافقت کا صریحی ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟

مجددین اور منہاج نبوت

ایک اور علمی ٹھوکر جو مدیر "مسلمان" کو اس روئداد میں لگی ہے یہ ہے کہ مجددین کی صداقت ثابت کرنے کے لئے انبیاء کا نمونہ پیش نہیں کرنا چاہئے۔ حالانکہ قرآن مجید نے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب ع ۲) کہہ کر ہر مومن کی صداقت کے لئے انبیاء کے نمونہ کو معیار ٹھیرایا ہے۔ تو خدا جانے مجددین نے کیا قصور کیا ہے کہ وہ اس معیار پر نہ پرکھے جائیں ہم جو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت ثابت کرتے وقت انبیاء کا نمونہ بطور مثال پیش کرتے ہیں تو اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ اگر ایسی باتیں پائی جانے سے ایک نبی صادق کا صادق رہتا ہے۔ تو ایک مجدد کیوں وہی امور پائے جانے سے کاذب ٹھیرے۔

مناظروں کی کیفیت

مناظروں کی کیفیت کے متعلق مدیر موصوف کا بیان یہ ہے کہ احمدیوں نے

"عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت ابراہیمؑ حضرت داؤدؑ حضرت سلیمانؑ علیہم السلام پر اعتراض شروع کر دیئے اور ان کے اعمال پر بھی نکتہ چینیاں کیں" (صـ)

حالانکہ یہ حد درجہ کی کذب بیانی ہے ہم تو اس شخص کو جو کسی نبی بلکہ مجدد کو بھی "عیسائیوں اور یہودیوں" کی طرح مورد اعتراض بنائے لعنتی سمجھتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ بدوملھی کے مناظرہ میں جو "عقائد حضرت مسیح موعود" پر تھا۔ وہابی مناظر نے جو کلمۃ الحق کی معاندت میں اپنی بصیرت کھو چکا تھا منجملہ دیگر اعتراضات کے یہ دکھانے کی کوشش کی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کی ہے۔ اس کے جواب میں اسے کہا گیا ہے کہ توہین نہیں کی بلکہ الزامی رنگ میں عیسائیوں کو ان کی مسلمہ کتب سے جواب دیئے ہیں۔ اور صاف بات ہے کہ الزامی جواب مجیب کا عقیدہ نہیں ہوا کرتا۔ لیکن جماعت اہلحدیث کے ایمانیات میں یہ بات داخل ہے کہ دنیا کے تمام نبی گناہگار تھے۔ "لا امر بھم وانبھا"۔ ساتھ ہی ان کی مسلمہ کتب سے حوالے پیش کئے گئے اور کہا گیا کہ اصل میں تو توہین انبیاء کے مرتکب تم لوگ ہو۔ جو اس قسم کے عقائد رکھتے ہو۔ نہ وہ شخص جو الزامی جواب دے رہا ہے۔ اس پر وہابی مناظر کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ اور بدوملھی کے در و دیوار تک نے شہادت دی کہ وہابیوں کو بُری طرح شکست ہوئی ہے۔ اور ان کے عقائد "یہودیوں اور عیسائیوں" کے سے عقائد ہیں۔

جہلم کا مناظرہ

اس کے بعد مناظرہ جہلم وقوع میں آیا۔ اہلحدیث جہلم کے سالانہ جلسہ پر "امرتسری مکذب" کی ایک تقریر عقائد احمدیہ پر ہوئی تھی۔ ہماری طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ اس تقریر کے اختتام پر ہمیں مناظرہ کا وقت دیا جائے۔ جسے سکرٹری اہلحدیث نے نامنظور کیا۔ دیر تک خط و کتابت ہوتی رہی۔ آخر ہم نے لکھا کہ اگر ہمارا جلسہ ہو تو آپ عقائد احمدیت پر مناظرے کے لئے جھٹ تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن اپنے جلسہ میں عقائد اہل حدیث کو زیر بحث نہیں لانے دیتے۔ معلوم ہوتا ہے آپ کے عقائد ایسے گندے ہیں کہ آپ عوام الناس میں ان کے اظہار سے شرماتے ہیں۔ یہ بات وہابیوں کے دل پر لگی اور بالآخر انہوں نے ہمیں وقت دے دیا۔

مولوی ثناء اللہ کی تقریر

رات کے وقت ایک کھلے میدان اور بڑے مجمع میں مناظرہ تھا۔ "امرتسری مکذب" اپنے انداز خصوصی میں اٹھے اور عقائد اہلحدیث پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اہلحدیث کے عقائد کی رو سے کسی حدیث کی تاویل کرنا الحاد ہے۔ ہم حدیث کو اس کی اصل شکل میں بغیر کسی قسم کی تاویل کے مانتے ہیں۔

میں نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ اگر حدیث کی تاویل کرنا الحاد ہے۔ تو جماعت اہلحدیث ان احادیث کے متعلق کیا کہتی ہے جو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" میں درج ہیں۔

اہلحدیث کے عقائد

(۱) خلق اللہ الخلق فلما فرغ منہ قامت الرحم فاخذت بحقو الرحمان (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۂ محمد)

(ترجمہ) "اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا جب فارغ ہوا تو رحم نے کھڑے ہو کر خدا تعالیٰ کے ازار بند یا ازار بند باندھنے کی جگہ پکڑ لی۔"

(۲) یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنۃ۔ (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورہ القلم)

(ترجمہ) ہمارا رب قیامت کے دن اپنی پنڈلی کھولے گا۔ اور اسے تمام مومن مرد اور عورت سجدہ کریں گے۔

(۳) ویقال لجہنم ھل امتلئت وتقول ھل من مزید فیضع الرب تبارک وتعالیٰ قدمہ علیھا فتقول قط قط۔

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۂ ق باب قولہ فتقول ھل من مزید)

(ترجمہ) دوزخ کو کہا جائے گا کہ کیا تو بھر گئی وہ جواب دے گی اور لاؤ۔ پس ہمارا رب تبارک وتعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھے گا۔ تب دوزخ کہے گی۔ بس کر، بس کر۔

میں نے یہ پوچھا کہ اگر جماعت اہلحدیث ان احادیث کی تاویل نہیں کرتی تو معلوم ہوا کہ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجسم ہستی ہے۔ اس کا پاجامہ ہے۔ ازار بند ہے۔ ازار بند باندھنے کی جگہ ہے۔ جسے کبھی کوئی مخلوق پکڑ بھی لیا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ٹانگ ہے۔ جسے وہ ننگا کرکے لوگوں سے سجدہ کراتا ہے اور پھر اپنے قدم کو دوزخ میں بھی ڈالتا ہے۔

یہ اعتراض تو ان کی تقریر پر تھے۔ اب میں نے یہ دکھانا شروع کیا کہ جماعت اہلحدیث جیسا کہ مدیر "مسلمان" فرماتے ہیں "یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح" انبیاء کی توہین کرتی ہے اور اس کے عقائد خلاف قرآن ہیں۔ چنانچہ:۔

(۴) اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کی شان میں قرآن مجید "صدیقاً نبیا" (مریم ع ۳) کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ جیسا کہ آتا ہے لم یکذب ابراھیم الا ثلاثا۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا)

(ترجمہ) حضرت ابراہیمؑ نے صرف تین جھوٹ بولے۔

(۵) اہل حدیث کے نزدیک تمام دنیا کے انبیاء، اولیاء اور صلحاء کو مس شیطان ہوتا ہے۔ صرف حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کا دامن اس داغ سے پاک ہے۔ دیکھو بخاری کتاب التفسیر سورۂ آل عمران جس میں انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم کی تفسیر میں ہے کہ "ما من مولود یولد الا والشیطان یمسہ حین یولد فیستھل صارخا من مس الشیطان ایاہ الا مریم وابنھا۔

(ترجمہ) ہر ایک بچہ کو پیدائش کے وقت شیطان چھوتا ہے جس سے وہ چیختا ہے مگر اس سے مریم اور ابن مریم بری ہیں" اس سے تمام دنیا کے انبیاء سوائے حضرت مسیح کے گنہگار ثابت ہوتے ہیں۔

(۶) حضرت سلیمانؑ ایک رات میں اپنی سو بیویوں سے صحبت فرماتے تھے۔ (دیکھو بخاری کتاب النکاح۔ باب قول الرجل لاطوفن علی نسائہ۔)

اگر یہ سچ ہے تو نبی کی شان یہ نہیں ہو سکتی کیونکہ معمولی مومنوں کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے "والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما" (الفرقان ع ۶) کہ وہ اپنی راتیں خدا تعالیٰ کے حضور سجدے کرتے اور قیام کرتے گزارتے ہیں پس اہلحدیث کا یہ عقیدہ قرآن مجید اور اصول اسلام کے خلاف ہے۔

(۷) سحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل من بنی زریق یقال لہ لبید ابن الاعصم حتی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخیل الیہ انہ یفعل الشیء وما فعلہ (بخاری کتاب الطب باب السحر قول اللہ ولکن الشیاطین کفروا)

(ترجمہ) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہودیوں کے قبیلہ بنی زریق کے ایک شخص لبید بن الاعصم نے جادو کر دیا۔ حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے تھے کہ ایک کام کیا ہے اور واقعہ میں نہیں کیا ہوتا تھا۔"

اب سوال یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واقعی کفار نے یہ جادو کر دیا تھا تو ان کا یہ الزام کہ "ان تتبعون الا رجلا مسحورا" (بنی اسرائیل ع ۵) درست ہو گیا کیونکہ سحر زدہ آدمی اپنے فعل کا مختار نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کا فعل دوسروں کے لئے قابل تقلید نہیں ہو سکتا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر ملت وہابیہ کا یہ حملہ ایسا خطرناک ہے جس سے اسلام کا ہی کچھ باقی نہیں رہتا (العیاذ باللہ)

حیف ہے اس بے بصیرت جماعت پر جس نے تمام انبیاء کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بھی نہ پہچانا اور ایسے بدترین الزام لگائے جو صرف ایک "عیسائی یا یہودی" کے منہ سے نکل سکتے ہیں۔

(۸) بخاری کی وہ لمبی حدیث جس میں آتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ ننگے نہا رہے تھے کہ پتھر ان کے کپڑے لیکر بھاگ گیا۔ (دیکھو بخاری کتاب الانبیاء، نیز ترمذی ابواب التفسیر تفسیر سورۂ احزاب)

جماعت احمدیہ کا مسلک

اس کے ساتھ میں نے جماعت احمدیہ کے مسلک کو پیش کیا کہ ہم ایسی احادیث کی تاویل کرکے حتی الامکان انہیں قرآن مجید کے مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ان احادیث کو جو صریحاً اصول قرآنی کے خلاف پڑتی ہوں۔ اور جن سے مثلاً عصمت انبیاء پر داغ آتا ہو ہم رد کر دیتے ہیں۔ اور انہیں "حدیث نبوی" نہیں بلکہ "حدیث وضعی" سمجھتے ہیں۔

لیکن چونکہ جماعت اہلحدیث کے نزدیک ایک طرف چونکہ حدیث میں تاویل کرنا الحاد ہے اور دوسری طرف یہ سب باتیں ان کے ایمانیات میں داخل ہیں اس لئے ان کے عقائد بالکل قرآن مجید اور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔

"امرتسری مکذب" کا فرار

ہمارے "امرتسری مکذب" "مناظرہ" میں اپنے اصل عقائد چھپا کر بظاہر خوبصورت عقائد پیش کر دیا کرتے ہیں جیسا کہ شاہ حجاز کے سامنے انہوں نے خود اعتراف کیا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے اس مناظرہ میں ان کی زبان ایسی بند کی کہ بار بار للکارا گیا مگر ایک لفظ تک منہ سے نہ نکال سکے۔ یہ حد درجہ کی ذلت تھی جو انہیں جہلم میں اٹھانی پڑی۔

ان کے نو فرشتوں کو بھی علم نہ تھا کہ بقول مدیر "مسلمان" "سر منڈاتے ہی ایسے اولے پڑیں گے کہ دماغ ہی چکرا جائے گا۔ اس لئے انہیں بھرے مجمع میں صاف طور پر اپنی شکست کا اعتراف عملی صورت میں کرنا پڑا۔ اور انہوں نے دوبارہ احمدی مناظر کے مقابل کھڑے ہونے سے انکار کر دیا۔ وجہ یہ تھی کہ ان اولوں سے جو انہیں "سر منڈاتے" ہی پڑے ان کو اپنے تمام بلند بانگ دعاوی اور مسحور کن خطابات بھول گئے۔ اور بقول مدیر "مسلمان" "اپنا منڈا ہوا سر" پکڑ کر بیٹھ گئے۔ ہاں ہم مدیر موصوف کے ممنون ہیں۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ وہ بہت حد تک تسکین و اطمینان دیتے رہے "وزیر بزعم خود "فاتح قادیان" کی حالت یہ تھی کہ ایک رنگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے صاف کہہ دیا کہ ایک مرزائی لڑکے کے سامنے پنجاب کا نقلی شیر گیدڑ کی طرح دم دبا کر بھاگ رہا ہے۔ اگر ذرا بھی شرم ہو تو آئندہ کبھی احمدیوں کے منہ نہ آئیں۔ مگر سارا جھگڑا تو اسی کا ہے۔"

ایک اور مولوی صاحب کی آمد

مولوی ثناء اللہ صاحب کی جگہ ایک اور صاحب نور حسین گھر جاکھی نام سٹیج پر تشریف لائے تو امرتسری مکذب کی جان میں جان آئی۔ مگر انہوں نے جواب کی طرف توجہ دینے کی بجائے سویڈری وہابی کی طرح یہ کہنا شروع کر دیا کہ احمدی "یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اعتراض کرتے ہیں۔ اور مجمع کو طیش دلانے کی کوشش کی مگر سمجھدار لوگ جانتے تھے کہ توہین انبیاء کے مرتکب تو وہ لوگ ہیں جن کے یہ عقائد ہیں۔ احمدی تو اس وقت ع۔

یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

کے مصداق ہیں۔ بار بار سوالات کی طرف توجہ دلائی گئی۔ لیکن وہابی مولوی ایک ہی سبق جانتا تھا کہ احمدی توہین کرتے ہیں۔ ایک گھنٹہ تک مناظرہ ہوا مگر جواب کسی ایک سوال کا بھی نہ دے سکے۔

مدیر مسلمان سے مطالبات

یہ تو ہیں واقعات جن سے بقول خود "بڑے واقف" ہونے کے باوجود مدیر مسلمان فرماتے ہیں کہ احمدیوں کو زک اٹھانی پڑی۔ کیوں صاحب وہ احمدیوں کا مناظر تھا یا وہابیوں کا جس کے "منڈے ہوئے سر" پر جب بقول آپ کے "اولے پڑنے لگے" تو دوبارہ سامنے آنے سے انکار کرنے لگا۔ کیا وہ احمدیوں کا مناظر تھا یا آپ کے "امرتسری فاضل" تھے کہ ہتھکڑیوں کی جھنکار کو سنتے ہی سر پر پاؤں رکھکر بھاگے۔ اور میدان چھوڑ دیا۔ ان باتوں پر خدا کا خوف کرتے غور کریں اور پھر یہ لکھتے ہوئے شرم و حیا سے کام لیں کہ "احمدیوں نے زک اٹھائی"۔ کیا وہ جماعت جو دشمن مخالف کے سینے پر چڑھ کے ڈکارتا رہے زک اٹھایا کرتا ہے یا وہ جو میدان چھوڑ کر بھاگ جائے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتائیں کہ اہلحدیث کے عقائد کا نمونہ جو پیش کیا گیا تھا یعنی:۔

(باقی بر صفحہ ۵)

ایک مفید تجویز

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے

(جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

مندرجۂ ذیل قیمتی مضمون اس سے قبل بھی ۳ مئی کی اشاعت میں درج ہوچکا ہے۔ اس میں فاضل مضمون نگار نے ایک نہایت ہی مفید اور اہم تجویز پیش کی ہے جس کے متعلق احباب کی آرا کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ بعض دوستوں کی آرا موصول بھی ہوچکی ہیں۔ لیکن ہم اس بارہ میں ہر ایک صاحب ذوق اور علم دوست احمدی کے خیالات سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں۔ اسی خیال کے ماتحت اس مضمون کو دوبارہ درج کر رہے ہیں۔ کیونکہ تمام دوست اخبار کا فائل نہیں رکھتے اور ممکن ہے کہ محولہ بالا اشاعت میں یہ مضمون تمام قارئین اخبار کی نظر سے نہ گزرا ہو۔ ہمیں امید ہے کہ وہ تمام دوست جنھوں نے اب تک اس تحریر پر توجہ نہیں فرمائی ہو اپنی اپنی آراء سے خاکسار مدیر کو مطلع فرمائیں گے۔ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں اب پھر اعادہ کرتے ہیں کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے بلند پایہ اور عالمانہ مضامین سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کا نہایت ہی قابل قدر اور مفید حصہ ہیں۔ ان کو اخبارات کے فائلوں سے انتخاب کر کے مجموعہ کی صورت میں شائع کرنا ازبس ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر ان قیمتی موتیوں سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا ہے۔

احباب کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اتفاق حسنہ سے مجھے ۱۹۲۵ء سے لیکر آج تک "پیغام صلح" کے گزشتہ فائل کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اتنے بڑے ذخیرے میں جو چیز خاص طور پر میرے لئے جاذب توجہ ہوئی وہ حضرت قبلہ ڈاکٹر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سلمہ ربہ کے مضامین کا سلسلہ ہے جو مسلسل اور متواتر چلا گیا ہے۔ اور مجھ پر ہی منحصر نہیں بلکہ احباب سلسلہ نے جن کا تعلق اخبار پیغام صلح سے ہے وہ بھی بطیب خاطر اس امر کا اعتراف کرینگے کہ کس طرح سے یہ چشمہ پھوٹا اور پھوٹ کر باغ اسلام کو سرسبز اور شاداب کر رہا ہے اللھم زد فزد۔ میں نے جب ایک طرف آپ کی مصروفیتوں پر نگاہ کی اور دوسری طرف اتنے بڑے کارنامہ کو دیکھا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ قدرت کی فیاضی ہے کہ ایک ہی شخص کے ہاتھ میں جسمانی اور روحانی دونوں قسم کے امراض کا علاج رکھدیا ہے۔ سول ہسپتال ضلع بھر کے مریضوں کے اجتماع کی جگہ ہوتا ہے۔ اتنے بڑے شفا خانہ کے انچارج کو ظاہری معالجہ سے اتنی فرصت کہاں ہوسکتی ہے کہ وہ کسی دوسری طرف توجہ کرے۔ ہاں ایک آدھ مضمون کا لکھ لینا اور بات ہے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی دیگر ہے۔ ۱۹۲۵ء سے لیکر آج تک کے فائل دیکھ جاؤ۔ ایسے گنتی کے پرچے ملیں گے جن میں ڈاکٹر صاحب کا کوئی مضمون نہ ہو۔ پھر یہ مضامین بھی معمولی اور سرسری نہیں۔ بلکہ دقیق سے دقیق مذہبی اور علمی مضامین ہیں جن کو علوم جدیدہ کی روشنی میں ایسا مبرہن کیا ہے کہ فطرت سلیم کو سوائے تسلیم کرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں۔ سلسلہ کے جن جن اعتراضات کے دفعیہ کا تہیہ کیا ہے وہاں قرآن کریم، احادیث صحیحہ اور معقولی دلائل کا اس قدر زور دکھلایا ہے کہ حد کر دی ہے۔ تشنگی نزاع کے لیے آپ کے مضامین فیصلہ کن ہیں۔ اگر ان دلائل پر مبنی یہ ذخیرہ اپنے پاس ہو تو مخالف مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتا۔ مولوی صاحبان اور ان کا زیر اثر طبقہ اگر ہمارے لٹریچر سے واقف ہو تو نہیں [illegible] کی طرح کفر کے فتووں اور ملامت کے ناروا مظاہرے کی مطلق ضرورت محسوس نہ ہو۔ کیونکہ ان ہتھیاروں کا وہی شخص استعمال کرتا ہے جس کے پاس دلائل نہ ہوں۔ اس کے [illegible] امرہ کے ضروری ضروری مسائل کو علم وعقل سے تطبیق دی گئی ہے۔ یہاں تک کہ مشکل سے مشکل مسائل جو غیر مذاہب کی نظر میں کھٹکتے اور تعلیم یافتہ گروہ کی راہ میں اٹکتے ہیں ان کو امتیازی حیثیت اور محققانہ انداز سے حل کیا ہے۔ کہ اگر کسی متلاشی حق کے سامنے ان کو رکھا جائے تو یقیناً ان کو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو منطقی اور فلسفی استدلال واستنباط اور اجتہادات کے باوجود انداز سخن میں اس قدر رنگینی ہے کہ زبان چٹخارے لینے لگتی ہے اور دل بے اختیار تڑاچا اور تڑاقہیں کراٹھتا ہے۔ گویا ہر قسم کا علمی اور ادبی سامان موجود ہے۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ حقیقت نفس الامری ہے۔ تعصب کا برا ہو۔ اگر فرقہ وارانہ منافرت درمیان میں حائل نہ ہوتی تو اہل زمانہ ڈاکٹر صاحب کو یقیناً چوٹی کے مصنفوں میں شمار کرتے۔ پس ہمارا یہ قومی گناہ ہوگا۔ اگر ہم ڈاکٹر صاحب ممدوح کے مضامین کا مجموعہ پبلک کے سامنے پیش نہ کرسکیں۔ اخبار میں وقتاً فوقتاً ان مضامین کا شائع ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ پبلک پورے طور پر ان سے مستفید ہوتی ہے۔ کیونکہ اول تو اخبار کی اشاعت ایک خاص حلقہ کے اندر محدود ہے۔ اور پھر ایک ہی مضمون کئی کئی نمبروں میں شائع ہوتا ہے۔ ہر ایک خریدار زیادہ عرصہ تک اسے دماغ میں محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر کسی غیر خریدار کو اس میں شامل کیا جائے تو پورا حصہ اس تک پہنچنا مشکل ہے اور جو مضمون ایک ہی پرچہ میں شائع ہو اس میں بھی طوالت کی وجہ سے تسلسل کا جاری رہنا محال ہے بلکہ یوں ہوتا ہے کہ کچھ حصہ مضمون کا اخبار کے ایک صفحہ پر شائع ہوا اور باقی حصہ اسی اخبار کے کئی صفحہ آگے یا پیچھے جہاں گنجائش ہوئی چھاپ دیا گیا۔ اس طرح سے وہی طبقہ اس سے مستفیض ہوتا ہے جو اخبار بینی کی پوری مہارت رکھتا ہے عام طبقہ جہاں مضمون ٹوٹتا ہے وہیں تک پڑھکر بس کر دیتا ہے۔ اس صورت میں جو درگت مضمون کی ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے اس میں ایڈیٹر صاحب کا بھی قصور نہیں وہ اخباری مقاصد کے لحاظ سے ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ مگر قارئین کے لئے اوراق پراگندہ اور منتشرہ سے مضمون کو سمیٹ کر نتائج اخذ کرنا تکلیف دہ امر ہے۔ اس مشکل کو مد نظر رکھ کر ہم اپنے قائداعظم کے اتنے بڑے ایثار اور قربانی کو تازہ رکھنے کے لئے جس میں نہ صرف ہمارے سلسلہ ہی کی زندگی ہے بلکہ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے۔ ہم اس کارنمایاں کو فائدہ اور استفادہ کی غرض سے کسی ممتاز حیثیت میں دیکھنے کے متمنی ہیں۔ اس لئے احباب کرام کی خدمت میں نہایت ادب اور خلوص سے التماس کی جاتی ہے کہ وہ ان قابل قدر مضامین کو اخباری کالموں سے نکلوا کر کتابی صورت میں طبع کرانے کے لئے حضرت امیر اور صدر انجمن کی خدمت میں درخواست کریں۔ اس کتاب کی اشاعت انشاء اللہ سلسلہ کے حق میں نہایت مفید ثابت ہوگی۔

حضرات! جو قوم اپنے بزرگوں کے کارناموں کو تازہ رکھتی ہے۔ وہی قوم زندہ کہلانے کی مستحق ہے۔ سلسلہ کے اہل قلم حضرات اور ہر ایک جماعت کے سکرٹری صاحبان نیز وہ بزرگ جو سلسلہ کے کاموں سے خاص طور پر دلچسپی رکھتے ہیں وہ اپنی اپنی قیمتی راؤں سے بذریعہ اخبار مطلع فرمائیں۔ اگر یہ تجویز باتفاق رائے شرف قبولیت حاصل کرے تو اس مجموعہ کا نام "بشارت احمدیہ" یا "ارشادات احمدیہ" یا "ملفوظات احمدیہ" رکھا جاسکتا ہے۔ ایک بھائی کی مخلصانہ تجویز کو کامیاب بنانا احباب کی رائے پر منحصر ہے جس کا میں نہایت بے تابی اور شوق سے انتظار کرونگا۔

تاخیر اور بے قاعدگی کی معذرت

ہمیں نہایت ندامت کے ساتھ اس افسوسناک حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ پریس کی بدنظمی اور بعض دوسری مشکلات کی وجہ سے احباب کو اخبار کی بیقاعدگی کی پرانی شکایت پیدا ہوگئی ہے جس کا گزشتہ سات ماہ میں کوئی موقعہ نہیں دیا گیا تھا۔ ۲۰ مئی کا پرچہ بھی اسی وجہ سے ناغہ ہوگیا۔ ہم اس شکایت کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ اور امید ہے کہ اللہ تعالے کے فضل سے چند روز کے اندر ہی تمام مشکلات پر قابو پالیں گے۔ اس بیقاعدگی کی وجہ سے احباب کو جو تکلیف ہوئی ہے اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ امید ہے وہ ہماری مجبوریوں کے پیش نظر ہمیں معاف فرمائیں گے۔ آئندہ پرچہ ۳ جون کو شائع ہوگا۔ جو ماہوار ریڈیشن ہوگا۔ ناظرین کرام نوٹ فرمالیں۔

(بقیہ صفحہ ۹)

اس لئے کہے دیتا ہوں کہ آریہ سماجی طریق کلام بلاشبہ قابل اعتراض ہے۔ کل سناتن دھرم سے جب مناظرہ ہوا تو بھی آریہ سماج کی طرف سے تہذیب سے گرا ہوا سلوک ان کے ساتھ ہوا۔ آج آپ لوگوں کے ساتھ بھی رامچندر کا سلوک اچھا نہ تھا۔ آپ کی طرف سے ایک معمولی بات پیش کی گئی تھی کہ ترجمہ اور تفسیر دو الگ الگ چیزیں ہیں اس پر اس کا مولوی صاحب سے خواہ مخواہ سخت الفاظ میں گفتگو کرنا سبھا دتہذیب، کے خلاف ہے۔ پھر اس سے پہلے آریہ نے یہ بھی کہا کہ آپ لوگوں نے جس قدر سوامی دیانند کے خلاف اعتراض پیش کئے وہ معقول تھے۔ اور جواب بالکل نامعقول تھا۔

اگرچہ ہمارے مناظروں میں ہمیشہ ہی خدا کے فضل سے ایسا ہی نتیجہ نکلتا رہا ہے۔ لیکن ہم نے کبھی ایسی باتوں کو ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ لیکن چونکہ آریہ سماجی ہمارے خلاف ناجائز تہمت یہ لگاتے ہیں کہ ہم لوگ ان سے خلاف تہذیب کلام کرتے ہیں۔ اس لئے انہی میں سے ایک شاہد کی

مولوی ثناء اللہ کی تقریر

رات کے وقت ایک کھلے میدان اور بڑے مجمع میں مناظرہ تھا۔ "امرتسری مکذب" اپنے انداز خصوصی میں اٹھے اور عقائد اہلحدیث پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اہلحدیث کے عقائد کی رو سے کسی حدیث کی تاویل کرنا الحاد ہے۔ ہم حدیث کو اس کی اصل شکل میں بغیر کسی قسم کی تاویل کے مانتے ہیں۔

میں نے اس پر یہ اعتراض کیا کہ اگر حدیث کی تاویل کرنا الحاد ہے۔ تو جماعت اہلحدیث ان احادیث کے متعلق کیا کہتی ہے جو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" میں درج ہیں۔

اہلحدیث کے عقائد

(۱) خلق اللہ الخلق فلما فرغ منہ قامت الرحم واخذت بحقو الرحمان (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۂ محمد)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا جب فارغ ہو تو رحم نے کھڑے ہو کر خدا تعالیٰ کے ازاربند یا ازاربند باندھنے کی جگہ پکڑ لی۔"

(۲) یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مومن و مومنۃ۔ (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورہ القلم)

(ترجمہ) ہمارا رب قیامت کے دن اپنی پنڈلی کھولے گا۔ اور اسے تمام مومن مرد اور عورت سجدہ کریں گے۔

(۳) ویقال لجہنم ھل امتلئت وتقول ھل من مزید فیضع الرب تبارک وتعالیٰ قدمہ علیہا فتقول قط قط۔

(بخاری کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۂ ق باب قولہ فتقول ھل من مزید)

(ترجمہ) دوزخ کو کہا جائے گا کہ کیا تو بھر گئی وہ جواب دے گی اور لاؤ۔ پس ہمارا رب تبارک وتعالیٰ اپنا قدم اس پر رکھے گا۔ تب دوزخ کہے گی۔ بس کر، بس کر۔

میں نے یہ پوچھا کہ اگر جماعت اہلحدیث ان احادیث کی تاویل نہیں کرتی تو معلوم ہوا کہ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجسم ہستی ہے۔ اس کا پاجامہ ہے۔ ازاربند ہے۔ ازاربند باندھنے کی جگہ ہے۔ جسے کبھی کوئی مخلوق پکڑ بھی لیا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ٹانگ ہے۔ جسے وہ ننگا کر کے لوگوں سے سجدہ کراتا ہے اور پھر اپنے قدم کو دوزخ میں بھی ڈالتا ہے۔

یہ اعتراض تو ان کی تقریر پر تھے۔ اب میں نے یہ دکھانا شروع کیا کہ جماعت اہلحدیث جیسا کہ مدیر "مسلمان" فرماتے ہیں "یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح" انبیا کی توہین کرتی ہے اور اس کے عقائد خلاف قرآن ہیں۔ چنانچہ:

(۴) اہلحدیث کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جن کی شان میں قرآن مجید "صدیقاً نبیا" (مریم ع ۳) کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ جیسا کہ آتا ہے لم یکذب ابراھیم الا ثلاثا۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا)

(ترجمہ) حضرت ابراہیمؑ نے صرف تین جھوٹ بولے۔

(۵) اہل حدیث کے نزدیک تمام دنیا کے انبیاء، اولیا اور صلحاؑ کو مس شیطان ہوتا ہے۔ صرف حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کا دامن اس داغ سے پاک ہے۔ دیکھو بخاری کتاب التفسیر سورۂ آل عمران۔ جس میں انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم کی تفسیر میں ہے کہ "ما من مولود یولد الا والشیطان یمسہ حین یولد فیستھل صارخا من مس الشیطان ایاہ الا مریم وابنھا۔

(ترجمہ) ہر ایک بچہ کو پیدائش کے وقت شیطان چھوتا ہے جس سے وہ چیختا ہے مگر اس سے مریم اور ابن مریم بری ہیں" اس سے تمام دنیا کے انبیا سوائے حضرت مسیح کے گناہگار ثابت ہوتے ہیں۔

(۶) حضرت سلیمانؑ ایک رات میں اپنی سو بیویوں سے صحبت فرماتے تھے۔ (دیکھو بخاری کتاب النکاح۔ باب قول الرجل لاطوفن علی نسائہ۔)

اگر یہ سچ ہے تو نبی کی شان یہ نہیں ہو سکتی کیونکہ معمولی مومنوں کے متعلق قرآن مجید فرماتا ہے "والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما" (الفرقان ع ۵) کہ وہ اپنی راتیں خدا تعالیٰ کے حضور سجدے کرتے اور قیام کرتے گزارتے ہیں پس اہلحدیث کا یہ عقیدہ قرآن مجید اور اصول اسلام کے خلاف ہے۔

(۷) سحر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجل من بنی زریق یقال لہ لبید ابن الاعصم حتی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخیل الیہ انہ یفعل الشیئ وما فعلہ (بخاری کتاب الطب باب السحر قول اللہ ولکن الشیاطین کفروا)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہودیوں کے قبیلہ بنی زریق کے ایک شخص لبید بن الاعصم نے جادو کر دیا۔ حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے تھے کہ ایک کام کیا ہے اور واقعہ میں نہیں کیا ہوتا تھا۔"

اب سوال یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر واقعی کفار نے یہ جادو کر دیا تھا تو ان کا یہ الزام کہ "ان تتبعون الا رجلا مسحورا" (بنی اسرائیل ع ۵) درست ہو کر مجنون آدمی اپنے فعل کا مختار نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کا فعل دوسروں کے لئے قابل تقلید نہیں ہو سکتا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پر ملت وہابیہ کا یہ حملہ ایسا خطرناک ہے جس سے اسلام کا ہی کچھ باقی نہیں رہتا (العیاذ باللہ)

حیف ہے اس بے بصیرت جماعت پر جس نے تمام انبیاء کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بھی نہ پہچانا اور ایسے بدترین الزام لگائے جو صرف ایک "عیسائی یا یہودی" کے منہ سے نکل سکتے ہیں۔

(۸) بخاری کی وہ لمبی حدیث جس میں آتا ہے کہ حضرت موسےٰ ننگے نہا رہے تھے کہ پتھر ان کے کپڑے لیکر بھاگ گیا۔

(دیکھو بخاری کتاب الانبیاء نیز ترمذی ابواب التفسیر تفسیر سورۂ احزاب)

جماعت احمدیہ کا مسلک

اس کے ساتھ میں نے جماعت احمدیہ کے مسلک کو پیش کیا کہ ہم ایسی احادیث کی تاویل کر کے حتی الامکان انہیں قرآن مجید کے مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ان احادیث کو جو صریحاً اصول قرآنی کے خلاف پڑتی ہیں۔ اور جن سے مثلاً عصمت انبیاء پر داغ آتا ہو ہم رد کر دیتے ہیں۔ اور انہیں "حدیث نبوی" نہیں بلکہ "حدیث وضعی" سمجھتے ہیں۔

لیکن چونکہ جماعت اہلحدیث کے نزدیک ایک طرف چونکہ حدیث میں تاویل کرنا الحاد ہے اور دوسری طرف یہ سب باتیں ان کے ایمانیات میں داخل ہیں اس لئے ان کے عقائد بالکل قرآن مجید اور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔

"امرتسری مکذب" کا فرار

ہمارے "امرتسری مکذب" "مناظرہ" میں اپنے اصل عقائد چھپا کر لٹا سر خوبصورت عقائد پیش کر دیا کرتے ہیں جیسا کہ شاہ حجاز کے سامنے انہوں نے خود اعتراف کیا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے اس مناظرہ میں ان کی زبان ایسی بند کی کہ بار بار للکارا گیا مگر ایک لفظ تک منہ سے نہ نکال سکے۔ یہ حد درجہ کی ذلت تھی جو انہیں جہلم میں اٹھانی پڑی۔

ان کے تو فرشتوں کو بھی علم نہ تھا کہ بقول مدیر "مسلمان" "سر منڈاتے ہی ایسے اولے پڑیں گے کہ دماغ ہی چکرا جائے گا۔ اس لئے انہیں بھرے مجمع میں صاف طور پر اپنی شکست کا اعتراف عملی صورت میں کرنا پڑا۔ اور انہوں نے دوبارہ احمدی مناظر کے مقابل کھڑے ہونے سے انکار کر دیا۔ وجہ یہ تھی کہ ان اولوں سے جو انہیں "سر منڈاتے" ہی پڑے ان کو اپنے تمام بلند بانگ دعاوی اور سحور کن خطابات بھول گئے۔ اور بقول مدیر "مسلمان" "اپنا منڈا ہوا سر" پکڑ کر بیٹھ گئے۔ ہاں ہم مدیر موصوف کے ممنون ہیں۔ کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ وہ بہت حد تک تسکین و اطمینان دیتے رہے "وزیر بزعم خود" "فاتح قادیان" کی حالت یہ تھی کہ ایک رنگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے صاف کہہ دیا کہ ایک مرزائی لڑکے کے سامنے پنجاب کا نقلی شیر گیدڑ کی طرح دم دبا کر بھاگ رہا ہے۔ اگر ذرا بھی شرم ہو تو آئندہ کبھی احمدیوں کے منہ نہ آئیں۔ مگر سارا جھگڑا تو اسی کا ہے۔

ایک اور مولوی صاحب کی آمد

مولوی ثناء اللہ صاحب کی جگہ ایک اور صاحب نور حسین گھر جاکھی نام سٹیج پر تشریف لائے تو امرتسری مکذب کی جان میں جان آئی۔ مگر انہوں نے جواب کی طرف توجہ دینے کی بجائے سوہدری وہابی کی طرح یہ کہنا شروع کر دیا کہ احمدی "یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح اعتراض کرتے ہیں۔ اور مجمع کو طیش دلانے کی کوشش کی مگر سمجھدار لوگ جانتے تھے کہ توہین انبیا کے مرتکب تو وہ لوگ ہیں جن کے یہ عقائد ہیں۔ احمدی تو اس وقت ع۔

یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

کے مصداق ہیں۔ بار بار سوالات کی طرف توجہ دلائی گئی۔ لیکن وہابی مولوی ایک ہی سبق جانتا تھا کہ احمدی توہین کرتے ہیں۔ ایک گھنٹہ تک مناظرہ ہوا مگر جواب کسی ایک سوال کا بھی نہ دے سکے۔

مدیر مسلمان سے مطالبات

یہ تو ہیں واقعات جن سے بقول خود "بڑے واقف" ہونے کے باوجود مدیر مسلمان فرماتے ہیں کہ احمدیوں کو زک اٹھانی پڑی۔ کیوں صاحب وہ احمدیوں کا مناظر تھا یا وہابیوں کا جس کے "منڈے ہوئے سر" پر جب بقول آپ کے اولے پڑنے لگے" تو دوبارہ سامنے آنے سے انکار کرنے لگا۔ کیا وہ احمدیوں کا مناظر تھا یا آپ کے "امرتسری ناصل" تھے کہ ہتھکڑیوں کی جھنکار کو سنتے ہی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے۔ اور میدان چھوڑ دیا۔ ان باتوں پر خدا کا خوف کر کے غور کریں اور پھر یہ لکھتے ہوئے شرم و حیا سے کام لیں کہ "احمدیوں نے زک اٹھائی"۔ کیا وہ جماعت جو آخری دم تک مخالف کے سینے پر چڑھ کے ڈگاتا رہے زک اٹھایا کرتا ہے یا وہ جو میدان چھوڑ کر بھاگ جائے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتائیں کہ اہلحدیث کے عقائد کا نمونہ جو پیش کیا گیا مثلاً:- (باقی بر صفحہ ۵)

ایک مفید تجویز

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے

(جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

مندرجہ ذیل قیمتی مضمون اس سے قبل بھی ۳ مئی کی اشاعت میں درج ہوچکا ہے ۔ اس میں فاضل مضمون نگار نے ایک نہایت ہی مفید اور اہم تجویز پیش کی ہے جس کے متعلق احباب کی آرا کا معلوم ہونا ضروری ہے ۔ بعض دوستوں کی آرا موصول بھی ہوچکی ہیں ۔ لیکن ہم اس بارہ میں ہر ایک صاحب ذوق اور علم دوست احمدی کے خیالات سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں ۔ اسی خیال کے ماتحت اس مضمون کو دوبارہ درج کر رہے ہیں ۔ کیونکہ تمام دوست اخبار کا فائل نہیں رکھتے اور ممکن ہے کہ محولہ بالا اشاعت میں یہ مضمون تمام قارئین اخبار کی نظر سے نہ گزرا ہو ۔ ہمیں امید ہے کہ وہ تمام دوست جنہوں نے اب تک اس تحریر پر توجہ نہیں فرمائی ہو ایسی اپنی آرا سے خاکسار مدیر کو مطلع فرمائیں گے ۔ ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں اب پھر اعادہ کرتے ہیں کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے بلند پایہ اور عالمانہ مضامین سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر کا نہایت ہی قابل قدر اور مفید حصہ ہیں ۔ ان کو اخبارات کے فائلوں سے انتخاب کرکے مجموعہ کی صورت میں شائع کرنا از بس ضروری ہے ۔ اور اس کے بغیر ان قیمتی موتیوں سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا ہے ۔

احباب کرام السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اتفاق حسنہ سے مجھے ۱۹۲۵ء سے لیکر آج تک "پیغام صلح" کے گزشتہ فائل کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا ۔ اتنے بڑے ذخیرے میں جو چیز خاص طور پر میرے لئے جاذب توجہ ہوئی وہ حضرت قبلہ ڈاکٹر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سلمہ ربہ کے مضامین کا سلسلہ ہے جو مسلسل اور متواتر چلا گیا ہے ۔ اور مجھ پر ہی منحصر نہیں بلکہ احباب سلسلہ نے جن کا تعلق اخبار پیغام صلح سے ہے وہ بھی بطیب خاطر اس امر کا اعتراف کرینگے کہ کس طرح سے یہ چشمہ پھوٹا اور پھوٹ کر باغ اسلام کو سرسبز اور شاداب کر رہا ہے اللھم زد فزد ۔ میں نے جب ایک طرف آپ کی مصروفیتوں پر نگاہ کی اور دوسری طرف اتنے بڑے کارنامہ کو دیکھا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی ۔ قدرت کی فیاضی ہے کہ ایک ہی شخص کے ہاتھ میں جسمانی اور روحانی دونوں قسم کے امراض کا علاج رکھ دیا ہے سول ہسپتال ضلع بھر کے مریضوں کے اجتماع کی جگہ ہوتا ہے ۔ اتنے بڑے شفا خانہ کے انچارج کو ظاہری معالجہ سے اتنی فرصت کہاں ہو سکتی ہے کہ وہ کسی دوسری طرف توجہ کرے ۔ ہاں ایک آدھ مضمون کا لکھ لینا اور بات ہے ۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی دیگر ہے ۔ ۱۹۲۵ء سے لیکر آج تک کے فائل دیکھ جاؤ ۔ ایسے گنتی کے پرچے ملیں گے جن میں ڈاکٹر صاحب کا کوئی مضمون نہ ہو ۔ پھر یہ مضامین بھی معمولی اور سرسری نہیں ۔ بلکہ دقیق سے دقیق مذہبی اور علمی مضامین ہیں جن کو علوم جدیدہ کی روشنی میں ایسا مبرہن کیا ہے کہ فطرت سلیم کو سوائے تسلیم کرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں ۔ سلسلہ کے جن جن اعتراضات کے دفعیہ کا تہیہ کیا ہے وہاں قرآن کریم ۔ احادیث صحیحہ اور معقولی دلائل کا اس قدر زور دکھلایا ہے کہ حد کر دی ہے شکمی نزاع کے لئے آپ کے مضامین فیصلہ کن ہیں ۔ اگر ان دلائل پر عبور ہو یا یہ ذخیرہ اپنے پاس ہو تو مخالف مقابلہ کی تاب نہیں لا سکتا مولوی صاحبان اور ان کا زیر اثر طبقہ اگر ہمارے لٹریچر سے واقف ہو تو [illegible] کفر کے فتوؤں اور [illegible] کے [illegible] کی قطعاً ضرورت محسوس نہ ہو ۔ کیونکہ ان ہتھیاروں کا وہی شخص استعمال کرتا ہے جس کے پاس دلائل نہ ہوں ۔ اس کے

[illegible] امرہ کے ضروری ضروری مسائل کو علم و عقل سے تطبیق دی گئی ہے ۔ یہاں تک کہ مشکل سے مشکل مسائل جو غیر مذاہب کی نظر میں کھٹکتے اور تعلیم یافتہ گروہ کی راہ میں اٹکتے ہیں ان کو اس متانت اور محققانہ انداز سے حل کیا ہے ۔ کہ اگر کسی متلاشی حق کے سامنے ان کو رکھا جائے تو یقیناً ان کو قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو منطقی اور فلسفی استدلال و استنباط اور اجتہادات کے باوجود انداز سخن میں اس قدر رنگینی ہے کہ زبان چٹخارے لینے لگتی ہے اور دل بے اختیار تواجد اور رقص کر اٹھتا ہے ۔ گویا ہر قسم کا علمی اور ادبی سامان موجود ہے ۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں بلکہ حقیقت نفس الامری ہے تعصب کا برا ہو ۔ اگر فرقہ وارانہ منافرت درمیان میں حائل نہ ہوتی تو اہل زمانہ ڈاکٹر صاحب کو یقیناً چوٹی کے مصنفوں میں شمار کرتے ۔ پس ہمارا یہ قومی گناہ ہوگا ۔ اگر ہم ڈاکٹر صاحب موصوف کے مضامین کا مجموعہ پبلک کے سامنے پیش نہ کرسکیں ۔ اخبار میں وقتاً فوقتاً ان مضامین کا شائع ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ پبلک پورے طور پر ان سے مستفید ہوتی ہے ۔ کیونکہ اول تو اخبار کی اشاعت ایک خاص حلقہ کے اندر محدود ہے ۔ اور پھر ایک ہی مضمون کئی کئی نمبروں میں شائع ہوتا ہے ۔ ہر ایک خریدار زیادہ دیر تک اسے دماغ میں محفوظ نہیں رکھ سکتا ۔ اور اگر کسی غیر خریدار کو اس میں شامل کیا جائے تو پورا حصہ اس تک پہنچنا مشکل ہے اور جو مضمون ایک ہی پرچہ میں شائع ہو اس میں بھی طوالت کی وجہ

سے تسلسل کا جاری رہنا محال ہے بلکہ یوں ہوتا ہے کہ کچھ حصہ مضمون کا اخبار کے ایک صفحہ پر شائع ہوا اور باقی حصہ اسی اخبار کے کئی صفحہ آگے یا پیچھے جہاں گنجائش ہوئی چھاپ دیا گیا ۔ اس طرح سے وہی طبقہ اس سے مستفیض ہوتا ہے جو اخبار بینی کی پوری مہارت رکھتا ہے عام طبقہ جہاں مضمون ٹوٹتا ہے وہیں تک پڑھ کر بس کر دیتا ہے ۔ اس صورت میں جو درگت مضمون کی ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے اس میں اڈیٹر صاحب کا بھی قصور نہیں وہ اخباری مقاصد کے لحاظ سے ایسا کرنے پر مجبور ہیں ۔ مگر قارئین کے لئے اوراق پراگندہ او منتشرہ سے مضمون کو سمیٹ کر نتائج اخذ کرنا تکلیف دہ امر ہے ۔ اس مشکل کو مد نظر رکھ کر ہم اپنے قائد اعظم کے اتنے بڑے ایثار اور قربانی کو تازہ رکھنے کے لئے جس میں نہ صرف ہمارے سلسلہ ہی کی زندگی ہے بلکہ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہے ۔ ہم اس کار نمایاں کو فائدہ اور استفادہ کی غرض سے کسی ممتاز حیثیت میں دیکھنے کے متمنی ہیں ۔ اس لئے احباب کرام کی خدمت میں نہایت ادب اور خلوص سے التماس کی جاتی ہے کہ وہ ان قابل قدر مضامین کو اخباری کالموں سے نکلوا کر کتابی صورت میں طبع کرانے کے لئے حضرت امیر اور صدر انجمن کی خدمت میں درخواست کریں ۔ اس کتاب کی اشاعت انشاء اللہ سلسلہ کے حق میں نہایت مفید ثابت ہوگی ۔ حضرات ! جو قوم اپنے بزرگوں کے کارناموں کو تازہ رکھتی ہے ۔ وہی قوم زندہ کہلانے کی مستحق ہے ۔ سلسلہ کے اہل علم حضرات اور ہر ایک جماعت کے سکرٹری صاحبان نیز وہ بزرگ جو سلسلہ کے کاموں سے خاص طور پر دلچسپی رکھتے ہیں وہ اپنی اپنی قیمتی راؤں سے بذریعہ اخبار مطلع فرمائیں ۔ اگر یہ تجویز باتفاق رائے شرف قبولیت حاصل کرے تو اس مجموعہ کا نام "بشارت احمدیہ" یا "ارشاد احمدیہ" یا "ملفوظات احمدیہ" رکھا جاسکتا ہے ۔ ایک بھائی کی مخلصانہ تجویز کو کامیاب بنانا احباب کی رائے پر منحصر ہے جس کا میں نہایت بے تابی اور شوق سے انتظار کرونگا ۔

تاخیر اور بے قاعدگی کی معذرت

ہمیں نہایت ندامت کے ساتھ اس افسوسناک حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ پریس کی بدنظمی اور بعض دوسری مشکلات کی وجہ سے احباب کو اخبار کی بیقاعدگی کی پرانی شکایت پیدا ہوگئی ہے جس کا گزشتہ سات ماہ میں کوئی موقعہ نہیں دیا گیا تھا ۔ ۲۴ مئی کا پرچہ بھی اسی وجہ سے ناغہ ہوگیا ۔ ہم اس شکایت کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں ۔ اور امید ہے کہ اللہ تعالٰی کے فضل سے چند روز کے اندر ہی تمام مشکلات پر قابو پالیں گے ۔ اس بیقاعدگی کی وجہ سے احباب کو جو تکلیف ہوئی ہے اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں ۔ امید ہے وہ ہماری مجبوریوں کے پیش نظر ہمیں معاف فرمائیں گے ۔ آئندہ پرچہ ۳ جون کو شائع ہوگا ۔ جو ماہوار ایڈیشن ہوگا ۔ ناظرین کرام نوٹ فرمالیں

(بقیہ صفحہ ۹)

اس لئے کہے دیتا ہوں کہ آریہ سماجی طرز کلام بلا شبہ قابل اعتراض ہے ۔ کل سناتن دھرم سے جب مناظرہ ہوا تو بھی آریہ سماج کی طرف سے تہذیب سے گرا ہوا سلوک ان کے ساتھ ہوا ۔ آج آپ لوگوں کے ساتھ بھی رامچندر کا سلوک اچھا نہ تھا ۔ آپ کی طرف سے ایک معمولی بات پیش کی گئی تھی کہ ترجمہ اور تفسیر دو الگ الگ چیزیں ہیں اس پر اس کا مولوی صاحب سے خواہ مخواہ سخت الفاظ میں گفتگو کرنا سبھا (تہذیب) کے خلاف ہے ۔ پھر اس سے پیچھے آریہ نے یہ بھی کہا کہ آپ لوگوں نے جس قدر سوامی دیانند کے خلاف اعتراض پیش کئے وہ معقول تھے ۔ اور جواب بالکل نامعقول تھا ۔

اگرچہ ہمارے مناظروں میں ہمیشہ ہی خدا کے فضل سے ایسا ہی نتیجہ نکلتا رہا ہے ۔ لیکن ہم نے کبھی ایسی باتوں کو ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی ۔ لیکن چونکہ آریہ سماجی ہمارے خلاف ناجائز تہمت یہ لگاتے ہیں کہ ہم لوگ ان سے خلاف تہذیب کلام کرتے ہیں ۔ اس لئے انہی میں سے ایک شاہد کی

اسلام پر سوامی دیانند کے اعتراضات کی حقیقت

دہلی کے ایک مناظرہ کی روئداد ــــــ پنڈت رامچندر جی کا عجز!

(۲)

پانچواں اعتراض

سوامی دیانند صاحب نے ستیارتھ پرکاش میں لکھا ہے کہ قرآن وحشیوں کی کتاب ہے اور اس کو بیوقوف لوگ ہی مان سکتے ہیں کیونکہ قرآن میں لکھا ہے کہ حضرت صالح نبی کے لئے خدا نے پتھر میں سے اونٹنی پیدا کردی۔ حالانکہ یہ بات بالکل ناممکن ہے

الجواب

قرآن مجید میں تو یہ کہیں نہیں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح نبی کے لئے یا کسی اور کے لئے پتھر میں سے یا پہاڑ میں سے اونٹنی نکال دی۔ اس لئے ہم آریہ مناظر کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ قرآن مجید میں دکھائے کہ ایسا کہاں لکھا ہے ورنہ سوامی دیانند کو اسست کا پرکاشک مان لے۔

قرآن مجید میں تو صرف یہ لکھا ہے کہ حضرت صالح نبی نے اپنی قوم سے یہ کہا کہ دیکھو میری اونٹنی خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے باعث آزمائش ہے۔ اس کو تم چارہ کھانے اور پانی پینے سے مت روکو۔ اگر تم ایسا کروگے تو خدا تعالیٰ کا عذاب تم پر نازل ہوجائیگا۔ انہوں نے آپ کی بات کو جھوٹا جانا۔ اور آپ کی ناقہ کو مار ڈالا۔ تب خدا کا عذاب اس قوم پر نازل ہوا۔ اب اگر اس پر اعتراض ہو کہ ایک اونٹنی کو کھانے پینے سے روکنے یا مار ڈالنے سے عذاب آنا کیا انسان ہے؟ یا ایسا کیوں کیا گیا؟ تو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر ایک بادشاہ یا حاکم کی سواری جا رہی ہو اور کوئی اس سواری کو خواہ وہ گھوڑا ہو یا موٹر کار یا ہوائی جہاز یا خاص ٹرین۔ کوئی تباہ کرنے کی کوشش کرے تو ایسا شخص یقیناً سزا پائے گا۔ کیونکہ اس گھوڑے یا موٹر کو تباہ کرنا مقاصد شاہی کی مخالفت ہے۔ اس لئے ایسا شخص سزا کا مستحق ہے۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت صالح خدائی سفیر تھے ان کے سفر اور پیغامبری کا ذریعہ یا معاون ان کی اونٹنی تھی۔ لوگوں نے اس کو روکنا چاہا تاکہ وہ بھوک اور پیاس سے ہلاک ہوجائے۔ اور خدا کا رسول اپنی رسالت کے کام کو سرانجام نہ دے سکے۔ تب اس احکم الحاکمین نے اپنے سفیر کے ذریعہ اس باغی قوم کو یہ آخری فیصلہ سنا دیا کہ اگر تم ہمارے رسول کی سواری کو روکوگے تو ہم تم کو ہلاک کردینگے۔ انہوں نے شوخی سے اس خدا کی اونٹنی کو مار ڈالا۔ تب عتاب الٰہی اس باغی قوم پر نازل ہوا جو خدا کا قہری نشان تھا۔ اس پر سوامی دیانند صاحب جو معرفت کلام الٰہی سے بے نصیب تھے۔ یوں ہی اعتراض کرکے چلدیئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بوجہ تعصب کے اسلام کی صداقت و حکمت سے پُر باتوں کو بھی سمجھ نہیں سکتے تھے۔ اور ادھر ویدوں کی بیجا طرفداری سے مہادیو کی جٹا سے گنگا دیوی کی پیدائش کی خوبصورت تاویل کرکے وہ کہہ سکتے تھے کہ ہمالیہ جو سب سے بڑا پہاڑ ہے۔ وہ مہادیو اور اس کی چوٹیوں پر جو برف وغیرہ پڑتی ہے۔ اس سے گنگا دریا نکلتا ہے۔ یہ تو معقول بات ہے مگر سوامی جی نے تو وید کی ایسی ایسی تاویلیں کی ہیں کہ کوئی معقول پسند منصف مزاج غیر آریہ ان تاویلوں کو کسی طرح قبول کر ہی نہیں سکتا۔ مگر حق کی دشمنی کی وجہ سے قرآن پاک کی سیدھی اور صاف باتوں پر بیجا نامعقول اعتراضات کرکے اپنی اصل فطرت کا اظہار کردیا۔ جو قابل افسوس ہے۔

آریہ:۔ بلاشبہ قرآن مجید میں تو نہیں لکھا کہ پتھر میں سے اونٹنی پیدا ہوئی۔ مگر ترجموں میں ایسا لکھا ہے۔

احمدی:۔ سوامی جی نے چودھواں سمولاس لکھنے سے پہلے جو مضمون بطور انترو ڈکشن کے لکھا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ قرآن کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ قرآن سے ہی لکھا ہے نہ کہ اس کے ماسوا اور کتابوں سے۔ اس لئے آریہ سماج کا فرض ہے کہ وہ قرآن میں دکھائے۔ لیکن چونکہ آریہ سماجی قائل ہے کہ قرآن میں ایسا نہیں لکھا۔ اس لئے ہم اس مطالبہ کو چھوڑ کر دوسرا مطالبہ کرتے ہیں کہ چلو کسی ترجمہ سے ہی دکھا دو کہ پتھر میں سے اونٹنی پیدا ہوئی۔

آریہ:۔ لیجئے یہ ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔

احمدی:۔ اس ترجمہ میں تو کہیں بھی نہیں لکھا آپ خود اس ترجمہ کو پڑھکر بتایئے کہ اس میں کہاں لکھا ہے۔

آریہ نے ترجمہ پڑھکر حاشیہ پر سے تفسیری نوٹ پڑھکر سنایا۔ جس میں پتھر سے اونٹنی کا نکلنا لکھا ہوا تھا۔ اور کہا کہ ترجمہ اور تفسیر ایک ہی بات ہے۔

نوٹ:۔ یہاں مولوی عمرالدین صاحب نے جو اہل اسلام کی طرف سے صدر تھے۔ دخل دیا اور پنڈت رامچندر سے کہا کہ آپ ترجمہ میں سے اپنا مدعا دکھائیں۔ ورنہ تفاسیر میں تو ہمیں بھی معلوم ہے کہ بعض لوگوں نے ایسی غلطیاں کی ہیں۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ ترجمہ اور تفسیر ایک ہی بات ہے۔ بالکل غلط ہے۔

مولوی صاحب کے اتنا کہنے پر بجائے سیدھے طور پر جواب دینے کے اپنی خفت مٹانے کے لئے پنڈت رامچندر آریہ مولوی صاحب سے ہی بیہودہ گوئی کرنے لگے۔ جس پر مولوی صاحب نے انہیں ڈانٹ دیا۔ اور کہا یہ آریہ سماج کی تہذیب ہے کہ جب جواب نہیں آتا تو غصہ آتا ہے۔ اور فریق مقابل کے صدر کو رہنمائی کرنے کا صلہ جلے کٹے الفاظ میں دیا جاتا ہے ایسی سبھتا (تہذیب) آریہ سماج کے مشہور اپدیشک کو مبارک رہے۔ اس پر بحث پھر جاری ہوئی۔

آریہ:۔ ترجمہ اور تفسیر ایک ہی بات ہے۔

احمدی:۔ اچھا تو پھر ہم سوامی مہی دھر وغیرہ کی تفاسیر میں جو کچھ لکھا ہے اسے وید کا ترجمہ قرار دے کر ویدوں پر اعتراض کریں تو آپ کو بُرا تو نہ معلوم ہوگا!

چھٹا اعتراض

غلاموں اور پڑوسیوں کو قتل کرو۔ یہ قرآن میں لکھا ہے۔ اس لئے قرآن خدا کی کتاب نہیں ہے۔

الجواب

قرآن مجید میں تو غلاموں اور پڑوسیوں کے متعلق خواہ وہ کوئی ہوں قتل کا حکم نہیں ہے۔ البتہ ایسے کفار جو اسلامی سرحدوں پر ہوں اور وہ مسلمانوں کو قتل کرتے ہوں تو ان سے مقابلہ کا حکم ہے اور یہ عین انصاف ہے کہ جو ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے ہم اس کا مقابلہ کریں۔ یہاں تک کہ فتنہ دور ہوجائے۔ آج مہذب سے مہذب گورنمنٹ بھی اسی اصول پر کاربند ہے۔

نوٹ:۔ اس پر آریہ مناظر بالکل خاموش رہا۔ جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ وہ تسلیم کر رہا تھا کہ سوامی دیانند جی نے غلطی کی جو ایسا لکھدیا۔

ساتواں اعتراض

سوامی جی لکھتے ہیں کہ:۔

"کیسے موذی پیغمبر ہیں کہ خدا سے اپنے منکروں کے لئے دوگنی سزا یا دوگنے عذاب کی دعا کرتے ہیں"

الجواب

یہ بھی سوامی جی کا کورا جھوٹ ہے۔ لاؤ قرآن مجید میں دکھاؤ کہاں خدا کے نبی نے یہ دعا کی ہے۔ سوامی جی نے جس آیت کا حوالہ دیا ہے وہ تو دوزخ میں پڑنے والے ایسے لوگوں کا قول ہے۔ کہ جو دنیا میں شریروں اور بدمعاشوں کی پیروی کرتے رہے ہونگے۔ وہ کہیں گے کہ اے اللہ ہم کو تو ان بدمعاشوں نے گمراہ کیا تھا۔ جس کی وجہ سے ہم جہنم میں پڑے۔ اس لئے تو ان شریروں کو دوہری سزا دے۔

آریہ:۔ میں قرآن مجید میں دیکھ کر پھر کبھی جواب دونگا۔ اگر واقعی سوامی جی سے ایسی غلطی ہوگئی ہے تو میں آپ کو لکھکر بھیجدوں گا۔ اور ایسی غلطی کے ہوجانے سے کوئی حرج نہیں کیونکہ سوامی جی نے لکھ دیا ہے کہ اگر ایسی غلطیاں معلوم ہوجائیں تو ان کی اصلاح کردی جائے گی۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ایسا مضمون اگر آیت محولہ میں نہیں ہے تو دوسری جگہ تو قرآن کریم میں ضرور ہے۔

احمدی:۔ یہ بالکل غلط ہے کہیں قرآن مجید میں ایسا نہیں لکھا آپ کہیں سے دکھا دیں۔ لکھکر مجھے بھیجنے کے بجائے آپ آریہ پرتی ندھی سبھا کو لکھ بھیجیں کہ اس اعتراض کو ستیارتھ پرکاش میں سے کاٹ دیا جائے۔ کیونکہ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ اور آریہ سماج اپدیشک کو بھی شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے۔ اس طرح آپ آئندہ شرمندگی سے بچ سکیں گے۔

نوٹ:۔ اس پر بھی آریہ پنڈت خاموش ہوگیا اور اپنی بیچارگی کا ثبوت یہ کہکر دیا کہ واقعی بعض جگہ ستیارتھ پرکاش میں ایسی باتیں آگئی ہیں۔

آرین شہادت

مناظرہ اسلام کی فتح کے ساتھ خیر و خوبی سے ختم ہوگیا جب ہم مناظرہ کے میدان سے باہر آئے تو ایک آریہ نوجوان بھی ہمارے ساتھ ساتھ چلا آیا۔ یہ نوجوان آریہ سچ مچ آریہ بمعنے "نیک انسان" معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے صاف لفظوں میں کہا کہ اگرچہ میں ایک کٹر آریہ سماجی ہوں اور یہاں طبیہ کالج میں تعلیم پاتا ہوں مگر میں سچائی کو چھپا نہیں سکتا۔

مسلمانوں کے افلاس کے تین ذمہ دار حضرات

پیر[۱]　　مولوی[۲]　　ساہوکار[۳]

ایک دوست کا خیال ہے کہ مسلمانوں کے افلاس کے ذمہ دار تین قسم کے حضرات ہیں۔ اول جھوٹے پیر۔ دوسرے رسمی مولوی۔ اور تیسرے ساہوکار۔ تینوں حضرات مسلمانوں کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے ہیں۔ اور دعویٰ یہی کرتے ہیں کہ ہم تمہاری بہتری کے لئے مرے جارہے ہیں۔

ان میں سے جھوٹے پیروں کا تو یہ حال ہے کہ وہ بالعموم کسی اصلی یا نقلی خانقاہ کے سجادہ نشین ہوتے ہیں۔ اور اپنے آباواجداد کی ہڈیاں بیچ بیچ کر کھاتے ہیں۔ بالعموم نماز روزہ سے بے پروا۔ اور احکام شریعت کی اطاعت سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ سالانہ عرس ان کا دام مکروفریب ہے۔ جہاں لوگ آآ کر اپنا روپیہ ان کی نذر کرتے ہیں۔ اگر کوئی بیوقوف مرید عرس کے موقعہ پر نذرانہ پیش نہیں کرتا تو یہ خود دورہ کرکے اس کے مکان پر پہنچتے ہیں۔ اور اس کا خون چوس کر موٹے ہوتے ہیں۔

ان کی شکل وصورت کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ موٹے تازے فربہ۔ لمبی لمبی زلفیں جن میں خوشبودار تیل چمک اور لچک پیدا کرتا رہتا ہے۔ سرمہ خصوصیت سے لگاتے ہیں۔ کپڑے ہمیشہ بدیشی اور بہت نفیس پہنتے ہیں کوئی پیر کھدر نہیں پہن سکتا۔ اپنے مریدوں کو جاہل رکھنا اور اہل علم سے دور رہنے کی تلقین کرنا ان کا فرض ہے۔ اس لئے کہ علم اور مریدی میں سخت بیر ہے۔ علم سے مراد ان کی معرفت اور تصوف کے وہ خانہ ساز نکات ہیں جن کا دوسرا نام الحاد ہوتا ہے۔ مریدان کے پنجے میں پھنسنے کے بعد عقل اور غیرت سے بھی بے بہرہ ہوجاتا ہے ان کو خدا کی طرف سے "کن فکاں" کے اختیارات تفویض ہوتے ہیں اولاد دیدینا۔ رزق میں برکت دیدینا۔ بیماریوں کی شفا۔ اور مقدمات میں کامیابی کا عطا کرنا۔ ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے یہ لوگ اپنے مریدوں کو طریقت کے راستے پر چلا کر لوٹتے ہیں۔

جھوٹے پیروں کی دوسری قسم سفری پیر ہیں۔ یہ لوگ اپنے کسی مرید کو ساتھ لے کر کسی بستی میں آنکلتے ہیں۔ تلاوت قرآن اور نوافل میں شب وروز مصروف رہتے ہیں۔ بگلے کی طرح آنکھیں بند کئے بیٹھے رہتے ہیں اور مرید آنے جانے والوں اور آنے جانے والیوں کے سامنے ان کی کرامات بیان کرتا رہتا ہے ہمارے حضرت صاحب بڑے پہنچے ہوئے ہیں۔ ایک شخص کو پھانسی کا حکم ہوچکا تھا۔ اس کا باپ حضرت کی خدمت میں آیا۔ رویا اور چلایا اور دعا کرائی۔ بس ہائیکورٹ نے اسے صاف بری کردیا۔ فلاں شخص کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ حضرت نے تعویذ دیا اور جیتا جاگتا بیٹا فرزند بچہ مل گیا۔ یہ پیر بالعموم چند روز میں اعتبار جما کر کسی جوان لڑکی یا بیوی کو لے اڑتے ہیں۔ اس سے بڑی کرامات اور کیا ہوسکتی ہے۔

مسلمانوں کے افلاس کا دوسرا سبب رسمی مولوی ہیں۔ یہ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل کے مصداق ہوتے ہیں۔ ناظرہ قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں۔ تھوڑی سی اردو بھی جانتے ہیں۔ لیکن جب باتیں کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فتاوائے عالمگیری انہی کی تصنیف ہے اور حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بعد اگر کوئی مجتہد ہے تو یہی ہیں۔ بالکل جاہل مطلق ہوتے ہیں لیکن ہر شخص کو کافر اور فاسق کہدینا ان کا محبوب ترین مشغلہ ہوتا ہے۔ عام طور پر مسلمانوں کے سامنے دنیا اور اہل دنیا کی بُرائی کرتے رہتے ہیں۔ دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں ان کا خاص مقولہ ہوتا ہے۔ لیکن سب سے زیادہ اس مردار پر یہی لوگ منہ مارتے ہیں۔

تیسری آفت ہندو ساہوکاروں کی ہے۔ یہ لوگ زراعت پیشہ طبقہ کے لئے قضائے مبرم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قرضداران کے پنجہ میں ایک مرتبہ پھنسنے کے بعد رہا نہیں ہوسکتا۔ قرض لینے سے پہلے یہ زمیندار کی خدمت میں اس طرح کھڑے ہوتے ہیں جیسے سات پشت کا غلام ہو۔ لیکن جب وہ دام فریب میں پھنس جاتا ہے تو اس طرح دیدے بدل لیتے ہیں۔ جیسے کبھی صورت بھی نہیں دیکھی تھی چمڑی جائے لیکن دمڑی نہ جائے ان کا اصول زندگی ہے۔ لیکن اس سے مراد یہ نہیں کہ دمڑی نہ جائے چاہے چمڑی چلی جائے۔ بلکہ یہ ہے کہ اگر قرضدار کی کھال کھچوانے سے بھی سود کی دمڑی وصول ہوجائے تو مطلق دریغ نہ کرو۔ مسلمان خاص طور پر اس جماعت کے منظور نظر ہوتے ہیں۔ کیونکہ جھوٹی شیخی کے ساتھ عاقبت نااندیشی ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ لیکن غیرمسلم زراعت پیشہ قومیں بھی ان کی خانہ زاد غلام ہوتی ہیں۔ اگر مسلمان ان تینوں مصیبتوں سے بچ جائیں تو ان کا افلاس منٹوں میں دور ہوسکتا ہے۔ (مدینہ)

---

۲ ارب ۔ ۸ کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔ جس میں سے ممالک ایشیاء کی آبادی ۹۲ کروڑ ہے۔

حکومت عراق نے بازاری عورتوں کے متعلق حکم دیا ہے کہ وہ ہرگز بے پردہ ہوکر نہ نکلیں اوران کے اڈے جو بغداد کے عام محلوں میں موجود ہیں۔ اٹھا دیئے جائیں نیز ان کو جلد سے جلد شہر سے نکالدینے کی کوشش ہورہی ہے۔

عراق کے بعض ہوٹلوں میں شرمناک اور عریاں رقص ہوا کرتے تھے۔ حکومت نے ان کی بھی سخت ممانعت کردی ہے۔ اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو شدید سزائیں دی جائیں گی۔

حکومت ایران نے آقائے مرزا علی اکبر خاں کو برلن میں نائب سفیر مقرر کیا ہے۔ موصوف ایران کی وزارت عدلیہ میں ایک ماہر دستور کی حیثیت سے کام کرچکے ہیں۔

حکومت ایران نے حال میں ایک ولایتی کمپنی کو ریلوے کی تعمیر کا ٹھیکہ دیا ہے۔ ایک لائن طہران سے شروع ہوکر ایران کی شمالی سرحد تک جائے گی۔ یہ چار سال میں مکمل ہوگی۔ دوسری لائن جنوب کی طرف تعمیر کی جائے گی۔ اور چھ سال کے عرصہ میں مکمل ہوگی۔

چٹ نمبر کا حوالہ مکاتبت کے وقت ضرور دیا کیجئے

عالم اسلام

حال ہی میں اعلیحضرت نادرشاہ نے کابل میں افغان پارلیمنٹ کے تیسرے اجلاس کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر ممدوح نے جو تقریر فرمائی اس میں دو سال کے تعمیری کام پر تبصرہ فرماتے ہوئے کہا کہ باوجود سخت مالی مشکلات کے حکومت نے کافی کام کیا ہے۔ آپ نے افغانستان کی ہمسایہ سلطنتوں سے دوستانہ تعلقات قائم ہونے پر اظہار اطمینان فرمایا۔ نیز اس توقع کا اظہار کیا کہ آئندہ کیلئے بھی افغان پارلیمنٹ کے ارکان نہ صرف اس کام کو جاری رکھیں گے بلکہ اس کو ترقی دینگے ملک بھر میں تعلیم، صنعت، تجارت اور کاشتکاری کو فروغ دینے کے لئے پوری کوشش کرینگے۔

حکومت عراق نے سرکاری دفاتر کے نام احکام جاری کردیئے ہیں کہ تمام کاغذات میں سنہ عیسوی کے ساتھ ساتھ سنہ ہجری کا استعمال بھی شروع کردیا جائے۔ فلسطین کی موتمر اسلامی نے تمام عالم اسلام سے سنہ ہجری استعمال کرنے کی اپیل کی ہے

اخبار بین اصحاب کو یاد ہوگا کہ جنگ عظیم کے دوران میں جن انگریزی افواج نے فلسطین کو فتح کیا تھا اس کے افسر اعلیٰ لارڈ النبی تھے۔ اس لئے یورپ میں ان کو فاتح بیت المقدس کہا جاتا ہے۔ اب یہ فوجی افسر کے بجائے ایک عیسائی مبلغ کی حیثیت میں فلسطین وارد ہوئے ہیں۔ آپ نے یہاں وائی ایم سی اے کی بنیاد ڈالی ہے تاکہ اس کے ذریعہ بیت المقدس کے عیسائیوں کی تنظیم اور مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی جائے۔ اس جمعیت کے کام کے لئے انگریزوں اور فرانسیسیوں نے ۲۵ ہزار گنی کی رقم جمع کردی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ لارڈ موصوف کے اس عزم سے مسلمان بھی خبردار ہوگئے ہیں۔ انہوں نے جمعیۃ مذکور کی افتتاحی رسم کا مکمل مقاطعہ کیا

بعض انگریزی اخبارات رقمطراز ہیں کہ ملک فیصل شاہ عراق عنقریب انگلستان تشریف لانے والے ہیں۔ ان کے اس سفر کا مقصد برطانی عراقی معاہدہ میں ترمیم کرانا نہیں بلکہ وہ اپنی دو آزمائش کے طور پر عراق کی مکمل آزادی کے متعلق گفتگو کی طرح ڈالیں گے۔ کیونکہ عراق کے اکثر وطن دوست اس بات کے خواہشمند ہیں کہ عراق سے برطانی افواج فی الفور بلالی جائیں۔

بعض عربی ممالک کی مردم شماری کے متعلق جو تازہ ترین اعداد وشمار شائع ہوئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

ملک	تعداد	
مصر	۱۴۱۶۸۰۰۰	افراد
عراق	۲۸۴۹۳۰۰	″
فلسطین	۱۰۰۰۰۰۰	″
لبنان	۱۰۰۰۰۰۰	″
شام	۱۷۰۰۰۰۰	″
جبل الدروز	۶۰۰۰۰	″
علوی بلاد	۲۷۵۰۰۰	″

یہ جاننا بھی موجب دلچسپی ہوگا کہ کُل دنیا کی آبادی تقریباً ایک

بنی نوع انسان کو اسلام کی دعوت اتحاد

تمام کائنات میں ۷ جولائی کو یوم النبی منایا جائے

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا مینار تیرہ سو سال سے علم وعمل کی عظیم الشان چٹانوں پر کھڑا ہے۔ اور وہ زندگی کے ہر طوفانی زمانہ میں تہذیب وتمدن کی ڈگمگاتی ہوئی کشتیوں کے لئے ایک آخری روشنی اور پناہ ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بھی سب کے لئے ہے۔ اور جو کچھ کیا ہے وہ بھی سب کے لئے ہے۔

پیغمبرؐ اسلام دنیا کی مختلف تہذیبوں اور ملتوں کو صحیح اصول کی بنا پر ایک رشتہ مساوات میں پرونے کے لئے تشریف لائے تھے آپؐ صرف مذہبی فرقہ بندی کے خلاف نہ تھے بلکہ عام انسانیت میں بھی ہر قسم کی فرقہ بندی کے خلاف تھے۔ خواہ وہ کسی نام سے کی جائے آپؐ نے دنیا کے سامنے جو تعلیم پیش فرمائی ہے وہ شخصی، ملکی، نسلی یا ہنگامی تعلیم نہ تھی بلکہ ایسی ابدی تعلیم تھی جو تمام انسانوں کو اخوت ومحبت کے محکم رشتوں میں مربوط کر دینے والی ہے۔ آپؐ نے نوع انسان کو جس دین فطرت کی طرف بلایا ہے وہ کسی خاص جماعت کا نہیں بلکہ تمام انسانوں کا مشترکہ دین ہے۔ اور اس دین کو قبول کر لینے کے یہ معنی ہیں کہ ہم ان تمام تنگ حلقوں سے جن کی بنیاد رنگ۔ نسل۔ زبان۔ قوم یا وطن پر ہے۔ یہ کہتے ہوئے آزاد ہو جاتے ہیں کہ ہمارا بادشاہ ایک خدا ہے۔ سارا کرۂ ارضی ہمارا وطن ہے۔ اور اس کی پشت پر بسنے والے تمام انسان، ایک گھرانے کے مختلف افراد ہیں۔

آؤ! اس پیغمبر وحدت ومحبت کی یاد میں نوع انسان کے لئے سچی اور آزاد اخوت کا ایک ایسا عظیم الشان دن پیدا کریں جس میں ہم سب اپنے اپنے ہنگامی اختلافات وتعصبات کو بھول جائیں اور خدمت واخوت انسانی کے خیال کو لے کر محبت ومساوات کے متحدہ پلیٹ فارم پر جمع ہوں۔ یہ عظیم الشان دن **۱۲ ربیع الاول** (**۷ جولائی ۱۹۳۳ء**) کا دن ہونا چاہئے۔ یہ دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن ہے۔

ہم نہایت ہی خلوص واحترام سے تمام بنی نوع انسان کو اس **عید اتحاد** میں شریک ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور اپیل کرتے ہیں کہ ۷ جولائی ۱۹۳۳ء کو تمام کائنات کی آبادیوں میں **سیرۃ النبیؐ** کے عنوان پر متحدہ جلسے کئے جائیں۔ ایسے جلسے جو پیغمبر اسلام کے پاک نام اور مبارک کام کے شایان شان ہوں۔ اور جن سے نوع انسان میں باہمی ہمدردی، محبت وخدمت خلق کا صحیح جذبہ پیدا ہو۔

اس تقریب پر بعض ممتاز علماء کے قلم سے سیرت نبوی کے اہم پہلوؤں پر تقریریں شائع کی جا رہی ہیں۔ یہ تقریریں یوم النبیؐ کے جلسوں میں سنائی جائیں۔ اور ان کے تراجم دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں شائع کر کے ہر جگہ مفت تقسیم کئے جائیں۔

• ہماری دعا ہے کہ خداوند پاک اس بین الاقوامی عید کو نسل انسان کے لئے بابرکت بنائے۔

الداعیان

عرب

(مولانا) محمد عبدالظاہر (امام وخطیب مسجد حرم مکہ معظمہ)
(مولانا) محمد عبد الرزاق (امام مسجد حرم مکہ معظمہ)
(مولانا) عبید اللہ سندھی (مکہ معظمہ)

مصر

(علامہ) عبدالعزیز الثعالبی۔ (قاہرہ)
(ہز ہائنس) پرنس عمر طوسون پاشا (قاہرہ)
(ہز ایکسیلنسی) محمد علی پاشا علوبہ (سابق وزیر اوقاف مصر)
(علامہ) عبدالقادر بک حمزہ (مدیر "البلاغ" مصر)
(علامہ) محمد رشید رضا (صاحب "المنار" مصر)

یورپ

(لارڈ) ہیڈلے فاروق (لندن)
(مسٹر) عمر ہیوبرٹ رنکن (لندن)
(امیر) شکیب ارسلان (جنیوا)

افغانستان

(آقائے) برہان الدین کشکی (صاحب "اصلاح" کابل)
(عالی قدر) عطا محمد الحسینی (رئیس مجلس اعیان کابل)
(ہز ایکسیلنسی) سید ضیاء الدین طباطبائی (سابق وزیر اعظم ایران)

شام

(حضرۃ المجاہد) علی ریاض الصلح (بیروت)
(علامہ) صفوۃ یونس الحسینی (بیت المقدس)
(امیر) سعید الجزائری (رئیس جمعیۃ الخلافۃ شام)

ہندوستان

(علامہ) محمد اقبال (لاہور)
(ڈاکٹر) سید راس مسعود (نواب مسعود یار جنگ علیگڈھ)
(علامہ) سید سلیمان ندوی (لکھنؤ)
(آنریبل) سر فیروز خاں نون (وزیر تعلیم پنجاب لاہور)
(نواب) عبد القیوم (وزیر سرحد پشاور)
(نواب) محمد شاہنواز خاں (آف جلال آباد)
(نواب) احمد یار خاں دولتانہ (ملتان)
(ساہوکار) جمال محمد (مدراس)

درخواست دعا

جناب ماسٹر انعام اللہ خاں صاحب سالاری جو سلسلہ کے ایک مخلص ومحترم رکن اور پیغام صلح کے خاص قدر دانوں میں سے ہیں۔ کچھ عرصہ سے بعارضہ بواسیر علیل اور ۵ مئی سے کوئٹہ ہسپتال میں داخل ہیں۔ ۱۵ مئی کو اپریشن ہوا تھا۔ لیکن ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ دوبارہ اپریشن کیا جائے۔ احباب ان کے لئے خصوصیت سے دعائے صحت کریں۔ ان کے تازہ والانامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تکلیف زیادہ ہے۔

خبریں

—— شاہ و ملکہ بلجیم عنقریب فلسطین کا سفر کرنے والے ہیں۔

—— عدن میں عیسائی پادری تبلیغی کوششوں میں مصروف ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے ایک زنانہ درسگاہ قایم کی ہے جس کا مقصد مسلم خواتین کو عیسائی بنانا ہے۔

—— حیدرآباد دکن ۲۴ر مئی۔ گزشتہ شب اعلیحضرت حضور نظام کے ولیعہد شہزادہ اعظم جاہ بہادر معہ اپنی بیگم شہزادی درشہوار بعزم یورپ روانہ ہوگئے۔ ریلوے سٹیشن پر اعلیحضرت ممدوح کے علاوہ کثیر التعداد عمائد سلطنت و روسا آپ کو خدا حافظ کہنے کے لئے موجود تھے۔

—— گزشتہ ہفتہ ضلع کھلنا (بنگال) کے ایک گاؤں میں ہندو مسلم فساد ہوگیا۔

—— بمبئی ۲۴ر مئی۔ آج مولانا شوکت علی مہاراجہ الور کو کوہ آبو پر چھوڑنے کے بعد یہاں پہنچ گئے۔

—— شملہ ۲۵ر مئی۔ سرکاری طور پر ابھی عالمگیر اقتصادی کانفرنس میں ہندوستانی نمائندوں کے متعلق کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی کہا جاتا ہے کہ لندن کے سرکاری حکام کی رائے ہے کہ وہی نمائندگان بہتر ہوں گے جو لندن میں اس وقت موجود ہیں چنانچہ اسی سلسلہ میں سر اے ایل چیٹرجی اور سر سی پی راما سوامی کے نام لئے جاتے ہیں۔

—— بھائی پرمانند جائنٹ سلیکٹ کمیٹی میں شہادت دینے کے لئے انگلستان روانہ ہوگئے۔

—— ماسکو ۱۵ر مئی۔ عالمگیر اقتصادی کانفرنس کے روسی وفد کے رہنما ایم سٹوِنوف ہوں گے۔ مندوبین سفیر روس مقیم لندن اور نائب وزیر خارجہ بھی شامل ہیں۔

—— لندن ۱۴ر مئی۔ امریکہ کے جدید سفیر مسٹر بنگم کل صبح نفرشاہی میں ملک معظم کی خدمت میں باریاب ہوئے۔

—— پیکن ۲۵ر مئی۔ چینی جرنیل ہو ینگ چنگ نے حکم دیا ہے کہ چینی افواج اپنی جائے مقام کو خالی کردیں۔ بعض آدمیوں کا خیال ہے۔ کہ چونکہ چینی افواج پسپا ہوگئی ہیں اس لئے ممکن ہے کہ جاپانی پیکن پر قبضہ کرلیں۔

—— ٹوکیو ۲۴ر مئی۔ کل چینیوں نے جاپانیوں کے ذمہ دار ریتھاڈ سے عارضی صلح کی واضح طور پر درخواست کی۔ اور صلح کے متعلق ایک عارضی معاہدہ مرتب ہوگیا ہے۔ جس کی شرائط ابھی تک معلوم نہیں ہوسکیں لیکن عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اس معاہدہ کی رو سے پیکن کو غیر ملکی قبضہ سے یقینی طور پر بچا لیا جائے گا۔

—— لندن ۲۴ر مئی۔ وزیر اعظم نے پارلیمنٹ میں وزیر خارجہ کی حیثیت سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ حکومت کا جاپان کے ساتھ تجارتی معاہدہ کے متعلق گفت وشنید کرنے کا ارادہ نہیں۔

—— تخفیف اسلحہ کانفرنس کی کارروائی کے پیش نظر خیال کیا جاتا ہے کہ فرانس کا رویہ غیر تسلی بخش ہے۔

—— لندن ۲۴ر مئی۔ ہز ہائنس سر آغا خاں نے رپورٹر کو سلیکٹ کمیٹی کے متعلق بیان دیتے ہوئے کہا کہ برطانی ہند کے مندوبین اس بات کی کوشش کررہے ہیں کہ متحدہ طور پر کام کریں۔ لیکن ہم بہت سے مختلف مفادات اور سیاسی جماعتوں کے نمائندے ہیں اس لئے حقیقی اتحاد سے کام کرنا سخت مشکل ہورہا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ حالات بالکل مایوس کن نہیں ہیں اور اس بات کے اظہار کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ ناکامی کو نہیں روکا جاسکتا۔

—— لندن ۲۴ر مئی۔ کل پھر جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کا پرائیویٹ اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں دیگر امور کے علاوہ مرکزی اختیارات کے متعلق بھی غور وخوض کیا گیا۔

—— گزشتہ ہفتہ یکایک حکومت کی طرف سے مہاراجہ الور کو نوٹس دیا گیا کہ وہ دو سال کے لئے حدود ریاست سے باہر چلے جائیں۔ یا حالات الور کی تحقیقات کے لئے جنھوں نے اندرون و بیرون ریاست میں اضطراب پیدا کردیا ہے ایک تحقیقاتی کمیشن کو منظور فرمائیں۔ اس سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس نوٹس کا جواب اڑتالیس گھنٹہ کے اندر اندر مانگا گیا تھا۔ اس کے جواب میں مہاراجہ موصوف نے جلاوطنی کو پسند کیا۔ چنانچہ وہ ریاست کو چھوڑ کر فی الحال کوہ آبو پر تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں غالباً ہفتہ عشرہ کے اندر کسی بیرونی ملک کو روانہ ہونگے۔

—— مشہور ہندو سبھائی لیڈر ڈاکٹر مونجے نے مہاراجہ الور کی جلاوطنی پر اپنے مخصوص انداز میں احتجاج کرتے ہوئے وائسرائے کو تار بھیجا ہے

—— معلوم ہوا ہے کہ جلاوطنی کے ایام میں مہاراجہ الور کو تین لاکھ روپیہ سالانہ پنشن ملے گی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حکومت ریاست کو پچاس لاکھ روپیہ قرض دینے کے مسئلہ پر غور کررہی ہے۔ کیونکہ ریاست کی مالی حالت ناگفتہ بہ طور پر خراب ہورہی ہے۔

—— پونا ۲۴ر مئی۔ گاندھی جی کی حالت تسلی بخش ہے۔ ڈاکٹروں کے بورڈ کی متفقہ رائے ہے کہ وہ اپنے برت کو کامیابی سے پورا کرلینگے۔

—— ضلع الہ آباد (یو۔ پی) میں فصلوں کے مسلسل خراب ہونے کی وجہ سے کسانوں کی حالت بہت زیادہ خراب ہوگئی ہے۔ ان میں مالیہ ادا کرنے کی بالکل ہمت نہیں۔ بے شمار کسانوں کو ایک وقت کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ پنڈت مالویہ اور ان کے چند رفقانے ان کی امداد کے لئے چندہ کی اپیل کی ہے۔

—— وزیر اعظم برطانیہ نے مانچکو کو ایک خود مختار سلطنت تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔

—— مجلس اقوام آج کل شدید مالی مشکلات میں مبتلا ہے۔

—— جرمنی میں یہودیوں کے خلاف بدستور تحریک جاری ہے۔ یہودی دوسرے ممالک کو ہجرت کررہے ہیں۔

—— حیدرآباد دکن ۲۵ر مئی۔ نواب حیدر یار جنگ بہادر المعروف بہ علی حیدر نظم طباطبائی جو اردو کے اعلیٰ پایہ شاعر تھے ۲۳ر مئی کو اسی سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

تار کا پتہ۔ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلحُ خَیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیرالرسل خیرالانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۸ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ جون ۱۹۳۳ء | نمبر ۳۰

دفتر تحصیل کی اطلاعات

ضروری اعلان

بعض جماعتیں ہمارے مبلغین کو چندہ وغیرہ کی رقم دے کر ان سے رسیدات حاصل نہیں کرتیں اور نہ ہی مرکز میں ادائیگی رقم کی اطلاع دیتی ہیں۔ چونکہ مبلغین عموماً دورے پر رہتے ہیں۔ اس لئے جماعتوں سے دفتر چندہ کا مطالبہ کرلیتا ہے جس سے کئی قسم کی دقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ آئندہ کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر مبلغ یا محصل جو فراہمی چندہ کے لئے کسی جماعت کے پاس جائے اسے بغیر مطبوعہ رسید انجمن حاصل کئے رقم نہ دی جائے۔ ہر مبلغ یا محصل جسے وصولی زر کا اختیار دیا گیا ہے اسے دفتر سے باقاعدہ مطبوعہ رسیدات دی گئی ہیں۔ اور ان رسیدات کا دفتر میں باقاعدہ حساب ہے۔ رقم ادا کرکے رسید حاصل کرلیا کریں۔

دورے کی اطلاع

شیخ محمد یوسف صاحب گرتھی کو تحصیل چندہ و تبلیغ کے لئے علاقہ بھدرواہ میں بھیجا گیا ہے۔ احباب ان کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں اور تحصیل چندہ میں ان کی امداد فرمائیں۔

خاکسار
عزیز بخش
(دفتر تحصیل تبلیغ)

جواہر ریزے

یا

اصلاح نفس

(۱) حسن ظن ایک نعمت اور بدظنی ایک لعنت ہے۔
(۲) بدتہذیبی اور بدکلامی شرافت کی ضد ہے
(۳) بڑائی دوسروں کی تعظیم و تکریم میں ہے۔
(۴) خودستائی شیطان کی متابعت ہے۔
(۵) دوسروں کے حقوق کو تسلیم نہ کرنا ظلم ہے۔
(۶) کمزوروں پر زیادتی بزدلی ہے۔
(۷) خواہشات کی پیروی جہنم ہے۔
(۸) انسان کے خیالات اس کے دل کا آئینہ ہیں۔
(۹) بدمعاملگی تقوے کی نقیض ہے۔
(۱۰) بیجا غیظ و غضب دیوانگی ہے۔

ضروری اعلان

مسجدوں کے پیش امام توجہ فرمائیں

آنریری سکرٹری آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس علیگڑھ کی طرف سے مندرجۂ ذیل ریزولیوشن برائے مناسب کارروائی پہنچا ہے۔

مساجد کے اماموں کی تعلیم و تربیت

ریزولیوشن ۱۵۔ "یہ کانفرنس تمام مسلمان قوم پر زور دیتی ہے کہ وہ مساجد کے اماموں کی ایسی تعلیم و تربیت کا انتظام کریں جس کے ذریعہ سے وہ گاؤں کے لوگوں کی اقتصادی اور روحانی بہتری کا کام سرانجام دے سکیں نیز اس قسم کے لٹریچر کی تیاری اور مفت تقسیم کا انتظام مسلمان زمینداروں میں کیا جائے۔ اور حضرت نبی کریم صلعم کی سوانح حیات کو کثیر تعداد میں تقسیم کیا جائے۔"

مندرجۂ بالا ریزولیوشن کو عملی صورت میں لانے کیلئے ہماری انجمن اعلان کرتی ہے کہ وہ لاہور اور بیرونجات کے ہر ایسے امام کو پانچ روپے ماہوار وظیفہ دے گی جو اس کام کے کرنے کو تیار ہو۔ جب ایک تعداد درخواستوں کی جمع ہو جائیگی تو ان کو مناسب تعلیم و ہدایات دینے کے لئے کورس مقرر کرلیا جائے گا۔ ہر ایک درخواست کے ساتھ دو معزز اہل محلہ کی تصدیق ضروری ہے کہ عرضی دہندہ امام محلہ کا مستقل امام ہے۔ حنفی۔ وہابی۔ شیعہ خیالات کے امام درخواستیں بھیج سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ کام تمام مسلمانوں کا مشترکہ ہے درخواستوں کو بصیغہ راز رکھا جائے گا۔

(محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

ایک مفید تجویز کے متعلق احباب کی قیمتی رائیں

جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی نے حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے مفید و عالمانہ مضامین کو بصورت مجموعہ شائع کرنے کے متعلق ایک ضروری تجویز پیش کی تھی جو دو مرتبہ "پیغام صلح" میں شائع ہو چکی ہے ہم نے اس کے متعلق احباب کی آراء دریافت کی تھیں اس کے جواب میں جو خطوط موصول ہوئے ان کو درج ذیل کیا جاتا ہے۔ بہت سے صاحب ذوق اہل علم دوست ابھی تک خاموش ہیں۔ ان کی خدمت میں ایک مرتبہ اور یاددہانی عرض کی جاتی ہے۔ امید ہے وہ اپنی پہلی فرصت میں اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ (مدیر)

۱۔ جناب مولانا عزیز بخش صاحب بی اے لاہور

شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی نے یہ مفید تجویز پیش کی ہے کہ حضرت قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سلمہ ربہ کے وہ قابل قدر مضامین جو متفرق طور پر اخبار "پیغام صلح" کے کالموں کو زیب دیتے رہے ہیں اور ناظرین اخبار کو اپنی دلچسپی کی وجہ سے گرویدہ کرتے رہے ہیں یکجا کتابی صورت میں شائع کئے جاویں۔ یہ ایک ایسی تجویز ہے جس کا اظہار کئی احباب پہلے بھی کرتے رہے ہیں۔ اور اگرچہ فرداً فرداً اپنی رائے کوئی ظاہر نہ بھی کر سکے تاہم اس میں کلام نہیں کہ ہر ایک علم دوست کی یہ دلی خواہش ہوگی کہ یہ بے بہا موتی ایک لڑی میں پروئے جائیں۔ قبلہ ڈاکٹر صاحب کے علمی تبحر کی تعریف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں وہ تو مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید کا مصداق ہے جن خوش قسمت احباب کو کبھی ان کے درس قرآن کے سننے کا اتفاق ہوا ہے۔ ان کے دل جانتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کا حسن بیان اس طرز کا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے پیچیدہ عقدوں کو ایک عام فہم پیرایہ میں حل کر کے رکھ دیا جاتا ہے۔ اور وہ اسرار معارف جو پردۂ غیب میں ہوتے ہیں۔ ان کو اس طرح منکشف کیا جاتا ہے۔ کہ اصل حقیقت کا حصہ نظر آجاتی ہے۔ علم دین کو علوم جدیدہ کی روشنی میں اور علوم جدیدہ کو علم دین کی روشنی میں یوں انشگاف کیا جاتا ہے کہ مجمع البحرین کا منظر سامنے آجاتا ہے۔ اعمال کے نتائج کی فلاسفی عالم آخرت کی حقیقت پر جب طبیعت کی روانی آتی ہے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ سامنے سب کچھ نظر آرہا ہے۔ اس لئے ان مضامین کو کتابی صورت میں شائع کرنے کی تجویز کے مفید ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ سوال صرف اس کو عملی پیرایہ دینے کا ہے۔ میرے خیال میں یہ صورت ہو سکتی ہے کہ شیخ غلام حسین صاحب اتنی محنت اور کریں کہ ان مضامین کے متعلق تمام حوالے اخبار کے دیدیں۔ اور پھر قبلہ ڈاکٹر صاحب اس پر نظر ڈال لیں۔ اور اس کے بعد اس کی چھپائی کے خرچ کا اندازہ ہو کر انجمن میں اس کے طبع کرانے کی درخواست کی جائے یا خود ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں ہی استدعا کی جائے (خاکسار عزیز بخش لاہور)

۲۔ جناب محمد اصغر صاحب ٹھیکیدار نائب صدر جماعت سیالکوٹ

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج شریف میں اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کے مضامین یکجائی طور پر کتابی صورت میں شائع کئے جائیں سے خلق اللہ کو بہت نفع ہوگا۔ انشاء اللہ۔ (محمد اصغر)

۳۔ جناب حافظ محمد حسین صاحب وکیل گجرات

مکرمی فاضل مدیر پیغام صلح! السلام علیکم۔

"پیغام صلح" کی ایک گزشتہ اشاعت میں شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی کی ایک تحریر بعنوان "ایک مفید تجویز" شائع ہوئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس کو الہاماً لکھا ہے۔ خوبصورت تجویز کو انہوں نے نہایت خوبصورت اور دلسوز پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ فی الواقعہ قبلہ ڈاکٹر صاحب کے گرانمایہ مضامین اس قابل ہیں کہ انہیں یکجا جمع کر کے شائع کر دیا جائے اگر مناسب ہو تو دو جلدوں میں شروع سے لیکر یعنی جب سے "پیغام صلح" جاری ہوا ہے حضرت امیر کے مضامین اور حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضامین جمع کئے جائیں۔ اور اس طرح انہیں ترتیب دی جائے کہ ایک مضمون حضرت امیر کا اور اسی موضوع پر یا اس کے ساتھ ملتا جلتا مضمون ڈاکٹر صاحب کا علی الترتیب شائع ہوں امید ہے کہ دو جلدوں میں یہ سارے مضامین آسکینگے انہیں خطبات جمعہ بھی آجائیں۔ کتاب کا نام "ارشادات علویہ و بشارات احمدیہ" یا اس سے زیادہ موزوں نام ہو۔ اس کتاب کا دیباچہ "لائٹ" کے ایڈیٹر یعنے خانصاحب محمد یعقوب خانصاحب کا پرجوش قلم معرض تحریر میں لائے۔ اور تقریظ کے رنگ میں خان مرتضیٰ خانصاحب ایک نظم لکھیں۔ ہر دو جلدیں سالانہ جلسہ تک تیار ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود۔ خواجہ صاحب۔ حضرت امیر اور قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے فوٹو بھی اس میں دیئے جائیں۔ جماعت کا ہر فرد بشر انشاء اللہ ان جلدوں کو خریدے گا۔ اور عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھے گا۔

(خاکسار محمد حسین وکیل گجرات)

۴۔ جناب محمد مسعود خاں صاحب صدیقی سیالکوٹ

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۳ رمئی ۱۹۳۳ء کے "پیغام صلح" میں جو تجویز منجانب شیخ غلام حسین صاحب دربارہ اس امر کے کہ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے جملہ مضامین جو وقتاً فوقتاً پیغام صلح میں اشاعت پذیر ہوتے رہے ہیں ان کو کتابی صورت میں شائع ہونا چاہیئے میرے خیال میں نہایت مناسب ہے۔ جس سے اہل علم طبقہ کو بہت فائدہ پہنچے گا لہذا تجویز متذکرہ صدر کی تائید کرتے ہوئے عرض پیرا ہوں کہ اسے جتنی جلد ہو سکے عملی جامہ پہنایا جائے۔ والسلام (محمد مسعود)

۵۔ جناب ماسٹر انعام اللہ صاحب سول ہسپتال کوئٹہ بلوچستان

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے مضامین تو کیا ان کا ایک ایک فقرہ ایک خاص لطف رکھتا ہے جس کی تفصیل کا موقعہ نہیں اس لئے میری رائے میں ان کی تمام تحریرات سوالات و جوابات کے رنگ میں ہوں یا تنقید ہوں یا مستقل مضامین ہوں یا کچھ اور ہوں یکجا ہونی لازم ہیں۔ اور اس معاملہ میں تاخیر ہرگز نہیں چاہیئے۔ اس مقصد کے لئے اندازہ کر کے اگر کتاب کی قیمت پیشگی وصول کر لی جائے تو کام میں آسانی ہو جائے گی ان کی تحریرات کے لئے صرف پیغام صلح کے فائلوں پر قناعت نہ کی جائے بلکہ جہاں سے بھی مل سکیں سب لے لی جائیں "بدر" اخبار میں بھی ان کے مضامین چھپتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ خود بتا سکیں گے۔ کاغذ اور طباعت اور جلد "تحریک احمدیت" کے مطابق ہو۔ ڈاکٹر صاحب کی تصویر معہ عکس تحریر درج ہو۔ نیز مختصر دیباچہ جس میں مصنف کے حالات بھی آجائیں اور طرز تحریر پر ریویو بھی شامل ہو۔ آخر میں انڈکس ضرور ہو تاکہ مطلوبہ بات نکالنے میں آسانی ہو۔ (انعام اللہ خاں سالاری)

۶۔ جناب عبدالقیوم صاحب سیکرٹری جماعت سیالکوٹ و عبدالحق صاحب مدرس اسلامیہ ہائی سکول سیالکوٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم بڑے زور سے اس تجویز کی تائید کرتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے مضامین کتابی شکل میں چھاپے جائیں۔ کیونکہ یہ نہایت مفید ثابت ہونگے۔

(عبدالقیوم بی اے۔ عبدالحق سیالکوٹ)

۷۔ جناب محبوب خاں صاحب دھاروار

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۳ رمئی ۱۹۳۳ء کے پیغام صلح میں جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی کی طرف سے ایک تجویز پیش ہوئی ہے۔ اس کو میں بہت پسند کرتا ہوں۔ جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضامین جو وقتاً فوقتاً پیغام صلح میں آتے رہتے ہیں ان کو میں نے بہت دلچسپی سے پڑھا ہے۔ اگر وہ سب مضامین ایک کتاب کی صورت میں شائع ہو جائیں تو بڑا مفید کام ہوگا۔

۸۔ جناب حکیم محمد خورشید عالم صاحب سیالکوٹ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میرے خیال میں یہ تجویز ملائکہ کی تحریک کا نتیجہ ہے کاش یہ تجویز مرکز کی طرف سے پیش ہوتی اور جیز عمل میں آتی۔ اور ہر قسم کے لوگ اس کو پڑھ کر مستفید ہوتے اور دعائے خیر کرتے۔ میں بڑے زور سے تائید کرتا ہوں۔ والسلام (حکیم محمد خورشید عالم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم شنبہ ۸ر صفر المظفر ۱۳۵۲ ہجری | نمبر ۳۰

زنانہ گورنمنٹ کالج (لاہور) میں عربی کی تعلیم

مسلمانوں کے ایک جائز مطالبہ پر آریہ پریس کی زہر چکانی

معلوم ہوتا ہے کہ ہندو قوم رواداری، انصاف اور وسیع خیالی سے اتنی ہی دور ہے جس قدر زمین آسمان سے۔ ہمسایہ اقوام کے حقوق و احساسات کا اسے مطلق پاس نہیں۔ چند انفرادی مثالوں سے قطع نظر ہندو قوم اپنے متعصبانہ طرز عمل سے مسلمانوں کی ان تمام جائز توقعات کو ہمیشہ غلط ثابت کرتی رہی ہے جو انہوں نے ہندوؤں کو شریف اور روادار ہمسایہ سمجھ کر ان سے قایم کر لی تھیں۔ یہ ہمارا ذاتی خیال نہیں بلکہ تاریخ و واقعات کا واضح فیصلہ ہے۔ یہ قوم دوسرے کو گرا کر آگے بڑھنے کی عادی اور دوسرے کو مار کر زندہ رہنے کی شایق ہے۔ اور "خود زندہ رہو اور دوسرے کو زندہ رہنے دو" کے زریں اصول سے یکسر ناآشنا ہے۔ موجودہ حالات ہی کو دیکھ لیجئے۔ ہندوؤں کی زبردست اکثریت کی خواہش اور اس کی تمام کوششوں کا مقصد مسلمانوں کو مٹانا۔ ان کے حقوق غصب کرنا اور انہیں رنج و تکلیف پہنچانا ہے۔ آریہ سماج ہندوؤں کی اس زبردست اکثریت کا سرغنہ ہے۔ آریہ سماجی ہمیشہ ایسے موقعہ کی تاک میں رہتے ہیں جب مسلمانوں کو کسی قسم کا نقصان پہنچا سکیں۔ ظاہر ہے کہ یہ شریفوں کا شیوہ نہیں۔

گورنمنٹ کالج (فار ویمن) لاہور صوبہ کی واحد الیسی درسگاہ ہے جہاں مسلمان لڑکیاں اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔ اور کر رہی ہیں۔ اس میں عربی زبان کی تعلیم کا انتظام نہیں۔ حالانکہ متعدد مرتبہ مطالبہ کیا جا چکا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمان طالبات کو اپنا سلسلہ تعلیم منقطع کرنا پڑتا ہے۔ یا وہ ایسے مضامین لینے پر مجبور ہوتی ہیں جو ان کے مستقبل کے مصالح اور قدرتی رجحان طبع کے لحاظ سے بے فائدہ ہوتے ہیں۔ آج کل بھی بی۔ اے کلاس کی تین طالبات عربی پڑھنے کی خواہشمند ہیں۔ اور انہوں نے پرنسپل کالج کو باقاعدہ درخواست بھی دے رکھی ہے لیکن تاحال کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ ان حالات کے پیش نظر چند روز ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک قرارداد منظور کر کے محکمہ تعلیم، یونیورسٹی اور پریس کو بھیجی جس میں کالج مذکور میں عربی تعلیم کے انتظام کا مطالبہ کیا گیا تھا اس قرارداد سے متاثر ہو کر پیغام صلح اور دوسرے اسلامی اخبارات نے مضامین بھی لکھے۔

یہ ایک بالکل جائز مطالبہ تھا جس سے ہندو یا آریوں کو کوئی وجہ شکایت نہیں ہو سکتی ہے لیکن یہ لوگ مسلمانوں کے جائز مطالبات میں روڑے اٹکانا اپنا قومی و مذہبی فرض سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے کسی مطالبہ کی تکمیل ان لوگوں کے لئے سوہان روح ہے یہی وجہ ہے کہ اس قرارداد کے پریس میں آتے ہی آریہ اخبارات نے دیوانہ وار اس کی مخالفت شروع کر دی۔ اس دیوانگی میں لاہور کی ماس پارٹی کا آرگن "آریہ گزٹ" سب سے پیش پیش ہے اس متعصب اخبار نے مسلمانوں کے اس معقول مطالبہ کی مخالفت میں جو دلیل دی ہے وہ ملاحظہ کے قابل ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول پشاور میں سنسکرت ٹیچر کی آسامی اڑا دی گئی ہے حالانکہ تین ہندو طلبا سنسکرت پڑھنے کے خواہشمند تھے اس لئے مسلمانوں کو زنانہ کالج لاہور میں تین لڑکیوں کے لئے عربی تعلیم کے انتظام کا مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ بہتر ہوتا کہ آریہ گزٹ "یہ دلیل" دینے کی زحمت ہی گوارا نہ کرتا۔ اور صاف لکھ دیتا کہ ہندو قوم کو مسلمانوں کا یہ مطالبہ برا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے حکومت کو توجہ نہیں دینی چاہیئے۔

ممکن ہے کہ "آریہ گزٹ" کے بیان کے مطابق حکومت سرحد نے گورنمنٹ ہائی سکول پشاور میں سنسکرت کی تعلیم بند کر دی ہو، چونکہ ہم سرحد کے مقامی حالات سے پورے طور پر واقف نہیں اس لئے اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ ہندوؤں کے پاس اگر سکول مذکور میں سنسکرت تعلیم کے اجرا کے حق میں معقول وجوہات ہیں تو وہ آئینی طور پر کوشش کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے بدلے میں زنانہ کالج لاہور میں عربی تعلیم کے مطالبہ کی مخالفت انتہا درجہ کی حماقت اور انصاف دشمنی ہے۔ ویسے بھی دیکھا جائے تو زنانہ کالج لاہور اور گورنمنٹ سکول پشاور کی حیثیت بہت کچھ مختلف ہے اور ان دونوں کو ایک سطح پر نہیں رکھا جا سکتا ہے نہ صرف صوبہ سرحد بلکہ پشاور شہر میں ایسے سکول موجود ہیں جہاں سنسکرت کی تعلیم کا انتظام ہے ہندو طلبہ وہاں داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن زنانہ گورنمنٹ کالج (لاہور) تمام صوبہ میں ایسی واحد درس گاہ ہے جہاں مسلمان لڑکیاں اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔ بے شک صوبۂ سرحد میں مسلمانوں کی اکثریت ہے لیکن حکومت سرحد کے ہر ایک فعل کی ذمہ دار مسلمان قوم نہیں۔ کیا یو پی۔ بہار اور مدراس وغیرہ صوبوں میں جہاں ہندوؤں کی بے پناہ اکثریتیں موجود ہیں حکومت جو کچھ کرتی ہے ہندو قوم اس کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار ہے؟ "آریہ گزٹ" کو معلوم ہونا چاہیئے کہ مسلمان اس کی منطق کے مطابق ہندوؤں کے ہر ایک مطالبہ کی نہایت آسانی سے مخالفت کر سکتے ہیں۔

تمام اسلامی اخبارات اور انجمنوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے اس جائز مطالبہ کی تکمیل کے لئے پوری پوری کوشش کریں۔ حکومت کے لئے بھی لازم ہے کہ اس ضروری معاملہ کو التوا و تاخیر کی الجھنوں میں نہ پھنسائے رکھے اور جلد سے جلد زنانہ کالج لاہور میں عربی تعلیم کا انتظام کر دے۔

اعلیحضرت حضور نظام کے دو فرمان

اعلیحضرت حضور نظام شاہ دکن اپنی گوناگوں قابلیتوں بیدار مغزی۔ رعایا پروری۔ سادگی اور دینداری کے لحاظ سے ایک بے مثال حکمران ہیں۔ اعلیحضرت ممدوح کو اپنی رعایا کی بہبودی کا ہر وقت خیال رہتا ہے۔ اور وہ باشندگان دکن کی علمی۔ جسمانی اور اقتصادی ترقی کے علاوہ ان کی اخلاقی اور روحانی بہتری کے لئے بھی کوشاں رہتے ہیں۔ گزشتہ ایام میں اعلیحضرت ممدوح نے دو ایسے فرمان جاری کئے جن کا ذکر ضروری ہے۔ حکومت دکن شرفا پروری میں اپنی مثال آپ ہے۔ ہندو مسلمانوں کے بے شمار ذی وجاہت خاندان شاہ دکن کے زیر سایہ آرام و آسائش کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان خاندانوں کے بعض بے راہ رو نوجوان ایسے خلاف اخلاق مشاغل و عادات میں مبتلا ہو گئے ہیں جو بیحد قابل افسوس ہیں۔ جب شاہ دکن کو اس بات کا علم ہوا تو ممدوح نے فوراً ایک فرمان جاری فرمایا۔ جس میں ان نوجوانوں اور ان کے سرپرستوں کو سختی سے تنبیہ کی ہے اور اس خرابی کی اصلاح کے عزم کا اظہار فرمایا ہے۔ اعلیحضرت ممدوح کا یہ طرز عمل ہر ایک حکمران کے لئے خاصکر مسلمان والیان ریاست کے لئے لائق تقلید ہے۔

دوسرا فرمان بھی ایک نہایت اہم معاملہ کے متعلق ہے اعلیحضرت ممدوح کے نوٹس میں یہ بات آئی کہ گزشتہ ماہ رمضان میں ہوٹلوں اور چائے خانوں میں گانے بجانے کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا تھا یہ سلسلہ افطار کے بعد سے سحری تک جاری رہتا۔ اس کے علاوہ مسلمان تفریح طبع کے لئے تھیٹروں اور سینماؤں میں بھی بکثرت جاتے رہے اس طرح عبادت اور نماز تراویح سے محروم رہے۔ اس لئے ہر ایک خاص فرمان کے ذریعہ ماہ رمضان میں اس قسم کے اجتماعات کی ممانعت کرتے ہوئے ہدایت کی گئی ہے کہ رمضان المبارک عبادت اور ذکر الٰہی کے لئے مخصوص ہے اس لئے اس مہینہ میں لہو و لعب سے خاص طور پر احتراز کرنا چاہیئے۔ شاہ دکن کے اس مبارک فرمان کی نہ صرف مسلمانان دکن کو بلکہ تمام مسلمانان ہند کو تعمیل کرنی چاہیئے۔

ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اس دیندار اور رعایا پرور تاجدار کو تا دیر سلامت رکھے

مسلمانان کشمیر کی خانہ جنگی

مسلمانان کشمیر نے گزشتہ چند سالوں میں جس حیرت انگیز بیداری اور ایثار کا ثبوت دیا تھا اس کے پیش نظر امید تھی کہ وہ بہت جلد بام ترقی پر پہنچ جائیں گے۔ لیکن افسوس امید کی سنہری کرنیں مسلمانان کشمیر کی خانہ جنگی کے نامراد اور سیاہ بادلوں میں پوشیدہ ہو رہی ہیں۔ جس کو ہم نہ صرف مسلمانان کشمیر بلکہ تمام اسلامی ہند کی بدقسمتی سمجھتے ہیں۔ اس خانہ جنگی کا آغاز تو عرصہ سے ہو چکا تھا اس کی تفصیلات سے بھی ہم ایک حد تک آگاہ تھے۔ لیکن گزشتہ چند روز کے اندر جو خبریں موصول ہوئی ہیں وہ حد درجہ افسوسناک اور وحشت خیز ہیں۔ سرینگر میں دونوں پارٹیوں کا کئی مرتبہ تصادم ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے فوج کو گولی چلانے کا بہانہ ملا۔ شیخ محمد عبداللہ اور بعض دوسرے اصحاب گرفتار ہو چکے ہیں کاش مسلمانان کشمیر اس بات کو سمجھیں کہ ان کی خانہ جنگی خودکشی سے بھی زیادہ ہولناک ہے۔ وہ آپس میں دست و گریباں ہو کر نہ صرف اپنے تئیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے ہیں بلکہ مسلمانان ہند کی بہترین توقعات کا خون کر رہے ہیں۔ وقت قریب تھا کہ وہ اپنی مسلسل مساعی اور بیش بہا قربانیوں کے شاندار نتائج سے فائدہ اٹھائیں کہ خانہ جنگی کی نامراد وبا ان میں پھیل گئی۔ ہم مسلمانان کشمیر اور ان کے قابل عزت رہنماؤں کی خدمت میں اسلام کے مفاد اور شہدائے کشمیر کے مقدس خون کا واسطہ دے کر نہایت دلسوزی سے عرض کرتے ہیں کہ جلد از جلد اس خانہ جنگی کو ختم کر دیں ورنہ اس کے نتائج بہت ہی زیادہ نقصان رساں ہوں گے۔ برطانی ہند کے ذمہ دار مسلمانوں کی خدمت میں بھی التماس ہے کہ وہ اپنے کشمیری بھائیوں کو خانہ جنگی سے روکیں اگر یہ سلسلہ کچھ دنوں اور جاری رہا تو کشمیر کی متعصب ہندو حکومت ان کو اسی بہانے پیس کے رکھ دیگی۔

سینما کی لعنت

ہمارے حد سے زیادہ "روشن خیال" اور مغرب زدہ دوست شاید اس بات کو تسلیم نہ کریں لیکن حقیقت یہی ہے کہ ہندوستان کو عام سینما گھروں اور فلم کمپنیوں سے اخلاقی اور اقتصادی تباہی کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔ سینما کی لعنت ہمارے ملک میں مغربی تہذیب اور اس کی بے شمار ناگفتہ بہ بے حیائیوں اور بداخلاقیوں کی تبلیغ کا ذریعہ بنی ہوئی ہے۔ اور اس لعنت کے تلخ نتائج کے سب سے بڑے حصہ دار ہم فرزندان توحید ہیں۔ یہ صورت حالات تقاضا کر رہی ہے کہ سینما نوازی کے شوق کو جو اب ہمارے تعلیم یافتہ مردوں کے علاوہ "مہذب" خواتین میں بھی پھیل چکا ہے۔ روکا جائے۔ لیکن افسوس وقت کی اس بڑی ضرورت کی طرف کسی کی توجہ نہیں سینما کی رفتار ترقی کو دیکھا جائے تو ہمارا اخلاقی اور اقتصادی مستقبل زبردست خطرے میں نظر آتا ہے۔ لاہور ہی کو لیجئے۔ یہاں آج سے تین چار سال قبل صرف تین چار سینما گھر تھے۔ اب ان کی تعداد دس ہے۔ سینما نواز حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ پانچ نئے سینما گھر اسی سہ ماہی میں کھلنے والے ہیں۔ گویا بداخلاقی اور بے حیائی کی تبلیغ پہلے سے بہت زیادہ وسعت کے ساتھ ہوگی۔ ہم تمام اسلامی اخبارات مسلم درسگاہوں کے ذمہ دار اصحاب اور ہر ایک دردمند مسلمان سے التجا کرتے ہیں کہ مسلمان قوم کو اس لعنت سے بچانے کے لیے کوئی قدم اٹھایا جائے ورنہ وہ دن دور نہیں جب سینما دیکھنے کے علاوہ ہر ایک شریف زادہ اور شریف زادی ایکٹر اور ایکٹریس بننے کو بہت بڑا اعزاز و فخر سمجھا کریگی۔

ایک بے معنی بحث

آج کل بعض اخبارات میں یہ بحث شروع ہے کہ فلمی صنعت میں طوائفوں کو شامل کیا جائے یا نہیں۔ "محتاط" لوگ اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ طوائفوں کی شمولیت سے نوجوانوں کے اخلاق پر برا اثر پڑے گا۔ لیکن "روشن خیال" اور "ترقی پسند" طبقہ طوائفوں کے حق میں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بغیر فن ترقی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ابھی تک فلم کمپنیوں کی ضروریات کے مطابق ایسی "شریف زادیاں" موجود نہیں جو سٹیج پر آ کر اپنے حسن کی نمائش کر سکیں اخلاق کے لئے فن کی ترقی کو نہیں روکا جا سکتا۔ ہمارے خیال میں یہ بحث ہی سرے سے فضول اور بے معنی ہے صنعت فلم سازی میں "شریف زادیوں" اور طوائفوں کو ایک ہی سطح پر آنا پڑتا ہے۔ آج کل فلموں میں بے حیائی کے مناظر۔ نیم برہنہ رقص اخلاق سوز حرکتوں اور جذبات انگیز عاشقانہ قصوں کے سوا اور کیا ہوتا ہے؟ جب فلم کمپنیوں کی "پیداوار" ہی اخلاق و شرافت کے لئے زہر قاتل ہے۔ تو پھر ایکٹروں اور ایکٹرسوں کے انتخاب میں اخلاق کی قید کیوں لگائی جائے۔ ہم غیر مسلم اخبارات کو تو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن اپنے اسلامی معاصرین کی خدمت میں بصد ادب درخواست ہے کہ اگر سینما کے اشتہارات اور خبروں کا مقاطعہ مشکل ہے تو کم از کم اس قسم کی فضول بحثوں ہی سے احتراز کیا کریں۔ کیا ان کے پاس اظہار خیالات کے لئے اور کوئی موضوع نہیں؟

محمد بہلول خاں دانا

جناب محمد بہلول خاں صاحب دانا مسلمانان راجپوتانہ کے ایک معزز مسلم لیڈر ہیں۔ گزشتہ دنوں ریاست جے پور نے ان پر بعض الزامات کی بنا پر مقدمہ چلایا اور کئی سال قید کی سزا دیدی اس وقت ہم موصوف پر عائد کردہ الزامات کی حقیقت اور ان کی سزا پر بحث نہیں کرنا چاہتے لیکن یہ امر بیحد قابل افسوس ہے کہ مسلمانان راجپوتانہ کے اس معزز و محترم رہنما سے جے پور جیل میں نہایت وحشیانہ سلوک ہو رہا ہے۔ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ان کو عام اخلاقی قیدیوں کے درجہ میں رکھا گیا ہے۔ ڈنڈا بیڑیاں پہنا دی گئی ہیں۔ ہندو قیدیوں کے ہاتھ کی تیار شدہ نہایت ناقص غذا کھانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ موصوف ہندو کے ہاتھ کی چیز کھانا عرصہ سے ترک کر چکے ہیں۔ آخر ان وحشیانہ مظالم سے تنگ آ کر موصوف نے کئی روز سے مقاطعہ جوعی کر رکھا ہے۔ جس سے ان کی حالت نازک ہو گئی ہے۔ اور آپ کی زندگی سخت خطرے میں ہے۔ حکومت جے پور ان وحشیانہ مظالم کی مرتکب ہو کر سخت غلطی کر رہی ہے۔ ہم ہز ہائنس مہاراجہ جے پور، ایجنٹ ٹو ہز ایکسیلنسی راجپوتانہ اور حکومت ہند کو اس کی طرف پر زور توجہ دلاتے ہیں۔ اگر محمد بہلول خاں صاحب کی زندگی کو نقصان پہنچا تو مسلمانان راجپوتانہ میں سخت اشتعال پیدا ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ امید ہے کہ غفلت اور ضد کی وجہ سے حالات کو نازک تر بنانے سے احتراز کیا جائے گا۔

ایک ہونہار نوجوان کی ترقی

میاں غلام شبیر صاحب تبسم خلف الرشید جناب میاں غلام رسول صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جھنگ ہماری جماعت کے ایک نہایت صالح، ہونہار اور قابل فخر نوجوان ہیں خدمت دین کا غیر معمولی شوق رکھتے ہیں۔ اور اس بارہ میں بالکل اپنے لایق و بزرگ والد کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ آپ کو سرکاری ملازمت میں داخل ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ پہلے ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ رنگ پور وغیرہ مقامات پر نائب تحصیلدار رہے۔ اب نیکنامی سے ترقی پا کر مظفرگڑھ میں تحصیلداری کے عہدے پر فائز ہوئے ہیں۔ قوم کے قابل فخر نوجوان کی یہ ترقی تمام احباب جماعت کی مسرت کا باعث ہے اور اس پر ہم اپنے محترم بزرگ جناب میاں غلام رسول صاحب قبلہ کو خاص طور پر مبارکباد دیتے ہیں۔ دعا ہے خداوند کریم اس ہونہار نوجوان کو دن دوگنی رات چوگنی دینی و دنیوی ترقیاں عطا فرمائے اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔

ملک معظم کی سالگرہ پر خطابات

ملک معظم کی سالگرہ پر خطابات کی جو فہرست شائع ہوئی ہے اس میں سے مندرجہ ذیل اصحاب کے اسما خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ ہم ان سب کی خدمت میں دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ یہ عزت افزائی ان کی آئندہ ترقیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

(۱) سر غلام حسین ہدایت اللہ بالقابہ ممبر اگزیکٹو کونسل بمبئی۔ — کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔

(۲) مسٹر نیٹز پیٹرک صاحب ایجنٹ ٹو گورنر جنرل ریاستہائے پنجاب — کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔

(۳) لفٹنٹ کرنیل کالون صاحب وزیر اعظم کشمیر — سی۔ آئی۔ ای۔

(۴) ڈاکٹر راس مسعود صاحب وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ
(۵) خان بہادر دیوان عبدالحمید خاں صاحب وزیر اعظم ریاست کپورتھلہ
(۶) خان حشمت اللہ خاں صاحب ممبر کونسل آف ریجنسی گوالیار۔ — سر

(۷) خان بہادر نواب شاہجہان خاں صاحب نواب آف دیر — کے۔ بی۔ ای

(۸) سر عبدالکریم غزنوی بالقابہ کلکتہ
(۹) نواب سر مزمل اللہ خاں بہادر آف بھیکم پور ضلع علیگڑھ — نواب بہادر

(۱۰) شیخ ظہور الدین صاحب نظامی صدر بلدیہ ہوشیارپور — خاں صاحب

آہ سید فقیر شاہ نورکوٹی

ابھی ہم جناب حاجی محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی اور والدہ محترمہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے ماتم سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ جناب سید فقیر شاہ صاحب نورکوٹی کے افسوسناک انتقال کی خبر ملی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم کی وفات ۱۷ر مئی کو مذکورہ صدر حادثات سے پہلے واقع ہوئی تھی۔ لیکن اس کی خبر ہم کو ذرا تاخیر سے ایسے وقت میں ملی جبکہ ۲۷ر مئی کا پرچہ بالکل تیار ہو چکا تھا۔ اس لئے مجبوراً "اخبار احمدیہ" میں ہی مختصر طور پر اس کا ذکر کیا گیا۔ حالانکہ یہ ایک ایسا ناقابل تلافی قومی نقصان ہے جس پر بے اختیار آنسو بہانے کو جی چاہتا ہے۔

مرحوم نہایت صالح۔ عابد اور خوش اخلاق بزرگ تھے حضرت مسیح موعود کے پرانے خادموں میں سے تھے۔ اپنے دل میں خدمت دین و تبلیغ اسلام کا غیر معمولی جوش رکھتے تھے پیرانہ سالی کے باوجود نہایت جواں ہمتی سے خدمت اسلام اور تبلیغ احمدیت میں شب و روز مصروف رہتے تھے۔ مزاج میں نہایت سادگی تھی۔ اشد ترین مخالفین بھی آپ کی دیانت اور کیرکٹر کے معترف ہیں۔ متعدد احباب آپ کے ذاتی حالات سے بخوبی واقف ہوں گے۔ مرحوم بخاری سید اور جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ کے قریبی رشتہ داروں میں تھے۔ قصبہ نورکوٹ ضلع گورداسپور وطن تھا۔ صحیح تاریخ پیدائش اور ابتدائی حالات معلوم نہیں۔ ۱۸۹۵ء میں تقریباً بیس سال کی عمر میں حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر بیعت کی جس سے آپ کی زندگی میں ایک عظیم الشان انقلاب آ گیا۔ بیعت کے وقت آپ ضلع سیالکوٹ کی پولیس میں کنسٹبل کی حیثیت سے ملازم تھے حضرت امام وقت کی صحبت سے آپ پر دینداری اور تقوے کا رنگ اسقدر غالب آیا کہ لوگ حیران ہوتے تھے۔ تحقیقات کے لئے جب کبھی باہر تشریف لے جاتے تو اشیاء خوردنی ہمراہ لے جاتے۔ جن جن علاقوں میں آپ رہے، لوگ آج تک آپ کی ایمانداری کو یاد کرتے ہیں۔ ۱۹۲۲ء میں آپ نے سب انسپکٹری کے عہدے تک ترقی کی۔ کئی سال ہوئے پنشن لے کر نورکوٹ میں قیام پذیر تھے۔ جس وقت آپ نورکوٹ تشریف لائے ہیں وہاں آپ کے سوا اور کوئی احمدی نہ تھا۔ یہ آپ ہی کی تبلیغی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج کل وہاں احمدیوں کے پانچ چھ گھر موجود اور باقاعدہ جماعت قائم ہے۔ قصبہ نورکوٹ ضلع گورداسپور میں آریوں کا بہت بڑا مرکز ہے۔ مرحوم کے نورکوٹ تشریف لانے سے قبل ان کا بہت زور تھا۔ وہ آئے دن مسلمانوں کو بحث مباحثہ کی دعوت دیا کرتے تھے۔ لیکن آپ کے بابرکت وجود کا یہ اثر تھا کہ آپ کے سامنے کوئی آریہ گفتگو کی جرأت نہ کرتا تھا آپ کی کوشش سے تمام تحصیل نورکوٹ میں آریوں کی سرگرمیاں کمزور پڑ گئی تھیں۔

انتقال کے وقت مرحوم کی عمر تقریباً ساٹھ سال تھی کئی ماہ سے دمہ۔ کھانسی اور بخار کی شکایت تھی۔ ۱۷ر مئی کی شام کو انتقال ہوا۔ انتقال سے تھوڑی دیر قبل گھر والوں کو کہا کہ کھانا کھا کر جلد میرے پاس آ جاؤ۔ سب آ گئے تو سورۂ یٰسین سننے کے بعد تین مرتبہ کلمہ شریف پڑھا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ دعا سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ...

خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے آپکی خدمات دینی کو قبول فرمائے۔ اور آپ کے یتیم بچوں اور دیگر اعزہ کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ اور محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ ۲۹ر مئی کی شب کو ڈلہوزی تشریف لے گئے ڈاکٹر صاحب سے خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جاوے۔

"پروین" ڈلہوزی۔

پروین ان کی کوٹھی کا نام ہے۔

— جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کا ۲۸ر مئی کو کمپنی باغ راولپنڈی میں ایک کامیاب لیکچر ہوا جس کا انتظام جناب ملک فضل کریم صاحب کی کوشش سے ہوا تھا۔

— جناب ماسٹر انعام اللہ صاحب بعارضہ بواسیر علیل تھے چند روز ہوئے سول ہسپتال کوئٹہ میں دوبارہ اپریشن کیا گیا احباب ان کی صحتیابی کے لئے دعا کریں۔

— جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب برادر جناب شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کی اہلیہ محترمہ کا ۲۹ر مئی کو لائل پور میں انتقال ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اسی روز میت لاہور لائی گئی اور قبرستان میانی صاحب میں دفن کی گئی۔ لاہور کے تقریباً تمام بزرگ و احباب جنازہ کے ہمراہ تھے۔

پیغام صلح: ہمیں اس حادثہ عظیم میں شیخ عبدالرحمٰن صاحب اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ مرحومہ نہایت ہی نیک خاتون تھیں۔ دعا ہے خداوند کریم ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

— جناب محمد سعادت الدین صاحب جہلم سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے والد محترم جناب سیٹھ احمد الدین صاحب کا ۲ر جون کو بعمر اسّی سال انتقال ہو گیا۔ انا للہ... الخ۔ مرحوم سلسلہ عالیہ کے نہایت محترم بزرگ اور حضرت مسیح موعود کے پرانے خادموں میں سے تھے۔ خداوند کریم مرحوم کو شایان رحمت میں جگہ دے ان کی خدمات دینی کو قبول فرمائے۔ اور ان کے اعزہ کو توفیق صبر دے۔

— جناب سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ چند روز کے لئے سالی سے لاہور تشریف لائے اور امروز و فردا میں معہ اہل و عیال واپس تشریف لے جائیں گے۔

— حضرت مولانا صدرالدین صاحب و ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب قبلہ عنقریب باہر تشریف لے جانے والے ہیں۔

— جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع معہ اپنی اہلیہ صاحبہ کے بعافیت نجی پہنچ گئے ہیں۔

جن اصحاب کا چندہ

اخبار پیغام صلح ماہ مئی میں ختم ہو چکا ہے یا جون ۳۳ء میں ختم ہوتا ہے وہ از راہ کرم بواپسی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما دیں۔ وی پی بہر خواہ مخواہ ضائع ہوتے ہیں ان تمام اصحاب کو بذریعہ خطوط مطلع کیا جا چکا ہے۔

(مینجر)

حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی امتیازی خصوصیات

تمام انبیاء عالم میں

(از حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت ایدہ اللہ)

مسلمانوں میں آج بعض ایسی نرالی عقل و دماغ کے لوگ بھی موجود ہیں جو اس بات سے مجھ سے ناراض ہیں کہ میں نے اپنے مضامین میں آنحضرت صلعم کو تمام دیگر انبیاء سے افضل قرار دیا ہے۔ اور اس پر ایک صاحب نے جو خط و کتابت مجھ سے کی ہے اس میں مجھے اور حضرت مسیح موعود کو اس معاملہ میں غالی قرار دیا ہے۔ اور لانفرق بین احد من رسولہ کو پیش کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مسلمان کا کام نہیں کہ رسولوں میں فرق کرے۔ اور جب ان کے سامنے آیت تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض آئی کہ رسولوں کو ایک دوسرے پر فضیلت ہے تو جواب یہ دیا کہ ہم نہیں جانتے کہ کس کو کس پر فضیلت ہے لیکن اس کا جواب مجھے نہ ملا کہ جب بعض نبی کو بعض نبی پر فضیلت مسلم ہے تو آنحضرت صلعم کو دیگر انبیاء پر فضیلت دینے سے ان کو تکلیف کیوں ہوئی؟ ان کی بلا سے کسی کو کسی پر فضیلت ہوا کرے۔ موسیٰ کو عیسیٰ پر فضیلت ہے یا آنحضرت صلعم کو کسی اور پر فضیلت ہے تو پڑی ہو۔ آخر قرآن کہتا ہے کہ بعض کو بعض پر فضیلت ہے۔ تو پھر اگر آنحضرت صلعم کے متعلق کسی نے یہ کہہ دیا کہ آپ کو دیگر انبیاء پر فضیلت ہے تو رنجیدہ ہو کر انہیں ایک تلخ خط لکھنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ پھر لطف یہ ہے کہ اس خط میں یہ مانتے بھی جاتے ہیں کہ آنحضرت صلعم لکل قوم ھاد کے مصداق ہیں۔ یعنے ہر ایک قوم کے لئے ہادی اب آپ ہی ہیں اور لکھتے ہیں کہ "رسول اللہ صلعم کی بعثت نے کل انبیاء کے صحیفوں سے قرآن کے بعد بے نیاز کر دیا کیونکہ وہ مجموعۂ تعالیم ہے۔ اور کل انبیاء و رسل کی نبوت و رسالت کو آمنت باللہ ... الخ میں تسلیم کرا دیا۔ اور انبیاء و رسل جس کام کے لئے آتے ہیں وہ سب آپ کی اتباع سے میسر ہونے کے وعدے دیدیئے" مقام غور ہے جب انبیاء سابقین محض قومی نبی تھے اور ان کی رسالت محض مختلف قوموں اور زمانوں سے مختص تھی اور آنحضرت صلعم تمام عالم اور تمام زمانوں کے لئے نبی ہیں۔ اور آپ کی تعلیم "مجموعہ تعالیم" ہے۔ تو پھر تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض کے ماتحت اگر آپ کو فضیلت دیگر انبیاء پر نہیں تو اور کس کو ہو سکتی ہے؟ کیا اس کو ہو سکتی ہے جس کی تعلیم کسی قوم یا کسی زمانہ کے لئے مختص ہے؟ لانفرق بین احد من رسلہ کے معنے تو یہ ہیں کہ ہم مختلف رسولوں پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے۔ یعنے رسول چھوٹا ہو یا بڑا ہو۔ شام میں پیدا ہوا ہو یا ہندوستان میں۔ بنی اسرائیل میں سے ہو یا مجوسیوں میں سے۔ ہم سب پر ایمان لاتے ہیں۔ ان پر ایمان لانے میں تفریق کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ عالمگیر مذہب کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا کی ہر ایک قوم کے نبی کو راستباز مانے تاکہ ہر ایک قوم کا آدمی اس عالمگیر مذہب میں بغیر اپنے قومی نبی کو مفتری ماننے کے شامل ہو سکے۔ **لیکن ایمان لانے میں تفریق نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان میں مراتب و درجات کے لحاظ سے بھی کوئی فرق نہیں ہے۔** بھلا اس آیت کے کیا معنے ہونگے۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا۔ اولٰئک ھم الکافرون حقا واعتدنا للکافرین عذابا مھینا (النساء) بے شک جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسولوں کا۔ اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان راہ نکالیں۔ وہ یقیناً کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" اس آیت میں اللہ میں اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کرنے والوں کو کافر کہا ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول مراتب اور درجات میں باہم برابر ہیں؟ بھلا بندہ کی خواہ وہ رسول ہی کیوں نہ ہو خدا سے برابری کے معنے ہی کیا؟ سب جانتے ہیں کہ مراد ہے کہ ایمان لانے میں خدا میں اور رسول میں تفریق کرنا جائز نہیں۔ یعنے یہ نہ ہونا چاہئے کہ جب ہم خدا کو مانتے ہیں تو رسول کو ماننے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ خدا نے ایسے ایمان کو رد کر دیا۔ اور فرمایا کہ ایمان لانے میں یہ تفرقہ خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح رسولوں میں بھی ایک دوسرے سے نفضیلت درجات کی وجہ سے ایمان لانے میں تفرقہ جائز نہیں۔ رسول خواہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو ایک مسلمان سب کو مانتا ہے۔ **یہاں جس تفریق کی ممانعت ہے وہ ایمان لانے میں ہے نہ کہ ان کے مراتب و درجات میں فضیلت ماننے میں** جس کی تائید خود قرآن کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض درجات۔ رسولوں میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔ آنحضرت صلعم کی رسالت اگر کل دنیا اور کل زمانوں کے لئے ہے تو ان کی فضیلت دیگر انبیاء پر ظاہر ہے۔ لیکن میں آئندہ کسی اشاعت میں تفصیل سے بشرط زندگی و توفیق الٰہی بحث کرنا چاہتا ہوں۔ بالفعل حضرت امیر مولانا ایک مضمون آنحضرت صلعم کی امتیازی خصوصیات پر نقل کرتا ہوں۔ اہل نظر خدا کے لئے انصاف سے سے جانچیں کہ دیگر انبیاء پر ان امتیازی خصوصیات اور فضیلتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بھی جو صریح واقعات اور آیات قرآنی پر مبنی ہیں کیا آنحضرت صلعم اس امر کے مستحق ہیں یا نہیں کہ آپ کو تمام دیگر انبیاء سے افضل مانا جائے۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

(راقم۔ خاکسار بشارت احمد)

بے نظیر کامیابی

دنیا میں بہت مصلح آئے۔ ہر ملک اور ہر زمانہ میں آئے۔ لیکن کئی ایک امور ہیں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب پر ممتاز کرتے ہیں۔ ان امور میں سب سے پہلی بات آپ کی حیرتناک کامیابی ہے جس کا اعتراف دشمن دوست کو یکساں ہے۔ چنانچہ انسائکلو پیڈیا برٹینیکا میں "قرآن" کے عنوان پر جو مضمون ہے اس میں ذیل کے صاف الفاظ میں یہ اعتراف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق موجود ہے کہ آپ دنیا کے تمام انبیاء اور مذہبی اشخاص میں سب سے زیادہ کامیاب انسان ہیں۔ یہ اعتراف بلاوجہ نہیں۔ یہ بالکل سچ ہے کہ دنیا میں کوئی مصلح نہیں جس نے اپنی قوم کو اس گری ہوئی حالت میں پایا جس میں آنحضرت صلعم نے ملک عرب کو پایا۔ یہ لوگ نہ مذہب کے صحیح سے واقف تھے نہ سیاست کے۔ نہ تمدن کے۔ نہ معاشرت کے۔ نہ علم ان کے اندر تھا نہ ان کے تعلقات بیرونی لوگوں سے تھے۔ نہ ان میں اتفاق واتحاد تھا۔ نہ ایک قوم کی حیثیت رکھتے تھے۔ غرض ہر پہلو سے یہ قوم اصلاح طلب تھی۔ اور خطرناک جہالت میں مبتلا تھی۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہودی اپنا پورا زور ان کی اصلاح پر صرف کر چکے۔ عیسائی پورا زور لگا چکے۔ اور دونوں ایسے ناکام ہوئے کہ کسی ایک امر میں بھی ملک کے اندر اصلاح پیدا نہ کر سکے۔ حنیفیت کی اندرونی تحریک بھی پیدا ہو کر ختم ہو چکی تھی تب آنحضرت صلعم کا ظہور ہوا۔ اور چند ہی سال کے عرصہ میں ایک ایسا انقلاب پیدا کرکے دکھایا کہ ملک عرب کے زمین و آسمان بدل گئے۔ ذلیل سے ذلیل بت پرستی اور توہم پرستی سے نکال کر توحید کے اس بلند سے بلند مقام پر پہنچا دیا جس پر نہ اس سے پہلے کوئی قوم پہنچی نہ بعد میں پہنچ سکے گی۔ پھر اس توحید کے لئے ایسا جوش کہ دنیا کے ممالک میں چاروں طرف نکل گئے اور دور دور تک ندائے حق کو بلند کیا۔ خدا کی عبادت میں ان لوگوں کا مقام تمام راہبوں اور دنیا سے کنارہ کشی کر لینے والوں سے بڑھ کر تھا۔ اس لئے کہ وہ دن کو کاروبار میں گذارتے ہوئے اللہ اکبر کی ندا سن کر دیوانہ وار خدا کے حضور جا کھڑے ہوتے۔ تو راتوں کو بیداری میں گزارتے ہوئے عبادت الٰہی میں مصروف ہوتے۔ وہ دنیا میں کھڑے ہونے کے باوجود دنیا سے قطع تعلق رکھتے تھے۔ اس لئے جو لذت اور جو خضوع و خشوع ان کو عبادت میں حاصل ہوتا تھا۔ وہ کسی گوشہ نشین زاہد کو حاصل نہیں ہو سکتا پھر اگر روحانیت کے لحاظ سے عبادت کے اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر کھڑے تھے تو دنیوی نقطہ نگاہ سے بھی اس اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے تھے جس پر انسان پہنچ سکتا ہے۔ یعنے وہ دنیا کے عظیم الشان فاتح بنے بڑی سے بڑی سلطنتیں ان کے سامنے یوں گرتی چلی گئیں کہ گویا ان کی کچھ حقیقت ہی نہ تھی۔ پھر وہ صرف فاتح ہی نہ تھے۔ بلکہ فتح کے بعد ہر ملک میں ایسا انتظام قایم کیا کہ پچھلے لوگوں کی غفلت کے باوجود بارہ صدیوں تک اس سلطنت کو کچھ نقصان نہ پہنچا غرض وہ زاہدوں میں سب سے بڑے زاہد اور فاتحوں میں سب سے بڑے فاتح ہوئے۔ اور ان متضاد باتوں کے باوجود تیسری بات

جس میں انہوں نے کمال کر دکھایا وہ علم تھا۔ انہوں نے زہد اور فتوحات کے ساتھ ساتھ علم کو ایسا کمال پر پہنچایا کہ آج انہی کی بدولت دنیا علم کے نور سے منور ہے۔ غرض حضرت نبی کریم صلعم نے ملک عرب کو ایسی حالت میں پایا جس سے بڑھکر گری ہوئی حالت کسی ملک کی متصور نہیں ہو سکتی۔ اور دنیوی اور روحانی ترقی کے اس اعلیٰ مقام پر پہنچایا جس سے آگے کوئی مقام نہیں۔ اور یہ سب کچھ بیس برس کے عرصہ میں ہو گیا۔ اس میں یہ بھی دکھانا مقصود تھا کہ آپ کی تعلیم قوائے انسانی کی کل شاخوں پر مشتمل ہے۔ اور دنیا کی کوئی بیماری نہیں جس کا علاج آپ کی تعلیم میں نہیں۔ جس طرح سب سے بڑا طبیب وہ نہیں جو سب سے بڑا دعوے کرے بلکہ وہ ہے جو سب سے زیادہ بیماروں کو اچھا کرے۔ اسی طرح مصلحین عالم میں سب سے بڑا وہ نہیں جیسا بعض کا خیال ہے کہ جو سب سے بڑھکر دعوے کرے۔ بلکہ وہ ہے جو سب سے بڑھکر اصلاح کرے۔ اور یہ وہ بات ہے جو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے کل انبیا اور کل مصلحین کا سرتاج بناتی ہے۔

تمام قوموں کی طرف مبعوث ہونا

دنیا میں ہر ایک نبی ایک قوم کی اصلاح کے لئے آیا۔ وہ نور اور ہدایت لایا۔ مگر صرف ایک خاص قوم اور خاص ملک کے لئے اس کے دنیا میں آنے کی غرض انسانوں کا تزکیہ نفس تھا مگر انہی کا جن کی طرف وہ بھیجا گیا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔ وہ نور اور ہدایت جو آپ کو دیا گیا ایک قوم کے لئے نہ تھا۔ بلکہ دنیا کی کل قوموں کے لئے۔ تزکیۂ نفوس کے لئے آپ کی عقد ہمت کا دائرہ اس قدر وسیع ہوا کہ تمام دنیا کو اپنے اندر شامل کر لیا۔ یہی وہ بات ہے جس کی طرف آیت مندرجہ عنوان میں توجہ دلائی گئی ہے۔ اسی قسم کی اور آیات سے قرآن شریف بھرا پڑا ہے۔ لیکون للعلمین نذیرا۔ اور فرمایا ان ھو الا ذکر للعلمین۔ پھر فرمایا انا ارسلنک کافۃ للناس۔ پھر فرمایا قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا مصلحت الٰہی کا یوں تقاضا ہوا کہ جس وقت نسل انسانی مختلف ملکوں میں علیحدہ علیحدہ پڑی ہوئی تھی اور قوموں کے باہمی میل جول کے ذرائع بہت کم تھے۔ ان کی ضروریات اور ان کے خیالات بھی محدود تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی اصلاح کے لئے ایک نبی بھیجدیا بعض قوموں میں کئی کئی نبی بھی بھیج دیئے۔ ان انبیا نے اپنے زمانہ کے مطابق ان قوموں کی اصلاح کی مگر جس طرح وہ قوم محدود تھی اسی طرح ان کا عقد ہمت بھی اسی دائرے کے اندر تھا۔ اور نہ صرف مکان کے لحاظ سے بلکہ زمانہ کے لحاظ سے بھی ان کی قوت قدسی کا دائرہ ایک جگہ آکر ختم ہو جاتا۔ جہاں یا جب دوسرے نبی کی ضرورت پیش آتی۔ لیکن جہاں اس طریق سے اللہ تعالےٰ نے کل عالم کی تربیت روحانی کا سامان کر دیا اس کے ساتھ ہی انسانوں کی تنگ ظرفی کی وجہ سے ہر قوم میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں خاص قوم کو ہی اپنی مہربانیوں کے لئے چن لیا ہے۔ اور دوسری کسی قوم کو اس نعمت سے حصہ نہیں ملا۔ پس ایک خطرناک قومی تفریق پیدا ہو گئی اور ملکی حد بندیوں نے تعلقات انسانی کے اندر ایسی قیود پیدا کر دیں کہ ہر ایک قوم اپنے سوا دوسروں کو ہیچ سمجھنے لگی اس لئے اللہ تعالےٰ نے یوں مقدر فرمایا کہ سب انبیا کے آخر پر ایک ایسا نبی بھیجے جو کل قوموں کی طرف مبعوث ہو اور جس کی قوت قدسی جس طرح مکان کے لحاظ سے ساری زمین پر محیط ہو اسی طرح زمانہ کے لحاظ سے اس کا دائرہ قیامت تک وسیع ہو۔ اس لئے جب قومی نبیوں کا دائرہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر منتہی ہو گیا اور حضرت عیسےٰ کو بھی یہی کہنا پڑا کہ میں بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ تو رحمۃ للعالمین کا ظہور دنیا میں ہوا۔ انبیاء سابقین کی مثال ایسی تھی جیسے ایک اندھیری رات میں مختلف مکانات میں مختلف چراغوں کی روشنی ہو۔ ان کا وجود تاریکی کے اندر ایک شمع نور افگن تھا مگر جس طرح چراغ ایک کمرہ کے اندر ہی روشنی دے سکتا ہے اسی طرح ان کے نور، ان کی ہدایت، ان کی قوت قدسی کا دائرہ بھی اس قوم کے اندر محدود تھا۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم کا ظہور آفتاب عالمتاب کا طلوع ہے۔ جس کے ساتھ دنیا کے چاروں کناروں میں روشنی پہنچ جاتی ہے۔ جس کی شعاعیں زمین کے ہر کونہ کو منور کر دیتی ہیں انبیاء عالم سب روشن چراغ تھے۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم آفتاب عالمتاب تھے۔ چراغ کی روشنی ایک مکان کے اندر محدود ہوتی ہے اور ایک وقت کے بعد وہ ختم ہو جاتی ہے۔ یہی حالت ان انبیاء کی تعلیم کی تھی۔ آفتاب کل عالم کو روشن کرتا ہے اور اس کی روشنی قیامت تک اس عالم کو منور کرتی رہے گی۔ یہی کیفیت محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کی ہے۔ پس یہ دوسری بات ہے جو آپ کو مصلحین عالم میں ممتاز کرتی ہے۔

نسل انسانی کا اتحاد

دنیا میں کوئی ترقی بغیر ایک قید لگانے کے ممکن نہیں اس لئے ہر قوم نے اپنی قوم کی ترقی کو ہی اپنا نصب العین قرار دیا ہے۔ لیکن اگر محمد رسول اللہ صلعم انہی لوگوں کا اتباع کرتے تو آپؐ کے آنے کی اصل غرض ہی پوری نہ ہوتی۔ آپ کے آنے کی بہت سی اغراض میں سے ایک غرض قومی اور ملکی قیود کو توڑ کر ایک عالمگیر مذہب کی بنیاد رکھنا تھا۔ اور ایک عالمگیر اخوت کا سلسلہ قایم کرنا تھا۔ اگر غور کیا جائے تو قومی اور ملکی قیود مصنوعی قیود ہیں پس ایک فطری مذہب مصنوعی قیود کو قایم نہ رکھ سکتا تھا۔ اگر اور مذاہب کی غرض افراد کو اکٹھا کر کے ایک قوم بنانا تھا تو اسلام کی غرض قوموں کو اکٹھا کر کے نسل انسانی کا ایک اتحاد پیدا کرنا تھا۔ اس لئے اسلام کی تعلیم نے قومی قیود کو اسی طرح توڑ کر نسل انسانی کی وحدت کی بنیاد ڈالی ہے جس طرح مختلف مذاہب نے شخصیت کی قیود کو توڑ کر قومی وحدت کی بنیاد رکھی تھی وہ بھی ایک بڑا کام تھا جو پہلے انبیاء کے سپرد کیا گیا مگر یہ کام اس سے بدرجہا بڑا ہے۔ اس کی مشکلات کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا بیشک شخصیت کی قیود کو توڑ کر قومی وحدت کا پیدا کرنا ایک بڑا کام ہے۔ مگر قومی تفرقوں کو دور کر کے نسل انسانی کی وحدت کے پیدا کرنے کے سامنے ہیچ ہے۔ یہ تیسری خصوصیت ہے جو نبی کریم صلعم کو تمام انبیا میں ممتاز کرتی ہے۔ کہ وہ قومی وحدت قومی ترقی کا راز سکھانے آئے۔ آپ نسل انسانی کی وحدت نسل انسانی کی ترقی کے عظیم الشان راز کے انکشاف کے لئے ظاہر ہوئے۔

فطرت انسانی کی تمام شاخوں کی تربیت

چوتھی خصوصیت جو آپ کو تمام مصلحین پر ممتاز کرتی ہے۔ یہ ہے کہ جہاں ہر ایک نبی فطرت انسانی کی ایک خاص شاخ کی نشو ونما کے لئے آیا۔ اور اس کے وجود میں اخلاق انسانی کا ایک خاص پہلو ظہور پذیر ہوا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فطرت انسانی کی ساری شاخوں کی ایسی کامل تربیت کی اور آپ کے وجود مبارک میں اخلاق انسانی کے سارے پہلو ایسے روشن ہوئے کہ آپ کے بعد کسی نبی کی ضرورت دنیا میں نہ رہی۔ سلسلہ بنی اسرائیل میں کتنے نبی آئے ہیں۔ مگر ہر ایک فطرت انسانی کی ایک خاص شاخ کی نشو ونما کے لئے۔ انسانی زندگی کے لئے ایک خاص پہلو میں نمونہ بن کر۔ مگر امت محمدیہ میں ایک ہی آتا ہے اور وہ ان پہلوں سے بڑھکر ہر ایک پہلو میں خود ہی نمونہ ہے۔ وہ موسیٰ کی جو انمردی ہارون کی نرمی۔ یشوع کی جرنیلی۔ ایوب کے صبر۔ داؤد کی سپہ گری سلیمانؑ کی شان وشوکت۔ یحییٰ کی سادگی۔ مسیح کی فروتنی اور حلیمی سب کو مگر ہر ایک سے بڑھ کر اپنے اندر جمع رکھتا ہے۔ اگر سلسلہ موسوی کے سرتاج حضرت موسیٰ مظہر جلال ہیں اور اس کے آخری نبی حضرت عیسےٰ مظہر جمال ہیں تو محمد رسول اللہ صلعم ان دونوں سے بہت بڑھ کر کمال کو لئے ہوئے جامع جمال و جلال ہیں۔ اگر آپ وحشیوں اور اخلاق سے عاری قوموں کو متمدن اور با اخلاق انسان بنا سکتے ہیں تو متمدن اور با اخلاق انسانوں کو با خدا بنا سکتے ہیں۔

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ہر قسم کے کمالات کو جمع کرنا

پانچویں خصوصیت یہ ہے کہ جہاں ہر ایک صاحب کمال کا کمال فطرت یا حالات انسانی کے کسی خاص حصہ سے تعلق رکھتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے کمالات فطرت انسانی اور حالات انسانی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہیں۔

اگر کوئی شخص دنیا میں اس لئے بڑا کہلاتا ہے کہ اس نے اپنی قوم کو پستی سے نکال کر بلندی پر پہنچا دیا تو یہ بڑائی سب سے زیادہ اس شخص میں پائی جاتی ہے جس نے ایک نہایت ہی گری ہوئی قوم کو جو نہ کبھی اپنے ملک سے باہر نکلی تھی نہ تہذیب اور علم کا اس میں کوئی چرچا تھا۔ چند سال کے اندر نہ صرف دنیا کے ایک بڑے حصہ کا فاتح بلکہ فتوحات کے ساتھ ساتھ تہذیب و تمدن اور علوم و فنون کی روشنی کو تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچانے والا بنا دیا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ اس نے اپنی قوم کے بکھرے ہوئے اجزاء کو اکٹھا کر دیا تو اہل عرب جیسی بکھری ہوئی قوم کو جس کا ایک ایک قبیلہ پشت ہا پشت کی خانہ جنگیوں سے ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہو چکا تھا۔ ایک کرنے والے سے بڑھکر کون شخص بڑا کہلا سکتا ہے۔ جس نے ریت کے ذروں کو جمع کر کے ایک مضبوط پہاڑ بنا دیا۔ وہ پہاڑ جو حوادث روزگار کی خطرناک سے خطرناک ٹکروں کے مقابلہ کے بعد آج بھی ویسا ہی مستحکم ہے جیسا پہلے روز تھا۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ اس نے خدائے واحد کے نام کو دنیا میں بلند کیا۔ تو محمدؐ رسول اللہ صلعم سے بڑا دنیا میں اور کون ہو سکتا ہے جس کی بعثت کا منشا ہی اعلائے کلمۃ اللہ تھا اور جس نے اس منشا کو ایسے بے مثل انداز میں پورا کیا کہ بت پرستی اور شرک کے چہرے پر جو نقاب پڑا ہوا تھا وہ ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا۔ اور توحید کے نور سے دنیا جگمگا اٹھی۔

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے۔ کہ اس نے اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی تعلیم دنیا میں پھیلائی تو اس سے بڑا آدمی دنیا میں اور کون ہو گا جو انک لعلیٰ خلق عظیم کا مصداق اعظم ہے جس کے اخلاق کی شمیم سے فضاء عالم معطر و معنبر اور جس کا احسان اس لحاظ سے دنیا پر ابد الآباد تک رہے گا۔ یہ خوشبو جس نے سونگھنی ہو وہ قرآن کریم کے اوراق کی ورق گردانی کرے۔

اگر کوئی شخص فاتح اور کشور کشا ہو کر بڑا ہو سکتا ہے تو کون شخص بڑا ہے اس جہاں کشا سے جس نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ اور با وجود بے یار و مددگار ہونے کے نہ صرف

فاتح بلکہ شہنشاہ گزر گیا۔ اور اس عظیم الشان سلطنت کا بانی ہوا جو آج تیرہ سو سال بعد بھی دنیا کی متفقہ کوششوں کا جو اس کے بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے جاری ہیں۔ مقابلہ کر رہی ہے۔

اگر امانت یا دیانت یا راست کرداری بڑائی کا کوئی معیار ہے جس کا مہذب دنیا کو آج کل نظری طور پر اقرار مگر عملی طور پر انکار ہے تو اس سے بڑا اور کون ہوگا جو مہد سے لیکر لحد تک اپنے ہمچشموں اور ہمعصروں میں الامین کے سعادت آگیں لقب سے ملقب ہے

اگر کوئی شخص اس لئے بڑا کہلا سکتا ہے کہ اس کا نام ایک بڑی قوم کے لئے ایک زندہ طاقت کا کام دیتا ہے۔ تو یاد رکھو کہ محمد رسول اللہ صلعم کے نام میں جو طاقت ہے اس سے بڑھکر اور کوئی طاقت نہیں۔ اس لئے کہ یہ نام شمال و جنوب اور مشرق و مغرب کے چالیس کروڑ مسلمانوں کو بلا تفریق رنگ بلا امتیاز ملک واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً کی ربانی رسی میں باندھنے والا ثابت ہوتا رہا ہے۔ اور ہوتا رہے گا ہاں اگر پیروؤں کے لئے یہ نام ایک زندہ طاقت کا کام دیتا ہے تو دشمنوں کے لئے بھی نصرت بالرعب مسیرۃ شھر (مجھے ایک مہینہ کی مسافت سے کام کرنے والے رعب کے ساتھ مدد دی گئی ہے) کا کام دے رہا ہے۔ اور اسلام کی تباہی چاہنے والے سارے سامانوں کے باوجود اور مسلمانوں کی اس گری ہوئی حالت میں بھی ان سے خائف ہو رہے ہیں۔

کمالات نبوی کا حالات زمانہ سے بلند ہونا

چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں ہر ایک صاحب کمال نے اس پہلو میں کمال دکھایا ہے جسے اس زمانہ یا اس کی قوم یا اس کے ملک کی حالت پیدا کرنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ آنحضرت صلعم کے کمالات ایسے ہیں کہ آپ کے زمانہ اور آپ کے ملک اور آپ کی قوم کی حالت ان کے پیدا کرنے کی قابلیت اپنے اندر نہ رکھتی تھی۔ جب کسی قوم یا ملک میں توحید کا چرچا ہو تو ایک موحد کا پیدا ہو جانا جب فلسفیانہ تحقیق کا عام رواج ہو تو ایک بڑے فلسفی کا پیدا ہو جانا۔ جب قوم یا ملک کی حالت بیرونی حملوں کے باعث قوم کے اندر جنگ کا جوش پیدا کر رہی ہو تو ایک بڑے فاتح کا پیدا ہو جانا۔ جب قوم کی توجہ عام طور پر اخلاق کی طرف ہو تو اخلاق کے ایک بڑے معلم کا پیدا ہو جانا۔ جب قوم میں شعر و شاعری کا شوق بڑھ رہا ہو تو ایک بڑے شاعر کا پیدا ہو جانا عین ان حالات انسانی کے مطابق ہے جن کا مشاہدہ تاریخ ہمیں کراتی ہے۔ مگر ایک سخت بت پرست قوم کے اندر جو شرک کی نجاست میں تھڑی ہوئی ہو اور توحید سے مطلقاً ناآشنا ہو ایک ایسے شخص کا پیدا ہو جانا جس کی فطرت کے اندر ہی بتوں سے تنفر ہو اور پندرہ سولہ سال کی ہی عمر میں لات اور عزیٰ کا واسطہ دیئے جانے پر نہایت جرأت سے یہ کہدے کہ مجھے دنیا میں کسی چیز سے اس قدر نفرت جتنی ان پتھر کے معبودوں سے ہے۔ اور جو خالص توحید کا معلم واحد ہو ایک ایسی قوم کے اندر جو توہم پرستی میں حد سے گزری ہوئی ہو ایک اعلیٰ درجہ کے فلسفیانہ دماغ رکھنے والے دشمن توہم پرستی کا پیدا ہو جانا ایک ایسی قوم کے اندر جس پر علم کی روشنی کی ایک کرن بھی نہ پڑی ہو اس روشنی کو دنیا کے تاریک سے تاریک کونوں تک پہنچانے والے انسان کا پیدا ہو جانا ایک ایسی قوم کے اندر جو شیرازہ جمعیت کے بکھر جانے کے باعث اس بات کے سمجھنے سے بھی عاری ہو چکی ہو کہ قومی وحدت بھی کوئی چیز ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کی ندا کے بلند کرنے والے کا پیدا ہو جانا ایک ایسی قوم کے اندر جو اخلاق فاضلہ سے اس قدر دور جا پڑی ہو کہ اخلاق رذیلہ پر فخر کرنا اس کا شیوہ ہو چکا ہو خلق عظیم کا سبق دینے والے اور تخلقوا باخلاق اللہ کا نعرہ مارنے والے کا پیدا ہو جانا۔ ہاں اس قوم کے اندر جو شراب نوشی اور قماربازی میں دنیا کی کل قوموں پر فوقیت لے جا چکی ہو۔ دنیا سے شراب نوشی اور قماربازی کے استیصال کی ایک ہی کوشش کرنے والے کا پیدا ہو جانا پھر اس قوم کے اندر جو عورت کو اس قدر ذلیل سمجھتی ہو کہ زندہ لڑکی کو گاڑ دینا اس کے بڑے آدمیوں کا فخر ہو۔ عورتوں کی عزت اور عورتوں کے ان حقوق کے قائم کرنے والے کا پیدا ہو جانا جو آج کل کی تہذیب بھی طبقہ نسواں کو نہیں عطا کر سکی بالآخر اس قوم کے اندر جس میں صدیوں کی باہمی لڑائیوں سے جنگجوئی کو فخر انسانیت سمجھا جاتا تھا ایک ایسے شخص کا پیدا ہو جانا جو دنیا میں صلح اور اتحاد اور نسل انسانی کی اخوت کی بنیاد رکھنے والا ہو۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کے لئے تاریخ کسی دوسرے آدمی کا نمونہ نہیں دکھا سکتی اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ظلمتوں اور نجاستوں کے اندر اس نور اس لطافت کو تیار کرنیوالا وہی خدا تھا جو زمین اور سمندر کی تاریکیوں میں ہیرے اور موتی پیدا کرتا ہے۔ اور محمد صلعم کے وجود میں اس نے اپنی قدرت کاملہ کا وہ کامل نمونہ دکھایا ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

انسانوں، قوموں، مذہبوں، میں صلح کی بنیاد

ساتویں اور سب سے بڑی خصوصیت جو آپ کو تمام انبیاءؑ پر ممتاز کرتی ہے اور تمام عالم کے لئے رحمت ٹھہراتی ہے۔ آپ کا ایک عظیم الشان صلح کی بنیاد رکھنا ہے۔ نہ صرف مختلف انسانوں میں صرف مختلف قوموں میں بلکہ سب میں مشکل کام یعنی مختلف مذاہب میں صلح کی بنیاد رکھنا تمام انسانوں میں مساوات کا رنگ یوں پیدا کیا کہ بڑے سے بڑے انسان کے متعلق بھی یہ تعلیم دی قل انما انا بشر مثلکم میں بھی تمہاری طرح ہی ایک انسان ہوں۔ مرد اور عورت۔ نوکر اور آقا۔ جاہل اور عالم۔ بادشاہ اور رعیت سب ایک دوسرے پر حقوق رکھتے ہیں اور ہر ایک دوسروں کے متعلق ایک ذمہ داری کے نیچے ہے۔ انسانیت کی صف میں وہ سب ایک مقام پر کھڑے ہیں۔ حج کے اندر اس کا ایک عملی نظارہ بھی دکھا دیا کہ لاکھوں انسان ایک لباس میں ایک حیثیت میں ایک شکل میں اکٹھے کر کے دکھا دیئے۔ وہ مساوات نسل انسانی جس کا نظارہ دنیا میں کہیں نظر نہیں آتا۔ خانہ کعبہ کے گرد اور منٰی اور عرفات کے مقاموں میں وہ نظارہ ہر ایک آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ پھر پانچ وقت کی نماز میں بھی کم و بیش یہی مساوات کا نظارہ نظر آتا ہے۔ خدا کے حضور بادشاہ اور رعایا دوش بدوش کھڑے ہوتے ہیں۔ ملکی انتظام میں ایک غلام کو قریش پر حاکم مقرر کر کے دکھا دیا۔ اصول علم میں کوئی فرق مرد اور عورت کا نہیں رکھا۔ نہ چھوٹے اور بڑے کا قومی مساوات کے لئے یہ قاعدہ تجویز فرمایا کہ یہ قومیں اور قبیلے ایک دوسرے پر بڑائی کرنے کے لئے نہیں بلکہ صرف شناخت کے لئے ایک دوسرے کو پہچاننے کے لئے ہیں اور بڑائی کا معیار اب دنیا میں قومیت نہ رہے گی بلکہ تقویٰ رہے گا۔ کالے اور گورے کا فرق، مشرقی اور مغربی کا فرق سب مٹا دیا۔ سب ایک باپ کے بیٹے ہیں اور پھر سب سے مشکل کام بھی کر کے دکھا دیا یعنے مذاہب میں صلح جو دنیا کے کسی مصلح کے وہم میں بھی نہ آیا تھا۔ عام اصول قائم کر دیا کہ سب قوموں میں رسول ہوتے رہے ہیں کوئی قوم خدا کے الہام روحانی سے محروم نہیں رہی۔ اور ایک مسلمان پر فرض قرار دیدیا کہ نہ صرف اپنے رسول پر ایمان لائے بلکہ جس قدر مختلف قوموں میں دنیا میں نبی اور رسول ہوئے سب پر ایمان لائے۔ آپ سے پہلے کسی شخص کے منہ سے یہ کلمہ نہ نکلا تھا کہ دنیا کی ہر قوم میں رسول آتے رہے ہیں۔ جب ہم نے سب دنیا کے پیشواؤں کو سچا مان لیا تو نسل انسانی میں ایک ایسے اتحاد کی بنیاد رکھدی جو کبھی برباد نہیں ہو سکتا۔ ہم سب بھائی بھائی ہو گئے۔ پھر سب پیشواؤں کی عزت کرنا ہمارا فرض قرار دیا۔ یہانتک کہ جن کو ہم باطل معبود بھی سمجھتے ہیں ان کو بھی گالی دینا منع کر دیا۔ پھر حقیقی پیشوایان دین کی عزت کیوں نہ کریں۔ پھر نہ صرف مذاہب میں صلح کی بنیاد ڈالی بلکہ مختلف اعتقادات میں بھی جو ایک دوسرے کے خلاف نظر آتے ہیں صلح کی راہ بتا دی اور فرمایا کہ جو امور مشترک مذاہب میں پائے جاتے ہیں ان کو بطور ایک بنیاد کے صحیح قبول کر لیا جائے۔ اور پھر تمام اعتقادات کو اس امر مشترک پر پرکھا جائے۔ کہ وہ اس کے خلاف تو نہیں۔

مختصر یوں کہ اگر ایک طرف آپ نے اللہ تعالیٰ کی عزت و جبروت کو دنیا میں قائم کیا اور اس کی توحید کو تمام آلائشوں سے پاک کر دیا۔ تو دوسری طرف مساوات اور وحدت نسل انسانی کو بھی کمال پر پہنچایا۔ اور انسان کی عزت کو دنیا میں بلند کیا

اللھم صل علی محمد و علی محمد و علی آل محمد و بارک و سلم۔

گاندھی جی کا فاقہ ختم

سارے ہندوستان نے یہ سن کر اطمینان کا سانس لیا ہے کہ گاندھی جی نے اکیس روز کا فاقہ ختم کر لیا۔ اور آپ کی قوت برداشت۔ ڈاکٹروں کی شبانہ روز دیکھ بھال اور احتیاط نے یہ زمانہ کسی خاص تردد و تشویش کے بغیر گزار دیا۔ ورنہ فاقہ کے آغاز میں گاندھی جی کے جسم کی ظاہری کمزوری اور پیرانہ سالی کے پیش نظر اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ غالباً وہ اس فاقہ کو بخیریت پورا نہ کر سکیں گے۔ بہرحال ہم گاندھی کے بچ جانے پر اظہار مسرت کرتے ہیں۔ اور ان کے متعلقین اور ارادتمندوں کو مبارکباد دیتے ہیں۔

معلوم نہیں آئندہ گاندھی جی کا پروگرام کیا ہوگا۔ بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی زیادہ تر توجہات کو اچھوتوں کے ادھار پر مبذول رکھیں گے۔ اور سول نافرمانی کے احیاء کی کوشش نہ کرینگے۔ کیونکہ بحالات موجودہ اس کوشش میں کامیابی محال ہے۔ گاندھی جی کے برت کے کھلتے ہی ایک خبر موصول ہوئی ہے۔ کہ عنقریب بمبئی میں کانگرس کا اجلاس منعقد کیا جائیگا سمجھ میں نہیں آتا کہ اس اجلاس کے انعقاد کا مقصد کیا ہے۔ اگر اس میں کانگرس کی موجودہ حکمت عملی میں کوئی معتدبہ ترمیم کرنی منظور ہے تو ارباب کانگرس کو چاہئیے کہ حکومت کو اس امر کا اطمینان دلا دیں۔ ورنہ کلکتہ کی طرح کانگرس کا اجلاس منعقد کرنا اور دو چار روز تک پکڑ دھکڑ کا سلسلہ جاری کرائے رکھنا ہمارے نزدیک تو بالکل بے سود بات ہے۔

گاندھی جی سے اب یہ توقع رکھنا لاحاصل ہے کہ وہ ملک و وطن کے مشترکہ مفاد کے لئے کچھ کریں گے یا اپنے عظیم الشان اثر و نفوذ کو ہندو مسلم اتحاد کے قیام کی کوشش میں صرف کریں گے۔ کیونکہ اب وہ محض ہندو دھرم اور ہندو سوسائٹی کی رکھشا کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں۔ ان کی زندگی کا مقصد اب صرف یہ ہے کہ کروڑوں اچھوتوں کو ہندوؤں کی قوم میں شامل کر لیں تاکہ ہندو اکثریت ہندوستان میں نہایت خوفناک ہو جائے۔ ساڑھے آٹھ کروڑ مسلمان ہمیشہ کے لئے مرعوب ہو جائیں اور ہندوؤں کو اس قدر تسلط و اقتدار حاصل

سفرنامہ فجی

مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلّغ فجی کے دلچسپ حالاتِ سفر

(مرزا صاحب موصوف کے اپنے قلم سے)

خاکسار مدیر نے جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلّغ فجی سے حالات سفر قلمبند کرنے کی درخواست کی تھی۔ جس کو موصوف نے قبول فرما لیا تھا۔ خدا کا شکر ہے انہوں نے سفر کی مصروفیتوں اور صعوبتوں کے باوجود اس وعدہ کو یاد رکھا اور اپنے سفرنامہ کی پہلی قسط دوران سفر ہی میں سڈنی (آسٹریلیا) سے ارسال فرما دی جو شکریہ کے ساتھ درج کی جاتی ہے۔ امید ہے مرزا صاحب اس "آغاز" کو "انجام" تک پہنچائیں گے۔ (مدیر)

برادرانِ فجی کی پیہم دعوت

عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال سے میرے پیارے بھائی ماسٹر محمد عبداللہ صاحب اور مسلم لیگ فجی کی طرف سے پیہم دعوت مل رہی تھی کہ جزائر فجی میں آکر آریہ سماج اور عیسائیت کا مقابلہ کرو۔ اس ڈیڑھ سال میں درجن بھر تاریں اور بے شمار خطوط آئے لیکن میں اپنے چند ضروری معاملات میں کچھ اس طرح مصروف تھا کہ فجی کے لئے جلد فارغ ہونا مشکل نظر آتا تھا۔ فجی والوں کے آخری خطوط تو از بس دردناک تھے اور یہاں تک لکھا تھا "ہم تمہارے دیکھنے کے اتنے مشتاق ہیں کہ یہاں آکر صرف اپنا منہ دکھا دو پھر دوسرے جہاز سے واپس ہندوستان چلے جانا ہم تمام اخراجات برداشت کریں گے"۔ میں ابھی کوئی فیصلہ نہ کرنے پایا تھا کہ ایک اور تار ملا۔ فجی والوں کی یہ بیقراریاں کہتی کہ چل دو۔ اپنے حالات کہتے کہ تم ابھی فارغ نہیں۔

عزم سفر

یہ آخری تار لئے اخویم مکرم چودھری فضل حق صاحب مینیجر بک ڈپو کے پاس اُن کے دفتر میں بیٹھا تھا کہ اخویم جہانداد خاں صاحب ملازم بک ڈپو نے ایک کتاب "کامرانؐ" میرے آگے میز پر رکھ دی اور توجہ دلائی کہ اس کتاب کے صفحہ ۷۰ پر ایک عجیب عنوان ہے۔ کتاب اٹھا کر دیکھا تو یہ عنوان لکھا پایا:۔

"گول چھیدوں میں چوکور لٹھے"۔

عنوان سے نظر اٹھائی تو صفحہ کے آخری حصہ کے ایک فقرہ پر نگاہ یکایک رُکی۔ فقرہ یہ تھا:۔

"مجھے ایک ندا آتی ہے جس کو تم نہیں سُن سکتے اور وہ کہتی ہے کہ مجھے دیر نہ کرنی چاہیئے"۔

اسی کے آگے ایک اور فقرہ نظر آیا اور وہ یہ تھا:۔

"مجھے ایک دستِ غیب نظر آتا ہے جس کو تم نہیں دیکھ سکتے۔ وہ مجھے کوچ کرنے کا اشارہ کرتا ہے"۔

ان دو نو فقروں کا مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ میں نے اسی وقت فجی والوں کو بذریعہ تار اطلاع کر دی کہ "میں عیال سمیت ماہ اپریل کے جہاز پر فجی آرہا ہوں انتظامات کر دو"۔

کہنے کو تو اخویم جہانداد خاں صاحب نے کتاب کامراںؐ کا صفحہ ۷۰ صرف ایک عنوان دیکھنے کو آگے رکھا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہی صفحہ میری فجی کی طیاری کے لئے ایک بڑا محرک ہوگیا اور میں نے اپنی تمام مشکلات اور مجبوریوں سے آنکھیں بند کر کے فجی کی ٹھان لی۔

پاسپورٹ کا انتظام

مسلم لیگ فجی کو اپنے آنے کی اطلاع کر دینے کے بعد میں نے پاسپورٹ کے لئے درخواست کر دی۔ اگر خدا کا فضل اور اپنے دو بزرگوں جناب سید امجد علی شاہ صاحب کورٹ انسپکٹر لاہور و جناب شیخ محمد دین جان صاحب ایڈوکیٹ نیز اپنے پیارے بھائی مرزا مسعود بیگ صاحب کی قیمتی امداد شامل حال نہ ہوتی تو شاید میں ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں پاسپورٹ حاصل نہ کر سکتا۔ میں ان تینوں حضرات کا تہ دل سے شکرگزار ہوں۔

احباب راولپنڈی کی الوداعی دعوتیں

میرا عیال راولپنڈی تھا۔ سامان اور عیال لینے راولپنڈی گیا جہاں ملک فضل کریم صاحب ٹھیکدار نے ایک پُرتکلف ضیافت کا انتظام کیا۔ گھر کے سب آدمی مدعو تھے۔ چند دیگر معززین شہر کو بھی دعوت تھی۔ جناب ملک صاحب نے کمال محبت کا اظہار فرمایا۔ ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

لاہور سے اطلاع آئی کہ فجی کے لئے ہم نے جہاز پر کولمبو سے سوار ہونا ہے۔ جناب ملک فضل کریم صاحب نے تکلیف اٹھا کر کولمبو تک سفر کے متعلق ضروری تفصیلات بہم پہنچائیں۔ اللہ کریم جزا دے۔

راولپنڈی کی جماعت نے جناب میاں عزیز اللہ صاحب قبلہ وکیل و پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ راولپنڈی کی کوٹھی پر ایک شاندار ٹی پارٹی دی۔ جس میں علاوہ احباب و دیگر معززین کے گارڈن کالج راولپنڈی کے چند عیسائی سٹوڈنٹ بھی مدعو تھے۔ اخویم بابو عبدالرحمٰن صاحب اکونٹنٹ ایبٹ آباد سے تشریف لا کر شریک ہوئے۔ اخویم صاحب موصوف۔ جناب مرزا غلام ربانی صاحب اور اخویم شیخ بشیر احمد صاحب کی تقاریر بھی ہوئیں۔ مقررین نے مجھے چند قیمتی مشورے دئے۔ اور جناب مرزا غلام ربانی صاحب نے حضرت والد ماجد کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے فرمایا خوش نصیب ہے وہ باپ جس کا بچہ خدمت دین کے لئے اس سے جدا ہو رہا ہے۔ آخر پر میری تقریر ہوئی اور یہ پرلطف مجلس برخاست ہوگئی۔

دوسرے روز بابو شکر الدین صاحب ناظر محکمہ صاحب کمشنر نے ایک پُرتکلف دعوت دی اہل خانہ۔ حضرت والد صاحب۔ شیخ بشیر احمد صاحب کے علاوہ مقامی نائب تحصیلدار صاحب۔ محکمہ صاحب کمشنر کے ایچ۔ ڈی۔ سی۔ جماعت کے بزرگ جناب شیخ کریم اللہ صاحب۔ اخویم بابو عبدالرحمٰن صاحب مدعو تھے۔ کھانے کے بعد اختلافی مسائل پر مختصر سی گفتگو ہوئی اور مجلس برخاست ہوگئی۔

راولپنڈی سے روانگی

۴۔ اپریل یعنی روانگی لاہور کے دن جناب بابو شکر الدین صاحب کے گھر ایک امریکن لیڈی نے میری اہلیہ اور دو بچوں کا فوٹو لیا۔ اور کہا۔ فجی جہاں آپ لوگ جا رہے ہیں ہمارے ملک امریکہ سے قریب ہے اور ہم خوش ہیں۔

فرنٹیر میل کے ذریعہ روانہ ہونا تھا۔ وقت مقررہ پر جماعت نے پھولوں کے ہاروں سے ٹرین پر سوار کیا۔ حضرت والد صاحب رو رہے تھے۔ بابو شکر الدین صاحب اپنے ایک دیرینہ دوست کو الوداع کہنے میں چشم تر تھے۔ اخویم شیخ بشیر احمد صاحب اور میرا چھوٹا بھائی مرزا محمد اعظم بیگ دونو آنسو بہا رہے تھے۔ یہ ریل گاڑی ان سب روتے ہوؤں کو پیچھے چھوڑ آئی۔

مرزا محمد اعظم بیگ سے چھوٹا میرا تیسرا بھائی مرزا محمد غیاث بیگ کلکتہ گیا ہوا تھا۔ اسے تار دیا لیکن میری روانگی تک وہ راولپنڈی نہ پہنچ سکا تھا۔ اس سے آخری ملاقات نہ ہونے کا مجھے صدمہ ہے۔

میں راولپنڈی کے تمام بزرگوں اور دوستوں کا ممنون احسان ہوں کہ انہوں نے مجھ ناچیز سے قابل قدر محبت کے مظاہرے کئے۔

احباب جہلم و وزیرآباد کی کرم فرمائی

جہلم کے سٹیشن پر میرے بزرگ جناب شیخ قمر الدین صاحب قبلہ۔ اخویم شیخ عبدالعزیز صاحب مناظر۔ اخویم شیخ غلام رسول صاحب اور جماعت جہلم کے بہت سے بزرگ اور دوست موجود تھے۔ باری باری معانقہ ہوا۔ کامیابی کے لئے ہر لب پر دعا تھی۔ چاء سے ہماری تواضع کی گئی اور گاڑی نے ان تمام بزرگوں اور بھائیوں سے بہت جلد جدا کر دیا۔

وزیرآباد کے سٹیشن پر پیارے بھائی مولوی محمد سعید صاحب منشی فاضل کو موجود پایا۔ گلے ملے۔ باتیں ہوئیں۔ حضرت مولینا محمد عصمت اللہ تشریف لائے۔ آپ جموں کی انجمن اسلامیہ کے سالانہ جلسہ میں شرکت کے بعد واپس لاہور تشریف لے جا رہے تھے میرے کمرے ہی میں بیٹھ گئے۔ گاڑی نے حرکت کی تو اخویم محمد سعید صاحب بغلگیر ہو کر رخصت ہوئے۔

رستہ حضرت مولانا سے باتوں میں ہی ختم ہوگیا۔ لاہور سٹیشن پر حضرت مولانا عبدالحق صاحب قبلہ موجود تھے۔ سامان اور بچوں سمیت بخیریت گھر پہنچ گئے۔

بزرگان و احباب لاہور کی دعوتیں

۵۔ اپریل کو چند ضروری معاملات کو طے کیا۔ ضرورت کی اشیاء خریدیں اور دن بھر بڑی کوفت رہی۔

۶۔ اپریل کو عید لاہور میں ہی کی۔ عصر کے وقت اخویم شیخ محمد احمد صاحب خلف الرشید جناب شیخ نور احمد صاحب مرحوم و مغفور مشہور وکیل ایبٹ آباد نے جناب شیخ محمد دین جان صاحب ایڈوکیٹ کے دولتکدہ پر ٹی پارٹی دی۔ حضرت مولانا احمد۔ حضرت مولانا عبدالحق۔ حضرت مولانا عصمت اللہ۔ اخویم مرزا مسعود بیگ اور اخویم شیخ بشیر احمد مدعو تھے۔ حضرت مولانا عبدالحق امرتسر تشریف لے جانے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے۔ اس پُرتکلف و پُر از خلوص پارٹی کے لئے اخویم شیخ محمد احمد صاحب کا

کتاب کامرانؐ ۔ ایک بیش قیمت انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ ہے میں نے اس کتاب کو اوّل سے آخر تک دیکھا ہے۔ انمول جواہر اور دل کی ڈبیہ میں محفوظ کر لینے کے قابل تابناک موتیوں کا خزینہ ہے ترقی کے ہر خواہشمند کو لازم ہے کہ اس گرانقدر کو دیکھے اور اس کی پیش کردہ سنہری راہوں پر چل کر اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کرے۔ کتاب کی قیمت غالباً ایک روپیہ چار آنے ہے اور فاضل مترجم جناب شیخ محمد دین جان صاحب ایڈوکیٹ۔ بانڈرتھ روڈ۔ لاہور کے پتہ سے مل سکتی ہے۔ (ساطع)

شکرگزار ہوں۔ پارٹی سے فارغ ہوا تو اہلیہ کو امرتسر لے گیا کہ انہوں نے اپنی ہمشیرہ سے ملاقات کرنی تھی۔

۷۔اپریل دوپہر کا کھانا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دولتکدہ پر تھا۔ کھانے کی میز پر حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب۔ جناب ڈاکٹر راماس خاں صاحب حال ڈاکٹر رشید الدین خاں صاحب۔ جناب ڈاکٹر محمود صاحب مترجم جرمن ترجمۃ القرآن۔ حضرت مولانا احمد۔ حضرت مولانا عبدالحق ودیارتھی۔ حضرت مولانا عصمت اللہ۔ جناب اخویم سید اختر حسین شاہ صاحب اور اخویم شیخ بشیر احمد صاحبان مدعو تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے ڈاکٹر رشید الدین خاں صاحب سے فرداً فرداً سب کا تعارف کرایا۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح حضرت مولانا عبدالحق ودیارتھی کے علم و فضل کے بہت مداح تھے۔ پکتھال کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق فرماتے تھے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے انگریزی ترجمۃ القرآن سے بہت کچھ فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ نے چند قابل قدر نصائح کیں اور ضروری امور کی طرف توجہ دلائی جس کے لئے میں حضرت ڈاکٹر صاحب کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہوں۔

اس بابرکت کھانے کے بعد جمعہ کی نماز ہوئی۔

عصر کی نماز کے بعد مسلم ہائی سکول میں جماعت کی طرف سے ٹی پارٹی کا انتظام تھا۔ اس پارٹی کے انعقاد اور کامیابی کے لئے ایک اور صرف ایک جوان دل بزرگ یعنی حضرت مولانا محمد عصمت اللہ قبلہ کی ذات گرامی مصروف کار تھی اور حضرت ممدوح کی مساعی سے ہی سب کچھ ظہور میں آیا۔ حضرت مولانا کی مسلسل کرمفرمائیوں کے لئے دل کی گہرائیوں سے شکریہ کی صدا بلند ہو رہی ہے۔

چائے سے پہلے حضرت مولانا عصمت اللہ۔ اخویم سید اختر حسین شاہ صاحب۔ اخویم ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اور اخویم شیخ بشیر احمد صاحب کی تقاریر ہوئیں۔

چائے کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ سے درخواست کی گئی کہ اپنے بلند پایہ خیالات سے مستفیض فرمائیں۔ حضرت نے اپنی گراں قدر نصائح سے ضیافت روح کی اور پھر میری تقریر ہوئی۔

اس پارٹی میں علاوہ دیگر احباب کے فجی کے ایک نوجوان بھی شریک تھے جو انگلستان بیرسٹری کا امتحان پاس کرنے جا رہے ہیں۔ فرماتے تھے کہ جزائر فجی میں آپ کی آمد آمد کا غلغلہ تھا اور خیال تھا کہ انگلستان روانہ ہونے سے قبل ہی آپ فجی پہنچ جائیں گے لیکن آپ نے دیر کر دی۔ اب لاہور آکر ہی آپ کو دیکھ لیا۔

لاہور سے روانگی

رات فرنٹیر میل کے ذریعہ روانگی تھی۔ کثرت سے بزرگ اور احباب سٹیشن کے پلیٹ فارم پر جمع تھے۔ سب سے پہلے حضرت بابو محمد منظور الٰہی صاحب نے آگے بڑھ کر گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے میں نے ہنستے ہوئے کہا خدا کرے منظور الٰہی کی پہل مبارک ہو اور فجی میں ہمارا مشن "منظور الٰہی" ہو۔

اس کے بعد بزرگوں اور احباب نے ہاروں سے لاد دیا۔ لمبے اور متوسط ہاروں نے مل کر کچھ ایسی شکل اختیار کر لی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے فرمایا کہ بالکل ایک لمبی داڑھی نظر آ رہی ہے۔ دل نے کہا خدا اس پھولوں کی داڑھی کو مبارک کرے۔

اہلیہ کے گلے میں بھی خانصاحب بابو محمد منظور الٰہی صاحب اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے مقدس ہاتھوں سے ہار ڈالے۔ اور پھر اس پُرجوش مجمع نے کامیابی کے لئے درد دل سے دعا کی۔

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ نے ایک ہیلتھ سرٹیفکیٹ لکھ دیا کہ آگے کو کوارنٹین والے تنگ نہ کریں۔

جناب شیخ محمد دین جان صاحب نے ایک نفیس لیٹر رائٹنگ پیڈ بطور تحفہ دیا جس پر گھوڑوں پر سوار چند سکاریوں کی تصویر بنی ہوئی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ادنیٰ خادم ہونے کی حیثیت میں اس تصویر کو میں نے اپنے مناسب حال سمجھا کہ میں بھی سمندر پار شکار کرنے چلا ہوں۔

چند بزرگوں اور دوستوں سے بغلگیر ہوا لیکن احباب کی کثرت اور وقت کی قلت کی وجہ سے اس رسم کو نبھا نہ سکا اور اپنے کمرہ کے دروازہ میں کھڑا ہو گیا۔ گاڑی نے حرکت کی تو مجمع نے اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ مرزا غلام احمدؐ زندہ باد۔ مولانا محمد علی زندہ باد اور تکبیر کے فلک بوس نعرے بلند کئے۔ میرے دوستوں نے گلاب کی پتیوں کی بارش کی اور مجھے ان کی رومالیں اور ہاتھ بہت دور تک ہلتے نظر آئے۔

شکریہ۔ معذرت اور درخواست دعا

لاہور میں اپنے بلند پایہ بزرگ حضرت بابو محمد منظور الٰہی صاحب قبلہ اور نہایت ہی پیارے و قابل فخر بھائی چودھری فضل حق صاحب منیجر بکڈپو کی امداد اور مسلسل کرمفرمائیوں کے شکریہ کے لئے اپنے پاس الفاظ نہیں پاتا اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے انہیں جزائے خیر دے۔

حضرت سید محمد علی شاہ صاحب۔ حضرت مولانا صدر الدین صاحب جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب۔ جناب خواجہ عبدالغنی صاحب جناب بابو عبدالرحمٰن صاحب اوورسیر۔ اخویم مرزا داؤد بیگ صاحب اور اخویم شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی سے آخری ملاقات نہ ہونے کا مجھے صدمہ ہے۔ باہر کے مقامات اور جماعتوں میں تو بے شمار احباب اور کرمفرما ایسے ہیں جنہیں مجھ سے ایک خاص محبت اور تعلق ہے۔ مجھے ان کی یاد بھی ستا رہی ہے۔ میں ان کی دعاؤں کا اب پہلے سے زیادہ محتاج ہوں امید ہے کہ اپنے اس دیرینہ نیازمند کو جلد بھلا نہ دیا جائے گا۔ سامانہ کے علوی۔ علی پور کے قاضی اور راحین پور کے قائمی سے بالخصوص دعاؤں کا خواستگار رہوں۔

انتہائی ناشکرگزاری ہوگی اگر میں اس جگہ اپنے واجب الاحترام بزرگ اور حقیقی محسن حضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کا ذکر نہ کروں۔ حضرت مولانا کے احسانات میری گردن پر اتنے ہیں کہ میں انہیں گن بھی نہیں سکتا۔ حضرت ہی کی ذات نے میری روحانی اور جسمانی تربیت فرما کر مجھے حضیض خاک سے اٹھا کر اوج افلاک پر پہنچایا اور آج مجھے اس قابل بنا کر سچے احمدی کی طرح نڈر ہو کر مخالفین اسلام سے لڑائی لڑ سکوں ؎

جس نے ہماری زندگی کو یوں بنا دیا
دودھوں نہائے پھولے پھلے وہ خدا کرے

دہلی میں

دہلی تک کے لئے اخویم شیخ بشیر احمد صاحب ساتھ ہوئے تھے۔ کچھ دیر ان سے باتیں کیں اور پھر سو گیا۔ چند دنوں کی متواتر دوڑ بھاگ سے بیحد تکان اور کوفت تھی جس نے وقت پر اٹھنے سے غافل رکھا اور یوں صبح کی نماز بےوقت ادا کی۔

۸۔اپریل صبح ۸ بجے گاڑی دہلی پہنچی۔ میرے بزرگ جناب شیخ محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اور جناب مولانا عمر الدین صاحب قبلہ شملوی پلیٹ فارم پر کھڑے تھے۔ گرمجوشی سے بغلگیر ہوئے۔ میں نے تکلیف کے لئے شکریہ ادا کیا تو ڈپٹی صاحب نے نہایت لطیف جواب دیا۔ فرمانے لگے "اس وقت تو ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی بلکہ ہمیں راحت ہوئی ہاں البتہ جس وقت آپ ہم سے جدا ہوں گے تکلیف اُس وقت ہوگی"۔ ہم دہلی اتر پڑے۔ کیونکہ شام کو مدراس میل کے ذریعہ کولمبو کے لئے مدراس جانا تھا۔ اسباب اتروا کر سٹیشن پر ہی رکھوا دیا گیا اور ہم ڈپٹی صاحب کی موٹر پر جناب مولانا عمر الدین صاحب قبلہ کے دولتکدہ پر آ گئے جہاں ہماری آسایش کا پورا انتظام تھا۔

لاہور بکنگ کلرک نے مدراس تک نہیں بلکہ بیزواڑہ تک ہی ٹکٹ دئے تھے اور اسباب بھی بیزواڑہ تک ہی بک کیا گیا تھا۔ دہلی میں ٹکٹ اور اسباب مدراس تک کرا لئے گئے اور اس طرح ہمیں تیرہ چودہ روپے اسباب کے ناحق زائد دینے پڑے۔ لاہور بکنگ کلرک کی شکایت اور اس نقصان کی واپسی کے متعلق جملہ کارروائی جناب مولانا عمر الدین صاحب نے اپنے ذمہ لی۔

ٹیلیفون پر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مدراس سے آگے منڈاپم سٹیشن پر کوارنٹین ہے اور چیچک کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ اس پر ہم نے ایک ڈاکٹر صاحب کو گھر پر ہی بلوا کر ٹیکہ کرا لیا۔ ان جملہ امور کے لئے جناب مولانا عمر الدین صاحب اور اخویم عبدالرحمٰن صاحب کو دوڑے دوڑے پھرے اور ہمارے لئے انہیں بہت سی تکلیف برداشت کرنی پڑی۔ اللہ کریم جزائے خیر دے۔

عصر کے وقت جناب مولوی عبدالحق صاحب دہلوی تشریف لائے اور ملاقات ہوئی۔ افسوس وقت کی کمی اور ضروری امور کی انجام دہی میں دوڑ بھاگ کی وجہ سے جناب مولانا عمر الدین صاحب دہلی کے احباب کو اطلاع نہ کر سکے اور یوں ہم بہت سے بھائیوں کی ملاقات سے محروم رہ گئے ہاں اخویم اکرام اللہ خاں صاحب دن کو تشریف لائے تھے۔ دو ر شرف نیاز حاصل ہوا تھا۔

دہلی سے روانگی

دہلی سے شام چھ بجے روانگی ہوئی۔ احباب سٹیشن پر الوداع کہنے آئے اور اخویم بشیر احمد صاحب لاہور واپس جانے کے لئے دہلی ہی میں رہ گئے آخر میں پھر جناب ڈپٹی صاحب جناب مولانا عمر الدین صاحب۔ اخویم عبدالرحمٰن صاحب۔ جناب مولینا عبدالحق صاحب دہلوی کی تکلیفات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب مولانا عمر الدین کے اہل خانہ اور خود مولانا کو ہمارے لئے بہت تکلیف برداشت کرنی پڑی۔ میں بار بار شرم محسوس کرتا اور ان کا شکریہ ادا کرتا لیکن وہ جواں ہمت بزرگ ہر بار یہی کہتا کہ ایک مجاہد اسلام کی خدمت کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

اخویم شیخ بشیر احمد صاحب کو راولپنڈی سے لے کر دہلی تک ہماری امداد میں بہت تکلیف ہوئی میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوا دعا کرتا ہوں کہ اللہ کریم انہیں دین اسلام کے لئے ایک کامیاب اور باعزاز زندگی دے۔

دہلی میں ہم جس کمرہ میں بیٹھے وہ مدراس تک ہمارے لئے ہی وقف رہا اور ہم نے بہت آرام سے سفر کیا۔ ہاں دہلی سے آگے پانی ملا دودھ تو عام بک رہا تھا لیکن کھانے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ڈائننگ کار میں بھی دال اور ابلی سبزی کے سوا کچھ نہ تھا۔ اس تمام لائن میں صرف بھوپال کے سٹیشن پر خاطر خواہ کھانا مل سکا۔

مدراس میں چند روز

۱۰۔اپریل شام کے ۷ بجے گاڑی مدراس کے عظیم الشان سٹیشن پر پہنچی۔ مدراس کے دوسرے سٹیشن ایگمور سے نو بجے شب ہم نے آگے کو لمبو روانہ ہونا تھا۔ گائیڈ ملا۔ فٹن جیسے مدراس میں وکٹوریہ گاڑی کہتے ہیں منگوا کر بچوں کو بٹھایا۔ اور اسباب دو قلیوں پر لدوا کر ایگمور سٹیشن جانے کو ہی تھے کہ اخویم صاحب مالک وایڈیٹر روزنامہ نوجوان مدراس اور اخویم عبدالعزیز صاحب عادل منشی فاضل ٹیچر سینٹ پال سکول مدراس آ پہنچے اور بتلایا کہ انہیں لاہور سے انجمن نے بذریعہ تار اطلاع دی تھی۔

جناب سیٹھ احمد بادشاہ سے ملاقات

اخویم محمد عزیز اللہ صاحب فرمانے لگے اپنی جماعت کے مشہور بزرگ جناب سیٹھ احمد بادشاہ صاحب آجکل مدراس میں کاروبار کرتے ہیں اگر جناب سیٹھ صاحب سے ملاقات کئے بغیر آپ کولمبو چلے گئے تو انہیں صدمہ ہوگا۔ اس پر اسباب والے کیے تو ایگمور سٹیشن پر بھیج دیئے گئے اور گائیڈ کو سٹیشن پر اسباب حفاظت سے رکھوانے کے لئے ساتھ کر دیا۔ ہم سب وکٹوریہ گاڑی میں بیٹھ قبلہ سیٹھ صاحب کے دولتکدہ پر پہنچے۔ انہیں ہمارے آنے کی کوئی اطلاع نہ تھی اور انہیں صدمہ ہوا کہ انجمن کی تار سے انہیں مطلع نہیں کیا گیا۔ ہمارے جہاز نے کولمبو سے ۱۵۔ اپریل کو روانہ ہونا تھا قبلہ سیٹھ صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ ۱۴۔ اپریل کی شب نو بجے مدراس سے روانہ ہوں گے تو بھی ۱۵۔ اپریل کی صبح کولمبو پہنچ جائیں گے۔ آج ۱۰۔ اپریل ہے۔ دو تین یوم یہاں رہ کر آرام کرو۔ اس مشورہ پر عمل کرتے ہوئے اہلیہ اور بچوں کو اتار کر اوپر زنانہ میں بھیج دیا اور خود اخویم محمد عزیز اللہ صاحب و عادل صاحب کو ساتھ لیکر ایگمور سٹیشن پر اسباب واپس لانے چلا گیا۔ گائیڈ اسباب لئے بیٹھا تھا۔ اسباب پھر یکوں پر بار کرایا۔ ناواقفیت سے انسان بہت کچھ خرچ کر بیٹھتا ہے۔ ہم سے یکے والوں نے بارہ بارہ آنے لئے لیکن اخویم محمد عزیز اللہ صاحب نے پانچ پانچ آنے ٹھیرا لئے اسباب گھر پہنچا یا گیا۔ گائیڈ کی مزید خدمات کی اب ہمیں ضرورت نہ تھی اس کی فیس بارہ آنے دے کر اسے رخصت کیا گیا۔

اخویم محمد عزیز اللہ صاحب نے اپنی مجبوریوں اور عدیم الفرصتی کا ذکر کیا اور دوسرے دن شام کو پھر تشریف آنے کا وعدہ فرمایا لیکن آخر دم تک ان سے دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی۔ بہرحال میں اخویم موصوف اور عادل صاحب کا شکر گزار ہوں اگر وہ تکلیف گوارا فرما کر سٹیشن پر پہنچ نہ جاتے تو مدراس میں رہ کر ہمیں جو امداد اور آرام نصیب ہوا نہ ہوتا۔

اخویم محمد عزیز اللہ صاحب

اخویم محمد عزیز اللہ صاحب ایک باہمت نوجوان ہیں اور اپنے روزنامہ کے ذریعہ وقتاً فوقتاً احمدیت کی بھی خوب خدمت کرتے ہیں۔ آپ "پیغام صلح" کے ہر ضمنی مضمون کو برابر اپنے اخبار میں نقل کرکے احمدیت کی اشاعت کر رہے ہیں۔

اخویم موصوف سے درخواست ہے کہ فی الحال میرا یہ سفرنامہ اخبار "پیغام صلح" سے اپنی اخبار کے لئے نقل کر لیں۔ آئندہ انشاء اللہ حسب وعدہ براہ راست مضامین بہم پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

سیٹھ صاحب قبلہ کی خدمات دینی و بلند اخلاقی

رات کے ۱۰ بجے تک قبلہ سیٹھ صاحب سے پر لطف گفتگو رہی۔ آپ احمدیت اور اسلام کے ایک پرانے اور پر جوش مبلغ ہیں۔ کسی زمانہ میں تو دیوانہ وار کام کر چکے ہیں۔ متعدد مقامات پر آپ کے علمی لیکچر اور مذہبی کانفرنسوں میں مضامین ہوئے دیگر مذاہب کے نمائندگان سے تبادلہ خیالات اور مشہور پادریوں سے پبلک مناظرے بھی ہوا کئے۔ لیکن افسوس آپ کا پچیس لاکھ روپیہ کا کاروبار یکایک فیل ہو گیا اور یوں آپ کی توجہ قائم نہ رہ سکی۔ فرماتے تھے مشکلات کے زمانہ میں خدا کا زبردست ہاتھ اپنے ساتھ دیکھا اور دشمنوں تک نے گواہی دی کہ ہم نے ہر چند تمہیں کچلنے کی کوشش کی لیکن کوئی غیبی طاقت اندر ہی اندر تمہاری امداد کر رہی تھی۔

سیٹھ صاحب قبلہ اب پھر مدراس میں باعزت طریق پر کاروبار کر رہے ہیں۔ چمڑے اور چائے کے کارخانے ہیں۔ اللہ کریم ان کا حامی و ناصر ہو۔ تاکہ وہ پھر ایک بار اطمینان قلب سے سلسلہ عالیہ اور اسلام کی خدمت کر سکیں۔

باوجود اس کے کہ قبلہ سیٹھ صاحب نے اپنی احمدیت کو کبھی بھی چھپا کر نہیں رکھا مدراس میں آپ کو بیحد اثر و اقتدار حاصل ہے۔ آپ مقامی انجمن کے منیجر ہیں۔ مقامی عدالتوں سے مقدمات آپ کے سپرد کئے جاتے ہیں۔ اور فریقین کو اپنے تنازعات فیصلہ کے لئے لانے میں پورا اعتماد ہوتا ہے۔ اور یوں قبلہ سیٹھ صاحب کا بہت سا وقت مخلوق خدا کی آپس میں صلح و صفائی یا حقدار کو حق دلانے پر خرچ ہوتا ہے۔

سیٹھ صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ کے عاشق اور حضرت مولانا عبدالحق ودیارتھی کے مداح ہیں۔ ۱۹۲۵ء میں حضرت مولانا سے مل کر اس علاقہ میں خدمت دین کا کام بھی کر چکے ہیں۔

آرام کرنے سے قبل قبلہ سیٹھ صاحب کی والدہ محترمہ سے شرف نیاز حاصل ہوا آپ بلند اخلاق کی مالکہ اور ایک بزرگ خاتون ہیں۔ نہایت شفقت سے پیش آئیں۔

۱۱۔ اپریل صبح سے لے کر چار بجے تک قبلہ سیٹھ صاحب اور آپ کے دفتر کے تینوں چار دن کلرک ہمارے کاموں ہی میں لگے رہے۔ بیزواڈہ جنکشن سے کھانا لیا تھا لیکن ریفرشمنٹ والے پھر نہ تو برتن لینے آئے نہ پیسے۔ سیٹھ صاحب کے ایک ملازم کے ہاتھ برتن اور کھانے کی قیمت سٹیشن ماسٹر مدراس کو بھیجی لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا اس پر ملازم مذکور ایک ریلوے گارڈ کے حوالہ کر آیا کہ بیزواڈہ پہنچا دے۔

سیر اور ملاقاتیں

قبلہ سیٹھ صاحب کے ساتھ مدراس کی بندرگاہ دیکھی۔ انگلستان اور چین کے دو جہاز کھڑے تھے۔ چین والے پرانا لوہا خرید کر اپنے ملک کے لے جا رہے تھے۔

بجلی کی ریل پر سیر کی۔ کولمبو اور جہاز کے متعلق ضروری حالات دریافت کئے۔

سیٹھ محمد اسماعیل صاحب

سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب حصہ دار مشہور و معروف کمپنی یم۔ جمال محی الدین صاحب کی کوٹھی پر گئے۔ آپ ہمارے سیٹھ صاحب کے خاص احباب سے ہیں اور فلسفیانہ طبیعت پائی ہے۔ بڑی عزت سے پیش آئے۔ فرمانے لگے خوش نصیب ہیں آپ کہ خدمت دین کا کام کر رہے ہیں۔ ہمیں تو دنیا کے بکھیڑے نہ دن کو چین نہ رات کو نیند کرنے دیتے ہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ آپ لوگوں کے طفیل ہم پر بھی رحم ہو رہا ہے۔

علاقہ شام کے ایک گیلانی صاحب کی شکایت کرتے تھے کہ ایک یتیم خانہ کے بہانہ پر مدراس سے چھ سات ہزار روپیہ لے گئے جزائر فجی میں بھی اپنے کارناموں کا دعوٰے رکھتے تھے لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ سب دھوکہ تھا۔

سیٹھ اسمٰعیل صاحب کا فرمانا بجا ہے ایسے ہی پیر اور مولوی قوم کی پیٹھ کا ناپاک بوجھ اور ریڑھ کی ہڈی کا رستا ہوا ناسور بنے ہوئے ہیں ورنہ اسلام کے لئے اپنے اموال پیش کرنے والے مخیر لوگوں کی مسلمانوں میں اب بھی کمی نہیں۔

سیٹھ اسمٰعیل صاحب نے وعدہ فرمایا کہ تار کے ذریعہ اپنے آدمیوں کو ہدایت کریں گے کہ کولمبو آپ کی امداد کریں۔

سیٹھ صاحب کے ہاں علمی گفتگو بھی خوب ہوئی۔ ایک حافظ صاحب بھی شریک مجلس تھے۔

سیٹھ اسمٰعیل صاحب سے ڈیسی پرست میں عبدالرحمٰن صاحب سوداگر چرم سے ملاقات ہوئی۔ قبلہ سیٹھ صاحب نے تعارف کرایا تو فرمانے لگے۔ ہماری کیا زندگی ہے کہ دنیا کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں اصل کام تو آپ کر رہے ہیں۔ میں نے کہا اسلام نے دین اور دنیا دونو کو یکجا جمع کر دیا ہے۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ میں یہی سبق دیا گیا ہے۔ دنیا کے کاموں سے بھی نفع حاصل کرنا ایک مسلمان کا فرض ہے۔

میں نے دیکھا کہ عبدالرحمٰن صاحب کی آنکھوں میں آنسو ڈھلک رہے تھے۔

سیٹھ او۔ پی۔ عبدالکریم صاحب کے کارخانہ میں گئے۔ وہاں سے سڈنی (آسٹریلیا) کے لئے قبلہ سیٹھ صاحب نے ایک خط لکھوا کر میرے حوالہ کیا۔

سیٹھ عبدالکریم صاحب

سیٹھ او۔ پی۔ عبدالکریم صاحب مدراس کے مشہور دولتمند مسلمان ہیں حال میں پچاس ساٹھ ہزار کی لاگت سے مکانات کا ایک بلاک بنا کر مقامی انجمن اسلامیہ کے نام رجسٹری کر دیا ہے۔ ان مکانات کا کرایہ انجمن وصول کرتی ہے۔ دولت کی اس فراوانی کے باوجود سیٹھ صاحب نہایت سادے بزرگ ہیں اور اکثر تھرڈ کلاس میں سفر کرتے ہیں۔ مدراس کے مشہور خلافتی لیڈر سیٹھ یعقوب حسن آپ ہی کے دفتر میں پانچ سو روپیہ ماہوار پر کام کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ)

اشتہار نکاح

مندرجہ ذیل اقوام کی لڑکیوں کے لئے موزوں رشتوں کی ضرورت ہے۔ لڑکے نیک چال چلن کے اور برسر روزگار ہونے چاہئیں۔ احمدی ہونا لازمی شرط ہے۔

(۱) ایک لڑکی قوم ککے زئی عمر ۱۸ سال تعلیم آٹھویں مڈل تک سکونت ضلع گورداسپور

(۲) دو لڑکیاں قوم شیخ عمر ۱۵ - ۱۳ - سال تعلیم چھٹی جماعت تک سکونت ضلع گوجرانوالہ۔

(۳) ایک لڑکی قوم زمیندار عمر ۱۷ سال تعلیم دسویں جماعت تک سکونت ضلع گوجرانوالہ۔

(۴) ایک لڑکی قوم قریشی عمر ۱۶ سال تعلیم آٹھویں تک سکونت ضلع شاہ پور۔

(۵) ایک لڑکی قوم شیخ عمر ۱۵ سال تعلیم قرآن اور اردو سکونت ضلع گوجرانوالہ۔

(۶) ایک لڑکی قوم کشمیری ڈار عمر ۱۸ سال تعلیم قرآن و اردو سکونت خاص لاہور۔

ذیل کے لڑکے کے لئے رشتہ درکار ہے۔

ایک نوجوان عمر ۲۲ سال قوم کشمیری پٹھان سکنہ ریاست کشمیر ملازم محکمہ جنگلات بعہدہ فارسٹ رینجر تنخواہ معہ الاؤنس اڑھائی صد روپیہ ماہوار۔ مالک زمین زرعی۔ جماعت لاہور کا بڑا مخلص ممبر۔ لڑکی خوبصورت۔ کم از کم انٹرنس تک تعلیم یافتہ۔ دینی علوم سے واقف۔ جماعت لاہور سے تعلق رکھنے والی۔ گھر کے کاروبار اور سینے پرونے سے واقف عمر ۱۸ سال سے زائد نہ ہو۔ کنواری ہو۔ والدین کشمیر کی سکونت مستقل پر رضامند ہوں۔ مہر دو ہزار روپے تک زیورات ڈیڑھ ہزار روپے تک دیا جائے گا۔ موسم سرما میں اپنے میکے پنجاب میں آ سکے گی۔ اضلاع سیالکوٹ۔ راولپنڈی

خبریں

—— مسلمانان کشمیر میں افسوسناک خانہ جنگی شروع ہوگئی ہے سرینگر اس کا مرکز ہے۔ تازہ اطلاع مظہر ہے کہ ۳۱ مئی کی شام کو شیخ محمد عبداللہ اور میر واعظ کی پارٹی میں سخت تصادم کا خطرہ تھا۔ اس لیے شیخ محمد عبداللہ اور ان کے چند ہمراہی گرفتار کر لیے گئے مسلمانوں کی اس کشمکش کے متعلق حکومت کشمیر نے ایک اعلان شائع کیا ہے جو بہت ہی رنجیدہ معلومات پر مشتمل ہے۔

—— سی پی کونسل کا اجلاس ۲۴ر جولائی کو شروع ہوگا۔

—— مہاراجہ الور ۱۲ر جون کو بعزم یورپ جہاز پر سوار ہو جائیں گے۔

—— موتمر اسلامی کا فلسطینی وفد یکم جون کو کراچی پہنچ گیا اس کی آمد کا مقصد یروشلم کی اسلامی یونیورسٹی کے لئے چندہ فراہم کرنا ہے۔

—— کلکتہ ۳۱ر مئی۔ کل شام میر کلکتہ کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں انڈیمان میں ۲۹ قیدیوں کی بھوک ہڑتال کے متعلق تشویش کا اظہار کرتے ہوئے آزاد تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔

—— مسٹر عبدالعزیز صدر مسلم لیگ کو صدارت سے علیحدہ کر دیا گیا ہے

—— سر لیزلی ہیولبرن صوبہ بمبئی کے آئندہ گورنر مقرر ہوئے ہیں۔

—— کلکتہ کارپوریشن کی مالی حالت خراب ہوگئی ہے اس لئے وہ قرض روپیہ لینے کی کوشش ہو رہی ہے۔

—— ناگپور ۳۱ر مئی۔ حضور نظام نے انجمن حامی اسلام ناگپور کو تقریباً آٹھ ہزار روپیہ عطا فرمایا ہے جس کے منافع سے طلبائے انجمن ہائی سکول ناگپور کو وظائف دیئے جائیں گے

—— مدراس ۳ر مئی۔ آج صبح مدراس اور بمبئی کے درمیان ٹیلیفون سروس کا افتتاح ہوگیا ہے۔ نیز مدراس اور لندن کے درمیان بھی ٹیلیفون لائن پر آزمائشی گفتگو کی گئی۔ اور اس سلسلہ میں انتظامات ایک ماہ تک مکمل ہو جائیں گے۔

—— کلکتہ کارپوریشن کے ملازم خاکروبوں نے کئی روز سے ہڑتال کر رکھی ہے۔

—— لندن ۳۱ر مئی۔ کل صبح پھر جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ اور مرکزی مسائل پر بحث ہوتی رہی۔ نیز آج شام کو سر آغا خان کی قیادت میں ایک وفد نے وزیر ہند سے ملاقات کی اور برما کی نمائندگی اور عدن کے مستقبل کے متعلق اپنے خیالات پیش کئے۔

—— لندن ۳۱ر مئی۔ معلوم ہوا ہے کہ دول اربعہ کے میثاق میں ایک دیباچہ اور پانچ چھ دفعات شامل ہوں گی۔ اس میثاق میں اسلحہ رکھنے کے معاملہ میں چاروں طاقتوں کی مساویانہ حیثیت کو تسلیم کیا جائے گا۔ تاہم ساتھ ساتھ یہ شرط بھی ہوگی کہ ایک مقررہ میعاد تک "مساوات" کا مسئلہ ملتوی رکھا جائے۔ نیز میثاق میں ان طریقوں کی تشریح کی جائے گی جن کے ذریعہ میثاق پر نظر ثانی کی جا سکے۔

—— ایک اطلاع مظہر ہے کہ چھوٹی حکومتوں کی مستقل مجلس نے یہ اعلان کیا ہے کہ دول اربعہ کے میثاق کے متعلق فرانس نے جو اعلان کیا ہے اسے چھوٹی چھوٹی حکومتیں تسلیم کرنے پر رضامند ہیں۔

—— احمد آباد ۳۰ر مئی۔ گاندھی آشرم کے ذمہ دار ارکان نے آشرم کی اراضی کا لگان ادا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

—— لاہور اور سرینگر کے درمیان غیر سرکاری ہوائی سروس جاری کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ آج کل ڈاک لاہور سے سرینگر چالیس گھنٹوں میں پہنچتی ہے۔ ہوائی جہازوں کے ذریعہ صرف تین گھنٹہ میں پہنچ جایا کرے گی۔

—— سرکاری ذرائع سے موصول شدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ کاشغر کی صورت حالات دوبارہ خراب ہوگئی ہے۔ نئے نظام حکومت کے ماتحت چینیوں کا سخت نقصان ہوا ہے۔ ایک خبر سے پایا جاتا ہے کہ مجاہدین میں بھی کچھ اختلاف ہوگیا ہے۔

—— ریاست جے پور کے مشہور مسلمان رہنما مولانا بہلول خاں جن کو گزشتہ دنوں حکومت جے پور نے مختلف الزامات کی بنا پر کئی سال کی سزائے قید دی تھی جیل میں سخت بیمار ہیں۔ جیل میں مولانا سے اخلاقی قیدیوں ایسا بدترین سلوک ہو رہا ہے۔ ان کو کال کوٹھری میں بند کر دیا گیا ہے۔ پیروں میں وزنی بیڑیاں پہنا دی گئی ہیں۔ ہندوؤں کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس وحشیانہ سلوک کے خلاف مولانا نے بھوک ہڑتال کر دی ہے۔ جس کو کئی روز گزر چکے ہیں اس کے نتیجہ کے طور پر آپ بہت زیادہ کمزور اور لاغر ہوگئے ہیں۔ آپ کی جان سخت خطرے میں ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر انصاری جون کے آخر میں جرمنی جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

—— اخبار انگلشمین کا نامہ نگار مقیم شملہ رقمطراز ہے کہ حکومت اس وقت کانگرس سے مصالحت کرنے کو تیار نہیں اسے یقین ہے کہ اس نے سول نافرمانی کی تحریک کو دبا لیا ہے۔ اگر خود کانگرس صلح کرنا چاہتی ہے تو اسے سول نافرمانی کا مستقل طور پر التوا کرنا پڑے گا۔ نیز حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اگر گاندھی جی نے سول نافرمانی کو جاری کرنے کا اعلان کیا تو انہیں فوراً گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا جائے گا۔

—— حکومت جاپان کے قونصل جنرل مقیم شملہ کو سرکاری طور پر اطلاع موصول ہوئی ہے کہ نانکن گورنمنٹ اور جاپان کے درمیان جو عارضی صلحنامہ ہوا ہے اس پر فریقین کے دستخط ہوگئے ہیں۔ عارضی صلح کا منشا یہ ہے کہ اس رقبہ میں کوئی فوج نہ رکھی جائے جس کے شمال میں دیوار اعظم ہے۔

—— گاندھی جی نے اپنا برت کامیابی سے ختم کر لیا ہے ۲۹ مئی کی دوپہر کو آپ نے پورے ۲۱ روز کے بعد اپنا عجیب و غریب روزہ افطار کیا۔ اس کامیابی پر ہندو اور کانگرسی حلقوں میں غیر معمولی خوشی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ گاندھی جی برت کی وجہ سے بے حد کمزور ہوگئے ہیں۔ تاہم خطرہ کی کوئی وجہ نہیں۔ آپ کی حالت رفتہ رفتہ بہتر ہو رہی ہے۔

—— افواہ ہے کہ عنقریب بمبئی میں کانگرس کا ایک سپیشل اجلاس منعقد کیا جائیگا۔

—— مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی کا ۲۹ر مئی کو دیوبند میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

—— گزشتہ ہفتہ کے روز منشی محبوب عالم مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار کا لاہور میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ ... الخ

—— حکومت کشمیر نے اعلان کیا ہے کہ مختلف مقامات میں سیاحوں کی حفاظت و آرام کے لیے مناسب انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔ سیاح بلاخوف و خطر سیاحت کر سکتے ہیں۔

—— شملہ ۳۱ر مئی۔ حکومت پنجاب نے مسٹر مائلز کو ستلج ویلی نہر کے تنازعہ کے سلسلہ میں اپنی طرف سے تحقیقات پر مقرر کیا ہے

—— سندھ کی علیحدگی پر بعض مہا سبھائی ہندوؤں نے از سر نو شور مچانا شروع کر دیا ہے۔ ان میں سندھ کے مشہور متعصب ہندو پروفیسر چھبلانی سب سے پیش پیش ہیں۔ حاجی سیٹھ عبداللہ ہارون نے پروفیسر مذکور کے اعتراضات کا نہایت مدلل جواب دیا ہے۔

—— ملک معظم کی سالگرہ پر خطابات کی فہرست شائع ہوگئی ہے سید راس مسعود اور دیوان عبدالحمید وزیراعظم کپورتھلہ کو سر کا خطاب عطا ہوا ہے۔

—— سرینگر ۲ر جون۔ کل صبح غنڈوں کے ایک ہجوم نے مائی سوما بازار میں فوج اور پولیس پر پتھر برسائے جس کی وجہ سے فوج کو گولی چلانی پڑی۔ ایک شخص ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے گزشتہ دن اور رات کے دوران میں شہر میں امن رہا۔ صورت حالات قدرے تشویش انگیز ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بہتری کے آثار پائے جاتے ہیں۔

—— پنجاب یونیورسٹی کے امتحان ایم اے (تاریخ) کا نتیجہ شائع ہوگیا ہے امسال مشن کالج لاہور کا ایک مسلمان طالب علم مسٹر عبدالحمید اول رہا۔ یونیورسٹی کی طویل زندگی میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایم اے کے امتحان میں کسی مسلمان کو اولیت کا فخر حاصل ہوا ہے۔

پیغام صلح :۔ مبارکباد

—— لاہور ۲ر جون۔ سردار سردول سنگھ کویشر رکن مجلس عاملہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کل مقامی سنٹرل جیل سے رہا کر دیئے گئے۔

—— مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے امتحان ایم اے کا نتیجہ شائع ہوگیا ہے۔

—— افواہ ہے کہ کمشنر برار مستعفی ہوگئے ہیں۔

—— کراچی ۲ر جون۔ جہاز جہانگیر ۵۰۸ حاجیوں کو لیکر بخیریت یہاں پہنچ گیا ہے۔

—— کراچی ۲ر جون۔ مسٹر ایم ولسن مشہور انگریزی ہواباز آج صبح ساڑھے سات بجے یہاں پہنچے۔ آپ ماؤنٹ ایورسٹ پر ایک نمائشی پرواز کرنے کے لئے جا رہے ہیں اور آپ کی خواہش ہے کہ وہاں جا کر یونین جیک لہرائیں۔

استاد کی ضرورت

ہمارے ایک دوست کو اپنے بچوں کی تعلیم دینی و دنیاوی کے لئے جو ساتویں۔ پانچویں۔ دوسری اور پہلی جماعت میں تعلیم پاتے ہیں ایک عمر رسیدہ نیک چال چلن احمدی کی ضرورت ہے جو انہیں عربی و انگریزی و حساب وغیرہ عمدگی سے پڑھا سکے ایف اے پاس یا کم از کم انٹرنس پاس ٹرینڈ ہو اور سابقہ تجربہ رکھتا ہو۔ نوجوان آدمی درخواست نہ دیں تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔ —— خاکسار

(محمد منظور الٰہی۔ آنریری جائنٹ سکرٹری)

سفرنامہ فجی

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ فجی)

(۲)

تمام امور سے فراغت پر واپس گھر آئے۔ چونکہ مدراس کے لیے سفر میں اسباب اور اپنے کرایہ پر بہت سا روپیہ خرچ ہو چکا تھا اب آگے کولمبو بھی پہنچنا تھا اس لئے لاہور انجمن کو ایک تار دیا کہ یکصد روپیہ بذریعہ تار بھیج دیا جائے۔

چونکہ مسلم لیگ فجی نے تمام اخراجات سفر بی اینڈ او کمپنی بمبئی کے پاس جمع کرائے تھے اور کمپنی نے اطلاع دی تھی کہ جہاز بمبئی سے نہیں بلکہ کولمبو سے ملے گا۔ اس پر انجمن نے کمپنی کو ایک تار دیا تھا کہ لاہور تا کولمبو سفر خرچ کے لیے ۳۵۰ روپیہ بھیج دیا جائے لیکن ہماری روانگی تک یہ روپیہ نہ پہنچا تھا لہذا ایک تار بی اینڈ او کمپنی کو بھی دیا کہ ہم تمہاری ہدایت کے مطابق کولمبو کے لئے مدراس پہنچ چکے ہیں۔ مدراس تا کولمبو سفر خرچ کا انتظام کر دو۔ اس تار کی ایک ایک کاپی لاہور انجمن اور بی اینڈ او کمپنی کے ایجنٹ مدراس اور کولمبو ایجنٹ کو بذریعہ ڈاک قبلہ سیٹھ صاحب نے بھجوادی۔

مسٹر برکت علی

۱۳ر اپریل۔ قبلہ سیٹھ صاحب کے دفتر میں مسٹر برکت علی صاحب سے تعارف ہوا۔ آپ گوجرانوالہ کے رہنے والے اور چمڑے کے کاروبار کے سلسلہ میں مدراس میں اقامت گزیں ہیں۔ ایک پنجابی بھائی کو دیکھ کر دل کو خاص کیفیت حاصل ہوئی۔

مسٹر برکت علی صاحب کے ساتھ پی اینڈ او کمپنی مدراس کے دفتر میں گیا۔ اور ضروری حالات دریافت کئے۔

مسٹر برکت علی صاحب نے ہمارے لئے بہت ساعت دیا اور بے حد تکلیف اٹھائی۔ شکریہ کی رسم ادا کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

جناب زمزم

رات کھانے کی میز پر قبلہ سیٹھ صاحب نے ضیافت طبع کے لئے قیصر الدین صاحب زمزم کو بھی مدعو کر رکھا تھا۔ آپ کی ہستی اگر عجوبہ روزگار نہیں تو کم از کم عجوبہ مدراس تو ضرور ہے۔ آپ سرکاری ملازم تھے جنگ عظیم شروع ہوئی تو آپ نے جرمنی کے قیصر کو اپنا امام پایا۔ قدرتاً ہمدردی ہونا چاہئی تھی بس پھر کیا تھا آپ نے قیصر جرمنی کی فتوحات کی منادی شروع کر دی اور ہر روز صبح اٹھ کر قیصر کی آمد آمد کا غلغلہ بلند کرتے آخر یہ شغف جنون کی صورت اختیار کر گیا۔ حکام نے ہر چند فہمید کی لیکن بے سود۔ آخر استعفا لے کر آپ کو ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا۔ حکام کے اس سلوک نے تو گویا زمزم صاحب کو قیصر جرمنی کی مدح سرائی کے لئے کھلی فرصت دیدی اور اب زمزم صاحب ہیں کہ اردو، فارسی، انگریزی اور مدراسی میں قیصر جرمنی کے قصائد بے جوڑ ترتیب دیتے اور لوگوں کو سناتے پھرتے ہیں۔

کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت زمزم نے اپنا کلام شروع کیا بحر۔ قوافی۔ ردیف وغیرہ سے یکسر آزاد ایک طویل سلسلہ چلا جا رہا تھا ہنستے ہنستے پیٹوں میں بل پڑ گئے۔ لیکن کیا مجال کہ زمزم صاحب کی متانت میں ذرہ بھر بھی فرق آیا ہو۔

یوں تو آپ کے تخلص گنتی میں بارہ (ایک درجن) ہیں لیکن کلام میں زیادہ تر ایک ہی تخلص زمزم کا استعمال کرتے ہیں۔ اور پھر اپنے طولانی کلام کی طرح تخلص کو بھی طول دے کر نہ صرف زمزم بلکہ زم زمازم۔ زمزم۔ زمازم۔ زمازم۔ زمزم پر آدم دیتے ہیں ہر قصیدہ کے آخر پر قیصر جرمنی کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ ضرور لگاتے ہیں۔ زمزم صاحب بھی متوقع ہیں کہ قیصر آج آیا کہ کل۔

آپ کو بنیع العلی بکالہ "میں مصطفےٰ کمال پاشا کے متعلق پیشگوئی نظر آتی ہے۔ لیکن کشف الدجیٰ بکاہ میں جمال پاشا آپ کی نگاہ سے اوجھل ہی رہے۔ جو کابل آئے تھے۔

جناب سید داؤد شاہ صاحب

۱۴ر اپریل۔ صبح ناشتہ کے بعد جناب سید داؤد شاہ صاحب بی اے مالک و ایڈیٹر "دارالسلام" مینیجنگ ڈائریکٹر گارڈین پریس لمیٹڈ مدراس اور جناب مسٹر این۔ ونڈا یانی بلالی تشریف لائے جناب سید داؤد شاہ صاحب ہماری انجمن کی طرف سے سیٹھ صاحب قبلہ کے خرچ پر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کی امداد میں ۲۲-۱۹۲۱ء میں ووکنگ مشن انگلستان میں بھی کام کر چکے ہیں۔ اور پھر ہماری انجمن کی طرف سے علاقہ مدراس کے مبلغ بھی رہ چکے ہیں۔ آج کل اخبار کے ذریعہ خدمت کر رہے ہیں۔ اور احمدیت کا کچھ لٹریچر بھی مختلف زبانوں میں شائع کر چکے ہیں۔

مسٹر این ونڈا یانی بلالی

جناب مسٹر این ونڈا یانی بلالی جنوبی ہند کے ہندوؤں میں اصلاح کا کام کر رہے ہیں۔ تعارف کے بعد ویدوں کے متعلق ان سے ڈیڑھ گھنٹہ ایک نہایت لطیف بحث رہی۔ اور ہر چہار ویدوں پر الگ الگ انہوں نے کچھ سننا چاہا۔ فرمانے لگے کہ ان باتوں کے معلوم کرنے کا انہیں بے حد شوق تھا۔ جب میں نے ویدوں کے متعلق مجموعی طریق پر روشنی ڈالی تو انہیں بہت لطف آیا۔ پھر ویدوں کی قدامت کی رد میں خود ویدوں سے میرے دلائل سنکر آپ نے نہایت آسانی سے نتیجہ نکال لیا کہ جن ویدوں میں یہ منتر پائے جاتے ہیں وہ قدیم نہیں بلکہ نئی تصنیف شدہ کتابیں ہیں۔ آئندہ خط و کتابت کے لیے آپ نے اپنا ایڈریس لکھ دیا۔

آخر پر مسٹر این ونڈا یانی بلالی سے جب کہا گیا کہ ہندوؤں میں اصلاح کے کام سے آپ کا مقصد کیا ہے۔ آیا انہیں پختہ ہندو بنانا ہے یا اصلاح کر کے ہمارے حوالے کرنا ہے۔ اس پر ایک لطیف قہقہہ ہوا۔ مسٹر موصوف ہندو مذہب کی کمزوریوں اور اسلام کی عالمگیر قوت کے قائل ہیں۔

ابھی یہ مجلس برخاست نہ ہوئی تھی کہ انجمن کی طرف سے مجھے یکصد روپیہ بذریعہ تار وصول ہوا۔

پی اینڈ او کمپنی بمبئی کا جواب ملا کہ مدراس تا کولمبو سفر کا انتظام تمہیں خود کرنا ہے۔

شاید کمپنی نے انجمن کا طلب کردہ ساڑھے تین سو روپیہ لاہور بعجلت یا بوجہ ہماری روانگی کے بعد لاہور پہنچا ہو اس لئے مدراس تا کولمبو سفر خرچ ہمارے ذمہ ڈالا گیا۔

مدراس سے روانگی

اخویم مسٹر برکت علی صاحب کے ہمراہ ریلوے اسٹیشن پر گیا مدراس تا کولمبو سکنڈ کلاس کے اڑھائی ٹکٹ خرید ے رات سونے کے لئے تین برتھیں ریزرو کرائیں۔ کل خرچ نوے روپے ایک آنہ آیا گھر آکر کھانا کھایا۔ پھر قبلہ سیٹھ صاحب کے مشورے سے ضروری ضروری اسباب چھانٹا۔ باقی قبلہ سیٹھ صاحب کے سپرد کیا کہ بعد میں کسی مال کے جہاز پر فجی بھیج دیں۔ مسلم لیگ فجی کے نام ایک تار لکھا کہ ہم ۱۵ر اپریل کو کولمبو سے جہاز پر چڑھ رہے ہیں اس تار پر دس روپے کے قریب خرچ آتا تھا۔ دس روپے کا ایک نوٹ تار فارم کے ساتھ قبلہ سیٹھ صاحب کے آگے رکھا کہ ملازم کے ہاتھ بھجوا دیں۔ لیکن قبلہ سیٹھ صاحب نے باوجود میرے اصرار کے روپیہ واپس کر دیا۔ اور اپنے خرچ پر تار بھیجا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔

سیٹھ عبد السلام

مغرب کی نماز کے بعد سیٹھ عبد السلام صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ ایک وسیع پیمانہ پر چمڑے کا بیوپار کرتے ہیں۔ آج نو بجے شب کی گاڑی سے روانگی تھی۔ قبلہ سیٹھ صاحب کی فرمائش کے مطابق سیٹھ عبد السلام صاحب کی موٹر ہمیں سٹیشن پہنچانے ٹھیک آٹھ بجے آگئی۔ قبلہ سیٹھ صاحب کے گھر والوں نے میری اہلیہ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ ہم موٹر میں اور قبلہ سیٹھ صاحب۔ مسٹر برکت علی صاحب و چند دیگر احباب وکٹوریہ گاڑی کے ذریعہ سٹیشن پہنچے۔ جناب سید داؤد شاہ صاحب۔ جناب این ونڈا یانی بلالی بھی سٹیشن پر تشریف لائے۔ گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے گئے۔ دعا کے لئے مجمع نے ہاتھ بلند کئے۔ اور جناب سید داؤد شاہ صاحب نے بزبان انگریزی ایک فصیح تقریر کی۔ فرمایا کہ جس طرح مغربی ممالک میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کو خدا نے کامیابی دی۔ آپ ان جنوبی ممالک میں کامیاب ہوں فتوحات کے بعد آپ پھر اسی رستہ واپس آئیں تاکہ ہم آپ کا پرجوش خیر مقدم کر سکیں۔

گاڑی نے حرکت کی۔ تو احباب نے تکبیر کے نعرے بلند کئے اور یوں ہم ان کرمفرماؤں سے جدا ہو گئے۔

سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب۔ سیٹھ اور پی عبد الکریم صاحب سیٹھ عبد السلام صاحب۔ سید داؤد شاہ صاحب۔ مسٹر این ونڈا یانی بلالی۔ اخویم مسٹر برکت علی صاحب۔ اخویم محمد عزیز اللہ صاحب۔ اخویم عبد العزیز صاحب عادل۔ اخویم عبد المجید صاحب۔ عزیزی عبد الرحمٰن صاحب۔ خلف الرشید جناب سیٹھ احمد بادشاہ صاحب اور دیگران تمام احباب کا جنھوں نے ہمیں اپنے احسانات سے زیر بار کیا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

قبلہ سیٹھ احمد بادشاہ صاحب کے بلند اخلاق۔ مروت اور تکلفات کا تو دل پر ایک خاص اثر ہے۔ شکریہ کس زبان سے ادا کروں۔ آپ اور آپ کے گھر والے اور آپ کے ملازم جس حسن سلوک سے پیش آئے اس کا حقیقی اجر خدا کی ذات سے ہی مل سکتا ہے۔ ہمارے پاس سوائے دعا کے اور کیا ہے۔

مسلمانان مدراس

مدراس کے مسلمانوں کا تجارت میں شغف دیکھ کر دل کو راحت ہوئی۔ لباس میں سادگی۔ اسلامی وضع قطع۔ نماز کا شوق سونے پر سہاگہ کا کام دے رہا ہے۔ اور مجھے ان کی صورتیں دیکھ دیکھ کر ایک خاص لطف آتا تھا۔

(باقی بر صفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم چہارشنبہ ۱۲ صفر ۱۳۵۲ھ | نمبر ۳۱

برادران جماعت کے نام خطوط

پہلا خط (۱)

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

قومی زندگی میں اخبار کی اہمیت

برادران مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

میں آپ سب تک صرف ایک ہی ذریعے سے پہنچ سکتا ہوں اور وہ اخبار ہے - گو مجھے افسوس ہے کہ بعض اچھے آسودہ حال احباب اخبار نہیں لیتے - یا اسے دلچسپی سے نہیں پڑھتے - حالانکہ اخبار ہی ایک چیز ہے جس کے ذریعہ سے آج قوموں میں زندگی اور قوت پیدا ہو سکتی ہے - بہرحال میں نے ارادہ کیا ہے کہ چند خطوط کے ذریعے سے آپ کو اپنی موجودہ قومی حالت کی طرف توجہ دلاؤں اور اس بات کی طرف بھی کہ ہم میں سے ہر ایک شخص کو ضرورت ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت میں بہتری کی طرف کوئی تغیر پیدا کرے - ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم - اللہ تعالیٰ کے اس عام قانون سے کوئی قوم باہر نہیں - اور ہماری قومی حالت کبھی بہتر نہیں ہو سکتی جب تک کہ ہم میں سے ہر ایک شخص مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا بچہ اس اصول قرآنی کو اپنے سامنے رکھ کر اپنے آپ کو اسلام کے لئے - (اپنی) قوم کے لئے - اپنے آپ کے لئے بہتر بنانے کی کوشش نہ کرے -

جماعت کو سخت مشکلات کا سامنا ہے

اس وقت ہماری جماعت کے لئے سخت مشکلات کا سامنا ہے - لاہور میں جو طوفان مخالفت گزشتہ سرما میں اٹھا تھا - گو فضل اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ خود ہی دب گیا - اور جو لوگ اس چیلنج کے ساتھ اٹھے تھے کہ جب تک احمدیت کا کلی استیصال نہ کر لیں گے اس وقت تک خاموش نہ ہوں گے - وہ خود ہی جھاگ کی طرح بیٹھ گئے مگر یہ بیماری ایک وبا کی طرح دوسرے شہروں میں بھی پھیل چکی ہے

عوام الناس

عوام الناس کو اتنا علم نہیں ہوتا کہ وہ جھوٹ اور سچ میں تمیز کر سکیں -

درمیانی طبقہ

درمیانی طبقہ تعلیم یافتہ لوگوں کا ایسا ہے کہ اس کی اکثریت احمدیت کی خدمات کو دیکھتی اور سمجھتی ہے اور شاید ان میں سے ایسے لوگ بھی بہت ہیں جو جماعت لاہور کے عقائد کو جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ عقائد بھی درست ہیں - لیکن بعض علما کی شوریدہ سری اور فتنہ انگیزی کی وجہ سے وہ خاموش ہیں - اور بول نہیں سکتے کیونکہ اگر ان میں سے کوئی کچھ بولے تو انہیں بھی یہ دھمکی دے کر ڈرا دیا جاتا کہ ان کا بھی احمدیوں کے ساتھ بائیکاٹ ہونا چاہیئے - یہ بھی اندر سے احمدی ہیں -

اعلیٰ طبقہ کے لوگ

بڑے لوگ جو عوام الناس کی ووٹوں کے محتاج ہیں ان کی زبانیں ووٹوں کی خاطر بند ہیں - بلکہ ان میں بہت ایسے ہیں انہوں نے پانچ چھ ارکان اسلام کی جگہ اب ایک ہی رکن ایمان اپنے لئے تجویز کر رکھا ہے - اور وہ ووٹ پر ایمان ہے - الا ماشاء اللہ! بولیں گے تو ووٹ کی خاطر چپ رہیں گے تو ووٹ کی خاطر - تعلق قائم کرینگے تو ووٹ کے لئے - تعلق قطع کریں گے تو ووٹ کے لئے کسی سے دوستی اور کسی کی خوشامد ہے ... تو ووٹ کے لئے کسی سے دشمنی اور کسی کا خوف ہے تو ووٹ کے لئے - ووٹ کے لئے جھوٹ - مکر - فریب آج سب جائز ہو رہا ہے - اس لئے ان سے قوم کی اصلاح کی توقع رکھنا غلط - لاہور میں یہ ریزولیوشن پاس ہوئے کہ احمدیوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے - ان کی دکانوں سے سودا نہ لیا جائے - ان کے سکولوں میں طالب علموں کو نہ بھیجا جائے -

راولپنڈی طوفان مخالفت

اب راولپنڈی میں اسی قسم کی فتنہ انگیزی ہو رہی ہے اور ہمارے احباب کو وہاں سخت مشکلات کا سامنا ہے - اور بھی کئی جگہ سے ایسی خبریں آ رہی ہیں کہ جماعت کی مخالفت ایک تیزی کے طوفان کے رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے -

احباب کی اعلیٰ درجہ کی قوت ایمانی

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ جو احباب جماعت میں شامل ہیں وہ اس مخالفت کے طوفان میں نہایت اعلیٰ درجہ کی قوت ایمانی کا نمونہ دکھا رہے ہیں - اور ہر قسم کا نقصان برداشت کرنے کو تیار ہیں مگر جس چیز کو پرکھ کر دیکھ کر اختیار کیا ہے - کہ وہ امر حق ہے - اسے چھوڑنے کو تیار نہیں - اور جس کام کو خدمت اسلام کا کام سمجھا ہے اس کے لئے اپنا مال اور اپنی قوتیں خرچ کر رہے ہیں - اور جانیں بھی دینے کو تیار ہیں - گو بجائے اس کے کہ ان کے اس کام کی وجہ سے کوئی ان کی عزت ہو جو ان کا حق تھا - انہیں گالیاں دی جاتی ہیں - کافر اور مرتد اور دشمن اسلام قرار دیا جاتا ہے -

ائمۂ مضلین

اس قوم کی حالت پر رونا آتا ہے جو اپنے دشمن اور دوست میں تمیز نہیں کر سکتی - یہ لوگ آج مسلمانوں کے علماء کہلاتے ہیں - ان کی رہنمائی کا دعوے کرتے ہیں - جو اس جماعت کا استیصال کرنے کے درپے ہیں - جو کافروں کو مسلمان کر رہی ہے جو قرآن کریم اور سیرت نبوی کے ترجمے مختلف زبانوں میں کر کے انہیں دنیا کے کناروں تک پہنچا رہی ہے - جو کفرستانوں میں مسجدیں بنا رہی ہے - جو اسلام اور رسول کریم صلعم پر ہر اعتراض کے مقابل سینہ سپر ہو رہی ہے - اور اس کام پر اس قدر اپنا مال صرف کر رہی ہے کہ دوسرے مسلمان اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر رہے - ہاں یہ لوگ ہادی اور رہنما اور علمائے کرام کہلاتے ہیں جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے پڑھنے والوں - قرآن کریم پر ایمان رکھنے والوں نماز پڑھنے والوں ، قبلہ کی طرف منہ کرنے والوں کو کافر اور مرتد قرار دے رہے ہیں - اور قرآن کریم کے حکم صریح لا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومناً - اور حدیث شریف کے کھلے حکم لا تکفروا اھل قبلتک کی کھلی مخالفت کر رہے ہیں - اور کافر اور مرتد بھی ایسے کہ ہندوؤں ، عیسائیوں ، یہودیوں سے ان کے نزدیک تعلقات محبت ہو سکتے ہیں - مگر ہمارے ساتھ کسی قسم کا تعلق رکھنا دائرۂ اسلام سے خارج کر دیتا ہے - کیا ایسے اندھے رہنما کسی اور قوم میں بھی نظر آتے ہیں ؟ اگر فی الواقع ایک غیر مذہب رکھنے والی قوم بھی اس کا دسواں حصہ کام خدمت اسلام کا کرتی جو جماعت احمدیہ نے کیا ہے تو ان ائمہ مضلین کو چاہیئے تھا کہ اس کی بھی قدر کرتے اور کہتے کاش یہ قوم دنیا میں ترقی کرے کہ اس قدر خدمت اسلام کا کام کر رہے ہیں مگر یہ مسلمان خدمت اسلام کرنے والوں کو استیصال کے درپے ہیں - اور اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اس قوم کے استیصال سے خدمت اسلام کے کام کو نقصان پہنچے گا یا نہیں - اور مخالف اسلام کو قوت پہنچے گی یا نہیں ، لھم قلوب لا یفقھون بھا کا یہ مصداق ہو رہے ہیں - یہ مخالفت کا طوفان اس قدر اٹھا ہے کہ وہ لوگ جو کل تک اس بات کے دعویدار تھے کہ مسلمانوں میں اتحاد ہونا چاہیئے وہ بھی آج محض عوام الناس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور اس طرح اپنے ذریعۂ معاش کو شاید بہتر بنانے کے لئے احمدیت کی مخالفت میں اپنی پوری قوت صرف کر رہے ہیں -

قادیانیوں کی مخالفت

ہماری جماعت یعنی جماعت لاہور کے لئے دو قسم کی مشکلات کا سامنا ہے ایک طرف یہ ائمہ مضلین ہیں جو عوام الناس کو یہ کہہ کر بھڑکاتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ہے دوسری طرف خود حضرت مسیح موعود کے پیرؤوں میں سے ایک

گروہ ائمہ مضلین کا پیدا ہوگیا ہے۔ جو بجائے اس کے کہ اس بات سے خوش ہوتے کہ آخر ان کے نقطۂ نگاہ سے بھی ہم دوسرے مسلمانوں میں آپ کی قبولیت ہی پھیلا رہے ہیں۔ آنکھیں بند کرکے ہماری مخالفت میں مخالفین سلسلہ کے ہمنوا ہو رہے ہیں۔ اور اپنے ہی اعداء کو یہ کہکر قوت پہنچا رہے ہیں کہ دراصل حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا تھا۔ اس بات کو چھوڑ دو کہ ان دونوں میں سے صحیح بات کونسی ہے۔ آیا آپ کا دعویٰ نبوت کا تھا یا آپ کا دعویٰ مجددیت اور محدثیت کا تھا۔ اور دعویٰ نبوت سے انکار تھا۔ لیکن کیا اس میں کچھ شبہ ہے کہ اگر ہم حضرت مرزا صاحب کو صرف مجدد کے طور پر پیش کریں۔ اور آپ کو لوگ مجدد تسلیم کریں تو بہرحال یہ آپ کی قبولیت ہے۔ اور اس سے قادیانیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ بلکہ خود انہیں بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی قبولیت پھیلتی ہے۔ اور مخالفین سلسلہ اس کا مقابلہ کریں تو ان کے لئے تو یہ بات موزوں ہے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ حضرت مرزا صاحب کی قبولیت پھیلے۔

حیرت انگیز بات

لیکن یہ کس قدر حیرت انگیز بات ہے کہ جہاں ہم نے کوئی اعلان شائع کیا کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا اور ہم آپ کو صرف مجدد مانتے ہیں تو قادیانی علماء دیوانہ وار اٹھتے ہیں اور ہزاروں روپیہ ہماری مخالفت پر صرف کر دیتے ہیں مگر وہ درحقیقت ہماری مخالفت پر صرف نہیں کرتے وہ حضرت مرزا صاحب کی قبولیت کو پھیلنے سے روکنے پر صرف کرتے ہیں۔ کیا اس سے صاف معلوم نہیں ہوتا کہ اگر روحانی اندھا پن بھی کوئی مدارج رکھتا ہے تو قادیانی علماء جو حضرت مرزا صاحب کی قبولیت کو پھیلنے سے روکنے پر اور ہمارے استیصال پر اپنی قوت اور مال صرف کرتے ہیں ان مخالفین سے زیادہ اندھے ہیں۔ جو اس جماعت کا استیصال کرنا چاہتے ہیں جو اسلام کی قبولیت کو دنیا میں پھیلا رہی ہے کیونکہ وہاں تو پھر بھی قادیانی جماعت کو مدنظر رکھکر کوئی وجہ مخالفت ہے۔ کہ وہ آنحضرت صلعم کے بعد ایک نبوت کا نیا سلسلہ شروع کرتے ہیں۔ یہاں اس قدر بھی نہیں۔

ہم قادیانی جماعت کی مخالفت میں حق بجانب ہیں

ہم اگر قادیانی جماعت کی مخالفت کریں تو ہم بالکل حق بجانب ہیں اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرکے آپ کی قبولیت میں ایک سخت روک پیدا کر رہے ہیں۔ اور مخالفین سلسلہ کو قوت پہنچا رہے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کے ختم نبوت کے بعد جو مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے ایک نیا سلسلہ نبوت قایم کرتے ہیں۔ اس لئے ہمارا ان کی مخالفت کرنا خدمت اسلام کے مفہوم میں داخل ہے۔ خدمت احمدیت کے مفہوم میں داخل ہے۔ اور ہماری ایسی مخالفت اعدائے سلسلہ کے لئے بھی قوت کا موجب نہیں اس لئے کہ ہم آنحضرت صلعم کے بعد نہ نئی نبوت کے قائل ہیں نہ پرانی کے۔ بلکہ آنحضرت صلعم کی ختم نبوت کو صحیح معنی میں قایم کرتے ہیں کہ آپ کے بعد نہ کسی نبی کی ضرورت ہے نہ کوئی نبی آسکے گا۔ نہ نیا نہ پرانا۔ اور ہمارا عقیدہ قادیانیوں کی افراط اور اعدائے سلسلہ کی تفریط کا یکساں جواب ہے۔

قادیانی اعدائے اسلام کا ساتھ دے رہے ہیں

مگر قادیانیوں کا ان لوگوں کی مخالفت کرنا جو حضرت مسیح موعود کی مجددیت کو تسلیم کراتے ہیں۔ نہ صرف قبولیت سلسلہ میں ایک روک پیدا کرنے اور اندھوں کی طرح اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑا مارنے کا مصداق ہے بلکہ یہ صریحاً اعدائے سلسلہ کی تائید ہے کہ جس بات کو وہ حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کرکے سلسلہ کا استیصال کرنا چاہتے ہیں وہی باتیں ہمارے قادیانی علما بھی کہہ رہے ہیں۔ اور وہ کھلے طور پر اعدائے سلسلہ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ سو ہمارے لئے اس دوہری مصیبت کا سامنا ہے۔ اور جیسا کہ میرے ایک دوست نے جو ہماری جماعت میں شامل نہیں کہا ہماری جماعت کی حالت اس دانہ کی طرح ہے جو چکی کے دو پتھروں کے درمیان ہو۔ ادہر سے اعدائے سلسلہ ہمیں نابود کرنے کی فکر میں ہیں ادھر قادیانی جماعت بھی اپنی پوری قوت ہمارے خلاف خرچ کر رہی ہے۔ لیکن خوب یاد رکھو کہ حق کے ساتھ خدا کی نصرت ہوتی ہے۔ اور یہ دانہ بڑھے گا۔ پھولے گا۔ پھلے گا۔ کزرع اخرج شطأہ۔

اپنی قوت کو مجتمع کرو

ان حالات میں ہماری جماعت کی پہلی ضرورت یہ ہے کہ وہ اپنی قوت کو مجتمع کرکے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرے۔ اپنے آپ کو بچانے سے یہ مراد نہیں کہ ہمیں کوئی قتل کرنا چاہتا ہے تو ہم اپنے جسموں کی حفاظت کرلیں۔ اس میں شک نہیں کہ ہمیں مرتد قرار دے کر ہمیں قتل کرنے کے لئے بھی عوام الناس کو اکسایا جاتا ہے کیونکہ ان علما کے نزدیک مرتد واجب القتل ہے۔ اور وہ صرف حکومت کے خوف سے ایسا کھلا فتوے دینے سے رکے ہوئے ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو بچانے سے مراد ان اصول حقہ کو بچانا ہے جن کے لئے ہماری جماعت کو کھڑا کیا گیا ہے۔

اصول جماعتوں کے بغیر قایم نہیں ہوتے

کیونکہ کتنے بھی اصول اعلیٰ درجہ کے ہوں وہ اپنے آپ دنیا میں قایم نہیں ہوتے جب تک کہ ایک جماعت ان کو قایم کرنے کے لئے اپنی جانیں اور اپنے مال وقف نہ کردے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید جیسا اعلیٰ اصول۔ محمد رسول اللہ صلعم جیسا کامل مکمل انسان اسے قایم کرنے کے لئے مبعوث ہوتا ہے مگر پھر بھی جب تک ایک جماعت اسے قایم کرنے کے لئے ساری دنیا کے مقابلہ میں کھڑی نہیں ہوجاتی وہ قایم نہیں ہوتا۔ اس سے صاف نظر آتا ہے کہ سنت اللہ یہی ہے کہ اعلیٰ درجہ کے اصولوں کا دنیا میں قایم ہونا بدون ایک جماعت کی قربانیوں کے نہیں ہوسکتا۔

ہم بزرگان دین کی خدمات کی تحقیر نہیں کرتے

میرے محترم دوست سید سلیمان صاحب ندوی کو یہ غلطی لگی ہے کہ ہم گویا ان بزرگان دین کی خدمات کی تحقیر کرتے ہیں جنھوں نے حضرت مرزا صاحب سے پیشتر عیسائیت کے مقابل پر خدمت دین کی۔ مولانا رحمت اللہ ہوں۔ یا سر سید یا مولوی چراغ علی جس نے کوئی خدمت اسلام پہلے کی یا جو کوئی خدمت اسلام آج کرتا ہے ہم سب کی عزت کرتے ہیں۔

ہماری خواہش

لیکن اس کے ساتھ ہی اس بات کے خواہاں ہیں کہ ہمارے مسلمان بھائی بھی کسی کی خدمت اسلام کے لئے اس کی عزت کرنا سیکھیں۔ اور بجائے اس کے کہ کوئی عقائد کی باریکیوں میں پڑ جائے کہ فلاں مسئلہ کی فلاں باریکی میں فلاں شخص یوں غلطی کرتا ہے اور کوئی اپنی علمی فضیلت پر فخر کرتا ہوا اس بات کے درپے ہوجائے کہ فلاں علمی اصول کی فلاں باریکی سمجھنے میں فلاں نے یہ غلطی کھائی ہے۔

عزت کا معیار خدمت اسلام ہونا چاہئے

مسلمانوں میں ایک دوسرے کی عزت کا معیار یہ ہونا چاہیے کہ کس شخص نے خدمت اسلام کیا کی ہے۔ کسی بزرگ نے اپنے زمانہ میں عیسائیت کا مقابلہ کیا۔ کسی بزرگ نے آریہ سماج کے مقابل پر کچھ کوشش کی۔ کسی نے مسلمانوں کی اندرونی اصلاح پر کچھ زور لگایا وہ سب قابل شکریہ اور ہماری دعائیں ان کے ساتھ کہ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا۔

حضرت مرزا صاحب کی خدمات دینی

مگر آج جس شخص نے اکیلے اٹھ کر عیسائیت کا بھی مقابلہ کیا آریہ سماج کا بھی مقابلہ کیا۔ برہمو سماج کا بھی مقابلہ کیا۔ ہندوؤں پر بھی اتمام حجت کیا۔ سکھوں پر بھی اتمام حجت کیا۔ پارسیوں اور بدھوں پر اتمام حجت کیا۔ اور نہ صرف یہ سب کچھ کیا بلکہ خدمت اسلام کے لئے ایک جماعت کے سینوں میں آگ لگا دی جو اپنے مال اور جانیں اس کے لئے قربان کر رہے ہیں۔ اور ایسے کفرستانوں میں اسلام کا جھنڈا گاڑ رہے ہیں۔ جہاں آج تک تبلیغ اسلام نہ ہوئی تھی۔ اور قرآن شریف کو مختلف زبانوں میں دنیا کے کناروں تک پہنچا رہے ہیں۔ جن کی کوششوں کی بدولت آج یورپ کے خواندہ طبقہ کی رائے اسلام کے متعلق بدل رہی ہے کیا یہی حق ہے کہ اس شخص کی خدمات کا اعتراف کرنے کے بجائے اس پر نکتہ چینی کو انتہا تک پہنچایا جائے۔ کہ اگر نکتہ چینی کی ایک راہ بند ہوجائے تو دوسری طرف سے اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی جائے۔

ناشکری کا ارتکاب کس کی طرف سے ہورہا ہے؟

یہ بزرگ خود غور کرلیں کہ ناشکری کا ارتکاب کس کی طرف سے ہورہا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ کوئی حضرت مرزا صاحب پر نکتہ چینی نہ کرے۔ مگر کاش ان کی خدمات کے اعتراف کے لئے بھی کبھی سینہ کھلے۔ تو ہمیں بھی سمجھ آجائے کہ اس مخالفت کی بنیاد حق طلبی پر ہے تعصب اور تنگدلی پر نہیں۔

(باقی آئندہ)

خادم

(محمد علی)

پشاور آڈٹ آفس کا قضیہ

آڈٹ آفس پشاور کے افسوسناک معاملہ کا ذکر اس سے قبل ان صفحات میں ہوچکا ہے۔ انگریز حاکم اعلیٰ نے ہندو ماتحتوں کی سازش کا شکار ہوکر بے حقیقت و موہوم الزام پر ایک نیکنام اور لایق مسلمان افسر شیخ تاج محمد صاحب کو معطل اور پانچ بے قصور مسلمان کلرکوں کو برخاست کردیا۔ اس ظلم کے خلاف اسلامی ہند کے گوشے گوشے سے آواز بلند ہوئی۔ کئی ماہ سے اسلامی اخبارات اس کارروائی کے خلاف پے درپے مضامین لکھ رہے ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کے بہرے کانوں پر اس چیخ پکار اور آہ و فغاں کا کوئی اثر نہیں ہوا جس کی وجہ سے مسلمانوں کا اضطراب روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ حکومت ہند کے لئے لازم ہے کہ جلد سے جلد ایک غیر جانبدار تحقیقاتی کمیشن مقرر کرکے مسلمانوں کے اضطراب کو دور کرے۔ ورنہ سمجھا جائیگا کہ وہ مسلمانوں کی جائز شکایات کو بھی سننا نہیں چاہتی اور ہندو ملازموں کے اشارے پر اسے مسلمانوں کا گلا گھونٹنے میں کوئی تامل نہیں۔

تین افسوسناک موتیں

گزشتہ مہینہ کا آخری عشرہ مسلمانان ہند کے لئے بہت ہی نامبارک ثابت ہوا کیونکہ اس میں تین ایسی شخصیتوں نے یکے بعد دیگرے وفات پائی جن کا وجود دورِ قحط الرجال میں بسا غنیمت تھا - ہماری مراد نواب سر ذوالفقار علی خاں صاحب - منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار - مولانا سید انور شاہ صاحب دیوبندی سے ہے - یہ تینوں بزرگ ایسے ہیں جن سے ہر تعلیم یافتہ مرد عورت بخوبی واقف ہے - اور ان میں سے ہر ایک کی موت ایک بہت بڑا قومی نقصان ہے -

نواب سر ذوالفقار علی خاں صاحب ریاست مالیر کوٹلہ کے شاہی خاندان کے معزز رکن اور مسلمانوں کے ایک نہایت صحیح الخیال مخلص - ذی علم اور مخیر رہنما تھے - مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کے ممتاز ارکان میں تھے اور اپنے ذاتی محاسن - قومی خدمات - اور خاندانی وجاہت کی وجہ سے مسلمانوں کے علاوہ ہندو - سکھ اور انگریزوں میں بھی نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے - عرصہ تک مختلف کونسلوں اور اسمبلی کے ممبر رہے - آجکل کونسل آف سٹیٹ کے رکن تھے - انتقال کے وقت مرحوم کی عمر صرف ۵۸ سال تھی - دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں -

منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار اردو زبان کے سب سے پرانے اخبار نویس اور سیلف میڈ آدمی تھے - اسلامی پریس کی آپ نے طویل عرصہ تک خدمت کی - شمالی ہندوستان میں اخبار نویسی اور اخبار بینی کا شوق پیدا کرنے میں آپ کی کوششوں کو بہت کچھ دخل ہے - صاحب تصنیف بھی تھے - ہماری طرح بے شمار مسلمانوں کو مرحوم کے مذہبی و سیاسی عقائد و مسلک سے اختلاف ہے - لیکن اسلامی پریس اور اردو زبان کی مرحوم نے جو خدمات کیں وہ اس قدر وقیع ہیں کہ ان کی موجودگی میں اختلافات کو بھلا دینا ہی بہتر ہے انتقال کے وقت مرحوم کی عمر ۴۷ سال تھی -

مولانا سید انور شاہ صاحب علمائے دیوبند میں بہت ارفع درجہ رکھتے تھے - جاننے والے بیان کرتے ہیں - کہ مرحوم ایک جیّد عالم تھے - علم حدیث پر غیر معمولی عبور تھا - مدتوں دار العلوم دیوبند میں درس دیا - اختلافات کی وجہ سے ڈابھیل (ضلع سورت) تشریف لے گئے - عرصہ سے بعارضہ بواسیر بیمار تھے - یہی مرض موت کا باعث ہوا - ہمیں افسوس ہے کہ دیوبندی عقائد اور دار العلوم کے قیام کی وجہ سے مسلمانوں کو مرحوم کے علم و فضل سے کوئی نمایاں فائدہ نہ پہنچا دیوبند اندھی تقلید - نقصان رساں قدامت پسندی اور تنگ خیالی کا بہت بڑا مرکز ہے - بہت سی غیر معمولی قابلیتیں اور سعید روحیں یہاں ضائع ہو رہی ہیں - مسلمانوں کی تکفیر یہاں کے علما کا دلچسپ مشغلہ ہے - افسوس مولانا مرحوم بھی اس ماحول سے ہمیشہ متاثر رہے - اور مشغلۂ تکفیر اور جماعت احمدیہ کی غیر معقول مخالفت سے اپنا دامن نہ بچا سکے - مکفرین لاہور کی نام نہاد مجلس دعوت و ارشاد کے سرپرست تھے - اور تھوڑا عرصہ ہی ہوا لاہور تشریف لائے اور دوران تقریر میں فرمایا کہ میں جماعت احمدیہ کو تباہ کر کے دم لونگا - کسے معلوم تھا کہ لاہور میں یہ ان کی آخری تقریر ہے - بہرحال ہم ان کی وفات کو ایک علمی حادثہ سمجھتے ہیں ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم مذکورہ بالا تمام حضرات کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے ان تمام کے اعزہ و احباب اور متعلقین سے ہمیں دلی ہمدردی ہے - اللہ تعالیٰ انہیں توفیق صبر دے -

---

مولوی صاحبان کی توجہ کے قابل

اخبارات میں خبر شائع ہوئی ہے کہ ایک صاحب بہادر آرتھر نامی نے جو آج کل لندن کے ایک ہوٹل میں مقیم ہیں - یہ پیشگوئی کی ہے کہ دنیا کا موجودہ دور ۱۲ جون کو ختم ہو جائیگا اس لئے لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا روپیہ عیش و عشرت میں صرف کر دیں - ان صاحب بہادر نے ایک اخباری نمائندہ سے کہا کہ میں نے بائیبل کا بغور مطالعہ کیا ہے میں اس کی تمام پیشگوئیوں پر ایمان رکھتا ہوں - میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان سے پیہم تباہیاں برس رہی ہیں - لوگ سراسیمہ ادھر ادھر دوڑ رہے ہیں - ۱۲ جون **کو حضرت عیسٰےؑ آسمان سے نازل ہوں گے گنہگاروں کو سزا دی جائے گی انسان مردے بنکر آسمان کی طرف اڑنے شروع ہو جائیں گے - سات سال تک یہ سلسلہ جاری رہے گا - اس کے بعد دس ہزار برس تک حضرت عیسٰےؑ دنیا پر حکومت کریں گے** وغیرہ وغیرہ - ہمارے حیات مسیح کے قائل مولوی صاحبان کو بھی حضرت عیسٰےؑ کے نزول کا سخت انتظار ہے لہذا یہ پیشگوئی ان کی خاص توجہ کے قابل ہے

(بقیہ کالم ۳)

لگ جاتا ہے کہ ان لوگوں کے دکھانے کے دانت اور ہیں اور کھانے کے اور - وجاہات کا نہ سر ہے نہ پاؤں - مسیح کے آسمان پر جانے کی کیا عمدہ وہابیانہ دلیل ہے -

"ہاں صاحب فرشتے آپ کو آسمان پر اٹھالے گئے کسی مکان پر حملہ ہو تو ماں اپنے چھوٹے بچہ کو گود میں اٹھا کر اوپر کی چھت پر چڑھ جاتی ہے"

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ کی کیسی عمدہ وہابیانہ تردید ہے -

دوسرا نکتہ معرفت سنئے :-

"بات یہ ہے کہ آپ نے قوم سے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں - اللہ مجھے کتاب عنایت کرے گا - مجھے نبوت عطا کرے گا - میں نماز پڑھا کرونگا - میں زکوٰۃ دونگا"

"مسیح زکوٰۃ نہیں دے سکے جب آپ دوبارہ تشریف لائیں گے تو اس حکم کی بھی پیروی کریں گے"

دیکھا ؟ یہ ہے عزت کلام الٰہی کی اور یہ ہے عزت ایک پیغمبر کی جو وہابیوں کے دلوں میں ہے - یہ کونسی حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح پہلے زکوٰۃ نہیں دیتے تھے - بلکہ دوبارہ آ کر ادا کر دیں گے قرآن کریم کی اس آیت میں کہاں اس بات کا اشارہ ہے - تحریف قرآنی اسی کا نام نہیں تو پھر تحریف کسے کہتے ہیں -

---

وہابی شیریں کلامی

موہدرہ ضلع گوجرانوالہ سے ایک وہابی رسالہ نکلتا ہے - جس کا ایڈیٹر اصلاح مسلمین کا دم بھرتا ہے - اور وہابیانہ خیالات کے پھیلانے میں پیش پیش رہتا ہے - اور احمدیوں کے ساتھ برابر کے مناظرات کرنے میں ہمیشہ دم دبا کر بھاگنے کی کوشش کرتا ہے اپنے تازہ رسالہ میں یوں گل افشانی کرتا ہے :-

"لاہوری پارٹی قادیانی پارٹی سے زیادہ خطرناک ہے - کیونکہ یہ منافق ہے"

یہ ان وہابیوں کی تحریرات کا نمونہ ہے جو رات دن لوگوں کو حدیثیں سناتے ہیں کہ ایک شخص کو کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کر دینے پر حضرت نبی کریمؐ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا کہ مقتول نے منافقت سے کلمہ پڑھا تھا - لیکن چودھویں صدی کے وہابی اپنی ایمانداری کا یہ نمونہ دکھا رہے ہیں کہ ایک قوم کو رات دن نمازیں پڑھتے دیکھتے ہیں لیکن منافقت کا فتوے دیتے ہوئے خدا کا خوف نہیں کرتے - سچ فرمایا حضرت نبی کریمؐ نے کہ آخری زمانہ کے علماء سے بڑھکر دنیا میں کوئی برا نہ ہوگا -

مولوی صاحب ہمیں منافق کیوں کہتے ہیں ؟ اس لئے کہ ہم برابر کی چوٹ مارتے ہیں - اور معاملہ کے دونوں رخ سامنے کر دیتے ہیں - حضرت مسیح موعود پر یہ لوگ توہین انبیاء کا الزام لگاتے ہیں - ہم ان کے عقائد سے ثابت کر دیتے ہیں کہ جملہ انبیاء کی توہین کرنا خود ان کے عقائد میں داخل ہے - اور ان کے گندے عقائد سے کوئی خدا کا پاک نبی بری نہیں - جب وہابی مناظر کو حضرت مسیح موعود کے اعمال و افعال، اخلاق و عقائد پر اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے - تو فریق ثانی کو کیوں حق حاصل نہیں کہ وہابیوں کے ان گندے اعمال و افعال اور اخلاق و عقائد کا اظہار کرے جو وہ انبیاء علیہم السلام کی نسبت رکھتے ہیں - وہابی جذبات تو ان باتوں سے بھڑک اٹھتے ہیں لیکن گویا دوسرا فریق جذبات رکھتا ہی نہیں - انشاء اللہ آئندہ جب بھی مناظرہ وہابیوں سے ہوگا وہ حتی الوسع تحریری ہوگا - اور مساویانہ اصولوں پر ہوگا - جہاں وہابی حضرت مسیح موعود کے اسلام پر بحث کریں گے - وہاں خود ان کا اسلام و ایمان بھی زیر بحث آئیگا - جہاں حضرت مسیح موعود کی صداقت و عدم صداقت پر بحث ہوگی وہاں اسی معیار پر جن لوگوں کو وہابی سچا سمجھتے ہیں ان کا صدق و کذب زیر بحث آئے گا - جہاں حضرت مسیح موعود کے دماغ کی صحت و خرابی زیر بحث آئے گی وہاں وہ احادیث زیر بحث آجائیں گی جن میں معاذ اللہ ایک صاحب الشریعت اولوالعزم نبی کے دماغ کو وہابی صاحبان مختل قرار دیتے ہیں - اور اس طرح وہابیوں کے مالیخولیا اور مراق کا علاج کر دیا جائے گا -

وہابی اور ان کے ہمنواؤں کو کھلے بندوں اعتراضات کرنے کی اجازت ہے - لیکن اپنے گندے عقائد پر بھی اعتراضات سننے کے لئے تیار رہیں - یہ الگ بات ہے کہ اب برابر کی چوٹ دیکھ کر وہ مناظروں کے میدان سے بھاگ جائیں لیکن باوجود اس کے ان کے گندے عقائد اب بہت دیر تک عوام سے پوشیدہ نہیں رہ سکتے -

مثال کے طور پر یہی وہابی مولوی جو کچھ معارف اپنے رسالہ میں زیر عنوان "برہان قرآن" لکھ رہا ہے ان کے پڑھنے سے پتہ

(باقی دوسرے کالم میں)

لاہور کے زنانہ کالج میں عربی

لاہور کا "گورنمنٹ کالج فار ومینز" صوبہ بھر میں ایک ہی سرکاری زنانہ کالج ہے اور پردہ نشین لڑکیوں کے لئے تو یہی ایک درسگاہ ہے جس میں وہ آسانی سے تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔ لیکن اس میں کلاسک زبانوں اور اقتصادیات کی تعلیم کا اب تک کوئی انتظام نہیں کلاسک زبانوں میں سے سنسکرت تو اس میں پڑھائی جاتی ہے لیکن عربی کی طرف کسی کی بھی توجہ نہیں۔ حالانکہ اس دفعہ تین لڑکیوں نے عربی پڑھنے کے لئے درخواست بھی دے رکھی ہے۔ اور اگر انتظام ہو جائے تو شاید اور لڑکیاں بھی عربی لینے پر آمادہ ہو جائیں اقتصادیات نہایت ضروری مضمون ہے لیکن اس کے لئے بھی کوئی بندوبست نہیں جو مسلمان لڑکیاں ایف اے میں عربی اور اقتصادیات پڑھ کر اس کالج کی بی اے کلاس میں داخل ہوتی ہیں ان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یا تو وہ تعلیم ہی ترک کر دیں یا ان دونوں مضمونوں کی جگہ اور مضامین لے لیں ظاہر ہے کہ بی اے میں نئے مضامین لینا اور ان کو تیار کرنا کس قدر مشکل ہمیں ایک مسلمان لڑکی کا حال معلوم ہے جسے محض اس دقت کی وجہ سے اپنی تعلیم کا سلسلہ ہی منقطع کرنا پڑا۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک قرارداد میں آنریبل وزیر تعلیم اور دوسرے حکام کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ زنانہ کالج میں کم از کم عربی کی تعلیم کے لئے تو ایک پروفیسر جلد سے جلد مقرر کر دے تاکہ عربی کی شایق مسلمان لڑکیاں اس سے محروم نہ رہنے پائیں۔ اگر محکمہ نے اس کا کوئی انتظام نہ کیا تو یہ سمجھا جائے گا کہ مسلمان لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم میں جان بوجھ کر رکاوٹ پیدا کی جا رہی ہے۔

(انقلاب)

زنانہ گورنمنٹ کالج میں عربی کا کوئی انتظام نہیں

مسلمان لڑکیوں کی تعلیم کے بارہ میں حکومت کی طرف سے حوصلہ افزائی ہونے کے بجائے طرح طرح کی جو مشکلات پیدا کی جا رہی ہیں ان کے متعلق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے ایک قرارداد پاس کر کے اس کی نقول آنریبل وزیر تعلیم ڈائرکٹر تعلیم اور پنجاب یونیورسٹی اور پریس وغیرہ کو بھجوائی ہیں اس قرارداد سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ بھر میں لڑکیوں کی تعلیم کے اس واحد زنانہ کالج میں سنسکرت کی تعلیم کا تو باقاعدہ انتظام ہے مگر مسلمان لڑکیوں کے لئے عربی کا کوئی انتظام نہیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس وقت بی اے کلاسز کی تین طالبات عربی لینے کی درخواست پرنسپل کالج سے کر رہی ہیں اس لئے حکومت کو کالج مذکور میں فوراً عربی تعلیم کا بندوبست کر دینا چاہیئے۔ تاکہ عربی پڑھنے کی خواہشمند طالبات کی تعلیم میں ہرج نہ ہو۔ (کشمیری)

عقائد وہابیہ اور ختم نبوت

ہمارے مہربان سیالکوٹی وہابی بھی کبھی کبھی جوش میں آکر ایسی ایسی وہابیانہ منطق چھانٹنی شروع کر دیتے ہیں۔ کہ انہیں اس بات کا علم تک نہیں رہتا کہ وہ دوسروں پر اعتراضات کر کر کے خود اپنے عقائد کی جڑوں پر کلھاڑا چلا رہے ہیں۔ وہابیوں کے امرتسری اخبار مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۳۳ء میں ایک مضمون "ختم نبوت اور مرزائے قادیان" پر شائع ہوا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود کی ایک نامکمل عبارت لکھکر وہابی صاحب حسب ذیل درافشانی کرتے ہیں:-

"آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی وغیرہ کے خلاف جو جو بھی استنباطی دلیل لائیں وہ بوجہ اعلان و قانون الٰہی کے خلاف ہونے کے بالکل مردود ہے۔"

"نبوت کے بند ہو جانے کی دلیل آیت خاتم النبیین اور احادیث صحیحہ ہیں۔ چنانچہ مسند امام احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ رسالت اور نبوت میرے بعد منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہو گا اور نہ کوئی نبی۔ اسی طرح صحاح کی کئی ایک احادیث ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلعم قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ آپ کے بعد کوئی **نیا نبی** نہیں ہو گا۔"

اگر مندرجہ بالا استدلال صحیح ہے تو پھر آنحضرت کے بعد کسی پرانے نبی کا آنا کس آیت قرآنی سے ثابت ہوا؟ اور کیا آیت خاتم النبیین اور احادیث صحیحہ کی موجودگی میں کسی پرانے نبی کا آنا **اعلان و قانون الٰہی** کے خلاف نہ ہو گا۔ پھر جب حضرت نبی کریم قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ تو پھر ایک پرانی اینٹ کو اکھاڑ کر اس آخری اینٹ کے بعد لگانے کی کیا ضرورت پیش آگئی۔ کیا وہ پرانی اینٹ کچی اور کمزور ہو گئی تھی۔ یا معمار نے غلطی کی اور پکی اینٹ کے بجائے ایک کمزور اینٹ لگا دی۔

آنے والے مسیح کو قرآن میں رسول کہا گیا ہے اور احادیث میں بھی اس کے ساتھ نبی اللہ کا لفظ موجود ہے۔ اس کے مقابل نہ قرآن سے اور نہ احادیث سے ثابت ہے کہ کوئی رسول اور نبی اپنی رسالت اور نبوت سے معزول ہو کر امتی بن سکتا ہے۔ جب یہ بات ہے تو نہ کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت باقی رہی اور نہ پرانے نبی کی کیونکہ بقول مولانا:-

"احکم الحاکمین نے آیت خاتم النبیین اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم سے اعلان کر دیا ہے کہ ہمارے آخری رسول محمد صلعم کے بعد نبوت کا دروازہ بالکل بند ہے۔"

جب دروازہ نبوت بالکل بند ہے تو نہ پرانے کی گنجائش ہے نہ نئے کی۔ مولوی صاحب سیدھی طرح کیوں ناک کو ہاتھ نہیں لگاتے۔ پس مولوی صاحب کے لئے ایک ہی راہ کھلی ہے۔

"کہ نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو چکی ہے۔ اب آپ کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ بموجب صحیح حدیث کے دجال وکذاب ہے۔"

وہ مدعی خواہ نیا ہو یا پرانا۔ کیا مولوی صاحب اس صحیح راہ کی طرف آنے کی جرات کر سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ مولوی صاحب مذکور نے حضرت مولانا محمد علی صاحب کا حوالہ بھی دربارہ نبوت پیش کیا ہے لیکن کیا اچھا ہوتا کہ وہ حضرت مولانا صاحب کی دیگر کتب النبوت فی الاسلام اور مسیح موعود وغیرہ بھی دیکھ لیتے۔ تو ان پر اپنے فاسد عقائد کی قلعی بھی کھل جاتی۔ کہ حضرت مسیح موعود کا دعویٰ نبوت ہرگز نہ تھا اور نہ آپ بعد نبی کریم صلعم کسی پرانے یا نئے نبی کے آنے کا اعتقاد رکھتے تھے۔ کیونکہ آیت خاتم النبیین اور الیوم اکملت لکم دینکم کسی پرانے اور نئے نبی کے آنے میں روک ہیں۔ مولوی صاحب مذکور ابھی تک بسم اللہ کے گنبد میں بیٹھے ہوئے ہیں اور انہیں اس بات کا علم تک نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے آنحضرت صلعم کے بعد ہر ایک قسم کی خواہ نئی ہو یا پرانی۔ صاحب شریعت ہو یا غیر صاحب شریعت نبوت کی بڑے زور سے تردید کی ہے۔ مولوی صاحب مذکور میں ہمت ہے تو وہ دلائل توڑ کر دکھائیں جو ہماری جماعت کی طرف سے ختم نبوت پر شائع ہو چکے ہیں۔ وہ جیسا قادیانیوں کی نئی نبوت پر زد مارتے ہیں۔ اسی طرح ملانوں کی پرانی نبوت کی جڑ پر کلھاڑا چلاتے ہیں۔

میسور مساجد کانفرنس

مسلمانان شیموگہ کا یہ جلسہ (مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۳۳ء) بصدارت عبدالرحیم صاحب میسوری یہ قرارداد منظور کرتا ہے کہ:-

(۱) چونکہ مسلمانوں کی فلاح و بہبود تنظیم مساجد پر منحصر ہے اس لئے یہ جلسہ . . . . . منظور کرتا ہے کہ میسور کے قاضیوں، پیش اماموں - موذنوں کی ایک کانفرنس کا انعقاد فوراً کیا جائے۔ اور مسلمانوں کی تعلیمی، اقتصادی، مذہبی ترقی میں مسجد اور ممبر سے کتنی مدد لی جا سکتی ہے۔ اس پر غور و خوض کرنے کے بعد ایک لائحہ عمل تیار کیا جائے جس سے مسلمانوں کی پستی کا سدباب کیا جائے۔ اور ان کو شاہراہ ترقی پر لایا جائے۔

قرار پایا کہ اس تجویز کو عملی صورت میں لانے کے لئے ایک با رسوخ اور مضبوط استقبالیہ کمیٹی کا تقرر ہو جس کے صدر جناب سرقاضی میر محمود صاحب اور جنرل سکرٹری عبدالجبار خلیل صاحب بی اے - بی یل - اور فنانشل سکرٹری جناب عبدالرحیم صاحب میسوری منتخب کئے جائیں اور جنرل سکرٹری سے استدعا کی جائے کہ جلد سے جلد میسور پراونس کے کسی مناسب مقام میں اس کانفرنس کا انعقاد کرنے کی کوشش کرے اور میسور پراونس کے تمام قاضیوں، پیش اماموں، موذنوں اور دیگر اصحاب سے جو اس تحریک میں دلچسپی لیتے ہوں درخواست کی جائے کہ دو روپے روانہ کر کے اسپیشل کمیٹی کے ممبر یا آٹھ آنے دے کر ڈیلیگیٹ بن جائیں۔

فیصلہ ہوا کہ کانفرنس میں باقاعدہ صدر دفتر کے قرار پانے تک عارضی طور پر اس کمیٹی کا صدر مقام نمبر ۳۹ مسلم ہال روڈ بنگلور سٹی مقرر کیا جائے۔

عبدالجبار خلیل بی اے - بی ال - ایڈووکیٹ
جنرل سکرٹری میسور مساجد کانفرنس بنگلور سٹی

حکومت ٹرکی نے دیہاتی آبادی کی اصلاح و تعلیم کے لئے ایک عظیم الشان پروگرام مرتب کیا ہے۔ جس میں متحرک نمائش اخبار اور کتب خانوں کے ذریعے تعلیم کی اشاعت شامل ہے۔ اس پروگرام کو عملی صورت دینے کے لئے کوشش شروع ہو چکی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

مدراس میں چمڑے کا اکثر کاروبار مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے اور اس کام میں مسلمانوں کے بڑے بڑے کارخانے اور فرمیں ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک - مدراس میں ابھی سے بہت زیادہ گرمی پڑنے لگ گئی ہے۔

رات آرام سے سفر کیا۔ بچوں کی ہمراہی کی وجہ سے صبح ہوتے ہی کھانے پینے کی فکر ہوئی۔ لیکن کھانے پینے کا انتظام ادھر بھی کچھ نہ تھا۔ سٹیشنوں پر چھابڑی والے کچھ عجیب بولیاں بول رہے تھے۔ "زبان یار من ترکی دمن ترکی نمیدانم" پلے خاک نہ پڑتا تھا اردو۔ انگریزی میں ان سے کھانے کا دریافت کریں تو بٹر بٹر منہ دیکھیں آخر گونگوں کی طرح ہاتھ منہ کی طرف لیجا کر اشارہ کیا کہ ہمیں کھانا چاہیئے۔ تو جواب اسی ترکی میں ملا - جواب تو سمجھ میں نہ آیا البتہ سر کا ایک شانہ سے دوسرے شانہ کی طرف ہلنا تھا تاکہ سٹیشن پر کھانے کا کوئی انتظام نہیں۔ دن کے ایک بجے تک کچھ نہ ملا۔ بچوں کو لاہور سے لائے ہوئے بسکٹوں سے تسلی دی۔ آخر خدا خدا کرکے ایک جگہ سے کچھ چاول اور آلو کا سالن ملا۔

تنجور جنکشن

تنجور جنکشن پر گاڑی پہنچی تو ایک بزرگ ٹہلتے ہوئے ہمارے کمپارٹمنٹ کے آگے سے گزرنے کو تھے۔ کہ مجھے دیکھ کر قریب آ گئے علیک سلیک کے بعد جب انہیں یہ علم ہوا کہ میں جزائر فجی میں آریہ سماج اور عیسائیت کے مقابلہ کے لئے جا رہا ہوں تو بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ وہ بھی جزائر مالدیپ میں وعظ کے لئے تشریف لیجا رہے ہیں اور اسی گاڑی میں سفر کر رہے ہیں۔

آپ احمد آباد کے رہنے والے ہیں اور ملا غلام حسین صاحب نام ہے۔

میں نے اپنے سامنے ایک واعظ کو پاکر تکفیر اہل قبلہ کے خلاف اپنے خیالات پیش کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ اگر آپ اپنے مواعظ سے قوم کو سربلند کرنے کی کوشش میں ہیں تو سب سے پہلے آپ کو مسلمانوں سے تکفیر بازی کی لعنت کو دور کرنا چاہیئے ملا صاحب نہایت متاثر ہوئے - اور مجھ سے اتفاق کیا فرمانے لگے کہ میں آپ سے آئندہ خط و کتابت رکھنا چاہتا ہوں اس پر میں نے انہیں اپنا فجی والا پتہ نوٹ کرا دیا - اور ان کا احمد آباد والا پتہ نوٹ کر لیا۔ ملا صاحب دو ماہ جزیرہ مالدیپ میں رہ کر واپس احمد آباد تشریف لیجائیں گے۔

گاڑی تین بجے منڈاپم سٹیشن پر پہنچی اس جگہ کوارنٹین ہے۔ ڈاکٹری ملاحظہ ہوتا ہے اور پاسپورٹ دیکھ کر آگے سیلون گورنمنٹ کی حد میں داخل ہونے کے لئے اجازت نامہ لکھ دیا جاتا ہے، تھرڈ کلاس کے مسافروں کو اتار لیا جاتا ہے۔ اور بعض اوقات تین تین یوم تک کوارنٹین میں رکھا جاتا ہے۔

کمرے میں آکر ڈاکٹر نے نبض دیکھی - ٹیکے ملاحظہ کئے۔ اور پاسپورٹ دیکھا - ڈاکٹر صاحب کرسچن تھے۔ پاسپورٹ میں میرے نام کے آگے لفظ "مشنری" دیکھ کر فرمانے لگے کیا آپ فجی جاکر غیر مسلموں کو مسلمان بنائیں گے؟ میں نے جواب دیا کہ غیر مسلموں اور مسلموں دونوں کو مسلمان بناؤنگا۔ ڈاکٹر صاحب، میرے منہ کی طرف دیکھکر چپ ہی کر گئے - اور اجازت نامہ لکھ دیا۔

ہمارے ملا غلام حسین صاحب احمد آبادی کو اتار لیا گیا جس کا مجھے بیحد صدمہ ہوا۔ ملا صاحب سیلون میں داخل ہونے کے لئے قلت وقت کی وجہ سے مدراس سے پاسپورٹ حاصل نہ کرسکے تھے۔ آپ نے آگے سیلون گورنمنٹ کو تار دیا تھا کہ ان کے پاسپورٹ کا نمبر میڈیکل آفیسر منڈاپم کو بذریعہ تار بھیجدیا جائے تاکہ منڈاپم میں انہیں رکاوٹ نہ ہو۔ لیکن بدقسمتی سے یہ نمبر وقت پر نہ پہنچ سکا۔

راون کی بستی

گاڑی ساڑھے چار بجے دھنش کوڈی سٹیشن پر پہنچی اور یہ وہ مقام ہے جہاں ہندوستان ختم ہو جاتا ہے۔ آگے پانی ہے اور سٹیمر کے ذریعہ دو گھنٹہ میں پار راون کی بستی (سیلون) میں اترنا ہوتا ہے۔

ریلوے گارڈ صاحب تشریف لائے۔ فرمانے لگے۔ کہ مدراس سے لیکر یہاں تک میں نے آپ کے کمرے میں کسی دوسرے کو گھسنے نہیں دیا کہ بچوں کو تکلیف نہ ہو۔ "کچھ" میں نے ایک روپیہ نکالکر نذر کیا - بہت خوش ہوئے۔ مجھے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے افسران کی خودداری یاد آئی۔ لیکن یہ علاقہ ہی ایسا ہے جہاں ان باتوں کی پرواہ نہیں کی جاتی۔

گاڑی ایک پل پر آکر ٹھہری تھی دوسری طرف ساتھ ہی سٹیمر کھڑا تھا۔ قلیوں نے اسباب اور بچے اٹھائے۔ اور ہم سٹیمر پر چلے گئے۔

مسٹر محمد علی صاحب ملازم اسٹیمر بڑی مروت سے پیش آئے اور امداد کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔

روپیہ جو پاس تھا وہ ہم نے سیلون گورنمنٹ کے روپیہ سے تبدیل کر لیا - جو اسٹیمر پر ہی ایک ایکسچینج سے مل گیا۔ اور یوں گویا ہم ہندوستان سے ہر طرح الگ ہو بیٹھے۔

خبریں

—— وائسرائے جون کے آخری ہفتہ میں کشمیر جائیں گے۔

—— ۵ جون کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک اجلاس لاہور میں بصدارت علامہ اقبال منعقد ہوا جس میں دیگر ضروری امور کے علاوہ طے ہوا کہ کمیٹی مذکور کی طرف سے ایک وفد کشمیر بھیجا جائے۔ جو مسلمانوں کی دونوں پارٹیوں میں صلح کرائے۔

—— مفتی فلسطین کراچی سے شملہ پہنچ گیا۔ جہاں وہ وائسرائے سے ملاقات کرے گا۔

—— ریاست الور میں پھر ہندو مسلم فساد شروع ہو گیا۔

—— سرینگر ۵ جون۔ حکومت کشمیر کا ایک اعلان مظہر ہے کہ سرینگر میں اب امن وامان ہے۔ گزشتہ ۲۴ گھنٹوں میں کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔

—— نیلانزہ ۵ جون۔ دریاس کی سپنس نشان چوٹی کا دہانہ گزشتہ اتوار کو پھٹ گیا۔ قریب کے دیہات سخت خطرے میں ہیں۔

—— کلکتہ ۵ جون۔ دہلی اکسپرس اور ایک اور ٹرین کے درمیان ٹکر ہو گئی۔ جس سے ۴ چالیس اشخاص مجروح ہو گئے۔

—— سرینگر ۵ جون۔ حکومت کشمیر نے تمام اخبارات کی اشاعت روک دی ہے۔

—— حکومت چین امریکہ سے قرض لے رہی ہے۔

—— گاندھی جی کی صحت روز بروز بہتر ہو رہی ہے۔ امید ہے کہ مہلت عشرہ تک بالکل تندرست ہو جائیں گے۔

—— عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں جن سے متاثر ہو کر کانگرس سول نافرمانی ترک کر دے گی۔

—— حکومت افغانستان نے غربا کی حالت سدھارنے کے لئے بہت سے غریب خانے جاری کر دیئے ہیں۔ جہاں غربا کو سرکاری اخراجات سے امداد دی جائے گی۔ اور گداگری کی بالکل ممانعت کر دی ہے۔

—— جاپان میں کوئلہ کی ایک بھاری کان پھٹ گئی جس سے ۴۷ شخص ہلاک اور ۲۴ مجروح ہو گئے۔

—— پرشیا کے شہزادہ ولہیم کو اس لئے شاہی حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے کہ اس نے ایک غیر خاندان میں شادی کر لی ہے۔

—— افواہ ہے کہ ریاست الور میں جو اصلاحات نافذ ہونے والی ہیں اس کی رو سے محکمہ طبی کے اخراجات میں ۵ فیصدی کا اضافہ کر دیا جائے گا۔

—— ۳ جون کو ملک معظم کی سالگرہ اکثر مقامات پر دھوم دھام سے منائی گئی۔

—— افواہ ہے کہ حکومت ہند سر اقبال یا سر آرچی بالڈ کو چینی ترکستان میں برطانی قنصل مقرر کرنے والی ہے۔ موخر الذکر ایک نو مسلم انگریز ہیں۔

—— ہندو اخبارات ریاست بہاولپور پر جو بے بنیاد الزام لگا رہے ہیں۔ دربار بہاولپور نے ایک مفصل اعلان کے ذریعہ ان کی تردید کر دی ہے۔

—— اعلیحضرت حضور نظام نے ضلع بیدر میں ایک ہسپتال کی تعمیر کے لئے اکیس ہزار روپیہ عنایت فرمایا ہے۔

عالم اسلام

طہران ۳۰ مئی۔ حکومت ایران اور اینگلو پرشین آئل کمپنی کے درمیان جو نیا معاہدہ ہوا ہے اس پر ایرانی پارلیمنٹ نے مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اب اس پر حضرت شاہ ایران کے دستخط ہونا باقی ہیں۔

چند روز ہوئے موتمر اسلامی کا ایک اجلاس بمقام یروشلم منعقد ہوا۔ جس میں ۲۲ اسلامی ممالک کے نہایت ہی بالغ نظر و مشہور سیاست دان اصحاب نے شرکت فرمائی۔ اجلاس کے انتظام کے لئے مندرجہ ذیل اصحاب کی ایک کمیٹی بنائی گئی تھی۔ سید محمد امین الحسینی صدر سپریم کونسل ومفتی اعظم یروشلم۔ سید ضیاء الدین طباطبائی سابق وزیر اعظم ایران۔ محمد علی پاشا سابق وزیر اوقاف مصر۔ علامہ سر محمد اقبال۔ سید محمد جبار امام یمن۔ رؤف پاشا (سیلون) ابراہیم بے الواعظ (عراق) عزت آفندی عبدالقادر مظفر۔ بعض نہایت اہم تجاویز منظور کرنے کے علاوہ آٹھ ایسی کمیٹیاں مقرر کی گئیں جو مختلف النوع تجاویز پر غور و فکر کرنے کے بعد مکمل رپورٹ پیش کریں گی۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:- (۱) دستور کمیٹی (۲) طباعت کمیٹی (۳) مالی و تنظیمی کمیٹی (۴) تعلیمی اور الاقصیٰ یونیورسٹی کمیٹی (۵) حجاز ریلوے کمیٹی (۶) تبلیغ و دعوت کمیٹی (۷) تجارتی کمیٹی۔

چند روز ہوئے حجاز کے قاضی اعظم استاد شیخ احمد کمالی حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ مرحوم کے جنازہ کے ساتھ بے شمار آدمی تھے۔

گزشتہ ماہ امیر فیصل شاہ عراق کی سالگرہ کی تقریب تمام عراق میں نہایت دھوم دھام سے منائی گئی۔ شاہ موصوف نے اپنے ولیعہد امیر غازی کی معیت میں قصر شاہی کے قریب پولیس کے میدان میں فوجی پریڈ کا معائنہ کیا۔ شہر کے ایک اور حصہ میں وزیر اعظم نے شاہ موصوف کے ایک نئے بت کی نقاب کشائی کی۔ اس موقعہ پر عراق کے وزراء اور متعدد حکام کے علاوہ برطانی افسر بھی موجود تھے۔ یہ بت اسی اطالوی سنگ تراش نے تیار کیا ہے جس نے مصطفےٰ کمال پاشا کا بت تیار کیا تھا۔ نیز ایک اور مقام پر عراق کے سابق وزیر اعظم سر عبدالمحسن السعدون کے مجسمہ کی نقاب کشائی عمل میں آئی۔ ولیعہد نے باغات کا افتتاح کیا۔

حیدرآباد دکن ۵ جون۔ قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اعلیحضرت حضور نظام دکن نے فیصلہ کیا ہے کہ یروشلم کی مجوزہ یونیورسٹی کی تعمیر کے فنڈ میں ایک لاکھ روپیہ عطا فرمائیں گے۔ اس کے علاوہ اس کو جاری رکھنے کے لئے پانچ لاکھ روپیہ صرف خاص سے عطا فرمائیں گے۔ یہ رقوم موتمر عالم اسلام کے وفد کو ادا کر دی جائیں گی۔ جو عنقریب ہندوستان آ رہا ہے۔

حکومت عراق کی تجویز کے مطابق آٹھ نئے طیارے انگلستان سے روانہ ہو کر بغداد پہنچ چکے ہیں۔ بغداد کے سرکاری افسران نے ہوائی مرکز پر انکا پرجوش استقبال کیا۔ حکومت ان کے علاوہ اور طیارے خریدنے پر بھی غور کر رہی ہے۔

استاد کی ضرورت

ہمارے ایک دوست کو اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے جو ساتویں پانچویں دوسری اور پہلی جماعت میں پڑھتے ہیں ایک عمر رسیدہ نیک چلن احمدی کی ضرورت ہے جو انہیں عربی۔ انگریزی اور حساب عمدگی سے پڑھا سکے ایف اے یا کم از کم انٹرنس پاس ٹرینڈ ہو۔ نوجوان آدمی درخواست نہ دے۔
(محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری)

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد نعمان الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۱۶ صفر ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۱ جون ۱۹۳۳ء | نمبر ۳۲

نئے بت

مساجد مرکز دین ہدیٰ ایماں کے گہوارے
چمکتے تھے جہاں نور نبوت کے کبھی تارے

بجائے دولت ایماں یہاں تعزیر بٹتی ہے
مے وحدت کے بدلے اب یہاں تکفیر بٹتی ہے

تنگ ظرفی چھپاتی ہے یہیں رحمت کے پیمانے
موکل ہیں جہنم کے یہیں مذہب کے دیوانے

یہیں مخلوق کی مثلِ خدا تعظیم ہوتی ہے
شریعت کے قواعد میں یہیں ترمیم ہوتی ہے

یہیں منبر پہ جلوہ ریز ہیں وہ حرص کے بندے
کہ جنکو کھینچ لائے ہیں نقطہ یاں پیٹ کے دھندے

ہے تکمیل ہوس جنکی اجارہ دار جنت کی
اڑاتے ہیں یہی تو دھجیاں دامان ملت کی

دکھاوے کو کیا کرتے ہیں گو اسلام کی خدمت
مگر مدنظر ہوتی ہے اپنے نام کی خدمت!

اٹھو خواب گراں سے چونک اٹھو اے مسلمانو!
مسلمانی کے دعویدار جاہل سست پیمانو

مجاہد غازیوں کے اے نزاکت آشنا بیٹو
خدا کے لاڈلے پیارے مگر تقدیر کے ہیٹو

خدا کے واسطے چھوڑو تغافل ہوش میں آؤ
بڑھو راہ ترقی کی طرف کچھ جوش دکھلاؤ

نئے بت پوجتے ہو کیوں بڑے بت شکن ہوکر
ڈرا کرتے ہو کیوں دوزخ سے عبد ذو المنن ہوکر

نہیں تعظیم قابل تم ان کی پیروی چھوڑو
مساجد میں گھسے ہیں بت انہیں باہر کرو توڑو

(ماخوذ)

دفتر تحصیل کی اطلاعات

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل کے جوابات

چند روز ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب کے نام ایک اپیل بھیجی تھی جس میں انجمن کی مالی مشکلات اور سال رواں کے غیر معمولی اخراجات کا ذکر کرنے کے بعد احباب سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ اپنے تمام بقایاجات صاف کرنے کے علاوہ غیر معمولی چندہ کے طور پر کچھ رقم انجمن کو دیں اور ہر ایک دوست کے لئے جس کو اپیل بھیجی گئی ہے۔ رقم معین کردی تھی اس اپیل کے جواب میں وصول شدہ رقوم کی پہلی قسط ذیل میں درج کی جاتی ہے حضرت ممدوح معطی صاحبان کا شکریہ ادا کرتے ہیں ہر فرد جماعت کو اس کام میں لازمی طور پر حصہ لینا چاہیئے۔

قسط اول

نام	رقم
خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب لاہور (۵۰ میں سے)	۴۳ روپے
قاضی مظہر الحق صاحب لاہور (۵ روپیہ میں سے)	۱ روپیہ
ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لاہور (۲۵ میں سے)	۵ روپے
میر گل صاحب اوورسیر لاہور	۵ "
حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی	۲۵ "
سید امجد علی شاہ صاحب لاہور	۲۵ "
شیخ اللہ دین صاحب لاہور	۵ "
چودھری فتح دین صاحب دھرمسالہ	۵ "
مولوی عزیز بخش صاحب لاہور	۵ "
چودھری فضل داد صاحب لالہ موسیٰ	۶ "
شیخ عزیز احمد صاحب وزیرآباد	۱۰ "
چودھری فضل حق صاحب لاہور	۵ "
ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب پنڈ دادنخان	۲۵ "
شیخ عبدالرحمٰن صاحب ولد شیخ محمد یوسف صاحب مرحوم (وزیرآباد)	۵ "

جماعت قادیان کی تبدیلی عقیدہ

قادیانیوں کے بے معنی اعتراضات کا جواب

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

ٹریکٹوں کے اس سلسلہ میں سب سے پہلے ٹریکٹ میں میں نے قادیانی جماعت کے عقائد کا ذکر صرف اس لئے کیا تھا کہ بہت لوگ غلطی سے ان کے عقائد کو ہماری طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ قادیانی جماعت نے اس کے بالمقابل ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے جس میں یہ نہیں بتایا کہ ان کے وہ عقائد ہیں یا نہیں اگر ہیں تو قرآن وحدیث کے مطابق ہیں یا بانی سلسلہ کی تعلیم کے مطابق ہیں۔ بلکہ اس کبڑی عورت کی طرح جس نے کہا تھا کہ مجھے اس سے خوشی نہیں ہوتی کہ میری پیٹھ سیدھی ہو جائے بلکہ دوسری عورتوں کو بھی اپنی طرح کبڑی دیکھ کر مجھے خوشی ہوتی ہے۔ یہ بتانا چاہا ہے کہ ہمارے عقائد وہ نہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں بلکہ جو عقائد قادیانی جماعت کے ہیں وہی ہمارے ہیں۔

میاں صاحب کا سابقہ اور موجودہ عقیدہ

میں اس ٹریکٹ میں اس بات کو صاف کرنا چاہتا ہوں کہ بانی سلسلہ کی وفات کے بعد کس فریق نے اپنے عقائد تبدیل کئے ہیں۔ اور کس فریق کے عقائد بانی سلسلہ کی تعلیم کے مطابق ہیں۔ موجودہ عقیدہ ان کے موجودہ امام کی کتاب میں ان الفاظ میں لکھا ہوا موجود ہے:۔

(۱) "حضرت مسیح موعود ...... فی الواقع نبی ہیں"

(۲) کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

(آئینہ صداقت مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ص۳۵)

اور ان کا سابقہ عقیدہ اس کے بالکل خلاف اسی موجودہ امام کے الفاظ میں یہ تھا:۔

"اللہ تعالیٰ نے آپ (آنحضرت صلعم) کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا" (الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء)

"آنحضرت صلعم کے دعویٰ کے بعد تیرہ سو برس گزر گئے ہیں کسی نے آج تک نبوت کا دعوے کر کے کامیابی حاصل نہیں کی..... آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہو گیا..... اس سے بڑھ کر کیا نشان ہو سکتا ہے کہ آپ کے دعویٰ کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو کامیاب نہیں ہوا۔ پس اس طرف اشارہ تھا کہ کان اللہ بکل شیءٍ علیما یعنے ہم نے آپکو خاتم النبیین بنایا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

(تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۰ء)

اس سے معلوم ہوا کہ ۱۹۱۰ء تک یعنے حضرت مرزا صاحب کی وفات کے دو سال بعد تک بھی قادیانی جماعت کے موجودہ امام کا یہی عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اس کے بعد انہوں نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا۔

اس الزام کو دھونے کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ گویا ہمارا عقیدہ پہلے کچھ اور تھا اور اب ہم نے عقیدہ تبدیل کر لیا ہے۔ اس دعوے کا بطلان تو خود ان کے اپنے پیشوا کی تحریروں سے ہو جاتا ہے اگر وہ ۱۹۱۰ء تک دنیا کو للکار کر یہ کہہ رہے تھے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی کا آنا ناممکن ہے۔ اور جھوٹا شخص بھی دعویٰ نبوت کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ آج نبوت کا دروازہ چوپٹ کھلا ہوا ہے تو ہم جو آج بھی ختم نبوت کے قائل ہیں اس کے خلاف کیونکر کہہ سکتے تھے؟

قادیانی علما تنکوں کا سہارا تلاش کر رہے ہیں

مگر قادیانی علما اپنی بریت کرنے کے بجائے یہ تنکوں کا سہارا تلاش کر رہے ہیں۔ کہ ہم نے کبھی اپنی تحریروں میں حضرت مرزا صاحب کے لئے نبی کا لفظ استعمال کیا تھا اور ریویو آف ریلیجنز سے چند ایسے حوالجات پیش کئے ہیں۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ خود حضرت مرزا صاحب نے بھی لفظ نبی کا استعمال مجازی اور لغوی معنے میں کیا۔ اور ہم نے بھی اسی لغوی اور مجازی معنے کی رو سے اس کا استعمال کیا۔

ریویو آف ریلیجنز کی ایک واضح تحریر

اس کا ثبوت اسی قدر کافی ہے کہ اسی ریویو آف ریلیجنز میں ذیل کی تحریر بھی موجود ہے۔ جو صاف بتاتی ہے کہ لفظ نبی کا استعمال اپنے حقیقی معنے میں یا شرعی اصطلاح میں نہیں کیا گیا۔ بلکہ لغوی معنے میں اور مجازی طور پر کیا ہے۔

"اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔ اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے۔ یعنے کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی" (جلد ۳۔ ص۱۱۵)

"یہی امت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا سے ہمکلام ہو جاتے ہیں۔ اور اگرچہ رسول نہیں مگر رسولوں کے مانند خدا تعالیٰ کے روشن نشان ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں"

(جلد ۳ صفحہ ۱۳۱)

اخبار "پیغام صلح" کا حوالہ

اسی طرح پیغام صلح کا ایک حوالہ پیش کیا ہے کہ اس میں حضرت مرزا صاحب کو نبی اور رسول لکھا ہے اور اس کے اندر خلاف واقعہ میرا اور بعض میرے ساتھیوں کا نام داخل کر دیا ہے۔ حالانکہ اس نوٹ کے نیچے میرے یا اور کسی دوست کے دستخط نہیں ہیں۔ بلکہ وہ صرف ایڈیٹر کا نوٹ ہے۔ اور ایڈیٹر ہی صرف اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے لیکن اس سے بڑھ کر یہ کہ جہاں سے یہ نوٹ نقل کیا گیا ہے۔ عین اس کے مقابل کے صفحہ پر حضرت مسیح موعود کا کلام بدیں الفاظ نقل کیا گیا ہے:۔

"ہمارے نبی کریم صلعم کا خاتم الانبیا ہونا بھی حضرت عیسے علیہ السلام کی موت کو ہی چاہتا ہے۔ کیونکہ آپ کے بعد اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو آپ خاتم الانبیا نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سلسلہ وحی نبوت کا منقطع متصور ہو سکتا ہے...... اور...... وہی اعتراض لازم آیا کہ خاتم الانبیا صلعم کے بعد ایک نبی دنیا میں آگیا اور اس میں آنحضرت صلعم کی شان کا استخفاف اور نصِ صریح قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے اور نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔"

(پیغام صلح ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۲)

قابل غور امر

جائے غور ہے کہ اگر ایک عبارت سے کچھ شبہ بھی پیدا ہوتا ہے تو دوسری عبارت جو اسی اخبار میں مقابل کے صفحہ پر اس قدر صفائی سے ختم نبوت کے عقیدے کو بیان کر رہی ہے جس میں نبوت اور وحی نبوت کے انقطاع کا کھلا کھلا اعلان موجود ہے۔ کیا اس شبہ کو دور نہیں کر دیتی مگر پیشہ ور معترضین کو حق سے کیا کام۔

تین قادیانی اکابر کے اقوال

اس سے بھی بڑھکر یہ امر قابل غور ہے کہ لفظ نبی کی یہ تشریح کہ اس سے مراد محض محدث اور مجدد ہے۔ اور فی الواقع نبی مراد نہیں ہم ہی نہیں بلکہ موجودہ قادیانی جماعت کے بڑے بڑے لیڈر بھی اس وقت کرتے تھے۔ میں اس وقت صرف تین حوالے پیش کرتا ہوں۔

مولوی سید سرور شاہ صاحب "لفظ نبی کے معنے اپنے مصدروں کے لحاظ سے اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانیوالا۔ دوم عالی رتبہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ کثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیا گزرے ہیں۔"

(بدر ۱۶ رفروری ۱۹۱۱ء)

مفتی محمد صادق صاحب "شبلی نے دریافت کیا کہ ہم لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں میں

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم یکشنبہ ۱۶ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ | نمبر ۳۲

آہ سیٹھ احمد دین مرحوم!

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

یوں تو سب ہی نے مرنا ہے اور چلا چلی لگی ہی ہوئی ہے لیکن کسی یک رنگ دوست کا اٹھ جانا ایسا صدمہ ہے کہ دل سے آہ اور آنکھوں سے آنسو نکلے بغیر جا رہ نہیں۔ جب سے جہلم کے سیٹھ احمد دین صاحب کی وفات کی خبر پڑھی ہے دل میں ایک ٹیس سی اٹھ رہی ہے اور آنکھوں کے سامنے اس مرد مقدس کی تصویر پھر رہی ہے۔ بھاری بھرکم جسم۔ ہنستا ہوا محبت بھرا نورانی چہرہ۔ مسجد اور درس قرآن کی باقاعدہ حاضری۔ دکھ سکھ ہر حال میں رفاقت۔ سادہ سادہ لیکن پرمذاق گفتگو۔ مذہبی جوش۔ خدمت دین میں ہمیشہ سبقت لیجانے کی کوشش۔ حضرت مسیح موعود کا عشق۔ ایک فلم ہے جو میری نظروں کے آگے سے گزر رہا ہے۔ خدمت دین کے لئے جب کبھی میں نے تحریک کی سیٹھ صاحب سب سے پہلے لبیک کہنے والوں میں سے ہوئے۔ وہ خطبہ جمعہ مجھے کبھی نہیں بھولیگا جب میں نے ایک دفعہ ایک بڑے اہم کام کے لئے چندہ کی اپیل کی۔ متواتر چندوں سے جماعت تھکی ہوئی تھی۔ اور خطبہ میں سارا زور خرچ کر دینے پر بھی ابھی احباب خاموش تھے جو یکایک سیٹھ صاحب خم ٹھونک کر اٹھ آئے۔ اور کہنے لگے ہم حاضر ہیں خواہ گھر بھی بیچ دینا پڑے۔ اور میرے منہ سے بے اختیار نکلا ع

دیدست مردے دریں قحط الرجال

خدا جانے کس اخلاص سے وہ آواز نکلی تھی کہ اس کی حرارت نے تمام جماعت کو گرما دیا۔ اور سب احباب بطیب خاطر لبیک کہہ اٹھے۔

اب تو خیر ان کی مالی حالت اتنی اچھی نہ رہی تھی۔ جیسی افریقہ میں تھی۔ آج سے ۳۳ برس قبل میں نے انہیں مشرقی افریقہ میں کلنڈنی میں سب سے پہلے دیکھا تھا۔ ڈاکٹر رحمت علی کا زمانہ تھا۔ اور سیٹھ صاحب ان دنوں مالی لحاظ سے اپنے عروج پر تھے۔ حضرت مسیح موعود زندہ تھے جو تحریک بھی حضرت کے قلم سے چندہ کی ہوتی تھی سیٹھ صاحب اس فراخ دلی سے اس میں حصہ لیتے تھے کہ دیکھکر رشک آتا تھا۔ مہمان نوازی مزید برآں تھی۔ جماعت کی دعوت ہر ہفتہ ان کا شیوہ تھا۔ بڑی محبت سے دوستوں کو بلاتے اور کھانا کھلاتے تھے۔ افریقہ سے واپس آئے تو قادیان حضرت مسیح موعود کی خدمت میں برہنہ پا حاضر ہوئے۔ حضرت نے برہنہ پائی کا سبب پوچھا تو عرض کیا کہ حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ ہماری راہ میں بہت خار دار جنگل ہیں۔ جن کے پاؤں نازک ہوں وہ ابھی سے ہم سے الگ ہو جائیں۔ اس لئے میں پیروں کو مضبوط کر رہا ہوں۔ اس پر حضرت صاحب بہت ہنسے۔ فرمانے لگے ہمارا مطلب یہ تو نہ تھا۔ عرض کی یہ تو نہ تھا لیکن ہم نے تو یہ منصوبہ لیا ہے کہ جو مطلب بھی حضور کا ہو ہم اپنے پیروں کو ہر رنگ میں مضبوط کرینگے۔ تاکہ جس خار دار جنگل میں سے بھی چلا دیں ہم اس سے نامرد نہ ہو جائیں۔ حضرت صاحب بہت خوش ہوئے۔ سچ یہ ہے کہ سیٹھ صاحب نے اسے پورا کرکے دکھایا۔ جہلم میں بڑی بڑی مخالفتوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ حضرت صاحب جب جہلم تشریف لائے تو سیٹھ صاحب حضور کو اپنی بیٹھک میں برکت کے لئے لے گئے۔

مجھ پر سیٹھ صاحب کی خاص نگاہ لطف تھی۔ لاہور ہمیشہ سالانہ جلسہ پر آیا کرتے۔ مجھے کہا کرتے "آجڑی" (یعنی چرواہے) تو سارے لاہور ہی اکٹھے ہو گئے۔ بھیڑوں کی رکھوالی کے لئے کسی کو باہر بھی رکھا کرو۔ میری جہلم کی تبدیلی پر کس قدر خوش ہوئے۔ خدا کا شکر ہے چار برس چار مہینے مجھے جہلم رہنے کا اور ان کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع ملا۔ ان کی محبت اور اخلاص کو میرا دل محسوس کرتا تھا۔ ان کے خاندان میں بیوہ کی شادی منزل شان سمجھی جاتی تھی۔ میری نصیحت اور مشورہ سے متاثر ہو کر تین جوان بیواؤں کا جن میں سے دو ان کی بھتیجیاں اور ایک ان کی صاحبزادی تھی نکاح ثانی کر دیا اور الحمدللہ کہ وہ اپنے گھروں میں خوش ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ جمعہ ہو یا درس قرآن ہو سیٹھ صاحب کے دم سے بڑی رونق تھی۔ میں تو انہیں "تھمب" یعنی جماعت کا ستون کہا کرتا تھا۔ جہلم سے چلے آنے کے بعد جب کبھی مجھے جہلم جانے کا اتفاق ہوا میں پہلے ہی خط لکھ دیا کرتا تھا کہ سیٹھ صاحب کہیں جہلم سے باہر جانے نہ پائیں۔ لیکن دنیا سے باہر چلے جانے کو میں روک نہ سکا۔ اور ہاتھ ملتا رہ گیا۔ آہ حضرت مسیح موعود جو آسمانی نور لے کر آئے تھے۔ اور اس سے جو شمعیں روشن کی تھیں وہ کس طرح یکے بعد دیگرے بجھتی چلی جا رہی ہیں۔ ادھر سیٹھ صاحب کی وفات سے جہلم میں ایک شمع بجھی۔ ادھر سیالکوٹ میں شیخ مولا بخش اور حاجی محمد اسمٰعیل صاحب کی موت نے دو شمعیں بجھا کر رکھدیں۔ ادھر سید نقیر شاہ صاحب کی وفات نے نور کوٹ کو بے نور کر دیا۔ ہمارے لئے تو اندھیرا پڑ گیا۔ اللہ ہی رحم کرے۔

اب خدا کرے سیٹھ صاحب کے فرزند سعادت دین اور بھتیجے عبدالمالک اور دیگر ورثا ان کے سچے وارث ظاہری و باطنی ثابت ہوں۔

حکومت کشمیر سے

افسوس جنت نشان کشمیر ایک دفعہ پھر مسلمانوں کے لئے جہنم بن رہا ہے۔ کم عقل اور بدنصیب کشمیری مسلمان آزادی و حقوق کیلئے پے در پے گرانبہا قربانیاں دینے کے بعد آپس میں دست و گریباں ہیں۔ حکومت کشمیر کا تشدد بھی زوروں پر ہے۔ مسلمانان کشمیر کی اس افسوسناک خانہ جنگی کا جس قدر بھی ماتم کیا جائے اور ان کو اس کے لئے جس قدر بھی مطعون کیا جائے کم ہے۔ لیکن یہ حقیقت بھی بالکل عیاں طور پر نظر آ رہی ہے۔ کہ اس خانہ جنگی کا باعث وہ طاقت ہے جس کو مسلمانان کشمیر کے اتحاد اور جذبہ آزادی و حقوق طلبی نے پریشان کر رکھا تھا۔ اور وہ اپنا بچاؤ "تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی پر کاربند ہونے میں سمجھ رہی ہے۔ اس نے جان بوجھ کر ایسے وقت خانہ جنگی کی یہ آگ بھڑکائی ہے جس وقت مسلمانان کشمیر اپنی مسلسل جد و جہد اور بیشمار قربانیوں کے ابتدائی فوائد سے مستفید ہونے والے تھے۔ یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ یہ طاقت حکومت کشمیر کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اس نے چند غداروں کو خرید کر اس کام کے لئے تیار کیا کہ وہ مسلمانان کشمیر کے حقیقی نمائندوں اور سچے خادموں سے الجھیں چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر حکومت کشمیر نے شیخ محمد عبداللہ اور ان کے رفقا کو سرینگر اور جموں وغیرہ میں گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد سے حالات روز بروز خراب ہو رہے ہیں۔ شاید حکومت کشمیر اپنی اس چالاکی پر نازاں ہو لیکن اسے یقین کرنا چاہیے کہ وہ ایک سخت غلطی کی مرتکب ہو رہی ہے۔ اگر اس نے مسلمانان کشمیر کے اعتدال پسند رہنماؤں اور حقیقی نمائندوں کو بدستور جیل میں بند رکھا تو نوجوانوں کی ایک انتہا پسند جماعت میدان پر قبضہ کر لے گی۔ حکومت کشمیر کے لئے اس کو قابو میں کرنا ناممکن ہوگا۔ لہذا یہ مناسب ہوگا کہ حکومت کشمیر چند غداروں کو خریدنے کے بجائے مسلمانوں کے حقیقی نمائندوں سے گفت و شنید کرکے ان کو مطمئن اور ان کا تعاون حاصل کرے۔

لیڈری کی حرص

قوم کی طرف سے قومی کارکنوں کی عزت افزائی - قدر دانی نہایت مستحسن بلکہ ضروری ہے۔ لیکن قومی کارکنوں کا اس کی خواہش کرنا بے حد قابل اعتراض، لایق نفرت اور نقصان رساں بات ہے۔ آج کل جس طرح مسلمانوں میں اپنے سچے اور بے غرض کارکنوں کی پہچان اور قدر دانی کا جذبہ باقی نہیں رہا اسی طرح قومی کارکنوں سے اخلاص و بے غرضی عنقا ہو رہی ہے۔ اب عام طور پر قومی تحریکیں کام کرنے کے لئے نہیں بلکہ عہدوں کے حصول اور ذاتی اغراض کی تکمیل کے لئے جاری کی جاتی ہیں۔

لیڈری کی حرص قومی مفاد پر ہر جگہ غالب دکھائی دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان سچے اور بے لوث قومی خادموں سے محروم ہوتے چلے جا رہے ہیں چاروں طرف خلط الرجال کا رونا ہے۔ کسی کی تحقیر و تذلیل مقصود نہیں۔ مثال کے طور پر مسلم لیگ کے واقعات پر نظر کیجئے۔ گزشتہ تین چار ماہ سے کیا ہو رہا ہے۔ پارٹی بازی تو خیر پرانی بات ہے۔ اکثر اراکین اور قابل عزت صدر کی چپقلش کس قدر رنجدہ ہے؟ صدر کو کرسی صدارت پر متمکن رہنے کا شوق مخالف ممبروں کو ان کے علیحدہ کرنے پر اصرار۔ اس کشمکش کے دوران میں جو کچھ ہوا۔ وہ پوری تفصیل کے ساتھ اخبارات میں آ چکا ہے۔ کیا یہ ایسے واقعات نہیں جن پر آنسو بہائے جائیں لیڈری کی حرص ہمارے قومی کاموں کو تباہ کر رہی ہے۔ جس کو خدمت کا شوق ہو اس کو کرسی صدارت اور فرش رکنیت دونوں جگہ مواقع مل سکتے ہیں۔ یاد رکھئے رضا کاری کی سعادت قیادت کی قابلیت سے بھی زیادہ قابل قدر ہے۔ اگر مسلمان اپنے قومی کاموں میں ترقی اور برکت چاہتے ہیں تو انہیں لیڈری کی حرص کا قلع قمع کر دینا چاہئے۔

”وہابی کوک شاستر“

ماشاء اللہ چشم بد دور ایک وہابی صاحب نے ایک نیا اخبار اپنی نئی پارٹی کی تائید میں روپڑ (ضلع انبالہ) سے نکالا ہوا ہے۔ گزشتہ سال اس میں ”معارف قرآنی“ کا دریا بہتا رہا جس کا ایک مختصر نمونہ ہم نے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے دیدیا تھا۔ اس پر حافظ جی نے جو پیچ و تاب کھائے انہیں دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے معارف قرآن پر ہم ذرا وضاحت سے لکھنا چاہتے تھے۔ لیکن ہمیں خیال آیا کہ کہیں سوہدرہ کا وہابی ہم پر توہین قرآن کا الزام نہ لگا دے بارے اب امرتسری وہابی نے خود ہی روپڑی معارف قرآنی کو کوک شاستر قرار دے کر میدان صاف کر دیا ہے۔ اور ہر دو وہابیوں میں بالمشافہ گفتگو کی ٹھن رہی ہے جس کا دوسرا مبحث یہ ہوگا کہ ”آپ کے (یعنے روپڑی وہابی کے) معارف قرآن سراسر کوک شاستر ہیں“ خدا کرے روپڑی وہابی اپنے معارف قرآن کا حقیقی درجہ اپنے وہابی بھائیوں کی زبانی سننے کے لئے میدان میں نکلے۔ جس کی بہت کم امید نظر آتی ہے ان وہابی معارف کو امرتسری وہابی کی زبانی سننے کے لئے ہندوستان اور خصوصاً پنجاب کے وہابیوں کو ضرور بٹالہ میں حاضر ہونا چاہئے۔ روپڑی کے بیان کردہ معارف امرتسری وہابی کی زبانی وہابیوں کو ایک خاص لطف دیں گے اور ان اپنے علمائی ہمسروں کو گالیاں دینا اور کافر و منافق بنانا فرض سمجھتے ہیں ان کی باہمی شیریں زبانی کا حال کھل جائے گا۔

اسی بالمشافہ گفتگو میں پہلا مبحث یہ ہے کہ ”میں رشنا ماشاء اللہ (بقول روپڑی وہابی کے) اہلحدیث نہیں“ ہم فریقین کو یہ دوستانہ مشورہ دیں گے کہ اس تقریبی مناظرہ کا صدر ہمارے دوست سوہدروی وہابی کو بنایا جائے۔ کیونکہ انہیں وہابیوں کی لیڈری لینے کا شوق چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ اور وہ سخت منتظر ہیں کہ سیالکوٹی یا امرتسری وہابی لیڈروں میں سے کوئی ”خس کم جہان پاک“ کا مصداق ہو تو وہ آگے بڑھیں۔ دوسرا انہیں مسلمانوں کا اسلام پرکھنے کا ٹھیکہ ملا ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ انہیں وہابیوں کا وہابی پن پرکھنے کا ٹھیکہ بھی دیدیا جائے۔

فطرت سے بغاوت

یورپ نے اپنی طاقت و عقل کے نشے میں فطرت سے بغاوت کی - قوانین فطرت کو توڑا اور علم و آزادی بیجا کے نشہ میں ایسے قوانین و رسوم جاری کئے جنھوں نے ان کے نظام معاشرت کو بالکل درہم برہم کر دیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ یورپ کے تقریباً تمام ممالک بے اطمینانی اور بد اخلاقی کے خوفناک طوفان میں بہے جا رہے ہیں۔ ان کی معاشرتی اور اقتصادی پیچیدگیاں روز بروز ترقی کر رہی ہیں۔ یورپ کی گھریلو زندگی سرعت سے تباہ ہو رہی ہے۔ بہت سے مرد عورتیں ”قید نکاح“ ہی سے آزاد ہیں اور دھڑلے سے اس آزادی کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی برتھ کنٹرول کا فتنہ برپا ہے۔ شادی شدہ جوڑوں کے تعلقات عام طور پر کشیدہ ہیں۔ طلاقوں کی بے پناہ کثرت ہے۔ گھر اور خاندان اجڑ رہے ہیں۔ متعدد ملکوں کی آبادیاں کم ہو رہی ہیں۔

اصلاحی کوششوں کی ناکامی

اس صورت حالات نے مدبرین یورپ کو پریشان کر رکھا ہے اس کی اصلاح کے لئے طرح طرح کی تدبیریں ہو رہی ہیں قسم قسم کے قوانین نافذ کئے جا رہے ہیں۔ کہیں کنوارے نوجوانوں پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ کہیں شادی شدہ جوڑوں کو مراعات دی جا رہی ہیں۔ حال ہی میں حکومت جرمنی نے ایک قانون وضع کیا ہے۔ جس کی رو سے شادیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت ہر نئے شادی شدہ جوڑے کو فرنیچر خریدنے کے لئے ایک ہزار مارک دے گی۔ بشرطیکہ بیوی یہ عہد کرے کہ وہ اس وقت تک ملازمت نہیں کرے گی جب تک شوہر ۱۲۵ مارک ماہانہ حاصل کرتا رہے گا۔ کیونکہ جرمنی میں بھی بعض دوسرے ممالک کی طرح عورتیں گھروں میں رہنے اور ان کا انتظام کرنے کے بجائے کارخانوں اور فیکٹریوں کی ملازمت کو ترجیح دیتی ہیں۔ اس سے ایک تو گھریلو زندگی تباہ ہو رہی ہے دوسرے روزگار کے حصول کے لئے مردوں اور عورتوں میں ایک خطرناک نوعی کشمکش کا آغاز ہو رہا ہے۔ لیکن ان ساری کوششوں سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔ حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ اصلاح پسند طبقہ عالم مایوسی میں یورپ کے مستقبل کے متعلق ہولناک پیشگوئیاں کر رہا ہے۔ کاش انہیں علم ہوتا کہ ان تمام مفاسد کی وجہ قوانین فطرت سے بغاوت ہے۔ اور ان کا واحد علاج دین فطرت ہے۔ یقین کامل ہے۔ کہ یورپ جلد یا بدیر اسی علاج سے شفایاب ہوگا۔

بقیہ صفحہ ۲

نے عرض کیا کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں۔ نہ نیا اور نہ پرانا۔ ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے ... چونکہ حضرت مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے اور الہام الٰہی کے سلسلہ میں آپ کو خدا تعالےٰ نے بہت سی آئندہ کی خبریں بطور پیشگوئی کے بتلائی تھیں جو پوری ہوتی رہیں اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے۔ اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں۔ (بدر جلد ۹ نمبر ۱۵ و ۲۵)

میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی: ”حضرت مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور محدث کی تعریف جو احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے۔ وہ ایک قسم کی جزوی نبوت ظلی اور طفیلی رنگ کی ہوتی ہے۔ جو ہر ایک محدث امتی کو ہوتی ہے۔“

(الوار اللہ مطبوعہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۳۶)

”غرض حضرت مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے نہ نبی حقیقی ہونے کا جو خاتم النبیین کے منافی اور لا نبی بعدی کے خلاف ہے۔“

(الوار اللہ مطبوعہ ۱۹۰۵ء صفحہ ۲۷۹)

بانی سلسلہ کے الفاظ میں اعلان

ہماری اپنی تشریحات اور قادیانی علما کی ان تشریحات کے بعد ہم بانی سلسلہ کے الفاظ میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ:-

”بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو (یعنی لفظ نبی کو) کاٹا ہوا خیال کریں۔“

پس ہمارے لفظ نبی کے استعمال کی تشریح کہ یہ مجاز ہے اور لغوی معنے میں ہے تین زبردست گواہوں سے ہو گئی - ہماری اپنی تحریر سے - قادیانی علما کے اقرار سے - بانی سلسلہ کے اعلان سے - لیکن قادیانی جماعت کے امام کی یہ تحریر کہ ”آنحضرت صلعم کے دعویٰ کے بعد تیرہ سو برس گزر گئے ہیں کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعویٰ کر کے کامیابی حاصل نہیں کی“ قادیانیوں کی تبدیلی عقیدہ پر ایسی زبردست مہر ہے جس کے لئے تاویل کے تمام دروازے بند ہیں اور عقیدہ کی تبدیلی کا الزام ہم پر نہیں قادیانی جماعت پر ہے۔

مکفر علما اور میاں صاحب کی تحریریں

کاش ہمارے قادیانی دوست یہی غور کرتے - کہ آج ان کی پوزیشن بعینہ وہی ہے جو ۱۸۹۱ء میں مکفر علما کی تھی۔ اور ہمارا جواب وہی ہے جو بانی سلسلہ احمدیہ کا تھا۔ ذیل میں ہم پہلے مکفر علما کی تحریرات اور بعد میں قادیانی جماعت کے موجودہ امام کی تحریرات درج کرتے ہیں:-

مکفر علما کی تحریر

”اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہدی ہے کہ جس نبوت کا اس کو دعویٰ ہے اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا اس کا دوسرا نام محدثیت ہے

احباب کی تعزیت کا شکریہ

اور والدہ مرحومہ کی حیات و وفات

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

ہیں کوئی عالم یا سرکاری افسر نہیں نہ کوئی خلیفہ یا پیر ہوں کہ کسی کو خوشامد یا لحاظ داری کی ضرورت ہو اس لئے جن احباب نے میری والدہ کی وفات کے متعلق مجھے اظہار ہمدردی اور تعزیت کے خطوط لکھے ظاہر ہے کہ وہ محض اخلاص اور محبت پر ہی مبنی ہو سکتے ہیں لہذا سے میں اپنا فرض سمجھتے ہوئے ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس موقعہ پر اخوت اسلامی کو کام فرما کر اظہار ہمدردی کیا اور خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے ہمیں ایسی پاک اور ہمدرد جماعت میں سے بنایا جس کی باہمی محبت و الفت قابل رشک اور مستحق صد تحسین ہے۔ اور سچ پوچھو تو مذہب کے عظیم الشان مقاصد میں سے ایک یہی شفقت علی خلق اللہ ہے۔ جو شخص کسی تکلیف یا درد کے وقت کسی دوست یا عزیز کے کام نہ آیا۔ یا کم سے کم زبانی یا تحریری اظہار ہمدردی سے بھی قاصر رہ گیا اس نے مذہب کی روح کو سمجھا ہی نہیں۔ وہ نمازیں۔ یا عبادتیں یا وعظ و نصائح یا دینداری کا ادعا بے معنی نظر آنے لگتا ہے اگر ان کے ساتھ اپنے بھائی کی تکلیف کا احساس نہ ہو کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ ؎

درد دل کیواسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کیلئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ جن کی ولایت و بزرگی کا ایک زمانہ قائل ہے کیا خوب فرماتے ہیں ؎

کفر کافر را و دیں دیندار را
ذرۂ درد دل عطار را

میں اس اظہار تشکر و اطمینان میں زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا نہ میں اور میری والدہ اتنی اہمیت رکھتے ہیں کہ ان کے بے فائدہ حالات کی سمع خراشی کر کے وقت ضائع کیا جائے۔

حیات و وفات کے دو سبق

البتہ اپنی والدہ کی حیات اور وفات سے دو سبق حاصل کئے ہیں وہ میں اپنے برادران طریقت کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ شاید وہ ان کے لئے کسی ... مفید ثابت ہوں۔

پہلا سبق

ایک تو یہ کہ گھر کی مستورات کی دینداری کا اثر بچوں پر بہت گہرا پڑتا ہے۔ آج گھر گھر لڑکوں کی بے دینی کی شکایت ہے۔ میرا اپنا تجربہ یہ ہے کہ جس گھر کی مستورات میں دینداری کی روح ہو اگر خدانخواستہ شامل حال ہو تو اس گھر کے بچوں پر دینداری اپنا اثر ... نہیں رہتی۔ ہمارے خاندان میں کئی پشت سے علم ذریعہ معاش اور معیار شرافت رہا ہے۔ شاہی زمانہ سے یہ ... یہ سلسلہ چلتا رہا لیکن باینہمہ محض عالم مردوں میں دینداری پیدا نہ کر سکا۔ یہ نعمت و عزت خدا نے ہمارے خاندان کی مستورات کو عطا فرمائی۔ میری دادی مرحومہ ایک خدا رسیدہ اور

نہایت دیندار خاتون تھیں
حال ہو گیا تھا کہ کوئی عزیز
کسی واقفیت و شناسا
کے لئے اس کے گھر چلی جا
مجھے یہ سنکر خوشی ہوتی تھی
گود میں لے کر قرآن پڑ
نے خود کی۔ نتیجہ یہ کہ
داد
چنانچہ مجھے
نماز اور دین کا شو
سکھائی اور پڑھ
نہ تھا جس میں مر
شوق تھا۔ حضر
انہوں نے پڑ
میں اس قدر
ہی نہیں رکھت
اب آج کل
کا بجید شوق
نہایت د...
ماشاء...

... عمر میں ان کا یہ
...یف میں ہو۔ بغیر
...نے۔ خدمت کرنے
ہوئی۔ انہی کی زبانی
... زمانہ میں وہ مجھے
...الدہ کی تربیت انہوں
...نگ میں رنگین ہوئیں

تربیت کا اثر

... تربیت سے بچپن میں ہی
بچے جتنے تھے انہیں نماز
... سپرد تھیں کوئی نیکی کا کام
...ں۔ باجماعت نماز کا بڑا
...ت میں بہت نمازیں باجماعت
خانہ داری اور سلیقہ شعاری
...طرف سے غفلت وہ کبھی جائز
نہ اس خوبی سے کرتی تھیں کہ
... کہ میری اہلیہ مرحومہ کو بھی دین
(۳) اشاعت اسلام ... م اور دینداری میں شغف
۹۔ اس کا لازمی نتیجہ ... جہ یہ ہوا کہ خدا کے فضل سے
... ماں کو دین اپنی زندگی کا ... لازمی جزو نظر آنے لگا اور یہ
... جو ہزار وعظ اور لیکچر ... پیدا نہیں کر سکتے۔ اس لئے
... ت میں دینداری کی طرف سے ... سے غفلت قوم کے لئے سم قاتل
ہے۔ یہی وہ گودیں ہیں جن سے اول ... یا اور صلحا پرورش پا کر نکلتے اور
ایک زمانہ کو مستفیض کرتے ہیں۔ ... ن خدا کے لئے ان گودوں کی
فکر کرو۔ لڑکیوں میں دینداری اور ... گھروں میں مذہب کی روح
کو قائم کرنے کی کوشش کرو۔

دوسرا سبق

دوسرا سبق مجھے جو ملا وہ ... اندر ایک حسرت کا رنگ رکھتا ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ... دنیا میں انسان کو سینکڑوں ذرائع عطا فرمائے ہیں۔ جن سے وہ اپنی آئندہ جنتی زندگی بنا سکتا ہے ان میں سے ایک "ماں" بھی ہے۔ ... جس کے قدموں کے نیچے جنت بتائی گئی ہے۔ لیکن انسان غفلت میں دن گزار دیتا ہے۔ اور یہ ذرائع یکے بعد دیگرے انسان کے ہاتھ سے نکلتے جاتے ہیں اور بعد میں سوائے کف افسوس ملنے کے اور کچھ باقی نہیں رہ جاتا جسطرح انسان کی عمر جیسی بیش قیمت اور گرانبہا نعمت گزری چلی جاتی ہے اور پروا نہیں ہوتی۔ اور انسان نہیں سمجھتا کہ میری عمر کا ایک ایک لمحہ کس قدر قیمتی ہے جو میری اگلی زندگی کو جنت بنانے کی تمہید ہے اسیطرح وہ تمام ذرائع جن سے اللہ راضی ہوتا ہے۔ اور جنتی زندگی کی تخلیق ہوتی ہے ان کا ہاتھ سے نکلتے چلے جانا انسان کی بدقسمتی ہے

جنکی مائیں زندہ ہیں وہ شکر کریں

پس وہ لوگ جن کی مائیں زندہ ہیں شکر کریں۔ اور ان کے وجود کو غنیمت جانیں اور ان کی خدمت کر کے سعادت دارین حاصل کرلیں۔ جس دن یہ ذریعہ حصول رضائے ربانی کا ان سے چھن جائے گا۔ اس دن وہ روئیں گے۔ اور پھر یہ موقع ہاتھ نہ آئیگا ہماری حسرت سے وہ سبق سیکھیں۔ گو میں ابھی تک اس بات کے سمجھنے سے حیران ضرور رہوں کہ اگر میری والدہ کچھ اور زندہ رہتیں تو کیا ہم ان کی خدمت کرتے۔ یا وہ مزید شفقت و خدمت سے ہمیں شرمندہ کرتیں۔ کیونکہ انہوں نے تو ہمیشہ اپنی خدمت ہم سے بہت کم لی۔ ہم نے تو جب دیکھا یہی دیکھا کہ بیٹا ہو یا بہو پوتا ہو یا پوتی جس کو کوئی تکلیف ہوئی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ وہ خود خدمت کیا کرتی تھیں روکنے سے بھی وہ رک نہ سکتی تھیں۔ وہ اپنی اس فطرت اور شفقت سے مجبور تھیں۔

ماں ہر حالت میں اولاد کی خدمت کرتی ہے

میں تو سمجھتا ہوں کہ اولاد چاہے چھوٹی ہو یا بڑی۔ بچہ ہو یا بوڑھی ماں جب تک زندہ رہتی ہے اپنی اولاد کی خدمت ہی کرتی رہتی ہے۔ اولاد نہ ویسی خدمت کر سکتی ہے نہ اس کا کوئی حق ادا کر سکتی ہے۔

" ایک صحابی اپنی اندھی ماں کی بہت خدمت کرتے تھے۔ اسے کھلاتے پلاتے اٹھاتے بٹھاتے تھے۔ ایک دن حضرت نبی کریم صلعم سے سب حال عرض کر کے دریافت کیا کہ حضور میں کچھ ماں کی خدمت کا حق ادا کر سکا ہوں یا نہیں۔ فرمایا ابھی تو ماں کے اس ایک ایثار کا بھی حق ادا نہیں ہوا۔ جب سردیوں کی راتوں میں تو بستر میں پیشاب کر دیتا تھا تو تیری ماں اٹھا کر تجھے تو بستر کے خشک حصہ میں لٹا دیتی تھی اور اس سرد اور گیلی جگہ میں خود پڑ رہتی تھی۔"

پس ماں کی خدمت کا حق تو کیا کسی نے ادا کرنا ہے کم سے کم کوشش تو ہونی چاہیے کہ اس نعمت عظمیٰ اور جنت کے حصول کے رفیع الشان ذریعہ اور موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ اور ماں ہی پر کیا موقوف ہے اللہ تعالیٰ نے جو بھی ذریعہ اور موقعہ آپ لوگوں کو اپنی رضا کے حصول کے لئے عطا فرماتا ہے اس ذریعہ اور موقعہ کی قدر کرو۔ اور اپنے رب کی رضا کو حاصل کرلو۔ قبل اس کے کہ وہ ذریعہ جاتا رہے اور وہ موقعہ ہاتھ سے نکل جائے۔ اور انسان نہایت حسرت کے ساتھ کف افسوس ملتا رہ جائے۔

رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین

حضرت امیر کا تیسرا ٹریکٹ

بارہ لاکھ ٹریکٹوں کی سکیم کے سلسلہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ کا تیسرا ٹریکٹ "جماعت قادیان کی تبدیلی عقیدہ" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ اور اس نمبر میں بھی کسی دوسری جگہ درج کیا جا رہا ہے۔ اس میں جماعت قادیان اور ان کے علماء کی ان غلط بیانیوں اور گمراہ کن پروپیگنڈا کا شافی جواب دیا گیا ہے۔ جو انہوں نے ہمارے پہلے ٹریکٹ "جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد" شائع ہونے کے بعد سے جاری کر رکھا ہے احباب کو قادیانیوں اور عام مسلمانوں میں اس ٹریکٹ کی پوری کوشش سے اشاعت کرنی چاہیئے۔

سفرنامہ فجی

جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ فجی کے حالات سفر

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع)

(۳)

سٹیمر پانچ بجکر بیس منٹ پر روانہ ہوا۔ رستہ میں مجھے خیال آرہا تھا کہ یہ وہ پانی ہے جسے ایک سٹیمر تو پورے دو گھنٹہ میں عبور کرے گا لیکن مہاراج ہنومان ایک ہی جست میں پھاند گئے تھے

سیلون گورنمنٹ کے ایک پولیس سارجنٹ نے سب سے پاسپورٹ لے لئے اور ہر ایک مسافر کا نام وغیرہ لکھا۔ تھوڑی دیر بعد میں پولیس کے دفتر میں گیا۔ پولیس انسپکٹر سے ملاقات ہوئی آپ مسلمان ہیں اور مسٹر باقر علی صاحب نام ہے۔ میرے متعلق انہیں پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا کہ میں ایک مشنری کی حیثیت سے فجی جا رہا ہوں۔ بڑی عزت سے پیش آئے۔ اور بڑی محبت سے باتیں شروع کیں۔ باتوں باتوں میں مدراس کے قیام اور قبلہ سیٹھ احمد بادشاہ صاحب کی تکلیفات کا بھی میں نے ذکر کیا تو انسپکٹر صاحب نے بتلایا کہ وہ بھی مدراس کے رہنے والے اور قبلہ سیٹھ صاحب کے احباب سے ہیں۔ اس تعلق نے مجھے اور انسپکٹر کو گویا ایک کر دیا۔ فرماتے تھے کاش میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتا۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔ وہیں مجھے معلوم ہوا کہ رنگترے اور لیمو سیلون گورنمنٹ کی حد میں لیجانے منع ہیں۔ اس پر میں نے رنگترے اور لیمو جو مدراس سے خرید سے تھے کچھ مسٹر محمد علی صاحب اور باقی انسپکٹر صاحب کی نذر کر دیئے۔

تیلا مینار

سٹیمر ۸ بجکر بیس منٹ پر تیلا مینار پہنچا۔ بچے سو گئے تھے اہلیہ کو سٹیمر کے چلنے سے ایک قے ہوئی۔ کسٹم والوں نے اسٹیمر پر ہی اسباب دیکھا۔ ڈیک پر رستہ ہی میں پولیس نے اپنا دفتر لگا لیا۔ باری باری ہر ایک جاتا۔ اس کی شکل اور پاسپورٹ کی تصویر دیکھکر اپنا اطمینان کرکے اس کا پاسپورٹ واپس کرکے سٹیمر سے اترنے کی اجازت دیدی جاتی۔ ہم بھی اپنی باری پر گئے۔ پاسپورٹ کی تصویر اور میری صورت کو نظر بھر دیکھا گیا اور ایک یورپین پولیس افسر نے کہا کیا آپ مشنری ہیں جواب اثبات میں دیا گیا۔ اور اپنا پاسپورٹ لے کر سٹیمر سے اتر گئے۔

سیلون ریلوے کی گاڑیاں

ہمارے پاس مدراس تا کولمبو سکنڈ کلاس کے ٹکٹ تھے لیکن حسب قاعدہ برتھیں مدراس تا دھنش کوڈی ریزرو ہو سکی تھیں۔ اس لئے مسٹر محمد علی صاحب کو تین روپے دے کر بھیجا کہ فیس ادا کرکے تیلا مینار تا کولمبو تین برتھیں ریزرو کرا لیں کہ رات کو آرام سے سو سکیں۔

قلیوں نے اسباب گاڑی (جو کہ قریب ہی ایک پل پر کھڑی تھی) کے ایک سکنڈ کلاس کے کمرے میں اتارا۔ کمرہ کیا تھا ناریل کی گھاس بھرے گدیلے تھے اور بس۔ نہ وہ گدی تکیے تکیے نہ گدیلوں میں وہ اسپرنگ۔ ٹٹی بھی دو کمروں کے لئے ایک۔ جو کمروں سے الگ ایک کونے میں۔ غرض تاریخ دلسٹرن دلسٹرن ریلوے کے انٹر کلاس کی حالت سیلون گورنمنٹ کی اس گاڑی کے سکنڈ کلاس سے کہیں زیادہ بہتر ہوگی۔

گارڈ صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کمرہ صرف آپ کے لئے ہے۔ اور میں اس کمرے میں اور کسی کو گھسنے نہ دونگا۔ صبح مقام مقصود پر مجھے ـــــ "کچھ" ـــــ ہمیں یہ سودا مہنگا نہ تھا۔ وعدہ کر لیا۔

کھانے کا پتہ کیا لیکن معلوم ہو کہ راون کی بستی کے اس پہلے سٹیشن پر کھانے کا کوئی بندوبست نہیں۔ اور نہ آگے امید ہے۔ مدراس سے روانگی کے وقت قبلہ سیٹھ صاحب کے گھر سے بچوں کے لئے کچھ مٹھائی ساتھ کر دی گئی تھی وہی کھاکر سو رہے۔ گاڑی ساڑھے آٹھ بجے شب روانہ ہوئی۔

کولمبو میں

۱۵ اپریل صبح سات بجے گاڑی کولمبو پہنچی۔ گارڈ صاحب "کچھ" کے لئے تشریف لائے۔ ایک روپیہ دیا گیا۔ خوش ہو گئے۔

سٹیشن پر سیٹھ اسمعیل صاحب کے آدمیوں کو دیکھا لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ مقامی ہوٹلوں کے ایجنٹ آ جمع ہوئے۔ آخر ہم نے پرنس آف ویلز ہوٹل میں ٹھہرنا پسند کیا۔ اسباب قلیوں کے سپرد کیا۔ کہ ہوٹل میں پہنچا دیں۔ خود ایجنٹ کے ساتھ پیدل ہو لئے۔ کہ ہوٹل سٹیشن کے بالکل قریب ہے۔

ہوٹل میں ہم کو ایک الگ کمرہ دیا گیا جس میں بستر لگے دو بڑے پلنگ۔ ایک میز۔ دو کرسیاں۔ ایک بڑا آئینہ۔ ہاتھ منہ دھونے کا سامان اور جگہ تھی۔ دن بھر کے لئے کرایہ کمرہ دو روپے مقرر ہوا۔

قلی سامان لے کر آئے بڑی مشکل سے ایک روپیہ چار آنے میں انہیں راضی کیا گیا۔

چائے سے فارغ ہو کر انگریزی لباس پہنا کہ دہلی سے آگے دیسی لباس میں ہی سفر کیا تھا۔ باہر نکلا ایک سیلون میں جاکر حجامت بنوائی۔ اور پھر ٹرمیوے کے ذریعے پی اینڈ او کمپنی کولمبو کے دفتر میں گیا۔ جہاز کے لئے اپنے ٹکٹ طلب کئے۔ منیجر نے خط و کتابت کی فائل دیکھکر کولمبو تا سڈنی (آسٹریلیا) تین ٹکٹ ایک ہی مطبوعہ فارم پر بنا دیئے اور سڈنی تا سووا (فجی) ٹکٹوں کے لئے سڈنی ایجنٹ کے نام ایک چٹھی دیدی۔ سامان پر چسپاں کرنے کے لئے مختلف قسم کے لیبل دیئے بندرگاہ سے بھاڑ تک موٹر لانچ میں سواری کے لئے چار پاس حاصل کئے اور ٹرمیوے کے ذریعے ہوٹل واپس آ گیا۔

دوپہر کا کھانا کھاکر کچھ دیر آرام کیا۔ پھر اٹھکر ایک تار حضرت والد ماجد کو راولپنڈی اور ایک حضرت مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کو لاہور دیا۔ کہ "ہم خیریت سے جہاز پر سوار ہو رہے ہیں"

سامان پر لیبل لگا لئے۔ ہوٹل کا بل ادا کیا۔ چار بجے موٹر منگوا کر اسباب لدوایا۔ خود سوار ہوئے اور بندرگاہ پہنچے۔ موٹر والے کو دو روپے ادا کئے۔ یہ سواری ہمیں ارزاں رہی کہ اسٹیشن سے ہوٹل تک صرف اسباب کے لئے قلیوں نے ایک روپیہ چار آنے لے لئے تھے اور فاصلہ بھی اس سے بہت تھوڑا تھا۔

بندرگاہ پر موٹر سے بچوں کو اتارا۔ کرسیوں پر بٹھا کر خود اسباب کے ساتھ بندرگاہ کے نچلے حصہ میں چلا گیا۔ اسباب رجسٹر میں درج کرایا۔ اور ذمہ دار کلرک کے حوالے کیا۔ کہ جہاز پر پہنچا دے۔ اس ضروری کام سے فارغ ہو کر اوپر آیا اور پھر ہم بندرگاہ کے بڑے دروازے اور ڈیوڑھی سے گزر کر اندر داخل ہو گئے۔ موٹر لانچ تیار تھی۔ ہوٹل کے ایجنٹ کو جس نے سارا دن ہماری خدمت کی تھی اور بندرگاہ پر بھی امداد کی غرض سے ہمارے ساتھ آیا تھا ایک روپیہ دے کر شکریہ کے ساتھ رخصت کیا

جہاز میں

موٹر لانچ پر ہمارے جہاز "مالدیویا" پر سوار ہونے کے لئے کئی ایک انگریز اور میمیں بھی تھیں۔ جہاز کے پاس جاکر تختوں پر موٹر لانچ سے اترے۔ اور جہاز پر جانے کے لئے ایک بلند سیڑھی لگی تھی۔ پولیس کے ایک باوردی سارجنٹ نے دوڑ کر ایک بچہ کو گود میں اٹھا لیا۔ دوسرے بچہ کو میں نے لیا۔ اور اوپر جہاز پر چڑھ گئے۔ اوپر آکر پولیس سارجنٹ نے بتلایا کہ میں منگلور کا رہنے والا ایک مسلمان ہوں۔ اور آپ کی ترکی ٹوپی دیکھ کر امداد کو دوڑ پڑا۔ میں ان کے اس جذبہ کے لئے شکر گزار رہا۔

جہاز کے دفتر میں گئے ٹکٹ دکھائے جس پر ہمیں ایک کمرہ دیدیا گیا جس میں نہایت مصفا چار بستر لگے ہوئے ہیں آسائش کا ہر ضروری سامان مہیا ہے۔ اور خدمت کیلئے ایک ملازم۔

بچوں کو کمرے میں چھوڑ کر پرسر کے پاس گیا اور اسے کہا کہ ہم انگریزی کھانا پسند نہیں کرتے۔ ہمارے لئے ہندوستانی کھانے کا بندوبست کیا جائے۔ اور ہمارا باورچی کوئی مسلمان ہو۔ اس انگریز پرسر نے مجھے اطمینان دلایا کہ آج رات سے ہی آپ کو حسب منشا کھانا ملیگا میں نے ملازم کو کہدیا کہ ہم ڈرائنگ ہال میں کھانا نہیں کھائینگے ہمارا کھانا ہمارے کمرے میں پہنچنا چاہیئے۔

اس کے بعد ڈیک پر گیا۔ اور منگلوری پولیس سارجنٹ کا پھر شکریہ ادا کیا۔ اور کچھ دیر ان سے باتیں کیں۔ لیمو اور رنگترے کولمبو سے لینے ہمیں یاد نہ رہے تھے۔ سارجنٹ صاحب کو دو روپے دیئے انہوں نے اپنا ایک سپاہی موٹر لانچ پر بھیجکر بازار سے منگوا دیئے۔ اللہ کریم انہیں جزا دے۔ سپاہی کو آٹھ آنے شکریہ کے ساتھ پیش کئے۔

ہم جہاز پر پانچ بجے آ گئے تھے۔ آٹھ بجے اسباب بھی

(باقی آئندہ)

خبریں

—— ریاست جودھپور کی کونسل نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ کسی نئے رسالہ یا اخبار کے اجرا کی اجازت نہیں دی جائیگی۔

—— حکومت نے سلیم میونسپلٹی کا یہ ریزولیوشن نامنظور کر دیا کہ ہوٹلوں کے منیجر اچھوتوں کو بلا روک ٹوک کھانا کھلائیں۔

—— سری نگر کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حالات غیر تسلی بخش ہیں۔ مسلمان نوجوانوں نے علیحدہ پارٹی بنالی ہے۔ جس کا نام جنگی کونسل رکھا ہے۔ شیخ محمد عبداللہ اور ان کے رفقا کی رہائی کے متعلق مسلمانوں کی کوشش جاری ہے عوام کے علاوہ سیاح اور تاجر بھی موجودہ غیر اطمینان بخش صورت حالات سے پریشان ہو رہے ہیں۔

—— جموں ۹ رجون۔ کل رات دو بجے چودھری غلام عباس اور مسٹر قریشی کو گرفتار کر لیا گیا۔ جموں میں بھی جلسوں اور جلوسوں کا سلسلہ شروع ہے۔

—— حکومت امریکہ کے صدر نے فرانسیسی اور اطالوی سفیر کو مطلع کیا ہے کہ امریکن کانگرس کی بھاری اکثریت جنگی قرضوں کی ادائیگی کے سوال کی تجدید کے خلاف ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ اخبار "زمیندار" کے ایک ملازم ڈاکٹر عبدالکریم خاور نے منشی ظفر علی مالک زمیندار کی نادہندگی سے تنگ آکر دفتر زمیندار کے سامنے ستیاگرہ شروع کر دیا تھا اس سلسلہ میں عجیب وغریب باتیں سننے میں آئیں۔ معلوم ہوا ہے کہ بعض معززین لاہور کی مداخلت سے یہ ستیاگرہ بصد مشکل ختم ہوا ہے اور منشی ظفر علی نے واجب الادا رقم کی ادائیگی کا وعدہ کیا ہے

—— بمبئی ۹ رجون۔ ایوان شہزادگان کی مجلس مستقلہ کا اجلاس شروع ہے اس میں مہاراجہ اور بھی شریک ہوئے ہیں۔ یہ اجلاس دو تین روز جاری رہے گا۔ دیگر اہم معاملات کے علاوہ الور کے حالات پر خصوصیت سے غور کیا جائے گا۔

—— لاہور کے محلہ وچھوالی میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے ایک کنوئیں پر قبضہ کر لیا ہے۔

—— جاپان نے ہندوستانی روئی کا بائیکاٹ کر دیا کہا جاتا ہے کہ یہ جدید محصول درآمد لگائے جانے کا جواب ہے۔

—— مشہور ہندو لیڈر سر چمن لال سیتلواڈ نے اخبارات میں ایک بیان شائع کرایا ہے۔ جس میں ڈاکٹر مونجے اور ہندو مہا سبھائی امن سوز سرگرمیوں کی مذمت کی ہے۔

—— بمبئی ۹ رجون مہاراجہ الور آج سپیشل ٹرین کے ذریعہ بمبئی پہنچ گئے ہیں آپ بحد متفکر نظر آتے تھے۔ آپ نے اخبارات کو بیان اور فوٹو دینے سے انکار کر دیا۔

—— اندازہ کیا گیا ہے کہ اس وقت دنیا میں ۱۴۸۲۰۴۰۶ یعنی کچھ کم ڈیڑھ کروڑ یہودی ہیں۔ جن میں سے بہت بڑی تعداد یورپ میں ہے۔ یورپ کے بعد امریکہ اور ایشیا کا نمبر آتا ہے

—— حکومت کشمیر کا ایک تازہ اعلان مظہر ہے کہ سری نگر میں بالکل امن وامان ہے۔ لیکن دیگر قابل وثوق ذرائع سے موصولہ شدہ خبریں اس کی تائید نہیں کرتیں۔

—— گاندھی جی کے وزن میں ترقی کے بعد پھر کمی ہوگئی ہے۔

—— بلدیہ لاہور پانی کی قلت کو دور کرنے کے لئے چھ نئے ٹیوب ویل لگا رہی ہے

—— روما ۹ رجون۔ جرمنی نے دول اربعہ کا میثاق منظور کر لیا ہے اور جمعرات کی شام کو اس پر دستخط ہوگئے ہیں۔

—— مجلس اقوام نے ان ممالک کو جو اس کے رکن ہیں ایک گشتی چٹھی بھیجی ہے جس میں حکومت منچوکو کے وجود کو تسلیم نہ کرنے کی ہدایت کی ہے۔

—— عالمگیر اقتصادی کانفرنس کے ہندوستانی شرکا کی فہرست شائع ہوگئی

—— بلدیہ کراچی نے ایک قرارداد کے ذریعہ حکومت کو کانگرس سے صلح کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

—— وفد فلسطین کے رکن محمد علی پاشا کو لاہور آنے کی دعوت دی گئی ہے۔

—— مہاراجہ دیواس کو حکومت ہند نے معزول کر کے ریاست چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔

—— برطانیہ میں بے روزگاروں کی تعداد کچھ کم ہوگئی ہے۔

—— بلدیہ دہلی نے تخفیف بحال کر دی ہے۔

عالم اسلام

—— ماہرین ارضیات کا خیال ہے کہ حجاز میں تیل کے چشمے اور کوئلے۔ تانبے۔ لوہے وغیرہ دھاتوں کی کانیں بکثرت ہیں۔ اور آسانی سے کنوئیں کھود کر آبپاشی کا انتظام ہو سکتا ہے۔ جس کے ذریعے بکثرت زراعت ہو سکتی ہے حال ہی میں سلطان ابن سعود نے چند امریکن ماہرین زراعت کی خدمات حاصل کی ہیں۔ ان کی تحقیقات اور محنت سے پٹرول کے متعدد چشمے دریافت ہو چکے ہیں۔

—— مکہ جدہ ریلوے کی تجویز سے اس بات کے امکان پر غور ہو رہا ہے کہ سرزمین عرب میں ریلوں کا سلسلہ اس قدر وسیع کر دیا جائے کہ خلیج فارس و دیگر مشہور مقامات کے ساتھ ملحق ہو کر اسلامی ممالک کی صنعت و تجارت کو ترقی دے سکے۔

—— گزشتہ دنوں افغانستان کے علاقہ میں جو بغاوت ہوئی تھی اس کا باعث ایک پراسرار شخص لیونے فقیر کو قرار دیا جاتا ہے۔ یہ شخص عرصہ سے روپوش تھا اور حکومت افغانستان و برطانیہ کی پے درپے کوششوں کے باوجود گرفتار نہ ہوتا تھا کابل کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت افغانستان نے اسے دوساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا ہے

—— شاہ نادر خاں تاجدار افغانستان کے بڑے سوتیلے بھائی سردار محمد عزیز خاں سفیر افغانستان مقیم جرمنی کو ایک افغان نوجوان کمال اللہ نے برلن میں ۵ جون کو قتل کر دیا انا للہ..... الخ۔ سفیر ممدوح صبح کے وقت کہیں باہر جا رہے تھے کہ اس نوجوان نے پستول سے فائر کیا جس سے ممدوح سخت زخمی ہوگئے۔ اور ہسپتال پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد انتقال ہوگیا۔ قاتل نے اپنے تئیں پولیس کے حوالے کر دیا شک کیا جاتا ہے کہ قاتل سابق شاہ امان اللہ خاں کے حامیوں میں سے تھا یا کسی غیر ملکی جماعت کا رکن تھا۔

—— تمام قلمرو افغانستان میں سردار محمد عزیز خاں مرحوم کے قتل پر انتہائی رنج وافسوس کیا جا رہا ہے۔ اظہار تعزیت کے لیئے افغانستان کے طول وعرض اور تمام بیرونی قونصل خانوں میں تین دن تک تعطیل رہے گی۔

—— سلطان ابن سعود والی نجد وحجاز نے اپنے بڑے بیٹے امیر سعود کو اپنا ولیعہد وجانشین مقرر کیا ہے۔ چنانچہ گزشتہ ماہ مملکت حجاز کے اعیان واکابر اور عمال حکومت نے امیر سعود کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور تمام لوگوں نے نہایت مسرت سے ولیعہد و سلطان کا جانشین تسلیم کیا۔

—— عراق کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ عراقی وزارت تعلیم اساتذہ اور طلبا کی اخلاقی حالت کی اصلاح کے لیئے خاص تدابیر عمل میں لا رہی ہے۔ عرصہ سے شکایت سنی جاتی تھی کہ عراق کے نوجوان طلبہ اور طالبات مغربی تہذیب کے زیر اثر اپنی اخلاقی حالت کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس لیئے وزارت تعلیم نے ان مفاسد کے انسداد کے لیئے متعدد احکام جاری کر دیئے ہیں جن پر سختی سے عمل کیا جا رہا ہے۔ مثلاً طلبا اور اساتذہ کو ہدایت کردی کہ ہوٹلوں میں جو ناچ ہوتے ہیں ان میں شریک نہ ہوں اور ان مقامات پر بھی نہ جائیں۔ جہاں بے حیائی اور بے شرمی کی باتیں ہوتی ہوں نیز محکمۂ احتساب نے "قسمت" نامی ایک فلم کی نمائش بھی بند کر دی ہے۔ کیونکہ اس میں نیم برہنہ تصاویر دکھائی جاتی تھیں۔

تار کا پتہ - مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۳۸

قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۲۰ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۳۳ء | نمبر ۳۳

مسلمانوں کی بستی

جہاں بے آئینی کا غلبہ، جہاں غفلت پرستی ہے — جہاں سنسان ویرانہ جہاں حسرت برستی ہے
جو بیکاروں کی آبادی جو رہن فاقہ مستی ہے — جو ناداروں کے ہاتھوں پیسے پیسے کو ترستی ہے

جہاں غم ہے تڑپ ہے، دردِ دل ہے تنگدستی ہے
مسلمانوں کی بستی ہے، مسلمانوں کی بستی ہے

جو اشک و آہ کی دنیا ہے جو نالوں کی دنیا ہے — جو بیتابوں کی دنیا ہے جو غم والوں کی دنیا ہے
غریبوں کی جو دنیا ہے جو بدحالوں کی دنیا ہے — غبارِ راہ کی صورت جو پامالوں کی دنیا ہے

جہاں عنقا بلندی ہے جہاں پستی ہی پستی ہے!
مسلمانوں کی بستی ہے، مسلمانوں کی بستی ہے

جو اپنے مال سے غفلت کے ہاتھوں ہاتھ دھو بیٹھی — جو خوشحالی گنوا بیٹھی جو خوش بختی کو رو بیٹھی
جو سب کچھ اپنا ضائع کرکے نادار زمیں ہو بیٹھی — قیامت ہے کہ اپنی قوت احساس کھو بیٹھی!

جہاں ادبار کی بارش ہے، بربادی برستی ہے
مسلمانوں کی بستی ہے مسلمانوں کی بستی ہے

جہاں رو رو کے گزرتی ہے بسر ہوتی ہے آہوں میں — جہاں بچے جواں بوڑھے پڑے ہیں خوابگاہوں میں
جہاں تنکوں کی صورت سے بنے پامال راہوں میں — مگر پھر بھی ہے اک کانٹا زمانے کی نگاہوں میں

وہ بستی داغ بن کر جو عدو کے دل میں بستی ہے
مسلمانوں کی بستی ہے مسلمانوں کی بستی ہے

بہار آئے، جہاں باغ تمنا میں خزاں ہو کر — جہاں بادل اگر برسے تو برسے بجلیاں ہو کر
جہاں ہر شاخ آخر رہ گئی شعلہ فشاں ہو کر — جہاں شادابیاں پھولوں کی اڑتی ہیں دھواں ہو کر

سموم غم جہاں ہر گام پر چہرہ جھلستی ہے!
مسلمانوں کی بستی ہے مسلمانوں کی بستی ہے

وہ آبادی جو ہے محصور زہریلی ہواؤں میں — وہ آبادی جو اجڑی ہے عداوت کی فضاؤں میں
وہ آبادی جو گھر کر رہ گئی غم کی گھٹاؤں میں — وہ آبادی کہ جس کی جان ہے لاکھوں بلاؤں میں

جہاں جور زمانہ ہے جفا ہے۔ چیرہ دستی ہے
مسلمانوں کی بستی ہے مسلمانوں کی بستی ہے

جہاں دولت جہاں ثروت کا پڑتا ہی نہیں سایہ — جہاں سے دور خوش بختی جہاں ناپید سرمایہ
جہاں ڈھونڈے سے بھی ملتا نہیں کوئی گرانمایہ — جسے دیکھو مصیبت میں جسے دیکھو فرومایہ!!

جہاں روٹی بہت مہنگی بشر کی جان سستی ہے
یہ مردودوں کی آبادی مسلمانوں کی بستی ہے

مسلمانوں کا غم میں بیکسی میں نذر ہو جانا — مسلمانوں کے ارمانوں کا آہ سرد ہو جانا
مسلمانوں کا پسنا اور پس کر گرد ہو جانا! — زمانے! او زمانے!! اس قدر بیدرد ہو جانا!

مٹایا جان کر تو نے کہ اک ناچیز ہستی ہے
میں کہتا رہ گیا ظالم! مسلمانوں کی بستی ہے

(رما خدنہ)

برادرانِ جماعت کے نام خطوط

دوسرا خط

موجودہ مخالفت کا پوری قوت سے مقابلہ کرو

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ)

جماعت احمدیہ کی مجنونانہ مخالفت

برادران مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ایک تاریخ نویس اس بات کو تعجب سے دیکھے گا کہ جو قوم اس وقت نہ صرف اسلام کی سب سے بڑھ کر خدمت کر رہی ہے بلکہ اس کے ساتھ ہی اس نے اسلام کی تعلیم کو بہترین رنگ میں پیش کیا ہے جس کی وجہ سے لوگ اسلام کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اور جس کی وجہ سے آج روشن خیال غیر مسلم بھی اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ اسلام ہی دنیا کا آئندہ مذہب ہوگا۔ اسی قوم کے استیصال کیلئے ہمارے مسلمان بھائی اپنی پوری قوت خرچ کر رہے ہیں آخر اوپر خدا ہے۔ اور ایک وقت اس کے سامنے جواب دہی کا موت کے بعد ہی نہیں اس زندگی میں بھی آتا ہے کس لئے ہمارے خلاف یہ جوش وخروش ہے۔ کس وجہ سے ہماری تخریب واستیصال کے درپے ہیں؟ کیوں ہمیں یہود ونصاریٰ سے بدتر قرار دیا جاتا ہے؟

آخر مخالفت کی وجہ کیا ہے؟

(۱) کیا اس کی وجہ ہمارا کام ہے؟

(الف) کیا ہم تارک صلوٰۃ ہیں؟ یا شریعت کے احکام کا احترام نہیں کرتے؟ یا کسی رنگ میں احکام شریعت کا استخفاف کرتے ہیں؟ آج مسلمانوں میں ایسی جماعتیں بھی موجود ہیں مگر ان کی تخریب واستیصال کے لئے تو کسی کو جوش نہیں آتا۔ اور شاید اکثر حصہ ان لوگوں کا جو ہمارے خلاف . . . . . . جوش دکھا رہے ہیں خود اسی قسم میں شامل ہے۔

کاش یہ جوش خدمت اسلام کیلئے دکھلایا جائے

(ب) کیا یہ جوش دکھلانے والے خدمت اسلام کے کسی عظیم الشان کام میں مصروف ہیں۔ کسی قسم کا جہاد کر رہے ہیں جس میں ہم شامل نہیں ہوتے؟ اگر ایسا ہوتا تو ان کو حق پہنچتا کہ ہمارے برباد کرنے پر اپنی قوت خرچ کر دیتے۔ مگر واقعات تو اس کے بالکل خلاف ہیں جس جوش سے ہماری قوم خدمت اسلام کے کام میں مصروف ہے خدا کا کلام دنیا میں پہنچا رہی ہے۔ اسلام اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر حملوں کا جواب دے رہی ہے۔ کفرستانوں میں مسجدیں بنا کر اللہ اکبر کی آواز بلند کر رہی ہے۔ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کر رہی ہے۔ اسلام کا رعب قائم کر رہی ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی دوسرے مسلمانوں میں نظر نہیں آتا۔ کاش اگر ہماری تخریب کا جوش دکھانے کے بجائے اس سے بڑھکر جوش خدمت اسلام کے ان کاموں کا دکھایا جاتا تو آج ایک ایک ملک میں ایک ایک اسلامی مشن قائم ہو گیا ہوتا۔ دنیا کی سینکڑوں زبانوں میں خدا کے کلام کا ترجمہ ہو گیا ہوتا۔ یورپ اور امریکہ کی لائبریریاں اسلامی لٹریچر سے بھری ہوئی ہوتیں۔ اور دین اللہ افواجا کا نظارہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔ مگر خدا کی شان دیکھئے کہ کیا کھیل ہو رہا ہے۔ ایک چھوٹی سی قوم حفاظت واشاعت اسلام کے کام میں دیوانوں کی طرح لگی ہوئی ہے

. . . .

اسلام پر حملوں کا دفاع کر رہی ہے۔ اسلام کا قدم آگے بڑھا رہی ہے۔ اور مسلمانوں کا جم غفیر بجائے اس کے کہ اسے سامان سے مدد دے۔ ان کی تخریب پر پوری قوت صرف کر رہا ہے۔ کیا جو فوج کسی ملک کی حفاظت کے لئے سرحد پر جاکر دشمنوں سے مقابلہ کرے۔ اس ملک کے رہنے والوں کا یہی سلوک اس سے ہونا چاہئے۔ مگر آج بڑے بڑے آدمی بجائے اس کے کہ ان لوگوں کو جن پر ان کا اثر ہے اسلام کی خدمت کے کسی مفید کام میں لگائیں اپنی مجلسوں میں اپنے احباب کو ایک یا دوسرے رنگ میں احمدیت پر نکتہ چینی کر کے خوش کرنا ہی جانتے ہیں۔ اور متکبر عالم تو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنا نہیں چاہتے۔ کہ اسلام کو اس وقت کس چیز کی ضرورت ہے۔ اور آنکھیں بند کر کے خدام اسلام کی جماعت کو برباد کرنے کے درپے ہیں۔

فقہی مسائل میں ہم حنفی المذہب ہیں

(۲) کیا اس کی وجہ ہمارے کوئی عقائد ہیں؟

(الف) ہمارے عقائد ہمارے مرشد کی کھلی تحریر کے مطابق وہی ہیں جو اہل السنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ فقہی مسائل میں ہم اپنے مرشد کی کھلی تحریر کے مطابق حنفی المذہب ہیں کیا اس سارے ہندوستان میں کوئی عالم یا جاہل ہے (کیونکہ ہماری مخالفت صرف علما ہی نہیں کر رہے بلکہ بعض کندۂ ناتراش بھی ہماری مخالفت میں عالم بن بیٹھے ہیں) جو اہل سنت والجماعت میں سے کوئی ایک عقیدہ ایسا نکال کر دکھائے جس میں ہمارا اختلاف ہے

جاہلوں والی باتیں

یہ پرلے درجہ کی جاہلوں کی باتیں ہیں جو آج بعض علماء بھی ہماری مخالفت میں اندھے ہو کر کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم مرزا صاحب کو خدا مانتے ہیں یا ابن اللہ مانتے ہیں۔ یا آپ نے ایسا دعوےٰ کیا۔ نہ حضرت مرزا صاحب نے کبھی ایسا دعویٰ کیا نہ حضرت مرزا صاحب کا ایک بھی مرید آپ کو خدا یا ابن اللہ مانتا ہے۔

ہم حدیث مجدد کے ماتحت مرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں

(ب) کیا اس وجہ سے ہمارا استیصال ضروری ہو گیا ہے کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو مجدد مانتے ہیں؟ کیا حدیث مجدد ہم پر الزام قائم کرتی ہے۔ یا ہمارے مخالفین پر! حدیث مجدد کے متعلق کہا گیا ہے کہ حفاظ حدیث اس کی صحت پر اتفاق کرتے ہیں۔ صراحت سے ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ضروری ٹھہراتی ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ مجرم وہ نہیں جو حدیث کو پس پشت ڈالیں بلکہ مجرم وہ ہیں جو حدیث کی صحت کو تسلیم کر کے ایک شخص کو مجدد مان لیں۔ پھر اگر حضرت مرزا صاحب اس حدیث کے ماتحت مجددیت کا دعوےٰ کرنے میں مجرم ہیں تو حضرت مجدد الف ثانیؒ اور امام سیوطیؒ اور کئی اور بزرگ بھی مجرم ہیں۔ جنہوں نے اس حدیث کے ماتحت مجددیت کا دعویٰ کیا۔ وحسن اولٰئک رفیقا۔ اور ہمارے مخالفین کا شمار آخر انہی بزرگوں کے مخالفین کے ساتھ ہوگا۔ ع

یہ ہیں کہ از کہ بریدی وباکہ پیوستی

یا عقائد اہل سنت والجماعت سے نکال کر دکھا دیں کہ حدیث مجدد کو جھوٹا ماننا اور جن لوگوں نے مجددیت کے دعوے اس حدیث کے ماتحت کئے ہیں۔ انہیں کذاب ماننا ان کے عقائد میں داخل ہے۔

وفات مسیح کا صحیح عقیدہ

ج کیا اس وجہ سے ہماری تخریب ثواب کا کام ہے کہ ہم حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ مانتے ہیں؟ تو عقائد اہل سنت والجماعت میں نکال کر دکھا دیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر ایمان لانا بھی ان میں شامل ہے پھر یا تو ان کو خدا کی طرح حی لایموت مانو یا جس دن وہ نازل ہو کر وفات پائیں گے اس دن ان لوگوں کا شمار بھی اہل سنت والجماعت میں سے نہیں ہوگا۔ کیونکہ عقائد کی رو سے ان کی زندگی پر ایمان لانا ضروری ہوگا۔ پھر حضرت امام مالک کو جن کا عقیدہ یوں مذکور ہے۔ قال مالک مات یعنے امام مالک کا عقیدہ تھا کہ حضرت عیسےٰ فوت ہو گئے۔ اہل سنت والجماعت میں سے خارج کریں۔

د۔ کیا اس لئے ہم یہود ونصاریٰ سے بدتر ہیں کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں۔ تو اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے تو ہمارے مخالفین کے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں کہ

(۱) یا یہ مانیں کہ ابن مریم کا نزول جس پر ایمان عقائد اہل سنت والجماعت میں داخل ہے اسی رنگ میں ہوگا جس طرح اس سے پیشتر الیاسؑ کا نزول ہوا کہ وہ حضرت یحییٰؑ کے لباس میں ظاہر ہوئے۔ اور ان احادیث کی جن میں نزول ابن مریم کا ذکر ہے یہ تاویل کریں کہ اسی امت کا کوئی مجدد ابن مریم کے رنگ میں ظاہر ہوگا۔ جس کی تائید خود انہی احادیث کے الفاظ فامامکم منکم اور واماکم منکم سے ہوتی ہے کہ وہ تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ اور بخاری کی ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں فوت شدہ مسیح اسرائیلی کا حلیہ اور دیا ہے اور آنے والے مسیح کا حلیہ اور دیا ہے۔

(۲) اور یا یہ مانیں کہ یہ سب احادیث جو بخاری اور مسلم اور کتب حدیث میں مذکور ہیں اور جن کے ساتھ احادیث یاجوج وماجوج ودجال واحادیث فتن شامل کر کے ایک بڑا بھاری مجموعہ بن جاتا ہے۔ جن میں سے بعض صراحت سے پوری بھی ہو چکی ہیں نعوذ باللہ سب کا سب مجموعہ باطل ہے۔ اور اس طرح حدیث پر سے امن اٹھ جائے گا۔ پس اگر ہمارے مخالف شق اول کو قبول کرتے ہیں اور حدیث پر تبر چلانا نہیں چاہتے جیسے آج بعض علماء

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

نمبر ۳۳	یوم پنجشنبہ ۲۰ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ	جلد ۲۱

راولپنڈی اور ملتان میں طوفان مخالفت

لاہور میں ناکامی و ذلت کے بعد نئی شرارتیں

گزشتہ موسم سرما میں مخالفین سلسلہ نے لاہور میں جو طوفان بے تمیزی برپا کیا تھا وہ خدا کے فضل سے فرو ہو گیا جو شرار جماعت احمدیہ کو تباہ کر دینے کے دعوے کے ساتھ میدان میں آئے تھے۔ دشنام طرازی اور اپنی اخلاق سوزی کے مظاہرے کے بعد خود بخود چپ ہو گئے۔ تمام روشن خیال۔ اتحاد دوست۔ بے غرض اور ثقہ مسلمانوں نے اشرار کی حرکتوں پر عملاً اظہار نفرت کر کے ان کی ناکامی پر مہر لگا دی۔ اس نامرادی کے بعد انہوں نے بعض دوسرے مقامات کو اپنا میدان عمل بنایا ہے۔ جن میں سے راولپنڈی اور ملتان خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ راولپنڈی میں طوفان مخالفت پورے زوروں پر ہے احمدیوں کو طرح طرح سے تکلیفیں دی جا رہی ہیں۔ کفر کے فتوے تو خیر ہر زمانہ ہی میں چلتے رہتے ہیں۔ وہاں آجکل بائیکاٹ کے پرانے حربے پر خصوصیت سے زور دیا جا رہا ہے۔ جماعت کے اراکین کے خلاف جھوٹے مقدمے دائر کرائے جا رہے ہیں۔ احمدی لڑکوں کو اسلامی درسگاہوں سے علیحدہ کرانے کی جدوجہد ہو رہی ہے۔ غرضیکہ جنون مخالفت میں ہر قسم کی ذلیل سے ذلیل حرکت اور خطرناک سے خطرناک سازش ہو رہی ہے

ملتان میں بھی احمدیوں کے بائیکاٹ پر زور دیا جا رہا ہے وہاں احمدیت کی مخالفت کی روسیاہی کا ٹھیکہ نام نہاد احراریوں نے لیا ہے۔ گزشتہ ہفتہ عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولوی حبیب الرحمن وہاں پہنچے اور تین دن تک خوب اودھم مچائے رکھا جلسے ہوئے جن میں ان دونوں اور ان کے حواریوں نے جی کھول کر زہر اگلا اور اس مطلب کی قرارداد منظور کرائی کہ تمام مسلمانوں کو احمدیوں سے خواہ وہ لاہوری ہوں یا قادیانی بالکل قطع تعلق کر لینا چاہیئے۔ ان کو کسی اسلامی جماعت میں شامل کیا جائے نہ کسی اسلامی انجمن کا ممبر رکھا جائے۔ دوران جلسہ میں

ہمارے ایک دوست نے مولوی حبیب الرحمن کو رقعہ لکھا کہ ہندو تو اچھوتوں کو بھی اپنے اندر شامل کر رہے ہیں جو ان کے دھرم کے خلاف ہے۔ اور آپ ایک اعلیٰ طبقہ کے خادمان اسلام کو اپنے سے خارج کر رہے ہیں۔ تو اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ ہمارے اس دوست کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کو جانے عطاء اللہ شاہ اور حبیب الرحمن کی بلا وہ تو اپنے نفس کے غلام اور ذاتی اغراض کے بندے ہیں۔ ہر نازک موقعہ پر مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور ان میں پھوٹ ڈالنی ان کا پرانا شیوہ ہے۔ تحریک خلافت کے ایام میں ہجرت کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کو کانگرس کے جہنم میں جھونکا۔ رسوائے عالم مسلم کش نہرو رپورٹ شائع ہوئی تو ہندوؤں سے سودا کر کے اس کو آسمانی صحیفہ کہتے ہوئے تمام پنجاب میں آوارہ گردی کرتے پھرے کشمیر کا معاملہ شروع ہوا اس میں خواہ مخواہ آ کودے۔ اور مسلمانوں کو ہر طرح سے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ آج کل پنجاب کی سب سے بڑی اسلامی ریاست بہاولپور کے خلاف ہندوؤں نے شور مچا رکھا ہے۔ ملتان ان کی سازشوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ مسلمانان ملتان ہندوؤں کے گمراہ کن اور سراسر بے بنیاد پروپیگنڈے کے اثر کو زائل کرنے کے لئے بہترین کام کر سکتے تھے۔ لیکن ان دونوں شخصوں اور ان کے حواریوں کی کوشش ہے کہ مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع رہے۔ تاکہ وہ کسی ضروری اور مفید کام کی طرف توجہ ہی نہ دے سکیں لوگ کہہ رہے ہیں کہ ان کی یہ کوشش کسی خوفناک سازش یا کسی "سودے" کے زیر اثر جاری ہے۔ ہم اس کے متعلق قطعی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن ان کی زندگی کے گزشتہ ریکارڈ کو مدنظر رکھتے ہوئے ان باتوں کا صحیح ہونا کچھ بھی مشکل اور باعث تعجب نہیں ہے۔ وجہ خواہ کچھ ہو ان کی یہ حرکتیں ہر حالت میں قابل صد نفرت ہیں اگر مخالفین سلسلہ کو خدا کا خوف اور مسلمانوں کے مفاد کا کچھ پاس نہیں تو یہی کاش وہ اپنی گزشتہ نامرادیوں اور ذلتوں ہی سے کوئی سبق حاصل

کرتے اور شرارتوں سے باز رہتے لیکن وہ اپنی فطرت سے مجبور ہیں اچھا حق و باطل کی جنگ جاری ہے جاننے والے اس کا نتیجہ جانتے ہیں۔ جو بھولے ہوئے ہیں ان کو بھی جلد معلوم ہو جائے گا۔ احمدیت مخالفت کے طوفانوں کے ہجوم میں پلی بڑھی ہے اور ہمیشہ اسی طرح ترقی کرتی رہے گی۔ مخالفین کو نامرادی و ذلت کے علاوہ پہلے کچھ حاصل ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا۔

احمدی اسلام کے سپاہی ہیں۔ گھبرانا یا ڈرنا ان کی شان کے شایان نہیں نہ احمدی گھبرایا اور ڈرا کرتے ہیں۔ ہم خدا کا کام کر رہے ہیں۔ ہم اسلام کے خادم ہیں۔ ہم پیغمبر اسلام کی عزت کو دنیا میں بلند کرنا چاہتے ہیں۔ ہم حق کی کامیابی پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ ہم کامیاب ہوں گے اور یقیناً کامیاب ہوں گے جب تک ہم حق کی چٹان پر کھڑے ہیں ہمیں مخالفت کے کسی طوفان سے مطلق گھبرانا نہیں چاہیئے۔ باطل کے طوفان فرو ہو جائیں گے حق کی چٹان قائم رہے گی۔

عین ممکن ہے کہ مخالفت کی وبا راولپنڈی اور ملتان وغیرہ سے دوسرے مقامات پر بھی پھیل جائے۔ اس لئے ہمیں مقابلہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اس کے لئے جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب سے زیادہ ضروری ہے کہ ہم اپنی طاقت کو مجتمع کریں۔ تاکہ پیش آنے والے طوفان کا پوری کامیابی سے مقابلہ کیا جا سکے۔ اس کے متعلق حضرت ممدوح نے جو فرمایا ہے اس پر تمام جماعت کو پوری پوری توجہ دینی چاہیئے احباب راولپنڈی کو جن مصائب کا سامنا ہے اس کا ہمیں بخوبی احساس ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو ہمت و استقلال دے اور ان کی مشکلات جلد دور ہوں۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں حسب ضرورت حالات راولپنڈی پر مفصل لکھا جائے گا۔

ایک انگریز ہوا باز کا عزم

"ایک نوجوان انگریز ہوا باز ایم ولسن ہوائی جہاز میں ہمالیہ پر پرواز کرنے کی نیت سے کراچی پہنچا ہے اس کا ارادہ ہے کہ ہمالیہ کی بلند ترین چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ پر برطانی جھنڈا لہرائے۔"

مندرجہ بالا خبر گزشتہ ہفتہ ہندوستان کے تقریباً تمام روزناموں میں شائع ہو چکی ہے۔ یورپین ممالک کی طرف سے ماؤنٹ ایورسٹ پر پہنچنے کی کوششیں عرصہ سے جاری ہیں جن میں سے صرف آخری کوشش کسی حد تک کامیاب ہو سکی ہے۔ لیکن نتیجہ خیز اسے بھی نہیں کہا جا سکتا۔ اس جدوجہد میں بے شمار جانی اور مالی نقصان بھی ہوا۔ لیکن یورپین ممالک کے عزم میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اب یہ انگریز نوجوان برطانی جھنڈے کو اس کی بلندی پر لہرانے کا ارمان دل میں لئے ہوئے میدان عمل میں آیا ہے۔ اپنے قومی جھنڈے کو پہاڑ کی ایک بلند چوٹی پر لہرانے کی خواہش کے لئے اس قدر اہتمام [illegible] کوشش اور اپنی جان کو اتنے بڑے خطرے میں ڈالنا واقعی قابل حیرت اور لائق داد ہے۔

تمام دنیا میں اسلام کی تبلیغ اور خدمت و [illegible] جماعت احمدیہ کا مقصد حیات ہے۔ احمدی نوجوانوں کو ایمانداری سے سوچنا چاہیئے کہ ان کے دلوں میں دنیا کے

دور دراز ممالک میں جاکر اسلام کا جھنڈا بلند کرنے کی کم از کم اتنی خواہش اور تڑپ بھی موجود ہے جتنی کہ یہ انگریز نوجوان برطانوی جھنڈے کو ماؤنٹ ایورسٹ پر لہرانے کے لئے اپنے دل میں رکھتا ہے؟ یاد رکھو اسلام کو، قرآن کو، خدا کے نام اور پیغمبر اسلام کی عزت کو دنیا میں ہر ایک جھنڈے سے زیادہ بلند ہونا چاہیئے۔ احمدی نوجوانو! ایسا کرنا تمہارا فرض ہے اس فرض سے کسی وقت بھی غافل نہ رہو۔

انجمن اصلاح المسلمین سیالکوٹ

ہمیں یہ معلوم کرکے مسرت ہوئی کہ انجمن اصلاح المسلمین سیالکوٹ چھاؤنی مقامی مسلمانوں کی اصلاح و تعلیم کے سلسلہ میں مفید و نتیجہ خیز کام کر رہی ہے۔ اس کے متعدد اراکین روشن خیال، دیندار مخلص اور ضروریات زمانہ سے بخوبی واقف ہیں۔ آج کل انجمن کے زیر نگرانی ایک زنانہ مدرسہ اور تعلیم بالغان کے لئے ایک نائٹ سکول، نہایت خوش اسلوبی سے جاری ہیں اصلاح رسوم کے متعلق بھی کام ہو رہا ہے۔ گزشتہ ماہ اس کا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔ جو کامیاب اور پر رونق تھا۔ ہمارے قابل عزت دوست ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مبلغ برلن نے اس میں نمایاں حصہ لیا۔ ممدوح کی تین تقریریں ہوئیں پہلی اور دوسری اصلاح المسلمین کے موضوع پر تھی اور تیسری تعلیم نسواں کے متعلق۔ تقریریں نہایت موثر تھیں اور پوری توجہ اور دلچسپی سے سنی گئیں۔ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی لاہور سے اس اجتماع میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ امسال انجمن زنانہ سکول کے لئے عمارت تعمیر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اس مفید انجمن کے کاموں میں برکت اور ترقی دے۔ مسلمانوں کو حتی الامکان اس کی امداد کرنی چاہیئے۔

جرائم بحیثیت فن

"ضروری ہے کہ پولیس میں بھرتی ہونے سے قبل امیدواروں کی اعلیٰ تعلیم، موثر شخصیت اور جسمانی صحت کا پورے طور پر امتحان کر لیا جائے۔ کیونکہ آج جرائم کا ارتکاب نہایت ہوشیاری سے کیا جاتا ہے۔ گویا جرائم نے فن کی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ اکثر جرائم سائنٹفک طریقہ کو ملحوظ رکھکر انجام دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے پولیس کا ان ہتھیاروں سے مسلح ہونا ضروری ہے ملازمین پولیس بھی سائنس کے ماہر اور نتائج اخذ کرنے میں صائب ہوں ورنہ نتیجہ یہ نکلے گا کہ موجودہ جرائم کے انسداد پر پولیس قادر نہ ہو سکے گی۔"

مندرجہ بالا سطور لندن کے پولیس کمشنر لارڈ ٹرینچرڈ کی سالانہ رپورٹ سے ماخوذ ہیں۔ یہ الفاظ موصوف نے انگلستان میں جرائم کی کثرت، جرائم پیشہ افراد کی چالاکی اور علمی استعداد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمائے ہیں۔ انگلستان جیسے مہذب ملک میں چوروں اور ڈاکوؤں کے متعلق اسی ملک کے پولیس کمشنر کا یہ بیان غالباً ہمارے "روشن خیال" اور مغرب زدہ دوستوں کے نزدیک غیر مستند نہ ہوگا۔ یورپ و امریکہ میں جرائم نے فن کی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ یہ فن بے شمار ماہرین سائنس اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کا ذریعہ معاش ہے۔ اور ایسے جرائم پیشہ لوگوں کی تعداد میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ وہ دن دور نہیں جبکہ تہذیب یورپ کی یہ "خوبی" بھی، سینما اور انگریزی ناولوں کے ذریعہ ہندوستان میں پوری وسعت

احباب نوٹ کر لیں!

(۱) اخلاقی و علمی مضامین کو اندراج کے وقت ترجیح دیجائیگی خصوصاً جبکہ دلائل کے ساتھ موجودہ مادی تہذیب کی روک تھام مدنظر ہو جس میں مشرق اندھا دھند بہا چلا جا رہا ہے۔

(۲) دوسرے درجہ پر حضرت مسیح موعود کی صداقت اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کی اہمیت پر مضامین ہونگے بشرطیکہ وہ مختصر سادہ اور مدلل ہوں

(۳) مناظروں، دوروں اور لکچروں وغیرہ کی روئدادیں نہایت اختصار کے ساتھ سادہ الفاظ میں قلم بند کی جائیں جن میں صرف ضروری واقعات کا تذکرہ ہو۔ ذاتی مناقشات کے قصے ہرگز نہ ہوں۔ اور نہ فتح و شکست کے ترانے گائے جائیں۔ اس امر کی سختی سے پابندی کی جائیگی اور طویل مراسلات کا صرف خلاصہ درج کیا جائے گا۔

(۴) مختلف مقامات کی جماعتوں کے اہم حالات اخبار احمدیہ میں اندراج کی خاطر شکریہ کے ساتھ قبول کئے جائیں گے۔

(ڈاکٹر) اللہ بخش

کے ساتھ پھیل جائے گی۔ کیونکہ ہندوستان بالخصوص اس کا نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ نہایت تیزی کے ساتھ "مہذب" ہو رہا ہے۔ کاش مصلحین یورپ کو معلوم ہوتا کہ مذہب کی گرفت کمزور ہو جانے کے بعد علوم و فنون انسانی اخلاق کی اصلاح میں ناکام رہتے ہیں۔

حکومت کشمیر کا وحشیانہ تشدد

اب یہ حقیقت شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ مسلمانان کشمیر کی خانہ جنگی کی تمام تر ذمہ داری حکومت کشمیر کی افتراق انگیز پالیسی پر عائد ہوتی ہے۔ گلینسی کمیشن کی سفارشات مسلمانوں کے جائز اور کم از کم مطالبات کے مقابلہ میں بالکل بے حقیقت تھیں لیکن ذی اقتدار پنڈت اور ظالم ڈوگرے اسے بھی برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے ان سفارشات کی تکمیل میں شرمناک طریق پر روڑے اٹکانے شروع کئے۔ ان شریر لوگوں کے مقاصد کی تکمیل کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ مسلمانوں کا اتحاد تھا۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں میں افتراق انگیزی کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھا۔ اور ٹھاکر کرتار سنگھ کی قماش کے متعصب اور مسلم کش ریاستی حکام نے اس کام کا ذمہ لیا مسلمانوں کی زبردست اکثریت شیخ محمد عبداللہ کے ساتھ ہے۔ اور انہی کی پارٹی حقیقی معنوں میں اسلامیان کشمیر کی نمائندہ اور خادم ہے۔ اور اسی پارٹی کی معقول اور آئینی کوششیں حکومت اور ہندوؤں کے لئے سوہان روح تھیں۔ چنانچہ انہوں نے سرینگر کے میر واعظ محمد یوسف کو جن کی حیثیت ایک حکومت پرست سرکاری ملا سے زیادہ نہیں۔ خریدا، اور اس کے ذریعے مسلمانوں میں خانہ جنگی شروع کرا دی۔ بعد میں امن و امان کے قیام کے بہانے شیخ محمد عبداللہ اور ان کے محترم رفقا کو جموں اور سرینگر میں گرفتار کر کے جیل میں بند کر دیا گیا۔ اور آج کل ان کے ہمنواؤں پر ظالمانہ تشدد ہو رہا ہے۔ حکومت کشمیر کی یہ پالیسی قابل صد نفرت ہے۔ بہتر ہے وہ اسے جلد از جلد ترک کر دے۔ مسلمانان کشمیر اپنے محبوب رہنماؤں کی گرفتاری و سزایابی کی وجہ سے از حد بے چین ہو رہے ہیں کشمیر کے گوشہ گوشہ سے ان کی رہائی کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ یہ مطالبہ بالکل صحیح ہے۔ حکومت کشمیر کو اگر انصاف شرافت کے تقاضہ سے نہیں تو کم از کم اپنی مصلحتوں کے خیال ہی سے اس مطالبہ کو منظور کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ روز افزوں بے چینی حکومت کشمیر کے لئے بے اندازہ مشکلات کا باعث ہوگی۔

ایک اطلاع کے مطابق شیخ محمد عبداللہ صاحب نے جیل میں مقاطعہ جوع کر رکھا ہے۔ گویا ان کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو حکومت کشمیر کو سوچنا چاہیئے کہ وہ کتنی بڑی ذمہ داری اپنے سر لے رہی ہے۔ اور اس عاقبت نااندیشی کا نتیجہ کیا ہوگا؟

امریکی تہذیب و جمہوریت کی حقیقت

(۱) امریکہ کا آئین حکومت مطلق العنانی اور بدانتظامی کا چارٹر ہے۔

(۲) تمام امریکن نمائشی ہیں۔

(۳) یہاں انتخابات کے سلسلہ میں جو جلسے ہوتے ہیں وہ شرارت اور فساد کا موجب ہوتے ہیں۔

(۴) ہولی وڈ دنیا کے بدترین اخلاق سوز مقامات سے ایک ہے۔

مندرجہ بالا جملے مسٹر شا کی ایک طویل تقریر سے ماخوذ ہیں جو انہوں نے قیام امریکہ کے دوران میں کی تھی اور تمام امریکہ اور کنیڈا کے بڑے بڑے شہروں میں بیحد دلچسپی اور شوق سے سنی گئی تھی معلوم

نہیں ہمارے نوجوانوں کی نظر سے بھی یہ تقریر گزری ہے یا نہیں۔ ہالی وڈ دنیا بھر میں صنعت فلم سازی کا سب سے بڑا مرکز ہے اس کے متعلق مسٹر شا کا ارشاد خاص طور پر قابل غور ہے۔ ہمارے وہ سینما نواز دوست جنہیں ہالی وڈ کی سیاحت کا شوق اور ہندوستان میں ہالی وڈ جیسی بستیاں قائم کرنے کا ارمان بےچین کئے ہوئے ہے خدا جانے گھر کے اس بھیدی کی حقیقت بیانی کے متعلق کیا فتوے دیں گے؟

انگلستان کی علم دوستی

سنہ ۳۳ء میں صرف انگلستان کے مطابع سے ۱۴۰۸۳ یعنی تقریباً ڈیڑھ لاکھ کتابیں شائع ہوئیں۔ یہ تعداد سنہ ۳۲ء کی نسبت بقدر ۱۵۰ زیادہ ہے۔ ان مطبوعات میں سے ۴۲۰۳ کتابیں افسانے کے متعلق تھیں باقی دیگر علوم و فنون کی۔

مندرجہ بالا اعداد و شمار ہندوستان کے متعدد علمی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ جو لوگ انگلستان کی ترقی و عروج کے اسباب تلاش کرنے کے مشتاق ہیں ان کو ان اعداد و شمار پر بھی غور کرنا چاہئے تقریباً چار کروڑ کی آبادی کا چھوٹا سا ملک ہر سال اس قدر علمی ذخیرہ مہیا کرتا ہے۔ اس کی ترقی کا ایک بہت بڑا سبب یہی علم دوستی اور لٹریچر سے محبت ہے۔ ہماری جماعت بھی علم، دلائل اور لٹریچر کی طاقت سے ایک عالمگیر مذہبی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ اس قسم کے اعداد سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہمیں تبلیغی میدان اور علمی دوڑ میں کس قدر جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات بھی قابل غور ہے۔ انگلستان کی تقریباً ڈیڑھ لاکھ مطبوعات میں سے ناولوں اور افسانوں کی تعداد صرف ۴۲۰۳ ہے۔ باقی تمام ٹھوس علمی و سیاسی کتابیں ہیں ضرورت ہے ہمارے ناولوں ڈراموں اور ادب لطیف کے شائق نوجوان ذرا آنکھیں کھول کر ان اعداد و شمار پر غور کریں۔

برادران وطن کا علمی شغف

بہتر ہوگا کہ انگلستان کے بعد برادران وطن کے علمی شغف کے متعلق بھی کچھ بیان کر دیا جائے۔ سنہ ۱۹۳۲ء کی آخری سہ ماہی میں صوبہ متحدہ میں مختلف زبانوں میں جس قدر مطبوعات شائع ہوئیں ان کی فہرست کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندی مطبوعات کی تعداد ۵۸۱ اور اردو کی صرف ۱۵۲ تھی۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ اردو مطبوعات میں زیادہ تر شاعروں کے دیوان، نیم افسانے اور علم نوعی کے متعلق جذبات انگیز اور اخلاق سوز کتابیں شامل ہونگی۔ برخلاف اس کے ہندی میں زیادہ تر علمی و ادبی اور تاریخی سرمایہ جمع ہوا ہوگا۔

یہ اس صوبہ کی رپورٹ ہے جو صدیوں تک اسلامی سلطنت کا مرکز اور اسلامی تہذیب کا گہوارہ رہ چکا ہے۔ جس کو آج بھی زبان اردو کا گھر کہا جاتا ہے۔ جہاں ہماری سب سے بڑی درسگاہ مسلم یونیورسٹی موجود ہے۔ کیا یہ حقائق مسلمان قوم اور . . . . اس کے نوجوانوں کے علمی شغف کے فقدان کا ثبوت نہیں ہیں؟

اسلامی ممالک میں مجسموں کی وبا

افسوس کہ اکثر اسلامی ممالک مغربی تہذیب کے عیوب کو نہایت سرعت سے قبول کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان مقلدین یورپ میں انتخاب صحیح کی قابلیت باقی نہیں رہی اور نہ ان کو اپنی مذہبی و قومی روایات کا کچھ پاس ہے۔ کیونکہ یہ اپنی اندھی تقلید کی رو میں بسا اوقات ایسے بے فائدہ افعال کے مرتکب ہوتے ہیں جو ان کے قومی وقار کے سراسر منافی ہیں۔ اخبار بیں اصحاب کو معلوم ہوگا کہ ٹرکی، ایران، مصر اور عراق وغیرہ میں مجسموں کی وبا تیزی سے پھیل رہی ہے۔ ٹرکی میں مصطفیٰ کمال پاشا، ایران میں رضا شاہ پہلوی، مصر میں زاغلول پاشا وغیرہ کے متعدد مجسمے نصب ہو چکے ہیں۔ اب عراق بھی اپنے "مہذب" ہونے کا ثبوت دے رہا ہے۔ اس سے قبل بھی وہاں فاتح شاہ عراق کا ایک مجسمہ نصب ہو چکا ہے۔ بغداد کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ حال ہی میں وہاں والی عراق کے مجسمہ کی رسم نقاب کشائی نہایت دھوم دھام سے ادا کی گئی۔ اس تقریب میں عراقی امراء، وزراء، اور علماء کا بر کثیر تعداد میں موجود تھے اور اس کے ساتھ ہی بغداد کے جنوبی دروازہ پر عبدالمحسن السعدون مرحوم سابق وزیر اعظم عراق کے مجسمے کی نقاب کشائی کی گئی۔ کیا تقلید مغرب کے جنون میں بت شکنوں کی بت گری لائق افسوس نہیں؟ کیا ہندوستانی مسلمان اس سے کوئی عبرت کا سبق حاصل کرینگے؟

یورپ میں مذہبی آزادی

سویڈن کے قانون کے مطابق کوئی باشندہ سویڈن اگر اپنا مذہب بدلنا چاہے تو بس ایک مسیحی فرقے سے دوسرے مسیحی فرقہ ہی تک منتقل ہو سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ پروٹسٹنٹ ہو جائے یا میتھوڈسٹ بن جائے۔ لیکن وہ مسلمان یا بدھسٹ نہیں ہو سکتا۔ یہی یہاں کا قانون ہے۔ سویڈن کا ایک باشندہ باہر رہ کر مسلمان ہوا۔ اور جب اپنے ملک میں واپس آیا تو اس نے چاہا کہ سرکاری کاغذات میں اس کا مذہب اسلام درج ہو درخواست نامنظور ہوئی۔ اور اسے بتایا گیا کہ ذاتی عقائد وہ جو بھی چاہے رکھے قانوناً اسے مسیحی ہی رہنا پڑے گا۔ اب اس نے دارالسلطنت (اسٹاکہام) درخواست بھیجی ہے۔

(اسلامک ریویو۔ جون ۳۴ء)

سویڈن شمالی یورپ کا ایک مشہور متمدن ملک ہے۔ یہ وہاں کا قانون ہے۔ اسی مذہبی آزادی کے ڈھول یورپ میں پیٹے رہے ہیں؟ مشرقی اور اسلامی حکومتوں کو تنگ نظری کا طعنہ دینے والوں کی ماشاء اللہ یہی بلند نظری اور فراخ حوصلگی ہے؟ (س ح)

مغرب کی فطرت کا خاصہ

(یورپ) کے ہر فرد کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ جب موقع ہے ایشیا کے صاحبان اقتدار سے ملے۔ دوستیاں پیدا کرے۔ اور ان سے مانگے۔ اپنی ذات کے لئے نہیں اپنی حکومتوں کے لئے۔ اس طرح ان ایشیائی حکومتوں کو کمزور کرے جن کی جانب سے وہ صاحبان اقتدار ہم کرتے ہیں۔ مغرب کی فطرت کا یہ خاصہ ہے کہ ایشیائی کی پیش قیمت پیشکشوں کا جواب وہ شکریہ کے ساتھ دے گا۔ آپ لاکھوں روپے کا ہدیہ اس کے آگے پیش کیجئے۔ اس کا معاوضہ "شکریہ" ہے۔ اگر آپ کی کسی بڑی سے بڑی خدمت سے وہ خوش ہو جائیگا اور وہ بہت زیادہ فیاض بھی ہوگا تو آپ کو روپے دو روپے کی کوئی پن یا کوئی ایسی ہی معمولی چیز دے گا۔ مگر آپ جب اس سے یہ خواہش کرینگے کہ جس زمین پر اس کی حکومت نے کوئی ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ اس کا کوئی حصہ ہی آپ کی حکومت کو واپس دلا دے یا کوئی اور ایسا کام کر دے جس سے آپ کی قوم کو آپ کے ملک کو فائدہ پہنچ رہا ہو تو وہ آپ کو صاف جواب دیدیگا ہرگز اپنی شخصی دوستی کا اس موقع پر خیال نہ کرے گا۔ بلکہ وہ اس معاملہ میں اس حد تک آگے بڑھا ہوا دکھائی دے گا کہ اگر کسی معاہدہ کی رو سے اس کی حکومت پر کسی چیز کا آپ کی حکومت کو واپس کرنا واجب بھی ہے تو الفاظ معاہدہ میں ایسے پہلو تلاش کریگا کہ وہ واپسی شدنی قرار نہ پائے۔ اور یہ پہلو اس کو آسانی سے مل بھی جائیں گے اس لئے کہ اس کے پیشرووں نے معاہدہ کی جو عبارتیں تیار کی ہیں اسی وقت سوچ سمجھ کر ان میں ایسے الفاظ داخل کئے ہیں کہ ان کے جانشینوں کو اس کا موقع مل جائے گا۔ (رہبر دکن)

دفتر تحصیل کی اطلاعات

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی اپیل کے جوابات

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل کے جوابات کی دوسری قسط درج ذیل کی جاتی ہے۔ جن احباب نے تاحال توجہ نہیں فرمائی ان کی خدمت میں دوبارہ یاد دہانی عرض ہے۔

نام	رقم
میزان قسط اول	۲۳۱ روپے
ڈاکٹر کے اے خاں سکندرآباد	۱۰ روپے
ایم لے فاروقی صاحب سورت	۵۰ "
ماسٹر صاحب الدول صاحب زرو بی	۵ "
چودھری غضنفر علی صاحب ڈگھڑی	۱۰ "
خاں نذیر احمد خاں صاحب لالہ موسے	۵ "
حافظ محمد بخش صاحب اکاڑہ	۱۰ "
ڈاکٹر سید جلال شاہ صاحب لاہور	۱۰ "
ماسٹر غلام رسول صاحب پونچھ	۱۰ "
چودھری نظیر احمد صاحب ساہڑی ہزارہ	۱۰ "
ڈاکٹر غلام محمد صاحب لاہور	۵۰ "
خاں صاحب شیخ خدا بخش صاحب پشاور	۲۵ "
شیخ اللہ بخش صاحب پشاور	۱۰

میزان کل ۴۳۶ روپے

(عزیز بخش آنریری افسر تحصیل)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

کہلانے والوں نے چلا دیا ہے تو وہی مجدد کیوں ان پیشگوئیوں کا مصداق نہ ہو جب پر اللہ تعالیٰ نے ان عظیم الشان حقیقتوں کو ظاہر کرکے بتادیا کہ اس کا قلب خدا کے دیئے ہوئے نور سے منور تھا۔

ہم صحیح معنوں میں ختم نبوت کے قائل ہیں

(۴) کیا ہم اس لئے مرتد اور گردن زدنی ہیں کہ ہم آنحضرت صلعم کے ختم نبوت پر ایمان لانے کی وجہ سے اس بات کے قائل نہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی آئیگا۔ خواہ نیا ہو یا پرانا اور ہمارے مخالف اس لئے پکے مسلمان ہیں کہ زبان سے آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین کہتے ہیں اور دل میں یہ ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آئے گا۔ یا ہم تو قرآن کے منکر ہیں کہ آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے مطابق یہ مانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کے بعد آنحضرت صلعم آئے۔ اور ہمارے مخالف اس لئے قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس آیت کے خلاف یہ مان رہے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عیسےٰ آئیں گے۔

پہلے اصولی رنگ میں بحث کرو

ہمیں کوئی ہمارا جرم بتا کر بے شک ہماری تخریب کے درپے ہو لیکن یہ عجیب بات ہے کہ صریح احادیث کو ہمارے مخالف رد کریں۔ قرآن کریم کی آیات کی نہ پرواہ کریں۔ آنحضرت صلعم کی ختم نبوت پر ان کا ایمان نہ ہو۔ اور مجرم ہم! مرتد ہم!! گردن زدنی ہم!!! رہا یہ کہ یہ لوگ چھوٹی چھوٹی لفظی بحثوں میں پڑکر اور عوام الناس کو جو خود سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتے طرح طرح کی اینچا پیچیوں اور لفظی الجھنوں میں ڈالکر ان کو ہمارے خلاف اکساتے رہیں۔ تو یہ ان کا اختیار ہے۔ مگر ہمارے ساتھ پہلے اصولی رنگ میں کوئی بحث کرلیں۔ ہمارے ساتھ اصولی بحث یہ کریں کہ ہر صدی کے سر پر مجدد کے آنے کی حدیث صحیح ہے یا وضعی اور آیا اس وضعی حدیث پر حضرت مجدد الف ثانی جیسے مسلمہ بزرگ کے دعوے کی بنیاد تھی؟ ہمارے ساتھ یہ بحث کرلیں کہ آیا ختم نبوت کے بعد نبوت کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ختم نبوت کے کیا معنے؟ اگر نہیں تو حضرت عیسےٰ جو یقیناً نبی تھے کیوں آئیں گے؟ ہمارے ساتھ یہ بحث کرلیں کہ آیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہوگئے یا نہیں اگر نہیں تو آیت قرآنی ما جعلنٰھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین کو کیا کریں گے۔ اگر ہوگئے تو کیا نزول ابن مریم کی احادیث سب وضعی ہیں۔ جو چودہ مختلف صحابہ سے مروی ہیں۔ اور جن کو بخاری اور مسلم بلکہ سب محدثین نے قبول کیا ہے اور اگر وہ احادیث صحیح ہیں تو سوائے اس کے کیا چارہ ہے کہ اسی امت کے ایک مجدد کو ان پیشگوئیوں کا مصداق مانا جائے۔

مولانا ابوالکلام اور سید سلیمان ندوی سے دریافت کرو

آخر ان کے اندر مسلم علم اور قابلیت کے بزرگ موجود ہیں۔ جیسے مولانا ابوالکلام اور سید سلیمان صاحب ندوی ان بزرگوں سے کیوں دریافت نہیں کرتے۔ کہ کونسی بات مطابق قرآن و حدیث ہے کونسی نہیں؟ کیا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات قرآن کریم سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ثابت ہے تو کیا نزول ابن مریم کی احادیث سب وضعی ہیں؟ اگر نہیں تو مسیح موعود اسی امت کا کوئی مجدد ہوگا یا نہ؟ جب یہ اصولی بحثیں طے ہوجائیں تو پھر ہم اس بات کو طے کرلیں گے کہ آیا اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں یا کوئی اور بزرگ؟ اور آیا نزول ابن مریم کی پیشگوئیوں کا مصداق اسی صدی کا مجدد ہے

یا اس کی انتظار ہمیں آئندہ رکھنی چاہیئے۔

احباب سے درخواست

میں اپنے احباب سے بھی یہی درخواست کرونگا۔ کہ وہ بڑی قوت سے موجودہ مخالفت کا مقابلہ کریں۔ اور اسی اصولی رنگ میں پہلے اصولی بحثوں کو طے کریں پھر حضرت مرزا صاحب کی شخصیت پر بحث آئے گی۔

میں نے ابھی صرف چند باتوں کو لیا ہے۔ جو زیادہ تر لوگوں کے سامنے آتی رہتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت نے ایک اور رنگ میں اسلام کی تعلیم کو روشن کیا ہے اور وہی اس کی اصل خدمت ہے۔ جس کی طرف بڑے بڑے علما خود آرہے ہیں۔ اس کو میں آئندہ پیش کروں گا۔

والسلام۔ خاکسار

(محمد علی)

ایک مفید تجویز کے متعلق احباب کی قیمتی رائیں

(۹) مرزا عبدالکریم صاحب از پونچھ

جناب ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح"۔ السلام علیکم

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے جملہ مضامین منفرقہ جو ابتدا سے لیکر آج تک رسالہ المہدی سے لیکر اور اخبار "پیغام صلح" سے لیکر جو مختلف رسالوں کی شکل میں بھی اور اخبارات میں بھی وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔ نہایت مدلل اور قیمتی ہیں ان سب کا مجموعہ بنام بشارات احمدیہ اگر شائع کردینے کا انجمن تہیہ کرے تو نہایت ہی مبارک ہے۔ اور بدرجۂ غایت مفید ہے جماعت احمدیہ پونچھ شاخ لاہور اس سے بالکل متفق ہے۔ اس لئے بجواب آپ کے نوٹ مندرجہ "پیغام صلح" النماس کردی گئی ہے۔ براہ مہربانی جلدی اس تجویز کو عملی جامہ پہنا کر نہ صرف جماعت پر احسان فرمایا جائے بلکہ امید ہے کہ عام بہبودی خلایق بھی اس میں متصور ہوگی اور یہ مجموعہ انشاء اللہ قبول عام حاصل کرکے بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔

(۱۰) جناب عبدالرزاق صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر حیدرآباد دکن

جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم

اخبار پیغام صلح میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضامین کے متعلق جو مضمون شائع ہوا ہے اس سے میں بکلی متفق ہوں۔ انشاء اللہ ان مضامین کے طبع ہوجانے سے اس نسل اور آئندہ نسل کے حضرات اچھی طرح سے مستفید ہوں گے لہذا میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب کے مضامین کو یکجا جمع کرکے جلد از جلد طبع کرانے کا انتظام کرلیا جائے اور احباب سے درخواست کی جائے کہ وہ اس مجموعہ کی خریداری کے لئے پہلے سے اپنے اپنے نام بھیجدیں۔ تاکہ طبع ہوتے ہی ان کے نام پر یہ بیش بہا مجموعہ ارسال کیا جاسکے۔

(۱۱) جناب قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔ السلام علیکم۔

وہ جواہر ریزے جو پیغام صلح کے ورقوں میں پریشان اور پراگندہ طور پر موجود ہیں۔ وقت آگیا ہے کہ ان کو ایک جگہ کتابی صورت میں جمع کیا جائے (یعنے حضرت ڈاکٹر صاحب اور حضرت امیر ایدہ اللہ کے مضامین) اور زبردست اشاعت کی جائے۔

میں اپنی طرف سے صرف اس قدر عرض کرتا ہوں کہ اخویم غلام حسین صاحب سے پیشتر ان مضامین کے متعلق حضرت ڈاکٹر صاحب کو تحریر کرچکا ہوں لیکن آپ کچھ ایسے محتاط ہیں کہ آپ نے لکھدیا کہ اگر مضامین پسند ہوں تو قوم کرنے کا کام ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ قوم بیخبر نہیں ہے اور میری دیرینہ آرزو پوری ہونے کا وقت آگیا ہے۔ ۴۳

(۱۲) جناب چوھدری فضل داد صاحب لالہ موسیٰ (گجرات)

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مجھے ازحد افسوس ہے کہ میں جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی کے ایک ضروری مضمون پر جو کہ ایک مفید تجویز کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اپنی رائے کا اظہار تا حال نہ کرسکا حقیقت تو یہ ہے کہ شیخ صاحب موصوف نے میرے دل کی ترجمانی کی ہے۔ شیخ صاحب کی رائے نہایت مبارک ہے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جتنی جلدی ہوسکے بہتر ہے قبلہ ڈاکٹر صاحب کے جملہ مضامین عالمانہ، محققانہ، فلسفیانہ ہوتے ہیں اور ان کو اس خوبی و خوش اسلوبی سے ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے کہ جب تک تمام مضمون کو ختم نہ کرلیا جائے چھوڑنے کو دل ہرگز نہیں چاہتا۔ ان مضامین کو یکجا کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ بکھرے ہوئے موتیوں کو منسلک کرنا۔ اس کا نام "ملفوظات بشارت" رکھنا موزوں ہوگا۔ اس سلسلہ میں اگر میری خدمت منظور ہو تو ہر طرح سے حاضر ہوں۔

(۱۳) "ایک دہلوی بزرگ"

ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عرض ہے کہ جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی کی تجویز کہ حضرت قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد مدظلہ تعالیٰ کے تمام مضامین اخباروں سے نکالکر ایک کتابی صورت میں جمع کئے جائیں۔ اخبار میں تحریک ہونے کے باعث مقدم تحریک ہے ورنہ مؤخر تحریک ہے۔ کیونکہ میں اس سے چند ماہ قبل ہی اپنے دہلوی دوستوں سے عرض کرچکا تھا کہ آپ کے تمام مضامین آپ کی حیات ہی میں ایک جگہ جمع ہوکر چھپ جانے چاہئیں بالخصوص وہ مضامین جو آپ نے غلو کی تردید میں وقتاً فوقتاً شائع کئے ہیں۔ بعد ازاں دوسرے مضامین نمبروار درج ہوں۔ پھر میں آپ کی معرفت ہی جناب ڈاکٹر صاحب موصوف سے عرض کرونگا۔ کہ وہ بہائی مذہب پر بھی مدلل لٹریچر جلد تر شائع فرمادیں۔ اور وہ مضامین بہائی مذہب کی پیش کردہ صداقتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے تحریر فرمادیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ مصلح موعود پر کوئی

(باقی پوٹ میں)

زنانہ کالج لاہور اور عربی

لاہور کے سرکاری زنانہ کالج میں پردہ نشین مسلم لڑکیاں کافی تعداد میں تعلیم حاصل کرتی ہیں لیکن یہ امر افسوسناک ہے کہ یہاں اب تک کلاسیکل زبانوں اور اقتصادیات کی تعلیم کا مکمل انتظام نہیں ۔ سنسکرت اور فارسی کی تعلیم دی جاتی ہے لیکن عربی کی تعلیم کا ہنوز کوئی انتظام نہیں کیا گیا ۔ حالانکہ کئی لڑکیاں عربی پڑھنا چاہتی ہیں ۔ اسی طرح اقتصادیات کی تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں حالانکہ وہ نہایت اہم مضمون ہے اور کئی طالبات اقتصادیات پڑھنے کا شوق رکھتی ہیں ۔ وزیر تعلیم کو چاہیے کہ وہ اس معاملہ کی طرف فی الفور توجہ مبذول فرمائیں ۔ (وطن)

ضرورت ملازمین

(۱) خان ہیبت خاں صاحب ایم ایل سی رئیس خانیوال ضلع ملتان کو اپنی اراضیات کے انتظام کے لئے تجربہ کار مینجر کی ضرورت ہے ۔ پنشنر نائب تحصیلدار یا محکمہ زراعت کا امتحان پاس ہو ۔ مکان ، سواری مفت ۔ تنخواہ حسب لیاقت ۔

(۲) سلطنت کابل کو آٹھ اسسٹنٹ سرجنوں اور ایک ولایت پاس شدہ ڈاکٹروں کی ضرورت ہے ۔ درخواستیں بنام ایم اے حکیم اینڈ کمپنی شہر پشاور ۔

(محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری)

مناظرہ

سید اختر حسین صاحب اور مولوی عصمت اللہ صاحب بٹالوی سے مناظرے کے لئے شکر گڑھ ضلع گورداسپور تشریف لیجا رہے ہیں ۔ ۱۹ ۔ ۲۰ ۔ تاریخ کو مناظرہ ہوگا ۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۔

— امسال حضرت امیر کی دو صاحبزادیاں ایف اے کے امتحان میں شریک ہوئیں ۔ جن میں سے عزیزہ اختر النسا بیگم صاحبہ سکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئیں اور عزیزہ زکیہ سلطانہ صاحبہ کمپارٹمنٹ میں آئیں ۔ ہم اس کامیابی پر حضرت امیر اور ان کی بیگم صاحبہ کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے عزیزہ زکیہ سلطانہ صاحبہ کی امتحان کمپارٹمنٹ میں کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں ۔

— قاضی عبد الرشید صاحب کارکن دفتر تحصیل نے بھی امسال ایف اے (انگریزی) کا امتحان دیا تھا اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہ بھی کامیاب ہو گئے ہیں ۔ (مبارکباد)

— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب قبلہ ۱۳ر جون کی شب کو ڈلہوزی تشریف لے گئے ۔ آپ وہاں تقریباً ڈیڑھ ماہ قیام فرمائیں گے ۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ ۱۳ر جون کی شب کو سالی (کوہ مری) تشریف لے گئے ۔

— ۱۲ر جون کو جناب خان صاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری جناب حاجی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کی تعزیت کے لئے سیالکوٹ تشریف لے گئے اور ۵ ارکی دوپہر کو واپس تشریف لائے ۔

— جناب بابو علی بخش صاحب ہیڈ کلرک نہر بہادلپور بیمار رہیں ۔

— جناب قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ کا صاحبزادہ اور صاحبزادی علیل ہیں ۔ احباب ان بیماروں کی شفا یابی کے لئے دعا کریں ۔

— عزیز عبد الوحید طالب علم مسلم ہائی سکول لاہور نے امتحان ورنیکلر فائنل میں وظیفہ حاصل کیا ۔ لاہور کے تمام سکولوں میں صرف تین سکول یہ وظیفہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکے ، جن میں سے خدا کے فضل سے ایک ہمارا قومی اسکول ہے ۔ ہم عزیز مذکور اور سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب اور ان کے عملہ کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہیں ۔

— نہایت مسرت سے اطلاع دی جاتی ہے کہ جناب خان بہادر راجہ پائندے خاں صاحب رئیس اعظم کے بڑے راجہ محمد مہدی خان صاحب جنجوعہ شامل سلسلہ ہوئے ہیں ۔ خان بہادر مرحوم بھی سلسلہ احمدیہ سے تعلق رکھتے تھے ۔ ہم اپنے قابل عزت بھائی کا بصد مسرت خیر مقدم کرتے ہیں ۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ان کو بے شمار دینی و دنیوی ترقیات عطا فرمائے اور خدمات دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے ۔

تبدیلی مکان

جناب شیخ محمد دین جان صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ نے برانڈ رتھ روڈ سے مکان تبدیل کر لیا ہے ۔ ان کی موجودہ جائے رہائش کا پتہ حسب ذیل ہے :-

کوٹھی نمبر ۲ بیگم روڈ ۔ مزنگ لاہور

استاد کی ضرورت

ہمارے ایک دوست کو اپنے بچوں کی تعلیم دینی و دنیاوی کے لئے جو ساتویں ، پانچویں ۔ اور دوسری وہی جماعت میں تعلیم پا رہے ہیں ۔ ایک عمر رسیدہ نیک چال چلن احمدی کی ضرورت ہے ۔ جو انہیں عربی ، انگریزی ، حساب وغیرہ عمدگی سے پڑھا سکے ایف اے پاس یا کم از کم انٹرنس پاس ٹرینڈ ہو ۔ اور سابقہ تجربہ رکھتا ہو ۔ نوجوان آدمی درخواستیں نہ بھیجیں ۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی ۔

(محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری)

جامعہ ملیہ

(دہلی)

سیاسی آزادی سے مقدم ذہنی آزادی ہے ۔ ذہنی آزادی تعلیم سے پیدا ہوتی ہے ۔ مسلمانوں کی آزاد تعلیم کا مرکز **جامعہ ملیہ اسلامیہ** ہے

جامعہ ملیہ کی مدد کیجئے ۔ حلقہ ہمدردان جامعہ میں شریک ہو جایئے ۔

محصلین کے دورے — عبد الشکور صاحب محصل انجمن کو فراہمی چندہ کیلئے جالندھر انبالہ حصار رہتک سیتاپور اور دہلی روانہ کیا گیا ہے ۔

پنڈت فادر بخش صاحب کو امرتسر اور ضلع گورداسپور میں تبلیغ و تحصیل چندہ کے لئے روانہ کیا گیا ہے احباب ان کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں ۔ اور تحصیل چندہ میں ان کی امداد فرمائیں ۔

چند مفید کتابیں

سرور عالم :- مولانا ابو الکلام آزاد اور محترمہ خدیجہ بیگم جیسے دنیائے علم کے درخشندہ ستارے اس کو رسول عربی فداہ ابی و امی کی بے نظیر سوانح حیات کہتے ہیں ۔ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب نے اسے یہاں تک پسند کیا کہ سکول لائبریریوں کیلئے منظور فرمایا ۔ قیمت ۸ ر علاوہ محصول ڈاک ۔

بشارت عظمیٰ :- حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات ایسے مدلل اور بلند نظرانہ انداز تحریر میں قلم بند کئے گئے ہیں جس نے کہ قادیانی اور لاہوری جماعتوں کے عقائد کے لئے ایک مشترک پلیٹ فارم پیدا کر دیا ہے ۔ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت ۴ر علاوہ محصول

دھلائی رنگائی — اپنے موضوع پر اپنی بے نظیر کتاب کہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب نے اسے زنانہ درسی کتابوں میں شامل فرمایا ۔ شریف بچیوں کے لئے نہایت کار آمد ہے ۔ قیمت ۴ر

تینوں کتابوں کے خریداروں کو انا البشر اور اخوت عمومی دو کتابیں مفت نذر ہونگی ۔ اخوت عمومی کے متعلق دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ اس میں اسلام کی اس اعلیٰ تعلیم کو جو بنی نوع انسان کو ایک عالمگیر برادری کے رشتہ میں منسلک کر دینے کے لئے آئی تھی ایک عجیب دلولہ انگیز پیرائے میں بیان کیا گیا ہے ۔

ناظم دار التصنیف کپورتھلہ

خبریں

— لندن ۱۲رجون - آج ملک معظم نے عالمگیر اقتصادی کانفرنس کا افتتاح فرمایا - اس کانفرنس میں ۶۶ مختلف ممالک کے نمائندے شریک ہوئے ہیں - موجودہ دور کی تاریخ کسی ایسے نمائندہ اجتماع کی مثال پیش نہیں کرتی -

— ملک معظم کی تقریر مختصر تھی اور اس کا کچھ حصہ فرانسیسی زبان میں بھی تھا - یہ تقریر تقریباً تمام متمدن دنیا میں ریڈیو کے ذریعے سنی گئی -

— افتتاح کے وقت تمام مندوبین فوجی اور سرکاری وردیوں کے بجائے صبح کا لباس پہنے ہوئے تھے - لندن میں اس کانفرنس کی وجہ سے بہت چہل پہل ہے -

— تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ گاندھی جی کی صحت تسلی بخش طور پر ترقی کر رہی ہے -

— لاہور ۱۲رجون - مسٹر جسٹس ٹیپ عارضی جج پنجاب ہائی کورٹ کا آج انتقال ہو گیا -

— حکومت ہندنے ۷رجولائی سے کراچی اور کلکتہ کے درمیان فضائی سلسلہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے -

— کشمیر کے حالات بدستور ہیں - مسلمانان ریاست کشمیر کی رہائی کا مطالبہ کر رہے ہیں - حکومت کا تشدد بدستور جاری ہے -

— کاشغر کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ مجاہدین اور حکومت چین میں مفاہمت ہو گئی ہے -

— لندن ۱۲رجون - عالمگیر اقتصادی کانفرنس میں امریکہ کا وفد شامل نہیں ہوا - کیونکہ کانفرنس نے جنگی قرضہ کو موجودہ بدحالی کا بہت بڑا سبب قرار دیا ہے اور امریکن وفد اس موضوع پر کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا -

— کراچی ۱۴رجون - آج لیڈی ولنگڈن بذریعہ ہوائی جہاز انگلستان روانہ ہو گئیں -

— لندن کے بعض سیاسی حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے - کہ قدامت پسند پارٹی موجودہ حکومت کا عنقریب خاتمہ کر دیگی -

— پنجاب یونیورسٹی کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ عنقریب شائع کر دی جائے گی -

— ۷ار اکتوبر تک منڈی ہائیڈرو الیکٹرک سکیم سے پنجاب کے ۱۴ مقامات کو برقی رو مل جائے گی -

— مہاراجہ الور یورپ روانہ ہو گئے -

— ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین اور مسٹر شہید سہروردی مسلم کانفرنس کے نمائندوں کی حیثیت سے جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے روبرو شہادت کے لئے لندن تشریف لے گئے ہیں -

— امسال امتحان انٹرنس میں ۱۸ ہزار سے زائد طلبہ شریک ہوئے - ان میں سے ۱۲۵۹۰ یعنی ۶۶ فیصدی کامیاب ہوئے - کامیاب امیدواروں کی فہرست میں ۸۰ نظر بند بھی شامل ہیں - جنہوں نے نظر بندوں کے مختلف کیمپوں سے امتحان دیئے تھے -

— ۱۴رجون کو قیامت برپا ہونے کی نجومی پیشگوئی کی وجہ سے لاہور کے بعض کمزور دل لوگ بہت پریشان تھے - بہت سے لوگوں نے دریائے راوی کے کنارے اور باغوں میں خیمے نصب کر لئے - خیریت گزری کہ معاملہ ٹل گیا -

عالم اسلام

— مسلمانان مراکش پر حکومت فرانس بدستور ہولناک مظالم کر رہی ہے - اس کی کوشش ہے کہ ان کو دائرہ اسلام سے نکال کر عیسائی بنا لیا جائے - مسلمانان مراکش حکومت فرانس کے ان مظالم کا نہایت پامردی اور استقلال سے مقابلہ کر رہے ہیں -

— حال ہی میں حکومت فرانس نے ٹیونس کے عرب مسلمانوں کو عربی قومیت اور اسلامی جنسیت سے نکالنے کا قانون نافذ کر دیا ہے اور کوشش ہو رہی ہے کہ اس ذریعہ سے ان کو عیسائی بنا لیا جائے - بغداد کی جمعیۃ ہدایت اللہ اور جمعیۃ الشبان نے حکومت فرانس کی اس کارروائی کے خلاف سخت احتجاج کیا ہے -

— گزشتہ مارچ کے مہینہ تک حکومت مصر کی آمدنی اخراجات کی نسبت ۴۳ لاکھ گنی زیادہ تھی -

— آغا سلطان احمد خاں سفیر کبیر افغانستان مقیم انگورہ تخفیف اسلحہ کی کانفرنس میں حکومت افغانستان کی نمائندگی کریں گے اور وہ اس غرض سے انگورہ سے جنیوا روانہ ہو گئے ہیں -

— حکومت حجاز نے اس افواہ کی پر زور تردید کی ہے کہ وہ قرض لے رہی ہے - اور اس کی ادائیگی کے لئے مقدس مقامات رہن رکھنے کا ارادہ کر رہی ہے -

— لبنان میں ایک مسلمان انجینئر کی کوشش سے پٹرول کے چشمے دریافت ہوئے ہیں -

— مدینہ منورہ اور نجف اشرف کے درمیان خشکی کا جو راستہ تلاش کیا گیا ہے اب اس کی تکمیل ہو گئی ہے - حکومت عراق اس مسئلہ میں پوری دلچسپی کا اظہار کر رہی ہے امید ہے کہ زائرین بیت المحرام کے لئے آئندہ سال یہ راستہ مکمل ہو جائے گا -

— بعض عربی جرائد رقم طراز ہیں کہ سوڈان میں پادری لوگ مسلمانوں کو مرتد کرنے کی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں حکومت درپردہ پادریوں کی حمایت کر رہی ہے -

— حکومت عراق ایک ایسی سکیم پر غور کر رہی ہے جس کے ماتحت عراق میں جبری بھرتی کا قانون نافذ کر دیا جائے گا - مقررہ شرائط کے مطابق فوج میں ہر ایک نوجوان کی شرکت لازمی ہو گی - عرب میں یہ پہلا آزاد فوجی نظام ہو گا -

— حکومت ایران طہران میں سامان حرب کی تیاری کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ کھولنے کا ارادہ کر رہی ہے - اس کارخانہ کے قیام کے بعد ایران سامان حرب کے سلسلہ میں تمام غیر ممالک سے بے نیاز ہو جائے گا - ہر قسم کے ہوائی جہاز اور توپیں اس کارخانہ میں تیار ہوا کریں گی -

— ترکی میں یہودیوں کی تعداد ۸۰ ہزار کے قریب ہے تاہم اعداد و شمار سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ترکی میں مسلمانوں کی تعداد نہایت تیزی سے بڑھ رہی ہے - غیر ملکی عیسائی بسفید رومی اور یہودی دھڑا دھڑ اسلام قبول کر رہے ہیں -

— حکومت حجاز و نجد اور شرق اردن کی سرکاری گفت و شنید کے متعلق آخری خبر مظہر ہے کہ حکومت شرق اردن کے سکرٹری توفیق بے ابوالہدیٰ جدہ پہنچ گئے ہیں - کرنیل کوکس برطانی کیبنٹ آپ کے ساتھ ہیں -

— مفتی اعظم فلسطین نے جو آج کل ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں ایک ملاقات کے دوران میں فرمایا کہ الاقصیٰ کی مجوزہ یونیورسٹی کے چار شعبے ہوں گے - ایک شعبہ میں تقابل زبانوں کی تعلیم دی جائیگی دوسرا شعبہ طب اور فارمیسی کے لئے وقف ہو گا - تیسرے میں زرعی تعلیم دی جائے گی - چوتھے میں فنون - سائنس اور صنعت کی تعلیم ہو گی - یونیورسٹی کی عمارتوں کے علاوہ غیر ملکی طلبہ کے قیام کے لئے ایک عظیم الشان عمارت تعمیر کی جائے گی - اور ایک بہت بڑا ہال بنایا جائے گا جس میں بیک وقت تین ہزار آدمی بیٹھ سکیں گے

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن
پیغامِ صلح
ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں
سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۴ صفر سنہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹ جون سنہ ۱۹۳۳ء | نمبر ۳۴

تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بُت تمہارے دل کے سامنے ہے جسکو تم ایک ایک سکنڈ میں ہزار ہزار سجدے کر رہے ہو اور تمہارے تمام اوقات عزیز دنیا کی جق جق بک بک میں ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمہیں دوسری طرف نظر اٹھانیکی فرصت نہیں کبھی تمھیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے! کہاں ہے تم میں انصاف! کہاں ہے تم میں امانت! کہاں ہے تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانتداری اور فروتنی جس کی طرف تمہیں قرآن بلاتا ہے تمہیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے کبھی تمہارے دل میں نہیں گزرتا کہ اس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں اور اس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے۔ اب چالاکی سے تم لڑو گے کہ ہرگز ایسا نہیں لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمہیں شرمندہ کرتا ہے جبکہ وہ تمہیں جتلاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں اگرچہ تم اپنی دنیوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانتِ رائے کے مدعی ہو۔ مگر تمہاری لیاقت تمہاری نکتہ رسی تمہاری دور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ سے اس دوسرے عالم کا ایک ذرا سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جس کی سکونت ابدی کیلئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔ تم دنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے۔ مگر وہ دوسرا عالم جس کی خوشیاں سچے اطمینان کے لایق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا۔

(ماخوذ از فتح اسلام)

نغمۂ تر

(از مولانا محمد سعید صاحب عثمانی ہوشیارپوری)

کیمیا خاک ہو جس سے وہ نظر پیدا کر
چشم خونبار سے یاقوت و گہر پیدا کر
کام کا وقت ہے اے حاملِ اسرار حجاز
کر بپا شور اِدھر، حشر اُدھر پیدا کر
نوجواں سال ہے ہمت کا قدم آگے بڑھا
جس میں سودائے حمیت ہو وہ سر پیدا کر
ہاں خبردار! زمانہ کی روش کو پہچان!
سر بچانے کیلئے تیغ دو سر پیدا کر
آخری لمحہ تلک رشتۂ الفت کو نہ توڑ
اعتبارِ جمع اہل نظر پیدا کر
صبح کا وقت ہے لے ہاتھ میں نصرِ عمل
بربطِ دہر سے اک نغمۂ تر پیدا کر

دردِ ملت ہے جو خوں ہو وہ صدا دل مانگ
غیر کا جس میں نہ ڈر ہو وہ جگر پیدا کر

ایک مفید تجویز کے متعلق

احباب کی قیمتی رائیں

(۱۴) عالیجناب نواب صاحب بہادر دالی مانگرول

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے جملہ اردو مضامین یکجا کرکے شائع کرنا مناسب ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے انگریزی مضامین بھی یکجا کرکے شائع کئے جائیں تو میری رائے میں زیادہ مفید ہوگا۔

(راقم خیر اندیش محمد جہانگیر)

(۱۵) جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب جالندھر

یہ تجویز کہ حضرت ڈاکٹر صاحب قبلہ کے مضامین کتابی شکل میں شائع ہوں نہایت مبارک تجویز ہے آپ کے مضامین قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہیں۔ اخبار میں وہ غیر محفوظ ہیں۔ کتابی شکل میں شائع کرنے سے وہ محفوظ ہو جائیں گے۔ اور ہر ایک شخص ان سے فائدہ اٹھا سکے گا۔ میں زور سے اس کی تائید کرتا ہوں جس قدر جلدی ہوسکے اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ مجھے امید ہے کہ شائع ہونے پر یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ نکل جائے گی۔ (عبدالرحمٰن)

(۱۶) جناب اللہ بخش صاحب ہرل جھنگ مگھیانہ

اخویم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

اخبار میں حضرت مولانا ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے ضروری موضوعات پر مدلل اور جامع مضامین پڑھ کر مجھے بہت تعجب ہوتا تھا کہ جماعت کے افراد ایسے بیش بہا مضامین کی اشاعت میں غفلت سے کیوں کام لے رہے ہیں۔ میرے خیال میں ان مضامین کی اشاعت بصورت کتاب پبلک اور جماعت دونوں کے لئے ازحد مفید ثابت ہوگی۔ مضامین کی ترتیب اس طرح ہونی چاہئیے۔

(۱) مسلمان اور جماعت احمدیہ کے متنازعہ فیہ مسائل۔
(۲) جماعت احمدیہ لاہور اور جماعت قادیان کے متنازعہ فیہ مسائل۔
(۳) ہندو مذہب کے متعلق مضامین۔
(۴) عیسائیت کے متعلق مضامین۔
(۵) ۳ و ۴ کے متعلق مشترکہ
(۶) متفرقات
(۷) ہر مضمون کی تاریخ اشاعت اور ماخذ درج ہونا چاہئیے مجموعہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی نظرثانی کے بعد ضروری ترمیم سے شائع ہو۔ (اللہ بخش)

(۱۷) نامعلوم الاسم

اخویم مکرم۔ السلام علیکم۔ تجویز نہایت مناسب اور ضروری ہے مجھے اس سے بکلی اتفاق ہے۔ میرے نزدیک اس کا نام "بشارت احمدیہ" موزوں ہوگا۔ جیسا کہ ایک رسالہ کا نام حضرت مولانا نورالدینؓ صاحب کے نام پر "نورالدینؒ" تھا۔

(۱۸) جناب محمد عبداللہ صاحب سیالکوٹ

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔

مزاج شریف۔ میری دانست میں شیخ صاحب کی تجویز درحقیقت جماعت احمدیہ کے خیالات کی ترجمانی ہے۔ جسکو عملی جامہ پہنانا نہایت ضروری ہے۔ اس لئے میں نہایت زور سے اس تجویز کی تائید کرتا ہوں۔ (محمد عبداللہ)

(۱۹) جناب بشارت علی صاحب سیالکوٹ

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔

شیخ غلام حسین صاحب کی جو رائے ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضامین کو کتابی صورت میں جمع کرنے کے لئے اخبار پیغام صلح میں چھپی ہے بڑے زور سے اس کی تائید کرتا ہوں واقعی ڈاکٹر صاحب کے مضامین ایک کتابی صورت میں ہونے چاہئیں۔ تاکہ محفوظ رہ کر مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوں۔ (بشارت علی از حاجی پورہ)

(۲۰) جناب محمد حسین صاحب سیالکوٹ

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔

اخبار مورخہ ۳ مئی ۱۹۳۴ء میں جو نوٹ مضامین ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی نسبت بدیں مضمون درج ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے مضامین کتابی صورت میں شائع ہو جاویں۔ میں ادب سے عرض کرونگا کہ اگر کتابی صورت میں جمع ہو جاوینگے تو مفید ثابت ہوں گے۔ (محمد حسین)

(۲۱) مستری درقادر بخش محمد یعقوب رحمت اللہ جہان سیالکوٹ

جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

ہماری دلی خواہش ہے کہ حضرت قبلہ ڈاکٹر صاحب کے تمام مضامین جو مختلف اوقات میں اخبار پیغام صلح میں شائع ہوتے رہے ہیں یا ہو رہے ہیں۔ ان کو کتاب کی شکل میں شائع کیا جائے۔ (قادر بخش۔ محمد یعقوب۔ رحمت اللہ)

(۲۲) جناب مستری فضل دین صاحب سیالکوٹ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت قبلہ جناب ڈاکٹر صاحب کے مضامین جو وقتاً فوقتاً اخبار میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کا کتاب کی شکل میں شائع ہونا ازبس ضروری ہے۔ یہ کام خرچ اور تکلیف کے باوجود ضرور ہونا چاہئیے۔ میں شیخ صاحب کی تجویز کی حرف بحرف تائید کرتا ہوں۔ (فضل دین)

(۲۳) جناب اکرم صاحب چانگریان

میری رائے میں ہمارے محترم دوست شیخ غلام حسین صاحب کی یہ تجویز کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے جملہ مضامین جو اب تک اخباری کالموں میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ہیں ان سب کو کتابی صورت میں شائع کرنا بہت مفید ہے اور نہایت مناسب تجویز ہے۔ ضروری ہے کہ بہت جلدی عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائے۔ (محمد اکرام)

(۲۴) جناب محمد رحیم بخش صاحب سیالکوٹ

مکرم ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے مضامین جو وقتاً فوقتاً اخبار پیغام صلح میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ بعض احباب کی رائے ہے کہ ان کو جمع کرکے کتابی صورت میں طبع کرایا جاوے ان سے مفید انتخاب کیا جائے اور اگر مناسب معلوم ہو تو مصنف صاحب اول ان پر مزید غور فرمالیں۔ مجھے اس مفید تجویز سے اتفاق ہے۔ (محمد رحیم بخش)

جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب کا تار بنام علامہ سر اقبال

ذیل کا تار ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ڈلہوزی سے علامہ سر محمد اقبال صاحب صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام ارسال کیا ہے:-

"مسلمانان کشمیر کی پوری پوری امداد فرمائیں حکام ریاست کے جارحانہ سلوک کے خلاف سخت صدائے احتجاج بلند کریں۔ اور شیخ محمد عبداللہ اور جملہ لیڈران کی رہائی کے مطالبہ کے ریزولیوشن پاس کریں۔ عملی پروگرام مرتب کرکے کام شروع کریں۔ اور مجوزہ وفد کشمیر میں تمام خیالات کے مسلمانوں کو نمائندگی کا موقع دیں۔"

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم دوشنبہ ۱۴ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ | نمبر ۳۴

فسادات کشمیر کے اسباب

حکومت کشمیر اور میرواعظ محمد یوسف کی افتراق انگیزیاں

(۱)

تازہ فسادات کشمیر کے متعلق ہم نے تفصیلی طور پر اب تک کچھ نہیں لکھا۔ ہماری خواہش تھی کہ سب سے پہلے مسلمانوں کی خانہ جنگی کے اسباب کی تحقیق کے بجائے ان کو صلح و اتحاد کی تلقین کی جائے۔ لیکن اب ایسے واقعات روشنی میں آئے ہیں جن سے واضح اور یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ فسادات کسی غلط فہمی یا فوری جذبے کے ماتحت عمل میں نہیں آئے بلکہ ان کی پشت پر حکومت کشمیر کی ایک خطرناک سازش کام کر رہی ہے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان فسادات کے مستور اسباب سے پردہ اٹھایا جائے۔ حکومت کشمیر کے بعض تنخواہ دار ایک وسیع پروپیگنڈے کے ذریعے اس خانہ جنگی کی ذمہ داری شیخ محمد عبداللہ صاحب اور ان کی پارٹی پر عائد کر رہے ہیں جو سراسر غلط ہے۔ یہ بات بھی صحیح واقعات کو روشنی میں لانے کا تقاضا کر رہی ہے۔

فسادات کی جڑ

اصل میں فسادات کی جڑ کشمیر کے وہ متعصب پنڈت اور ڈوگرے ہیں جن کے لئے مسلمانوں کی بیداری، اتحاد اور حقوق طلبی سوہان روح ہے۔ ان لوگوں نے مسلمانوں کے حقوق کو نہایت ظالمانہ طریق پر غصب کر رکھا ہے اور عرصہ سے ان کا خون چوس رہے ہیں اس لئے ان کو مسلمانوں کی بیداری میں اپنا زوال نظر آ رہا ہے۔ ٹھاکر کرتار سنگھ وزیر مال اس ذہنیت کے پنڈتوں اور ڈوگروں کی پارٹی کا ایک زبردست سرغنہ ہے۔ یہ شخص اپنی زہریلی مہاسبھائی ذہنیت اور مسلم آزاری کی وجہ سے گزشتہ فسادات میں اور اس کے بعد کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ گزشتہ ایجی ٹیشن میں اس سے جو افعال سرزد ہوئے اور دلال کمیشن کے سامنے اس نے جو بیان دیا وہ اس کی اسلام دشمنی کا کھلا ہوا ثبوت ہیں۔

کشمیر کے دو میرواعظ اور ان کی پارٹیاں

کرتار سنگھ اور اس کی پارٹی نے میرواعظ محمد یوسف کو اپنا آلہ کار بنایا۔ کشمیر میں دو میرواعظ ہیں اور وہ دونوں وعظ کے ذریعہ روٹی کماتے ہیں۔ اور ان دونوں کی پارٹیوں میں ہمیشہ سے عداوت چلی آتی ہے۔ جس قدر دونوں پارٹیوں میں عداوت زیادہ ہو اسی قدر میرواعظوں کی آمدنی زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے دونوں میرواعظ خلیج عداوت کو ہمیشہ زیادہ وسیع کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ انکی پارٹیوں کے افراد اول درجہ کے جاہل اور بے عقل ہیں۔ وہ ہمیشہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں دست و گریباں رہتے ہیں اور ان کی لڑائیاں برسوں جاری رہتی ہیں۔ اور اس خانہ جنگی میں قتل تک کی وارداتیں ہو جاتی ہیں۔ اس طرح مسلمانوں کی بہترین طاقتیں ضائع ہو رہی ہیں اور ان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔

شیر کشمیر کی مساعی کا اثر

شیخ محمد عبداللہ نے مسلمانوں کی اس خانہ جنگی کو دور کرنے کی کوشش کی اور اس کے نقصان رساں اثرات سے مطلع کیا جس سے مسلمانوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دونوں میرواعظوں کے پیرو روز بروز کم ہوتے چلے جا رہے ہیں جس کا اثر ان کی آمد پر بھی نمایاں طور پر ہو رہا ہے۔ میرواعظ ہمدانی نے کمی آمدنی کی چنداں پرواہ نہ کی کیونکہ اس کا کنبہ چھوٹا اور ضروریات محدود ہیں۔ دوسرے اس کا بیٹا جس کو اس نے اعلیٰ طبی تعلیم دلائی ہے برسر روزگار ہے لیکن میرواعظ محمد یوسف اس کو برداشت نہ کر سکا کیونکہ اس کا کنبہ وسیع ہے اور اس کے پاس آمد کا دوسرا کوئی ذریعہ بھی نہیں اس لئے میرواعظ محمد یوسف نے اپنے ذریعہ معاش اور وقار کو قائم رکھنے کے لئے شیخ محمد عبداللہ صاحب کی مخالفت ضروری سمجھی کیونکہ اس شخص کی اتحاد پرور کوششیں ہی محمد یوسف کے زوال کا باعث تھیں۔ اس نے سب سے اول شیخ محمد عبداللہ صاحب پر بے معنی اعتراضات کرنے شروع کئے اور ان کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے شیخ صاحب کے مذہبی معتقدات اور سیاسی اصلاحات کے خلاف شکوک و شبہات پیدا کئے جب اس شرمناک طریق سے خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہوئی تو یہ تحریک احرار کا حامی بن بیٹھا۔ شیخ صاحب موصوف نے محمد یوسف کے اس غلط طریق کار کو سخت ناپسند کیا۔

محمد یوسف کرتار سنگھ کے ہاتھوں میں

ٹھاکر کرتار سنگھ کو سیاسی ایجی ٹیشن کے دبانے میں سخت ناکامی ہوئی تھی اور وہ شیخ محمد عبداللہ صاحب اور مسلمانوں کے اتحاد ہی کو اپنی ناکامی کا باعث سمجھتا تھا اور شیخ صاحب اور ان کی پارٹی کو میدان عمل سے ہٹانے کی کوشش میں تھا اس نے ایک وکیل کے ذریعے محمد یوسف کو اپنے ساتھ ملایا اور اس کے بعد محمد یوسف نے کرتار سنگھ کے اشاروں پر کام شروع کر دیا۔ اور اس کے مشورہ سے اپنا افتراق انگیز پروگرام مرتب کیا اسی اثنا میں مسٹر مہتہ جو ایک پرجوش اور متعصب کانگرسی ہندو ہے۔ ٹھاکر کرتار سنگھ کی پارٹی میں شامل ہو گیا۔ اس طرح اس پارٹی کو بحد تقویت پہنچی اور انہوں نے اپنے مقصد کے لئے محمد یوسف کو استعمال کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ پارٹی گلینسی کمیشن کی رپورٹ کو ناکارہ بنانے کی فکر میں تھی محمد یوسف کی قوم فروشی کو انہوں نے غنیمت سمجھا اور اس کے ذریعے شیخ محمد عبداللہ کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات پھیلانے شروع کر دیئے۔ لیکن اس میں انہیں نمایاں کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد محمد یوسف نے قانون شکنی کے ذریعہ مسلمانوں میں خانہ جنگی برپا کرنے کی کوشش کی۔

حکومت کشمیر کی افسوسناک غلطی

اب محمد یوسف کی پارٹی صرف چند صد افراد پر مشتمل ہے جن میں اکثر مشہور بدمعاش اور اس کے ہمسایہ محلوں کے رہنے والے ہیں۔ باقی لوگوں کا اعتقاد اس پر سے اٹھ چکا ہے۔ اور وہ اس کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے اور نہ اس کا وعظ سننا چاہتے ہیں۔ ان حالات میں محمد یوسف کا فرض تھا کہ وہ اپنے حلقہ عمل کو ہمسایہ محلوں تک ہی محدود رکھتا اور شہر کے دوسرے حصوں میں وعظ کہنے کے لئے نہ جاتا۔ کیونکہ اس طرح فساد اور بدامنی کا یقینی خطرہ تھا۔ لیکن وہ مائی سوماں میں وعظ کہنے کے لئے گیا اور حکومت نے حالات کا علم رکھنے کے باوجود اس کو نہ روکا جس روز وہ مائی سوماں میں وعظ کہنے کے لئے گیا ہے۔ اس سے ایک روز قبل شہر کے لوگوں نے حکومت کو توجہ دلائی کہ مائی سوماں میں اس کا وعظ بدامنی کا موجب ہوگا۔ لیکن حکام پر کوئی اثر نہ ہوا۔ محمد یوسف اپنے پیروؤں سمیت جو لاٹھیوں اور دوسرے آہنی اسلحہ سے مسلح تھے وہاں گیا۔ عوام نے ان کو نکالنے کی کوشش کی۔ اس طرح ایک کشمکش شروع ہو گئی اس کے بعد حالات کی نزاکت سے مجبور ہو کر حکومت نے محمد یوسف اور احمداللہ دونوں کے وعظوں پر دو ماہ کے لئے پابندی عائد کر دی۔ ان ایام میں شیخ صاحب کشمیر سے باہر تھے۔ محمد یوسف نے ان کی غیر موجودگی کا فائدہ

گاندھی جی کے صاحبزادے کی شادی

گاندھی جی کے صاحبزادے مسٹر دیوداس گاندھی کی شادی کا چرچا کئی روز سے اخبارات میں ہو رہا تھا۔ آخر وہ ۱۶ جون کی صبح کو پونا میں مسٹر راج گوپال اچاریہ کی صاحبزادی مس لکشمی سے عمل میں آئی۔ اس تقریب کے وقت گاندھی جی ان کی اہلیہ محترمہ اور چند احباب موجود تھے۔ ذات پات کے لحاظ سے دولہا ویش اور دلہن برہمن ہے۔ ورن آشرم اور ذات پات کے حامی ہندوؤں کو یہ رشتہ سخت ناگوار گزرا اور انہوں نے گاندھی جی کی شخصیت کی پروا نہ کرتے ہوئے اس کی شدید مخالفت کی اور کر رہے ہیں۔ شادی سے قبل ۱۴ جون کی شب کو پونا ہی میں قدامت پسند ہندوؤں کا ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا جس میں نہایت گرم گرم تقریریں ہوئیں۔ اور کہا گیا کہ یہ شادی شاستروں کے خلاف ہے۔ اور ایک قرارداد کے ذریعہ اس کی مذمت کرتے ہوئے مسٹر راجگوپال اچاریہ سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ یہ رشتہ نہ کریں اور دو ذاتوں کو ستی کرنے کا مہاپاپ (گناہ کبیرہ) اپنے سر نہ لیں۔ صدر جلسہ راج دید نے فرمایا کہ مسٹر گاندھی ہندو نہیں ہیں عیسائی ہیں۔ اگر وہ ہندو ہوتے تو اس رشتہ پر رضا مند نہ ہوتے بعض ہندو اخبارات قدامت پسند ہندوؤں کی اس مخالفت پر بہت ناراض ہو رہے ہیں۔ اور انہیں بُرا بھلا کہہ رہے ہیں۔ اسلام ذات پات کے سخت خلاف ہے۔ اگر یہ رشتہ صرف ذات پات کی لعنتی تفریق کو مٹانے کے لئے کیا گیا ہے اور کانگرس کے مخلوط اجتماعات اور حضرت عشق کی کارفرمائیوں کا نتیجہ نہیں جیسا کہ بعض واقف کار حلقوں میں قیاس کیا جاتا ہے۔ تو ہم دولہا دلہن اور ان کے والدین کو صدق دل سے مبارکباد دیں گے۔ لیکن ہمارے خیال میں ہندو اخبارات کا قدامت پسند ہندوؤں کو ان کی مخالفت کی وجہ سے بُرا بھلا کہنا قرین انصاف نہیں۔ ذات پات کی تفریق ہندو مذہب کا مسلمہ اصول ہے۔ اور یہ شادی اس کی صریح خلاف ورزی ہے۔ قدامت پسند ہندو اپنے مذہبی معتقدات کی بنا پر اس رشتہ کی مخالفت کر رہے ہیں جسکی تمام تر ذمہ داری ہندو مذہب اور اس کی تعلیمات پر ہے۔ ہندو اخبارات کے لئے لازم ہے کہ اپنے راسخ العقیدہ بھائیوں کو مطعون کرنے کی بجائے اس تعلیم اور ان عقائد کا قلع قمع کریں جس کے زیر اثر قدامت پسند ایسا کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یقیناً یہ کام ہندو مذہب کے دائرے کے اندر رہ کر انجام نہیں دیا جا سکتا۔

تاجدار افغانستان کی نصیحت

"اقتصادی خوشحالی ہر چیز سے زیادہ ضروری ہے ہمارے لئے لازم ہے کہ اپنی خوشحالی اور فارغ البالی کے لئے خانگی زندگی میں۔ پوشاک میں۔ خوراک اور سیر تفریح میں غیر ضروری مصارف کو بالکل دخل نہ دیں۔ اور ہر قسم کی فضول خرچیوں کو قطعاً بند کر دیں۔"

یہ بیش قیمت اور حیات بخش نصیحت موجودہ تاجدار افغانستان ہز میجسٹی غازی نادر خان کی اس تقریر سے ماخوذ ہے جو ممدوح نے حال ہی میں افغان پارلیمنٹ کے افتتاح کے وقت فرمائی تھی۔ ممدوح کی مخاطب صرف افغان قوم اور افغان نوجوان تھی لیکن ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنے بلند مرتبہ تاجدار اور رہنما کی نصیحت پر ضرور عمل کریں گے۔ لیکن ہمارے خیال میں اس زریں نصیحت کی افغانوں سے زیادہ ضرورت ہندوستانی مسلمانوں اور خاصکر ہمارے نوجوانوں کو ہے جن کی فیشن پرستی۔ تنزلت اور مغرب زدگی نے مسلمانوں کے اقتصادی مستقبل کو بالکل تاریک کر رکھا ہے۔ جن کے سوٹ اور ٹائیاں، بوٹ اور جرابیں پوڈر اور کریمیں۔ زنانہ آرائشیں اور سینما نوازیاں قوم کے سر پر مایوسی کی تاریکیاں بنکر چھائی ہوئی ہیں۔ اگر ہندوستانی مسلمان تاجدار افغانستان کے ان قیمتی الفاظ کو اپنا دستور زندگی بنا لیں، تو چند سال میں ان کی اقتصادی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔

نوجوانانِ مصر کا مبارک مطالبہ

قرآن کریم کی تعلیمات۔ اور اس میں غور و فکر مسلمانوں کی ترقی کا واحد ذریعہ ہے موجودہ دور میں مسلمانوں کے زوال اور پستی کی سب سے بڑی وجہ کتاب آلہی سے بے تعلقی اور اس سے عملی طور پر بُعد ہے حضرت مسیح موعود کا ایک زبردست کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو قرآن کریم کی طرف متوجہ کیا۔ اور بتلایا کہ اس کے بغیر تم ترقی نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس کو ہر ایک چیز پر مقدم کرو۔ مجدد زمان کی صداقت کا یہ کرشمہ ہے کہ عالم اسلام کے تمام بالغ نظر و صحیح الخیال طبقے طویل غور و فکر اور بے شمار ناکام تجربات کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ جو صدائے حق تقریباً نصف صدی قبل قادیان کے گمنام گوشے سے بلند ہوئی تھی اشد ترین مخالفین بھی اس کے سامنے جھک رہے ہیں۔ آج ندوہ۔ جامع ازہر۔ عرب شام فلسطین۔ مراکش۔ چین۔ افغانستان۔ عراق۔ یمن غرضکہ اسلامی دنیا کا ہر ایک خطہ عملی طور پر اس کی تائید میں مصروف ہے۔ حتی کہ دیوبند ایسی جمود پرور خانقاہیں بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔ مصر کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ نوجوانان مصر کی مشہور انجمن مرکزی جمعیۃ الشبان المسلمین نے وزیر تعلیم کے نام ایک مکتوب ارسال کیا ہے جس میں جبری تعلیم کے اجرا کے سلسلہ میں وزارت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ نصاب تعلیم میں کلام اللہ کی تعلیم کو تخصیص کے ساتھ رکھا جائے۔ جمعیۃ نے اپنے مکتوب میں لکھا ہے۔ کہ کلام اللہ ادبی۔ لسانی اور تمدنی ترقی کی بنیاد ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جبری ابتدائی تعلیم کے نصاب میں قرآن شریف کو داخل کیا جائے تاکہ نئی نسلیں ابتدا ہی سے ادب۔ لغت اور اخلاق کی اعلیٰ تعلیم کی طرف مائل ہو سکیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ حکومت مصر اس ضروری اور جائز مطالبہ کو کس حد تک منظور کرے گی۔ اسے لازماً منظور کر لینا چاہیئے بہرحال نوجوانان مصر کا قرآن کریم سے یہ شوق اور محبت قابل تعریف اور لائق تقلید ہے۔ ہم اس کو ایک نیک فال سمجھتے ہیں۔

کثرت و قلت

جناب میاں صاحب اور ان کے مریدوں کو اپنی کثرت پر بہت ناز ہے اور ہمارے مقابلہ پر انہوں نے ہمیشہ اس کثرت کو اپنی صداقت و ترقی کا نشان ٹھیرایا۔ لیکن ہمارا یقین ہے کہ صرف کثرت کوئی شے نہیں۔ سب سے زیادہ ضروری صحیح اصول اور طریق کار۔ قوت عمل۔ ایثار۔ پاکیزگی۔ تقویٰ اور کام کے عملی نتائج ہیں۔ ان صفات کے ساتھ کثرت نعمت ہے ورنہ بالکل فضول چیز ہے۔ ہماری جماعت کی قلت تعداد پر قادیانی بار بار پھبتیاں اڑاتے ہیں لیکن جب کہا جاتا ہے کہ میدان عمل میں آکر مقابلہ کرو تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حالات اور تجربات کی طاقت سے جناب میاں صاحب کی سمجھ میں یہ بات آگئی ہے کہ نومبائعین کی طویل اور مبالغہ آمیز فہرستیں اس وقت تک بالکل بیکار ہیں جب تک کہ مخلص، ایثار پیشہ اور کارکن آدمی ان میں موجود نہ ہوں۔

الفضل ۱۵ جون میں ممدوح کا خطبہ جمعہ ۹ جون شائع ہوا ہے۔ جس میں ارشاد ہوتا ہے:-

"جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرے۔ میں نے اعلان کیا ہوا ہے کہ اگر لوگ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس نہیں کرینگے تو ایسے افراد یا جماعتوں کو اس طریق پر جکڑ دیا جائیگا کہ یا تو مجبور ہو کر انہیں جماعت کے ساتھ چلنا پڑیگا . . . . . یا پھر انہیں جماعت کو چھوڑ دینا پڑے گا۔ بزدل اور کمزور آدمی ہمیشہ باقیوں کو بھی خراب کیا کرتے ہیں۔ جب ہم تھوڑے تھے تب بھی دنیا ہم سے مرعوب تھی۔ اب ہم زیادہ ہو گئے ہیں . . . . . اگر وہی اخلاص اور قربانی ہم میں ہوتی جو تھوڑے ہونے کی حالت میں پائی جاتی تھی تو میں سمجھتا ہوں۔ آج دنیا پہلے سے بیسیوں گنا زیادہ ہم سے مرعوب ہوتی۔"

جناب میاں صاحب نے بہت ہی محتاط الفاظ میں اپنے مدعا کو ادا کیا ہے۔ لیکن ان سے یہ حقیقت بخوبی ظاہر ہو رہی ہے کہ قادیانی جماعت کا ایک بہت ہی قلیل حصہ تو کام کا ہے باقی سب بزدل۔ کمزور۔ اور غیر مخلص افراد ہیں کاش اس حقیقت بیانی کے بعد ہی جس سے قادیانی جماعت کی اندرونی کیفیت کا راز تمام دنیا پر افشا ہو گیا ہے جناب میاں صاحب اور ان کے مرید اپنی کثرت پر مغرور ہونے اور جماعت لاہور کو قلت کا طعنہ دینے سے باز رہیں۔

نوجوانان دہلی میدان عمل میں

قوم کی آئندہ ترقی کا تمام تر انحصار نوجوانوں پر ہوتا ہے جس قوم کے نوجوان اچھے ہیں اس کا مستقبل محفوظ و روشن ہے ورنہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگان سلسلہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ جماعت کے نوجوانوں میں بیداری اور احساس فرائض پیدا کیا جائے اور ان کے لئے ایسے مواقع بہم پہنچائے جائیں جن سے ان میں خدمت دینی کا شوق اور اس کو انجام دینے کا سلیقہ پیدا ہو اور ان کے ذریعے نوجوانوں کو ایسے تجربات حاصل ہوں جو ان کی آئندہ قومی زندگی میں ممد و معاون ہو سکیں۔ اسی غرض سے لاہور میں احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا۔ جو اپنی طاقت و بساط کے مطابق مفید کام کر رہی ہے۔ گو اس میں ترقی کی بہت گنجائش و ضرورت ہے۔ مقام مسرت ہے کہ نوجوانان دہلی نے لاہور کی نیک مثال کی تقلید کرتے ہوئے اسی نام کی ایک ایسوسی ایشن قائم کر لی ہے۔ جس کا اعلان ۱۱ جون کی اخبار احمدیہ میں ہو چکا ہے۔ ہمیں اس انجمن کے مخلص لائق عہدہ داران و ممبروں سے توقع ہے کہ وہ اس کو مفید کام بنا

منانے کی پوری سعی کریں گے۔ ہماری دعائیں ان کے ساتھ ہیں کیا اچھا ہو کہ دوسرے مقامات کے نوجوان بھی توجہ کریں اور جگہ جگہ اس قسم کی انجمنیں قائم ہو جائیں۔ پھران کو وائی ایم سی اے یا مصر کی شبان المسلمین کی طرز پر منظم کر لیا جائے۔ اس طرح احمدی نوجوان ایک زبردست طاقت بن کر نہایت مفید اور نتیجہ خیز کام کر سکتے ہیں۔

کوئی ہے جو اس عظیم الشان خواب دیکھنے میں ہمارا شریک ہو؟

مقلدین یورپ سے!

"تم مشرقی لوگ ہماری تقلید کرنے کو باعث فخر سمجھتے ہو لیکن تم ان مادی اور معنوی امور میں ہماری تقلید نہیں کرتے جو مغربی ترقی کی بنیاد ہیں۔ تم یورپ کے رذائل، مفاسد اور خباثت کی پیروی کرتے ہو جو کسی خوددار اور دانشمند قوم کے لئے مناسب نہیں خود مغرب بھی ان خباثث سے نالاں ہے۔ اور ان کے مضر اثرات اس پر منکشف ہو گئے ہیں اگر تم حقیقی تقدم و ترقی حاصل کرنا چاہتے ہو تو میری نصیحت پر عمل کرو۔ اور وہ یہ کہ تم سب سے پہلے اپنے مذہب سے متمسک کرو اور اپنی قدیم روایات کو زندہ کرو۔ اس کے بعد تم نچلی باتوں میں ہماری تقلید کرو۔ علوم و فنون صنعت و حرفت۔ تجارت و زراعت۔ غرض جس شعبہ میں ہماری تقلید کی جائے گی وہ کامیاب ثابت ہو گی۔ ورنہ تم تقلید کرتے کرتے مر بھی جاؤ تب بھی تمہاری حالت درست نہ ہو گی۔ اور تم برابر رجعت و پستی کے گڑھے میں گرتے رہو گے مشرقی **تہذیب یقیناً مغربی تہذیب پر فائق ہے** پھر کیا وجہ ہے کہ اعلیٰ کو چھوڑ کر ادنیٰ کو اختیار کیا جائے۔ **تم اپنی مذہبی تعلیم کو اپنا رہنما بناؤ جس میں اخلاقی اجتماعی اور علمی اسباق موجود ہیں اپنے مذہب اور تمدن سے نفرت اور مغرب کی ہر ادا پر فریفتگی کامیابی کا کوئی طریقہ نہیں"**

یہ وہ الفاظ ہیں جو فرانس کے مشہور محقق علامہ موسیو لوبون نے حلب میں عربی کے مشہور رسالہ "المرشد" کے مدیر سے کہے تھے یہ کسی تاریک خیال اور رجعت پسند مشرقی کا وعظ نہیں۔ بلکہ ایک فرانسیسی عالم کے ارشادات عالیہ ہیں۔ کیا ہمارے یورپ زدہ مرد اور عورتیں ان پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں؟ کیا موصوف نے مقلدین یورپ کو جو کچھ کہنا چاہا ہے وہ اسے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ یورپ سے سیکھنے والی چیزیں علوم و فنون ہیں۔ سوٹ اور بوٹ۔ عریانی اور بے حیائی۔ لامذہبی اور دہریت۔ ناچ اور سینما نہیں ہیں۔ خدا کرے یہ نکتہ ہمارے نوجوانوں کی سمجھ میں آ جائے۔

بہاولپور پر مہا سبھائی یورش

ہندو قوم اپنی تنگ خیالی اور فطری پستی کی وجہ سے ہمیشہ اپنے تئیں اور دوسروں کو مختلف پیمانوں سے ناپنے کی عادی رہی ہے۔ ایک فعل جو ہندوؤں کے نزدیک کسی مسلم ریاست یا صوبہ میں ظلم۔ بد دیانتی اور جبر ہے ایک ہندو صوبہ یا ہندو ریاست میں عمل میں آنے کی وجہ سے سراپا رحمت و انصاف بن جاتا ہے۔ ہندو اخبارات کشمیر اور الور میں بے شمار مسلمانوں کے قتل عام پر انتہائی اظہار مسرت کریں گے اور اس کو حکمران کے وقار کے تحفظ کے لئے ضروری بتائیں گے۔ لیکن کسی اسلامی ریاست میں چند ہندو لونڈوں اور ان کی بہنوں پر لاٹھی چارج کی غلط و سراسر بے بنیاد افواہ پر شور محشر بپا کر دیں گے۔ آجکل ہندو سبھائی اشرار پنجاب کی سب سے بڑی اسلامی ریاست بہاولپور پر نہایت اہتمام سے یورش کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں عرصہ سے پروپیگنڈا ہو رہا ہے۔ کہ ریاست میں ہندوؤں کو ملازمتیں نہیں دی جاتیں۔ انکم ٹیکس کے متعلق ان کو شکایات ہیں انہیں مذہبی تہوار نہیں منانے دیئے جاتے۔ یہ ہوتا ہے۔ وہ ہوتا ہے۔ ہمیں مسرت ہے کہ دربار بہاولپور نے ان سرزد سرائیوں کے جواب میں ایک معقول و مدلل بیان شائع کیا ہے جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں جملہ الزامات کا شافی جواب دیتے ہوئے جو اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں وہ قابل غور ہیں ریاست میں ہندوؤں کی آبادی صرف ۱۵ فیصدی ہے لیکن میونسپلٹیوں میں ہندو ممبروں کی اوسط ۵۰ فیصدی کے قریب ہے۔ اعلیٰ ملازمتوں میں جن کی تنخواہ ایک سو روپے سے زائد ہے ہندوؤں کا تناسب ۳۲،۲۹ فیصدی ہے۔ اور ادنے ملازمتوں میں جن کی تنخواہ یکصد روپیہ ماہوار سے کم ہے۔ ۲۰،۵ ہے۔ تاجدار ریاست کی اس ہندو نوازی اور فیاضی کو مہاسبھائی ظلم و بے انصافی کہہ رہے ہیں۔ کیا کسی ہندو ریاست کی طرف سے بھی اس قسم کے اعداد و شمار پیش کئے جا سکتے ہیں؟ دربار بہاولپور کے بیان سے دنیا کا ہر ایک معقول و انصاف پسند شخص مطمئن ہو جائے گا لیکن شرارت پیشہ ہندوؤں کا اطمینان مشکل ہے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بدستور فساد برپا کرنے کی کوششوں میں مصروف رہیں گے اس لئے مسلمانان پنجاب و سندھ کو اپنی ایک مقتدر ریاست کی خدمت کے لئے آمادہ رہنا چاہیئے۔ ہندوؤں کی بیہودہ شرارتوں اور بلا وجہ شور و فساد کے مقابلہ میں تاجدار بہاولپور کی عزت و وقار کی حفاظت ہمارا فرض ہونا چاہیئے۔

پنجاب یونیورسٹی کی تحقیقاتی کمیٹی

پنجاب یونیورسٹی عملی طور پر آریہ سماجی یونیورسٹی بنی ہوئی ہے مسلم حقوق کی پامالی اس کا پرانا شیوہ ہے اس کے انتظامی اداروں میں مسلمانوں کو تقریباً اچھوت سمجھا جاتا ہے۔ ایک علمی و تعلیمی ادارے کے اندر اس قسم کی ذہنیت کا کارفرما ہونا انتہائی شرمناک ہے۔ مسلمان عرصہ سے اس کے برخلاف آواز بلند کر رہے تھے جس سے متاثر ہو کر وزارت تعلیم نے ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جو عرصہ تک اپنے کام میں مصروف رہی گزشتہ ہفتہ اس کی رپورٹ شائع ہوئی ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس رپورٹ کی رو سے مسلمانوں کا کوئی اہم مطالبہ بھی پورا نہیں ہوتا۔

رپورٹ میں طریق تعلیم اور بعض دوسرے امور کے متعلق بہت سی اصلاحات کی سفارشیں کی گئی ہیں۔ جن پر کسی دوسرے وقت اظہار خیال کیا جائے گا۔ لیکن اس میں مسلمانوں کے ایک اہم مطالبہ کو نامنظور کرتے ہوئے جو کچھ کہا گیا ہم اس وقت اس کے متعلق چند الفاظ عرض کرنا چاہتے ہیں مسلمانوں کا مطالبہ تھا کہ سینیٹ میں مسلمانوں کی یقینی طور پر اکثریت ہونی چاہیئے۔ کمیٹی کا جواب یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کا مطالبہ منظور کر لیا جائے تو مسلمانوں کی موجودہ شکایت کہ یونیورسٹی پر ایک فریق کا مکمل قبضہ ہے رفع ہو جائے گی۔ لیکن یہی شکایت دوسرے فریق کو پیدا ہو جائے گی تحقیقاتی کمیٹی کے فاضل ارکان کی طرف سے ایسا بودا جواب قابل تعجب ہے۔ یونیورسٹی کے زیر اثر رقبہ میں مسلمانوں کی آبادی ۷۰ فیصدی کے قریب ہے۔ اس لئے ان کا اکثریت کا مطالبہ بالکل بجا ہے۔ دوسری اقوام اقلیت میں ہیں لہذا انہیں لازمی طور پر اکثریت کے مقابلہ میں کم نمائندگی ملنی چاہیئے۔ مسلمانوں نے الہ آباد۔ مدراس وغیرہ یونیورسٹیوں میں کبھی اس قسم کا مطالبہ نہیں کیا۔ باقی رہا جداگانہ طریق انتخاب اس کو نامنظور کرنے کی بھی کوئی وجہ نہیں۔ جب اسمبلی۔ کونسل۔ میونسپلٹیوں وغیرہ میں یہ طریق انتخاب رائج ہے اور حکومت اسے تسلیم کرتی ہے۔ تو پھر یونیورسٹی کے اندر یہ کیوں رائج نہ کیا جائے؟ کمیٹی نے چند ایسی سفارشات پیش کی ہیں جن کو عمل میں لانے سے اس کے خیال کے مطابق سینیٹ کے مسلمان ممبروں کی تعداد میں اضافہ ہو جائیگا۔ لیکن مسلمانوں کے کم سے کم مطالبات کے مقابلہ میں یہ سفارشات بالکل بے حقیقت ہیں اس لئے مسلمانوں کے نزدیک یہ رپورٹ مایوس کن اور قطعی طور پر ناقابل قبول ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ اس پر غور کرتے ہوئے مسلم ارکان کے اختلافی نوٹ پر پوری توجہ دے۔

مفید تجویز کا خطرناک پہلو

کمیٹی مذکور نے یہ بھی سفارش کی ہے۔ کہ نویں جماعت تک جو اس کی سفارشات کے مطابق ثانوی درجے کے اسکول کی آخری جماعت ہو گی۔ دیسی زبان میں تعلیم دی جائے اور اس امر کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ موجودہ وقت میں جو لڑکے انٹرنس کے امتحان میں دیسی زبانوں میں جواب لکھتے ہیں ان میں سے اسی فیصدی سے زائد اردو زبان استعمال کرتے ہیں اس لئے کمیٹی کی رائے میں نویں جماعت تک اردو زبان میں تعلیم ہونی چاہیئے۔ ہر ایک بہی خواہ ملک کے نزدیک یہ تجویز معقول ہے ہمارے خیال میں نہ صرف پنجاب میں بلکہ تمام صوبوں میں اردو زبان کو ذریعہ تعلیم بنانا چاہیئے۔ کیونکہ اردو ہندوستان کی مسلمہ قومی زبان ہے لیکن کمیٹی نے اس مفید سفارش کے ساتھ ایک خطرناک تجویز بھی پیش کی ہے۔ یعنے اردو زبان کا رسم الخط رومن کر دیا جائے۔ یہ خیال اس سے قبل بھی بعض مواقع پر ظاہر ہو چکا ہے جس کو ہم ایک زبردست علمی و ادبی فتنہ سمجھتے ہیں موجودہ رسم الخط اردو زبان کی ایک لازمی اور نمایاں خصوصیت ہے اور بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ معمولی اصلاح کے بعد یہ دنیا کا بہترین رسم الخط ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کو ترک کرنا اردو کے لئے سخت نقصان رساں ہو گا۔ ہمارے خیال میں تجویز کے پہلے حصہ کی زبردست تائید کے ساتھ ساتھ اس دوسرے حصہ کی سختی سے مخالفت ہونی چاہیئے۔ اگر انگریزی زدہ اصحاب کی کوشش سے یہ فتنہ ترقی کر گیا۔ تو اس کا انسداد مشکل بلکہ ناممکن

حقیقت الوحی کے صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۱ کی تشریح

(از جناب غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

(۱)

اس میں شک نہیں۔ کہ پیشتر ازیں عنوان مندرجہ بالا کی تشریح میں ہمارے اکابر سلسلہ نے اپنی تالیفات میں نہایت مدلل اور مبسوط ابحاث فرمائی ہیں مگر ہمارا تجربہ ہے۔ کہ ہمارے سلسلہ کے اکثر احباب اور اسی طرح گروہ مخاطب کا بہت بڑا طبقہ ان دلائل سے ناآشنا محض ہے۔ چونکہ انہی مسائل پر بالعموم ہر دو فریق کی گفتگو رہتی ہے۔ اس لئے ان حقائق کا اعادہ فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ اور بار بار کی کوشش اور تکرار کا مدعا یہی ہے۔ کہ کسی طرح انکشاف تام ہو کر باہمی منافرت کا خاتمہ ہو جائے۔

دراصل حقیقت الوحی کا یہ مقام تو ہماری طرف سے بطور حوالہ دعوٰے اجرائے نبوت کے خلاف پیش ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس عبارت میں تو صریح طور پر محدثیت کا دعوی کیا گیا ہے۔ مگر سیاق عبارت پر غور نہ کرنے اور حضرت مسیح موعود کے دیگر کلام کے ساتھ اس حوالہ کو ربط نہ دینے اور محض لفظ نبی کا دیکھ کر ہمارے دوستوں نے ایک غلط مفروضہ پیدا کر لیا ہے۔ اصل عبارت صفحہ ۳۹۰ حقیقۃ الوحی سے اس طرح شروع ہوتی ہے۔

"پھر ایک نادانی یہ ہے۔ کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ اس شخص نے نبوت کا دعوٰے کیا ہے۔ حالانکہ ان کا یہ سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعوٰے کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوٰے نہیں کیا گیا۔"

اس عبارت پر غور کرنے سے پیشتر یہ بات سمجھ لینی چاہیئے۔ کہ کہ قادیانی جماعت اور دیگر مسلمان حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوٰے نبوت تو منسوب کرتے ہیں۔ مگر ہر دو گروہ آپ کو صاحب شریعت رسول نہیں مانتے پس آپ کا یہ کہنا۔ کہ "جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں۔ کہ اس شخص نے نبوت کا دعوٰے کیا" اس جگہ لامحالہ نبوت سے مراد غیر تشریعی نبوت ہے۔ اور اسی غیر تشریعی نبوت کی نسبت حضرت فرماتے ہیں۔ کہ یہ لوگوں کا سراسر افترا ہے۔ اور اسی کی نسبت اور زیادہ وضاحت سے فرماتے ہیں۔ کہ جس نبوت کا دعوٰے کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعوٰے نہیں کیا گیا خوب غور سے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ دو قسم کی نبوت ہی محل نزاع ہو سکتی ہے۔ ایک تشریعی نبوت اور دوسری غیر تشریعی۔ سو تشریعی نبوت نہ مخالف آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ نہ موافق۔ اور کم از کم قادیانی گروہ تو آپ کی طرف تشریعی نبوت منسوب نہیں کرتا۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جس نبوت کا اس مقام پر انکار کیا گیا ہے۔ وہ غیر تشریعی نبوت ہے۔ پس اس عبارت سے دعوٰے نبوت کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ اقرار نہیں۔ اس عبارت سے آگے حضرت ارقام فرماتے ہیں:-

"صرف یہ دعوٰے ہے۔ کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں"

ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی کہا ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ہم اپنی طرف سے کوئی تشریح کرنا نہیں چاہتے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی اصل تشریح پیش کر دینا چاہتے ہیں۔ تا ناظرین بذات خود اصل نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ کہ آیا اس فقرہ سے مراد نبوت کا کوئی جدید دعوٰے ہے۔ یا یہ محدثیت کے دعوٰے کی ہی تشریح کی گئی ہے

(۱) "لیکن آنے والے مسیح کو امتی کر کے پکارا ہے جیسا کہ حدیث امامکم سے ظاہر ہے۔ اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میں اشارۃً مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس کے مطابق آنے والا مسیح محدث ہونے کی وجہ سے مجازاً نبی بھی ہے"

(ازالہ اوہام حصہ الف صفحہ ۱۴۴)

(۲) "ہاں یہ بھی سچ ہے۔ کہ آنے والے مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اس کو امتی کر کے بھی تو بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ خبر دی گئی ہے۔ کہ اے امتی لوگو! وہ تم میں سے ہوگا۔ اور تمہارا امام ہوگا۔ اور نہ صرف قولی طور پر اس کا امتی ہونا ظاہر کیا۔ بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلا دیا۔ کہ وہ امتی لوگوں کے موافق صرف قال اللہ و قال الرسول کا پیرو ہوگا۔ اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا۔ ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی۔ جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے۔ اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔ سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ بغرض محدثیت دونوں شانوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا۔ اور نبی بھی۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم تقطیع کلاں صفحہ ۲۶۶-۲۶۷)

(۳)۔ "صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا۔ کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے۔ امتی بھی ہوتا ہے۔ اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانیوالا ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں [illegible] معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔ اور محدث کیلئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو۔ اور خدا تعالےٰ کے نزدیک وہی نام پاوے۔ جو اس نبی کا نام ہے"

(ازالہ اوہام حصہ دوم تقطیع کلاں صفحہ ۲۶۵)

(۴)۔ "اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی امتی شخص مراد ہو۔ جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو۔ تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے۔ جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۲۹۳)

(۵)۔ "اسی وجہ سے حدیث میں آیا ہے۔ کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف امتی کہا۔ اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۳)

یہ حوالجات اس قدر واضح ہیں۔ کہ محتاج تشریح نہیں۔ مگر افسوس ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اگر اس جملہ کو کہ "ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہوں" حوالجات مذکرہ بالا کی روشنی میں دیکھا جائے۔ تو محدثیت کا دعوٰے صریح طور پر آشکارا ہو جاتا ہے۔ اور یہ کوئی ایسا فقرہ نہیں ہے۔ جو حقیقت الوحی میں ہی استعمال ہوا ہو۔ بلکہ ابتدائی تصنیف میں بھی اس کا استعمال موجود ہے بلکہ اگر حوالجات پر غور کیا جائے۔ تو جہاں ابتدائی زمانہ کے حوالجات ہیں۔ وہاں آخری کتاب براہین پنجم میں بھی یکساں اس کا استعمال موجود ہے۔ پھر جب اوائل زمانہ میں ان الفاظ سے دعوٰے محدثیت مستنبط ہوتا تھا۔ تو حقیقت الوحی میں اس کے استعمال میں کونسی خصوصیت پیدا ہوئی۔ کہ دعوٰے محدثیت کی بجائے انہی الفاظ سے نبوت کے دعوٰے پر استدلال ہونے لگا

(باقی)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— اس سے قبل بھی اطلاع دی جاچکی ہے اب مکرر اعلان کیا جاتا ہے کہ ڈلہوزی کا تارگھر شام کے چھ بجے بند ہو جاتا ہے۔ جو تار اس وقت کے بعد کسی تارگھر سے دیا جائے گا وہ دوسرے دن منزل مقصود تک پہنچے گا۔

— مسلم ہائی سکول کے جو اساتذہ امسال بی اے کے امتحان میں شریک ہوئے تھے ان میں سے ماسٹر محمد یعقوب صاحب اور مولوی ابوبکر صاحب کامیاب ہو گئے ہیں۔ مبارکباد۔

— جناب عبدالحمید صاحب کلرک آف کورٹ کیمبل پور سے اطلاع دیتے ہیں کہ سید عبدالغنی صاحب پروپرائٹر بمبئی واچ کمپنی الہ آباد کے ہاں اللہ تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام بشیر احمد رکھا گیا ہے۔

— پیغام صلح:- ہم سید عبدالغنی صاحب ان کے والد محترم و دیگر افراد خاندان کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہوئے دست بدعا ہیں کہ خداوند کریم مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔

— شیخ غلام قادر صاحب سگنیلر انچارج سکھر بعارضہ بخار علیل ہیں۔ احباب ان کے لئے دعائے صحت فرمائیں

اشتہار نکاح

مندرجۂ ذیل اقوام کی لڑکیوں کے لئے موزوں رشتوں کی ضرورت ہے لڑکے نیک چال چلن کے اور برسر روزگار ہونے چاہئیں احمدی ہونا لازمی شرط ہے۔

(۱) ایک لڑکی قوم ککے زئی عمر ۱۸ سال تعلیم آٹھویں مڈل تک۔ سکونت ضلع گورداسپور۔

(۲) دو لڑکیاں قوم شیخ عمر ۱۵-۱۳ سال تعلیم چھٹی جماعت تک سکونت ضلع گوجرانوالہ۔

(۳) ایک لڑکی قوم زمیندار عمر ۱۷ سال تعلیم دسویں جماعت تک سکونت ضلع گوجرانوالہ۔

(۴) ایک لڑکی قوم قریشی عمر ۱۶ سال تعلیم آٹھویں جماعت تک سکونت ضلع شاہپور۔

(۵) ایک لڑکی قوم شیخ عمر ۱۵ سال تعلیم قرآن و اردو سکونت خاص لاہور

ذیل کے لڑکے کے لئے رشتہ درکار ہے۔

ایک نوجوان عمر ۲۲ سال قوم کشمیری پٹھان سکنہ ریاست کشمیر ملازم محکمۂ جنگلات بعہدۂ فارسٹ رینجر تنخواہ معہ الاؤنس اڑھائی صد روپیہ ماہوار۔ مالک زمین زرعی۔ جماعت لاہور کا بڑا مخلص ممبر۔ لڑکی خوبصورت کم از کم انٹرنس تک تعلیم یافتہ۔ دینی علوم سے واقف جماعت لاہور سے تعلق رکھنے والی۔ گھر کے کاروبار اور سینے پرونے سے واقف عمر ۱۸ سال سے زائد نہ ہو۔ کنواری ہو۔ والدین کشمیر کی سکونت مستقل پر رضامند ہوں۔ مہر دو ہزار روپے تک۔ زیور ڈیڑھ ہزار روپے تک دیا جائے گا۔ موسم سرما میں اپنے میکے پنجاب میں آسکے گی۔ اضلاع سیالکوٹ۔ راولپنڈی۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ جہلم۔ لاہور کی سکونت والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواستیں اس پتہ پر آنی چاہئیں۔

(محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری)

ضرورت ملازمین

ڈائرکٹر محکمۂ زراعت صوبہ بہار کو دو ڈسٹرکٹ سپروائزروں کی ضرورت ہے جن کو گنے کی کاشت کے اخراجات اور زمین میں باری باری فصلیں بونے کی تحقیقات دو اضلاع میں کرنی ہوگی۔ کوئی امیدوار درخواست نہ بھیجے جس نے بی ایس سی زراعت جس کے ساتھ خاص مضمون زراعتی اکنامکس پاس نہ کیا ہو۔ یا ایم اے آنرز اکنامکس پاس نہ ہو۔ جن امیدواروں کو ان امور کا سابقہ تجربہ ہوگا ان کو ترجیح دی جائے گی۔ تنخواہ ایک سو روپیہ ماہوار ۲½ سال کے لئے ملیگی۔ کیونکہ تقرراتنی مدت کے لئے عارضی ہوگا۔ ایک ماہ کا نوٹس دینے پر علیحدہ کیا جانا ممکن ہے۔ مہینہ میں بیس یوم دورے پر رہنا ہوگا۔ جسکے لئے زیادہ سے زیادہ ساٹھ روپیہ ماہوار الاؤنس مل سکے گا۔ رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ ملاحظہ کے لئے اپنے خرچ پر جانا پڑے گا۔ درخواستیں ۵ر جولائی تک مسٹر ڈی آر سیٹھی ڈائرکٹر اگریکلچر پٹنہ (بہار و اڑیسہ) کے نام بھیجی جائیں۔

محکمہ سروے آف انڈیا میں ملازمت کے لئے شروع ستمبر ۳۳ء میں امتحان مقابلہ ہوگا۔ تنخواہ کا گریڈ ۱۵۰ سے ۸۰۰ روپیہ ماہوار تک ہے۔ جو عنقریب کم ہونے والا ہے۔ جسے امیدوار کو قبول کرنا ہوگا۔ امیدوار کسی یونیورسٹی کا بی اے یا بی ایس سی پاس ہو یا بعض خاص یورپین سکولوں یا یونیورسٹیوں کے امتحانات پاس کئے ہوئے ہو۔ عمر یکم اگست ۳۳ء کو ۲۴ سال سے کم ہو۔ ڈیل ڈول مضبوط ہو۔ اور سواری کرسکتا ہو۔ اور کھلاڑی ہو۔

فارم درخواستہائے و دیگر تفصیلات کے لئے تین روپے بذریعہ منی آرڈر بنام اسسٹنٹ سرویئر جنرل ۱۳ وڈ سٹریٹ کلکتہ بھیجکر منگوائی جائیں۔ درخواستیں ۱۱ر جولائی ۳۳ء تک لیجائیں گی۔

عالم اسلام

—— حکومت عراق رشوت خوری کے انسداد کے لئے خاص طور پر کوشش کر رہی ہے۔ آئندہ افسران کو ہر ماہ اعداد و شمار پیش کرنے پڑیں گے کہ انہوں نے کیا خرچ کیا اگر ان کے اخراجات آمدنی سے زائد ہوئے تو ان سے پرسش کی جائیگی کہ زائد روپیہ ان کے پاس کہاں سے آیا؟

—— برازیل میں ٹرکی۔ شام۔ مصر اور جنوبی امریکہ کے ہزاروں مسلمان آباد ہوگئے ہیں۔ ان کی طرف سے تبلیغ اسلام کا سلسلہ بھی شروع ہے۔ حال ہی میں وہاں انجمن اسلامیہ قائم کی گئی ہے جس کی جانب سے تبلیغی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے شفاخانے قائم کئے جارہے ہیں اور قرآن شریف کے چند پاروں کا فرنچ اور ہسپانوی زبان میں ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔ انجمن مذکورہ نے متعدد سکول بھی قائم کئے ہیں جو عربی رسم الخط کی خدمت بھی انجام دے رہے ہیں۔

—— شمالی چین کے مسلمانوں میں آجکل بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ وہاں کے تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنی ایک لیگ قائم کی گئی ہے جو اسلامی تعلیم کی ترویج اور اشاعت اسلام کے لئے کوشاں ہو۔

—— مصر کے نوجوان مسلم طلباء نے وزیر تعلیم سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ نصاب تعلیم میں قرآن کریم کی تعلیم کو تخصیص کے ساتھ رکھا جائے۔

—— فلسطین میں عربی ممالک اور تمام عالم اسلام کی مصنوعات کی ایک شاندار نمائش کی تیاریاں ہو رہی ہیں اس کا اہتمام عربی نمائش کمپنی لمیٹڈ قدس فلسطین کر رہی ہے۔ اس کمپنی نے اعلان کیا ہے کہ جو حضرات اسلامی صنعت و حرفت سے دلچسپی رکھتے ہیں انہیں اپنی مصنوعات کمپنی کو بھیج دینا چاہئے کمپنی کی طرف سے مصنوعات اور تجارتی اشیا کا پروپیگنڈا کرانے کے لئے بھی وسیع پیمانہ پر انتظام کیا گیا ہے۔

—— حکومت ایران نے شمال جنوبی ریلوے لائن کا ٹھیکہ ڈنمارک کمپنی کو دیدیا ہے۔

—— عراقی وزارت نے جدید بجٹ عراقی پارلیمنٹ میں پیش کردیا ہے۔ آئندہ سال کے اخراجات کے لئے بجٹ میں ۳۷۴۶۵۷۰ دینار (دینار مساوی انگریزی پونڈ) رکھا گیا ہے۔

—— گزشتہ ایام میں متعدد اعلیٰ تعلیم یافتہ ہندو اور انگریز دائرہ اسلام کے اندر داخل ہوئے جس پر عربی ممالک میں بے حد مسرت کا اظہار کیا جارہا ہے۔ اکثر عربی جرائد نے ان خبروں کو نہایت نمایاں طور پر شائع کیا ہے۔

—— گزشتہ دنوں بحرین میں تیل کے سات چشمے دریافت ہوئے تھے جن کا ٹھیکہ برٹش امریکن آئل کمپنی کو دیدیا گیا ہے۔

—— عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ فرانس عنقریب شام کو آزادی دے دیگا۔ کیونکہ فرانسیسی مدبر اب سمجھنے لگے ہیں۔ کہ عربوں کی تحریک آزادی کی موجودگی میں شام پر قبضہ رکھنا بہت مشکل ہے۔

—— مصر کے محکمہ تعلیم نے طے کیا ہے کہ یورپ کے مختلف کتب خانوں میں قدیم عربی کتابوں کی تحقیقات کرکے ان کو مصر میں لانے کی کوشش کی جائے اور اسی مقصد کے لئے ٹیونس۔ مراکو اور افریقہ کے دیگر ممالک میں مصری علماء کو روانہ کیا گیا ہے اور ان کی امداد کے لئے وہاں کے سفیروں کو خاص طور پر ہدایت کی گئی ہے۔

خبریں

ہندوستان

—— پونا ۱۶ جون - آج صبح گاندھی جی کے صاحبزادے مسٹر دیوبداس گاندھی کی شادی مسٹر راج گوپال اچاریہ کی صاحبزادی مس لکشمی سے ہوگئی - گاندھی جی اور اُن کے چند مخصوص دوست تقریب میں شریک تھے -

—— دولہا دیش خاندان سے ہے اور دلہن برہمن ہے - اس لئے یہ شادی ذات پات کے اصول کے خلاف ہے - قدامت پسند ہندو اس کی سخت مخالفت کر رہے ہیں پونا میں بھی اس کے خلاف ایک عظیم الشان جلسہ ہوا -

—— شملہ ۱۵ جون - آج اسلامیہ سکول شملہ میں مفتی اعظم فلسطین کو سپاسنامہ خیر مقدم دیا گیا -

—— بریلی کے قریب موضع لوہار نگر میں ہندو مسلم فساد ہوگیا -

—— کلکتہ ۱۶ جون - آج یہاں مسٹر داس آنجہانی کی برسی منائی گئی اور آپ کی یادگار میں کلکتہ کارپوریشن کے دفتر ٹاؤن ہال اور نیو مارکیٹ پر کانگریسی جھنڈے لہرائے گئے -

—— سر منزا رکن انتظامیہ کونسل بنگال کی مدت ملازمت میں توسیع ہوگئی ہے -

—— بمبئی ۱۷ جون - کل یہاں مہاراجہ بیکانیر پر عمل جراحی کیا گیا جو کامیاب رہا -

—— پونہ ۱۶ جون - گاندھی جی کی صحت تسلی بخش طور پر ترقی نہیں کر رہی ہے - ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ آپ کو مزید چند ہفتے مکمل آرام کی ضرورت ہے - اس لئے خیال ہے کہ سول نافرمانی کو لازمی طور پر مزید عرصہ کے لئے معطل کیا جائیگا -

—— اُردو کے قدیم انشاپرداز اور اخبار نویس خان بہادر میر ناصر علی دہلوی پنشنر ڈپٹی کلکٹر کا انتقال ہوگیا - انا للہ ...

—— بلدیہ لاہور نے نواب سر ذوالفقار علی خاں اور منشی محبوب عالم صاحبان کے انتقال پر اظہار افسوس کرتے ہوئے تعزیت کی قرار دادیں منظور کیں -

—— بلدیہ لاہور نے ۱۵ جون کے اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ ساٹھ ہزار روپیہ جو بلدیہ کو حکومت سے بطور جاگیر ملتا ہے شہر کی نئی آبادیوں میں بدروؤں - نالیوں اور ناکوں کی تعمیر پر صرف کیا جائے -

—— جموں ۱۵ جون - شیر کشمیر اودھم پور جیل میں محبوس ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی بھوک ہڑتال کو آج آٹھواں دن ہے اور اُن کی حالت سخت نازک ہے -

—— آج کل ملتان میں شدید گرمی پڑ رہی ہے -

—— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ سر کاؤس جی جہانگیر کو عالمگیر اقتصادی کانفرنس کے وفد میں شریک کر لیا گیا ہے -

—— شملہ ۱۶ جون - قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت ہند کے محکمہ فوج نے ہندوستانی بحری بیڑے کے قیام کے متعلق اسمبلی میں مسودہ قانون پیش کرنے کا از سر نو ارادہ کیا ہے -

—— شملہ کے سیاسی حلقوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ اگر گاندھی جی نے وائسرائے سے ملاقات کی درخواست کی تو لنڈن کے حکام کوئی رکاوٹ نہیں ڈالیں گے لیکن درخواست کا غیر مشروط ہونا ضروری ہے -

—— شیر کشمیر کی رہائی کا مطالبہ جگہ جگہ سے ہو رہا ہے -

—— کشمیر کے حالات بدستور غیر تسلی بخش ہیں -

—— پونا ۱۵ جون - مسز نائیڈو کئی روز سے بیمار تھیں آج اُن کی حالت بہتر ہے -

—— نئی دہلی ۱۶ جون - آج یہاں مسلمان اور سکھ موٹر ڈرائیوروں میں فساد ہوگیا - چاقو وغیرہ استعمال کئے گئے چھ آدمی مجروح ہوئے -

—— پونا ۱۵ جون - مسٹر اینے صدر کانگریس آج گاندھی جی سے ملاقات کی غرض سے یہاں پہنچے -

—— شملہ ۱۶ جون - حکومت ہند نے قانون محصول بحریات کے ماتحت حکم دیا ہے کہ مسٹر سبھاش چندر بوس کی اس تقریر برطانوی ہند میں نہیں لایا جا سکتا جو یکم جون کو لندن کی سیاسی کانفرنس میں کی گئی -

—— شملہ ۸ جون - سکرٹری انڈین سٹوڈنٹ سروس نے اعلان کیا ہے کہ پنجاب اور دہلی یونیورسٹی کے ۲۴ طلبا اور پروفیسر ۱۷ جون کو بمبئی سے روانہ ہوگئے - یہ جماعت یورپ کی متعدد یونیورسٹیوں اور قابل دید تاریخی مقامات کی سیر کریگی -

—— پنجاب یونیورسٹی کے امتحان بی - اے اور بی ایس سی کا نتیجہ شائع ہوگیا - مسلم کالجوں کے نتائج حسب ذیل ہیں :-

(بی - اے) اسلامیہ کالج لاہور ۱۸۳ میں سے ۷۹

اسلامیہ کالج پشاور ۵۵ " " ۱۹

صادق ایجرٹن کالج بہاولپور ۵۴ میں سے ۱۶

(بی ایس سی) اسلامیہ کالج لاہور ۱۱ میں سے ۸

اسلامیہ کالج پشاور ۸ میں سے ۵

—— پنجاب یونیورسٹی کی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ شائع ہوگئی ہے -

—— افواہ ہے کہ مسٹر کالون وزیر اعظم کشمیر رخصت پر جا رہے ہیں ان کی جگہ ریاست کا مشہور متعصب وزیر مسٹر مہتہ وزیر اعظم بنایا جائیگا - کشمیر کے اسلامی حلقوں میں اس افواہ پر شدید بے چینی کا اظہار کیا جا رہا ہے -

—— امرتسر ۱۶ جون شیخ صادق حسن صاحب نے وزیر اعظم جے پور کو تار کے ذریعہ مولانا محمد بہلول کے ساتھ ظالمانہ بدسلوکی پر توجہ دلائی ہے اور اُس کے متعلق غیر جانبدارانہ تحقیقات کا مطالبہ کیا ہے -

—— جاپان نے ہندوستانی روئی کے مقاطعہ کا فیصلہ کیا ہے اس خبر کے اثر کی وجہ سے ہندوستانی روئی کا نرخ گر گیا ہے -

—— کراچی ۱۵ جون - صوبہ سندھ بلوچستان کی مسلم پوسٹ ٹیلگراف یونین کی کانفرنس بصدارت حاجی عبداللہ ہارون منعقد ہوئی - صاحب صدر کا خطبہ صدارت نہایت فاضلانہ اور پر از معلومات تھا -

—— حکومت ہند عنقریب ہندوستان اور انگلستان کے درمیان ہوائی ڈاک کے محصول ڈاک میں تخفیف کرنے والی ہے -

—— کلکتہ کی ایک خبر مظہر ہے کہ گذشتہ ہفتہ پانچ مسلح بنگالیوں نے ڈھاکہ جانے والی ڈاک لوٹ لی -

ممالک خارجہ

—— جرمنی میں بے روزگاروں کی تعداد کم ہو رہی ہے -

—— سینوا پریٹو سابق وزیر پبلک ورکس نے ہسپانیہ کے وزیر اعظم کا عہدہ قبول کر لیا ہے -

—— حکومت افغانستان نے حکم دیا ہے کہ قندھار میں مستقل افغانستان کے بانی اوّل میرویس کی قبر پر ایک عالیشان عمارت تعمیر کر دی جائے -

—— کل دار العوام میں نائب وزیر خارجہ نے بیان کیا کہ اُمید ہے کہ عنقریب دول اربعہ کے معاہدہ پر دستخط ہو جائینگے -

—— اندازہ کیا گیا ہے کہ دنیا بھر میں ۶۶۶۵۸۰۰ میل طویل سڑکیں ایسی ہیں جن پر موٹریں چل سکتی ہیں ان میں کم و بیش سوا بارہ لاکھ میل طویل سڑکیں یورپ میں ہیں -

—— لنڈن ۱۴ جون - آج پروگرام کے مطابق عالمگیر اقتصادی کانفرنس کا اجلاس منعقد ہو سب سے پہلے مسٹر نیول چیمبرلین نمائندہ برطانیہ نے تقریر کی - اس کے بعد مسٹر کارڈل نمائندہ امریکہ اور نمائندہ روس نے تقریریں کیں - روس کے نمائندہ کی تقریر خاص شوق اور توجہ سے سنی گئی -

—— نمائندہ روس نے کہا کہ روس ان تمام اقتصادی خرابیوں سے معرا ہے جن میں باقی دنیا مبتلا ہو رہی ہے تاہم دنیا کی نازک صورت حالات کا کچھ کچھ اثر روس کی غیر ملکی تجارت پر ہو رہا ہے اس لئے کہا روس کو اقتصادی مصالحت کی تجویز پر کوئی اعتراض نہیں لیکن اس کی طرف سے اقتصادی جنگ کے تمام ذرائع کی ممانعت کا مطالبہ کیا جائیگا -

—— لنڈن ۱۵ جون - کل دار العوام میں بیان کیا گیا کہ صدر روزولٹ نے قرضہ جنگ کی ادائیگی میں دس ملین ڈالر کی برطانی پیشکش قبول کر لی ہے - یہ رقم چاندی میں ادا کی جائیگی جو حکومت ہند سے حاصل کی گئی ہے - یہ بھی کہا گیا ہے کہ صدر موصوف اس ادائیگی کو ابتدائی رقم کی ایک قسط خیال کرینگے - کیونکہ واجب الادا رقم ۱۹ ملین پونڈ ہے صدر موصوف نے جون کی ادائیگی کے التوا کے متعلق برطانیہ کی درخواست کو منظور نہیں کیا -

—— اس سلسلہ میں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس چاندی کی قیمت جو حکومت ہند کی طرف سے حکومت برطانیہ کو منتقل کی گئی ہے سولہ لاکھ پونڈ ہے عالمگیر اقتصادی کانفرنس کے امریکن وفد نے قرضہ جنگ کی قسط کی ادائیگی کے فیصلہ پر اظہار اطمینان کیا -

—— کیپ ٹاؤن - وزیر داخلہ مسٹر ہوف میر نے آج جنوبی افریقہ کی اسمبلی میں اعلان کیا کہ چار ارکان کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے جو جنوبی افریقہ اور ہندوستان کے ہندوستانیوں کو دیگر ممالک میں آباد کرانے کی سکیم پر غور کریگی -

—— لنڈن ۱۵ جون - برطانی مصنوعات کی فیڈریشن کی مالی کمیٹی نے قرار دیا ہے کہ حکومت پر زور دیا جائے کہ سونے کی بجائے چاندی کی قیمت زیادہ کرنے کی تجاویز کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کی جائے -

—— لنڈن ۱۴ جون - دار العوام میں نائب وزیر ہند نے مسٹر ٹامس کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ کونسل آف انڈیا کے ارکان سلیکٹ کمیٹی میں شرکت نہیں کر رہے -

—— دی آنا ۱۴ جون آسٹریا میں نازیوں کے خلاف شدید کارروائی شروع ہوگئی ہے - چند روز ہوئے کونسلر کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی تھی اس سلسلہ میں بائیس ۲۲ نازی گرفتار ہوئے ہیں -

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

تار کا پتہ - مسلمان لاہور

قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

مامسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۲۷ صفر ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۳ جون ۱۹۳۳ء | نمبر ۳۵

آسمانی سلسلہ میں شمولیت کی ضرورت

(از حضرت مسیح موعود)

تمہیں خوب خبر ہے کہ بلا شبہ وہ وقت تم پر آنے والا ہے کہ جو ایکدم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کردے گا۔ مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی میں ہی برباد کر رہے ہو اور دنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹھ اور دغا سے لیکر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں۔ اور ان تمام شرمناک جرائم کے ساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں۔ بلکہ اس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آئے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اس کی روشنی سے شناخت کروگے۔ میں نے ایک دفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اب تمہارے اختیار میں ہے کہ اس کو قبول کرو یا نہ کرو۔ اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوح حافظہ سے بھلا دو۔ ــہ

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو!
یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد

تمنائے زندگی

(از مولانا ناقوتی مدظلہ)

میدان کارزار ہے دنیائے زندگی
کرتے ہیں سرفروش ہی سودائے زندگی
کیا سن رہا ہے دور سے غوغائے زندگی
میداں میں آکے دیکھ تماشائے زندگی
مردوں سے شرط باندھ کے سوتی ہے اپنی قوم
وہ زندہ قوم تھی جو مسیحائے زندگی
ہاں زندگی وہی ہے جو غیرت کے ساتھ ہو
غیرت ہی مرگئی ہو تو لے وائے زندگی
مذہب کے اتباع سے کترا رہا ہے تو
او بے نصیب پھر بھی تمنائے زندگی
جو کشتیٔ خدا میں نہیں اس کے واسطے
ناقابل عبور ہے دریائے زندگی

قومی شکستگی کے بہانے فضول ہیں
کیوں بن رہے ہو خاتمۂ پائے زندگی

تقویٰ
سب سے عمدہ اور خوبصورت لباس ہے

(از جناب مرزا مسعود بیگ صاحب)

یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سوآتکم و ریشًا و لباس التقویٰ ذالک خیر۔ ذالک من آیت اللہ لعلھم یذکرون۔ (الاعراف آیت ۲۶)

"اے بنی آدم بے شک ہم نے تم پر لباس نازل کیا جو تمہارے عیبوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کا موجب ہے۔ اور تقوے کا لباس، یہی بہتر ہے۔ یہ اللہ کی باتوں میں سے ہیں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔"

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو تمام جہانوں کی ربوبیت اور پرورش کرنے والا ہے اپنے فضل اور رحمانیت سے انسان کی تمام ضروریات خود بخود مہیا کر دیں۔ اور اس کی زندگی اور قیام کے تمام سامان پیدا کر دیئے جسمانی زندگی کے لئے ہوا پانی اناج اور لباس پیدا کیا۔ تو روحانی زندگی کے لئے وحی۔ الہام۔ شریعت اور امور دینیہ کی غذا بخشی۔ تاکہ انسان جو بہترین مخلوق ہے۔ دوسرے حیوانوں کی طرح صرف دنیاوی چیزوں سے ہی فائدہ نہ اٹھائے بلکہ روحانی اور اخروی نعمتوں سے بھی متمتع ہو۔ بارش۔ اناج۔ اور ثمرات کا ذکر سورہ بقرہ اور دوسری سورتوں میں بیان فرمایا۔ اور سورہ اعراف کی اس آیت میں جو مضمون کے شروع میں درج ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اس کے لباس کے متعلق کچھ یاد دلایا ہے۔

تقوے کا لباس

فرمایا کہ اے بنی آدم ہم نے تم پر لباس اتارا جو تمہاری پردہ پوشی کرتا ہے۔ اور صرف پردہ پوشی ہی نہیں کرتا بلکہ زینت کا کام بھی دیتا ہے۔ اور جس خدا نے تمہارے جسموں کی حفاظت اور زینت کے لئے یہ ظاہری لباس پیدا کیا ہے اسی نے روحانی کمزوری اور اخلاقی عیوب کی پردہ پوشی کے لئے بھی ایک لباس پیدا کیا ہے جو معصیت کو چھپانے کے علاوہ روحانی زینت کا باعث بھی ہے۔ اور وہ کونسا لباس ہے؟ لباس التقویٰ! وہ تقوے کا لباس ہے۔ جس طرح جسم ڈھانپنے کے لئے کھدر یا ململ کی ضرورت ہے اور زینت کے لئے ریشم اور پشمینہ درکار ہیں۔ اسی طرح اخلاقی کمزوریوں اور گناہوں کو ڈھانپنے کے لئے عبادت اور استغفار کی ضرورت ہے۔ اور روح کی زینت کے لئے اخلاق حسنہ اور اعمال صالح ہیں۔ پس کیا ہی رحمٰن اور رحیم اور فضل والا وہ خدا ہے جس نے آدم کے بیٹوں کے لئے یہ سب انعام پیدا کئے۔

مسلمانوں کا امتیازی نشان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لباس تو ہم نے دونوں قسم کے ہی پیدا کر دیئے ہیں۔ لیکن بہتر لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ ذالک خیر اور مسلمانوں کا امتیازی نشان بھی لباس تقویٰ ہے۔ یہی وہ لباس ہے جو سرورِ کونین نے خود پہنا اور اپنے جاں نثاروں کو پہنایا۔ حضور پر نور اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ظاہری لباس تو نہایت ہی سادہ اور پیوند والے ہوا کرتے تھے لیکن آپ کا اخلاقی اور روحانی لباس ایسا چمکدار اور خوبصورت تھا کہ دنیا کی کوئی مخمل۔ کمخواب۔ اور ریشم اس کا مقابلہ نہ کر سکے۔ عرب کا بادشاہ اور دین و دنیا کے سرتاج ہونے کے باوجود حضرتؐ کی زندگی نہایت سادگی سے گزری اور شاہانہ تکلف کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی گوارا نہ ہوا۔ عمر فاروقؓ عرب و عجم کے شاہنشاہ ہو گئے اور بیت المقدس کا قبضہ لینے کے لئے بنفس نفیس تشریف لے جا رہے ہیں لیکن بدن پر وہی پرانی گودڑی ہے جس پر چمڑے کے پیوند لگے ہوئے تھے

لباس تقویٰ ذریعۂ کامرانی ہے

اس انتہائی سادگی اور دنیاوی لباس سے بے اعتنائی کے باوجود ایک دنیا تھی جو ان کے سامنے جھکی جاتی تھی۔ گودڑی پوش مسلمان جب پیغام اسلام لیکر شام اور ایران کے خوبصورت اور فاخرہ شہروں میں پہنچے تو وہاں کے پرتکلف اور دنیا کی زینت پہ مرنے والے لوگوں نے مسلمانوں کا تمسخر اڑایا لیکن نہایت ہی قلیل وقت قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کو معلوم ہو گیا کہ عزم و استقلال۔ ایمانی جرأت اور بلند اخلاقی۔ عمدہ اعمال اور نیک بختی۔ یہ اطلس اور کمخواب سے پیدا نہیں ہوتیں بلکہ تقویٰ سے پیدا ہوتی ہیں اور فتح و نصرت فقط زیب اور تیغ سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ ایمان اور یقین سے حاصل ہوتی ہے۔

تاریخ کی شہادت

تاریخ بتاتی ہے کہ نہایت ہی قلیل عرصہ میں مسلمان مشرق و مغرب کے تمام ملکوں میں پھیل گئے اور لاکھوں انسانوں نے محمد عربی صلعم (فداہ روحی) کی غلامی اختیار کی۔ عیسائی۔ یہودی۔ مجوسی اور بت پرست جوق در جوق مسلمان ہوئے اور ہر طرف اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوئیں۔ تاریخ نویس حیران ہے کہ کس چیز نے یہ جادو سا اثر کیا! بعض کہتے ہیں تلوار سے یہ کام ہوا تھا۔ لیکن نہیں۔ تلوار سے کبھی کوئی مذہب پھیل نہیں سکتا۔ اور پھیل کر زندہ نہیں رہ سکتا تلوار ملک اور زمین کو فتح کر سکتی ہے۔ لیکن دلوں کو فتح نہیں کر سکتی حالانکہ مسلمانوں نے نہ صرف کفار کے ملک اور مال ہی فتح کئے بلکہ ان کے عقائد بھی فتح کر لئے۔ اور ان کے دلوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور رعایا کے ایمان و عقائد کو جس تلوار نے فتح کیا۔ وہ لوہے اور فولاد کی تلوار نہیں بلکہ مسلمانوں کے تقوے کی تلوار تھی۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام کی غرض اور ہمارا فرض

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قیام کی غرض اسی کام کی تکمیل ہے۔ جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل شروع ہوا تھا۔ اور ہمارے سامنے وہی نصب العین ہے جو اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے سامنے تھا۔ یعنے اشاعت اسلام۔ پس اگر ہم ویسی ہی کامیابی حاصل کرنا چاہتے ہیں جو قرون اولیٰ کے بزرگوں نے حاصل کی تو ہمارا فرض ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلیں اور وہی ہتھیار استعمال کریں جو انہوں نے استعمال کیا تھا۔ انہوں نے بھی متقی بنکر دنیا کو اپنا گرویدہ کیا تھا۔ اور ہم بھی صرف تقویٰ اور اخلاق حسنہ سے دنیا کو اپنا ہمخیال بنا سکتے ہیں۔ ان بزرگوں کے ہاتھ میں تو خیر تلوار بھی تھی۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ جسمانی اور مادی طاقت نے بھی ضرور کچھ اثر کیا ہو گا

حضرت مرزا صاحب کا صحیح نسخہ

لیکن ہمارے ہاتھ میں تو کچھ بھی نہیں۔ ہماری بے سروسامانی تو اور بھی متقاضی ہے اس امر کی کہ ہمارے اعمال و افعال ایسے خوبصورت ہوں کہ وعظ سنے بغیر ہی لوگ ہمارے معتقد ہو جائیں یہی وہ راز تھا جو امام زمان علیہ السلام نے سب سے پہلے سمجھ لیا زمانہ کی نبض فقط خدا کا مامور ہی پہچان سکتا ہے۔ نادان معترض تو اعتراض کرتا ہے کہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کی جنگی سپرٹ سلب کرنے کی کوشش کی اور جہاد سے منع کیا۔ حالانکہ اصلیت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے صحیح نسخہ کو استعمال کیا اور رسول اللہ کے نمونہ پر قدم مارا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تیرہ سال مکہ میں اپنی قوم کو ہتھیاروں سے ٹریننگ نہ دی تھی۔ بلکہ رکوع و سجود کی پریڈ کرائی اور تقوے کا سبق دیا تھا۔ آج بھی مسلمانوں کے لئے پہلا ضروری ہتھیار تقویٰ ہے کیونکہ دینی اور دنیاوی ترقی کا سب سے پہلا زینہ ہے۔

سلسلہ کا نام بھی اہمیت رکھتا ہے

ہمارے سلسلہ کا نام بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ بانی سلسلہ علیہ السلام نے احمدی نام تجویز کرنیکی یہی وجہ بتائی تھی کہ ہم دنیا کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی جمالی صفات کی وجہ سے مسخر کریں اور آپؐ کے خوبصورت اعمال کا چرچا کر کے دنیا کو اسلام کا قائل کرائیں۔ مسیح موعود نے فقط یہ تجویز ہی پیش نہیں کی تھی بلکہ عملاً دنیا کو دکھا دیا کہ متقین کی جماعت کس رنگ کی ہوتی ہے۔ دشمنان سلسلہ بھی احمدیوں کی دیانتداری، اخلاق حسنہ۔ اور شرافت کے قائل تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس شدید مخالفت اور بے سروسامانی اور انتہائی کمزوری کے باوجود یہ سلسلہ ترقی کرتا گیا۔ اور جب تک ہم متقی بنے رہیں گے یہ سلسلہ انشاء اللہ ترقی کرتا رہے گا۔ تاوقتیکہ دنیا پر نقطۂ اسلام ہی اسلام ہو۔ لیکن اگر ہم تقوے کی راہ کو چھوڑ دیں تو ہمارا آخرین منھم کا مصداق بننا ایک بڑ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

تقویٰ کا لباس زیب تن کرو

پس جو کوئی شخص دین و دنیا میں عزت اور کامرانی کا خواہاں ہے اس کو چاہیئے کہ تقویٰ کا لباس زیب تن کرے کہ یہی سب سے زیادہ عمدہ اور خوبصورت لباس ہے۔ جہاں تک دنیا کا سوال ہے الناس باللباس کی مثل بھی درست ہے کہ انسان کی عزت لباس میں ہے۔ لیکن خدا کے حضور جس لباس سے عزت ملتی ہے وہ یہ لباس نہیں بلکہ ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم وہ لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ پس ہمیں عارضی اور فانی چیز کی تلاش نہیں بلکہ ابدی اور دائمی چیز کی تلاش کرنی چاہیئے۔ لوگ بیشک اچھا لباس پہنیں اور عورتیں بے شک زیور استعمال کریں کوئی اس سے منع نہیں کرتا۔ لیکن اس بات کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ سب سے عمدہ لباس تقویٰ کا لباس ہے اور سب سے اعلیٰ زیور اخلاق کا زیور ہے۔ دنیا کی چیزیں دنیا میں رہ جائیں گی۔ لیکن ہمیشہ کی زندگی آگے آنے والی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس دنیا میں تو ہم عمدہ اور پرتکلف لباس پہنیں لیکن آخرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۝

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم جمعہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۵۲ھ | نمبر ۳۵

فسادات کشمیر کے اسباب

حکومت کشمیر و میر واعظ محمد یوسف کی افتراق انگیزیاں

(۲)

دونوں پارٹیوں میں معاہدہ

شیخ محمد عبداللہ صاحب نے پنجاب سے واپس آکر حالات کا مطالعہ کیا اور مسلمانوں میں اتحاد قایم کرنے کے لئے ایک کمیٹی طلب کی جس میں شیخ صاحب موصوف اور محمد یوسف کے درمیان اس مضمون کا سمجھوتہ ہوگیا کہ دونوں فریق پابند ہوں گے وہ کسی جگہ کوئی ایسی تقریر نہ کریں جو دوسرے فرقہ کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگائے۔ اگر کسی پارٹی کا آدمی دوسری پارٹی کے کسی ممبر کی ذاتیات پر حملہ کرے گا تو اس کی کھلے طور پر مذمت کیجائیگی اگر کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش آئے جس سے فریقین میں بدمزگی پیدا ہونے کا احتمال ہو تو باہمی مشورہ سے سمجھوتہ کی کوشش کیجائیگی اور اس سمجھوتہ کا اعلان دونوں پارٹیوں میں کر دیا جائے گا۔

محمد یوسف کی عہد شکنی

تھوڑے عرصہ تک تو محمد یوسف اس معاہدہ پر قایم رہا اس کے بعد اس کی اور اس کی پارٹی کی طرف سے پے در پے ایسے افعال سرزد ہوئے جو صریح طور پر اس معاہدہ کے خلاف تھے۔ محمد یوسف نے شیخ محمد عبداللہ صاحب کو قادیانی مشہور کرکے اپنے وعظوں میں ان کی شرمناک طریقے پر مذمت شروع کردی عیداضحیٰ کے موقعہ پر محمد یوسف اور احمداللہ ہمدانی میں سرکاری طور پر معاہدہ ہوا تھا کہ اول الذکر جمعہ مسجد میں نماز پڑھائے گا۔ اور موخرالذکر عیدگاہ میں۔ لیکن محمد یوسف نے اس معاہدہ کی بھی خلاف ورزی کی۔ اور عیدگاہ پر قبضہ کرلیا۔ مجبور ہوکر احمداللہ ہمدانی نے حکام شہر کو اس معاہدہ شکنی کی اطلاع دیتے ہوئے جمعہ مسجد میں اپنے وعظ کا اعلان کر دیا۔ وہاں پر محمد یوسف کا چچازاد بھائی حبیب اللہ اپنی پارٹی کے غنڈوں کے ہمراہ چھپا بیٹھا تھا۔ جو لاٹھیوں اور دوسرے اسلحہ سے مسلح تھے وعظ شروع ہوتے ہی انہوں نے حملہ کردیا۔ اس ہنگامہ کی مفصل کیفیت اخبارات میں شائع ہوچکی ہے۔ اس کے بعد حکام نے دونوں میرواعظوں سے ایک ایک ہزار روپے کی ضمانتیں طلب کیں۔ اور نہ دینے کی صورت میں ایک ایک سال قید کا حکم دیا۔ احمداللہ نے ضمانت داخل کردی۔ محمد یوسف نے انکار کر دیا اور قید کر دیا گیا۔

ٹھاکر کرتار سنگھ اور مسٹر مہتہ کی چالاکی

لیکن محمد یوسف کی گرفتاری ٹھاکر کرتار سنگھ اور مسٹر مہتہ کی طے شدہ پالیسی کے مطابق تین روز کی دیر سے عمل میں آئی تاکہ وہ جیل جانے سے قبل شیخ محمد عبداللہ صاحب کے خلاف کافی منافرت پھیلا سکے۔ اس کی گرفتاری کے بعد بھی اس کے پیروؤں کو جلوس اور مظاہرہ کی کھلی اجازت دی گئی۔ حکومت نے انہیں منتشر کرنے کی مطلق کوشش نہ کی۔ اس کے بعد مسٹر مہتہ نے محمد یوسف کی رہائی کی کوشش کی اور محمد یوسف رہا ہوگیا۔ اس کی رہائی کے متعلق حکومت کشمیر کا اعلان اور اس پر محمد یوسف کا گورنر کشمیر کو نوٹس دینا یہ تمام واقعات اشاعت پا چکے ہیں۔ رہائی کے بعد محمد یوسف نے نہایت اشتعال انگیز تقریریں کیں جن کا حکام نے کوئی نوٹس نہ لیا۔ یہ بتلانا ہم بھول گئے کہ محمد یوسف کی گرفتاری کے بعد احمداللہ وغیرہ نے جموں وغیرہ مقامات پر عوام کو با امن رہنے کی نصیحت کی اور اس کا رو یہ بھی نہایت پرامن رہا۔

کشمیری پنڈت اور محمد یوسف

حکومت کشمیر کی پرمعنی خاموشی سے محمد یوسف کے حوصلے بہت بڑھ گئے کشمیری پنڈت شیخ محمد عبداللہ صاحب کے پہلے ہی دشمن تھے۔ انہوں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا۔ اور وہ محمد یوسف سے مل گئے۔ جمعہ مسجد کو شیخ محمد عبداللہ صاحب کی مخالفت کا مرکز بنا یا گیا۔ محمد یوسف کے پیروؤں کی موجودگی میں کشمیری پنڈتوں نے مسجد کے اندر تماکونوشی اور دوسرے قابل اعتراض افعال کئے جس سے مسلمان سخت مشتعل ہوئے۔

شیخ محمد عبداللہ کا الٹی میٹم

اسی اثنا میں حالات سے مجبور ہوکر شیخ محمد عبداللہ نے حکومت کو الٹی میٹم دیا کہ وہ محمد یوسف کی اشتعال انگیزیوں کو روکے اور امن وانتظام قایم کرے ورنہ خود اصلاح حالات وقیام امن کی کوشش کرینگے۔ آپ نے کشمیری پنڈتوں کو بھی انتباہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے معاملات میں دخل نہ دیں۔ اس الٹی میٹم کے بعد بھی حکومت۔ محمد یوسف کی پارٹی۔ اور کشمیری پنڈتوں کے رویہ میں مطلق تبدیلی نہ ہوئی۔

افسوسناک ہنگامہ

شیخ محمد عبداللہ نے حالات کو درست کرنے کی خاطر کشمیری پنڈتوں کے معاملہ کو اتحادی بورڈ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور اپنے اور محمد یوسف کے درمیان معاملات کو طے کرنے کے لئے ایک صلح کمیٹی قایم کی۔ صلح کمیٹی نے فریقین سے درخواست کی کہ کمیٹی کے فیصلہ تک ایک دوسرے کے خلاف کوئی تقریر یا کارروائی نہ کریں۔ شیخ صاحب نے اس کی پوری تعمیل کی لیکن محمد یوسف نے اس درخواست کی کوئی پروا نہ کی اور بدستور اشتعال انگیزیوں میں مصروف رہا جس کے نتیجہ کے طور پر ہنگامہ بپا ہوا۔ اور اس میں شیخ صاحب کی پارٹی کا ایک آدمی شہید ہوگیا۔ جس کے جنازہ کا جلوس نکالا گیا اس وقت شیخ صاحب نے جو لیکچر دیا اس میں عوام کو پرامن رہنے کی تلقین کی۔

بعض شیعہ اصحاب کی پارٹی بازی

بعض شیعہ اصحاب نے جو حکومت اور ہندو حکام کے زیر اثر تھے۔ اسمبلی میں علیحدہ نشستوں کا مطالبہ کیا۔ قوم پرور شیعہ اس افتراق انگیزی کے سخت خلاف تھے۔ اور شیخ صاحب موصوف بھی کیا طور پر اس کو ایک زبردست فتنہ سمجھتے تھے۔ قوم پرور شیعوں کی درخواست پر شیخ صاحب موصوف نادی بل میں اس پارٹی بازی کے خلاف لیکچر دینے کے لئے گئے۔ راستہ میں محمد یوسف کے آدمیوں نے اس جلسہ میں شریک ہونے والے لوگوں پر حملے کئے اس کے باوجود جلسہ نہایت پرامن طریق پر ختم ہوا لیکن واپسی پر محمد یوسف کی پارٹی نے پھر لوٹ مار اور اکا دکا حملوں کا سلسلہ شروع کر دیا جس کا مقابلہ فریق ثانی نے مجبوراً مدافعانہ رنگ میں کیا بلوہ میں معاملات زیادہ بگڑ گئے۔ خنجر کے حملے اور لوٹ مار وسیع پیمانہ پر شروع ہوگئے۔ مخالفین نے خود شیخ محمد عبداللہ پر بھی چاقو و خنجر سے حملے کی کوشش کی۔ ان حالات میں شیخ صاحب موصوف نے لوگوں کو پرامن رہنے کی تلقین کی اور محمد یوسف نے اپنے پیروؤں کو ظلم و فساد کے لئے اکسایا۔ حکومت نے اس پر کوئی نوٹس نہ لیا۔ اور چپ سادھے بیٹھی رہی۔ بعد میں بیس آدمیوں کو گرفتار کرلیا گیا۔ اور ان گرفتاریوں کے اگلے روز جبکہ ہر جگہ امن وامان تھا شیخ محمد عبداللہ اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا گیا۔

قصور کس کا ہے؟

ہمیں جو واقعات قابل وثوق ذرایع سے معلوم ہوئے ہیں ان کو اختصار سے اور سادہ طریق پر پیش کر دیا گیا ہے۔ ان کی روشنی میں بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ فسادات کی تمام تر ذمہ داری میرواعظ محمد یوسف اور حکومت کشمیر پر ہے۔ شیخ محمد عبداللہ اور ان کی پارٹی نے ہمیشہ پرامن رہنے اور دوسروں کو پرامن رکھنے کی کوشش کی ہے۔ برخلاف اس کے محمد یوسف نے ہمیشہ معاہدہ شکنی اور فساد برپا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور حکومت نے ہر موقعہ پر اپنے طرز عمل سے میرواعظ کی ہمت افزائی کی۔ اور یہ سلسلہ ابتک جاری ہے۔ لیکن اس کے باوجود میرواعظ آزاد اور شیخ محمد عبداللہ جیل میں بند ناکردہ گناہی کی مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں شیخ محمد عبداللہ کو مسلمانان ریاست میں جو شہرت ہر دلعزیزی حاصل ہے اس سے

حکومت بےخبر نہیں ہے۔ ان کی بلاقصور گرفتاری پر مسلمانان کشمیر کے اندر بےچینی کی جو لہر دوڑ گئی ہے۔ اور جس طرح وہ بار بار ان کی رہائی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ وہ بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ کیا ان حالات میں حکومت کشمیر کے لئے یہ بہتر نہیں کہ وہ بےانصافی کو ترک کر کے انصاف سے کام لے۔ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو یہ اس کی سخت غلطی ہوگی۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کے خطوط

حضرت امیر ایدہ اللہ نے "پیغام صلح" میں احباب کے نام خطوط کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے جن میں اہم امور کی طرف توجہ دلاتے ہوئے، نہایت ہی مفید نصائح کی جاتی ہیں اب تک دو خطوط شائع ہو چکے ہیں۔ پہلا ۶ر جون اور دوسرا ۱۵ر جون کی اشاعت میں۔ ان خطوط میں حضرت ممدوح نے سلسلہ عالیہ کی موجودہ مخالفت پر روشنی ڈالتے ہوئے دو باتوں پر زور دیا ہے۔ پہلی یہ کہ ہمیں اپنی قوت کو مجتمع کرنا چاہئے۔ دوسرے مخالفین سلسلہ سے تمام بحثوں کو اصولی طور پر طے کیا جائے۔ موجودہ حالات و ضروریات کے لحاظ سے یہ نہایت ہی ضروری نصیحتیں ہیں جن پر ہر ایک فرد سلسلہ کو پوری توجہ سے عمل کرنا چاہئے۔ اگر ہم اپنی قوت کو مجتمع کر لیں تو موجودہ مخالفت کا نہ صرف آسانی سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے بلکہ اس مخالفت کا بہت بڑا حصہ بلا کسی مقابلہ کے دب جائیگا اسیطرح اگر مخالفین و معترضین کو کہا جائے کہ پہلے اصولی رنگ میں تمام امور کو طے کر لو اور اس بات کی سختی سے پابندی کی جائے تو اس طرح بہت سے بےمعنی اعتراضات خود بخود دور ہو جائیں گے۔ ہم ایک مرتبہ پھر ہر فرد سلسلہ کو تحریک کریں گے کہ وہ ان کو اور آئندہ شائع ہونے والے خطوط کو بغور پڑھے اور ان میں درج شدہ نصائح پر عمل پیرا ہو۔

آہ فخر الدین مرحوم

سر فخر الدین سابق وزیر تعلیم بہار کا انتقال اس ہفتہ کا سب سے زیادہ پرملال واقعہ ہے۔ آپ صوبہ بہار کے مشہور ترین اور قابل ترین افراد میں سے تھے۔ جب صوبہ بہار بنگال سے ملحق تھا تو آپ بنگال کونسل کے ایک ممتاز ممبر تھے۔ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۹ء تک سرکاری وکیل رہے۔ ۱۹۲۱ء میں صوبہ بہار کے وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ اور انتقال کے ایک ماہ قبل تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ آپ ہندوستان کے موجودہ آئینی دور میں سب سے زیادہ نیک نام اور کامیاب وزیر تھے۔ آپ کے زمانہ وزارت میں صوبہ بہار نے خاص تعلیمی ترقی کی۔ آپ زبردست عالم ہونے کے علاوہ نہایت علم دوست۔ با اخلاق۔ پابند مذہب۔ صلح پسند اور وضعدار بزرگ تھے۔ انتقال کے وقت تقریباً ۶۵ سال عمر تھی۔ ہمیں اس حادثہ عظیم میں جو ایک زبردست قومی نقصان ہے مرحوم کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ان کی مغفرت فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔

آریہ گزٹ کا "ارسطو"

آریہ سماجیوں کے ہاں شرافت و اخلاق کی طرح عقل و خرد کا معیار بھی دنیا سے بہت مختلف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اول درجہ کے جاہل بیوقوف اور کندۂ ناتراش آدمیوں کو آریہ سماجیوں نے "ارسطو" یا اسی قسم کے خطابات دے رکھے ہیں۔ جس سوسائٹی میں نیوگ جیسی غیرت کش اور حیا سوز بداخلاقی کو مستحسن فعل سمجھا جاتا ہو وہاں کسی جاہل مطلق کا نام "ارسطو" رکھ دیا جائے تو جائے تعجب نہیں۔

اسی قسم کے ایک آریہ سماجی ارسطو کا ایک مضمون آریہ گزٹ ۱۰ر جون میں بعنوان "لاہوری احمدیوں کے آخری لمحے" شائع ہوا ہے۔ جس میں مالیخولیا کے ایک مریض کی خرافات کو بطور دلیل پیش کر کے یہ ہرزہ سرائی کی گئی ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور عنقریب تباہ ہو جائے گی۔ مضمون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مضمون نگار

> إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ
>
> ## ضرورت ہے
>
> | | | |
> |---|---|---|
> | بیس ایسے آدمیوں کی | جو | پچاس روپیہ فیکس دیں |
> | ایک سو ایسے آدمیوں کی | جو | پچیس روپیہ " |
> | دو سو ایسے آدمیوں کی | جو | دس روپیہ " |
> | دو سو ایسے آدمیوں کی | جو | پانچ روپیہ " |
>
> هٰاَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (محمد)
>
> تم وہ لوگ ہو جو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو پس تم میں سے وہ جو بخل کرتا ہے تو وہ صرف اپنی جان سے بخل کرتا ہے اور اللہ بےنیاز ہے اور تم محتاج ہو۔
>
> حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا اپیل پر جن صاحبان کی طرف سے تاحال رقم نہیں آئی جو ان کے ذمہ لگائی گئی تھی وہ خصوصیت سے توجہ فرمائیں۔
>
> (عزیز بخش آنریری افسر تحصیل و تبلیغ)

کی دماغی کیفیت بھی مالیخولیا کے مریض سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ شروع ہی سے آریہ سماج پر جماعت احمدیہ کا رعب طاری ہے۔ اور یہ باطل پرست فرقہ صحیح طور پر احمدیت کے وجود کو اپنے لئے پیام مرگ سمجھتا ہے۔ اس لئے آریہ سماجی کبھی کبھی اپنے دل کو تسلی دینے کے لئے یہ سمجھنے اور دنیا کو سمجھانے کی کوشش کیا کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ عنقریب تباہ ہو جائے گی۔ ارسطو کا مضمون بھی اسی قسم کی ایک کوشش ہے۔ بہتر ہوتا کہ آریہ سماجی ارسطو یہ مضمون لکھنے کے بجائے تباہی کے اس غار کی طرف توجہ کرتا جس میں آریہ سماج عنقریب گر کر فنا ہونے والا ہے۔ آریہ سماج اپنے اکثر بنیادی اصولوں کو چھوڑ بیٹھا ہے۔ اس کے بڑے بڑے سماجی اور مہاتما وید کو الہامی کتاب ماننے سے انکار کر رہے ہیں۔ زمانہ کی زبردست طاقت نے اس کے مسلمہ عقائد کا بطلان ثابت کر دیا ہے۔ آریہ سماج کے معتمد لیڈروں کے بیان کے مطابق آریہ سماجی لامذہبی۔ مغربی تہذیب۔ اسلام اور عیسائیت کی تبلیغی کوششوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس قسم کے بیانات بارہا خود آریہ گزٹ میں شائع ہو چکے ہیں۔ کیا ان واقعات کی روشنی میں ارسطو صاحب کو آریہ سماج کی یقینی تباہی نظر نہیں آ رہی ہے؟

مضمون میں ہماری جماعت کے چند بزرگوں پر ذاتی حملے کرنے کی ناپاک جسارت بھی کی گئی ہے۔ ہم آریہ گزٹ کو بتلانا چاہتے ہیں کہ اس قسم کی لغو حرکتیں آئین شرافت کے خلاف ہیں بہتر ہوگا کہ آئندہ وہ ان سے احتراز کرے۔ یہ مشورہ ہم اسی کے فائدہ کے لئے دے رہے ہیں۔ ورنہ اس قسم کے حملوں کا جواب ہم نہایت آسانی سے دے سکتے ہیں۔ ہم آریہ گزٹ کے ارسطو کی طرح مالیخولیا کے کسی مریض کی ہرزہ سرائی کو دلیل نہیں بنائیں گے۔ بلکہ حقائق پیش کرینگے۔ ہم آریہ سماجیوں کے سوامیوں اور مہاتماؤں کی حقیقت سے بخوبی واقف ہیں۔ کالج اور گروکل پارٹی کی چپقلش کے دوران میں جو باتیں روشنی میں آ چکی ہیں ان کا پورا ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے نیز ہم بتائیں گے کہ آریہ سماج کے زنانہ و مردانہ کالجوں سکولوں اور گروکلوں میں کیا ہوتا ہے۔ ہم آریہ سماج کے بدھوا آشرموں کے حالات سے بھی پردہ اٹھائیں گے۔ ہم جماعت احمدیہ کے بزرگوں پر معترض ہونے والے آریہ گزٹ کے اس مہاتما کے کارناموں کو بھی پیش کرینگے جس کے معمولی آشوب چشم اور ضعف بصارت کا علاج بھی یورپ کے ہسپتالوں ہی میں ہو سکتا ہے۔

ریویو

ٹیچنگ آف اسلام بزبان تامل

مکرم داؤد شاہ صاحب ایڈیٹر "دار الاسلام" مدراس بذریعہ اپنے تامل اخبار اور لٹریچر کے جنوبی ہند میں اسلام کی نہایت بیش بہا خدمت کر رہے ہیں۔ ہماری کئی دیگر تالیفات کے تراجم شائع کرنے کے علاوہ آپ نے حال ہی میں حضرت مسیح موعود کی کتاب ٹیچنگ آف اسلام کا تامل ترجمہ بنام فلسفہ اصول اسلام شائع کیا ہے جو ۲۴۶ صفحوں پر مشتمل ہے۔ کاغذ، چھپائی اور جلد نہایت عمدہ ہے حضرت مسیح موعود، حضرت مولانا عبدالکریم صاحب مرحوم۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور کے فوٹو بھی کتاب میں دیئے گئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ جنوبی ہند کے متمول مسلمان اس کی متعدد جلدیں خرید کر وہاں غیر مسلموں میں مفت تقسیم کریں کتاب کی قیمت تین روپے فی جلد ہے۔ اور دار الاسلام مدراس کے پتہ سے مل سکتی ہے۔ دوستوں کو کتاب خرید کر مترجم کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔

الاندلس ہسپانیہ سے ایک نیا ماہوار رسالہ بزبان ہسپانوی غرناطہ اور میڈرڈ کے مدارس تعلیم عربیہ نے شائع ہونا شروع ہوا ہے جسکے ایڈیٹر ہمارے دوست پروفیسر اثین اور گومز مقرر ہوئے ہیں۔ رسالہ کا نام الاندلس ہے اور پہلے نمبر میں ہسپانیہ کے مسلمانوں کے علمی کارناموں کا ذکر مختلف عنوانوں کے ماتحت دیا ہے۔ ابو الحسن حازم القرطاجنی کے قصیدہ مقصورہ، ابن التنوخی کی مسطیاد پر نہایت قیمتی مضمون ہیں جا بجا عربی کی اصل عبارت نقل کر دی گئی ہے۔ جو مسلمان ہسپانوی زبان سے واقف ہوں ان کو اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔

یاجوج اور ماجوج اور ایک نشان

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

قرآن کریم فرماتا ہے حتیٰ اذا فتحت یاجوج ماجوج وھم من کل حدب ینسلون ۔ یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھولے جائیں گے اور وہ ہر ایک بلندی سے اترتے ہوئے چلے آئیں گے ۔ یہ تو اب کہنے کی حاجت نہیں رہی کہ یاجوج اور ماجوج انہی اقوام یورپ کا نام ہے ۔ یہاں قرآن کریم نے ان کا ایک نشان ارشاد فرمایا ہے ۔ کہ وہ ہر ایک بلندی سے اترتے چلے آئینگے ۔ یعنے کوئی بلندی ان کے لئے بلندی اور کوئی روک ان کے لئے روک نہ رہے گی ۔ کوئی قلعہ ۔ کوئی دیوار ۔ کوئی سلسلۂ کوہ ۔ کوئی سمندر ۔ کوئی طاقت ان کے لئے روک نہ رہے گی ۔ وہ ہر ایک روک پر غالب آجائیں گے ۔ اور ہر ایک بلندی کو پھلانگ جائیں گے ۔ کوئی چیز ان کی ترقی اور دنیا میں پھیل جانے میں حائل اور مزاحم نہ ہو سکے گی ۔ بلکہ ہمارے حضرت مسیح موعود تو اس آیت سے یہ بھی استنباط کیا کرتے تھے کہ مذہب جو اکثر قوموں کے لئے ایک روک بن جاتا ہے ان قوموں کے لئے روک نہ رہے گا ۔ اور یہ اس بلندی کو بھی پھلانگ جائیں گے اور آخر کار اسلام قبول کرتے چلے جائیں گے ۔ سائنس کی ہر ایک مشکلات پر غالب ہوتے چلے جا رہے ہیں ۔ غرضکہ دنیا کی کوئی بلندی ان کے لئے بلندی نہیں رہی ۔ ہر ایک بلندی ان سے پامال ہوتی چلی جا رہی ہے ۔

قطب شمالی اور قطب جنوبی کی مہموں کو سر کرنے اور ان کو ملا پر غالب آنے کے بعد ان اقوام کی طرف سے کئی سال سے یہ کوششیں شروع تھیں کہ دنیا کے پہاڑوں کی اونچی سے اونچی چوٹیوں پر چڑھ کر کسی بلندی کو پامال کئے بغیر نہ چھوڑا جائے ۔ اسی سلسلہ میں ہمالیہ پہاڑ پر جو دنیا کے سب پہاڑوں سے اونچا ہے ان کی نظر انتخاب پڑی ۔ اور ان کی سر بفلک چوٹیوں پر چڑھنے کے لئے مختلف مہمیں تیار ہوئیں ۔ ان مہموں نے تمام سلسلہ کوہ چھان مارا ۔ مگر ہمالیہ کی سب سے بلند چوٹیوں ایورسٹ ۔ کنچن جنگا ۔ اور نانگا پربت نے عرصہ تک ان کی ان مہمات کا مردانہ وار مقابلہ کیا ۔ اور سر ہونے سے انکار کر دیا ۔ کئی سال سے ان چوٹیوں پر چڑھنے میں متعدد افراد ضائع ہوئے اور بہت سا روپیہ اور سامان فنا ہو گیا ۔ مگر یاجوج اور ماجوج کا نشان جو قرآن نے بتایا تھا کہ کوئی بلندی ان کے لئے بلندی نہ رہے گی پورا ہونے کے لئے ضرور تھا کہ یہ اقوام ہمت نہ ہارتیں اور ایسا ہی ہوا ۔ آخر کار اگلے سال خدا کا بتایا ہوا نشان اپنے ظاہری رنگ میں بھی پورا ہو گیا کہ دنیا کی سب سے اونچی چوٹی ایورسٹ پر بھی یہ قوم پہنچ گئی ۔ پہاڑ کی سخت چڑھائی ریک بنکر کھڑی ہوئی تو ہوائی جہاز نے وہ روک دور کر دی اور آخر سب سے اونچی بلندی پر سے ہو کر بھی یہ قوم اتر آئی ۔ اور من کل حدب ینسلون ۔ کا نظارہ ظاہری رنگ میں بھی پورا ہوتے ہوئے اہل دنیا نے دیکھا ۔ جب مختلف مہمیں ایورسٹ پر چڑھنے کی تیاریاں کر رہی تھیں اور ناکامیاں ہو رہی تھیں ۔ اور جانیں ضائع ہو رہی تھیں ۔ میں نے اس وقت بھی اپنے بعض احباب سے ذکر کیا تھا کہ مجھے تو قرآن سے یہی سمجھ آتی ہے کہ انہیں لاکھ ناکامیاں ہوں لیکن وقت آئے گا کہ یہ اس بلندی پر سے بھی چڑھ کر اتر آئیں گے ۔ سو ایسا ہی ہوا ۔ اور خدا کے نشان نے اپنے دیگر وسیع مفہوم کے علاوہ ظاہری الفاظ میں بھی [illegible] تازہ کر دیا ۔

فالحمد للہ علیٰ ذالک

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور مستعدی خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۔

—— جناب مولانا عزیز بخش صاحب قبلہ افسر تحصیل و تبلیغ کچھ عرصہ کیلئے لاہور سے باہر تشریف لے گئے ہیں ان کی جگہ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب افسر تبلیغ و تحصیل مقرر ہوئے ہیں ۔

—— جناب چودھری فیروز الدین صاحب ڈرائنگ ماسٹر بھدرواہ ریاست جموں کشمیر آجکل بعض مشکلات میں مبتلا ہیں احباب ان کے لئے دعا کریں ۔

—— چودھری سلطان محمود صاحب محمد ملک ٹیلر بیمار اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں ۔ گلے کی تکلیف سے اپریشن کرایا گیا ہے ۔

—— ملک عبد الغنی صاحب محرر تحصیل بھی بیمار رہیں ۔

—— منشی عبد الحق صاحب بھی تاحال تندرست نہیں ہوئے ۔ احباب ان بیماروں کی صحتیابی کے لئے دعا کریں ۔

—— اخویم عبد الصمد صاحب بی اے مسلم مشنری اسلامک مشن شلانگ (آسام) اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت نبی کریم کی ولادت کے مبارک دن سے اسلام مشن ایک رسالہ ماہوار انگریزی اور دکھسی زبانوں میں جاری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ۔ جملہ احباب اس کی کامیابی کے لئے دعا کریں ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اسے کامیاب کرے اور اس علاقہ میں اسے تبلیغ اسلام کا ذریعہ بنائے ۔

—— نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ شیخ محمد نجیب صاحب سپرنٹنڈنٹ چک ۲/... کا صاحبزادہ عبد القادر سوا پانچ سال کی طویل تکلیف دہ علالت کے بعد پندرہ سال کی عمر میں ۸ ار جون کو انتقال کر گیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ عزیز مرحوم نہایت ذہین ، نیک ۔ دیندار لڑکا تھا ۔ علالت کی خطرناک تکالیف کو نہایت ہی صبر و سکون سے برداشت کیا ہمیں اس صدمہ عظیم میں شیخ صاحب موصوف اور ان کی اہلیہ محترمہ سے دلی ہمدردی ہے ۔ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور اس کے والدین و دوسرے عزیزوں کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

اخبار نوٹ کریں

[illegible]

منصور صاحب کے دلائل کے ساتھ ہو وہ مادی تہذیب کی مدافعت علم و نظر ہو جس میں شرق اندھا دھند بہا چلا جا رہا ہے ۔

(۲) دوسرے درجہ پر حضرت مسیح موعود کی صداقت اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کی اہمیت پر مضامین ہوں گے بشرطیکہ وہ مختصر ، سادہ اور مدلل ہوں ۔

(۳) مناظروں ، دوروں اور لیکچروں وغیرہ کی رودادیں نہایت اختصار کے ساتھ سادہ الفاظ میں قلم بند کی جائیں جن میں صرف ضروری واقعات کا تذکرہ ہو ۔ ذاتی مناقشات کو قطعی ہرگز نہ ہوں ۔ اور نہ فتح و شکست کے فیصلے کئے جائیں ۔ اس امر کی سختی سے پابندی کی جائیگی ۔ طویل مراسلات کا صرف خلاصہ درج کیا جائے گا ۔

(۴) مختلف مقامات کی جماعتوں کے اہم حالات اخبار احمدیہ میں اندراج کی خاطر شکریہ کے ساتھ قبول کئے جائینگے

(ڈاکٹر) الٰہی بخش

حقیقت الوحی کے صفحہ ۳۹۰ و صفحہ ۳۹۱ کی تشریح

(از جناب غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

(۲)

ہم ان الفاظ پر ایک دوسرے پیرایہ میں روشنی ڈالنا چاہتے ہیں اس عبارت میں باوجودیکہ جو شخص آپ کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کرے۔ اس کو نادان اور جاہل کہا۔ اور اس فعل کو سراسر افترا بھی قرار دیا۔ مگر با ایں ہمہ یہ بھی لکھا ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں۔ بظاہر یہ اشکال ہے۔ مگر جس شخص نے حضور کی تالیفات کا بغور مطالعہ کیا ہو گا۔ اس کو اچھی طرح سے معلوم ہو گا کہ فیض نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حق تعالیٰ نے نبوت کا اقرار امت میں عطا ہونا تسلیم فرمایا ہے۔ اس کو آپ محدثیت اور محدثیت کے نام سے موسوم فرماتے ہیں۔ چنانچہ ہم اس دعوےٰ کی تائید میں چند حوالجات نقل کرتے ہیں۔

(۱) ایسا ہی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث کہتے ہیں۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹ حصہ دوم)

(۲) محدث من وجہ نبی ہوتا ہے۔ مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۳ حصہ دوم)

(۳) محدث کا حمل نبی پر جائز ہے۔ یعنی کہہ سکتے ہیں کہ المحدث نبی . . . .

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۸)

(۴) النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع نبوت (توضیح مرام صفحہ ۹۰)

(۵) مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں۔ اور جیسے خدا نے نبیوں کا نام مرسل رکھا ایسا ہی محدثین کا نام مرسل رکھا۔

(شہادت القرآن صفحہ ۲۷)

(۶) ہاں یہ سچ ہے کہ میں نے لکھا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوہ نہ بالفعل پس محدث بالقوہ نبی ہے۔ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بھی بالفعل نبی ہوتا۔ بنا بریں اس بات کا کہنا جائز ہے۔ کہ نبی علے وجہ الکمال محدث ہے۔ کیونکہ وہ علی وجہ الاتم تمام کمالات کا جامع ہوتا ہے۔ اسی طرح جائز ہے۔ کہ ہم کہیں کہ محدث استعداد باطنی کی وجہ سے نبی ہوتا ہے کیونکہ محدث بالقوہ نبی ہوتا ہے۔ اور کمالات نبوت سب کے سب محدث میں مخفی اور مضمر ہوتے ہیں۔ پس یہ اشارہ پایا گیا ہے۔ کہ مادہ نبوت اور تخم نبوت محدث میں موجود ہوتا ہے

(حمامۃ البشریٰ صفحہ ۸۱)

پہلا اور دوسرا حوالہ حقیقت الوحی کی اس عبارت سے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں متحد المعنی ہے جس سے صاف طور پر عیاں ہے۔ کہ عبارت زیر بحث میں بھی محدثیت کا دعوےٰ کیا گیا ہے۔

حوالجات متذکرہ میں ایک بات خاص نوٹ کرنے کے قابل ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی تالیفات میں آپ کی ایک خاص اصطلاح پائی جاتی ہے کہ حضرت محدث پر نبی کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں۔ اور یہی اصطلاح آپ کے دعوے کو سمجھنے کے لئے ایک کلید کا کام دیتی ہے۔ اگر آپ کی اس اصطلاح کو منسوخ تصور کیا جائے۔ تو اس کا یہ مطلب ہو گا کہ نبوت تو ایک طرف آپ کو محدثیت کی تعریف کا بھی علم نہ تھا۔ نعوذ باللہ منہا۔ اب اگر اس مفہوم کو ذہن میں رکھ کر زیر بحث عبارت سے اگلی عبارت پر اگر غور کیا جائے۔ تو معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:-

"اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے۔ کہ خدا سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں۔ بات یہ ہے۔ کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے لکھا ہے۔ کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں۔ اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے۔ اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں۔ وہ نبی کہلاتا ہے"

خدا کا شکر ہے۔ کہ لاہوری اور قادیانی دونوں گروہوں کے تاثر سے یہ حوالہ بلند و بالا ہے یعنی نہ لاہوری گروہ کا استدلال اس کو محدث بنا سکتا ہے اور نہ قادیانی گروہ کی تاویل سے یہ نبی بن سکتا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود نے ایک تیسرے جج یعنی حضرت مجدد الف ثانی کی تحریر پر اس فیصلہ کا مدار رکھ دیا ہے۔ اور ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔ کہ اس پنچایتی تحریر کے آگے سر تسلیم خم کر دے۔ ہم مکتوبات امام موصوف سے اصل خط ناظرین کی ملاحظت کی خاطر اس جگہ نقل کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:-

اعلم ایھا الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذالك الافراد من الانبیاء وقد یکون ذالك لبعض الکمل من متابعیھم واذا الکثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثا وھذا غیر الالہام وغیر الالقاء فی الروع وغیر الکلام الذی مع الملک ان یخاطب بھذا الکلام الانسان الکامل واللہ یختص برحمتہ من یشاء

یہ عربی عبارت حضرت مجدد الف ثانی کے خط کی ہے جس میں صریح طور پر آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے۔ اس کو محدث کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے دوستوں کو مکتوبات کے اصل مقام سے یہ خط دیکھنے کا موقع نہ ملے۔ اور وہ وہاں تک پہنچنے میں تکلیف محسوس کریں۔ اس لئے ہم ان کی سہولت کے لئے حضرت مسیح موعود کی کتابوں سے چند ایسے حوالے پیش کرتے ہیں۔ جن میں آپ نے حضرت مجدد صاحب سرہندی کے اسی خط کو اپنے دعوے محدثیت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ اور خط کا خود ترجمہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ کہ کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ پانے والا محدث ہوتا ہے چنانچہ سب سے پہلا حوالہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۴۶ پر اس طرح سے ہے۔

"بلکہ امام ربانی صاحب اپنے مکتوبات جلد ثانی میں میں جو مکتوبات پنجاہ و یکم ہے۔ اس میں صاف لکھتے ہیں۔ کہ غیر نبی بھی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ اور انبیاء کے مرتبے سے اس کا مرتبہ قریب واقعہ ہوتا ہے"

دوسرا حوالہ کتاب ازالہ اوہام کا ہے۔ جو اس کے صفحہ ۹۱۵ پر درج ہے۔ اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود نے وہی اصل خط مجدد صاحب سرہندی کا نقل فرمایا ہے۔ جو خط کہ عربی زبان میں ہم اوپر درج کر چکے ہیں۔ بوجہ تکرار و طوالت ہم اصل مکتوب کا دوبارہ درج کرنا اس جگہ مناسب نہیں سمجھتے۔ البتہ حضرت مسیح موعود نے بعد اندراج خط اس کا جو ترجمہ ازالہ اوہام میں اپنی قلم سے تحریر فرمایا ہے۔ وہ ترجمہ ہم لکھ دیتے ہیں۔

"اے دوست تمہیں معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے۔ اور ایسے افراد جو خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ وہ خواص انبیاء میں سے ہیں۔ اور کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ بعض ایسے کمل لوگوں کو ملتا ہے۔ کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں۔ اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے۔ اس کو محدث بولتے ہیں"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۹۱۵)

اس حوالہ میں حضرت مجدد صاحب سرہندی کے اصل مکتوب کی نقل بھی بجنسہ درج کی گئی ہے۔ اور خود حضرت اقدس نے ترجمہ یوں فرمایا ہے۔ کہ جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے۔ اس کو محدث بولتے ہیں۔

تیسرا حوالہ تحفہ بغداد صفحہ ۲۱ پر موجود ہے۔ جہاں حضرت مجدد الف ثانی کے اسی مکتوب کے حوالہ سے ارقام فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص کو کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہو۔ وہ محدث ہوتا ہے

یہ حوالجات تو شاید سال ۱۹۰۱ء سے پہلی کتب میں درج ہونے کی وجہ سے قابل التفات نہ ہوں۔ اگرچہ اصل حوالہ حضرت مسیح موعود کا نہیں۔ بلکہ مجدد الف ثانی کا ہے۔ مگر ہم سال ۱۹۰۱ء سے بعد سال ۱۹۰۸ء میں بھی حضرت مسیح موعود کی یہی تشریح اس حوالے کے متعلق دکھاتے ہیں۔

الحکم ۶ مارچ ۱۹۰۸ء بضمن کلمات طیبات ارشاد فرمایا ہے۔ ہمارا ایمان ہے۔ کہ تشریعی نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہو گئی۔ اب اس کی خدمت بذریعہ مکالمات مخاطبات اور پیشگوئیوں کے کرنے کا ہمارا دعوےٰ ہے۔ مجدد صاحب کہتے ہیں۔ کہ یہی خوابیں اور الہامات جو گاہ گاہ انسان کو ہوتے ہیں۔ اگر کثرت سے کسی کو ہوں۔ تو وہ محدث کہلاتا ہے بغرض یہ سب کچھ ہم نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھ دیا ہے۔ اس کا مطالعہ کر کے تسلی کر لیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل کے جوابات

قسط سوئم

ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب دربند	۲۵ روپے
مرزا عنایت اللہ بیگ صاحب گوجرانوالہ	۱۰ "
سید عبدالحمید صاحب کیمل پور	۵ "
میاں عبدالشکور صاحب	۸ آنے
شیخ اینعد بخش صاحب اسسٹنٹ سکرٹری	۲ روپے
سید الف شاہ صاحب گورالی	۱۰ "
بابو عبدالرزاق صاحب حیدر آباد دکن	۵ "
سید عبدالجبار شاہ صاحب دربند	۲۵ "
شیخ ظہور احمد صاحب معرفت شریف احمد صاحب ڈلہوزی	۵ "
ایم سردر خاں صاحب میر پور کیمپ	۱۰ "
ڈاکٹر عزیز احمد صاحب راجندر گاؤں	۱۰ "
ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کھلی ضلع لاہور	۵ "
منشی عطا الٰہی صاحب برنالہ	۵ "
سید مسعود شاہ صاحب برنالہ	۵ "
خان بہادر میاں غلام رسول خاں صاحب جھنگ	۵۰ "

سابق بالخیرات پر عمل پیرا ہونے والے احباب میں سے شیخ نیاز احمد صاحب بجائے ایک حصہ کے دو حصوں کا ایک سو روپیہ ادا کر چکے ہیں۔ مولوی عبدالہادی صاحب کے ذمہ ۲۵ روپے لگائے تھے۔ انہوں نے بجائے ۲۵ کے ۵۰ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

جن صاحبان کی طرف سے تاحال نہ رقم آئی ہے نہ جواب وہ براہ مہربانی جلد توجہ فرمائیں اور اسی کو یاد دہانی تصور فرمائیں ورنہ ایک ہفتہ اور انتظار کر کے ان کی خدمت میں علیحدہ علیحدہ یاد دہانیاں بذریعہ ڈاک بھیجنی پڑیں گی۔

(عزیز بخش آنریری افسر تحصیل)

رسیدات زر

حضرت امیر ایدہ اللہ کی معرفت ڈلہوزی سے ذیل کی رقوم خزانہ انجمن میں وصول ہوئیں جن کی رسیدات خزانہ مرکز سے متعلقہ [illegible] کو بھیجدی گئی ہیں۔ اگر کسی وجہ سے رسید متعلقہ صاحبان تک نہ پہنچی ہو تو ان کی اطلاع کیلئے ذیل کی فہرست شائع کی جاتی ہے

حکیم محمد رونق علی صاحب بارہ بنکی	۲۵ روپے
شیخ نظام الدین صاحب حلقہ شیخان	۴ "
شیخ عزیز احمد صاحب وزیر آباد	۱۰ "
شیخ نیاز احمد صاحب وزیر آباد	۱۰۰ "
ڈاکٹر محمد عبدالسمیع صاحب راجن پور	۳۳ "
عبدالکریم صاحب بھکر	۲۰ "

ہندو تہذیب و تمدن کا ظلم

جنوبی ہندوستان میں اچھوتوں کی حالت

صوبہ مدراس کے علاقہ کیرالہ میں اچھوتوں کی بھی مختلف قسمیں ہیں کھشتریوں کو چھوڑ کر باقی تمام اقوام کے لوگ اپنے سے اعلیٰ ذات والوں کے لئے اچھوت ہیں اور ان میں بھی کئی قسمیں ہیں۔ بعض لوگ تو ایسے اچھوت ہیں کہ ان کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھایا جاتا اور بعض ایسے ہیں جن کو چھو لینے سے غسل کرنا پڑتا ہے۔ اور بعض ایسے اچھوت ہیں کہ وہ پاس ہی نہیں آسکتے۔ انہیں کسی قدر فاصلہ پر رہنا چاہئے۔ اس کے لئے باقاعدہ ضوابط منضبط ہیں۔ بعض اچھوت اقوام کے لوگوں کو ۱۶ گز فاصلہ پر رہنا پڑتا ہے۔ بعض کو آٹھ گز اور متعدد اقوام کے آدمیوں کو صرف چار گز دور رہنا پڑتا ہے وہ لوگ جن ایسی سڑک پر چلتے ہیں جہاں سے براہمنوں اور کھشتریوں کا بھی گزر ہے تو اچھوتوں کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ مہاراج بچیئے۔ مہاراج بچیئے۔ ہم فلاں ذات کے ہیں۔ ان سے بھی گھٹے درجہ میں وہ ہیں جن کے چھونے سے نہیں پاس آنے سے نہیں بلکہ جن کا منہ دیکھنے سے ہی اعلیٰ ذات کے ہندو ناپاک ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ جب سڑک پر چلتے ہیں تو اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کو دیکھتے ہی راستہ سے ہٹ جاتے ہیں یا زمین پر پٹ لیٹ جاتے ہیں تاکہ ان کی شکل دکھائی نہ دے۔ چونکہ مندروں میں اچھوتوں کے داخلہ کی تحریک جاری ہے اس لئے سلسلۂ کلام میں یہ عرض کر دینا بھی غیر موزوں نہ ہوگا کہ مندروں میں شودر اور نائر ذات کے لوگ تو داخل ہو سکتے ہیں لیکن پنچم ذات کے لوگ داخل نہیں ہو سکتے۔ (ماخوذ)

اشتہار نکاح

مندرجہ ذیل اقوام کی لڑکیوں کے لئے موزوں رشتوں کی ضرورت ہے لڑکے نیک چال چلن کے اور برسر روزگار ہونے چاہئیں احمدی ہونا لازمی شرط ہے۔

(۱) ایک لڑکی قوم گکے زئی عمر اٹھارہ سال تعلیم آٹھویں مڈل تک سکونت ضلع گورداسپور۔

(۲) دو لڑکیاں قوم شیخ عمر ۱۵ - ۱۳ سال تعلیم چھٹی جماعت تک سکونت ضلع گوجرانوالہ۔

(۳) ایک لڑکی قوم زمیندار عمر ۱۷ سال تعلیم دسویں جماعت تک سکونت ضلع گوجرانوالہ۔

(۴) ایک لڑکی قوم قریشی عمر ۱۶ سال تعلیم آٹھویں جماعت تک سکونت ضلع شاہ پور۔

(۵) ایک لڑکی قوم شیخ عمر ۱۵ سال تعلیم قرآن و اردو سکونت خاص لاہور۔

ذیل کے لڑکے کیلئے رشتہ درکار ہے۔

ایک نوجوان عمر ۲۲ سال قوم کشمیری پٹھان سکنہ ریاست کشمیر ملازم محکمہ جنگلات بعہدہ فاسٹ رینجر تنخواہ معہ الاؤنس اڑھائی صد روپیہ ماہوار۔ مالک زمین زرعی۔ جماعت لاہور کا بڑا مخلص ممبر۔ لڑکی خوبصورت کم از کم انٹرنس تک تعلیم یافتہ دینی علوم سے واقف۔ جماعت لاہور سے تعلق رکھنے والی۔ گھر کے کاروبار اور سینے پرونے سے واقف۔ عمر ۱۸ سال سے زائد نہ ہو۔ کنواری ہو۔ والدین کشمیر کی سکونت مستقل پر راضی ہوں مہر دو ہزار روپے تک۔ زیور ڈیڑھ ہزار روپے تک دیا جائے گا موسم سرما میں اپنے میکے پنجاب میں آسکے گی۔ اضلاع سیالکوٹ راولپنڈی۔ گوجرانوالہ۔ گجرات۔ جہلم۔ لاہور کی سکونت والی

خبریں

ہندوستان

—— حکومت ہند صنعت فولاد سازی کے لئے ایک بورڈ بنانے والی ہے۔

—— پٹنہ میونسپلٹی جبریہ ابتدائی تعلیم کے اجرا پر غور کر رہی ہے۔

—— پونا ۲۰ رجون - گاندھی جی کی حالت اب اچھی ہے وہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

—— ریاست میسور کی مجلس قانون ساز میں ہندو عورتوں کے حق وراثت کا مسودہ قانون منظور ہوگیا۔

—— کلکتہ ہائیکورٹ نے اپنے ایک فیصلہ میں لکھا ہے کہ قومی جھنڈا لہرانا کوئی خلاف قانون فعل نہیں۔

—— پٹنہ ۱۹ رجون - آج سر فخر الدین وزیر تعلیم صوبہ بہار کا انتقال ہوگیا (انا للہ ...الخ)

—— مولانا شوکت علی آج کل ہند مسلم اتحاد کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

—— مراد آباد کے مہتروں نے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے مظالم کے خلاف ہڑتال کر دی ہے۔

—— دہلی ۲۰ رجون مفتی اعظم فلسطین اپنے رفقا کی معیت میں آج یہاں پہنچے - اور حیدر آباد دکن جا رہے ہیں۔

—— مشہور اچھوت لیڈر مسٹر دی سچ - وہ جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے سامنے شہادت دینے کے لئے انگلستان جانا چاہتے تھے حکومت نے ان کو اجازت نہیں دی۔

—— احمد آباد کے اکثر کارخانوں نے مزدوروں کے مطالبات تسلیم کر لئے ہیں۔

—— گزشتہ ہفتہ جالندھر میں ہندو مسلم فساد ہوگیا لیکن حالات پر جلدی ہی قابو پا لیا گیا۔

—— شملہ ۲۰ رجون - گورنر پنجاب کچھ علیل ہیں۔

—— حکومت ہند کے بیان کے مطابق اسے حال ہی میں عدن اور ہندوستان کے متعدد شہروں سے اس قسم کی درخواستیں موصول ہوئی ہیں جن میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ عدن کو حکومت ہند کے قبضہ سے نکال کر حکومت برطانیہ کے قبضہ میں دیدیا جائے۔

—— حکومت کے محکمہ آڈٹ کی رپورٹ مظہر ہے کہ احاطہ بمبئی کی ۷۴ میونسپلٹیوں کی حالت غیر تسلی بخش ہے۔

—— علاقہ کشمیر میں جگہ جگہ شیخ محمد عبد اللہ کی رہائی کا مطالبہ ہو رہا ہے۔

—— یہ افواہ صحیح نہیں کہ حکومت کشمیر نے شیخ صاحب موصوف کو رہا کرنے کا ارادہ کر لیا ہے - بلکہ تا حال وہ ایسا کرنے سے انکار کر رہی ہے۔

—— سر فضل حسین بالقابہ وائسرائے کی انتظامیہ کمیٹی کے نائب صدر مقرر ہوئے ہیں (مبارکباد)

—— سیرت کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ ۷ رجولائی کو آل انڈیا سیرت کانفرنس منعقد کی جائے جس کی صدارت مفتی فلسطین فرمائیں گے مقام انعقاد کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا۔

ممالک خارجہ

—— لندن ۲۰ رجون - کل شام لندن اور ملحقہ دیہات میں سخت طوفان باد و باراں آیا - بجلی بھی گری جس سے جانی و مالی نقصان ہوا۔

—— صدر جمہوریہ امریکہ نے حال ہی میں اعلان کیا ہے کہ امریکہ ۳۲ جدید جنگی جہاز ۲۳۸ ملین ڈالر کے صرف سے تیار کرے گا اور ۳۶۲ ڈالر کے صرف سے متعدد ہوائی جہاز بھی تیار کئے جائیں گے۔

—— لندن ۲۰ رجون - اب عالمگیر اقتصادی کانفرنس ایک نازک مرحلے میں سے گزر رہی ہے۔ کیونکہ دنیا کے سکہ ہائے رائج الوقت کو مستحکم بنیادوں پر قائم کرنے کے لئے جو ابتدائی تجاویز مفاہمت پیش کی گئی تھیں اسے امریکہ نے مسترد کر دیا۔

—— صدر امریکہ روز ویلٹ کے مشیر خاص بر بعیسر مولے عالمگیر اقتصادی کانفرنس میں شرکت کی غرض سے لندن آ رہے ہیں۔

—— لندن کی ایک خبر مظہر ہے کہ ڈالر اور پونڈ کے شرح تبادلہ کے معاہدہ کی امید ابھی باقی ہے - اور اس غرض کے لئے فرانس اور برطانیہ کے بنک امریکن بنکوں سے گفت و شنید کر رہے ہیں۔

—— بغداد کی تازہ ڈاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت عراق نے تمام اسکولوں کی استانیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ کسی ایسی پارٹی میں شامل نہ ہوں جو ہوٹلوں میں منعقد کی جائے - دکانداروں سے کوئی چیز قرض نہیں لینی چاہیے - انہیں چہروں پر پوڈر لگانے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے - کیونکہ اس طرح وہ طالبات کے لئے اچھا نمونہ نہیں پیش کر سکتیں۔

—— حکومت آئرلینڈ اپنی فوجوں کو منظم و مضبوط بنانے کی طرف خاص توجہ کر رہی ہے۔

—— افواہ ہے کہ ہندوستان کے آئین کے متعلق قدامت پسندوں کی جماعت کے اختلاف نے شدید صورت اختیار کر لی کہ ممکن ہے بہت جلد موجودہ حکومت ختم ہو جائے - قیاس کیا جاتا ہے کہ ۱۹۳۳ء کے آخر تک جدید انتخاب ہوں گے جس میں مسٹر بالڈون اور وزیر اعظم کو شکست ہوگی - اور وزارت مسٹر چرچل اور ان کی پارٹی کا قبضہ ہو جائے گا - مسٹر لائڈ جارج ان کے ساتھ ہونگے۔

—— یورپ کے مختلف ممالک نے امریکہ کا جو قرضہ دینا ہے اس کی جو قسط جون میں واجب الادا ہے اس قسط کو برطانیہ اطالیہ نے جزواً ادا کیا ہے - فن لینڈ نے پوری قسط ادا کر دی فرانس نے ادائیگی سے انکار کر دیا۔

—— حکومت جرمنی کے احکام کے مطابق تمام جرمنی میں ۲۸ رجون کو معاہدہ وارسیلز کی سالگرہ منائی جائے گی - اس روز جرمنی کے جھنڈے نصف بلندی پر کر دیئے جائیں گے - قومی انجمنیں جلسے اور اسکولوں کے طلبہ مظاہرے کریں گے۔

—— لندن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ہندوستانی دفتر کی ایک ماتحت کمیٹی برما کی علیحدگی پر غور کرے گی۔

—— لندن ۱۹ رجون - ریلوے بورڈ کمیٹی کے ہندوستانی ارکان نے حکومت کی سکیم میں ایک ترمیم پیش کرنے والے ہیں کہ ذرائع نقل و رسل کے محکمہ کا وزیر ریلوے بورڈ کا صدر بھی ہوا کرے۔

عالم اسلام

—— حکومت افغانستان نے اعلان کیا ہے کہ لیونے فقیر اور اس کے پروپیگنڈے کی کوئی حقیقت نہیں - اس سلسلہ میں تمام افواہیں بے حقیقت ہیں۔

—— حکومت فرانس مغرب اقصیٰ پر جو وحشیانہ مظالم کر چکا ہے - مغربی مسلمانوں نے امسال اس کی تیسری سالانہ یادگار اس طرح منائی کہ تمام نے روزے رکھے تعمیر مساجد کا کام کیا - کلام اللہ کی تلاوت کی اور خدا کے حضور دعائیں کیں کہ وہ ان کو فرانس کی ظالمانہ حکومت سے نجات دے۔

—— واقف کار اصحاب کا بیان ہے کہ اس وقت افغانستان کی فوجی حالت قابل اطمینان ہے - افغانی حربیہ کالج کا انتظام گزشتہ زمانہ سے بہتر ہے - شاہ افغانستان نے حال ہی میں اس کالج کے متعلق ایک جدید پروگرام مرتب کیا ہے جس کے ماتحت اس کالج میں ہر صوبہ سے ایک ایک دستہ تعلیمی کا اضافہ کیا جائے گا - یہ فوجی دستے تمام قبائل اور پورے حصص ملک کے تناسب آبادی کے اعتبار سے کالج میں داخل کئے جائیں گے۔

—— حکومت ایران نے ابتدائی تحقیقات کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایران میں امریکن روئی کی کاشت کی جائے - کیونکہ یہ روئی ہر حیثیت سے اچھی ہے اور اس کا سوت بھی مضبوط اور قیمتی ہوتا ہے۔

—— تازہ ایرانی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ایران کے اقتصادی پروگرام کے سلسلہ میں ایک نئی کمپنی رجسٹرڈ ہوئی ہے جس کا سرمایہ ۱۸ لاکھ پونڈ ہے کمپنی کے ڈائرکٹروں میں اصفہان کے بڑے بڑے تاجر ہیں۔

—— اپنے علاقہ کے سات اہم اضلاع کے متعدد مقامات پر ڈرینج اور آب رسانی کی سہولتوں میں اضافہ کرنے کے لئے حکومت نظام تخمیناً ساٹھ لاکھ روپیہ صرف کرنے والی ہے - اعلیٰحضرت حضور نظام نے اس کی منظوری دیدی ہے۔

تار کا پتہ ۔ [illegible] لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلحُ خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۱ | لاہور ۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۳ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ جون ۱۹۳۳ء | نمبر ۳۶

شجر احمدیت کی سرسبز شاخیں

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اور میں اس جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں کہ میں ان کی نسبت کوئی عمدہ رائے ظاہر کرسکوں۔ بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں کی طرح پھینک دیگا۔ بعض ابھی ایسے بھی ہیں کہ اول ان میں دلسوزی اور اخلاص بھی تھا مگر اب ان پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی بلکہ صرف بلعم کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں۔ اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ منہ سے اکھاڑ کر پیروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں۔ وہ تھک گئے اور درماندہ ہوگئے۔ اور نابکار دنیا نے اپنے دام تزویر کے نیچے انہیں دبا لیا۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عنقریب مجھ سے کاٹ کر پھینک دیئے جائیں گے۔ بجز اس کے کہ خدا تعالےٰ کا فضل نئے سر سے اس کا ہاتھ پکڑ لیوے۔ ایسے بھی بہت سے ہیں جن کو خدا تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے مجھے دیا ہے۔ اور وہ

میرے درخت وجود کی سرسبز شاخیں ہیں

ضروری اعلانات

(۱) حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے بلند پایہ عالمانہ مضامین کو بجا طور پر پیغام صلح کی جان کہا جاتا ہے ماہ رواں میں آپ کے بہت کم مضامین درج اخبار ہوسکے تمام احباب نے اس کمی کو نمایاں طور پر محسوس کیا۔ قارئین کرام کے اطمینان کیلئے اطلاع دیجاتی ہے کہ انشاء اللہ اس کمی کو بہت جلد دور کردیا جائیگا آئندہ اگر تمام اشاعتوں میں نہیں تو اکثر اشاعتوں میں ڈاکٹر صاحب قبلہ کے مضامین درج ہوا کرینگے۔ پیش نظر اشاعت میں بھی آپکا ایک مضمون شائع ہورہا ہے۔

(۲) آئندہ پرچہ ماھوار ایڈیشن ۳ جولائی کو شائع ہوگا اس کیلئے نہایت بلند پایہ مضامین حاصل کئے جارہے ہیں حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ مولانا احمد صاحب قبلہ و جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب پی ایچ ڈی مبلغ جرمنی کے مضامین موصول ہوچکے ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ سے بھی درخواست کیگئی ہے۔

(۳) پریس کی بدانتظامی سے اس ماہ رواں میں بعض اشاعتیں تاخیر سے شائع ہوئیں جسکا ہمیں افسوس ہے احباب کو جو زحمت انتظار برداشت کرنی پڑی اس کیلئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ مالکان و کارکنان پریس کو اسکی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے انہوں

حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۰ و صفحہ ۳۹۱ کی تشریح

(از جناب غلام حسین صاحب سیالکوٹی)

(۳)

حضرت مسیح موعود کے ان حوالجات سے جو مجدد صاحب سرہندی کے بیان کے متعلق آپ نے مختلف اوقات میں اپنی بعض کتب میں درج فرمائے ہیں ..... کی بحث کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ کی تعریف جس پر صادق آئے۔ وہ محدث ہوتا ہے۔ بالخصوص آخری حوالہ جو ۔۔۔ سال بعد شائع کیا ہے۔ اس میں تو حقیقت الوحی کے زیر بحث حوالہ کی تفسیر موجود ہے۔ اب ہمارے دوست اس مقام کو دیکھیں۔ اور پھر تسلیم ہم کریں۔ کیونکہ اس قدر تصریحات کی موجودگی میں چون وچرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ رہا یہ امر کہ جس حالت میں حضرت مجدد الف ثانی کا یہ مذہب ہے۔ کہ جس شخص کو کثرت کے ساتھ مکالمات و مخاطبات سے مشرف کیا جائے۔ وہ محدث ہوتا ہے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود نے باوجودیکہ اپنی دیگر تصنیفات میں یہ مذہب تسلیم فرمایا ہے۔ پھر حقیقت الوحی میں مجدد صاحب کی طرف منسوب کر کے کیوں لکھ دیا کہ کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ پانے والا نبی کہلاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہم نے اسی مضمون میں حضرت اقدس کے متعدد حوالجات سے یہ امر واضح کر دیا ہے۔ کہ آپ محدث پر نبی کا اطلاق جائز سمجھتے تھے۔ چنانچہ اس مقام پر بھی اپنی اسی اصطلاح کے مطابق بجائے محدث کے نبی لکھ دیا ہے۔ مغالطہ رفع کرنے کیلئے مجدد صاحب کی اصل عبارت موجود ہے۔ جس سے اس مشکل کا بآسانی تصفیہ ہو جاتا ہے مجدد صاحب کی اس عبارت کو بغیر سوچے سمجھے ہمارے بھائی گذر جاتے ہیں۔ اور اس سے اگلی عبارت پر پھر اڑ بیٹھتے ہیں۔ جہاں لکھا ہے۔ کہ "نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا"، باوجود ایک قرینہ سابقہ کی موجودگی کے پھر اپنے آپ اشکلات میں پھنسا لینا کسقدر افسوس کا مقام ہے۔ یہاں مخصوص کا لفظ ذرا سے توجہ سے حل ہو سکتا ہے۔ گذشتہ تحقیقات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ زیر بحث مقام میں دعوئے محدثیت کی بحث ہے۔ اب دیکھنا اس قدر باقی رہ جاتا ہے۔ کہ اپنے آپ کو مخصوص کیوں فرمایا۔ پس حدیث مجدد پر غور کرنے سے یہ مسئلہ بھی آسانی کے ساتھ سمجھ میں آ جاتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر صدی کے سر پر مجدد دین کی بعثت کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ پھر انہیں مجدد دین میں سے ایک مجدد یعنی مسیح موعود کی خصوصیت فرمائی ہے۔ اسی حدیث سے آپ نے اپنی خصوصیت کا دعوےٰ فرمایا ہے۔

"نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا" کے معنے اگر قادیانی گروہ کے مذاق کے مطابق لئے جائیں۔ تو یہی نہیں۔ کہ مجدد الف والے حوالے سے حضرت مسیح موعود کا کلام مخالف ہو جائیگا بلکہ خود حضرت کا کلام آپ کے دیگر کلام سے مخالف ہو جائیگا۔ جیسا کہ حوالجات ذیل سے ظاہر ہے۔

(۱) حقیقت الوحی کی زیر بحث عبارت میں تو ہے "نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا"

(۲) الوصیت صفحہ ۱۱ پر ہے "خدا نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا۔ جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے۔ اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح ان کو نصیب ہوا۔ پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب پایا"

(۳) آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۳۴۶ پر فرماتے ہیں "صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں۔ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی۔ اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا"

(۴) چشمہ معرفت کے صفحہ ۳۲۶ پر یوں ارقام فرمایا ہے "چنانچہ اس نے ہزارہا عاشق بنائے۔ اور میں بھی ان میں ایک ناچیز بندہ ہوں"

(۵) سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب کے صفحہ ۱۴ پر اس طرح لکھا ہے۔ "یہ پاک تعلیم (یعنی قرآن شریف) ہزاروں کو عیسیٰ مسیح بنانے کیلئے تیار ہے۔ اور لاکھوں کو بنا چکی"

پہلے حوالہ میں اپنے آپ کو نبی کا نام پانے کیلئے مخصوص فرماتے ہیں۔ دوسرے میں فرمایا ہے بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا نام پایا۔ تیسرے میں ہے۔ صدہا لوگ ایسے گذرے ہیں۔ جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی۔ اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔ چوتھے میں ہے۔ اس نے ہزارہا عاشق بنائے۔ ان میں سے آپ بھی ایک ہیں۔ پانچویں حوالے میں تو کمال ہی کر دیا ہے۔ کہ لاکھوں عیسیٰ مسیح بن چکے ہیں۔ اب اکائی دہائی سے شروع کر کے صدہا اور ہزارہا پر اکتفا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرماتے ہیں۔ کہ لاکھوں عیسیٰ مسیح بن چکے۔ مگر ہمارے دوست نبی کا نام پانے کے لئے صرف اس ایک حوالہ پر ہی اٹک کر رہ گئے ہیں۔ اب اگر نبی کا دعوےٰ تسلیم کیا جائے۔ تو ان حوالوں کی تطبیق غیر ممکن ہے۔ مگر محدثیت کا دعوےٰ مانکر کوئی مشکل سامنے نہیں آتی۔ بھائیو! مختلف عبارتوں میں تعارض تناقض کا باعث ہوا کرتا ہے یا تو نبی کا پھر جو راہ عقلمندوں کی ہو۔ اس پر گامزن ہونا چاہیئے۔ علمائے قادیان بعض افراد سے جو حوالہ ۲ کی عبارت ہے۔ صرف حضرت مسیح موعود کی ذات ہی مراد لیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ بعض افراد سے صرف ایک فرد ہی مراد ہوا کرتی ہے۔ اس پر حضرت امیر نے بڑے مزے کی بات فرمائی۔ کہ مسئلہ تثلیث میں ایک بمنزلہ تین کے تصور ہوتا ہے باقی ہم تینوں حوالوں بالخصوص پانچویں حوالہ کی توجیہ عرض کرتے ہیں۔ اگر ہمارے دوست پسند فرمائیں۔ تو ایک بین نائی سیاسی اصطلاح ان کے ہاتھ میں آجائے گی۔ آج کل اس قسم کی اصطلاحات کی ضرورت تو ہی بھی ہے۔ پانچویں حوالے میں ہے۔ کہ یہ تعلیم لاکھوں کو عیسیٰ مسیح بنا چکی۔ ایک سے زیادہ اگر عیسیٰ مسیح بن جائیں۔ تو ہمارے دوستوں کے مسلمات کے مطابق مخصوص کے لفظ میں فرق آتا ہے۔ اس لئے ایک سے زیادہ تو بننے دیتے نہیں۔ لامحالہ سکھوں کی اصطلاح پر عمل پیرا ہو کر ایک سے مراد سوا لاکھ فوج لے لی جائے۔ تو کام بن جاتا ہے۔ اب یا تو حقیقت الوحی کے سوائے سب تحریرات پر خط نسخ کھینچو۔ یا سب میں تطبیق وارتباط پیدا کرو۔ اگر نسخ کے قائل ہو کر سوائے حقیقت الوحی کی عبارت کے باقی حوالجات کو منسوخ قرار دو گے۔ تو اپنے اعتقاد کی رو سے یہ مشکل پیش آئے گی۔ کہ حوالہ ۵ سال ۱۹۰۸ء کا ہے۔ اگر اس کو بھی نظرانداز کیا جائے۔ تو خود حقیقت الوحی کے صفحہ ۳۹۰ اور صفحہ ۳۹۱ میں تعارض پیدا ہو جائیگا۔ کیونکہ صفحہ ۳۹۰ میں حضرت مجدد الف ثانی کا یہ مذہب درج ہے۔ کہ کثرت سے مکالمہ پانیوالا محدث ہوتا ہے۔ اور صفحہ ۳۹۱ پر اسی تعریف کی بناء پر اپنے آپ کو نبی قرار دیا ہے۔ اس صورت میں دو صفحوں میں تناقض ماننا پڑے گا۔ اور اگر ہمارے مسلک کے مطابق دعوئے محدثیت قرار دیا جائے۔ صرف موعود ہونے کی وجہ سے مطابق پیشگوئی احادیث اپنے آپ کی خصوصیت فرمائی ہے۔ تو اس صورت میں نہ تعارض ہے۔ نہ اشکال۔ ہمارے بھائیوں کو خالی الذہن ہو کر اس بات کو ضرور سوچنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے دعوے کی تائید میں حضرت مجدد صاحب سرہندی کے جس قول کو پیش فرمایا ہے۔ اس میں تو صاف لکھا ہے۔ کہ جس شخص کو کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ حاصل ہو۔ وہ محدث ہوتا ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود کا دعوئے نبوت کا ہوتا۔ تو ایسا حوالہ پیش کرنے کا مطلب کیا تھا۔ ایک شخص جو نبوت کی تعریف یہ کرتا ہے۔ کہ جس شخص کو کثرت مکالمات کا شرف حاصل ہو۔ وہ نبی ہوتا ہے۔ مگر اپنے دعوے کی تائید میں ایک ایسے شخص کو پیش کرتا ہے۔ جو کثرت سے مکالمہ حاصل کرنے والے کا نام محدث رکھتا ہے۔ کیا یہ زمین و آسمان کا فرق نہیں ہے۔ حقیقت الوحی کا یہ حوالہ دنیا بھر کے منکروں کو ساکت کرنے کیلئے کافی ہے۔ بعض دوست اس عبارت سے بھی ٹھوکر کھاتے ہیں۔

"اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا"

اول تو جب مجدد صاحب سرہندی کی عبارت میں صریح طور پر محدث کا لفظ اس مقام سے دو چار سطور قبل بطور تشریح اور تفسیر موجود ہے۔ تو ایک ہی عبارت سے دو الگ مفہوم پیدا کرنے عقلمندی نہیں ہے۔ اس روشنی اور صراحت کی موجودگی کے ہوتے ہوئے وہی شخص ٹھوکر کھا سکتا ہے۔ جس نے پہلی عبارت پر اچھی طرح سے غور نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود نے مجدد صاحب سرہندی کی جس عبارت کا اپنے مضمون میں حوالہ دیا ہے۔ اس پر لکیر کھینچی ہے۔ اس عبارت میں مجدد صاحب نے اولیائے امت کو بھی مکالمات سے مخصوص فرمایا ہے۔ مگر اولیائے امت اور محدثین میں پھر ایک فرق فرمایا ہے۔ کہ جس شخص کو بکثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے۔ وہ محدث ہوتا ہے۔ یہ تو مجدد صاحب کا حوالہ ہے۔ اسی تعریف کو ذہن میں رکھ کر اس سے آگے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ اس وجہ سے نبی یعنی محدث کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ جس طرح حضرت مجدد الف ثانی نے اولیائے سے محدثین کو مخصوص فرمایا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود نے بوجہ دعوئے محدثیت اپنے آپ کو اولیائے اور ابدال اور اقطاب سے مخصوص فرمایا ہے۔ دونوں بزرگوں کی تشریح سے دعوئے محدثیت ثابت ہوتا ہے۔ نہ نبوت۔ محض لفظ نبی سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔ کیونکہ حضرت کی یہ اصطلاح ہے۔ کہ آپ محدث پر نبی کا اطلاق جائز سمجھتے تھے۔ اس طرح پر آپ کے کلام سے دافع تعارض رفع ہو جاتا ہے۔ مگر جو معنے ہمارے بھائی کرتے ہیں۔ اس کا مطلب تو صاف یہ ہے۔ کہ کسی کتاب میں آپ کچھ لکھا کرتے تھے۔ اور کسی میں کچھ اور دوسری طرف تمام امت کے خلاف ایک جدید مذہب گھڑنا پڑتا ہے۔ جو ایک خطرناک بات ہے۔ اگر ان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم شنبہ ۳ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ	نمبر ۳۶

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک شاندار کارنامہ

فروعی اختلافات کی اہمیّت کا قلع قمع

آج کل مسلمانوں کے فروعی اختلافات ان کے تنزل اور پستی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ ہر ایک چیز کو اس کی حیثیت کے مطابق اہمیت دینے میں قوموں کی زندگی کا راز پوشیدہ ہے جو قوم غیر اہم اور معمولی امور پر اپنی تمام تر طاقت یا اس کا بہت بڑا حصہ ضائع کر دیتی ہے۔ ضروری ہے کہ وہ اہم معاملات میں کمزوری دکھلائے۔ آج مسلمانوں کے ہاں بھی ایسا ہی ہو رہا ہے ان کے علماء معمولی معمولی اختلافات پر معرکہ کارزار گرم کئے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کی طاقتیں اس خانہ جنگی میں ضائع ہو رہی ہیں۔ ملانوں کا شوق تکفیر اتحاد اسلامی کے لئے زبردست روک ثابت ہو رہا ہے۔ اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے

اصلاحی کوششوں میں ناکامی

تمام دردمند اور مخلص مسلمان اس صورت حالات سے پریشان ہیں۔ اس کی اصلاح کی کوشش بھی کرتے ہیں لیکن اب تک کوئی کوشش خاطرخواہ طور پر کامیاب نہیں ہوئی۔ بلکہ اس قسم کی بعض مساعی نوجوانوں کی ٹھوکر کا باعث ہو گئی ہیں اور انہوں نے ان سے غلط طور پر متاثر ہو کر ایک ایسی راہ اختیار کر لی ہے جو دین کی طرف نہیں بلکہ بے دینی کی طرف جاتی ہے

اس کا علاج احمدیت ہے

اس خطرناک مصیبت کا کامیاب علاج احمدیت کے پاس موجود ہے۔ اگر غور و انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو احمدیت ایک ایسی اصلاحی اسلامی تحریک ہے جس میں فروعی اختلاف کو اہمیت دینے کی کوئی گنجائش نہیں اور صرف اسی تحریک میں اتحاد اسلامی کے مہتم بالشان کام کو انجام دینے کی قابلیت موجود ہے۔ یہ کوئی خوش فہمی یا لفظی دعویٰ نہیں بلکہ واقعات اس کی زبردست تائید کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا عظیم الشان کارنامہ

بلکہ ہمارے نزدیک حضرت مسیح موعودؑ کے عظیم الشان کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور نے اپنے علم اور عمل سے فروعی اختلافات کی اہمیت کا پورے طور پر خاتمہ کر دیا جس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا مشن شروع کیا ہے اس زمانہ میں فروعی اختلافات کا ہنگامہ موجودہ وقت سے بھی زیادہ ناگوار صورت میں بپا تھا۔ آپ کے سامنے ایک خاص مقصد تھا۔ آپ نے بے دھڑک ہو کر اپنا کام شروع کیا۔ آپ کی بعض تعلیمات لوگوں کو لاعلمی کی وجہ سے کچھ نئی سی بھی معلوم ہوئیں۔ ان کی وجہ سے آپ کی سخت مخالفت بھی ہوئی مناظروں اور بحثوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا لیکن اس کے باوجود آپ نے فروعی اختلافات کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اور صرف انہی باتوں کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا جن کا تعلق اسلامی اصولوں اور اسلام کی ترقی کے ساتھ تھا۔ آپ کی جماعت میں شیعہ۔ سنی۔ اہلحدیث۔ وغیرہ مختلف فرقوں کے افراد شریک ہوئے۔ وہ اپنے ساتھ فروعی اختلافات بھی لائے۔ لیکن جماعت احمدیہ کے اندر داخل ہوتے ہی ان اختلافات کی اہمیت یکسر زائل ہو گئی۔

جماعت احمدیہ لاہور کا مسلک

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے قول و فعل سے بتلایا کہ فروعی اختلافات کبھی ختم نہیں ہو سکتے ان کو کشادہ دلی اور رواداری سے برداشت کرنا چاہئے۔ ان کو اہمیت دینا اور ان کی وجہ سے معرکہ کارزار بپا کر لینا غلطی ہے۔ اور یہ اسی وقت ہوتا ہے جب قوم اپنے اصولوں اور مقاصد کو فراموش کر دے جس قوم کے پاس اعلیٰ درجہ کے اصول اور جس کے سامنے بلند مقصد ہو وہ فروعی اختلافات کی وجہ سے آپس میں نہیں الجھ سکتی۔ یہ اختلافات زمین پر گری ہوئی خشک پتیاں ہیں جس شخص کی نظر درخت کے پختہ و شیریں اثمار پر ہو وہ خشک پتوں کی پروا کیسے کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے پیچھے ایک جماعت چھوڑی جو خدا کے فضل سے حضور کے مسلک پر قائم ہے۔ اس کے سامنے خدمت و تبلیغ اسلام کا بلند مقصد ہے۔ وہ اس مقصد کے لئے سرگرم عمل ہے۔ وہ ہرگز کسی ایسے فروعی اختلاف کو اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں جو اسلام کے کسی اصول یا مقصد پر اثر انداز نہ ہو۔ یہ جو کچھ کہا گیا جماعت کا طرز عمل اس پر گواہ ہے۔

روشن خیال اور اتحاد دوست مسلمانوں کو دعوت

جو روشن خیال اتحاد دوست اصحاب ان اختلافات اور ان کی وجہ سے پیدا شدہ مذہبی نزاع سے گھبرا گئے ہیں انہیں مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ ان کے لئے جماعت احمدیہ لاہور کی آغوش امن کھلی ہوئی ہے۔ یہ جماعت خدمت اسلام کے ایسے بلند مقام پر کھڑی ہے جہاں سے فروعی اختلافات خود بخود حقیر اور بے حقیقت نظر آنے لگتے ہیں۔

ہر ایک فرد سلسلہ کا فرض ہے کہ وہ روشن خیال اور اتحاد دوست مسلمانوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے اس شاندار کارنامہ اور جماعت احمدیہ لاہور کے اس نمایاں مسلک کی طرف خصوصیت سے توجہ دلائے۔

حیات مسیح کا غلط عقیدہ

چند روز ہوئے ایک انگریز منجم آرتھر نامی کی ایک لغو پیشگوئی اخبارات میں شائع ہوئی تھی کہ:-

"دنیا کا موجودہ دور ۱۲ جون کو ختم ہو جائے گا اس روز عیسےٰ مسیح آسمان سے نازل ہونگے۔ گنہگاروں کو سزا دی جائے گی۔ انسان مردے بن کر آسمان کی طرف اڑنے شروع ہو جائیں گے۔ سات سال تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اس کے بعد دس ہزار برس تک عیسےٰ مسیح دنیا پر حکومت کرینگے اس لئے لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا روپیہ عیش و عشرت میں صرف کر دیں۔"

اس پیشگوئی پر بعض توہم پرست اور کمزور دل آدمی ضرور پریشان ہوئے لیکن ہر ایک عقلمند شخص نے اس کو لغو قرار دیا۔ اور بعض اس کی لغویت پر تمسخر اڑایا جاتا رہا۔ ۱۲ جون آئی نہ دنیا کا موجودہ دور ختم ہوا نہ انسان مردے بن کر آسمان کی طرف اڑے اور عیسیٰ مسیح آسمان سے نازل ہوئے۔ البتہ بعض احمقوں نے اس روز اپنی بدحواسی کے دلچسپ مناظر ضرور پیش کئے۔ آج ہر ایک شخص آرتھر کو بیوقوف۔ جھوٹا۔ دغاباز۔ پاگل وغیرہ کہہ رہا ہے۔

بے شک آرتھر کی پیشگوئی بالکل لچر اور اسی قابل تھی کہ اسے سنکر مسکرا دیا جائے۔ اور ہر ایک عقلمند آدمی نے ایسا ہی کیا لیکن گستاخی معاف کیا ہمارے علمائے کرام آرتھر کے خیالات سے ملتے جلتے عقائد نہیں رکھتے؟ کیا وہ نہیں مانتے کہ حضرت مسیح ہزاروں سالوں سے کھائے پئے بغیر چرخ چہارم پر تشریف فرما ہیں۔ اور عنقریب تختہ ارضی پر نازل ہونگے۔ ہم بیسیوں مرتبہ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ عقائد قرآن و حدیث کے بالکل خلاف ہیں۔ اسلام کو ان سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ لہذا عقل و انصاف کا فتویٰ یہ ہے کہ حیات مسیح اور حضرت مسیح کے متعلق اسی قسم کے دوسرے غلط عقائد کو آرتھر کی پیشگوئی کی طرح ہی غلط اور بے حقیقت سمجھا جائے۔ سچ تو یہ ہے کہ اب بے شمار روشن خیال اور فہمیدہ مسلمان ان عقائد کو غلط اور مضحکہ انگیز سمجھنے لگے ہیں۔ ان کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے یہ انقلاب احمدیت کی ایک نمایاں فتح ہے۔

عید میلاد النبیؐ

عید میلاد النبیؐ کا مبارک دن قریب ہے اس روز مسلمان عشق رسولؐ کے اظہار کا خاص طور پر اہتمام کیا کرتے ہیں امسال بھی طول وعرض ہند کے اکثر مقامات سے اجتماعات کی تیاریوں کی خبریں آرہی ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ مسلمان اس تقریب کو نہایت سنجیدگی وقار اور اتحاد سے منائیں۔ اس موقع پر جو غیر ضروری اور خلاف شریعت افعال کئے جاتے ہیں۔ ان کو بالکل ترک کر دیا جائے۔ ان کے بجائے مفید اجتماعات منعقد کئے جائیں۔ جن میں حضرت نبی کریمؐ کی پاک سیرت اور حضورؐ کے شاندار کارناموں کا بیان ہو۔ اس کے علاوہ اس روز سیرت نبویؐ کے متعلق ضروری لٹریچر بھی تقسیم کرنا چاہیئے۔ اجتماعات میں شرکت کی دعوت اور لٹریچر کی تقسیم کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ غیر مسلم بھائیوں کو بھی اس میں نہایت محبت اور خلوص کے ساتھ شریک کیا جائے جو روشن خیال اور وسیع القلب غیر مسلم حضرت نبی کریم کے متعلق نیک وصحیح خیالات رکھتے ہیں ان کو جلسوں میں ان خیالات کے اظہار کا موقع دیا جائے۔

عالمگیر اقتصادی کانفرنس

آج کل لندن میں عالمگیر اقتصادی کانفرنس کا اجلاس منعقد ہو رہا ہے ۶۷ ممالک کے نمائندے اس میں شریک ہیں کہا جاتا ہے کہ دور حاضرہ کی تاریخ میں سب سے بڑا نمائندہ اجتماع ہے۔ لیکن باخبر اصحاب اس کانفرنس کو ایک ناٹک سے زیادہ درجہ دینے کے لیئے تیار نہیں۔ انہوں نے اس کی یقینی ناکامی کی پیشگوئی کردی ہے۔ حالات اس پیشگوئی کے صحیح ہونے کا یقین دلاتے ہیں۔

ماہرین، جنگی قرضوں کو عالمگیر اقتصادی بدحالی کا بہت بڑا بلکہ سب سے بڑا سبب قرار دیتے ہیں۔ ارادہ تھا کہ کانفرنس میں اس مسئلہ پر پوری طرح غور وخوض کیا جائے۔ لیکن ایک ایسا معاملہ ہے جس میں مقروض اور قرضخواہ ممالک کے مفاد آپس میں ٹکراتے ہیں۔ امریکہ نے جو سب سے بڑا قرضخواہ ہے دھمکی دی کہ اگر اس معاملہ کو چھیڑا گیا تو وہ کانفرنس سے علیحدہ ہو جائے گا۔ یہ دھمکی سنکر سب سہم گئے۔ اور ارادہ ملتوی کردیا۔ اس کے ساتھ ہی کانفرنس کی کامیابی کی بیشتر توقعات ختم ہوگئیں۔ اس لیئے یقین کیا جاتا ہے کہ اس اجتماع کا حشر بھی تخفیف اسلحہ کانفرنس سے کچھ زیادہ مختلف نہ ہوگا۔

مصیبت کا اصل سبب

اگر تلاش کیا جائے تو اس مصیبت کا اصل سبب سود کے لالچ کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر فریقین کو قرض نہ ملتا تو جنگ یورپ کا سلسلہ اس قدر طول نہ پکڑتا امریکہ نے سود کے لالچ میں اتحادیوں کو دھڑا دھڑ قرض دیا۔ قرض لینے والوں نے حربی ضرورتوں کی مجبوریوں کی وجہ سے بغیر غور کے اس کی ہر ایک شرط قبول کرلی۔ اب یہی جنگی قرضے دنیا کی اقتصادی مشکلات کا سب سے بڑا سبب اور امن عالم کے لئے زبردست خطرہ ثابت ہو رہے ہیں۔ اسلام نے سود کو قطعی طور پر حرام قرار دیا ہے۔ یورپ مدتوں دین فطرت کے اس حکیمانہ قانون پر مذاق اڑاتا رہا۔ اس کو اپنے ترقی یافتہ اور سائنٹفک اقتصادی نظام پر بڑا غرور رہا۔ لیکن آج اس نظام سے پیدا شدہ مشکلات اس کے لئے وبال جان بنی ہوئی ہیں اس کے بہترین دماغ ان سے رہائی حاصل کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں لیکن کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ حالات اسلام کے حکیمانہ اقتصادی اصولوں کی فتح کا اعلان کر رہے ہیں غور کرنے والوں کے لئے اس میں بڑی بڑی عبرتیں اور بصیرتیں پوشیدہ ہیں۔

میاں صاحب کی گول مول باتیں

"الفضل" میں جناب میاں صاحب کی جو ڈائری شائع ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا کہ یکم جون کو آپ کے پاس ایک بزرگ تشریف لائے جو حضرت مسیح موعود سے دیرینہ اخلاص وعقیدت کے باوجود اب تک شامل سلسلہ نہیں ہوئے۔ وجہ دریافت کی گئی تو انہوں نے کہا کہ:-

"حضرت نبی کریم نے فرمایا کہ جو کلمہ پڑھے۔ نماز ادا کرے مسلمانوں کا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہو تو پھر ایسے شخص کو کسی اور وجہ سے کافر کہنا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے میں احمدیت میں داخل نہیں ہوا۔"

پہلے تو میاں صاحب نے مسلمانوں کو کافر کہنے کے حق میں اپنی عادت مستمرہ کے مطابق چند بے وزن اور بودی دلائل دیں۔ ..... جب معترض کی اس سے تسلی نہ ہوئی تو میاں صاحب نے فرمایا کہ:-

"آپ کے سلسلہ احمدیہ کے داخل ہونے میں یہ چیز روک نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ایسے بھی لوگ ہیں جو احمدی کہلاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکروں کو کافر نہیں سمجھتے آپ ان میں داخل ہو جائیں۔"

جناب میاں صاحب کے یہ گول مول الفاظ تشنہ تشریح ہیں۔ ہم جاننا چاہتے ہیں کہ میاں صاحب نے کن لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے؟ کیا وہ ان لوگوں کے عقیدہ کو صحیح سمجھتے ہیں؟ اگر صحیح سمجھتے ہیں تو ان کا اپنا عقیدہ اس کے برعکس کیوں ہے؟ اگر غلط سمجھتے ہیں تو پھر ایک مخلص بزرگ کو غلط عقیدہ قبول کر لینے کی تلقین کیوں کی گئی؟ امید ہے میاں صاحب یا انکے ڈائری نویس ان سوالات کا جلد جواب دینگے۔

بہرحال اس گفتگو سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اس اعتراض کا کہ منکرین حضرت مسیح موعود کو کافر کیوں کہا جاتا ہے میاں صاحب کے پاس اس کے سوا اور کوئی شافی جواب نہیں کہ وہ معترضین کو ایسے احمدیوں میں شامل ہونے کی تلقین کریں جو یہ عقیدہ نہیں رکھتے۔ کیا اس گفتگو سے میاں صاحب کے عقیدہ تکفیر المسلمین کی زبردست کمزوری واضح نہیں ہوتی! کاش وہ اس غلط عقیدہ کو ترک کر دیں۔ کیونکہ یہ احمدیت کی ترقی میں زبردست روک ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ڈلہوزی میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ نے اپنی کوٹھی "پروین" میں تقریباً دو ہفتہ سے درس قرآن شروع کر دیا ہے۔

— ہمارے انگریزی رسالہ مسلم ریوایو کی دوسری جلد کا دوسرا نمبر تیار ہو رہا ہے ہفتہ عشرہ کے اندر شائع ہو جائیگا اس نمبر میں متعدد بلند پایہ اور عالمانہ مضامین درج ہیں انگریزی داں احباب کو اس سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔

— میاں عبد الغنی صاحب آج کل چند مشکلات میں مبتلا اور طالب دعا ہیں۔

— جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب پی ایچ ڈی مبلغ جرمنی آج کل پنڈی گھیب میں مقیم ہیں۔ چند روز تک واپس سیالکوٹ تشریف لے جائیں گے۔

— جناب چودھری علی گوہر صاحب چک ۹ پنہار کے صاحبزادے مسٹر عزیز احمد صاحب نے امتحان ایل ایل بی (وکالت) میں کامیابی حاصل کی ہے۔ الحمد للہ۔ مبارکباد۔ چودھری صاحب نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔

— جناب چودھری احمد خاں صاحب سکرٹری جماعت چک ۳۶ نے حال ہی میں ایک مقدمہ میں کامیابی حاصل کی ہے (الحمد للہ۔ مبارکباد) اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطا فرمائے۔ (جزاک اللہ)

ظلی شریعت

اگر ظلی نبی، نبی ہوتا ہے تو ظلی شریعت، شریعت ہوئی

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

"ظل" کا زور

ہمارے لئے تو لائل پور خطرہ یونان ہے۔ ظل کا وہاں بہت زور ہے۔ ظلی مولوی فاضل لائل پوری صاحب کا **ظلی قبلہ** تو سب سن ہی چکے۔ اب ایک **ظلی شریعت** بھی سنو۔ یہ نکتہ بھی لائل پور سے ہی آیا ہے۔ ہمارے دوست جناب محمد فضل قادر صاحب کا دم سلامت رہے۔ ان کی چھیڑ چھاڑ محمودی بزرگوں سے چلی چلتی ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ کسی درخت کو جھڑ جھڑانے سے اس کے پھل پتے گرتے ہی رہتے ہیں۔ اسی طرح محمودی صاحبان کو پکڑ کر ہلاتے رہو تو ان میں سے ظلی نبوت۔ ظلی حج۔ ظلی قبلہ۔ ظلی شریعت کچھ نہ کچھ ضرور گرے گا۔ یہ ناممکن ہے کہ ان لوگوں کی سرکار میں حاضری کے بعد انسان خالی ہاتھ واپس آئے۔ کوئی نہ کوئی نیا شگوفہ ضرور ساتھ لائیگا

تازہ تحفہ

چنانچہ حال ہی میں جو بابو محمد فضل قادر صاحب تحفہ لائے ہیں وہ ہدیۂ ناظرین ہے۔ تحریر فرماتے ہیں:-

"میرا مشغلہ مولوی فاضل محمد نذیر اور ان کے چیلوں سے ہر وقت کا ہی ہے۔ ایک تازہ تحریر ایک محمودی مبلغ کی ارسال ہے۔ نیز میاں محمود احمد صاحب کے خطبۂ جمعہ کی عبارت بھی نقل کر رہا ہوں جن سے واضح ہوتا ہے کہ میاں صاحب اور ان کے مبلغ حضرت مسیح موعود کو صاحب شریعت نبی مانتے ہیں۔

قریشی محمد حنیف صاحب محمودی ۱۹۳۱ء میں قریباً چار ماہ تک لائل پور شہر و بیرونجات میں تبلیغی کام پر مقرر رہ چکے ہیں۔ کشمیر موومنٹ کے ایام میں شہر میں ان کے متعدد لیکچر ہوئے شاعری میں بھی ان کو دسترس ہے۔ پچھلے دنوں کسی پرائیویٹ کام کی وجہ سے اس جگہ آئے ہوئے تھے مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۳۱ء کو محلہ غلام باری پورہ کے بازار میں ملک عبدالقادر صاحب محمودی کی دکان کے سامنے کھڑے ہوئے دکاندار مذکور کو بظاہر مخاطب کر کے تین دفعہ ایک شعر پڑھا۔

قادیانی مولوی سے گفتگو

پہلے تو میں خاموش ہی رہا مگر جب میں نے یقین کر لیا کہ یہ مجھ کو ہی بار بار سنا کر سلسلۂ گفتگو شروع کرنے کے خیال سے پڑھا جا رہا ہے تب میں نے مخاطب کر کے سوال کیا۔

میں۔ مجھے اس شعر کے سننے سے یہ سمجھ آئی ہے کہ نبوت رحمت الٰہی ہے وہ بند نہیں ہو سکتی۔

مولوی محمد حنیف۔ بالکل صحیح ہے۔

میں۔ اگر نبوت رحمت ہے تو کیا شریعت رحمت ہے۔

مولوی۔ شریعت بھی رحمت ہے اور نبوت بھی۔

میں۔ اگر شریعت کی رحمت بند ہو سکتی ہے تو نبوت کی رحمت بھی بند ہو سکتی ہے۔ جو دلائل آپ کی طرف سے شریعت کے بند ہونے کے بارے میں دیئے جائیں گے۔ وہی دلائل بندہ نبوت کے بند ہونے کے متعلق پیش کر سکتا ہے۔

مولوی۔ **ہم کب کہتے ہیں کہ شریعت بند ہے جس قسم کی نبوت جاری ہے اسی قسم کی شریعت بھی جاری ہے۔**

میں۔ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ **جسطرح ظلی نبوت جاری ہے اسیطرح ظلی شریعت بھی جاری ہے۔**

مولوی۔ بے شک ہمارا یہی عقیدہ ہے۔

میں۔ مجھے یہ تحریر کر دیں۔

مولوی صاحب فوراً لکھنے کو آمادہ ہو گئے۔ مگر ملک عبدالقادر اور دیگر محمودیوں نے اسے منع کر دیا۔ کہ لکھکر نہ دینا یہ شائع کروا دیا کرتے ہیں۔ مولوی صاحب کچھ سوچ میں پڑ گئے۔ اور کہنے لگے کہ لکھ کر دینا مصلحت نہیں۔ میں نے اصرار کیا کہ اگر آپ میرے ساتھ سلسلۂ گفتگو شروع رکھنا چاہتے ہیں تو میں پہلے آپ کا یہ عقیدہ تحریر کروا لونگا اور بعد ازاں کوئی اور کلام کرونگا مسلمان کو اپنا عقیدہ لکھ کر دینے اور شائع کروانے میں کوئی حجاب نہیں ہونا چاہیے۔ تب ان مولوی صاحب نے یہ تحریر لکھدی۔ مگر اپنے ساتھیوں کے کہنے کی وجہ سے دو تین جگہ سے الفاظ کو کاٹ چھانٹ کر تحریر کو گول مول کرنے کی کوشش کی ہے۔ بہرحال تحریر پیش کرتا ہوں وھو ہذا:-

قادیانی مولوی کی تحریر

جس قسم کی نبوت جاری ہے اسی قسم کی شریعت جاری ہے۔ یعنے نبی کریم کی نبوت کے اندر جس طرح فیضان نبوت جاری ہیں۔ اسی طرح حضرت نبی کریم کی شریعت کے اندر قوانین شریعت جاری ہیں۔ یعنے جس طرح حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت نبی کریم کی نبوت سے منور ہو کر فیضان نبوت کو پھیلا رہے ہیں اسیطرح حضرت مسیح موعود حضرت نبی کریم کی شریعت سے منور ہو کر ان کی شریعت کو پھیلا رہے ہیں اور حضرت مسیح موعود کی نبوت چونکہ حضرت نبی کریم کی نبوت سے کوئی علیحدہ نبوت نہیں اسی طرح **حضرت مسیح موعود کی شریعت حضرت نبی کریم کی شریعت سے کوئی علیحدہ شریعت نہیں ہے۔** یہ میرا عقیدہ ہے۔ (۱۱-۵-۳۱)

(قریشی محمد حنیف احمدی لقاء خود تا زیری کی مبلغ)

یہ تو ہوا مرید کا عقیدہ۔ اب میں میاں محمود احمد صاحب کا خطبہ پیش کرتا ہوں۔ الفضل مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۲۴ء خطبہ جمعہ (جو میاں صاحب موصوف نے لندن جانے سے قبل بیان کیا تھا۔ میں نے اصل اخبار سے یہ مضمون نقل کیا ہوا ہے) فرماتے ہیں:

جناب میاں صاحب کا عقیدہ

"ایسے انسان شرعی ہوں یا غیر شرعی ایک ہی مقام پر ہوتے ہیں اگر کسی کو غیر شرعی کہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ کوئی نیا حکم نہیں لایا۔ **ورنہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ لائے۔** ہاں بعض نبی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں۔ پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم صلعم تشریعی نبی ہیں جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہیں جس کا یہ مطلب ہے کہ آپ پہلے قرآن نہیں لائے **ورنہ قرآن آپ بھی لائے۔** پھر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے۔ پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے۔ اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں **سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا** اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے۔ **اور کوئی نبی نہیں سوائے اس نبی کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔** اسی طرح رسول کریم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھایا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو کچھ نظر نہیں آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر قرآن کو بھی دیکھیگا تو اس کے لئے یہدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا بلکہ یضل من یشاء والا قرآن ہوگا۔"

شجر "ظلی" کا نیا پھل

میں اپنے دوست بابو محمد فضل قادر صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خلیفہ صاحب قادیان کا مذکورہ بالا حوالہ تو میں ۱۹۲۴ء میں ہی جب یہ خطبہ پڑھا گیا تھا۔ اخبار پیغام صلح میں نقل کر کے اس پر تنقید کر چکا ہوں۔ آپ کا اسے اب پھر از سر نو تحریر فرما دینا بہت خوب ہوا۔ احباب کی یاد پھر تازہ ہو جائے گی۔ لہذا اس کا شکریہ قبول فرمائیں۔ لیکن محمد حنیف صاحب قریشی کی تحریر ایک تازہ پھل ہے جو دراصل اسی **ظلی** کے درخت کو لگا ہے۔ جس کا بیج آجکل ملت محمودیہ کے باغ میں بڑے زور سے نشوونما پا رہا ہے۔ اور پھل پھول رہا ہے۔

گول مول تحریر

مولوی محمد حنیف صاحب نے جو تحریر لکھکر دی ہے۔ اسے گول مول کرنے کی انہوں نے بہت کوشش کی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ساری تحریر سوائے اوّل اور آخر کے **فقرے کے بے معنی ہو گئی ہے** بھلا اس کے کیا معنے ہوں گے کہ "نبی کریمؐ کی نبوت کے اندر جس طرح فیضان نبوت جاری ہیں اسی طرح حضرت نبی کریمؐ کی شریعت کے اندر قوانین شریعت جاری ہیں۔" "نبی کریمؐ کی نبوت کے اندر فیضان نبوت جاری ہونا"، اور "نبی کریمؐ کی شریعت کے اندر قوانین شریعت جاری ہونا" یہ دو فقرے ہیں جن کے معنے سمجھنا ہر ایک کا کام نہیں

اسی طرح یہ دو فقرے ہیں "حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ و السلام حضرت نبی کریمؐ کی نبوت سے منور ہو کر فیضان نبوت پھیلا رہے ہیں" اسی طرح حضرت مسیح موعود حضرت نبی کریمؐ کی شریعت سے منور ہو کر ان کی شریعت کو پھیلا رہے ہیں" ان فقروں کو سمجھنا بھی ہر ایک کا کام نہیں۔ ایک ناواقف مسلمان جو ملت محمودیہ کے عقائد کا علم نہیں رکھتا وہ تو ان مہمل فقروں کے معنے کھینچ تان کر سوائے اس کے اور کیا کرے گا کہ "نبی کریمؐ کی نبوت کے اندر فیضان نبوت جاری ہے۔ یعنے آپؐ کا روحانی فیض آپؐ کے متبعین میں جاری ہے اور حضرت نبی کریمؐ کی شریعت کے اندر قوانین شریعت جاری ہیں" کا مطلب یہ سمجھے گا کہ جہاں محمد رسول اللہ صلعم کی شریعت کی حکومت ہے وہاں قوانین شریعت جاری ہیں۔ یا آپ کی شریعت کے اندر استنباط و اجتہاد کرنا جائز ہے۔ اسی طرح "نبی کریمؐ کی نبوت سے منور ہو کر فیضان نبوت کو پھیلانا کے معنے یہ سمجھے گا کہ آپ کی نبوت سے منور ہو کر مومن تبلیغ رسالت کرتا رہتا ہے۔ اور آپؐ کی شریعت سے منور ہو کر ان کی شریعت کو پھیلانا" کے معنے یہ لے گا کہ مومن شریعت پر خود عمل کرتا اور دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

مبہم اور متشابہ فقروں کا حل

لیکن ایک واقف کار خوب سمجھتا ہے کہ ان گندم نما جوفروش فقروں کے نیچے اصل عقیدہ کیا پنہاں ہے۔ ان مبہم اور متشابہ فقروں کے حل کرنے کے لئے اس تحریر کا اول اور آخر کا فقرہ پڑھو:-

اول فقرہ - "جس قسم کی نبوت جاری ہے۔ اسی قسم کی شریعت جاری ہے"

آخر فقرہ - اسی طرح حضرت مسیح موعود کی شریعت بھی نبی کریمؐ کی شریعت سے کوئی علیحدہ شریعت نہیں۔"

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ یہ ہے اصل عقیدہ! جسے فقروں کی بھول بھلیوں میں پنہاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ "جس قسم کی نبوت جاری ہے اسی قسم کی شریعت جاری ہے" محمودیوں کے عقیدے کی رو سے جو نبوت جاری ہے وہ "ظلی نبوت" ہے۔ اور ان کے نزدیک "ظلی نبوت" کیا ہے وہی اصلی "نبوت" دونوں میں نفس نبوت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ صرف طریق حصول نبوت میں فرق ہے۔ لہذا کس قسم کی شریعت جاری ہوئی؟ ظاہر ہے کہ ظلی شریعت" اور ظلی شریعت کیا ہے؟ **اصل شریعت! دونوں میں نفس شریعت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہو سکتا**۔ صرف طریق حصول شریعت میں فرق ہوگا۔ اسی لئے آخری فقرہ کے لکھنے کی ضرورت بھی پیش آئی۔ کہ حضرت مسیح موعود کی شریعت بھی حضرت نبی کریمؐ کی شریعت سے کوئی علیحدہ شریعت نہیں"۔ گویا حضرت مسیح موعود کو شریعت ملی ضرور ہے لیکن چونکہ نبوت کی طرح یہ شریعت بھی نبی کریم صلعم کی اتباع سے ملی ہے اس لئے پہلی شریعت سے اسے علیحدہ نہیں کہہ سکتے۔ اسی میں شامل سمجھی جائے گی۔

یہود کا مسلک بھی یہی ہے

لیکن سوال یہ ہے کہ اس سے قبل انبیائے بنی اسرائیل کو بھی جو کچھ شریعت ملتی رہی وہ بھی کبھی حضرت موسیٰ کی شریعت سے علیحدہ نہیں سمجھی گئی اس لئے دونوں میں بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ سوائے اس کے کہ یہودیوں نے ناک براہ راست سامنے سے پکڑ لی اور محمودیوں نے گدی کے پیچھے سے ہاتھ لا کر ناک پکڑ لی۔ بات ایک ہی ہے دونوں ایک شارع نبی کے بعد شریعت کے اجرار کے قائل ہیں۔ دونوں جو شریعت بعد میں آتی رہی اسے پہلی شریعت سے علیحدہ نہیں سمجھتے بلکہ اس میں شامل سمجھتے ہیں۔ تو اتنے ایچ پیچ کی ضرورت کیا ہے۔

خلیفہ کی بہادری

معلوم ہوتا ہے مرید میں وہ حوصلہ نہیں ہوتا جو خلیفہ میں ہوتا ہے۔ اس لئے فقروں کے ایچ پیچ سے حق کو ملتبس اور اپنی ضمیر کو اور پبلک کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن خلیفہ بہادر ہوتا ہے وہ ایسی ایچ پیچ کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ مرید نے تو ڈرتے ڈرتے حضرت مرزا صاحب کو شریعت دے کر پھر شریعت محمدیہ میں سے شامل کر کے پردہ پوشی کرنی چاہی ہے۔ لیکن خلیفہ صاحب قادیان نے جو خطبہ جمعہ پڑھا تھا جس کی ۴ جولائی ۳۴ء کے الفضل میں اشاعت ہوئی تھی۔ اس میں یہ کمال کر دکھایا ہے کہ سارا قرآن ہی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے چھین کر حضرت مسیح موعود کو دیدیا ہے۔ ان کے یہ فقرے قابل غور ہیں۔ فرماتے ہیں:-

> "ورنہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ لائے ہاں بعض نئی شریعت لاتے ہیں اور بعض پہلی شریعت ہی دوبارہ لاتے ہیں۔ پس شرعی نبی کا مطلب یہ ہے کہ وہ پہلے کلام لائے۔ رسول کریم صلعم تشریعی نبی ہیں جس کا یہ مطلب ہے کہ وہ قرآن پہلے لائے اور حضرت مسیح موعود غیر تشریعی نبی ہیں جس کا یہ مطلب ہے کہ آپ **پہلے قرآن نہیں لائے۔ ورنہ قرآن آپ بھی لائے ہیں۔**"

غلو کی انتہا

یہاں تک تو پھر خیریت ہے۔ غلو کی صرف اتنی منزل طے ہوئی ہے کہ شریعت کے لحاظ سے تشریعی و غیر تشریعی نبی یعنے محمد رسول اللہ صلعم اور حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن اور مقام ایک ہی ہے **دونوں شریعت لائے ہیں**۔ صرف **پہلے** اور **پیچھے** کا فرق ہے قرآن محمد رسول اللہ بھی لائے اور حضرت مرزا صاحب بھی لائے۔ وہ پہلے لائے یہ پیچھے لائے۔ ابھی تک تو دونوں حامل قرآن ہیں۔ اب دیکھئے کہ یہ قرآن محمد رسول اللہ صلعم کے ہاتھ سے کس طرح چھینتا ہے ارشاد ہوتا ہے "اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا"۔ گویا محمد رسول اللہ صلعم والا قرآن گیا۔ اور حضرت مسیح موعود والا رہ گیا۔ یہ قرآن جواب موجود ہے یہ اب محمد رسول اللہ کا لایا ہوا قرآن نہیں سمجھا جائے گا بلکہ **حضرت مسیح** موعود کا لایا ہوا سمجھا جائیگا۔

"نبوت محمدیہ کا حشر"

پھر اتنا ہی نہیں خود محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت بھی مسیح موعود کی طفیلی بنا کر رکھدی ہے۔ فرماتے ہیں "اور کوئی نبی نہیں سوائے اس نبی کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے۔ اسی طرح رسول کریمؐ کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا۔ جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دکھایا جائے۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو کچھ نظر نہیں آئے گا"

دیکھا! یہ ہوتی ہے خلیفہ لوگوں کی جرأت! اب تک تو ہم یہ سمجھا کرتے تھے کہ ظل یا بروز کے طور پر اس شخص کو نبی کا نام یا لقب دیا جا سکتا ہے جس کے وجود کے آئینہ میں نبوت محمدیہ منعکس ہو۔ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت سے علیحدہ ہو کر کسی شخص میں کوئی نبوت منعکس نہیں ہو سکتی۔ یا خلیفہ صاحب کی زبان سے یہ ارشاد سن رہے ہیں کہ یہ سب غلط ہے۔ مسیح موعود کی نبوت کی روشنی میں محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت نظر آتی ہے۔ مسیح موعود کی نبوت سے الگ ہو کر دیکھو تو وہاں کچھ بھی نہیں۔" دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ وجود محمدی میں جب تک مسیح موعود کی نبوت کا انعکاس نہ ہو۔ وہاں نبوت نظر نہ آئے گی۔ گویا گنگا الٹی بہنے لگی۔ یہ تو ہوا نبوت محمدیہ کا حشر۔ کہ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت حضرت مسیح موعود کی نبوت کی طفیلی بنا دی گئی۔

قرآن کا حشر

لیکن محمد رسول اللہ والے قرآن کا جو حشر کیا ہے۔ وہ قابل عبرت ہے۔ فرماتے ہیں:-

> "اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو کچھ نظر نہیں آئے گا۔ ایسی صورت میں اگر قرآن کو بھی دیکھے گا تو اس کے لئے یہدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا بلکہ یضل من یشاء والا قرآن ہوگا۔"

یہ لیجئے! حضرت مسیح موعود سے شروع کر کے آج تک یضل من یشاء کے معنے پر جو بحثیں ہوا کیں جن میں یہ ثابت کیا جاتا رہا کہ قرآن کسی کو گمراہ نہیں کیا کرتا بلکہ انسان خود گمراہ ہوا کرتا ہے یا پھر گمراہ کرنے والا شیطان ہے۔ سب اکارت گئیں۔ خلیفہ صاحب نے سب کئے کرائے پر پانی پھیر کر محمد رسول اللہ صلعم کے لائے ہوئے قرآن کو آخر گمراہ کن قرار دے کر چھوڑا۔ اب کوئی ہدایت چاہتا ہے تو مسیح موعود کا لایا ہوا قرآن پڑھے۔ محمد رسول اللہ صلعم کا لایا ہوا قرآن پڑھو گے تو بجائے ہدایت کے ضلالت کا موجب ہو جائے گا۔

خلیفہ صاحب کے ارشادات کے نتائج

غور کرو سارے مرحلے تو طے ہو گئے۔ اب اور باقی کیا رہ گیا جو ٹہنیوں پر نام دھریں۔ کیا مفصلہ ذیل نتائج خلیفہ صاحب کے ارشادات سے نہیں نکلتے؟

(۱) "کوئی نبی نہیں ہو سکتا جو شریعت نہ لائے"۔ لہذا حضرت مرزا صاحب چونکہ **نبی ہیں اس لئے وہ بھی شریعت لائے**۔

(۲) حضرت مسیح موعود کو جو غیر تشریعی نبی کہا جاتا ہے۔ تو صرف اس لحاظ سے کہ "آپ پہلے قرآن نہیں لائے ورنہ قرآن آپ بھی لائے"

(۳) یہ جو قرآن آج کل دنیا میں ہے یہ اب محمد رسول اللہ صلعم کا لایا ہوا قرآن نہیں سمجھا جائے گا بلکہ **مسیح موعود کا لایا** ہوا قرآن سمجھا جائے گا۔ گویا قرآن اب **مسیح موعود** پر نازل شدہ کتاب ہے اور قرآنی شریعت **درحقیقت** اب مسیح موعود کی شریعت ہے۔

(مرید تو البشریٰ کو کتاب آسمانی بنا رہے تھے **خلیفہ صاحب** نے خود قرآن کریم کو محمد رسول اللہ صلعم سے **چھین کر حضرت** مسیح موعود کو دیدیا۔)

(۴) اب جو نبوت برسر حکومت ہے وہ مسیح موعود کی ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کو دیکھنا ہو تو **مسیح موعود کی نبوت** کی روشنی میں دیکھو۔ اس سے علیحدہ ہو کر دیکھو گے **تو وہاں** کچھ بھی نظر نہ آئے گا۔ گویا محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کا وجود اب حضرت مسیح موعود کی نبوت کے **صدقہ اور** طفیل میں رہ گیا ہے۔ ورنہ قصہ ختم ہو چکا ہے۔

(۵) قرآن اسی وقت تک ہدایت دے سکتا ہے **جب تک وہ** حضرت مسیح موعود کا لایا ہوا قرآن ہے۔ ورنہ **جو قرآن کہ محمد** رسول اللہ صلعم کا لایا ہوا ہے اس **بیچارہ کی نوبت تو یہاں** تک پہنچ چکی ہے کہ وہ اب بجائے **ہدایت کے موجب** ضلالت بن کر رہ گیا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲)

مخلصانہ مشوروں کو رد بھی کر دیا جائے۔ تو حضرت مجدد الف ثانی کا حوالہ حقیقت الوحی سے کس طرح چیل و باجائیگا۔ افسوس سیاق کلام پر غور نہیں کیا جاتا۔ ایک عبارت دیگر مقامات سے مخالف ہو جائے۔ تو پھر وہ جن خود مجدد صاحب کا حوالہ جو اس بحث میں فیصلہ کن ہے۔ اس پر التفات نہیں کیا جاتا۔ اور سب سے بڑھ کر غضب یہ کیا جاتا ہے۔ کہ حضرت کے کلام میں ناسخ منسوخ کا عقیدہ رائج کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ حقیقت النبوۃ کے صفحہ ۱۲۱ پر جناب میاں صاحب نے ارشاد فرمایا ہے:۔

"یہ بات ثابت ہے۔ کہ سال ۱۹۰۱ء کے پہلے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے"

بالآخر ہم اس مضمون کے خاتمہ پر ایک گذارش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ہمارے دوستوں کا خیال ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے سب سے آخری کتاب حقیقۃ الوحی اپنے دعوے نبوت کی تائید میں تحریر فرمائی ہے اور ہمارا اعتقاد ہے۔ کہ ابتدا سے اخیر تک۔ آپ کا ایک ہی دعوے مجددیت اور مسیح موعود کا رہا۔ اب اگر یہ کتاب دعوے نبوت کے اثبات کی غرض سے ہی لکھی گئی ہے۔ تو اس میں دعوے مجددیت کے اثبات کے دلائل اور نشانات کا ذکر کرنا تحصیل حاصل ہے۔ کیونکہ ہر اعلیٰ کے اندر ادنیٰ خود بخود موجود ہوتا ہے۔ مگر ناظرین حیران ہوں گے۔ کہ اس کتاب کے اندر یہ التزام پایا نہیں جاتا۔ بلکہ اگر بقول قادیانی حضرات دعوۓ نبوت کے دلائل دیئے گئے ہیں۔ تو دعوے مجددیت کے دلائل بھی اسی طرح موجود ہیں۔ ایک مخالف حیران ہوگا۔ کہ یہ شخص (یعنی مصنف) عجیب ہے۔ ہر دو دعاوی کیساں کرتا چلا جاتا ہے۔ ایک طرف دعوۓ نبوت کے متعلق وہی مقام ہے۔ جس کی تشریح کے لئے مضمون لکھا گیا ہے۔ دوسری طرف کتاب مذکور کے صفحہ ۱۹۳ سے دعوے مجددیت کے اثبات میں ہم صرف ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

(۱) سیا نشان ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا

(رواہ ابو داؤد)

یعنی خدا ہر ایک صدی پر اس امت کیلئے ایک شخص مبعوث فرمائیگا۔ جو اس کے لئے دین کو تازہ کریگا۔ اور اب اس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے۔ اور ممکن نہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو۔ اب اگر کوئی کہے۔ کہ اگر یہ حدیث صحیح ہے۔ تو بارہ صدیوں کے مجددوں کے نام بتلادیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ حدیث علمائے امت میں مسلم چلی آئی ہے۔ اب اگر میرے دعوے کے وقت اس حدیث کو وضعی بھی قرار دیا جائے۔ تو ان مولوی صاحبوں سے یہ بھی بعید ہے۔ بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض نے کسی دوسرے کے مجدد بنانے کی کوشش کی ہے پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں۔ تو انہوں نے دیانت سے کام نہیں لیا۔ اور ہمارے لئے یہ ضروری نہیں۔ کہ تمام مجددین کے نام ہمیں یاد ہوں۔ یہ علم محیط تو خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے ہمیں عالم الغیب ہونے کا دعوے نہیں مگر اسی قدر جو خدا تبلا دے۔ ماسوا اس کے یہ امت ایک بڑے حصہ دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ملک میں مجدد پیدا کرتی ہے۔ کبھی کسی ملک میں۔ پس خدا کے کاموں کا کون پورا علم رکھ سکتا ہے۔ اور کون اس کے غیب پر احاطہ کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو تبلاؤ کہ حضرت آدم سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک قوم میں کتنے نبی گذرے ہیں۔ اگر تم یہ تبلا دوگے تو ہم مجدد بھی تبلا دینگے۔ ظاہر ہے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں۔ یہود و نصاریٰ دونوں فریق اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے۔ اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو۔ مری پڑ رہی ہے۔ زلزلے آرہے ہیں۔ ہر قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں۔ پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں اور صلحاء اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے اور چودھویں صدی سے بھی تیس سال گذر گئے ہیں پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے۔ اور میں ہی ایک وہ شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعوے کیا۔ اور میں ہی ایک وہ شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس برس گذر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جسنے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا۔ پس جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر انہی صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے تب تک میرا یہ دعوے ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ میں ہی ہوں۔ زمانہ میں خدا نے تو تین رکھی ہیں ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے مسیح کو صلیب نے توڑا اور اس کو زخمی کیا تھا۔ اور آخری زمانہ میں یہ مقدر تھا کہ مسیح صلیب کو توڑے گا یعنے آسمانی نشانوں سے کفار کے عقیدے کو دنیا سے اٹھا دیگا عوض معاوضہ گلہ ندارد۔

اب احمدی دوست خواہ کسی گروہ سے تعلق رکھنے والے ہوں ان کے سامنے یہ سیدھا اور صاف راستہ موجود ہے کہ حقیقۃ الوحی کی اس موخر الذکر عبارت سے حضرت امام کو مجدد اور مسیح موعود تسلیم کریں اور آپ کی ہی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق جہاں کہیں آپ کی تصنیف میں لفظ نبی آپ کی نسبت استعمال ہو اسے محدث تسلیم کیا جائے۔ یہی راہ ہے جو تناقضات اور تعارضات۔ خرخشات اور خدشات سے مامون و مصئون ہے۔ دوسری راہ خطرات اور مصائب سے خالی نہیں ؎

من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

ضرورت ملازمین

(۱) سیالکوٹ میونسپل کمیٹی کو اپنے واٹر ورکس کے لئے ڈرائیور کی ضرورت ہے جو تیسرے درجہ کا انجنیری اور دوسرے درجہ کا بائلری کی سند رکھتا ہو۔ انجنوں کے چلانے۔ صفائی اور ضروری مرمت کا کام جانتا ہو۔ تنخواہ پچاس روپیے ماہوار ہے۔ درخواستیں معہ نقول اسناد ۳۰ رجون تک ایس ایم حسین صاحب سکرٹری میونسپل کمیٹی سیالکوٹ کے نام بھیجدی جائیں۔

(۲) ایک تجربہ کار اور لائق پی ایم کلرک کی تھرڈ گریڈ ملازمت کے لئے ضرورت ہے جو کم از کم انٹرنس پاس ہو بٹالین میں جو قوم موجود ہے اس قوم کا ہونا چاہیئے۔ اپنی دستخطی درخواستیں معہ نقول سندات بنام ایڈجوٹنٹ ۱/۱۴ ایف ایف رائفل جہلم۔ بھیجدی جائیں۔

(۳) رسول پاس اورسیر کی جسے بلڈنگ بنوانے کا تجربہ ہو چھ ماہ کے لئے کوہ مری میں ضرورت ہے۔ تنخواہ ۵۰ روپیہ ماہوار۔ درخواستیں معہ نقول سندات ۲۸ رجون تک راجہ کالا خاں گورنمنٹ کنٹرکٹر کوہ مری کے نام بھیجدی جائیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک چندۂ خاص

پر احباب جماعت کی صدائے لبیک

ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب دربند:۔ حضور کا والا نامہ دربارہ مطالبہ چندہ خاص موصول ہوا۔ حضور کا خاص مشکور ہوں۔ کہ خدمت دین کا ایسا موقعہ عنایت فرمایا ہے۔ رقم جو میرے ذمہ ڈالی گئی ہے محاسب صاحب کے نام بھیجدی گئی ہے۔

عطا الٰہی صاحب برنالہ:۔ حضور نے سید مسعود شاہ صاحب اور میرے ذمہ جو رقم ڈالی ہے وہ محاسب صدر انجمن کے نام منی آرڈر کردی ہے۔

مولوی عبد الستار صاحب ٹیری:۔ حضور کی اپیل موصول ہوئی۔ ماہ جولائی تک رقم بھیجدونگا۔ بصورت دیگر میرے تنخواہ بل سے وضع کرلی جائے۔

نور محمد خانصاحب ملتان:۔ اگرچہ حالات ایسے ہیں کہ مالی تکلیف ہے۔ مگر ارشاد حضور کے ماتحت جو کہ بالواسطہ ارشاد نبوی ہے رقم مقررہ جلد ارسال خزانہ انجمن کرونگا۔

غلام رسول صاحب پونچھ:۔ حضور کی مطبوعہ اپیل موصول ہوئی۔ رقم جو میرے ذمہ ڈالی گئی ہے آج محاسب صدر انجمن کے نام بھیجدی ہے۔ بقیہ رقم چندہ بھی انشاء اللہ عنقریب بھیجدونگا۔

عبد العزیز خاں صاحب ملتان:۔ حضور کا ارشاد یکم جون ۱۹۳۳ء موصول ہوا۔ میں اپنے لئے باعث فخر سمجھتا ہوں کہ حضور نے یاد فرمایا۔ رقم جو میرے ذمہ ڈالی گئی ہے اسی ہفتہ روانہ خدمت کرونگا۔

چودھری رحمت خاں صاحب بدر:۔ میرے ذمہ جو رقم حضور نے ڈالی ہے بصد خوشی اس تنخواہ پر ادا کردونگا۔

محمد تقی بیگ صاحب بٹالہ:۔ حضور کا عنایت نامہ ملا۔ حضور تو ہم مُردوں کو جگا جگا کر کھیر کھلاتے ہیں۔ مقررہ رقم محاسب صاحب کے نام عنقریب بھیجدونگا۔

مخدوم محمد اشرف صاحب شملہ:۔ حضور کی مطبوعہ اپیل موصول ہوئی۔ میرے ذمہ جو رقم ہے انشاء اللہ شروع جولائی میں ارسال کروں گا۔

ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لاہور:۔ حضور کی اپیل مورخہ یکم جون۔ کل بندہ کو ملی۔ میرے ذمہ ماہوار چندہ کا کوئی بقایا نہیں موجودہ نئی تحریک کے مطابق جو رقم میرے ذمہ ڈالی گئی ہے وہ تین ماہ میں ادا کرونگا۔ پہلی قسط آج داخل کردی گئی ہے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ دنیا کی محبت کو بکلی سرد کرکے ہر شئے قربان کرنے کی توفیق بخشے۔

ان سب مجاہدین اسلام کا بہت بہت شکریہ ادا کرنے کے بعد جو اس تحریک میں حصہ لے چکے ہیں۔ دوسرے احباب کو خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی ہے ان کی خاموشی سے بہت بڑے قومی نقصان کا اندیشہ ہے۔ جون کا مہینہ قریب الاختتام ہے احباب توجہ فرماویں۔ اس ماہ بیشتر حصہ تحریک کا وصول ہو جانا چاہیئے۔

(افسر تحصیل)

خبریں

ہندوستان

—— حکومت بہاولپور کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ ریاست کے ہندو مسلم شرفا کے ایک نمائندہ وفد نے حضور نواب صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مقامی ہندو سبھا کے ایجی ٹیشن میں بیرونی لوگوں کا ہاتھ ہے۔ اور ریاست کے ہندو مسلمانوں کو حکومت سے کوئی شکایت نہیں لہذا ان کی عاجزانہ گزارشات پر فوری توجہ فرمائی جائے۔

—— ارکان وفد کے رخصت ہو جانے پر حضور نواب صاحب نے ایک فرمان جاری کیا جس میں (۱) سیاسی قیدیوں کی رہائی (۲) تین ماہ کے لئے اجاروں کے متعلق ہدایات کا التوا، (۳) موجودہ مدت کے اختتام پر اجاروں کی تنسیخ (۴) بہاولپور میونسپلٹی میں آزمائشی طور پر انتخابی طریقہ کا رواج (۵) لوکل بار کا قیام۔ (۶) ایک ہندو وزیر کے تقرر پر غور۔ وغیرہ کا حکم صادر فرمایا۔ اس فرمان کی تعمیل میں تمام قیدی رہا ہو گئے۔ ہر طرف تاجدار بہاولپور کے خسروانہ عفو پر مسرت و اطمینان کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

—— دیوان سنگھ مفتون ایڈیٹر ریاست کے خلاف ریاست بھوپال کی طرف سے جو مقدمہ چل رہا تھا گزشتہ ہفتہ اس کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ ایڈیٹر مذکور کو قانون تحفظ والیان ریاست کے تحت تین سال قید سخت کی سزا ہوئی۔ جس کی اپیل کی جائے گی۔

—— حیدر آباد دکن ۲۴ رجون۔ ریزیڈنٹ بہادر کی الوداعی دعوت پر تقریر کرتے ہوئے اعلیحضرت حضور نظام نے فرمایا کہ برار پر میرے اقتدار کے تسلسل کا بندوبست ہو گیا ہے۔ ان الفاظ پر سیاسی حلقوں میں عجیب و غریب قیاس آرائیاں کی جا رہی ہیں۔

—— کلکتہ یونیورسٹی کے امتحان بی اے میں امسال ۸ نظر بند کامیاب ہوئے۔ جن میں دو خواتین بھی شامل ہیں۔

—— میرپور (ریاست کشمیر) میں فرقہ وارانہ فساد ہو گیا ہندوؤں نے تین مسجدوں کو آگ لگانے کی کوشش کی تھی۔

—— تاحال حکومت کشمیر نے شیر کشمیر شیخ محمد عبد اللہ کو رہا نہیں کیا۔ انکی رہائی کا زبردست مطالبہ ہو رہا ہے۔

—— گورنر سرحد، شملہ گئے ہیں۔

—— گاندھی جی کی صحت اب پہلے سے بہت اچھی ہے انہوں نے چلنا پھرنا شروع کر دیا ہے۔

—— باشندگان ریاستہائے ہند کی کانفرنس بصدارت مسٹر ان سی کیلکر ۲۲ راور ۲۳ رجون کو بمبئی میں منعقد ہو گی۔

—— لاہور ۲۵ رجون۔ کل یہاں سی آئی ڈی کے دو سپاہیوں نے ایک مسلمان دکاندار کو قتل کر دیا۔

—— روزنامہ "مدینہ" بجنور بند ہو گیا ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ الہ آباد، بجنور، مراد آباد کے اضلاع اور اجمیر، دہلی، جہلم۔ اور کلکتہ میں سخت بارش کی وجہ سے طغیانی آئی جس سے کافی نقصان ہوا۔

—— پنڈت مالویہ کی صحت تاحال خراب ہے ۲۵ رجون کو آپ نے ڈیرہ دون جیل میں پنڈت نہرو سے ملاقات کی۔

—— حکومت مدراس نے سرکاری ملازمین کو تحریک اچھوت ادھار میں حصہ لینے سے منع کر دیا ہے۔

ممالک خارجہ

—— لندن کے اسٹیشن اور بازاروں میں امیر فیصل شاہ عراق کا نہایت شاندار استقبال ہوا۔

—— حکومت جرمنی نے جرمن سوشلسٹ پارٹی کا قلع قمع کرنے کے لیے احکام نافذ کر دیئے ہیں۔ جرمن پارلیمنٹ فیڈرل پارلیمنٹ اور میونسپل کارپوریشنوں کے تمام سوشلسٹ ارکان سے ان کے اختیارات چھین لئے گئے ہیں۔ اس پارٹی کے تمام جلسے۔ اخبارات اور مطبوعات حکماً بند کر دیئے گئے ہیں۔ اس کی تمام جائداد ضبط کر لی گئی ہے۔

—— جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے ہندوستانی ارکان کمیٹی کی کارروائی سے کچھ مطمئن نہیں ہیں۔

—— سیام میں پھر انقلاب ہو گیا۔ لیکن کشت و خون یا اور کوئی ناگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ بادشاہ نے انقلاب پسند رہنما بھا لی پھول کو حکومت کا افسر اعلےٰ مقرر کیا ہے۔ چھ سابق وزرا میں سے تین برطرف کر دیئے گئے ہیں۔

—— عالمگیر اقتصادی کانفرنس کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت امریکہ کرنسی کے عارضی استحکامات کی تجویز سے سخت اختلاف کر رہی ہے۔

—— برلن ۲۲ رجون۔ ہر ہٹلر نے جرمنی بھر میں فشیسٹ جنگی افواج کو توڑ دینے کا حکم دے دیا ہے۔

—— تخت ہسپانیہ کے وارث شہزادہ اسٹروائس نے ایک معمولی خاندان کی لڑکی سے شادی کر لی ہے۔ شہزادہ قیاصرہ روم کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے شادی کی وجہ سے اس کے تمام شاہی حقوق سلب ہو گئے۔ اب شاہ الفانسو کا دوسرا بیٹا ڈان جیمی تخت کا وارث سمجھا جائے گا۔

—— حال میں مسولینی نے تجویز پیش کی ہے کہ آسٹریا اور ہنگری کو ملا کر ایک سلطنت بنا دیا جائے۔ اور آرک ڈیوک اولو کو اس جدید سلطنت کا تاجدار بنایا جائے۔

—— لندن ۲۶ رجون۔ چند روز تک ملک معظم لندن یونیورسٹی کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ اس تقریب پر متعدد اصحاب کو اعزازی ڈگریاں دی جائیں گی جن میں سر حسن سہروردی (کلکتہ) کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ آپ کی خدمت میں ڈاکٹر آف لا کی ڈگری پیش کی جائے گی۔

—— عالمگیر اقتصادی کانفرنس کے جرمن مندوب نے اخبارات میں ایک یادداشت شائع کرائی ہے جس میں درج ہے۔ کہ جرمنی کو افریقہ کی نوآبادیات واپس ملنی چاہئیں اس کے علاوہ اس کو نوآبادکاروں کے لئے دیگر قطعات بھی دیئے جائیں جو روس اور مشرقی یورپ میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔

—— حال ہی میں جاپان کے سابق وزیر اعظم کی ایک یادداشت کتابی صورت میں شائع ہوئی ہے جس کا زیادہ تر تعلق منچوریا منگولیا، چین اور امریکہ کی سیاسیات سے ہے۔ اس میں ... نے جنگ چین و جاپان کی ایک وجہ یہ بھی بتائی ہے کہ جاپان تمام ایشیا اور یورپ کو فتح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کیلئے چین کو فتح کرنا ضروری ہے اور فتح چین کیلئے منچوریا اور منگولیا کی تسخیر لازمی ہے۔

عالم اسلام

—— مصر کا محکمہ پرواز اسکندریہ اور قاہرہ کے فضائی اتصال کی سکیم کو عملی صورت دینے کی تیاری کر رہا ہے۔

—— ٹرکی میں اس خبر سے سخت ہیجان پیدا ہو گیا ہے کہ بلغاریہ میں ترکی شہدا کی قبروں کی بےحرمتی کی گئی ہے۔ ترک عوام نے انتقامی جذبات سے مغلوب ہو کر بلغاریوں کی قبروں کو مسمار کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ترک عمائدین نے ان کو باز رکھا۔

—— افغانستان میں فن قالین بافی اور قالینوں کی تجارت کو منظم کرنے اور ترقی دینے کے لئے ایک کمپنی قایم ہونے والی ہے۔ اس تجویز کے عمل میں آنے سے افغانستان میں قالین کی صنعت و تجارت اجتماعی حیثیت سے شروع ہو جائے گی۔

—— شیراز (ایران) میں پارچہ بافی کی ایک نئی کمپنی قایم ہوئی ہے جس کا سرمایہ دو لاکھ بیس ہزار پونڈ ہے۔

—— حکومت افغانستان نے صوبہ مزار اور صوبہ بدخشان کے درمیان جو سڑک تیار کرائی تھی اس پر موٹروں کی آمدورفت شروع ہو گئی ہے۔ پہلے یہ راستہ بہت دشوار گزار اور تکلیف دہ تھا۔ اس کو طے کرنے میں دو ہفتہ سے زائد عرصہ درکار ہوتا تھا۔ اب یہ سفر بہت قلیل عرصہ میں طے ہونے لگا ہے اور گزشتہ مشکلات بھی بہت بڑی حد تک دور ہو گئی ہیں۔

—— حجاز میں عنقریب "البنک العربی والملکی الممتاز" کے نام سے ایک اعلیٰ درجہ کا بنک قایم ہونے والا ہے۔ جس کے نصف حصے عباس حلمی پاشا سابق خدیو مصر اور باقی نصف حصے حکومت حجاز اور اس کی رعایا خریدے گی۔ اس کا تمام سرمایہ سونے کی شکل میں رکھا جائے گا۔ عہدہ داروں کا انتخاب و تقرر پاشائے موصوف کے اختیار میں ہو گا۔ حکومت حجاز کا وزیر مالیات اور بعض دوسرے اکابر حکومت کو بنک کے اجلاس میں ووٹ دینے کا اختیار ہو گا۔ امید ہے کہ یہ بنک قایم ہو کر جلد کاروبار شروع کر دے گا۔ سلطان ابن سعود نے اس کے متعلق فرمان جاری کر دیا ہے۔

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۹ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ جولائی ۱۹۳۳ء | نمبر ۳۷

قرآن کریم

(از حضرت مسیح موعودؑ)

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اس پہ آساں ہے

ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

اگر اقرار ہے تم کو خدا کی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

یہ کیسے پڑ گئے دل پر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو باز آؤ اگر کچھ خوف یزداں ہے

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم دوشنبہ ۹ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ | نمبر ۳۷

جناب حاجی محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی

ایک نیک اور قابل تقلید زندگی

دنیا میں ہر روز ہزاروں لاکھوں آدمی مرتے ہیں۔ لیکن ایکن بہت ہی کم ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنے پیچھے کوئی اچھی یاد چھوڑ جاتے ہیں۔ صفحۂ ارض پر ایسی ہستیاں شاذ ہی پیدا ہوتی ہیں۔ جو دوسروں کے لئے قابل تقلید اور باعث ہدایت ہوں۔ زمین کئی بار گردش کرتی ہے۔ آسمان بار بار چکر کاٹتا ہے۔ چاند اور سورج ہزاروں مرتبہ طلوع و غروب کا کھیل کھیلتے ہیں۔ تب کہیں ایک ایسی ہستی پیدا ہوتی ہے۔ تو پھر آپ قیاس کریں۔ اس قسم کے کسی بزرگ کی موت کتنا بڑا حادثہ اور کتنا بڑا قومی نقصان ہے۔ یہ لوگ انسانیت کی جان ہوتے ہیں۔ یقیناً انہی سے نوع انسانی کا شرف اور کائنات ارضی کا امن قائم ہے۔

ہماری جماعت کے محترم و لائق احترام بزرگ جناب حاجی محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی جن کی وفات ہمارے لئے ایک زبردست اور تازہ رنج اور بہت بڑا ملی نقصان ہے انہی لوگوں میں سے ایک تھے ان کی نیکی۔ ان کا اخلاق۔ ان کی اسلام اور احمدیت سے محبت۔ ان کا حضرت مسیح موعود سے عشق۔ ان کا تبلیغی شوق۔ ان کا بے پناہ جذبۂ ایثار۔ ان کا عزم و استقلال۔ ان کی جفاکشی۔ ان کی سادگی۔ غرضیکہ ان کی ہر ایک صفت لائق تعریف اور قابل تقلید ہے۔ آہ وہ تو خوبیوں اور نیکیوں کا مجسمہ تھے۔ ان کی زندگی کا ہر ایک پہلو ہمارے لئے درس ہدایت ہے۔ ہمارا ارادہ تھا۔ کہ مرحوم کے مفصل حالات زندگی "پیغام صلح" میں شائع کئے جائیں۔ ان کے فراہم کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ افسوس اس میں ہمیں تا حال پوری کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ اس لئے اس خواہش کو کسی دوسرے وقت پر ملتوی کرتے ہوئے ان کے متعلق ہمیں جو کچھ معلوم تھا۔ یا ہو سکا وہ درج ذیل کرتے ہیں۔ مرحوم روشنی کا ایک مینار تھے۔ ممکن ہے کہ اس مینار نور کی چند کرنیں ہی بہت سے لوگوں کے لئے باعث فلاح ہو جائیں۔

مرحوم ۱۸۵۵ء میں بمقام سیالکوٹ پیدا ہوئے۔ ایام طفولیت میں اس زمانے کے رواج کے مطابق آپ کی تعلیم مسجد کے ایک مکتب میں ہوئی۔ وہاں آپ نے قرآن شریف کے علاوہ اردو کی معمولی تعلیم بھی حاصل کی۔ بچپن کے زمانہ میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ اور آپ کو یتیمی کے مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ طبیعت میں جفاکشی اور استقلال بہت تھا۔ اور یہی صفت آپ کی ترقی کا ذریعہ بنی۔ تعلیم ختم ہونے کے بعد آپ نے گوجرانوالہ میں ایک ماہر فن درزی سے خیاطی کا کام سیکھا۔ اور کٹائی سلائی میں خوب ماہر ہو گئے۔ انہی ایام میں افغانستان کی جنگ شروع ہو گئی۔ اور آپ ایک پلٹن کے ہمراہ کابل تشریف لے گئے۔ وہاں اس قدر محنت اور ایمانداری سے کام کیا۔ کہ افسران بالا نے آپ کے حسن انتظام اور قابلیت سے خوش ہو کر درزی خانہ کا کام آپ کو دے دیا۔ اسی زمانہ میں آپ اپنی محنت اور حسن کارکردگی سے دو تین دوسری پلٹنوں کا کام حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو گئے۔ اسی سلسلہ میں آپ کو تمام ہندوستان کی سیاحت کا موقع ملا۔ ہندوستان کی تقریباً تمام چھاونیاں آپ نے دیکھیں۔ برما کی جنگوں میں بھی شریک ہوئے ۱۹۰۰ء میں عدن بھی تشریف لے گئے۔ بعد ازاں آپ نے اپنے حسن تدبر سے پلٹن کا سارا کام حاصل کر لیا۔ اور ۱۹۲۳ء تک پورے ۱۵ سال آپ پلٹنوں کا ٹھیکہ لیتے رہے۔

آپ کو حضرت مسیح موعود اور سلسلہ کے کاموں سے عشق تھا۔ حضرت صاحب کے پرانے خادموں میں سے تھے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ و دیگر بزرگان سلسلہ سے بھی بہت محبت تھی۔ بیعت کا سن افسوس معلوم نہ ہو سکا۔ بے انتہا مخیر تھے۔ سلسلہ کے کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر اور انتہائی مسرت سے حصہ لیتے۔ چندہ ماہوار نہایت باقاعدگی سے ادا کرتے۔ سلسلہ کی تقریباً ہر ایک تحریک مرحوم کے دست کرم کی شرمندۂ احسان ہے۔ اگر ان کو جماعت کا حاتم کہا جائے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ سلسلہ کے کاموں کے علاوہ دوسرے مفید اسلامی کاموں میں بھی شرکت فرماتے۔ انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کو بھی کافی مالی امداد دی۔ سلسلہ کی مخالفت کے ایام میں ہمیشہ بے نظیر استقلال اور ثابت قدمی سے کام لیتے۔ جو مرحوم کی قوت ایمانی کی دلیل ہے۔ تبلیغ کا بھی بے حد شوق تھا۔ صوم و صلوٰۃ کے پوری طرح پابند تھے۔ حضرت مسیح موعود کے تربیت یافتہ بزرگوں میں جو خوبیاں ہوتی ہیں۔ وہ مرحوم میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

محنت کے سخت عادی تھے۔ اسی وجہ سے اس قدر ترقی کی۔ دینی کاموں میں ایثار کرنے میں آپ کو خاص مسرت حاصل ہوتی تھی۔ حضرت امیر کی ہر ایک صدا پر سب سے پہلے لبیک کہنے کی کوشش کرتے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ کہ سلسلہ کے کسی کام کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ نے چندہ کی اپیل کی۔ جو ابتدا میں خوشحال و متمول احباب تک محدود رکھی گئی۔ اس وقت مرحوم نے معمولی طور پر خط لکھنے پر ایک گرانقدر رقم بھجوا دی لیکن بعد میں اس تحریک کو عام کر دیا گیا۔ اس وقت اس خیال سے کہ اس سے قبل حصہ لے چکے ہیں۔ آپ کو خط نہ لکھا گیا۔ لیکن مرحوم کی مخیر طبیعت نے اس کو گوارا نہ کیا۔ اور اس گلہ کے ساتھ کہ مجھے کیوں فراموش کر دیا گیا ہے۔ ایک معقول رقم بھجوا دی۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ہم سب نے ہی عہد کیا ہوا ہے۔ لیکن کتنے دلوں میں دینی کاموں کے لئے اس قسم کا جذبہ ایثار موجود ہے؟

مرحوم اول درجہ کے کنبہ پرور بھی تھے۔ اپنے عزیزوں رشتہ داروں کی ہمیشہ مختلف طریقوں پر امداد کیا کرتے تھے۔ دوست نوازی۔ وضع داری اور مہمان نوازی میں اپنی نظیر آپ تھے طبیعت میں سادگی حد سے زیادہ تھی۔ تصنع اور تکلف نام کو بھی نہ تھا۔ ہمارے اس حاتم کی ساری زندگی مندرجہ بالا صفات عالیہ کا مجموعہ ہے۔ انتقال کے قبل جو وصیت کی۔ اس میں دو ہزار روپیہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ پانچ صد روپیہ انجمن اسلامیہ سیالکوٹ دو ہزار روپیہ اپنی سات لڑکیوں۔ ایک ہزار روپیہ اپنے بھائی صاحب کو اور پانچ پانچ صد اپنی ہمشیرہ اور اہلیہ محترمہ کو دیا۔

یہ ہے۔ اس محترم بزرگ قوم کی زندگی کا مختصر خاکہ۔ ویسے تو اس کی ہر ایک بات قابل تقلید ہے۔ لیکن دو باتیں ایسی ہیں۔ جن پر ہم احباب سلسلہ خصوصاً نوجوانوں کو خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ کہ مرحوم بچپن ہی میں یتیم ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنی محنت سے اپنی دنیا آپ تعمیر کی۔ وہ کیریکٹر کی طاقت اور قوت بازو کے ذریعے ادنیٰ درجے سے اعلیٰ حیثیت پر پہنچ گئے۔ آج ہم سے کتنے ہی معمولی معمولی رکاوٹوں اور مشکلات کے آگے ہمت ہار دیتے ہیں۔ تن آسانی کے خوگر نوجوانوں کے لئے مرحوم کی زندگی خصوصیت سے مشعل ہدایت ہے۔ اس کے بعد دوسری بات جو پہلی بات سے بہت زیادہ قابل توجہ ہے۔ یہ ہے کہ مرحوم نے اپنی ساری زندگی میں ترقی دینے والے خدا کو بھی یاد رکھا۔ اور اس کے دین کی خدمت کو اپنا فرض سمجھا۔ اکثر لوگ صرف درد و کرب کے لمحوں اور مشکلات و مصائب کے ایام میں ہی خدا کو حقیقی معنوں میں یاد کرتے ہیں اطمینان فراغت کے دنوں میں بھول جاتے ہیں۔ دولت کا نشہ ان کو اندھا کر دیتا ہے۔ مصیبت کے بعد آرام و ترقی انسان کے لئے سخت روحانی و اخلاقی امتحان ہوتا ہے۔ سعید الفطرت اور نیک لوگ فراغت کے ایام میں مصیبت کے دنوں کی طرح ہی خدا کو یاد رکھتے ہیں۔ مرحوم نے ایسا ہی کیا۔ ہم میں سے ہر ایک کو ایسا ہی کرنا چاہئے۔

آخر پر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خداوند کریم مرحوم کی اولاد و عزیزوں تمام دوستوں اور ہر ایک فرد سلسلہ کو مرحوم کی نیک صفات کی تقلید کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

آریہ سماج کے آخری لمحے

"پرکاش" ۲۵ جون میں مشہور آریہ سماجی لیڈر پروفیسر رام دیو سابق گورنر گورو کل کانگڑی کا ایک پراز معلومات مضمون شائع ہوا ہے جس میں آریہ سماج کی اندرونی حالت پر بھی کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ آریہ سماجیوں میں عہدوں کے حصول کے لئے جو کشمکش ہوتی ہے اور اس سلسلہ میں جس جس قسم کی بے قاعدگیاں اور بے ایمانیاں روا رکھی جاتی ہیں اس کا نقشہ مضمون نگار نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچا ہے:۔

"آج ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سداچار کی ضروری شرط کو ڈھیلا کرنے کا بھیانک پرنیام یہ ہوا ہے کہ شتانش دینے کے آپ نیم کو پاؤں تلے روند کر اور غلط فارم بھر کر دھڑا دھڑ آریہ سبھاسد بنائے جاتے ہیں تاکہ خاص آدمی پردھان اور منتری چنے جاسکیں دھرم کا ادھار ستیہ پر ہے۔ لیکن بیسیوں آریہ سماج ایسے ہیں جن کے منتری اور پردھان آریہ پرتی ندھی سبھا کو فارم بھیجتے وقت جان بوجھ کر یہ غلط تحریری بیان دیتے ہیں کہ ہمارے سبھاسد اپنی آمدنی کا شتانش چندہ کے روپ میں دیتے ہیں۔ آریہ سبھینا کر تو یہ کی سجھیتا ہے نہ کہ ادھیکار کی۔ لیکن افسوس کہ اس سبھیتا کا سکہ ہمارے دل پر نہیں ہے۔ ہم میں بہت سے بھدر پرش ایسے ہیں جو کہ ادھیکاروں کے لئے دھرم۔ ایمان۔ اور راست بازی سبھی کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔"

خدا جانے "آریہ گزٹ" کے ارسطو کی نظر سے یہ الفاظ گزرے یا نہیں۔ جس سوسائٹی کی اخلاقی حالت اس قسم کی ہو اس کو روحانی طور پر مردہ نہیں تو آخری لمحوں پر ضرور کہنا پڑے گا۔ بہتر ہوتا کہ آریہ سماجی ارسطو ایک پاگل کی خرافات کا سہارا لیکر جماعت احمدیہ لاہور کے خلاف لغو مضامین لکھنے کی بجائے اپنے گھر کی خبر لیتا۔

اصولی رنگ میں موت

آریہ سماج اور اس کے ذمہ دار منتریوں اور پردھانوں کی اخلاقی حالت آپ اوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اگر اصولی طور پر بھی دیکھا جائے تو آریہ سماج دم توڑ رہا ہے۔ وہ اپنے بہت سے بنیادی عقائد اور اصولوں کو ترک کر چکا ہے۔ باقی کو رفتہ رفتہ ترک کرتا جا رہا ہے۔ نیوگ اس کا ایک مایہ ناز عقیدہ تھا لیکن آج آریہ سماجی اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی شرماتے ہیں۔ نکاح بیوگان اس کے نزدیک سراسر ناجائز تھا۔ آج اس پر اپوری طاقت سے زور دیا جا رہا ہے۔ اسی طرح ورن آشرم چھوت چھات وغیرہ کے مسائل ہیں۔ اور تو اور آریہ سماج میں ویدوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والے لوگ پیدا ہو چلے ہیں۔ ورثہ اور طلاق کا حق مانگنے والی عورتیں بھی میدان میں آچکی ہیں۔ اور وہ دن دور نہیں جبکہ آریہ سماجی حلقوں میں ویدوں کو ایشوری گیان تسلیم کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا جائے گا۔ "آریہ گزٹ" کے ارسطو کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ آریہ سماج کی زندگی کے نہیں بلکہ موت کے آثار ہیں آریہ سماج یقیناً اپنے عقائد اور اپنے اصولوں کے ساتھ زندہ نہیں رہ سکتا۔ حضرت مسیح موعود نے اس کی تباہی کی جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ رفتہ رفتہ پوری ہو رہی ہے۔ آریہ سماج کے ماضی کے آئینہ میں اس کا مستقبل صاف نظر آ رہا ہے۔

تحریک چندہ خاص

جیسا کہ اس سے قبل بھی متعدد مرتبہ بتلایا جا چکا ہے کہ امسال انجمن کو بعض غیر معمولی اخراجات برداشت کرنے پڑے۔ جن کی وجہ سے کچھ مالی مشکلات پیش آگئی ہیں ان کو دور کرنے کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے چندہ خاص کی اپیل کی جو کئی مہینے ہوئے مطبوعہ چٹھی کی صورت میں تمام احباب کی خدمت میں ارسال ہو چکی ہے۔ اس تحریک میں وہ جس اخلاص اور شوق سے حصہ لے رہے ہیں اس کی کیفیت بھی پیغام صلح میں شائع شدہ فہرستوں اور خطوط کے خلاصہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حصہ لینے والے تمام بھائیوں کو جن کو بجا طور پر مجاہدین اسلام کہا جانا چاہئے جزائے خیر دے۔ لیکن احباب کا ایک ایسا حصہ بھی ہے۔ جنھوں نے ابھی تک اس تحریک پر لبیک نہیں کہا ایسے دوستوں کو بہت جلد اپنا فرض ادا کرنا چاہئے۔ اس وقت جبکہ قوم بعض مشکلات میں مبتلا ہے۔ انہیں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو خاص طور پر یاد کرنا چاہئے۔ یہ الفاظ کہنے کے بعد ہمیں امید ہے کہ جن احباب نے اب تک کسی وجہ سے مذکورہ بالا تحریک پر لبیک نہیں کہا وہ اپنی ذاتی مشکلات کی پروا نہ کرتے ہوئے پہلی فرصت میں اس دینی وقومی فرض کو ادا کریں گے۔

اس کے علاوہ آنہ فنڈ اور بچت فنڈ کی طرف بھی توجہ بکار ہے یہ دونوں ایسی سہل تجاویز ہیں کہ کسی تکلیف کے بغیر چند سال کے عرصہ میں ایک معقول رقم جمع ہو سکتی ہے۔

اچھوتوں کیلئے اچھوت پروہت

"آریہ گزٹ" یکم جولائی میں دیانند دلت ادھار منڈل کی کارگزاری کی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ جس کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں۔

"ہریجنوں (اچھوتوں) میں پروہت کے طور پر کام کرنے کے لئے منڈل نے ہریجن ودیارتھیوں (طلباء) کے لئے ایک پروہت کلاس عارضی طور پر ہوشیارپور میں ماہ جنوری لغایت ماہ جون ۱۹۳۲ء تک جاری رکھی۔"

ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ اچھوت پروہت صرف اچھوتوں ہی میں کام کرسکیں گے۔ ہمیں تحقیقات پر یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ منڈل نے چند ہزار اچھوتوں کو سبز باغ دکھلا کر برائے نام آریہ بنا لیا تھا۔ لیکن کوئی راسخ العقیدہ ہندو پروہت ان کی تقریبوں میں شامل ہونے کا روادار نہیں ہے۔ اس دقت کو دور کرنے کے لئے چند اچھوت لڑکے حاصل کئے گئے اور ان کو چند منتر وغیرہ حفظ کرا کے . . . . . پروہت بنا دیا گیا یہ "اچھوت پروہت" صرف اچھوتوں میں کام کرسکیں گے۔ اونچی ذات کا کوئی ہندو ان کو اپنے پاس بھی نہ پھٹکنے دیگا۔ یہ ہے آریہ دھرم اور اچھوتوں کے ہمدرد حامیوں کی شان مساوات واخوت۔

دراصل بات یہ ہے کہ ہندو قوم اور ہندو دھرم اچھوتوں سے کوئی بہتر سلوک کرنے کی قابلیت ہی نہیں رکھتا اچھوت ادھار کا سارا شور سیاسی اغراض کا نتیجہ ہے یہ شرف وخوبی صرف اسلام ہی میں ہے۔ کسی اچھوت نے کلمہ پڑھا اور معاً باقی مسلمانوں کا ہم رتبہ ہو گیا۔

وہابی معمار کی بنائی ہوئی دیوار کج

وہابی مذہب کی دیواریں کچھ ایسی کچی اینٹوں اور گندے گارے سے بنائی گئی ہیں کہ اس کا کوئی زاویہ صحیح نہیں بیٹھتا امرتسر کا وہابی معمار ایک طرف سے درست کرتا ہے تو دوسری طرف کجی نکل آتی ہے۔ بیچارہ حیران ہے کہ آخر یہ کچی اینٹوں اور گندے گارے سے بنی ہوئی دیوار کب تک قایم رہ سکیگی ایک طرف روپڑ اور سوہدرہ کے وہابی امرتسری دیوار کو اکھاڑنے پر تلے ہوئے ہیں جس کی مرمت پر امرتسری معمار اور لاہور کا وہابی حافظ معہ اپنے چیلوں کے زور لگا رہے ہیں۔ دوسری طرف امرتسری وہابی اول الذکر وہابیوں کی کوک شاستری دیواروں کو گرانے میں مصروف ہے۔ لیکن وہابی معمار ابھی آخری فیصلہ کا منتظر ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ جونہی فریقین میدان مقابلہ میں آئے۔ ان میں سے ایک فریق فوراً ہتھیار ڈالدے گا۔

دوسروں کا آخری فیصلہ دیکھنے سے قبل وہابی معمار کو اپنی جماعت کے آخری فیصلہ کا انتظار کرنا چاہئے جماعت احمدیہ کے ساتھ تو فیصلہ نہایت آسان ہے۔ کہ ملاکسی کی بیٹی کے حضرت مسیح موعود کا پورا اشتہار معہ امرتسری بدزبان کے جواب کے اپنے اخبار میں شائع کردیں تاکہ دنیا کے سامنے طرفین کے بیانات آجائیں۔ جس پر وہ کوئی فیصلہ دے سکیں۔ لیکن اتنی جرأت وہابیوں میں کہاں کہ حقیقت سے لوگوں کو باخبر ہونے دیں۔

وہابی دنگل

امرتسری اور روپڑی وہابی میں خوب رسہ کشی ہو رہی ہے۔ موخر الذکر باوجود حافظ ہونے کے اول الذکر سے بدزبانی میں بازی لیجانا چاہتا ہے۔ اس کی اس بدمذاقی کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ امرتسری وہابی اس کے معارف قرآن کو کوک شاستر کے نام سے منسوب کرتا ہے۔ روپڑی وہابی کے ساتھ سوہدرہ کا نیا بدزبان وہابی بھی شامل ہے۔ لیکن میدان مقابلہ میں ان کو آنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ بہتر ہوتا۔ کہ لاہور کا بدزبان وہابی حافظ اس مناظرہ کا مرکز بجائے بٹالہ کے لاہور تجویز کرتا۔ تاکہ تعلیم یافتہ طبقہ ان کے معارف قرآن یا بقول امرتسری وہابی کوک شاستر سے روشناس ہو جاتا۔ ہمیں یقین نہیں کہ روپڑی اور سوہدروی بدزبان میدان مقابلہ میں امرتسری بدزبان کے سامنے آجائیں۔ جو اس فن کا پرانا ماہر اور ان کا استاد ہے۔ کیسا زمانہ آگیا ہے۔ کہ شاگردان نارشید اپنے استاد کے مقابل کھڑے ہو گئے ہیں۔ بہرحال

رسالہ معارف کی غیر عارفانہ تنقید

غیر مدلل دعویٰ بے معنی اعتراضات

(از جناب مولانا احمد صاحب)

معارف کی تنقید کا اصل مقصد

معارف نمبر ۴ جلد ۳۱ - میں "مطبوعات جدیدہ" کے ماتحت مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی دو کتابوں "علم کلام مرزا" اور "عجائبات مرزا" پر ریویو کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود مجدد صدی چہاردہم پر تنقید کی گئی ہے - اور بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصد حضرت مسیح موعود پر تنقید کرنا ہے اور اس کا ذریعہ مولوی صاحب موصوف کی دو کتابیں بنایا گیا ہے -

تنقید کا ایک ایک لفظ قابل تنقید ہے

حضرت مسیح موعود اور آپ کی تصنیفات پر جو تنقید کی گئی ہے اس کا ایک ایک لفظ قابل تنقید ہے - اور کیوں نہ ہو جبکہ تنقید کا آئینہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی تصنیفات ہیں مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے اخبار کی شہادت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے بارے میں ان کو قرآن کریم کی آیت ولا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ ان لا تعدلوا - پر کبھی بھی عمل کرنے کی توفیق نہیں ملی - ان کو حضرت مسیح موعود کی تصنیفات میں مرد بیمار کی طرح غلط پہلو ہی نظر آتا ہے - اور وہ ان کی تصنیفات کو صرف ایک آنکھ سے ہی مطالعہ کرتے رہتے ہیں - جو تعصب اور حسد کی آنکھ ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان کو حضرت مسیح موعود کی تصنیفات میں کوئی صحیح بات نظر نہ آئے -

اس کے علاوہ مولوی صاحب کو چونکہ حضرت صاحب کی تصنیفات کا کافی مطالعہ ہے اس لئے وہ ان میں تحریف کرکے ناواقفوں کی آنکھوں پر پردہ ڈالنے اور ان کو دھوکہ دینے میں پوری مہارت رکھتے ہیں - اور ان کی کتابوں پر بے خبر اور سادہ لوح بغیر کسی تنقید اور تحقیق کے ایمان لے آتے ہیں اور حضرت صاحب کے متعلق ناجائز تقلید کی وجہ سے دل میں غلط خیال قایم کر لیتے ہیں -

اعتراض اور نکتہ چینی کی بیماری

اعتراض اور نکتہ چینی کی بیماری ایسی ہے کہ وہ ہمیشہ حق شناسی کے لئے سد راہ ہوتی ہے - اور جو بھی خدا کی طرف سے آیا سب سے زیادہ نکتہ چینی اسی پر ہوتی ہے - اور جب سید الاولین والآخرین پر تنقید اور نکتہ چینی کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے تو آپ کے ایک غلام اور آپ کے باغ کے ایک پھل پر کیوں نکتہ چینی نہ ہو؟ کسی نبی اور مجدد کو کبھی بھی سب لوگوں نے نہیں مانا - اور ہر ایک پر نکتہ چینی ہوئی - اور زیادہ نکتہ چینی علوم رسمیہ کے علماء اور ظاہر پرستوں - لفظ پرستوں نے کی - اور مخالفت بھی انہوں نے زیادہ کی اور نعمت الٰہی سے زیادہ محروم بھی یہی ہوئے -

حضرت مسیح ابن مریم بنی اسرائیل کے آخری نبی تھے ان کے ساتھ جو سلوک ہوا اس کا تجربہ سب سے زیادہ فقیہوں اور فریسیوں کو حاصل ہوا - انہوں نے ان کا تمسخر اڑایا - ان کو ستایا مخالفت کی اور نعمت الٰہی سے محروم ہوئے ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ کے مصداق ہوئے اور لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علیٰ لسان داؤد وعیسی ابن مریم کے مستحق ہوئے - ہمارے حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے زمانہ میں تین بڑی قومیں آپ کے سامنے تھیں - عرب کی وحشی قوم - یہود جو تین قبیلوں میں تقسیم شدہ تھے بنو قینقاع - بنو نضیر - بنو قریظہ - اور عیسائی عرب ایک جاہل قوم تھے - ان میں کتب سماوی کے وارث اور علماء نہ تھے - یہ ایک بت پرست وحشی قوم تھی - لیکن نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی قریباً ساری قوم حلقہ بگوش اسلام ہوئی - اور انہوں نے ہی اسلام کی وہ خدمات کیں جن پر تاریخ اسلامی تا قیامت فخر کرتی رہے گی - یہود اور نصاریٰ میں علماء اور وارثان کتب سماوی موجود تھے - اور نبی کریم کے متعلق ان کی کتابوں میں جو پیشگوئیاں تھیں ان کا علم وہ رکھتے تھے لیکن وہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم کے باوجود وہ نعمت الٰہی سے خود بھی محروم ہوئے اور اپنی قوم کو بھی محروم رکھا استثنا ہر جگہ ہوتی ہے لیکن عام حالت یہی تھی - کہ وہ خوار ہوئے ذلیل ہوئے مغلوب ہوئے - جلا وطن ہوئے - لیکن انہوں نے کفر عناد کی وجہ سے حق کو قبول نہیں کیا -

مخالفت بسا اوقات صداقت کی دلیل ہوتی ہے

اس سے میرا مطلب یہ ہے کہ علماء وقت کی مخالفت کسی نبی رسول - مامور - مجدد - کی صداقت پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتی بلکہ بسا اوقات سنت قدیمہ کو سامنے رکھکر یہی مخالفت ان کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے - اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فلما جاءھم رسلھم بالبینٰت فرحوا بما عندھم من العلم - جب ان کے رسول ان کے پاس روشن دلائل لائے تو وہ اس علم پر نازاں ہوئے جو ان کے پاس تھا -

(سورہ مومن رکوع ۹)

اور اس اصول کی بنا پر مولوی ثناء اللہ صاحب یا کسی اور مولوی صاحب کی مخالفت ہمارے لئے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی ایک روشن دلیل ہے - کیونکہ مولویوں کی مخالفت سنت قدیمہ ہے -

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

میں نے لکھا ہے کہ نکتہ چینی سے کوئی نبی یا مامور نہیں بچا لیکن سوال یہ ہے کہ اہل حق اور اہل باطل دونوں پر اعتراض ہوتے ہیں تو اہل حق کو اہل باطل سے کس طرح الگ کیا جائے اس کا جواب یہ ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے - حضرت مرزا صاحب کی تعلیم اور مشن نے مسلم اور غیر مسلموں کے دلوں میں اسلام کی عزت پیدا کی - قرآن کریم کی عزت پیدا کی - محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت پیدا کی - صحابہ کرام کی عزت پیدا کی عیسائیت کی عمارت کو متزلزل کر دیا - عیسائیت کے مرکز میں توحید کا علم بلند کیا - تثلیث کے مرکزوں میں اللہ اکبر کا نعرہ لگایا یورپ کو اسلام کے روشن چہرے سے روشناس کرایا - اور ان کے دلوں میں اسلام کے مطالعہ کی تڑپ پیدا کی - جس کی وجہ سے ان میں سے بڑی بڑی ہستیاں اسلام کی حلقہ بگوش ہوتی جا رہی ہیں - گو تعصب کے اندھوں کو نظر نہیں آتیں - یورپ میں مسجدیں بنوائیں اور انہیں مسجدوں کو توحید کی تبلیغ کا مرکز بنایا - اور صرف یورپ ہی حضرت مرزا صاحب کی تعلیم اور مشن سے منور ہو رہا ہے بلکہ یہاں ہندوستان میں بھی انگریزی تعلیم کی وجہ سے جو دہریت اور لا مذہبیت کی رو چل رہی ہے بحیثیت جماعت اس کا مقابلہ بھی حضرت مرزا صاحب کا مشن ہی کر رہا ہے

انصاف کا تقاضا

اس کے بالمقابل ساری اسلامی دنیا کو چھان مارو کیا کسی کو کوئی جماعت نظر آتی ہے - جو مذہبی رنگ میں اسلام کی وہ خدمات انجام دے رہی ہو جو حضرت مرزا صاحب کی جماعت کر رہی ہے - اور ان کو وہ کامیابی نصیب ہوئی ہو جو مرزا صاحب کی جماعت کو نصیب ہوئی - اگر نظر نہیں آتی اور ہرگز ایسی جماعت صفحہ ہستی پر موجود نہیں تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ یہ خدمات حضرت مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل ہیں -

دو عظیم الشان ہستیاں

جاؤ اور زمین کے چپہ چپہ میں تلاش کرو اور حضرت مولانا محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم جیسے اہل قلم ڈھونڈو جن کی قلم اور زبان نے عیسائیت کے مقابلہ میں وہ جوہر دکھائے کہ اس کی تعلیم کو پاش پاش کرکے اسلام کی وہ عزت قایم کی اور مسلمانوں پر وہ احسان کیا کہ اگر وہ احسان فراموش نہوں اور ھل جزاء الاحسان الا الاحسان پر عمل کرنے والے ہوں تو وہ اس کا بدلہ تا قیامت ادا نہیں کر سکتے ان دو بزرگوں نے مذہبی دنیا میں اسلام کی وہ قلمی اور علمی خدمات کیں جن کے اعتراف سے علما کی زبان اور قلم اگر قاصر ہیں تو مسلمانوں کے عقلا کا طبقہ اور عیسائی مشنری اور اہل قلم حضرات کا طبقہ بغیر کسی بخل اور حسد کے اس حقیقت کا اظہار اخباروں رسالوں اور تقریروں میں کر رہا ہے - بتاؤ یہ دو عظیم الشان ہستیاں جن کی قدر آنے والی نسل اور آئندہ تاریخ موجودہ کی نسبت زیادہ کرے گی، کس درخت کے پھل ہیں؟ کس نے انہیں مذہبی دنیا کا پہلوان بنایا - کس نے ان کے دلوں میں اسلامی خدمات کی تڑپ پیدا کی؟ کس نے ان کے دلوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جذبہ پیدا کیا؟ اگر یہ دونوں بزرگ دنیوی فیلڈ میں جاتے تو آج کافی دولت کے مالک ہوتے اور دنیاوی رئیسوں میں ان کا نام بھی ممتاز نظر آتا - لیکن مجدد وقت نے اپنی قوت قدسی کی وجہ سے ان دونوں بزرگوں کو دنیوی میدان سے نکال کر مذہبی دنیا کا مجاہد بنا دیا - اور ان دو بزرگوں پر کیا انحصار ہے - میں نے ان دونوں بزرگوں کا نام ان کے کمال شہرت کی وجہ سے لیا ہے - ورنہ جماعت میں اور بہت سی قابل قدر ہستیاں ہیں جنہوں نے بے نظیر مالی اور علمی خدمات انجام دی ہیں - اور انہی کی ان خدمات سے جماعت کا کام چل رہا ہے

پس اگر یہ مقولہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ یہ پھل اس مبارک درخت کا ہے جس کا نام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہے - اور جسے ہم اس صدی کا مجدد اور مسیح موعود تسلیم کرتے ہیں - کیونکہ ہم کو اور کوئی شخص نظر نہیں آتا جس نے مجدد کا دعوےٰ اس صدی میں کیا ہو اور

اسلام کی وہ خدمات کی ہوں جو حضرت مرزا صاحب نے کیں۔ اس کے بالمقابل مولوی ثناء اللہ صاحب یا کسی اور کی بن بناہٹ قابل التفات نہیں۔

معارف کی تنقید پر اجمالی نظر

اب میں معارف کی تنقید پر مختصر طور سے نظر ڈالتا ہوں۔ کہ وہ کہاں تک صحت پر مبنی ہے۔ معارف لکھتا ہے کہ:-

"مرزا صاحب . . . . بسیار نویس تھے۔ اور اپنی تحریروں میں بڑے بڑے اصول بنالنے کے خوگر تھے ان کے وہ اصول محض ہنگامی اور وقتی ہوتے۔ جب کسی دوسرے مدعا کے اثبات کا وقت آتا وہ فراموش ہوجاتے۔ نئے اصول مدون ہوتے جو ممکن تھا پہلے اصولوں کے برعکس ہوں۔ اس لئے مرزا صاحب کی تصنیفات کا بڑا حصہ محض شاعرانہ بلکہ ذاتی مفروضات فرضی دلائل اور کہیں لفظی ضلع جگت پر مبنی ہے اس کا بہترین نمونہ براہین احمدیہ ہے۔ اسطرح نظر آتا ہے کہ وہ غیر محتاط حوالوں کے دینے میں جری تھے۔"

معارف کی تنقید صحیح نہیں

معارف کی یہ تنقید کئی وجوہ سے صحیح نہیں۔

(۱) یہ کہ اپنی اس غیر ذمہ دارانہ تنقید کے لئے براہین احمدیہ میں سے کوئی مثال پیش نہیں کی۔ کہ اس میں شاعرانہ فرضی دلائل، ذاتی مفروضات کا کونسا حصہ ہے اس کے بغیر کس طرح اس تنقید پر اعتبار کیا جاسکتا ہے اور یہ کیوں نہ سمجھ لیا جائے کہ معارف کی یہ تنقید شاعرانہ خیالات اور ذاتی مفروضات اور فرضی باتوں پر مبنی ہے۔

(۲) یہ کہ جماعت احمدیہ کا بہت سا حصہ تعلیم یافتہ ہے اور غیر تعلیم یافتہ افراد بہت کم ہیں۔ اور انہوں نے براہین احمدیہ کو بحیثیت مجموعی اعلیٰ تصنیفات میں سے سمجھا ہے اور احمدی ہونے سے پہلے عموماً اس کتاب کو تنقیدی نگاہ سے پڑھتے ہیں۔ اور یہی کتاب احمدیت کے مطالعہ کے لئے مشعل راہ ہو جاتی ہے۔ اور اسی کو پڑھکر حضرت مرزا صاحب کی نسبت ان کو حسن ظن پیدا ہوجاتا ہے۔ اس کے بالمقابل وہ تنقید جو مولوی ثناء اللہ صاحب کی تصنیفات کی بناء پر کی جائے۔ جن کی عمر فریب۔ دھوکہ اور تحریف میں خرچ ہوئی ہو قابل التفات نہیں ہے۔

(۳) حضرت مرزا صاحب کی تصنیفات کے عالم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مذہبی میدانوں میں فتحیاب اور کامیاب ہوتے ہیں۔ عیسائیت اور آریہ سماج کے مقابلہ میں سرخرو ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے اسلام کی عزت پیدا ہوتی ہے۔ شاعرانہ تخیلات۔ ذاتی مفروضات اور فرضی دلائل کا یہ اثر نہیں ہوتا۔ حضرت مرزا صاحب کے پیرو یورپ میں جاکر اسلام کی تبلیغ میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ان کی تصنیفات کو یورپ اور ایشیا، افریقہ کے لوگ پڑھکر حلقہ بگوش اسلام ہوتے ہیں۔ کیا یہ فرضی دلائل اور شاعرانہ تخیل کا نتیجہ ہے۔ افسوس ہے کہ کیوں حق بات کی تسلیم کے لئے سینے نہیں کھلتے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی خدمات کا اعتراف نہ کرکے ایک بہت بڑے محسن کا کفران کرتے ہیں۔

مولوی محمد حسین صاحب کا ریویو

(۴) جب براہین احمدیہ شائع ہوئی تو اہلحدیث کے سردار اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے۔ استاد مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اس پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں ہے۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔ ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب کا پتہ دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ وبرہمو سماج کا اس زور وشور سے مقابلہ پایا جاتا ہو۔ اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کریں جنھوں نے اسلام کی نصرت مالی وجانی وقلمی ولسانی کے علاوہ حالی نصرت کا بیڑا بھی اٹھایا ہو۔ اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعویٰ کیا ہو کہ جس کو الہام کا شک ہو وہ ہمارے پاس آکر اس کا تجربہ ومشاہدہ کرلے اور اس تجربہ ومشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو۔

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷ ۱۸۸۴ء جون تا نومبر ۱۸۸۴ء)

مولوی محمد حسین صاحب کا یہ ریویو اس وقت کا ہے جب حضرت مرزا صاحب کے خلاف بغض وعداوت کے جذبات ابھی تک دلوں میں موجود نہ تھے۔ اور ان جذبات سے خالی الذہن ہوکر انہوں نے براہین احمدیہ کے متعلق یہ رائے ظاہر کی اور ان کی یہ شہادت مولوی ثناء اللہ صاحب کی رائے سے اہل انصاف کے نزدیک زیادہ قابل وقعت اور قابل قبول ہے۔ کیونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کا رویہ حضرت مرزا صاحب کی نسبت لیس علینا فی الامیین سبیل" کی طرح ہے۔ اور انہوں نے اپنے ذمہ یہ فرض عائد کیا ہے کہ بلا تمیز جائز وناجائز حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کریں۔

پھر معارف لکھتا ہے:-

"ہاں ایک طریقہ استدلال ایسا ہے جس کو مرزا صاحب نے استعمال کیا کہ اسلام اس لئے بہتر مذہب ہے کہ ان جیسا شخص اس میں پیدا ہوا۔ وہ فلاں پیشگوئی کرتے ہیں جو صدق وکذب کی نشانی ہوگی۔ پھر یہ کہ وہ پیشگوئی صحیح ہو یا غلط اس پر مباحث اور سوال وجواب کا سلسلہ چلتا۔"

اپنے عقیدہ کو پردہ میں رکھ کر تنقید کرنا بزدلی ہے

تنقید کرنے والے عموماً ایسے ہوتے ہیں کہ صاف الفاظ میں اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرتے کہ آیا امت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکالمہ کا سلسلہ جاری ہے یا نہیں۔ جس طرح اگلی امتوں میں مکالمہ الٰہیہ کا سلسلہ عورتوں کے ساتھ بھی جاری تھا جس کی شہادت قرآن کریم دے رہا ہے۔ اور اپنے عقیدہ کو پردہ میں رکھکر تنقید کرنا شروع کردیتے ہیں جو بزدلوں کا کام ہے حضرت مرزا صاحب نے ببانگ دہل یہ اعلان کیا کہ اسلام سچا مذہب ہے اور باقی مروجہ مذاہب غلط ہیں یا ناقص ہیں اور ان کے پیرؤوں سے اللہ تعالیٰ کا مکالمہ بند ہے۔ صرف پیروان مذہب اسلام کی ہی یہ خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے مکالمہ کرتا ہے اور یہ اسلام کی سچائی کی دلیل ہے۔ اور یہ فرمایا کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا مکالمہ مجھ سے ہو رہا ہے۔ اور اس کا ثبوت انہوں نے بارہا دیا ہے۔ اور اس کی شہادت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے بھی اپنے ریویو میں ان الفاظ سے دی ہے" اور اس تجربہ اور مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو" جب ہزارہا لوگوں نے اس بات کی شہادت دی کہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ جاری تھا۔ اور روز بروز مصدقین میں اضافہ ہوتا ہے تو اتنی شہادتیں آپ کی صداقت کے لئے کافی ہیں کسی نبی رسول کے الہاموں کو بھی سارے لوگوں نے کبھی بھی نہیں مانا تو ایک ولی اللہ کے الہاموں کو بھی اگر مولوی ثناء اللہ صاحب یا ان کے پیرو تسلیم نہ کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ ماننے والوں کے ساتھ نہ ماننے والوں کا وجود بھی ضروری ہے۔ باقی ہزارہا پیشگوئیوں میں سے اگر ایک دو قابل بحث ہوں یا سمجھنے میں اجتہادی غلطی لگی ہو تو تو اہل علم کے نزدیک یہ امر قابل التفات نہیں۔ حضرت نوحؑ نے وعدہ الٰہی میں اپنے بیٹے کو بھی شامل سمجھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں یوں مخاطب کیا انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاھلین۔ اگر ان الفاظ سے ایک نبی کی شان میں کوئی فرق نہیں آتا تو ایک مجدد ومامور من اللہ کی شان میں کیوں فرق آئے " واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان"

ایک اور بے حقیقت اعتراض

پھر معارف لکھتا ہے کہ:-

"مرزا صاحب کے دعاوی اور تاویلات . . . . ان کے دو معاصرین سرسید احمد اور مولوی محمد حسن صاحب امروہوی مصنف تفسیر شاہی سے حرف بحرف ماخوذ ہیں۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب کی حجۃ اللہ البالغہ کے مضامین بھی کہیں کہیں بے اظہار نام لے لئے گئے ہیں۔"

اگر اس تنقید میں کچھ بھی صداقت ہے تو ضرورت الہام، صداقت صداقت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جو دلائل حضرت مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں دیئے ہیں اور دہریوں۔ آریوں اور برہمو سماج والوں پر جو اتمام حجت کیا ہے ان کا پتہ سرسید مرحوم یا مولوی محمد احسن صاحب امروہوی کی تصانیف یا شاہ ولی اللہ صاحب کی حجۃ اللہ البالغہ سے نکالکر دنیا کے سامنے پیش کردیا قدامت روح ومادہ کے خلاف جو دلائل حضرت مرزا صاحب نے دیئے ہیں اور شق قمر کے اثبات میں جو براہین انہوں نے لکھے ہیں اور مخالفین کے اعتراضات اور قانون قدرت کے بندوں کے بالمقابل انہوں نے جو کچھ سرمہ چشم آریہ میں لکھا ہے اسے ان بزرگوں کی تصانیف سے پیش کرو۔ ورنہ اپنی تنقید کے متعلق صفائی سے کہدو کہ یہ تنقید کسی کی تقلید کی بنا پر کی گئی ہے۔

صریح غلط بیانی

سرسید مرحوم نے جو اصول تفسیر قائم کئے ہیں ان پر حضرت مرزا صاحب نے برکات الدعا میں تنقید کی ہے۔ وما منعنا ان نرسل بالایات الا ان کذب بھا الاولون ۔ بنی اسرائیل آیت ۵۹ کے ماتحت اس بات کے ثابت کرنے کی

کوشش کی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا حضرت مرزا صاحب نے اس کی تردید کی ہے۔ سرسید مرحوم نے اجابت دعا کا اس معنے میں انکار کیا ہے کہ جو چیز مانگی جائے۔ وہ دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جائے۔ حضرت مرزا صاحب نے اس کی تردید کی ہے۔ اور اپنی کتاب برکات الدعا اسی بنا پر لکھی ہے۔ پس یہ صریح غلط بیانی ہے کہ مرزا صاحب کے دعاوی اور تاویلات سرسید وغیرہ سے حرف بحرف ماخوذ ہیں۔

ایک اور بے دلیل دعوے

پھر معارف لکھتا ہے کہ اگرچہ مرزا صاحب نے سرسید کے خیالات کو اپنے نام سے پیش کیا ہے تاہم دونوں میں فرق رہ جاتا ہے سرسید اپنے جاننے اور اپنے خیالات پر دلائل عقلی سے مہریں لگاتے ہیں اور مرزا صاحب انہی باتوں کو لفظی صناعیوں سے اور خود ساختہ اصولوں سے پیش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ عقلی دلائل ان کے نفس مدعا کے خلاف پڑتے ہیں،،

یہاں بھی معارف نے اپنے اثبات مدعا کے لئے کوئی مثال پیش نہیں کی۔ اور اپنے قارئین کو اندھیرے میں رکھا معلوم ہوتا ہے وہ ابھی تک خود اس بارہ میں تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ سرسید اور مرزا صاحب میں اگرچہ فرق ہے تو وہ یہ ہے کہ وہ عیسائیوں کے اعتراضات کے سامنے ہتھیار ڈالتے جاتے ہیں اور دہریوں سے مرعوب ہو کر مسلمات اسلام سے انکار کرتے جاتے ہیں۔ اور مرزا صاحب شیر کی طرح دونوں پر دلائل سے حملہ کرتے ہیں۔ اور اپنے مدعا اور مسلمات اسلام کو براہین قاطعہ عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ملائکہ کا مسئلہ لے لو۔ سرسید مرحوم ان کے مستقل وجود خارجی سے منکر ہیں۔ اور انہیں ملکہ یا قوئی انسانیہ قرار دیتے ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب مسلمات اسلام کے مطابق انہیں ایک مستقل مخلوق قرار دیتے ہیں جن کے توسط سے اللہ تعالیٰ کا ارادہ پورا ہوتا ہے۔ اور وہ انہیں قوئی انسانیہ قرار نہیں دیتے۔ اور اس پر ان کی تصنیفات میں دلائل کا ایک سلسلہ چلتا ہے۔ اور عقلی رنگ میں بھی ان کی وجہ سے ملائکہ کے مستقل وجود پر ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔

سرسید مرحوم الہام کو خارجی چیز نہیں مانتے جو باہر سے نبی کے قلب پر القا ہوتا ہے بلکہ نبی کے اپنے ملکہ نبوت کا نتیجہ اسے قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

زجبرئیل امیں قرآں بہ پیغامے نمے خواہم
ہمہ گفتار محبوب است قرآنے کہ من دارم

لیکن حضرت مرزا صاحب اسے خارجی چیز سمجھتے ہیں جو نبی کے قلب پر باہر سے القا ہوتا ہے۔ اور اس پر دلائل قائم رکھتے ہیں اور ثابت کر کے چھوڑتے ہیں۔ کیا ملائکہ اور قرآن کریم اور اجابت دعا اور قانون قدرت اور نبی کریمؐ سے کسی معجزہ کے صادر ہونے کے متعلق معارف کا بھی وہی خیال ہے جو سرسید مرحوم کا ہے اور جنہیں بخیال "معارف" انہوں نے عقلی دلائل سے مہریں لگا دی ہیں کیا ان کھلی ہوئی شہادتوں کے باوجود بہ تقلید مولوی ثناء اللہ صاحب یہی کہیں گے کہ مرزا صاحب کے دعاوی اور تاویلات سرسید مرحوم وغیرہ سے حرف بحرف ماخوذ ہیں۔

غلط بیانی کی انتہا

پھر معارف لکھتا ہے کہ "ایک اور فرق دونوں میں یہ ہے کہ سرسید مہدی کے منکر تھے اور احادیث مہدی کو جعلی مانتے تھے اور مرزا صاحب ان کو حرف بحرف صحیح مان کر اپنے کو ان سب کا مورد بتاتے تھے۔"

سبحانك هذا بهتان عظيم!

یہاں تو غلط بیانی کی حد ہو گئی۔ حضرت مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ بوجہ مجروح اور ناقابل اعتبار ہونے کے احادیث مہدی کو بخاری اور مسلم نے نہیں لیا۔ اور عیسیٰ موعود کو بھی بمطابق حدیث ابن ماجہ "لا مهدى الا عيسى" مہدی قرار دیا۔ اور عیسےٰ کے علاوہ مہدی کے وجود سے انکار کیا۔ اور مہدی کے متعلق روایات میں لڑائیوں اور جنگوں کا جو ذکر ہے ان سے انکار کیا۔

بیجا الزام

پھر معارف لکھتا ہے کہ عیسائیوں کی رد میں ہمارے علماء اسلام نے ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے پس و پیش جو کارنامے انجام دیئے افسوس کہ پروپیگنڈا کے ذریعہ وہ فراموش ہوتے جا رہے ہیں اور ان کی ناشکری ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر وزیر الدین صاحب مولانا شیخ رحمت اللہ صاحب۔ سرسید۔ مولوی چراغ علی اور مولانا محمد علی مونگیری رحمتہ اللہ علیہم نے اس وقت جو کارنامے انجام دیئے وہ مرزا صاحب سے بدرجہا بہتر ہیں۔ اسی طرح آریوں کے مقابلہ میں خاص بانی آریہ سماج دیانند سوامی کے رد میں مولانا قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے جو کام کیا اس کا اعتراف نہ کرنا کفران محسن ہے"

ہماری جماعت نے ناشکری نہیں کی

ہماری جماعت نے نہ تو سرسید مرحوم کی خدمات کی ناشکری کی نہ کسی اور بزرگ خادم اسلام کی ناشکری کی بلکہ یہ تو ہماری جماعت ہے کہ موافق مخالف سب کی خدمات اسلامیہ کی قدر کرتی ہے۔ اہلحدیث جو احمدیت کے سب سے زیادہ مخالف ہیں انہوں نے جو خدمات تقلید جمود کے خلاف کی ہیں ہم تو ان کی بھی [illegible] ہیں۔ بلکہ اگر کوئی غیر مسلم کوئی اچھا کام کرتا ہے ہم تو اس کی بھی قدر کرتے ہیں اس لئے ہماری نسبت یہ غلط فہمی پیدا کرنا درست نہیں ہے کہ ہم اگلے بزرگوں کی خدمات کی ناشکری کرتے ہیں۔ ہماری طرف یہ بات منسوب کرنا بہتان ہے بلکہ ان بزرگوں کی خدمات کی قدر صحیح معنوں میں اگر کوئی کرتا ہے تو وہ آج جماعت احمدیہ ہے۔ کہ عیسائیوں اور آریوں کے خلاف ان بزرگوں نے جو کام کیا ہے جماعت احمدیہ اسے تکمیل تک پہنچا رہی ہے۔ ان کی قدر یہ کوئی نہیں کہ گھر بیٹھے کوئی یہ کہدے کہ فلاں شخص نے اچھا کام کیا۔ فلاں بزرگ نے خوب خدمت اسلام کی۔ یہ اعتراف تو بہر رم سلطان بود والا معاملہ ہے۔ اگر ان بزرگوں کی کوئی ناشکری کرتا ہے تو وہ وہ ہے جو ان کے کام کو پس پشت ڈالے۔ اور عملی طور سے اس میں کچھ حصہ نہ لے۔

حضرت مرزا صاحب کا دائرہ عمل نہایت وسیع ہے

رہی یہ بات کہ مرزا صاحب کی خدمات بہتر ہیں یا ان بزرگوں کی۔ واقعات خود اس کا فیصلہ کرتے ہیں۔ ان بزرگوں کا دائرہ عمل کتنا محدود تھا اور حضرت مرزا صاحب کا دائرہ عمل کتنا وسیع ہے۔ ان بزرگوں کا کام ان کی ذات کے ساتھ وابستہ تھا جو ان کی وفات تک رہا آگے اسے کوئی چلانے والا نہیں ہے حضرت مرزا صاحب نے اپنے مشن کے چلانے کے واسطے ایک جماعت بنائی۔ آدمی پیدا کئے جو ان کے کام کو ان کے بعد زیادہ قوت اور زیادہ وسعت کے ساتھ چ[illegible] ان بزرگوں کا کام ہندوستان کے خاص خاص علاقوں تک محدود تھا اور حضرت مرزا صاحب کا کام سارے عالم تک وسیع ہے۔ اور آج کفران محسن کا ارتکاب اگر کوئی کرتا ہے تو وہ وہ لوگ ہیں جو مختلف طریقوں اور اسباب سے حضرت مرزا صاحب کی خدمات کی ناشکری کر رہے ہیں۔ اور پروپیگنڈے کے ذریعہ ان کی اعلیٰ خدمات کو بُرے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ اس بارہ میں وہ تقوے کو بھی اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں۔ اور غلط بیانی سے لوگوں کے دلوں میں ان کی نسبت غلط فہمی اور بدگمانی پیدا کر رہے ہیں۔

بے معنی نکتہ چینی

پھر معارف لکھتا ہے کہ:-

"ہاں مرزا صاحب نے ان بزرگوں سے جس بات میں سبقت کی وہ مخالفین کے طرز اسلوب اور بے باکی زبان کا کلہ بکلہ جواب دینا ہے مثلاً عیسائی نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سخت سست الفاظ میں یاد کرتے تھے مسلمان مجیب اس کے جواب میں حضرت عیسٰے پر حرف نہیں رکھتے تھے۔ مرزا صاحب نے اس بزرگی کی احتیاط نہیں کی۔ اور اسی قسم کے الفاظ میں یسوع کو یاد کیا۔ اور اس میں حریفوں پر بھی بازی لے گئے"

ہمیں افسوس آتا ہے کہ معارف جیسے علمی پرچہ میں کیوں حضرت مرزا صاحب پر ایسی لغو اور مہمل اور بے معنی نکتہ چینی کی جاتی ہے حضرت مرزا صاحب نے جب دیکھا کہ عیسائی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنے رویہ میں تبدیلی نہیں کرتے اور نرم الفاظ سے ان کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ تو انہوں نے "ولمن انتصر بعد ظلمه فاولئك ما عليهم من سبيل" پر عمل کیا کہ مظلوم ہونے کے بعد اگر کوئی بدلہ لے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں اور یسوع کی نسبت جو کچھ لکھا وہ عیسائیوں کی مسلمہ کتابوں کی بنا پر یسوع کی حقیقت ان کے سامنے پیش کی نہ اس لئے کہ حضرت مرزا صاحب کا حضرت عیسٰی کی نسبت وہی اعتقاد تھا جو یسوع کی نسبت ان کی مسلمہ کتابوں میں لکھا ہے۔ بلکہ الزامی طور سے علاج کے لئے مجبوراً ان کی مسلمہ کتابوں کی بنا پر یسوع کی نسبت لکھا جو کچھ لکھا اور کوئی عقلمند اس بات پر اعتراض نہیں کر سکتا اور حضرت صاحب نے جو علاج سوچا تھا وہ کامیاب ہوا۔ اور عیسائیوں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا کر دی۔ اور گندی تحریروں اور تقریروں کو انہوں نے چھوڑ دیا۔ اور اصولاً انہوں نے یہ رستہ ترک کر دیا۔

انداز تنقید میں عیسائیوں کی تقلید

حضرت مرزا صاحب کے مخالفین اور آپ پر تنقید کرنے والوں کا طریقہ اعتراض اور نکتہ چینی بالکل وہی ہے جو اسلام پر اعتراض کرنے کے بارہ میں عیسائیوں کا طریق ہے۔ اگر دیکھتے کہ قرآن کریم کی کوئی تعلیم کسی رنگ میں کتب سابقہ میں موجود ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ بائیبل یا کسی حکیم یا فلاسفر کی کتاب کی نقل ہے اور قرآن کریم میں جب کوئی ایسی بات دیکھ لیتے ہیں جو بائیبل وغیرہ میں موجود نہ ہو تو کہدیتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ بائیبل کے خلاف ہے۔ یا اس میں موجود نہیں ہے۔ بعینہ یہی طریق مخالفین حضرت صاحب کا ہے۔ اگر کوئی ان کی تصانیف میں ایسی بات دیکھ لیتے کہ جو اگلوں میں سے کسی نے لکھی ہو تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ ان سے حرف بحرف ماخوذ ہے اور اگر کوئی نئی بات دیکھ لیتے ہیں جو اگلوں نے نہیں لکھی تو اعتراض کر لیتے ہیں کہ یہ اس لئے صحیح نہیں کہ اگلوں نے

جماعت سے دو دو باتیں

(از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب پی ایچ ڈی مبلغ)

جب میں بیرن عمر صاحب کے دورہ کے ساتھ واپس آیا تو چند سطور ناظرین "پیغام صلح" کے لئے لکھنے کا خیال تھا مگر بعض مصروفیتوں کے باعث ایسا نہ کرسکا۔ آج اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں نے کم و بیش پانچ سال کا عرصہ یورپ میں بسر کیا۔ اور وہاں مختلف الخیال لوگوں سے ملنے کا اکثر موقع ملا۔ اور بالخصوص مختلف ممالک کے مسلمان باشندوں سے یعنے ترکوں ایرانیوں، افغانیوں، روسیوں، ہندوستانیوں، چینیوں تاتاریوں، عربوں، غرضیکہ دنیا بھر کے مسلمانوں سے تبادلۂ خیالات ہوا۔ اس کے بعد جب میں بیرن عمر ایرنفلز صاحب کے ساتھ ہندوستان آیا تب یہاں کی ہندوستانی ریاستوں اور مسلمان پبلک سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ مثلاً لاہور۔ راولپنڈی، وزیرآباد دہلی۔ علیگڑھ۔ آگرہ۔ حیدرآباد دکن۔ جوناگڑھ۔ مانگرول۔ مانادور۔ پشاور۔ وغیرہ۔ ان مقامات کو دیکھ کر اور وہاں کی مسلمان پبلک اور رؤسا و امراء کو ملکر جس نتیجہ پر میں پہنچا ہوں وہ حسب ذیل ہے۔

جہاں تک اسلام کا اور بالخصوص عملی اسلام کا تعلق ہے وہ مجھے بجز ہندوستان کے اور پھر ہندوستان میں سوائے پنجاب کے اور کہیں نظر نہیں آیا۔ یہ صرف میری ہی شہادت نہیں بلکہ میرے اس خیال کی اور بہت سے ایسے مسلمانوں نے تائید کی جن کو ان ممالک میں سفر کرنے کا موقع ملا ہے۔ شاید کوئی یہ کہدے کہ یہ خیال ہندوستانیوں کا ہے اور حب الوطنی پر مبنی ہے۔ سو عرض خدمت ہے کہ اس تحقیقات میں غیر ہندوستانی اور غیر مسلم بھی شریک ہیں اور انہوں نے بھی اس بات کی تائید کی ہے کہ آج اگر کہیں اسلام نظر آتا ہے تو وہ محض ہندوستان اور بالخصوص پنجاب میں۔

اب اگر ہم اپنی جماعت کو لیں تو اس کی بنیاد بھی یہیں پنجاب میں پڑی۔ اور سلسلہ کے بانی یعنے حضرت مرزا صاحب بھی اسی خطۂ پنجاب میں پیدا ہوئے۔ غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مگر میرا خیال ہے کہ اگر جناب مرزا صاحب پنجاب میں پیدا نہ ہوتے تو شاید آج پنجاب کی بھی یہی حالت ہوتی جو دیگر حصص ہندوستان یا اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی ہے مگر غور طلب بات یہ ہے کہ کیا مرزا صاحب صرف پنجاب کے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے پیدا ہوئے تھے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ ان کا کام تو اسلام کی تجدید کرنا اور سوئے ہوئے مسلمانوں کو جگانا تھا اور اگر اسلام عالمگیر مذہب ہے تو لازماً جناب مرزا صاحب کا کام بھی عالمگیر ہونا چاہیئے۔ مگر مقام افسوس ہے کہ آج جناب مرزا صاحب کو وفات پائے ہوئے بھی پچیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر ہم تحریک احمدیت کو (جو کہ محض اسقدر ہے کہ خود مسلمانوں کے اندر صحیح اسلام پیدا کریں۔ اور پھر یہی مسلمان اسلام کی صحیح اور سچی تصویر کو تمام دنیا کے سامنے پیش کر کے غیر مسلموں کو اس کا گرویدہ بنائیں) پنجاب سے باہر نہیں نکال سکے۔ میں اپنے اس دورے سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگر ہم نے فی الواقعہ اشاعت اسلام کا کام کرنا چاہتے ہیں تو وہ محض دو باتوں کے پیدا کرنے سے ممکن ہے

(۱) ہم اپنی عملی زندگی کو اسلامی زندگی بنائیں۔

(۲) ہم اپنی جماعت کو ترقی اور مسلمانوں کو اس میں شامل ہونے کی دعوت دیں۔

ایک زمانہ تھا کہ ہم میں یہ دونوں باتیں موجود تھیں ہر ایک احمدی اسلامی زندگی کا عملی نمونہ تھا۔ اس کا کیرکٹر۔ اس کا حسن سلوک۔ اس کی گفتگو۔ اس کا طرز زندگی۔ اس کی معاشرت۔ اس کا تمدن۔ اس کا خدا سے حقیقی تعلق۔ ایسی باتیں تھیں جو غیروں کو اس کا گرویدہ بنالیتی تھیں۔ وہ "لما یلحقوا بھم" کے پورے پورے مصداق تھے۔ اور صحابہ کرام کی پاک اور مقدس زندگیوں کی جھلک ان کے اندر نظر آتی تھی۔ حق پرستی راستبازی ان کا دزات کا شیوہ تھا مگر مجھے افسوس اور انتہائی رنج کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرنا ہے کہ اب ہماری حالت کس قدر تبدیل ہوچکی ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم کی ان آیات پر غور کرے۔ اور ان کی روشنی میں اپنی عملی زندگی پر ایمانداری سے غور کرے۔

یا ایھا الذین امنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیرا منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظالمون یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثیٰ۔ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر۔ (الحجرات ۲۶: ۱۰۔۱۳)

خوب یاد رکھو اگر دنیا میں ممتاز۔ ممیز۔ اور کامیاب ہونا چاہتے ہو تو محض "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" کے ماتحت چلکر ہو سکتے ہو۔ اس آیت میں صحابہ کرام کی کامیابی اور عظمت کا راز مضمر ہے۔ اور اس زینہ پر گامزن ہو کر تم اسلام کے سچے پیرو اور رسول کریم صلعم کے ادنیٰ نوکر اور چاکر بنکر فخر انسان بن سکتے ہو۔ اسلامی اخوت جس کی بنیاد قرآن کریم نے "کل مومن اخوۃ" کے ماتحت ڈالی ہے۔ اور جس کو حضرت مرزا صاحب نے دوبارہ عملاً زندہ کر کے دکھلایا تھا۔ وہ آج ہم میں سے مفقود ہوتی جارہی ہے۔ اور ہماری حالت بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ خدارا اس طرف توجہ کریں

دوسری بات جو شاید مندرجۂ بالا تحریر کے منفی نظر آتی وہ یہ ہے۔ کہ اگر خدمت اسلام اور اشاعت اسلام کا کام کوئی جماعت کر رہی ہے تو وہ محض آپ کی جماعت ہے۔ عام مسلمانوں کو باتیں کرنی آتی ہیں مگر کام کرنا نہیں آتا۔ میں اس جگہ ایک غلط فہمی کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہماری جماعت کے بعض احباب اس خیال میں مبتلا ہیں کہ ہماری جماعت کی اصل غرض اشاعت اسلام ہے۔ لہٰذا ہمیں اگر ایسے مسلمان مل جاویں جو کہ ہماری اس نیک کام میں امداد کریں اور بالخصوص مالی امداد کریں تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ ہم ان کو جماعت میں شامل کریں۔ میں اس غلط خیال کی اصلاح ضروری سمجھتا ہوں جب تک ہم اپنی جماعت کو مضبوط نہ کرینگے ہم کبھی بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ آج تک جو کام ہوا ہے یا ہو رہا ہے کیا وہ دوسروں کے بھروسہ پر ہوا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس عظیم الشان کام میں جو آج تک ہم نے کیا ہے۔ شاید زیادہ سے زیادہ دس فیصدی دوسرے مسلمانوں کا حصہ ہوگا اور پھر اگر تعداد کے لحاظ سے دیکھا جائے تو آپ آٹے میں نمک کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ لہٰذا اٹھو۔ خدا پر بھروسہ کر کے کمر ہمت باندھو۔ کسی نے فارسی میں کیا ہی اچھا کہا ہے ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بہ پائے مردی ہمسایہ در بہشت

آخر پر دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ (۱) آپ اپنی زندگیوں کو عملی اسلامی زندگیاں بنائیں۔ اس طرح آپ خود اپنی اپنی جگہ مبلغ کا کام کرینگے۔ اور اپنی جماعت میں حقیقی اخوت اور برادری پیدا کریں۔ میل ملاقات بڑھائیں۔ اور (۲) اپنی جماعت کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ لوگوں کو اس سلسلہ میں شامل ہونے کی دعوت دیں جب تک وہ لوگ جو خواہ عملاً بھی آپ کے معاون ہی کیوں نہ ہوں۔ سلسلہ میں باقاعدہ داخل نہیں ہوتے آپ کا کام ترقی نہیں کرسکتا۔ (۳) تیسری بات جس کی اصلاح ضروری ہے۔ وہ بحث مباحثہ ہے خدارا اس کو بند کریں۔ ان سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ محض تنفر۔ عناد۔ اور دشمنی بڑھتی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۹)

ایسا نہیں کیا یا نہیں کیا۔ پس مخالفین اسلام نے قرآن پر جو اعتراض مذکورہ طریق پر کئے ہیں۔ ہمارے غیر احمدی دوست جو جواب قرآن کی طرف سے دینگے وہی جواب ہماری طرف سے ان کے اعتراضوں کا ہے جو وہ مذکور طریق پر حضرت مرزا صاحب کی تصانیف پر کرتے ہیں۔

اندھے مقلدوں کا طریق

ایک محقق کا کام یہ ہوتا ہے کہ جو نئی بات کہی گئی ہے۔ یا جو نیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے اسے دیکھے کہ وہ معقول پسندیدہ مناسب حال ہے یا نہیں؟ اس کے متعلق دلائل کے رنگ میں اپنی رائے ظاہر کرے۔ نہ یہ کہ پہلوں نے چونکہ یہ بات نہیں کہی یا یہ طریقہ اختیار نہیں کیا اس لئے یہ صحیح نہیں۔ یہ طریق اندھے مقلدوں کا ہے۔ نہ محققین کا۔

اس کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوں نے جو کتابیں عیسائیت کے خلاف لکھی ہیں۔ تنقید کرنے والے نے ان کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ مطالعہ کرنا تو درکنار رہے۔

شیخ رحمت اللہ صاحب مہاجر کی کتاب "اظہار حق" مشہور کتاب ہے اور اب بھی بمبئی سے ملتی ہے۔ اگر اس کتاب کے چند پہلے صفحے ہی منتقد صاحب پڑھ لیتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ انہوں نے بھی کلہ بکلہ جواب دینے کا طریق اختیار کیا ہے اور ابتدا میں انہوں نے یہ عذر بھی کیا ہے کہ یہ باتیں الزامی رنگ میں عیسائیوں کی مسلمہ کتابوں کی بنا پر لکھی گئی ہیں۔

پھر معارف لکھتا ہے کہ:-

"سنی مناظر شیعوں کے جواب میں حضرت علی مرتضیٰ

دعوت و تبلیغ میں
آنحضرت صلعم کی راستبازی

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مد ظلہ)

حضرت نبی کریمؐ کی کمال بے نفسی

آج اس روشنی اور علم کے زمانہ میں بھی جبکہ کہا جاتا ہے کہ انسانی عقل بہت ترقی کر گئی ہے۔ لوگوں کو بیوقوف بنانے اور ان کی لاعلمی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ صرف دنیا دار ہی کیا کرتے ہیں بلکہ بہت سے دینداری کے مدعیان بھی اس فعل کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالکر اپنا تقدس کا سکہ جماتے ہیں آجکل کے خلیفے اور پیر تک کمی نہیں کیا کرتے تو خیال کرو کہ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل ایک ان پڑھ قوم کو کسی مذہبی مغالطہ میں ڈال دینا کیا بڑی مشکل بات تھی۔ خصوصاً جبکہ وہ قوم توہم پرست بھی پرلے درجہ کی ہو۔ لیکن ہمارے نبی کریم صلعم نے مذہب کے بارے میں کبھی بھی کسی مغالطہ کو جائز نہیں رکھا۔ اور جو بات کی ہمیشہ صاف اور سیدھی اور بغیر کسی پیچیدگی کے کی۔ اور اگر کسی شخص کو کبھی خودبخود کوئی مغالطہ پڑا ہے تو اسے صاف کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ جب آپ کا صاحبزادہ ابراہیم فوت ہوا تو اس دن سورج گرہن ہوا بعض لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ آپ کے صاحبزادے کے فوت ہونے کی وجہ سے آج آسمان نے بھی سورج کو گرہن کرکے اظہار ماتم کیا ہے آپؐ کو پتہ لگا تو فوراً باہر تشریف لائے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ سورج گرہن اور چاند گرہن اللہ کی آیات میں سے ہیں یعنے مظاہر قدرت ہیں۔ ان کو کسی کی پیدائش یا موت سے کوئی تعلق نہیں ذرا غور فرمایئے اگر کوئی شخص تقدس اور عزت و شہرت کا سکہ جمانے کا متمنی ہو تو وہ ایسے موقعوں کو غنیمت سمجھتا ہے۔ اور اگر اس قسم کا مغالطہ کسی قوم کو لگ جائے تو وہ اس سے فائدہ اٹھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔ لیکن حضورؐ کی راستبازی نے اسے جائز نہیں رکھا کہ قوم غلطی سے کسی فعل کو آپ کی کرامت یا بزرگی کا نشان سمجھ لے۔ اور جیسے ہی پتہ لگا فوراً اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا۔ اس کا نام ہے بے نفسی اور راستبازی!

مذہبی دکانداروں کا طرز عمل

دنیا میں کوئی مقدس مذہبی بزرگ اگر نظر آتا ہے تو ہزارہا حاجتمند اس کے گرد دنیا طلبی کی ہی خاطر جمع ہو جاتے ہیں۔ کوئی دولت کا طلبگار ہوتا ہے تو کوئی حکومت کا۔ کوئی شہرت و عزت کا تو کوئی اولاد کا۔ اور کچھ نہیں تو اس بات کے متمنی ہوتے ہیں کہ جو کچھ تقدیر میں لکھا ہے اور آئندہ ہونے والا ہے وہی پڑھ کر بتا دو غرضکہ مذہبی دکانداروں کی دکان ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے چمک اٹھتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو کچھ ایسے خدا کے لاڈلے ظاہر کرتے ہیں کہ ایسا معلوم ہونے لگتا ہے کہ یہ کوئی مخلوق ہی جدا ہیں اور خدا نے اپنے سارے خزانوں کی کنجیاں انہی کو دیدی ہیں۔ اور لوگوں کی قسمت کا بنانا یا بگاڑنا انہی کے ہاتھوں میں ہے۔ اور جو کچھ مستقبل میں ہونے والا ہے وہ سب ان کی نظروں میں ہے۔ وہ انہی ہتھکنڈوں اور مغالطوں سے دنیا کو ٹھگتے اور مزے اڑاتے ہیں۔

راستبازی و صداقت کا عجیب و غریب مظاہرہ

اس کے بالمقابل آنحضرت صلعم کی راستبازی اور صداقت کا عجیب و غریب مظاہرہ جب ہمارے پیش نظر ہوتا ہے جو ان آیت قرآنی کے ذریعہ پبلک میں مشتہر کیا جاتا ہے تو بے اختیار درود پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ان اتبع الا ما یوحیٰ الیّ۔ قل ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر افلا تتفکرون

(الانعام) کہدے۔ میں تمہیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ اور نہ میں تمہیں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو فقط اس کی اتباع کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ کہدے کیا اندھا اور سوجاکھا برابر ہوتے ہیں۔ کیا تم لوگ اتنا نہیں سوچتے"

مطلب یہ کہ تم اگر میرے پاس اس خیال سے آتے ہو کہ خدا کے خزانے میرے پاس ہیں۔ کہ کسی کو دولت دیدونگا تو کسی کو سلطنت۔ کسی کو اولاد دیدونگا تو کسی کو فتوحات کا وارث بنا دونگا۔ تو غلطی کرتے ہو۔ نہ میں کوئی ایسا علم غیب رکھتا ہوں کہ لوگوں کی تقدیر پڑھ دونگا۔ نہ میں کوئی فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ البتہ میری طرف خدا کی وحی ہوتی ہے۔ جس کی میں اتباع کرتا ہوں۔ اور اس کی اتباع اس لئے ضروری ہے کہ وہ انسان کو وہ آنکھیں بخشتی ہے جن سے وہ صراط مستقیم کو پا لیتا ہے۔ جس پر تمام ترقیات اور کمالات انسانی کا انحصار ہے۔ اور جو اس وحی سے فائدہ نہیں اٹھاتا وہ اندھا رہ جاتا ہے۔ اور صحیح رستہ پر نہیں پڑتا پس میری وحی کی اتباع کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان سوجاکھا بن جاتا ہے۔ اور اس کے انکار سے اندھا رہ جاتا ہے سوجاکھے اور اندھے کے فرق کو تم جانتے ہی ہو۔ پس اگر ہدایت کی آنکھیں لینی ہوں جس سے صراط مستقیم پر چل سکو تو میرے پاس آؤ۔ اور اگر دنیا طلبی مقصود ہے۔ تو میں کوئی اس کام کے لئے خدائی ایجنٹ نہیں لہذا یہ کہیں اور تلاش کرو۔

کیا پاکیزہ تعلیم ہے۔ کیا صاف بیانی اور دیانت داری اور راستبازی ہے کہ انسانی روح وجد کر اٹھتی ہے۔ اور کتنے بے ایمان اور مفتری وہ لوگ ہیں جو یہ بکواس کیا کرتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) محمد صاحب نے لوٹ مار کا لالچ دیکر اپنے گرد لوگوں کو جمع کر لیا تھا۔ دنیا کے لالچیوں کے واسطے کیا اس سے بڑھ کر مایوس کن کوئی اعلان ہو سکتا ہے۔ اور یہ کیا صورت ہے کیا اس اعلان کے بعد کوئی دنیا کا متمنی آپ کے پاس بھی پھٹک سکتا تھا؟

بناوٹی تقدس اور شان نمائی سے نفرت

بناوٹی تقدس اور شان نمائی تو آپ کے قریب بھی پھٹکی نہ تھی۔ دوستوں میں بے تکلف بیٹھتے ہیں۔ اپنے لیئے کوئی امتیازی جگہ نہیں بناتے۔ باہر سے آنے والے لوگ خدا کے رسول کو شناخت کرنے میں دھوکا کھا جاتے ہیں۔ بارہا صحابہ کو بتانا پڑتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم وہ گورے چٹے رنگ کے صاحب ہیں! ہجرت کے وقت مدینہ پہنچے تو آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ دونوں صاحب بیٹھ گئے۔ تو لوگ حیران کہ ان میں سے آنحضرت صلعم کون ہیں۔ آخر اس غلطی کو دور کرنے کے لئے حضرت ابوبکر سایہ کرکے کھڑے ہوگئے۔ تب لوگوں کو پتہ لگا۔

بے نفسی، سادگی، صفائی، اور راستبازی کا نمونہ

جہاد کے لئے جو سفر کرنے پڑے ان میں آپ ہر کام میں اپنے صحابہ کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ صحابہ ہر چند باز رکھنے کی کوشش کرتے تھے لیکن آپ کبھی بھی کاموں میں برابر کا حصہ لینے سے باز نہیں رہے۔ کھانا پکانے کے وقت لکڑیاں لانے کا کام آپ اپنے ذمہ لیا کرتے تھے۔ گھر کے کاموں میں ازواج مطہرات بی بیوں کو مدد دیا کرتے تھے۔ مصائب کے وقت اگر خود دعا کرتے ہیں تو صحابہ کو بھی دعا کے لئے کہتے ہیں۔ اپنے آپ کو قرآن جیسی عظیم الشان وحی ہوتی ہے اس کے علاوہ وحی خفی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ لیکن باایں ہمہ صحابہ کی خوابیں بھی شوق سے سنتے ہیں۔ انہیں حقارت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ بے نفسی کا نمونہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ صحابہ کو سرداران قوم کے استقبال کے لئے کھڑے ہونے کا حکم دیتے ہیں لیکن اپنے لئے اپنے دوستوں کا کھڑا ہونا پسند نہیں کرتے۔ یہ سب باتیں منہ سے کہنی بہت آسان ہیں۔ لیکن کرکے دکھانی بہت مشکل ہیں۔ مذہبی دکاندار تو ہمیشہ ایسا ظاہر کیا کرتے ہیں کہ وہ کوئی اور ہی مخلوق ہیں انسانوں سے بلند۔ اور اپنے اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہمیشہ ایک حد فاصل رکھتے ہیں اور ہمیشہ اپنی مشیخت اور بڑائی کا اظہار طرح طرح سے کرتے رہتے ہیں۔ اور گول مول باتیں کرکے اور عجیب عجیب دنیا کے سبز باغ اور آخرت کے فرضی ثواب دکھا دکھا کر اپنے ساتھیوں اور مریدوں کو ہمیشہ مغالطہ میں ڈالے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم کی ساری زندگی پر نظر ڈالو عجیب سادگی۔ صفائی اور راستبازی کا نمونہ نظر آتا ہے۔ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے عاجز ہے فتوحات ہوئیں تو بی بیوں کو خیال ہوا کہ اب شاید آسودگی کے دن آ گئے۔ اس لئے کچھ آسودگی کے تکلفات کا مطالبہ کیا۔ تو صاف فرما دیا کہ میرے پاس تو دین ہی دین ہے اور تم نے دنیا جہان کی عورتوں کے لیئے اس بارے میں نمونہ بننا ہے لہذا اگر دنیوی تکلفات چاہتی ہو تو بے شک لے لو لیکن پھر مجھ سے رخصت ہو جاؤ۔ میں طلاق دیدیتا ہوں جہاں چاہو نکاح کر لو۔ وہ خود متقی تھیں فوراً سمجھ گئیں اور دین کو لے لیا۔ اور دنیا کو چھوڑ دیا۔ اپنی نہایت پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ آخرت میں میرا باپ ہونا تیرے کام نہیں آئے گا۔ تیرے عمل تیرے کام آئیں گے۔

ہمیشہ تقوی کی نصیحت کی

ہمیشہ اپنے متبعین کو تقوے ہی کی نصیحت کی سارا قرآن پڑھ جاؤ۔ عمل پر جو زور قرآن نے ڈالا ہے کیا دنیا میں کوئی آسمانی کتاب پیش کی جا سکتی ہے۔ جس نے اس شدومد سے اس کی اہمیت جتلائی ہو۔ کوئی سبز باغ نہیں دکھایا۔ یہ تعلیم

(باقی بر صفحہ ۱۴)

خاتم النبیین کون ہے؟

حضرت مسیح یا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

حکم وعدل مجدد وقت کا کارنامہ

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

نبوت کا اختتام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کا معزز خطاب عطا فرما کر تمام بنی نوع انسان اور جملہ انبیاء پر آپ کی فضیلت کو اظہر من الشمس کر دیا خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپ پر نبوت ہر پہلو سے ختم ہو گئی ایک طرف آپ کی وحی یعنے قرآن کریم میں تمام انبیاء کی لائی ہوئی ہدایتوں کو اس خوبصورتی سے جمع اور مکمل کیا گیا کہ وہ تعلیمیں جو کسی خاص قوم اور خاص زمانہ سے مختص تھیں وہ عالمگیر اور ہر زمانہ کے موزون حال بن گئیں۔ اور دوسری طرف آپ نے نبوت کے تمام کمالات کو اپنے اندر اس طرح جمع کیا اور اخلاق فاضلہ کے ہر پہلو کا نمونہ ایسے مکمل رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کیا کہ اس سے بہتر ممکن نہ تھا۔ اسی لئے آپ کے بعد کسی نبی کی بھی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ جو ہدایتیں اور قوانین اور تعلیمات جناب الٰہی سے بنی نوع انسان کو مل سکتی تھیں وہ سب کی سب قرآن کے ذریعہ سے پہنچ گئیں اور جو نمونے اخلاق فاضلہ کے اور جو کمالات نبوت کے مختلف انبیاء نے اپنی اپنی قوم میں کسی خاص زمانہ میں الگ الگ دکھائے تھے۔ وہ آپ کے وجود میں اجتماعی رنگ میں ایسے مکمل طور پر ظہور پذیر ہوئے کہ تمام زمانوں اور تمام دنیا کے لوگ اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور نمونہ بھی ایسا کامل تھا کہ اس سے بہتر متصور نہیں۔

نزول مسیح کا عقیدہ اور اس کے نقائص

مگر مسیحیت کا اثر گزشتہ صدیوں میں مسلمانوں پر ایسے نامعلوم طریق پر بتدریج پڑتا گیا کہ حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ جب یہ نظر آتا ہے کہ مسلمانوں میں ختم نبوت کے عقیدہ کا مفہوم ایسا بدل گیا کہ محمد رسول اللہ صلعم کے بعد حضرت مسیح کے آنے کے قائل ہو گئے۔ دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیح نبی تھے۔ اور قرآن نے ان کو نبی کہا ہے اور قیامت کو جب نبیوں اور رسولوں سے ان کی امتوں کی نسبت سوال ہوگا ان میں صریح الفاظ میں حضرت مسیح بھی شامل نظر آتے ہیں جن سے ثابت ہے کہ وہ کبھی بھی نبوت سے معزول نہ ہونگے اور وجہ بھی کوئی نہیں کہ بلاقصور وہ نبوت سے معزول کر دیئے جائیں پس ایسی صورت میں کیا قیامت سے قبل حضرت مسیح کا دنیا میں تشریف لانا صاف نہیں تبلاتا کہ مسلمانوں نے یہ تسلیم کر لیا کہ حضرت محمد صلعم کے بعد بھی نبی آسکتا ہے اور ابھی نبوت کا کچھ کام باقی ہے جس کے لئے حضرت مسیح کا تشریف لانا ضروری ہے اور وہ کام ایسا ہے جس کو سوائے حضرت مسیح کے اور کوئی نبی پورا نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ خود محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی پورا نہیں کر سکتے۔ اسی لئے حضرت مسیح کو خاص طور پر اس کام کے لئے منتخب کرکے آسمانوں پر سنبھال کر کے رکھا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ محمد رسول اللہ صلعم بہت بعد میں تشریف لائے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ ان کی نبوت کی کمزوریاں پہلے سے خدا کو معلوم تھیں اسی لئے امت محمدیہ کی آخری تکمیل کے لئے خود محمد مصطفےٰ صلعم کی بعثت سے چھ سو برس پہلے سے حضرت مسیح کو آسمان پر بٹھا لیا۔ تاکہ محمدی نبوت کی کمزوریوں کا علاج آخر زمانہ میں ان سے کرایا جائے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ خود خدا بھی مسیح جیسا انسان دوسرا پیدا نہیں کر سکتا اسی لئے اس نے اپنی سنت کے خلاف مسیح کو اتنے عرصہ سے بغیر کھانے پینے اور حوائج بشری کے آسمان پر بٹھا رکھا ہے۔ کیونکہ اگر وہ مر جائے تو فرمایئے دوسرا ویسا کہاں سے پیدا ہو!

ختم نبوت اور نزول مسیح

پس کیا یہ صاف محمد رسول اللہ صلے اللہ صلعم کی ختم نبوت کے خلاف عقیدہ نہیں؟ اور کیا اس سے نبوت محمدیہ کی تذلیل نہیں ہوتی۔ کیا اس عقیدہ سے حضرت مسیح کو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر صریح فضیلت نظر نہیں آتی۔ کیا محمد رسول اللہ صلعم نے نبوت کا کوئی کام باقی چھوڑ دیا تھا؟ یا آپ کے فرائض میں کوئی نقص باقی رہ گیا تھا جس کی تکمیل کے لئے دوسرے نبی کی ضرورت پڑی اور اگر آخری زمانہ میں کسی نبی کو ضرور بھیجنا ہی تھا تو کیوں نہ خود آنحضرت صلعم کو ہی اس کام کے لئے آسمان پر اٹھایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چھوڑنا اور مسیح کو منتخب کرنا ظاہر کرتا ہے کہ خدا کی نگاہ میں آخری زمانہ کی اصلاح اور تکمیل کے لئے زیادہ موزون حضرت مسیح تھے۔ اور یہ ان کی فضیلت کی صاف دلیل ہے۔ اور ختم نبوت تو گویا بالکل پامال ہو گئی۔

مسیح میں خدائی صفات

لیکن اتنا ہی نہیں۔ بدقسمتی سے مسلمانوں نے ہر رنگ میں مسیح کو ... آنحضرت صلعم پر فضیلت دیدی۔ خدا کی کونسی صفت ہے جو مسیح کو نہیں دی۔ صرف منہ سے خدا نہیں کہا مگر خدا کی صفات سب مسیح کو دیدیں۔ خالق۔ غیب دان۔ شافی امراض۔ مردوں کو زندہ کرنے والا۔ الآن کما کان زندہ وقایم۔ غرضیکہ وہ تمام صفات مسیح کو دیدیں جو خاص خدا سے مختص تھیں۔ خدا کے سوا اگر کسی ولی یا پیر یا بت یا ٹھاکر کو کوئی خالق کہدے شافی امراض کہدے۔ غیب دان کہدے۔ تو ایسے لوگوں پر شرک کا فتوے لگا دینگے۔ مگر مسیح میں یہ سب باتیں مانتے ہیں اور پھر موحد کے موحد رہ جاتے ہیں۔

خدا اپنی صفات کسی کو نہیں دیتا

کہتے ہیں کہ خدا نے اپنی مرضی سے اپنی صفات دے دی تھیں لیکن اتنا نہیں سمجھتے کہ یہی تو سب مشرک کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں کو بھی طاقتیں خدا ہی نے دی ہیں۔ اگر اس بات کا امکان مان لیا جائے کہ خدا اپنی صفات مخلوق کو بھی دے دیا کرتا ہے تو پھر شرک کے خلاف کوئی دلیل نہیں رہتی۔ مسیح کے سوا دوسرے فقیروں۔ پیروں۔ مزاروں۔ بتوں۔ دیوی۔ دیوتاؤں کے متعلق اگر کوئی یہی عقیدہ رکھے تو وہ کس لئے مشرک ٹھہرا۔ وہ یہ تو نہیں کہتا کہ یہ طاقتیں ہمارے بزرگ نے خدا سے زبردستی چھین لیں۔ بلکہ صاف کہتا ہے کہ خدا نے اپنی مہربانی سے اسے دیں تو پھر اگر یہ شخص مشرک ہے تو پھر یہی باتیں مسیح کے متعلق ماننا کیوں شرک قرار پائے۔

مسلمان مسیحیت سے دو قدم آگے

غرضیکہ مسیح کو منہ سے خدا تو نہ کہا مگر خدا کی صفات سب اس کو ضرور دیدیں۔ بلکہ مسیحیوں سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھ گئے۔ یعنے مسیحی لوگ حضرت مسیح کے گہوارہ میں باتیں کرنے کے قائل نہیں ان کے پرندوں کے خالق ہونے کے قائل نہیں۔ ان کے غیب دان ہونے کے قائل نہیں۔ ان کی انجیل میں تو یہ لکھا ہے کہ مسیح کو یہ بھی پتہ نہ تھا کہ یہ موسم بھی انجیر کا ہے یا نہیں اور فلاں درخت میں پھل بھی ہیں یا نہیں لیکن مسلمان ان سب باتوں کے قائل ہیں۔ اور مزہ یہ ہے کہ ان باتوں کو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم میں نہیں مانتے۔ مثلاً ہمارے موحدین کا گروہ اس بات کا بڑے زور سے حامی ہے کہ نبی کریم صلعم کو غیب دان کہنا شرک ہے اور بعض حنفی جو آپ کو غیب دان کہتے ہیں انہیں مشرک بتاتے ہیں۔ مگر مسیح کی غیب دانی کے وہ بھی قائل ہیں۔

مسیح کو بیوجہ فضیلت آنحضرت صلعم پر

سب مسلمان مانتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کا موذن ابن مکتوم اندھا تھا۔ وہ بیچارہ بوجہ نابینا ہونے کے اذان میں کبھی دیر بھی کر دیتا مگر آنحضرت صلعم نے اسے آنکھیں نہیں بخشیں۔ آپ کے چچا امیر حمزہ شہید ہو گئے۔ جو آپ کو بہت پیارے تھے۔ بڑے بڑے پیارے صحابی آنکھوں کے سامنے اٹھ گئے۔ بلکہ ایک نوجوان صحابی کے فوت ہونے پر بعض صحابہ نے اس کے زندہ ہو جانے کے لئے دعا کرنے کے واسطے درخواست بھی کی مگر آپ نے نہ دعا کی۔ اور نہ مردہ کو زندہ کیا۔ بعض وقت جنگوں کے لئے بڑی بڑی سخت ضرورت جانوروں کی محسوس ہوئی مگر کوئی اونٹ یا گھوڑا نہ پیدا کر لیا۔ ایک کوڑھی آپ کے پاس آیا وہ اسلام بھی لایا مگر اسے چنگا نہ کیا گہوارہ چھوڑ کر چالیس سال تک آپ کو نبوت کا پتہ نہ تھا۔ حالانکہ مسیح کو اپنے گہوارہ میں پتہ تھا کہ میں نبی ہوں۔ غرضیکہ کس کس بات کو رویا جائے۔

حضرت مسیح کے متعلق جو عجوبہ بھی بیان کرو اور خدا کی صفت بھی انہیں دو مسلمان فوراً خوشی خوشی مان لیں گے۔ مگر محمد رسول اللہ صلعم کی نسبت یہی باتیں نہیں مانتے۔ بلکہ صاف کہدیتے ہیں کہ یہ باتیں خدا کے سوا کسی غیر میں ماننا شرک ہیں۔ اور یہ سچ ہے لیکن مسیح کے لئے اپنے اسی فتوے کو بھول جاتے ہیں اور اس طرح مسیح کو نہ صرف خدائی صفات دیتے ہیں بلکہ ہر پہلو میں آنحضرت صلعم

خبریں

ہندوستان

—— [illegible] رعایا بہت [illegible] معلوم ہوتی ہے حالات میں [illegible] کر دیا ہے۔

—— مسٹر ایس [illegible] عنقریب سبکدوش ہونے والے ہیں۔ افواہ ہے [illegible] فرزند میاں محمد رفیع کو دیا جائیگا۔

—— افواہ ہے کہ پنڈت مالویہ نے کوشش کی ہے کہ پنڈت جواہر لعل نہرو کو [illegible] نہرو صاحب سول نافرمانی ترک کرنے کی [illegible] رہے ہیں۔

—— ۱۰ر جولائی [illegible] ہوگا۔ [illegible]

—— [illegible] کثرت [illegible] کی وجہ سے ایک پل ٹوٹ گیا [illegible] آدمی ہلاک ہوگئے۔

—— [illegible]

[illegible]

—— [illegible] رقبہ کو [illegible] کسی قسم کا فساد [illegible] کر دے اور اس کی [illegible] جا سکے۔

—— صوبہ یو۔ پی [illegible] پانچ سال میں اچھوتوں کی تعلیم پر دس لاکھ روپیہ صرف کیا جائے۔

—— پنجاب کونسل کا ایک غیر معمولی اجلاس جولائی کے آخری ہفتہ میں شملہ میں منعقد ہوگا۔

—— حیدرآباد دکن یکم جولائی۔ کل یہاں علاقہ [illegible] گڑھی میں ایک جلسہ سیرت منعقد ہوا جس میں اعلیٰحضرت حضور نظام نے بھی شرکت فرمائی۔

ممالک خارجیہ

—— امریکہ [illegible] بیکاروں کی تعداد [illegible] کمی ہوگئی ہے۔

—— لندن یکم جولائی۔ [illegible] ماؤنٹ ایوریسٹ کی مہم کی امداد [illegible] اعلان کیا کہ موسم کی خرابی کی وجہ سے کامیابی کی بہت کم امید تھی اس لئے اسے واپس بلالیا گیا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ماؤنٹ ایوریسٹ کو فتح کرنے کا ارادہ ترک کر دیا گیا ہے بلکہ عنقریب دوبارہ مہم روانہ کی جائیگی۔

—— تخفیف اسلحہ کانفرنس کا اجلاس اکتوبر تک ملتوی کر دیا گیا۔

—— لندن ۱۹ جون [illegible] کے حیدرآبادی وفد نے [illegible] انگریزوں اور ہندوستانیوں کو ایک شاندار دعوت دی۔

—— لندن ۲۹ جون۔ کل [illegible] کمیٹی کے اجلاس میں والیان ریاست کی طرف سے ایک بیان دیا گیا [illegible] بتلایا گیا [illegible] کے متعلق فیصلہ [illegible] انہیں کتنا عرصہ درکار ہوگا۔

—— اقتصادی کانفرنس [illegible] نازک ترین مرحلے سے گذر رہی ہے [illegible] کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے کیونکہ فرانس کا طرز عمل اچھا نہیں۔

—— برلن یکم جولائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر [illegible] (جرمنی) [illegible] سیاسیات سے کلیتاً محترز رہنے سے انکار کر دیا [illegible] مخالفت [illegible]۔

—— برلن یکم جولائی۔ گذشتہ ہفتہ کے روز [illegible] ملک بھر میں [illegible] کے لئے جھنڈے سرنگوں [illegible]۔

—— [illegible] جون [illegible] آج [illegible] گفتگو کا اجرا [illegible]

—— [illegible] فرانس [illegible]

—— [illegible] کی دونوں ٹیمیں [illegible] ہیڈ الڈون اور مسٹر چیپل [illegible] بالڈون [illegible] اور [illegible] ملتوی کر دیا گیا لیکن [illegible] کا اندازہ لگایا جاتا ہے کہ اکثریت مسٹر بالڈون کی طرف تھی

—— یورپ کے [illegible] سیاسی حلقوں میں [illegible] ہو رہی ہیں کہ جرمنی نے ہوائی جہاز تعمیر کر کے معاہدہ ورسیلز کی سخت خلاف ورزی کی ہے جس کو فرانس ہرگز خاموشی سے برداشت نہیں کر سکتا اس لئے ممکن ہے کہ وہ عنقریب جرمنی پر حملہ کر دے۔ پولینڈ اور بعض دوسری طاقتیں بھی فرانس کی ہم خیال ہیں اور ان ممالک کے مدبرین آپس میں گفت و شنید کر رہے ہیں۔

—— یورپ میں ایک زبردست جنگ کا خطرہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ امریکہ کے اخبارات نے جنگ کی خبریں مہیا کرنے کا اہتمام کر لیا ہے۔

—— ہالینڈ نے طلائی معیار ترک کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

عالمِ اسلام

—— افغانستان کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کابل یونیورسٹی ابتدائی حالت میں ہونے کے باوجود سُرعت سے ترقی کر رہی ہے۔ اس میں طلباء کی کافی تعداد تعلیم حاصل کر رہی ہے غیر ملکی اساتذہ بھی کافی تعداد میں کام کر رہے ہیں۔

—— لندن ۳۰ر جولائی دارالامراء میں ایک سوال کے جواب میں اعلان کیا گیا کہ حکومتِ برطانیہ نے امام یمن کے سامنے صلح کی تین شرائط پیش کی ہیں (۱) ان تمام حدود کو امام یمن خالی کر دیں جو برطانی حمایت میں ہیں (۲) ان تمام قبائل کو رہا کر دیں۔ جو برطانوی حمایت میں آچکے ہیں (۳) یمن اور عدن کے درمیان تجارت پر پابندیاں اٹھادی جائیں معلوم ہوا ہے کہ امام موصوف پہلی دو شرطوں کو تسلیم کر لیں گے۔ مگر موخر الذکر شرط تسلیم نہیں کرینگے۔ دارالامراء میں یہ بھی کہا گیا کہ اگر ایک ہفتہ تک شافی جواب نہ دیا تو پھر تمام صورت حالات پر از سر نو غور کیا جائیگا۔

—— حکومت ایران نے تیمور تاش سابق وزیر کو رشوت کے جرم میں مزید پانچ سال قید اور نو ہزار پونڈ جرمانہ کی سزا دی ہے۔

—— شامی عراقی حدود کے فیصلہ کے لئے جو کمیشن کام کر رہا تھا۔ وہ ضروری معلومات کے حصول کے لئے حال ہی میں بغداد پہنچا ہے

—— ترکی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ سرحدی شورشوں کے استیصال کے لئے حکومتِ عراق نے حکومتِ ترکیہ سے تعاون کا فیصلہ کیا ہے۔

—— بیت المقدس میں جس عظیم الشان نمائش کی تیاریاں ہو رہی ہیں مسلمانانِ دمشق اس سے تعاون کرنے کے لئے آمادہ ہوگئے ہیں اور دمشقی تاجر اپنی مصنوعات اور تجارتی اشیا نمائش میں ارسال کر رہے ہیں۔

—— شرق اردن کے قوم پرور رہنما کل ایک وطنی کانفرنس کے اجلاس کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ پبلک کی توجہ اس کانفرنس کی طرف بڑھتی جاتی ہے۔

—— عراق کے سرکاری ملازمین نے فیصلہ کیا ہے کہ عراقی فضائی قوت کے استحکام کے لئے حکومت کے پروگرام کی عملی تائید کی جائے ان لوگوں نے اس فیصلہ کے مطابق ایک بہت بڑی رقم جمع کر کے حکومت کے حوالے کی ہے تاکہ اس سے عراقی افواج کے لئے جنگی ہوائی جہاز خریدے جائیں۔

—— دمشق کے قوم پرور رہنماؤں نے تحریک عدم تعاون کے اجرا کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس سلسلہ میں اسمبلی کے ارکان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے استعفے داخل کر دیں۔

—— مشہور ایرانی شاعر فردوسی مصنف شاہنامہ کا مقبرہ قابلِ مرمت تھا حکومتِ ایران نے اس میں عظیم الشان تعمیری اصلاح کر دی ہے۔ جس سے یہ عمارت بہت زیادہ شاندار ہوگئی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ حکومتِ ایران نے تاریخی انسانوں کے بڑے بڑے بُت بنوائے ہیں۔ جو اس مقبرہ کے چاروں طرف نصب کئے جائینگے۔ تاکہ ایرانی اپنے تاریخی انسانوں پر فخر کریں اور ان میں قومی احساس پیدا ہو۔ (انسوس)

—— چند روز ہوئے بیت المقدس کے جرمنی سفارت خانہ کا علم کسی شخص نے اتار دیا۔ پولیس نے چند یہودیوں کو شک میں گرفتار کر لیا۔ مزید تفتیش جاری ہے۔

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَآ اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۷ جولائی ۱۹۳۳ء | نمبر ۳۸

اسلام اور مسلمانوں کی زندگی کی راہیں

(از حضرت مسیح موعودؑ)

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی۔ اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ۔ جنھوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے ان سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی۔ اور یہودیت کی خصلت مٹا دی جائے گی۔ اور ہر ایک حق پوش دجال۔ دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے۔ جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں۔ ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں۔ اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کرلیں۔

اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔

الغیاث اے شاہ خوباں الغیاث

(از مرتضیٰ خانصاحب بی اے)

الغیاث از فتوے ہائے مفتیاں
الغیاث از دست پیراں الغیاث

ظلم شاں بیروں شد از حد و حساب
جور ایشاں را نہ پایاں الغیاث

حسرتا زیں عالماں کافر گراں
حال مسلم شد پریشاں الغیاث

مومناں را خارج از ایماں کنند
زیں فقیہاں مولویاں الغیاث

مقصد شاں فتنہ و شر و فساد
الغیاث از فتنہ جویاں الغیاث

پارہ پارہ دین احمد کردہ اند
اے مسلماناں چہ ساماں الغیاث

یا رسول اللہ آب از سر گذشت
الغیاث اے شاہ خوباں الغیاث

گاندھی یا مسیح موعودؑ؟

(از جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب)

(۱)

قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ؁

اس وقت گاندھی کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ہونیوالا ہے۔ گاندھی کو اپنے لائحہ عمل پر کاربند ہوئے تقریباً تیس برس کا عرصہ بھی گزر چکا ہے۔ اس میں دونوں قسم کے اتار چڑھاؤ واقع ہونے کے باعث ہم زیادہ خوبی سے اسے جانچ بھی سکتے ہیں۔ اور اس وقت فضا کچھ سکون کی ہے۔ جس میں جذبات مشتعلہ سے خالی ہو کر عقل و دانش کی کسوٹی پر ہم کسی امر کو پرکھ سکنے کے قابل ہیں۔ لہذا ایسے وقت میں مناسب ہوگا اگر ہندوستان کی دو عظیم الشان ہستیوں یعنے گاندھی اور مسیح موعود کی زندگیوں کا مقابلہ و موازنہ کیا جائے۔ اور یہ بات اس لئے بھی موجب دلچسپی ہوگی کہ ان دونوں ہستیوں کی شاہراہ عمل میں بجا طور پر کچھ اشتراک بھی پایا جاتا ہے۔ مثلاً گاندھی کو اکثر دفعہ مجسمہ روحانیت کہا جاتا ہے۔ دوسری طرف حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا مثیل مسیح بن کر اپنے آپ کو روحانیت کے ایک بلند مقام پر کھڑے ہونے کا دعویٰ ہے۔ اسیطرح ایک طرف گاندھی بھی اپنے مقاصد و مطالب کے لئے عدم تشدد کا حربہ استعمال کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف مسیح موعود بھی اپنے نصب العین کو حرمت جہاد سیفی سے وابستہ کر رہے ہیں۔

نصب العین کی بلندی

سب سے پہلا سوال اس ضمن میں یہ ہوگا کہ وہ مقاصد عظیمہ جن کے لئے یہ ہستیاں وقف ہیں وہ کس قدر بلند ہیں۔ اگرچہ گاندھی بعض مذہبی و سوشل اصلاحات میں دخل انداز ہوئے ہیں۔ تاہم اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ آپ کا منتہائے نظر ہندوستان کی حکومت خود مختاری حاصل کرنا ہے۔ اور مسیح موعود کا نصب العین اشاعت اسلام ہے۔ آؤ ہم دیکھیں کہ یہ مقاصد کس قدر عظیم ہیں۔ اور نیز ایک کو دوسرے سے کیا نسبت ہے۔ کسی مقصد کی بلندی و پستی کا معیار ان تین امور سے وابستہ ہے۔ اولاً یہ کہ اس کے حصول سے بنی نوع کو کس قدر نفع ہوگا۔ دوم یہ کہ نسل انسانی کا کس قدر حصہ اس سے نفع کرنے سکیگا۔ اور سوئم یہ کہ اس مقصد کے حصول میں اس شخص کی ذاتی منفعت و مقدرت کس قدر مضمر ہے۔

سوراج کے فائدے

اگر بالفرض ہم یہ تسلیم کریں کہ جس تحریک کے گاندھی رہنما ہیں وہ حقیقی طور پر ملکی آزادی و حکومت کو قائم کرنے کا موجب ہوگی۔ اگرچہ دراصل ایسا نہیں تو کیا ملکی حکومت حاصل ہونے سے ہندوستان اس طمانیت و سکون کو پالے گا جو تمام امن و عافیت کی جڑ ہے؟ بے شک یہ صحیح ہے کہ ملازمتوں کے تمام شعبے اپنے ہموطنوں کو مل جائیں گے۔ یہ بھی قابل تسلیم ہے کہ بیرونی اشیائے تجارت کا داخلہ بند کر دیا جائے اور اس طرح صنعت و حرفت کا بڑا وسیع میدان کھل جائے۔ جس کے باعث بہت سے بیکار روزی کما سکیں۔ ہاں یہ بھی مان لیتے ہیں کہ معدنیات کے مستور خزائن معلوم کر لئے جائیں جس سے اس ملک کی خوش حالی میں اضافہ ہوجائے مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا ان تمام امور کے حاصل ہوجانے پر بھی طمانیت و سکون حاصل ہو جائے گا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جب یہ تمام باتیں میسر آگئیں۔ کھانے اور تعیش کے سب سامان مل گئے تو پھر انسان کی راحت و خوشی میں کس بات کی کمی رہ گئی۔ اگر یہ بات سچی ہے تو سب سے پہلے تو یہ سوال درپیش ہوگا کہ کیا ان ممالک میں جہاں صدیوں سے سوراج قائم ہے۔ قوموں نے طمانیت و راحت کو حاصل کر لیا ہے؟ انگلینڈ اور امریکہ اور جرمنی و فرانس مدت دراز سے آزاد چلے آرہے ہیں اور حرفت و تجارت میں سب سے پیش پیش ہیں تو چاہئے یہ تھا کہ ان قوموں کو سب سے زیادہ سکون و طمانیت حاصل ہوتی اور ان ممالک میں امن و عافیت کے وہ دور دورے ہوتے کہ دیکھنے والے رشک کرتے۔ لیکن واقعات کیا بتلا رہے ہیں ایک سچی تہذیب کو جو امن و عافیت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنی چاہیئے وہ کلیتہً ان آزاد ممالک میں کیوں مفقود ہے؟ تجارت و صنعت کے ہر شعبہ میں کمال حاصل کرنے کے باوجود ملک میں اس قدر بے چینی و بے امنی کس لئے موجود ہے؟ یہ سچ ہے کہ ان باتوں کے کچھ اسباب ہیں۔ لیکن یہ سوال نہیں کہ یہ باتیں کونسے اسباب سے پیدا ہوئیں۔ بلکہ اس وقت ہمارے سامنے یہ سوال ہے کہ اگر مرت مدید کی ملکی حکومت نہ ایک نہ دو بلکہ عالم کے ہر ملک میں مسائل عظیمہ کا حل نہیں کر سکی۔ تو پھر ہم یہ کہنے میں کس قدر حق بجانب ہیں کہ ہندوستان ملکی حکومت کو حاصل کرکے ان سوالات کو حل کر لے گا جن پر تمام امن و عافیت کا مدار ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حکومت خود اختیاری سے ایک عارضی فائدہ مل جائے گا۔ **لیکن بالآخر یہ ملک انہی مصیبتوں میں گرفتار ہوگا جن میں آج باقی تمام آزاد ملک پھنسے ہوئے ہیں۔ ان حالات میں ہم یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ ملکی آزادی مفاسد زمانہ کا حقیقی علاج ہے۔**

حکومت خود مختاری کے فوائد صرف ایک حصہ نسل انسانی تک محدود ہیں

دوسرا سوال کسی مقصد کی وسعت کا ہے بشرطیکہ ہندوستان میں سچی آزادی نصیب ہوجائے۔ اور بشرطیکہ اس سے اصل امراض زمانہ دور بھی ہوجائیں تب بھی ان سے جو فوائد حاصل ہوں گے ان سے صرف ایک ملک مستفیض ہوگا۔ نہ کہ جمیع بنی نوع انسان۔ اب یہ ظاہر ہے کہ وہ مقصد جس سے صرف ایک حصہ نسل انسانی فائدہ اٹھائے اس نصب العین سے جس کا فیض کل عالم پر محیط ہو وہی نسبت رکھے گا جو ایک ملک کو کل دنیا سے ہے۔ پس اس لحاظ سے اگر یہ ثابت ہوجائے کہ کوئی مقصد ایسا بلند اور عظیم بھی موجود ہے جو اپنے فیضان کی وجہ سے تمام عالم کو احاطہ کر سکتا ہے تو پھر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ حصول سوراج اس دوسرے مقصد کے سامنے محض ہیچ و لاشے ہے۔

حقیقی بے نفسی و بےغرضی

کسی مقصد کی بلندی و پستی کا حل بیشتر اس امر میں مرکوز ہے کہ اس سے انسانوں کے اندر جذبات بےخودی کس قدر نشوونما پاتے ہیں ایک انسان جو رات دن کی مشقت و محنت سے اپنی ترقی کا خواہاں ہے وہ اس دوسرے انسان کی نسبت قابل قدر ہے جو اپنے اوقات و قابلیتوں کو بیکاری میں ضائع کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک تیسرا شخص جو اپنی طاقتوں اور دولت کو اپنے خاندان و اعزہ کی بھلائی میں لگا دیتا ہے اس پہلے سے بہتر ہے۔ پھر ایک چوتھا جو قوم و ملک پر قربان ہے ان تینوں سے برتر ہے۔ اس لئے کہ ذات سے بڑھکر خاندان کی خدمت میں اور خاندان سے اوپر قوم و ملک کو فائدہ دینے میں بےنفسی کے جذبات کا نشوونما ہے۔ مگر وہ مقصد جس میں منشا فقط خدمت نسل انسانی ہے۔ اور جس کے ساتھ ہی اپنے "یعنے خودی کا کوئی لفظ نہیں لگ سکتا نہ اپنی ذات کا نہ اپنے خاندان اور قوم و ملک کا وہ ان تمام سے فوقیت رکھے گا کیونکہ اس سے مقصد جمیع بنی نوع کو نفع دینا ہے۔ یہ بات ایسی عیاں ہے کہ اس پر زیادہ لکھنا لاحاصل ہے۔ **کہ سچی ہمدردی اور حقیقی بےغرضی اسی وقت ظہور میں آئے گی جب کوئی خدمت خالصۃً للہ بنی نوع کی خاطر ذات یا خاندان و قوم کی الجھنوں سے آزاد ہوکر بجا لائی جائے۔** لہذا سوراج یا ملکی خدمت اگرچہ بنی نوع کے ایک حصہ کی خدمت ہے تو بشرطیکہ وہ نیت صحیح اور اصل مقصد کے حصول میں ممد ہو۔ مگر اس کو اس نصب العین سے ادنیٰ مناسبت ہوگی جس کا مطلب یہ ہے کہ کل نسل انسانی بلا تمیز رنگ و نسل اور قوم و ملت مہلک امراض سے نکلکر اصلی تہذیب و شائستگی اور سچے امن و عافیت کو حاصل کرنے والی ہو۔ ایسے ہی نصب العین کے لئے یہ آیت قرآنی اشارہ کر رہی ہے "قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین" کہ میری نماز اور قربانی اور میرا مرنا اور جینا تمام اس معبود حقیقی کے لئے وقف ہے جس کا سایہ عاطفت نہ ایک قوم و ملک نہ ایک نسل و رنگ بلکہ جمیع عالم پر محیط ہے۔ اب یہ تو مسلم ہے کہ سوراج کا حصول خدمت جمیع نسل انسانی نہیں بلکہ ایک خاص قوم و ملک سے وابستہ ہے۔ تو اس حالت میں سوال یہ ہوگا کہ کیا کوئی ایسی بھی خدمت ہوسکتی ہے جو ایک انسان بجا لاسکے۔ اور وہ اپنے نفع و فیض رسانی کے لحاظ سے ایک قوم و ملک سے محدود نہ ہو۔ بلکہ جمیع نسل انسانی اس سے متمتع ہوسکے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے جواب دینے کی کوشش ان مقالات میں کی جائے گی۔ اور جس کے ثبوت پر ہی یہ بات منحصر ہے کہ گاندھی کی تحریک اس دوسرے نصب العین کے سامنے ایک بےحقیقت اور حقیر چیز دکھلائی دیتی ہے۔

مکاتبت

کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیدیا کیجئے (منیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم جمعہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ | نمبر ۳۸

لدھیانہ میں ایک مسلم لڑکی کا ارتداد

عیسائیت کا خطرناک تبلیغی جال

ڈاکٹر مس براؤن کا زنانہ ہسپتال جو لدھیانہ میں واقع ہے۔ تمام ملک اور خصوصاً شمالی ہندوستان میں کافی مشہور ہے۔ بظاہر یہ ایک بے ضرر شفاخانہ ہے۔ لیکن حقیقتاً عیسائیت کا ایک خوفناک تبلیغی ادارہ ہے۔ اور اس کے قیام کا مقصد محض علاج و ہمدردی کے بہانے عورتوں کو عیسائیت کے دام میں گرفتار کرنا ہے۔ اس کے کارکن نہایت ہوشیاری اور خاموشی سے اپنے اس فرض کو انجام دیتے ہیں۔ اور اس ہسپتال کا تبلیغی جال بھی اس کی شہرت کی طرح ہی وسیع ہے۔

چند روز ہوئے یہ افسوسناک خبر ملی کہ اس ہسپتال میں ایک مسلمان لڑکی کو مرتد کر لیا گیا ہے۔ جس سے مسلمانان لدھیانہ میں زبردست ہیجان برپا ہے۔ دوسرے مقامات پر بھی اس خبر نے کافی بے چینی پیدا کر دی ہے۔ مسلمانان لدھیانہ نے اس افسوسناک واقعہ کے متعلق چند روز ہوئے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا جس میں پرجوش اور پر زور تقاریر میں اس ادارہ کی اصل حیثیت واضح کرتے ہوئے بتایا گیا کہ اس سے کامل اجتناب کرنا چاہیئے۔ اور ہرگز کسی عورت کو اس میں علاج کے لئے نہیں بھیجنا چاہیئے۔ اسی جلسہ میں لڑکی کے والد نے بیان کیا کہ اس کی غیر حاضری میں ہسپتال کی بعض نرسیں ایک مشنری عورت کے ساتھ اس کے مکان پر آئیں اور لڑکی کو اپنے ساتھ ہسپتال لے گئیں۔ وہاں اس کو مرتد کر لیا گیا۔ اب اس سے ملاقات کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔

یہ واقعہ ارتداد واقعی انتہائی افسوسناک ہے۔ اور اس کی وجہ سے مسلمانوں میں زبردست بے چینی و ہیجان کا پیدا ہونا بھی بالکل قدرتی ہے۔ اور غیور مسلمانوں کا اظہار جوش بھی کوئی غیر متوقع امر نہیں۔ اس لڑکی کو راہ راست پر لانے اور آئندہ کے لئے اس قسم کے واقعات کے انسداد کی کوشش بھی ضروری ہے جس کے لئے بائیکاٹ اور مختلف طریق مناسب انسدادی تدابیر بھی مفید ہو سکتی ہیں۔ اس کے لئے یقیناً ہر ایک مسلمان کو کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن یہ اپنی قسم کا پہلا واقعہ نہیں۔ ہمیں ایک اسلام تعلیم یافتہ مسلم خاتون نے جو اس ہسپتال میں کئی ماہ تک زیر علاج رہ چکی ہیں بتلایا کہ ڈاکٹر مس براؤن کی تبلیغی کوششوں سے اب تک بیسیوں بلند مرتبہ مسلمان خاندانوں کی لڑکیاں مرتد ہو چکی ہیں۔ اور اس حقیقت پر بھی نظر رکھنی چاہیئے کہ تمام ہندوستان میں اس قسم کے عیسائی شفاخانوں، درس گاہوں اور یتیم خانوں وغیرہ کا وسیع جال پھیلا ہوا ہے جو اپنے مقصد کے لئے نہایت سرگرمی سے ساعی ہیں۔ اور آئے دن مسلمان لڑکیوں، لڑکوں اور عورتوں کے ارتداد کے افسوسناک واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم سنجیدگی سے مرض کے اصل سبب کو تلاش کر کے اس کے انسداد کی کوشش کریں۔

بیشک عیسائیوں کے تبلیغی اداروں سے اجتناب ارتداد کے واقعات کو روکنے کی ایک مؤثر تدبیر ہے۔ لیکن صرف یہی کافی نہیں ہے۔ اس طرح اس مرض کا کلی انسداد نہیں ہو سکتا۔ ہمیں چند قدم آگے بڑھ کر ان وجوہ کی تلاش کرنی چاہیئے جن کے ذریعے ان اداروں کی تبلیغ مسلمانوں کو مرتد کرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ جب آپ اپنی اس تجویز میں کامیاب ہو جائیں گے تو آپ کو صاف نظر آئے گا کہ مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی کامیابی کی دو بڑی وجوہ ہیں۔ ایک صحیح اسلامی عقائد سے بیخبری اور دوسرے حضرت مسیح کے متعلق غلط عقائد۔ آپ یقین جانیں ان دونوں چیزوں کی اصلاح کے بغیر آپ عیسائیت کے فتنہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

ہمارے لڑکے اور لڑکیاں۔ ہمارے اکثر نوجوان اور عورتیں اسلامی تعلیمات سے بیخبر ہیں۔ اسلام کی خوبیاں ان کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ یہ بیخبری ان کو گمراہی کی طرف مائل کر رہی ہے لیکن اس سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ ملاؤں نے مسلمانوں میں قرآن و حدیث کے صریح خلاف ایسے عقائد پھیلا رکھے ہیں جن کی رو سے حضرت عیسٰیؑ کو نعوذ باللہ حضرت نبی کریمؐ سے افضل ماننا پڑتا ہے۔ بلکہ ان میں خدائی صفات تسلیم کرنی پڑتی ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح کو گہوارہ میں علم کہ وہ خدا کے نبی ہیں۔ . . . اور گہوارہ میں تقریر کرنا۔ خالق طیور ہونا۔ شافی امراض ہونا۔ اندھوں کو سوجاکھا کرنا۔ مُردوں کو زندہ کرنا۔ غیب دان ہونا۔ کسی حوائج بشری کے بغیر الآن کما کان کی شان کے ساتھ زندہ موجود ہونا۔ ثانیاً سے قبل ظہور۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام غلط عقائد عیسائیت کے ہاتھوں میں اسلام کے خلاف ایک زبردست حربہ ہیں۔ اگر یہ حربہ ان سے چھین لیا جائے تو ان کی تبلیغی کوششیں خود بخود بہت بڑی حد تک ناکارہ ہو جائیں گی۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے عیسائیت کے خوفناک طوفان کے مقابلہ کے لیئے ان عقائد کا قلع قمع ضروری سمجھا۔ آج بھی ان عقائد کا مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں سے دور کرنا احمدیت کے مقاصد میں سے ہے۔ جماعت احمدیہ کو عیسائیوں کے مقابلہ میں جو شاندار کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں اس کا سبب یہی ہے کہ وہ ان غلط عقائد سے آزاد ہے۔ مسلمان اگر عیسائیت کے تبلیغی طوفان سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں ان غلط عقائد کو اپنے اور اپنے بچوں نوجوان لڑکے لڑکیوں اور عورتوں کے دماغوں سے دور کر دینا چاہیئے۔ ان کی موجودگی میں عیسائیت سے مقابلہ ناممکن ہے۔

حکومت کشمیر کی بہانہ سازی

حکومت کشمیر نے شیخ محمد عبداللہ صاحب اور ان کے رفقا کو اپنے مخصوص اغراض و مفاصد کے ماتحت بلا قصور گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا۔ جہاں ان کی بہت بڑی عزت تھی۔ موصوف کی گرفتاری کے ساتھ ہی کشمیر کے گوشے گوشے سے ان کی غیر مشروط رہائی کا پر زور و مسلسل مطالبہ شروع ہو گیا۔ برطانوی علاقہ کے مسلمانوں نے بھی اپنے کشمیری بھائیوں کی تائید کی۔ ان حالات میں حکومت کشمیر کے لئے صحیح طریق یہ تھا کہ وہ اس زبردست مطالبہ کے احترام اور حالات کو مدنظر رکھتی ہوئی شیخ صاحب کو رہا کر دیتی۔ لیکن اس کی بجائے اس نے افسوسناک بہانہ سازی شروع کر دی ہے۔ چند روز ہوئے اس کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں موصوف کی رہائی کو بعض شرائط سے مشروط کیا گیا ہے۔ پہلی شرط یہ ہے۔ اگرچہ ہفتہ تک امول طور امن و امان رہا۔ تو رہائی عمل میں آئے گی حالانکہ حکومت کے ہاتھ میں ایسے لوگ کافی تعداد میں موجود جن کے ذریعے وہ آسانی سے نقض امن کرا سکتی ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ رہائی سے قبل مسلمانوں کے دو نام نہاد طبقوں میں مصالحت ضروری ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان میں ایک طبقہ جو تعداد میں بہت ہی کم ہے کامل طور پر حکومت کے زیر اثر ہے۔ اور وہ یقیناً حکومت کی خواہشات و ہدایات کے مطابق ہی کام کرے گا۔ اس طرح مصالحت کی کوشش اس وقت ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک حکومت اس کی خواہاں نہ ہو۔ تیسری شرط سول نافرمانی کے پروگرام کی واپسی ہے۔ یہ پروگرام شیخ صاحب کو رہا کرانے کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔ ان کی رہائی کے ساتھ خود بخود ختم ہو سکتا ہے۔ مندرجہ بالا صورت بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ حکومت کی پیش کردہ شرائط فریبناک بہانہ سازی کے سوا اور کچھ نہیں۔ وہ شیخ صاحب کی رہائی میں تاخیر سے کام لے کر ایک خطرناک غلطی کی مرتکب ہو رہی ہے ممکن ہے اس غلطی کے نتیجہ کے طور پر نوجوانوں کی گرم پارٹی کوئی انتہا پسندانہ کارروائی شروع کر دے۔ اس لئے ہم حکومت کشمیر کو ایک مرتبہ پھر یہ مخلصانہ مشورہ دیں گے کہ وہ شیخ صاحب کو غیر مشروط طور پر رہا کر دے۔

یورپ کا اخلاقی معیار

گزشتہ ہفتہ کی ایک ولایتی خبر ملاحظہ فرمائیں:۔

لنڈن ۲۹-جون- عالمگیر اقتصادی کانفرنس کی شراب کمیٹی میں تقریر کرتے ہوئے فرانسیسی نمایندہ موسیو ایم سرڈشے نے شراب نوشی کی حمایت اور انسداد مے نوشی کی شدید مخالفت کی۔ آپ نے شراب پر پابندی لگانے کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ کئی بڑے بڑے ممالک میں شراب نوشی کے خلاف جہاد کیا جا رہا ہے اس لئے شراب کی کھپت میں کمی واقع ہو رہی ہے اور اس سے دنیا کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ شراب پیدا کرنے والے ممالک نے موسیو سرڈث کی تحریک کی تائید کی اور شراب کی تیاری اور کھپت کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی کا تقرر عمل میں آیا۔"

ہمارے خیال میں مندرجہ بالا الفاظ کسی تبصرہ کے محتاج نہیں۔ یورپ اور اس کی لعنتی تہذیب کو عیب کو ہنر اور گناہ کو ثواب کے رنگ میں پیش کرنے میں جو کمال ہے اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے عالمگیر اقتصادی کانفرنس دنیا کی اقتصادی مشکلات کا حل تلاش کرنے کے لئے منعقد کی گئی ہے اس میں ایک مہذب ملک کا "مہذب نمایندہ" نہایت متانت اور سنجیدگی سے کہہ رہا ہے کہ شراب کی کھپت میں کمی واقع ہو رہی ہے اور اس سے دنیا کو نقصان پہنچ رہا ہے گویا دنیا کی بھلائی زیادہ سے زیادہ شراب تیار کرنے اور پینے میں ہے۔ یہ ہے یورپ کا اخلاقی معیار۔

خود غرضی کا مظاہرہ

شراب تیار کرنے والے ملکوں کی طرف سے شراب نوشی کی حمایت دراصل خود غرضی کا ایک شرمناک مظاہرہ ہے شراب کی کھپت میں کمی سے ان زر پرست ملکوں کو تھوڑا بہت مالی نقصان ہوگا جو ان کے لئے ناقابل برداشت ہے اس لئے شراب کی حمایت پر اتنا زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔ امریکہ وغیرہ میں بھی انسداد مے نوشی کے قانون کی ناکامی کی ایک بڑی وجہ شراب سازوں اور شراب فروشوں کا جذبہ زر پرستی ہی ہے۔ مہذب اور ترقی یافتہ یورپ کی کیفیت آپ نے ملاحظہ فرما لی۔ اب ذرا تقریباً ساڑھے تیرہ سو قبل کے ایک واقعہ پر نظر کیجئے۔ عرب کا ملک جہاں گھر گھر شراب پانی کی طرح پی جاتی ہے بچے بچے کی گھٹی میں رچی ہوئی ہے۔ مرد، عورت، بچے، جوان اور بوڑھے سب جام و صراحی کے شغل کے دلدادہ۔ حرمت مے کا حکم نازل ہوتا ہے۔ حضرت نبی کریمؐ صحابہ کرامؓ کو ارشاد الٰہی سے آگاہ فرماتے ہیں۔ معاً مے نوشی ترک ہو جاتی ہے۔ آلات مے کشی توڑ دیئے جاتے ہیں۔ خم اور جام پھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ مدینہ کی نالیوں میں پانی کی بجائے شراب بہتی نظر آتی ہے۔ خدا کے حکم اور اخلاقی فوائد کے مقابلے میں کسی کو مالی نقصان کا خیال آتا ہے نہ اور کوئی امر مانع ہوتا ہے۔

کاش دنیا حقایق کی طرف دیکھے اور سمجھے کہ اس کی بھلائی یورپ کی اندھی تقلید میں نہیں بلکہ عہد رسالت کی پیروی میں ہے۔ اسی بات کو دنیا میں پھیلانا احمدیت کا مقصد ہے۔

جہاں گرد سیاح

آج کل جہاں گردی کا رواج عام ہو رہا ہے۔ باہمت نوجوان پیدل یا بائیسکل۔ موٹر سائیکل وغیرہ سواریوں پر تمام دنیا یا بڑے بڑے ملکوں اور براعظموں کے سفر پر نکلتے ہیں اور اکثر اپنے عزم میں کامیاب ہوتے ہیں۔ ہمیں لاہور۔ دہلی اور حیدرآباد دکن میں اس قسم کے متعدد یورپین اور ہندوستانی سیاحوں سے ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ یہ سیاح بالکل معمولی سامان کے ساتھ سفر پر روانہ ہوتے ہیں۔ اور عموماً اخراجات سفر کے لئے دوران سفر ہی میں مختلف ذرائع سے روپیہ پیدا کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی سیاحت کا کوئی علمی یا سیاسی مقصد ہوتا ہے۔ فیشن کے طور پر اس قسم کی جہاں گردی قابل تعریف نہیں لیکن کسی فائدہ رساں مقصد کے ساتھ یہ عزم لائق آفرین اور زندگی کا ثبوت ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ چند باہمت احمدی نوجوان تبلیغی غرض سے اس قسم کے سفر کا عزم کریں۔ فی الحال بیرونی ممالک میں نہ سہی ہندوستان ہی میں اس قسم کے چند سفر کئے جائیں۔ ان سے شاندار نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔ کالجوں کے طلبہ اور دوسرے نوجوانوں میں اس طرح نہایت آسانی سے تبلیغ ہو سکتی ہے۔ آج کل پنجاب کے کالج اور اسکول تعطیلات گرما کی وجہ سے بند ہو رہے ہیں۔ دوسرے اکثر صوبوں میں تعطیلات کا موسم ختم ہو چکا ہے۔ اگر ہمارے چند نوجوان ایک دو ماہ کی فرصت نکال کر یوپی۔ سی پی۔ بنگال۔ مدراس وغیرہ علاقوں میں سائیکلوں پر نکل جائیں۔ تو سیر و تفریح کے علاوہ تبلیغ کا کام بھی کر سکتے ہیں۔ اس طرح ان کو کسی بڑے سفر کے لئے مفید تجربات بھی حاصل ہو جائیں گے۔

ناظر اعلیٰ قادیان کی خدمت میں

"الفضل" ۴-جولائی میں جناب ناظر اعلیٰ قادیان کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں آیندہ "ظلی حج" یعنی قادیان کے جلسہ سالانہ کے انتظامات کے متعلق مشورے طلب کئے ہیں۔ اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو اس سلسلہ میں ہم بھی چند الفاظ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ قادیان میں جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی تعداد کا اندازہ کھانے کی پرچیوں سے لگایا جاتا ہے جو بالکل غلط اور بے حد مبالغہ آمیز ہوتا ہے مثال کے طور پر گزشتہ جلسہ ہی کو لیجئے۔ جلسہ گاہ کا طول و عرض [illegible] x [illegible] تھا جس میں زیادہ سے زیادہ سات ہزار آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ لیکن کھانے کی پرچیوں کے ذریعہ مہمانوں کی تعداد ۲۰۷۵۲ فٹ دیتی تھی جو ہرگز صحیح نہیں ہو سکتی ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ضرورت سے تقریباً تین گنا کھانا تیار کیا جاتا ہے جس کے دو حصے ضائع جاتے ہیں۔ بعض واقف کار اصحاب کا بیان ہے کہ جلسہ کے ایام میں بہت سے غیر متعلق دیہاتی محض کھانا کھانے کے لئے قادیان آ جاتے ہیں۔ جلسہ میں بالکل شریک نہیں ہوتے۔ یہ بات قرین قیاس بھی معلوم ہوتی ہے بصورت دیگر مبلغ کے کارکن کوئی ٹیپ ٹاپ کی ضرورت کرتے ہیں اس لئے یہ معاملہ خاص توجہ کا محتاج ہے۔ چھ سات ہزار مہمانوں کے لئے بیس پچیس آدمیوں کا کھانا تیار کرنے میں بہت سا روپیہ ضائع جاتا ہے جو بھاری اسراف اور بدانتظامی ہے۔ اس سے قبل بھی ہم اسکی طرف توجہ دلا چکے ہیں

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب میاں محمد صادق صاحب ڈی۔ ایس۔ پی دہلی بیمار ہیں

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ کوہ مری میں بیمار رہیں۔ اور چند یوم کے لئے ۱۱ جولائی کو لاہور تشریف لا رہے ہیں۔

— جناب شیخ عبد العلی صاحب ای۔ اے۔ سی۔ کا صاحبزادہ عرصہ ایک ماہ سے علیل ہے۔

— جناب بشیر احمد صاحب دیوانہ آنریری مبلغ ضلع لدھیانہ ابھی تک بدستور بیمار رہیں۔

— جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب مانسہرہ کی اہلیہ محترمہ علیل ہیں۔

ان تمام بیماروں کی صحت کے لئے درد دل سے دعا کی جائے۔

— مرزا خلیل الرحمٰن صاحب خلف الرشید مرزا خدا بخش صاحب نے امسال امتحان بی ٹی میں کامیابی حاصل کی ہے اس خوشی میں مرزا صاحب نے مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطا فرمانے کا وعدہ کیا ہے۔ (مبارکباد)

— جناب میر گل محمد صاحب اور سیر کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عنایت فرمایا ہے جس کا نام محمد یحییٰ رکھا گیا ہے۔ میر صاحب موصوف نے بھی مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

پیغام صلح:۔ مبارکباد۔ دعا ہے کہ خداوند کریم مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور خادم دین بنائے۔

— صوبہ سرحد کی ایک ریاست میں ہماری جماعت کے آدمیوں پر محض احمدیت کی وجہ سے شدید مظالم ہو رہے ہیں۔ ان کے لئے خصوصیت سے دعا کی جائے۔

— چند روز ہوئے جناب سید [illegible] علی شاہ صاحب سابق سکرٹری آل انڈیا مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور کی صاحبزادی کا انتقال ان کے وطن میں ہو گیا۔ مرحومہ نہایت نیک اور ذہین لڑکی تھیں۔ دس گیارہ سال کے قریب عمر ہوگی۔ اس حادثہ میں ہمیں شاہ صاحب موصوف سے دلی ہمدردی ہے، خداوند کریم ان کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرمائے۔ اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ احباب سے جنازہ غائب کی استدعا ہے۔ ۷ جولائی کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں جنازہ غائب پڑھا گیا۔

— جناب چودہری فضل داد صاحب محصل انجمن گوجرانوالہ وزیر آباد۔ گجرات۔ لالہ موسیٰ۔ جہلم۔ راولپنڈی اور فتح جنگ کے دورہ پر برائے فراہمی چندہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب ان کی ہر طرح سے امداد فرمائیں۔

— ۲ جولائی کو دہلی میں جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی کا مسئلہ نبوت پر قادیانی اصحاب سے ایک کامیاب مناظرہ ہوا۔ قادیانی مناظر بالکل لاجواب ہو گیا مفصل اشاعت آئندہ میں۔

مسئلہ ولادت مسیح علیہ السلام

کے متعلق ضروری حوالجات

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب صدیقی۔ سیالکوٹ)

شیخ غلام حسین صاحب صدیقی سیالکوٹ شہر میں احمدی جماعت لاہور کے ایک درخشندہ فرد ہیں جنھیں اللہ تعالےٰ نے عجب ذوق سلیم اور شوق علم و حکمت عطا فرمایا ہے۔ آپ ہمیشہ مسائل و نکات علمیہ و حکمیہ پر غور فرماتے رہتے ہیں اور ریسرچ کرنا طبع ثانی بن گیا ہے۔ ولادت مسیح کے مسئلہ پر چونکہ کافی بحث ہو چکی ہے اس لئے صدیقی صاحب نے مزید بحث سے اعراض کرتے ہوئے صرف قرآن کریم۔ احادیث نبوی اور حضرت مسیح موعود کی تحریر و تقریر سے ایسے حوالجات جمع کرکے بھیجدیئے ہیں۔ جن کا تعلق مسئلہ ولادت مسیح سے ہے۔ تاکہ احباب کے پاس ریکارڈ جمع رہے اور جب کبھی اس مسئلہ پر بحث مباحثہ کی ضرورت ہو تو ان حوالجات سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ہم ان کی اس علمی خدمت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان حوالجات کی فہرست کو اقساط میں درج اخبار کرتے ہیں۔ امید ہے ذی علم اور اصحاب تحقیق حضرات ان حوالجات سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اپنے پاس محفوظ رکھیں گے۔ (مدیر)

حوالجات قرآنی

(۱) یا ایها الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلنکم شعوبًا وقبائل لتعارفوا۔ ان اکرمکم عند الله اتقکم۔ ان الله علیم خبیر۔ . . . . (پ ۲۶ - الحجرات)

(۲) ومن کل شئ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون . . . (پ ۲۷ - الذاریات)

(۳) سبحن الذی خلق الازواج کلها مما تنبت الارض ومن انفسهم ومما لا یعلمون (پ ۲۳ یٰس)

(۴) فاطر السموٰت والارض جعل لکم من انفسکم ازواجًا ومن الانعام ازواجا۔ (پ ۲۵ - الشوریٰ)

(۵) والذی خلق الازواج کلها (پ ۲۵ - الزخرف)

(۶) الم یک نطفة من منی یمنیٰ ثم کان علقة فخلق فسوّیٰ فجعل منه الزوجین الذکر والانثیٰ۔ (پ ۲۹ - القیامہ)

(۷) وخلقنکم ازواجًا۔ (پ ۳۰ - النبا)

(۸) وما خلق الذکر والانثیٰ۔ (پ ۳۰ - الیل)

(۹) وانه خلق الزوجین الذکر والانثیٰ من نطفة اذا تمنیٰ (پ ۲۷ - النجم)

(۱۰) هل اتیٰ علی الانسان حین من الدهر لم یکن شیئًا مذکورا۔ انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج (پ ۲۹ - الدہر)

(۱۱) اولم یر الانسان انا خلقنه من نطفة فاذا هو خصیم مبین۔ (پ ۲۳ - یٰس)

(۱۲) قتل الانسان ما اکفره۔ من ای شئ خلقه من نطفة۔ (پ ۳۰ - عبس)

(۱۳) خلق الانسان من نطفة فاذا هو خصیم مبین (پ ۱۴ - النحل)

(۱۴) والله خلقکم من تراب ثم من نطفة ثم جعلکم ازواجًا۔ (پ ۲۲ - فاطر)

(۱۵) اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفة ثم سوّٰک رجلا۔ (پ ۱۵ - الکہف)

(۱۶) هو الذی خلقکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخًا ومنکم من یتوفیٰ من قبل ولتبلغوا اجلًا مسمًّی ولعلکم تعقلون (پ ۲۴ - المومن)

(۱۷) فلینظر الانسان مم خلق۔ خلق من ماء دافق یخرج من بین الصلب والترائب (پ ۳۰ - الطارق)

(۱۸) وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبًا وصهرًا وکان ربک قدیرا (پ ۱۹ - الفرقان)

(۱۹) وبدا خلق الانسان من طین ثم جعل نسله من سللة من ماء مهین۔ (پ ۲۱ - السجدہ)

(۲۰) الم نخلقکم من ماء مهین۔ فجعلنه فی قرار مکین۔ الی قدر معلوم۔ فقدرنا فنعم القدرون (پ ۲۹ - المرسلت)

(۲۱) وهو الذی مد الارض وجعل فیها رواسی وانهارا ومن کل الثمرٰت جعل فیها زوجین اثنین یغشی الیل النهار ان فی ذالک لایت لقوم یتفکرون۔ (پ ۱۳ - الرعد)

(۲۲) ومن ایته ان خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون۔ ومن ایته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة ورحمة۔ (پ ۲۱ - الروم)

(۲۳) فلما تغشٰها حملت حملا خفیفا فمرت به فلما اثقلت دعوا الله ربهما لئن اتیتنا صالحا لنکونن من الشاکرین۔ (پ ۹ - الاعراف)

(۲۴) بدیع السموٰت والارض انی یکون له ولد و لم تکن له صاحبة۔ (پ ۷ - الانعام)

(۲۵) ما تریٰ فی خلق الرحمن من تفٰوت فارجع البصر هل تریٰ من فطور۔ (پ ۲۹ الملک)

(۲۶) فلن تجد لسنة الله تبدیلا ولن تجد لسنت الله تحویلا (پ ۲۲ - فاطر)

(۲۷) فاستجبنا له ووهبنا له یحیٰی واصلحنا له زوجه۔ . . . (پ ۱۷ - انبیاء)

(۲۸) والتی احصنت فرجها فنفخنا فیها من روحنا۔ . . . (پ ۱۷ - انبیاء)

(۲۹) ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لهم ازواجا وذریة۔ (پ ۱۳ - الرعد)

(۳۰) ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان (پ ۲۵ - الشوریٰ)

(۳۱) ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملهم قلت لا اجد ما احملکم علیه۔ (پ ۱۰ - التوبہ)

(۳۲) تلک حجتنا اتینا ابراهیم علیٰ قومه نرفع درجٰت من نشاء ان ربک حکیم علیم۔ ووهبنا له اسحٰق ویعقوب کلا هدینا ونوحًا هدینا من قبل ومن ذریته داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وهارون کذالک نجزی المحسنین وزکریا ویحیٰی وعیسیٰ والیاس کل من الصلحین۔ و اسمٰعیل والیسع ویونس ولوطا وکلا فضلنا علی العالمین۔ ومن ابائهم وذریٰتهم واخوانهم واجتبینٰهم وهدینٰهم الی صراط المستقیم (پ ۷ - الانعام)

(۳۳) وانی سمیتها مریم وانی اعیذها بک وذریتها من الشیطن الرجیم۔ (پ ۳ - العمران)

(۳۴) قال انی عبد الله اتٰنی الکتب وجعلنی نبیا وجعلنی مبٰرکا این ما کنت۔ واوصٰنی بالصلوٰة والزکوٰة ما دمت حیا وبرا بوالدتی ولم یجعلنی جبارا شقیا۔ والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیا (پ ۱۶ - مریم)

(۳۵) فحملته فانتبذت به مکانا قصیا (پ ۱۶ - مریم)

مؤخر الذکر آیت سے فحملتہ کے لفظ کو آیت مندرجہ نوٹ نمبر ۲۳ کی روشنی میں پڑھو۔ پھر مطلب بخوبی واضح ہو جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ مسئلہ ولادت مسیح کے متعلق

(۱) الستم تعلمون ان عیسیٰ حملته امرأة کما تحمل المرأة

(نجران کے عیسائیوں کو مباحثہ کے دوران میں جواب دیا) کیا تم نہیں جانتے کہ بے شک عیسےٰ کو ایک عورت (یعنی ان کی والدہ نے) نے اسی طرح حمل میں لیا جس طرح دونیا جہان کی عورتیں اپنے بچوں کو حمل میں لیا کرتی ہیں۔

آزادی کا فرشتہ

رسول عربیؐ کے حضور میں ایک ہندو کا خراج عقیدت

(از جناب ڈاکٹر لکشمی دت صاحب سابق ایڈیٹر مسافر آگرہ)

بے شک وہ دن مبارک تھا۔ مقدس تھا۔ متبرک۔ اور پاک تھا۔ جس دن توہمات باطلہ کی تاریکی۔ جہالت کے اندھکار اور باطل پرستی کے اندھیرے کے اندر سرزمین عرب پر حضرت محمد صاحب نے جنم لیا۔ آزادی کے فرشتہ نے زمین پر پاؤں رکھا۔ غریبوں۔ مظلوموں۔ بے کسوں۔ بے بسوں کا سہارا اور حقیقی سہارا آ گیا۔ مسلمان آنحضرت صلعم کو کس نگاہ سے دیکھیں انہیں حق حاصل ہے۔ مجھے ان کے عقائد سے کوئی جھگڑا نہیں لیکن میں نے جہاں تک بھی احادیث اور دیگر اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ جہاں تک قرآن شریف کی آیات کے حقیقی مطالب کو جاننے کی کوشش کی ہے۔ اور جہاں تک آنحضرتؐ کی زندگی اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کی سعی کی ہے میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ دنیا کو غلامی کی گرانبار زنجیروں سے آزاد کرانے آئے تھے۔ نجات دلانے آئے تھے۔ اور زبردستوں کے پنجۂ ستم سے مظلوموں، بیکسوں، بے بسوں کو چھڑانے آئے تھے۔ بے شک وہ گرے ہوئے انسانوں کو اٹھا کر دنیا انسانیت کے بلند تخت پر بٹھانے آئے تھے۔ گرے ہوئے انسانوں نے اپنے ملبود رتبہ کو بھولکر امینٹ پتھر اور سونے چاندی کے بیجان بتوں کے روبرو سر خم کر دیئے تھے۔ لوگ کائنات کے مالک کے بجائے خود کائنات کی پرستش کو نجات کا ذریعہ سمجھنے لگے۔ اور دولتمند غریبوں کے خون سے پرورش پاتے تھے۔ زبردست۔ زیردستوں کو اپنا شکار سمجھتے تھے۔ اخوت و مساوات۔ جماعت انسانی کے اوصاف سے باہر ہو چکے تھے۔ ان حالات میں خدائے ذوالجلال نے سرزمین عرب پر ہاں ہاں گھٹا ٹوپ تاریکی میں۔ ڈوبی ہوئی سرزمین عرب پر ایک روشنی بھیجی۔ ایک چمکتا ہوا ستارہ بھیجا۔ انسانی شکل میں ایک فرشتہ بھیجا۔ جس نے گرے ہوؤں کو اٹھا لیا۔ ڈوبے ہوؤں کو بچا لیا۔ ہاں ہاں جس نے اندھیرے میں بھٹکتے ہوئے انسانوں کو روشنی دکھائی۔ مظلوموں بیکسوں۔ بے بسوں کو پنجۂ ستم سے نجات دلائی۔ اور بھولوں کو راہ مستقیم دکھائی۔ مگر کن کن مصائب۔ آفات اور تکالیف کا مقابلہ کر کے تاریخ شاہد ہے کہ شاید ہی کوئی مصیبت اس سرزمین پر ایسی ہو جس نے اولوالعزمی۔ شجاعت اور ہمت مردانہ کے اس پتلے کی راہ میں قدم نہ رکھا ہو۔ اپنے خویش و اقارب بیگانے ہو گئے۔ لوگوں نے دیوانہ پاگل اور سودائی بنا دیا۔ تین تین دن پیٹ پر پتھر باندھے فاقہ کشی کی حالت میں پڑے رہے لیکن بالآخر استقلال نے ایسے ہمتی شکستہ دلی، مایوسی پر فتح پائی۔ اور وقت آیا کہ وہی مجنون۔ وہی دیوانہ اور وہی سودائی شہنشاہان عالم سے خراج عقیدت حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ دنیا کے کروڑوں انسانوں کی گردنیں اس کے قدموں پر جھک گئیں۔ کیا یہ ایک معمولی انسان کے کارنامے قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ کیا اتنے زبردست انقلاب محض اتفاق سے کسی شخص کے ہاتھ آ سکتے ہیں؟ میرا جواب نفی میں ہے۔ اور مجھے یہ ماننے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کہ حضرت محمد صاحب ایک مہا آتما تھے۔ اور جن مشکلات جن آفات اور جن ناموافق حالات میں انہوں نے اپنی ضمیر کی آواز کے مطابق اہل عرب کا سدھار (اصلاح) کیا وہ قابل ستائش ہی نہیں بلکہ قابل تعظیم تھا۔ آج سے چودہ سو برس پہلے عرب کے جنگلیوں کو وحدت کا پیغام سنانا۔ عرب کے ریگستانوں میں ایک وحدہ لاشریک کے ترانے گانا اور زیردستوں کو زبردستوں کے پنجۂ ستم سے چھڑا کر مساوات کے درجہ پر لانا بے شک کسی انسان کے لئے آسان کام نہیں۔ اور یقیناً وہ ہستی دنیا کی بلند ترین ہستیوں میں شمار کی جائے گی جس کی اولوالعزمی و بلند خیالی نے انسانی جماعت کے ایک بڑے حصہ کو یوں توہمات باطلہ سے نجات دلائی۔

مراسلات

لائل پور میں لال حسین اختر کی شرانگیزی

پولیس کی بروقت فرض شناسی

۳۰ جون و یکم جولائی کو لائل پور میں لال حسین اختر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سلسلۂ احمدیہ کے خلاف نہایت اشتعال انگیز تقریریں کیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہایت کمینہ گالیاں دیں۔ یکم جولائی کو دوران جلسہ میں اس امر کی طرف بار بار توجہ دلائی گئی کہ مقرر اشتعال انگیز رویہ کو ترک کر کے متانت و سنجیدگی سے تقریر کرے۔ خود پریزیڈنٹ جلسہ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ میں نے مقرر کو ناپسندیدہ رویہ سے منع کر دیا ہے۔ لیکن اس اعلان کے باوجود لال حسین مذکور کی شرانگیزی اور گالی گلوچ میں کوئی فرق نہ آیا۔ اس پر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس، لائل پور نے جلسہ کو منتشر کرنے کا حکم دیدیا۔ صاحب موصوف نے فرض شناسی سے کام لیتے ہوئے نہایت جرأت کے ساتھ اپنے حسن تدبیر اور دانشمندی کا ثبوت دیا۔ جس کے لئے وہ ہر طرح ہمارے اور ہر امن پسند شہری کے شکریہ کے مستحق ہیں۔

(سیکرٹری شعبۂ اشاعت اسلام۔ قادیان)

عیسائیوں سے مناظرہ

احمدی مناظرین کی شاندار کامیابی

مورخہ ۱۹ و ۲۰ جون ۱۹۳۳ء کو شکر گڑھ میں عیسائیوں کا جلسہ تھا جس میں پادری عبد الحق صاحب نے صحت بائبل اور مسئلہ نجات پر تقاریر کیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے مولوی عصمت اللہ صاحب اور سید اختر حسین صاحب کو بھیجا گیا۔ چنانچہ پہلے دن صحت بائبل کے موضوع پر پادری عبد الحق صاحب نے تقریر کی۔ اور اس کے بعد ایک گھنٹہ مناظرہ کے لئے وقت رکھا۔ مولانا عصمت اللہ صاحب نے بائبل کے مختلف نسخوں کو جو کیتھولک اور پراٹسٹنٹ ونیا کے شائع کردہ ہیں پیش کر کے کہا کہ پراٹسٹنٹ فرقے نے بائبل سے ۷ کتابیں نکال دی ہیں۔ جو کیتھولک فرقہ کی بائبل میں آج تک موجود ہیں۔ یہ اس بات کی بین دلیل ہے۔ کہ بائبل میں تحریف کر دی گئی ہے۔ پادری صاحب مولوی صاحب کے مطالبات کا جواب دینے سے باوجود انتہائی کوشش کے قاصر رہے۔

دوسرے دن پادری صاحب نے سوا گھنٹہ تک مسئلہ نجات پر تقریر کرتے ہوئے جناب مسیح کے کفارے کو پیش کیا۔ تقریر کے بعد جب مناظرے کا وقت دیا گیا۔ تو سید اختر حسین صاحب نے اٹھ کر ان تمام مغالطوں کی حقیقت کو ظاہر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کے تمام دلائل بودے ہیں اور بائبل کی آیات سے ثابت کیا کہ پادری صاحب کا یہ قول کہ کوئی انسان خدا کے تمام احکام پر عمل نہیں کر سکتا غلط ہے انجیل میں حضرت زکریا اور ان کی بیوی کے متعلق آتا ہے کہ وہ "خدا کے سارے حکموں پر بے عیب چلنے والے تھے"

(لوقا ۱/۶)

اس کے علاوہ میں کے ترتیب عقلی و نقلی دلائل سے کفارہ کی لغویت کو ظاہر کیا۔ جن کا جواب پادری صاحب سے آخری وقت تک نہ بن پڑا۔ مسلم و غیر مسلم حاضرین جلسہ نے پادری صاحب کی شکست کا صاف طور پر اعتراف کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ (نامہ نگار)

لائل پور میں مخالفین کی شرانگیزی

گزشتہ دنوں لال حسین لائل پور گیا۔ اور وہاں اس نے اپنی تقریروں میں سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت مسیح موعود کے خلاف نہایت بیہودہ اعتراضات کئے۔ اور خوب جی بھر کر ہرزہ سرائی کی۔ ان اعتراضات کا جواب دینے کے لئے لاہور سے مولوی احمد یار صاحب اور سید اختر حسین صاحب لائل پور تشریف لے گئے۔ ۴ جولائی کی شام کو مقامی جماعت کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا۔ لیکن مخالفین نے خشت باری شروع کر دی اور فساد برپا کرنے کی کوشش کی۔ ان کی اس حرکت کی وجہ سے کارروائی بند کرنی پڑی۔ تمام سنجیدہ اور سمجھدار مسلمان مخالفین کے اس ذلیل طرز عمل پر نفرین کر رہے ہیں۔ مفصل آئندہ اشاعت میں۔

(بقیہ صفحہ ۵)

(۲) الستم تعلمون انہ لا یکون ولد الا وھو لیشبہ اباہ۔

ماحصل یہ ہے کہ انسان کا بچہ انسان سے مشابہ ہوتا ہے اگر حضرت مسیح کی شکل انسانوں سے ملتی تھی تو ضرور ہے کہ ان کا کوئی باپ نوع انسان سے ہو۔

یہ اس روایت کا ملخص ہے جو ابن جریر نے ربیع سے بیان کی ہے۔ (باقی آئندہ)

آنہ فنڈ اور بچت فنڈ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

ڈلہوزی - ۱۱ر جون ۱۹۳۳ء

برادران مکرم معظم: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے ایک چھوٹی سی تحریک آنہ فنڈ کی شروع کی تھی۔ مجھے خیال تھا کہ ہماری جماعت کا ہر ایک متنفس مرد اور عورت اور بچہ بھی اس پر عامل ہو سکے گا۔ اور کسی کے لئے یہ بوجھ نہ ہوگا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دس سال میں ہماری جماعت بغیر کسی ادنیٰ سے ادنیٰ تکلیف کے پچاس ہزار روپیہ کا سرمایہ جمع کرکے کوئی عظیم الشان مفید کام کر سکے گی۔ دینی ضرورتوں کی تو کوئی انتہا نہیں مگر میں بارہا افسوس کرتا ہوں کہ ہماری زندگیاں ختم ہو رہی ہیں کتنے پرانے دوست اور مخلص خدام سلسلہ اسی سال ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ ہمارے دل ان کی جدائی سے محزون ہیں اور ہماری باری بھی آنے والی ہے۔ لیکن ہماری دینی خدمات کی رفتار مالی مشکلات کی وجہ سے بہت سست ہے۔ تو اگر ہم اور دس سال میں ہی کوئی نیا عظیم الشان کام کر سکیں تو ہمارا سفر آخرت کس قدر خوشی کا اور سامان اپنے ساتھ رکھتا ہوگا۔

مجھے آپ کی قربانیوں کا اعتراف ہے۔ ایک بہت ہی مختصر جماعت نے اس وقت اتنا بڑا بوجھ اٹھایا ہوا ہے کہ شاید اس کی نظیر مشکل ہی سے مل سکے۔ لیکن جو بات میں نے پیش کی تھی وہ اس قدر معمولی تھی کہ کسی شخص کو کوئی بوجھ محسوس ہونے کے بغیر قوم کا ہاتھ مضبوط ہو جاتا۔ وہ صرف ایک آنہ کا ایک ماہ میں مطالبہ تھا۔ اس طرح پر کہ جو شخص سو روپے ماہوار سے کم کماتا ہے وہ اپنے معمولی چندہ کے ساتھ ایک آنہ مزید ادا کرے۔ اور جو شخص ایک سو روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ اور تین سو روپے ماہوار سے کم کماتا ہے۔ وہ ۴ر ماہوار زائد ادا کرے۔ اور جو شخص تین سو روپے ماہوار یا اس سے زیادہ کماتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار اپنے چندہ کے ساتھ زائد ادا کرے۔ اسی طرح وہ خواتین جن کے ہاتھوں میں گھروں کے اخراجات ہیں۔ ان کے لئے کونسی مشکل ہے کہ ایک آنہ ایک ماہ میں خدا کی خوشی کے لئے الگ کر دیں۔ اور وہ بچے جن کی تعلیم کا شاید ہر گھر میں اس زمانہ میں سب سے بڑا خرچ ہے۔ ایک آنہ وہ بھی الگ کر دیں۔ اور بچپن سے ان کے دماغوں پر یہ نقش ہو جائے کہ دین کی خدمت بھی کوئی چیز ہے۔ اور جہاں اتنا ہمارے کپڑوں پر۔ فیسوں پر۔ کتابوں پر جیب خرچ پر روپیہ جاتا ہے۔ ایک آنہ خدا کی راہ میں بھی نکل جائے تو اگر ہمارے بزرگ اور ہمارے نوجوان اور ہماری محترم خواتین اور ہمارے عزیز بچے اس چھوٹے سے کام میں سب کے سب لگ جاتے تو یقیناً پچاس ہزار نہیں ایک لاکھ روپے دس سال میں جمع ہو جاتا۔ اس میں کسی کو تکلیف بھی نہ تھی بلکہ بغیر کسی تکلیف کے ہر بڑے چھوٹے کے لئے یہ راحت کا سامان تھا کہ ہم نے دینی عمارت کے اس کام میں کچھ حصہ لیا۔ ہم میں کون شخص خرچ کرنے میں ایسا محتاط ہے یا امکانی طور پر ہو سکتا ہے کہ دس پندرہ روپے خرچ کرے تو اس میں سے ایک آنہ ضائع نہ ہو جاتا ہو۔ آسودہ حال لوگ تو اپنے بچوں کی خوشی کیلئے ان کے کھلونوں کے لئے۔ ان کی مٹھائیوں کے لئے ہی بہتیرا روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ اگر ادنیٰ توجہ ہی اس طرف کی ہوتی تو یہ دانہ دانہ جمع ہو کر آج دو سال میں دس ہزار روپیہ یقیناً ہمارے ہاتھ میں ہوتا مگر میں افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ اکثر احباب نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اور یہ صرف چند مخلصین کی کوشش ہے کہ اس وقت سوا سو ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار اس فنڈ میں آ رہا ہے۔

اس لئے آج دو سال بعد میں پھر اس کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں۔ یہ کام بہت چھوٹا ہے مگر اس کے نتائج بہت بڑے ہیں۔ میں اس غرض کے لئے دس ہزار کی تعداد پوری کرنا چاہتا ہوں جو ایک ایک آنہ دینے والے ہوں۔ اس طرح پر کہ جو ایک روپیہ ماہوار دے وہ سولہ آدمیوں کے قایم مقام سمجھا جائیگا اور جو چار آنے دے وہ چار کا۔ اور جو دوسروں سے دس آنے یا بیس یا پچاس یا سو آنے جمع کرکے دے وہ اسی تعداد آدمیوں کا قایم مقام سمجھا جائے گا۔ میرے چند نہایت ہی عزیز نوجوان ہیں جنھوں نے اس بارے میں میری خاص طور پر حوصلہ افزائی کی ہے۔ یعنی شیخ صاحبان لائلپور کے فرزندان ارجمند جس سرگرمی سے وہ کام کر رہے ہیں مجھے یہ توقع ہے کہ وہ سب ملکر انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہزار آدمی کے قایم مقام ہو جائینگے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی اور ان کی عمروں میں برکت دے۔ اب میں ہر ایک دوست کی خدمت میں اس چٹھی کے ذریعہ حاضر ہوتا ہوں کہ وہ ذیل کے امور کو مدنظر رکھکر مجھے اطلاع دیں کہ وہ اس دس ہزار کی تعداد کو پورا کرنے کے لئے کتنے آدمیوں کے قایم مقام ہونگے۔

(۱) خود اس فنڈ میں کیا دیں گے؟ ا ر یا ۴ر یا ایک روپیہ

(۲) ان کے بیوی بچے کس قدر دینگے اور ملازم کس قدر۔ ہر ایک ملازم سے بھی ایک آنہ وصول کیا جائے۔

(۳) وہ اپنے کس قدر احباب سے جو جماعت میں شامل نہیں ایک آنہ وصول کر سکیں گے۔ اس غرض کے لئے وہ دفتر سے ایک آنہ والی رسید بکیں منگوالیں۔

دوسرا امر جس کی طرف میں اسی خط میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ بچت فنڈ ہے۔ جس کی طرف اسی سال عید الفطر کے موقعہ پر توجہ دلائی تھی۔ اس کا منشا یہ ہے کہ ہم اپنے اموال میں سے کچھ نہ کچھ خدا کی راہ میں ضرور دیتے ہیں۔ اور بالآخر اس کا کچھ اثر ہمارے اخراجات پر بھی ضرور پڑتا ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہمارے سامنے بار بار یہ امر مشاہدہ کے طور پر آئے کہ ہم خدا کے دین کی خاطر کچھ تکلیف برداشت کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اور سردست میں نے یہ تجویز کی ہے کہ ہر ایک بیت دو اپنے گھر میں مہینہ میں تین دفعہ اپنے کھانے میں کچھ تخفیف کرے اور اگر دو یا زیادہ قسم کا کھانا کھاتا ہے تو صرف ایک قسم کا کھانا کھائے اور اگر ایک قسم کا کھانا کھاتا ہے اور گوشت کھاتا ہے تو گوشت کو چھوڑ کر تین دن کے لئے دال یا سبزی کھائے اور اگر دال سبزی کھاتا ہے تو اسے بھی چھوڑ کر خشک روٹی کھائے۔ اگر خشک روٹی کھاتا ہے تو مہینہ میں تین دن روزہ رکھ لے۔ یا معمول سے نصف غذا کھائے۔ یا بجائے روٹی کے خشک بھنے ہوئے دانوں پر گزارہ کرلے۔ بہرحال کسی نہ کسی محسوس رنگ میں اس کے سامنے اور اس کے بال بچوں اور بیوی کے سامنے یہ بات آجائے کہ وہ خدا کے دین کو قوت پہنچانے کے لئے کچھ تکلیف اٹھا رہے ہیں اور جو رقم اس طرح بچے اسے ساتھ کا ساتھ ایک صندوقچی میں ڈالتے جائیں۔ جو اس غرض کے لئے انجمن کیطرف سے مہیا کی جائے گی۔ اور عموماً جماعتوں میں یہ انتظام ہوگا کہ ایسی صندوقچیاں مقفل ہر ایک گھر میں پہنچا دی جائیں اور پھر ماہوار وہ رقم نکالکر لاہور انجمن کو بھجوا دیں۔ اس تصریح کے ساتھ کہ فلاں فنڈ کی رقم ہے۔ رقم جو صندوقچی میں سے نکالی جائے گی وہ مالک خانہ یا اس کے کسی معتمد کے سامنے نکالی جائے گی اور اس رقم کی رسید اسی وقت اسے دیدی جائے گی۔

اگر اب تک آپ کے پاس صندوقچی نہیں پہنچی تو مجھے بواپسی اطلاع دیں۔ میں اپنے متعلق آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خود پہلے عمل کرکے یا عمل کا فیصلہ کرکے یہ زور تحریک کرتا ہوں۔ بچت فنڈ کے اصول پر عامل ہوں۔ ایک آنہ مستقل فنڈ پر بھی عامل ہوں۔ اور ایک روپیہ ماہوار دیتا ہوں۔ اور آئندہ میرے بیوی بچے اور ملازم بھی اس پر عامل ہوں گے۔ اس طرح میری طرف سے ۲۸ آنے ماہوار اس فنڈ میں پہنچتے رہیں گے۔ والسلام

خاکسار

محمد علی

خبریں

ہندوستان

— شملہ ۴ جولائی - کل اسمبلی ہال میں پبلک سروس کمیشن کا امتحان ہوا - اس امتحان کے چھ مرکز ہیں - جہاں بارہ اسامیوں کے لئے تقریباً سولہ صد امیدواروں نے امتحان دیا -

— انگریزی کا مشہور روزنامہ پانیر ماہ رواں کے آخر تک الہ آباد کے بجائے لکھنؤ سے شائع ہونا شروع ہوجائے گا -

— لاہور ہائیکورٹ موسم گرما کی تعطیلات کے لئے ۱۴ جولائی کو بند ہوجائے گا -

— بے شمار مقامات پر عید میلاد النبی شاندار طریق پر منائی گئی

— جاپان سے مدراس میں ایسی چٹائیاں آئی ہیں جن پر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تصاویر بنی ہوئی ہیں - اس کی وجہ سے مدراس اور کلکتہ وغیرہ کے مسلمانوں میں سخت ہیجان پیدا ہوگیا ہے - جاپانی قونصل مقیم کلکتہ نے حکومت جاپان کو اس نازک غلطی سے آگاہ کردیا ہے -

— جناب مولوی فضل الدین صاحب ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور سینیئر وائس پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور ۴ - ۵ - جولائی کی درمیانی شب کو انتقال فرما گئے انا للہ - مرحوم انجمن حمایت اسلام کے بانیوں میں سے تھے بہت سی اسلامی انجمنوں کے رکن تھے - پنجاب یونیورسٹی کے فیلو بھی تھے -

— شملہ ۴ جولائی - اب قطعی طور پر فیصلہ ہوگیا ہے کہ ہندوستان و جاپان کی تجارت کے سلسلہ میں جاپانی نمائندوں سے تبادلۂ خیالات ہندوستان ہی میں ہوگا

— یو - پی - حکومت نے مختلف جیلوں کے نام سرکلر جاری کردیئے ہیں - کہ خاص خاص پولیٹیکل قیدیوں کو جن کا رویہ جیل میں اچھا رہا ہو رہا کردیا جائے -

— گزشتہ ہفتہ ضلع علیگڑھ میں اور بلند شہر وغیرہ میں بارش کی شدت کی وجہ سے سخت سیلاب آیا جس سے بہت سا جانی و مالی نقصان ہوا -

— شملہ ۳ جولائی - ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ حکومت بنگال کے حسن انتظام سے بنگال کے اندر حامیان دہشت انگیزی کا بالکل خاتمہ ہوگیا ہے - اور حکومت نے صورت حال پر قابو پالیا ہے -

— پونا ۵ جولائی - آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس کی تیاریاں یہاں سرعت سے عمل میں لائی جارہی ہیں اجلاس تلک میموریل ہال میں منعقد کیا جائے گا -

— شملہ ۴ جولائی - مسلمانان ہند کے اکثر طبقات اس بات پر حیران ہیں کہ اڑیسہ کی مانند سندھ کمیٹی کا تقرر کیوں عمل میں نہیں آیا -

— اڈمانگنڈ - ۴ جولائی - گزشتہ شب گورنمنٹ ہاؤس میں ایک ڈنر ترتیب دیا گیا جسمیں گورنر موصوف نے باضابطہ طور پر سر محمد عثمان ہوم ممبر کو ملک معظم کیطرف سے خطاب کے سی آئی ای عطا کیا

ممالک خارجہ

— نازی لیڈروں کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے ہر ہٹلر نے کہا کہ نازی حکومت صدیوں تک قائم رہے گی اور موجودہ گورنمنٹ کو تباہ کرنے والی ہر ایک کوشش کی جانی دشمن ہوگی -

— اس خبر کی باقاعدہ تردید ہوگئی ہے کہ ہر ہٹلر رومن کیتھولک مذہب ترک کرنے پر آمادہ ہے -

— روس نے برطانی انجنیروں کو جن کو قید کی سزا دی تھی رہا کردیا ہے - روس اور برطانیہ کے تجارتی تعلقات پھر استوار ہوگئے ہیں اس فیصلہ کو برطانی تدبر کی فتح سمجھا جاتا ہے -

— سر آسٹن چیمبرلین نے ایک تقریر کے دوران میں کہا کہ میں جائنٹ سلکٹ کمیٹی کے ایک ممبر کی حیثیت سے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ کمیٹی کی رپورٹ مرتب ہونے تک ہر قسم کے تعصبات سے اپنے دل کو پاک رکھوں -

— برلن ۴ جولائی - پروشیا میں حکومت نے ان تمام کیتھولک اداروں کو بند کردیا ہے - جن کے متعلق اسے شبہ تھا کہ وہ زیر پردہ سیاسیات میں حصہ لیتے ہیں -

— کہا جاتا ہے کہ امسال نوبل پرائز امن عالم ، اٹلی کے ڈکٹیٹر مسولینی کو ملے گا -

— عالمگیر اقتصادی کانفرنس میں طلائی سکوں والے ملک نے سکوں کے استحکام کے متعلق جو تجویز پیش کی تھی اور جسے برطانیہ اور امریکہ کے نمائندوں نے تسلیم بھی کرلیا تھا صدر روزویلٹ نے اسے مسترد کردیا - اسے کانفرنس کے لئے ایک فال بد سمجھا جارہا ہے -

— وائنا ۳ جولائی - حکومت آسٹریا نے ایک خاص حکم نافذ کیا ہے کہ نازیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے رضاکاروں کی فوج تیار کی جائے - یہ فوج نازک وقت میں حکم معتمد کی مدد کرے گی - نیز حکومت مذکور نے اخبارات کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر سرکاری اعلان کو مفصل شائع کیا کریں -

— حکومت جرمنی نے اعلان کیا ہے کہ ہر وہ شخص جو آرین نسل سے تعلق نہیں رکھتا یا جس کی شادی آرین نسل میں نہیں ہوئی سرکاری ملازمت حاصل نہیں کرسکتا -

— لندن ۵ جولائی - بڑھتی ہوئی آمد و رفت کے پیش نظر دریائے ٹیمز پر تین نئے پل بنائے گئے ہیں - کل شہزادہ ویلز نے ان کا افتتاح کیا -

— شکاگو ۴ جولائی - مشہور ماہر مالیات جیکب فیکٹ کو جس کی ایک شہادت کے لئے انگلستان میں ضرورت تھی اغوا کرلیا گیا ہے - وہ ایک دوست کے ہمراہ کہیں باہر جارہا تھا کہ ایک کار آئی اور اسے بٹھا کر آناً فاناً غائب ہوگئی -

— واشنگٹن ۵ جولائی - صدر جمہوریہ امریکہ نے لندن میں اپنے وفد کو بذریعہ بحری تار نئی ہدایات بھیجی ہیں کہ وہ عالمگیر اقتصادی کانفرنس کو جاری رکھنے کے لئے پوری جدوجہد کریں -

عالم اسلام

— اس خبر سے تمام اسلامی دنیا خصوصاً بلاد عرب میں زبردست ہیجان پیدا ہوگیا تھا کہ سلطان ابن سعود اور امام یمن میں شمالی حدود کے مسئلہ پر اختلاف رائے پیدا ہوگیا ہے امام یحییٰ کی افواج ولی عہد کی سرکردگی میں سرحد پر نجران کے قریب پہنچ گئی ہیں - لیکن موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ امام یمن اور سلطان ابن سعود کے تعلقات نہایت دوستانہ ہیں ان کی موجودگی میں کوئی اختلاف بارآور نہیں ہوسکتا -

— بغداد کی ایک خبر مظہر ہے کہ دو ہفتہ سے برزان کے حدود میں بغاوت کے آثار نمایاں ہیں - شیخ صدیق برزان شیخ برزان کا بھائی ہے اس بغاوت کی رہنمائی کررہا ہے - حکومت عراق نہایت مستعدی اور اہتمام سے اس کا مقابلہ کررہی ہے -

— دمشق کی کانگرس نے جنگ آزادی کے متعلق عملی کاروائی کا فیصلہ کیا ہے - اور اس سلسلہ میں مجلس جنگ کو تمام اختیارات دیدیئے گئے ہیں - یہ خبر سنکر فلسطین کے مسلمانوں کی حزب الاستقلال نے ایک خط مجلس جنگ کو لکھا ہے جس میں ظاہر کیا گیا ہے - کہ وحدت عربیہ کے مقصد کے ماتحت آزادی کی جو کوشش کی جائے گی ہر گوشہ کے عرب اس کی تائید کریں گے -

— سردار محمد عزیز خاں کا جنازہ برلن سے کابل لایا جارہا ہے برلن سے سردار عبدالحسین خاں جنازہ لیکر براہ راست روس روانہ ہوگئے ہیں - سردار مذکور اٹلی میں حکومت افغانستان کے سفیر ہیں - اور تخفیف اسلحہ کانفرنس جینیوا میں افغانی نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے - حکومت روس کے حکام نے جنازہ کی خاطر خواہ طور پر تکریم کی - بعد کی خبر ہے جنازہ کابل پہنچ گیا -

— مصر کے بعض اخبارات رقمطراز ہیں کہ روس کی بولشویک حکومت چینی ترکستان کی موجودہ تحریک آزادی سے سخت ناخوش ہے - اس لئے اس نے منچوریا کے جنرل "ما" کو جو مسلمان ہی بتلایا جاتا ہے چینی ترکستان پر حملہ کرنے کے لئے مقرر کیا ہے اور ہر طرح سے امداد دینے کا وعدہ کیا ہے -

— مغرب اقصیٰ کے یہودی وہاں کے مسلمانوں کو طرح طرح سے دق کررہے ہیں - حکومت فرانس در پردہ یہودیوں کی حوصلہ افزائی کررہی ہے -

— بغداد کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ عراق میں عالمگیر اقتصادی کانفرنس سے دلچسپی کا اظہار نہیں کیا جارہا ہے - بعض ذمہ دار عراقیوں کا خیال ہے کہ اگر یہ کانفرنس کامیاب بھی ہوگئی تو اس سے عراق کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا -

— کاشغر کا ایک مسلمان سوداگر پشاور پہنچا ہے - اس کا بیان ہے کہ وہاں جمہوری سلطنت قائم ہوگئی ہے - اس نے کہا کہ کاشغر کے چینی وائسرائے نے ایک بارسوخ سید زادی سے زبردستی شادی کرنی چاہی - یہ واقعہ بغاوت کی ابتدا بن گیا - مجاہدین نے تین ماہ تک شہر کا محاصرہ کئے رکھا آخر چینی مغلوب ہوگئے - اور جمہوریت قائم ہوگئی - بہت سے چینی افسروں نے اسلام قبول کرلیا ہے - کاشغر کے مجاہدین نئی سلطنت کو بچانے کے لئے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کو تیار ہیں -

تار کا پتہ ۔ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر [illegible]

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محی الدین محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور ۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۸ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۳۳ء | نمبر ۳۹

لائل پور میں جماعت احمدیہ کا جلسہ

معاندین صداقت کی اخلاقی گراوٹ

لائل پور کے بعض حالات گزشتہ نمبر میں ہدیہ قارئین کرام ہو چکے ہیں۔ لال حسین نے یہاں پہنچکر بھی جلب زر کی خاطر جماعت احمدیہ کے مقدس بانی کے خلاف انتہا درجہ کی افترا پردازی سے کام لیا۔ جس کے ازالہ کے لئے جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے سید اختر حسین صاحب اور مولوی احمد یار صاحب مولوی فاضل کو بھیجا گیا۔ ۲۸ جولائی کو مقامی جماعت کے زیر اہتمام ایک جلسہ کے انعقاد کا بند و بست کیا۔ ایک نوجوان شیخ محمد یوسف صاحب نے شہر میں جلسہ کے لئے منادی کی۔ لیکن جماعت اشرار نے ان کے سر پر پتھر پھینکے۔ ان کا گلا گھونٹا ۔ گالیاں دیں ۔ اور بُرے سے بُرے آوازے کسے ۔ اشتہار جلسہ بھی کثرت سے تقسیم کیا گیا ۔ اور رات ½۹ بجے عید باغ میں جلسہ شروع ہوا ۔ جس میں لوگ بڑی کثرت سے جمع ہوئے ۔ مولوی احمد یار صاحب جلسہ کے صدر تھے ۔ سید اختر حسین صاحب نے تقریر شروع کی جس کا موضوع مخالفین کے اعتراضات کے جوابات تھا ۔ انہوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں آنے کی غرض کسی تفرقہ کی بنیاد رکھنا نہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام کی مقدس ذات پر جو افترا و بہتان لگائے گئے ہیں ان کا جواب دینا ہے ۔ اور بتانا ہے کہ جماعت احمدیہ تو وہ کام کر رہی ہے جس کے ساتھ ہر مسلمان کو تعاون کرنا چاہیئے چہ جائیکہ اپنی تمام قوت کو اس کی تخریب میں صرف کیا جائے ۔

اس پر مخالفین نے شور مچایا ۔ سید اختر حسین صاحب نے کہا کہ تمہیں تو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھانا چاہیئے ۔ ایک آریہ ۔ عیسائی یا یہودی اگر کچھ کہنا چاہے تو اس کی بات کو بھی تحمل سے سننا چاہیئے ۔ اور ہم تو اسلام کے مدعی ہیں ۔ مگر اس وقت تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کے اسوہ سیئہ پر عمل پیرا ہو رہے ہو ۔

اس نصیحت نے مخالفین کو کچھ فائدہ نہ دیا اور انہوں نے سٹیج پر پتھر پھینکنے شروع کر دیئے ۔ جنہیں جماعت احمدیہ نے کمال تحمل سے برداشت کیا ۔ مولوی محمد نذیر صاحب نے تلاوت قرآن مجید شروع کر دی مگر اس پر بھی پتھر پڑے اور نادان مخالفین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دشمنی میں قرآن مجید کی عظمت کا بھی پاس نہ کیا ۔ تلاوت ختم ہونے پر پھر سید اختر حسین صاحب نے تقریر شروع کی ۔ لیکن مسلسل سنگ باری ہو رہی تھی ۔ اور شریر مخالفین شور مچا رہے تھے ۔ مولوی محمد نذیر صاحب کے والد صاحب کو سر پر سخت چوٹ آئی ۔ بعض اور دوستوں کو بھی ضربیں آئیں آخر مجبوراً مخالفین کی اخلاقی حالت پر ماتم کرتے ہوئے کارروائی ختم کرنی پڑی ۔

مخالفین کی ان حرکات شنیعہ سے اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ تمام سمجھدار مسلمان ان لوگوں پر لعن طعن کر رہے ہیں ۔ کیا مخالفین کی یہ اخلاقی گراوٹ ظاہر نہیں کرتی کہ انہیں کسی معالج کی ضرورت ہے ۔

مبارک ہیں وہ جو اسے پہچانیں

(نامہ نگار)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۔

— ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے تازہ والا نامہ سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی بخیریت ہیں ۔ ممدوح نے پیغام صلح کیلئے متعدد مضامین عنایت فرمائے ہیں ۔ جو اخبار کی آئندہ اشاعتوں میں شائع ہونگے ۔ انشاء اللہ ۔

— آج کل مسلم ہائی سکول کے سہ ماہی امتحانات ہو رہے ہیں ۔ سکول ۱۵ ۔ ماہ حال کو موسم گرما کی تعطیلات کے لئے بند ہوگا ۔

— صوبہ سرحد کی ایک ریاست میں ہمارے چند دوستوں پر محض احمدیت کی وجہ سے شدید مظالم ہو رہے ہیں ۔ اس سے قبل بھی ان کے لئے دعا کی تحریک کی گئی تھی ۔ اب دوبارہ یاد دہانی کرائی جاتی ہے ۔ احباب درد دل سے ان کے لئے دعا کریں ۔

— حضرت امیر ایدہ اللہ کا ٹریکٹ ۔۔۔ زیر کتابت ہے ۔ انشاء اللہ جلد تیار ہو جائے گا ۔

رسیدات زر

ذیل کی رقوم حضرت امیر ایدہ اللہ کی وساطت سے خزانہ انجمن میں جمع ہوئی ہیں ۔ رسیدات خزانہ براہ راست معطیان کو بھجوا دی گئی ہیں ۔ احباب کی اطلاع کے لئے اس جگہ بھی اعلان کیا جاتا ہے ۔

حکیم محمد رونق علی صاحب ردولی	۲۵ روپے
بنت جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈلہوزی	۵ ”
محمد ابراہیم اے کے الوند نگر پارکر	۸۲ ۔ ۴ ”
میزان	۱۱۲ ۔ ۴ روپے

(آنریری افسر تحصیل)

گاندھی یا مسیح موعود؟

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(از جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب)

(۲)

ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ تحریک سوراج بشرطیکہ وہ حقیقی معنوں میں آزادی کی تحریک ہو۔ خواہ بذاتہ کیسی ہی اعلیٰ و ارفع کیوں نہ ہو مگر اس کو کسی ایسے نصب العین سے جس کا فیضان جمیع اقوام عالم پر محیط ہو۔ ادنیٰ درجہ کی مناسبت ہے۔ قبل اس کے کہ ہم یہ ثابت کریں۔ کہ کیا کوئی ایسا نصب العین ممکن ہے۔ اور کیا ایسے نصب العین کی طرف سے کسی نے عملی رہنمائی کی ہے۔ اس وقت ہمیں یہ دیکھنا بھی مناسب ہے۔ کہ گاندھی یا کانگرس کی تحریک سوراج کہاں تک صحیح معنوں میں حبّ الوطنی کی بنیادوں پر استوار ہے۔ وہ تحریک جو خالصتاً حبّ الوطنی کے جذبات سے وجود میں آئی ہو۔ اسکی بنیادیں دو باتوں پر قائم ہونی چاہئیں۔ اولاً یہ کہ تمام لوگ جو اس ملک کے باشندے ہوں وہ اس میں متحد و مشترک ہوں اور دوئم یہ کہ وہ جذبہ ہمدردی و خیر خواہی جو باعث تحریک ہو۔ اس کا اثر ملک کے تمام باشندوں پر یکساں ہونا چاہیئے۔ بلا لحاظ اس امر کے کہ ان کی قومیت و ملت کس قسم کی ہے۔

ہندوستان میں اتحاد کی کوششیں

۱۹۱۸ء میں گاندھی یہ کہا کرتے تھے کہ ہندوستان کی آزادی کے لئے جس قدر ہندو مسلم اتحاد ضروری ہے۔ ایسی دوسری کوئی چیز نہیں۔ ان ایام میں ہندو مسلم اتحاد کا ایک مظاہرہ کیا بھی گیا تھا لیکن کیا وہ اتحاد حقیقی تھا؟ وہ اتحاد مستقل کیوں ثابت نہ ہوا؟ مسلم قوم کے بعض مطالبات تھے۔ یہ کہ انہیں ان کی آبادی کی نسبت سے جداگانہ نیابت کا حق حاصل ہو۔ اور یہ کہ جن صوبوں میں ان کی کثرت ہے۔ وہ صوبے اسی طرح باختیار ہوں۔ جیسے باقی۔ اور پھر یہ بھی مطالبہ تھا کہ بوجہ کمزور ہونے کے انہیں مرکزی حکومت اور دوسرے صوبوں میں کچھ مراعات ہوں تاکہ وہ اپنی جداگانہ ہستی قائم رکھ سکیں۔ ہندو قوم کے نزدیک یہ مطالبات جائز نہیں لیکن کانگرس کے لیڈر یعنی گاندھی نے اپنی کوئی رائے آج تک ظاہر نہ کی۔ طاقتور اور کمزور کا اتحاد مشترکہ امر میں صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب کمزور کو یہ شبہ نہ رہے۔ کہ طاقتور کلی اختیار حاصل ہو جانے پر اُسے ملیامیٹ نہ کر دیگا اب جبکہ کمزور قوم یعنی مسلمانوں کو یہ ڈر لاحق ہے کہ خود مختاری حکومت حاصل ہونے پر ان کی ہستی معرض خطرہ میں نہ پڑ جائے تو اس کا طریق یہی تھا کہ ہندو قوم ان کے مطالبات کو تسلیم کر کے انہیں مطمئن کرتی۔ کمزوروں کے حمائت و حفاظت کے دعووں کو برطرف رکھئے۔ اگر کسی مشترکہ مقصد کے حصول کی خاطر ہی اتحاد کو اہمیت دی جاتی۔ تب بھی مسلم قوم کو ساتھ ملائے رکھنا لازم تھا مگر یہ بات نہ کی گئی۔ لیکن اتحاد کو برباد کرنا تو ایک امر ہے۔ گاندھی نے اس قدر بھی ہمت و عزم نہ دکھلایا کہ وہ علانیہ اپنی رائے کا اظہار ہی کر دیتے جو ان معاملات میں ان کے نزدیک صحیح تھی۔ باوجود تمام کوششوں کے گاندھی نے نہ تو مسلمانوں کے مطالبات کو ناجائز قرار دیا۔ اور نہ ہی اپنی قوم سے کہا کہ وہ مطالبات جائز ہیں۔ اور اس لئے قابل قبول ہیں۔ اس خاموشی کے پیچھے کیا حقیقت ہے۔ اس کا ذکر اپنے مناسب موقع پر ہوگا۔ اس وقت ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے کہ اتحاد جیسی عظیم الشان قوت کو برقرار رکھنے کی کوئی کوشش گاندھی نے نہ کی۔ پھر کس طرح ہم اس نتیجہ پر پہنچ جائیں کہ آپ کی تحریک وہ خالصتاً آزادی کی تحریک ہے۔ جس سے مقصد تمام ملک ہندوستان کی ترقی ہے؟

جذبۂ ہمدردی و خیر خواہی

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گاندھی غریبوں اور کمزوروں کے حامی ہیں۔ اور آپ کی تحریک کا اصل مقصد جیسے افراد کی خیر خواہی ہے چنانچہ آپ کی تازہ جدوجہد اچھوت اقوام کے بارہ میں اس کی زندہ مثال پیش کی جاتی ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ آج سے چند سال قبل بھی یہی اچھوت موجود تھے۔ یہی ان کی قابل رحم حالت تھی اور یہی کانگرس اور گاندھی جی تھے۔ پھر آج جو یہ سوال اچھوتوں کی ہمدردی کا پیدا ہو گیا ہے۔ اس کو پہلے کس چیز نے پیدا ہونے سے روکا ہوا تھا؟ آج جبکہ اچھوت اقوام کی جداگانہ نیابت کا سوال ہے۔ اور جس میں ان کی حقیقی زندگی ہے۔ مگر جس میں ہندو قوم کی طاقت کم ہوتی ہے۔ اس وقت تو جھٹ گاندھی جی ان کی ہمدردی میں غرق ہو کر مرنے کو تیار رہیں۔ مگر اس سے قبل جب ان کا ہندو قوم میں مدغم ہو کر ان کی ہستی کے مٹ جانے کا سوال تھا۔ اس وقت گاندھی جی نے انگلی بھی نہ ہلائی۔ یہ بھی عجیب خیر خواہی ہے۔ جو کسی کی ہستی کو مٹتے ہوئے دیکھ کر جوش میں نہیں آتی بلکہ اس وقت حرکت میں آتی ہے۔ جب اس کی ہستی قائم ہوتی نظر آئے!! اگر یہ کہا جائے کہ قوموں میں منقسم ہو کر ملک ترقی نہیں کر سکتا بلکہ ایک ہی قوم رہ کر کچھ بن سکتا ہے تو پھر صاف لفظوں میں یہ کیوں نہیں کہہ دیا جاتا کہ ملکی آزادی کے معنے صرف ہندو راج ہے۔ اور اگر مشترکہ حکومت ممکن ہے اور ایسا دلی منشاء ہے تو پھر تمام قوموں کے حقوق و ہستیوں کو برقرار رکھتے ہوئے کیوں حبّ الوطنی کا اظہار نہیں ہو سکتا۔

جذبۂ شہرت و لیڈری

قومی حمیت بھی ایک نیک جذبہ ہے۔ جب وہ محل و موقعہ پر استعمال ہو اور یورپین اقوام نے اس جذبہ کو ترقی دے کر اسے اپنے مقام سے بڑھا دیا ہے لیکن اکثر دفعہ بظاہر نظر جو اصحاب قومی حمیت و غیرت کے دلدادہ دکھائی دیتے ہیں۔ وہ در حقیقت اپنے ذاتی اقتدار کی ترقی اسی امر میں دیکھتے ہیں۔ کہ ایسے اوصاف سے متصف نظر آئیں۔ پس گاندھی جی کی تحریک در اصل حبّ الوطنی کے جذبہ سے محرک نہیں بلکہ یا تو ہندو قوم کے حمائت کا بڑھتا ہوا جذبہ یہاں کام کر رہا ہے۔ اور یا پھر ذاتی اقتدار کی لا انتہا خواہش آپ کے سینہ میں موجزن ہے۔ اور غالباً دونو باتیں پہلو بہ پہلو کام کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ واقعات کی بنا پر یہ ماننے کے بغیر چارہ نہیں کہ گاندھی کی تحریک سوراج سچے معنوں میں آزادئ ملک کی تحریک نہیں بلکہ اس کی بنا جذبۂ حبّ الوطنی سے ہی نہیں۔ اس کی بنا وہ جذبۂ حمیّتِ قومی ہے جس میں آج یورپ کی ہر قوم غرق ہے۔ ہم نے یہ کہا ہے کہ ملکی آزادی کی تحریک کو اس تحریک سے جس کا نفع ہر قوم و ملک پر چھایا ہوا ہو کچھ بھی نسبت نہیں مگر یہ تب تھا اگر ملکی آزادی کی تحریک صحیح معنوں میں ایسی تحریک ہوتی۔ اب گر گاندھی کی تحریک صرف حقیقی حبّ الوطنی کی تحریک ہی نہیں۔ بلکہ اس سے اُتر کر محض ایک خاص قوم تک محدود ہے۔ تو پھر ایسی تحریک کی نسبت اس عالمگیر تحریک سے اور بھی کمزور و ہیچ ہے۔

موجودہ زمانہ میں قومی حمیّت

آج دنیا میں قومی حمیت نے جو رنگ اختیار کر لیا ہے۔ اس کو دیکھ کر ایک انصاف پسند ضرور یہی کہیگا کہ نسل انسانی کے اتحاد اور امن و عافیت کو جس طرح اس چیز نے برباد کیا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ کوئی بلند پایہ جذبہ نہیں رہا بلکہ ایک لعنت کا موجب بن رہا ہے۔ در اصل سچی بات بھی یہی ہے کہ آج ایشیا کے ممالک میں جو ہر طرف قوم قوم کا شور سنائی دے رہا ہے۔ یہ کوئی مستحسن امر نہیں نہ اس لئے کہ سچی قومی حمیت اعلیٰ درجہ کی خوبی نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ اسی یورپین بدنما قومی غیرت کی آواز کی گونج ہے۔ جس سے خود یورپ اور تمام عالم نالاں و ترساں ہے۔ دجال کا اثر اس قدر گہرا ہے کہ وہ لوگ جو اس دجالی تہذیب کے مخالف ہو کر حکومت خود مختاری کا شور مچا رہے ہیں۔ وہ خود اسی اثر کے نیچے ہیں۔ اور ان کا یہی قومی حمیت کے نعرے لگانا ایک ادنیٰ ادا اسی تہذیب کی تقلید ہے۔ جس سے وہ نجات چاہتے ہیں

ایسے وقتوں میں جبکہ قومیت کا جذبہ اپنے حد اعتدال سے بڑھ کر ایک مرض کی صورت اختیار کر چکا ہو ایسے زمانہ جب اسی قومیت کے غیر معتدل جذبہ سے ایک قوم دوسری قوم کے خون کی پیاسی ہو رہی ہو۔ ان حالات میں جب قومیت کی لعنت عدل۔ انصاف پابندی میثاق غربا و ضعفاء کی پرورش وغیرہم صفات طیبہ کے اظہار میں مخل ہو رہی ہو۔ جب اتحاد نسل انسانی کا اعلیٰ ترین نصب العین برباد ہو رہا ہو۔ ہم کیونکر یہ کر سکتے ہیں کہ کوئی شخص ایسے وقتوں میں اسی قسم کے جذبہ سے متحرک ہو کر کوئی اعلیٰ و بلند خدمت نسل انسانی کی بجا لا رہا ہے بلکہ وہ تو اس مرض کو اور ترقی دینے میں کوشاں ہے۔ جس کو دور کرنا حقیقی محسن کا کام ہے۔ ایسے وقتوں میں دنیا کا سچا خیر خواہ وہی متصور ہوگا۔ جو نہ صرف اس جذبہ قومیت کو ابھارتا نہ ہو بلکہ جو یہ تعلیم دے کر حق کی خدمت بلا لحاظ ملک و ملت بجا لانی واجب ہے۔ جو یہ سکھلا دے کہ قومی ترقی سے بڑھ کر نسل انسانی کا عروج ہے۔ وہ ہی حقیقی معالج و محسن ان حالات کے اندر دنیا کا متصور ہوگا۔ جو عدل و انصاف مواثیق کی محافظت۔ خدا ترسی۔ خیر خواہی بنی نوع وغیرہم جذبات عالیہ کو اول مرتبہ پر رکھنے کا حکم دے۔ ہاں وہی اصلی بے نفسی اور سچے امن کو دنیا میں قائم کرنے والا ہوگا۔ جو ذات و خاندان قوم و نسل ملک و رنگ کے جھگڑوں سے مخلصی حاصل کر کے یہ ندا عالم کے گوشہ گوشہ میں بلند کرنا چاہتا ہو۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

میری تمام جدوجہد میری قربانی میری موت میری زندگی کا منشاء کسی خاص قوم کی حمائت کسی خاص ملک کی آزادی نہیں بلکہ یہ تمام اس ہستی کی رضا کیلئے ہے جو تمام عالم پر یکساں فیض رساں ہے۔ یہ طریق کونسا ہے اور اس قسم کی تحریک کیا ہو سکتی ہے جس کا نصب العین یہ ہو اور کیونکر ایسے بلند نصب العین کو عملی صورت دی جا سکتی ہے۔ یہ وہ سوالات ہیں جو اب ہمارے سامنے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم سہ شنبہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ	نمبر ۳۹

طوفانِ مخالفت

وابستگانِ سلسلہ کے فرائض

گزشتہ چند سال کی مدت میں سیاسی انہماک نے عوام کو غیر معمولی طور پر اپنی طرف متوجہ رکھا اب معلوم ہوتا ہے کہ اس میدان میں جوش و خروش کے وہ مظاہرے نہیں کئے جا سکتے اس لئے سیاسی آدمیوں کو مجبوراً رخ بدلنے کی ضرورت پیش آئی۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا ذریعہ معاش ہنگامی تحریکات اور شورشوں سے وابستہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اگر ہنگامی تحریکات اور شورشوں سے اپنا پیٹ پالنے کا سامان پیدا کریں تو معذور قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو محض جہالت۔ لاعلمی اور اندھی تقلید کی وجہ سے ایسی تحریکات میں شامل ہو جاتے ہیں۔

سیاسی میدان میں سرد بازاری کو محسوس کرتے ہوئے اول اخبار زمیندار نے اپنی دکان کی رونق چند روز تک جماعت احمدیہ کی مخالفت کے ذریعہ بڑھایا۔ اس کے بعد اخبار سیاست موقعہ پا کر اس کوشش میں مصروف ہے لال حسین اختر نے بھی پیٹ کے جہنم کا سامان اسی طرح سے حاصل ہوتے دیکھا۔ اور اخلاق تہذیب اور شرافت و دیانت کو بالائے طاق رکھ کر حضرت مسیح موعودؑ اور حضور کے خدام کے خلاف افترا اور گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر رکھی ہے اسی طرح اور متعدد ابن الوقت ہیں۔ جو آج کل احمدیت کی مخالفت کو روٹی کمانے کا آسان ترین اور بہترین ذریعہ خیال کر رہے ہیں۔ گو اس میں انہیں غیر شریفانہ طریقے۔ انسانیت سوز ذرائع اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ گزشتہ چند ہفتوں میں مختلف مقامات سے خبریں موصول ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کی شرانگیزیوں کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں میں ہیجان برپا ہے۔ گزشتہ سال سیالکوٹ اور بعض دیگر مقامات پر احراریوں نے شرارتیں کی تھیں اس کے بعد لاہور اور امرتسر میں طوفان بپا ہوا۔ بعد ازاں لائلپور اور ملتان میں بازار مخالفت گرم ہوا۔ اب لائل پور، شملہ وغیرہ مقامات پر اسی مخالفانہ و معاندانہ روش کا اظہار ہو رہا ہے غالباً کشمیر میں بھی سیاسی تحریک کے ٹھنڈا ہونے پر ایسا ہی ہو گا۔ اس وقت ان واقعات کے بیان سے ہمارا مقصد افراد سلسلہ پر ان کے فرائض کا واضح کرنا ہے۔ ہم حق و صداقت پر ہیں اور مخالفت و مخاصمت کے بڑے بڑے طوفان حق کو یقیناً نہیں دبا سکتے۔ بلکہ اگر حق پرست گروہ کسی وقت سست و غافل ہو گیا ہو تو اسے ہوشیار کر دیتے ہیں۔ موجودہ طوفان مخالفت سے ہمیں ذرہ بھر بھی خوف نہیں اور نہ اس کی وجہ سے کسی بھائی کو گھبرانا اور پریشان ہونا چاہیئے۔ بلکہ ہمارا تو یقین ہے کہ یہ دراصل تائید ایزدی ہے۔ انشاء اللہ یہی مخالفت احمدیت کی تبلیغ کا ذریعہ بنے گی۔ بہت سے دماغ اس طوفان کی وجہ سے احمدیت کے مطالعہ پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اور حق کو پالیں گے۔ اور دوسری طرف ہماری غفلت اور سست رفتاری اس مخالفت کی وجہ سے دور ہو جائے گی۔ لہذا ہمیں اس سے ڈرنے اور پریشان ہونے کی بجائے موجودہ حالات میں اپنے فرائض کو سمجھنا اور ان کو ادا کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے احمدیت کی گزشتہ پچاس سالہ تاریخ میں ایسے کئی طوفان آئے اور فرو ہو گئے۔ انشاء اللہ موجودہ طوفان بھی چند روز میں بے نشان ہو جائے گا۔

ہمارے خیال میں مخالفت کے مقابلہ اور جماعت کو ترقی دینے کے لئے تین باتوں کی ضرورت ہے۔

علم ۱ اخلاق ۲ تنظیم ۳

یہ موضوع کافی وسیع ہے۔ اور اس پر سیر کن بحث کی ضرورت ہے۔ لیکن آج کی صحبت میں ہم ان تینوں امور پر نہایت اختصار سے گفتگو کریں گے۔ اور انشاء اللہ قریبی اشاعتوں میں اس کے لئے مفصل بحث کی گنجائش نکالی جائے گی۔

علم - غور کرنے سے ہر ایک شخص پر یہ حقیقت واضح ہو سکتی ہے کہ احمدیت کی ترقی کا سب سے زیادہ انحصار علم پر ہے دراصل علم اور دلائل کی طاقت سے اسلام کی تبلیغ احمدیت کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ ہم مخالفین کے مقابلہ اور جماعت کی توسیع کے فرض سے اس وقت تک عہدہ برا نہیں ہو سکتے جب تک ہمیں کافی علم حاصل نہ ہو اور ہم اپنے علم کو بڑھانے کی لگاتار کوشش میں نہ لگے رہیں۔ علم سے ہماری مراد قرآن کریم حدیث اور حضرت مسیح موعود کی کتب ہیں۔ ان میں ضرورت سے زیادہ ایسا مسالہ موجود ہے جو ہمیں ہر مخالف کے مقابلہ میں یقینی طور پر کامیاب کر سکتا ہے۔ ہمیں نہایت ایمانداری سے اپنی اپنی جگہ غور کرنا چاہیئے کہ ہم میں علم کے حصول کا شوق کم تو نہیں ہو گیا یا اس کی ترقی رک تو نہیں گئی۔ جب تک ہر شخص انفرادی طور پر علم بڑھانے کی کوشش نہ کرے گا جماعت میں علمی فضا اور طاقت پیدا نہ ہو سکے گی جس کی ضرورت ہے۔ مخالفت کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ہر جگہ مبلغ نہیں جا سکتے ہر شخص کو اپنے طور پر مبلغ بننا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں احمدیت کی ترقی کی ایک بڑی وجہ یہی تھی کہ ہر ایک شخص اپنے آپ کو مبلغ سمجھتا اور تبلیغ کے فرائض کو انجام دینے کے لئے ضروری علم حاصل کرتا۔

اخلاق - مشہور بات ہے کہ علم بغیر عمل کے بے فائدہ ہے۔ اعلیٰ علم کا مقصد اعلیٰ اخلاق پیدا کرنا ہے۔ انسان کو متقی بنانا ہے۔ ہمیں علم کے حصول کے ساتھ ساتھ یہ بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ ہمارے اخلاق، ہماری عملی زندگی بھی اس اعلیٰ علم کی طرح ہی بلند ہو۔ ہمیں دنیا کے سامنے نمونہ کی زندگی پیش کرنی چاہیئے۔ ایسی زندگی جو صحیح اسلام کا نقشہ ہو جس سے عہد سعادت کی یاد تازہ ہو جائے۔ جس کے سامنے مخالفین کی زبانیں خود بخود بند ہو جائیں۔ جس کے اندر دوسروں کے لئے کشش موجود ہو۔ جو بدی کو مغلوب کرنے کی طاقت رکھتی ہو۔

تنظیم - تنظیم کی ضرورت و اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ افراد اپنی جگہ پر خواہ کس قدر ہی ذی علم متقی اور قوی کیوں نہ ہوں جب تک قوم میں تنظیم نہ ہو گی ہم اپنے مقاصد میں خاطر خواہ طور پر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جہاں تک ہماری جماعت کی تنظیم کا تعلق ہے اس کے دو حصے کئے جا سکتے ہیں۔ (۱) **تمام جماعت کی تنظیم** (۲) **مقامی جماعتوں کی تنظیم**۔ پہلے حصہ میں سب سے زیادہ ضروری مرکز سے تعلق ہے۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کے لئے یہ فرض ہے کہ مرکز کو مضبوط بنانے کی کوشش کرے۔ اس سے باقاعدہ وابستگی رکھے۔ اور مرکز سے جو تحریک شروع کی جائے اور جو حکم نافذ ہو اس کی پوری طرح تعمیل کرے۔ مقامی تنظیم کے لئے احباب کا آپس میں میل جول ضروری ہے۔ خواہ تعداد کم ہی کیوں نہ ہو۔ نماز اور خصوصاً نماز جمعہ کا انتظام ضرور کرنا چاہیئے۔ مقامی حالات کے مطابق درس قرآن اور ریڈنگ روم وغیرہ کے اجراء کی کوشش بھی کرنی چاہیئے۔ اجتماع اور تبادلۂ خیالات بھی حصول علم و اصلاح کا زبردست ذریعہ ہے۔

آخر پر ہم پھر کہیں گے کہ مخالفت کی وجہ سے گھبرانا ہرگز نہیں چاہیئے بلکہ سستی اور غفلت کو چھوڑ کر اپنے فرائض کو ادا کرنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ مخالفت انشاء اللہ تعالیٰ ہماری ترقی کا ذریعہ ہی ثابت ہو گی۔

مخالفین جہاں کہیں کوئی شرارت کریں احباب کا فرض ہے کہ **مدیر پیغام صلح** کو فوراً اطلاع بھیج دیں۔ حالات بالکل صحیح اور پوری تحقیق سے لکھے جائیں۔

آزادی بیجا کا نتیجہ

ہندو قوم مسلمانوں کی نسبت مغربی تہذیب کو زیادہ تیزی اور شوق سے قبول کر رہی ہے۔ اندھی تقلید کی وجہ سے ہندو عورتیں اور لڑکیاں حد سے زیادہ آزاد ہو گئی ہیں۔ آج کل ان کے تعلیم یافتہ طبقہ میں مردوں۔ عورتوں کے مخلوط اجتماعات کوئی غیر معمولی اور معیوب بات نہیں سمجھے جاتے۔ اس بے راہ روی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہندو قوم میں وہ تمام مفاسد بھی سرعت سے پیدا ہو رہے ہیں۔ جو مغربی تہذیب اور عورتوں کی غلط آزادی کا لازمہ ہیں۔ اب ہندو حلقوں میں عورتوں کی عریانی۔ فیشن پرستی اور بیحیائی کی شکایت عام ہے۔ اغوا اور بداخلاقی کی بھی کثرت ہے۔ اکثر ہندو اخبار اپنی قوم کی اس اخلاقی پستی پر نالاں ہیں۔ بعض نے اصلاح کی کوشش بھی شروع کر دی ہے جو کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی۔ اس صورت حالات کی سب سے زیادہ ذمہ داری آریہ سماج پر ہے۔ کم از کم شمالی ہندوستان میں وہی عورتوں کی غلط آزادی کا علمبردار رہا ہے۔ آج سب سے زیادہ آریہ سماجی اخبارات ہی اصلاح کے لئے چیخ رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آخری ایام زندگی میں ہندوؤں کو دعوت اتحاد دیتے ہوئے انہیں اس بیجا آزادی سے بھی روکا تھا اگر آریہ سماج اور ہندو قوم اس مشورہ پر عمل کر لیتی تو اس کو آج یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔

مسلمانوں کیلئے درس عبرت

مغربی تعلیم و تہذیب کے اثر اور ہندوؤں کی ہمسائیگی کی وجہ سے مسلمانوں میں بھی مذکورہ بالا مفاسد رفتہ رفتہ پیدا ہو رہے ہیں۔ انہیں ہندوؤں کی مثال سے عبرت پکڑنی چاہیئے اور یورپ کی اندھی تقلید کی بجائے۔ اسلامی احکام کو اپنا دستور العمل بنانا چاہیئے۔ آج جو مسلمان ہندوؤں کی اس حالت پر مسکرا رہے ہیں لیکن اپنی اصلاح کی طرف ان کی توجہ نہیں وہ سخت غلطی میں مبتلا ہیں کیونکہ اس وقت تقلید مغرب کے بارے میں ہندو اور مسلمانوں کا راستہ ایک ہی ہے۔ ہندو چند منزلیں آگے اور مسلمان پیچھے۔ اگر مسلمانوں کو ہوش نہ آیا تو چند سال بعد وہ اسی مقام پر ہونگے جہاں آج ہندو نظر آ رہے ہیں۔ اگر ہندوؤں نے مجدد زمانؑ کی نصیحت پر عمل نہیں کیا تو یہ ان کی زبردست غلطی ہے۔ ہمیں اس غلطی کے ارتکاب سے بچنا چاہیئے۔

لائل پور میں طوفان بے تمیزی

لائل پور آج کل احمدیت کی مخالفت کا قابل ذکر مرکز بنا ہوا ہے۔ گزشتہ دنوں لال حسین وہاں گیا۔ اور کئی روز شر انگیزی کرتا رہا۔ اس نے اپنی تقریروں میں حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کے خلاف بہت سے بے حقیقت اور لغو اعتراضات کئے اس کی تقریریں اس حد تک اشتعال انگیز اور امن سوز تھیں کہ پولیس کو مداخلت کرنی پڑی۔ مرکز سے سید اختر حسین صاحب اور مولوی احمد یار صاحب کو لائل پور بھیجا گیا۔ تاکہ وہ مخالفین کے اعتراضات کا مدلل جواب دیں اور ان کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کریں۔ اسی غرض سے ۴ جولائی کو مقامی جماعت کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا۔ مخالفین نے اس موقعہ پر اپنی انتہائی گراوٹ کا ثبوت دیا۔ اور نہایت شرمناک کمینہ حرکات کیں۔ اس طوفان بے تمیزی کی مفصل کیفیت اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ شائع ہو رہی ہے۔ ان مخالفین کے شرمناک طرز عمل پر ایک شریف انسان نفرین کریگا۔

احمدیت کے مقابلہ پر جو شخص آتا ہے وہ غیر شریفانہ اور اخلاق سے گری ہوئی حرکات ضرور کرتا ہے۔ اور لازماً دشمنان اسلام سے امداد کا طالب ہوتا ہے۔ واقعات اس پر گواہ ہیں گویا احمدیت کی مخالفت، اخلاق دشمنی اور کفر و پستی کے مترادف ہے۔ ایسا فعل جو ایک مسلمان کو بداخلاقی کے غار اور کفر کے دریا میں پھینک دے۔ یقیناً اچھا نہیں ہو سکتا۔ غور کرنے والوں کے لئے اس میں بہت بڑا سبق پوشیدہ ہے۔

گاندھی جی پر ایک سوال

حال ہی میں گاندھی جی کے صاحبزادے مسٹر دیو داس گاندھی کی شادی ایک برہمن لڑکی سے ہوئی ہے۔ گاندھی جی کی تحریک اچھوت ادھار کے پیش نظر سوال کیا جا رہا ہے کہ اگر وہ اچھوتوں کی اصلاح کے لئے اتنے ہی بیقرار ہیں جتنا کہ ظاہر کیا جا رہا ہے تو کیا وجہ انہوں نے اپنے صاحبزادے کی شادی کسی اچھوت لڑکی سے نہ کی۔ اس طرح ایک مثال قائم ہو کر اچھوتوں اور ہندوؤں میں ازدواجی تعلقات کا سلسلہ شروع ہو جاتا جو تحریک اچھوت ادھار کے لئے بیحد مفید ہوتا۔ معلوم نہیں گاندھی جی تک یہ سوال پہنچا ہے یا نہیں۔ اگر پہنچا ہے تو انہوں نے اس کا کیا جواب دیا۔ البتہ جب ان کے چیلے اس سوال کو سنتے ہیں تو ان کی بے بسی قابل دید ہوتی ہے۔ ہمیں تو اس سوال کے کرنے والوں کی سادگی پر بھی ہنسی آتی ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ اچھوت ادھار کا سارا شور محض نمائشی اور سیاسی اغراض کا نتیجہ ہے کیا انہوں نے نہیں سنا "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور ہوتے ہیں اور دکھانے کے اور۔" پھر حیرت ہے کہ انہیں گاندھی جی یا اچھوت ادھار کے حامی اور کسی لیڈر سے اس قسم کی کوئی توقع ہی کیوں ہے۔

معاصر "الامان" و "وحدت" کی مشکلات

ہمیں یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ دہلی کا ایک کانگرسی اخبار جو نام نہاد علما کی ایک ٹولی کا آرگن بھی ہے معاصر "الامان" اور روزنامہ "وحدت" دہلی کو ذاتی کاوش اور اختلاف خیالات کی وجہ سے تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے اور اس سلسلہ میں نہایت مذموم افعال کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اس کی حرکات اسلامی تہذیب۔ شرافت اور تجارتی اور صحافتی اصولوں غرضیکہ ہر لحاظ سے قابل گرفت اور لائق مذمت ہیں۔ اس کانگرسی اخبار سے ہمیں کسی اچھی بات اور معقول و شریفانہ طرز عمل کی قطعاً توقع نہیں لہذا اسے مخاطب کرنا بے فایدہ ہے۔ البتہ ان مشکلات میں ہمیں معاصر "الامان" و "وحدت" سے دلی ہمدردی ہے اور دعا ہے کہ خداوند کریم ان اسلامی پرچوں کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے اور تادیر خدمت اسلام کی توفیق دے۔ ہندوستان میں مسلم پریس بیحد کمزور ہے ان حالات میں کسی مسلمان اخبار کی تباہی کے در پے ہونا بہت ہی بری بات ہے۔ ہم ایسی کوشش کے مخالف ہیں جو اسلامی پریس کو نقصان پہنچانے کے لئے کی جائے۔ اسی اصول کے ماتحت ہم نے "الامان" و "وحدت" سے متعدد امور میں شدید اختلاف کے باوجود یہ سطور لکھنی ضروری سمجھیں۔

دہلی میں قادیانی جماعت سے مناظرہ

جیسا کہ اس سے قبل اطلاع دی جا چکی ہے ۲ر جولائی کو دہلی میں قادیانی جماعت سے اس مضمون پر مناظرہ ہوا کہ کیا حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا؟ مجلس مناظرہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ریڈنگ روم میں منعقد ہوئی۔ کمرہ حاضرین سے بھرا ہوا تھا۔ غیر از جماعت حضرات بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ ہماری جماعت کی طرف سے جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی مناظر تھے۔ تمام حاضرین نے فریقین کی دلائل کو کامل اطمینان سے سنا اور مناظرہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ چند قادیانیوں کے سوا تمام حاضرین نے تسلیم کیا کہ قادیانی مناظر اپنے دعوے کو ثابت نہیں کر سکا۔ اور مولوی عمر الدین صاحب کی دلائل نہایت قوی اور مسکت تھیں اس مناظرہ کا اثر نہایت اچھا ہوا۔ ایک صاحب نے جو پہلے ہی ہماری جماعت کے قریب تھے شمولیت سلسلہ کا ارادہ ظاہر کیا مظفر نگر کے ایک قادیانی جو وہاں مختار عدالت ہیں شریک مناظرہ تھے انہوں نے صاف الفاظ میں مولوی عمر الدین صاحب کی کامیابی کا اعتراف کیا۔ میاں صاحب کے ایک مرید نے لکھ کر بھی دیدیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب اپنے دعوے کے متعلق شروع سے آخر تک ایک ہی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۶)

کا کام جس کے دامن سے وابستہ ہے۔ اس لئے تمام گزشتہ سلسلہ ہائے طریقت کے فیضان کا اب خاتمہ ہے اور حضرت مسیح موعود کے فیضان کے سوا انوار محمدیہ سے کامل طور پر ایک مسلمان بہرہ اندوز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اس رنگ میں بھی حضرت مسیح موعود خاتم الخلفا اور خاتم الاولیاء اور خاتم الاولاد ہیں۔

سلسلۂ احمدیہ کے سوا تمام سلسلہ ہائے طریقت کے فیضان کا خاتمہ

غرضکہ حضرت مسیح موعود نے جو اپنی نسبت اجتہاداً "خاتم الخلفا" یا خاتم الاولیاء یا خاتم الاولاد کے القاب استعمال فرمائے سو اس سے آپ کی مراد فقط اس قدر تھی کہ آپ پر ان کمالات **کا خاتمہ ہو گیا اور آپ کے سلسلہ کے سوا اب تمام گزشتہ سلسلہ ہائے طریقت کے فیضان کا خاتمہ ہے۔**

لیکن چونکہ یہ کمالات و انعامات ہیں جو امتی کو اپنے نبی کی اتباع سے ملتے ہیں۔ اس لئے ان کمالات کے حصول سے سلسلۂ ولایت و خلافت یا اولاد روحانی ختم نہیں ہو سکتا۔ لیکن نبوت اور کتاب کے متعلق جو آپ نے خاتم النبیین یا خاتم الکتب کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ وہاں اس کے تینوں پہلو مدنظر رکھے ہیں۔ یعنی:۔

(۱) نبوت اور کتاب کا سلسلہ ختم ہے۔

(۲) نبوت اور کتاب کے کمالات حضرت محمد مصطفےٰ صلعم پر اور قرآن پر ختم ہیں۔

(۳) محمد مصطفےٰ صلعم اور قرآن کے سوا اور تمام نبوتوں اور کتابوں کے فیضان کا خاتمہ ہے

ختم نبوت کے تین پہلو

ایک بے حقیقت اعتراض کا مکمل جواب

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

سوال

جب خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تو حضرت مسیح موعود نے جو اپنے متعلق کہیں خاتم الاولیا فرمایا۔ کہیں خاتم الخلفا اور کہیں خاتم الاولاد فرمایا۔ اس کے کیا معنے ہوئے کیا حضرت مسیح موعود کے بعد کوئی ولی نہیں یا کوئی آنحضرت صلعم کی اولاد نہیں؟

جواب

حضرت مسیح موعود نے ختم نبوت کو جس طرح واضح اور مکمل شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ گزشتہ تیرہ سو سال میں کسی امتی کو یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی۔

عام طور پر خاتم النبیین کے معنے صرف اسی قدر سمجھے جایا کرتے تھے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور یہ صریح معنے بتائے ہوئے خود آنحضرت صلعم کے تھے۔ جیسا کہ حضور نے لانبی بعدی فرما کر خاتم النبیین کی تشریح کر دی تھی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہی معنے امت میں مروج تھے اور حضرت مسیح موعود نے خود بھی اس معنے پر بڑا زور دیا ہے۔ اور مسیح ابن مریم کے نزول ثانی کو انہی معنوں سے رد کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود کا ارشاد

جیسا کہ فرماتے ہیں:۔

"اکیسویں آیت یہ ہے ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں آ نہیں سکتا۔ کیونکہ مسیح ابن مریم رسول ہے۔ اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۴)

فقط اتنا ہی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود کو بذریعہ وحی بھی ختم نبوت کے یہی معنے بتلائے گئے جیسا کہ کتاب منن الرحمٰن جو حضرت مسیح موعود کی تصنیف ہے۔ اور آپ کی وفات کے بعد شائع ہوئی ہے۔ صفحہ ۲۰ پر آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"واوحی الی ان الدین ھو الاسلام وان الرسول ھو المصطفٰی السید الامام رسولٌ امی امین۔ فکما ان ربنا احد یستحق العبادۃ وحدہٗ فکذالک رسولنا المطاع واحدٌ لانبی بعدہٗ ولا شریک معہ وانہ خاتم النبیین"

(ترجمہ) میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک دین صرف اسلام ہے اور بے شک رسول صرف محمد مصطفٰے سید الانام ہے جو خدا کا رسول امی اور امین ہے۔ پس جس طرح ہمارا رب ایک ہے جو اکیلا عبادت کا مستحق ہے۔ اسی طرح ہمارا رسول بھی ایک ہی ہے جس کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔ کوئی نبی اس کے بعد نہیں اور نہ نبوت میں کوئی اس کا شریک ہے۔ اور بے شک وہ نبیوں کو ختم کرنے والا ہے۔"

پہلو نمبر (۱)

پس ختم نبوت کے اس معنے کے مسلم ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی کوئی نہیں اور حضرت مسیح موعود نے اجتہاداً اور الہاماً دونوں طرح یہی معنے کیے ہیں لیکن اس حقیقت اور صداقت کو دلائل سے مبرہن کرنا اور ختم نبوت کو ہر پہلو سے مکمل کر کے دنیا کے سامنے پیش کرنا یہ حضرت مسیح موعود کا ایک کارنامہ ہے۔ آپ نے ختم نبوت پر علاوہ مذکورہ بالا معنے کے دو اور پہلوؤں سے بھی روشنی ڈالی جس سے ایک طرف تو ختم نبوت پر دلیل کامل قائم ہو گئی۔ دوسری طرف ختم نبوت کی ہر پہلو سے تکمیل ہو گئی۔

پہلو نمبر ۲

اس بات پر دلیل قائم کرنے کے لئے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس بات کو بدلائل ثابت کیا کہ جس قدر ہدایتیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بنی نوع انسان کیلئے مقدر تھیں اور دی جا سکتی تھیں۔ وہ سب آنحضرت صلعم کے ذریعہ دی جا چکیں۔ اور جس قدر نمونے اخلاق فاضلہ اور تعلق باللہ کے ایک نبی دنیا کو دکھلا سکتا تھا وہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ دکھلائے جا چکے لہٰذا آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کی ضرورت باقی نہ رہی۔ کیونکہ نبوت کا کام تکمیل پر پہنچ گیا۔ اور نبوت کے کمالات ختم ہو گئے۔ جیسا کہ فرماتے ہیں۔ ؎

ختم شد بر ذات پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

آپ کی تمام تصانیف براہین احمدیہ۔ آئینہ کمالات اسلام وغیرہ وغیرہ انہی دلائل سے پُر ہیں۔ انہی دلائل میں سے ایک ایک کے توڑنے پر دس دس ہزار روپے کا انعام ہے غرض کہ آپ نے ختم نبوت کو محض دعوے تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ دلائل سے مستحکم اور مضبوط کر کے مخالفین اسلام اور مخالفین ختم نبوت پر حجت تمام کر دی۔

پہلو نمبر ۳

ختم نبوت کا ایک اور پہلو بھی تھا۔ جس کے بغیر ختم نبوت کی تکمیل نہ ہو سکتی تھی اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ دوسری امتوں میں جو ہزارہا انبیا آئے اور ان کا فیض ان کی امتوں میں جاری رہا ہے وہ بھی بند ہو گیا مان لیا کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا۔ لیکن جو آ چکے ان کا فیضان نبوت بھی اپنی اپنی امتوں میں جاری نہ رہے گا اس کا کیا ثبوت ہے۔ پس آپ نے اس پہلو پر بھی روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ جو کچھ تمام انبیا کو دیا گیا وہ جامع اور مکمل طور پر سب آنحضرت صلعم کو دیا گیا۔ اور چونکہ پہلے نبیوں کی تعلیمیں محفوظ نہ رہی تھیں۔ یا مسخ ہو گئی تھیں یا منسوخ ہو گئی تھیں یا وہ وقتی اور مقامی تھیں اس لئے آنحضرت صلعم کے ذریعہ وہ تعلیمیں جو ایک عالمگیر اور ابدی مذہب کے لئے ضروری تھیں زندہ اور سب کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ تاکہ دنیا کو ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ ایک دین واحد پر جمع کرے۔ پس آپ کی بعثت کے ساتھ تمام گزشتہ نبیوں کی علیحدہ علیحدہ نبوتوں کا اور ان کے فیضان کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اب آپ ہی کل دنیا کیلئے واحد نبی ہیں۔ اور صرف آپ ہی کا فیضان نبوت ہے جو اب جاری ہے۔ اور وہ اس قدر شاندار اور اعلیٰ پیمانہ پر ہے کہ آپ کے متبعین علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہیں۔ اور جو انعامات گزشتہ زمانہ میں انبیاء کو ملتے تھے یعنے مکالمات و مخاطبات الٰہیہ وہ آپؐ کی اتباع کے طفیل سے اولیائے امت کو ملتے ہیں۔ اور آپؐ کے سوا کوئی نبی نہیں جسکے اتباع سے آج یہ انعامات الٰہیہ کسی انسان کو مل سکیں۔ جیسا کہ الوصیت صفحہ ۱۰ میں تحریر فرماتے ہیں:

"تمام نبوتیں اور تمام کتابیں جو پہلے گزر چکیں ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے۔ اور بجز اس کے سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں اسی کے اندر ہیں نہ اس کے بعد کوئی نئی سچائی آئے گی اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں اس لئے اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے۔ اور ہونا چاہیئے تھا کیونکہ جس چیز کے لئے ایک آغاز ہے اس کے لئے ایک انجام بھی ہے لیکن یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اس کی پیروی سے خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے مکالمہ اور مخاطبہ کا اس سے بڑھکر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔"

تمام مذاہب عالم کو چیلنج

اس بات کو کہ قرب الٰہی اور مکالمات الٰہیہ کا انعام اب صرف آنحضرت صلعم کے فیضان نبوت سے ہی مل سکتا ہے اور تمام نبوتیں اس سے قاصر ہیں کیونکہ ان کا فیضان اب ختم

ہوچکا ہے۔ آپ نے محض دعوے کے ہی رنگ میں نہیں رکھا بلکہ تمام مذاہب عالم کو چیلنج دیا کہ اگر کسی مذہب میں کوئی فیض اس کے نبی کا باقی رہ گیا ہے تو وہ میرے مقابل پر آئے اور حق تو یہ ہے کہ یہ وہ امتیاز ہے جس کا سہرا تمام امت میں صرف آپ کے سر پر ہے اور اسی سے ختم نبوت کی تکمیل ہوئی ہے براہین احمدیہ۔ آئینہ کمالات اسلام۔ نور القرآن وغیرہ بیسیوں کتابوں میں اور اشتہاروں میں آپ نے بڑا زور اس بات پر دیا ہے کہ سوائے نبوت محمدیہ کے اب کوئی نبوت زندہ نہیں جس کا فیضان باقی ہو۔ سب نبوتیں ختم ہوچکیں صرف نبوت محمدیہ زندہ اور باقی ہے۔ جس کا دامن قیامت تک دراز ہے۔ اور اس کے فیضان کے ثبوت میں اپنے آپ کو پیش کیا کہ میں نبوت محمدیہ کے فیض سے مستفیض ہوکر خدا کے قرب اور **مکالمات و معرفت الٰہیہ کا مدعی بن کر کھڑا ہوں**۔ اگر کسی اور مذہب میں کسی نبی کا فیض باقی رہ گیا ہو تو وہ میرے مقابل میں آئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے!

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کرکے دیکھا
نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

تھک گئے ہم تو انہی باتوں کو کہتے کہتے
ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند،
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے!

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

مصطفیٰؐ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

یہ وہ حربہ تھا جس نے تمام دشمنان اسلام کا منہ توڑ دیا اور ختم نبوت کی تکمیل کرکے اس کی صداقت کو آفتاب کی طرح روشن کردیا۔

خاتم النبیین کے تین مفہوم

میں اب مختصر طور پر ختم نبوت کے مختلف پہلوؤں کو دوبارہ ذکر کردیتا ہوں جن پر حضرت مسیح موعود نے روشنی ڈالی ہے۔

(۱) ختم نبوت کے معنے دنیا پر واضح کئے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ لہٰذا مسیح اسرائیلی بھی اب نہیں آسکتا۔

(۲) ختم نبوت پر ایک اور پہلو سے روشنی ڈالی وہ یہ کہ آنحضرت صلعم پر تمام کمالات نبوت ختم ہوگئے۔ اس لئے نبیوں کے آنے کی اب ضرورت نہ رہی۔ گویا ختم نبوت پر دلیل بھی قائم کردی۔

(۳) نبوت محمدیہ کی بعثت کے ساتھ ہی تمام نبوتوں کا فیضان اب ختم ہوچکا۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ہی اب سب کی جامع اور تمام دنیا کے لئے واحد نبوت ہے اور اسی کا فیضان بے حجاب قیامت تک باقی ہے۔ جس کے لئے زندہ ثبوت اپنے وجود کو پیش کیا۔

گویا آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے سے بیک وقت تین مفہوم ہیں:-

(۱) **آپؐ کے بعد نبی کوئی نہیں۔**

(۲) **آپؐ پر تمام کمالات نبوت ختم ہوگئے۔**

(۳) **کل نبیوں کا فیضان ختم ہوچکا۔ اب صرف آنحضرت صلعم ہیں جن کا فیضان نبوت قیامت تک جاری ہے۔**

خاتم الکتب کے تین مفہوم

حضرت مسیح موعودؑ نے جس طرح آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مذکورۂ بالا تین مفہوم کے ساتھ مانا ہے اسی طرح قرآن کو بھی **خاتم الکتب** انہی تینوں مفہوم کے ساتھ مانا ہے یعنی:

(۱) قرآن کے بعد اب کوئی آسمانی کتاب نہیں۔

(۲) قرآن پر تمام کمالات جو ایک آسمانی کتاب میں ہوسکتے ہیں ختم ہوگئے۔

(۳) تمام دیگر کتب سماویہ کا فیضان اب بند ہے اب صرف قرآن ہے جس کا فیض قیامت باقی ہے۔

فیصلہ طلب امر

اب رہ گیا یہ امر کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو اپنے متعلق خاتم الخلفاء، یا خاتم الاولیاء یا خاتم الاولاد کے القاب استعمال کئے ہیں وہ کن معنوں میں کئے ہیں۔ سو واضح رہے کہ یہ القاب مسیح موعودؑ کے متعلق نہ تو قرآن میں مذکور ہیں اور نہ آنحضرت صلعم نے کہیں ایسا فرمایا ہے اور نہ حضرت مسیح موعود کے الہام میں کہیں یہ القاب آئے ہیں۔ آپ نے جو **خاتم النبیین** کے معنوں میں ختم کے تین پہلو لئے تھے۔ یعنے

(۱) ایک تو یہ کہ سلسلۂ نبوت ختم ہوگیا۔

(۲) دوم یہ کہ کمالات نبوت آپؐ پر ختم ہوگئے۔

(۳) سوم یہ کہ آنحضرت صلعم کے سواء دیگر تمام انبیاء کے فیضان ختم ہوگئے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ان القاب کو اجتہاداً استعمال فرمایا

ان میں سے زیادہ تر پہلو نمبر ۲ کے لحاظ سے ان القاب کو اجتہاداً اپنے متعلق استعمال فرمایا ہے۔ یعنے آپ پر کمالات ولایت و خلافت ختم ہوگئے۔ پہلو نمبر ۱ کے متعلق تو یہ لفظ استعمال نہیں ہوسکتا تھا۔ کیونکہ نبوت کا سلسلہ تو ختم ہوسکتا ہے۔ لیکن ولایت و خلافت کا سلسلہ ختم نہیں ہوسکتا جب تک امت قائم ہے تب تک ولایت و خلافت کا سلسلہ بھی قائم ہے۔ کیونکہ ولایت۔ خلافت اور روحانی اولاد یہ تینوں امت کے کمالات اور انعامات کو ظاہر کرتے ہیں جو نبی کی اتباع سے ملتے ہیں۔ تینوں قریباً قریباً ہم معنی ہیں **ولایت** کے معنے ہیں آنحضرت صلعم کی اتباع سے خدا کے ساتھ قرب و محبت کا تعلق پیدا ہوجانا۔ **خلافت** کے معنے ہیں ایمان اور اعمال صالحہ سے امتی کا اپنے نبی متبوع کے انعامات کا وارث ٹھہرنا۔ **روحانی اولاد** کے معنے ہیں اطاعت کاملہ سے اپنے نبی کے رنگ میں رنگین ہونا اور اس کے کمالات کا وارث ہونا جیسے بیٹا باپ کا وارث ہوتا ہے۔ تینوں مراتب کمال اور حصول انعام کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ کبھی ختم نہیں ہوسکتے۔ ایک امتی خواہ کتنے ہی کمالات کیوں نہ حاصل کرلے اور سلوک کے تمام مدارج طے کرکے

اس مقام کو کیوں نہ پالے جس سے آگے جانا استعداد انسانی سے ممکن ہی نہیں۔ تب بھی وہ دوسرے امتی کو کمالات و انعامات کے حصول سے روک نہیں سکتا۔ برخلاف اس کے نبوت ایک موہبت اور عہدہ ہے۔ جو ایک خاص مقصد کو مدنظر رکھکر عطا ہوتا ہے نبوت جب کل ہدایات آئندہ انسان کو دے چکی اور شریعت کو کامل طور پر سکھا چکی اور اخلاق کے تمام نمونے دکھا چکی۔ تو ظاہر ہے کہ نبوت کا کام اپنی تکمیل پر پہنچ گیا۔ اب ضرور ہے کہ سلسلۂ نبوت ختم کردیا جائے۔ **پس نبوت کے معاملہ میں جب کمالات نبوت ختم ہوئے تو ساتھ ہی سلسلہ نبوت بھی ختم ہوگیا۔ لیکن ولایت و خلافت اور روحانی اولاد کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ کسی شخص میں کمالات ولایت و خلافت اور روحانی اولاد اگر اپنے کمال کو پہنچ جائیں تو اس سے سلسلۂ خلافت و روحانی اولاد و ولایت منقطع نہیں ہوسکتا۔** کیونکہ ولایت و خلافت اور روحانی اولاد حصول کمالات و انعامات کا دوسرا نام ہے اور یہ کبھی بند نہیں ہوسکتا۔

تیسرے پہلو کا اطلاق بھی ایک معنی میں صحیح ہے

رہ گیا پہلو نمبر ۳ کا اطلاق حضرت مسیح موعود پر سو وہ بھی ایک معنے میں صحیح ہے۔ اور وہ اس طرح کہ اب حضرت مسیح موعود کے سلسلہ کے سوا تمام دیگر خلفا و مجددین کے سلسلۂ سلوک کے وہ مراتب طے نہیں کراسکتے جو **طریقت کا منتہائے نظر ہے۔** بعض لوگوں کو یہ غلطی لگتی ہے کہ وہ خاتم الخلفاء سے یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا فیض حضرت مسیح موعود میں محدود ہوگیا۔ یہ غلط ہے۔ آنحضرت صلعم کی شریعت اور مذہب کا دائرہ جن جن لوگوں پر حاوی ہے آپ کا فیض بھی ان سب پر حاوی ہے۔ مجددین و خلفا کی بعثت کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کے فیوض روحانی کو اپنے وجود صافی میں مجتمع کرکے اپنے مریدین کی منازل سلوک طے کرانے میں مدد ہوسکیں۔ کچھ شک نہیں کہ اپنے زمانہ میں ہر ایک مجدد ایک مرکز روحانی ہوتا ہے جس سے انوار محمدیہ منعکس ہوکر طالبان حق کو منور کرتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود بھی ہیں اور چونکہ آپ کی تجدید و خلافت کل دنیائے اسلام کے لئے ہے اس لئے آپ کی خلافت کے ساتھ تمام دیگر خلفائے محمدیہ کے سلسلوں کے فیوض روحانی کا خاتمہ ہے۔ مثلاً چشتی۔ نقشبندی۔ قادری۔ سہروردی۔ وغیرہ۔ آپ اس زمانہ کے امام اور مجدد ہیں۔ اور بغیر آپ کے فیوض روحانی کے ان گزشتہ سلسلوں کے ذریعہ مدارج سلوک کی تکمیل اب کیسے ممکن ہے۔ ویسے جو جس قدر شریعت اسلامی پر عمل کرتا ہے وہ فیضان محمدی سے بے نصیب نہیں رہ سکتا۔ بلکہ ہمارا تو یہ ایمان ہے کہ غیر مسلم بھی جن جن اسلامی صداقتوں پر نادانستہ عمل کررہے ہیں وہ ان ان باتوں میں نفع اٹھا رہے ہیں۔ اسی طرح ایک مسلمان جن اوامر و نواہی کا پابند اور فرماں بردار ہے اس کے مطابق وہ نفع اٹھاتا ہے۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ امام و مجدد وقت کی اتباع کے بغیر انسان نہ رضائے الٰہی کو پورے طور پر حاصل کرسکتا ہے اور نہ کمالات روحانی کا پوری طرح وارث ہوسکتا ہے بلکہ ان تمام انوار و برکات محمدیہ سے بے نصیب رہ جاتا ہے جو امام وقت کی طفیل ملتا ہے۔ بالخصوص مسیح موعود اور مہدی معہود جس کی بعثت تمام عالم کے لئے ہے اور اسلام کی حفاظت و اشاعت

(باقی بر صفحہ ۸ کالم ۳)

مسئلہ ولادت مسیح علیہ السلام

کے متعلق ضروری حوالجات

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب صدیقی سیالکوٹ)

(۲)

حوالجات از کتب حضرت مسیح موعودؑ

(۱) ہم اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنی ازلی ابدی صفات کے موافق کام کرتا ہے۔ . . . . ہاں بیشک یہ تو ہم مانتے ہیں اور مان لینا چاہئے کہ جو صفتیں جناب الٰہی کی ذات میں موجود ہیں انہیں صفات غیر محدودہ کے آثار اپنے اپنے وقتوں میں ظہور میں آتے ہیں نہ کوئی امر ان کا غیر اور وہ صفات ہر ایک مخلوق ارضی و سماوی پر موثر ہو رہی ہیں۔ اور انہیں آثار الصفات کا نام سنت اللہ یا قانون قدرت ہے۔ (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۴۲-۴۳)

(۲) مذہب نیچر کا نقیض نہیں ہے (ر ر صفحہ ۴۶)

(۳) قدرت الٰہی صرف ان چیزوں کی طرف رجوع کرتی ہے۔ جو اس کی صفات ازلیہ ابدیہ کے منافی اور مخالف نہ ہوں بے شک یہ بات تو صحیح ہے اور ہر طرح سے مدلل اور معقول ہے کہ جس چیز کا علم خدا تعالیٰ کو کامل ہو اس چیز کو اگر چاہے تو پیدا بھی کر سکتا ہے۔ لیکن یہ ہرگز صحیح اور ضروری نہیں ہے کہ جن باتوں کے کرنے پر وہ قادر ہو ان سب باتوں کو بلا لحاظ اپنی صفات کمالیہ کے کرکے بھی دکھا دے۔ بلکہ وہ اپنی قدرت کے اجرا اور نفاذ میں اپنی صفات کمالیہ کا ضرور لحاظ رکھتا ہے۔ کہ آیا وہ امر جس کو وہ اپنی قدرت سے کرنا چاہتا ہے اس کی صفات کاملہ کے منافی اور مباین تو نہیں۔ مثلاً وہ قادر ہے کہ ایک بڑے پرہیزگار صالح کو دوزخ میں جلا دے لیکن اس کے رحم اور عدل اور ابابات کے منافی ہیں۔ کہ وہ ایسا کرے۔ اس لئے وہ ایسا کبھی نہیں کرتا . . . . . . پس ذرا آنکھ کھول کر سمجھ لینا چاہئے کہ ایک کام کے کرنے سے عاجز ہونا اور بات ہے لیکن باوجود قدرت کے بلحاظ صفات کاملیہ امر صفات منافی کی طرف توجہ نہ کرنا اور بات ہے۔ (حاشیہ سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۸۳-۱۸۴-۱۸۵)

(۴) اپنی صفات قدیمہ اور اپنے عہد اور وعدے کے برخلاف کوئی بات نہیں کرتا اور سب کچھ کرتا ہے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۲۷۲)

(۵) کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے۔ جس کو ہم نے دیکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں مگر وہی جو اس کی کتاب اور وعدے کے برخلاف ہو۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۹)

(۶) قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ یعنی ان کو کہدے کہ میرا خدا اس بات سے پاک ہے کہ اپنی سنت قدیمہ اور دائمی قانون قدرت کے برخلاف کوئی بات کرے (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶)

(۷) غرض خدا تعالیٰ نے جو قانون باندھا ہے اسے ہم مانتے ہیں اگر اس پر اعتبار نہ کریں اور یقین نہ لائیں تو ایمان اٹھ جاتا ہے۔ پس خدا کا قانون قدرت جو کتاب اللہ میں ہے اس پر ہمارا ایمان ہے اور ہم اس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی صفات کے خلاف نہیں کرتا (الحکم ۱۰ر جولائی ۱۹۰۲ء بضمن ڈائری)

(۸) ہم اس کو خارق عادت نہیں مان سکتے جو قرآن شریف کے بیان کردہ قانون قدرت کے خلاف ہو۔ (الحکم ۱۰ر نومبر ۱۹۰۲ء صبح کی سیر)

(۹) وہ اپنی صفات قدیمہ کے برخلاف کوئی کام کیوں کریگا (چشمۂ معرفت صفحہ ۱۲۰)

(۱۰) ہاں جو امر اس کے ثابت شدہ صفات کے برخلاف ہے یا اس کے ذکر کردہ عہد کے منافی ہو۔ وہی امر اس کے قانون قدرت کے خلاف سمجھا جائے گا۔ صرف ایسی بات وہ نہیں کرتا جو اس کے عہد یا اس کی صفات روکتے ہوں۔ (چشمۂ معرفت۔ صفحہ ۲۱۲-۲۱۳)

(۱۱) میری فطرت ایسی واقعہ ہے کہ میں ہر ایک بات پر خدا کو قادر جانتا ہوں اور درحقیقت کون اس کی قدرتوں کا انتہا پا سکتا ہے۔ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں بجز ان امور کے جو اس کے وعدے کے برخلاف یا اس کی پاک شان کے منافی اور اس کی توحید کی ضد ہیں۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۲۵۴)

مسئلہ تخلیق بنی آدم از کتب حضرت مسیح موعودؑ

(۱) ایسا ہی انسان بقائے نسل کے لئے اپنے جوڑے کا محتاج تھا۔ سو خدا نے مرد کے لئے عورت اور عورت کیلئے مرد پیدا کیا۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۵)

(۲) انسان کا بچہ صرف مرد کے نطفے سے ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ عورت کا نطفہ بھی اس کے ساتھ شامل ہوتا ہے اس پر دلیل یہ ہے کہ بچہ کچھ اخلاق اور صورت باپ کی لیتا ہے اور کچھ ماں کی۔ پس وید کے قانون کے فرمان والوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ بچے میں دو نطفوں کا اشتراک ہے (چشمۂ معرفت صفحہ ۱۱۷)

(۳) جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں روحانی اخلاق بچے کے ماں اور باپ کے اخلاق میں مشترک ہوتے ہیں۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۱۱۴-۱۱۵)

(۴) انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج یعنے ہم انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کرتے ہیں یعنی مرد اور عورت کے نطفے سے۔ (ر ر صفحہ ۱۱۶)

(۵) قرآن شریف کہتا ہے کہ روح دو نطفوں کی ایک خاص ترکیب سے پیدا ہوتی ہے۔ (ر ر صفحہ ۱۵۰-۱۵۱)

(۶) پہلے انسان نطفے سے پیدا نہیں ہوا تھا بلکہ ایک وجود سے دوسرا وجود پیدا کیا گیا تھا۔ تا نوعیت میں فرق نہ آئے۔ اور پھر بعد میں یہ دوسرا قانون شروع ہوا کہ انسان نطفے سے پیدا ہونے لگے۔ (ر ر صفحہ ۲۱۵)

(۷) کیونکہ پیدا ہونے والے بچے میں روحانی اخلاق صرف مرد کی طرف سے نہیں ہوتے بلکہ عورت کی طرف سے بھی ہوتے ہیں۔ (ر ر صفحہ ۲۲۸)

(۸) بلاشبہ یہ بات صحیح ہے کہ جب خدا تعالےٰ انسانی کسی بچہ کو رحم میں بنانے کے لئے ارادہ فرماتا ہے تو پہلے مرد اور عورت کا نطفہ رحم میں ٹھیرتا ہے اور چند روز تک ان دونوں منیوں کے امتزاج سے کچھ تغیر طاری ہو کر جمے ہوئے خون کی طرح ایک چیز ہو جاتی ہے۔ (حاشیہ در حاشیہ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۸۹-۱۹۰-۲۰۳)

(۹) ہر ایک انسان کی پیدائش ایک مرد اور عورت سے ہی ہوتی ہے۔ اگر انتہا تک یہ سلسلہ لیجاؤ تو ایک ہی آدم اور عورت کی نسل ثابت ہوں گے۔ (الحکم ۱۰ر جون ۱۹۰۳ء)

(۱۰) آدم ہی ایک ہے جو بغیر نطفہ کے پیدا ہوا ہے۔ (الحکم ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۰ء صفحہ ۳)

(۱۱) ہر عاقل کو ماننا پڑتا ہے کہ پہلا زمانہ خالص قدرت نمائی کا تھا۔ اس میں عام قانون قدرت یہی تھا کہ ہر ایک کام بغیر آمیزش اسباب معتادہ کے کیا جائے اس زمانہ کی نظیر میں اس زمانہ کے حالات کو پیش کرنا درست نہیں مثلاً اب کوئی بچہ انسان کا بغیر ذریعہ ماں اور باپ کے پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اس زمانہ میں بھی انسان کا پیدا ہونا والدین کے وجود پر ہی منحصر ہوتا تو پھر کیونکر یہ دنیا پیدا ہوتی۔ (براہین احمدیہ صفحہ ۲۳۵)

(باقی ـــــــ باقی)

(بقیہ صفحہ ۸ کالم اول)

ڈاکٹر شمس الدین صاحب دہلی ۵ روپے
ڈاکٹر قریشی صاحب دہلی ۵ ر
بابو شہاب الدین صاحب دہلی ۵ ر
مولانا عمر الدین صاحب دہلی ۵ ر
عبدالحکیم صاحب پہاڑ گنج دہلی ۲ ر
شیخ محمد لطیف صاحب دہلی ۲ ر

جن صاحبان کی طرف سے تاحال نہ رقم آئی ہے نہ جواب وہ براہ مہربانی جلد توجہ فرمائیں۔ اور اسی کو یاد دہانی تصور [illegible]

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل کے جوابات

قسط چہارم

نام	رقم
ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب لاہور	۵۰ روپے
حکیم مرزا خدا بخش صاحب لاہور	۵ "
مرزا محمد تقی بیگ صاحب ٹھنڈہ	۵ "
حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۲۵ "
ماسٹر انعام اللہ صاحب لورالائی	۱۰ "
منشی ثناء اللہ صاحب امرتسر	۵ "
ایم۔ ایل سیشیخ۔ شہر لاہور	۵ "
قاضی محبوب عالم صاحب گوجرانوالہ	۲۵ "
چودھری عطاء اللہ صاحب بستہ سوجا	۱ "
شیخ عبد العلی صاحب حصار	۵۰ "
منشی نواب خاں صاحب جموں	۵ "
ڈاکٹر عبد المجید صاحب پشاور	۵ "
اہلیہ ڈاکٹر عبد المجید صاحب "	۱۰ "
معرفت کندل خاں صاحب سفید ڈھیری	۲۰ "
چودھری عبد الحمید صاحب بھنور	۱۰ "
ماسٹر محمد اسحاق صاحب مدرس گجرات ہوتی	۵ "
چودھری خدا بخش صاحب قلعہ دیدار سنگھ	۵ "
مولوی مرتضےٰ خاں صاحب مانگرول	۲ "
میاں غلام شبیر صاحب تحصیلدار مظفرگڑھ	۵ "
خلیفہ فضل حسین صاحب لاہور	۱۰ "
منشی عبد اللطیف محرر دفتر محاسب	۱ "
چودھری رحمت خاں صاحب تدر امین	۱ "
خاں عبد العزیز خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس راولاکوٹ۔	۱۰ "
مولوی عبد اللہ خاں صاحب مدرس زنانہ سکول لاہور	۴ آنے
میاں عبد الکریم صاحب چپڑاسی دفتر محاسب۔	۴ آنے
قاضی عبد الرشید صاحب محرر دفتر تبلیغ	۱ روپیہ
چودھری غلام حسین صاحب لوپریوالہ	۲ "
چودھری فضل داد صاحب محصل انجمن	۸ آنے
خان عبد الاکبر خاں صاحب ٹیری	۵۰ روپے
نوابزادہ محمد امین خانصاحب مسند زدہ	۵ "
ایس۔ ڈی۔ زکی۔ ۔ ۔ ۔ سیالکوٹ	۲۵ روپے ۴ آنے
بنت جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۵ "
مولانا احمد صاحب	۱ "
چودھری محمد عبد اللہ صاحب سب انسپکٹر سامیلہ	۲۵ "
شیخ محمد محسن و مولا بخش صاحب آڑھتی لائل پور۔	۵ "
چودھری سلطان علی صاحب جالندھر۔	۵ "
مولوی عبد الرحمن صاحب جالندھر۔	۲۵ "
مہر خان محمد خاں صاحب موزنڈہ ضلع انبالہ۔	۵۰ "
قاضی عنایت اللہ صاحب انبالہ چھاؤنی۔	۴ "
خان صاحب اکرام اللہ خاں صاحب دہلی۔	۵ "
ڈاکٹر محمد احمد صاحب دہلی	۵ "

(باقی بر صفحہ ، کالم ۳)

خبریں

ہندوستان

—— گاندھی جی کو متعدد رہنماؤں نے مشورہ دیا ہے کہ سول نافرمانی کو غیر معین مدت کیلئے ملتوی کر دیا جائے۔

—— ہندو اور سکھ پنجاب ذا رپورٹ کی زبردست مخالفت کر رہے ہیں۔

—— وائسرائے عنقریب پونا جائیں گے۔ وہاں کی میونسپلٹی کے بعض ممبران نے ان کی خدمت میں سپاسنامہ خیر مقدم پیش کرنے کی مخالفت کی۔

—— حکومت ہند عنقریب دس روپے کے جدید نوٹ جاری کرنے والی ہے۔ موجودہ نوٹ بھی بدستور جاری رہیں گے۔

—— بنگال کونسل کا اجلاس ۸ر اگست کو شروع ہوگا

—— معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کونسل کے آئندہ اجلاس میں جو اس ماہ کے آخر میں ہوگا ایک غیر سرکاری رکن پنجاب کے فرقہ وارانہ مسئلہ کے حل کے متعلق ایک تجویز پیش کرینگے۔ اس تجویز کی عبارت ابھی تک صیغہ راز میں ہے۔

—— کراچی میں آریہ سماج کے جلسہ پر ہندو مسلم فساد ہوگیا۔

—— گاندھی جی کی صحت اچھی ہے۔

—— پونا میں کانگرس کمیٹی کے اجلاس کی تیاریاں تیزی سے ہو رہی ہیں۔

—— حکومت بہاولپور کا ایک تازہ اعلان مظہر ہے کہ ہندو مطالبات کی منظوری کسی دباؤ کی وجہ سے نہ تھی۔

—— شملہ ۹ر جولائی۔ پنجاب کونسل کا اجلاس گرما، ۲ر جولائی کو ایوان اسمبلی شملہ میں شروع ہوگا۔

—— امرتسر میں بعض ریاستی باشندوں نے ریاست پٹیالہ کے خلاف جلوس نکالنے کی کوشش کی تھی۔ مقامی حکام نے اس کی ممانعت کر دی۔

—— کلکتہ ۹ر جولائی۔ واجد علی شاہ مرحوم شاہ اودھ کے صاحبزادے شہزادہ سلطان مرزا رضا علی کا انتقال ہوگیا۔ اناللہ۔

—— افواہ ہے کہ جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی نے وائٹ پیپر میں کوئی خاص تبدیلی نہیں کی، اور قانون دستور اساسی کے پاس ہونے کے بعد بھی اصلاحات پر حقیقی عملدرآمد کے لئے پانچ چھ سال کا عرصہ درکار ہوگا۔ اس دوران میں صوبجاتی خود مختاری نافذ نہیں ہوگی۔

—— بمبئی میں سول نافرمانی کے خطرے کو روکنے کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

—— سرینگر ۹ر جولائی۔ شیخ محمد عبد اللہ اور ان کے رفقاء ادھم پور سے ہٹوتی میں منتقل کر دیے گئے ہیں۔

—— بلدیہ دہلی نے فیصلہ کیا ہے کہ شہر کی آبادی کو مغرب کی طرف بڑھا دیا جائے۔ اس سکیم کے مطابق ۔ ۔ ۔ ۴۰۰۰ آدمیوں کی رہائش کا انتظام ہو جائے گا۔

لاہور میں عید میلاد النبی کی تقریب پر ایک عظیم الشان جلوس نکلا جو تقریباً ایک میل لمبا تھا جس میں ایک نوجوان کا بوجہ شدت موسم انتقال ہوگیا۔

ممالک خارجہ

—— قندھار کے ہندوؤں نے شاہ افغانستان کی خدمت میں اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے علیحدہ مدرسہ کے قیام کی درخواست کی ہے۔ شاہ موصوف اس درخواست پر ہمدردانہ غور فرما رہے ہیں۔

—— ۱۹۲۷ء میں درآمد برآمد محاصل کے متعلق مختلف حکومتوں کے درمیان جو بین الاقوامی معاہدہ طے ہوا تھا امریکہ اس سے علیحدہ ہوگیا ہے۔ برطانیہ اور پولینڈ اس سے قبل علیحدہ ہو چکے ہیں۔

—— لندن ۹ر جولائی۔ فیڈریشن آف برٹش انڈسٹریز کی امپائر کمیٹی نے ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے۔ کہ اگر عالمگیر اقتصادی کانفرنس ناکام ہو جائے تو جلد ہی ایک امپریل اقتصادی کانفرنس لندن میں منعقد کی جائے جو برٹش امپائر کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے عملی تجاویز طے کرے گی۔

—— مینگر یڈ کے ایک انجینئر نے ایک ایسی شین ایجاد کی ہے جو فضا میں سے بجلی کھینچ لیتی ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ شمالی انگلستان میں کوئلہ کی ایک کان پھٹنے سے ۹ آدمی ہلاک ہو گئے۔

—— سردار محمد عزیز خاں کا جنازہ کابل پہنچ گیا ہے۔ اہل ملک نے شاندار طریق پر استقبال کیا۔ اور نہایت موثر طریق پر تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔

جلد ۲۱ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ جولائی ۱۹۳۳ء | نمبر ۴۰

مکتوب برلن

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
گزشتہ ماہ میں جرمن مسلم سوسائٹی کے ماتحت دو نہایت ضروری اور اہم لیکچر ہوئے - پہلا لیکچر جناب محمد طفیل احمد صاحب انجنیئر کا تھا موصوف ہندوستانی ہیں۔ گو سلسلہ سے تعلق تو نہیں رکھتے لیکن ایک عرصہ لندن میں مولانا عبد المجید صاحب ایم اے امام مسجد ووکنگ کے ساتھ رہے اور قریباً چار سال سے برلن میں انجنیری کی تعلیم پا رہے ہیں - وہ یہاں کے کاموں سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں اور سلسلہ کی تبلیغی خدمات سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں - اور ہمارے اس تبلیغ اور بے لوث کام میں ہر وقت اور ہر طرح مدد و معاون رہتے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے درد دل رکھنے والے نوجوان پیدا کرے اور ہندوستان کا ہر مسلم نوجوان اسی روح کا حامل ہو جو اس نوجوان کے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے رکھدی ہے آمین - جناب طفیل احمد صاحب کے لیکچر کا موضوع " اسلامی قوانین اور ان کے ذرائع " تھا انہوں نے بتلایا کہ اسلام کا ہر قانون قرآن مجید سے ماخوذ ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور ان کے اعمال قرآنی اصولوں کی بہترین تفسیر ہیں - انہوں نے بتلایا کہ کس طرح ایک مسلمان ایسی حدیث کو ضعیف سمجھ کر رد کر دیتا ہے جو قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ترتی ہے - انہوں نے ہر چہار اماموں کی تعلیم پر مفصل بحث کی اور ثابت کیا کہ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے فروعی اختلافات کی بنا پر ایک قوم کو فرقوں میں تقسیم شدہ سمجھنا بعید از عقل ہے - عیسائیوں اور ہندوؤں میں ایک فرقہ دوسرے سے اتنا بعد رکھتا ہے جتنا ایک مذہب دوسرے سے - لیکن اس خیال کو پیش کرتے ہوئے کہ بدقسمتی سے مذہب حقہ کے پیرو بھی انہی مذاہب کی تقلید میں معمولی اختلاف کی بنا پر اپنے آپ کو مختلف فرقوں میں تقسیم شدہ سمجھتے ہیں - اور ایک دوسرے سے ہر وقت بر سر پیکار رہتے ہیں مسلمانان عالم کی ناگفتہ بہ حالت پر اظہار افسوس کیا - جناب طفیل صاحب کے لیکچر کا آخری حصہ اتنا درد بھرا تھا کہ سنگدل اشخاص بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہے ہوں گے - انہوں نے تبلایا کہ اس مہذب یورپ پر "غیر مہذب" اسلام کا کتنا بڑا احسان ہے - انہوں نے اسلام سے پیشتر یورپ کی حالت کا مختصر طور پر نقشہ کھینچا اور پھر تبلایا کہ اسلام کے اثر سے کس طرح تہذیب کے نام سے وہ آشنا ہوا - اور آج جس اسلام کے مٹانے پر یورپ کا زر اور دماغ خرچ ہو رہا ہے - اسی اسلام کے اصولوں پر کاربند ہو کر یورپ نے یہ ترقی کی منازل طے کی ہیں۔

بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۲ جون ۱۹۳۳ء کو جناب کاظم زادہ ایران شاعر ایرانی کا لیکچر بعنوان "اسلام کے صوفی" ہوا - مقرر موصوف حکومت ایران کی طرف سے برلن میں مقیم ہیں اور صوفی سوسائٹی برلن کے روح رواں اور صدر ہیں ان کو بھی ہمارے کاموں سے بہت دلچسپی ہے - اور اللہ کے فضل سے ہماری ہر موقعہ پر مدد کرنے سے دریغ نہیں کرتے - جناب ایرانی شاعر صاحب نے حضرت امام جعفر الصادقؒ - حضرت اویس قرنیؓ اور حضرت سلمانؓ پارسی کی مقدس زندگیوں کو حاضرین کے سامنے پیش کیا - ان کا اللہ سے عشق اور ان کے اسلام کے راستہ میں کارہائے نمایاں - ان کا صدق دل - ان کا جوش ایمان - مقرر موصوف نے ان پہلوؤں پر اس خوبی سے روشنی ڈالی کہ حاضرین بلا مبالغہ یہ محسوس کر رہے تھے کہ ان نیک اور مقدس انسانوں کی روحیں وہ دیکھ رہے ہیں -

ہر دو لیکچر نہایت کامیاب رہے مسجد حاضرین سے پُر تھی - یہاں تک کہ اکثر حضرات کو کھڑا ہی رہنا پڑا - ہر دو لیکچروں کے بعد حاضرین کی چائے سے ضیافت کی گئی -

خاکسار

مرزا عزیز الرحمن مسلم مشنری - برلن ۴ جولائی ۱۹۳۳ء

علمائے اسلام سے ایک ضروری استفسار

پہاڑی علاقہ ریاست جموں کشمیر میں ایک قوم باتل آباد ہے جو پکی مسلمان نماز روزہ اور ارکان اسلامی کی پابند ہے اس کا کام مردار جانوروں کی کھالیں اتارنا - رنگنا اور جوتے بنانا ہے - مردار نہیں کھاتی پاخانہ وغیرہ صاف کرنے کا کام بھی کرتی ہے - ان وجوہ کے باعث دوسرے مسلمان اس قوم سے نفرت کرتے ہیں - اور نہ ان کے ہاتھ کا کھاتے ہیں نہ ان کے ساتھ مل کر کھاتے ہیں - موجودہ حالات کے پیش نظر ان میں بھی بیداری پیدا ہو گئی ہے اور کچھ دشمنان اسلام نے ان کو ورغلایا ہے کہ اگر مسلمان ان کو اپنے اندر شامل نہ کریں تو وہ اسلام چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کر لیں - چالیس سال ہوئے علمائے کشمیر نے ان کے مسلمان ہونے کا فتوےٰ دیا تھا جو بجنسہ ان کے پاس موجود ہے - لیکن باوجود اس کے عام مسلمانوں نے ان سے بطور سابق عدم تعاون رکھا - اب ان کے لیڈروں نے تحریری طور پر کہا ہے کہ اگر ان کے اسلام میں کوئی کمی ہے تو وہ اس سے توبہ کرنے کو تیار ہیں اور ہر طرح ارکان اسلام پر پابند رہنے کا پختہ وعدہ کرتے ہیں - لیکن اگر باوجود اس کے مسلمان ان کو اپنا بھائی سمجھکر ان سے ہر قسم کا تعاون کرنے کو تیار نہ ہوں تو اس صورت میں وہ اسلام چھوڑ کر کسی غیر مذہب میں جانے کے لئے آزاد ہیں - امید ہے کہ علمائے اسلام اس بارہ میں بہت جلد اپنے فتادیٰ بذریعہ اخبار شائع فرما کر اس کی ایک ایک کاپی ذیل کے پتوں پر بھیجنے کا انتظام فرما دیں گے۔

(۱)

خواجہ عبد الخالق - کھدرواہ - ریاست جموں کشمیر

(۲)

محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

احمدیہ بلڈنگس - لاہور

گاندھی یا مسیح موعودؑ؟

حضرت مسیح موعودؑ کی تحریک اور اس کا مقصد

(۳)

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب لاہور)

قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا ـ الذين ضل في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا۔

آج تو ہم میں سے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا نصب العین اشاعت اسلام ہے لیکن بہت کم ایسے ہیں جو جانتے ہوں کہ اشاعت اسلام سے مراد کیا ہے ۔ کیا اشاعت اسلام سے مطلب صرف اس قدر ہے کہ مسلمان قوم کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہونا جائے ۔ یعنے مثلاً اگر موجودہ وقت میں عیسائی کہلانے والوں کی تعداد زیادہ ہے تو ہمیں دکھ ہے اور اگر اس کی بجائے مسلمان کہلانے والے لوگ زیادہ ہو جائیں تو ہمارے دھڑابندی کے جذبہ کی تسکین ہو جائے گی ؟ یا کیا اشاعت اسلام سے یہ مقصد ہے کہ مذہب اسلام اور حضرت خیرالانام کی سیرت پر اعلیٰ درجہ کی تصانیف نکالیں جن کو پڑھ کر لوگ وجد میں آجائیں ۔ اور تعریف و توصیف میں واہ واہ کے نعرے بلند کریں ؟ **مذہب اسلام، ہر سچے مذہب کی ایک صاف دین اور مکمل شکل کا نام ہے اور اس کا حقیقی مقصد صرف یہ ہے کہ دنیا میں جذبات طیبہ یا اخلاق حسنہ کی نشوونما ہو۔** مذہب کا نقطۂ نگاہ ہی یہ ہے کہ جب کبھی نفس پرستی کے جذبہ کی ترقی ہو جاتی ہے تو اس کا نتیجہ لازماً یہ نکلا کرتا ہے کہ لوگوں کے اندر سے اخلاق عالیہ کم ہو جاتے ہیں ۔ اور اخلاق عالیہ کے چھوڑ دینے کا آخری نتیجہ کسی ایک قوم یا جمیع نسل انسانی کے لئے مہلک ہوا کرتا ہے ۔ خواہ وہ ہلاکت کسی آسمانی عذاب کے رنگ میں نازل ہو یا وہ اس طرح ظہور پذیر ہو کہ حسد و رقابت کے خبیث جذبے متحرک ہو کر آپس میں لڑ مرنے کا موجب بن جائیں ۔ چنانچہ مذہب کے اس بنیادی اصل الاصول کی مثال جس واضح رنگ میں اس وقت اقوام یورپ پیش کر رہی ہیں ویسی اور کوئی مثال نہیں ۔

یورپ کی مادی ترقی

انیسویں صدی عیسوی مادیت میں انہاک کے کمال کا زمانہ ہے ۔ کس سرعت سے قوانین قدرت دریافت ہوئے اور کس طرح یورپ نے ان کو انسانی آسائش و آرام میں لگانے کی کوشش کی اس کا مکمل بیان تو تاریخ یورپ کا ایک دلچسپ ورق ہے ۔ تعیش اور نفس پرستی کے کیا کیا لوازم و ضروریات اختراع ہوئیں ۔ لیکن کیا عبرت انگیز نظارہ ہے مقصد تو قوانین قدرت کو مسخر کرنے اور ان کو انسانی خدمت میں لانے سے یہ تھا کہ کسی طرح انسان زیادہ آرام و عافیت کی زندگی بسر کرے ۔ لیکن کیا واقعات یہی ہیں کہ جس قدر ان اشیاء تعیش نے ترقی کی اسی قدر انسانی راحت میں بھی زیادتی ہوئی ؟ برخلاف واقعات یہ ہیں کہ **جس قدر تسخیر مادہ میں کمال حاصل ہوتا گیا قلبی اطمینان مفقود ہوتا گیا** ۔ ہوس و حرص کے جذبات نے انسانی روح کے اندر وہ وہ اشتعال انگیزیاں دکھائیں کہ اندرونی چین و طمانیت نام کو بھی نہ رہی ۔ پھر یہی ہوس و حرص کا بڑھتا ہوا جذبہ کہیں تو دولت و تجارت کو چند نفوس تک محدود کرنے کی صورت اختیار کر گیا ۔ اور کہیں قوموں میں آپس کے تعلقات کو حسد کی آگ سے بھڑکانے لگا ۔ ان تمام مشتعل شدہ جذبات کا ایک نظارہ تو وہ جنگ عظیم ہے جو دنیا دیکھ چکی ہے اور آئندہ کیلئے بھی اگر حرص و ہوس اور حسد و رقابت کے خبیث جذبات سرد نہ پڑ گئے تو معلوم نہیں کیا کیا نتائج نسل انسانی کو دیکھنے پڑیں ۔

جذبات خود غرضی اور بے نفسی

انسان کے اندر دو قسم کے متضاد جذبے رکھے گئے ہیں خود غرضی کا جذبہ جو اسے یہ تحریک کرتا رہتا ہے کہ دوسرا انسان خواہ کسی حالت میں ہو مگر تمام ساز و سامان اس کی ذات کو ہی میسر آجائیں اور دوسرا جذبہ بے نفسی کا موجود ہے جو متحرک ہو کر ہمدردی و خیرخواہی کی شکل اختیار کرتا ہے ۔ اور مطلب جس کا یہ ہوتا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے نفع کی خاطر اپنے اوپر تکلیف برداشت کرے ۔ جب کبھی ان جذبات کی کشمکش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ۔ کہ **جذبۂ خود غرضی بہت غالب ہو جاتا ہے اور جذبۂ ہمدردی بہت حد تک دب جاتا ہے تو اس کا نتیجہ انسانی قلوب سے سچی تسلی و اطمینان کا اٹھ جانا ہوا کرتا ہے اور پھر آخر کار یہی بےچینی و بے امنی ایک ظاہری صورت اختیار کرکے انسانیت کو تباہ و برباد کر دیتی ہے** ۔ مذہب کا مقصد یہ ہے کہ انسان کو ہمیشہ اور بار بار یہ بتلاتا رہے کہ وہ جلد بازی اور جہالت کے باعث جذبہ بے نفسی سے بے اعتنائی نہ برتے اور اس طرح خود غرضی و بیخودی کے جذبات کے درمیان ایک اعتدال کی صورت پیدا کرتے ہوئے قلبی راحت و اطمینان حاصل کرے تا اس کا نتیجہ ظاہری رنگ میں بھی صلح و امن ہو ۔ **امن و عافیت کا اصل منبع انسانی قلب ہے اور اس کی اصل کنجی جذبہ بیخودی کو ترقی دینا ہے کیا یہ ممکن ہے کہ انسانی قلوب میں ہوس و حرص اور حسد و رقابت کے شعلے بلند ہوں مگر ظاہری شکل میں انسانوں کے اندر بہت مدت تک امن و عافیت قایم رہے ؟**

آج جو قومیں کانفرنسوں اور لیگوں کے ذریعہ دنیا میں سچا امن قایم کرنے کے درپے ہیں ۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ منبع شر و فساد یعنے ہوس و حرص اور حسد و رقابت تو بدستور موجود ہے

سچے مذہب کی انتہائی غرض

غرضیکہ ایک صحیح اور کامل مذہب کی غرض جیسے کہ اسلام ہے یہ نہیں کہ انسان دنیاوی تعلقات قطع کرکے جنگلوں میں جا بیٹھیں یا یہ کہ وہ علم و سائنس میں بڑھ چڑھ کر ترقی نہ کریں بلکہ اس کی غرض صرف یہ ہے کہ زندگی کی تگ و دو میں انسان جذبۂ خود غرضی کا تابع ہو کر ان جذبات عالیہ سے محروم نہ ہو جائے ۔ جن پر امن و عافیت کا تمام مدار ہے ۔ پس اگر حالت یہ ہو کہ دنیا میں مسلمان کہلانے والوں کی تعداد تو روز بروز بڑھ رہی ہو مگر جذبات خود غرضی و نفس پرستی کم نہیں ہو رہے تو پھر یقین جانئے کہ اشاعت اسلام اپنے حقیقی معنوں میں نہیں ہوا ۔ اسی طرح اگر اسلام کے مذہب پر اعلیٰ درجہ کی علمی تصانیف تو دھڑا دھڑ نکلی چلی جا رہی ہیں مگر ان کا مجموعی اثر دنیا میں جذبات طیبہ (یعنے ہمدردی و خیرخواہی بنی نوع) کو بڑھانے کا موجب نہیں ہوا تو پھر یہ دلی صدق سے سمجھ لیجئے کہ یہ وہ غرض اشاعت علم دین سے نہ تھی جس کے لئے حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے تھے ۔ پس اس وقت اگرچہ اسلامی مشنوں کا قیام اور علم دین کی نشر و اشاعت حصول مقصد میں مد تو ہے مگر یہ بجائے خود مقصد نہیں ۔

مسیح موعودؑ کی تحریک خالص مذہبی تحریک ہے

حضرت مسیح موعود کی غرض کسی ایک قوم یا ملک کی خدمت نہیں ۔ آپ کا مقصد اشاعت اسلام ہے اور اشاعت اسلام سے مدعا یہ ہے کہ **انسان قرآن کے قوانین کے سامنے سر جھکائیں ۔ قرآن کا سب سے بڑا اور سادہ اصول یہ ہے کہ اعمال حسنہ کی نشوونما ہو لہذا حضرت مسیح موعودؑ کا منتہائے نظر تب ہی پورا ہوگا ۔ جب اعمال صالحہ کی ترقی ہو** ۔ اعمال صالحہ کی ترقی کا تمام انحصار جذبہ بےنفسی و بےغرضی کو بڑھانا ہے ۔ اب خدارا آؤ اور مقابلہ و موازنہ کرو کہ موجودہ وقت میں دنیا کی مصائب کا اصل علاج کس بات میں مضمر ہے ۔ کیا اس بات میں کہ گاندھی کی تحریک سوراج کو فروغ حاصل ہو اور جس کا مطلب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جہاں تمام دنیا میں قومی حس تیز ہو کر باعث فساد بن رہی ہے وہاں اسی منبع فساد و شر میں اور اضافہ ہو ؟ یا ایک عالم کے امراض کا علاج اس بات میں مقدر ہے کہ اس وقت اس تحریک کو تقویت پہنچے جس کا منتہائے نظر حقیقی و کامل مذہب کا نشوونما ہے ۔ تا انسانوں کے اندر جذبات حسنہ کی ترقی ہو اور تا مذموم و قبیح عادات کم ہو کر قلبی اطمینان و راحت کے دروازے کھولے جائیں ؟ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریک حقیقی امن و عافیت کی راہوں پر لگانے والی ہے ۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریک کوئی محدود ملکی و قومی تحریک نہیں بلکہ ایک عالمگیر تحریک ہے ۔ حضرت مسیح موعود کی تحریک وہ تحریک ہے جس میں جذبات بےنفسی و بےغرضی انتہائی درجہ پر جوش میں آتے ہیں ۔ حضرت مسیح موعود کی تحریک ہی سے انسانی فطرت کی وہ شاخ تربیت یافتہ ہوتی ہے جو انسان و حیوان میں مابہ الامتیاز ہے ۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریک ہی آج خالصۃً مذہبی تحریک ہے ۔ جس کا نصب العین......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

نمبر ۴۰	یوم شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ ھجری	جلد ۲۱

باہمی میل جول

جماعت کی ترقی وتنظیم کے لئے ایک ضروری بات

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت جنگل کی آگ کی طرح سرعت سے چاروں طرف پھیل رہی ہے۔ دشمن سلسلہ کو نقصان پہنچانے، اور وابستگان سلسلہ کو ستانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ یہ طوفان مخالفت یقیناً چند روزہ ہے۔ اور عنقریب فرو ہو جائے گا لیکن اس نے ہم پر عارضی مشکلات کے نئے نئے دروازے کھول دیے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ان مشکلات کو دور کرنے کے لئے انتہائی سعی کی جائے۔ ہمارا ایمانداری سے خیال ہے کہ موجودہ حالات میں ہمیں سب سے اول دینی کمزوریوں پر غور کر کے ان کو رفع کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اگر ہم اپنی جگہ پر مضبوط ہوں گے۔ تو مخالفین ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ مضبوط چٹانوں اور تناور درختوں کو بڑے سے بڑے طوفان سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ اس وقت ہم اپنی ایک تنظیمی کمزوری کی طرف احباب کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔

جن بزرگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا زمانہ دیکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ موجودہ مخالفت اس زمانہ کی مخالفت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ آج روشن خیال اور انصاف پسند مسلمانوں کا ایک زبردست گروہ ایسا موجود ہے جو جماعت احمدیہ کی صداقت اور اس کی دینی خدمات کا معترف ہے اور ان کی قدر کرتا ہے۔ لیکن اس زمانہ میں چاروں طرف مخالفین ہی مخالفین تھے۔ اکثر مقامات پر عرصہ تک احمدیوں کا اس قدر شدید اور ظالمانہ بائیکاٹ جاری رہا جس کا آج قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جماعت نے اس شدید مخالفت کو نہایت پامردی استقلال اور صبر سے برداشت کیا۔ اس کامیاب مقابلہ کی ایک بڑی وجہ احمدیوں کا مخلصانہ باہمی میل جول تھا۔ جماعت احمدیہ میں مختلف قوموں، مذہبوں، فرقوں اور برادریوں کے افراد شریک ہوئے لیکن نبد دنیان نے اسلام کی پاک تعلیم اخوت کے ذریعے ان کو اس طرح بھائی بھائی بنا دیا کہ قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو گئی۔ اس زمانہ میں احمدیت کا دینی رشتہ ہر قسم کے دنیوی رشتوں سے زیادہ مضبوط تھا۔ ہر ایک احمدی دوسرے احمدیوں کو اپنا بزرگ بھائی یا عزیز سمجھتا تھا۔ ہر ایک احمدی گھر دوسرے احمدیوں کیلئے خانہ بے تکلف تھا۔ جماعت کے افراد باہم میل جول رکھتے تھے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ہر ایک دوسرے کی بہتری کا خواہاں تھا۔ ابتدا میں جماعت کی تعداد بہت ہی کم تھی بعض علاقوں میں جہاں آج کل ہر ایک بستی میں بیسیوں احمدی گھرانے موجود ہیں خال خال ہی کوئی احمدی نظر آتا تھا لیکن رشتہ اخوت اس قدر مضبوط تھا کہ بیسیوں میلوں کا سفر طے کر کے ایک دوسرے کی ملاقات کے لئے جاتے تھے۔ بعض اوقات یہ سفر پیدل طے کیا جاتا تھا۔

اب جماعت خدا کے فضل سے پہلے کی نسبت کافی ترقی کر گئی ہے اور کرتی جاتی ہے۔ ہمیں اپنی اپنی جگہ غور کرنا چاہیئے کہ یہ جذبۂ اخوت ہم میں کمزور تو نہیں پڑ گیا۔ اگر اس میں کوئی کمزوری آ گئی ہو تو اسے فوراً دور کرنا چاہیئے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہم میں سے بعض بھائی باہمی میل جول کی اہمیت کو کماحقہ محسوس نہیں کرتے اس نقص کو جلد دور کرنا چاہیئے۔ اور اس سلسلہ میں روزمرہ کی مصروفیتوں یا بعض دوسری مشکلات کو ہرگز حائل نہیں ہونے دینا چاہیئے۔ ہر ایک بستی اور کم از کم بڑے بڑے شہروں کے دوستوں کو قریب قریب سکونت رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر حالات کی مجبوری کی وجہ سے یہ شکل ہو تو باقاعدہ ملاقاتوں میں فرق نہیں آنے دینا چاہیئے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اس کیلئے کوئی ذریعہ پیدا کیا جائے مثلاً نماز اور نماز جمعہ کا انتظام ایک جگہ ہو۔ ریڈنگ روم اور درس قرآن کا سلسلہ قائم کیا جائے۔ اس طرح روحانی و علمی فوائد بھی حاصل ہونگے اور آپس میں جلد جلد ملاقات بھی ہوتی رہے گی۔ اور احباب دکھ درد میں ایک دوسرے کو تسلی و امداد بھی دے سکیں گے غرضیکہ جہاں تک ہو سکے نظم واتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ یہ چیز ہماری بہت سی مشکلات کا حل اور بے شمار ترقیوں کا ذریعہ ہے۔

رہنمایان وعلمائے کشمیر کی خدمت میں

ریاست جموں کشمیر کے پہاڑی علاقہ میں باتل نامی ایک قوم آباد ہے جو عقائد واعمال کے لحاظ سے پکی مسلمان ہے۔ نماز روزہ ودیگر ارکان اسلام کی پابند ہے۔ مردار جانوروں کی کھالیں اتارنا رنگنا۔ اور جفت سازی اس کا ذریعہ معاش ہے لیکن مردار غیرہ بالکل نہیں کھاتی۔ اس کے بعض افراد حلال خوروں کا کام بھی کرتے ہیں اس وجہ سے دوسرے مقامی مسلمان اس قوم سے نفرت کرتے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ کا پکا یا اس کے ساتھ ملکر کھانا پسند نہیں کرتے ان سے قریب قریب وہی سلوک کرتے ہیں جو ہندو اچھوتوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ دشمنان اسلام ان کو ورغلا رہے ہیں کہ مسلمان تم کو حقیر سمجھ رہے ہیں۔ اس لئے تمہیں اسلام کو چھوڑ کر دوسرے مذاہب اختیار کر لینے چاہئیں مسلمانان کشمیر وجموں کا اپنے باتل بھائیوں سے مذکورہ بالا سلوک نہایت شرمناک اور احکام اسلامی کے سراسر خلاف ہے۔ ہم جانتے ہیں ان کے اس افسوسناک طرز عمل کی سب سے بڑی وجہ ہندو تمدن اور ہندو حکومت کا اثر ہے لیکن اس کے باوجود ان کی غلطی ناقابل معافی ہے انہیں بہت جلد اس غیر اسلامی رویہ کو ترک کر کے اپنے باتل بھائیوں کی دلجوئی کرنی چاہیئے۔ اور اپنے عمل سے ثابت کر دینا چاہیئے کہ وہ انہیں اسلامی احکام کے مطابق اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔ تمام ہندوستان کے اور خصوصاً جموں وکشمیر کے مسلم رہنماؤں اور علماء کو اس معاملہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے۔

ہم اپنے معزز باتل بھائیوں کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کریں گے کہ وہ چند غلطی خوردہ مسلمانوں کے طرز عمل سے ہرگز کوئی اثر نہ لیں۔ تمام اسلامی ہند بلکہ اسلامی دنیا انہیں اپنا بھائی سمجھتی ہے۔ وہ مذہبی و قومی حیثیت سے وسیع اسلامی برادری کے اسی طرح اور اسی حیثیت کے فرد ہیں جس طرح کہ کوئی بڑے سے بڑا مسلمان بادشاہ۔ نواب۔ یا عالم ہم ان کی مشکلات کو دور کرنے کی سعی میں مصروف ہیں۔

جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب

قارئین کرام کو ۳۰ جولائی کی اشاعت سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب ۲۴ جون کو انجمن کی ملازمت سے ریٹائر ہو گئے ہیں۔ موصوف انجمن کے قدیم کارکنوں میں سے ہیں اور تمام عملہ میں امتیازی درجہ رکھتے ہیں۔ آپ نے پہلے قادیان میں سترہ سال تک نیک نامی سے ملازمت کی اس کے بعد جب لاہور میں انجمن کی بنیاد رکھی گئی تو آپ کی خدمات سے بیش قیمت امداد ملی۔ اور ریٹائر ہونے تک آپ کی خدمات انجمن کے متعلق ہی رہیں۔ آپ نے دوران ملازمت میں امین اسسٹنٹ محاسب۔ مہتمم تصنیفات۔ اسسٹنٹ سکرٹری افسر اخبارات اور آڈیٹر وغیرہ مختلف ذمہ دار عہدوں پر نہایت کامیابی سے کام کیا۔ جیسا کہ جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب جنرل سکرٹری انجمن نے موصوف کی الوداعی پارٹی میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ماسٹر صاحب کی یہ خصوصیت کہ وہ کسی کام میں کسی سے مرعوب نہ ہوتے تھے اس بات کا نتیجہ تھی کہ وہ اپنے کام پر پورے طور پر حاوی اور اپنے فرائض پر عمدگی سے عمل پیرا تھے۔ اور یہی وہ بات ہے جس میں عملہ انجمن کے لئے سبق ہے۔

مختصر نوٹ

مخلوط تعلیم کا فتنہ

افسوس مخلوط تعلیم کا فتنہ عیسائیوں اور ہندوؤں کے بعد مسلمانوں میں بھی پھیل رہا ہے۔ روشن خیال مسلمان گھرانوں کی ...... کی نوجوان لڑکیاں زنانہ کالجوں کی موجودگی میں مردانہ کالجوں کے اندر مسلم و غیر مسلم نوجوانوں کے دوش بدوش دکھائی دینے لگی ہیں۔ معاصر "وحدت" کا بیان ہے کہ دہلی کے ذی عزت اسلامی خاندانوں کی تین نوجوان لڑکیاں مقامی مردانہ ہندو کالج میں داخل ہیں۔ ان میں سے ایک کالج میگزین کے اردو حصہ کی ایڈیٹر بھی ہے۔ انا للہ... الخ۔ کیا مسلمانوں کو اس بے راہ روی کے خطرناک نتائج کا کچھ بھی احساس نہیں؟ اگر یورپ کے اخلاق سوز مناظر یاد نہیں تو انہیں مغرب زدہ ہندوؤں کی موجودہ چیخ پکار ہی سے عبرت حاصل کرلینی چاہیئے۔

محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ

محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ او۔ پرنسپل زنانہ انٹرمیڈیٹ کالج امرتسر لاہور سرکل کی انسپکٹرس مدارس مقرر ہوئی ہیں۔ اس جدید تقرر پر ہم موصوفہ اور وزارت تعلیم کو مبارکباد دیتے ہیں۔ یقین ہے کہ اس تقرر کی وجہ سے موصوفہ کی تعلیمی سرگرمیاں پہلے سے زیادہ بہتر نتائج مرتب کرسکیں گی۔

احمدی طلبا سے

مسلم ہائی سکول لاہور امروز فردا میں موسم گرما کی تعطیلات کے لئے بند ہونے والا ہے۔ بیرونی سکول غالباً بند ہوچکا ہے یا عنقریب ہوجائے گا۔ اس موقعہ پر ہم ان قومی درسگاہوں کے عزیز احمدی طلبا سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ تعطیلات کے ایام کو بہتر طریق پر بسر کرینگے۔ سب سے زیادہ انہیں اپنی تعلیم کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور تعطیلات کے دوران میں اپنی تمام تعلیمی کمزوریوں کو دور کرلینا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ فرصت کے وقت کچھ دینی خدمات بھی انجام دینی چاہئیں۔ اور کچھ نہیں تو مرکز سے وہ مفت لٹریچر منگوا کر ہی تقسیم کریں۔ رسید بکیں حاصل کرکے انجمن کے لئے تھوڑا بہت چندہ ہی فراہم کریں۔ امید ہے ہمارے عزیز طلباء ان الفاظ کی طرف توجہ دینگے۔

فلسطین کی عربی نمائش

عربی ممالک حیرت انگیز سرعت کے ساتھ بیدار ہورہے ہیں انہوں نے دیگر نقائص کے علاوہ اپنی اقتصادی کمزوری کو بھی پورے طور پر محسوس کرلیا ہے۔ چنانچہ فلسطین میں ایک عربی نمائش کی تیاریاں ہورہی ہیں جس کا مقصد عربی ممالک کی تجارت اور صنعت کو ترقی دینا ہے۔ متعدد عربی ممالک اس نمائش کو کامیاب بنانے میں سرگرم حصہ لے رہے ہیں۔ اسلامی ممالک کی یہ بیداری اور احساس ترقی نہایت دل خوش کن ہے۔ افسوس ہندوستانی مسلمان اپنی اقتصادی حالت کیطرف سے بالکل بے پرواہ ہیں۔ خدا جانے انہیں کب ہوش آئے گا!

گرفتاران بلا کیلئے دعا

اس سے قبل ایک سے زائد مرتبہ ذکر ہوچکا ہے کہ صوبہ سرحد کی ایک اسلامی ریاست میں ہمارے چند مخلص احمدی بھائیوں پر محض احمدیت کی وجہ سے شدید مظالم ہورہے ہیں۔ یہ ہمیشہ ریاست کے وفادار رہے ہیں۔ اور بالکل بے شر اور صلح پسند آدمی ہیں لیکن بعض متعصب حکام ریاست نے ان پر بلاوجہ بغاوت کا الزام لگا کر جیل بھیج دیا ہے۔ اور یہ مظلوم انتہائی بے بسی کی حالت میں کئی ہفتے سے قید ہیں۔ تفصیلات کا اندراج فی الحال خلاف مصلحت ہے۔ البتہ ان مظلوموں کے لئے ہر ایک بھائی بہن کو درد دل سے دعا کرنی چاہیئے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق خاص طور پر ارشاد فرمایا ہے۔

لہولگا کے شہیدوں میں نام

ایک رسوائے عالم مقامی روزنامہ کچھ عرصہ کے التوا کے بعد حال ہی میں پھر شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ اس نے ۹ر جولائی کی اشاعت میں اپنی نام نہاد قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ گپ ہانکی ہے کہ اس کا مالک ۱۹۱۱ء سے لیکر اب تک ضمانتوں۔ قرقیوں۔ جرمانوں اور ضبطیوں کی شکل میں ایک لاکھ نوے ہزار روپیہ ادا کرچکا ہے۔ یہ بیان بیحد مبالغہ آمیز ہے۔ اگر ایک منٹ کے لئے اسے صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو سوال ہوسکتا ہے کہ اس میں مالک کے ایثار کو کیا دخل؟ جب کبھی حکومت کو کچھ ادا کرنے کی ضرورت پیش آئی قوم سے بھیک مانگ کر ضرورت سے دوگنا تگنا جمع کرلیا۔ کچھ حکومت کو ادا کیا باقی گھر میں رکھا۔ ان حالات میں لہولگا شہیدوں میں نام کرنے کی یہ حرکت اول درجہ کی بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟

(بقیہ صفحہ ۳ کالم ۳)

موجودہ عملہ انجمن تقریباً تمام کا تمام بلاواسطہ یا بالواسطہ طور پر ماسٹر صاحب کی ماتحتی یا شاگردی میں رہ چکا ہے۔ اور عملہ کا ہر ایک ممبر حسب ضرورت آپ کے بزرگانہ مشوروں سے استفادہ کرتا رہتا تھا۔ اس خاص تعلق کی وجہ سے آپکی علیحدگی خصوصیت سے محسوس ہورہی ہے۔ اور ہر شخص اس پر اظہار افسوس کررہا ہے۔ اس حالت میں ماسٹر صاحب کا یہ ارشاد کہ آئندہ مشاغل میں بالواسطہ طور پر انجمن اور اس کے کارکنوں سے ان کا تعلق قائم رہے گا۔ کسی حد تک باعث تسلی ہے۔

ہم اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو اور ان کے متعلقین کو خوش و خرم رکھے اور دینی و دنیوی ترقیات عطا فرمائے آپ کی خدمت میں الوداعی ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

ڈلہوزی کا تار گھر

شام کے چھ بجے بند ہوجاتا ہے۔ اس وقت کے بعد جو تار کسی تار گھر سے دیا جائیگا وہ دوسرے روز منزل مقصود تک پہنچے گا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی ڈلہوزی میں بخیریت قیام پذیر ہیں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کے درس قرآن کا سلسلہ شروع ہے۔

— جناب شیخ عبدالعزیز صاحب شملہ میں ہماری جماعت کے ایک سرگرم و مخلص ممبر ہیں ان کے والد شیخ فقیر علی صاحب قبلہ گزشتہ بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب کو گیارہ بجے انتقال فرما گئے۔ انا للہ... الخ۔ مرحوم نہایت نیک اور متدین بزرگ تھے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

— پیغام صلح:۔ ہمیں اس حادثہ عظیم پر شیخ عبدالعزیز صاحب و مرحوم کے دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے۔ خداوندکریم ان سب کو صبر جمیل دے اور مرحوم کی مغفرت فرمائے۔

— حضرت مسیح موعود کے ملفوظات کا حصہ چہارم و پنجم زیر طبع ہے۔ قیمت ہر دو حصہ دو روپے علاوہ محصولڈاک محدود تعداد میں جلدیں چھپوائی گئی ہیں۔ خواہشمند اصحاب بکڈپو میں اپنے نام درج رجسٹر کرادیں۔

— انجمن کی بکڈپو کی طرف سے بیان القرآن۔ حمائل مترجم اور بخاری شریف کی قیمت میں رعایت کا اعلان شائع ہوا ہے جو تمام جماعتوں میں بھیجا گیا ہے۔ ازراہ کرم ان اعلانات کو احتیاط سے چسپاں اور تقسیم کرادیا جائے۔

— ۱۲ر جولائی کو ایک ہندو مسمی سادھو رام ولد بابا رام قوم مہرہ سکنہ ظفروال نے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں مولوی احمد یار صاحب مبلغ اسلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام محمد صادق رکھا گیا۔ خداوندکریم استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

— مندرجہ ذیل اصحاب حضرت امیر ایدہ اللہ کے دست مبارک پر سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے خداوندکریم خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔

(۱) میاں محمد ہاشم صاحب ولد محمد عبداللہ صاحب سکنہ مٹھا ٹوانہ ضلع سرگودھا۔

(۲) میاں محمد اسمٰعیل صاحب لاہور

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ چند روز ہوئے لاہور تشریف لائے تھے۔ ۱۴ر جولائی کی صبح کو ایک مختصر قیام کے بعد واپس (رسالی) کوہ مری تشریف لے گئے۔

— مولانا احمد صاحب قبلہ چند روز سے علیل ہیں پٹھوں کے درد کی تکلیف ہے۔

— قاضی عبدالرشید صاحب کارکن دفتر تحصیل بھی کئی روز سے بیمار ہیں۔

— میاں محمد الدین صاحب احمدی سکنہ بسرور ادہوال کی صاحبزادی بیمار اور میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔

— بابو علی بخش صاحب ہیڈ کلرک محکمۂ انہار رنزنگ بھی تاحال علیل ہیں۔

ان سب بیماروں کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

سنت نبوی اور علمائے زمانہ

(از جناب میرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے)

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیرا ۔
(الاحزاب ۲۱)

من رغب عن سنتی فلیس منی (حدیث متفق علیہ)

جہاں ہمارے سید و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بہت سی خصوصیات ہیں وہاں یہ بھی بڑی خصوصیت ہے کہ آپکی پاک زندگی کا ہر واقعہ اور آپ کی عمر کے ہر لمحہ کی کیفیت بالتفصیل ہمارے پاس محفوظ ہے ۔ علاوہ قرآن حکیم کے جو آپ کے اخلاق و اعمال کی زندہ تصویر ہے ۔ احادیث نبوی نے آپ کے طریق بود و باش اور آپ کے ہر قول و فعل کو باسناد صحیحہ ہم تک پہنچایا ہے ۔ لیکن ان نعمتوں کے باوجود ہم مسلمان اگر دن بدن گرتے ہی چلے جائیں اور بجائے ترقی کے ہر قدم تنزل کی طرف ہو تو اس سے بڑی بدقسمتی اور کیا ہو گی ؟ بسا اوقات اقوام عالم کے سامنے نبی کریم صلعم کا اسوہ اور آپ کی سیرت پیش کرکے ہمیں شرمندہ ہونا پڑتا ہے ۔ کیونکہ ہمارے اور ہمارے ہادیؐ کے اعمال میں بعد المشرقین کا فرق ہے اور اغیار پر ہماری باتیں اثر پذیر بھی نہیں ہوتیں کیونکہ ہمارے اپنے افعال ان کے مطابق نہیں ۔ غیر مسلم سیرت نبوی کی داستان بڑے شوق سے سنتا ہے ۔ اور سنکر تعریف بھی کرتا ہے لیکن ہمارے اعمال دیکھکر وہ ان باتوں کو بھی فسانہ سمجھنے لگتا ہے ۔ اور پھر ہمیں مخاطب کرتے ہوئے طعنہ دیتا ہے ؎

تجھے آبا سے اپنے کچھ بھی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارہ

علمائے کرام اور لیڈران قوم جو بزعم خود رسول اکرمؐ کے جانشین اور امت کے علمبردار ہیں ان کا نمونہ تو بہت ہی مایوس کن ہے اور اسلام کی طرف کشش کی بجائے وہ خود مسلمانوں کے لیے ٹھوکر کا باعث ہو رہے ہیں ۔ اہل سنت اور حامی شریعت اور عاشق رسول اور اسی قسم کے کئی دعاوی سن لیجئے ۔ لیکن جب عمل دیکھنا ہو تو سنت اور شریعت کے بالکل خلاف ۔

سنت نبوی کا صحیح مفہوم

بعض لوگوں نے تو کدو کھانے ، قیلولہ کرنے ، سرمہ لگانے اور مٹی کے برتن میں پانی پینے کو ہی سنت رسول سمجھ رکھا ہے لیکن ایسے لوگ سنت نبوی کے صحیح مفہوم سے محض بیخبر ہیں ۔ حضور علیہ السلام کی سنت آپؐ کے وہ اعمال و افعال اور آپ کا وہ پاک نمونہ ہے جس نے مسلمانوں جیسی عالی وقار قوم پیدا کی ۔ احکام قرآنی کی صحیح پیروی ۔ بنی نوع سے محبت ، غریب نوازی ، فقیر پروری ۔ یتیموں سے الفت ۔ بیواؤں پر شفقت ۔ نرمیٔ طبع ۔ حلم اور سخاوت ۔ مہمان نوازی ۔ عمدہ اخلاق ، پاکیزگی ، تقویٰ ، اور طہارت ، یہی وہ افعال ہیں جن کو صحیح طور پر ہم سنت نبویؐ قرار دے سکتے ہیں انہی باتوں پر عمل کرکے قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے سعادت دارین حاصل کی اور انہی باتوں پر عمل کرکے ہم بھی کامیاب ہو سکتے ہیں ۔ جو ان امور کا پابند ہے وہی صحیح معنوں میں عاشق رسولؐ اور اہل سنت کہلا سکتا ہے ۔ ورنہ کھچڑی کھانے اور تہبند باندھنے سے کوئی اہل سنت نہیں بن سکتا ۔

صد افسوس کہ علمائے زمانہ نے اس راز کو فراموش کر دیا ۔ اور آج تو یہ حالت ہے کہ مولوی کی ہر ایک بات طریق رسولؐ کے خلاف ہے ۔ آنحضرتؐ کی زندگی کا ہر واقعہ ہی اہمیت رکھتا ہے لیکن اس وقت صرف تین چار ضروری امور پر ہم بحث کرتے ہیں ۔ اور ناظرین کرام کو دکھانا چاہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم کی صحیح سنت کیا ہے اور آج کی مولویت کیا ہے

قول اور فعل میں مطابقت

کوئی مصلح اور کوئی واعظ کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک اپنے وعظ پر وہ خود عمل نہ کرے ۔ دنیا میں اگر قومیں بنتی ہیں تو محض اپنے ہادی کا نمونہ دیکھ کر ورنہ اگر صرف لیکچر اور وعظ سے قومیں بن سکتیں تو دنیا میں اس قدر انبیاء کے مبعوث ہونے کی ضرورت نہ تھی لیکن ہمارے آقا اور مولا اس بات میں بھی تمام مصلحین عالم پر فوقیت رکھتے ہیں ۔ اپنے وعظ پر سب سے پہلے خود عمل کرتے اور نہ صرف یہ بلکہ جو دوسروں کو حکم دیتے خود اس سے زیادہ عمل کرتے لوگوں کے لیے اگر نماز اور معمولی عبادت کا حکم تھا تو خود خدا رسیدہ اور فنا فی اللہ ہونے کے باوجود ساری ساری رات کھڑے رہتے لوگوں کو خیرات اور زکوٰۃ کا حکم دیا تو خود سب کچھ خدا کی راہ میں لٹا دیا ۔ مال آتا تو سب اللہ کی راہ میں چلا جاتا اور خود حضورؐ خالی ہاتھ گھر لوٹ آتے ۔ الغرض قرآن کریم پر سب سے پہلے اور سب سے بڑے عامل خود محمد رسول اللہ صلعم تھے ۔ بقول عائشہ صدیقہؓ کان خلقہ القرآن آپ قرآن کی عملی تصویر اور قرآن آپؐ کی زندگی کی سچی تفسیر ہے ۔ انا اول المسلمین کے ماتحت بھلائی کی طرف سب سے پہلے آپؐ خود قدم بڑھاتے ۔

لیکن آج علماء کی حالت کیا ہے ؟ بقول حافظؔ ؎

واعظاں کیں جلوہ در محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر میکنند

فصیح البیانی اور سحر نگاری کے باوجود قوم کے لیڈر قوم کی رفتار بدل نہیں سکے ۔ دھواں دھار تقریریں اور عالمانہ وعظ ہوتے ہیں مگر اثر خاک بھی نہیں ۔ جسے وعظ کرو وہ الٹا سر ہوتا ہے اور پوچھتا ہے کہ ع

توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند

رسول مقبولؐ تو اول المسلمین ہیں عالم اور مولوی و لیڈر یقولون ما لا یفعلون کی تصویر ہیں ۔ قرآن پڑھتے ہیں اور اس کی تفسیریں بھی بیان کرتے ہیں لیکن اس آیت پر کبھی غور نہیں کرتے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب ۔

تقویٰ اور پاکیزگی

قرآن مجید میں نبی کی بعثت کی اغراض بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے تلاوت آیت اللہ کے بعد نبی کی دوسری غرض تزکیہ بیان فرمائی ہے کہ خدا کے احکام سنانے کے بعد نبی اپنی قوم کو پاک کرے اس ارشاد خداوندی پر بھی اگر کمال عمل کیا تو محمد رسول اللہؐ نے ۔ عرب جیسی قوم جو فسق و فجور میں مبتلا اور بدکاری میں غرق تھی حضور علیہ السلام کی بعثت کے بعد دنیا کی پاکیزہ ترین قوم بن گئی ۔ تقویٰ اور پاکیزگی کی انتہا دیکھنی ہو تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں پر نظر ڈالو محمد رسول اللہ صلعم نے دنیا کی کایا پلٹ دی مسلمانوں پر بڑے بڑے ابتلا آئے ان کے تقویٰ کے امتحان ہوئے لیکن وہ ہر امتحان میں پورے اترے ۔ فتح دمشق کے بعد اہل شہر نے مسلمانوں کے تقویٰ کا امتحان کرنا چاہا اور اپنی حسین و جمیل عورتوں شام کی پریوں کو بناؤ سنگار کے بعد بازاروں میں لا کھڑا کیا جہاں سے مسلمان گزرنے والے تھے ۔ لیکن واہ ری پاکیزگی ! فاتح اور طاقتور ہونے کے باوجود غلامان محمدؐ نے آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا ۔ اور سر جھکائے ہوئے " یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم " کی آیات پڑھتے ہوئے نکل گئے ۔ الغرض مسلمانوں نے یہ اخذ کیا تو صرف اپنے نبی کے پاکیزہ ترین نمونہ سے اخذ کیا ۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے تقویٰ اور پاکیزگی کی صفت بیان کرنا محال ہے ۔ آپؐ کے حالات پڑھو تو عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس قسم کے انسان تھے ۔ صحیح بخاری ۔ کتاب الاعتکاف میں حدیث ہے کہ رسول کریم صلعم رمضان کے آخری عشرہ میں معتکف ہوئے ۔ اور آپ کی زوجہ حضرت صفیہؓ کسی غرض کے لیے آپؐ کے پاس تشریف لے گئیں اور گھنٹہ بھر باتیں کرتی رہیں ۔ جب وہ واپس ہوئیں تو نبی کریمؐ دروازہ تک انہیں چھوڑنے آئے ۔ مسجد کے دروازہ کے پاس اس وقت دو انصاری جا رہے تھے انہوں نے رسول اکرمؐ کو سلام علیکم کہا ۔ آپؐ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا " بھئی یہ میری بیوی صفیہؓ بنت حیی ہے " تاکہ انہیں وہم نہ ہو کہ یہ کون عورت ہے ۔ اللہ اکبر ! یہ الفاظ اس شخص کے منہ سے نکل رہے ہیں جس کی شرافت اور پاکیزگی میں کبھی دشمن کو بھی شک نہ ہوا ۔ محمد رسول اللہ صلعم جیسا متقی شخص کہ جو بعثت سے قبل ہی الامین کے پاکیزہ لقب سے پکارا جاتا تھا ! اور جس کی انتہائی پاکیزگی اور اعلیٰ ترین تقوے کے دوست دشمن سب گواہ تھے وہ یہ الفاظ فرما رہا ہے اور وہ بھی اپنے ایک مرید اور جاں نثار سے جسکے وہم و گمان میں بھی کوئی بری بات نہیں آ سکتی ۔ مگر کیوں نہ ہو ۔ حضور علیہ السلام کو ایک نمونہ قائم کرنا تھا ۔ اور قوم کی تعمیر مقصود تھی ۔

آج کل کے علماء وہ تو ان باتوں کو شاید کہانیاں سمجھتے ہیں پاکیزگی ، تقویٰ اور بلند اخلاقی فسانہ بن کر رہ گئی ہے افسوس کہ علما کا نمونہ سنت گمراہ کن ہے ۔ محمد عربیؐ کے نمونہ کی پیروی کون کرے انہیں تو ہوس اور جلن ہی چین نہیں لینے دیتی ۔ پیغمبر خداؐ تو شبہ اور شک کی گنجائش بھی نہیں چھوڑتے ۔ لیکن لوگ آج علی الاعلان بدی کرتے ہیں ۔ اور اگر علماء یا لیڈروں پر اعتراض کرو تو اعتراض بھی برداشت نہیں کرتے بلکہ سچا اعتراض کرنے والے کو بھی مردود اور جہنمی قرار دیتے ہیں اور ان باتوں کے باوجود دعویٰ رسولؐ کی جانشینی ۔ لیڈری ۔ مولویت اور پابندی سنت کا ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

بیجا شیخی اور بڑائی سے نفرت

دنیا کے مصلح اعظم، خیر البشر، رؤف الرحیم اور رحمۃ للعالمین کی شان ہمارے سید و مولا کو نصیب ہوئی۔ بلند سے بلند درجہ اور سب سے بڑی عزت آپ کو ملی۔ لیکن بڑائی اور شیخی کا کبھی دل میں خیال پیدا نہ ہوا بلکہ بڑی سادگی، بے تکلفی، اور انکساری سے زندگی بسر کر دی۔ ہمیشہ انا بشر مثلکم کو ملحوظ رکھا اور سوائے احکام ربانی کے کبھی اپنی بات زبردستی منوانے کی کوشش نہ کی بلکہ کثرت رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دی۔

لیکن آج کے مولوی صاحبان! کبر و نخوت سے بھرے ہوئے۔ ہمچو ما دیگرے نیست۔ ان کی مانند بھلا پیدا ہی کون ہوا؟ کسی کو علمیت کا دعویٰ ہے تو کہیں روحانیت کا زور ہے اور کوئی اور ہی فرعونی دعویٰ کر رہا ہے۔ ذرا ذرا سی بات سے اپنی بڑائی اور عزت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ فخر اور جاہ کے بھوکے۔ زمین و آسمان میں کوئی بات ہو جائے وہ سمجھتے ہیں ہمارے ہی کمال کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ طریق سخت ناپسند تھا۔ اور آپ نے کبھی جھوٹی شیخی اور بے معنی بڑائی سے فائدہ اٹھانا روا نہیں رکھا۔

اس جگہ ایک واقعہ لکھ دینا بھی مناسب ہوگا۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم نے وفات پائی۔ تو اسی روز سورج کو گرہن لگ گیا۔ لوگوں نے سمجھا کہ ابراہیم کا ماتم سورج بھی کر رہا ہے۔ اور بھاگے بھاگے نبی کریم صلعم کے پاس آئے۔ کہ دیکھو ابراہیم کی موت سے سورج بھی سیاہ ہو گیا ہے۔ اب یہ موقعہ تھا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی دھاک بٹھاتے۔ اور لوگوں پر ظاہر کرتے کہ دیکھو ہم کتنے بڑے ہیں کہ ہمارے بیٹے کا فلک پر ماتم ہو رہا ہے۔ آج کل کا کوئی مولوی ہوتا تو ضرور شیخی بگھارتا اور کوئی نہ کوئی دعوے کرتا۔ لیکن قربان جائیں محمد صلعم پر بڑی سادگی اور بے تکلفی سے فرما دیا۔ ان الشمس والقمر لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاتہ۔ یعنی سورج اور چاند کو کسی کی زندگی اور موت سے کیا تعلق۔ میرے بیٹے کا ماتم نہیں یہ تو خدا کی قدرت اور قانون الٰہی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ پس شیخی اور بڑائی سے نفرت ہی سنت نبوی ہے۔

اشداء علی الکفار رحماء بینہم

دنیا میں جب تک طاقت، اخوت، اور اتحاد نہ ہو کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ نماز، روزہ اور دیگر امور شریعت کی پابندی کے ساتھ ساتھ اتحاد و یگانگت اور انما المومنون اخوۃ پر عمل پیرا ہونا بھی لازمی ہے۔ سرور کونین اور آپ کے جاں نثاروں نے اس ارشاد الٰہی پر بھی کمال عمل کیا۔ جہاں نبی کریم اور مسلمان کفار کے بالمقابل بنیان مرصوص تھے وہاں مسلمانوں کی آپس میں ہمدردی و اخوت بھی بے نظیر تھی۔ انصار مدینہ نے مہاجرین کی جو تواضع کی اور جس قدر ایثار اور بھائی چارے کا نمونہ دکھایا۔ اس کی مثال نہیں اور نظر نہ آئے گی۔ انتہائی اخوت، دوستی اور دلی محبت مسلمانوں کا شیوہ تھا اور اسی وجہ سے وہ اشداء علی الکفار تھے۔ بڑی بڑی سلطنتیں مٹھی بھر مسلمانوں سے کانپتی تھیں بوجہ ان کے اتحاد اور طاقت کے۔

لیکن آج حالت بالکل برعکس ہے۔ اخوت اور رحماء بینہم کے سبق مسلمانوں نے فراموش کر دیا۔ نہ صرف اخوت ہی مفقود ہے بلکہ دشمنی بھی زوروں پر ہے۔ مسلمان ایک دوسرے کو پھاڑ کھانے کو دوڑتے ہیں۔ ایک دوسرے سے دست و گریباں

ہو رہے ہیں۔ چند ماہ کا ذکر ہے کہ لاہور کے ایک مولوی نے سٹیج پر کھڑے ہو کر ہندوؤں اور عیسائیوں کو پکارا کہ آؤ ہندوؤ! آؤ عیسائیو! کرشن کا واسطہ، یسوع مسیح کا واسطہ آؤ! اسلیغیں سلام کے گردہ اور احمدی مسلمانوں کو ملیا میٹ کریں۔ کیا یہ احکام قرآن اور اسوۂ نبوی کی صریحاً خلاف ورزی اور توہین نہیں؟ کیا یہ ارشاد خداوندی کی تحقیر نہیں؟ کیا یہ اشداء علی المسلمین رحماء بین الاعداء کا نظارہ نہیں؟ یہ ہے آج کل کے مولویوں کا حال جن کے بلند بانگ دعاوی نے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔ دعوی مولویت کا اور لیڈری اور عاشق رسول اور رسالت دینے والے کا اور عمل رسول کے احکام کے صریح خلاف۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے جنھوں نے سنت نبوی اور طریق اسلامی کو بدنام کر رکھا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں
امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں
بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں!
بادہ آشام نئے، بادہ نیا، خم بھی نئے
حرم کعبہ نیا، بت بھی نئے، تم بھی نئے
تم ہو آپس میں غضبناک، وہ آپس میں رحیم
تم خطا کار و خطابیں، وہ خطا پوش و کریم
چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوج ثریا پہ مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلب سلیم
تخت فغفور بھی ان کا تھا سریر کے بھی
یوں ہی باتیں ہیں کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی

ضروری اطلاع

(۱)

اگر جماعت میں سے کوئی صاحب کسی کارکن یا ملازم انجمن کو قرض حسنہ دینگے تو وہ اپنی ذمہ داری پر ایسا کریں گے انجمن ادائیگی کی ذمہ دار نہ ہوگی۔

(۲)

جو رقوم چندہ وغیرہ مبلغین یا محصلین انجمن کو دی جاویں ان کی مطبوعہ رسید اسی وقت حاصل کرنی چاہیئے۔ ہر مبلغ یا محصل کو ایسی رسیدات دفتر کی طرف سے دی گئی ہیں

(آنریری افسر تحصیل و تبلیغ)

مخالفین

جہاں کہیں کوئی شرارت کریں احباب کا فرض ہے کہ مدیر پیغام صلح کو فوراً اطلاع بھیج دیں۔ حالات بالکل صحیح اور پوری تحقیق سے لکھے جائیں۔

مسئلہ ولادتِ مسیح علیہ السلام کے متعلق ضروری حوالجات

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب مدظلہ سیالکوٹی)

(۳)

متفرق حوالجات

جن کی رو سے اس مسئلہ پر مختلف پہلوؤں سے روشنی پڑتی ہے

(۱) اور یہ بات سچ ہے کہ اس دنیا میں واقعات صحیحہ کی نظیریں ہوتی ہیں مگر باطل کی کوئی نظیر نہیں ہوتی۔ اسی اصول محکم سے ہم عیسائیوں کے عقیدے کو رد کرتے ہیں خدا نے جو کام کیا وہ اس کی عادت اور سنت میں ضرور ہونا چاہیئے۔
{مجموعۂ اشتہارات جلد ششم صفحہ ۱۴۷ مورخہ ۷-۹-۷-۱۵}

(۲) اصل بات یہ ہے کہ جو بات ہم کسی نبی اور کسی رسول کے لئے نہیں مانتے۔ ہم کیونکر ان کے ساتھ مسیح علیہ السلام کو مختص کریں۔ {الحکم ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ کالم ۴}

(۳) یہ کس قدر مزے کی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بار بار پیش کی مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ یہ انہیں نہیں سمجھتے اور خواہ مخواہ مسیح میں کچھ ایسی خصوصیتیں پیدا کرنا چاہتے ہیں جو دوسروں میں نہیں ہیں۔
(الحکم ۱۰ر اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۹ - کالم ۱)

(۴) کوئی انسان کسی ایسی قابل تعریف صفت یا اسم یا کسی فعل سے مخصوص نہیں جو وہ حقیقت یا اسم یا فعل کسی دوسرے میں نہیں پایا جاتا۔ یہی سر ہے جس کی وجہ سے ہر ایک نبی کے صفات اور معجزات اظلال کے رنگ میں اس کی امت کے خاص لوگوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جو اس کے جوہر سے مناسبت تامہ رکھتے ہیں تا کسی خصوصیت کے دھوکے میں جہلائے امت کسی نبی کو لاشریک نہ ٹھہرائیں۔ کسی نبی کا کوئی معجزہ یا اور کوئی خارق عادت امر ایسا نہیں ہے جس میں ہزارہا لوگ شریک نہ ہوں۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۷۹)

(۵) اس بات سے کبھی دھوکا نہیں کھانا چاہیئے جو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر نہیں کہ مسیح کو زندہ آسمان پر لے جائے۔ بے شک وہ قادر ہے مگر وہ ایسی باتوں کو کبھی روا نہیں رکھتا جو مبداء شرک ہو کر کسی کو شریک باری ٹھہراتی ہوں۔
(الحکم ۱۰-۱۷ - فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۲ کالم ۳)

(۶) مسیح ابن مریم میں کلمۃ اللہ ہونے کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بلکہ آخری مسیح بھی کلمۃ اللہ ہے۔ اور روح اللہ بھی بلکہ ان ازل صفات میں وہ پہلے سے زیادہ کامل ہے۔
(تریاق القلوب صفحہ ۱۵۱)

(۷) اور اگر کہا جائے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے تھے اور یہ ایک امر فوق العادۃ ہے پس شان مماثلت پوری نہیں ہوتی۔ اور باہم مشابہت کا ہونا ضروری ہے جو سلیم الطبع لوگوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ انسان کو بے باپ کے پیدا کرنا عادۃ اللہ سے بعید میں داخل نہیں ہے۔ اور ہم اسکو قبول نہیں کرتے کہ یہ خارق از عادۃ ہے۔ اور نہ لائق ہے کہ اس کو قبول کیا جائے۔
(خطبہ الہامیہ صفحہ ۴۷ وتحفہ گولڑویہ وغیرہ)

(۸) فرمایا حضرت عیسے کی نسبت لکھا ہے کہ وہ مہد میں بولیں گے اس کا یہ مطلب نہیں کہ پیدا ہوتے ہی یا دو چار مہینے کے بولنے لگیں گے۔ بلکہ اس سے مطلب یہ ہے کہ جب دو چار برس کے ہونگے۔ کیونکہ یہی وقت تو بچوں کے پنگھوڑوں میں کھیلنے کا ہوتا ہے۔ اور ایسے بچے کے لئے باتیں کرنا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ ہماری لڑکی امۃ الحفیظ بھی بڑی باتیں کرتی ہے۔
(الحکم ۱۳ر مارچ ۱۹۰۸ء بضمن ڈائری)

(۹) دنیا میں دو گروہ ہیں ایک وہ جو آسمان پر ابن مریم کہلاتے ہیں دوسرا گروہ وہ ہے جو آسمان پر یہود مغضوب علیہم کہلاتے ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۳۳)

(۱۰) ہندوستان میں اس قسم کے افسانے بہت ہیں اور پورانوں میں اس قسم کے تذکرے پائے جاتے ہیں کہ بعض عورتوں کو چاند سے حمل ہو گیا تھا اور بعض کو سورج سے اور بعض کو اندر سے اور بعض کو کسی اور دیوتا سے لیکن وہ نظیریں یقینی طور پر پیش کرنے کے قابل نہیں
(الحکم ۲۴ر جولائی ۱۹۰۲ء از حضرت اقدس)

(باقی ——— باقی)

شکریہ کی قرارداد

اساتذہ مسلم ہائی سکول لاہور کا ایک جلسہ بروز اتوار مورخہ ۹ر جولائی ۱۹۳۳ء زیر صدارت سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر منعقد ہوا جسمیں حسب ذیل قرارداد یں منظور ہوئیں

(۱) اساتذہ مسلم ہائی سکول کا یہ جلسہ جناب آغا مراتب علی شاہ صاحب آنریری مجسٹریٹ جناب سید افضال علی شاہ صاحب میونسپل کمشنر۔ ملک برکت علی صاحب۔ میاں الہ بخش صاحب و دیگر بہی خواہان اسکول کی مہربانیوں اور نوازشات کا شکریہ ادا کرتا ہے جنھوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے سکول کو ناگہانی حادثہ سے مخلصی دلائی اور اس کار خیر میں اپنے زر و مال کو خرچ کرنے سے بھی کوئی دریغ نہیں کیا۔ نیز دعا کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ ان کے دست و بازو میں اور تقویت دے۔ اور توفیق مزید عنایت فرمائے۔

(۲) اس ریزولیوشن کی نقول جناب آغا صاحب جناب سید افضال شاہ صاحب۔ میاں الہ بخش صاحب۔ ملک برکت علی صاحب کی خدمت میں بھیجدی جائیں۔ اور انجمن کے آرگن اخبار پیغام صلح میں بھی شائع کرائی جائے۔

(نامہ نگار)

خبر من

ہندوستان

—— پونا ۱۲ جولائی ۔ آج یہاں کانگرس کمیٹی کا اجلاس تلک میموریل ہال میں بصدارت ڈاکٹر رائے شروع ہوگیا۔ گاندھی جی نے ایک مختصر تقریر میں وہ تمام مسائل پیش کئے جن پر اظہار رائے کی ضرورت تھی۔ ستره ارکان نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے تقریریں کیں تقریباً ڈیڑھ سو نمائندے اجلاس میں شریک ہوئے۔ امید ہے کل شام تک کاروائی ختم ہو جائے گی۔

—— سرینگر ۱۳ جولائی ۔ ۱۰ جولائی کو شیر کشمیر کی رہائی کے متعلق ایک جلسہ ہوا۔ سرکاری حکام نے عوام کو یقین دلایا کہ ۲۸ جون کے بعد چھ ہفتہ کی مدت پوری ہونے پر شیر کشمیر کو رہا کر دیا جائیگا۔ حالات میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی۔

—— مولوی معوان حسین صاحب خطیب بادشاہی مسجد لاہور کا ایک مختصر علالت کے بعد ان کے وطن رامپور میں انتقال ہوگیا۔

—— وزیرآباد ۱۳ جولائی ۔ راجہ اکرام اللہ خاں صاحب کا کانگڑہ میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ ... الخ ۔ نعش کو وزیرآباد لایا گیا۔ مرحوم ضلع گوجرانوالہ کے اکابرین تھے۔ اور قومی معاملات میں کافی دلچسپی لیتے تھے۔

—— شملہ ۱۴ جولائی ۔ صنعت شکر سازی کی کانفرنس کا اجلاس مختصر کارروائی کے بعد ختم ہوگیا یہ کانفرنس سر فضل حسین بالقابہ کے زیر صدارت منعقد ہوئی تھی۔ اس میں ہندوستان کے تقریباً تمام صوبوں اور بڑی بڑی ریاستوں کے نمائندے شریک ہوئے تھے۔

—— ڈلہوزی ۱۴ جولائی ۔ گزشتہ شنبہ کو شدید بارش کی وجہ سے پہاڑ پر سے پتھر لڑھک گئے۔ اور پٹھان کوٹ سے ڈلہوزی جانے والی سڑک کئی جگہ سے مسدود ہوگئی۔

—— سر میلکم ہیلی گورنر یو۔ پی ۔ ماہ اگست کے وسط میں ہندوستان آجائیں گے۔

—— ناگپور سے ہندوؤں کا ایک انگریزی اخبار ڈیلی نیوز کے نام سے عنقریب جاری ہونے والا ہے۔

—— بمبئی ۱۴ جولائی ۔ مولانا شوکت علی نے فری پریس کے خلاف جو استغاثہ دائر کر رکھا ہے ۔ کل اس کی سماعت شروع ہوئی ۔ کمرۂ عدالت تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا۔

—— گزشتہ ہفتہ دریائے جہلم ۔ چناب ۔ اور دریائے گوداوری میں شدید طغیانی آئی۔

—— شملہ کے بعض اعلیٰ طبقوں میں یہ افواہ مشہور ہو رہی ہے کہ مہاراجہ پٹیالہ عنقریب اپنے ولیعہد کے حق میں دست بردار ہو جائیں گے۔

—— گزشتہ دنوں سراسپور (بنگال) کے قریب بلیڈنگا میں زبردست ہندو مسلم فساد ہوگیا تھا ۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ فساد زدہ علاقہ کی حالت اب بہتر ہو رہی ہے۔

—— لاہور میں انڈین انشورنس کانفرنس کے انعقاد کی کوشش ہو رہی ہے

ممالک خارجہ

—— حکومت روس نے ایشیائے کوچک میں سوتی کارخانے جاری کرنے کے متعلق ایک زبردست سکیم مرتب کی ہے۔

—— ماسکو کے مرکزی ٹیلیفون کے دفتر میں پچاس گونگی اور بہری لڑکیاں کام کر رہی ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ یہ بے زبان لڑکیاں اپنے کام میں خوب مستعد ہیں۔

—— برلن ۱۰ جولائی ۔ کپتان گورنگ نے ایک فرمان نافذ کیا ہے کہ قومی اشتراکی حکومت میں اکثریت کو ووٹوں کے ذریعہ حکومت کی پالیسی پر اثر انداز ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ہٹلر کی مطلق العنان حکومت ہے اور وہ جو کچھ چاہے کر سکتا ہے۔

—— مہاراجہ الور لندن پہنچ گئے ہیں۔

—— ٹوکیو ۱۲ جولائی ۔ حال ہی میں یہاں ایک خوفناک سازش کا انکشاف ہوا ہے ۔ جاپانی نوجوانوں کے ایک گروہ کا سراغ ملا ہے جو حکومت جاپان کے وزیراعظم اور وزیر جنگ کو قتل کرنے کی کوشش میں تھی

—— مہاراجہ الور کے سٹاف کے ایک ممبر نے لندن میں نمائندہ رائٹر کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ مہاراجہ کا خیال ہے کہ ان کے خلاف یکطرفہ کارروائی عمل میں آئی ہے۔ وہ جتنا ممکن ہوسکیگا اس سلسلہ میں اپنے معاملہ کو صاف کرنے کی کوشش کریں گے۔

—— لندن ۱۱ جولائی ۔ کل دارالعوام میں عالمگیر اقتصادی کانفرنس کی صورت حالات پر بحث و تمحیص کی گئی اور طویل مباحثہ کے بعد تقریباً متحدہ طور پر فیصلہ کیا کہ اس کانفرنس کو جاری رکھنا چاہیئے۔

—— مشہور مصنف فلسفی مسٹر برنارڈ شا نے ایک تقریر کے دوران میں فرمایا کہ عالمگیر اقتصادی کانفرنس میں جس قدر لوگ شریک ہوئے ہیں ان میں سے کوئی بھی اقتصادیات کے اصول سے واقف نہیں ۔ اور ہر شخص اپنے وطن کے معاملات میں انتہائی مایوسی اٹھانے کے بعد طبقات الارض کے اس عجائب خانہ میں آیا ہے ۔ ان لوگوں نے چند روز میں اپنی نالائقی پر مہر ثبت کر دی ہے۔

—— لندن ۱۲ جولائی ۔ اٹاوہ کانفرنس کے بعد ہندوستانی روئی کے استعمال میں اضافہ کرنے کے لئے حکومت نے جو کمیٹی مقرر کی تھی اس نے اپنی پہلی رپورٹ ایوان تجارت مانچسٹر کے سامنے پیش کر دی ہے۔

—— اس مفاہمت کے ماتحت جو حال ہی میں پاپائے روم اور جرمنی کے درمیان ہوئی ہے ۔ ہرہٹلر نے رومن کیتھولک فرقہ کے معاشرتی اداروں کے اجرا کا حکم دیدیا ہے ۔ اور ان کی تعلیم کا بھی انتظام کر دیا ہے۔

—— پیرس ۱۲ جولائی ۔ فرانس کی مجلس وطنیہ میں اعلان کیا گیا ہے کہ برطانیہ کو اس کے قرض کا نصف حصہ عنقریب ادا کر دیا جائے گا۔

—— لندن ۱۱ جولائی ۔ کل وزیر مالیات نے دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ امید ہے کہ عنقریب عالمگیر اقتصادی کانفرنس میں چاندی کے مسئلہ پر باہمی سمجھوتہ ہو جائے گا۔

عالم اسلام

—— حکومت ٹرکی کا صنعتی وفد جو روس گیا تھا گفت و شنید کے بعد واپس آگیا ہے۔

—— ۳۰ ترکی مردوں اور عورتوں نے ارادہ کیا ہے کہ وہ گدھوں کی سواری کے ذریعہ تمام یورپ کا سفر کریں۔

—— مصطفےٰ کمال پاشا نے نماز میں قرآن شریف کی اصل عربی عبارت کے بجائے اس کے ترکی ترجمہ کے پڑھنے کا حکم دیا ہے اس پر جگہ جگہ بلوے ہو رہے ہیں اور حکومت کے خلاف ایک خفیہ انجمن بن گئی ہے ۔ اس کے ارکان نے قرآن مجید پر عہد کیا ہے کہ وہ مصطفےٰ کمال پاشا کے اس حکم کو منسوخ کرا کے دم لیں گے ۔ گزشتہ دنوں اس جماعت کے ایک کارکن نے مصطفےٰ کمال پاشا کی ٹرین پر ایک بم مارا لیکن حسن اتفاق سے وہ محفوظ رہے ۔ بروصہ میں اس معاملہ پر زبردست بلوہ ہوا۔

—— عربی ممالک میں تحریک وحدت عرب نہایت کامیابی سے جاری ہے ۔ فرانس اس تحریک کو اپنے مقاصد کے لئے سخت خطرناک سمجھ رہا ہے ۔ چنانچہ جب شاہ فیصل عمان پہنچے تو شامی لیڈروں نے ان سے ملاقات کی کوشش کی اس پر فرانسیسی حکام نے سرحدات پر امتناعی احکام بھیج دیئے تاکہ کوئی شخص شاہ فیصل سے ملکر موتمر عربی کے سلسلہ میں گفتگو نہ کر سکے۔

—— حکومت مصر کاغذ سازی کے کارخانے کھولنے پر غور کر رہی ہے۔

—— گزشتہ دنوں آسٹریا کے دارالسلطنت وائنا میں شیخ سنوسی کا ماتم منایا گیا ۔ ایک زبردست اجتماع ہوا جس میں یورپ کے متعدد نو مسلم ۔ اسلامی کارکن اور مستشرقین شریک ہوئے۔

—— مصر فلسطین ۔ شام اور لبنان کے درمیان سرکاری طور پر ٹیلیفون کا اجرا ہوگیا ہے۔

—— سلطان ابن سعود نے عربی نمائش کمیٹی فلسطین کو اطلاع دی ہے کہ وہ کمیٹی کے کام کو غیرت قومی کے اظہار کے ملئے ایک اچھا مظاہرہ سمجھتے ہیں ۔ اور نمائش کے پورے طور پر حامی ہیں ۔ اور سلطان ممدوح نے اطراف ملک میں شاہی احکام صادر کر دیئے ہیں کہ حجاز کی مصنوعات عربی نمائش کے لئے ارسال کی جائیں۔

—— کابل کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وسط اگست میں آزادی افغانستان کی پندرھویں سالگرہ منائی جائے گی لیکن افغانی مصنوعات کی نمائش اعلیٰ پیمانہ پر کی جائے گی جس کی تیاریاں ابھی سے شروع ہوگئی ہیں۔

—— حجاز کی تازہ خبروں سے پایا جاتا ہے ۔ کہ سعودی حکومت نے شہزادہ امیر سعود کو ولی عہد تسلیم کر لیا ہے ۔ اس تقریب کی یادگار میں شہزادہ موصوف کے نام پر ڈاکخانہ کی ٹکٹیں جاری کی گئی ہیں۔

—— حکومت ترکی ایک ایسی سکیم مرتب کرنے میں مصروف ہے جس کے ذریعہ تمام ملک میں صنعتی کارخانوں کا ایک عظیم الشان جال پھیلا دیا جائیگا ۔ سوتی کپڑے کی صنعت کی طرف خصوصیت سے توجہ کی جائے گی ۔ اگر یہ سکیم عمل میں آگئی تو ٹرکی پانچ سال کی قلیل مدت میں غیر ملکی کپڑے سے بے نیاز ہو جائے گا۔

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۳۳ء | نمبر ۱۴۱

اصلاحِ قلب

(از حضرت مسیح موعودؑ)

سب سے پہلے اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو۔ اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ۔ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہش تمہارے قویٰ اور تمہارے اعضا کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالٰے کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔

مکتوب برلن

برلن۔ ۲۴ر جون ۳۳ء۔

مکرمی معظمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

جرمن مسلم سوسائٹی برلن کے ماتحت بروز جمعۃ المبارک۔ مورخہ ۱۶ر جون ۳۳ء کو جناب انٹول ڈوبے صاحب کا لیکچر بعنوان "عربی فلسطین" ہوا۔ مقرر موصوف فلسطین کے رہنے والے ہیں۔ اور گو خود عیسائی ہیں لیکن اسلام اور مسلمانوں سے خلوص اور دلچسپی رکھتے ہیں۔ عرصہ دراز سے برلن میں مقیم ہیں۔ اور زبان پر کافی قدرت رکھتے ہیں۔ حسب معمول لیکچر کا وقت ۸ بجے شام مقرر ہوا۔ لیکن وقت سے پہلے ہی مسجد سامعین سے بھر گئی۔ مقرر موصوف نے بتایا کہ عربی فلسطین ایک ایک ایسی سرزمین ہے جو عیسائیوں، مسلمانوں اور یہودیوں سب کی نگاہ میں وقعت رکھتی ہے۔ مقرر موصوف نے وہاں کے باشندوں خاص طور پر مسلمانوں کے حالات کا نقشہ کھینچا اور بتایا کہ یہ قطعۂ زمین اسلام کی کس قدر رہین منت ہے۔ انہوں نے افسوس ظاہر کیا کہ گو آج کل یہودیوں کی کثرت سے پرانی روایات مٹتی چلی جا رہی ہیں۔ لیکن آخر یہ کب تک؟ ایک نہ ایک دن عرب مسلمانوں کا جذبہ ایثار اپنا اثر دکھائے گا۔

لیکچر نہایت کامیاب رہا۔ اختتام پر حاضرین کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی

خلص

میرزا عبدالرحمٰن مسلم مشنری۔ برلن

گاندھی یا مسیح موعودؑ؟

یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت

(از جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب)

(۴)

ان الذین آمنوا والذین ھادوا والنصریٰ والصابئین من آمن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحاً فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون ۔ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ واللہ قدیر ۰

یورپ میں تحریک اشاعت اسلام

آج کل ایک بڑا اعتراض جو جماعت احمدیہ لاہور پر کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جماعت اپنی قوت کا بیشتر حصہ یورپ میں تبلیغ اسلام پر کس لئے صرف کرتی ہے ۔ کیا ملک ہند یا دوسرے ایشیائی ممالک میں اشاعت کی ضرورت نہیں ؟ جبکہ یورپ نے ایشیا کو تجارت اور دوسرے ذرائع سے لوٹ لیا ہے ۔ تو پھر کیوں اسی غریب ایشیا کا روپیہ یورپ کے لوگوں پر خرچ ہو ؟ کیا یورپ کے لوگوں کا اسلام لے آنا اور ایشیا کے لوگوں کا مسلمان ہو جانا برابر وقعت نہیں رکھتا ؟

یا تو ایسے اعتراضات کرنے والے اصحاب نے اس زمانہ کے حالات و واقعات کو نظر انداز کر رکھا ہے اور یا ایسے اصحاب کے اندر وہی غیر معتدل قومی حس کا جذبہ کام کر رہا ہے جو انہیں یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی قوم کے سوا کسی دوسری قوم کو کلمہ حق کہنے کی تکلیف گوارا کریں ۔ خواہ یہ امر کیسے ہی عظیم الشان نتائج رکھتا ہو ۔ کسی ایک جذبہ کے ماتحت آجانا اور اس سے مغلوب ہو کر توازن کو قایم نہ رکھنا یا اس کے مقتضا و جذبہ کا پیرو ہو کر اس میں حد اعتدال سے تجاوز کر جانا دونوں باتیں آسان ہیں مشکل امر یہ ہے کہ کوئی انسان اپنا توازن قایم رکھ کر ہر جذبہ پر غالب و حاکم ہو ۔ یورپ کی مادی ترقی کو جب رنگ دیکھتے ہیں اور ان کے اندر بعض عمدہ قومی خصائل ملاحظہ کرتے ہیں تو کبھی اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر کوئی تہذیب و تمدن قابل رشک ہے تو وہی جسے یورپ نے پیدا کیا ۔ چنانچہ آج کل تعلیم یافتہ طبقہ تو یورپ کی ثنا خوانی سے فرصت نہیں رکھتا اگرچہ یہ سچ ہے کہ بعض علما و فضلا نے بھی یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اقوام یورپ حقیقتاً مسلمان ہیں خواہ وہ نام سے ایسا نہ کہلاتی ہوں اس لئے کہ خود بروئے قرآن کریم سب سے بڑا کام انسان کا زمین پر یہ ہے کہ وہ دنیا و مافیہا کی تسخیر کرے ۔ دسخر لکم ما فی السمٰوات والارض اور چونکہ اقوام یورپ نے اس فن میں کمال حاصل کر لیا ہے ۔ پھر ان میں قومی اتحاد و اتفاق کے عمدہ وصف بھی موجود ہیں ۔ لہذا اس نتیجہ سے گریز نہیں کہ عملاً یہی اقوام یورپ مسلمان ہیں اور ہمیں ان کی تقلید میں ان کی تہذیب و تمدن کو خیر باد کرنا چاہیئے ۔

یورپ کی مادی ترقی اور اس کی ناکمل تہذیب

یہ تو وہ لوگ ہیں جو ایک جذبہ کے غلام بن کر دجال کے دھوکے میں آگئے ہیں لیکن ایک دوسری قسم کے اصحاب وہ ہیں جو یورپ کی تہذیب میں نقائص کو دیکھتے ہیں ۔ مثلاً یہ کہ خود غرضی و طمع لالچ جس قدر آج ان قوموں میں زوروں پر ہے شاید کبھی ایسا دیکھنے میں نہ آیا ہو اور تمام مظالم و شدائد جو ایک طبقہ دوسرے پر اور ایک قوم دوسری پر آج روا رکھ رہی ہے ۔ اور جس کے باعث ہی آج دنیا کا امن و عافیت اور طمانیت و سکون ختم ہو چکا ہے وہ اسی باعث سے ہیں ۔ جب یہ عیوب نگاہ میں آتے ہیں تو پھر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ان اقوام میں کوئی خوبی ہی نہیں اور ان کو ملیامیٹ اور برباد کر دینا چاہیئے ۔ مگر ایک حقیقت شناس انسان کا یہ کام نہیں ہوا کرتا کہ وہ ایک طرف لڑھک جائے یا دوسری طرف بلکہ اس کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر شے یا انسان کی صحیح صحیح اصلیت کو ظاہر کرے جس قدر خوبی و وصف اس میں ہو اس کا اعتراف کیا جائے جس قدر نقص و عیب ہو اس کا بھی بیان ہو ۔ حضرت مسیح موعود پر یہ اعتراض بھی شیدایان قوم و ملک کرنے کے عادی ہیں کہ آپ نے حکومت کی تعریف میں بڑے لمبے چوڑے بیان دیئے ۔ پھر کوئی یہ کہتا ہے کہ آپ حکومت سے خائف و مرعوب تھے ۔ کوئی یہ کہتا ہے ۔ کہ آپ نے انگریزوں کی خوشامد کی اور غضب ڈھا دیا یہ کیسا مجدد آیا جسنے غلامی کی زنجیروں کو اور زیادہ جکڑ دیا ۔ کوئی یہ کہتا ہے ۔ کہ مسلمان قوم کو پہلے سے بھی زیادہ تباہ و برباد حضرت مسیح موعودؑ نے کر دیا کیونکہ انگریزوں کی غلامی سکھلا دی ۔ شجاعت و ہمت کے اوصاف کو فنا کر دیا ۔ مگر افسوس کہ ایسے لوگوں نے یہ بھی سوچا ہوتا کہ اگر ایک طرف حضرت مسیح موعود نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے تو کیا دوسری طرف انہی لوگوں اور انہی اقوام کو سب سے پہلے آپ نے ہی دجال کا خطاب نہیں دیا ؟ کیا دجال موعود کی غیر مبہم تعیین خود حضرت مسیح موعود کی سب سے پہلی کتاب ازالہ اوہام میں انگریزوں اور روسیوں کے لئے موجود نہیں ؟ کیا یہ وہ زمانہ نہیں جبکہ ہندوستان کا ہر بچہ انہیں فرشتہ آسمانی سمجھے ہوئے ہے ؟ پھر کیا دجال موعود دجال اکبر نہیں ؟ اور کیا اس کا فتنہ سب سے بڑا فتنہ نہیں ؟ اگر حضرت مسیح موعودؑ حکومت وقت سے خائف و مرعوب تھے تو ان کے خداوند مسیح کی دھجیاں کیونکر اڑا سکتے تھے ؟ جب تمہاری روحیں یورپ کی تہذیب و تمدن کو سجدہ کر رہی تھیں اس مرد خدا نے ایسے وقت انہیں دجال موعود ٹھیرایا جب تمہارے دلوں اور دماغوں پر حکومت کے رعب و دبدبے کی وجہ سے مہر خاموشی لگی ہوئی تھی اس زمانہ میں اس جوانمرد نے حکومت کے مذہب کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے !!

حَکَمْ و عدل کا انصاف

حضرت مسیح موعود کی نسبت احادیث میں ہے کہ آپ حَکَمْ و عدل ہو کر آئیں گے اگر آپ کسی قوم کے صرف نقائص و عیوب ہی بیان کرتے اور اس کی خوبیاں چھوڑ دیتے اس لئے کہ وہ دشمن قوم ہے تو پھر آپ حَکَمْ و عدل نہ ٹھیر سکتے تھے ۔ کیا یہ واقعات نہیں کہ مذہبی آزادی کے لحاظ سے یہ حکومت بہترین حکومت ہے ؟ آج کہ تعلیم زمین کے چپہ چپہ پر پھیل چکی ہے بعض اسلامی حکومتوں کے ماتحت غیر اسلامی مشن تو کجا غیر فرقی مشن بھی قایم نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ بھی شبہ ہے ۔ کہ اگر ہندوستان میں ہمارے ہندو بھائیوں کی حکومت قایم ہو جائے تو وہ بھی اسلامی تبلیغ کو اسی آزادی سے ہونے دینگے جس سے اب جاری ہے ۔ ہمیں مذہبی آزادی کا کچھ نمونہ ہندو ریاستوں میں نظر آتا ہے پھر جبکہ مذہبی آزادی وہ شے ہے جس کے لئے خود قرآن کریم نے جنگ کو جائز قرار دیا اور جبکہ یہ بات اس عمدگی سے مغربی اقوام نے پیدا کر دکھائی ہے تو پھر ایک شخص جس نے اسی بنا پر ان کی اس خوبی کی تعریف کی کیوں مورد عتاب ہے ؟

حضرت مسیح موعودؑ کا حقیقی مشن

حضرت مسیح موعود کی بعثت کی اصل غرض قرآن کریم کی تعلیم کو واضح کرنا ہے اب بتلاؤ کہ ایک شخص جس کے ذمہ یہ فرض ہو اس حکومت کو بہتر کہے گا جس میں وہ قرآن کی تعلیم حقہ کی اشاعت بغیر کسی روک ٹوک کے کر سکتا ہے ۔ یا اس حکومت کو جس میں حضرت عیسےٰؑ کی وفات کا نام لینے پر سنگساری کا فتویٰ عائد ہوتا ہو ؟ حضرت مسیح موعود پر اللہ تعالیٰ نے صاف صاف کھول دیا ہے کہ دنیا کی حالت اب ایسی ہو چکی ہے اور ایسے واقعات رونما ہونیوالے ہیں کہ اگر دنیا کو قرآن کی صحیح تعلیم پیش کر دی جائے تو وہ قرآن کے جھنڈے کے نیچے آجائے گی اس حالت میں قرآن کی اشاعت آپ کا فرض اولین تھا اور مغربی حکومتیں اسمیں بہترین ممد و معاون ثابت ہوئی ہیں نہ صرف مغربی حکومتوں نے ایشیائی ممالک میں مذہبی آزادی دے رکھی ہے بلکہ ان کے اپنے ممالک میں اشاعت علم دین کے لئے کوئی روک نہیں پھر صرف یہی نہیں کہ ان اقوام نے قرآن کی اشاعت کو روکا نہیں بلکہ باوجود صدیوں کے تعصب اور جہالت کے جب ان اقوام کو اسلام کی صحیح تصویر دکھلائی جاتی ہے تو وہ اس کی غلامی میں آجاتی ہیں ۔ آج خود مسلمان قوم کا کثیر حصہ باوجود نصف صدی کی تبلیغ کے وفات مسیح کے فروعی مسئلہ کو بھی ماننے پر تیار نہیں ۔ اگر دل سے مان بھی لیں تو بھی کھلا اعتراف کرنے کی جرأت نہیں مگر مغربی اقوام ایک بیس سال کی ادنےٰ کوشش سے ایک غیر مذہب کو قبول کرتی جا رہی ہیں جس سے وہ اب تک نہ صرف غیر مانوس و غیر معروف رہی ہیں بلکہ جس کے متعلق وہ ہمیشہ سے غلط سے غلط پہلو دیکھنے کے عادی ہیں ۔ کس قدر فرق ہے خدارا بتاؤ اگر انصاف بکلی مٹ نہیں چکا تو کہو کہ کیا ان اقوام کو قرآن مجید نہ دیا جائے جو اس کے قبول کرنے پر تیار و مستعد بیٹھی ہیں ۔

(باقی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم چہارشنبہ ۲۵ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ | نمبر ۴۱

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

انسانوں اور قوموں کی فلاح وترقی کا زبردست راز

آج سے تقریباً چودہ سو برس قبل جبکہ نیکی وتقویٰ کی دنیا میں چاروں طرف بے قدری تھی اور اولاد آدم رنگ ونسل ۔ خاندان اور دولت وسلطنت کی پوجا کر رہی تھی صحرائے عرب میں ایک امی نے اس ارشاد ربانی کو پکار کر سنایا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (اللہ کے نزدیک سب سے معزز وہ ہے جو سب سے متقی ہے) وہ لوگ جن کو اپنی نسل اور خاندان پر بہت گھمنڈ تھا ۔ باجود دولت ودباؤ کے پوجاری تھے۔ اس آواز پر چونکے لیکن ان کو بتلایا گیا کہ اللہ کے نزدیک عمل وتقویٰ ہی سب کچھ ہے ۔ جو سب سے زیادہ متقی ہے وہی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز ہے ۔ ایک کالا کلوٹا مفلس وغلام حبشی جس کے اعمال اچھے ہیں ۔ ایک آزاد اور گورے چٹے قریشی سے بہتر اور معزز ہے جو کہ متقی نہیں ۔ دنیا نے اس آواز کو دبانے اور نہ سننے کی کوشش کی لیکن اسے سننی پڑی ۔ اور محمد رسول اللہ نے ایک زبردست و کامیاب قوم پیدا کر کے دکھلائی جس میں عزت وشرف کا دارومدار اعمال صالحہ تھے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ ارشاد ربانی انسانوں اور قوموں کی ترقی وفلاح کا ایک ایسا زریں اور ضروری اصول ہے جس کے بغیر کوئی شخص یا قوم صحیح ترقی کر ہی نہیں سکتی ۔ اور نہ نسل انسانی میں اسوقت تک حقیقی معنوں میں امن ودوستی قائم ہو سکتی ہے جب تک تقویٰ کو عزت وشرف کا معیار نہ بنایا جائیگا ۔ تقویٰ کے علاوہ عز و توقیر کا ہر ایک معیار غلط ہے ۔ یہ ضروری نہیں کہ گوری نسل اور اچھے خاندانوں میں اچھے لوگ ہی پیدا ہوں ۔ بسا اوقات گوری قوموں میں سیاہ قلب رکھنے والے آدمی اور معزز خاندانوں میں ذلیل ترین ہستیاں پیدا ہو جاتی ہیں ۔ دولت وسلطنت اور دنیوی علوم وفنون بھی عزت وشرافت کا صحیح معیار نہیں ہیں ۔ بے شمار دولتمند اور صاحب اقتدار اشخاص انسانوں کی شکل میں درندے ثابت ہو رہے ہیں ۔ بہت سے آدمیوں کا علم وفضل دنیا کے لئے ضلالت وبیدینی کا سبب بنا ہوا ہے ۔ لیکن ایک متقی انسان کا تقویٰ دنیا کے لئے کسی لحاظ سے نقصان دہ ثابت نہیں ہو سکتا وہ ہمیشہ فلاح وامن کا ہی موجب ہوتا ہے یہی وجہ ہے قرآن کریم اور حضرت نبی کریم نے تقویٰ پر اس قدر زور دیا ہے ۔ ابتدائی زمانہ میں مسلمانوں کی حیرت انگیز اور عدیم المثال ترقی کا سبب تقویٰ ہی تھا یقیناً اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے دوسرے ہر قسم کے ڈھکوسلوں کو باطل قرار دے کر ذاتی اعمال پر انسان کی نجات کا انحصار رکھا ہے مسلمان جب تک تقویٰ کی اہمیت سے واقف رہے دینی ودنیوی ہر ایک رنگ میں ترقی کرتے رہے ۔ جب اس زریں اصول کو فراموش کر دیا غار تنزل میں گر گئے ۔ آج ہماری تمام مصیبتوں کی سب سے بڑی وجہ بے عملی ہے ۔ ہمارے اصول نہایت اچھے ہیں دنیا کے ہر ایک مذہب اور ہر ایک قوم سے زیادہ اچھے ہیں لیکن ہمارے اعمال اچھے نہیں رہے ۔ اگر ہمارے اصولوں کی طرح ہمارے عمل بھی اعلیٰ ہوں تو ہم آج بھی دنیا کی معزز ترین قوم بن سکتے ہیں ۔ یہ بے عملی کا مرض کس طرح سے پیدا ہوا ۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نے تقویٰ کو عزت وشرف کا معیار نہیں رکھا ۔ اسلام دنیا کو جس گمراہی سے نجات دینے آیا تھا ۔ آج کل کے مسلمان خود اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا یہ بھی ایک زبردست کارنامہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو یہ بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور تقویٰ کی اہمیت پر کما حقہ زور دیا ۔ اور ایک ایسی جماعت پیدا کی جس میں عزت وشرف کا معیار تقویٰ پر ہی رکھا گیا ہے اور اعمال صالحہ کو پوری اہمیت دی گئی ہے ۔ لہذا ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ متقی بننے کی کوشش کرے ۔ اپنے اعمال کو نیک اور خوبصورت بنائے صرف احمدی کہلانے کا کچھ فائدہ نہیں ۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر لینا آسان ہے لیکن حقیقی مقصد اس عہد کو عمل میں لانا ہے ۔ ہر ایک احمدی کی زندگی ہر لحاظ سے نیک وپاک اور اسلامی احکام کے مطابق ہونی چاہیے ۔ ہر ایک احمدی کو اتنا نیک اور متقی ہونا چاہیے کہ صرف نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے اس کی تمیز ہو سکے ۔ آج سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ایک عالمگیر اور زبردست طوفان مخالفت بپا ہے ۔ اس کے مقابلہ کے لئے ہمیں وہی ذریعہ اختیار کرنا چاہیے جو پہلے بارہا آزمایا جا چکا ہے ۔ وہ ذریعہ تقویٰ ہے ۔ یاد رکھئے بدی کا مقابلہ صرف نیکی کر سکتی ہے ۔ شرارت اور بداخلاقی کا علاج شرافت اور بلند اخلاقی کے سوا اور کچھ نہیں ۔ مخالفین جس قدر زیادہ بدی پر آمادہ ہوتے ہیں ۔ ہمیں اس سے بھی زیادہ نیک ہونا چاہیے ۔ وہ جس قدر زیادہ بداخلاقی کا ثبوت دے رہے ہیں ہمیں اس سے بھی زیادہ اپنے اخلاق کو بلند کرنا چاہیے ۔ آج جو مخالفت ہو رہی ہے یہ اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں جو کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہو چکی ہے ۔ اس وقت کس چیز نے مخالفین کو مغلوب کیا تھا؟ صرف احمدیوں کے تقویٰ اور اعمال صالحہ نے ۔ احمدیوں پر دھڑا دھڑ کفر کے فتوے صادر ہو رہے تھے ۔ لیکن اس کے باوجود اشد ترین مخالفین کو بھی ان کے زہد وتقویٰ اور بلند اخلاقی کا اعتراف تھا ۔ یہی چیز ہماری کامیابی کی حقیقی وجہ تھی۔

مخالفتوں اور جھوٹے الزاموں سے نہ ڈرو ۔ خدا ۔ نیکی ۔ صداقت اور اخلاق کی لامحدود طاقت پر ایمان رکھو ۔ دشمن اگر قوی ہے تو خدا اس سے بہت زیادہ قوی ہے ۔ مخالفت کا دائرہ اگر وسیع ہے تو خدا کا فضل اس سے بہت زیادہ وسیع ہے ۔ تم مخالفین کی کثرت اور مخالفت کی وسعت کو خاطر میں نہ لاؤ ۔ بلکہ اپنے اندر نیکی کی طاقت صداقت وبلند اخلاقی کا جوہر پیدا کر دیجئے متقی بن جاؤ ۔ اور تقویٰ کو عزت وشرف کا معیار ٹھہراؤ ۔ اس کے بعد تمہیں کسی مخالفت کسی شرارت اور کسی برائی سے ہرگز ہرگز کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا

الفضل سے ایک سوال

پیغام صلح ۲۷ رجون میں "میاں صاحب کی گول مول باتیں" کے عنوان سے ایک شذرہ شائع ہوا تھا جس میں یہ دریافت کرنے کی جرأت کی گئی تھی کہ یکم جون کو جناب میاں صاحب نے ایک غیر از جماعت بزرگ کو جو حضرت مسیح موعود سے دیرینہ اخلاص رکھتے ہیں ۔ یہ فرمایا تھا کہ "ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو احمدی کہلاتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکروں کو کافر نہیں سمجھتے ۔ آپ ان میں داخل ہو جائیں" اس سے موصوف کی مراد کونسے لوگ ہیں ۔ ذرا تشریح کر دیجئے ۔

اس کے جواب میں معاصر "الفضل" رقمطراز ہے:۔

"غیر مبائعین کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں ہم منکرین مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر سمجھتے ہیں اس لئے جو شخص کسی ایسے امر کو احمدیت میں داخل ہونے کی وجہ قرار دے اس سے یہ کہنا کہ وہاں میں شریک ہو جائے . . . ضروری ہے"

اس تشریح کا شکریہ لیکن کیا یہ الفاظ سپرد قلم کرتے ہوئے ہمارے معاصر کو جناب میاں صاحب کا گو بھی لہجے سے چھلکیں والا وہ خطبہ یاد نہ تھا جس میں موصوف نے جماعت لاہور کے پاک ممبروں کو "خدا کے قائم کردہ خلیفہ" کا غیر احمدیوں، ہندوؤں، آریوں، اور عیسائیوں سے بھی بدترین دشمن قرار دیا تھا ۔ اور آتش غضب سے بے قابو ہو کر انہیں جہنم کی چلتی پھرتی تصویریں کہا تھا ۔ اگر "الفضل" کی تشریح صحیح ہے تو پھر ہم اس سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ جناب میاں صاحب کے مذکورہ بالا خطبہ کو ایک مغلوب الغضب شخص کے بے حقیقت خیالات کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

بے معنی کثرت

محولہ بالا شذرہ میں یہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ جناب خلیفہ صاحب کے خودساختہ عقیدہ تکفیر المسلمین کی کمزوری کافی طور پر واضح ہو

چکی ہے اور یہ عقیدہ احمدیت کی ترقی میں زبردست رنگ ثابت ہو رہا ہے۔ ہمارے معاصر کو اس سورج سے زیادہ روشن حقیقت سے بھی انکار ہے۔ اور اپنے انکار کی تائید میں جماعت قادیان کی کثرت اور جماعت لاہور کی قلت کو دلیل بنایا ہے۔

ہم پہلے بھی عرض کر چکے اور اب اس کا دوبارہ اعادہ کرتے ہیں کہ صرف کثرت کوئی شے نہیں سب سے زیادہ ضروری صحیح اصول و تعلیمات اور طریق کار۔ قوت عمل۔ ایثار۔ پاکیزگی۔ تقویٰ ہو اور کام کے نیک نتائج ہوں۔ ان صفات کے ساتھ کثرت نعمت ورنہ بالکل بے معنی چیز ہے۔ جماعت قادیان کی کثرت کی کیفیت میاں صاحب کے ۹ر جون کے خطبہ سے عیاں ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کا ایک بہت ہی قلیل حصہ تو کام کا ہے باقی سب بزدل۔ کمزور اور غیر مخلص افراد ہیں۔ ہمارے معاصر کو معلوم ہونا چاہیے کہ زائرین کی طویل اور مبالغہ آمیز فہرستیں شائع کر لینا کامیابی و شہرت کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اگر کامیابی کا معیار صرف کثرت ہی ہے تو اسی ہندوستان میں بہت سے ایسے پیر ہیں جن کے مریدوں کی تعداد قادیانیوں سے بہت زیادہ ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک پیر کے نئے مریدوں کی فہرستیں اگر مرتب کی جائیں تو "الفضل" کے زائرین کی فہرستوں سے کہیں زیادہ طویل ہونگی۔ بے شمار ایسے عرس ہوتے ہیں جن میں قادیان کے "ظلی حج" سے کئی کئی گنا زیادہ لوگ شریک ہوتے ہیں۔ کیا "الفضل" ان پیروں کی کامیابی اور ان کے عقائد و تعلیمات کی صحت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے؟ جماعت لاہور سے مقابلہ کرنا ہے تو تعلیمات و عقائد کی صحت اور قوت عمل کے لحاظ سے کرو۔ بے معنی کثرت کے بے سرے راگ عمل کی دنیا میں کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتے۔

مغربی تعلیم کا اثر

(از مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی)

آج سے تیس چالیس سال اُدھر نہ سہی۔ دس بیس سال قبل بھی کسی بازاری بیسوا کا نام، ہم میں سے کوئی چھوٹا اپنے بڑوں کے سامنے لے سکتا تھا؟ اس کی اداؤں کا تذکرہ بے تکلفی اور بے حجابی کے ساتھ، برابر والوں کی صحبت میں بھی کرنا ممکن تھا؟ اس کی بیحیائیوں کی داد تخلیہ کے مجمع میں بھی دی جا سکتی تھی؟ کسی نامی گرامی طائفہ کا نام عزت کے ساتھ اخباروں میں چھپ سکتا تھا؟ صراحت کے ساتھ کتابوں میں لیا جا سکتا تھا؟ ان کے "کارناموں" اور "کمالات" کا اشتہار اپنے نام سے دینا، کسی شریف کی بھی خودداری گوارا کر سکتی تھی؟ ان کی حیا فروشیوں کی تفصیل نہ سہی، ان کا اجمالی تذکرہ بھی شریفوں کی مجلس میں چل سکتا تھا؟ بھانڈوں اور بیسواؤں نقالوں اور گویوں کی آمدنیاں کتنی ہی زائد ہوں۔ دکانیں کیسی ہی پر رونق ہوں [illegible] عزت کبھی بھی ان کے نصیب میں لکھی؟ ان کی تصویریں اور ان کے نوٹو کہیں بھی شرفا کے گھروں اور برآمدوں میں عزت و وقعت کے ساتھ آویزاں ہونے پاتے تھے؟

لیکن دس ہی بیس سال کے عرصہ میں کیا سے کیا ہو گیا ہے کہ گانا بجانا اب ڈوم ڈھاریوں کا کام نہ رہا۔ اب اس کا نام "میوزک" ہے اور "میوزک" ایک "آرٹ" ہے۔ اس کا شمار "فنون لطیفہ" میں ہے۔ "میوزک" دوسرے علوم و فنون کا ہمسر ہے۔ اور "میوزک" کی تعلیم کے لئے لکھنؤ اور دہلی کے چند بدنام محلے اور کوٹھے اب مخصوص نہیں اس کے لئے ایک مخصوص "میوزک کالج" لاٹ صاحب کی سرپرستی میں کھلے گا۔ جس طرح زراعت۔ انجنیری۔ صنعت حرفت وغیرہ کے الگ الگ کالج ہوتے ہیں! بھانڈوں اور نقالوں، گویوں اور بیسواؤں کی جتنی تحقیر چاہے کر لیجئے۔ مگر یہ مجال ہے کہ ایکٹروں اور ایکٹرسوں۔ فلم ایکٹروں اور فلم ایکٹرسوں کی آپ ادنیٰ توہین کر سکیں؟ ان کی تصویریں اور بعض اوقات نیم برہنہ تصویریں آپ کے بڑے سے بڑے اخبارات میں شائع ہوں گی۔ آپ کے بڑے بڑے مضمون نگار اور اہل قلم ان کے کمالات اور کارناموں پر تبصرہ فخریہ فرمائیں گے مخصوص رسالے محض انہی کی تجارت کے فروغ و گرم بازاری کے لئے جاری ہوں گے۔ ان کی تصویروں اور مجسموں سے آپ کے مکانات، آپ کی لائبریری۔ آپ کی آرٹ گیلری۔ آراستہ ہونگی۔ زینتیں پائیں گی۔ معزز و مفتخر ہوں گی۔ اونچی اونچی ناک رکھنے والے شرفا کے گھرانوں میں، بڑی سے بڑی معزز مجلسوں میں علانیہ یہ چرچے ہوں گے۔ اور کوئی بڑا بوڑھا نہ ان پر شرمائے گا نہ کسی کی نظریں نیچی ہونگی۔

"دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے" الہ آباد کے بوڑھے ظریف نے عرصہ ہوا کہا تھا۔ اس کے قول کی سچائی آپ نے دیکھ لی؟ ہم اور آپ بظاہر اب بھی مشرقی ہیں۔ ہندی ہیں۔ اور بحمد اللہ مسلمان بھی ہیں۔ لیکن دل و دماغ مشرقی باقی رہ گیا ہے؟ جذبات و احساسات میں ہندی عصمت شعاری و حیا پروری کا کوئی نشان باقی رہ گیا ہے۔ شعائر اسلامی و حیات مذہبی کا کوئی پاس و لحاظ باقی رہ گیا ہے؟ بدی دنیا میں ہمیشہ سے تھی۔ بدکاری کل بھی تھی اور آج بھی ہے۔ مغرب میں بھی بھی اور مشرق میں بھی لیکن خدارا کوئی یہ بتائے کہ بدی کی یہ **عزت**۔ فحش کاری کا یہ **اعلان** بیحیائی کا یہ **اعزاز**، آج سے قبل اور "صاحب" کی دی ہوئی تعلیم و تربیت سے قبل کب اور کہاں تھا؟

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— منشی عبدالشکور صاحب محصل انجمن۔ شیخوپورہ۔ لائل پور تاندلیانوالہ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ۔ گوجرہ۔ سانگلہ۔ اور جھنگ کے دورے پر برائے فراہمی چندہ جا رہے ہیں۔ احباب ان کی ہر طرح سے امداد کریں۔

— کسی گزشتہ اشاعت میں جناب میاں محمد صادق صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ڈاک کی علالت کی اطلاع شائع ہوئی تھی اب موصوف خدا کے فضل سے بالکل تندرست ہیں احباب کسی قسم کا فکر نہ کریں۔

— محترمہ اختر فردوس صاحبہ بنت چودھری روشن دین صاحب اسسٹنٹ ڈویژنل آفیسر اطلاع دیتی ہیں کہ ان کے بڑے بھائی جمعدار عبدالعزیز صاحب رانا انڈین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون کے لئے کامیابی سے نامزد ہوئے ہیں۔ نامزد ہونے والوں میں سے رانا صاحب عمر کے لحاظ سے سب سے چھوٹے ہیں۔ (مبارکباد) اس مسرت میں موصوفہ نے پیغام صلح کو مبلغ ۵؍ عنایت فرمائے ہیں۔ (جزاک اللہ)

پیغام صلح:- ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم محترمہ اختر فردوس صاحبہ کو اور ان کے ذی عزت والدین اور ان کے تمام بہن بھائیوں کو خوش و خرم رکھے۔ اور دینی و دنیوی ترقیاں عنایت فرمائے۔

— مسٹر عبدالعزیز صاحب سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن بدوملہی نے امسال منشی فاضل کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ (مبارکباد) اس خوشی میں ان کے والد صاحب نے انجمن کو مبلغ دو روپے عنایت

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا مکتوب

سیّد حبیب صاحب کا سلسلۂ مضامین

(حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ مکتوب ٹریکٹ کی شکل میں بھی شائع ہوا ہے احباب آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے طلب فرمائیں)

برادران مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

بعض احباب نے اس بات پر تعجب کیا ہے کہ آج کل "سیاست" میں جو سلسلہ مضامین جماعت احمدیہ کے خلاف سید حبیب صاحب کے قلم سے نکل رہا ہے اس کے متعلق ہم کیوں خاموش ہیں - اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ابتدا ہی میں سید حبیب صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ جو کچھ لکھیں گے اس کا جواب بھی اخبار سیاست میں شائع کرینگے تاکہ ان کے ناظرین کے سامنے تصویر کے دونوں پہلو آجائیں اس لئے یہ مناسب نہیں سمجھا گیا کہ اس سلسلہ مضامین کے ختم ہونے سے پہلے ان باتوں کا کچھ جواب دیا جائے ۔

دوسرے جس شخص نے اس سلسلہ مضامین کو دیکھا ہوگا اسے معلوم ہوگا کہ اب تک سید صاحب نے اصل موضوع پر کچھ نہیں لکھا - سید صاحب کے مضامین کا عنوان تو اب تک یہی ہوتا ہے :-

"یہ عقیدہ ہمارے لئے کیوں قابل قبول نہیں"

مگر بجائے اصل عقائد پر بحث کے اب تک زیادہ تر ذاتی نکتہ چینی سے ہی سید صاحب نے کام لیا ہے - یہ "عقیدہ" جو ان کے لئے قابل قبول نہیں - اس پر مجھے کچھ بحث نظر نہیں آئی - حتیٰ کہ انہوں نے اس بات کی طرف بھی توجہ نہیں کی کہ وہ کس عقیدہ کی تردید لکھنے بیٹھے ہیں - اور غالباً اسے خود سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی - ان کے عنوان سے تو یہ خیال گزرتا تھا کہ وہ ان عقائد کی تردید کرینگے جو احمدیہ جماعت کے ہر دو گروہوں کو مسلم ہیں - مگر جو باتیں جماعت احمدیہ کے دونوں فریقوں کو مسلم ہیں ان کی طرف ابھی انہوں نے توجہ ہی نہیں کی اب تک ذاتی نکتہ چینی کے علاوہ جو کام انہوں نے کیا ہے وہ ایسی باتوں کا ہماری طرف منسوب کرنا ہے جن کو یا ہم دونوں فریق نہیں مانتے یا ہم میں سے ایک فریق نہیں مانتا - مثلاً یہ کہ :-

(۱) حضرت مرزا صاحب خدا ہونے کے مدعی تھے ۔

(۲) حضرت مرزا صاحب خدا کا بیٹا ہونے کے مدعی تھے -

(۳) حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم کی تعلیم کے کسی حصہ کو منسوخ کیا مثلاً تعلیم جہاد کو -

ان باتوں کو نہ قادیانی فریق مانتا ہے نہ احمدیہ جماعت لاہور آخر حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کو منوانے والے تو یہی دو گروہ ہیں اور اگر یہ دونوں ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتے تو اس بے معنی بحث سے گو عوام الناس اور شاید اغراض کے ماتحت کچھ پڑھے لکھے لوگ خوش ہو جائیں - مگر ایک محقق کے نزدیک اس عبث کوشش کا کیا نام رکھا جائے گا ؟

دوسری قسم کے عقائد وہ ہیں جن کو جماعت احمدیہ لاہور تسلیم نہیں کرتی اور قادیانی جماعت مانتی ہے - مثلاً یہ کہ :-

(۱) حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا -

(۲) حضرت مرزا صاحب کے دعوے کو نہ ماننے والے کافر ہیں یہ وہ عقائد ہیں جن پر آج پورے انیس سال سے جماعت احمدیہ لاہور قادیانی جماعت کی مخالفت کرتی چلی آئی ہے

سید حبیب صاحب کو اتنی فرصت تو کہاں تھی کہ اس لٹریچر کو پڑھتے اور اس پر محاکمہ کرتے اور ایک اخبار نویس کو جس کی توجہ کو ایک طرف اخبار اپنی طرف کھینچ رہا ہے دوسری طرف اور قسم قسم کی اغراض کبھی مشرق اور کبھی مغرب اور کبھی شمال اور کبھی جنوب میں کشاں کشاں لئے پھرتی ہیں - ٹھنڈے دل سے مطالعہ کی فرصت کہاں مل سکتی تھی - ایک سراور ہزار سودا والا معاملہ تھا - ان کا قلم اس میدان میں اپنے پیشروؤں کا شرمندۂ احسان ہے - جو کچھ کہیں لکھا ہوا مل گیا نقل کر دیا - اور وہ بھی زیادہ حصہ ذاتی عیب شماری کا ہے - جس پر عوام الناس کو اپنے ساتھ کر لینا سب سے زیادہ آسان ہے -

ہمارا خیال تھا کہ جس محققانہ دعوے کے ساتھ سید حبیب صاحب اٹھے ہیں کچھ اس کا حق ادا کریں گے - لیکن جن مسائل کو حضرت مرزا صاحب کے پیروؤں کے دونوں گروہ مانتے ہیں ان کو چھوا تک نہیں - اس لئے کہ سید صاحب جانتے ہیں جہاں اس میدان میں قدم رکھا وہیں عوام الناس سے الجھنا پڑے گا - سید صاحب کی یہ کوشش تو بالکل فضول ہے کہ لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کے خدا ہونے اور ابن اللہ ہونے کے دعوے سے متنفر کریں - کیونکہ نہ ان کا کوئی ایسا دعویٰ ہے نہ ان کے پیروؤں کی دونوں جماعتوں میں سے کوئی جماعت لوگوں کو اپنی طرف بلاتی ہے - اور ان کا دعویٰ نبوت پر زور دینا بھی چنداں مفید نہیں - اس لئے کہ ان کی جماعت کا ایک گروہ ایسا بھی ہے جو خود ان کے دعویٰ نبوت کا انکار کرتا ہے - اگر وہ واقعی جماعت احمدیہ کے استیصال کا "نیک کام" کرنا چاہتے ہیں تو وہ ان مسائل کے استیصال سے ہو سکتا ہے جنہیں دونوں جماعتیں مانتی ہیں - اور یہ بھی انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک یہ مسائل اور خیالات لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتے رہیں گے سید صاحب کی ذاتی نکتہ چینی اور عیب شماری بھی کوئی بڑی روک ثابت نہ ہوگی - اس لئے ان کا فرض تھا اور ہے کہ ذیل کے امور پر جن کو ہر دو جماعت تسلیم کرتی ہیں کچھ روشنی ڈالیں -

(۱) ہم مانتے ہیں کہ ہر صدی کے سر پر مجدد کے آنے کی حدیث صحیح ہے اور اس صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں - سید صاحب اگر اسے صحیح مانتے ہیں تو لوگوں کو بدلائل یہ بتائیں کہ اس صدی کا مجدد کون ہے ؟ صرف حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا کہہ دینے سے جب تک کوئی مجدد نہ بتایا جائے مرزا صاحب کی تردید نہیں ہوتی حدیث کی تردید ہوتی ہے - اور اگر اسے غلط مانتے ہیں تو اسکے موضوع ہونے کے دلائل پیش کریں - اور یہ بھی بتائیں کہ مجدد صاحب سرہندی جنھوں نے اسی حدیث کی بنا پر دعوے کیا اور دوسرے اور ایسے بزرگ جنھوں نے اس حدیث کی بنا پر دعوی مجددیت کیا ، کیا وہ سب بھی اسی فتوے کے نیچے آتے ہیں - جس فتوے کے نیچے وہ حضرت مرزا صاحب کو لا رہے ہیں -

(۲) ہم مانتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو گئے - اور آنے والے عیسیٰ کی جو خبر احادیث میں دی گئی ہے وہ صحیح ہے اور اس کا مصداق اسی امت کا ایک مجدد ہے - سید صاحب صرف یہ کہکر اپنا چھٹکارا کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ کی چاہے وفات مان لو چاہے حیات مان لو انہیں چاہیئے تھا کہ کم از کم اپنا عقیدہ اس بارہ میں واضح کرتے کہ ان کے نزدیک حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں یا جسم سمیت آسمان پر زندہ ہیں - اگر فوت ہو گئے ہیں تو آنے والے عیسےٰ کی جو خبر تمام صحیح حدیث کی کتابوں میں دی گئی ہے وہ سب احادیث جھوٹی ہیں یا صحیح ہیں - اگر صحیح ہیں جیسا کہ امت کا متفقہ مذہب ہے تو کیا حضرت عیسےٰ مردوں میں سے اٹھکر آئیں گے یا ان پیشگوئیوں کا مصداق کوئی اور ہے ؟

اگر حضرت عیسےٰ زندہ ہیں تو عیسائیوں کے اس اعتراض کا کیا جواب ہے کہ چونکہ حضرت عیسےٰ کے جسم میں کوئی تغیر نہیں آتا اس لئے وہ الآن کما کان کے مصداق ہیں اور خدائی کی صفات میں شریک ہیں - اور شب معراج میں وہ وفات یافتہ انبیاء میں کس طرح جا ملے اور کیا وہ واپس آکر واقعی سوروں کو مارنے اور صلیبوں کو توڑنے کا کام کرینگے یا یہ سب کچھ مجاز کے طور پر ہے - جیسے جماعت احمدیہ کا خیال ہے -

(۳) ہم مانتے ہیں کہ آنے والا مہدی تلوار لے کر نہیں آئے گا - اور نہ تلوار کے زور سے لوگوں کو مسلمان کرے گا -

سید حبیب صاحب کو یہ واضح کرکے بتانا چاہیئے کہ کیا وہ کسی مہدی کے آنے کے قائل ہیں ؟ اور اگر قائل ہیں تو کیا وہ مہدی صاحب شمشیر ہوگا - جیسا عام مسلمانوں کا خیال ہے یا نہیں ؟ اور کیا وہ تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرے گا یا نہیں ؟

(۴) ہم مانتے ہیں کہ دجال اور یاجوج ماجوج جن کی پیشگوئیاں احادیث میں ہیں وہ یہی اقوام یورپ ہیں -

سید حبیب صاحب کس قسم کے دجال اور یاجوج ماجوج کے قائل ہیں ؟ کیا فی الواقع وہ یک چشم خدائی کا دعویدار ہوگا اور اس کے ساتھ ایک عجیب الخلقت گدھا اور بہشت اور دوزخ ہونگے - اور وہ مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت رکھتا ہوگا - اور اس کے ماتھے پر ک ف ر لکھا ہوا ہوگا ؟ یا ان تمام احادیث کے منکر ہیں جن میں دجال اور یاجوج ماجوج کا ذکر ہے -

(۵) ہم مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس امت میں اپنے اولیاء سے ہمکلام ہوتا رہا ہے - ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا -

سید صاحب کا اس بارہ میں کیا خیال ہے ؟ کیا خدا تعالیٰ اس امت کے اولیاء سے ہمکلام ہوتا ہے یا نہیں ؟

(۶) ہم مانتے ہیں کہ قرآن شریف کی کوئی آیت منسوخ نہیں کیا سید حبیب صاحب عام مسلمانوں کے ساتھ قرآن کریم کی بعض آیات کو منسوخ مانتے ہیں یا نہیں ؟

یہ وہ اصولی امور ہیں جن پر ساری بحث کا دارومدار ہے - سید حبیب صاحب کا اصولی امور سے گریز کرنا صاف بتاتا ہے کہ بعض باتوں میں ان کو عام مسلمانوں سے اختلاف ہے اور وہ ڈر کے اس بحث کی طرف نہیں آتے -

(باقی برصفحہ ۶)

میرا قیامِ ڈلہوزی اور "دارالسلام"

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

اس دفعہ چھ سال بعد مجھے ڈلہوزی کا قیام اور حضرت مولانا صاحب کی صحبت نصیب ہوئی ہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ایک گمشدہ نعمت مل گئی اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ میں نے تو قریباً ایبٹ آباد کو موسم گرما کا مسکن بنا لیا تھا اور سرحدیوں سے میرا چولی دامن کا ساتھ ہو گیا تھا۔ لیکن اس دفعہ میرا ارادہ تھا کہ کشمیر میں موسم گرما بسر کروں۔ ہاؤس بوٹ وغیرہ کا انتظام بھی کر لیا تھا کہ وہاں بر نا دات ہو گئے۔ چونکہ میں نے سرینگر میں ہی قیام کرنا تھا اور عیال کو ساتھ لیجانے کا خیال تھا اور پھر ریاستوں کے معاملات سرکاری حلقوں سے بالکل جدا گانہ ہوتے ہیں اس لئے یہی بہتر سمجھا کہ ایسے وقت عیال کو ریشان کن حالات میں نہ لیجاؤں۔ ایبٹ آباد کوٹھی کا انتظام کر کے چھوڑ دی تھی۔ اس لئے سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں کچھ دن بسر کرنے کی کاشش کروں۔

"دارالسلام"

حضرت مولانا صاحب نے جو نئی کوٹھی بنائی ہے وہ کوہ بکروٹہ پر واقع ہے۔ جو کہ سب طرف سے کھلی ہوئی روشن اور پرفضا موقع پر ہے۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے بھی پاس ہی کوٹھی بنائی ہے۔ جس کا نام انہوں نے "رہبِ دین" رکھا ہے جو کہ ایک نہایت ہی مختصر مگر دلربا بنگلہ ہے۔

حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی یاد

میں تو ۱۸۹۱ء یعنی ابتدائے تعلیم میڈیکل کالج سے موسم گرما میں پہاڑ پر جانے کا عادی ہوں۔ اس زمانہ میں زیادہ تر شملہ جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے یاد ہے کہ حضرت مولانا مرحوم نے مجھے لکھا کہ پہاڑ پر ذرا قدرت دیکھکر بسا اوقات طبیعت خود بخود دعا کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ایسا وقت اگر میسر آوے تو مجھے یاد رکھنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ اپنی دعاؤں میں ان کو یاد رکھا اور وہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم کو کبھی اپنی دعاؤں میں نہیں بھولے۔

ایک خاص گھڑی

۲۰ر جون کا واقعہ ہے کہ میں "دارالسلام" سے "رہبِ دین" کی جانب حضرت ڈاکٹر صاحب کا درس سننے کے لئے جا رہا تھا مجھے بعض خانگی مشکلات کا فکر تھا۔ رستہ میں مختصر سا جنگل ہے چلتے چلتے یکدم دعا کی طرف طبیعت کا رخ ہوا۔ میں جنگل میں زمین پر بیٹھ گیا اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اس قدر رقت طاری ہوئی کہ مجھے عمر بھر میں اس قدر یاد نہیں۔ میں نے نہ صرف اپنے لئے دعا کی بلکہ حضرت مولانا صاحب کے لئے اور اپنی جماعت کے کل احباب کیلئے اور کل مسلمانوں کے لئے بالخصوص اپنے کشمیری بھائیوں کے لئے دعا کی۔ عجیب خلوت کا مقام تھا اور عجیب گھڑی تھی کہ اس وقت میری چیخ پکار کو سوائے اللہ خالق کے اور کوئی نہ سنتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تو ہر رات یہی کیفیت ہوتی تھی اور ہم ابتدائی زمانہ میں جب کہ قادیان میں اس قدر آبادی نہ ہوئی تھی موسم گرما میں ان کی چیخوں کی آواز باہر فصیل پر (جہاں اب مہمانخانہ وغیرہ ہے) سنا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی حالت کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

جوش، اجابتش کہ بوقت دعا بود

زاں گونہ زاریم نشنید ست مادرم

یوں تو دعا کے مواقع اللہ تعالیٰ کے فضل سے کئی بار ملے ہیں مگر یہ واقعہ اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا ہے اس لئے قابل ذکر ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

قرآن پاک کا اعجاز

جب میں حضرت ڈاکٹر صاحب کے درس قرآن سے واپس اپنے کمرہ میں آیا تو میری طبیعت میں رقت ابھی باقی تھی اور توجہ الی اللہ کی کیفیت دل و دماغ پر مستولی تھی۔ میں دو دفعہ سجدہ میں گرا۔ اور اسی طرح گڑگڑا کر دعا کی مگر طبیعت سے رقت اور آنکھوں سے آنسو بند نہ ہوتے تھے۔ میں نے قرآن مجید کو ہاتھ میں لیا اور اسی تنہائی کی گھڑی میں اس کی تلاوت شروع کی۔ تاکہ دل کو اطمینان و سکینت ہو۔ فی الفور مندرجہ ذیل آیات قرآنی میرے سامنے آئیں:

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۰ الذین امنوا وکانوا یتقون ۰ لھم البشرٰی فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ۰ لا تبدیل لکلمٰت اللہ ۰ ذالک ھو الفوز العظیم ۰ (سورہ یونس۔ رکوع ۷)

(ترجمہ) خبردار یہ بات سن لو کہ خدا کے اولیاء (پیاروں) کو کوئی خوف نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ غم سے ہلاک ہوتے ہیں (جیسے کہ دنیا دار رہتے ہیں) اللہ کے ولی وہ ہیں جو ایمان لاتے اور تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہیں ان کو اسی دنیا میں بشارتیں ملتی ہیں اور آخرت میں بھی۔ یہ خدائی قانون ہے جو بدل نہیں سکتا۔ اور مومن کے لئے یہ مقام سب سے بڑی کامیابی کا ہے۔

اس سے پہلے یہ آیت اس رنگ میں اور اس شان سے کبھی میرے ذہن میں نہ آئی تھی۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا یہ وقت خاص میرے لئے نازل ہوئی ہے۔ میں نے بار بار اس آیت کی تلاوت کی۔ اپنے حجرہ میں لکھکر اسے آویزاں کیا اور اسے حفظ کیا۔ قرآن مجید کی برکت سے میرا غم اور حزن اسی وقت کافور ہو گیا۔ اور میرے دل کو اس قدر سکینت اور اطمینان ہوا کہ گویا میں نے اپنا سب مطلب پا لیا۔ اور سب مرادیں حاصل ہو گئیں اور اس وقت اگرچہ اس واقعہ کو دو ہفتہ سے زائد عرصہ ہو گیا ہے لیکن میری دلی کیفیت وہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

حضرت موسیٰؑ کی یاد

حضرت موسیٰؑ کو جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ اپنی قوم کو ہم رات کے لئے کوہ طور پر لیجاویں تو اس میں بھی یہی خاص راز تھا کہ پہاڑ پر نظارۂ قدرت دیکھ کر خود بخود انسان کا رجوع اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتا ہے اور اسے یکسوئی ملتی ہے جو دنیا داری کی مصروفیتوں میں سوائے خاص برگزیدہ انسان کے نہیں مل سکتی۔ حضرت عیسیٰؑ کا کوہ سینا پر جانا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا غار حرا میں جا کر عبادت کرنا۔ یہ سب امور اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ خلوت کی گھڑی جو صوفیا ہمیشہ چاہتے ہیں بہترین صورت میں پہاڑوں پر نصیب ہو سکتی ہے اور اگر کسی نے چلہ کشی کرنی ہو اور اس کے پاس وسائل ہوں تو حضرت موسیٰؑ کی مثال سے فائدہ اٹھائے۔ دل کی صفائی اور توجہ الی اللہ کا سب سے زیادہ موقعہ پہاڑ پر مل سکتا ہے۔

ایک نکتہ

پہاڑ پر جو یکسوئی حضرت مولانا صاحب کو نصیب ہوتی ہے اور جو خدمت دین کا موقع ان کو یہاں ملتا ہے لاہور جیسے شہر کی گہما گہمی میں ہرگز ناممکن ہے۔ قرآن مجید کی بیش بہا تفسیر اور ترجمہ اور آپ کی دیگر معتبر بانشان کتب سب اسی خلوت کے مقام اور توجہ الی اللہ کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور بھی بہت سی برکت دے۔ اور خدمات دینیہ کیلئے عمر دراز عنایت کرے۔

تنہائی کی گھڑی اور قرآن مجید

گزشتہ سولہ سالوں میں کم از کم دس سال مجھے حضرت مولانا صاحب کی معیت میں ہمیشہ پہاڑ پر ڈیڑھ دو ماہ گزارنے کا موقعہ ملا ہے اور جس قدر لطف قرآن مجید پڑھنے کا اس تنہائی کی گھڑی میں آتا رہا ہے باقی حصہ عمر میں کبھی نہیں آیا۔ میں نے کئی بار انگریزی ترجمۃ القرآن آپ ہی کی معیت میں پڑھا۔ اور آج کل اردو تفسیر پڑھ رہا ہوں احباب کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو ایسی تنہائی کی گھڑیوں کی تلاش میں رہیں اور ان میں قرآن مجید کا مطالعہ کریں۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں۔ اور اس سے زیادہ اور کوئی پرلطف صحبت نہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں ؎

بحمد اللہ کہ خود قطع تعلق کردایں قوم

خدا از رحمت احساں میسر کرد خلوت را

درخواست دعا

خاتمہ پر میں احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری صحت کیلئے دعا کریں۔ الحمد للہ کہ میں پہلے سے بہت اچھا ہوں اور ڈلہوزی آکر خاص طور پر میری صحت کو فائدہ ہوا ہے۔ اور اس کے لئے میں حضرت مولانا صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کا از حد ممنون ہوں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور اپنی رحمت سے ان پر اور ان کی اولاد پر اپنے فضلوں کی بارش کرے آمین۔ اور جماعت اور انجمن کو استواری دے۔ آمین۔ بہرحال میرا دل چاہتا ہے کہ مجھے بیش از بیش خدمت دین کی اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ جو کہ صحت اور طاقت کے بغیر ہو نہیں سکتی۔ اس کے لئے دل میں تڑپ ہے۔ اور اسی میں احباب سے دعا کے ذریعہ استمداد چاہتا ہوں۔ یہ بھی دعا فرمائیں کہ میرے راستہ میں جو مشکلات ہیں ان کو اللہ تعالیٰ دور کرے اور دین و دنیا میں حسنات سے متمتع فرمائے۔ آمین۔

(بقیہ صفحہ ۵)

مجھے تو یہ بھی شبہ ہے کہ آیا وہ فی الواقع حضرت مرزا صاحب کے الوہیت کا دعویٰ کرنے اور نبوت کا دعویٰ کرنے کے دل سے بھی قائل ہیں۔ کیونکہ اگر وہ دل سے ان باتوں کے قائل ہوں تو پھر وہ حضرت مرزا صاحب کو مسلمان کیونکر مان سکتے ہیں مہربانی کرکے وہ اس کی بھی تشریح فرما دیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ ان چھ امور پر بحث کرکے سید حبیب صاحب اس مضمون کو مکمل فرمائیں گے جس پر انہوں نے قلم اٹھایا ہے تاکہ ہم بھی اپنے جواب کو مکمل کریں۔ والسلام

(محمد علی)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل کے جوابات

قسط پنجم

نام	رقم
ماسٹر عبدالجلیل صاحب جمال گڑھی	۵ روپے
چودھری سلطان محمود صاحب محرر بکڈپو	۱ ،،
چودھری فضل احمد صاحب مردان	۲۵ ،،
مولوی عبدالہادی صاحب رئیس عظیم کلہ	۳۰ ،،
شیخ رحمت الٰہی صاحب انجینئر ترنتارن	۹+۴ = ۱۳ ،،
سید عبدالمجید صاحب کپورتھلہ	۱۰ ،،
ڈاکٹر سید رضا حسین صاحب مانگا	۵ ،،
خان عبدالعزیز خاں صاحب ملتان	۵ ،،
خانصاحب سید محی الدین صاحب رائے بریلی	۵ ،،
ڈاکٹر الہ بخش صاحب لاہور	۶ ،،
قاضی ثناء اللہ صاحب لاہور چھاؤنی	۱۰ ،،
خیر مہدی خاں صاحب رئیس	۲۵ ،،
چودھری محمد حسین صاحب وکیل گجرات	۱۲ آنہ ۴ ۲ روپے
ایم عبداللہ خاں صاحب میران شاہ	۱۰ ،،
کندل خاں صاحب سفید ڈھیری	۱۰ ،،
ڈاکٹر وزیر احمد صاحب جموں	۱۰ ،،
شیخ غلام محی الدین صاحب ایبٹ آباد	۵ ،،
منشی محمد عبداللہ صاحب کاتب لاہور	۱ ،،
قاضی سمیع اللہ صاحب سرگودھا	۵ ،،
چودھری فتح خاں صاحب گلگت	۵ ،،
مولوی مرتضیٰ خانصاحب ناگمرول	۲ ،،
شیخ اللہ دتا و چراغ دین صاحبان بزاز پشاور	۵۰ ،،
بابو علی بخش صاحب لاہور	۵ ،،

جن صاحبان کی طرف سے تاحال نہ رقم آئی ہے نہ جواب وہ براہ مہربانی جلد توجہ فرمادیں۔ اور اسی کو یاددہانی تصور فرمائیں۔ یہ رقوم ۱۲ بجے تک وصول شدہ ہیں۔ والسلام

(آنریری افسر تحصیل)

(بقیہ صفحہ ۲)

کیا یہی اسلام کی صفت عالمگیری تھی جس پر تمہیں ہمیشہ سے ناز تھا کہ جب نہ ایک نہ دو قومیں بلکہ براعظم اور پھر تمام نئی و پرانی دنیا تو قرآن کی عظمت و عزت کے لئے تیار بیٹھی ہو مگر ہم یا تو اس لئے بیٹھے رہیں کہ ہمیں اپنی قوم کی ترقی درکار ہے اور یا یہ بخل دکھلائیں کہ یہ تو وہ اقوام ہیں جنھوں نے ہم پر ظلم و ستم ڈھایا ہے ہم ان کو قرآن کی نعمت عظمیٰ سے کیوں مالا مال کریں۔

آفتاب صداقت کا طلوع مغرب سے

مذہب کی سب سے بڑی غرض یہی ہے کہ وہ انسان پر واضح کردے کہ خدا تعالیٰ کسی خاص انسان یا قوم کا طرفدار نہیں اس کے نزدیک سب انسان یکساں ہیں۔ اگر فرق ہے تو اعمال حسنہ اور قبولیت حق کا۔ مسلمان قوم کو یہ غرض سب سے زیادہ واضح طور پر جتلائی گئی تھی مگر افسوس کہ آج مسلمان سب سے بڑھکر اس غلطی کے شکار ہو رہے ہیں ان کا خیال ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ جو لوگ مسلمان کہلاتے ہیں وہی اگر ترقی کریں تو اسلام ترقی کر سکتا ہے مسلم کہلانیوالی قوم کی اگر خدمت ہو تو وہی اچھی دکھلائی دیتی ہے۔ یہ وہ نقطہ نگاہ نہیں جسے قرآن پیدا کرنا چاہتا ہے۔ قرآن کے نزدیک نسل اور قوم ملک اور رنگ کچھ چیز نہیں۔ سب کچھ قلب سلیم اور صفات حسنہ سے وابستہ ہے۔ مغربی اقوام میں اشاعت حق ہی تو وہ امر ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی تحریک ایک عالمگیر تحریک ہے نہ کہ محدود ملکی و قومی تحریک۔ پھر کیا تم اسی خصوصیت پر معترض ہو جس سے اس کی عالمگیری ثابت ہو رہی ہے؟ پس اگر واقعات یہ ہیں کہ آج مغربی اقوام قبولیت حق کا مادہ سب سے زیادہ اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اگر ہمارا مشاہدہ ہے کہ ان قوموں کا روحانی عروج شروع ہونے والا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ دنیا میں غلبۂ اسلام تب ہی ہو سکتا ہے جب مغرب مفتوح ہو جائے ہاں اگر مخبر صادقؐ نے بھی یہی بات بتلائی تھی کہ آخری زمانہ میں مغرب سے آفتاب صداقت طلوع ہوگا اگر اسی صادق انسانؐ کی گواہی کیلئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسکے ایک خادم کو کھڑا کر دیا ہے اور اس نے غیب کی یہ خبر ہمیں تبلا دی ہے کہ یہی اقوام اب اسلام کی ترقی و عروج کا باعث ہونگی اور اگر ہم نے اس کے کشوف و رویا کو باوجود اپنی کمزوریوں اور ضعفوں کے پورا ہوتے ہوئے بچشم خود دیکھ لیا ہے تو پھر ایسی روشن آیات اور ان انوار و برکات کے ہوتے ہوئے کیا ابھی ہم تامل کرینگے کہ مغرب میں اشاعت قرآن ہو! وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم۔

اے شیدایان قوم و ملک سنو! اور گوش ہوش سے سنو! یہ مقدر ہو چکا کہ مغرب صداقت اسلام سے منور ہو۔ اس صبح کے آثار نمایاں ہیں۔ کیا تمہیں خواب غفلت سے فرصت ہے کہ اس سحر کی روشنی کو دیکھو ابھی سورج سر پر آتا ہے جب تم کو اس کی گرمی محسوس ہوگی۔ کیا تم اس وقت ہوشیار ہوگے؟

اگر خدمت نسل انسانی کا دعویٰ ہے تو آؤ کہ اسی راہ میں اس دعویٰ کی تصدیق موجود ہے۔ اگر حقیقی شجاعت و ہمت دکھلانے کی تمنا ہے تو آؤ کہ اس راہ میں تمہاری نفس پرستی اور خودغرضی کی زنجیریں انہی مقاصد عظیمہ سے ٹوٹتی ہیں۔ قوم پرستی اور ملک پرستی کی تو انتہا ہو چکی۔ اب ان راہوں میں لطف و مزہ نہ رہا خدا تعالیٰ کی نگاہ میں یہ جذبے اب قابل قبول نہیں؟ ؎

چھوڑ دو وہ راگ جسکو آسماں گاتا نہیں!
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گن گانیکے دن

خبریں

—— دہلی میں ایک جرمن ڈاکٹر کو گرفتار کیا گیا ہے جن پر بولشویک ایجنٹ ہونے کا شبہ ہے۔

—— راولپنڈی ۱۷ر جولائی - شدید بارش کی وجہ سے پشاور لنڈی کوتل لائن پر جمرود اور شنگائی کے درمیان لائن ٹوٹ گئی۔ آمدورفت تقریباً ۴۸ گھنٹے تک بند رہی۔

—— نیویارک ۱۶ر جولائی - صدر جمہوریہ امریکہ مسٹر روزویلٹ کے بیٹے مسٹر ایلیٹ روزولٹ نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی۔ شادی گزشتہ جنوری میں ہوئی تھی۔

—— جاپان اور انگلستان کی تجارتی گفت وشنید جاری ہے فریقین کا رویہ مصالحانہ ہے۔ تصفیہ کی قوی توقع ہے۔

—— عالمگیر اقتصادی کانفرنس کی سب کمیٹیوں اور سب کمیشنوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ۲۵ر جولائی تک اپنا کام ختم کرلیں اس کے بعد کانفرنس کا اجلاس ملتوی کردیا جائے گا۔

—— اعلیٰحضرت حضور نظام نے حیدرآباد کے اردو اخبارات کو تنبیہ کی ہے کہ وہ حکومت یا حکام پر نامعقول نکتہ چینی سے اجتناب کریں - ورنہ ان کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

—— گزشتہ ہفتہ حیدرآباد دکن میں ایک ایرانی مسلمان پی ایچ ڈی آغا ابوالقاسم صاحب وارد ہوئے ہیں۔ جو تمام دنیا کی پاپیادہ سیاحت کر رہے ہیں۔ اب تک ۴۸ ہزار میل سفر طے کرچکے ہیں۔

—— جاپانی مال جنوبی افریقہ کی منڈیوں میں بکثرت جارہا ہے اس طرح برطانوی تجارت کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔

—— لندن ۱۷ر جولائی - آج دفتر ہند کے تخمینہ جات پر دارالعوام میں بحث وتمحیص ہوئی - سر سیموئیل ہور نے بھی تقریر کی۔

—— گزشتہ ہفتہ مسٹر ڈی ویلرا نے آئرلینڈ کی پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر ممکن ہوا تو میں گورنر جنرل کے عہدہ کو منسوخ کردونگا۔

—— امسال سیلون میں بھی عید میلادالنبی نہایت اہتمام سے منائی گئی۔

—— لندن ۱۰ر جولائی - کل جائنٹ سلیکٹ کمیٹی میں دوبارہ سر سیموئیل ہور اور ان کے ماہرین کی شہادت قلمبند ہوئی - اور متعدد صوبجاتی مسائل زیر بحث آئے۔

—— شملہ ۱۶ر جولائی - کل مختلف صوبوں کے وزراء کے ایک وفد نے وائسرائے سے ملاقات کی اور وزیر ہند نے جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے سامنے جو بیان دیا ہے اس کی متعدد تجاویز کے خلاف سخت احتجاج کیا۔

—— مولانا شفیع داؤدی نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ سر میلکم ہیلی اور وزیر ہند نے جائنٹ سلیکٹ کمیٹی میں جو شہادتیں دی ہیں وہ بالکل غیر تسلی بخش ہیں اور ان کی وجہ سے ہندو اور مسلمان سیاسی مفکرین کے دلوں میں بہت سے شبہات پیدا ہوگئے ہیں - آپ کے خیال میں وزیر ہند کی شہادت ان وعدوں کے خلاف ہے جو دوسری گول میز کانفرنس کے دوران میں کئے گئے تھے۔

—— لندن ۱۵ر جولائی - گزشتہ شب ہز ہائینس سر آغا خاں اور بیگم آغا خاں نے لیڈی ولنگڈن کو دعوت طعام دی جس میں بہت سے سرکردہ مہمان شریک ہوئے۔

—— گزشتہ ہفتہ وائسریگل لاج شملہ میں چوری ہوگئی

—— الہ آباد ۱۷ر جولائی - اسیران مقدمہ سازش میرٹھ کی اپیلوں کی سماعت ۲۴ر جولائی کو شروع ہوگی - ہائیکورٹ کے تین ججوں کو سماعت کے لئے تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

—— گزشتہ دنوں سابق قیصر جرمنی کو موٹر کا ایک زبردست حادثہ پیش آیا جس سے وہ بال بال بچ گئے۔

—— لاہور ۱۷ر جولائی - آج اور کل یہاں اوسط درجہ کی بارش ہوئی جس کی وجہ سے موسم خوشگوار ہوگیا۔

—— کانگریسی لیڈروں کی جو کانفرنس پونا میں منعقد ہوئی تھی اس کا اجلاس ختم ہوگیا - گاندھی جی کو اس بات کا اختیار دیا گیا کہ حکومت کے ساتھ سمجھوتہ کی خاطر وائسرائے سے غیر مشروط ملاقات کی درخواست کرسکتے ہیں - سول نافرمانی کے متعلق یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ سردست اسی حالت کو جاری رکھا جائے جو گاندھی جی کی رہائی سے قبل موجود تھی۔

—— یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس میں مسٹر اینے صدر نے سول نافرمانی کو غیر مشروط طور پر واپس لینے کی تجویز پیش کی تھی جو زبردست اکثریت سے نامنظور ہوگئی۔

—— شملہ ۱۵ر جولائی - گاندھی جی نے وائسرائے کو حسب ذیل مضمون کا تار دیا ہے:-

"کیا ہز ایکسیلنسی مجھے ملاقات کی اجازت مرحمت فرمائینگے تاکہ صلح کے امکانات دریافت کئے جائیں - براہ کرم بذریعہ برقی پیغام جواب عطا فرمائیں۔

—— شملہ ۱۵ر جولائی - وائسرائے سے ملاقات کرنے کے لئے گاندھی جی کی برقی درخواست ہوم ممبر کو موصول ہوگئی ہے امید ہے کل تک جواب دیدیا جائے گا - سیاسی حلقوں میں حکومت کی سابقہ حکمت عملی میں کسی تبدیلی کی امید نہیں کی جاتی۔

(بعد کی خبر) وائسرائے نے گاندھی جی سے ملاقات کرنے سے انکار کردیا۔

—— گاندھی جی نے وائسرائے کے انکار پر دوبارہ ملاقات کی درخواست کی تھی جس کا مندرجہ ذیل جواب وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری کی طرف سے موصول ہوا۔

ہز ایکسیلنسی کا یہ خیال ہے کہ حکومت کی پوزیشن بالکل صاف ہے - یعنے یہ کہ سول نافرمانی کا مقصد یہ ہے کہ حکومت کو غیر آئینی حرکات سے دبا دیا جائے - لہذا یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ حکومت کسی ایسی ایسوسی ایشن کے نمائندے سے گفت وشنید کرے گی جس نے اس قسم کی تحریک کو ترک نہ کیا ہو۔

—— لندن ۱۵ر جولائی - گزشتہ شب لندن کی انڈین کانگرس پارٹی نے ایک خاص جلسہ منعقد کرکے سول نافرمانی کو واپس لینے کی حمایت میں ایک قرارداد منظور کی بشرطیکہ مسٹر گاندھی اور وائسرائے کے درمیان گفت وشنید میں باعزت سمجھوتہ ہوجائے۔

عالم اسلام

—— ترکی کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اناطولیہ میں وسیع پیمانہ پر پارچہ بافی کا ایک عظیم الشان کارخانہ کھولا جانے والا ہے مشینری کے لئے روس کو آرڈر دیا گیا ہے - آئندہ سال کام شروع ہوجائے گا - اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس کارخانہ میں ہر ماہ تین کروڑ بیس لاکھ گز کپڑا تیار ہوگا اور یہ کارخانہ دنیا کے عظیم ترین کارخانوں میں شمار ہوگا۔

—— یہ بھی کہا جاتا ہے - اس خبر سے انگلستان کے تجارتی حلقوں میں زبردست ہیجان پیدا ہوگیا ہے - کیونکہ اس کارخانہ کے قیام کے بعد لازمی طور پر انگلستان کی صنعت پارچہ بافی کو نقصان پہنچے گا۔

—— امسال ریاست چترال میں عید میلادالنبیؐ کی تقریب عظیم الشان طریق پر منائی گئی۔

—— ایک ہندوستانی سرمایہ دار نے حکومت حجاز کی خدمت میں پیش کی تھی کہ میں مندرجہ ذیل شرائط پر مکہ مکرمہ میں بجلی کا کارخانہ کھولنا چاہتا ہوں (۱) منافع کا معقول حصہ حکومت حجاز کو دونگا (۲) حرم محترم کیلئے مفت بجلی دی جائے گی۔

حکومت مذکور نے اس تجویز کو منظور کرلیا ہے - انشاءاللہ جلد کام شروع ہوجائے گا۔

—— حجاز کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ عسیر کی بغاوت کا بالکل خاتمہ ہوگیا ہے باغیوں نے اطاعت قبول کرلی ہے - مجرمین کو سلطان ابن سعود نے معافی دیدی ہے - تمام علاقہ میں بالکل امن وامان ہے۔

—— غازی مصطفےٰ کمال پاشا اس کوشش میں ہیں کہ اپنے روٹھے ہوئے دوستوں کو منالیں - چند روز ہوئے یہ اطلاع موصول ہوئی تھی کہ بعض اکابر کے ساتھ غازی موصوف کی صلح ہوچکی ہے اور وہ انگورہ پہنچ گئے ہیں - غازی رؤف پاشا ڈاکٹر عدنان بے اور خالدہ خانم بھی عنقریب انگورہ پہنچ جائیں گے۔

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

قُلْ یٰاَهْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصُّلْحُ خَیْرٌ

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۳۳ء | نمبر ۴۲

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

میرا قیامِ ڈلہوزی

اور

شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم و مغفور کی زیارت

(از جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب)

ابھی چند روز ہوئے کہ میں نے حضرت مولانا صاحب کی صحبت ڈلہوزی کی زندگی کے متعلق ایک مضمون اخبار پیغام صلح میں شائع کرایا تھا۔ اس میں میں نے آیت اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۔ (سورۂ یونس رکوع ۲) کا تذکرہ کیا تھا۔ جو کہ عین ایک ذکر کے وقت مجھے ایک گونہ القا ہوئی تھی۔ ممکن ہے اکثر احباب کے پہلے بھی یہ آیت پیش نظر ہو مگر اس کا مضمون میرے لئے نہایت ہی اطمینان قلب اور سرور کا موجب ہوا۔ اس وقت میرا یہ خیال کہ اس خاکسار پر بھی باری تعالیٰ کی نظر لطف ہے۔ کوئی ظاہری ثبوت پیش نہ کرسکا تھا۔ مگر ۵ جولائی کو علی الصبح میں نے ایک رویا دیکھا جسکے اندر بشارت کا رنگ تھا۔ دو یوم بعد کے ایک واقعہ نے اس کی صداقت پر مہر تصدیق ثبت کردی اور وہ آیت جس میں اس زور سے تحدی کی گئی ہے کہ "یہ خدا کا قانون ہے جو کبھی نہیں ٹلتا۔ کہ اس کے سچے پرستاروں پر کبھی خوف و غم طاری نہیں ہوتا" اس کی سچائی نے میرے اوپر ایک گونہ وجد کی کیفیت طاری کردی۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کو میرے سامنے اس کی شان قدوسیت کے ساتھ جلوہ افروز کردیا۔ اور قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت میرے دل پر بیش از بیش مرکوز ہوگئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

شیخ صاحب مرحوم کی زیارت

۵ جولائی پچھلی رات کے وقت میں نے حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کو خلیفہ نورالدین (ساکن جموں) کے ساتھ بازار میں کھڑے دیکھا۔ شیخ صاحب کا رنگ نہایت سرخ و سفید ہے آپ بڑے خوش و بشاش ہیں۔ سر پر حسب معمول سفید عمامہ ہے۔ سیاہ فراک کوٹ جیسے کہ وہ پہنا کرتے تھے زیب تن ہے گلے کا گریبان کھلا ہے اور اندر سے بدن شفاف موتی کی طرح نظر آرہا ہے۔ میرے ہاتھ میں آدھ ڈاک کے لفافے ہیں۔ شیخ صاحب نے مجھے بہت محبت کے ساتھ بغلگیر کیا۔ میں نے کہا کہ "آپ تو فوت ہوکر پھر زندہ ہوگئے" آپ نے فرمایا کہ "ہاں پھر زندہ ہوگیا ہوں"

تہجد کی نماز کے بعد جو میں سویا تو پھر خواب میں ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میں ان سے بھی بغلگیر ہوا۔ اور کہتا ہوں کہ خواب میں تو بغلگیر ہوا تھا اب بیداری میں ہوتا ہوں گویا کہ اگرچہ وہ خواب ہی تھی مگر بمنزلہ بیداری کے تھی۔

ایک نکتہ

حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب کے خواب میں آنے میں بھی ایک بھید ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا یا حضرت مولانا محمد علی صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب یا حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا۔ حضرت شیخ صاحب تھے تو ہمارے بڑے بھائی مگر بقول حضرت مسیح موعود "اولیاء اللہ تھے۔ دنیاداروں کے لباس میں" آپ کا ہم سب کے ساتھ برادرانہ نہیں بلکہ پدرانہ سلوک تھا۔ اللہ تعالےٰ ان کو غریق رحمت کرے اور ان کی آل و اولاد میں برکت دے۔ آمین۔ وہ اپنے سب دوستوں کے ساتھ نہایت ہی شفقت اور مروت کا سلوک کرتے تھے۔ بالخصوص ہم چاروں پانچوں کے ساتھ۔ اور جب کبھی کسی دوست کو تکلیف یا مصیبت کا سامنا ہوتا تو خود سینہ سپر ہوکر امداد کے لئے کھڑے ہوجاتے۔ بالخصوص مالی امداد کے لئے جب کبھی ہم میں سے کسی کو ضرورت پڑتی تو کبھی دریغ نہ کرتے۔ انہوں نے بعض اوقات ہزارہا روپیہ اپنے دوستوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بطور قرض حسنہ دیا اور کسی دوسرے کو اس کی خبر نہ ہوئی۔ ایک دفعہ ایک دوست کو اپنی شخصی ضمانت پر بنک سے دس ہزار روپیہ قرض لے دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

شیخ صاحب مرحوم کا خواب میں آنا ایک بشارت کے مترادف تھا۔ مجھے ایک خانگی ضرورت کے سلسلہ میں ایک دو روز کے لئے دوبارہ لاہور جانا تھا۔ اور گرمی کی تکلیف برداشت کرنی تھی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جو الحمد للہ قبول ہوگئی۔ اور شب کو شیخ صاحب کی زیارت خواب میں ہوئی۔ میری ضرورت چونکہ مالی رنگ کی تھی اور شیخ صاحب مرحوم اپنی زندگی میں سب دوستوں کی مالی ضروریات کو پورا کردیتے تھے اس لئے مجھے یہی تفہیم ہوئی کہ اللہ تعالےٰ یہیں بیٹھے بٹھائے میرا کام کردے گا۔ الحمد للہ کہ ایسا ہی ہوا۔ یہیں بیٹھے میرا کام ہوگیا اور مجھے لاہور، گرمی میں جانے کی زحمت نہ ہوئی۔

جب سے حضرت شیخ صاحب فوت ہوئے ہیں سوائے ایک آدھ بار کے میری خواب میں نہیں آئے۔ اور اس شان کے ساتھ اور صحت کے ساتھ اور اس نورانی شکل کے ساتھ مجھے ایک دفعہ بھی اس سے قبل آپ کی زیارت نہیں ہوئی۔ اس لئے ان کے اس مدت کے دیدار کے بعد میں بار بار ان کے لئے دلی شکریہ اور محبت سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے۔ اور ان برادران کی اولاد پر اور ان کے کل دوستوں پر اور ساری جماعت پر اور کل مسلمانوں پر اپنے افضال

ہماری تبلیغی ڈاک

جماعت احمدیہ جاوا کا سالانہ جلسہ

ذیل کی رپورٹ جاوا کے ایک ملائی اخبار سے ترجمہ کرکے دی جاتی ہے :-

مقام پورووکرتو میں جماعت احمدیہ کا چوتھا سالانہ جلسہ بروز ہفتہ ۲۴ جون سے شروع ہوا جس میں مجمع الجزائر شرق الہند کی ۲۱ سوسائٹیوں کے نمائندے شریک ہوئے۔ اور ۲۳ اخبارات نے جلسہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے اپنے نامہ نگار بھیجے سرکاری نمائندے بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔ ۲۵ کی صبح کو خواتین کا جلسہ ہوا جس میں دو صد معزز بیگمات شریک ہوئیں۔ اور اسی شام کو پبلک جلسہ شروع ہوا جس میں آٹھ صد جنٹلمین اور خواتین شریک ہوئیں۔ گرد و نواح کے علما و فضلا نے بھی شمولیت فرمائی۔ سب سے اول جماعت احمدیہ کے صدر اور بعد ازاں مرزا ولی احمد بیگ مسلم مشنری جماعت احمدیہ لاہور نے اسلام کی گزشتہ چودہ سو سال کی مد و جزر کی تاریخ بیان کرکے مسلمانوں کی موجودہ دینی و دنیوی حالت کا نقشہ پیش کیا۔ اور احمدیہ تحریک کے صحیح خیالات و عقائد اور تبلیغی کوششوں کا جو وہ روئے زمین پر کر رہی ہے مفصل ذکر کیا۔ اور حضرت مجدد اعظمؑ نے جو پاک تغیر مسلمانوں کے خیالات و عقائد میں پیدا کیا اور ان میں نیکی کی روح پھونکی اس کی تفصیل بیان کی۔ کہ ہماری جماعت کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسلمانوں کو قرآن اور اسوۂ حسنہ حضرت نبی کریمؐ کی طرف لایا جائے۔ اور غیر مسلموں کو دعوت اسلام دی جائے ان مقاصد کے حصول کے لئے جماعت جاوا مبلغین کے تیار کرنے اور ان کو ہالینڈ وغیرہ غیر ممالک میں تبلیغ کے لئے بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز ہیگ دار الخلافہ ہالینڈ میں ایک عالیشان مسجد بنانا چاہتی ہے۔ پھر غریب مسلمان طلبہ کو وظائف دے کر تعلیم دلانے کے لئے جاوا میں اور بیرونی ممالک میں انتظام کرنا۔ باقی مقررین نے بھی اسی موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تمام جلسہ نہایت خوش اسلوبی سے ہوتا رہا۔ اور فضول بحثوں میں کوئی وقت ضائع نہ کیا گیا۔

اسی اخبار نے مجلس منتظمہ جماعت جاوا کا فوٹو شائع کیا ہے جس میں تین بیگمات بھی ہیں۔ جلسہ میں حضرت امیر کا پیغام بنام جماعت جاوا بزبان جاوی و ملائی ترجمہ کرکے سنایا گیا جس نے احباب جماعت کے دلوں میں خدمت اسلام کی ایک نئی روح پھونکدی۔ پہلے دن چالیس آدمیوں نے بیعت سلسلہ کی مفصل رپورٹ جلسہ انشاء اللہ عنقریب شائع ہوگی۔

مشرقی افریقہ (ٹانگانیکا)

برادرم قادری صاحب لکھتے ہیں کہ نو مسلم یورپین لوگوں کے فوٹو دیکھ کر افریقی لوگ بڑے متاثر ہوئے۔ اور ان میں ایک روحانی قوت پیدا ہوگئی۔ ایک سید صاحب تشریف لائے جو عرب اور اہل تصوف میں سے ہیں۔ تحریک احمدیت میں سے عربی عبارت پڑھ کر کہنے لگے کہ یہ عارفانہ کلام ہے اور اس کا مؤلف زبردست صوفی معلوم ہوتا ہے۔ یاجوج ماجوج اور دجال کی احادیث پڑھ کر حضرت امیر کے استدلالات پر بڑے خوش ہوئے ان کے واسطے حضرت صاحب کا عربی لٹریچر بھیجدیں۔

تھوڑا عرصہ ہوا یہاں گورنر صاحب تشریف لائے تھے۔ جمعیت اسلام کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ آپ نے نہایت فصیح عربی میں اس کا جواب دیا۔ اور فرمایا کہ سلطنت انگریزی میں ہر قوم اور ہر مذہب کو پوری پوری آزادی ہے۔ یہاں کے مسلمان بیشک مساجد بنائیں معلم رکھیں۔ اپنے بچوں کو تعلیم دیں کسی دوسرے مذہب کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان کے کاموں میں مداخلت کرے پھر آپ نے ڈسٹرکٹ افسر کو بھی ہدایت کی کہ آئندہ اس بارہ میں پورا پورا خیال رکھا جائے۔ گورنر صاحب کی اس مہربانی سے عیسائی پادریوں کی شرارتوں کا دفعیہ ہوگیا ہے اب اس علاقہ میں تین مساجد بن رہی ہیں۔ ڈسٹرکٹ افسر صاحب جب دورے پر جاتے ہیں۔ تو خود مساجد کو ملاحظہ فرماتے اور بعض مفید مشورے دیتے ہیں۔

پہلے یہاں ہر ایک مسجد میں علیحدہ علیحدہ نماز عید ہوا کرتی تھی۔ گزشتہ عید پر میں نے کوشش کرکے سب مسلمانوں کو ایک وسیع میدان میں عید پڑھنے کے لئے تحریک کی جو کامیاب ہوگئی۔ عجب دلکش نظارہ تھا۔ اب جمعہ بھی یکجائی طور پر پڑھنے کی تحریک شروع کر رکھی ہے۔ خدا اسے کامیاب کرے۔ ہر قسم کے لٹریچر کی سخت ضرورت ہے۔

ہسپانیہ

پروفیسر گومز صاحب لکھتے ہیں۔ کہ گزشتہ چھ ماہ میں بہت مصروف رہا۔ اس لئے آپ کو خط نہ لکھ سکا۔ حضرت امیر کی تازہ تالیف خلافت اسلامیہ مجھے بھیجکر مشکور فرمائیں مجھے اس کے مطالعہ کا بیحد شوق ہے۔ آپ کی تمام کتابیں غرناطہ یونیورسٹی میں پہنچ چکی ہیں۔ غالباً مصروفیت کی وجہ سے وہ آپ کو رسیدات نہیں بھیج سکے۔ یونیورسٹی کا تعلیمی کورس علیحدہ بھیج رہا ہوں۔ مشرقی علوم کا کورس پہلی دفعہ اسی سال مقرر ہوا ہے لیکن تعطیلات کا کورس جو تمام غیر ممالک کے باشندوں کے لئے مقرر ہے وہ کئی سالوں سے چل رہا ہے۔ یہاں کی یونیورسٹیاں غیر ممالک کے طلبا کو کوئی مالی امداد نہیں دیتیں لیکن ہسپانوی زبان سیکھنے والے طلبا کے لئے شاہی سکول میں خاص کورس مقرر ہے۔

غرناطہ یونیورسٹی کا ڈائرکٹر لکھتا ہے کہ آپ کی تمام کتابیں بحفاظت تمام پہنچ گئی تھیں لیکن کثرت مشاغل کے باعث ان کی رسید نہ بھیجی جاسکی۔ یونیورسٹی کی طرف سے آپ کا بہت بہت شکریہ ہے۔ یہ ہماری لائبریری میں قابل قدر اضافہ ہے۔

امریکہ شمالی

مسز فلارنس عثمان صاحبہ لکھتی ہیں۔ کل جب میں اپنی والدہ سے ملنے گئی تو وہاں مجھے آپ کا رسالہ ملا۔ میں الفاظ میں اس احسان کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ مسلمان دوستوں کی مہربانیوں کا میرے دل پر خاص اثر ہے۔ جو وہ اسلامی لٹریچر بھیجنے میں مجھ پر کرتے رہتے ہیں۔ انشاء اللہ اس کے نیک اثرات عنقریب ظاہر ہونے والے ہیں۔ اور یہ سب آپ کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ میں بہت کچھ لکھنا چاہتی تھی لیکن ابھی اس کے لئے موزوں وقت نہیں۔ اس لئے جب تک خدا تعالیٰ کی منشاء ہو تب تک خاموشی بہتر ہے۔ تاہم میں عنقریب آپکو کچھ لکھونگی جو آپ کے لئے خاص مسرت کا موجب ہوگا۔ خط و کتابت میری والدہ کے پتہ پر ہی کرتے رہیں۔ جو مجھے خطوط جہاں میں ہونگی بھیجدیا کریں گی۔ نیویارک کی آبادی غیر معین اور تغیر پذیر ہے۔ اس لئے خطوط کو دوسرے پتہ پر بھیجنے میں یہاں کے ڈاک والے تساہل کرجاتے ہیں۔ آپ کے رسالہ کے ذریعہ آپ سے مراسم قائم رہنے میں خاص مسرت محسوس ہوتی ہے۔ مجھے بہت ندامت محسوس ہوتی ہے۔ کہ میں رسالہ کا چندہ نہیں بھیج سکتی۔ لیکن کسی دن انشاء اللہ میں اس کا چندہ بھیجنے کے قابل ہوسکونگی۔

نائیجیریا

برادر سلیمان صاحب لکھتے ہیں۔ کہ نہایت افسوس سے اطلاع دیتا ہوں کہ یہاں کی ریاست کا والی جنوری ۱۹۳۳ء میں یکلخت بیمار ہوکر ۸ فروری ۱۹۳۳ء کو چھ بجے شام وفات پاگیا۔ ہماری جماعت کو اس کا سخت صدمہ پہنچا۔ کیونکہ مرحوم مرنے سے پہلے جماعت میں شامل ہوچکا تھا۔ اس کی وفات کے چند دن بعد جب اس کی بوڑھی والدہ نے اس کے دفنائے جانے کے موقعہ پر توپوں کی آواز سنی تو وہ اس صدمہ کی تاب نہ لاکر مرگئی۔ ۳۰ مارچ ۱۹۳۳ء تک ہر دو ماں بیٹے کی وفات کی رسوم ادا ہوتی رہیں۔

۵ اپریل ۱۹۳۳ء کو جنوبی علاقہ کے گورنر نے تشریف لاکر ولی عہد کو تخت نشین کیا۔ جس موقعہ پر نائیجیریا کے باقی صوبجات کے نمائندے موجود تھے۔ ہماری مسجد کا کام عارضی طور پر بند ہوگیا ہے۔ کیونکہ والی ریاست کی اچانک موت کا باعث ان کا موعودہ سامان نہ مل سکا۔ نئے والی کو اپنے والد کا وعدہ یاد ہے۔ لیکن ہم نے ابھی تک یاد دہانی کرانی مناسب نہیں سمجھی۔ حضرت امیر و دیگر برادران کی خدمت میں السلام علیکم

پولینڈ

نو مسلم بھائی حب الرشید صاحب جنہوں نے اس سے پہلے حضرت امیر کے رسالہ اسلام کا اطالین زبان میں ترجمہ کیا تھا جو چھپ چکا ہے۔ اب تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ :-

رسالہ مسلم کیٹکزم (سوال و جواب اسلام) کا اطالین ترجمہ ارسال ہے۔ انشاء اللہ عنقریب رسالہ پرافٹ آف اسلام کا ترجمہ بھی کرکے بھیجدونگا۔ میرے بارے میں جو آپ نے کوشش کی ہے اس کے لئے مشکور ہوں۔ گزشتہ ماہ میری بیوی بیمار ہوگئی۔ یہانتک کہ مجھے اس کی جان کا خطرہ ہوگیا۔ لیکن خدا نے اپنا خاص فضل کیا اور وہ اچھی ہوگئی۔ اور یہی وجہ ترجمہ کو دیر سے بھیجنے کی تھی جس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم یکشنبہ ۔ ۲۹ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ | نمبر ۴۲

"ہری جن"
چالاکی اور دور اندیشی کی انتہا

ہندو قوم فطرتاً چالاک اور دور اندیش ہے ۔ ہندو بعض اوقات اپنی اس فطری خصوصیت کو قایم رکھنے کے لیے ضابطۂ اخلاق کی پابندی کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں ۔ غریب مظلوم اچھوت آج کل ان کی چالاکی و دور اندیشی کا خاص طور پر تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں ۔

ہزار ہا سال سے اچھوتوں سے جو انسانیت سوز اور ظالمانہ سلوک ہو رہا ہے اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں چشم فلک نے صفحۂ ارض پر بے شمار ظالموں اور ان کے ظلموں کو دیکھا ہے لیکن جو مظالم ہندوؤں نے اچھوتوں پر کئے تاریخ اس کی کوئی مثال پیش نہیں کر سکتی ۔ کچھ عرصہ سے ہندوؤں میں اچھوت ادھار کا غلغلہ بلند ہے ۔ بڑے بڑے جغادری برہمن اور دوسرے ہندو لیڈر انہیں اپنا بھائی کہکر اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ جب سے گاندھی جی نے اس "میدان اصلاح" میں قدم رکھا ہے اچھوت ادھار کے شور میں کچھ زیادہ ہنگامہ خیزی پیدا ہو گئی ہے ۔ یہ ایک روشن حقیقت ہے اور اس کے متعلق دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ اچھوت ادھار کا یہ شور و غوغا سیاسی ضرورتوں اور مجبوریوں کا نتیجہ ہے ۔ اگر ہندوؤں کو اپنی کمی تعداد کا خطرہ نہ ہوتا تو وہ قیامت تک بھی ان بدنصیبوں کی طرف توجہ نہ کرتے ۔ اگر سیاسی مجبوریوں سے متاثر ہو کر بھی ہندو خلوص دل سے اچھوتوں کی اصلاح کا عزم کرتے اور اس کام کو نیک دلی سے انجام دیتے تو چنداں قابل اعتراض نہ تھا لیکن افسوس ہندو قوم دعویٔ اصلاح کے باوجود اچھوتوں کے متعلق نہایت عیاری اور چالاکی سے کام لے رہی ہے ۔ اس وقت ہم اس کے صرف ایک پہلو پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں ۔

ہندو قوم کی بزرگ ترین ہستی گاندھی جی نے اچھوت ادھار کے میدان میں قدم رکھتے ہی اچھوتوں کو ایک جدید خطاب "ہری جن" سے نوازا ۔ یہ لفظ اخبارات و رسائل میں بکثرت استعمال ہوتا ہے ۔ اور اب یہ لفظ "اچھوت" کا مترادف ہو گیا ہے ۔ اس لئے ہمیں اس کی تحقیق کی طرف توجہ نہ تھی لیکن خدا بھلا کرے ہمارے محترم بزرگ جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت کا جنھوں نے ایک خطبہ جمعہ میں اس راز کو بے نقاب کیا ۔

لفظ "ہری جن" کے دو معنی ہیں ایک "خدا کی اولاد" یعنی بہت بزرگ و اعلیٰ اور دوسرے "ڈاکو" غریب اچھوتوں کو اس ذومعنی خطاب سے نوازنا گاندھی جی اور ہندو قوم کی چالاکی کا ایک کرشمہ ہے گو ضابطہ اخلاق کی رو سے اسے کوئی مستحسن فعل نہیں کہا جا سکتا ۔ آج اچھوتوں کو ساتھ ملانے کی ضرورت ہے اس لئے انہیں "خدا کی اولاد" کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ ان کو ہندو قوم کا ایک بزرگ طبقہ کہا جاتا ہے ۔ یہ ہندو راج کے قیام کی پراسرار کوشش کا ایک اہم حصہ ہے ۔ ہندوؤں کی زبردست اکثریت کو ہندو راج کے قیام کی امید ہے ۔ اگر ایسا ہوا تو ضروری ہے کہ اچھوت برابری بلکہ برتری کا دعویٰ کر کے اپنے حقوق طلب کریں ۔ اس وقت ان کو نہایت آسانی سے یہ کہکر دھتکار دیا جائے گا کہ ہری جن کے معنی ڈاکو ہیں ۔ تم جرایم پیشہ قوم ہو تمہیں حقوق نہیں مل سکتے بلکہ تم سے عادی مجرموں جیسا سلوک کیا جائے گا ۔

ہندو قوم اور گاندھی جی کی اس چالاکی اور دور اندیشی کی داد ہم بھی دیتے ہیں ۔ لیکن اس قسم کی کوششوں کا انجام ہمیشہ ناکامی و نامرادی ہی ہوا ہے ۔ اچھوت بے شک جاہل ۔ مفلس ۔ اور غیر متحد ہیں لیکن ان کی روح بیدار ہو چکی ہے ۔ ان میں زندگی تڑپ اور خود داری کا جذبہ ہزاروں سالوں کے بعد از سر نو پیدا ہو چکا ہے ۔ وہ حقوق کے طلبگار اور عزت و مساوات کے متلاشی ہیں ۔ یہ چیزیں ان کو صرف اسلام ہی پیش کر سکتا ہے ۔ وہ وقت دور نہیں جبکہ آدمؑ کے یہ مظلوم بچے آغوش اسلام میں آ کر اپنے چھنے ہوئے پیدائشی حقوق دوبارہ حاصل کر لیں گے ۔ ہندو تو ایک طرف رہے بعض گمراہ مسلمان گاندھی جی کو روحانی و اخلاقی لحاظ سے خدا جانے کیا سمجھتے ہیں ۔ اس سلسلے میں انہوں نے احتیاط کی تمام پابندیوں کو توڑ کر مبالغہ و خوش اعتقادی کی حد کر دی ہے ۔ لیکن یاد رہے کہ اچھوتوں کو "ھری جن" کا ذومعنی خطاب بنانا "مہاتما" کی روحانی بزرگی کا ہی ایک کرشمہ ہے ۔

والیٔ مانگرول کی علالت

یہ خبر ہماری طرح تمام قارئین کے لئے باعث فکر ہو گی کہ عالیجناب نواب شیخ محمد جہانگیر صاحب والی ریاست مانگرول (کاٹھیاواڑ) نصیب اعداء ماہ جون کے آخری ہفتہ سے علیل ہیں ۔ بخار کی تکلیف ہے ۔ اس کی وجہ سے نقاہت بھی بہت بڑھ گئی ہے ۔ اس خادم دین والی ریاست کی بابرکت ہستی تمام مسلمانان ہند کے لئے باعث فخر ہے ۔ اس کی دینی خدمات اپنی مثال آپ ہیں ۔ دعا ہے کہ خداوند کریم ممدوح کو شفائے عاجل و کامل عطا فرمائے ۔ اور ان کی عمر میں برکت دے ۔ آمین ثم آمین ۔ تمام احباب کو ممدوح کے لئے خصوصیت سے دعا کرنی چاہیے ۔

مصطفیٰ کمال پاشا پر بم!

چند سال سے ٹرکی میں افراط و تفریط کی افسوسناک و نقصان رساں کشمکش جاری ہے ۔ جمہوریت کے قیام سے قبل نظام حکومت میں ملاؤں اور پیروں کا بہت دخل تھا اور انہوں نے اپنے اقتدار سے عوام کو بھی اپنی تاریک ذہنیت کا پابند رکھا مثلاً وہ قرآن کریم کے ترجمہ کو تقریباً کفر سمجھتے تھے ۔ اور جمہوریت کے قیام سے قبل قرآن پاک کے مستند ترکی ترجمہ کی نوبت ہی نہ آئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روشن خیال اور آزادی پسند ترکوں میں بھی ایک ایسی جماعت پیدا ہوئی جو ان ملاؤں کی طرح اپنے خیالات میں انتہا پسند ہے ۔ آج کل جمہوریہ ٹرکی کی عنان حکومت اسی کے ہاتھوں میں ہے ۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا اس جماعت کے قائد اعظم ہیں ۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ نماز عربی کے بجائے ترکی زبان میں پڑھی جائے ۔ قرآن کریم کا عربی رسم الخط بھی بدل دیا ہے ۔ اس وجہ سے مملکت ٹرکی کے بعض حصوں خصوصاً بروصہ میں شدید ہیجان پیدا ہو گیا ہے ۔ کئی ہنگامے ہو چکے ہیں ۔ اور انارکسٹوں کی ایک جماعت قایم ہو گئی ہے جس کے ایک رکن نے غازی مصطفیٰ کمال پاشا پر بم بھی پھینکا ۔ ملاؤں کا طرز عمل بے شک غلط تھا لیکن کمال پارٹی بھی یقیناً صحیح رستہ پر نہیں چل رہی ہے ۔ کیا انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ عربی زبان سے قطع تعلق مسلمانوں کے دینی اتحاد کے لئے کس قدر نقصان رساں ہے؟ بم بازی کے ذریعے حکومت کے غلط اقدام کو روکنا بھی مستحسن نہیں ۔ انارکی یورپ کی زبردست لعنت ہے ۔ اسلام اس کی بالکل اجازت نہیں دیتا ۔ خداوند کریم ہمارے ترک بھائیوں کو صحیح طریق کار اختیار کرنے کی توفیق دے ۔

آغا محمد صفدر

آغا محمد صفدر صاحب بی اے ۔ ایل ایل بی ۔ بلدیہ لاہور کے نہایت فرض شناس ۔ ایماندار ۔ ہر دلعزیز اور بے تعصب افسر ہیں ۔ اراکین بلدیہ اور پبلک دونوں کو آپ پر پورا اعتماد ہے ۔ گزشتہ دنوں اراکین نے تقریباً اتفاق رائے سے آپ کو سکرٹری مقرر کیا لیکن کمشنر لاہور نے اس بے حقیقت عذر کی بنا پر منظوری دینے سے انکار کر دیا ۔ کہ ڈاسن کمیٹی کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ بلدیہ کے محکمۂ ٹیکس کا انتظام بے حد قابل اعتراض رہا ہے ۔

اور آغا صاحب اس محکمہ کے انچارج رہے ہیں۔ کمشنر صاحب کا یہ اعتراض ڈاپس کمیٹی کے ایک معزز رکن سر ظفر علی بالقابہ کی چٹھی سے بالکل صاف ہو چکا ہے۔ چنانچہ اراکین بلدیہ نے بھاری کثرت رائے سے کمشنر صاحب سے گزشتہ فیصلہ پر نظر ثانی کی درخواست کی ہے۔ یہ سطور لکھی جا رہی تھیں کہ معلوم ہوا۔ پنجاب میونسپل امینڈمینٹ ایکٹ کے نفاذ کی وجہ سے یہ معاملہ کمشنر لاہور کی بجائے وزیر لوکل سلف گورنمنٹ کے اختیار میں چلا گیا ہے۔ ہمیں وزیر موصوف سے توقع ہے کہ وہ اس بارہ میں صحیح فیصلہ کریں گے۔ اراکین بلدیہ کی بہت بڑی اکثریت۔ پریس۔ اور پبلک سب آغا صاحب کے تقرر کے حق میں ہیں۔ لہذا بلدیہ کے فیصلہ کے خلاف کوئی فیصلہ بہت بڑی غلطی بلکہ بلدیہ اور پبلک کی توہین ہوگا۔

مسلمانوں کے لئے درس عبرت

پارسی قوم تعلیم و تمدن کے علاوہ مغربی تہذیب کی تقلید میں بھی ہندوستان کی تمام اقوام سے پیش پیش ہے۔ پارسی خواتین کی آزاد خیالی اور مغربی طور طریقے بہت سے روشن خیال مسلمان مرد و عورتوں کے لئے باعث رشک ہیں۔ کچھ عرصہ سے تعلیم یافتہ پارسی لڑکیاں غیر پارسی مردوں سے بکثرت شادیاں کرنے لگی ہیں جس سے پارسی قوم میں زبردست ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ چند روز ہوئے بمبئی میں پارسیوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں تقریباً پانچ ہزار افراد شریک ہوئے۔ پارسی لڑکیوں کی اس بے راہ روی کے انسداد کے متعلق غور و خوض کیا گیا۔ مسٹر کارسے گھاٹ سابق جج بمبئی ہائیکورٹ نے دوران تقریر میں فرمایا:-

"میری عاجزانہ رائے میں ان تمام برائیوں کا واحد علاج یہ ہے کہ پارسی بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے۔ اور ان کے ذمہ مذہب۔ خدا خاندان اور فرقے کے متعلق جو فرائض عائد ہیں ان سے اپنے بچوں کو واقف کرائیں۔ اور نوجوان لڑکیوں کو دوسرے فرقے کے مردوں کے ساتھ آزادانہ گفت و شنید سے روکیں"

پارسی لڑکیوں کی بے راہ روی۔ پارسی قوم کی پریشانی اور مسٹر کارسے گھاٹ کے مندرجہ بالا الفاظ یہ تمام چیزیں اس قابل ہیں کہ بے حجابی اور مخلوط اجتماعات کے حامی "روشن خیال" مسلمان ان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ ہندو قوم کی چیخ پکار آپ اس سے قبل سن چکے ہیں۔ پارسیوں کی پریشانی کی کیفیت بھی آپ کے سامنے ہے۔ کیا یہ مسلمان قوم کے لئے زبردست درس عبرت نہیں ہیں؟

"پنجاب فارمولا"

کئی ماہ سے اخبارات اور سیاسی حلقوں میں "پنجاب فارمولا" کا چرچا سنائی دے رہا ہے۔ معلوم ہوا ہے اس کو پنجاب کونسل میں پیش کرنے اور منظور کرانے کی زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ لیکن ہمیں حامیان فارمولا کی یہ تمام جد و جہد سعی لاحاصل ہی معلوم ہوتی ہے۔ پنجاب کا پیچیدہ مسئلہ چند لیڈروں کی خفیہ گفتگو یا ان کے تصنیف کردہ کسی فارمولا سے حل نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے عوام اور خاص کر صوبہ کی اکثریت کی رضامندی و اطمینان ضروری ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہندو۔ سکھ۔ مسلمان۔ کسی قوم کے حقیقی نمائندے اس فارمولا کی تائید میں نہیں۔ اس لئے پنجاب کونسل کی منظوری بھی غالباً اس کے لئے کچھ زیادہ مفید نہ ہوگی۔ بہرحال حامیان فارمولا کی جد و جہد کے نتیجہ کا انتظار دلچسپی سے کیا جا رہا ہے۔

ہمارے خیال میں اس قسم کے فارمولے مسلمانوں کے لئے سخت نقصان رساں ہیں۔ ہمارے متفقہ مسلمہ اور کم سے کم مطالبات برادران وطن کے سامنے ہیں۔ ان کی موجودگی میں نئی نئی تجاویز سوچنا اور ہندوؤں اور سکھوں کی لاعلاج تنگ نظری کی وجہ سے بار بار مایوس ہونا اور وقت ضائع کرنا کوئی دانشمندانہ طرز عمل نہیں۔

حکومت کوچین سے!

ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد رنج ہوا کہ ریاست کوچین (جنوبی ہند) کے محکمہ تعلیم نے ملیالم زبان کی ایک نہایت ہی قابل اعتراض اور دل آزار کتاب داخل نصاب کر رکھی ہے۔ یہ ایک ہندو کی تصنیف ہے۔ اس کا پبلشر بھی ہندو ہے۔ اس کتاب میں ایک بے حقیقت اور فرضی تصویر دی گئی ہے۔ جس میں ایک شخص دوسرے کو تلوار سے قتل کرتا ہوا دکھایا گیا اور اس تصویر کے متعلق ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے پیغمبر (صلعم) کی تصویر ہے (نعوذ باللہ) اس کتاب کی وجہ سے جنوبی ہند کے مسلمانوں میں بے حد اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ حکومت کوچین کا فرض ہے کہ وہ اس کی اشاعت فی الفور روک دے۔ اور اس کے مصنف و پبلشر کے خلاف قانونی کارروائی کرے ورنہ اغلب ہے کہ یہ معاملہ ایک ناگوار قضیے کی صورت اختیار کر لے۔ خدا جانے ہندو مصنف، پبلشر اور ہندو ریاستیں پے در پے اس قسم کی جہالت کا ثبوت کیوں دے رہی ہیں۔ امن دوست اور صحیح الخیال ہندوؤں کو اس کے انسداد کی فکر کرنی چاہیئے۔

ملازمتوں میں مسلمانوں کی نمائندگی

چند روز ہوئے مسٹر صادق حسن صاحب ایم ایل اے امرتسر نے ہز ہائنس سر آغا خاں بالقابہ کو بذریعہ تار توجہ دلائی ہے کہ سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ لہذا پارلیمنٹری کمیٹی کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہیئے کہ ملازمتوں میں مسلمانوں کی معقول نمائندگی کا بندوبست کیا جائے۔ مسٹر صادق حسن صاحب کی فرض شناسی قابل تعریف ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کے لئے خاص توجہ و کوشش درکار ہے۔ جگہ جگہ سے ایسے تار ولایت جانے چاہئیں۔

سول نافرمانی کی ناکامی!

کانگرس کمیٹی کا اجلاس پونا۔ اس کے بعد گاندھی جی کا انتہائی لجاجت سے دو مرتبہ وائسرائے سے ملاقات کی درخواست کرنا اور دونوں دفعہ ہی اس کا ٹھکرا دیا جانا ایسے واقعات ہیں جن کی روشنی میں سول نافرمانی کی تحریک کی واضح ناکامی صاف نظر آ جاتی ہے۔ جس وقت یہ نقصان رساں تحریک شباب پر تھی اس وقت کانگرسی اصحاب ان سے اختلاف رکھنے والوں کو کیا کچھ نہیں کہتے تھے۔ آج ان کو کوئی ندامت محسوس ہوتی ہے یا نہیں؟ عدم تعاون کے بعد سول نافرمانی کے ہنگامے ہی میں بعض کمزور دل اور جلد باز مسلمانوں پر گاندھی جی کی مفروضہ روحانی قوت اور سیاسی قابلیت کا رعب طاری تھا۔ اور وہ مرعوب ہو کر خدا جانے ان کو کیا سمجھنے لگے تھے اب ان کی سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔ اور ہوا کے ہر جھونکے کے ساتھ رخ بدل لینا اور وقتی ہنگاموں کی وجہ سے کوئی خیال قائم کر لینا عقلمندی کے خلاف ہے۔

بشارۃ المسیح والمہدی

اس نام سے ۳۰ صفحات کی کتاب ۲۰×۳۰/۸ سائز پر مولانا مولوی محمد عبد اللہ صاحب سابق پروفیسر عربی مہندر کالج پٹیالہ نے پنجابی نظم میں شائع کی ہے۔ یہ نظم حضرت مسیح موعود کے ابتدائی زمانہ میں مولانا ممدوح نے لکھی تھی لیکن اب تک شائع نہ ہو سکی مسیح موعود کی صداقت دلآویز پنجابی نظم میں نہایت آسان پیرایہ میں ثابت کی ہے۔ شروع میں ایک مبسوط مقدمہ اردو نثر میں لکھا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود کے زمانہ کے بعض واقعات کا ذکر کرتے ہوئے کتاب کی تصنیف کی وجوہات بیان کی ہیں۔ جو بہت دلچسپ ہیں۔ نظم میں تیرھویں صدی کے حالات و واقعات۔ علماء کی حالت۔ مسیح موعود کی علامات اور مخالفین کی کوششوں کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کی صداقت دلائل مبرہنہ سے ثابت کی ہے۔ کتاب نہایت دلچسپ اور اس قابل ہے کہ دیہات میں خاص طور پر پہنچائی جائے۔

مذہب میں عقل اور جذبات کا مختلف دائرہ عمل

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

جذبات کی قسمیں اور ان کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو جذبات عطا فرمائے ہیں ان کو اہل تحقیق نے دو بڑی قسموں میں تقسیم کیا ہے ایک محبت۔ دوسرے غضب انہی دو کے ماتحت کل جذبات آ جاتے ہیں۔ ان جذبات کا مقصد یہ ہے کہ عمل پیدا ہو۔ کیونکہ یہی جذبات عمل کے محرکات ہیں۔ اور عمل سے ہی انسان کی آئندہ ترقیات وابستہ ہیں۔ ان جذبات کو صحیح طور پر اعتدال سے استعمال کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ضمیر اور عقل عطا فرمائی۔ جس کی رہنمائی اور تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب سے انسان کی مدد فرمائی۔ گویا وحی الٰہی کا منشاء ہی فقط اس قدر ہے کہ انسان کو صحیح علم عطا کرے۔ اور اس کی عقل کی صحیح رہنمائی کرے جس کے ماتحت وہ اپنے جذبات کو لا کر عمل کر سکے۔ پس جو مذہب خدا کی طرف سے ہوگا وہ درحقیقت عقل انسانی کا صحیح رہبر اور علم انسانی کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہوگا۔

اسلام علم و حکمت پر مبنی ہے

اسی لئے قرآن نے خدائی مذہب اسلام کو علم و حکمت پر مبنی قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے یعلمھم الکتب والحکمۃ کہ رسول جو مذہب دنیا کو سکھاتا ہے وہ کتاب اور حکمت کی تعلیم پر مبنی ہوتا ہے۔ پھر والقرآن الحکیم فرما کر کتاب کی نسبت بھی واضح کر دیا۔ وہ خود سراپا حکمت ہوتی ہے۔ پھر صرف اس پر ہی بس نہیں کیا بلکہ مذہب کے متعلق بار بار انسانی عقل و فکر کو افلا تعقلون۔ افلا تتفکرون فرما کر اپیل کیا ہے۔

قرآن کا کمال

اور قرآن نے تو یہ کمال کیا ہے کہ ایمانیات و عقائد کے جس اصول کو لیا ہے اس کے متعلق نہ صرف صحیح علم عطا فرمایا ہے بلکہ عقلی استدلال سے اسے مدلل بھی کیا ہے۔ کیونکہ مذہب کی بنیاد ہی حکمت پر رکھی گئی ہے۔ اور بات بھی سچ یہی ہے۔ کہ انسان جب صداقت کو قبول کرے اور جب علم کو حاصل کرے ضرور ہے کہ وہ انسانی عقل کو اپیل کرتی اور حکمت پر مبنی ہو اور ضرور ہے کہ اس کے پرکھنے میں جذبات کا دخل نہ ہو۔ کیونکہ محبت و غضب اور ان کے ماتحت جذبات کے جوش کے وقت انسان اپنے عقل کے توازن کو کھو بیٹھتا ہے۔ اور کسی امر کے حق و باطل ہونے کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتا۔ محبت کے جذبات ایک غلط چیز کو صحیح اور مضر چیز کو مفید دکھاتے ہیں۔ غضب کے جذبات ایک صحیح بات کو غلط اور مفید چیز کو مضر بتاتے ہیں۔ پس کسی اصول کے حق و باطل کو پرکھنے اور کسی سچائی کو قبول کرنے یا انکار کرنے ...... کے وقت ضروری ہے کہ جذبات علیحدہ ہو جائیں اور عقل و ضمیر تمام جذبات محبت و غضب سے خالی ہو کر اپنا فیصلہ دیں۔

مذہب کی صداقت پرکھنے کا صحیح معیار

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے مذہب یعنی اسلام کی صداقت کے معیار کے لئے بلکہ اس کے حصۂ ایمانیات کے ہر اصول کو سمجھنے کے لئے انسانی عقل و فہم ضمیر اور فطرت کو اپیل کیا ہے۔ اور جذبات کو ان معاملات میں قریب لانے سے بڑی سختی سے روکا ہے چنانچہ مذہب کی صداقت کو پرکھنے کے وقت جب باپ دادوں کی محبت اور عزت کا جذبہ سامنے لایا گیا اور مشرکوں نے کہا کہ کیا ہمارے باپ دادا غلطی پر تھے تو حقارت سے اس جذبہ کو ٹھکرا دیا اور فرمایا اولو کان اباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون۔ کہ بھلا ان کے باپ دادے کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں اور سیدھے رستہ پر نہ ہوں؟" اسی طرح جب کسی قوم کی دشمنی کی وجہ سے نفرت اور غضب کے جذبات اس کی حق بات کو ٹھکرانے یا ڈانٹنے لگے تو فوراً متنبہ کر دیا کہ لا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا۔ کہ تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس بات کا مجرم نہ بنا دے کہ تم انصاف نہ کرو۔ جب کسی فرد یا قوم کی عزت اور وجاہت اور محبت کے جذبات سامنے آ کر اس کی بات کو خواہ وہ سچ ہو یا جھوٹ ماننے کے لئے سفارش کرنے لگے تو فوراً ڈانٹا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کہ بے شک تم میں سے خدا کے حضور میں وہی سب سے بڑھکر معزز اور شریف ہے جو سب سے بڑھکر متقی ہے۔ پس تقویٰ کو کسی صورت میں نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اور کوئی ایسی بات قبول نہیں کی جا سکتی جو حق و صداقت کے خلاف ہو۔ خواہ اس کا کہنے والا کس قدر بھی عزت و وجاہت رکھتا ہو اور کیسا ہی محبوب کیوں نہ ہو۔

جزا و سزا کا معاملہ

اسی طرح جزا و سزا کا معاملہ مذہب کے ایمانیات کا ایک حصہ ہے۔ وہ ایک صداقت ہے جو ایک خاص اصول پر مبنی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس دن اعمال کی جزا دی جائے تو نیکوں کو نیک اور بدوں کو بد بدلہ ملے۔ اس دن کسی شخص کا سزا سے محض اس لئے بچ جانا کہ وہ خدا کے نبی کا بیٹا ہے خدا کے دین اور اصول کو رنگ میں زد ہے۔ لہٰذا جب اولاد کی محبت کے جذبہ نے حضرت نوح علیہ السلام کے منہ سے یہ نکلوایا کہ رب ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین۔ کہ اے میرے رب بیشک میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بڑھکر حاکم ہے تو اس جذبہ محبت کو دین کی حدود سے خارج بتایا گیا اور فرمایا ینوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم۔ انی اعظک ان تکون من الجاھلین۔ کہ اے نوح وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں۔ پس مجھ سے اس بات کی درخواست نہ کر جس کی تمہیں سمجھ نہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہلوں میں سے نہ بن جاؤ۔" یہاں صاف طور پر جذبہ محبت پدری کے متعلق حضرت نوح کو بتا دیا گیا کہ مذہب کی حد کے اندر اس جذبہ کو مت گھسنے دو نبی کا بیٹا ہو یا کافر کا۔ جو مذہب کی ترازو پر صحیح اترے گا وہی نفع اٹھائے گا۔ جو اس معاملہ میں پورا نہ اترے گا۔ نقصان اٹھائیگا

اسلام کی حکیمانہ احتیاط

اسلام نے اسی لئے عبادات میں بھی ایسی چیزیں نہیں رکھیں جن سے جذبات کو تحریک ہو کر انسان کو غلطی لگ جائے۔ مثلاً نماز میں باجا گانا وغیرہ نہیں رکھا۔ کیونکہ گانا بجانا انسانی جذبات کو بدرجۂ غایت تحریک دیتا ہے۔ میدان رزم میں باجے کی شہریں اور موسیقی کے ترانے جہاں جذبۂ شجاعت کو ہیجان میں لے آتے ہیں۔ وہاں بزم طرب میں عشق و محبت کے جذبات کو برانگیختہ کرتے ہیں۔ اور محفل ماتم میں غم کو دوبالا کر دیتے ہیں پس عبادات میں جب باجا بجتا اور گانا ہوتا ہے تو اس کا ترنم جذبات کو ایسا ہیجان میں لاتا ہے جس سے نفس انسانی ایک خاص کیفیت و لذت محسوس کرتا ہے۔ اور ایک عامی آدمی غلطی سے اسے تعلق باللہ کی علامت سمجھنے لگتا ہے۔ اس غلطی سے بچنے کے لئے اسلام نے نماز میں گانا بجانا نہیں رکھا تاکہ انسان کو اس معاملہ میں غلطی نہ لگے۔ اور وہ اپنے نفس اور قلب کی صحیح حالت اور جناب الٰہی سے تعلقات کا صحیح اندازہ رکھ سکے

عمل کے لئے جذبات کی ضرورت

قرآن نے جذبات کو بھی لیا ہے لیکن اس کا دائرہ عقل کے دائرہ سے الگ رکھا ہے جس طرح ایمانیات یعنی مذہب کے سچے اصولوں کو ماننے کے لئے قرآن نے انسان کو عقل سے کام لینے اور جذبات کو علیحدہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اسیطرح عمل کے ارتکاب کے وقت اس نے جذبات کو کام میں لانے کے لئے خاص طور پر زور دیا ہے۔ کیونکہ عمل کے وقت اگر جذبات میں سرگرمی نہ پیدا ہو تو وہ عمل اپنے کمال کو نہیں پہنچتا۔ دنیا کے معاملات میں ہی دیکھ لو جب تک انسان میں حرص کا جذبہ کام نہ کرے کوئی مالی اور اقتصادی ترقی نہیں ہو سکتی۔ محبت کا جذبہ کام نہ کرے معاشرت کی تکمیل نہیں ہوتی۔ غضب کا جذبہ کام نہ کرے تو شجاعت و بہادری کا کوئی کارنامہ مکمل نہیں ہو سکتا۔

قرآن کریم کی قائم کردہ صراط مستقیم

پس عمل کے وقت ضروری ہے کہ جذبات حرکت میں آئیں مگر قرآن نے اتنا ہی نہیں کیا۔ صرف جذبات کو تحریک دینا خطرناک تھا جب تک انہیں ایک صراط مستقیم پر نہ رکھا جاتا۔ اس لئے اس نے خود ایک ایسی صراط مستقیم قائم کر دی جس پر چلکر جذبات کا وفور نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ بلکہ مفید پڑتا ہے۔ اس لئے انسان کے کل جذبات کو اسی دو بڑی تقسیم میں لیا جس کے ماتحت سارے جذبات آ جاتے ہیں اور وہ ہے محبت اور غضب۔ اس نے ان کی ہدایت کے لئے ایک اصول باندھ دیا۔ محبت کے جذبہ کے لئے تو فرمایا کہ والذین امنوا اشد حبا للہ کہ مومن کو سب سے بڑھکر محبت اللہ سے ہوتی ہے۔ اور غضب کے جذبہ کے لئے شیطان کو عدو مبین یعنی کھلا دشمن قرار دیکر اس سے نفرت اور غضب مومن کا کام بتایا یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ فرما کر بتایا کہ مومن کو نیکی سے محبت ہوتی ہے۔ اور اسی کا وہ پرچار کرتا ہے۔ اور بدی سے نفرت اور غصہ ہوتا ہے اور اس

کی مخالفت کرنا اس کا شعار ہوتا ہے۔ پس انسان کے جذبات کے دو لوزج یعنے محبت اور غضب کو ایک صراط مستقیم پر ڈالدیا اور وہ یہ کہ مومن خدا سے محبت اور نیکی سے پیار کرتا ہے اور شیطان سے غضبناک ہوتا اور بدی سے نفرت کرتا ہے اس اصول کے ماتحت انسان کے جذبات جب صراط مستقیم پر پڑ لیئے۔ اور انسان مغضوب علیھم اور ضالین بننے سے بچ گیا۔ تو پھر اس کے جذبات کو اعمال کے ارتکاب کے لئے ابھارا اور بڑی زور سے ابھارا۔ جس طرح ریلوے انجن جب صحیح لائن پر پڑ جائے تو پھر جتنا اسے تیز چلایا جاوے وہ حصول مقصد کے لئے بہتر ہوگا۔ اسیطرح صراط مستقیم پر جب جذبات انسانی کا انجن پڑ لیا تو اب وہ جتنا بھی تیز چلیگا اتنا ہی حصول مقاصد میں مفید ہوگا۔ مثلاً خدا کی محبت اور نیکی سے پیار کا جذبہ جتنا بھی زور سے کام کرے گا اتنا ہی انسان کی ترقی اور کمالات کے مدارج سلوک آسانی سے طے ہوتے چلے جائیں گے۔ اسی طرح شیطان اور بدی سے نفرت یعنے غضب کا جذبہ جتنی قوت سے کام کرے گا. تقویٰ کی باریک سے باریک راہیں طے ہوتی چلی جائیں گی۔

عقل اور جذبات کے الگ الگ دائرے

حاصل کلام یہ کہ قرآن نے عقل اور جذبات کو کام میں لانے کے لئے الگ الگ دائرے قائم کئے ہیں۔ اور اسطرح دونوں سے اپنی اپنی جگہ بہترین فوائد اٹھانے کی راہ دکھائی ہو **ایمانیات** یعنے کسی اصول یا عقیدہ کو ماننے کے وقت بتایا کہ عقل سے کام لو۔ اور جذبات سے الگ رہو۔ اور **اعمال** کے وقت بتایا کہ اس وقت جذبات سے کام لو۔ کہ اعمال کی تمام سرگرمیاں اور شاندار نتائج جذبات پر ہی منحصر ہوا کرتے ہیں۔ جو شخص کسی صداقت کو ماننے کے وقت جذبات سے الگ نہیں ہوتا اس کی عقل کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتی۔ اسیطرح جو شخص عمل کے وقت جذبات کی گرمی سے کام نہیں لیتا وہ دنیا میں کوئی کام نہیں کرتا بلکہ فلسفیوں کی طرح بیٹھا سوچا کرتا اور باتیں بنایا کرتا ہے۔ اور کوئی مفید کام دنیا میں نہیں کرسکتا۔ مثلاً خدا کی توحید اور فرمانبرداری کا عقیدہ ماننے کے لئے ضروری ہے کہ عقل سے کام لیا جاوے۔ اس وقت تمام جذبات محبت مثلاً آبائی تقلید اور خویش عقیدہ گیراں۔ اور محبت غیر اللہ کے جذبات کو الگ رکھ کر عقل کے ذریعہ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ پھر جب عقل یہ فتوےٰ دیدے کہ خدا ایک ہے اور وہی اس قابل ہے کہ اس کی فرمانبرداری سب پر مقدم رکھی جاوے۔ تو پھر اس کے بعد جب عمل کا یعنے خدا کے احکام کی فرمانبرداری کا وقت آئے گا تو اس وقت ہم جس قدر بھی محبت کے جذبہ کو کام میں لائیں گے اتنا ہی ہمارے اعمال شاندار ہوتے جائیں گے اور ہماری ترقیات کے مدارج طے ہوتے جائیں گے اس موقعہ پر اگر ہمیں عقل اور جذبہ محبت کی مڈبھیڑ ہوگی۔ مثلاً ہمیں خدا کی فرمانبرداری کے لئے کچھ مالی اور جانی نقصانات اٹھانے پڑجائیں اور عقل ہمیں نقصانات سے ڈرانے لگے تو ہماری کامیابی اسی پر منحصر ہوگی کہ اس وقت ہم جذبہ محبت کو مقدم کریں اور عقل کی چیستانیوں کو مسترد کر دیں۔ اور خدا کی فرمانبرداری کے لئے ہم جذبہ محبت سے کام لے کر ہر ایک مالی و جانی قربانی کے لئے تیار رہیں۔

پس جس طرح ایمانیات کے معاملہ میں عقل کے دائرہ میں جذبات کی مداخلت گمراہی پیدا کرتی ہے اسی طرح اعمال کے ارتکاب کے وقت جذبات کے دائرہ میں عقل کی رخنہ اندازیاں حصول کمال کے منافی ہیں۔ اعمال کے ارتکاب کے وقت جذبات ہی ہوتے ہیں۔ جو اسے کمال تک پہنچاتے ہیں عمل کے وقت سوچتے رہنا اور باتیں بناتے رہنا اور نقد و جرح کے چکر میں پھنس کر پس و پیش کرتے رہنا ناکامی و نامرادی کی راہ ہے اور **منافقت** اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ اسیطرح ایمانیات و عقائد کے معاملہ میں عقل کو اگر بالائے طاق دھر دیا جائے اور جذبات کو سامنے لے آیا جائے۔ تو انسان کسی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا اور صدق و کذب میں امتیاز نہ کرسکنے کی وجہ سے ضلالت و ہلاکت کے گڑھے میں جا گرتا ہے۔

مذاہب باطلہ کی کثرت کی وجہ

دنیا میں یہ جو مذاہب باطلہ کا ایک انبوہ کثیر نظر آرہا ہے اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ صدق و کذب کے فیصلہ کے وقت عقل پر جذبات کو مقدم کرلیا گیا۔ یہود نے حضرت مسیحؑ کا انکار کیا تو وجہ یہی کہ غضب کا جذبہ عقل پر مقدم کرلیا اور مغضوب علیھم بن گئے۔ عیسائیوں نے حضرت مسیح کو خدا بنایا تو وجہ یہی کہ محبت کا جذبہ عقل پر مقدم کرلیا۔ اور ضالین بن گئے۔ اسی طرح شیعوں نے اہلبیت کی محبت کے جذبہ کو نہ صرف عقل پر بلکہ ہر چیز پر مقدم کرلیا اور دنیا میں ایک بڑا فتنہ پیدا ہوگیا۔ ورنہ کوئی عقلمند خلفائے ثلاثہ اور صحابہ کبار کی قربانیوں اور خدمات دینیہ کا انکار نہیں کرسکتا اور تعزیئے اور ماتم اور تبرے بازی کو عقل انسانی کبھی قبول نہیں کرسکتی۔ یہ صرف جذبات کی غلامی ہے جس نے ان تمام لغو اور قبیح امور کو خوبصورت کرکے دکھایا ہوا ہے۔

محمودیوں کے فتنہ کی بنیاد بھی جذبات پر مبنی ہے

اسی طرح محمودیوں کے فتنہ کی بنیاد بھی محض جذبات پر مبنی ہے قادیان۔ اہل بیت۔ بیٹا۔ بیٹا اس کے سوا اور کیا دھرا ہے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد اجرائے نبوت۔ تکفیر مسلمانان عالم۔ پوپ کے رنگ کی خلافت کوئی عقلمند مسلمان نہیں مان سکتا۔ لیکن جذبات نے عقلوں پر پردہ ڈال رکھا ہے جن امور کو عقل دھکے دیتی ہے۔ اندھی محبت کا جذبہ اسے قبول کرنے سے نہیں شرماتا۔ یہانتک کہ سب کچھ دیکھ بھال کر مکھی نگلنے سے بھی اس کا جی نہیں متلاتا۔

شرک اور انسان پرستی کی بڑی وجہ

سچ پوچھو تو جس قدر بھی دنیا میں انسان پرستی ہے سب کی سب جذبات پر مبنی ہے۔ اپنے اپنے بزرگوں کے متعلق جذبہ محبت و عزت کو اس قدر بڑھایا گیا کہ ان کے آگے سجدہ کر دیا۔ نفس پرستی بجائے خود انسان کے اپنے نفس کی محبت کے جذبہ کا ہی ایک مظاہرہ ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہونگا کہ دنیا میں جہاں بھی بے انصافی روا رکھی گئی ہے۔ وہاں اسی جذبات کی حکومت کا نتیجہ ہے بلکہ اس سے بڑھکر یوں کہنا چاہیئے کہ دنیا میں جس قدر شرک بھی ہو رہا ہے سب کا سب کسی جذبہ پر مبنی ہے۔ کبھی کسی کی محبت و عظمت نے اس کے آگے انسان کے سر کو جھکایا تو کبھی خوف و دہشت نے پرستش کروائی۔ سورج ہو یا چاند۔ دریا ہو یا پہاڑ۔ آگ ہو یا پانی۔ بت ہو یا درخت۔ دیوتا ہو یا کوئی دیوی۔ ان سب کی پرستش کی وجہ وہی جذبات کی کارفرمائیاں ہیں۔

اہل حق کا قرآنی طریق

پس اہل حق کے لیے جو طریق قرآن نے تبلایا ہے وہ یہی ہے کہ صداقت پر ایمان لانے کے لئے عقل سے کام لیا جائے اور اس وقت جذبات کو الگ کر دیا جائے اور جب انسان کسی صداقت کو مان لے اور اس پر عمل کرنے لگے کیونکہ کسی صداقت کا ماننا بالکل فضول امر ہے اگر اس کے مطابق عمل نہ ہو۔ اس وقت جذبات سے عمل میں گرمی پیدا کرے۔ محبت کا جذبہ ہو یا غضب کا۔ جس جذبہ کی ضرورت عمل میں ہو اس کو پوری قوت اور قرآن کے بتائے ہوئے صراط مستقیم کے مطابق کام میں لائے۔ عمل کے وقت جذبات سے خالی ہو کر محض باتیں بنانا اور منطقی ڈھکوسلے پیش کرکے عمل سے جان چرانا یہ منافقوں کا کام ہے۔ مومن و مخلص کا کام نہیں مومن کا کام یہ ہے کہ محبت کے جذبہ کی ضرورت ہو تو اس شان سے اسے کام میں لائے کہ اس کے ایثار و قربانی اور سعی و مجاہدہ سے اہل نظر کی آنکھیں روشن ہوجائیں۔ اور غضب کے جذبہ کی ضرورت ہو تو استقامت و شجاعت۔ فتنہ و ظلم کے استیصال اور بدی کے مقابلہ کی ایسی نظیر قائم کرے کہ اہل عالم اپنی تاریخ میں اسے زریں حروف سے لکھیں۔ لیکن ایمانیات میں یعنے کسی اصول کی صداقت کو پرکھنے کے وقت حکومت عقل و حکمت کی ہوگی۔ اس دائرہ میں جذبات کو گھسنے کا حکم نہیں۔ دنیا کی تمام محبتوں اور نفس کے تمام غیظ و غضب کے جذبات سے دور نکالکر ہی انسان اپنی عقل سے کسی صداقت کو پرکھ سکتا ہے۔ کسی مذہب و عقیدہ کی صداقت کو جانچنے کا یہی ایک واحد معیار ہے جسے قرآن کریم نے صراط مستقیم کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ اور جس کے پانے والے کا نام انعمت علیھم رکھا ہے۔ اور اس موقعہ پر جنھوں نے جذبات سے کام لیا وہ یا تو مغضوب علیھم بن گئے۔ اور یا ضالین جن کی راہ سے بچنے کے لئے قرآن کریم نے سورۂ فاتحہ جیسی عظیم الشان اور جامع دعا تعلیم فرمائی ہے۔

(بقیہ صفحہ اول)

کی بارش برسے ۔ آمین ۔

غرضیکہ شیخ صاحب کے دوبارہ زندہ ہونے میں جماعت کے بعض دیگر احباب کی طرف اشارہ تھا اور ایسے دوستوں کے متعلق بشارت تھی ۔ جو کہ ایک جماعت کے رنگ میں ایک دوسرے کے ساتھ اخلاص و محبت رکھتے ہیں ۔ اور یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طفیل ہے جن کی برکت سے اس قحط الرجال کے دور میں جماعت میں ایسے ہمدرد احباب پیدا ہوئے جو ایک دوسرے کے ساتھ بھائیوں کی طرح بلکہ اس سے زیادہ ایک دوسرے کے ہمدرد ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو سلامت باکرامت رکھے ۔ اور ان کی جان اولاد اور مال میں برکت دے اور ان کو بیش از بیش خدمات دینیہ کی توفیق بخشے ۔ آمین ۔

درخواست دعا

اس موقعہ پر جہاں احباب سے اپنے لئے اور اپنے دیگر احباب کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں وہاں خاص طور پر شیخ مولا بخش صاحب لائل پوری کی بیگم صاحبہ کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں ۔ وہ عرصہ سے مرض ذیابیطس میں مبتلا ہیں ۔ اور سخت کمزور ہو گئی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے عاجل و کامل بخشے ۔ آمین ۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل کے جوابات

قسط ششم

بابو ثناء اللہ صاحب امرتسر معرفت پنڈت قادر بخش صاحب	۵ روپے
ملک غلام قادر صاحب پٹواری جھنگ معرفت سیکرٹری صاحب	۵ ؍
مولوی احمد یار صاحب ملازم انجمن	۵ ؍
مسٹر عمر الدین صاحب ؍ ؍	۸ آنے
چودھری غلام حسین صاحب لوپر لوالہ	۱۰ روپے
ڈاکٹر عزیز احمد صاحب جنڈر گارڈن	۱۰ ؍
شیخ عبد الحق صاحب ڈی ایس پی ۔ گجرات ۔	۵ ؍
چودھری فضل حسین صاحب انسپکٹر پولیس کرانہ	۱۰ ؍
چودھری منظور حسین صاحب چک ۳۶ ج	۴ ؍
چودھری علی گوہر صاحب چک ۹ بنیار	۵ ؍

جن صاحبان کی طرف سے تاحال نہ رقم آئی ہے نہ جواب وہ براہ مہربانی جلد توجہ فرمائیں ۔ اور اسی کو یاد دہانی تصور فرمائیں ۔ یہ ۳۳ ؍ ۷ ؍ ۱ تک وصول شدہ رقم کی فہرست ہے ۔

(افسر تحصیل و تبلیغ)

اب تک

آپ نے پیغام صلح کی توسیع اشاعت میں کیا کوشش فرمائی ؟ کتنے جدید خریدار فراہم کئے ؟ ! کیا یہ آپ کا قومی اور اخلاقی فرض نہیں ہے ؟ ؟ ؟

(مینیجر)

خبریں

— مسٹر جمشید مہتہ میئر کراچی کارپوریشن نے استعفا دیدیا ہے آپ گزشتہ گیارہ سال سے صدارت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

— بعض ہندو لیڈر لندن میں وائٹ پیپر کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

— میاں عبدالحی صاحب سابق رکن اسمبلی نے حال ہی میں ایک بیان دیا ہے جس میں پنجاب فارمولا کو مشرقی پنجاب کے مسلمانوں کے لئے سخت مضر تبلایا۔

— احمد آباد ۲۰ر جولائی۔ آج گاندھی جی اپنے سابرمتی آشرم میں پہنچ گئے۔ حالانکہ آپ نے ڈانڈی کی مہم پر روانہ ہوتے وقت اعلان کیا تھا کہ جب تک میں سوراج حاصل نہ کرونگا اس آشرم میں داخل نہ ہونگا۔

— افواہ ہے کہ مسٹر راجندر پرشاد صدر کانگرس اور گاندھی جی میں بعض شدید اختلافات رونما ہو گئے ہیں۔ اس کے متعلق نمائندہ ایسوسی ایٹڈ پریس نے گاندھی جی سے سوال کیا تھا۔ لیکن انہوں نے کوئی واضح جواب نہیں دیا۔ اس لئے اس افواہ کو تقویت پہنچ رہی ہے۔

— مولانا شوکت علی نے حال ہی میں ایک بیان دیا ہے جس میں گاندھی جی پر شدید الزامات عائد کئے گئے ہیں مثلاً وہ ہندو مسلم اتحاد کے خواہشمند نہیں ہیں۔ اور اپنی شخصی اقتدار کے دلدادہ ہیں۔

— فرانس میں بھی نازی تحریک شروع ہو گئی ہے۔

— بمبئی میں ایک گریجویٹ سادھو ڈوب کر مرگیا۔

— کوئٹہ ۲۱ر جولائی۔ مجسٹریٹ کے قاتل عبدالرحمن شالچی کی اپیل ہائیکورٹ نے نامنظور کر دی۔

— گاندھی جی کی درخواست ملاقات کے جواب میں وائسرائے نے جو انکار کر دیا تھا اس کے متعلق انگلستان اور ہندوستان کے اخبارات اور سیاسی حلقوں میں خوب چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ ہر کوئی اپنے خیال اور مذاق کے مطابق اظہار رائے کر رہا ہے۔ بعض لوگ وائسرائے کی اصول پسندی اور پختہ رائے کی تعریف کر رہے ہیں۔ بعض کے خیال میں انہوں نے شدید سیاسی غلطی کی ہے اور ان کا انکار تدبر و سیاست دانی کے خلاف ہے۔

— پارسی لڑکیاں کثرت سے غیر پارسی مردوں سے شادیاں کر رہی ہیں۔ اس سے پارسی قوم میں شدید بے چینی پیدا ہو رہی ہے۔

— لندن ۲۰ر جولائی۔ آئندہ ہفتہ دارالعوام میں حکومت پر زور دیا جائے گا کہ آئرش فری سٹیٹ کے ساتھ محصول کی جنگ کا خاتمہ کر دیا جائے۔

— لندن ۲۰ر جولائی۔ کل ملک معظم نے مہاراجہ جے پور کو شرف باریابی بخشا۔

— لندن ۲۰ر جولائی۔ صدر جمہوریہ امریکہ کا سب سے بڑا بیٹا مسٹر فرینک لن کل یہاں پہنچا۔

— حکومت بہاولپور مقامی بار کے قیام کی تیاریاں کر رہی ہے اس نے شرائط مشتہر کر کے خواہشمند وکلا سے درخواستیں طلب کی ہیں۔

— لندن ۲۰ر جولائی۔ کل سر حسن سہروردی کے اعزاز میں لٹن ہوٹل میں ایک جلسہ خیر مقدم منعقد کیا گیا جس میں متعدد مقتدر ہندوستانی اور انگریز اصحاب شریک ہوئے۔

— امریکہ کی بے روزگاری سرعت سے دور ہو رہی ہے اور اس کی اقتصادی حالت رفتہ رفتہ درست ہو رہی ہے

— گزشتہ ہفتہ لاہور اور امرتسر کے علاقہ میں کافی بارش ہوئی۔

— لندن ۱۹ر جولائی۔ سلیکٹ کمیٹی کے تازہ اجلاس میں اس امر پر بحث ہوئی۔ کہ وائٹ پیپر اور درجہ مستعمرات کے مطابق ہندوستان کی آئینی ترقی کی منزل مقصود کیا ہوگی۔

— بلڈانگا (بنگال) میں جہاں گزشتہ دنوں شدید ہندو مسلم فساد ہوا تھا ایک اسلامی امدادی مجلس قایم ہوئی ہے۔ جس نے مسلمانوں سے چندہ کی اپیل کی ہے۔

— لندن ۱۹ر جولائی۔ ایک ولایتی اخبار رقمطراز ہے کہ حکومت ہندوستان کے لئے صوبجاتی خودمختاری کے نفاذ کے ساتھ مرکزی فیڈریشن کی ذمہ داری کی سکیم کو بھی ترک کرنے پر مجبور ہو گئی ہے۔

— جے پور کی تازہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ غازی محمد بہلول دانا کی حالت پہلے سے بہتر ہے۔ حکام جیل کے رویہ میں قدرے اصلاح ہو گئی ہے۔

— لاہور کے دس نوجوانوں نے جو جماعت خاکساران سے تعلق رکھتے ہیں۔ پیدل سفر حج کا عزم کیا ہے۔

— گزشتہ دنوں یہ افواہیں بکثرت شائع ہوئی تھیں کہ مہاراجہ پٹیالہ کو دو سال کے لئے ریاست چھوڑنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اب قابل وثوق ذرائع سے اس کی تردید ہو گئی ہے۔

— حکومت اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں والیان ریاست کو اخبارات کے حملوں سے بچانے کے لئے ایک مسودہ قانون پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

— یونان میں زبردست انقلاب کی توقع ہے۔

— نواب بھوپال کشمیر تشریف لے جا رہے ہیں۔

— افواہ ہے ریاست پٹیالہ کی مالی حالت خراب ہے مہاراجہ پٹیالہ حکومت سے قرض حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

— نواب سر لیاقت حیات خاں وزیر اعظم پٹیالہ کے عنقریب واپس ہندوستان آنے کی توقع ہے۔

— ہری پور ہزارہ ۱۹ر جولائی۔ گزشتہ دنوں سرحد کے بعض خوانین میں خونریز جنگ ہوئی۔ جس میں تقریباً ۳۰ افراد ہلاک اور بہت سے زخمی ہوئے۔

— الہ آباد ہائیکورٹ گرمیوں کی تعطیلات کے بعد کھل گیا ہے

— شیخ صادق حسین صاحب ایم ایل اے صدر انجمن اسلامیہ نے ہز ہائینس سر آغا خاں کو ایک تار بھیجا ہے جس میں سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی کمی کو ظاہر کرتے ہوئے درخواست کی گئی ہے کہ جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے روبرو اس معاملہ کو خاص طور پر پیش کر کے مسلمانوں کی شکایات کا ازالہ

عالم اسلام

— حکومت مصر نے حال ہی میں قانون نافذ کیا ہے جس کی رو سے پندرہ سال سے بڑی عمر کے ہر شخص کو گداگری کی ممانعت کر دی ہے اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو سخت سزا دی جائے گی۔

— حال ہی میں افغانستان میں ایک قومی بنک قایم کیا ہے اس کا صدر دفتر کابل میں ہے۔ کل سرمایہ ۳۵ ملین افغانی روپیہ ہے حکومت افغانستان اس بنک سے پورا پورا تعاون کر رہی ہے۔ اور اس نے بنک کے سرمایہ میں ۳۵ فیصدی رقم لگائی ہے۔ اس بنک کی شاخیں افغانستان کے اہم تجارتی مرکزوں کے علاوہ کوئٹہ کراچی اور لندن میں بھی کھل گئی ہیں۔ اور جلد ہی بمبئی اور برلن میں کھل جائیں گی۔

— آج کل اس بنک کے ایک ڈائرکٹر آغائے دوست محمد خاں ہندوستان میں موجود ہیں۔ اور انہیں بنک نے اپنا خاص نمائندہ مقرر کیا ہے تاکہ وہ ہندوستان میں بنک کے نام پر کاروبار کر سکیں۔ جو اصحاب مذکورہ بالا بنک سے تجارت کرنا چاہتے ہیں وہ افغانی شاہی قونصل کراچی کی معرفت آغائے دوست محمد خاں سے گفت و شنید کریں۔

— مفتی اعظم فلسطین نے ایک اخباری ملاقات کے دوران میں فرمایا کہ ہمارا وفد ہندوستان آنے سے قبل عراق گیا تھا۔ جہاں شاہ عراق اور مقتدر سرکاری حکام نے اراکین وفد کو بہت حوصلہ افزا امیدیں دلائی تھیں۔ امید ہے کہ عراق مجوزہ جامع اقصیٰ کے قیام میں پوری طرح حصہ لے گا۔

— آپ نے یہ بھی فرمایا کہ سپریم مسلم کونسل فلسطین نے مجوزہ یونیورسٹی کے لئے ایک لاکھ پونڈ لاگت کی عمارت بطور عطیہ دی ہے۔ علاوہ عمارت کے بہت بڑی زمینیں عطا کی ہیں جن کی سالانہ آمدنی سات ہزار پونڈ کے قریب ہے فلسطین کے مسلمانوں نے بڑی فراخدلی سے چندہ دیا ہے اور ہر فرد نے کم از کم ایک شلنگ سالانہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا

مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام

ہر نبوت را برو شد اختتام

آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست

بادۂ عرفان ما از جام اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۱ لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۹۳۳ء نمبر ۴۳

خدا تعالیٰ کی کامل اطاعت اختیار کرو

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردن پر اٹھاؤ۔ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوش حالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو۔ کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا درپیش ہے بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے اور تمہاری نیکیوں کی نقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جائے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو خدا تعالیٰ کے حکموں کو بیقدری سے نہ دیکھو موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے ایک بچہ کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو۔ نماز پڑھو۔ نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا تو ایک رسم ادا کر رہا ہے بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو کرو اور اپنے اعضا کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکا دے سکتا ہے۔ کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں۔ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پروا نہیں ہوتی

اخبار سیاست سے تین سوال

تحریک قادیان کا جواب دینے سے قبل یہ ضروری ہے کہ سید حبیب صاحب کم از کم تین متعلقہ سوالوں کا مختصر جواب عنایت فرمائیں:۔

(۱) تحریک قادیان یا جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھنے والے حضرت مرزا صاحب علیہ الرحمۃ ہیں لیکن "سیاست" کی تمام اقساط پڑھ جانے سے صاف صاف یہ معلوم نہیں ہوتا کہ سید صاحب اس تحریک کے بانی یعنی حضرت مرزا صاحب کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔ یعنے اگر حضرت صاحب صادق نہیں اور ان کا یہ کاروبار منجانب اللہ نہیں تو دو لحاظ سے یہ خالی نہیں یا تو حضرت مرزا صاحب مفتری علی اللہ ہیں یعنے اپنی خود غرضی و مطلب پرستی کو بجا لانے کی غرض سے یہ ڈھونگ انہوں نے رچایا ہے اور یا وہ مجنون اور فاتر العقل ہیں۔ سید صاحب کے نزدیک ان دونوں میں سے کونسی شق درست ہے اور وہ کس شق کے قائل ہیں؟

(۲) حضرت مرزا صاحب اور ان کی دونوں جماعتیں یا ان میں سے کوئی ایک دائرۂ اسلام کے اندر ہے یا نہیں!

(۳) حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعتوں نے (باوجود بزعم سید صاحب ان کے گمراہی یا اضلال کے) کیا کوئی خدمات اسلامی اس زمانہ میں ادا کی ہیں یا نہیں؟ اگر کوئی خدمت کی ہے تو کونسی؟

امید ہے کہ سید حبیب صاحب ان تینوں سوالات کے جوابات جلد سے جلد تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دینگے۔

خاکسار

(ڈاکٹر) اللہ بخش

گاندھی یا مسیح موعود؟

(۵)

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

هوالذی انزل من السماء ماء فاحیا به الارض بعد موتها (قرآن مجید)

"حقیقت میں ہزار سالہ موت کے بعد جواب احیا ہوا ہے اس میں انسانی ہاتھ کو دخل نہیں" (الہام حضرت مسیح موعود)

گاندھی کی تحریک ایک محدود ملکی وقومی تحریک ہے برخلاف اس کے مسیح موعود کی تحریک کا مقصد ایک عالمگیر انقلاب پیدا کرنا ہے سوال یہ ہے کہ ان تحریکوں کو وجود میں لانے کے اسباب کیا ہیں یعنی وہ کونسے وجوہ ہیں جن کی بنا پر گاندھی نے اپنی سوراج کی تحریک شروع کی اور اس بات کی علت کیا ہے کہ مسیح موعود نے اشاعت اسلام کے سلسلہ کو جاری کیا۔

گاندھی جی اکثر کہتے ہیں کہ ان کو اندر سے آواز آتی ہے۔ اگر یہ صحیح بھی ہو تو بھی یہ نتیجہ نکلے گا کہ اس تحریک کا مصدر ایک انسان کے اپنے جذبات وحسیات ہیں۔ اس لحاظ سے سوراج ایک انسانی تحریک ہے۔ لیکن جس وقت ہم اپنے زمانہ کے حالات کو مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں یہ دکھلائی دیتا ہے کہ آج ہر قوم اور ہر ملک میں یہی قوم پرستی وحب الوطنی کا شور بپا ہے۔ ہندوستان میں تو سوراج کی تحریک بیسویں صدی کے ابتدا سے شروع ہوئی مگر یورپ میں تو اس کا غلغلہ گزشتہ پانچ صدیوں سے بلند ہو رہا ہے۔ پھر یہ قوم پرستی کا جذبہ یورپ میں حد اعتدال سے تجاوز کر کے ایک بدنما شکل اختیار کر چکا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ یورپین اقوام کی مادی اور سائنٹفک ترقی سے کل دنیا مرعوب ہو کر ان کی تقلید میں دیوانہ ہو رہی ہے۔ اب جب واقعات یہ ہوں کہ ایک طرف یورپ پرستی کا عالم میں یہ غلبہ ہو دوسری طرف یورپ میں قوم پرستی وملک پرستی کا ایسا زور وشور ہو تو کیا یہ جائے تعجب ہوگا اگر ان حالات میں مغربی اقتدار کے ماتحت لوگ بھی اسی قوم پرستی وملک پرستی کی ایک بے معنی رٹ لگانے میں مشغول ہو جائیں؟ سچی بات تو یہ ہے کہ ہندوستان مغربی حکومت کے زیر سایہ مغربی تعلیم کو حاصل کر کے اگر مغربی خیالات سے متاثر نہ ہوتا تو یہ امر جائے استعجاب ہوتا۔ لیکن یہ کونسی انوکھی اور بڑی **بیدا مغزی کی بات ہے کہ محکوم قوم میں کوئی ایسا لیڈر پیدا ہو جائے جو حاکم قوم کی تقلید کرتے ہوئے اپنی قوم کو انہی راستوں پر چلانے کی کوشش کرے جن کا شور چار سو عالم میں بپا ہے**

زمینی تحریک

کم وبیش ایک صدی سے ہندوستان مغربی اقتدار کے نیچے ہے خود حاکم قوم رات دن اس بات میں کوشاں ہے کہ یہ ملک تعلیم میں۔ خیالات میں۔ زندگی کی ہر روش میں انہی کا مقلد ہو جائے۔ پھر اس کا نتیجہ تو لازم طور پر یہ ہونا ہی ہے کہ یہ ملک بھی انہی لعنتوں میں گرفتار ہو کر رہے جنہیں تمام یورپ غرق ہے تو پھر اگر ایک وقت پر آ کر اس ملک میں وہی قوم پرستی وملک پرستی کی ہوائیں زوروں سے چلنے لگیں تو یہ عین گردوپیش کے حالات کا تقاضا ہوگا نہ کہ اس بات کا نتیجہ کہ کوئی فوق العادت ریفارمر کی زبردست شخصیت کا اس میں کوئی دخل ہے۔ بیشک ہندوستان میں ملکی وقومی آزادی کی تحریک کو ایک عام رنگ "گاندھی جی کی شخصیت سے حاصل ہوا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس تحریک کا یہ قبولیت اختیار کر جانا آپ کی عظیم الشان قوت پر دلیل ہے۔ کیونکہ اس جگہ تو تمام مواد جمع ہو چکا ہوا موجود ہے طبائع یورپ کی زہریلی ہوا سے تو پہلے ہی متاثر ہو چکی ہیں۔ صرف ایک شخص کی ضرورت تھی کہ وہ ان کی مشتعل شدہ حسیات کی ترجمانی کرتا غرضیکہ ہر حالت میں **تحریک سوراج کامل طور سے ایک زمینی تحریک ہے یعنی وہ تحریک جو عام حالات و اسباب کے ماتحت وجود میں آیا کرتی ہے۔**

اشاعت اسلام کی تحریک

آؤ! انہی اصولوں کے ماتحت ہم یہ دیکھیں کہ مسیح موعود کی تحریک کے کونسے اسباب ہیں؟ حضرت مسیح موعود کی تحریک انیسویں صدی کے آخر میں شروع ہوئی ہے۔ اور جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں۔ یہ تحریک خالصتہً ایک دینی تحریک ہے جو نہ کسی قوم تک محدود ہے نہ کسی ملک تک محصور۔ کیا انیسویں صدی کے آخر کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ کوئی عالمگیر مذہبی تحریک پیدا ہو؟ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مادہ پرستی کی انتہا انیسویں صدی کے آخر میں ہوئی۔ یہ وہ وقت ہے جب مغربی اقوام کا علمی واقتداری عروج اپنے کامل نقطہ پر پہنچ چکا ہے اور اس میں کوئی عیب و نقص دکھلائی نہیں دیتا۔ یہی وہ وقت ہے جب ایک قابل انسان ترقی یافتہ قوموں کے حالات کے مطالعہ کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہے کہ اس وقت عروج مادیت اور سائنس کے اصولوں پر چل کر ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ یہ واقعات ہیں کہ جب سر سید احمد صاحب جیسا بہی خواہ انسان بھی **اپنی قوم کی ترقی کی کوئی راہ سوچتا ہے تو اسے اس کا علاج اسی سائنٹفک اور مادی ترقی میں دکھلائی دیتا ہے پس اگر ماحول کے تاثرات سے مسیح موعود کی تحریک وابستہ ہوتی تو اس کے اجزاء بھی انہی صفتوں کو لئے ہوئے ہوتے**۔ اگر یہ کہا جائے کہ پنڈت دیانند کی تحریک آریہ سماج بھی تو اسی زمانہ کی تحریک ہے اور یہ بھی ایک مذہبی تحریک ہے تو اس کی نسبت صرف اس قدر بات قابل غور ہے کہ آریہ سماج کی تحریک حقیقتاً ایک پولیٹکل تحریک ہے جس کا اصل مقصد آریہ ورتی میں ہندو راج قائم کرنا ہے۔ چونکہ انیسویں صدی کے آخر میں ہندوستان کے سیاسی حالات ایسے نہ تھے جو اس قسم کی تحریک کے قیام کی اجازت دیتے اس لئے پنڈت دیانند صاحب نے ایک پولیٹکل چال کو مذہبی جامہ پہنایا۔ برخلاف اس کے یہ امر واضح ہے کہ **حضرت مسیح موعود کو سیاسات سے کسی قسم کا ادنیٰ تعلق بھی نہ تھا** چنانچہ آپ کے اشعار سے یہ بات واضح ہے ؎

ہم تو بستے ہیں فلک پر اس زمیں کو کیا کریں!
آسماں کے رہنے والوں کو زمیں سے کیا نقار
ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار
ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت گزرے ہیں دنیا میں امیر و تاجدار

آسمانی ندا

دوسری طرف آپ کے خدام کا ہر ملک اور ہر قوم میں خدمت حق کے لئے نکل پڑنا اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ آپ کا حقیقی نصب العین خدمت بنی نوع ہے اور یہ وہ نصب العین ہے۔ جو آپ کے وقت کے ماحول کا نتیجہ نہیں اس لئے کہ اس وقت تو دو ہی مقاصد لوگوں کی نظروں کے سامنے ہیں یا تو مادی اور سائنٹیفک ترقی اور یا قومی وملکی عروج۔ خدمت حق یا اشاعت دین ایسا امر نہیں جس کی طرف زمانہ کا رجحان ومیلان کسی کو راغب کرنے والا ہو۔ زیادہ سے زیادہ ایک دردمند دل مسلمان قوم کے لئے یہ تجویز پیش کر سکتا تھا۔ کہ کوئی ایسا انتظام کیا جائے کہ خود مسلمان قوم اپنے مذہب سے برگشتہ نہ ہو جائے۔ مگر یہ بات کہ موجدان دہریت ومادیت کو خدا پرستی کا پیغام دیا جائے یا یہ کہ ماہران سیاست وبہی خواہان قوم کے سامنے مذہب و دین کے قصے سنائے جائیں اور قوم پرستی وملک پرستی کی بجائے جمیع نسل انسانی کا بلند ترین نصب العین رکھا جائے۔ یہ وہ امور ہیں جو کسی انسانی دماغ میں ایسے وقت میں نہ آ سکتے تھے۔ جب مسیح موعود نے اپنی تحریک کی بنیادیں رکھیں **پھر اگر آپ کی تحریک انسانی تفکر وتدبر سے بے نیاز اور ماحول کے تاثرات سے بکلی متضاد واقع ہوئی ہے تو ایسی تحریک کا منبع ومبدء کیا ہے؟ اشاعت اسلام کی تحریک اور جماعت احمدیہ کی بنیاد اس عالم الغیب ہستی کے اپنے ہاتھوں سے رکھی گئی ہے جس کی رحمانیت کا جوش دنیا پرستی کے انتہائی وقتوں میں ظاہر ہوا کرتا ہے۔ تا وہ نسل انسانی کو تباہی وہلاکت کی راہوں سے بچا کر امن وصلاحیت کی بلند چٹانوں پر مستحکم کرے۔**

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

من از یار آمدم تا خلق را ایں ماہ بنمایم
گر امروزم نمی بینی بہ بینی روز حسرت را

مسیح موعود کا نام کیوں دیا گیا؟

اس صدی کا مجدد مسیح کیوں کہلایا اور مسیح موعود کی بعثت کو نزول کے لفظ سے کیوں تعبیر کیا گیا؟ اس کا سبب بھی یہی ہے کہ ایسے عظیم الشان مجدد کا مامور ہونا ان وقتوں میں مقدر تھا۔ جب مادہ پرستی اور خود غرضی کی تمام سفلی خواہشات اپنے پورے جوش کے ساتھ نمودار ہوں تا یہ خیال ووہم نہ گزر سکے کہ ایسے شخص کی اصلاحات کا منبع ومبدء اپنے ماحول سے ذرہ بھر متاثر ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم پنجشنبہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | نمبر ۴۳

احمدیت کی ایک عظیم الشان دینی خدمت

اسلام کی حقیقی تعلیم کو پیش کیا

مذہب کی محبت انسان کی فطرت میں داخل ہے لیکن جب انسان صحیح مذہب کا پیرو نہ ہو تو یہی جذبہ محبت اس کے لئے گمراہیوں ناکامیوں اور ندامتوں کا باعث بن جاتا ہے۔ آج بے شمار معقول انسان محض مذہب کی محبت کی وجہ سے ایسے عقائد وخیالات کے پابند ہیں جنھیں عقل واخلاق سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے اندھی محبت کے اثر سے ان کی عقل دب گئی ہے۔ اسی جذبہ نے ان کی اخلاقی جرأت کو مردہ کر دیا ہے۔ ہندوستان ہی میں ایسے مذاہب ایک دو نہیں بہت سے موجود ہیں۔ جن کے اکثر عقائد نہ صرف عقل وخرد کی بارگاہ میں نامقبول قرار دیئے جاچکے ہیں بلکہ انسان ان کو بیان کرنے اور سنتے وقت بھی انتہائی شرم محسوس کرتا ہے۔

جین مذہب کے ایک فرقہ کے سادھو اپنے مذہبی عقائد کی بنا پر بالکل برہنہ رہنے پر مجبور ہیں۔ جو خلاف قانون ہے وہ جب کبھی بستیوں اور شہروں میں آتے ہیں ان کے پیروں کو مقامی حکومتوں سے خاص طور پر اجازت لینی پڑتی ہے اور انہیں اہتمام واحتیاط سے آبادیوں سے گزارا جاتا ہے۔ حال ہی میں ایک ایسا سادھو علاقہ بیدر سے حیدرآباد دکن آیا۔ مقامی جینیوں نے جن میں اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی شامل ہونگے۔ حکام بلدہ سے خاص طور پر اجازت حاصل کی اور حکام نے اس شرط کے ساتھ سادھو مذکور کو صرف جینیوں کے مکانوں میں داخل ہونے کی اجازت دی کہ عام راستوں پر اس کی نقل وحرکت چادروں کے احاطہ میں ہو اور گزرگاہ کا تعین کوتوال کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا چنانچہ اسی احتیاط واہتمام سے گزارا گیا لیکن اس قدر احتیاط کے باوجود شہر کے مہذب لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ اور حکومت حیدرآباد کے محکمۂ اطلاعات کو عوام کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے ایک اعلان شائع کرنا پڑا۔ کچھ عرصہ قبل دہلی میں ایک ایسا سادھو آیا تھا اس کے متعلق بھی سٹی مجسٹریٹ نے خاص پابندیاں عائد کر دی تھیں۔ عام ہندوؤں میں جو ننگے سادھو ہوتے ہیں ان کی نقل وحرکت کے متعلق بھی غالباً بعض ضوابط موجود ہیں یہ سب مذہب کی اندھی محبت کے کرشمے ہیں۔ ان برہنہ سادھوؤں کے پیروؤں میں یقیناً ایسے صاحب فہم لوگ موجود ہیں جو اس مضحکہ انگیز عقیدہ کی لغویت کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن اندھی عقیدت نے ان کی آنکھوں اور عقل پر پردہ ڈال رکھا ہے۔

جب ہم اسلام کے پاک بلند اور اعلیٰ حکمتوں پر مبنی عقائد و احکام پر غور کرتے ہیں تو ہمارا سر خدا کے آگے بے اختیار جھک جاتا ہے۔ جس طرح صحیح اور سچا مذہب انسان کی سب سے بڑی ضرورت اور اس کے لئے سب سے بڑی برکت ہے اسی طرح مذاہب باطلہ انسان کے لئے سب سے بڑی لعنت ہیں۔ بہت سے لوگوں کو اپنے مذہب کی وجہ سے مہذب سوسائٹیوں میں اپنا سر نیچا کرنا پڑتا ہے۔ ان کے مذاہب ان کے لئے فلاح وبہبودی کا نہیں بلکہ ذلت ورسوائی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ لیکن اسلام کا ہر ایک عقیدہ اور ہر ایک حکم ایسا ہے جسے ہم مہذب سے مہذب سوسائٹی میں بلا کسی جھجک کے بیان کر سکتے ہیں۔ دین فطرت اور اس کا ہر ایک اصول ہمارے لئے فخر وسربلندی کا سامان مہیا کرتا ہے۔ اگر کہیں اسلام کی مخالفت ہوتی ہے تو وہ غلط فہمیوں، تعصب، یا مسلمانوں کے خراب اعمال . . . . . کی وجہ سے ہوتی ہے ورنہ اسلام کے اصول تو اتنے بلند اور اعلیٰ ہیں کہ ان کے ذریعہ ہمارے لئے عزت کے بے شمار سامان خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ انسان کی عزت، دولت وحکومت سے زیادہ خیالات کی وجہ سے ہوتی ہے۔ دولت وحکومت فانی ہیں۔ لیکن بلند واعلیٰ خیالات غیر فانی ہیں سکندر اعظم کی سلطنت ودولت کا آج نشان تک باقی نہیں۔ لیکن اس کے اقوال زندہ ہیں۔ تو پھر آپ غور کریں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر فضل ہے کہ اس نے ہمیں اسلام ایسا دین فطرت عطا فرمایا جو اعلیٰ خیالات، بلند اصولوں اور پرحکمت احکام کا خزینہ ہے۔ اس طرح ہم ایک لازوال اور حقیقی عزت کے وارث ہو گئے ہیں۔

لیکن ہم جس اسلام کے متعلق ذکر کر رہے ہیں کیا وہ ملّا کا بناوٹی اور خوفناک اسلام ہے جس سے غیر مسلم تو ایک طرف رہے خود مسلمان بیزار ہیں۔ جس نے مسلمانوں کو تنزل ونکبت کے غار میں دھکیل دیا ہے۔ نہیں نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلعم کا تقریباً چودہ سو سال پرانا حقیقی اسلام ہے۔ ملا نے غلط اور شرمناک عقائد، گمراہ کن خیالات۔ اور قابل اعتراض اعمال کے سیاہ دھبوں سے اسلام کی روشن تصویر کو بدنما کر دیا تھا۔ وہ اپنی تمام رعنائی اور کشش کھو بیٹھی تھی کہ قادیان کے گمنام گوشے سے ایک مرد خدا اٹھا۔ اس نے ان تمام دھبوں کو دور کر کے اسلام کی صحیح اور روشن تصویر کو پیش کیا اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا اس کی طرف کھنچی چلی آتی ہے۔

احمدیت کی مخالفت۔ احمدیت پر اعتراض۔ حضرت مرزا صاحب اور احمدیوں پر تکفیر کے فتوے آسان ہیں۔ لیکن اگر ہمارے مخالفین کے دماغ تعصب کی وجہ سے بالکل ماؤف نہیں ہو چکے ہیں۔ تو وہ غور کریں کہ مسلموں کی فلاح اور غیر مسلموں کی کشش کا باعث وہ اسلام ہے جو ملّا پیش کر رہا ہے یا جو احمدیت پیش کر رہی ہے احسان مانو یا نہ مانو۔ قدر کرو یا نہ کرو۔ واقعات بہر صورت واقعات ہیں۔ اگر تم نہیں تو تمہاری آئندہ نسلیں اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہونگی کہ اس زمانہ میں اسلام کو صحیح اور اصلی شکل میں حضرت مرزا صاحب ہی نے پیش کیا۔ انہوں نے مردانہ وار غلط اور رسمی عقائد کا بطلان کیا۔ وہ بہادروں کی طرح باطل پرست ملاؤں سے لڑے اور مسلسل جہاد کے بعد اسلام کو ہر قسم کے رطب ویابس سے پاک کر دیا۔ یہ احمدیت کی ایک عظیم الشان دینی خدمت ہے اگر ہمارے پاس صرف ملّا ہی کا اسلام ہوتا اور ہم حضرت نبی کریمؐ کے صحیح اور حقیقی اسلام کو بدستور فراموش کئے رکھتے تو کئی مواقع پر عقائد کی وجہ سے ہمیں بھی اپنا سر ندامت سے جھکانا پڑتا عقل ومعقولیت کی بارگاہ سے ہم بھی بار بار دھتکارے جاتے دنیا ہم پر بھی ٹھٹھے مارتی۔

مضمون نگار احباب کی خدمت میں

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ "پیغام صلح" اپنی بے مائیگیوں کے باوجود جماعت کے اہل قلم حضرات کی عنایات سے محروم نہیں مضامین کثرت سے موصول ہوتے رہتے ہیں۔ اس وقت بھی ہمارے پاس کم وبیش اخبار کے ڈیڑھ سو صفحات کے لائق مسودات موجود ہیں یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احباب کی کرمفرمائیوں کا نتیجہ ہے اس کو ہم اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہیں۔ لیکن ہر کامیابی اور خوش قسمتی اپنے ساتھ بعض مشکلات کو بھی لاتی ہے۔ چنانچہ مضامین کی کثرت کی وجہ سے ہمیں بھی چند مشکلات پیش آرہی ہیں۔

بخشش ونوال کے وقت تنگیٔ داماں بہت بڑی مصیبت ہوتی ہر کوئی اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ قابل قدر مضامین کی موجودگی میں اخبار میں گنجائش کا نہ ہونا ہمارے لئے کس قدر تکلیف دہ ہے اسے ہم الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔ احباب بڑی محنت واخلاص سے مضامین لکھتے ہیں۔ جماعت کے فائدے کی غرض سے انہیں اشاعت کے لئے بھیجتے ہیں جب وہ شائع نہیں ہوتے یا غیر معمولی دیر سے ہوتے ہیں تو انہیں قدرتی طور پر شکایت پیدا ہوتی ہے۔ ان کی مخلصانہ شکایتیں ہمارے لئے ندامت کا بار گراں بن جاتی ہیں وہ اپنی جگہ حق بجانب ہیں۔ بیشک ہر ایک اہل قلم احمدی کے ضروری اور قیمتی خیالات کو اشاعت کا موقع ملنا چاہیئے۔ لیکن کیا کیا جائے اخبار کے محدود صفحات میں سب کچھ سما نہیں سکتا۔

اخبار کی عام اشاعتوں کے آٹھ صفحات ہوتے ہیں۔ پہلا صفحہ حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات یا نظم وغیرہ کے لئے مخصوص ہے یہ چیز اشد ضروری ہے۔ تیسرا۔ چوتھا صفحہ لیڈر۔ اور نوٹوں کے لئے وقف ہے۔ ان میں بھی کمی نہیں کی جا سکتی۔ ساتویں صفحہ پر مراسلات اور آٹھویں پر خبریں ہوتی ہیں۔ ان دونوں چیزوں کو بھی کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ دیہات میں رہنے والوں کے لئے خبروں

کا خلاصہ لازمی ہے جب کبھی اس سلسلہ کو بند کیا گیا ہے اس کی زبردست مانگ ہوئی ہے۔ باقی رہ گئے صفحات ۶ کل تین صفحے۔ یہ مضمون نگار حضرات کے لیئے حاضر ہیں۔ تمام شکایات اسی گنجائش کو مدنظر رکھکر ہونی چاہئیں۔

اگر اجازت ہو تو ۔ ۔ ۔ مضامین کے متعلق بھی چند باتیں عرض کردی جائیں۔ کسی چیز کی دلچسپی کو قایم رکھنے اور اس کی افادی حیثیت کو بڑھانے کے لیئے تنوع نہایت ضروری ہے۔ اخبارات و رسائل اس خصوصیت کے بغیر زندہ ہی نہیں رہ سکتے اس لیے مضمون نگار حضرات کو اپنے قلم کے جوہر دکھانے کیلئے مختلف اور مفید موضوعات کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ فرسودہ اور پامال بحثوں پر فرسودہ اور پامال طریق پر اظہار خیالات زیادہ نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر احباب پورے غور و خوض سے موضوع کا انتخاب کریں اور کما حقہ تحقیق و محنت سے اخبار کی گنجائش کا خیال رکھتے ہوئے مضامین لکھیں تو یہ ان کے قیمتی وقت کا بہترین مصرف ہوگا۔ اور اس طرح انہیں عدم اندراج کی شکایت کا بھی بہت کم موقع ملے گا۔

مراسلہ نگار حضرات کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ وہ اپنا مطلب نہایت اختصار سے لکھد یا کریں۔ غیر ضروری تفصیلات کی اشاعت پر اصرار، اخبار کے لیئے مشکلات پیدا کرنا ہے۔ پیغام صلح خالص قومی اخبار ہے۔ اور صرف دین و قوم کے لیئے وقف ہے۔ ہر ایک فرد جماعت کو اس سے باز پرس کا اختیار ہے۔ جائز شکایات بھی ہمارے سر آنکھوں پر۔ اور ہم ہر ایک خامی کو دور کرنے کے لیئے بھی تیار ہیں۔ صرف اس قدر گزارش ہے۔ کہ شکایات اور توقعات قایم کرتے وقت اخبار کی مشکلات کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

فرمانروائے مانگرول کا منصفانہ فیصلہ

ہندو قوم اپنے اور دوسروں کو ہمیشہ دو مختلف پیمانوں سے ناپنے کی عادی رہی ہے اور یہ عادت اب اس کی فطرت ثانیہ بن گئی ہے۔ ہندو پریس کے نزدیک ہندو راجاؤں کے اپنی مسلم رعایا پر شدید مظالم، لطف و کرم ہیں۔ اور مسلم والیان ریاست کا ہندوؤں کے ساتھ بہترین اور انصاف پسندانہ سلوک ان کو جور و ستم نظر آتا ہے۔ ریاست مانگرول اور اس کے فرشتہ سیرت حکمران کی انصاف پسندی اور رواداری ضرب المثل کے طور پر مشہور ہو چکی ہے اس ریاست میں ہندوؤں کے ساتھ اس قدر اچھا سلوک ہوتا ہے کہ کوئی ہندو ریاست اس کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔ لیکن آج کل ہندو سبھائیں اور ہندو اخبارات فرمانروائے مانگرول کے خلاف خواہ مخواہ شور مچا کر اپنی احسان فراموشی اور پست ذہنیت کا ثبوت دے رہے ہیں۔

بات اصل میں یہ ہے کہ مانگرول کے ہندو کچھ عرصہ سے مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے پر اصرار کر رہے تھے۔ اور مسلمان گاؤکشی کا حق تسلیم کرانا چاہتے تھے۔ تاجدار مانگرول نے کافی غور و خوض کے بعد مقامی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہندو مسلمان دونوں کے مطالبات منظور کر لیئے اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ اگر ہندو مسلم باہم ان امور کے متعلق اپنے طور پر کوئی سمجھوتہ کر لیں تو وہ منظور کر لیا جائے گا اس پر ہندوؤں نے ایک شور محشر برپا کر رکھا ہے۔ پہلے تو بمبئی اور بڑودہ کے ہندو ہی چیخ رہے تھے اب شمالی ہند سے بھی ان کی ہمنوائی شروع ہو گئی ہے۔ ہمارے خیال میں والی مانگرول کے منصفانہ فیصلہ کے متعلق کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہر ایک انصاف پسند اس پر صاد کرے گا۔ اور ہندوؤں کے مکروہ پروپیگنڈے کو نفرت و حقارت سے دیکھے گا۔ مسلمان گوشت خور قوم ہے۔ اور گائے کا گوشت کم استطاعت مسلمانوں کی ضروریات زندگی میں شامل ہے۔ کیونکہ بکری کا گوشت غریب مسلمان عام طور پر نہیں خرید سکتے۔ کسی قوم کو اس کی خوراک سے محروم کر دینا انصاف کے خلاف ہے۔ گاؤکشی سے مسلمانوں کا مقصد صرف خوراک حاصل کرنا ہے ہندوؤں کو تکلیف دینا نہیں۔ البتہ ہندوؤں کا مسلمانوں کو گاؤکشی سے روکنا شرارت پر مبنی ہے۔ انگریزی چھاؤنیوں میں ہر روز ہزاروں گائیں ذبح ہوتی ہیں۔ انگریزی فوجیں مسلمان پبلک سے بہت زیادہ مقدار میں گائے کا گوشت کھاتی ہیں لیکن ہندوؤں کے جذبات کو مطلق ٹھیس نہیں لگتی۔ البتہ جب کسی اسلامی ریاست میں، یا مسلمانوں کی کسی آبادی میں گاؤکشی کا معاملہ درپیش آتا ہے تو تمام ہندو قوم کوؤں کی طرح کائیں کائیں کر کے آسمان سر پر اٹھا لیتی ہے۔ یقیناً یہ کوئی شریفانہ طرز عمل نہیں ہے۔

آریہ تہذیب کا مظاہرہ

پیغام صلح میں "گاندھی یا مسیح موعود" کے عنوان سے جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب کا جو مسلسل مضمون شائع ہو رہا ہے اس پر آریہ اخبارات کو خواہ مخواہ تاؤ آ رہا ہے اور وہ عجیب و غریب طریقوں پیچ و تاب کھا کر آریہ تہذیب کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ویسے تو "آریہ گزٹ" بھی خاموش نہیں رہا لیکن جس سوقیانہ طریق پر "پرکاش" نے ہرزہ سرائی کی وہ اسی کا حصہ ہے۔ بے شک اس نے آریہ تہذیب کا حق ادا کر دیا۔ سوال ہو سکتا ہے کہ ایک متین و مدلل مضمون کے جواب میں ہرزہ سرائی کی کیا ضرورت تھی؟ کچھ لکھنا تھا تو دلیل و تہذیب سے لکھا جاتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ "پرکاش" اپنی عادت اور روایات سے مجبور ہے۔ باقی جو اس نے حضرت مسیح موعود کی پاک شخصیت پر سوقیانہ حملہ کر کے اپنی بدتمیزی کا ثبوت دیا ہے اس کے جواب میں گو کسی بال برہمچاری کی سرگزشت عشق و محبت یاد دلائی جا سکتی ہے لیکن جاہلوں کے لیئے خاموشی ہی بہترین جواب ہے۔

آج آریہ اخبارات کے پیٹ میں رہ رہ کر گاندھی کی مفروضہ عظمت کا مروڑا اٹھ رہا ہے کیا ان کو وہ وقت یاد نہیں جب اسی گاندھی نے سوامی دیانند اور ان کی کتاب ستیارتھ پرکاش کی نسبت چند سچی باتیں کہہ دی تھیں اور تمام آریہ اخبارات اور لیڈر انہیں مہینوں بے نقط سناتے رہے تھے؟

"سیاست نمبر"

روزنامہ سیاست میں سید حبیب صاحب کے قلم سے احمدیت کے خلاف، ایک سلسلہ مضامین شائع ہو رہا ہے۔ جس کا جواب بھی ضروری ہے۔ بعض احباب کی تجویز ہے کہ "سیاست نمبر" یا اور کسی موزوں نام سے ایک غیر معمولی ضخامت کا پرچہ نکالا جائے جس میں مختلف اصحاب کے جوابی مضامین یکجا شائع کر دیئے جائیں۔ جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب افسر پیغام صلح نے بھی اس تجویز کو پسند فرمایا ہے۔ مضامین تیار ہو رہے ہیں۔ اگر کوئی دوست اس نمبر کی تیاری میں حصہ لینا چاہیں، تو جلد اپنا مضمون بھیجدیں لیکن یہ ضروری ہے کہ مضمون پوری تیاری و تحقیق سے لکھا جائے۔ اور غیر معمولی طوالت سے اجتناب کیا جائے۔ اگر ایک ہی موضوع پر ایک سے زیادہ مضامین موصول ہوئے تو ان سب کے شائع کرنے کا ذمہ نہیں لیا جا سکتا ہے۔

بدھوا بواہ اور آریہ دھرم

دہلی میں ایک ہندو عورت نے ریلوے انجن کے آگے گر کر خودکشی کی کوشش کی ڈرائیور نے اسے زخمی حالت میں پٹڑی سے اٹھایا اس وقت اس عورت نے کہا

"میں بال بدھوا ہوں اور اپنی زندگی سے تنگ آ چکی ہوں اس دنیا میں نہیں رہنا چاہتی۔ تم لوگ مجھے کیوں تنگ کرتے ہو؟"

اس پر آریہ گزٹ رقمطراز ہے:۔

"کتنے دردناک ہیں یہ الفاظ اور سچ پوچھو تو ہندو بیواؤں کی ساری زندگی کا مرقع ہیں۔ اے کاش ہندوؤں کی آنکھیں کھلیں ان کو معلوم ہو کہ افرا د خودکشی کی جو وارداتیں آئے دن ہو رہی ہیں۔ ان کی تہہ میں بھی ناقابل برداشت زندگی ہے۔ اور ان خرابیوں کے تدارک کا صرف ایک علاج ہے کہ دو دھواؤں کی شادی کی جائے۔" (۱۵ر جولائی)

بے شک ان خرابیوں کا واحد علاج دو دھواؤں کی شادی ہے۔ لیکن یہ وہ علاج ہے جس کی آریہ دھرم ہرگز اجازت نہیں دیتا سوامی دیانند جی مہاراج نے اس سے منع کیا ہے۔ اور اس کی بجائے نیوگ کا حیا سوز طریقہ بتلایا ہے۔ نکاح بیوگان کی تعلیم آریوں نے اسلام سے لی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آریہ دھرم کی تمام کتابیں جن میں سوامی دیانند جی کی کتاب ستیارتھ پرکاش بھی شامل ہے عملی طور پر ناقص ہیں حیف ہے آریوں پر جو اسلام کی خوشہ چینی کے باوجود اس دین فطرت کی مخالفت سے باز نہیں آتے۔

حالات کشمیر

کشمیر کے حالات میں کوئی خاص تغیر نہیں ہوا۔ شیخ محمد عبداللہ صاحب کے رہا نہ ہونے کی وجہ سے بے چینی ترقی پذیر ہے۔ حکومت کشمیر بدستور اپنی غیر مدبرانہ روش پر قایم ہے۔ جولائی کے دوسرے ہفتہ میں شہدائے کشمیر کی برسی نہایت شاندار طریق پر منائی گئی۔ سرینگر میں ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا جس میں ہزارہا مسلمان مرد اور عورتیں شریک تھیں یہ بھی سنا جاتا ہے کہ سٹیٹ اسمبلی کی تشکیل و ترتیب کے متعلق حکومت کشمیر عنقریب ایک اعلان شائع کرے گی۔ اس اسمبلی کی ریاست میں وہی پوزیشن ہوگی جو ہندوستان میں لیجسلیٹو اسمبلی کی ہے۔ سٹیٹ کونسل کو اسمبلی کے فیصلوں کو مسترد کرنے کا اختیار ہوگا۔ اسمبلی میں کھڑے ہونے والے ممبروں کے لئے علم القانون اور انگریزی زبان میں دسترس رکھنا ضروری ہوگا۔ اچھوتوں کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے خدا جانے یہ افواہ کہاں تک درست ہے۔ بہرحال مسلمان ہر لحاظ سے غیر مطمئن ہیں۔ اور پے در پے شیر کشمیر کی رہائی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

چٹ نمبر کے حوالے کو خط و کتابت میں ہمیشہ یاد رکھئے تاکہ تعمیل میں تاخیر نہ ہو۔ مینیجر

مسئلہ ولادتِ مسیح علیہ السلام کے متعلق ضروری حوالجات

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب صدیقی سیالکوٹ)

(۴)

(سلسلہ کیلئے دیکھو پیغام صلح ۱۵ جولائی ۱۹۳۳ء)

متفرق حوالجات

جن کی رو سے اس مسئلہ پر مختلف پہلوؤں سے روشنی پڑتی ہے

(۱۱) فرمایا جیسے آدم کی پسلی سے حوا نکلی اسی طرح ہر کامل انسان کی پسلی سے مخلوق نکلتی ہے۔ (الحکم ۲۸ فروری ۱۹۰۲ء)

(کلمات طیبات)

(۱۲) توریت سے ظاہر ہے کہ نسل مرد سے کہلاتی ہے۔

(الحکم ۳۱ جولائی ۱۹۰۲ء)

(۱۳) یہ تاریخی غلطی مسلمانوں میں پیدا ہوئی ہے جو تاریخوں سے ثابت ہے کہ مریم کا یوسف کے ساتھ نکاح ہو گیا تھا اور پھر اس سے اولاد بھی ہوئی تھی . . . . .

(الحکم ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

(۱۴) ایسا ہی حضرت مریم کو ساری عمر بتول ٹھہرانا کہ انہوں نے نکاح نہیں کیا بڑی غلطی ہے۔ ان تاریخی امور سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔ (الحکم ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

(۱۵) مولوی مبارک علی صاحب نے عرض کیا کہ حضور اس کی تائید میں کہ مریم علیہا السلام نے ساری عمر نکاح نہیں کیا یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں آیا ہے کہ والتی احصنت فرجہا فرمایا۔ محصنہ تو قرآن میں خود نکاح والی عورتوں پر بولا گیا ہے اور والمحصنٰت من النساء اور التی احصنت فرجہا کے معنے تو یہ ہیں کہ اس نے زنا سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا یہ کہاں سے نکلا کہ اس نے ساری عمر نکاح ہی نہیں کیا۔

(الحکم ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

(۱۶) مسیح کے آیات اللہ ہونے میں کوئی خصوصیت نہیں ہے جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہ آیات اللہ ہی ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ میں مجھے بھی مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے۔ لنجعلک آیتہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی آیت تھے۔ مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں عزیر بھی آیت اللہ تھے۔ (الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۲ء ڈائری)

(۱۷) ہم اس کو خارق عادت نہیں مان سکتے جو قرآن شریف کے بیان کردہ قانون قدرت کے خلاف ہو۔

(الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء۔ صبح کی سیر)

(۱۸) حضرت عیسےٰ کو اللہ تعالےٰ نے کلمۃ اللہ خصوصیت سے کیوں کہا اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کی ولادت پر لوگ بڑے گندے اعتراض کرتے تھے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے ان کو ان الزاموں سے بری کرنے کے لئے فرمایا کہ وہ کلمۃ اللہ ہیں۔ ان کی ماں بھی صدیقہ ہے۔ یعنے بڑی پاکباز اور عفیفہ ہے ورنہ یوں تو کلمۃ اللہ ہر شخص ہے ان کی خصوصیت کیا تھی۔

(الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء از حضرت اقدس)

(۱۹) یاد رکھو کہ کلمۃ اللہ اور روح کا لفظ عام ہے۔ حضرت مسیح کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ یومن باللہ وکلماتہ ... اللہ تعالیٰ کے کلمات تو لاانتہا ہیں اور ایسا ہی صحابہ کی تعریف آیا ہے ایدھم بروح منہ۔ پھر مسیح کی کیا خصوصیت رہی۔

(الحکم ۲۴ اپریل ۱۹۰۳ء)

(۲۰) ایدناہ بروح القدس میں مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ روح القدس کے فرزند تمام وہ سعادتمند اور راستباز ہیں جن کی نسبت ان عبادی لیس لک علیھم سلطان وارد ہے۔ قرآن کریم سے دو قسم کی مخلوق ثابت ہے اول وہ جو روح القدس کے فرزند ہیں۔ دوسرے وہ جو شیطان کے فرزند ہیں۔ پس اس میں مسیح کی خصوصیت نہیں۔ (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۳ء)

(۲۱) ہمارے مخالفوں کا یہ اعتقاد کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر مع جسم چڑھ گئے۔ یہ ایسا اعتقاد ہے کہ جس سے قرآن شریف سخت اعتراض کا نشانہ ٹھہرتا ہے کیونکہ قرآن شریف ہر ایک جگہ عیسائیوں کے ایسے عقائد کو جن سے حضرت عیسےٰ کی خدائی ثابت کی جاتی ہے رد کرتا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف نے حضرت عیسےٰ کا بغیر باپ ہونا جس سے ان کی خدائی پر دلیل پیش کی جاتی تھی یہ کہکر رد کر دیا" ان مثل عیسٰی عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۱)

(۲۲) یہ بات ہرگز درست نہیں ہے کہ جو شخص دلائل استقرائیہ کے برخلاف کوئی امر جدید اور خلاف دلائل استقراء پیش کرے تو اس امر کو بدون اس کے کہ وہ نظائر سے ثابت کیا جائے قبول کر لیں۔ (چشمہ مسیحی بیان حضرت اقدس)

مقدمات شرک

(۲۳) اور اس کے مقدمات جس سے یہ پیدا ہوتا ہے یہ ہیں کہ کسی بشر میں کوئی ایسی خصوصیت ان کی ذات یا صفات یا افعال کے متعلق قائم کر دی جائے جو اس کے بنی نوع میں ہرگز پائی نہیں جاتی۔ نہ بطور ظل نہ بطور اصل۔ اب اگر ہم ایک خاص فرد کے لئے یہ تجویز کریں کہ گویا وہ اپنی فطرت یا لوازم حیات میں تمام بنی نوع میں سے منفرد اور مستثنٰی اور بشریت کے عوام اور خواص سے کوئی ایسی امر خصوصیت اپنے اندر رکھتا ہے جس میں کسی دوسرے کو کچھ حصہ نہیں تو ہم اس بیجا اعتقاد سے ایک تودہ شرک کا اسلام کی راہ میں رکھ دیں گے۔ قرآن کریم کی صاف تعلیم یہ ہے کہ وہ خداوند وحید و حمید جو بالذات توحید کو چاہتا ہے اس نے اپنی مخلوق کو متشارک الصفات رکھا ہے اور بعض کو بعض کا مثیل اور شبیہ قرار دیا ہے۔ تا کسی فرد خاص کی کوئی مخصوصیت جو ذات و افعال و اقوال اور صفات کے متعلق ہے اس دھوکے میں نہ ڈالے کہ وہ فرد خاص اپنے بنی نوع سے بڑھکر ایک ایسی خاصیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ کہ کوئی دوسرا شخص نہ اصلاً و نہ ظلاً اس کا شریک نہیں اور خدا تعالیٰ کی طرح کسی اپنی صفت میں واحد لاشریک ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں سورۂ اخلاص اسی بھید کو ظاہر کر رہی ہے کہ احدیت ذات و صفات خدا تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ دیکھو اللہ جلشانہ فرماتا ہے" قل ھو اللہ احد" اور جب واقعی اور حقیقی بات یہی ہے کہ مخلوق کی شناخت کی بڑی علامت یہی ہے کہ بعض بعض سے مشارکت و مشابہت رکھتے ہیں۔ اور کوئی فرد کوئی ایسی ذاتی خاصیت اور خصوصیت نہیں رکھتا جو دوسرے کسی فرد کو اس سے حصہ نہ ہو خواہ اصلاً یا ظلاً تو پھر اگر اس صورت میں ہم کوئی ایسا فرد افراد بشریہ سے تسلیم کر لیں جو اپنی بعض صفات یا افعال میں دوسرے سے بکلی ممتاز اور لوازم بشریت سے بڑھکر ہے اور خدا تعالیٰ کی طرح اپنے اس فعل یا صفت میں یگانگت رکھتا ہے۔ تو گویا ہم نے خدا کی صفت وحدانیت میں ایک شریک قرار دیا۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۴ - ۴۵)

(۲۴) یہودی لوگ اپنی شرارت اور خباثت سے یہ الزام بھی پیش کرتے ہیں کہ یسوع کی ماں پاکدامن نہ تھی یعنے حضرت مسیح کی پیدائش نعوذ باللہ ناجائز ہے۔ اور یہ امر صریح معصوم ہونے کے خلاف ہے۔ اس جگہ پادری صاحبان کے لئے بڑی مشکل ہے۔ کیونکہ جب مان لیا گیا ہے کہ یسوع کی پیدائش اپنے باپ کی طرف سے نہ تھی تو اس بات کا بار ثبوت عیسائیوں کے ذمہ ہے۔ کہ روح القدس بھی عورتوں کو حاملہ کر دیا کرتا ہے۔ اور جب تک نظیروں کے ساتھ اس کا ثبوت پیش نہ کیا جائے تب تک معترضین کا حق ہے کہ اعتراض کریں۔

ہندوؤں میں اس قسم کے افسانے بہت ہیں اور پرانوں میں اس قسم کے تذکرے پائے جاتے ہیں کہ بعض عورتوں کو چاند سے حمل ہو گیا تھا۔ اور بعض کو سورج سے اور بعض کو اندر سے اور بعض کو کسی اور دیوتا سے لیکن وہ نظیریں بھی یقینی طور پر پیش کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ کیونکہ ہندو لوگ بھی

نیوگ کی بھی رسم ہے۔ جو مقدس مانی گئی ہے - اور معلوم ہوتا ہے کہ انسانی فطرت کی حیا کے سبب سے نیوگ کی اولاد کو ان اجرام کی طرف منسوب کر دیا گیا ہوگا - کیونکہ ہندوؤں کے نزدیک نیوگ کی رسم ایک بڑی مقدس رسم ہے اور گو دوسری قومیں اجنبیت کی وجہ سے اعتراض کریں مگر چونکہ یہ تمام کارروائی وید کی رو سے ہے اس لئے ایک مہاتما آریہ اس بات سے کچھ بھی کراہت نہیں کرتا کہ کسی وقت اولاد کی ضرورت کی وجہ سے اپنی بیوی کو دوسرے سے ہمبستر کرادے اور وہ بھاگوان اس طرح پر اجنبی مرد کے ذریعے سے گیارہ تک اولاد نرینہ لے سکتی ہے - مگر لڑکیاں حساب سے باہر ہیں گو بیس ہو جائیں - معلوم ہوتا ہے کہ وید کے اوائل زمانہ میں نیوگ میں یہ شرط تھی کہ اس دھرم ریت کے بجا لانے والا کوئی مقدس برہمن ہو - اور استعارہ کے طور پر اس کو سورج یا چاند یا اندر یا کوئی اور دیوتا کہہ دیا کرتے تھے - مگر پھر بعد اس کے نیوگ کا مسئلہ بہت وسیع کیا گیا اور برہمن کے لفظ میں بزرگ اور مقدس ہونے کی شرط نہ رہی بلکہ یہ لفظ عام قومیت پر اطلاق پا گیا - اور اب بغیر شرط اعمال کے ایک خاص قوم کے لوگوں کو جو شاید ان بزرگوں کی اولاد ہیں برہمن کہا جاتا ہے - اور انہی سے نیوگ کی رسم کرائی جاتی ہے - اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رسم کے لئے کسی دوسرے کو جو مضبوط جوان قابل عمل ٹھیرانے کے مو انتخاب کیا جاتا ہے - ہندوؤں میں نیوگ کی رسم بکثرت رہی ہے اور اب بھی ہے - مگر یہ کارروائیاں بہت پردہ سے اور احتیاط سے کی جاتی ہیں - غرض ہندوؤں کے خاندانوں میں ایسی نظیریں ہیں کہ کوئی بچہ بغیر باپ کے پیدا ہو گیا بہت شبہ ہے - اس لئے ہم ان سے جیسا کہ فائدہ اٹھانا چاہئے نہیں اٹھا سکتے - اور یونانیوں میں بھی ایسے تذکرے ہیں - مگر دراصل یونانی گویا یورپ کے ہندو ہیں - پس کچھ شک نہیں کہ وہ بھی نیوگ کی رسم کو پوشیدہ رکھ کر ایسے بچوں کو دیوتاؤں کی طرف منسوب کرتے رہے ہیں یا یوں کہو کہ انہوں نے بھی مقدس انسانوں کو دیوتا ہی سمجھ لیا تھا اور ہندوؤں میں اب تک یہی خیال کیا جاتا ہے کہ رشی رکھی سب پرمیشر کی مورت ہیں - اسی وجہ سے بہت سی عورتیں جگن ناتھ یا کاشی جی کے مندروں میں کسی مقدس برہمن سے اولاد لینے کے لئے پڑی رہتی ہیں - اور بعض جوگی جو بڑے بڑے مرتاض اور رشد صد گویا پرمیشر کا روپ کہلاتے ہیں وہ جو دھیایا کاشی یا جگن ناتھ جی کے جنگلوں میں کسی تالاب یا کسی بھاری سر سبز درخت کے نیچے پرمیشر کے دھیان میں پڑے رہتے ہیں - اور جب تپ میں سخت درجے محو ہو جاتے ہیں - اور ایسی انقطاع کی حالت ان پر طاری ہوتی ہے کہ سچ مچ الیشر کے ہی اوتار نظر آتے ہیں اور وہ بدقسمت ہیں جن کو اولاد کی کمی ہے وہ وید کی آگیا سے ان دھرم مورت رشیوں کی خدمت میں اپنی جوان عورتیں ہر طرح سے آراستہ کر کے بھیج دیتے ہیں - اور کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ چند دن میں ہی وہ عورتیں حاملہ ہو کر گھروں میں آجاتی ہیں - اور شاید رام جنی کا لفظ جو ہندو مذہب کی طوائف پر بولا جاتا ہے اس کی اصلیت بھی یہی ہے - کہ ان مقدسوں کو رام یعنے پرمیشر سمجھا جاتا ہے - اور اس طرح کی ذریت رام جنی کہلاتی ہے۔

غرض جس بات کی ہم تلاش میں تھے یعنے یہ کہ بغیر باپ کے پیدا ہونا اس کی نظیر یقینی طور پر ہندوؤں اور یونانیوں میں ہمیں نہیں مل سکی - بلکہ اکثر یہ قصے استعاروں کے رنگ میں پائے گئے - گو ممکن ہے کہ ایسا بھی ہو - لیکن امکان ثبوت کے قائم مقام نہیں ہو سکتا - پھر جبکہ یہودی اس قسم کی پیدائش کو مانتے نہیں اور عیسائیوں میں اس قسم کے نظائر نہیں تو اس مسئلہ کے حل کرنے میں بڑی مشکلات کا سامنا ہے - چونکہ مخالف کی نظر حضرت مسیح علیہ السلام جیسے نبی کی پاک فطرت پر دھبہ لگاتی ہے اور معصوم ہونے کے دعوے کو سرے سے اڑا دیتی ہے اس لئے پادری صاحبوں کا یہ فرض ہے کہ سب سے پہلے اس مشکل پیش آمدہ سے کوئی رہائی کی راہ نکالیں اور یہ کہنا کہ مسیح خدا تھا اس کو باپ کی کیا حاجت تھی یہ دعوے پر دعویٰ ہے - کیونکہ ابھی کہاں ثابت کیا گیا ہے کہ درحقیقت وہ خدا ہے - کیا چند معمولی نشان جو محض قصوں کے رنگ میں پائے جاتے ہیں اور ایسے فوق العادۃ امور میں دوسرے نبی بھی شریک ہیں ان قصوں سے خدائی ثابت ہو جائے گی - ماسوائے اس کے اگر فرض کے طور پر مان لیا جائے کہ مسیح چونکہ خدا تھا اس لئے وہ بغیر باپ کے پیدا ہو سکتا تھا تو ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر باوجود خدا ہونے کے اس کو ماں کی کیا حاجت پڑی اور ایک منکر کہہ سکتا ہے کہ جبکہ مسیح بغیر ماں کے پیدا نہیں ہو سکا تو اس سے قیاس کر سکتے ہیں کہ باپ بھی کہیں مخفی ہوگا - اور چونکہ ہم کسی مخالف کا بغیر حجت قوی کے منہ بند نہیں کر سکتے اس لئے اس سوال کا ہمارے پاس کیا جواب ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ کیوں جائز نہیں کہ اندر اور چاند کی اولاد کی طرح اس جگہ بھی کوئی استعارہ ہی ہو اور صدیقہ کے حمل کے لئے کوئی مخفی صدیق ہو ؟

{ ریویو آف ریلیجنز جلد اول نمبر ۴ بابت ماہ اپریل ۱۹۰۲ء - الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء کلمات طیبات }

(باقی ——— باقی)

ضروری اطلاع

(۱)

اگر جماعت میں سے کوئی صاحب کسی کارکن یا ملازم انجمن کو قرض حسنہ دیں گے تو وہ اپنی ذمہ داری پر ایسا کریں گے انجمن ادائیگی کی ذمہ دار نہ ہوگی -

(۲)

جو رقوم چندہ وغیرہ مبلغین یا محصلین انجمن کو دی جادیں ان کی مطبوعہ رسید اسی وقت حاصل کر لینی چاہئے - ہر مبلغ یا محصل کو ایسی رسیدات دفتر کی طرف سے دی گئی ہیں -

(آنریری افسر تحصیل و تبلیغ)

ٹیلی گراف انجینئرنگ اور وائرلیس ٹیلیگراف

۱۴ نومبر ۱۹۳۳ء کو دہلی میں مندرجہ عنوان عہدوں کے لیے بھرتی کا امتحان داخلہ شروع ہوگا - منظور شدہ امیدواروں کو امتحان دینے کی جگہ کی اطلاع دی جائے گی - عرضی کے فارم و دیگر حالات سکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ سے فوراً منگوا لئے جائیں - تمام عرضیاں اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر یا کلکٹر یا پولیٹیکل ایجنٹ - (بصورت رہائش ریاستہائے ہند) کی معرفت ۱۵ اگست سے پہلے پہنچ جانی چاہئیں - امیدوار کی عمر ۲۰ سال سے کم اور ۲۵ سال سے زائد یکم اگست ۱۹۳۳ء کو نہ ہونی چاہئے -

مضامین جن میں امتحان ہوگا (لازمی) انگریزی معہ جواب مضمون مختصر نویسی - جنرل نالج - اپلائیڈ میتھمیٹک - اپلائیڈ میکینکس الیکٹرک انجینئرنگ (اختیاری) ، فزکس (مشمولہ الکٹرسٹی و میگناٹزم) ، پرائم موور ، ہائیڈرالکس - کنسٹرکشن سروے سینیٹری انجینئرنگ - (اٹرسپلائی) منتخب شدہ امیدواروں کو ۱۸ ماہ کام سکھلایا جائے گا - اور اس عرصہ میں انہیں دو صد روپیہ ماہوار بطور اخراجات ملے گا - اس کے بعد ان کو اسسٹنٹ ڈویژنل انجینئر کی اسامی پر لگا دیا جائے گا - مسلمان نوجوانوں کو توجہ کرنی چاہیے -

(محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

ضرورت

انجمن کو اپنے کتب خانہ کے لئے ایک خواندہ چپڑاسی کی ضرورت ہے جو بائیسکل جانتا ہو - دیانتدار ہو - احمدی ہو - تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائیگی تنخواہ معقول درخواستیں ۵ اگست ۱۹۳۳ء سے پہلے پہلے مہتمم شعبہ تصنیف و تالیف احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام آنی چاہئیں -

(بقیہ صفحہ ۲)

انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے ابتدا کے واقعات پر نظر دوڑاؤ۔ قوموں میں جو جو خیالات غالب ہیں ان کا اندازہ کرو طبائع گشاں گشاں جس انہماک میں کھنچی چلی جارہی ہیں اس کو ملحوظ خاطر رکھو۔ چار دانگ عالم میں جس چیز کی ندا بلند ہو رہی ہے اس کو سنو اور پھر فیصلہ کرو کہ گاندھی یا مسیح موعود کی تحریکوں میں سے کونسی تحریک اپنے ماحول کا اثر ہے۔ کونسی تحریک ہے جو اسی کورانہ تقلید یورپ کا رنگ رکھتی ہے جس تقلید سے دنیا پر ایک لعنت بے امنی و بے چینی کی برس رہی ہے۔ کونسی تحریک ہے جو مفاسد زمانہ کا حقیقی علاج پیش کرنا تو کجا انہی امراض زمانہ کا ایک جزو ہے اور جس سے بجز ان مفاسد میں اضافہ کے اور کچھ حاصل نہیں۔ برخلاف اس کے کونسی تحریک ہے جو سچے مذہب کی طرف بلاتی ہے تا اس سے حقیقی امن و عافیت کا دنیا میں دور دورہ ہو۔ کونسی تحریک ہے جو محدود و تنگ دائروں سے بالاتر عالمگیر اخوت کو قائم کرنا چاہتی ہے تا قومی و ملکی تفریقوں کی بیجا حمایتوں سے نسل انسانی کا اتحاد جو برباد ہو رہا ہے اس کی جگہ وحدت بنی نوع کے نظارے دکھلائی دیں۔ کونسی تحریک ہے جس کا انتہائی نصب العین دنیا میں جذبات طیبہ یعنے صدق و امانت، سادگی و استغناء عن الدنیا۔ غربا و ضعفا کی پرورش۔ خدا پرستی۔ انصاف۔ عدل وغیرہم کو ترقی دینا ہے۔ یا ایک فقرے میں یوں کہئے کہ کونسی تحریک زمینی ہے اور کونسی آسمانی؟ جس بات کا دنیا میں شور و طوفان بپا ہو اسی ہنگامہ میں بہہ جانا تو کوئی خوبی نہیں۔ بغیر سوچے سمجھے انہی جذبات کا پیرو ہو جانا جن کے غلو سے دنیا میں منافرت و مناقشت پھیل رہی ہو دانشمندی نہیں ہاں حقیقی امن و صلاحیت کی راہوں پر گامزن ہونا اور مفاسد زمانہ کا صحیح رنگ میں سدباب کرنے کی سعی کرنا ایسے امور ہیں جو بالآخر غالب آکر رہیں گے حضرت مسیح موعود کا کیا ہی سچا الہام ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا"

واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون

جماعت علی پور کا جلسہ

جماعت احمدیہ علیپور ضلع مظفرگڑھ نے ۳۰۔۳۱ جولائی اور یکم اگست کو اپنا جلسہ منعقد کرنیکا اعلان کیا ہے جلسہ میں شمولیت کیلئے مرکز سے دو مبلغ بھیجے جائیں گے ضلع مظفرگڑھ کے دوست اس جلسہ کی رونق کو بڑھانے کی کوشش کریں۔

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ

ضرورت ہے!

بیس ایسے آدمیوں کی	جو	پچاس روپیہ فیکس دیں
ایک سو ایسے آدمیوں کی	جو	پچیس روپیہ دیں
دو سو ایسے آدمیوں کی	جو	دس روپیہ دیں
دو سو ایسے آدمیوں کی	جو	پانچ روپیہ دیں

ھا انتم ھٰؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ واللہ الغنی وانتم الفقراء

تم وہ لوگ ہو جو بلائے جاتے ہو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ پس تم میں سے وہ جو بخل کرتا ہے تو وہ صرف اپنی جان سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی مذکورہ بالا اپیل پر جن صاحبان کی طرف سے تا حال رقم نہیں آئی جوان کے ذمہ لگائی گئی تھی وہ خصوصیت سے توجہ فرمائیں۔

(آنریری افسر تحصیل و تبلیغ)

دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

کی طرف سے جو شاہنامہ اسلام جلد دوم کا اشتہار ۲۳ جولائی کی اشاعت میں صفحہ ۷ کالم ۳ میں شائع ہوا ہے اس میں کتابت کی غلطی سے قیمت ہے درج ہوگئی۔ حالانکہ قیمت ہے روپیہ ہے اور محصولڈاک ۸ ہے۔ یعنے معہ محصول ہے ہے۔

خبریں

ہندوستان

—— افواہ ہے کہ حکومت ہند نے علیحدگی سندھ کے لئے انتظامی مسائل پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی کے تقرر کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ حیدر آباد دکن اور کراچی میں بارش کی شدت کی وجہ سے سیلاب آیا۔

—— گزشتہ دنوں ریاست پونچھ میں ایک سو اچھوت مسلمان ہوئے جس پر ہندوؤں نے شور مچایا تھا کہ ان کو زبردستی مسلمان کیا گیا ہے۔ ریاستی حکام کی تحقیق پر معلوم ہوا کہ وہ اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے ہیں۔

—— شیخ عبدالمجید صاحب صدر خلافت کمیٹی نے ایک اخباری ملاقات میں کہا کہ جب تک کانگرس مسلمانوں کے ساتھ کوئی سمجھوتہ نہیں کرتی میں اس کو ایک فرقہ دارانہ تحریک خیال کرونگا۔

—— مہاجرین افغان کی کثیر تعداد اپنے وطن کو واپس چلی گئی ہے کیونکہ موجودہ وزیر اعظم کا طرز عمل نہایت امید افزا ہے۔

—— وائسرائے ڈیرہ دون تشریف لے گئے ہیں۔

—— گاندھی جی اپنی یورپین چیلی میراں بائی سے سابرمتی جیل میں ملاقات کریں گے۔ حکومت نے اجازت دیدی ہے۔

—— گاندھی جی احمد آباد میں اچھوتوں کی امداد کے لئے چندہ اکٹھا کر رہے ہیں۔

—— مشہور ہندو لیڈر مسٹر جے ایم سین گپتا کا رانچی میں انتقال ہوگیا۔ لاش جلوس کے ساتھ کلکتہ لائی گئی۔

—— خانیوال کے ریلوے کوارٹروں میں مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان جھٹکے کے معاملہ پر تنازعہ ہوگیا۔ اس ڈویژن میں ریلوے افسروں کی اکثریت ہندو اور سکھ ہے۔ مسلمان سخت خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔

—— بعض حلقوں میں افواہ ہے کہ عنقریب گاندھی جی کی گرفتاری کا امکان ہے۔

ممالک خارجہ

—— جرمنی میں دوبارہ نازی جماعت یہودیوں کو دھڑا دھڑ گرفتار کر رہی ہے۔ بہت سے یہودیوں کو ملک بدر کر دیا گیا ہے۔

—— برطانیہ میں یہودیوں کی امداد کے لئے جو کمیٹی قایم کی گئی تھی وہ ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد کرنے کی کوشش میں ہے۔

—— پیرس ۲۲ر جولائی۔ مسٹر آرتھر ہنڈرسن صدر تخفیف اسلحہ کانفرنس روما۔ برلن۔ پراگ۔ میونخ کی سیاحت کے بعد تخفیف اسلحہ کے موضوع پر گفتگو کرنے کے لئے کل پیرس پہنچے۔

—— لندن ۲۳ر جولائی۔ کل صبح سٹرنگ کمیٹی کے جلسے میں قطعی طور پر یہ تجویز منظور کی گئی کہ ۲۷ر جولائی کو عالمگیر اقتصادی کانفرنس کا آخری اجلاس منعقد کیا جائے۔ اس اجلاس میں صرف دول عظمی کے نمائندے تقریر کرینگے۔

—— تازہ اعداد و شمار واضح ہیں کہ انگلستان کے ہوائی بیڑے میں دو ہزار چھ سو افسر ہیں۔ اور بتیس ہزار دوسرے ملازم ہیں۔ ہوائی جہازوں کی کل تعداد دو ہزار چوراسی ہے۔

—— حکومت فرانس نے مشہور جلا وطن اشتراکی لیڈر ٹراٹسکی کو جنوبی فرانس میں قیام کی اجازت دیدی۔

—— گزشتہ ہفتہ لندن میں چودھری ظفر اللہ خاں نے لیڈی لنگڈن کے اعزاز میں ایک جلسہ خیر مقدم منعقد کیا جس میں متعدد معزز مہمانوں نے شرکت کی۔

—— گزشتہ ہفتہ لندن میں یہودیوں کا ایک عظیم الشان جلوس جو ۲۵ ہزار سے زیادہ افراد پر مشتمل تھا نکلا۔ اور اس کے بعد ایک جلسہ ہوا جس میں جرمنی میں یہودیوں کے خلاف تشدد پر پرزور صدائے احتجاج بلند کی گئی۔

—— لارڈ برنہم کا گزشتہ ہفتہ لندن میں انتقال ہوگیا۔

—— ایک فرانسیسی اخبار کا بیان ہے کہ جرمنی ایک خوفناک جنگی بیڑا تیار کر رہا ہے۔

عالم اسلام

—— چند روز ہوئے ٹرکی کے علاقہ سمرنا میں زبردست زلزلہ آیا۔ بیس آدمی ہلاک اور سینکڑوں مجروح ہوئے۔ معمولی جھٹکے کئی روز بعد تک بھی محسوس ہوتے رہے۔

—— مصر کی مشہور اسلامی درسگاہ جامع ازہر میں جدید اصلاحات نافذ ہو رہی ہیں۔ پہلے درس کا انتظام مسجد میں تھا۔ لیکن اب علیحدہ عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں۔

—— استنبول میں ایک ایسا شخص موجود ہے جس کے ۴۳ بچے ہیں۔ جنہیں سے ۳۸ لڑکے اور ۵ لڑکیاں ہیں۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اس وقت دنیا میں اور کوئی ایسا شخص موجود نہیں جس کے اتنی تعداد میں بچے ہوں۔

—— مصر کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ جامع ازہر قاہرہ کی ایک ہزارویں سالگرہ عنقریب منائی جانے والی ہے اس میں اسلامی ممالک اور یورپ کے بڑے بڑے علماء اور علم دوست اصحاب شریک ہونگے۔

—— بعض خبروں سے پایا جاتا ہے کہ کاشغر کے مجاہدین میں کچھ اختلاف رونما ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ اور اتحاد و اتفاق سے کام کرنے کی توفیق بخشے۔

—— ایرانی اخبارات رقمطراز ہیں کہ طہران میونسپلٹی نے اپنے خرچ پر گرم درہ میں ایک عظیم الشان برقی مرکز قایم کرنے کا فیصلہ کیا ہے یہ کارخانہ کثیر مقدار میں بجلی پیدا کرے گا۔ اور بجلی پیدا کرنے میں نہر کے پانی کو استعمال کیا جائے گا۔ اس برقی مرکز کے قیام سے مقامی کارخانوں کو زبردست امداد ملے گی۔

—— ایرانی پارلیمنٹ میں حکومت کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ ریلوے کی تعمیر کا کام ترقی کر رہا ہے۔ اس لئے یورپ سے تین نئے انجنیروں کو تنخواہ پر بلایا جائے گا۔

تار کا پتہ ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۰۳

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری از اں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

معمولی ایڈیشن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور ۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ اگست ۱۹۳۳ء | نمبر ۴۴

خانقاہ

پیش نظر اشاعت میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کا ایک بلند پایہ مضمون "اسلام میں تصوف کا مقام" کے عنوان سے شائع ہو رہا ہے جس میں موصوف نے اسلامی تصوف کی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔ اسی موضوع کی مناسبت سے جناب جوش ملیح آبادی کی یہ نظم درج کی جاتی ہے جس میں شاعر نے آجکل کے پیروں اور صوفیوں کا نقشہ کھینچا ہے۔ تصویر کے دونوں رخ دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دعویداران تصوف حقیقت سے کس قدر دور جا پڑے ہیں۔ (مدیر)

الاماں! خانقاہ کی دنیا — معصیت کی گناہ کی دنیا
یاں تناتے عارفان خدا — کام لیتے ہیں سکہ سازی کا
یاں تقوی کا اقتضا ہے یا خدا — ترک دنیا کے بھیس میں دنیا
جمع کرتے ہیں یاں در و گوہر — جاہلوں کو اجل سے دھمکا کر
یاں کے تعویذ نہیں نگینے ہیں — یاں مقابر نہیں دفینے ہیں
نغمہ چاندی میں ڈھل کے ہوتا ہے — ڈھول کی گت پہ ناچ ہوتا ہے
یہیں اہل صلوٰۃ و اہل وضو — چوس لیتے ہیں احمقوں کا لہو
ہر حکایت ہے یاں زر و گوہر — خلد ملتی ہے یاں کرائے پر
یاں دعاؤں کی فیس ملتی ہے — زر ملے تو زبان ہلتی ہے

دوڑتا ہے یہاں ہنر کے سمند — یاں توکل ہے حرص کا پابند
ہر ادا میں ہے تاجرانہ کمال — ہر بن مو ہے ایک دست سوال
دل سے ہے بند ہم راہ یہاں — صرف جیبوں پہ ہے نگاہ یہاں
ہاتھ آتا ہے روز گنج خطیر — ذکر دوزخ ہے اس جگہ جاگیر
یاں بہشت کماں آتے ہیں — نذریں ملتی ہیں حال آتے ہیں
یاں زر و مال دینے آتے ہیں — لوگ اولاد لینے آتے ہیں!
از پئے حرص و آز نا مسعود — سر بزانو ہیں یاں رکوع و سجود
سبحۂ گرسنہ کا ہر دانہ — کہہ رہا ہے غذا کا افسانہ
ہے یہاں کفر خیز و شر کی پناہ — نعرۂ لا الہ الا اللہ

جامۂ فقر ہو چکا ہے رکیک — مانگتی ہیں یہاں عبائیں بھیک
صورتیں غرق خودنمائی ہیں — ڈاڑھیاں کاسۂ گدائی ہیں

کون بھٹکے ہے ایزد باری!
ان کا تقوی کہ مہر کی منہ ماری؟؟

(جوش ملیح آبادی)

"غلام احمد کی جے"

کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ان اللہ قوی عزیز۔

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

کانگرس کی تازہ ترین خبر یہ ہے کہ اس کے صدر نے تمام کانگرس کمیٹیوں کے توڑ دینے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس پر بعض ہندو لیڈر اور اخبار ناراض ہیں۔ یہ کیوں کیا گیا؟ محض اس لئے کہ یہ حرف نہ آئے کہ گاندھی جی نے جو اصول سول نافرمانی کا جاری کیا تھا وہ غلط تھا۔ واقعات نے بتلا دیا کہ سول نافرمانی کو جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ لوگ اس پر عمل کرنے کو تیار نہیں۔ مگر بجائے اس کے کہ اس اصول کو ترک کر کے کسی اور قابل عمل طریق کو سامنے رکھا جاتا۔ کانگرس کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اگر یہی اصول سول نافرمانی صحیح اور راست تھا تو اسی پر دوام اختیار کیا جاتا۔ خواہ کچھ ہی پیش آتا۔ اور اگر اس اصول کی غلطی نظر آ گئی تھی تو صاف الفاظ میں اس کو واپس لے لیا جاتا۔ لیکن یہ سیدھے راستے تو وہاں اختیار کئے جاتے ہیں جہاں اپنی عزت و شہرت کی خواہشات برموت وارد ہو چکی ہو۔ مگر جہاں مدعا و مقصد ہی یہی امور ہوں وہاں حقیقی عزم و استقلال یا شجاعانہ رنگ میں اپنی غلطی کا اعتراف کیونکر کیا جا سکتا ہے کیا ایسے ہی جوہروں سے دنیا میں اصلاح و تبدیلی پیدا ہوا کرتی ہے؟

مذہبی اور سوشل اصلاح کے بہروپ

یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ گاندھی جی مذہبی اور سوشل ریفارمر ہیں۔ موجودہ واقعات سے اس امر کی اصل حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ کیا مذہبی دنیا میں انقلاب پیدا کرنے والے اصحاب ایسے ہی اوصاف سے متصف ہوا کرتے ہیں؟ سچ ہے کہ فاقہ کشی کی نمائشوں اور سادگی کے دکھاوؤں میں گاندھی جی نے مشق پیدا کر لی ہے لیکن مقصد یہ نہیں کہ یہ باتیں بجائے خود عمدہ خوبیاں ہیں۔ بلکہ مدعا ان سے دنیا پر اثر ڈالنا ہے۔ اور عام طبقہ میں محبوب بننا ہے۔ ورنہ غور کرو کہ اگر دل سے یہ باتیں نکلتیں تو ضرور اثر رکھتیں لیکن اس تحریک سے لوگوں میں نہ کوئی سادگی بڑھی اور نہ مذہب کی طرف کوئی شوق پیدا ہوا۔ بلکہ جس قدر یہ ملکی تحریک ترقی کرتی گئی۔ اسی قدر عیش پرستی اور لامذہبیت بھی ترقی پذیر ہوئی۔ دجال کا سب سے بڑا حربہ پروپیگنڈا ہے۔ جس کے معنے یہ ہوا کرتے ہیں کہ ایک مقصد کے حصول کے لئے ہر قسم کے جائز و ناجائز ذرائع اختیار کئے جائیں۔ سوراج کی تحریک نے اس میں شک نہیں پروپیگنڈا میں کمال پیدا کر دکھلایا ہے۔ یعنے ان تمام وسائل کو استعمال کیا گیا ہے جن سے مقصد میں امداد ملتی ہے۔ اور اخلاق کی ان تمام جھوٹی نمائشوں کو کام میں لایا گیا ہے جن سے اپنی یا غیر اقوام کی ہمدردی حاصل ہو۔

اشاعت حق اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

یہ کہا جائے گا کہ حضرت مسیح موعود نے بھی تو حق کی اشاعت کے تمام وسائل کو اختیار کیا۔ اشاعت حق اور پروپیگنڈا میں کیا فرق ہے۔ یہ فرق حضرت مسیح موعود کی زندگی کے واقعات پر نظر ڈالنے سے عیاں ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کا نصب العین اسلام کی اصل تعلیم کو واضح کرنا ہے۔ آپ اس مقصد کے لئے انتہائی جدوجہد اور جوش میں ہیں۔ آپ کی یہ بھی قلبی تمنا ہے کہ مسلمان قوم اس مقصد میں مدد دے۔ براہین احمدیہ کتاب لکھتے ہیں اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ مسلمان قوم پر آپ کے زہد و تقویٰ اور علم کی دھاک بیٹھ جاتی ہے اور آپ کو اپنا امام اور لیڈر تسلیم کرنے پر تیار ہے مگر آپ امام بننے سے انکار کرتے ہیں۔ کہ حکم خدا نہیں۔ جب خدا کا حکم آتا ہے تو ایک ایسی بات کرتے ہیں جس سے اپنی تمام کی تمام قوم نہ صرف الگ بلکہ جانی دشمن بن جاتی ہے۔ وہی مولوی محمد حسین جس نے آپ کی براہین کی تعریف میں اپنے ریویو کے صفحات بھر دیئے تھے اور وہ جو مادر زاد ولی آپ کو کہنے کا عادی تھا یہی شخص اب آپ کی ایک ہی بات یعنے وفات مسیح کے مسئلہ سے اس قدر جوش غضب میں آ جاتا ہے۔ کہ تمام عمر آپ کی بیخکنی پر حلف اٹھا لیتا ہے۔ غیر تو پہلے ہی حضرت کے دشمن تھے۔ اب اپنی ساری قوم مخالف ہے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے یہ طریق اختیار کر کے حاصل کیا کیا؟ اگر آپ کے مدنظر اپنی لیڈری و شہرت تھی تو پھر آپ نے تو پہلی بنی بنائی عزت کو بھی برباد کر دیا۔ اگر آپ کے پیش نظر یہ تھا کہ مسلمان قوم کو اشاعت کے کام پر لگایا جائے تو یہ مقصد بھی بظاہر خاک میں مل گیا۔ آخر اس طریق سے حاصل کیا ہوا؟

صفات حق گوئی اور صداقت پسندی

حق گوئی کی صفت جس طرح ماموران الٰہی میں چمک اٹھتی ہے وہ کسی اور جگہ نظر آنی ناممکن ہے۔ آج ہم میں سے بھی بعض ہیں جو غیر احمدی اصحاب کی اس فاسد منطق سے مرعوب ہو جاتے ہیں کہ اجی مقصد تو آپ کا اسلام کی اشاعت ہے۔ پھر آپ مسیح موعود کے فروعی جھگڑوں اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کے تنگ خیالوں کو کیوں لئے پھرتے ہو۔ پھر کبھی ہم اس منطق پر آ ٹھہرتے ہیں کہ پہلے آہستہ آہستہ مسلمانوں کو اسلام تو سکھا لو۔ پھر وہ مجدد وقت کے دامن سے بھی وابستہ ہو جائیں گے اور یا یہ کہ مجدد وقت سے وابستگی کے معنے تو صرف یہ ہیں کہ اصل اسلام و قرآن پر عمل ہو۔ لہٰذا اصل اسلام و قرآن پر جب لوگ عامل ہو گئے تو پھر حقیقی معنوں میں مجدد وقت کو مان لیا۔ لہٰذا مسیح موعود کے منوانے کی ضرورت ہی کیا رہی۔ اور جماعت احمدیہ میں شمولیت سے حاصل کیا ہوا۔ نتیجہ اس بودی منطق کا یہ ہوا کہ نہ اسلام پر عمل پیدا ہوا اور نہ اشاعت اسلام کی تحریک میں عملی طور پر کوئی اضافہ ہوا۔ برخلاف اس کے حضرت مسیح موعود بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ عقیدہ نزول مسیح جزو ایمانیات سے نہیں اور آپ کا بھی حقیقی نصب العین اشاعت اسلام ہی ہے نہ کہ اپنی ذات کو منوانا۔ مگر اس انسان کی صفت حق گوئی کو دیکھو، استقامت اور عزم کو ملاحظہ کرو۔ اور انصاف سے بتلاؤ کہ یہ اخلاق بجز خدا کی تائید و نصرت کے اور کسی جگہ کبھی نظر آئے ہیں؟ آپ پر جب یہ کھل جاتا ہے کہ مسیح ناصری مر گیا۔ نزول مسیح مثالی رنگ میں پورا ہونا ہے اور آپ ہی وہ موعود مسیح ہیں تو پھر اس حق و صداقت کے سامنے نہ تو اپنی عزت و لیڈری باقی ٹھہر سکتی ہے نہ اپنی قوم کی دشمنی اس اعلان حق سے باز رکھ سکتی ہے۔ نہ یہ پالیسی برتی جا سکتی ہے کہ مسلمان قوم ویسے تو اشاعت اسلام کے کام میں مدد ہو گی مگر ان فروعی جھگڑوں میں پڑنے سے اس اعلیٰ مقصد میں روک بن جائے گی غرضیکہ صداقت اور حق پسندی کی بنیادی صفات حسنہ کے آگے ہر چیز قربان ہے۔ آپ کو یہ بھی منظور ہے کہ دنیا جہان کی لعنت قبول کریں۔ کیونکہ غیر مسلم تو پہلے ہی سے اشد ترین مخالف تھے اب اپنی قوم بھی انتہائی دشمنی پر کمربستہ ہو جاتی ہے۔ آپ کو یہ بھی منظور ہے کہ اپنی جان کو خطرے میں ڈالیں۔ یہ بھی گوارا ہے کہ اپنے حقیقی نصب العین میں بظاہر روک ڈالدیں لیکن یہ کسی طرح گوارا نہیں کہ ایک امر حق کا اخفا کریں۔ یا یہ کہ اس حق کو صاف صاف الفاظ میں نہ کہیں بلکہ دبے الفاظ سے اور گول مول پیرایہ میں ادا کر دیں۔

خدا نما صفات کا ظہور

سچی بات یہی ہے کہ ماموران الٰہی کے ایسے خارق عادت اخلاق ہی ہوا کرتے ہیں جن سے خدا کی مستور ہستی پر ایمان پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ ایک طرف ہمارے وقت کے بڑے ہوشیار اور لائق لیڈر گاندھی جی ہیں جو اپنے نصب العین کے حصول کی خاطر ہر ممکن جائز و ناجائز اصول برتتے ہیں اور ہر بات حق و انصاف کی چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر قوم کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے۔ کیونکہ اپنی قوم کا ساتھ چھوڑ کر پھر کس زور اور برتے پر کوئی کام کریں! دوسری طرف خدا تعالےٰ کا مقرر کردہ امام ہے۔ جو اپنی بنی بنائی عزت و امامت کی بجائے اپنی ہی قوم کی لعنت خرید لیتا ہے اور اپنے نصب العین کو بظاہر خاک میں ملا دیتا ہے۔ مگر حق گوئی اور صداقت پسندی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ خواہ یہ حق گوئی کیسے ہی فروعی امور سے کیوں نہ متعلق ہو۔ ایک زمینی لیڈر اور ایک آسمانی امام میں نسبت ہی کیا ہو سکتی ہے؟ ایک جگہ اخلاق عالیہ مقصود ہی نہیں بلکہ قوم پرستی اور وطن پرستی کی لعنتوں سے داغداری اور جذبۂ شہرت و عزت کی تسکین مراد ہے اس جگہ اخلاق کیونکر نشو و نما پا سکتے اور استقامت و شجاعت کے جوہر کیونکر پنپ سکتے ہیں البتہ لوگوں کی جھوٹی ہمدردی و عزت حاصل کرنے کے لئے ان صفات حسنہ کا ایک جھوٹا دکھاوا ضرور کیا جا سکتا ہے دوسری طرف خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کے مزکی ہاتھ سے مصفا امام کا وجود مبارک ہے جس کے عمل کی پہلی اور آخری اینٹ اخلاق حسنہ کی نشو و نما ہے۔ یہاں بجز اظہار خلق عالیہ کے اور کچھ متصور ہی نہیں۔ اگر عزت جاتی ہے تو جاتی ہے۔ اگر جان خطرہ میں ہے تو پرواہ نہیں۔ غیر قوم دشمن ہو رہی ہے تو کیا۔ اور اپنی قوم بگڑ رہی ہے تو کیا۔ دنیا میں ایک قیامت برپا ہوتی ہے تو اس سے خوف نہیں۔ حضرت نے کیا ہی سچ فرمایا۔

کجا خوف غائے شان بر خاطر من دحشتے آرد
کہ صادق بر وفے نبود دگر بیند قیامت را

تحریک اشاعت اسلام کی پشت پناہ

سوراج کی تحریک تین طاقتوں پر قائم ہوئی۔ زمانہ کے رجحان اور طبائع کے میلان کی موافقت۔ ہندو قوم کی متحدہ و متفقہ آواز اور اس قوم کی دولت و علم کا اس راہ میں خرچ ہونا۔ اور پروپیگنڈا یعنے حصول سوراج کی خاطر دنیا پر اپنی تائید میں اثر ڈالنے کی ہر جائز و ناجائز کوشش۔ کیا اشاعت اسلام کی تحریک بھی انہی بنیادوں پر قائم ہے؟ واقعات تبلا رہے ہیں کہ یورپ کے اثر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جلد ۲۱	یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ	نمبر ۴۴

تائید غیبی

صداقت کی کشش کے کرشمے

تاریخ عام شاہد ہے کہ ہر ایک سچی تحریک اپنی ابتدا میں مادی ساز و سامان اور دنیوی ذرائع کی کثرت سے محروم رہی ہے۔ یہ چیزیں اس کے مخالفین کو حاصل ہوتی ہیں۔ ایسی تحریکوں کی ابتداء ایک کمزور و بے حقیقت کونپل کی شکل سے ہوتی ہے۔ باطل کی غرور بھری طاقتیں اس کو روندنا اور تباہ کرنا چاہتی ہیں وہ اس کی کمزوری پر ہنستی اور ٹھٹھے لگاتی ہیں اور ان کو یقین ہوتا ہے کہ بڑی آسانی سے اس کو تباہ کر دیں گی لیکن ان کی ہر ایک کوشش ناکام رہتی ہے۔ صداقت کی کونپل مخالفتوں اور حملوں کے ہجوم میں دیکھتے ہی دیکھتے ایک مضبوط و شاندار درخت بن جاتی ہے۔ اس کی مخالف طاقتوں کو ذلیل و رسوا ہونا پڑتا ہے وہ خدا جو حق کا پاسبان ہے ایسا کیوں کرتا ہے؟ وہ تمام سچی تحریکوں کو ابتدا میں مادی ذرائع سے کیوں محروم رکھتا ہے؟ محض اس لئے کہ باطل کے پرستار اور دوسرے دیکھنے والے صداقت کی لازوال طاقت کا مشاہدہ کریں۔ صداقت کے اندر ایک محیر العقول کشش ہے ایک حیرت انگیز طاقت ہے جو یقیناً اور کسی چیز میں نہیں ہے۔ یہی اس کی کامیابی اور کامرانی کا ذریعہ ہیں دنیا میں صداقت کی اس قدر مخالفت کی گئی ہے کہ اور کسی کی نہیں ہوئی۔ دنیا میں سچوں پر اس قدر ظلم ہوئے ہیں اور ان کو اس قدر مصیبتوں میں مبتلا کیا گیا ہے کہ اور کسی گروہ کو نہیں کیا گیا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی نظر آتا ہے کہ ہمیشہ صداقت ہی کی فتح ہوئی ہے۔ اور دنیا کو سچوں کے آگے ہی جھکنا پڑا ہے۔ صداقت کی کشش اور رعب کا مقابلہ کرنے کے لئے باطل اور اس کے پرستاروں کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ باطل مادی ذرائع کے بوتہ پر لڑتا ہے وہ جسموں پر حملے کرتا ہے لیکن صداقت دلوں پر چھا جاتی ہے۔ دماغوں پر اپنا سکہ بٹھا دیتی ہے۔ بڑے بڑے غرور والے اس کے سامنے خود بخود جھک جاتے ہیں بعض اوقات زبانیں صداقت کا اقرار نہیں کرتیں لیکن دل تسلیم کر لیتے ہیں۔

دور حاضرہ کی سچی تحریک احمدیت پر نظر کیجئے بالکل یہی نظر آتا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں حق و صداقت کا ایک باب دہرایا جا رہا ہے۔ پنجاب کے ایک گمنام گاؤں قادیان میں ایک بے سر و سامان دیہاتی سچائی اور اصلاح کا علم ہاتھ میں لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ گاؤں والے اس پر ہنستے ہیں۔ جب شہرت باہر نکلتی ہے تو طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہونے لگتی ہیں۔ دعویٰ کرتا ہے تو دنیا بھر مخالف ہو جاتی ہے۔ مولوی تکفیر کے طول طویل فتوے لیکر دوڑتے ہیں۔ آریہ۔ عیسائی۔ برہمو سماج۔ وغیرہ مجلس مناظرہ گرم کرتے ہیں۔ ان میں سے اکثر نہایت افسوسناک مخالفانہ پروپیگنڈ کرتے ہیں۔ مقدمے دائر کرائے جاتے ہیں۔ باطل کی تمام قوتیں اس بے سر و سامان دیہاتی کے مقابلہ میں صف آرا ہو جاتی ہیں لیکن نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ سعید الفطرت لوگ مخالفت کے بے پناہ طوفان کی خطرناک لہروں سے مقابلہ کرتے ہوئے اس دیہاتی کے پاس پہنچ گئے۔ خادمان دین کی ایک جان نثار جماعت دنوں میں تیار ہو گئی۔ جس نے اپنے مادی ضعف اور شکستگی کے باوجود تمام دنیا کو فتح کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور ہر ایک چیز سے بے خطر ہو کر اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ اور اب تک پے درپے کامیابیوں سے مصروف ہیں۔

ویسے تو ہماری مخالفت ہمیشہ ہوتی ہی رہی ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے اس طوفان میں از سر نو جوش آیا ہے۔ ہمارے مخالفین جو کچھ کر رہے ہیں اس کی کیفیت قارئین کو معلوم ہے۔ کوئی ایسا ذریعہ نہیں جو انہوں نے جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے اور ضعف پہنچانے کے لئے استعمال نہ کیا ہو۔ مخالفین کی زبانیں قینچی کی طرح چل رہی ہیں بظاہر انہوں نے احمدیت کی مخالفت کو اپنی زندگی کا مقصد ہی بنا لیا ہے۔ ہماری تباہی کے دعوے کئے جا رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود غور کرنے والوں کو ایک چیز نمایاں طور پر نظر آ سکتی ہے۔ کہ شدید مخالفت کے باوجود دل رفتہ رفتہ احمدیت کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ احمدیت کے اکثر عقائد اور اصولوں کو تسلیم کر لیا گیا ہے مسلمانوں پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو سب کی نگاہیں جماعت احمدیہ کی طرف اٹھتی ہیں۔ صحیح الدماغ مسلمان صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ اسلام کا مستقبل احمدیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہر ایک مشکل کے وقت نہ صرف دوست بلکہ دشمن ہمیں ہی امداد کے لئے پکارتے ہیں۔ میدان ارتداد اور دوسرے مواقع پر بار ہا ایسا ہو چکا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں بے شمار ایسے اصحاب موجود ہیں جن کو احمدیت کی صداقت نے اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ پیغام صلح میں تبلیغی ڈاک کے عنوان سے خطوط کا جو خلاصہ شائع ہوتا ہے اس کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو سکتی ہے۔ دنیا کے نامعلوم گوشوں اور دور دراز خطوں۔ اشد ترین مخالفین کے گھروں سے احمدیت کے حامی پیدا ہو رہے ہیں۔ کیا یہ تائید غیبی نہیں؟ کیا یہ احمدیت کی صداقت اور اس کی کشش کا کرشمہ نہیں؟ کاش ہمارے مخالف کبھی اس پر غور کریں۔ کیا جھوٹی تحریکیں کبھی اس طرح ترقی کر سکتی ہیں؟

"زمیندار" کا سفید جھوٹ

۱۷ر جولائی کو منشی ظفر علی صاحب آف زمیندار کے جہلم جانے پر ایک چھوٹا سا غیر ذمہ دارانہ اور بے رونق جلسہ منعقد ہوا جس میں منشی صاحب نے اپنے سفید ہاتھی یعنی اخبار "زمیندار" کی خریداری کی ترغیب دی جس کی تائید ایک غیر معروف احراری مسمی محمد اشرف نے کی۔ اس جلسہ میں جناب مولانا عصمت اللہ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ لاہور ہرگز نہیں گئے اور نہ کوئی گفتگو کی۔ لیکن "زمیندار" نے اپنی ۲۰ر جولائی کی اشاعت میں نہایت دیدہ دلیری سے لکھ دیا کہ مولانا موصوف کا محمد اشرف سے مناظرہ ہوا اور وہ شکست کھا کر رفوچکر ہو گئے۔ "زمیندار" کے اس کذب محض سے مولانا کی شہرت و وقار کو سخت نقصان پہنچا ہے جس کے متعلق قانونی چارہ جوئی کی جائیگی۔ افسوس مخالفین سلسلہ جوش عناد میں عام طور پر اس قسم کی قابل نفرت حرکتیں کرتے رہتے ہیں جن پر ہر ایک شریف اور صداقت دوست آدمی نفرین کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ "زمیندار" ان حرکتوں میں سب سے پیش پیش رہنے کی کوشش کرتا ہے۔

ایک نیک خاتون کا انتقال

اس ہفتہ کا ایک نہایت ہی افسوسناک واقعہ جناب شیخ مولابخش صاحب لائل پوری کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہے۔ مرحومہ نہایت نیک۔ پاکباز اور دیندار خاتون تھیں مسلمان بیبیوں کے تمام اعلیٰ اوصاف ان میں موجود تھے۔ عرصہ سے بیمار تھیں شیخ صاحب ممدوح علاج اور تبدیل آب و ہوا کی غرض سے ان کو ڈلہوزی لے گئے۔ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب قبلہ کے علاج سے کچھ افاقہ بھی ہوا لیکن بعد میں طبیعت دوبارہ خراب ہو گئی۔ ۲۸ر جولائی کو ڈلہوزی ہی میں انتقال فرمایا۔ جنازہ بذریعہ ریلوے لائل پور لایا گیا۔ ۲۹ر مئی کی شام کو جبکہ جنازہ لاہور ریلوے سٹیشن پر پہنچا۔ مرکز کے اکثر بزرگ احباب پلیٹ فارم پر موجود تھے۔

ہمیں اس حادثہ عظیم میں جناب شیخ صاحب اور ان کے خاندان کے دیگر افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم مرحومہ کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے۔ اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ایک نیک مثال

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک آنہ فنڈ اور بکٹ فنڈ کے متعلق جو اپیل فرمائی تھی اس کے جواب میں چودھری غلام حسین صاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر وییلو والہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں ہر روز دوپہر کے وقت مکھن سے چپڑی ہوئی روٹیاں کھائی جاتی ہیں۔ ہم نے انتظام کیا ہے کہ جمعرات کے روز خشک روٹیاں کھائی جائیں۔ اور ان کے چپڑنے پر جو مکھن خرچ ہوتا ہے وہ اللہ کے نام پر ان فنڈوں میں دیدیا جائے۔ چودھری صاحب نے ایک قابل تقلید مثال پیش کی ہے۔ اس تحریک کا سب سے بڑا مقصد دلوں میں تبلیغ و خدمت اسلام کا احساس پیدا کرتا ہے۔ اگر ہر ایک احمدی گھر میں کسی ایسی ہی تجویز پر عمل شروع ہو جائے تو یہ تحریک اپنے سب سے بڑے مقصد میں بہت جلد کامیاب ہو سکتی ہے۔

ضلع گجرات میں اندھیر

قانون انتقال اراضی ہندو ساہوکاروں اور سرمایہ داروں کی نظر میں خار کی طرح کھٹکتا رہتا ہے۔ اور وہ روز اول ہی سے اس مفید قانون کی شدید مخالفت کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس کی موجودگی میں انہیں غریب کاشتکاروں کا خون چوسنے کا پورا موقع نہیں ملتا اس قانون کے نفاذ کو ربع صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے لیکن ہندو بدستور اس کی مخالفت میں مصروف ہیں۔ جہاں کہیں موقع ملتا ہے وہ ہندو حکام کے ذریعہ اس قانون کو عملی طور پر بیکار کرنے سے نہیں چوکتے۔ ضلع گجرات کی عنان حکومت دو تین سال سے ایسے ڈپٹی کمشنر کے ہاتھ میں ہے جنھیں زراعت پیشہ اقوام سے کوئی ہمدردی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس ضلع میں قانون مذکور بالکل بیکار ہو رہا ہے۔ ہندو سرمایہ دار دھڑا دھڑ زراعت پیشہ لوگوں سے زمینیں چھین رہے ہیں ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ ۱۱ر اپریل کو پنجاب کونسل کے اجلاس میں ایک ممبر کے سوال کے جواب میں ریونیو ممبر صاحب نے جو کچھ فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ضلع میں گزشتہ دو سال (۱۹۳۱ء و ۱۹۳۲ء) کے عرصہ میں تقریباً نوسو (۹۰۰) غیر زراعت پیشہ لوگوں نے زراعت پیشہ افراد کی زمینیں مختلف حیلوں بہانوں سے خریدیں۔ اور حاکم ضلع آنکھیں بند کر کے اس بے قاعدگی کی اجازت دیتے رہے۔ اس حالت میں یہ مطالبہ بالکل جائز ہے کہ اس ضلع میں اب تک جتنے انتقالات ہو چکے ہیں ان کی کامل طور پر ذمہ دارانہ تحقیق کی جائے۔ اور جہاں کہیں ناجائز ذرائع کے استعمال کا شبہ پایا جائے وہاں انتقال منسوخ کر دیا جائے۔ اور صوبہ بھر کے لئے تا آنکہ کوئی ایسا تحفظ مہیا کیا جائے جس کی موجودگی میں اس قسم کی بے قاعدگیاں ظہور میں نہ آئیں ابھی تک صرف ضلع گجرات کے اعداد و شمار سامنے آئے ہیں۔ خدا جانے دوسرے اضلاع میں کیا ہو رہا ہے۔ پنجاب کونسل کے مسلمان اور زمیندار ممبروں کو اس کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ دراصل اس قسم کی حرکتیں، قانون کی بے حرمتی کے مترادف ہیں۔ حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسے واقعات کا جلد کوئی تدارک کرے۔

ظلم عظیم

یہ خبر تمام اسلامی ہند میں انتہائی رنج و افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ شیخ تاج محمد صاحب سابق کنٹرولر آف اکاؤنٹس پشاور برخاست کر دیئے گئے ہیں آپ امپیریل سروس کے ایک نیک نام اور دیانتدار رکن اور اکونٹنٹ جنرل کے پایہ کے افسر تھے۔ تقریباً سوا دو ہزار روپے مشاہرہ پاتے تھے۔ ان کے متعلق ایک سے زائد مرتبہ پیغام صلح میں لکھا جا چکا ہے شیخ صاحب اوران کے مظلوم ساتھی ہندوؤں کی سازش کا شکار رہے۔ چند ماہ ہوئے ان کو ایک بے حقیقت اور معمولی الزام پر معطل کر دیا گیا تھا۔ اب معقول تحقیقات کے بغیر علیحدگی کا حکم دیدیا ہے اس فیصلہ کی وجہ سے تمام مسلمان سرکاری ملازمین پر خوف و ہراس طاری ہو گیا ہے۔ اور وہ سمجھنے لگے ہیں کہ ان کی ملازمتیں برادران وطن کی سازشوں کی وجہ سے ہر وقت خطرے میں ہیں شیخ تاج محمد صاحب کے ساتھ یہ ظلم عظیم تمام مسلمان قوم کو ایک انتباہ اور چیلنج ہے۔ امید ہے اسلامی پریس اور اسمبلی کے مسلمان ممبر اپنی زندگی کا ثبوت دیں گے۔ اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک اس ظلم عظیم کی تلافی اور آئندہ کے لئے اس قسم کے واقعات کا انسداد نہ ہو جائے۔

آزادی بیجا کا انجام

"یورپ میں آزادی نسواں نے ایک بڑے حصہ کی راحت کو دائمی رنج والم میں تبدیل کر دیا ہے۔ یہاں کے مرد عورتیں اور عورتیں مرد بن گئی ہیں۔ یورپ میں دو تہائی مرد عورتوں کے غلام ہیں۔ کوئی دن نہیں جاتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو ذلیل نہ کرتی ہوں اوران کو مفلس بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت کرتی ہوں۔ مردوں کی مجبوری اور مقہوری کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ خودکشیوں میں سے ۱۲ فیصدی خودکشیاں محض عورتوں کے ظلم و ستم کا نتیجہ ہیں۔ اگر حالت یہی رہی تو ایک دن تمام یورپ ان عورتوں کے ہاتھوں موت کی آغوش میں سو جائے گا..... آج عورتوں نے بچے

"سیاست" کے سلسلہ مضامین کا جواب

قارئین کرام کو اخبار "سیاست" کے سلسلہ مضامین کے جواب کا شدید انتظار ہے بعض دوستوں نے اس کے متعلق خطوط بھی لکھے ہیں اور تاخیر کی وجہ دریافت کی ہے جیسا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ اپنے ایک مضمون میں وضاحت فرما چکے ہیں کہ "اب تک خاموشی کی وجہ یہ ہے کہ ابتدا ہی میں سید صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ وہ جو کچھ لکھیں گے اس کا جواب بھی اخبار "سیاست" میں شائع کریں گے تاکہ ان کے ناظرین کے سامنے تصویر کے دونوں پہلو آجائیں اس لئے یہ مناسب نہیں سمجھا گیا کہ اس سلسلہ مضامین کے ختم ہونے سے پہلے ان باتوں کا کچھ جواب دیا جائے"۔ اب قارئین کی اطلاع اور اطمینان کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سید صاحب کا سلسلہ مضامین ختم ہو چکا ہے اس کا جواب مولوی دوست محمد صاحب تبد رقم فرما رہے ہیں وہ بھی قریب الاختتام ہے "سیاست" میں اس جواب کی اشاعت کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے یہ بات سید صاحب کے منشا پر منحصر ہے البتہ انتظام کیا گیا ہے کہ یہ جلد "پیغام صلح" کے ضمیمے یا اور کسی مناسب شکل میں بالاقساط شائع کیا جائے۔ آئندہ اشاعت میں غالباً ہم اس کے متعلق مفصل عرض کر سکیں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس اشاعت میں جواب کی پہلی قسط ہی پیش کر دی جائے۔ بہرحال قارئین کرام کو اب زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑیگا۔

(ایڈیٹر)

پیدا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ ایک خاوند پر قناعت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ گھر بار کو سنبھالنا وہ اپنے فرائض میں داخل نہیں سمجھتیں ان تمام بیماریوں کا علاج یہ ہے کہ آزادی کی جو رسی ان کے ہاتھ میں دیدی گئی ہے اس کو فوراً کاٹ دیا جائے ضرورت ہے کہ عورتوں سے مخفی مردوں میں ایک عام تحریک پیدا کی جائے تاکہ وہ اس عذاب سے نجات پانے کے قابل ہو سکیں۔"

مندرجہ بالا سطور علمائے فرانس کی مقتدر ترین علمی مجلس فرنچ ایکاڈمی کے صدر محترم مسیو بالڈن کی ایک تازہ تقریر سے ماخوذ ہیں جو انہوں نے علماء ہی کے ایک اجتماع میں ارشاد فرمائی۔ خدا جانے ہمارے مغرب زدہ مردوں اور عورتوں اور ہمارے فیشن پرست نوجوانوں کے کانوں تک کبھی یہ الفاظ پہنچے ہیں یا نہیں۔ اور انہوں نے یورپ کی غلط اور مہلک آزادی نسواں پر بھی غور کیا ہے یا نہیں؟

کیا اسلامی تمدن کا مذاق اڑانے والے مغربی تہذیب کے ان نتائج کو دیکھ رہے ہیں؟ یورپ کی یہ حالت اندھے مقلدوں کے لئے درس عبرت ہے۔

منظم شرارت

ہندوستان میں بدباطن لوگوں کا ایک ایسا گروہ موجود ہے جنھوں نے حضرت نبی کریمؐ کی عزت و شان پر حملے کرنا اپنی ناپاک زندگی کا مقصد بنا لیا ہے۔ گزشتہ چند سال تک شمالی ہند میں ایسی ذلیل حرکتیں بکثرت ہوتی رہیں۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ جنوبی ہند کو ان لوگوں نے اپنا مرکز بنا لیا ہے۔ کیونکہ گزشتہ چند ماہ میں صوبۂ مدراس اور جنوبی ہند کی دیسی ریاستوں میں پے در پے اس خباثت کا ثبوت دیا گیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس قسم کے واقعات کسی منظم شرارت کا نتیجہ ہیں۔ حکومت اور رہنمایان ملک کا فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد ان کے انسداد کا بندوبست کریں۔ ورنہ شرارت کا یہ سلسلہ ملک کے امن و امان کے لئے ایک جانسوز شعلہ ثابت ہوگا۔ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں لیکن اپنے آقاؐ کی عزت پر کسی قسم کا حملہ ان کے لئے قطعاً ناقابل برداشت ہے۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس شرارت کے قانونی انسداد کی کوشش کے ساتھ سیرت نبوی کی اشاعت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں۔ اور ملک کی ہر ایک زبان میں سیرت کی کتابیں بکثرت شائع کر کے تقسیم کریں۔ تاکہ دشمنان اسلام کے غلط پروپیگنڈے کا اثر زائل ہو جائے۔

جن احباب کے چندے ماہ جولائی میں ختم ہو گئے ہیں وہ براہ کرم آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور فرمائیں (مینیجر)

اسلام میں تصوف کا مقام

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

اسلامی تصوف کے متعلق غلط فہمیاں

اسلامی تصوف کے متعلق اس قدر غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں کہ حیرت ہو جاتی ہے۔ جب اچھے اچھے سمجھدار لوگ یوں کہتے پائے جاتے ہیں کہ یہ کوئی سینہ بسینہ علم ہے جو ظاہری شریعت کے ساتھ ساتھ چلا آرہا ہے۔ اور جسے در پردہ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ کو سکھایا تھا۔ اور ان سے امت میں اس کا سلسلہ چلا۔ حضرت علیؓ کی طرف اس نسبت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہل تصوف کے اکثر سلسلوں میں شجرہ صوفیا کا حضرت علیؓ پر جا کر منتہی ہوتا ہے۔ لیکن ہمارے غلطی خوردہ بزرگوں کو غالباً یہ یاد نہیں رہتا کہ بعض سلسلوں کا شجرہ حضرت ابو بکرؓ پر بھی جا کر ختم ہوتا ہے۔

ایک غلط عقیدہ

اس لئے یہ خیال تو غلط ٹھہرا کہ شریعت ظاہری کے علاوہ کوئی باطنی تعلیم در پردہ حضرت علیؓ کو دی گئی تھی۔ اور جب آنحضرت صلعم کو **بلغ ما انزل الیک** کا صریح حکم تھا کہ جو کچھ تیری طرف نازل کیا جاتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو پہنچا دے۔ تو پھر ان کا اسے مخفی رکھنا اور در پردہ اپنے ایک رشتہ دار کو سکھانا ان کی رسالت کے سخت منافی ہے۔ در پردہ تعلیم کے اس عقیدہ نے بدقسمتی سے چالاک لوگوں کو چالاکی کے لئے موقعہ دیدیا۔ چنانچہ **طریقت** کے نام سے سینکڑوں بدعات انہوں نے پیدا کر کے اسلامی شریعت کے علاوہ ایک نئی شریعت بنا کر رکھدی۔ اور ان بدعات کے جواز کی صورت یہ بتائی جاتی ہے کہ یہ وہ علم ہے جو سینہ بسینہ چلا آیا ہے۔ اور ظاہری شریعت کی بہ نسبت یہ باطن کی راہیں خدا تک پہنچنے کا بہتر ذریعہ ہیں۔ اندریں حالات بعض احباب کے ارشاد کی تعمیل میں چند سطور لکھ کر صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام میں تصوف کا کیا مقام ہے۔ اور اس کے جاننے کے لئے سب سے بہتر طریق یہ ہے کہ قرآن کریم سے اس کا حل تلاش کیا جائے۔ جو ماخذ ہے تمام علوم دینیہ کا۔

رسول کی تین ڈیوٹیاں

قرآن کریم فرماتا ہے:-

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلال مبین - وہی تو خدا ہے جس نے مبعوث کیا امیوں میں انہیں میں سے رسول جو پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور ان کا تزکیہ کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔ (الجمعہ)

گویا نوع انسان کو گمراہی سے نکالنے اور ہدایت دینے کے لئے جو رسول مبعوث فرمایا اس کی تین ڈیوٹیاں بتائیں۔

(۱) ایک تو لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات کو پڑھنا۔ تاکہ خدا کا کلام ہر ایک خاص و عام کو پہنچ جائے۔

(۲) دوم ان کا تزکیہ کرنا یعنے اپنے فیض روحانی سے ان کے قلب کو ہر ایک قسم کی گندگی اور آلائش سے پاک کرنا جس سے ان کے باطنی قویٰ نشو و نما پائیں۔ اور ان میں خدا کی آیات پر ایمان بڑھے اور ان کے مطابق عمل کا شوق پیش از پیش پیدا ہو۔

(۳) سوم ان کو جو خدا کی آیات پڑھ کر سنائی ہیں اور جن کا نام خدا نے کتاب رکھا ہے۔ اور جو سراپا حکمت ہے ان کی تعلیم قول و فعل دونوں طریق سے دے۔ یعنے ان کی تشریح زبان اور اپنے نمونہ دونوں طریق سے کر کے دے۔ تا لوگ اس کے مطابق عمل کر سکیں۔

حضرت نبی کریمؐ نے تینوں فرائض بوجہ احسن انجام دیئے

غرضکہ خدا کا نبی و رسول جو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوتا ہے۔ اس کی تین ڈیوٹیاں ہوئیں۔

(۱) تلاوت آیات (۲) تزکیہ (۳) تعلیم کتاب و حکمت۔

ظاہر ہے کہ خدا کے رسول صلعم نے تینوں فرائض بوجہ احسن انجام دیئے۔ اس زمانہ کے لوگوں پر آیات بھی تلاوت کیں۔ ان کا تزکیہ بھی کیا۔ اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم بھی دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کامل مسلمان بن گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے تمام مراحل اور ظاہری و باطنی تمام منازل سلوک انہوں نے طے کر لیں۔ اور جس مذہب پر وہ عامل تھے اس سارے ہی کا نام شریعت اسلام تھا۔ اور وہ ان تمام ہدایات پر مشتمل تھی جو انسان کے واسطے خدا کے قرب اور رضا کے مقام کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ غرضکہ حضرت نبی کریم صلعم نے ہدایت کی راہوں میں سے کوئی باقی نہیں چھوڑی جو اپنی امت کو علی الاعلان نہ سکھادی ہو۔

آنحضرت صلعم کے بعد جب آپؐ کی امت خلیفہ یعنے وارث نبوت ہوئی تو خلافت کے ورثہ میں یہ تینوں امور آنے ضرور تھے۔ (۱) **تلاوت آیات** تو امت میں سے ہر ایک مسلمان کے حصہ میں آیا۔ نمازوں میں ہر ایک شخص تلاوت آیات کرتا تھا۔ ویسے بھی خواہ عالم ہو یا ایک عامی آدمی۔ قرآن کے پڑھنے کو ہر ایک پڑھا لکھا مسلمان اپنا سب سے پہلا فرض سمجھتا تھا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں میں سب سے پہلی تعلیم تلاوت قرآن کی ہی ہوتی تھی۔ (۲) **تزکیہ** کا ورثہ عمل اور عبادت کو چاہتا تھا۔ (۳) اور **تعلیم کتاب و حکمت** کا ورثہ دین کے علم کو چاہتا تھا۔ اس لئے یہ دونوں امور ان لوگوں کے حصہ میں آئے جو دین کا علم بھی رکھتے تھے اور عابد و باعمل بھی تھے۔

خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کا طرز عمل

ابتدائے اسلام میں جن لوگوں نے آنحضرت صلعم کے فیض صحبت سے استفاضہ کیا تھا وہ تینوں امور اپنے اندر رکھتے تھے۔ یعنے خلفائے راشدین اور صحابہ کرام تلاوت آیات بھی کرتے تھے اپنی پاک صحبت اور نمونہ اور فیض روحانی سے لوگوں کا تزکیہ بھی کرتے تھے اور لوگوں کو کتاب اور حکمت بھی سکھاتے تھے۔ تابعین اور تبع تابعین تک تو یہ رنگ چل سکا۔

زمانہ عروج میں علما کی بے عملی

آگے چل کر مسلمانوں میں سلطنت اور حکومت اور دولت و حشمت نے دین کا نشہ کم کر دیا۔ اور رجاہت پسندی اور دنیوی تکلفات نے قلوب پر قبضہ کر لیا۔ اور ہر ایک طرح کی آرائش اور زیبائش میں پڑ کر مسلمان اسلامی سادگی کو کھو بیٹھے۔ وہ اگرچہ دین بظاہر تو قائم رہا لیکن دین کی روح ان کے اعمال میں سے نکل گئی۔ اور وہ دنیا کے جھمیلوں میں پڑ کر خدا کو بھول گئے۔ اور علما جو تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ کیا کرتے تھے۔ اور ایسے نازک وقت میں جن پر بڑی بڑی توقعات تھیں کہ وہ قوم میں دین کی روح کو از سر نو پھونک کر امت مرحومہ کو نئی زندگی بخشینگے۔ وہ خود بے عمل ہو کر تزکیہ سے خالی ہو گئے۔ اور ان کی تعلیم کتاب و حکمت محض لفظ پرستی اور ظاہر پرستی میں تبدیل ہو کر رہ گئی۔ اور اعمال جن سے تزکیہ نفس ہو اس سے ان کی تعلیم بے بہرہ اور محروم ہو کر رہ گئی۔ گویا تلاوت آیات اور تعلیم کتاب و حکمت تو علما کے ذریعہ موجود رہے لیکن ان کی اصل روح تزکیہ جاتی رہی تھی۔

اسلامی تصوف شریعت اسلامی سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے

اس لئے ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو اس دین کا محافظ تھا ایسے لوگوں کو مبعوث فرماتا جو صحیح معنوں میں نبوت کے وارث ہوتے اور تلاوت آیات اور تعلیم کتاب و حکمت کے ساتھ تزکیہ کے فرائض کو بھی انجام دیتے۔ جن کی پاک صحبتوں میں بیٹھ کر انسان تمام آلائشوں اور نفس کی گندگیوں سے نجات حاصل کرتا۔ ان لوگوں کو زبان مقدس نبویؐ سے تو ادبیا اور مجدد دین کا خطاب عطا ہوا تھا لیکن زمانہ کی دنیا پرستی اور نمائشی تکلفات کے مقابلہ میں ان کی اسلامی سادگی اور اخلاق فاضلہ اور دنیا کے لوگوں کے دلوں کی کجی اور گندگی کے مقابلہ میں ان کے دلوں کی پاکیزگی اور صفائی نے انہیں **اہل صفا یا صوفیا** کے لقب سے ملقب کیا۔ اور ان کے مجاہدات و عبادات جو تزکیہ نفس کے لئے وہ بجا لاتے تھے اور عین مطابق شریعت قرآن اور سنت رسول صلعم ہوتے تھے۔ لوگوں کی اصطلاح میں **تصوف** کہلانے والا **تصوف اسلامی شریعت اسلامی سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔**

اسلامی تصوف کی بنیاد تزکیہ نفس ہے

پس اسلامی تصوف کی بنیاد **تزکیہ نفس** ہے جو ایک نبی یا مامور کے فرائض میں سے ہے۔ وہ نہ صرف اپنا تزکیہ نفس کرتا ہے بلکہ ان لوگوں کا بھی تزکیہ کرتا ہے۔ جو اس کی صحبت سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ جو نبی بھی آتا ہے وہ تزکیہ نفس کے لئے عبادات و مجاہدات لسانی ہوں یا قلبی۔ بدنی ہوں یا مالی جو ضروری ہوتے ہیں وہ سب سکھاتا ہے۔ اور اپنے نمونہ سے سب کچھ کر کے دکھاتا ہے۔ لیکن تزکیہ نفس کو کامل طور پر حاصل کرنے کے لئے صرف اتنا ہی کافی نہیں ہوتا۔ کیونکہ بقول مرزا غالب ؎

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی!

اہل اللہ کے فیض صحبت اور توجہ باطنی کی اہمیت

دنیا کی دلکشیاں اور خواہشات و جذبات کی دلچسپیاں طبیعت کو ادھر متوجہ ہی نہیں ہونے دیتیں بلکہ غفلت اور تساہل کا پردہ اس طرح انسان کی عقل پر ڈالے رکھتی ہیں کہ عمر بیت جاتی ہے اور انسان کچھ نہیں کرتا۔ لہذا نبی ہو یا کوئی وارث نبوت مجدد یا ولی یا کوئی صاحب باطن و اہل حال۔ تعلیم و تربیت کے فیضان کے علاوہ اس کا فیض صحبت و توجہ باطنی بھی کام کرتا ہے۔ جس سے وہ انسان میں ایک ایسی نفخ روح کرتا ہے جس سے قلب انسانی تمام گندگیوں اور آلائشوں اور دنیا کی محبت سے پاک ہو کر خدا کی محبت سے معمور ہو جاتا ہے اور اس کی عبادت میں وہ ذوق و شوق اور اعمال میں ایسا ایثار اور نفس کے ساتھ جہاد کرنے کی وہ قوت پیدا ہو جاتی ہے

جو معمولی حالات میں پیدا ہونا مشکل ہوتی ہے۔ جس قدر اعلیٰ روحانیت کا مرکز ہو اسی قدر اس کی توجہ اور صحبت سے انسان میں پاکیزگی اور عبادات و مجاہدات کے لئے ذوق و شوق پیدا ہوتا اور ترقی کرتا ہے اور اسی قدر جلد کثافت قلب دور ہو کر تقویٰ و طہارت کا رنگ پیدا ہوتا اور تزکیہ نفس حاصل ہو کر انسان کمالات ظاہری و باطنی کا وارث ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے تزکیہ نفس کے تمام مراحل جس قدر جلد طے کئے ہیں وہ تاریخ عالم میں بے نظیر ہے۔ کس طرح چند سالوں کے اندر شرک اور ہر قسم کی گندگیوں میں مبتلا قوم جو خدا سے بہت دور پڑی ہوئی تھی۔ توحید الٰہی اور تقویٰ و طہارت کے نور سے منور ہو کر خدا کی مقرب و محبوب بن گئی۔ **تزکیہ نفوس کا یہ بے نظیر مرقع دلالت کرتا ہے آنحضرت صلعم کی اس بے نظیر روحانیت پر جس کے کمال کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا۔**

پس نبی اور مجددین کاملین کے فیض روحانیت سے تزکیہ نفس کے منازل جس قدر جلد اور آسانی سے طے ہوتے ہیں۔ وہ دوسرے زمانہ میں ناممکن ہوتے ہیں۔ تزکیہ کے لئے عبادات و مجاہدات کے طریقوں کا علم ہوتا ہے مگر ان کی طرف توجہ اور ان میں ذوق و شوق کا پیدا ہونا اکثر کسی اہل باطن کی توجہ اور فیض روحانی کو چاہتا ہے وہی عبادات اور مجاہدات جو دوسرے وقت میں بڑے تکلف سے سرزد ہوتے ہیں۔ ایک اہل اللہ کی صحبت میں وہ ذوق و شوق اور سرگرمی ان میں پیدا ہو جاتی ہے کہ بغیر ان کے چین نہیں پڑتا۔ اور وہی منازل سلوک جن کے طے کرنے میں ہزار دشواریاں تھیں بہت جلد اور بآسانی بتمام طے ہو جاتی ہیں اور اس طرح جس کمال پر قرآن انسان کو پہنچانا چاہتا ہے اس کو حاصل کرنے میں ایک مسلمان کے راستہ میں مشکلات، مشکلات نہیں رہتیں بلکہ وہ ہر ایک دکھ میں جو اسے خدا کی راہ میں پہنچتا ہے لذت اٹھانے لگتا ہے۔

اسلامی تصوف تزکیہ نفس کے لئے جد و جہد کا دوسرا نام ہے

غرضیکہ اسلامی تصوف تزکیہ نفس کے لئے جد و جہد کا دوسرا نام تھا۔ جب تک مسلمانوں میں علم اور عمل ساتھ ساتھ رہا۔ ہر ایک مومن ولی تھا جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ واللہ ولی المومنین۔ اور اللہ مومنوں کا ولی ہے۔ مگر جب اہل علم سے عمل اٹھ گیا اور کتاب و حکمت کے سکھانے کے مدعی خود باعمل نہ رہے اور خدا کے قرب سے محروم ہو گئے۔ تو پھر وہ لوگ جو اپنے اندر تزکیہ نفس اور علم کے ساتھ عمل اور روحانیت کا نور رکھتے تھے وہ الگ نمایاں نظر آنے لگے۔ یہی لوگ علمائے ربانی اور اولیاء اور صوفیا کہلائے۔ یہی لوگ تھے جو حضرت نبی کریم صلعم کے سچے وارث تھے کیونکہ نبوت کے ورثہ کی تینوں چیزیں تلاوت آیات اللہ، تزکیہ اور تعلیم کتاب و حکمت ان کے پاس تھیں۔ ان کا ہر ایک قول و فعل کتاب و سنت کے مطابق اور ان کی بہترین تشریح تھا۔ رموز حقیقت سے ناآشنا علمائے ظاہر ان سے برسر پرخاش رہے اور ان پر کفر کا فتوے لگاتے رہے۔ لیکن مشک کی خوشبو کی طرح ان بزرگوں کی عزت و قبولیت دنیا میں پھیلی اور ان کے تقدس اور بزرگی کے سامنے اہل عالم کی گردنیں جھک گئیں۔ انہوں نے دنیا کو لات ماری لیکن اہل دنیا نے انہیں عقیدت کی آنکھوں پر بٹھایا۔ اس عزت کی ان بزرگوں کے دلوں میں کوئی خواہش نہ تھی کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا تھا اپنے ادائیگی فرض کے رنگ میں کیا تھا لیکن اس خدمت خلق کا نتیجہ وہ عزت تھی جو خدا نے لوگوں کے قلوب میں پیدا کر دی۔

"مذہبی دکاندار"

دنیا میں عزت و دولت کے خواہاں لوگوں کی کمی نہیں۔ پیسہ کمانے اور شہرت حاصل کرنے کے جہاں سینکڑوں طریق ہیں وہاں مذہبی دکان لگانے میں بھی مطلب پرستوں کو فائدہ نظر آیا۔ دنیا کی عزت جو قلوب میں تھی اس سے فائدہ اٹھانے اور دنیا کمانے کے لئے ریا و فریب کی عبادت و ریاضت کے ڈھونگ رچائے گئے اور بہت سے مکر و زور کے مجسمے اور خباثت کے پتلے صوفی بنکر خانقاہوں میں بیٹھ گئے اور لگے لوگوں کو لوٹنے۔ لیکن لوگوں کو بیوقوف بنانے کے لئے ایک تو ظاہری شکل و صورت میں تبدیلی کرنے کی ضرورت تھی۔ دوسرے کچھ ہتھکنڈے دکھا کر لوگوں پر اثر ڈالنا منظور تھا۔

ظاہری شکل و صورت میں صوفیا کی سادگی تو یہیں تک محدود تھی کہ کپڑے سادہ ہوا کرتے تھے۔ کوئی ان میں تکلف نہ ہوتا تھا لیکن ان مکر و فریب کے مجسموں نے خاص جبے صوف کے یا کمبل یا کسی موٹے کپڑے کے۔ سبز رنگوا کر یا سیاہ کر کے بعض نے خواہ مخواہ ان میں پیوند لگا کر پہننا شروع کر دیئے۔ تاکہ لوگوں پر اثر پڑے۔ خاص وضع اختیار کر لی۔ آنکھیں بند ہیں۔ ہر وقت ایک مالا پھیر رہے ہیں۔ جس کا نام تسبیح رکھا ہوا ہے۔ آنکھیں کھولیں تو سرخ انگارے کی طرح۔ بڑے جذبہ اور غیظ و غضب سے آنے والے پر نظر ڈالی۔ لیکن باایں ہمہ بہت چالاک لوگوں نے یہ سمجھا کہ صرف اتنا ہی کافی نہیں۔ دنیا اس سے بہت دیر تک دھوکہ میں نہیں ڈالی جا سکتی۔ اس لئے اس کے لئے کوئی اور تدبیر کرنی چاہیئے۔

مجوسی اور ہندو فقراء کا اثر

مسلمانوں کی فتوحات نے ایران اور ہندوستان کے دروازے کھول دیئے تھے۔ مجوسیوں اور ہندوؤں میں ایسے فقراء اور جوگیوں کی کمی نہ تھی جو طرح طرح کی ریاضتوں سے اپنے باطنی قوتوں کو نشوونما دیتے تھے۔ اور علم توجہ اور ارادی قوتوں سے طرح طرح کے خوارق عادت کرشمے دکھا دیتے تھے جیسے آج کل کے مسمرائزر اور ہپناٹائزر دکھاتے ہیں۔ ان باتوں کا تزکیہ نفس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ خدا کے قرب اور محبت اور اخلاق فاضلہ اور تہذیب نفس سے ان لوگوں کو کوئی سروکار نہ تھا۔ بلکہ ان میں سے بعض تو ان قوتوں کے نشوونما سے نہایت ناجائز فائدہ اٹھاتے۔ اور اعمال سئیہ کے مرتکب ہوتے تھے۔ علم کی پیاس کی وجہ سے جو مسلمانوں کو لگی ہوئی تھی سینکڑوں علوم مسلمانوں میں جذب ہو کر ان کا جزو بدن بن گئے تو مجوسی مرتاض فقراء اور جوگیوں کے یہ علوم کیسے بچ سکتے تھے۔ یہ علوم جب مسلمانوں میں آئے تو صاحب کمال اور اہل حال صوفیا نے انہیں اچھی نظروں سے نہیں دیکھا اور انہیں اصل مقصد دین سے الگ پا کر ان سے اجتناب کرنا مناسب سمجھا لیکن چھٹ بھیوں نے یعنی شہرت کے طلبگار ریاکار نام کے صوفیوں نے اسے غنیمت سمجھا کیونکہ ان کی دکان چلنے کا یہ بہترین ذریعہ تھا۔ انہوں نے اس میں تھوڑا بہت درک حاصل کر کے اپنی دکان سجائی اور غریب مسلمانوں کو خوب لوٹا۔ اور ان کا خون چوسا۔ اور ان تماشوں اور شعبدوں کا ڈھول ان لوگوں نے یہاں تک پیٹا کہ اہل دنیا کی نگاہوں میں یہی باتیں تصوف قرار پا گئیں۔ حالانکہ اسلامی تصوف کو ان باتوں سے دور کی نسبت بھی نہیں۔ **تزکیہ نفس کو اس نفس پرستی سے کیا سروکار؟**

مجدد زمان کا عظیم الشان کارنامہ

ہر زمانہ کے مجددین کرام اور اولیائے عظام نے ان نگلے بھگتوں کے راز کو آشکارا کرنے میں فروگزاشت نہیں کی۔ ہر ایک بزرگ مسلمانوں کو اس خطرہ سے آگاہ کرتے رہے۔ ہمارے زمانہ میں بھی خدا بھلا کرے حضرت مجدد وقت مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کا۔ آپ نے جہاں ظاہر پرست مولویوں کی لفظ پرستیوں اور تنگ نظریوں سے نجات دلائی۔ وہاں ان نام نہاد صوفیوں کی عجیب و غریب بدعات اور ان کے خلاف سنت وظائف و عبادات کا پول کھول کر اہل تحقیق کو صحیح رستہ قرب الٰہی کا دکھایا۔

قرآن و سنت کے باہر کوئی راہ ہدایت نہیں

قصہ کوتاہ یہ کہ جسے آجکل غلطی سے تصوف سمجھا جا رہا ہے وہ اسلامی تصوف نہیں۔ اسلامی تصوف نام ہے تزکیہ نفس کے لئے جد و جہد کا۔ اور وہ شریعت سے جدا نہیں بلکہ مغز ہے شریعت کا۔ اور باطن ہے اس کے ظاہر کا۔ وہ شریعت کے ارکان ظاہری کے لئے بمنزلہ روح کے ہے۔ وہ کوئی ایسا علم نہیں جو شریعت اسلامی کے علاوہ سینہ بسینہ چلا آتا ہے۔ بلکہ وہی علم ہے جو قرآن کریم اور ہمارے نبی کریم صلعم نے سکھایا۔ اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور کل اولیاء و مجددین۔ اور علمائے ربانی اور ائمہ سلف اور صلحائے امت اس سے مستفیض ہوئے اور آج بھی ہو رہے ہیں۔ قرآن اور سنت سے باہر کوئی ہدایت کی راہ نہیں۔ جو کچھ ہے اس کے اندر ہے۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم کہ آج کے دن میں نے تمہارا دین کامل کر دیا۔ اور فرماتا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم۔ کہدے یا رسول اللہ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ تم اللہ کے محبوب بن جاؤ گے اور اللہ تمہاری ہر ایک کمزوری سے حفاظت کرے گا۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کیا سچ فرماتے ہیں کہ ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل کے جوابات

قسط ہفتم

نام	رقم
جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی۔ لاہور	۲ روپے
خان غلام محمد خان صاحب ای۔ اے۔ سی ”	۵ ”
ملک تاج دین صاحب ایم اے۔ ”	۱۰ ”
میاں نظام الدین صاحب کشمیری گوجرانوالہ معرفت منشی محمد حسین صاحب	۵ ”
منشی محمد حسین صاحب لدھے والا	۵ ”
خان گلاس خان صاحب بی اے کلرک جنرل پولیس آفس راولپنڈی	۵ ”
چودھری عبدالمجید صاحب سپرنٹنڈنٹ کوٹ موکھل	۵ ”
مولوی عبدالوہاب صاحب معرفت چودھری فضل حق صاحب	۱ ”
چودھری منظور حسن صاحب چک ۳۶ جنوبی	۱ ”

نوٹ ۱:۔ انکی رقم دراصل ۵ روپے وصول ہوئی تھی غلطی سے پچھلی قسط میں للعہ کی رقم شائع ہوئی تھی لہذا ایک روپیہ (عہ) اس قسط میں شائع کیا جاتا ہے۔

نوٹ ۲:۔ جن صاحبان کی طرف سے نہ رقم آئی نہ جواب جلد توجہ فرمائیں۔

مہدیٔ آخرالزمان

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب احمدی شملوی)

یوں تو یہ مسلمہ امر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علی الاطلاق نبی آخرالزمان ہیں اور آپ کا دور رشد و ہدایت کا آخری دور ہے۔ تمام مسلمان خواہ وہ کسی فرقہ سے ہوں اس کو مانتے ہیں مگر پھر بھی مسلمانوں میں مہدیٔ موعود کو بھی آخرالزمان کہا جاتا ہے۔ جس سے بعض لوگوں کو اس زمانہ میں ایک ٹھوکر لگی۔ مثلاً بعض احمدی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نبی آخرالزمان ہیں۔ اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی آخرالزمان کہنا غلطی ہے۔ اس لئے میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو جو مہدی آخرالزمان کہتے ہیں۔ اس سے ہمارا کیا مطلب ہے۔

نبی کریم صلعم کے دو بعث

تمام نبیوں کی ایک بعثت تھی اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خدا نے دو بعث مقرر فرمائے۔ پہلا بعث حسب تصریح قرآنی اُمیین میں تھا جیسا کہ فرمایا:۔

"ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم"

اور دوسرا بعث آپ کے دور نبوت کے آخری زمانہ میں ہوا جیسا کہ فرمایا

وآخرین منھم

جس کے معنوں کی وضاحت کے لئے جب حضورؐ سے پوچھا گیا تو آپؐ نے سلمان فارسی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:۔

لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من فارس

(بخاری تفسیر سورہ الجمعہ)

اس حدیث صحیح کا منشا یہ ہے کہ جس زمانہ میں ایمان ثریا پر چلا جائے گا اس وقت سلمان فارسی کی اولاد میں سے کوئی شخص آنحضرت صلعم کا بروز ہو کر ایمان کو دوبارہ دنیا میں قایم کرے گا

غرض قرآن و حدیث سے آخری زمانہ میں ایک فارسی الاصل بروز محمدؐ کا پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جس کو دوسری احادیث میں مہدی کہا گیا ہے اور بعض احادیث میں ابن مریم اور عیسےٰ بھی کہا گیا ہے اب چونکہ حضرت مرزا صاحب آنحضرت صلعم کے وہ بروز موعود جسے مہدی اور عیسے اور رجل من فارس کہا گیا ہے اس لئے ان کو آخرالزمان کہنا یہی معنے رکھتا ہے کہ بلحاظ مسیح اور مہدی ہونے کے وہ آخرالزمان ہیں۔ اور چونکہ وہ آنحضرت صلعم کے بروز موعود ہیں اس لئے ان کو آخرالزمان کہنا دراصل آنحضرت صلعم کو ہی آخرالزمان کہنا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے کہا ہے کہ ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

یہ سب کچھ کس حیثیت سے ہے اس کے لئے فرمایا:۔ ؎

منم مسیح بیانگ بلند مے گویم
منم خلیفہ شاہ کہ بر سما باشد

گویا حضرت مرزا صاحب کی جو بھی حیثیت ہے وہ بوجہ فنافی الرسول ہونے کے ہے۔ اس لئے ان کا یہ کہنا کہ:۔

"انا صاحب الزمان ولا زمان بعدی"

(خطبہ الہامیہ)

اس سے یہ مقصد نہیں کہ اب یہ زمانہ آنحضرت صلعم کا نہیں بلکہ اس کا تو منشا یہ ہے کہ آپ کا زمانہ بھی رسول اللہ صلعم کا زمانہ ہی ہے۔ کیونکہ آپ فرماتے ہیں۔ ع

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

حضرت شبلی رح

اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے میں حضرت شبلیؒ کا ایک واقعہ "الانسان الکامل" میں سے سناتا ہوں۔ یہ کتاب تصوف کی ایک بڑی درسی کتاب ہے۔ جسے حضرت شیخ عبدالکریم جیلی نے لکھا ہے۔ اس میں بروز کی بحث کرتے ہوئے حضرت جیلی نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت شبلیؒ پر فنافی الرسول کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ نے اپنے شاگرد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

اشھد انی رسول اللہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ میں رسول اللہ ہوں۔ پھر شاگرد سے کہا کہ اتشھد؟ کیا تو بھی شہادت دیتا ہے؟ شاگرد نے جو نظر کی تو اسے سوائے آنحضرت صلعم کے کوئی نظر نہ آیا۔ اس لئے اس نے بھی فوراً کہا:۔

اشھد انک رسول اللہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ کا رسول ہے۔

اس واقعہ کو لکھ کر صاحب انسان کامل لکھتے ہیں کہ اس سے کوئی احمق یہ خیال نہ کرے کہ آنحضرت صلعم اواگون یا تناسخ کے طور پر دنیا میں آگئے تھے نہیں بلکہ یہ بروز کی حقیقت ہے اور جن شیوخ میں یہ حقیقت پیدا ہو جائے ظاہر میں تو وہ اور ہوتے ہیں باطن میں آنحضرت صلعم ان کی حقیقت ہوتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ حقیقت محمدیت ان میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

اس واقعہ سے میرا صرف اس قدر مقصد ہے کہ جس طرح حضرت شبلی کا حقیقت محمدی کی تجلی کے وقت اپنے آپ کو رسول اللہ کہہ دینے سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ سچ مچ رسول اللہ صلعم ہی تھے اسی طرح حضرت مرزا صاحب کا اسی حقیقت بروزی کے ساتھ اپنے آپ کو انا صاحب الزمان کہہ دینا یہ ثابت نہیں کرتا کہ سوائے رسول اللہ صلعم کے خود حضرت مرزا صاحب صاحب الزمان ہو گئے نہیں بلکہ یہ "انا" اپنی ہستی کو مٹا کر کہا ہے۔ اس لئے

"ایں انا در وقت گفتن رحمت است"

اور

"ایں انا بے وقت گفتن لعنت است"

بادشاہ اور وزیر

اگر کوئی وزیر یا اس سے نیچے درجے کا حاکم جسے بادشاہ نے مقرر کیا ہو اگر شاہی رعیت کو یہ کہے کہ ہمارا حکم ماننا ہوگا تو اس کا منشا ہمارے حکم سے حکم شاہی ہی ہے۔ خود تو وہ ایک امین ہے اسی طرح چونکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم کے جانشین ہیں لہذا ان کا یہ کہنا کہ میں صاحب الزمان ہوں۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ بحیثیت نبی اکرم کے جانشین ہونے کے میں آخرالزمان ہوں اور میرا زمانہ اسی کا زمانہ ہے نہ کسی اور کا وقت۔

دور محمدی کا آخری زمانہ

مہدی موعود کو جو آخرالزمان کہا جاتا ہے اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے زمانہ کے دو حصے ہیں جیسے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔

کیف تھلک امتی انا اولھا والمسیح اخرھا۔

یعنے میری امت کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اول میں ہوں اور آخر مسیح موعود ہے۔

پس امت محمدی کا آخری زمانہ وہ ہے جبکہ مسیح موعود پیدا ہوگا۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ میں آخرالزمان ہوں۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ میں امت محمدیہ کے آخری دور کا صاحب ہوں جسے مسیح موعود۔ اور مہدی آخرالزمان بھی کہتے ہیں۔

خاتم الاولیاء

چونکہ امت محمدیہ میں مہدی موعود کو خاتم الاولیا مانا جاتا ہے اس لئے حضرت مسیح موعود کا اپنے آپ کو آخرالزمان کہنے کا ایک یہ معنے بھی ہیں کہ آپ براہ راست فیضان محمدی پانے والے آخری ولی ہیں آئندہ ہر شخص آپ کے ذریعہ ولایت کے کمالات کو پائیگا اور ایسے لوگوں کے ولی ہونے سے حضرت خاتم الاولیاء کی ولایت کا دور ختم نہ ہوگا۔

الختم ختمان

حضرت محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ ختم دو ہیں ایک ختم نبوت اور دوسرے ختم ولایت۔ جس طرح نبی اکرم صلعم پر نبوت ختم ہو چکی۔ ولایت حضرت مسیح موعود پر ختم ہوگی۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کے صاحب الزمان اور آخرالزمان ہونے کے یہ معنے ہوئے کہ آپ ولی آخرالزمان ہیں۔ اسی لئے آپ نے خود ہی فرمایا:۔

انی علی مقام من ختم الولایت کما کان
سیدی علی مقام ختم من النبوۃ
لا ولی بعدی الا الذی ھو منی وعلی
عھدی (خطبہ الہامیہ)

یعنے جس طرح آنحضرت صلعم ختم نبوت کے مقام پر تھے۔ میں ختم ولایت کے مقام پر ہوں۔ لیکن چونکہ باب نبوۃ بالکل مسدود ہے اس لئے آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا کیونکہ یہ نصوص قرآنیہ کے خلاف ہے۔ ہاں ولایت کا دروازہ کھلا ہے مگر مسیح موعود کے خاتم الاولیا ہونے کا یہ مطلب ہے کہ آپ کے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہی جو اب آپ سے ہو اور آپ کے عہد پر ہو۔

احباب نوٹ کرلیں

(۱) اخلاقی و علمی مضامین کو اندراج کے وقت ترجیح دی جائیگی خصوصاً جبکہ دلائل کے ساتھ موجودہ مادی تہذیب کی روک تھام مدنظر ہو جس میں مشرق اندھا دھند بہا چلا جا رہا ہے۔

(۲) دوسرے درجہ پر حضرت مسیح موعود کی صداقت اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کی اہمیت پر مضامین ہونگے بشرطیکہ وہ مختصر سادہ اور مدلل ہوں۔

(۳) مناظروں۔ دوروں اور لیکچروں وغیرہ کی رودادیں۔ نہایت اختصار کے ساتھ سادہ الفاظ میں قلم بند کی جائیں جن میں صرف ضروری واقعات کا تذکرہ ہو ذاتی مناقشات اور قصے ہرگز نہ ہوں اور نہ فتح و شکست کے ترانے گائے جائیں۔ اس امر کی سختی سے پابندی کی جائے گی۔ اور طویل مراسلات کا صرف خلاصہ درج کیا جلئے گا۔

مسئلہ ولادت مسیح علیہ السلام

کے متعلق ضروری حوالجات

(از جناب شیخ غلام حسین صاحب صدیقی سیالکوٹ۔)

(۵)

متفرق حوالجات جن کی رو سے اس مسئلہ پر مختلف پہلوؤں سے روشنی پڑتی ہے!

(۲۵) الحمدلله الذی جعلك المسیح ابن مریم (الہام)

(۲۶) انت اشد مناسبة بعیسی ابن مریم واشبه الناس به خلقاً وخلقاً و زماناً۔ (الہام)

(۲۷) لقد جئت شیئاً فریا۔ ما کان ابوك امرء سوء وما کانت امك بغیا۔ (الہام)

یہ آیت قرآن کریم کی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود پر دوبارہ الہام ہوئی اور حضرت نے بحوالہ براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ اپنے اس الہام کی تشریح کشتی نوح صفحہ ۴۷ پر خود اپنے قلم سے اس طرح پر فرمائی ہے:۔

اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے۔ اور بہت تعلق تھا۔ جب میرے دعوی مسیح موعود کی کسی نے ان کو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنے یہ شخص کس کے پیدا ہوا۔ ان کا باپ تو نیک مزاج اور افترا کے کاموں سے دور اور سیدھا اور صاف دل مسلمان تھا۔ ایسا ہی بہتوں نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعوی کیا۔

(۲۸) ولنجعله اٰیة للناس ورحمة منا وکان امراً مقضیاً ۔ (الہام)

(۲۹) ایسا سمجھنا غلطی ہے کہ حضرت عیسےٰ کو نفخ روح سے کچھ خصوصیت تھی جس میں دوسروں کو حصہ نہیں۔ بلکہ یہ خیال قریب قریب کفر کے جا پہنچتا ہے ۔ . . . . . پس بلاشبہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے تھے۔ جو مس شیطان اور نفخ ابلیس سے پیدا نہیں ہوئے۔ اور بغیر باپ کے پیدا ہونا یہ امر دیگر تھا۔ جس کو روح القدس سے کوئی تعلق نہیں دنیا میں ہزار ہا کیڑے مکوڑے برسات کے دنوں میں بغیر باپ کے بلکہ بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں تو کیا وہ روح القدس کے فرزند کہلاتے ہیں؟ روح القدس کے فرزند وہی ہیں جو عورتوں کی کامل پاکدامنی اور مردوں کے کامل پاک خیال کی حالت میں رحم مادر میں وجود پکڑتے ہیں۔ ان کی ضد شیطان کے فرزند ہیں۔ خدا کی ساری کتابیں یہی شہادت دیتی آئی ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۱۹ – ۱۲۰)

(۳۰) یہ بات سچ ہے کہ دنیا میں کوئی بات نئی نہیں۔ نوح کے طوفان کا بھی پہلے نمونہ گزر چکا ہے۔

(انذار من السماء۔ اشتہار ۲۱ ۲/۵ ۔ جلد دہم)

حضرت مولانا نورالدین صاحب کا نقطۂ نگاہ

سوال۔ عورت مرد کا چہرہ بھی نہ دیکھے تو بچہ جن سکتی ہے جیسے مسیح علیہ السلام کی پیدائش میں دکھایا گیا ہے۔

جواب (۱) جو اسلام قرآن کریم کے صحیفہ فطرت نے ہم کو سکھایا ہے اس میں تو کہیں نہیں لکھا کہ تم اسلام لاؤ کہ مسیح بے باپ تھے۔

(۲) ہم کو نبی کریم نے نہیں فرمایا کہ اسلام میں یہ بھی ہے کہ تم مان لو کہ مسیح بے پدر تھا۔

(۳) ہمارے پیارے صحابہ کرام اور ہمارے ائمہ اربعہ فقہا اور دیگر ائمہ عظام نے ہمیں کہیں ہدایت نہیں کی کہ اسلامی ضروریات سے ہے کہ مان لو کہ مسیح بے باپ تھا۔

(۴) ہم کو ہمارے صوفیائے کرام نے کہیں اپنی تعلیمات میں تاکید نہیں فرمائی کہ اسلام میں قرب الٰہی کے مدارج اور سالک واصلاح نفس وحصول اخلاق فاضلہ کے لئے لابد ہے کہ یہ بھی یقین کرو کہ مسیح بے باپ تھے۔

(۵) مسیح علیہ السلام کے سوا جس قدر انبیاء و رسل اور اللہ تعالےٰ کے مامور گزرے ہیں کسی کا نسب نامہ قرآن میں نہیں لکھا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وما یعلم جنود ربك الا ھو . . . . . پھر یہ مسئلہ اسلام کا جزو نہیں۔ عام تحقیقات کے مسائل میں یہ مسئلہ بھی ہے۔ (نورالدین صفحہ ۱۵۸)

میاں صاحب کا عقیدہ

(۱) حضرت خلیفہ ثانی فرماتے ہیں:۔ تو میں کسی نص کے ماتحت یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ مسیح بن باپ پیدا ہوئے تھے صرف استنباط ہے جس کے خلاف اور لوگ بھی دوسرے عقیدہ کا استنباط کرتے ہیں۔ (یہ تحریر میاں صاحب کی زبان فیض ترجمان سے ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر نے کسی سائل کے جواب میں ۱۹۱۶ء کو زیب رقم فرمائی)

(۲) پادری صاحب نے چار باتیں لی ہیں کہ جن پر حضرت مسیح کی زندگی کو پرکھ کر فیصلہ دیا ہے۔ کہ کسی نبی کو ان سے شاہت حاصل نہیں۔ اس لئے وہ سب سے افضل ہیں۔ اول آپکی بالائے فطرہ ولادت۔ دوم آپکی شخصیت۔ سوم آپ کے بالائے فطرت کام۔ چہارم آپ کا بالائے فطرت صعود الی السماء۔ میں سب سے اول آپ کی ولادت کے مسئلہ کو لیتا ہوں۔ پادری صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ تمام مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ ہے اور سوائے سرسید کے جنہوں نے صرف عقلی دلائل سے اس کو رد کیا ہے لیکن کسی نے قرآن شریف سے اس کا انکار نہیں کیا۔ مگر میں آگے چلکر بتاؤنگا کہ یہ بات غلط ہے کہ کسی نے قرآن شریف سے اس مسئلہ کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ ثابت کر دونگا کہ لوگوں سے اس مسئلہ پر قرآن شریف سے ہی روشنی ڈالی ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ مسیح بن باپ کے نہیں بلکہ باپ سے پیدا ہوا۔

یہ عبارت جناب میاں صاحب کی ہے جو تشحیذ الاذہان صفحہ ۱۶۷ بابت ماہ اپریل ۱۹۱۲ء نمبر ۴ جلد ۸ میں ہے۔

اور پھر جناب میاں صاحب موصوف اسی رسالہ کے صفحہ ۱۷۱ پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

اب میں ان لوگوں کا خیال بتلاتا ہوں جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح بن باپ کے پیدا نہ ہوئے تھے۔ بلکہ جس طرح سب دنیا پیدا ہو رہی ہے اسی طرح آپ کی بھی پیدائش تھی اور میری اس سے یہ غرض تھی کہ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے اور یہ کہ بعض لوگ آپکے باپ کے قائل ہیں۔

(۳) شریعت اسلام سے ثابت کرو کہ جو مسیح علیہ السلام کو باباپ مانیں وہ اسلام سے خارج کئے جائیں۔ یا خلفا کے منکروں کی طرح فاسق اور کافر قرار دیئے جائیں۔

[یہ تحریر قادیان میں منجانب جماعت انصار اللہ بہ ثبت دستخط علمائے قادیان حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی سرور شاہ صاحب۔ مولوی اسمٰعیل صاحب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ وغیرہ۔ رسالہ اظہار حقیقت کے صفحہ ۲۳ پر شائع ہوئی۔]

(۴) بحوالہ کتاب منیتہ والامل فی شرح ملل والنحل تصنیف امام احمد بن یحیےٰ المرتضیٰ جو فرقہ زیدیہ کے ایک بہت بڑے عالم ہیں۔ فرقہ باطنیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"وانکرھا کون عیسےٰ بن غیر اب۔ یعنے وہ عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے کے بھی منکر ہیں۔

(تہذیب الاخلاق صفحہ ۳۸۲ جلد اول جس میں نواب محسن الملک بہادر کے مضامین ہیں)

حالاتِ کشمیر

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب قبلہ)

مسٹر موئیل ہور وزیر ہند کے تازہ اعلان سے جو اخبارات میں شائع ہوا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کشمیر اصلاحات نافذ کرنے کے لئے بے تاب اور گلینسی کمیشن کی رپورٹ پر عمل درآمد کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور کہ شیخ محمد عبد اللہ کی گرفتاری کی وجہ محض مسلمانان ریاست کو باامن رکھنا تھا۔ لیکن وہاں کے حالات اس کے بالکل خلاف ہیں۔ حکام ریاست نے کوئی ایسی واضح کوشش نہیں کی جس سے پتہ لگ سکے کہ وہ اصلاحات کے نفاذ کے لئے تیار ہیں دونوں ملاؤں کا جھگڑا ابھی بدستور قائم ہے اور شیخ محمد عبد اللہ کی گرفتاری سے صورت حالات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی جیسا کہ پریزیڈنٹ ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن سرینگر کے تازہ اعلان سے ظاہر ہے۔

میں اس دفعہ ارادہ کرنے کے باوجود کشمیر نہ جا سکا۔ لیکن میں نہایت اشتیاق سے سول ملٹری۔ ایسٹرن ٹائمز اور دیگر اخبارات میں حالات کشمیر کا مطالعہ کرتا رہا۔ اخبار "لائٹ" مورخہ ۲۴ر جون میں سرینگر کے ایک نامہ نگار نے تمام واقعات کو بالترتیب بیان کیا ہے علاوہ ازیں "انقلاب" مورخہ ۱۵ر جولائی میں لاہور کے ایک معزز اہالی کا جوان دنوں کشمیر میں مقیم ہے۔ حالات حاضرہ پر سرینگر سے ایک بیان شائع ہوا ہے۔ اس میں بیان کردہ امور کے مطالعہ کے بعد میں اس رائے پر پہنچا ہوں کہ اگر امن عامہ کے لئے کسی شخص کی حراست ضروری تھی تو وہ میرواعظ محمد یوسف تھا نہ کہ شیخ محمد عبد اللہ۔

اصل بنا ءِ فساد

کشمیر میں میرواعظوں کی دو شاخیں ہیں جن کا ذریعہ معاش ہی وعظ کہنا ہے اور ان دونوں میں دیرینہ رقابت ہے۔ اور آپس کا عناد جتنا ترقی کرتا ہے اتنی ہی ان کی آمدنی ترقی کرتی ہے اس لئے واعظوں نے ہمیشہ ان گروہوں کی جن میں اکثر جہلا ہیں، خلیج اختلاف کو وسیع کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ جھگڑے برسوں سے جاری ہیں اور بسا اوقات لوٹ۔ مار قتل و غارت تک نوبت پہنچی ہے۔

شیخ محمد عبد اللہ کا تعلق صرف اسی قدر ہے کہ انہوں نے ان سادہ لوحوں کو ان کی نادانیوں اور ان کے عواقب سے آگاہ کر دیا۔ آپ نے ہمیشہ اتحاد و یگانگت اور صبر و امن کی تلقین کی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو ملاؤں کے معتقدین گھٹنے شروع ہوئے اور ان کی آمد کو نقصان پہنچا۔ میرواعظ ہمدانی نے جو دیگر ذرائع معاش بھی رکھتا تھا اس کی چنداں پروا نہ کی۔ لیکن میر محمد یوسف شیخ محمد عبد اللہ کے سخت خلاف ہو گیا اور اس کے مذہبی عقائد اور اصلاحات کے متعلق لوگوں میں شبہات پیدا کرنے لگا۔

شیخ محمد عبد اللہ

شیخ محمد عبد اللہ کا رویہ شروع ہی سے صلح کل اور امن پسند رہا ہے۔ ہر دو فسادات کے بعد شیخ صاحب نے دونوں پارٹیوں کے درمیان صلح کرا دی۔ یہ محض ان کی غیر حاضری (بطرف پنجاب و جموں) کا باعث تھا کہ صورت حالات نازک ہو گئی۔ اب تیسری مرتبہ کشمیری پنڈتوں نے بھی میرواعظ کا ساتھ دیا اور اس کے محلہ میں خوب بدامنی پھیلی۔ ناکردہ گناہ راہگیروں کو صرف اس شبہ میں کہ وہ عبد اللہ کے فریق سے تعلق رکھتے ہیں زخمی کیا گیا اور لوٹا گیا اور حکومت نے حالات پر قابو پانے کی مطلق کوشش نہ کی۔ شیخ محمد عبد اللہ نے حکومت کو متنبہ کر دیا کہ اگر ایک ہفتہ کے اندر اندر امن پیدا نہ کیا گیا تو پھر وہ خود دخل انداز ہو کر حالات کی اصلاح کرینگے۔ اور فریق مخالف کے بھڑکائے ہوئے فتنہ کو فرو کریں گے۔

شیخ محمد عبد اللہ نے ایک مصالحتی انجمن قائم کی جس میں تمام اقوام کے نمائندوں کو شامل کیا۔ اور انہیں نزاکت حالات کا احساس کراتے ہوئے صلح کی تلقین کی نتیجہ یہ ہوا کہ کشمیری پنڈتوں کے اکابر نے اپنی قوم کو مسلمانوں کے مذہبی امور میں مداخلت سے روکا اور انہوں نے علی الاعلان اس بات کا اعتراف کیا کہ شیخ محمد عبد اللہ کے متعلق لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور پریزیڈنٹ کشمیری پولیٹیکل کانفرنس نے صاف طور پر شیخ محمد عبد اللہ صاحب کی ایمانداری اور ان کے خلوص و استقامت کا اعتراف کیا اور اپنی قوم کو ان کے جاری کردہ اصلاحی کام میں حائل ہونے سے منع کیا۔

مصالحتی انجمن نے شیخ عبد اللہ اور میرواعظ محمد یوسف کو آئندہ فیصلہ تک ایک دوسرے کے خلاف وعظ کہنے سے روکا۔ شیخ عبد اللہ نے اس حکم کی تعمیل کی مگر محمد یوسف نے اس کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے محلہ سے باہر تک فتنہ پھیلانا شروع کیا جس کے نتیجہ میں کئی دفعہ فساد ہوا۔ کئی آدمی زخمی ہوئے۔ اور ایک بوڑھا قدر والا جو شیخ عبد اللہ کا معتقد تھا شہید ہو گیا۔ حکومت نے پھر بھی کوئی دخل نہ دیا۔ حالانکہ اسے بار بار کہا گیا کہ فتنہ انگیزوں کو قابو کرے۔ مرحوم کے جنازہ میں ایک لاکھ کے قریب مرد و زن شریک ہوئے جو نہایت ہی پرامن طریق سے خانقاہ تک پہنچے اور شیخ محمد عبد اللہ نے وہاں ایک تقریر کر کے ان کو تسلی دی اور ان کے مجروح جذبات پر مرہم رکھا۔

حکام کشمیر

اگر حکام کشمیر واقعی صلح و امن پیدا کرنا چاہتے تھے تو ان کو چاہیئے تھا کہ جب تک فساد بالکل فرو نہ ہو جاتا میرواعظ محمد یوسف کو رہا نہ کرتے۔ دوسرے فساد کے بعد اسے گرفتار کیا گیا تھا۔ لیکن وہ تین دن بعد ہی بغیر کسی ضمانت و تحفظ کے اسے رہا کر دیا گیا۔ اور وہ بڑے دلیرانہ طریق پر اس امر کا اعلان کرتا تھا کہ اسے غیر مشروط طور پر بغیر کسی ضمانت کے رہا کیا گیا ہے۔ حالانکہ چاہیئے تھا کہ اس وقت اسے پھر گرفتار کیا جاتا اور بغیر ضمانت کے رہا نہ کیا جاتا۔ ذمہ دار حکام نے شیخ عبد اللہ کو تو گرفتار کر لیا لیکن محمد یوسف کو فتنہ انگیزی کے لئے مطلق العنان کر دیا۔ اور یہ حکام کی بہت ہی غیر دانشمندانہ اور ناقابل عفو حرکت ہے۔

کشمیری کانفرنس جس میں جموں و کشمیر ہر دو صوبجات کے نمائندے شریک تھے۔ انسپکٹر جنرل پولیس سے ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ ملے تھے انہوں نے اس بات کا ذمہ لیا کہ وہ تمام مسلمانوں کو باامن رکھیں گے۔ انسپکٹر جنرل نے وعدہ کیا کہ جب وہ اس مطلب کا ایک سرکلر تمام لوگوں کے نام جاری کر دینگے تو شیخ محمد عبد اللہ کو رہا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے فوراً سرکلر شائع کر دیا لیکن دوسری جانب سے ایفائے عہد نہ ہوئی۔ اب ۲۸ر جون سے حکام کی طرف سے ایک اور وعدہ ہے کہ چھ ہفتہ بعد شیخ محمد عبد اللہ کو رہا کر دیا جائے گا۔ اس طرح کے وعدے وعید اور تاریخ رہائی کو طول دیئے جانے کا اور تو کوئی نتیجہ نہ ہوگا سوائے اس کے کہ لوگوں میں حکومت کا اعتبار اٹھ جائے۔ اور ان میں بے صبری اور بے چینی پیدا ہو۔ ہجرت کی تحریک اور جنگلی کمیٹی اسی بے چینی اور عدم اطمینان سے پیدا ہوئی ہیں۔

ہز ہائنس مہاراجہ صاحب کشمیر

ہمیں معلوم ہے کہ مہاراجہ صاحب کشمیر ایک نہایت مہذب اور شریف انسان ہیں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اپنی رعایا کی امداد کریں اور انہیں اصلاحات سے متمتع فرمائیں۔ جب مہاراج اصلاحات دینے کو تیار ہوں اور رعایا انہیں قبول کرنے کے لئے بے تاب ہو۔ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ حکام ریاست کیوں دخل اندازی کرتے ہیں کیا مسلمانوں کے دو گروہوں کا تفرقہ اس بات کی وجہ ہو سکتی ہے کہ اصلاحات نافذ نہ کی جائیں؟ اور پھر شیخ محمد عبد اللہ کا مطالبہ بھی تو یہی ہے کہ فی الحال گلینسی کمیشن کی سفارشات پر ہی عمل کیا جائے۔ نہ معلوم پھر اس قضیہ کو کیوں طول دیا جا رہا ہے؟ میرواعظوں کی باہمی نااتفاقی تو ایک مدت سے چلی آتی ہے۔ اور اگر حکام میں سے چند اشخاص نے ایک پارٹی کی پیٹھ نہ ٹھونکی ہوتی تو یہ جھگڑا کبھی کا ختم ہو گیا ہوتا۔ ہز ہائنس کو اپنی غریب رعایا پر رحم کرنا چاہیئے اور شیخ محمد عبد اللہ کو رہا کر کے صورت حالات کو بہتر بنانا چاہیئے علاوہ ازیں شیخ عبد اللہ کو اگر جلد رہا نہ کیا گیا تو اس کا غریب لوگوں پر بہت برا اثر پڑے گا۔ آج کل ہی تو موسم ہے جب غریب تجار اور دستکار سال بھر کے لئے روزی کماتے ہیں۔ اور جب ان کا رہنما جیل میں ہو اور ملک میں نیم مارشل لا جاری ہو تو بیچارے غریب لوگوں کی ترقی کی کیا امید ہو سکتی ہے؟ پس ہز ہائنس کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنی فیاضی کا ثبوت دیتے ہوئے شیخ صاحب کو رہا کریں اور ملک میں امن و امان بحال کریں۔

وزیر ہند اور حکومت ہند

صحیح صورت حالات اور حقیقت پر مبنی واقعات تھے جو اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ اب حکومت ہند اور وزیر ہند کا فرض ہے کہ وہ موجودہ بدامنی کے وجوہ اور شیخ عبد اللہ کے خلاف الزامات کا ثبوت طلب کریں۔ نیز مسلمانوں کی چیخ پکار اور حکام کے متشددانہ رویہ اور عورتوں پر لاٹھی چارج وغیرہ مظالم کے متعلق تحقیقات کریں۔ اور اس استبداد کے وجوہ اور حالات کا جائزہ لینے کے لئے آزاد تحقیقاتی کمیشن مقرر کریں۔

برطانوی ہند کے مسلمان

میری عاجزانہ رائے یہ ہے کہ کشمیری مسلمان بحالات موجودہ ہجرت کے خیال کو ترک کر دیں۔ ورنہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے مصائب میں اضافہ کریں گے۔ انہیں چاہیئے کہ اصلاحات کے نفاذ کے لئے اور شیخ صاحب کی رہائی کے لئے پرامن سرگرمیاں جاری رکھیں۔ ایفائے عہد کرانے کی پوری کوشش کریں۔ نیز ہندوستانی مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے کشمیری بھائیوں کی مالی اور اخلاقی امداد کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔ انہیں چاہیئے کہ پانچوں نمازوں میں خدا تعالےٰ سے دعا کریں اور نصف رات کو اٹھ کر تہجد کے وقت بالخصوص اپنے بھائیوں کی مشکل کشائی کے لئے دعا کریں۔ خدا کی بارگاہ میں تو کوئی چیز ناممکن نہیں۔ اور اسی ذات کو طاقت ہے کہ حکام ریاست و مہاراجہ بہادر اور جناب وائسرائے ہند کے دلوں کو اس بات کی طرف مائل کر دے کہ وہ ہمارے کشمیری بھائیوں کو ان مصائب سے جنہیں وہ صدیوں سے مبتلا ہیں رہائی بخشنے۔ آمین

بھدرواہ (کشمیر) کی وتل قوم کا اعلان

بخدمت جناب مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

جناب عالی گزارش ہے کہ فدریان کے آبا و اجداد نامعلوم زمانہ سے مسلمان پابند صوم و صلواۃ چلے آتے ہیں۔ مگر چونکہ کثیر نیان کار صفائی وہ باعث جرم مردہ کرتے ہیں بدیں وجہ مسلمان قدیم الایام سے فدریان سے نفرت کرتے رہے اور جو سلوک اہل ہنود اچھوت اقوام سے کرتے ہیں اس سے بڑھ کر نفرت کا سلوک کثیر یاں سے کیا جاتا رہا۔

ابتداً تو ہمارے آبا و اجداد یہی سمجھتے تھے کہ شاید اس نیچ پیشے کے باعث اسلام نے تنفر جائز رکھا ہو اس لئے انہوں نے کوئی احتجاج اس کے متعلق نہ کیا۔ لیکن جب ان کو اس امر کا علم ہوا کہ مسلمانوں کا یہ تنفر نادرست ہے تو انہوں نے واویلا کیا بلکہ ہمارے دادا صاحب علمائے کشمیر کا فتویٰ بھی لے آئے۔ جو نقل از یں خدمت عالی میں ارسال کیا جا چکا ہے۔ مگر اس پر بھی کوئی توجہ نہ ہوئی۔ علاوہ ازیں جب کبھی کوئی پیر یا مولوی صاحب اس علاقہ میں قدم رنجہ فرماتے تو ہم اپنی معروضات پیش کرتے۔ مگر عوام کی مخالفت کے خوف سے کسی کو ہمارے ساتھ پوری پوری ہمدردی کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اب ہماری خوش قسمتی سے جناب کے مبلغ شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی اتفاق سے یہاں تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے دو تقریریں اسلامی مساوات۔ اور اسلام کے عالمگیر مذہب کے متعلق کیں۔ چنانچہ ہم نے بھی سنا۔ خیال پیدا ہوا کہ ہم بھی قسمت آزمائی کر دیکھیں۔ چنانچہ ہم نے ایک درخواست اس مضمون کی کہ ہم سے مسلمان نفرت کرتے ہیں ہماری اس نفرت کو دور کیا جاوے۔ گرنتھی صاحب کے پیش کی۔ جو خدمت عالی میں پہنچ چکی ہے۔ اس پر گرنتھی صاحب نے تقریروں کے ذریعہ اخبارات کے ذریعے مختلف علماء کے فتاوی منگا کر غرضیکہ ہر ممکن کوشش سے مسلمانوں کے دلوں سے ہمارے متعلق صدیوں سے جمے ہوئے زنگ کو صیقل کر دیا۔ اب خدا کا شکر ہے کہ مسلمان ہم سے بالکل چھوت چھات یا نفرت نہیں کرتے۔ ہمیں مذہبی تفضیلات و تحقیقات سے چنداں تعلق نہیں البتہ ہم یہ ضرور جان چکے ہیں کہ جناب کی **انجمن اس زمانہ میں نہایت سرگرمی اور تندہی سے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں اسلام پاک کے صحیح عقائد کی تبلیغ کر رہی ہے اور بالخصوص ہم جیسی گری ہوئی اقوام کو اٹھانے میں دم عیسیٰ سے کم نہیں لہٰذا ہم جناب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے آپ کو جناب کی انجمن سے منسوب کرتے ہیں۔ ہم حضرت مرزا صاحب قادیانی کو اس صدی کا مجدد اور اسلام کا سچا خیر خواہ تسلیم کرتے ہیں**۔ ہم یہ بھی اقرار کرتے ہیں کہ گو ہم نہایت درجہ غریب ہیں تاہم فی گھر ایک روپیہ سالانہ اشاعت اسلام کے لئے ملک غلام مصطفیٰ صاحب کی معرفت مرکزی انجمن لاہور کو بھیجتے رہیں گے نیز گزارش ہے کہ فدریان کی رہبری کے لئے ہر سال حضور اپنا کوئی مبلغ ضرور بھیجتے رہیں۔ فدریان

منور الدین۔ اسد اللہ۔ احمد۔ رستم۔ سکندر۔ عزیز۔ غلام محمد۔ عمر الدین گلوف غلام محمد۔ غفار۔ محمد۔ غفار۔ سلطان ولد منور سکنہ تہلورین علاقہ بھلیہ تحصیل بھدرواہ (انہیں سے دو آدمیوں نے دستخط کئے ہیں باقی کے نشان انگشت لگائے)

اخبار سلسلہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ بھی ڈلہوزی میں بخیریت ہیں۔ ممدوح کا ایک قیمتی مضمون "اسلام میں تصوف کا مقام" پیش نظر اشاعت میں شائع ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کا ایک بلند پایہ مضمون "سر سید احمد خاں مرحوم اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب رح" موصول ہو چکا ہے۔ جو انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں پیش کیا جائے گا۔

—— جناب مرزا یعقوب بیگ صاحب قبلہ انشاء اللہ دو تین دن میں لاہور تشریف لے آئیں گے۔

—— جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی ۲۸ جولائی کو دو ماہ کے قیام کے بعد بھدرواہ سے بغرض تبلیغ جموں تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنے قیام بھدرواہ میں نہایت مفید کام کیا۔ گزشتہ ہفتہ وہاں ایک برہمن خاتون آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئیں۔ اسلامی نام رحمت بی بی رکھا گیا۔ دعا ہے خداوند کریم ہماری نومسلمہ بہن کو استقامت عطا فرمائے اور شیخ صاحب موصوف کو تبلیغ و خدمت اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آمین۔

—— عبد الشکور صاحب محصل اپنے دورے سے واپس آگئے ہیں۔

—— چودہری فضل داد صاحب محصل جالندھر۔ قصور۔ پٹی۔ کپورتھلہ۔ کلہ۔ سامانہ۔ پٹیالہ۔ مالیر کوٹلہ۔ لدھیانہ۔ پھلور۔ ناہے والا کے دورے پر برائے فراہمی چندہ تشریف لے گئے ہیں۔ احباب ان کی امداد فرمائیں۔

—— چودہری غلام باری انکم ٹیکس آفیسر کا تبادلہ لائل پور سے لاہور کو ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ ۱۰ اگست تک لاہور تشریف لے آئیں گے۔ چودہری صاحب موصوف نہایت مخلص احمدی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے لئے یہ تبادلہ مبارک کرے۔

—— شیخ عبد اللطیف صاحب خلف الرشید شیخ غلام قادر صاحب گنیلا انچارج ریلوے کی اہلیہ تا حال لعارضہ بخار علیل ہیں۔ شیخ صاحب اور ان کے متعلقین اس وجہ سے سخت تشویش میں ہیں۔ احباب خاص طور پر اس عزیزہ کی صحتیابی کے لئے دعا کریں۔

—— مورخہ ۲۶ ہاڑ سمت ۱۹۹۰ مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۳ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام شاخ بھدرواہ کا جنرل اجلاس بمکان جناب منشی رسول ملک صاحب رئیس اعظم منعقد ہوا جس میں قریباً تمام احباب جماعت شامل تھے۔ مندرجہ ذیل امور طے پائے۔

(۱) عہدہ داران کا نیا انتخاب حسب ذیل ہوا:۔

صدر۔ ملک غلام محمد صاحب خلف الرشید منشی رسول ملک صاحب

نائب صدر۔ چودہری غلام احمد صاحب گنائی۔

سکرٹری۔ خواجہ عبد الخالق صاحب ٹھول۔ اسسٹنٹ سکرٹری ملک غلام رسول صاحب خطیب۔ محاسب ملک غلام مصطفیٰ صاحب۔ خزانچی۔ خواجہ عبد الرزاق صاحب گنائی۔ محصل۔ خواجہ حبیب اللہ صاحب و خواجہ عبد المجید صاحب ٹاک۔ آنریری مبلغ مولوی غلام محی الدین و ملک غلام رسول صاحب

(۲) جملہ احباب نے حسب مقدور ماہوار چندہ کی ادائیگی کا وعدہ کیا ہے۔

(۳) آئندہ پروگرام :۔ اچھوت اقوام میں تبلیغ۔ دائل قوم کی اصلاح۔ اصلاح المسلمین کے متعلق ماہوار تبلیغی جلسے کرنا مرکز سے لٹریچر منگوا کر تقسیم کرنا۔ ایک لائبریری کا قیام۔

—— بکڈپو کی طرف سے احباب کو تقسیم کرنے کے لئے کچھ اشتہارات بھیجے گئے ہیں۔ وہ براہ کرم ان کو احتیاط سے تقسیم اور چسپاں کر دیں۔

—— متعدد خاندانی تعلیم یافتہ نوجوان احمدی لڑکیوں کے لئے موزوں رشتوں کی ضرورت ہے۔ زمیندار۔ ککے زئی۔ کشمیری۔ مغل۔ سید۔ تعلیم یافتہ اور برسر روزگار نوجوان فوراً درخواستیں بھیج دیں۔ اس سلسلہ میں تمام خط و کتابت جناب چودہری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے کی جائے۔

—— چودہری سردار خاں صاحب منیجر پیغام صلح کی اہلیہ کئی ماہ سے علیل ہیں۔ چند ہفتے سے تکلیف کچھ زیادہ ہو گئی ہے ان کی صحتیابی کے لئے قارئین پیغام صلح و بزرگان سلسلہ خاص طور پر دعا کریں۔

—— امسال مسجد برلن میں عید میلاد النبی کی مبارک تقریب نہایت شاندار طریق پر منائی گئی۔ مفصل کیفیت انشاء اللہ آئندہ پرچہ میں درج کی جائے گی۔

—— ہمارے محترم دوست جناب محمد حبیب الرحمٰن صاحب صادق آنریری مبلغ کلکتہ میں نہایت مفید کام کر رہے ہیں خداوند کریم ان کی کوششوں میں برکت دے۔ آئندہ ان کی سرگرمیوں کی مختصر کیفیت انشاء اللہ درج اخبار ہوتی رہے گی۔

—— گزشتہ ولایتی ڈاک میں جناب بیرن کا مکتوب موصول ہوا ہے۔ ہندوستان سے تشریف لے جانے کے بعد آپ نے وی آنا اور ٹریسٹ (آسٹریا) میں قیام فرمایا۔ اب اپنی جاگیر پر تشریف لے گئے ہیں۔ ان کی خاندانی مشکلات بدستور موجود ہیں۔ نیز ان کی بیگم صاحبہ بھی علیل ہیں۔ احباب ان کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ جناب بیرن نے تمام احباب جماعت کو سلام لکھا ہے۔

—— جناب بشیر احمد صاحب دیوانہ آنریری مبلغ اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ عید میلاد النبی پر مچھیوال ضلع لدھیانہ میں ایک جلسہ بصدارت صوبیدار سردار پاکر سنگھ صاحب پنشنر منعقد ہوا جس میں صاحب صدر اور سنت بابو نہال سنگھ صاحب نے سیرت نبوی پر تقریریں کیں۔ موخر الذکر مقرر نے فرمایا کہ بابا نانک صاحب کا رسول کریم پر کامل ایمان تھا۔ لہٰذا سکھوں کو بھی ان کی عزت کرنی چاہئے۔ علاوہ ازیں شیخ جہان محمد صاحب نومسلم اچھوت نے بھی تقریر کی اور کہا کہ آج ہم جو مسلمانوں کے ہم رتبہ ہو گئے ہیں یہ حضرت نبی کریم کی تعلیم کا کرشمہ ہے۔ جلسہ میں حاضرین کی تواضع مٹھائی اور شربت سے کی گئی۔

جلسہ میں نومسلم حضرات نے ایک قرارداد کے ذریعے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اپنا آنریری مبلغ بھیجا۔ جو ہماری تربیت و امداد میں کوشاں ہے۔ سکھ حاضرین میں "ہادی عالم" کے گورمکھی ترجمہ کی ۱۰۰ کاپیاں تقسیم کی گئیں۔

—— جناب بشیر احمد صاحب دیوانہ کی صحت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ حکومت جاپان کا ایک تجارتی وفد ہندوستان آنے والا ہے جناب دیوانہ کا ارادہ ان کو تبلیغ کرنیکا ہے موصوف جاپانی زبان سے بخوبی واقف ہیں احباب اسکے متعلق کوئی مفید مشورہ دے سکتے ہوں تو معرفت جناب محمد منظور الٰہی صاحب جائنٹ سکرٹری انجمن مطلع فرمائیں۔

جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات اسلامی کا اعتراف

مسلمانوں کا ایک خود غرض طبقہ آج کل جماعت احمدیہ کے خلاف طرح طرح کی بہتان تراشی اور دریدہ دہنی سے کام لے رہا ہے اگر وہ ملاں ہیں تو مساجد کے ممبروں پر اور وعظوں میں ہمیں گالیاں دینا کار ثواب سمجھتے ہیں - اگر وہ اخبار نویس اور لکچرار ہیں تو اخبار کی زیادہ فروخت اور اپنی ہردلعزیزی کا راز ہماری مخالفت کرنے میں سمجھتے ہیں - اصل حقیقت یہ ہے کہ اولیا و اللہ کی حقیقی قدر اور ان کے معارف ہمعصر لوگوں سے عموماً مخفی رہتے ہیں - اور ان سے صرف ان کو فتوے کفر کا صلہ ہی ملا کرتا ہے - جوں جوں زمانہ گزرتا جاتا ہے اور لوگ ان کے حالات اور کلمات کا مطالعہ کرتے ہیں توں توں ان کی قدر بڑھتی جاتی ہے - یہی واقعات اس صدی کے مجدد کے ساتھ پیش آئے - ملانوں اور دوسرے خود ستا لوگوں نے آپ کی پوری پوری مخالفت کی اور کر رہے ہیں - لیکن نتیجہ کیا نکلا - اور کیا نکل رہا ہے - کہ مسلمانوں میں سے جو لوگ خدا کا خوف دل میں رکھ کر آپ کی کتب کا مطالعہ کرتے اور آپ کی جماعت کی بے غرضانہ خدمات اسلامی کو دیکھتے ہیں - انہیں آپ کی سچائی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے بلکہ بیسے اصحاب سلسلہ میں شامل ہو جاتے ہیں - یہی حقیقی راز جماعت احمدیہ کی ترقی کا ہے - ملاں - بازاری لکچرار اور اخبار نویس ہزار سر پٹکیں چونکہ ان کی ساری باتیں ہوائی ہوتی ہیں - اور سگریٹ کے دھوئیں کی طرح ہوا میں اڑ جاتی ہیں - ان کے پیچھے عمل اور نیکی کا کوئی حصہ نہیں ہوتا - اس لئے وہ ہر میدان میں خائب و خاسر رہتے ہیں اور اپنی ناکامی کو دوسروں کے سر تھوپا کر کے اپنے نفس اور دوسرے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں - ہم چاہتے ہیں کہ عنوان بالا کے ماتحت ان مسلمانان ہندوستان کے خطوط کا اقتباس باقاعدہ درج کرتے رہیں - جو اتنی مخالفت کے باوجود ہماری جماعت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ ہمارے مخالفین کی تمام کوششیں ان کی نظر میں کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتیں -

ن - ع - ضلع گجرات

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا ریزولیوشن متعلق اصلاح ائمہ مساجد اور جماعت احمدیہ کا عملی اقدام اخبار پیغام صلح میں پڑھ کر بے اختیار زبان سے تحسین نکلی - اور بہت سے احباب کو قائل ہونا پڑا کہ اس وقت دنیائے اسلام میں جماعت احمدیہ ہی واحد تبلیغی انجمن ہے جو باتیں نہیں بناتی بلکہ ہر وقت اپنا عملی نمونہ پیش کرتی ہے - آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس نے کاغذی گھوڑے دوڑانے تھے وہ دوڑ چکے - اور اب کانفرنس والے خواب خرگوش سے کبھی بیدار نہ ہوں گے - اور لم تقولون ما لا تفعلون کی وعید قرآنی بھی ان میں جنبش نہ پیدا کرے گی - اور اس مفید اور نہایت ضروری تجویز پر اگر عمل پیرا ہو گی تو وہ جماعت جس کو علمائے زمانہ کے دربار سے کافر ہونے کا معزز خطاب حاصل ہو چکا ہے - اے کاش مسلمان چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر کے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی خدمات میں رفاقت اختیار کرتے اور اگر رفاقت نہیں کر سکتے تھے تو اس کے راستہ میں روڑے اٹکانے ہی سے باز آ جاتے - تو آج تک ملک کی سیاسی زندگی میں اکثریت اور اقلیت کا توازن بہت حد تک درست ہو چکا ہوتا -

آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کی تجویز تمام منظم جماعتوں کی قولی و عملی خاموشی اور جماعت احمدیہ کا دلیرانہ اقدام دیکھ کر بے اختیار قلب میں حرکت پیدا ہوئی اور "جماعت احمدیہ ایک غیر احمدی کی نظر میں" کے عنوان سے ایک مضمون لکھ رہا ہوں جو مکمل ہونے پر انشاء اللہ العزیز اخبار پیغام صلح میں اشاعت کے لئے جناب کی وساطت سے بھیجوں گا - وباللہ التوفیق -

ع - ر - صوبہ مدراس

مہربانی فرما کر احمدیت کے متعلق ہر قسم کا لٹریچر مجھے بھیجدیں حضرت مسیح موعود کی تالیفات کا پہلا ایڈیشن اگر مل سکتا ہو تو اس کی بہت ضرورت ہے - اگر آپ کے پاس ایسی کتب فروخت کے لئے نہ ہوں تو اگر کوئی دوست فروخت کرنا چاہے تو میں خرید کروں گا - میں گزشتہ چار پانچ سال سے آپ کا اردو انگریزی لٹریچر مطالعہ کر رہا ہوں - حضرت مرزا صاحب کی کتب کی بہت ضرورت ہے - ضرور کسی سے دریافت کر کے اطلاع دیں - تاکہ قیمت بھیجکر منگوا لوں -

ع - ن - ضلع فیروزپور

آپکو علم ہے کہ بندہ آپ کا لٹریچر مدت سے پڑھ رہا ہے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے حضرت مرزا صاحب مجدد اعظم کے طفیل سے راہ ہدایت دکھلائی - اگرچہ میں ایک مدت سے احمدی ہو چکا تھا - لیکن بعض خانگی معاملات میرے سد راہ تھے - سو میں نے رشتہ داروں کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار شروع کیا - پہلے تو انہوں نے کچھ توجہ نہ کی - لیکن آہستہ آہستہ ان پر بھی سچائی نے غلبہ کیا - اور مجھے اجازت دی گئی کہ بیعت کر لوں اور عوام کی غلطیوں کو دور کرنے کی سعی کروں - سو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے عوام کے دلوں سے بہت سے خیالات فاسدہ دور ہو گئے - اور وہ میرے ہمخیال بن گئے ہیں - اس لئے اب میں بھی ڈنکے کی چوٹ احمدی ہونے کا اعلان کرتا ہوں - اور بیعت کا ارادہ رکھتا ہوں - میں نے خدمت دین کا تھوڑا سا کام بھی شروع کیا ہے - لیکن میری واقفیت محدود ہے بیان القرآن کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں - جو ٹریکٹ آپ شائع کیا کریں مجھے بھیجدیا کریں - تاکہ میں گاؤں کے زمینداروں میں پھیلا کر ان میں صحیح خیالات پھیلا سکوں -

م - ت - از بہار

میں لمبی رخصت پر تھا - اس لئے خط و کتابت کا موقع نہ مل سکا - ہمارے ایک افسر ہندو ہیں - جو اکثر مجھ سے مذہب اسلام کے متعلق گفتگو کرتے رہتے ہیں - نہایت قابل آدمی ہیں - اس لئے آپ کو پتہ بھیجتا ہوں - ان سے براہ راست اسلام کے بارہ میں خط و کتابت کریں - اس زمانہ میں آپ لوگوں کی محنت اسلامی تبلیغ و اشاعت باعث صد آفرین و فخر ہے کتابیں تو مذہب پر بہت ہیں - لیکن انگریزی میں ایسی عمدہ کتابیں کہاں ہیں - غالباً وہ دوست آپکو براہ راست خط لکھینگے ان کو مناسب لٹریچر بھیجدیں جس سے ان کے دل پر اسلام کا اثر بیٹھ جائے - باقی ان معاملات کو آپ خود بہتر جانتے ہیں -

م - ا - پٹیالہ

بدقسمتی سے گزشتہ جلسہ سالانہ پر بوجہ علالت نہ آ سکا اس دفعہ انشاء اللہ ضرور ارادہ آنے کا ہے - کل ع - ر - خاں صاحب یہاں آئے تھے - میں بیان القرآن مطالعہ کر رہا تھا - خاں صاحب نے جب اسے دیکھ کر پڑھا تو مجھ سے حالات دریافت کئے جس پر میں نے سلسلہ احمدیہ کی خدمات اسلام کا مفصل ذکر کیا اور جو ٹریکٹ موجود تھے وہ دیئے - انہوں نے فرمایا کہ آج تک انہیں سلسلہ احمدیہ کی خبر ہی نہ تھی - نہ یہ معلوم تھا کہ حضرت مرزا صاحب کون تھے - کہاں پیدا ہوئے - کیا دعویٰ کیا - انہیں بھی سلسلہ سے بہت محبت ہو گئی - انشاء اللہ وہ بھی جلسہ پر آئیں گے ان کے گاؤں کے اردگرد کے قصبات میں کسی کو احمدیت کے متعلق کوئی علم نہیں - آپ ان کو رسائل بھیجیں اور خط و کتابت کریں - بڑے سمجھدار رئیس ہیں - انشاء اللہ شامل سلسلہ ہو جائیں گے -

سی - ایچ صوبہ مدراس

مجھے اپنی انجمن کی اگزیکٹیو کمیٹی کی طرف سے ہدایت ہوئی ہے کہ آپ حضرت مرزا صاحب کے دعاوی اور تعلیمات پر ہمیں مفصل طور پر آگاہ کریں - کیونکہ ہماری انجمن کے ممبروں کی اکثریت آپ کا قیمتی لٹریچر پڑھ کر احمدی خیال کی ہے بعض ملا کچھ شرارت پھیلانا چاہتے تھے - لیکن حق کے سامنے ان لوگوں کی کیا پیش جا سکتی ہے - مہربانی کر کے بیعت کی فارم جلد بھیجکر مشکور کریں -

حوالی بی - برہما

آپ کا اسلامی لٹریچر پہنچا - جس کے لئے میں نہایت مشکور ہوں - آپ کی جماعت کی خدمات اسلامی کا وہی شخص اندازہ لگا سکتا ہے - جو آپ کی کتب کا مطالعہ کرے - میرے دل میں آپ کے عظیم الشان کام کی نہایت وقعت بیٹھ گئی ہے اور میں آپ کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہوں -

---

ہماری تبلیغی ڈاک

البانیہ

حاجی محمد شعبان صاحب شیخ طریقہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں سب طرح سے خیر و عافیت ہے۔ اس خط کے ہمراہ اپنا فوٹو حسب الطلب بھیج رہا ہوں۔ میری طرف سے حضرت امیر اور تمام بزرگان جماعت احمدیہ کی خدمت میں سلام مسنون پہنچا دیں۔ اور حضرت امیر اور دیگر بزرگان و برادران کے حالات سے مطلع فرمائیں۔ میں مشکور ہونگا اگر آپ حضرت امیر کا فوٹو مجھے بھیجدیں اور ممکن ہو تو تمام بزرگان سلسلہ کا بھی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو تمام دنیا میں اشاعت اسلام کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ اور ملائکہ کے ذریعہ آپ کی تائید فرمائے اور آپ کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرے (حاجی صاحب ایک معمر بزرگ اور رحمانی سلسلہ کے شیخ طریقہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی عربی تالیفات کا مطالعہ فرما کر معہ اہل و عیال سلسلہ احمدیہ میں بیعت ہو گئے اور اپنے ملک میں اب سلسلہ احمدیہ کے شیخ طریقہ ہیں اور اپنے آپ کو بڑے فخر سے الحاج محمد شعبان التجانی ثم الاحمدی لکھا کرتے ہیں۔ عنقریب ان کا فوٹو شائع کر دیا جائے گا۔ مخالفین سلسلہ کے لٹریچر اور غالی فرقہ کے دلائل سے خوب واقف ہیں۔)

نائجیریا

مسٹر حمزہ ابراہیم صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کی چند اسلامی کتابیں ایک دوست کے ہاں دیکھنے کا اتفاق ہوا جو عیسائیوں اور غیر مسلموں کے مقابلہ پر ایک کامیاب ہتھیار ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھوں میں ایک زبردست آلہ ہیں۔ جس سے دشمنان اسلام سرنگوں کئے جا سکتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت و عمر میں برکت دے اور آپ کے وجود سے اسلام کو بہت بہت فائدہ پہنچے۔ میں ایک حقیر انسان ہوں اور اس لائق نہیں کہ آپ کی معزز جماعت کو خطاب کر سکوں۔ تاہم خدا و رسولؐ کی محبت مجھے اس بات پر آمادہ کرتی ہے۔ کہ آپ کو یہ خط لکھوں۔ مہربانی فرما کر اپنی تمام کتب کی مفصل اور مکمل فہرست مجھے بھیجدیں۔ نیز نو مسلمین کے نوٹ کے رسائل۔ تاکہ میں یہاں کے لوگوں میں اشاعت و تبلیغ دین کا کام کر سکوں۔

مسٹر محمد اگسٹو صاحب بیرسٹرایٹ لا لکھتے ہیں کہ مجھے ابھی آپ کی کتاب محمد اینڈ کرائسٹ ملی۔ میں اس کے دلائل پڑھ کر بہت خوش ہوا۔ اس لئے میں نے اس کا ترجمہ یہاں کی لوکل زبان یوروبہ میں کرنا شروع کر دیا ہے۔ تاکہ ان لوگوں کو جنہیں عیسویت کے نہایت ناواجب اور گندے اعتراضات... سننے اور پڑھنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ جو وہ حضرت نبی کریمؐ پر کرتے رہتے ہیں اور ان کے ذریعہ سے اپنے نبا دلی خدا کی برتری ثابت کرتے ہیں اصل حقیقت اور آنحضرت کا صحیح درجہ معلوم ہو جائے۔ مہربانی کرکے اطلاع دیں۔ کہ آپ کو اس ترجمہ کرنے میں کوئی اعتراض تو نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خدمت اسلام کے اس مفید کام کے کرنے کے لئے لمبی عمر عطا فرمائے۔

فرنچ سومالی لینڈ (ساحل بحیرہ قلزم)

برادر عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ شام سے ایک دوست یہاں تشریف لائے۔ ان سے مختلف مذاہب کے بارے میں تبادلہ خیال کرنے پر آپ کی جماعت کی تعلیم مجھے نہایت ہی پسند آئی۔ یہ نہایت مدلل اور مسلمانان عالم کے لئے بیحد مفید ہے۔ زمانہ موجودہ میں اس نے ان مسلمانوں میں جنہوں نے اسے قبول کیا ایک زندگی کی روح پیدا کر دی ہے اور وہ خدمت اسلام کے لئے بیحد قربانیاں کر رہے ہیں۔ مہربانی کرکے حضرت مسیح موعودؑ کی عربی کتب قیمتاً مجھے بھیجدیں۔ تاکہ اس علاقہ کے مسلمانوں میں پھیلا کر میں بھی خدمت دین میں حصہ دار بن سکوں۔ سلسلہ احمدیہ کو مسلمانوں میں پھیلانا انسانیت کی ایک بھاری خدمت ہے۔ جس سے اکثر لوگ محروم ہیں۔

سلسلہ میں شمولیت

جناب عبدالکریم صاحب احمدی پونچھ (کشمیر) سے بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ "جناب عبدالمجید صاحب پوسٹل کلرک نے جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت اختیار کی ہے" ہم اپنے اس نئے بھائی کا خلوص دل سے خیر مقدم کرتے ہیں خداوند کریم انہیں استقامت بخشے اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے آمین۔

بلڈانگا کا فساد اور ہندو پریس

ہمارے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں کہ آج تک جہاں بھی ہندو مسلم فساد ہوا ہے ہندو اخبارات میں ہمیشہ مسلمانوں ہی کو قصوروار اور ہندوؤں کو بے گناہ اور مظلوم ثابت کیا گیا ہے۔ ایک ایسے وقت پر جبکہ ہندو مسلم اتحاد کے لئے چاروں طرف سے کوششیں شروع ہیں اور ابھی چند روز ہوئے کہ کلکتہ میں اینٹی کمیونل لیگ کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں ہندو رہنماؤں نے پرجوش تقریریں کیں اور ساتھ ہی ہندو اخبارات میں مضمونوں کے صفحے سیاہ کئے گئے اور ہمیں امید پیدا ہو گئی کہ اب آئندہ ہندو پریس سے کسی قسم کی اشتعال انگیزی نہ کی جائے گی۔ لیکن افسوس ہے کہ چند دن بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ بلڈانگا کے ہندو مسلم فساد پر ہندو اخبارات نے بیک زبان وہاں کے مسلمانوں کو ظالم وحشی اور خدا جانے کیا کیا مشہور کرنا شروع کر دیا۔ اور ہندوؤں کو نہایت ہی مظلوم معصوم و بے خطا ثابت کر رہے ہیں۔

ہم گورنمنٹ کے ذمہ دار افسروں کی توجہ اس قسم کے اشتعال انگیز مضمون کی طرف مبذول کرنا چاہتے ہیں جو بلڈانگا کے ہندو مسلم فساد کے سلسلہ میں ہندو اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں۔ اس قسم کے اشتعال انگیز مضمونوں کے شائع ہونے سے خطرہ ہے۔ کہ دوسرے مقامات پر بھی کشمکش کا سلسلہ شروع ہو جائے۔ اور مقامی حکام کو چاہئے۔ کہ صحیح حالات اخبارات میں شائع کرا دیں۔ جس سے پبلک کو اطمینان ہو"

خاکسار

حبیب الرحمٰن صادق مسلم مشنری۔ کلکتہ

نوٹ { بلڈانگا بنگال میں ایک مقام ہے جہاں حال ہی میں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ اس کے متعلق مختصر خبریں پیغام صلح میں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ (مدیر)

تار کا پتہ۔ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلحُ خَیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۷ اگست ۱۹۳۳ء | نمبر ۴۵

قرآن کریم کے دو بڑے حکم

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

"قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں۔ ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزاسمہ۔ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی اور ان حکموں کو اس نے تین درجہ پر منقسم کیا ہے جیسا کہ استعدادیں بھی تین ہی قسم کی ہیں اور وہ آیہ کریمہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاۤءِ ذِی الْقُرْبٰی۔ پہلے طور پر اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو۔ ظالم نہ بنو۔ پس جیسا کہ بجز اس کے کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ کوئی بھی توکل کے لائق نہیں۔ کوئی بھی محبت کے لائق نہیں کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیومیت و ربوبیت خاصہ کے ہر ایک حق اسی کا ہے اسی طرح تم بھی اس کے ساتھ کسی کو اس کی پرستش میں اور اس کی محبت میں اور اس کی ربوبیت میں شریک مت کرو۔ اگر تم نے اس قدر کر لیا تو یہ عدل ہے جس کی رعایت تم پر فرض تھی۔

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اس کی عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متادب بن جاؤ اور اس کی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اس کی عظمت اور جلال اور اس کے حسن لازوال کو دیکھ لیا ہے۔

بعد اس کے ایتاءِ ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلف اور تصنع دور ہو جائے اور تم اسکو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہو جائے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی ماں سے محبت رکھتا ہے۔

اور دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع سے متعلق ہے اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو۔ اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو۔ اور انصاف پر قائم رہو۔"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپیل کے جوابات

قسط ہشتم

ڈاکٹر پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب	۲۵ روپیہ
میاں محمد سعید صاحب پنشنر ای اے سی جموں	۲۵ "
ڈاکٹر مہدی حسین صاحب شفا خانہ موہند	۲۵ "
ملک غلام سرور صاحب ایس ڈی او۔ پاراچنار	۲۵ "
ڈاکٹر عبد العزیز صاحب چارسدہ	۲۵ "
مولوی محمد رمضان صاحب نقشہ نویس پشاور	۵ "
ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب ٹیچر اسلامیہ ہائی سکول حال بجلورہ ضلع سیالکوٹ سابق راولپنڈی	۵ "
ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ معرفت عبد الشکور صاحب	۵ "
رانا اللہ بخش صاحب جھنگ مگھیانہ معرفت عبد الشکور صاحب	۱ روپیہ

جن صاحبان کی طرف سے تا حال نہ رقم آئی ہے نہ جواب وہ براہ مہربانی توجہ فرما دیں۔ اور اسی کو یاد دہانی تصور فرمائیں۔ یہ ۲۳ تک وصول شدہ رقم کی فہرست ہے۔

(آنریری افسر تحصیل)

جن احباب کے چندہ ہائے اخبار ماہ جولائی میں ختم ہو گئے ہیں وہ براہ کرم آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور فرمائیں۔

مینیجر

ہماری تبلیغی ڈاک

سیام

مولانا عرفان دہلان لکھتے ہیں کہ کچھ عرصہ سے خط نہ لکھ سکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آخر مارچ میں مجھے ایک انجمن کی استدعا پر ناکون سرتمرات جانا پڑا۔ جہاں تین ہفتے رہا۔ مسلمانوں کی تنظیم کے لئے دور دراز مقامات پر اکثر پیدل دورہ کرنا پڑا۔ ساحل سمندر کے کنارے کئی گاؤں ہیں۔ جن میں عموماً مسلمان ماہی گیر رہتے ہیں جو اسلام سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ ان کو تلقین اسلام کرنے کے لئے بعض وقت مجھے تیس تیس میل تک پیدل سفر کرنا پڑتا تھا جماعت کی استدعا پر عید اضحٰی کی نماز بھی میں نے پڑھائی اور اس لمبے سفر سے ۱۰ اپریل کو واپس اپنی جگہ پر آیا۔ ۳۰ اپریل کو یہاں کے مسلم سکول کا سالانہ جلسہ تھا جس کو کامیاب بنانے میں مجھے بھی حصہ لینا پڑا۔ اپریل کے آخر میں ملیریا سے سخت بیمار ہو گیا خدا نے آخر اپنا فضل کیا اور صحت ہو گئی۔

سیامی زبان میں نے اچھی طرح سیکھ لی ہے اور اسی میں اب خط و کتابت کر سکتا ہوں۔ اور مختلف لوگوں سے زبانی گفتگو بھی رہتی ہے۔ یہ قوم لامذہب ہے۔ خدا کا خوف ان میں مطلقاً نہیں جگہ جگہ بے حیائی کا چرچا ہے۔ جس میں سیامی مسلمان بھی گرفتار ہوتے جا رہے ہیں۔ اور بدھوں کی تقلید میں انہیں کی چال ڈھال اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ مسلمان عورتیں بھی بال کٹواتی ہیں۔ کوئی شخص بدھ اور مسلمان عورت میں فرق نہیں کر سکتا۔ ہندوستانی بھائی بھی ملکی رسم و رواج کے پابند ہیں۔ ان حالات میں اصلاح کا کام سخت دقت طلب ہے۔

البانیا

شریف پترا اور عجب نعلیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا خط پہنچنے سے ہمیں خوشی حاصل ہوئی خصوصاً اس بات سے کہ آپ نے ہماری درخواست حصول تعلیم دینی منظور کر لی ہے۔ ہم الفاظ میں اس کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ یہاں کے تمام سرکردہ مسلمان آپ کی اس ہمدردی سے بہت خوش ہوئے۔ آپ کی جماعت مسلمانوں کو متحد کر رہی ہے۔ اور ہماری قوم اب اپنے آپ کو اسلامی دنیا سے الگ تھلگ نہیں سمجھتی۔ آپ کی وہ تمام کوششیں جو آپ اتحاد اسلام اور ترقی اسلام کے لئے کر رہے ہیں ان ممالک میں عمدہ پھل لا رہی ہیں۔ اور انشاء اللہ ہمارے ملک، اور یونان، سرویہ کے مسلمان آپ کی ساتھ متحد ہو کر اسلام کی آئندہ ترقی میں ساعی ہونگے۔ آپ کے لٹریچر نے ان تمام ممالک کے مسلمانوں میں روح زندگی پیدا کر دی ہے احمدیت نے جو احسانات ہم پر کئے ہیں ہم ان کا پورا پورا بدلہ دینے سے قاصر ہیں لیکن ہم اپنی طرف سے خادم اسلام ہونے کا پورا پورا ثبوت دینگے

مصر

برادر ایم توفیق صاحب مصری لکھتے ہیں کہ آپ کا خط اور کتب مرسلہ پہنچ گئیں۔ یہ نہایت مفید اور عمدہ کتابیں ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا نیک بدلہ عطا فرمائے۔ میں نے آپ کا خط ایڈیٹر "الفتح" کے نام پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جواب نہایت معقول ہے۔ جرمن ترجمہ قرآن کی بڑی خوشی ہے۔ خدا اسے جلد تکمیل کو پہنچائے۔ مہربانی کر کے پروفیسر محمد عبداللہ صاحب کی واپسی جرمن سے مجھے اطلاع دیں تاکہ میں ان کو اسکندریہ یا پورٹ سعید میں مل سکوں۔ اس بات سے بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ آپ نے رسالہ اصول اسلام کا اطالین ترجمہ مفت تقسیم کے لئے چھپوا لیا ہے۔ اسی مقصد کا ایک رسالہ ہم نے بھی شائع کیا ہے جس کی ایک جلد ارسال ہے۔ اس بات سے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ یہاں ایک مرکز قائم کریں۔ تاکہ آپ کی اسلامی کتب سے لوگ روشناس ہوں۔ میں ہر قسم کی خدمت بجا لانے کو تیار رہوں گا۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم اسلام سے بیگانگت ہو رہی ہے۔ اور مذہب سے ایک تنفر پیدا ہو رہا ہے۔ اس لئے ان کی توجہ مذہبی علوم و کتب کی طرف کم ہے۔ میں آپ کو ایک فہرست ان مسلمانوں کی بھیجتا ہوں جو ممالک یورپ میں تبلیغ اسلام کے کام میں آپ کے معاون ہو سکتے ہیں۔ آپ ان سے خط و کتابت کرتے رہا کریں ہمیں سوئٹزرلینڈ میں ایک مرکز قائم کرنا چاہیئے۔ یہ جگہ ایک مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ جہاں سے چہار جانب اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام ہو سکتا ہے۔ کیا خوب ہو کہ آپ وہاں مسجد بنائیں۔ کیونکہ وہاں کے لوگ متعصب نہیں۔ جیسے دوسرے عیسائی ممالک کے لوگ ہیں آپ اپنے احباب سے اس بارہ میں مشورہ کریں۔ انشاء اللہ یہ امر اسلام کے لئے بڑی فتوحات کا باعث ہوگا۔ خدا مسلمانوں کو عیسائی مشنریوں کے دجالی فتنے سے بچائے۔ اور اپنے پاک دین کی اشاعت کی توفیق دے۔ کار و بار الفتح سے اطلاع دیا کریں۔ آپ کے خطوط سے میرے دل کو راحت ہوتی اور تقویت ایمانی پہنچتی ہے حضرت امیر و دیگر برادران کو السلام علیکم۔

جزیرہ فجی

مرزا مظفر بیگ صاحب شاطع لکھتے ہیں کہ ۱۸ مئی کی صبح کو ۹ بجے ہم بخیریت تمام فجی کی بندرگاہ سووا پہنچ گئے تھے۔ متعدد مقامات پر خوش آمدید کے جلسے ہوئے۔ صداقت اسلام و دیگر مضامین پر لیکچر ہوئے۔ خدا نے چاہا تو اشاعت اسلام کے لئے تعلیم یافتہ طبقہ مسلمانوں کا نہایت مستعدی سے ہمارا ساتھ دے گا۔ مقامی افسر نہایت عزت سے پیش آئے۔ اور امداد کا وعدہ کیا۔ فی الحال ہم خان صاحب رئیس فجی کی کوٹھی پر قیام ہے۔ آپ کے صاحبزادگان عبدالغفور اور عبدالرحمٰن صاحبان بڑے مخلص اور سرگرم نوجوان ہیں ماسٹر محمد عبداللہ صاحب معہ اہل و عیال راضی خوشی ہیں۔ ۲۴ تاریخ کو جہاز ملاکی سے لٹو کا جا رہا ہوں جہاں لیکچروں کا انتظام کیا گیا ہے۔

امریکہ

احمد ناجی صاحب لکھتے ہیں کہ میں اشاعت اسلام کے لئے ایک مضبوط مرکزی سوسائٹی کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ مجھ سے جہاں تک ہو سکتا ہے اپنی طرف سے خدمت دین میں سرگرم ہوں۔ یہاں ہم نے امریکن اسلامی سوسائٹی بنائی بھی ہے جس کے ممبر ابھی کم ہیں۔ لیکن انشاء اللہ ان میں ترقی ہو جائے گی۔ کیونکہ لوگ مالی مشکلات کے باعث سخت سرگردانی کی حالت میں ہیں۔ میں بہلک لائبریریوں کی ایک فہرست بھیجتا ہوں۔ انشاء اللہ اخبار کے لئے مضامین بھی بھیجا کرونگا۔ یہاں کے نومسلمین کی ایک فہرست مجھے بھیج دیں تاکہ ہم باہم ملکر تبلیغ اسلام کا کام کر سکیں۔

عراق

عزیزم سید نصدق حسین شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ مسلم کٹیکزم کے عربی ترجمہ کی طباعت وغیرہ کے اخراجات جن کا تخمینہ مبلغ ایک سو تیس روپیہ کیا گیا ہے۔ اخویم میاں جی عبدالرحمٰن سلیمان صاحب نے دینا قبول کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ برادر موصوف کو بہت بہت جزائے خیر دے۔

سال گزشتہ موسم گرما میں میاں جی صاحب کے ایک عرب دوست کے فرزند بغرض حصول تعلیم طبابت لندن تشریف لے گئے تھے انہی ایام میں ان سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ دوران ملاقات میں اکثر سلسلہ احمدیہ کی خدمات اسلامیہ کا ذکر رہا کرتا تھا۔ روانگی کے وقت کچھ اسلامی لٹریچر معہ ایک نسخہ انگریزی ترجمۃ القرآن بلا متن بطور ہدیہ ممدوح کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا جسے انہوں نے نہایت شکریہ کے ساتھ قبول کرتے ہوئے وعدہ کیا تھا کہ وہ ضرور اس کا مطالعہ کریں گے۔ اب انہوں نے اپنے والد کو لکھا ہے کہ لندن میں انگریزی ترجمہ قرآن کی مدد سے انہوں نے ایک انگریز کو مشرف با سلام کیا ہے۔ اس خوشخبری سے ان کے والد عبداللہ حمزہ صاحب از حد مسرور ہوئے۔ اور ہمیں بھی یہ مسرت انگیز خبر سنائی۔ نیز فرمایا کہ میرے لڑکے نے چار نسخے قرآن کریم انگریزی کے طلب کئے ہیں سو اسے بھجوا دیئے۔

کچھ عرصہ ہوا ایک ارمنی ڈاکٹر بنام انور سعید آفندی کو اسلامی لٹریچر برائے مطالعہ دیا گیا تھا۔ جسے انہوں نے بہت پسند فرمایا اس کے بعد ان کی خواہش پر اپنے ایک عزیز سے قرآن شریف کا انگریزی ترجمہ لے کر مطالعہ کے لئے دیا گیا۔ اب انہوں نے یہ اشتیاق ظاہر کیا ہے کہ ان کے لئے ایک کاپی قرآن کریم انگریزی منگوائی جائے۔ اس لئے ایک کاپی درجہ اول انگریزی قرآن قیمتی ۲۰/- بھیج دیں۔ قیمت ان سے وصول کر کے بھیج دی جائے گی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف انگریزی۔ فرانسیسی۔ اور عربی علوم پر کافی عبور رکھتے ہیں۔ آپ کا تعلق ایک اعلیٰ قبطین خاندان سے ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کا شرح صدر کر دے اور ان کو اسلام کے دامن سے وابستہ کر دے۔ آمین۔

اخویم ابراہیم آدم چوالی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ انہوں نے دوران سفر جہاز میں ایک خریدار الائٹ بہم پہنچایا ہے امید ہے صاحب موصوف نے چندہ روانہ کر دیا ہوگا۔ ان کا پتہ پہلے لکھ چکا ہوں۔

جاوا

اخویم مرزا ولی احمد بیگ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اس دفعہ ہم نے اپنے ڈچ رسالہ کا ایک خاص احمدی نمبر نکالا ہے۔ عنقریب یہ شائع ہونے والا ہے۔ گو یہ انجمن کے رسالہ "مذہبی انقلاب عظیم" کی ہو بہو نقل نہ ہوگی۔ لیکن اسی کی مانند ہوگا۔ جماعت احمدیہ کے تمام بزرگوں کے اس میں فوٹو دیئے گئے ہیں اور سلسلہ کے متعلق ہر ایک امر کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اور جملہ اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ اس کی تین سو کاپیاں ہالینڈ کے سرکردہ لوگوں میں مفت تقسیم کی جائیں گی اب ہمارا ایک اور سہ روزہ اخبار بنام "النور" بزبان سنڈانی جاری ہوا ہے یہ زبان مغربی جاوا کی ہے۔ اور جاوی زبان سے کچھ اختلاف رکھتی ہے۔ نمونہ کا پرچہ بھیجا گیا ہے۔ مہربانی کر کے چھ کاپیاں تازہ مسلم ریوائل کی بھیج دیں۔

الجیریا

محمد العربی صاحب لکھتے ہیں کہ پروفیسر ڈاکٹر حبیب اللہ پریذیڈنٹ برابن سے آپ کی جماعت کی خدمات اسلام کا علم ہوا جس سے نہایت خوشی حاصل ہوئی۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ مل کر کچھ خدمت اسلام کروں۔ اس لئے مہربانی فرما کر اپنے سلسلہ کا عربی لٹریچر مجھے مطالعہ کے لئے بھیج دیں۔ تاکہ میں اور میرے دوسرے دوست آپ کے مبارک کام میں شریک ہو سکیں۔ گو میں فرانسیسی جانتا ہوں لیکن عربی لٹریچر ہمارے لئے مفید ہوگا۔

(باقی برصفحہ ۷ کالم ۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم دوشنبہ ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۲ ہجری	نمبر ۴۵

مغربی تہذیب

ایک ہولناک دجّالی فتنہ

یورپ کی دجالی تہذیب الحاد و مادہ پرستی کی گود میں پلی ہے یہ مذہب و روحانیت کی دشمن اور بے حیائی و عریانی کی علمبردار ہے اس لعنتی تہذیب نے اخلاق فاضلہ کو تباہ کر دیا ہے۔ اس نے انسانوں کو درندے بنا دیا ہے۔ اس نے عورتوں کی شرم و حیا اور عصمت کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اس نے اولاد آدم سے اطمینان قلب کی دولت چھین لی ہے۔ یہ تہذیب دور حاضرہ میں انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے شیطان کا سب سے بڑا حربہ ہے۔ یہ ایک لعنت ہے۔ ایک قہر ہے۔ عذاب خداوندی ہے۔ طرح طرح کی خود غرضیاں۔ عیاشیاں "مہذب" اور "سائنٹفک" ورش بار اس تہذیب کی پیداوار ہیں۔ یورپ و امریکہ کی ظاہری شان و شوکت اور مادی ترقیوں کے فریب سے بچکر ذرا اصلیت پر غور کیجئے۔ تہذیب جدید کے ان مرکزوں کے قلب کو ٹٹولیئے اور اندرونی حالات کا مطالعہ کیجئے یقیناً آپ کو خود غرضی۔ مادہ پرستی اور بے حیائی و عیاشی کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔ ان ممالک کے باشندے خدا اور مذہب کے نام تک سے ناآشنا ہو رہے ہیں۔ وطن پرستی کے پردے میں خود غرضی کا بازار گرم ہے۔ مرد اور عورتوں کے درمیان خطرناک نوعی کشمکش شروع ہے۔ عورتیں اپنے اصل فرائض سے آنکھیں بند کر کے حقوق طلبی اور مردوں سے مقابلہ کے جنون میں مبتلا ہیں۔ چاروں طرف مادر پدر آزادی کا چرچا ہے۔ عصمت شعاری کے الفاظ عملی طور پر بے معنی ہو رہے ہیں۔ ان کے ہوٹل اور تھیٹر۔ ان کی پارکیں اور کلب۔ فواحش و زناکاری کے اڈے ہیں۔ ان کے سینما ہالوں اور آرٹ گیلریوں میں عریانی و بے حیائی کا چرچا ہے۔ شراب پانی کی طرح پی جاتی ہے۔ برتھ کنٹرول اور برہنگی کی اخلاق سوز تحریکوں کی تبلیغ نہایت زور سے کی جاتی ہے۔ غرضکہ ان ممالک میں اخلاقی و روحانی تباہی کا ایک آتشیں سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔

ہم میں سے بہت سے ہیں جو یورپ اور امریکہ کے اس روحانی انحطاط اور اخلاقی زبوں حالی پر حیرت کرتے ہیں اور ان کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں لیکن کیا مغربیت کے اس سیلاب میں تمام اسلامی ممالک اور خود ہندی مسلمان نہیں بہے جا رہے ہیں۔ کیا اس دجالی تہذیب نے ہمارے دل اور دماغ ہماری معاشرت اور تمدن۔ ہمارے قومی اداروں اور درسگاہوں ہمارے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں پر گہرا اثر نہیں ڈالا؟ کیا ہم اپنی مذہبی قومی روایات کو فراموش نہیں کر رہے ہیں؟ کیا ہم مادیت سے مرعوب نہیں ہوتے جا رہے ہیں؟ یقیناً ان تمام سوالات کا جواب اثبات میں ہے۔ حقایق خواہ کس قدر ہولناک کیوں نہ ہوں ان سے انکار مناسب نہیں۔ ہم یورپ کی اندھی تقلید کر رہے ہیں ہم بالکل اس کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ ہم اپنے ہاتھوں اپنی شاندار تہذیب کی بساط الٹ رہے ہیں۔ ہم خود اپنے تمدن کو تباہ کر رہے ہیں۔ ہمارے مردوں میں "صاحب" کی نقالی کا شوق ترقی کر رہا ہے۔ ہماری اکثر اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین یورپین لیڈیوں کی دلدادہ و ارلیس کر رہی ہیں۔ یہ ایک زبردست خطرہ ہے۔ ضرورت ہے کہ پوری توجہ اور ہمت سے مسلمانوں کو اس خطرہ سے بچایا جائے۔

حضرت مسیح موعود کے مشن کا ایک بہت بڑا مقصد الحاد و لامذہبی کی روک تھام اور اس کا مقابلہ ہے۔ دنیا الحاد و مادیت کی طرف جا رہی تھی۔ اہل مذاہب بھی اس سے بہت بڑی حد تک مرعوب ہو چکے تھے کہ حضرت مسیح موعود نے از سر نو مذہب و روحانیت کا علم بلند کرتے ہوئے اپنی پوری قوت سے اس رو کا مقابلہ کیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب اپنا کام انجام نہ دیتے تو دنیا لامذہبی کے طوفان میں غرق ہو چکی ہوتی۔ مجدد زمان کے مبارک مشن کو تکمیل تک پہنچانے کا فرض جماعت احمدیہ کے ذمہ ہے ہم الحاد و لامذہبی کے مقابلہ و انسداد کے بغیر اپنے فرائض سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ ہر وہ جماعت یا شخص جو اس مقصد کو لے کر میدان میں آئے اس کے لئے مغربی تہذیب کی مخالفت ضروری ہوگی۔ کیونکہ یہ تہذیب اور الحاد و لامذہبی لازم ملزوم چیزیں ہیں۔ اس لئے اس لعنتی تہذیب کا قلع قمع بھی ہمارا ایک ضروری اور مقدس فرض ہے۔ آج کل اکثر اسلامی طبقوں میں نوجوانوں کی مغرب زدگی کا رونا رویا جاتا ہے۔ اس کے متعلق مختلف تجاویز بھی سوچی جاتی ہیں لیکن عملی طور پر کچھ نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کام کو صرف ہماری جماعت ہی انجام دے سکتی ہے مسلمان قوم میں افراط تفریط کا فتنہ برپا ہے۔ ایک طرف تاریک خیال ملاؤں کا گروہ ہے جو انگریزی زبان کی تحصیل اور معمولی انگریزی لباس کے استعمال تک کو کفر کے قریب سمجھتا ہے۔ دوسری طرف "آزاد خیال" نوجوانوں کا وہ بے راہ رو طبقہ ہے جو مذہب کی بندش سے بھی آزاد ہوتا جا رہا ہے۔ ایک طرف غلط قدامت اور تاریک خیالی کا زور ہے دوسری طرف یورپ کی اندھی تقلید کا جنون ہے۔ ان حالات میں ایک ایسی شاہراہ کی ضرورت ہے جو مذہب کی اصلی روح اور منشا کے مطابق تعمیر کی جائے۔ اور مغرب زدہ نوجوانوں کو معقولیت سے اس شاہراہ کی طرف لایا جائے۔ ایک ایسے ماحول کی ضرورت ہے جو صحیح اسلامی عقائد و اعمال سے تیار کیا جائے جس میں افراط تفریط کے لئے کوئی گنجائش نہ ہو جس میں رسوم پرستی اور فرسودہ عقائد پر اصولوں کو ترجیح دی جائے۔ جس میں صحیح اسلامی معاشرت و تمدن کا جلوہ نظر آتا ہو۔ ان تمام خصوصیات کو احمدیت کی تعلیم پیدا کر سکتی ہے۔ احمدیت اسلام کی صحیح اور روشن تعلیم ہے۔ اس میں معقولیت ہے۔ اس کو ہر ایک صحیح الدماغ اور معقول آدمی تسلیم کر سکتا ہے۔ لہذا مسلمان قوم کو مغربی تہذیب سے بچانے کا واحد موثر ذریعہ احمدیت کی تبلیغ ہے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم خود سچے احمدی بنیں ہم میں سے ہر ایک کو پوری ایمانداری سے جائزہ لینا چاہیئے کہ وہ عملی طور پر احمدیت کا صحیح نمونہ ہے یا نہیں۔ اگر کوئی کمی اور کمزوری محسوس ہو تو اسے فوراً دور کرنا چاہیئے۔

دو باہمت پادری

جنوبی افریقہ کے صحرا میں ایک مقام سیلا ہے جو دنیائے متمدن سے بہت دور اور بالکل الگ تھلگ ہے۔ بڑے بڑے شہروں اور قصبوں۔ ریل و تار وغیرہ کا اس علاقہ میں نام و نشان نہیں صرف آٹھویں دن ایک موٹر لاری سیلا کے قریب سے گزرتی ہے۔ وہی ڈاک لاتی اور لیجاتی ہے۔ بیرونی دنیا سے تعلق قایم رکھنے کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ افریقہ کی گرمی مشہور ہے۔ اس علاقہ میں دوپہر کے وقت درجہ حرارت ۱۲۰ درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اس دور دراز علاقہ میں جو بالکل ویرانہ سا معلوم ہوتا ہے۔ رومن کیتھولک عیسائیوں کا ایک شاندار گرجا اور باقاعدہ مشن سالہا سال سے قایم ہے۔ ایک بوڑھا فرانسیسی پادری اور اس کی ماتحتی میں کئی بوڑھی اور ایک جوان راہب عورتیں یہاں کام کر رہی ہیں۔ ایک کامیاب مدرسہ بھی جاری ہے۔ جس میں افریقی لڑکوں کو باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ اس مشن کی بیس شاخیں اردگرد کے علاقہ میں قایم ہو چکی ہیں۔ اور اس کی کوششوں سے نو ہزار افریقی عیسائی ہو چکے ہیں۔

اس گرجا اور مشن کی بنیاد اس طرح قایم ہوئی کہ ایک نوجوان فرانسیسی کیتھولک پادری سیمین نے آج سے تقریباً ۵۰ سال قبل عین عالم جوانی میں اس سرزمین پر قدم رکھا اور عیسائیت کی تبلیغ کے شوق میں اس ویرانہ میں قیام کا ارادہ کر لیا۔ کل چار رفیق ساتھ تھے۔ لیکن وہ اس وحشت خیز جگہ سے گھبرا کر چلے گئے۔ اب پادری سیمین بالکل اکیلا رہ گیا۔ لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور ایک سال تک بالکل تن تنہا اس جگہ مقیم رہا بندوق ساتھ تھی شکار مل گیا تو پیٹ میں ڈال لیا ورنہ فاقہ۔ ایک سال کے بعد ایک دوسرے پادری والف آکر شریک ہوئے گرجا کی عمارت کی بنا ڈالی گئی۔ ان دونوں باہمت آدمیوں نے معمار۔ مزدور۔ بھشتی۔ مستری وغیرہ کا سارا کام خود انجام دیا۔ کچھ فاصلہ پر ندی تھی۔ صرف وہاں سے پانی مل سکتا تھا۔ ندی کے کنارے اپنے ہاتھ سے دو لاکھ اینٹیں پکائیں۔ جس گاڑی پر اینٹیں لاد کر لاتے اس پر کل چار سو اینٹیں ایک وقت میں لد سکتی تھیں۔ پورے پانچ سو چکر میں انہیں منزل مقصود تک پہنچائی گئیں۔ چونے کے ساڑھے تین سو بورے سو سو میل کے فاصلہ سے لانے پڑے۔ اس طرح سات برس کی مدت میں گرجے کی عمارت تعمیر ہوئی۔ انہی کوششوں کا یہ ثمر ہے کہ اس لق و دق جنگل میں عیسائیت کا ایک کامیاب و منظم تبلیغی نظام موجود ہے۔

شکوۂ بیجا

اس گرجا کے مفصل حالات نثال ایڈ و ڈرمانسر (ڈربن) کی ایک تازہ اشاعت میں شائع ہوئے ہیں۔ جس کا خلاصہ درج کرتے ہوئے معزز معاصر "سچ" رقمطراز ہے:-

"ہمارے علما اور مشائخ۔ ہمارے واعظین اور مبلغین، خبر کو سن رہے ہیں؟ سنینگے بھی تو یقین کتنے کرینگے؟ صحابہؓ نے حق کی تبلیغ کی راہ میں اس سے کہیں بڑھ بڑھ کر مشقتیں اٹھائیں۔ حق کو پھیلا گئے۔ صوفیوں کے سرتاج معین الدین چشتیؒ نے جان ہاتھ دھو پر فوت دشمنوں کے ملک میں آکر قیام کر لیا۔ جب دنیا سے اٹھے تو دار الکفر کہنا چاہئیے کہ دار الاسلام بنا چکے تھے۔ آج صحابہؓ کے جانشینوں اور تصوف کا نام لینے والوں کا کیا حال ہے؟ پھر اگر نتائج بھی اسی کے مطابق نکل رہے ہوں تو کسی کو حیرت کیوں؟"

ہمارے معاصر نے جو کچھ لکھا بالکل صحیح اور جن جذبات سے متاثر ہو کر لکھا وہ لائق صد احترام ہیں۔ در اصل مندرجہ بالا الفاظ ایک پر درد شکوہ ہیں لیکن افسوس ہم اس کو ایک شکوۂ بیجا کہنے پر مجبور ہیں۔ ہمارے معاصر نے جن علماء اور مشائخ اور واعظین و مبلغین کو مخاطب کیا ہے ان میں تبلیغ اسلام کا شوق و جذبہ ہے نہ لیاقت و ہمت۔ ان کی حیثیت ایک جسم بے جان سے زیادہ نہیں۔ خود کوئی کام کرنا تو بڑی بات ہے۔ وہ تو ہمیشہ کام کرنے والوں کو ستاتے اور بدنام کرتے رہتے ہیں۔ خادمان اسلام کی تکفیر و مخالفت کو سب سے بڑی خدمت اسلام سمجھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ اس جماعت نے جو عظیم الشان کام کیا ہے اور کر رہی ہے اس سے کوئی انصاف پسند اور باخبر انسان انکار نہیں کر سکتا ہے لیکن علما اسی جماعت کے سب سے زیادہ درپے آزار ہیں۔ ہماری بہت سی طاقت اور وقت علما کے حملوں کی مدافعت میں ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر یہ لوگ ہماری راہ میں حائل نہ ہوتے تو آج تک احمدی مبلغین دنیا کے ان گوشوں اور خطوں میں مصروف تبلیغ دکھائی دیتے۔ جہاں اب تک کسی پادری کا قدم بھی نہیں پہنچا۔ موجودہ حالت میں بھی ہماری طرف سے کسی نہ کسی ذریعے سے دنیا کے تمام ممالک میں تبلیغی کام ہو رہا ہے۔ بہت سی جگہ مشن قائم ہیں۔ بعض جگہ آنریری مبلغ اور باہمت ممبر مصروف تبلیغ ہیں۔ جہاں یہ انتظام بھی نہیں وہاں خط و کتابت اور لٹریچر کی تقسیم کا سلسلہ جاری ہے۔

مندر بطور سینما ہال

سنا ہے کہ کالج پارٹی کی ایک آریہ سماج اپنا مندر تعمیر کر رہی ہے جسے بیس سال کے لئے بطور سینما ہال کرایہ پر دے دیا جائیگا۔ سینما ہالوں میں آج کل شراب فروشی۔ شراب نوشی۔ بے حیائی۔ بازاری عورتوں کے ناچ۔ عام طور پر ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس سماج مندر میں ہوا کرے گا۔ بعض آریہ اخبارات اس پر خواہ مخواہ شور مچا رہے ہیں۔ حالانکہ ناٹک ہندو تہذیب کا لازمہ ہے۔ سینما در اصل ناٹک ہی کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ ناٹک اور ناچ تو آریوں کی مردانہ بلکہ زنانہ درس گاہوں میں بھی ہوتے ہیں۔ پھر سماج مندر کو سینما ہال بنانے میں کیا حرج ہے جو اس پر چیخ پکار کیا معنے؟

یہ ہے جماعت احمدیہ اور برلن مسجد کے متعلق شرمناک بہتان سازی کرنے والے آریوں کی اپنی حالت!

مبارک عزم

جناب بشیر احمد صاحب دیوانہ ہماری جماعت کے ایک پرجوش۔ صالح اور کارکن نوجوان ہیں۔ آج کل ضلع لدھیانہ میں اچھوتوں میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں۔ ان کی مساعی کے نتائج اکثر پیغام صلح میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ آپ کو جاوی ڈچ۔ جاپانی وغیرہ زبانوں میں کافی واقفیت ہے۔ اور عرصہ تک جاوا۔ سماٹرا وغیرہ ممالک میں مقیم رہے ہیں۔ جیسا کہ قارئین کرام کو اخبارات کے ذریعے معلوم ہو چکا ہوگا کہ حکومت جاپان کا ایک تجارتی وفد حکومت ہند سے گفت و شنید کے لئے ہندوستان آنے والا ہے۔ غالباً ماہ ستمبر کے وسط یا آخر تک شملہ پہنچ جائے گا۔ ہمارے اس پرجوش مبلغ کا ارادہ اس وفد تک پیغام حق پہنچانے کا ہے۔ جس کی اطلاع ہم گزشتہ اشاعت کی اخبار احمدیہ میں بھی دے چکے ہیں۔ یہ ایک نہایت ہی مبارک عزم ہے۔ ہم اس میں کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ اس کوشش سے جاپان میں تبلیغ اسلام کی کوئی نئی راہ کھل جائے۔ اس سلسلہ میں جناب دیوانہ کو احباب کے مفید مشورے درکار ہیں۔ اس کے متعلق انہوں نے درخواست بھی کی ہے۔ امید ہے جماعت کے تمام افراد نے جناب دیوانہ کی درخواست پر توجہ فرمائیں گے تمام خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے:-

جناب بشیر احمد صاحب دیوانہ۔ معرفت جناب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

قبائل سرحد پر بم بازی

سرحد پر آجکل جو صورت حالات پیدا ہو گئی ہے اس سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں۔ سیاسی معاملات پر اظہار رائے "پیغام صلح" کے دائرۂ عمل میں شامل نہیں اس لیئے ہم اب تک اس بارہ میں خاموش رہے۔ چند روز سے حکومت نے بعض قبائل سرحد پر بم بازی شروع کر رکھی ہے۔ یہ ایک ایسا فعل ہے جس پر نہ صرف ہندوستان بلکہ انگلستان کے بعض حلقوں میں بھی ناراضگی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ متعدد دیسی اخبارات نے حکومت ہند کے اس اقدام پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے اس کو تدبر و مصلحت اور انسانی ہمدردی کے خلاف تبلایا ہے۔ قبائل کی شورش کا انسداد بے شک ضروری ہے۔ لیکن ہوائی جہازوں کے ذریعے بم بازی ہی اس کا واحد علاج نہیں جن بستیوں اور قبائل پر بم برسائے جاتے ہیں ان میں جنگجو مردوں کے علاوہ عورتیں بچے اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں۔ ہوائی جہاز تو ابھی کل استعمال ہونے لگے ہیں لیکن حکومت انگریزی سرحد پر طویل عرصہ سے قابض ہے۔ جس طرح پہلے بم بازی کے بغیر قبائل کی شورشوں کو فرو کیا جاتا رہا ہے کیا وہی طریق اب استعمال نہیں کئے جا سکتے ہیں؟ یہ امر قابل ذکر ہے کہ تخفیف اسلحہ کانفرنس میں ہوائی جہازوں کے ذریعے بم بازی کی کلی ممانعت کی تجویز پر خاص طور پر غور کیا گیا اور اغلب ہے یہ تجویز منظور کر لی جائیگی آخر اس وقت بھی حکومت انگریزی اس طریق کو ترک کرے گی۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ مصلحت و تدبر کے پیش نظر آج ہی اسے خیرباد کہہ دیا جائے۔ امید ہے ارباب حکومت اس مخلصانہ مشورہ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔

"ہندوؤں کا علم جہاز رانی"

ویسے تو ہندو قوم کو بہت کمال آتے ہیں۔ لیکن فرضی اور بے حقیقت افسانوں کو مستند تاریخی واقعات کا رنگ دینے میں اس کو جو ملکہ حاصل ہے اس میں دنیا کی کوئی قوم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے۔ ہندوؤں کے نزدیک افسانہ اور تاریخ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات وہ اپنے افسانوں کو تاریخی واقعات کے طور پر پیش کر دیتے ہیں۔ اور دوسروں کی مستند تاریخوں کو افسانہ قرار دے کر اپنی بدذوقی اور علمی بے مائیگی کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔

"آریہ گزٹ" کے لالہ مالک رام جی نے اخبار مذکور کی ایک تازہ اشاعت میں مندرجہ بالا عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جس میں فرماتے ہیں کہ قدیم ایام میں ہندو قوم جہاز رانی اور جہاز سازی کے فن سے واقف تھی۔ اور عظیم الشان جہاز تیار کر کے بڑے بڑے بحری سفر کیا کرتے تھے۔ جنگی اغراض کے لئے بھی جہاز استعمال کئے جاتے تھے۔ غرضیکہ اسی قسم کی بہت سی گپیں ہانکی گئی ہیں اور اس سارے افسانہ کی بنیاد سنسکرت کالج کلکتہ کے کتب خانہ کی ایک کرم خوردہ کتاب پر رکھی گئی ہے۔ بیشک ہندو جہاز سازی اور جہاز رانی کے فن میں بڑے ماہر تھے۔ غالباً اسی مہارت فن کا اثر تھا کہ ہندوؤں کی مستند مذہبی کتب میں "سمندر یاترا" کی سخت ممانعت ہے۔ اور ہزاروں سال تک ہندوؤں کو ساحل ہند کے آگے قدم رکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آج بھی راسخ العقیدہ ہندو بحری سفر کو مہا پاپ سمجھتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہندو قوم "عالم خیال" ہی میں جہاز تعمیر اور استعمال کرتی تھی۔

سنا ہے کہ لالہ مالک رام جی کو بھوج پتر پر لکھی ہوئی کچھ اور کرم خوردہ کتابیں ہاتھ آگئی ہیں۔ اور وہ ریسرچ میں مصروف ہیں اور عنقریب ثابت کر دینگے کہ ہندو قوم سینما۔ ریل گاڑی ہوائی جہازوں۔ آٹومیٹک مشینوں۔ وغیرہ تمام ایجادات سے واقف تھی اور یہ تمام چیزیں ان کے ہاں استعمال ہوتی تھیں مگر صرف عالم خیال میں۔ محمود غزنوی اور محمد غوری کے حملوں میں سب کچھ تباہ ہو گیا۔ ہم لالہ جی کے انکشافات کے شوق سے منتظر رہیں گے آخر سوامی دیانند جی مہاراج کے پیرو ایسی حرکتیں نہ کریں تو اور کیا کریں؟

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب قبلہ ۵ اگست کو ڈلہوزی سے لاہور تشریف لانے والے تھے۔ لیکن راستہ کی خرابی کی وجہ سے رک گئے۔

— جناب مولانا احمد صاحب قبلہ کے بھائی مولانا محمود صاحب کا جوان صاحبزادہ ۱۸ سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ انا للہ... مرحوم نہایت صالح نوجوان تھا۔ ہمیں اس حادثہ عظیم میں مولانا محمود صاحب۔ مولانا احمد صاحب قبلہ و دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سیدّ احمد خاں مرحوم اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ

ایک غلط الزام کی تردید

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

اعتراف

سب سے پہلے میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ سر سید احمد خاں مرحوم کی میرے دل میں عزت ہے۔ تعلیمی اور سیاسی رنگ میں جو کچھ خدمت انہوں نے مسلمانان ہندوستان کی کی ہے اس کا اعتراف نہ کرنا سراسر محسن کشی اور ناحق پرستی ہے۔ مجھے اختلاف اگر ہے تو ان کے بعض مذہبی خیالات سے ہے۔ کچھ شک نہیں کہ انہوں نے علمائے زمانہ کی نامعقول منطق سے تنگ آکر اپنی طرف سے یہ کوشش ضرور کی تھی کہ مذہب کو ایک معقول شکل دی جائے۔ لیکن چونکہ مذہب بعض ایسے باطنی امور پر مبنی ہے۔ جن کی حقیقت جب تک انسان خود اہل حال اور صاحب تجربہ نہ ہو اس میں غلطی لگ جانے کا زبردست احتمال ہے لہذا سر سید مرحوم کا ان امور میں غلطی کھا جانا کوئی بعید امر نہ تھا۔ مگر میں یہاں یہ بحث کرنا نہیں چاہتا کہ ان کے مذہبی خیالات کیا تھے اور ان میں کہاں کہاں غلطیاں تھیں اور کیوں انہیں غلطیاں کہنا درست ہے۔

ایک غلط الزام کی تردید

بلکہ مجھے محض یہاں ایک غلط الزام کی تردید مقصود ہے۔ جو بدقسمتی سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الرحمۃ پر دیا جاتا ہے۔ انہوں نے جب دعوئے مجددیت و مسیحیت کیا اور دنیا میں یہ اعلان کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گئے۔ اور ان کے بعض معجزات کو اس طریق پر ماننا جس طریق پر ہمارے علمائے زمانہ یا عام طور پر مسلمان مانتے تھے اور طرز تحریر میں معقولیت اور حکمت سے کام لیا تو ہمارے مولویوں نے جو سر سید احمد خاں مرحوم کو نیچری اور کافر قرار دے چکے تھے ناحق طور پر غل مچا دیا کہ مرزا صاحب نے علیگڑھ کے نیچری کی تقلید کی ہے۔ کیونکہ وہ بھی مسیح ابن مریم کی وفات کے قائل تھے۔ اور معجزات کے بھی قائل نہ تھے۔ گویا ان لوگوں کو حضرت مرزا صاحب کے کفر کے لئے یہ بھی ایک وجہ ملگئی کہ وہ ان کے زعم میں سید احمد نیچری کے ہم خیال بلکہ مقلد تھے۔

رامپور کا ایک واقعہ

چنانچہ ایک دفعہ موجودہ والی رامپور کے والد ماجد کے زمانہ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کا مباحثہ رامپور میں ہوا تھا جو وفد احمدیوں کا گیا تھا اس میں خواجہ کمال الدین مرحوم بھی شامل تھے۔ مباحثہ حیات و وفات مسیح پر ہو رہا تھا۔ یک مرتبہ نواب صاحب مرحوم بولے کہ خواجہ صاحب! سر سید علیگڑھ والے بھی تو وفات مسیح کے قائل تھے۔" (گویا انہوں نے اپنی طرف سے حضرت مرزا صاحب پر زد کی کہ یہ عقیدہ ایک ایسے شخص کا ہے جو علما کے نزدیک گمراہ اور کافر تھا) خواجہ صاحب مرحوم نے فوراً جواب دیا کہ ہاں حضور ہر ایک عقلمند آدمی یہی عقیدہ رکھیگا۔" اس پر نواب صاحب مرحوم بہت شرمندہ ہوئے اور کھسیانے سے ہو کر چپ ہو گئے۔

علما کا خلاف تقوےٰ طریق

اور یہی سچ ہے اگر ایک عقیدہ ایسا ہو جس پر دنیا کے بہت سے معقول اور صاحب علم لوگ متفق ہوں تو اس سے اس کی صداقت اور زیادہ واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ آج ہمارے بعض مشہور علما اپنی تصانیف میں مختلف عقائد مذہبی پر تائیدی رنگ میں بعض یورپین فلاسفروں کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ اور خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے بڑا تیر مارا۔ تو اگر حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ اور سر سید احمد خاں مرحوم آپس میں متفق ہو جائیں تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کس طرح درست ہو سکتا ہے کہ ایک دوسرے کا مقلد ہے۔ اور اگر ایسا کہنا درست ہے تو پھر ہم بھی حق رکھتے ہیں کہ یورپین فلاسفروں کی تائیدی آرا کو پیش کرنے والوں کی نسبت کہدیں کہ یہ لوگ ان کافر فلسفیوں کے مقلد ہیں جن میں سے بعض خدا کو بھی نہ مانتے تھے"۔ اپنے لیئے ناپنے کا پیمانہ اور رکھنا اور دوسرے کے لئے ناپنے کا پیمانہ دوسرا قرار دینا اور قرآن کریم کے وعید ویل للمطففین کو فراموش کر دینا یہ طریق تقویٰ اور حق پرستی نہیں۔

محسن کشی اور کتمان حق کی بدترین مثال

دراصل تعصب اور جہالت یا کبر اور نخوت یا حسد اور رقابت ایسی چیزیں ہیں جنھوں نے دنیا میں ہمیشہ محسن کشی اور کتمان حق کا ارتکاب بڑے بڑے آدمیوں سے بھی کروایا ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ نے مذہبی دنیا میں جو ہلچل ڈالی ہے اور اپنے جدید علم کلام اور اعلیٰ طریق استدلال سے تمام ادیان باطلہ پر اسلام کے غلبہ کو جس شان سے ظاہر کیا ہے اور ہر ایک دقیق سے دقیق مذہبی مسئلہ کو نہایت سادہ اور پر حکمت طریق پر حل فرمایا ہے وہ ایک اہل نظر اور صاحب انصاف سے پوشیدہ نہیں۔ وہی عیسائی اور آریہ فلسفی اور دہریہ جو کل تک اسلام پر منہ آتے تھے آج اس سے کنی کتراتے پھرتے ہیں۔ وہی اسلام جس کی زندگی کے لالے پڑے ہوئے تھے آج دہریت اور کفر کی سرزمین میں ایک فاتح کی حیثیت سے داخل ہو رہا ہے۔ مذہبی دنیا کے اس انقلاب کی تار دراصل حضرت مرزا صاحب کی قلم کی بیٹری میں ہی الجھی ہوئی تھی اور یہی وہ آسمانی بجلی تھی جس نے مذہبی دنیا میں اتنا عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا۔ اتنی بڑی خدمت اسلامی کو نہ صرف نظر انداز کرنا بلکہ جبراً اسے مٹانے کی کوشش کرنا کیا محسن کشی اور کتمان حق اور حسد اور رقابت کی بدترین مثال نہیں؟ جناب مولانا نذیر احمد دہلوی مرحوم فرماتے تھے کہ ایک دفعہ اہل تشیع نے اپنی کسی مجلس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر تبرے بازی کی۔ اہل سنت والجماعت بھی موجود تھے دونوں فریق میں لڑائی ہو گئی۔ اس ہنگامہ میں بہت لوگ مضروب اور مجروح ہوئے۔ مقدمہ ایک انگریز جج کی عدالت میں پیش ہوا۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا۔ وہ حیرت سے سنتا تھا کہ حضرت عمرؓ کو گالیاں دی گئیں اور ان پر نعوذ باللہ لعنتیں بھیجی گئیں۔ وہ بولا کہ ہمارے ہاں نیلسن اور ڈیوک آف ولنگٹن نے نپولین کو صرف ایک ایک لڑائی میں شکست دی تھی جس سے انگریز قوم کو نفع پہنچا تو وہ ہمارے ہاں قومی ہیرو گنے جاتے ہیں۔ اور قوم ان کی انتہائی عزت کرتی ہے۔ تو حضرت عمرؓ جنھوں نے ایران۔ روم۔ شام مصر فتح کیا اور وہاں مسلمانوں کی سلطنت قایم کر دی اور اسلام کی جڑیں قایم کر دیں ان کو گالی دینا یا برا کہنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اگر عمرؓ ہماری قوم میں پیدا ہوا ہوتا تو ہم اسے معبود بنا کر پرستش کرتے"۔

یہ محسن کشی کوئی نئی چیز نہیں

الغرض ہماری قوم کی محسن کشی کوئی نئی نہیں سینکڑوں سال سے چلی آتی ہے۔ کونسا خادم اسلام پیدا ہوا اور علمائے زمانہ نے اسے کافر نہ کہا۔ اور اس کی خدمات کا انکار نہ کیا تو حضرت مرزا صاحب اس سے مستثنےٰ کس طرح رہ سکتے تھے۔ عام طور پر تو علمانے انہیں کافر کہکر اپنے تعصب اور جہالت اور کبر اور نخوت کا ثبوت دیا۔ لیکن ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو مولویوں میں معقول پسند گنا جاتا تھا۔ خیال تھا کہ ادھر سے کچھ اعتراف حق ہوگا۔ لیکن حسد اور رقابت نے وہاں بھی کارفرمائیاں کیں۔ اور انہوں نے کہا تو یہ کہا کہ ان سے پہلے مولوی چراغ علی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی اور سر سید احمد خاں بھی یہی کچھ کر چکے ہیں۔ اور اس طرح حضرت مرزا صاحب کی خدمات کی تحقیر اور اسے مٹانے کی قابل افسوس کوشش کی۔ حالانکہ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ان بزرگوں کی کوششوں اور حضرت مرزا صاحب کی کوشش کی آپس میں نسبت ایسی ہی ہے جیسے چراغوں کے مقابل میں آفتاب۔ اندھیری رات میں فرداً فرداً لوگ چراغ جلاتے اور اپنی اپنی جگہ اس سے اندھیرے کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس کا اثر عالمگیر نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک محدود حلقہ میں خفیف سا اثر پیدا کرکے مٹ جاتا ہے لیکن جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اس آسمانی روشنی سے وہ تاریکی مٹ جاتی ہے۔ اور تمام عالم اس کی روشنی سے نفع اٹھاتا ہے۔ اسی طرح اگر فرداً فرداً کسی بزرگ نے کسی مسئلہ پر روشنی ڈالی یا کسی پادری یا آریہ کا کوئی جواب دیا تو وہ اس کتاب یا تحریر میں محدود ہو کر رہ گیا۔ اور اس نے ایک عالمگیر تحریک کی شکل اختیار نہ کی لیکن حضرت مرزا صاحب نے اسلام کی حفاظت و اشاعت اور ادیان باطلہ پر اس کے غلبہ کے کام کو اس شان سے اٹھایا کہ وہ ایک عالمگیر تحریک اور انقلاب کی صورت میں دنیا میں قایم ہو گئی۔ یہ ہوتا ہے خدائی کام! جو خدا کی طرف سے مرد آتا ہے اس کے ہاتھوں سے ایسا عالمگیر انقلاب رونما ہوتا ہے جو اپنے اندر خدائی نصرت کا نشان رکھتا ہے ع

صادقاں را دست حق باشد نہاں در آستیں

افسوسناک کتمان حق کا ارتکاب

کیا ہمارے حضرت نبی کریم صلعم سے قبل بعض موحد پیدا نہ ہوئے تھے جو حنفا کہلاتے تھے؟ کیا متعصب پادریوں نے نہایت نادانی اور شرارت سے یہ نہیں کہا کہ محمدؐ صاحب نے اسلام پھیلانے میں کوئی نئی بات پیدا نہیں کی اس سے پہلے عرب میں توحید کے قائل لوگ موجود تھے۔ لیکن ہر ایک انسان سمجھتا ہے کہ اگر دو چار موحد کوئی تھے بھی تو ان کی انفرادی کوششیں ناکام اور محدود ہو کر مٹ چکی تھیں برخلاف اس کے جو تحریک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اٹھی وہ دنیا پر چھا گئی۔ اور اس کے استحکام اور متمکن ہونے نے خدائی نصرت کی مہر اس پر لگا دی۔ پس حضرت مرزا صاحب کی خدمات کو یہ کہکر مٹانے کی کوشش کرنا کہ اس سے پہلے فلاں فلاں بزرگ نے بھی ایسی کوشش کی تھی ایک افسوسناک

کتمان حق کا ارتکاب ہے۔

احمدی محسن کش نہیں ہیں

ہم محسن کش نہیں ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ نہ صرف یہ بزرگ بلکہ اسلام میں ہمیشہ ایسے خادم اسلام ہوتے رہے ہیں جو اپنے اپنے وقت میں حالات زمانہ کے مطابق اسلام کی حفاظت و اشاعت کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ اور ان سب کی یہ خدمات ہمارے نزدیک قابل قدر اور لائق ستائش اور مستحق صد شکر ہیں۔ البتہ مولویوں کا طبقہ ہر ایک کے زمانہ میں انہیں کافر قرار دیتا رہا۔ اور ان کی بیش قیمت خدمات کا انکار کر کے محسن کشی کا ارتکاب کرتا رہا ہے۔ ہم کسی کی خدمت کا انکار نہیں کرتے بلکہ انکار کرنے والے کو محسن کشی کا مجرم قرار دیتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب سے پہلے کسی شخص نے اگر کسی مسئلہ میں وہی کہا ہے جو حضرت مرزا صاحب نے فرمایا تو یہ ہمارے حق پر ہونے کی ایک اور دلیل ہے۔ وفات مسیح کے مسئلہ میں ایک سر سید مرحوم کیا ہم تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسے بزرگ تلاش کرتے رہتے ہیں جو وفات مسیح کے قائل تھے۔ چنانچہ امام مالک اور امام ابن حزم کا عقیدہ وفات مسیح کا ہم بڑے فخر سے پیش کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس کی انی متوفیک کی تفسیر انی ممیتک ہم اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت ابوبکرؓ کا اس آیت کو پیش کرنا کہ ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ افائن مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم۔ کہ محمد نہیں ہے مگر اللہ کا رسولؐ آپ سے پہلے سب رسول گزر چکے اگر یہ بھی مرجائے یا مارا جائے تو کیا تم دین سے پھر جاؤ گے؟ اور تمام صحابہ کا اس آیت سے استدلال کر کے آنحضرت صلعم سے قبل کے تمام رسولوں کی وفات پر اجماع کرنا ہمارے لئے بین صداقت کی ایک دلیل ہے۔

پادریوں کی تقلید

ہم یہ تو نہیں کہتے کہ مرزا صاحب نے دین میں کوئی نئی بات پیدا کی ایسا کرنے والا تو بدعتی ہوگا۔ بلکہ ہمارا قول تو یہ ہے کہ مرزا صاحب نے وہ تمام صداقتیں جو قرآن اور احادیث صحیح میں مخفی تھیں یا امتداد زمانہ سے مستور ہو گئی تھیں اور جن کی جھلک کبھی کبھی کسی بزرگ کے ذریعہ نظر آجاتی تھی وہ سب صداقتیں باہر نکالکر اور جمع کر کے ہمارے ہاتھوں میں دیدیں۔ البتہ ان سب کا سینکڑوں سال کے مجموعہ اباطیل میں سے چھانٹ کر باہر نکالنا اور ایک جگہ جمع کرنا ممکن نہ تھا جب تک خدا کے الہام کی روشنی ان کے قلب پر نہ ہوتی۔ بالکل اسیطرح جس طرح پادری قرآن کریم کی بعض صداقتیں کتب سابقہ میں سے نکال کر دکھاتے اور دلیلیں بجاتے ہیں۔ کہ قرآن نے فلاں صداقت فلاں کتاب میں سے لی ہے۔ چنانچہ ایک کتاب ینابیع الاسلام انہوں نے لکھکر شایع بھی کی۔ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی ایک جگہ دعوت تھی۔ وہاں ایک عیسائی پادری بھی موجود تھا اس نے ینابیع الاسلام کتاب پڑھنے کے لئے حضرت مولانا مرحوم کو دی آپ نے کھانے سے قبل ساری کتاب پڑھ لی اور فرمانے لگے۔ کہ پادری صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں۔ اس کتاب کو پڑھنے سے میرا ایمان تازہ ہو گیا کس طرح کتب سابقہ میں سے جو ہزار ہا سال قبل پہلے دنیا میں آئیں اور جن میں ہزار ہا غلطیاں اور جھوٹ مل گیا۔ ان تمام تودہ ہائے اباطیل میں سے جن کا دنیا کے ہر گوشہ میں انبار لگا ہوا تھا حق اور صداقت کو چھانٹ لینا اور اس کا ایک گلدستہ بنا کر اور باطیل کی حق اور صداقتیں مہیا کر کے اور انہیں تکمیل پر پہنچا کر اہل عالم کے ہاتھ میں دیدینا یہ انسان کا کام نہیں ہو سکتا یہ خدا کا کام تھا۔ اور اس نے قرآن میں اعلان بھی کر دیا تھا کہ فیھا کتب قیمۃ یعنے جتنی ابدی صداقتیں اور محکم باتیں پہلی کتابوں میں مخفی تھیں سب کو قرآن میں جمع کر دیا گیا۔

حضرت مرزا صاحب کا کارنامہ

اسیطرح حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کو اصل قرآن اور سنت کی طرف لا نا چاہا اور ہر ایک غلط عقیدہ اور بگڑے ہوئے مسائل کی اصلاح کر کے اس اصل پر قائم کرنا چاہا جو قرآن اور سنت کی صحیح تعلیم تھی۔ البتہ طرز استدلال میں زمانہ کی ضرورت کے مطابق ہونا ضروری تھا۔ اس یونانی منطق کی ضرورت اب باقی نہ رہی تھی جو کبھی ہمارے مولویوں کے لئے مایۂ ناز تھی۔ اور جس کی ایک حد تک لغویت کا پول موجودہ فلسفہ اور سائنس کھول چکے تھے۔ اب تو زمانہ تھا مشاہدہ اور تجربہ سے استدلال کرنے کا۔ لفظی ایچا پیچی اور منطقی مغالطوں سے موجودہ زمانہ کے اہل علم لوگوں کی تشفی نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے آپ نے بھی انہی اصولوں پر اپنے علم کلام کی بنیاد رکھی اور کسی امر پر دلیل دینے میں ہمیشہ قرآن کے پیش کردہ دلائل سے کام لیا۔ یہی وہ بات تھی جس نے پادری عبداللہ آتھم کو مناظرہ میں عاجز کر دیا۔ آپ نے فرمایا وہ آسمانی کتاب کامل نہیں کہلا سکتی جو اپنے پیش کردہ عقائد اور اصولوں کے لئے دلائل خود نہ دے۔ اور اعتراض کے وقت دلیل کے لئے اپنے ماننے والوں کا منہ تکے اور ان سے بھیک مانگے۔ چنانچہ پندرہ دن کے متواتر مناظرہ میں آپ نے اس امر کا خاص اہتمام رکھا۔ کہ عیسائیت کے ابطال اور اسلام کی تصدیق کے لئے جس قدر دلائل بھی دیں سب قرآن سے دیں۔ اور بالمقابل پادری عبداللہ آتھم ایک دلیل بھی انجیل سے نہ دے سکا حضرت مرزا صاحب کا قاعدہ تھا کہ ہر مسئلہ پر قلم اٹھا لینے سے پہلے وہ قرآن کو شروع سے آخر تک ایک مرتبہ پڑھ جاتے تھے اور اس مسئلہ کے متعلق جس قدر آیات مل سکتی تھیں ان کو جمع کر کے ان پر نظر ڈالنے کے بعد تحریر فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے ان کی تحریر میں وہ زور ہوتا تھا کہ اہل خرد اور صاحب انصاف لوگوں کے دل ان کے سامنے جھک جاتے تھے۔ اور دشمنوں کے دانت کھٹے ہو جاتے تھے۔ قرآنی حکمت اور دلائل کے نور کے سامنے باطل کی تاریکیاں ٹھیر نہ سکتی تھیں۔ وہ خود بھی فرماتے ہیں۔

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال
سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے
نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار
سب کا دل آتش سوزاں سے جلایا ہم نے
دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے
آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
مصطفےٰ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت
ان سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

مجدد زمان کی نمایاں فتح

عقائد و ایمانیات کے معاملہ میں حضرت مرزا صاحب کو جتنی چاہیں مولوی لوگ گالیاں دے لیں بیشک اور متنازعہ فیہ مسائل میں جس قدر چاہیں آپ کو برا کہہ لیں۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ زمانہ کی رو اسی طرف بے اختیار ان علماء کو بہائے لئے چلی آرہی ہے۔ جس طرف حضرت مرزا صاحب نے ان کو لانا چاہا تھا وہ جو آپ کو الہام ہوا تھا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا مگر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔ خدا کے زور آور حملے کن کن رنگوں میں ہونگے اس کا صحیح علم تو اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لیکن ایک قسم کے حملے نو عیاں اور وہ ہیں سائنس و فلسفہ کے حملے جن کی زد پر آکر پرانے خیالات کے پابند علماء کی تو وہ گت بنتی ہے اور ان سے وہ وہ حرکات مذبوحی صادر ہوتی ہیں کہ ان کی بے کسی اور بے بسی پر رونا آتا ہے۔ ابھی حال ہی میں مسیح کی فضیلت اور حیات کے بارے میں دہلی کے اخبار "الجمعیۃ" اور بجنوری اخبار "مدینہ" میں مولانا فارقلیط صاحب اور مولانا عزیز بی اے صاحب کی گل افشانیاں جس قدر مضحکہ خیز تھیں ان پر سے پچھلے دنوں میں کسی قدر پردہ اٹھا چکا ہوں۔ یہ ان کی غلطی تھی جو انہوں نے پرانی لکیر پیٹنی چاہی تھی۔

سمجھدار علماء کی بزدلی

لیکن جو علماء اصل حقیقت کو سمجھتے ہیں وہ ان امور پر دم بخود ہیں وجہ یہ کہ اندر ہی اندر ان کے دل کھائے ہوئے ہیں ان میں نہ اتنی اخلاقی جرأت ہے اور نہ ان کی مولویت اور کبر و مشیخت اس امر کی اجازت دیتی ہے کہ وہ حق کا اعلان کریں اور مسیح کی وفات اور ان کے معجزوں کی اصل حقیقت کا اس رنگ میں کھلم کھلا اعتراف کریں جس سے آنحضرت صلعم کی شان اور فضیلت پر حرف نہ آئے۔ وجہ یہ کہ اس سے اسی مرزا کی صداقت ظاہر ہوتی ہے جسے وہ اپنی جہالت یا تعصب یا حسد و رقابت سے برا کہہ چکے ہیں۔ اور کافر قرار دے چکے ہیں منہ سے اعتراف نہ کریں لیکن وفات مسیح۔ ملائکہ۔ معجزات۔ معراج نبوی۔ حیات بعد الموت۔ جہنم کے ابدی نہ ہونے کا عقیدہ معقول طبقہ علماء میں اسی رنگ میں ڈھل چکا ہے جو آج سے چالیس برس پہلے حضرت مرزا صاحب نے پیش کیا تھا اور جس پر مولوی لوگ بہت سیخ پا ہوئے تھے اور سچ پوچھو تو زمانہ مار مار کر ہر مسئلہ میں اسی طرف لئے چلا آرہا ہے جس پر لوگوں نے اس مرد خدا کی توہین کی تھی۔ مرزا کا نام نہ لو اور شام وہ باتیں لوگوں کو سناؤ جو مرزا نے بتائی ہیں لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اور ہاتھوں کو چوم لیتے ہیں۔ لیکن اگر یہ کہدو کہ یہ باتیں مرزا نے سکھائی ہیں تو اول تو مانتے ہی نہیں اور اگر یقین دلا دو تو پتھر مارنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ اس غلط اور نفرت انگیز تصویر کی وجہ سے ہے جو مولویوں نے حضرت مرزا صاحب کی عوام کے دلوں پر نقش کر دی ہے ورنہ جو تعلیم مرزا نے سکھائی اس سے کون انکار کر سکتا ہے اور اس کے سوا آج فلسفہ اور سائنس اور مذاہب باطلہ کے جنگل میں کونسا محفوظ مقام ہے جہاں ایک مسلمان کا ایمان سلامت رہ سکتا ہے۔ اسی لئے خود بھی حضرت مرزا فرماتے ہیں

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگان دشت خار
اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

حضرت مرزا صاحب کا علم کلام قرآن پر مبنی ہے

پس حضرت مرزا صاحب کا علم کلام مبنی ہے قرآن پر اور قرآنی دلائل پر اگر مشاہدات و تجربات یا نیچرل فلاسفی سے

آپ استدلال کرتے ہیں تو وہیں تک جہاں تک وہ قرآن سے تطبیق کھاتا ہے اگر کسی کتب سابقہ یا تاریخ کا کوئی واقعہ یا کوئی فلسفہ یا سائنس کا مسئلہ قرآن سے تطبیق نہ کھاوے تو سرسید مرحوم کی طرح وہاں وہ قرآن کی آیت کی تاویل نہیں کرتے بلکہ قرآن کو مقدم کرکے اس پرانے تاریخی یا انجیلی واقعہ یا سائنس و فلسفہ کی غلطی کو واضح کرکے دکھاتے ہیں اور اس خوبصورتی سے استدلال کرتے ہیں کہ ایک قلب سلیم اس کے آگے بے اختیار جھک جاتا ہے وہ قرآن کی مخالف ہر ایک آواز کو رد کر دینے کے لئے تیار رہتے ہیں وہ دنیا کی ہر ایک صداقت کو پرکھنے کے لئے قرآن کو بطور سند پیش کرتے ہیں - اور جو اس کسوٹی پر صحیح نہ اترے اسے باطل قرار دیتے ہوئے اس طرح پھینک دیتے ہیں گویا وہ کوئی ذلیل ٹھیکری تھی - وہ قرآن ہاتھ میں لے کر کسی سائنس اور فلسفہ سے مرعوب نہیں ہوتے - ان کے علم کلام پر انہی کا یہ شعر لفظ لفظ صادق آتا ہے - فرماتے ہیں ؎

بکار دیں نہ ترسم از جہانے
کہ دارم رنگ ایمان محمدؐ

عقائد میں بعد المشرقین

پس جو شخص اس قدر عظیم الشان علم کلام کا موجد ہو محض کسی فروعی مسئلہ میں اس کا اگر سرسید مرحوم یا کسی بزرگ سے توارد ہو جائے تو اس پر تقلید کا فتوے لگانا پرلے درجہ کی غلطی ہے۔ آپ اس جدید علم کلام کے نہ صرف موجد تھے بلکہ معلم بھی تھے - ایک جماعت کی جماعت کو اس علم کلام کی تعلیم دے کر دنیا میں پھیلا دیا - اور یہ وہ حربہ تھا جسے لے کر ان کے شاگرد جہاں بھی پہنچے مذاہب باطلہ پر اسلام کی فتح اور غلبہ کا ڈنکا بجتا چلا گیا جنہوں نے سرسید مرحوم کی تصانیف دیکھی ہیں اور ان کے مذہبی خیالات پر غور کیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے اور سرسید مرحوم کے مذہبی عقائد میں باہم دور کی نسبت بھی نہیں۔ بلکہ ایک دوسرے سے بعد المشرقین کا حکم رکھتے ہیں

اگر یہ دونوں بزرگ کسی مسئلہ میں متفق نظر آئیں تو سوائے اس کے چارہ نہیں کہ اسے ایک اتفاق یا استثنا سمجھا جائے گا ورنہ اصولاً سرسید مرحوم اور حضرت مرزا صاحب ایک دوسرے کی ضد واقع ہوئے ہیں - یہانتک کہ ایمانیات جیسے اہم مسائل میں اس قدر شدید اختلاف ہے کہ ان لوگوں کے تعصب اور جہل پر تعجب آتا ہے جو کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب سرسید مرحوم کے مقلد ہیں - جو شخص ایمانیات اور اصول میں کسی دوسرے شخص کا ضد واقع ہوا ہو اس کا بعض فروعی مسائل میں اس سے اتفاق یا توارد تقلید نہیں کہلا سکتا - البتہ اس مسئلہ کی صداقت اور بدیہی ہونے میں شک باقی نہیں رہ جاتا جس میں دو متضاد اصول و عقائد کے آدمی باہم متفق پائے جائیں - سرسید مرحوم اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کا ایمانیات اور بعض اصولی مسائل میں جو فرق ہے اس میں سے چند مشتے نمونہ از خروارے عرض کئے دیتا ہوں مثلاً :- **خدا کی صفات اور معرفت دعا سنت اللہ اور معجزہ - ملائکہ - وحی و نبوت - جنت و دوزخ کی کیفیات - نجات اور اس کے ذرائع - مقام حدیث - علم کلام - وغیرہ** وغیرہ ان مسائل میں جو اختلاف شدید ان دونوں بزرگوں میں ہے اسے مختصر طور پر پیش کرکے میں فیصلہ اہل انصاف اور صاحب نظر افراد پر چھوڑتا ہوں کہ ان حالات اور صورت میں ان دونوں صاحبوں کو ایک دوسرے کا مقلد کہنا چاہیئے یا ایک دوسرے کا ضد کہنا موزوں اور درست ہے ؟

(باقی ——— دارد)

اخبار نوٹ کرلیں

(۱) اخلاقی و علمی مضامین کو اندراج کے وقت ترجیح دی جائیگی خصوصاً جبکہ دلائل کے ساتھ موجودہ مادی تہذیب کی روک تھام مدنظر ہو - جس میں مشرق اندھا دھند بہا چلا جا رہا ہے -

(۲) دوسرے درجہ پر حضرت مسیح موعود کی صداقت - اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کی اہمیت پر مضامین ہونگے بشرطیکہ وہ مختصر، سادہ اور مدلل ہوں -

(۳) مناظروں - دوروں - اور لیکچروں وغیرہ کی رودادیں نہایت اختصار کے ساتھ سادہ الفاظ میں قلم بند کی جائیں جن میں صرف ضروری واقعات کا تذکرہ ہو ذاتی مناقشات اور قصے ہرگز نہ ہوں - اور نہ فتح و شکست کے ترانے گائے جائیں - اس امر کی سختی سے پابندی کی جائے گی - اور طویل مراسلات کا صرف خلاصہ درج کیا جائے گا -

(۴) مختلف مقامات کی جماعتوں کے اہم حالات اخبار احمدیہ میں اندراج کی خاطر شکریہ کے ساتھ قبول کئے جائینگے -

(ڈاکٹر) الٰہ بخش

چیف منسٹر کا حوالہ

ہم ہر روز ہی آپکو یاد دلاتے ہیں مگر آپ اکثر بھول ہی جاتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۲)

خلیج فارس

عبداللطیف صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے ۱۹۲۲ء میں عراق عرب میں اسلام قبول کیا تھا - اور مجھے اسلام کی صحیح تعلیم کا علم محض آپ کے انگریزی اخبار "لائٹ" اور آپ کے انگریزی لٹریچر کے ذریعہ سے حاصل ہوا - اور میں گذشتہ سال سے اس کا مطالعہ کرتا رہتا ہوں - میرے پاس انگریزی قرآن کریم اور آپ کا سب انگریزی لٹریچر ہے - اپنے سکول کا پراسپکٹس بھیجدیں کیونکہ میں دو لڑکوں کو جو ترک عورت کے بطن سے ہیں اور سات سال کی عمر کے ہیں آپ کے پاس تعلیم کے لئے بھیجنا چاہتا ہوں آپ کا مرسلہ مفت لٹریچر میں نے تقسیم کر دیا ہے اور کچھ ابھی موجود ہے -

---

ایک قادیانی بزرگ کے دو سوالات

(۱) قادیانی حضرات معہ حوالہ کے جواب دیں کہ کیا حضرت مسیح موعود نے اجرائے نبوت پر قرآن شریف کی ان آیات کو جو آپ لوگ تحریر کرتے ہیں کسی جگہ لکھا ہے مثلاً اولئک مع الذین من النبیین والصدیقین ... الخ سے نبوت جاری ہے - ما کان محمد ... خاتم النبیین سے نبوت جاری ہے - یا بنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی سے نبوت جاری ہے اور ان میں سے ایک میں ہوں - یا میرے بعد غیر شریعت والے نبی آئیں گے اور تم ان پر بھی ایمان لانا - اگر نہیں تو آپ ظلی بروزی امتی نبی ہیں - یعنے فنافی الرسول جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے میں وہی خاتم الانبیا ہوں جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو مگر ظلی طور پر - پس ایسا نبی تو لاہوری جماعت بھی تسلیم کرتی ہے

(۲) جبکہ کفر کے فتوے میں مولویوں نے حضرت مرزا صاحب کی نسبت لکھا کہ اگرچہ مرزا صاحب اپنے آپ کو محدث کہتے ہیں لیکن دعوے درحقیقت نبوت کا ہی ہے - اور وہ لوگ خوب جانتے تھے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو کلمہ گو مسلمان بھی کہتے ہیں - لیکن اسلام میں سے ہو کر نبوت کا دعوے شائع کر رہے ہیں - اس کے جواب میں حضرت مرزا صاحب نے نبوت سے قطعی انکار کر دیا اور نشان آسمانی صفحہ ۲۸ ۱۸۹۲ء میں فرمایا - کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا .... ہاں محدث آئیں گے .... اور نبوت تامہ کی بعض صفات اپنے اندر ظلی طور پر رکھتے ہیں - اور ان میں سے ایک میں ہوں -

اب اگر آپ لوگ کفر کے فتوے کے ایک حصہ کو ان پر یعنے حضرت مرزا صاحب پر چسپاں فرماتے ہیں تو دوسرا حصہ کفر کا کیوں چھوڑتے ہیں - اگر دوسرا حصہ چھوڑتے ہیں تو نبوت کا دعویٰ جس سے خود حضرت مسیح موعود نے انکار کیا ہے - کیوں ترک نہیں کرتے ہیں اگر حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے کو جب تک ۱۹۰۱ء میں خدا نے نہ سمجھایا نہ سمجھ سکے تو اے اللہ کے بندو! مکفرین مولوی ہی مرزا صاحب سے زیادہ فہم رکھتے تھے - نیز اب اگر لاہوری یا دیگر مسئلہ نبوت کو نہ سمجھیں بقول آپ حضرات کے تو وہ بارو اسلام سے خارج کیوں؟ جبکہ مسیح موعود بارہ سال تک مومن ہے اور اپنا دعوے نہ سمجھے ؟

(ایک قادیانی احمدی)

خبریں

ہندوستان وممالک خارجہ

— الٰہ آباد ۴ اگست۔ سازش میرٹھ کی اپیل کا فیصلہ سنا دیا گیا ہے۔ ۹ اشخاص کو بالکل بری کر دیا گیا ہے۔ چھ اشخاص جس قدر سزا بھگت چکے تھے اسے کافی خیال کر کے انہیں رہا کر دیا گیا ہے۔ آٹھ آدمیوں کو صرف ایک سال قید کی سزا دی گئی ہے سپرٹ کی ۱۲ سال کی سزا کو ۲ سال اور مظفر احمد کی عمر قید کو تین سال کر دیا گیا ہے۔ ڈانگے اور عثمانی کو تین تین سال اور چکر ورتی کو سات ماہ کی سزا ملی ہے۔

— جمعیۃ علمائے ہند دہلی نے قبائل سرحد پر بم بازی کے خلاف احتجاج کیا ہے۔

— چند روز ہوئے جڑانوالہ چک ۱۲۵ جی بی میں ایک قطعہ اراضی پر قبضہ کے متعلق مسلمان اور سکھ کاشتکاروں میں شدید فساد ہو گیا۔ پانچ آدمی ہلاک اور چار پانچ شدید مجروح ہوئے۔

— شملہ ۳ اگست۔ سرحد پر صورت حالات بدستور ہے مطلوبہ اشخاص کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں چلا۔ آج صبح ابر کی وجہ سے بم بازی نہیں ہو سکی۔ کابل سے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے بالائی مہمندوں کے علاقہ میں تین افغانی افسر پہنچ گئے ہیں۔ جو انہیں گھروں کو واپس جانے کی تلقین کر رہے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔

— مدراس ۴ اگست۔ مدراس یونیورسٹی کا جلسہ تقسیم اسناد کل دوپہر منعقد ہوا۔ تقریباً ۸۰۰ گریجوایٹوں نے اسناد حاصل کی ہیں۔

— کراچی ۴ اگست۔ کراچی کارپوریشن نے بالاتفاق رائے جمشید این آر مہتہ کو دوبارہ صدر منتخب کیا ہے۔

— بمبئی ۳ اگست۔ آج صبح لیڈی ولنگڈن بمبئی پہنچ گئیں۔

— سردار جوگندر سنگھ وزیر زراعت پنجاب نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ پنجاب فارمولے کو بالعموم ناپسند کیا گیا ہے ناظرین اس امر سے واقف ہونگے کہ سردار صاحب موصوف اس کے مصنفین میں سے ایک ہیں۔

— میاں محمد رفیع صاحب خلف سر شفیع مرحوم اسمبلی کے سکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔

— خان بہادر کھوڑو جو مسلمانان سندھ کے سرکردہ لیڈر ہیں ولایت سے اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ اب سندھ کو جدید اصلاحات کے نفاذ کے وقت ایک علیحدہ خود مختار صوبہ بنانے کے خلاف شکوک وشبہات کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔

— گاندھی جی مسز گاندھی۔ مہادیو دیسائی۔ اور ان کے متعدد رفقا یکم اگست کی شب کو ۱/۲ ۱ بجے سپیشل ایمرجنسی پاورز ایکٹ کی دفعہ ۳ کے ماتحت گرفتار کر لئے گئے کیونکہ وہ موضع راس کی طرف کوچ کرنے والے تھے۔ جہاں پہنچکر ان کا مقصد انفرادی سول نافرمانی کو تقویت پہنچانا تھا۔ ان کو پہلے سابرمتی جیل میں رکھا گیا۔ پھر پونا کی طرف لے جایا گیا۔ ان کی گرفتاری پر مختلف خیالات وآرا کا اظہار ہو رہا ہے۔

— اعلیٰحضرت نواب صاحب بہاولپور نے دیوان سکھانند کو اپنی ریاست کا وزیر تجارت مقرر فرمایا ہے اس طرح ہندوؤں کا سب سے بڑا مطالبہ پورا ہو گیا۔ چنانچہ ریاست کے ہندوؤں نے اس تقرر پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اعلیٰحضرت کا شکریہ ادا کیا ہے۔

— لکھنؤ کی بعض ریلوے ورکشاپوں میں نماز جمعہ کی تعطیل پر پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔

— امریکہ میں اغوائی وارداتیں بہت کثرت سے ہونے لگی ہیں

— امریکہ ۲۱ نئے جنگی جہاز تیار کر رہا ہے۔ صدر روز ویلٹ نے منظوری دیدی ہے۔

— سلیکٹ کمیٹی کی کارروائی لندن میں جاری ہے۔

— دہلی ۵ اگست۔ آج رات ڈاکٹر انصاری بعزم جرمنی بمبئی روانہ ہو گئے ہیں۔

— حکومت پنجاب کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ پنجاب سول سروس اگزیکٹو برانچ میں داخلہ کے لئے مقابلہ کا امتحان نومبر ۳۳ء میں بمقام لاہور ہوگا۔ تاریخ وغیرہ کے متعلق عنقریب اعلان کر دیا جائے گا۔ مقابلہ میں کامیاب امیدواروں کے لئے چار اسامیاں محفوظ رکھی گئی ہیں۔

— حیدرآباد دکن میں گزشتہ ہفتہ شدید بارش ہوئی۔

— مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ شملہ میں ایک کالج کھولا جائے۔

— جرمنی کی نازی حکومت نے حال ہی میں چار اشتراکیوں کو سزائے موت دی ہے۔

— مسٹر اینے صدر کانگرس بمبئی جاتے ہوئے دوران سفر میں گرفتار کر لئے گئے۔

— حکومت نے گاندھی جی کے آشرم پر قبضہ کرنے سے انکار کر دیا ہے

— کپڑے کے مشہور کارخانہ لال املی ملز کانپور کے تمام مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔

— بنارس ۴ اگست۔ کل قلعہ رام نگر کے قریب ایک کشتی دریائے گنگا کو عبور کرتے ہوئے طغیانی کی وجہ سے الٹ گئی۔ تیس مرد اور عورتوں میں سے ۲۶ دریا میں غرق ہو گئے۔

عالم اسلام

— کاشغر کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ سردار جانب بیگ اور سپہ سالار عبداللہ گرفتار ہو چکے ہیں۔ اور ترکی کمانڈ تیمور اور کرغیزی قائد عثمان میں اتحاد ہو گیا ہے۔

— افغان قونصل مقیم بمبئی نے اعلان کیا ہے کہ افغانستان میں کوئی قبائلی جنگ یا اضطراب موجود نہیں بالکل امن وامان ہے بعض غیر ذمہ دارانہ اخبارات واشخاص نے جو افواہیں پھیلائی ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔

— بعض افغانی حلقوں میں یہ افواہ گشت کر رہی ہے کہ سابق شاہ امان اللہ خاں غازی مصطفٰے کمال پاشا سے ملاقات کرنے کے بعد روسی ہوائی جہاز کے ذریعہ ماسکو روانہ ہو گئے ہیں جہاں کچھ دنوں قیام کرنے کے بعد مجاہدین آزادی کی رہنمائی کے لئے چینی ترکستان جائیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے الحال افغانی سیاسیات میں خاص طور پر دخل دینا پسند نہیں کرتے۔

— آج کل فلسطین میں آثار قدیمہ کی کھدائی ہو رہی ہے۔ بعض عجیب وغریب انکشافات کی توقع ہے۔

— امسال بھی حسب معمول غازی مصطفٰے کمال پاشا انگورہ سے قسطنطنیہ تشریف لے گئے۔ آپ نے اہل قسطنطنیہ کو سختی سے ممانعت کر دی تھی کہ کوئی غیر معمولی استقبال نہ کیا جائے۔

— گزشتہ دنوں یمن اور حجاز میں کشیدگی کے متعلق بعض افواہیں مشہور ہوئی تھیں۔ اب ذمہ دارانہ طریق پر ان کی تردید ہو گئی ہے

— حکومت فرانس ٹیونس کے عربوں پر شدید مظالم کر رہی ہے۔ گزشتہ دنوں اس نے وہاں کے تین عربی اخبارات جبراً بند کر دیئے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ہر اس تحریک کو مٹانے پر تلی ہوئی ہے جس سے اسلامی مفاد وابستہ ہو۔

— موصل میں تیل کے جو نئے چشمے دریافت ہوئے تھے ان میں سے تیل نکالنے کا کام شروع ہو گیا ہے۔

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا فرض ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور - یوم جمعہ مطبوعہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۳۳ء | نمبر ۴۶

مکتوب برلن

جلسہ عید میلاد النبی صلعم

بذریعہ ہوائی ڈاک

برلن ۱۸ جولائی ۱۹۳۳ء

مکرمی و معظمی جناب ایڈیٹر صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ
عید میلاد النبیؐ کی مبارک تقریب پر جرمن مسلم سوسائٹی کے ماتحت مسلمانان برلن کا عظیم الشان اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ ۷ جولائی ۱۹۳۳ء بوقت ۸ بجے شام برلن مسجد میں منعقد ہوا۔ اس خاص جلسہ کے چند روز پیشتر مسلمان احباب اور چیدہ چیدہ باشندگان برلن کے نام دعوت نامے ارسال کئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ اس ضروری اجلاس کا اعلان جرمن پبلک کے لئے بذریعہ اخبارات کیا گیا۔ مسجد کے بڑے دروازہ پر سبز اسلامی جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اور مسلمانان برلن کی زندگی اور زندہ دلی کا ثبوت دے رہا تھا۔ شام کو ساڑھے سات بجے کے قریب مسجد کے گرد و نواح میں ایک عجیب سماں تھا۔ مختلف اللون اور مختلف النوع حضرات کا ایک ہجوم تھا جو کشاں کشاں مسجد کی طرف چلا آرہا تھا - آٹھ بجے کے قریب مسجد کا وسیع ہال مہمانوں سے کھچا کھچ بھر گیا۔ اور گو مسجد میں دو صد حضرات کا انتظام تھا لیکن حاضرین کی تعداد بلا مبالغہ چار صد سے زیادہ تھی اس کے علاوہ فوٹوگرافر اور پریس والوں کا بھی کافی اژدہام تھا اکثر حضرات کو کھڑا ہونے کی جگہ بھی نہ ملنے کی وجہ سے افسوس اور ناامیدی کی حالت میں واپس لوٹنا پڑا۔ سوا آٹھ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ جلسہ کے صدر برلن کے مایہ ناز مصنف اور فلاسفر جناب ڈاکٹر حمید مارقس تھے۔ صدر صاحب نے مختصر الفاظ میں حاضرین کو خوش آمدید کہی اور میلاد النبیؐ کی اہمیت واضح کی اور اس کے بعد خاکسار سے استدعا کی کہ قرآن کریم کی تلاوت کروں۔ خاکسار نے تلاوت کی اور اس کے بعد بزبان المانوی اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ ازاں بعد علامہ کاظم زادہ ایران شاہ صاحب ایرانی سٹیج پر تشریف لائے

آپ کی ہستی باشندگان برلن کے لئے محتاج تعارف نہیں کیونکہ وہ برلن صوفی سوسائٹی کے صدر ہیں اور متعدد مرتبہ اپنی شیریں بیانی سے باشندگان برلن کو محظوظ کر چکے ہیں۔ جناب ایران شاہ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نقشہ مختصر الفاظ میں کھینچا۔ آنحضرتؐ کی ولادت - والدین سے ابدی مفارقت۔ آپؐ کی جوانی اور وہ جوانی جس پر فرشتے بھی رشک کریں - آپؐ کی بعثت اور زمانہ تکالیف آپؐ کا صبر و سکون سے مصائب کو برداشت کرنا اور دین فطرت کی طرف بندگان خدا کو دعوت دینا - آپؐ کا دشمنوں پر فتح پانا - اور خلق عظیم سے انہیں لا تثریب علیکم الیوم کہنا - آپؐ کی سخاوت - آپؐ کی شجاعت - آپؐ کی اخوت و محبت - آپؐ کی سادہ زندگی - آپؐ کی فراخدلی - آپ کا خالق حقیقی کے حضور عجز و انکسار - آپؐ کا اپنے خاندان سے بالخصوص اور بنی نوع انسان سے بالعموم حسن سلوک - غرضیکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی انفرادی اور سوشل زندگی کا کوئی بھی ایسا پہلو نہ تھا جس پر مقرر موصوف نے مختصر طور پر روشنی نہ ڈالی ہو - حاضرین کامل ایک گھنٹہ نہایت سکون و اطمینان کی حالت میں اس عالمانہ لیکچر کو سنتے رہے اور شاید ہی کوئی انسان ہوگا جو اس لیکچر سے متاثر نہ ہوا ہو۔ ورنہ ہر فرد بشر کا دل گواہی دے رہا تھا کہ ان اوصاف حمیدہ اور صفات کاملہ کا حامل صادق ہی ہو سکتا ہے -

لیکچر کے بعد ترکی امام جناب فتکری بے نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں بزبان ترکی نعتیہ کلام سے حاضرین کو مستفید فرمایا ترکی امام صاحب کا درد بھرا لہجہ - ترکی زبان کی شیرینی اور پھر نعتیہ کلام حاضرین کے دلوں کو بے اختیار اپنی جانب کھینچ رہا تھا - بالآخر خاکسار نے بزبان المانوی قریباً پچاس حدیثیں حاضرین کے سامنے پیش کیں - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال ایسے نہیں - کہ سننے والے پر فوری اور گہرا اثر نہ کریں - چنانچہ ایسا ہی ہوا - اور وہ حاضرین جو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ غیر صادق خیال کرتے تھے آپؐ کے اقوال سنکر ششدر اور حیران تھے کہ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے ایک غیر صادق تو ایسی گفتگو نہیں کر سکتا - یقیناً ایسی عالمانہ شیریں اور محبت بھری گفتگو ایک فرستادۂ ایزدی ہی کر سکتا ہے۔

جلسہ کی کارروائی کے بعد حاضرین سے استدعا کی گئی کہ وہ مسجد کے وسیع باغ میں چائے نوش کرنے کے لئے تشریف لے جائیں۔ باغ میں میزوں وغیرہ کا انتظام تھا - اور ایک جدت جو اس دفعہ ہمارے جرمن مسلمانوں کے دماغ میں آئی اور جو ان کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ثابت کرتی ہے اور جس کو ان کی تھک کوشش نے عملی جامہ پہنایا وہ یہ تھی کہ مسجد اور باغ کو محض قندیلوں کی روشنی سے منور کیا جائے - سبز اور زرد قندیلوں کی روشنی نے مسجد اور باغ میں سرور و اطمینان کی ایسی روح پھونک دی کہ بلا مبالغہ مادیت اور بناوٹ سے مغلوب جرمنوں نے ایسا محسوس کیا کہ وہ برلن کی گنجان آباد اور مصروف آبادی سے جنت کے کسی قطعہ میں بغرض سیر و تفریح چلے آئے ہیں - بعض دلدادگان مشرق نے مجھ سے سوال کیا کہ کیا واقعی مشرق ایسے ہی روح افزا مقام کا نام ہے۔ غرضیکہ ایسے ہی احساسات کو لئے ہوئے حاضرین قریباً ڈیڑھ بجے رات تک وہاں بیٹھے رہے یہاں تک کہ قندیلوں کی روشنی جواب دینے لگی - اور احباب "روئے گل سیر نہ دیدم و بہار آخر شد" کہتے ہوئے اور شکریہ اور طمانیت قلب کا اظہار کرتے ہوئے رخصت ہونے لگے - ہاں اس سکوت "جنتی" کو سکوت کہا گیا بلکہ اس دوران میں جبکہ حاضرین مادی غذا نوش کر رہے تھے ہمارے درد دل اور اسلام سے دلی ہمدردی رکھنے والے نوجوان انجینئر جناب محمد طفیل احمد صاحب نے کھڑے ہوکر ایک مختصر تقریر بموضوع "اسلام کیا ہے ؟" کی اس میں انہوں نے اسلام کی سادگی - اس کا مذہب فطرت ہونا - اس کے اصول کا قابل عمل اور شاہراہ زندگی کے لئے شمع ہدایت کا کام دینے والا ہونا وغیرہ وغیرہ مختلف پہلوؤں پر نہایت عالمانہ روشنی ڈالی۔ اور اس طرح مادی غذا کے ساتھ ساتھ

(باقی بر صفحہ)

سید حبیب صاحب کے نام تین خطوط

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب قبلہ)

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح :-

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ ملفوف تین چٹھیاں جو کہ سید حبیب صاحب کے سلسلہ مضامین "تحریک قادیان" کے متعلق میں نے ان کو لکھی تھیں بغرض اشاعت ارسال خدمت ہیں ۔ میری پہلی چٹھی جو کہ ۵ جولائی کی ہے ایک ماہ سے زائد عرصہ ہوگیا ہے ابھی تک سید صاحب نے شایع نہیں کی ۔ ممکن ہے ۵ اگست کے بعد اس کی اشاعت پر غور کریں میری دوسری چٹھی کا جو جواب انہوں نے دیا ہے وہ بھی آپ کی خدمت میں ارسال ہے ۔ تیسری چٹھی جو حال ہی میں قریبًا ایک ہفتہ ہوا لکھی تھی وہ بھی ارسال خدمت ہے ۔ سب سے پہلی چٹھی میں تو مجملاً سید صاحب کی ۲۳ اشاعتوں کا جواب ہے ہر دو دوسری چٹھیاں شرائط کے متعلق ہیں جو کہ انہوں نے جواب درج کرنے کے متعلق لگائی ہیں ۔ کیونکہ معاملہ ایک قومی حیثیت رکھتا ہے اور احباب جماعت کے اکثر استفسار آتے ہیں اس لئے یہ چٹھیاں شایع کی جاتی ہیں ۔ ممکن ہے کہ سید صاحب بعد میں ان چٹھیات کو اپنے اخبار میں جگہ دیں ۔ تاکہ ان کے اخبار کے ناظرین بھی ان کو ملاحظہ کرسکیں ۔

(خاکسار مرزا یعقوب بیگ)

(نوٹ :- یہ جواب آئندہ اشاعت میں پیش کیا جائے گا ۔ (ایڈیٹر)

پہلا خط

ڈلہوزی ۵ جولائی

مکرم معظم بندہ سید حبیب صاحب سلمہ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ میں اس جگہ ۱۴ جون سے ہوں ۔ انشاء اللہ شروع اگست میں لاہور واپس جاؤں گا ۔ بحمد اللہ کہ یہاں کی آب وہوا مجھے بہت ہی موافق ہے اس لئے سردست کسی اور جگہ جانے کا خیال نہیں ۔

جناب نے کم وبیش ۲۳ مقالے حضرت مرزا صاحب کے متعلق لکھے ہیں اور جہاں تک کہ میں سمجھتا ہوں آپ کو ان کی ذات ستودہ صفات میں کوئی خوبی نظر نہیں آئی ۔ اور ہم لوگ ہیں کہ کم وبیش ۱۵ ۔ ۲۰ سال ان کی صحبت میں رہے ۔ ان کی سب کتب مطالعہ کیں ان کے جملہ حالات دیکھے ۔ ہم نے ان کے وجود کو سراپا برکت اسلام کے لئے اور مسلمانوں کے لئے سمجھا ۔ اور پایا ۔ ع

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

(۱) میں آج قرآن شریف میں سورہ ہود کی تلاوت کر رہا تھا کہ حضرت نوح کے تذکرہ میں مفصلہ ذیل آیت میری نظر سے گزری قال یقوم ارءیتم ان کنت علی بینۃ من ربی واٰتٰنی رحمۃ من عندہٖ فعمیت علیکم انلزمکموھا وانتم لھا کٰرھون (ترجمہ) حضرت نوح نے اپنی قوم کو مخاطب کرکے فرمایا ۔ اے میری قوم بتاؤ اگر میں اپنے رب سے ایک مکمل دلیل پر ہوں اور اس نے اپنی جناب سے مجھے رحمت عطا فرمائی ہے ۔ پھر وہ صداقت تمہاری آنکھیں نہیں دیکھ سکیں کیا میں اسے تمہارے گلے باندھ سکتا ہوں ۔ حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو" صرف یہ آیت اس وقت جناب کو مخاطب کرنے کی میرے لئے محرک ہوئی ہے کہ آپ کو عرض کروں اور آپ سوچیں اور غور کریں اور اللہ کی جناب میں دعا کرکے اس سے روشنی چاہیں کہیں آپ اور آپ کے دوسرے ہمخیال اس آیت کے مصداق نہ ہوں ۔

(۲) میں اس لئے بھی جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کو مثیل نوح بھی کہا گیا ہے ۔ چنانچہ جب ان کو اللہ تعالیٰ کی جناب سے ایک جماعت خدمت اسلام واسلامیان کے لئے قایم کرنے کا حکم ہوا تو سب سے پہلے ان کو یہی الہام ہوا جو حضرت نوح کو ہوا تھا واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون (ترجمہ) اور ہماری حفاظت میں اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا ۔ اور ان کے بارہ میں کچھ نہ کہنا جو ظالم ہیں ۔ وہ غرق کئے جائیں گے ۔ (سورہ ہود)

(۳) آپ کو حضرت مرزا صاحب کی بعض پیشگوئیوں بعض کشوف اور الہامات کی نسبت شکوک ہیں ۔ ان میں اکثر مجاز واستعارہ ہوتا ہے ۔ ان کو ظاہر الفاظ میں سمجھنے میں بعض اوقات غلطی لگتی ہے ۔ ان کا دعویٰ مسیح موعود یا مہدی کا بالکل صاف ہے کہ وہ ایک مجدد کے رنگ میں اس صدی کے امام کی حیثیت سے مبعوث ہوئے ۔ اور وہ غلام احمد تھے نہ کہ احمد ۔ ان کے عقائد وہی تھے جو اہل سنت وجماعت کے ہیں ۔ صرف اتنا اختلاف تھا ۔ کہ وہ حضرت مسیح کو بموجب نص قرآنی اموات میں شامل کرتے ہیں ۔ اور آنے والے کو اس کا بروز یا مثیل قرار دیتے ہیں ۔ نہ کہ اصل ۔ وفات مسیح کے عقیدہ کو تو آپ بھی جہاں تک میں آپ کے مضمون سے سمجھ سکا ہوں درست مانتے ہیں ۔ تو پھر آنے والے کی شخصیت کا صرف سوال رہ جاتا ہے ۔ ہم نے حضرت مرزا صاحب کو موعود مان لیا ۔ آپ نے انکار کیا ۔ اگر خدانخواستہ ان کو اپنے دعوے میں غلطی لگی ہو تو ہمارا کیا بگڑا ۔ جنھوں نے نصوص قرآنیہ وحدیثیہ کے رو سے ان کو حق پر سمجھا مگر اس صورت میں کہ ان کا دعویٰ سچا ہو آپ کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک کیا پوزیشن ہوگی ۔ جن کا حکم صریح ہے کہ زمانہ کے امام اور مجدد کو ماننا امت کا فرض ہے ۔ جو نہ مانے گا جہالت کی موت مرے گا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

(۴) ایک اور ضروری امر جناب کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کا اصل دعویٰ مثیل مسیح ہونے کا تھا ۔ اگر حضرت مسیح کو ان کے اکثر پیروؤں کے خدا یا خدا کا بیٹا بنانے سے حضرت مسیح جھوٹے نبی نہیں ثابت ہوسکتے کیونکہ ان کا دعویٰ حقیقی معنوں میں نہ تھا ۔ بلکہ مجازی رنگ میں تھا ۔ ایسے ہی مثیل مسیح کے بعض پیروؤں کے دعویٰ کے متعلق غلو کریں اور ان کو حقیقی نبی بنادیں تو وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا ۔ کیونکہ اس کا دعویٰ مجازی نبی ہونے کا تھا ۔ نہ کہ حقیقی اور یہ حقیقت آپ پر روز روشن کی طرح آشکارا ہوسکتی ہے ۔ اگر آپ خود حضرت مرزا صاحب کی کتب کو پڑھیں اور غور کریں ۔ اگر اس قدر فرصت نہ ہو تو حضرت مولانا محمد علی کی "النبوۃ فی الاسلام" کا مطالعہ کرلیں ۔ جس میں حضرت مرزا صاحب کی کل تحریرات کو اس بارہ میں جمع کرکے اس پر تبصرہ کیا گیا ہے ۔

(۵) جناب نے لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو معجزات سے انکار تھا یہ سراسر غلط ہے ۔ ہر معجزہ کو سمجھنے میں فہم جدا ہوسکتا ہے مگر انکار کسی معجزہ کا نہیں ۔ یہ امر آپ نے متعدد اشتہارات وکتب میں واضح کر دیا ہے کہ سب انبیاء اور ان کے معجزات پر اور تمام اولیا واکابر امت کی صداقت پر ان کو ایمان ہے ۔

(۶) آپ نے اپنے آخری مقالہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے جہاد کو منسوخ کیا ۔ جو بالکل غلط ہے ۔ انہوں نے ہرگز جہاد کو منسوخ نہیں کیا بلکہ صرف یہ لکھا کہ تلوار کے ساتھ جہاد کی صرف اس وقت اجازت ہے جب کہ مخالف تلوار کے ذریعہ سے دین کو مٹاتے ہوں اور جب کہ موجودہ زمانہ میں یہ صورت نہیں تو اندریں حالات جہاد بالسیف جائز نہیں ۔ پھر آپ نے تلوار کے جہاد کے علاوہ جہاد کی اقسام کی ایک طویل فہرست دی ہے ان سب کے حضرت مرزا صاحب قائل تھے معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر حضرت صاحب کی اصل تحریرات آپ کی نظر کے سامنے نہ تھیں ۔ ورنہ آپ اس قسم کی فاش غلطی نہ کرتے ۔

(۷) میں قبلہ رخ ہوکر اور قرآن مجید کو اپنے سامنے رکھکر قسم کھاکر آپ سے کہتا ہوں کہ ہم نے حضرت مرزا صاحب کو ان کی پیشگوئیوں یا کشوف کی وجہ سے نہیں مانا بلکہ ایک صادق انسان اور سچا مسلمان ہونے کی حیثیت میں بحکم قرآنی کونوا مع الصادقین یعنے صادقوں کا ساتھ دو ۔ ہم نے ان کو تسلیم کیا ۔ باقی ان کے ساتھ لمبی مدت تک رہ کر ان کی تمام کتب کا مطالعہ کرکے ہم نے ان کو قرآن مجید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سچا عاشق پایا ۔ اس لئے ہم ان کے گرویدہ ہوگئے ۔ اور ان کی صحبت سے بے اندازہ فائدہ اٹھایا ۔ ہم کو دین اور ایمان کی کچھ خبر نہ تھی ان کی صحبت میں رہ کر اللہ کے فضل سے ہم نے سب کچھ پایا ۔

ہیچ آگہی نہ بود زعشق ووفا مرا
خود ریختی متاع محبت بہ دامنم

(۸) اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بدعقائد اور بداعمال کفار عرب کی گمراہی کا موجب تھے ۔ اور ان کے سردار اور ان کے بت ان کو سیدھے راستہ سے پھیرتے تھے تو ہمارے زمانہ میں مسلمانوں کے عقائد میں جہاں تک قرآن وحدیث کا تعلق ہے کوئی نقص نہیں مگر اس زمانہ کے علما اور پیران کو سیدھے راستہ پر قایم نہیں رہنے دیتے ۔ ان کو اپنا غلام بنالیتے ہیں نہ کہ خدا اور اس کے رسول کا ۔ ہم نے سب سے بڑی نعمت جو حضرت مرزا صاحب کے ذریعے سے پائی وہ یہی ہے کہ ہم قرآن وحدیث سے خود اپنے لئے رستہ تلاش کرتے ہیں ۔ اور ہم کو اللہ کے فضل سے ملاؤں اور پیروں کی غلامی سے انہوں نے آزاد کردیا ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم یعنے ہم نے ان کے اوپر سے بوجھ اور طوق غلامی جو ان کے گلوں میں تھے ان سے آزاد کردیا ۔ اس حقیقت کو قرآن مجید

(باقی بر صفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم جمعہ - ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | نمبر ۴۶

شیخ محمد عبداللہ صاحب کی رہائی

شیخ محمد عبداللہ صاحب اور ان کے امن پسند رفقا کی بلا وجہ گرفتاری حکومت کشمیر کی بہت بڑی غلطی تھی۔ چنانچہ اس غلطی کو نہ صرف مسلمانان کشمیر بلکہ تمام اسلامی ہندوستان نے محسوس کیا اور اس کے خلاف پوری قوت سے آواز بلند کی۔ خدا کا شکر ہے کہ حکومت کشمیر کو طویل غلط روی اور غفلت کے بعد ہوش آیا اور اس نے گزشتہ ہفتہ شیخ صاحب موصوف اور ان کے رفقا کو رہا کر دیا۔ کسی کی بلا وجہ گرفتاری اور خاصکر اس صورت میں جبکہ وہ لاکھوں آدمیوں کا ذمہ دار محبوب اور امن پسند لیڈر ہو۔ بیحد قابل اعتراض اور لایق مذمت فعل ہے۔ لیکن حالات کو بہتر بنانے کیلئے اس وقت ہم گزشتہ باتوں کو بھلا دینا ہی مناسب سمجھتے ہیں۔

شیخ محمد عبداللہ صاحب ایک امن پسند، آئین دوست معقول اور مخلص لیڈر ہیں اور نہایت ٹھنڈا دل و دماغ رکھتے ہیں واقعات شاہد ہیں کہ انہوں نے ہر ضروری و مفید کام میں حکومت کشمیر سے تعاون کیا ہے۔ وہ نازک ترین حالت میں بھی خود پرامن رہے اور دوسروں کو پرامن رکھنے کی کوشش کی اگر حکومت کشمیر کی آنکھیں حقایق کی طرف سے بند نہیں تو وہ ان باتوں کے علاوہ اس امر سے بھی بخوبی واقف ہو گی کہ مسلمانان کشمیر کو اس شخص پر سب سے زیادہ اعتماد ہے اور یہ شخص ان پر پورا پورا اثر و اقتدار رکھتا ہے۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ریاست میں اصلاحات کا نفاذ ہونے والا ہے۔ اگر یہ خبر ابھی قبل از وقت ہو تب بھی مستقبل قریب میں ہز ہائینس مہاراجہ بہادر اور حکومت کشمیر کو اس کے لئے مجبور ہونا پڑے گا۔ ان حالات میں شیخ صاحب کی شخصیت اور ان کی سرگرمیاں، نہ صرف مسلمانان کشمیر بلکہ حکومت کے لئے بھی مفید ہونگی۔ حکومت کو ان کے تعاون سے محروم نہیں رہنا چاہئے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ اپنی گزشتہ غلطیوں کا دوبارہ ارتکاب نہ کرے۔

آخر پر ہم تمام مسلمانان کشمیر کو بھی ان کے محبوب لیڈر اور قابل فخر کارکنوں کی رہائی پر مبارکباد دیتے ہیں۔ مسلمانان کشمیر کی بیش بہا قربانیوں کا ہمیں ہمیشہ اعتراف رہا ہے۔ اور اب بھی ہے۔ بے شک انہوں نے اپنے پیدائشی اور جائز حقوق کے لئے نہایت بے جگری سے خون بہایا اور حیرت انگیز بیداری زندگی کا ثبوت دیا۔ اور اس طرح وہ منزل مقصود سے بہت قریب ہو گئے لیکن گزشتہ ایام میں ان میں جو خانہ جنگی شروع ہوگئی تھی وہ بیحد افسوسناک اور نقصان رساں تھی۔ اس کی وجہ سے ان کی بہت سی قربانیاں رائگاں گئیں۔ اور وہ منزل مقصود کے قریب پہنچکر اس سے دور ہو گئے۔ انہیں ذرا ٹھنڈے دل سے حالات و واقعات پر غور کرنا اور کھرے کھوٹے کو پہچاننا چاہئے۔ یقیناً محمد عبداللہ ہی ایک ایسا شخص ہے۔ جو موجودہ حالات میں ان کی بہترین طریق پر رہنمائی اور نمائندگی کر سکتا ہے۔ انہیں اس شخص کی خدمات سے محروم نہ ہونا چاہئے اور تمام مناقشات و اختلاف کو فراموش کر کے پورے اتحاد اور ہم آہنگی کے ساتھ اپنے بلند اور مقدس مقاصد کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

کشمیری مسلمان کا دل و دماغ کوئی معمولی دل و دماغ نہیں کشمیری مسلمان کے مضبوط بازوؤں میں بے اندازہ قوت ہے وہ اسلامی ہند کے بہترا فراد ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ مسلسل کوشش سے اپنے غصب شدہ حقوق حاصل کریں اور پوری دانشمندی سے ان کا استعمال کریں۔

ایک اور نیک مثال

بجٹ فنڈ کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو تحریک فرمائی تھی اس پر کماحقہ سرگرمی کا اظہار نہیں کیا گیا۔ اس بارہ میں ابھی مزید توجہ و کوشش درکار ہے لیکن اب تک جو کچھ ہو چکا ہے اس میں سے بھی کافی مثالیں بیحد قابل قدر اور لایق تقلید ہیں۔ متعدد مثالوں کا ذکر اس سے قبل ان صفحات میں ہو چکا ہے۔ اس وقت بھی ہم ایک ایسی ہی مثال پیش کرنے کی مسرت حاصل کرنا چاہتے ہیں جس کو ایک نیک و مخیر خاتون نے قایم کیا ہے۔ یعنے جناب خان صاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب قبلہ کی اہلیہ محترمہ نے ایک انگشتری اس فنڈ میں عطا فرمائی۔ جزاك الله۔ ان مثالوں کے پیش کرنے کی واحد غرض دوسروں کو توجہ دلانا ہے۔ اگر سلسلہ کی خواتین میں یہ تحریک مروج ہو جائے تو بہت مفید ہو گا۔ کیونکہ گھر کے اخراجات عام طور پر انہیں کے متعلق ہوتے ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو اس فنڈ اور دوسرے قومی کاموں کے لئے روزمرہ کے اخراجات میں سے بہت کچھ پس انداز کر سکتی ہیں۔ بہرحال یہ مثال اس قابل ہے کہ اسے ہر ایک احمدی خاتون کے سامنے پیش کیا جائے اور ہر ایک احمدی خاتون اس کی تقلید کرے۔

دنیا کا سب سے بڑا معمہ

بعض لحاظ سے ہندو قوم دنیا کا سب سے بڑا معمہ ہے، اس کے اکثر عقائد۔ حرکات اور افعال نہ صرف مضحکہ انگیز بلکہ بیحد ناقابل فہم ہوتے ہیں۔ جبل پور کی ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ موضع بھاٹک گڑھ میں ایک چمار عورت کے ہاں ایک بچہ تولد ہوا جس کے چہرے کے بجائے صرف ایک آنکھ اور سونڈ ہے۔ ہاتھ پیر کچھ بھی نہیں۔ راسخ العقیدہ ہندوؤں کا خیال ہے کہ یہ بچہ دراصل دیوتا گنپتی ناتھ جی ہیں۔ چنانچہ ہزاروں ہندو ہر روز دور دور سے اس دیوتا کے درشنوں کے لئے آتے اور نذریں چڑھاتے ہیں۔ جس کے ذریعہ چمار کو کافی آمدنی ہو جاتی ہے۔

توہم پرست لوگ ہر قوم و ملک میں ہوتے ہیں لیکن ہندوؤں کی توہم پرستی کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ عجیب بات ہے کہ راسخ العقیدہ ہندو چماروں کو بالکل ناپاک اور نیچ سمجھتے ہیں۔ ان کے سایہ تک سے پرہیز کرتے ہیں۔ ان سے چھوت چھات اور ان کو ذلت و پستی کی حالت میں رکھنا ہندوؤں کے مذہبی عقائد میں شامل ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ ایک عجیب الخلقت چمار بچے کو دیکھ کر فوراً ایمان لے آتے ہیں۔ کہ یہ دیوتا گنپتی ناتھ جی ہیں۔ ان کے دیوتا بھی عجیب ہیں جو ناپاک چماروں کے ہاں جنم لیتے ہیں۔ اور اس طرح برہمنوں تک کو چماروں کے گھروں پر جانا پڑتا ہے۔ یہی وہ عجیب و غریب باتیں ہیں جنھوں نے ہندو قوم کو دنیا کا سب سے بڑا معمہ بنا دیا ہے لیکن یہ ایک ایسا معمہ ہے جو اسلام کی معقولیت و بلند و صاف تعلیم اور زمانہ کی رو کے آگے زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہ سکتا۔

معذرت

خاکسار مدیر چند ہفتوں سے علیل ہے گزشتہ چند روز سے تکلیف کچھ زیادہ ہو گئی ہے۔ ۱۱ر اگست کو مجبوراً رخصت لینی پڑی اسی وجہ سے پیش نظر اشاعت ایک روز کی تاخیر سے شائع ہو رہی ہے۔ علالت کی وجہ سے اس پرچہ میں بعض نقائص بھی رہ گئے ہیں۔ جسکے لئے میں معافی چاہتا ہوں۔ احباب کی خدمت میں التماس دعا ہے۔ (مدیر)

اخبار سیاست کے سلسلہ مضامین کا جواب

نیصلہ کیا گیا ہے کہ اخبار سیاست کے سلسلہ مضامین کا جواب اخبار پیغام صلح کے ضمیمہ کے طور پر شایع کیا جائے جن احباب کو تقسیم کیلئے کاپیاں درکار ہوں وہ ان کی مطلوبہ تعداد سے جلد اطلاع دیں۔ جماعت شملہ نے ڈھائی سو کاپیوں کی فرمائش بھیجی ہے دوسری جماعتوں اور احباب کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہئے۔

ضروری اطلاع

(۱)

اگر جماعت میں سے کوئی صاحب کسی کارکن یا ملازم انجمن کو قرض حسنہ دینگے تو وہ اپنی ذمہ داری پر ایسا کرینگے۔ انجمن ادائیگی کی ذمہ دار نہ ہو گی۔

سرسید احمد خاں مرحوم اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ

ایک غلط الزام کی تردید

(۲)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

چند مثالیں

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مجھے یہاں یہ بحث کرنا منظور نہیں کہ کس کے عقائد ٹھیک ہیں۔ صرف میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ سرسید احمد خاں مرحوم اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ میں ایمانیات اور اہم مسائل اسلام میں اس قدر اختلاف ہے کہ درحقیقت وہ ایک دوسرے کے ضد واقع ہوئے ہیں۔ اس کے لئے چند مثالیں مشتے نمونہ از خروارے پیش کرنے لگا ہوں۔

(۱) خدا کی صفات اور معرفت

مذہب کی بنیاد خدا پر ایمان لانا ہے اور کسی مذہب کی عظمت و صداقت کا معیار وہ اعلیٰ معرفت ہوتی ہے جو خدا کی نسبت وہ تعلیم دیتا ہے۔ سرسید احمد خاں مرحوم کا تخیل خدا کی نسبت وہی تھا جو اکثر فلسفیوں کا ہے۔ یعنے اس عالم اسباب و نتائج میں علت اولیٰ۔ اور علت اولیٰ بھی علت اضطراری رنگ میں۔ یعنے مخلوق سے اسے نسبت وہی ہے جو ایک لیمپ کو روشنی سے ہے۔ جس طرح لیمپ بغیر روشنی کے نہیں ہوتا۔ اور روشنی بغیر لیمپ کے نہیں ہوتی۔ اسیطرح خالق بغیر مخلوق کے نہیں ہو سکتا اور مخلوق بغیر خالق کے نہیں ہو سکتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مخلوق بھی خدا کی صفت کی طرح ایک غیر متغیر اور لازم ملزوم چیز بن گئی۔ خدا کا اس میں اپنے ارادہ سے دخل دینا یا بدلنا یا ہٹانا یا بنانا سب ناممکن ہو گیا۔ اور خدا محض ایک بے ارادہ اور قانون میں مقید ہستی بن کر رہ گیا۔ اور پھر ایسے خدا کا ہونا مخلوق کے واسطے اس کی پیدائش کے لئے تو ضروری بلکہ لازم ملزوم ہے لیکن اس کے بعد اس کا مخلوق سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ وہ مخلوق کو نہ اپنے ارادہ سے کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ لہذا ایسے خدا کی عبادت بالکل بے فائدہ۔ اس سے دعا کرنا ایک سعی لاحاصل۔ اس سے استمداد کرنا بالکل لغو۔ بلکہ میرے خیال میں اسے خدا کہنا بھی محض ایک طفل تسلی ہے۔ لیمپ کسی روشنی کا خدا نہیں کہلاتا۔ انگاروں کو کسی گرمی کا خدا نہیں کہا جا سکتا۔ تو سلسلہ پیدائش میں جو پہلی کڑی ہے اسے خدا کہنا بالکل بے معنی ہے اسی لئے فلسفی اسے صرف علت اولیٰ کہتے ہیں خدا نہیں کہتے۔ دہریہ اسے دہر کہہ دیتے ہیں۔ اور میرے خیال میں یہ زیادہ اچھا ہے۔ کیونکہ اس سے دھوکا نہیں لگتا۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ بھی خدا کو علت اولیٰ تو ضرور مانتے ہیں لیکن علت اضطراری کے رنگ میں نہیں بلکہ علت ارادی کے رنگ میں۔ یعنے جس طرح ایک گھڑی ساز اپنے اندر گھڑی سازی کی صفت رکھتا ہے لیکن وہ صفت بالقوہ اس میں موجود ہے اس کا بالفعل ہونا اس کے ارادہ پر موقوف ہے۔ وہ دل چاہے تو گھڑی بنائے اور دل چاہے تو نہ بنائے۔ اسی طرح خدا فعال لما یرید کی شان رکھتا ہے یعنے جو ارادہ کرتا ہے اسے فعل میں لے آتا ہے۔ ایسا خدا اپنے ارادے سے خلق کرتا ہے اور مخلوق پر پورا اختیار رکھتا ہے۔ دل چاہے تو رکھے دل چاہے مٹا دے۔ یا جس طرح کمی بیشی چاہے اس میں کرے۔ اس کا تعلق اپنی مخلوق کے ساتھ ہر وقت خالق و مالک کا ہے ایسے خدا سے جو ہر قسم کا دخل اور اختیار اپنی مخلوق پر رکھتا ہے انسان دعا و استمداد بھی کر سکتا ہے۔ اس کی عبادت اور فرمانبرداری نفع بھی دے سکتی ہے۔ اور نافرمانی نقصان بھی دے سکتی ہے۔ اور یہی وہ خدا ہے جسے قرآن نے پیش کیا ہے

(۲) دعا

سرسید احمد خاں مرحوم دعا کی قبولیت کے منکر تھے اور یہ نتیجہ تھا خدا کو علت اضطراری کی شکل میں علت اولیٰ ماننے کا ان کا خیال تھا کہ جب مخلوق خدا کی صفت خلق کے تقاضہ سے بنی تو جو چیز جس طرح بنی اور جس جگہ بنی وہ اپنی جگہ مشین کے ایک پرزے کی طرح کام کر رہی ہے اس میں کمی بیشی ناممکن ہے پس یہ خیال کہ خدا سے دعا کرنے سے ہم پر سے کوئی تکلیف ہٹ جائیگی یا کوئی نفع ہمیں ہو گا۔ یہ محض ایک طفل تسلی ہے۔ لیکن میں تو عرض کروں گا کہ مخلوق کو جس خدا سے نہ نفع پہنچ سکتا ہے نہ نقصان اس خدا کو ماننا ہی طفل تسلی ہے۔ اور اگر انسان ایسا ہی ہے جیسے مشین کا ایک پرزہ تو پھر اس کے افعال و اقوال بھی جبری ہوئے۔ اور وہ پھر اپنے اعمال کا ذمہ دار کس طرح ٹھیرے گا۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ دعا کے بیحد قائل تھے ان کا سارا زور ہی دعا پر تھا۔ ان کا قول تھا کہ اگر ہر چیز یونہی اپنی جگہ مشین کے پرزے کی طرح ہے تو پھر انسان کی سعی اور تدبیر بھی لاحاصل ہے۔ اگر انسان سعی اور تدبیر سے اپنی ایک مشکل کو حل کر سکتا ہے۔ اگر ہم ایک بوجھ کو نہیں اٹھا سکتے اور ایک طاقتور پہلوان سے مدد مانگتے ہیں اور وہ ہمارا بوجھ اٹھا لیتا ہے۔ اگر ہم کو ایک مرض سمجھ میں نہیں آتا اور ایک ڈاکٹر سے ہم مدد طلب کرنے پر اس کے علم سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور مرض دور ہو سکتا ہے اگر ہم ایک حاکم سے مدد طلب کرنے پر دشمن کی شرارت سے بچ سکتے ہیں۔ تو پھر خدا سے جو احکم الحاکمین ہے حکیم علیم ہے۔ سب سے قوی ہے۔ عرض کر کے ہم کیوں اسی طرح نفع نہیں اٹھا سکتے جس طرح اوپر کی مثالوں میں ہم نے اٹھایا ہے۔ اگر ایک حاکم اور ایک ڈاکٹر اور ایک پہلوان کے دخل دینے سے مشین کا پرزہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا تو خدا کے دخل دینے سے کیوں ہٹتا ہے۔ انسان کو مشین کے پرزے کی طرح مجبور ماننا جبریہ عقائد ہیں اس حالت میں وہ اپنے اعمال کا ذمہ دار کیوں ہو؟ جبکہ اس سے سرزد ہو رہا ہے بلا اختیار ہو رہا ہے۔ جب کمی بیشی کا امکان ہی نہیں تو پھر سعی و تدبیر بھی لاحاصل ہے اور محض ایک طفل تسلی ہے۔ الغرض حضرت مرزا صاحب کا بڑا زور دعا پر تھا اور سرسید احمد خاں مرحوم کے انکار استجابت دعا کے جواب میں ایک رسالہ برکات الدعا بھی لکھا تھا۔ جسکے شروع ہی میں جو اشعار تحریر فرمائے ہیں ان میں سے تین اشعار بطور نمونہ نقل کرتا ہوں:-

از دعا کن چارۂ آزارِ انکارِ دعا
چوں علاجِ مے زمے وقتِ خمار والتہاب
اے کہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرتہائے حق!
قصہ کوتہ کن بہ بیں از ما دعائے مستجاب

ایک صاحب حال شخص کو جو روشنی ملتی ہے وہ ایک فلسفی کو نہیں ملتی۔ فلسفی نتائج سے استدلال کر کے ایک اندھے کی طرح ٹٹولتا ہوا سبب کو پانے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن ایک صاحب حال شخص بالخصوص اگر وہ خدا کی طرف سے مامور ہو اصلی سبب کو اپنے قلب کی آنکھوں سے برملا دیکھتا ہے۔ مثلاً ایک اندھا ٹٹول ٹٹول کر اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جس چیز کو میں محسوس کر رہا ہوں وہ میز ہونی چاہیے۔ لیکن ایک آنکھوں والا میز کو برملا دیکھ رہا ہے۔ اسی کو قرآن نے کہا ہے ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر کیا اندھا اور سوجاکھا برابر ہو سکتا ہے۔ پس یہ تمام روحانی اور باطنی امور جن کو پانے کے لئے ایک فلسفی ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور قیاس سے اس کی نسبت فتوے لگاتا ہے جو ممکن ہے درست ہو یا غلط۔ ایک صاحب حال شخص انہیں اپنی باطنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا اور جو بولتا ہے یقین سے بولتا ہے۔ اسی لئے اس کے پیش کردہ دلائل میں ایک تحدی اور یقین ہوتا ہے جو فلسفی کے دلائل میں نہیں ہوتا اسی کو حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود
اے کہ خواندی حکمت یونانیاں
حکمت ایمانیاں راھم بخواں

یہی معاملہ معرفت الٰہی اور دعا کا ہے۔ حضرت مرزا صاحب اس میں صاحب تجربہ و اہل حال ہونے کی حیثیت سے جس یقین اور تحدی سے دعوت دیتے ہیں وہ ایک فلسفی کبھی نہیں کر سکتا۔

(۳-۴) سنت اللہ اور معجزہ

قرآن کریم میں ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ کہ تو خدا کی سنت میں کبھی تبدیلی نہیں پائے گا۔ سرسید احمد خاں مرحوم نے جو خدا کا تخیل پیش کیا تھا وہ لیمپ اور روشنی کی مثال سے میں واضح کر چکا ہوں۔ اس صورت میں لیمپ اور اس کی روشنی کی طرح خالق اور مخلوق دونوں اپنی اپنی جگہ کسی قانون میں جکڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جو چیز جہاں رکھی ہے وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکتی ہے نہ خود خدا اسے ہلا سکتا ہے۔ ورنہ ساری مشینری بگڑ جائے۔ اسی لئے سرسید احمد خاں مرحوم کا مذہب یہ تھا کہ نیچر کے قوانین جو ہمیں نظر آ رہے ہیں ان کے خلاف ہم کوئی امر ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اسی لئے اصولاً وہ معجزے اور خوارق کے قائل نہ تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ہر ایک معجزے کو جو قرآن میں مذکور ہے ہمیشہ اسی رنگ میں دکھانے

کو کوشش کی جس سے وہ خوارق کی فہرست سے نکل کر قوانین نیچر کے مطابق نظر آنے لگے۔ خواہ اس میں کتنی بھی تاویلات بعیدہ سے کام لینا پڑے۔ اسی وجہ سے مولوی لوگوں نے ان کا نام نیچری ڈال دیا تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ بھی ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا کو مانتے تھے اور ہر ایک مسلمان کو ماننا پڑتا ہے۔ مگر ان کا مذہب یہ تھا کہ یہ سنت اللہ یعنی قوانین الٰہیہ صرف مخلوق کے لئے ہے۔ جو ایک حدبندی کے اندر جکڑے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان قوانین پر حاکم ہے۔ وہ کسی حد کے اندر جکڑا ہوا نہیں۔ وہ جو چاہے رکھے اور جو چاہے مٹا دے۔ اگر لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا قرآن میں ہے تو یمحو اللہ ما یشاء و یثبت اور واللہ غالب علیٰ امرہ بھی تو قرآن کا ہی ارشاد ہے۔ پس کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کے لئے قوانین بنائے ہیں وہ مخلوق کے لئے اٹل ہیں۔ وہ قانون تبدیل نہیں ہوا کرتے لیکن اس لئے نہیں کہ خدا مجبور ہے اور وہ ان قوانین کو بدل نہیں سکتا بلکہ اس لئے کہ اس کی مشیت یہی ہے۔ اور ان کا بدلنا اس کی مصلحت اور حکمت کے خلاف ہے۔ قوانین کے اٹل ہونے میں نہ صرف اس کی حکومت اور طاقت کے کمال کا اظہار ہے بلکہ مخلوق کے لئے ان کی تمام ترقیات سائنس و کمالات علوم اسی ایک امر سے وابستہ ہیں۔ اگر خدا کے قوانین آئے دن بدلتے رہیں تو دنیا کے ہر ایک امر سے امان اٹھ جائے۔ اور تمام علوم جن کی بنیاد ہی قوانین الٰہیہ کے اٹل ہونے پر موقوف ہے۔ سب مٹ جائیں

دوسرا امر جس کی طرف انہوں نے اس معاملہ میں توجہ دلائی وہ یہ تھا کہ قرآن میں جس سنت اللہ کے تبدیل نہ ہونے کا ذکر ہے وہ وہی ہے جس کا ذکر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کامل سے کیا ہے جن قوانین نیچر کو سائنس نے دریافت کیا ہے چونکہ ان میں غلطی کا امکان بھی باقی ہے یا ممکن ہے کہ اس قانون کے تمام پہلوؤں پر ابھی انسان حاوی نہ ہوا ہو اس لئے یقین کے ساتھ ہم اسے سنت اللہ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن وہ قوانین جن کا ذکر قرآن میں آیات محکمات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کامل سے فرمایا ہے۔ اور جن کو اپنی صفات کے مطابق اپنا فعل اور عہد قرار دیا ہے چونکہ ان میں نہ تو کوئی شک ہو سکتا ہے اور نہ تبدیلی کا امکان ہو سکتا ہے۔ اس لئے یقین کے ساتھ وہی امور **سنت اللہ کہلا سکتے ہیں** ولا غیر۔ اور اسی لئے ان کے خلاف نہ تو کسی [illegible] معنے کئے جا سکتے ہیں۔ اور نہ کسی معجزے اور خارق عادت امر کو مانا جا سکتا ہے۔

چند حوالے

میں اس اہم مسئلہ میں دو تین حوالے خود ان کی تحریروں سے پیش کئے دیتا ہوں تا کہ شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔ فرماتے ہیں:۔

"کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں مگر وہی **جو اس کی کتاب اور وعدے کے برخلاف ہو۔**"

(کشتی نوح صفحہ ۱۱)

"اپنی صفات قدیمہ اور اپنے عہد اور اپنے وعدے کے برخلاف کوئی بات نہیں کرتا اور سب کچھ کرتا ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۷۶)

"غرض خدا تعالیٰ نے جو قانون باندھا ہے اسے ہم مانتے ہیں۔ اگر اس پر اعتبار نہ کریں اور یقین نہ لائیں تو امان اٹھ جاتا ہے پس **خدا کا قانون قدرت جو کتاب اللہ میں ہے اس پر ہمارا ایمان ہے** اور ہم اس پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی صفات کے خلاف نہیں کرتا۔"

(الحکم ۱۰ر جولائی ۱۹۰۲ء بضمن ڈائری)

"ہم اس کو خارق عادت نہیں مان سکتے جو قرآن شریف کے بیان کردہ قانون قدرت کے خلاف ہو۔" (الحکم ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۲ء۔ صبح کی سیر)

"وہ اپنی صفات قدیمہ کے خلاف کوئی کام کیوں کرے گا۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۱۲۰)

"ہاں جو امر اس کے ثابت شدہ صفات کے برخلاف ہو یا اس کے ذکر کردہ عہد کے منافی ہو وہی اس کے قانون قدرت کے خلاف سمجھا جائے گا صرف ایسی بات وہ نہیں کرتا جو اس کے عہد یا اس کی صفات رد کرتے ہوں۔" (چشمۂ معرفت صفحہ ۲۱۳-۲۱۴)

"میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ میں ہر ایک بات پر خدا کو قادر جانتا ہوں اور درحقیقت کون اس کی قدرت کا انتہا پا سکتا ہے۔ اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں بجز ان امور کے جو اس کے وعدے کے برخلاف یا اس کی پاک شان کے منافی اور اس کی توحید کی ضد ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۴)

پس معجزات کے معاملہ میں ہمیشہ یہی مذہب حضرت مرزا صاحب کا رہا کہ **آپ اصولاً معجزات کے قائل تھے** جیسا کہ آنحضرت صلعم کے معجزات کا ذکر کرتے ہوئے خود اپنا مذہب تحریر فرماتے ہیں:۔

معجزاتِ او ہمہ حق اندو راست
منکر آں کور و لعینِ خدا ست
معجزاتِ انبیائے سابقیں
آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیا ست

البتہ جو سنت اللہ قرآن شریف کی آیات محکمات میں نظر آتی ہے اس کے خلاف کسی معجزہ کو ماننا وہ قرآن کے خلاف سمجھتے تھے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض معجزات کو ان معنوں کے ساتھ ماننے سے آپ نے انکار کیا جس طریق پر عوام الناس یا اکثر علما مانتے تھے۔ تو اس وجہ سے نہیں کہ وہ قوانین نیچر کے خلاف تھے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ معنے خدا کی صفات قدیمہ اور اس کی بیان کردہ سنت کے جو قرآن میں مذکور ہے خلاف تھے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ کو خالق طیور ماننے سے اس لئے انکار نہیں کیا کہ ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ انسان پرندے نہیں پیدا کر سکتا۔ ممکن ہے ہمارا مشاہدہ کامل نہ ہو پس بوجہ کمی علم کے انکار کرنا درست نہیں ہو سکتا بلکہ انہوں نے انکار اس وجہ سے کیا کہ خدا نے قرآن میں بڑی تحدی کے ساتھ فرمایا ہے کہ ھل من خالق غیر اللہ کیا خدا کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے۔ یہاں تک کہ خدا کے سوا غیر کو خالق ماننا شرک فی التوحید قرار دیا ہے فرماتے ہیں ام جعلوا للہ شرکاء خلقوا کخلقہ فتشابہ الخلق علیہم قل اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القھار یا انہوں نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرا رکھے ہیں، کہ اسی کی جیسی مخلوق انہوں نے بھی پیدا کی ہے۔ اور اب ان کو مخلوقات کے بارے میں تشابہ ہو گیا ہے۔ کہہ دے اللہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ اکیلا اور غالب ہے۔" اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے مسیح کے مردے زندہ کرنے کا انکار اس لئے نہیں کیا کہ مردوں کا زندہ ہونا ہمارے تجربہ اور مشاہدہ کے خلاف ہے۔ بلکہ اس لئے انکار کیا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اسے سنت اللہ کے خلاف بتایا ہے۔ فرماتے ہیں: حرام علیٰ قریۃ اھلکنھا انھم لا یرجعون ٥ (الانبیاء) جس بستی کو ہم ہلاک کر دیتے ہیں اس پر حرام ہے وہ پھر اس دنیا کو نہیں لوٹتے۔ اسی طرح فرمایا: اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمیٰ (الزمر) اللہ روحوں کو قبض کر لیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو مرے نہیں ان کی نیند کے وقت پھر جو مر گئے ان کو روکے رکھتا ہے اور دوسروں کو یعنی جو سوئے ہوئے تھے واپس بھیج دیتا ہے وقت مقررہ تک۔" ان صریح محکم آیات کی موجودگی میں مردوں کا زندہ ہونا ہمیشہ روحانی رنگ میں لیا جائے گا تا کہ محکم آیات کے خلاف نہ ہو۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت مسیح کا شافی امراض اور عالم الغیب ہونا بھی چونکہ صفات الٰہیہ کی توحید کے برخلاف ہے جن کا ذکر قرآن میں ہے اس لئے ان کو ظاہری رنگ میں ماننا توحید و معرفت صفات الٰہیہ کے خلاف ہے۔ الغرض جس معجزہ کو آپ نے ظاہری عام رنگ میں ماننے سے انکار کیا ہے وہ سر سید احمد خاں کی طرح خلاف نیچر ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ خلاف آیات محکمات قرآنی ہونے کی وجہ سے انکار کیا ہے کیونکہ اس طرح صفات الٰہیہ یا قرآن کریم میں بیان کردہ سنن الٰہیہ کی مخالفت لازم آتی تھی۔

(۵) ملائکہ

سر سید احمد خاں مرحوم ملائکہ کو کوئی علیحدہ روحانی ہستی نہیں مانتے تھے بلکہ قدرت کی قوتوں کا نام ہی ملائکہ بتاتے تھے۔ لیکن حضرت مرزا صاحب ملائکہ کا علیحدہ وجود مانتے تھے۔ اور ان کو اس عالم اسباب میں سبب روحانی مانتے تھے۔ جو جناب الٰہی اور اسباب ظاہری کے درمیان میں بطور کڑی کے واقع ہوئے ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ کا اعلیٰ درجہ کا تقدس اور تنزہ اس امر کا متقاضی ہے کہ عالم مادی میں اللہ تعالیٰ کے کسی فعل کے صدور کے وقت ایک روحانی واسطہ درمیان میں ہو جو امر الٰہی کو عالم روحانی سے عالم ظاہر میں منتقل کر دے۔ لہٰذا تمام قوانین مظاہرۂ قدرت اور خواص اور فطری قوتوں کے لئے ملائکہ بمنزلہ ارواح کے ہیں۔ جن کے ذریعہ امر الٰہی کا نفاذ ان قوتوں تک ہوتا ہے اور پھر وہ آگے کام کرتیں اور نتائج پیدا کرتی ہیں مگر محض فلسفیانہ تشریح پر آپ نے بس نہیں کیا بلکہ دنیا کے سامنے اعلان بھی کیا کہ میں نے کشفی نگاہ اور قلب کی آنکھ سے ملائکہ کو دیکھا بھی ہے اور ان سے کلام بھی کیا ہے۔ اور ان کا کلام سنا بھی ہے۔ یہ وہ بات ہے جو اہل حال اور صاحب امر کے سوا اور کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی۔ ایک خشک فلسفی اس یقینی علم سے محروم ہوتا ہے۔

(۶-۷) وحی الٰہی و نبوت

سر سید احمد خاں مرحوم وحی الٰہی کو خدا کا کلام نہیں مانتے تھے۔ ان کے پیش کردہ خیالات یہ تھے کہ شاعری کی طرح نبوت بھی ایک ملکہ فطرت انسانی ہے۔ جس طرح شاعر کے قلب اور دماغ میں ایک بلند تخیل پیدا ہوتا اور موزوں کلام کے ساتھ شاعر کی زبان پر آتا ہے اسی طرح نبی کے قلب میں بھی

نیک باتیں پیدا ہوتیں اور موزوں کلام کے ساتھ نبی کی زبان پر آتی ہیں - صرف فرق یہ ہے کہ وہ نیک باتیں خدا کی طرف سے پیدا ہوتی ہیں - لیکن یہ نہیں کہ کوئی الفاظ خدا کی طرف سے بطور کلام کے آتے ہیں بلکہ کچھ خیالات ہوتے ہیں جو دل سے ہی اٹھتے ہیں اور دل پر ہی پڑتے ہیں - خارج سے کچھ نہیں آتا - نبی اپنے الفاظ میں ان خیالات کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتا ہے - دوسرے لفظوں میں یہ کہ قرآن شریف میں جو کچھ ہدایات ہیں وہ محمد رسول اللہ صلعم کے قلب سے ہی اٹھی تھیں اور تخیل کی شکل میں اٹھی تھیں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے الفاظ میں لوگوں کے سامنے پیش کر دیا - حاصل کلام یہ کہ وحی الٰہی خارج سے لفظوں میں نہیں آتی - بلکہ دل میں ایک خیال پیدا ہوتا ہے اور نبی اپنے لفظوں میں اسے پیش کر دیتا ہے - صرف وہ خیال جو پیدا ہوتا ہے وہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے - لیکن ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ کسی خیال کی نسبت یہ کہنا کہ یہ خدا کی طرف سے ہے محض ایک تکلف یا خوش عقیدگی ہے - کسی خیال کی نسبت کون کہہ سکتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے پیدا ہوا ہے - اور ماحول کے اثر سے یا کسی اور وجہ سے نہیں پیدا ہوا - اور پھر اس طرح تو ہر ایک شخص کے دل میں جو کوئی نیک خیال پیدا ہوتا ہے وہ کیوں نہ خدا کی طرف سے تسلیم کر لیا جائے - اس لئے پھر وحی الٰہی کے لئے نہ کوئی امر مابہ الامتیاز رہ جاتا ہے اور نہ اس کا کوئی ثبوت ہی ہاتھ میں باقی رہتا ہے - کہ وحی الٰہی کی کوئی ہستی بھی ہے یا نہیں -

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کا عقیدہ یہ تھا کہ وحی الٰہی الفاظ کے ساتھ خارج سے قلب پر نازل ہوتی ہے وہ یہ مانتے کہ اس کے نزول کے لئے قلب انسانی میں طہارت اور تقویٰ اور خاص استعداد کی بھی ضرورت ہے - جس طرح قوت بصارت اگرچہ انسان کی آنکھ میں موجود ہوتی ہے لیکن جب تک خارج سے روشنی اور خارج کی چیزوں کا انعکاس آنکھ پر نہ پڑے انسان دیکھ نہیں سکتا - اسی طرح نبی یا محدث کا قلب بھی ایک خاص استعداد اپنے اندر اس علم کو حاصل کرنے کی رکھتا ہے - جو جناب الٰہی انسان کو دینا چاہتے ہیں - لیکن جب تک وہ علم خود خارج سے نہ آوے اس کا قلب اسے محسوس نہیں کرتا آنکھ میں جس طرح دیکھنے کی حس موجود ہے اسی طرح قلب میں وحی کو محسوس کرنے کی حس موجود ہے - لیکن جب تک خارج سے آنکھ پر انعکاس نہ ہو آنکھ دیکھ نہیں سکتی اسی طرح جب تک خارج سے وحی الٰہی کا الفاظ کے ساتھ نزول نہ ہو قلب محسوس نہیں کر سکتا - اور سب سے بڑھ کر انہوں نے یہ اعلان کیا کہ میں اس میں خود صاحب تجربہ ہوں - مجھ پر وحی ولایت کا نزول ہوتا ہے - اور وہ الفاظ کے ساتھ خارج سے آتی ہے - بنے بنائے فقرے نازل ہوتے ہیں - اور کبھی یہ سلسلہ دیر تک جاری رہتا ہے - جس کا جی چاہے براہین احمدیہ پڑھ لے - نہایت تشریح اور تفصیل سے اس پر بحث کی ہے - غرضکہ وحی الٰہی اور رسالت و نبوت پر حضرت مرزا صاحب نے قالی اور حالی دونوں رنگ میں جو دلائل قایم کئے ہیں وہ گزشتہ تیرہ سو سال میں کسی نے قایم نہیں کیں - اور مولوی محمد حسین بٹالوی مرحوم نے کس قدر صحیح لکھا تھا جو براہین احمدیہ پر ریویو تحریر کرتے ہوئے رقم فرمایا تھا کہ

"ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی - اور آئندہ کی خبر نہیں لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا - اس کا مولف بھی اسلام کی مالی و جانی وقلمی و لسانی و حالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے کہ جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بھی بہت کم پائی گئی ہے - ہمارے ان الفاظ کو کوئی ایشیائی مبالغہ سمجھے تو ہم کو کم سے کم ایک ایسی کتاب کا پتہ دے جس میں جملہ فرقہ ہائے مخالفین اسلام خصوصاً فرقہ آریہ و برہمو سماج کا اس زور و شور سے مقابلہ پایا جاتا ہو اور دو چار ایسے اشخاص انصار اسلام کی نشان دہی کریں جنھوں نے اسلام کی نصرت مالی و جانی وقلمی ولسانی کے علاوہ **حالی** نصرت کا بیڑا بھی اٹھایا ہو اور مخالفین اسلام اور منکرین الہام کے مقابلہ میں مردانہ تحدی کے ساتھ یہ دعوےٰ کیا ہو کہ جس کو الہام کا شک ہو - وہ ہمارے پاس آکر اس کا مشاہدہ و تجربہ کر لے - اور اس تجربہ و مشاہدہ کا اقوام غیر کو مزہ بھی چکھا دیا ہو"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷ ۱۸۸۴ء جون تا نومبر ص ۱۵۲)

(باقی ——— باقی)

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں -

——— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ بھی ڈلہوزی میں بخیریت قیام فرما ہیں - آپ کے دینی و علمی مشاغل کا سلسلہ بدستور جاری ہے - ممدوح نے پیغام صلح کے لئے ایک بہت ہی بلند پایہ مسلسل مضمون " قرآن کا عالمگیر پیغام حریت " رقم فرمایا ہے جو موصول ہو چکا ہے - انشاء اللہ ہفتہ عشرہ کے اندر ہی اس کی اشاعت شروع ہو جائے گی -

——— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب قبلہ ۸ اگست کو ڈلہوزی سے لاہور تشریف لے آئے ہیں -

——— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ مطلع فرماتے ہیں کہ ان کے سینی ٹوریم میں ڈاک خانہ کھل گیا ہے آئندہ ان کے سینی ٹوریم کے متعلق اور ذاتی خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کی جائے -

ڈاکخانہ نیشنل سینی ٹوریم - گھوڑا گلی - کوہ مری -

——— شیخ عبدالحق صاحب مہتمہ سینی ٹوریم مذکور میں زیر علاج ہیں اب ان کی صحت پہلے سے اچھی ہے -

——— جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت کی صحت کچھ عرصہ سے کمزور ہے

——— چوہدری سردار خاں صاحب مینیجر "پیغام صلح" کی اہلیہ بدستور علیل ہیں -

——— چوہدری سلطان محمود صاحب محرر بکڈپو جن کا گزشتہ دنوں اپریشن ہوا تھا ابھی تک پورے طور پر تندرست نہیں ہوئے گلے میں تکلیف باقی ہے -

ان تمام بیماروں کی صحت کے لئے دعا کی جائے -

——— جناب بیرن نے اپنے تازہ مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ وہ عنقریب اپنے ہندوستانی بھائیوں کے نام ایک پیغام بھیجیں گے جس میں اپنے قیام ہند کے تاثرات کا اظہار کریں گے

(بقیہ صفحہ اول)

روحانی غذا سے بھی حاضرین کو مستفید کیا -

اس موقعہ پر مجھے ایک نہایت خوشگوار فرض بھی ادا کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ مجھے حاضرین کا جن میں جرمن - ترک - ایرانی - افغانی تاتاری - روسی - چینی - مصری - عراقی - ٹیونس - الجیریا اور ہند کے رہنے والے حضرات موجود تھے شکریہ ادا کرنا چاہئے - اس کے علاوہ مجھے جناب علامہ ڈاکٹر حمید مانوس صاحب - جناب مقرر کاظم زادہ ایران شائر صاحب - جناب شکری بے - جناب طفیل احمد صاحب کا خاص طور پر شکریہ ادا کرنا ہے - کہ انہوں نے اپنی شیریں بیانی سے ہمیں مستفید ہونے کا موقعہ دیا - بالآخر مجھے اپنے جرمن مسلم بھائیوں کا جن میں جناب مصطفےٰ انکنشی - عبداللہ والٹر - عمر شوبرٹ - امین بوسفلڈ - اور حکمت بائر قابل ذکر ہیں - اور ان کے علاوہ ہندوستانی بھائیوں کا جن میں جناب محمد حسین اسمٰعیل صاحب (بمبئی) ، محمد بشارت علی صاحب (حیدرآباد دکن) اور فخر الدین صاحب غوری (لاہور) قابل ذکر ہیں - اور اسی طرح ایرانی حضرات پرویز مہدوی اور علی دریا بیگی وغیرہم اور عراقی حضرات سے جناب یوسف عبد ابراہیم وغیرہ کا دلی شکریہ ادا کرنا ہے کہ جنھوں نے اس کار خیر میں ہماری ہر طریقہ سے مدد فرمائی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے برلن کے سب دوستوں کو اس سے بھی زیادہ اسلامی خدمت کا موقعہ عطا فرمائے - ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد - (خاکسار - مرزا عزیز الرحمٰن)

احمدیہ جماعت علی پور

کا پہلا سالانہ جلسہ

۳۰ - ۳۱ - جولائی - یکم اگست ۱۹۳۳ء کو جماعت احمدیہ علی پور - ضلع مظفرگڑھ (شاخ لاہور) نے اپنا پہلا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا - چنانچہ حسب الحکم جناب قبلہ سکرٹری صاحب ٹھیک تاریخ پر جناب مولوی محمد عصمت اللہ صاحب اور مولانا مولوی احمد یار صاحب (مولوی فاضل) تشریف لے آئے ادھر قادیانی احباب نے بھی مذکورہ تاریخوں پر اپنے دو عالم منگوائے - مقابلہ میں شیعہ اور سنی صاحبان کے جلسے بھی تھے فریقین نے عوام کو اپنے جلسوں میں خوب بدظن کیا - کہ مرزائی کافر اور بے دین ہیں - ان کے مواعظ میں شمولیت نہ کرنا تمہارے ایمان ضائع ہو جائیں گے - اور تم دائرہ اسلام سے خارج ہو جاؤ گے - شیعہ اور سنی آپس میں بھی خوب لڑتے جھگڑتے رہے - خدا کی پناہ نہایت شنیع اور غلیظ اور بہت گندی باتوں سے ایک دوسرے کے حق میں تفریق پھیلاتے رہے - مسلمانوں میں خوب تفرقہ ڈالا - فریقین اس وقت ملاؤں کی تحریک پر ایک دوسرے کی جان کے دشمن ہیں - صدق اللہ و رسولہ - علماءھم شر من تحت ادیم السماء -

تین دن ہمارے مواعظ حسنہ سے عوام اور بالخصوص ذی علم اصحاب مستفید ہوتے رہے - بلا شبہ اجتماع شیعہ و سنی کے جلسوں کا کافی سے زیادہ رہیہ ہوتا رہا - مگر جاہل گنوار اندھے - مقلد -

تعلیم یافتہ احباب - افسران - ہمارے ہر اجلاس میں بصد شوق شمولیت فرماتے رہے - جو قابل شکریہ ہیں - بالخصوص اخویم مکرم مولوی عبدالکریم صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول - اور مولوی نور محمد صاحب تاتاری - اخویم گل محمد صاحب

نے ایک اور لطیف پیرایہ میں بھی ادا کیا ہے۔ جہاں فرمایا فمن یمشی مکبا علی وجهه اهدیٰ امن یمشی سویا علی صراط مستقیم۔ یعنے کیا وہ شخص ہدایت پر ہے جو کہ منہ کے بل (چوپائیوں کی طرح) چلتا ہے۔ یا وہ ہدایت پر ہے جو سیدھا۔ صراط مستقیم پر چلتا ہے (اور اس کی باگ کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں)

یہ حدیث بھی آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں یعنے حضرت مسیح موعود کی بعثت کے وقت اس زمانہ کے علما سب مخلوق میں سے ذلیل ہوں گے۔ اس زمانہ کے علما کی حالت تو آپ پر خوب روشن ہے۔ مصطفےٰ کمال پاشا نے بھی انہی کا رونا رویا ہے۔ اور خود کابل میں بھی اس وقت ملانوں کی عصبیت سلطنت پر سوار ہے۔ اور شاہ امان اللہ خاں کے چلے جانے سے ختم نہیں ہوگئی بلکہ اس وقت علما سو کا فتنہ اور ترقی پر ہے۔ ابھی سرحد پر جو شورش ہوئی انہی کی وجہ سے ہوئی۔ اور آئندہ جب کبھی ہوگی یہی گروہ اس کی تہہ میں ہوگا۔ ہندوستان میں بھی جو تفریق اور فساد مسلمانوں میں ہے انہی ملانوں اور پیروں کی بدولت ہے۔ آج مسلمان ان سے آزاد ہو جائیں اور اپنا راستہ خود قرآن حدیث کی روشنی میں دیکھیں تو سب مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

(۹) مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے اندر عدیم النظیر آزادی رائے پیدا کی اور قرآن و احادیث صحیحہ کی پیروی دوسری ہر ایک چیز پر مقدم ٹھہرائی۔ اور قرآن مجید کے ایک شوشہ کو ادھر سے ادھر کرنا جائز نہیں سمجھا۔ ہم نے مرزا صاحب کو اس لئے نہیں مانا کہ انہوں نے قرآن یا حدیث یا اس کا کوئی حصہ ہم سے چھڑوا دیا ہے۔ بلکہ اس لئے مانا ہے کہ انہوں نے سارے کا سارا قرآن اور ساری احادیث صحیحہ پر ہمارا ایمان مضبوط کیا حضرت مرزا صاحب سے پہلے علماء قرآن مجید میں ناسخ منسوخ کے قائل تھے۔ کوئی پانچسو آیات منسوخ سمجھتا تھا۔ اور کوئی اس سے کم۔ مگر پانچ آیات کی منسوخی پر تو تقریباً تمام علمائ کا اتفاق تھا۔ مگر مرزا صاحب نے ثابت کیا کہ بحکم آیت قرآنی ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا۔ یعنے اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں بہت اختلاف پایا جاتا۔ انہوں نے ثابت کر دیا کہ نہ ہی قرآن شریف میں مسائل کے رنگ میں اختلاف ہے اور نہ ہی کوئی آیت منسوخ ہے۔ ایسے ہی احادیث صحیحہ کی صحت کے لئے قرآن مجید کو حکم ٹھیرا کر ان کی صداقت پر بھی مہر لگا دی یہ ہے عظیم الشان تجدید دین جو کہ حضرت مرزا صاحب نے کی۔

(۱۰) اب آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور ہر ایک جماعت اپنے کام اور خدمات سے پہچانی جاتی ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے قریب اسی (۸۰) کتب تائید و حفاظت دین میں لکھیں جن سب کی سرتاج ان کی پہلی کتاب براہین احمدیہ ہے جو بقول مولوی محمد حسین بٹالوی ایسی مہتم بالشان کتاب ہے کہ ۱۳۰۰ سال میں اس امت میں کسی نے نہ لکھی اور حضرت مرزا صاحب کی وہ خدمت ہے کہ اس زمانہ میں اور کسی کو نصیب نہ ہوئی۔ انہوں نے اپنی جماعت کو بھی خادم قرآن جماعت بنایا۔ اور خادم دین بنایا۔ کہ اور مسلمان تو عام طور پر اپنے جھگڑوں میں مبتلا ہیں۔ الا ماشاءاللہ اور ان کو دین کی اور اس کی اشاعت کی فکر نہیں۔ مگر یہ ہیں کہ دیوانہ وار نہ صرف ہندوستان بلکہ افریقہ۔ امریکہ۔ یورپ۔ چین۔ جاوا۔ سماٹرا بلکہ کل روئے زمین پر اشاعت قرآن مجید و اسوۂ حسنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کر رہے ہیں۔ اور جو حدیث میں تھا کہ لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من ابناء فارس یعنے اگر ایمان ثریا (ستارہ) پر بھی معلق ہوگا تو ایک شخص ابنائے فارس میں سے اس کو نیچے لے آئے گا۔" مرزا صاحب اور ان کی جماعت اس حدیث کی سچی مصداق بنی

آخری زمانہ کی علامات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ یعنے اس کے فہم سے عاری ہوں گے۔ اور اس پر ان کا عمل نہ ہوگا۔ حضرت مرزا صاحب نے جو حقائق قرآنی بیان فرمائے اور آج ان کی جماعت جو خدمت قرآن کر رہی ہے جسکے آپ بھی قائل ہیں۔ (بلکہ روزانہ حضرت مولانا کی تفسیر ہی آپ کے زیر مطالعہ ہے) آپ دنیا میں چراغ لے کر ڈھونڈیں افراد تو بے شک آپ کو ملیں گے مگر کوئی جماعت آپ کو نہ ملے گی۔ جس نے کہ اپنا مال اور اپنا وقت اور اپنی طاقت کا بہت سا حصہ قرآن مجید کی اشاعت اور اس کے فہم پر صرف کیا ہو۔

میں یہ بھی آپ پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب خود فرما گئے ہیں کہ میرے بعد جماعت کے دو فریق ہونگے ان میں سے ایک میرے متعلق غلو کرے گا۔ اور وہ زیادہ تعداد میں ہونگے۔ مگر تھوڑوں کے ساتھ خدا ہوگا۔ اور وہ حق پر ہونگے اندریں حالات ایک جماعت کے غالی ہونے سے تو ان کا دعویٰ مثیل مسیح ہونے کا سچا ہوتا ہے۔ کہ جھوٹا۔ اور پھر جب کہ وہ خود فرما گئے ہیں تو اس سے بڑھ کر ان کے صدق کی اور دلیل کیا ہو سکتی ہے۔ آج کل کے وکلاء کی طرح مولوی صاحبان تو جو کچھ چاہیں معنے نکال سکتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مولانا روم صاحب نے سچ فرمایا ہے

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکیں بود

اس امر کو مدنظر رکھیں اور لوگوں کی داد و بیداد پر نہ جائیں۔ اللہ تعالےٰ کی جناب میں رو رو کر دعا کریں۔ اور اس سے روشنی چاہیں تاکہ وہ آپ کو راہ ثواب پر چلائے۔ آمین۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں

لعنت خلق سہل و آسان است
لعنت آنست کہ از رحمان است

میں نے آپ کو اپنا عزیز سمجھکر بہت درد دل سے خط لکھوایا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اور آپ کے ہم خیال دیگر مسلمانوں کو صداقت کا راستہ دکھلائے۔ اور آپ کی دعا ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق پر آپ کے ساتھ آمین کہتا ہوں۔ ہم کو معاذ اللہ دوسرے حضرات سے کوئی عداوت نہیں اور حضرت مرزا صاحب کا ہم کلمہ نہیں پڑھتے ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں اور حضرت مرزا صاحب کو ان کا ایک ادنے غلام اور چاکر سمجھتے ہیں خود مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اپنے الہامات کو قرآن مجید پر پیش کرتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی اس کے خلاف ہو تو وہ اس کو کھنکار کی طرح پھینکتے ہیں جبکہ الہام بھی قابل قبول نہیں تو پھر ان کا کوئی کلام اگر اس مصداق پر پورا نہ اترے تو ہمارے لئے کس طرح سے قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اور ہم اس کو ہرگز ماننے کے لئے تیار نہیں۔

حضرت صاحب کے دعوے میں تو کوئی ایسی بات نہیں جس میں شبہ ہو سکے۔ بعض الہامات اور کشوف کے معنے کرنے میں ہم میں اور آپ میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ ہم ان کے وہی معنے کریں گے جن کی شریعت متحمل ہو سکے۔ اور اگر شریعت کے وہ خلاف ہونگے تو ہم ان کو کسی صورت میں نص قرآن و حدیث پر ترجیح نہ دینگے بلکہ ان کو رد کر دینگے۔ والسلام

امید ہے کہ اس طویل نویسی کو معاف فرما دیں گے۔ اور اس عریضہ کو اور حضرت مولانا صاحب کے خط کو اپنے اخبار کی قریبی اشاعت میں جگہ دیجئے۔ ورنہ آپ کی سب کارروائی یکطرفہ اور کسی خاص غرض پر مبنی سمجھی جاوے گی۔ والسلام

(خاکسار :- مرزا یعقوب بیگ)

دوسرا خط

ڈلہوزی ۲۴ جون ۱۹۳۳ء -

مکرم معظم سید صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا نوٹ میرے پہلے خط کے متعلق آپ کے اخبار میں میری نظر سے گزرا۔ آپ نے میرے عریضہ کو اپنے لئے تسلی بخش نہیں سمجھا اور اس کو صرف ایک تبلیغی حیثیت دی ہے۔ حالانکہ اس میں تحقیقی رنگ غالب تھا۔ اور میں نے محض اخلاص اور درد دل سے اپنے اکتالیس سالہ تعلق سلسلہ کی بنا پر لکھا تھا۔

آپ نے اس خط کی اشاعت کو ابھی التوا میں رکھا ہے۔ ان شرائط کی بنا پر جو کہ آپ نے اپنی اخبار میں لکھی ہیں اول تو ان شرائط میں سے بعض قابل قبول نہیں مثلاً یہ کہ ہر دو جماعتوں کی تحریریں ایک ہی شخص کے پاس رد و کد کے لئے بھیجیں گے۔ اگر آپ ہمارے عقائد پر خود بحث کرنے وقت اس اصول کو مدنظر رکھتے تو بہت مبارک تھا۔ آپ نے ہمارے عقائد کی ذیل میں اس قدر رطب و یابس اپنے مضامین میں بھر دیا ہے کہ ان کو ہر دو فریق کے عقائد سے کوئی تعلق نہیں اور جو عقائد مسلمہ فریقین ہیں ان کو آپ نے چھوا تک نہیں۔ مثلاً مسئلہ حیات و وفات مسیح علیہ السلام۔ حدیث مجدد۔ مسیح کی آمد ثانی سے مراد وغیرہ۔ حضرت مولانا صاحب نے ۱۵ رجولائی کے پیغام صلح میں اس کے متعلق مفصل لکھا ہے۔ اگر آپ نے یہ احتیاط شروع ہی سے برتی ہوتی تو ہم پر بھی لازم ہوتی۔ مگر جب آپ کے سب مضامین خلاف سلسلہ کسی قید کے ماتحت نہیں تو جوابی مضامین کے لئے اس قدر قیود لگانا بے معنے ہے۔

دوسرے آپ نے اخبار "الفضل" اور "پیغام صلح" کو کہا ہے کہ پہلے آپ سے معافی مانگیں تب آپ ہر دو جماعتوں کے جوابی مضامین شائع کریں گے۔ یہ بالکل بیجا ہے۔ پہلے آپ خود معافی مانگیں۔ پھر آپ کا حق ہوگا کہ دوسروں سے معافی منگوائیں مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ ہر دو مضامین جن کا آپ نے حوالہ دیا ہے ان کی طرز تحریر درست نہیں۔ مگر آپ کے اخبار میں صدہا اس قسم کی تحریرات سلسلہ کے خلاف چھپ چکی ہیں جو دشنام دہی اور از لحاظ حیثیت عرفی تک پہنچی ہوئی ہیں۔ خود آپ کی تحریرات میں بعض سخت رکیک اور بعید از شرافت حملے حضرت مرزا صاحب کی جماعت پر اور خود حضرت مرزا صاحب پر ہیں۔ کیا آپ ان سب کے لئے معافی مانگنے کے لئے تیار ہیں؟ اور ان کو اپنے رسالہ میں سے نکال دینے کا وعدہ کرتے ہیں؟ ورنہ اس قسم کے مطالبہ کا عند اللہ و عند الناس آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔

ماسوائے اس کے [illegible] وہ کہلاتی ہیں۔ جو مسلمہ فریقین ہوں اب اس وقت اس قسم کی شرائط [illegible] ذکر کرنا سوائے اس کے اور کوئی معنے نہیں رکھتا کہ آپ وسعت [illegible] سے دوسرے فریق کی بات کو نہیں سننا چاہتے۔ البتہ مضمون شروع کرنے سے پہلے آپ اگر شرائط قائم کرتے اور وہ مسلمہ فریقین ہوتیں تب

آپ بھی ان کے پابند ہوتے اور دوسرا فریق بھی۔ مگر جب آپ سلسلہ کی مخالفت میں بڑی کشادہ پیشانی سے بلا سوچے سمجھے اور لوگوں کے بلا تحقیق مضامین شائع کرتے ہیں تو دوسری طرف کے لئے اس قسم کی شرائط عائد کرنا لازم نہیں۔

البتہ یہ میں مانتا ہوں کہ طوالت کو کم کرنے کے لئے جو مضامین ہر دو فریق کی طرف سے آویں یہ ضروری ہے کہ ان کی ذمہ دارانہ حیثیت ہو۔ باقی ہمارے عقائد کی جناب میاں صاحب سے تصدیق کرانی اور میاں صاحب کے عقائد کی ہم سے تصدیق کرانی یہ ایسی ہی ہے جیسے کہ آپ اپنے مضامین شائع کرنے سے پہلے ہم سے ان کی صحت کی تصدیق کرائے۔ وغیرہ

آنچہ بر خود نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔ باقی صرف اتنا سوال رہ جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے مذہب کو یا ان کی تحریرات کو ہر دو جماعت نے کیا سمجھا۔ تو وہ اظہر من الشمس ہے ہر دو فریق کے دلائل پبلک کے لئے خود فیصلہ کے لئے کافی ہونے چاہئیں۔

باقی رہی میری چٹھی وہ آپ کی ان شرائط سے دینوتہ پہلے کی ہے۔ البتہ وہ اپنے اندر خود ایک ذمہ دارانہ حیثیت رکھتی ہے۔ جو کہ ایسے شخص کے قلم سے ہے جو اس سلسلہ کا ایک نہایت دیرینہ خادم ہے۔ دوسرے آپ جانتے ہیں کہ میں بھی خدا کے فضل سے اس جماعت میں ایک ذمہ دارانہ حیثیت رکھتا ہوں اس لئے اگر آپ اس کو شائع کریں تو ممکن ہے کہ اگر آپ کو اس سے فائدہ نہیں پہنچا تو کسی اور کو فائدہ پہنچے۔ کم از کم اس سے میری تشفی ہو جائے گی کہ آپ نے اس کے متعلق اپنے فرض کو ادا کیا۔

آخر میں ایک اور بھی عرض ہے کہ جناب نے فرمایا ہے کہ اگر احمدیوں نے کچھ مفید کام کیا ہے تو عیسائیوں نے اس سے بڑھ کر مفید کام کیا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ گویا آپ کے نزدیک تائید اسلام خدمت اسلام و اشاعت اسلام کے کام کی حیثیت وہی ہے جو تخریب اسلام کے کام کی حیثیت ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا سب سے بڑا کارنامہ تو تخریب اسلام کا ہے۔ احمدیوں کو یہ فخر نہیں کہ انہوں نے بڑی بڑی ایجادیں کی ہیں۔ نہریں اور ریلیں بنائی ہیں کہ آپ انہیں عیسائیوں کے ساتھ ملاتے انہیں صرف یہ فخر ہے کہ انہوں نے خدا اور اس کے رسول کا نام ان مقامات پر پہنچایا ہے جہاں آج تک نہ پہنچا تھا۔ آپ کے اسی طرز استدلال سے آپ کی قلبی کیفیت نظر آتی ہے کہ آپ محققانہ راہ چھوڑ کر تنگدلی اور تعصب کی راہ اختیار کر رہے ہیں۔ آپ سے وہ تنگدل ملّاں بہتر ہے جو خدمت اسلام کے اس کام کو تسلیم کر کے ان اللہ لیؤید ھذا الدین برجل فاسق کی آڑ لیتے ہیں۔ مجھے آپ پر یہ توقع نہ تھی کہ آپ سلسلہ کے عناد میں اس قدر دور نکل جائیں گے۔

(والسلام۔ خاکسار مرزا یعقوب بیگ)

تیسرا خط

ڈلہوزی ۲۰-۸-۳۳ء

مکرم و معظم سید صاحب سلمہ اللہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ امید ہے کہ آپ مع اہلبیت کے خیریت سے ہوں گے جیسے کہ پہلے لکھ چکا ہوں ان شاء اللہ ۵ تاریخ کی شام کو لاہور پہنچ جاؤنگا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

آپ کے آج کے اخبار میں سلسلہ تحریک قادیان کے ضمن میں میر ولی اللہ کے لڑکے کا قصہ اس رنگ میں بیان کیا گیا ہے کہ گویا اس میں خصوصیت سے گورنمنٹ کو احمدیہ جماعت کی حمایت مقصود تھی۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ یہ گزشتہ سال کا واقعہ ہے میں اس جگہ موجود تھا۔ مسٹر ہاڈر سپرنٹنڈنٹ پولیس سے میں واقف ہوں وہ ایک نہایت شریف اور دور اندیش انگریز ہے۔ اس کو ہماری حمایت مقصود نہ تھی بلکہ اپنے ضلع میں امن رکھنا مقصود تھا اصل واقعہ یوں ہے کہ ایبٹ آباد کی جامع مسجد کا امام اشد ترین مخالف جماعت احمدیہ سے ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ اس کی حالت جنوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ چنانچہ گزشتہ سال خاص طور پر اس نے احمدیوں کے خلاف فتوے بازی کا زور دکھایا اور غیر احمدی ملّاں کو ڈانگ مار کر ہاتھ کی ہڈی توڑ دی۔ اس بنا پر کہ وہ اپنے احمدی بھائی کو کافر نہیں کہتا تھا۔ اور اس کو بائیکاٹ نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ پولیس نے مولوی صاحب کا چالان عدالت میں کر دیا۔ جہاں انہوں نے جا کر مضروب سے معافی مانگی اور چالیس روپیہ بطور ہرجانہ اس کی نذر کیا۔ اگر مسٹر ہاڈر عاقبت اندیشی سے کام نہ لیتا تو احمدیوں کے خلاف بلوہ اور فتنہ فساد میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی۔ میر ولی اللہ چونکہ جامع مسجد کے متولی ہیں اس لئے انہوں نے ان کو اس ملّاں کو قابو رکھنے کے لئے کہا۔ اور وہ اس امر میں حق بجانب تھا۔ اگر آپ پسند کریں تو اس واقعہ کی تصدیق نواب سر عبدالقیوم خان صاحب و خان بہادر سعد الدین خان صاحب سے کر لیں۔

جہاں آپ بعض ریاستوں کے بیجا حامی ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات تکلف سے ان کی پردہ پوشی کرتے ہیں اس کے بالمقابل ریاست ... پر آپ کی خاص طور پر نظر عنایت ہے۔ حالانکہ وہ بھی ایک اسلامی ریاست ہے۔ مگر بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے خلاف ہر قسم کے ناجائز پروپیگنڈے کو اس لئے اجازت دی جاتی ہے کہ وہاں کا وزیر احمدی ہے۔ حالانکہ وہ احمدیت سے پہلے کا نواب صاحب کے والد مرحوم کے وقت سے وزارت پر فائز ہے۔ اور بھی متعدد احمدی اس ریاست میں ہیں مگر اس قسم کی ناحق باتوں کو آپ کو روکنا چاہیئے اور خواہ مخواہ بدنام کرنے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے۔ چنانچہ کل کے اخبار میں ایک تار شائع ہوا ہے جس میں نہ تار دینے والے کا نام ہے نہ مقام درج ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ سید عبدالجبار شاہ صاحب احمدی وزیر کو گورنمنٹ نے برطرف کر دیا ہے اور رسالدار مغل باز خان کو اس کی جگہ مقرر کیا ہے جس کے متعلق میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ خبر بالکل غلط ہے اور محض پروپیگنڈا ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ ہر دو اغلاط کے درست کرنے کی کوشش کرینگے اور اپنے اخبار کو ثقاہت سے نہ گرنے دینگے اور بیجا طرفداری یا مخالفت سے باز رہیں گے۔

مکرر آنکہ آپ کا اشتہار دربارہ خرید رسالہ تحریک قادیان ملا۔ میں اس کتاب کو ضرور خریدتا مگر مجھے اس صاف گوئی کے لئے معاف کریں میری یہ رائے ہے کہ آپ کے مضامین اس قابل نہیں ہیں کہ ان کو کتابی صورت دی جائے۔ ان کو انگریزی میں شائع کرنا تو بعید از قیاس بات ہے۔ میں نے آپ کے قریباً سب مضامین پڑھے ہیں۔ میری یہ رائے ہے کہ ان میں سے اکثر فقاہت اور درایت سے خالی ہیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں آپ کو اس دوڑ دھوپ میں خود حضرت اقدس مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھنے یا ان پر غور کرنے کا موقعہ نہیں ملا آپ کے مضامین کی بنیاد مخالفین کے رسائل معلوم ہوتے ہیں۔ اگر آپ کو ان کے جواب (رسائل) پڑھنے کا موقعہ ملتا تو آپ بعید از قیاس باتیں ان میں درج نہ فرماتے۔

آپ کا یہ خیال کہ احمدی آپ کی کتاب پڑھ کر متاثر ہونگے بالکل غلط ہے۔ اگر اس میں کوئی معقولیت ہوتی تو متاثر ہوتے کیونکہ ان میں سے اکثر و قیاسی خیالات کو خیرباد کہہ کر اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اور سوائے معدودے چند کے وہ پیر پرست نہیں ہیں کم از کم لاہور کی جماعت پیر پرستی کے بالکل خلاف ہے ان پر واقعی اگر کوئی بات قرآن و حدیث کی رو سے ثابت کی جائے تو وہ ہر وقت اس کو ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مثلاً آپ نے بعض دعوے حضرت صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں جن کو ہر دو فریقوں میں سے کوئی دعوے کے رنگ میں نہیں مانتا۔

آپ کے بعض مضامین بالکل مضحکہ خیز ہیں۔ مثلاً آپ کا یہ فرمانا کہ اس تحریک کی کامیابی کی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ "اس میں ایک لچک بھی ہے جو کسی اور عقیدہ میں موجود نہیں۔ یعنے ماننے والے کا اختیار ہے کہ وہ ان کو صرف محدث مانے یا مجدد۔ نبی بروزی و ظلی مانے۔ مستقل نبی تسلیم کرے۔ مسیح موعود مانے یا مہدی آخر الزمان"۔ کیا جو شخص خدا کی طرف سے حکم و عدل ہو کر آنے کا مدعی ہے وہ ایسے لچر خیالات کا اظہار کر سکتا ہے؟ اگر انہوں نے لوگوں کی کثرت کو اپنے ساتھ رکھنا ہوتا تو کیا محض مجدد کا دعوےٰ ان کے لئے کم تھا جس پر آپ کے نزدیک بھی مولوی محمد حسین وغیرہ علماء زمانہ کا اتفاق تھا۔ پھر ان کو مسیح موعود و مہدی کا دعویٰ کر کے سب لوگوں کو اپنے خلاف کر لینے سے کیا حاصل تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کو لوگوں کی واہ واہ کی ضرورت نہ تھی۔ وہ تو ایک حق پرست انسان تھے۔ وہ صرف حق پرستوں کا گروہ اپنے ساتھ رکھنے میں خوش تھے چاہے ان کی تعداد کتنی بھی کم تھی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں ؎

بحمد اللہ کہ خود قطع تعلق کرد ایں قومے
خدا از رحمت و احساں میسر کرد خلوت را

اس لئے میں آپ کو یہ رائے دونگا کہ بیشتر اس کے کہ آپ اپنے مضامین کو کتابی صورت دیں کم از کم حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن ان کے دعوے کے متعلق قائم کر لیں۔ آپ اپنے اخبار میں اجازت دیں کہ ان کی کتابوں سے آپ کے اس موضوع پر بحث کی جائے تاکہ پبلک پر واضح ہو کہ ان کا اصل دعویٰ کیا تھا۔ پھر اگر آپ اس دو طرفہ بحث کو ایک کتابی صورت دیں تو اس کو عام مسلمان بھائی بھی خریدیں گے اور احمدی بھی یہ آپ کی خدمت ہوگی۔ ورنہ آپ جیسے ذکی آدمی کے لئے ایسے اناپ شناپ مضامین کسی حقیقی عزت کا موجب نہ ہونگے میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ آپ ان کو اگر کسی فرصت کے وقت حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کو سامنے رکھ کر پڑھینگے تو آپ اپنی اس جلد بازی پر افسوس کرینگے۔ میں نے نیک نیتی سے ایک رائے پیش کر دی ہے۔ آپ اس کو مانیں یا نہ مانیں یہ آپ کا اختیار ہے۔ اگر آپ پسند کریں تو میرا عریضہ پبلک کے سامنے رکھ کر ان کی بھی اس پر رائے لے لیں۔ والسلام

خاکسار

(مرزا یعقوب بیگ)

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر دوست محمد

جلد ۲۱ لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۹۳۳ء نمبر ۴۷

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں
سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

دین کی راہ میں قربانی کی ضرورت

مسیح موعود کا پیغام اہل اسلام کے نام

اے خداوند خدا! تو آپ ان دلوں کو جگا - اسلام پر ابھی ایسی مفلسی طاری نہیں ہوئی - تنگدلی ہے ایسی تنگدستی نہیں - اور وہ لوگ جو کامل استطاعت نہیں رکھتے وہ بھی اس طور پر اس کارخانہ کی مدد کر سکتے ہیں جو اپنی اپنی طاقت مالی کے موافق ماہواری امداد کے طور پر عہد پختہ کے ساتھ کچھ نہ کچھ رقوم نذر اس کارخانہ کی کیا کریں - کسل اور سرد مہری اور بدظنی سے کبھی دین کو فائدہ نہیں پہنچا - بدظنی ویران کرنے والی گھروں کی اور تفرقہ میں ڈالنے والی دلوں کی ہے - دیکھو جنھوں نے انبیا کا وقت پایا انہوں نے دین کی اشاعت کے لئے کیسی کیسی جانفشانیاں کیں - جیسے ایک مالدار نے دین کی راہ میں اپنا پیارا مال حاضر کیا - ایسا ہی ایک فقیر دریوزہ گر نے اپنی مرغوب ٹکڑوں سے بھری ہوئی زنبیل پیش کر دی - اور ایسا ہی کئے گئے جب تک کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے فتح کا وقت آ گیا مسلمان بننا آسان نہیں - مومن کا لقب پانا سہل نہیں - سو اے لوگو! اگر تم میں وہ راستی کی روح ہے جو مومنوں کو دی جاتی ہے تو اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو - نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو خدا تعالیٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سن کر کیا جواب دیتے ہو -

سو اے اسلام کے ذی مقدرت لوگو! دیکھو! میں یہ پیغام آپ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں کہ آپ لوگوں کو اس اصلاحی کارخانہ کی جو خدا کی طرف سے نکلا ہے اپنے سارے دل اور ساری توجہ اور سارے اخلاص سے مدد کرنی چاہیے - اور اس کے سارے پہلوؤں کو بنظر عزت دیکھ کر بہت جلد حق خدمت ادا کرنا چاہیے -

---

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔

— شملہ میں مولانا عصمت اللہ صاحب کا ایک لیکچر ۱۲ اگست کو رائل ہوٹل میں ہوا مضمون کا عنوان تھا۔ "موجودہ زمانہ کے مسلمان اور ان کے دو ریفارمر" مفصل رپورٹ موصول ہونے پر ہدیہ قارئین ہوگی۔

— ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب مبلغ جرمنی کی شادی ۱۴ اگست کو ڈاکٹر محمد یوسف صاحب مرحوم کی دختر بلند اختر کے ساتھ ہوئی۔ خطبہ نکاح مولانا احمد یار صاحب مولوی فاضل نے پڑھا۔ لاہور سے بعض اور بھی دوست اس مبارک تقریب میں شمولیت کی غرض سے تشریف لے گئے تھے ۱۶ اگست کو ڈاکٹر صاحب کے برادر خورد ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب ایم بی بی ایس کی شادی شیخ نواب دین صاحب بیرسٹر ایٹ لا سیالکوٹ کی صاحبزادی سے ہوئی۔ یہ سننا موجب مسرت ہے کہ ان ہر دو نکاحوں میں پوری اسلامی سادگی کو ملحوظ رکھا گیا اور کسی قسم کی رسوم یا اسراف سے کام نہیں لیا گیا۔ ہم اپنے دونوں محترم بھائیوں کو اس موقعہ پر دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس نئی زندگی کو کامیاب اور خوشگوار بنائے۔

ہر دو بھائیوں نے اپنے اپنے نکاح کے موقعہ پر دس دس روپیہ بمد اشاعت اسلام انجمن کو مرحمت فرمائے

— ایبٹ آباد سے ایک اور دل خوش کن تقریب کی اطلاع موصول ہوئی ہے اور وہ ہمارے مرحوم دوست شیخ نور احمد صاحب وکیل کی صاحبزادی عزیزہ محمودہ نزہت کی شادی کی خبر ہے جو ۷ اگست کو ڈاکٹر عبد المجید خان صاحب ایم بی بی ایس اسسٹنٹ سرجن ہری پور حبیل سے بعوض چار ہزار روپیہ حق مہر معجل عمل میں آئی اس تقریب سعید پر ڈاکٹر عبد المجید خان صاحب نے مبلغ پچاس روپے

آل انڈیا کشمیر کمیٹی اور علامہ سر اقبال

برادران اسلام کو دعوۃ اتحاد

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب قبلہ

حضرت ڈاکٹر مرزا صاحب قبلہ کا مندرجۂ ذیل بیان ہمیں اس وقت موصول ہوا جبکہ گزشتہ اشاعت کی کتابت قریب الاختتام تھی۔ عدم گنجائش کی وجہ سے درج نہ ہو سکا۔ اس طرح اس کی اشاعت میں چند روز کی تاخیر ہو گئی جس کا ہمیں افسوس ہے (مدیر)

میں گزشتہ پانچ ہفتوں سے لاہور سے باہر رہا اس لئے میں نئی کشمیر کمیٹی کی کارروائی سے کماحقہ واقف ہونے سے قاصر رہا ہوں۔ مجھے یہ معلوم کرکے ازحد مسرت ہوئی ہے کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے کمیٹی کے دو یا تین اجلاس منعقد کئے۔ جن میں بعض نہایت اہم قرار دادیں پاس کی گئی ہیں۔ جو شیخ محمد عبداللہ کی فوری رہائی اور ہمارے کشمیری مسلمان بھائیوں کی بہتری اور بہتری اور بعض دوسرے اہم معاملات سے متعلق ہیں۔ مقام افسوس ہے کہ حکومت کشمیر نے برطانوی ہند کے چند سرکردہ مسلم رہنماؤں کے ایک وفد کو کشمیر میں وارد ہونے کی اجازت نہیں دی۔ ان حالات کے پیش نظر اگر ملک برکت علی نہیں تو کم از کم ڈاکٹر سر محمد اقبال کشمیر میں جانے تو بہت ہی اچھا ہوتا۔ کیونکہ انفرادی حیثیت سے کشمیر میں داخل ہونے میں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر ایسا کیا جاتا تو متذکرہ صدر اصحاب میں سے کوئی ایک وزیر اعظم سے اور مہاراجہ بہادر سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے میں ضرور کامیاب ہو جاتا۔ اور اس طرح سے حکومت اور پبلک دونوں کو اصلاح احوال کے لئے کسی فوری تبدیلی کے عمل میں لانے پر آمادہ کرنا بہت آسان ہو جاتا۔

ہمالیہ جیسی غلطی

میرے دل میں یہ خیال جاگزیں تھا کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی براہ راست راہبری میں کشمیر کمیٹی کی تشکیل و تجدید کے ساتھ ہی تمام حالات درست ہو جائیں گے۔ لیکن مجھے ابھی ابھی ایک دعوتی رقعہ ایک ضروری جلسہ منعقدہ ۶ راگست بمقام لاہور شامل ہونے کے لئے ملا ہے۔ اس جلسہ کی غرض و غایت یہ بیان کی گئی ہے کہ آیا پرانی کشمیر کمیٹی کو از سر نو معرض وجود میں لانا بہتر ہوگا یا نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میرپور کے وکیل کی تشریح اور بیان ناقابل عفو ہیں۔ لیکن نئی کمیٹی سے نہ صرف قادیانی احمدیوں بلکہ لاہوری احمدیوں اور دوسرے پرانے کارکنوں کو جنھوں نے اپنی زندگیاں کشمیر کمیٹی کی کامیابی کے لئے وقف کر رکھی تھیں علیحدہ کر دینا ایک ہمالیہ جیسی بڑی غلطی ہے۔

قواعد کی خلاف ورزی

یہ صحیح ہے کہ سر محمد اقبال ایک عمومی اجتماع میں اپنی پوزیشن کو ظاہر کر دینے میں حق بجانب تھے۔ لیکن موجودہ دائرہ کے باہر ایک غیر ذمہ دارانہ اجتماع کے سامنے ارکان کمیٹی کا انتخاب کرنا ایک عاقبت نا اندیشانہ اقدام ہے۔ جدید آئین کے ماتحت صرف وہ ارکان کمیٹی کا انتخاب کر سکتے ہیں جو سالانہ چندہ کی ایک خاص رقم ادا کرتے ہیں۔ اس ضابطہ کی روشنی میں بہترین ذمہ دارانہ طریق کار یہ تھا کہ سب سے پہلے چندہ دینے والے ارکان کو محفوظ کیا جاتا۔ جو بعد میں نئی کمیٹی کی تشکیل و تجدید کرتے اور اس کی کامیابی کے لئے بہترین دماغوں کا انتخاب کرتے۔ مجھے سر محمد اقبال کے اخلاص اور قومی ہمدردی پر کامل اعتماد ہے۔ اور کئی دوسرے اشخاص کی طرح مجھے بھی ان کی ذات سے عقیدت ہے۔ لیکن دیگر عام انسانوں کی طرح ان میں بھی خامیاں موجود ہیں۔ قدرت کے عالمگیر قانون کے ماتحت کوئی انسانی وجود بھی غلطیوں سے مبرا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ ایک ایسی اہم کمیٹی کے انتخاب کو صرف ایک آدمی کی رضامندی پر چھوڑنا سراسر ناجائز اور خلاف قانون ہے۔

مرزا صاحب کی خدمات

جناب مرزا محمود احمد صاحب سابق صدر کشمیر کمیٹی نے کشمیری مسلمانوں کی بہتری کے لئے بہت اہم خدمات انجام دی ہیں۔ اور کشمیری مسلمان بجا طور پر ان کے اور ان کی کمیٹی کے شکرگزار اور ممنون ہیں اس لئے یہ عین واجب اور درست تھا کہ کمیٹی کے انتخاب میں ان سے مشورہ حاصل کیا جاتا۔ اور کم از کم ان کی دیرینہ اور ٹھوس خدمات کے پیش نظر ان کو کمیٹی کے ایک رکن کی حیثیت سے مسلم فرقہ کی خدمات سرانجام دینے کی اجازت دی جاتی۔

اسی طرح سے مولانا غلام رسول مہر نے کمیٹی کے سکرٹری کی حیثیت سے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ اور مولانا سید حبیب نے بھی اپنے آپ کو ایک مخلص کارکن ثابت کیا ہے۔ سابق صدر کے ساتھ ہی ان کے مستعفی ہو جانے کے فعل کو ان کا گناہ تصور کرکے ان کو کمیٹی میں قومی کارکن کی حیثیت سے کام کرنے سے محروم کرنا کسی صورت میں زیب نہیں دیتا۔ سر محمد اقبال مجھ سے زیادہ جانتے ہیں کہ جب نیا انتخاب شروع ہوتا ہے تو اکثر اوقات تمام کابینوں کے ارکان مستعفی ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ان اصحاب کے استعفے کسی صورت میں خلاف قانون نہ تھے نئی کشمیر کمیٹی کی تشکیل دہندگان کا یہ فرض تھا کہ وہ ان کے اس فعل کو کبھی بے اعتمادی سے تعبیر نہ کرتے۔

غیر دانشمندانہ روش

کشمیر کمیٹی کو مسلم فرقہ کی تمام جماعتوں کا واحد نمائندہ ادارہ ہونا چاہئے۔ لیکن موجودہ وقت میں جن آئینی اصولوں پر اس کو منظم کیا گیا ہے اس طریق سے وہ صرف چند جماعتوں کی نمائندگی کر رہی ہے۔ باقی جماعتوں کو دیدہ و دانستہ اس سے علیحدہ کیا گیا ہے اس نازک مرحلے میں جہاں تمام فرقے اور قومیں باہمی اعتماد اور تعاون پر زور دے رہی ہیں۔ کارپردازان کشمیر کمیٹی کا دوسری مسلم جماعتوں سے عدم تعاون کرنا بے حد افسوسناک اور غیر دانشمندانہ رویہ ہے۔ سر محمد اقبال کا بیان ہے کہ احمدی عنصر کو کشمیر کمیٹی سے اس لئے علیحدہ نہیں کیا گیا کہ مذہبی بنا پر دوسری جماعتوں کو احمدیوں سے اختلافات ہیں۔ مانا کہ اگر یہ صحیح نہیں تو اور کونسی معقول وجہ ہے جس کی بنا پر ان کی دو سالہ خدمات کو فراموش کرکے ان کو کمیٹی سے علیحدہ کیا گیا ہے۔ اگر مذہبی اختلافات کے بجائے واقعی اور کوئی وجہ تھی تو سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ برادرانہ گفت و شنید سے ان غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاتا۔ اور باہمی تعاون کے لئے کوئی ذرائع اختیار کئے جاتے۔ اور یہ صرف اسی صورت میں قابل عمل ہو سکتا تھا کہ ایک صحیح آئینی جماعت کمیٹی کا انتخاب کرتی اور تمام صورت حالات پر سنجیدہ اور دیانتدارانہ غور کرتی۔

تبلیغ احمدیت کا الزام

میرے کرمفرما ملک برکت علی نے بھی بیان کیا ہے کہ "قادیانی احمدی مسلمانان کشمیر کو امداد دینے کی نسبت زیادہ تر تبلیغی کام کر رہے تھے۔ جہاں تک میں اس بیان کی حقیقت کو باور کرتا ہوں مجھے یہ بیان صحیح حقایق کے بجائے میر واعظ محمد یوسف کی پارٹی کے غلط پروپیگنڈہ کے نتیجہ پر مبنی نظر آتا ہے۔ اگر ایک صحیح آئینی کمیٹی میں اس الزام کو ثابت کیا جاتا تو مرزا صاحب بجا طور پر اس کے مرتکب سمجھے جاتے۔ لیکن اس قسم کی کارروائی کے بغیر ایسا اعلان بالکل بے بنیاد اور حقائق سے دور ہے۔

مجھے یقین ہے کہ تمام مسلم عوام اس امر سے اچھی طرح واقف ہیں کہ میں نہ تو قادیانی احمدی ہوں اور نہ مرزا محمود احمد کا پیرو ہوں میں احمدی فرقہ کی لاہوری جماعت سے تعلق رکھتا ہوں جس سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ یہ دونوں جماعتیں ایک دوسری سے اہم اختلافات رکھتی ہیں۔ لیکن آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ایک رکن کی حیثیت سے میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں متذکرۃ الصدر سابق صدر کی اہم خدمات سے پبلک کو روشناس کراؤں اور خود بھی ان کا معترف ہوں۔ کیونکہ انہوں نے کشمیر کے بیکس مسلمانوں کو نہایت نازک مرحلوں میں مدد دی ہے۔ اور اب بھی ان کو چاہ ضلالت سے نکال کر ترقی کی سطح پر لانے کے لئے شب و روز مصروف عمل ہیں۔

ڈاکٹر اقبال سے اپیل

خاتمہ پر میں ڈاکٹر سر اقبال اور دیگر مسلمان بھائیوں سے بزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اتحاد کے لئے اپنے ذاتی مفادات کو قربان کر دیں۔ تاکہ ہم سب جماعتی اختلافات سے بالاتر ہو کر کشمیر کے بھائیوں کی موثر خدمات انجام دے سکیں۔ اور ان کی بہتری کے لئے ایک متحدہ محاذ قایم کر سکیں۔ ہمارا فرض ہے کہ رقابت اور عناد کو بالائے طاق رکھ کر ایک بہتر نتیجہ کے لئے میدان عمل میں دوش بدوش گامزن ہوں۔

میں اپنے بھائیوں کے غور و خوض کے لئے ایک ذاتی مثال پیش کرتا ہوں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ہمیں اپنے قادیانی احمدی بھائیوں سے اصولی مذہبی اختلافات ہیں۔ دونوں جماعتوں کے رہنماؤں نے ایسے طریق اور ذرائع سوچے ہیں کہ ہم تمام اختلافات کی موجودگی میں ایک دوسرے کا اعتماد اور تعاون حاصل کر سکیں۔ لیکن گزشتہ انیس سال کے عرصہ میں ہم نے انتہائی کوششیں کیں لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ خوش قسمتی سے کشمیر کمیٹی معرض وجود میں آئی جو ہمارا واحد پلیٹ فارم ثابت ہوئی۔ جہاں ہم متحد ہو گئے اور اپنے کشمیری بھائیوں کی بہتری و برتری کے لئے دوش بدوش کام کرنے لگے۔ اور ان بیکسوں کو دربار کشمیر کے جور و استبداد

(باقی بر صفحہ ۱۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم شنبہ مورخہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۵۲ ہجری | نمبر ۴۷

اسلام کے دوست نما دشمن

مخالفین احمدیت کی مذبوحی حرکات!

خدا کی شان! سلسلہ احمدیہ کو آج جن مخالفین کے ساتھ سابقہ پڑ رہا ہے ۔ نام کو وہ مسلمانوں کے لیڈر ۔ اسلام کے حامی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گدی کے دعویدار ہیں ۔ اخبارات کی ادارت مسائل اسلامی پر بحث اور امور دینی میں شغف ان کا وظیفہ حیات ہے لیکن باوجود اس کے غلط بیانی ۔ افترا پردازی ۔ دشنام طرازی اور تمسخر واستہزا اور سب سے بڑھ کر مطالب کو بگاڑنے کے لئے تحریف و تبدیل سے کام لینا ان کا روزمرہ کا شیوہ ہو گیا ہے۔

غلط بیانیوں کی انتہا

اس کی بیسیوں مثالیں قارئین کرام کی نظر سے گزری ہوں گی انہی میں سے ایک لاہور کے نوزائیدہ اخبار "آزاد" کا وہ مضمون ہے جو "قادیانی تحریک اور اس کے مقاصد" کے عنوان سے اس کے سب سے پہلے اور (شاید) سب سے آخری پرچہ میں شائع ہوا ہے ۔ اس مضمون کے لکھنے والے ایک بڑے فاضل علامہ مولانا نور الحق صاحب پروفیسر اورنٹیل کالج و ناظم انجمن مستشار العلماء پنجاب" ہیں لیکن جو کچھ اس کے اندر لکھا ہے وہ غلط بیانیوں کا ایک طومار اور تحریف کی ایک بدترین مثال کے سوا اور کچھ نہیں شروع مضمون میں بعض کذاب مدعیان نبوت کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:-

"بحث کی سہولت کے لئے ہم نے قادیانی تحریک کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے ۔ اصول ارتقاء کے پیش نظر مرزا جی نے ہر حصہ میں شان تاسیس پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔ حصص حسب ذیل ہیں:-

(۱) ختم المرسلین کی نبوت کی طرح عام تام نبوت کا اعلان ۔

(۲) اپنی نبوت منوانے کی خاطر اور پھر تسلیم کرانے کے لئے بے انتہا شیخیاں اور تعلیاں ۔

(۳) اپنی نبوت کے مخالفین اور منکرین پر سب و شتم کی بوچھاڑ تاکہ شرفاء عزت کے خیال سے دبک جائیں ۔ اور معاملہ پایہ تکمیل کو پہنچے ۔ ظاہر ہے کہ اس مثلث آتشیں کی تکمیل سے اسلام و امت مسلمہ کے خلاف ایک مستقل گروہ متضاد مرکز قایم ہوجائے گا

(۴) اس کے بعد یہ مرتبہ آتا ہے کہ اسلام کی سیزدہ صد سالہ روایات پر پانی پھیر دیا جائے ۔ یعنے اس کے تمام لٹریچر کو لغو اور فضول قرار دیا جائے ۔ تاکہ مرزائی لٹریچر کے لئے راستہ صاف ہوجائے ۔ اس تمام تر بداندیشی کے لئے ضروری تھا کہ سب سے پہلے اصولی طور پر احادیث صحیحہ اور ان کے رواۃ علے الخصوص صحابہ کرام پر بے اعتمادی کا کھلے لفظوں میں اظہار کیا جائے ۔ اس ترتیب کے بعد مرزاجی اور ان کے ظاہری اور خفیہ معتقد سمجھتے ہیں کہ کامیابی یقینی ہے"

ان چند سطور میں جن میں سے صرف شق اول پر مولوی صاحب کو تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات کے اظہار کا موقع ملا ہے جس قدر غلط بیانیاں کی گئی ہیں اور جن ناپاک الفاظ میں اس سلسلہ اور اس کے مقدس بانی کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے وہ ممکن ہے انجمن مستشار العلماء کی مولویانہ شان کے مطابق ہوں لیکن ایک شریف اور دیندار مسلمان کی غیرت وحمیت کسی حال میں انہیں برداشت نہیں کر سکتی ۔

کیا مخالفین مسیح موعود شرفاء میں سے نہیں؟

کب حضرت مرزا صاحب نے ختم المرسلین صلعم کی نبوت کی طرح عام تام نبوت کا اعلان کیا؟ مخالفین اور منکرین پر سب وشتم کی بوچھاڑ کب اور کہاں انہوں نے کی؟ کہ شرفاء عزت کے خیال سے دبک جائیں ۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے مخالفین اور منکرین کی جو جماعت آج تک ان کا مقابلہ کرتی رہی ہے یا آج جو لوگ مخالفت پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں وہ شرفاء میں سے نہیں؟ شریف تو گالیوں کی بوچھاڑ سے اندر دبک کر بیٹھ گئے پھر یہ بولتا کون ہے؟ اور کن لوگوں سے آپ کا تعلق ہے؟ بینوا وتوجروا۔

ہاں وہ کونسی شیخیاں اور تعلیاں ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے اپنی نبوت کے منوانے کے لئے بگھاری ہیں ۔ اور اسلام کی کونسی سیزدہ صد سالہ روایات پر پانی پھیرا ہے؟ کب حضرت مرزا صاحب نے احادیث صحیحہ ان کے رواۃ اور صحابہ کرام پر بے اعتمادی کا اظہار کیا؟ اور "مرزائی لٹریچر" کا راستہ صاف کرنے کے لئے اسی کو ضروری ٹھیرایا؟ "مرزائی لٹریچر" کا راستہ تو اگر صاف ہوا ہے تو احادیث صحیحہ اور ان کے رواۃ کے ذریعہ سے ۔ یہ لٹریچر جو آج دنیا کے کناروں تک پھیل چکا ہے صحابہ پر بے اعتمادی نہیں بلکہ بڑے درجہ کی عقیدت واعتماد کو پیدا کرنیوالا ہے ۔ اور یہی درحقیقت اس کی کامیابی اور قبولیت کا باعث ہے ۔ اگر آپ کے پاس اس کے خلاف کوئی ثبوت ہو تو اسے پیش کیجئے ۔ ورنہ خدا کا خوف کیجئے ۔ اور ان غلط بیانیوں کو واپس لے کر اپنی شرافت کا ثبوت دیجئے ؎

کچھ تو خوف خدا کرو لوگو!
کچھ تو لوگو! خدا سے شرماؤ

حوالہ پیش کرنے میں تحریف

لیکن مولوی صاحب کی شرافت اور دیانتداری کا یہ حال ہے کہ شق اول پر بحث کرتے ہوئے جو حوالے انہوں نے پیش کئے ہیں ۔ ان میں اس قدر تحریف لفظی ومعنوی سے کام لیا ہے کہ انسان حیرت کے ساتھ انگشت بدنداں رہ جاتا ہے ۔ سب سے پہلے حقیقت الوحی کا وہ حوالہ پیش کرتے ہوئے جس میں دوقسم کے کفر کا ذکر ہے ۔ حضرت مسیح موعود کے یہ الفاظ لکھے ہیں کہ:-

"دوسرے یہ کفر کہ وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا"

حالانکہ اصل الفاظ یہ ہیں:-

"دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا"

حقیقۃ الوحی کی اصل عبارت کو جن لوگوں نے پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ "مثلاً" کا لفظ حذف کرنے سے مفہوم میں کس قدر فرق پڑ جاتا ہے ۔ حضرت مسیح موعود کا منشا یہاں کفر دون کفر کے ذیل میں مسیح موعود کے انکار کو لانا ہے ۔ اور مولوی نور الحق صاحب نے "مثلاً" کا لفظ حذف کر کے آنحضرت صلعم کے انکار اور مسیح موعود کے انکار کو مساوی حیثیت دے دی ہے حالانکہ حضرت مسیح موعود کا یہ منشا نہیں ۔

تحریف کی ایک اور بدترین مثال

آگے چل کر ایک اس سے بھی زیادہ خطرناک تحریف کی ہے ۔ لکھتے ہیں کہ:-

"آپ (حضرت مرزا صاحب) اپنی شان مامور من اللہی کو واشگاف کرتے ہیں ۔ اور اپنی خانہ ساز نبوت کی نوعیت کا بھی کھلے الفاظ میں ذکر کرتے ہیں تاکہ آنے والی نسلوں کو ان کے متعلق فیصلہ کرنے میں سہولت ہو لکھتے ہیں:

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں ۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جسقدر ملہم اور محدث ہیں وہ لو کیسے ہی جناب الٰہی میں شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا (تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۱۳۰)

اس عبارت کا مطلب کھلے الفاظ میں یہ ہے کہ مرزاجی اپنے آپ کو ایسا نبی مانتے ہیں یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت حقہ اسلامیہ کے علاوہ مستقل شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں ۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ یہ ہے ان لوگوں کی شرافت اور دیانت کیا اس سے بڑھکر تحریف معنوی کا دنیا میں ثبوت مل سکتا ہے؟

کیا دیانت اسی کا نام ہے!

حضرت مسیح موعودؑ کے ان الفاظ کو جو ایک نوٹ کی صورت میں ہیں ۔ اس نوٹ کے ساتھ ملا کر پڑھیے

جسکے او پر آپ نے یہ نٹ نوٹ لکھا ہے

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے
کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا"

ایک ادنیٰ سمجھ کا آدمی بھی اس فقرے اور مولوی نورالحق کے پیش کردہ الفاظ کو ملا کر پڑھنے سے اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا منشا صرف یہ بتانا ہے کہ میں کوئی صاحب شریعت یا احکام جدیدہ لانے والا نبی نہیں بلکہ ملہم اور محدث ہوں اس لیئے میرے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا لیکن مولوی نورالحق کی دیانت اس بات کی متقاضی ہے۔ کہ فٹ نوٹ کو متن سے علیحدہ کر کے پڑھا جائے۔ اور یہ فرض کر کے کہ مرزا صاحب نے اپنے منکروں کو کافر قرار دیا ہے نہ یہ نتیجہ نکالا جائے کہ جب صاحب شریعت اور احکام جدیدہ لانے والے نبیوں کے ہی انکار کردہ موجب کفر ٹھیرا سکتے ہیں تو یقیناً ان کا دعویٰ صاحب شریعت نبی ہونے کا ہے۔ کون ہوشمند ہے جو مولوی نورالحق صاحب کی اس معنیٰ آفرینی پر سر نہ دھنے۔ ارسطو کی تمام منطق اور علم معانی کی ساری کتابیں اس شاندار طرز استدلال سے عاجز ہیں۔ جو مولوی نورالحق صاحب کی جودت طبع نے پیدا کی ہے۔ اگر انجمن مستشار العلما ایسے ہی علما پر مشتمل ہے۔ اگر یہی وہ استدلال ہے جو اورنٹیل کالج کی چار دیواری میں سکھایا جاتا ہے۔ تو انا للہ و انا الیہ راجعون کے سوائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ ؎

گر ہمیں مکتب وہمیں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

اسلام کے ساتھ کھلی دشمنی

یہ ہیں وہ دلائل جو "ختم المرسلین صلعم کی نبوت کی طرح حضرت مرزا صاحب کی طرف سے عام تام نبوت کا اعلان" کے ثبوت میں مولوی صاحب نے پیش کیئے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ان لوگوں کے حالات کو تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ جو ختم المرسلین کے بعد عام تام نبوت کے مدعی ہو گزرے ہیں اور جنھیں کذابوں کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ہم حیران ہیں۔ کہ ہمارے مخالفین کا ان مثالوں سے کیا مطلب ہے۔ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس امت میں ہمیشہ کذاب ہی پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور کبھی کوئی راستباز مصلح اس امت میں پیدا نہیں ہوا؟ کیا یہ امت ایسے لوگوں سے خالی ہے جو فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آئے؟ اگر یہ صحیح ہے تو کیوں نہ اس امت کو خیر امت کے بجائے شر امت کہا جائے؟ کہ جو بھی اس میں پیدا ہوتا ہے کذاب ہی ہوتا ہے۔ راستباز کوئی نہیں آتا؟ لیکن نہیں! اس امت کے اندر جس قدر راستباز انسان ہوئے ہیں جس قدر اولیاء اللہ اور مجددین و مامورین اس امت میں ہو گزرے ہیں۔ پہلی امتوں میں اس کی نظیر نہیں پائی جاتی اور یہی اس کا بڑا شرف ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے مخالف ان لوگوں کی نظیریں پیش نہیں کرتے تاکہ حضرت مرزا صاحب کی صداقت ثابت نہ ہو جائے۔ بلکہ جب کبھی نام لیں گے کذابوں ہی کے لیں گے۔ اور اس طرح اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ دوستی کے رنگ میں دشمنی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کی صداقت ایسی مثالوں سے مخدوش ہو یا نہ ہو اسلام پر ضرور حرف آتا ہے۔ ایسی عیارانہ چالوں سے جو غلط بیانی اور تحریف کے رنگ میں علما سے ظہور پذیر ہو رہی ہیں ایک شریف اور دیانتدار انسان کے ایمان کو ٹھیس لگتی ہے۔ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اسلام کے یہی دوست نما دشمن جو کبھی "زمیندار" میں "نقاش" کا بہروپ بھرتے اور کبھی مستشار العلما سے آوازے کسنے لگتے ہیں۔

ریاست جاورہ میں قانون خلع کا نفاذ

جس وقت سے ہندوستان میں "شرع محمدی" کے نام سے ایک نام نہاد اسلامی قانون نافذ ہوا ہے۔ عورتوں کے لیئے حصول طلاق میں ایسی سخت دشواریاں پیدا ہو گئی ہیں جن سے عہدہ برآ ہونا ناممکن امر ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ خاوندوں کی بدسلوکی یا اور وجوہ سے تنگ آئی ہوئی عورتیں یا تو مرتد ہو جاتی ہیں اور یا عمر بھر نہایت تکلیف اور پریشانی کی زندگی بسر کرتی ہیں۔ انہی تکالیف اور پریشانیوں میں بسا اوقات خودکشی تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہونا تو ایک عمومی بات ہے۔ انہی دردانگیز حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کئی مرتبہ اخبارات میں قانون خلع کی حمایت میں آواز بلند کی گئی۔ لیکن مسلمانوں کے وہ نمائندے جو مجالس وضع قوانین میں ایسی آوازوں کو قانون کا جامہ پہنا سکتے ہیں۔ اس طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتے۔

خدا کا شکر ہے کہ کاٹھیاواڑ کی ایک اسلامی ریاست جاورہ نے اس نیک کام کے لیئے سب سے پہلا عملی قدم اٹھایا ہے۔ اور اپنی ریاست میں ایک قانون نافذ فرمایا ہے۔ جس کا یہ منشا ہے کہ بعض مختلف اسباب و حالات پیدا ہو جانے پر عورتوں کو خاوندوں سے طلاق لینے کا حق حاصل ہوگا۔ مثلاً اگر کسی مسلمان عورت کا شوہر مفقود الخبر ہو یا اس کے نان نفقہ کا کفیل نہ ہو۔ اور مسلسل بے پروائی سے کام لیتا ہو یا عورت سے بدسلوکی کرتا ہو یا بھیک منگواتا یا کوئی ذلیل کام کراتا ہو۔ یا کسی لاعلاج مرض میں مبتلا ہو۔ یا طویل مدت کے لیئے جیل میں چلا گیا ہو۔ یا ایک سے زیادہ عورتیں رکھنے کے بعد سب سے انصاف کا برتاؤ نہ کرتا ہو تو ایسے حالات میں عورت کو حق حاصل ہوگا کہ اس سے طلاق حاصل کر کے علیحدہ ہو جائے۔ اس قانون کے ماتحت پیدا ہونے والے مقدمات ایک مفتی کی عدالت میں پیش ہوں گے۔ جو اسی مقصد کے لیئے مقرر کیا گیا ہے اور جسے دیوانی عدالتوں سے زیادہ اختیارات دیئے گئے ہیں۔ ایسے مقدمات کی اپیل ریاست کے چیف سکرٹری اور شاہی خاندان کے دو اراکین کی عدالت میں سنی جائے گی۔

ہم اس مبارک اقدام پر نواب محمد افتخار علی خان بہادر والی ریاست جاورہ کو مبارکباد عرض کرتے ہیں اور دیگر اسلامی ریاستوں سے بھی اسی نیک مثال کی تقلید کی سفارش کرتے ہیں۔ کیا برطانوی ہند کے مسلمان ممبران مجالس آئین بھی اس طرف متوجہ ہو کر حمیت اسلامی کا ثبوت دینگے؟

ہندو قوم اور اخلاق

مسٹر این۔ وی۔ تھدانی پرنسپل رام جس کالج دہلی نے "رنشنل کال" میں ہندو مذہب پر ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں ویدوں، شاستروں اور پرانوں وغیرہ کی تعلیمات، اور افسانوں اور روایات پر ریویو کرتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا گیا ہے کہ

"کوئی شریف آدمی پرانوں یا ساکھاؤں کے کسی ایک
حصہ کو بھی شرم و ندامت محسوس کئے بغیر مطالعہ
نہیں کر سکتا۔"

اسی سلسلہ میں پرنسپل صاحب نے مہابھارت کی بے سروپا داستانوں، سری کرشن کے حیا سوز حالات اور کوروں اور پانڈوں کی خلاف اخلاق روایات کا ذکر کرتے ہوئے آخر میں یہ بتایا ہے کہ ہندو قوم کے اخلاق و اعمال پرانی داستانوں اور روایات کا اثر ہر زمانہ میں غالب نظر آتا ہے۔ اور آج بھی وہ اسی اثر کے نیچے کام کر رہی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:-

"پرانوں اور ساکھاؤں نے جہاں ان تمام چیزوں کو قائم و برقرار رکھا ہے جو عام ہندو مذہب سے تعلق رکھتی ہیں یعنی اس کی عظمت و شان اور خفیہ طاقت کو وہیں لوگوں کے اخلاق پر انہوں نے نہایت برا اثر ڈالا ہے۔ بدھشتر میں جھوٹ بولنا جائز قرار دیا گیا ہے۔ بھیشان اور پولستوں میں دغا و فریب کو جائز رکھا گیا ہے اور دھوکا دہی کو خود سری کرشن نے واجب ٹھیرایا ہے۔ اتنے عظیم الشان اور مقدس لوگوں کے نمونوں کے ہوتے ہوئے یہ تعجب انگیز امر ہے۔ کہ ہندوؤں کے اخلاق پر بحیثیت مجموعی چنداں اثر نہیں پڑا لیکن یہ ناخوشگوار واقعات اور اخلاقی کمزوریاں قومی زندگی کو متاثر کیئے بغیر نہیں رہیں۔ اور تاریخ ہند کے ہر نازک لمحہ میں ہندوؤں کی قومی زندگی مکر و فریب اور دھوکا بازی کی وجہ سے تباہ شدہ نظر آتی ہے۔ جب سکندر اعظم نے ہندوستان پر حملہ کیا تو ہندو راجاؤں نے ذاتی بغض و حسد اور کبر و عناد کی وجہ سے اپنے ہی بھائیوں کے خلاف اس کے ساتھ رشتہ اتحاد جوڑا۔ یہی قصہ اسلامی حملوں کے وقت پیش آیا۔ اور یہی اسباب اس وقت کام کر رہے تھے جب انگریز ہندوستان میں آئے۔ **اب بھی ہم یقین نہیں کر سکتے کہ نئی قومی زندگی کے پیش آمدہ مصائب میں وہی طاقتیں پھر مصروف عمل نہ ہونگی۔"**

پرنسپل تھدانی کی یہ آواز ہندو قوم کے ارباب لبست و کشاد اور ہندو جرائد کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ یقیناً اس نئی قومی زندگی اور ہندوستان کی آزادی کی راہ میں بھی وہی طاقتیں سنگ راہ ہیں۔ جن کا ذکر پرنسپل تھدانی نے کیا ہے۔ کانگرس کی تمام تاریخ۔ گاندھی جی کی ساری جدوجہد اور ہندوؤں کے اس عام رویہ کو مدنظر رکھتے ہوئے جو دفاتر۔ مدارس اور تجارت و دیگر شعبہ ہائے زندگی میں نظر آتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ پرانوں اور شاستروں کے اثرات آج بھی ان پر غالب نہیں اور آج بھی اپنے وطنی بھائیوں کے خلاف ایسے بغض و عناد اور مکر و فریب سے کام نہیں لیا جاتا۔ جو سابق ہندو راجاؤں کی زندگیوں میں نظر آتا ہے۔ بہرحال پرنسپل تھدانی کی صاف بیانی ہر طرح لائق تحسین ہے جس کے لیئے ہم ان کا شکریہ ادا کرتے اور ہندو بھائیوں سے ملتمس ہیں کہ اس رائے کو ٹھنڈے دل سے پڑھ کر اپنی قومی زندگی پر نظر ثانی کریں۔

معذرت

شیخ انعام الحق صاحب مدیر "پیغام صلح" کے بیمار ہو جانے کے باعث ۱۵ راگست کا پرچہ شائع نہ ہوسکا اس کے بجائے آج کا پرچہ ۱۲ صفحات پر شائع کیا جاتا ہے۔ (مینیجر)

سرسید احمد خاں مرحوم اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ

ایک غلط الزام کی تردید

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

(۳)

(۸) جنت و دوزخ

جنت و دوزخ کے متعلق جو کچھ سر سید احمد خاں مرحوم نے تحریر فرمایا وہ سوائے اس کے کچھ بھی نہیں کہ قرآن و حدیث میں جو تشریحات ہیں ان کو اسی تشریح کے ساتھ ماننے والوں کا مذاق اڑا دیا۔ حدیثوں کو تو ظنیات کا مرتبہ دیکر اور اس معاملہ میں انہیں ردی کی ٹوکری میں پھینک کر ان کی تفصیلات سے تو یوں خلاصی حاصل کی۔ رہ گئیں قرآن کی تشریحات انہیں استعارہ اور تمثیلات قرار دے کر اس مشکل سے نکلنے کی راہ نکالی لیکن اول تو سمجھ میں نہیں آتا کہ قرآن کا جنت کی کیفیات کو جو محض استعارات ہیں اس تفصیل کے ساتھ بار بار دہرانا کیا معنے رکھتا ہے۔ دوم استعارہ مان کر بھی اس امر پر ہمارے سامنے کوئی دلیل نہیں پیدا ہوتی کہ مرنے کے بعد جنت اور دوزخ کی شکل میں نتائج اعمال کا ملنا برحق ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ نے سب سے پہلے تو اعمال اور ان کے نتائج پر بحث کی ہے اور بعد ازاں اعمال کے ذریعہ انسان جو اپنا جنت اور دوزخ خود بناتا ہے اور اسی عالم سے یہ چیزیں اگلے عالم میں ساتھ کرتا ہے۔ اور پھر وہاں ان کا تمثل ظاہری رنگ میں قرآن کی بیان کردہ تشریحات کے مطابق اس قدر خوبصورت اور معقول طریق پر مدلل بیان فرمایا ہے کہ ایمان رجعت کرانا ہے اور عالم آخرت سامنے نظر آنے لگتا ہے جس کو مفصل دیکھنا ہو حضرت مرزا صاحب موصوف کا جلسہ دھرم مہوتسو کا لیکچر جو اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے شائع شدہ ہے پڑھے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے انگریزی ترجمہ ٹیچنگز آف اسلام نے یورپ میں بڑے بڑے اہل علم لوگوں سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ اور سینکڑوں روحوں کی ہدایت اور اسلام میں داخل ہونے کا موجب ہوا ہے۔

(۹) نجات اور اسکے ذرائع

سر سید احمد خاں مرحوم نجات حاصل کرنے کے لیے صرف خدا پر ایمان لانے اور نیک اعمال ہی لانے کو کافی سمجھتے تھے اس کے لیے قرآن اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ماننے کی ضرورت نہیں سمجھتے تھے اور آیت ان الذین امنوا والذین ھادوا والنصاریٰ والصابئین من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (البقرہ) (کہ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور یہودی اور نصاریٰ اور صابی جو بھی اللہ اور یوم آخر پر ایمان لائے اور نیک عمل کیا پس ان کے لیے ان کے رب کے حضور میں اجر ہے اور ان پر کوئی خوف نہیں۔ اور نہ وہ غمگین ہونگے) سے بڑی زور سے استدلال کرتے تھے کہ مسلمان، یہودی، عیسائی، صابی غرضیکہ کوئی ہو اللہ اور یوم آخر پر جو بھی ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ نجات پا جائے گا۔ اسی لئے وہ تبلیغ اسلام کی بھی چنداں ضرورت نہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ ہر ایک آدمی اپنے اپنے مذہب میں رہ کر بھی خدا پر ایمان رکھ سکتا ہے اور اچھے کام کر سکتا ہے۔ برخلاف اس کے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کا اس بات پر بے حد اصرار تھا کہ نجات کے لیے خدا کی توحید اور قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان لانا از حد ضروری ہے۔ چنانچہ ان کے ایک مرید ڈاکٹر عبدالحکیم خاں نے جب سر سید مرحوم کے اس عقیدہ کی تصدیق کی تو اول تو اسے سمجھایا جب وہ نہ مانا تو اسے جماعت سے خارج کر دیا اور ایک مستقل کتاب حقیقۃ الوحی اس عقیدہ کی تردید میں لکھی۔ اور بتایا کہ جس آیت کو پیش کیا جاتا ہے وہ مجمل ہے اس کی تفصیل و تشریح دوسری آیات قرآنی سے ہوتی ہے۔ جب تک ان کو نہ سامنے رکھا جائے کسی آیت کے معنے کرنا غلط مفہوم پیدا کرے گا چنانچہ انہوں نے مختلف آیات قرآنی سے ثابت کیا کہ اللہ اور یوم آخر کے الفاظ دراصل ایک مختصر کلمہ ہے جو اللہ سے لیکر یوم آخر تک کے کل ایمانیات پر حاوی ہے۔ چنانچہ اسی سورۂ بقرہ میں ایمان کی تشریح آغاز میں ہی لکھی ہوئی موجود ہے۔ اور وہ یہ ہے الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون ۔ یعنے (۱) ایمان بالغیب یعنے ایمان باللہ اور ایمان بالملائکہ (۲) اور اس پر ایمان جو تجھ پر نازل ہوا اور تجھ سے پہلے نازل کیا گیا یعنے ایمان بالکتب اور ایمان بالرسل (۳) اور ایمان بالآخرت ۔ پس جب اس سورت کے شروع ہی میں ایمان کی تشریح مفصل لکھی ہوئی موجود ہے تو پھر اب جس جگہ بھی مجملاً ایمان کا ذکر آئے گا وہاں اسی تشریح کے ساتھ اسے ماننا پڑے گا۔ اور اس لئے وہ مذہب اسلام میں داخل ہونے کے مترادف قرار پائے گا۔ مثلاً اسی سورۃ کے دوسرے رکوع کے شروع میں ہی آتا ہے ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں۔ اب یہاں اللہ اور یوم آخر پر ایمان لانے سے مراد تمام ایمانیات پر جو قرآن نے پیش کی ہیں ایمان لانا یا دوسرے لفظوں میں اسلام میں داخل ہونا ہے۔ ولا غیر۔ اسی طرح ان الذین امنوا وعملوا الصلحت لھم جنت تجری من تحتھا الانھار میں "جو لوگ ایمان لائے ہیں" سے مراد صاف یہی ہے کہ "وہ لوگ جو اسلام میں داخل ہوئے" پھر قرآن کی دوسری آیات سے صاف ظاہر ہے کہ خدا کو ماننا اور رسول کو نہ ماننا خطرناک گمراہی ہے۔ فرماتے ہیں ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا ۝ اولئک ھم الکفرون حقا ۝ بے شک جو لوگ اللہ اور رسول کا انکار کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسولوں میں فرق کرنا چاہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض پر ایمان نہیں لاتے اور چاہتے ہیں کہ بین بین کوئی راہ نکالیں۔ یہ لوگ پکے کافر ہیں (النسائ) یہاں کس قدر صفائی سے فرمایا کہ جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں اور رسول پر ایمان نہ لائیں اور وہ درمیان میں ایک رستہ نکالتے ہیں وہ پکے کافر ہیں پس یہ غلط ہے کہ بتایا جائے کہ قرآن نجات کے لئے خدا کے ساتھ رسول پر ایمان لانا ضروری نہیں قرار دیتا۔ بلکہ حق یہی ہے کہ ایمان باللہ اور ایمان بالیوم آخر قرآن کی ایک اصطلاح ہے اور وہ قائم مقام ہے تمام ایمانیات کے لئے جس کی تفصیل قرآن نے دوسرے مقامات میں بار بار کر دی ہے اور ہر جگہ اسے دہرانے سے بچنے کے لئے ایک مختصر سا کلمہ اختیار کر لیا ہے جس میں ایمانیات کے اجزا کا ایک پہلا جزو اور ایک آخری جزو ذکر کر کے درمیانی اجزاء کو اپنے اندر لے لیا ہے۔ پس جہاں بھی امن باللہ والیوم الاخر آئے گا اس سے مراد ان تمام ایمانیات پر ایمان لانا ہوگا جو ایمان باللہ سے لیکر ایمان بالآخر پر ختم ہوتے ہیں۔ پس آیت متنازعہ فیہ میں بھی امن باللہ والیوم الاخر سے مراد وہ تمام ایمانیات ہیں جن کی تفصیل اسی سورۃ کے شروع میں موجود ہے۔ قرآن کی اپنی بیان کردہ تشریحات کو چھوڑنا طریق حق پرستی نہیں ہو سکتا غرضیکہ حضرت مرزا صاحب نے نہایت تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ پر اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں بحث کی ہے۔ اور اپنی بات کی تائید میں اس قدر دلائل آیات قرآنی سے دیئے ہیں کہ اس مسئلہ پر دن چڑھ گیا ہے۔ جس نے مفصل پڑھنا ہو وہاں پڑھ لے۔ پس کسقدر بعد المشرقین ہے سر سید مرحوم اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کے عقائد میں۔ کجا رسالت محمدیہ اور قرآن پر ایمان کا نجات کیلئے ضروری ہونا اور کجا ان کا ضروری نہ ہونا ؎

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اور یہی وجہ تھی کہ حضرت مرزا صاحب دنیا کی نجات کے لئے اشاعت اسلام کو ضروری سمجھتے تھے۔ اور اس کے لئے اس قدر تگ و دو تھی۔

(۱۰) حدیث رسول کی وقعت

سر سید مرحوم کی نگاہ میں حدیث رسولؐ کی چنداں وقعت نہ تھی اور انہیں ظنیات کا مجموعہ قرار دیکر ہر ایک جگہ جہاں ذرا سا بھی اعتراض پڑا اور انہوں نے اٹھا کر اسے ردی کی ٹوکرے میں پھینکا۔ جہاں ان کے خیال کی تائید کسی حدیث نے نہ کی اور وہ بلا تامل اٹھا کر ایک ٹھیکری کی طرح پھینک دی گئی۔ چکڑالویت دراصل اسی نیچریت کی حد سے گزری ہوئی شکل ہے۔ برخلاف اس کے حضرت مرزا صاحب نے حدیث کو قبول کرنے کے لئے زریں اصول ہاتھ میں دیئے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ قرآن کو اصل قرار دیا اور حدیثوں کو اس کے ماتحت کیا۔ اور حدیثوں کو قابل قبول قرار دیا بشرطیکہ وہ قرآن کے مخالف نہ ہوں۔ اور اگر حدیث اور قرآن میں تطبیق نہ ہو سکے تو اس صورت میں ہم حدیث کے ایسے معنی کرینگے جس سے دونوں تطبیق کھا جائیں ہم قرآن کو قاضی قرار دینگے اور حدیث کے صدق اور کذب پر اس سے فتوے لینگے کیونکہ کوئی سچی حدیث قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتی جو حدیث محکمات قرآنی کے مطابق ہوگی اور صداقتاً و درایتاً

صحیح ہو گی۔ اگر وہ قرآن کے اوامر و نواہی کی تشریح کرتی ہے تو اس تشریح کو سب اشخاص کی بات پر مقدم کرینگے۔ اس کے لئے انہوں نے حدیث کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک **تعامل** اور ایک **اقوال**۔ تعامل وہ جو آنحضرت صلعم اور آپ کی امت کے عمل میں آ گئی چونکہ ہزار ہا انسانوں نے آنحضرت صلعم سے اسے سیکھا اور اس پر عمل کیا اس لئے اس حدیث کی صحت میں شک باقی نہ رہا اور وہ قرآن مجید کے ان احکام کی جن پر عمل کرنا ضروری ہے بہترین تشریح ہو۔ لیکن **اقوال** کا یہ پایہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اقوال میں الفاظ محفوظ نہ رہنے کا امکان ہے اور بعض اقوال تو راوی کے اپنے الفاظ میں ہوتے ہیں۔ ممکن ہے اس نے صحیح نہ سمجھا ہو یا ٹھیک یاد نہ رہا ہو اس لئے اس قسم کی احادیث میں زیادہ احتیاط ضروری ہے اور اگر قرآن کے خلاف ان میں سے کوئی قول پایا جائے گا تو وہ قابل قبول نہ ہوگا۔ پس حضرت مرزا صاحب نے حدیث کی عزت کو بھی قایم رکھا اور اس کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا بہترین معیار بھی ہمارے ہاتھ میں دیدیا۔

(۱۱) **علم کلام**

کچھ شک نہیں کہ سر سید مرحوم کی مذہبی تحریریں معقولیت کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہیں۔ مگر مذہبی امور میں بوجہ صاحب حال اور اہل تجربہ نہ ہونے کے مسائل روحانیات و الٰہیات کو سید صاحب زمانہ حال کے مطابق حل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور **مختلف فلسفیوں کی تقلید میں بعض اہم اسلامی مسائل کی ایسی تاویلات کر دیں جن سے ان کی صحیح شکل قایم نہ رہ سکی** جیسا کہ مثالوں سے میں اوپر واضح کر آیا ہوں ان کا مطمح نظر یہ نہ تھا کہ اسلام کی صداقت اور شوکت کو ظاہر کر کے اسے دیگر ادیان باطلہ پر غالب کیا جائے۔ اور غیر مسلموں کو اسلام کی طرف دعوت دی جائے بلکہ اپنی طرف سے نہایت نیک نیتی سے انکی کوشش یہیں تک محدود تھی کہ کسطرح اپنے فدح کی خیر منائی جائے اور اسلام کی طرف سے **اپالوجی** یعنے معذرت کچھ اس طرح پر کر دی جائے کہ مسلمانوں کا تعلیم یافتہ معقول طبقہ اسلام کو ترک نہ کرے اور غیر مسلموں کی نگاہ میں اسلام ایک وحشیانہ اور غیر معقول مذہب نہ رہے اس لئے زمانہ حال کی تحقیقات میں جو کچھ انہیں نظر آیا اسلام کو توڑ مروڑ کر اسی کے مطابق دکھانے کی کوشش کی۔

مجھے اس سے انکار نہیں کہ سید صاحب نے بعض مسائل میں نہایت اعلیٰ تحقیقات سے بھی کام لیا ہے۔ لیکن اکثر جگہ یہ دیکھکر تکلیف ہوتی ہے کہ جب بائبل کی کسی حکایت یا کسی تاریخی واقعہ یا کسی سائنس کے مسئلہ سے قرآن کی آیات کا تطابق نظر نہیں آتا تو سید صاحب فوراً قرآنی الفاظ کو دور از کار تاویلیں کر کے انہیں تطبیق دینے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ اور اس بات کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ ممکن ہے کہ تاریخ غلط ہو۔ یا بائبل کا افسانہ بعد کا افترا یا محرف شدہ ہو یا سائنس کی تحقیقات میں نقص ہو۔ وہ ان کو صحیح قرار دے کر قرآن کے الفاظ کی تاویلیں کرنے لگتے ہیں اور اس سارے نقص کی وجہ یہی ہے کہ وہ اپنے زمانہ کی **تحقیقات سائنس یا تاریخ سے مرغوب معلوم ہوتے ہیں** لہذا انہیں بالکل صحیح سمجھ کر قرآن کو اس کے مطابق دکھانے اور اس معیار پر صحیح اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن برخلاف اس کے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ **قرآن کو ہر چیز پر مقدم رکھتے ہیں** انہیں قرآن کی صداقت پر اس قدر حق الیقین نظر آتا ہے کہ وہ اس کے بالمقابل تمام دنیا کی تحقیقات سائنس و حکایات تاریخ کو ایک پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دیتے اور یہ سب محض خوش عقیدگی کے رنگ میں نہیں بلکہ قرآن کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے نہایت دلیری کے ساتھ وہ ان تمام مسائل میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تحقیقات سے کام لیتے اور جب تک نہایت معقول طریقہ سے ان کا رد نہیں کر لیتے وہ اپنی کوشش اور تحقیقات کو ختم نہیں کرتے اور جہاں کہیں تاریخی واقعات یا تحقیقات سائنس کو قرآن کے ساتھ تطبیق دیتے ہیں وہاں کبھی کھینچ تان کرنے اور رکیک تاویلیں کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کی تطبیق میں ایسا نظر آتا ہے کہ تمام سائنس اور فلسفہ قرآن کی خدمت کرنے اور اس کی صداقت کو ظاہر کرنے کے لئے ہاتھ باندھے کھڑا ہے۔ اور اسی رنگ میں انہوں نے تمام عقائد اسلامی کو نہایت معقول طریق پر ثابت کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے اور بائبل کے تاریخی افسانوں کی تو انہوں نے ایسی دھجیاں بکھیریں کہ پادری تو رہے ایک طرف۔ خود ہمارے دقیانوسی مولوی برداشت نہیں کر سکے حالانکہ انہی افسانوں کے آگے سر سید مرحوم بعض دفعہ بہت بری طرح سپر ڈالدیتے ہیں۔ مثلاً مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے جس بیٹے کو خدا کی راہ میں ذبح کرنے لگے تھے وہ حضرت اسمٰعیل تھے۔ حدیث شریف میں بھی یہی لکھا ہے۔ لیکن بائبل میں ان سب کے خلاف یہ لکھا ہے کہ وہ بیٹا حضرت اسحاق تھے۔ سر سید مرحوم نے بجائے اس کے کہ بائبل کے اس واقعہ کو غلط ثابت کرتے۔ حدیث کو تو حسب معمول ظنی قرار دیکر جان چھڑالی۔ اور قرآن کے متعلق فرمایا کہ جہاں ذبح کرنے کا واقعہ قرآن میں مذکور ہے وہاں چونکہ کسی بیٹے کا نام نہیں لیا گیا ہے اور فقط اتنا ہے کہ فبشرناہ بغلام حلیم ہ کہ ہم نے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دی اور اسی لڑکے کا ذکر کرتے ہوئے اسی کے خدا کی راہ میں ذبح ہونے کا آگے چلکر ذکر کیا ہے۔ لہذا مسلمانوں کا اسے اسمٰعیل سمجھ لینا غلطی ہے۔ جبکہ بائبل میں اسے اسحاق لکھا ہے۔ یعنے جب قرآن میں اس لڑکے کا نام کھلے طور پر اسمٰعیل لکھا ہوا نہیں ہے۔ تو بائبل کے خلاف اسے اسمٰعیل سمجھنا غلطی ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہ غلطی نہیں ہے۔ بلکہ ایک صداقت اور حقیقت ہے۔ حدیث شریف میں رسول کریم صلعم نے انا ابن ذبیحین فرما کر خود اس لڑکے کو حضرت اسمٰعیل تبلایا ہے کوئی وجہ نہیں کہ اس صحیح حدیث کو جو قرآن کے مخالف نہیں بلکہ اس کی صحیح تشریح ہے ہم بائبل سے ڈر کر رد کر دیں۔ قرآن کو پڑھو تو صاف نظر آتا ہے کہ یہ لڑکا **اسحاق** تو کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتا۔ فبشرناہ بغلام حلیم کے بعد اسی لڑکے کی قربانی کا ذکر آگے آتا ہے۔ اور اس تمام ذبح اور قربانی کے ذکر کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ فبشرناہ باسحاق نبیا من الصالحین پھر ہم نے خوشخبری دی اسحاق کی جو نبی تھا اور صالحین میں سے تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جس لڑکے کی خوشخبری اس سے قبل دی گئی تھی اور جسکے ذبح کرنے کا ذکر ابھی ہو چکا ہے وہ اسحاق کے علاوہ کوئی اور تھا۔ اور اسحاقؑ سے قبل حضرت ابراہیمؑ کا کوئی بیٹا اسمٰعیلؑ کے سوا اور نہ تھا۔ لہذا قرآن سے بھی اس لڑکے کے اسمٰعیل ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہ جاتا۔

رہ گئی بائبل اور اس میں اسحاقؑ کا ذکر۔ بنی اسمٰعیل سے یہودیوں اور عیسائیوں کے حسد اور تعصب کا کسے علم نہیں۔ اسی حسد اور بغض نے جو کچھ تحریف بائبل میں کر والی ہے اس کا راز آج اللہ تعالیٰ خود طشت از بام کر رہا ہے۔ تحقیقات موجودہ نے بائبل کے محرف و مبدل ہونے اور اس میں متعدد فرضی اور الحاقی افسانوں کے موجود ہونے میں کوئی شک ہی نہیں باقی رہنے دیا۔ پس ایک عقلمند کے نزدیک ایسی کتاب **تاریخی اعتبار** سے کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ اس کے بالمقابل مکہ اور **صفا و مروہ** اور منا وغیرہ کے مقامات اور بنی اسمٰعیل قوم کی **قومی روایات** جو نہایت مستند طریق پر چلی آتی تھیں حضرت **اسمٰعیلؑ کی قربانی** پر زندہ تاریخی شہادتیں ہیں جن کا انکار نہیں ہو سکتا۔

الغرض سر سید مرحوم اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کے علم کلام میں گو بظاہر دونوں کی بنا علم و حکمت اور **معقولیت** پر نظر آتی ہے لیکن ایک صاحب یعنے سر سید مرحوم **معیار صداقت** کے لئے تحقیقات زمانہ کو سامنے رکھتے ہیں۔ اور **دوسرے صاحب** یعنے حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ معیار صداقت کے لئے **قرآن** کریم کی آیات **محکمات** کو سامنے رکھتے ہیں۔ اب یہ خود **اہل خرد** اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مذہب اور علم دونوں کے **نقطہ نظر سے** کون طریق صحیح اور کونسا راستہ صراط مستقیم **قرار دیا جا سکتا** ہے؟ آیا انسان کے ناقص علم کو جو سدا محتاج تکمیل رہتا ہے اور جس میں آئے دن تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ **معیار صداقت** ٹھہرانا یا اللہ تعالیٰ کے کامل علم کو معیار صداقت قرار دینا جو ازلی ہے اور جس میں غلطی اور تبدیلی ممکن نہیں۔

(۱۲) **فیض صحبت**

سر سید احمد خاں مرحوم نے جو ماحول پیدا کیا کچھ شک نہیں کہ وہ حب قومی سے سرشار لوگوں کا تھا۔ لیکن مذہب کا نشہ کم بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا اس کے بالمقابل مرزا غلام احمد صاحب نے جو ماحول پیدا کیا وہ مذہب کے نشہ میں سرمست لوگوں کا تھا۔ لیکن یہ سرمستی وہ تھی، معقولیت جسکے قدم چومتی تھی اور علم و حکمت جس پر پھول برساتے تھے۔ یہ ایمان پیدا کر دیا کہ اسلام اپنی معقولیت اور دلائل و براہین کے ذریعہ دنیا میں **پھیلے گا** اور یورپ و امریکہ کی مادہ پرست قومیں اسلام کے **دائرہ میں** داخل ہونا اپنا فخر سمجھیں گی۔ یہ بجائے خود کس قدر **زبردست** ایمان کو چاہتی ہیں۔ جس کا انعکاس ان کے پاس **بیٹھنے والوں** کے قلوب پر پڑا۔ اور پھر یہ ایمان جن لوگوں کے **دماغوں اور** دلوں میں بھر دیا وہ پرانے فیشن کے مولوی یا ان پڑھ مسلمان، یا دقیانوسی قسم کے لوگ نہ تھے۔ بلکہ وہ لوگ تھے جن کے **دماغ نئی** روشنی کی تعلیم سے تربیت یافتہ تھے اور سائنس و فلسفہ جدیدہ نے جن کے دماغوں میں مذہب کی **تحقیر** کا بیج بو دیا تھا آپ کے **علم کلام** اور **فیض صحبت** اور نشانات الٰہیہ نے ان کی **کایا پلٹ** کر دی۔ بہت سے مسلمان کہلانے والے دہریوں کو **عارف باللہ** بنا دیا۔ جن کے ہاتھ پر سینکڑوں مسلمان ہوئے۔ **بہت سے** بداعمالوں کو تقویٰ و طہارت کی منازل عالیہ طے کرا دیں **غرضیکہ** اس ربانی انسان سے ایمان اور ہدایت کے نور کی وہ **لہریں اور** شعاعیں نکلتی تھیں کہ بڑے بڑے دہریوں۔ **مادہ پرستوں اور** بے دینوں کی گردنیں **اسلام** کی خوبیوں اور صداقت **کے سامنے** جھک گئیں۔ اور اسلام کی تحقیر کرنے والوں کو اس کا **والہ و شیدا** بنا دیا۔ اور اسلام کی خدمت اور اس کی **حفاظت و اشاعت** کا وہ ولولہ ان کے سینوں میں پیدا کر دیا کہ وہ اپنا **تن من دھن** بلکہ سب کچھ اس پر قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ اور یہ **کوئی جنون** نہ تھا بلکہ آنے والے واقعات نے اس کی **حقیقت اور صداقت** پر مہر لگا دی۔ اس کے فیض یافتہ جہاں بھی گئے اور اس **علم کلام** کے حربہ کو استعمال کیا جو اس مجدد اعظم نے ان کے **ہاتھوں میں** دیا تھا وہیں اسلام کی **فتح و نصرت** کا ڈنکا بج گیا۔ مغرب

(باقی بر صفحہ ۱۱)

برلن مسجد اور مشن

کے متعلق چند بے بنیاد الزامات کا جواب

(از جناب میرزا عزیز الرحمن صاحب امام مسجد برلن)

کچھ عرصہ ہوا برلن مسجد اور مشن کے متعلق حبیب الرحمن نامی ایک شخص کا مضمون زمیندار میں شائع ہوا تھا جس میں انتہائی غلط بیانی اور شرارت سے کام لیتے ہوئے برلن مسجد اور مشن اور ہمارے مبلغ کے خلاف بہت سے بہتان تراشے گئے تھے۔ مندرجہ ذیل مضمون میں ان الزامات کا شافی جواب دیا گیا ہے۔ اس مضمون کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہو سکتا ہے کہ برلن میں جو نام نہاد مسلمان ہمارے مبلغ کی مخالفت کر رہے ہیں وہ کس قسم کے آدمی ہیں اور ان کا حقیقی مقصد کیا ہے۔ (مدیر)

حبیب الرحمن کون ہے؟

مکرمی معظمی جناب سکرٹری صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہوائی ڈاک کے ذریعے گرامی نامہ موصول ہوا۔ اور اخبار زمیندار کا ایک حصہ بھی جس میں برلن مسجد اور مشن کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ آپ دریافت فرماتے ہیں کہ حبیب الرحمن قریشی کون شخص ہے اور برلن میں کیا کرتا ہے؟ اس شخص کو پروفیسر ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب مجھ سے بڑھ کر اچھی طرح جانتے ہیں مجھے اتنا ہی معلوم ہے کہ وہ ایک دفعہ نماز جمعہ کے لئے مسجد میں آیا جس کا مقصد محض یہ تھا کہ اخبار پیغام صلح کے کچھ پرچے دیکھے تاکہ غلط پروپیگنڈا کر کے اپنا پیٹ پالنے کا کام لے۔ ایسے پروپیگنڈا سے اسلام کو فائدہ ہو یا نقصان اس سے اسے کچھ مطلب نہیں۔ جہاں تک میں نے سنا ہے یہ شخص برلن میں مدت سے قیام پذیر ہے اور اس پارٹی کا ممبر ہے جس کا شروع سے آج تک یہ پروپیگنڈا رہا ہے کہ برلن مسلم مشن محض انگریزی حکومت کی خفیہ پولیس کا کام دیتا ہے اس پارٹی کا ہمیشہ سے یہی مقصد رہا ہے کہ برلن میں کوئی اسلامی مشن نہ ہو اور مسجد کو مسمار کر دیا جائے۔ تاکہ کفرستان یورپ میں اسلام کا نام لیوا کوئی نہ ہو۔ یہ وہی شخص ہے جس نے مختلف عیدوں کے موقعہ پر پروفیسر صاحب قبلہ پر مختلف قسم کے الزام لگائے اور خاص طور پر اس عید کے موقعہ پر جبکہ اعلیٰحضرت حضور نظام کے صاحبزادے یہاں تشریف لائے تھے انہوں نے نہایت سختی سے پروپیگنڈا کیا۔ یہاں تک کہ مسجد میں نماز عید کے بعد اٹھا کہ عید کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ امام صاحب نے غلطیاں کی ہیں۔ نماز دوبارہ ہونی چاہیئے۔ اور اس کے بعد ہند و اخبارات میں اس کے خلاف مضامین لکھے۔ اس شخص کا کام ہی یہ ہے تو ایسے شخص سے نیکی نو درکنار صحیح واقعات کا علم حاصل کرنا بھی تپتے ہوئے صحرا میں پانی ڈھونڈنا ہے۔

برلن مشن کے متعلق جو کچھ بھی اس نے لکھا اگر اس میں کہیں سچائی کا شائبہ بھی ہو تو انسان کچھ کہے۔ ایک طرف تو مخالفت کی وہ تیزی کہ نیکیوں کو بدیوں میں تبدیل کر دیا ہے اور دوسری طرف اپنے ہم مشربوں کی تعریف میں وہ غلو کہ الامان۔

عید الفطر پر نفاق انگیزی

یہ صریح جھوٹ ہے۔ کہ برلن مشن کے کارکن یہاں مسلمانوں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اور اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد انہوں نے علیحدہ بنا رکھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حبیب الرحمن قریشی کا اللہ تعالیٰ پر ذرہ بھر بھی ایمان نہیں۔ اگر اس کے دل میں ایمان کا ایک ذرہ بھی ہوتا تو اتنی بددیانتی اور تنگ نظری سے کام نہ لیتا۔

عید الفطر کے موقعہ پر میں نے کوشش کی کہ جملہ مسلمانان برلن یکجا ہو کر نماز عید ادا کریں۔ اسی سلسلہ میں۔ میں نے ترکوں۔ عربوں۔ ایرانیوں افغانیوں۔ تاتاریوں۔ ہندوستانیوں اور دیگر جملہ مسلمانوں کو دعوت نامے بھیجے۔ علامہ موسیٰ جار اللہ صاحب کے ہاں میں خود گیا۔ اور استدعا کی کہ نماز وہ پڑھائیں اور خطبہ بھی دیں لیکن انہوں نے اس بنا پر انکار فرمایا کہ وہ زبان جرمنی سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس لئے خطبہ وغیرہ پڑھنے سے مجبور ہیں۔ آخر میں نے اصرار کیا کہ مہربانی فرما کر وہ خطبہ کے بعد ترکی زبان میں ہی چند کلمات کہیں۔ کیونکہ مسلمان چاہتے ہیں کہ آپ کے خیالات سے مستفید ہوں۔ چنانچہ انہوں نے میری استدعا کو قبول کیا اور خطبہ کے بعد جسے میں نے پڑھا انہوں نے چند منٹ تک ترکی زبان میں نہایت دلچسپ تقریر فرمائی۔ اسی طرح ایرانی حضرات کے امام حضرت پروفیسر مرزا حسن صاحب سے بھی میں نے اسی قسم کی استدعا کی اور انہوں نے بھی نہایت فراخدلی سے اس کو قبول کیا۔ اور بزبان فارسی خطبہ عید کے بعد ایک مختصر لیکچر دیا۔ اسی عید کے موقعہ پر حبیب قریشی صاحب کے پیر و مرشد حاجی نقی چلبی صاحب کو بھی جو سیریا کے باشندے ہیں، میں نے ڈاکٹر حمید مارکوس صاحب کی معرفت ٹیلیفون کرایا کہ خدا کے لئے عید تو یکجا ہو کر پڑھ لیں۔ تاکہ غیر مسلموں پر اس کا اچھا اثر ہو۔ لیکن انہوں نے یہ کہکر انکار کر دیا کہ آپ نے دیر سے اطلاع دی۔ اور نماز عید علیحدہ پڑھی جس میں صرف پانچ حضرات شامل ہوئے۔ (جہاں تک میں نے سنا ہے) اس نماز عید کے موقعہ پر ترک من حیث الجماعت شامل نہ ہوئے جس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد میں بنچوں کا انتظام نہیں۔ ویسے فرداً فرداً ترک بھی شامل تھے۔ اسی طرح عرب بھی شامل نہ تھے جس کی وجہ حاجی چلبی صاحب کی "عنایت خاص" ہے کہ مسجد احمدیوں سے تعلق رکھتی ہے جو برٹش گورنمنٹ کا محکمہ خفیہ پولیس ہے۔

عید اضحیٰ اور موتمر اسلامیہ

اس کے بعد عید اضحیٰ کا موقعہ آیا اور میں نے دوبارہ کوشش کی کہ مسلمان متحد ہو جائیں۔ موتمر اسلامیہ نے مجھ سے استدعا کی کہ اس دفعہ نماز کا بندوبست موتمر کے زیر اہتمام ہونے دیں۔ اور گو اس امر میں بھی بعض حضرات یعنی حاجی چلبی اور حبیب قریشی صاحب نے خفیہ شرارتیں کیں لیکن ان کا موتمر سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور محض اس خیال سے کہ کبھی تو مسلمان متفق ہو جائیں۔ میں نے نہایت فراخدلی سے اجازت دیدی کہ بہت اچھا نماز کا بندوبست موتمر کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ معلوم نہیں حبیب قریشی صاحب کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ وہ کہیں کہ امام مسجد مسلمانوں سے علیحدہ رہتے ہیں؟

سوائے چند شریف النفس انسانوں کے باقی جملہ مسلمان مسجد میں اور حتی المقدور مدد بھی کرتے ہیں۔ اس تحت میں، میں ترکی، عربی، افغانی۔ ہندوستانی اور دیگر مسلمانوں کا بہت شکرگزار ہوں کہ مختلف موقعوں پر میری ہر طرح مدد کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ میں نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بنا رکھی ہے حالانکہ میں موتمر اسلامیہ کی مجلس منتظمہ کا ایک رکن ہوں جس کے ممبر بننے کے لئے قریشی صاحب کے پیر و مرشد حاجی چلبی صاحب مدت دراز سے کوشش کر رہے ہیں لیکن ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ جملہ مسلمانان برلن ان کی حرکات سے واقف ہیں اور نہیں چاہتے کہ ایسا عنصر مسلمانوں کی یکجہتی میں داخل ہو کر مسلمانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے ہاں اگر وہ اپنے نظریے کو تبدیل کریں اور اپنی فطرت کو راہ راست پر لے آئیں تو پھر کسی کو بھی ان کے خلاف ہونے کی وجہ نہیں۔

غلط بیانیوں کی انتہا

اس کے بعد قریشی صاحب نے عید اضحیٰ کے متعلق قلم اٹھانے کی جرأت کرتے ہوئے ایسے غلط واقعات درج کئے ہیں۔ کہ شرافت کانپ اٹھتی ہے۔ غلو کی یہ انتہا کہ دوستوں کو "سید" کہہ کر پکارتے ہیں حالانکہ یہ جانتے ہیں کہ زیادتی کر رہا ہوں۔ لکھتے ہیں کہ امام صاحب نے نماز کے موقعہ پر فتنہ انگیزی کی کوشش کی۔ اس کا جواب لکھتے ہوئے میں شرم محسوس کرتا ہوں۔ لیکن واقعات کو نہیں چھپا سکتا۔ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانکر کہہ سکتا ہوں کہ مختلف مسلمانوں نے مجوزہ امام کے متعلق مجھ سے کہا کہ وہ ایسا ہے اور ایسا ہے ہم ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن میں نے ان کو مجبور کیا کہ اگر آپ کی رائے کسی خاص شخص کے متعلق اچھی نہیں تو خدا کے لئے اپنی رائے کو دل میں رکھئے اور محض اس خیال کو مدنظر رکھ کر کہ موتمر اسلامیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے آپ نماز ادا کیجئے۔ تاکہ برلن میں ایک دفعہ تو یہ پتہ چل جائے کہ مسلمان بھی کبھی یکجا ہو سکتے ہیں اتنا کہنے سے یہ تو ہوا کہ وہ جو اس قسم کا پروپیگنڈا کرنا چاہتے تھے رک گئے لیکن اکثر نے نماز میں حصہ نہ لیا۔ یہاں تک کہ موتمر اسلامیہ کے جنرل سکرٹری اور فینانشل سکرٹری بھی نماز میں شامل نہ ہوئے۔ اور مسجد میں کرسیوں پر بیٹھے رہے۔ ان کے علاوہ بھی مختلف مسلمان نماز میں شامل نہ ہوئے گو مسجد میں نماز کے وقت موجود رہے اس کی وجہ اگر حبیب قریشی صاحب یہ لکھتے ہیں کہ احمدیہ جماعت ہندوستان میں پروپیگنڈا کرے گی کہ برلن میں سب مسلمانوں نے نماز پڑھی اور اس طرح ہندوستانی مسلمانوں کو دھوکا دیا جائے گا۔ تو یہ بالکل لایعنی اور لغو ہے۔ یہ محض حبیب صاحب کے دماغ کی اختراع ہے اگر یہ بات ہوتی تو یہ حضرات مسجد میں ہی تشریف نہ لاتے اور اپنی حاضری سے رونق نہ بڑھاتے۔ جو دوسری وجہ ان کے نماز نہ پڑھنے کی ہو سکتی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ یہ بھی بالکل جھوٹ ہے کہ عید کے موقعہ پر خرچ ہندوستانی غریب طلبا نے برداشت کیا۔ اس کے لئے موتمر نے چندہ کیا جس میں مختلف ممالک کے مسلمانوں نے حصہ لیا۔ کہا جاتا ہے کہ احمدی امام سے کچھ لینا گوارا نہ کیا گیا۔ اپنی تعریف تو درکار نہیں لیکن کاش کہ قریشی صاحب لکھنے سے پیشتر موتمر اسلامیہ کے فینانشل سکرٹری سے دریافت کر لیتے۔ غضب تو یہ ہے کہ چندہ کی فراہمی کے وقت قریشی صاحب بنفس نفیس موجود تھے۔ اور اگر ان کا ایمان بالکل زائل نہ ہو چکا ہوتا یا ان کا دماغ انہیں کچھ بھی مدد دیتا تو وہ اس قسم کی بات نہ لکھتے۔

احمدیت کا پروپیگنڈا

یہ بالکل غلط ہے کہ خطبوں کے موقعہ پر احمدیت کی تعلیم دی

جاتی ہے۔ یہ تو صحیح ہے کہ کبھی کبھی دوستوں میں اس قسم کا سوال چھڑ جاتا ہے اور اکثر حضرات احمدیت کے کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور اس کے عقائد کو برا نہیں جانتے بلکہ بعض تو ان کے قائل بھی ہو چکے ہیں لیکن خطبہ وغیرہ میں اس قسم کا کوئی پروپیگنڈا نہیں کیا جاتا۔ اور نہ خطبہ میں ایسے سوال کو چھیڑنا کچھ مفید ہی ہو سکتا ہے۔ جہانتک میرا علم ہے پروفیسر صاحب قبلہ کے وقت بھی خطبوں میں کوئی ایسا پروپیگنڈا نہ کیا جاتا تھا۔ دوستوں میں احمدیت کی تصویر کا پیش کرنا اگر گناہ ہے تو پھر تو ضرور گنہگار ہوں۔ جہاں عیسائیوں اور دوسرے مختلف حضرات کو اپنے عقائد اور خیالات پیش کرنے سے کوئی روک نہیں کیا بلکہ یہی قریشی صاحب بخوشی ان کے خیالات کو سنتے ہیں۔ تو معلوم نہیں کہ احمدیت کے بارے میں یہ تنگ نظری کیا معنے رکھتی ہے؟ اور اس سے انہیں کیوں تکلیف ہوتی ہے۔ اپنے خیالات پیش کرنا تو ہر شخص کا حق ہے۔ یورپ میں آنے والے حضرات قریشی صاحب کی طرح تنگ نظر تو واقع ہوئے نہیں۔ اور نہ وہ ایسے بیوقوف ہیں۔ کہ وہ امام مسجد کو پیر و مرشد سمجھ کر اس کی اندھا دھند تقلید کرنے لگیں۔ وہ عقل سے کام لے سکتے ہیں اور لیتے ہیں۔ اور تمام خیالات کو پرکھتے ہیں اور ان پر غور کرتے ہیں۔ ایسا کرنا تو کوئی گناہ نہیں۔ اپنے خیالات پیش کرنا تو ہر شخص کا حق ہے اور یہ حق اور بھی زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ کہ جب ان خیالات کو سننے والے پیدا ہو جائیں اور ان کے سننے کی خواہش کریں۔

مسجد میں اذان اور نماز

برن عمر صاحب کے متعلق جو لکھا گیا ہے اس کے متعلق تو پروفیسر صاحب خوب جانتے ہیں اور وہ اس کا تسلی بخش جواب دے سکتے ہیں یہ تو صحیح ہے کہ مسجد میں آج تک پنجوقتہ اذان نہیں ہوئی۔ لیکن یہ غلط ہے کہ نماز بھی نہیں ہوئی۔ ہر نماز پر تمام مسلمانوں کا مسجد میں جمع ہونا ناممکن ہے۔ ایک تو فرصت نہیں اور پھر مسلمان اتنی دور رہتے ہیں کہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ ہاں البتہ نماز ہوتی ہے اور اگر کوئی اور نہیں ہوتا تو خاکسار تو باقاعدہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے۔

جرمن مسلمانوں کی تعداد

مسلمانوں کی اعداد کے متعلق بھی پروفیسر صاحب قبلہ پوری روشنی ڈال سکیں گے۔

جتنے جرمن آج تک مسلمان ہوئے ان کی مکمل فہرست بدقسمتی سے ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہ کہنا کہ کل ۲۰ جرمن مسلمان ہوئے یہ صریحاً غلط ہے۔ قریشی صاحب کا مشن سے محض اتنا تعلق ہے کہ اس کے متعلق غلط پروپیگنڈا کر کے پیٹ پال لیں اور بس۔ اگر ان کو صحیح حالات سے مطلع ہونا درکار ہوتا تو شرافت تو یہ تھی کہ وہ میرے پاس بطور نامہ نگار کے تشریف لاتے اور مجھ سے سوال کرتے اور میں ان کو جواب دیتا۔ اور اگر محض جواب سے ان کی تسکین نہ ہوتی تو حتی المقدور ثابت کرنے کی کوشش کرتا لیکن ایسی باتوں سے ان کو مطلب؟ ان کو تو پروپیگنڈا کرنا ہے کسی کو فائدہ ہو یا نقصان ان کو کیا؟ ان کو تو اپنے فائدہ سے غرض ہے۔

مسجد کی صفائی

معلوم نہیں کہ قریشی صاحب کو یہ لکھنے کی کیسے جرات ہوئی کہ مسجد کی صفائی عیدین کے موقعہ پر نہیں کی گئی۔ اگر عید الضحیٰ محض لکھتے تو شاید ان کا کچھ مطلب بھی نکل جاتا۔ عید الفطر میں نے خود کرائی۔ قدوفی ھود پر مجھے اس کا سارا انتظام کرنا تھا۔ عید الفطر جرمن مسلم سوسائٹی کے تحت ہوئی۔ جس غریب جرمن مسلم مصطفےٰ صاحب کا اسم گرامی پیش کیا گیا ہے کہ اس نے مسجد درست کی وہ جرمن مسلم سوسائٹی کا جنرل سکرٹری ہے۔ اور مجلس منتظمہ کا رکن بھی اگر اس حیثیت سے انہوں نے مسجد کی سجاوٹ میں حصہ لیا تو کیا برائی ہے۔ قریشی صاحب کو صفائی اور سجاوٹ میں بھی شاید امتیاز نہیں رہا۔ صفائی مسجد کے لئے ایک ملازمہ ہر وقت رہتی ہے جو وقتاً فوقتاً مسجد کو صاف کرتی ہے یہ اس کا کام ہے۔ عیدین کے موقعہ پر اس نے اس کام کو کیا اور میں نے دیکھا کہ نہایت خوبی سے کیا۔ عید الضحیٰ جیسا کہ میں پہلے تحریر کر چکا ہوں موتمر اسلامیہ کی طرف سے منائی گئی۔ جناب مصطفےٰ (جرمن مسلم) موتمر کی مجلس منتظمہ کے بھی رکن بلکہ روح رواں ہیں۔ سو اس حیثیت سے انہوں نے اور دیگر چند دوستوں نے ملکر مسجد کو سجایا۔ معلوم نہیں اس میں کیا برائی تھی۔

موتمر اسلامیہ اور مسجد برلن

ایک اور عجیب بات جو قریشی صاحب نے تحریر کی ہے وہ یہ ہے کہ موتمر اسلامیہ کی خواہش ہے کہ وہ مسجد کو اپنے انتظام میں لے۔ آج تک موتمر نے ایسی کوئی خواہش کی ہے اور نہ آئندہ وہ ایسی جرات کر سکتی ہے جبکی اپنی مالی حالت یہ ہے کہ عید کے موقعہ پر کوڑی کوڑی جمع کی گئی تاکہ عید کا خرچ نکالا جائے۔ اس سے یہ امید رکھنا کہ تقریباً ایک ہزار مارک (تقریباً ایک ہزار روپیہ) ماہوار عمارت۔ باغ۔ ملازم اور ٹیکس وغیرہ کے سلسلہ میں خرچ کرے کچھ معمولی غلطی نہیں۔ قریشی صاحب کا دل بھی یہ گواہی دے رہا ہوگا کہ کس بددیانتی سے وہ ان باتوں کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ محض یہ کوشش ان کے مدنظر ہے کہ مسلمانان ہند احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی کسی طرح بھی مدد نہ کریں۔ تاکہ برلن مشن بند ہو جائے اور دشمنوں کے گھر گھی کے چراغ روشن ہوں

مشن اور مسجد کا انتظام

اگر مسجد کو بند کرنا اور کفرستان یورپ میں اسلام کی تبلیغ نہ پیش کرنا ہی اصل اسلام ہے جس کی خواہش ایک مدت سے قریشی صاحب کے اور ان کے پیر و مرشد کے دل و دماغ میں پیدا ہو چکی ہے تو بسم اللہ کیجئے خدا آپکو یہ کام مبارک کرے۔ میں نے اور پروفیسر محمد عبد اللہ صاحب نے ایک بار نہیں کئی بار قریشی صاحب کے پیر و مرشد سے استدعا کی ہے کہ مشن اور مسجد کا انتظام اگر بہتر نہیں تو کم از کم ایسا ہی چلا دیں جیسا کہ آج کل چل رہا ہے۔ لیکن جن حضرات کا عقیدہ ہی ایمان فروشی کرنا اور پیٹ پالنا ہو انہیں اللہ تعالیٰ ایسی توفیق کہاں دیتا ہے کہ وہ بھی کچھ اسلام کی خدمت کر سکیں۔ کچھ کرنا اور مرد میدان بننا اتنا ہی دشوار گزار ہے جتنا غلط پروپیگنڈا کرنا اور چلتے ہوئے کام میں روڑے اٹکانا آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ مسلمانان عالم کی اس قسم کی تنگ دلی دور ہو اور صحیح معنوں میں فرزندان اسلام ہوں نہ صرف کہنے اور سننے تک بلکہ عمل اور کردار میں بھی

کوئی نومسلم مرتد نہیں ہوا

ہاں قریشی صاحب نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ نومسلم اسلام سے منحرف ہو رہے ہیں جس کی وجہ انہوں نے احمدیت لکھی ہے۔ کاش قریشی صاحب اپنے اور اپنے چند ساتھیوں کے گریبانوں میں منہ ڈالکر دیکھتے اور غور کرتے۔ یہ تو خیر اعتراض ہے کہ نومسلم اسلام سے منحرف ہو رہے ہیں۔ لیکن افسوس انہیں ضرور ہوتا ہے کہ اسلام کے اصول اور اس کی تعلیم کتنی پاک اور بلند ہے مگر جب وہ مسلمانوں کی عملی زندگی دیکھتے ہیں تو ان پر کچھ اچھا اثر نہیں پڑتا۔

سب سے بڑی رکاوٹ

یورپ میں سب سے بڑی رکاوٹ جو تبلیغ اسلام میں ہے وہ یہی ہے کہ یہاں مسلمانوں کی عملی زندگی نہایت تباہ کن منظر پیش کرتی ہے۔ اکثر غیر مسلم مجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر اسلام ہی صرف عملی مذہب ہے تو مسلمان کیوں اتنے گر چکے ہیں۔ نیز وہ اس پر کیوں عامل نہیں ہوتے۔ عیسائیت کے متعلق اکثر نے میرے سامنے اعلان کیا کہ ناقابل عمل ہے۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ اگر اسلامی اصول اس قابل ہوں کہ ان پر عمل کیا جائے تو کیوں مسلمان عمل نہیں کرتے؟ اس کا جواب تو نہیں دیا جاتا ہے لیکن اس کا کیا جواب کہ مسلمان ایسے گرے ہوئے کیوں ہیں اور کیوں اسلام کے اصولوں پر عمل نہیں کرتے۔ مجھے تو یہاں کے مسلمانوں کی عملی حالت دیکھ کر خدا شاہد ہے اکثر اوقات رونا آجاتا ہے کاش ایسے مسلمان یورپ میں نہ ہوتے تو تبلیغ اسلام کے راستے میں ایک بہت بڑا روڑا نہ رہتا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے۔

جن احباب کے پیغام صلح کے چندے اس مہینہ میں ختم ہوتے ہیں وہ آئندہ سال کا چندہ

کاذب مدعیانِ نبوت اور حضرت مسیح موعودؑ

صدق و کذب میں امتیاز کی ضرورت

ایک احمدی کے قلم سے

رسالہ "بیسوا" دہلی (جسے دلی والے "بیسوا" کہتے ہیں) بابت جولائی ۱۹۳۳ء میں تذکرہ جمیل کے مضامین میں بعنوان "شراب ظلمت کے متوالے" چند جھوٹے مدعیان نبوت کو پیش کیا گیا ہے جس میں حضرت امام الزمان مجدد دوران سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کا نام بھی درج ہے جس کو پڑھ کر سخت افسوس ہوا کہ ایڈیٹر کو اتنا بھی علم نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نہ تو دعویٰ نبوت کیا ہے اور نہ ان جھوٹے مدعیان نبوت کی طرح اپنے کسی دعوے میں تذبذب دکھایا ہے۔

کلام مسیح موعودؑ کا سرقہ

اور پھر لطف یہ ہے کہ اسی رسالہ کے صفحہ ۳۶ پر ع

"جان و دلم فدائے جمال محمد است"

کے عنوان سے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم کو حضور نظام میر عثمان علی خان والی حیدرآباد کے نام سے درج کیا ہوا ہے۔ گویا یہ نظم حضور نظام کی اپنی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام شعر تھوڑے سے تغیر کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی نظم کا سرقہ ہیں چنانچہ:

مصرعہ

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچۂ آل محمد است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش ہوش
یک قطرہ ز بحر کمال محمد است

حضرت مسیح موعود کے ہی ہیں۔ کیا کوئی جھوٹا مدعی نبوت بھی آنحضرت صلعم کی ایسی توصیف اور تعریف کرسکتا ہے؟ یا ایسے شعر کہنے والا خود مدعی نبوت ہوسکتا ہے؟ افسوس ہے کہ مسلمانوں نے خواہ مخواہ ایک ... اور پاک انسان کی جس نے صرف ولایت، امامت، اور خلافت کا دعویٰ کیا ہے مذمت کو اپنا شیوہ بنا رکھا ہے۔

دو باتیں

کسی مصلح، کسی خلیفۂ رسول، کسی امام، کسی ولی پر نگاہ ڈالتے ہوئے کم از کم دو باتیں دیکھنی ضروری ہوتی ہیں **ایک** اس کی ذاتی صلاحیت یعنے اخلاق۔ عادات اور طریق۔ **دوسرے** اس کا ملکۂ اصلاح۔ یعنے اس نے لوگوں میں کیا صلاحیت پیدا کی۔ رشد و سعادت کے کس مقام تک انہیں پہنچایا؟

مسیح موعودؑ کی کامیاب زندگی

ہمارے مخالفین اگر خلفائے رسول اللہ اور اولیاء کرام اور اللہ ہدیٰ کے آثار کی روشنی میں حضرت امام الزمان مجدد دوران سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ کو دیکھتے تو آپ کو اپنے تمام دعاوی میں صادق اور راستباز پاتے۔ حضرت کی زندگی شاہد ہے کہ جب حضرت امام نے اسلام کی خدمت کی دعوت پیش کی تو آپ کے پاس کوئی دنیاوی طاقت نہیں تھی خود قادیان کے رہنے والوں نے آپ کو مٹانا چاہا لیکن وہ خود مٹ گئے اور حضرت موصوف خدمت اسلام کا زریں کام اپنے ہاتھ میں لیکر پورے کامیاب اور مظفر و منصور ہوئے۔ آپ کی کامیابی اور مخالفوں کی ناکامی روز روشن کی طرح نمایاں ہے پس یہ ثابت ہے کہ آپ اپنے دعوے میں صادق تھے۔

حضرت نے کوئی نئی شریعت نہیں دی نہ شریعت اسلام پر اپنی طرف سے کوئی ایزادی فرمائی۔ اور نہ ہی خلاف منشائے الٰہی دنیا کو سوائے اسلام کے کسی اور راہ پر چلانا چاہا۔ اگر آپ ایسا کرتے تو خدا آپ کو اپنے تمام کاموں میں ناکام رکھتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ایک قانون الٰہی پیش کیا اور باوجود دنیا کی مخالفت کے آپ کامیاب ہوئے۔ اور تمام لوگوں نے جو کذاب اور مفتری علی اللہ ہوئے ہیں ناکامی کا منہ دیکھا تو آپ کے خلفا اور امت محمدیہ میں سے پیدا ہونے والے امام وقت اور مجدد اور اولیا اگر اسی قانون کو پیش کرکے اور اسی کو اپنا دستور عمل بنا کر دنیا کی مخالفت کے باوجود اگر کامیاب ہوں تو وہ کیوں سچے نہ ٹھہرینگے آسمانی بادشاہت میں یہ بغاوت کہ اللہ تعالیٰ پر افترا کیا جائے کس طرح کامیاب ہوسکتی ہے۔

حضرت امام کی پاک زندگی

ہمارے حضرت امام دعویٰ امامت و خلافت و ولایت سے پہلے پاک زندگی رکھتے تھے کوئی شخص کوئی جھوٹ آپ پر ثابت نہیں کرسکا۔ آپ راستباز اور سچے مصلح تھے آپ کی زندگی اوصاف حمیدہ سے معمور تھی۔ آپ کے اندر وہ تمام صفات موجود تھیں جو ایک امام اعظم اور ولی اکبر اور مجدد کامل میں ہوتی ہیں۔ آپ کی عفت و عصمت کے متعلق کسی دشمن نے بھی کبھی کوئی شبہ ظاہر نہیں کیا۔ آپ کی سچائی کے باعث قادیان کے رہنے والے ہندو اور آریہ بھی آپ کی بیحد عزت کرتے تھے۔ آپ امیر و غریب سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرتے تھے آپ کی طبیعت میں دور اندیشی بدرجہ کمال تھی۔ آپ نے ان قلوب کو مسخر کیا جو علم و فضل میں سب سے بالا اور بہتر اور افضل و اعلیٰ تھے جیسے علامہ مولانا نور الدین۔ علامہ سید محمد احسن۔ مولانا عبد الکریم سیالکوٹی۔ مولانا محمد علی ایدہ اللہ وغیرہم۔ آپ نے اپنی جماعت کے دلوں میں محبت اسلام کا بیج بو دیا۔ اور تبلیغ کی روح ان میں پیدا کردی۔ ایسے سچے امام کی مخالفت اگر نابینائی نہیں تو اور کیا ہے؟

حق و باطل کی جنگ

اور یہ تو حقیقت ہے کہ حق و باطل۔ ایمان و کفر۔ نور و ظلمت میں ہمیشہ سے جنگ چلی آتی ہے۔ ہمیشہ حق ہی غالب رہتا ہے مخالفین نے جہانتک ان سے ہوسکا مخالفت کی لیکن جس پودے کو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا وہ آخر بڑھا۔ پھلا اور پھولا اور مخالف حسرت میں ہی مر گئے۔

صداقت مسیح موعودؑ کی ایک بین دلیل

حضرت مسیح موعود کو دعویٰ سے پہلے کون جانتا تھا کہ آپ ایک عظیم الشان انسان ہوں گے۔ کس قدر غلط عقائد اسلام میں پھیلے ہوئے تھے۔ جن کی آپ نے اصلاح فرمائی۔ یہ خدا تعالیٰ کے ہی کام ہیں۔ وہ جس سے چاہے اپنا کام لے سکتا ہے۔ دنیا نے کس قدر مخالفت کی مگر کیا ان کی مخالفت سے حضرت امام کا نام مٹ گیا؟ جس نام کو خدا روشن کرنا چاہے اس کو کون مٹا سکتا ہے۔ ہزاروں الہام پورے ہوتے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور صدہا پیشگوئیاں دنیا نے بھی اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیں کس قدر رجوع خلایق ہوا۔ کس قدر فوج در فوج لوگ حضرت امام کی طرف آئے۔ اور آرہے ہیں۔ ہرچند مولویوں کی طرف سے روکیں ہوئیں۔ اور انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا۔ کہ حضرت امام کی طرف رجوع خلایق نہو۔ یہانتک کہ مکہ تک سے بھی فتوے منگوائے گئے۔ اور قریبًا دو سو مولویوں نے آپ پر کفر کے فتوے دیئے۔ بلکہ واجب القتل ہونے کے بھی فتوے شائع کئے۔ لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ مولوی لوگ اپنی تمام کوششوں میں نامراد اور ناشاد رہے۔ اور انجام یہ ہوا کہ احمدی جماعت پنجاب کے تمام شہروں اور دیہات میں پھیل گئی۔ اور ہندوستان میں بھی جابجا یہ تخم ریزی ہوگئی۔ بلکہ یورپ اور امریکہ اور بلاد اسلامیہ ایران۔ کابل وغیرہ میں بھی احمدی جماعت پھیل گئی۔ اور دن دونی رات چوگنی یہ جماعت ترقی کر رہی ہے۔

اگر آپ خدا کی طرف سے نہ ہوتے

خوب غور سے سوچنا چاہیئے کہ حضرت امام اگر خدا کی طرف سے نہ ہوتے اور آپ کی ہزاروں پیشگوئیاں اور الہام پورے نہ ہوتے تو یہ طوفان مخالفت جو اٹھا تھا اور پنجاب اور ہندوستان کے لوگ حضرت امام کے ایسے دشمن ہو گئے تھے کہ پیروں کے نیچے آپ کو کچلنا چاہتے تھے ضرور تھا کہ وہ لوگ اپنی کوششوں میں کامیاب ہوجاتے۔ اور اس جماعت کو تباہ کر دیتے۔ لیکن یہ سب کے سب مولوی اور سجادہ نشین اور پیر اور اس زمانہ کے ولی جو مخالفت پر تلے ہوئے تھے نامراد رہے۔

مخالفت میں حکمت الٰہی

اس قدر ان مولویوں کا شور اور حضرت امام کو تباہ کرنے کی کوشش اور یہ پر زور طوفان جو حضرت امام کی مخالفت میں پیدا ہوا یہ اس لئے نہیں تھا کہ خدا نے آپ کے تباہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ بلکہ اس لئے تھا کہ تا خدا تعالیٰ کے نشان ظاہر ہوں۔ اور تا خدا نے تا در کسی سے مغلوب نہیں ہوسکتا۔ ان لوگوں کے مقابل پر اپنی طاقت اور قوت دکھلائے اور اپنی قدرت کا نشان ظاہر کرے۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

کون جانتا تھا اور کس کے علم میں یہ بات تھی کہ جب حضرت مسیح موعودؑ ایک چھوٹے سے بیج کی طرح بوئے گئے اور بعد اس کے ہزاروں پیروں کے نیچے یہ چھوٹا سا بیج کچلا گیا اور آندھیاں چلیں اور طوفان آئے اور ایک بڑے سیلاب کی طرح شور مخالفت و بغاوت اس چھوٹے سے تخم پر پھر گیا۔ پھر بھی یہ بیج ان صدمات سے بچ جائے گا۔ سو وہ بیج خدا کے فضل سے ضائع نہ ہوا بلکہ بڑھا اور پھولا۔ اور آج وہ ایک بڑا درخت ہے جس کے سایہ کے نیچے پچاس لاکھ انسان آرام کر رہا ہے۔ یہ خدائی کام ہیں جن کے ادراک سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں۔ وہ خدا کسی سے مغلوب نہیں ہوسکتا۔

کسی مفتری کی زندگی میں اس کی نظیر نہیں

اے لوگو! کبھی تو خدا سے شرم کرو! کیا اس کی نظیر کسی مفتری کی سوانح میں پیش کرسکتے ہو؟ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کچھ بھی ضرورت نہ تھی کہ تم مخالفت کرتے۔ اور حضرت امام کے ہلاک کرنے کے لئے اس قدر تکلیف اٹھاتے بلکہ اگر وہ مفتری ہوتے تو ان

کے مارنے کے لئے خدا ہی کافی تھا۔

امام الزمان کے نشانات

ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ انبیاء اللہ اور مرسلین کے افراد کو چھوڑ کر باقی صلحا اور اصفیا و اولیاء و اقطاب اور غوث یا مجدد یا امام غرض جس قدر بھی راستباز اس امت میں ہوئے ہیں ان میں سب سے بڑھ کر کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا شرف آپ کو حاصل ہوا اور کثرت سے آپ کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ امام الزمان مجدد دوران سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کے تین سو تک نشان ایسے ہیں جن کا نہ کوئی ہندو انکار کر سکتا ہے نہ عیسائی نہ دہریہ۔

دعویٰ نبوت افترا ہے

بالآخر ہم یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت امام الزمان مجدد دوران سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کو **مدعی نبوت** قرار دینا محض افترا ہے۔ حضرت نے بارہا اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ اب کوئی نیا اور پرانا نبی نہیں آئے گا چنانچہ آپ نے اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی میں بھی یہی لکھا ہے۔ والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد شریعۃ المحمدیہ۔

ظلی اور مجازی نبوت

ہاں یہ سچ ہے کہ آپ نے اپنے لئے ظلی نبی اور مجازی نبی کا لفظ لکھا ہے۔ مگر اس کی تشریح بھی ہر جگہ فرما دی ہے۔ کہ اس سے مراد فقط کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ و امامت و خلافت و ولایت ہے۔ نہ نبوت حقیقیہ اسی لئے آپ نے اسی حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے۔ سمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت۔ یعنے میرے الہامات میں جو خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے وہ بطریق مجاز ہے نہ بطور حقیقت اور صاف لکھا ہے کہ ظلی نبوت یا مجازی نبوت جس کا آپ کو دعویٰ تھا کہ اس ظلی اور مجازی نبوت کے وہ معنے نہیں جو معنی کہ لفظ نبی کے خدا کی کتابوں میں لئے گئے۔ جیسا کہ لکھا ہے ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ یعنے ہم ان معنوں میں اپنے کو نبی نہیں کہتے جن معنوں میں پہلے نبی نبی کہلاتے ہیں۔ غرض

حضرت کے نزدیک جو نبیوں کو نبوت ملی تھی وہ تو یقیناً رسول اللہ صلعم پر ختم ہو چکی ہے۔ لیکن ظلی نبوت جس کے معنے ہیں محض فیض محمدی سے وحی پانا۔ وہ قیامت تک باقی ہے۔

ظلی نبوت سے ولایت مراد ہے

گویا حضرت کے نزدیک نبی کی اتباع سے جس امتی کو شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل ہوا اس کو ایک ظلی اور مجازی نبوت ملتی ہے جسکو ولایت اور کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونا تعبیر فرمایا ہے۔

حاصل یہ کہ حضرت کو نبیوں والی نبوت کا ہرگز دعویٰ نہیں تھا۔ آپکو امتیوں والی نبوت (جو حقیقت میں مقام ولایت ہی ہے) کا دعویٰ تھا۔ اس دعویٰ کو حضرت کی طرف دعویٰ نبوت کر کے منسوب کرنا سخت ظلم ہے۔ حضرت کو الہام کا دعویٰ تھا۔ مامور من اللہ اور مجدد ہونیکا دعویٰ تھا۔ امام الزمان ہونے کا دعویٰ تھا۔ مسیح موعود اور امام مہدی آخر الزمان ہونیکا دعویٰ تھا۔

نبی کا لفظ بطور استعارہ و مجاز

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان دعووں کو نبوت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے جبکہ حضرت نے ہر جگہ اپنی کتابوں میں اول سے لیکر آخر تک یہی لکھا اور یہی فرمایا ہے کہ مجھے بطور استعارہ اور مجاز کے نبی کہا گیا ہے۔ تو کیا اس لفظ نبی کو مجاز اور استعارہ کیا بھی بنائے دعویٰ ہو سکتا ہے۔ غرض دعویٰ نبوت آپ کی طرف منسوب کرنا سخت غلطی اور ظلم ہے۔

رسالہ "پیشوا" دہلی نے نہ کبھی حضرت امام کی کتب کا مطالعہ کیا نہ دعوے پر غور کیا۔ یوں ہی سنی سنائی باتیں لکھ دی ہیں۔

۱۸۹۱ء سے ۱۹۰۶ء تک آپکے دعوے

اگر حضرت نے براہین احمدیہ میں یہ لکھا ہے کہ مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔ تو کیا آپ کا مجدد وقت ہونا دنیا پر ثابت نہیں ہوا۔ چار و ناچار دنیا مان رہی ہے کہ آپ ہی مجدد وقت تھے۔ جیسا کہ آپ نے ۱۸۹۱ء میں لکھا ہے کہ میری نسبت یہ کہنا کہ میں نے نبوت کا دعوے کیا ہے سراسر الزام اور افترا ہے۔ ویسے ہی آپ نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعویٰ قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔

محدث اور نبی کے لغوی معنے

اگر حضرت نے ایک غلطی کے ازالہ میں یہ لکھا ہے کہ:-

"اگر غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو بتاؤ کس نام سے اسے پکارا جائے اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں محدث کے معنے کسی لغت میں اظہار غیب کے نہیں ہیں۔"

تو اس سے کہاں ثابت ہوا کہ محدث ہونے سے انکار ہے۔ انت محدث اللہ تو خود حضرت کا الہام ہے۔ پھر آپ محدث ہونے سے انکار کیسے کر سکتے تھے۔ باقی جو عبارت پیش کی گئی ہے اس میں تو صرف لغوی معنوں کی بحث ہے۔ نہ دعویٰ نبوت۔

صاحب شریعت ہونیکا دعویٰ نہیں

حضرت امام کے متبعین میں سے کوئی شخص بھی حضرت کو صاحب شریعت نہیں مانتا اور نہ اس عبارت سے آپ کا صاحب شریعت ہونا پایا جاتا ہے۔ جو مخالف پیش کرتے ہیں۔ حضرت نے کوئی امر اور نہی اپنی وحی کے ذریعہ اور اپنی امت کے لئے کوئی قانون مقرر نہیں کیا۔

غرض حضرت کے دعاوی صرف یہ ہیں:-

"میں ملہم ہوں۔ مامور من اللہ ہوں۔ مجدد ہوں۔ امام الزمان ہوں۔ مسیح موعود اور امام مہدی آخر الزمان ہوں۔ خلفائے امت محمدیہ میں سے ایک خلیفہ ہوں۔"

مگر یہ آپ نے کہیں نہیں لکھا کہ میں نبی ہوں۔

اعلیحضرت والی مانگرول

بحمد اللہ تعالیٰ اب بعافیت ہیں ممدوح کی صحتیابی کی مفصل اطلاع آئندہ پرچہ میں شائع کی جائے گی

سیاست کے مضامین کا جواب

آئندہ اشاعت (مورخہ ۲۳ر اگست) سے ضمیمہ کی صورت میں شائع ہونا شروع ہو جائے گا۔ جن احباب کو اس ضمیمہ کی زائد کاپیاں تقسیم کے لئے منگوانے کی ضرورت ہو وہ تعداد مطلوبہ سے فی الفور مطلع فرمائیں۔ جماعت شملہ نے ڈھائی سو کاپیوں کی فرمائش بھیجی ہے۔ دوسری جماعتوں اور احباب کو بھی اس کی تقلید کرنی چاہیئے۔

آہ! عبد الرحمٰن!!

احباب کرام یہ سنکر بہت متاسف ہوں گے کہ ہمارے نہایت محترم بزرگ ابو العطا حکیم مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفے کو اس عالم پیری میں اپنے ایک نوجوان فرزند عزیز عبد الرحمٰن کی موت کا صدمہ اٹھانا پڑا ہے جو مانسہرہ میں فٹبال کھیلتے ہوئے دل کی حرکت بند ہو جانیکی وجہ سے اچانک فوت ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۳ر اگست کو اسکی لاش لاہور لائی گئی اور جماعت کے قبرستان واقع میانی صاحب میں دفن کی گئی۔ ہمیں اس صدمہ میں مرزا صاحب اور تمام لواحقین کے ساتھ دلی ہمدردی ہے مرزا صاحب آجکل آنکھ کی خرابی کی وجہ سے بہت تکلیف میں ہیں۔ اور ڈاکٹری مشورہ کے مطابق آنکھ نکلوانے کے لئے ہسپتال جانے ہی والے تھے کہ یہ صدمہ اٹھانا پڑا۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور عزیز مرحوم کو جنت نصیب کرے۔ احباب سے مرحوم کے جنازہ غائبانہ اور مرزا صاحب کے لئے خاص طور پر دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ اخبار احمدیہ

(اخراجات بابجاد وغیرہ) اشاعت اسلام کے لئے انجمن کو مرحمت فرمائے ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن مانسہرہ نے خطبۂ نکاح پڑھا۔

بہت سے مقامی شرفا کے علاوہ پروفیسر محمد فاضل صاحب ایم ایس سی پروفیسر محمد شفیع صاحب بی اے۔ پروفیسر منہاج الدین صاحب ایم ایس سی پشاور۔ ڈاکٹر محمد شریف صاحب ڈی ایس سی پروفیسر مسلم یونیورسٹی علیگڑھ۔ خان شاہ عالم خاں ایم اے ایل ایل بی ہیڈ ماسٹر اسلامیہ کالجیٹ سکول پشاور۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بی اے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہزارہ شیخ محمد عبد اللہ خان صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر ہری پور اور دیگر معززین مجلس نکاح میں شریک ہوئے۔ خان غلام ربانی خانصاحب بی اے ایل ایل بی ایم ایل سی صوبہ سرحد شرکت نکاح کی غرض سے خاص طور پر مانسہرہ تشریف لائے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے اس تعلق کو خیر و برکت کا موجب بنائے۔

— خان نواب خاں صاحب انسپکٹر ریلوے پولیس کی صاحبزادی اور پوتی بیمار ہیں۔ احباب سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔

قادیانی اور فتویٰ کفر

(از جناب محمد حبیب الرحمن صاحب صادق کلکتہ)

"الفاروق" مورخہ ۲۸ جولائی ۳۳ء کے پرچہ میں صفحہ ۵ ا پر غیراحمدیوں کے متعلق اپنی دیرینہ عادت کے مطابق حضرت مسیح موعود کی ۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء کی ایک تقریر نہایت بے رحمی کے ساتھ کتر بیونت کے بعد ایک ادھورے فقرے پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ بس اب کفر اور اسلام کا مسئلہ حل ہو گیا۔

"اللہ تعالیٰ ان غیراحمدیوں کو مسلمان نہیں جانتا" کیونکہ اس لئے کہ ان میں "وفات مسیح۔ خشیتہ اللہ۔ علمی۔ اعتقادی غلطیاں وغیرہ وغیرہ" ہیں۔ ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے کہ پہلے تم حضرت مسیح موعود کی تقریر کی چار سطریں تو پوری درج کر دیتے جن سے کوئی نتیجہ نکالا جاتا۔ صرف پبلک کو دھوکا دینے کے لئے ایک فقرہ بھی نہیں بلکہ کہیں کہیں سے ایک ایک لفظ لے لیا اور اس پر فتوے دینا شروع کر دیا کہ تمام اہل قبلہ یعنی چالیس کروڑ مسلمان دائرہ اسلام سے خارج اور کافر۔

حقیقت یہ ہے کہ مثیل مسیح کی تحریروں کا بھی وہی حشر ہونا تھا جو مسیح ابن مریم کی تحریروں کا ہوا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو مماثلت میں کمی رہ جاتی۔ مسیح ابن مریم نے خدا کو باپ کہا۔ تو عیسائیوں نے حقیقی باپ قرار دیا۔ جب مثیل مسیح نے مسلمانوں کی حالت کو دیکھا کہ ان میں خشیتہ اللہ نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اللہ ایسے لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا۔ یعنے وہ مومن نہیں جن میں خشیتہ اللہ نہ ہو۔ تو قادیانیوں نے بغلیں بجانی شروع کر دیں کہ بس اب فتویٰ مل گیا۔ اور چالیس کروڑ مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے صاف فرمایا ہے کہ "لا تکفروا اھل قبلتك۔" اہل قبلہ کو کافر مت کہو۔ پھر آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ تمہاری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ جس میں ننانوے وجود کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی اس کو بھی کافر مت کہو۔

پھر کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ قادیانی صاحب اسی مضمون میں اپنی بے بسی پر روتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر آپ مسلمانوں کو کافر نہیں کہتے تو کسی ایک مسلمان کو دکھایئے جو وفات مسیح کا قائل ہو گویا جو وفات مسیح کا قائل نہیں وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حالانکہ آج سید سلیمان ندوی بھی ایسے لوگوں کو غلطی پر سمجھتے ہیں۔ جو حیات اور وفات مسیح کے مسئلہ پر کفر اور اسلام کا معیار قائم کرتے ہیں۔ چہ جائیکہ وہ انسان جو تمام کلمہ گویوں کو مسلمان کہے اور کافر کہنے والے کو خطرناک غلطی کا مرتکب سمجھے۔

یہ تو آپ لوگوں کا زبانی دعویٰ ہے کہ تمام مسلمان کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ رہا تمہارا عمل۔ تو ذرا کان کھول کر سنو کہ اگر تمہاری تحریر کے مطابق خدا غیراحمدیوں کو مسلمان نہیں جانتا۔ تمہارا نبی ان کو مسلمان نہیں جانتا اور تمہارا خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ان کو دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتوے دے چکا ہے تو تم پھر بھی اس قدر نافرمان ہو کہ خدا رسول اور خلیفہ کے صریح حکم کے خلاف تمہاری پوری کی پوری جماعت تمام مسلمانوں کو مسلمان سمجھتی ہے اور تم ہمیشہ ان کو برادران اسلام کے لقب سے پکارتے ہو۔ یہی نہیں بلکہ برادران اسلام السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ لکھتے ہو۔ تمہاری بے اصولی پر افسوس ہے کہ تمہارے قول اور فعل میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ اگر یہ غیراحمدی کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو پھر ان کو برادران اسلام السلام علیکم کہنا اور لکھنا کیا معنے؟ کیا کسی نبی۔ کسی صحابی اور کسی بزرگ نے ان لوگوں کو جو دائرہ اسلام سے خارج ہوں "برادران اسلام السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ" کہا یا لکھا ہے؟

اگر تم کہو کہ یہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اس لئے ہم بھی مسلمان کہتے ہیں تو پھر خدا کے لئے ذرا تو غور کرو مسلمان کسی کا نام نہیں۔ مثلاً زید اللہ تعالیٰ پر۔ رسولوں پر اور کتابوں پر جب ایمان لے آئے گا تو ہم اس کو مسلمان کہیں گے۔ لیکن اس کا نام زید ہی رہے گا۔ اگر زید کے متعلق اللہ۔ رسول۔ اور خلیفہ یہ حکم دیں کہ زید دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور کافر ہے تو ہم مجبور ہیں کہ اللہ۔ رسول اور اس کے خلیفہ کے حکم کے مطابق زید کو کافر کہیں چاہے زید لاکھ دفعہ اپنے آپ کو مسلمان کہے۔ لیکن تم ایسے نافرمان ہو کہ ایک طرف مانتے ہو کہ اللہ۔ رسول اور خلیفہ نے تمام چالیس کروڑ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔ تو تم پھر بھی ان کو مسلمان اور برادران اسلام السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہتے ہو اور خدا رسول اور خلیفہ کے مقابلہ میں زید کی بات کو زیادہ معتبر سمجھتے ہو کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے۔ کیا تم اس پر غور کرو گے اور چالیس کروڑ مسلمانوں کی تکفیر کے گناہ عظیم سے بچو گے؟ وما علینا الا البلاغ۔

(بقیہ صفحہ ۶)

مشرق میں اس شخص کے اور اس کے شاگردوں کے لٹریچر سے ایک انقلاب عظیم برپا ہو گیا۔ اسلام میں ایک زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ مذاہب باطلہ میں بھاگڑ پڑ گئی۔ اسلام کے متعلق لیظھرہ علی الدین کلہ کا خدائی وعدہ ہر طرف نمایاں نظر آنے لگا۔ خواجہ کمال الدین مرحوم کو ایک دفعہ انگلستان میں دہریوں کے ایک بڑے مجمع میں لکچر دینا پڑا۔ لیکچر کے بعد سوال و جواب کا وقت تھا۔ دہریوں نے سینکڑوں ہی اعتراض کر ڈالے۔ خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ ان کے جوابات میں مجھے ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی وجہ یہ کہ ان سب کے جوابات میں حضرت مرزا صاحب کی کتب میں پڑھ چکا تھا۔ جس سے دہریئے ششدر رہ گئے۔ اللہ اللہ ایک گمنام گاؤں کا رہنے والا ایک شخص جسے باہر کی ہوا تک نہیں لگی۔ انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتا۔ سالہا سال پہلے وہ تمام علوم اپنی قلم سے لکھ جاتا ہے۔ جس کی ضرورت نئے زمانہ کے دہریوں کے جواب میں ہوتی ہے۔ یہ علم زمین سے تو آیا نہ تھا پھر آسمان ہی اس کا منبع ہو سکتا ہے۔ خود حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ ؎

مصطفےٰ پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت
ان سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

ضروری اطلاع

جو رقوم چندہ وغیرہ مبلغین و محصلین انجمن کو دی جاویں ان کی مطبوعہ رسید اسی وقت حاصل کرنی چاہئے ہر مبلغ و محصل کو ایسی رسیدات دفتر کی طرف سے دی گئی ہیں۔ (نمبیری افسر تحصیل)

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل کے جوابات

قسط نہم

ڈاکٹر سعید احمد صاحب مانسہرہ ۱۰ روپے
بابو محمد ابراہیم صاحب معرفت منشی عبد الشکور صاحب ۲ روپے
میاں الہ بخش صاحب " " ۸ آنے
مثال خانصاحب بادی خیل ڈاکخانہ ماشوخیل ضلع پشاور ۱۰ روپے
خان مطیع اللہ خان صاحب مانسہرہ معرفت ڈاکٹر سعید احمد صاحب ۵ روپے
خان عبد القدوس صاحب جوہت سرائے نورنگ ۵ روپے

جن صاحبان کی طرف سے تا حال نہ رقم آئی ہے۔ اور نہ جواب وہ براہ مہربانی توجہ فرمائیں اور اسی کو یاد دہانی تصور فرمائیں۔ یہ ۳۳/۸/۲۴ تک وصول شدہ رقوم کی فہرست ہے۔

(فضل حق۔ انچارج نصیب و تبلیغ)

(بقیہ صفحہ ۲)

غیر منصفانہ سلوک اور بے رحمی نے جس قعر ذلت میں محمڈنوں کو پھینکا ہوا تھا ہم ان کو بیدار کرنے میں کامیاب ہوئے اور ان کو اس ذلت کے گڑھے سے نکالنے کے لئے ہم نے متحدہ محاذ پیش کیا۔

اصل مقصد

میں ملک صاحب اور دیگر حضرات کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا اتحاد ن مذہبی بنا پر نہ تھا اور نہ ہمارا اپنی پوزیشن سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھانے کا مقصد تھا۔ ہمارا مقصد صرف یہ تھا کہ قرآن پاک اور پیغمبر علیہ السلام کے احکام کے بموجب اپنے بھائیوں کی خدمت کی جائے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اتنے اختلافات کے باوجود ہم آپس میں متحد ہو گئے تو یہ امر ان تمام مسلمانوں کے لئے خضر راہ ثابت نہیں ہوتا۔ جو مختلف فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ اور اسی طرح ہر ایک دوسرے کے ساتھ کیوں تعاون نہیں کرتے؟ بشرطیکہ وہ کلمہ گو ہوں۔ خدا ایک ہے اور مقدس عربی محمد علیہ السلام اس کے پیغمبر ہیں۔ ہمارے لئے کئی ایک مواقع ہیں۔ جبکہ ہم اپنے اختلافات کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن ہمارا کوئی حق نہیں ہے کہ ہم عدم تعاون اور نا اتفاقی سے ایک مشترکہ مفاد کو ضائع کر دیں۔ میرے مسلمان بھائیو! آؤ ہم متحد ہو جائیں۔ اور علم اسلام کے سایہ میں دوش بدوش جور و استبداد کے خلاف میدان عمل میں قدم زن ہوں۔ خدائے برتر و توانا کے فضل و کرم سے ہماری کوششیں کامیابی پر منتج ہونگی۔ آمین ثم آمین

مرزا یعقوب بیگ۔ لاہور
۷ راگست ۳۳ء

چٹ نمبر

کا حوالہ ضرور دیا کیجیئے تاکہ تعمیل میں تاخیر نہ ہو (منیجر)

خبریں

—— شملہ ، ۱۷ اگست ۔ ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ مسٹر گاندھی نے ماہ اگست کے شروع میں قید ہونے کے بعد درخواست کی تھی کہ انہیں ہریجنوں کے لئے کام کرنے کی اجازت دی جائے اور اس سلسلہ میں ان کو آزادانہ ملاقاتیں کرنے اور خطوط لکھنے اور وصول کرنے کی اسی طرح اجازت حاصل ہو جس طرح شاہی قیدی ہونے کے دوران میں حاصل تھی ۔ اس معاملہ پر حکومت بمبئی اور حکومت ہند اور وزیر ہند کے درمیان خط و کتابت ہوتی رہی ہے اور کل مسٹر گاندھی کو اطلاع دیدی گئی تھی کہ صرف چھوت چھات کی مخالفت میں کام کے لیے مندرجۂ ذیل سہولتیں عطا کی جائینگی (۱) اخبارات اور رسالے وصول کرنے کی اجازت ہوگی لیکن نمائندگان جرائد یا دیگر اشخاص کو اخبارات میں بیان دینے کے لیے ملاقاتیں کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی (۲) ایک روز کے دوران میں دو سے زیادہ اشخاص کے ساتھ ملاقات کرنے کی اجازت نہ ہوگی (۳) ایڈیٹر "ہریجن" کے نام ایک ہفتہ کے اندر تین مرتبہ آرٹیکل یا مضمون بھیجنے کی اجازت ہوگی ۔ اور محدود تعداد میں دوسرے اشخاص کے ساتھ خط و کتابت کرنے کی اجازت دی جائے گی اور (۴) انہیں ایک قیدی ٹائپسٹ اور کتب اور اخبارات دیئے جائینگے جن کی "ہریجن" کے کام کے لیے ضرورت ہوگی ۔

—— ایک بعد کا سرکاری اعلان مظہر ہے کہ معلوم ہوا ہے کہ پہلے گاندھی جی نے ان الزامات کو قبول کر لیا تھا لیکن پھر ارادہ بدل لیا ۔ اور اب انہوں نے برت شروع کر دیا ہے ۔

—— کلکتہ ، ۱۷ اگست ۔ معلوم ہوا ہے کہ ایک مارواڑی کا دربان ایک دوسرے ملازم کے ہمراہ دس ہزار روپیہ کے نوٹوں کے دو پارسل لیے ہوئے ایمپرسٹ اسٹریٹ کے ڈاکخانہ کو جا رہا تھا کہ تنگ گلیوں کے اتصال پر بالائی علاقہ کے چار آدمی جو ایک موٹر کار میں سوار تھے ان کے پاس پہنچے ان میں سے ایک شخص نے اول دربان پر لاٹھی سے حملہ کیا اور بعد میں اس کے چھرا گھونپ دیا جس سے اس کو ہسپتال پہنچانے کی ضرورت لاحق ہوئی ۔ دربان کا ساتھی دس ہزار کے نوٹ لیکر بھاگ گیا ۔ اور اب تک اس کا پتہ نہیں ۔ ڈاکو فرار ہو گئے ۔ ہنوز کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی ۔

—— میونخ ۱۷ اگست ، ہر ہٹلر آج آسٹریا اور بویریا کی سرحد پر موٹر کار میں جاتے ہوئے بال بال بچ گئے ۔ تفصیلات ظاہر نہیں کی گئیں ۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ ہر ہٹلر کی موٹر کار کے بعد جو کار تھی اسے شدید حادثہ پیش آیا ۔ اور ہر ہٹلر کے سکرٹری ہر برگنر موٹر کار سے نیچے گر پڑے ۔ اور ان کا ایک بازو ٹوٹ گیا ۔ نیز انہیں اور بھی شدید ضربات آئیں ۔ جن کی وجہ سے ان کا صحتیاب ہونا مشکوک ہے ۔ ہر ہٹلر کی بھتیجی اور ہمشیرہ بھی زخمی ہو گئیں ۔ بعد کا ایک پیغام مظہر ہے کہ یہ حادثہ کسی شخص یا جماعت کے فعل کی وجہ سے عمل میں نہیں آیا ۔ کیونکہ ہر ہٹلر کے راستہ کا آخری وقت معین نہیں کیا گیا تھا ۔ اس لئے ان کے سیاسی دشمنوں کو اس کا حال معلوم ہونا غیر ممکن تھا ۔

—— شملہ ۱۱ اگست ۔ چیف سکرٹری حکومت پنجاب نے بعض قوانین و ضوابط کا حوالہ دیتے ہوئے یہ اعلان کیا ہے کہ گورنر باجلاس کونسل نے ای اے سی کے امتحان میں شریک ہونے والے امیدواروں کے لئے نئیں داخلہ کی آخری تاریخ ۱۵ ستمبر روز جمعہ ۱۹۳۳ء مقرر کی ہے ۔ یہ امتحان لاہور میں ۲۷ نومبر ۱۹۳۳ء کو منعقد ہوگا ۔

چینی ترکستان میں
ایک لاکھ اشخاص کا قبول اسلام
يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا

—— لاہور ، ۱۷ اگست ۔ چینی اخبارات کے بیان کے مطابق جب سے چینی ترکستان مجاہدین کے قبضہ میں آیا ہے تو تنہا ایک ماہ کی مدت میں ایک لاکھ سے زائد اشخاص حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہیں ۔ اور اس علاقہ میں عنقریب ایک آزاد اسلامی سلطنت قائم ہو چکی ہے ۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ تبلیغ کو نہایت وسیع پیمانہ پر جاری کیا جا رہا ہے ۔ تمام اہم مقامات پر نہایت شاندار تبلیغی ادارات قائم کر دیئے گئے ہیں ۔

چین میں بدھوں کی ایک کانفرنس منعقد ہو رہی ہے جو اسلام کی اس بڑھتی ہوئی رو پر غور کرے گی ۔
(ڈیلی ہیرلڈ)

—— حیدرآباد دکن میں ہوائی قیام گاہ کے انتظامات کی تجویز ہو رہی ہے ۔ ماہ اکتوبر میں ہوائی سروس کے قیام کی توقع ہے ۔

—— امرتسر میں شدید بارش کی وجہ سے ایک مکان گر گیا جس میں مالی نقصان کے علاوہ جانی نقصان بھی ہو ۔

—— سیٹھ سلطانی کمپالا (یوگنڈا) میں سائیکلوں کی تجارت کرتے ہیں ۔ چونکہ آپ کو ضروریات ملی کا پورا احساس ہے اور آپ ہمیشہ مسلمانوں کے قومی مقاصد میں مالی امداد فرماتے رہتے ہیں ۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے کاروبار میں بھی برکت دے رکھی ہے ۔ آپ نے مندرجۂ ذیل اداروں کو ایک سال کے لیے امداد عطا فرمائی ہے

(۱)	انجمن تبلیغ الاسلام چونڈہ	۵ روپے ماہانہ
(۲)	جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ	۵ ″ ″
(۳)	ووکنگ مسلم مشن و لٹریری ٹرسٹ	۵ ″ ″
(۴)	دار العلوم دیوبند	۵ ″ ″
(۵)	اخبار مباہلہ امرتسر	۵۰ روپیہ نقد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۴۸

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد دں کا ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۲ اگست ۱۹۳۳ء | نمبر ۴۸

بعض غلط فہمیوں کا ضروری ازالہ

(از جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب ایل ایم ایس)

میری چٹھی درباره آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی نسبت بعض احباب کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ وہ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب یا ان کی جماعت کے مشورہ سے لکھی گئی ہے اور اس میں ان کی بیجا حمایت کی گئی ہے۔ چنانچہ اخبار "زمیندار" مورخہ ۸ اگست اور ۱۱ اگست میں مولوی ظفر علی خاں نے اپنی عادت کے مطابق اس پر پھبتی اڑائی ہے اور سید محسن شاہ صاحب ایڈووکیٹ نے بھی "ایسٹرن ٹائمز" مورخہ ۱۱ اگست میں اس پر تبصرہ فرمایا ہے اس لئے پیدا شدہ چند غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے ذیل کی سطور سپرد قلم کرتا ہوں۔

کوئی مشورہ نہیں کیا گیا

میں ڈلہوزی میں تھا جبکہ میں نے "ایسٹرن ٹائمز" میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نئے انتخاب کے متعلق کارروائی پڑھی۔ میں نے اس پر اپنی سمجھ کے مطابق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ نہ ہی میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے یا ان کی جماعت کے کسی فرد سے مشورہ کیا اور نہ ہی حضرت مولانا محمد علی صاحب سے مشورہ کیا۔ اگرچہ وہ بھی اسی جگہ موجود تھے۔ البتہ ٹائپ شدہ کاپی ضرور ان کے ملاحظہ کے لئے ارسال کی تھی۔ مگر انہوں نے اپنی رائے کا کوئی اظہار نہ کیا۔

ٹربیون میں چھپنے کی وجہ

مولوی ظفر علی خاں صاحب کا یہ خیال کہ میں نے مسلم جرائد کی بجائے "دل کی بھڑاس" نکالنے کے لئے "ٹربیون" کو ذریعہ بنایا دور از حقیقت ہے۔ میں نے ڈلہوزی سے ایک ہی دن میں سب اخبارات کو چٹھیاں ارسال کی تھیں۔ "ٹربیون" نے اگر سب سے اول اسے شائع کر دیا۔ تو کیا برا ہوا؟ دیگر اخبارات نے یکے بعد دیگرے کچھ وقفہ سے اسے شائع کر دیا۔ اردو اخبارات میں اشاعت میں تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ چٹھی انگریزی میں تھی اور ترجمہ کرانے کی وجہ سے انہوں نے دیر سے شائع کیا۔ ہر صاحب عقل سمجھ سکتا ہے کہ اس میں طعنہ زنی کی کوئی بات نہیں۔

مرزا محمود احمد کی حمایت کا سوال

میں نے مرزا صاحب کے متعلق صرف یہی لکھا ہے کہ انہوں نے بحیثیت صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی اچھا کام کیا ہے۔ ان کے عقائد خصوصی سے موافقت کا اظہار نہیں کیا۔ رہیں ان کی خدمات اس کا اعتراف خود اہل خطہ بار ہا کر چکے ہیں اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے ایک قرار داد پاس کر کے ان کی خدمات کی داد دی خود سید محسن شاہ صاحب نے میری چٹھی پر تبصرہ کرتے ہوئے مرزا صاحب اور ان کے رفقا احمدی اصحاب کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ میں نے بھی مرزا صاحب موصوف کی محنت و کوشش کی داد دی تو کیا جرم کیا؟ کیا محض اختلاف عقیدہ کی وجہ سے کسی کی خوبی کو نظر انداز کر دینا درست ہے؟ اور طریق اسلامی کے مطابق ہے؟ "زمیندار" کا یہ نتیجہ نکالنا کہ انیس سال تک ہماری آپس میں محض "ہنگامہ زرگری" تھی۔ اور کہ دراصل ہمارے اور قادیانی فریق کے عقائد میں کوئی فرق نہیں ہٹ دھرمی اور ناخدا ترسی نہیں تو اور کیا ہے؟

حضرت مسیح موعود اور صحابہ کرام

مولوی ظفر علی خاں صاحب نے ہمارے عقائد پرکھنے کا ایک طریق پیش کیا ہے۔ کہ اگر جماعت لاہور حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کو اپنے آقا و مرشد حضرت مرزا صاحب مرحوم سے اعلیٰ و افضل تسلیم کرے تو ان کو یقین ہو جائے گا کہ واقعی جماعت لاہور حضرت مرزا صاحب مغفور کو نبی نہیں سمجھتی اور مجدد تسلیم کرتی ہے۔ یہ جواب تو انہوں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب سے مانگا ہے لیکن بحیثیت ایک دیرینہ خادم سلسلہ کے مجھے بھی حق ہے کہ اس امر پر اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ فضیلت کی بحث اپنے اندر نزاکت رکھتی ہے۔ فضیلت کی بحث کو خود نبی کریم صلعم نے ناپسند فرمایا ہے۔ سنی شیعہ تفرقہ فضیلت کی بحث پر ہے مگر حضرت مرزا صاحب نے کہیں اپنے آپ کو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر فضیلت نہیں دی۔ بلکہ ان کے "خاک پا" ہونے کو اپنے لئے موجب فخر قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو ذیل کا واقعہ جو اخبار الحکم سے نقل کیا جاتا ہے۔

"ایک دوست نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ کیوں نہ ہم آپ کو مدارج شیخین سے افضل سمجھا کریں اور رسول اکرم صلعم کے قریب قریب مانیں اس بات کو سن کر آپ کا رنگ اڑ گیا۔ اور آپ کے سراپا پر عجیب اضطراب و بے تابی مستولی ہو گئی۔ آپ نے برابر چھ گھنٹہ کامل تقریر فرمائی ...... اس سارے مضمون میں آپ نے رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے محامد و فضائل اور اپنی غلامی و کفش برداری کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور جناب شیخین علیہم السلام کے فضائل مذکور فرمائے۔ اور فرمایا کہ **میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں کا مداح اور خاکپا ہوں"** (الحکم جلد ۳ ص ۲۹)

فونڈیشن کمیٹی

آخر میں سید محسن شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جو کارروائی اس جلسہ کے متعلق میں نے ایسٹرن ٹائمز میں پڑھی تھی اس میں جہاں تک میرا خیال ہے یہ ذکر نہ تھا کہ جلسہ فونڈیشن کمیٹی کا تھا اور کہ جو ممبر منتخب ہوئے وہ عارضی طور پر منتخب ہوئے تھے۔ ورنہ میں یہ اعتراض نہ کرتا۔ بہرحال میری چٹھی کے نفس مضمون سے ان کی اتفاق رائے کا شکریہ ہے۔ مگر یہ عرض کرنا بے محل نہ ہوگا کہ لاہور کی فونڈیشن کمیٹی صرف لاہور کشمیر کمیٹی قائم کر سکتی ہے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے لئے فونڈیشن کمیٹی بھی آل انڈیا کیریکٹر کی ہونی چاہئے تھی۔

خریداران پیغام صلح سے ضروری استدعا

بہت سے احباب نے پیغام صلح کا بقایا اور سال رواں کا چندہ ادا نہیں کیا۔ حالانکہ اس کے متعلق ان کو بذریعہ جوابی کارڈ بھی توجہ دلائی جا چکی ہے۔ آج کل اخبار کو روپے کی اشد ضرورت ہے از راہ کرم بہت جلد واجب الادا رقوم ارسال فرما کر اپنے قومی و اخلاقی فرض سے سبکدوش ہوں۔ (منیجر پیغام صلح)

اسلام پر مسیحی مبلغوں کی خطرناک یورش

(امیر شکیب ارسلان کے قلم سے)

عربی اخبارات نے حال ہی میں امیر شکیب ارسلان کا ایک اہم مضمون شائع کیا ہے جو عیسائیت اور اسلام کی آویزش اور اس کے نتائج سے تعلق رکھتا ہے

مسیحیوں کے خلاف جوش و خروش

مصر اور دوسرے اسلامی ممالک میں اسلام پر یلغار کرنے والے مسیحی مبلغوں کے خلاف ایک شور مچا ہوا ہے اور ہر زبان ان کی ناروا کارروائیوں اور سازشوں کی شکایت میں مصروف ہے۔ لیکن میں اعتراف کرتا ہوں کہ مجھے اپنی عمر میں آج تک کبھی اتنا تعجب نہیں ہوا جتنا پادریوں کے خلاف مسلمانوں کا یہ جوش و خروش دیکھ کر ہو رہا ہے آج سے چالیس پینتالیس سال پہلے جبکہ ہم نوعمر تھے اس وقت بھی ہمارے ملکوں میں یہ پادری موجود تھے اور اپنے تمام موجودہ ناجائز طریقے ہی استعمال کرتے رہتے تھے۔ ہم برابر سنا کرتے تھے کہ اتنے مسلمان یہاں عیسائی بنا لئے گئے۔ مگر ہمیں پہلے کبھی جوش نہیں آیا۔ کیا اب پہلی مرتبہ ان پادریوں کی حرکتیں منظر عام پر آئی ہیں کہ ہم اس طرح دفعۃً مشتعل ہو گئے ہیں؟

لکھوکھا مسلمانوں کا ارتداد

صرف ایک اکیلے ملک جاوا میں اب تک ایک لاکھ مسلمان عیسائی بن چکے ہیں۔ اس ملک پر ہالینڈ کا قبضہ ہے۔ اور ہالینڈی پادری غریب مسلمانوں کو پوری آزادی سے شکار کرتے رہے ہیں۔

اسی مغرب کے جزائر میں کارڈنیل لانیگرے کے ہاتھ پر ہزارہا مسلمان عیسائیت قبول کر چکے ہیں۔ اسی قدر نہیں بلکہ ملک الجزائر میں پورا ایک بربری قبیلہ اور کئی کئی بربری گاؤں اسلام سے نکل کر عیسائیت میں داخل ہو چکے ہیں۔

مرتدین میں سے عیسائی مبلغ

ہندوستان میں ہزارہا مسلمان عیسائی بن چکے ہیں اور ان سابق مسلمانوں میں سے پورے دو سو آدمی عیسائیت کے مبلغ بن کر اپنے نئے مذہب کی اشاعت میں مصروف ہیں۔

عیسائی مبلغ مسلمانوں کو عیسائی بنانے میں کتنے کامیاب ہو چکے ہیں۔ اور ہماری غفلتیں کس حد تک پہنچ چکی ہیں اس کی تحقیق کے لئے ہمیں کسی محنت و جستجو کی ضرورت نہیں ہے۔ خود پادریوں کی سالانہ رپورٹیں یہ تمام جگر خراش واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے پیش کرتی رہتی ہیں۔

اتنی تھوڑی کامیابی کیوں؟

خدا کی قسم مجھے اس بات پر تعجب نہیں ہے کہ جاوا۔ الجزائر۔ حبش۔ ہند۔ چین۔ فلپائن وغیرہ میں عیسائی پادری لاکھوں مسلمانوں کو اپنے مذہب میں داخل کر چکے ہیں۔ بلکہ اصلی تعجب اس بات پر ہے کہ وہ اب تک کروڑوں مسلمانوں کو مرتد کر دینے میں کیوں کامیاب نہیں ہو گئے۔ حالانکہ وہ اپنی تبلیغی انجمنوں اور اداروں پر سالانہ تیس کروڑ پونڈ یا تقریباً ساڑھے چار ارب روپیہ صرف کیا کرتے ہیں۔ مسلمان بیحد غریب ہیں اور اپنی غربت کی وجہ سے طرح طرح کے جسمانی امراض کا شکار رہتے ہیں۔ پادریوں کے پاس دولت کے کبھی نہ ختم ہونے والے خزانے ہیں اور عظیم الشان شفاخانے موجود ہیں۔ پھر حیرت ہوتی ہے کہ وہ اتنی کم کامیابی کیوں حاصل کر سکے۔

مسلمانوں کی لاپروائی

لاریب اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا روحانی قلعہ قلعوں سے زیادہ مستحکم نہ ہوتا تو یہ پادری اب تک اسلام کا صفایا کر چکے ہوتے۔ کیونکہ ان کے پاس کامیابی کے جملہ وسائل موجود ہیں اور اسلام گہری نیند میں خراٹے لے رہا ہے۔ اور اپنی حفاظت پر کوئی ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کر رہا ہے۔

محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی پوری امت کی طرف سے پورا پورا جہاد کیا لیکن اس امت نے اپنے ہادی برحق کے احسان کا بدلہ یہ دیا کہ اس کے دین حنیف سے غافل ہو گئی۔ بزدلی اور غفلت کی راہ اختیار کی۔ ہمت کو پیٹھ دکھائی۔ میدان سے بھاگ نکلی اور طے کر لیا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جی چاہے تو اپنے پروردگار کے ذریعہ اپنے دین کی حفاظت۔ مدافعت۔ اشاعت کریں اور نہ جی چاہے تو چھوڑ دیں۔ ہمیں بھی کوئی پروا نہیں!

لیکن عیسائیوں نے یہ نہیں کیا انہوں نے حضرت مسیح کو اپنے دین کے ساتھ تنہا نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ عیسائی نے اپنا فرض سمجھا کہ دامے۔ درمے۔ سخنے۔ ہر طرح اپنے دین کو ترقی دے۔

عیسائیت کا اصل حریف

عیسائی پادری اگر پانچ بدھیوں کو عیسائی بنا لیں۔ ایک ہزار ہندوؤں کو عیسائیت میں داخل کر لیں تو اتنے خوش نہیں ہوتے جتنے ایک مسلمان کو عیسائی بنا کر خوش ہوتے ہیں اور یہ اس لئے کہ عیسائیت کا اصل حریف صرف اسلام ہی ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ عیسائی مبلغوں کی سب سے زیادہ قوتیں اسلام ہی کے خلاف صرف ہو رہی ہیں۔ ہر سال ان کی عام کانفرنسیں منعقد منعقد ہوتی ہیں۔ اور ان میں مسلمانوں کو مرتد بنانے کی نئی نئی اسکیمیں بنائی جاتی ہیں۔ مسلمان یہ سب دیکھتے ہیں۔ اور سنتے ہیں مگر ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

غفلت کے دو سبب

تمام دنیا کے مسلمانوں کی حالت اس بارے میں دو سبب سے افسوسناک ہو رہی ہے ایک سبب یہ ہے کہ عام طور پر مسلمان نہایت بزدل ہو گئے ہیں۔ خصوصاً یورپین اقوام کے مقابلہ میں۔ یورپین اقوام کی مسلمانوں پر ایسی ہیبت طاری ہو گئی ہے کہ سخت حیرت ہوتی ہے اور اس کا کوئی سبب سمجھ میں نہیں آتا۔ دوسرا سبب مسلمانوں کا بخل ہے وہ اپنی جماعتی ضرورتوں پر ایک پیسہ بھی صرف کرنے کے عادی نہیں رہے ہیں نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے تمام کام سخت ابتری میں پڑ گئے ہیں۔

غرضیکہ اسوقت عیسائی مبلغوں کی طرف سے اسلام پر ہر طرف سے جو یلغار ہو رہی ہے اس کی تمام تر ذمہ داری خود مسلمانوں ہی کے سر ہے لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے آپ ہی کو ملامت کریں۔

ومن رعی غنمانی ارض مسبعۃ
ونام عنہا تولی رعیہا الاسد

ڈاکخانہ نیشنل سینی ٹوریم

مرض دق کا جو سینی ٹوریم (صحت گاہ) خان صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے مری کے نزدیک نہایت پرفضا چیڑ کے جنگلات میں موسومہ بہ نیشنل سینی ٹوریم بنایا ہے۔ اس کا ڈاک خانہ پہلے تریٹ تھا۔ اب گورنمنٹ نے خود سینی ٹوریم کو ڈاک خانہ بنا دیا ہے۔ اس لئے آئندہ کل خط و کتابت ڈاک خانہ سینی ٹوریم براستہ راولپنڈی کے پتہ پر کی جائے۔

والی مانگرول کی صحت

حضرت امیر اور ممبران انجمن کا شکریہ

مانگرول ۲ اگست ۳۳ء

حضور نواب صاحب والی مانگرول کی صحت کے متعلق قبل ازیں لکھا جا چکا ہے۔ آپ کا ایک تازہ خط جو حضرت امیر ایدہ اللہ کو موصول ہوا ہے حسب ذیل ہے:۔

مکرمی جناب مولانا محمد علی صاحب السلام علیکم۔ مزاج شریف

پیغام صلح مجریہ ۲۳ جولائی میں آنجناب نے ازراہ عنایت محبت و ہمدردی اسلامی میری صحت کیلئے جو دعا فرمائی ہے اور ارکین انجمن سے بھی دعا فرمانے کی اطلاع شائع فرمائی ہے اس کے بارہ میں میں پہلے تو آنجناب کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس کے بعد جملہ ارکین انجمن کا بھی شکریہ بجا لاتا ہوں۔ امیدوار ہوں کہ آنجناب میرا شکریہ جملہ ممبران انجمن کی خدمت میں پیش فرما کر مجھے مشکور فرمائیں گے۔

مجھے بہ نسبت سابق کے اب بفضل خدا اور آپ حضرات کی دعا سے ضعف و نقاہت میں رفتہ رفتہ کمی ہوتی جاتی ہے اور امید ہے کہ وہ شافی برحق صدقے سے اپنے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ بقیہ شکایت بھی دفع فرما دیگا۔ امید ہے جناب مع متعلقین بفضل خدا سے بخیر و عافیت ہوں گے۔ والسلام۔

راقم خیر اندیش
(محمد جہانگیر)

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل کے جوابات

قسط دہم

نام	رقم
مولوی صدر الدین صاحب لاہور	۱۰ روپے
سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب لاہور	۱۰ "
شیخ عبد الحق صاحب گجرات حال گلمرگ	۵ "
میاں رحیم بخش صاحب سالٹ سپرنٹنڈنٹ سانبھر	۵۰ "
ماسٹر محمد زمان خاں صاحب / مولوی احمد صاحب — معرفت	۲-۸ آنے "
شیخ عبد الحق صاحب سب جج وزیر آباد	۱۰ "
ڈاکٹر عدالت خاں صاحب میرالی	۴ — ۶ آنے "
معرفت سید تصدق حسین صاحب	۵۰ "
ڈاکٹر عبد العزیز صاحب چارسدہ	۵ "
مرزا سعید بیگ صاحب لاہور	۵ "
چودہری فتح خاں صاحب کلگت	۵ "
بابو مرزا غلام ربانی صاحب مری	۳ "
چودھری محمد اسمٰعیل صاحب مری	۵ "
بابو عبد الرحمٰن صاحب دفتر سول سرجن	۱۰ "
بابو عبد المنان صاحب	۵ "
میاں شمس الدین صاحب	۵ "

جن صاحبان کی طرف سے تا حال نہ رقم آئی ہے اور نہ جواب وہ براہ مہربانی توجہ فرمائیں اور اسی کو یاددہانی تصور فرمائیں۔ یہ رقوم ۱۸ اگست ۳۳ء تک کی وصول شدہ ہیں۔

خاکسار
(انچارج دفتر تحصیل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم چہارشنبہ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | نمبر ۴۸

اچھوت ادھار کی تحریک اور ہندو مذہب

فرزندانِ توحید کو دعوت عمل

ہندوستان کے موجودہ سیاسی دور میں ہندو قوم اور ہندو مذہب جن نازک لمحات میں سے گزر رہا ہے۔ وہ حقیقت بین آنکھوں سے پوشیدہ نہیں۔ کروڑہا اچھوتوں کا یہ زبردست مطالبہ کہ اگر ہندو قوم انہیں اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہے تو سوسائٹی میں انہیں برابر کا درجہ دے ورنہ انہیں ہندوؤں سے علیحدہ قوم شمار کیا جائے۔ ایک ایسا مطالبہ ہے جس کا ہندوؤں کے پاس کوئی جواب نہیں۔ ہندوؤں کا انہیں اپنے سے علیحدہ کرنا اس سیاسی تفوق کی جڑوں پر کلہاڑا رکھنا ہے جس کے لئے وہ کانگرس کے زیر قیادت سالہا سال سے مصروف جدوجہد ہیں ہندو قوم کی اکثریت زیادہ تر اچھوتوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے پر ہی منحصر ہے۔ اگر اچھوت ان سے علیحدہ ہو جائیں تو آئندہ حکومت خود اختیاری میں ہندو اقتدار کا عنصر بہت کم ہو جاتا ہے اس لیئے انہیں یہ قطعاً گوارا نہیں کہ اچھوت ہندو کہلانے کے بجائے ایک الگ قوم شمار کئے جائیں۔

ہندوؤں کی نمائشی جدوجہد

یہی وجہ ہے کہ گاندھی جی نے اچھوت ادھار کی تحریک کو جسے آج تک آریہ سماج کی پیہم اور متواتر کوششوں کے باوجود ہندو قوم نے چنداں اہمیت نہیں دی اس زور شور سے اٹھایا۔ کہ اس کے لئے اکیس روز کی فاقہ کشی کر کے بظاہر جان دینے کا عزم کر لیا۔ مندروں میں داخلہ کے بل بنائے گئے۔ ہریجنوں کی ٹٹیاں صاف کرنے کے لئے دن مقرر کئے گئے اور ہر وہ طریق جس سے کسی قوم کی تالیف قلوب کر کے انہیں ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔ آج اختیار کیا جا رہا ہے۔

اونچی ذات کے ہندوؤں کی مخالفت

ان تمام طریقوں اور جدوجہد کے باوجود یہ کس قدر حیرتناک امر ہے کہ اونچی ذاتوں کے ہندو، یہاں تک کہ پنڈت مدن موہن مالوی جیسے پولٹیکل لیڈر بھی اچھوتوں کو برابر کا درجہ دینے کے لئے اب تک تیار نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ کھلے طور پر ان مراعات کے بھی مخالف ہیں جو داخلہ مندر بل یا اسی قسم کے دیگر نمائشی ذرائع سے دینے کا تہیہ کیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک اچھوتوں کو اس قسم کی مراعات دینا درحقیقت ہندو مذہب کی جڑوں پر تبر رکھنا ہے۔ کیونکہ اچھوتوں سے کسی قسم کا میل جول اور تعلق رکھنے کے خلاف جس قسم کے صریحی اور تاکیدی احکام ہندو دھرم شاستروں میں پائے جاتے ہیں اور انہیں ذلیل ترین غلام بنا کر رکھنے، ان سے بدترین خدمات لینے اور کسی قسم کا مجلسی حق انہیں نہ دینے، یہاں تک کہ برہمن کے قریب تک نہ پھٹکنے۔ دولت جمع نہ کرنے کوئی وید کی شرتی اس کے کان میں پڑ جائے تو سیسہ پگھلا کر اس کے کان میں ڈالنے۔ اگر کوئی نیک بات کسی برہمن سے کہدے تو اس کی زبان کاٹ لینے کے متعلق جو لرزہ خیز احکام دیئے گئے ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ اچھوتوں کو بلند درجہ دینے سے ہندو مذہب کا کچھ باقی رہجائیگا

اچھوت صرف خدمت کیلئے

صرف راسخ العقیدہ ہندو ہی نہیں۔ جہانتک ذات پات کا سوال ہے خود مہاتما گاندھی بھی اس کو ایک ضروری چیز اور ہندو مذہب کی ایک خوبی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ صاف لکھا ہے

> "شودر کا وجود سوسائٹی کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا برہمن کا وجود ضروری ہے۔ ہر ایک کو کم و بیش خصائص اور مراعات حاصل ہونگی۔ لیکن جو لوگ خاص ورنوں سے تعلق رکھتے ہیں وہ ان خاص خدمات کو سرانجام دینگے جو ان کے ذمہ لگائی گئی ہیں۔ اس بارہ میں مراعات دینے کا کوئی سوال نہیں ہو سکتا۔ بلکہ فرض اور خدمت کا سوال ہونا چاہیئے۔ میں اس بارہ میں ڈاکٹر امبیدکر کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے غصہ اور تلخ کلامی کو چھوڑ کر اپنے آبائی مذہب کی خوبیوں کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ وہ جس قدر جی چاہے اونچی ذات کے ہندوؤں کو کوسیں لیکن ہندو مذہب کو بُرا بھلا نہ کہیں۔"

یہ ہیں گاندھی جی کے خیالات، ان گاندھی جی کے جو اچھوتوں کی خاطر بظاہر جان تک دینے کو تیار ہو گئے اور ان کے ساتھ اپنی کمال محبت جتانے کے لئے ۲۱ روز کا برت دھارن کیا۔ لیکن اس بات کا کیا فائدہ؟ اس محبت کا کیا نتیجہ؟ جبکہ باوجود اعتقاد یہ ہو کہ اچھوت محض خدمت کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ ہندو مذہب کی خوبی ہے۔ کہ اس نے ذات پات کی تقسیم کا سلسلہ ہندوؤں میں رکھا ہے۔ اگر یہ ہندو مذہب کی خوبی ہے۔ اگر اچھوت فی الواقعہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی خدمت ہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں تو پھر حمایت کس بات کی کی جا رہی ہے۔ کیوں اونچی ذات کے ہندوؤں کو بُرا بھلا کہا جاتا اور کس غرض سے "ہریجن ڈے" منائے جاتے ہیں۔ کیا یہ سب نمائشی ڈھکوسلے نہیں تاکہ کسی طرح اچھوت ہندوؤں کے قبضہ سے نکلنے نہ پائیں۔ اور ان کا سیاسی تفوق و اقتدار برقرار رہ جائے؟

ایک نہایت دشوار مطالبہ

فی الحقیقت ہندو قوم کے لئے یہ نہایت مشکل ہے کہ دھرم شاستروں کی صریح ہدایات و احکام کے خلاف اچھوتوں کو گلے لگائیں۔ ایسا کرنا ان کے لئے گویا ہندو مذہب کو طلاق دینا ہوگا۔ اور اس کو ممکن ہے چند آزاد خیال کانگرسی ہندو برداشت بھی کر لیں۔ لیکن ہندو قوم کا سواد اعظم کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اور یہ وہ حقیقت ہے جسے اچھوتوں کے سمجھدار افراد اور رہنما خوب سمجھتے ہیں۔ اسی لئے ان کا یہ بھی ایک مطالبہ ہے کہ اگر ہندو انہیں برابر کا درجہ دینے کے حامی ہیں تو وہ آئین اور دھرم شاستروں کے تمام مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نسخے جو اس وقت ہندوستان میں پائے جاتے ہیں جمع کر کے برسر عام نذر آتش کر دیں تاکہ ان کے خلاف کوئی ہتھیار باقی نہ رہ جائے۔ یہ ایک ایسی کٹھن اور دشوار گزار منزل ہے جس تک پہنچنا ہندو قوم کے لئے بمنزلہ موت ہے۔

ہندوؤں سے علیحدگی کے بعد

ایسی حالت میں اچھوتوں کے لئے اس کے سوا اور کوئی راہ نہیں کہ وہ ہندو قوم سے الگ ہو کر اپنی حیثیت کو دنیا میں قایم کریں۔ لیکن کیا محض ہندوؤں سے علیحدگی انہیں وہ تمام سیاسی و مجلسی حقوق دلانے کا موجب ہو جائے گی جن کے لئے وہ مصروف جدوجہد ہیں؟ سوائے اس کے کہ ہندوستان کے آئندہ سیاسی دور میں انہیں ایک معمولی سی اقلیت کا درجہ حاصل ہو جائے۔ اور چند برائے نام سیاسی حقوق مل جائیں اور کوئی فائدہ انہیں نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے بجائے بہتر ہوگا کہ اس قوم کے ساتھ وہ رشتہ اخوت جوڑیں جس کے ساتھ شامل ہو کر انہیں ہر قسم کے مجلسی۔ معاشرتی۔ اور تمدنی حقوق بھی مل جائینگے اور سیاسی طور پر بھی وہ ایک اہم اکثریت کا رنگ اختیار کر کے ملک کے نظم و نسق اور اپنی قوم کی فلاح و بہبود میں نمایاں حصہ لے سکیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے مسلمانوں سے بہتر اور کوئی قوم نہیں۔

ایک اچھوت لیڈر کا پیغام

اس کا اعتراف خود اچھوت قوم کے سمجھدار افراد اور بعض رہنماؤں کو بھی ہے۔ چنانچہ قارئین کو یاد ہوگا کہ مسٹر سکو مارن بی اے ایک اچھوت لیڈر نے کچھ عرصہ ہوا اسی بات کو پیش نظر رکھ کر اچھوتوں کی پنچم قوم کو ذیل کے الفاظ میں اسلام کی طرف دعوت دی تھی۔

> "میری رائے میں پنچم قوم کے لئے اسلام ہی تمام امیدوں کا مرکز ہے اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ تمام مذاہب میں سے اسلام ہی ایک مذہب ہے جسکے پیروؤں میں اتحاد اور اخوت کا خیال بلند ترین مقام پر پہنچا ہوا ہے ..... سوائے مسلمانوں کے اور کوئی قوم نہیں جس میں اخوت کا احساس اس قدر مضبوط ہو گیا ہو اور اس لئے اگر پنچم لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ان کے نام پر جو داغ ہے وہ دور ہو جائے اور ان کی جو درگت بنتی ہے اور جو تحقیر ہوتی ہے اس کا خاتمہ ہو۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ان کی عزت و وقار۔ اور خودداری کا قدار نہ ہو۔ اگر وہ اپنے حقوق و اختیارات کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اگر وہ بازاروں میں معزز آدمیوں کی طرح اپنے سر اونچے کر کے چلنے کے آرزومند ہیں تو ہر لاکھ مرتبہ اور لاکھ سے بھی زیادہ مرتبہ کہونگا۔ کہ انہیں چاہیے کہ مناسب احترام کے ساتھ اسلام اور صرف اسلام کو قبول کر لیں۔ اس وقت مجھ میلان

ہندوؤں کے ایک بھائی ہیں اگرچہ انہیں ہندو کہا جاتا ہے۔ ان کے تین چوتھائی پنچم ہیں جب یہ پنچم اسلام قبول کر لیں گے تو ہندوستان کی ۔۔ آبادی مسلمان ہو جائے گی۔ میرا مضبوط ایمان ہے کہ اگر ہندوستان سوراج یا اپنی حکومت چاہتا ہے تو ہندو آبادی جو ہر ایک بہبودگی کا منبع ہے کم ہونی چاہیئے اور مسلمانوں کی تعداد بڑھنی چاہیئے۔"

فرزندان توحید کو دعوت عمل

یہ ایک اچھوت کی آواز ہے کیا مسلمانوں نے بھی اس کی تائید میں کوئی آواز بلند کی ہے؟ کیا کنتم خیر امۃ کے مخاطب کبھی ہندوستان کی ان درماندہ اقوام کی طرف بھی متوجہ ہوئے ہیں۔ جو آج ہندو قوم کی طرف سے ہر قسم کے مظالم کا تختہ مشق بنائی جا رہی ہے۔ اور انہیں حیوانوں سے بھی بدتر سمجھا جاتا ہے؟ اسلام بنی نوع انسان کو وہ شرف و بزرگی عطا کرنے کے لیئے آیا جو دنیا کی تمام مخلوقات پر اسے حاصل ہے اس نے بلا امتیاز اس امر کے کہ کوئی شخص کس خاندان سے پیدا ہوا ہے تمام انسانوں میں ایسی مساوات قائم کی جس کی نظیر کسی دوسرے مذہب میں پائی نہیں جاتی۔ اس نے غلاموں کو آزاد کیا۔ انہیں بادشاہت کے تخت پر بٹھایا۔ امام و پیشوا بنایا۔ اور ان کے درجہ کو بلند کرنے میں کسی قسم کا بخل روا نہ رکھا پھر کیا وجہ ہے کہ آج مسلمان اس پاک مذہب کو ان تک پہنچانے میں بخل سے کام لے رہے ہیں۔ یہ وقت ہے کہ مسلمان کمر ہمت باندھ کر اٹھیں اور اچھوتوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی پوری کوشش کریں۔ ہندو قوم سے وہ مایوس ہو چکے۔ علیحدہ قوم بننے میں بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ عیسائیت اور بدھ مذہب کے طور طریق سے بھی وہ بیزار ہیں۔ کیونکہ بقول مسٹر سکو مارن اول الذکر میں جا کر "ذاتوں کی تفریق اسی طرح باقی رہ جاتی ہے جیسے ہندو مذہب میں" اور موخر الذکر میں بھی "بہت سی باتیں ہندوؤں سے ملتی جلتی پائی جاتی ہیں" پس ایسی حالت میں اسلام کے سوائے ان کی جگہ کہاں ہے؟ کیا فرزندان اسلام اس آواز کو غور کے کانوں سے سنیں گے؟

ہندوستان کا افلاس گاؤ پرستی میں

پروفیسر راغب احسن صاحب ایم اے۔ ایڈیٹر "سٹار" الہ آباد نے گاؤ پرستی کے نقصانات پر ایک فاضلانہ مضمون حوالہ قلم کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح کیا ہے۔ کہ مقدس گائے نہ صرف بہت سے مذہبی، سیاسی اور معاشرتی مفاسد ہی کو پیدا کرنے کا موجب ہے بلکہ اس کی سب سے بڑی خرابی دبربادی معاشری (ایکانامیک) دائرہ زندگی میں مضمر ہے وہ لکھتے ہیں کہ پروفیسر نند لے شیراز ایم اے ایف آر اے۔ ایس صدر شعبۂ معاشیات گجرات کالج آف بمبئی یونیورسٹی سابق ڈائرکٹر محکمۂ اعداد و شمار حکومت ہند نے لکھا ہے کہ "انڈین بورڈ آف اگریکلچر کے اندر یہ ظاہر و باہر کیا گیا ہے کہ ڈھائی کروڑ (۲،۵۰،۰۰،۰۰۰) بیکار۔ از کار رفتہ اور فضول مواشی سے ملک کو جو نقصان پہنچ رہا ہے وہ ایک ارب ساڑھے پچھتر کروڑ (۱،۷۵،۵۰،۰۰،۰۰۰) روپیہ ہے اور یہ رقم ہندوستان کے مجموعی لگان زمین سے چار گنا زیادہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گائے پرستی ہندوستان کے افلاس کا ایک بنیادی سبب ہے" (افلاس ہند فصل دوم)

ایسا ہی پروفیسر سر جہانگیر جی کویاجی سابق صدر شعبۂ معاشیات پریسیڈنسی کالج کلکتہ کی رائے ہے کہ ہندوؤں کی گائے پرستی بیکار گایوں کی تعداد عظیم کو کار کن گایوں کی معیشت پر بار بنائے ہوئے ہے اور ان کے چارہ۔ رہائش اور حفاظت کی وجہ سے کار آمد مویشی بھی روز بروز برباد ہو رہے ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر دردناک بیان لارڈ لینلتھگو موجودہ صدر جائنٹ پارلیمنٹری کمیٹی کے اس زراعتی کمیشن کا ہے جو لارڈ اروان کے عہد میں مقرر ہوا تھا۔ اس نے مقدس گائے کی طرح گوبر اور پیشاب کی تقدیس کو بھی ہندوستان کی مفلسی کا سبب بتایا ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں نہ ملنے کی وجہ سے زمین کی طاقت روئیدگی کم ہو رہی ہے ایسا ہی گائے کی ہڈی، خون، چربی۔ اور چمڑا بال۔ پٹھا اور گوشت بڑی مقدار میں ہندو وہم پرستی کی وجہ سے برباد جاتے ہیں۔ اور ملک کو سراسر نقصان ہو رہا ہے جس کی وجہ سے ایک ماہر معاشیات کی رائے ہے کہ مقدس گائے ہندوستان کے اوپر سب سے بڑا آسیب ہے۔

یہ ہے ماہرین اقتصادیات کی رائے! اور اس کے بالمقابل ہمارے ہندو ہموطنوں کا یہ خیال ہے کہ ہندوستان پر جس قدر مفلسی چھائی ہوئی ہے وہ سب مسلمانوں کے گائے کو ذبح کرنے کی وجہ سے ہے۔ حالانکہ زراعتی کمیشن کے خیال کے مطابق مسلمان ذبح گاؤ کے ذریعے سے ملک پر علی الحساب احسان عظیم کر رہے ہیں۔ کیا ہندو برادران وطن گاؤ پرستی کے ان کھلے نتائج کو عبرت کی نگاہوں سے ملاحظہ فرمائیں گے؟

مانسہرہ میں احمدیہ مسجد

مانسہرہ ضلع ہزارہ صوبہ سرحد کا ایک اہم سرمائی مقام ہے جہاں موسم گرما میں اکثر لوگ تحصیل صحت اور تبدیل آب و ہوا کے لیئے چلے جاتے ہیں۔ ویسے بھی اس کی آبادی بہت بڑی ہے۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور نے اپنے آخری ایام زندگی میں وہاں اپنی کوٹھی بنوائی۔ اور دو تین سال وہیں گرمیوں کے دن بسر کیئے۔ ہمارے مکرم معظم دوست ڈاکٹر سعید احمد صاحب ایم بی بی ایس۔ اسسٹنٹ سرجن آج کل وہیں سول ہسپتال میں متعین ہیں۔ ان کی کوشش اور برکت سے وہاں خدا کے فضل سے ہماری جماعت کو اچھی خاصی ترقی حاصل ہوئی ہے۔ اور دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے مناسب خیال ہے کہ ایک مسجد وہاں تعمیر کی جائے۔ اور انجمن اور ذی استطاعت احباب سے خاص طور پر امداد کی درخواست کی ہے۔ مسجد گو بہت اعلیٰ پیمانہ پر نہ ہو گی لیکن بہرحال جماعت کی روز افزوں ترقی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک متوسط درجہ کی مسجد کا بنایا جانا ضروری ہے۔ حضرت امیر نے اس غرض سے تین سو روپیہ جماعت مانسہرہ کو دینے کے لیئے انجمن سے سفارش کی ہے۔ امید ہے کہ دیگر احباب بھی اس نیک کام میں امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ جماعت کے ذی ثروت احباب کو اس اہم قومی ضرورت کی طرف خاص طور پر متوجہ ہونا چاہیئے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں۔

— شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی۔ بعد دورہ۔ جنیبہ اور کانگڑہ وغیرہ کے دورہ سے واپس آ گئے ہیں اور کشمیر تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب کشمیر امید ہے کہ شیخ صاحب کی خدمات سے خاص طور پر فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔

— جناب ملک محمد سرور خاں صاحب افسر مال گڈا روی ضلع جہلم بیمار ہیں۔ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ۲۲ر اگست کو ان کے علاج کے لیئے تشریف لے گئے احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کے لیئے خاص طور پر دعا کریں۔

— شیخ انعام الحق صاحب مدیر "پیغام صلح" بھی تا حال بیمار ہیں اور رخصت پر ہیں۔ احباب کرام سے ان کے لیئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

— ہمارے ایک عزیز بھائی بابو عمر الدین صاحب بمبئی اکونٹنٹ گورنمنٹ ڈبلیو بورڈ کے امتحان آڈٹ و اکونٹس میں کامیاب ہوئے ہیں۔ کل ہندوستان کے امیدواروں میں پونے دو سو امیدوار اس امتحان میں کامیاب ہوئے جن میں سے صرف تین مسلمان ہیں۔ ہم اس کامیابی پر اپنے عزیز دوست کو دلی مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اگر کسی صاحب یا انجمن کو حسابات آڈٹ کرا لینے ہوں تو امید ہے کہ ان کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔

(بقیہ صفحہ ۶)

حضرت مرزا صاحبؑ کی کتابیں ترجمہ ہو کر یورپ کے قلوب کو اسلام اور شریعت محمدیہ کی طرف کھینچنے کا موجب ہوئی ہیں اگر اس کو "شریعت محمدیہ کے مٹانے کی درپردہ فکر" کہا جا سکتا ہے تو خدا کرے ایسے مٹانے والے ہر روز پیدا ہوں۔ اور ایسی فکر آپ سب کو دامنگیر ہو۔

آخری التماس

آخر میں سر مرزا ظفر علی کی خدمت میں ہم پھر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اپنی چٹھی کے اس جواب کو جو پورے خلوص اور دیانتداری کے ساتھ دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ وہ اسی سپرٹ میں ملاحظہ فرمائیں گے اور اس کے ساتھ سید حبیب کے مضامین کا جواب بھی جو پیغام صلح میں شائع ہو رہا ہے انصاف اور ٹھنڈے دل سے آخر تک مطالعہ کر کے دیکھیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کا وجود اسلام کے لیئے عزت و رحمت کا موجب ہوا ہے یا نقصان کا باعث؟ انہیں نظر آ جائے گا کہ حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرنے والے کس قدر غیر دیانتداری سے کام لیتے اور آپ کی عبارات کا غلط مفہوم دنیا کو بتاتے ہیں۔ اس تمام جواب کو مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں امید ہے کہ وہ بلا خوف لومۃ لائم حق و صداقت کا ساتھ دیکر اسی نیک نیتی کا ثبوت دیں گے جس کا اظہار انہوں نے اپنی کھلی چٹھی میں کیا ہے۔

استعمال کئے ہیں۔ یہ ان کے حسب ذیل فقرات سے ظاہر ہے:۔

۱۔ اور اگر مدعی نبوت کی تحریریں سوقیانہ پن ہو تو وہ بھی اس کے دعویٰ کی تردید کیلئے کام دے سکتا ہے (ریاست ۱۶ جون ۱۹۳۳ء قسط پانزدہم)

۲۔ ایک کارک تھا کر ۱۵ روپے کی حیثیت سے ۵۰ لاکھ پر پہنچ گیا۔ اس کے مخالف اس کے دعاوی کے متعلق یہ زیادہ آسانی سے نہیں کہہ سکتے کہ اس کا اصلی مدعا جلب زر اکتساب متاع قلیل تھا؟ (ریاست ۷۔ جون ۱۹۳۳ء قسط شانزدہم)

۳۔ مرزا صاحب نے خفا ہو کر جو کچھ کیا وہ انکے ایسے بلند پایہ انسان کی شان کے لائق نہ تھا۔ مرزا صاحب کی اُردو کمزور اور پھسپھی تھی تو کیا وہ متبحر عالم تو تھے لہذا یہ سب افعال ان کی شان سے بطور عالم دانسان بعید تا بنبی اللہ چہ رسد (ریاست ۲۰۔ جون ۱۹۳۳ء قسط بست و پنجم)

۴۔ محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کے معاملہ پر بحث کرتے ہوئے مجھے یہ بیان کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ مرزا صاحب نے خاتون موصوفہ کے حصول کی خاطر تخویف و تحریص کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اس کا بدترین مظاہرہ اس وقت ہوا جب آپنے مایوس ہو کر اپنے بیٹے سے قطع تعلق کر لیا اس لئے کہ اس ناکام باپ کے اشارے پر چلتے ہوئے اپنی بیوی بے گناہ بیوی کو طلاق دینے سے انکار کر دیا تھا میں عرض کر چکا ہوں کہ بیٹے کی طرف سے اخلاقی دلیری کا یہ اظہار بہت ہی قابل تعریف ہے اور مرزا صاحب نے جو کچھ کیا وہ نبی اللہ تو بہت بڑی بات ہے ایک عام انسان کے شایان شان بھی نہ تھا۔ لیکن مرزا صاحب کے بعض ایسے افعال و اقوال جو ایک عام انسان کے شایان شان بھی نہیں ہیں اسی ایک مثال تک محدود نہیں ہیں بلکہ اس کی کئی مثالیں آسانی سے پیش کی جا سکتی ہیں (ریاست ۲۲۔ جون ۱۹۳۳ء قسط بست و ششم)

۵۔ قسط گذشتہ میں ان امور کا ذکر ہوا جو مرزا صاحب کے بعض افعال و اقوال پر مشتمل تھے جن کے خلاف نرم ترین الفاظ میں صدائے احتجاج بلند کرنیوالا بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ مرزا صاحب کے یہ افعال و اقوال ایک معمولی آدمی کے شایان شان بھی نہیں تا بنبی اللہ چہ رسد۔ (ریاست ۲۷۔ جون ۱۹۳۳ء قسط بست و ہفتم)

۶۔ نثر میں آپ مرزا صاحب کی تحریر کا وہ نمونہ ملاحظہ فرما چکے جو بطور انسان ان کی شان کے شایان نہ تھا۔ اب ذرا نظم میں ان کے غیظ و غضب کا نمونہ ملاحظہ فرمایئے (اس جگہ ایک نہایت گندی نظم نقل کی ہے جو حضرت مسیح موعود کی ہرگز نہیں خواہ مخواہ آپ کی طرف منسوب کر دی ہے ناقل)۔ (ریاست ۲۸۔ جون ۱۹۳۳ء قسط بست و ہشتم)

۷۔ اور یہ بات نہ صرف ایک نبی کی شان کے خلاف ہے بلکہ ہر صاحب دیانت انسان کی شان کے شایان بھی نہیں (ریاست ۲۸۔ جون قسط بست و ہشتم)

۸۔ یہ کھلا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نبی تو در کنار یہ بات ایک عام انسان کی شان کے شایان بھی نہیں ہے (ریاست ۲۸۔ جون قسط بست و ہشتم)

۹۔ میری پندرھویں دلیل کا مفاد یہ تھا کہ مرزا صاحب کی بعض باتیں نبی تو بڑی بات ہے ایک عام آدمی کی شان سے بھی گری ہوئی ہیں (ریاست ۲۸۔ جون ۱۹۳۳ء قسط بست و ہشتم)

۱۰۔ میں نے ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب کے بعض افعال و اقوال نبی کی شان سے تو کیا عام انسان کی شان سے گرے ہوئے ہیں (ریاست ۲۹۔ جون ۱۹۳۳ء قسط بست و نہم)

ان خلاف تہذیب حملوں کے ہوتے ہوئے سید حبیب صاحب کا یہ دعویٰ کہ انہوں نے اپنے سلسلہ مضامین میں تہذیب و متانت کو مدنظر رکھا ہے۔ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔ چنانچہ انہیں اس طرف توجہ دلائی گئی اور یہ لکھا گیا کہ جس طرح آپ "پیغام صلح" اور "الفضل" سے معافی چاہتے ہیں آپ خود بھی ان الفاظ پر معافی طلب کریں کیونکہ "پیغام صلح" اور "الفضل" کے الفاظ تو محض انکی اپنی ذات کیلئے وجہ دلآزاری ہو سکتے ہیں مگر ان کے الفاظ تو پانچ چھ لاکھ انسانوں کی دلآزاری کا موجب ہوئے ہیں۔ ہمیں بڑی خوشی ہوئی جب انہوں نے لکھا کہ ایسے الفاظ معلوم ہونے پر وہ معافی مانگ لیں گے۔ لیکن جب مندرجہ بالا الفاظ قادیانی جماعت کی طرف سے ایک پمفلٹ میں شائع ہوئے تو انہوں نے معافی طلب کرنے کے بجائے ان پر اصرار کر کے اپنی وعدہ خلافی کا ایک اور ثبوت بہم پہنچایا۔

"پیغام صلح" نے جو کچھ لکھا وہ خود "ریاست" کے بیان کے مطابق صرف اس قدر ہے کہ:۔

"سیاسی میدان میں سرد بازاری کو محسوس کرتے ہوئے اوّل اخبار زمیندار نے اپنی دوکان کی رونق کو چند روز تک جماعت احمدیہ کی مخالفت کے ذریعہ بڑھایا اس کے بعد اخبار ریاست موقعہ پا کر اس کوشش میں مصروف ہے۔" اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ:۔

"جناب مرزا صاحب کے مرید یہ یقین ہی نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص انکے عقیدہ پر دیانتداری سے بھی مخالفانہ تنقید کر رہا ہے؟"

صحیح نہیں۔ ممکن ہے بعض لوگ ایسے بھی ہوں جو دیانتداری سے ہی تنقید کرتے رہے ہوں لیکن کم از کم ریاست یا سید حبیب کے معاملہ میں ہم ایسا یقین نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اپنے تمام مضامین میں جس قدر تنقید انہوں نے کی ہے وہ ان خیالات سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتی جو سلسلہ احمدیہ کی دونوں جماعتوں کے مسلمہ معتقدات کہے جا سکتے ہیں۔ کیا یہ دیانتدارانہ تنقید ہے کہ مرزا صاحب نے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیا یہ دیانتدارانہ تنقید ہے کہ مرزا صاحب نے سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق گالیوں سے بھری ہوئی ایک نظم لکھی۔ حالانکہ انہوں نے کبھی کوئی ایسی نظم نہیں لکھی۔ اور جو نظم سید حبیب نے ریاست میں نقل کی ہے اسے مرزا صاحب کی طرف منسوب کرنے میں صریح افترا پردازی سے کام لیا گیا ہے۔ ہم خوش ہوتے اگر سید حبیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تصنیفات کو دیکھ کر اور انہیں غور اور توجہ سے پڑھ کر ان مضامین کے لکھنے کی جرأت کرتے۔ محض مخالفین کی کتابیں سامنے رکھ کر اور جیسا کہ میں آگے چل کر ثابت کروں گا دم بریدہ فقرات پیش کر کے ان سے استدلال کرتے چلے جانا دیانتداری کا شیوہ نہیں۔ اس کو برا مانیں یا بھلا یہ ایک حقیقت ہے جس کے اظہار سے کوئی چیز ہمیں روک نہیں سکتی۔ اور ہم نہایت دیانتداری سے یہ اعلان کرنا چاہتے ہیں کہ سید حبیب کے تمام مضامین کو مطالعہ کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ہمارا ایمان زیادہ مضبوط ہو گیا ہے۔ چہ جائیکہ اس میں کوئی تزلزل پیدا ہوتا۔ وہ لوگ جو ان مضامین کو پڑھ کر خوش ہوتے اور بڑے بڑے تعریفی خطوط لکھ رہے ہیں وہ معذور ہیں کہ اصل چیز ان کے سامنے نہیں۔ اگر ہمت اور حوصلہ ہوتا اور اس "مخالفانہ تنقید" میں دیانتداری پیش نظر ہوتی تو چاہیئے تھا کہ تصویر کا دوسرا رخ بھی قارئین "ریاست" کے سامنے پیش کیا جاتا۔ تعریفی خطوط کی حقیقت اور لوگوں کی صحیح رائے اس وقت معلوم ہوتی جب لپنے پیش کردہ اعتراضات کا جواب بھی "ریاست" ہی میں شائع کیا جاتا۔ اس سے پہلوتہی کرنا اور ایک ادنیٰ سے بہانہ کی وجہ سے صریح وعدہ کو توڑ دینا ثابت کرتا ہے کہ خود سید صاحب کو بھی اپنے استدلالات میں یہ کمزوری محسوس ہو رہی ہے کہ ایک احمدی کے قلم کی ادنیٰ سی جنبش ان کا تار و پود بکھیر کر رکھ دے گی اور وہ تمام تعریفی کلمات جو آج کل قارئین

کئی ایک طرفہ رائے کا نتیجہ ہیں مبتلا یہ حرمان و ندامت ہوجائیں گے۔ اس لئے ہم مجبور ہیں کہ ان کے تمام اعتراضات کے جوابات پیغام صلح میں بطور ضمیمہ شائع کریں جس کے زیادہ تعداد میں چھپوانے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ قارئین کرام اسے عام طور پر پھیلانے اور اس طرح سیاست کی پیدا کردہ غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کریں گے وما توفیقی الا باللہ۔

سیّد حبیب کی تمہیدی باتیں

اپنے مضمون کے پہلے نمبر میں سید صاحب نے بعض تمہیدی امور کا ذکر کیا ہے جن میں ان کتابوں کا نام لیتے ہوئے جو مضامین لکھنے کے لئے مختلف لوگوں سے انہوں نے جمع کیں یہ بتایا ہے کہ:-

"میں نے لاہور سے نکلنے سے قبل مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ وہ اپنی جماعت کی کوئی ایسی رسمی کتاب مجھے عنایت فرمائیں جس میں مرزا صاحب کے اور احمدی جماعت لاہور کے معتقدات کی تشریح موجود ہو۔ ممدوح نے فی الفور اپنی کتاب تحریک احمدیت مجھے تحفۃً بھیج دی"

سوال یہ ہے کہ اپنے تمام مضامین میں جو سینتیس قسطوں پر پھیلا ہوا ہے کسی ایک جگہ بھی سید صاحب نے "تحریک احمدیت" پر تبصرہ کیا یا ان دعاوی اور دلائل پر کوئی اعتراض کیا ہے جو اس کتاب میں پیش کئے گئے ہیں؟ سوائے ایک دو جگہوں کے کسی موقعہ پر بھی اشارتاً یا کنایتاً انہوں نے اس کتاب کا نام تک نہیں لیا۔ اور جسقدر دعاوی حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب لے ہیں ان کا اس کتاب میں نہ تو کہیں ذکر ہے نہ جماعت احمدیہ لاہور کے معتقدات میں سے ہیں۔ پھر حیرانی ہے کہ انہوں نے کتاب کیوں اور کس غرض سے منگوائی کیا دنیا کو یہ دکھانے کے لئے کہ وہ ایک با اصول محقق کی حیثیت سے جہاں مخالفین کی کتابوں اور اعتراضات کو سامنے رکھتے ہیں وہیں موافقین کی کتابیں بھی ان کے سامنے ہیں۔ اس ریاکاری کا آخر نتیجہ اور فائدہ کیا ہے۔ جب موافقین و معتقدین کی کتابوں سے کوئی فائدہ ہی نہیں اٹھانا تھا۔ اور صرف مخالفین کے پیش کردہ خیالات ہی پر اپنے استدلالات کا حصر کرنا تھا تو انہیں منگوانے اور تذکرہ کرنے سے کیا حاصل؟ اور کہاں تک اس کو دیانتداری پر مبنی قرار دیا جا سکتا ہے؟

با اصول محقق کے جذبات

سید صاحب کی دیانتداری کی ایک اور مثال سن لیجئے۔ انہی کتابوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

"مرزا صاحب چونکہ کرشن ہونے کے بھی مدعی تھے لہذا مجھے خواجہ کمال الدین آنجہانی کی کتاب کرشن اوتار کی بھی تلاش تھی" اس کے بعد آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:-

"ساتھ ہی میں نے ایک عریضہ شیر اسلام ابوالوفا حضرت مولانا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی خدمت میں لکھا ...... حضرت علامہ مولانا سید محمد احمد صاحب قادری خطیب مسجد وزیر خاں مرحوم کو بھی تکلیف دی گئی"

اول الذکر فقرہ میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور کے اسم گرامی کے ساتھ "مرحوم" کے بجائے آنجہانی کا لفظ اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے نام کے ساتھ "شیر اسلام ابوالوفا حضرت مولانا مولوی" کے الفاظ کن جذبات کو ظاہر کرتے ہیں۔ کیا یہ ایک

حملے اگلے دن کئے تھے وہ ناروا خلاف تہذیب اور ناجائز تھے وہ اسی کے بغیر کسی قادیانی فرد یا جماعت کا مضمون شائع نہ ہوگا"

اس شرط کو دیکھ کر ہمارا ماتھا ٹھنکا کہ سید صاحب عمداً راہ گریز اختیار کر رہے ہیں اور اس قسم کے حیلوں اور بہانوں سے اپنے صاف و صریح وعدہ کو ٹالنا چاہتے ہیں۔ اور اگر انہیں ذرا سا بھی بہانہ مل جائے تو ہمارے متعلق بھی یہی شرط عائد کرکے جواب کی اشاعت سے چھٹکارا پا لیں گے چنانچہ وہی ہوا۔ وہ دوسرے ہی دن ۲۲ جولائی کے "سیاست" میں "پیغام صلح" کے ایک ایڈیٹوریل کے بعض فقرات نقل کرتے ہوئے یہ اعلان کر دیا گیا کہ:-

"اس میں سید صاحب کی نیت پر بلا ثبوت حملہ کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب مرزا صاحب کے مرید یہ یقین ہی نہیں کر سکتے کہ کوئی شخص ان کے عقیدہ پر دیانتداری سے بھی مخالفانہ تنقید کر رہا ہے۔ یہ ذہنیت ازبس افسوسناک ہے۔ ایسا ہی حملہ الفضل نے کیا تھا تو ہم یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوئے تھے کہ جب تک اخبار مذکور معافی نہ مانگے گا ہم "سیاست" میں جماعت قادیان کی کوئی تحریر شائع نہ کریں گے۔ ہمیں رنج ہے کہ بدرجہ مجبوری جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق بھی آج ہی اعلان کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ پس جو صاحب جماعت احمدیہ لاہور سے تعلق رکھتے ہوں اور مولانا سید حبیب صاحب کے سلسلہ تحریک قادیان کا جواب دینا چاہتے ہوں وہ براہ کرم اپنے جواب کے ساتھ پیغام صلح کا مطبوعہ معافی نامہ بھی روانہ کریں ورنہ ان کی تحریر سیاست میں شائع نہ ہو سکے گی"

وہی مثل ہوئی "کرے ڈاڑھی والا پکڑا جائے مونچھوں والا"۔ ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے جو کچھ لکھا قطع نظر اس بات کے کہ وہ کہاں تک صحیح ہے تمام جماعت کو اس کا ذمہ وار بنا دینا اور اس کے معافی نامہ کے بغیر کسی کا مضمون شائع نہ کرنا سوائے اس کے کیا کہا جائے کہ ڈوبتے ہوئے تنکے کا سہارا لینا ہے۔ سید صاحب اپنے وعدہ کو ٹالنے کے لئے جن حیلوں بہانوں کی تلاش میں تھے وہ آخر کار انہیں مل گئے۔ اور دونوں جماعتوں کے جوابات کی اشاعت سے انہوں نے اس طرح چھٹکارا حاصل کر لیا کہ کوئی دیانتدار انسان جس کو اپنے وعدہ کا پاس و لحاظ ہو کبھی اس طرح چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر سکتا۔ اگر اسلام میں ایفائے عہد اسی کا نام ہے۔ اگر اوفوا بالعقود کے یہی معنے ہیں۔ اگر مامورمن اللہ پر نکتہ چینی کرنیوالوں کی جرأت و مردانگی کا یہی حال ہے کہ ایسے ادنےٰ ادنےٰ حیلوں اور بہانوں سے صاف و صریح وعدوں کو ٹال دیا کریں تو سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

مجھے ضرورت نہیں کہ سید صاحب کو وعدہ کی اہمیت کے متعلق قرآن و حدیث کے ارشادات سناؤں یا رسول اللہ صلعم اور صحابہ کرام کے اسوہ حسنہ کو پیش کروں کہ کن کن سخت ترین مشکلات اور پر خطر مرحلوں سے وہ گزرے مگر باوجود انہوں نے ایفائے عہد سے دریغ نہیں کیا نہ اپنے وعدہ کو ٹالنے کی ذرہ برابر کوشش کی۔ انہیں شائد [illegible] کا علم ہوگا لیکن باوجود اسکے ایسی خفیف الحرکتی کا اظہار کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ انہیں [illegible] اعتراضات کا جواب سننے کی تاب نہیں [illegible] اپنے وعدہ کو ایسی بری طرح توڑنے کے مرتکب ہوئے ہیں۔

اس کے ساتھ ہی ہمیں سید صاحب سے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ پیغام صلح [illegible] کے بعض الفاظ سے تو وہ اس قدر جز بز ہوئے ہیں کہ ہر دو سے معافی منگوائے بغیر ہر دو جماعتوں کے کسی بھی فرد کے مضمون کو شائع کرنے کے لئے تیار نہیں۔ مگر خود انہوں نے "سیاست" میں ہر دو جماعتوں کے بانی و پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کس قدر "ناروا، خلاف تہذیب اور ناجائز" الفاظ جا بجا

گو اس تحریر میں کوئی ایسا کھلا وعدہ نہیں کیا گیا جس سے یہ امید کی جاسکتی کہ اپنے سابقہ وعدہ کے مطابق وہ اشاعت جواب کے پابند ہوں گے لیکن ہمارا خیال تھا کہ انہوں نے اختتام مضامین پر جس اعلان کی اشاعت کا وعدہ کیا ہے اس میں ۳۰۔ اپریل کے صاف و صریح وعدہ سے انحراف یا گریز نہ کیا جائے گا۔ مگر کسی نے سچ کہا ہے وہ وعدہ ہی کیا ہوا جس کو توڑا نہ جائے۔ انہوں نے ۲۱۔ جولائی ۱۹۳۳ء کے پرچہ میں جو اعلان شائع کیا اس میں اشاعت جواب کی شرائط تجویز کرتے ہوئے بعض ایسی قیود عائد کر دیں جو بالکل ناواجب تھیں۔ مثلاً یہ کہ :-

"اگر جماعت احمدیہ لاہور اور جماعت قادیان کی طرف سے موصول شدہ جوابات میں ایسے نقاط موجود ہوئے جن میں ان کے معتقدات میں اختلاف ہے تو قادیانی جواب مولانا محمد علی صاحب کی خدمت میں اور لاہوری حضرات کا جواب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی خدمت میں بھیج دیا جائیگا کہ وہ اپنے جواب الجواب ساتھ ہی روانہ کر دیں تاکہ بعد میں ایک جماعت کی طرف سے مطالبہ مقابلہ نہ کیا جائے[1] کہ فلاں جماعت کا مضمون تم نے شائع کیا اس میں ہم پر فلاں اعتراض درج ہیں ان کا جواب بھی شائع کرو"

[1] یہ سید صاحب کی اردو ہے (ناقل)

یہ ایک ایسی ناواجب بات ہے کہ جس کو دیکھ کر ہمیں سید صاحب کی فراست پر حیرانی ہوتی ہے۔ جواب تو لکھنا ہے خود سید صاحب کے مضامین کا اور اس میں دونوں جماعتوں نے اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن کو صاف کرنا ہے اس میں دونوں کو اختلافی مسائل پر بھی اپنے اپنے خیالات کے اظہار کا موقعہ حاصل ہے۔ باوجود اس کے شکایت پیدا ہونے کا بہانہ پیش کر کے جواب الجواب کے لئے ایک دوسرے کو مضامین بھیجنا گویا دونوں کو لڑا کر تماشا دیکھنے کی کوشش کرنا ہے۔

پھر ایک اور شرط یہ پیش کی گئی کہ دونوں جماعتوں میں سے جو شخص مضمون لکھے اس پر ان کے امیر جماعت یا خلیفہ کی تصدیق اور دستخط ضروری ہوں کہ وہ اس جواب سے متفق ہیں" تاکہ اس کے جواب کو بعد میں کسی شخص کا ذاتی استدلال قرار نہ دیا جائے" لیکن خود سید صاحب نے اپنا سلسلہ مضامین لکھنے سے پہلے یہ اعلان کیا تھا کہ

"استدلال تمام تر میرا اپنا ہے۔ لہذا اگر بالفرض دلائل سے میرے استدلال کو کوئی صاحب دور کر سکیں گے تو وہ شکست میری ذاتی شکست ہوگی۔ اس کا میرے ہم عقیدہ یا دوسرے علما یا عوام پر کوئی اثر نہ ہوگا۔"

حیرت ہے کہ جس بات کو اپنے لئے پسند نہیں کیا جاتا۔ دوسروں پر اس کی پابندی کیوں عائد کی جاتی ہے؟ یہ عجیب انصاف ہے کہ خود سید صاحب لکھیں تو انہیں کسی سے تصدیق کرانے کی ضرورت نہیں نہ ان کی شکست ان کے کسی دوسرے ہم عقیدہ پر اثر ڈال سکتی ہے اور اگر احمدی جواب دیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے امیر جماعت یا خلیفہ کے دستخط کرائیں اور ان کا استدلال تمام جماعت کا استدلال قرار دیا جائے تو لینے کے بٹے اور دینے کے اور کی اس سے بدتر مثال غالباً اس سے پیشتر دیکھنے میں نہ آئی ہوگی۔ آنحضرت صلعم کا تو حکم ہے لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ۔ لیکن سید صاحب خود جس بات کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں اس کو دوسروں پر عائد کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس کو بھی برداشت کر لیا جاتا لیکن اسی پرچہ میں برادران قادیان کے متعلق ایک شرط سید صاحب نے یہ بھی لکھوی کہ

"برادران قادیان میں سے جو صاحب جواب لکھیں وہ اخبار "الفضل" کی طرف سے ایک ایسا معافی نامہ جو اخبار مذکور میں شائع ہو چکا ہو مطبوعہ صورت میں اپنے جواب کے ساتھ شامل کریں یہ معافی نامہ اس مضمون کا ہونا چاہیے کہ الفضل نے مجھ پر جو

با اصول محقق کے جذبات ہیں؟ ایک مسجد کے ملا کے نام کے ساتھ "حضرت علامہ مولانا" کے الفاظ تو لکھے جاسکتے ہیں کیونکہ اس نے دو چار مغلظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تردید میں لکھے ہیں۔ ایک مسجد کے بانی کے نام کے ساتھ جسے فوت ہوئے صدیاں گذر گئیں "مرحوم" کا لفظ لکھنا ضروری ہے لیکن نہیں لکھا جا سکتا تو خواجہ کمال الدین کے نام کے ساتھ جس نے قطع نظر اس کے کہ وہ احمدی تھا تثلیث کی سرزمین میں اسلام کا جھنڈا ایسا نصب کیا کہ آج مغربی دنیا کے بڑے بڑے ذی وقار اور ذی علم اصحاب کشاں کشاں اس کے سایہ کے نیچے چلے آرہے ہیں۔ جن لوگوں کی یہ ذہنیت ہو ان سے منصفانہ و دیانتدارانہ تنقید کی کہاں امید ہو سکتی ہے۔ اور کس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ احمدیت کا تذکرہ کرتے ہوئے انصاف کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ بالخصوص جبکہ "عقائد مرزا" "تاریخ مرزا" "مرزائیت پر تبصرہ" "قادیانی کی کہانی" "ہو وترک مرزائیت" جیسی ژولیدہ کتابیں ان کی تنقید کا معیار ہوا۔

مرزائی یا قادیانی کوئی نام نہیں

(۲) "قادیانی" یا "مرزائی" کے الفاظ کے استعمال کا ذکر کرتے ہوئے آپنے بتایا ہے کہ یہ الفاظ جماعت احمدیہ کے لئے "وجہ دلآزاری" نہ ہونے چاہئیں۔ جبکہ ایک شاعر نے حضرت میرزا صاحب علیہ السلام کی زندگی میں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ کو "یہی ہیں پکے مرزائی" کا خطاب دیا۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ کسی شاعر کا کسی خاص موقعہ پر ایک خاص انداز میں اس لفظ کو استعمال کرنا اور بات ہے اور مخالفین کا اس کو بطور نام کے استعمال کرنا امر دیگر ہے۔ لا تنابزوا بالالقاب قرآن کریم کا صریح ارشاد ہے۔ اور ایسی حالت میں کہ کوئی احمدی اپنے آپ کو "مرزائی" کہلانا پسند نہیں کرتا۔ اس لفظ کو استعمال کرنا اس ارشاد قرآنی کی صریح خلاف ورزی ہے۔

"قادیانی" کا لفظ حضرت میرزا صاحبؑ نے اگر استعمال کیا تو اپنی سکونت کے اظہار کے لئے نہ کہ عقائد مذہب یا فرقہ کے نام کے طور پر۔ اپنے فرقہ کا نام انہوں نے "مسلمان فرقہ احمدیہ" رکھا ہے اور آنحضرت صلعم کے اسم جمالی احمد کی طرف اسے منسوب کیا ہے کیونکہ موجودہ زمانہ میں تبلیغ اسلام کا جو کام اس جماعت کے سپرد کیا گیا ہے وہ جمالی پہلو رکھتا ہے جس کی تشریح آئندہ مسئلہ جہاد کی بحث میں آئے گی۔

سید صاحب کی غلط بیانی

(۳) اسی ضمن میں سید صاحب نے ایک اور بھی دعویٰ کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ:-

"خود مرزا صاحب آنجہانی خود کو غلام احمد قادیانی لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۸۶ پر اور طبع ثانی کے صفحہ ۹ پر آپ لکھتے ہیں کہ "میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں"۔ سید صاحب لکھتے ہیں کہ:-

"مرزا صاحب کا یہ خیال صحیح نہ تھا کہ اس وقت کوئی شخص دنیا میں ایسا نہ تھا جو غلام احمد قادیانی ہو اس لئے کہ لودیانہ ضلع میں موضع قادیان موجود ہے اور ضلع گورداسپور میں تین قادیان ہیں جن میں سے ایک میں مرزا صاحب رہتے تھے۔ ادھر ایک اور قادیان میں غلام احمد قادیانی ایک اور شخص تھا جو قریشی قوم سے تھا اور مرزا صاحب کا ہم عمر تھا۔"

ہم سید صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ ضلع گورداسپور میں قادیان نام کے جو تین گاؤں انہوں نے بتائے ہیں ان میں سے حضرت میرزا صاحب کی جائے سکونت کے علاوہ ایک ہی اور قادیان نام کا گاؤں ثابت کر دیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے قادیان کے علاوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آئینہ احمدیت

سید حبیب صاحب کے سلسلہ مضامین پر ایک نظر

(از قلم مولوی دوست محمد صاحب سابق ایڈیٹر پیغام صلح)

چند ضروری تمہیدی باتیں

"تحریک قادیان" کے عنوان سے جو سلسلہ مضامین روزنامہ "سیاست" میں سید حبیب صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے اس پر ایک اجمالی تبصرہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم سے قارئین کرام کی نظروں سے گذر چکا ہے جیسا کہ حضرت ممدوح نے لکھا ہے۔ سید حبیب صاحب نے اس سلسلہ مضامین کو شروع کرتے ہوئے ابتداہی میں یہ وعدہ فرمایا تھا کہ

"اگر کوئی صاحب میرے استدلال کے جواب میں کچھ لکھیں تو خواہ وہ قادیانی ہوں یا غیر قادیانی ان کے مضمون کو بصد مسرت سیاست میں جگہ دی جائیگی بشرطیکہ (ا) مضمون موضوع سے خارج نہ ہو (ب) بہت زیادہ طویل نہ ہو (ج) تہذیب سے گرا ہوا نہ ہو"

اس کھلے وعدہ کی بنا پر یہ مناسب نہ سمجھا گیا کہ "پیغام صلح" میں ان مضامین پر کچھ لکھا جائے۔ اور قبل اس کے کہ سید حبیب صاحب اپنے سلسلہ مضامین کو ختم کریں ان پر رائے زنی کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ "پیغام صلح" میں اس کے متعلق بالکل خاموشی سے کام لیا گیا۔ لیکن حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ جوں جوں وقت گذرتا گیا سید حبیب صاحب کا یہ وعدہ ڈھلتی پھرتی چھاؤں یا یورپ کی سیاسی ڈپلومیسیوں کی طرح تبدیل ہوتا چلا گیا۔ جس وقت یہ سلسلہ مضامین ختم ہونے کے قریب تھا جائنٹ سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے سید صاحب کی خدمت میں ایک چٹھی لکھی جس میں ان کے وعدہ کی یاد دہانی کراتے ہوئے یہ دریافت کیا کہ اگر قادیانی جماعت کی طرف سے بھی کوئی جواب نہ آیا ہو تو مہربانی کر کے بتائیں کہ آپ سے شائع کرینگے یا ہمارے جواب کو؟ اس کے جواب میں ذیل کی چٹھی سید صاحب کی طرف سے موصول ہوئی

"مخدومی سلام علیکم۔ بجواب گرامی نامہ ملتمس ہے کہ آپ ازراہ نوازش میری تحریر کا حوالہ دیں جس میں کسی جماعت کے جواب کو سیاست کے صفحات میں شائع کرنے کا وعدہ کیا گیا تو میں آپکے سوال کا جواب دے سکوں گا۔ سلسلہ تحریک قادیان کی میعاد حیات میرے خیال میں ابھی طویل ہے اس کے آخر میں جوابات کے متعلق میں اپنے خیالات شائع کروں گا۔"

اس سے ظاہر ہے کہ سید صاحب اپنی اس تحریر سے بھی انکار کرنے کے درپے تھے جس میں انہوں نے جوابات کو "بصد مسرت" شائع کرنیکا وعدہ کیا تھا لیکن جائنٹ سکرٹری صاحب انجمن نے سید صاحب کا پیچھا نہ چھوڑا اور دوبارہ انہیں مندرجہ بالا الفاظ نقل کر کے بھیجے جس پر انہوں نے ذیل کا جواب دیا

"مخدومی سلام علیکم۔ گرامی نامہ ملا۔ سلسلہ تحریک قادیان کے اختتام پر میں اشاعت جواب کے متعلق ایک اعلان شائع کروں گا آپ اس کے مطابق اپنا جواب درج سیاست کرا سکیں گے۔"

کوئی دوسرا گاؤں اس نام سے ضلع گورداسپور میں نہیں چہ جائیکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ "غلام احمد قادیانی" کے نام سے حضرت مسیح موعود کا کوئی ہمعصر بھی دنیا میں موجود تھا۔ سید صاحب کو چاہئے تھا کہ مخالفین کی کتابوں پر حصر کرنے کے بجائے خود بھی تحقیق کر لیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور سنی سنائی بات پیش کر کے غلط بیانی کے مرتکب ہوئے ہیں انہیں چاہئے کہ انصاف اور دیانتداری سے کام لیتے ہوئے اپنے اس بیان کو واپس لیں

مدعیان مہدویت و نبوت اور حضرت مسیح موعودؑ

( ) اپنے مضمون کی دوسری اور تیسری قسط میں سید صاحب نے بعض مدعیان مہدیت و نبوت کا ذکر کیا ہے جن میں سے کسی نے بقول ان کے لا الہ الا اللہ محمد مہدی رسول اللہ کا کلمہ بنایا کسی نے عقد نکاح میں نماز اور روزے بطور حق مہر بخش دیئے۔ کسی نے ایک سنسان چاہ میں دو تین مریدوں کو اتار کر نزول ملائکہ کا ڈھونگ رچایا اور پھر افشائے راز کے خوف سے اس کنوئیں کو بند کرا دیا تاکہ نہ مرید باہر آئیں اور نہ ان سے راز کھلنے کا احتمال ہو۔ ایسا ہی ایک مدعی مہدیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ ایک جدید قرآن اپنے اوپر نازل ہونے کا دعویدار تھا جس کی سورتیں اس کے مرید نماز میں پڑھتے تھے"

ہم حیران ہیں کہ ان باتوں کو پیش کرنے سے سید صاحب کا کیا مطلب ہے؟ کیا حضرت مرزا صاحب نے بھی کوئی نیا کلمہ بنایا؟ کسی کو نماز اور روزے معاف کئے؟ یا کوئی کمی ہی ان میں کی؟ کیا کوئی اس قسم کی مثال مل سکتی ہے کہ انہوں نے بھی اپنا کوئی معجزہ دکھانے کیلئے کوئی ایسا ڈھونگ رچایا ہو جیسا کہ محمد بن تومرت کی طرف سید صاحب نے منسوب کیا ہے؟ کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے بھی کسی جدید قرآن کے نزول کا دعویٰ کیا؟ یا قرآن کریم میں کوئی ذرا سی بھی ترمیم و تنسیخ کی؟ اگر نہیں اور اس کے برخلاف حضرت مرزا صاحبؑ کی صاف اور کھلی تحریرات موجود ہیں جن میں انہوں نے بار بار اس بات کا اعلان کیا ہے کہ۔

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ ہمارا مقصود ہے اور جس خدا کے کلام یعنی قرآن کو پنجہ مارنا حکم ہے ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں......اور ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوائے کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم اسکے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق، اور روز حساب حق، اور جنت حق اور جہنم حق ہے اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلعم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعت اسلام میں سے ایک ذرہ کم کرے یا ایک ذرہ زیادہ کرے یا ترک فرائض اور اباحت کی بنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیبہ پر ایمان رکھیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں اور صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقرر کردہ تمام فرائض کو فرائض سمجھ کر اور تمام منہیات کو منہیات سمجھ کر ٹھیک ٹھیک اسلام پر کاربند ہوں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کو اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں ان سب کا ماننا فرض ہے۔" (ایام الصلح صفحہ ۸۶ و ۸۷)

تو ان کو ایسے مدعیان نبوت و مہدویت کے ساتھ ملانا جنہوں نے کلمہ نیا بنایا، قرآن نیا بنایا، نماز اور روزے بخش دیئے۔ اور جھوٹے معجزات کا ڈھونگ رچایا کس قدر حق ناشناسی کا ثبوت دینا ہے۔

شریعت اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خان بہادر سر مرزا ظفر علی ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ پنجاب کی کھلی چٹھی کا جواب

(از دوست محمد ایڈیٹر پیغام صلح)

۱۸ر اگست ۳۳ء کے روزنامہ "سیاست" میں خان بہادر سر مرزا ظفر علی ریٹائرڈ جج ہائیکورٹ کی طرف سے "احمدی احباب کے نام کھلی چٹھی" کے زیر عنوان ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں سید حبیب کے ان تمام اعتراضات کو جو انہوں نے "تحریک قادیان" کے سلسلہ مضامین میں کئے ہیں۔ مختصراً دہراتے ہوئے حسب ذیل نتائج اخذ کئے گئے ہیں:-

(۱) حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

(۲) انہوں نے "شرع محمدی میں کچھ دخل دیا ہے مثلاً مسئلہ جہاد کو منسوخ کر دیا"۔

(۳) ان کی پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔

(۴) "ان کا اخلاق نبی تو درکنار ایک نیک باطن انسان کا بھی نہیں ہو سکتا"۔

(۵) "مرزا صاحب شریعت محمدی کے مٹانے کی در پردہ فکر میں تھے"۔

نیت کا سوال

یہ نتائج خان بہادر ممدوح کی ساری کھلی چٹھی کا خلاصہ ہیں جن کی تائید میں سوائے آخری شق کے وہی دلائل و شواہد پیش کئے گئے ہیں جو سید حبیب نے اپنے مضامین میں لکھے ہیں۔ اور آخر میں لکھتے ہیں:-

"میرے احمدی احباب جواب دیں کہ باوجود ان صریح نقائص کے ہم مرزا صاحب کو کیوں نبی تسلیم کریں! یہ مختصر چٹھی میں نے نہایت نیک نیتی سے لکھی ہے اس کے لکھنے میں سوائے اس کے کوئی غرض نہیں ہے کہ میرے احمدی دوستوں میں سے کوئی اس کا زبانی یا تحریری جواب دے یا اپنی غلطی تسلیم کرکے تائب ہو واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم"

جہانتک خان بہادر ممدوح کی نیت کا سوال ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ خوشی ہے کہ ایک دینی امر کے متعلق انہوں نے ہمیں اظہار خیالات کی دعوت دی لیکن اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ جس انداز میں انہوں نے یہ کھلی چٹھی لکھی ہے وہ ان کی پوزیشن کے آدمی کے لئے ہرگز مناسب و موزوں نہ تھا۔

یکطرفہ رائے مناسب نہیں

خان بہادر ممدوح ہائیکورٹ کے جج رہ چکے ہیں اور وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ دو متخاصمین میں سے ایک کا بیان سنکر کوئی رائے قائم کر لینا اور پیشتر اس کے کہ دوسرے کا بیان یا جواب سنا جائے اپنی اس رائے کا اظہار کر دینا انصاف کے قطعاً خلاف ہے۔ سید حبیب کے مضامین ابھی ختم ہی ہوئے ہیں۔ جس کے بعد ان کے حسب وعدہ جواب بھی "سیاست" ہی میں درج کرانے کیلئے ان سے خط و کتابت کرنا ضروری تھا۔ اور انصاف اس بات کا متقاضی تھا کہ جس پرچہ میں انہوں نے ہم پر اعتراضات کئے ہیں اسی میں جواب بھی شائع کریں تاکہ ان کے قارئین پر یکطرفہ فیصلہ کا جرم عائد نہ ہو لیکن

افسوس ہے کہ انہوں نے اپنے صریح وعدہ کو ٹھکرا کر ایسی شرائط عائد کریں جو کسی طرح مناسب نہ تھیں اس لئے ہم نے ان کا جواب، آج سے مجبوراً "پیغام صلح" میں بصورت ضمیمہ شائع کرنا شروع کیا ہے۔ قبل اس کے کہ یہ جواب شائع ہو اور خان بہادر ممدوح اسے غور اور انصاف کی نگاہوں سے مطالعہ فرمالیں ان کے لئے کسی قسم کی رائے کا اظہار کرنا مناسب نہ تھا۔

اب بھی ان کے مندرجہ بالا خیالات میں سے جہانتک پہلی چار باتوں کا تعلق ہے ہم ان کی خدمت میں عرض کرینگے کہ ہمارے جوابات کو جو آج ہی شائع ہونے شروع ہوئے ہیں ٹھنڈے دل اور غور کی نگاہوں سے مطالعہ فرمالیں اور اس کے بعد ہمیں بتائیں کہ جو رائے انہوں نے اب سید حبیب کے مضامین کی بنا پر قائم کی ہے وہ کہاں تک صحیح ہے اور اگر انہیں ثابت ہو جائے کہ سید حبیب کے اعتراضات صحیح نہیں اور حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اپنے دعاوی میں سچے ہیں تو امید ہے کہ کونوا مع الصادقین کے قرآنی ارشاد کے ماتحت ان کی معیت اختیار کرکے نیکی اور حق پرستی کا ثبوت دینگے۔

ازالہ اوہام کا ایک حوالہ

رہی پانچویں بات یعنے یہ امر کہ:۔

"مرزا صاحب شریعت محمدی کے مٹانے کی در پردہ فکر میں تھے"

اس کی تائید میں جو دو حوالے انہوں نے "بزم تنظیم" ملک سے نقل کئے ہیں۔ ہم نے جہاں تک غور کیا ہے اور حضرت مسیح موعود کی اصل کتابوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کرکے دیکھا ہے ان کا مطلب ہرگز وہ نہیں جو خان بہادر ممدوح نے سمجھا ہے۔ پہلا حوالہ ازالہ اوہام صفحہ ۸۴۲ کا ہے جس سے یہ فقرہ نقل کیا گیا ہے کہ:-

"آنحضرت صلعم جو اخبار و حکایات بیان کردہ تصدیق کرتے تھے اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا تھا کہ وہ تصدیق وحی کے رو سے ہو بلکہ بسا اوقات مخبر کے اعتبار کے خیال سے تصدیق کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ کئی دفعہ یہ اتفاق ہوا ہوگا کہ آنحضرت صلعم نے کسی مخبر کی خبر کو صحیح سمجھا اور بعد ازاں وہ خبر غلط نکلی"

اخبار و حکایات اور آنحضرت صلعم

ان الفاظ سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب شریعت محمدی کے مٹانے کی درحقیقت فکر میں تھے؟ کیا اخبار و حکایات کا بھی شریعت کے ساتھ کوئی تعلق ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب ابو براء نامی کسی قبیلہ کے سردار نے آکر عرض کیا کہ میرے ساتھ کچھ قاری بھیج دیں تو شاید میری قوم مسلمان ہو جائے۔ تو آپ نے پہلے تو یہ فرمایا کہ مجھے نجد کے لوگوں سے خوف ہے۔ لیکن بعد میں ابو براء کے حفاظت کا ذمہ لینے پر آپ نے اس پر اعتبار کیا اور ستر قاری اس کے ہمراہ بھیج دیئے۔ جو سوائے ایک کے سب کے سب بیئر معونہ پر شہید کر دیئے گئے۔ اسی قسم کا ایک واقعہ رجیع کا ہے۔ جہاں مسلمانوں کے دس جلیل القدر قاری شہید کئے گئے۔ اور یہ نتیجہ تھا اس اعتبار اور تصدیق کا جو آنحضرت صلعم نے دو قبیلوں کے چند آدمیوں کے اس بیان کی کی کہ ہمارے قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا ہے چند آدمی دین سکھانے کے لئے ہمارے پاس بھیجے جائیں۔

کیا یہ عمل وحی کے ماتحت تھا؟

کیا سر مرزا ظفر علی بتائیں گے کہ یہ ہر دو واقعات کسی وحی الٰہی کے ماتحت تھے؟ اور آنحضرت صلعم نے محض مخبر پر اعتبار کرتے ہوئے اور اس کے بیان کو سچا سمجھ کر ان قاریوں کو نہیں بھیجا تھا؟ اگر ایسا ہے تو اس سے تو . . . . . اللہ تعالیٰ پر نعوذ باللہ حرف آتا ہے۔ کہ اسے اتنا بھی علم نہ تھا کہ وہ لوگ شرارت سے اسلام کے بہترین فرزندوں کو لیجا کر قتل کرنا چاہتے ہیں اور اگر علم تھا تو کیوں انہیں بھجوا کر خواہ مخواہ اپنے دین کو نقصان پہنچایا؟ لیکن کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ وہ لوگ وحی الٰہی سے بھیجے گئے تھے۔ خود خان بہادر ممدوح بھی امید نہیں کہ ایسی سخت غلطی کے مرتکب ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے کیا گناہ کیا اگر یہ کہدیا کہ "آنحضرت صلعم جو اخبار و حکایات بیان کردہ تصدیق کرتے تھے اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا تھا کہ وہ تصدیق وحی کی رو سے ہو"۔ اور اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ "آپ شریعت محمدی کے مٹانے کی در پردہ فکر میں تھے"؟

وحی الٰہی میں غلطی نہیں ہوتی

کاش "بزم تنظیم" کا مضمون نگار حضرت مسیح موعودؑ کے منقولہ بالا الفاظ کے ساتھ کا یہ نقرہ بھی نقل کر دیتا تو شاید خان بہادر ممدوح کو اس کا مطلب آسانی سے سمجھ آجاتا۔ آپ لکھتے ہیں کہ:-

"بلکہ بعض وقت ایک مخبر کے اعتبار پر یہ خیال کیا گیا کہ دشمن چڑھائی کرنے والا ہے اور پیشبندی کے طور پر اس پر چڑھائی کر دی گئی لیکن آخر کار وہ خبر غلط نکلی۔ انبیاء لوازم بشریت سے بالکل الگ نہیں کئے جاتے۔ **ہاں وحی الٰہی کے پہنچانے میں محفوظ و معصوم ہوتے ہیں**" (ازالہ اوہام جلد ۲ صفحہ ۸۴۲)

امید ہے کہ خان بہادر ممدوح ان الفاظ کو پڑھ کر سمجھ جائیں گے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا اصل منشا کیا ہے اور شریعت محمدیہ کے مٹانے کی نقرہ ضمہ در پردہ فکر کا اس عبارت سے کوئی تعلق نہیں۔

مخالفین کا لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل

دوسرا حوالہ خان بہادر ممدوح نے "کرامات الصادقین" کا دیا ہے جس کے صفحہ ۱۹ کے یہ الفاظ "بزم تنظیم" ہی سے نقل کئے ہیں کہ:-

"پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا ہے اس سے بڑھ کر ممکن نہیں بدیہی البطلان ہے"

اور اس پر خان بہادر ممدوح لکھتے ہیں:-

"ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور سے بڑھ کر قیامت تک قرآن کا کوئی بہترین عالم نہیں ہو سکتا"

آمنا و صدقنا ہم خود اسی بات کے قائل ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی مذہب تھا لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ ہمارے مخالفین کی طرف سے حوالجات کے نقل کرنے میں

ہمیشہ لاتقربوا الصلوٰۃ پر عمل ہو رہا ہے۔ اور آپ لوگ بجائے اس کے کہ اصل کتاب منگوا کر ایسے حوالجات کا ان سے مقابلہ کریں۔ اور سیاق و سباق کو مطالعہ کر کے صحیح نتیجہ تک پہنچیں محض انہی دم بریدہ فقرات کی بنا پر رائے قائم کر لیتے ہیں۔

قرآن کریم کے بے نظیر عجائبات

کرامات الصادقین کے صفحہ ۱۸ و ۱۹ پر حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کے غیر محدود حقایق و معارف کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ جس طرح دنیا کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر عجائبات رکھے ہیں جو کبھی ختم ہونے میں نہیں آتے ویسا ہی قرآن کریم کا حال ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۸ کے شروع میں لکھتے ہیں:۔

"اب اس مقام میں ثابت ہوا کہ قرآن کریم صرف اپنی بلاغت و فصاحت ہی کی رو سے بے نظیر نہیں بلکہ اپنی ان تمام خوبیوں کی رو سے بے نظیر ہے۔ جن خوبیوں کا جامع وہ خود اپنے تئیں قرار دیتا ہے۔ اور یہی بات صحیح بھی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ صادر ہے اس کی صرف ایک خوبی ہی بے مثل نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہر ایک خوبی بے مثل ہو گی۔ بلاشبہ جو لوگ قرآن کریم کو غیر محدود حقایق و معارف کا جامع نہیں سمجھتے وہ ماقدروا اللہ حق قدرہ میں داخل ہیں۔"

قدرت کی ہر چیز میں غیر محدود خواص

آگے چلکر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں کہ:۔

"مثلاً اگر ایک درخت کے پتے کے عجائبات کی ہزار برس تک بھی تحقیقات کی جائے تو وہ ہزار برس ختم ہو جائے گا مگر اس پتے کے عجائبات ختم نہیں ہونگے اور اس میں سر یہ ہے کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے وجود پذیر ہوئی ہے اس میں غیر محدود عجائبات و خواص کا پیدا ہونا ایک لازمی اور ضروری امر ہے اور یہ آیت قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہٖ مددا۔ اپنے ایک معنے کے رو سے اسی امر کی موید ہے۔"

قرآن کے معارف تفاسیر یا آنحضرت صلعم کے بیانات تک محدود نہیں

اسی مضمون پر بحث کرتے ہوئے صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"اس آیت کا یہی مطلب ہے کہ خواص مخلوقات بے حد اور بے نہایت ہیں۔ اور جبکہ ہر ایک چیز اور ہر ایک مخلوق کے خواص بے حد و بے نہایت ہیں اور ہر ایک چیز غیر محدود عجائبات پر مشتمل ہے تو پھر کیونکر قرآن کریم جو خدا تعالیٰ کا پاک کلام ہے صرف ان چند معانی میں محدود ہوگا جو چالیس پچاس یا مثلاً ہزار جز کی کسی تفسیر میں لکھے ہوں۔ یا جس قدر ہمارے سید و مولا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک زمانہ میں محدود بیان کئے ہوں۔ نہیں بلکہ ایسا کلمہ منہ پر لانا میرے نزدیک قریب قریب کفر کے ہے۔ اگر عمداً اس پر اصرار کیا جائے تو اندیشہ کفر ہے یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے معنے بیان فرمائے ہیں وہی صحیح اور حق ہیں۔ مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھ قرآن کریم کے معارف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ان سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں۔"

آنحضرت صلعم محض امیوں کیلئے نہیں

اسی سلسلہ میں آگے چلکر فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم محض امیوں کے لئے نہیں بھیجے گئے بلکہ ہر ایک رتبہ اور طبقہ کے انسان ان کی امت میں داخل ہیں۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ قرآن کریم ہر ایک استعداد کی تکمیل کے لئے نازل ہوا ہے اور درحقیقت آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔ پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا ہے اس سے بڑھکر ممکن نہیں بدیہی البطلان ہے۔ ہم نہایت قطعی اور یقینی دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی کلام کے لئے ضروری ہے کہ اس کے عجائبات غیر محدود اور نیز بے مثل ہوں۔"

عیب نماید ہنرش در نظر

ان تمام عبارات اور سر مرزا ظفر علی کے پیش کردہ فقرہ کے سیاق و سباق سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود کا منشا ہرگز وہ نہیں جو "بزم تنظیم" نے ایک فقرے کو نقل کر کے پیدا کرنا چاہا ہے۔ کیا جو شخص قرآن کریم کے عجائبات کو بے مثل قرار دیتا اور اس کے حقایق و معارف کو غیر محدود بتاتا ہے۔ وہ "شریعت محمدی کے مٹانے کی در پردہ فکر میں ہے"؟ یا اس کو استوار کرنے کے سامان پیدا کر رہا ہے؟ افسوس ہے کہ جو بات حضرت مسیح موعودؑ کے ایمان اور آپ کی شاندار خدمات اسلام کا سب سے بڑا زبردست ثبوت ہے۔ قرآن کریم کے ساتھ آپ کے عشق و محبت اور اس کے علو مرتبت کے متعلق آپ کے بلند خیالات۔ کو جو چیز ثابت کرتی ہے وہی آج ہمارے مخالفین کی نظروں میں سب سے بڑا عیب ہے ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد
عیب نماید ہنرش در نظر!

"بڑھکر" سے "بہتر" مراد نہیں ہے

حضرت مسیح موعود کی تمام مندرجہ بالا عبارات کو پڑھکر دیکھ لیجئے کیا آپ نے کہیں یہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم سے بڑھکر کوئی بہترین عالم ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہی فرمایا کہ:۔

"یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کے معنے بیان فرمائے ہیں وہی حق ہیں۔"

ان یہ بھی کہا ہے کہ آپ نے جو حقایق و معارف بیان فرمائے وہ اپنے زمانہ کی ضروریات کے مطابق تھے اور یہ امر بدیہی البطلان ہے کہ جو کچھ آپ نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا اس سے بڑھکر ممکن نہیں" یہاں "بڑھکر" سے "بہتر" مراد لینا صحیح نہیں بلکہ "زائد" مراد ہے۔ جیسا کہ اس سے پیشتر کی عبارت میں صاف لکھا ہے۔ کہ "یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھ قرآن کریم کے معارف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ان سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ بھی نہیں۔"

سر مرزا ظفر علی اگر غور کر کے دیکھیں گے تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ "بزم تنظیم" نے ایک فقرہ نقل کر کے جو مطلب پیدا کرنا چاہا ہے وہ بالکل غلط ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا اصل منشا وہی ہے جو سیاق و سباق عبارت سے ہم نے ثابت کیا ہے۔

آنحضرت صلعم سے بہتر حقایق بیان کرنے کا دعویٰ نہیں

حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق یہ کہنا کہ وہ آنحضرت صلعم سے بہتر حقایق و معارف بیان کرنے کا دعویٰ رکھتے تھے۔ ایک بدیہی البطلان بات ہے۔ جو شخص علی الاعلان اس بات کا معترف ہو کہ:

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر زلال محمدؐ است (۱)

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ (۲)

اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ آنحضرت صلعم سے بہتر حقایق و معارف بیان کرنے کا مدعی ہے اور شریعت محمدی کو در پردہ مٹانے کی فکر میں ہے۔ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟

حقایق و معارف سے کیا مراد ہے؟

ممکن ہے یہ کہا جائے کہ "حقایق و معارف میں شریعت بھی آ جاتی ہے اور اس لئے "حقایق و معارف" کے پردہ میں حضرت مرزا صاحبؑ نے شریعت پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہا ہے۔ اس کا جواب کرامات الصادقین کے اسی صفحہ پر مندرجہ بالا عبارت کے مابعد ان الفاظ میں آپ نے دیا ہے کہ:۔

"مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے وہ ہر زمانہ میں برابر طور پر شایع ہوتی رہیں۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امور شریعت کے متعلق جو کچھ بیان ہو چکا وہ آپ کے نزدیک آنحضرت صلعم سے لیکر اب تک ایک ہی ہے اور ایک ہی رہے گا۔ جن حقایق و معارف کے غیر محدود ہونے کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ خود آپ کے الفاظ میں بعض نعماء الٰہی ہیں۔ جو "پچھلے زمانہ میں ایسے ظاہر ہوتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں ان کا اثر اور وجود نہیں پایا جاتا دیکھو جس قدر صدہا نباتات جدیدہ کے خواص اب دریافت ہوئے ہیں یا جس قدر انسانوں کے آرام کے لئے طرح طرح کے صناعات اور سواریاں اور سہولت معیشت کی باتیں اب نکلی ہیں پہلے ان کا کہاں وجود تھا۔"

کیا یہ شریعت کو مٹانیوالی باتیں ہیں؟

میں حیران ہوں کہ ایسے حقایق و معارف قرآن کریم سے بیان کرنیوالا شریعت محمدیہ کا حامی و ناصر ہے یا اس کے مٹانے کی فکر رکھتا ہے؟ سر مرزا ظفر علی امید ہے اس پر غور فرمائیں گے اور اس کے ساتھ اس امر کو بھی پیش نظر رکھیں گے کہ اگر مرزا صاحبؑ شریعت محمدی کو در پردہ مٹانے کی فکر رکھتے تھے تو یہ کیا بات ہے۔ کہ ان کی تمام جماعت اسی شریعت کی سب سے بڑی خادم ہے اور دنیا جہان میں اس کو پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے؟ کیا شریعت کو مٹانے والے ایسے ہی ہوتے ہیں؟ کہ نہ صرف خود تمام عمر اس کی حمایت میں آواز بلند کرتے رہے۔ اور اس سے ایک ذرہ انحراف کو موجب کفر و خسران و تباب یقین کرتے رہے جیسے فرمایا ؎

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

بلکہ اس پر چلنے اور دنیا کو اس پر چلانے والی ایک جماعت پیدا کر دی جس کی قربانیاں اور دین کے لئے جہاد مادیت اور تثلیث کی سرزمین میں خدائے واحد کی آواز پہنچانے اور پرستاران صلیب کے قلوب کو متزلزل کرنے کا موجب ہو رہی ہیں آج دنیا کے چپہ چپہ پر جا کر دیکھئے اسلام کی عزت و عظمت کے بلند کرنے ہر قسم کے شکوک و شبہات مٹانے اور غیر مذاہب پر غلبہ اور فوقیت دلانے میں کس کا لٹریچر کام آ رہا ہے۔ کیا وہ جماعت احمدیہ کا لٹریچر نہیں جو حضرت مرزا صاحب کے نور علم کی روشنی میں تیار ہوا ہے۔ بلکہ خود

(بقیہ بر صفحہ ۱۲)

خبریں

ہندوستان و ممالک خارجہ

—— گاندھی جی نے جیل میں حسب دلخواہ مراعات نہ ملنے کے باعث جو فاقہ کشی شروع کر رکھی ہے۔ اس پرچہ کے قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچنے تک اس کا آٹھواں دن شروع ہو جائے گا

—— ۱۸ اگست ۸۴ گھنٹہ کی فاقہ کشی کے بعد ان کا وزن چار اونس کم ہو گیا تھا۔ مسٹر اینڈریوز ہوم سکرٹری حکومت بمبئی سے بات چیت کر رہے ہیں۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ گاندھی جی نے اپنے ہریجنوں کے کام کے لئے حکومت کی پیشکردہ سہولتوں کو مسترد کر دینے کے متعلق جو فیصلہ کیا ہے اس پر نظر ثانی نہ کرینگے اور نہ ہی اس شرط پر پیشکش رہائی کو منظور کریں گے کہ وہ سول نافرمانی سے الگ رہیں۔ ۲۰ اگست کو چار بجے شام گاندھی جی کو سانسون ہسپتال میں پہنچا دیا گیا جہاں انڈین وارڈ کے ایک خاص کمرہ میں انہیں رکھا گیا ہے۔ ہسپتال کا عملہ ان کی نگہداشت پر مامور ہے اور کمرے کے باہر پولیس کے افسر متعین ہیں۔ کرنل کانڈی سول سرجن نے ۲۱ اگست کو گاندھی جی کا معائنہ کیا ان کی حالت تسلی بخش ہے۔

—— پونا ۲۱ اگست۔ آج ۴½ بجے شام یرودا کے زنانہ جیل سے مسز گاندھی کو غیر مشروط طور پر رہا کر دیا گیا۔ آپ سیدھی سانسون ہسپتال میں پہنچ گئیں۔

—— لاہور ۱۹ اگست۔ دریائے راوی میں پھر طغیانی کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور خطرہ ہے کہ پانی ½۴ انچ فٹ تک پہنچ جائے گا۔ طغیانی نے تمام راستہ پر سخت تباہی پیدا کر دی ہے۔ دیہات بہہ گئے۔ فصلیں برباد ہو گئیں۔ مویشی گم ہیں۔ اور بہت سے لوگ بے خانماں ہو گئے۔ لاہور کے نزدیک چمرو پور نوریاں جھگی گھسریاں کے دیہات زیر آب ہیں۔ بالوکوٹ کے قریب بھی دریا نے تباہی مچا رکھی ہے۔ لیکن اس گاؤں تک ابھی نہیں پہنچا۔ ضلع شیخوپورہ میں سید والا کے نواح میں دیہات کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ لاہور گوجرانوالہ روڈ پر بھی سخت نقصان ہوا ہے۔

—— پٹیالہ ۲۰ اگست۔ کل رات یہاں خوفناک طوفان آیا جس کے دوران میں بجلی کے تار زمین پر گر پڑے ایک مزدور راہگیر ان کی زد میں آگیا۔ اس کی چیخیں سنکر اس کا لڑکا بھاگا آیا اس کا بھی یہی حشر ہوا۔ ایک اور راہگیر بھی امداد کے لئے گیا۔ وہ بھی لپیٹ میں آکر ہلاک ہو گیا۔

—— حیدرآباد سندھ ۲۰ اگست۔ گزشتہ ۴۸ گھنٹوں سے باد و باراں کا سخت طوفان آیا ہوا ہے۔ اور دریائے سندھ میں نہایت تیز طغیانی بڑھ رہی ہے۔ کوٹری میں دریا کا پانی سنہ ۱۹۲۹ء کی طغیانی سے دو انچ بڑھ گیا ہے۔ اور سرکاری اعلان کے مطابق اس میں مزید اضافہ کا امکان ہے۔ اٹک میں ۵۲ فٹ سے زیادہ پانی نہیں بڑھا۔ لیکن اضافہ ہو رہا ہے۔ اور اغلب ہے ۴۲ فٹ تک پہنچ جائے۔ اس موقعہ پر سکھر بند نے قابل قدر کام کیا ہے لیکن اگر یہی حالت رہی تو خطرہ ہے بند بھی اس قیامت خیز سیلاب کے آگے ہتھیار ڈالدے گا۔ اس کے ساتھ ہی کئی روز سے خیرپور میں زلزلے کے جھٹکے محسوس ہو رہے ہیں۔ جن سے بہت سے مکانات منہدم ہو گئے ہیں۔ بارش ایک ہفتہ سے شروع ہے سکھر میں دس مکان اور کئی اشخاص سیلاب کی نذر ہو گئے۔ روڑی میں چالیس مکانات مسمار ہو گئے۔ لاڑکانہ چاروں طرف سے پانی سے گھرا ہوا ہے۔ شکارپور کا پولیس سٹیشن مسمار ہو گیا ہے۔ اور شہر کا ایک بڑا حصہ زیر آب ہے۔ ریلوے گاڑیوں کی آمد و رفت مشکل ہو گئی ہے۔ جدھر نظر اٹھا کر دیکھو پانی ہی پانی دکھائی دیتا ہے۔

—— جرمنی حکومت کی نازی پالیسی کو (کہ تمام یہودیوں کو جرمنی سے نکالدینا چاہیئے) بیت اللحم کے نوجوان عیسائی عرب بھی قبول کرتے جا رہے ہیں۔ اور انہوں نے بھی اس پیمانہ پر یہودیوں کو فلسطین سے نکالدینے کی تدابیر پر عمل شروع کر دیا ہے۔ یہ نوجوان فلسطین میں نیشنلسٹ پارٹی قائم کرنا چاہتے ہیں۔

—— فلسطین کا ایک عربی اخبار یہودیوں کے معاملہ میں نازی حکومت کی حکمت عملی کی پرزور تردید کرتا ہے۔ کیونکہ جرمنی سے یہودیوں کے اخراج کے یہ معنے ہیں کہ ان کو جرمنی سے نکال کر فلسطین میں آباد کیا جائے اور وہ مجبور ہو کر ارض مقدس کا رخ کریں اور اس طرح قومی وطن کے خواب کی تعبیر ان کو حاصل ہو جائے اس اخبار نے کھلے الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ یہودیوں کے ہٹلر کی سرگرمیاں ہم عربوں کے لئے قطعاً مفید نہیں ہیں" کیونکہ جرمنی سے یہودیوں کو نکالدینے کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ آکر فلسطین میں آباد ہو جائیں۔

—— بمبئی ۱۹ اگست۔ معلوم ہوتا ہے کہ جاپان نے ہندوستانی روئی کو بائیکاٹ کرنے کا جو فیصلہ کیا تھا۔ اس کو وہ عملی صورت دے رہا ہے اور حال ہی میں اس نے ایران سے روئی کے دو جہاز کراچی اور بمبئی کے راستہ جاپان کو بھیجے ہیں۔ دونوں جہازوں میں کل ۱۹ سو گانٹھ بھیجے گئے ہیں۔ محصول بحری بھی معلوم ہوا ہے کہ بہت زیادہ لگایا گیا ہے۔

عالم اسلام

—— ترکوں کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ حکومت نے جو قرض طلب کیا تھا وہ مدت معینہ میں پچاس فیصدی اضافہ کے ساتھ وصول ہو گیا۔ یہ قرض اس لئے وصول کیا گیا ہے۔ کہ اس کے ذریعہ جدید ریلوے تعمیر کی جائے۔ تاکہ ارغانہ کی کانوں کے تانبہ کے استخراج اور حمل و نقل میں سہولت ہو۔ حکومت ترکیہ اناطول کی کانوں سے بھی تانبہ کا استخراج کرنا چاہتی ہے۔ اور اس مقصد کے لئے اس نے جرمنی کے متعدد ماہرین بھی طلب کئے ہیں۔ جو معادن اور ریلوے کی تعمیر میں حکومت کو مفید مشورے دینگے۔

—— حال ہی میں مصر کے ایک بنک نے دو بحری جہاز خریدے ہیں جن میں سے ایک جہاز تو موسم حج میں مصری حاجیوں کو جدہ پہنچائے گا۔ اور دوسرا جہاز مصر اور یورپ کے درمیان بار برداری کا کام کرے گا۔ اسی طرح وزارت حربیہ نے دس ہوائی جہازوں کی خریداری کا آرڈر دیا ہے۔ جو چار ماہ کے اندر تکمیل کے بعد مصر پہنچ جائیں گے۔

—— حکومت حجاز نے سنہ ۱۳۴۶ھ میں مکہ مکرمہ کے اندر پارچہ بافی اور نساجی کا ایک کارخانہ کھولا تھا جو حجاز میں اپنی قسم کا پہلا کارخانہ تھا اس کارخانہ کو چلانے کے لئے حکومت کو باہر سے آدمی بلانے پڑے تھے۔ کیونکہ حجاز میں اس فن کے ماہرین مفقود تھے مستقبل میں اس کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت نے اس کارخانہ میں حجازی نوجوانوں کو کام سکھانے کے لئے داخل کر دیا تھا تاکہ وہ ملک کی اس صنعت کو خود ہی چلانے کے قابل ہو جائیں اور حکومت کو باہر سے آدمیوں کو بلانے کی ضرورت لاحق نہ ہو۔

رسیداتِ زر

ذیل کی رقوم حضرت امیر ایدہ اللہ کی معرفت خزانہ انجمن میں وصول ہوئی ہیں جن کی رسیدات خزانہ براہ راست معطی صاحبان کو بھیجدی گئی ہیں۔ اطلاع کے لئے اس جگہ بھی اعلان کیا جاتا ہے

(۱) شیخ نظام الدین صاحب چک شیخان	۲۵	روپے
(۲) عبدالغفار خاں صاحب معرفت مولوی محمد یحییٰ صاحب	۱۴	”
(۳) شیخ الہ دین صاحب شملہ	۱۰	”
(۴) این لوزدیا مارلیشس	۱	”
(۵) خان عبدالاکبر خاں صاحب ٹیری	۵	”
(۶) محمد ابراہیم اے۔ کے اخوندنگر پارکر	۱۰	”
میزان	۶۵	روپیہ

(آنریری افسر تحصیل و تبلیغ)

گورنمنٹ آف انڈیا کے دفاتر میں کلرکوں کی ضرورت

(۱) مورخہ ۲۷ نومبر ۳۳ء بروز پیر بمقام دہلی ایک امتحان مقابلہ ہوگا تاکہ گورنمنٹ آف انڈیا اور اس کے ماتحت دفاتر کے لئے کلرک (اسسٹنٹ اور روٹین گریڈ) بھرتی کئے جائیں۔ کم از کم پانچ اسامیوں کے پُر کرنے کی ضرورت ہوگی۔ ممکن ہے اس سے زائد کی بھی ضرورت ہو۔ کامیاب امیدوار نمبروں کے لحاظ سے اسامیوں پر لگائے جائیں گے۔ مضامین امتحان و دیگر تفصیلات کے لئے سکرٹری پبلک سروس کمیشن شملہ کو فوراً لکھا جائے۔ مسلمان گریجویٹوں کے لئے جو ٹائپ کا کام جانتے ہوں عمدہ موقعہ ہے۔

(۲) ڈسٹرکٹ بورڈ ہزارہ کو ایک رڑکی یا رسول کا پاس کردہ اوورسیر درکار ہے۔ تنخواہ ۷۵-۵-۱۵۰ روپیہ ماہوار معہ پندرہ روپیہ ماہوار الاؤنس علاوہ سفر خرچ بموجب قواعد کے۔ صوبہ سرحدی کے باشندے درخواستیں ۲۵ر اگست سے پہلے ڈپٹی کمشنر و پریزیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ ہزارہ ایبٹ آباد کے پتہ پر بھیجدیں۔

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۲ اگست ۱۹۳۳ء | نمبر ۴۹

غریبوں اور امیروں کے فرائض

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان واجب الاذعان

اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جائے اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جائے اور تمام عادتوں پر رحم اور ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کیا جائے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دلشکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔

ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئیگی جبتک وہ آپس میں سچی ہمدردی نکریں جسکو پوری طاقت دیگئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے میں جو یہ سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت سے پیش آتا ہے حالانکہ چاہئے تو یہ کہ اس کیلئے دعا کرے محبت کرے اور اسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا ہے اگر عفو نہ کیا جائے ہمدردی نہ کیجائے تو اس طرح بگڑتے بگڑتے انجام بد ہوجاتا ہے۔ خداتعالیٰ کو یہ منظور نہیں جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے۔ پردہ پوشی کی جائے۔

خداتعالیٰ پر مجھے بہت بڑی امیدیں ہیں اس نے وعدہ کیا ہے جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ وہ ایک جماعت قائم کریگا جو قیامت تک منکروں پر غالب رہے گی مگر یہ دن جو ابتلا کے دن ہیں اور کمزوری کے ایام ہیں ہر ایک شخص کو موقعہ دیتے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور اپنی حالت میں تبدیلی کرے۔ دیکھو ایک دوسرے کا شکوہ کرنا دلآزاری کرنا اور سخت زبانی کرکے دوسرے کے دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت گناہ ہے۔ اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے پچھلے سلسلے منقطع ہوگئے ہیں۔ خداتعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے جسمیں امیر غریب بچے جوان بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں۔ ان کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ بھی بھائی ہیں گو باپ جدا جدا ہوں مگر آخر تم سب کا روحانی باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں۔"

(الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۲ء)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ اور دیگر بزرگان ملت بحمد اللہ بخیریت ہیں اور خدمات دینیہ میں ہمہ تن مصروف۔

— شملہ سے مکرم جناب شیخ اللہ دین صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ مولانا عصمت اللہ صاحب اور مولانا عمرالدین صاحب کے لیکچر نہایت کامیابی سے ہوئے ہیں۔ ایک گھنٹہ مناظرہ بھی ہوا لیکچروں کے عنوان تھے (۱) "اسلام اور دیگر مذاہب" (۲) "احمدیت اور غیر احمدیت کا امتیاز" (۳) "حضرت مسیح موعود کے الہامات اور پیشگوئیاں"۔ روزمرہ بحث مباحثہ رہتا ہے اور لوگوں کو مذہبی گفتگو سننے کا بہت شوق ہو رہا ہے۔

— قاضی بشیر محمد صاحب علی پور ضلع مظفرگڑھ کے ذریعہ کے ایک ہندو مسمی گردھاری لال ولد کھلند ارام قوم اروڑ سکنہ جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں عمر ۱۶ سال داخل اسلام ہوا۔ اسلامی نام دین محمد رکھا گیا۔

— ایبٹ آباد سے ہمارے مظلوم اور ستم رسیدہ بھائی عبدالغفار خاں صاحب و عبدالقیوم خاں صاحب (جنہیں ریاست پھلڑہ میں غیر احمدیوں کی شورش اور جھوٹے الزامات کی وجہ سے دو ماہ تک حوالات میں رکھا گیا) مطلع فرماتے ہیں۔ کہ انہیں بلا ضمانت رہا کر دیا گیا ہے۔ حکومت نے صرف اس شرط پر رہا کیا ہے کہ جب تک پھلڑہ میں شورش ہے اس وقت تک تحصیل مانسہرہ میں داخل نہ ہوں ہمارے دشمنوں نے ہم پر طرح طرح کے جھوٹے الزامات لگا کر ہماری بیخکنی کا ارادہ کیا تھا لیکن آج تک وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہوسکے۔ ہمارے عیال۔ مال۔ مویشی۔ گھر کا تمام سامان ریاست میں ہی ہے ہمارے سخت خلاف کر دیا ہے۔ تمام جماعت کی دعاؤں کی سخت ضرورت ہے۔

— چودھری فضل داد صاحب محصل انجمن فراہمی چندہ کے لئے سرگودھا۔ لالہ موسیٰ۔ گجرات چک ۱۸ جنوبی چک ۹۸ بھلوال۔ منڈی بہاؤالدین۔ تلعدار۔ چک ۵۲ اور حافظ آباد جا رہے ہیں امید کہ احباب

ہماری تبلیغی ڈاک

انگلستان

سفیر سلطنت سعودیہ لکھتے ہیں کہ آپ کی جماعت کی مرسلہ کتب پہنچ گئی ہیں۔ جو کہ حاکم اعلیٰ کی خدمت میں بھیجی جا رہی ہیں۔ ان کتب کے لئے ہم آپ کے تہ دل سے مشکور ہیں جن کو حضور اعلیٰ لے کر بہت خوش ہوں گے (یہ کتب ترجمۃ القرآن انگریزی قسم اول وسیرۃ نبوی و تاریخ خلافت راشدہ انگریزی ہیں جو ملک معظم سعودیہ کی خدمت میں ان کی منظوری حاصل کر لینے کے بعد روانہ کی گئی ہیں)

چین

مسٹر نگ پیکن سے لکھتے ہیں کہ خط ملا۔ ہمارے اکثر ممبر مرکز سے باہر مصروف ہیں۔ اس لئے ہم اس سال اپنی سالانہ رپورٹ بھیجنے سے معذور ہیں۔ جب تک ان کی رپورٹیں موصول نہ ہو جائیں رپورٹ تیار نہیں ہو سکتی۔ ملکی مشکلات کے بارے میں کچھ لکھنا مشکل ہے۔ سوائے اس کے کہ امپیریلزم (ملوکیت) ہمارے ملک کی تباہی کا باعث ہو رہی ہے۔ قرآن کریم نہ رجنت ہو چکے ہیں لیکن ہمارے ملک سے نقدی کا باہر جانا ممنوع ہے اس لئے اس کے بدلے آپ کچھ اشیاء یہاں سے منگوا لیں تو حساب صاف ہو سکتا ہے۔ گزشتہ دنوں اسلام کے خلاف بڑا طوفان بے تمیزی اٹھا۔ ایک شخص مسٹر لو لنے جو لا مذہب تھا۔ ایک رسالہ میں مضمون لکھا جس میں اسلام پر سخت حملے کئے گئے تھے کہ وہ کیوں سور کا گوشت نہیں کھاتے۔ اس کے خلاف مسلمانوں میں جوش برپا ہوا۔ اور ایڈیٹر رسالہ کو مسلمانوں سے علانیہ معافی مانگنی پڑی۔ اس طرح یہ طوفان ٹل گیا۔ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ آپ کے لئے کسی دلچسپی کا موجب نہ ہونگی۔ ہمارے ملک کی بیرونی مشکلات کا اصل باعث اندرونی نااتفاقی اور لیڈروں کی خود غرضی ہے اگر لیڈروں کی نیت درست ہو تو بیرونی دشمن کچھ نہیں کر سکتا۔ حضرت امیر اور دیگر برادران سلسلہ کی خدمت میں السلام علیکم۔

مالابار

مسٹر متھونی صاحب لکھتے ہیں ہمیں آپ کا لٹریچر باقاعدہ ملتا رہا ہے۔ ہمارے سکول کے ایک ٹیچر کا ارادہ ہے کہ آپ کے ہاں مذہبی تعلیم کے لئے آئے۔ اگر آپ کے ہاں گنجائش ہو تو اس کی خواہش ضرور پوری کریں۔ ہمارے سکول میں مسلمان طلبہ پڑھتے ہیں۔ جو سوائے جمعہ کے باقاعدہ تعلیم پاتے ہیں۔ کل طلبہ پچاس ہیں جن میں لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ ان میں سے پندرہ بچوں کے پاس قرآن کریم عربی نہیں ہے۔ مہربانی فرما کر ان کے لئے قرآن مجید بھیجدیں۔ آپ جو لٹریچر وقتاً فوقتاً بھیجتے رہتے ہیں وہ ہمارے علاقہ کے لئے بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ مناسب ہو تو انگریزی منار جاری کر دیں۔

لدھیانہ

چودھری بشیر احمد صاحب دیوانہ آنریری مبلغ اسلام لکھتے ہیں کہ خدا کے فضل سے نومسلم پورے جوش سے تعلیم اسلام سیکھ رہے ہیں میں ان کے دوسرے رشتہ داروں میں گھوم رہا ہوں۔ انشاء اللہ کامیابی کی بڑی امید ہے۔ اچھوت اقوام مسلمان ہونے پر رضامند ہیں۔ جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں۔ ایک نومسلم کی شادی ریاست پٹیالہ میں ہوئی تھی۔ اب وہ لڑکی کبھی میکے جاتی اور کبھی سسرال آتی ہے۔ لڑکی کے میکے ابھی تک اچھوت تھے۔ اس لئے نومسلموں نے سوال اٹھایا کہ جب یہ لڑکی میکے جاتی ہوگی تو اپنے اچھوت والدین کے ہاں کھاتی ہوگی۔ اس بنا پر انہوں نے اس کے سسرال کے گھر کا کھانا بند کر دیا۔ میں نے تار دیکر لڑکی کے والد کو بلایا اور تمام حالات سے آگاہی دی اور اسے اسلام لانے کی دعوت دی اس نے یہ سوال اپنی برادری کے سامنے پیش کرنے کو کہا۔ چنانچہ اس کی برادری کے دو گھر تبلیغ سے فوراً مسلمان ہو گئے۔ باقی چار گھر انشاء اللہ عنقریب مسلمان ہو جائیں گے۔ نومسلموں کے نام یہ ہیں

اصلی نام	اسلامی نام	عمر
بدھو ولد سنتو	عبدالرحمٰن	۴۱ سال
گورا ندتہ ولد بدھو	محمد صادق	۲۵ "
لچھمن ولد بدھو	محمد مالک	۱۶ "
نتی زوجہ بدھو	عصمت بی بی	۳۵ "
گوکل ولد سنتو	غلام قادر	۳۰ "
اندکور زوجہ گوکل	دولت بی بی	۳۰ "
گراں دیوی بنت گوکل	عائشہ بی بی	۲ "

ہیڈ کوارٹر میں صبح کے وقت نومسلم بچوں کو دینی و دنیاوی تعلیم دی جاتی ہے۔ رات کے وقت عورتوں میں میری اہلیہ دینی درس دیتی ہیں۔

پونا

ناظم صاحب لکھتے ہیں جیسا کہ آپکو معلوم ہو چکا ہوگا ہسپانیہ کے باشندوں نے رومن پوپ کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکا ہے اور اب وہ دہریت کی طرف جا رہے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ اب ان لوگوں کو اسلام میں داخل کرنے کا عمدہ موقعہ ہے۔ کیونکہ اب ان کو ضمیر کی آزادی مل گئی ہے۔ جو رومن کیتھولک ہونے کی صورت میں ان کو حاصل نہ تھی۔ میرا خیال ہے کہ ہسپانیہ کے شرقی ساحل کے کئی لوگ عربی النسل ہونے پر فخر کرتے اور عربی رسوم کے پابند ہیں۔ مزید براں ہسپانیہ کے لوگ اپنی عادات واطوار کے لحاظ سے شرقی مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں بنسبت مغربی تہذیب وتمدن کے۔ اور اگر وہاں باقاعدہ کام شروع کیا جائے تو امید ہے ہم جزیرہ نما ہسپانیہ کو روحانی طور پر فتح کر سکتے ہیں۔

(جواب دیا گیا ہے کہ ہمارا تعلق وہاں کے تعلیم یافتہ طبقہ سے برابر قائم ہے۔ ہمارا اسلامی لٹریچر وہاں دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے باقاعدہ تبلیغ کا کام شروع کرنے میں ہمارے سامنے مالی مشکلات ہیں۔ کوئی صاحب دل مسلمان ڈیڑھ ہزار روپیہ اہوار کا انتظام کر دے تو کام فوراً شروع کیا جا سکتا ہے)

مدراس

دستگیر صاحب لکھتے ہیں کہ ہماری انجمن نے یہاں کے مسلمان طلبہ کی مذہبی حالت کو سنوارنے کا انتظام کیا ہے۔ نیز یہاں ایک تھیاسوفیکل سوسائٹی کا کالج اور ہائی سکول بھی ہے جہاں مسلمان بچے تعلیم پاتے ہیں۔ جو عربی۔ فارسی۔ اردو سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں۔ اکثر طلبہ زبان تلوگو پڑھنی پسند کرتے ہیں۔ ایسے مسلمان طلبہ کی مذہبی حالت سنوارنے کے لئے اور ان پر یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اسلام اپنی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے آپ کی جماعت کے ذریعے دنیا جہان پر پھیل رہا ہے۔ ہم نے آپ کے اخبار و رسالے منگوانے کا فیصلہ کیا ہے۔ مہربانی کر کے ان کے نمونہ اور قیمت سالانہ سے اطلاع دیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے آنے کا مقصد

سوہدرہ کا وہابی اخبار عرصہ امرتسری وہابی کے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہنے کے بعد اب کس بھولے پن سے اپنے تازہ اخبار میں لکھتا ہے کہ "مسلمان" کی گزشتہ اشاعتوں میں بعض مضامین ایسے نکلے ہیں جو بظاہر مولانا ثناء اللہ صاحب کے خلاف معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت وہ ان کے خلاف نہیں ہیں۔ یہ محض جماعتی اختلافات ہیں" وہابی صاحب نے بظاہر کی ایک ہی کہی۔ گویا فی الحقیقت اس کو ثناء اللہ وہابی سے دلی محبت ہے۔ لیکن لوگوں کو تماشا دکھانے کے لئے اس کی مخالفت کرتا رہا ہے۔ اب ذرا اصل حقیقت دیکھئے گزشتہ مضامین میں امرتسری وہابی پر ذیل کے الزامات لگائے گئے ہیں

"خود غرض۔ عہدہ پرست۔ تاجر۔ اصول ادارت و دیانت کے خلاف کرنے والا۔ جماعت کے نام پر مالی فائدہ حاصل کرنے والا۔ اپنی جماعت کی ترقی کرنے والے لوگوں کو دبانے والا۔ کتب فروش۔ اور اپنی کتب فروشی کو نقصان سے بچانے کے لئے دوسروں کی کتابوں پر ریویو تک بھی نہ کرنے والا۔ مالکان اہلحدیث جنتری کو نقصان پہنچانے والا۔ اپنی سرداری سے معزول ہو جانے پر نئے سردار کی امارت کو ناجائز قرار دینے والا۔ تحریری وعدہ کرنے کے باوجود اس سے پھر جانے والا" (مسلمان جلد ۱۰ نمبر ۲۰۰۱)

یہ صرف ایک رسالہ کے شائع کردہ الزامات ہیں۔ جن میں امرتسری وہابی کے اخلاق کا پورا پورا نقشہ کھینچکر رکھدیا ہے اور ابھی یہ کہا جاتا ہے کہ یہ درحقیقت اس کے خلاف نہیں۔ روپڑی وہابی اور امرتسری وہابی اور فریقین کے حامیوں کی تحریریں جو آج کل ایک دوسرے کے خلاف نکل رہی ہیں ساری کی ساری پڑھ جایئے پھر پتہ لگ جائے گا کہ یہ نام نہاد پیروان حدیث آیا خدا اور رسول پر ایمان رکھتے ہیں یا پکے ملحد ہیں۔ معمولی بات کو کھینچ تان کر ایک دوسرے کی مٹی پلید کی جا رہی ہے اور پھر اسے شاہ حجاز کے پاس اپنے ہندوستانی وہابی اخلاق کا نمونہ دکھانے کے لئے لیجانے جانے پر اصرار ہے۔ گویا اسے سلطنت اور مذہب کا اور کوئی کام نہیں۔ بلکہ صرف یہ دیکھتا رہے کہ ثناء اللہ وہابی ہے یا عبداللہ۔ عبداللہ کی تفسیر . . . شاستر ہے یا ثناء اللہ کی ملحدانہ۔ ثناء اللہ معزول سردار امارت کا اہل ہے یا سید محمد شریف۔

"مسلمان" نے اپنی تازہ اشاعت میں لکھا ہے کہ "مرزا صاحب کے تشریف لانے سے پہلے الحاد اور لامذہبی کا اتنا زور نہ تھا جتنا کہ اب ہے۔ ذرا تاریخ (اہلحدیث) اٹھا کر دیکھئے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ سنہ ۱۹۰۰ء سے پہلے پہلے ہندوستان میں الحاد و لامذہبی کا اتنا زور نہ تھا مگر جونہی مرزا صاحب نے مجددیت کا اور نبوت کا دعویٰ کیا۔ الحاد نے بھی سر نکال لیا" (صفحہ) بات بالکل

(باقی بر صفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم یکشنبہ مورخہ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ	نمبر ۴۹

جماعت احمدیہ لاہور کے معتقدات

اور "زمیندار" کا مبلغ علم

معاصر "زمیندار" نے جو بقول "الناظر" "لکھنو" گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کا ہمیشہ سے عادی چلا آتا ہے اور جس کے مالک کو اس معتدبانہ دعوے کے باوجود کہ وہ اس شرط پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برا بھلا نہ کہا جائے ایک سنت کا کروڑواں حصہ بھی جیل سے باہر رہنے کو تیار نہیں ۔ آخر کار جیل سے باہر رہنے کی خاطر ہی قادیانیوں کے ساتھ رشتہ اتحاد جوڑنا پڑا ۔ اب پھر اپنی عنان توجہ جماعت احمدیہ لاہور کی طرف جسے اندلسی کا مبارک نام دیا گیا ہے منعطف کی ہے ۔ اور بعینہٖ اسی طرح جس طرح اندلس کے مسیحی وقتاً فوقتاً مسلمانوں میں خانہ جنگی پیدا کر کے انہیں تباہ کرنے کی کوشش کرتے رہے ۔ آج مسٹر ظفر علی اور اس کی پارٹی کے عملاً وحکما کی اس خدا پرست جماعت کو مٹانے کے درپے ہے جو مسلمانان اندلس کی طرح آج پھر یورپ کو مسیح موعودؑ کی شمشیر روحانیت سے فتح کرنے چلی جارہی ہے ۔ نام کو جماعت احمدیہ پر انگریزوں کی حمایت کا الزام ہے اور "پادری محمد علی" اور "موسیو بشیر الدین محمود" کے خطابات سے مسیح موعودؑ کے متبعین کا منہ چڑانے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ لیکن جو مشابہت اس نے "اندلسی" و "دمشقی" کے خطابات سے اپنے لئے پیدا کی ہے اور جس رویہ کو جماعت احمدیہ کے بالمقابل اختیار کر رکھا ہے اسے پیش نظر رکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ مسٹر ظفر علی آج مسلمانوں میں پادری زویمر سے کچھ کم درجہ رکھتے ہیں ۔

ایک اعتراض

خیر اس کو چھوڑیئے کہ وہ اندلس کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر چودھویں صدی کے یولوجس بننا چاہتے ہیں (جس نے اندلس میں رسول اللہ صلعم کو گالیاں دینا اپنا شیوہ بنا رکھا تھا) یا پادری زویمر کی ہاں میں ہاں ملا کر مسیحیت کی حمایت کا خفیہ وعلانیہ دم بھرتے ہیں ۔ دیکھنا یہ ہے کہ جو اعتراض انہوں نے جماعت احمدیہ پر کیا ہے وہ کہاں تک حق بجانب ہے ۔ قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ ہمارے مکرم و محترم جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے چند دن ہوئے "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جس میں میاں محمود احمد صاحب کی بعض سیاسی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے نئی کشمیر کمیٹی کے انتخاب کو ناواجب قرار دیا تھا ۔ "زمیندار" کے ذکاہات نویس نے خدا جانے اس کو کیا سمجھا کہ اپنی ایک خاص حالت سکر میں بہکی بہکی باتیں شروع کر دیں ۔ چنانچہ لکھا ہے ۔

> "مرزا یعقوب بیگ صاحب میں ہزار دل خوبیاں سہی لیکن کم از کم ان میں راز چھپانے کی اہلیت نہیں اندلسی اور دمشقی خلافت کا راز ایسا نہیں تھا کہ اسے اس طرح واشگاف بیان کر دیا جاتا

کم از کم انہیں اپنی تجارتی اغراض کا ہی خیال کرنا چاہئے تھا ۔ ڈاکٹر صاحب تو خیر کسی نہ کسی طرح گزر اوقات کر لینگے ۔ لیکن بھیک کا یہ ٹھیکرا ٹوٹ گیا تو پادری محمد علی کا کیا حشر ہو گا ۔ لے دے کے یہی تو ایک سہارا ہے جو انہیں کشف کے عالم میں لندن کے لاٹ پادری سے فاونٹن پن کی شکل میں مل چکا ہے ۔"

"تجارتی اغراض" اور "زمیندار" کا ٹھیکرا

کون کہہ سکتا ہے کہ یہ کسی صاحب ہوش کا کلام ہے ۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ یہ الفاظ "زمیندار" کے ذکاہات نویس کی کسی خاص حالت سکر کا نتیجہ ہیں ۔ ورنہ کوئی ہوشمند انسان تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ کسی شخص کی سیاسی خدمات کے اعتراف سے اس کے مذہبی معتقدات کی بھی تائید ہو جاتی ہے ۔ آخر کیا کہا جائے گا جناب ظفر علی خاں کو جن کی تجارتی اغراض "کبھی کانگرس کا ساتھ دیتے ہوئے گاندھی جیسے مشرک بت پرست کی سیاسی خدمات کا اعتراف کرنے پر انہیں مجبور کرتی ہیں اور کبھی انہی "تجارتی اغراض" کی وجہ سے شملہ میں جا کر انگریز حکام کی دہلیز پر ناک رگڑنے کا انہیں شرف حاصل ہوتا ہے ۔ کیا یہ سمجھا جائے کہ جناب ظفر علی خاں مذہباً ہندو بھی ہیں اور عیسائی بھی ؟ اور یہ جتنی لڑائیاں انہوں نے ہندو اور انگریز سے چھیڑ رکھی ہیں وہ محض "جنگ زرگری" ہیں ؟ اور کوئی حقیقت ان کے نیچے پوشیدہ نہیں ؟ مرزا یعقوب بیگ صاحب کی "تجارتی اغراض" یا حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ کے نام نہاد "ٹھیکرا" کی فکر نہ کیجیئے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے بہت کچھ عنایت کر رکھا ہے ۔ ان کی اپنی محنت کی کمائی ہی ان کے لئے کافی ہے ۔ آپ اس قدح کی خیر منایئے جو "زمیندار" کے "گدائے لم یزل" کو جہلم ۔ چکوال ۔ راولپنڈی ۔ کیمبل پور ۔ انبالہ اور کہاں کہاں لئے پھرتا ہے ۔ اور جیکے جمع کیئے ہوئے بھیک کے ٹکڑوں پر آپ کی گزر اوقات ہے ۔ ہاں یہ وہ "ٹھیکرا" ہے جو مہاراجہ کشمیر کی قصیدہ خوانی کرکے چند سنہری و روپہلی ٹکیوں کے بدلے مسلمانوں کا خون بیچنے سے بھی دریغ نہیں کرتا ۔ اور اگر موقع مل جائے تو "انکم ٹیکس" کے نام سے مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالکر فرزندان رحمبند کی عیش پرستیوں میں لٹانے اور گرے پڑے ریزوں سے جناب ذکاہات نویس اور ان کے ساتھیوں کی تواضع کرنے سے بھی نہیں جھجکتا یہ داستان بہت طویل ہے جسکو سننے کا اگر شوق ہو تو کسی دوسری فرصت میں سنادی جائے گی ۔

ہاں جس فونٹین پن کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے وہ تو آج لندن کے لاٹ پادری کی دھجیاں بکھیرنے اور اسلام کا نور دنیا میں پھیلانے کے لئے وقف ہو چکا ہے ۔ اس لئے وہ لاٹ پادری کا بھیجا ہوا نہیں ہو سکتا ۔ وہ تو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا عنایت کردہ قلم ہے ۔ لاٹ پادری کا بھیجا ہوا فونٹین پن غالباً موسیو ظفر علی خانصاحب نے وصول کر لیا کہ آج مسیحیت کی حمایت اور خادمان اسلام کی مخالفت انہی کے حصہ میں آئی ہے ۔

زمیندار کا مبلغ علم

اس سے بھی قطع نظر کیجئے اور جناب ذکاہات نویس کے اس انوکھے علم کو دیکھئے جو ذیل کے فقرات میں آشکارا کیا گیا ہے :-

> "ظلی ۔ بروزی ۔ جزوی ۔ تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کا جھگڑا جنگ زرگری نہیں تو اور کیا ہے ۔ ایک ٹھنگنیا کو ہو گرا کہتا ہے دوسرا کہتا ہے نہیں یہ بیلا ہے ۔ لیکن کسی کے کہنے سے کیا ہوتا ہے ۔ ہے تو وہ ٹھنگنیا ہی ۔ آپ لاکھ چیخیں چلائیں ٹھنگنیا ہی رہے گا ۔"

ہاں صاحب ! جن لوگوں کا مبلغ علم ٹھنگنیا سے آگے نہیں بڑھا وہ کنوئیں کے مینڈک کی طرح دنیا جہان کو ٹھنگنیا ہی کہینگے اور کیا کہنا ہے ؟ ظلی ۔ بروزی ۔ جزوی نبوت کو جانے ان کی بلا ۔ لیکن یہ کس بیوقوف نے آپ سے کہہ دیا ہے کہ ظلی ۔ بروزی اور جزوی نبوت بھی حقیقی اور کامل نبوت ہے ۔ جزو اور کل ۔ ظل اور اصل ۔ مجاز اور حقیقت کو ایک قرار دینا اس شان علمیت کو ظاہر کرتا ہے ۔ جو حق کی مخالفت سے آپ کے حصہ میں آئی ہے ۔ اس کے لئے کوئی الگ لغت تصنیف کیجئے یا نیا علم کلام مرتب فرمایئے ۔ جو آپ جیسے انصر سکارڈنگ کے مخاطبین کے کام آسکے ۔ کوئی ہوشمند انسان اس منطق و معانی کو قبول نہیں کر سکتا ۔

دور کی کوڑی

اس علم و فضل کے بل بوتے پر جناب ذکاہات نویس یہ دور کی کوڑی لائے ہیں کہ :-

> "دراصل اندلسی حضرات بھی مرزائے آنجہانی کو نبی ہی سمجھتے ہیں اور نہ سمجھیں تو کیا کریں مرزائے آنجہانی نے اپنی عمر کے آخری زمانہ میں علانیہ نبوت کا دعویٰ کرنا شروع کر دیا تھا ۔ انہوں نے "ایک غلطی کا ازالہ" کے نام سے جو رسالہ لکھا اس میں صاف صاف اپنی نبوت کا اعلان کر دیا ہے حقیقت الوحی میں جو ان کی زندگی کے آخری عہد کی تصنیف ہے جابجا اپنے آپ کو نبی لکھا ہے ۔ اپنی موت سے کچھ عرصہ پہلے اخبار عام میں انہوں نے جو خط چھپوایا تھا اس میں بھی نبوت کا ذکر بڑے زور و شور سے کیا ہے ۔ بیچارے اندلسی محض اس لئے میرزائے آنجہانی کے اقوال کی تاویلیں کرتے پھرتے ہیں ۔ کہ مسلمانوں سے تبلیغ کے نام پر چندہ ملتا رہے ۔"

ایک غلطی کا ازالہ اور نبوت

کس قدر گہری واقفیت ہے ۔ لیکن اگر یہ دریافت کیا جائے کہ "ایک غلطی کا ازالہ" کتنے صفحوں کا رسالہ ہے ۔ حقیقۃ الوحی کتنے جلد پر مشتمل ہے ۔ اخبار عام کے نام جو خط لکھا

تھا اس کے کیا الفاظ ہیں۔ تو جناب ذکاہات نویس بغلیں جھانکنے لگیں گے انہیں چاہیئے کہ ذرا اپنے ہوش وحواس کو قایم کر کے "ایک غلطی کا ازالہ" کہیں سے لے کر پڑھیں۔ جس میں صاف طور پر حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ

"نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک **سیرت صدیقی کی کھڑکی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی**۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے آتا ہے۔ اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدیہ کی چادر ہے"

اسی فنا فی الرسول کے مقام پر کھڑے ہو کر آپ نے اپنے آپ کو ظلی محمد اور ظلی احمد قرار دیا ہے۔ جیسے حضرت بایزید بسطامی رح نے اپنے آپ کو محمد اور احمد کہا۔ شیخ شبلی رح نے ایک مرید سے اشھد انی محمد رسول اللہ کا اقرار لیا۔ حضرت سید عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے انما کنت محمداً کا نعرہ لگایا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے من ز محمد ہم پیراہنیم کا دعویٰ کیا۔ اس سے بڑھکر "ایک غلطی کے ازالہ" میں آپ دکھا دیں۔ اگر اصلی۔ کامل اور حقیقی نبوت اس میں سے ثابت کر دیں یا کسی لغت اور معانی کی کتاب سے ظل۔ بروز اور استعارہ کو اصل اور حقیقت ثابت کر دیں تو منہ مانگا انعام پائیں!

حقیقۃ الوحی اور اخبار عام کی تحریریں

حقیقۃ الوحی جیسی ضخیم کتاب کو پڑھنا تو آپ جیسے اہل سکر سے مشکل ہے اس کے تتمہ کے ان ہی الفاظ کو اگر پڑھ لیں کہ:- "سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت"، اور "ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولیٰ" تو تمام مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی اخبار عام کے نام جو خط لکھا ہے اس میں صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ:-

"سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنیوالا ..... اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے"

اس سے ظاہر ہے کہ اصطلاح اسلام میں اپنے آپ کو نبی نہیں کہا صرف لغوی معنوں میں کہا ہے۔ جو حقیقت پر دال نہیں بلکہ محدثیت کا دوسرا نام ہے۔ لیکن آپ کو ان مخصوص سے کیا مطلب؟ اپنے قارئین کو کسی طرح خوش کرنا ہے۔ جو کچھ انٹ سنٹ آیا لکھدیا۔ کچھ شاعرانہ پھبتیاں کہدیں کچھ سنی سنائی "رائی کا پربت تل کا پہاڑ" پیش نظر رکھ کر انا پ شناپ جھوٹ سچ ملا کر تلبس الحق بالباطل کا نمونہ پیش کر کے اپنے قارئین کا دل خوش کر دیا۔ علم اور حقیقت کو کون پوچھتا ہے کہ آپ کو اس طرف جانے کی حاجت ہو؟ "مرزائیت" کی مخالفت کو جہاد ٹھیرا کر اور اپنے منہ "غازی" بنکر مسلمانوں سے چندہ وصول کر لیا اور بس۔

حضرات شیخین رض اور حضرت مسیح موعود

ایک اور بہت بڑا تیر جو جناب ذکاہات نویس نے "مرزائیت" کے نلک پر مارا ہے یہ ہے کہ:-

"اگر میرزائے آنجہانی کے اندلسی حلقہ بگوش حضرت صدیق اکبر رض اور حضرت فاروق اعظم رض کو اپنے پیر ومرشد سے افضل واعلیٰ تسلیم کریں تو ہمیں یقین ہو جائیگا کہ وہ واقعی مرزائے آنجہانی کو مجدد تسلیم کرتے ہیں

لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ ایک طرف میرزائے آنجہانی کو خلفائے راشدین سے افضل سمجھا جاتا ہے اور دوسری جانب ان کی نبوت سے انکار کیا جاتا ہے کیا اندلسیوں کے امام ومقتدا پادری محمد علی صاحب اس ضمن میں کچھ ارشاد فرمانے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے؟"

اس کا مفصل ومسکت جواب جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب گزشتہ اشاعت میں دے چکے ہیں لیکن ملا آں باشد کہ چپ نہ شود ۴ر اگست کے ذکاہات میں اس حوالہ کو جو جناب مرزا صاحب نے پیش کیا تھا ان ابتدائی تحریروں میں سے قرار دے دیا گیا ہے جن میں "مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بجسد عنصری آسمان پر تشریف لے جانے کا ذکر ہے اور لکھا ہے کہ:-

"ہم مرزا یعقوب بیگ صاحب سے پوچھتے ہیں کہ مرزا جی کے اقوال کو چھوڑیئے بلکہ یہ فرمایئے کہ آپ کے عقیدہ میں انہیں خلفائے راشدین پر تفوق حاصل ہے یا نہیں۔ اس کے علاوہ ہمارا روئے سخن تنہا آپ کی جانب نہیں بلکہ پوری اندلسی جماعت ہماری مخاطب ہے۔ بہتر ہوگا کہ آپ پادری محمد علی سے ایک اعلان کرا دیجئے جس میں اندلسی گروہ کا عقیدہ واضح اور غیر مشتبہ لفظوں میں بیان کر دیا گیا ہو"

جناب ذکاہات نویس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ڈاکٹر مرزا صاحب کا پیش کردہ حوالہ اس زمانہ کا نہیں جب حضرت مسیح موعودؑ مسیح علیہ السلام کو بجسد عنصری آسمان پر زندہ سمجھتے تھے بلکہ ماموریت کے زمانہ کا ارشاد ہے۔ اور اگر اس پر اطمینان نہیں تو اور سن لیجئے۔ ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:-

"ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلعم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں۔ ان کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور **ظل** کے واقع ہیں اور ان میں بعض ایسے جزئی **فضائل** ہیں جو اب ہمیں کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتے۔

(ازالہ اوہام۔ جلد اول۔ صفحہ ۱۳۳)

فرمایئے اس سے بڑھ کر آپ کیا چاہتے ہیں اگر اب بھی آپ کو شبہ ہے کہ اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا عقیدہ بدل لیا تھا تو وہ حوالہ پیش کر دیجئے۔ جس میں اپنے آپ کو حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض سے بڑھ کر قرار دیا ہو۔ اگر ضرورت ہو تو اس کے لئے پنڈت پادری ظفر علی کی امداد بھی حاصل کر لیجئے کہ وہ جھوٹی سچی باتیں بنانے میں آپ سے زیادہ ماہر ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ کو ضرورت نہیں کہ آپ جیسوں کو منہ لگائیں اور نہ حضرت مسیح موعودؑ کے کھلے اقوال وارشادات کے ہوتے ہوئے کسی خاص اعلان کی حاجت ہے۔

امید ہے یہ چند کلمات جناب ذکاہات نویس کے ہوش وحواس درست کرنے کے لئے کافی ہوں گے۔ اور وہ آئندہ ذرا سوچ سمجھ کر ان مباحث پر قلم اٹھایا کریں گے بعد ہر شخص۔ ہر عقیدہ۔ ہر مسئلہ کے معائب ومحاسن دونوں پہلوں کو ملحوظ رکھا کرینگے کہ تقاضائے انصاف یہی ہے

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو ۔ نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند

زنانہ کلاس

احباب کو معلوم ہوگا کہ ہماری انجمن نے مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور کی بالائی گیلری میں ایک زنانہ کلاس کا انتظام کر رکھا ہے۔ جس میں عورتوں کو قرآن کریم باترجمہ پڑھایا جاتا ہے اور دینی مسائل کی تعلیم دی جاتی ہے۔ حضرت مولانا مولوی محمد عبد اللہ خاں صاحب جو ہماری جماعت کے ایک نہایت محترم بزرگ ہیں اس زنانہ کلاس کو تعلیم دیتے ہیں۔ آج کل یہ کلاس موسم برسات کی وجہ سے بند ہے۔ ستمبر کے آخری ہفتہ میں دوبارہ کھل جائیگی۔ اس کا وقت چار بجے سہ پہر ہے تاکہ جو لڑکیاں دوسرے مدارس میں پڑھنے کے لئے جاتی ہیں۔ وہ بھی شامل ہو سکیں۔ امید ہے کہ احباب کرام اس موقعہ سے خاص طور پر فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اپنی لڑکیوں کو اس کلاس میں بھیجکر انہیں دینی تعلیم سے بہرہ مند کریں گے۔

حق کی فتح

مولانا محمد مرتضےٰ خاں صاحب بی اے نے مانگرول سے وہاں کے سٹیٹ مولوی ابو الشکیل محمد جمیل فاضل دیوبند کے ایک خط کا اقتباس ہمیں بھیجا ہے جو مسئلہ جہاد سے تعلق رکھتا ہے وھو ہذا:-

"جہاد بالسیف کی شرائط ہیں جب شرائط پائی جائیں اس وقت فرض ہو جاتا ہے جیسے حج زکوٰۃ کی شرائط ہیں۔ انگریزی حکومت میں شرائط جہاد پائی نہیں جاتیں لہذا یہ سوال ہی غلط ہے کہ انگریزوں سے جہاد کیا جائے یا نہ کیا جائے۔"

یہ ہے حق کی فتح، اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن وھذہ البلاد۔ جہاد کی شرائط اس زمانہ اور ان ممالک میں معدوم ہیں تو ان پر اعتراض ہے کہ جہاد کو منسوخ کر دیا۔ اور اگر ان معترضین سے یہ کہا جائے کہ اگر جہاد اب بھی ضروری ہے تو اٹھیئے تلوار ہاتھ میں لیجئے۔ اور انگریزوں کے ساتھ جہاد کیجئے تو جواب ملتا ہے کہ "انگریزی حکومت میں جہاد کی شرائط ہی نہیں پائی جاتیں" کوئی ان سے پوچھے اگر شرائط نہیں پائی جاتیں تو مرزا صاحبؑ نے کیا قصور کیا کہ یہی فتوے دینے پر انہیں کشتنی اور گردن زدنی قرار دیا جاتا ہے؟ کیا حضرات دیوبند اپنے ایک فاضل "مولانا" کے اس فتوے پر غور فرمائیں گے؟

خریداران پیغام صلح

کی خدمت میں التماس ہے کہ اخبار کا چندہ جن صاحب کی طرف بقایا ہے وہ جلد بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں خصوصاً ناظرین فجی اس طرف توجہ فرمائیں جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مبلغ فجی سے بھی گزارش ہے کہ اپنے چندہ اخبار کے سوا اگر ہو سکے تو دوسرے احباب کو بھی اخبار کا سالانہ چندہ بھیجنے کی طرف توجہ دلائیں (مینیجر)

ویسے ہی کلمات آپ کے لئے "پریشانی" کا موجب ہو جاتے ہیں۔

کمال متابعت کا نتیجہ

کاش آپ اس بات کو سمجھ سکتے کہ جس طرح لوہا آگ میں پڑ کر بالکل آگ بن جاتا ہے حالانکہ درحقیقت وہ لوہا ہی ہوتا ہے۔ بعینہٖ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے کہ وہ کمال متابعت رسول کی وجہ سے فنا فی الرسول ہو جاتے اور باوجود ایک الگ ہستی رکھنے کے محمدؐ و احمدؐ بھی اپنے آپ کو کہنے لگتے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچکر شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے لا الٰہ الا اللہ شبلی رسول اللہ کا کلمہ ایک مرید سے پڑھوایا (تذکرہ غوثیہ صفحہ ۲۹۱) نہیں بلکہ یہاں تک ان کے متعلق لکھا ہے کہ قول شبلی لتلمیذہ اتشھد انی محمد رسول اللہ فوافقہ تلمیذہ۔ یعنی شیخ شبلی نے اپنے شاگرد سے کہا کہ کیا تو شہادت دیتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں تو اس شاگرد نے شہادت دی (سیف ربانی صفحہ ۱) کیا حضرت مرزا صاحبؑ نے بھی کبھی کسی سے ایسا کلمہ پڑھوایا۔ باوجود اس کے آپ کا محض اس بات سے "پریشان" ہونا کہ انہوں نے اپنے آپ کو محمد و احمد کہا سوائے اس کے کہ "علمی فرومائگی" کا نتیجہ قرار دیا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

دعویٰ الوہیت کا الزام

لیکن اس ضمن میں سب سے زیادہ دلچسپ بحث وہ ہے جو سید صاحب نے "اللہ تعالیٰ ہونے کا دعویٰ" کے عنوان سے کی ہے یعنی ان کا بیان ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے خود خدا ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس کے ثبوت میں اُن کے اس خواب کا حوالہ دیا ہے جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ پر مندرج ہے۔ ہمیں پھر افسوس کے ساتھ اس بات کو دوہرانا پڑتا ہے کہ شاہ صاحب نے محض مخالفین ہی کی کتابوں پر اپنا سارا دارومدار رکھا اور حضرت مرزا صاحبؑ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہوئے کبھی اس بات کی تحقیق نہ کی کہ صداقت اور اصلیت ان میں کہاں تک پائی جاتی ہے یا جو استدلال ان سے کیا گیا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے۔

کوئی مرید دعویٰ الوہیت کا قائل نہیں

یہ کس قدر حیرتناک امر ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ الوہیت کا دعویٰ کریں اور ان کے مریدین میں سے ایک بھی ایسا پیدا نہ ہو جو ان کو خدا مانتا ہو بلکہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ ہو کہ انہوں نے ایسا دعویٰ کیا تھا۔ اگر انہوں نے کوئی ایسا دعویٰ کیا ہوتا یا نبوت کی طرح کوئی شائبہ بھی اس بات کا پایا جاتا کہ شاید ایسا دعویٰ انہوں نے کیا ہو تو جس طرح انہیں نبی بنانے کے لئے ایک گروہ کا گروہ کھڑا ہو گیا کوئی ایک آدھ ہی مرید ایسا پیدا ہو جاتا جو ان کی خدائی کا بھی قائل ہوتا۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جو اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ مریدین مرزا صاحبؑ میں سے کوئی ایک بھی ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے یہ دعویٰ ان کی طرف منسوب کیا ہو بلکہ سب کے سب بلا استثناء انہیں خدا تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ اور محمد رسول اللہ صلعم کا غلام سمجھتے اور اس کی تلقین دنیا کو کرتے ہیں پھر بھی احمدیت کو اس وجہ سے ناقابل قبول قرار دیا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ ہونے کا دعویٰ کیا۔

خواب کو حقیقت نہیں قرار دیا جا سکتا

جس خواب پر سید صاحب نے اپنے استدلال کی بنا رکھی ہے۔ میں حیران ہوں کہ اس کے ابتدائی الفاظ ہی کو پڑھ کر کیوں انہیں سمجھ نہ آگئی کہ یہ کوئی دعویٰ نہیں بلکہ ایک تعبیر طلب خواب ہے۔ صاف لکھا ہے "رأیتنی فی المنام" اور اس کا ترجمہ خود شاہ صاحب نے یہی کیا ہے کہ "میں نے نیند میں خود کو ہو بہو اللہ دیکھا" کیا نیند کی حالت میں جو کچھ دیکھا جائے بعینہٖ وہی ہوا کرتا ہے۔ مثلاً خلیفہ ہارون الرشید کی ملکہ زبیدہ نے ایک رویا دیکھا کہ تمام انسان

کہ وہ باوجود مجدد ہونے کے شعر بھی کہتے تھے اور ان کا اپنا ایک دیوان بھی موجود ہے۔ تعجب ہے کہ آپ کی "علمی فرومائگی" یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ ایسے معمولی تاریخی حقائق کا بھی علم آپ کو نہیں اور باوجود اس کے ایک بیدلیل دعویٰ کر کے اس پر اعتراضات کی عمارت کھڑی کرنی شروع کر دی

حضرت مسیح موعودؑ کے کلام منظوم پر اعتراض

یہیں تک نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ:-
"اُن کی (حضرت مرزا صاحب کی) نثر کی طرح ان کی شاعری بھی نہایت مبتذل ہے خواہ وہ شاعری اُردو کی ہو یا فارسی کی سارا کلام اس کا نمونہ ہے"

قربان جائیں اس دعویٰ کے جس کی کوئی دلیل یا مثال دینے کے بجائے سارے اُردو فارسی کلام کو ہی مبتذل قرار دے دیا گیا۔ معلوم نہیں عربی کلام کا کیوں ذکر نہ فرمایا شاید اس لئے کہ وہاں سید صاحب کو "دم مارنے کی جرأت نہیں"۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ نثر کی طرح نظم پر بھی اعتراض کرنے میں ان کی "علمی فرومائگی" جلوہ نما ہے۔ تمام کلام میں سے کوئی ایک دو مثالیں ہی پیش کی ہوتیں کسی مثال کا پیش نہ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ دعویٰ محض ادھر ادھر کی سنی سنائی باتوں پر مبنی ہے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہیں۔

سید حبیب کی "مبتذل" شاعری

سب سے بڑھ کر حیرانی اس بات پر ہے کہ یہ دعویٰ اس شخص کی طرف سے ہوتا ہے جس کو خود سخن فہمی کا کوئی ذوق نہیں۔ نام کو تو سید صاحب نے اپنا بھی شاعر ہونا بیان کیا ہے۔ لیکن اس کے ثبوت میں جو اشعار بطور نمونہ لکھے ہیں دنیائے شاعری میں ان کی مثال شاید ہی مل سکے۔ فرماتے ہیں ؎

بیکاری میں حبیب کبھی شاعری کے لطف ✻ لیتے ہیں خوب وقت کا ہرجانہ جان سمجھکر

کیا خوب "ہرجانہ جان سمجھ کر" کا محاورہ اردو علم ادب میں شاید آپ ہی کی ایجاد ہے۔ اور "ہرجانہ" کا لفظ تو دہلی کی خاص "اُردوئے معلّٰی" ہے۔ پھر کیوں نہ جناب سید صاحب حضرت مرزا صاحبؑ کے کلام کو "مبتذل" اور آپ کی اردو کو "کمزور اور پھسپھسی" قرار دیں۔ بھلا بتایئے تو سہی لیتے ہیں خوب وقت کا ہرجانہ جان سمجھ کر اصناف طور شاعری میں سے کس صنف و بحر میں آتا ہے۔ غالباً اس کے لئے سید صاحب کو ایک علیحدہ بحر تجویز کرنی پڑے گی جو "بیکاری" ہی کی محتاج ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی غور طلب ہے کہ "بیکاری" میں "شاعری کا لطف لینا" "وقت کا ہرجانہ" کیسے بن گیا۔ فی الحقیقت اپنے مافی الضمیر کی ادائگی کا اس سے بڑھ کر "مبتذل" طریق ذہن میں نہیں آ سکتا۔

اس سے بھی بڑھ کر آپ کا وہ کلام ہے جس کے متعلق آپ نے لکھا ہے:-

"تین نظمیں ایسی بھی تو قلم سے ٹپک پڑیں جو قابل تعریف تھیں...... آخری نظم کے دو شعر یہ ہیں ؎

تا کہ ات خود نگوید کس ترا یارب ما ✻ لم یلد اندر قرآں خود گفتی وصف خویش را
زانکہ از آلائش تو سید ہستی پاک تو ✻ لم یولد شانت شدہ مشہور مولا کو بکو

ان اشعار کو پڑھ کر جناب سید صاحب کے وطن مالوف خاک پاک گجرات کے ایک نامی شاعر مام دینا کا اسم گرامی یاد آگیا جن کی "بانگ ہا" علامہ اقبال کی "بانگ درا" کو مات کر رہی ہے اور انقلاب کے "تیر افکار شاد" کئی مرتبہ اس کی داد سخن بھی دے چکے ہیں غالباً جناب حبیبؒ نے انہی کے آگے زانوئے ادب تہ کیا ہے کہ اس قسم کی "قابل تعریف" نظمیں ان کے قلم سے بھی "ٹپک پڑیں" جن کی بندش اشعار ماشاء اللہ ایسی

چست ہے کہ مولانا گرامی مرحوم کی روح بھی قبر میں تڑپ اٹھی ہوگی۔

ایک لطیفہ سید صاحب کے ان "داد طلب" اشعار کو پڑھ کر ایک لطیفہ ہمیں یاد آگیا۔ ایک صاحب کو شعر و سخن کا بڑا دعویٰ تھا۔ یاران طریقت بھی ان کی تعلیوں سے واقف تھے۔ ایک روز ایک جدید دوست سے تعارف کراتے ہوئے یاروں نے اپنے متعلی دوست کو آگے دھر لیا اور ان کی شاعری کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ یہاں تک کہ ملاقاتی کی زبان سے یہ الفاظ نکلوا ہی لئے کہ حضرت ہمیں بھی کوئی شعر سنائیے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جناب متعلی ان الفاظ کے منتظر ہی تھے فوراً بول اُٹھے کہ "یہ ہیچمدان" اردو کے محدود میدان میں کبھی تسکین جولانی نہیں پاتا البتہ فارسی میں جو شاعری کیلئے بہت ہی ہموار میدان ہے۔ جولانی طبع دکھاتا ہے۔ چنانچہ فی البدیہہ شعر عرض کرتا ہوں ع "ز مشرق شد طلوع خورشید چوں طاس" یہ مصرعہ فرمانے کے بعد آپ نے ایک ایسی طویل خاموشی اختیار کی جیسی ہمارے سید حبیب صاحب نے اس سفر کی طوالت میں خاموشی اختیار کی تھی جس میں تحریک قادیان جیسے اہم اور مسلسل موضوع پر قلم اُٹھانے کی انہیں فرصت نہ ملی تھی۔ یاران محفل بھی انتظار کرتے کرتے تنگ آگئے۔ بالآخر اس مہر خاموشی کو اس جدید دوست نے یہ کہہ کر توڑا کہ حضرت آپ نے فی البدیہہ شعر کا وعدہ فرمایا تھا اور ابھی تک ایک مصرعہ ہی کانوں میں گونج گونج کر سمع نوازی کر رہا ہے۔ دوسرا مصرعہ سننے کے لئے طبیعت بیتاب اور کان منتظر ہیں۔ متعلی صاحب نے جواب دیا کہ دوسرا مصرعہ اتفاق سے عربی میں موزون ہوگیا ہے۔ وھو ہذا ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس

ظاہر ہے کہ اس مصرعہ کو سننے کے بعد کون کور ذوق ہوگا جس نے داد نہ دی ہوگی۔ لیکن جدید دوست کچھ ایسا شوخ طبع تھا کہ انہوں نے اس فی البدیہہ گنگا جمنی شعر پر یہ اعتراض کر ہی دیا کہ حضرت من الجنۃ والناس نے کیا قصور کیا۔ متعلی صاحب بھلا چوکنے والے کب تھے ہاتھ کے ہاتھ اس اعتراض کا جواب بھی دے ڈالا۔ اور انتہائی متانت وسنجیدگی سے فرمانے لگے کہ جناب شعر میں وزن کا بھی لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ غالباً اسی قسم کا لحاظ سید حبیب صاحب نے بھی اپنے مذکورہ اشعار میں مدنظر رکھا ہے۔ بالخصوص اب اور رب کو ایک ہی مصرعہ میں تہتا برمحل اور با موقعہ شد و فرما کر اس شعر کی پوری تائید کر دی ہے ؎ چو در شعر تشدید ضرورت افتد ٭ تشدید در شعر چرا نباشد۔

حیف ہے اگر "پیر افکار شاہ" اس کی داد نہ دیں اور علامہ اقبال اس پر تقریظ نہ لکھیں۔

یہ ہے وہ سخن گوئی اور سخن فہمی جس کی بنا پر جناب سید حبیب صاحب حضرت مسیح موعود کے کلام کو مبتذل قرار دے رہے ہیں جس شخص کو اتنا پتہ نہیں کہ اشعار میں وزن کس طرح قائم رکھا جاسکتا ہے۔ وہ شعر گوئی اور سخن فہمی کا اہل ہی کیونکر ہوسکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام پر اس کے اعتراضات کو قابل وقعت سمجھا جاسکے۔

فنا فی اللہ و فنا فی الرسول کا مقام اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سید حبیب کی تیسری دلیل قسط پنجم میں سید صاحب نے احمدیت کے ناقابل قبول ہونے کی تیسری دلیل یہ پیش کی ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی سب سے بڑی خوبی سادگی ہے۔ حضور کا دعویٰ ہے کہ

وہ خدا کے بھیجے ہوئے رسول اور نبی ہیں اور اس کے بندے ہیں اور بس۔ ان کے دعویٰ میں کوئی ایچ پیچ نہیں۔ برعکس اس کے مرزا صاحب کے دعاوی کی کثرت، ندرت اور ان کے تنوع کا یہ حال ہے کہ انسان ان کی فہرست دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے۔"

رنگ انبیاء اگر غور کر کے دیکھا جائے تو سید صاحب کی یہ پریشانی بھی درحقیقت اسی "علمی فرومائگی" کا نتیجہ ہے۔ جس کا اعتراف وہ اس سے پیشتر کر چکے ہیں ورنہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان الہامات وکشوف کو جنہیں آپ کے دعاوی کی کثرت، ندرت اور تنوع کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ کوئی صاحب علم انسان حقیقت پر محمول نہیں کر سکتا۔ مثلاً آپؑ کے یہ اشعار سید صاحب نے نقل کئے ہیں:-

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا ٭ منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں ٭ نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

کون عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ان اشعار میں حقیقی محمد و احمد اور حقیقی آدم، حقیقی موسیٰ، حقیقی یعقوب اور حقیقی ابراہیم ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر سید صاحب نے حضرت مرزا صاحبؑ کی کتابوں کو پڑھا ہوتا یا سابق اولیاء اللہ کے ملفوظات پر ان کی نظر ہوتی تو ان اشعار کو وہ محض اعتراض بنانے یا شاعرانہ تخیل یا تعلی قرار دینے سے احتراز کرتے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے خود لکھا ہے:-

"خدا را مکالمات و مخاطبات است با اولیائے خود دریں امت و ایشاں را رنگ انبیا دادہ مے شود۔ و ایشاں در حقیقت انبیا نیستند" (مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶)

پس یہ رنگ انبیاء ہے جو ایک خدا رسیدہ انسان کو آدم، موسیٰ، یعقوب، ابراہیم اور محمد و احمد علیہم الصلوٰۃ والسلام بناتا ہے۔

اولیاء اللہ پر انبیاء کے نام اور اس میں حضرت مرزا صاحبؑ ہی کی خصوصیت نہیں۔ اُمت مرحومہ میں خدا جانے کس قدر اولیاء اللہ ایسے گذر چکے ہیں جنہوں نے اس رنگ انبیاء کو حاصل کر کے انبیاء کے ناموں سے اپنے آپ کو پکارا۔ کیا کہیں گے سید صاحب حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو جنہوں نے اسی رنگ انبیاء میں رنگین ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو ابراہیمؑ، موسیٰؑ و محمدؐ علیہم الصلوٰۃ والسلام قرار دیا۔ کیا فرمائیں گے آپ حضرت سید عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جنہوں نے فنا فی الرسول کے مرتبہ پر پہنچ کر انما کنت محمدؐ کا اعلان کیا۔ کیا فتوےٰ دیں گے آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ پر جنہوں نے کھلے طور پر اعلان کیا ہے ؎

دمبدم روح القدس اندر معینی مے دمد ٭ من نمے گویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

کیا اسے "شاعرانہ تخیل یا تعلی" قرار دیا جائے یا حقیقت پر محمول کیا جائے؟ ذرا خدا کا خوف کر کے اس پر غور کیجئے اور ایک اور ولی اللہ حافظ شاہ نیاز احمد کا یہ شعر بھی پڑھ لیجئے ؎

احمد ہاشمی منم عیسیٰ مریمی منم ٭ نہ منم منم نہ من منم نہ منم منم

یا تو آپ صاف طور پر یہ کہئے کہ ان سب بزرگوں کے یہ کلمات خلاف خدا اور رسول ہیں۔ اور اس صورت میں بے شک حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق بھی جو جی چاہے کہہ لیجئے۔ ان پاک انسانوں کی معیت میں ہمیں بھی کافر کہلانے سے دریغ نہیں۔ لیکن اگر آپ ان کو ان تمام اقوال کے باوجود مسلمان، نیک، راستباز، ولی اور غوث اور قطب قرار دیتے ہیں تو حضرت مرزا صاحبؑ کے نام سے آپ کو کیوں چڑ ہے! کیوں ان کے

(۱) لو تقول کی آیت کے کیا معنے وہ کرتے ہیں؟
(ب) علامہ ابن قیم اور علامہ عبد العزیز صاحب نبراس کے مندرجہ بالا اقوال کے متعلق ان کی کیا رائے ہے؟
(ج) حضرت مرزا صاحبؑ کی تئیس سال سے زیادہ مدت کی وحی اور ان کی عظیم الشان کامیابی کو وہ کیونکر رد کرتے ہیں؟
کیا وہ ان ہر سہ امور پر روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے؟

”حضرت مسیح موعودؑ کا علم کلام اور سید حبیب کی علمی فرومائگی“

سید حبیب کی پہلی دلیل

اپنے مضمون کی چوتھی قسط میں سید صاحب نے ان دلائل کو شروع کیا ہے جن کی وجہ سے ان کے نزدیک تحریک احمدیت قابل قبول نہیں۔ سب سے پہلی دلیل جو انہوں نے اس بارہ میں دی ہے وہ خود انہیں کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:

”مرزا صاحب کی تحریروں کو میں نے بغور پڑھا ہے۔ اس سلسلہ مضامین میں بارہا اپنی علمی فرومائگی کا اعتراف کر چکا ہوں اور پھر اس کا اقرار کرتا ہوں لیکن مجھ ایسا ہیچمدان بھی یہ دیکھ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کی تحریر متبذل اور پیش پا افتادہ اغلاط سے پر ہے۔ ان کی تحریروں میں عربی و فارسی اور اردو استعمال کیا گیا ہے جو لوگ عربی سے آگاہ ہیں (اور میں یہاں دم مارنے کی قدرت نہیں رکھتا) وہ ان کی عربی میں فاش غلطیاں دکھا سکتے ہیں۔ فارسی کا بھی یہی حال ہے لیکن میں اردو کے متعلق وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ سہو کتابت وغیرہ کے لئے ہر ممکن موقعہ دینے کے بعد بھی میں اُن کی تحریر کو نہایت معمولی اغلاط سے مملو پاتا ہوں اور من حیث الکل بھی نہ معجز نما ہے اور نہ پر زور۔ مثلاً ان کی کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۳۳ میں انہوں نے اپنی قلم کے الفاظ استعمال کر کے تذکیر و تانیث کی ایک نہایت ہی پیش پا افتادہ غلطی کی ہے۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۵ پر ”سرخی کی قلم“ کے لفظ استعمال کئے گئے ہیں اور ایک اور موقعہ پر ”مہوتی آئی“ کے الفاظ لکھ کر آپ نے اپنی ادبی اغلاط کا بدترین نمونہ پیش کیا ہے۔“

کون کونسی تصانیف کو پڑھا ہے

اس بارہ میں سب سے پہلے مجھے سید صاحب سے یہ دریافت کرنا ہے کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی کون کون سی تصانیف کو ”بغور پڑھا“ ہے کہ انہیں وثوق سے یہ کہنے کا حوصلہ ہوا کہ ”سہو کتابت وغیرہ کیلئے ہر ممکن موقعہ دینے کے بعد بھی میں ان کی تحریر کو نہایت معمولی اغلاط سے مملو پاتا ہوں“ وہ خود ہی ایمان سے یہ بتائیں کہ کیا مخالفین کی کتابوں میں دیئے ہوئے اقتباسات کے علاوہ حضرت مرزا صاحبؑ کی کوئی کتاب انہیں پڑھنے کا موقعہ ملا؟ اگر نہیں تو خدا کے لئے بتائیں کہ آپ کی عربی اور فارسی کتابوں میں فاش غلطیاں دکھانے اور اردو تحریرات کو وثوق کے ساتھ نہایت معمولی اغلاط سے مملو پانے کا خیال کہاں تک حق بجانب ہے یہ عجیب بات ہے کہ مخالفین کی کتابوں میں نقل کی ہوئی عبارات اور اغلاط کی دو تین غلط مثالوں کو دیکھ کر آپ پریشان ہونے لگ گئے اور حضرت مرزا صاحبؑ کی تمام تحریرات کو متبذل اور پیش پا افتادہ اغلاط سے پر قرار دے دیا۔ اگر دنیا میں انصاف اسی کو کہتے ہیں اور ایک با اصول محقق کی تحقیقات کے نتائج ایسے ہی اصولوں پر مبنی ہوتے ہیں تو حق پرستی اور دیانتداری کا خاتمہ سمجھنا چاہیئے۔

سرورِ کائنات صلعم پر حملہ

قبل اس کے کہ میں ان مزعومہ اغلاط پر نظر ڈالوں جو سید صاحب کو حضرت مسیح موعود کی تحریرات میں

نظر آئی ہیں ان کی ایک اور غلطی کو بھی میں واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ ان کا خیال ہے جس کو انہوں نے اپنے مضمون میں وضاحت سے بیان کیا ہے کہ جس طرح قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ وہ فصاحت و بلاغت میں بے نظیر ہے اور کوئی شخص اس کی نظیر نہیں لا سکتا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کا کلام بھی بے نظیر ہونا چاہیئے۔ یہ دلیل جہاں تک ہمارا خیال ہے سید صاحب ہی کی ایجاد ہے۔ قبل ازیں کسی نے ایک مامور من اللہ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے ایسے دلائل سے کام نہیں لیا۔ قرآن کریم بے شک بے نظیر ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ کوئی اس کی نظیر نہیں لا سکتا۔ لیکن وہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ انسانی کلام نہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے کب دعویٰ کیا کہ ان کی تحریرات کلام الٰہی ہیں یا قرآن کریم کی طرح بے نظیر ہیں۔ کیا اس سے پیشتر جن لوگوں نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا جیسے مجدد الف ثانی حضرت شاہ ولی اللہ ان سب کی تحریرات کو سید صاحب نے پڑھ کر دیکھ لیا تھا کہ وہ سب کے سب بے نظیر ہیں اور ان میں کسی قسم کی کوئی غلطی نہیں یا انہوں نے بے نظیر ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر یہ ضروری ہے کہ ایک مامور یا جیسے سید صاحب کا دعویٰ ہے ایک نبی کا کلام بھی کلام الٰہی کی طرح بے نظیر ہونا چاہیئے تو ڈر ہے کہ کل کو سید صاحب ان احادیث پر بھی ہاتھ صاف نہ کرنے لگ جائیں جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام مندرج ہے۔ کیا وہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ احادیث میں آنحضرت صلعم کا جو کلام منقول ہے وہ ویسا ہی بے نظیر ہے جیسا کہ قرآن کریم؟ کیا اس قسم کے دلائل پیش کر کے انہوں نے سرورِ کائنات صلعم کی رسالت پر ایک خطرناک حملہ نہیں کیا؟ کاش کچھ سوچ و بچار سے کام لیا جاتا اور ایسے دلائل پیش کرنے سے پہلے اُن کے نتائج پر بھی غور کر لیا جاتا۔

ایک اور بے بنیاد الزام

ہاں ایک بات قابل غور ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ:-

”اگر مرزا صاحبؑ کا دعویٰ یہ نہ ہوتا کہ ان کی زبان کا ذمہ دار بھی خود خدا ہے تو شائد اس اعتراض کی اہمیت کچھ کم ہو جاتی لیکن ایسا نہیں ہے۔ مرزا صاحب بہ بانگ دہل نزول المسیح کے صفحہ ۵۶ پر فرماتے ہیں:-

”یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیونکہ جب میں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“ اسی کتاب کے صفحہ ۵۷ پر لکھتے ہیں:-

”ایسا ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے وقت میں صدہا فقرات وحی متواتر کی طرح دل پر وارد ہوتے ہیں اور یا یہ کہ ایک فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے“

سلسلہ الفاظ اور معانی میں سہولت

اگر سید صاحب کی نظر مخالفین کے پیش کردہ اقتباسات ہی پر نہ ہوتی اور اصل کتاب نزول المسیح کو پڑھنے کی تکلیف گوارا کرتے تو شائد ایسا نتیجہ نکالنے کی جرأت نہ کرتے جو اب انہوں نے نکالا ہے۔

نزول المسیح کے صفحہ ۵۶ کے پیش کردہ اقتباس کے بعد ہی حضرت مرزا صاحبؑ نے یہ الفاظ لکھے ہیں:-

”اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اُردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے۔ اور میں اس کو لکھتا جاتا ہوں اور گو اس تحریر میں مجھے کوئی مشقت نہیں اٹھانی پڑتی مگر

سجاح کے سوائے ایک بھی ایسا نہیں جو الہام یا وحی کا مدعی ہو۔ محمد بن تومرت نے حکومت وقت کے خلاف بغاوت کی اور دس آدمیوں نے اس کی طرف مہدیت منسوب کی۔ اس کا اپنا دعویٰ نہ تھا (کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۷) عبدالمومن اس کا خلیفہ تھا اس کا بھی کوئی الہام و وحی کا دعویٰ نہ تھا۔ اس لئے وہ بھی لو تقول کے نیچے نہیں آسکتا طریف ابو صبیح اور صالح بن یوسف نے اپنا نیا مذہب بنایا تھا لیکن تمام عمر اسے چھپاتے رہے۔ اور الہام و وحی کا دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ عبید اللہ مہدی بھی صاحب الہام نہ تھے یعنی اس کا دعویٰ مہدیت کسی الہام پر مبنی نہ تھا۔ اس لئے وہ بھی لو تقول کی زد میں نہ آسکا۔

پس تعجب ہے کہ ایسے لوگوں کی مثالیں کیوں دی جاتی ہیں جن کا دعویٰ الہام ہی نہیں۔ کسی ایسے شخص کی مثال پیش کیجیے جو مدعی الہام ہو اور پھر اسے کامیابی حاصل ہوئی ہو اور اسکے ساتھ ہی لو تقول الخ کی آیہ کریمہ اور بزرگان اُمت کے مندرجہ ذیل فیصلوں کو بھی ملحوظ رکھئے۔

وقد ادعی بعض الکذابین النبوۃ کمسیلمۃ الیمامی والاسود العنسی وسجاح الکاھنۃ فقتل بعضھم و بالجملۃ لم ینتظم امر الکاذب فی النبوۃ الا ایاما معدودات (نبراس صفحہ ۴۴۴) یعنی بعض جھوٹے لوگوں نے نبوت کے دعوے کئے جیسے مسیلمہ یمامی اور اسود عنسی اور سجاح کاہنہ نے۔ پس ان میں سے بعض قتل کر دیئے گئے اور بعض نے توبہ کر لی اور فی الحقیقت کاذب کا کام نبوت کے بارہ میں چند دن سے زیادہ نہیں چل سکتا۔

ایسا ہی علامہ ابن قیم ایک عیسائی سے مناظرہ کے دوران میں لکھتے ہیں:۔

نحن لا ننکر ان کثیرا من الکذابین قام فی الوجود وظھرت شوکتہ ولکن لم یتم لہ امرہ ولم تطل مدتہ بل سلط علیہ رسلہ ... فمحقوا اثرہ وقطعوا دابرہ واستاصلوا شافتہ ھذہ سنتہ فی عبادہ منذ قامت الدنیا الی ان یرث الارض ومن علیھا (زاد المعاد جلد ۱ صفحہ ۵۰۰) یعنی ہم انکار نہیں کرتے کہ بہت سے جھوٹے مدعی کھڑے ہوئے۔ اور ان کی شان و شوکت بھی ظاہر ہوئی لیکن ان کا کام تکمیل کو نہیں پہنچا اور نہ ان کو کوئی طویل مدت تک مہلت ملی بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان پر مسلط کر دیئے جنہوں نے ان کے آثار مٹا دیئے اور ان کی جڑیں اکھاڑ دیں اور بنیادوں کو اکھاڑ پھینکا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں میں جب سے دنیا بنی اور جب تک دنیا رہیگی سنت ہے۔

سید صاحب جواب دیں

پس کیا جناب سید حبیب ازراہ کرم اس پر غور فرمائیں گے کہ:۔

(ا) جب قرآن کریم کا یہ کھلا ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ پر افترا کرنیوالا رگ جان سے پکڑا جاتا ہے۔

(ب) جب واقعات و حقائق اس بات پر شاہد ہیں کہ جھوٹے مدعیوں اور مفتریوں کی جڑیں اکھاڑ دی گئیں اور انکے آثار مٹا دیئے گئے جس کا اعتراف علامہ ابن قیم جیسے متبحر عالم اور نبراس جیسی اہل سنت کی معتبر کتاب کو بھی ہے۔

(ج) جب یہ حقیقت ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ تئیس سال سے زیادہ مدت تک وحی و الہام کا دعویٰ کرتے رہے اور شدید سے شدید مخالفتوں سے بھی ان کا بال بھی بیکا نہیں ہوا بلکہ آج تک ان کا کام اور جماعت ترقی کر رہی ہے۔

تو کیا یہ تمام باتیں حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت کا بین ثبوت نہیں؟ اگر وہ اس کے ماننے کے لئے تیار نہیں تو مہربانی کر کے بتائیں کہ:۔

دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ و معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے۔ کسی قدر مشقت اٹھا کر اور بہت سا وقت لیکر ان مضامین کو میں لکھ سکتا۔"

دوسرے حصہ میں آپ نے عربی الفاظ اور فقرات کا حسب ضرورت خارق عادت طور پر بوقت تحریر وحی سے معلوم ہونا بیان کیا ہے۔

کیا کوئی انصاف پسند اس عبارت سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان کی زبان کا ذمہ دار خود خدا ہے۔ انشا پردازی کے وقت سلسلہ الفاظ اور معانی کا بڑی سہولت کے ساتھ سامنے آتے جانا تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کو لکھنے میں بہت سہولت ہوتی تھی یہ کہاں لکھا ہے کہ وہ کلام قرآن کریم کی طرح بے نظیر اور اعجازی کلام ہے۔

خارق عادت صرف عربی تحریرات ہیں

اُردو کے متعلق جس اعجاز کا آپ نے دعویٰ کیا ہے وہ سلسلہ تحریر میں سہولت کا ہونا ہے۔ خارق عادت صرف عربی تحریرات کے بعض الفاظ اور فقرات کو قرار دیا ہے۔ اور عربی ہی میں تفسیر نویسی کے لئے آپ نے اپنے مخالفین کو مقابلہ کی دعوت بھی دی لیکن ؎

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند ۔ ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اس وقت کسی کو آپ کے بالمقابل اُٹھنے یا آپ کی تحریرات کی غلطیاں نکالنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ایک آدھ مولوی نے اگر کسی عربی فقرہ یا الہام پر انگلی رکھنے کی جرأت کی تو اس کو ایسی منہ کی کھانی پڑی کہ پھر بولنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ اب بھی اگر کسی مولوی ملا میں ہمت ہے۔ کسی بڑے سے بڑے عالم کو اگر حوصلہ ہے تو بے شک اٹھے اور آپ کی عربی کی وہ "فاش غلطیاں" پیش کرے جن کے بارہ میں سید صاحب کو "دم مارنے کی جرأت نہیں"۔ لیکن یہ یاد رکھئے کہ کسی تحریر کا غلطی سے پاک ہونا الگ بات ہے اور اس کا قرآن کریم کی طرح بے نظیر و معجز نما ہونا امر دیگر ہے۔ سید حبیب صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ ہر نبی مجدد یا مامور کا کلام قرآن کریم کی طرح بے نظیر اور معجز نما ہونا چاہیے یہ ایک "من گھڑت" غلطی ہے جس کی صحت کا کوئی ثبوت وہ پیش نہیں کر سکے۔

"قلم" کا لفظ اور سید حبیب کی "علمی فرمائیگی"

اب میں ان دو تین مثالوں کو لیتا ہوں جو سید صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت میں سے تذکیر و تانیث کی غلطیوں کے ثبوت میں پیش کی ہیں۔ پہلی غلطی "قلم" کے لفظ کے متعلق پیش کی گئی ہے جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے مؤنث استعمال کیا ہے۔ میں حیران ہوں اس جرأت پر جو اپنی "علمی فرمائیگی" کے اعتراف کے باوجود سید حبیب صاحب نے اس بارہ میں کی ہے۔ قلم کے لفظ کے متعلق یہ دعویٰ شاید سید صاحب کو ہی زیب دے سکے کہ اس کا استعمال مؤنث نہیں بلکہ مذکر ہی ہو سکتا ہے۔ کوئی صاحب علم شخص جس کو لغت پر عبور ہو اس قسم کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کاش انہوں نے اُردو لغت کی کوئی معمولی سی کتاب ہی اٹھا کر دیکھی ہوتی تو انہیں "قلم" کے لفظ کے ساتھ "مذکر و مؤنث" کے الفاظ بھی لکھے ہوئے نظر آجاتے اور اگر انگریزی کی ضخیم ڈکشنریوں کی طرح اُردو کی ایک فرہنگ آصفیہ ہی ان کی میز پر ہوتی تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ اس "پیش پا افتادہ غلطی" کے ارتکاب میں بعض مستند ماہرین زبان بھی شامل ہیں۔ چنانچہ مولانا سید احمد صاحب مصنف "فرہنگ آصفیہ" نے قلم کا استعمال نہ صرف مذکر و مؤنث دونو

کو اپنے مخالفین اور بالخصوص مخالفین اسلام پر حاصل ہوئی ہے اس کی کوئی نظیر نہ موجودہ زمانہ میں نظر آتی ہے اور نہ ان جھوٹے مدعیان کی زندگیوں میں دکھائی دیتی ہے۔ جن کی مثالیں سیّد صاحب نے پیش کی ہیں۔ کس قدر مخالفین حضرت مرزا صاحب کو اپنی زندگی میں پیش آئیں قتل کے مقدمات ان پر بنائے گئے۔ کفر کے فتوے ان پر دیئے گئے۔ مسلمان مولوی آریہ اور عیسائی یکدل و یکجان ہو کر ان کی مخالفت اور استیصال کے لئے کھڑے ہو گئے لیکن ان کا ایک بال بینکا نہ کر سکے۔ اور وہ خدا کا مامور ۲۳ سال سے زیادہ مدت تک جو ایک مدعی کی صداقت کا معیار ہے۔ بڑی کامیابی کے ساتھ اپنا کام کرتا رہا اس کے بعد بھی اس کی جماعت یورپ اور دیگر ممالک میں جس کامیابی کے ساتھ تبلیغ اسلام کے فرائض سرانجام دے رہی ہے کیا یہ کسی مخالف احمدیت کو نصیب ہوا ہے؟ کیا ان لوگوں کی زندگیوں میں اس کا کوئی نمونہ نظر آتا ہے جن کی مثالیں ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہیں؟ پھر کیا یہ احمدیت کی صداقت کا ایک کھلا ثبوت نہیں؟

ماموریں کیلئے معیار صداقت اور حضرت مسیح موعودؑ

خدا تو فرماتا ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ جس کے معنے کرتے ہوئے تمام مفسرین نے تسلیم کیا ہے کہ چونکہ آنحضرت صلعم دعویٰ نبوت کے بعد تئیس سال تک زندہ رہے۔ اس لئے یہ مدت ایک مدعی ماموریت کے لئے معیار صداقت ہے چنانچہ تفسیر شرح البیان جلد ۴ صفحہ ۶۲ پر ہے:۔ فی الآیۃ تنبیہ علی ان النبی علیہ السلام لو قال من عند نفسہ شیئاً او زاد او نقص حرفاً واحداً علی ما اوحی الیہ لعاقبہ اللہ وھو اکرم الناس الیہ فما ظنک بغیرہ یعنی اس آیت میں تنبیہ ہے کہ اگر آنحضرت صلعم اپنے پاس سے افترا کرتے یا جو وحی خدا کی طرف سے نازل ہوئی کوئی ایک ہی حرف کی کمی یا زیادتی اس میں کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی سزا دیتا حالانکہ آنحضرت صلعم اُسے سب سے زیادہ معزز تھے پس کوئی دوسرا اگر افترا کرے تو اس کے متعلق کیا خیال کیا جا سکتا ہے۔

شرح عقائد نسفی میں جو اہل سنت و الجماعت کی معتبر ترین کتابوں میں سے ہے لکھا ہے کہ فان العقل یجزم بامتناع اجتماع ھذہ الامور فی غیر الانبیاء فی حق یعلم انہ یفتری علیہ ثم یمھلہ ثلاثاً وعشرین سنۃ (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۰۰) یعنی عقل اس بات کو ممتنع قرار دیتی ہے کہ یہ باتیں ایک غیر نبی میں جمع ہو جائیں اس شخص کے حق میں جس کے متعلق خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ اس پر افترا کرتا ہے پھر اس کو تئیس سال کی مہلت دے۔ پس یہ غور طلب بات ہے کہ جب ایک مفتری دعویٰ الہام کے بعد ۲۳ سال کی مدت تک زندہ نہیں رہ سکتا اور رگ جان سے پکڑا جاتا ہے تو یہ کیا بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب دعویٰ الہام کے بعد ۲۳ سال سے زیادہ مدت تک ہر قسم کی مخالفت کے باوجود کامیابی کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے اور آج تک آپ کا کام نہایت کامیابی کے ساتھ جاری ہے۔ اور آپ کے مریدین کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ کیا خدا کی عدالت میں بھی نعوذ باللہ اندھیر پڑ گیا کہ قرآن کریم میں صدق و کذب کا ایک کھلا معیار قائم کرنے کے باوجود ایک کاذب کو کامیابی عطا کرتا چلا جاتا اور اس کے مخالفین کو اس کے خلاف پورا زور صرف کرنے کے باوجود ناکام اور نامراد رکھتا ہے۔ یہ کہنا کہ اس سے پیشتر کذاب مدعیوں کو اس سے بڑھ کر کامیابی ہوتی رہی ہے۔ قرآن کریم کے ایک صریح ارشاد کا بطلان ہے اور واقعات و حقائق کے بھی یہ صریحاً خلاف ہے۔ کیونکہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ کسی جھوٹے مدعی کو آج تک کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔

کسی جھوٹے مدعی الہام کو مہلت نہیں مل سکتی

سیّد صاحب نے جن لوگوں کی مثالیں دی ہیں ان میں سے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور

طرح جائز قرار دیا ہے۔ بلکہ تانیث کی تائید میں حضرت ظفر بادشاہ دہلی کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے ؎

ظفر جو خوف سے تیرا نہ کانپتا یہ ہاتھ ٭ قلم تیری دم تحریر ہل گئی تھی کیوں

اور سنئے حضرت محسن کاکوروی کے فرزند ارجمند جناب مولوی نور الحسن نیر۔ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ چیفکورٹ اودھ نے جو اردو علم ادب سے گہری واقفیت رکھتے ہیں "نور اللغات" کے نام سے ایک ضخیم اردو لغت تصنیف کی ہے اس میں قلم کے لفظ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے پیشتر مؤنث بھی کہتے تھے (ظفر) ؎

عجب احوال ہے میرا کہ جب خط اس کو لکھتا ہوں
تو دل کچھ اور کہتا ہے قلم کچھ اور کہتی ہے

(نور اللغات مطبوعہ نیر پریس لکھنو صفحہ ۲۶)

نظم کے علاوہ نثر کا بھی ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔ میرزا حیرت دہلوی مرحوم نے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی لکھتے ہوئے ان کی ایک عربی عبارت کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:۔

"میں نے امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا کہ میرے گھر تشریف لائے ہیں اور امام حسنؓ کے ہاتھ میں ایسی قلم ہے جس کی نوک ٹوٹی ہے۔ آپ نے مجھے (قلم) عنایت کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور ارشاد کیا ھذا قلم جدی یہ میرے نانا جان کی قلم ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر آپ نے (قلم کو) ہاتھ میں روک لیا اور فرمایا امام حسینؓ (اسے) بنا دو۔ پھر امام حسینؓ نے (اس قلم کو) بنا دیا (جب قلم بن چکی) تو پھر مجھے عنایت کی" (ملاحظہ ہو کرزن گزٹ یکم نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۴ کالم ۳)

اس عبارت میں قلم کا لفظ چار مرتبہ مؤنث استعمال ہوا ہے جو کسی پنجابی کے قلم کا نتیجہ نہیں بلکہ مرزا حیرت جیسے اہل زبان کی تصنیف ہے۔

اب فرمائیں جناب سیّد حبیب کہ قلم کا لفظ اگر حضرت مرزا صاحبؑ نے مؤنث استعمال کیا تو کیا گناہ کیا؟ جب لغت اس کو جائز ٹھیراتی ہے۔ شاہ ظفر بادشاہ دہلی جن کا کلام بڑے بڑے نامی استادان ادب اور شعراء کا رہین منت ہے۔ اور ان کی زبان کو "کوثر میں دھلی ہوئی" کہا گیا ہے۔ اس کو مؤنث باندھتے ہیں۔ میرزا حیرت جیسے اہل زبان بار بار اس کو مؤنث لکھتے ہیں[1] تو حضرت مرزا صاحب جن کو اردو علم ادب میں فصاحت و بلاغت کا کوئی دعویٰ نہیں اور نہ ایسا دعویٰ ان کی ماموریت کے لئے ضروری ہے۔ اگر اسے مؤنث استعمال کریں تو سیّد صاحب کو پریشانی کیوں لاحق ہو جاتی ہے۔ اور وہ تذکیر کی تلاش میں کیوں لگ جاتے ہیں۔ حیرت ہے کہ جناب محمد اسحٰق خاں صاحب بی۔ اے علیگ نے بھی جنہوں نے اس سلسلہ کی تصحیح کا بار اٹھایا اور سیّد صاحب نے ان کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا ہے۔ ان کی اس فاش غلطی اور "علمی خرد ماغی" کو رفع نہ کیا ورنہ شاید ان کی "ادبی اغلاط" کا یہ "بدترین نمونہ" دیکھنے میں نہ آتا۔

"ہوش" کا لفظ

سیّد صاحب نے قلم کے علاوہ ایک اور لفظ "ہوش" بھی پیش کیا اور لکھا ہے کہ:۔

"ایک اور موقعہ پر "ہوش آئی" کے الفاظ لکھ کر آپ نے اپنے ادبی اغلاط کا بدترین نمونہ پیش کیا ہے" اس کا کوئی حوالہ انہوں نے نہیں دیا۔ اور جب تک حوالہ نہ دیں اس کے متعلق سوائے اس کے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ اگر ان کا یہ بیان صحیح ہو تو اسے دلیل کے

[1] یہ مضمون لکھا جا چکا تھا تو اخبار "الفضل" میں بھی سیّد حبیب کا جواب شائع ہونا شروع ہو گیا اس میں اسی موضوع پر بحث کرتے ہوئے غالب مرحوم کا بھی ایک شعر نقل کیا گیا ہے ؎ بزم کا التزام گر کیجئے ٭ ہے قلم میری ابر گوہر بار (مطالب الغالب شرح دیوان غالب اردو از سہا صفحہ ۳۹۲)

سمجھنا چاہیے جیسے سید صاحب کی تحریر میں جابجا پایا جاتا ہے[1] کیونکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسری جگہ "ہوش" کا لفظ مذکر استعمال کیا ہے جیسے فرمایا:۔ "ہوش اُڑ جائیں گے۔ انساں کے پرندوں کے حواس" (براہین احمدیہ حصہ پنجم)۔

"ذرد" کا استعمال

اپنے مضمون کی قسط ششم میں سید صاحب نے اس بات پر بھی اعتراض کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "ذرد" کا لفظ مؤنث استعمال کیا ہے۔ یہ ان کی علمی فرومائگی کی "ایک اور بدترین مثال" ہے۔ معلوم نہیں انہوں نے اُردو علم ادب کی تعلیم کہاں حاصل کی کہ اس قسم کی "پیش پا افتادہ" علمی غلطیاں ان سے سرزد ہوتی ہیں۔ کاش انہوں نے مشہور شاعر جلال لکھنوی کا رسالہ "تذکیر و تانیث" دیکھا ہوتا جس کے صفحہ ۲۹ پر صاف لکھا ہے:۔ "ذرد مشترک ہے مگر مؤلف کے عندیہ میں مؤنث ہے"۔

کیا اب بھی سید صاحب کی علمی فرومائگی "دوسروں پر علمی اعتراضات کی جرأت کرے گی؟"

حضرت مسیح موعودؑ "سلطان القلم" ہیں

اس موقعہ پر ایک اور امر کی طرف بھی سید صاحب کی توجہ کو منعطف کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہم بتا چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کا کوئی دعویٰ فصیح و بلیغ اُردو لکھنے کا نہیں تھا۔ اور نہ ایسا دعویٰ ایک مامور کے لئے کوئی ضروری اور لابدی امر ہے۔ ہاں وہ "سلطان القلم" ضرور تھے یعنی قلم پر انہیں ایسی طاقت و قدرت حاصل تھی کہ مشکل سے مشکل مضامین پر ایسی سلاست اور روانی کے ساتھ لکھتے تھے کہ ان کا کلام خود بخود دلوں میں اترتا چلا جاتا تھا۔ یہی درحقیقت ان کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت تھا۔ بڑے بڑے معاندین آپ کی کتابوں کو عناد کی نظروں سے دیکھنے کے لئے بیٹھے اور محبت و اثر اپنے دلوں میں لیکر اُٹھے۔ اس کھلے اعجاز کو دیکھ کر مولویوں نے اعلانات کئے کہ مرزا صاحب کی تصنیفات نہ پڑھو۔ مرزا صاحب کے کلام کو نہ سنو کہ اس میں سحر ہے کیا فصاحت و بلاغت کے سرسینگ ہوتے ہیں کیا کلام بلیغ اس کو نہیں کہتے جو دلوں تک پہنچ جائے اگر ایک آدھ لفظ کا استعمال غلط بھی ہو جائے (جس کا کوئی ثبوت سید صاحب نے پیش نہیں کیا) تو کون سے اندھیر کی بات ہے۔ کلام کے عام اسلوب اور اثر کو دیکھنا چاہیے جو مسلمہ طور پر بے نظیر ہے۔

مولانا عبداللہ العمادی کی رائے

لیکن باوجود اس کے سید صاحب فرماتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کی تحریر مبتذل اور پیش پا افتادہ اغلاط سے پُر ہے"۔

اس کے بالمقابل مولانا عبداللہ العمادی جیسے بہترین انشاپرداز کی رائے بھی سن لیجئے جو آجکل حیدرآباد دکن کے صیغہ تالیف و تراجم میں ایک بہت بڑے عہدہ پر فائز ہیں حضرت مرزا صاحبؒ کی وفات کے موقعہ پر وہ اخبار "وکیل" کے ایڈیٹر تھے۔ جہاں انہوں نے آپ کی وفات پر خون کے آنسو بہاتے ہوئے حسب ذیل فقرات تحریر فرمائے ہیں:۔

"وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور جس کی آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کیلئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان بنا رہا جو شور قیامت ہو کے خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا خالی ہاتھ دنیا سے اُٹھ گیا"۔

---

[1] اخبار "الفضل" میں اس کو ماحول کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے اسکی تائید میں ..... اگست اخبار "انقلاب" کا یہ فقرہ نقل کیا گیا ہے "ہندوؤں کو بہت جلد ہوش آجائیگی"۔

کیا اُمتِ محمدیہ میں کوئی صادق مصلح نہیں ہوا؟

ہم تو متعجب ہیں کہ ایسے جھوٹے مدعیان کی طویل داستانیں اور قصے لکھنے سے شاہ صاحب کا کیا مطلب ہے؟ کیا اُمتِ محمدیہ میں نیک اور راستباز انسان کوئی نہیں ہوئے؟ کیا جھوٹے مدعیان نبوت و مہدویت کے سوائے کسی پاک باطن مصلح کی شکل اس اُمت نے نہیں دیکھی کہ بار بار کذابوں کے سوائے اور کسی کا نام ہی ہمارے مخالفین کی زبانوں پر نہیں آتا؟ کیا مجددین اور اولیاء اللہ کا نام لینا گناہ ہے؟ جنہوں نے اپنے اپنے وقت میں دعویٰ ماموریت کرکے دنیا کو ہدایت و رشد کی طرف بلایا؟ کیوں ان کی زندگیوں کو مطالعہ نہیں کیا جاتا اور اس بات کو معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی کہ حضرت مرزا صاحبؒ کی زندگی ان نیک اور پاک لوگوں سے ملتی ہے یا نہیں؟ اور آپ کے کشوف و الہامات کا نمونہ ان کے ملفوظات میں بھی پایا جاتا ہے یا نہیں؟ کیا سید حبیب صاحب اور ہمارے دیگر مخالفین اس اُمت کو خیر اُمت کے بجائے شر اُمت ثابت کرنا چاہتے ہیں؟ کہ جھوٹے مدعیان کے نام لے لے کر اور ان کے مکر و فریب اور الحاد و بیدینی کی تفصیلات بیان کرکے حضرت مرزا صاحبؒ کو بھی اسی ذیل میں لانا چاہتے ہیں؟ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ یہ اسلام کی خدمت نہیں بلکہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کی تحقیر و تذلیل ہے کہ محض کذابوں ہی کی مثالیں گنوائی جائیں اور صادقوں کا کوئی ذکر تک نہ کیا جائے۔ دیانتداری اور ایمانداری کا تقاضا یہ تھا کہ جہاں انہوں نے ایسے جھوٹے مدعیان اور ان کے الحاد و زندقہ کا ذکر کیا تھا وہیں حضرت سید عبدالقادر گیلانی رح، حضرت بایزید بسطامی رح، حضرت جنید بغدادی رح، حضرت شیخ شبلی رح، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رح، حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رح کے بھی نام لیتے اور اُن کے پاکیزہ حالات نقل کرکے دنیا کو بتاتے کہ حضرت مرزا صاحبؒ کا فلاں کام ان بزرگوں کے اعمال صالحہ کے خلاف ہے۔ فلاں الہام اور کشف کی کوئی مثال ان بزرگوں کی زندگیوں میں نظر نہیں آتی جس چیز کے متعلق یہ معلوم کرنا ہو کہ وہ سونا ہے یا پیتل۔ اسے سونے ہی کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے۔ حیرانی ہے کہ ہمارے مخالفین کو حضرت مرزا صاحبؒ کے بارہ میں یہ موٹا اصول کیوں یاد نہیں رہتا اور کیوں وہ خواہ مخواہ کذابوں کا ذکر کرکے اس امت کو خیر اُمت نہیں بلکہ شر اُمت ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحبؒ کی زندگی کا کوئی پہلو ان کذابوں کی زندگیوں کے مماثل و مشابہ نہیں جیسا کہ آئندہ اقساط میں قارئین کرام پر واضح ہو جائے گا۔

جماعت احمدیہ کی ثروت و تمکنت

لیکن ان کذابوں کی مثالیں بیان کرنے کی ایک وجہ سید صاحب نے یہ بیان کی ہے کہ:۔

"مسلمانوں کی موجودہ مفلوک الحالی کے مقابلہ میں علمبرداران تحریک قادیان کی ثروت وجاہت و تمکنت بھی انکی صداقت کی ایک دلیل بن گئی ہے مگر جن مدعیان نبوت کا مختصر حال اس سلسلہ میں بیان کیا گیا ہے ان کی شوکت ثروت و تمکنت اور ان کا جاہ و جلال قادیان سے لاکھوں گنا بڑھا ہوا تھا وہ صاحب تخت و تاج و حامل شمشیر و علم ہو کر گذرے ہیں لہذا ظاہر شان و شوکت سے مرعوب ہونا درست نہیں اس کو خداوند کریم نے اپنے کلام میں متاع قلیل کا نام دیا ہے"

ہم حیران ہیں کہ سید صاحب سے یہ کس نے کہدیا کہ احمدی جماعت "ثروت وجاہت اور تمکنت" میں دوسرے مسلمانوں سے بہت بڑھی ہوئی ہے اور یہ ان کی صداقت کی دلیل ہے۔ کم از کم لاہوری احمدیہ جماعت کو اس قسم کا دعویٰ نہیں اور نہ ہی جہاں تک ہمارا علم ہے۔ برادران قادیان کی طرف سے کبھی اس قسم کا اعلان ہوا ہے۔ ہاں ایک قسم کی ثروت و تمکنت انہیں بے شک حاصل ہے اور وہ یہ کہ جو کامیابی جماعت احمدیہ

غلط ہے۔ بلکہ اس کے خلاف انہوں نے اس خواب کو نقل کرکے صراحت کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ وما نعنی بھذہ الواقعۃ کما یعنی فی کتب اصحاب وحدۃ الوجود وما نعنی بذالک ما ھو مذھب الحلولیین بل ھذہ الواقعۃ توافق حدیث النبی صلعم اعنی بذالک الحدیث البخاری فی بیان مرتبہ قرب النوافل لعباد اللہ الصالحین (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۶) یعنی میں اس خواب سے وہ معنے نہیں لیتا جو وحدت وجود والوں کی کتابوں میں لکھے ہیں اور نہ ہی ہم وہ معنے لیتے ہیں جو حلولیوں کے مذہب میں لئے جاتے ہیں بلکہ اس واقعہ کا وہی مطلب ہے جو حدیث نبوی صلعم کا مطلب ہے یعنی بخاری کی اس حدیث کا جو اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں کے قرب نوافل کے بیان میں مروی ہے اور جس میں بتایا گیا ہے کہ میں اپنے صالح بندوں کے ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں۔

زمین آسمان پیدا کرنیکی تعبیر پھر اسی ضمن میں زمین و آسمان کے بنانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ان ھذا الخلق الذے رأیتہ اشارۃ الی تائیدات سماویۃ وارضیۃ۔ یہ زمین و آسمان کو پیدا کرنا جو میں نے دیکھا ہے اس سے سماوی اور ارضی تائیدات کی طرف اشارہ ہے۔ ایسا ہی اپنی کتاب چشمہ مسیحی صفحہ ۳۵ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:۔

"ایک دفعہ کشفی رنگ میں میں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا۔ اور پھر میں نے کہا کہ آؤ اب انسان پیدا کریں۔ اس پر نادان مولویوں نے شور مچایا کہ دیکھو اب اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ اس کشف سے مطلب یہ تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے"

عیسائیت پر اتمام حجت ایک اور حوالہ سن لیجئے اسی کشف کو کتاب البریہ میں نقل کرنیکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں:۔

"اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور غور کریں اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں اور پھر انصاف سے گواہی دیں کہ یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اس کی خدائی نکالتے ہیں ان الہامات سے بڑھ کر ہیں؟ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی اور سب سے بڑھ کر ہمارے سید و مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ کی وحی میں صرف یہی نہیں کہ جس نے تجھ سے بیعت کی اس نے خدا سے بیعت کی۔ اور نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے بلکہ آپ کے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ہے" (کتاب البریہ صفحہ ۷۹)

اب قابل غور امر ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ بار بار دعویٰ الوہیت سے اپنی بریت ظاہر کرتے ہیں۔ اور اس خواب کی ایسی تعبیر کرتے ہیں جو دعویٰ الوہیت کے خلاف ہے۔ آسمان اور زمین کی پیدائش سے سماوی اور ارضی تائیدات اور خاص تبدیلی مراد لیتے ہیں اور پادریوں کے بالمقابل اسے پیش کرتے ہوئے ان پر اتمام حجت کرتے اور "نعوذ باللہ میری خدائی" کے الفاظ میں کھلے طور پر دعویٰ الوہیت سے تبرا فرماتے اور آنحضرت صلعم کی وحی کو اس سے بڑھ کر بتاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی سید حبیب صاحب اور دیگر مخالفین اس خواب کو ایک تعبیر طلب خواب نہیں بلکہ دعویٰ الوہیت ہی قرار دیتے ہیں۔

فرمائیں جناب سید حبیب صاحب کہ جن کا قلم "سحر" ہو گیا اس کی تحریر "مبتذل" اور نہایت معمولی اور بیش پا افتادہ اغلاط سے مملو ہوا کرتی ہے؟

مرزا حیرت دہلوی کا اعتراف آئیے ایک اور صاف اور کھلی رائے آپ کو سنائیں۔ مرزا حیرت مرحوم جو دہلی کے ایک مشہور انشاء پرداز اور اخبار کرزن گزٹ کے ایڈیٹر تھے لکھتے ہیں:۔

مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی کی ہیں وہ بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں۔ اس نے مناظرے کا بالکل رنگ ہی بدل دیا۔ اور ایک جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کی یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا ...... اگرچہ مرحوم پنجابی تھا مگر اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں۔ ایک پر جذبہ اور قوی الفاظ کا انبار اس کے دماغ میں بھرا رہتا تھا اور جب وہ لکھنے بیٹھتا تو جچے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ مولوی نورالدین مرحوم کے خلیفہ اول سے جو لوگ ناواقف ہیں وہ تو اپنی غلطی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کتابوں میں مولوی نورالدین نے بہت مدد دی ہے مگر ہم اپنی ذاتی واقفیت سے کہتے ہیں کہ حکیم مولوی نورالدین مرزا کے مقابلہ میں چند سطریں بھی اردو کی نہیں لکھ سکتا۔ اگرچہ مرحوم کے اردو علم ادب میں بعض بعض مقامات پر پنجابی رنگ اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے تو بھی اس کا پر زور لٹریچر اپنی شان میں نرالا ہے اور واقعی اس کی بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی عالت طاری ہو جاتی ہے۔ اردو علم ادب میں ترقی کرتے کرتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ سوائے خال خال مقام کے ان کا اردو لٹریچر ستھرا اور پاک ہو گیا ہے۔ مرحوم نے اگرچہ کوئی باقاعدہ تعلیم عربی علم ادب اور صرف و نحو کی کہیں حاصل نہیں کی تو بھی اپنی خداداد ذہانت اور طبیعت کی جودت سے اتنی قابلیت عربی میں پیدا کر لی کہ وہ بے تکلف عربی لکھ لیتا تھا اور عربی بولنے میں اس کو ذرا تامل نہیں ہوتا تھا۔ مرزا صاحبؑ نے جو نمایاں ترقی اپنی قوت بازو سے حاصل کی اس کی نظیر ہندوستان میں بہت کم ملیگی" (کرزن گزٹ دہلی مورخہ یکم جون ۱۹۰۸ء)

یہ ایک اہل زبان محقق کا فیصلہ ہے جس میں اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ

ا۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے قلم میں اسقدر قوت تھی کہ سارے ہند میں بھی اس قوت کا لکھنے والا کوئی نہ تھا۔

ب۔ پر جذبہ اور قوی الفاظ کا انبار انکے دماغ میں بھرا رہتا تھا اور جب وہ لکھنے بیٹھتے تھے تو جچے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔

ج۔ ان کا پر زور لٹریچر اپنی شان میں نرالا ہے۔

د۔ سوائے خال خال مقام کے ان کا اردو لٹریچر ستھرا اور پاک ہو گیا ہے۔

ہ۔ بے تکلف عربی لکھ لیتے اور بولنے میں ذرا تامل نہ ہوتا تھا۔

اس کھلے فیصلہ کے خلاف یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود کی تحریر "مبتذل اور پیش افتادہ اغلاط سے پر ہے" درحقیقت بالکل بھی ان کی تحریر کا معجزنما ہے اور نہ پر زور اور عربی اور فارسی تحریر میں بھی فاش غلطیاں ہیں" سید حبیب جیسے "ہیچمدان" اور "علمی فرومائگی" رکھنے والے آدمی کا

کلام ہے۔ کیا سید صاحب بتا سکتے ہیں کہ مولانا عبداللہ العمادی اور مرزا حیرت دہلوی کے اس کھلے فیصلہ کے خلاف ان کے پاس کیا سند ہے کہ ان کے بیان کو صحیح سمجھا جائے؟

کیا مامور شاعر نہیں ہو سکتا؟ نثر کے بعد شاہ صاحب نے اپنی دوسری دلیل میں حضرت مسیح موعودؑ کے کلام منظوم پر بھی حملہ کیا ہے اور سب سے پہلے تو یہ اصول وضع کیا ہے کہ "میرا ایمان ہے کہ حضور شافع المذنبین کے دین کی تجدید کے لئے اگر کوئی مرسل آئے تو وہ جس طرح مجنون کاہن ساحر نہیں ہو سکتا اسی طرح شاعر بھی نہیں ہو سکتا"۔

لیکن اس ایمان کو کیا کیا جائے جو واقعات وحقائق کے صریحاً خلاف ہو۔ کیا سید صاحب اپنے اس ایمان کو صحیح ثابت کر سکتے ہیں؟ قرآن کریم نے تو جہاں آنحضرت صلعم کے شاعر ہونے کی نفی کی ہے وہاں شعر سے بے حقیقت تخیلات پیش کرنے اور جھوٹی باتیں بنانا مراد ہے شعر سے کلام موزون مراد نہیں۔ ملاحظہ ہو مفردات راغب جہاں صاف لکھا ہے:۔

وقولہ حکایۃ عن الکفار بل افتراہ بل ھو شاعر وقولہ شاعر او مجنون ..... لم یقصد واھذا المقصد فیھم سموہ بہ ذالک انہ ظاھر من الکلام انہ لیس علی اسالیب الشعر ولا یخفی ذالک علی الاغتام فضلا عن بلغاء العرب وانما رموہ بالکذب فان الشعر یعبر بہ عن الکذب والشاعر الکاذب ..... قیل احسن الشعر اکذبہ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ کفار آنحضرت صلعم کو شاعر اور مجنون کہتے ہیں ..... تو اس سے ان کا مقصد کلام موزوں نہیں تھا۔ کیونکہ یہ تو قرآن کے کلام ہی سے ظاہر ہے کہ وہ شعر کی طرز پر نہیں اور یہ امر ایک عام آدمی پر بھی مخفی نہیں رہ سکتا۔ چہ جائیکہ بلغائے عرب نثر اور نظم میں تمیز نہ کر سکیں حقیقت میں انہوں نے آنحضرت صلعم کو شاعر کہہ کر آپ پر کذب کا الزام دیا تھا کیونکہ شعر سے جھوٹ مراد لی جاتی ہے اور شاعر کاذب ہوتا ہے ..... عربی ضرب المثل ہے کہ سب سے اچھا شعر وہ ہے جس میں سب سے زیادہ جھوٹ ہو۔ (مفردات راغب صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳)

اب فرمایئے سید صاحب کے اس ایمان کو کیا کیا جائے جو ایسے کھلے حقائق کے خلاف ہو۔ بالخصوص جہاں تک مجدد دین کا تعلق ہے یہ اصولی ایمان جناب سید حبیب صاحب ہی کی ایجاد ہے جس کی تردید کے لئے گذشتہ تیرہ صدیوں کے واقعات وحقائق موجود ہیں۔ کیا حضرت سید عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے مجدد نہ تھے؟ پھر یہ کیا ہے کہ ان کی کتابوں میں نثر کے ساتھ جابجا کلام منظوم بھی پایا جاتا ہے جس کی مثالیں ہم آگے چل کر بعض دیگر مباحث کے ضمن میں پیش کریں گے۔ ہاں ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا جناب سید حبیب صاحب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو مجدد نہیں سمجھتے؟ اگر وہ مجدد ہیں اور ہر شخص نے انہیں ساتویں صدی کا مجدد تسلیم کیا ہے تو پھر کیا فتویٰ ہے جناب کا اس بارہ میں

خواجہ غلام الثقلین کی رائے اخبار "الفضل" میں اسی ضمن میں خواجہ غلام الثقلین کی رائے بھی نقل کی گئی ہے جنہوں نے ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء میں بمقام آگرہ آل انڈیا محمڈن اینگلو اورینٹل ایجوکیشنل کانفرنس کے ستائیسویں اجلاس میں اپنے خطبہ صدارت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ان لوگوں کی صف میں شمار کیا ہے جن کو آج اردو زبان میں بطور سند پیش کیا جاتا ہے مثلاً پروفیسر آزاد، مولانا حالی، سر سید احمد خاں، پنڈت رتن ناتھ سرشار۔ داغ۔ امیر جلال۔ (دیکھو رپورٹ اجلاس مذکور صفحہ ۳) اسی رپورٹ کے صفحہ ۱۰ پر پنجاب کے انشاپردازوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کو اردو زبان کے اعلیٰ انشاپردازوں میں شمار کیا گیا ہے۔ لیکن ان لوگوں کی علمی بلند نظری تک سید حبیب کی "علمی فرومائگی" کہاں پہنچ سکتی ہے؟

حیوان یا چرند یا پرند اس کے ساتھ مجامعت کر رہے ہیں تو کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ فی الواقعہ ملکہ زبیدہ کے ساتھ ایسا ہی ہوا؟ ظاہر ہے کہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں بلکہ اس کی تعبیر وہ نہر ہے جو نہر زبیدہ کے نام سے مکہ میں بہتی ہے۔ ایک اور رویا سن لیجئے۔ امام ابن سیرین کی منتخب الکلام فی تفسیر الاحلام میں ہے وحکی ان رجلاً رای فی منامہ کانہ بال فی المحراب فسال معبراً فقال یولد لک غلام یصیر اماماً یقتدی بہ۔ حکایت ہے کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ محراب میں پیشاب کر رہا ہے۔ ایک معبر سے اس نے پوچھا۔ اس نے کہا تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو امام ہوگا۔ اور اس کی اقتدا کی جائے گی (منتخب الکلام فی تفسیر الاحلام برحاشیہ تعطیر الانام فی تعبیر المنام صفحہ ۳) یہ تعبیر سید حبیب کے نزدیک تو غالباً صحیح نہ ہوگی اسے کہنے چاہئے تھا بھلے آدمی یہ تو نے کتنا بڑا کام کیوں کیا محراب کے اندر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا توبہ کرو ورنہ تم کافر قرار دیئے جاؤ گے۔ کیوں سید صاحب! یہ صحیح ہے یا وہ تعبیر جو معبر نے اسے بتائی۔

ان دونو باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے قرآن کریم میں حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب ہی پڑھ لیجئے یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتھم لی ساجدین۔ اے میرے باپ میں نے دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ کیا حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا تھا کہ خواب میں گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا؟ کیا فی الواقعہ سورج اور چاند اور ستارے آپ کے آگے سربسجود ہوئے تھے؟

مخالفین احمدیت کی "علمی فرومائگی" حیرت ہے کہ آج احمدیت کے مخالفین کی "علمی فرومائگی" یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ ان کھلی مثالوں کے باوجود رویا اور کشوف کو بھی حقیقت پر محمول کرنے لگ گئے ہیں ہم ان کی اس کوتاہ فہمی کو دیانتداری پر مبنی سمجھتے اگر ان کا یہ طریق سب جگہ ایک جیسا ہوتا لیکن نہیں اگر کوئی دوسرا شخص ان سے آکر کہے کہ میں نے خواب میں فلاں بات دیکھی ہے اگر وہ خود نیند کی حالت میں کوئی چیز دیکھیں تو فوراً انہیں سمجھ آجاتا ہے کہ یہ حقیقت نہیں بلکہ اس کے کوئی اور معنے ہیں لیکن اگر حضرت مرزا صاحب یہ فرمائیں کہ "میں نے نیند میں" ایسا دیکھا تو اسے خواہ مخواہ بھی حقیقت پر محمول کرکے ان کا دعویٰ قرار دیدیں گے۔

خواب میں اللہ تعالیٰ بن جانے کی تعبیر یہ کہنا کہ نیند کی حالت میں بھی اپنے آپ کو ہو بہو اللہ دیکھنا دعویٰ الوہیت پر منتج ہے۔ اپنی "علمی فرومائگی" کا ایک اور ثبوت دینا ہے۔ نیند میں انسان کا اپنا اختیار نہیں ہوتا۔ وہ جو کچھ دیکھتا ہے وہ تصرف الٰہی کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور اس کے کوئی معنے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت یوسف ع کے خواب کے معنے کچھ اور نکلے۔ پھر کتب تعبیر کو اٹھا کر دیکھئے تعطیر الانام فی تعبیر المنام میں جو تعبیر خواب کی بہترین کتاب ہے صاف لکھا ہے کہ من رای فی المنام انہ صار سبحانہ تعالیٰ فسوف یھدی الی صراط المستقیم۔ جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہو گیا اس کو جلد ہدایت کی منزل مقصود پر پہنچا دیا جائے گا۔ سن لیا آپ نے؟ اس سے صاف ظاہر ہے کہ معبرین کے نزدیک خواب میں کوئی شخص اللہ بھی بن سکتا ہے اور اس سے دعویٰ الوہیت مراد نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے ہدایت کی منزل مقصود پر پہنچنے کی خوشخبری ہوتی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے خواب کے آپ یہی معنے لینے کے لئے کیوں تیار نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس خواب کے کیا معنے کئے اگر یہ خیال ہو کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے خود اس کی بنا پر دعویٰ الوہیت کیا ہے تو یہ بالبداہت

افکار و اخبار

قانون ازدواج غیروں کی نگاہ میں

معاصر "مشین" اپنی ۲۳؍ جولائی ۳۳ء کی اشاعت میں "گارڈن آف ہمارنز" نامی ایک کتاب پر ریویو کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

"اگر مشرق میں بدترین مثالیں بھی ملتی تو مشرق ہی میں نکاح کے ایسے ضابطے بھی ملتے ہیں - جو یورپ کے اکثر موجودہ ضابطوں سے کہیں زیادہ معقول و منصفانہ ہیں - ہندوؤں میں دستور بچپن کی شادی کا ہے . . . . جو زن و شو کے والدین کرا دیتے ہیں - ٹھیک اس کے برعکس طریقہ اسلامی نکاح کا ہے جو یورپ کے مہذب ترین ملکوں کے دستور سے بہتر ہے اور جو صدہا سال سے حقوق نسواں کا تحفظ کئے ہوئے ہے - شریعت اسلامی کی کتاب المعاملات کا لب لباب "عدل" ہے - اور اسی پر زور دینے کا نتیجہ ہے کہ نکاح کی شکل ایک معاہدہ کی ہوگئی ہے - اب معاہدہ جو زن و شو دونوں اپنے اپنے بہبود کے لئے کرتے ہیں عیسائیوں کی طرح مسلمانوں کے ہاں نکاح محض ایک مذہبی رسم کا نام نہیں بلکہ اس کے اصول و ضوابط بڑی تفصیل و تعیین کے ساتھ ان کی شریعت میں درج ہیں - نکاحی بیویوں کو شروع ہی سے انگلستان میں قانون جائداد زنان منکوحہ کے پاس ہونے کے صدیوں قبل سے جائداد کے پورے حقوق حاصل رہے ہیں - زن مسلمہ جائداد کے کسب و میراث ہی میں پوری طرح خود مختار نہیں بلکہ شوہر پر بھی زندگی بھر اس کا نفقہ واجب ہے - اور شوہر کی وفات کے بعد اس کی جائداد میں اس کا پورا حصہ ہے - اسلام کا یہ قانون تیرہ سو برس سے چلا آرہا ہے !

طلاق بھی اسی طرح کوئی امر دشوار نہیں - صرف رضامندی طرفین کافی ہے - لیکن اگر ایک فریق آمادہ نہ ہو تو دوسرے شرائط کے ماتحت دوسرا فریق عدالت میں طلاق کی درخواست کر سکتا ہے - شوہر اگر ظلم کرتا ہے یا بیوی کے حقوق سکنی نہیں ادا کرتا ہے تو قاضی طلاق دلا سکتا ہے - شریعت اسلامی بیوی کو جتنے حقوق دلاتی ہے اور جس حد تک اس کی راحت کا خیال رکھتی ہے کوئی مسیحی ملک اس حیثیت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا - شریف اسلامی طبقہ اور دیندار مسلمان کاشتکاروں میں ازدواجی زندگی پر لطف ترین زندگی ہے"

سینما کی لعنت

قاہرہ کی مجلس علمی میں علامہ طاہر نے "سینما اور تھیئٹر" کے عنوان پر مصری نوجوانوں کے سامنے ایک بصیرت افروز تقریر کرتے ہوئے فرمایا :-

قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ قوموں پر جو انواع و اقسام کے عذاب آئے وہ ان کی عیش پرستیوں کا نتیجہ تھے قرآن حکیم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان قوموں کو بغیر ہلاک کئے نہیں چھوڑتا - جن کے جرایم متعدی ہوتے ہیں اور جو اپنی سیاہ کاریوں میں دوسروں کو بھی شریک کر لیا کرتی ہیں ہمارا ایمان ہے کہ مغرب پر بھی کسی نہ کسی نوعیت کا آسمانی عذاب نازل ہوگا - کیونکہ اس کی سیاہ کاریاں متعدی ہو چکی ہیں - صرف وقت کا سوال ہے

آپ نے فرمایا کہ آج تمام بدمعاشیوں کی جڑ سینما اور متحرک تصویریں ہیں جنھوں نے نوجوانوں کے اخلاق کو نہ صرف تباہ کر ڈالا ہے بلکہ ان کو امن پسند شہری کے بجائے امن و قانون کا قاتل بنا دیا ہے مہذب ڈاکے - زنا کی کثرت - اغوا کے واقعات - قتل و خونریزی کے حادثات سب سینما کے مرہون منت ہیں - میں نے امریکہ فرانس اور دیگر مغربی ممالک میں تحقیق کے بعد معلوم کیا ہے کہ سینما دیکھنے والوں میں ۷۰ فیصدی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ڈاکہ زنی اور دیگر خوفناک جرائم کا ارتکاب جرم سمجھ کر نہیں بلکہ موجودہ سوسائٹی کا لازمہ سمجھ کر کرتے ہیں - امریکہ کے جیلوں میں جو ڈاکو سزا بھگت رہے ہیں وہ تعلیم یافتہ ہیں - اور جنھوں نے مدت العمر سینماؤں کو دیکھ یہ "مہذب" پیشہ اختیار کیا تھا -

شمالی افریقہ میں تثلیثی فوج

شمالی افریقہ میں فرانسیسی حکومت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو شرمناک کارروائیاں کر رہی ہے - اس کا حال عالم اسلامی کو معلوم نہیں ہے ، فرانس مسلمانوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے دور کرنے اور ان کو زبردستی عیسائی بنا لینے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے اس نے اپنے گمراہ پادریوں کو آزاد چھوڑ دیا ہے کہ وہ حکومت کی مدد سے محاکم شرعیہ کو معطل کر دیں اور علماء اسلام کو وعظ و ارشاد اور فریضہ تبلیغ سے روک دیں - چنانچہ قرآن حکیم کے مدارس بند کر دیئے گئے ہیں - دیہات و قصبات میں علماء اسلام کی سیاحت کو ممنوع قرار دیدیا گیا ہے - اور خود حکومت جاہل قبائل کو روپے کے ذریعہ مرتد کرنے میں مشغول ہے - اس وقت شمالی افریقہ میں حکومت فرانس نے اسلام کو بالکل ختم کر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے چنانچہ الجزائر کے قبیلہ "حیلیہ" کو مرتد کر لیا گیا ہے اور ان کے لئے ایک عظیم الشان گرجا تعمیر کرنے کی اجازت دیدی ہے - جب علماء اسلام نے ارادہ کیا کہ وہاں جا کر اس قبیلہ کو صراط مستقیم کی تبلیغ کریں - تو حکومت نے ان کو وہاں جانے سے روک دیا - اور علماء کو محض اس جرم میں قید میں ڈال دیا اور بعض کو خارج البلد کر دیا -

مسیحی مشنریوں کا جال

عیسائی مشنریوں نے تبلیغ کا جو جال دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا رکھا ہے - اس کا اندازہ ذیل کے اعداد و شمار سے کیا جا سکتا ہے -

چین میں مشنریوں کی تعداد	۱۷۰۴
افریقہ میں " "	۵۰۶
مصر میں " "	۳۰۱
الجزائر اور ٹیونس میں "	۱۱۳
سماٹرا اور جزائر ملایا میں "	۲۵۰۱
عراق میں "	۳۰۰
فلسطین اور شام میں "	۳۰۲
ٹرکی میں ۱۹۲۸ء کے اندر "	۵۰۰
ہندوستان میں "	۱۲۰۰

یہ صرف ان مشنریوں کی تعداد ہے جو مختلف کلیساؤں کی طرف سے باقاعدہ مشاہرہ پاتے ہیں - اور جو آنریری کام کرتے ہیں یا جن کا تعلق براہ راست یورپ سے ہے ان کی تعداد تقریباً ۵۰ ہے -

عیسائی مبلغین کا ردعمل

مصر میں جمعیتہ شبان المسلمین کے دفتر میں ایک زبردست اجتماع ہوا جس میں عیسائی مبلغین کی کوششوں کے ردعمل کے لئے متعدد تجاویز پر غور کیا گیا - آخر میں طے پایا کہ ایک انجمن قایم کی جائے جو مسیحی مبلغین کا تعاقب کرے - اور اس کی شاخیں مصر کے تمام حصوں میں کھول دی جائیں -

ضروری اطلاع

منشی عبدالشکور صاحب شیخوپورہ - لائل پور ، رجانہ تاندلیانوالہ - سانگلہ - گوجرہ - جھنگ - ٹوبہ ٹیک سنگھ کھوڑا - کے دورہ پر برائے فراہمی چندہ تشریف لے گئے ہیں - امید ہے کہ احباب ان کی ہر طرح سے امداد فرمائینگے

(انچارج افسر تحصیل)

محکمۂ ریلوے میں تار بابوؤں کی ضرورت

انٹرنس پاس تار بابوؤں کی ضرورت ہے جن کی عمر ۱۸ و ۲۱ سال کے درمیان ہو اور تار کا کام ۱۸ لفظ فی منٹ کے حساب سے کر سکتے ہوں اور کسی مستند ٹریننگ سکول کی سند رکھتے ہوں - تنخواہ کا گرید ۳۰ - ۲ - ۳۸ - اور ۴۰ - ۴ - ۶۸ - روپیہ ماہوار ہے - منتخب شدہ امیدواروں کو تار اور ڈاکٹری کا امتحان پاس کرنا ہوگا - اور جوں جوں کوئی اسامی خالی ہوتی جائے گی انہیں ٹریننگ سکول چندوسی کو بھیجا جائے گا - جہاں قیام کے زمانہ میں صرف ۲۵ روپیہ ماہوار تنخواہ ملیگی -

ہر ایک عرضی کے ہمراہ ایک روپیہ فیس بذریعہ منی آرڈر بھیجی جائے جو کسی صورت میں واپس نہ ہوگی -

درخواستیں و منی آرڈر بنام آفس سپرنٹنڈنٹ و ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ آف ایسٹ انڈین ریلوے لکھنؤ بھیجی جائیں اور لفافہ پر انگریزی میں "ریکروٹمنٹ" کا لفظ لکھا جائے جو درخواستیں ۵ ستمبر کے بعد پہنچینگی ان پر غور نہ ہوگا اور منی آرڈر انکاری کر دیا جائے گا -

(محمد منظور الٰہی)

معلم کی ضرورت

ضلع گورداسپور کے ایک دوست کو اپنے بچوں کی دینی تعلیم کے لئے ایک عمر رسیدہ نیک آدمی کی ضرورت ہے - خوراک ، پوشاک و رہائش مفت کے علاوہ چار روپیہ ماہوار نقد تنخواہ بھی دی جائے گی - درخواست کنندگان اپنی جماعت کے کسی معزز دوست کی سفارش سے درخواستیں روانہ کریں -

(محمد منظور الٰہی آنریری جائنٹ سکرٹری)

چٹ نمبر کا حوالہ

نہایت ضروری چیز ہے اسے کبھی فراموش نہ کیا کیجئے (منیجر)

ریاستہائے پھلڑہ و امب

(شمال مغربی سرحدی صوبہ)

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایل - ایم - ایس)

صوبہ سرحد کی ایک چھوٹی سی ریاست امب میں جہاں ہمارے مکرم محترم بزرگ سید عبدالجبار شاہ صاحب سابق والی سوات وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر متمکن ہیں کچھ دنوں سے والی ریاست اور ولیعہد کے مابین بعض خانگی امور کے متعلق کشمکش اور نزاع چلی آتی ہے۔ جس کو بعض شورش پسندوں نے احمدی اور غیر احمدی کا سوال بنا کر اخبارات میں نواب صاحب اور احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ پھلڑہ میں ہمارے دو بھائیوں کو قید و بند کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ہمارے مکرم و محترم بزرگ جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ذیل کے مضمون میں ریاست کے مفصل حالات قلمبند کر کے اصل پوزیشن کو نہایت عمدگی سے واضح کیا ہے۔ جس سے اہل دانش و بینش پر یہ امر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ اس خانگی نزاع کا احمدیوں کو ذمہ دار قرار دے کر انہیں مورد مصائب و آلام بنانا کس قدر ستم آرائی سے کام لینا ہے۔ (ـــــــــــــــ ایڈیٹر)

(کچھ عرصہ سے اخبارات میں ریاست پھلڑہ اور ریاست امب کے متعلق بہت کچھ چرچا و پروپیگنڈا ہو رہا ہے اور اسی سلسلہ میں مجھے بھی اظہار خیالات کے لئے کہا گیا۔ چنانچہ وہاں کے حالات اور موجودہ مناقشات کے متعلق میں اپنی رائے کا اظہار کرتا ہوں۔ ــــــــــــــــــ)

جغرافیائی محل وقوع

ریاستہائے پھلڑہ اور امب صوبہ سرحد کی قدیم ترین ریاستوں میں سے ہیں۔ نواب صاحب امب اور حاکم پھلڑہ قریبی رشتہ دار ہیں۔ اور ایک ہی خاندان کی دو شاخیں ہیں۔ ریاست امب ایک وسیع پہاڑی علاقہ پر جو بیس میل سے زیادہ ہے اور دریائے سندھ کے دونوں طرف پھیلا ہوا ہے مشتمل ہے۔ دریا کے مشرقی جانب اس کا علاقہ ایک طرف تو کرپلیاں تحصیل ہری پور تک جاتا ہے اور دوسری طرف اوگی تک جو تحصیل مانسہرہ میں ایک چھاؤنی ہے۔ پھیلا ہوا ہے۔ جہاں وہ مرحوم خان آف اگرور کے علاقہ سے جا ملتا ہے۔ دریائے سندھ کے مغربی کنارے خود مختار علاقہ ہے جو نواب صاحب کی ریاست میں ہی شامل ہے۔ اس علاقہ کے لوگوں کی زبان پشتو ہے۔ اور مشرقی سمت میں بسنے والی قوم جو "تنول" کہلاتی ہے پنجابی سے مشابہ ایک زبان بولتے ہیں جسے وہ "ہندکو" کے نام سے پکارتے ہیں۔ پھلڑہ ایک چھوٹی سی ریاست ہے جو مانسہرہ تحصیل سے ملحق ہے اور ریاست امب کی مغربی طرف واقع ہے۔

نواب صاحب امب کے پاس دس ہزار فوج اور امب کے اندر جو خود مختار علاقہ کا صدر مقام ہے ایک قلعہ بھی موجود ہے۔ نواب صاحب خود اپنے نئے دارالخلافہ دربند میں جو دریا کے مشرقی کنارے پر واقع ہے اور لکڑی کی تجارت کا بہت بڑا مرکز ہے قیام فرماتے ہیں۔

تاریخی حالات

نواب صاحب بہادر کے آباؤ اجداد ضلع ہزارہ کے ایک وسیع علاقہ پر حکمران تھے۔ صوبہ سرحد میں سکھوں کی جو لڑائیاں ہوئیں ان میں ان کا علاقہ اس پہاڑی علاقہ تک محدود رہ گیا حکومت برطانیہ نواب صاحب کو اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ بطور جاگیر اس علاقہ کے محاصل میں سے ادا کرتی ہے جو اب ہری پور تحصیل میں سرکار انگریزی ماتحت ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء اور سکھوں کی جنگوں کے بعد نواب سر محمد اکرم خاں صاحب والی ریاست امب صوبہ سرحد کے نہایت ممتاز رؤسا میں شمار کئے جاتے تھے۔

موجودہ والی ریاست

موجودہ والی ریاست امب نواب **میجر سر خان زمان خاں صاحب** آج سے ۲۵ سال قبل اپنے والد مرحوم کے بعد حکمران ہوئے۔ آپ بھی سرکار انگریزی کے ماتحت ہیں۔ مجھے سب سے اول ۱۹۱۶ء میں بحیثیت ان کے سرجن نواب صاحب سے نیاز حاصل کرنے کا موقع ملا۔ آپ نہایت مضبوط تن آور اور عمدہ صحت کے مالک اور اعلیٰ درجہ کے کھلاڑی ہیں۔ ریاست کا نظم و نسق آپ نے نہایت عمدہ طریق پر کر رکھا ہے۔ آپ کی رعایا کو کامل مذہبی آزادی حاصل ہے۔ اور شیعہ۔ سنی۔ اہل حدیث۔ احمدی۔ غرض ہر خیال کے لوگ نہایت امن سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کبھی کوئی مذہبی جھگڑا پیدا نہیں ہوا۔

علاقہ ماورائے سرحد

موجودہ نواب صاحب کے حسن انتظام اور دور اندیشی کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان کی ریاست میں کبھی کوئی سیاسی ہنگامہ برپا نہیں ہوا۔ حالانکہ نواب صاحب کے ماتحت "تنولوں" اور دیگر ہزارہ یوں میں کوئی فرق نہیں۔ اور خود مختار علاقہ کے لوگ بھی علاقہ ماورائے سرحد کے لوگوں سے جدا نہیں۔ ۱۹۲۰ء میں "تحریک خلافت" مولوی محمد اسحاق کی زیر سرکردگی تمام ہزارہ میں بڑے زوروں پر تھی۔ اسی طرح ہجرت کی تحریک نے بھی سرحد میں کافی ہل چل مچائی۔ مگر نواب صاحب کی رعایا نے خواہ وہ خود مختار علاقہ کی ہو یا ضلع ہزارہ کی کبھی کسی تحریک میں حصہ نہیں لیا اور ہمیشہ اپنی حالت پر مطمئن رہے ہیں۔ جنگ عظیم کے زمانہ میں علاقہ ماورا سرحد میں ہلچل پیدا ہوئی۔ لیکن نواب صاحب کے علاقہ سے ملحقہ سرحد بالکل محفوظ اور خطرہ سے خالی تھی۔

حکومت کی طرف سے عزت افزائی

نواب صاحب کے حسن انتظام اور عمدہ تدبر کے اعتراف کے طور پر حکومت نے آپ کو خاندانی خطاب "نواب" سے سرفراز فرمایا۔ اور سر جارج روس کیپل چیف کمشنر صوبہ سرحد نے آپ کو ایک ہزار اعلیٰ درجہ کی رائفلیں جو ایک لاکھ روپیہ مالیت کی تھیں۔ اور دس ہزار رائفل کارتوس بطور تحفہ پیش کئے۔

آخری زبردست تحریک

۱۹۳۰ء میں جبکہ تمام صوبہ سرحد میں سرخپوشوں کی تحریک پھیل چکی تھی۔ اور ضلع پشاور سے ملحقہ تمام سرحدی قبائل مشتعل تھے۔ اور آفریدیوں کے ساتھ جنگ شروع تھی۔ نواب صاحب امب کی سرحدوں پر ہر طرح امن اور خاموشی تھی۔ علاقہ اگرور میں جو نواب صاحب کی ریاست سے ملحق ہے کچھ خطرہ رونما ہوا اور اوگی کی چھاؤنی کے متعلق تشویش پیدا ہوئی۔ لیکن نواب صاحب اور ان کے قابل معاملہ فہم وزیر اعظم کی کوشش اور اثر سے تمام خطرہ دور ہو گیا۔ بندوق کا ایک فائر تک بھی نہ ہونے پایا۔ علاقہ ماورائے سرحد کے لوگ صرف ان حضرات کے سمجھانے سے واپس ہو گئے۔

وزیر اعظم ریاست امب

بادشاہ صاحب سید عبدالجبار شاہ صاحب ایک نہایت ہی معزز سید خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کا وطن مالوف ستھانہ ہے۔ جو ریاست امب کے قریب ہی سندھ کے کنارے ایک آزاد ریاست ہے۔ ان کے دادا صوات کے بادشاہ تھے۔ آپ خود بھی جنگ عظیم کے دوران میں تین سال تک صوات پر حکومت کرتے رہے ہیں لیکن خانہ جنگی کے خوف سے آپ خود ہی تخت صوات سے دست بردار ہو گئے۔

ریاست امب کے مرحوم نواب محمد اکرم خاں صاحب نے اپنی صاحبزادی بادشاہ صاحب کے نکاح میں دی۔ اور وہیں عین جوانی کے عالم میں اپنا وزیر اعظم مقرر کیا۔ چنانچہ موجودہ نواب صاحب کے عہد میں بھی وزارت بادشاہ صاحب کے سپرد ہی رہی ہے۔ آپ ایک نہایت ہی ہوشیار اور مدبر وزیر ہیں اور ریاست کے امور کو ہمیشہ خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہیں۔

ریاست امب کے حالات

ریاست امب میں حکام کے خلاف کبھی کوئی آواز بلند نہیں ہوئی اور لوگ نواب صاحب کے انتظام سے بالکل مطمئن ہیں۔ ریاست میں موجودہ جھگڑا خانگی نوعیت کا ہے۔ جو نواب صاحب امب اور ان کے ولیعہد نوابزادہ محمد فرید خاں کے مابین ہے باپ بیٹے کے تعلقات عرصہ سے ناخوشگوار رہے۔ محمد فرید خاں نے ۱۹۱۳ء میں ریاست کو چھوڑ کر کئی ماہ تک اپنے چچا محمد عمر خان کے پاس پھلڑہ کے قریب رہائش اختیار کر لی تھی۔ اور نواب صاحب برابر انہیں خرچ اخراجات دیتے رہے۔ بعد ازیں ڈپٹی کمشنر ضلع ہزارہ نے کوشش کر کے باپ بیٹے کی صلح کرا دی۔ چنانچہ محمد فرید خاں نے معافی مانگی اور نواب صاحب نے انہیں دوبارہ ریاست میں آنے کی اجازت دیدی۔

موجودہ تصفیہ

اس دفعہ نواب صاحب اور ولیعہد کے مابین جو جھگڑا ہوا اس نے زیادہ نازک صورت اختیار کر لی۔ جس سے نقض امن کا اندیشہ ہو گیا۔ اور حکومت اس امر پر مجبور ہو گئی کہ محمد فرید خاں اور ان کے عیال کو ہانگو ضلع کوہاٹ میں منتقل کر دے۔ نواب صاحب کو ولیعہد پر چند نہایت خطرناک باتوں کا شبہ ہے بہرحال تمام معاملہ تاحال صیغۂ راز میں ہے جس کی تفصیل نہیں مل سکی۔

سرکاری تحقیقات

مسٹر ودس آئی سی ایس سکرٹری حکومت صوبہ سرحد تمام معاملہ کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ ہانگو میں ولیعہد کا بیان لینے کی غرض سے گئے تھے۔ نواب صاحب کو بھی تھیا گلی بلایا گیا تھا۔ تاکہ ولیعہد کا بیان دیکھ لیں۔ (باقی برصفحہ ۱۲)

(بقیہ صفحہ ۲)

بچا ہے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے وہابیوں میں کچھ ذرا سا خوف خدا موجود تھا لیکن بموجب حدیث من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ (منصب امامت مفقود مولف حضرت شاہ اسمٰعیل شہید) جب انہوں نے امام زمانہ سے روگردانی کی ان سے خوف خدا رخصت ہوگیا۔ اور ان میں دہریت اور الحاد پھیل گیا۔ مریض اگر ڈاکٹر کے علاج سے فائدہ نہ اٹھائے تو ڈاکٹر کا کیا قصور۔ کیا سو ہر روز وہابی صاحب یہ کہینگے کہ ڈاکٹر کی موجودگی کی وجہ سے لوگ بیمار ہو کر مرتے ہیں۔ منہ سے خدا و رسولؐ کہنا اور علانیہ ان سے روگردانی ملحدانہ روش ہے۔ مرزا صاحب کے پیرو تو بخیال وہابی دائرہ اسلام سے باہر ہیں۔ لیکن خود وہابی فرقہ جو اپنے آپ کو سب سے بڑھ کر مسلمان کہتا ہے کس ایمان و اخلاق کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ مرزا صاحب کے پیرو تو الحاد کے سمندر میں غوطے لگا لگا کر ملحدوں کو ڈوبنے سے بچا رہے ہیں۔ لیکن مدعیان اسلام وہابی صاحبان کیا کر رہے ہیں۔ ذرا ملحد دنیا میں کام کرکے دکھائیں تو پتہ لگے۔ کہ ان کے ایمان و اسلام کی دنیا کی منڈی میں کیا قیمت ہے۔ مرزا صاحب کے پیرو ہی ہیں یا ان کے ہمخیال جو یورپ کی ملحدانہ طاقت کو توڑنے میں مصروف ہیں۔ اور ان میں اسلام کی عظمت قایم کر رہے ہیں۔ وہابیوں کو خدا نے صرف مجاہدین اسلام کی مخالفت کرنا ہی نصیب کیا ہے ایک سمجھدار حکیم اور ڈاکٹر کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ آثار دیکھکر لوگوں کو وبائی بیماری کے آنے کی اطلاع دیدے اور اس کا علاج بتا دے لیکن اگر لوگ احتیاط و علاج نہ کریں اور وبا ترقی کر جائے۔ تو ڈاکٹر و حکیم کا کیا قصور۔ حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کی وجہ سے وہابی فرقہ سے معقولیت یکسر رخصت ہو چکی ہے۔ اللہ رحم کرے۔

(بقیہ صفحہ ۶)

بعض اہم اور مشکل معاملات کی کچھ تفصیل بھی مہیا ہو چکی ہے لیکن جیسا کہ سب کو معلوم ہے صوبہ سرحد میں ہمیشہ دو پارٹیاں ہوتی ہیں۔ جو ایک دوسرے کے خلاف ہوتی ہیں۔ اس لیئے ہو سکتا ہے کہ تفصیلات معلوم کردہ جانبداری سے خالی نہ ہوں لہذا صحیح اور مکمل اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کرنے کا یہی طریق ہے کہ ریاست کے اندر تحقیقات شروع کی جائے تاکہ دونوں پارٹیوں کی آرا و افکار سے اطلاع میسر ہو سکے۔

ریاست پھلڑہ

پھلڑہ کے زمینداروں نے خان بہادر عطا اللہ خاں رئیس پھلڑہ کے خلاف ایک تحریک اٹھائی۔ جس میں کئی زخمی اور دو جانیں تلف ہوگئیں۔ یہ زمیندار اراضیات پر قبضہ مالکانہ چاہتے تھے۔ حالانکہ صدیوں سے انہیں صرف زرعی حقوق حاصل ہیں۔ حکومت کی طرف سے ایک افسر مال خاص طور پر اس معاملہ کی تحقیق کے لئے متعین کیا گیا ہے۔ جس نے معاملہ کو اچھی طرح سنبھال لیا ہے۔

دو وزیر جیل میں

ریاست پھلڑہ کے دو احمدی وزرا خان عبد الغفار خاں اور عبد القیوم خاں کو رئیس پھلڑہ نے گرفتار کیا لیکن پھر انہیں آزاد کر دیا اور اجازت دیدی کہ وہ انگریزی علاقہ میں چلے جائیں۔ لیکن ڈپٹی کمشنر ہزارہ نے انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا۔ اور وہ دو ماہ سے زائد عرصہ تک جیل میں رہے۔ حال ہی میں خبر موصول ہوئی ہے کہ وہ رہا کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن انہیں مانسہرہ تحصیل میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تاکہ پھلڑہ میں بالکل امن ہو جائے۔ امید ہے کہ حکومت عنقریب ہی ریاست کا انتظام رئیس پھلڑہ اور اس کے زمینداروں کے سپرد کر دے گی۔

احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن سامانہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خاکسار اور بھائی محمد لطیف صاحب کی عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ سامانہ میں احمدی نوجوانوں کی ایک جماعت تیار کی جائے جو اپنے بزرگوں کی تقلید میں تبلیغ و اشاعت اسلام کی خدمت کو انجام دے سو الحمد للہ کہ یہ آرزو بار آور ہوئی۔ اور گزشتہ ۲ اگست کو احمدی نوجوانوں کے ایک جلسہ میں احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی گئی اس جلسہ میں بھائی محمد لطیف صاحب نے انجمن کے اغراض و مقاصد اور اتحاد بین المسلمین پر مختصر سی تقریر کی اور آئندہ کے لئے باقاعدہ پروگرام بنا کر ۴ اگست جلسہ کی تاریخ مقرر ہوئی دوسرے جلسہ میں سیرت نبی کریم صلعم پر راقم الحروف نے تقریر کی جس کے بعد بھائی محمد لطیف صاحب نے وفات مسیح پر تقریباً ۱½ گھنٹہ تک لکچر دیا۔ چونکہ لکچر کے بعد اعتراضات کے لئے وقت رکھا ہوا تھا اس لئے ایک دوست نے چند اعتراض پیش کئے جن کا نہایت مدلل جواب دیا گیا مگر معترض صاحب پر اپنے ٹائپ کے ملانوں سے تعلیم حاصل کئے ہوئے تھے۔ اس لئے ان کا پورے طور پر اطمینان نہ ہوا۔ ان کے اصرار اور چیلنج پر یہی مضمون آئندہ جلسہ کے لئے مقرر کیا گیا۔ جو ۵ اگست کو منعقد ہوا۔ بھائی محمد لطیف صاحب نے پھر آیات قرآنی کو پیش کرتے ہوئے وفات مسیح کو نہایت زبردست دلائل سے ثابت کیا۔ دو گھنٹہ تک لکچر جاری رہا جس کے بعد اس دوست کو پھر اعتراض کا موقعہ دیا گیا۔ مگر انہیں اٹھنے کی ہمت نہ ہوئی ایک اور صاحب جو شاید خیال کے تھے اٹھے اور اگلے روز کے لئے مسئلہ مذکورہ ہی پر مناظرہ کا چیلنج دیا جسے محمد لطیف صاحب نے منظور کیا اور جلسہ اگلے دن کے لئے برخاست کیا گیا۔

۶ اگست کو مناظرہ کا وقت آیا سامعین کافی تعداد میں مسجد کے صحن میں جمع ہوگئے اور خلیفہ محمد اسلم صاحب کے زیر صدارت جلسہ شروع کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم بعد نعت خوانی کے بعد پہلی تقریر نصف گھنٹہ تک محمد لطیف صاحب نے کی انہوں نے اصولی رنگ میں قرآن کریم کی چند آیات کو پیش کرکے حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات کو کئی پہلوؤں سے ثابت کیا۔ ان کا وقت ختم ہونے پر دوسری طرف سے مشتاق حسین صاحب اٹھے جنہوں نے قرآن کریم کی محکم آیات معہ دلائل و براہین کا تو کیا جواب دینا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک اور آپ کی کتابوں پر غیر معقول اعتراضات کر دیئے۔ اور اصل مسئلہ پر قرآنی آیات سے کچھ روشنی نہ ڈالی۔ اور نہ قرآن کریم سے حیات مسیح پر کوئی دلیل پیش کی اس کا جواب دینے کے لئے محمد لطیف صاحب اٹھے۔ اپنے اعتراضات دہرانے کے بعد ان کے اعتراضات کا حضرت مرزا صاحبؑ کی ہی کتابوں سے جواب دیا۔ اور قرآن کریم اور احادیث سے بھی ان کی لغویت کو ثابت کیا۔ ان کا جواب دینے کی مشتاق حسین صاحب کو ہمت نہ ہوئی ان کے بجائے سید صغیر حسین صاحب نامی ایک شخص سٹیج پر تشریف لائے اور فرمایا کہ ان دلائل کو مکرر دہرایا جائے جو وفات مسیح پر پیش کئے گئے ہیں۔ کیونکہ ہم نے نوٹ نہیں کئے اس پر ہمارے مناظر نے مختصراً تمام دلائل کو دہرایا مگر وہ تو قرآنی آیات تھیں ان کا جواب کس طرح بن پڑتا۔ آخر چاروناچار ادھر ادھر کی چند باتیں بنائیں۔ وقت پورا کیا اور بیٹھ گئے۔ جس پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے مناظرہ برخاست ہوا۔ صدر صاحب نے پانچ منٹ تقریر فرمائی۔ اور ان احباب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے جلسہ مناظرہ کی رونق کو دوبالا کیا۔

مناظرہ مذکورہ کا اکثر نوجوانوں کے دلوں پر اچھا اثر ہوا ہے۔ ہمارے محلہ میں گنگا پور سے محمد ابراہیم نامی ایک مہمان آئے ہوئے ہیں۔ وہ بھی گزشتہ جلسوں اور مناظرہ میں شامل ہوتے رہے۔ انہوں نے مناظرہ اور جلسوں میں تقریریں سننے کے بعد یہ ظاہر کیا کہ اب میں بھی بہت حد تک وفات مسیح کا قائل ہو گیا ہوں ایسے ہی ہمارے محلہ کے ایک بزرگ سید مصطفےٰ علی خاں صاحب نے صاف الفاظ میں فرمایا کہ بھائی محمد لطیف صاحب کے دلائل پر نہ تو مشتاق حسین صاحب کوئی اعتراض کر سکے۔ اور نہ صغیر حسین صاحب نے ہی کوئی جواب دیا۔ ادلہ قرآنیہ کے سامنے بھلا کسی کی کیا پیش جاتی ہے۔

آخر میں خاکسار بزرگان جماعت سے درخواست کرتا ہے کہ آپ ہماری اس قایم کردہ احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کے لئے دعا کریں۔ کہ ہم جملہ نوجوانوں کو اللہ تعالےٰ خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہر مشکل سے مشکل وقت میں ہماری نصرت فرماتا رہے۔ والسلام۔

خاکسار

محمد انور سکرٹری احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن سامانہ (پٹیالہ)

حافظ محمد حسن صاحب مولوی فاضل کا اعلان

پھلور کے کسی شخص نے زمیندار میں شائع کرایا تھا کہ مولوی حافظ محمد حسن صاحب مولوی فاضل مسلمان ہوگئے ہیں۔ ہمیں تعجب تھا کہ ایک حافظ اور پھر محمد اور پھر حسن۔ کافر کیسے کہلا سکتا ہے اور پھر اس کا اسلامی نام دفتر "زمیندار" سے کیا تجویز ہوتا ہے اسی اثنا میں خود حافظ صاحب کی طرف سے ذیل کا اعلان وصول ہو گیا ہے۔ جسے اخبار "زمیندار" نے کسی مصلحت کی بنا پر شائع نہیں کیا ہے۔

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔ "زمیندار" کی کسی گزشتہ اشاعت میں میرے متعلق اعلان ہوا تھا۔ جس میں لکھا گیا تھا کہ حافظ محمد حسن مسلمان ہوگئے۔ گو مجھے احمدیہ جماعت سے بعض امور کے متعلق اعتراض ہیں۔ لیکن یہ فقرہ مجھے نہایت ہی ناگوار گزرا۔ گویا پہلے میں کافر تھا۔ باوجودیکہ میرا نام حافظ محمد حسن تھا تو اس لحاظ سے میرا اسلامی نام کیا ہونا چاہیئے۔ میں کسی اسلامی فرقہ کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں سمجھتا۔ جو کسی کلمہ گو کو کافر کہتا ہے وہ خود کافر ہے۔ اور میں ایسی فرقہ بندی کے سخت مخالف ہوں میں نے اس کے متعلق ایڈیٹر صاحب "زمیندار" کو بھی لکھا مگر انہوں نے شائع نہیں فرمایا۔ لہذا آپ ہی شائع کر دیں۔

خاکسار

حافظ محمد حسن مولوی فاضل عربک ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول (پھلور)

خبریں

ہندوستان

—— گاندھی جی کو ان کی فاقہ کشی کے آٹھویں دن یعنی ۲۳ راگست کو رہا کر دیا گیا۔ اور انہوں نے رہائی کی خبر سنتے ہی سنگترے کے رس سے برت توڑ دیا۔ جس کے بعد انہیں اپنے پونا کے قیامگاہ پرن کُٹی میں لیجایا گیا۔ ان کی صحت عام طور پر تسلی بخش ہے۔

—— حیدر آباد سندھ میں ایک ہندو لڑکی مس لال کریلانی نے اسلام قبول کر کے ایک مسلمان سے شادی کر لی۔ ہندوؤں نے اس لڑکی کو نابالغ قرار دے کر اغوا کا مقدمہ دائر کر دیا ہے جس سے سندھ کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں کشیدگی پیدا ہو کر حالات نے نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ اس صورت حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے حیدر آباد کے شہر میں ایک ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ جس کے رو سے پانچ سے زیادہ آدمیوں کے اجتماع اور بلدیہ اور چھاؤنی کے حدود میں مہلک ہتھیار لیکر چلنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

—— شیخوپورہ ۱۴ راگست۔ موضع آدم کے تحصیل ڈسکہ میں ایک سکھ نوجوان کے ہاتھ سے کنوئیں پر پانی بھرتے ہوئے برتن چھوٹ کر کنوئیں میں جا پڑا۔ اس نے برتن نکالنے کے لئے کنوئیں میں غوطہ لگایا لیکن بہت دیر تک انتظار کرنے کے باوجود باہر نہ آیا۔ اس پر اس کے بھائی نے چھلانگ لگائی لیکن وہ بھی وہیں رہا۔ اس پر ان کا ایک دوست کنوئیں میں کودا۔ لیکن وہ بھی واپس نہ آیا۔ اس کا بھی بھائی اس راز کو دریافت کرنے کے لئے کنوئیں میں اترا۔ لیکن اس کا بھی وہی حشر ہوا۔ آخر کار ایک ڈاکٹر وہاں پہنچا اور اس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کنوئیں میں زہریلی گیس پیدا ہو گئی ہے۔ اس پر ایک کتے کو باندھ کر کنوئیں میں لٹکایا گیا۔ اور جب اس کو نکالا تو وہ بیہوش تھا۔ بعد ازاں ایک لیمپ نیچے اتارا گیا۔ تو وہ بھی فوراً گل ہو گیا اب معلوم ہوا ہے متوفیان کی لاشوں کو نکال کران کا پوسٹ مارٹم کیا گیا ہے اور آنتیں کیمیائی ماہر کے پاس بھیجی گئی ہیں۔

—— لاہور ۲۵ راگست۔ چار مفرور ڈاکوؤں کی ایک جماعت کو جو ایک دونالی بندوق اور دو پستولوں سے مسلح تھی۔ گرفتار کرنے کے لئے اسسٹنٹ سب انسپکٹر وزیر علی اور دیگر اشخاص نے ان کا تعاقب کیا اور ضلع شیخوپورہ کے تین دیہات امرکوٹ۔ بڈیالہ اور رتی پٹی کے باشندگان سے امداد طلب کی جنہوں نے غیر مسلح ہونے کے باوجود نہایت دلیری سے ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا اور کئی گھنٹہ کی لڑائی کے بعد جس میں بارہ دیہاتیوں اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر کو ضربات آئیں۔ گرفتار کر لیا اس بہادری اور دلیری کے صلہ میں گورنر پنجاب نے مذکورہ بالا تینوں مواضعات کی فصل ربیع ۱۹۳۳ء کا ایک چوتھائی مالیہ معاف کر دیا ہے جس کی مجموعی رقم ۲۹۲۲ روپے بنتی ہے۔

—— کلکتہ ۲۵ راگست۔ بنگال۔ بہار۔ واڑیسہ و آسام کے مختلف اضلاع میں شدید بارش کے باعث سیلاب آجانے سے جائداد اور فصلوں کا سخت نقصان ہوا ہے۔ بنگال کے جنوب مغرب اور شمال مغرب کے اکثر و بیشتر دریاؤں کا پانی معمولی سطح آب سے بڑھا ہوا ہے اور اکثر مقامات پر پانی بندوں کو بہا کر لے گیا ہے۔ سیلاب کی وجہ سے سڑکوں اور ریلوے کی آمد و رفت میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں

ممالک خارجہ

—— لندن ۲۴ راگست۔ دوشنبہ کی سہ پہر کو گندم کانفرنس کا ایک پورا اجلاس منعقد ہوا جس میں سب کمیٹیوں کی رپورٹیں زیر بحث آئیں۔ اس کے بعد ایک سب کمیٹی بین الاقوامی مشاورتی کمیٹی کے اختیارات اور قواعد کا مسودہ تیار کرنے کے لئے بنائی گئی۔ قرار پایا کہ مجوزہ مشاورتی کمیٹی کی حیثیت عارضی ہو۔ اور اس کا کام یہ ہو کہ معاہدوں کی نگرانی کرے نیز فیصلہ ہوا کہ گندم کی برآمد کرنے والے چار بڑے ممالک آسٹریلیا کنیڈا۔ ارجن ٹائن۔ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کی نمائندگی علیحدہ علیحدہ ہو۔ اور ڈینیوب کے ممالک کے دو نمائندے لئے جائیں۔ توقعات کے برعکس بین الاقوامی معاہدہ کے متعلق مکمل تصفیہ نہیں ہو سکا۔ کل پھر بحث ہوگی۔ جس میں اس مسئلہ پر غور کیا جائے گا کہ درآمد کرنے والے ممالک کی طرف سے محاصل کے از سر نو تعین سے قبل مقررہ وقت کے لئے اوسط قیمت کیا مقرر کی جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ برآمد کرنے والے ممالک جس قیمت کی حمایت کرتے ہیں۔ درآمد کرنے والے اس سے زیادہ کے طالب ہیں۔

—— برلن ۲۴ راگست۔ نازی حکومت کے دفتر داخلہ کے ماہر نسل ڈاکٹر گیر کے نے جرمنی میں یہودیوں کے متعلق ایک میمورنڈم تیار کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ آئندہ انہیں نظام معاشرت یہودیوں کے بغیر ہی مرتب کرنا ہوگا۔ اگر یہودی چاہیں تو وہ غیر ملکیوں کی حیثیت میں رہ سکتے ہیں۔

—— برلن ۲۴ راگست۔ جرمن پارلیمنٹ میں آتشزدگی کے مقدمہ کی سماعت ۲۱ ستمبر کو شروع ہوگی۔

عالم اسلام

—— آقائے فیض محمد خاں وزیر خارجہ افغانستان کی تجویز کے مطابق وزارت خارجہ کے ماتحت "مدیریت معاہدات" کے نام سے ایک اہم محکمہ قائم کیا گیا ہے۔ اس محکمہ کے اضافہ کی اس لئے ضرورت ہوئی کہ افغانستان کی حکومت کا اعتماد ترقی کر رہا ہے۔ اور غیر ملکی دول سے جدید معاہدے عمل میں آرہے ہیں۔ بین الاقوامی کانفرنسوں میں بھی افغانستان کے نمائندوں کی شرکت ہوگی۔ یہ محکمہ ان کانفرنسوں اور معاہدوں کی نگہداشت کا کام کرے گا۔ افغانستان کی سفارت مختار متعینہ لندن کے سرد فتر اس محکمہ کے رئیس مقرر ہوئے ہیں۔ آپ کے ماتحت بین الاقوامی معاملات کے متعدد ماہرین کام کرینگے۔

—— اعلیحضرت شاہ نادر خاں نے آقائے محمد یقین خاں طالبعلم مقیم برلن کو افغانستان کا اول نمبر کا تمغہ "ستور" عطا کیا ہے یہ اس جانبازانہ خدمت کا اعتراف ہے جو اس طالب علم نے سردار محمد عزیز خاں شہید کی جان بچانے کے لئے انجام دی تھی حتیٰ کہ خود اس سلسلہ میں زخمی ہو گیا تھا۔

—— حکومت ایران کی طرف سے حسین آباد دشت کوہ میں ایک زراعتی اسکول کے اجرا کی منظوری دی گئی ہے۔ اس سکول میں کسانوں کے لئے ہر قسم کی سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔

—— مصر میں حال ہی میں کئی انقلابی حملے ہو چکے ہیں اور انقلاب نوجوان اپنی تحریک کو ترقی دے رہے ہیں۔ ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ اسکندریہ کے ایک کنوئیں سے چار بم برآمد ہوئے ہیں۔

—— زارو آغا مشہور معمر ترک آج کل بیمار ہیں امریکی ڈاکٹر انکی صحت کے لئے ساعی ہیں۔ ایک امریکن خاتون کی عمر ستو۰۷ سال ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸

تار کا پتہ - مسلمان لاہور

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر
دوست محمد

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد دین کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور - یوم یکشنبہ مطبوعہ ۱۲ رجمادی الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ر ستمبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۴۹

امام مسجد برلن کے مکتوب گرامی سے چند اقتباسات

جرمنی میں نصرتِ اسلامی کے چند ایمان افروز نظارے

ایک آسٹروی کا قبول اسلام

دی آناد (آسٹریا) سے ایک خط جناب والڈمر صاحب کا موصول ہوا ہے۔ صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ مدت سے مجھے عیسائیت کے اصولوں سے اتفاق نہ تھا اور کسی صحیح مذہب کی تلاش تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحیح راستہ پر ڈال دیا۔ میں مذہب حقہ اسلام کے اصولوں کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ صاحب موصوف کا اسلامی نام ان کی خواہش کے مطابق (احمد) رکھا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احمد صاحب کو استقامت عطا فرمائے۔ اور ان کا یہ راستہ ان کے لئے مبارک ثابت ہو۔

ایک نومسلمہ کا اسلامی جذبہ

چند روز ہوئے ہماری مسلمہ بہن صفیہ ہاوزر کا خط آیا تھا انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اولاد سے سرفراز کرنے والا ہے۔ گو ان کا خاوند عیسائی مذہب رکھتا ہے لیکن خاتون موصوفہ نے اپنے خاوند سے اجازت حاصل کرلی ہے کہ وہ بچے کا نام اسلامی رکھیں اور بچے کی تعلیم و تربیت اسلامی رنگ میں ہو۔ اس اطلاع کے ساتھ انہوں نے مجھ سے استدعا کی ہے کہ کچھ اسلامی نام مردانہ اور کچھ زنانہ انہیں لکھ بھیجیں۔ جس کی میں نے تعمیل کردی۔ دو روز ہوئے ان کے خاوند کا خط مجھے موصول ہوا کہ صفیہ صاحبہ ہسپتال میں ہیں اور انہوں نے مجھے مبارکباد دی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد نرینہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بچہ کا اسلامی نام اسلم رکھا گیا ہے۔ فالحمد للہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو لمبی عمر عطا کرے۔ اور وہ نیک اور صالح مسلمان ہو جیسا کہ ان کی والدہ کا خیال ہے۔

ایک نوجوان کا اسلامی جوش

گزشتہ ماہ کے آخر میں ماربارخ (جرمنی) سے ہمارے نوجوان جرمن مسلم عثمان کرباخ نے مجھے لکھا کہ ان کا ارادہ ایک مدت سے ہے کہ کم از کم ایک بار برلن کے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر جمعۃ المبارک کی نماز ادا کریں۔ جس کے لئے انہوں نے تین چار روز کی چھٹی کی درخواست دیدی ہے۔ آخر انہیں چھٹی مل گئی اور اسلام کا یہ نوجوان سپاہی قریباً ۱۲۰ میل سے بائیسکل پر سوار ہو کر جمعرات کی شام برلن پہنچا۔ اور دوسرے روز مسجد میں جملہ مسلمانوں کے دوش بدوش بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہوا۔ موصوف برلن میں دو روز ٹھہرے اور گو یہ ان کا برلن آنے کا پہلا موقعہ تھا لیکن مجھے حیرانی ہے کہ انہوں نے برلن میں سوائے مسجد کے اور کچھ نہ دیکھا اور نہ انہیں اور کچھ دیکھنے کی خواہش تھی۔ کامل دو روز عاجز سے اسلام کے متعلق گفتگو ہوتی رہی اور جناب علامہ ڈاکٹر حمید مارکوس صاحب سے بھی اسی قسم کی باتیں کرتے رہے۔ انہوں نے افسوس کیا کہ ماربارخ میں سوائے ان کے اور کوئی مسلم نہیں۔ لیکن امید کامل رکھتے ہیں کہ انشاءاللہ وہ اپنے ساتھی وہاں پیدا کرلیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان اسلامی سپاہی کو اس قابل بنائے کہ وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہوسکیں۔

ایک جرمن نومسلم کی شبانہ نمازیں

فلٹن سے ہمارے نومسلم جرمن کریلہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ انہیں آج کل ملازمت کی وجہ سے بہت کام رہتا ہے۔ لیکن وہ اس انہماک میں مسلمانان برلن کو اور جماعت خود ہر چا کسار کو نہیں بھولے اور وعدہ کرتے ہیں کہ عنقریب پہلے کی طرح مسجد میں حاضر ہو کر مسلمانان برلن کے دوش بدوش اللہ کے حضور سربسجود ہونگے۔ نیز تحریر فرماتے ہیں کہ دن بھر اتنی فرصت بھی نہیں ملتی کہ دلجمعی سے نماز بھی ادا کرسکیں لیکن رات کی ہر دو نمازوں میں وہ لطف آتا ہے۔ کہ زندگی بھر کسی عبادت میں اتنا لطف حاصل نہیں ہوسکا۔

باقی برصفحہ ۱۲

افکار و اخبار

ایک یہودی خاندان کا قبول اسلام

اعلیٰ انگریز حکام یہودیوں کو مسلمانوں کے مقابلہ پر لاکر مسلمانوں کو تباہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور ہے کیونکہ یہودیوں میں ایک ایسا طبقہ پیدا ہو رہا ہے جو اسلام کی طرف مائل ہے۔

قاہرہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ سیدہ جولیا اسرائیلیہ جو اپنی عمر کی ہ۵ منزلیں طے کر چکی ہیں عرصہ سے اسلامی دنیا کا مطالعہ کر رہی تھیں ان کی نوجوان لڑکی نے اسلام کا مطالعہ کرنے اور اس کو سمجھنے کے لئے حیرت انگیز امداد دی۔ چنانچہ انھوں نے اپنی لڑکی اور اپنے لڑکون ابراہیم نظلی، رومہ کو ساتھ لیکر قبول اسلام کا اعلان کر دیا۔ چونکہ اس خاندان کو یہودیوں سے خطرہ تھا اس لئے اس نے اپنی جائے قیام کو تبدیل کر دیا ہے اور شرعی محکمہ میں ان کے قبول اسلام کی عنقریب رجسٹری ہوجائیگی شہری محکمہ نے ان کے قبول اسلام کو تسلیم کر کے اس کا رسمی اعلان کر دیا ہے۔

ایک سال میں ایک کروڑ بائبل

برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے سالانہ اجلاس کی صدارت ۲۵ راگست کو بعد دوپہر ہز ایکسیلینسی وائسرائے بہادر نے فرمائی۔

اس ادارہ کے سیکرٹری مسٹر ڈبلیو۔ ایچ۔ ایل نے برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی تاسیس اور ترقی پر ایک مختصر تبصرہ کیا اور کہا کہ سو سال پہلے رسم غلامی کی تنسیخ کے لئے شاہی منظوری حاصل کی گئی تھی اس وقت سے یہ ادارہ انتہائی جدوجہد کے ساتھ دنیا کی تمام زبانوں میں بائبل کے تراجم شایع کرنے میں مشغول ہے۔ ادارہ کی ان سرگرمیوں کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ ہمارے خداوند مسیح کا پیغام ایک ارب انسانوں تک پہنچ چکا ہے۔

پنجاب سوسائٹی کا پہلا جلسہ آج سے تیس سال قبل شملہ میں منعقد ہوا تھا۔ گذشتہ سال صرف پنجاب میں ۔۔۔۔۹ بائبل کے نسخے تقسیم کئے گئے۔ سب سے زیادہ مشکلات مختلف زبانوں میں بائبل کے ترجمے کرنے میں پیش آئیں۔

اس کے بعد لیڈی گراہم نے اپنی مختصر تقریر میں آکسفورڈ تحریک کا ذکر فرمایا اور کہا کہ گرجا کے لئے یہ تحریک سخت خطرناک ہے۔ ریورنڈ ڈبلیو۔ مجز نے ان مشکلات کا ذکر کیا جو بائبل کے تراجم کی تصحیح میں پیش آتی ہیں۔

ان تقریروں کے بعد نائب السلطنت حکومت ہند لارڈ ولنگڈن اٹھے اور اپنے اس ادارے کی ان سرگرمیوں کو سراہا جن کا مظاہرہ وہ ایک سو سال سے وہ کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس سوسائٹی کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس نے کروڑوں انسانوں کی تسلی کا سامان پیدا کیا (یعنی عیسائیت کی) یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ ۷۷۔ہ زبانوں میں بائبل کا ترجمہ کر کے مختلف ملتوں کو اس کی حقیقت سے آگاہ کیا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ میں نے اس سوسائٹی کا کام ہندوستان میں ہی نہیں۔ بلکہ چین۔ آسٹریلیا۔ ویسٹ انڈیز اور کناڈا میں بھی مشاہدہ کیا ہے کناڈا میں اس ادارے کی سرگرمیاں بڑی زبردست ہیں۔

ہز ایکسیلینسی نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا بڑی خوشی اور مسرت کی بات ہے کہ اس سوسائٹی کی طرف سے گذشتہ سال ایک کروڑ سے زائد بائبل کی اشاعت کی گئی۔ ہز ایکسیلینسی نے اس امر پر افسوس کا اظہار کیا کہ سوسائٹی کا سرمایہ زیادہ ہونے کے بجائے کم ہو رہا ہے مجھے امید ہے کہ مستقبل میں اس کے سرمایہ میں معتد بہ اضافہ ہو جائے گا وائسرائے بہادر نے ارباب اہتمام کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ میری اس جلسہ میں شرکت کی وجہ یہ ہے کہ میں اس کے ذریعہ شہریوں کے قریب تر ہوجاؤں گا۔ اگر یہ سچ ہے کہ کسی ملک کی افادیت اور عظمت کا دارومدار مذہب کی پختہ چٹان پر ہے تو مجھے کامل یقین ہے کہ امن وامان اعتماد اور عظمت مستقبل قریب میں واپس آجائے گا۔ (اسٹیٹسمین)

مصر میں عیسوی تبلیغ

مصر میں مجلس دفاع اسلامی عیسائی مبلغوں کے مقابلہ میں قائم کی گئی تھی۔ اس کے قیام کی غرض یہ تھی کہ عیسائی اپنی تبلیغ کے سلسلہ میں جن پرفریب طریقوں کو اختیار کرتے ہیں ان سے عوام کو باخبر کیا جائے اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچایا جائے۔ لیکن یہ امر افسوسناک ہے کہ حکومت مصر نے مجلس کو جلسوں اور مظاہروں کی ممانعت کر دی جس سے عیسائیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔

اب سنا گیا ہے کہ عیسائی مبلغوں نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی خاص مقام پر ایک موتمر طلب کی جائے جس میں نئے پروگرام اور نئے ارادوں کا اظہار کیا جائے۔ اس خبر سے مسلمانوں میں عام اضطراب پیدا ہو گیا ہے مجلس دفاع نے جمعیتہ شان کے صدر سے درخواست کی ہے کہ وہ وزیر داخلہ سے مل کر دریافت کریں کہ کیا اس موتمر کے انعقاد کی اجازت دی جائیگی جبکہ مجلس کو جلسوں اور مظاہروں سے روک دیا گیا ہے۔

جرمنی سے عیسائیت کا اخراج

برلن کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل لیوڈن ڈارف نے ایک نئی انجمن کے قیام کا اعلان کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ جو اشخاص اپنے بچوں کو عیسائیت کی تعلیم نہ دلانا چاہیں ان کو ایسا کرنے پر مجبور نہ کیا جا سکے۔ اپنی اس انجمن کی حمایت کے لئے جنرل لیوڈن ڈارف ان انتہا پسند نازیوں کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو عیسائیت سے تنگ آ چکے ہیں اس کوشش میں جنرل مذکور کو کامیابی بھی بہت ہوئی ہے اور بہت سے سرکردہ نازی ان کے ساتھ ہوگئے ہیں۔ جنرل موصوف خدا کے وجود سے انکار نہیں کرتے بلکہ آپ کہتے ہیں کہ عیسائیت کی بنیاد ایک یہودی نے رکھی تھی اس لئے جرمن اس مذہب کو قبول نہیں کر سکتے وہ ایسا مذہب چاہتے ہیں جو جرمن روایات، جرمن معاشرت، جرمن تہذیب کے موافق ہو۔ اس سلسلے میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جنرل موصوف نے ۱۹۲۵ء میں پروٹسٹنٹ چرچ سے انحراف کا اعلان کر دیا تھا۔ جنرل کے حامیوں کی تعداد بڑی سرعت سے پھیلتی جا رہی ہے "عیسائیت" سے اس بغاوت کے دو اسباب بیان کئے گئے ہیں جہانتک یہودیوں سے جرمنوں کی نفرت کا تعلق ہے اس کے سلسلے میں یہودیوں کی تاریخ کا کوئی ایک ورق پیش کر دینا کافی ہے۔ یہودیوں کی بغاوت پروری، فساد مزاجی، اور منافقت دنیا کے گوشہ گوشہ میں مشہور ہے۔ اور اگر جرمنوں کو ان سے نفرت ہوگئی ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مگر پرائے شگون کوئی اپنی ناک نہیں کٹوایا کرتا۔ یہودیوں کی مخالفت میں جرمن اپنے مذہب کو ہرگز ترک نہیں کر سکتے۔ بلاشبہ موجودہ مذہب عیسائیت میں بہت ایسی خرابیاں جزو لاینفک بن گئی ہیں کہ ایک سلیم العقل انسان موجودہ عیسائیت سے متنفر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ جنرل لیوڈن ڈارف کی اس تحریک کی قسمت کیا ہو مگر ایک دن ایسا ضرور آنیوالا ہے جب جنرل لیوڈن ڈارف کی تائید ہر عیسائی کرے گا۔ جب دنیا بھر کی حیا سوزیاں، عصمت فروشیاں دنیا پرستیاں، فریب کاریاں، اور حیلہ سازیاں مذہب کے نام سے اور مذہب کو پیش کر کے کی جا سکتی ہیں تو یقیناً ایک دن اس مذہب کا دنیا سے فنا ہو جانا ضروری ہے خواہ دنیا کی تمام حکومتیں موجودہ عیسائیت کو اختیار کر لیں اور اپنے امکان بھر روک تھام کی کوشش کر لیں مگر قدرت کا فیصلہ اٹل ہے۔ اس کو تبدیل کر دینا کسی کے اختیار میں نہیں۔

برادران وطن کی بیوی

ایک یا دو سال ہوئے ایک مارواڑی سیٹھ اجودھیا تشریف لے گئے اور اپنی زوجہ محترمہ کو برہمن دیوتا کی نذر کر دیا، اس کے بعد حسب معمول ۲۰ یا ۲۵ ہزار روپیہ دے کر بیوی کو واپس لینا چاہا مگر برہمن دیوتا کو سیٹھانی اس درجہ پسند آئی کہ کسی بھاؤ بھی دینے پر راضی نہ ہوئے سیٹھ صاحب نے پچیس ہزار کی بجائے پچاس ہزار پھر ایک لاکھ اور آخر میں پانچ لاکھ تک لگا دیئے۔ مگر برہمن دیوتا کے نزدیک سیٹھانی انمول شے تھی۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ اب سیٹھ جی بہت پریشان ہوئے اور مذہبی جذبہ کافور ہو گیا کسی کے کہنے سننے سے عدالت میں جا فریاد کی کئی مہینہ مقدمہ چلا۔ سیٹھ جی کہتے تھے کہ سیٹھانی میری بیاہتا بیوی ہیں اور ہندو قانون ازدواج کے مطابق ایک بیوی اپنے شوہر کی موجودگی میں دوسری شادی کر نہیں سکتی اس لئے سیٹھانی کو واپس دلایا جائے برہمن دیوتا فرماتے تھے کہ میں سیٹھانی سے شادی نہیں کرتا سوال صرف یہ ہے کہ دان کی ہوئی چیز واپس بھی ہو سکتی ہے یا نہیں مگر عدالت کے فیصلے سے قبل ہی چند لوگوں نے درمیان پڑ کر سمجھوتہ کرا دیا اور سیٹھ صاحب نے ۵ لاکھ روپیہ ادا کر کے سیٹھانی صاحبہ کو حاصل کر لیا۔

اب پھر خبر آئی ہے کہ سورج گرہن کے موقعہ پر ایک راجہ صاحب نے اپنی مہارانی دان کر دی، پنڈا راجہ صاحب کی دولت و امارت سے بخوبی واقف تھا۔ راجہ صاحب جب دس ہزار روپیے دے کر رانی صاحبہ کو واپس لینے لگے تو پنڈے نے صاف انکار کر دیا اور رانی صاحبہ نے بصد ادا و ناز فرمایا "کیوں جی بس ہماری قیمت صرف دس ہزار روپیہ ہے"۔ پنڈے کے انکار اور رانی صاحبہ کے اصرار سے قیمت اور بڑھ گئی اور راجہ صاحب رانی صاحبہ کو لیکر چلے آئے۔

یہ رسم بذات خود کس قدر مذموم ہے اس پر ہم بحث نہیں کرتے البتہ اتنا ضرور عرض کریں گے کہ اس رواج اور ان واقعات سے اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ برادران وطن کے نزدیک زوجہ کی وقعت و عزت بھینس یا گائے سے زیادہ نہیں کیا موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ ہندو خواتین اپنی اس افسوسناک پوزیشن پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں؟

ایک ہندو کی فیاضی

گرہن کے موقع پر اہل ہنود خیرات کرنے کے عموماً عادی ہیں۔ اور حسب حیثیت غرباء کو دیا کرتے ہیں۔ مگر سورج گرہن کے موقع پر لالہ مدن موہن لال سکریٹری دہلی کلاتھ مل لمیٹڈ و صدر طبیہ کالج نے ایک لاکھ اور دس ہزار روپیہ خیرات میں دیا جس کے لئے ایک ٹرسٹ قائم ہو رہا ہے۔ اول تو مسلمانوں کے پاس روپیہ نہیں ہے۔ اور جن کے پاس روپیہ ہے ان کو قومی فلاح و بہبود کی طرف توجہ نہیں ہے۔ ساری دولت لہو ولعب و عیش و عشرت میں صرف ہوتی ہے۔ اور قوم کے افراد اس سے محروم رہتے ہیں۔ ہندوؤں کی یہ حالت نہیں ہے۔ وہ دولت پیدا کرتے ہیں۔ اور اس کو قومی کاموں میں صرف کرتے ہیں جس سے ان کے نونہال فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر مسلمان اپنی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم یکشنبہ مورخہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | نمبر ۵۰

دو قابل مذمت تصنیفات

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات

اس علمی روشنی کے زمانہ میں بھی جبکہ اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کی پاک تعلیمات اور اخلاق حسنہ آفتاب کی طرح دنیا پر روشن ہو چکے ہیں اور ہر کہ ومہ اس حقیقت نفس الامری کو سمجھ چکا ہے کہ اس پاک مذہب اور اس کے مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو رذیلے کلمات اور مخالفانہ خیالات پادریوں اور آریوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں وہ ان کے دلی بغض و عناد اور مذہبی تعصب کا نتیجہ ہیں ورنہ حقیقتاً اسلام کا دامن اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ایسے مزخرفات اور ظالمانہ افعال سے بری ہے۔ کہیں نہ کہیں سے یہ آواز سننے میں آ ہی جاتی ہے کہ فلاں انگریز نے تاریخ اسلام کے نام سے اپنے خبث باطن کی تصویر ایک کتاب کی صورت میں پیش کی ہے۔ اور فلاں ہندو نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ کلمات لکھ کر اپنی زبان اور کتاب کے اوراق کو ناپاک کیا ہے۔

دو قابل مذمت تصنیفات

اس وقت اس قسم کی دو مثالیں ہمارے سامنے ہیں جن پر اسلامی اخبارات نے چیخ و پکار شروع کر رکھی ہے ان میں سے ایک مس ۔ بی ۔ ہاول کی نئی تصنیف "ہسٹری آف دی آرین رول ان انڈیا" کے نام سے شائع ہوئی ہے اور دوسری طامس کالکھنر کی کتاب "ستیان ولیشنام" ہے اول الذکر میں آنحضرت صلعم کو ایک شاعر قرار دیکر آپ کے الہام کو خود ساختہ آپ کو نعوذ باللہ دورہ مرگی کا شکار اور اسی کو الہام خداوندی کے انکشاف کا باعث بتایا گیا ہے ۔ اسلام کو جنگجویانہ مذہب کا نام دے کر ذات پات سے بھی زیادہ ظالمانہ قرار دیا ہے ایسا ہی اسلامی فن تعمیر کو ہندوؤں اور بدھوں کی اختراع بتایا گیا ہے اور مسلمان بادشاہوں پر طرح طرح کے بے باکانہ حملے کئے گئے ہیں۔

طامس کالکھنر کی کتاب ستیان ولیشنام ملیالم میں لکھی گئی ہے گویا یہ رسول ہی کا گویا چربہ ہے اور ہم حیران ہیں کہ طامس کالکھنر نے نام سے کسی آریہ کی مدح کا کام کر رہی ہے یا ہندو عیسائی کی، لیکن دونوں میں سے خواہ کوئی ہو۔ کتاب کے اشتعال انگیز اور دلآزار ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

مسلمانوں کا احتجاج

ان دونوں تصنیفات کے زہر سے بچنے کی جو تجویز کی گئی ہے وہ وہی ہے جو آج سے پہلے ہر ایسی کتاب کے متعلق کی جا چکی ہے یعنی یہ کہ حکومت انہیں ضبط کر کے اپنی انصاف پسندی کا ثبوت دے چنانچہ ستیان ولیشنام کے متعلق ٹراونکور کی مسلم ... ابن عبدالرحمٰن مسلم نمائندہ نے چیف سیکرٹری سے یہ استفسار کیا کہ آیا اس کتاب کے خلاف حکومت کو مسلمانوں کی طرف سے عام احتجاجی پیغامات اور تحریریں موصول ہوئی ہیں اور آیا اس شدید رنج و مصیبت کے پیش نظر جو اس کتاب کی اشاعت سے مسلمانوں کو پہنچی ہے ۔ حکومت ٹراونکور نے اس مذموم اقدام کے تدارک کے لئے کوئی کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے ؟ چیف سیکرٹری نے رکن موصوف کو مطلع کیا کہ ستیان ولیشنام کے خلاف حکومت کو کثیر التعداد پیغامات احتجاج موصول ہوئے ہیں لیکن چونکہ حکومت نے اس کتاب کو ہنوز نہیں پڑھا ہے اس لئے وہ کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکی۔

ایسا ہی پادری ہاول کی کتاب کے متعلق اخبارات میں یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ اس کے افتراق انگیز اور دلآزار مضامین کے پیش نظر کیا یہ حکومت کا فرض ہے کہ اسے جلد از جلد ضبط کر کے اس کے زہریلے اثرات سے ملک کو بچایا جائے۔

حکومت کا فرض

یہ دونوں سوال فی الواقعہ اس قابل ہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہو حکومت کی طرف سے ان کا تسلی بخش جواب دیا جائے اور مسلمانوں کے جذبات و احساسات کا لحاظ کرتے ہوئے ان دونوں کتابوں کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا جائے کون نہیں جانتا کہ نسل انسانی پر جو احسانات اسلام اور حضرت خواجہ دو جہاں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے ہیں انہیں قعر غلامی سے نکال کر آزادی کی بر شاہراہ پر چلایا ہے جہالت کی تاریکیوں سے نکالنے کے لئے علم و حکمت کا جو آفتاب ان پر چڑھایا ہے اور بغض و تعصب کی کوٹھڑیوں سے نکال کر عالمگیر اخوت و مساوات کا جو سبق انہیں پڑھایا ہے وہ کسی شاعر کا کام نہیں ہو سکتا نہ کسی مرگی زدہ کے خود ساختہ الہامات کا نتیجہ ہے اور نہ دنیا کی کسی تلوار نے دلوں کے اوپر ایسی زبردست حکومت کی ہے جیسی اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کے اخلاق حسنہ کی حکومت پائی جاتی ہے۔ پس اس پاک انسان اس رحمۃ للعالمین اور اس کے پیغام رحمت کے متعلق ایسے ناپاک اور گستاخانہ کلمات کا استعمال پرلے درجے کی احسان فراموشی اور حق ناشناسی ہے اور یہ عین انصاف ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ قانون کی خاردار لگام سے بند کر کے دنیا کو ان کے برے اثرات سے بچانے کی کوشش کی جائے۔

واحد علاج

لیکن اس کے ساتھ ہی ایک بات مسلمانوں سے بھی کہنی ضروری ہے کہ کوئی نئی بات نہیں اس سے پیشتر بھی ایسے مواقع پر کئی بار ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ ایسی کتابوں کے جواب میں حکومت کی پناہ ڈھونڈنا محض ایک عارضی علاج کی کوشش کرنا ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ایسے ناپاک اور گستاخانہ حملوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے اگر آپ اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کی ناموس کو ایسے ظالمانہ حملوں سے بچانا چاہتے اور دنیا کو آپ کے اخلاق حسنہ اور پاک تعلیمات کا قائل و معترف بنانا چاہتے ہیں تو اس کا واحد علاج یہ ہے کہ آپ کی سیرت سے دنیا کو روشناس کرایا جائے اس وقت خدا کے فضل سے آنحضرت صلعم کی سیرت اور اسلام کی پاک تعلیم کے متعلق انگریزی و اردو میں کافی لٹریچر فراہم ہو چکا ہے اور دارالکتب اسلامیہ لاہور نے اس لٹریچر کے بہم پہنچانے میں ملک و ملت کی بہترین خدمات سرانجام دی ہیں ضرورت ہے کہ اس کو عام طور پر دنیا میں پھیلایا جائے اور جہاں کہیں کوئی ایسا شخص نظر آئے جس کو آنحضرت صلعم کی حیات طیبہ آپ کے اخلاق حسنہ یا اسلام کی پاک تعلیم کے متعلق کوئی اعتراض ہو اسے سیرت خیر البشر یا محمد دی پرافٹ کی ایک کاپی ضرور پہنچائی جائے کہ اس سے بڑھ کر ان حملوں کی مدافعت کا اور کوئی ذریعہ نہیں۔

سید حبیب کے مضامین کا جواب

"پیغام صلح" کی دو تین اشاعتوں سے سید حبیب کے مضامین "تحریک قادیان" کا جواب ضمیمہ کی صورت میں مسلسل شائع ہو رہا ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس جواب کو عام طور پر بے حد مقبولیت حاصل ہوئی ہے یہاں تک کہ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

> "آپ کے مضامین سیاست کے مقابلہ میں جو
> بطور ضمیمہ نکل رہے ہیں میرے خیال میں توجہ القلب
> کی تائید سے لکھے جاتے ہیں اس قدر نفیس اور
> مدلل ہیں کہ پڑھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے ع
> اللہ کرے زور قلم اور زیادہ"

ایسا ہی اور بہت سے دوستوں نے زبانی اپنی خوشی کا اظہار کیا ہے اور راقم الحروف کو مبارکبادیں دی ہیں جس کے لئے ان کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے لیکن اس جواب کی اشاعت کی غرض احباب سے پیغامات تہنیت یا مبارکبادیں حاصل کرنا نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ اسے ان لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچایا جائے جنہیں سید حبیب کے مضامین کو پڑھنے کا اتفاق ہوا ہو یا سلسلہ احمدیہ کے متعلق کوئی شکوک و شبہات ان کے دل میں پائے جاتے ہوں ویسے بھی عام طور پر اس جواب کی اشاعت تبلیغ سلسلہ کے لئے نہایت ضروری ہے اس لئے احباب کا فرض ہے کہ اس کی زیادہ سے زیادہ کاپیاں منگوا کر ان لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی جائے جن کو تبلیغ مد نظر ہے اگر سب دوست اپنے اپنے شہروں سے ایسے لوگوں کے نام اور پتے فراہم کر سکیں جن کے پاس سیاست پہنچتا ہو۔ تو یہ زیادہ بہتر ہوگا تاکہ انہیں یہ جواب براہ راست پہنچا دیا جائے اور بھی جو دوست براہ راست کسی کے نام ضمیمہ بھجوانا چاہتے ہوں وہ نام اور پتہ سے مطلع فرمائیں اور تمام جماعتیں اپنے اپنے شہروں میں مفت تقسیم کے لئے اس کی متعدد کاپیاں منگوا کر عنداللہ ماجور ہوں کل ضمیمہ جات کی قیمت جو غالباً ڈیڑھ سو صفحات کی کتاب کے لگ بھگ ہوں گے تین آنے تجویز ہوئی ہے امید ہے

کروڑوں انسانوں کی تسلی کا سامان

کسی دوسری جگہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے اس سالانہ اجلاس کی رپورٹ نقل کی گئی ہے جو ۲۵ راگست کو ہز ایکسلینسی وائسرائے بہادر کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ ان اعداد وشمار کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو سوسائٹی کے سیکرٹری نے بائبل کی اشاعت کے متعلق پیش کئے ہز ایکسلینسی وائسرائے نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ

"میں اس سوسائٹی کو مبارک باد دیتا ہوں کہ اس نے کروڑوں انسانوں کی تسلی کا سامان پیدا کیا"

اس میں شک نہیں کہ جہاں تک بائبل کی کثرت اشاعت کا تعلق ہے سوسائٹی مذکور ہر طرح سے لائق مبارکباد ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آیا محض بائبل کی اشاعت سے کروڑوں انسانوں کی تسلی کا سامان پیدا ہو گیا؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ بائبل کے کروڑہا نسخے دنیا کے چپہ چپہ میں پھیل جانے کے باوجود بے اطمینانی اور خود مسیحیت کی طرف سے بد دلی کی لہر اس زور سے دنیا میں پھیل چکی ہے کہ اس کی نظیر کبھی اس سے پیشتر دیکھنے میں نہیں آئی خود ان ممالک میں جنہیں مسیحیت کا گھر سمجھا جاتا ہے یعنی انگلستان جرمنی اور امریکہ لوگوں کے دلوں میں مسیحیت سے نفرت وبیزاری بڑھتی چلی جا رہی ہے اگر بائبل کے اندر انسانوں کی تسلی کا کوئی سامان ہوتا تو یہ نفرت وبیزاری اس قدر پیدا نہ ہوتی اور اس قدر کثرت اشاعت اور روپیہ اور ہر قسم کے سامانوں کی فراوانی کے باوجود بے اطمینانی کی یہ رو دنیا میں پیدا نہ ہوتی جو آج ہر طرف پائی جاتی ہے

افادیت وعظمت کا دارومدار

اس میں شک نہیں کہ بقول ہز ایکسلینسی وائسرائے "اگر یہ سچ ہے کہ کسی ملک کی افادیت وعظمت کا دارومدار مذہب کی پختہ چٹان پر ہے تو کامل یقین ہے کہ امن وامان اعتماد اور عظمت مستقبل قریب میں واپس آ جائے گی" لیکن سوال یہ ہے کہ کونسا مذہب اس امن وامان اعتماد اور عظمت کو واپس لانے کا موجب ہوگا کیا عیسائیت؟ اس سے تو آج دانایان فرنگ اس قدر مایوس ہیں کہ اس کا نام لینا ہی ان کے نزدیک عقل وفہم کی توہین کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ کسی اور ایسے مذہب کی تلاش میں سرگرم ہیں جو دنیا میں امن وسلامتی اور تسلی واطمینان پیدا کرنے کا موجب ہو اور جوں جوں وہ مذاہب عالم کا مطالعہ کرتے ہیں ان کا قدم مسیحیت کے بجائے اسلام کی طرف بڑھتا چلا آتا ہے یہ ایک زندہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آج اگر کسی مذہب سے دنیا کی تسلی واطمینان ہو سکتا ہے اگر کسی ملک بلکہ دنیا کی افادیت وعظمت کا دارومدار کسی مذہب پر ہے اور اگر یہ سچ ہے کہ مذہب ہی کے رستہ سے دنیا کا امن وامان اور وہ بھی اعتماد واپس آنے والا ہے تو وہ مذہب اسلام کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا یہ وہ سبق ہے جو مجدد وقت نے ہمیں پڑھایا اور واقعات عالم زبان حال سے اس کی تصدیق اور تائید کر رہے ہیں کاش مسلمان اس طرف متوجہ ہوں اور برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے ایک سویں حصے کے برابر ہی قرآن کریم کے انگریزی ترجمے کی اشاعت میں روپیہ صرف کر دیں تو انگلستان کے تین سال میں مسلمان ہونے کی پیش گوئی جو ہمارا دوشاہ کی زبان سے دنیا سن چکی ہے وہ تمام یورپ کو ساتھ ملا کر ایک ہی سال میں پوری ہو جائے

ملاحظات

گزشتہ اشاعت میں "زمیندار" کے مدیر نکہات کا جواب دیتے ہوئے اس حقیقت کو ہم نے واضح کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے نہ صرف حضرات شیخین کے "خاک پا" ہونے پر فخر کا اظہار کیا ہے بلکہ اپنے کمالات کو صحابہ کے کمالات کے ظل قرار دیتے ہوئے ان کے جزئی فضائل کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا ہے۔

اس صاف اور سیدھے جواب پر مدیر نکہات سے اور تو کچھ بن نہیں آیا۔ دو چار دن تک مدہوش رہنے کے بعد بڑبڑا اٹھا ہے کہ:-

"آپ صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمارے نزدیک خلفائے راشدین کو مرزائے قادیانی پر برتری حاصل ہے"

بندہ نواز! ہم تو صاف صاف عرض کر چکے کہ صحابہ کرام اور بالخصوص خلفائے راشدین میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں۔ جو اب کسی دوسرے کو کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتے۔ اور یہ خود حضرت مرزا صاحب کے الفاظ ہیں پھر ہم کون ہیں کہ مدعی سست گواہ چست بن کر صحابہ کرام کو ان "جزئی فضائل" سے محروم کر کے مسیح موعود کو ان سے برتر قرار دیدیں آپ کو اگر اتنی موٹی سی بات سمجھ نہ آئی تھی تو "فخر الملت" کی تقلید میں گالیاں دینے "دانت پیسنے" "ناک بھوں چڑھانے" "منہ میں کف بھر لانے" اور بار بار خوخیانے" کے بجائے کچھ ہوش کی دوا کی ہوتی۔

کوئی اس از خود رفتہ انسان سے پوچھے کہ تم جو "صاف صاف کیوں نہیں کہدیتے" کی رٹ بار بار لگا رہے ہو تو اس کا نتیجہ آخر کیا ہے۔ کیا اگر جماعت احمدیہ کے نزدیک خلفائے راشدین کو مسیح موعود پر برتری حاصل ہو تو تم اس کے ساتھ ہو جاؤ گے؟ اگر ایسا ہے تو یہ اعلان تو ایک بار نہیں کئی بار ہو چکا جس کا اعادہ اب پھر اوپر کی سطور میں کر دیا گیا ہے۔ پس آؤ اور اس مخالفت کو چھوڑ کر حق کا ساتھ دو۔ اور اگر یہ نہیں تو ہمارے "صاف صاف" پوچھنے کا فائدہ کیا ہوا؟ کاش تمہیں حق اور صداقت سے کچھ لگاؤ ہوتا تو ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے کے بجائے کوئی نتیجہ خیز بات کر لیتے۔

ہم نے اپنے سابقہ مضمون میں مسئلہ نبوت پر بحث کرتے ہوئے بعض بزرگان دین کے اقوال نقل کئے تھے۔ جن ... کے تین مختلف جواب مدیر نکہات نے دیئے ہیں:-

(۱) ان بزرگوں سے اس قسم کی باتوں کا انتساب قطعی غلط ہے کوئی سند متصل ایسی نہیں ملتی جس سے ثابت ہو سکے کہ شیخ شبلیؒ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کا ہم رتبہ سمجھتے تھے۔

(۲) حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں صاف لکھ دیا ہے کہ صوفیائے کرام سے جو اس قسم کے اقوال منسوب کئے جاتے ہیں وہ قطعاً صداقت سے محروم ہیں یہ اور بات ہے کہ کسی بزرگ کے منہ سے شیطان کے فریب میں آکر عمر بھر میں ایک آدھ مرتبہ اس قسم کا کوئی کلمہ نکل گیا ہو۔ پھر اس پر ندامت ظاہر کی ہو اور جناب باری سے گڑگڑا کر معافی مانگی ہو"

(۳) "اور صوفیائے کرام یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ کلام ان کی حالت سکر کے احوال کا نتیجہ تھا نہ یہ کہ مختلف قسم کے دعاوی کو انہوں نے اپنی زندگی کا مشن بنا لیا تھا"

ان فقرات میں مدیر نکہات نے اس قدر متضاد باتیں کی ہیں کہ ایک صاحب عقل انہیں دیکھکر حیران رہ جاتا ہے۔ ایک طرف کہا جاتا ہے کہ ان بزرگوں سے اس قسم کی باتوں کا انتساب غلط ہے" پھر ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ یہ کلمات ان کے منہ سے شیطان کے فریب میں آکر نکل گئے جس پر انہوں نے گڑگڑا کر جناب باری سے معافی مانگی۔ اور پھر اس پر بھی قایم نہ رہ کر ارشاد ہوتا ہے کہ" وہ کلام ان کی حالت سکر کے احوال کا نتیجہ تھا" فرمایئے ان میں سے کونسی بات کو صحیح سمجھا جائے اور کونسی غلط قرار دی جائے۔ صوفیاء کے اقوال ان کی حالت سکر کے احوال کا نتیجہ ہوں یا نہ ہوں کم از کم آپ کے یہ اقوال تو ضرور حالت سکر کا نتیجہ ہیں۔ بھلا کوئی ہوشمند آدمی دو چار ہی فقروں میں اتنی متضاد باتیں کہہ سکتا ہے کہ:-

(۱) صوفیائے کرام نے ایسی باتیں ہرگز نہیں کہیں۔

(۲) صوفیائے کرام نے (معاذ اللہ) شیطان کے فریب میں آکر ایسی باتیں کہیں۔

(۳) صوفیائے کرام نے حالت سکر کے احوال میں ایسی باتیں کہیں۔

فرمائیے یہ کس صاحب ہوش کا کلام ہے۔ دو حال سے خالی نہیں یا تو مدیر نکہات ان فقرات کو لکھتے وقت عالم سکر میں تھے اور یا یہ وہ حرکات مذبوحی ہیں۔ جو "پیغام صلح" کے براہین نیرہ کے جواب میں اضطراراً اس سے سرزد ہوئی ہیں۔

خیر ہمیں اس سے غرض نہیں۔ ہم صرف اس قدر دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ جو آپ نے فرمایا کہ "مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات میں ان اقوال کو صداقت سے قطعاً محروم قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ شیطان کے فریب میں آکر کسی بزرگ کے منہ سے ایک آدھ اس قسم کا کلمہ نکل گیا اور اس نے ندامت ظاہر کی اور جناب باری سے گڑگڑا کر معافی مانگی"۔ کیا اس کا کوئی ثبوت آپ پیش کر سکتے ہیں؟ کیا مجدد صاحب کی وہ عبارت معہ حوالہ مکتوب نقل کی جا سکتی ہے۔ جس میں انہوں نے ایسی بات کہی ہو؟ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمیں اس قسم کے خود ساختہ اور فریب دہ اقوال سے مرعوب نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہمت ہے تو جلد از جلد مکتوبات کا حوالہ دیجئے۔ جس میں ایسی بات مجدد صاحب نے لکھی ہے۔ اور یہ بھی بتا دیجئے کہ خود مجدد صاحب نے جو دعاوی کئے اور خلفائے راشدین کے مقامات سے گزر کر مقام محبوبیت سے واصل ہونا بیان کیا . . . .
آیا وہ بھی "شیطان کے فریب" کا ہی نتیجہ تھے!

کیا ایسے اولیاء کو جو شیطان کے فریب میں آکر اللہ اور محمدؐ تک اپنے آپ کو کہنے لگتے ہیں جیسے حضرت سید عبدالقادر گیلانی حضرت بایزید بسطامیؒ۔ حضرت شیخ شبلیؒ اور خود حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ علیہم انہیں اولیاء الرحمٰن کہنا چاہیئے یا اولیاء الشیطان؟ خدا کے بندو! کچھ تو خوف خدا سے کام لو۔ کیوں مرزا صاحبؑ کی مخالفت میں تمام بڑے بڑے مشائخ عظام کو شیطان کے دوست بنانے لگے ہو۔ تمہاری تو وہی مثال ہے

شادم کہ از رقیباں دامن کشیدہ رفتم
گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

شکستہ صلیب کی ناکام مرمت

یعنی حیاتِ مسیح کیلئے

مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی حرکت مذبوحی

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے قلم سے)

اللہ اللہ کس قدر مقام عبرت ہے۔ مولوی حافظ محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی اہل حدیث فرقہ کے چوٹی کے علماء میں سے ہیں۔ انہوں نے ایک رسالہ کسر صلیب نامی نکالا ہے۔ ایک مثل ہے "برعکس نہند نام زنگی کافور" نام تو کسر صلیب ہے لیکن درحقیقت مقصد تائید دین صلیبی ہے یعنی کوشش یہ ہے کہ کسی طرح حضرت عیسیٰ کو آسمان پر زندہ ثابت کیا جائے اور اس طرح عیسائیوں کے خدا کو اور دین مسیحیت کو مرنے نہ دیا جائے۔

عقیدہ حیات مسیح کے دو ماخذ

خیال ہوتا ہے کہ اتنے بڑے علامہ نے اس رسالہ میں نامعلوم کیا کیا دلائل قرآن اور احادیث صحیحہ سے دیئے ہوں گے لیکن رسالہ کو پڑھ کر حیرت ہو جاتی ہے کہ اس میں اپنے مذہب حیات مسیح کیلئے انہوں نے جو دو ماخذ تجویز کئے ہیں وہ قرآن اور حدیث نہیں بلکہ پادری سیل کا انگریزی ترجمۂ قرآن اور ایک انجیل ہے جو برنباس کی طرف منسوب ہے کیا یہ حق کی فتح کا صریح ثبوت نہیں کیا اس کے یہ صاف معنے نہیں کہ مولوی صاحب موصوف کو اس مسئلہ میں جب قرآن اور حدیث نے پناہ نہ دی تو بیچارے پادریوں اور انجیلوں میں پناہ لینے کے لئے دوڑے۔ مگر غور کرکے دیکھو تو وہ بھی پناہ دیتے نظر نہیں آتے۔ حالانکہ مسلمانوں کا ایک علامہ خود مسیح ہی کی خدائی کو برقرار رکھنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ مگر حق کی مخالفت کرنیوالوں کو ہر طرف سوائے شکست کے ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے وفات مسیح کو قرآن اور احادیث صحیحہ اور خود انجیل سے ثابت کرکے جو عظیم الشان کسر صلیب کی تھی اس ٹوٹی ہوئی صلیب کے ٹکڑوں کو تو بڑے بڑے پادری نہ جوڑ سکے تو ان بیچارے سیالکوٹی مولوی صاحب نے کیا جوڑنا تھا جن کا مبلغ علم مسجد کی چاردیواری کے حدود سے باہر نکلنے کا شرمندہ احسان نہیں۔ بہرحال اس ٹوٹی ہوئی صلیب میں جو میخ مولوی صاحب جڑنے کی فکر میں ہیں وہ ایک فقرہ میں یوں بطور خلاصہ کہی جا سکتی ہے کہ حضرت مسیح کا کوئی حواری یا کوئی اور آدمی مسیح کی شکل بن گیا تھا اور خود حضرت مسیح زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھ گئے تھے اس کے لئے وہ انجیل برناس کو پیش کرتے ہیں اور اس کی تائید میں پادری سیل کے انگریزی ترجمہ کو پیش کرکے خوش ہوتے ہیں کہ بڑا تیر مارا۔

انجیل برناس اور حیات مسیح

انجیل برناس کے دو مفصلہ ذیل حوالے پیش کرتے ہیں:۔

(۱) پس لشکریوں نے یہوداہ کو پکڑا اور باندھ دیا ص۳۱۸ پس وہ اسے کوہ جمجمہ پر لے گئے جہاں پر مجرموں کو صلیب دینے کا دستور تھا اسے ننگا کرکے صلیب پر چڑھایا ص۳۱۹

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے التجا کی کہ مجھے اپنی والدہ اور شاگردوں کو دیکھنے کی اجازت ملے ص۳۲۱۔ پس حضرت عیسیٰ روشنی میں محفوظ آئے ص۳۲۱ اور کہنے لگے میں ہرگز نہیں مرا اور بے شک اللہ نے مجھے دنیا کے انجام تک اپنی حفاظت میں لے لیا ہے ص۳۲۲٭ (اور جواب دیا) (عربی میں تو یہ لکھا ہے) یبقی ھذا الی ان یاتی محمد رسول اللہ صلعم الذی متی جاء کشف ھذا الخداع للذین آمنوا بشریعۃ اللہ (ص۳۲۳) یہ باقی رہے گا محمد رسول اللہ صلعم کے آنے تک۔ جب آپ آئیں گے تو ان لوگوں کے لئے جو خدا کی شریعت پر ایمان لائیں گے، غلطی کو منکشف کر دیں گے (۳۲۳)

٭ [illegible]

مولوی ابراہیم کی دیانتداری

مگر مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی دیانتداری اس فقرہ کی یوں معنی کرتی ہے کہ "یہ غلط فہمی کہ میں صلیب دیا گیا محمد رسول اللہ صلعم کے آنے تک قائم رہے گی۔ جو جب آئیں گے تو ان لوگوں کے لئے جو خدا کی شریعت پر ایمان لائیں گے غلطی کو منکشف کر دیں گے"۔ یہاں یہ فقرہ کہ "یہ غلط فہمی کہ میں صلیب دیا گیا" مولوی صاحب کا اپنا ایزاد کردہ ہے ورنہ اصل عبارت میں کہیں نہیں۔ اور اس فقرہ کی ایزادی کی مولوی صاحب کو ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بغیر اس کے انکی تعمیر کردہ ساری عمارت خود ان کے سر پر دھڑام سے آن گرتی ہے۔ کیونکہ مذکورہ بالا عبارت سے کوئی خاص بات ان کے مفید مطلب نہیں نکلتی بلکہ غور سے دیکھا جائے تو ان کے خلاف ہمارے مفید مطلب اس میں تین۳ باتیں صاف نظر آتی ہیں۔

واقعہ صلیب کے بعد مسیح کی ملاقات

(۱) ایک تو یہ کہ واقعۂ صلیب کے بعد وہ اپنی والدہ اور شاگردوں سے ملاقات کرتے ہیں جس سے صاف نظر آتا ہے کہ وہ صلیبی موت سے بچ گئے تھے۔ اور ان کی اس ملاقات کا ذکر دوسری اناجیل لوقا مرقس متی یوحنا میں بھی ہے۔ نہ تو اس انجیل برناس میں اور نہ دیگر اناجیل میں ہی کہیں یہ لکھا ہے کہ وہ آسمان سے واپس دنیا میں آئے تھے۔ البتہ دیگر اناجیل میں لکھا ہے کہ وہ بھیس بدلے ہوئے تھے اور اس انجیل میں لکھا ہے کہ وہ روشنی میں محفوظ تھے جس کے معنے سوائے اس کے کیا ہو سکتے ہیں کہ خدا کے نبیوں کی حفاظت عالم نور کے ملائکہ کرتے ہیں۔ اور یہ کچھ حضرت مسیح سے مخصوص نہیں بلکہ خدا کے ہر ایک نبی کی اسی طرح حفاظت ہوتی ہے۔ ان کے گرد خدا کا نور ہوتا ہے جس سے وہ دشمنوں کے وار سے ہمیشہ محفوظ رہتے ہیں۔ ورنہ ایک اکیلا انسان اس قدر انسانوں کا کس طرح مقابلہ کر سکتا اور ان سے بچ سکتا ہے۔

شاگردوں کی غلط فہمی کا ازالہ

(۲) دوسرے یہ بھی صاف نظر آتا ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں سے اپنی نسبت صلیبی موت کی غلط فہمی دور کرنا چاہتے تھے کیونکہ صلیب کی موت ایک لعنتی موت تھی اور توریت میں صاف لکھا تھا کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ لوگوں کے دلوں سے اس غلط فہمی کو دور کرتے۔ چنانچہ دیگر اناجیل اربعہ میں بھی یہی لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ وہ صلیب پر مرے نہیں اور ان کی انگلیاں اپنے زخموں کے مقامات پر لگوائیں اور اس طرح ان کی تسلی کی کہ وہ صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں۔ یہی یہاں وہ فرما رہے ہیں کہ میں مرا نہیں بلکہ خدا نے مجھے اس لعنتی موت سے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ خود ان کے شاگردوں کو بھی یہی خیال تھا کہ وہ صلیب پر مر چکے ہیں۔ اس لئے یہ بدگمانی ان کے دل سے دور کرنے کے لئے ضروری تھا کہ وہ فرماتے کہ میں نہیں مرا۔ اور قابل توجہ یہ ہے کہ یہاں کہیں نہیں لکھا ہے کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا ہو کہ چونکہ میری جگہ صلیب پر دوسرا آدمی میرا ہم شکل بنا کر چڑھایا گیا تھا اس لئے میں بچ گیا۔ اور وہ کس طرح ایسی غلط بات کہتے جو نہیں ہوئی تھی۔ وہ اپنے مرنے کی نفی ضرور کرتے ہیں لیکن کسی اور کے ان کا ہم شکل بن کر صلیب پر مارا جانے کا کہیں ذکر نہیں کرتے۔ پس ان کے اس ارشاد سے دو نتیجے ضرور نکلتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ صلیب کے واقعہ سے ان کی موت کا لوگوں کو یقین ہو گیا تھا اور اس غلط فہمی کا شکار خود ان کے حواری بھی ہو چکے تھے اس لئے حضرت مسیح کو ضرورت پڑی کہ ان کے سامنے وہ اپنی موت کی نفی کریں۔

صلیب کی موت سے بچنے کی وجہ

دوم صلیب کی موت سے بچ جانے کی وجہ یہ نہ تھی کہ کوئی اور آدمی ان کا ہم شکل بن گیا تھا جو غلطی سے صلیب دیدیا گیا ورنہ حضرت مسیح اس کا ضرور ذکر کرتے اور بتاتے کہ وہ شخص جسے صلیب پر مرا ہوا تم نے دیکھا تھا اور غلطی سے سمجھ لیا تھا کہ وہ میں ہوں وہ میں نہ تھا بلکہ دوسرا آدمی میرا ہم شکل بنایا گیا تھا۔ لیکن ان کا محض یہ فرمانا کہ خدا نے انہیں اپنی حفاظت میں لے لیا ثابت کرتا ہے کہ وہ اسباب اور ہی تھے جن کی تفصیل دیگر اناجیل اربعہ میں موجود ہے یعنی سبت کے دن شروع ہو جانے کی وجہ سے انہیں تین گھنٹے میں ہی بیہوشی کی حالت

میں ہی اتار لیا جانا موت وارد کرنے کے لئے ہڈی کا نہ توڑا جانا۔ ایک ایسی قبر میں جو کمرہ کی طرح فراخ، و ہوادار تھی رکھا جانا اور ان کا با قاعدہ علاج ہونا وغیرہ وغیرہ۔

آنحضرت صلعم نے غلط فہمی کو کس طرح دور کیا

(۳) تیسری بات یہ ہے کہ حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ یہ غلط فہمی باقی رہے گی جبتک آنحضرت صلعم تشریف لائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کی تشریف آوری پر قرآن نے نازل ہو کر بتا دیا کہ وہ صلیب کی موت سے بچائے گئے، اور اپنی طبعی موت سے وفات دیئے گئے۔ اور آنحضرت صلعم کی وفات پر تمام صحابہ نے بالاجماع یہ تسلیم کیا کہ سب انبیا فوت ہوگئے اس لئے محمد رسول اللہ کا فوت ہونا منہاج نبوت سے کوئی علیحدہ امر نہیں۔ پس یہ بالکل درست اور صحیح تھا جو انہوں نے فرمایا۔ آپ صلعم کی تشریف آوری پر قرآن نے اس غلط فہمی کا ازالہ کیا۔ لیکن مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے ایمقی ھذا کا ترجمہ "یہ غلط فہمی کہ میں صلیب دیا گیا" اپنی طرف سے تفسیر بالرائے کے رنگ میں کر دیا اور بالکل اپنی طرف سے یہ الفاظ بڑھا دیئے تاکہ ان کا مطلب نکل آئے۔

صلب کے معنے

مگر بدقسمتی سے خود مولوی صاحب نے الفاظ استعمال ایسے کئے ہیں جو ان کے مفید مطلب نہیں ہوسکتے کیونکہ صلیب دیا جانا اردو میں بھی صلیبی موت کے ہی مترادف ہوتا ہے۔ مثلاً جب کہیں گے کہ "فلاں شخص پھانسی دیا گیا" اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ صلیب کے ذریعہ اس پر موت وارد کی گئی۔ عربی میں بھی صلب کے معنے صلیب کے ذریعہ قتل کرنے یعنی موت وارد کرنے کے ہیں جیسا کہ تاج العروس مشہور لغت کی کتاب میں ہے الصلب ھذہ القتلة المعروفة ترجمہ صلب یہ قتل کرنے کا مشہور طریق ہے۔ لسان العرب میں عربی لغت کی اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے لکھا ہے والصلب ھذہ القتلة المعروفة مشتق من ذالك ان ودکه وصدیدہ یسیل۔ ترجمہ صلب یہ قتل کرنے کا مشہور طریقہ ہے اور وہ اس سے مشتق ہے (یعنی صلیب یعنے ودک سے) کیونکہ اس کی رجسے صلیب دیا جائے، پیپ اور چربی نکلتی ہے۔ پس مولوی صاحب نے اپنی طرف سے تو نہایت ہوشیاری سے یہ فقرہ بڑھایا تھا۔ "یہ غلط فہمی کہ میں صلیب دیا گیا" لیکن اس کے معنی اردو میں بھی یہی ہوں گے کہ "یہ غلط فہمی کہ مجھ پر صلیب کے ذریعہ موت وارد کی گئی"۔ اور ہمیں اس کا اقرار ہے کہ واقعی عیسائیوں اور یہودیوں کو جو یہ غلط فہمی لگی تھی کہ وہ صلیب کے ذریعہ مارے گئے۔ محمد رسول اللہ صلعم اور قرآن کے ذریعہ مٹ گئی۔ اور بتا دیا گیا کہ صلیب پر ان کی موت واقع نہیں ہوئی اور وہ زندہ بچ کر نکل گئے۔ اور اپنی طبعی موت سے مرے۔

مولوی صاحب کی چول ٹھیک نہیں

لیکن اگر مولوی صاحب نے اپنی طرف سے صلیب دیا جانے کا فقرہ اس لئے ایزاد کیا تھا کہ اس سے یہ مراد لیں کہ محض صلیب پر چڑھایا جانا تو مہربانی کر کے کیا وہ بتائیں گے کہ عربی عبارت میں یہ کن الفاظ کے معنے ہیں۔ جب تک وہ اصلی الفاظ نہ دکھائیں یہ پیش کردہ عبارتیں ان کے کچھ بھی مفید مطلب نہیں ہوسکتیں الٹا ہمارے خیال کی تائید کرتی ہیں۔ لہذا شکستہ چول کو جوڑنے کے لئے یہ چول ان کی ٹھیک جگہ پر نہیں بیٹھتی۔ ہم نے تو سمجھا تھا کہ مولانا نے جو اس قدر شور و غوغا مچا رکھا ہے تو خدا جانے کیسے کیسے نئے انکشاف ہوئے ہوں گے لیکن سوائے ایک فقرہ اپنی طرف سے بڑھا کر اپنا اُلو سیدھا کرنے کے اور کچھ بھی نظر نہیں آتا ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نکلا

محمد رسول اللہ کی صداقت منوانیکی جرأت نہیں

ایک دفعہ ایک چوہے کو ہلدی کی گانٹھ مل گئی تھی وہ پنساری بن بیٹھا تھا۔ برناس کی انجیل آج سے نہیں بلکہ اب سے پچاس برس قبل سے ہندوستان میں موجود ہے لیکن مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو اب ملی ہے۔ بس پھر کیا تھا اسے پڑھتے ہی پنساری بن بیٹھے۔ سمجھنے لگے کہ مرزائیت کو مار لیا! یہ نہ کیا کہ اس میں صاف صاف محمد رسول اللہ صلعم کا اسم گرامی موجود ہے۔ آپ کی ان کھلی کھلی پیشگوئیوں کو لے کر عیسائی پادریوں کے پاس جاتے اور ان سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رسالت کو منواتے۔ متی مرقس لوقا یوحنا کی اناجیل اربعہ کو غیر معتبر ٹھیرا کر اور برناس کی واحد انجیل کو مستند ثابت کر کے عیسائیوں اور پادریوں کو اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کرتے اور کہتے کہ بھائیو خدا سے ڈرو۔ محمد رسول اللہ صلعم کا نام تک موجود ہے اور کھلی کھلی صاف پیشگوئی موجود ہے۔ اب تمہیں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت کو ماننے میں کیوں تامل ہے" لیکن یہ نہیں کیا۔ اتنی جرأت نہیں ہوئی اور ایک مُلا کو اتنی جرأت ہی کہاں ہوتی ہے کہ وہ مذاہب باطلہ کے مقابل میں سینہ سپر ہو کر کھڑا ہو یا اسلام کی تائید میں کچھ حرکت کرے وہ تو کافر بنانے کے لئے گھر میں شیر ہوتا ہے۔

مسیح کی خدائی کی تائید

پھر سے اس انجیل سے نکالا تو کیا نکالا مسیحیت کی تائید! مسیح کی خدائی کا تازہ ثبوت۔ اور وہ یہ کہ بخیال خویش یہ سمجھ لیا کہ اس انجیل میں کسی اور شخص کے مسیح کے ہم شکل بنکر مصلوب ہونے کا ذکر ہے اور اس خیال کو یہاں تک فروغ دیا کہ اناجیل اربعہ لوقا مرقس متی یوحنا کو ناقابل اعتبار ٹھیرانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگے محض اس لئے کہ ان میں کسی اور شخص کے مسیح کے ہم شکل بننے کا ذکر نہیں اور نہ قابل اعتبار ٹھیرانے کا یہ طریق اختیار کیا کہ ثابت کرنے لگے کہ ان میں مختلف واقعات میں باہم اختلاف ہے۔ اب اگر کوئی ان مولوی صاحب سے پوچھے کہ ان چار اناجیل کے ساتھ اگر پانچویں انجیل برناس کو بھی شامل کر دیا جائے تو ظاہر ہے کہ اس وقت پانچوں انجیلیں ایک دوسرے سے مختلف نظر آئیں گی۔ لہذا اگر باہمی اختلاف سے چار انجیلیں غیر معتبر ہوسکتی ہیں تو باہمی اختلاف سے پانچ انجیلیں غیر معتبر کیوں نہیں ٹھیر سکتیں؟ اگر تحقیقات کا یہی طریق ہے کہ کسی دو کتاب یا تین کتاب یا چار کتاب یا پانچ کتاب میں بعض واقعات میں باہم اختلاف نظر آوے تو وہ ساری کتابیں شروع سے آخر تک غیر معتبر ٹھیر جائیں گی تو پھر اگر اناجیل اربعہ غیر معتبر ثابت ہوں گی تو انجیل برناس بھی اس سے بچ نہیں سکتی۔

اناجیل کا باہمی اختلاف اور کتب حدیث

مسیح کی زندگی کے واقعات کو اگر چار آدمی قلمبند کریں اور ان میں کچھ باہمی اختلافات نظر آنے سے ہم چاروں کو غیر معتبر قرار دیدیں تو اگر انہی واقعات کو پانچ آدمی قلمبند کریں اور ان میں باہمی اختلاف ہو تو اسی اصول کے ماتحت پانچوں کو ہمیں غیر معتبر قرار دینا پڑے گا۔ اور اس طرح برناس کی انجیل ہی مولانا صاحب کے ہاتھ سے نہیں چلی جائے گی بلکہ احادیث کا بہت سا حصہ بھی ان کے ہاتھ سے چلا جائے گا۔ کیونکہ وہاں بھی بے انتہا اختلافات نظر آتے ہیں۔ اور اس طرح اختلافات کی بنا پر کتابوں کو رد کرتے چلے جانے سے قریباً ساری کتب حدیث ہاتھ سے نکل جائیں گی۔ اور مولانا کو اپنے فرقہ کا نام اہل حدیث ہٹانا پڑے گا کیونکہ جب حدیث ہی کوئی نہ رہی تو اہل حدیث کس برتے پر کہلائیں گے۔

چار اناجیل کے مقابلہ میں ایک برناس

اور اگر طریق یہ ہے کہ روایت کی صحت اور درایت کے متعلق تحقیقات سے کام لیا جاتا ہے اور جو باتیں ایسی پائی جاتی ہیں جو متفق علیہ ہوتی ہیں یا جن امور پر تواتر ہوتا ہے وہ زیادہ قابل قبول ہوتی ہیں بہ نسبت احاد روایات کے۔ تو پھر برناس کی انجیل اُڑ جائے گی۔ کیونکہ جس امر پر چار اناجیل متفق ہیں اس کے مقابل ایک کی شہادت قابل قبول نہیں ہوسکتی۔ پس برناس کی واحد انجیل کے مستند ہونے کو ثابت کرنے کا یہ طریق نہیں جو مولانا نے اختیار کیا ہے باہمی اختلافات ثابت کرنے سے تو جہاں چار گئیں وہاں پانچویں بھی گئی۔ کوئی اور ہی طریق اختیار کیجئے اور اگر برناس کی انجیل کو عیسائیوں اور پادریوں سے آپ منوا دیں اور آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کو اُن کے سامنے پیش کر کے اُن سے تسلیم کروا دیں تو ہم آپ کے علم اور تقویٰ اور خدا رسی کے قائل ہو جائیں۔ کیونکہ ہمارا تو مقصد واحد محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت کو عیسائیوں سے منوانا ہے۔ اس کے لئے ہم ہر ایک قربانی کرنے کو تیار ہیں۔

پادریوں کی تائید

لیکن یہ کیا قیامت ہے کہ برناس کی انجیل جو نئی نئی آپ کو ملی تو اسے لیکر پادریوں کے پاس تو آپ نہیں گئے کہ وہاں جا کر آپ ان کی مسلمہ اناجیل اربعہ کو غیر مستند ثابت کرتے اور انجیل برناس کو معتبر قرار دے کر محمد رسول اللہ صلعم کا صاف صاف نام لکھا ہوا دکھاتے اور اسلام قبول کرنے کے لئے ان پر حجت تمام کرتے۔ کیا تو یہ کیا کہ انجیل کو لیکر ہمارے پاس دوڑے آئے کہ لو صاحب مسیح کے زندہ آسمان پر چڑھنے اور اس کا خدا کی طرح الآن کما کان ہونے کا تازہ ثبوت مل گیا گویا دوسرے لفظوں میں پادری سچے ہیں جو اس کو خدا مانتے ہیں اور مسلمان غلطی پر ہیں جو تمام صفات خدائی کی اُسے دے کر پھر اس کے خدا ہونے سے انکار کرتے ہیں۔

قرآن کے سامنے کسی کی وقعت نہیں

سو واضح ہو کہ ہمارے پاس آنا لاحاصل ہے ہم تو قرآن کی آیات محکمات کے سامنے کسی انجیل، کسی روایت، کسی حدیث کو کوئی وقعت نہیں دیتے۔ بلکہ خود آیات متشابہات قرآنی کے وہی معنی قبول کرتے ہیں جو آیات محکمات کے مطابق ہوں۔ ہمارے پاس تو صریح آیات محکمات قرآنی وفات مسیح پر موجود ہیں جن کا بار بار احمدی کتب اور اخبارات میں اعادہ ہو چکا ہے۔

قرآن وفات مسیح کی حمایت میں

وفات مسیح کے لئے قرآن کسی کتاب کا محتاج نہیں۔ وہ خود ببانگ بلند اس کا اعلان کر رہا ہے۔ ہم آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم اور لعیسٰی انی متوفیك ورافعك الیّ میں توفی کے معنے عین قرآن اور احادیث اور عربی لغات کے ماتحت سوائے قبض روح کے اور کچھ کر ہی نہیں سکتے۔ اس کی تائید میں قرآن کی تیس (۳۰) آیات دیوار آہنی کی طرح کھڑی ہیں جن کا جواب آج تک کسی مولوی سے بن نہ پڑا جن کو ہاتھ لگانے کی بھی جرأت مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نہیں کر سکتے۔ تو پھر برناس کی انجیل میں اگر کوئی ایسی بات نظر بھی آجاوے جو حیات مسیح کی تائید میں ہو تو ہم اسے بھی باقی اناجیل اربعہ کی طرح قابل قبول نہیں سمجھتے۔ آخر پہلی چار اناجیل بھی تو یہ کہتی ہیں کہ مسیح صلیب پر مر گیا اور مر کے پھر جی اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا۔ مسلمانوں کے بعض مفسر بھی یہ کہتے ہیں کہ وہ چند گھنٹہ مر کر پھر جی اُٹھے تھے۔ قرآن کی آیات محکمات کے سامنے جس طرح یہ تفسیر قابل رد ہیں۔ اور یہ چاروں اناجیل قابل قبول نہیں اسی طرح قرآن کے خلاف انجیل برناس میں کچھ ہو۔

تو کب قابل قبول ہو سکتا ہے؟

انجیل کو قرآن پر قاضی نہ بناؤ

انجیل کو قرآن پر قاضی بنانا یہ مولوی سیالکوٹی صاحب کا ہی فعل ہو سکتا ہے جو عیسائیت کی تائید میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اگر انجیل قرآن پر قاضی ہوگئی تو اناجیل میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جن سے اسلام کا کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ لیکن قرآن کی اس توہین کی عادت انہیں گھر سے ہی پڑی ہوئی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ یہ اہل حدیث مولوی روایات حدیث کو قرآن پر قاضی بنانے کے عادی ہیں اور معمولی سے معمولی بے سرو پا روایات سے قرآن کی آیات کو منسوخ کر دیا کرتے ہیں۔

خدا کی سنت نہیں بدلتی

اگر برناباس کی انجیل کو چوم چاٹ کر اس سے قرآن کو رد کر دیا تو ان بزرگوں سے کچھ بعید نہیں چنانچہ ایسا ہی کیا اور یہ نہ سوچا کہ قرآن تو صریح الفاظ میں فرما رہا ہے کہ لا تبدیل لخلق اللہ کہ خدا کی خلقت میں تبدیلی نہیں ہوا کرتی۔ اور یہ ایسا پختہ اصول ہے کہ بغیر اس کے دنیا کا نظام تہ و بالا ہو جاتا ہے۔ اگر ایک انسان کے دوسرے کی شکل میں بدل جانے کا امکان مان لیا جائے تو ہر بات سے امان اُٹھ جاتا ہے۔ ایک عورت کو کس طرح پتہ لگے کہ رات کو جو شخص اس کی خوابگاہ میں آیا ہے وہ اس کا شوہر ہے یا کوئی دوسرا آدمی اس کے شوہر کی شکل اختیار کر کے آ گیا ہے۔ ایک نبی جو شریعت کا حکم دے رہا ہے کسی کو کس طرح علم ہو کہ وہ شخص نبی ہے یا کوئی دوسرا آدمی اس نبی کی شکل بن گیا ہے۔ پس خدا کی سنت یہی ہے کہ خدا نے جو شکل کسی کو دی ہے اس میں تبدیلی نہیں ہوا کرتی ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ اللہ تعالیٰ کی سنت بدلا نہیں کرتی۔

واقعہ صلیب مسیح اور قرآن کریم

پھر خود اس آیت کو لو جو قرآن کریم میں صلیبی واقعہ کے متعلق مذکور ہے وہ اس خیال کو دھکے دے رہی ہے کہ کوئی اور آدمی مسیح کی شکل بن گیا تھا۔ وہاں یہ معنے کرنا کہ کوئی اور آدمی مسیح کی شکل بن گیا تھا صریح طور پر تحریف معنوی کا مرتکب ہونا ہے۔

وہ آیات اس طرح ہیں وقولھم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم (النساء) اور ان کا یعنی یہودیوں کا یہ قول کہ ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا۔ اور اسے قتل نہیں کیا اور نہ اسے صلیب پر مارا لیکن وہ (مسیح) ان کے لئے مشبّہ بنایا گیا"۔ صلب کے معنے عربی لغت میں صلیب کے ذریعہ قتل کرنے کے ہیں۔ جیسا کہ میں لسان العرب اور تاج العروس کے حوالوں سے ابھی دکھا چکا ہوں۔ جس طرح ہم کسی شخص کی نسبت جسے لوگوں نے مار ڈالنے کی کوشش کی ہو یہاں تک کہ تلوار سے زخمی بھی کر دیا ہو جب تک موت ان ذرائع یا ان زخموں سے واقع نہ ہو گئی ہو یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ مقتول ہو گیا یا قتل کر دیا گیا۔ اسی طرح کسی شخص کی نسبت خواہ اسے صلیب پر چڑھا دیں اور اس کے ہاتھ پاؤں میں میخیں بھی ٹھونک دیں تب بھی اگر اس کی موت صلیب کے ذریعہ واقع نہ ہو تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ شخص مصلوب ہو گیا یا صلیب دیا گیا۔ پس قتل اور صلب میں صرف عام اور خاص کا فرق ہے۔ ورنہ موت کا وارد ہونا دونوں میں ضروری ہے۔ یہودیوں نے مسیح کی تکذیب کے طور پر جب یہ بات پیش کی کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا تھا تو جناب الٰہی نے ما قتلوہ فرما کر جواب دیا کہ یہ غلط ہے۔ اسے تمہارے بھائی یہودیوں نے قتل نہیں کیا۔

شُبّہ لھم کے معنے

اس پر تعجب ہونا لازمی امر تھا۔ کیونکہ یہ امر یہودیوں اور عیسائیوں دونو کو مسلّم تھا کہ مسیح صلیب پر چڑھائے گئے تھے اس دفعہ شبہ کیلئے فرمایا کہ ما صلبوہ کہ وہ لوگ صلیب کے ذریعہ اس پر موت وارد نہیں کر سکے۔ تو پھر سوال ہوتا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ مسیح کو شکل مردہ کے صلیب سے اتار اگیا تھا۔ اس کے جواب میں لکن شبہ لھم فرمایا۔ جس کے معنے ہیں مسیح کو تشبیہ دی گئی اُن کے لئے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے (۱) کس کو تشبیہ دی گئی (۲) اور کس سے تشبیہ دی گئی (۱) کس کو تشبیہ دی گئی۔ وہ ظاہر ہے کہ مسیح کو۔ شُبّہ ماضی مجہول کا صیغہ ہے اور اس میں جو ضمیر مستتر ہے پہلے اس کا مرجع مذکور ہونا ضروری ہے اور وہ سوائے مسیح کے اور کوئی نہیں ہو سکتا جس کی طرف یہاں ساری ضمیریں جا رہی ہیں۔ قتلوہ میں ہ کی ضمیر۔ صلبوہ میں ہ کی ضمیر سب مسیح کی طرف جا رہی ہیں۔ اب یہی ضمیر جس کا مرجع حضرت مسیح ہیں اور جو پہلے دونو فعلوں میں مفعول ہیں۔ شبّہ کے ماضی مجہول کے صیغہ میں مستتر ہے۔ پس جس کو تشبیہ دی گئی وہ مسیح ہے اور سوائے مسیح کے کوئی مشبّہ نہیں ہو سکتا۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ کس سے تشبیہ دی گئی۔ سو یہ لکن کا لفظ کھول کر بتا دیتا ہے کہ جس بات کی لکن سے پہلے نفی کی تھی لکن کے بعد اسی کا اثبات تشبّہ کے رنگ میں کیا ہے لکن سے پہلے جن امور کا انکار کیا ہے وہ ہے مسیح کا مقتول اور مصلوب ہونا۔ پس لکن کے بعد جن امور سے مشابہت کے رنگ میں اثبات ہوگا وہ یہی دونو امور ہو سکتے ہیں یعنی مقتول و مصلوب ہونا۔ پس معنے یہ ہوں گے کہ مسیح نہ مقتول ہوا اور نہ مصلوب ہوا۔ البتہ مشبہ بالمقتول و بالمصلوب ضرور ہو گیا تھا یعنی بوجہ غشی کے وہ ایک مصلوب و مقتول سے مشابہ ضرور ہو گئے تھے لیکن در حقیقت مرے نہ تھے۔ خوب غور کر کے دیکھ لو سوائے اس کے دوسری معنی نہیں ہو سکتی

تحریف لفظی و معنوی کی بدترین مثال

مجھے علم ہے کہ انہی مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے ایک نیا قاعدہ نحو کا یہاں گھڑا ہے اور وہ یہ ہے کہ شبہ لھم سے قبل ایک جملہ کا جملہ اپنی طرف سے مقدر مان کر معنے یوں کئے ہیں کہ انہوں نے مسیح کو قتل نہیں کیا اور صلیب نہیں دیا لیکن قتل کیا اور صلیب دیا اس شخص کو جو مسیح کے ہم شکل بن گیا تھا گویا آیت کی شکل یوں بن گئی کہ ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن صلبوا وقتلوا من شبہ لھم۔ کیا تحریف لفظی و معنوی کی اس سے بدتر مثال کوئی اور مل سکتی ہے۔ گذشتہ یہودیوں کے بھی کان کتر دیئے۔ اور وہ حدیث سچی ہوگئی کہ آخر زمانہ میں مسلمان یہود اور نصاریٰ کے قدم بقدم چلیں گے۔

مولوی صاحب کے قاعدہ نحو کا نتیجہ

ہر ایک اہل علم جانتا ہے کہ لکن کے بعد اگر کوئی فعل مصرح موجود نہ ہو تب تو ما قبل فعل محذوف مانا جائے گا ورنہ نہیں مثلاً قرآن شریف میں ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ اب چونکہ لکن کے بعد کوئی فعل مصرح مذکور نہیں اس لئے کان جو پہلے آ چکا ہے محذوف ماننا پڑے گا۔ لیکن آج تک یہ نہیں سنا گیا اور نہ کوئی زبان اس کی اجازت دیتی ہے اور نہ کوئی قاعدہ نحو کا ایسا ہے کہ جب لکن کے بعد جملہ میں فعل مصرح موجود ہو جو بجائے خود اپنی تصریح آپ کر رہا ہو تو اس صورت میں بھی زبردستی اپنی طرف سے ما قبل فعل ٹھونس کر معنی کو بدل دیا جاوے۔ مثلاً قرآن شریف میں آتا ہے وما ظلمھم اللہ ولکن کانوا انفسھم یظلمون۔ جس کے معنے ہیں اور اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن خود اپنی جانوں پر انہوں نے ظلم کیا۔ اب یہاں لکن کے بعد فعل مصرح یظلمون موجود ہے اگر ہم سیالکوٹی مولوی صاحب کی من گھڑت نحو کے مطابق لکن کے بعد ما قبل فعل کو گھسیڑیں جیسا کہ انہوں نے لکن شبہ لھم میں گھسیڑا ہے اور آیت کو یوں بنا دیا ہے ولکن قتلوا وصلبوا من شبہ لھم تو یہ آیت پھر یوں بن جائے گی وما ظلمھم اللہ ولکن ظلم اللہ الذین کانوا انفسھم یظلمون جس کی معنی یہ ہوئے کہ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن اللہ نے ان لوگوں پر ظلم کیا جو اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے۔ دیکھئے معنے کہاں سے کہاں چلے گئے۔ آیت کے معنے تو یہ تھے کہ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور مولوی صاحب کی ترکیب نحوی کے ماتحت معنے ہو گئے کہ اللہ بے شک ان لوگوں پر ظلم کیا کرتا ہے جو اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ گویا اس خدا کی طرف ظلم منسوب ہو گیا جو وما ربک بظلام للعبید کا صریح اعلان کر رہا ہے کہ تیرا رب بندوں پر کبھی بھی ظلم نہیں کیا کرتا

ایک اور مثال

اسی طرح جس آیت میں بھی مولوی صاحب موصوف کا قاعدہ برتو آیت کے معنے پلٹ جائیں گے اور ایسے لغو اور مضحکہ انگیز معنے بن جائیں گے جو منتج بہ کفر ہو جاتے ہیں۔ مثلاً قرآن میں آتا ہے فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم ترجمہ پس کیوں نہ جب ہمارا عذاب اُن کے پاس آیا تو انہوں نے تضرع کیا لیکن اُن کے دل سخت ہو چکے تھے۔ یہاں قست فعل مصرح موجود ہے اس لئے ما قبل فعل لکن کے بعد نہیں داخل ہو سکتا۔ اب ہم مولوی صاحب کا قاعدہ برتتے ہیں اور فعل مصرح کے ساتھ ما قبل فعل کو داخل کرتے ہیں تو آیت یوں بن گئی فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن تضرعوا الذین قست قلوبھم۔ معنے یہ ہوئی کہ پس کیوں نہ جب ہمارا عذاب ان کے پاس آیا تو انہوں نے تضرع کیا لیکن جن کے دل سخت ہو چکے تھے انہوں نے تضرع کیا۔ فرمایئے اس سے بڑھ کر مضحکہ انگیز اور لغو معنی کوئی اور ہو سکتی ہے جس سے قائل کا مفہوم ہی بالکل پلٹ جائے۔

ایک اور آیت کے اُلٹے معنے

اسی طرح قرآن کریم میں آتا ہے ولو ان اھل القریٰ امنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکت من السماء والارض ولکن کذبوا۔ جس کے معنے صاف تو یوں ہیں کہ اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں نازل کرتے۔ لیکن انہوں نے جھٹلایا۔ یہاں لکن کے بعد کذبوا فعل مصرح موجود ہے اور اس کی ضمیر انہی لوگوں کی طرف جا سکتی ہے جن کا ذکر پہلے ہے یعنی اھل القریٰ جس طرح ولکن شبہ لھم میں لکن کے بعد فعل مصرح شبہ لھم موجود ہے اور شبہ کی ضمیر مستتر حضرت مسیح کی طرف ہی جا سکتی ہے جن کا ذکر پہلے موجود ہے۔ اب اگر ہم مولوی صاحب سیالکوٹی کے قاعدہ کے مطابق ما قبل فعل کو لکن کے بعد اسی طرح داخل کریں جس طرح مولوی صاحب موصوف نے لکن شبہ لھم میں لکن کے بعد ما قبل فعل قتلوا وصلبوا کو داخل کیا ہے اور شبہ لھم کے پورے جملہ کو من شبہ لھم بنا کر قتلوا وصلبوا کا مفعول بنا دیا ہے۔ تو اس دوسری آیت کے معنے اسی طرح بگڑ جائیں گے جس طرح ولکن شبہ لھم کے معنے مولوی صاحب کے

(بقیہ صفحہ ۱۱)

احمدیت ایک غیر احمدی کی نظر میں!

احمدیت کیا ہے اور مسلمان اس سے خائف کیوں ہیں؟

اس سوال کے جواب میں کہ احمدیت کیا ہے سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام کیا ہے۔ جب ہم اسلام کو سمجھ لیں گے تو اس بات کا فیصلہ آسان ہو جائے گا کہ آیا احمدیت اسلام ہی کی ایک شاخ ہے یا اسلام سے اس کو دور کا واسطہ بھی نہیں۔

اسلام جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں چند پاک اصولوں اور عمدہ تلقینات کا نام ہے۔ جن کو مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

(ا) عقائد:-

(۱) خدائے واحد و یگانہ کی عبادت اور تمام ماسوی اللہ معبودوں سے بغاوت اور بیزاری۔

(۲) تمام ماورائے محسوسات حقایق کا اعتراف۔

(۳) دنیا کے تمام بانیان مذاہب کی جو وقتاً فوقتاً خدائے بزرگ و برتر کے حکم سے خلق اللہ کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے رہے اور ان پر جو کتابیں اور صحائف نازل ہوئے تصدیق۔

(۴) اس دنیوی زندگی کے بعد دوسری زندگی کا اعتقاد جہاں اعمال کے نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا۔

(ب) عبادات:-

(۱) نماز (۲) روزہ (۳) زکوۃ (۴) حج۔ وغیرہ

(ج) خوش اخلاقی۔

(د) حسن معاملت۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ احمدیت نے ان پاک تلقینات میں کچھ تبدیلی کی ہے یا ان اصولوں کو مجسم دیکھنے کے لئے ایک سچے احمدی کو دیکھ لینا ہی کافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اب ہر ایک دفعہ پر ایک احمدی اور غیر احمدی کا موازنہ کیا جائے۔

احمدی کی مذہبی زندگی

ایک سچے احمدی کی زندگی کا اگر آپ بغور مطالعہ فرمائیں گے تو آپ دیکھیں گے کہ وہ اپنی تمام حاجات اور مرادوں کو دربار الٰہی میں عاجزانہ پیش کرتا ہے اور امید و بیم کا تعلق صرف اسی ایک وجود سے وابستہ سمجھتا ہے۔ جو تمام جہانوں کا پالنے والا اور تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا اور تمام جہان کی تمام حاجتوں کا کفیل اور مربی ہے۔ وہ عبادت کرتا ہے تو اسی کی اور مدد چاہتا ہے تو اسی سے۔ گویا اس کا وجود ایاک نعبد و ایاک نستعین کی عملی تفسیر ہے۔ اور کسی ماسوی اللہ ہستی سے دل کے لگاؤ کو وہ شرک اکبر سمجھتا ہے۔

ملائکۃ الرحمان اور احمدی

ملائکۃ الرحمٰن کے وجود کا احمدی کو صرف قائل ہی نہ پاؤ گے بلکہ اسے ان سے تائید حاصل کرتا ہوا دیکھو گے۔

تمام بانیان مذاہب اور احمدی

دنیا کے تمام بانیان مذاہب کی سچی تعظیم و عقیدت موجودہ زمانہ میں صرف ایک احمدی ہی میں آپ پائیں گے۔ ورنہ دوسرے لوگ تو علیحدہ علیحدہ گروہ بندیوں اور جماعتوں میں بٹ کر اپنے اپنے رہبروں کے سوا دوسروں کی تحقیر میں کوئی دقیقہ نہیں فروگزاشت کرتے۔ حالانکہ اگر ان کے اپنے رہبروں ہی کے اقوال و اعمال پر ان کو چلنے کی توفیق ہوتی تو یہ تفریق کبھی کی مٹ چکی ہوتی۔

یوم آخر اور احمدی

دوسری زندگی کا اعتقاد اور جزا و سزا کو اعمال کا قدرتی نتیجہ سمجھنا بھی جس حد تک ایک احمدی کے وجود میں نمایاں دیکھو گے دنیا میں کہیں نظر نہ آئے گا۔

عبادات۔ اخلاق۔ معاملات

عبادات کی واقعی طور پر ادائیگی۔ خوش اخلاقی اور حسن معاملت تو گویا احمدیوں کا امتیازی وصف ہے۔

غیر احمدیوں کی مذہبی حالت

اب آئیے ایک غیر احمدی کے اعمال کی ٹوہ لگائیں کہ وہ کونسی مذہبی دنیا میں بستا ہے اور اس کا اسلام عملی طور پر کیا ہے۔ قبل اس کے کہ میں غیر احمدیوں کے مذہبی حالات کا آپ کے سامنے نقشہ کھینچوں میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہر جماعت کے حالات کی تفتیش کرتے وقت اکثریت کی حالت دیکھی جاتی ہے اور اکثریت کل کا حکم رکھتی ہے۔ باقی رہے مستثنیات وہ ہر کلیہ میں آپ کو نظر آئیں گے۔ اگر احمدیوں میں چند آدمی کوئی بہتر نمونہ نہ رکھتے ہوں تو اس سے کل پر حکم نہ لگایا جائے گا بلکہ اکثریت کو دیکھا جائے گا۔ اور اگر غیر احمدیوں کا قلیل حصہ صحیح مذہبی زندگی بسر کرتا ہو تو اس سے غیر احمدیوں کی اکثریت بہترین اوصاف سے متصف نہ سمجھی جائے گی۔

غیر احمدی اور استعانت

ایک غیر احمدی اپنی ہر حاجت اور ضرورت کے وقت قبروں کی طرف دوڑتا اور عریاں دیوانوں کی تلاش میں سرگردان رہتا ہے یا کسی تعویذ نویس اور ڈھکوسلہ باز سے استفادہ کے لیے بے تاب ہوتا ہے۔ اس کے یہ وہم میں بھی بات نہیں آتی کہ براہ راست خداوند جل و علا سے دعا مانگے اور اس سے امداد چاہے بلکہ اس کے عقیدہ میں یہ بات داخل ہو چکی ہے کہ خدا وسائل اور وسائط کے سوا کوئی کام نہیں کرتا۔ یا کر ہی نہیں سکتا۔ اور جب تک وہ محبوبان الٰہی کے مزارات کی قدمبوسی اور کسی دیوانے کی خرافات پر کان نہ دھرے اسے چین نہیں آتا۔ خدا کے علم۔ قدرت بلکہ ہر ایک صفت میں اس نے شریک بنا رکھے ہیں جو مختلف ناموں اور مختلف بھیسوں میں جلوہ گر ہیں۔ کسی حلقہ میں انبیاء کرام اور علی الخصوص حضرت محمد مصطفٰے صلعم میں صفات خداوندی کی شرکت تسلیم کی گئی ہے اور بعض حلقوں میں علی مرتضیٰؓ۔ امام حسینؑ شیخ عبد القادر گیلانیؒ۔ خواجہ معین الدینؒ اجمیری۔ داتا گنج بخشؒ وغیرہم کی شرکت گوارا کر لی گئی ہے۔ اور بعض حلقوں میں مجذوبوں دیوانوں۔ پاگلوں کو مقرب بارگاہ الٰہی سمجھکر یہ درجہ دیا گیا ہے اور اب یہ اعتقاد راسخ ہو چکا ہے کہ بعض مقبولان بارگاہ الٰہی کے وسیلہ کے بغیر کوئی عمل قبولیت کے درجہ کو اور کوئی دعا استجابت کو نہیں پہنچتی۔ اعمال و وظائف و اوراد میں یاد الٰہی اور ذکر حق کے بجائے یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ وغیرہ کے وظیفے ہوتے ہیں۔ اور وہ نزات اشد حباً للہ اور اشد ذکرا کا درس فراموش کر کے نئے نئے بت جوڑ لیے گئے ہیں۔ اور شرک اپنی کامل صورت میں غیر احمدیوں اکثریت . . . . . میں جلوہ گر ہے۔ اور تفصیل موجب تطویل۔

ملائکہ انبیا کتب آسمانی اور غیر احمدی

ملائکہ۔ انبیاء۔ اور کتب سماوی کا قائل تو غیر احمدی کو زبانی طور پر پاؤ گے لیکن عمل کے لئے بجائے اسوۂ حسنہ رسول صلعم کے . . . . اور کتاب و سنت کے بجائے اتباع ملفوظات متصوفین میں اسے مشغول پاؤ گے۔

جزا اعمال اور غیر احمدی

یوم آخر یا قیامت کا قائل غیر احمدی سے بڑھکر کوئی نہیں لیکن اس کے عقیدہ میں یہ دن صرف خدائی قہاری کا دن ہوگا اور رحمت خداوندی کا نزول اگر ہوگا تو صرف ان لوگوں پر جنہوں نے دنیا میں کسی مجذوب یا نیم مجذوب یا مذہبی دیوانے یا عیش پرست پیر کے ہاتھ پر بیعت کی ہو خواہ کسی عمل نیک کی اس کو توفیق ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو کیونکہ عمل کا قانون اس کے ہاں بجز غیر موثر اور بے فائدہ ہے۔ اور صرف پیروں کی بیعت اور سالانہ شیرنی ہی نجات کا واحد ذریعہ ہے

عبادات اور غیر احمدی

اب آئیے عبادات میں غیر احمدی کی سرگرمی دیکھیں سب سے افضلیت کا درجہ عبادات میں نماز ہی کو دیا گیا ہے لیکن میرے غیر احمدی بھائیوں میں سے ۹۰ فیصدی حضرات کو تو بلاشبہ نیت کرنے اور قضا کرنے کا موقعہ ہی نہیں آیا۔ اور وہ اس رکن مذہب کو قرآن کے منسوخ الحکم احکام میں درج فرما چکے ہیں باقی دس فیصدی میں سے ۵ فیصدی نمازیوں کی نماز یا تو مسجد کی امامت پر قابض ہونے کی وجہ سے مجبوراً ادا ہو رہی ہے۔ یا انتخاب امامت میں نامزدگی کے لئے نماز میں سرگرمی دکھائی جا رہی ہے اور جو نماز اس غرض سے پڑھی جائے کہ بغیر اس کے مسجد کی امامت چھن جائے گی یا اس عمل کی وجہ سے انتخاب امامت میں نامزدگی کا موقعہ مل جائے گا۔ اس کی حیثیت کا آپ خود اندازہ لگا لیں۔ باقی پانچ فیصدی میں سے ایک دو فیصدی کو مستثنٰے کر دینے کے بعد ایک رسم کی پابندی اور بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر کا معاملہ ہے۔ اور سجدہ گاہ بھی بقول شاعر ؎

بزمیں چو سجدہ کردم ز زمیں ندا بر آمد
کہ مرا خراب کردی تو بسجدۂ ریائی

پکار رہی ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا صاحب مرحوم کا ضمنی حاشیہ رسالہ "فتح اسلام" کا مطالعہ حد درجہ لطف انگیز ہے۔ وہ لکھتے ہیں "اس زمانہ میں ہمارے ملک کی اکثر مساجد کا حال نہایت ابتر اور قابل افسوس ہو رہا ہے۔ اگر ان مساجد میں جا کر آپ امامت کا ارادہ کیا جائے تو وہ جو امامت کا منصب رکھتے ہیں ازبس ناراض اور نیلے پیلے ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ان کا اقتدا کیا جائے تو نماز کے ادا ہو جانے میں مجھے شبہ ہے۔ کیونکہ علانیہ طور پر ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امامت کا ایک پیشہ اختیار کر رکھا ہے اور وہ پانچ وقت جا کر نماز نہیں پڑھتے۔ بلکہ ایک دکان ہے کہ ان وقتوں میں جا کر کھولتے ہیں۔ اور اسی دکان پر ان کا اور ان کے عیال کا گزارہ ہے۔ چنانچہ اس پیشہ کے عزل و نصب کی حالت میں

انا الواحد الفرد الکبیر بذاتہ — انا الواصف الموصوف علم طریقتی

میں ہی وہ واحد اور فرد کبیر بذات خود ہوں — میں ہی واصف اور میں ہی موصوف اور اپنے طریقہ کا نشان ہوں

ملکت بلاد اللہ شرقاً و غرباً — وان شئت افنیت الانام بلحظتی

خدا کے مشرقی اور مغربی ممالک کا میں ہی مالک ہوں — اور اگر میں چاہوں تو تمام لوگوں کو ایک لحظ میں فنا کردوں

وشاھدت مافوق السموات کلھا — کذا العرش والکرسی فی طی قبضتی

اور میں نے دیکھ لیا سب کچھ جو کہ آسمانوں کے اوپر ہے — اسی طرح عرش و کرسی میری مٹھی میں لپٹے ہوئے ہے

وکل بلاد اللہ ملکی حقیقۃ — واقطابھا من تحت حکمی اطاعتی

اور خدا کے ملک درحقیقت میری ملکیت میں — اور ان کے اقطاب میرے حکم کی اطاعت کرنے والے ہیں

ملاحظہ ہو بھجۃ الاسرار و معدن الانوار مصنفہ شیخ نورالدین ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر الخمی شنطوفی شافعی صفحہ ۲۲۳ حاشیہ،

ایک اور موقعہ پر حضرت غوث اعظم رح فرماتے ہیں :-

اناکنت مع نوح بما علی سفینۃ — بحاراً وطوفاناً علی کف قدرتی

میں ہی تھا نوح کے ساتھ بڑی کشتی میں — سمندر اور طوفان میری کف قدرت پر تھے

وکنت مع ابراھیم ملقی بنارہ — وما برد النیران الا بدعوتی

اور میں ہی ابراہیم کے ساتھ آگ میں ڈالا گیا تھا — اور آگ ٹھنڈی نہیں ہوئی تھی مگر میری دعا سے

وکنت مع اسمعیل فی الذبح شاھداً — ولیس لنزول الکبش الا بفدیتی

اور اسمعیل کے ذبح کے وقت میں اسکے ساتھ حاضر تھا — اور مینڈھا نازل نہیں ہوا تھا مگر میرے فدیہ کیلئے

وکنت مع یعقوب فی عشو عینہ — وما برات عیناہ الا بلفتتی

اور میں ہی تھا یعقوب کے ساتھ اسکی کم نظری میں — اور نہیں اچھی ہوئی تھیں اسکی آنکھیں مگر میری تھوڑی التفات سے

وکنت مع موسیٰ فی مناجات ربہ — وموسیٰ عصاہ من عصای استمدتی

اور میں ہی تھا موسیٰ کیساتھ جبکہ وہ اپنے رب کی مناجات کرتا تھا — اور موسیٰ کا عصا میری امداد ہی کا عصا تھا

وکنت مع ایوب فی زمن البلاء — وما برات بلواہ الا بدعوتی

اور میں ہی تھا ایوب کے ساتھ اسکی مصیبت کے زمانہ میں — اور دور نہیں ہوئی تھی اس کی تکلیف مگر میری پکار سے

وکنت مع عیسیٰ فی المھد ناطقاً — واتیت داؤد حلاوت نغمتی

اور میں ہی تھا عیسیٰ کے گہوارہ میں بولنے والا — اور میں نے ہی داؤد کو اپنی خوش الحانی عطا کی تھی

حضرت شاہ ولی اللہ رح کے کلمات طیبات اسی قسم کا کلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح نے بھی اپنی نسبت لکھا ہے فرماتے ہیں :-

عبداللہ تعالیٰ عن دعوتھم انھم ابناء اللہ یعنی اس لفظ کا اطلاق جس طرح صلبی بیٹے پر ہوتا ہے اسی طرح اس پر بھی ہوتا ہے جو بیٹا بنایا جائے اور کسی کو بیٹا اس طرح بنایا جاتا ہے کہ اس کو زیادہ شفقت اور محبت کے ساتھ خاص کرتا ہے پس یہود و نصاریٰ نے جب دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور عنایت ان کے ساتھ اوروں کی نسبت زیادہ اور کامل ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا دعویٰ ان الفاظ سے تعبیر کیا کہ وہ ابناء اللہ ہیں۔

اس میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا دعویٰ ابناء اللہ ہونے کا نہ تھا وہ صرف یہی کہتے تھے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور شفقت سے خاص کیا ہے۔ اسی مفہوم کو اللہ تعالیٰ نے ابناء اللہ کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ :-

(۱) ابن یا ابناء کا لفظ مجازی معنوں میں اس کے لئے بھی بولا جاتا ہے جس کے ساتھ بہت زیادہ محبت اور شفقت کی جائے۔

(۲) ان معنوں میں ابناء اللہ کا لفظ اللہ تعالیٰ نے خود ہی استعمال کیا اور اسے جائز ٹھیرایا ہے۔

پس جب بیٹے کا لفظ مجازاً محبت و شفقت کے معنوں میں بولا جاسکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی ان معنوں میں اس لفظ کو یہود و نصاریٰ کے متعلق استعمال کیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے ابناء اللہ اپنے آپ کو نہ کہا تھا تو کون مسلمان ہے جو اللہ تعالیٰ کی جائز کردہ بات کو ناجائز ٹھیرائے اور کون عقلمند ہے جو انت منی بمنزلۃ ولدی کو اللہ تعالیٰ کے حقیقی فرزند ہونے کا دعویٰ قرار دے۔ اگر بالفرض یہود و نصاریٰ نے ہی اپنے آپ کو ابناء اللہ کہا ہو تو پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ نہیں کہا کہ خدا کا تو بیٹا نہیں ہو سکتا تم کیسے بیٹے بنتے ہو۔ بلکہ جواب میں فرمایا فلم یعذبکم بذنوبکم۔ اگر تم خدا کے بیٹے ہو تو تمہیں تمہارے گناہوں پر سزا کیوں دیتا ہے۔ اس میں صاف اشارہ ہے کہ مقربین الٰہی کو مجازاً خدا کے بیٹے کہا جاسکتا ہے۔

بمنزلۃ ولدی میں محبت و شفقت کا اظہار ہاں اولیاء اللہ میں سے ہونے کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص محبت و شفقت سے نوازا اور اسی حقیقت کو انت منی بمنزلۃ ولدی کے الفاظ سے تعبیر کیا۔ اس قسم کے استعارات اور مجازی کلمات قرآن میں جابجا ہیں۔ ید اللہ فوق ایدیھم۔ بل یداہ مبسوطتان میں کھلے طور پر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ذکر ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی جسم ہی نہیں تو ہاتھ کہاں سے آگئے؟ کیا ولدی کے لفظ پر ناراض ہونے والے ید اللہ کا جواز ثابت کریں گے؟ کیا سید عجیب ٹھنڈے دل سے ان حقائق پر غور کرکے بتائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے دعویٰ محبت الٰہی کو ابناء اللہ کے لفظ سے کیوں تعبیر کیا؟ آنحضرت صلعم نے الخلق عیال اللہ کیوں کہا۔ اور مولانا روم رح نے اولیاء کو اطفال حق کیوں قرار دیا۔ اور اگر یہ تمام باتیں جائز ہیں تو حضرت مرزا صاحب کیلئے انت منی بمنزلۃ ولدی کا الہام کیوں جائز نہیں؟

انت من ماءنا وھم من فشل حضرت مسیح موعود کو حقیقی ابن اللہ بنانے کیلئے سید صاحب نے ایک اور الہام بھی نقل کیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انت من ماءنا وھم من فشل اور اس کے معنے خود ہی یہ کئے ہیں کہ "اے مرزا تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے" اور پھر خود ہی اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :-

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ کیا۔ لہذا یہ کہنا کہ باقی لوگ خشکی سے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا

"البتہ اگر ماء کے معنے نطفہ کر لئے جائیں جو لغواً صحیح ہیں تو بات بدل جاتی ہے۔"

یہ لغت پر آپ کو عبور کب حاصل ہوا؟ اور کس لغت والے نے ماء کے معنے نطفہ کے کئے ہیں ذرا مہربانی فرما کر حوالہ تو دیجئے۔ اور یہ بھی بتا دیجئے کہ توجیہ القول بما لا یرضے به قائله (کسی کی بات کے ایسے معنے کرنا کہ قائل اس پر راضی نہ ہو) کو کس نے جائز ٹھیرایا ہے۔ کیوں آپ نے اپنے پاس سے ایسے معنے کر لئے جو حضرت مرزا صاحبؒ کے منشاء کے صریحاً خلاف ہیں کیونکہ آپ نے اس الہام کا مفہوم یہ بتایا ہے کہ:-

"اس جگہ پانی سے مراد ایمان کا پانی، استقامت کا پانی، تقویٰ کا پانی، وفا کا پانی، صدق کا پانی، حب اللہ کا پانی ہے جو خدا سے ملتا ہے اور فشل بزدلی کو کہتے ہیں جو شیطان سے آتی ہے۔" (انجام آتھم حاشیہ ص۵۶)

فرمایئے اس میں کہاں نطفہ کا ذکر ہے۔ کہاں انت من ماءنا کے یہ معنے کئے ہیں کہ "تو میرے نطفہ سے ہے۔"

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو ٭ کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

سید صاحب کی طرف سے اپنی بدتہذیبی کا اعتراف

لیکن اس کے ساتھ ہی سید صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"اور ماء سے نطفہ مراد لینا خارج از جواز نہیں اس لئے کہ مرزا صاحب کے مرید خاص قاضی یار محمد صاحب نے اپنے ٹریکٹ موسوم بہ اسلامی قربانی میں ایک ایسا فقرہ لکھا ہے جس میں خدائے تعالےٰ کی (معاذ اللہ) قوت رجولیت کا ذکر بھی موجود ہے۔ اب غور کیجئے جب رجولیت کا ذکر بھی موجود ہو، عورت بننے کا دعویٰ موجود ہو، نطفہ کا تصور موجود ہو تو اس مضمون پر ٹھنڈے دل یا تہذیب سے بحث کیسے اور کیونکر کی جا سکتی ہے۔"

یہی تو ہم کہتے ہیں کہ آپ "ٹھنڈے دل یا تہذیب سے" بحث نہیں کر سکتے جہاں مرد و عورت کے تعلقات کا ذکر آیا اور آپ کا قدم پھسلا یہاں تک کہ استعارہ اور مجاز کو بھی آپ حقیقت بنا کر بدتہذیب بننے اور کئی جگہ اپنے پاس سے بھی غلط باتیں بنا کر اور ان پر نا واجب حاشیہ آرائی کر کے اپنی تہذیب کا خوب خاک چھاننے لگتے ہیں۔ یہیں پر دیکھ لیجئے۔ یہ کس نے آپ سے کہہ دیا کہ قاضی یار محمد حضرت مرزا صاحب کے خاص مرید تھے؟ ہاں اس میں شک نہیں کہ وہ بھی مریدین میں سے تھے لیکن کسی مرید کی بات کو بطور حجت پیش کرنا اور اس کا ملزم حضرت مرزا صاحب کو ٹھیرانا آپ ہی کی دیانتداری کا نتیجہ ہے۔ اگر جرأت ہے تو حضرت مرزا صاحبؒ کی اپنی تحریر پیش کیجئے جس میں انہوں نے ماء کے معنے نطفہ کے کئے ہوں۔ اور انت من ماءنا وھم من فشل کی بنا پر اپنے آپ کو معاذ اللہ خدا کے نطفہ سے بتایا ہو۔

مجازی ابنیت کے خلاف ایک انوکھی دلیل

حمدیت کے ناقابل قبول ہونے کی چوتھی اور پانچویں دلیل بھی اسی مفروضہ دعویٰ الوہیت و ابنیت سے تعلق رکھتی ہے جس کو سید صاحب نے "ابوبیت" و "ابونیت" کے نو ایجاد الفاظ سے تعبیر کیا ہے، ان کو اس بات پر اصرار ہے کہ چونکہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کو اب قرار دینے کے بجائے رب کہا ہے۔ اور رب کا لفظ اب سے زیادہ وسیع مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ اس لئے:-

"اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ مخلوق خدا میں سے کسی کو کنایتاً اشارتاً یا استعارتاً خدا کا بیٹا مانا جائے۔"

اس کے ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ:-

اولیاء اللہ کے دعاوی کی کثرت ندرت اور تنوع

اگر یہ دعویٰ الوہیت ہے تو کیا کہیں گے سید صاحب ان اولیائے امت کو جنہوں نے کسی خواب یا کشف وغیرہ کا تو نام تک نہیں لیا اور حضرت مرزا صاحب سے بہت بڑھ کر ایسے الفاظ ان کے منہ سے نکلے ہیں جو کھلے طور پر ان کے دعویٰ الوہیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ سید صاحب کو ایک منصور ہی کی مثال معلوم ہے جس کو ظاہر پرستوں نے دار پر چڑھایا انہیں کیا معلوم کہ اس امت میں۔

"من خدا ام من خدا ام من خدا" کہنے والے بھی ہو گذرے ہیں

بایزید بسطامیؒ کے کلمات

کاش کہ انہوں نے تذکرۃ الاولیاء ہی کو مطالعہ کیا ہوتا تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ایک نہیں دو نہیں بیسیوں ایسے بزرگ ولی اللہ ہوئے ہیں جنہوں نے بڑے زور سے انا الحق کا نعرہ بلند کیا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول تذکرۃ الاولیاء میں منقول ہے۔

"میرا نشان محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشان سے اونچا ہے۔" وسبحانی ما اعظم شانی (تذکرۃ الاولیاء فارسی ص۱۲۱) پھر فرماتے ہیں:-

"تیری صفتیں غیب کے اندر غیب ہیں۔ پس جو ایسا ہو وہ کیونکر کوئی شخص ہو سکتا ہے بلکہ وہ زبان حق ہوتا ہے اور بولنے والا خود حق ہوتا ہے۔ بی ینطق وبی یسمع وبی یبصر۔ اس واسطے خدا بایزید کی زبان پر گفتگو کرتا ہے۔"

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کلام

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

"میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں اور مراد بھی۔ میری ارادت کا سلسلہ بغیر از کسی واسطہ کے اللہ سے متصل اور میرا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا قائمقام ہے۔ سبحانہ۔ پس میں محمد رسول اللہ صلعم کا مرید بھی ہوں اور اس کا پیر بھائی بھی ہوں۔" (مکتوبات مجدد الف ثانی جلد سوئم مکتوب ص۸۷)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا دعویٰ انا الحق

اس سے بھی بڑھ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ منظوم کلام ہے جس میں انہوں نے انا الحق کا دعویٰ کیا ہے۔ فرماتے ہیں:-

من نمی گویم انا الحق یار مے گوید بگو ٭ چوں نگویم چوں مرا دلدار مے گوید بگو

آنچہ منصور گفت اندر صومعہ بازاہداں ٭ بے تحاشا بر سر بازار مے گوید بگو

گفتمش رازے کہ دارم با کہ گویم در جہاں ٭ نیست محرم با در و دیوار مے گوید بگو

آتش عشق از درخت جان من بر زد علم ٭ ہر چہ با موسیٰ بگفت آں یار مے گوید بگو

اے صبا گر پرسدت کز ما چہ مے گوید معین ٭ ایں دوئی را از میاں بردار مے گوید بگو

(دیوان معین الدین چشتی ص۹۹)

اب کیا حضرت خواجہ معین الدین علیہ الرحمۃ کو بھی سید صاحب لائق دار قرار دیں گے؟

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے الہامی قصائد

اور سنیئے حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک الہامی قصیدہ ہے جس میں فرماتے ہیں:-

آج حضرت مرزا صاحبؒ کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دعویٰ ابنیت کا الزام

انت منی بمنزلۃ ولدی پر اعتراض

دوسرا دعویٰ جو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سید حبیب صاحب نے منسوب کیا ہے وہ "اللہ تعالیٰ کا فرزند ہونے کا دعویٰ" ہے۔ اور اس کے ثبوت میں آپ کے الہامات انت منی بمنزلۃ ولدی اور انت منی بمنزلۃ اولادی کو پیش کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ:-

"آپ ناظرین کرام خود انصاف کریں کہ قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد پر ایمان رکھنے والا مسلمان ان دعاوی کو کیسے تسلیم کر سکتا ہے۔ مسیحی بھی تو یہی کہتے ہیں کہ مسیح خدا کا بیٹا یوں نہیں ہے جیسے کہ ہم انسان اپنے باپ کے نطفہ سے پیدا ہوئے ہیں بلکہ وہ خدا کے بیٹے اور اس کی اولاد کی جگہ ہے۔ معاذ اللہ"

مسئلہ ابنیت مسیح اور سید حبیب

سوال یہ ہے کہ سید صاحب نے مسیحی علم کلام کب اور کہاں پڑھا تھا کہ ان کے عقیدۂ ابنیت مسیح کی تشریح انھوں نے ایسی جرأت اور وثوق سے کر دی۔ اگر عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا حقیقی بیٹا نہیں مانتے اور تمام خدائی صفات کا انہیں حامل نہیں قرار دیتے تو خدا نے یہ کس طرح کہدیا کہ انی یکون لہ ولد ولم یکن لہ صاحبۃ اس کا (خدا کا) بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔ جبکہ اس کی جورو ہی نہیں۔ کیا عیسائی اس کا یہ جواب نہیں دے سکتے کہ ہم تو حقیقی بیٹا مانتے ہی نہیں کہ جورو کی ضرورت پیش آئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بارہ میں عیسائیوں کا عقیدہ ایسا نہیں کہ سید حبیب جیسوں کی سمجھ میں آ سکے۔ وہ حضرت مسیح کو خدا کا حقیقی بیٹا بھی مانتے اور اس کی تمام صفات الوہیت کا انہیں وارث بھی یقین کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی اس بات کے بھی قائل ہیں کہ خدا کی کوئی جورو نہ تھی جس سے وہ پیدا ہوئے ہوں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر ذمہ داری کہ جب تم خدا کی جورو نہیں مانتے تو حضرت مسیحؑ کو خدا کا بیٹا کیسے بناتے ہو؟ عیسائیوں کو تو آج تک یہ سمجھ نہ آیا کہ وہ کہدیں کہ ہم حقیقی بیٹا نہیں مانتے بلکہ بیٹے کی جگہ مانتے ہیں۔ سید حبیب صاحب کو ان کی طرف جھوٹی وکالت کا حق کس طرح مل گیا؟

حضرت مسیح موعودؑ نے کبھی فرزند خدا ہونیکا دعویٰ نہیں کیا

رہا حضرت مسیح موعودؑ کا معاملہ۔ سو آپ نے کبھی ان الہامات کی بنا پر فرزند خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ کھلے لفظوں میں فرمایا کہ:-

"پیروی کرنے کے لائق یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا" (کشتی نوح صفحہ ۱)

باوجود اس کھلے عقیدہ کے یہ کہنا کہ انہوں نے فرزند خدا ہونے کا دعویٰ کیا کیا یہ ظلم و افترا نہیں؟

جماعت احمدیہ پر دھوکا دینے کا الزام

سید صاحب فرماتے ہیں:-

"میں جانتا ہوں کہ مرزا صاحب کے عقیدتمند عوام کو مرزا صاحب کے ان دعاوی

سے آگاہ نہیں کرتے۔ لوگوں کو ایک مجدد اور خادم دین محمد صلعم کی بیعت کی دعوت دی جاتی ہے۔ اور جب فریب خوردہ انسان عقل کو کھو بیٹھتا ہے تو اس کے لئے ایسے خلاف عقل دعاوی کے متعلق ان توضیحات کو تسلیم کر لینا کوئی بڑی بات نہیں رہتی جو ایک غیرتمند کے لئے لایعنی ہوتی ہیں"

ان الفاظ میں سید صاحب نے جماعت احمدیہ پر ایسے خطرناک حملے کئے ہیں کہ جو برداشت سے باہر ہیں۔

ا۔ مرزا صاحب کے عقیدتمند عوام کو ان کے اصل دعاوی سے آگاہ نہیں کرتے۔

ب۔ مرزا صاحب کو ماننے والے فریب خوردہ اور عقل کو کھوئے ہوئے ہیں۔

ج۔ وہ غیرتمند نہیں کیونکہ خلاف عقل دعاوی کو مانتے ہیں۔

امر اول کے متعلق ہم ان کی خدمت میں وہی بات عرض کرینگے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے شخص کو کہی تھی جس نے کسی مسلمان پر ڈر کے مارے کلمہ پڑھنے کا الزام دے کر اسے قتل کر دیا تھا۔ آپ نے فرمایا ھلا شققت قلبہ۔ یہی ہم سید صاحب سے کہتے ہیں کہ کیا آپ نے ہمارا دل چیر کر دیکھ لیا ہے کہ ہمارا ظاہر اور باطن ایک جیسا نہیں۔ حضرت مرزا صاحبؒ ہمارے کوئی رشتہ دار نہیں نہ ان کے لئے اپنے ایمان کو کھو کر کوئی دنیوی فائدہ ہمیں حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ طرح طرح کے مصائب اٹھانے اور مخالفتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ ہم ان کے اصل دعاوی سے دنیا کو آگاہ نہیں کرتے۔ لیکن اس کو کیا جائے کہ ان کے اصل دعاوی وہ نہیں جو آپ قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کیا تو ہم کس طرح اس کا اعلان دنیا میں کریں۔

فریب خوردہ اور غیرت و عقل سے خالی کون ہے؟

رہا فریب خوردہ اور عقل کو کھوئے ہوئے کا الزام سو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اس سے پیشتر بھی انا لنرٰک فی سفاھۃ کہنے والے ہو گذرے ہیں۔ جب انبیاء اور ان کے ماننے والوں کو بھی لوگوں نے سفیہ اور بیوقوف قرار دینے سے دریغ نہیں کیا تو حضرت مرزا صاحبؒ تو ایک مجدد اور مامور ہی ہیں ان کے منکر اپنے پیشروؤں کی اس سنت سے کس طرح باہر رہ سکتے ہیں۔ ہاں ان کی غیرت و عقل کا خاتمہ تو اسی دن ہو چکا جب اس مامور الٰہی کی خدمت اسلام کا اعتراف کرنے کے باوجود اسے مفتری علی اللہ اور الوہیت و ابنیت کا دعویدار قرار دینے لگ گئے۔ کیا جو شخص اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی کے لئے بلاتا ہے۔ جو مسیحیت کے عقیدہ ابنیت کی تردید اس زور و شور سے کرتا ہے کہ اس کی نظیر کم از کم موجودہ زمانہ میں تو نظر نہیں آتی۔ وہ خود خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ جو لوگ اس قدر موٹی بات کو نہ سمجھ سکیں۔ جو لوگ بار بار کے اعلانات اور موکد بعذاب قسموں پر اعتبار کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ جو لوگ خود حضرت مرزا صاحبؒ اور ان کے مریدین کو رات دن نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے دیکھ رہے ہوں اور ان کی نمازوں میں مسنون طریق کے علاوہ کوئی ایسا کلمہ نہ دیکھتے ہوں جس میں مرزا صاحبؒ کی الوہیت یا ابنیت کا کوئی ذکر ہو اور پھر بھی وہ ان کے دعویٰ خدائی اور فرزندیت کا ڈھنڈورا پیٹتے پھریں۔ سید حبیب ہی اس بات کا فیصلہ کر دیں کہ انہیں سفیہ اور فریب خوردہ کہا جائے یا ان کی غیرتمندی اور دیانت و امانت کا ماتم کیا جائے؟

مولانا مرحوم کے نزدیک اولیا اطفال حق ہیں

افسوس آج ہمارے مخالفین کو حق کے ساتھ یہاں تک دشمنی اور عناد ہو چکا ہے کہ وہ ان بزرگان

تبسرم ورد اوند کہ ایں تقریر را بروم برساں کہ ایں فقیر السنہ مختلفہ دارد بیک بسان ولی اللہ بن عبدالرحیم است و بدیگرے انسان است و بدیگرے نامی و بدیگرے جسم و بدیگرے جوہر بلسان آخر است و باعتبار انسان ہم حجرم و ہم شجرم ہم فرمن ہم فیل ہم غنم تعلیم اسماء مرآدم را من بودم و آنچہ بر نوح طوفان شد و سبب نصرت او شد من بودم و آنچہ برابراہیم گلزار گشت من بودم توریت موسیٰ من بودم احیائے عیسیٰ من بودم۔ قرآن مصطفےٰ من بودم والحمد للہ رب العالمین
(کرزن گزٹ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

کیا ان سب کو خدائی کے مدعی قرار دیا جائے گا

غرض اسی قسم کے بیشمار کلمات اولیاء اللہ کے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحبؑ کا ایک خواب ان کے دعویٰ الوہیت کو ثابت کرتا ہے تو کیا حضرت بایزید بسطامی کا سبحانی ما اعظم شانی“۔ کہنا حضرت مجدد الف ثانی رحؒ کا اپنے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا قائمقام قرار دینا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحؒ کا انا الحق“ پکارنا۔ حضرت سید عبدالقادر گیلانی رحؒ کا انا الواحد الفرد الکبیر بلی آلہ کا اعلان کرنا اور عرش و کرسی کو اپنے قبضۂ قدرت میں بتانا انبیاء کے مصائب کے وقت ان کے ساتھ ہونے کا دعویٰ کرنا۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ رحؒ کا ایک ہی وقت میں نوح کا طوفان، ابراہیم کی گلزار موسیٰ کی توریت، عیسیٰ کا احیائے موتیٰ اور محمد رسول اللہ صلعم کا قرآن بن جانا ان کے دعویٰ الوہیت کو بدرجہ اولیٰ ثابت نہیں کرتا؟ کیا حضرت مرزا صاحب کے دعاوی کی کثرت، ندرت اور تنوع“ سے ان تمام اولیاء اللہ کے دعاوی کی کثرت، ندرت اور تنوع،، کچھ کم ہے؟ بالخصوص جبکہ مرزا صاحبؑ کی طرف جو بات منسوب کی جاتی ہے اس سے انہوں نے کھلے طور پر اپنی بریت ظاہر کی ہے اور ان اولیاء اللہ کے کلمات میں کوئی ایسی بریت کا اظہار بھی نہیں؛

اُمت محمدیہ کا فخر

فی الحقیقت یہ کوئی ایسی باتیں نہیں جن کی بنا پر کسی کو مدعی الوہیت قرار دیا جائے۔ یہ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے مراتب ہیں جو ایسے اقوال کو منہ سے نکلواتے ہیں اور یہ اُمت محمدیہ کا فخر ہے کہ اس کے اولیاء اور ابدال و اقطاب اگرچہ نبی نہیں لیکن ان مراتب کو حاصل کر سکتے ہیں جو انبیاء نے حاصل کئے۔ ان انعامات کو پا سکتے ہیں جو انبیاء کو ملے ومن یطع اللہ و الرسول اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کریں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا۔ نبیوں میں سے اور صدیقوں میں سے اور شہداء میں سے اور صالحین میں سے اور یہ بہترین رفیق ہیں۔ کیا نبیوں اور صدیقوں وغیرہ کے ساتھ ہونیوالے ان کے انعام کو بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ پھر اس معیت کا کیا فائدہ ہے۔ کیا اس امت میں صدیق، شہید اور صالح بھی نہیں ہوئے۔ اگر وہ ہوئے ہیں تو وہ کونسا انعام ہے جو ان پر ہوا؟ وہ یہی مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور فنا فی اللہ کے مرتبہ پر پہنچنے کا انعام ہے اور یہ انعام اس اُمت میں اس قدر عام ہے کہ بیشتر اولیاء اللہ اس انعام کو پا کر صدیق اور شہید بن گئے۔ وہ مجذوب اور شریعت کی حدود سے آزاد نہیں تھے جیسا کہ سید حبیب صاحب کا خیال ہے۔ بلکہ پرلے درجہ کے متشرع اور متدین لوگ تھے۔ شریعت پر پورے طور پر عامل تھے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ان کے زمانہ میں بھی جاہل مولویوں نے ان پر کفر کے فتوے دیئے اور طرح طرح کی اذیتیں انہیں پہنچائیں اور یہی

دین کے ملفوظات میں اب تک موجود ہیں۔ ان کو بھی آج کفر و الحاد قرار دیا جاتا ہے محض اس لئے کہ مرزا صاحبؑ ایماندار اور ولی اللہ ثابت نہ ہوں۔ مثنوی مولانا روم رحؒ کے متعلق جو عقیدت مسلمانوں میں آج تک پائی جاتی ہے وہ شاذ بہت کم کتابوں کے متعلق ہوگی۔ یہاں تک کہ اسے قرآن در زبان پہلوی کہا گیا ہے۔ اسی "پہلوی قرآن" میں مولانا روم رحؒ فرماتے ہیں ؎

گفت اطفال حق اند ایں اولیاء	در غریبی فرد از کار و گیاہ
اولیاء اطفال حق اند اے پسر	غائبی و حاضری بس باخبر
برتر انداز عرش و کرسی و خلا	ساکنان مقعد صدق خدا
اولیاء راہست قدرت از الہ	تیر جستہ باز گردانند ز راہ
تو ہمیدانی یجوز و لا یجوز	خود نمیدانی کہ حوری یا عجوز

کس قدر صفائی کے ساتھ ان اشعار میں اولیاء اللہ کو خدا کے فرزند قرار دیا گیا ہے۔ اور حاضر و غائب ہر دو حالتوں میں باخبر اور عرش و کرسی سے برتر بتایا گیا ہے۔ بلکہ یہاں تک ان کی قدرت کو تسلیم کیا گیا ہے کہ وہ کمان سے نکلا ہوا تیر واپس لے آتے ہیں اور آخر میں حضرت مولانا روم رحؒ نے سید صاحب جیسے معترضین کو کس قدر زبردست ڈانٹ پلائی ہے کہ تو جائز اور ناجائز ہی کیلئے پھرتا ہے اور اپنا پتہ نہیں کہ دینی اور روحانی معاملات میں ایک حور کا مرتبہ رکھتا ہے یا بوڑھی کھوسٹ کا۔

کیا سید صاحب ازراہ مہربانی بتائیں گے کہ مولانا روم رحؒ کے اس کلام کو وہ کیا سمجھتے ہیں اور کیا فتویٰ ان پر دینے کیلئے تیار ہیں؟

حدیث الخلق عیال اللہ

یہیں تک نہیں ایک حدیث بھی سن لیجئے۔ مشکوٰۃ شریف باب الشفقۃ والرحمت میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا الخلق عیال اللہ مخلوقات اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ یہی درحقیقت الحمد للہ رب العالمین کے معنے ہیں جس کا ذکر مولانا حالی مرحوم نے اس شعر میں کیا ؎

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا	کہ مخلوق ساری ہے کنبہ خدا کا

فرمایئے اب تو تمام مخلوق خدا کا کنبہ بن گیا۔ اولیاء اللہ خدا کے بیٹے بن گئے۔ پھر مرزا صاحب کو انہی معنوں میں بمنزلۃ ولدی کا الہام ہوا تو کونسا گناہ ہوگیا۔

اَبناء اللہ“ کلام الٰہی میں

کاش آپ کی نظر قرآن کریم ہی پر ہوتی۔ سورہ المائدہ میں ہے وقالت الیہود والنصٰرٰی نحن ابنٰؤا اللہ واحباءہٗ۔ یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ اس کی تفسیر کرتے ہوئے بیضاوی میں صاف طور پر لکھا ہے:۔ او المقربون عندہ قرب الاولاد من والدھم۔ یا ابناء اللہ کے یہ معنے ہیں کہ ہم اللہ کے ہاں مقرب ہیں جیسے اولاد کی قربت ان کے والد سے ہوتی ہے۔ اور تفسیر کبیر میں اس کی مزید تشریح اس طرح ہے کہ:۔

ان لفظ الابن کما یطلق علی ابن الصلب فقد یطلق علی من یتخذ ابناء واتخاذہ ابناء بمعنی تخصیصہ بمزید الشفقۃ والمحبۃ فالقوم ادعوا ان عنایۃ اللہ بھم اشد واکمل عنایتہ بکل ماسوٰھم لاجرم

مقدمات تک نوبت پہنچتی ہے - اور مولوی صاحبان امامت کی ڈگری کرانے کے لئے اپیل در اپیل کرتے پھرنے ہیں بس یہ امامت نہیں یہ تو حرام خوری کا ایک مکروہ طریقہ ہے کیا آپ بھی اپنے نفسانی پیچ میں پھنسے ہوئے ہیں - پھر کیونکر کوئی شخص دیکھ بھال کر اپنا ایمان ضائع کرے - مساجد میں منافقین کا جمع ہونا جو احادیث نبویہ میں آخری زمانہ کے حالات میں بیان کیا گیا ہے وہ پیشگوئی انہی ملا صاحبان سے متعلق ہے - جو محراب میں کھڑے ہوکر زبان سے قرآن شریف پڑھتے اور دل میں روٹیاں گنتے ہیں۔"

روزہ

ماہ صیام میں سحری اور افطار کا اہتمام تو ہمارے ہاں نہایت شاندار ہوتا ہے - لیکن کھانے پینے سے رکے رہنے کے سوا اور کوئی تبدیلی روزہ ہم میں پیدا نہیں کرتا - غیبت گالی گلوچ - بدنظری - اور دیگر فسق و فجور ہمارے روزہ میں کوئی نقص نہیں پیدا کرتے -

زکوٰۃ

زکوٰۃ کا اہم ترین فریضہ بھی منسوخ الحکم احکام قرآنی میں ہم عرصہ سے درج کرکے اس سے بالکل سبکدوش ہوچکے ہیں اور جو لوگ اس پر عمل کرتے بھی ہیں تو وہ مصرف زکوٰۃ کے تعین کو کوئی اہمیت نہیں دیتے - اور غیر مستحق لوگوں کو دیکر ان سے اسی احسان کے بدلے بیگار لیتے رہتے ہیں -

حج

فریضہ حج کو ہم میں سے خال خال ادا ضرور کرتے ہیں لیکن حج کی اصلی غرض اور مقصد سے لاعلمی اور مزارات بزرگان کرام در حجاز کی زیارت اور لقب حاجی سے ملقب ہونے کی خواہش یہاں بھی ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتی - اور خاک شفا - زمزمیوں اور تسبیحوں اور مصلوں کو لے کر لوٹنے کے سوا، اور ہم کچھ حاصل نہیں کرتے -

اخلاق

باقی رہی خوش اخلاقی تو عوام تو عوام ہمارے علماء کی خوش اخلاقی کے متعلق مولانا حالی مرحوم نے جو کچھ آج سے نصف صدی پیشتر فرمایا تھا اس کا دہرا دینا ہی کافی ہے

بڑھے جس سے نفرت وہ تقریر کرنی
جگر جس سے شق ہوں وہ تحریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ
کوئی مسئلہ پوچھنے ان سے جائے
تو گردن پہ بار گراں لے کے آئے
اگر بدنصیبی سے شک اس میں لائے
تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے
اگر اعتراض اس کی نکلا زباں سے
تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے
کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ آتے
کبھی خوک اور سگ ہیں اس کو بتاتے
کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے
ستوں چشم بد دور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خلق رسول امیں کے
جو چاہے کہ خوش ان سے ملکر ہو انساں
تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلماں
نشاں سجدہ کا ہو جبیں پر نمایاں
تشرع میں اس کے نہ ہو کوئی نقصاں
لبیں بڑھ رہی ہوں نہ داڑھی چڑھی ہو
ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو
عقائد میں حضرت کا ہمداستاں ہو
ہر اک اصل میں فرع میں ہمزباں ہو
حریفوں سے ان کے بہت بدگماں ہو
مریدوں کا ان کے بڑا مدح خواں ہو
گر ایسا نہیں ہے تو مردود دیں ہے
بزرگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہے

معاملات

معاملات میں بدمعاملگی - لین دین میں بد دیانتی - جھوٹ غیبت - تعصب - ضد - دھڑے بندی - بداخلاقی مقدمہ بازی جھوٹی شہادت - غصب حقوق - غرضیکہ نفسانی حرص و ہوا کی محکومیت ہمارا طغرائے امتیاز ہے - اور دنیا ہمارے یہی کرتوت دیکھکر قبول اسلام سے رکی ہوئی ہے - کیونکہ مسلمانوں کی اکثریت کا اسلامی احکام کے خلاف ایکا کرلینا اس کی سمجھ میں نہیں آتا - اور وہ اسلام کو ہمارے اعمال سے جانچنا چاہتی ہے نہ کہ ہماری مقدس آسمانی کتاب سے -

نتیجہ

وہ ہیں احمدی اور یہ ہیں ہم - اب آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ اسلام سے تعلق قرب احمدیوں کو حاصل ہے یا ہمیں اور تحریک احمدیت ایک غیر اسلامی تحریک ہے یا اسلام کے اندر ایک اسلامی تحریک - اگر اسلام قبروں کی پوجا - نفس کی بندگی اور بدمعاملگی کا نام ہے تو احمدی یقیناً خارج از اسلام ہیں - اور اگر اسلام انہی اصولوں کا نام ہے جو اوپر بیان ہو چکے ہیں تو ہمیں اپنے اسلام کی فکر کرنی چاہئے - کہ کہیں ہم ہی آنکھیں بند کرکے فیصلے نہ کر رہے ہوں! اور اگر اسلام امنت باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت کے دلی یقین اور زبانی اقرار کا نام ہے - تو بتایئے کونسی دفعہ کے ماتحت آپ احمدیوں کے کفر پر مہریں ثبت کرتے ہیں -

حضرات علمائے اہل سنت سے ایک ضروری عرض

میں اپنے محترم علماء سے باادب عرض کرونگا کہ وہ ازراہ نوازش ہمارے لئے وجوہ کفر اور شرائط و صفات اسلام معین فرمادیں - اور ساتھ ہی یہ بھی بتادیں کہ احمدی حضرات خصوصاً جماعت احمدیہ لاہور کے اراکین کن وجوہ کی بنا پر خارج از اسلام ہیں تاکہ ہم بھی ان کی اصابت رائے سے مستفید ہوسکیں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کرونگا کہ وہ جواب دیتے ہوئے مناظرانہ اور مجادلانہ طریقہ نہ اختیار فرمائیں بلکہ محققانہ سنجیدگی کے ساتھ اس نہایت اہم اور ضروری مسئلہ پر قلم اٹھائیں اور عنداللہ ماجور ہوں -

مولانا ابوالکلام آزاد صاحب کا فتویٰ

جتنا بھی سنجیدگی کے ساتھ غور کیا جائے اور مکفرین علماء کی تحریروں کو بامعان نظر مطالعہ کیا جائے مرزا صاحب کے دعاوی مہدویت و مجددیت - اور نبوت - یہ اعتقاد رکھنا ہی وجوہ کفر معلوم ہوتے ہیں - جو مکفرین کو ہاتھ آئے ہیں - ان میں سے دعویٰ نبوت کے متعلق مرزا صاحب کا انکار ثابت اور مشہور ہے اور جماعت احمدیہ لاہور اور خود مرزا صاحب مرحوم کے عقیدہ میں یہ امر شامل ہے کہ مدعی نبوت بعد از محمد صلعم مفتری و کذاب ہے - باقی رہے دعاوی مہدویت و مجددیت سو ان کے اعتراف و تسلیم پر کفر واقع نہ ہونے پر ہندوستان کے اہل سنت کے سب سے بڑے عالم مولانا ابوالکلام آزاد کا فتویٰ ملاحظہ ہو -

"کسی خاص شخص کے مہدی ہونے نہ ہونے کے اعتقاد کو اسلام کے عقائد سے کیا علاقہ؟ نہ یہ بنائے فسق و تقویٰ ہے نہ معیار ایمان و کفر - اگر ایک شخص نے کسی داعی شریعت و آمر بالمعروف و ناہی عن المنکر کو مہدی مان لیا - تو اس سے اس کے اسلامی عقائد میں کونسا فتور آگیا؟ زیادہ سے زیادہ یہ کہ انطباق علائم و آثار میں اس نے اجتہادی غلطی کی - اصل شے جو مطلوب شارع ہے وہ تو ایمان باللہ و بما جاء من عند اللہ ہے - اور دیکھنا صرف یہ ہے کہ وہ متقین میں سے ہے یا نہیں؟ متقین کی تعریف قرآن نے اپنی پہلی ہی سورۃ میں بتلادی الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون - والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون - پس جو شخص ان چیزوں کا ایمان و عمل رکھتا ہے وہ اولئک علیٰ ھدی من ربھم واولئک ھم المفلحون میں داخل ہے - خواہ کسی کو مہدی تسلیم کرے خواہ دجال - ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم - البتہ یہ ضرور دیکھا جائے گا کہ جس شخص کو مہدی تسلیم کرتا ہے وہ متقی ہے یا مبتدع - اگر اس کی بدعات و محدثات یا اعمال غیر صالحہ ثابت ہوں گے اور یہ بھی ان کا مصدق و پیرو ہوگا تو بلاشبہ اس پر وہ حکم دیا جائے گا جس کا وہ شرعاً مستحق ہوگا لیکن نہ بربنائے اعتقاد مہدویت بلکہ بسبب عقائد و اعمال منکرہ - اور اگر ایسا نہیں ہے تو ایک جزئی مسئلہ میں اس کو غلطی سمجھ سکتے ہیں تخطیہ کر سکتے ہیں - لیکن نہ تو برا کہہ سکتے ہیں اور نہ اس کے اسلام و ایمان میں شک کر سکتے ہیں - اگر اس کا عمل اچھا ہے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت و اتباع اور ایثار فی اللہ و فقہ میں تیز گام ہے تو یقیناً کل کو اللہ کے حضور وہی سب سے اونچا ہوگا اور ہم سب اس کے نیچے ہونگے - اگرچہ ہم کتنے ہی کامل و اکمل اشعری و ماتریدی ہوں - وہاں صرف غرور اشعریت و ماتریدیت کام نہ دے گا۔" (تذکرہ صفحہ ۲۷۹)

مرزا صاحب مرحوم کے بعض کشوف غریبہ کے متعلق معترضین کا اعتراض

مرزا صاحب مرحوم کے بعض کشوف کے الفاظ غریبہ کو بھی بار بار دہرا کر جماعت احمدیہ کی مخالفت میں کام لیا جاتا ہے سو ایسے معاملات کے متعلق بھی مولانا صاحب موصوف کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔

"اس طرح کی تمام باتوں کو غلبۂ سکر واحوال یا فریب سوانح و مشاہدات کا نتیجہ سمجھنا چاہیئے - جو اس راہ کے بڑے بڑے کاملین و واصلین تک کو پیش آئے ہیں - اور بہتوں کا معاملہ دعاوی و شطحیات تک پہنچ گیا ہے - کسی نے اس عالم میں کہا "لوائی ارفع من لواء محمد" اور "سبحانی سبحانی ما اعظم شانی" کوئی پکار اٹھا "لیس فی جبتی الا اللہ"
"بطشی اشد من بطش ا
علیٰ ساحلہ" اور یہ تو
علیٰ رقبۃ کل ولی
نہ من تنہا در ...
جب ان تمام اقوا ...

قرار دے کر تاویل کرتے ہیں۔ یا" اوہام وخیالات تربی بہا اطفال الطریقہ" کہکر چشم پوشی کرجاتے ہیں اور یا پھر حوالہ مغلوبیت سکر واحوال کرکے خاموش ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ صاحبان اقوال کے دیگر اقوال واعمال صالحہ اور وصول وحصول مراتب عرفان وحقیقت کے شواہد ان کے سامنے ہیں"

اصل یہ ہے کہ اصحاب احوال وطرق کے معاملات کچھ عجیب و غریب واقع ہوئے ہیں۔ اور یہ قوم اپنے کلمات واقوال عریبہ کیلئے بہت کچھ عذرات پیش کرتی ہے۔ اہل حق وانصاف نے ان عذرات کو قبول فرمایا ہے۔ مگر جو لوگ ذوق حقیقت سے محروم اور سخن الفاظ و صورت میں محبوس ہیں ان کا فہم نارسا وہاں تک نہیں پہنچتا اور "شرایت اسد بری" سکر شیر کے پنجے اور ناخن ڈھونڈنے لگتے ہیں بلاشبہ خواطر واحوال کے لئے شریعت الٰہی اور علوم انبیاء کرام محک رد وقبول ومعیار ظن ویقین ہیں لیکن اکثروں کو مغلوبیت سکر وشکستگی حال میں اس کا ہوش ہی نہیں رہتا کہ اس کسوٹی کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔ یہ سخت غلطی ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ ہماری درماندگی ومعذوری پر بھی نظر رہے۔ جب حواس ظاہری کا عذر مسموع ہے اگر حاسہ بصر سراب کو دریا سمجھ لے اور ارباب قیل وقال وفقہا ومتکلمین کے لئے باب تاویل مفتوح ہے اگر رائے وقیاس میں غلطی کرجائیں تو پھر اصحاب احوال نے کیا قصور کیا ہے کہ ان کی لغزش فہم واشتباہ احوال وغلطی استنباط ناقابل معافی و عفو ہو؟ فیاللہ وللعقول! جن نفوس قدسیہ کی ساری زندگیاں زہد و انقطاع حقیقی وکمال مرتبہ عرفان ومحبت الٰہی واعمال صالحہ حقہ وترک ماسوی اللہ میں بسر ہو جائیں، ان کی ایک غلطی بھی درخور عفو وتاویل نہ ہو لیکن جن علماء دنیا وفقہائے دولت کی ساری عمریں یکسر دنیا سازی ودین بازی ومکر وحیل وفساد وذر در وہوا پرستی وزہد ریائی میں ضائع ہو جائیں ان کو پورا حق حاصل ہو کہ اپنی خود ساختہ مسند افتا پر بیٹھ کر کفر وقتل کا فتویٰ لکھیں اور وہ پابجولاں حربی کفار ومشرکین کی طرح ان کے سامنے لائے جائیں؟

" بڑی دقت ان لوگوں کو معانی کی فراوانی ووسعت اور الفاظ کی تنگنائی ونامساعدت سے پیش آتی ہے۔ ناچار ہنگام تعبیر و بیان جو الفاظ سامنے آجاتے ہیں انہی سے کام لینا پڑتا ہے انہو کے لئے وہ الفاظ فتنہ بن جاتے ہیں۔ معتقدین مقلدین ان کو حجت گردانتے ہیں۔ اور منکرین متعصبین .... آلۂ انکار وتکفیر لیکن ارباب حق ...... یا تو ان کی تاویل کرتے ہیں یا ان کے معاملہ کو عالم السرائر کے حوالہ کر دیتے ہیں۔ البتہ عمل واعتقاد ہر حال میں احکام شریعت وظواہر نصوص کتاب وسنت پر ہے اور ان کے سوا کوئی نہیں۔ جو محک حق وباطل وحجت وبرہان ہو۔

" والعصمۃ للہ وللانبیاء"

" اہل حق ہر حال میں احکام شریعت اور ظواہر کتاب وسنت کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور اس تمام کائنات ہستی میں صرف انہی کو واجب الاطاعت یقین کرتے ہیں مگر ساتھ ہی تمام اہل علم وائمہ اسلام سے حسن ظن وعقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ اور ان کے جو اقوال وآراء بظاہر نصوص کتاب وسنت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں [illegible] انکا رد وتفسیق نہیں ہو جاتے۔ اور ایسی راہ تعبیر ڈھونڈتے اور اگر دیکھتے ہیں کہ کسی نصوص شرعیہ کو اپنی کج بنیاد تحریف کرتے ہیں جن کی

وجہ سے وہ اس اختلاف پر مجبور ہوئے۔ اور یا پھر ان کے اقوال و آراء سے چشم پوشی کرکے ان کا معاملہ عالم السرائر کے حوالے کر دیتے ہیں مگر نہ تو ان کی پیروی وحمایت کرتے ہیں اور نہ ان کی وجہ سے صاحب قول وحال کے حقوق اسلامی ومراتب فضیلت علم وعمل کو نظرانداز کرکے آمادہ انکار وتضلیل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ کسی غیر معصوم کا قابل احترام واتباع ہونا اس کے لئے مستلزم نہیں کہ اس کا ہر قول وحال حجت ہو۔ اور نہ کسی غیر معصوم کے کسی ایک قول واجتہاد کا غلط ہونا یہ معنے رکھتا ہے کہ اس کے تمام محاسن اقوال واعمال کو ترک کر دیا جائے۔ قرآن حکیم نے سچے مومنوں کی جو شان بتلائی ہے وہ ان کی اس دعا وطلب سے ظاہر ہے۔ ربنا لا تجعلنا فی قلوبنا غلا للذین آمنوا۔ پس جب عام مومنوں کی نسبت یہ حکم ہے تو اصحاب علم وفضیلت کی طرف سے دل میں غل و بغض کا ہونا کب جائز ہو سکتا ہے؟ البتہ اصل مرکز حق ویقین کتاب وسنت ہے۔ یہ مرکز اپنی جگہ سے نہیں ہل سکتا۔ سب کو اس کی خاطر اپنی جگہ سے ہل جانا پڑے گا۔ اس چوکھٹ کو کسی کی خاطر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ سب چوکھٹیں اس کی خاطر چھوڑ دینی پڑیں گی۔"

(تذکرہ صفحہ ۳۱-۳۲-۳۳-۳۵-۳۶-۳۷ بحذف عبارات بعض)

فریضۂ تبلیغ سے تمام مسلمانان عالم کی غفلت اور جماعت احمدیہ کی فرض شناسی

قرآن حکیم کی احکامی آیات میں آیت ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر الخ - اپنی اہمیت کے لحاظ سے نہایت ممتاز مقام رکھتی ہے لیکن اس وقت تمام دنیا میں کوئی بھی مسلمان جماعت بحیثیت جماعت کے اس پر عمل نہیں کر رہی۔ اور اس فریضہ سے غفلت ہی کے باعث ہم روز بروز قعر ذلت میں گرتے جا رہے ہیں اور گرتے جائینگے۔ لیکن ہمارے کافر بھائیوں یعنے احمدیوں کی جماعت صرف اسی آیت کی تعمیل میں مصروف ہے اور اس کے کارنامے اب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس جماعت کا ہر فرد اپنے سامنے ایک مشترکہ قومی نصب العین رکھتا ہے جو اشاعت اسلام اور تائید دین ہے۔ اور اپنے ذاتی کاروبار سے اس مشترکہ قومی کام کو اہم سمجھتا ہے۔ اور اپنے مال وجان کو اس مقدس کام میں لگا دینا وہ اپنی سب سے بڑی کامیابی خیال کرتا ہے۔

جب حالات یہ ہیں اور فتاوی کفر محض تعصب اور جہالت کی بنا پر مرتب کئے جاتے ہیں۔ تو دوبارہ حضرات علما سے التجا کروں گا کہ وہ اس بدنام جماعت کو اسلام کی خدمت کرنے دیں۔ اور اس کے راستہ میں روڑے نہ اٹکائیں۔ باقی رہی ان کی امداد واعانت اس کی نہ یہ جماعت طالب ہے اور نہ وہ اس قابل ہیں کہ کوئی صحیح کام جم کر اور اغراض نفسانی سے الگ ہو کر انجام دے سکیں اس لئے ان کی امداد صرف یہی کافی ہے کہ وہ اس جماعت کو خدمت اسلام کے راستہ میں مصروف رہنے دیں اور اس کی مخالفت سے مجتنب رہیں۔ اور اپنے متبعین کو اسلام اور کفر کی امتیازی صفات کا درس دیتے رہا کریں۔ تاکہ فتادی کفر کی روک تھام ہو جائے

مولانا ابوالکلام اور مولانا سید سلیمان ندوی کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش

اس وقت ہندوستان کے سربرآوردہ علما میں سے ان دو حضرات کو ہر لحاظ سے فوقیت حاصل ہے اور نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دنیائے اسلام میں ان کی نظیر بہت مشکل سے ملے گی۔ ان دو

بزرگوں کی طرف وفات مسیح کا عقیدہ منسوب کیا گیا ہے لیکن افسوس ہے کہ یہ دونوں بزرگ ہستیاں خاموش ہیں اور اپنے خیالات کا علانیہ اظہار نہیں فرماتے۔ میری یہ ناچیز آواز اگر ان دونوں بزرگوں تک پہنچ سکتی ہے تو میں ان سے باادب و باصرار عرض کرونگا کہ وہ اپنی قریب ترین فرصت میں مسئلہ وفات مسیح اور کفر واسلام جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق کوئی واضح اور مفصل اعلان فرما دیں تاکہ ہم گم گشتگان راہ کو بصیرت حاصل ہو امید ہے کہ میری یہ گزارش رائگاں نہ جائے گی۔ اور اجابت کو اپنے ساتھ لائے گی۔

خاتمہ

آخر میں چند الفاظ اپنی نسبت بھی کہدینا چاہتا ہوں۔ اس مضمون کے پڑھنے والے کو قدرتاً یہ خیال ہوگا کہ اس مضمون کا لکھنے والا احمدیت کے متعلق یہ خیالات رکھتے ہوئے غیر احمدی کیوں ہے میں یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے شمول احمدیت سے روکنے والی والی چیز جماعت احمدیہ قادیان کا وجود ہے۔ اور میری طرح اور بہت سے لوگوں کے لئے روک ہے۔ میں مرزا صاحب کو ایک سچا اور مخلص مسلمان بلکہ مجدد تک تسلیم کرسکتا ہوں۔ لیکن وہ مثیل مسیح جس کی آمد آمد ہے۔ اور جس کی آمد کی پیشگوئیوں سے کتب حدیث مملو ہیں۔ اس نے تو تمام عالم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہونا ہے اور ادھر جناب مرزا صاحب مرحوم کی تیار کردہ جماعت میں سے ۹۵ فیصدی کا گمراہ ہو جانا اور مرزا صاحب کے عقائد سے اختلاف کر جانا ایک غور طلب امر ہے۔ جو مرزا صاحب کو مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان تسلیم کرنے میں ایک روک ہے۔ ورنہ ان کو صرف مہدی اور مجدد ماننے میں تو کوئی امر مانع نہیں اور اگر جماعت قادیان کا وجود نہ ہوتا تو میں ایک احمدی ہوتا۔ جبکہ میں احمدیت سے اصولاً متفق اور احمدیت کو ایک سچی اسلامی تحریک اور اسلام کی روشن تصویر یقین کرتا ہوں۔ اور اس جماعت کی امداد حتی المقدور اپنا فرض منصبی خیال کرتا ہوں۔ اور مسلمانوں کے اس سے خائف ہونے کی کوئی وجہ معقول مجھے معلوم نہیں ہوئی۔

دعا

آخر میں میں درگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوں کہ وہ میرے بھائیوں کو دوست دشمن میں امتیاز کی توفیق عطا فرمائے اور حق کے سمجھنے اور ساتھ دینے کے لئے ان کے سینوں کو کھولدے

والسلام

ایک دردمند مسلمان

پیغام صلح قابل مضمون نگار کی نکتہ سنجی اور حق شناسی کی داد دیتے ہوئے اور جماعت احمدیہ کی خدمات اسلامیہ کی جو تعریف انہوں نے کی ہے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ہم اس قدر کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ آخری فقرات میں حضرت مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی تسلیم کرنے میں جو روک انہوں نے بتائی ہے وہ فرضی اور وہمی ہے۔ مسیح کے ذریعہ سے اصلاح عالم کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ کل دنیا مسلمان ہو جائے گی تو یہ قرآن کی نص صریح کے خلاف ہے کیونکہ اس نے مسیح کے متبعین کو ان کے منکرین پر قیامت تک غالب رہنے کا وعدہ دیا ہے ایسا ہی مسیح موعود کے زمانہ میں لیظہرہ علی الدین کلہ کے عملی ظہور کا ذکر آثار میں آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ادیان باقی رہیں گے لیکن ان پر اسلام کو اولاً بطور سے مسیح موعود غالب کر دکھائے گا سو یہ نظارہ آج ہمارے سامنے ہے جس کی تفصیل کی حاجت نہیں

زمیندار کے ایک اعتراض کا دندان شکن جواب

حضرت مسیح موعودؑ کا کلام اور مدیر ذکاہات کی سخن فہمی

(سید اختر حسین صاحب کے قلم سے)

زمیندار مجریہ ۲۰ر اگست میں مدیر "ذکاہات" نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زلزلہ والی نظم کے ایک مصرع

"اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار"

پر اعتراض کیا ہے کہ:-

"ذرا اس کے معنوں پر غور کیجئے زلزلہ کی شدت دفع کرنے کے لئے کیا عجیب و غریب نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ایک شخص برہنہ لیٹا ہوا ہے اتنے میں زلزلہ آجاتا ہے۔ ازار بند باندھنا چاہتا ہے لیکن اتنی بھی مہلت نہیں ملتی۔ اس ایک مصرعہ میں جس قدر معانی پوشیدہ ہیں ان کی شرح سے ہم ذکاہات کے کالم کو آلودہ نہیں کرنا چاہتے۔ اور پھر اس سے شاعر کے ذوق خاص پر جو روشنی پڑتی ہے اس کی تفصیل کا بھی یہ موقع نہیں۔"

قبل اس کے کہ اس اعتراض کی لغویت کو آشکارا کیا جائے ہم مدیر ذکاہات کو ان معتقدات کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں جو انبیائے کرام کے اعمال و افعال کے بارے میں ان کے "ذوق خاص" سے تعلق رکھتے ہیں۔

مخالفین کے عقائد

جن لوگوں کا ایمان ہو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے "ذوق خاص" کی وجہ سے ایک رات میں سو سو بیویوں سے صحبت فرماتے تھے۔ جو لوگ تسلیم کرتے ہوں کہ آپ نے ایک نامحرم عورت کی پنڈلیاں دیکھنے کے لئے ہزارہا روپیہ خرچ کر کے ایک عالیشان محل بنوایا۔ جن لوگوں کا عقیدہ ہو کہ حضرت ایوبؑ کے "ذوق خاص" نے انہیں ایک ہمسایہ کی محبوب زوجہ غصب کرنے پر مجبور کیا۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے "ذوق خاص" پر اعتراض کرتے بیٹھیں! فیا للعجب! کیا مدیر ذکاہات بتا سکتے ہیں کہ ایسے لغو اور گندے معتقدات رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود پر معترض ہونا کہاں کی شرافت ہے؟ اور اگر وہ ان باتوں کے قائل نہیں تو کیا کبھی ذکاہات کے منحوس کالموں میں اپنے "واجب الاحترام علما" کے اس "ذوق خاص" کے خلاف قلم اٹھایا جو ایسے معتقدات کو پیدا کرنے کا موجب ہے؟ آپ کسی حنفی۔ وہابی۔ دیوبندی۔ بریلوی۔ مولوی کے پاس چلے جائیے اور اس سے پوچھیے کہ حضرت داؤدؑ۔ حضرت سلیمانؑ حضرت ایوبؑ اور دیگر انبیاءؑ کا "ذوق خاص" کیا تھا؟ ایسے ایسے دلچسپ اور عجیب و غریب قصے آپ کو سنائیں گے کہ الف لیلہ کو بھی مات کر دیں یہاں تک کہ جب حضرت موسیٰؑ کے متعلق کوئی ایسی بات نہ بنا سکے تو "لا تکونوا کالذین آذوا موسیٰ" الآیہ (احزاب) کی یہ تفسیر کر دی کہ حضرت موسیٰؑ کو یہود ی طاقت مردمی سے عاری سمجھتے تھے۔ جو ان کے لئے موجب ایذا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بریت اس طرح فرمائی کہ ایک دن وہ کسی نہر پر کپڑے رکھ کر ننگے نہا رہے تھے کہ پتھر ان کے کپڑے لے بھاگا۔ حضرت موسیٰ "یا حجر" "یا حجر" کی آوازیں دیتے ہوئے ننگے ہی اس کے پیچھے بھاگے اور یہودیوں نے اس وقت دیکھ لیا کہ آپ طاقت مردمی رکھتے ہیں۔

کیا مدیر ذکاہات نے کبھی اپنے علماء کے اس "ذوق خاص" پر نظر کی کہ آج حضرت مسیح موعودؑ پر نکتہ چینی کی ضرورت پیش آئی ہے؟ اگر اس اعتراض سے پہلے اپنی کتب تفاسیر کو اٹھا کر دیکھا ہوتا تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان کے علما نے دنیا کے کسی راستباز کو نہیں چھوڑا جس کے "ذوق خاص" کا نقشہ نہ کھینچا ہو۔ اور اس کی عصمت و عفت کو مشتبہ نہ بنا دیا ہو۔

حضرت مسیح موعود کی قوت قدسی

مخالفین بغض و عناد میں اندھے ہو کر نہیں سوچتے کہ ہم کس انسان پر معترض ہو رہے ہیں۔ وہ انسان جس نے علماء سوء کے "ذوق خاص" کی اصلاح کر کے عصمت انبیا کو روز روشن کی طرح ثابت کیا۔ جس نے اپنی قوت قدسی سے دوسروں کا تزکیہ نفس کیا۔ اور انہیں اخلاق و روحانیت کی بنیاد قائم کی۔ جو شخص نہ صرف خود ہی نفس مطمئنہ کا مالک ہے بلکہ دوسروں کو معراج کمال تک پہنچانے والا ہے کیا وہ کسی ایسی حرکت کا مرتکب ہو سکتا ہے جس کی طرف مدیر ذکاہات نے اپنی عقربی صفت سے مجبور ہو کر "ذوق خاص" کے الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔ کیا ایسے باکمال انسانوں پر ایسے بدترین الزامات درست ہو سکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ ؎

ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد نیر بیضا نکلا

حضرت مسیح موعودؑ کی شاعری

اول تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو دیگر شعراء کے کلام کی طرح دیکھنا ہی سخت غلطی ہے کیونکہ آپ کے اشعار اپنے اندر ایک خاص رنگ رکھتے ہیں جو دوسرے شعراء میں مفقود ہے آپ کا کلام اللہ تعالیٰ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز نظر آتا ہے۔ آپ نے اپنے اشعار میں اسلامی اصول کی حقانیت، مذاہب باطلہ کی تردید۔ اور اپنے دعوے کی صداقت پر بے شمار دلائل دیئے ہیں۔ اور یہ وہ خصوصیات ہیں جن سے دوسرے شعراء کا کلام خالی ہے۔ آپ نے صرف اپنا مطلب واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ کسی تکلف اور تصنع سے کام نہیں لیا چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں:- ؎

کچھ شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

اس لئے آپ کے کلام کو عام شاعرانہ کلام سمجھ کر مشق اعتراض بنانا درست نہیں اور نہ یہ درست ہے کہ آپ کو ایک شاعر کی حیثیت سے دیکھا جائے

محاورات زبان کا استعمال

علاوہ ازیں یہ مصرعہ کہ:-

"اک برہنہ سے نہ یہ ہوگا کہ تا باندھے ازار"

اپنے اندر ایک محاورہ رکھتا ہے یعنی "ازار باندھنے کی مہلت بھی نہیں ملے گی" اور ایسے محاورات کے حقیقی معنے کوئی نہیں کرتا بلکہ وہی معنے مراد لئے جاتے ہیں جن پر ایسے محاورات کا مجازاً اطلاق ہوا کرتا ہے۔ مثلاً اردو میں ایک محاورہ "دم دبا کر بھاگنا" استعمال ہوتا ہے جس سے صرف "فرار" مراد لیا جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ کوئی اور معنے لینا درست نہیں۔ ایسے ہی قرآن مجید نے جو عربی علم ادب کی بہترین کتاب ہے "احصان فرج" اور "حفاظت فرج" ایک محاورہ استعمال کیا ہے۔ جیسے آتا ہے

والذین ھم لفروجھم حافظون (المومنون)

یعنی مومن وہ ہیں جو اپنے فرج کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ حفاظت فرج کے لفظی معنے شرمگاہ کی حفاظت کرنے کے ہیں۔ لیکن یہاں اس کا اطلاق عصمت اور عفت کے معنوں میں ہوا ہے۔

کون سمجھدار انسان ہے جو ایسے محاورات سنکر آدمی کے پیچھے "دم" یا "مومنین کی شرمگاہوں" کا تصور جلنے لگ جائے گا۔ کیا مدیر ذکاہات ان محاورات کے استعمال کرنیوالوں کے "ذوق خاص" پر بھی معترض ہو کر اپنے "نامۂ اعمال" کو سیاہ کرنے کی جرأت کریں گے؟ کسی نے سچ کہا ہے ؎

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پہ یہ بد ادا نہ دے

حقیقت یہ ہے کہ ایسے محاورات کے استعمال کے وقت ان کے لغوی معنوں کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔ بلکہ وہ قائل کی زبان سے فی البدیہہ نکلا کرتے ہیں جس سے اس کے "ذوق خاص" کو کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو محاورہ اس شعر میں استعمال فرمایا ہے۔ وہ پنجابی زبان میں عموماً مستعمل ہے۔ آپ نے ماحول کے اثر سے بعینہ اسی محاورہ کو اردو میں ترجمہ کر کے اپنا مطلب سمجھا دیا۔ کہ وہ ایسی گھبراہٹ کا وقت ہوگا کہ ازار باندھنے کی مہلت بھی نہ مل سکے گی۔ آپ نے پنجابی محاورات و الفاظ کے استعمال کو معیوب قرار نہیں دیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"بعض جگہ میں نے پنجابی الفاظ استعمال کئے ہیں اور ہمیں صرف اردو سے کچھ غرض نہیں اصل مطلب امر حق کو دلوں میں ڈالنا ہے۔ شاعری سے کچھ تعلق نہیں۔" (درثمین)

مصرعہ کا مطلب

اس مصرعہ میں آپ نے مثالی رنگ میں فقدان حواس کی کیفیت کو ظاہر کیا ہے چنانچہ اسی شعر کے آگے فرماتے ہیں:-

ہوش اڑ جائیں گے انسان کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار

پس اس کا مطلب گھبراہٹ کی انتہا ہی لیا جا سکتا ہے اس کے علاوہ کوئی اور مفہوم لینا یا مزعومہ "ذوق خاص" کی طرف اشارہ کرنا "سخن فہمی اور سخن سنجی" کی توہین کرنا ہے۔

زلزلۃ الساعۃ قرآن مجید میں

مدیر ذکاہات چونکہ قرآن و حدیث سے قطعی ناآشنا ہیں اس لئے انہیں علم نہیں ورنہ زلزلۃ الساعۃ کے حالات قرآن و حدیث میں بھی کثرت سے مذکور ہیں اور سورہ حج تو شروع ہی اس مضمون سے ہوتی ہے۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیء عظیم۔ یوم ترونھا تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملھا ۔ ۔ ۔ ۔ الخ " (ترجمہ) اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو۔ اس گھڑی کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے۔ جب تم اسے دیکھو گے۔ ہر دودھ پلانے والی

اسے چھوڑ دے گی جسے وہ دودھ پلاتی تھی اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈالدے گی۔"

اس نظارہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ جاراللہ زمحشری فرماتے ہیں :-

قیل مرضعۃ لیدل علی ان ذالک الھول
اذا فوجئت بہ ھذہ وقد القمت
الرضیع ثدیھا نزعتہ عن فیہ لما
یلحقھا من الدھشۃ (کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

(ترجمہ) لفظ "مرضعۃ" اس لئے کہا گیا ہے کہ جب مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) کو ناگاہ یہ آفت پہنچے گی درانحالیکہ بچہ نے اس کے پستان کو منہ میں لیا ہوا ہوگا تو وہ اس کے منہ سے دہشت کی وجہ سے پستان چھڑائے گی۔

گیا مدیر نکاہات کے خیال کے مطابق اس کیفیت پر وہی اعتراض نہیں وارد ہو سکتا جو اس نے آنکھیں بند کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کر دیا ہے۔ بالفرض اگر اسی کی طرح کوئی بدباطن انسان اعتراض کرے گا تو خفیف تغیر لفظی سے اس کی عبارت یہ ہونی چاہیئے :-

"ذرا اس کے معنوں پر غور کیجئے زلزلہ کی شدت کے اظہار کیلئے کیا عجیب و غریب نقشہ کھینچا ہے کچھ عورتیں اپنے پستانوں کے ساتھ بچوں کو لگائے پھرتی ہیں کچھ عورتیں حاملہ ہیں اتنے میں زلزلہ آجاتا ہے بچوں والی اپنے پستانوں کو چھڑانے لگتی ہیں۔ اور حاملہ عورتوں کے حمل گرنے لگتے ہیں . . . .

. . . . . ان آیات میں جس قدر معانی پوشیدہ ہیں ان کی شرح سے ہم نکاہات کے کالم کو آلودہ نہیں کرنا چاہتے اور پھر اس سے کہنے والے کے ذوق خاص پر جو روشنی پڑتی ہے اس کی تفصیل کا بھی یہ موقع نہیں۔" (نعوذ باللہ)

مدیر نکاہات بتائیں کہ یہاں کس کا "ذوق خاص" ظاہر ہو رہا ہے۔ کیا اس آیت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر (نعوذ باللہ) اعتراض نہ ہوگا؟ اگر نہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر سے کسی "خاص ذوق" کا اندازہ لگایا جائے۔

ذکر قیامت اور احادیث

ایسے ہی کتب احادیث میں آتا ہے "قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحشرون حفاۃ عراۃ غرلا" (بخاری کتاب الرقاق باب کیف الحشر) کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ننگے پاؤں اور ننگے بدن بغیر ختنہ کئے ہوئے قیامت کے دن اکٹھے کئے جاؤ گے۔"

مدیر نکاہات کو چاہیئے کہ اس حدیث پر غور کریں اور پھر خدا کا خوف کر کے بتائیں کہ آیا عورتوں اور مردوں کے ننگے حشر کی پیشگوئی بھی کسی "ذوق خاص" کا پتہ دیتی ہے؟ کیا اس پیشگوئی کے ماتحت انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراض ہوگا؟ افسوس حق کی مخالفت بھی انسان سے کیا کچھ کرا دیتی ہے۔ یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عداوت میں ایسے ایسے کمینے حملے کرتے ہیں جن کی زد سے سید المعصومین سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ (ربا بائنا ہو وامہاتنا) کا وجود مبارک بھی نہیں بچ سکتا معاندین سمجھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کر کے بڑا میدان مار لیا۔ لیکن فی الحقیقت وہ اپنے حملوں سے تمام دنیا کے راستبازوں کو نشانہ اعتراض بناتے ہیں حضرت اقدس نے کیا ہی خوب فرمایا کہ ؎

انبیا کے طور پر حجت ہوئی ان پر تمام
ان کے جو حملے ہیں ان میں سب نبی ہیں حصہ دار

مدیر نکاہات کی سخن فہمی

باقی رہی مدیر نکاہات کی اپنی "سخن آفرینی اور سخن سنجی" کی تعلی سو ان کے اس ملکہ کے ہم بھی قائل ہیں۔ کیونکہ اس چھوٹے سے فقرے میں جسے ابتدائے مضمون میں درج کر دیا گیا۔ ان کی سخن فہمی کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ اور فصاحت اور بلاغت کے تو ایسے دریا بہائے ہیں کہ ان پر خواہ مخواہ وجد آتا ہے۔ انہیں دیکھکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان بڑھتا ہے کیونکہ حضور کا ایک الہام ہے "انی مھین من اراد اھانتک" کہ جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا میں اسے ذلیل کروں گا اپنے وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مدیر موصوف کی پیشانی پر تین سیاہ داغ لگا دیئے ہیں جنھیں ہم ناظرین کی ضیافت طبع اور ازدیاد ایمان کے لئے ظاہر کئے دیتے ہیں۔

(ا) لکھتے ہیں "زلزلہ کی شدت دفع کرنے کے لئے کیا عجیب و غریب نقشہ کھینچا گیا ہے" یہ ان کی سخن فہمی کا کمال ہے۔ شعر میں جو نقشہ پیش کیا گیا ہے وہ زلزلہ کی "شدت کے اظہار" کا ہے۔ دفع کرنے کا نہیں۔ لیکن چونکہ جناب مدیر "سخن فہم" ہیں اس لئے انہوں نے اپنی "الٹی سمجھ" کو ظاہر کر دیا۔

(ب) لفظ "ازار" کے معنے "تہ بند" یا "چادر" کے ہیں۔ لیکن آپ نے اس کے معنے ازار بند کئے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی "بستر" کے معنے "بستر بند" کرے۔

(ج) آخر میں لکھتے ہیں "اس سے شاعر کے "ذوق خاص" پر جو روشنی پڑتی ہے ان کی تفصیل کا بھی یہ موقع نہیں" معلوم نہیں یہ "ان" کی ضمیر کس طرف راجع ہے۔ خواہ اس کا مرجع "ذوق خاص" ہو یا "روشنی" دونوں صورتوں میں اس کا استعمال بالبداہت غلط ہے "ان" کی بجائے "اس" چاہیئے تھا۔ اور عبارت یوں چاہیئے تھی کہ :-

"اس سے شاعر کے ذوق خاص پر جو روشنی پڑتی ہے اس کی تفصیل کا بھی یہ موقع نہیں"

مدیر موصوف نے کوشش تو یہ کی تھی کہ حضرت اقدس کے "اسقام" کو ظاہر کرے لیکن خود ایسی فاش اغلاط کے مرتکب ہوئے ہیں جن پر ایک طفل مکتب بھی ہنسے گا۔ جو شخص معمولی اردو عبارت لکھنے سے قاصر ہو وہ "سلطان القلم" کے اشعار پر کیا تنقید کر سکتا ہے۔ اس لئے ہم اسے نصیحت کرتے ہیں کہ ؎

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا ست
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا ست

ضرورت مبلغین

چند مولوی فاضل انگریزی سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے واقف مبلغین کی ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت معقول دی جائیگی اور سالانہ ترقی اور حسب قواعد رخصت و بونس کے حقوق حاصل ہونگے اس سے کم لیاقت کے آدمی درخواستیں نہ بھیجیں۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(بقیہ صفحہ اول)

اعلان اسلام نگر نیولیکا جوش اسلامی

جناب راسلر صاحب جو مسلمان تو ہیں لیکن کھلے طور پر اعلان اسلام ابھی نہیں کیا تحریر فرماتے ہیں کہ وہ خدا کے فضل سے اسلام کے لئے کوشش کر رہے ہیں انہوں نے ارادہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اسلام کی حقانیت پر چند لیکچر دیں خاکسار سے دعا کی استدعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کی اور جملہ جرمن مسلمانوں کی ان کے اس نیک مشن میں امداد فرمائے اور انہیں ثابت قدم رکھے۔ آمین۔

برلن مسجد میں درس قرآن

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ خاکسار نے برلن مسجد میں ہفتہ میں ایک بار درس قرآن دینا شروع کر دیا ہے ابھی شروع ہے۔ امید ہے آئندہ انشاء اللہ دو یا تین بار ہفتہ میں یہی درس ہونے لگے۔

ضروری اپیل

بالآخر میں ایک ضروری اپیل مسلمانان ہند کے نام عام طور پر اور زندہ دلان پنجاب سے خاص طور پر کرنا چاہتا ہوں۔ بارش کی شدت کی وجہ سے برلن مسجد کی چھت سے پانی ٹپکنے لگا ہے جس کی وجہ سے ایک تو چھت کو نقصان ہوا ہے اور دوسرے مسجد کے اندر کا تمام رنگ روغن خراب ہو گیا ہے۔ اس کے علاوہ مسجد کے باہر چاروں طرف مرمت کی سخت ضرورت ہے۔ نیز جب سے مسجد بنی ہے اس پر آج تک سفیدی نہیں کی گئی۔ مسجد کا گنبد سیسے کی پلیٹوں سے مڑھا گیا ہے جس پر سفید آئل کا رنگ تھا۔ لیکن اتنے سالوں کی مسلسل بارشوں، ہواؤں اور برفوں نے سارا سفید رنگ ضائع کر دیا۔ یہی نہیں۔ اس رنگ کے اڑ جانے سے اب سیسے کی پلیٹوں پر اثر ہونا شروع ہو چکا ہے۔ یعنے دھات کھائی جا رہی ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ اس کو دوبارہ رنگ دیا جائے اور اگر گنبد کو رنگا جائے تو باقی مسجد پر بھی سفیدی کرنا لازمی ہوگا۔ اس حالت کو دیکھتے ہوئے خاکسار نے مرمت کا کام شروع کرا دیا ہے۔ کیونکہ یہ نہایت ضروری ہے لیکن اس سب کام کے لئے دارالسلطنت جرمنی میں کافی روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے میں جملہ مسلمانوں سے درد دل سے اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اس بیت اللہ کی خبر لیجئے اور وہ عمارت جو کفرستان مغرب کے عین وسط میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ زبان حال سے لگا رہی ہے اس کو محفوظ رکھنا ہر اس شخص کا فرض ہے جسکے دل میں جوش ایمانی موجزن ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری یہ مختصر سی اپیل جو نہایت سادہ الفاظ میں لیکن درد دل سے کی گئی ہے ہر فرزند اسلام کے سینہ میں ایک ہیجان پیدا کر دے۔ اور وہ عملی رنگ میں اس کار خیر میں شرکت فرمائے۔ قوت عمل اور جوش ایمانی رکھنے والے حضرات براہ راست امام مسجد برلن ولمرسڈورف سے یا سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے خط و کتابت کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ والسلام

خاکسار

(میرزا عزیز الرحمن امام مسجد برلن)

مذہب کا واحد مقصد

روحانی و اخلاقی کمال کا حصول

حضرت مسیح موعودؑ کے نزول کی غرض و غایت

از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

ہر سچے مذہب کا تعلق روح سے ہے۔ یعنی یہ کہ روحانی جوہروں کو نشوونما دی جائے۔ فائدہ اس امر کا یہ ہے کہ اس ارتقاء کا مالک، تمام دوسری قسم کی قوتوں کا حاکم بن جایا کرتا ہے اس لئے کہ ازل سے یہی مقدر ہے کہ روح مادہ پر غالب و حاکم ہے اور روحانی خواص تمام قوتوں و طاقتوں پر حاوی ہوں جہاں مذہب اسلام نے باقی تمام امور کو جو مذہب سے تعلق رکھتے ہیں مکمل شکل میں ثابت کر دکھایا ہے وہاں مذہب کی اس صداقت کو بھی روز روشن کی طرح ٹپکا دیا ہے کہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ باقی تمام مذاہب یا تو یہ کہیں گے کہ روحانی امور کے غلبہ پر انسان ایمان لے آوے اور اگر اس غلبہ کو ثابت کرنا چاہیں گے تو بھی ایک ادھوری اور دھندلی سی صورت میں اسے پیش کریں گے۔ اسلام کا سورج جب حضرت رسالتمآب پر چمکتا ہے تو اس صداقت کو ایمانی رنگ سے امر واقعہ کی صورت پہنا دیتا ہے جس طرح قیامت کبریٰ کو پردہ اخفاء و دور تبز روحانی امور واقعہ کی صورت اختیار کرینگے اسی طرح سے حضرت رسالتمآب نے فتح مکہ کے وقت اس ایمانی کیفیت کو مبدل بحقیقت کر دیا۔

کامل اور حقیقی فتح

ایک امی بے کس و بے زور۔ تن تنہا انسان جس کے اپنے اور پرائے سب مخالف اور جانی دشمن ہیں جب روح کے جوہروں کو کامل ترقی دیتا ہے۔ استقامت۔ توکل۔ جد وجہد۔ رضا بقضاء۔ صبر رحم۔ ہمدردی بنی نوع۔ طہارت خلق۔ عفو۔ شجاعت۔ عزم استقلال وغیرہ ہم صفات طیبہ کو جب اپنی ذات میں کامل طور سے دکھاتا ہے تو اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ کامل فتح اور حقیقی غلبہ۔ دنیا کی ہر قسم کی طاقتیں آپ کے سامنے سرنگوں ہو جاتی اور قدموں میں آگرتی ہیں۔ دولت و ثروت۔ ملک و حکومت۔ علم سائنس ہر چیز دست بستہ حاضر ہو جاتی ہے۔ آپ صرف جسموں اور ملکوں کے فاتح ہی نہیں ہوتے بلکہ آپ کا تصرف انسانی قلوب پر چھا جاتا ہے اس غلبہ کا اصل راز انسانی قلوب پر فتح پانے میں مضمر ہے یہ تو وہ حقیقت ہے جو آنحضرت صلعم کے فاتح و غالب ہونے میں نہاں ہے۔

صحابہ کی فتوحات کا اصلی راز

اسی حقیقت کا نشوونما زیادہ وسیع پیمانہ پر آپ کے سچے خدام کے وقتوں میں ہوا۔ چنانچہ جو جو فتوحات کلی جیسی خلافت راشدہ کے زمانہ میں صحابہ کرام کو نصیب ہوئیں وہ اس لئے نہ تھیں کہ صحابہ کی قوم بڑی جسمانی قوتوں کی مالک بن گئی تھی بلکہ وہ اسی لئے میسر آئیں کہ خلفاء راشدین نے ان روحانی خواص کو انتہائی نقطہ پر کامل کر دکھایا تھا حضرت ابوبکرؓ کے وقت میں اسلام کی ڈوبتی ہوئی کشتی کیونکر سنبھل گئی کیا اس لئے کہ آپ بڑے دور اندیش وزیرک انسان تھے اور آپ نے اپنی دانش و عقل سے قوم کی رہنمائی کی۔ نہیں بلکہ اس لئے کہ آپ میں ایمان و استقامت کے روحانی جوہر ایسی کامل صورت میں چمک اٹھے تھے کہ ان کے آگے تمام مصائب و مشکلات کے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کے وقت میں یکدم چار عظیم الشان سلطنتوں کا تختہ مسلمانوں نے الٹ دیا تو اس کا سبب کیا یہ امور ہوئے تھے کہ مسلمان قوم کے پاس سامان حرب کے اعلےٰ ذرائع اور جنگجو و مدبر جرنیلوں کی کثرت ہو گئی تھی ہرگز نہیں بلکہ وہ تو حضرت عمرؓ کے قلبی خواص شجاعت و عزم اور اخلاص و سادگی کی صفات تھیں جن کے ترقی پذیر ہونے کے باعث مخالف حکومتوں کے ہجوم عساکر میدانوں سے بھاگ اٹھے۔ پھر وہ ایسی طاقتیں تھیں جنہوں نے مسلمان قوم میں خونخواری و سنگدلی کی صفات کو پیدا نہ ہونے دیا باوجودیکہ عرب جیسی جنگجو قوم اتنی قلیل مدت میں چار حکومتوں پر غلبہ پا گئی تھی وہ حضرت عثمانؓ کی صفت رحم عفو و حیا و درگذر کی عدیم النظیر مثال تھی مسلمان قوم کیوں دوسری تمام اقوام کے مقابل نہایت صاف گو اور صداقت پسند واقع ہوئی ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ سیاسی پیچیدگیوں کی انتہا میں حضرت علیؓ کی صفات سادگی و صاف گوئی و صداقت پسندی میں کوئی فرق نہ آنے پایا تھا غرضیکہ حضرت نبی کریمؐ نے روحانی و اخلاقی جوہروں کے خواص و غلبہ کو جس طرح ثابت کرکے دکھلایا ہے وہ کسی دوسرے نبی کو نصیب نہیں ہوا۔

دجال کا افترائے عظیم

مگر دجال کا افتراء بھی عجب قسم کا ہے وہ خود اپنی طاقت کا تمام تر انحصار مادیت کے سامانوں میں دیکھتا ہے لیکن الزام اس بات کا اسلام پر لگاتا ہے۔ دجال کے نزدیک حضرت نبی کریم صلعم نے جو سلطنت و حکومت حاصل کی اس کی وجہ یہ تھیں کہ آپ کا نصب العین مادی چیزوں کا حصول تھا اسی حکومت کو حاصل کرکے آپ نے مذہب کو بجبر لوگوں سے منوایا چنانچہ جس وقت تک سلطنت مسلمانوں کے ہاتھ میں رہی ان کا مذہب ترقی کرتا رہا اور جب حکومت جاتی رہی تو اسلام بھی دنیا میں مقبول نہ رہا۔ یہ وہ افتراء عظیم ہے جو دجال نے اسلام کی نسبت اختراع کیا اور اس مکر کو ایسی فریب دہی سے پھیلایا کہ غیر تو الگ رہے خود بھولے بھالے مسلمانوں نے بھی اسی افتراء کو تسلیم کر لیا یعنی علاوہ ازیں کہ اس بے بنیاد خیال کے منوانے کو خود قائل ہو چکے ہیں کہ آنحضرت اور صحابہ نے جو سلطنت و حکومت حاصل کی تو اس کا مطلب یہی تھا کہ جبر و زور سے نیکی کو قائم کریں پھر ایک قدم اور آگے نکل کر ان نادان دوستوں نے یہ سمجھ لیا کہ اسلام کی آئندہ ترقی بھی اسی مادی طاقت اور دنیاوی حکومت کو چاہتی ہے اور حضرت عیسیٰ و امام مہدی کا اس مذہب کی اشاعت سے مطلب یہ ہوگا کہ وہ ظاہری قوت اور مادی طاقت کے مالک ہو کر بجبر دنیا سے اس کو منوائیں گے۔

مذہب کی بقا اور نشر اشاعتی قوت پر ہے

افسوس ہے کہ ایسے مخالفین و موافقین مذہب کے بنیادی اصول کو ہی نظر انداز کر دیتے ہیں۔ مذہب کی بنیاد تو اس یقین پر ہے جو وہ انسان کے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے اور جس کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں سب سے زیادہ طاقت ور شے وہ چیز ہے جس کو انسان کے اخلاقی جوہر کہا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں مذہب کا نصب العین ہی یہ ہے کہ کسی طرح یہ یقین راسخ ہو جائے اور انسان اپنی روزمرہ زندگی میں اس پر عامل ہو جائے کہ دنیا کے تمام قسم کے سامانوں اور مادی طاقت کے ذریعوں کے اوپر ایک اور شے قوی تر ہے جس کا نام اعمال حسنہ یا صفات حمیدہ ہے اور جس کا منبع و مبداء انسانی قلب ہے۔ جب ایک انسان اس حقیقت کو پالیتا اور اس پر عامل ہو جاتا ہے تو اس کے نزدیک ہر طاقت و قوت ادنیٰ دکھائی دیتی ہے مقابلہ ان اعلیٰ جوہروں کے جو اس کی روح کا خاصہ ہیں تب یہ کہا جائیگا کہ ایسے شخص نے مذہب کے اصل مقصد کو پا لیا اور اسے وہ ایمان و یقین حاصل ہو گیا جس کا ودیعت کرنا مذہب کا منتہائے نظر ہے۔ اب جبکہ مذہب کا اپنا نصب العین اس قسم کا ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ مذہب اس نصب العین کو برقرار رکھتے ہوئے مادی طاقتوں کے واسطہ سے اپنا مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرے؟ قابل غور امر یہ ہے کہ جب مذہب کا منتہا ہی یہ ہے کہ انسان کے دل میں ہر مادی طاقت کے ہیچ و کمزور ہونے کا یقین پیدا ہو جائے تو وہ اس بات کو کیسے حاصل کر سکیگا اگر خود اس مادی طاقت کے سہارے سے اپنی بقاء و نشر کا راستہ ڈھونڈے۔

روحانیت کا غلبہ مادیت پر

مذہب کا خاصہ بجز اس امر کے اور کچھ نہیں کہ یہ یقین پیدا کر دیا جائے کہ مادی طاقتیں اخلاقی قوتوں کے تابع ہیں یعنی یہ کہ جب کوئی قوم اخلاقی قوتوں کی مالک بن جایا کرتی ہے تو لازماً مادی طاقتیں اس کی غلام بن جاتی ہیں لیکن ہر مذہب کی تاریخ ہمیں اس راہ میں کوئی تجربہ شدہ حقیقت پیش نہیں کرتی بلکہ عقیدہ کو ایمان کے رنگ میں منوانا چاہتی ہے بجز مذہب اسلام کے جس نے اس عقیدہ کو تجربہ کی راہ سے ثابت کرکے حقیقت کے مقام تک پہنچا دیا ہے۔ اسی بات کو نہ سمجھنے کے باعث تمام قسم کے مغالطے لگ رہے ہیں۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی قوم کو حقیقی معراج پر پہنچا دیا جس کا نتیجہ مذہب کے بنیادی اصول کے مطابق یہ ہونا چاہیئے تھا کہ تمام مادی طاقتیں ایسی قوم کے سامنے سرنگوں ہو جاتیں چنانچہ یہی بات واقعہ میں پیش آئی مگر دجال نے از راہ عداوت اور ملاں نے از راہ جہالت یہ کہہ دیا کہ آپ کا اصل مقصد مادی طاقتوں کا حاصل کرنا تھا اور ان کو حاصل کرکے آپ نے مذہب کو ترقی دی۔ اس جگہ یہ سوال بالطبع پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیوں آنحضرت نے حکومت و سلطنت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور جبکہ ظاہری قوت و عظمت بلاشبہ لوگوں کو مرعوب کرنے کا موجب ہو جاتی ہے تو پھر کیا اس سلطنت و حکومت کے مالک ہو کر آنحضرت صلعم نے اس ذریعہ سے دنیا کو اپنی طرف مائل نہیں کیا یا کم از کم دنیا خود بخود اس وجہ سے متاثر نہیں ہوئی؟۔

مذہب کی کامل صورت

فرض کیجئے کہ آنحضرت صلعم حکومت پر غلبہ نہ پاتے تو کیا اس صورت میں ان دو باتوں میں سے ایک بات لازم نہ آتی۔ یا تو ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑتا کہ آنحضرت اپنی قوم میں روحانی کمال پیدا کر نہیں سکے اور اس لئے مادی طاقتوں پر غلبہ نہیں پا سکے اور یا ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ روحانی کمال تو پیدا کر دکھایا لیکن مادی طاقتیں آپ کی مغلوب نہیں ہوئیں اس لئے کہ یہ اصول ہی غلط ہے کہ مادیت روحانیت

کے تابع ہے ورنہ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو پھر کیوں آپ کی قوم مادیت کو تابع نہ کر لیتی۔ آنحضرت صلعم کی تشریف آوری کا مقصد تو یہ تھا کہ مذہب کو اس کی کامل شکل میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا جاوے یہ مقصد کیسے حاصل ہو سکتا تھا جب تک آپ روحانی کمال کو ایک قوم میں پیدا کر کے اسے مادی طاقتوں پر حاکم نہ بنا دیتے۔ اگر آپ اخلاقی معراج پر تو قوم کو پہنچا دیتے مگر اسے مادیت پر فتح نہ دلا سکتے تو پھر تو مذہب کی بنیادیں ہی گر جاتیں کیونکہ روحانی کمال کے ساتھ مادیت پر غلبہ حاصل نہ ہوا تو پھر تو ثابت ہو گیا کہ مذہب کا یہ عقیدہ غلط ہے کہ روحانیت مادیت پر غالب ہے اور اگر آپ کی قوم سلطنت کو اس لئے حاصل نہ کر سکتی کہ اس نے روحانی کمال کو حاصل نہیں کیا تو پھر آپ مذہب کو کامل صورت میں پیش کرنے والے کس طرح قرار دیئے جا سکتے تھے۔ مذہب کی بنیادوں کو تجربہ کی راہ سے ثابت کر دکھلانے اور مذہب کی مکمل شکل پیش کرنے کا وہی شخص دعویٰ کر سکتا تھا جو انتہائی بے بسی و کمزوری کی حالت ..... سے اٹھ کر ایک قوم میں روحانی کمال پیدا کرتا اور پھر اس کمال کا نتیجہ یعنی مادیت کا مفتوح و مغلوب ہو جانا بھی ثابت کر دکھلاتا۔

تجربہ شدہ حقیقت

غرضیکہ اسلام کا دعوے مدلل و معقول ہونے کا تمغہ نہ جیت سکتا تھا جب تک وہ اپنے کامل پیرووں کو ان وعدوں کا مالک نہ بنا دیتا جو ہر مذہب اپنے مقتدیوں کو دیتا ہے ورنہ دوسری صورت میں تو مذہب ہی باطل ٹھیرتا ہے اور اگر مذہب کا مقصد انسان کو معزز اور غالب کرنا نہیں بلکہ اس کی پوری پوری پیروی سے بھی کوئی قوم مقہور و مغضوب ہی رہتی ہے تو پھر تو مذہب کی ضرورت ہی نہیں اور نہ مذہب کو دنیا میں قبول کرنے کا کوئی فائدہ ہے۔ ہر مذہب نے جس امر کا وعدہ کیا اور جس اصول کو عقیدہ کے رنگ میں انسان سے منوانا چاہا ہے اسلام نے اس بات کو تجربہ کی راہ سے ثابت کر کے دکھلا دیا اور عملی ثبوت بہم پہنچا دیا کہ واقعی روحانی کمال ایسی غالب و فاتح قوت ہے کہ اسکے مقابلہ پر ہر قسم کی طاقتیں ادنیٰ درجہ کی کمزور رہتی ہیں۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ آنحضرت اور آپ کی قوم کا روحانی قوت کی وجہ سے سلطنتوں کو حاصل کر لینا باعث رحمت و شکر ہے یا جائے نکتہ چینی و تعجب؟ یہ وہ راز ہے جو اس بات میں مخفی ہے کہ آنحضرت اور صحابہ کیوں حکومت و سلطنت کے مالک ہوئے۔ حضرت نبی کریم نے حکومت اس لئے حاصل نہیں کی کہ آپ اس کے خواہشمند تھے اور اس کے حصول پر اپنی کوششوں کو لگاتے تھے نہ ہی سلطنت اس لئے حاصل کی کہ آپ یہ چاہتے تھے کہ آپ کے مذہب کو اس سے تقویت پہنچے بلکہ حکومت و سلطنت آپ کے تابع و محکوم ہو کر اس لئے آپکی غلامی میں آئیں کہ آپ نے انتہائی مادی کمزوری کے باوجود اخلاقی کمال کو حاصل کر کے اسے اپنی قوم میں ودیعت کر دیا تھا۔ یہ وہ فتح ہے جو اور کسی مذہب کو نصیب نہیں ہوئی اور یہ وہ بین دلیل مذہب کی صداقت پر ہے جو کوئی اور مذہب دنیا کے سامنے پیش کرنے سے عاجز ہے اب اس تجربہ شدہ حقیقت کے سامنے بڑے سے بڑے مادہ پرست کا منہ بند ہو جاتا ہے اور ایک معقول پسند انسان بجز اس کے اور کوئی راہ نہیں دیکھتا کہ وہ تسلیم کرے کہ روح مادہ پر غالب ہے۔

آنحضرت صلعم کی جنگوں کی علت غائی

[illegible]

مسلمان قوم کو یہی ایک سبق سکھلایا گیا ہے کہ جب تم میں اخلاقی کمزوری نہ ہوگی تو تمہارے مقابل بڑی سی بڑی مادی طاقت مغلوب ہوگی مگر جب تم میں اخلاقی کمزوری آجائے گی تو باوجود مادی طاقتوں کی مدد کے تم فتح حاصل نہ کر سکو گے۔ جنگ بدر میں کس طرح تین سو بے سروسامان نہتے و بے وطن غریب ایک ہزار آزمودہ کار سامان حرب سے آراستہ جنگجوؤں پر فتح پاتے ہیں یہ ابتدائی تاریخ اسلام کا ایک ورق ہے **جنگ اُحد** مسلمانوں کے سامنے ایک اور سبق پیش کرتی ہے اس میں مسلمان فتح پاتے پاتے رہ گئے محض اس لئے کہ قوم کے ایک حصہ کی نظر مال غنیمت پر جا پڑتی ہے اور حالانکہ مال غنیمت جائز حق ہے مگر خدا تعالیٰ کو منظور نہیں کہ صحابہ اس ادنیٰ کمزوری میں ملوث ہوں لہٰذا انکی تنبیہ کے لئے خود آنحضرت اور صحابہ کو بھاری نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ جنگ احزاب میں دس ہزار دشمن کا جرار لشکر بغیر مسلمانوں کی مدافعت کے قدرت غیبی کے سامانوں سے نامراد واپس ہوتا ہے اس لئے کہ اس وقت مسلمان قوم کی حالت ایمان کی یہ تھی لما راء المومنون الاحزاب قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ لشکروں میں گھر جانے کے باعث ایمان میں کمی نہیں ہوتی بلکہ یہی بات موجب ازدیاد ایمان ہوتی صبر و برداشت کا وہ نمونہ مومنین نے دکھایا کہ اس کے سامنے مادی طاقتوں کو بھاگنے کے سوا چارہ ہی نہ پڑا۔ جنگ حنین میں بھی مسلمان قوم کے بعض افراد کے اندر تکبر و غرور کی ادا پیدا ہو گئی تھی ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم خدا تعالےٰ نے اسی کمزوری کو رفع کرنے کے لئے تکلیف کا سامان کرا دیا۔ غرضیکہ ابتدا سے ہی مسلمان قوم کی گھٹی میں یہ سبق اسے دیا گیا تھا کہ اس کا تمام غلبہ اخلاقی جوہروں کے غلبہ کا نام ہے اور اس کی شکست کا مطلب اخلاقی شعبوں میں کمزوری کا دوسرا نام ہے۔

ایک شبہ اور اس کا کامل دفعیہ

باوجود ان حقائق کے ایک وغدغہ ضرور رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ اگرچہ بے شک سلطنت و حکومت آنحضرت کو آپ کے روحانی کمال کے باعث ہی ملی ہوں تب بھی اس سے گریز نہیں کہ فتح و غلبہ اور حکومت کا رعب و داب بہت سے کمزور لوگوں کو حکومت کا مذہب قبول کرنے کا محرک ہو جایا کرتا ہے لہٰذا اگر مذہب اسلام حکومت حاصل کئے بغیر تمام ممالک میں پھیل جاتا تو یہ اور بات تھی اور حکومت و سلطنت کے ہوتے ہوئے اس مذہب کا شائع ہو جانا دیگر امر ہے۔ پس یہ یقین کیونکر آوے کہ اس مذہب میں ایسی زبردست کشش اور حسن دلربائی بھی موجود ہے جو بغیر کسی ظاہری شان و شوکت کے یہ باطنی فتوحات حاصل کر سکتا ہے یہ وہ شبہ ہے جس کا ازالہ اس زمانہ میں مقدر ہے کیونکہ موجودہ حالت مسلمان قوم کی دیگر اقوام کے مقابلہ میں اس قسم کی ہے کہ اگر ایسے وقتوں میں یہ مذہب اپنے فوائد و دلائل کے باعث دنیا کو اپنی صداقت کا قائل کر لے تو اس شبہ کا دفعیہ کامل طور پر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ حقیقت تو یہی ہے کہ آنحضرت اور صحابہ کرام کے وقتوں میں جو ترقی اسلام کی ہوئی وہ خالصتاً اسلام کی اخلاقی قوت اور علمی معجزہ نمائی کی وجہ سے ہوئی چنانچہ حکومت کا مل جانا اور مادیت پر فتح پانا بھی اسی اخلاقی قوت کے کمال کا ایک کرشمہ تھا مگر وہ شک اور شبہ جو ایک غیر مسلم کے دل میں گھر کر گیا ہے کہ حکومت و سلطنت اسلام کی ترقی کا باعث بنے ہوئے ہیں اس کا تمام کمال مدلل و معقول طور پر قلع قمع نہیں ہو سکتا تھا جب تک ان کے سامنے واقعات کے رنگ میں یک ایسا زمانہ اسلام پر

نہ آجاتا۔ جب اسلام کی مادی طاقت و قوت بازو انتہائی درجہ ناتوان و ضعیف ہوتی اور پھر وہ محض اپنی اخلاقی قوت اور علمی معجزنمائی کی وجہ سے دنیا کے قلوب کو فتح کرنے والا ثابت ہوتا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی خصوصیت

حضرت مسیح موعودؑ کے نزول کے اندر یہی ایک راز ہے جس کو نہ سمجھنے سے مخالف بلکہ موافق نے بھی آپکے مقاصد کی کما حقہ' تہ نہیں پائی۔ اس وقت جبکہ اسلام حکومت و سلطنت کے لحاظ سے حد درجہ تنزل پر ہے اگر ایسے وقتوں میں اسلام کی کتاب قرآن شریف اور آنحضرت کی عملی تفسیر یعنی آپ کی زندگی عالم کی بڑے سے بڑے مادہ پرست اقوام کو محض اپنی اخلاقی قوت اور علمی معجزنمائی کے زور سے مفتوح و مغلوب کر لیں اور میدان علم سائنس اگر اسی وجہ سے آپ کے قدموں میں آگریں تو بتلاؤ کہ پھر اس شبہ کا ازالہ کامل و مکمل طور پر ہو جاتے گا یا نہ جو اس وجہ سے پیدا ہوا تھا کہ آنحضرت و صحابہ کی روحانی قوت کے آگے مادیت سربسجود ہو گئی؟ پس اگر یہ صحیح اور حق ہے کہ ازالہ اس قسم کے شبہ کا قطعی اور کامل طور سے صرف ایسے ہی طریق سے ممکن ہے کہ اسلام کمال ضعف مادیت کے وقتوں میں کامل غلبہ روحانیت دکھلاوے تو پھر بتلانا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کیوں مورد الزام ٹھیرتے ہیں جب وہ یہ کہتے ہیں کہ دجال کا قتل اسی بات میں ہے کہ اسلام کے روشن چہرہ پر مادیت اور تلوار کا جو الزام ہے اس کا کامل دفعیہ ہو اور یہ اسی طریق سے اس زمانہ میں مقدر ہے کہ اسلام کمال ضعف مادیت کے باوجود اپنی کمال اخلاقی چمک دکھائے۔ پھر کس لئے قلوب میں ہر وقت یہ اعتراض کھٹکتا ہے کہ دیکھو حضرت مسیح موعودؑ کس طرح صادق ہو سکتے ہیں جبکہ دن بدن آپ کے آنے کے بعد اسلام کی سلطنت و حکومت اور شان و شوکت کم ہوتی جا رہی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں بھی غلبہ اسلام اسی راہ سے مقدر ہے کہ مسلمان سلطنت و حکومت حاصل کرینگے تو پھر تو دجال کے افتراء عظیم کا کامل دفعیہ نہ ہوا بلکہ اس کا شبہ تو اور زیادہ قوی و مضبوط ہو گیا حالانکہ مسیح موعود کا مقصد تو دجالیت کا پاش پاش کرنا ہے۔ بڑے ہی افسوس اور دکھ کا مقام ہے جب یہ نظر آتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزول کا مقصد تو اسلام کے اخلاقی کمال کو ظاہر کرنا ہے مگر آپ کے اس نصب العین کو نہ تو آپ کے مخالف علما سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی بہت سے آپ کو ظاہر طور پر ماننے والے ہی اس بلند مقام کو شناخت کر سکے ہیں چند اور ناسمجھی کا بھی اس دنیا میں ستیاناس ہو ایک شخص اسی غرض کے لئے آتا ہے کہ اس اعتراض کو جو اسلام پر کیا جاتا ہے یعنی یہ کہ مذہب اسلام بذریعہ مادی طاقت کے پھیلا اس کو کامل طور پر رفع کرے اور یہ بات ہو نہیں سکتی جب تک اسلام کے کامل مادی عجز کے وقتوں میں یہ مذہب اپنا کامل روحانی غلبہ نہ دکھلاتے مگر اس آنے والے پر وہی اعتراض ہے کہ کیوں اس نے مسلمانوں کی سلطنت و حکومت نہیں بڑھائی۔ کیوں مسلمانوں کی مادی طاقت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ ارے نادانو اسی شبہ کا ازالہ مسیح موعود نے کرنا ہے۔ کہ اسلام مادیت کے بھروسہ پر پھیلا اور تم ہی مادیت کی ترقی اس کے ہاتھوں سے چاہتے ہو تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا اور تمہاری فراست کیا ہوئی!!

حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی واحد دلیل

ہم یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کو اگر سلطنت و حکومت حاصل

ہو جاتے اور اسی سلطنت و حکومت کی وجہ سے اگر اسلام عالم میں پھیل جائے تو یہ امر نہ صرف اس اعتراض کو جو دجال اسلام پر کرتا ہے محکم اور معقول کر دے گا بلکہ اگر مسیح موعودؑ کے وقت غلبہ اسلام اس کی ظاہری طاقت کے بڑھنے پر موقوف ہے تو پھر مسیح موعودؑ کے بطلان پر اس سے بڑھ کر کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح ناصری یہودیوں میں اسی غرض کیلئے آئے تھے کہ قوم یہود کو ظاہر پرستی سے ہٹا کر روحانیت کی طرف لائیں یہودی قوم نے جو اپنی اصل طاقت کا راز مادی طاقت کو سمجھ رکھا ہے ان کا یہ خیال غلط ثابت کر کے ان پر ثابت کریں کہ کسی قوم کی حقیقی قوت اس کی اخلاقی طاقت پر منحصر ہے نہ اس کی مادی قوت پر مگر افسوس یہودی قوم اسقدر ظاہر پرست واقع ہوئی تھی کہ وہ اس راز کو نہ سمجھ سکی۔ اب اس کے مطابق مثیل مسیح کا کام بھی یہی ہونا چاہیئے تھا کہ وہ مسلمانوں کو مادیت کے نقطۂ نگاہ سے ہٹا کر روحانیت کی طرف توجہ دلائیں پھر یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ کوئی شخص مثیل مسیح بنے مگر کام وہ کرے جو مسیح کی ضد ہے یعنی مادیت کے پیچھے پڑ کر قوم کو سلطنت و حکومت دلائے۔ حضرت مسیح موعود کی صداقت اسباب پر منحصر نہیں کہ آپ کے آنے سے اسلام کی ظاہری قوت کس قدر بڑھتی ہے بلکہ آپ کی صداقت پر یہی ایک دلیل بطور نیر اعظم کے چمک دکھلا رہی ہے کہ باوجود عجز مادیت کے اسلام اخلاقی اور روحانی طور پر قلوب کو فتح کرتا ہے پس اے آزمانے والو! آؤ اور اس معیار صداقت پر جو مسیح موعود کے نام سے ہی ظاہر ہے آپ کو پرکھو کہ کیا آپ کے آنے کے بعد اور آپ کے تیار کردہ راستہ سے ہی مادیت کا بودہ جال پھٹنا شروع نہیں ہوا اور کیا اسلام اپنی اخلاقی طاقت اور علمی معجز نمائی سے قلوب کو مسخر کرتا ہوا دکھلائی نہیں دیتا۔

مسلمانوں کی زندگی کا راز

شیدایان سلطنت و حکومت یہ کہتے ہیں کہ کیا حکومت خدا تعالےٰ کی ایک نعمت نہیں جبکہ اس کو نبوت کے ساتھ ساتھ بیان کیا گیا ہے وجعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا پھر کہتے ہیں کہ کیا محکومیت ذلت و ادبار کا انتہائی درجہ نہیں کیس طرح ہو سکتا ہے کہ مسلمان انتہائی درجہ ذلیل و مقہور رہیں اور اسلام ترقی کر جائے اور یہ کیونکر باور کریں کہ ایک مجدد اسلام کا خیر خواہ ہے مگر مسلمانوں کو حکومت دلانا پسند نہیں کرتا اور نہیں چاہتا کہ مسلمان قوم ادبار سے نکل کر دنیا میں معزز بن جائے؟ کیا مسلمان ذلت کی نشانی ہیں کیا مومن سب سے معزز نہیں ہوا کرتا؟

حکومت اخلاق کا نتیجہ ہے

ان تمام شبہات کی وجہ صرف ایک غلط فہمی ہے یعنی مقدم کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم کرنا اور صرف اسی نکتہ کے حل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود نازل ہوئے مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ پہلے وہ معزز و حاکم بن جائیں اور پھر کچھ کریں حالانکہ اخلاقی قوت کسی قوم میں پہلے آیا کرتی ہے اور پھر وہ معزز بنتی ہے اخلاق کا نتیجہ حکومت ہے نہ حکومت کا باعث اخلاق ہر ایک قوم کی تاریخ یہی بتلاتی ہے کہ پہلے کسی قوم میں بحیثیت مجموعی اخلاقی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس کے بعد اس قوم کو بباعث ان اخلاق کے حکومت دی جاتی ہے اور پھر حکومت کی وجہ سے اسی قوم میں عیاشی آکر انکی تباہی ہوتی ہے گویا کہ حکومت کا نتیجہ اخلاق نہیں بلکہ عام طور پر عیاشی اور ظلم یعنی اخلاق کی تباہی ہے پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ مسلمان اپنے اخلاق و عادات تو ٹھیک نہ کریں اور انہیں حکومت مل جائے اول تو یہی ہونا خلاف سنت اللہ ہے پھر اگر فرض کرو کہ اس بداخلاقی کی حالت میں انہیں حکومت حاصل بھی ہو جائے تو کیا حکومت ملجانے پر مسلمانوں کے اخلاق سنور جائیں گے یا اور بھی بگڑیں گے جیسا کہ قوموں کی تاریخ ہمیشہ یہ ظاہر کرتی ہے۔ حکومت حاکم قوم میں نیکی کرنے کا موجب نہیں ہوا کرتی بلکہ کسی قوم میں نیکی کی وجہ سے حکومت آیا کرتی ہے افسوس اس ادنیٰ نکتہ کو مسلمان نہیں سمجھ سکتے جو بار بار قرآن مجید میں مذکور ہے اور جو مذہب کی غرض و غایت ہے پھر ہر قوم کی تاریخ اس پر شاہد ہے مسلمانوں کو ایک ہی بات یاد ہے کہ آنحضرت نے حکومت لیتا دنیا میں نیکی قائم کریں میں کہتا ہوں اگر یہ صحیح ہے تو پھر دجال کا اعتراض تو صحیح ہے کہ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں قرآن - غرضیکہ اس زمانہ کا مسلمان نہایت ہی ظاہر پرست اور پرلے درجے کا کند ذہن بجذباتی انسان واقع ہوا ہے کہ وہ مذہب کے مطالعہ قرآن کے پڑھنے سے اور آنحضرت وصحابہ کے واقعات زندگی کو سامنے رکھ کر پھر عام تاریخ عالم اور قوموں کے عروج و زوال کے اسباب مطالعہ کرنے سے اتنا بھی نہیں سمجھ سکتا کہ مقدم اخلاقی قوت کا پیدا کرنا ہے پھر مادیت اس کے پیچھے پیچھے آیا کرتی ہے اسی بات کو بتلانے کے لئے حضرت مسیح موعود مبعوث ہوئے مگر افسوس کہ اس قوم نے عملاً تو کیا درست ہونا تھا ان کو یہ سمجھ بھی نہ آیا کہ ہماری زندگی حکومت میں ہے یا اخلاق میں اور یہ کہ اچھے حکومتیں آیا کرتی ہیں یا اخلاق و عادات بدلا کرتے ہیں ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

قوم کی موجودہ حالت اور مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعود تو یہ نہیں چاہتے کہ مسلمان اس ذلت و ادبار کی حالت میں ہیں نہ وہ یہ کہتے ہیں حکومت و سلطنت اعلیٰ و ارفع شئے نہیں وہ تو صرف یہ کہتے ہیں کہ حکومت تب آتی ہے جب پہلے کسی قوم میں حکومت کی صفات پیدا ہوتی ہیں اور کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو حکومت نہیں مل سکتی جب تک وہ اعلیٰ صفات کے مالک نہیں بنتے ہاں بطور امر واقعہ کے ایک قوم کی حالت انہوں نے بتلا دی ہے کہ نہ اس قوم کے اخلاق سنورتے ہیں اور نہ ہی اسے حکومت ملیگی ہاں وہ اسلام کی کامیابی سے مایوس نہیں خدا تعالےٰ نے اس پر یہ غیب ظاہر کیا ہے کہ اگر موجودہ مسلمان اٹھنے کے قابل نہیں ہے تو نہ سہی خدا تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ اور لوگ اس کے اہل ہو جائیں اور وہ بوجہ اپنی تبدیلی پاک کے اسلام کی شان قائم کرنے والے ہوں وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم کیا خدا نے کسی قوم کا ٹھیکہ لے رکھا ہے کہ وہی اس کے فضلوں کی وارث رہا کرے چاہے وہ اپنی عادت و خصائل کو نہ سنوارے پہلے یہود قوم کو بھی بعینہٖ یہی غلطی لگی تھی کہ نحن ابناء اللہ واحباءہ کا ورد زبان پر تھا اب موجودہ مسلمان یہ خیال جما بیٹھے ہیں کہ اسلام ہمارے ہی گھر کی جائداد ہے اگر ہم نہ سدھریں اور ہم معزز و حاکم نہ ہوں تو پھر اسلام بھی معزز و منصور نہیں ہو سکتا حالانکہ کیا خدا تعالیٰ کو کسی قوم کی کیا پرواہ ہے ان اللہ لغنی عن العلمین وہ قوم جو سنگدلی میں حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ وہ قوم جو ظاہر پرستی پر مفتون و شیدا اور روحانیت و حقیقت سے بکلی معرا ہو جاتی ہے وہ قوم جو اپنے اخلاق و عادات کو بدلنا نہیں چاہتی باوجودیکہ چاروں طرف سے اس پر مصائب و ادبار کی گھٹائیں چھا رہی ہوں وہ قوم جس کے افراد بنی نوع انسان کو چھوڑ صرف اپنی قوم کا بھی درد نہیں رکھتے اور ادنیٰ ادنیٰ نفسانی خواہشات پر مفاد قومی کو بیچتے ہیں وہ قوم جو ایک سچے مصلح اور آسمانی موعود کا انکار اور اس پر اصرار کرنے پر تلی ہوئی ہے کیا خدا تعالےٰ کو ایسی قوم کی پرواہ ہے؟ لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب من یعمل سوءً یجز بہ ولا یجد من دون اللہ ولیا ولا نصیرا اے مسلمانو تمہاری خواہشات اور توقعات تو کچھ حیثیت نہیں رکھتیں اگر تمہاری قوم بحیثیت مجموعی اخلاق سے معرا ہے اور تبدیلی پر تیار نہیں تو پھر نتیجہ تو کھلا اور واضح ہے خواہ وہ کیسا ہی خلاف توقع اور خلاف امید ہو خدا تعالیٰ کا یہی قانون ہے اور تم اس سے مستثنےٰ نہیں ہو

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— مولانا محمد عصمت اللہ صاحب شملہ سے واپس آگئے ہیں وہاں مولانا کے چار لیکچر اسلام اور احمدیت پر ہوئے اور مولانا عمر الدین کے دو جن کو عام طور پر بہت پسند کیا گیا مفصل رپورٹ آئندہ۔

— میاں عبدالشکور صاحب افضل بخش مطلع فرماتے ہیں کہ جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جھنگ کی میونسپل کمیٹی کے صدر منتخب ہوئے ہیں (پیغام صلح کی طرف سے مبارکباد قبول ہو)

— ہمارے ایک مخلص بزرگ شیخ محمد حسین صاحب منیجر کارخانہ شیخ صاحبان لائیبور واقعہ لاہور کچھ دن سے بعارضہ بخار بیمار ہیں احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— حکیم مرزا خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفےٰ ابھی ابھی تک آنکھ کی تکلیف میں مبتلا ہیں ان کے لئے دعا کی اشد ضرورت ہے

— مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی آج کل ہر جمعہ میں اپنے علمی خطبوں سے احباب لاہور کو بے حد مستفید کر رہے ہیں لیکن اختلاج قلب کی بیماری کی وجہ سے خطبہ کے معاً بعد انہیں بے حد کمزوری محسوس ہونے لگتی ہے ان کی صحت کے لئے احباب کی شبانہ روز دعاؤں کی اشد ضرورت ہے ایسے مفید انسان روز روز پیدا نہیں ہوتے

ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب کی جرمنی کو روانگی

سٹیشن پر احباب کی طرف سے مشایعت اور الوداع

لاہور ۳ ستمبر۔ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مبلغ جرمنی آج معہ اپنی اہلیہ محترمہ بعزم برلن وزیر آباد سے فرنٹیئر میل میں سوار ہو کر شام کے سوا آٹھ بجے لاہور سے گزرے سٹیشن پر احباب لاہور کا ایک کثیر مجمع آپ کی مشایعت اور الوداع کہنے کے لئے موجود تھا۔ پروفیسر ممدوح نے تمام احباب سے یکے بعد دیگرے مصافحہ اور معانقہ کیا۔ ان کے گلے میں کثرت سے پھولوں کے ہار ڈالے گئے اور اس مجاہد فی سبیل اللہ اور ان کی اہلیہ محترمہ کے لئے جو وہ بھی اس سفر میں ان کی ہمرکاب ہیں سب احباب نے مل کر دعائیں کیں اور نعرہ تکبیر کے ساتھ انہیں رخصت کیا گیا۔

بسفر رفتنت مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی!

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچائے۔ بیش از بیش کامیابیاں عطا فرمائے۔ اور پھر وطن مالوف کو واپس لائے۔ (آمین)

خبریں

—— شملہ۔ یکم ستمبر گذشتہ شب شہرالور میں کنواں کوجن کی تقریب کی ادائیگی کے وقت ایک اندوہناک حادثہ رونما ہوا وہ یہ کہ جس برآمدے میں یہ پوجا پاٹ ہو رہی تھی وہ آگرا جس سے سولہ اشخاص ہلاک ہو گئے اور بہت سے شدید طور پر مجروح ہو گئے۔

—— کولمبو۔ ۳۰ راگست مول کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ وہ ملزم جس کی بیوی نے بیان کیا ہے کہ اس نے اسے مجبور کیا تھا کہ اپنا خون نکال کر اسے پلائے۔ آج کیانگ پولیس کورٹ میں پیش ہوا۔ اپنے خلاف الزامات کا جواب دیتے ہوئے ملزم نے کہا کہ اس کی بیوی نے اس کی تجویز پر لیکن اپنی رضامندی سے اسے اپنا خون دیا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی غیر حاضری میں اپنے گناہ کا کفارہ ادا کرنا چاہتی تھی۔ اس کی بیوی نے کہا تھا کہ وہ اس کے جسم سے خون نکال لے لیکن اس نے جواب دیا کہ تم خود اپنے ہاتھ سے نکال کر دو اور جو کچھ کیا ہے خود اس کی سزا بھگتو" ملزم نے کہا کہ اس نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ یا بینہ کو اس کے پاس لائے یا اپنے جسم خون نکال کر اسے پینے کے لئے دے لیکن وہ اس شخص کو لانے میں کامیاب نہ ہوئی اور خون دے دیا۔

—— بمبئی۔ یکم ستمبر مسٹر سی۔ ایم۔ ادھیکاری ملزم سابق مقدمہ سازش میرٹھ اور چار دوسرے مزدور رہنماؤں کو ایک احتجاجی جلسہ منعقدہ لال باغ کے سلسلے میں گرفتار کیا گیا اور غلط رویہ کے الزام میں مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ جلسہ ایک مقامی کارخانہ میں سکس لوم سسٹم کے اجراء کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے منعقد ہوا تھا۔ کارخانہ کے چھ سو مزدوروں نے کام چھوڑ دیا ہے جس میں مزدوروں کی مخالف جماعت نے اگر گڑبڑ مچا دی جس سے پولیس کو مداخلت اور گرفتاریاں کرنا پڑیں۔

—— روما۔ ۳۱ راگست فرانس اور بلجیم کی حفاظتی تیاریوں نے یورپ کو ایک مسلح کیمپ میں تبدیل کر دیا ہے۔ اب اس ضمن میں ایک مزید اقدام ہوا ہے یعنی وائنا سے پرنس وان سٹار ہمبرگ اور ہر ریشل کو ڈاکٹر ڈالفس آسٹریا کے وزیر اعظم نے روما بھیجا ہے پرنس کی آمد یہاں آسٹرین فوج کی جدید تنظیم کے علاوہ حکومت آسٹریا معاہدہ کے مطابق اپنی فوج کی تعداد ۳۰ ہزار پوری کرنی چاہتی ہے۔

—— ہاپڑ۔ ۳۱ راگست۔ پولیس نے نقص امن کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے گڑھ مکتیسر کے ۱۱ ہندوؤں کو زیر دفعہ ۱۰۷ تعزیرات ہند گرفتار کر لیا گیا ہے ہندو سبھا میرٹھ نے ان گرفتار شدگان کی صفائی کے لئے ایک ڈیفنس کمیٹی مقرر کر دی ہے جس میں بہت سے با رسوخ وکلا بھی شامل ہیں۔ ملزمان ضمانت پر رہا ہیں اور ان کا مقدمہ ہاپڑ کے سب ڈویژنل مجسٹریٹ ڈبلیو ریڈ مس کی عدالت میں پیش ہوگا۔

—— کلکتہ۔ ۳۱ راگست۔ آج بنگال کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے سر ولیم پرنٹس ہوم ممبر نے بیان کیا کہ چٹاگانگ کا ضلع اور میونسپل حدود کے بعض دیہات پر انقلابی تحریک کے سلسلہ میں ۲۰۰ ۸۵ روپے جرمانہ کیا گیا ہے نیز آپ نے کہا کہ اس جرمانہ کو وصول کر کے عام ریونیو ممبر میں داخل کیا جا رہا ہے۔

—— مدراس۔ یکم ستمبر بنگلور کا ایک پیغام مظہر ہے کہ پولیس کی اطلاعات کے بموجب چہارشنبہ کے روز مقام پنج پالی ڈسٹرکٹ کولار کے قریب ایک ہوائی جہاز کسی درخت یا بلند چیز سے ٹکرا کر نیچے آگرا اور تالاب میں ڈوب گیا۔ ہنوز اس امر کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا کہ یہ کس کا ہوائی جہاز تھا اور اس میں کون لوگ تھے مدراس کے فلائنگ کلب کو اس حادثہ کے متعلق کوئی اطلاع نہیں تاہم قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ طیارہ حیدرآباد سے آیا ہوگا جہاں پر حال ہی میں ہوابازی کلب قائم ہوا ہے۔ (و پ)

—— لاہور۔ ۳۱ راگست۔ زبردست بارشوں کی وجہ سے دریائے راوی میں پھر طغیانی آ رہی ہے جس سے دریا کے کنارے نیچی سطح والے دیہات کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔ لاہور تحصیل کے بہت سے دیہات کو انتباہی نوٹس دے دیئے گئے ہیں سانداہ گاؤں کے مکانات سخت خطرے میں ہیں۔ شیخوپورہ کا ایک تار مظہر ہے کہ موضع چوکھیری جس کی آبادی تقریباً ۲۰۰ نفوس پر مشتمل ہے شدید بارش کی وجہ سے زیر آب ہو گیا ہے۔ ہسپتال اور ڈاک بنگلہ میں ۵-۵ فٹ پانی آ گیا ہے جس سے فصلوں اور مکانات کو زبردست نقصان پہنچا ہے یہ گاؤں منڈی سے قریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چند ایک اعلیٰ افسر اور پولیس کی ایک پارٹی بروقت موقع پر پہنچ گئی اور گاؤں کو خالی کرا دیا پولیس نے پانی کا رخ بدلنے کی بڑی کوشش کی لیکن پانی کے زور کی وجہ سے وہ کامیاب نہ ہو سکی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دوسرا گاؤں خانقاہ ڈوگراں بھی فوری خطرہ میں ہے۔ شیخوپورہ سے سرگودھا جانے والی سڑک پر بھی ۷ میل تک پانی پھر رہا ہے اور لاریوں کی آمد و رفت بند ہے۔

—— کلکتہ۔ ۳۱ راگست۔ آج سہ پہر کو پولیس نے شہر کے ایک ہندوستانی محلے پر چھاپہ کے بعد تھانہ سے چند قدم کے فاصلہ پر ایک مقام سے ایک بہت بڑا ٹرنک جو ڈائنامیٹ سے بھرا ہوا تھا برآمد کیا۔ ایک بنگالی نوجوان کو حراست میں لے لیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ڈائنامیٹ اسی قسم کا ہے جیسا چند ماہ قبل اسکول کی ایک استانی مایا دیوی نامی کی گرفتاری پر برآمد ہوا تھا۔

یقین کیا جاتا ہے کہ گذشتہ چند سال کے دوران میں ڈائنامیٹ کی اتنی بڑی تعداد کہیں برآمد نہیں ہوئی۔ نیز کہا جاتا ہے کہ ٹرنک کے ساتھ ایک کنستر بھی برآمد ہوا ہے جس میں ایک زہریلا بم موجود تھا کہا جاتا ہے کہ یہ بم ان بموں سے مختلف ہے جو وقتاً فوقتاً برآمد ہوتے رہتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۷)

مداخلت ہی سے اُلٹ گئے۔ اور آیت کی شکل یوں بن جائے گی ولوان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکٰت من السماء والارض ولٰکن فتحنا برکٰت من السماء والارض علی الذین کذبوا۔ ترجمہ یہ ہوا کہ اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں نازل کرتے لیکن ہم نے آسمان اور زمین کی برکتیں ان پر نازل کیں جنہوں نے جھٹلایا"

قرآن کے ساتھ مذاق

اب فرمایئے یہ قرآن کے ساتھ مذاق کرنا ہے یا نہیں اور اس کی توہین اور تضحیک کرنے کے مترادف ہے یا نہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کو اس آیت سے یہی منشا ظاہر کرنا منظور تھا جو مولوی صاحب کے قاعدہ سے نکلتا ہے۔ اور اگر نہیں تو محض مسیح کو زندہ آسمان پر بٹھانے کے لئے ان لوگوں کو قرآن میں تحریف کرتے ہوئے کیوں خدا سے ڈر نہیں آتا۔ یہ مرکر خدا کو کیا جواب دیں گے۔ شاید حضرت عیسیٰ مسیح سے شفاعت کرائیں گے کہ حضرت ہم نے آپ کی خدائی کے قائم رکھنے کے لئے بڑا زور مارا تھا اب اس وقت ذرا سفارش کر کے جان چھڑایئے۔ ما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبہ لھم میں لٰکن کے بعد شبہ کا فعل مصرح موجود ہے۔ پھر ماقبل فعل کو زبردستی گھسیٹ کر اور سارے فقرہ کو مفعول بنا کر معنے کرنا اور اس طرح خدا کی منشا کو بدلنا کیا ایک متقی مسلمان کا کام ہو سکتا ہے پس یہ بالکل غلط ہے اور قرآن کی تحریف ہے جو مولوی ابراہیم سیالکوٹی صاحب کر رہے ہیں لٰکن شبہ کے صریح معنے ہیں کہ مسیح کو تشبیہ دی گئی مصلوب و مقتول سے پس جب قرآن کی صریح آیت ہمارے پاس موجود ہے کہ مسیح مشبہ تھا نہ کہ مشبہ بہ۔ اور کوئی دوسرا شخص آپ کے لئے تشبیہ نہیں دیا گیا۔ تو کوئی انجیل ہو یا تفسیر ہو قرآن کی صریح آیت کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں ہو سکتی۔

پادری سیل اور واقعہ صلیب مسیح

دراصل کسی دوسرے آدمی کا مسیح کی شکل بننا بعض عیسائی فرقوں کا خیال تھا جسے ہمارے بھولے بھالے مفسرین نے اپنی تفسیروں میں ناحق داخل کر لیا۔ چنانچہ پادری سیل نے اپنے انگریزی ترجمۃ القرآن میں اس کو تفصیل سے لکھا ہے اور جسے ہمارے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے اپنے زعم میں اپنی تائید میں نقل کیا ہے۔ لیکن دراصل انہوں نے ان حوالوں سے اپنی جڑیں خود کاٹی ہیں۔ وجہ یہ کہ ان حوالوں نے اس راز کو طشت ازبام کر دیا کہ یہ غلط خیالات کہاں سے ہمارے مفسرین نے لئے ہیں۔ مولوی صاحب سیل کا حوالہ اس طرح دیتے ہیں:۔

عیسائیوں کے بہت سے فرقوں کا یہی اعتقاد تھا۔ چنانچہ فرقہ بیسی لیڈین جو عیسائیت کے نہایت شروع میں تھا مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے سے انکار کرتا تھا اور ان کا اعتقاد یہ تھا کہ سائمن آپ کی جگہ صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔ اسی طرح فرقہ سیرنتھن جو ان سے بھی پیشتر تھا اور کارپوکریشن جو مسیح علیہ السلام کو صرف انسان ہی مانتے تھے ان کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے بلکہ آپ کے حواریوں میں سے ایک شخص جو آپ کا ہمشکل تھا صلیب دیا گیا" وغیرہ وغیرہ ۴۴

۴۴

پادری سیل تو نعوذ باللہ قرآن کو محمد رسول اللہ صلعم کا کلام سمجھتا ہے اور وہ ہمارے مولوی مفسروں کی اس تفسیر کو کہ کوئی اور شخص مسیح کا ہم شکل بن کر مصلوب ہو گیا تھا غلطی سے قرآن کا تخیل سمجھتا ہے اس لئے وہ ان حوالوں سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلعم نے یہ خیال ان فرقوں سے لیا اور قرآن میں رکھ لیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تخیل ہمارے مفسرین مولویوں نے ان سے لیا اور تفسیروں میں لکھ لیا۔ ہمارے نبی کریم صلعم نے کہیں نہیں ارشاد فرمایا کہ کوئی اور شخص مسیح کی شکل بن کر مصلوب ہوا تھا۔ اور قرآن نے تو اس خیال کی تردید کی ہے۔ کیونکہ وہ خدا کا علم کامل تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کامل سے بتایا کہ ان لوگوں کو غلطی لگی ہے کوئی شخص مسیح کے ہم شکل نہیں بنا بلکہ مسیح مقتول و مصلوب سے مشابہ ہو گیا تھا۔ یعنی خود مسیح مشبہ بالمصلوب و بالمقتول ہوا تھا نہ کہ مشبہ بہ۔

قرآن کی پناہ لو نہ کہ سیل اور انجیل کی

پس مسیح محمدی نے جس صلیب کو توڑا تھا اس کے شکستہ ٹکڑے اس طرح سے تو جڑتے نہیں اور با ایں ہمہ تنگ و دو اور پناہ طلبی کے پادری سیل اور انجیل برناباس بھی مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کو مطلق پناہ دینے کے لئے تیار نظر نہیں آتے یا للعجب اتنا بڑا علامہ قرآن اور حدیث چھوڑ کر عیسائیوں کی کتب میں پناہ لیتا پھرا۔ وہاں سے بھی تقدیر نے دھکے دیئے تو اب دیکھیں کہاں پناہ لیتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

تارکا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر دوست محمد

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۶ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۵۱

جماعت احمدیہ کے واعظ کیسے ہونے چاہئیں؟

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ تیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہے۔ یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہئیں کہ جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کرکے دکھائیں تاکہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے۔ عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے۔ جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں مگر خود اس پر عمل نہیں کرتے وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے بلکہ ان کا وعظ بعض اوقات اباحت پھیلانے والا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں اس لئے سب سے اول جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے وہ اس کی عملی حالت ہے۔ دوسری بات جو ان واعظوں کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان کو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو۔ جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اس کو انہوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو۔ اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں۔ اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے۔ کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کے واسطے ان میں زبان اور دل ہو۔ یعنے پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہار حق کے لئے بول سکیں۔ اور حق گوئی کے لئے ان کے دل پر **کسی دولتمند کا تمول یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کر سکے۔**

(الحکم ۳۰ اگست ۱۹۰۱ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیرایدہ اللہ بخیریت ہیں

—— اخویم ملک فضل کریم صاحب پر مخالفین سلسلہ کی طرف سے مقدمات دائر ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے مخالفین کو ذلیل وخوار کرے اور انہیں ہر قسم کے ابتلاؤں سے محفوظ رکھے۔

—— ۴ ستمبر ۱۹۳۳ء کو میاں محمد ابراہیم ولد میاں جمال الدین صاحب احمدی کا نکاح میاں عبدالرحمٰن صاحب احمدی کی صاحبزادی سے بالعوض آٹھ سو روپیہ حق مہر مسجد احمدیہ بلڈنگس میں مولانا احمد یار خاں صاحب مولوی فاضل نے پڑھایا اور اسی شام کو رخصتانہ بھی ہو گیا۔ یہ تمام تقریب اسلامی سادگی کا پورا نمونہ تھی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے اور نیک نتائج پیدا ہوں۔ آمین۔

—— اخویم بابو رحیم بخش صاحب ہیڈ ڈرافٹسمین پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ جس کے باعث وہ سخت علیل ہیں۔ اور دماغی عارضہ میں بھی مبتلا ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

—— قاضی شیر محمد صاحب علی پور آشوب چشم سے بیمار ہیں مولانا عصمت اللہ صاحب بخار میں مبتلا ہیں۔ جاوا سے مرزا ولی احمد بیگ صاحب کے ملیریا میں مبتلا ہونے کی خبر آئی ہے۔ رتہ رایاں میں ملک غلام سرور صاحب مالی مشکلات میں ہیں ان سب دوستوں کے لئے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔

—— قاضی منظور حق صاحب کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اور اس خوشی کی تقریب میں انہوں نے انجمن کو دو روپے بطور چندہ دیئے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیراً اللہ تعالیٰ نے مولود مسعود کو عمر طویل عطا فرمائے۔

—— پنڈت قادر بخش صاحب کے ذریعہ حسب ذیل ہندو اسلام میں داخل ہوئے:

اصل نام	اسلامی نام	اصل نام	اسلامی نام
سادھو رام (چمار)	رحیم بخش	مسماۃ مانو (چمار)	رحمت بی بی
بھگو (")	محمد شریف	جتی رام (جوگی)	عبدالحق

جب ایک خدا کی مخلوق ہیں تو اس حیثیت سے ضروری ہوا کہ ایک دوسرے کے حقوق کی عزت کی جائے۔ اور وقت پر امداد کی جائے اور چونکہ یہ تعلقات باہمی خدا میں ہو کر اس کی مخلوق ہونے کی وجہ سے ہیں اس لئے جو حقوق باہمی انسان ادا کرتا ہے یا ایک دوسرے کی امداد کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے **حقوق اللہ** کے اندر لے لینے کا شرف بخشا۔

یاد رہے کہ یہاں تساءلون بہ کے معنے بھیک مانگنا نہیں ہیں۔ بھیک مانگنا خواہ وہ خدا کے ہی نام پر ہو اسلام میں منع ہے۔ بلکہ یہاں یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان میں جو ایک دوسرے کی احتیاج رکھی ہے ان احتیاجوں کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک انسان زبان قال سے یا زبان حال سے دوسرے انسان سے سوالی ہے۔ اگر رعایا کو بادشاہ چاہیئے تو بادشاہ کو رعایا۔ امیر کو غریب کی ضرورت ہے تو غریب کو امیر کی۔ مرد کو عورت کی ضرورت ہے تو عورت کو مرد کی۔ باپ کو بیٹے کی ضرورت ہے تو بیٹے کو باپ کی۔ ان باہمی ضروریات کو مل کر پورا کرنے سے تمدن و معاشرت کا رنگ پیدا ہوتا ہے۔ جس قوم میں جتنے بلند اور اعلیٰ اصول پر باہمی ضروریات کو پورا کرنے کا طریق ہوگا اتنا ہی اس قوم کا تمدن و معاشرت اعلیٰ پیمانہ پر ہوگا۔ عام طور پر قوموں کا تمدن و معاشرت رحمی تعلقات پر مبنی ہوتا ہے۔ ایک قوم درحقیقت ایک ماں باپ کی اولاد ہونے کی وجہ سے اپنے معاشرتی و مدنی تعلقات کو باہم نبھانے کی کوشش کرتی ہے۔ لہٰذا ان قوموں کو جو اس کا حصہ یا شاخ نہیں ہیں۔ وہ مغائرت اور نفرت وحقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگتی ہے اور ان کے حقوق کو غصب کر لینے میں ان کو کوئی تامل نہیں ہوتا۔ اسلام جو تمام نوع انسان کے لئے باہمی محبت و اتحاد۔ حریت و مساوات پیدا کرنے آیا تھا۔ اس نے قوموں کے تمدن و معاشرت قایم کرنے کے لئے رحمی تعلقات کو موخر کیا۔ اور جس چیز کو سب پر مقدم کیا وہ یہ کہ تم سب ایک رب کی مخلوق ہو۔ اور سب کو جو ایک دوسرے کی احتیاج ہے وہ اس خدا کی پیدا کردہ ہے جس کی تم سب مخلوق ہو اس لئے حقوق باہمی کی نگہداشت اور ایک دوسرے کی امداد کرنا درحقیقت یہ اس خدا کی منشا کو پورا کرنا ہے جس نے تمہیں اس رنگ میں پیدا کیا ہے۔ پس جو ان حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے اسے اس خدا سے ڈرنا چاہیئے جس کے نام پر ہر ایک انسان دوسرے سے سوالی ہے۔ یعنے ایک دوسرے کی احتیاج رکھتا ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں ایک دوسرے کی حاجت برآری اور نگہداشت حقوق اس امر پر مبنی نہ ہونی چاہیئے کہ سائل و مسئول ایک خاندان۔ یا ایک قوم۔ یا ایک جنس سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ اس امر پر مبنی ہونی چاہیئے کہ یہ میرے رب کی مخلوق ہے۔ اس طرح مخلوق کی حاجت برآری خود حق اللہ کے اندر آجاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق بندہ پر ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی رضا کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی مخلوق کی حاجت برآری کی جائے۔ پس جب انسانوں کی باہمی حاجت برآری حقوق اللہ میں شامل کر لی گئی تو مقام غور ہے کہ حقوق انسانی کس قدر محفوظ ہو گئے اور ہمدردی کا دائرہ کس قدر وسیع ہو گیا۔

تمام نوع انسانی ایک کنبہ کی حیثیت میں

(۲) خدائی تعلق کے بعد رحمی تعلق کو بھی لیا لیکن اسے اس قدر وسیع کیا کہ تمام دنیا کے انسانوں کو ایک جوڑے سے پیدا شدہ بتلا کر تمام نوع انسانی کو ایک کنبہ اور ایک قوم بنا دیا۔ نہ گورے کو کالے پر فخر کرنے کا موقعہ رہا نہ امیر کو غریب پر نہ مغربی مشرقی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے نہ مرد عورت کو غرضیکہ ایک ایسا عظیم الشان تعلق باہمی قایم کیا جس میں تمام دنیا کے انسان ایک دوسرے کے رشتہ دار اور قریبی نظر آنے لگے اور قوموں کی مغائرت ونفرت کا قلع قمع ہو گیا بلکہ صاف طور پر فرمایا **یاایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثیٰ وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر**۔ اے انسانو! بے شک ہم نے تم کو پیدا کیا مرد اور عورت سے اور تمہاری قومیں اور برادریاں ٹھیرائیں۔ تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ تم میں سب سے بڑھکر معزز اور شریف خدا کے نزدیک وہی ہے جو تم میں سب سے بڑھکر متقی ہے۔ یعنے حقوق کی نگہداشت کرتا ہے۔ بےشک اللہ علم رکھتا اور باخبر ہے۔ گویا شرافت اور بڑائی کا معیار ہی تقویٰ یعنے ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت ٹھیرا دیا۔ اس طرح نسلی امتیاز اور قومی منافرت کا خاتمہ کر دیا۔ سب کے سب انسان ایک رب کی مخلوق اور ایک جوڑے کی اولاد۔ اس لئے کوئی قوم یا شخص دوسری قوم یا شخص کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کا حق نہیں رکھتا۔ ایک فخر کرنے والا برہمن اور مار کھانے والا اچھوت دراصل ایک ماں باپ کی ہی اولاد ہیں۔ راجپوت اور چوہڑہ کا آغاز دراصل ایک ہی ماں باپ سے شروع ہوا ہے۔ سید ہو یا مغل۔ پٹھان ہو یا جلاہا۔ شیخ ہو یا نائی۔ یہ امتیازات بعد میں دولت وحکومت اور حالات زمانہ نے پیدا کر دیئے۔ ابتدا میں سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد تھے۔ اس اصول مساوات نے ان تمام غلامیوں کا خاتمہ کر دیا۔ جو قومی اور نسلی امتیازات کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کی ذاتوں نے ادنیٰ درجہ کی قوموں پر عائد کر رکھی تھیں۔

(۳) سیاسی غلامی سے آزادی:۔ دنیا میں ہزارہا سال سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ جو بادشاہ بن جاتا تھا وہ رعایا سے ایک علیحدہ مخلوق سمجھا جاتا تھا اسے رعایا کے مال وجان پر وہ حقوق حاصل ہوتے تھے جو کسی انسان کو کسی انسان پر حاصل نہ تھے اس کا حکم بلائے بے درماں ہوتا تھا جس کا کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ خود کسی قانون کے ماتحت نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ وہ قانون پر حکومت کرتا تھا یا یوں کہو کہ جو اس کی زبان سے نکل جائے وہی قانون تھا۔ غرضیکہ بادشاہ استبداد کا ایک مرقع اور رعایا غلامی کی بدترین تصویر تھی جو ذہن میں آسکتی ہے۔ **اسلام نے آکر اس غلامی کی لعنت سے نسل انسانی کی گردن کو چھڑایا**۔ اس نے بتایا کہ سید القوم خادمہم کہ قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے یعنے حکام پبلک کی خدمت کے لئے مقرر ہوتے ہیں۔ اور حکومت جس چیز کی ہے وہ صرف قانون ہے اور قانون کے جوئے کے نیچے سب کی گردنیں یکساں ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے **یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول**۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو صاحب حکومت ہو اس کی اطاعت کرو۔ لیکن اگر تمہارا آپس میں یا صاحب حکومت سے جھگڑا ہو جائے تو اللہ اور رسولؐ کی طرف معاملہ کو پھیرو۔ یعنے قانون کی طرف۔ یہاں اللہ اور رسولؐ قایم مقام ہیں قانون کے۔ کیونکہ قانون شریعت کا منبع اللہ اور رسولؐ ہی ہیں بتانا یہ مقصود ہے کہ قانون کی حکومت سب پر ہے خواہ وہ صاحب حکومت ہوں یا عام رعایا ہو کسی کی گردن قانون کے جوئے سے باہر نہیں۔ رہ گئی یہ کہ حکومت کن اصول پر مبنی ہو تو اس کے بھی زریں اصول بیان فرمائے۔ ایک تو یہ کہ **امرھم شوریٰ بینھم** ان کا امر باہمی شوریٰ پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ جمہوریت کا اصول سب سے پہلے قرآن نے دنیا کو سکھلایا کہ سلطنت پبلک کی ہو اور باہمی مشورہ سے تمام امور سرانجام دینے چاہئیں لیکن اس مشورے کے لئے نمائندے اور حکومت کے لئے عمال کی نسبت جو اصول بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ **ان تؤدوا الامٰنٰت الیٰ اھلھا** کہ یہ قوم کی امانتیں ہیں جنھیں انہی لوگوں کے سپرد کرنا چاہیئے جو اس کے اہل ہوں یعنے اسے بوجہ احسن نبھانے کے قابل ہوں۔

(۴) ذہنی اور مذہبی غلامی یعنی کورانہ تقلید سے آزادی:۔ اسلام سے قبل کسی قوم کے اہل علم اور مذہبی تقدس کے علمبردار مشایخ عوام الناس پر وہ حکومت کرتے تھے کہ نہ کسی کی عزت محفوظ تھی نہ ایمان۔ اہل علم یا علماء نے دین کا معاملہ ہو یا دنیا کا جو بات کہدی وہ سب نے مان لی۔ کسی امر کو تحقیق کرنا اور بات کی تہ تک پہنچنے کی کوشش گستاخی اور اہل علم کی ہتک سمجھا جاتا تھا۔ کسی بزرگ سے اختلاف رائے کرنا گناہ تھا ان پر اعتراض کرنا خواہ وہ سچا ہی ہو ناقابل معافی جرم تھا۔ غرضیکہ کورانہ تقلید کی حکومت تھی۔ مشایخ نے جو الٹا سیدھا حکم مریدوں کو دیدیا وہ ان کا دین و ایمان تھا۔ نتیجہ یہ کہ حلال وحرام جھوٹ سچ کی کوئی تمیز باقی نہ رہ گئی تھی۔ جو کچھ تھا علما اور مشایخ کی زبان تھی وہ جو چاہیں سو کہدیں۔ اور منوالیں اور قوم کی دینی و دنیوی نجات انہی کے حکموں سے وابستہ سمجھی جاتی تھی۔ اسلام نے آکر اس ذہنی و مذہبی غلامی سے آزادی دلائی۔ اس نے **واتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ** فرماکر علماء کی کورانہ تقلید اور مشایخ پرستی کو شرک قرار دیا اور ہمیشہ کے لئے اس انسان پرستی کی لعنت سے نوع انسان کو نکالکر آزادی وحق پرستی کے پلیٹ فارم پر کھڑا کر دیا۔

(۵) تمدنی غلامی سے آزادی:۔ اسلام سے قبل ہر ایک قوم نے اپنی آبائی تقلید اور سوسائٹی کے رسم ورواج کی زنجیروں اور بندھنوں سے اس طرح اپنے آپ کو جکڑا ہوا تھا کہ جس سے ان کی تمام ذہنی واخلاقی ترقیاں رکی پڑی تھیں جیسا کہ قرآن نے بتایا ہے کہ **فی اعناقھم اغلالا فھم مقمحون** کہ ان کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے تھے۔ جس سے ان کے سر اکڑے ہوئے تھے۔ اور ہر ایک ترقی وکمال سے رکے پڑے تھے۔ قرآن نے اس آبائی تقلید اور کورانہ رسم ورواج کا **اولو کان اباءھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون** (کیا اگر ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پر ہوں) فرماکر قلع قمع کر دیا کہ کیا ضرور ہے کہ باپ دادا جو کریں وہ درست ہی ہو۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ باپ دادا غلطی پر ہوں یا کم عقل ہوں۔ غرضیکہ قرآن نے تمدن کی اس غلامی سے آزادی دلاکر ذہنی واخلاقی ترقیات کی راہ پر نسل انسانی کو لا ڈالا۔

(۶) معاشرتی غلامی سے آزادی:۔ اسلام سے قبل مرد کے مقابلہ میں عورت کی حیثیت ایک غلام کی تھی وہ نہ کوئی حق رکھتی تھی نہ کسی ترکہ کی وارث ہوتی تھی نہ شادی بیاہ میں اس کی مرضی کو دخل تھا۔ محض مرد کے رحم پر اس کی زندگی تھی۔ اور مرد کو وہ تمام حقوق اس پر حاصل تھے جو ایک مالک کو غلام پر ہوتے ہیں۔ قرآن نے آکر عورت کو اس غلامی سے آزادی دلائی۔ اس نے **لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا** فرماکر شادی بیاہ کے معاملہ میں عورت کی مرضی کو مقدم کیا۔ کہ عورت کے خلاف مرضی اس پر قبضہ نہ کیا جائے۔ پھر

جب ایک خدا کی مخلوق ہیں تو اس حیثیت سے ضروری ہوا کہ ایک دوسرے کے حقوق کی عزت کی جائے - اور وقت پر امداد کی جائے اور چونکہ یہ تعلقات باہمی خدا میں ہو کر اس کی مخلوق ہونے کی وجہ سے ہیں اس لئے جو حقوق باہمی انسان ادا کرتا ہے یا ایک دوسرے کی امداد کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ نے **حقوق اللہ** کے اندر لے لینے کا شرف بخشا۔

یاد رہے کہ یہاں تساءلون بہ کے معنے بھیک مانگنا نہیں ہیں - بھیک مانگنا خواہ وہ خدا کے ہی نام پر ہو اسلام میں منع ہے - بلکہ یہاں یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان میں جو ایک دوسرے کی احتیاج رکھی ہے ان احتیاجوں کے پورا کرنے کے لئے ہر ایک انسان زبان قال سے یا زبان حال سے دوسرے انسان سے سوالی ہے۔ اگر رعایا کو بادشاہ چاہیئے تو بادشاہ کو رعایا - امیر کو غریب کی ضرورت ہے تو غریب کو امیر کی - مرد کو عورت کی ضرورت ہے تو عورت کو مرد کی - باپ کو بیٹے کی ضرورت ہے تو بیٹے کو باپ کی - ان باہمی ضروریات کو مل کر پورا کرنے سے تمدن و معاشرت کا رنگ پیدا ہوتا ہے - جس قوم میں جتنے بلند اور اعلیٰ اصول پر باہمی ضروریات کو پورا کرنے کا طریق ہوگا اتنا ہی اس قوم کا تمدن و معاشرت اعلیٰ پیمانہ پر ہوگا - عام طور پر قوموں کا تمدن و معاشرت رحمی تعلقات پر مبنی ہوتا ہے - ایک قوم درحقیقت ایک باپ کی اولاد ہونے کی وجہ سے اپنے معاشرتی و مدنی تعلقات کو باہم نبھانے کی کوشش کرتی ہے - لہٰذا ان قوموں کو جو اس کا حصہ یا شاخ نہیں ہیں - وہ مغائرت اور نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگتی ہے اور ان کے حقوق کو غصب کر لینے میں ان کو کوئی تامل نہیں ہوتا - اسلام جو تمام نوع انسان کے لئے باہمی محبت و اتحاد - حریت و مساوات پیدا کرنے آیا تھا - اس نے قوموں کے تمدن و معاشرت قایم کرنے کے لئے رحمی تعلقات کو موخر کیا - اور جس چیز کو سب پر مقدم کیا وہ یہ کہ تم سب ایک رب کی مخلوق ہو - اور سب کو جو ایک دوسرے کی احتیاج ہے وہ اس خدا کی پیدا کردہ ہے جس کی تم سب مخلوق ہو اس لئے حقوق باہمی کی نگہداشت اور ایک دوسرے کی امداد کرنا درحقیقت یہ اس خدا کی منشا کو پورا کرنا ہے جس نے تمہیں اس رنگ میں پیدا کیا ہے - پس جو ان حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے اسے اس خدا سے ڈرنا چاہیئے جس کے نام پر ہر ایک انسان دوسرے سے سوالی ہے - یعنے ایک دوسرے کی احتیاج رکھتا ہے - گویا دوسرے لفظوں میں ایک دوسرے کی حاجت برآری اور نگہداشت حقوق اس امر پر مبنی نہ ہونی چاہیئے کہ سائل و مسئول ایک خاندان - یا ایک قوم - یا ایک جنس سے تعلق رکھتے ہیں - بلکہ اس امر پر مبنی ہونی چاہیئے کہ یہ میرے رب کی مخلوق ہے - اس طرح مخلوق کی حاجت برآری خود حق اللہ کے اندر آجاتی ہے - کیونکہ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق بندہ پر ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی رضا کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی مخلوق کی حاجت برآری کی جائے - پس جب انسانوں کی باہمی حاجت برآری حقوق اللہ میں شامل کر لی گئی تو مقام غور ہے کہ حقوق انسانی کس قدر محفوظ ہو گئے اور ہمدردی کا دائرہ کس قدر وسیع ہو گیا -

تمام نوع انسانی ایک کنبہ کی حیثیت میں

(۲) خدائی تعلق کے بعد رحمی تعلق کو بھی لیا لیکن اسے اس قدر وسیع کیا کہ تمام دنیا کے انسانوں کو ایک جوڑے سے پیدا شدہ بتلا کر تمام نوع انسانی کو ایک کنبہ اور ایک قوم بنا دیا۔ نہ گورے کو کالے پر فخر کرنے کا موقعہ رہا نہ امیر کو غریب پر نہ مغربی مشرقی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے نہ مرد عورت کو غرضیکہ ایک ایسا عظیم الشان تعلق باہمی قایم کیا جس میں تمام دنیا کے انسان ایک دوسرے کے رشتہ دار اور قریبی نظر آنے لگے اور قوموں کی مغائرت و نفرت کا قلع قمع ہو گیا۔ بلکہ صاف طور پر فرمایا **یا ایها الناس انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ وجعلنکم شعوبًا وقبآئل لتعارفوا - ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر** - اے انسانو! بے شک ہم نے تم کو پیدا کیا مرد اور عورت سے اور تمہاری قومیں اور برادریاں ٹھیرائیں - تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو - تم میں سب سے بڑھ کر معزز اور شریف خدا کے نزدیک وہی ہے جو تم میں سب سے بڑھکر متقی ہے - یعنے حقوق کی نگہداشت کرتا ہے - بیشک اللہ علم رکھتا اور باخبر ہے - گویا شرافت اور بڑائی کا معیار ہی تقویٰ یعنے ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت ٹھیرا دیا - اس طرح نسلی امتیاز اور قومی منافرت کا خاتمہ کر دیا - سب کے سب انسان ایک رب کی مخلوق اور ایک جوڑے کی اولاد - اس لئے کوئی قوم یا شخص دوسری قوم یا شخص کو حقارت کی نظر سے دیکھنے کا حق نہیں رکھتا - ایک فخر کرنے والا برہمن اور مار کھانے والا اچھوت دراصل ایک ماں باپ کی ہی اولاد ہیں - راجپوت اور چوہڑہ کا آغاز دراصل ایک ہی ماں باپ سے شروع ہوا ہے - سید ہو یا مغل - پٹھان ہو یا جلاہا شیخ ہو یا نائی - یہ امتیازات بعد میں دولت و حکومت اور حالات زمانہ نے پیدا کر دیئے - ابتدا میں سب ایک ہی ماں باپ کی اولاد تھے - اس اصول مساوات نے ان تمام غلامیوں کا خاتمہ کر دیا - جو قومی اور نسلی امتیازات کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کی ذاتوں نے ادنیٰ درجہ کی قوموں پر عائد کر رکھی تھیں -

(۳) **سیاسی غلامی سے آزادی** :- دنیا میں ہزارہا سال سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ جو بادشاہ بن جاتا تھا وہ رعایا سے ایک علیحدہ مخلوق سمجھا جاتا تھا اسے رعایا کے مال و جان پر وہ حقوق حاصل ہوتے تھے جو کسی انسان کو کسی انسان پر حاصل نہ تھے اس کا حکم بلا بے دریاں ہوتا تھا جس کا کوئی چارہ نہ تھا - وہ خود کسی قانون کے ماتحت نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ وہ قانون پر حکومت کرتا تھا یا یوں کہو کہ جو اس کی زبان سے نکل جائے وہی قانون تھا - غرضکہ بادشاہ استبداد کا ایک مرقع اور رعایا غلامی کی بدترین تصویر تھی جو ذہن میں آسکتی ہے - **اسلام نے آکر اس غلامی کی لعنت سے نسل انسانی کی گردن کو چھڑایا** - اس نے بتایا کہ سید القوم خادمھم کہ قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے یعنے حکام پبلک کی خدمت کے لئے مقرر ہوتے ہیں - اور حکومت جس چیز کی ہے وہ صرف قانون ہے اور قانون کے جوئے کے نیچے سب کی گردنیں یکساں ہیں - چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے **یا ایها الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم - فان تنازعتم فی شیءٍ فردوہ الی اللہ والرسول** - کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو اور تم میں سے جو صاحب حکومت ہو اس کی اطاعت کرو - لیکن اگر تمہارا آپس میں یا صاحب حکومت سے جھگڑا ہو جائے تو اللہ اور رسولؐ کی طرف معاملہ کو پھیرو - یعنے قانون کی طرف - یہاں اللہ اور رسولؐ قایم مقام ہیں قانون کے - کیونکہ قانون شریعت کا منبع اللہ اور رسولؐ ہی ہیں بتانا یہ مقصود ہے کہ قانون کی حکومت سب پر ہے خواہ وہ صاحب حکومت ہوں یا عام رعایا ہو کسی کی گردن قانون کے جوئے سے باہر نہیں - رہ گئی یہ کہ حکومت کن اصول پر مبنی ہو تو اس کے لئے دو زریں اصول بیان فرمائے - ایک تو یہ کہ **امرھم شوریٰ بینھم** ان کا امر باہمی شوریٰ پر مبنی ہوتا ہے - یہ جمہوریت کا اصول سب سے پہلے قرآن نے دنیا کو سکھلایا کہ سلطنت پبلک کی ہے اور باہمی مشورہ سے تمام امور سرانجام دینے چاہئیں لیکن اس مشورہ کے لئے نمائندے - اور حکومت کے لئے عمال کی نسبت جو اصول بیان فرمایا وہ یہ ہے کہ **ان تؤدوا الامنٰت الیٰ اھلھا** کہ یہ قوم کی امانتیں ہیں جنھیں انہی لوگوں کے سپرد کرنا چاہیئے جو اس کے اہل ہوں یعنے اسے بوجہ احسن نبھانے کے قابل ہوں۔

(۴) **ذہنی اور مذہبی غلامی یعنی کورانہ تقلید سے آزادی** } اسلام سے قبل کسی قوم کے اہل علم اور مذہبی تقدس کے علمبردار مشایخ عوام الناس پر وہ حکومت کرتے تھے کہ نہ کسی کی عزت محفوظ تھی نہ ایمان - اہل علم یا علماء نے دین کا معاملہ ہو یا دنیا کا جو بات کہدی وہ سب نے مان لی - کسی امر کو تحقیق کرنا اور بات کی تہہ تک پہنچنے کی کوشش گستاخی اور اہل علم کی ہتک سمجھا جاتا تھا - کسی بزرگ سے اختلاف رائے کرنا گناہ تھا ان پر اعتراض کرنا خواہ وہ سچا ہی ہو ناقابل معافی جرم تھا - غرضکہ کورانہ تقلید کی حکومت تھی - مشایخ نے جو الٹا سیدھا حکم مریدوں کو دیدیا وہ ان کا دین و ایمان تھا - نتیجہ یہ کہ حلال و حرام جھوٹ سچ کی کوئی تمیز باقی نہ رہ گئی تھی - جو کچھ تھا علما اور مشایخ کی زبان تھی وہ جو چاہیں سو کہدیں - اور منوالیں اور قوم کی دینی و دنیوی نجات انہی کے حکموں سے وابستہ سمجھی جاتی تھی - اسلام نے آکر اس ذہنی و مذہبی غلامی سے آزادی دلائی - اس نے **واتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا من دون اللہ** فرماکر علماء کی کورانہ تقلید اور مشایخ پرستی کو شرک قرار دیا اور ہمیشہ کے لئے اس انسان پرستی کی لعنت سے نوع انسان کو نکال کر آزادی و حق پرستی کے پلیٹ فارم پر کھڑا کر دیا -

(۵) **تمدنی غلامی سے آزادی** - اسلام سے قبل ہر ایک قوم نے اپنی آبائی تقلید اور سوسائٹی کے رسم و رواج کی زنجیروں اور بندھنوں سے اس طرح اپنے آپ کو جکڑا ہوا تھا کہ جس سے ان کی تمام ذہنی و اخلاقی ترقیاں رکی پڑی تھیں جیسا کہ قرآن نے بتایا ہے کہ **فی اعناقھم اغلالا فھم مقمحون** کہ ان کی گردنوں میں طوق پڑے ہوئے تھے - جس سے اس کے سر اکڑے ہوئے تھے - اور ہر ایک ترقی و کمال سے رکے پڑے تھے - قرآن نے اس آبائی تقلید اور کورانہ رسم و رواج کا **اولو کان اٰباؤھم لا یعقلون شیئًا ولا یھتدون** (کیا اگر ان کے باپ دادا نہ کچھ عقل رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پر ہوں) فرماکر قلع قمع کر دیا کہ یہ کیا ضرور ہے کہ باپ دادا جو کریں وہ درست ہی ہو - کیا یہ ممکن نہیں کہ باپ دادا غلطی پر ہوں یا کم عقل ہوں - غرضکہ قرآن نے تمدن کی اس غلامی سے آزادی دلا کر ذہنی و اخلاقی ترقیات کی راہ پر نسل انسانی کو لا ڈالا -

(۶) **معاشرتی غلامی سے آزادی** :- اسلام سے قبل مرد کے مقابلہ میں عورت کی حیثیت ایک غلام کی تھی وہ نہ کوئی حق رکھتی تھی نہ کسی ترکہ کی وارث ہوتی تھی نہ شادی بیاہ میں اس کی مرضی کو دخل تھا - محض مرد کے رحم پر اس کی زندگی تھی - اور مرد کو وہ تمام حقوق اس پر حاصل تھے جو ایک مالک کو غلام پر ہوتے ہیں - قرآن نے آکر عورت کو اس غلامی سے آزادی دلائی - اس نے **لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا** فرماکر شادی بیاہ کے معاملہ میں عورت کی مرضی کو مقدم کیا - کہ عورت کے خلاف مرضی اس پر قبضہ نہ کیا جائے - پھر

طلاق لینے میں اس کا حق تسلیم کیا۔ مرد اگر طلاق دے سکتا ہے تو عورت بھی طلاق لے سکتی ہے۔ پھر لھن مثل الذی علیھن بالمعروف فرما کر عورت کی آزادی اور اس کے حقوق کو قایم کیا کہ اگر مرد کے حقوق عورت پر ہیں تو اسی طرح عورت کے حقوق مرد پر ہیں۔ پھر عورت کا ترکہ میں حصہ قایم کیا۔ اور اس کی علیحدہ آزاد ہستی کو منوایا۔ تفصیل کے لئے قرآن کریم کو پڑھو۔ کتنے زور سے عورت کو مرد کی غلامی سے آزاد کیا ہے۔

(۷) **اقتصادی غلامی سے آزادی**:۔ اسلام سے قبل سرمایہ داروں نے مزدوروں کی گردن پر غلامی کا جوا ایسا زبردست رکھا ہوا تھا کہ اس سے وہ ہل نہ سکتے تھے۔ اور اس غلامی کے لئے جو پھندا انہوں نے بنا رکھا تھا وہ سود اور سود در سود کا تھا۔ قرآن نے

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تاکلوا الربٰوا اضعافا مضاعفۃ

اور **حرم اللہ الربٰوا** فرما کر سود در سود اور سود سب کو حرام کرکے مزدوروں کو سرمایہ داروں کی اور غریبوں کو دولتمندوں کی غلامی سے ہمیشہ کے لئے آزاد کر دیا۔

(۸) **نفس اور شیطان کی غلامی سے آزادی**: نفس کی خواہشات وجذبات کی غلامی وہ غلامی ہے جس کی وسعت اور طاقت کے سامنے بڑے بڑے داناؤں اور شہنشاہوں کی گردنیں خم ہیں۔ انسان باوجود علم کی فراوانی اور طاقت و دولت کی کثرت کے اس غلامی سے نجات نہ حاصل کر سکا۔ قرآن نے آکر اس کے خلاف عظیم الشان جہاد کیا۔ اور ایک قوم کی قوم کو اس خطرناک غلامی سے آزاد کرکے حقیقی حریت کا تاج اس کے سر پر رکھدیا۔ صحابہ کرامؓ کی بےنفسی محتاج تشریح نہیں۔ یہ قرآن کی ہی برکت تھی جس نے انہیں اس غلامی سے آزاد کیا جس سے کسی دوسرے ذریعہ سے نجات نہ ہو سکتی تھی۔ قرآن نے صاف لفظوں میں **افرایت من اتخذ الٰھہ ھوٰہ** فرما کر کہ کیا تو نے دیکھا جس نے اپنے ہوائے نفس کو معبود بنا رکھا ہے۔ خواہشات نفس کی پیروی کو شرک کے برابر قرار دیا۔ اور **الم اعھد الیکم یٰبنی اٰدم ان لا تعبدوا الشیطٰن انہ لکم عدو مبین ۵ وان اعبدونی ھٰذا صراط مستقیم** کہ اے اولاد آدم کیا ہم نے تمہیں تاکید نہیں کی تھی کہ شیطان کی پرستش نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور میری عبادت کرنا کہ یہی سیدھا راستہ ہے۔ فرما کر شیطان اور اس کی تحریکات کے ماتحت خواہشات نفسانی کو انسان کا کھلا دشمن بتا کر بنی آدم کی گردن کو شیطان اور نفس کی حکومت سے آزاد کیا۔

(۹) **جہالت کی غلامی سے آزادی**:۔ اسلام سے قبل بوجہ جہالت کے طرح طرح کے اوہام باطلہ میں انسان مبتلا تھا جنہوں نے طرح طرح کے عقائد باطلہ اور جاہلانہ مذہبی معتقدات اور طور وطریق اور فرضی انسانوں اور نجوم کے نیک و بد تاثرات اور جفر اور فال اور نحس اور سعد شگونوں کی قیود میں انسان کو جکڑ رکھا تھا۔ وہ قدم قدم پر نجومیوں اور موبدوں اور جوتشیوں اور اسی قسم کے مکار لوگوں کے پر از شرارت مشوروں کا اپنے آپ کو محتاج سمجھتا تھا۔ وہ جادو ٹونے ڈھکوں کا قائل تھا۔ اسلام نے ان تمام اوہام باطلہ اور جاہلانہ طریقوں کا قلع قمع کرکے انسان کی عقل کو اس جہالت کی غلامی سے آزاد کیا۔ اور انسان کو علم کی ترغیب دے کر ان فرضی انسانوں کی اصل حقیقت واضح کرنے کا سامان کیا۔ اس نے بتایا کہ انسان کی تمام مخلوق حتیٰ کہ ملائکہ پر فضیلت اور حکومت **علم** پر منحصر ہے۔ اس نے **علم اٰدم الاسماء کلھا** فرما کر آدم کی خلافت کو علم پر مبنی قرار دیا۔ علم کے حصول کی پیاس جو دنیا کو لگی ہے یہ سب سے پہلے قرآن کی لگائی ہوئی ہے یہ قرآن تھا جس نے سب سے پہلے دنیا میں اعلان کیا کہ دوسری تمام مخلوق پر حکومت کا راز انسان کے حصول علم میں مضمر ہے

(۱۰) **کمزوروں کو طاقتور کی غلامی سے آزادی**:۔ اسلام سے قبل طاقتور کمزوروں کی آزادی چھین کر ان سے خدمت لیا کرتے تھے۔ اور اس غلامی سے ان کی گردن مرتے دم تک آزاد نہ ہوتی تھی نسلوں کی نسلیں اس غلامی میں بسر ہو جاتی تھیں جس سے ان کے حوصلے پست اور عقلیں زائل بلکہ انسانیت تک رخصت ہو جاتی تھی اور اخلاق رذیلہ ان میں پیدا ہو کر ان کی زندگی بہایم کی زندگی کی طرح بسر ہوتی تھی۔ کمزور قوموں کی آزادی سلب کرنے اور ان پر قبضہ جمانے کے لئے طاقتور قومیں ان پر حملہ کیا کرتی تھیں۔ اگر ان میں لڑنے کی جرأت ہوئی اور لڑکر جان بچالی تب تو خیر۔ ورنہ قید ہو کر غلام بنائے گئے۔ اور اگر لڑنے کی جرأت نہ ہوئی یا لڑکر شکست کھا گئے تو بھیڑ بکریوں کی طرح طاقتور قوم نے کمزور قوم کے افراد کو پکڑا اور غلام بنا لیا۔

غرضکہ طاقتور قومیں دو طرق سے کمزور قوم کی آزادی سلب کیا کرتی اور انہیں غلام بنایا کرتی تھیں۔

(۱) جنگ کرکے فریق مخالف کو قید کر لینا اور انہیں ہمیشہ کے لئے لونڈی غلام بنا لینا۔

(۲) جب جنگ نہ ہو تو امن کی حالت میں بھی چوری چھپے یا کھلم کھلا کسی مرد یا عورت۔ لڑکے یا لڑکی کو لے بھاگنا یا زبردستی پکڑ لینا یا ان کے ورثا سے چھین لینا اور پھر انہیں آگے فروخت کر دینا۔ اور اس طرح ان کی آزادی کو ہمیشہ کے لئے ناحق سلب کر لینا۔

اس غلامی سے نوع انسان کو قرآن نے جس طرح چھڑایا ہے وہ ذرا تشریح چاہتا ہے۔ اس لئے ذرا تفصیل سے عرض کرتا ہوں۔

(باقی دارد)

حضرت مجدد الف ثانی اور خلفائے راشدین

"زمیندار" کے مدیر نکاہات کے اس سوال کا کہ حضرت مسیح موعود کو ہم خلفائے راشدین سے برتر سمجھتے ہیں یا نہیں گزشتہ اشاعتوں میں مفصل جواب دیا جا چکا ہے۔ ذیل میں تزک جہانگیری سے وہ بیان نقل کیا جاتا ہے جو شہنشاہ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ پر یہ الزام کوئی نیا نہیں اس سے پیشتر بھی بزرگان دین پر ایسے ہی الزامات دیکر انہیں طرح طرح کے دکھ اور اذیتیں دی جاتی رہی ہیں۔ کیا مدیر نکاہات اس سے عبرت حاصل کرے گا؟ تزک جہانگیری میں لکھا ہے:۔

"دریں ایام بعرض رسیدہ کہ شیخ احمد نام شیادے در سرہند دام زرق وسالوس فرو چیدہ۔ بسیارے از ظاہر پرستان بے معنی را صید خود کردہ بہر شہرے و دیارے یکے از مریدان خود را کہ آئین دکان آرائی و معرفت فروشی و مردم فریبی را از دیگراں پختہ تر داند خلیفہ نام نہادہ فرستادہ و مزخرفاتے کہ بمریدان و معتقدان خود نوشتہ کتابے فراہم آوردہ مکتوبات نام کردہ و دراں جنگ مہملات بسیار مقدمات لاطائل مرقوم گشتہ کہ بکفر و زندقہ منجر میشود۔ از انجملہ در مکتوبے نوشتہ کہ در اثنائے سلوک گزرم بمقام ذو النورین افتاد مقامے دیدم بغایت عالی و خوش۔ و ازانجا درگزشتہ بمقام فاروق پیوستم و از مقام فاروق بمقام صدیق عبور کردم و ہر کدام را تعریفے در خور آں نوشتہ و ازانجا بمقام محبوبیت واصل شدہ مقامے مشاہدہ افتاد بغایت منور و ملون خود را بانواع الوان و انوار منعکس یافتم یعنی استغفر اللہ از مقام خلفا گزشتہ بعالی مرتبت رجوع نمودم۔ و دیگر گستاخی کردہ کہ نوشتن آں طولے دارد و از ادب دور است بنابریں حکم فرمودم کہ بدرگاہ عدالت آئین حاضر سازند حسب الحکم بملازمت پیوست و از ہرچہ پرسیدم جواب معقول نتوانست۔ بعدم خرد و دانش بغایت مغرور و خود پسند ظاہر شد۔ صلاح حال او منحصر دریں دیدم کہ روزے چند در زندان ادب محبوس باشد تا شوریدگی مزاج و آشفتگی دماغش قدرے تسکین پذیرد و شورش عوام نیز فرو نشیند۔ لاجرم بانی رائے سنگدمن حوالہ شد کہ در قلعہ گوالیار مقید دارد۔"

(تزک جہانگیری ص ۲۷۳ جشن چہاردہمیں نور در مطبع)

(غازی پوری ۱۸۶۳ء مطابق سنہ ۱۲۸۰ھ)

اب کیا "زمیندار" کا حواس باختہ نکاہات نویس یہ بتلائے گا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر جو الزام شہنشاہ جہانگیر نے لگایا ہے وہ صحیح ہے؟ اور اس کی بنا پر جو سزا انہیں دی گئی وہ جائز تھی؟ ظاہر ہے کہ جہانتک خلفائے راشدین کے مقامات سے گزر کر مقام محبوبیت تک پہنچنے کے ذکر کا تعلق ہے شہنشاہ جہانگیر نے یہ بات اپنے پاس سے نہیں بنائی بلکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا حوالہ دیا ہے۔

پھر کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ وہ فی الواقعہ خلفائے راشدین سے افضل ہونے کے مدعی تھے؟ نہیں بلکہ اس میں صرف ان منازل سلوک کی طرف اشارہ ہے جن سے ہو کر آپ مقام محبوبیت یعنی فنا فی الرسولؐ کے مرتبہ پر پہنچے۔ اور یہی بات حضرت مسیح موعود اور دیگر بزرگان امت کے کلام میں پائی جاتی ہے۔ فتدبر!!

ایک ضروری تصحیح

پیغام صلح کی گزشتہ اشاعت کے صفحہ ۱۱ پر پہلے کالم میں نکاہات کا حوالہ دیتے ہوئے "ان کی تفصیل" کی بجائے "اس کی تفصیل" کے الفاظ بوجہ سہو کتابت لکھے گئے ہیں۔ احباب تصحیح فرمالیں۔ (سید اختر حسین احمدی)

جن

احباب کے چندے سالانہ ماہ اگست میں ختم ہوگئے ہیں یا ستمبر میں ختم ہوتے ہیں وہ بہت جلد اپنے چندے بذریعہ منی آرڈر بھیجکر شکرگزار فرمائیں۔ بعض دوست چندہ بھیجنے میں بہت تساہل سے کام لیتے ہیں

ہے۔ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم واما مکم منکم، اماماکم منکم کے الفاظ صاف بتلاتے ہیں کہ وہ امت محمدیہ میں سے ہوگا۔ پھر مسیح ناصری اور آنیوالے مسیح کے حلیے الگ الگ بتائے گئے ہیں۔ مسیح ناصری کا رنگ سفید اور بال گھنگھر یالے اور آنیوالے مسیح کا رنگ گندم گوں اور سیدھے بال (موخر الذکر حلیہ حضرت مرزا صاحبؒ کے حلیہ سے بالکل منطبق ہے) اور یہ دونوں حلیئے خود رسول اللہ صلعم نے بیان فرمائے ہیں۔ اور امام بخاری نے ایک ہی جگہ دونوں حدیثیں لکھی ہیں جس سے صاف ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم اور امام بخاری کا بھی یہی مذہب تھا کہ مسیح ناصری اور ہے اور مسیح محمدی اور۔

مسیح کا نام کیوں دیا گیا؟

اور ایسا ہی مسیح موعودؑ کا جو کام بتایا گیا ہے فیکسر الصلیب یقتل الخنزیر۔ حضرت مرزا صاحبؒ ہی نے اس کام کو باحسن وجوہ سرانجام دیا۔ صلیبی مذہب کو دلائل قاطعہ سے اس طرح پاش پاش کیا کہ آج کسی عیسائی کو کسی احمدی کے مقابلہ کی جرأت نہیں بلکہ حضرت مرزا صاحب ہی کی جماعت کی کوششوں سے یورپ اور امریکہ میں جوق در جوق عیسائی صلیبی عقیدہ کو خیرباد کہہ کر اسلام کی آغوش میں چلے آرہے ہیں۔ حضرت مرزا صاحبؒ نے اسی حقیقت کو اس شعر میں واضح کیا ہے

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند ❊ مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

محض اس نور کی وجہ سے جو آپ کو مسیحی قوم کے لئے دیا گیا آپ کا نام ابن مریم اور مسیح موعودؑ رکھا گیا۔ معلوم نہیں سید صاحب کو اس میں کونسی قباحت نظر آتی ہے۔ خود تو ادنےٰ ادنےٰ باتوں پر دوسروں کو مسیح الملک اور مسیحا بنا دیتے ہیں ؎

حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب ❊ خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا

پھر کیا خدا کے لئے حرام ہے کہ وہ اپنے کسی بندہ کا نام کسی مناسبت کی وجہ سے مسیح رکھ دے؟ اصل چیز تو کام ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب کا کام مسیحیت کی اصلاح کا کام ہے۔ اگر آپ نے فی الواقعہ صلیب کی موت سے لوگوں کو بچا کر اسلام کی حیات ابدی عطا کی ہے۔ تو مسیح آپ کو کہہ دینے میں کیا ہرج ہے؟ اور کیوں سید صاحب کو یہ دعویٰ برا معلوم ہوتا ہے ؎

ابن مریم ہوا کرے کوئی ❊ میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

ہاں اگر حضرت مرزا صاحبؒ کی ذات سے عناد ہے۔ اور باوجود ان کاموں کے جن کو آپ بھی خدمات اسلام کے نام سے پکارتے اور ان کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس بات سے آپ کو چڑ ہے کہ انہیں مسیح موعودؑ کہا جائے تو اس کا علاج ہمارے پاس نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ مجددیت

چودھواں دعویٰ سید صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کا مجدد ہونا بتایا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ حضرت ممدوح کا اصل دعویٰ یہی ہے کہ آپ چودھویں صدی کے مجدد ہیں۔ مسیح موعودؑ کا دعویٰ بھی مجددیت ہی کی ذیل میں ہے۔ لیکن سید صاحب نے اس کے متعلق بھی کچھ نہ لکھا کہ دعویٰ مجددیت پر انہیں کیا اعتراض ہے کیا حدیث نبوی میں مجددوں کے آنے کا وعدہ نہیں کیا۔ گذشتہ تیرہ صدیوں میں مجدد نہیں آتے رہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ اس چودھویں صدی میں کوئی مجدد نہیں آیا۔ غور طلب بات ہے کہ اگر حضرت مرزا صاحب مجدد نہیں تو اس صدی کا مجدد کون ہے؟

کیا مجدد کی تلاش ضروری نہیں؟

سید صاحب نے حضرت امیر کے مضمون کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ

آں مسیحے نے کہ بر خشک و تر است ❊ آں مسیحے کز مسافت برتر است

پس ز جان جاں چو حامل گشت جان ❊ از چنیں جانے شود حامل جہاں

پس جہاں زائد جہانے دیگرے ❊ ایں حشر را در نماید محشرے

تا قیامت گر بگویم بشمرم ❊ من ز شرح ایں قیامت قاصرم۔ ص۲۵ مطبع کریمی بمبئی

(ملاحظہ ہو مثنوی مولانا روم دفتر دوم)

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے ان اشعار میں صاف طور پر بیان فرمایا ہے کہ جب تمام کائنات کی جان ایک جزیعنی انسان کی جان سے تعلق پکڑتی ہے تو عقل و ادراک انسانی کے رحم میں ایک نئی زندگی کا نطفہ پڑتا ہے۔ پھر اس بندہ کی جان جو مریم کی طرح ہے۔ اس حمل کے اثر سے ایک دلفریب مسیح کو حمل میں لے لیتی ہے۔ وہ مسیح نہیں جو خشک و تر پر یعنی عالم ظاہر میں گذر چکا ہے بلکہ وہ مسیح جس کی علو مرتبت اندازہ سے بڑھ کر ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کی جان سے بندہ کی جان حاملہ ہو جاتی ہے تو ایسی جان سے ایک جہان حاملہ ہوتا ہے۔ پھر اس جہان سے ایک دوسرا جہان پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا انقلاب روحانی دنیا میں آتا ہے کہ گویا محشر بپا ہو گیا۔ انقلاب یا روحانی قیامت اس شان کی ہوتی ہے کہ اگر میں قیامت تک بھی اس کی شرح لکھوں تو اس سے قاصر رہوں گا۔

مولانا روم کے متعلق سید صاحب کا کیا فتویٰ ہے

ان اشعار میں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کس شرح و بسط کے ساتھ حالت مریمی سے حالت عیسوی کے پیدا ہونے کا ذکر کرتے ہوئے بندہ کو نہ صرف مریم قرار دیا ہے بلکہ "جان کل" سے اس کا حاملہ ہونا اور ایک دلفریب مسیح کو حمل میں لینا بھی وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اور پھر اس سے بھی آگے اس حاملہ جان سے تمام جہان کا حاملہ ہونا بتایا ہے۔ اب یہاں صاف طور پر "عو۔ تبتنے کا دعویٰ موجود" ہے۔ "نطفہ کا قصہ موجود" ہے۔ بندہ کے اللہ تعالیٰ سے حاملہ ہونے کا ذکر موجود ہے۔ پس کیا جناب سید حبیب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بھی اعلان فرمائیں گے کہ ان کے "اس مضمون پر ٹھنڈے دل یا تہذیب سے بحث کیسے اور کیونکر ہو سکتی ہے"! تاہم بھی دیکھیں کہ ان کی حرارت قلب اور بدتہذیبی اس موقعہ پر کیا گل کھلاتی ہے۔ لیکن وہ یاد رکھیں جو کچھ وہ اس بارہ میں کہیں گے وہ حضرت مولانا روم رح پر حملہ نہ ہوگا وہ حضرت مرزا صاحبؒ پر حملہ نہ ہوگا، وہ خود قرآن کریم پر حملہ ہوگا۔ جس نے ایک مومن کو مریم قرار دیکر اس کا نفخ روح سے حاملہ ہونا بیان کیا ہے۔

مسیح موعودؑ کا پیدا کردہ محشر

یہ تو وہ درجہ ہے جس پر پہنچنے کے لئے آپ کی روح کو بھی تڑپ ہونی چاہیئے۔ چہ جائیکہ اسے مورد اعتراض بنایا جائے جو نہ صرف حالت مریمی سے حالت مسیحی تک پہنچا بلکہ بقول مولانا روم اس سے ایک جہان حاملہ ہو کر ایک اور نیا جہان پیدا ہوا۔ اور مذہبی دنیا میں ایک ایسا عظیم الشان انقلاب برپا ہوا کہ گویا محشر قائم ہو گیا۔ کاش آپ لوگوں کی نظریں اس محشر کو دیکھ سکتیں تو ایسے استعارات پر پھبتیاں اڑانے کے بجائے اسی میں حضرت مرزا صاحبؒ کا علو مرتبت آپ کو نظر آ جاتا اور آپ انکے پاؤں چومنے کیلئے دوڑتے مگر کسی نے سچ کہا ہے ؎ باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست۔ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی

دعویٰ نبوت اور کرشن وغیرہ

خدا اور فرزند خدا ہونے کے مزعومہ دعاوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرنے کے بعد سید حبیب صاحب نے تیسرا، چوتھا اور پانچواں دعویٰ جو آپ کی طرف منسوب کیا ہے وہ "کرشن ہونے کا دعویٰ"، "اوتار ہونے کا دعویٰ" اور "آریوں کا بادشاہ ہونے کا دعویٰ" ہے۔ اور چونکہ ان سب امور پر انہوں نے علیحدہ مفصل بحث کی ہے۔ اس لئے ان پر سوائے اس کے یہاں کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کہ یہ کوئی تین علیحدہ علیحدہ دعوے نہیں بلکہ دعویٰ مجددیت ہی کی ذیل میں آپ کی دعوت کی اس شاخ کو بیان کیا گیا ہے جو ہندوؤں سے تعلق رکھتی ہے۔ بہرحال اس پر علیحدہ اپنے موقعہ پر روشنی ڈالی جائیگی۔ چھٹا دعویٰ جو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ دعویٰ نبوت ہے۔ اس پر بھی علیحدہ اقساط میں انہوں نے بحث کی ہے جس کا جواب اپنے موقعہ پر دیا جائے گا۔ یہاں صرف اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ یہ ایک افترا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ہاں ظلی اور بروزی معنوں میں لفظ نبی انہوں نے اپنے متعلق ضرور استعمال کیا ہے جیسا کہ پہلے اولیاء اللہ بھی اس لفظ کو استعمال کرتے رہے ہیں۔ اس پر تفصیل کے ساتھ آئندہ روشنی ڈالی جائے گی۔

ابن مریم کا دعویٰ

ساتواں دعویٰ ابن مریم ہونے کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔ حالانکہ جو الفاظ اس دعویٰ کے ثبوت میں نقل کئے ہیں ان میں صاف لکھا ہے کہ:۔

"نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھیرتا تب خدا تعالیٰ اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۵۹)

"عیسیٰ بن مریم کی طرح" کے الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ ابن مریم ہونے سے حضرت مرزا صاحب کی مراد وہی عیسیٰ بن مریم نہیں جو بنی اسرائیلی نبی تھا بلکہ اس کا مثیل ہونا مراد ہے۔ اور ہم اس سے پیشتر اولیاء اللہ کے ملفوظات سے یہ بتا چکے ہیں کہ اس امت کے اولیاء انبیاء کے ناموں سے اپنے آپ کو موسوم کرتے رہے ہیں۔ حدیث میں بھی آتا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل پھر اسمیں کون تناقض لازم آتا ہے

محمد و احمد ہونیکا دعویٰ

آٹھواں، نواں، دسواں اور گیارھواں دعویٰ یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے محمد، احمد، ظلی محمد اور ظلی احمد ہونے کا ادعا کیا ہے۔ اس پر بھی پیشتر ازیں مفصل بحث ہو چکی ہے اور ہم بتا چکے ہیں کہ یہ کوئی الگ دعاوی نہیں بلکہ فنا فی الرسول کا ایک مقام ہے جس پر پہلے بھی اولیاء اللہ پہنچتے اور محمد و احمد بنتے رہے ہیں انہیں الگ الگ دعوے قرار دینا سید حبیب صاحب ہی کی خصوصیت ہے۔ ورنہ جس جس جگہ حضرت مرزا صاحبؑ نے محمد و احمد کے الفاظ اپنے متعلق استعمال کئے ہیں ظلی رنگ میں ہی استعمال کئے ہیں اور ظل و بروز کا عقیدہ اس امت میں مسلم ہے جس پر آئندہ مفصل روشنی ڈالی جائیگی۔

مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ

بارھواں دعویٰ مسیح موعودؑ ہونے کا بیان کیا گیا ہے حالانکہ مثیل مسیح اور ابن مریم اور مسیح موعودؑ ایک ہی مقام کے مختلف نام ہیں۔ انہیں الگ الگ دعاوی قرار دینا صرف دعاوی کی کثرت ندرت اور تنوع "ثابت کرنے کیلئے ہے" جن کی فہرست سے سید حبیب اپنی علمی فرومائگی کی وجہ سے نہ صرف خود پریشان ہوئے بلکہ اپنے قارئین کو بھی پریشان کرنا چاہتے ہیں۔ کاش انہیں الگ الگ دعوی قرار دے کر پریشان ہونے کے بجائے وہ انہیں ایک ہی دعویٰ سمجھکر اس پر مفصل بحث کرتے اور اپنے قارئین کو بتاتے کہ احادیث میں جو مسیح ابن مریم کے آنے کا ذکر ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ آیا اس سے مسیح ناصری مراد ہے یا کوئی اور؟ اگر مسیح ناصری مراد ہے تو کیا وہ اب تک زندہ ہیں یا مردوں میں سے اٹھ کر آئیں گے؟ اور اس صورت میں ختم نبوت کہاں باقی رہ جائے گی؟ اور اگر اس سے کوئی اور شخص مراد ہے جو مسیح ابن مریم کا مثیل ہوگا تو حضرت مرزا صاحب کا کیا قصور ہے کہ انہیں اس کا مصداق نہ سمجھا جائے؟

نزول ابن مریم کی احادیث اور سید حبیب سے ایک سوال

اگر افسوس ہے کہ سید صاحب نے اس سب سے زیادہ ضروری مسئلہ پر جو حضرت مرزا صاحبؑ کے اصل دعاوی میں سے ہے کوئی روشنی نہ ڈالی کم ازکم ان احادیث کا مطلب تو بیان کر دیتے جن میں مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ اگر وہ احادیث صحیح ہیں تو دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو مسیح ابن مریم زندہ ہیں اور جیسا کہ عام اعتقاد ہے وہی اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے نازل ہوں گے۔ بالفاظ دیگر آنحضرت صلعم کی قوت قدسی معاذ اللہ اس قدر کمزور ہو جائے گی کہ آپ کے متبعین میں سے کوئی شخص اس قابل نہ ہوگا کہ آپ کے فیضان سے مستفیض ہو کر اُمت کی اصلاح کر سکے اور اس کے لئے اُمت کو ایک پرانے نبی کی ضرورت ہوگی جس کے آنے سے ختم نبوت کی مہر کم ازکم باقی نہ رہے گی۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی غور طلب ہے کہ اگر مسیح ناصری دو ہزار سال سے اب تک زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں تو کیا وما جعلناھم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین کے قانون سے باہر ہیں؟ اور یا پھر احادیث میں جسکے آنیکا ذکر ہے وہ مثیل ابن مریم ہوگا نہ کہ اصل ابن مریم۔

جب تک ان سوالات کا آپ جواب نہ دیں اور ان تمام اعتراضات کو رفع نہ کریں جو عقیدہ حیات مسیح اور مسیح کی آمد ثانی پر پڑتے ہیں اس وقت تک حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعودؑ ہونے کے دعویٰ کو قابل اعتراض قرار دینا ناواجب ہے۔

نزول مسیح کا مطلب

حضرت مرزا صاحبؑ کا مسیح موعودؑ ہونا تو دلائل قاطعہ سے ثابت ہے۔ بخاری میں حضرت ابن عباسؓ نے انی متوفیک کے معنے ممیتک کرکے حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلعم کی وفات پر وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل سے صحابہ کے بھرے مجمع میں یہ استدلال کرکے کہ جس طرح تمام پہلے رسول فوت ہو چکے ویسے ہی آنحضرت صلعم بھی فوت ہوگئے۔ اس امر پر مہر لگا دی کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جن احادیث میں مسیح کی آمد ثانی کا ذکر ہے ان سے کسی اور شخص کا مسیح کا ہم رنگ ہو کر آنا مراد لیا جائے۔ جیسے ملاکی نبی کی کتاب میں ایلیا کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی تھی اور حضرت مسیحؑ نے حضرت یحییٰ کو اس کا مصداق قرار دیا کیونکہ وہ ایلیا کی خو بو میں آئے۔

مسیح ناصری اور ہے مسیح محمدی اور

پھر حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس مسیح سے ناصری نہیں بلکہ امت محمدیہ ہی کا کوئی فرد مراد

مجددین سے اتنا بلند بیان کیا ہے جتنا سوا اور ہزار سال میں فرق ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ اوصاف لکھے ہیں کہ ایک مجدد جس وقت آجائے اس وقت اُمتوں کو جو فیوض پہنچتے ہیں وہ اسی کی معرفت پہنچتے ہیں۔ کوئی غوث، کوئی قطب کوئی ولی اللہ اور ابدال و اوتاد اس کے توسط کے بغیر فیض روحانی سے مستفیض نہیں ہو سکتا۔

یہ ہے مجدد کا درجہ، فرمائیے اب بھی آپ کو اس صدی کا مجدد تلاش کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے یا نہیں۔ اور سنیے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

قد البسنی اللہ سبحانہ خلعۃ المجددیۃ حین انتہت بی دورۃ الحکمۃ" یعنی جب حکمت کا دورہ انتہا تک پہنچ چکا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعت مجددیت سے سرفراز فرمایا (تفہیمات الٰہیہ)

مجدد کو ماننے کی ضرورت

یہ تو آپ کا دعویٰ مجددیت ہے۔ اب اس دعویٰ کی عظمت اور مجدد کو ماننے کی ضرورت کو بھی خود آپ ہی کے الفاظ میں سن لیجئے فرماتے ہیں:-

فہمنی ربی جل جلالہ انا جعلناک امام ھذہ الطریقۃ واوصلناک ذروۃ سنامھا وسددنا طرق الوصول الی حقیقۃ القرب کلھا الیوم غیر طریقۃ واحدۃ وھو محبتک والانقیاد لک فالسماء لیس علی من عاداک بسماء ولیست الارض علیہ بارض فاھل المغرب واھل المشرق کلھم رعیتک وانت سلطانھم علموا اولم یعلموا فان علموا فازدادوا وان جھلوا خابوا۔ میرے رب نے مجھے مطلع فرمایا ہے کہ ہم نے تجھے اس طریقہ کا امام مقرر کیا ہے اور اس کی اعلیٰ بلندی تک پہنچایا ہے۔ اور حقیقت قرب تک پہنچنے کے اور طریقے مسدود کر دیئے ہیں۔ سوائے ایک طریقہ کے وہ تیری محبت اور تیری فرمانبرداری ہے۔ بس جو شخص تجھ سے عداوت کرے تو آسمانی برکات اس پر نازل ہوں گی اور نہ وہ ارضی برکات کا مورد ہوگا۔ اہل مغرب اور اہل مشرق سب کے سب تیری رعیت ہیں اور تو ان کا بادشاہ ہے خواہ وہ جانیں یا نہ جانیں۔ اگر وہ جان لیں تو کامیاب ہونگے اور اگر بیخبر رہیں تو خائب خاسر ہونگے (تفہیمات الٰہیہ)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے اس کلام سے مجدد کی عظمت اور بلندی مرتبت عیاں ہے۔ اور صاف طور پر بتا دیا گیا ہے کہ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کئے بغیر آسمانی اور زمینی برکات سے حصہ نہیں مل سکتا۔ یہاں تک کہ جو لوگ بیخبر رہیں گے وہ بھی خائب خاسر ہونگے

چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے

کیا اب بھی مجدد کا ماننا شاہ صاحب ضروری نہیں سمجھتے؟ کیا اب بھی ہمارے مخالفین کو چودھویں صدی کا مجدد تلاش کرنے کی ضرورت نہیں؟ خدا کے بندو! تم حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے تو نہ مانو لیکن حدیث نبوی کو جس کی صداقت تیرہ سو سال کے تواتر سے ثابت ہو چکی نہ جھٹلاؤ۔ ان عظیم الشان بزرگوں اور راستبازوں پر تو نہ مارو جن کو تم خود مجدد مان چکے ہو۔ اگر تمہارے دلوں میں رائی برابر بھی صدق و ایمان ہے تو اٹھو اور تلاش کرو کہ اس صدی میں کون مجدد پیدا ہوا جو مسیح بھی ہے اور مہدی بھی۔ کیونکہ چودھویں صدی کے مجدد کے لئے مسیح اور مہدی ہونا ضروری ہے (حجج الکرامہ) ہاں یہ ضروری ہے کہ اس کا اپنا دعویٰ ہو وہ صدی کے سر پر مبعوث ہوا ہو۔ کیونکہ یہ دو تو باتیں ایک مجدد کے لئے لازمی اور ضروری ہیں۔

اُس معاملہ میں تو اللہ تعالیٰ کو یہ بھی گوارا نہیں کہ اس کے پیغمبر محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی کوئی مرد اپنا باپ بنائے یا سمجھے اور جب کسی کا رسول خدا کو اپنا باپ سمجھنا بھی خدائے برتر و توانا کو گوارا نہیں تو خود اللہ تعالیٰ کو باپ کہنے اور سمجھنے والے کے لئے اسلام کے وسیع حلقہ میں گنجائش و امکان کہاں باقی رہ جاتی ہے"

مجازی ابنیت جائز ہے

اب اور رب کے مفہوم کا فرق آپ سے بڑھکر ہمیں معلوم ہے۔ اور رب کی وسعت تعالیٰ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس حد تک بیان کیا ہے وہاں تک آپ کا وہم بھی نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن اس کی تشریح کا یہ موقع نہیں۔ اور نہ یہ وسعت معانی لفظ اب کے مجازی استعمال کو مانع ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس لفظ کے اشارتًا، کنایتًا، استعارتًا استعمال کی بھی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ حالانکہ خود اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے متعلق ابناء استعارتًا استعمال کیا۔ مولانا روم رحمۃ نے اولیاء اللہ کو مجازًا اطفال اللہ قرار دیا۔ معلوم نہیں وہ کونسا اسلام ہے جو آپ کو اس لفظ کے مجازی استعمال سے روکتا ہے۔

رسول اللہ صلعم کی روحانی ابوت

لیکن اس علم کو کیا کہا جائے جو نہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی مجازی ابنیت کو ناجائز ٹھیراتا ہے بلکہ رسول اللہ صلعم کو بھی اس میں شریک گردانتا ہے۔ ماکان محمد ابا احد من رجالکم میں تو رسول اللہ صلعم کے صرف مردوں کا جسمانی باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ بھی صرف مردوں ہی کا جسمانی باپ نہیں عورتوں کا جسمانی باپ ہے؟ پھر یہ کس نے آپ سے کہہ دیا کہ جسمانی ابوت کی نفی کے ساتھ روحانی ابوت کی بھی نفی ہے۔ کبھی تفاسیر کو اٹھا کر دیکھیے تمام مفسرین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم میں رسول اللہ صلعم کی جسمانی ابوت کی نفی اور الکن رسول اللہ میں روحانی ابوت کا اثبات ہے۔ دوسری جگہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم وازواجہ امھاتھم میں بھی ازواج مطہرات کو مائیں کہکر آپ کی روحانی ابوت کا اظہار کیا گیا ہے جس کو سب مفسرین نے تسلیم کیا ہے۔ بطور مثال مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی رائے سن لیجئے:-

"حاصل مطلب آیۃ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوت معروفہ تو رسول اللہ صلعم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوت معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے"

تعجب ہے تمام اُمت کے اس کھلے مذہب کے خلاف آپ نہ تو مقربین الٰہی کو مجازًا ابنیت الٰہی کا مرتبہ دیتے ہیں اور نہ رسول اللہ صلعم ہی کو اُمت کے روحانی اور معنوی باپ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول سے خدا اور رسول نہیں بن جاتا

اور کیا خوب فرماتے ہیں کہ:-

"فنا فی اللہ کے بہانہ سے کسی کو اللہ ماننے والے فنا فی الرسول کو رسول خدا مان لیں گے اور اگر ایسا ہو تو خدا اور رسول ہونے کے مدعی صاحبان کی تعداد شاید ہزاروں سے بھی متجاوز ہو جائے"

لیکن آپ کا اس میں کیا ہرج ہے ہزاروں نہیں لاکھوں ہو جائیں۔ ہوں گے وہ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہی۔ کوئی انہیں حقیقی طور پر نہ خدا تسلیم کر سکتا ہے اور نہ رسول۔ آجتک کتنے ہی ایسے لوگ ہوئے جن کی مثالیں میں اوپر دے چکا ہوں پھر کس کس کو خدا اور رسول مانا گیا؟

باوجود اس کے کہ انہیں نیک اور ولی اللہ مانا جاتا ہے۔ باوجود اس کے کہ انہیں فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کے مرتبہ پر سمجھا جاتا ہے انہیں اللہ اور رسول کسی نے تسلیم نہیں کیا نہ ان کا دعویٰ تھا اور نہ ہی حضرت مرزا صاحب کا کوئی ایسا دعویٰ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی حالت مریمی و حالت عیسوی

حمل وغیرہ استعارہ کے رنگ میں

بحث ابنیت ہی کے ضمن میں سید صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ ذیل بھی پیش کئے ہیں:-
"مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی ماہ بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا"
یہ فقرہ بھی آپ کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے کافی نہیں کیونکہ اس میں بھی دعویٰ ابنیت کوئی نہیں بلکہ اس مریمی حالت سے جو ہر ایک قرآن کریم ہر کامل مومن کو عطا ہوتی ہے حالت عیسوی کی طرف منتقل ہونے کا ذکر ہے اور "استعارہ" کا لفظ اور یہ الفاظ کہ "بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا" اس بات کو صاف کر دیتے ہیں کہ اس سے حقیقی نفخ اور حقیقی حمل وغیرہ مراد نہیں۔

مومنوں کی مثال حضرت مریم سے

قرآن کریم نے صریح لفظوں میں ہر مومن کی مثال فرعون کی بیوی اور حضرت مریم سے دیتے ہوئے اس قسم کے الفاظ استعمال کئے ہیں فرماتا ہے۔ وضرب اللّٰہ مثلاً للذین اٰمنوا امرات فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربھا وکتبہ وکانت من القانتین۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مثال فرعون کی بیوی سے دی ہے۔ جب اس نے کہا کہ اے میرے رب میرے لئے جنت میں گھر بنا اور فرعون اور اس کے عمل سے مجھے نجات دے اور ظالموں کی قوم سے مجھے نجات عطا فرما اور عمران کی بیٹی مریم سے مثال دی ہے جس نے اپنی عصمت کو محفوظ کیا تو ہم نے اپنی روح اس میں نفخ کی اور اس نے اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی۔ اس آیت میں صاف طور پر مومنوں کی مثال فرعون کی بیوی اور حضرت مریمؑ سے دی ہے۔ اور حضرت مریم کا ذکر کرتے ہوئے باوجودیکہ تمام ضمیریں مؤنث کی استعمال کی ہیں فنفخنا فیہ من روحنا میں فیہ کی ضمیر مذکر استعمال کی ہے۔ اور اس طرح اشارتاً بتا دیا ہے کہ ہر مومن میں خواہ وہ مرد بھی ہو نفخ روح ہو سکتا اور روحانی طور پر وہ حاملہ بن سکتا ہے جس سے مقصود صرف ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف انتقال کرنا ہوتا ہے۔

مولانا روم کے کلام میں حالت مریمی و عیسوی کا ذکر

اسی کو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت صاف اور واضح لفظوں میں یوں بیان کیا ہے کہ:-

جان کل با جان جزو آسیب کرد | عقل ازو درّے ستد درجیب کرد
ہمچو مریم جاں ازاں آسیب جیب | حاملہ شد از مسیح دلفریب

مجدد کو تلاش کرتے پھریں۔ گویا ان کے نزدیک مجدد کا آنا نہ آنا اور ماننا نہ ماننا برابر ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو خدا تعالیٰ کا فعل کہ وہ ہر صدی کے سر پر ایک مامور بھیجتا ہے۔ عبث ٹھیرتا ہے۔ جو شخص مجدد ہو کر آتا ہے ضروری ہے کہ اس کے ساتھ ہو کر اصلاح دین کا کام کیا جائے ضروری ہے کہ اس کے نفوس قدسیہ سے لوگ مستفید ہو کر تزکیہ حاصل کریں اور اس نور سے حصہ لیں جو وہ خدا کی طرف سے لیکر آتا ہے۔ جب تک یہ نہیں اس وقت تک اس کا آنا نہ آنا برابر ہے۔ اور یہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کے فعل کو عبث ٹھیرانے والی بات ہے۔

گذشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین کے نام

سید صاحب نہایت سادگی سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس سے پیشتر تیرہ صدیوں کے مجددین کے نام بتائے جاسکتے اور انکے دعوے دکھائے جاسکتے ہیں نام تو سُن لیجئے۔

پہلی صدی:- حضرت عمر بن عبدالعزیز (حجج الکرامہ ص۱۳۵)
دوسری صدی:- حضرت امام شافعی و احمد بن حنبل (حجج الکرامہ ص۱۳۵)
تیسری صدی:- حضرت ابوشرح و ابوالحسن اشعری (ر ص۱۳۶)
چوتھی صدی:- حضرت ابوعبداللہ نیشاپوری قاضی ابوبکر باقلانی (ر ص۱۳۶)
پانچویں صدی:- حضرت امام غزالی - - - (" ")
چھٹی صدی:- حضرت سید عبدالقادر جیلانی (" ")
ساتویں صدی:- حضرت امام ابن تیمیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی (ر ")
آٹھویں صدی:- حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی و حضرت صالح بن عمر (ر ص۱۳۷)
نویں صدی:- حضرت سید محمد جونپوری - - - (ر ص۱۳۷)
دسویں صدی:- حضرت امام سیوطی - - - - (ر ص۱۳۸)
گیارہویں صدی:- حضرت مجدد الف ثانی سرہندی (ر ص۱۳۸)
بارہویں صدی:- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (ر ص۱۳۹)
تیرہویں صدی:- حضرت سید احمد بریلوی (ر ص۱۳۹)

چودھویں صدی کا مجدد مسیح اور مہدی ہوگا

چودھویں صدی کے متعلق لکھا ہے:-
"بر سر مائۃ چہار دہم کہ دہ سال کامل آنرا باقیست اگر ظہور مہدی علیہ السلام و نزول عیسیٰ صورت گرفت پس ایشاں مجدد و مجتہد باشند" (حجج الکرامہ ص۱۳۹)
لیجئے نہ صرف تیرہ صدیوں کے مجددین کے نام حجج الکرامہ سے آپ کو بتا دیئے گئے بلکہ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ چودھویں صدی کا مجدد مہدی اور مسیح ہوگا۔ اب فرمایئے صاحب حجج الکرامہ کو بھی حضرت مرزا صاحب سکھا آئے تھے کہ تم ایسا لکھ دو؟

سابق مجددین کے دعاوی

رہے سابق مجددین کے دعاوی اور ان کو ماننے کا سوال۔ اس کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی حسب ذیل تحریرات پڑھ لیجئے:-

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فرماتے ہیں:-
"بداند کہ بر سر ہر مائۃ مجددے گذشتہ است اما مجدد مائۃ دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچہ درمیان مائۃ و الف فرق است در مجددین اینہا نیز ہمانقدر فرق است بلکہ زیادہ ازاں و مجدد آنست کہ ہرچند دراں مدت از فیوض بامتاں برسد بتوسط او برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت بوند و بدلا و نجبا باشند" (مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب چہارم ص۱۳ و ۱۴)

اس عبارت میں حضرت شیخ احمد سرہندی نے نہ صرف مجدد صدی یازدہم بلکہ الف ثانی کا مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اپنا مرتبہ دوسرے

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ	نمبر ۵۱

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کشف

ایک اعتراض کا جواب

حال ہی میں شملہ میں بعض مخالفین سلسلہ نے عوام الناس کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھا کر طرح طرح کی بہتان طرازیوں اور افترا پردازیوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے اور ان کے خلاف طوفان بے تمیزی کھڑا کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف کو بھی نہایت بُرے رنگ میں پیش کر کے طرح طرح کی حاشیہ آرائی کی گئی۔ جس کا جواب مولانا عمرالدین صاحب شملوی کی طرف سے عین اس وقت موصول ہوا جب اخبار کا معتد بہ حصہ لکھا جا چکا تھا۔ چونکہ مضمون کی نوعیت اس کی جلد اشاعت کی مقتضی ہے اس لئے ہم اپنے افتتاحیہ کو ترک کر کے اسے ذیل میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ درج کرتے ہیں۔

(مدیر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو آنحضرت صلعم کے فرزند روحانی ہونے کی وجہ سے اہلبیت میں شامل ہیں ایک دفعہ عالم کشف میں دیکھا کہ جس طرح ایک بچہ اپنی ماں کی ران پر سر رکھکر لیٹ جاتا ہے اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ران پر سر رکھکر لیٹے ہوئے ہیں۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ حضور کو حضرت سیدہ فاطمہؓ سے فرزند کا تعلق ہے۔

علماء سوء کی شان حدیث میں

لیکن بمصداق ہر چہ گیرد علتی علت شود۔ علماء سوء نے جن کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:-

" تکون فی امتی فزعۃ فیصیر الناس الی علماءھم فاذا ھم قردۃ وخنازیر"

(کنزالعمال جلد ۷ صفحہ ۱۹۰)

(یعنے میری امت میں ایک گھبراہٹ ہوگی اس گھبراہٹ کے وقت لوگ اپنے علماء کی طرف جائیں گے تو اس وقت ان کے علماء بندر اور سور ہونگے۔) اور ہی نتیجہ نکال کر لوگوں کو بھڑکایا اور پھر یہ شکایت کی کہ ہمیں مسیح موعودؑ نے جنگل کے سور کہا ہے حالانکہ آخری زمانہ کے علماء سوء کے متعلق آنحضرت صلعم نے علاوہ مذکورہ بالا حدیث کے یہاں تک فرمایا ہے کہ وہ:-

" علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود"

یعنے ان کے علماء بدترین مخلوقات ہوں گے۔ انہی سے فتنہ پیدا ہوگا اور انہی میں لوٹ جائے گا۔ پس علماء سوء کو اگر شکایت ہے تو آنحضرت صلعم پر ہونی چاہیئے کیونکہ حضور صلعم نے ہی ایسے علماء کو یہ خطاب دیا ہے۔ (نیک دل علماء اس سے مستثنےٰ ہیں) اس حدیث سے قرآن مجید کی آیت بھی حل ہو جاتی ہے جس میں بنی اسرائیل کے بندر بن جانے کا ذکر ہے۔

ایک مولوی کی چیخ پکار

اس وقت اس مضمون کو لکھنے کا سبب شملہ میں ایک ایسے ہی بدنام مولوی کی چیخ پکار ہے جس نے مذکورہ بالا کشف کو پیش کر کے لوگوں کو سخت بھڑکایا۔ یہاں تک کہ لوگ احمدیوں پر حملہ آور ہونے کو طیار ہو گئے۔ اور بعض پر حملہ کر بھی دیا گیا لیکن یہ ان حملہ آوروں کا قصور نہیں۔ دراصل اس تمام گناہ کا بوجھ ایسے آگ لگانے والے مولویوں کی گردن پر ہے جو خواہ مخواہ خلاف منشا قائل الٹا مفہوم پیش کر کے گالیاں دیتے اور دلاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادرؒ کا مکاشفہ

مصیبت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ دشمنی اور عناد کی وجہ سے ان لوگوں سے وہ کتابی علم چھن گیا ہے جس پر انہیں حد درجہ ناز تھا۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ جو باتیں سابقین امت کے ملفوظات اور کتابوں میں موجود ہیں۔ اگر وہی آج حضرت مسیح موعودؑ میں پائی جائیں تو انہیں اس سختی سے مورد اعتراض بنایا جاتا ہے۔ اسی مذکورہ بالا کشف کے متعلق دیکھ لیجئے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ایسے شریر علماء کا منہ بند کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ:-

" رایت فی المنام کانی فی حجر عائشۃ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا وانا ارضع ثدیھا الایمن ثم اخرجت ثدیھا الایسر فرضعتہ فدخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا عائشۃ ھذا ولدنا حقا۔" (قلائد الجواہر صفحہ ۲۳)

یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں ہوں اور آپ کی دائیں چھاتی سے دودھ پی رہا ہوں۔ پھر آپ نے اپنی بائیں چھاتی نکالی تو میں نے اس سے دودھ پیا اتنے میں آنحضرت صلعم تشریف لے آئے اور فرمایا اے عائشہ یہ سچ مچ ہمارا بیٹا ہے۔

کیا اب بھی زبانوں کو بند نہ کروگے ؟

اب کہاں ہیں مسیح موعودؑ کے کشف پر اعتراض کرنیوالے آخری زمانہ کے علماء ؟ کیا وہ اب بھی اپنی زبانوں کو بند کرینگے یا نہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ خدا کے ایک صادق ولی اللہ پر اعتراض تمام اولیاء پر اعتراض کرنے کے برابر ہے جس سے ایمان کے سلب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے ع

زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

مولویوں کے فتوے اور "زمیندار"

۳ ستمبر کے "زمیندار" میں "قادیانی ارتداد اور فسخ نکاح" کے عنوان سے جامع مسجد مہابت خاں پشاور کے ایک جلسہ کی روداد درج ہوئی ہے جس میں لکھا ہے کہ:-

" راقم الحروف محمد یوسف بنوری نے عقائد مرزا غلام احمد قادیانی کا مفصل ذکر کیا اور حکومت برطانیہ اور امت قادیانیہ کے خصوصی روابط پر کافی تبصرہ کرتے ہوئے یہ ذکر کیا کہ مرزائی خواہ قادیانی ہو یا لاہوری ان کے متعلق علماء ہند اور مصر و فلسطین و حجاز و افغانستان کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ ان سے تعلقات ازدواج حرام ہیں۔ اور اسی ضمن میں اللہ بخش ضیاء سکرٹری شریعت کمیٹی کے قادیانی ہونے پر اظہار تاسف کر کے یہ بتایا کہ وہ حلقہ اسلام سے خارج ہو گیا ہے۔ اور ان کی عورت کا نکاح ان سے فسخ ہو گیا اور اس مسلمہ عورت کو ان کے ساتھ رہنا اب جائز نہیں۔"

مولویوں کے فتوے احمدیوں اور ان کی ازدواج کے لئے قابل تسلیم ہوں یا نہ ہوں کم از کم "زمیندار" اور اس کے مالک کے نزدیک تو ان کا احترام واجب ہے جو ان رپورٹوں کو بڑے فخر و مباہات سے شائع کر رہا ہے۔ پس ہم مالک "زمیندار" سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے بعض علماء نے جو یہ فتوے دیا تھا کہ ظفر علی خاں کا نکاح فسخ ہو گیا ہے اور اس کی ڈیوڑھی پر جا کر یہ کہہ دیا جائے کہ اس کی اہلیہ جہاں چاہے اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ اس پر کیا کچھ عمل "مولانا" نے کیا تھا۔ کیا نکاح کے فسخ ہو جانے کے بعد کوئی دوسرا نکاح "مولانا" یا ان کی اہلیہ محترمہ نے پڑھوایا ؟ اگر نہیں تو کیا اتنی مدت سے تعلقات ازدواج بغیر نکاح کے ہی چلے آتے ہیں ؟ بینوا و توجروا !!

امریکن خواتین اور اسلام

منگل کی شام کو ۷ بجے مسلم انسٹیٹیوٹ میں مسٹر بروس ابد مس رومبینس امریکہ کی دو کیلیفورین خاتونوں نے "امن اور اسلام" پر تقاریر کیں۔ ان کے بعد دیگر مسلم احباب نے بھی اسی موضوع پر اسلام اور امن پر اسلامی تعلیم کو پیش کیا اور ایک معزز نے یہ ثابت کیا کہ دنیا میں امن اسلام ہی کے ذریعہ قائم ہو سکتا ہے جلسہ کے اختتام پر جناب مولوی حبیب الرحمن صادق مسلم مشنری نے ذیل کتب ہر دو امریکن خواتین کو بطور تحفہ پیش کیں جنکو نہایت شکریہ سے قبول کیا گیا اور مولوی صاحب سے انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ان کی جائے رہائش پر ملاقات کریں تاکہ اسلامی تعلیم پر مزید گفتگو کی جائے۔ جلسہ میں حاضرین کی کافی تعداد تھی۔

سیرت خیر البشر انگریزی۔ دی لائٹ کا آخری عید نمبر مسلم ریویو اور اسلامک ریویو کی چند کاپیاں ان کے علاوہ چند مختلف انگریزی ٹریکٹ !!

قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت اور ہر قسم کی غلامی سے آزادی کا اعلان

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

یہ قرآن تھا جس نے حریت انسانی کا صور اس بلند آہنگی سے پھونکا کہ سوئی ہوئی دنیا جو طرح طرح کی غلامی میں جکڑی ہوئی تھی چونک کر جاگ اٹھی۔ اور ہر ایک مرد و عورت۔ ادنیٰ و اعلیٰ کو ہوش اور سمجھ آگئی۔ کہ اس کی بھی دنیا میں کوئی ہستی ہے اور وہ بھی کچھ حقوق رکھتے ہیں۔ اور آزادی ہر ایک کا فطری حق ہے

غلامی کی بھیانک تصویر

آج مغربی دنیا یعنی یورپ اور امریکہ جو چاہے باتیں بنائے اور آزادی کی ڈینگیں مارے۔ اور ان کی کاسہ لیسی میں ہندو جتنا مرضی چاہے اسلام کے منہ آئیں۔ لیکن حق تو یہ ہے کہ جو آزادی اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل انسان کو عطا کی تھی وہ نہ تو یورپ و امریکہ اب تک کالے رنگ کی قوموں کو دے سکا اور نہ ہندو قوم اس کا عشر عشیر بھی آج اچھوتوں کو دینے کو تیار ہے۔ منہ سے غلامی کے خلاف ہزار ہا وعظ ہو رہے ہیں لیکن نسل انسانی کو طرح طرح کی غلامی میں جکڑ رکھا ہے۔ جو سلوک گورے رنگ کی قومیں کالے رنگ کی قوموں کے ساتھ کرتی ہیں یا ہندو اچھوتوں کے ساتھ کرتے ہیں اس سے بڑھکر غلامی کی بھیانک تصویر انسانی ذہن میں آسکتی۔ مغرب میں مزدوروں کے حقوق کو جس طرح سرمایہ داروں نے پامال کیا ہے یا عورتوں کے حقوق کی طرف سے آج تک بے توجہی رہی ہے کیا اسلام نے اس کا علان آج سے سینکڑوں برس پہلے نہیں کر دیا تھا؟

قرآن کا معیار آزادی

حق تو یہ ہے کہ قرآن نے اپنی آزادی کے ساتھ ہی کامل حریت و مساوات اور آزادی حقوق کا پیغام نسل انسانی کو سنایا اور اس نے بتایا کہ آزادی کے بلند سے بلند مقام پر وہ انسان کو پہنچانا چاہتا ہے۔ چنانچہ ابتدائی سورتوں میں ہی قرآن اپنی ضرورت کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے " فلا اقتحم العقبة وما ادراك ما العقبة - فك رقبة ۔ یہ انسان اس گھاٹی پر نہیں چڑھا - اور تو نے کیا سمجھا کہ وہ کونسی گھاٹی ہے وہ ہے گردنوں کا آزاد کرنا۔ گویا آزادی کی جس گھاٹی پر انسان اب تک نہ چڑھا تھا اس پر چڑھ جانے قرآن آیا تاکہ وہ آزادی و حریت کے بلند سے بلند مقام پر چڑھ کر شرف انسانیت کو حاصل کرے۔ اور پھر اتنا ہی نہ کیا کہ اس حصول آزادی سے نوع انسان کا کوئی طبقہ محروم نہ رہ جائے۔

بار یک سے بار یک غلامی کا انسداد

تفصیل سے اس امر پر بحث کرنے کا یہ موقع نہیں لیکن اجمالی طور پر میں موٹی موٹی چند باتیں عرض کرتا ہوں جن میں دکھانا چاہتا ہوں کہ قرآن نے انسان کی گردن ہر ایک باریک سے باریک قسم کی غلامی سے آزادی ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

ويضع عنهم اصرهم والاغلال التي كانت عليهم کہ وہ ان بوجھوں کو اتارتا ہے جو ان لوگوں پر لدے ہوئے تھے۔ اور وہ طوق اور پھندے جو ان پر پڑے ہوئے تھے انہیں دور کرتا ہے۔

آزادی کی سب سے پہلی آواز

قرآن نے یہ آواز اس وقت اٹھائی جب دنیا آزادی حقوق کے نام سے بھی آشنا نہ تھی۔ یہ پہلی آواز تھی جو ہر ایک قسم کی غلامی کے خلاف آسمان سے آئی تھی۔ اور اس آواز کے آسمانی ہونے کا زبردست نشان یہ تھا کہ زمین اس کے خلاف تھی۔ زمین میں ہر طرف غلامی کے بیج نشو ونما پا رہے تھے۔ آزادی و حریت کا یہ عظیم الشان درخت غلامی کے بیجوں سے پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اسی لئے آسمان سے یہ بیج آیا اور قرآن نے اس بیج کو دنیا میں لگایا۔ چنانچہ اس کا درخت اصلها ثابت وفرعها في السماء توتي اكلها كل حين کا مصداق بنا۔ اس کی جڑیں مضبوطی سے جمیں اور اس کی شاخیں دنیا کے ہر گوشہ تک پہنچیں۔ اور آج اس کا پھل ہر ایک قوم کھا رہی ہے۔

آزادی کے موجودہ دعویدار

اس شخص کی شیخی قابل مضحکہ ہے خواہ وہ ہندو ہو یا کوئی اور ہو جو آج جب آزادی کے درخت کی شاخیں ہر طرف پھیل چکی ہیں۔ اور قومیں اس کا پھل کھا رہی ہیں اس وقت آزادی آزادی پکارے۔ اور اسے آسمانی آواز بتادے۔ جب زمین خود آزادی کا راگ گا رہی ہے اس وقت اسی راگ کو دہرانا ظاہر کرتا ہے کہ یہ اسی زمینی راگ کی آواز بازگشت ہے۔ دنیا کو ایسی آسمانی ہدایت کی کوئی ضرورت نہیں جس پر وہ پہلے ہی سے قائم ہو چکی ہے۔ کسی امر میں آسمانی ہدایت کی ضرورت اس وقت ہوا کرتی ہے جب ظهر الفساد في البر والبحر کی مصداق بنکر دنیا گمراہی و ضلالت میں پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ اور ضرورت ہوتی ہے کہ اس عالمگیر تاریکی کو کوئی آسمانی روشنی دور کرے۔ پس آزادی کی آواز اس وقت آسمان سے آنی چاہئے تھی جب دنیا غلامی کی تاریکیوں میں مبتلا تھی۔ نہ کہ اب جب وہ غلامی کو خود چھوڑ رہی ہے یہ تو دنیا کی رو کو دیکھ کر ہاں میں ہاں ملانے والی بات ہوئی پس آج بہار اللہ کے غلامی کے خلاف وعظ کی ضرورت نہیں اس کی ضرورت اس وقت تھی جب غلامی معیوب نہ تھی بلکہ طاقتور قوموں کی عظمت و شرافت کا نشان سمجھی جاتی تھی۔

کامل آزادی و مساوات کا سبق

پس ایسے مخالف حالات میں جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل آواز اٹھی تھی وہی آسمانی آواز تھی۔ اور وہ قرآن تھا۔ جس نے ہر رنگ کی غلامی سے مخلوق کو آزاد کرکے کامل آزادی اور مساوات کا سبق دنیا کو پڑھایا۔ جن میں سے چند مشتے نمونہ از خروارے مجملاً عرض کرتا ہوں:-

(۱) **معبودان باطلہ کی غلامی سے آزادی:-** سب سے پہلے قرآن نے انی جاعل فی الارض خليفة فرما کر اعلان کیا کہ انسان زمین میں خدا کا نائب ہے اور اس کی پیدائش کا مقصد خلافت الہیہ ہے۔ اور سخر لكم ما في السموات وما في الارض فرما کر بتلایا کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی مخلوق ہے وہ انسان کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ حتیٰ کہ ملائکہ جو قدرت کی تمام قوتوں کے لئے بمنزلہ روح کے ہیں انسان کی فرمانبرداری کا انہیں بھی حکم ہے اور اس طرح انسان کو تمام عناصر آگ۔ پانی۔ ہوا۔ زمین و آسمان۔ حیوان اور درخت۔ سورج۔ چاند اور تمام اجرام سماوی دریا۔ پہاڑ۔ ملائکہ۔ دیوی۔ دیوتا سب کی بندگی اور غلامی سے چھڑا کر سب پر حکمران بنادیا۔

(۲) **انسانوں میں باہمی مساوات اور نسلی و قومی غلامی سے آزادی** تمام بنی نوع انسان کو ایک خدا کی مخلوق اور ایک جوڑے سے پیدا شدہ فرما کر مساوات انسانی کی بنیاد رکھ کر ہر قسم کی قومی اور لونی تفریق کا خاتمہ کر دیا۔ اور پیدائشی بڑائی اور چھٹائی کا خاتمہ کرکے غلامی کو جڑ بنیاد سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔ بتایا کہ ہر ایک انسان غریب ہو یا امیر۔ کالا ہو یا گورا۔ مشرقی ہو یا مغربی۔ مرد ہو یا عورت۔ سب ایک خدا کی مخلوق اور ایک جوڑے سے پیدا ہیں۔ اس لئے سب آزاد اور ایک دوسرے پر یکساں حقوق رکھتے ہیں۔ جیسا کہ فرماتا ہے:- يا ايها الناس اتقوا ربكم الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا ونساء واتقوا الله الذي تساءلون به والارحام ان الله كان عليكم رقيبا (النساء) (ترجمہ) اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا۔ اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت پھیلائے اور اللہ کے حقوق کی نگہداشت کرو جس کے ذریعہ تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رحموں کے حقوق کی نگہداشت کرو۔ بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ یعنی تمہارے اقوال و اعمال اس کی نگاہ میں ہیں"۔ اس میں پہلے دو امور قائم کئے ہیں جن میں انسانی حریت و مساوات کو دکھلایا ہے:-

(۱) اول یہ فرمایا کہ اے انسانو! تم سب ایک رب کی مخلوق ہو۔ یہ سب سے پہلا تعلق ہے جو تمام نوع انسانی کے درمیان قائم کیا۔ جب سب ایک ہی رب کی مخلوق ہیں تو اس کی مخلوق ہونے کے لحاظ سے سب برابر ہوئے۔

(۲) دوم یہ فرمایا کہ اے انسانو! تم سب ایک ہی جوڑے سے پیدا ہو۔ دوسرا تعلق رحم یعنے رشتہداری کے ذریعہ قائم کیا اور تمام نوع انسانی کو ایک کنبہ قرار دیا۔ امیر ہو یا غریب گورا ہو یا کالا۔ سب ایک ماں باپ کی اولاد ہیں لہٰذا حریت و مساوات میں سب برابر ہیں۔

انسانی حریت و مساوات کو اس طرح قائم کرکے پھر سب کے حقوق کی یکساں حفاظت بھی کی۔ اور ان حقوق باہمی کی نگہداشت کے لئے مذکورہ بالا ہی دونوں طریقوں سے کام لیا

ایک خدا کی مخلوق ہونے کا تعلق

سب سے پہلے اس تعلق کو مدنظر رکھنے کا حکم دیا جو ایک خدا کی مخلوق ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگر کوئی اور تعلق بھی انسانوں میں آپس میں نہ ہوتا تو یہ تعلق کیا کم تھا کہ ایک خدا کی مخلوق ہیں

ایک اعتراض اور اسکا جواب

سوال۔ ذیل کا شعر جو حضرت مرزا صاحب نے کہا ہے سه

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے

اس میں مرزا صاحب نے حضرت مسیح کی توہین کی ہے اور اپنے آپکو بہتر بتایا ہے جو ایک غیر نبی کے لئے جائز نہیں ۔

جواب؛ جس جگہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ شعر لکھا ہے اگر اس تمام مضمون کو پڑھ لیا جاتا تو اعتراض کی ضرورت پیش نہ آتی اس مضمون کا ہیڈنگ (عنوان) "ایک شخص ساکن جموں چراغ دین نام کی نسبت اپنی تمام جماعت کو ایک عام اطلاع" ہے اس میں آپ فرماتے ہیں :۔

"اب جو رات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا ۔ تو معلوم ہوا ۔ کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہر ملا اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں ۔ اور رسول بھی اولوالعزم اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کراوے اور قرآن و انجیل کا تفرقہ باہمی دور کرے اور ابن مریم کا ایک حواری بنکر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے ۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا ۔ بلکہ ان کتابوں کو محرف مبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور تاج خاص الیوم اکملت لکم دینکم کا اپنے لئے رکھا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ سب کتابیں انجیل توریت قرآن شریف کے مقابل پر کچھ بھی نہیں ۔ اور ناقص اور محرف اور مبدل ہیں اور تمام بھلائی قرآن شریف میں ہے جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے ۔ قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد الخیر کلہ فی القرآن لا یمسہ الا المطھرون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۱ یعنی ان کو کہہ دے کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ پر یہ وحی ہوتی ہے کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے پاک دل لوگ اس کی حقیقت سمجھتے ہیں پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اس کو ناکامل سمجھ لیں خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مر گیا اور انجیل ایک مردہ اور ناتمام کتاب ہے ۔ پھر زندہ کو مردہ سے کیا جوڑ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں ۔ وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے اور وہ یہ ہے ۔

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ وخرقوا له بنین وبنات بغیر علم قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفواً احد ۔ ویمکرون ویمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین الفتنۃ ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم وقل رب ادخلنی مدخل صدق

یعنی تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے ۔ نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں ۔ اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا ۔ مگر وہ خدا تو واحد لا شریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا ۔ کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لا شریک ہے اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کر دوں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام ۔

زندگی بخش جام احمد ہے کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا سب سے بڑھکر مقام احمد ہے

باغ احمد کا ہم نے پھل کھایا میرا بستان کلام احمد ہے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں ۔ بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھکر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں ۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے ۔ . . . . اب سوچ لو کہ ہم میں اور عیسائیوں میں کس قدر بعد المشرقین ہے جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات سے بہتر سمجھتے ہیں اس کو یہ مفتری قرار دیتے ہیں صلح تو اس حالت میں ہوتی ہے کہ جب فریقین کچھ کچھ چھوڑنا چاہیں ۔ لیکن جس حالت میں ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات پر صلح کریں ۔ اس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہیں ہے بلکہ انجام یہ ہے کہ جھوٹا مذہب بالکل فنا ہو جائے گا ۔ اور زمین کے نیک طینت انسان سچائی کو قبول کرینگے ۔ تب اس دنیا کا خاتمہ ہوگا ہمارا عیسائیوں سے مذہبی رنگ میں کچھ بھی ملاپ نہیں بلکہ ہمارا جواب لوگوں کو یہی ہو قل یا ایھا الکافرون لا اعبد ما تعبدون پس یہ کیسی ناپاک بات ہے جس کا چراغ دین نے دعوےٰ کیا ہے ۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات منہ پر لاوے کہ مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہوں ۔ تا ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کر دوں لعنۃ اللّٰہ علی الکافرین عیسائیت وہ مذہب ہے جسکی نسبت اللّٰہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس کی شامت سے زمین پھٹ جائے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے کیا اس سے صلح ۔ پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہنا کہ میں رسول اللّٰہ ہوں ۔ یہ کسقدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازیچہ اطفال ہے ۔ نادانی ہے یہ نہیں سمجھتا کہ گو پہلے زمانوں میں بعض رسولوں کی تائید ہیں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوئے جیسا کہ حضرت موسےٰ کے ساتھ ہارون لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہے اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے ۔ اسی طرح اس جگہ بھی ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا کہ وہ نعوذ باللّٰہ رسول کہلاوے" صفحہ ۱۹ تا ۲۲

مندرجہ بالا حوالہ میں نے مفصل نقل کر دیا ہے تاکہ اصل حقیقت ظاہر ہو جائے کہ یہاں مقابلہ حضرت نبی کریمؐ کے غلام اور اس ابن مریم کا ہے جس کو عیسائی خدا مانتے ہیں اور جس کا نقشہ ان کی اناجیل میں درج ہے ۔ اس میں قرآن کے مسیح ابن مریم کے متعلق جو خدا کے رسول اور نبی تھے کسی قسم کا اشارہ کنایہ نہیں پایا جاتا ہمارے مخالف علماء خود اس فرق کے قائل ہیں مثلاً مولوی ثناء اللّٰہ امرتسری لکھتا ہے ۔

"ہم توریت انجیل زبور وغیرہ کو کتب الہیہ مانتے ہیں

"کتب مروجہ کو ان کتب سے شرکت اسمی جانتے ہیں"

(اخبار اہلحدیث ۲۰ جون ۱۹۲۳ء)

گویا مروجہ اناجیل کو اصل اناجیل سے محض شرکت اسمی ہے اسی طرح مروجہ اناجیل کے ابن مریم کو اصل ابن مریم سے شرکت اسمی ہوئی ۔

محمد منظور الٰہی

بقیہ صفحہ ۲

بڑھ کر ہے امام حسین شہید نہیں ہوئے وغیرہ وغیرہ آپ نے اپنے وعظ میں صبر اور استقامت سے کام لینے کی تلقین فرمائی اس کے بعد حسب ذیل ریزولیوشن پاس ہوئے ۔

احمدی مبلغ کی حمایت میں ریزولیوشن

(۱) مسلمانان ریوا نصوری کا یہ جلسہ فیجی مسلم لیگ کی اس حرکت پر کہ انہوں نے مولانا مظفر بیگ صاحب کو فریضہ نماز ادا کرنے کے لئے مسجد سے روکا ہے اظہار نفرت کرتا ہے اور ان کے اس رویہ کو اسلام کی تعلیم کے خلاف سمجھتا ہے قرآن مجید میں آیا ہے کہ اس شخص سے ظالم وہ کون شخص ہو سکتا ہے جو کسی کو مسجد سے بندگی خدا سے روکے ۔

(۲) ہم کارکنان مسجد اور سکول ہدایت اسلام نے جو عارضی طور پر فیجی مسلم لیگ صوبہ کو نصوری کے انتظام کے لئے حق دے رکھا ہے اور فیجی مسلم لیگ صوبہ نے کچھ عرصہ سے پھر ہمیں کاری مسجد اور سکول کا حق انتظام واپس کر دیا ہے ۔ ہم آج اپنے نصوری کے مسلمانوں کی رائے سے مستقل طور پر خود نصوری کے تمام اسلامی کاموں کو اپنی ذمہ داری پر لیتے ہیں جس طرح سے ۱۹۰۵ء سے ۱۹۳۰ء تک حالت رہی ۔ چونکہ مسلم لیگ نے شروع ہی سے کفر کی حرکتیں شروع کر دی ہیں اس لئے ہم کسی طرح ان سے تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں ۔

(۳) ہم ریوا کے مسلمان گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ مسلم سکول نصوری کو فیجی مسلم لیگ جلوا سے الگ خیال کرے اور آئندہ گرانٹ ہمارے مقرر کردہ سینجر میاں غلام نبی کو دیا کرے ۔

دو مسلمان خواتین کو تحفہ

آج شام کو مسٹر عبدالرشید قریشی ایم اے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ سروے آف انڈیا نے اپنے دولت خانہ پر کلکتہ ٹی پارٹی گروہ ۔ بطور کے معززین احباب کو مدعو کیا ہے ۔ سب سے پہلے خان بہادر حاجی بدرالدین اسسٹنٹ رجسٹرار کلکتہ ہائی کورٹ کو آپکی صاحبزادیوں رضیہ سلطانہ اور زکیہ سلطانہ کے کلکتہ یونیورسٹی میں آئی اے کے امتحان میں مبلغ بیس روپیہ کی اسکالرشپ حاصل کرنے پر مبارکباد دی گئی اور مولوی حبیب الرحمٰن صادق مسلم مشنری نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی طرف سے ہر دو کتب سیرت خیر البشر اور خلافت راشدہ مصنفہ حضرت مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور بطور انعام پیش کی گئیں خان بہادر حاجی بدرالدین صاحب نے ایک گھنٹہ تک حضرت محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے مبارک حالات بیان فرمائے جس کو حاضرین نے بہت ہی پسند فرمایا حاضرین میں خان بہادر بدرالدین اسسٹنٹ رجسٹرار کلکتہ ہائی کورٹ خان بہادر مشفق الصالحین ریٹائرڈ رجسٹرار مسٹر ایف ۔ اے خان انجنیئر ادم جی جوٹ مل ۔ رانا ظفر علی خان کسٹم آفیسر ڈاکٹر سکندر اصلاح سونیر ۔ مولوی حبیب الرحمن مسلم مشنری مسٹر عبدالرحیم خلف الرشید مولوی عبدالحفیظ اکاؤنٹنٹ جنرل اور مسٹر مظفر حسین خان وغیرہ ۔

خبریں

—— شیخوپورہ۔ ۵ ستمبر۔ موجودہ بارش کی وجہ سے بعض حوادث کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

کھاریانوالہ میں ایک دیوار گر پڑی لیکن امداد ایزدی سے چار بچے اور ان کی والدہ زندہ و سلامت بچ رہے۔ کہا جاتا ہے کہ پانچ بجے صبح وہ سو رہے تھے کہ اچانک چھت گر پڑی اس مکان کے مالک چند منٹ پیشتر اپنے کھیتوں کو جا چکے تھے یہ پانچوں جانیں متواتر دو گھنٹہ تک خاک کے نیچے دبی رہیں۔ بچوں کو معمولی خراشیں آئی ہیں لیکن ماں کا بال تک بیکا نہیں ہوا۔

یہاں پرانے قصبہ میں آٹھ افراد کا ایک اور خاندان بھی قدرتی طور پر بچ گیا۔ یہ لوگ گہری نیند سو رہے تھے کہ چھت گر پڑی۔ لیکن متقابل دیواروں میں درمیانی فاصلہ کی کمی کے باعث وہ سونے والے اشخاص کے اوپر قریباً تین گز کے فاصلہ پر ایک دوسرے سے مل گئیں۔ اور اس طرح ان کی جان بچ گئی

—— خانقاہ ڈوگراں کے قریب ایک شخص سو رہا تھا کہ وہ حیران ہو کر اٹھا اور دیکھا کہ گرد و پیش پانی ہی پانی جمع ہے اس نے تمام گاؤں کو جگا دیا اور اس طرح جان و مال کا بے پناہ نقصان ظہور میں نہ آیا۔ گاؤں کی تمام آبادی جو قریباً تین اشخاص پر مشتمل تھی اپنی چارپائیاں وغیرہ اٹھا کر قریب ہی ایک سڑک پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ گاؤں کے ارد گرد پانی جمع ہے۔ اور وہاں پہنچنے کی کوئی صورت نہیں۔

—— لندن ۴ ستمبر۔ انگلستان میں طویل خشک موسم کا ابھی خاتمہ نہیں ہوا۔ اگرچہ کل تھوڑی فوار ہوئی ہے۔ تمام ملک میں کنوئیں خشک ہو رہے ہیں۔ اور سبز گھاس کہیں بمشکل دکھائی دیتی ہے اگر جلدی ہی وسیع پیمانہ پر بارش نہ ہوئی تو فصلوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔

—— سٹاک ہالم ۴ ستمبر۔ سوویٹ ہوائی جہاز ڈبلیو کے تمام ہوا باز ہلاک ہو گئے۔ ہوائی جہاز ریگا کی ایک اطلاع کے مطابق ماسکو اور لینن کے درمیان گر کر ٹوٹ گیا تھا۔

—— ایک اور سوویٹ ہوائی جہاز ڈبلیو ۳ بھی حال ہی میں تباہ ہو گیا۔ اور اس کے سارے ہوا باز ہلاک ہو گئے لیکن سوویٹ نے اس حادثہ کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔

—— جے پور ۴ اگست۔ مہاراجہ جے پور جو پولو کھیلنے کے لئے یورپ گئے ہوئے تھے واپس آ گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ ریاست کے نظام میں بہت سی تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔ رائٹر و یکلی کے نامہ نگار کو نہایت معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ دہلی کے چیف کمشنر مسٹر تھامسن جے پور آ رہے ہیں۔ آپ کو ریاست کا چیف منسٹر اور ریاست کی کونسل کا وائس پریزیڈنٹ بنایا گیا ہے۔

—— پونا ۴ ستمبر۔ پونا شہر سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ پلیگ کے حملہ سے نو اشخاص مر گئے ہیں مطلع ابر آلود ہے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ یہ مہلک وبا بالکل فنا نہ ہو سکیگی۔

—— نئی دہلی۔ ۴ ستمبر۔ جرائم پیشہ اقوام کے ۷ اشخاص جو چپکے سے دہلی میں داخل ہو گئے تھے اور ایک نواحی مقام میں ٹھہرے ہوئے تھے زیر حراست کئے گئے ہیں۔ حال میں چوری کی بہت سی وارداتیں ہو گئی ہیں۔

—— دہلی ۴ ستمبر۔ جمنا کے کنارہ سڑک پر جو شاہدرہ کو جاتی ہے سونٹ کے قریب پانی چڑھا ہوا ہے۔ افسر سیلاب زدہ علاقہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ مواضعات سے کئی سو مویشی دلہا ہٹ لائے گئے ہیں۔ کھیتوں کا نام و نشان نظر نہیں آتا۔

—— مولوی محمد عبدالصمد مقتدری نائب ناظم جمعیتہ مرکزیہ علمائے ہندو سیکرٹری مجلس عاملہ علمائے صوبجات متحدہ اوجین سے بذریعہ برقی پیغام مطلع فرماتے ہیں کہ مسلمانان اوجین کی دو پارٹیوں میں جن میں تنازعات کی موجودگی بیان کی جاتی ہے ان کی نسبت جمعیتہ مرکزیہ علمائے ہند کی طرف سے تحقیقات کی گئی دونوں پارٹیاں تحقیقات سے دلچسپی لے رہی ہیں۔ ایک پارٹی نے اپنے دعاوی پیش کئے ہیں۔ اور دوسری پارٹی عنقریب اس کا جواب دینے والی ہے اوجین کے متعلق ایسی خبریں کہ جن میں ان تنازعات کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے اشاعت فوراً بند ہو جانی چاہئیے۔ ورنہ مساعی مصالحت کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

—— برلن۔ ۳۱ اگست۔ زیم برگ میں نازی کانگرس کے انعقاد کے سلسلہ میں وسیع پیمانہ پر تیاریاں ہو رہی ہیں اور سارے شہر میں سخت جوش و خروش پھیل رہا ہے جرمنی کے ہر حصے سے بھوری قمیص والوں کی لاریاں اور سپیشل ٹرینیں بھری ہوئی یہاں پہنچ رہی ہیں۔ یہ شہر جس نے ابھی تک نازی تحریک میں سرگرم حصہ نہیں لیا تھا اب نازی لیڈر ہر ہٹلر کے خیر مقدم کے لئے عظیم الشان تیاریاں کر رہا ہے۔

زیم برگ۔ ۳۱ اگست۔ ہر ہٹلر کے ڈکٹیٹر مقرر ہونے کے بعد پہلی نازی کانفرنس کا انعقاد یہاں عمل میں آیا ہے۔ آج ہر ہٹلر کی آمد پر اس قدر عظیم الشان استقبال کیا گیا جس کی جرمن تاریخ میں نظیر نہیں مل سکتی کبھی کسی جرمن قیصر کی آمد پر اس قدر جوش و خروش کا مظاہرہ نہیں ہوا جتنا آج ہر ہٹلر کی آمد کیا گیا ہے۔ شہر جانسار ہٹلر کی تصاویر سے مزین تھا اور بازاروں میں ہزاروں باوردی بھوری قمیص والوں کا اجتماع تھا تیس میل کے فاصلہ تک ہوٹل اور بورڈنگ ہوس تماشائیوں سے بھرے تھے۔ کل نازی کانگرس کا افتتاح عمل میں آئے گا جسمیں ہر ہٹلر نازی تحریک کی ترقی پر تبصرہ کریں گے اور شنبہ کو ساٹھ ہزار نوجوان کرایہ ادا کئے بغیر زیم برگ پہنچیں گے اور ہر ہٹلر کا پر جوش خطبہ سنیں گے۔

—— پیرس و بذریعہ ڈاک سلطان مراکش اپنے سالانہ دورہ پر فرانس تشریف لائے ہیں اگرچہ اس موقعہ پر آپ کی آمد پرائیویٹ تھی لیکن جس وقت آپ مرسیلز پہنچے تو سرکاری استقبال کیا گیا اور آپ نے خیر مقدم کی تقریر کا عمدہ فرانسیسی زبان میں جواب دیا بعد ازاں آپ موٹر کار میں لیان اور ایویان روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد آپ ویشی جائیں گے۔ اور آخر کار ایک ہفتہ پیرس میں قیام فرمائیں گے جب سابق ہز مجسٹی محمد بن یوسف سلطان مراکش کے ساتھ ان کا چھوٹا صاحبزادہ بھی ہے۔ پیرس کے گذشتہ دورہ کے موقعہ پر بچہ شہزادہ پیرس میں بہت ہر دلعزیز ہو گیا تھا۔ بلدیہ پیرس اور دیگر اداروں نے شہزادہ کو کھلونے پیش کئے تھے اور شہزادہ کے پیرس میں سب نے یاد فوٹو اتارے گئے تھے۔ سلطان کو توقع ہے کہ وہ آئندہ ماہ کے آغاز میں مراکش لے جائیں گے۔

—— عربی نمائش میں مصر نے عام مقبولیت حاصل کی ہے۔ نمائش جاری ہے اور مصر سے حال ہی میں نادر اور اعلیٰ قسم کی مصنوعات نمائشگاہ میں لائی گئی ہیں۔

—— فلسطین میں عربی نمائش کو جو شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے اس سے نہ صرف فلسطین کے یہودیوں کے دلوں پر سانپ لوٹ گئے بلکہ یہودیوں کے ممد و معاون انگریزی حکام کے دل بھی مجروح ہیں۔

انگریزی حکام کسی صورت سے یہ گوارہ نہیں کر سکتے کہ عرب اپنے ملک کی سرزمین میں خودداری کے ساتھ زندہ رہیں اور ترقی کے مواقع سے مستفید ہوں۔ معلوم ہوا ہے کہ نمائش کو ناکام بنانے کے لئے ان حکام نے بعض ایسی مضحکہ انگیز کوششیں کی ہیں جن پر افسوس ہوتا ہے۔

یہ معلوم ہوگا کہ عربی نمائش میں تمام عرب ممالک شریک تھے اور ان کے پرچم فضائے آسمانی میں لہراتے تھے اسی سلسلہ میں عراق کے اخبار نویسوں نے ایک وفد بھیجا تھا تاکہ عراق میں عربی مصنوعات کا وسعت کے ساتھ پروپیگنڈا کیا جائے جب اس وفد کے ارکان فلسطین میں داخل ہونے لگے تو انگریزی حکام نے ان کو داخل ہونے سے روک دیا اور مجبوراً مصر کی طرف روانہ ہو گئے مصر میں وفد کے ارکان کو مصری برادران نے خوش آمدید کہا ہے۔

خط لکھتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجیے۔۔۔

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۸

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر محمد اعظم الحق ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰی ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صلحا اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ لاہور۔ یوم دوشنبہ مطبوعہ ۲۰ جماد[illegible] ۱۳[illegible]ھ مطابق [illegible] ۱۹۳۳ء نمبر ۵۲

فتح مند اور غالب ہونے کا ذریعہ

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہوجائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو۔ اور ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر ایک طرف سے کوشش ہوگی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤگے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑینگی۔ اور ہر ایک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دیگا وہ خیال کرے گا کہ اسلام کی حمایت کررہا ہے اور کچھ آسمانی ابتلا بھی تم پر آئیں گے۔ تاکہ تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہوجانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہوجائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہونگی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے۔ اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کرلو۔ ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔ یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں۔ اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہوسکتے لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہوجائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو؟ اس کا اس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ

تقوٰی سے

سو اے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں سو تقوٰی یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ۔ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔

قبول احمدیت نمبر

آئندہ ماہوار ایڈیشن کے متعلق

ضروری اعلان

ماہوار ایڈیشنوں کو زیادہ مفید و دلچسپ بنانے کے لئے یہ تجویز عرصہ سے میرے ذہن میں تھی کہ ہر ایک ماہوار ایڈیشن کسی خاص موضوع کے لئے وقف کردیا جائے۔ اس طرح تمام ضروری مسائل کے متعلق نہایت قیمتی اور مفید ذخیرہ جمع ہوجائے۔ چنانچہ اس تجویز کو عملی صورت دینے اور اس کا تجربہ کرنے کے لئے ارادہ کیا گیا ہے کہ ۳۰ اکتوبر کا ماہوار ایڈیشن اس[illegible]
شائع کیا جائے۔ اس نمبر میں مختلف احباب[illegible]
مضامین شائع کئے جائیں گے جن میں وہ اُ[illegible]
ڈالیں گے جو ان کے لئے خصوصیت سے
باعث بنے۔ آج کل مخالفین حضرت
عالیہ کے فرضی وخیالی دعو[illegible]
سے شائع کر رہے ہیں ا[illegible]
احمدی بزرگ اور د[illegible]
حقیقی محاسن بھ[illegible]
کے مطابق[illegible]
مفید[illegible]
[illegible]

شملہ میں تین مناظرے

قادیانی اور غیر احمدی مناظرات پر تبصرہ

(پیغام صلح کے خاص رپورٹر کے قلم سے)

حیات مسیح

۲۷ر اگست ۱۹۳۳ء کو شملہ میں قادیانی احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان تین مناظرے ہوئے۔ پہلا مناظرہ مسئلہ حیات مسیح پر تھا مولوی احمد دین گکھڑوی نے بخیال خویش تیس دلائل حیات مسیح پر پیش کئے اور اپنی طرف سے بہت خوبصورتی کے ساتھ حیات مسیح کو ثابت کرنے کی کوشش کی مگر جسے خدا نے موت دیدی اسے کسی کے دلائل کیونکر زندہ کر سکتے ہیں۔

نزول عیسٰی

مولوی احمد دین صاحب نے احادیث نبوی کو جنمیں نزول عیسٰی کا ذکر ہے پیش کر کے کہا کہ آنحضرت صلعم کا قسم کھا کر نزول عیسٰی کہ کرنا بتا رہا ہے کہ وہی عیسٰی نازل ہونگے اس کے جواب میں مولوی جلال الدین صاحب شمس نے کہا کہ نزول عیسٰی کے وہی معنے ہیں جو "انزل الیکم ذکرا رسولا" کے معنے ہیں۔ جس طرح کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نزول ہوا۔ انہی معنوں میں مسیح موعود کا بھی نزول ہے۔ پھر قرآن مجید میں تو ہے کہ ان من شئی الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ پس جب ہر شے اندازہ کے مطابق نازل کی جاتی ہے تو عیسٰی کا نزول بھی یہی معنے رکھتا ہے۔

انزل من السماء ماء

مولوی احمد دین صاحب "ماہر طبعیات" نے بڑے زور سے فرمایا کہ دیکھو خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ ہم پانی کو آسمان سے نازل کرتے ہیں جس طرح مینہ کا پانی آسمان سے اترتا ہے اسی طرح عیسٰی کا نزول ہوگا۔

مگر اس فاضل لاثانی نے یہ نہ خیال کیا کہ قرآن پاک میں "انزلنا الحدید" بھی موجود ہے۔ تو کیا لوہا بھی آسمان سے ہی [illegible] رتا ہے۔ اور کیا بارش بادل سے ہوتی ہے یا آسمان سے۔ [illegible] سے بارش ہوتی ہے وہ زمین کے احاطہ میں ہی ہوتے ہیں۔

رفع الی

[illegible] فاضل نے نئی دلیل یہ پیش کی کہ "رفع کا صاحب رفع کے مفعول کا بجسدہ رفع مقصود ہوتا ہے [illegible] لمان میں کسی کا مع جسد بادشاہ کے حضور [illegible] رفع صبیا الی رسول اللہ [illegible] نصری آنحضرت صلعم کے حضور [illegible] جسم عنصری اللہ تعالے [illegible] سلہ الی ہی ہے۔

[illegible] کہا کہ یہ

متواضع انسان کے جسم کا آسمان ہفتم پر جانا۔ اس [illegible] الی اللہ پر غور کیا جائے تو قرآن مجید میں "انی [illegible] اور "انی ذاھب الی ربی" کے الفاظ موجو[د] [illegible] ان الفاظ سے آسمان پر جانا مراد نہیں لیا۔ جا[illegible] یہ الفاظ زیادہ صاف اور واضح ہیں۔

[illegible] ہ اگر رفع [illegible] لی سابی" [illegible] لین کسی نے [illegible] الی اللہ سے

مولوی احمد دین صاحب اس اعتراض [illegible] سکے اور ہر سمجھدار انسان یہ کہنے پر مجبور تھا کہ [illegible] آگئی۔ اور حقیقت آشکارا ہوگئی۔

[illegible] ب بالکل نہ دے [illegible] ظلمت پر غالب [illegible] ثابت ہوگئی۔

دوسرا مناظرہ

امکان نبوت

دوسرا مناظرہ امکان [illegible]

مولوی اسعد اللہ صاحب فاضل سہار[نپوری] [illegible] مناظر تھے۔ اور قادیانی احمدیوں کی طرف سے مو[لوی] [illegible] مولوی محمد سلیم صاحب نے قرآن مجید کی [illegible] کی کوشش کی کہ نبوت جاری ہے۔ یہ [illegible] یطع اللہ والرسول فاولئک [illegible] کے نبوت مستقلہ کے متعلق تھیں اس [illegible]

[illegible] اس مناظرہ میں [illegible] احمدیوں کی طرف سے [illegible] محمد سلیم قادیانی تھے [illegible] سے یہ ثابت کر[نے] [illegible] سوائے آیت من [illegible] انعم اللہ علیھم [illegible] نکلتا تھا کہ اگر قادیانی

فاضل کے دلائل درست ہیں تو پھر تمام قسم کی نبوت جاری ہے۔ اور ختم نبوت کے صرف اتنے ہی معنے ہوسکیں گے کہ آنحضرت صلعم کمالات نبوت میں سب سے بڑھے ہوئے تھے اور ہم بلا رو رعایت یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ سب دلائل ایک بابی یا بہائی کے منہ سے نکلتے تو اچھا ہوتا کیونکہ حضرت مسیح موعود ان سب دلائل کا جواب ختم نبوت کے معنے کر کے خود دے چکے ہیں۔ اس [illegible] نے غیر احمدیوں کے سامنے ان آیات سے استدلال محض اپنے آپ کو ذلیل کرانا ہے۔

مولوی اسعد اللہ صاحب کا جواب

علاوہ اور جوابات کے فاضل غیر احمدی مناظر نے کہا کہ:-

(۱) تباؤ ان آیات سے مرزا صاحب نے کیوں کبھی اجرائے نبوت پر استدلال نہیں کیا؟

(۲) ان آیات کی رو سے تو تش[ریعی] [illegible] تسلیم کرنا ہوگا۔ کیونکہ اگر ان [illegible] ثابت ہوگا تو ظلی بروزی [illegible] ہوگی اور وہ فریق ثانی کے نز[دیک] [illegible] ان آیات سے کونسی نبوت [illegible] [تش]ریعی نبوت کا اجرا بھی آپ ک[و] [illegible] آیات سے اجرائے نبوت [illegible] نبوت نہیں بلکہ حقیقی نبوت ثابت [illegible] ر دیک بھی بند ہے۔ پس تباؤ [illegible] جاری ہے۔

(۳) تباؤ آیت خاتم النب[یین] [illegible] بند ہے۔ اگر کہو تشریعی نب[وت] [illegible] ہے جبکہ دیگر آیات [illegible] بزعم فریق جا[illegible] [النب]یین کی رو سے کونسی نبوت [illegible] [نبو]ت بند ہے تو اس کا کونسا قرینہ [illegible] [ح]الانکہ وہ فریق مخالف سے ہر قسم کی نبوت [illegible] [جا]ری ثابت ہوتی ہے۔

(۴) اگر خاتم ال[نب]یین کے الفاظ سے تشریعی نبوت بند ہے تو خاتم کے معنے بند کرنے والے کے ہوئے اور قادیانی مناظر کا یہ کہنا کہ نبوت جاری ہے غلط ہوگیا۔ رہا یہ کہنا کہ تشریعی نبوت بند ہے یہ صحیح نہیں۔ خاتم النبین کے معنے ہیں ہر قسم کی نبوت کو بند کرنے والا جیسا کہ "ہر نبوت را بروشد اختتام"

کے الفاظ سے ظاہر ہے جو خود مرزا صاحب نے لکھے ہیں۔

مسیح موعود کی تحریریں

اس موقعہ پر مولوی اسعد اللہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی چند ایک اور تحریریں پیش کیں جن کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم پر ہر نبوت ختم ہوگئی اب آئندہ نہ نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا۔ نہ تشریعی نبی آسکتا ہے نہ غیر تشریعی جیسا کہ آیت خاتم النبین کی تشریح حدیث نبوی لا نبی بعدی سے ظاہر ہے۔

قادیانی فاضل کا جواب

اس پر قادیانی مولوی فاضل نے کہا کہ تشریعی نبوت تو ختم ہو چکی ہے لیکن ظلی نبوت باقی ہے جیسا کہ آیت من یطع اللہ والرسول سے ظاہر ہے اور نیز آنحضرت صلعم کی حدیث "لو عاش ابراھیم کان صدیقا نبیا" سے ثابت ہے۔ اور جو عبارتیں حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے پیش کی گئی ہیں ان کا مطلب یہی ہے کہ مستقل نبوت تشریعی ہو یا غیر تشریعی وہ بند ہے۔ اس لئے مستقل نبی خواہ نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا۔ ان عبارتوں کی رو سے ظلی نبی کا آنا بند نہیں ہے۔ اور ظلی نبوت سے مراد وہ نبوت ہے جو فیضان محمدی کا نتیجہ ہے۔

اوپر کے جواب پر ہمارا ریمارک

ناظرین اوپر کا جواب اگر ذرا سا اور صاف ہو جائے تو حضرت مسیح موعود کا صحیح مذہب پبلک میں آجاتا ہے جو اس وقت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا مسلک ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ سلسلہ نبوت و رسالت تو بند ہے ہاں ظلی نبوت جسکے معنی ہیں فیضان محمدی سے وحی پانا وہ تا قیامت جاری ہے اور بلاشبہ صدہا کاملان امت محمدیہ میں ظلی طور پر کمالات نبوت محمدیہ میں دریا کی طرح موجزن تھے اور اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو یہ تمام اہل اللہ انبیاء اللہ کہلانے کے مستحق تھے۔ مگر خدا کی حکمت مصلحت کے ماتحت صرف مسیح موعود کو ہی نبی اللہ کا اعزازی خطاب دیا گیا تاکہ حضرت عیسٰی سے تکمیل مشابہت ہو کر سلسلہ محمدی سلسلہ موسوی سے کامل طور پر مشابہ ہو جائے۔ ورنہ خاتم النبیین کے بعد نبی کیسا؟

فاضل قادیانی کا مطالبہ

مولوی محمد سلیم صاحب نے مولوی اسعد اللہ سے مطالبہ کیا کہ وہی بتادیں۔ کہ حضرت مسیح موعود نے دعویٰ نبوت کیا ہے یا نہیں اگر کیا ہے تو پھر وہ مرزا صاحب کی وہ تحریریں جن سے ان کے خیال میں نبوت کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا کیوں پیش کرتے ہیں جبکہ ان تحریروں کی موجودگی میں ان کے علما نے حضرت مرزا صاحب پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہوئے کہا تھا کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں

مولوی اسعد اللہ کا حلفیہ جواب

اس پر مولوی اسعد اللہ صاحب نے علی رؤس الاشہاد بلند آواز سے کہا کہ "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس قدر تحریریں میں نے پیش کی ہیں ان تحریروں سے تو یہی ظاہر ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔"

نتیجہ

اس حلفیہ بیان سے اگرچہ صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ مولوی اسعد اللہ صاحب کی پیش کردہ عبارتوں میں دعویٰ نبوت نہیں ہے مگر حق یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تمام تحریروں میں ہی نبوت کا دعویٰ نہیں ہے۔ یہ نادان دوستوں اور بدنیت دشمنوں کا محض افترا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم دوشنبہ مورخہ ۲۰ جمادی الاول ۵۲ھ	نمبر ۵۲

قرآن کریم کے مطابق خدا کی ہستی

گزشتہ دنوں آریہ سماج ڈلہوزی کا جلسہ منعقد ہوا جس میں "میرے مذہب کے مطابق خدا کی ہستی" کے موضوع پر مختلف مذاہب کے نمائندوں نے تقریریں کیں مسلمانوں کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ مقامی انجمن اسلامیہ کی استدعا پر حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ نے مندرجہ ذیل مضمون اس اجتماع میں پڑھنے کے لئے تحریر فرمایا جو بے حد مقبول ہوا۔ سکرٹری انجمن مذکور اپنے والانامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "خدا کے فضل سے مضمون نہایت کامیاب رہا۔ مسلمانوں کو اس کے سننے سے جو مسرت ہوئی وہ ناقابل بیان ہے۔ خداوند کریم ڈاکٹر صاحب ممدوح ایسی برگزیدہ ہستیوں کو تادیر سلامت رکھے"۔ مضمون فی الحقیقت مختصر ہونے کے باوجود نہایت جامع اور موثر ہے اس لئے ہم نے سفر ڈلہوزی میں اس کو "پیغام صلح" کے لئے حاصل کر لیا اور بصد مسرت قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ (ایڈیٹر)

ایک ضروری اصول

اپنے مذہب کے مطابق خدا کی ہستی بیان کرنے کے لئے سب سے پہلے ضروری امر یہ ہے کہ ہر ایک مذہب والا اپنے خدا کی جو تصویر کھینچے وہ اپنی الہامی کتاب کے مطابق کھینچے اور جو اس کی صفات اور توحید کے متعلق کہے اپنی الہامی کتاب سے کہے کسی شخص کا اپنے دماغ اور اپنے تخیل سے خدا کی صفات یا تخیل کو پیش کرنا اس مذہب کی صحیح نمائندگی نہیں ہو سکتی جس کے لئے وہ کھڑا ہوا ہے بلکہ بالکل ممکن ہے کہ ادھر ادھر کے فلسفیوں یا دیگر اہل مذاہب کے خیالات سے متاثر ہو کر اس نے خدا کے متعلق کوئی تخیل قایم کر لیا ہو۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کے متعلق جو تخیل اور اس کی صفات اور توحید کے متعلق جو امر بھی پیش کیا جائے وہ اپنی الہامی کتاب سے مستند اور مدلل کر کے پیش کیا جائے۔ یعنے مسلمان اپنے قرآن سے اور عیسائی اپنی انجیل سے اور آریہ اپنے ویدوں سے پیش کریں۔ تا اپنے اپنے مذہب کی صحیح نمائندگی کا حق ادا ہو۔ ورنہ بالکل ممکن ہے کہ وہ مضمون بیان کرنے والے کا اپنا تخیل ہو اور اصل الہامی کتاب کا پیش کردہ خدا نہ ہو۔ اس اصول کے مطابق میں جو کچھ پیش کرونگا اپنی الہامی کتاب قرآن سے پیش کروں گا۔

قرآن کریم کا ارشاد

قرآن کریم فرماتا ہے:۔

قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفواً احد۔ کہدے وہ اللہ ایک ہے احد اسے کہتے ہیں جس میں دوئی کا کوئی امکان نہ ہو اور اس کی ذات اور صفات اور افعال میں کوئی شریک نہ ہو نہ کوئی بت۔ نہ شجر نہ حجر نہ سورج نہ چاند۔ نہ کوئی دیوی نہ دیوتا۔ نہ فرشتہ نہ انسان نہ مادہ نہ روح نہ زمانہ نہ مکان۔ اللہ بے احتیاج ہے

پھر فرمایا اللہ الصمد یعنے اللہ بے احتیاج ہے۔ اور سب اس کے محتاج ہیں۔ واضح ہو کہ یہ صفت الٰہی ہے جس پر خدا کی توحید کا انحصار اور قیام ہے۔ اگر یہ صفت نہ ہو تو توحید کا سورج گہنا جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر خدا بھی مخلوق کی طرح دوسری چیزوں کا محتاج ہو تو پھر ماننا پڑے گا کہ وہ سب چیزیں ہمیشہ سے اس کے ساتھ ہیں۔ اور اس کی خدائی محض ان چیزوں کے طفیل میں چل رہی ہے۔ مثلاً خدا کی صفت دیکھنے کی اگر مخلوق کی طرح آنکھ اور روشنی کی محتاج ہے۔ یا اس کی صفت سننے کی مخلوق کی طرح کان اور ہوا کی محتاج ہے۔ تو پھر ضروری ہوا کہ وہ بغیر آنکھ اور کان اور روشنی اور ہوا کے دیکھ سن نہیں سکتا۔ پھر یہ بھی ضروری ہوا کہ ہوا اور روشنی ابتدا سے خدا کے ساتھ ساتھ ہوں۔ اور اگر یہ چیزیں نہ ہوتیں تو وہ بیچارہ نہ کچھ دیکھ سکتا تھا نہ سن سکتا تھا۔ اسی طرح اگر اس کی آنکھ اور کان کے حواس کسی وجہ سے زائل ہو جائیں تو وہ ہمیشہ کے لئے اندھا اور بہرا ہو جائے گا۔ اسی طرح وہ اگر کسی چیز کے بنانے میں انسان کی طرح مادہ اور ہاتھ کا محتاج ہے تو پھر ضروری ہوا کہ یہ مانا جائے کہ اس کا ہاتھ بھی ہے اور مادہ ہمیشہ سے اس کے ساتھ اور اس کی خدائی میں شریک ہے۔ کیونکہ اگر مادہ نہ ہوتا تو وہ کچھ بھی پیدا نہ کر سکتا اور نتیجہ یہ ہوتا کہ اس کی خدائی ہی نہ چل سکتی اور وہ کسی چیز کا بھی نہ خالق ہوتا نہ مالک ہوتا۔ اندریں حالات پھر ماننا پڑے گا کہ یہ دوسری چیزوں کا اس پر بڑا احسان ہے جس سے اس کی خدائی چل رہی ہے۔ اگر روشنی نہ ہوتی تو وہ دیکھ نہ سکتا اگر ہوا نہ ہوتی تو وہ سن نہ سکتا۔ اور اگر مادہ نہ ہوتا تو وہ کچھ بھی پیدا نہ کر سکتا۔ پس اس طرح اس کی خدائی میں یہ سب چیزیں شریک ٹھہر جاتی ہیں۔ بلکہ اس کی محسن ٹھہرتی ہیں اور چاہیے کہ بجائے اس کے کہ خدا ان سب کا معبود ہو خدا ان سب چیزوں کا شکریہ ادا کرتا رہے۔ جن کی وجہ سے اس کی صفات کام کرتی اور اس کی خدائی چلتی ہے۔ انہی قباحتوں کو دور کرنے کے لئے قرآن نے اللہ تعالیٰ کو صمد بتایا ہے یعنے وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ بلکہ سب اس کے محتاج ہیں۔ اسے دیکھنے کے لئے نہ آنکھ کی ضرورت ہے نہ روشنی کی۔ وہ بغیر کسی جسمانی آنکھ کے تاریکی میں بھی اسیطرح دیکھتا ہے۔ جس طرح روشنی میں۔ ظاہر کو بھی دیکھتا ہے اور باطن کو بھی جہاں کسی روشنی کا گزر نہیں۔ اسیطرح وہ سنتا ہے۔ مگر اس کے سننے کے لئے نہ کان کی ضرورت ہے نہ ہوا کی۔ وہ بغیر کسی جسمانی کان کے اور بغیر ہوا کے ہر ایک چیز کی آواز سنتا ہے۔ وہ جہاں ہوا ہو وہاں بھی سنتا ہے۔ اور جہاں ہوا کا وجود نہ بھی ہو وہاں بھی سنتا ہے۔ وہ آسمان اور زمین ہر جگہ یکساں سنتا ہے۔ اسی طرح کسی چیز کے پیدا کرنے کے لئے اسے نہ کسی جسمانی ہاتھ کی ضرورت ہے نہ مادہ کی۔ وہ بغیر ہاتھ کے سب کچھ پیدا کرتا ہے اور بغیر مادہ کے ہست سے نیست کرنے پر قادر ہے۔ زمانہ اور مکان کا تعلق مادہ کی محدودیت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ مادہ کی حدبندیوں کو ناپنے کے دو پیمانے ہیں۔ پس قرآن جو خدا پیش کرتا ہے۔ وہ مکان اور زمانہ کی قیود سے بلند و بالا ہے اسے نہ کسی مکان کی حاجت ہے نہ زمانہ کی۔ وہ قوانین میں مقید نہیں۔ بلکہ قوانین اس کے بنائے ہوئے ہیں۔ تا مخلوق ان کے ماتحت اپنی ہستی کو قایم رکھے اور ترقی کر سکے۔ قوانین کی احتیاج مخلوق کو ہے نہ کہ خالق کو۔ ہاں مخلوق محتاج تھی قوانین کی اور اس لئے صمد خدا نے اپنی مخلوق کی احتیاج کو پورا کرنے کے لئے قوانین بنائے تا انکے ماتحت اس کی نشو و نما کا سلسلہ جاری رہے اور مکان اور زمان کی حدبندیاں بنائیں تا اس کے مطابق وہ اپنی ہستی کو سمجھ سکے اور ایک دوسرے سے صحیح نسبت کو قایم رکھ سکے اس کے لئے آفتاب اور ماہتاب آسمان اور زمین۔ غلہ اور اناج۔ پانی اور ہوا وغیرہ سب چیزیں پیدا کیں تا مخلوق کی احتیاج پوری ہو سکے۔ پس قرآن نے جو خدا کا تخیل پیش کیا ہے وہ صمد کا لفظ فرما کر بتایا ہے کہ توحید کا کمال اپنے اندر رکھتا ہے۔ یعنے خدا اپنی خدائی یا صفات کے معرض فعل میں ظہور کرنے کے لئے کسی چیز کا محتاج نہیں بلکہ ہر ایک چیز جو دنیا میں نظر آ رہی ہے اپنی ہستی اور زندگی یا قیام کے لئے خدا کی محتاج ہے۔

توحید معرفت کی تکمیل

اس کے بعد توحید معرفت کی تکمیل لم یلد ولم یولد فرما کر کی۔ کہ اس نے نہ کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا یعنے اس کے نہ کوئی بیٹا ہے نہ بیٹی۔ نہ باپ نہ ماں گویا توالد و تناسل کا تخیل خدا کی نسبت محض غلط ہے۔ ظاہر ہے کہ توالد و تناسل کا سلسلہ نوع کی بقا کے لئے ہوتا ہے یعنے اگر ایک شخص فوت ہو جائے تو اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوتا ہے۔ اور اس طرح اس کی نوع قایم رہتی ہے۔ درخت کا بیج ہوتا ہے۔ اس بیج سے دوسرا درخت پیدا ہوتا ہے۔ اور اس طرح درخت کی نوع چل پڑتی ہے۔ اور اگر وہ اصلی درخت مرجھا جائے اور فنا ہو جائے تو اس توالد و تناسل کے سلسلہ کی وجہ سے اس کی نوع ضائع نہیں ہوتی۔ اسی طرح انسان میں بیٹے کا پیدا ہونا اسی لئے ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد وہ اس کا جانشین ہو اور اس کی نسل ضائع نہ ہو اور نوع قایم رہے اسی واسطے جن چیزوں میں موت فوت کا سلسلہ نہیں وہاں توالد و تناسل کا سلسلہ بھی نہیں۔ سورج کوئی بیٹا نہیں جنتا پہاڑ کے لڑکا پیدا نہیں ہوتا۔ پس خدا چونکہ ہمیشہ سے ہے

(باقی بر صفحہ ۶)

قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت اور ہر قسم کی غلامی سے آزادی کا اعلان

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

(۲)

غلام بنانے کے دو طریق

جیسا کہ میں بیان کر آیا ہوں اسلام سے قبل طاقتور کمزوروں کو دو طریق سے غلام بنا کر ان کی آزادی سلب کر لیا کرتے تھے:-

(۱) جنگ کے دوران میں فریق مخالف کے لوگوں کو قید کر لینا اور ہمیشہ کے لئے ان کی آزادی سلب کر کے انہیں لونڈی غلام بنا لینا۔

(۲) جب جنگ نہ ہو تب بھی چوری چھپے یا کھلم کھلا کسی مرد یا عورت۔ لڑکے یا لڑکی کو لے بھاگنا یا چھین لینا اور پھر انہیں ہمیشہ کے لئے اپنا غلام یا لونڈی بنا لینا یا اسے آگے فروخت کر دینا اور اس طرح وہ ہمیشہ کے لئے اپنی آزادی سے محروم ہو جاتے تھے۔

غلام بنانے کے یہ دو طریق اس زمانہ میں اس قدر عام تھے کہ دنیا کا کوئی حصہ نہ تھا جہاں یہ فتنہ موجود نہ تھا بلکہ طاقتور اسے اپنی طاقت اور شرافت وعظمت کا نشان سمجھتے تھے۔ قرآن نے تمام نسل انسانی کو اس مصیبت سے تین حکموں کے ذریعے نجات دلا دی۔ اور اس خوبی اور صفائی سے یہ احکام بیان فرمائے ہیں کہ غلامی حرف غلط کی طرح مٹ کر رہ جاتی ہے:-

پہلا حکم

(۱) سب سے پہلے تو صریح اور صاف طور پر حکم دیدیا کہ کسی شخص کی آزادی سلب نہ کی جائے۔ جب تک کہ جنگ نہ ہو یعنے **طریق نمبر ۲** کو جس کے ذریعہ طاقتور اور ظالم لوگ کمزور لوگوں کو چوری چھپے یا کھلم کھلا زبردستی پکڑ کر لونڈی غلام بنا لیا کرتے تھے نہایت سختی سے روک دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ **ما کان لنبی ان یکون له اسریٰ حتی یثخن فی الارض۔ تریدون عرض الدنیا والله یرید الاٰخرة۔ والله عزیز حکیم ه لولا کتٰب من الله سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم ه** (الانفال) نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کے قبضہ میں قیدی ہوں۔ جب تک کہ وہ جنگ کر کے زمین میں غلبہ حاصل نہ کرے۔ تم دنیا کی پونجی چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے حکم نہ ہو چکا ہوتا تو جو تم نے کیا تھا یا کرنے لگے تھے اس پر تم کو بڑا بھاری عذاب پہنچتا۔

ہجرت کے بعد جب کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کے منصوبے کرنے لگے تو آپ نے مکہ والوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے ایک چھوٹی سی جماعت بھیجی انہیں کفار مکہ میں سے تین آدمی مل گئے جن پر انہوں نے بلا اجازت حضرت نبی کریم صلعم حملہ کر دیا۔ اور ایک کو قتل کیا اور دو کو گرفتار کر کے مدینہ لے آئے آنحضرت صلعم نے اس حملہ پر سخت اظہار ناراضگی فرمایا اور مقتول کا خون بہا ادا کیا۔ اور قیدیوں کو چھوڑ دیا اسی طرح جنگ بدر کے موقعہ پر بعض مسلمانوں کا خیال ہوا کہ بجائے فوج سے جنگ کرنے کے قافلہ پر حملہ کر دیں ان وجوہات کی بنا پر یہ آیت نازل ہوئی کہ تم نے نبی کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ جو کچھ طریقے تمہارے اب تک ایام جاہلیت میں لوگوں کو گرفتار کرنے کے تھے ان میں دنیا مطلوب تھی۔ اور یہاں مطلوب آخرت ہے۔ وہ زمانہ گیا۔ اب نبی آگیا اب سوائے جنگ کے اور کسی طرح پر قیدی پکڑنے ناراضگی الٰہی اور عذاب عظیم کا موجب ہیں۔ اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ یعنی اس کا یہ حکم نہایت اعلیٰ درجہ کی حکمتوں پر مبنی ہے جس میں حقیقی نفع ہے اور اگر تم اس کا حکم توڑو گے تو یاد رکھو وہ سب پر غالب ہے اس کا حکم توڑ کر تم سزا سے نہیں بچ سکتے۔ اب کی دفعہ بھی خدا کی مہربانی سے بچ گئے کہ جنگ بدر ہونی پہلے سے مقدر تھی یا خدا کا یہ قاعدہ نہیں کہ وہ بغیر ہدایت دیئے باز پرس کرے اور سزا دے ورنہ جو حرکت تم سے سرزد ہوئی یا تم مرتکب ہونے لگے تھے وہ ایسی تھی کہ تمہیں سخت سزا ملتی۔

(نوٹ) تریدون عرض الدنیا میں وہ لوگ مخاطب ہیں جو کفار کی ایک چھوٹی سی جماعت پر جنگ شروع ہونے سے قبل حملہ کر بیٹھے تھے یا جنگ بدر کے موقعہ پر قافلہ پر حملہ کرنے کا مشورہ دیتے تھے نبی کریم صلعم **والله یرید الاٰخرة** میں شامل ہیں کیونکہ اللہ کا ارادہ نبی سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔ نبی آخرت چاہتا ہے دنیا نہیں چاہتا۔

اب ذرا ملاحظہ ہو کہ مذکورہ بالا آیت میں کس قدر تنبیہ کی ہے اور کیسا ڈانٹا ہے اور صاف طور پر بتا دیا ہے کہ پہلا زمانہ گذر گیا اب نبی آگیا۔ جنگ میں غالب ہونے کی صورت میں جو قیدی گرفتار ہو کر آتے ہیں ان کے سوا اب اور کسی صورت میں لوگوں کو قید کرنا اور ان کی آزادی سلب کرنا جائز نہیں۔ اور جو کوئی ایسا کرے گا۔ وہ مستوجب سزا ہوگا۔

دوسرا حکم

(۲) یہ تو فیصلہ ہو چکا کہ جنگ کے قیدیوں کے سوا اب کسی کی آزادی چھیننا سخت منع ہے۔ گویا غلام بنانے کے **طریق نمبر ۲** کا خاتمہ ہو گیا۔ لیکن ابھی **طریق نمبر ۱** باقی ہے۔ کیوں نہ کمزور قوم کو غلام بنانے کی خاطر طاقتور قوم اس سے جنگ چھیڑ دے اس لئے ضروری تھا کہ جنگ پر ایسی حد بندیاں لگا دی جائیں کہ طاقتور قوموں کو کمزور قوموں سے خواہ مخواہ جنگ چھیڑنے کا بہانہ نہ ہاتھ آئے۔ اس لئے ارشاد فرمایا **قاتلوا فی سبیل الله الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب المعتدین** (البقرہ) اور اللہ کے رستہ میں جنگ کرو ان لوگوں سے جو تم سے جنگ کرتے ہیں اور حد سے نہ بڑھنا۔ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہاں حد سے نہ بڑھنے کا یہی مطلب ہے کہ ان لوگوں سے قطعاً جنگ نہ کرو جو تم سے جنگ نہیں کرتے۔ پھر ان جنگ کرنے اور لڑنے والوں کے متعلق بھی فرما دیا کہ **وان جنحوا للسلم فاجنح لها**۔ اگر لڑنے والے صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح کی طرف جھک جاؤ۔ یعنے اول تو کسی سے جنگ کرنے کا حکم ہی نہیں۔ جب تک وہ خود لڑنے کے لیے تم پر حملہ نہ کرے۔ دوم اگر کوئی لڑتا ہوا صلح کرنا چاہتا تو فوراً صلح کر لو۔ اور جنگ ختم کر دو۔

پس جب تک کوئی ظلم اور شرارت سے خود جنگ نہ شروع کرے اس وقت تک جنگ سے منع کر کے ایک مسلمان کو طاقت اور زور کے بل بوتے پر کمزور قوم پر حملہ کرنے سے ہمیشہ کے لئے روک دیا اور جنگ شروع ہو جانے کے بعد بھی اگر فریق ثانی صلح کی طرح ڈالے تو پھر جنگ کے ختم کر دینے کا حکم دیدیا۔ پس جنگ کے ذریعے سے کمزور قوموں کو دبانے اور انہیں قید کرنے یا غلام بنانے کا نہایت اعلیٰ طریق پر انسداد کر دیا۔

تیسرا حکم

(۳) لیکن ابھی ایک اور سوال باقی ہے وہ یہ کہ اگر کوئی قوم جنگ شروع کر دے۔ اور مسلمانوں کو لڑنا پڑ جائے تو اس جنگ میں جو قیدی گرفتار ہو کر آئیں گے کیا وہ پہلے کی طرح ہمیشہ کے لئے آزادی کھو بیٹھے اور فاتح قوم کے غلام بن گئے یا اسلام نے ان کے لئے کچھ اور حکم دیا ہے۔ سو اس کے لئے قرآن کریم کا حکم سن لو جو فیصلہ ناطق ہے۔ فرماتے ہیں:-

"**فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء**" (سورۂ محمدؐ)

(ترجمہ) جب کافروں سے تمہاری جنگ ہو تو ان کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب ان پر غالب آجاؤ تو ان کو قید کر لو۔ پھر اس کے بعد یا تو احسان کے طور پر ان قیدیوں کو چھوڑ دو یا فدیہ لے کر چھوڑ دو۔ اب معاملہ صاف ہے۔ جنگ میں دشمن کے حملہ سے بچنے کے لئے دو ہی طریق ہو سکتے ہیں۔ یا تو اسے قتل کیا جائے۔ یا قید کر لیا جائے۔ اسلام سے قبل یہ قاعدہ تھا کہ یہ قید دائمی ہوا کرتی تھی اور قیدی ہمیشہ کے لئے لونڈی غلام بنا لئے جاتے تھے۔ لیکن قرآن نے یہ حکم دیا کہ یہ قید عارضی ہوگی۔ جنگ کے ختم ہونے کے بعد یا تو ان قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے یعنے تاوان جنگ کے طور پر فریق مخالف سے رقم لے لی جائے یا قیدیوں کا باہم تبادلہ کرا لیا جائے جس سے اپنے آدمیوں کی دشمنوں کے ہاتھ سے رہائی ہو۔ اور اگر فدیہ ادا نہ کر سکتے ہوں یا ضرورت نہ ہو تو احسان رکھ کر چھوڑ دو بلکہ احسان رکھ کر چھوڑنے کے حکم کو مقدم رکھا ہے۔ کہ مومن کا اصل فعل یہی ہے کہ جنگ کے قیدیوں کو وہ احسان رکھ کر چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن اگر کسی شکل میں فدیہ لینے میں مصلحت ہو تو اس کا مضائقہ بھی نہیں۔ اس آیت نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ اسیران جنگ محض عارضی طور پر قیدی ہیں۔ جنگ کے خاتمہ پر ان کا چھوڑ دینا ضروری ہے خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو خواہ فدیہ لے کر چھوڑ دو۔ بہر حال چھوڑ دو۔

غلامی کے مسئلہ کو ہمیشہ کیلئے طے کر دیا

اب جائے غور ہے کہ قرآن کا صریح حکم موجود ہے کہ جنگ کے سوا کوئی قوم کسی دوسری قوم یا افراد یا کسی شخص کی آزادی نہیں چھین سکتی۔ رہ گئی جنگ سو اس کے دوران میں جو قید ہو اسے جنگ کے اختتام پر آزادی دیدو۔ ان دو حکموں نے غلامی کے مسئلہ کو ہمیشہ کے لئے طے کر دیا۔ اب فرمایئے غلامی کس راستہ سے داخل ہو سکتی ہے۔ اور یہ قرآن مجید نے دنیا میں سب سے پہلے یہ اصول قائم کئے۔ جن سے غلامی کا ہمیشہ کے لئے انسداد ہو جائے۔ اس طرح آئندہ کے لئے غلامی کا انسداد تو ہو گیا۔ لیکن اس کو کیا کیا جاتا کہ ساری دنیا غلاموں اور کنیزوں سے

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن فی امتی احد فعمر یعنی ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے بنی اسرائیل میں جو تم سے پہلے تھے ایسے لوگ تھے جن سے مکالمہ ہوتا تھا بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں سو اگر میری اُمت میں اُن میں سے کوئی ہے تو وہ عمر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے نزدیک کثرت مکالمہ پانیوالا محدث ہے

ان احادیث میں اس جزئی نبوت کی جو لم یبق من النبوۃ الا المبشرات میں بیان کی گئی ہے تشریح ہے اور ان سے صاف ثابت ہے کہ مبشرات مکالمہ الٰہیہ یا جزئی نبوت و محدثیت ہی کا دوسرا نام ہے۔ اسی حقیقت کو حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

اعلم ایھا الاخ الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا و ذلک لافراد من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والتسلیمات وقد یکون ذالک لبعض الکمل من متابعیھم بالتبعیۃ والوراثۃ ایضًا واذا اکثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثًا کما کان امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یعنی اے برادر صدیق جان لے کہ اللہ سبحانہ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی ایسا ہوتا ہے جیسا ان کے سامنے اور یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے لئے ہے اور کبھی ان کے پیروؤں میں سے بعض کیلئے جو کمال حاصل کر چکے ہوں بہ سبب پیروی اور وراثت کے بھی ایسا کلام ہوتا ہے اور جب یہ قسم کلام ان میں سے کسی ایک کے ساتھ کثرت سے ہو تو اس کا نام محدث رکھا جاتا ہے جیسے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا رکھا گیا (مکتوب پنجاہ)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس جزئی نبوت یا مبشرات کے اُمت میں باقی رہنے کی رسول اللہ صلعم نے خبر دی۔ اور حضرت مولانا روم، صاحب بحر العلوم، حضرت امام شعرانی، اور شیخ محی الدین ابن عربی نے اسے مطلق نبوت یا نبوت عامہ کے نام سے تعبیر کیا وہ محدثیت ہی کا دوسرا نام ہے اور یہی جماعت احمدیہ لاہور اور خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عقیدہ ہے جیسا کہ آگے چل کر ثابت کیا جائے گا۔

بزرگان اُمت کا مفہوم نبی اور سید حبیب

سید حبیب کا "مفہوم ذہنی" اگر اس سے مختلف ہو تو یہ ہمارا قصور نہیں۔ انہیں چاہئے کہ اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کریں اور حضرت نبی کریم صلعم کے فرمان اور بزرگان اُمت کے عقائد کو اپنا زاویہ نگاہ بنائیں۔ انہیں غور کرنا چاہئے کہ جب حدیث میں مبشرات یا جزئی نبوت کے بقا کا ذکر موجود ہے۔ جب بزرگان امت صرف تشریعی نبوت کے اُٹھ جانے کے قائل ہیں اور غیر تشریعی نبوت کو لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے ماتحت جزئی نبوت یا نبوت مطلقہ و نبوت عامہ قرار دیکر جاری ٹھیراتے ہیں تو ..... یہ قول کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ:

"خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ سرور کائنات فداہ امی وابی کے بعد کوئی ظلی بروزی صاحب شریعت یا بغیر صاحب شریعت نبی مبعوث نہیں ہو سکتا"

کیا وہ خاتم النبیین کے ان معنوں کے متعلق کوئی سند پیش کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو صاحب شریعت کے ماسوا ظلی و بروزی یا جزئی نبوت کو (جو غیر تشریعی نبوت ہے اور تمام اولیاء اللہ کو علیٰ قدر مراتب ملتی رہی ہے) کیونکر منقطع قرار دیا جا سکتا ہے؟

غور کر کے دیکھ لو کیا حضرت مرزا صاحبؒ کے سوائے اس صدی کے سر پر کوئی مجدد کھڑا ہوا؟ اور صدیوں میں تو کئی کئی مجدد ہوتے رہے لیکن اس صدی میں تو آپ کے سوائے کسی بھی دوسرے نے دعویٰ نہ کیا۔ اور صرف آپ ہی ہیں جو مسیح بھی ہیں اور مہدی بھی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے اقوال و افعال پر اعتراض

تم کہتے ہو کہ مرزا صاحبؒ کے "دعاوی اور اقوال و افعال اسلام کی تعلیم کے بالکل خلاف" ہیں اس لئے ہم ان کو مجدد نہیں مانتے۔ یہ وہی بات ہے جس کی خبر آثار میں قبل ازیں آ چکی ہے کہ مسیح موعودؑ اور مہدی کے اقوال و افعال کو علمائے ظواہر خلاف اسلام قرار دینگے چنانچہ نواب صدیق حسن خاں اپنی کتاب حجج الکرامہ میں لکھتے ہیں:۔

"چوں مہدی علیہ السلام ..... احیاء سنت و اماتت بدعت فرماید علمائے وقت کہ خوگر تقلید فقہا و اقتدار مشائخ و آباء خود باشند گویند این مرد خانہ برانداز دین و ملت ماست و بمخالفت برخیزند و بحسب عادت خود حکم تکفیر و تضلیل وے کنند" (حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۳)

ایسا ہی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات جلد ۲ مکتوب ۵۵ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"نزدیک است کہ علمائے ظواہر مجتہدات او را (مسیح موعود) علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ از کمال دقت و غموض ماخذ انکار نمایند و مخالف کتاب و سنت دانند مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی است کہ بہ برکت ورع و تقویٰ و بدولت متابعت سنت درجہ علیہ او اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم آن عاجز اند و مجتہدات او را بواسطہ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانند"

پس یہ کہنا کہ حضرت مرزا صاحبؒ کے دعاوی اور اقوال و افعال خلاف کتاب و سنت ہیں۔ بڑے ارشادات بالا ان کی صداقت پر مہر تصدیق کرنا اور اپنی علمی فرومائگی کا ثبوت دینا ہے۔ ان کے دعاوی پر تو مفصل روشنی ڈالی جا چکی اور بھی جو دعاوی ان کی طرف منسوب کئے ہیں ان پر اور اقوال و افعال پر آگے چل کر دیکھ لیجئے گا کہ وہ اسلام کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہیں۔ باوجود اس کے اگر پھر بھی ان کی مجددیت مہدویت اور مسیحیت کے قائل نہ ہوں تو آپ کی قسمت۔

حدیث مجدد کو جھٹلاؤ یا مجدد پیدا کرو

لیکن اس صورت میں صدی کا مجدد تلاش کرنا۔ اس کا دعویٰ بتانا اور صدی کے سر پر اس کی بعثت ثابت کرنا آپ کا کام ہوگا یا مولوی ظفر علی خاں کی طرح سہل چھٹکارا حاصل کر لیجئے کہ حدیث مجدد ہی کو جھٹلا کر تمام مجددین کی تکذیب کر دیجئے اور انہیں مفتری علی اللہ قرار دے دیجئے۔ کیا سید حبیب فرمائیں گے کہ ان دو نو رستوں میں سے کونسی راہ انہیں پسند ہے؟

دعویٰ محدثیت مجددیت سے علیحدہ نہیں

پندرھواں دعویٰ جو حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ محدث ہونے کا دعویٰ ہے۔ فی الحقیقت اگر غور کر کے دیکھا جائے تو مجدد اور محدث میں کوئی لمبا چوڑا فرق نہیں اور پہلے اولیاء اللہ نے مکلم ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو محدث کہا ہے۔ خود سید حبیب نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس قول کو تسلیم کیا ہے کہ اس اُمت میں کثرت مکالمہ مخاطبہ پانیوالوں کو محدث کہا گیا ہے (سیاست ۸ جون) پس یہ کوئی نئی بات نہیں جو حضرت مرزا صاحبؒ نے کی ہے۔ سید حبیب صاحب کو چاہئے تھا کہ دعاوی کی فہرست بناتے ہوئے یہ بتاتے کہ اس پندرھویں [illegible]

احمدیت کو کچلنے کی تجویز

...ب کا اپنی مینتیس قسطوں میں ان میں سے ایک بات پر بھی روشنی نہ ڈالنا اور خواہ مخواہ فہرست کو لمبا کر کے لوگوں کو پریشان کرتے چلے جانا بتاتا ہے کہ ان کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ لوگوں کی لا علمی سے فائدہ اٹھا کر ان کے جذبات کو احمدیت کے خلاف ابھارا جائے اور انہیں اس پاک تحریک کے کچلنے کے لئے تیار کیا جائے۔ جس میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی ہے اور اب وہ "اصلاح قادیان" کے نام سے ایسی تجاویز کر رہے ہیں جن کے ذریعہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ انہیں یاد رہنا چاہئے کہ یہ کوئی مستحسن طریق نہیں اور نہ اس سے احمدیت کا خاتمہ ہو سکتا۔ ایک ہی راہ ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ مجددیت کو غلط ثابت کیا جائے اور دکھایا جائے کہ اس صدی کے شیخ کو غلط ثابت کیا جائے اور ان تمام مسائل کو غلط ثابت کیا جائے جن کا ذکر ہم اس سے پیشتر کر آئے ہیں

احمدیت کا استیصال

یہ کہ احمدیت کی جڑیں اب زمین کی پاتال تک پہنچ چکی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان کی ہیں۔ نصرت الٰہی اس کے ساتھ ہے۔ اور اس کے ثمرات سے تمام دنیا کے لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ اور نیک طبائع بڑھ آ رہی ہیں۔ اس عظیم الشان درخت کو اکھاڑنے کی کوشش کرنا اور ایسی زبردست تحریک کو کچلنے کے لئے زور لگانے کو دعوت دینا ہے۔ جاؤ یورپ میں جا کر دیکھو تو احمدیت کے ثمرات کس طرح اسلام کی قوت کا موجب ہو رہے ہیں جو مخالف اسلام کے کام ہیں؟ آخر یہ کیا بات ہے کہ جس کو آپ مفتری علی اللہ کہتے ہیں۔ اسی کے ہاتھ پر اسلام کا، لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ کی پیشگوئی کو پورا کرنے کا موجب ہے؟ اگر یہ مجدد نہیں اگر یہ محدث نہیں اگر یہ مسیح نہیں سب سے بڑھ کر میں کہوں گا اگر یہ شخص ظلی طور پر محمد اور احمد کی چادر پہنے ہوئے نہیں تو پھر حق اور باطل میں کوئی امتیاز

"محمد مفلح" ہونے کا دعویٰ

...ے کا بھی سید صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کیا ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے کا دعویٰ حاشر ہونے کا بھی ہے۔ کیونکہ آپ نے فرمایا انا حاشر الذی یحشر الناس علیٰ قدمی ظاہر ہے کہ اسے دعویٰ قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ یہ ایک صفاتی نام ہے جو کام کے لحاظ سے آپ کو دیا گیا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب نے احمدیت کی چادر پہن کر کامیابی اور فلاح کا مقام پایا تو آپ کا نام اللہ تعالیٰ نے "محمد مفلح" رکھ دیا۔ ایسی باتوں کو بے تو اور بھی بہت سے نام ہیں جن کے ذریعہ اس فہرست کو بہت زیادہ لمبا کر کے سید صاحب کی "پریشانی" کو بادر، سلمان، حارث اور کئی ایک اور نام حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں موجود ہیں ان کو کیوں دعاوی میں شمار نہ کیا۔ ندرت اور تنوع "بڑھ جاتا اور آپکا مقصد زیادہ اچھی طرح پورا ہو سکتا۔

دعویٰ مہدیت

سولھواں یہ کیا گیا ہے۔ یہ بے شک صحیح ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ مہدی ہونے کا بھی تھا اعتراض ہے۔ کیا حدیث میں نہیں آیا لا مھدی الا عیسٰی۔ کیا مہدی کی علامات جو آثار میں لکھی ہیں پوری نہیں ہو گئیں حضرت مرزا صاحب نہ سہی کوئی اور مہدی پیدا کر لو۔ ہاں اس میں بھی شک نہیں کہ ان کا دعو...

محمد صلعم کے تابع ہونے کے باوجود اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبریں پہنچیں جناب حبیب غور کریں کہ ان الفاظ میں صاحب بحر العلوم نے کس صفائی کے ساتھ نبوت عامہ اور مطلق نبوت کو اُمت میں جاری قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ذہن میں بھی ختم نبوت کا وہ مفہوم ہرگز نہ تھا جو آج جناب حبیب کے ذہن میں پایا جاتا ہے اور سن لیجئے:-

"نبوت تشریع و رسالت تشریع اگرچہ منقطع است بعد آں سرور صلعم لیکن اولیا را مت راکہ علمائے صالحان اند مرتبہ نبوت اللہ تعالیٰ عطا فرمودہ است (بحر العلوم دفتر ششم)"

یعنی شرعی نبوت اور شرعی رسالت اگرچہ آنحضرت صلعم کے بعد منقطع ہو چکی ہے لیکن اولیائے اُمت کو کہ علمائے صالح ہیں اللہ تعالیٰ نے مرتبہ نبوت عطا کیا ہے۔ کیا صاحب بحر العلوم کا یہ مفہوم ذہنی جو ختم نبوت کے متعلق انہوں نے پیش کیا ہے۔ حبیب صاحب کے مفہوم ذہنی سے کوسوں دور نہیں اور جماعت احمدیہ کا عقیدہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت اولیاء کے عین مطابق نہیں؟

امام شعرانی اور شیخ محی الدین ابن عربی کا عقیدہ

اور لیجئے امام العارف ربانی سید عبد الوہاب الشعرانی لکھتے ہیں:-

قال الشیخ محی الدین فی حضرۃ الخیال ادرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم صورۃ اللبن ولذا کان یؤل بہ رؤیاہ ھذا وھو ما ابقاہ اللہ تعالیٰ علی الامۃ من اجزاء النبوۃ فان مطلق النبوۃ لم یرتفع وانما ارتفعت نبوۃ التشریع فقط کما یؤیدہ حدیث من حفظ القرآن فقد ادرجت النبوۃ بین جنبیہ فقد قامت بہ النبوۃ بلا شک وقولہ صلعم فلا نبی بعدی ولا رسول المراد لا مشرع بعدی (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر) یعنی شیخ محی الدین حضرت الخیال میں ارشاد فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے علم کو دودھ کی شکل میں پایا اس لئے دودھ کے خواب کی تعبیر علم سے کیا کرتے تھے اور اجزاء نبوت میں سے یہی وہ چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اُمت میں باقی رکھا ہے کیونکہ مطلق نبوت نہیں رفع ہوئی اور صرف نبوت تشریعی اٹھائی گئی ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے تائید ہوتی ہے کہ جس نے قرآن حفظ کیا نبوت اس کے دونو پہلوؤں میں درج کی گئی پس بیشک یہ نبوت قائم ہے اور نبی کریم صلعم کا یہ قول کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ کوئی رسول ہے اس سے مراد یہ ہے کہ شریعت لانے والا کوئی نہیں۔

جزئی نبوت محدثیت ہے

کس قدر صاف اور کھلے الفاظ ہیں اجزاء النبوت یا رؤیا جس کو مطلق نبوت کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ وہ اُمت میں باقی ہے تشریعی نبوت ختم ہو چکی ہے کون کہہ سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ مفہوم ذہنی اس سے مختلف ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس مطلق یا جزئی نبوت سے بڑھ کر تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ جزئی نبوت نبوت حقیقی ہے۔ احادیث اور اقوال ائمہ میں اس جزئی یا غیر تشریعی نبوت کو محدثیت کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فعمر۔ یعنی ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ تم سے پہلے جو امتیں تھیں ان میں محدث ہوا کرتے تھے۔ پس اگر میری اُمت میں کوئی ہے تو وہ عمر ہے۔ دوسری جگہ بخاری میں یہ حدیث ان الفاظ میں آئی ہے کہ عن ابی ھریرۃ

نبوت ختم ہے مبشرات باقی ہیں

اسی کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جزوی نبوت کے نام سے پکارا ہے۔ چنانچہ فرمایا لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات یا رسول اللہ قال الرویا الصالحۃ یعنی نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا سوائے مبشرات کے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا یا رسول اللہ مبشرات کس چیز کا نام ہے۔ فرمایا رویائے صالحہ کا۔ اور پھر فرمایا الرویا المومن جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ۔ مومن کا رویا نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اس حدیث کے لفظ صاف ہیں جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ "نبوت کا چھیالیسواں جزو" کیا جزوی نبوت اور جزء من النبوۃ میں کوئی فرق ہے؟ غور کرنے کی بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ جزئی نبوت جاری ہے جس کو مبشرات یا رویائے صالحہ کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اور محدثین نے رویا میں الہام الٰہی کو بھی شامل کیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ ایک ملہم من اللہ جزوی نبوت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اسی کو بزرگان اُمت نے ظلی، بروزی اور غیر شرعی نبوت قرار دیا ہے۔ جو محدثیت کے مفہوم سے بڑھ کر نہیں جیسا کہ آگے آئے گا لیکن سید حبیب کہتے ہیں کہ نہیں کوئی ظلی و بروزی نبی نہیں ہو سکتا گویا وہ اُمت کو مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کے شرف سے بھی محروم کرنا چاہتے ہیں۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا روم کے نزدیک پیر اپنے وقت کا نبی ہے

ختم نبوت کا یہ مفہوم ان بزرگان اُمت کے ذہنوں میں نہ تھا جنہوں نے کھلے طور پر اس اُمت میں نبوت عامہ و مطلق نبوت کو جاری قرار دیا۔ اولیاء اللہ کو ظل نبوت ٹھیرایا۔ انہیں مرتبہ نبوت پر فائز بتایا اور نبی کا لفظ ان پر استعمال کیا۔ بطور مثال ملاحظہ ہو۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام جو انہوں نے اپنے "قرآن در زبان پہلوی" یعنی مثنوی میں لکھا ہے:-

چوں بدادی دست خود در دستِ پیر — بہر حکمت کو لطیف است و خبیر

او نبی وقت خویش است اے مرید — تا از و نورِ نبی آید پدید

مکر کن در کار نیکو خدمتے — تا نبوت یابی اندر اُمتے (مثنوی مولانا روم دفتر پنجم)

صاحب بحر العلوم کا عقیدہ کہ اولیا کو نبوت ملتی ہے

تیسرے شعر کی تشریح میں صاحب بحر العلوم فرماتے ہیں:-

"از مکر مراد تدبیر است و مراد از نبوت مرتبہ ارشاد است پس این نبوت عامہ است و باین نبوت اولیا میرسند وایشاں را الانبیاء او الاولیاء گویند واین انبیاء اولیا را لازم است کہ تابع نبی مشرع باشند...... واین مقام را نبوت مطلق مے گویند پس معنے قول 'تا نبوت یابی اندر اُمتے' آنست کہ تا مقام نبوت مطلق در امت شود و با وجود بودن از امت و با وجود بودن او تابع رسول و شرع محمد او را انبا از حق میرسد" (بحر العلوم دفتر پنجم)

یعنی مکر سے تدبیر مراد ہے اور نبوت سے مراد مرتبہ ارشاد ہے۔ پس یہ نبوت عامہ ہے اور اس نبوت عامہ پر اولیاء پہنچتے ہیں اور انہیں اولیا ہو الانبیاء کہتے ہیں۔ اور ان انبیاء و اولیا پر لازم ہوتا ہے کہ صاحب شریعت نبی کے تابع ہوں..... اور اس مقام کو نبوت مطلق کہتے ہیں پس اس قول کا کہ تا نبوت یابی اندر اُمتے یہ مطلب ہوا کہ تا نبوت مطلق کا مقام اس اُمت کو حاصل ہو اور اس کے اُمتی اور شرع

خونی مہدی ہونے کا نہیں جیسا کہ آپ کا اعتقاد ہے کہ مسیح موعودؑ کے ساتھ مہدی بھی ظاہر ہوگا جو اپنی شمشیر خون آشام سے تمام کفار کو نیست و نابود کر دے گا۔ یہ اعتقاد اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام نے کہیں بھی کفار کو محض اختلاف مذہب کی وجہ سے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا سوائے اس کے کہ وہ بالمقابل تلوار اٹھائیں۔ اس پر ہم آگے چل کر مسئلہ جہاد کے ضمن میں بحث کریں گے لیکن یہاں اسی قدر عرض کرنا ہے کہ خونی مہدی ہونے کا مرزا صاحبؑ کو کوئی دعویٰ نہیں اور نہ ایسے مہدی کا آنا اسلام جائز ٹھیراتا ہے۔ ہاں لا مہدی الا عیسیٰ کی حدیث کے مطابق آپ مسیح بھی ہیں اور مہدی بھی۔

سترھواں دعویٰ جزوی و ظلی نبی ہونے کا بیان کیا گیا ہے۔ اس کو "دعویٰ نبوت" سے الگ بیان کرنا محض دعاوی کا نمبر بڑھانے کے لئے ہے۔ آگے چل کر نبوت کی بحث میں اس پر روشنی ڈالی جائے گی۔

صور ہونے کا دعویٰ؟

اٹھارھواں دعویٰ یہ بیان کیا گیا ہے کہ چشمہ معرفت صفحہ ۸۶ پر حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ:-

"اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعودؑ ہے"

اس لئے ان کا دعویٰ صور ہونے کا بھی ہے۔ کیا یہ بھی کوئی منصب ہے کہ سید صاحب نے اس کو دعاوی کی فہرست میں الگ کر کے لکھا ہے؟ اور اسکے ثبوت میں جو فقرہ لکھا ہے وہ بھی ناتمام ہے چہ جائیکہ اسکی سیاق و سباق کی عبارت کو نقل کر کے قارئین کو اصل حقیقت سے آگاہ کیا جاتا حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے چشمہ معرفت صفحہ ۸۶ پر یاجوج ماجوج کی حقیقت پر بحث کرتے ہوئے آیہ کریمہ و ترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض و نفخ فی الصور فجمعناھم جمعاً نقل کی ہے اور بتایا ہے کہ جب یاجوج ماجوج کے فتن کمال کو پہنچ جائیں گے تو پھر قرنا پھونکا جائے گا وہ قرنا کون ہے؟ آپ لکھتے ہیں کہ:-

"یہی محاورہ پہلی کتابوں میں بھی آیا ہے کہ خدا کے نبیوں کو خدا کی قرنا قرار دیا گیا ہے جس طرح قرنا بجانیوالا قرنا میں آواز پھونکتا ہے اسی طرح خدا ان کے دلوں میں آواز پھونکتا ہے۔ اور یاجوج ماجوج کے قرینہ سے قطعی طور سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ وہ قرنا مسیح موعودؑ ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ یاجوج ماجوج کے زمانہ میں ظاہر ہونیوالا مسیح موعودؑ ہی ہوگا۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۸۶)

فرمایئے اس میں کونسی خلاف اسلام بات ہے؟ اور کونسا نیا دعویٰ ہے اس آواز کی وجہ سے جو خدا نے مسیح موعودؑ کے اندر پھونکی انہوں نے اپنے آپ کو صور یا قرنا کہہ دیا تو کیا قیامت آگئی؟

سنگ اسود ہونے کا دعویٰ؟

ایک دعویٰ "سنگ اسود" ہونے کا بھی پیش کیا گیا ہے یعنی حضرت مسیح موعودؑ ایک رؤیا میں بیان فرماتے ہیں کہ:-

"ایک شخص نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا۔ میں نے کہا کہ سنگ اسود میں ہوں"

معلوم نہیں اس میں کونسی ایسی بات ہے کہ اس کو "سنگ اسود ہونے کا دعویٰ" قرار دیدیا گیا۔ ایک خواب یا کشف کی حالت ہے اسی حالت میں یہ کہا ہے کہ "سنگ اسود میں ہوں" جس میں یہ بتانا مقصود ہے کہ سنگ اسود کی طرح مخلوق خدا کی بوسہ گاہ آپ ہونگے اور اس لحاظ سے ہر نیک اور پاک انسان ہر ایک راستباز اور ولی اللہ "سنگ اسود" ہے۔ پھر کتب تعبیر میں صاف لکھا ہے ومن رای انہ یمسح وجھہ بالحجر الاسود او یقبلہ فانہ یصیب نافلۃ

من اہل العلم ویکتسنے اپنا منہ حجر اسود سے چھوا ہے وہ کسی فاضل کی صحبت اختیار کرے گا اور اس سے اکتساب کرے گا۔ کہ وہ سنگ اسود ہیں اور انہیں بوسہ دیا گیا ہے آپ کی فضیلت علمی اور لوگوں کے اس۔

آمین الملک جے سنگھ بہادر صاحب نے عجیب ترین دعویٰ" قرار دیا ہے یہ ہے کہ حضرت کو "جے سنگھ بہادر" کہا گیا۔ میں نہیں سمجھتا اس میں کونسی عجیب بات ہے تعجب ہے دعاوی کا نمبر بڑھانے کی فکر میں حقیقت پر کوئی غور ہی نہیں کیا۔ "آمین الملک" ہونا بھی خلاف شریعت ہے۔ دنیوی بادشاہوں کے مقربین "امین الملک" کا خطاب نہیں پاسکتا؟ اس میں کونسی "عجیب ترین" بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی اندھیر آگیا۔ کیا شرعاً یہ منع ہے؟ ذرا اس کو بھی صاف کر دیا ہوتا۔ رہا "جے سنگھ" لفظ ہونے کی وجہ سے آپ کو یہ الفاظ اچنبا معلوم ہوں مگر زبانیں تو سب خدا کی ہیں۔ ہاں اس کے معنے کر کے دیکھ لیجئے کہ اس میں کونسی خلاف شریعت بات ہے۔ "جے بہادر" کے معنے ہوئے خدا کے شیر کی فتح۔ اس میں کیا برائی ہے شریعت کے خلاف کیا ہے آپ کا مشن سکھوں کی طرف بھی تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی کہ "اشتب ترین" کیا بات ہے؟ کیا فتح کی خوشخبری بری چیز ہے۔ ہاں آپ لوگوں کے ایمان شاید اسلام کی فتح بھی عجیب ترین اور اچنبا بات معلوم ہوتی ہے لیکن خدا کے مامور اور ان کی آنکھوں سے دیکھ کر اپنے ایمانوں کو مضبوط کر چکے ہیں یہ کوئی عجیب بات نہیں

اصل دعاوی پر کوئی بحث نہیں نے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ اور جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں ناموں اور خوشخبریوں کو بھی دعاوی میں شمار کر کے خواہ مخواہ فہرست کو لمبا کر لیا گیا ہے تاکہ کسی طرح۔ اور سید حبیب کی پریشانی میں ان کے پڑھنے والے بھی شامل ہوں۔ ہم بتا چکے ہیں کہ اگر اسے پوچھ لیا ہوتا۔ ہم اور بھی اس قسم کے دعاوی بتا کر اس فہرست کو اور لمبا کر دیتے۔ لیکن "ایجنگی" کا ایک اور ثبوت فراہم ہو اور کوئی نتیجہ نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اصل دعاوی مجددیت اور مہدویت ان دعاوی کو سید صاحب نے نہ ہاتھ لگایا اور نہ لگانے کی۔ انشاء اللہ

بروزی نبوت

سید حبیب کی چھٹی دلیل سید صاحب نے یہ دی ہے کہ:-

"مجھے علیٰ وجہ شہادت علم ہے کہ خاتم النبیین کا جو مفہوم عام مسلمانوں کے ذہن میں موجود ہے وہ احمدی جماعت کے مفہوم ذہنی سے کوسوں دور ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خاتم النبیین کے معنے یہ ہیں کہ سرور کائنات فداہ امی و ابی کے بعد کوئی ظلی بروزی صاحب شریعت یا بغیر صاحب شریعت نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔ اس کے برعکس احمدی جماعت مرزا صاحب کی نبوت کی قائل ہے اور خود مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں۔ لہٰذا میرے لئے تحریک قادیان قابل قبول نہیں"

ختم نبوت اور نزول مسیح خاتم النبیین کے یہ معنے جو سید صاحب نے کئے ہیں کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ "تمام مسلمانوں" کے اس مفہوم ذہنی کے کہاں تک مطابق ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے عقیدہ سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ بقول آپ کے سرور کائنات کے بعد کوئی ظلی بروزی صاحب شریعت یا بغیر صاحب شریعت نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰؑ کا دوبارہ آنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ کیا ختم نبوت صرف نئے نبی کا آنا روکتی ہے۔ اور پرانے نبی کا آنا غیر ممتنع ہے؟ اگر ایسا ہے تو یہ بالکل صحیح آپ نے کہا ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مفہوم احمدی جماعت کے مفہوم ذہنی سے کوسوں دور ہے۔

جماعت احمدیہ کے نزدیک ختم نبوت کا مفہوم ہمارے نزدیک ختم نبوت نہ صرف نئے نبی کا آنا روکتی ہے بلکہ پرانے نبی کا آنا بھی ممتنع ٹھیراتی ہے۔ اور یہی حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب تھا جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:-

"اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس اُمت کیلئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا" (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

اس حوالہ کو سید حبیب صاحب نے خود دوسری جگہ نقل کیا ہے اور ایک نہیں دو نہیں بیسیوں ایسے اقوال آپ کی تحریرات سے پیش کئے جا سکتے ہیں جن میں آپ نے ختم نبوت کا وہ مفہوم بیان کیا ہے جس کے رو سے آنحضرت صلعم کے بعد کسی نئے یا پرانے نبی کے آنے کی گنجائش نہیں رہتی۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ سید حبیب صاحب اور ان کے دوسرے ہم نوا کسی ظلی بروزی، صاحب شریعت یا بغیر صاحب شریعت نبی کے مبعوث ہونے کے تو قائل نہیں لیکن ایک ایسے نبی کے آنے کے قائل ہیں جو ظلی و بروزی نہیں بلکہ اصلی اور حقیقی نبی ہے۔ اور اس بات پر محکم ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو رسولاً الی بنی اسرائیل تھے اور صاحب شریعت بھی۔ کیونکہ انہوں نے اپنا کام بتایا ہے ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم وہ آخری زمانہ میں اُمت محمدیہ کی اصلاح کے لئے نازل ہوں گے۔ ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس وقت ختم نبوت کہاں باقی رہ جائیگی۔ اور کسی ظلی بروزی صاحب شریعت یا بغیر صاحب شریعت نبی کے مبعوث نہ ہونیکا اعتقاد کہاں جائے گا؟

تعجب ہے یہ لوگ خود تو ایسا اعتقاد رکھتے ہیں جو ختم نبوت کے صریحاً منافی ہے اور الزام احمدی جماعت اور حضرت مسیح موعودؑ پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ ختم نبوت کے قائل نہیں۔ حالانکہ جماعت احمدیہ لاہور اپنے مرشد و امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع میں خاتم النبیین کا جو مفہوم سمجھتی ہے وہ وہی ہے جو عام مسلمانوں کے ذہن میں موجود ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ عام مسلمان اس مفہوم کے باوجود یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ایک پرانا نبی بھی پھر دنیا میں آنیوالا ہے۔ ہم اس کو بھی جائز نہیں سمجھتے۔ ہاں ظلی بروزی یا غیر شرعی نبوت الگ چیز ہے۔ سید صاحب نے غلطی سے اس کو بھی اصلی اور حقیقی نبوت سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ درحقیقت یہ وہی "رنگ انبیاء" ہے جس کا اس سے پیشتر مفصل ذکر کیا جا چکا ہے۔

بھری پڑی تھی ان کا کیا انتظام ہوتا۔ ان کے حقوق کو کس طرح محفوظ کیا جاتا۔ ان پر ظلم و ستم کا کس طرح انسداد ہوتا۔ ان کی آزادی کے لئے کیا راہ نکالی جاتی۔ ان تمام باتوں کے لئے قرآن نے جو احکام دیئے ہیں ان سے ناواقفوں کو دھوکا لگا ہے۔ کہ شاید قرآن نے غلامی کو جائز رکھا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔

قرآن نے غلامی کا مکمل انسداد کیا

میں صریح آیات محکمات اور نص قرآنی سے دکھا آیا ہوں کہ قرآن کریم نے صاف طور پر غلامی کے انسداد کا ایسا مکمل انتظام کیا کہ غلامی کو داخل ہونے کے لئے کوئی روزن باقی نہیں رکھا۔ یہ اعتراض جہالت پر مبنی ہے کہ کیوں نہیں فوراً سب غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اول تو اتنا روپیہ فوراً جمع ہونا ناممکن تھا کہ ان کے مالکوں کو دیکر غلاموں کی آزادی حاصل کی جائے۔ اور اگر آزاد کرا بھی لیا جاتا تو لاکھوں کی تعداد میں زن و مرد بے خانماں ملک میں پھرتے جن کا نہ کوئی گھر ہوتا نہ در۔ نہ کوئی ذریعہ معاش۔ نتیجہ بدمعاشی چوری۔ ڈاکہ زنی۔ زناکاری ہوتا۔ اور ملک کا امن و امان تہ و بالا ہو جاتا۔ آج اس زمانہ میں جب آزادی اور علم و فضل پر بہت فخر کیا جا رہا ہے۔ بیکاروں نے ناک میں دم کر رکھا ہے تو اس زمانہ میں اگر لاکھوں انسان ملک میں شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیئے جاتے جن کے اخلاق سالہا سال کی غلامی کی وجہ سے حیوانوں سے بھی بدتر ہو رہے تھے تو خیال کر لو کہ کیا قباحت آ جاتی پس دو باتیں ضروری تھیں ایک تو یہ کہ غلاموں اور کنیزوں کی حالت بہتر بنائی جاتی اور اعلیٰ تربیت و تعلیم دی جاتی اور ان کی پوزیشن کو سوسائٹی میں بلند کیا جاتا۔ دوم ان کی آزادی بتدریج اس طرح ہوتی کہ وہ اپنی حالت کو الگ ہو کر سنبھال سکتے۔

غلاموں اور کنیزوں کی حالت کو بہتر بنانے کے متعلق احکام

غلاموں اور کنیزوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے مفصلہ ذیل احکام دیئے:۔

(۱) غلاموں اور کنیزوں کی تعلیم و تربیت میں کوشش کی جائے جیسا کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ ایما رجل کانت عندہ ولیدۃ نعلمھا فاحسن تعلیمھا وادبھا فاحسن تادیبھا ثم اعتقھا وتزوجھا فلہ اجران جس شخص کے پاس لونڈی ہو پھر وہ اسے تعلیم دے اور نہایت عمدہ تعلیم دے۔ اور اس کو اخلاق سکھائے اور نہایت عمدہ اخلاق سکھائے۔ پھر اس کو آزاد کرے۔ اور پھر اس سے نکاح کرے۔ تو اس کو دہرا اجر ملے گا۔

(۲) غلاموں اور کنیزوں کو ان کے مالک اور مالکہ خواتین کو اپنے برابر حیثیت دینے کا حکم دیا۔ یعنے جو خود کھاتے ہیں اس میں سے انہیں کھلائیں۔ جو خود پہنتے ہیں۔ اس میں سے انہیں پہنائیں۔ تاکہ وہ بھی اپنے آپ کو اسلامی سوسائٹی کا ایک فرد سمجھیں۔ اور اپنے حقوق اور عزت کا احساس ان میں پیدا ہو۔ چنانچہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں:۔ ان اخوانکم خولکم جعلھم اللہ تحت ایدیکم فمن کان اخوہ تحت یدہ۔ فلیطعمہ مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا تکلفوھم ما یغلبھم فان کلفتموھم ما یغلبھم فاعینوھم۔ یعنے بے شک تمہارے بھائی ہی تمہارے خدمتگار رہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارے نیچے رکھا ہے۔ پس جس شخص کا بھائی اس کے ہاتھ کے نیچے ہو اسے چاہئیے کہ جو چیز آپ کھاتا ہے اسی میں سے اسے بھی کھلائے اور جو پوشاک آپ پہنتا ہے اس میں سے اسے پہنائے اور ان پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈالو جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو۔ اور اگر ان کی طاقت سے زیادہ کام انہیں دو تو پھر اس کام کے سرانجام دینے میں ان کی مدد بھی کرو۔

(۳) انکحوا الایامیٰ منکم والصلحین من عبادکم و امائکم (سورۃ النور) جو تم میں سے مجرد ہیں ان کا نکاح کر دو۔ اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کا جو صلاحیت رکھتے ہوں اور نیک ہوں نکاح کر دو۔ گویا اس طرح غلاموں اور لونڈیوں کا نکاح کر کے انہیں خاندانوں کی شکل دیکر سوسائٹی کے افراد میں باقاعدہ شامل کرنے کا سامان بہم پہنچایا۔

(۴) خود آزاد لوگوں کو یا غلاموں کے مالکوں کو سفارش کی۔ کہ وہ لونڈیوں اور غلاموں سے نکاح کر لیں۔ کیا مساوات کا درجہ اس سے بڑھکر ذہن میں آ سکتا ہے؟ چنانچہ فرمایا۔ ولا تنکحوا المشرکٰت حتیٰ یؤمن ولامۃ مؤمنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتیٰ یؤمنوا ولعبد مؤمن خیر من مشرک ولو اعجبکم (البقرہ) اور مشرکہ عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ یہانتک کہ وہ ایمان لے آئیں اور مومنہ لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ کیسی ہی بھلی کیوں نہ لگے۔ اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لا دیں اور بے شک مومن غلام بہتر ہے مشرک سے۔ اور اگرچہ وہ تمہیں کتنا ہی بھلا کیوں نہ لگے" یہاں مومنہ لونڈی سے مالک یا آزاد لوگوں کو اور مومن غلاموں سے مالکہ یا آزاد عورتوں کو نکاح کی ترغیب دی۔ اور ظاہر ہے کہ غلاموں اور لونڈیوں کی پوزیشن کو بلند کرنے کا اس سے بہتر ذریعہ اور نہیں ہو سکتا

بتدریج آزادی کا انتظام

اس طرح لونڈی اور غلاموں کی پوزیشن کو بلند کر کے اور انہیں سوسائٹی کے مفید ممبر بنا کر ان کے بتدریج آزاد کرنے کا یوں انتظام کیا:۔

(۱) زکوٰۃ ہر ایک مسلمان پر فرض تھی اور سب بیت المال میں جمع ہوتی تھی۔ جس کی تعداد لاکھوں روپے تک پہنچتی تھی اس کا آٹھواں حصہ محض غلاموں اور کنیزوں کی آزادی کے لئے قرآن نے مخصوص کر دیا تھا۔ جیسا کہ فرماتا ہے:۔ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا والمؤلفۃ قلوبھم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم (التوبہ) یعنی صدقات (زکوٰۃ) کا روپیہ محتاجوں کا حق ہے۔ اور مسکینوں کا اور ان کارکنوں کا جو اس کے وصول کرنے یا تقسیم کرنے پر مقرر ہیں اور تالیف قلوب کرنے کے لئے اور نیز یہ روپیہ غلاموں کے آزاد کرانے اور قرضداروں کے قرضے ادا کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے خرچ کیا جائے۔ یہ اللہ کے ٹھہرائے ہوئے حقوق ہیں اور اللہ کامل علم و حکمت والا ہے۔

(۲) ہر ایک گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر غلام کا آزاد کرنا موجب عفو و مغفرت ٹھہرایا گیا۔ کسی نیکی میں کمی رہ جانے پر غلام کی آزادی تلافی ٹھہرائی گئی۔ جس کا دل چاہے قرآن کریم کا مطالعہ کر کے دیکھ لے۔ کہ بڑے سے بڑے گناہ کی معافی اور تلافی کے لئے جو سب سے بڑا کار ثواب قرآن نے بتایا ہے وہ غلاموں کی آزادی ہے۔ خود نبی کریم صلعم سے جب ایک شخص نے پوچھا کہ مجھے وہ عمل بتائیے جو مجھے جنت سے نزدیک کرے اور دوزخ سے دور کرے تو آپ نے فرمایا غلاموں کو آزاد کرنا۔ خود قرآن فرماتا ہے:۔ ولکن البر من اٰمن باللہ ۔۔۔۔ واٰتی المال علیٰ حبہ ذوی القربیٰ ۔۔۔ وفی الرقاب" کہ بڑی نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ پر ایمان لائے ۔۔۔۔ اور اپنا مال خالص اللہ کی محبت کے لئے فلاں فلاں موقعہ پر خرچ کرے جس میں غلاموں کا آزاد کرنا بھی خاص طور پر ذکر فرمایا۔ ان احکام کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ محض حصول ثواب کے لئے کثیر تعداد میں غلام آزاد کرنے لگے۔ اور ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب غلام کو آزاد کرنا اس قدر ثواب ہے تو آزاد کو غلام بنانا کس قدر گناہ عظیم ہوگا۔

(۳) ہر ایک لونڈی یا غلام جو آزاد ہونا چاہے اس کے لئے تمام رکیں اٹھا دیں۔ اگر مالک آزاد نہ کرتا ہو تو غلام یا لونڈی ایک تحریری معاہدہ مالک کو لکھ دے اس کی رو سے غلام یا لونڈی کو اختیار تھا کہ وہ خود کما کر اپنی قیمت ادا کر دے اسے مکاتبت کہا جاتا تھا۔ اگر غلام اپنی قیمت بذریعہ مکاتبت تجارت یا کسی اور طریقہ کسب معاش سے ادا کرنا چاہے تو مالک کو حکم تھا کہ وہ سرمایہ سے بھی مدد کرے۔ جو بعد میں غلام سے باقساط وصول کیا جا سکتا تھا جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے:۔ والذین یبتغون الکتٰب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا وّ اٰتوھم من مال اللہ الذی اٰتٰکم ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغآء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیٰوۃ الدنیا ومن یکرھھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم (النور) (ترجمہ) اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو لوگ مکاتبت یعنے آزادی کی تحریر چاہتے ہیں تو ان کو لکھ دو۔ اگر تم ان میں بھلائی دیکھتے ہو اور اللہ کے مال میں سے جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے۔ ان کو بھی دو۔ اور اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ جبکہ وہ آزاد ہو کر نکاح کرنا چاہتی ہیں۔ کہ تم اس طرح دنیا کی زندگی کا سامان ڈھونڈنے لگو اور لوگ انہیں مجبور کرتے رہے ہیں۔ پس بے شک اللہ ان کے مجبور کئے پیچھے مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

مکاتبت کے متعلق حکیمانہ احتیاط

اس آیہ کریمہ میں اول تو یہ فرمایا کہ جو کوئی لونڈی یا غلام تم سے مکاتبت کرنا چاہے اس کو فوراً تحریر لکھ دو۔ مگر دیکھ لو کہ وہ سوسائٹی کے لئے مفید ہوگا یا نہیں۔ محض شرارت ہی نہو اگر ان میں بھلائی پاتے ہو تو ایسی صورت میں انہیں مال بھی دو۔ جس سے وہ تجارت۔ یا کوئی اور کسب حلال کر کے اپنی قیمت ادا کر سکے۔ یا اس مالی امداد سے اپنی حالت درست کر سکے۔ اس مکاتبت کے معاملہ میں ایک امر خاص طور پر لونڈیوں کی نسبت یہ فرمایا کہ ایسا نہ ہو تمہارے روپوں کے تقاضوں سے لونڈیاں تنگ آ کر بدکاری پر مجبور ہو جائیں اور اس طرح ناجائز طریق پر روپیہ کما کر اپنی قیمت ادا کریں۔ حالانکہ وہ بیچاریاں آزادی

تو اس لئے چاہتی ہیں کہ پاکدامن رہیں۔ اور کسی کے نکاح میں آئیں لیکن تم انہیں قیمت کی ادائیگی پر اگر بہت زور ڈالوگے اور مجبور کر دوگے تو ممکن ہے وہ بدکاری جیسی ذلیل اور ناجائز چیز پر اتر آئیں اور اس طرح ناجائز طریق پر کما کر تمہارا روپیہ ادا کریں اس لئے ایسے روپے کو عرض الحیٰوۃ الدنیا فرما کر اسے چھوڑ دینے [illegible] کرنا چاہتی ہیں اور اس طرح ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنا چاہتی ہیں۔ تو کسی مالک کا دنیا کے روپوں کی خاطر انہیں اتنا تنگ کرنا کہ وہ بدکاری پر مجبور ہو جائیں کس قدر قابل نفرین فعل ہے اسلام سے قبل چونکہ اس طرح بھی قیمت کا روپیہ وصول کر لیا کرتے تھے اس لئے مسلمانوں کو تسلی دی کہ ومن یکرھھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم یعنے جو لوگ اس طرح انہیں مجبور کرتے رہے ہیں تو ان کے اس قبیح فعل کو ترک کر دینے کے بعد اعمال گزشتہ کو اللہ تعالیٰ اپنے رحم سے مغفرت فرمائے گا۔

حاصل کلام

حاصل کلام یہ کہ آزاد کرنے کے تین ہی طریق ہو سکتے تھے تینوں سے کام لیا۔

(۱) اسلامی گورنمنٹ کو حکم دیا کہ وہ زکوٰۃ میں سے آٹھواں حصہ غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے وقف کر دے۔ [illegible] زبردست تحریک کی۔

(۳) لونڈی اور غلاموں کو موقعہ دیا کہ وہ اپنی آزادی کے لئے خود بھی ہاتھ پاؤں ہلائیں یعنے خود کما کر قیمت ادا کر دیں۔ اس کے لئے آسانیاں بہم پہنچائیں۔ مالک مکاتبت سے انکار نہ کر سکتا تھا۔ بلکہ الٹا اسے مالی امداد دینے کا بھی حکم تھا۔ غلام یا لونڈی قیمت یکمشت ادا کر دے یا بالاقساط ادا کر دے اسے اختیار رہتا۔ لونڈیوں کی صورت میں اگر بدکاری کا اندیشہ تو قیمت کو یا تو چھوڑ دینے کا حکم تھا یا انہیں مہلت دینے کا حکم تھا۔ جس میں وہ اسے جائز طریق پر ادا کر سکیں۔

چیلنج

اب فرمایئے اس سے بڑھ کر عمدہ طریقے بتدریج آزادی کے اور کون سے ہو سکتے تھے۔ اس سے قبل لکھ آیا ہوں کہ جنگ کے [illegible] حکم دیدیا۔ اور جو لونڈی غلام پہلے سے دنیا میں موجود تھے ان کی تعلیم و تربیت کر کے اور ان کی حیثیت کو بلند کر کے دوسرے لفظوں میں انہیں انسانیت کا جامہ پہنا کر ان کی بتدریج آزادی کے طریق نہایت اعلیٰ و اکمل قائم کر دیئے تو فرمایئے غلامی رہ گئی یا مٹ گئی؟

بس حق یہی ہے کہ قرآن غلامی کو مٹانے آیا تھا اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ ہر قسم کی باریک در باریک غلامی سے جس طرح کامل آزادی قرآن نے انسان کو عطا کی ہے کیا دنیا کا کوئی مذہب [illegible]

(بقیہ صفحہ ۳)

اور ہمیشہ رہے گا۔ اس لئے اس میں توالد و تناسل بھی نہیں۔ اگر بیٹا مانا جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ کوئی اس کا باپ بھی تھا جس کا وہ اپنی جگہ بیٹا ہے اور جس کے مرنے پر وہ خدائی کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اور موجودہ خدا کا بیٹا اپنے باپ خدا کے مرنے پر اس کا جانشین ہوگا۔ اس طرح خدا کا بیٹا مان کر یا دوسرے [illegible] جاتے ہیں!

اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر نہیں

اس کے بعد فرمایا کہ لم یکن لہ کفواً احد کہ اس کی کوئی نظیر بھی نہیں۔ یعنی جو صفات خدا کی پیش کی گئی ہیں۔ ان صفات میں اس کا نظیر کوئی نہیں۔ اس لئے اس کا ہم کفو اور ہمسر بھی کوئی نہیں اور یہ سچ ہے دیکھ لو۔ انسان میں بھی جو اپنے اندر اخلاق آلٰہیہ کا پرتو رکھتا ہے اور اشرف المخلوقات ہے۔ جو صفت بھی ہے۔ ایک حد کے اندر محدود اور اپنے قیام کے لئے ہر قدم پر خدا کے انعامات کی محتاج ہے۔ انسان دیکھتا تو ہے مگر خدا اگر آنکھ نہ بخشتا اور روشنی نہ بناتا۔ تو انسان کی یہ صفت ہی نہ ہوتی۔ اور نہ کام کر سکتی۔ انسان سنتا تو ہے مگر خدا اگر کان نہ بناتا تو سننے کی صفت ہی نہ ہوتی۔ ہوا نہ ہوتی تو اس کے سننے کی صفت کام ہی نہ کرتی۔ اسیطرح ہاتھ نہ ہوتا اور [illegible] نظیر مخلوق میں تلاش کرنا نادانی ہے۔ اگر اس کی نظیر مل سکتی تو پھر اس کی توحید ہی کہاں رہ سکتی تھی۔ جب دوسری کوئی ہستی اس کی صفات میں اسی شان اور کمال کے ساتھ شریک ہے تو پھر توحید کا دعویٰ غلط ہو گیا۔

قرآن نے ہر رنگ میں کامل خدا پیش کیا

پس قرآن نے جو خدا پیش کیا ہے وہ اپنی ذات اور صفات اور افعال میں واحد لاشریک پیش کیا ہے جو کسی چیز کا محتاج نہیں۔ بلکہ سب اس کے محتاج ہیں نہ اس کا کوئی بیٹا نہ باپ۔ بلکہ ہمیشہ سے قائم ہے اور ہمیشہ رہے گا اور اپنی ذات صفات اور افعال میں بے نظیر۔ اس کی نہ کوئی نظیر ہو سکتی ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہو سکتا ہے۔ پس یہ خدا ہے جو پرستش کے لائق ہے۔ یہ خدا ہے جو ہماری حاجتوں کو پورا کر سکتا ہے۔ یہی خدا ہے جو ہمارا خالق اور اس لئے ہمارا مالک ہے۔ جو وہ خدائے واحد نہیں۔ بلکہ اس کی خدائی چلانے والے دوسرے ہیں۔ اور اس لئے حق رکھتے ہیں کہ وہ اس کا احسان جتلائیں اور اس کی مالکیت سے انکار کر دیں۔ کیونکہ ایک محتاج کا کوئی حق نہیں کہ اپنے محسن پر حق ملکیت جتائے۔ اور اگر ہماری روح اور مادہ کا وہ خالق نہیں تو ہمارا مالک اور معبود بننا اس کے لئے درست نہیں ہو سکتا۔ پس قرآن نے جو خدا پیش کیا ہے وہ ہر رنگ میں کامل اور اپنی ہر صفات میں بے مثل اور اپنے ہر فعل میں بے احتیاج پیش کیا ہے۔ بلکہ کل مخلوق اپنی ہستی اور قیام کے لئے ہر آن اس کی محتاج ہے۔ اس لئے مالک اور معبود بننا اس کو زیب دیتا ہے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— [illegible] لاہور تشریف لے آئیں گے۔

— جناب ڈاکٹر نبی بخش صاحب گورنمنٹ پنشنر عرصہ سے رعشہ کی بیماری میں مبتلا ہیں چند روز سے تکلیف زیادہ ہو گئی ہے علاوہ ازیں بخار بھی شروع ہو گیا ہے ممدوح ہماری جماعت کے نہایت پرجوش نیک اور مخلص بزرگ ہیں انکی صحت یابی کے لئے خصوصیت سے دعا کی جائے

— جناب مرزا خدا بخش صاحب بدستور علیل ہیں۔

— جناب میاں شیخ محمد حسین صاحب ملائل پوری کو پہلے سے افاقہ ہے لیکن پوری طرح صحت نہیں ہوئی۔

— جناب مولوی عصمت اللہ صاحب کی طبیعت بھی ابھی تک علیل ہے

— جناب چوہدری عبدالرحمان صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر اکونٹنٹ جنرل [illegible] ڈائرکٹر جموں کشمیر کی اہلیہ محترمہ علیل ہیں۔

— جناب چوہدری سردار خاں صاحب منیجر پیغام صلح کی اہلیہ [illegible] دعا کی ہیں۔

— میاں محمد الدین صاحب احمدی کی صاحبزادی جس کا گذشتہ دنوں میو ہسپتال لاہور میں اپریشن ہوا تھا ۲ ستمبر کو انتقال کر گئی۔

— چوہدری فضل داد صاحب مخلص انجمن کے دو بھتیجے دریا میں غرق ہو گئے اور زندہ نہ بچے۔

پیغام صلح: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان حادثات میں ہمیں متعلقین سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے خداوند کریم مرنے والوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے احباب کی خدمت جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

معذرت

[illegible] رہتا۔ افاقہ ہونے پر ۸ ستمبر کو دفتر میں حاضر ہوا لیکن یکایک بخار ہو گیا۔ پیش نظر اشاعت اسی حالت میں مرتب ہوئی جس وقت یہ سطور لکھی جا رہی ہیں بخار اتر چکا ہے امید ہے کہ ایک دو روز میں کام کرنے کے قابل ہو سکونگا۔ احباب سے التماس دعا ہے۔

میری غیر موجودگی میں حالات کی مجبوری سے ۱۵ اگست کی اشاعت ناغہ ہوئی بعض پرچے تاخیر سے بھی شائع ہوئے جن کے لئے قارئین کرام سے معذرت خواہ ہوں۔

شذرات

عیسائی رسالہ "المائدہ" اپنی ایک تازہ اشاعت میں رقمطراز ہے کہ مسلمان عورتیں اکثر محض فسخ نکاح کی غرض سے عیسائی ہو جاتی ہیں۔ جب ان کی غرض پوری ہو جاتی ہے۔ تو دوبارہ اسلام قبول کر لیتی ہیں۔ معاصر مذکور کے نزدیک ایسی عورتوں کو عیسائی مذہب میں شامل کرنا درست نہیں۔ اور اس کے متعلق اس نے عیسائی اکابر کو خصوصیت سے توجہ دلائی ہے۔ معاصر مذکور کی یہ حق گوئی قابل تعریف ہے۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ اس نے اپنے جن بزرگوں کو متوجہ کیا ہے۔ وہ ہرگز اس کی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ عیسائیت کا شکار زیادہ تر اس قسم کی عورتیں یا غریب، مفلس اور جاہل آدمی اور یتیم و لاوارث بچے ہوتے ہیں۔ اگر عیسائی مبلغین لالچ و فریب کے جال کو تہہ کر کے اخلاقی پابندیوں کو اپنے اوپر عائد کر لیں۔ اور لوگوں کے افلاس، مشکلات اور جہالت سے فائدہ نہ اٹھائیں تو اسلامی حلقوں میں تبلیغ عیسائیت کا ڈھونگ چند روز میں ختم ہو جائے۔ کیونکہ کسی باخبر مسلمان کے لئے عیسائیت کے اندر قطعاً کوئی کشش و خوبی نہیں ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ آریہ سماج شملہ (کالج پارٹی) نے اپنا مندر پانچ سال کے لئے بطور سینما ہال ٹھیکہ پر دے دیا ہے۔ آریہ ہند و حلقوں میں مختلف قسم کے خیالات کا اظہار ہو رہا ہے بہت سے مقتدر آریہ سماجی بھی اس پر سخت اعتراض کر رہے ہیں اور صاف طور پر کہا جا رہا ہے کہ آریہ سماج اپنے اصول و مقصد کو تیزی سے فراموش کر رہا ہے اور اپنی مذہبی خصوصیات کو ترک کر کے مادیت اور دنیا داری کی لعنت میں گرفتار ہو گیا ہے۔ آریہ سماجیوں کے اس قسم کے افعال و اعترافات کی روشنی میں جب ہم مجدد زماں کی اس سچی پیشگوئی کو دیکھتے ہیں جو اس مامور من اللہ نے خدا سے علم پا کر آریہ سماج کی تباہی کے متعلق کی تھی تو ہمارا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔

آریہ سماج عرصہ سے اپنے مسلمہ اصولوں کو ترک کر رہا ہے۔ نیوگ کی جگہ اس نے نکاح بیوگان کے اسلامی اصول کے آگے سر جھکایا۔ اسلامی اخوت و مساوات سے متاثر ہو کر اس نے چھوت چھات اور ورن آشرم کی قیود کو اگر عملی نہیں تو اصولی طور پر ترک کیا۔ گروکل کا نظام تعلیم یکسر ناکام ثابت ہوا۔ اور اس نے بے شمار جدید طرز کی درس گاہیں قائم کیں۔ بہت سے آریہ سماجیوں کے نزدیک گوشت خوری بھی جائز ہے۔ دیکھنے والوں کو ان باتوں میں ہی آریہ سماج کی تباہی نظر آ گئی تھی۔ لیکن یہ سب کچھ اصلاح کے نام سے کیا گیا تھا۔ لیکن اب آریہ سماج اپنی عبادتگاہوں کو عشرت گاہوں کی شکل میں تبدیل کر کے اس بات کا ناقابل تردید ثبوت بہم پہنچا رہا ہے کہ وہ روحانی اور اخلاقی طور پر تباہی کے بالکل قریب پہنچ گیا ہے۔

ہمارے نوجوانوں کی ہونہار انجمن ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن لاہور نے کئی ماہ کے سکون و سکوت کے بعد اپنی زندگی کا ثبوت دینے کا ارادہ کیا ہے۔ اعلان کیا گیا ہے کہ اب دوبارہ ہفتہ وار جلسوں کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔ جس طرح ایسوسی ایشن کی طویل خاموشی قابل افسوس ہے۔ اسی طرح اس کا یہ عزم لائق تحسین و مستحق حوصلہ افزائی ہے۔ اس انجمن کی کامیابی کے لئے نوجوانوں کے جوش عمل کے ساتھ ساتھ بزرگوں کی سرپرستی کی بھی ضرورت ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اس کو یہ دونوں چیزیں میسر آ جائیں۔ اور یہ اپنے مقاصد میں پوری طرح کامیاب ہو۔ لاہور میں کالجوں، دفتروں اور کارخانوں کی وجہ سے موسم سرما میں نوجوانوں کا اب عظیم الشان اجتماع موجود رہتا ہے جو شمالی ہندوستان کے کسی دوسرے شہر میں ہرگز میسر نہیں آ سکتا۔ اگر ہمارے مرکز کے نوجوانوں کی یہ جماعت ان میں تبلیغ احمدیت کا بیڑا اٹھائے تو یہ ایک نہایت شاندار تعمیری کام ہوگا۔

لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اور دوسرے عظیم الشان تعمیری کام جو احمدی نوجوانوں کے فرائض میں داخل ہیں کس طرح انجام دیئے جائیں اس کا واحد طریق یہ ہے کہ ہم خود سچے اور عملی احمدی بنیں۔ ہمیں ہر وقت یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم دین کے خادم ہیں۔ ہمیں دنیا داروں کے طریقوں سے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ ہم روحانیت کے علمبردار ہیں ہمیں مادہ پرستوں کی چالوں کو عمل میں لا کر فلاح و کامرانی کی توقع نہ رکھنی چاہیئے۔ ہمارے لئے لازم ہے کہ ہمیں اسلام اور احمدیت کی صداقت پر پورا پورا یقین و ایمان ہو ہمارے عقائد صحیح ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمارے عقائد و اعمال میں کوئی فرق نہ ہو۔ احمدی نوجوان اسی وقت دوسروں کو فتح کر سکتے ہیں۔ جبکہ وہ خود دینی و اخلاقی لحاظ سے دوسروں سے بہت بلند ہوں۔ یقین محکم، عمل پیہم۔ اخلاق صالح کے ذریعہ ہی ہم کامیابی حاصل کر سکتے ہیں

گزشتہ کئی اشاعتوں سے معاصر "ریاست" کے سلسلہ مضامین کا جواب "پیغام صلح" کے ضمیمہ جات کی شکل میں شائع ہو رہا ہے۔ امید ہے قارئین کرام نے اس کو شوق و دلچسپی سے مطالعہ فرمایا ہوگا۔ مولوی دوست محمد صاحب قبلہ نے جس تلاش و تجسس اور معقولیت سے اعتراضات کا جواب دیا ہے وہ محتاج تعریف نہیں۔ لٹریچر کی تیاری بھی بے شک بہت بڑا کام ہے۔ لیکن اس کی اصل غرض اس وقت تک پوری نہیں ہوتی جب تک کہ اس کو صحیح طریق پر تقسیم نہ کیا جائے لہذا احباب کو ان ضمیمہ جات کی صحیح طریق پر اشاعت کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ ان کے مکمل مجموعہ کی جس کا حجم قریباً ڈیڑھ سو صفحات ہوگا قیمت صرف تین آنے تجویز ہوئی ہے جو لاگت اور اہمیت کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں۔ صاحب استطاعت احباب اور جماعتوں کو مفت تقسیم کرنے کے لئے بکثرت منگوانا چاہیئے۔ فرمائشیں بہت جلد بھیج دی جائیں۔

بقیہ صفحہ ۲

تیسرا مناظرہ

صداقت و عدم صداقت مسیح موعود پر بحث

تیسرا مناظرہ صداقت مسیح موعود پر تھا اس میں احمدی جماعت کی طرف سے تو مولوی علیم صاحب، مولوی فاضل ہی مناظر تھے۔ اور دوسری طرف سے مرتد لال حسین اختر تھے۔ یہ مناظرہ بہت بے لطف تھا۔ اس میں بجز اس کے کہ مسیح موعود کو گالیاں دی گئی ہوں ہم نے لال حسین مرتد کی طرف سے کوئی علمی بات نہیں سنی۔ وہی دقیانوسی اعتراضات تھے جو حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر مولوی ثناء اللہ نے کئے ہوئے ہیں۔ جن کے صدہا مرتبہ جواب دیئے جا چکے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ لال حسین مرتد دس منٹ میں پندرہ اعتراض کر جاتا اور مجیب کے لئے تمام اعتراضوں کا تھوڑے وقت میں جواب دینا بہت مشکل تھا۔ اس لئے اس کے بعض اعتراض بلا جواب رہ گئے مگر وہ اعتراض بھی کوئی معقول اعتراضات نہ تھے۔ مثلاً ایک اعتراض یہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب کی عمر ان کے اپنے دو مختلف بیانوں کے مطابق صرف گیارہ برس کی ہوتی ہے۔ اب اہل عقل خود ہی سوچ لیں کہ اس اعتراض کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے۔ ہاں یہ بھی سچ ہے کہ اس مناظرہ میں لوگوں نے احمدیوں کو سخت گالیاں دیں۔ اور بار بار لعنت لعنت کہا۔ اور اس بدزبانی اور شور کا نام اپنی فتح رکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کا غلبہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

شرائط میں قادیانی جماعت کی کوتاہی

ہمیں افسوس ہے کہ قادیانی جماعت نے خود اپنے دائرے کو تنگ کر لیا۔ شرائط کی رو سے بزرگان دین کے اقوال کو پیش کرنے کا انہیں حق نہ تھا۔ اس لئے اعتراضات کے جواب میں وہ بجز قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ایک لفظ بھی باہر سے نہ کہہ سکتے تھے حالانکہ اگر اہل اللہ کے کلام کو پیش کرنے کا انہیں حق ہوتا تو وہ بہت سے اعتراضات کو چٹکیوں میں اڑا جاتے۔ اور لال حسین کو بھی ہوش آ جاتا اور ساری شوخی بھول جاتی۔

۵۰۰ روپیہ انعام کا مطالبہ

چونکہ آیت لو تقول بعض الاقاویل زیر بحث تھی اور قادیانی مناظر نے کہا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے پانچ صد روپیہ انعام دے کر تمام نامی علماء کو چیلنج کیا تھا کہ وہ مقابل آ کر اگر ایک مثال بھی ثابت کر دیں کہ کسی مدعی نبوت و رسالت نے باوجود کاذب ہونے کے ۲۳ سال تک مہلت پائی تھی تو انہیں ۵۰۰ روپیہ انعام دیا جائے گا۔ مگر کوئی مقابل نہ آیا۔ اور حجت قائم ہو گئی۔ اس پر لال حسین نے کہا کہ ۵۰۰ روپیہ دو تو میں ابھی ایسے مفتری علی اللہ کا ثبوت دیدونگا مگر افسوس ہے کہ قادیانی جماعت نے اس چیلنج کو ٹال دیا۔ اور اتنا بھی نہ کیا کہ اسے ۵۰۰ روپے کے بجائے ۵۰ روپیہ ہی انعام دینا کر کے اس سے ثبوت طلب کرتے۔ ہاں صرف یہ کہا کہ لال حسین کی حیثیت کے مطابق تین پیسے انعام۔ ہمارے خیال میں یہ محض ایک تمسخر تھا۔ ورنہ بہ حیثیت قائم مقام مسیح موعود ہونے کے ہم ۵۰۰ روپے دینے کا وعدہ کر کے اس سے ثبوت کا مطالبہ کر لیتے۔ ان تمام کوتاہیوں کا پبلک پر بہت برا اثر پڑا۔ جس کا ہمیں افسوس ہے۔

ہمارا چیلنج

مباحثہ کے دوسرے روز ہماری جماعت کے مبلغ مولوی عمر الدین صاحب نے مخالف علماء کی خواہش پر ان کے مکان پر مباحثہ منظور کر لیا۔ لیکن جب شرائط میں یہ بات پیش کی گئی کہ بزرگان دین

باقی پوٹ میں

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل کے جوابات

قسط یازدہم

نام		رقم
مخدوم محمد اشرف صاحب شملہ		۲۵ روپے
چودہری مولا بخش صاحب	〃	۵ 〃
مولوی مسیح الزمان صاحب	〃	۱ 〃
ماسٹر عبد الحفیظ صاحب	〃	۲ 〃
ماسٹر عبد الغنی صاحب	〃	۲ 〃
مولوی عبد المجید صاحب	〃	۱ 〃
چودہری غلام محمد صاحب	〃	۱ 〃
مولوی عالم دین صاحب وکیل شیخو پورہ معرفت عبد الشکور صاحب محصل		۱۰ 〃
خانصاحب سید محی الدین صاحب رائے بریلی		۵ 〃
ڈاکٹر الہ بخش صاحب لاہور		۵ 〃
چودھری غلام حسین صاحب لویریوالہ		۱۰ 〃
ماسٹر محمود احمد صاحب مردان		۵ 〃
ڈاکٹر سعید احمد صاحب مانسہرہ		۱۰ 〃
بابو محمد الٰہی صاحب پٹی معرفت چودھری فضل احمد صاحب		۱۰ 〃
چودھری سلطان علی صاحب جالندھر		۵ 〃
شیخ ظہور الحسن صاحب جالندھر		۵ 〃
دوست محمد صاحب چنیوٹ		۲ 〃
مہر سلطان محمود صاحب لائل پور		۳ 〃
ڈاکٹر الہ بخش صاحب		۸ 〃
ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب دربند		۵ 〃
بابو غلام محی الدین صاحب لاہور		۲ — ۸ آنے 〃
بابو محمد ابراہیم صاحب لاہور		۲ 〃

جن صاحبان کی طرف سے تا حال نہ رقم آئی ہے اور نہ جواب وہ مہربانی فرماکر توجہ فرمائیں۔ اور اسی کو یاد دہانی تصور فرمائیں۔ یہ رقم $\frac{9}{33}$ ۷ تک وصول شدہ ہے۔

(آنریری افسر تحصیل)

خریداران پیغام صلح

سے گزارش ہے کہ جن صاحبان کے سالانہ چندے ماہ گزشتہ اور ماہ رواں میں ختم ہوتے ہیں وہ بہت جلد بذریعہ منی آرڈر اپنے اپنے چندے بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں تاکہ وی پی میں بہ زائد خرچ نہ ہوں جو بلا وجہ ڈاکخانہ میں پہنچتے ہیں۔ اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے اور دفتر کا بھی۔

(خاکسار منیجر)

پیغام صلح کی توسیع اشاعت ہر احمدی کا فرض ہے

خبریں

ایک فوجی کپتان ہلاک اور دو ہندوستانی افسر زخمی ہوئے۔

—— لکھنؤ ۔ ستمبر پنڈت جواہر لعل نہرو گاندھی جی سے ملاقات کے لئے پونہ روانہ ہو گئے ہیں۔

—— حکومت پنجاب نے ایک رنگین تصویر "سری گورو نانک دیو جی مکہ میں" ضبط کر لی ہے یہ تصویر اسلامی نقطۂ نگاہ سے بے حد قابل اعتراض تھی۔

—— حادثہ مدنا پور کے سلسلہ میں بہت سی گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔

—— راجپوتانہ کی متعدد ہندو ریاستوں میں مسلمانوں پر شدید مظالم ہو رہے ہیں۔

—— سرحد کی تازہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ سڑک کی تعمیر کو روکنے کے لئے مہمندوں کا بھاری لشکر تیار ہو رہا ہے بالائی مہمندوں کے تمام قبایل سرگرم جنگی تیاریوں میں مصروف ہیں انہوں نے بہت سا سامان۔ غلہ۔ بوڑھے بچے وغیرہ افغانستان کی طرف بھیج دیئے ہیں اور ان کا ارادہ ہے اگر انگریزی افواج حلیم زئیوں کے علاقہ سے آگے بڑھیں تو فی الفور جنگ شروع کر دی جائے گی۔

—— پنجاب پولس نے حال ہی میں ایک ایسے گروہ کا سراغ لگایا ہے جو تمام صوبہ میں جعلی سکے بناتا اور فروخت کرتا تھا۔

—— اعلیٰحضرت حضور نظام نے ایک فرمان کے ذریعہ اخبار بمبئی کرانیکل کا داخلہ اپنی سلطنت میں ممنوع قرار دیا ہے۔ یہ اخبار حکام دولت آصفیہ پر نامناسب طریق پر نکتہ چینی کرتا رہتا ہے۔

—— بیان کیا جاتا ہے کہ جاپان ہندوستانی منڈیوں پر قبضہ کرنے کی زبردست جدوجہد کر رہا ہے اس غرض سے اس نے ایک جدید پروگرام مرتب کیا ہے۔

—— قاضی علی محمد صاحب بلدیہ انبالہ کے صدر منتخب ہوئے ہیں آپ قاضی فتح محمد صاحب مدیر اخبار "الراعی" لاہور کے برادر بزرگ ہیں پیغام صلح بھی اس کامیابی پر قاضی صاحب موصوف کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

—— گاندھی جی کی تجویز ہے کہ ۲۴ ستمبر کو ہریجن ڈے منایا جائے۔

—— کلکتہ ۹ ستمبر کلکتہ میونسپل امینڈمنٹ بل کی دفعہ چار بنگال کونسل میں بغیر تقسیم آرا کے منظور ہو گئی اس دفعہ کا منشا یہ ہے کہ ایسے اشخاص کو جو حکومت کے خلاف ارتکاب جرم یا سرگرمیوں میں حصہ لینے پر سزایاب ہو چکے ہیں وہ کارپوریشن کی ملازمت میں نہ رکھے جائیں۔

ممالک خارجہ

—— ہز میجسٹی فیصل شاہ عراق کا سوئٹزرلینڈ میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

—— کابل میں برطانوی سفارت کے تین ارکان کو ایک افغان نے قتل کر دیا مقتولین کی نعشوں کو ہندوستان لایا جائے گا۔

—— آسٹریا کے جانسلر ڈاکٹر ڈالفس سے کہ مستعفی ہو جانے کا خبر (?)

—— وزیر تعلیم ایران مستعفی ہو گئے۔

—— افغانستان میں جو سڑکیں زیر تعمیر ہیں ان میں سے اکثر مکمل ہو گئیں ہیں۔ ہرات میں ۴۷ نئی دوکانیں جدید اصول تعمیر کے مطابق بنائی گئی ہیں۔

—— شمالی سپین میں کوئلے کی کانوں کے بیس ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ ان کی شکایت یہ ہے کہ کانوں کے مالک بے کار کارکنوں کو کوئی الاونس نہیں دیتے۔

—— تازہ ولایتی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی میں نازی پارٹی غیر نازی افراد پر شدید مظالم کر رہی ہے۔

—— لندن ۔ ۷ ستمبر۔ جاپان کا صنعتی وفد آج یہاں پہنچ گیا ہے جب تک ہندوستان میں ہندوستان، جاپان اور انگلستان کے مابین روئی کے متعلق گفت و شنید شروع نہیں ہوتی یہ وفد برطانیہ میں رہیگا اور برطانوی کارخانہ داروں سے غیر رسمی گفتگو کرتا رہیگا۔

—— گزشتہ دنوں ساحل چین پر چینی قزاقوں نے تین برطانوی افسروں کو گرفتار کر لیا تھا۔ حکومت برطانیہ نے مسلسل و سرگرم کوشش کے بعد انہیں رہا کرا لیا ہے۔

—— انگلستان کے اکثر علاقوں میں پانی کی شدید قلت محسوس ہو رہی ہے۔

—— امریکہ کی اقتصادی حالت بہتر ہو رہی ہے۔ صدر روزویلٹ نے کوشش کر کے میزانیہ کا توازن قائم کر لیا ہے۔

—— سابق وزیر اعظم برطانیہ مسٹر لائیڈ جارج نے زمانہ جنگ کی یادداشتیں کے نام سے ایک اہم کتاب لکھی ہے جس میں لارڈ کچنر اور متعدد برطانوی جرنیلوں پر سنگین الزامات عائد کئے گئے ہیں مسٹر لائیڈ جارج جنگ یورپ کے دوران میں حکومت برطانیہ کے وزیر جنگ اور وزیر اعظم کے عہدہ پر فائز تھے۔

—— روس اور ٹلی کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اس پر ہر دو حکومتوں کے نمائندوں کے دستخط ہو گئے ہیں اس معاہدہ میں فریقین نے غیر جانبدار رہنے اور ایک دوسرے کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی نہ کرنے کا عہد کیا ہے۔

—— تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ چینی ترکستان ۔۔۔ بعد اب روسی ترکستان میں جنگ آزادی شروع ہو گئی ہے۔

—— اب دوبارہ اس قسم کی افواہیں سننے میں آ رہی ہیں کہ شاہ امان اللہ خاں افغانستان کے تخت کے لئے کوشش کر رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ گزشتہ دنوں آپ نے ٹرکی اور دوسرے یورپین ممالک کی سیاحت کے دوران میں متعدد جلا وطن افغان سرداروں سے ملاقاتیں کیں۔

—— حکومت مین دلنی میں جنگ کا خطرہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔

—— امریکہ کی طرح انگلستان میں بھی بے روزگاری رفتہ رفتہ کم ہو رہی ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۸۰۸

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

عقائد جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۵ استمبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۵۳

"قبول احمدیت نمبر" کے متعلق چند گزارشات

۳ اکتوبر کا ماہوار ایڈیشن "قبول احمدیت" نمبر ہوگا جس کا اعلان اشاعت گزشتہ میں قارئین کرام کی نظر سے گزرا ہوگا اس کے متعلق چند گزارشات عرض ہیں۔

دلائل و براہین اپنے اندر بہت بڑی قوت رکھتے ہیں ان کی ضرورت و اہمیت سے کوئی ہوشمند آدمی انکار نہیں کر سکتا لیکن ان کے ساتھ واقعات و حقایق کا پیش کرنا بھی اشد ضروری ہے۔ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت کی صداقت ثابت کرنے کے لئے بیشمار مسکت و معقول دلائل پیش کیں اور کر رہے ہیں۔ ان کا فائدہ اور نتیجہ بھی عیاں ہے اگر اس کے ساتھ ساتھ واقعات بھی پیش کئے جائیں تو دلائل و براہین کی قوت بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔ "قبول احمدیت" نمبر اسی قسم کی ایک کوشش ہے۔

اس نمبر میں اُن مقتدر بزرگان سلسلہ کے مضامین شائع کئے جائینگے جنھوں نے مخالفت کے زبردست طوفانوں میں دنیوی عزت و جاہ اور مال و دولت پر لات مار کر احمدیت کو قبول کیا۔ ان مضامین میں وہ ان باتوں کا خصوصیت سے تذکرہ کرینگے جو ان کے لئے سلسلہ عالیہ میں شامل ہونے کا باعث ہوئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ پر طرح طرح کے الزام لگائے جاتے ہیں احمدیت کی ترقی و کامیابی کو تمام بدبین مکر و فریب کے نتیجہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس نمبر میں حضرت مسیح موعودؑ کے وہ خادم جن کی خدمات دینی۔ علمی قابلیت۔ بلند اخلاقی مخالفین کے نزدیک بھی مسلم ہے اپنے ذاتی واقعات کو پیش کر کے ان بہتانوں کی تردید کر دینگے۔

یہ نمبر اپنی قسم کی پہلی کوشش ہے۔ اس کی کامیابی کا انحصار قارئین کرام کے مخلصانہ تعاون پر ہے۔ ان تمام بزرگوں کی خدمتمیں جنھوں نے حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ عنایت کے لئے درخواست ہے دیگر احباب بھی اپنے مشوروں سے ممنون فرمائیں۔ مضامین مختصر ہوں اخبار کے ایک صفحے سے زائد کوئی مضمون نہیں ہونا چاہیے۔ (خاکسار مدیر)

جلسہ سالانہ کی تاریخیں
احباب اور جماعتیں مشورہ دیں

امسال رمضان شریف ۱۹ دسمبر سے شروع ہے اور جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ہوتی ہیں تمام احباب اور جماعتوں کی خدمتمیں التماس ہے کہ وہ مشورہ دیں کہ جلسہ سالانہ گزشتہ سالوں کی طرح انہی تاریخوں میں منعقد کیا جائے یا اس کے لئے ایسٹر وغیرہ کی تعطیلات موزوں ہوں گی؟ حضرت مسیح موعودؑ کے وقت ماہ رمضان میں بھی کرسمس کی تعطیلات میں جلسہ منعقد ہوتا رہا ہے۔ ایسے ایام ایسٹر میں انجمن حمایت اسلام لاہور بھی اپنا جلسہ منعقد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تاکہ احباب کو رائے قائم کرنے میں آسانی ہو اس لئے یہ دونوں باتیں عرض کر دی گئیں۔

تمام آرا بنام سکرٹری انجمن بہت جلد آجانی چاہئیں تاکہ تاریخوں کے تعین سے قبل ان پر بخوبی غور ہو سکے۔ بیرونی جماعتیں اپنے ممبروں کو جمع کر کے اس معاملہ پر غور کریں۔ اور پھر مشورہ دیں۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

لاہور

ضروری نوٹ

"آزاد" کی غلامی

بعض زر پرست اور ضمیر فروش انسانوں نے احمدیت کی مخالفت کو حصول زر کا آسان ذریعہ سمجھ رکھا ہے۔ وہ حق و صداقت کو فراموش کر کے محض پیٹ کی خاطر حضرت مرزا صاحب اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف ہرزہ سرائی میں مصروف رہتے ہیں ان لوگوں کی وقتی کامیابی سے متاثر ہو کر ان کے بہت سے مقلد پیدا ہو گئے ہیں جن میں غالب تعداد خود ساختہ و مردود لیڈروں اور بے اصول و ناکام اخبار نویسوں کی ہے۔ لاہور کا نوزائیدہ روزنامہ "آزاد" بھی اسی زمرہ میں شامل ہے۔ اس کے اب تک صرف چند پرچے شائع ہوئے ہیں۔ اور تقریباً تمام میں احمدیت اور حضرت مرزا صاحب کے خلاف سوقیانہ تحریریں شائع کی گئی ہیں۔ اس نے چند روز ہوئے ایک دلآزار انعامی معمہ بھی چھاپا ہے ان حرکتوں سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ نام کا "آزاد" بھی منشی ظفر علی کے اخبار "زمیندار" کی طرح زر و شہرت کا غلام ہے۔ حق و صداقت اور اخلاق و شرافت سے اسے کوئی تعلق نہیں۔

معنی خیز اعتراف

ایک اہل قلم و مقتدر عیسائی ر۔ سی۔ ایل۔ بنرجی عیسائی رسالہ المائدہ" ستمبر ۱۹۳۳ء میں رقمطراز ہیں:-

" ہمارے بعض دیسی عیسائیوں نے بالخصوص ضلع ملتان کی تحصیل خانیوال میں صورت معاش اس طرح نکالی ہے کہ بدمعاش عورتوں کو بپتسمہ دیکران کے خاوندوں سے چھٹکارا دلاتے ہیں۔ پھر۔۔۔۔ اس کو اس کے مسلمان آشنا کے حوالے کر دیتے ہیں۔۔۔ میں نے تو یہ بھی دیکھا ہے کہ اغوا شدہ مسلمان بیوی کو اس کے آشنا کی درخواست پر بپتسمہ کا سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے اور اغوا کے تین ماہ پہلے کی تاریخ اس سرٹیفکیٹ میں درج کر دی گئی ہے۔ میرے پاس ضلع گورداسپور اور ضلع ملتان کی ایسی نظائر موجود ہیں"۔

اس معنی خیز اعتراف سے عیسائیت کے تبلیغی نظام اور عیسائی مبلغین کے کارناموں پر کافی حد تک روشنی پڑتی ہے دنیا بخوبی جانتی ہے کہ اکثر مشرقی ممالک میں پادری جاسوسی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہے کہ عیسائیت کی تبلیغ کا سب سے بڑا سہارا لالچ و فریب ہے۔ لیکن اس اعتراف سے عیسائی مبلغین کی ایک اور شرمناک حرکت بے نقاب ہو گئی ہے۔

مانگرول کے خلاف طوفان بے تمیزی

مانگرول میں گائے اور راجہ کا تنازعہ عرصہ سے ہندو مسلم کشیدگی کا باعث بنا ہوا تھا۔ ہندو مسجدوں کے سامنے باجا نواز پر مصر تھے اور مسلمان گاؤکشی کا جائز حق مانگتے تھے۔ انصاف پسند و بیدار مغز حکمران مانگرول نے کافی غور و خوض کے بعد دونوں قوموں کے مطالبات منظور فرما لئے۔ ہندوؤں کو باجہ نوازی اور مسلمانوں کو گاؤکشی کی اجازت دیدی۔ اور ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا کہ ہندو مسلم رعایا آپس میں کوئی سمجھوتہ کر لے تو شاہی فیصلہ کے بجائے وہ نافذ کر دیا جائے۔ مانگرول کے ہندو تو اس منصفانہ فیصلہ سے بالکل مطمئن ہیں لیکن برطانوی علاقہ کے ہندو سبھائیوں اور سنگٹھنیوں نے اس کے خلاف طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے۔ اور اس شرارت کا سلسلہ گجرات کاٹھیاواڑ سے لے کر پنجاب تک وسیع ہو گیا ہے۔ مانگرول ایک اسلامی ریاست ہے اسی وجہ سے یہ شرمناک چیخ پکار رہا ہے ہر جگہ کے مسلمانوں کو حکمران مانگرول کے منصفانہ فیصلہ کے حق اور ہندوؤں کے شرارت آمیز و امن سوز ایجی ٹیشن کی مذمت میں قراردادیں منظور کر کے وائسرائے۔ ایجنٹ ریاست ہائے کاٹھیاواڑ راجکوٹ اور نواب صاحب مانگرول کو بھیجنی چاہئیں احباب جماعت کی خدمت میں خصوصیت سے التماس ہے۔

پیر پرستی کے نتائج

جناب میاں صاحب کی تعلیمات اور سرگرم کوششوں کے طفیل قادیانی جماعت اندھی تقلید اور پیر پرستی میں تیزی سے ترقی کر رہی ہے" الفضل "کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ریاست جھالرا پاٹن میں ایک قادیانی بزرگ علی شیر خاں صاحب سکونت رکھتے ہیں۔ جنھوں نے اپنا نام غلام محمود احمد قادیانی رکھ لیا ہے۔ قادیانی حلقوں میں ان کے اخلاص کی خوب تعریفیں ہو رہی ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ جناب میاں صاحب اپنے مریدوں کے اس قسم کے افعال پر بحد مسرور ہوتے ہونگے۔ لیکن حضرت مسیح موعود کے حقیقی مشن کو لحاظ سے یہ پیر پرستانہ ذہنیت اس قابل ہے کہ اس پر خوب جی بھر کر ماتم کیا جائے۔

ایک قابل غور سوال

نہرو خاندان کی ایک نوجوان خاتون مس شیام کماری نہرو الہ آباد میں وکالت کرتی ہیں۔ مراد آباد کے چند ہندو ملزموں نے جن پر ایک تیرہ سالہ لڑکی کی عصمت دری کے الزام میں مقدمہ چل رہا ہے انہوں نے اپنی وکالت کے لئے مس موصوفہ کو منتخب کیا ہے۔ اس پر ہندو پریس میں طرح طرح کی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ اخبار پارس ایک تازہ اشاعت میں لکھتا ہے

" ایسے نازک معاملہ میں جو عورتوں کی عصمت سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک تعلیم یافتہ عورت کا خواہ وہ وکیل ہی کیوں نہ ہو عدالت میں پیش ہونا ایک ایسا سوال ہے جو مہذب سوسائٹی کے لئے قابل غور ہے۔ ملزموں نے مس شیام کماری کی پوزیشن کا ناجائز فائدہ اٹھایا ہے۔ انہوں نے محض اس وجہ سے اپنی وکالت کے لئے منتخب کیا ہے کہ شریمتی نہرو طبقہ نسواں سے تعلق رکھتی ہیں اور عورت کے معاملہ میں ایک عورت کے دلائل زیادہ وزنی سمجھے جاتے ہیں۔ ان حالات کی موجودگی میں یہ دیکھنا کہ زمانہ قریب میں اگر وکالت پیشہ عورتوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو کیا اس بات کا اندیشہ نہیں کہ ملک میں بدکاری بڑھ جائے گی؟ کیونکہ مقدمہ مذکور کی مانند ملزمان ہمیشہ اس امر کی کوشش کیا کرینگے کہ ان کی وکالت عورتیں کریں"۔

معاصر "پارس" نے مندرجہ بالا سطور میں ہندو قوم کو مخاطب کیا ہے مگر ہمارے خیال میں ان مغرب زدہ مسلمانوں کو بھی اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیئے جو مرد اور عورت کے فرائض زندگی میں کسی امتیاز و تفریق کے قائل نہیں اور زندگی کے ہر ایک شعبہ میں عورتوں کی موجودگی ضروری خیال کرتے ہیں خواہ وہ وکالت ہو یا انجنیری۔ جہاز رانی ہو یا ہوابازی۔

دو اسلامی تاجداروں کی وفات

گزشتہ ہفتہ دو مسلمان تاجداروں یعنی ہز میجسٹی امیر فیصل شاہ عراق اور ہز ہائینس سر میر محمد اعظم خاں بہادر والی ریاست قلات نے وفات پائی۔ ان میں سے اول الذکر ایک نو آزاد یا نیم آزاد اسلامی ملک کے بادشاہ تھے۔ ان کی بعض سرگرمیوں کو جو جنگ عظیم کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اسلامی دنیا میں اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا لیکن عراق کی عنان حکومت سنبھالنے کے بعد انہوں نے جس بیدار مغزی اور ہوشمندی کا ثبوت دیا اس کا ہر کوئی معترف ہے۔

ہز ہائینس سر میر محمد اعظم خاں بہادر مشہور اسلامی ریاست قلات کے حکمران تھے۔ انہیں تخت نشین ہوئے صرف دو سال کا قلیل عرصہ ہوا تھا۔ ہم ان تاجداروں کی وفات پر انتہائی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ خداوند کریم انہیں بہترین جانشین عطا فرمائے۔

ایک نیک اور قابل تقلید مثال

۳ ستمبر ۱۹۳۳ء کو چوہدری عزیز احمد صاحب بی اے پسر چوہدری علی گوہر صاحب رئیس چک نمبر ۹ جنوبی ضلع سرگودھا کا نکاح عزیزہ منظور خانم دختر چوہدری غلام حضور صاحب رئیس چک نمبر ۳۲۵ جھنگ برانچ ضلع لائل پور کے ساتھ چک نمبر ۳۲۵ میں دس ہزار روپیہ حق مہر پر ہوا۔ کوئی فضول اور ناجائز رسم عمل میں نہیں آئی بلکہ تمام کام بکمال سادگی سے سرانجام ہوئے خطبۂ نکاح خاکسار نے پڑھا چوہدری علی گوہر صاحب نے مبلغ ۵۰ روپیہ اور چوہدری غلام حضور صاحب نے اور دار چند بطور صدقہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو دیا نیز بجائے مروجہ جہیز کے لڑکی کے نام نصف مربعہ اراضی دینے کا چوہدری غلام حضور صاحب نے اعلان فرمایا۔ باوجود مالدار ہونے کے جانبین سے کوئی فضول رسم عمل میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم جمعہ مورخہ ۲۴ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ	نمبر ۵۳

برادران جماعت کے نام خطوط

تیسرا خط

خدمت دین میں ذاتی مناقشات کو حائل نہ ہونے دو

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ)

بیرونی مخالفت کی حقیقت

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پچھلے خط میں میں نے آپ کو جماعت کی بیرونی مخالفت کی طرف توجہ دلائی تھی اور یہ بتایا تھا کہ خدا کے فضل سے ہماری جماعت کے اعتقادات کی بنیاد اس قدر مضبوط اور قرآن کریم اور سنت نبویؐ سے اس قدر تائید اس کو حاصل ہے کہ کسی مخالف کو یہ جرات نہیں کہ ہمارے اعتقادات کو زیر بحث لا کر انہیں قرآن و حدیث کے خلاف ثابت کر سکے۔ بلکہ ساری مخالفت کا دارومدار یا تو حضرت مسیح موعود کی ذاتی نکتہ چینی اور عیب شماری پر ہے۔ یا ہماری طرف بعض خود ساختہ عقائد کو منسوب کرنے پر جنہیں حضرت صاحب کی جماعت کے دونوں فریق خود رد کرتے ہیں۔ اور یا بالآخر چند باتوں پر جو خود ہم دونوں فریق میں زیر بحث ہیں۔ اس لئے مخالفت گو اپنے ناپاک پروپیگنڈا کی وجہ سے ایک وقت تک لوگوں کو ہم سے متنفر کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

حق و صداقت کی یقینی علامت

اور یہ وہی ہتھیار ہے جو ان تمام مذاہب نے جو اسلام کے خلاف اٹھے ہیں جیسے عیسائیت اور آریہ سماج۔ اختیار کیا ہے لیکن صداقت اور حق کی یہ یقینی علامت ہے کہ اس کے اصول پر حملہ نہیں ہو سکتا جس طرح کسی مذہب کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اسلام کی توحید پر یا اس کے دوسرے اعلیٰ درجہ کے اصول پر کوئی حملہ کر سکے۔ گو ویسے عیب شماری سے کتابوں کی کتابیں بھری ہوں۔ اسیطرح اسلام کے سچے نام لیواؤں کے متعلق گو بدگمانیاں اور غلط فہمیاں پھیلا کر ایک وقت تک ان سے قلوب کو متنفر کر دیا جائے لیکن ان کے اصول۔ ان کی تعلیم۔ ان کی خدمات آخرکار قلوب کو مسخر کر لیتی ہیں۔

ہمارے دو ہتھیار!

ہمارے کوتاہ فہم مخالفین کے ہاتھ میں اگر ایک ہتھیار قلوب میں تنفر پیدا کرنے کا ہے تو خدا کے فضل سے ہمارے پاس دو ہتھیار قلوب سے اس تنفر کو دور کر کے اس کے بجائے محبت پیدا کرنے کے ہیں۔ ایک یہ کہ ہمارے اصول خدا کے فضل سے قرآن کریم اور حدیث صحیح کے مطابق ہیں اور نہ صرف مطابق ہیں بلکہ اس علمی زمانہ میں قرآن کریم کے علمی خزانوں اور صداقتوں کو پھیلانے کا ذریعہ ہیں۔ آج یہی اصول ہیں جنہوں نے دکھا دیا ہے۔ کہ اسلام قصوں کہانیوں کا مذہب نہیں جیسے لوگوں نے اسے بنا رکھا تھا بلکہ یہ ایک علمی مذہب ہے اور ہر قسم کے دلائل عقلی اس کے ساتھ ہیں۔ ان علمی باتوں کو مسلمان کیا غیر مسلم بھی رد نہیں کر سکتے بلکہ اس وقت بھی یہ باتیں لوگوں کے دلوں کے اندر گھر کرتی چلی جاتی ہیں۔ اور ایک طرف اگر علماء سوء کا گروہ مجدد وقت کے متعلق سب و شتم کر کے تنفر پیدا کر رہا ہے تو دوسری طرف نہ صرف تعلیم یافتہ پبلک احمدیت کی تعلیم کے اثر کو قبول کر رہی ہے بلکہ خود وہ علماء جنہوں نے تنگدلی کو چھوڑ دیا ہے ان تعلیمات کی صداقت کے قائل ہو رہے ہیں۔ دوسرا ہتھیار قلوب میں محبت پیدا کرنے کے لئے ہمارا حفاظت و اشاعت اسلام کا کام ہے۔

مخالفین کی نکتہ چینی کا بہترین جواب

میں سمجھتا ہوں کہ بہترین جواب مخالفین کی نکتہ چینی کا یہی ہے کہ ہم خدمت اسلام کے کام کو دو چند قوت سے کرنے لگیں۔ آخر بدگوؤں کی یہ نسل ختم ہو جائے گی۔ تو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ کیا انہی لوگوں کو اعدائے اسلام کہا جا رہا ہے جو اسلام کے لئے اپنی جانیں اور مال فدا کر رہے ہیں۔ اور جو خدا کا نام ساری دنیا میں پہنچا رہے ہیں۔ یوں تو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو برا کہنے والے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کو برا کہنے والے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام احمدؒ کو برا کہنے والے۔ حضرت امام بخاریؒ کو برا کہنے والے لوگ مسلمانوں میں آج تک موجود ہیں لیکن کاش ان بزرگوں کی عیب شماری پر اپنا وقت صرف کرنے والے کوئی سواں یا ہزارواں حصہ ہی ان خدمات کا خود کر دکھاتے تو ان کا وقت بھی بہتر صرف ہوتا اور اسلام کو بھی قوت پہنچتی۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو برا کہنے والے اگر اس خدمت اسلامی کا جو آپ نے کر دکھائی ہے عشر عشیر بھی کر دکھاتے تو فرضی سیادت اور مولویت کا جامہ پہننے سے اور ایک خادم اسلام کے متعلق تنفر پھیلانے سے جس سے بالآخر نقصان اسلام کو ہی پہنچتا ہے بدرجہا بہتر تھا۔ لیکن سردست میں ان کو ان کی حالت پر چھوڑ کر آپ سے کچھ خطاب کرنا چاہتا ہوں۔

اندرونی اختلافات کی نقصان رسانی

کسی تحریک کو اور بالخصوص اس تحریک کو جو حق اور صداقت پر مبنی ہو بیرونی مخالفت سے اس قدر نقصان نہیں پہنچتا جس قدر اندرونی فتنہ اور فساد سے پہنچتا ہے۔ اور میں نے بارہا اس امر کو محسوس کیا ہے کہ موجودہ بیرونی مخالفت کی پشت و پناہ بھی در حقیقت اس سلسلہ کا اندرونی اختلاف ہے۔ حضرت مسیح موعود کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنے کو سب سے پہلے اعدائے سلسلہ نے سب سے زبردست ہتھیار سلسلہ کو تباہ کرنے کا سمجھا اور فتویٰ کفر میں اس پر خوب زور دیا۔ آج بھی فی الحقیقت یہی سب سے زبردست ہتھیار دشمنوں کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اب اس ہتھیار کو جسے حضرت مسیح موعود کے بار بار قسمیں کھا کر انکار نبوت کرنے مدعی نبوت پر لعنت بھیجنے اور اسے دائرۂ اسلام سے خارج قرار دینے نے خوب کند کر دیا تھا۔ ہمارے قادیانی احباب نے پھر تیز کر کے دوبارہ اعدائے سلسلہ کے ہاتھ میں دے دیا ہے کہ لو اور ہماری ہی تلوار سے ہمیں ذبح کر دو۔ خود رسول اللہ صلعم کا ارشاد موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ وعدہ کیا کہ کوئی بیرونی دشمن خواہ تمام دنیا کے دشمن بھی جمع ہو جائیں آپ کی امت کو تباہ نہ کر سکے گا۔ لیکن اس امت پر جو تباہی آئے گی تو صرف اس وجہ سے آئے گی کہ یہ لوگ خود ایک دوسرے کو ہلاک کرنے کے درپے ہو جائیں گے۔ حتیٰ یکون بعضھم یھلک بعضا۔

مسلمانوں کی خانہ جنگی

مسلمانوں میں وہ لوگ پیدا ہو گئے جنہوں نے مسلمانوں ہی کے تباہ کرنے کو سب سے بڑا ثواب کا کام سمجھا۔ کفر کو مٹانے کی بجائے چھوٹے چھوٹے فروعی اختلافات مٹانے کو اصل کام سمجھا پھر اس کے ساتھ ان لوگوں کو مٹانے کو جنہوں نے کچھ اختلاف کیا۔ پھر ان فرقوں کے اندر اور چھوٹے چھوٹے گروہ بنے اور ہر گروہ نے پہلے اپنے پاس والے گروہ کو ہی تباہ کرنے کو ہی اصل کام سمجھ لیا۔ اور یوں وہ قوت جو اعدائے اسلام کے مقابل پر خرچ ہو کر دنیا سے کفر کو مٹانے پر خرچ ہونی تھی مسلمانوں کو اور مسلمانوں کے کاموں کو نقصان پہنچانے بلکہ تباہ کرنے کا موجب ہو رہی ہے اور یہی آج اسلامی دنیا کی سب سے بڑی کمزوری ہے جس کی وجہ سے اعدائے اسلام کی قوت دو چند نہیں دہ چند ہو کر کام کر رہی ہے۔

انتباہ

اسی عام میلان کے خلاف میں اپنی جماعت کو بھی متنبہ کرنا چاہتا ہوں اور اس کی دو وجوہ ہیں۔ اول یہ کہ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی نادانستہ اسی ذیل میں شامل ہو جائیں۔ اور اپنی قوت کو بجائے اسلام کے استحکام پر لگانے کے اس بات پر لگا دیں کہ کہ فلاں شخص یا فلاں فرقہ جو ہمارا مخالف ہے پہلے اسے تباہ کیا جائے۔

احمدیت کی تبلیغ فرقہ بندی نہیں

اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان اعتراضوں کا جواب نہ دیں جو ہم پر ہوتے ہیں۔ نہ ہی اس کا یہ مطلب ہے کہ اس صدی میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنا مجدد بھیجا ہے اور جسے اس نے اعدائے اسلام بالخصوص عیسائیت کے مقابلہ کے لئے اور دین اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اور سب ادیان پر اس کا غلبہ قائم کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے اس کے ساتھ شامل ہونے کا ملنے

دعوت نہ دیں۔ اعتراضات کا جواب دینا ہمارا فرض ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ مخالفین کے ہر قسم کے وساوس اور اعتراضات کو معلوم کر کے ان کے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے اور مجدد وقت کا ساتھ دینے کے لئے بلانا حکم قرآنی کونوا مع الصادقین کے ماتحت ہے۔ جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے کھڑا کیا ہے۔ اور جس نے ایک نہایت قلیل عرصہ میں باوجود علما اور دوسرے عاقبت نا اندیش لیڈروں کی مخالفت کے اسلام کا پیغام دنیا کے دور دور کے ملکوں میں پہنچا دیا ہے۔ اور اسلامی مشن قائم کر دیئے ہیں۔ اور خدا کے کلام کو بذریعہ تراجم مختلف لوگوں اور ملکوں تک پہنچا دیا ہے۔ اور کفرستانوں میں مسجدیں بنا دی ہیں۔ اور سینکڑوں کی تعداد میں علما و فضلا اور بڑے بڑے ذی رتبہ اور ذی وجاہت لوگوں کو محمد رسول اللہ صلعم کی غلامی میں داخل کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ سب عملی کام اسی کا ہے۔ خواہ اسے قادیانی جماعت کرے یا لاہوری جماعت کرے۔ اس عظیم الشان انسان کا ساتھ دینے کے لئے بلانا در حقیقت کوئی فرقہ بندی نہیں۔ بلکہ خدمت اسلام کے لئے جو فوج تیار ہو رہی ہے اس کو مضبوط کرنے کے مرادف ہے۔

اعتدال کو مدنظر رکھو

پس اعتراضات کا قلع قمع کرنا اور سلسلہ حقہ میں شمولیت کی دعوت دینا ہمارا فرض عین ہے۔ اور دین اسلام کی خدمت کے کام کی تائید اور نصرت ہے۔ میں جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہمیں اعتدال کو مدنظر رکھنا چاہیئے اور جماعت کی قوت دونوں باتوں پر صرف ہوتی رہنی چاہیئے۔ ایک طرف سلسلہ کی مضبوطی اور جماعت کے استحکام کے لئے قوت خرچ کریں تو دوسری طرف یہ بھی مدنظر رکھیں کہ جماعت کا استحکام اصل مقصد یعنے حفاظت و اشاعت اسلام کے کام کے لئے محض ایک ذریعہ ہے تو ایسا نہ ہو کہ اصل مقصد کو ہی بھول جائیں۔ اور نہ ہی یہ ہو کہ جماعت کے استحکام اور ترقی کی طرف توجہ نہ کریں کیونکہ جماعت کی کمزوری سے وہ کام بھی کمزور ہو جائے گا بلکہ آخرکار بالکل رہ جائے گا۔ جس کے لئے اس جماعت کو کھڑا کیا گیا ہے۔

خدمت دین میں ذاتی مناقشات کو حائل نہ ہونے دو

دوسری بات جس کی طرف میں اپنے احباب کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ کسی کام اور مقصد کی اہمیت کے سامنے ذاتی اختلافات اور جھگڑوں کو حائل نہ ہونے دیا جائے۔ اس وقت جو کام ہماری قوم محض خدا کے فضل سے کر رہی ہے وہ اس قدر عظیم الشان کام ہے کہ اس کے سامنے بڑے سے بڑے اختلاف بھی قربان کر دینے چاہئیں۔ بشرطیکہ وہ اصولی باتوں تک نہ پہنچے ہوں۔ کسی جماعت کو اس سے چارہ نہیں کہ اس کے افراد میں اختلاف رائے بھی پیدا ہو۔ باہم جھگڑے اور فساد بھی ہوتے رہتے ہیں۔ خود صحابہؓ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم کی زندگی میں بعض وقت جھگڑا ہو گا۔ کسی کو کسی سے ذاتی مناقشت ہو گئی۔ پھر آپ کے زمانے کے بعد حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں تو مسلمانوں کے اختلاف دور تک بھی پہنچے۔ لیکن چونکہ یہ لوگ خدا کے کام کی اہمیت کو سمجھتے تھے اس لئے اپنے ذاتی جھگڑوں کو خدا کے کام کی تکمیل میں حائل نہ ہونے دیتے تھے۔ دین اسلام کی خدمت کے کام میں سب دل سے ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔ اور آیت قرآنی ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین

سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں کے دلوں میں بھی کچھ نہ کچھ ایک دوسرے سے رنج پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کے دور کرنے کا وقت اللہ تعالےٰ نے زندگی بعد الموت کو ہی رکھا ہے۔ غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں مگر ان کو حد سے آگے نہ بڑھنے دیا جائے۔

تفرقہ انگیزی سے بچو

میں دیکھتا ہوں کہ بعض وقت جماعت کے دو دوستوں میں کسی معاملہ پر کچھ اختلاف ہو جاتا ہے یا کوئی لین دین کا جھگڑا ہو جاتا ہے۔ تو بجائے اس کے کہ اس جھگڑے کو اس حد تک محدود رکھا جائے ایک یا دونوں دوست خدا کے کام میں سست ہو جاتے ہیں۔ یا اس کی طرف سے لاپروائی برتتے ہیں۔ پھر بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ کچھ دوست ایک کے ساتھ ہو جاتے ہیں کچھ دوسرے کے ساتھ۔ اور ایک تفرقہ کی صورت قائم کر دی جاتی ہے۔ یہ وہ ذہنیت ہے جس کی وجہ سے آج مسلمانوں کے سارے کام خراب ہو رہے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ رنج کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ خدا کے کام کی اہمیت کو بھول جاتے ہیں۔

خدا کے کام کی اہمیت کو فراموش نہ کرو

میں صرف ایک بات آپ سے کہکر اس خط کو ختم کرتا ہوں کہ کتنا بھی آپس میں آپ لڑیں۔ اور جھگڑیں مگر خدا کے کام کی تائید میں جو زور آپ کا خرچ ہوتا تھا۔ وہ اگر ہر روز ترقی کرتا چلا جائے تو آپ نے خدا کا اور خدا نے آپ کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اور اگر کوئی شخص اس جھگڑے کی وجہ سے خدا کے دین کی تائید میں سست ہو گیا ہے۔ یا جماعت کے اتحاد کو توڑنے کا موجب ہو رہا ہے۔ تو وہ یاد رکھے کہ وہ خدا کے دین کی حفاظت کرنے والی فوج یعنے حزب اللہ میں سے نکل رہا ہے اور جو حزب اللہ میں سے نکل جائے گا۔ ڈر ہے کہ وہ شیطان کے قبضہ میں نہ چلا جائے۔ پس وقت ہے کہ ہر ایک دوست اپنے افعال کا اور اپنی خدمات کا محاسبہ کرے۔ اور اگر اس کا قدم پیچھے ہٹ رہا ہے تو ابھی وقت ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال لے۔

والسلام

خاکسار

محمد علی

خبریں

—— لاہور میں بجلی بیحد گراں ہے۔ اس کے متعلق ایجی ٹیشن کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

—— اسمبلی میں والیان ریاست کے تحفظ کا بل مشتہر کرنے کا فیصلہ ہوا۔

—— آئرلینڈ میں ڈی ولیرا کی حکومت کی سخت مخالفت ہو رہی ہے۔

—— اندازہ کیا گیا ہے کہ طلائی معیار ترک ہونے کے بعد سے اب تک تقریباً ڈیڑھ ارب روپیہ کا سونا ہندوستان سے ممالک غیر کو جا چکا ہے۔

—— تحریک خاکساران کے بانی علامہ مشرقی کو حکومت سرحد نے پشاور میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی ہے۔

—— قبائل سرحد پر بمباری کے خلاف جگہ جگہ جلسے منعقد ہو رہے ہیں۔

—— شیر کشمیر شیخ محمد عبد اللہ کی شادی عنقریب ہونے والی ہے۔

—— ہز ہائنس سر میر محمد اعظم خان والی ریاست قلات کا ۱۰ ستمبر کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ!

—— ساحل کیوبا پر حکومت امریکہ کے بحری جنگی جہاز جمع ہو رہے ہیں۔

—— کہا جاتا ہے کہ کانگرسی نوجوانوں کی انتہا پسند جماعت نے گاندھی جی کی قیادت کو تسلیم نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ نوجوان پنڈت جواہر لال نہرو کی رہنمائی میں لاہور کانگرس کی قراردادوں کے مطابق کوئی انتہا پسندانہ تحریک شروع کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

—— یہ بھی افواہ ہے کہ گاندھی جی اور پنڈت جواہر لال نہرو کی گفتگو کا کوئی تسلی بخش نتیجہ ظاہر ہوتا نظر نہیں آتا۔ یہ بھی امید ہے کہ چند روز کے اندر گاندھی جی اپنا آئندہ پروگرام شائع کر دینگے۔ (بعد کی خبر شائع ہو گیا)

—— گاندھی جی نے ایک سال کے لئے تحریک سول نافرمانی کو ملتوی کر دیا ہے۔

—— کانگرسی نوجوانوں کی موجودہ عزائم کے پیش نظر گاندھی جی کی لیڈری کے خاتمہ کی پیشگوئی نہایت زور سے کی جاری ہے۔

—— کلکتہ ۱۲ ستمبر آج صبح یہاں آل انڈیا لائبریری کانفرنس کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔

—— خاکساروں کا قافلہ جو پاپیادہ سفر حج میں مصروف ہے ۱۱ ستمبر کو کوئٹہ پہنچ گیا۔

—— مسلم کانفرنس کا سالانہ اجلاس ۳۰ ستمبر و یکم اکتوبر ۱۹۳۳ء کو پٹنہ میں منعقد ہوگا۔ زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں کثیر التعداد مندوبین کی شرکت کی توقع ہے۔

—— گزشتہ اتوار کو لارنس گارڈن لاہور سے ایک ہندو ڈبل کا شیر خوار بچہ پراسرار طریق پر اغوا کر لیا گیا۔ پولیس مصروف تحقیقات ہے۔ بچہ کی عمر صرف ۱۴ ماہ ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ سراغ لگانے والے شخص کے لئے پانچ ہزار روپیہ کا انعام مقرر کیا گیا ہے۔

(باقی دوسرے کالم میں)

(بقیہ تیسرے کالم کا)

—— عنقریب آئرش پارلیمنٹ میں انگلستان سے مکمل علیحدگی کا بل پیش ہونے والا ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ مسٹر برج سابق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مدناپور بنگال کے قتل کے سلسلہ میں مزید گرفتاریاں عمل میں آئیں۔

—— سرینگر ۱۲ ستمبر۔ آج مہاراجہ کشمیر نے ہز ہائنس نواب صاحب بھوپال کے اعزاز میں ایک عظیم الشان گارڈن پارٹی دی۔

—— بنگال کے ہندو مسلمانوں میں فرقہ وارانہ مفاہمت کی پرزور کوشش ہو رہی ہے۔ دیکھئے اس کا کیا انجام ہوتا ہے۔

—— ہندوستان کے مختلف صوبوں میں بیکاری و فاقہ کشی کی وجہ سے خودکشیوں کی تعداد میں ہولناک اضافہ ہو رہا ہے۔

—— روس اور مانچوریا کی حکومتوں میں جنگ کا شدید اندیشہ ہے۔

—— اس سال ہندوستان کے مختلف مقامات میں شدید بارش کی وجہ سے غلہ۔ مویشی اور آدمیوں کا کافی نقصان ہوا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح اُمت محمدیہ کے ان نام نہاد علماء نے جنہیں زبان نبوی صلعم پر یہود کے نام سے پکارا گیا ہے۔ مسیح محمدی پر خدا اور خدا کا بیٹا بننے اور کفریہ کلمات استعمال کرنے کا الزام دیا حالانکہ اس سے پہلے اولیاء اللہ مجازاً خدا بھی کہلائے اور خدا کے بیٹے بھی لیکن افسوس کہ تعصب کی رنگدار عینک اتار کر کھلے کھلے واقعات اور صداقت کے ان بین نشانات کو آنکھوں سے اوجھل کر دیتی ہے اور وہی بات جو ماموران الٰہی کی صداقت اور مثیل مسیح ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔ اس کو غلط "تاریخ عالم" کے پردہ میں چھپا کر جھٹلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

خدا کو کیا جواب دوگے؟

ہم پھر سید صاحب کی خدمت میں خلوص کے ساتھ عرض کریں گے کہ وہ غور اور تدبر کی آنکھوں سے ان باتوں کو دیکھیں محض مرزا صاحبؑ کا نام اور ظاہر پرست علماء کے فتوے دیکھ کر حق کو چھپانے اور بین دلائل کو غلط رنگ میں پیش کر کے الٹا نتیجہ نکالنے کا طریق چھوڑ دیں۔ آخر ایک روز مرنا ہے۔ خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ کیا وہاں آپ جرأت سے یہ کہہ سکیں گے کہ چونکہ مرزا صاحب کے معتقدین میں ان کے دعویٰ کے متعلق اختلاف تھا اس لئے میں یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور تھا کہ مرزا صاحب متضاد باتیں فرما گئے لہٰذا ان پر ایمان لانا خارج از بحث تھا۔ کیا وہ حق تعالیٰ کے سامنے بھی اس نام نہاد "تاریخ عالم" کو پیش کرنے کی جرأت کریں گے جس کے رو سے ان کے نزدیک کسی نبی کے معتقدین میں اس کے دعویٰ کے بارہ میں اختلاف نہیں ہوا؟

کیا اختلاف فہم تضاد کا نتیجہ ہوتا ہے

ذرا سوچئے اور غور کر کے دیکھئے کہ اگر خود آپ کے کسی کلام سے کوئی شخص ایک نتیجہ نکالے اور دوسرا شخص ایک اور۔ اور روزمرہ اس قسم کے واقعات دیکھنے میں آتے ہیں تو کیا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ آپ نے متضاد باتیں کہی ہیں؟ کیا خود صحابہ کے اندر بیسیوں مسائل میں اختلاف نہ تھا۔ آج بھی مسلمانوں کے اندر کس قدر فرقے موجود ہیں جن میں خدا تعالیٰ کی ذات صفات میں شرک اور توحید میں اور جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر اور عالم الغیب ہونے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے اور یہ سب فرقے قرآن کریم اور احادیث سے استدلال کرتے ہیں پھر کیا سمجھا جائے کہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ متضاد باتیں فرمائی ہیں۔ کہیں دیوبندی حضرات کے خیال کے مطابق امکان کذب باری کا اعلان کیا ہے اور کہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کو ایسی ناقص صفت سے بری ٹھیرایا ہے۔ کہیں قبروں اور پیروں کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ سید حبیب کے ممدوح پیر جماعت علی شاہ اور مولوی دیدار علی وغیرہم کا عقیدہ ہے اور کہیں وہابی خیال کے مطابق اس کو شرک عظیم قرار دیا ہے۔ کہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا ہے اور ان کے عالم الغیب ہونے کی نفی کی ہے اور کہیں انہیں عالم الغیب کہا ہے اور ان کے بشر ہونے کی نفی کی ہے۔ غور کر کے دیکھ لیجئے آپ کی یہ دلیل کہاں پہنچتی ہے۔ اور کس کس جگہ زد مارتی ہے۔ کیا اس دلیل کو لیکر دنیا کی کوئی صداقت، کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ انسان، کوئی بڑے سے بڑا راستباز اور خود اللہ تعالیٰ سچا ٹھیر سکتا ہے۔ اور اس کا کلام مجید اور رسول کریم صلعم تضاد کے الزام سے بچ سکتے ہیں؟ جناب حبیب کو چاہیئے تھا کہ ایسے دلائل پیش کرنے سے پہلے انہیں واقعات کی کسوٹی پر پرکھ لیتے اور تعصب کی پٹی آنکھوں سے اتار کر دیکھتے کہ اس میں نہ کچھ اسلام کا باقی رہتا ہے اور نہ دنیا کی کوئی صداقت ہی قابل قبول ٹھیر سکتی ہے۔ کسی صاحب علم نے آج تک کسی مدعی کی تکذیب کیلئے اس بات کو دلیل نہیں ٹھیرایا کہ اسکے معتقدین میں اسکے دعویٰ کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے اور نہ یہ کہنا صحیح ہے کہ تاریخ عالم میں کوئی ایسا مدعی نبوت نہیں ہوا جس کے دعویٰ کے متعلق اسکے معتقدین میں اختلاف ہو۔ حضرت عیسیٰؑ کی مثال اوپر پیش کی جا چکی ہے جو آنحضرت صلعم کے متعلق دیوبندیوں اور بریلویوں کا اختلاف پیش کیا جا چکا ہے کیا جناب حبیب ان مثالوں پر غور کرینگے۔

آنحضرت صلعم کا فیض روحانی اور ظلی نبوت

اس کے تو یہ معنے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا فیض روحانی بھی بند ہو گیا۔ اور آپ کی اتباع سے اب کوئی شخص اس خلعت مکالمہ مخاطبہ کو بھی حاصل نہیں کر سکتا جسے آنحضرت صلعم نے مبشرات یا جزو نبوت قرار دیا ہے اور کیونکہ آج ظلی و بروزی نبوت کا اطلاق بھی گناہ ہے حالانکہ یہ الفاظ آنحضرت صلعم کی اس فیض رسانی کو ظاہر کرتے ہیں جو کمال متابعت سے حاصل ہوتی اور فنا فی الرسول کے درجہ تک پہنچاتی ہے اور جس کو تمام بزرگان اُمت نے تسلیم کیا ہے۔

ظلی نبوت شرح فتوح الغیب میں

سید صاحب کو چاہیے کہ شرح فتوح الغیب کا مطالعہ کریں جس میں حضرت شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام فحینئذ تکون وارث کل رسول ونبی وصدیق کی تشریح کرتے ہوئے صاف لکھا ہے:۔

پس اس وقت تو ہوگا میراث خوار کل پیغمبروں اور صدیقوں کا جو کچھ کہ ان سے رہا ہے اور مرتبہ علم اور دین اور منصب ارشاد و ہدایت تجھ کو ملیگا کیونکہ ولایت نبوت کا ظل ہے"

پھر مرتبہ اوتیت جوامع الکلم کے ذیل میں لکھا ہے:۔

"(مجھے ایسے کلمات دیئے گئے جو جامع ہیں) جو خاص کلام حضرت خاتمیہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات ہے اور ان کلمات سے ہر کلمہ جامع سالکان راہ قرب اور اصول کے لئے ایک قاعدہ کلیہ اور کامل دستور العمل ہے۔ چونکہ ولایت درحقیقت نبوت کا ظل ہے۔ پس جو کچھ اس شخص میں ہے وہ سایہ میں بھی موجود ہوگا خصوصاً ولایت کبریٰ میں" (شرح فتوح الغیب صفحہ ۱۳ و ۱۴ مطبوعہ نولکشور)

ظلی نبوت حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں

ایسا ہی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"کمل تابعان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات بجہت کمال متابعت وفرط محبت بلکہ بمحض عنایت وموہبت جمیع کمالات انبیاء متبوعہ خود را جذب مے نمایند وبکلیت برنگ ایشان منصبغ میگردند حتیٰ کہ فرق نمے ماند درمیان متبوعان وتابعان الا بالاصالۃ والتبعیۃ والاولیۃ والآخریۃ..... فکیف یتصور المساوات بین الاصل والظل" (مکتوبات جلد ا مکتوب ۲۴۸)

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے کامل تابعدار کمال متابعت اور کثرت محبت کی وجہ سے بلکہ محض عنایت و بخشش سے اپنے نبی متبوع کے تمام کمالات کو جذب کر لیتے ہیں اور کلی طور پر ان کے رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ متبوع اور تابع میں کوئی فرق نہیں رہتا مگر صرف اصالت اور تابعداری اور مقدم اور مؤخر ہونے کا..... پس اصل اور ظل میں مساوات کیونکر متصور ہو سکتی ہے"

حضرت اسمٰعیل شہید اور ظلی نبوت

کیا اس قدر کھلے اور صاف ارشادات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا جائز ہے کہ ظلی و بروزی نبوت کا اطلاق بھی کسی پر نہیں ہو سکتا اور خاتم النبیین کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ ظلی و بروزی اور غیر شرعی نبوت بھی ختم ہو گئی اگر اس سے بھی بڑھ کر صفائی کی ضرورت ہو تو شاہ اسمٰعیل شہید کی کتاب "صراط مستقیم" کو پڑھ لیجئے فرماتے ہیں:۔

"اور بہتیرے ایسے مرتبے والے ہوں گے کہ ان کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مشابہت ہوگی اور رسالت کے ظل ہو گئے اور جس موقعہ سے انبیاء لوگ علوم غیبیہ اخذ کرتے تھے اسی جگہ سے یہ لوگ بھی حاصل کرینگے۔ اس واسطے ایسے لوگ انبیاء کے ہمنام و بھائی

کہلاتے ہیں۔ الغرض یہ لوگ اس درجہ کے ہوتے ہیں کہ اگر نبی کا ہونا ختم نہ ہوتا تو منصب نبوت پر یہ لوگ قائم ہوتے حامل
کلام ایسے لوگ قیامت تک ہوا کریں گے" (تمہید صراط مستقیم ترجمہ عبد الجبار)۔ پھر لکھا ہے:-

"اور باوجودیکہ عہدہ نبوت کا ختم ہوا اب بھی واسطے متفاوت ہونے اوقات اور اشخاص کے عہدے امامت کے مقرر ہوئے
اور منصب امامت کا حقیقت میں ظل نبوت کا ہے۔ اب نبی نہ ہوں گے مگر امام زمان ہوا کریں گے" (مقدمہ صراط مستقیم صـ۱)

تمام مسلمان اور بزرگان اُمت

کیا اب بھی ظلّی، بروزی اور غیر تشریعی نبوت کے باقی رہنے میں کلام ہو سکتا ہے؟ کیا اب بھی سید
حبیب اسی بلند آہنگی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ خاتم النبیین کا جو مفہوم عام مسلمانوں کے ذہن میں موجود
ہے وہ احمدی جماعت کے "مفہوم ذہنی" سے کوسوں دور ہے! وہ کون "تمام مسلمان" ہیں جن کی طرف حبیب صاحب نے اشارہ کیا ہے کیا وہ مولانا
روم رح امام شعرانی شیخ محی الدین ابن عربی، حضرت سید عبد القادر جیلانی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
شاہ اسمٰعیل شہید کے علاوہ کوئی اور مسلمان ہیں؟ اگر ایسا ہے تو بے شک صحیح ہے کہ انکے "مفہوم ذہنی" سے احمدی جماعت کا "مفہوم ذہنی" کوسوں
دور ہے۔ احمدی جماعت کا "مفہوم ذہنی" انہی بزرگوں کے "مفہوم ذہنی" کے مطابق ہے جن کا اوپر ذکر ہوا اور انہی کے پاک ارشادات اور حدیث نبوی
صلعم کے ماتحت وہ حضرت مرزا صاحب کو ظلی، بروزی، جزوی، مجازی اور غیر شرعی نبی مانتی ہے۔

مسیح موعود کا عقیدہ کہ کمال پیروی سے ظلی نبوت ملتی ہے

یہی اس کا دعویٰ خود حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-
"اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں یعنی آنحضرت صلعم پر ختم ہیں اور
اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔ مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور اس کے چراغ
میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اس کا ظل ہے اور اسی کے ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے۔
اور اسی سے فیض یاب ہے" (چشمہ معرفت صـ۳۲۴) پھر لکھا ہے:-

"اور جب اس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلی نبوت اس کو عطا کرتا ہے جو نبوت کا ظل ہے یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے
لوگوں کے وجود سے تازہ رہے ...... اور لعنت ہے اس شخص پر جو آنحضرت صلعم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعوے
کرے مگر یہ نبوت آنحضرت صلعم کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت" (چشمہ معرفت صـ۳۲۵)

شرعی نبوت ختم۔ رنگ انبیا باقی

"مواہب الرحمٰن" میں فرماتے ہیں:-
"خدا را مکالمات و مخاطبات است باولیائے خود دریں اُمت وایشاں را رنگ انبیا دادہ
میشود وایشاں در حقیقت انبیا نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ" (مواہب الرحمٰن صـ۶۶)

جزئی نبوت یا محدثیت اور حضرت مسیح موعودؑ

جزئی نبوت کے متعلق جس کا حدیث اور بزرگان امت کے کلام میں ذکر آچکا ہے حضرت مسیح
موعودؑ فرماتے ہیں:-

فاعلم ارشدک اللہ تعالیٰ ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ وقد قال رسول

اختلاف کو پیش نظر رکھتے ہوئے سید صاحب یہ کہنے کے لئے تیار ہوں گے کہ:-
"میں ان دو جماعتوں کے اختلاف کی وجہ سے یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوں کہ حضرت عیسیٰ متضاد باتیں فرما گئے لہذا ان پر ایمان لانا خارج از بحث"

رسول کریم صلعم کے متعلق اختلاف

اس سے بھی بڑھ کر آج بریلویوں اور دیوبندیوں میں منجملہ دیگر مسائل کے اس بات پر بھی بہت بڑا اختلاف
پایا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بشر اور عالم الغیب تھے یا نہ تھے۔ بریلوی حضرات جن میں سید حبیب کے
ممدوح مولوی سید دیدار علی شاہ بھی شامل ہیں اور ایسا ہی پیر سید جماعت علیشاہ بھی، اس بات پر مصر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر قرار دینا اور
ان کے علم غیب سے انکار کرنا کفر ہے۔ اس کے برخلاف دیوبندی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر تھے اور علم غیب انہیں
حاصل نہ تھا۔ دونوں قرآن کریم ہی سے استدلال کرتے بلکہ یکساں آیات پر اپنے دعاوی کی بنیاد رکھتے ہیں۔ پھر کیا جناب حبیب اس کھلے
اختلاف کو پیش نظر رکھ کر یہ کہنے کے لئے تیار ہوں گے کہ:-

"میں ان دو جماعتوں کے اختلاف کی وجہ سے یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوں کہ قرآن کریم نے متضاد باتیں فرمائی ہیں یا آنحضرت
صلعم متضاد باتیں فرما گئے لہذا ان پر ایمان لانا خارج از بحث"

آپ نہ کہیں ایک غیر مسلم آپ کی اسی دلیل سے کام لیکر اسلام کو یہی جواب دے سکتا ہے۔ فرمایئے اس صورت میں آپ اسے کیا جواب دیں گے۔ آخر
وہ کونسی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے معتقدین کا ان کے دعوے کے متعلق اختلاف اور خود مسلمانوں کا رسول کریم صلعم کے متعلق یہ کھلا اختلاف وہی
نتیجہ پیدا نہیں کرتا جو حضرت مسیح موعودؑ کے معتقدین کے اختلاف سے پیدا ہوتا ہے؟

سید صاحب کی تاریخ دانی

ایسے کھلے کھلے واقعات کے ہوتے ہوئے سید صاحب کا یہ دعویٰ کہ:-
"تاریخ عالم میں مرزا صاحب کے سوا اور کوئی ایسی مثال موجود نہیں جس میں کسی نبی پر ایمان
لانے والوں میں اپنے نبی کے دعوے نبوت کے متعلق اختلاف ہوا ہو"
کہاں تک صحیح قرار دیا جا سکتا ہے۔ تاریخی واقعات کے گھڑنے کا الزام آجتک ہندوؤں پر دیا جاتا تھا۔ لیکن یہ آج معلوم ہوا کہ جناب حبیب کو بھی
اس بارہ میں ید طولیٰ حاصل ہے اور ان کی تاریخ دانی کا یہ عالم ہے کہ کھلے واقعات پر بھی "تاریخ عالم" کے نام سے پردہ ڈالنے سے نہیں جھجکتے۔

مثیل مسیح کی صداقت

اگر تعصب و تنگ نظری سے کام نہ لیا جاتا تو یہی ایک بات حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اور آپ کے مثیل مسیح ہونے
کا ایک کھلا ثبوت تھی کہ آپ کے معتقدین میں بھی آپ کے دعویٰ کے متعلق ویسا ہی اختلاف پیدا ہوا جیسا کہ حضرت
مسیح علیہ السلام کے معتقدین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ آپ کے بھی معتقدین کا ایک بڑا حصہ غلو اور افراط کی راہ پر گامزن ہو کر آپ کو اولیاء اللہ
سے نکال کر نبی بنانے کے درپے ہے۔ اور آپ کے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیتا ہے جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کے معتقدین کا ایک بڑا حصہ انہیں
انبیاء کے زمرہ سے نکالکر تخت الوہیت پر بٹھاتا اور ان کی الوہیت وابنیت پر ایمان نہ لانیوالوں کو ابدی جہنمی قرار دیتا ہے۔ آہ! کاش حق
شناسی کا مادہ ہوتا تو یہی ایک بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو پہچاننے کے لئے کافی تھی کہ جس طرح سے یہود نے مسیح ناصری کے تمثیلی کلمات
اور استعارات کی وجہ سے ان پر خدا کا بیٹا بننے اور کفر بکنے کا الزام لگایا اور جناب مسیحؑ نے اس کا یہ جواب دیا کہ تمہارے بڑے تو خدا بھی کہلا چکے (یوحنا ۱۰: ۳۴)

صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق من النبوۃ الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوۃ الا نوع واحد وھی المبشرات من اقسام الرویاء الصادقۃ والمکاشفات الصحیحۃ والوحی الذی ینزل علی خواص الاولیاء والنور الذی یتجلی علی قلوب قوم موجع فانظر ایھا الناقد البصیر الفھیم من ھذا انسد باب النبوۃ علی وجہ کلی بل الحدیث یدل علی ان النبوۃ التی لیس فیھا الا المبشرات فھی باقیۃ الی یوم القیامۃ لا انقطاع لھا ابدا وقد علمت وقرأت فی کتب الحدیث ان الرویا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ ای من النبوۃ التامۃ فلما کان الرویا نصیب من ھذہ المرتبۃ فکیف الکلام الذی یوحی من اللہ تعالی الی قلوب المحدثین فاعلم ایدک اللہ ان حاصل کلامنا ان ابواب النبوۃ الجزئیۃ مفتوحۃ ابدا ولیس فی ھذا النوع الا المبشرات والمنذرات من امور المغیبۃ او اللطائف القرآنیۃ والعلوم اللدنیۃ واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد امنا بانقطاعھا من یوم نزل وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ (توضیح مرام صفحہ ۲)

ترجمہ۔ سو جان لے اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے کہ نبی محدث ہے اور محدث نبی ہے اس اعتبار سے کہ انواع نبوت میں سے ایک نوع حاصل کرتا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ نہیں باقی رہی نبوت سے مگر مبشرات یعنی نبوت کے انواع میں سے صرف ایک نوع باقی رہ گئی ہے اور وہ مبشرات ہیں از قسم رویائے صادقہ اور صحیح مکاشفات اور وحی جو خواص اولیا پر اترتی ہے اور نور جو ایک دردمند قوم کے دل پر اترتا ہے۔ پس دیکھ لے اس سے اے تنقید کرنیوالے بصیرت سے کام لینے والے فہیم کہ کیا باب نبوت کلی طور پر بند کیا گیا ہے بلکہ حدیث دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ نبوت تامہ جو وحی شریعت کی حامل ہوتی تھی وہ منقطع ہو چکی ہے لیکن وہ نبوت جس میں سوائے مبشرات کے کچھ نہیں وہ قیامت کے دن تک باقی ہے وہ کبھی بھی منقطع نہیں ہوگی اور تو نے جانا ہے اور حدیث کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ رویائے صالحہ ایک جزو ہے نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے یعنی نبوت تامہ کے اجزا میں سے پس جب رویا کو بھی اس مرتبہ سے کچھ حصہ حاصل ہے پس کیا ہوگا وہ کلام جو وحی کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے محدثوں کے دل پر سو جان لے اللہ تعالیٰ تجھے مدد دے کہ ہماری کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ نبوت جزوی کے دروازے ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں اور اس نوع میں کچھ نہیں سوائے مبشرات کے اور منذرات کے جو غیبی امور میں سے ہوں یا قرآنی لطائف کے اور لدنی علوم کے اور وہ نبوت جو تامہ کاملہ ہے اور اپنے اندر رکھتی ہے سارے کمالات وحی کو سو ہم اسکے منقطع ہونے پر ایمان لا چکے اس دن سے جب یہ آیت نازل ہوئی وما کان محمد ابا احد الخ اور نہیں محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے ختم کرنیوالے ہیں۔

۱، ۲، ۳، صاف طور پر حضرت مسیح موعودؑ نے تشریعی نبوت کے اختتام اور جزوی نبوت یا محدثیت کے بقا کا ذکر کیا ہے جیسے اور بزرگان اُمت کے کلام سے ثابت کیا جا چکا ہے

نبوت منقطع کثرت مکالمہ باقی یہی بات آپ نے اپنی آخری کتاب حقیقۃ الوحی میں فرمائی کہ:-

والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ولا کتاب بعد الفرقان الذی ھو خیر الصحف السابقۃ ولا شریعۃ بعد الشریعۃ المحمدیۃ بید انی سمیت نبیا علی لسان خیر البریۃ وذلک امر ظلی من برکات المتابعۃ

ہمارا "مفہوم ذہنی" بزرگان اُمت کے مطابق ہے پس فرمایئے کہ کونسی بات میں حضرت مسیح موعودؑ یا جماعت احمدیہ کا اعتقاد امت محمدیہ بلکہ خود آنحضرت صلعم کے "مفہوم ذہنی" سے مختلف ہے۔ عام مسلمانوں کا "مفہوم ذہنی" جس کو سید حبیب نے علی وجہ شہادت "جماعت احمدیہ کے مفہوم ذہنی" سے کوسوں دور قرار دیا ہے۔ اگر اس سے مختلف ہے تو اس کی پروا نہیں ہم علی وجہ البصیرت کہتے ہیں کہ ہمارا "مفہوم ذہنی" اسلام، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے بزرگ اولیا و مشائخ کے "مفہوم ذہنی" کے عین مطابق ہے جنہوں نے خاتم النبیین کا مفہوم صرف نبوت تشریعی کے اختتام تک ہی محدود قرار دیا اور ظلی، بروزی، مجازی اور جزوی نبوت کو جو محدثیت کے مفہوم تک محدود ہے جاری ٹھیرایا، اور اسکا دعوی حضرت مسیح موعودؑ کو تھا جیسے کہ فرمایا ان اللہ ما اراد من نبوتی الا کثرۃ المکالمۃ والمخاطبۃ وھو مسلم عند اکابر اھل السنۃ (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷)

حضرت مسیح موعودؑ کے معتقدین میں اختلاف

سید حبیب کی ساتویں دلیل احمدیت کے ناقابل قبول ہونے کی ساتویں دلیل جو سید حبیب نے پیش کی ہے وہ خود انہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:-

"ہر پیغمبر کے بعض معتقدین مرتد ہوئے لیکن شاید تاریخ عالم میں مرزا صاحب کے سوا اور کوئی ایسی مثال موجود نہیں جس میں کسی نبی پر ایمان لانیوالوں میں اپنے نبی کے دعوے نبوت کے متعلق اختلاف ہوا ہو مرزا صاحب وہ واحد مدعی نبوت ہیں جن کے ادعائے نبوت کے متعلق خود ان کے معتقدین میں اختلاف ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے مریدوں کے دو حصے ہیں ایک حصہ کا نام احمدی جماعت لاہور ہے اور دوسرا گروہ قادیانی کہلا رہا ہے...... میں ان دو جماعتوں کے اختلاف کی وجہ سے یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوں کہ مرزا صاحب متضاد باتیں فرما گئے۔ لہذا ان کی تحریک پر ایمان لانا خارج از بحث ہے"

صریح غلط بیانی کس قدر زبردست دلیل ہے جو سید صاحب کے نکتہ فہم دماغ سے نکلی ہے۔ کیونکہ وہ موجدانہ ایسی ایسی "قابل تعریف" نظیں بھی ٹپک پڑتی ہیں جن سے قارئین کرام اس سے قبل محظوظ ہو چکے ہیں وہاں سے ایسے اچھوتے نکتوں اور نو ایجاد دلائل کا ٹپک پڑنا کونسی انوکھی بات ہے۔ واقعات سے غرض نہیں۔ دلائل دینا ان کا کام ہے چاہے وہ واقعات کے کتنے ہی خلاف کیوں نہ ہوں۔ اپنی "علمی فرومائگی" کا اعتراف کرنے کے باوجود بے بنیاد دعاوی سے اپنے قارئین کو مرعوب کرنا سید صاحب ہی کی جودت طبع کا نتیجہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت کا تو ہے نہیں جیسا کہ قبل ازیں ثابت کیا جا چکا ہے۔ لیکن سید صاحب کا یہ فرمانا کہ:-

"تاریخ عالم میں مرزا صاحب کے سوا اور کوئی ایسی مثال موجود نہیں جس میں کسی نبی پر ایمان لانیوالوں میں اپنے نبی کے دعوئ نبوت کے متعلق اختلاف ہوا ہو"

ایک ایسی غلط بیانی ہے جسکو انکی "علمی فرومائگی" تک ہی محدود نہیں قرار دیا جا سکتا بلکہ روزمرہ کے مشاہدات اور واقعات عالم سے دانستہ اغماض کا نتیجہ قرار دینا چاہیے۔

حضرت عیسیٰ کے معتقدین میں اختلاف کون نہیں جانتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معتقدین میں ان کے دعوے کے متعلق قرون اولیٰ ہی میں شدید اختلاف پیدا ہوا جو اب تک برابر موجود ہے۔ آج بھی یورپ اور دیگر ممالک میں عیسائیوں کا ایک گروہ موجود ہے جو توحید ہی کا قائل ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک بشر اور رسول سے بڑھ کر کوئی حیثیت نہیں دیتا۔ اس کے برخلاف حضرت عیسیٰؑ ہی کے معتقدین کا سواد اعظم ان لوگوں پر مشتمل ہے جو انہیں خدا کا بیٹا قرار دیتے اور تخت الوہیت پر بٹھاتے ہیں۔ کیا اس کھلے

وما اری فی نفسی خیراً وجدت کلما وجدت من هذه النفس المقدسة وما عنی اللہ من نبوتی الا کثرة المکالمة والمخاطبة ولعنة اللہ علی من اراد فوق ذالک او حسب نفسه شیئاً او اخرج عنقه من الربقة النبویة وان رسولنا خاتم النبیین وعلیه انقطعت سلسلة المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوة بعد رسولنا المصطفیٰ علی طریقه المستقلة وما بقی بعده الا کثرة المکالمة وهو بشرط الاتباع لا بغیر متابعة خیر البریة ووالله ما حصل لی هذا المقام من انوار اتباع الاشعة المصطفویة وسمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجه الحقیقة۔

ترجمہ:۔ اور نبوت ہمارے نبی صلعم کے بعد منقطع ہوگئی اور قرآن کریم کے بعد جو تمام پہلے صحیفوں سے بہتر ہے کوئی کتاب نہیں اور نہ شریعت محمدیہ کے بعد کوئی شریعت ہے میرا نام حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی جو تمام مخلوقات سے بہتر ہیں زبان پر نبی رکھا گیا اور یہ ایک ظلی امر ہے جو برکات متابعت سے حاصل ہوا ہے اور میں اپنے نفس میں کوئی نیکی نہیں پاتا اور جو کچھ میں نے پایا وہ اسی نفس مقدسہ سے پایا اور اللہ تعالیٰ نے میری نبوت سے کثرت مکالمہ مخاطبہ کے سوائے اور کچھ مراد نہیں لیا اور جو شخص اس سے بڑھ کر ارادہ کرے یا اپنے آپ کو کوئی چیز سمجھے یا اپنی گردن کو نبی کریم صلعم کے جوا سے آزاد کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور ہمارے رسول خاتم النبیین ہیں اور ان پر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہوگیا پس کسی کا حق نہیں کہ ہمارے رسول مصطفےٰ کے بعد مستقل طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور اس کے بعد کثرت مکالمہ کے سوائے کچھ باقی نہیں رہا اور وہ بھی خیر البریہ کی اتباع کی شرط کے ساتھ بغیر متابعت کے نہیں اور خدا کی قسم یہ مقام مصطفوی شعاؤں کی اتباع کے بغیر مجھے حاصل نہیں ہوا اور میرا نام اللہ کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا حقیقی طور پر نہیں (الاستفتاء حقیقة الوحی صفحہ ۹۴)

ظلی نبوت ولایت و محدثیت ہے

یہیں تک نہیں ظلی نبوت کو بھی آپ نے صاف طور پر ولایت اور محدثیت ہی قرار دیا۔ فرماتے ہیں:۔ "میں نے ان کتابوں کی تالیف سے صرف خدا کا نشان پیش کیا تھا کیونکہ ولایت کامل طور پر ظلی نبوت ہے۔ خدا نے نبوت آنحضرت صلعم کے اثبات کیلئے پیشگوئیاں کھلائیں" (رحمة اللہ صفحہ ۱۴) ایک اور جگہ لکھا ہے:۔

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا ہاں محدث آئینگے جو اللہ جل شانہ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں"

(نشان آسمانی صفحہ [illegible])

محدث بالقوة نبی ہوتا ہے

پھر اسی محدث کے متعلق لکھتے ہیں:۔ ویکلمه اللہ المحدثین کما یکلم النبیین ویرسل المحدثین کما یرسل الرسل ویشرب المحدث من عین یشرب منها النبی فلا شک انه نبی لولا سد الباب وهذا هو السر فی ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اسمی الفاروق محدثاً فقد فاء علی اثره قوله لو کان بعدی نبی لکان عمر وما کان هذا الاشارة الی ان المحدث یجمع کمالات النبوة فی نفسه ولا فرق الا فرق الظاهر والباطن والقوة والفعل (حمامة البشری صفحہ ۸۲) ترجمہ:۔ اور اس میں شک نہیں کہ محدثیت محض ایک موہبت ہے جو کسب سے ہرگز نہیں ملتی جیسے کہ شان نبوت ہے اور محدث اسی طرح اللہ سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور محدث اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جس طرح رسول بھیجے جاتے ہیں اور محدث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو

وہ نبی ہوتا اور اس میں یہ بھید ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے فاروق کو محدث سے موسوم کیا اور اس کے بعد یہ فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ یہاں سوائے اس کے کوئی اشارہ نہیں کہ محدث کے نفس میں کمالات نبوت جمع ہوتے ہیں اور سوائے فرق ظاہر اور باطن اور قوت اور فعل کے اور کوئی فرق نہیں"

حضرت مسیح موعودؑ اور بزرگان اُمت کے عقائد میں کوئی فرق نہیں

ان تمام عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک بھی ظلی و بروزی اور غیر تشریعی نبوت کے وہی معنے ہیں جو بزرگان امت کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ نے تشریعی نبوت کو ختم قرار دیکر آنحضرت صلعم کی اتباع سے ایک قسم کی نبوت کا ملنا جائز قرار دیا ہے تو یہی صاحب بحر العلوم کا ارشاد ہے کہ:۔

"معنے قول تا نبوت یابی اندر آمدے آنست کہ مقام نبوت مطلق در امت شود با وجود بودن از امت و با وجود بودن اتباع رسول شرع او را ابتداء حق میسر شد"

اگر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم کی کمال متابعت سے ظلی نبوت عطا ہوتی ہے تو یہی حضرت مجدد الف ثانی رحمة اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ

"کمل تابعان انبیاء علیہم الصلوٰة والتسلیمات بجہت کمال متابعت وفرط محبت بلکہ بمحض عنایت و موہبت جمیع کمالات انبیائے متبوعہ خود را جذب می نمائند..... حتی کہ فرق نماند درمیان متبوعان و تابعان الا بالاصالة والتبعیة....... فکیف یتصور المساوات بین الاصل والظل"

اگر مسیح موعودؑ نے اولیاء اللہ کا انبیاء کے رنگ میں رنگین ہونا بیان کیا ہے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمة اللہ علیہ بھی بزرگان منصبغ ہیں مگر دیکھو کہ اسی کی تصدیق کی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ نے لم یبق من النبوة الا المبشرات کے ماتحت نبوت تامہ کے، جو وحی شریعت کی حامل ہوتی تھی، اختتام اور جزئی نبوت مبشرات والی نبوت، کثرت مکالمہ و مخاطبہ والی نبوت اور محدثیت والی نبوت کے بقا کا اعلان کیا ہے تو یہی امام شعرانی اور شیخ محی الدین ابن عربی کے اس کلام سے ثابت ہے جس میں صرف نبوت تشریعی کے اٹھ جانے اور اجزاء النبوة کے باقی رہنے کا ذکر ہے۔ یہی حضرت مجدد الف ثانی کے اس ارشاد میں پایا جاتا ہے جس میں کثرت مکالمہ و مخاطبہ پانیوالے کا نام انہوں نے محدث رکھا ہے۔ اگر مسیح موعودؑ نے ولایت کو نبوت کا ظل قرار دیا ہے تو شیخ عبد الحق محدث نے فتوح الغیب مصنفہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمة اللہ علیہ کی شرح میں یہی لکھا ہے کہ "ولایت درحقیقت نبوت کا ظل ہے" یہی حضرت شاہ اسمٰعیل شہید نے اپنی کتاب "صراط مستقیم" تحریر فرمایا ہے کہ "منصب امامت کا حقیقت میں ظل نبوت کا ہے" اگر حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ "اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو محدث نبی ہوتا" تو حضرت شاہ اسمٰعیل شہید نے بھی یہی کہا ہے کہ "اگر نبی کا ہونا ختم نہ ہوتا تو منصب نبوت پر یہ لوگ قائم ہوتے" اور سب سے آخر میں اگر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ کہا ہے کہ محدث اسی طرح اللہ سے ہمکلام ہوتے ہیں جس طرح نبی ہمکلام ہوتے ہیں۔ محدث اسی طرح بھیجے جاتے ہیں جس طرح رسول بھیجے جاتے ہیں۔ اور محدث اسی چشمہ سے پیتے ہیں جس سے نبی پیتے ہیں تو یہی حضرت مجدد الف ثانی کا ارشاد ہے کہ "گویا ہر دو (تابع و متبوع) از یک چشمہ آب می خورند و ہر دو آغوش یک کنار ندو ہر دو در یک بستر اند و ہر دو در رنگ شیر و شکر اند تابع کجا و متبوع کدام و تبعیت کرا و در اتحاد نسبت تفاوت گنجائش ندارد"

قرآن کریم کا عالمگیر پیغامِ حریت اور ہر قسم کی غلامی سے آزادی کا اعلان

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

(۳)

ایک اہم سوال

ایک اہم سوال مسئلہ غلامی میں یہ کیا جاتا ہے کہ اسلام میں کنیزوں کو بغیر نکاح کئے ہوئے تصرف میں لانا جائز ہے یا نہیں؟ اس امر کے فیصلے کے لئے بموجب حکم قرآنی فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول۔ یعنی جب تمہارا کسی امر میں جھگڑا اور اختلاف رائے ہو تو بات کو اللہ اور رسول کی طرف پھیرو۔ ہمارے لئے جو چیز حجت ہے وہ قرآن اور سنت رسول اللہ صلعم ہے۔ فقہا یا اللہ اور رسولؐ کے سوا کسی شخص کا بھی کوئی قول یا فعل حجت شرعی نہیں ہو سکتا فقہا یا علمائے اگر کوئی اجتہاد نیک نیتی سے کیا اور اس کے مطابق فتوے دیئے اور لوگوں نے عمل کیا تو نہ فتوے دینے والا گنہگار، نہ فتوے پر عمل کرنے والا خطاکار۔ کیونکہ جو کچھ ہوا نیک نیتی سے ہوا۔ شریعت کے مطابق سمجھتے ہوئے ایک فعل کرنا گناہ نہیں ہو سکتا ہاں یہ ممکن ہے کہ سمجھا غلط ہو۔ پس شریعت کے ماتحت جائز سمجھتے ہوئے اگر کسی نے لونڈی بلا نکاح رکھی اور حق یہ تھا کہ لونڈی بلا نکاح جائز نہیں تھی تو وہ گناہ کا مرتکب نہیں ہوا۔ کیونکہ نیک نیتی کے ساتھ اجتہاد کی غلطی کی وجہ سے انسان گنہگار نہیں ٹھیر سکتا۔ لیکن جب امر واضح ہو جائے اور اجتہاد کی غلطی صاف نظر آجائے تو اس صورت میں پھر اسی غلط اجتہاد کے مطابق اگر عمل کیا جائے گا تو کرنے والا گنہگار ٹھیرے گا۔

لونڈی بلا نکاح کے جائز نہیں

اول تو اسلام میں لونڈی کے نکاح کے متعلق آج کوئی سوال اٹھانا ہی بے محل ہے۔ کیونکہ جب قرآن نے آئندہ کے لئے غلامی کو بالکل روک دیا تھا۔ تو پھر جب بانس ہی نہ رہا تو بانسری کیا بجنی تھی۔ جب غلامی باقی ہی نہ رہی اور لونڈی غلام بنانا ناجائز ہی نہ رہا تو لونڈی سے نکاح کا مسئلہ تو خود بخود ناپید ہو گیا۔ سوال صرف اس قدر ہو سکتا ہے کہ جو لونڈیاں نزول قرآن کے وقت عرب میں موجود تھیں اور ابھی آزاد نہیں ہوئی تھیں ان کے متعلق قرآن کا کیا حکم تھا۔ قرآن کی نگاہ میں کیا وہ کوئی ایسی چیز تھیں جو بلا نکاح تصرف میں لائی جا سکتی تھیں۔ یا قرآن نے ان کے متعلق بھی نکاح ہی کے احکام دیئے تھے سو قرآن کے پڑھنے والے کے تو ذہن میں بھی نہیں آسکتا کہ لونڈی بلا نکاح کبھی جائز ہو سکتی ہے۔ وہ قرآن میں جابجا لونڈیوں سے نکاح کے احکام پاتا ہے۔ اگر لونڈیاں بلا نکاح تصرف میں لائی جا سکتی تھیں تو ان کے متعلق نکاح کے احکام ہی بے معنی ٹھیرتے ہیں۔ ان میں سے چند احکام قرآنی عرض کرتا ہوں:۔

پہلا حکم

(۱) وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمٰی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی وثلٰث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذالک ادنٰی الا تعولوا۔ (النساء) (ترجمہ) اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیموں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں۔ دو دو۔ تین تین اور چار چار پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی۔ یا جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یہاں ما ملکت ایمانکم کا عطف النساء پر ہے یعنے ترکیب یوں ہے کہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء او ما ملکت ایمانکم یعنے جو پسند ہوں عورتوں سے یا اپنی لونڈیوں سے نکاح کرلو۔ النساء سے مراد یہاں آزاد عورتیں ہیں۔ اگر عطف فواحدۃ پر کیا جائے تو ترکیب یوں ہوگی فانکحوا ما طاب لکم من النساء واحدۃ او ما ملکت ایمانکم۔ پس نکاح کرو ایک سے یا اپنی لونڈیوں سے۔ یعنے آزاد عورتوں میں سے حسب پسند اگر ایک بھی میسر نہ آئے تو لونڈی سے نکاح کرلو۔ چنانچہ اسی سورۃ النساء میں آگے چلکر یہی مضمون تفصیل سے آتا ہے۔ وہو ہذا۔

دوسرا حکم

(۲) واحل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین (ترجمہ) عورتوں میں سے جو ان کے سوا ہیں وہ تمہارے لئے حلال ہیں اس طرح کہ تم اپنے مالوں سے ان کو چاہو۔ یعنے مہر ادا کرو۔ نکاح میں لاتے ہوئے نہ شہوت رانی کے طور پر" اس میں بتا دیا کہ نکاح کی غرض شہوت رانی نہیں بلکہ خانہ آبادی ہے، اور اس طرح تمام وقتی نکاح جنہیں متعہ کہتے ہیں یا وہ تعلقات مرد و عورت کے جن میں تمام عمر کے لئے زندگی ساتھ گزارنے کی نیت نہ ہو۔ ناجائز قرار دیدیئے گئے۔ چونکہ نکاح میں "احصان" ہوتا ہے۔ یعنے عمر بھر کی رفاقت مدنظر ہوتی ہے اس لئے صرف نکاح کو محصنین میں رکھا۔ باقی سب قسم کے تعلقات کو مسافحین کی ذیل میں لاکر اڑا دیا۔ کیونکہ نکاح کے سوا باقی جس قدر طریق ہیں سب شہوت رانی کے ہیں۔

آگے چل کر فرماتے ہیں ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت المؤمنٰت فمن ما ملکت ایمانکم من فتیٰتکم المؤمنٰت واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض۔ فانکحوھن باذن اھلھن واٰتوھن اجورھن بالمعروف محصنٰت غیر مسافحٰت ولا متخذات اخدان (ترجمہ) اور جو شخص تم میں سے اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ آزاد مومن عورتوں سے نکاح کرے تو وہ تمہاری مومنہ لونڈیوں میں سے نکاح کرلے۔ جو تمہارے داہنے ہاتھ کا مال ہیں اور اللہ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ تم ایک دوسرے ہی سے ہو (اس میں لونڈیوں کی حیثیت کو بلند کیا ہے اور ان کو برابری کا مرتبہ دیا ہے۔ اور انہیں زوجیت میں لینا گویا معیار ایمان قرار دیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ بحیثیت انسان ہونے کے تم سب ایک ہو۔ اس لئے لونڈیوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھو) پس ان کے اہل کی اجازت سے انہیں نکاح میں لاؤ۔ اور دستور کے مطابق ان کے مہر ان کو ادا کرو۔ پاکدامن قید نکاح میں آنے والیاں نہ کھلی بدکاری کرنے والیاں نہ درپردہ آشنا رکھنے والیاں کس قدر صاف حکم ہے کہ اگر آزاد مومنہ عورتوں کو نکاح میں لانے کا مقدور نہ ہو۔ تو مومنہ لونڈیوں سے نکاح کرلو اور انہیں حقیر نہ سمجھو۔ اگر اپنی لونڈی نہ ہو دوسرے کی ہو تو مالک سے اجازت لے کر نکاح کرلو اور مہر ادا کرو اور بتایا کہ لونڈی کا بھی مقصد نکاح اور عمر بھر کی رفاقت ہو نہ کہ شہوت رانی ظاہر یا مخفی ہوئی۔ دیکھ لیجیے یہاں بھی نکاح کے سوا لونڈی کا تعلق کسی مرد سے خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ صاف شہوت رانی قرار دیا۔ جو پاکدامنی کے خلاف ہے۔ اور اس سے منع کیا۔

تیسرا حکم

(۳) اوپر صاف نص قرآنی میں پیش کر چکا ہوں کہ جسے آزاد مومنہ عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کا مقدور نہ ہو وہ مومنہ لونڈیوں سے نکاح کرلے مگر ایسی صورت بھی تو ہو سکتی ہے کہ اتنی استطاعت بھی نہ ہو کہ لونڈی سے بھی نکاح کیا جا سکے اس کے لئے صریح ارشاد سورہ نور میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں:۔ ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیھم اللہ من فضلہ (ترجمہ) جنہیں نکاح کرنے کا مقدور نہیں ہے چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو ضبط کریں یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے غنی کر دے۔ یہ آیت فیصلہ کن ہے۔ ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا نص صریح ہے یعنے جنہیں نکاح کے ذریعہ عورت نہیں ملتی وہ ضبط کریں۔ اگر لونڈی بلا نکاح جائز ہوتی تو یوں ہونا چاہئے تھا کہ جنہیں نہ نکاح ملتا ہے نہ لونڈی ملتی ہے وہ ضبط کریں۔ مگر صرف اتنا فرمایا کہ جنہیں نکاح نہیں ملتا وہ ضبط کریں روز روشن کی طرح ظاہر کرتا ہے کہ آزاد عورت ہو یا لونڈی دونوں کے ساتھ تعلق بلا نکاح جائز نہیں۔ یا نکاح یا استعفاف (یعنے ضبط کرنا) اس کے سوا تیسری شکل قرآن نے کوئی رکھی ہی نہیں غرض سورۃ النساء میں ارشاد ہوا تھا کہ آزاد عورت سے نکاح نہ کر سکو تو لونڈی سے نکاح کرلو۔ اب یہاں فرمایا کہ اگر نکاح نہ ملے تو ضبط کرو۔ نتیجہ یہ کہ نکاح کے سوا کسی عورت سے تعلق پکڑنے کی کوئی دوسری شکل قرآن نے جائز نہیں رکھی یہ آیت فیصلہ کن ہے۔

چوتھا حکم

(۴) جو لوگ لونڈیاں رکھنا جائز سمجھتے ہیں وہ آیت پیش کرتے ہیں والذین ھم لفروجھم حٰفظون الا علٰی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین (ترجمہ) اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی ازواج کے یا ان کے جن کا ان کا دایاں ہاتھ مالک ہوا پس ان پر

ملامت نہیں ہے۔ اس میں وہ ازواج کو منکوحہ بی بیاں قرار دیتے ہیں۔ اور ما ملکت ایمانکم یعنے لونڈیوں کو غیر منکوحہ حالانکہ یہ غلط ہے۔ جب سورۃ النساء میں آزاد عورتوں اور لونڈیوں دونوں سے نکاح کا ذکر تفصیل کے ساتھ آچکا ہے تو پھر جس جگہ بھی اجمال اور ابہام ہوگا وہاں اسی تفصیل کو مدنظر رکھنا پڑے گا۔ جو دوسری جگہ قرآن میں موجود ہے مثلاً سورہ بقرہ میں ہے ولا تنکحوا المشرکت حتے یؤمن ولامۃ مومنۃ خیر من مشرکۃ ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم (ترجمہ) اور نہ نکاح کرو مشرکہ عورتوں سے یہانتک کہ وہ ایمان لے آویں اور مومنہ لونڈی بہتر ہے مشرکہ عورت سے اگرچہ وہ تمکو کتنی ہی بھلی کیوں نہ لگے۔ اور نہ نکاح کرو مشرک مردوں سے یہانتک کہ وہ ایمان لے آویں اور مومن غلام بہتر ہے مشرک مرد سے اگرچہ وہ تمہیں کتنا ہی بھلا کیوں نہ لگے۔"

علما کا غلط قرینہ

اب ہمارے علما کے اصول کے مطابق "مومنہ لونڈی بہتر ہے مشرکہ عورت سے" کے فقرے سے اگر یہ مراد لی جائے کہ لونڈی بلا نکاح تصرف میں لائی جائے۔ کیونکہ لونڈی سے نکاح کا یہاں کوئی ذکر نہیں تو پھر ٹھیک اس کے بالمقابل دوسرا فقرہ پڑا ہوا ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ "مومن غلام بہتر ہے مشرک مرد سے" تو پھر اس سے بھی یہ مراد لینا پڑیگی کہ مومن غلام سے بلا نکاح تعلق جائز ہے۔ لیکن کوئی مولوی، کوئی فقیہ اسے جائز نہیں رکھتا۔ کیوں؟ وجہ یہی کہ چونکہ غلام کے ساتھ بلا نکاح تعلق کو وہ جائز نہیں سمجھتے اس لیے جہاں کہیں بھی ذکر کسی عورت کے تعلق کا غلام کے ساتھ آتا ہے وہاں نکاح محذوف و مقدر مان لیتے ہیں۔ پس جو قرینہ ہمارے علما قایم کرتے ہیں وہی ہم قایم کرنے کا حق رکھتے ہیں اگر مشرکہ عورتوں سے نکاح روکا ہے اور مومنہ لونڈیوں کو ترجیح دی ہے تو ظاہر ہے کہ نکاح یہاں مقدر ہے۔ اسی طرح جس طرح جب مشرک مردوں سے نکاح روکا ہے اور مومن غلاموں کو ترجیح دی ہے وہاں علما نکاح کو مقدر مانتے ہیں۔ سارے ان میں سے کوئی بھی مومن غلاموں سے بغیر نکاح کے تعلق کو جائز نہیں سمجھتا پس اگر نکاح ایک جگہ مقدر ہے تو دوسری جگہ بھی مقدر ماننا پڑیگا علماء کے پاس مومن غلاموں سے نکاح کا کوئی قرینہ موجود ہو یا نہو مگر ہمارے پاس تو قرینہ کے لئے صاف نصوص قرآنیہ موجود ہیں جن کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں۔ اور جن میں واضح طور پر لونڈی سے نکاح کا حکم موجود ہے اور نکاح کے بغیر ان سے کسی قسم کے بھی تعلق کو محض شہوت رانی قرار دیا ہے جس کو سختی سے منع کیا ہے۔ اور فلیستعفف الذین لا یجدون نکاحا۔ فرما کر فیصلہ کر دیا کہ اگر نکاح نہ مل سکے تو ضبط کرو جس کا صریح نتیجہ یہ ہے کہ نکاح کے سوا کوئی تعلق مرد و عورت کا خواہ وہ آزاد ہوں یا غلام اور لونڈی ہوں جائز نہیں۔ لہذا الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم میں نکاح کا ذکر ہو یا نہو نکاح ہمیں مقدر ماننا پڑے گا۔ کیونکہ یہ قرآن کریم نے دوسری جگہ تفصیل سے بیان کر دیا ہے کہ کوئی تعلق زناشوئی بغیر نکاح کے جائز نہیں۔

ایک اعتراض کا جواب

البتہ یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ پھر او ما ملکت ایمانھم کو الگ کیوں ذکر کیا۔ سو اس کی نسبت عرض ہے کہ قرآن کے نزول کے وقت دونوں قسم کی عورتیں بکثرت موجود تھیں آزاد بھی اور ملک یمین یعنی لونڈیاں بھی۔ اسی لئے سورۃ النساء میں دونوں قسم کی عورتوں سے نکاح کی تفصیل دینی پڑی۔ جو آزاد عورتیں نکاح میں آجاتی تھیں وہ ازواج کہلاتی تھیں اور جو ملک یمین یعنی لونڈیاں آزاد کرکے نکاح میں لائی جاتی تھیں وہ بھی آزاد عورتوں کی طرح ازواج کہلاتی تھیں لیکن جو لونڈیاں بغیر آزاد کئے نکاح میں آتی تھیں وہ آزاد عورتوں سے امتیاز کے لئے ملک یمین ہی کہلاتی تھیں اس امتیاز کی وجہ یہ ہے کہ بعض امور میں شریعت نے دونوں قسم کی منکوحہ عورتوں میں فرق رکھا تھا۔ مثلاً زنا کی صورت میں منکوحہ لونڈی کی سزا منکوحہ آزاد عورت سے نصف ہے اس لئے کہ لونڈیوں کی تربیت اس قدر ادنیٰ تھی کہ ان سے اعلیٰ کیرکٹر اور اخلاق کی توقع عبث تھی۔ پس چونکہ بعض امور میں لونڈیوں اور آزاد عورتوں میں قوانین شرعی کے لحاظ سے فرق تھا اور لونڈیوں کے لئے کچھ رعایتیں رکھی گئی تھیں اس لئے نکاح کے بعد بھی جب تک لونڈیاں آزاد نہ ہولیں وہ ملک یمین ہی کہلاتی تھیں کیونکہ محض نکاح انہیں آزادی نہیں دلا سکتا تھا۔ جب تک کہ خود مالک انہیں آزاد نہ کردے۔ اس امتیاز کو اصطلاح شرعی میں قایم رکھنا ضروری تھا۔ تاکہ قوانین شرعی کے عملدرآمد کے وقت یہ امتیاز نظر انداز نہ ہوجائے۔ الغرض آیت متنازعہ فیہ الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانکم میں ازواج وہ بی بیاں ہوئیں جو نکاح کے وقت آزاد تھیں اور ملک یمین وہ بیبیاں ہوئیں جو نکاح کے وقت آزاد نہ تھیں بلکہ ملک یمین تھیں۔ اور جنھیں آزاد کرکے نکاح نہیں کیا گیا۔ اس لئے نکاح کے بعد بھی وہ ملک یمین ہی کہلائیں۔ کیونکہ جب تک وہ آزاد نہ ہوجائیں اس ذیل سے نکل نہ سکتی تھیں۔ اور نہ یہ نام ان پر سے ہٹ سکتا تھا۔

اب چونکہ یہ بات واضح ہوگئی کہ لونڈیاں خواہ منکوحہ ہوں یا غیر منکوحہ جب تک آزاد نہ ہولیں وہ ملک یمین ہی کہلاتی تھیں۔ اس لئے قرآن کریم میں جب بھی یہ لفظ آئے گا وہاں ہم سیاق و سباق اور قرینہ کو دیکھ کر اس کے معنے کرینگے جیسا موقعہ ہوگا ویسے ہی معنے لئے جائیں گے۔ جہاں ما ملکت ایمانہم میں مرد و عورت کے باہمی تعلقات خاص کے جواز کا ذکر آئے گا وہاں ہمیشہ وہی ملک یمین مراد ہونگی جو نکاح میں آچکی ہیں۔ اس کے سوا دوسری نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ قرآن نے دوسری جگہ صریح طور پر لونڈیوں سے نکاح کا حکم دیا ہے۔ اور بغیر نکاح کے مرد و عورت کا کسی قسم کا تعلق جائز نہیں رکھا۔

سنت نبوی پر نظر

اب ہم اپنے نبی کریم صلعم کی سنت پر نظر کرتے ہیں کہ خود حضرت نبی کریم صلعم نے ان احکام قرآنی پر عمل کیا۔ اور ملک یمین سے کس طرح تعلق پیدا کیا۔ ظاہر ہے کہ نکاح کے بغیر آپؐ نے کسی لونڈی سے تعلق نہیں رکھا۔ بلکہ جو لونڈی بھی آپ کے نکاح میں آئی آپؐ نے اسے آزاد کرکے پھر اس سے نکاح کیا اور اپنی امت کو بھی اسی بات کی ہدایت کی جیسا کہ بخاری میں آتا ہے۔ ایما الرجل تکون لہ الامۃ فیعلمھا فیحسن تعلیمھا ویؤدبھا فیحسن ادبھا ثم یعتقھا فیتزوجھا فلہ اجران۔ جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو پھر وہ اسے تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے اور اس کو آداب سکھائے اور عمدہ آداب سکھائے۔ اور پھر اسے آزاد کردے اور پھر اسے نکاح کرے۔ تو اس کے لئے دو چند اجر ہے۔ اس ارشاد میں لونڈی کو اعلیٰ تعلیم اور عمدہ تربیت دینے کا حکم ہے تاکہ وہ قابل بی بی اور اولاد کے لئے اچھی ماں ثابت ہو۔ پھر اسے آزاد کرنے کا حکم ہے۔ پھر اس سے نکاح کرنے کا ارشاد ہے۔ کیسی پاکیزہ تعلیم ہے۔ صحابہ کرامؓ جو ہر ایک بات میں آپؐ کے پاک نمونہ کو ڈھونڈا کرتے تھے وہ اپنے محبوب مقتدا کے اس نمونہ اور تعلیم کے خلاف کبھی عمل نہ کرسکتے تھے۔ اس ارشاد میں آپؐ نے نہ صرف لونڈی کو اعلیٰ تعلیم و تربیت دے کر اس سے نکاح کرنے کا حکم دیا بلکہ اگر وہ اپنی لونڈی ہے اور دوسرے کی ملک نہیں ہے اور اس کا آزاد کرنا اپنے اختیار میں ہے تو پھر کیوں نہ اسے آزاد کرکے نکاح کیا جائے۔ تاکہ لونڈی کو نکاح سے قبل پوری آزادی حاصل ہو اور اگر وہ نکاح نہ کرنا چاہے تو نڈر ہو کر انکار کردے اگرچہ نکاح کے معاملہ میں آزاد عورت اور لونڈی سب کو اختیار حاصل تھا۔ خواہ وہ کسی شخص سے نکاح منظور کرے یا نہ کرے لیکن ممکن تھا کہ لونڈی کو خود اپنے مالک کا ڈر ہو یا لحاظ ہو اور اس وجہ سے وہ کھلم کھلا نکاح سے انکار کرنے کی جرأت نہ کرسکے۔ اس لئے حکم دیا کہ پہلے اسے آزاد کرو پھر نکاح کرو۔ اس طرح لونڈی کو اپنی ٹھیک ٹھیک مرضی کے اظہار میں کوئی تامل بھی نہ ہوگا اور شادی سے قبل اس کی حیثیت بھی بہتر اور بلند ہوجائیگی۔

صحابہ کرام کا نمونہ

پس قرآن کریم اور سنت نبی کریم صلعم سے ثابت ہوگیا کہ لونڈی کے ساتھ نکاح کا صاف حکم ہے اور بلا نکاح تعلق جائز نہیں۔ اور تمام اکابر صحابہ کا یہی نمونہ ہمیں نظر آتا ہے۔ انہوں نے کسی لونڈی سے تعلق رکھنا چاہا ہے تو آزاد کرکے نکاح کیا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلعم کا حکم تھا۔ مسلمانوں کی سلطنت کے عروج کے زمانہ میں اگر بعض فقہا نے بلا نکاح لونڈی کے جواز کا فتوےٰ دیا تو قرآن اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ان کی کوئی حقیقت نہیں ان کو اگر کوئی روایت ایسی ملی جس سے معلوم ہوا کہ کسی صحابیؓ نے بلا نکاح لونڈی رکھی تھی تو ظاہر ہے کہ یہ اس زمانہ کے واقعات ماننے پڑینگے جب صریح آیات قرآنی نازل نہ ہوئی تھیں رسول جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہ بلا حکم الٰہی کسی معاملہ میں دخل نہیں دیتا اسی لئے آیات قرآنی کے نزول سے قبل آنحضرت صلعم نے اس قوم اور ملک کے کسی رواج میں دخل نہیں دیا۔ مسلمان ہونے کے بعد بھی بعض لوگ شراب پیتے رہے۔ بعض متعہ بھی کرتے رہے زنا کی سزا رجم بھی چلتی رہی۔ لیکن جیسے جیسے قرآن میں احکام نازل ہوتے گئے۔ شراب بھی حرام ہوئی۔ متعہ بھی حرام ہوا۔ رجم کا حکم جو دراصل توریت کا حکم تھا منسوخ ہوا۔ اور اس کی جگہ سو درے کی سزا مقرر ہوئی۔ اس لئے تمام ائمہ محدثین و محققین کے نزدیک ایسی تمام روایتیں جن میں کسی کے شراب پینے یا متعہ کرنے وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے۔ قرآنی احکام کے نزول سے قبل کی مانی جاتی ہیں۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ کسی روایت سے ایسے رواج کا جواز نکالا جائے جسے قرآن کے نص صریح ناجائز ٹھیرا رہی ہے۔ پس جب قرآن کریم کی نصوص بینہ سے لونڈی سے نکاح کا حکم ہمیں ملے اور بغیر نکاح کسی عورت اور مرد کا باہمی تعلق قرآن ناجائز قرار دے اور خود ہمارے نبی کریم صلعم کا نمونہ اس کی تائید کرے تو پھر اس کے مقابلہ میں کسی روایت کی کوئی ہستی نہیں اور اس روایت کے متعلق اگر بہت حسن ظن سے کام لیا جائے تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں اس وقت کے حالات اور رواج

کا ذکر ہے۔ جب آیات قرآنی نے ان غلط رواجوں کو ابھی منسوخ نہیں کیا تھا۔ احکام قرآنی کے نزول کے بعد وہ رد ہو چکیں

قرآن نے غلامی کا جھگڑا ہمیشہ کیلئے مٹا دیا

الغرض قرآن نے لونڈیوں سے بلا نکاح تعلقات کو ناجائز قرار دے کر لونڈی کی حیثیت کو بلند کیا۔ اور آئندہ کے لئے غلامی کا انسداد کر کے لونڈی غلاموں کا جھگڑا ہمیشہ کے لئے مٹا دیا۔ قرآن میں لونڈی اور غلاموں سے سلوک کے متعلق جو احکام درج ہیں وہ فقط ان کے متعلق ہیں جو زمانہ نزول قرآن کے وقت عرب میں موجود تھے۔ یا دنیا کے ہر ملک میں لاکھوں کی تعداد میں موجود تھے جن کے ساتھ آئندہ مسلمانوں کو واسطہ پڑنا تھا اس لئے ضرور تھا کہ ان کی پوزیشن کو بلند کرنے اور ان کی آزادی کے لئے قرآن ہدایات دیتا۔ لوگوں نے غلطی سے سمجھ لیا کہ شاید قرآن نے غلامی کو جائز رکھا ہے جو قطعاً غلط ہے۔ قرآن تو دنیا سے ہر قسم کی غلامی کو مٹانے آیا ہے۔ نہ کہ غلامی کو جائز رکھنے کے لئے۔ قرآن کی حکومت جہاں جہاں گئی غیر مسلموں کو بھی ملوکیت اور استبدادیت کے بدترین جابرانہ اصولوں اور سینکڑوں اقسام کی غلامی سے نجات دلائی چہ جائیکہ وہ اصولاً کسی غلامی کو جائز رکھتا۔ میں اوپر تفصیل کے ساتھ دکھا آیا ہوں کہ کس خوبصورتی سے قرآن نے غلامی کو رد کیا ہے۔ اور اس کے جوئے سے انسانی گردن کو آزاد کیا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ غلامی جو تمام دنیا کی سوسائٹی کا ایک مستقل جزو بن چکی تھی اسے مٹانے کے لئے بڑی حکمت و دانائی کی ضرورت تھی۔

انسداد غلامی کے دو طریق

کچھ شک نہیں کہ قرآن نے اپنے نزول کے ساتھ ہی تمام بداعتقادیوں اور بداخلاقیوں اور بداعمالیوں کو آن واحد میں مٹا کر رکھ دیا۔ مثلاً شرک و بت پرستی۔ چوری۔ ڈاکہ زنی۔ زنا قتل۔ جوا۔ شراب خوری۔ جھوٹ۔ اور بددیانتی۔ مکر و فریب وغیرہ وغیرہ کو ملک عرب سے چند سالوں کے اندر اس طرح مٹایا کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا لیکن غلامی جو اس زمانہ میں تمام دنیا کی انسانی سوسائٹی کا ایک جزو لاینفک بنی ہوئی تھی اسے ایک حکم کے ساتھ مٹا دینا درحقیقت دنیا میں ایک سخت فتنہ برپا کرنے کے مترادف تھا۔ کیونکہ لاکھوں کروڑوں مرد و عورت جو اخلاق کے لحاظ سے حیوانوں سے بدتر تھے۔ اگر ایکدم آزاد کر کے رخصت کر دیئے جاتے تو بیکاروں کا ایک گروہ عظیم بے گھر بے خانماں۔ شتر بے مہار کی طرح مارا مارا پھرتا۔ اور سوائے چوری اور ڈاکہ زنی اور غارتگری کے کوئی عمدہ نتیجہ نہ نکلتا۔ اس لئے قرآن نے اس کی اصلاح دو طریق پر کی۔ ایک تو فوری دوسرے بتدریج۔

فوری اصلاح

فوری یہ کہ یکدم غلاموں کی پوزیشن کو بلند کر دیا کہ انہیں اپنے برابر کی حیثیت سے رکھو جو تم کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ۔ جو تم پہنو۔ وہی انہیں پہناؤ۔ کام ان کی طاقت سے زیادہ ہو تو اس میں ان کا ہاتھ بٹاؤ اور یہ حکم اس قدر شدت کے ساتھ نافذ کیا گیا تھا کہ ایک دفعہ ایک صحابی کے حصہ میں ایک غلام آ گیا وہ اسے گھر لے گئے۔ بیوی نے دیکھ کر کہا کہ مہربانی کر کے اسے آزاد کر کے رخصت کر دو کیونکہ جو شرطیں ایک غلام رکھنے کی ہیں۔ ان سے ہم عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ یونہی اسے رکھ کر خواہ مخواہ گنہگار بنیں گے" چنانچہ اسے فوراً آزاد کر کے اپنی جان چھڑائی۔ غرضیکہ یہ فوری اصلاح تو ایسی شاندار تھی کہ غلامی ایک رحمت بن گئی اور ہر ایک غلام اپنے مالک کے خاندان کا ایک ممبر بن گیا۔ جو آج کسی کالے کو کسی گورے کے ہاں میسر نہیں ہو سکتا۔ نہ کسی اچھوت کو کسی برہمن کے ہاں۔ جو پستی غلامی نے ہر ایک غلام اور لونڈی پر ڈال رکھی تھی وہ بلندی سے تبدیل ہو گئی۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ غلامی غلامی نہ رہی۔ بلکہ اسلامی اخوت و مساوات کے رنگ میں رنگی گئی۔

بتدریج اصلاح

دوسری اصلاح بتدریج کی یعنی غلاموں اور لونڈیوں کی تربیت اور آزادی۔ حکم تھا کہ جیسے جیسے وہ سوسائٹی کے مفید ممبر بنتے چلے جائیں مکاتبت کے ذریعہ۔ یا گورنمنٹ کے بیت المال کی رقم سے یا پبلک کی جیب سے انہیں آزاد کرتے چلے جاؤ۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں آزادی کی یہ رفتار اس قدر موثر تھی کہ جنگ احزاب کے وقت کسی صحابی کے پاس غلام نہ تھا۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ آزادی کی یہ رو خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی جاری رہی لیکن اس کے بعد جیسے جیسے فتوحات اسلامی کا سلسلہ بڑھتا گیا اور مسلمانوں میں سلطنت اور حکومت آتی گئی اس کا اثر کم ہوتا گیا۔ اسلام نے جہاں دوسری اقوام پر بہتر سے بہتر اثر ڈالا۔ وہاں ان کے بعض غلط رواج مسلمانوں میں بھی سرایت کر گئے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہوئی کہ بُعد زمانہ سے قرآنی تعلیم کا اثر کمزور پڑتا گیا۔ اس لئے غیر مسلموں کی استبدادیت اور رواج غلامی جس نے تمام دنیا میں اپنی جڑیں پھیلا رکھی تھیں مسلمان امراء پر اثر ڈالے بغیر نہ رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی جمہوریت جس نے سیاست میں پبلک کی آزادی کو قائم کیا تھا دوبارہ سیاسی غلامی یعنی ملوکیت اور استبدادیت سے تبدیل ہو کر رہ گئی۔ اور غلاموں کی آزادی کا مسئلہ بھی معرض تعویق میں پڑ گیا۔ فقہا کے غلط فتووں نے امراء کے محلات میں اس مرض کے خط و خال اور نمایاں کر دیئے۔ مگر باینہمہ غلاموں کی پوزیشن میں کمی نہیں آئی۔ یعنی وہ اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق بدستور خاندان کے برابر کے ممبر بنے رہے۔ البتہ ان کی آزادی کی رفتار میں کمی پڑ گئی۔ مگر حریت و آزادی کا جو پودا قرآن لگا چکا تھا اور جس کی آبیاری ہمیشہ مسلمانوں میں اہل حق طبقہ کرتا رہا وہ ضائع نہیں گیا بلکہ امارت و حکومت کے اس غلبہ کے اندر بھی وہ برابر نشوونما پاتا رہا یہانتک کہ دنیا کے ذہنی ارتقا کے ساتھ ساتھ وہ ایک عظیم الشان درخت بنکر تمام عالم پر چھا گیا۔

تاریخ کی شہادت

آج متکبر اور خود پسند یورپ اقرار کرے یا نہ کرے لیکن تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ آزادی کے یہ پودے جو یورپ میں ہر طرف لگے ہوئے نظر آتے ہیں مسلمانوں کے ذریعے ہی یورپ میں پہنچے۔ اور آزادی کی یہ تصاویر جو آج بڑے فخر سے یورپ دنیا کو دکھا رہا ہے اس نقشہ کا جو زمانہ خیر القرون میں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی ہدایات کے ماتحت قائم کر کے دکھایا تھا ناقص سا خاکہ ہیں۔ ناقص اس لئے کہ جس اعلیٰ مقام آزادی پر قرآن نے انسان کو پہنچانا چاہا تھا اور جسے اپنے عمل سے پورا کر کے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا تھا وہاں تک یورپ باوجود اپنے اس قدر دعووں اور کوششوں کے ابھی تک پہنچ نہیں سکا۔ بظاہر غلامی کا انسداد بھی ہو گیا۔ ملوکیت اور استبدادیت بہت حد تک جمہوریت میں بدل چکی۔ لیکن غلامی کی باریک در باریک شکلیں اپنی پوری شان سے اسی طرح باقی چلی چل رہی ہیں مثلاً گورے اور کالے۔ مشرقی اور مغربی۔ برہمن اور اچھوت کا امتیاز یعنی نسلی غلامی کو یورپ کی موج آزادی مٹا نہ سکی۔ اسی طرح **ذہنی غلامی** یعنے ہر مذہب کے علما اور مشائخ کی عوام الناس کے دلوں اور دماغوں پر استبدادی حکومت اور کورانہ تقلید **تمدنی غلامی** یعنے سوسائٹی کے فیشن اور رسم و رواج کی کورانہ تقلید۔ **اقتصادی غلامی** یعنی سود کی لعنت۔ وغیرہ وغیرہ اسی طرح چلی چلتی ہے۔ اور نفس اور شیطان کی غلامی تو اپنے معراج پر ہے۔ اور یہ کبھی دور نہ ہونگی اور حریت اور مساوات کا پورا نقشہ دنیا کو نظر نہ آئیگا۔ جب تک قرآن کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول نہ کیا جائے گا۔

آزادی کا حقیقی سرچشمہ

جو کچھ آزادی کی لہر آج دنیا میں نظر آ رہی ہے اس کا سرچشمہ وہی تعلیم و ہدایت ہے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قرآن کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے نہ صرف پیش کی تھی بلکہ اس کی مکمل تصویر آپ نے اپنے زمانہ میں کھینچ کر دکھا بھی دی تھی۔ درمیانی فیج اعوج کے زمانہ میں قرآنی تعلیم سے دوری اور ماحول اور زمانہ کے اثر سے اگرچہ وہ نقشہ اپنی اصل صورت میں قائم نہ رہا لیکن قرآن کے ذریعہ وہ تعلیم اور ہدایت قائم رہی اور اہل حق کی آبیاری سے اندر ہی اندر آزادی کے اس پودے کی نشوونما ہوتی رہی جو سب سے پہلے قرآن نے دنیا میں لگایا تھا۔ اور جو آج ایک عظیم الشان درخت بن کر تمام دنیا پر چھایا ہوا ہے۔ آزادی کا یہ تخیل اور ذہنیت جو آج ہر قوم میں پائی جاتی ہے۔ اس کا حقیقی ماخذ اگر تلاش کرو گے تو سوائے قرآن کے تمہیں کہیں نہ ملے گا۔ کسی شاعر نے کیا سچ کہا ہے ؎

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود اسی کی لگائی ہوئی ہے

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بفضلہ ڈلہوزی میں بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— پیغام صلح کا ضمیمہ خدا کے فضل سے بیحد مقبول ہو رہا ہے احباب کو بکثرت تقسیم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

— انتہائی افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ہمارے قابل فخر دوست چوہدری فضل داد کیمپ کلرک اسکریٹوپریٹو سوسائٹی لالہ موسیٰ کے والد ماجد ۱۲ ستمبر کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ... ہمیں اس حادثہ عظیم میں چودھری موصوف اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے خدائے رحیم و کریم مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔ چودھری صاحب نے مبلغ چار روپے ایصال ثواب کیلئے تقسیم قرآن کی مد میں عنایت فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔

— اس اشاعت میں طویل مضامین کی وجہ سے خلیفہ یا اور بعض ضروری مراسلیں درج نہ ہو سکیں جس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔ اشاعت آئندہ میں اس کی تلافی کر دی جائے گی۔

دنیا میں شور مچ گیا

کہ "طبّی مجرّبات" کی دوائیں سو فیصدی مفید ثابت ہوئی ہیں صاحبان! گو دنیا کی نظر میں ہماری طبقہ کافی سے زیادہ بدنام ہو چکا ہے۔ گر صداقت کو چھپانا گناہ ہے میرے دادا صاحب مرحوم مغفور جو اپنے وقت کے اجل حکیم تھے ان کی سو برس کی مجربات کا نچوڑ نسخہ جات ہیں جو چند نمونتاً اپنے احمدی بھائیو کی خدمت میں بغیر کسی چرب زبانی اور لسانی کے پیش کرتا ہوں

ہاضم:۔ پیٹ کے جملہ نقائص کی اکسیر۔ قیمت فی شیشی ۱۲/

تریاق صحت:۔ ہر بیماری میں ہر وقت ہر موسم میں کام آنے والی چیز ہے آزماؤ اور فائدہ اٹھاؤ۔ قیمت عہ/

مسیح ذندان:۔ یہ دوائی دانتوں کے ہر مرض کے لئے اکسیر ثابت ہوئی ہے درد دانت۔ خون آنا۔ ہلنا۔ جڑوں سے مسوڑوں کا مٹ جانا۔ مسوڑھوں کا ورم۔ ماسخورہ۔ گندہ دہنی وغیرہ کو شرطیہ آرام دیتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۸/

مسیحائی قرص:۔ جیسا نام ویسا کام۔ اس کی سات روز کی خوراک استعمال کرنے سے مردانہ طاقت کو نقصان دینے والے تمام امراض کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ مردانہ طاقت کے لیے بیحد مفید ہے۔ قیمت ساڑھے تین روپے (۳/۸)

تریاق الاطفال:۔ بچوں کی کل بیماریوں کا حکمی علاج ہے۔ ہر قسم کے بخار۔ قبض۔ ہرے پیلے دست۔ بدہضمی۔ نفخ۔ پیاس۔ درد شکم۔ بچوں کا سوکھتے جانا۔ وغیرہ کے لئے اپنا معجزنما اثر دکھاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲/

اکسیر کان:۔ درد کان ہر قسم کے لئے شرطیہ آزمودہ ہے ۸/

مچھر رفو چیکر:۔ یہ خوشبودار تیل رات کو مناسب جگہ مل کر آرام سے سو رہو۔ قیمت فی شیشی ۸/

بال صفا تیل:۔ جس جگہ کے بال اتارنے ہوں لگاؤ اور صاف کر دو بے ضرر ہے۔ قیمت فی شیشی ۸/

(ہر دوا کا محصولڈاک بذمہ خریدار جواب کیلئے جوابی خط بھیجئے)

مینجر طبی مجربات گوجرانوالہ

مبلّغین کی ضرورت

چند مولوی فاضل (کم از کم انٹرنس پاس) مبلغین کی ضرورت ہے جو سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے بخوبی واقف ہوں تنخواہ کا گریڈ معقول ہوگا۔ درخواستیں معہ سفارشات جلد بھیجی جائیں

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔)

ضرورتِ ملازمین

(۱) منیجر ریاست دوجانہ کو ایک ڈرائنگ ماسٹر کی ضرورت ہے جو ادرسیر (؟) بھی جانتا ہو سکول میں تعلیم دینے کے علاوہ ریاست کا انجنیرنگ کا کام بھی کرنا پڑے گا۔ تنخواہ ۵۰ ماہوار درخواستیں معہ نقول سندات منیجر ریاست دوجانہ کو بھیجی جائیں۔

(۲) ایک تجربہ کار کمپونڈر ڈسپنسری ممالک غیر میں کام کے لئے ضرورت ہے درخواستیں معہ نقول سندات بنام ۹۱۹ پوسٹ بکس بمبئی بھیجی جائیں۔

(۳) عدن کے لیئے ایک اور معلم کی ضرورت ہے جو گورنمنٹ ٹرینڈ۔ عربی علم ادب کا ماہر اور عربی میں بآسانی گفتگو کر سکتا ہو۔ کھلاڑی اور چست و چالاک ہو۔ تنخواہ کا گریڈ ۲۰۰ ۔ ۷۵ ۔ ۱۰۰۰ روپیہ ماہوار ہے ۱۶ اکتوبر تک درخواستیں پہنچنی ضروری ہیں۔ درخواستوں کے فارم اور دیگر تفصیلات سیکرٹری پبلک سروس کمیشن کنیڈی ہاؤس شملہ سے مل سکتی ہیں۔

(۴) صوبہ بہار کی گورنمنٹ کو ڈرینج سکیم پٹنہ کے لئے ایک انجنیر کی ضرورت ہے تنخواہ کا گریڈ ۲۵۰ روپیہ ماہوار سے شروع ہوگا۔ درخواستیں معہ نقول اسناد بنام سپرنٹنڈنگ انجنیر سینیٹری ہیلتھ سرکل پٹنہ (ای آئی آر) ۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء تک بھیجی جائیں۔ عمر درخواست کنندہ ۳۰-۴۰ سال کے درمیان ہو۔ اس کام کا عملی تجربہ رکھتا ہو

(۵) چیف انجنیر بہاولپور ریاست بہاولپور کو ایک ہیڈ ڈرافٹسمین کی ضرورت ہے تنخواہ ۶۰-۳-۱۰۰ روپیہ ماہوار ہوگی۔ درخواست کنندہ سابقہ تجربہ رکھتا ہو اور اپنے کام میں لائق ہو۔ درخواستیں معہ نقول اسناد ۲۵ ستمبر ۱۹۳۳ء تک بھیجی جائیں۔

اشتہار

اجلاس جناب خان عبد الاکبر خان صاحب سب جج درجہ دوم مشرقی

نعمت مند نمبردار ولد محمد گل قوم افغان ساکن گھر وڑی چارخیل مدعی

بنام

لعل گل ولد قاسم قوم افغان ساکن گر وڑی چارخیل حال مفقود الخبر مدعاعلیہ۔

دعوی دلاپانے اراضی تعدادی ۱۲ کنال واقع رقبہ گر وڑی چارخیل۔

اندریں مقدمہ چند دفعہ سمن بمراد اطلاعیابی مندرجہ بالا عدالت ہذا سے جاری ہو چکے ہیں۔ مگر مدعاعلیہ مذکور تعمیل سمنات سے گریز کرتا ہے۔ اور مفقود الخبر ہو گیا ہے۔ اس لئے بموجب آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی اشتہار جاری کیا جانا ضروری ہے کہ اگر وہ بتاریخ ۳/۱۰/۳۳ عدالت ہذا میں برائے پیروی مقدمہ حاضر ہوا تو اس کے برخلاف کارروائی مقدمہ یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی۔

(تحریر بتاریخ ۲۲/۸/۳۳)

آج بدستخط ہمارے اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم

مہر عدالت

پیغام صلح میں اشتہار دینا بہت بڑے فائدے کا موجب ہے!

گورنمنٹ جموں وکشمیر کے افسران اعلیٰ کی مصدقہ — گورنمنٹ آف انڈیا سے باضابطہ رجسٹری شدہ دوا

رازحیات

ہر کمزور بچے۔ مرد۔ اور عورت کے لیئے ہر موسم میں یکساں مفید ہے۔ بھوک اس قدر لگاتی ہے کہ بار بار کھانے کو جی چاہتا ہے مقوی غذاؤں کو جزو بدن بناتی ہے۔ خون صالح کافی مقدار میں پیدا کرتی ہے۔ دائمی قبض کو رفع کرتی ہے۔ "رازحیات" دل کی دھڑکن۔ سانس کا پھولنا۔ سر چکرانا۔ کمزوری۔ بدصورتی۔ بے وقت بڑھاپا۔ کمی خون۔ درد کمر۔ درد گردہ۔ دیگر امراض اور کمزوری اعضائے رئیسہ کے دور کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ قیمت فی ڈبیہ ۳۲ خوراک دو روپے۔

مستری یعقوب علی صاحب احمدی مسلم نمائندہ کشمیر کی رائے پر احمدی اصحاب توجہ فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"رازحیات کو میں نے استعمال کیا۔ مقوی دوا ہے۔ غذا کو ہضم کرتی ہے۔ بدن کو طاقت پہنچاتی ہے۔ ضرورتمند اصحاب اس کے استعمال سے فائدہ اٹھائیں۔ ایام استعمال میں دودھ گھی زیادہ کھائیں۔

پرسنل اسسٹنٹ پرائم منسٹر ریاست کشمیر

حکیم برکت علی کی تیار کردہ دوا نہایت دافع تھکان ہے۔ جب میں زیادتی کام سے تھک جاتا ہوں تو رازحیات کا استعمال کرتا ہوں۔ جو طاقت خاص کے لیئے ازحد مفید ہے۔

× × ×

ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس ریاست کشمیر

حکیم برکت علی کی مشہور دوا رازحیات میں نے خود استعمال کی ہے۔ یہ دوا اعصاب کے لئے بالخصوص مفید ہے غذا خوب ہضم کرتی ہے طاقت ہاضمہ کو بہت فائدہ پہنچاتی ہے دماغی طاقت میں خوب امداد دیتی ہے۔

جنرل منیجر رازحیات فارمیسی رجسٹرڈ جموں (پنجاب)

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۲۸ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۵۴

ہمّتِ مرداں

(از جناب حکیم آزاد انصاری)

اِس سمت بھی نظر ڈال اُس سمت بھی نظر ڈال
ہر چیز سے اثر لے ہر چیز پر اثر ڈال!
بیکاریوں سے رغبت یکلخت ترک کر ڈال
طاقت نہیں مگر اٹھ، عادت نہیں مگر ڈال
امدادِ ملک و ملت کر اور بے دھڑک کر
بنیادِ اوج عزت ڈال اور بخطر ڈال
ہر خطرے کو مٹا کر خوف و خطر مٹا کر
ہر روک کو ہٹا کر میدان صاف کر ڈال
ہاں عقدہ سخت لاحل لیکن کوئی جتن سوچ
ہاں کام سخت مشکل لیکن کوئی ڈگر ڈال
دنیا بدل چکی ہے تو بھی بس اب بدل جا
عالم نکھر رہا ہے تو بھی بس اب نکھر ڈال
ذرات کی چمک پر کب تک مٹا رہے گا
اُٹھ اور اٹھ کے ایکدم ہاتھ آفتاب پر ڈال

آزاد گو جفائیں پامال کر کے چھوڑیں
لیکن فضائے عالم شورِ وفا سے بھر ڈال

قبولِ احمدیت نمبر

۳ ر اکتوبر کا ماہوار ایڈیشن "قبول احمدیت" نمبر ہوگا جس کا اعلان گزشتہ اشاعتوں میں قارئین کرام کی نظر سے گزرا ہوگا اس کے متعلق چند گزارشات عرض ہیں۔

دلائل و براہین اپنے اندر بہت بڑی قوت رکھتے ہیں ان کی ضرورت و اہمیت سے کوئی ہوشمند آدمی انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن ان کے ساتھ حقایق و واقعات کا پیش کرنا بھی اشد ضروری ہے ہم نے حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت کی صداقت ثابت کرنے کے لیے بے شمار مسکت و معقول دلائل پیش کیں اور کر رہے ہیں ان کا فائدہ اور نتیجہ بھی عیاں ہے اگر اس کے ساتھ واقعات بھی پیش کیے جائیں تو دلائل و براہین کی قوت بہت زیادہ ہو سکتی ہے۔ قبول احمدیت نمبر اسی قسم کی ایک کوشش ہے۔

اس نمبر میں ان مقتدر بزرگان سلسلہ کے مضامین شائع کیے جائیں گے جنھوں نے مخالفت کے زبردست طوفانوں میں دنیوی عزت و جاہ اور مال و دولت پر لات مار کر احمدیت کو قبول کیا۔ ان مضامین میں وہ ان باتوں کا خصوصیت سے تذکرہ کرینگے جو ان کے لیے سلسلہ عالیہ میں شامل ہونیکا باعث ہوئیں حضرت مسیح موعود پر طرح طرح کے الزام لگائے جاتے ہیں۔ احمدیت کی ترقی و کامیابی کو خاکم بدہن مکر و فریب کے نتیجہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس نمبر میں حضرت مسیح موعود کے وہ خادم جن کی خدمات دینی علمی قابلیت۔ بلند اخلاقی مخالفین کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ اپنے ذاتی واقعات کو پیش کر کے ان بہتانوں کی تردید کر دینگے۔

ان تمام بزرگوں کی خدمت میں جنھوں نے حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کی ہے قلمی اعانت کے لیے درخواست ہے دیگر احباب بھی اپنے مشوروں سے ممنون فرمائیں۔ مضامین مختصر ہوں اخبار کے ایک صفحہ سے زائد کوئی مضمون نہیں ہونا چاہیے۔

(مدیر)

جلسہ سالانہ کی تاریخیں
احباب اور جماعتیں مشورہ دیں

امسال رمضان شریف ۱۹ ر دسمبر سے شروع ہے اور جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۲۵-۲۶-۲۷ ر دسمبر ہوتی ہیں تمام احباب اور جماعتوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مشورہ دیں کہ جلسہ سالانہ گزشتہ سالوں کی طرح انہی تاریخوں میں منعقد کیا جائے یا اس کے لئے ایسٹر وغیرہ کی تعطیلات موزوں ہوں گی۔ حضرت مسیح موعود کے وقت ماہ رمضان میں بھی کرسمس کی تعطیلات میں جلسہ منعقد ہوتا رہا ہے اگلے ایام ایسٹر میں انجمن حمایت اسلام بھی اپنا جلسہ منعقد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تاکہ احباب کو رائے قائم کرنے میں آسانی ہو اس لئے یہ دونوں باتیں عرض کر دی گئی ہیں۔

تمام آراء بنام سکرٹری انجمن بہت جلد آجانی چاہئیں تاکہ تاریخوں کے تعین سے قبل ان پر بخوبی غور ہو سکے۔ بیرونی جماعتیں اپنے ممبروں کو جمع کر کے اس معاملہ پر غور کریں اور پھر مشورہ دیں۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور

سید حبیب کی طرف سے میرے تین سوالوں کے جواب

(جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب)

احباب کو یاد ہوگا میں نے تین مختصر سوال سید حبیب صاحب سے سلسلہ احمدیہ کے متعلق کئے تھے ان کا جواب جو سیاست کے ۱۰ اگست کے پرچہ میں دیا گیا - ملاحظہ ہو۔

خلاصہ سوال	خلاصہ جواب
(۱) حضرت مرزا صاحب میرا زعم اگر صادق نہیں تو پھر یا مفتری علی اللہ ہیں یا فاتر العقل - ان دو شقوں میں سے کونسی شق سید صاحب کے نزدیک صحیح ہے ؟	(۱) مرزا صاحب مامور من اللہ نہ تھے یہ آپ خود فیصلہ کرلیں کہ قرآن کی تعلیم کے نزدیک جو اس بارہ میں واضح ہے وہ کیا ثابت ہوتے ہیں - میں مفتی نہیں آپ مجھے مفتی نہ بنائیے -
(۲) حضرت مرزا صاحب اور ان کی دونوں جماعتوں میں سے کوئی ایک دائرہ اسلام کے اندر ہے یا نہ ؟	(۲) میں نے ثابت کر دیا ہے مرزا صاحب مامور نہ تھے جس شخص نے تحقیق قرآن مجید اور سنت ایسے شخص پر متبعین کو ٹھیرایا ہیں اس کے ماتحت وہ آتے ہیں یہ سوال کسی مفتی دین سے پوچھئے وہ آپکو زیادہ صاف جواب دیگا -
(۳) حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعتوں نے کوئی اسلامی خدمت اس زمانہ میں ادا کی ہے اور وہ کونسی ہے ؟	(۳) ہاں - خود مرزا صاحب اور ان کی دونوں جماعتوں نے بہت مفید کام کئے مگر اس سے ان کا مامور ہونا ثابت نہیں ہوسکتا سرسید نے بہت سے مفید کام مرزا صاحب اور ان کی جماعتوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر کئے باوجود اس کے وہ کئی مسائل کی تفہیم میں وہ اعتدال سے منحرف ہوگئے -

سید حبیب صاحب کی تحقیق حق

جس وقت میں نے یہ سوالات اخبار میں دیئے کئی معزز اصحاب نے مجھے یہ کہا کہ ایسے سوالات سے کیا فائدہ ؟ سید صاحب یہ کہدینگے کہ وہ مفتی نہیں - مگر میرا منشا ان سوالات سے یہ نہ تھا کہ سید صاحب کوئی فتوے صادر کریں بلکہ یہ تھا کہ اہل انصاف کی نظر میں سید صاحب کے دعویٰ تحقیق حق اور عدل و انصاف کی صحیح حقیقت واضح ہوجائے۔ سید صاحب نے مضامین تحریک قادیان کو شروع کرتے ہوئے یہ دعویٰ بلند آواز سے کیا تھا کہ اگرچہ وہ عالم تو نہیں مگر انہوں نے بڑی محنت ومشقت سے چھان بین کرکے حضرت مرزا صاحب کی پوزیشن کو جانچا ہے اور اس کے بیان کرنے میں وہ صاف گوئی اور حق پسندی کو ہاتھ سے نہ جانے دینگے اور طرز تحریر بھی اس قسم کی اختیار کریں گے جو کسی کو ناگوار نہ ہو مگر افسوس کہ واقعات اس کے خلاف ہیں۔ اگر کسی تحریک کے بانی کا دعویٰ نہایت تحدی کے ساتھ مامور من اللہ ہونے کا ہو اور اگر کوئی دوسرا شخص ایسے انسان کے حالات کی پڑتال کرکے یہ فیصلہ کرے کہ اس کا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا صحیح نہیں تو پھر یہ بھی لازم ہے کہ ایسے محقق نے بانی تحریک کے متعلق یہ فیصلہ کیا ہو کہ آخر تحریک کے قایم کرنے میں بانی کا اصل منشا و مدعا کیا ہے - اور یہ دو امور سے خالی نہیں یا تو بانی تحریک کا مطلب اپنی کسی غرض کو حاصل کرنا ہے اور یا ایسا شخص مجنون ہے۔ لہٰذا **سوال یہ نہ تھا کہ سید صاحب کوئی فتویٰ صادر کریں بلکہ سوال یہ تھا کہ سید صاحب کی تحقیق اس بارہ میں کیا کہتی ہے** - لیکن سید صاحب نے صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کیا ہے کہ قرآن کی تعلیم اس بارہ میں صاف ہے۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ قرآن کی تعلیم کیا ہے - بالفاظ دیگر صفائی کے ساتھ جواب دینے سے پہلو تہی کی ہے - قرآن نے کفار کے دو اعتراضوں کو نقل کیا ہے یعنی یہ بھی کہ کفار کبھی یہ کہتے تھے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مفتری ہیں اور کبھی یہ کہ آپ مجنون ہیں (نعوذ باللہ) پھر جب دونوں شقیں صحیح ہوسکتی ہیں تو سید صاحب کیونکر یہ کہنے کے مجاز ہیں کہ جو شخص مامور نہ ہو اور وہ ایسا دعوےٰ کرے اس کی نسبت قرآن کی تعلیم واضح ہے - قرآن کی رو سے تو وہ مفتری بھی ہوسکتا ہے اور مجنون بھی - یہ تو محققوں کا کام ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ یہ شخص کس شق میں آتا ہے - پھر سید صاحب کا منشا قرآن کی تعلیم کو اس بارہ میں واضح کہنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا قرآن کے نزدیک ماموریت کا جھوٹا مدعی لازماً مفتری ہوتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت مرزا صاحب جب سید صاحب کے نزدیک مامور ثابت نہ ہوئے تو لازم طور پر مفتری ٹھیرے اگر یہی بات صحیح ہو تو بھی میں پوچھتا ہوں کہ اس امر کو سید صاحب صاف صاف الفاظ میں کیوں نہیں کہتے آخر اس جھجک اور ڈر کا سبب کیا ؟ قرآن کی تعلیم اس بارہ میں واضح بھی ہے - سید صاحب کے نزدیک حضرت مرزا صاحب مامور من اللہ بھی نہیں - تو پھر کیوں جو نتیجہ وضاحت سے نکل رہا ہے اس کو بیان نہیں کیا جاتا - اس میں مفتی بننے یا نہ بننے کا سوال نہیں - سوال تو احقاق حق کا ہے - سوال تو اس امر کا ہے کہ مسلمانوں کو ایک مفتری کے دام میں پھانسنے سے بچایا جائے اور اگر یہ امر مقصد نہیں تو پھر سید صاحب خود ہی فرمائیں کہ انہوں نے اپنی اخبار جس کو مذہبی امور سے تعلق نہیں کس غرض کے لئے سیاہ کیا ؟ اگر تحقیق کی ہے تو صاف صاف بتلاؤ کہ بانی تحریک احمدیہ کا اصل مطلب ومنشا کیا ہے تا مسلمانوں کو کچھ فائدہ بھی تمہاری تحقیق سے پہنچے - اگر اس بارہ میں شک و شبہ ہے تو خاموش رہو - اگر کہیں یہ اشارہ ہوجائے کہ سیاسی میدان میں سرد مہری کی وجہ سے اخباروں نے مذہبی امور میں ہنگامہ آرائی شروع کردی - تا اخبار کی فروخت میں فرق نہ پڑے - تو سید صاحب چلا اٹھتے اور انصاف انصاف کی پکار سے ہنگامہ برپا کردیتے ہیں مگر سید صاحب! تحقیق حق تو اس بات کا نام ہے کہ آپ اپنی ریسرچ کا خلاصہ بھی بتلا دیں آپ نے یہ تو کہدیا کہ حضرت مرزا صاحب مامور نہیں - تو پھر کیا وجہ ہے کیوں آپ کے دل میں صاف گوئی سے جھجک و ڈر ہے - کیوں قرآن کی واضح تعلیم کو آپ بیان نہیں کرتے ؟ کیا یہی تقاضائے عدل و انصاف ہے ؟ کیا یہی خلاصہ آپ کی عرقریزی کا نکلا ؟ کیا آپ کی ہمت وجرأت یہیں ختم ہوگئی ؟ **قرآن کی واضح تعلیم ہے! اور اس کی روشنی میں سید صاحب کی بلند پایہ ریسرچ!! مگر اس کا خلاصہ سید صاحب نہیں بتلا سکتے بلکہ مفتی دین بیان کرینگے!!!**

قرآن کریم کا طرز استدلال

حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم نے دو قسم کا استدلال قایم کیا ہے - ایک ان دلائل و براہین ونشانات آلٰہیہ کا ذکر کیا جن سے براہ راست آپ کی صداقت واضح ہے - لیکن ایک دوسری قسم کا استدلال بھی استعمال کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مخالفین کو یہ توجہ دلائی ہے کہ سوچو تمہارا ساتھی مجنون ہے ؟ کیا وہ کاہن و رمال ہے ؟ اگر یہ بات نہیں تو پھر غور کرو کہ کیا وہ کاذب ہے ؟ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون - ایک عمر کا لمبا حصہ وہ تمہارے اندر رہا ہے، کوئی جھوٹ اور کذب کا شائبہ اس کے اندر نظر آیا ؟ پھر اگر یہ بات بھی نہیں تو ایسے شخص کے صادق ہونے میں کیا شک و شبہ ہے ؟ **اگر سید صاحب کی منطق صحیح ہے تو پھر قرآن کی یہ طرز بکلی غلط ٹھیرتی ہے - سید صاحب کو یہ ضرورت نہیں کہ وہ فیصلہ کریں کہ ایک شخص مفتری وکاذب ہے یا مجنون وفاتر العقل ؟ بس انہوں نے یہ جانچ لیا کہ وہ مامور من اللہ نہیں - قصہ ختم ہوگیا۔ مگر قرآن حکیم یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی انسان مجنون نہیں کاہن نہیں - کاذب نہیں - اس کا کوئی جھوٹ ثابت نہیں - تو پھر تسلیم کرو کہ وہ صادق ہے - سید صاحب! آپ نے بڑے دعوے سے قرآن کی تعلیم کو واضح کہا کیا آپ کو قرآن حکیم کی طرز استدلال نظر نہ آئی ؟**

مسئلہ کفر و اسلام

اخوت اسلام کا دائرہ جب قرآن نے قایم کیا تو اس بات کی بھی وضاحت کردی کہ اس دائرے کے اندر کسکو شامل سمجھا جائے اور کس کو باہر - سید صاحب دوسرے سوال کے جواب میں کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعتیں اسلام کے اندر ہیں یا نہ ؟ اسی بزدلی وکم ہمتی کا ثبوت دے رہے ہیں جس کو انہوں نے پہلے سوال میں ظاہر کیا۔ مطلب تو آپ کے کہنے کا یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب یا ان کی کوئی جماعت اسلام کے اندر نہیں مگر کہتے نہیں - اپنے قیمتی دماغ کو تحریک قادیان کے متعلق ریسرچ پر لگاتے بھی ہیں - اپنے قیمتی اخبار کے صفحات اس بیان پر سیاہ بھی کرتے ہیں - یہ بھی دلی تمنا وتڑپ رکھتے ہیں کہ مسلمان تحریک قادیان کے جال میں نہ پھنس جائیں - اس تحریک کو مٹانے کی راہیں بھی آپ کے مدنظر ہیں - لیکن کمال ہے آپ کی ہمت وشجاعت پر اور آفرین آپ کی صاف گوئی وحق پسندی پر! اور سب کچھ کرینگے مگر یہ فیصلہ نہ دینگے کہ آیا حضرت مرزا صاحب مسلمان بھی ہیں یا نہ ؟ اس کا بار کوئی مفتی دین اپنے سر باندھے - گویا کہ تردید سلسلہ احمدیہ کے جو "شیریں ثمرات" ہیں وہ تو سید صاحب اپنے لئے مخصوص کرتے ہیں اور جن امور میں ذمہ داری لینی پڑتی ہے وہ مفتی دین کے سر تھوپتے ہیں - وہی مثال ہوئی میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو - سید صاحب! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ سلسلہ احمدیہ کی تخریب تو ایک بات رہی آپ کی جوانمردی و

(باقی بر صفحہ ۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۵

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم شنبہ ۲۰ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | نمبر ۵۴

سول نافرمانی کی عبرت انگیز ناکامی

ہمارے معترضین کے لئے ایک لمحۂ فکریہ

سیاسیات کا کھیل بھی عجیب کھیل ہے اس میں حیرت انگیز سرعت کے ساتھ شخصیتیں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ ہر روز ہمیں نئے نئے گمنام، غریب اور بے حیثیت اشخاص افق سیاسیات پر ابھرتے اور چمکتے نظر آتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ہم بڑے بڑے مشہور لیڈروں اور بااثر حاکموں کو اوج ترقی سے قعر ناکامی و گمنامی میں گرتے دیکھتے ہیں۔ آج کل جبکہ جمہوری نظام حکومت اور تحریکات آزادی کا غیر معمولی چرچا ہے ایسے مناظر بہت کثرت سے نظر آتے ہیں۔

قارئین کرام کو ۱۹۳۰ء کے واقعات یاد ہونگے جبکہ سول نافرمانی کی تحریک شباب پر تھی۔ اس کے قائد اعظم گاندھی جی کا شہرہ اور اثر تحریک کے آغاز سے قبل ہی غیر معمولی ترقی کر چکا تھا لیکن اس تحریک کی وجہ سے اس میں بہت کچھ اضافہ ہو گیا گاندھی جی کی سیاسی قابلیت اور روحانی عظمت کے ترانے چاروں طرف گائے جانے لگے۔ نمک سازی کا ہنگامہ بپا ہوا۔ ہزاروں۔ لاکھوں آدمی بلا سوچے سمجھے اس فضول شغل میں مصروف ہو گئے۔ پکٹنگ کا سلسلہ شروع ہوا۔ رضاکاروں کے لشکر کے لشکر میدان میں آ گئے۔ ہندو خواتین اپنے گھر بار اور بچوں کو چھوڑ کر سیاسی دلچسپیوں میں مشغول ہو گئیں۔ اس زمانہ میں گاندھی کے پرستاروں یعنے کانگرسیوں کے جو حوصلے اور ارادے تھے ان کا کیا ٹھیک تھا۔ تمام ملک میں گاندھی جی کی تحریک کا غلغلہ بلند تھا۔ ہندو دنیا اور کانگرسی حلقوں میں ان کی پوجا ہو رہی تھی۔ بعض خوش اعتقاد ہندوؤں نے ان کی مورتیاں مندروں میں رکھ لیں۔ معجزات اور کرامتیں تک ان سے منسوب ہونے لگیں۔ پوری ہندو قوم کے علاوہ چند کانگرسی مسلمان بھی اس تحریک میں شامل تھے۔ ان میں سے اکثر حد سے تجاوز کر گئے۔ ان کے خیال میں گاندھی جی خدا جانے کیا تھے۔ وہ انہیں ولی اور پیغمبر کے قریب قریب سمجھتے تھے۔ لاہور کے ایک مسلمان کانگرسی بیرسٹر نے یہاں تک کہہ دیا کہ میں گاندھی کا بندہ ہوں اور اس کی پوجا کرتا ہوں۔ انا للہ!

یہ آندھی کافی عرصہ تک چلتی رہی۔ بہت سے لوگ اس میں شامل ہو گئے۔ جو شامل نہ ہوئے تھے ان میں سے اکثر اس سے متاثر ہوئے۔ جو صحیح الدماغ اور دور اندیش اشخاص اس مجنونانہ کھیل کے انجام سے واقف تھے ان کی تعداد کچھ زیادہ نہ تھی۔ قانون شکن ٹڈی دل ان کی باتوں پر غور کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ آج یہ تحریک عملاً ختم ہو چکی ہے۔ اس کے نتائج سب کے سامنے ہیں۔ واقعات وحقائق کی بلندی پر کھڑا ہو کر ہر شخص انہیں دیکھ سکتا ہے۔ ملک خار آلود اور شکستہ حالت میں اپنی قسمت کو رو رہا ہے اس تحریک کے قائد اعظم گاندھی جی کوئی ایسی بات ہی نہیں کہتے جو دوسرے کی سمجھ میں آسکے۔ کانگرس کمیٹیاں توڑ دی گئی ہیں۔ گاندھی جی کے پرستار برملا انہیں برا بھلا کہہ رہے ہیں۔ نوجوانوں نے ان سے بغاوت کا ارادہ کر لیا ہے چند جغادری کانگرسی مسلمان سیاسیات ہی سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔ بعض لیڈروں کی صحت ہی درست ہونے میں نہیں آتی یہ ہے اس سیاسی کھیل کا آغاز و انجام جو بساط ہند پر سول نافرمانی کے نام سے گاندھی جی نے کھیلا تھا۔

جماعت احمدیہ پر مخالفین کا ایک بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ سیاسیات سے علیحدہ رہتی ہے۔ اس سے وہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ جماعت حکومت کی طرفدار ہے۔ اس اعتراض سے ہمارے بعض احباب بھی کسی حد تک مرعوب ہوتے ہیں۔ ہمارے معترضین کے لئے تحریک سول نافرمانی کی مثال ایک ایسا موقعہ بہم پہنچاتی ہے اگر وہ اس پر دیانداری سے غور کریں تو ان پر جماعت احمدیہ کے مسلک کی صحت واضح طور پر روشن ہو سکتی ہے۔ کسی کام کی کامیابی کے لئے پوری توجہ اور انہماک اشد ضروری ہے۔ پریشان دماغ اور ادھوری توجہ سے کوئی کام بھی انجام نہیں دیا جا سکتا ہے۔ دنیا کی تاریخ سامنے ہے اور وہ پکار پکار کر اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ جماعت احمدیہ کے سامنے ایک عظیم الشان مقصد ہے اس کا دائرہ عمل کسی ایک ملک کے اندر محدود نہیں بلکہ تمام دنیا پر محیط ہے۔ یہ اہم ترین مقصد پوری توجہ اور کوشش کا طالب ہے اگر مختلف ممالک کے اندر ہم ان کی سیاسیات میں دخل دینا شروع کر دیں تو یقیناً ہمارے کام کو جو ہماری زندگی کا مقصد وحید ہے نقصان پہنچے گا۔ مثال کے طور پر اگر ہم کانگرسی تحریک میں حصہ لیتے اور اپنے اصل کام کو ترک کر کے ان کو کامیاب بنانے کے لئے کوشش کرتے تو آخر اس کا نتیجہ کیا نکلتا؟ ایک تو ہمارا اپنا کام خراب ہوتا اور دوسری طرف ہمیں ضعف وشکستگی اور ناکامی سے دوچار ہونا پڑتا جس میں آج کارکنان سول نافرمانی مبتلا نظر آ رہے ہیں۔

ہم اپنے احباب کی خدمت میں بھی گزارش کرینگے کہ اگر ہمارا مقصد مقدس ہے۔ اگر تبلیغ اسلام اور حفاظت اسلام کی ضرورت ہے تو ہمیں ہر ایک آواز کی طرف سے اپنے کان بند کر لینے چاہئیں۔ سیاسی تحریکات کے تماشے ہر روز ہوتے رہتے ہیں ان کی وجہ سے اپنے انہماک میں خلل ڈالنا دانشمندی کے خلاف ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ وہی گاندھی جو دو تین سال قبل کانگرسی نوجوانوں کا دیوتا تھا۔ آج ان کا معتوب ہے۔ سول نافرمانی کی وہی تحریک جس کو ہندوستان کی آزادی ونجات کا واحد ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کو آج ملک کے لئے سم قاتل کہا جا رہا ہے۔ اس قسم کے وقتی تماشوں میں ہمارا شریک ہونا بہت بڑی غلطی ہے۔ ہمیں ہمیشہ ایسی غلطیوں سے بچنا چاہئے

"قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت"

قارئین کرام نے گزشتہ تین اشاعتوں میں جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ کا معرکۃ الآرا مضمون "قرآن کریم کا عالمگیر پیغام حریت" ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ مخالفین ومعترضین اسلام خاصکر عیسائی پادریوں کا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام نے غلامی کو جائز قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ ایک بالکل غلط اور بے بنیاد اتہام ہے۔ علماء کے غلط عقائد نے بھی ان مخالفین کو بہت تقویت پہنچائی ہے۔ ڈاکٹر صاحب ممدوح نے اس مسئلہ کو اس طرح صاف کر دیا ہے کہ زبان پر بے اختیار سبحان الله وجزاك الله کے کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔ اس مضمون میں مخالفین اسلام کے تمام اعتراضات کا جواب نہایت جامعیت ومعقولیت سے دیا گیا ہے۔ اور واضح طور پر بتلایا گیا ہے کہ اسلام نے کسی قسم کی غلامی کو بھی جائز نہیں رکھا بلکہ اس کا مشن ہی نوع انسانی کو ہر قسم کی غلامی سے آزاد کرانا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے شاگردوں کو جو عظیم الشان علم الکلام بخشا ہے یہ مضمون اسی کا ایک کرشمہ ہے ہم قارئین و ادارہ پیغام صلح کی طرف سے ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ممدوح کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ وہ اس قیمتی مضمون کو کتابی صورت میں شائع کر دیں تاکہ اس کی نفع رسانی کا دائرہ بہت وسیع ہو جائے۔ ہمیں توقع ہے کہ ہماری یہ درخواست ضرور شرف قبولیت حاصل کرے گی۔

علماء کے اخبارات کی خانہ جنگی

ویسے تو ملک میں "آل انڈیا" انجمنوں اور کانفرنسوں کی کوئی کمی نہیں لیکن یہ شرف صرف شہر دہلی کو ہی حاصل ہے اس میں علمائے کرام کی دو انجمنیں ہیں۔ اور دونوں کا نام "جمعیۃ علماء ہند" ہے۔ بقول مولانا ابوالکلام آزاد "سانپ اور بچھو ایک سوراخ میں جمع ہو جائیں گے۔ لیکن علماء ایک جا اکٹھے نہیں ہو سکتے"؟ تو پھر آپ جانتے ہیں کہ جب ایک شہر میں دو "جمعیۃ العلماء ئیں" جمع ہو جائیں تو وہاں کیا کیفیت ہوگی؟ چنانچہ آج کل دونوں جمعیتوں کے اخبارات میں خوب جوتم پیزار ہو رہی ہے۔ ایک دوسرے کی وہ وہ رازکی باتیں ان کے صفحات میں شائع ہو رہی ہیں کہ بڑے بڑے رندان نے آشام کو ان "زاہدان خشک" پر رشک آتا ہوگا۔

معاصر "معارف" نے اپنی تازہ اشاعت میں اسلامی اخبارات کے باہمی ذاتی مناقشات پر اظہار افسوس کیا ہے جس کا اقتباس پیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے اسی ضمن میں اس نے علماء کے اخبارات کی اس اخلاق سوز اور غیرت کش خانہ جنگی کی طرف اشارہ کر کے لکھا ہے "اور مزید تعجب یہ ہے کہ ان جھگڑوں سے مقدس عباؤں کے دامن بھی پاک نہیں"

ہمیں اپنے معاصر کی حیرت پر حیرت ہے۔ کیا وہ اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ آج کل علماء اور اتحاد و اتفاق دو بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ اگر پرانی اور نئی جمعیۃ العلماء کے اخبارات آپس میں الجھے ہوئے ہیں تو پھر اس پر تعجب کیوں؟ باقی رہا اخلاق سو ہمارے علماء عرصہ سے اس "فضول" چیز سے بھی بے نیاز ہو چکے ہیں۔ ان سے اس کی توقع ہی لاحاصل ہے۔ یہ انہی علماء کے اخبارات کی کیفیت ہے۔ جو حضرت مسیح موعود پر دشنام دہی کا بے حقیقت الزام لگا کر احمدیت کے خلاف طرح طرح کی بہتان طرازیوں اور فتنہ انگیزیوں میں مصروف رہتے ہیں۔

ایک ترک خاتون کی حق گوئی

"ہمارے وطن (ترکی) میں یورپ کی تقلید میں ایک سے زائد شادیوں کو ہر حالت میں ممنوع قرار دیدیا گیا ہے جس کی وجہ سے بدکاری پھیل گئی ہے زیادہ تر بچے حرامی پیدا ہو رہے ہیں۔ حالانکہ جب تعدد ازدواج کا رواج تھا۔ تمام بچے صحیح النسل پیدا ہوا کرتے تھے۔ اور ہر ایک عورت کے شوہر تھا"

گذشتہ ماہ شکاگو (امریکہ) میں خواتین کی ایک بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس میں ترکی کی طرف سے علی اکرم بے سابق گورنر فلسطین کی صاحبزادی شریک ہوئی تھیں مندرجہ بالا الفاظ ممدوحہ کی تقریر ہی سے ماخوذ ہیں۔ اسلام نے خاص حالات میں ضروری شرائط کے ساتھ ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دی ہے۔ یورپ اور مقلدین یورپ عرصہ سے اسلام کے اس حکیمانہ اصول پر معترض تھے۔ لیکن جنگ عظیم کے بعد جو حالات پیش آئے انہوں نے اسلام کے اس اصول کی صحت کا اقرار مغربی اقوام سے کرا کر چھوڑا۔ اب یورپ کے ایک مقلد ملک کا تجربہ اسی کی ایک روشن خیال نمائندہ خاتون کے الفاظ میں آپ کے سامنے ہے۔ کاش دنیا اس پر غور کرے۔

طوفان ارتداد

کارکنان و حامیان شدھی کا ہمیشہ یہ طریق رہا ہے کہ جب ملک دوسری تحریکات میں مصروف ہوتا ہے وہ اپنے لئے نہایت کوشش و محنت سے میدان تیار کرتے رہتے ہیں اور مناسب وقت آنے پر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کا کام پورے زور شور سے شروع کر دیتے ہیں۔ گزشتہ فتنہ ارتداد کی مثال سب کے سامنے ہے مسلمان خلافت و کانگرس کی تحریکات میں منہمک تھے ہندو مسلم اتحاد کا غلغلہ تمام ملک میں بلند تھا۔ کہ یکایک جامع مسجد دہلی کے منبر پر سے پیغام اتحاد سنانے والے سوامی شردھانند نے ملکانوں پر حملہ بولدیا مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں اور افراتفری کے عالم میں علاقہ ارتداد میں پہنچے۔ ہمارے علمائے کرام نے میدان ارتداد میں جو جو حرکتیں کیں ان کی یاد اب تک تازہ ہے بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں۔ جماعت احمدیہ نے انتہائی کوشش سے اس طوفان کا مقابلہ کیا۔ وقتی طور پر یہ فتنہ ختم ہو گیا۔ اس کے بعد مسلمان بھی گہری نیند سو گئے۔ لیکن آریہ اور ہندو اس وقت سے بدستور اپنے کام میں مصروف ہیں۔ حال میں بعض ایسے واقعات پیش آئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب شدھی کا فتنہ از سر نو برپا ہونے والا ہے۔ ایک تو کچھ عرصہ سے آریہ اخبارات میں مسلمان مرد عورتوں کے ارتداد کی خبریں نہایت کثرت سے شائع ہو رہی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ بحد مبالغہ آمیز ہوتی ہیں لیکن ان کو بے حقیقت سمجھنا دانشمندی کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ معلوم ہوا ہے کہ آریوں نے دوبارہ ملکانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کا آغاز کر دیا ہے۔ ۲۵ اگست ۱۹۳۴ء کو سانڈھن علاقہ آگرہ میں ایک ہزار آریوں کا زبردست اجتماع ہوا جس میں بہت سے وکیل، بیرسٹر اور شدھی سبھا کے اراکین بھی شامل تھے انہوں نے گاؤں کے مکھیا اور کیاس دوسرے آدمیوں کو ارتداد کے لئے تیار کیا۔ ایک جلوس بھی نکالا گیا لیکن چند مسلمانوں نے بروقت کوشش کر کے مکھیا اور پچیس تیس آدمیوں کو بچا لیا

تازہ حالات جو معلوم ہوئے ہیں۔ ان سے واضح ہوتا ہے کہ تمام مسلم آبادی خطرے میں ہے۔ اگر مسلمانوں نے جلد توجہ نہ کی تو ۱۹۲۳ء کا منظر دوبارہ سامنے آ جائے گا۔ اس طوفان ارتداد کو روکنے کے لئے ابھی سے کوئی خاطر خواہ بندوبست کرنا چاہیئے جماعت احمدیہ کا مقصد حیات ہی تبلیغ اسلام اور دشمنان اسلام کے حملوں کا دفاع ہے۔ وہ اپنے فرائض سے پہلے غافل تھی اور نہ اب ہے۔ لیکن افسوس علما اور ان کے زیر اثر لیڈروں نے ہمارے خلاف جو ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اس کی وجہ سے ہمارا بہت سا وقت اور قوت ضائع ہو رہی ہے۔ اگر ہمارے خلاف شرارتوں کا سلسلہ بند ہو جائے تو ہم کم از کم شمالی ہندوستان میں تن تنہا آریوں کے مقابلہ کا ذمہ لے سکتے ہیں۔

علما کو دعوت عمل

علما ہمیشہ ہماری مخالفت پر آمادہ رہتے ہیں ان کی طرف سے آئے دن ہمیں مناظروں و مقابلوں کے چیلنج دیئے جاتے ہیں (گو وقت پر اکثر علما طرح طرح کے عذرات پیش کر کے بھاگ بھی جایا کرتے ہیں) ارتداد کے اس خطرہ نے علما کے لئے ایک اہم اور فیصلہ کن موقع بہم پہنچایا ہے۔ اگر انہیں مقابلہ کا بہت شوق ہے اور وہ جماعت احمدیہ کے وجود کو بے فائدہ سمجھتے ہیں۔ تو ایسا کیا جائے کہ انسداد ارتداد اور تبلیغ اسلام کے لئے ایک علاقہ علماء اپنے لئے منتخب کر لیں۔ اور ایک ہمیں دیدیا جائے اور وقت معین کر لیا جائے اس عرصہ کے بعد نتائج دنیا کے سامنے پیش کر دیئے جائیں۔ مسلمانوں کو خود معلوم ہو جائے گا کہ خدمت اسلام کا حقیقی کام کون بہتر طریق پر کر سکتا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے وجود کی ضرورت ہے یا نہیں۔ یہ ایک مفید اور فیصلہ کن مقابلہ ہوگا۔ اس میں فریقین کے بولنے کی ضرورت ہی نہیں رہیگی۔ نتائج خود اعلان کر دینگے۔ کیا علماء ہماری اس مخلصانہ دعوت کو منظور کریں گے؟ ان کا موجودہ طریق مقابلہ غیر مہذب اور بے نتیجہ ہونے کے علاوہ اسلام اور مسلمانوں کے لئے بحد نقصان رساں ہے۔ اس میں ان کی اور ہماری قوت ضائع ہو جاتی ہے۔ ہمارا پیش کردہ طریق مقابلہ اسلام کے لئے ہر حالت میں فائدہ کا موجب ہوگا۔

جرمن عورتوں کیلئے جدید قانون

ہر ہٹلر (جرمنی کا مختار مطلق) نے عورتوں سے کہدیا ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلی جائیں یعنی مردوں کے دوش بدوش چلنے سے احتراز کریں اور گھروں میں بچوں کی پرورش اور تربیت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ ترقی کے تمام میدانوں کو مرد خود طے کرینگے اور اس سے عورتوں کو بھی حصہ ملے گا۔ نیز نازی حکام نے ان عورتوں کے لئے جو ٹریڈ یونین کی ممبر ہیں یہ حکم بھی نافذ کر دیا ہے کہ وہ شارع عام پر سگریٹ پینے سے پرہیز کریں۔ ورنہ ان کو اس ادارہ سے نوٹس خارج کر دیا جائے گا۔ نیز عورتوں کو پوڈر استعمال کرنے اور ہونٹوں کو رنگنے سے بھی منع کر دیا ہے۔ ان احکام کی تعمیل کے لئے افسروں کا تقرر بھی عمل میں آیا ہے جو ایسی عورتوں کی سختی سے نگرانی کرینگے جو شارع عام پر سگریٹ پیتی ہوں یا اپنے چہرے پر پوڈر لگا کر اور ہونٹوں کو سرخ کر کے باہر نکلیں"

مندرجہ بالا سطور ان خبروں کا بہت ہی مختصر سا خلاصہ ہیں جو گزشتہ ایام میں جرمنی کے متعلق ولایتی اور ہندوستانی اخبارات میں بکثرت شائع ہو چکی ہیں۔ اٹلی میں مسولینی بھی اسی قسم کے بہت سے احکام نافذ کر چکا ہے۔ ہر ہٹلر اور مسولینی یورپ کے دو بہترین مدبر ہیں۔ ہر ہٹلر ایک آہنی عزم کے ساتھ جرمنی کی عظمت رفتہ کو واپس لانے کی کامیاب کوشش کر رہا ہے اور مسولینی اٹلی کی سربلندی میں مصروف ہے۔ دونوں اپنی اپنی کوششوں میں بہت بڑی حد تک کامیاب ہیں۔ ظاہر ہے انہوں نے حالات و ضروریات سے مجبور ہو کر ہی اس قسم کے احکام نافذ کئے ہونگے۔ ہمارے مغرب زدہ دوستوں کے لئے بہتر ہوگا کہ وہ لندن و پیرس کے تازہ ترین فیشنوں کی تقلید سے فرصت پا کر کبھی مغربی مدبرین کے اس قسم کے احکام پر بھی غور کر لیا کریں۔

حاجیوں کیلئے کھانیکا انتظام

حکومت کی طرف سے حاجیوں کے لئے جو جدید قواعد نافذ ہوئے ہیں ان کی رو سے بحری سفر کے دوران میں حاجیوں کے کھانے کا انتظام بھی جہازراں کمپنی حکومت کے زیر نگرانی کیا کریگی کوئی حاجی اپنے طور پر کھانا تیار کرنے یا کرانے کا مجاز نہ ہوگا۔ یہ قانون "حاجیوں کے لئے مفید ہے یا نقصان رساں؟" اس پر اسلامی اخبارات میں کافی بحث ہو چکی ہے۔ چونکہ اب یہ ایک منظور شدہ قانون کی صورت اختیار کر چکا ہے لہذا اس پر رائے زنی بے فائدہ ہے۔ کھانے کا نرخنامہ اور قواعد استصواب رائے کے لئے شائع ہو چکے ہیں۔ جن کو اکثر مسلم روزناموں نے چھاپا ہے۔ افسوس پیغام صلح کے محدود صفحات میں ان کے لئے گنجائش نہیں۔ دو وقت کے کھانے اور چائے کی قیمت ایک روپیہ یومیہ بامرنی دقت مقرر کی گئی ہے۔ صبح کے وقت ایک پیالی چائے اور دو بسکٹ یا ایک چپاتی حسب پسند ملا کریگی سہ پہر کو صرف ایک پیالی چائے۔ کھانے میں صبح ایک پلیٹ گوشت یا مچھلی۔ شام کو ایک پلیٹ ترکاری اور اس کے ساتھ دال اور چپاتی یا چاول دونوں وقت حسب ضرورت ملا کرینگے کھانے کے برتن مسافروں کو خود مہیا کرنے ہونگے۔ ہمارے خیال میں چائے اور کھانے کی مقدار بہت کم اور قیمت زیادہ ہے چائے کی کم از کم دو دو پیالیاں ملنی چاہئیں۔ پیالی اور پلیٹ کا وزن مقرر کرنا بھی ضروری ہے۔ دونوں وقت کی چائے اور کھانے کی قیمت موجودہ ارزانی کا لحاظ رکھتے ہوئے ۱۲ روپیہ سے زائد ہرگز نہیں ہونی چاہئے۔ برتنوں کے متعلق جو قید لگائی گئی ہے

کے جواب میں بار بار روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ ان عبارات میں حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ذیل کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں:۔

(۱) "پیغمبر آخر زمان" (۲) "موعود پیغمبر" (۳) "موعود نبی" (۴) "فارسی الاصل نبی" (۵) "نبی آخر زمان"

(۶) "منہاج نبوت پر اگر کوئی شخص چلے تو ایک لمحہ کے لئے بھی اس کے دل میں شبہ باقی نہیں رہ سکتا"

(۷) "بانی سلسلہ احمدیہ کے نیست و نابود کرنے کیلئے اس قسم کی مخالفت کی گئی جیسی ہمیشہ سے انبیا کی مخالفت ہوتی رہی ہے"

(۸) "اب کوئی خدا را غور کرے کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی قبل از دعویٰ مسیحیت اس قسم کی بے لوث زندگی ہے یا نہیں جیسے انبیا کی ہوتی ہے"

(۹) سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری نشان ہے کہ جو اعتراض اس پر کیا جاوے گا وہ سارے نبیوں پر پڑے گا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے وہ گویا کل سلسلہ نبوت کو رد کرتا ہے"

(۱۰) "ہندوستان کے مقدس نبی مرزا غلام احمد قادیانی"

(۱۱) "آخرین میں بھی اولین کی طرح نبی مبعوث ہونے کی پیشگوئی ہے"

سید حبیب صاحب کا دعویٰ ہے کہ ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے قائل رہ چکے ہیں۔ اسی لئے وہ سوال کرتے ہیں کہ:۔

"مولوی صاحب اپنے ان اقوال کا مطالعہ کریں اور پھر بتائیں کہ انکے خیالات میں جو تبدیلی ہوئی وہ کب اور کیونکر ہوئی"

حضرت امیر ایدہ اللہ کا جواب

سید صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ ایک دفعہ نہیں بار بار مرتبہ ان اقوال و عبارات کا مطالعہ فرما چکے ہیں۔ اور یہ اعلان بھی کر چکے ہیں کہ:۔

"مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ خود حضرت مرزا صاحبؑ نے بھی لفظ نبی کا استعمال مجازی اور لغوی معنے میں کیا اور ہم نے بھی اسی لغوی اور مجازی معنے کے رو سے اس کا استعمال کیا اس کا ثبوت اسی قدر کافی ہے کہ اسی ریویو آف ریلیجنز میں ذیل کی تحریر بھی موجود ہے۔ جو صاف بتاتی ہے کہ لفظ نبی کا استعمال اپنے حقیقی معنے میں یا شرعی اصطلاح میں نہیں کیا گیا بلکہ لغوی معنے میں اور مجازی طور پر کیا ہے:۔

"مگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا۔ اور اس قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں المحدث نبی" (ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ صفحہ ۱۱)

"یہی امت ہے کہ اگرچہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کی مانند خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہو جاتے ہیں۔ اور اگرچہ رسول نہیں مگر رسولوں کی مانند خدا تعالیٰ کے روشن نشان ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں" (ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ صفحہ ۱۳)

مامورین الٰہی اور منہاج نبوت

یہ تو حضرت امیر ایدہ اللہ کا جواب ہے جس سے ظاہر ہے کہ ریویو آف ریلیجنز میں "نبی" وغیرہ کے جو الفاظ انہوں نے استعمال کئے وہ لغوی و مجازی معنوں میں ہی تھے۔ اور ان کا اعتقاد اس وقت بھی وہی تھا جس کا آج اعلان ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی قابل غور امر ہے کہ مامورین الٰہی کی خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی صداقت کو ایک ہی معیار پر

پرکھا جاتا ہے جس کو "منہاج نبوت" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جس حال میں محدث اور نبی ایک ہی چشمہ سے پیتے اور ایک ہی قوت و استعداد اپنے اندر رکھتے ہیں۔ تو ضروری ہے کہ ان کی صداقت کا معیار بھی ایک ہی ہو یعنی جن دلائل سے نبی کی صداقت کو پرکھا جاتا ہے انہی دلائل سے محدث کو پرکھا جائے۔ اسی نقطۂ نگاہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ نے ریویو کی پیش کردہ عبارات میں منہاج نبوت کو بار بار پیش کیا۔ بانی سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کو انبیا کی مخالفت سے تشبیہ دی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کا ویسے ہی بے لوث ہونا بیان کیا جیسے انبیا کی زندگی بے لوث ہوتی ہے۔ اور سچے نبی کے اس نشان کو پیش کرتے ہوئے کہ جو اعتراض اس پر کیا جاتا ہے وہ سارے نبیوں پر پڑتا ہے ایک مامور من اللہ کی تردید کو کل سلسلہ نبوت کی تردید قرار دیا۔ کون عقل سلیم رکھنے والا انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ ان عبارات سے حضرت امیر ایدہ اللہ کا منشا حضرت مسیح موعودؑ کو نبی ثابت کرنا ہے۔ کون صاحب علم اس بات کو مان سکتا ہے کہ محدثین کو منہاج نبوت ہی پر پرکھا نہیں جاتا۔ اور ان کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے انہی دلائل سے کام نہیں لیا جاتا جو انبیا کی صداقت کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

رہے "پیغمبر آخر زمان" اور "موعود نبی" وغیرہ الفاظ ان کے متعلق حضرت امیر خود ارشاد فرما چکے ہیں کہ یہ لغوی و مجازی معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں۔ اگر ان الفاظ کا منشا حضرت مسیح موعودؑ کو حقیقی نبی ثابت کرنا ہوتا تو ریویو آف ریلیجنز کی تمام تحریرات میں سے کوئی ایک آدھ فقرہ ہی اس قسم کا پیش کیا جاتا جس میں مسیح موعودؑ کے نہ ماننے والوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جاتا۔

"پیغام صلح" کے دو حوالے

اسی ضمن میں سید صاحب نے اخبار پیغام صلح جلد ا کے بھی دو حوالے پیش کئے ہیں جن میں ایک جگہ حضرت مسیح موعودؑ کو "اللہ تعالیٰ کے سچے رسول" قرار دیا گیا ہے۔ اور دوسرے موقعہ پر لکھا ہے کہ "ہم حضرت مسیح موعودؑ و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں" ان دونوں حوالجات کو بھی حضرت امیر ایدہ اللہ اور آپ کی جماعت کی تبدیلی عقیدہ کے ثبوت میں پیش کیا گیا ہے۔ اور یہ استدلال کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ درحقیقت نبی ہونے کا تھا حالانکہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے اخبار "پیغام صلح" کو کبھی ایڈٹ نہیں کیا اور نہ ان دونوں تحریرات کے نیچے آپ کے یا جماعت احمدیہ لاہور کے کسی ذمہ دار فرد کے دستخط ہیں۔ اس زمانہ میں جب یہ تحریرات لکھی گئیں۔ "پیغام صلح" کی ادارت ایک ایسے شخص یعنی احمد حسین صاحب فرید آبادی کے سپرد تھی جو اندرونی طور پر میاں محمود احمد صاحب کے ہم عقیدہ تھے۔ وہی ان تحریرات کے لکھنے کے ذمہ دار تھے اور ان کی ایسی ہی حرکات کی بنا پر انہیں "پیغام صلح" سے علیحدہ کر دیا گیا۔ جس کے بعد انہوں نے باقی عمر قادیان میں میاں محمود احمد صاحب کی مجاورت ہی میں بسر کی۔ ایسے شخص کی تحریر کو حضرت امیر یا جماعت لاہور کے عقیدہ کے ثبوت میں بطور حجت پیش کرنا اپنی کم فہمی کا ثبوت دینا ہے۔ اگر حق اور صداقت سے غرض ہوتی اور "پیغام صلح" کے اصل پرچوں کو دیکھا ہوتا تو سید صاحب معلوم ہو جاتا کہ یہ دونوں تحریرات غیر ذمہ دارانہ ہیں۔ کیونکہ "پیغام صلح" کے اسی پرچہ میں جو مؤخر الذکر حوالہ پر مشتمل ہے حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ بھی درج ہیں:۔

"قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے۔ اور پرانے اور نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریح قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے۔

اور خاتم النبیین کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے۔ اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔"

یہ الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔ کیا جو شخص مسیح موعود کو "اس زمانہ کا نبی اور رسول اور نجات دہندہ" مانتا ہو۔ وہ اسی پرچہ میں جس میں اس بات کا اعلان کیا گیا ہو۔ خود حضرت مسیح موعودؑ ہی کے یہ الفاظ کیونکر لکھ سکتا ہے کہ لا نبی بعدی میں نفی عام ہے اور خاتم النبیین کے بعد ایک نبی کا آنا ماننا جرأت، دلیری، گستاخی۔ خیالات رکیکہ کی پیروی اور نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ کلام ذمہ دار اصحاب کی طرف سے شائع کرایا جا رہا تھا اس لئے اسی پرچہ میں ایڈیٹر صاحب نے اپنے خیال اور عقیدہ کو پیش نظر رکھ کر وہ اعلان کر دیا یا قادیانی اصحاب کی طرف سے کرا دیا گیا جو آج ہماری تبدیلی عقیدہ کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے۔

میاں محمود احمد صاحب اور انکے مریدین کے سابقہ عقائد اور الزام دعوئے نبوت کی تردید

لیکن ان تمام باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم سید صاحب سے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ دلیل صحیح ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ اور اخبار "پیغام صلح" کا کسی وقت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق نبی کا لفظ استعمال کرنا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپ کا دعویٰ نبی ہونے کا تھا ورنہ آپ کے متعلق ایسے الفاظ کیوں استعمال کئے جاتے۔ تو کیا میاں محمود احمد صاحب اور ان کے اکابر مریدین کے وہ اقوال جن میں انہوں نے صاف اور صریح الفاظ میں آنحضرت صلعم کے بعد ہر قسم کی نبوتوں کو بند اور حضرت مسیح موعودؑ کو مجددین کے زمرہ میں شامل کرتے ہوئے لغوی اور جزوی نبی قرار دیا ہے۔ اس بات کا ثبوت نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبی ہونے کا نہ تھا؟ سید صاحب کے پاس کونسی سند ہے جس کی رو سے وہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ کی سابقہ تحریرات کو تو مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مریدین کے انکار دعویٰ نبوت کو حضرت مسیح موعودؑ کے انکار کا ثبوت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ظاہر ہے کہ میاں صاحب اور ان کے مریدین کے سابقہ اقوال جن کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ سب سے بڑھ کر اس بات پر حجت ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ہرگز ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ صرف محدثیت اور مجددیت کے معنوں میں ہی ظلی و بروزی اور جزوی و مجازی نبی کے الفاظ استعمال کئے۔ اور انہی معنوں میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے بھی ریویو میں لفظ نبی وغیرہ آپ کے متعلق استعمال کیا۔ چنانچہ میاں صاحب اور ان کے مریدین کے بعض اقوال ذیل میں بطور ثبوت پیش کئے جاتے ہیں:-

میاں محمود احمد صاحب "اللہ تعالیٰ نے آپ (آنحضرت صلعم) کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔" (الحکم ۱۴-۱۸ مارچ ۱۹۱۱ء)

"آنحضرت صلعم کے دعویٰ کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعویٰ کر کے کامیابی حاصل نہیں کی۔۔۔۔ آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہو گیا۔۔۔۔۔ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہو سکتا ہے کہ آپ کے دعویٰ کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو کامیاب نہیں ہوا۔ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ کان اللّٰہ بکل شیءٍ علیما۔ یعنی ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔" (تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۰ء)

جیب کا تمام استدلال ہی غلط ہے۔ اس لئے کہ اس نے مرزا صاحب کو مدعی نبوت مان کر بحث کی ہے اور مرزا صاحب سرے سے اس بات کے دعویدار ہی نہ تھے کہ وہ نبی ہیں۔"

۱۔ کیا اکثریت کا اعتقاد دعویٰ نبوت پر دال ہے

اس حوالہ کے پیش نظر سید صاحب نے مسئلہ نبوت پر جو بحث کی ہے اس میں سب سے پہلے تو حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں یہ دلیل پیش کی ہے کہ:-

"مرزا صاحب کے جو مرید اس بات کے قائل ہیں کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ ان کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ مسلمان جب مرزا صاحب کے متعلق یہ فیصلہ کرنے بیٹھیں گے کہ مرزا صاحب مدعی نبوت تھے یا نہیں تو وہ اکثریت کے قول کو اپنے لئے دلیل تسلیم کریں گے اور اقلیت کے معتقدات کو رد کرنے پر مجبور ہوں گے۔"

کیا سید صاحب ازراہ نوازش بتائیں گے کہ اکثریت و اقلیت کا یہ معیار انہوں نے کہاں سے لیا ہے۔ کیا قرآن کریم میں کہیں یہ فرمایا گیا ہے کہ کسی دینی مسئلہ کی صحت یا کسی مذہب کی صداقت کا فیصلہ کرنے بیٹھو تو یہ دیکھ لیا کرو کہ لوگوں کی اکثریت اس کے متعلق کیا کہتی ہے۔ اکثریت اگر اسے سچا کہے تو سچا سمجھ لیا کرو اور اگر اکثریت اسے سچا نہ کہے تو اسے جھوٹا سمجھ لو۔ اگر کسی صداقت کو پرکھنے کا یہی معیار ہے تو جناب جیب کو چاہیے کہ مذہب کو قبول کر لیں کیونکہ اس کے پیرووں کی تعداد آج دنیا میں سب سے بڑھ کر ہے۔ اس سے بھی اتر کر اگر چاہیں تو مسلمانوں کے معتقدات کو رد کر کے دین عیسوی کو قبول کر لیں کہ اس کے پیرو بھی مسلمانوں سے بہرحال اکثریت میں ہیں۔ اور سید صاحب فیصلہ کر چکے ہیں کہ "وہ اکثریت کے قول کو اپنے لئے دلیل تسلیم کریں گے اور اقلیت کے معتقدات کو رد کرنے پر مجبور ہوں گے۔" یہیں تک نہیں خود عیسائیت کے اندر وہ لوگ جو اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے ابنیت و الوہیت کا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ ان کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ اور زیادہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو حضرت عیسیٰؑ کو خدا اور خدا کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں۔ پس کیا سید صاحب اپنے ہم مشرب مسلمانوں کی طرف سے یہ اعلان کرنے کے لئے تیار ہیں کہ جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ فیصلہ کرنے بیٹھیں گے کہ وہ مدعی ابنیت و الوہیت تھے یا نہیں۔ تو وہ اکثریت کے قول کو اپنے لئے دلیل تسلیم کریں گے۔ اور اقلیت کے معتقدات کو رد کرنے پر مجبور ہوں گے۔

میں حیران ہوں کہ کس قسم کے پھسپھسے اور بودے دلائل پر سید صاحب نے اپنے استدلالات کی بنیاد رکھی ہے۔ قرآن میں تو مذہب کی صداقت کا یہ معیار نہیں قرار دیا گیا کہ اکثریت جس طرف ہو وہی معتقدات صحیح ہیں بلکہ جا بجا فرمایا ہے کہ خدا کے شکر گذار بندے تدبر و تفکر کرنے والے انسان بہت ہی تھوڑے ہوتے ہیں۔ پھر سید صاحب نے یہ دلیل کہاں سے لی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مدعی نبوت ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کرنے کیلئے اکثریت کے قول کو صحیح تسلیم کیا جائے گا اور اقلیت کے معتقدات کو رد کر دیا جائے گا۔

۲۔ حضرت امیر کی سابقہ تحریرات اور سید صاحب کا استدلال

حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں دوسری دلیل سید صاحب نے یہ پیش کی ہے کہ:-

"ادعائے نبوت سے انکار کرنیوالوں کے سردار (حضرت مولانا) مولوی محمد علی صاحب ایم اے خود اس بات کے قائل رہ چکے ہیں کہ مرزا صاحب نبی تھے۔" اس کے ثبوت میں سید صاحب نے ریویو آف ریلیجنز کی وہ متعدد عبارات نقل کی ہیں جن پر اس سے پیشتر تاویلوں ذرا چکا ہے۔

(۲) اسلام کی تردید کیلئے (۳) اسلام کی تکمیل کے لئے (۴) اسلام کی تشریح کے لئے (۵) اسلام کی تفسیر کیلئے (۶) اسلام کی تصحیح کے لئے۔ میں ادب سے عرض کروں گا کہ اسلام کی تردید تنسیخ اور تکمیل تو خارج از امکان ہے اور نہ مرزا صاحب کا دعویٰ ہی یہ ہے کہ وہ ان اغراض سے آئے۔ لہٰذا ان پر بحث کرنا فضول ہے۔ قرآن اور اسلام مترادف ہیں لہٰذا اسلام یا قرآن کی تشریح اور تفسیر کرنیوالوں کو اگر پیغمبر مان لیا جائے تو شاید ایسے پیغمبروں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہو چکی ہے۔ اور ابھی کروڑوں مفسر اور شارح انشاء اللہ تعالیٰ پیدا ہو کر رہیں گے۔ پس ثابت ہوا کہ اسلام کو کسی جدید نبی کی ضرورت ہی نہیں۔ لہٰذا مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت ایک ایسا دعویٰ ہے جس کو کوئی سلیم العقل انسان تسلیم نہیں کر سکتا۔"

حضرت مسیح موعود کا درجہ

جہاں تک ہم غور کرتے ہیں سید صاحب کی یہ دلیل صرف دلائل کا نمبر بڑھانے کے لئے ہے ورنہ اس سے قبل ساتویں دلیل میں بھی یہی بات وہ بتغیر الفاظ کہہ چکے ہیں اور اس کے جواب میں بزرگان اُمت کے حوالجات سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ ایک ظلی و بروزی نبوت ہے جس کا مفہوم محدثیت سے بڑھ کر نہیں۔ جہاں تک نبوت تامہ، کاملہ شرعیہ کا تعلق ہے۔ وہ حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی اور اب کوئی شخص اصلی اور حقیقی معنوں میں نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ اور نہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایسا دعویٰ کیا۔ آپ کو قرآن کا شارح اور مفسر کہہ لیجئے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ آپ کا سب سے بڑا کام قرآن کریم کے اسرار و غوامض کو کھولنا تھا جن کو آپ نے نہایت صفائی کے ساتھ کھول کر رکھ دیا۔ لیکن یہ یاد رکھئے کہ یہ شارح اور مفسر ان شارحین اور مفسرین میں سے نہیں جن کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہو چکی ہے۔ ایسے لوگ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اگرچہ وہ قرآن کی تکمیل اور تنسیخ کے لئے نہیں بلکہ تفسیر ہی کے لئے آتے ہیں۔ لیکن جو تفسیر وہ کرتے ہیں وہ عام شارحین کے فہم سے بلند ہوتی ہے۔ کیونکہ مامورین عرفان الٰہی کے چشمہ سے پیتے اور اللہ تعالیٰ کے نور سے روشنی پا کر غوامض قرآن کو کھولتے اور مفاسد زمانہ کی اصلاح کرتے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنی کتاب تذکرہ میں اسی حقیقت کی طرف حسب ذیل الفاظ میں اشارہ کیا ہے:-

"دعوت کا مقام دوسرا مقام ہے۔ عزیمت و دعوت کا دوسرا ضرور نہیں کہ ہر راہ رو کی یہاں تک رسائی ہو۔ عہد ظہور دعوت میں ہزاروں اصحاب علم و کمال موجود ہوتے ہیں۔ مگر دروازہ کھولنے والا صرف مجدد العصر ہی ہوتا ہے اور اس کے ظہور کے لئے ضروری نہیں کہ عامہ اصحاب علم و حق کبھی معدوم ہو گئے ہوں۔" (تذکرہ صـ۲۴۶)

پس حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ اگرچہ نبی ہونے کا نہیں مگر عام شارحین میں سے بھی انہیں قرار نہیں دیا جا سکتا وہ ایک مامور اور محدث و مجدد ہیں۔ اور اپنی عظمت اور کاموں کے لئے اُمت کے اولیاء اور مجددین ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ ہمارا یہ اعتقاد کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا سید صاحب کو پہلے ہی معلوم تھا اور اسی لئے منقولہ بالا عبارت کے بعد ہی وہ فرماتے ہیں کہ:-

"اگرچہ میں اس بات کا ذمہ دار نہیں کہ یہ ثابت کروں کہ مرزا صاحب مدعی نبوت تھے یا نہیں لیکن چونکہ امکان ہے کہ جماعت لاہور میری تحریر کے جواب میں کچھ لکھے۔ اور اس جماعت کو یقیناً میرے دلائل کی مخالفت میں قلم اُٹھانے کا حق حاصل ہے۔ لہٰذا فرض ہے کہ اس مسئلہ کو بھی واضح کر دیا جائے ورنہ اس جماعت کے لوگ اتنا کہہ کر تمام ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں گے کہ سیدہ

اس سے معلوم ہوا کہ ۱۹۱۰ء تک یعنی حضرت مرزا صاحب کی وفات کے دو سال بعد تک بھی قادیانی جماعت کے موجودہ امام کا یہی عقیدہ تھا کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبی ہونے کا نہ تھا۔

مولوی سید سرور شاہ صاحب:- "لفظ نبی کے معنے اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں:- اوّل اپنے خدا سے اخبار غیب پانیوالا۔ دوم۔ عالی رتبہ شخص جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں۔" (بدر ۱۴ فروری ۱۹۱۱ء)

مفتی محمد صادق صاحب:- "شبلی نے دریافت کیا کہ ہم لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنیوالا نہیں نہ نیا اور نہ پرانا۔ ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے..... چونکہ حضرت مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے اور الہام الٰہی کے سلسلہ میں آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت سی آئندہ کی خبریں بطور پیشگوئی کے بتائی تھیں جو پوری ہوتی رہیں۔ اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنیوالے تھے اور اسکو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں۔" (بدر جلد ۹ نمبر ۱۵ و ۵۲)

میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی:- "ہاں حضرت مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور محدث کی تعریف جو احادیث صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے وہ ایک قسم کی جزوی نبوت اور ظلی اور طفیلی رنگ کی ہوتی ہے۔ جو ہر ایک محدث امتی کو عطا ہوتی ہے۔" (انوار اللہ مطبوعہ ۱۹۰۴ء صـ۲۶۳)

"غرض حضرت مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ نہ نبی حقیقی ہونے کا جو خاتم النبیین کے منافی اور لانبی بعدی کے خلاف ہے۔" (انوار اللہ مطبوعہ ۱۹۰۴ء صـ۲۶۹)

کیا ان صاف اور کھلی تحریرات سے یہ ثابت نہیں کہ جو عقیدہ میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مریدین کی طرف سے آج پیش کیا جاتا ہے وہ ان کی بعد کی اختراع ہے۔ اور انکے یہ سابقہ اقوال صاف طور پر بتاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبی ہونے کا ہرگز نہ تھا۔ وہی دلیل جس سے کام لیتے ہوئے سید حبیب نے حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ کی سابقہ تحریرات کو اس بات کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اسی دلیل کو سامنے رکھ کر میاں محمود احمد صاحب اور ان کے مریدین کی ان تحریرات کو پڑھیں اور پھر بتائیں کہ کیا یہ تمام تحریرات اس بات کا ثبوت نہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے نبوت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ بلکہ آپ کا دعویٰ محدثیت کا ہے جو جزوی و لغوی نبوت کا مفہوم اپنے اندر رکھتی ہے۔ اسی جزوی و لغوی نبوت کے مفہوم کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت امیر نے ریویو آف ریلیجنز میں نبی وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے جنکی مفصل تشریح اوپر گذر چکی ہے۔

مسئلہ نماز اور نبوت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں تیسری دلیل سید صاحب نے یہ دی ہے کہ:- "مولوی محمد علی صاحب کو تسلیم ہے کہ تکفیر اس صورت میں ممکن ہے کہ مرزا صاحب کو نبی مانا

جائے اور اس کا اظہار یوں ہوتا ہے کہ عام مسلمانوں کو کافر جاننے والے مرزائی ان کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتے۔"

اس کے ثبوت میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی کتاب "تحریک احمدیت" صفحہ ۱۴ کا ایک حوالہ نقل کیا ہے جو حسب ذیل ہے:۔

"تا آنکہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے انتقال کے بعد جماعت احمدیہ کے دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق کا عقیدہ یہ رہا کہ جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت نہیں کی خواہ وہ انہیں مسلمان ہی نہیں مجدد اور مسیح موعود بھی مانتے ہوں اور خواہ وہ ان کے نام سے بھی بے خبر ہوں وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور دوسرے فریق کا عقیدہ یہ رہا کہ ہر کلمہ گو خواہ وہ اسلام کے کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو مسلمان ہے۔ اور کوئی شخص اسلام سے خارج نہیں ہوتا جب تک وہ خود رسول اللہ صلعم کی رسالت کا انکار نہ کرے۔ مسئلہ نبوت مسیح موعود جو آجکل فریقین کے درمیان اختلاف کا اہم مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔ درحقیقت اسی مسئلہ تکفیر سے پیدا ہوا ہے کیونکہ تکفیر بغیر اس کے ممکن نہ ہو سکتی تھی کہ حضرت مرزا صاحب کو منصب نبوت پر کھڑا کیا جائے۔"

اس عبارت سے سید صاحب نے جو نتیجہ نکالا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"مولوی محمد علی صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی تکفیر صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ مرزا صاحب کو نبی مانا جائے اور تکفیر کی علامت یہ ہے کہ ایسے مسلمانوں کے پیچھے نماز ادا نہ کی جائے۔"

اس نتیجہ کے آخری الفاظ اور "تحریک احمدیت" کی منقولہ بالا عبارت کو ملا کر پڑھئے کیا اس تمام عبارت میں اشارۃً بھی کہیں نماز کا ذکر کیا یا عام مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کو تکفیر کی علامت قرار دیا گیا ہے پھر سید صاحب نے یہ نتیجہ کہاں سے پیدا کیا؟ اور کیوں اسے حضرت امیر ایدہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا۔ اس کا جواب ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس سے اگلے ہی فقرہ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے پچھلے دنوں اپنی جماعت کے عقائد کے متعلق ایک اعلان لاکھوں کی تعداد میں شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ ہم کافر مسلمانوں کے سوائے سب کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔"

حیرانی ہے کہ اس کھلے اعلان کے ہوتے ہوئے یہ کیونکر کہہ دیا گیا کہ مولوی محمد علی صاحب تسلیم کرتے ہیں کہ عام مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا ان کی تکفیر کی علامت ہے۔ تکفیر کی علامت نہیں بلکہ ان کے مکفر ہونے کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ لاہور کا مسلک یہی ہے کہ جو شخص بھی کسی مسلمان کی خواہ وہ قادیانی احمدی ہو یا بریلوی حنفی، شیعہ ہو یا سنی، نجدی، وہابی ہو یا دیوبندی تکفیر کرے اس کے پیچھے ہم نماز نہیں پڑھتے چہ جائیکہ حضرت مسیح موعود کے مکفرین کے پیچھے نماز پڑھی جائے۔ ہمارے نزدیک تکفیر مسلمانان ایک ایسا خطرناک جرم ہے جو اتحاد اسلامی کو پاش پاش کرنے کا موجب ہے جب تک یہ خطرناک مرض مسلمانوں سے دور نہ ہوگا اس وقت تک ان کی اخوت اور اتحاد کا شیرازہ مضبوط نہیں ہو سکتا۔ اور اس کا علاج صرف یہی ہے کہ مکفرین سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ حدیث میں بھی آتا ہے ایما رجل قال لاخیہ یا کافر فقد باء بھا احدھما جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے ان میں سے ایک اس کفر کو لے لیتا ہے۔ پس جو مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے اور بالخصوص جو شخص مجدد وقت ماموری اللہ اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافر قرار دیتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیونکر روا ہو سکتا ہے۔

مقصد بعثت میں کوئی اختلاف نہیں

اسی دلیل کو آگے چل کر سید صاحب نے اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ "میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ مرزا صاحب وہ واحد شخص ہیں جنہوں نے مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور ان کے معتقدین میں ان کی بعثت کے مقصد کے متعلق اختلاف ہے لہذا یہ کام بہت مشکل ہو جاتا ہے کہ انسان کس گروہ کی ترجمانی مقاصد بعثت کو صحیح تسلیم کرے۔"

لیکن یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معتقدین میں آپ کی بعثت کے مقصد کے متعلق اختلاف ہے۔ دعویٰ کے متعلق اختلاف تو کہا جا سکتا ہے۔ بعثت کے مقصد کے متعلق اختلاف یہ سید حبیب صاحب ہی کی اختراع ہے۔ کیا سید صاحب بتا سکتے ہیں کہ وہ کونسا اختلاف ہے جو ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کے متعلق آپ کے معتقدین میں پایا جاتا ہے؟ اس وقت تک تو آپ کے تمام معتقدین خواہ وہ قادیانی ہوں یا لاہوری۔ آپ کی بعثت کا مقصد تجدید دین اور اعلائے کلمۃ اللہ و تبلیغ اسلام ہی سمجھتے ہیں۔ اور خود سید صاحب نے منقولہ بالا فقرے سے چند سطور پہلے یہ تسلیم کیا ہے کہ:۔

"اسلام کی تردید، تنسیخ اور تکمیل تو خارج از امکان ہے اور نہ مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ ان اغراض سے آئے۔"

پھر وہ کونسا نیا مقصد بعثت ہے۔ جو سید صاحب کے نزدیک آپ کے معتقدین میں مختلف فیہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سید صاحب کی "علمی فرزانگی" یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ "دعویٰ میں اختلاف" اور "مقصد بعثت میں اختلاف" ان کے نزدیک ایک ہی بات ہے۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ ان دونوں میں مفہوم کا کس قدر اختلاف ہے۔ "مقصد بعثت میں اختلاف" سے ان کی مراد "حقیقت دعویٰ میں اختلاف" ہی ہے۔ ....

.... جو حضرت مسیح موعود کے معتقدین میں پایا جاتا ہے۔ اور اس کے متعلق ہم اوپر مفصل بحث کر چکے ہیں۔ سید صاحب کو چاہئے تھا کہ مضمون کو شائع کرنے سے پیشتر کسی واقف کار صاحب علم کو دکھا لیتے تا کہ قدم قدم پر انہیں ایسی سخت ٹھوکریں نہ کھانی پڑتیں۔ لیکن جہاں حالت یہ ہو کہ "تحریک قادیان" جیسے اہم علمی و دینی موضوع پر مضمون لکھے جاتے ہیں اور ایک قدم لاہور میں ہے اور ایک بلوچستان میں۔ کوئی قسط ریل میں لکھی جاتی ہے اور کوئی پشت شتر پر اور اس طرح یک سر و ہزار سودا کا عالم پیدا ہو چکا ہے۔ وہاں سید حبیب جیسے "علمی فرزانگی" رکھنے والے انسان سے ایسی پیش پا افتادہ غلطیوں کا سرزد ہونا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دعویٰ نبوت کا الزام

سید حبیب کی آٹھویں دلیل

اپنے مضمون کی قسط ہشتم میں سید صاحب لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کی تحریک کے خلاف میری آٹھویں دلیل یہ ہے کہ مرزا صاحب مدعی نبوت ہیں اور خدائے اسلام نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک کامل دین دیا اور اس دین کو ایک کتاب میں منضبط کر کے فرمایا کہ ہم نے اسے (قرآن کو) نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں حضور کا لقب رقلاًاحد (؟) ہے گئے جب اگر کوئی نبی آئے تو کیوں؟ اس کے جواب میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ نبی آئے گا اور اسلام کی تنسیخ کرے"

(بقیہ صفحہ ۲)

دلیری جوان جوابات سے مترشح ہو رہی ہے۔ وہ تو ایک معمولی انسان کی شان سے بھی بہت گری ہے۔ وہ اصحاب جو اپنے صدق دل سے حضرت مرزا صاحب کو کاذب جانتے ہیں۔ اور ایسا بیان کرنے میں وہ صاف گوئی سے کام لیتے ہیں۔ وہ یقیناً اہل انصاف کی نظروں میں آپ سے بہتر ہیں۔ خواہ وہ کیسے گمراہ و نامراد کیوں نہ ہوں۔ مجھے رہ رہ کر تعجب آتا ہے کہ آخر یہ آپ نے کیا جواب دیا اور اپنی کیا پوزیشن قایم کی؟ آخر بیچارے مفتی دین نے آپ کا کیا بگاڑا ہے کہ مطلب تو آپ کا یہ ہو کہ حضرت مرزا صاحب مفتری ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج مگر کہیں اس کو مفتی دین! وہ الزامات و مغالطے سلسلہ احمدیہ کے خلاف جن سے عوام میں تحسین و آفرین ہو ان کو آپ خود نکال کر رکھیں مگر جن باتوں سے اہل حق و انصاف کی نظروں میں ان کی اصل حقیقت واضح ہوتی ہو اس کا ذمہ لیں علمائے دین؟ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کیسی کیسی تدبیروں سے سیدھے سادھے مفتیان کو بنانے کے عادی ہیں۔

خدمت دین اسلام

تیسرے سوال کے جواب میں سید صاحب نے مثال یہ دی ہے کہ سرسید مرحوم کی خدمت اسلام کے بھی ہم قائل ہیں مگر باوجود اس کے ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ انہوں نے کئی مسائل میں غلطی کھائی۔ سید صاحب! میں پوچھتا ہوں کیا آپ کا دل اس جواب پر مطمئن ہے؟ کیا انصاف کا تقاضا یہی تھا کہ یہ کہہ دیا جاتا کہ حضرت مرزا صاحب یا ان کی جماعتوں نے خدمت اسلام کا کام کیا تو کیا ہوا! فلاں شخص نے بھی خدمت اسلام کا کام کیا مگر وہ غلطی پر تھا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ یا تو یہ کہا جاتا کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعتوں نے خدمت اسلام کا کام نہیں کیا اور اگر یہ تسلیم ہے کہ اسلام کی خدمت کی ہے۔ تو پھر کسی ایسے شخص کی مثال دی جاتی جو مفتری علی اللہ ہو گزرا ہو اور اس نے بھی خدمت اسلام کا کام کیا ہو۔ کیا ہی عجیب نظارہ ہے اسلام کے اس انتہائی مصائب میں تمام علماء دین و ایڈیٹران اخبار تو خاموش بیٹھے رہیں۔ مگر خدمت اسلام کا وہ بے نظیر کام لینے پر تثلیث کو بام وحدت کا پلانا ایک مفتری علی اللہ اور اس کے متبعین کو نصیب ہو جائے۔ سید صاحب! کچھ عجب نہیں اگر صدق سے بھری ہوئی رحیں اور خدمت اسلام کی تمنا رکھنے والے قلوب کشاں کشاں اسی کام کی طرف دن بدن مائل ہوتے جاویں جو آپ کے نزدیک ایک مفتری علی اللہ نے شروع کیا اور کچھ عجب نہیں کہ ایسے شخص کے مخالف علما و ایڈیٹر نامراد و خاسر رہیں۔ کسی شخص کا خادم اسلام ہو کر غلطی کھانا امر دیگر ہے جیسے سرسید مرحوم کی مثال ہے۔ لیکن کسی مفتری علی اللہ کا خدمت حق بجا لانا بالکل اور بات ہے۔ اگر مفتری علی اللہ بھی خدمت حق و اعلائے کلمۃ اسلام کر جایا کرتے ہیں۔ اور ان کے مخالف خدمت حق سے محروم و بے نصیب رہتے ہیں تو پھر آپ کے پاس حضرت آفتاب رسالت و صحابہ کرام کی صداقت اور ابوجہل و ابولہب کے بطلان پر کیا محکم دلیل ہے؟ کیا آپکو قرآن کی واضح تعلیم لا یمسہ الا المطھرون یاد نہ رہی؟ خدمت حق و اشاعت قرآن ہی تو وہ امتیازی نشان ہے۔ جو صادق و کاذب میں فرق پیدا کرتا ہے۔ اگر کاذب و مفتری بھی خدمت حق حقیقی معنوں میں کر جاتے ہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پھر کذب و صدق میں کوئی معیار نہیں اور انسان اس کی تمیز کرنے پر قادر نہیں۔ ابھی تو آپ نے وہ امور بیان نہیں کئے جو آپ کی نگاہ میں خدمت اسلام ہیں۔ اور جن کو حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعتوں نے ادا کیا ہے۔ اگر آپ اس کو وضاحت سے بیان کرتے تو آپ کو خود ہی نظر آ جاتا کہ آپ کیا لکھ رہے ہیں۔ اور کدھر بہکے جا رہے ہیں۔

صادق انسان کی حالت پر ایک مجموعی نظر

حضرت نبی کریم صلعم کی رسالت آفتاب عالمتاب سے زیادہ روشن ہے۔ قرآن مجید کی روشنی آنکھوں کو خیرہ کرنے کے لئے کافی ہے مگر مخالفین اسلام بھی ابتدا سے آج تک نقطہ چینی کرتے چلے آئے ہیں اور اپنے زعم میں ایسے ایسے اعتراضات انہوں نے تراشے ہیں کہ جن کا تسلی بخش جواب ان کی حسب منشا مسلمانوں سے بن نہیں آیا۔ حضرت نبی کریم نے متعدد شادیاں کیں۔ تخت و تاج کے مالک بنے۔ تلوار لے کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ خونریزی کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا۔ وغیرہ ایسے بہت سے اعتراض ہیں جو عیسائی صاحبان اور آریہ سماج کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ ان کے نیچے کیا حقیقت ہے۔ اگر اس بات کو نظر انداز کر دیا جائے کہ مخالفین محض ضد تعصب اور دشمنی سے یہ باتیں کرتے ہیں تو پھر یہی بات رہ جاتی ہے کہ مخالفین اسلام کا اصول استدلال صحیح نہیں۔ کسی شخص کی مجموعی زندگی پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ اس نے جو جو کام کئے ہوں ان پر ایک یکجائی نگاہ رکھنی واجب ہے۔ جس جس قسم کے انسان پیدا کئے ہوئے ہوں۔ یا اپنی زندگی میں انسانوں کے اندر جس قسم کی تبدیلی پیدا کر دکھلائی ہو اسے بھلا نہ دینا چاہیئے۔ جب ان تمام امور کو ملحوظ خاطر رکھ کر کسی انسان کی حالت دیکھی جائے تو پھر فیصلہ مشکل نہیں ہوتا۔ کہ یہ انسان مفتری علی اللہ ہے یا صادق و منجانب اللہ۔ سر ولیم میور جب حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے حالات پر آتا ہے تو بے اختیار کہتا ہے کہ یہ انسان ایسے تھے کہ بجز صادق کے دوسرے کا ساتھ نہ دے سکتے تھے۔ مگر جب حضرت نبی کریمؐ کی تعداد ازدواج یا جنگوں کی علت غائی بیان کرنے بیٹھتا ہے تو اس پہلے محکم اصول کو غرق کر کے انہی امور کی بنا پر آنحضرت صلعم کی صداقت سے منکر ہو جاتا ہے۔ ایچ جی ویلز اپنی کتاب "مختصر تاریخ دنیا" میں جب اس بات پر آتا ہے کہ اسلام نے دنیا میں کیا کیا اصول رائج کئے تو کہتا ہے بے شک توحید و وحدت بنی نوع و غیرہم کے بے نظیر اصول اسلام نے دنیا میں متعارف کئے لیکن ساتھ ہی کہے جاتا ہے کہ یہ لازم نہیں کہ ان اصولوں کو واضع کرنے والا شخص بھی صادق و منجانب اللہ ہو۔ بس ایک شخص کی ذات سے چڑ اور ضد کا نتیجہ یہی ہوا کرتا ہے کہ انسان بہکی بہکی باتیں کرے۔ ایسے امور بیان کرے جو صریحاً متضاد واقع ہوئے ہوں۔

درخت کی پہچان اس کے پھلوں سے ہوتی ہے

یہی حالت اس وقت حضرت مسیح موعود کے مخالفوں اور خصوصاً سید حبیب صاحب کی ہو رہی ہے۔ پوچھو کہ حضرت صاحب مفتری ہیں یا مجنون؟ ہمیں اس کا پتہ نہیں۔ حضرت صاحب مسلمان ہیں یا دائرہ اسلام سے خارج؟ جواب ملے گا مفتی دین بتلائیں گے ہم یا آپ مفتی کیوں بنتے ہو؟ کیا حضرت صاحب اور آپ کے متبعین نے اسلام کی خدمت کی؟ ہاں کی۔ مگر یہ ضرور نہیں کہ اس سے ان کی صداقت ثابت ہو جائے۔ خدارا خوف کرو سوال تو ایک نیچرل واقعہ کے حل کرنے کا ہے آپ اس کو حل کر کے دکھلاتے نہیں۔ اور پھر ساتھ ہی یہ بھی کہے جاتے ہو کہ ہماری بات تسلیم کر لو۔ حضرت صاحب آپکے نزدیک مفتری علی اللہ ہیں۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کے ساتھ دینے والے علامہ روزگار مولانا حکیم نور الدین صاحب و علامہ مولانا محمد علی صاحب و خواجہ کمال الدین صاحب جیسے یکتائے وقت ہوں۔ کیا ان اصحاب کو حضرت صاحب نے کوئی جائدادیں دیدی تھیں یا کوئی اور دنیاوی طمع و لالچ تھا جس پر یہ اصحاب پھسل پڑے تھے۔ یا کیا ان میں اتنی تمیز نہ تھی کہ ایک مجنون اور صحیح الدماغ انسان میں تمیز کر سکیں؟ پھر یہ اصحاب اور دوسرے تمام لوگ جن کو حضرت صاحب کی صحبت سے فیض لینے کا موقع ملا ان میں محض آپ کی توجہ سے کیا تبدیلی پیدا ہو گئی تھی؟ کیا حضرت صاحب کی زندگی نے جماعت احمدیہ میں بجز نیکی و تقویٰ شعاری۔ صداقت پسندی و دینی غیرت آنحضرت صلعم کا عشق اور قرآن کے شوق و ذوق کے کچھ اور پیدا کر دیا تھا؟ پھر آپ کی زندگی کے بعد جماعت احمدیہ کی مجموعی عملی حرکت کس طرف رہی ہے؟ کیا اسلام کے دفاع میں انہوں نے اپنی جانوں اور مالوں کو نہیں لگا دیا؟ کیا اسلام کے چہرے سے وہ بدنما داغ جو مخالفین نے لگائے تھے انہی کی کوششوں سے صاف نہیں ہوئے؟ آخر ان واقعات کو کیا کر دگے؟ کیونکر یہ بات بناؤ گے کہ ایک مفتری علی اللہ سے بھی یہ تمام امور صداقت و خدمت حق کے ادا ہو سکتے ہیں؟ پھر جب یہ بات کسی طرح بن سکتی ہی نہیں تو کیا یہ طرز استدلال غلط ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے حالات و واقعات کاذب و مجنون کے نہیں؟ اس لئے وہ صادق و منجانب اللہ ہیں۔ مگر ہمارے سید صاحب یہ نہ بتلائیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کی زندگی اور ان کا ساتھ دینے والوں کے حالات کن سے مشابہ ہیں۔ کذابوں سے یا مجانین سے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ رٹ ضرور ہانکے جائیں گے کہ حضرت صاحب مامور من اللہ نہیں۔ اجی مامور و صادق نہیں تو پھر کہو کہ مفتری ہیں یا مجنون اور تمام حالات کو منطبق کر کے دکھلاؤ تب تو جوانمردی اور ہمت بھی ہے ورنہ سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ آپ نے تحقیق حق تو کی نہیں اور نہ کرنے کی تمنا ہے۔ البتہ سنی سنائی باتوں پر اپنے اخبار کی نمائش و سجاوٹ درکار ہے۔

سید صاحب! میں از راہ ہمدردی آپ کو کہتا ہوں کہ خود حضرت صاحب کی زندگی میں مخالفین سلسلہ رسوا و ناکام ہوئے واقعات آپ کے سامنے ہیں۔ حضرت صاحب کا کام کسی سے رک نہ سکا۔ پھر آپ کیونکر یہ امید رکھ رہے ہیں۔ کہ سنی سنائی باتوں اور مسروقہ اعتراضوں کو لے کر آپ اس سلسلہ کو مٹا دینگے۔ افسوس اگر آپ کے دل میں خدمت اسلام و اشاعت قرآن کا ادنیٰ خیال بھی ہوتا تو آپ کوئی خود کام کر کے دکھاتے نہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے متبعین کی ضلالت و گمراہی ثابت کرنے کا ناپاک و نامراد کام اپنے ذمہ لیتے اور وہ بھی اس ہمت و شجاعت سے کہ صاف بات نہیں کہہ سکتے۔ کسی سوال کا جواب نہیں دیتے۔ مفتی دین و علمائے کرام کی طرف منہ تکتے ہیں۔ کیا آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان چکنی چپڑی باتوں اور ملمع سازی کی عبارتوں سے حضرت صاحب کی صداقت مٹ گئی ہے؟

یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ۰

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بعافیت خدمات دینیہ بدستور مصروف ہیں۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ بھی ڈلہوزی میں بخیریت ہیں۔ آپ نے قبول احمدیت نمبر کے لیے ایک نہایت عمدہ مضمون رقم فرمایا ہے۔ دیگر بزرگ بھی توجہ فرمائیں۔

— حضرت مولانا صدرالدین صاحب قبلہ ۵ ستمبر کو کوئٹہ سے تشریف لے آئے ہیں۔ اور امروز فردا میں سیالکوٹ تشریف لے جائیں گے کیونکہ ان کا مکان کثرت بارش کی وجہ سے قابل تعمیر ہو گیا ہے۔

— جناب ڈاکٹر منصور صاحب بھی چند روز تک تشریف لے آئیں گے۔ جرمن ترجمۃ القرآن پچیس پارہ تک مکمل ہو گیا ہے۔

— میاں عبدالشکور صاحب محصل انجمن لائل پور۔ گوجرہ چک ۴۱۷، چک ۳۰۷ شیخوپورہ۔ جھنگ۔ رسالہ۔ ٹانولیانوالہ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دورے پر برائے فراہمی چندہ روانہ ہو رہے ہیں۔ احباب ان کی امداد فرمائیں۔

— جناب حبیب الرحمن صاحب مسلم مشنری مطلع فرماتے ہیں۔ کہ مخالفین نے سازش کر کے جناب نور محمد صاحب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جمشید (بہار و اڑیسہ) کے خلاف چند مقدمات دائر کر رکھے ہیں۔ وکلاء و دیگر ذرائع سے عدالت پر صداقت ظاہر کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

— ملک عبدالغنی صاحب کلرک دفتر تحصیل کا بچہ محمد محمود الزاں ایک ہفتہ سے علیل ہے اس کے والدین بھی درخواست دعا کرتے ہیں۔

— اساتذہ مسلم ہائی سکول لاہور کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر کل بتاریخ ۱۶ ستمبر کو سکول کھلنے پر منعقد ہوا۔ جس میں حسب ذیل قرارداد پاس ہوئی

اساتذہ مسلم ہائی سکول لاہور کا یہ جلسہ مرزا عبدالرحمن صاحب کی ناگہانی وفات حسرت آیات پر اظہار افسوس کرتا ہے۔ اور ان کے والد ماجد مرزا خدا بخش صاحب اور ان کے عزیز بھائیوں مرزا حبیب الرحمن۔ مرزا خلیل الرحمن۔ مرزا عزیز الرحمن اور مرزا حمید الرحمن صاحبان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

اللہ یار خاں راجہ۔ سکرٹری سٹاف ایسوسی ایشن

مسلم ہائی سکول لاہور

ضروری اطلاع

جو رقوم چندہ وغیرہ مبلغین و محصلین انجمن کو دی جائیں ان کی مطبوعہ رسید اسی وقت حاصل کرنی چاہیئے۔ ہر محصل و مبلغ کو ایسی رسیدات دفتر کی طرف سے دی گئی ہیں۔

(آنریری افسر تحصیل)

خبریں

ہندوستان

— گزشتہ ہفتہ دہلی اور احمد آباد میں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔

— دریائے ہگلی (کلکتہ) پر ایک نئے پل کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا ہے جس پر تقریباً ۲۵ لاکھ روپیہ صرف آئے گا۔

— مسٹر برج کے قتل کا مقدمہ شروع ہو گیا۔

— بمبئی ۱۶ ستمبر۔ گاندھی جی بمبئی پہنچ گئے ہیں اور سیاسی لیڈروں سے گفت و شنید میں مصروف ہیں۔ اچھوت ادھار کے سلسلہ میں جو دورہ کرنے والے تھے وہ کمزوری صحت کی وجہ سے ملتوی کر دیا گیا ہے۔ ان کی صحت دھیمی رفتار سے بہتر ہو رہی ہے۔

— پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ سردست آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس کی کوئی ضرورت نہیں۔

— وفد فلسطین آج کل کاٹھیاواڑ کی اسلامی ریاستوں کا دورہ کر رہا ہے۔

— مسٹر برج کے قتل کے حادثہ سے متاثر ہو کر حکومت بنگال نے مدناپور میں حفاظتی تدابیر عمل میں لا رہی ہے۔

— شملہ ۱۱ ستمبر۔ آج چیفس کالج کے اولڈ بوائے کا ایک جلسہ بصدارت سر فیروز خاں نون منعقد ہوا۔ کالج کے آئین وضوابط اور معیار تعلیم میں تبدیلیوں پر غور کیا گیا۔

— پنڈت جواہر لال نہرو کی والدہ سروپ رانی صاحبہ بدستور بیمار ہیں ان کی حالت تشویشناک بیان کی جاتی ہے۔

— حکومت پنجاب کا سکرٹری ایٹ ۱۰ اکتوبر سے شملہ میں بند ہو کر پندرہ اکتوبر کو دوبارہ لاہور میں کھل جائے گا۔

— میر پور ریاست کشمیر ۱۵ اچھوت خاندان مشرف باسلام ہوئے۔

— مرحوم خان قلات کی جانشینی کا مسئلہ زیر غور ہے۔ صاحبزادہ احمد یار خاں خلف ولیعہد خان قلات مرحوم اور عالم جان جو مرحوم کے پوتے ہیں جانشینی کے امیدوار ہیں۔

— نارتھ ویسٹرن ریلوے نے یکم دسمبر ۳۶ء سے تیسرے درجہ کے کرایہ کی جدید شرح مقرر کی ہے جو حسب ذیل ہے:۔
پہلے پچاس میل $3\frac{1}{2}$ پائی فی میل کے بجائے ۳۔ پائی
۵۰ سے لیکر ۳۰۰ میل تک ۳ پائی کے بجائے $2\frac{3}{4}$ پائی
۳۰۰ سے اوپر فی میل میل $2\frac{1}{2}$ پائی۔

— شملہ ۵ ستمبر۔ ملک معظم کے حکم سے شاہ فیصل مرحوم کی تجہیز و تکفین کے اعزاز میں آج ہندوستان کی بیشتر سرکاری عمارات کے جھنڈے نصف بلندی تک جھکا دیئے۔

— جاپان کا تجارتی وفد ہندوستان پہنچ گیا۔ کلکتہ مدراس کا شاندار طریق پر خیر مقدم ہوا۔

— سرکاری اطلاعات کے مطابق سرحد کے حالات کسی قدر اصلاح پذیر ہیں۔

— سرحد کے سرخپوش رفتہ رفتہ کانگرس سے بیزار ہو رہے ہیں۔

— گزشتہ ہفتہ صوبہ متوسط میں شدید بارش ہوئی۔

— وائسرائے موسم سرما میں حیدر آباد۔ میسور اور کوچین کا دورہ کریں گے۔

— لاہور کے لارنس گارڈن سے جو بچہ گم ہو گیا تھا اس کا ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا۔

ممالک خارجہ

— ڈبلن ۱۶ ستمبر۔ جنرل اوڈفی کے نیشنل گارڈ (نیل پوش) کو ڈی ولیرا کی حکومت نے خلاف قانون قرار دیا ہے۔ اور جنرل مذکور کے ہیڈ کوارٹرز پر قبضہ کر لیا ہے۔

— امریکہ میں کوئلہ کی کانوں کے مزدوروں نے ہڑتال کر رکھی ہے۔ اسی سلسلہ میں ۵ ستمبر کو بلوہ ہو گیا۔ پولیس کو گولی چلانی پڑی۔

— جرمنی، انگلستان اور امریکہ میں بے روزگاری رفتہ رفتہ کم ہو رہی ہے۔

— ڈنمارک میں ایک مصور مرد مکمل عورت بن گیا۔

— بغداد ۱۵ ستمبر۔ آج یہاں شاہ فیصل کی میت دفن کر دی گئی۔

— دنیا میں اس وقت ۸۶۰ زبانیں اور ۵۰۰۰ بولیاں استعمال میں آتی ہیں۔

— انگلستان میں طلاقوں کی تعداد بہت ترقی کر رہی ہے گزشتہ سال میں ۱۶۷۰۰۰ لاکھ عورت مرد نے طلاق کے لیے عدالت میں درخواستیں دیں۔

— جنوبی انگلستان میں شدید گرمی پڑ رہی ہے۔

— جاپانی وزیر خارجہ مستعفی ہو گیا۔

— عنقریب جاپانی وزارت میں اہم تبدیلیوں کی توقع ہے۔

— ماسکو ۱۶ ستمبر۔ فرانس کا وزیر ہوا کل ماسکو پہنچا تو اس کا شاندار استقبال کیا گیا۔

— آئرلینڈ نے برطانی شراب کا بائیکاٹ کر دیا۔

— فلسطین میں عربی مصنوعات کو ترقی دینے کے لیے حال ہی میں جو عظیم الشان نمائش منعقد ہوئی تھی اس کی کامیابی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تحریک کی جا رہی ہے کہ اس قسم کی نمائش ہر سال کسی نہ کسی عربی ملک میں منعقد کی جائے۔

— گزشتہ دنوں پیرس میں چند جرمن جاسوس گرفتار ہوئے جن کی وجہ سے بہت سنسنی پھیلی ہوئی ہے۔ ان کے قبضہ سے چند ایک ایسے کاغذات برآمد ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت فرانس کے چند راز معلوم کرنے کے لیے وہ آئے تھے۔ تفتیش جاری ہے گرفتار شدگان نے کسی قسم کا بیان دینے سے صاف انکار کر دیا ہے۔

— حکومت ایران مستعفی ہو گئی ہے۔ وجہ فی الحال معلوم نہیں ہو سکی۔

— حکومت آسٹریا اپنے ملک کے اندر نازی تحریک کی سخت مخالفت کر رہی ہے۔

— لندن ۱۱ ستمبر۔ دو شنبہ کو پیرس میں تخفیف اسلحہ کانفرنس کے مستقبل کے متعلق برطانیہ اور فرانس کے نمائندوں کی کانفرنس شروع ہو جائے گی۔ جہاں تک آثار کا تعلق ہے تخفیف اسلحہ کانفرنس کا مستقبل کچھ خوشگوار نظر نہیں آتا۔

— ڈبلن ۱۱ ستمبر۔ کارک کے مقام پر بیس ہزار اشخاص کے سامنے تقریر کرتے ہوئے ڈی ولیرا نے اعلان کیا کہ ایسر پارلیمنٹ اور گورنمنٹ آپس میں پالیسی کے متعلق تمام سوالات پر متفق ہیں اور موجودہ پارلیمنٹ کے عرصہ حیات میں نئے انتخاب کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے نئے انتخابات جلدی نہیں ہوں گے۔

اقتباسات

اسلامی اخبارات کے مناقشات

آج کل کے اسلامی اخبارات میں ذاتی مناقشوں کی ایسی بھیانک تصویریں نظر آرہی ہیں کہ ان کے صفحات کو غض بصر کے بغیر پڑھنا مشکل ہے ایک دوسرے پر الزام تراشی اور حریف کو ہر طرح بدنام کرنے کے لئے مشتبہ الفاظ۔ ذومعنیں جملے اور دوسرے ناپاک واقعات کی تلمیحات بے محابا استعمال کی جارہی ہیں۔ اور مزید تعجب یہ ہے کہ ان چھینٹوں سے مقدس عباؤں کے دامن بھی پاک نہیں۔ "انقلاب" "زمیندار" و "ہندجدید" کا قضیہ تو پرانا ہوچکا اب "ہندجدید" اور "خلافت" باہم دست و گریباں ہیں "مدینہ" اور "الجمعیۃ" ایک طرف "الامان" و "وحدت" دوسری طرف ہیں۔ بہار میں "اتحاد" ایک جانب اور "نقیب" دوسری سمت، باہم اس طرح نبرد آزما ہیں کہ متانت اور سنجیدگی کو آنکھیں بند کرلینی پڑتی ہیں۔ جب ہمارے معلمین اخلاق کے اخلاق یہ ہیں تو عام مسلمانوں کا کیا شکوہ؟!

ان خانہ جنگیوں کا آغاز گو اختلاف رائے سے ہوا مگر اب وہ قومیات کے بجائے ذاتی عناد و کاوش کا مظاہرہ کررہی ہیں جن میں ہر فریق اپنے حریف کو بدنام کرنے کے لئے اس کے خلاف غلط فہمیوں کے پیدا کرنے میں سراپا مصروف عمل ہے موجودہ جدید طرز تحریر کا ہر اسلوب ایک مستقل حربہ کی صورت میں استعمال پا رہا ہے۔ مشتبہ الفاظ۔ سوالات۔ نقطے۔ افواہ۔ طنز، تلمیحات۔ بے نام تحریریں۔ ہر چیز معرض اشاعت میں آرہی ہے۔ اور ان کو "پاک قومیات" کا درجہ دیا جارہا ہے یہ منظر کس قدر دردناک ہے؟ (معارف)

اصول صحت اور ورزش کے منافع

کچھ عرصہ ہوا ہم نے مسلمانوں کو صحت کی نگہداشت، اصول صحت کی پابندی اور ورزش کے منافع کی طرف توجہ دلائی تھی۔.. ..... اگر صحت اچھی ہے تو دماغ کا فعل اعلیٰ ہوگا اور اس کا کمال ایک جوہر قابل انسان کو پیدا کرے گا۔ بلاشبہ تعلیمی ترقی ہر حال میں ضروری ہے لیکن اس سے قبل صحت کا استحکام بھی لازمی ہے۔ ہماری مشرقیں ورزشیں معمولی ترمیم کے ساتھ ہماری صحت کا تحفظ کرسکتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مصلحین قوم ان ورزشوں کو اپنے عملی مطمح نظر کا ایک عنصر قرار دے لیں۔ حال ہی میں جرمنی کے مقتدر چانسلر ہر ہٹلر نے ایک ورزشی اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے اس موضوع پر کس قدر مفید بات کہی ہے کہ جسمانی طاقت دماغی طاقت پر فائق ہے۔ دماغی طاقت رکھنے والے اسکول ماسٹر بن سکتے ہیں۔ ایک مضبوط قوم کی حفاظت نہیں کرسکتے ہم مضبوط آدمی کی نسل بنانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ فلسفی آدمی ہمارے محافظ نہیں ہوسکتے۔ اس کے بعد ہٹلر نے پروقار متانت سے [illegible] یہ ثابت کردکہ آئندہ نسل [illegible] قوی ترقوم ہوگی۔ جرمن چانسلر کی یہ تقریر اپنی موجودہ روح کے ساتھ مسلمانان دنیا کو منشورہ [illegible] سکتی ہے۔ اس پر لبیک کہنا نوجوانوں کا کام ہے۔ (مدینہ)

ترکی ریڈروں کا ایک سبق

حکومت ترکیہ کے محکمہ تعلیم نے ابتدائی تعلیم کے لئے جو ریڈریں تیار کرائی ہیں ان میں سے ایک سبق کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ جو امریکہ کے مشہور مشنری رسالہ "مسلم ورلڈ" سے ماخوذ ہے ہم ترکوں کے غیر معتدل جذبہ وطنیت کے ہمیشہ مخالف رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے خیال میں یہ سبق ترکوں پر الحاد کا فتوےٰ لگانے والوں کے علاوہ ہندوستان کے ان وطن پرست مسلمانوں کے لئے بھی درس عبرت کا کام دے سکتا ہے جو روز بروز مذہب سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ اور اس دوری کو کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ (مدیر)

"مذہب اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اور ہمارے پیغمبر اسلام پر ایمان لایا جائے جنھوں نے ہم کو اسلام کی تعلیم دی۔ ہم اللہ تعالےٰ اور پیغمبر صلعم پر عقیدہ رکھنے کو ایمان کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جس نے کائنات اور ہم کو پیدا کیا قدرت والا ہے۔ ہم پورے طور سے یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کیا ہے اور کیونکر ہے۔ وہ بہت بڑا ہے ...... بچو! تم دیکھتے ہو کہ ایمان لوگوں میں اتحاد پیدا کرتا ہے اور ان کو قوت و مسرت بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ، پیغمبر صلعم اور مذہب اسلام پر عقیدہ رکھنا مذہبی ایمان ہے۔

ہمارا ایک قومی ایمان بھی ہے۔ ہم ترک ہیں۔ ترک تہذیب یافتہ اور متمدن ہیں۔ ہمارا ملک ہمیشہ ترقی کرتا جائیگا ہمیشہ دشمنوں پر فتحیاب ہوگا۔ جس وقت ترک کا نام لیا جاتا ہے میرا سینہ فخر سے پھول جاتا ہے اور میرا سر بلند ہوجاتا ہے میں ان لوگوں سے محبت کرتا ہوں جو میری قوم اور میرے ملک کے لئے مفید ہیں۔ جو میرے محبوب ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں ان سے مجھے مطلق محبت نہیں"

احباب نوٹ کرلیں

(۱) اخلاقی و علمی مضامین کو اندراج کے وقت ترجیح دی جائیگی۔ خصوصاً جبکہ دلائل کے ساتھ موجودہ مادی مذاہب کی روک تھام مدنظر ہو جنھیں مشرق اندھا دھند بہا جارہا ہے۔

(۲) دوسرے درجہ پر حضرت مسیح موعود کی صداقت اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کی اہمیت پر مضامین ہونگے بشرطیکہ مختصر سادہ اور مدلل ہوں۔

(۳) مناظروں۔ دوروں اور لیکچروں وغیرہ کی روئیداد دیں تو نہایت اختصار کے ساتھ سادہ الفاظ میں قلم بند کی جائیں جن میں صرف ضروری واقعات کا تذکرہ ہو۔ ذاتی مناقشات اور قصے ہرگز نہ ہوں اور نہ فتح و شکست کے ترانے گائے جائیں اور اس امر کی سختی سے پابندی کی جائے گی۔ اور طویل مراسلات کا صرف خلاصہ درج کیا جائیگا

(۴) مختلف مقامات کی جماعتوں کے اہم حالات اخبار احمدیہ میں اندراج کی خاطر شکریہ کے ساتھ قبول کئے جائیں گے۔

(ڈاکٹر اللہ بخش)

عالم اسلام

— امیر فیصل مرحوم کی میت بغداد لائی جارہی ہے۔

— امیر فیصل مرحوم کے ولیعہد امیر غازی کی تخت نشینی کی رسم ۹ ستمبر کو بغداد میں نہایت سادگی سے عمل میں آئی۔ آپ ۲۴ سالہ نوجوان ہیں۔

— امیر فیصل مرحوم کا ماتم عربی ممالک کے علاوہ تمام اسلامی ممالک میں کیا گیا۔ انگلستان اور بعض دوسرے مغربی ممالک میں بھی بے انتہا افسوس و ہمدردی کا اظہار کیا جارہا ہے۔

— جس ہوٹل میں شاہ فیصل انتقال کے وقت قیام فرما تھے۔ اس کا منیجر بھی ممدوح کی وفات کے چند گھنٹہ بعد اچانک طور پر انتقال کرگیا۔

— جس شخص نے کابل کے برطانی سفارت خانہ میں تین آدمیوں کو قتل کردیا تھا اس کو حکومت افغانستان نے موت کی سزا دی ہے قاتل کا نام محمد عظیم خاں ہے یہ شخص کابل کے حربی کالج میں پڑھتا تھا اور ان طلبا میں سے ہے جن کو امیر امان اللہ خاں سابق شاہ افغانستان نے حصول تعلیم کے لئے یورپ بھیجا تھا۔

— خیال کیا جاتا ہے کہ برلن میں افغانی سفیر کا قتل اور برطانی سفارت خانہ کا یہ حادثہ کسی ایک ہی خوفناک سازش کی کڑیاں ہیں جس کا مقصد موجودہ افغانی حکومت کے خلاف انقلاب برپا کرنا ہے۔

— بیان کیا جاتا ہے کہ سابق شاہ امان اللہ خاں نے استنبول میں سیاسیات سے دستبرداری کا اعلان کردیا ہے۔

— کچھ عرصہ سے مصر میں بمبازی کے واقعات بکثرت ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے حکومت مصر کو بہت تشویش ہورہی ہے

— بعض عراقی اخبارات کے بیان کے مطابق ان آثوریوں کے پاس سے جنھوں نے گزشتہ دنوں حکومت عراق کے خلاف شورش بپا کی تھی بکثرت برطانی ساخت کا سامان برآمد ہوا ہے۔ جس پر انگریزی محکمہ طیران (ہوائی جہاز) کی مہریں لگی ہوئی ہیں یہ واقعہ امیر فیصل مرحوم کی زندگی ہی کا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اس کے متعلق موجودہ شاہ عراق نے برطانی سفارتخانہ بغداد میں جاکر انگریزی سفیر سے سخت الفاظ میں بازپرس کی۔

— عراق میں باضابطہ اور عام مردم شماری عنقریب ہونیوالی ہے جسکے لئے خاص انتظامات ہورہے ہیں۔

— بعض خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ابن سعود اور امام یمن میں مصالحت کی قوی توقع ہے۔

— ٹرکی میں گیہوں بہت زیادہ مقدار میں پیدا ہونے لگا ہے امسال اس قدر پیداوار ہوئی ہے کہ ملک کی ضروریات کو بخوبی پورا کرسکتی ہے۔ عنقریب ٹرکی اپنی ضروریات سے زائد گیہوں پیدا کرکے دوسرے ممالک کو مہیا کیا کرے گا۔

— ٹرکی میں شکر سازی کا جو کارخانہ قائم ہوا تھا وہ نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔

— افغانستان کی چند اہم سڑکیں جو زیر تعمیر تھیں مکمل ہوگئی ہیں۔

— افغانستان کی تعلیمی حالت نہایت سرعت سے ترقی کررہی ہے۔

— شاہ فیصل مرحوم نے ولیعہد اور ملکہ کے علاوہ تین شہزادیاں بھی چھوڑی ہیں۔ جن میں سے ایک کی عمر ۲۷ سال ہے۔ جو تقریباً بارہ تیرہ سال حکومت کی۔

مبلغین کی ضرورت

چند مولوی فاضل (کم از کم انٹرنس پاس) مبلغین کی ضرورت ہے جو سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے بخوبی واقف ہوں تنخواہ کا گریڈ معقول ہوگا ۔ درخواستیں معہ سفارشات جلد بھیجدی جائیں ۔

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ضرورت ملازمین

(۱) منیجر ریاست دوجانہ کو ایک ڈرائنگ ماسٹر کی ضرورت ہے جو اوورسیر کا کام بھی جانتا ہو سکول میں تعلیم دینے کے علاوہ ریاست کا انجنیرنگ کام بھی کرنا پڑے گا ۔ تنخواہ ۵۰ ماہوار درخواستیں معہ نقول سندات منیجر ریاست دوجانہ کو بھیجدی جائیں ۔

(۲) ایک تجربہ کار کمپونڈر دلیسر کی ممالک غیر میں ملازمت کے لئے ضرورت ہے ۔ درخواستیں معہ نقول سندات بنام ۹۱۹ پوسٹ بکس بمبئی بھیجدی جائیں ۔

(۳) عدن کے لئے ایک افسر تعلیم کی ضرورت ہے ۔ جو گریجویٹ ٹرینڈ ۔ عربی علم ادب کا ماہر اور عربی میں بآسانی گفتگو کر سکتا ہو ۔ کھلاڑی اور چست و چالاک ہو تنخواہ کا گریڈ ۷۰۰ - ۷۵ - ۱۰۰۰ روپیہ ماہوار ہے ۔ ۱۶ ر اکتوبر تک درخواستیں پہنچنی ضروری ہیں ۔ درخواستوں کے فارم اور دیگر تفصیلات سکرٹری پبلک سروس کمیشن کنیڈی ہاؤس شملہ سے مل سکتی ہیں ۔

(۴) صوبہ بہار کی گورنمنٹ کو ڈرینیج سکیم پٹنہ کے لئے ایک انجنیر کی ضرورت ہے تنخواہ کا گریڈ ۶۵۰ روپیہ ماہوار سے شروع ہوگا ۔ درخواستیں معہ نقول اسناد بنام سپرنٹنڈنگ انجنیر پبلک ہیلتھ سرکل پٹنہ (ای آئی آر) ۵ ر اکتوبر ۳۳ء تک بھیجدی جائیں عمر درخواست کنندہ ۳۰ - ۴۰ سال کے درمیان ہو اسکو کام کا عملی تجربہ رکھتا ہو ۔

(۵) چیف انجنیر ریاست بہاولپور کو ایک ہیڈ ڈرافٹسمین کی ضرورت ہے تنخواہ ۶۰ - ۳ - ۹۰ روپیہ ماہوار ہوگی ۔ درخواست کنندہ سابقہ تجربہ رکھتا ہو اور اپنے کام میں لائق ہو ۔ درخواستیں معہ نقول اسناد ۲۵ ستمبر ۳۳ء تک بھیجدی جائیں ۔

خریداران پیغام صلح سے ضروری گزارش

پیغام صلح کا تجارتی سال ۱۵ ر اکتوبر کو ختم ہوتا ہے لہذا تمام خریداران جن کے چندے اس تاریخ تک ختم ہوتے ہیں براہ کرم اپنے اپنے سالانہ چندے بذریعہ منی آرڈر مقررہ تاریخ سے پہلے ہی بھیجکر مشکور فرمائیں (خاکسار منیجر)

ضرورت ایک ایسے احمدی مولوی فاضل کی ضرورت ہے جو انگریزی بھی جانتا ہو اور انگریزی اخبارات پڑھ کر سنا سکے اور عربی کی اس قدر استعداد رکھتا ہو کہ عربی میں تفاسیر وغیرہ بخوبی پڑھ کر سنا سکے تنخواہ پچاس روپیہ ماہوار پنجاب کے باہر قیام کرنا ہوگا ۔ درخواستیں بنام جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

مامسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

الصلح خیر
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن
پیغامِ صلح
ایڈیٹر
محمد امان الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۳ستمبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۵۵

جماعت احمدیہ
کے قیام کی غرض و غایت

(از حضرت مسیح موعودؑ)

یہ سلسلہ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنے تقوےٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو۔ اور وہ ببرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنھوں نے اپنے تفرقہ و نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنے فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں۔ اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں۔ اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں۔ اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور

محبت الٰہی و ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر ایک کے دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آئے

حسیاتِ برق

(برق الصدری اکبرآبادی۔ از کرکوک عراق)

ایک مسلک ہے مگر آپس میں ہیں پھوٹے ہوئے
جوڑ دے یارب مسلمانوں کے دل ٹوٹے ہوئے
اس قدر تیر مظالم دل میں ہیں ٹوٹے ہوئے
حشر تک رستے رہیں گے آبلے پھوٹے ہوئے
ارض مغرب جنکی جولانگاہ ہمت تھی کبھی
آج بیٹھے ہیں رہینِ خانہ، دل ٹوٹے ہوئے
پھر دلِ غمگین مسلم ہے شکار دشمناں
ظالموں کی چٹکیوں سے تیر ہیں چھوٹے ہوئے
حامیِ تثلیثِ مغرب۔ ملت بیضا کا پھر
جا رہا ہے کاروان زندگی لوٹے ہوئے
رہ گیا تکفیر باہم پر مسلماں کا مدار!
جوڑ سکتے ہیں کہاں دل مولوی ٹوٹے ہوئے
اختلاف باہمی کی یہ کشاکش ہو تمام
صورت شیر و شکر مل جائیں سب چھوٹے ہوئے
برق شکوہ سنج ظلم غیر ہوتا ہے عبث
ہیں ستم اسلام پر اپنوں ہی کے ٹوٹے ہوئے

حضرتِ مسیحؑ کے متعلق

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کے خیالات

(جناب حبیب الرحمٰن صاحب مسلم مشنری کلکتہ)

اس وقت رسالہ "مولوی" جلد ۱۱ - نمبر ۳-۲ بابت ماہ صفر و ربیع الاول ۱۳۴۹ھ (رسول نمبر) میرے پیش نظر ہے۔ جس میں علامہ سید سلیمان ندوی ایڈیٹر معارف و جانشین علامہ شبلی مرحوم کا مضمون متعلقہ "رسول کریم کا امتیاز مرسلین میں" بھی شائع ہوا ہے۔ علامہ موصوف نے تین سال قبل اپنے رسالہ "معارف" میں علامہ ابن حزم کی آڑ لے کر حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا اعلان کیا تھا۔ جسے خاکسار نے من وعن "پیغام صلح" میں شائع کرا دیا تھا۔ اس کے بعد آج تک دربارہ وفات مسیح "معارف" میں کسی قسم کا مضمون شائع نہیں ہوا۔ حالانکہ سید صاحب کی شان اس سے بہت بلند ہونی چاہئے۔ جس بات کو آپ اسلام کے خلاف پائیں جھٹ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے اس کی تردید کریں لیکن افسوس کہ ہندوستان میں بیسیوں مسلمہ عالم موجود ہیں جو خیالات و عقائد میں ہر ہر قدم پر حضرت مسیح موعود و مجدد صدی چہار دہم کے معتقد ہیں۔ لیکن افسوس کہ جب انہی خیالات کے اظہار اور اعتقادات پر عمل کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تو ملاؤں کے خوف سے ہزاروں بہانے اور حیلے بنائے جاتے ہیں۔ اور تو اور میرے مکرم مولانا ابوالکلام آزاد جن کو اپنی آزادی رائے پر ناز ہے۔ یہاں آکر وہ بھی لرزہ براندام ہو جاتے ہیں۔

"مولوی" رسالہ کے مذکورۂ بالا نمبر میں صفحہ ۵ پر سے علامہ سید سلیمان کا مضمون "رسول کریم کا امتیاز مرسلین میں" کی سرخی کے ماتحت شروع ہوتا ہے۔ اگرچہ سید صاحب کے مضمون میں بہت سی باتیں خصوصاً حضرت عیسےٰؑ کی زندگی موت اور معجزات کے متعلق ایسی ہیں جو مسلمانوں کی کورانہ تقلید کے لئے مشعل ہدایت ہو سکتی ہیں۔ لیکن مضمون بہت لمبا ہے اس لئے ہم صرف چند حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں جو مندرجۂ ذیل سرخیوں کے ماتحت لکھے ہیں:- (۱) حضرت عیسےٰؑ (۲) حضرت عیسےٰؑ کی سیرت ناکافی تھی (۳) حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم آج کی روٹی مانگنے تک محدود تھی (۴) حضرت عیسےٰؑ کے ماں باپ بھائی بہن بھی تھے۔

"حضرت عیسےٰؑ"

"حضرت عیسےٰؑ" کی سرخی کے ماتحت آپ تحریر فرماتے ہیں

"حضرت عیسےٰؑ کی پیدائش وفات اور تثلیث کی تعلیم ان سب کو سامنے رکھکر اب بعض امریکن نقاد اور ریشنلسٹ یہ کہنے لگے ہیں۔ چنانچہ شکاگو کے مشہور رسالہ اوپن کورٹ میں مہینوں اس پر بحث رہی ہے کہ حضرت عیسےٰؑ کا وجود محض فرضی ہے اور ان کی پیدائش اور تثلیث کا بیان یونانی و رومی متھالوجی کی محض نقالی ہے۔ کیونکہ اس قسم کے خیالات ان قوموں میں مختلف دیوتاؤں اور رہبروں کے متعلق موجود تھے۔ اس بیان سے عیسائی روایتوں کے ذریعہ سے حضرت عیسےٰؑ کی زندگی کی تاریخی حیثیت نمایاں ہو جاتی ہے۔

سید صاحب اگر اسے یوں تحریر فرماتے تو زیادہ موزوں ہوتا کہ حضرت مسیحؑ ابن مریم و یوسف نجار کا وجود تو فرضی نہیں۔ اگر فرضی ہیں تو ان کے متعلق وہ افسانے جو یونانیوں اور رومیوں کے ذریعہ اسلام میں داخل ہوئے یعنی ان کی پیدائش - وفات - اور معجزات جن کی وجہ سے دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ گمراہ ہو گیا ہے۔ پھر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"حضرت عیسےٰؑ کی سیرت ناکافی ہے"

"اسلام کے سب سے قریب العہد پیغمبر حضرت عیسےٰؑ ہیں جن کے پیرو آج یورپین مردم شماری کے مطابق تمام دوسرے مذاہب کے پیرؤوں سے زیادہ ہیں۔ مگر یہ سن کر آپ کو حیرت ہوگی کہ اسی مذہب کے پیغمبر کی زندگی کے اجزاء تمام دوسرے مشہور مذاہب کے بانیوں اور پیغمبروں کے سوانح سے بہت کم معلوم ہیں۔ آج عیسائی یورپ کے تاریخی ذوق کا یہ حال ہے کہ بابل و اسیریا - عرب و شام - مصر و افریقہ - ہندوستان و ترکستان کے ہزارہا برس کے واقعات کو کتابوں اور کتبوں کو پڑھ کر اور کھنڈروں اور پہاڑوں اور زمین کو کھود کر منظر عام پر لا رہے ہیں مگر ان کا مسیحائی معجزہ جس چیز کو زندہ نہیں کر سکتا وہ خود حضرت عیسےٰؑ کی زندگی کے مدفون واقعات ہیں۔ پروفیسر رینان نے کیا کیا نہ کیا لیکن حضرت عیسےٰؑ کے واقعات زندگی نہ مل سکے انجیل کے بیان کے مطابق حضرت عیسےٰؑ کی زندگی ۳۳ برس کی تھی موجودہ انجیلیں غیر معتبری کے باوجود صرف ان کے آخری تین سال کی زندگی پر مشتمل ہیں۔ ہم کو ان کی تاریخی زندگی کے صرف یہ اجزاء معلوم ہیں کہ وہ پیدا ہوئے اور پیدائش کے بعد مصر گئے۔ لڑکپن میں ایک دو معجزے دکھائے۔ اس کے بعد وہ غائب ہو جاتے ہیں۔ پھر یکایک تیس برس کی عمر میں بپتسمہ دینے اور پہاڑیوں اور دریاؤں کے کنارے ماہی گیروں کو وعظ کہتے نظر آتے ہیں۔ چند شاگرد پیدا ہوتے ہیں۔ یہودیوں سے چند مناظرے ہوتے ہیں۔ یہودی ان کو پکڑوا دیتے ہیں۔ رومی گورنر کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوتا ہے۔ اور سولی دیدی جاتی ہے۔ اور تیسرے دن ان کی قبر ان کی لاش سے خالی نظر آتی ہے۔ تیس برس اور کم از کم پچیس برس کا زمانہ کہاں گزرا۔ اور کیونکر گزرا دنیا اس سے ناواقف ہے اور رہے گی۔ ان تین آخری برسوں کے واقعات میں بھی کیا ہے چند معجزے اور چند مواعظ اور آخری سولی۔

سید صاحب کی مندرجۂ بالا سطور کسی مزید تشریح کی محتاج نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب نے مولویوں کے گمراہ کن عقیدہ سے تنگ آکر اس مضمون پر قلم اٹھایا ہے۔ کیا مولوی صاحبان حضرت عیسےٰؑ کے متعلق جو غلو کر رہے ہیں۔ سید صاحب کے محققانہ مضمون سے مستفید ہونے کی کوشش کرینگے؟

پھر تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"دوسرے بانیان مذاہب کی زندگی نمونۂ عمل نہیں بن سکتی"

حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم آج کی روٹی تک محدود تھی

حضرت عیسےٰؑ کی زندگی کا آئینہ انجیل ہے۔ انجیل میں اس ایک مسئلہ کے علاوہ کہ خدا حضرت عیسےٰؑ کا باپ تھا - ہم کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس دنیاوی زندگی میں اس مقدس باپ اور بیٹے میں کیا تعلقات اور روابط تھے - بیٹے کے اقرار سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ باپ کو بیٹے سے بڑی محبت تھی۔ مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ بیٹے کو باپ سے کس درجہ محبت تھی وہ کہانتک اپنے باپ کی اطاعت و فرمانبرداری میں مصروف تھا - وہ اس کے آگے شب و روز میں کبھی جھکتا بھی تھا - "آج کی روٹی" کے علاوہ کوئی اور چیز بھی اس نے کبھی مانگی - گرفتاری کی رات سے پہلے کوئی ایک رات بھی اس پر ایسی گزری جب وہ باپ کے حضور میں دعا مانگ رہا ہو - پھر ایسی سیرت سے ہم روحانی حیثیت سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اگر حضرت عیسےٰؑ کی سیرت میں خدا اور بندہ کے تعلقات واضح ہوتے تو ساڑھے تین سو برس کے بعد پہلے عیسائی بادشاہ کو تین سو عیسائی علماء کی مجلس نیقس میں اس کے فیصلہ کے لئے فراہم کرنی نہ پڑتی اور وہ اب تک ایک ناقابل راز نہ بنا رہتا۔"

ہندوستان کے مولویوں کے لئے اب صرف ایک ہی راستہ باقی ہے یا تو اپنے لغو عقائد سے باز آئیں اور یا سید سلیمان ندوی پر کفر کے فتوے کی تلوار چلانی شروع کر دیں - سید صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ مسیح کے ماں باپ اور بھائی بہنوں کے متعلق یوں ارشاد فرماتے ہیں:-

حضرت مسیح علیہ السلام کے ماں باپ بھائی بہن سب تھے

"حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ماں تھیں اور انجیل کے بیان میں ان کے بھائی بہن بھی تھے بلکہ مادی باپ بھی موجود تھے مگر ان کی زندگی کے واقعات ان عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ ان کا تعلق عمل - سلوک اور برتاؤ ظاہر نہیں کرتے حالانکہ ہمیشہ دنیا انہی سے آباد ہے - اور رہے گی - مذہب کا بڑا حصہ انہی کی متعلقہ ذمہ داریوں کے ادا کرنے کا نام ہے - حضرت عیسےٰؑ نے محکومی کی زندگی بسر کی - اس لئے ان کی سیرت تمام حاکمانہ فرائض کی مثالوں سے خالی ہے - وہ متاہل نہ تھے - اس لئے ان دو جوڑوں کے لئے جن کے درمیان تورات کے پہلے ہی باب نے ماں باپ سے زیادہ مضبوط رشتہ قائم کیا ہے حضرت عیسےٰؑ کی زندگی تقلید کا کوئی سامان نہیں رکھتی۔"

کیا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم ان مولویوں سے دریافت کریں - جنھوں نے حضرت مسیح موعود میرزا غلام احمد قادیانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی جماعت کے خلاف دو سو مولویوں کے دستخطوں سے کفر کا فتویٰ شائع کیا - سینکڑوں کتابیں لکھیں - لاکھوں انسانوں کو گمراہ کیا - محض اس بنا پر کہ میرزا صاحب نے انبیاء کی توہین کی ہے - بارہا زبانی اور تحریری سمجھایا گیا کہ مجدد اعظم کی پوری اسی کتب میں سے ایک کتاب میں بھی کسی ایک نبی کے متعلق توہین یا ہتک آمیز الفاظ نہیں - ہاں اگر حضرت مسیح علیہ السلام نے متعلق عیسائیوں کی بدزبانی سے تنگ آکر جو وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں آئے دن کرتے رہتے ہیں انہی کی مسلمہ کتاب انجیل سے اگر چند پورے کے پورے حوالے بغیر کسی حاشیہ آرائی کے شائع کر دیئے تو کونسا گناہ کیا اور ساتھ ہی حضرت مسیح موعود نے تحریر بھی فرما دیا تھا کہ ہمارا ہرگز یہ عقیدہ نہیں - ہم حضرت عیسےٰؑ کو مقدس نبی سمجھتے ہیں اور پھر جس کا میں ہمنام ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں اس کے متعلق ایسے خیالات کیسے رکھ سکتا ہوں - لیکن افسوس کہ ملاں آں باشد کہ چپ نشود - نہ ماننا تھا - اور آخر تک نہ مانے۔ (باقی صفحہ ۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم شنبہ ۲ ر جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ	نمبر ۵۵

برادران جماعت کے نام خطوط

چوتھا خط

کامل یکجہتی سے کام کرنے کی ضرورت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

اندرونی اختلافات کا نقصان

برادران مکرم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پچھلے خط میں میں نے آپکو اس طرف توجہ دلائی تھی ۔ کہ چھوٹے چھوٹے اندرونی اختلافات یا باہمی ذاتی جھگڑوں سے خدا کے دین کی نصرت اور تائید کے کام میں ہمیں سست نہ ہونا چاہیئے ۔ فی الحقیقت یہ سستی اس وقت شروع ہوتی ہے جب انسان کے دل سے خدا کے کام کی اہمیت کا احساس اٹھ جاتا ہے ۔ خواہ وہ اپنے دل کو تسلی دینے کے لیئے سو عذر بنالے اور وہ اپنے ذاتی جھگڑوں یا ذاتی رائے کو حد سے زیادہ وقعت دیکر انہی چیزوں کو اپنا معبود بنا لیتا ہے ۔ اور خدا کے دین کی تائید کے کام میں اس کی اپنی خواہشات ایک دیوار بن کر حائل ہوجاتی ہیں

قادیان سے علیحدگی کی وجہ

ہم قادیان سے کبھی الگ نہ ہوتے اگر خاتم النبیینؐ کے بعد ایک نبوت کے قایم کرنے اور چالیس کروڑ کلمہ گو مسلمانوں کو کافر قرار دینے کا فیصلہ نہ کرلیا جاتا ۔ اور اس پر بھی ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ تکفیر کے مسئلہ میں ہمیں آزادی رائے دی جائے ۔ تاکہ ہم ساری جماعت کے سامنے اپنے خیالات کو رکھ سکیں جسے یہ کہکر رد کردیا گیا کہ خلیفہ کی رائے کے خلاف کسی رائے کا اظہار نہیں کیا جا سکتا ۔ پھر وہاں سے علیحدگی کے بعد ہمارا نصب العین وہی رہا جو حضرت مسیح موعود نے ہمارے سامنے رکھا تھا ۔ بلکہ پہلے سے دوچند قوت کے ساتھ ہم نے اس کام کو لاہور میں شروع کیا ۔ جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود نے رکھی تھی اور چند بکھرے ہوئے دانوں نے ایک سلک میں منسلک ہوکر اور سارے کام کی ازسرنو بنیاد رکھکر اسے اس قدر ترقی دی کہ آج اس عمارت کے بلند مینار دور دور کے ملکوں سے نظر آرہے ہیں ۔ اور ہماری چھوٹی سی جماعت جو تعداد کے لحاظ سے کسی شمار میں آنے کے قابل نہیں اپنے کام کے لحاظ سے ایک عظیم الشان قوم نظر آتی ہے ۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ اختلاف نہ ہوتا تو حضرت مسیح موعود کی صحیح تعلیم دنیا سے اسی طرح مفقود ہوگئی ہوتی جس طرح مسیح اول کی صحیح تعلیم دنیا سے نابود ہوگئی ۔

کامل یکجہتی سے کام کرنے کی ضرورت

اس خط میں میں آپ کو صرف اس کام کی اہمیت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو اس وقت تک ہوچکا ہے اور جو اس وقت ہم کررہے ہیں ۔ تاکہ ہمارے احباب میں جہاں کہیں ذاتی رنجشیں ہیں اور وہ انہیں دور نہیں کرسکتے تو کم سے کم انہیں اپنے صحیح مرتبہ اور مقام پر رکھیں ۔ بہتر تو یہی ہے کہ ان چھوٹی چھوٹی رنجشوں کو جن کی بنیاد اگر دیکھا جائے تو سوائے خواہشات کی پیروی کے کچھ بھی نہیں دور کرکے کامل یکجہتی سے ہم تھوڑے سے احباب کام میں لگ جائیں ۔ لیکن اگر کوئی رنجش دور نہیں ہوسکتی تو پھر بھی اسے حد سے زیادہ وقعت نہ دی جائے ۔ غور کرکے دیکھئے کہ ہماری چھوٹی سی جماعت کو مٹانے کے لئے پہلے تو قادیان سے ہی کتنا زور خرچ ہوا ۔ حالانکہ اگر وہ کچھ بھی دانشمندی سے کام لیتے تو وہ دیکھ سکتے تھے کہ ہم بھی حضرت مسیح موعود کا ساتھ دینے کے لئے لوگوں کو بلا رہے ہیں ۔ پھر ہم نے فساد سے بچنے کیلئے بنے بنائے سلسلہ اور اس کے تمام کاروبار کو اسی طرح چھوڑ کر ازسرنو اس کام کی بنیاد لاہور میں رکھی ۔ اس کے بعد اپنے مسلمان بھائیوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھو تو ان کی قوت عیسائیت اور آریہ سماج کی تردید پر اس کا دسواں حصہ بھی صرف نہیں ہوتی جس قدر جماعت احمدیہ کو مٹانے پر صرف ہوتی ہے ۔ حالانکہ انہیں نظر بھی آتا ہے کہ جماعت احمدیہ جو کام کر رہی ہے وہ کام حفاظت واشاعت اسلام کا ہی ہے ۔ اگر فروعی امور میں کوئی اختلاف ہے تو کام کی اہمیت کے سامنے اسے نظر انداز کیا جائے ۔ اس سے اور آگے چلیئے ۔ تو خود اسلام کو مٹانے کے لئے کس قدر دنیا تلی ہوئی ہے ۔ تو ان مٹا دینے والی طاقتوں کے بالمقابل کس قدر ضرورت ہے کہ ہم کامل یکجہتی سے کام کریں ۔

ہمارے کام کی اہمیت و عظمت

دوسری طرف یہ امر سوچنے کے قابل ہے کہ کس قدر عظیم الشان کام ہوچکا ہے ۔ اور کس قدر بلند عمارت بن چکی ہے اور کن ہاتھوں نے اس کام کی بنیاد رکھی ہے ۔ اصل کام حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت اور اشاعت کا کام ہے ۔ جس کی بنیاد اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک مامور کے ذریعے سے رکھی ۔ وہ سطحی نظر کے لوگ ہیں

جو یہ سمجھتے ہیں کہ مہدویت کے مدعی تو بہت پیدا ہوئے اور خود ہی نابود ہوگئے ۔ اسی طرح یہ سلسلہ بھی مٹ جائے گا ۔ اور ایک لمحہ کے لیئے یہ نہیں سوچتے کہ اگر انہی کا قیاس درست ہو تو اس سلسلہ کے مٹ جانے سے اسلام کی خدمت کی کس قدر بلند عمارت گر جائے گی ۔ تو کیا وہ دن مسلمان قوم کے لیئے خوشی کا دن ہوگا یا ماتم کا ؟ اور نہ یہ سوچتے ہیں کہ مٹنے والوں اور دنیا میں قایم رہنے والوں میں اللہ تعالےٰ نے تو ایک بین فرق بتا دیا ہے ۔

فاما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ۔ (ترجمہ) جھاگ تو رائگاں جاتی ہے اور جو چیز لوگوں کو نفع پہنچاتی ہے وہ زمین میں رہ جاتی ہے ۔

اور اس کے ساتھ ہی فرمایا کذالک یضرب اللہ الحق والباطل ۔ یہ اللہ تعالیٰ حق و باطل کی مثال بیان کر رہا ہے ۔ اگر حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ بھی مہدویت کے دعویداروں کی طرح دعویٰ ہی دعویٰ ہوتا ۔ تو ممکن تھا یہ مٹ جاتا ۔ مگر یہ دعویٰ ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ ایک عظیم الشان علمی دلائل کا ذخیرہ ہے ۔ ہر ایک مذہب پر اتمام حجت ہے ۔ جس قدر زیادہ کوئی مذہب اسلام کے مقابلہ پر آیا اسی قدر زیادہ اس پر اتمام حجت بھی کیا ۔ عیسائیت نے اپنی پوری قوت اسلام کے مٹانے کے لئے صرف کر رکھی تھی آپ نے بھی سب سے زیادہ اس مذہب کی طرف توجہ کی اور ایسے زبردست حربے اس کے خلاف استعمال کئے کہ پادری صاحبان نے یہ اصول بنا لیا کہ کسی احمدی کے ساتھ بحث نہیں کرینگے اور آپ کی توجہ سے ہی اسلام کا روحانی علم عیسائیت کے مرکزوں میں لہرانے لگا ۔ اور یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی گئی ۔ ہندو مذہب کی نئی شاخ آریہ سماج نے اسلام کے خلاف خصوصیت سے زور لگایا ۔ تو آپ نے اس کے عقائد کی بھی دھجیاں بکھیریں ۔ اور کوئی مذہب نہیں جس پر اتمام حجت نہیں کیا ۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قرآن کریم کے ایسے محاسن اور خوبیاں بیان کیں کہ دل خود اس کی طرف کھنچنے لگے ۔ اسلام کی تعلیم کو ایسے پاکیزہ رنگ میں بیان کیا کہ اس کی خوبیوں کے سامنے سب کے سر جھک گئے ۔ جس کا ایک سرسری سا نظارہ ۱۸۹۶ء کے جلسہ مہوتسو میں لوگوں نے دیکھ لیا ۔

مہدویت کے غلطی خوردہ مدعی

بہتیرے مہدویت کے دعوے نسیاً منسیاً ہوگئے اور بہتیرے اور مہدویت کے مدعی خود ہماری جماعت میں پیدا ہورہے ہیں جن کو اتفاق سے ایک آدھی خواب آجاتی ہے یا چند سطریں لکھ لیتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ایک خواب یا چار سطروں کے سامنے دنیا سرنگوں ہوجائے گی ۔ وہ یا تو اس قدر جاہل اور سنت اللہ سے ناواقف ہوتے ہیں کہ خود اس غلطی میں پڑ جاتے ہیں کہ ہم چند دنوں میں دنیا کو فتح کرلیں گے یا اس قدر چالاک ہیں کہ بعض جہلا کو اس ذریعہ سے اپنا شکار بنا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتے ہیں اور حضرت مسیح موعود کے نور کو وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں مگر یہ چراغ جسے خدا نے روشن کیا ہے اب بجھ نہیں سکتا ۔

حضرت مرزا صاحب کی قبولیت کی وجہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی قبولیت ان کے دعویٰ مہدویت یا مسیحیت کی وجہ سے ہے حالانکہ حق یہ ہے کہ آپ کی قبولیت ان علوم کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالےٰ نے

نے آپ کے سینے میں بھر دیئے۔ دعویٰ تو درحقیقت ایک روک ہے اور یہ مصلحت الٰہی کا تقاضا تھا تاکہ بعض ان باتوں سے اسلام کی تعلیم پاک ہو جاتی جو لوگوں نے غلط طور پر اس کی طرف منسوب کر رکھی تھیں۔ اور اسلام کی ترقی کے رستے میں روک تھیں پھر آپ نے دنیا کو یہ علوم ہی نہیں دیئے بلکہ اگر ایک طرف یہ دعویٰ کیا کہ میں وہ مسیح ہوں جس کے ذریعے دین اسلام دنیا میں غالب ہوگا۔ تو دوسری طرف اسی غلبۂ دینی کی بنیاد بھی اپنے ہاتھ سے رکھدی پھر بنیاد تو انسان کا ہاتھ رکھ سکتا ہے مگر اس کے لئے سامان تکمیل خدا کی نصرت کے سوا نہیں ملتے۔ اگر وہ کام عظیم الشان ہے جس کی بنیاد رکھی گئی تو اس پر ایک بڑی بھاری عمارت بھی کھڑی ہو چکی ہے۔

یہ عمارت کس طرح تعمیر ہوئی؟

اس عمارت پر آج تک سینکڑوں بڑے بڑے آدمیوں کی زندگیاں صرف ہوئیں۔ لاکھوں سے گزر کر کروڑوں تک وہ روپیہ پہنچا ہے جو اس عمارت پر خرچ ہو چکا ہے وہ لوگ جو دنیا میں کام کرتے تو دنیوی مراتب کی بلند سے بلند چوٹیوں پر پہنچ جاتے انہوں نے اپنی زندگیاں اس کے لئے وقف کیں۔ کئی بزرگ اس جماعت میں ایسے موجود ہیں جن کا لاکھ لاکھ سے زیادہ روپیہ اس تعمیر پر صرف ہوا۔ اور ان کی کوئی گنتی ہی نہیں جنھوں نے اپنا پیٹ کاٹ کر یا اپنے بال بچوں کو تکلیف میں رکھ کر یا اثاثہ بیچ کر اس تعمیر پر روپیہ صرف کیا وہ آہیں جو خدا کے دین کی ترقی کے لئے دلوں سے اٹھ چکی ہیں اگر ان کا کوئی ریکارڈ ہو اور خدا کے ہاں یقیناً ہے تو رات کی سنسان خاموشی ایک شور عظیم سے بھری ہوئی نظر آئے۔ وہ آنسو جو اس درد میں بہہ چکے ہیں اگر اکٹھے ہوں تو ایک نہر بہہ نکلے۔ کیا اس قدر محنت سے تیار ہوئی ہوئی عمارت چند ذاتی خواہشات کی وجہ سے برباد کر دی جائے گی؟

اپنی تعمیر کی ہوئی عمارت کو نہ گراؤ!

خدائی نور سے منور ہاتھ اس کی بنیاد رکھنے والے اعلیٰ درجہ کی خداداد طاقتوں والے معمار اس عمارت کو بنانے والے۔ رضائے الٰہی کے لئے اور پورے اخلاص سے کام کرنے والے مزدور اس میں مدد دینے والے۔ اور آج جب یہ بنا یہاں تک بلند ہو گیا کہ ہزاروں میلوں پر اس کی روشنی پہنچنے لگی تو اس سے بڑھ کر احمق کون ہوگا جو اپنے بھائی کے ساتھ ذرا سے رنج اور کدورت پر اس عمارت کو بنانے کے بجائے اس کو گرانے میں مصروف ہو جائے۔ گرانے میں اس لئے کہتا ہوں کہ گو وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ اس عمارت کو گرا رہا ہے مگر درحقیقت اس کی سستی یا اس کی علیحدگی یا اس کا جھگڑا اس عمارت کو گرانے کے ہی مرادف ہے۔ لا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔ باہمی جھگڑوں میں مصروف ہو جانے سے کبھی قومی قوت باقی نہیں رہتی۔ آپ ہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اس عمارت کو بنایا ہے۔ جن کی قوت اور طاقت اس عمارت کے بنانے پر خرچ ہوئی ہے جن کے روپے سے یہ سب کام ہوا ہے۔ کیا آپ ہی اپنے ہاتھوں سے اسے گرائیں گے؟ لا تکونوا کالتی نقضت غزلھا من بعد قوۃ انکاثا۔ اس دیا کل عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جو خود کات کر پھر خود ہی اس سوت کو ٹکڑے کر دیتی ہے۔

خوب یاد رکھو کہ یہ عظیم الشان عمارت جس کی بنیاد خدا کے مامور کے ہاتھوں نے رکھی اور جس کی تعمیر میں آج ۵۰ سال سے ایک قوم کی قوم اپنی جانوں اور اپنی قوتوں اور اپنے مالوں سے لگی ہوئی ہے۔ یہ کوئی معمولی سی چیز نہیں جس کو آج گرا کر کل کو پھر بنا سکو۔ اس لئے اگر کچھ کر سکتے ہو تو اپنی ہمت اور طاقت کو اس کام کو قوت دینے پر لگاؤ۔ تاکہ جب اپنے مولیٰ سے ملنے کا وقت آئے تو تم اس سے خوش ہو اور وہ تم سے خوش ہو۔ اور جس طرح اکٹھے ہو کر محض خدا کی رضا کے لئے اس کام کو شروع کیا اسی طرح اکٹھے رہ کر اس کی تکمیل میں مصروف ہو۔ اور محض اللہ کی رضا مطلوب ہو۔ ہوا تو سب کچھ اللہ کے فضل سے ہے۔ مگر آخر تمہاری ہی طاقت۔ تمہارا ہی مال اس پر صرف ہوا ہے۔ اپنی چیز کو اپنے ہاتھوں سے برباد نہ کرو۔

جلسہ سالانہ کی تاریخیں

گذشتہ دو اشاعتوں میں جلسہ سالانہ کی تاریخوں کے متعلق ایک اعلان شائع کیا گیا تھا۔ جو امید ہے قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا ہوگا اس میں احباب اور بیرونی جماعتوں سے آرا طلب کی گئی تھیں امسال رمضان شریف ۱۹ دسمبر سے شروع ہو جائیگا جلسہ سالانہ کی تاریخیں بالعموم ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ دسمبر ہوتی ہیں فیصلہ طلب امر یہ ہے کہ جلسہ حسب معمول انہیں تاریخوں میں منعقد کیا جائے یا اس کے لئے ایسٹر وغیرہ کی تعطیلات موزوں ہونگی دفتر سیکرٹری صاحب سے معلوم ہوا ہے کہ بہت کم احباب اور جماعتوں نے اس ضروری معاملہ کے متعلق اپنی آرا بھیجی ہیں اس بارہ میں تاخیر مناسب نہیں اس لئے یاد دہانی کرائی جاتی ہے اس معاملہ کا جلد از جلد فیصلہ ہو جانا ضروری ہے تاکہ اگر ایام گرمیوں ہی میں جلسہ انعقاد فرمایا یا تو انتظامات اور پروپیگنڈا کے لئے کافی وقت مل سکے۔

قبول احمدیت نمبر

قبول احمدیت نمبر کی تجویز سے تو احباب آگاہ ہو چکے ہیں یہ ایک ایسا کام ہے جو بزرگوں کی قلمی اعانت کے بغیر پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ متعدد بزرگان سلسلہ کی خدمت میں مضامین کے لئے خطوط لکھے ہیں ان کی خدمت میں خصوصیت سے یاد دہانی عرض ہے۔ مضامین جہاں تک ممکن ہو جلد ارسال فرمائے جائیں۔ اگر کسی بزرگ کی خدمت میں خط نہ پہنچا ہو تو وہ اس کو ایک معمولی قصور فرمائیں اور ان سطور کو ہی خط کا قائم مقام تصور فرما کر مضامین ارسال فرمائیں جن بزرگوں کے پاس زیادہ وقت نہ ہو یا جن کو مضمون نگاری کی مشق نہ ہو تو وہ صرف واقعات لکھ کر بھیج دیں۔ ان کو مناسب طریق پر ترتیب دے لیا جائیگا۔ مجھے امید ہے کہ قبول احمدیت نمبر کے مقدس مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اس درخواست پر جلد از جلد توجہ فرمائی جائے گی۔

جرمن ترجمۃ القرآن

اشاعت گذشتہ میں قارئین کرام نے یہ دل خوش کن ملاحظہ فرمائی ہوگی کہ حضرت مولانا صدر الدین صاحب قبلہ جناب ڈاکٹر منصور صاحب کی معیت میں قرآن کریم کا جرمن زبان میں جو ترجمہ کر رہے ہیں خدا کے فضل و کرم سے وہ پچیس پارہ تک مکمل ہو گیا الحمد للہ۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاضل مترجموں کو سلامت رکھے اور ان کی ہمت میں برکت دے اور وہ اس اہم کام کو جلد پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

جرمن مشن اور برلن مسجد ہماری قوم کی بہترین مالی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ اس کے نتائج بھی نہ صرف جماعت احمدیہ بلکہ تمام عالم اسلامی کے لئے قابل فخر ہیں لیکن ہمارے مقاصد اور توقعات بہت بلند ہیں ہم اس مشن کے ذریعے ایک ایسا منظم تبلیغی نظام قائم کرنا چاہتے ہیں جو کم از کم تمام وسط یورپ پر حاوی ہو۔ ہم اس کے ذریعہ دنیا کی اس تمام آبادی تک پیغام اسلام پہنچانا ہے جو جرمن زبان بولتی یا سمجھتی ہے۔ اس کام کے لئے ہمیں جرمن ترجمۃ القرآن کی اشد ضرورت ہے خدا کرے یہ ضرورت جلد پوری ہو جائے۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ آپ انشاء اللہ ستمبر کے آخری ہفتہ میں لاہور تشریف لے آئیں گے۔

— ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ بھی بخیریت ہیں۔ قبول احمدیت نمبر کے لئے ممدوح کا مضمون موصول ہو چکا ہے آپ انشاء اللہ تعالیٰ اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں لاہور آ جائیں گے

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب ۲۰ ستمبر کو سیالکوٹ تشریف لے گئے ہیں۔ غالباً دس پندرہ روز وہاں قیام فرمائیں گے۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ ۲۰ ستمبر کو سالی (کوہ مری) سے لاہور تشریف لے آئے۔

— جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب جنرل سکرٹری انجمن کچھ دنوں کے لئے لاہور سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

— جلسہ سالانہ کی تاریخوں کے متعلق آرا دریافت کی گئی تھیں۔ ابھی تک بہت کم احباب نے آرا بھیجی ہیں باقی اصحاب جلد توجہ فرمائیں۔

— جناب ڈاکٹر نبی بخش صاحب کو اب افاقہ ہے صرف کمزوری باقی ہے جن احباب نے دوران علالت میں بذریعہ ملاقات یا خطوط ڈاکٹر صاحب ممدوح کی عیادت فرمائی وہ ان تمام اصحاب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

— قاضی عبد الرحمٰن صاحب علی پور عرصہ سے علیل چلے آتے ہیں

— اخویم طیب الرحمٰن صاحب (بنگال) بھی بیمار ہیں۔

— اخویم محمد حسن صاحب (ریاست بہاولپور) بے روزگار ہیں۔ بعض دوسری مشکلات بھی ہیں۔ قارئین کرام ان تمام دوستوں کے لئے دعا کریں۔

(بقیہ صفحہ ۲)

اب آئے دن "اہلحدیث" جیسے مخالف اخبار میں بھی حضرت مسیح کے متعلق وہی حوالے بلکہ ان سے بھی زیادہ پادریوں کے خلاف شائع کئے جاتے ہیں۔ جو مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب انجام آتھم میں درج کئے تھے۔ لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب کے حواری پڑھ کر خوش ہو رہے ہیں کہ واہ واہ مولانا نے کیا معقول جواب دیا ہے۔ اسی اہل حدیث کے دوسرے صفحے

کے ختم ہونے پر انشاء اللہ لکھونگا اور آپ نے یہ وعدہ کیا ہوا ہے کہ اس کے جواب کو اخبار میں جگہ دیں گے سردست اس خاتی معاملہ کی نسبت جو آپنے ۱۱ مئی کے اخبار میں لکھا ہے آپ کی غلط فہمی کو دور کرنیکی اجازت چاہتا ہوں اور چونکہ یہ معاملہ کسی مسئلہ سے نہیں بلکہ میری ذات سے تعلق رکھتا ہے اسلئے امید ہے کہ ان چند سطور کو قریب ترین اشاعت میں جگہ دیکر ممنون فرمائینگے آپنے لکھا ہے۔

یہاں سید صاحب کا وہ بیان نقل کیا گیا ہے جو اوپر درج ہو چکا ہے اور پھر اس کے جواب میں حضرت امیر ایدہ اللہ لکھتے ہیں کہ۔

امر واقعہ یوں ہے کہ ایک مجمع میں نماز مغرب کا وقت آگیا اور آپ نے اکیلے نماز شروع کر دی تب ایک بزرگ نے آپ کو روکا اور کہا کہ اکیلے نماز مت پڑھیں اور نماز پڑھنے والے ہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں چنانچہ آپ نے سلام پھیر دیا تو میں نے کہا کہ آپ امامت کرائیں مگر آپ کے پیچھے نماز پڑھ لینگے مگر آپ پیچھے ہٹ گئے اور فرمایا میری موجودگی میں آپ آگے نہ ہونگے اور اس کے ساتھ ہی کوئی بات مذاقیہ آپ نے فرمائی جس کا جواب اسی طرح میں نے مذاقیہ ہی یہ دیا کہ بہتیرے لوگ نماز نہیں پڑھتے (اسی مجلس میں ایسے لوگ بھی موجود تھے) ہماری ایک نماز نہ ہوئی تو کیا ہوا

آپ نے اسوقت اس بات کو قطعاً اس رنگ میں نہیں لیا جیسا کہ اب اخبار میں تحریر فرمایا ہے بلکہ میری اس بات کے باوجود آپنے خود مجھے آگے کیا اور میرے پیچھے نماز ادا کی اور بحث تو ایک طرف رہی اشارتاً بھی نہ اس وقت نہ بعد میں (حالانکہ دیر تک مجلس قائم رہی) یہ نہ فرمایا کہ آپ کو میرے یہ الفاظ ناگوار گذرے ہیں بلکہ ان الفاظ کے بعد ہی نماز میرے پیچھے ادا کر کے خود بتایا کہ آپنے ان الفاظ کا قطعاً وہ مفہوم نہیں لیا جو اب لے رہے ہیں۔

میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میرے الفاظ کا ہرگز وہ منشاء نہ تھا جو آپنے اپنے اخبار میں پیش کیا ہے بلکہ آپ کی مذاقیہ بات کے جواب میں میں نے بھی مذاقیہ طور پر ہی وہ لفظ کہے تھے ہاں اگر آپکو دھوکا بھی دے لوں تو اپنی جماعت کو دھوکا نہیں دے سکتا اور آپ کا یہ خیال غلط ہے کہ ہم لوگ صرف منہ سے یہ کہتے ہیں کہ ہم اس شخص کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کو کافر کہتا ہو اور فی الواقعہ ایسا نہیں کرتے یہ ہماری جماعت کا مسلمہ فیصلہ ہے اور دوسرے بہت سے دوستوں کے علاوہ میں نے خود ایسا کیا ہے اور اگر آپ خود پسند کریں تو جب چاہیں لاہور میں ایک اجتماع کسی نماز کے وقت کریں میں بھی اپنی جماعت کے ساتھ اس اجتماع میں شامل ہونگا اور جو شخص اس مجمع میں سے اعلان کر دے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو مسلمان سمجھتا ہے کافر نہیں کہتا اور کسی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتا میں اپنی ساری جماعت کے ساتھ اسکے پیچھے نماز ادا کر دونگا اور یہ بھی دریافت نہ کرونگا کہ وہ اہل سنت میں سے ہے یا اہل تشیع میں سے مقلد ہے یا غیر مقلد حنفی ہے یا شافعی یا حنبلی آمین کس طرح کہتا ہے ہاتھ کہاں باندھتا ہے یا کھلے ہی چھوڑتا ہے۔

اگر آپ اس طریق فیصلہ پر راضی ہیں تو صرف ایک لاہور نہیں پنجاب کے ہر بڑے شہر میں آپ میرے ساتھ چلیں اور اسی طرح اپنی جماعت کیساتھ غیر مکفر کے پیچھے نماز پڑھنے کا عملی ثبوت دینے کے لئے تیار ہوں۔ والسلام خاکسار محمد علی

جماعت احمدیہ لاہور کا عام مسلمانوں پر احسان

فرمائیے اس سے بڑھکر صفائی کس طرح ہو سکتی ہے اور اس کھلے فیصلہ کے خلاف یہ کہنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کا عام مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا

(ضمیمہ ب)

اور مخالفین مسیح موعودؑ کا یہ وہم کہ ظلی و بروزی یا غیر تشریعی نبوت بھی نبوت ہی کی قسمیں ہیں اور کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ان الفاظ کے پردہ میں درحقیقت اصلی و حقیقی نبوت ہی کا دعویٰ کیا تھا، سراسر غلط اور خود حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کے قطعاً خلاف ہے۔ تریاق القلوب میں یہ صاف اور کھلا ارشاد موجود ہے کہ:۔

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

یہ اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ آپکے نزدیک نبی صرف صاحب الشریعت اور احکام جدیدہ لانیوالے ہی کو کہا جاتا ہے اور صاحب الشریعت کے ماسوا ملہم اور محدث ہی ہو سکتے ہیں۔ صرف تریاق القلوب ہی میں نہیں بعد کی کتابوں میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنا یہی خیال اور یہی عقیدہ ظاہر کیا۔ چنانچہ مواہب الرحمٰن میں فرمایا:۔

"خدا را مکالمات ۔۔۔۔۔ و مخاطبات است با دلیائے خود دریں امت و ایشاں را رنگ انبیاء دادہ مے شود و ایشاں در حقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ است" (مواہب الرحمٰن صفحہ ۶۶)

کیا کوئی صاحب فہم انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ ان الفاظ میں حضرت مسیح موعودؑ نے اصلی و حقیقی نبیوں کے آنے کی کوئی گنجائش باقی رکھی ہے۔ صاف لکھا ہے کہ اولیاء اللہ کے ساتھ مکالمات بھی ہوتے ہیں انہیں رنگ انبیاء بھی دیا جاتا ہے لیکن وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے کیونکہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ صرف شریعت لانیوالے کو ہی نبی سمجھتے ہیں ورنہ یہ فقرہ صحیح نہیں ہو سکتا کہ چونکہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال تک پہنچا دیا اس لئے اولیاء اللہ درحقیقت نبی نہیں۔

مسیح موعودؑ کی نبوت

پس شرعی اور غیر شرعی نبوت کی تقسیم محض فرضی ہے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ نبوت، شریعت یا احکام جدیدہ ہی کا دوسرا نام ہے۔ اور غیر تشریعی نبوت نبوت کی کوئی قسم نہیں بلکہ صرف لغوی مفہوم کے لحاظ سے مجازاً نبوت کا لفظ اس پر بولا جاتا ہے جیسا کہ آپ کے ان الفاظ سے ظاہر ہے:۔

"ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کے متعلق نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنیوالا یا معارف پوشیدہ بتانے والا"

پھر فرمایا:۔ "اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ حقائق اور معارف بیان کرنا۔ سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے" (خط مندرجہ اخبار الحکم مؤرخہ ۔ اگست ۱۸۹۹ء)

اس لئے جہاں جہاں آپ کی کسی تحریر یا کلام میں نبی اور رسول کا لفظ آئے گا اس کو اسی تشریح کے ماتحت سمجھا جائے گا۔ اور نبوت حقیقی اس سے مراد لینا ہرگز جائز نہ ہوگا۔ خواہ وہاں غیر تشریعی نبی کے الفاظ ہوں یا ظلی و بروزی اور اُمتی نبی کے یا بغیر کسی تشریح کے نبی کا لفظ آیا ہو اس کا مفہوم

مندرجہ بالا تشریح سے تجاوز نہ ہوگا جس کو دوسرے لفظوں میں حدیث نبوی کے ماتحت محدثیت کہا جا سکتا ہے۔

نبی اور رسول ہونیکا دعویٰ

اسی مفہوم کو پیش نظر رکھ کر اگر ان حوالجات کو دیکھا جائے جو سید صاحب نے پیش کئے ہیں تو بات آسان ہو جاتی ہے سب سے پہلا حوالہ جو پیش کیا گیا ہے وہ بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء کا ہے جس میں سے پہلے تو صرف یہ فقرہ نقل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے کہ "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں" اور پھر آگے چل کر حوالجات کا نمبر بڑھانے کیلئے سیاق و سباق عبارت کے ساتھ یوں نقل کیا گیا ہے

"ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان میں ڈرنا نہیں چاہیئے۔ اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں ..... ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں دراصل یہ نزاع لفظی ہے۔ خدائے تعالیٰ جس کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں"

پھر لکھا ہے "اسی ڈائری میں آگے چل کر آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اسی لئے ہم نبی ہیں۔ امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفا نہ رکھنا چاہیئے"

ان تمام عبارات میں جس نبوت کا ذکر ہے اس کو ایک ہی فقرہ میں صاف کر دیا ہے:۔

"ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو"

اوپر ہم ثابت کر آئے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جو شریعت یا کتاب لیکر آئے۔ اس کے علاوہ محدث اور مکلم من اللہ کو صرف لغوی معنوں میں مجازاً نبی کہہ سکتے ہیں۔ ایسا ہی نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ منقولہ بالا عبارات میں ہے جس کو یہ کہکر اور زیادہ صاف کر دیا کہ "دراصل یہ نزاع لفظی ہے" یعنی ان الفاظ کا مفہوم وہی ہے جو عام مسلمانوں میں کثرت مکالمہ و مخاطبہ یا محدثیت کا مفہوم ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اسے مجازاً لغوی معنوں میں نبوت کے نام سے پکارتے ہیں صرف الفاظ کا اختلاف ہے مفہوم ایک ہی ہے

اولیاء اللہ جیسی نبوت

دوسرا حوالہ بدر ۱۹۔ اپریل ۱۹۰۸ء کا ہے جس کے حسب ذیل الفاظ نقل کئے گئے ہیں:۔

"ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو تورات میں مذکور ہیں۔ میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو"

اس عبارت میں جلی کردہ الفاظ خود اس کے مفہوم کو ظاہر کر رہے ہیں۔ اور بتا رہے ہیں کہ آپ کی نبوت ویسی ہی ہے جیسی قبل ازیں اولیائے امت کو ملتی رہی اور لوگ انہیں سچے مانتے ہیں۔ یہی بات آپ نے قریباً ایک مہینہ بعد یعنی اپنی وفات سے بیس گھنٹے پہلے ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کو ایک سرحدی کے جواب میں فرمائی جس کا ذکر ۱۰۔ جون ۱۹۰۸ء کے بدر میں حاشیہ پر حسب ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے:۔

"جس شخص پر پیشگوئی کے طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی بات کا اظہار بکثرت ہو اسے نبی کہا جاتا ہے خدا کا وجود خدا کے نشانوں کے ساتھ پہچانا جاتا ہے اسی لئے اولیاء اللہ بھیجے جاتے ہیں مثنوی میں لکھا ہے آں نبی وقت باشد اے مرید محی الدین ابن عربی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے حضرت مجدد نے بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے پس کیا سب کو کافر کہو گے

۳ یاد رکھو کہ یہ سلسلہ نبوت قیامت تک جاری رہیگا"

علیحدگی نماز کی وجہ

اس لئے یہ کتنا غلط ہے کہ عام مسلمانوں کے پیچھے ہمارا نماز نہ پڑھنا اس بات کی علامت ہے کہ ہم انہیں کافر سمجھتے ہیں چہ جائیکہ اس کو اس بات کی دلیل ٹھیرایا جا سکے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ نبی ہونے کا تھا ہم تو علی الاعلان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے محض نہ ماننے کیوجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا اور یہ ہم ہی نہیں کہتے خود حضرت مسیح موعودؑ نے یہی لکھا ہے کہ

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" (تریاق القلوب صفحہ ۱۳۰)

اور اس عبارت پر مزید تشریح کے لئے یہ حاشیہ دیا ہے:۔

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کا انکار کرنے والے کو کافر کہنا صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں انکے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"

اس عبارت میں حضرت مسیح موعودؑ نے نہ صرف مسئلہ کفر و اسلام بلکہ مسئلہ نبوت کو بھی صاف کر دیا اور بتا دیا کہ باوجود اس بلند شان رکھنے کے جو آپ کو جناب الٰہی میں حاصل ہے اور باوجود اس خلعت مکالمہ الٰہیہ کے جس سے آپ سرفراز ہیں آپ محض ملہم اور محدث ہونے کا ہی دعویٰ رکھتے ہیں نبی ہونے کا دعویٰ نہیں رکھتے اور اس لئے آپ کا محض انکار موجب کفر نہیں اور نہ ہمارا عام مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا تکفیر کی علامت ہے ایسا ہوتا تو کم از کم قادیانی جماعت کے پیچھے ہم نماز پڑھ لیتے کیونکہ وہ تو بہرحال حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی مانتے ہیں لیکن ہم ان کے پیچھے بھی نماز اس وجہ سے نہیں پڑھتے کہ وہ تمام کلمہ گوؤں کو محض اس خیال سے کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کی بیعت میں شامل نہیں کافر قرار دیتے ہیں اس لئے عام مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کیوجہ یہ نہیں کہ ہم انہیں کافر سمجھتے ہیں بلکہ اس کیوجہ وہ تکفیر ہے جو عام مسلمانوں کی طرف سے کسی کلمہ گو اور بالخصوص حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ کی روا رکھی جاتی ہے۔ اگر آج ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو مکفر مولویوں سے بیزاری کا اعلان کریں اور حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت اور تمام کلمہ گوؤں کو مسلمان قرار دیں تو ہم ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔

ایک ذاتی واقعہ

لیکن اس کی تکذیب کرتے ہوئے سید حبیب نے اپنا ایک ذاتی واقعہ لکھا ہے کہ:۔

"میں نے تین مختلف مواقع پر مولوی صاحب (حضرت امیر ایدہ اللہ) کے پیچھے نماز ادا کی لیکن ایک دفعہ جب یہ بحث چھڑی تو مولوی صاحب نے کہا کہ ہم تو سید صاحب (حبیب) کے پیچھے نماز پڑھنے پر تیار ہیں لیکن پھر خود ہی فرمایا کہ ہم سمجھ لیتے ہیں کہ ایک نماز نہیں ہوئی اس فقرہ نے وہ کام کیا جو ہزار دلیلیں اور لاکھوں تحریریں نہ کر سکتیں میری آنکھوں کے سامنے سے ایک پردہ ہٹ گیا میں نے تینوں نمازیں دوہرائیں اور توبہ کی اس واقعہ سے مقصود صرف اس بات کا اظہار ہے کہ جماعت لاہور بھی مرزا صاحب کو نبی مانتی ہے لیکن شاید کمتر درجہ دیتی ہے"

سید صاحب کے اس بیان کے جواب میں حضرت امیر ایدہ اللہ نے لاہور سے ایک چٹھی انہیں لکھی جو ۲۱ جولائی ۱۹۳۳ء کے "سیاست" میں چھپ چکی ہے۔ اس کا یہاں نقل کر دینا کافی ہوگا وھو ہذا:۔

"مکرمی و معظمی سید صاحب السلام علیکم آپ جو سلسلہ مضامین تحریک قادیان کے عنوان سے لکھ رہے ہیں اس کا جواب اس سلسلہ

ہر چند ان لوگوں کو سمجھایا گیا کہ مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا یا کسی کی نماز میں خلل ڈالنا طریق اسلامی کے خلاف ہے۔ لیکن انہیں یہ گوارا ہی نہیں کہ کوئی احمدی بھی کسی مسجد میں آرام اور اطمینان سے نماز پڑھ سکے۔ یہ سچ ہے کہ قادیانی جماعت کے لوگ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور اسی بنا پر دوسرے مسلمانوں کی تکفیر بھی کرتے ہیں۔ لیکن اس اعتقاد کی وجہ سے کیا ایسی مسجد سے انہیں نکالنا جس پر وہ سالہا سال سے قابض چلے آتے ہیں کہاں تک جائز ہے۔ کیا سید حبیب ان لوگوں کو سمجھا نہیں سکتے اور صرف احمدیوں ہی پر الزام دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کاش کچھ خوف خدا ہوتا تو واقعات کو پیش نظر رکھ کر بات کی جاتی اور خواہ مخواہ احمدیوں ہی کو ملزم ٹھیرانا ضروری نہ سمجھا جاتا۔

دوسرے فرقوں کی علیحدگی نماز

دوسری جگہ سید صاحب نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ "شیعہ اور سنی بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے" اور لکھا ہے کہ:-

"یہ شرف اہل حدیث گروہ ہی کو حاصل ہے کہ اس نے شمولی نماز سے انکار نہیں کیا"

حالانکہ یہ صریحاً غلط ہے۔ اہل حدیث گروہ کی بھی اپنی علیحدہ مساجد ہر جگہ موجود ہیں۔ جہاں وہ جمعہ وغیرہ پڑھتے ہیں۔ لاہور میں چینیانوالی مسجد اہل حدیث کی مشہور مسجد ہے کیا کبھی کسی نے دیکھا کہ گروہ اہل حدیث نے اپنی مسجد کو چھوڑ کر شاہی مسجد میں جمعہ اور عیدین کی نمازیں ادا کی ہوں اہل حدیث کا گروہ ہر جمعہ کی نماز مسجد چینیانوالی میں اور ہر عید کی نماز شاہی مسجد کے باہر پریڈ کے میدان میں پڑھتا ہے۔ باوجود اس کے یہ کہنا کس قدر غلط ہے کہ "یہ شرف اہل حدیث گروہ ہی کو حاصل ہے کہ اس نے شمولی نماز سے انکار نہیں کیا"۔ کب انہوں نے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ شمولی نماز کا اقرار اور عملاً شمولیت اختیار کی؟ صرف اہل حدیث گروہ ہی پر منحصر نہیں۔ مسلمانوں کا ہر فرقہ قطع نظر اس کے کہ وہ دوسروں کو کافر سمجھتا ہے یا نہیں اپنی نمازوں کا بندوبست دوسروں سے علیحدہ ہی رکھتا ہے۔ خود خانہ کعبہ میں چار مصلے اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ ہر گروہ اسلام نے اپنی زندگی اور جماعتی نظام کو مضبوط کرنے کے لئے نمازوں کا علیحدہ انتظام ہی ضروری سمجھا ہے۔ پس اگر احمدی بھی اس پر عامل ہوں تو اس میں کیا نقصان ہے۔ بالخصوص جبکہ انہیں کافر قرار دیا جاتا ہے اور مساجد میں ان کا قدم بھی رکھنا گوارا نہیں کیا جاتا۔ ہاں اگر فتویٰ تکفیر کو اٹھا دیا جائے تو علیحدہ جماعتی انتظام نماز کے باوجود غیر مکفروں کے پیچھے نماز پڑھ لینے میں ہمیں کوئی باک نہیں۔ کیا سید حبیب اس کے لئے کوشش کریں گے؟

جرم تکفیر سے کون بری ہے؟

لیکن سید صاحب فرماتے ہیں کہ:-

"دنیا میں معدلت گستری کا اصول اول یہ ہے کہ کسی شخص کو بلا ثبوت جرم مجرم تسلیم نہ کیا جائے۔ لیکن جماعت احمدیہ لاہور کا اصول اس کے برعکس معلوم ہوتا ہے۔ وہ ہر مسلمان کو بلا ثبوت مرزائیوں کی تکفیر کا مجرم قرار دے کر اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے ہیں۔ حالانکہ مناسب یہ تھا کہ وہ ہر مسلمان کو تکفیر احمدیت سے بری سمجھ کر اس کے پیچھے نماز ادا کرتے اور جس کو اس جرم کا مجرم مسلم الثبوت جان لیتے اسکی قیادت میں نماز ادا کرنے سے انکار میں حق بجانب ہوتے"

یہ بھی کیا معدلت گستری ہے کہ مولویوں کی طرف سے تکفیر کی ایک عام رو چلتی ہے۔ فتاوے کفر شائع ہوتے ہیں اور شوق تکفیر یہاں تک بڑھ جاتا ہے کہ نہ صرف حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ کو کافر قرار دیا جاتا ہے بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے اسے بھی کافر ٹھیرا دیا جاتا ہے مگر

اس کے خلاف عام مسلمانوں میں سے ایک بھی آواز نہیں اٹھتی۔ اگر کوئی ایسے مسلمان ہیں جو تکفیر احمدیت سے بیزار ہیں تو کیوں وہ اس کے خلاف آواز بلند نہیں کرتے؟ جب تک وہ ایسا نہ کریں ان مکفرین ہی کے ساتھ انہیں سمجھا جائے گا جن کی اقتدا میں وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ پچھلے دنوں لاہور سے جو فتوے "کفر زمیندار" میں شائع ہوا کون مسلمان ہیں جن کو اس کی تائید سے بری قرار دیا جائے۔ کیا مولوی داؤد غزنوی (امام مسجد چینیانوالی) کے مقتدیوں میں سے کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان کے امام نے اس فتوے پر دستخط کرنے میں غلطی کا ارتکاب کیا۔ اور میں اس سے بیزار ہوں۔ وہ تو مولوی صاحب کے برادر عزیز مولوی اسمٰعیل غزنوی کو بھی اس بنا پر کافر قرار دینے کے درپے تھے کہ وہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں جس کے پریذیڈنٹ میاں محمود احمد صاحب تھے کیوں شامل ہیں۔ کیا مولوی احمد علی صاحب امام مسجد شیرانوالہ دروازہ کے تمام مقتدی فتوے کفر پر دستخط کرنے میں اپنے امام کو حق بجانب نہیں سمجھتے؟ کیا مولوی محمد حسین صاحب مرحوم امام مسجد شاہی کے مقتدیوں میں سے کسی نے انہیں فتوے کفر پر دستخط کرنے سے ٹوکا یا اشارتاً و کنایتاً ان کی حرکت پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا؟ کیا مولوی دیدار علی صاحب امام مسجد اندرون دہلی دروازہ اور مولوی محمد احمد صاحب امام مسجد وزیر خاں احمدیوں کی تکفیر میں سخت تشدد سے کام نہیں لیتے؟ اور ان کے مقتدیوں میں سے کوئی ایسا پیدا ہوا ہے جو ان کی ان حرکات کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہو؟ اور تو اور مولوی غلام مرشد صاحب جیسے وسیع المشرب انسان کو بھی احمدیوں کو تقلیداً کافر کہنا ہی پڑا۔ اگرچہ تحقیقی طور پر کافر کہنے سے انکار کرنے کی پاداش میں انہیں تکلیف بھی اٹھانی پڑی۔ پس وہ کون سے مسلمان ہیں جن کو تکفیر احمدیت سے بری قرار دے کر ان کے پیچھے نماز پڑھ لی جایا کرے۔ وہ کونسی جامع مسجد ہے جس کے امام کو تکفیر احمدیت کا مجرم نہ سمجھ کر جمعہ اور عیدین کی نمازیں وہاں ادا کی جایا کریں۔ خود سید حبیب نے احمدیوں کی تکفیر کے جواز و عدم جواز پر ایک علیحدہ بحث کرنے کا وعدہ کرنے کے باوجود آخر کار اس مسئلہ کو مولویوں ہی کے سپرد کر دیا جو پہلے ہی سے تکفیر کے حامی ہیں۔ پھر فرمایئے یہ کہاں کی "معدلت گستری" ہے کہ ایسے ناگوار حالات میں جو وبائے عام کی صورت اختیار کر چکے ہیں ہر مسلمان کو خواہ مخواہ جرم تکفیر سے بری سمجھ کر ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔ جرم تو ہر ایک پر ثابت ہے جب تک کوئی شخص اس کے خلاف آواز بلند کر کے اپنی بریت کا ثبوت پیش نہ کرے اسے مجرم ہی سمجھا جائے گا۔ سید حبیب کو اگر اتنا ہی خیال ہے تو خود ہی ہمت کریں اور جرأت کے ساتھ یہ اعلان کریں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب اور ان کے مریدین (کم از کم جماعت احمدیہ لاہور) مسلمان ہے۔ اور جو شخص انہیں کافر قرار دیتا ہے وہ اس سے بیزار ہیں۔ کیا سید صاحب اس اعلان کی جرأت کریں گے؟

مسئلہ نبوت کے متعلق ایک اصولی نکتہ

حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے ثبوت میں چوتھی دلیل سید صاحب نے یہ پیش کی ہے کہ آپ نے اپنے کلام میں جا بجا نبی و رسول کے الفاظ اپنے متعلق استعمال کئے ہیں اس ضمن میں انہوں نے بعض حوالجات بھی پیش کئے ہیں قبل اس کے کہ ان پر نظر ڈالی جائے ہم اس اصولی نکتہ کو پھر یاد دلا دینا ضروری سمجھتے ہیں جو قبل ازیں اولیاء اللہ کے کلام سے حضرت مسیح موعودؑ کے اقوال و ارشادات کا مقابلہ کرتے ہوئے ہم بتا چکے ہیں کہ تمام امت محمدیہ کل اولیاء اور علماء و مشائخ اس بات پر متفق ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی بار بار اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ نبوت حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر منقطع ہو چکی کیونکہ شریعت آپ پر کامل ہو گئی اور آپ کے بعد کسی نئی شریعت کی حاجت نہیں رہی لیکن اس کے ساتھ ہی مرور زمانہ سے پیدا ہونے والے مفاسد سے امت کو بچانے اور

دین کو تازہ کرنے کے لئے ایسے لوگوں کی ضرورت تھی جو ہر زمانہ میں خدا تعالے سے نور اور الہام پاکر کھڑے ہوں اسی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر زبان پاک نبوی صلعم سے ہر صدی کے سر پر مجدد کے آنے کی پیشگوئی صادر ہوئی اور امت کے نیک لوگوں اور آنحضرت صلعم کے کامل متبعین کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کے جاری رہنے کی خوشخبری سنائی گئی جو خدا تعالے کی ہستی پر حق الیقین پیدا کرنے اور معرفت الٰہیہ کے حصول کا سب سے بڑا ذریعہ ہے چنانچہ فرمایا:۔ لقد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک فی امتی احد منھم فعمر۔ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جن سے اللہ تعالے ہم کلام ہوتا رہا ہے بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں سو اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہو تو وہ عمر ہے۔ اسی حدیث میں دوسری جگہ رجال یکلمون کی بجائے محدثون کا لفظ آیا ہے۔ اور ان دونوں احادیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ شریعت اپنے کمال کو پہنچ کر ختم ہو چکی ہے لیکن مکالمہ مخاطبہ کا سلسلہ باقی ہے اور ایسے لوگ جو اس شرف سے مشرف ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں من غیر ان یکونوا انبیاء قرار دیکر محدث کے نام سے پکارا ہے۔

غیر تشریعی نبوت کوئی نبوت نہیں

اسی کو دوسرے موقعہ پر لم یبق من النبوۃ الا المبشرات کے الفاظ میں بیان کیا اور جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ کہکر ایک جزئی نبوت قرار دیا اور بعد میں بزرگان اُمت نے مطلق نبوت۔ نبوت عامہ ظلی و بروزی اور غیر تشریعی نبوت وغیرہ اصطلاحات اس کے لئے وضع کیں لیکن نام خواہ کچھ رکھ لیا جائے اور نبوت کا لفظ بھی اس پر بولا جائے من غیر ان یکونوا انبیاء کی حد بندی سے اسے متجاوز قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اصطلاح اسلام میں نبوت جس چیز کا نام ہے وہ بغیر شریعت کے نہیں ہو سکتی، البتہ لغت میں چونکہ نبا کے معنے خدا تعالے سے غیب کی خبریں پانا ہے اور ایک محدث یا مکلم من اللہ کو بھی اظہار علی الغیب دیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔

"دلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول و نبی اور محدث داخل ہیں" (آئینہ کمالات اسلام ۳۲۲)

اس لئے لغوی معنوں میں اور بطور مجاز نبی کا لفظ اس پر بولا جاتا ہے ورنہ ظلی و بروزی یا غیر تشریعی نبوت نبوت کی کوئی قسمیں نہیں وہ چیز جو اصلی اور حقیقی معنوں میں نبوت کہلا سکتی ہے وہ شریعت کے ساتھ وابستہ ہے بغیر شریعت یا احکام جدیدہ کے کوئی نبوت نہیں ہو سکتی ایک مکلم من اللہ ایک محدث ایک مجدد کو غیر تشریعی نبی یا ظلی و بروزی نبی قرار دے لو مجازی نبی کے نام سے پکار دو لیکن یہ تمام نام سوائے لغوی معنوں کی نبوت اور محدثیت و مجددیت کے اور کوئی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتے اور نہ اسے اصلی اور حقیقی نبوت قرار دیا جا سکتا ہے یہ بہت بڑی غلطی ہے جو آج دینی علوم کا مذاق کم ہو جانے کی وجہ سے عام طور پر لوگوں کو لگتی ہے اور افسوس ہے کہ ہمارے قادیانی دوست بھی .... غلو اور افراط کی اس حد تک پہنچ گئے کہ انہوں نے ظلی و بروزی اور غیر تشریعی نبوت کو اصلی نبوت ہی کی ایک قسم قرار دے دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ ظل اور بروز کے الفاظ صرف ذریعہ حصول نبوت کو ظاہر کرنے کے لئے ہیں یعنی پہلے انبیاء براہ راست ہوتے تھے اب ذریعہ حصول نبوت بدل گیا اور آنحضرت صلعم کے توسط سے نبی ہوا کرینگے ورنہ نفس نبوت کے لحاظ سے اس میں اور سابق انبیاء کی نبوت میں کوئی فرق نہیں

حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک نبی صاحب الشریعت ہوتا ہے

اس موقعہ پر تمام قادیانی عقائد کی غلطیوں کو واضح کرنا ہمارے پیش نظر نہیں لیکن مسئلہ نبوت کی بحث میں ضمناً یہ بتا دینا ضروری ہے کہ قادیانی اصحاب کا یہ خیال

اس بات کی علامت ہے کہ وہ انہیں کافر سمجھتی اور حضرت مرزا صاحبؑ کو نبی مانتی ہے جماعت احمدیہ لاہور کا تو عام مسلمانوں پر احسان ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ نبی نہیں ہر کلمہ گو کی تکفیر سے بیزاری ظاہر کر کے مکفرین کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اور اس طرح تفریق بین المسلمین سے بیزاری ظاہر کرتے ہوئے تکفیر کے مرض کو دور کرنے اور اتحاد اسلامی کو مضبوط کرنے میں کوشاں ہے۔ چاہیئے تھا کہ اس نیک کام میں ہمارا ساتھ دیا جاتا تاکہ تکفیر مسلمین کا نام ونشان جلد از جلد مٹ کر نماز کی علیحدگی کا سوال ہی اٹھ جاتا لیکن افسوس ہے کہ تکفیر تو کرتے ہیں آپ لیکن الزام جماعت احمدیہ پر دیتے ہیں جس کو کوئی انصاف پسند جائز قرار نہیں دے سکتا

عام مساجد سے جماعت احمدیہ کا اخراج

ایک اور بات جو سید صاحب نے اسی ضمن میں فرمائی ہے یہ ہے کہ۔ "اگر احمدی جماعت لاہور کے احباب غیر مرزائی مسلمانوں کو کافر نہ جانتے تو جداگانہ نماز کا بندوبست ہی نہ کرتے بلکہ ہم انہیں ہر روز دوسرے مسلمانوں کی طرح مختلف مساجد میں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھتے علی الخصوص عیدین اور نماز جمعہ یہ شاہی مسجد میں ادا کرتے لیکن صورت واقعہ یہ ہے کہ ان کی علیحدہ مسجد موجود ہے اور اسی میں نماز ادا کرتے ہیں"

علیحدگی نماز کی اصل وجہ ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی سید صاحب کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ابتداءً جماعت احمدیہ کے لوگ مختلف مساجد ہی میں نماز پڑھتے تھے لیکن عام مسلمانوں کی تنگدلی اور مولویوں کے جوش غضب نے اس کو برداشت نہ کیا اور مختلف جگہوں میں انہیں مساجد سے روکا گیا، مارپیٹ تک نوبتیں پہنچیں۔ مسجدوں کے فرش اس خیال سے اکھاڑے گئے کہ "مرزائی" کے آنے سے وہ ناپاک ہو گئے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کسی مسجد کا متولی اتفاق سے احمدی ہو گیا۔ اور اس تقریب سے احمدیوں نے اس مسجد میں نماز پڑھنا شروع کر دیا تو اس کو بھی گوارا نہ کیا گیا اور مسجد کو چھیننا اور احمدیوں کو ان میں نماز پڑھنے سے روکنا سب سے بڑا اسلامی فرض سمجھا گیا۔ اسی لاہور میں گمٹی بازار کے وسط میں ایک پرانی مسجد موجود ہے جس کے متولی مولانا غلام حسین مرحوم احمدی تھے۔ جماعت احمدیہ نے وہاں مولانا مرحوم ہی کی اقتدا میں نمازیں اور جمعہ وغیرہ پڑھنا شروع کیا لیکن عام مسلمانوں کی ذہنیت نے اس کو بھی گوارا نہ کیا۔ اور فساد وغیرہ پر آمادہ ہوئے اور انجمن اسلامیہ پنجاب سے جماعت احمدیہ کے خلاف دعویٰ دائر کرا دیا۔ جماعت احمدیہ نے محض اس خیال سے کہ مقدمہ بازی اور فسادات سے مسلمانوں کی قوت عمل اور روپیہ ضائع نہ ہو اس مسجد کو چھوڑ کر اپنی علیحدہ مسجد بنا لی۔

فسادات اور مساجد چھیننے کی یہ ذہنیت آج بھی مسلمانوں میں بدستور موجود ہے۔ حال ہی میں جماعت احمدیہ لاہور کے ایک مبلغ مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع تبلیغ اسلام کے لئے فجی تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں محض ان کے احمدی ہونے کی وجہ سے انہیں جامع مسجد میں جا کر نماز پڑھنے سے روک دیا گیا ہے۔ کیا یہ اسلامی طریق ہے۔ کیا ایسے طرز عمل کے ہوتے ہوئے بھی سید صاحب یہ کہہ سکتے ہیں کہ احمدی مختلف مساجد میں جا کر نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ پھر اسی لاہور میں کوچہ چابک سواران کے اندر ایک چھوٹی سی پرانی مسجد ہے جو لاہور کی قادیانی جماعت کے سکرٹری سید دلاور شاہ صاحب کی تولیت میں ہے اور وہی وہاں امامت کراتے ہیں اور اس محلہ کے احمدی وہاں جا کر ان کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں لیکن کچھ عرصہ سے اسی محلہ کے بعض مسلمان ان کو وہاں سے نکالنے کے درپے ہیں۔ اور کبھی اپنا علیحدہ امام کھڑا کر کے ان کی نمازوں میں خلل ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی مقدمات سے ان پر دباؤ ڈالنا چاہتے ہیں، حالانکہ اس محلہ میں قریب ہی چار پانچ مسجدیں موجود ہیں۔

امام الزمان مجدد دوران کو پہچانو

چودھویں (۱۴) صدی کا مجدد کہاں ہے ؟

(ایک احمدی کے قلم سے)

(۱)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (ابو داؤد) یعنے خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا۔ جو اس کے لئے دین کو تازہ کرے گا۔

اب اس صدی کا بچاسواں سال جاتا ہے اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو اس لئے ضروری ہے کہ اس صدی کا مجدد بھی کوئی ہو۔ یہ حدیث علماء امت میں مسلم چلی آتی ہے۔ اب اگر امام الزمان مجدد دوران سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کے دعویٰ مجددیت کے وقت اس حدیث کو مولوی صاحبان وضعی فرمائیں تو ان مولوی صاحبان سے یہ بھی پوچھ ہے۔ کیونکہ اس حدیث کے بموجب سوائے حضرت امام الزمان کے اور کسی نے دعویٰ مجددیت نہیں کیا۔

دو باتوں میں سے ایک بات

اس لئے دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہے یا تو مولوی لوگ حضرت امام کی دشمنی کی وجہ سے اس حدیث کو وضعی حدیث قرار دینگے یا امام الزمان کا انکار کرکے اپنی عاقبت کو تباہ کریں گے۔ اگر یہ حدیث سچی ہے اور ضرور سچی ہے تو جاؤ دنیا میں چراغ لے کر ڈھونڈو کوئی بھی مجدد اس صدی کا سوائے حضرت امام الزمان سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کے آپ کو نہیں ملے گا

اگر حدیث صحیح نہیں

یہ تو ایک ثابت شدہ امر ہے کہ بعض اکابر محدثین نے اپنے اپنے زمانہ میں خود مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ مجدد الف ثانی تو تمام ہندوستان میں ایک مشہور و معروف بزرگ ہیں ہر ایک شخص جس نے مکتوبات امام ربانی کو پڑھا ہے جانتا ہے کہ آپ نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور آپ کے نام کے ساتھ ہی مجدد کا لفظ اس قدر عام طور پر بولا جاتا ہے کہ مجدد الف ثانی کے نام سے ہی آپ مشہور ہو گئے ہیں۔ پس اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو کیا بعض اکابر محدثین اور مجدد الف ثانی صاحب نے مجددیت کا دعویٰ کرکے دیانت سے کام نہیں لیا؟ الغرض ان مجددین کی نسبت ایسا خیال کرنا گویا اپنے آپ کو خدا کی رحمت سے محروم کرنا ہے۔

آخری زمانہ کا مجدد

ماسوا اس کے یہ امت ایک [illegible] دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اور خدا کی مصلحت کبھی کسی ایک [illegible] مجدد پیدا کرتی ہے اور کبھی کسی ملک میں۔ اور یہ بھی اہل سنت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح موعود ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں اور وہ نشانات اور علامتیں اس زمانہ میں ظاہر ہوئی ہیں یا نہیں جو حدیثوں میں مسیح موعود کے متعلق لکھی ہوئی تھیں۔ پھر اب جب وہ سب نشانیاں جو مسیح موعود اور امام مہدی آخر الزمان کی نسبت حدیثوں میں آئیں اور بیان ہوئی تھیں اس زمانہ میں آکر پوری ہوگئی ہیں اور تمام زمینی اور آسمانی نشان اس بات پر گواہ ہو گئے ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے تو اس پر بھی سچے مسیح موعود کو جس کو خدا نے اس زمانہ میں امت میں ظاہر کیا ہے اور عین صدی کے سر پر اس کو مبعوث فرمایا ہے۔ نہ ماننا اگر بدقسمتی اور محرومی نہیں تو اور کیا ہے؟

عیسائیت کا عقیدہ

تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ مسلمان بھی حضرت عیسے کے دوبارہ آنے کی عیسائیوں کی طرح امید رکھیں حالانکہ صحیح حدیثوں میں حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کا کوئی لفظ بھی نہیں صرف نزول کا لفظ ہے جو محض اجلال و اکرام کے لئے آتا ہے۔ ہر ایک عزیز مہمان کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ جب وہ تشریف لائیں گے تو ہمارے ہاں اتریں گے۔ تو کیا اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ آسمان سے واپس آئیں گے۔ واپس آنے کے لئے عربی زبان میں رجوع کا لفظ ہے نہ نزول کا۔ بڑا افسوس ہے کہ ناحق یہ عقیدہ جو عیسائی مذہب کا مدار تھا اپنے مسلمان کہلانے والوں کے گلے کا ہار ہو گیا۔

بزرگوں کا عقیدہ

لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے بزرگ ایسا ہی کہتے چلے آئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے آئیں گے نہیں سوچتے کہ وہ بزرگ معصوم نہ تھے۔ اگر ان سے غلطی ہو گئی تو کیا قرآن مجید اور حدیث صحیح نہیں ان میں کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسے آسمان سے آئیں گے۔ اور عجیب تر یہ کہ اس مسئلہ میں بھی ان بزرگوں کا اتفاق نہیں بہت سے ایسے علماء گذرے ہیں کہ وہ حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ ان میں سے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ بھی ہیں جیسا کہ لکھتے ہیں "قد اختلف فی عیسیٰ ھل ھو حیّ او میت و قال مالک مات" یعنے حضرت عیسیٰ کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ زندہ ہیں یا مر گئے اور مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ مر گئے ہیں۔ اور شیخ محی الدین ابن العربی صاحب اپنی ایک کتاب میں جو ان کی آخری کتاب ہے لکھتے ہیں کہ عیسے علیہ السلام تو آئیں گے مگر بروزی طور پر یعنے کوئی اور شخص اس امت کا عیسیٰ کی صفت پر آئے گا۔ اور یہ خیال کہ کوئی زندہ آدمی آسمان پر چلا گیا ہے یا گم ہو گیا ہے یہ بھی ایک پرانا خیال پایا جاتا ہے جو جہالت کا ایک مخبل اپنے ساتھ رکھتا ہے جاہلوں نے سمجھا ہوا ہے کہ درحقیقت کوئی شخص معہ جسم آسمان پر چلا جاتا ہے۔ اور پھر آتا ہے۔ اس لئے اسلام میں اس غلط خیال کا کوئی ثبوت نہیں پایا جاتا۔

صحابہ کا اجماع

ہمارے نبی صلعم کی نسبت کوئی شخص یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ حضور بھی پھر آئیں گے اور آنحضرتؐ کی وفات کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کا اسی پر اجماع ہوا تھا کہ کل انبیاء گزشتہ جن میں حضرت عیسیٰ بھی شامل ہیں آنحضرتؐ سے پہلے فوت ہو گئے ہیں۔ انبیاء اللہ میں سے ایک بھی زندہ باقی نہیں ہے۔ پھر جیسے جیسے مذہب اسلام میں جہالت اور بدعات پھیلتی گئیں یہ بدعت بھی دین کا ایک جزو ہو گئی کہ حضرت عیسے مردہ ارواح کی جماعت میں سے نکل کر پھر دنیا میں واپس آئیں گے۔

حضرت عیسیٰ کو خدا بنانے کی پہلی اینٹ

اس عقیدہ نے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے کیونکہ تمام دنیا میں سے صرف ایک ہی انسان کو یہ خصوصیت دی گئی ہے کہ وہ آسمان پر معہ جسم چلا گیا اور کسی زمانہ میں معہ جسم واپس آئے گا۔ یہ عقیدہ حضرت عیسے کو خدا بنانے کی پہلی اینٹ ہے کیونکہ ان کو خصوصیت دی گئی ہے جس میں وہ وحدہ لاشریک ہیں یعنے کوئی دوسرا ان کا شریک نہیں خدا جلد یہ داغ اسلام کے چہرہ سے دور کرے۔ آمین۔

اگر مسیح موعودؑ مفتری علی اللہ ہوتے

ہم مولوی صاحبان کی خدمت میں محض حسبۃً للّٰہ عرض کرتے ہیں کہ (۵۰) پچاس سال سے زیادہ زمانہ گزر گیا ہے کہ آپ لوگوں نے حضرت مسیح موعود کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی ہے اور مقابلہ کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں نے بہت زور لگایا۔ ہر ایک قسم کا مکر کیا اور لوگوں کو بہکانے کے لئے قابل شرم منصوبوں سے کام لیا مگر انجام کار نامراد اور ناشاد ہی رہے۔ اگر حضرت مسیح موعود معاذ اللہ مفتری ہوتے تو آپ لوگوں کا کہیں نہ کہیں ہاتھ پڑ جاتا۔ اور مفتری علی اللہ کب کا تباہ ہو جاتا۔ ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ پر ہوئی ہے۔ ایسا بُرا انسان دنیا میں سب سے زیادہ اپنے پر ظلم کرنے والا اور یقیناً خدا تعالیٰ کی شدید گرفت کا مستوجب بن کر اہل دنیا کے لئے درس عبرت ہوتا ہے۔ پھر کب ممکن ہے کہ خدا اس کی حمایت کرے۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس کا نام و نشان نہ رہتا۔ آج پچاس سال سے زائد مدت گزر گئی جبکہ حضرت امام نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اگرچہ اس دعوے پر ایک دنیا کی مخالفت کا جوش رہا مگر مولوی صاحبان نے تو حضرت مسیح موعود کی ایذا رسانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا بلکہ حضرت مسیح موعود پر کفر کے فتوے لکھے گئے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ مولوی صاحبان کی مخالفانہ کوششوں کے بعد کئی لاکھ آدمی حضرت مسیح موعود کے ساتھ ہو گئے۔

(باقی آئندہ)

خاکسار مدیر کئی ہفتے سے علیل ہے درمیان میں کچھ دن کے لئے افاقہ ہو گیا تھا۔ لیکن چار پانچ روز سے پھر بخار اور پیچش کی شدید تکلیف ہے۔ [illegible] احباب خصوصیت سے دعا کریں۔

اقتباسات

ہوشیار قوم کے بدمست نمائندے

امریکہ کی لیبر پارٹی کے ایک ممبر ڈاکٹر الفرڈ سالٹر نے ۱۴ مئی کو گلاسگو میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

"شراب پارٹی کے افراد کو برباد کر رہی ہے شراب پئے ہوئے لیبر ممبر پارلیمنٹ میں ہر ہر رات دیکھے جا سکتے ہیں کچھ ممبر اٹھ کر سگرٹ نوشی کے کمرے میں چلے جاتے ہیں اور وہاں اتنی پیتے ہیں کہ بدمست ہو جاتے ہیں۔ لیبر وزراء سلطنت تک ایسی ایسی حالت میں پارلیمنٹ کے اندر آتے ہیں کہ کھڑے بھی نہیں رہ سکتے۔"

یہ تو ممبروں کی حالت ہے۔ ممبر چننے والوں کی حالت ملاحظہ ہو! ارشاد ہوتا ہے:-

"جتنا خرچ دودھ پر۔ روٹی پر۔ کرایہ مکان پر اور بازار کی چیزوں پر ہوتا ہے۔ اس کے مجموعہ سے بھی زیادہ شرابوں پر ہوتا ہے۔ دودھ کے مجموعی خرچ سے پانچ گنا زیادہ خرچ اکیلی جو کی شراب پر کیا جاتا ہے"

یہ نعمتیں بھلا مشرقی اور اسلامی تہذیب میں کہاں مل سکتی ہیں؟ امید ہے کہ وہ روشن خیال اصحاب جو تہذیب کی بدی اور بدکاری ہی کی نقل کرنا موجب ثواب سمجھتے ہیں لیبر ممبروں کی تقلید میں بڑھ چڑھ کر ہاتھ ماریں گے؟

۲۱ ہزار جرمنوں کی خودکشی

زندگی کی حقیقت کیا ہے؟

رپورٹر (بحوالہ ایکسپرس لندن) نے دنیا کو بشارت سنائی ہے کہ ۱۹۱۳ء میں جرمنی میں خودکشی کرنے والوں کی تعداد ۱۴ ہزار ۲۳ تھی۔ اب ۱۹۳۲ء کے سال میں یہ تعداد ۲۱ ہزار تک پہنچ گئی ہے بڑا اہم سوال ہے کہ وہ لوگ جو علم۔ تہذیب۔ آزادی۔ تمول۔ حسن و جمال اور صحت و تنومندی میں تمام دنیا پر فائق ہیں زندگی سے اس درجہ بیزار کیوں ہو جاتے ہیں؟

جواب یہ ہے کہ زندگی، علم۔ جاہ و جلال۔ حسن و جمال۔ تمول آزادی۔ فیشن اور جسمانی راحت و آرام کا نام نہیں ہے۔ اگر انہی مادی دولتوں کا نام زندگی ہوتا تو برلن۔ پیرس۔ اور امریکہ کے لاکھوں حسین اور جمیل، ممتاز اور متمول لڑکے اور لڑکیاں یوں موت کی طرف نہ دوڑتے۔

زندگی کی حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ وہ کیا؟ قرآن پڑھو اور محمد رسول اللہ صلعم کو دیکھو یہ عقدہ اسی طرح کھل سکتا ہے خدا پرستی اور تقویٰ راحت دل اور طمانیت قلب کی بنیاد ہے جب بنیاد ہی اکھڑ جائے تو محل کیونکر قائم رہ سکتا ہے؟

(ایمان)

سینما کی ترقیاں

۱۹۳۲ء میں ۲۴۶۱۹ سینما تھے۔ ان میں سے ۳۲۹۵۵ متکلم تھے اور باقی خاموش۔

(سٹیٹسمین۔ ۲۰ اگست ۱۹۳۳ء)

یہ اعداد امریکہ کے محکمۂ تجارت نے شائع کئے ہیں۔ کاش کوئی محقق اس کی بھی تحقیق کر ڈالتا کہ ان ۶۲ ہزار تماشا گاہوں کی تعمیر پر دولت کتنی صرف ہوئی۔ ہر شب کتنی دولت ان پر لٹتی رہتی ہے۔ فوائد ان سے کتنے حاصل ہوئے۔ اور ان فوائد کے مقابلہ میں صحتیں کتنی برباد ہوئیں۔ اخلاق پر کیا کیا اثرات پڑے اور بداخلاقیوں کے سبق کتنے پھیل پھیل کر رہے ہیں!

تائیدِ غیبی

دوسرے صوبوں کے تو صحیح اعداد پیش نظر نہیں لیکن صوبہ بمبئی کی تازہ مردم شماری کے چند اعداد "ٹائمز آف انڈیا" ۲ ستمبر ۱۹۳۳ء نے اپنے صفحات میں نقل کئے ہیں ان سے معلوم ہوا کہ پچھلے دس سال میں

	ہندو	مسلمان	عیسائی
دیہاتی آبادی میں	۱۳ء۵ فیصدی	۱۵ء۵ فیصدی	۱۹ء۲ فیصدی
شہری آبادی میں	۷ ،،	۲۰ ،،	۲۰ ،،

بڑھے۔ عیسائی آبادی کے اضافہ پر تو کوئی حیرت ہی نہیں اس کے کھلے ہوئے اسباب موجود ہیں۔ حیرت تو اس پر کرنی چاہئے کہ اتنے وسائل و اسباب کے ہوتے ہوئے ترقی اور زائد کیوں ہوئی یہاں جو بات عرض کرنے کی تھی وہ اسلامی آبادی میں ہندوؤں کے بالمقابل نمایاں اضافہ ہے۔ ہندو، باوجود اپنی تعلیمی۔ معاشی و تنظیمی ترقیوں کے، شہر و دیہات ملاکر کل ۵ء۲۰ بڑھے۔ اور مسلمان باوجود اپنی غفلت، بے روزگاری و بے تعلیمی کے ان کے مقابلہ میں ۵ء۳۵ فیصدی! مسلمانوں کی اس تقریباً دگنی ترقی کے آخر محض عقلی و مادی اسباب کیا ہو سکتے ہیں؟ جنھوں نے "جہاد" کو یہ کہہ کہہ کر بدنام کیا ہے کہ مسلمان دنیا میں محض تلوار کے زور سے بڑھے کیا ان کی آنکھیں ان روزمرہ کے واقعات سے بھی نہ کھلیں گی؟ کیا آج بھی ہندوستان کے اندر مسلمان تلوار چلا رہے ہیں؟ اور لوگوں سے بزور شمشیر کلمہ پڑھواتے جاتے ہیں؟ ۱۵ء۲۵ فیصدی کوئی معمولی ترقی نہیں۔ کاش اب بھی ہم ناشکرگزاری چھوڑیں اور اس تائید غیبی کی رفتار میں خود اپنے تبلیغی فرائض انجام دے دے کر اور اضافہ کرتے رہیں! حقانیت و صداقت کی تلوار یقیناً آہن دنولاد کی تلوار سے کہیں تیز تر و قوی تر ہے!

احباب نوٹ کرلیں

(۱) اخلاقی و علمی مضامین کو اندراج کے وقت ترجیح دی جائیگی۔ خصوصاً جبکہ دلائل کے ساتھ موجودہ مادی تہذیب کی رو کو تھام مدنظر ہو جس میں مشرق اندھا دھند بہا جا رہا ہے۔

(۲) دوسرے درجہ پر حضرت مسیح موعود کی صداقت۔ اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کی اہمیت پر مضامین ہونگے بشرطیکہ کہ مختصر سادہ اور مدلل ہوں۔

(۳) مناظروں، دوروں اور لکچروں وغیرہ کی روئدادیں نہایت اختصار کے ساتھ سادہ الفاظ میں قلمبند کی جائیں جن میں صرف ضروری واقعات کا تذکرہ ہو۔ ذاتی مناقشات اور تعصب ہرگز نہ ہوں اور نہ فتح و شکست کے ترانے گائے جائیں۔ اور اس امر کی سختی سے پابندی کی جائیگی اور طویل مراسلات کا خلاصہ درج کیا جائے گا۔

(۴) مختلف مقامات کی جماعتوں کے اہم حالات اخبار احمدیہ میں اندراج کی خاطر شکریہ کے ساتھ قبول کیے جائیں گے (ڈاکٹر) الٰہ بخش۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل کے جوابات

قسطِ دوازدہم

بابو عمرالدین صاحب معرفت عبدالشکور صاحب	۵ روپے
ملک امر الٰہی صاحب کنجاہ	۵ ،،
چودھدری سلطان علی صاحب جالندھر	۵ ،،
مولوی محمد فردوس صاحب ٹبری	۵ ،،

جن صاحبان کی طرف سے نہ رقم آئی ہے اور نہ تاحال جواب۔ وہ مہربانی فرماکر توجہ فرمائیں۔ اور اسی کو یاددہانی تصور فرمائیں۔

یہ رقم ۱۳ ستمبر ۱۹۳۳ء تک وصول شدہ ہے۔

(فضل حق)

خبریں

ہندوستان

— مدراس ۲۰ر ستمبر۔ ڈاکٹر اینی بسینٹ کا آج سہ پہر کو چار بجے انتقال ہو گیا۔

— دہلی ۱۲ر ستمبر۔ رہتک میں کثرت بارش کی وجہ سے شدید طغیانی آ رہی ہے۔ مکان کافی تعداد میں مسمار ہو گئے ہیں۔ شہر خالی کر دینے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔

— کلکتہ ۲۰ر ستمبر۔ کل جنوبی بنگال میں سخت آندھی چلی۔

— ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کی رپورٹ شائع ہو گئی ہے برطانوی ہند کی کل آبادی ۳۵ کروڑ ۶۸ لاکھ ۹۵ ہزار ۷۸۷ ہے۔ اور ہندوستانی ریاستوں کی آبادی ۸ کروڑ ۱۳ لاکھ ۱۰ ہزار ۸۴۵ ہے۔ رپورٹ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دوسری اقوام کے مقابلہ میں ہندوؤں کی شرح پیدائش کم ہے۔

— گزشتہ دس سال کے عرصہ میں ہندوستان کی آبادی میں تین کروڑ اڑتیس لاکھ پچانوے ہزار دو سو اٹھانوے افراد کا اضافہ ہوا ہے جو فرانس یا اٹلی کی کل آبادی کے برابر ہے۔ اب ہندوستان کی آبادی چین سے بھی بڑھ گئی ہے۔ ماہرین فن اس اضافہ کو نہایت تشویشناک بتلاتے ہیں۔

— سرینگر ۱۲ر ستمبر۔ ۲۵ تا ۲۷ر نومبر میر پور (کشمیر) میں جموں کشمیر مسلم کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوگا۔ صدارت کے لئے شیخ محمد عبداللہ صاحب کا انتخاب کیا گیا ہے۔

— صوبہ سی پی میں سخت بارشوں کی وجہ سے طغیانیاں آ رہی ہیں۔

— احمد آباد کے کارخانوں کے مزدوروں نے گاندھی جی سے درخواست کی تھی کہ جب وہ احمد آباد آئیں تو ان کے پاس قیام کریں۔ لیکن گاندھی جی نے اس درخواست کو منظور نہ کیا مشہور سرمایہ دار سیٹھ رنچھوڑ داس کے ہاں قیام کرنے کا فیصلہ کیا

— گاندھی جی عنقریب ناگپور جانے والے ہیں۔

— کرنال۔ لدھیانہ اور ملتان کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی شدید بارش ہوئی ہے۔

— افواہ ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو عنقریب نظر بند کر دیئے جائیں گے۔

— آل انڈیا میڈیکل بل اسمبلی میں منظور ہو گیا۔

— اس ہفتہ دہلی میں اس قدر شدید بارش ہوئی کہ گزشتہ پچاس سال میں کبھی نہ ہوئی تھی۔ تمام گلی کوچے۔ میدان پانی سے لبریز ہیں۔ مکان دھڑا دھڑ مسمار ہو رہے ہیں۔ ۱۹ر ستمبر کو چار آدمی ہلاک ہو گئے۔ بجلی کے کھمبے اور درخت کافی تعداد میں گر پڑے۔

— ہندوستان میں خودکشیاں بہت کافی تعداد میں ہونے لگی ہیں۔ اس کی وجہ بے روزگاری بتلائی جاتی ہے۔

— افواہ ہے کہ سر میلکم ہیلی عنقریب وائسرائے بنائے جائیں گے اور پنجاب کا گورنر کسی مسلمان کو بنایا جائے گا۔

— کانپور میں فساد کا اندیشہ ہے اس لئے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔

— صوبہ سرحد کی کونسل کے آئندہ اجلاس میں حکومت کی طرف سے ساہوکارہ بل پیش کیا جائے گا۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ صوبہ سرحد کے کسانوں کو ہر سال مالیہ سے سولہ گنا زیادہ سود ساہوکاروں کو ادا کرنا پڑتا ہے۔

ممالک خارجہ

— بعض امریکن اخبارات رقمطراز ہیں کہ جاپان امریکہ کے خلاف جنگی تیاریوں میں مصروف ہے۔ انہوں نے حکومت امریکہ کو جنگی طیاریوں کا مشورہ دیا ہے۔

— تحریک عریانی چین میں بھی شروع ہو گئی ہے۔ وہاں اس کو مذہبی رنگ دیا جا رہا ہے۔ حکومت انسدادی تدابیر پر عمل کر رہی ہے۔

— چین کے علاقہ شمالی سیچوان میں گزشتہ ماہ خوفناک زلزلہ آیا۔ جس سے ۵ ہزار آدمی ہلاک ہوئے۔ علاقہ کا دریا الٹا بہنے لگا۔ کئی گاؤں اور قصبے تباہ ہو گئے۔

— نیویارک ۲۰ر ستمبر۔ کیوبا کی حالت بدستور خراب ہے۔ شورش جاری ہے۔ انقلاب پسند حکومت امریکہ کی مداخلت پر بہت ناراض ہو رہے ہیں۔ انہوں نے امریکہ کی مخالفت کرنے کا عزم کر لیا ہے۔

— صدر روزویلٹ نے امریکہ کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کے لئے جو کوششیں جاری کر رکھی ہیں وہ بڑی حد تک کامیاب ہو رہی ہیں۔

— میکسکو ۲۰ر ستمبر۔ دریائے سینٹیاگو کا بند پھٹ جانے پر ساحل میکسیکو پر جو طوفان آیا اس سے کم از کم ۱۹ آدمی ہلاک ہوئے۔ لاکھوں ڈالر کا مالی نقصان ہوا۔

— مسٹر ڈی ویلرا آئرلینڈ میں امن و اتحاد قائم کرنے کی سرگرم جد و جہد کر رہے ہیں۔

— نیویارک ۲۱ر ستمبر۔ فرانس امریکہ سے کثیر تعداد میں روئی خریدنے کی کوشش کر رہا ہے۔

— ایک فرانسیسی سیاح حال ہی میں افریقی صحراؤں کی سیاحت سے واپس آیا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ سوڈان کے شمالی علاقہ میں ۲۱ سو سال قبل مسیح کے زمانہ کا ایک شہر برآمد ہوا ہے۔ جس کا بادشاہ اٹلی کے ایک جنگجو فرقہ سے تھا۔ اس کی لاش کا بت اب تک وہاں پڑا ہے۔ اور یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ جب تک اس کا خاندان زندہ رہا اس کی لاش کو روزانہ غلاموں کے خون سے نہلایا جاتا رہا۔ اب یہ علاقہ قطعی طور پر ویران ہو گیا ہے۔

— لندن ۱۹ر ستمبر۔ عالمگیر اقتصادی کانفرنس جو ۲۷ر جولائی کو ملتوی ہو گئی تھی اس کے صدر کی حیثیت سے وزیر اعظم انگلستان نے حال ہی میں مجلس اقوام کے مالی و اقتصادی ڈائرکٹروں کو لندن آنے کی دعوت دی تاکہ بعض ضروری مسائل پر گفتگو ہو سکے چنانچہ آج ان کے ورود پر وزیر اعظم نے دفتر وزارت میں ان کا استقبال کیا۔ معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس نے اپنے التواء سے قبل جو فیصلے کئے تھے ان کو بروئے کار لانے کے مسئلہ پر ان اصحاب سے گفتگو کی گئی۔

— گزشتہ دنوں سابق شاہ الفانسو اور ان کے بڑے بیٹے میں کشیدگی ہو گئی ہے تازہ خبر ہے کہ عنقریب ان میں مصالحت کی توقع ہے۔ آج کل سابق شاہ الفانسو فرانس میں مقیم ہیں۔

— تحدید اسلحہ کا مسئلہ روز بروز پیچیدہ ہو رہا ہے اندیشہ ہے۔ کہ جرمنی کہیں اس سلسلہ میں اختلاف کی بنا پر مجلس اقوام سے علیحدہ نہ ہو جائے۔

عالم اسلام

— ازمیر کی مجلس وطنی د طیران، ہوائی جہاز نے عام چندہ سے پانچ جنگی ہوائی جہاز وزارت جنگ کے لئے خریدے تھے گزشتہ ماہ ایک عظیم الشان سرکاری اجتماع میں ان کو وزارت کے سامنے پیش کیا گیا اور ان کے نام تجویز کرنے کی رسم ادا کی گئی

— حکومت حجاز کا ایک اعلان مظہر ہے کہ یمن کے دارالسلطنت صنعا کی طرف جو سرکاری وفد روانہ کیا تھا وہ واپس جیزان پہنچ گیا ہے۔ چونکہ امام یحییٰ بیمار ہیں اس لئے گفت و شنید مکمل نہیں ہو سکی۔ برقی پیغامات کا سلسلہ جاری ہے۔ انشاء اللہ دونوں حکومتیں اختلافی مسائل کے حل میں کامیاب ہو جائیں گی۔

— اسمٰعیل صدقی پاشا وزیر اعظم گزشتہ ہفتہ پیرس پہنچ گئے ہیں۔

— حکومت افغانستان نے ہز ایکسیلنسی حبیب اللہ خاں تارزئی کو جاپان میں افغانستان کا پہلا سفیر مقرر کیا ہے۔ آپ اپنے عہدے کا چارج لینے کے لئے کابل سے روانہ ہو گئے ہیں۔

— چینی ترکستان میں خانہ جنگی بدستور جاری ہے سینکڑوں آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔

— امیر غازی شاہ عراق کا رشتہ شہزادی علیا دختر علی سابق شاہ حجاز سے قرار پایا ہے۔ یہ رسم وزراء کی موجودگی میں شاہی محل کے اندر ادا کی گئی۔ شادی کی رسم چھ ماہ سے قبل ادا نہیں ہو سکے گی۔ شاہ فیصل کے انتقال کے فوراً بعد اس رشتہ کے قرار پانے میں کوئی سیاسی مصلحت معلوم ہوتی ہے۔

— کابل کے برطانی سفارت خانہ میں جس افغان محمد عظیم خاں نامی نے تین آدمیوں کو قتل کیا تھا اس کو اس جرم کے عوض سزائے موت دی جا چکی ہے۔ اس کا بیان افغانی و ہندوستانی اخبارات میں شائع ہو چکا ہے جس میں قاتل نے لکھا ہے کہ اوائل عمر میں میرے والدین انتقال کر گئے میرے والد نے جو ترکہ چھوڑا تھا اس کو میں نے فضول ضائع کیا۔ میری بداخلاقیوں کی وجہ سے میرے بھائی مجھ سے متنفر ہو گئے۔ طالب علموں کی جماعت کے ساتھ جب مجھے یورپ بھیجا گیا وہاں مجھے شرابخواری اور عشق بازی کی لت پڑ گئی افغانی طلبہ کے قواعد کے خلاف میں نے وہاں ایک یورپین عورت سے شادی کر لی۔ اور کوئی فن نہ سیکھا۔ وطن واپس آ کر میں نے اس بیوی کو طلاق دیدی۔ کابل میں مجھے بھنگ پینے کی عادت ہو گئی۔ جس کی وجہ سے میرے اعصاب رفتہ رفتہ کمزور ہو گئے مجھ سے جو حرکت سرزد ہوئی ہے۔ وہ حماقت و رذالت کا نتیجہ ہے۔ خدا نہ کرے کہ ایک افغان کے انفرادی فعل کو ملت افاغنہ کی خصوصیت قرار دیا جائے۔

— یمن کے دارالسلطنت صنعا میں پہلی تجارتی لمیٹڈ کمپنی قائم کی گئی ہے۔ اس کمپنی کا نام تجارتی وطنی کمپنی ہوگا اس کا سرمایہ دو ملین ریال ہوگا۔ ایک حصہ کی قیمت پانچ سو ریال رکھی گئی ہے۔

— فرانس اور ترکی کے درمیان ایک جدید تجارتی معاہدہ ہوا ہے۔

ضرورت

ایک ایسے احمدی مولوی فاضل کی ضرورت ہے جو انگریزی بھی جانتا ہو اور انگریزی اخبارات پڑھ کر سنا سکے - اور عربی کی اس قدر استعداد رکھتا ہو کہ عربی میں تفاسیر وغیرہ بخوبی پڑھ کر سنا سکے - تنخواہ پچاس روپیہ ماہوار - پنجاب سے باہر قیام کرنا ہوگا -

تمام درخواستیں حسب ذیل پتہ پر آنی چاہئیں :-

جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

گزارش

خریداران پیغام صلح سے گزارش ہے کہ اخبار کا تجارتی سال ۱۵ اکتوبر کو ختم ہوتا ہے لہذا ان تمام خریداران پیغام صلح کو جن کے چندے اس تاریخ تک ختم ہوتے ہیں چاہیے کہ پندرہ اکتوبر سے پہلے پہلے اپنے اپنے سالانہ چندے بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور فرمائیں - بہت سے احباب کو جوابی خطوط بھی لکھے گئے ہیں

مبلغین کی ضرورت

چند مولوی فاضل (کم از کم انٹرنس پاس) مبلغین کی ضرورت ہے جو سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر سے بخوبی واقف ہوں - تنخواہ کا گریڈ معقول ہوگا - درخواستیں معہ سفارشات جلد بھیجدی جائیں -

سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

کامیابی

کا بہترین ذریعہ تاجروں کے لئے اشتہار ہے اور اشتہار کا بہترین ذریعہ پیغام صلح ہے - جو ہندوستان کے علاوہ تمام بیرونی ممالک میں بکثرت جاتا ہے نرخنامہ واجبی ہے

کا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر

محمد انعام الحق ہوشیارپوری

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۶ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ ستمبر سنہ ۱۹۳۳ء | نمبر ۵۶

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

قبول احمدیت نمبر
چند ضروری باتیں

(۱) عملہ قبول احمدیت نمبر کی تیاری میں مصروف ہے۔ متعدد بزرگان سلسلہ کی خدمت میں مضامین کیلئے خطوط لکھے جا چکے ہیں۔ جن بزرگوں نے تاحال کثرت کار یا اور کسی وجہ سے اس درخواست پر توجہ نہیں فرمائی ان کی خدمت میں مودبانہ یاددہانی عرض ہے۔ یہ کام ہی ایسا ہے جو بزرگوں کی توجہ و اعانت کے بغیر نہیں ہوسکتا ہے۔

(۲) مضامین میں صاف و سادہ طریق پر واقعات لکھ دینے چاہئیں۔ کہ کس چیز نے احمدیت کے مطالعہ کی طرف متوجہ کیا دوران مطالعہ میں کیا کیا امور پیش آئے۔ حضرت مسیح موعودؑ سے کب ملاقات یا خط و کتابت شروع ہوئی۔ بیعت کب کی۔ وہ کونسی باتیں تھیں جو خصوصیت سے سلسلہ احمدیہ میں شمولیت کا باعث بنیں اور احمدیت کی وہ کون کون خوبیاں ہیں۔ جنھوں نے مضمون نگار کے دل پر سب سے زیادہ اثر کیا۔ غرضکہ ان مضامین میں دلائل کے بجائے واقعات پر زیادہ زور دیا جائے۔

(۳) مضامین کی زبان حتی الامکان بالکل سادہ ہو تاکہ کم تعلیم یافتہ اور عورتیں اور بچے بھی اس نمبر کو آسانی سے مطالعہ کر سکیں۔

(۴) جن اصحاب کو مضمون نگاری کی مشق نہیں یا جن کے پاس زیادہ وقت نہ ہو وہ سادہ طریق پر واقعات لکھ کر بھیجدیں مدیر خود انہیں ترتیب دے لے گا۔

(۵) اگر کسی بزرگ کی خدمت میں مضمون کے لئے درخواست نہ پہنچی ہو تو وہ اس کو ایک سہو تصور فرمائیں اور اسی درخواست کو خط کا قائم مقام تصور فرماکر مضمون ارسال فرمادیں۔

(۶) قبول احمدیت نمبر ۳ راکتوبر کی بجائے ۷ راکتوبر کو شائع ہوگا۔ ضخامت بھی انشاء اللہ غیر معمولی ہوگی پیش نظر اشاعت کے بعد ۳ راکتوبر کو معمولی پرچہ شائع ہوگا۔ اس کے بعد یہ نمبر۔ قارئین کرام نوٹ فرمالیں۔ پیش نظر اشاعت میں عمداً ایک دو روز کی تاخیر کی گئی ہے تاکہ دو معمولی اشاعتوں میں زیادہ دنوں کا فصل نہ رہے۔

(۷) جن احباب کو قبول احمدیت نمبر کی زائد کاپیاں درکار ہوں وہ منیجر صاحب پیغام صلح کو اطلاع دیں (خاکسار مدیر)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

کثرت بارش کی وجہ سے ڈلہوزی کی سڑک خراب ہوگئی ہے اس لئے حضرت ممدوح اب ۷ راکتوبر کو لاہور تشریف لائینگے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ بھی غالباً حضرت ممدوح کے ہمراہ تشریف لائیں گے۔

— جلسہ سالانہ کی تاریخوں کے تعین کے متعلق تاحال بہت کم اصحاب نے آرا بھیجی ہیں اس بات کا جلد فیصلہ ہوجانا ضروری ہے۔

— مولوی عزیز بخش صاحب قبلہ امروز فردا میں لاہور تشریف لانے والے ہیں۔

— چودھری عبدالرحمٰن صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر اکونٹنٹ ڈائرکٹر جموں کشمیر کی اہلیہ محترمہ کئی ہفتے سے علیل اور زنانہ مشن ہسپتال سرینگر میں زیر علاج ہیں۔ احباب مریضہ کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ چودھری صاحب موصوف بھی ان کی علالت کی وجہ سے بیحد پریشان ہیں۔

— جناب مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر لائٹ کا صاحبزادہ محمد سلیم خاں بعارضہ بخار علیل ہیں احباب ان کی صحت کیلئے دعا کریں۔ بعد کی خبر:- پہلے سے بہت کچھ افاقہ ہے

— چودھری فضل داد صاحب محصل انجمن نے ولادت فرزند نرینہ کی خوشی میں انجمن کو چار روپے عطا فرمائے نومولود کا نام رشید احمد رکھا گیا۔ خدا صحت کے ساتھ عمر دراز کرے اور خادم دین بنائے۔ ہم مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

— جناب تاج محمد صاحب بی ایس۔ سی۔ بی۔ ٹی۔ رام گڑھ سرداراں ضلع لدھیانہ کو اللہ تعالیٰ نے صاحبزادی عطا فرمائی ہے مبارکباد

— جناب مولانا احمد صاحب چند روز کے لئے لاہور سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

مکتوب برلن

سر عبدالقادر بالقابہ برلن مسجد میں

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جرمن مسلم سوسائٹی برلن تبلیغی سلسلے میں نہایت سرگرمی سے کام کر رہی ہے اور اسی وجہ سے متلاشی حق اور اسلام سے ہمدردی رکھنے والے حضرات کی تعداد ہمیشہ بڑھتی چلی جاتی ہے فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

علامہ حمید مارقوس کا لکچر

۱۸ اگست ۱۹۳۳ء بروز جمعۃ المبارک سوسائٹی کے آنریری صدر جناب علامہ حمید مارقوس صاحب کا لکچر بعنوان "اسلام اور بازنوم" ہوا۔ میں ایک مدت تک اس سوچ میں رہا کہ بازنرن کا ترجمہ اردو زبان میں کیا کیا جائے۔ بہت سوچا لیکن کچھ سمجھ نہ آیا۔ آخر اس وقت کو میں نے علامہ حمید مارقوس صاحب کے سامنے پیش کیا انہوں نے مسکرا کر جواب دیا کہ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو بازنرن کا مفہوم آج کل ملاازم کے لفظ سے ادا ہو سکتا ہے۔ میری خوشی کی انتہا نہ تھی جب مجھے صحیح لفظ مل گیا۔ دراصل بازنرن کا مصداق آج کل ملاں سے بہتر اور نہیں ہو سکتا۔ لیکچر نہایت دلچسپ اور یقین دلانے والا تھا دوران تقریر میں علامہ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ دنیا کا مذہب ابتدا سے ایک ہی رہا ہے۔ یعنے اسلام۔ یہی وہ مذہب تھا جس کے نام لیوا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اسی مذہب کو لے کر حضرت موسیٰ آئے۔ اور یہی مذہب حضرت عیسیٰ نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اسی مذہب کے ساتھ ساتھ ہمیشہ سے ایک دوسرا عنصر بھی چلا آیا ہے۔ جس نے ہمیشہ مذہب کو برباد کرنے کی ٹھانی ہے۔ اور اسی عنصر کے خلاف اسلام ہمیشہ ہر قسم کا جہاد کرتا رہا۔ اس عنصر نے اپنے آپ کو خدا کا نائب ہی نہیں اکثر اوقات خدا سمجھا اور اپنے احکام کی اسی طرح پیروی کرواتا رہا جیسے خدائی اصولوں کی۔ راسخ الاعتقاد حضرات گمراہی و ضلالت کے گڑھے میں اسی گروہ کی بدولت گرے۔ اس عنصر کا نام ملاں ہے ملاں کو اسلام سے اتنا ہی بعد ہے جتنا ایک دہریہ کو خدا سے۔ بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ۔ کافر مذہب کے لیے اتنا نقصان دہ نہیں جتنا ملاں وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ کامل ڈیڑھ گھنٹہ تک قابل مقرر نے ملاں کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی۔ اور بتلایا کہ جتنی جلدی یہ عنصر مذہب سے دور ہو جائے اتنی جلدی ہی مذہب دنیا میں مقبول ہو سکتا ہے۔

سر عبدالقادر بالقابہ کی تشریف آوری

۲۲ اگست ۱۹۳۳ء کو جناب جسٹس سر عبدالقادر صاحب برلن تشریف لائے۔ میں حاضر خدمت ہوا اور استدعا کی کہ برلن کے مسلمان آپ کے خیالات سننے کے لئے بیقرار ہیں۔ گو انہیں جمعہ کے روز رخصت ہونا تھا لیکن میری استدعا پر وہ ایک روز اور ٹھہر گئے۔ اور جمعہ کا کامل دن مشن کی نذر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے جمعہ کے روز سر عبدالقادر معہ بیگم صاحبہ اور فرزند ارجمند کے مسجد میں نماز کیلئے تشریف لائے۔ اور میری استدعا پر خطبہ بھی انہوں نے پڑھا۔ اور ذالک الکتب لا ریب فیہ کی تفسیر کی اور بتلایا کہ یہ اتنا بڑا چیلنج قرآن نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ آج تک کوئی کتاب ایسا چیلنج کرنے کا دعویٰ نہ کر سکی اور نہ کر سکتی ہے۔

ممدوح کا لیکچر

شام کو ۷ بجے مسجد میں دعوت چائے ہوئی۔ جس میں قریباً پچاس حضرات نے حصہ لیا۔ حاضرین میں پروفیسر لوزن۔ پروفیسر بک۔ بیرن و بیرونس ٹیلنر۔ بیرونس فان شائیر۔ ترکی امام شکری بے۔ ایرانی امام مرزا حسن۔ علامہ حمید مارقوس۔ صوفی سوسائٹی کے صدر جناب علامہ ایران شائر۔ بدھ سوسائٹی کے صدر ڈاکٹر بردلو۔ جرمن حکومت کے وکیل۔ ڈاکٹر ڈالچو وغیرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ ساڑھے آٹھ بجے جسٹس سر عبدالقادر صاحب نے "اسلام مذہب بنی نوع انسان" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ تقریر کے پیشتر خاکسار نے قرآن حکیم سے تلاوت کی ازاں بعد جناب ڈاکٹر حمید مارقوس صاحب نے جسٹس صاحب کو مختصر الفاظ میں خوش آمدید کہی۔ بعد ازاں خاکسار نے مختصر الفاظ میں مقرر صاحب کا تعارف پبلک سے کروایا۔ اس کے بعد لیکچر شروع ہوا۔ قریباً ایک گھنٹہ قابل مقرر اپنے دلچسپ رنگ میں بزبان انگریزی تقریر کرتے رہے۔ جس کا حاضرین پر بہت اثر ہوا فاضل مقرر نے دعویٰ کیا اور اس کو ثابت کیا کہ اسلام ہی ایک مذہب ہے جو دنیا کا مذہب ہو سکتا ہے۔ دوسرے کسی مذہب کے اصول مجموعی طور پر دنیا کے لئے ہدایت کا کام نہیں دے سکتے۔ لیکچر کا ترجمہ بزبان المانوی ہمارے نوجوان انجنیئر جناب محمد طفیل احمد صاحب نے نہایت شستہ اور موثر الفاظ میں کیا۔

ایک ایمان افروز نظارہ

لیکچر کے اختتام پر ایک نہایت مبارک منظر دیکھنے میں آیا جناب ہنس ہیم صاحب تشریف لائے اور انہوں نے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اسی اثنا میں انہوں نے ایک مختصر سی تقریر کی اور بتایا کہ وہ ترکی اور ایران بغرض سیر گئے تھے۔ اور اسلام کی تعلیم کا خاص شوق دل میں لے کر لوٹے۔ اور آج تک اسلام کے مختلف اصولوں کو جانچتے اور پرکھتے رہے۔ آخر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ اسلام کے ہی اصول ایسے ہیں کہ انسان کی طمانیت قلب اور اس کے لئے شمع ہدایت کا کام دے سکتے ہیں۔ جناب ہیم صاحب کا اسلامی نام جناب جسٹس سر عبدالقادر صاحب کے برلن مسجد میں آنے کی یادگار میں عبدالقادر رکھا گیا جس کو ہیم صاحب نے بھی نہایت خندہ پیشانی سے قبول کیا۔ جناب ہیم برلن کے سب سے بڑے روزانہ اخبار "برلینر ٹاگے بلاٹ" میں اچھی جگہ پر ملازم ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے سینکڑوں نہیں لاکھوں کی تعداد میں پیدا کرے۔ ہمارے نو مسلم بھائی عبدالقادر صاحب اس کے بعد بھی مجھے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ اور مختلف اسلامی اصولوں پر گفتگو ہوتی رہی۔ بعض اوقات مجھے حیرانی ہوتی تھی کہ موصوف اسلام کے سمجھنے میں کتنے گہرے چلے گئے ہیں اور بلا مبالغہ اسلام سے اکثر ہندوستانی مسلمانوں کی نسبت بہتر واقفیت رکھتے ہیں۔

ایک اور خوشخبری

سر عبدالقادر صاحب کے لکچر میں ڈیڑھ سو سے زائد حضرات تشریف فرما تھے۔ صاحب مقرر کی تصاویر اور لیکچر کے اقتباسات برلن کے مختلف روزانہ اخباروں میں چھپے۔

کسی گزشتہ اشاعت میں میں جناب گشاور اسلر صاحب کی قارئین پیغام صلح سے ملاقات کرا چکا ہوں۔ اسلر صاحب گو ظاہرا مسلمان نہیں لیکن دراصل اسلام کے پیرو ہیں میری آج تک ان سے خط و کتابت رہی۔ اسی دوران میں وہ ایک دفعہ برلن بھی آ چکے ہیں۔ اور مجھ سے اسلام کے متعلق گفتگو بھی کر چکے ہیں۔ آج ان کا خط مجھے ملا ہے۔ کہ بالآخر انہیں یقین ہو گیا ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو انسان کو انسانیت کے بلند ترین زینے پر لیجا سکتا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ میرا یہ کہنا کہ وہ حقیقتاً مسلمان ہیں صحیح ہے۔ مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ چھٹی لیکر ۳۰ ستمبر کو برلن تشریف لائیں گے۔ اور علی الاعلان مذہب حقہ کے سامنے سر تسلیم خم کرینگے فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو اس کے ارادوں میں کامیاب کرے اور صحیح مسلمان بنائے۔ مجھے اس نوجوان کے جوش سے کامل یقین ہے کہ ان کی عملی زندگی اسلام کے لئے نہایت مفید ثابت ہوگی۔ اور ایک مشنری کا کام دے گی۔

خاکسار

عزیز الرحمن امام مسجد برلن (۸ ستمبر ۱۹۳۳ء)

ریویو

"رسالہ کاروبار"

بے روزگاری اور اقتصادی بدحالی ہمارے ملک کی سب سے بڑی مصیبت ہے اجناس کی ارزانی کی وجہ سے زراعت پیشہ طبقہ ناگفتہ بہ طور پر تباہ حال ہو رہا ہے۔ تعلیم یافتہ نوجوان کلرکی کے سوا اور کوئی کام کر نہیں سکتے۔ جو آج کل ملتی نہیں۔ تجارت پیشہ لوگ بھی پریشان ہو رہے ہیں۔ جب ملک میں قوت خرید ہی مفقود ہو تو ان کا کام کس طرح چل سکتا ہے۔ مسلمان قوم جو پہلے ہی مفلسی کا شکار تھی موجودہ مشکلات میں اقتصادی تباہی کے بالکل قریب پہنچ گئی ہے۔ غرضیکہ ایک ایسی تشویشناک صورت حالات پیدا ہو چکی ہے جس کا جلد از جلد بندوبست ضروری ہے۔ ہمارے خیال میں اس مصیبت کا سب سے آسان علاج یہ ہے۔ کہ افراد ملک میں صحیح کاروباری اور صنعتی مذاق پیدا کرکے ان کو ایسے آسان و کم خرچ ذرائع سے آشنا کیا جائے جن کو وہ عمل میں لاکر بے روزگاری کی مصیبت سے نجات حاصل کر سکیں۔

الحمدللہ رسالہ کاروبار کے اجرا نے اس ضرورت کو بہت بڑی حد تک پورا کر دیا۔ یہ مفید رسالہ ہمارے محترم دوست ملک عبدالحلیم خان صاحب بی اے کی زیر ادارت شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ اس میں نہایت مفید و دلچسپ صنعتی مضامین اور تجارتی معلومات شائع ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ دلچسپی کا اور بھی بہت کچھ مفید سامان ہوتا ہے۔ غرضیکہ رسالہ میں مضامین کا تنوع اور اس کی علمی و افادی حیثیت بہت ہی قابل تعریف ہے اس کے ہر نمبر میں متعدد ایسی صنعتیں بھی درج کی جاتی ہیں جن کے ذریعے پردہ نشین خواتین گھر بیٹھے روپیہ پیدا کر سکتی ہیں اس وقت ستمبر نمبر ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں صابون سازی پر ایک مفصل مضمون کے علاوہ مختلف قسم کے شربت۔ عرق مربے اچار، چٹنیاں۔ کریمیں بنانے کی آسان ترکیبیں لکھی گئی ہیں بچوں کا صفحہ اور بعض دوسرے اعلیٰ مضامین موجود ہیں۔ ہمیں توقع ہے یہ رسالہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگا۔ ہم اس کی ترقی کے لئے دست بدعا ہیں اور قارئین پیغام صلح سے اس مفید رسالہ کی خریداری کی سفارش کرتے ہیں۔ حجم ۹۲ صفحات سائز ۳۰×۲۰ لکھائی۔ چھپائی اور کاغذ سب اچھا۔ قیمت صرف دو روپے سالانہ۔ فی پرچہ تین آنے۔ جو بالکل مناسب بلکہ کم ہے۔ ملنے کا پتہ:۔ منیجر رسالہ کاروبار فلیمنگ روڈ۔ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۷ رجمادی الثانی ۱۳۵۲ھ | نمبر ۵۶

آمادۂ پیکار یورپ

دُنیا میں قیام امن کیلئے احمدیت کی ضرورت

مادہ پرستی کا انجام

جب انسان خدا اور اس کے احکام کو فراموش کر کے مادی ساز و سامان اور مادی ترقیوں کو اپنا مقصد زندگی قرار دے لیتا ہے۔ تو اس پر ہلاکتوں اور بربادیوں کے نئے نئے دروازے کھل جاتے ہیں: طمینان قلب کی دولت جو صرف خدا پرستوں کا ہی حصہ ہے اس سے چھین لی جاتی ہے۔ ساز و سامان اور زر و مال اس کے لئے مصیبت بن جاتے ہیں۔ اخلاق عالیہ سے وہ محروم ہو جاتا ہے۔ اس کی ترقیوں پر ناکامیاں ہنستی ہیں۔ اس کے مادی علوم و فنون پر جہالت ٹھٹھے مارتی ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ مادہ پرست قوموں نے ہمیشہ اپنے علوم و فنون۔ اپنے تمول اور اپنی تہذیب کے خنجر ہی سے خودکشی کی ہے۔ ان کا یہی سرمایۂ غرور ان کی عبرتناک تباہیوں کا سبب بنا ہے۔

یورپ کی مادہ پرستی

یورپ آج کل مادہ پرستی کی زبردست رو میں بہا جا رہا ہے وہ بہت بڑی حد تک خدا کو بھول چکا ہے۔ اس کو اپنے وسیع خزانوں عظیم الشان درسگاہوں۔ گنجان آباد شہروں۔ اپنی فوجوں اور جنگی سامانوں۔ اپنے علوم و فنون اور نئی تہذیب پر نہ صرف بھروسہ بلکہ غرور ہے۔ یورپ والے کہہ رہے ہیں کہ جب ہم خدا اور مذہب کے بغیر ہر قسم کی ترقی کر سکتے ہیں۔ بڑے بڑے شہر بسا سکتے ہیں۔ قسم قسم کی محیر العقول ایجادیں کر سکتے ہیں۔ ملک فتح اور سلطنتیں قائم کر سکتے ہیں تو ہمیں خدا اور مذہب کی کیا ضرورت ہے؟ یورپ کے اس فرعونی دعوے اور اس کی مادی ترقیوں کی وجہ سے دنیا رفتہ رفتہ اس سے متاثر و مرعوب ہو رہی ہے۔ اس کے سیاسی اثر کے ساتھ مادیت و لامذہبی کی رو مذہب پرست اقوام و ممالک میں بھی چلنی شروع ہو گئی ہے۔ لیکن دیکھنا چاہئے کہ یورپ کی مادی ترقیوں کا نتیجہ کیا ہے۔ اس نے خدا کو بھول کر اور مذہب سے علیحدہ ہو کر جو کچھ حاصل کیا بظاہر وہ بہت شاندار معلوم ہوتا ہے۔ لیکن وہ ایسا ہرگز نہیں جیسا کہ ظاہر بین انسانوں کو نظر آ رہا ہے۔ اس وقت یورپ کی اخلاقی حالت بہائم سے بھی بدتر ہو رہی ہے۔ وہ بداخلاقی کے ایسے خوفناک اور مکروہ غار کے کنارے کھڑا ہے جس میں گرنے کے بعد کوئی قوم بھی سلامت نہیں بچی۔ اس موضوع کو فی الحال ہم نظر انداز کرتے ہیں۔ کیونکہ آج کی صحبت میں ہم یورپ کی نئی ترقیوں اور جدید ایجادات پر کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

یورپ کی جنگی تیاریاں

یورپ نے برق و دخان کی طاقت سے عظیم الشان کارخانے قائم کر دیئے۔ شہر بسا دیئے۔ صنعتی دنیا میں عدیم المثال انقلاب برپا کر دیا۔ اس نے ہوائی جہاز ایجاد کر کے نوع انسان کو محو حیرت کر دیا۔ اس نے علم کیمیا کو ترقی دے کر نئے نئے علوم میں گرانقدر اضافہ کیا۔ لیکن اس کی ساری ترقیوں کا ماحصل کیا ہے؟ خود غرضی و بربادی!

ہم نے جو کچھ کہا ہے صحیح تسلیم کرنے میں شاید آپ تامل کریں لیکن کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آج یورپ کا سارا تمول اور فنی و علمی قابلیتیں عیاشی کے بعد جنگی تیاریوں میں صرف ہو رہی ہیں یورپ کی ہر ایک سلطنت سامان جنگ پر بے اندازہ روپیہ خرچ کر رہی ہے اس کے سائنس دان تباہ کن ہتھیاروں۔ بموں اور گیسوں کی تیاری میں مصروف ہیں۔ ایسے وسائل دریافت کرنے کی دن رات کوشش ہو رہی ہے کہ جن کے ذریعہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ بستیوں اور انسانوں کو فنا کیا جا سکتا ہے اس وقت سارا یورپ آمادۂ پیکار نظر آتا ہے۔ ماہرین سیاست کو عنقریب ایک خوفناک جنگ کا یقین ہے۔ وہ یورپ کی موجودہ حالت کو بارود کے ذخیرہ کی مانند سمجھتے ہیں جو معمولی چنگاری سے قیامت برپا کر دے گا۔ یورپ کی جنگی تیاریوں کے متعلق حال ہی میں ایک پر از معلومات اور مستند مضمون ولایتی اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ جس کا خلاصہ ملاحظہ ہو

"آئندہ تصادم زیادہ تر زہریلی گیس، ریاست، گیسوں اور برقی شعاعوں سے ہوگا۔ اس میں کسی کو مطلق شبہ نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ چیز آج بھی صاف نظر آ رہی ہے۔ دنیا میں ہلاکت آفرینیوں کے وہ وہ سامان موجود ہیں جن کا نام سنتے ہی کانوں پر ہاتھ دھرنے پڑتے ہیں آئندہ جنگ ایک قتل گاہ عام ہوگی جس میں بیک وقت ہزاروں لاکھوں جانیں فنا ہو جائیں گی۔ خاص مقام جنگ کوئی نہ ہوگا۔ بلکہ جس جگہ چھاپا مار دیا گیا وہی مقتل بن جائے گا۔ فوجی اور شہری کوئی بھی محفوظ نہیں ہوں گے اور جوان اور بوڑھے۔ عورتیں اور بچے بھی ظلم و ستم کا تختہ مشق بنا دیئے جائیں گے؛

جنگی ہوائی جہازوں۔ بموں اور گیسوں کے متعلق لکھا ہے:۔

"ان سے (مع الیکٹرونز) اس طریق پر کام لیا جائے گا کہ وہ تیز سے تیز روشنیوں میں بھی نظر نہ آ سکیں گے اور ان کے پاس ہلاکت آفرینی کے اس قدر سامان ہوں گے کہ زمین پر بسنے والے ان سے کسی حالت میں بھی محفوظ نہ رہ سکیں گے۔ بم نہایت خطرناک قسم کے استعمال کئے جائیں گے۔ صرف ایک بم ایک ہزار میل مربع تک قیامت برپا کر دے گا۔ ان بموں کے گرنے سے سطح زمین پر نہ صرف زہریلی دہلک گیس بلکہ خوفناک بیماریوں کے جراثیم بھی پھیل جائیں گے بعض بموں کی وجہ سے زمین پر آگ پھیل جایا کرے گی۔ اور تمام اشیا جل بھن کر خاک سیاہ ہو جایا کریں گی۔ ان بموں سے مضبوط سے مضبوط عمارتیں بھی پناہ نہ دے سکیں گی۔ ان کے علاوہ برقی بم ایجاد کئے گئے ہیں جو وزن میں تو ایک گرام کا ہزارواں حصہ ہوں گے لیکن جیسے ہی کسی چیز سے ٹکرائیں گے آس پاس کی فضا کا درجۂ حرارت تین ہزار ڈگری ہو جائے گا۔ اور تمام چیزیں جل کر مثل راکھ ہو جائیں گی۔ بہت سی گیسیں بھی ایجاد کی گئی ہیں جو قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا کر کے انسانوں کو ہلاک کیا کریں گی"

دنیا کا امن خطرے میں ہے

اس مختصر سے خلاصہ سے آپ کو مادہ پرست یورپ کی جنگی تیاریوں کی کسی قدر کیفیت معلوم ہو گئی ہوگی۔ یورپ نے بے شک سائنس اور دوسرے علوم و فنون میں ترقی کی لیکن آج اس ترقی کا کیا نتیجہ ہے کہ وہ انسانوں کی آبادیوں، شاندار عمارتوں، شاداب باغوں اور کھیتوں کو تباہ کرنے کے لئے آمادہ ہے خدا اور مذہب کو تو وہ فراموش کر بیٹھا ہے۔ اب اور کونسی طاقت ہے جو اس کو اس خوفناک ارادہ سے باز رکھے؟ یورپ کسی دوسرے کی آواز سننے کے لئے تیار نہیں خود اس کا اپنا ضمیر مادہ پرستی کی وجہ سے تقریباً مردہ ہو چکا ہے۔ اس کے سیاست دان ایک طرف امن و تخفیف اسلحہ کا وعظ کہتے ہیں۔ دوسری طرف جنگی تیاریوں کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ اگر یورپ میں متوقع جنگ برپا ہو گئی تو تقریباً تمام دنیا اس میں بالواسطہ یا بلاواسطہ شریک ہو جائے گی۔ اس جنگ کا نتیجہ عالمگیر ہلاکت و بربادی کے علاوہ اور کچھ نہ ہوگا۔ گویا دنیا کا امن یورپ کی مادہ پرستی غرور اور ضد کی وجہ سے سخت خطرہ میں ہے۔

یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت

یورپ کو صرف صحیح مذہبی تعلیم ہی بربادی و ہلاکت کے اس کھیل سے باز رکھ سکتی ہے جب تک وہ مادیت کی لعنت میں گرفتار ہے اس ارادہ کو ہرگز ترک نہیں کر سکتا۔ عیسائیت اور دوسرے مذاہب مادہ پرستی سے بری طرح شکست کھا چکے ہیں۔ سائنس و فلسفہ کے پے در پے حملوں کا تدارک ان کے بس کی بات نہیں عیسائیت تو صدیوں کے اثر و رسوخ کے باوجود یورپ کو مادیت کی لعنت سے بچانے میں بری طرح ناکام رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اس کام کو نہایت خوبی و آسانی سے انجام دے سکتا ہے۔ صرف اسی کی تعلیم یورپ کے لئے روحانیت و امن کا ایک کامیاب و تسلی بخش پیغام ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر یورپ میں اسلام کی باقاعدہ تبلیغ کی جائے تو وہ اس کو یقیناً قبول کرے گا۔

حضرت مسیح موعود کا کارنامہ

حالات آپ کے سامنے ہیں۔ یورپ کے امن کے ساتھ دنیا کا امن وابستہ ہے اور دنیا کو دہریت و مادیت سے بچانے کا کامیاب ذریعہ بھی یہی ہے۔ کہ یورپ کو اس لعنت سے نجات دی جائے۔ کیونکہ دورِ حاضرہ میں دوسرے براعظموں میں یہ لعنت وہیں سے پھیلی ہے۔ لیکن افسوس مسلمان اس فرض سے غافل ہیں۔ ان کی طرف سے اس بارہ میں کوئی کوشش نہیں ہو رہی ہے۔ حالانکہ یہ ان کا اہم مذہبی فریضہ ہے۔ عرصہ تک مسلمان اس کام کو ناممکن ہی خیال کرتے رہے۔ لیکن اللہ تعالے نے ایک مرد کو پیدا کیا۔ اس بلند حوصلہ شخص نے خدا سے روشنی پاکر یورپ میں تبلیغ اسلام کی بنا ڈالی۔ اس کی قایم کردہ جماعت احمدیہ اس کام کو نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے انجام دے رہی ہے۔ اس جماعت نے یورپ کے بعض ملکوں میں باقاعدہ مشن قایم کر رکھے ہیں۔ بعض میں اس کے آنریری مبلغ کام کر رہے ہیں۔ لٹریچر کی اشاعت تو یورپ کے گوشہ گوشہ میں ہو رہی ہے اس طرح اسلام کا پیغام پہنچایا جا رہا ہے۔ یورپین نومسلموں کی تعداد سینکڑوں سے تجاوز کرکے ہزاروں تک پہنچ چکی ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ یورپ اور باقی دنیا کا امن اسلام کے ساتھ وابستہ ہے تو واقعات و حقایق کی رو سے ماننا پڑے گا کہ اس زمانہ میں یورپ میں اسلام کی تبلیغ کا کام احمدیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ دراصل احمدیت اسلام کی صحیح اور روشن تصویر ہی کا دوسرا نام ہے۔ جماعت احمدیہ کی تعداد اور ذرائع جس قدر زیادہ ہوں گے اسی قدر زیادہ جلدی یہ کام انجام پذیر ہو سکے گا۔ اس کام کی کامیابی کے نتیجہ کے طور پر دنیا خوفناک جنگ کے خطرہ اور مادیت کی لعنت سے بچ سکتی ہے۔ احمدیت جس طرح اور کئی لحاظ سے دنیا کے لئے پیغام رحمت ہے اسی طرح قیام امن کے لئے بھی اس کی اشد ضرورت ہے۔ ہر غور کرنے والا انصاف پسند دماغ آج بھی اس حقیقت کو پا سکتا ہے اور وہ وقت عنقریب آنے والا ہے جب لوگ واضح الفاظ میں اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہوں گے کہ حضرت مسیح موعود نے یورپ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد ڈالکر دنیا پر زبردست احسان کیا ہے۔

اخبار "فاروق" کا بائیکاٹ

قادیانی جماعت کے اندرونی رازوں کو جاننے والوں کے سوا تمام لوگوں کو یہ خبر سنکر تعجب ہوگا کہ جناب میاں صاحب نے اپنے منظورِ نظر اخبار "فاروق" کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ گویا اسے جماعت سے خارج کر دیا ہے۔ دنیا بھی عجیب جگہ ہے اس میں اکثر ایسے واقعات عمل میں آتے رہتے ہیں جو وقوع پذیر ہونے سے قبل بالکل ناممکن دکھائی دیتے ہیں۔ بھلا یہ کس کو توقع تھی کہ جناب میاں صاحب کو اپنے اس اخبار کے بائیکاٹ کا حکم دینے کی بھی ضرورت پیش آئے گی۔

قارئین پیغام صلح "فاروق" اور اس کے مدیر و مالک سے ناواقف نہ ہوں گے۔ اس اخبار کو دشنام طرازی میں خاص ملکہ حاصل ہے۔ قادیانی جماعت نے شرفا کو گالیاں دینے اور ان کی پگڑیاں اچھالنے کی خدمت خصوصیت سے اس کے سپرد کر رکھی تھی۔ اس سلسلہ میں اس کی کارگذاری بھی نہایت شاندار ہے اور اس کے کارکنوں اور مضمون نگاروں نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ طبعاً اس کارِ خیر کے لئے نہایت موزوں ہیں اور اپنے کام کے پورے طور پر عادی ہو چکے ہیں۔ غالباً انہی خدمات کی وجہ سے جناب میاں صاحب اس کی خریداری کی سفارش بھی ایک سے زائد مرتبہ فرما چکے ہیں۔ ویسے تو فاروق کے مالک و مدیر "الفضل" کے خاص مریدوں میں سے ہیں لیکن جانئے عادت فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ جو بسا اوقات ادب و لحاظ مصلحت و دوراندیشی پر بھی غالب آ جاتی ہے۔ مالک فاروق کو قادیان کے ایک محکمہ سے کچھ شکایات پیدا ہوئیں۔ پہلے تو انہوں نے ضبط کیا لیکن طبیعت اور پرانی عادت سے مجبور رکھے رہ نہ سکے۔ حالت جوش میں پیر کا خوف اور اس کے احکام کا خیال بھی نہ رہا۔ اپنے اخبار میں اس شکایت کا ذکر کر دیا۔ جناب میاں صاحب کو یہ حرکت پسند نہ آئی اور انہوں نے ۲ ستمبر کے الفضل میں اعلان کر دیا کہ:-

"اخبار فاروق باوجود وضاحت سے ہوشیار کئے جانے کے ایسے رویہ سے باز نہیں آتا جو فتنہ کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ اس میں سلسلہ کے ایک محکمہ کے متعلق نہایت بیہودہ نوٹ چھپا ہے ... اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ اخبار "فاروق" کو سلسلہ کا اخبار تصور نہ کیا جائے۔"

میاں صاحب کی خدمت میں گزارش

میاں صاحب اپنے ہر کام میں آزاد ہیں۔ ہمیں اعتراض کا کوئی حق نہیں لیکن اگر اجازت ہو تو ہم اس قدر گزارش ضرور کرینگے کہ کیا یہ بیہودہ نوٹ ان تحریروں سے بھی زیادہ بیہودہ تھا جو آئے دن فاروق کے صفحات میں جماعت احمدیہ لاہور اور اس کے قابل احترام بزرگوں کے خلاف شایع ہوتی رہتی ہیں جناب میاں صاحب عرصہ سے اس بیہودگی کو خاموشی سے برداشت کر رہے ہیں۔ بلکہ فاروق کی خریداری کی سفارش فرماکر اس کی حوصلہ افزائی بھی کر چکے ہیں۔ اگر فاروق کو بیہودگی کی عادت نہ ڈالی جاتی اور اس کی حوصلہ افزائی نہ کی جاتی تو اس بیہودہ نوٹ کی اشاعت کی نوبت ہی نہ آتی۔ میاں صاحب غور فرمائیں تو انہیں واضح ہو جائے گا کہ بیہودگی ہر حالت میں بیہودگی ہے خواہ اپنے کے متعلق کی جائے یا غیر کے حق میں۔

خیر جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فاروق منت سماجت کرکے اپنا قصور بخشواتا ہے یا کوئی دوسرا طریق اختیار کرتا ہے۔

آریہ پریس اور ریاست جینبہ

ریاست جینبہ میں آریوں نے بعض اچھوتوں کو شدھ کرکے نام نہاد مہاشہ بنا لیا ہے۔ آریہ اخبارات کے بیان کے مطابق ریاست کے راسخ العقیدہ اور اعلیٰ ذات کے ہندو اس تبدیلی کی وجہ سے ان مہاشوں پر طرح طرح کے مظالم کر رہے ہیں۔ ریاستی حکام اور عدالتیں بھی ہندوؤں کی طرفداری کر رہی ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس بیان میں کہاں تک صداقت ہے لیکن سارا آریہ پریس کوؤں کی طرح شور ضرور مچا رہا ہے اور دبی زبان میں ریاست کو طرح طرح کی دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں۔

ریاست جینبہ میں مسلمانوں پر بھی طرح طرح کے مظالم روا رکھے جاتے ہیں۔ چند سال کا ذکر ہے جب حکام ریاست کا دست ظلم بہت دراز ہو گیا تھا تو مسلمانوں نے مجبوراً صدائے فریاد بلند کی اس پر آریہ پریس بہت چراغ پا ہوا۔ اور صاف طور پر لکھا جانے لگا کہ مسلمان غلط کہہ رہے ہیں۔ ریاست کی طرف سے کسی پر ظلم ہونا ممکن ہی نہیں۔ لیکن اب خود اسی ریاست کے خلاف شور محشر بپا کر رکھا ہے۔ سچ ہے گھر لگی آگ باہر لگی بسنت۔ جو ہندو اپنے "مہاشہ بھائیوں" پر اس قدر مظالم کر رہے ہیں انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کیا کسر اٹھا رکھی ہوگی۔

افسوسناک ضد

ہمارے مخالفین و معترضین کا یہ عام شیوہ ہے کہ بار بار انہی اعتراضات کا اعادہ کرتے رہتے ہیں جن کا ہماری طرف سے بارہا ... تسلی بخش جواب دیا جا چکا ہے۔ علما اور ان کے زیر اثر نام نہاد لیڈر اور اخبارات جس غرض سے ایسا کرتے ہیں وہ پوشیدہ نہیں۔ کیونکہ اگر وہ اس انصاف کش طرز عمل کو ترک کر دیں تو ان کی روزی میں فرق آتا ہے۔ اس لئے ہمیں ان سے کوئی گلہ نہیں۔ لیکن جب کوئی متین و سنجیدہ اخبار ایسا کرتا ہے تو ضرور دکھ ہوتا ہے۔ معزز معاصر "ایمان" پٹی اپنی ۵ ستمبر کی اشاعت میں راولپنڈی کے ایک شخص سید جعفری کا (جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے) ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے۔

"مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی نبوت کے بعد ہر کس وناکس کے لئے نبوت کا دروازہ کھل گیا ہے۔"

ہمارا معاصر جس غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ ہماری طرف سے بارہا اس کی مدلل تردید ہو چکی ہے۔ اگر "پیغام صلح" کے گزشتہ چھ ماہ کے پرچے ہی سامنے رکھ لئے جائیں تو ان میں متعدد ایسے مضامین مل سکتے ہیں جن کے مطالعہ سے ہر ایک انصاف پسند شخص کی یہ غلط فہمی دور ہو سکتی ہے۔ اس کے باوجود بار بار اس بےحقیقت الزام کا اعادہ ایک ایسی بات ہے جس کو افسوسناک ضد کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

نفاق پسند مسلمانوں کیلئے سبق

گزشتہ ہفتہ کثرت بارش کی وجہ سے مشرقی پنجاب میں شدید سیلاب آئے جن سے ضلع رہتک کو سب سے زیادہ نقصان اٹھانا پڑا۔ اس ضلع میں سیلابوں کی تباہ کاری کے متعلق رائے بہادر چودھری چھوٹو رام کا ایک دردناک بیان اخبارات میں شایع ہوا ہے۔ جس میں وہ فرماتے ہیں:-

"سیلاب کی وجہ سے لوگوں میں سخت بےچینی اور دہشت پھیلی ہوئی ہے۔ چاروں طرف پانی ہی پانی نظر آتا ہے بعض اوقات تو ایک ہی درخت پر سانپ پرندے اور انسان پناہ گزین نظر آتے ہیں۔"

مصیبت زدوں کا یہ اتفاق قدرت کا ایک قیمتی سبق ہے جس پر نفاق پسند مسلمانوں اور خاصکر ہمارے علماء کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے۔ عام حالت میں پرندے انسانوں کے قریب بھی نہیں پھٹکتے انسان اور سانپ ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں۔ لیکن سیلاب کی مصیبت نے ان سب کو ایک ہی درخت پر اکٹھے کر دیا۔ آج مسلمان قوم بھی ایک زبردست اور تباہ کن طوفان میں محصور ہے حیف ہے ان مسلمان مولویوں اور لیڈروں پر جو اس حالت میں بھی مسلمانوں کو متحد نہیں ہونے دیتے۔ کاش وہ اس واقعہ سے عبرت پکڑیں۔

دیتی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں فنا ہو کر ظلی محمد اور ظلی احمد بن جاتا ہے۔

فنا فی الرسول اور بروزی نبوت

"ایک غلطی کا ازالہ" میں شروع سے آخر تک اسی بات پر زور دیا گیا ہے جیسا کہ عبارات ذیل سے ظاہر ہے:۔

۱۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی پس جو شخص نبوت کی اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے۔

۲۔ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمدؐ اور احمدؐ ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا لہذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔

۳۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنا فی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا جائے یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے۔ و من ادعٰی فقد کفر۔

۴۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ باعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائیگا کیونکہ وہ محمدؐ ہے گو ظلی طور پر۔

۵۔ ہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلاواسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلعم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اسکے نام محمدؐ و احمدؐ سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانیوالا بھی۔[1]

۶۔ اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلعم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طرح سے آنحضرت صلعم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلعم پس اس طور پر خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی یعنی بہرحال نبی صلعم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلعم ہوں اور بروزی طور پر تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا۔

۷۔ لیکن آنحضرت صلعم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا اس کے نام کا وارث اس کے خلق کا وارث اس کے علم کا وارث اس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اسکی تصویر دکھلائے گا اور وہ اپنی طرف سے نہیں سب کچھ اس سے لیگا اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھلائے گا۔

۸۔ جس طرح بروزی طور پر محمدؐ اور احمدؐ نام رکھے جانے سے دو محمدؐ اور دو احمدؐ نہیں ہو گئے اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا

---

[1] اس فقرہ میں صاف بتا دیا کہ رسول اور نبی صرف لغوی معنوں میں ہوں لغت کے رو سے رسول کے معنے بھیجا ہوا اور نبی کے معنے غیب کی خبریں پانے والا اس لئے میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی مگر ان الفاظ اصطلاحی معنوں میں نہیں یعنی اصلی نبوت اور رسالت اس سے مراد نہیں۔

مسئلہ نبوت اور خصوصیت مسیح موعودؑ

حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ نبوت کے ثبوت میں حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کو بھی سید صاحب نے پیش کیا ہے۔ اور آپ کے حسب ذیل الفاظ نقل کئے ہیں:۔

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی"

اس عبارت کا مطلب زیادہ صفائی کے ساتھ واضح ہو جاتا اگر اس کے بعد کے چند اور فقرے بھی نقل کر دیے جاتے جن میں مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ ہی صاف طور پر لکھا ہے کہ:۔

"اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی۔ کیونکہ اگر دوسرے صلحا جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پالیتے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں رخنہ واقع ہو جاتا اور اس لئے اللہ تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے"

خصوصیت کی بنا حدیث پر

اس سے صاف ظاہر ہے کہ نبی کا نام پانے میں جس خصوصیت کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے مندرجہ بالا الفاظ میں کیا ہے وہ صرف اس پیشگوئی کی بنا پر ہے جو حدیث نبوی صلعم میں آپ کے متعلق پائی جاتی ہے۔ اور جس میں عیسیٰ اور ابن مریم اور نبی اللہ کے الفاظ میں آپ کو پکارا گیا ہے۔ چنانچہ سابق عبارت میں صاف طور پر لکھا ہے:۔

"آپ واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلعم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائیگا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا"

لیکن حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ سچ مچ عیسیٰ اور ابن مریم ہونے کا نہیں بلکہ مجازاً اور استعارہ کے رنگ میں آپ نے ان الفاظ کا اپنے آپ کو مصداق ٹھیرایا اور مثیل عیسیٰ اور مثیل ابن مریم ہونے کا دعویٰ کیا ہے پس نبی کا نام بھی آپ کو مجاز اور استعارہ ہی کے طور پر دیا گیا جیسا کہ اسی حقیقۃ الوحی کے آخر میں صاف طور پر لکھا ہے کہ:۔

"سمیت نبیًا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ۔ میرا نام اللہ کی طرف سے مجازی طور پر نبی رکھا گیا حقیقی طور پر نہیں" (الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

ایسا ہی سراج منیر میں مہدی حدیث کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"جیسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیث میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا" (سراج منیر صفحہ ۳)

"نبی کا نام پانا" نبی بننا نہیں

پھر یہ نہیں فرمایا کہ مجھے نبی بننے کے لئے مخصوص کیا گیا بلکہ فرمایا کہ نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص کیا گیا اور ظاہر ہے کہ نبی بننے اور نبی کا نام پانے میں بہت بڑا فرق ہے۔ خود آنحضرت صلعم کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ نبیوں کی پیشگوئیوں میں آپ کی آمد کو خدا کی آمد اور آپ کے ظہور کو خدا کا ظہور قرار دیا گیا ہے۔ لیکن ایسی پیشگوئیوں کی وجہ سے کسی نے بھی آج تک آنحضرت صلعم کو خدا نہیں مانا۔ ظاہر ہے کہ پیشگوئیوں میں ہمیشہ مجاز اور استعارہ ہوتا ہے اور نبی کا نام پانا بھی مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔ دعویٰ نبوت اسے قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ اس ذکر خصوصیت سے پہلے صفحہ ۳۹ پر لکھتے ہیں:۔

"اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ ان کا سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلعم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں۔"

کیا کوئی صاحب فہم یہ قیاس کر سکتا ہے کہ چند سطریں پیشتر تو حضرت مرزا صاحبؑ دعویٰ نبوت منسوب کرنے کو افترا قرار دے چکے ہوں اور چند ہی سطریں بعد خود ہی دعویٰ نبوت کر دیں۔ اور پھر کتاب کے آخر میں جا کر اسی کثرت مکالمہ مخاطبہ والی نبوت کو علیٰ طریق المجاز قرار دے دیں۔

ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے نبی

لیکن سید صاحب نے اس عبارت سے آگے چل کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ "ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی" ہونے کا جو دعویٰ کیا گیا ہے تو اس سے یہ ظاہر کرنا مراد ہے کہ میری نبوت کا ذریعہ پہلے نبیوں کے ذریعہ سے الگ ہے مگر مقصود میں سب برابر ہیں۔"

یہ نتیجہ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور اسی کی ان تمام تشریحات کے بالکل خلاف ہے جو آپ نے جابجا اپنی کتابوں میں کی ہیں۔ "ایک پہلو سے امتی .... اور ایک پہلو سے آنحضرت صلعم کے فیض نبوت کی وجہ نبی ہونے کے الفاظ شروع سے آخر تک آپ کی تمام تحریرات میں موجود ہیں۔ اور ان کی جو توجیہ آپ نے کی ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"یہ بات کہ اس کو (یعنی مسیح موعودؑ کو) اُمتی بھی کہا اور نبی بھی اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی جیسا کہ محدث میں ان دونوں شانوں کا پایا جانا ضروری ہے لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی رکھتا ہے۔ غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳)

پس آنحضرت صلعم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ذریعہ حصول نبوت بدلا گیا ہے اور نفس نبوت میں تبدیلی نہیں ہوئی بلکہ اس کے ساتھ ہی ایک پہلو سے امتی کہہ کر بتا دیا کہ امتیت اور نبوت کی دونوں شانیں آپ میں پائی جاتی ہیں جو صاحب نبوت تامہ میں نہیں بلکہ محدث میں پائی جانی ضروری ہیں اسلئے یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس عبارت میں یا اس کے بعد خصوصیت کے ذکر میں اصلی نبوت یا نبوت تامہ کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر کسی نبوت کا یہاں ذکر ہے تو وہ محدثیت کے مفہوم سے بڑھ کر نہیں۔

اشد مشابہت انبیا کی وجہ سے خصوصیت

رہا یہ کہ وہ خصوصیت کیسی ہے جس کا ذکر حضرت مسیح موعودؑ نے صفحہ ۳۹۱ پر کیا ہے اس کے

متعلق یہ بتایا جا چکا ہے کہ نبی بننے میں خصوصیت آپ نے بیان نہیں کی بلکہ نبی کا نام پانے میں خصوصیت بتائی ہے۔ کیونکہ پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب پر یہ نام نہیں بولا گیا بلکہ محض علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کہہ کر انبیاء کے ساتھ انہیں مشابہت دیدی گئی لیکن مسیح موعودؑ کو جو کثرت مکالمہ مخاطبہ ہوا اس نے اس مشابہت کو حد کمال تک پہنچا دیا۔ یہاں تک کہ اس اشد مشابہت کے اظہار کے لئے محض تشبیہ کی بھی ضرورت نہ رہی اور آپ کو خصوصیت سے نبی کہہ کر پکارا گیا۔ اس سے آپ اولیا کے زمرہ سے باہر نہیں ہو جاتے۔ بلکہ اولیاء میں ایک خصوصیت آپ کو دی گئی ہے۔ کوئی شخص رستم کا نام پانے سے فی الواقع رستم نہیں بن جاتا۔ اور جس کو شیر کہا جائے وہ حقیقت میں شیر بن جاتا ہے۔ بلکہ صفت بہادری میں رستم اور شیر کے ساتھ اشد مشابہت رکھنے کی وجہ سے اسے یہ نام دے دیا جاتا ہے اس سے دوسروں کے اندر بہادری کی نفی بھی مقصود نہیں ہوتی۔ دوسرے بھی اگرچہ بہادر ہوں لیکن خصوصیت کے ساتھ رستم اسی کو کہا جاتا ہے جس سے صفت بہادری کا اظہار ہو۔ ایسا ہی پہلے اولیاء اور ابدال و اقطاب اگرچہ رنگ انبیاء رکھنے کی وجہ سے کانبیاء بنی اسرائیل تھے لیکن مسیح موعودؑ اس رنگ میں حد درجہ رنگین ہونے یا بالفاظ دیگر ان سے بہت بڑھ کر کثرت مکالمہ پانے کی وجہ سے مجازاً نبی اللہ کہلایا۔ یہی آپ کی خصوصیت ہے۔ اس سے بڑھ کر انبیاء کے زمرہ میں آپ کو شامل کرنا اور اصلی اور حقیقی نبوت کا مدعی قرار دینا سیاق و سباق عبارت کے قطعاً خلاف ہے۔

ایک غلطی کا ازالہ اور مسئلہ نبوت

سید صاحب کی بھول بھلیاں

بحث نبوت ہی کے ضمن میں سید صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

مرزا صاحب نے ادعائے نبوت کو ایک بھول بھلیاں بنا دیا ہے۔ جس کی متعدد مثالیں موجود ہیں لیکن میں ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔ آپ نے ۵۔ نومبر ۱۹۰۱ء کو ایک اشتہار دیا تھا جو ہو بہو حسب ذیل ہے۔"

اس کے بعد اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" بحذف عبارات نقل کیا ہے۔ "ہو بہو حسب ذیل ہے" لکھ کر پھر صفحوں کے صفحے حذف کر جانے "ہو بہو" جناب حبیب ہی کے کمالات کا کرشمہ ہے۔ لیکن یہ نہ بتایا کہ اس اشتہار میں "ادعائے نبوت" کہاں ہے اور اس کو "بھول بھلیاں" کیونکر بنایا گیا ہے۔ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" ہمارے سامنے ہے۔ ہم پہلے بھی اس کو متعدد مرتبہ مطالعہ کر چکے ہیں اور سید صاحب کی "بھول بھلیاں" دیکھنے کیلئے آج پھر اس کو لفظ بلفظ مطالعہ کیا ہے۔ ہمیں تو ایک بھی ایسی بات نظر نہیں آئی جس کو بھول بھلیاں کہا جا سکے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ اس میں فنافی الرسول، ظلی نبوت، نبوت محمدیہ کی چادر، ظلی محمد اور ظلی احمد، بروزی طور پر آنحضرت صلعم ہونے کا جو ذکر بار بار کیا گیا ہے وہ سید صاحب کے فہم و دماغ سے اس قدر بالا ہے کہ وہ اس کو "بھول بھلیاں" کے سوائے اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ جس شخص نے اولیاء اللہ کی کتابیں کبھی مطالعہ نہ کی ہوں۔ صوفیاء کے کلام کو نہ پڑھا ہو۔ فنافی الرسول کی اصطلاح سے کوئی واقفیت نہ رکھتا ہو۔ بروز اور ظل کے معنے تک نہ جانتا ہو۔ اس کے لئے "ایک غلطی کا ازالہ" "بھول بھلیاں" نہیں تو اور کیا ہوگا۔ ہم قبل ازیں اولیاء اللہ کے کلام سے باوضاحت یہ بتا چکے ہیں کہ فنافی الرسول کے درجہ پر پہنچ کر ان کے مونہوں سے ایسے ایسے کلمات نکلتے ہیں کہ گویا ان میں اور آنحضرت صلعم میں کوئی دوئی ہے ہی نہیں جس طرح لوہا آگ میں پڑ کر بالکل آگ کی شکل اختیار کر لیتا اور آگ ہی کی طرح جلاتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح کمال متابعت نبی صلعم انسان کو اس درجہ تک پہنچا

قرار دیا۔ تو یہی حضرت مجدد الف ثانی رح کا ارشاد ہے کہ "گویا ہر دو از یک چشمہ آب بخوردند و ہر دو آغوش یک کنارانند و ہر دو در یک بستر اند و ہر دو در رنگ شیر و شکر اند تابع کجا و متبوع کدام" الخ لیکن باوجود اس نفی مغائرت اور اتحاد کلی کے جو اصل اور بروز یا تابع اور متبوع میں پایا جانا بیان کیا گیا ہے۔ جس طرح حضرت مجدد الف ثانی رح نے یہ واضح کر دیا ہے کہ "این قدر ہست کہ خود را طفیلی ے داند و وراثت بنی خود می یابد" اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کا طفیلی اور وارث قرار دیا۔ غرض یہ تمام باتیں جو "ایک غلطی کا ازالہ" میں حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمائی ہیں حضرت مجدد الف ثانی رح کے کلام سے ان کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور نہ صرف حضرت مجدد الف ثانی رح کے کلام سے بلکہ ہم اس سے پیشتر ثابت کر چکے ہیں کہ تمام اولیاء اللہ کے ملفوظات میں ایسی ہی باتیں اور اسی قسم کی نبوت پائی جاتی ہے۔ پس کیا سید صاحب ان سب کو "بھول بھلیاں" قرار دینے کی جرأت کریں گے؟ کیا وہ بتائیں گے کہ وہ کونسی "بھول بھلیاں" ہیں جو انہیں "ایک غلطی کا ازالہ" میں نظر آتی ہیں؟ اور سابق اولیاء اللہ کے ملفوظات میں نہیں؟ سوائے اس کے کہ ان کی "علمی نارسائی" ہر اس بات کو جو ان کے فہم و علم سے بالا ہو "بھول بھلیاں" بنا دیتی ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ ان صاف اور عام فہم عبارات کو جو دعویٰ فنافی الرسول اور بروزی و ظلی نبوت پر مشتمل ہیں۔ "بھول بھلیاں" کے نام سے تعبیر کیا جا سکے۔

بلا واسطہ اور بالواسطہ نبوت لیکن سید صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

"اس اشتہار میں مرزا صاحب نے نبوت کی دو قسمیں کی ہیں۔ ایک بلا واسطہ دوم بالواسطہ اور اپنے لئے فرمایا کہ میں بواسطہ نبوت محمدیہ نبی ہوں۔ مطلب یہ کہ میری نبوت کا ذریعہ پہلے نبیوں کے ذریعہ سے الگ ہے۔ مگر مقصود میں سب برابر ہیں"

قربان جائیں اس فہم کے۔ وہ کونسا فقرہ "ایک غلطی کا ازالہ" میں ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کی دو قسمیں کی ہیں۔ اور کہاں یہ فرمایا ہے کہ میری نبوت کا ذریعہ پہلے نبیوں کے ذریعہ سے الگ ہے مگر مقصود میں سب برابر ہیں" ہم سید صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس مضمون یا اس مفہوم کا کوئی فقرہ کوئی ایک لفظ ہی اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے دکھا دیں ورنہ اپنی "علمی نارسائی" کا اعتراف کرتے ہوئے اس غلط نتیجہ سے رجوع کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ بلا واسطہ اور بالواسطہ کے الفاظ اگرچہ ذریعہ حصول کو ظاہر کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی نبوت کا اصلی اور غیر حقیقی ہونا بھی ان سے ظاہر ہوتا ہے کیونکہ بالواسطہ نبوت کوئی نبوت نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلعم کے فیضان سے ایک امتی کو جو نبوت ملتی ہے وہ خود حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق نبوت تامہ نہیں بلکہ محدثیت ہے۔ نبوت وہی ہے جو بلا واسطہ اور براہ راست ہو۔ نبوت وہی ہے جو شریعت یا احکام جدیدہ کی حامل ہو۔ غیر تشریعی اور بالواسطہ نبوت مجازی اور لغوی نبوت ہے جس کو اصطلاح شریعت میں محدثیت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے

غیر صاحب شریعت اور لغوی نبی اور اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں جہاں فنافی الرسول ہونے اور ظلی و بروزی نبوت پانے کا بار بار ذکر کیا ہے وہیں اس بات کو بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ:۔

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر شریعت لانیوالا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے"

اخبار عام کا حوالہ ایک حوالہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا دیا گیا ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک خط طبع ہوا ہے۔ لیکن اس میں سے صرف ذیل کے الفاظ نقل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے:۔

"میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا نے میرا نام نبی رکھا تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک کہ اس دنیا سے گذر جاؤں"

لیکن اس کے بعد اگلا فقرہ جو لفظ نبی کی اصل حقیقت کو ظاہر کرنیوالا ہے عمداً چھوڑ دیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا فقرات کے بعد ہی حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں:۔ "مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا میں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ سو میں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا"

کیا یہ الفاظ صاف طور پر اس حقیقت کو ثابت نہیں کرتے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت کا ہرگز نہ تھا بلکہ صرف لغوی معنوں میں مجازاً لفظ نبی کا استعمال آپ نے اپنے متعلق کیا ہے۔ لیکن اس انصاف اور معدلت گستری کو دیکھیے کہ جن الفاظ میں آپ نے اس حقیقت کو کھول کر بیان کیا اور لفظ نبی کی تشریح کی ہے اس کو سید صاحب نے حذف کر دیا اور جن الفاظ سے شبہ پیدا ہونے کا احتمال تھا ان کو نقل کر دیا۔ معلوم نہیں یہ غیر شریفانہ طریق سید صاحب نے کیوں اختیار کیا لیکن ہمارے نزدیک قصور نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اصل تحریرات کو تو انہوں نے دیکھا ہی نہیں ان کی نظر صرف معترضین کی کتابوں پر ہے۔ جس قدر حوالے انہوں نے دیئے اور جس صورت میں کتر بیونت کر کے الفاظ کو نقل کیا ہے۔ ان کی تقلید سید صاحب نے بھی کی ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ بھی کوئی منصفانہ اور محققانہ طریق نہیں۔ اگر وہ اصل کتابوں میں سے ان تمام حوالوں کو سیاق و سباق عبارات کے ساتھ پڑھتے تو خود ہی انہیں اعتراضات کی لغویت معلوم ہو جاتی جیسا کہ مندرجہ بالا عبارات سے ظاہر ہے:

"رسول" کا لفظ اسی سلسلہ میں سید صاحب نے متعدد ایسی عبارات پیش کی ہیں جن میں حضرت مسیح موعودؑ نے "رسول" کا لفظ اپنے متعلق استعمال کیا ہے۔ چنانچہ ایک حوالہ دافع البلاء کا ہے جہاں حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ:۔

"تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تختگاہ ہے"

اسی دافع البلاء کے صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں:۔ "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"

ایک حوالہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۵۵ کا بھی ہے جہاں لکھا ہے:۔

"میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت ایک وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا"

ایسا ہی "البشریٰ" جلد ۱ صفحہ ۵۶ کا ایک حوالہ دیتے ہوئے سید صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"قرآن پاک کی ایک آیت اپنی شان میں لکھتے ہیں جس کا ترجمہ درج ذیل ہے کہ وہ ذکر اے لوگو میں تم سب کی طرف

اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول ہو کر آیا ہوں"۔

پھر لکھتے ہیں: "حقیقۃ الوحی ص۱۰ پر قرآن پاک کی ایک آیت کو اپنے الہام کی صورت میں پیش کرتے ہیں جس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے۔

(اے مرزا) تو بے شک رسولوں میں سے ہے"۔[1]

ان تمام حوالجات میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے متعلق "رسول" کا لفظ استعمال فرمایا ہے اس لفظ کی تشریح آپ نے اپنی کتاب "سراج منیر" میں نہایت وضاحت سے کی ہے اور لکھا ہے کہ :۔

"ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یاد کرے۔ کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جن میں رسول رسول اللہ آیا ہے۔ عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے کیا قرآن میں سے فقالوا انا الیکم مرسلون بھی یاد نہیں رہا۔ انصاف دیکھو کیا یہی تکفیر کی بنا ہے۔ اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو بتاؤ کہ میرے کافر ٹھہرانے کیلئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے یا بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعودؑ کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔ یہ میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی"۔ (سراج منیر ص۳)

کس قدر پر زور تحریر ہے کس قدر کھول کھول کر نبی اور رسول کے الفاظ کا اصل مفہوم واضح کیا گیا ہے۔ کیا ہمارے مخالفین کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں میں جہاں نبی اور رسول کے الفاظ نظر آتے ہیں وہاں ایسی صاف اور واضح تحریرات اور تشریحات دکھائی نہیں دیتیں؟ پھر یہ کس قدر ظلم اور افتراء ہے کہ محض چند مبہم فقرات کو لیکر ایسے اعتراضات کر دیئے جائیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی کھلی تشریحات کے قطعاً خلاف ہیں؟ صاف لکھا ہے کہ رسول کا لفظ عرب میں فرستادہ پر بولا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اگر اپنے ایک فرستادہ کو رسول کہہ دیا تو کونسا جرم ہو گیا۔ قرآن کریم میں بھی تو مسیح کے حواریوں کے متعلق انا الیکم مرسلون کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اگر مسیحؑ کے حواری بھی جو نبی نہ تھے اپنے آپ کو مرسل کہہ سکتے ہیں۔ تو مثیل مسیح کو مرسل یا رسول مجازی معنوں میں کیوں نہیں کہا جا سکتا۔ جہاں تک حقیقت کا سوال ہے حضرت مسیح موعودؑ نے نہایت واضح الفاظ میں بتا دیا کہ نہ رسول اور نہ نبی کا لفظ حقیقی معنوں پر محمول ہے بلکہ مجاز اور استعارہ کے طور پر لغوی معنوں میں یہ لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ باوجود اس کے ان الفاظ سے نبوت و رسالت کا دعویٰ مراد لینا کس قدر ناحق کوشی اور ظالمانہ حرکت ہے۔

---

[1] یہ ترجمہ حضرت مسیح موعودؑ نے تو کیا نہیں۔ دیکھیں "اے مرزا" کے الفاظ ترجمہ میں موجود ہیں۔ بلکہ الہام یہ ہے کہ یٰس انک لمن المرسلین جس کے معنے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ کئے ہیں "اے سردار تو خدا کا مرسل ہے"۔

کہ خاتم النبیین کی مہر ٹوٹ گئی۔

۹۔ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی ٭ تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

۱۰۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں۔

۱۱۔ اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ میں ہوں اس لئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی۔

۱۲۔ ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لئے باقی نہیں۔

کیا یہ "بھول بھلیاں" ہیں

یہ ہے وہ دعویٰ نبوت جو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں کیا گیا ہے کیا کوئی اہل علم اور صاحب فہم انسان اس کو اصلی اور حقیقی نبوت پر محمول کر سکتا ہے؟ کیا فنا فی الرسول والی نبوت، بروزی اور ظلی نبوت جس سے ظل در اصل میں کوئی غیریت نہیں رہتی۔ امت محمدیہ میں اولیاء اللہ کو نہیں ملتی رہی؟ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صاف لکھا ہے:۔

"دریں مقام تابع بمتبوع نہجے مشابہت میکند کہ گویا اسم تبعیت از میان مے خیزد و امتیاز تابع و متبوع زائل می گردد چناں متوہم می شود کہ تابع در رنگ متبوع ہر چہ میگرد و داز اصل میگرد و گویا ہر دو از یک چشمہ آب می خورند و ہر دو آغوش یک کنار اند و ہر دو در یک بستر اند و ہر دو در رنگ شیر و شکر اند تابع کجا و متبوع کدام و تبعیت کرا و اتحاد و نسبت تغائر گنجائش ندارد و عجب معاملہ است دریں مقام ہر چند بامعان نظر ملاحظہ می نماید نسبت تبعیت ہیچ ملحوظ و منظور نمی گردد و امتیاز تابعیت و متبوعیت اصلاً مشہود نمی شود و ایں قدر ہست کہ خود را طفیلی می داند و وارث نبی خود می یابد۔"

یعنی اس مقام پر تابع متبوع کے ساتھ اس طور پر مشابہت پیدا کرتا ہے۔ کہ تبعیت کا نام درمیان سے اٹھ جاتا ہے اور تابع اور متبوع کا امتیاز زائل ہو جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تابع متبوع کے رنگ میں ہو کر اصل جگہ سے ہر چیز حاصل کر رہا ہے گویا دونوں ایک ہی چشمہ سے پیتے ہیں ایک دوسرے سے ہم آغوش ہیں اور ایک ہی بستر میں ہیں اور شیر و شکر کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔ پھر تابع کہاں اور متبوع کون اور تابعداری کس کی؟ اتحاد میں غیریت کی نسبت کوئی گنجائش نہیں رکھتی۔ اس جگہ پر یہ عجب معاملہ ہے۔ کہ جس قدر امعان نظر سے دیکھا جائے تبعیت کی کوئی بات نظر نہیں آتی اور تابعیت اور متبوعیت ہرگز دکھائی نہیں دیتی ہاں البتہ اس قدر ضرور ہے کہ تابع اپنے آپ کو طفیلی جانتا ہے اور اپنے آپ کو وارث نبی سمجھتا ہے (مکتوبات امام ربانی جلد ۱ ص ...)

فرمایئے "ایک غلطی کا ازالہ" میں کونسی ایسی بات ہے جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس بیان کے خلاف ہو۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا ہے "کہ اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو ......" تو یہی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ "دریں مقام تابع بمتبوع نہجے مشابہت پیدا میکند کہ گویا اسم تبعیت از میان می خیزد"۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا کہ "میں بروزی طور پر آنحضرت صلعم ہوں اور بروزی طور پر تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں"۔ اگر آپ نے بروز کو من تو شدم تو من شدی الخ کا مصداق

امام الزمان مجدد دوران کو پہچانو

چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے؟

(ایک احمدی کے قلم سے)

(۲)

مولوی صاحبان کی مخالفانہ کوششیں

اگر حضرت مسیح موعود خدا کی طرف سے مسیح موعود ہو کر نہ آئے ہوتے تو آپ کو تباہ کرنے کے لئے مولوی لوگوں کی کوششوں کی ضرورت نہ تھی وہ خود اپنے **افترٰی** اور جھوٹ سے تباہ ہو جاتے۔ یہ بات عقل سلیم قبول نہیں کر سکتی کہ ایک **مفتری** کو ایک ایسی لمبی مہلت دی جائے کہ جس سے امان ہی اٹھ جاتا ہے۔ اور کسی سچے راستباز کی سچائی ہی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی مابہ الامتیاز صادق اور کاذب میں قائم نہیں رہتا۔ بھلا کوئی مولوی صاحب اس بات کا تو جواب دیں کہ جب سے حضرت مسیح موعود نے دعویٰ مسیح موعود کیا کس قدر جان توڑ کوششیں اس سلسلہ کو مٹانے کے لئے آپ مولوی صاحبان نے کیں۔ کس قدر مقدمے حضرت کے خلاف فوجداری اٹھائے گئے۔ یہاں تک کہ خون کے مقدمے بھی بنائے گئے۔ اور کوشش کی گئی کہ حضرت موصوف کو ماخوذ کرائیں۔ اور مولوی صاحبان نے ایسی مقدمات کی تائید میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر کیا کسی مقدمہ میں مولوی صاحبان میں سے کوئی ایک **فتحیاب** بھی ہوا۔ اگر حضرت مسیح موعود صادق نہیں تھے تو کیا وجہ کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک موقعہ میں خدا تعالیٰ **کاذب** کی ہی حمایت کرتا رہا اور جو صادق کہلاتے تھے یعنے مولوی صاحبان ہر ایک میدان میں ان کا منہ کالا ہی ہوتا رہا۔ بددعائیں کرتے کرتے کئی مولویوں کی ناکیں گھس گئیں۔ مگر حضرت مسیح موعود کے مقابل پر ان کی کوئی دعا قبول نہ ہوئی۔

خدا حق کے ساتھ ہے

اگر تمام دنیا حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں درندوں سے بھی بدتر ہو جائے تب بھی خدا مسیح موعود کی ہی حمایت کرے گا۔ کیونکہ اس کا خدا اس کے ہر قدم میں اس کے ساتھ ہے۔ نادان مخالف خیال کرتا ہے کہ اس کے مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائے گی۔ اور سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔ مگر یہ نادان نہیں جانتا کہ جو آسمان پر قرار پا چکا ہے زمین کی طاقت میں نہیں کہ اس کو محو کر سکے۔ ضروری ہے کہ جب خدا نے اس سلسلہ کو آپ قائم کیا ہے۔ تو اس سلسلہ کو چلائے اور بڑھائے اور ترقی دے۔ اور پاک اور پلید میں فرق کر کے دکھلائے۔ ہر ایک مخالف کو چاہیے کہ جتنا بھی چاہے زور لگا لے اور جہاں تک بھی اس سے ممکن ہو سکتا ہے اس سلسلہ کو نابود کرنے کے لئے کوشش کرے اور ناخنوں تک زور لگا دے اور پھر دیکھے انجام کار وہ غالب ہو گا یا خدا کا یہ سلسلہ۔ اس سے قبل **ابوجہل** اور **ابولہب** اور ان کے رفیقوں نے حق کے نابود کرنے کے لئے کیا کیا نہ زور لگائے تھے۔ مگر اب وہ کہاں ہیں؟ وہ **فرعون** جو موسیٰ علیہ السلام کو ہلاک کرنا چاہتا تھا۔ اب اس کا کچھ پتہ ہے پس یقیناً سمجھو کہ صادق ضائع نہیں ہو سکتا فرشتوں کی فوج اس کے مقاصد کی تائید میں ہوتی ہے۔ مگر **بدقسمت** وہ جو صادق کو شناخت نہ کرے۔

مسیح موعودؑ کا زمانہ اور مدعی مسیحیت

بھائیو! یہی آخری زمانہ ہے۔ صلحاء اسلام نے بھی اسی زمانہ کو جو چودھویں صدی ہے آخری زمانہ قرار دیا ہے۔ اور چودھویں صدی میں سے بھی ۵۱ سال گزر گئے۔ پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی **آخری وقت مسیح موعود** کے ظہور کا ہے۔ اور حضرت امام الزمان سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود ہی ایک شخص ہیں جنہوں نے باعلام الٰہی اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعوے کیا۔ اور آپ ہی وہ ایک شخص ہیں جنہوں نے اپنا مسیح موعود و مہدی معہود ہونا ظاہر فرمایا۔ آپ ہی وہ ایک شخص ہیں جنہوں نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو دعوت اسلام دی اور اسلام کی خوبیاں اور اسلام کی تائید میں خدا کے چمکتے ہوئے نشان دکھلا کر خدا کی حجت سے ان کو ملزم کیا پس جب تک حضرت امام الزمان کے اس دعوے کے مقابل پر انہیں صفائی کے ساتھ ان سے بڑھ کر کوئی دوسرا مجدد اور امام الزمان و مسیح موعود یہ مولوی لوگ پیش نہ کریں تب تک حضرت امام الزمان مجدد دوران سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود جو آخری زمانہ کا مجدد ہے وہ آپ ہی ہیں

مسیح موعودؑ کا کام

دیکھو جو کام اس مسیح موعود کا حدیثوں میں تبلایا گیا تھا وہ کام اس نے کر کے دکھا دیا۔ زمانہ میں خدا تعالیٰ نے نوبتیں رکھی ہیں ایک وہ وقت تھا کہ خدا کے سچے مسیح عیسےٰ ابن مریمؑ کو صلیب نے توڑا اور ان کو زخمی کیا۔ اور آخری زمانہ میں (جو یہ ہمارا زمانہ ہے) یہ مقدر تھا کہ مسیح **محمدی** صلیب کو توڑے۔ اور کفارہ کے غلط عقیدہ کو دنیا سے اٹھائے۔ سو الحمدللہ کہ مسیح محمدی نے آسمانی نشانوں۔ بینات اور براہین قاہرہ سے صلیب کو پاش پاش کر دیا۔ اور کفارہ کے غلط عقیدہ کو دنیا سے اٹھا دیا۔ آنکھیں رکھنے والو! کچھ تو بصیرت سے کام لو!!

سورج اور چاند گرہن کا نشان

کیا یہ نشان کچھ کم نشان ہے جو دارقطنی میں امام محمد باقرؒ کی طرف سے امام مہدی آخر الزمان کا قرار دیا گیا ہے جو فرمایا ان المھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض ینکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ۔ (دارقطنی) ترجمہ۔ یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور جب سے کہ زمین و آسمان خدا نے پیدا کیا یہ دو نشان کسی اور کے وقت میں اس کے لئے ظاہر نہیں ہوئے ان میں سے ایک یہ ہے کہ امام مہدی آخر الزمان کے وقت رمضان کے مہینہ میں چاند کا گرہن اس کی تاریخوں میں سے اول رات میں ہو گا۔ یعنے تیرھویں تاریخ۔ اور سورج کا گرہن اس کے دنوں میں سے بیچ کے دن ہو گا یعنے اسی رمضان کے مہینہ کی اٹھائیسویں تاریخ کو اور ایسا واقعہ ابتدائے دنیا سے کسی وقت کبھی ظہور میں نہیں آیا۔ صرف مہدی آخر الزمان کے وقت میں اس کا ہونا مقصد تھا۔

یہ نشان محض امام الزمان کے لئے ہے

اب تمام انگریزی۔ اردو اخبارات اور جملہ ماہرین ہیئت اس بات کے گواہ ہیں کہ حضرت امام الزمان مجدد دوران سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی آخر الزمان کے زمانہ میں ہی جس کو عرصہ ۷۰ سال کا گزر چکا ہے اسی صفت کا چاند اور سورج گرہن رمضان کے مہینہ میں وقوع میں آیا تھا اور چونکہ اس گرہن کے وقت میں امام مہدی آخر الزمان ہونے کا مدعی کوئی روئے زمین پر بجز حضرت امام سیدنا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کے نہیں تھا۔ اور نہ کسی نے حضرت امام کی طرح اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر صدہا اشتہارات اور رسائل اردو، فارسی اور عربی میں شائع کئے تھے اس لئے یہ نشان آسمانی فقط حضرت امام الزمان مجدد دوران سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود کے امام مہدی آخر الزمان ہونے کے لئے ہی متعین و مخصوص رہا۔ اس حدیث سے بڑھ کر اور کونسی حدیث صحیح ہو گی جس نے اپنی صحت کو آپ ظاہر کر کے دکھلا دیا۔

علما اور محدثین کا انتظار

خدا کے نشانوں کو قبول نہ کرنا یہ اور بات ہے ورنہ یہ وہ عظیم الشان نشان ہے جس کے وقوع کے ہزاروں علما و محدثین امیدوار تھے اور مسجدوں میں منبروں پر چڑھ چڑھ کر لوگوں کو یاد دلایا کرتے تھے۔ چنانچہ مولوی محمد لکھوکے والے اسی زمانہ میں اسی گرہن کی نسبت اپنی کتاب "احوال الآخرت" میں ایک شعر لکھ گئے جس میں مہدی موعود کا وقت انہوں نے اس طرح تبلایا ہے:-

تیرھویں چن ستھویں سورج گرہن ہوسی اس سالے
اندر ماہ رمضانے لکھیا اک روایت والے!

بعض اور نشانات

علاوہ ازیں ذوالسنین ستارہ کا نکلنا۔ اونٹنیوں کا بیکار ہونا اور کسی کا ان پر سفر نہ کرنا (ایام حج میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف اونٹنیوں پر سفر ہوتا تھا مگر مسیح موعود کے آنے کے بعد اس پیشگوئی کے مطابق اب یہ سفر بھی اونٹنیوں پر نہیں ہوتا بلکہ موٹریں اس سفر کے لئے کام آتی ہیں۔) پھر حج کا بند ہونا۔ قحط پڑنا۔ سخت زلزلوں کا آنا۔ مری (طاعون) پڑنا اور طرح طرح کی آفات سے انسانوں کا کثرت سے ہلاک ہونا وغیرہ وغیرہ یہ ایسی علامات اور نشانات ہیں جو مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان کے ظہور کے متعلق حدیثوں میں لکھے ہیں۔ یہ تو سب کی سب پیشگوئیاں پوری ہو گئیں مگر ان مولویوں کا مزعومہ مسیح نہ آنا تھا نہ آیا اور نہ کبھی وہ آئے گا۔

خدا کا فرمودہ پورا ہو کر رہے گا

آنے والا آچکا اور تمام سعید روحوں نے اسے قبول کر لیا اور قبول کر رہی ہیں اور قبول کرینگی اور ان سخت معاند مولویوں کی اولادوں میں سے بھی جو سعید روحیں ہونگی وہ سب اس سچائی کو قبول کرینگی اور مسیح موعود پر ایمان لائیں گی۔ مگر ان اندھے مولویوں کی قسمت میں کچھ بھی نہیں۔ یاد رکھو یہ خدا کا فرمودہ

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا" پورا ہو کر رہے گا۔

ائمہ ھدیٰ کا وجود

جب اسلامی تعلیم کا ان دو فقروں میں خلاصہ تمام امت کو سکھا دیا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ تو یہ بھی ضروری ہوا کہ خدا کے وجود کا پتہ دینے والے اور اس کے وحدہ لاشریک ہونے کا علم لوگوں کو سکھانے والے اور قرآن مجید کی تعلیم دینے والے خلفا اولیا اور اماموں کا وجود امت میں ہمیشہ پایا جائے۔

اگر حضرت نبی کریم (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بعد یہ مقدس لوگ دنیا میں نہ آتے تو صراط مستقیم کا یقینی طور پر پانا ایک محال امر ہوتا۔ انہی پاک لوگوں نے چودہ سو برس میں برابر آ کر ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلام درحقیقت خدا کی طرف سے اور زندہ مذہب ہے۔ اور اسی میں ہی سب کی نجات ہے۔ اگر ائمہ اولیاء اور خلفا کا وجود اس امت میں نہ ہوتا تو اس امر کا یقین اسلام کے منجانب اللہ ہونے کا کسی کو حاصل نہ ہوتا دنیا میں بت پرستی اور شرک وغیرہ ہر ایک قسم کی بدی انہی پاک وجودوں سے دور ہوتی رہی ہے۔ اس طرح تم اس امت میں ہو کر بغیر ائمہ مجددین اور اولیاء اور خلفاء کے کوئی روشنی قرآن مجید کی بھی نہیں دیکھ سکتے۔ خدا کا شناخت کرنا محض قرآن مجید سے ہی وابستہ ہے اس لئے یہ خود غیر ممکن اور محال ہے کہ بجز ائمہ ھدیٰ اور خلفاء اور اولیاء کے قرآن مجید کا علم تمہیں مل سکے۔

امام کی معیت ضروری ہے

ولی یا امام یا خلیفہ نبی کی صورت دیکھنے کا آئینہ ہوتا ہے۔ اسی آئینہ کے ذریعہ نبی کا چہرہ نظر آتا ہے جب خدا تعالےٰ اپنے کلام قرآن مجید کے ذریعہ اپنے تئیں دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے تو کسی خلیفہ۔ رسول یا امام الزمان کو جو اپنے نبی متبوع کا آئینہ ہوتا ہے دنیا میں کھڑا کر دیتا ہے۔ اور اس کے قلب صافی پر قرآن مجید کے معانی کا نزول فرماتا ہے۔ اور اپنے پاک کلام کی لطافتیں اس کے ذریعہ سے دکھلاتا ہے۔ تب دنیا کو پتہ لگتا ہے کہ خدا کا کلام قرآن مجید دنیا میں اسی شان کے ساتھ موجود ہے جس شان کے ساتھ وہ نازل ہوا تھا۔ اور جس شان کے ساتھ اس نے دنیا کی کایا پلٹ دی تھی۔ پس جن لوگوں کا وجود ضروری طور پر خدا کے پاک کلام قرآن مجید کی رو سے آیت استخلاف کے ماتحت خداشناسی کے لئے ذریعہ مقرر ہو چکا ہے ان پر ایمان لانا اور ان کے ساتھ ہو جانا اور دین اسلام کو دنیا میں پہنچانا ضروری ہو جاتا ہے۔ اور بغیر ان برگزیدوں کی معیت کے خدا پر اور اس کے رسول پر اور اس کے کلام پر ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ بغیر ان آسمانی نشانوں اور قدرت کا اعجازی قوت کے جو وہ خدا سے علم پا کر قرآن مجید سے حاصل کرتے اور دنیا کو دکھلاتے ہیں۔ اور معرفت تک پہنچاتے ہیں وہ خالص توحید جو قرآن مجید کے چشمہ سے نکل کر یقین کامل تک پہنچاتی ہے۔ میسر آسکے۔

خدانما جماعت

یہی ایک جماعت امت محمدیہ میں خلفاء ائمہ اولیا کی ہے جو خدانما۔ رسول نما اور قرآن نما ہے۔ جن کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا وجود ذہنی و روحانی مخفی در مخفی اور غیب الغیب ہے ظاہر ہوتا ہے۔ بہرحال ائمہ خلفا اور اولیاء کا وجود ہی امت میں ایک ایسا وجود ہے کہ ہر ایک ان میں بوجہ اس کے کہ ہمدردی بنی نوع کا اس کے دل میں کمال درجہ کا جوش ہوتا ہے۔ اپنی روحانی توجہات اور تضرع اور انکسار سے یہ چاہتا ہے کہ وہ خدا جو اس پر ظاہر ہوا ہے دوسرے لوگ بھی اس کو شناخت کریں۔ اور نجات پائیں اور وہ دلی خواہش سے اپنے وجود کی قربانی خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور اس تمنا سے کہ لوگ زندہ ہو جائیں کئی موتیں اپنے لئے قبول کر لیتا ہے اور بڑے مجاہدات میں اپنے تئیں ڈالتا ہے۔ تب وہ خدا اپنے نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دیتا ہے اور اس پرجوش دعاؤں کی تحریک سے جو آسمان پر ایک بہت بڑا شور ڈالتی ہیں خدا تعالےٰ کے نشان زمین پر بارش کی طرح برستے ہیں جن سے دنیا دیکھ لیتی ہے کہ خدا اور قرآن مجید خدا کا کلام ہے۔ جس سے خدا کا چہرہ نظر آ جاتا ہے۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ یعنے جس شخص نے اپنے زمانہ کے امام کو شناخت نہ کیا وہ جاہلیت کی موت پر مر گیا اور صراط مستقیم سے بے نصیب رہا۔

اہل اسلام کے لئے خوشخبری

اب جب آیت استخلاف اور احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کے لئے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ وہ ہمیشہ اور ہر زمانہ میں خلفا ائمہ اور مجددین مبعوث کرتا رہیگا اور وہ امت محمدیہ کو تفرقہ کی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا پس ان تمام امور کے پیش نظر رکھنے سے ایک متقی کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے خلیفہ امام اور مجدد کو پہچانے اور اس کی تائید اور نصرت کرے تاکہ دین اسلام مضبوط اور مستحکم ہو اور اس کے مخالفین بداندیش اپنے ارادوں میں ناکام اور نامراد رہیں۔ سو اہل اسلام کے لئے خوشخبری ہو کہ اس زمانہ کا جلیل القدر امام جس کی آمد اور کام کو دوسرے ائمہ کے مقابل نمایاں اور ممتاز رنگ میں بیان کیا گیا ہے سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کے وجود باجود میں ظاہر ہو چکا ہے۔

امام الزمان کی اطاعت کا حکم

ایک اور بات جو ہمیں امام الزمان کی اطاعت اور اس کی جماعت میں داخل ہونے کی طرف زور سے بلاتی ہے وہ آنحضرت صلعم کا یہ فرمان ہے کہ زمانہ فتن میں مسلمانوں کو اس جماعت کے ساتھ رہنا چاہئے جن کا واجب الاطاعت ایک امام ہو۔ جیسے فرمایا فالزم جماعۃ المسلمین وامامھم (ابن ماجہ۔ کتاب الفتن) اب دیکھ لو کہ یہ صفت کس گروہ میں ہے کیا یہی وہ جماعت نہیں ہے۔ جو باقاعدہ طور پر ایک امام واجب الاطاعت کی قیادت میں صحابہ کرام کے طریق پر خدمت اسلام کر رہی ہے ؟ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں گو اس وقت بڑے بڑے ذی ثروت اور امیر بلکہ بادشاہ موجود ہیں مگر بتاؤ کہ کونسا فرقہ اور گروہ ہے جو صحیح رنگ میں اسلام کی خدمت اور تبلیغ کر رہا ہے ؟

وما علینا الا البلاغ المبین ۔

ہندوستان کی مردم شماری

ہندوستان کی مردم شماری کے متعلق مختلف ضروری اعداد و شمار کسی گزشتہ اشاعت میں پیش کئے جا چکے ہیں اب تک سمجھا جاتا تھا کہ بہ لحاظ آبادی ہندوستان دوسرے درجہ پر ہے اور اولیت کا سہرا چین کے سر تھا۔ لیکن اب ہندوستان چین پر بھی فوقیت لے گیا ہے سارے کرۂ ارض پر ایک ارب پچاس کروڑ انسان آباد ہیں ان میں سے ۳۵۲۸۳۷۷۵۸ انسان صرف ہندوستان میں آباد ہیں یعنے ہندوستان بہ اعتبار آبادی کرۂ ارض کا ۱/۵ حصہ ہے ۱۹۲۱ء سے لے کر ۱۹۳۱ء تک دس برس کی مدت میں ہندوستان کی آبادی میں ۳۳۸۹۵۲۹۸ کا اضافہ ہوا اور اس اضافہ کا تناسب ۱۰.۶ فیصدی بنتا ہے۔ ۱۸۸۱ء سے لیکر ۱۹۳۱ء تک پچاس برس کی مدت میں ہندوستان کی آبادی ۳۹ فیصدی کے تناسب سے بڑھی ہے۔

اس کثیر آبادی کا صرف گیارہ فیصدی حصہ شہروں اور قصبوں میں آباد ہے باقی ۸۹ فیصدی آبادی دیہات میں رہتی ہے سب سے کم شہری آبادی آسام میں ہے۔ جس کا تناسب ۴.۳ فیصدی ہے اور سب سے زیادہ شہری آبادی احاطہ بمبئی میں ہے جس کا تناسب ۲۲.۶ فیصدی ہے۔ اس کے مقابلہ میں فرانس کی شہری آبادی ۴۹ فیصدی ہے۔ شمالی آئرلینڈ کی ۵۰.۸ فیصدی۔ کنیڈا کی ۵۳.۷۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کی ۵۶.۲ فیصدی اور انگلستان و ویلز کی ۸۰ فیصدی

ہندوستان میں صرف انتالیس شہر ایسے ہیں جن کی آبادی ایک لاکھ سے زائد ہے۔ ان شہروں میں سے بمبئی کی آبادی میں کمی واقع ہوئی۔ باقی شہروں کی آبادی میں اضافہ ہوا مثلاً کلکتہ میں بارہ فیصدی۔ رنگون میں ۱۷ فیصدی۔ مدراس اور کراچی میں ۲۳ فیصدی۔ پٹنہ میں ۲۲ فیصدی۔ دہلی میں ۴۴ فیصدی۔ بنگلور میں ۴۵ فیصدی۔ ناگپور میں ۴۸ فیصدی۔ لاہور میں ۵۳ فیصدی۔ امرتسر میں ۵۶ فیصدی۔ اسلیم میں ۹۶ فیصدی۔

ہندوستان کی ۷۱ فیصدی آبادی زراعت کا کام کرتی ہے۔ صنعت و حرفت میں صرف دس فیصدی لوگ مصروف ہیں یعنے ۱۹۲۱ء کے مقابلہ میں صنعت و حرفت والوں میں ایک فیصدی کی کمی واقع ہو گئی ہے۔

عورتوں کی تعداد میں ۱۹۰۱ء سے جو کمی شروع ہوئی تھی وہ بدستور جاری ہے۔ مردم شماری کی رپورٹ میں جو وجوہ بیان کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ لڑکیوں کو عموماً اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا شاید اس خیال سے کہ ان کی شادیوں پر روپیہ زیادہ صرف ہوتا ہے۔ نیز ہندوؤں میں لڑکیوں کو بلوغ سے قبل ہی بیاہ دیا جاتا ہے اور بعض حصوں میں لڑکیوں کے خلاف جذبہ اس قدر تیز ہے کہ اگر کوئی پیشگوئی کر دے کہ لڑکی پیدا ہوگی تو حمل گرانے کی تدابیر اختیار کرنے میں بھی تامل نہیں کیا جاتا۔ مسلمانوں میں فی ہزار مردوں کے مقابلہ میں ۹۰۱ عورتیں ہیں۔ پنجاب میں عورتوں کی قلت بالخصوص بہت بڑھی ہوئی ہے۔ مثلاً مسلمانوں میں فی ہزار مردوں کے مقابلہ میں ۸۴۱ عورتیں ہیں۔ ہندوؤں میں ۸۲۶ اور سکھوں میں ۷۹۹۔ صرف مدراس۔ بہار و اڑلیسہ اور صوبجات متوسط (ریاستہائے برار) میں عورتیں مردوں سے زیادہ ہیں۔ ہندوؤں میں حقیقتاً عورتوں کی کمی نہیں۔ اس لیے کہ کم و بیش ۸۳ لاکھ بیوہ عورتیں

(باقی برصفحہ ۸)

خبریں

ہندوستان

— پٹنہ میں مسلم کانفرنس اور وضا کانفرنس کے جو اجلاس ۳۰ ستمبر کو منعقد ہونے والے تھے وہ ملتوی کر دیئے گئے کیونکہ مجلس استقبالیہ خاطر خواہ تیاری نہ کر سکی تھی۔

— لاہور ۵ ستمبر۔ کل لوہاری دروازہ گارڈ پر ایک بم پھینکا گیا۔

— مشرقی پنجاب میں شدید بارش کی وجہ سے زبردست سیلاب آئے دہلی۔ رہتک۔ کرنال۔ انبالہ وغیرہ۔ اضلاع کے اکثر مقامات پر بے اندازہ نقصان ہوا ہے۔

— ضلع رہتک میں تو بارش کی حد ہوگئی ہے۔ گزشتہ ہفتہ ۲۸ گھنٹے کی قلیل مدت میں بیس انچ بارش ہوئی۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اس قدر بارش عرصہ سے ہندوستان کے کسی مقام پر نہیں ہوئی۔ قصبہ رہتک کے گلی کوچوں میں بے اندازہ پانی کھڑا ہے۔ کشتیوں سے کام لیا جا رہا ہے۔ ہزاروں مکان مسمار ہو چکے ہیں۔

— امرتسر میں وبائے ہیضہ پھوٹ پڑی ہے۔

— خان معظم احمد یار خاں ریاست قلات کے حکمران منتخب ہوئے ہیں آپ مرحوم خان قلات کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔

— آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس ایام کرسمس میں بمقام میرٹھ منعقد ہوگا۔

— سرحد کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہمندوں اور برطانوی حکومت میں صلح ہوگئی ہے۔ صلح کی شرائط کی نسبت ابھی تک کوئی واضح اطلاع نہیں مل سکی۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ قبائل نے صلح وامن کے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہے۔

— ایک اور خبر سے ظاہر ہوتا ہے کہ خان بہادر عبدالجبار خان آف ٹہ کی کوشش سے شرائط صلح طے ہوگئی ہیں۔ جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے

— (۱) بالائی مہمندوں کا لشکر جلد از جلد منتشر ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی انگریزی فوجیں واپس ہو جائے گی۔

— (۲) حکومت ہند گنداب پر قبضہ نہ کرے گی نہ اس علاقہ میں قلعہ وغیرہ بنائے گی۔ البتہ جو سڑک تعمیر ہو چکی ہے وہ انگریزیوں کی ملکیت متصور ہوگی۔ اور اسے وہ بوقت ضرورت استعمال کر سکیں گے۔

— (۳) گنداب۔ تحفی اور خاپخ میں سے کسی حالت میں بھی انگریزی فوج نہ گزر سکے گی۔

— (۴) پائین مہمند اس پر بالائی مہمند لشکر کشی نہ کریں گے۔

— شملہ ۲۵ ستمبر۔ آج ہندوستانی و جاپانی نمائندوں کی کانفرنس منعقد ہوئی اور لنچ سے پہلے پہلے برخاست ہوگئی۔

— ٹیالہ اور اس کے نواح میں گزشتہ ہفتہ شدید بارش ہوئی ٹیالہ چند روز سے جزیرہ بنا رہا ہے۔

— ماہ رواں میں متعدد مقامات پر بم باری کی وارداتیں ہوئیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب پسند گروہ اپنی سرگرمیوں میں بدستور مصروف ہے۔

— گزشتہ ہفتہ ڈلہوزی میں ایک فوجی گورے نے ایک شراب خانہ کے ہندوستانی منیجر کو گولی سے ہلاک کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ منیجر نے گورے کو قرض شراب دینے سے انکار کیا تھا۔

— مسٹر سبھاش چندر بوس عنقریب ہندوستان آنے والے ہیں۔ یہاں آکر پنڈت جواہر لال نہرو کی معیت میں کام کریں گے۔

ممالک خارجہ

— برطانیہ کی مالی اور صنعتی حالت سرعت سے بہتر ہو رہی ہے سال رواں میں تقریباً پانچ لاکھ بیکار مزدور بارروزگار ہو گئے۔

— حکومت جاپان اپنی فوج میں مزید اضافہ کا ارادہ کر رہی ہے

— حکومت روس اپنی فضائی طاقت کو بہت ترقی دے رہی ہے۔

— ۱۹۳۰ء میں برطانیہ کا مشہور ہوائی جہاز فرانس کے علاقہ میں تباہ ہو گیا تھا اس کی یادگار حکومت فرانس و برطانیہ نے مشترکہ طور پر تعمیر کی ہے۔ عنقریب اس یادگار کا افتتاح عمل میں آئیگا۔

— چین و جاپان میں دوبارہ جنگ کا خطرہ ہے۔

— لندن اور رنگون کے مابین ہوائی ڈاک کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے

— مسٹر وی جے پٹیل یورپ میں سخت علیل ہیں۔

— بعض ولایتی اخبارات کا بیان ہے کہ امریکہ زبردست جنگی تیاریاں کر رہا ہے۔

— خیال کیا جاتا ہے کہ امسال آسٹریلیا میں گندم کم پیدا ہوگی کیونکہ بارش خاطر خواہ نہیں ہوئی۔

— کابل کے بارہ مشہور و معزز اشخاص بغاوت کے جرم میں توپ دم کرا دیئے گئے۔

— یقین ہے کہ امسال امریکہ میں شراب کی ممانعت کلی طور پر منسوخ ہو جائے گی۔ اس لئے امریکن تاجر کثیر مقدار میں شراب خرید رہے ہیں۔

— امریکہ میں جرمنی کا مال بائیکاٹ ہو رہا ہے۔

— لارڈ ولنگڈن کی ہونے جوان کے اکلوتے لڑکے لارڈ رائن کی بیوی ہیں گزشتہ ماہ ایک ہواباز کے عشق میں مبتلا ہو کر شوہر سے طلاق لے لی۔

— فرانسیسی ہواباز روس سے واپس آ گئے ہیں۔

— حکومت امریکہ نے دوسرے ممالک سے تخفیف اسلحہ کانفرنس کو کامیاب بنانے کی اپیل کی ہے

— اہل مصر اپنے مرحوم لیڈر سعد زاغلول پاشا کی برسی منانے کی شاندار تیاریاں کر رہے ہیں۔ خیال ہے کہ امسال یہ تقریب سال ہائے سابق سے زیادہ شاندار ہوگی۔

— جنیوا میں مجلس اقوام نے ایک ہال تیار کرایا ہے جو دنیا کا وسیع ترین ہال ہے اس میں بیک وقت آٹھ ہزار آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ اس ہال پر دس لاکھ پونڈ خرچ آیا ہے۔

— روس و ایران میں بعض تجارتی معاملات پر جو اختلاف ہو گیا تھا اب وہ دور ہو گیا ہے۔

— ہوانا میں حالات نہایت خراب ہو گئے ہیں۔ ۲۰ ستمبر کو پولیس نے گولی چلا دی جس کی وجہ سے نو آدمی ہلاک اور سترہ مجروح ہوئے۔

— بین الاقوامی لیگ نے دنیا کی پیداوار اور قیمتوں کے متعلق تازہ ترین ریویو کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حالات بہتر ہو رہے ہیں۔ اقتصادی کساد بازاری ۱۹۳۲ء کے وسط میں سب سے زیادہ تھی۔ اس وقت دنیا کی تجارت میں صرف ۲۷ فیصدی کی واقع ہوئی تھی۔

— آسٹریا میں نازی جماعت سرعت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔ حکومت آسٹریا کی انسدادی تدابیر ناکام ثابت ہو رہی ہیں۔

عالم اسلام

— فلسطین کے مسلمانوں نے اپنی قوم کی جائداد کو یہودیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک انجمن بنائی ہے۔ یہودی اپنے تمول اور مسلمانوں کے افلاس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر فلسطین کی زمین دھڑا دھڑ کوڑیوں کے مول خرید رہے ہیں۔ اس انجمن کے قیام کا یہ مقصد ہے کہ سرمایہ فراہم کر کے غریب مسلمانوں کی املاک خریدے تاکہ وہ یہودیوں کے قبضہ میں جانے سے محفوظ رہیں۔ فلسطین کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ ایک زمین جسکو یہودی عرصہ سے خریدنے کی کوشش کر رہے تھے تیس ہزار پونڈ میں اس انجمن نے خرید لی۔ اس کا رقبہ دس ہزار ایکڑ ہے۔

— کابل ۲۲ ستمبر۔ شاہ افغانستان کے حکم سے ایک شخص خواجہ ہدایت اللہ نامی کو پھانسی کی سزا دی گئی اس کے خلاف بغاوت پھیلانے کا الزام تھا۔

— کاشغر کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ چینی جرنیل ماچن سانگ کی سرکردگی میں طونگنوں کی افواج نے نئے شہر کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ لڑائی وسیع پیمانہ پر جاری ہے۔

— گزشتہ دنوں کابل کے برطانی سفارت خانہ میں جو تین آدمیوں کا قتل ہوا تھا۔ اس سلسلہ میں حکومت افغانستان نے تقریباً یک صد اشخاص کو گرفتار کیا ہے جن میں زیادہ تر افغان طلباء ہیں۔

— لندن ۲۵ ستمبر۔ مجلس اقوام میں شرکت کے لئے عراقی وفد آئندہ ہفتہ جنیوا پہنچ جائے گا۔ شاہ فیصل کے انتقال کی وجہ سے اس کے پہنچنے میں تاخیر ہوگئی۔ امید ہے کہ ۱۱ اکتوبر یا اس کے قریب کسی تاریخ کو عراقی معاملات پر غور کیا جائے گا۔

— شملہ ۲۴ ستمبر۔ یونین جیک کی توہین وغیرہ کے سلسلہ میں یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی تھی کہ حکومت ایران نے حکومت برطانیہ سے معافی مانگ لی ہے۔ لیکن ایرانی قونصل جنرل مقیم شملہ نے بیان شائع کیا ہے کہ حکومت برطانیہ کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی احتجاج موصول نہیں ہوا۔ اور نہ ہی حکومت ایران نے حکومت برطانیہ سے کسی قسم کی معافی مانگی ہے۔ اخبارات کی خبر بے حد مبالغہ آمیز ہے۔

— مغرب اقصےٰ کے عرب عرصہ سے حکومت فرانس کے خلاف برسرپیکار رہتے۔ لیکن تازہ ولایتی ڈاک میں یہ افسوسناک خبر ملی کہ آخرکار مجبور ہو کر شیخ اسکنتی نے فرانسیسی افواج کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ اس طرح فی الحال یہ جہاد آزادی ختم ہو گیا۔

— بعض خبروں سے پایا جاتا ہے کہ عراق کی سرحد پر ابھی تک عراقی اور اشوری افواج میں جنگ جاری ہے۔ شاہ فیصل کے بے وقت انتقال کی وجہ سے اس میں مزید پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ ۱۳ ستمبر کو بھی زبردست جنگ ہوئی جس میں سینکڑوں اشوری مارے گئے۔ عراقی افواج نے اشوریوں کے ایک گاؤں پر گولہ باری کی جس کی وجہ سے گاؤں تباہ ہو گیا۔

— مصر کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ صدقی پاشا وزیر اعظم مصر خرابی صحت کی وجہ سے اپنے عہدہ سے مستعفی ہو رہے ہیں۔ آپ کی عمر اس وقت ۶۴ سال کی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۶)

موجود ہیں جو حد یاس تک نہیں پہنچیں یعنے بچے پیدا کرسکتی ہیں۔

ان کو علیحدہ کر دیا جائے تو بلاشبہ ہندوؤں میں بھی عورتوں کی تعداد مردوں کے مقابلہ میں کم رہ جاتی ہے۔

ہندوستان میں عمر کا اوسط بھی بہت کم ہے۔ انگلستان ویلز اور شمالی آئرلینڈ میں ۱۹۲۱ء میں عمر کا اوسط ۷ء۵۴ سال تھا لیکن ہندوستان میں یہ اوسط صرف ۲ء۲۳ سال نکلتا ہے۔

۹ء۴۷ فیصدی مرد غیر شادی شدہ ہیں ۷ء۴۶ فیصدی شادی شدہ ہیں ۴ء۵ فیصدی مرد رنڈوے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں ۳ء۴۹ فیصدی عورتیں شادی شدہ ہیں۔ ۲ء۳۵ غیر شادی شدہ اور ۱۵ فیصدی بیوہ ہیں۔ بیوہ عورتوں کے تناسب میں اس زیادتی کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں میں علی العموم شادی بیوگان بند ہے۔ ہندوؤں کی صحبت کی وجہ سے بعض مسلمانوں میں بھی شادی بیوگان معیوب سمجھی جانے لگی ہے۔

تعلیم کی کمی حد درجہ افسوسناک ہے اگرچہ گزشتہ دس برس میں تعلیم یافتہ اصحاب میں پچپن لاکھ پندرہ ہزار یا ۴ء۴۲ فیصدی کا اضافہ ہوا۔ لیکن ہندوستان بھر میں خواندہ آدمیوں کی تعداد اب بھی صرف آٹھ فیصدی ہے۔ یعنے انسانوں کے اس وسیع جنگل میں جو ربع مسکون کی آبادی کا ⅕ حصہ ہے کم و بیش ۹۲ فیصدی آبادی ان پڑھ ہے۔ کیا اس لئے کہ ہندوستان میں تعلیمی انتظامات کے لئے ضروری وسائل مہیا نہیں ؟ حالانکہ ہندوستان نہایت ہی کثیر الوسائل ملک ہے!

احباب نوٹ کرلیں

(۱) اخلاقی و علمی مضامین کو اندراج کے وقت ترجیح دی جائیگی خصوصاً جبکہ دلائل کے ساتھ موجودہ مادی تہذیب کی روک تھام مدنظر ہو۔ جس میں مشرق اندھا دھند بہا چلا جا رہا ہے۔

(۲) دوسرے درجہ پر حضرت مسیح موعود کی صداقت اور جماعت احمدیہ میں شمولیت کی اہمیت پر مضامین ہوں گے۔ بشرطیکہ مختصر سادہ اور مدلل ہوں۔

(۳) مناظروں۔ دوروں اور لکچروں کی روئدادیں نہایت اختصار کے ساتھ سادہ الفاظ میں قلمبند کی جائیں۔ جن میں صرف ضروری واقعات کا تذکرہ ہو۔ ذاتی مناقشات اور قصے ہرگز نہ ہوں۔ اور نہ فتح و شکست کے ترانے گائے جائیں۔ اور اس امر کی سختی سے پابندی کی جائے گی۔ اور طویل مراسلات کا خلاصہ درج کیا جائے گا۔

(۴) مختلف مقامات کی جماعتوں کے اہم حالات اخبار احمدیہ میں اندراج کی خاطر شکریہ کے ساتھ قبول کئے جائیں گے۔

(ڈاکٹر) الٰہ بخش

گزارش

خریداران پیغام صلح سے گزارش ہے کہ اخبار کا تجارتی سال ۱۵ر اکتوبر ۳۳ء کو ختم ہوتا ہے لہذا اس تاریخ سے پہلے پہلے تمام بقایا دار اپنا بقایا صاف کرکے آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور فرمائیں۔ تاکہ دی پی میں ۴ مزائد خرچ نہ پڑیں۔ بہت سے دوستوں کو جوابی کارڈ بھی تحریر کئے گئے ظاہر ہے کہ یہ توجہ دہانی نہایت گراں ہے احباب کو خود ہی توجہ فرمانی چاہئے۔ (منیجر)

تار کا پتہ۔ مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۰۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم سہ شنبہ مطبوعہ ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۵۷

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں ... مجدد وں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جدید فتنوں کے لئے جدید طریق پر مدافعت کی ضرورت

(از حضرت مسیح موعود ؑ)

اے مسلمانو! جو اولوالعزم مومنوں کے آثار قدیمہ ہو اور نیک لوگوں کی ذریت ہو انکار اور بدظنی کی طرف جلدی نہ کرو۔ اس خوفناک وبا سے ڈرو جو تمہارے اردگرد پھیل رہی ہے اور بیشمار لوگ اس کے دام فریب میں آ گئے۔ تم دیکھتے ہو کہ کسقدر زور سے دین اسلام کے مٹانے کے لئے کوشش ہو رہی ہے کیا تم پر یہ حق نہیں کہ تم بھی کوشش کرو۔ اسلام انسان کی طرف سے نہیں کہ تا انسانی کوششوں سے برباد ہو سکے۔ مگر افسوس ان پر ہے جو اس کی بیخ کنی کے درپے ہیں۔ پھر دوسرا افسوس ان پر ہے جو اپنی عورتوں اور اپنے بچوں اور اپنے نفسوں کی عیاشیوں کے لئے تو ان کے پاس سب کچھ ہے مگر اسلام کے حصہ کا ان کی جیب میں کچھ نہیں رہا ہوا! تم پر افسوس کہ آپ تو تم اعلائے کلمہ اسلام اور دینی انوار کے دکھلانے کی کچھ قوت نہیں رکھتے مگر خدا تعالیٰ کے قائم کردہ کارخانہ کو بھی جو اسلام کی چمک ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے شک کے ساتھ قبول نہیں کر سکتے۔ آج کل اسلام اس چراغ کی طرح ہے جو ایک صندوق میں بند کر دیا جائے یا اس چشمہ شیریں کی طرح ہے جو خس و خاشاک سے چھپا دیا جائے اسی وجہ سے اسلام تنزل کی حالت میں پڑا ہے۔ اس کا خوبصورت چہرہ دکھائی نہیں دیتا۔ اس کا دلکش اندام نظر نہیں آتا۔ مسلمانوں کا فرض تھا کہ اس کی محبوبانہ شکل دکھلانے کے لئے جان توڑ کر کوشش کرتے۔ اور مال کیا بلکہ خون کو بھی پانی کی طرح بہاتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ اپنی غایت درجہ کی نادانی سے اس غلطی میں پھنسے ہوئے ہیں کہ پہلی تالیفات کافی ہیں۔ نہیں جانتے کہ جدید فسادوں کے دور کرنے کے لئے جو جدید در جدید پیرایوں میں ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ مدافعت بھی جدید طور کی ہی ضروری ہے۔

آریہ سماج اور اسلام

(حضرت مسیح موعود)

اے آریہ سماج پھنسو مت عذاب میں
کیوں مبتلا ہو یارو خیالِ خراب میں
اے قوم آریہ ترے دل کو یہ کیا ہوا!
تو جاگتی ہے یا تری باتیں ہیں خواب میں
کیا وہ خدا جو ہے تری جاں کا خدا نہیں
ایماں کی بو نہیں ترے ایسے جواب میں
گر وہ الگ ہے ایسا کہ چھو بھی نہیں گیا
پھر کس نے لکھ دیا ہے وہ دل کی کتاب میں
جس سوز میں ہیں اس کے لئے عاشقوں کے دل
اتنا تو ہم نے سوز نہ دیکھا کباب میں!
جام وصال دیتا ہے اس کو جو مر چکا
کچھ بھی نہیں ہے فرق یہاں شیخ و شاب میں
ملتا ہے وہ اسی کو جو وہ خاک میں ملا
ظاہر کی قیل و قال کھلا کس حساب میں
ہوتا ہے وہ اسی کا جو اس کا ہی ہو گیا
ہے اس کی گود میں جو گرا اس جناب میں

اسلامی مساوات

محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک عظیم الشان کارنامہ

(از جناب پنڈت رگھبیر دیال صاحب بٹالوی)

میں اپنا انسانی فرض سمجھتا ہوں کہ محمد صاحب کی نسبت اپنے ناچیز خیالات کا اظہار کروں۔ اگرچہ آپ کے حالات زندگی کے متعلق میری معلومات نہایت ہی محدود ہیں تاہم دنیا میں آکر آپ نے جو اصلاحات کی ہیں وہ ساری دنیا میں مشہور ہیں جن سے آپ کی شخصیت کے متعلق اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور میرے مضمون کا ماخذ محض آپ کے مشہور کارنامے اور اصلاحات ہیں۔ ناظرین میرے مضمون میں کوئی علمیت اور تحقیق تلاش نہ کریں میں تو صرف محمد صاحب کی نسبت چند موٹی موٹی باتیں تبلا کر اپنا انسانی فرض پورا کرنا چاہتا ہوں۔

یاد رکھئے کہ ایک غیر مسلم کا وہ نقطۂ نظر نہیں ہو سکتا جو ایک مسلمان کا ہوتا ہے یا ہونا چاہیئے۔ میرا نقطۂ نظر تو یہ ہے کہ محمد صاحب ان چند مہا پرشوں میں سے ہیں جنھوں نے دنیا کے اندر انسانوں کی ہمدردی و اصلاح میں بڑے بڑے کام کئے ہیں جن کی وجہ سے وہ انسانوں میں مقبول ہوئے اور عزت کی نظر سے دیکھے گئے میرا تو اپنا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی کا درد اپنے سینے میں رکھتا ہے۔ سارے انسانوں کو محبت و رواداری کی نظر سے دیکھتا ہے اور آپس میں پریم و محبت کی تعلیم دیتا ہے وہ تعریف کئے جانے کا مستحق ہے۔ کیونکہ انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی ایک ایسا بڑا کام ہے جس کے لئے خدا نے اپنے خاص بندوں کو بھیجا۔

میں اپنے ناقص مطالعہ کی بنا پر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ آپ کے دل میں انسانی درد تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ اپنے نہ ماننے والوں کے مقابلہ میں ہمیشہ نرمی اور اخلاق کا برتاؤ کیا۔ اور اونچ نیچ کو مٹانے کی تعلیم دی۔ اور نہ صرف تعلیم دی بلکہ اس کا ایک ایسا عملی نظام پیش کر دیا کہ مسلمانوں کو چار و ناچار اس پر عمل پیرا ہونا پڑتا ہے آپ نے ذات پات کے تمام بندھنوں کو توڑ پھینکا۔ اور ایک نیا اصول قایم کر دیا کہ جو اخلاق والا ہے اور نیک عمل کرتا ہے وہی عزت اور مرتبہ والا ہے۔

محمد صاحب جس دیس میں پیدا ہوئے وہ ذات پات کے بندھنوں میں جکڑا ہوا تھا۔ عرب قوم اونچ نیچ کے جنجال میں پھنسی ہوئی تھی۔ وہ ایک دوسرے پر ذات پات کی وجہ سے گھمنڈ کرتے تھے اور وہ ایک دوسرے کو ذلیل و خوار سمجھتے تھے۔ مگر محمد صاحب نے ایسا عملی قدم اٹھایا کہ تھوڑے عرصہ میں سب کو ایک کر دیا غلام اور آقا میں کوئی تمیز نہ رہی۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ آپ کا صرف یہی ایک کام ایسا ہے جس پر آپ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے اگر آپ اور کچھ نہ کرتے تو صرف یہی ایک کام ان کو دنیا کا مہا پرش اور مصلح ثابت کرنے کے لئے کافی تھا۔ ذات پات کے بندھنوں کو توڑنا اور عرب جیسے وحشی انسانوں اور قبیلوں کو ایک کر دینا کوئی آسان کام نہیں تھا بلکہ پہاڑوں سے ٹکرانا تھا مگر آپ نے یہ کام ایک تھوڑے سے عرصہ میں ہی کر دکھایا۔ اور آپ کو اپنے مشن میں عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی۔

آپ کی تعلیم کا عملی پہلو یہ ہے کہ آپ نے نماز کی ادائیگی کے لئے جو اصول و قواعد مقرر کئے ہیں ان میں مساوات کی پوری شان پائی جاتی ہے۔ نماز باجماعت کے اندر تمام امیر و غریب کالے گورے۔ عالم جاہل اور شیخ سید سب ایک ساتھ برابر برابر کھڑے ہو کر اپنے خدا کے سامنے جھک جاتے ہیں کسی کو یہ حق نہیں ہوتا کہ کسی کو ٹوک دے یا اپنی جگہ سے ہٹا دے جس وقت مسلمان عید کی یا جمعہ کی نماز اکٹھا ہو کر ایک امام کے پیچھے یکساں حرکتوں کے ساتھ ادا کرتے ہیں تو وہ محمد صاحب کے اصول مساوات کا بہترین منظر ہوتا ہے۔ اور دیکھنے والے کے دل پر اثر کرتا ہے اور وہ محمد صاحب کے اصولوں اور کارناموں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جنھوں نے غیر معمولی سکتی سے کام لے کر عرب کی تاریک زمین میں ایک عظیم الشان انقلاب کر دکھایا۔

سنسار کی بھلائی میں آپ نے یہ وہ کام کیا ہے جس پر ساری دنیا کو آپ کا احسان ماننا چاہیئے۔ کہ آپ نے دنیا میں آکر انسانیت کو قایم کیا۔ اگرچہ مساوات کا اصول محمد صاحب ہی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ وہ اصول ہے جس کی ہر زمانہ اور ہر دور کے معلموں نے اشاعت کی۔ لیکن چونکہ آپ کو جن مشکلات اور حالات کا سامنا تھا وہ کسی اور روحانی معلم کو نہیں پیش آئے اس لئے ان کو کامیاب ترین معلم کہا جا سکتا ہے۔

انعقاد جلسہ سالانہ کے متعلق

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی رائے

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

آپ کے اخبار پیغام صلح میں جلسہ سالانہ کے انعقاد کے متعلق جو استفسار عام شائع ہوا ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ جلسہ سالانہ کے انعقاد کے لئے کرسمس کی تعطیلوں سے بہتر اور کوئی ایام مجھے نظر نہیں آتے۔ ایسٹر اپریل کے شروع میں بالعموم ہوتا ہے۔ ان دنوں میں لاہور میں بالخصوص گرمی خاصی ہو جاتی ہے اور دوپہر تو کافی گرم ہوتی ہے۔ صحت کے لحاظ سے بھی وہ موسم اچھا نہیں ہوتا۔ پھر شامیانے کے نیچے اجتماع دن اور رات کا صحت پر کچھ اچھا اثر پیدا نہیں کرتا اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس موسم میں رات کو سونے کے انتظام میں بڑی تکلیف ہوگی۔ اپریل میں کمرے کے اندر پرالیوں پر سونا میرے خیال میں تو ناممکن ہوگا۔ راتیں چھوٹی ہونگی۔ دوپہر گرم ہوگی۔ اس لئے کام کا وقت بہت تھوڑا ملیگا۔ اور جو ہر سال کا قاعدہ ہے اس کا درہم برہم ہونا بجائے خود جماعت کے نظام کو نقصان پہنچائیگا۔ رہ گیا یہ خیال کہ کرسمس میں رمضان ہوگا سو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ رمضان ان ایام میں بہت آسان گزرتا ہے اور روزے مطلق تکلیف نہیں دیتے۔ البتہ جو کارروائی جلسہ کی نماز عشا کے بعد ہوتی ہے۔ وہ اگر صبح کی نماز کے بعد کی جائے اور نماز مغرب و عشا کے بعد کوئی کارروائی نہ ہو اور لوگوں کو سونے دیا جائے تو میرے خیال میں کام بہتر طریق پر ہو سکتا ہے۔ بلکہ جلسہ اگر تین یا چار بجے شام کو ختم کر دیا جائے تب بھی ہرج نہیں۔ اور میں تو سمجھتا ہوں جلسہ کی دلچسپیوں میں روزہ آسانی سے گزرے گا۔ البتہ لکچراروں کو حلق تر کرنے کے لئے چاء یا پانی نہ مل سکے گا۔ سو لیکچرار چھوٹے لیکچر دے لیں گے۔ صبح ۴ بجے سب دوستوں کو کھانا کھلا دیا۔ اور نماز فجر کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع کر دی۔ اُدھر نماز مغرب کے ساتھ ہی کھانا کھلا دیا۔ ہاں یہ ضرور ہوگا کہ روزہ سب کو رکھنا پڑیگا لیکن سحری سب کو کھانی پڑے گی۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے کوئی روزہ نہ رکھے تو دن کو اپنے کھانے کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔ انجمن کی طرف سے اسے کھانا نہیں ملے گا۔

غرضکہ میری جو رائے تھی وہ میں عرض کر چکا۔ میں نے سب سے پہلے اس لئے عرضداشت لکھ بھیجی ہے تاکہ انجمن فیصلہ کرتے وقت ان امور کو بھی پیش نظر رکھ لے۔ رمضان میں ملکر دعائیں کرنا انشاء اللہ اور بھی پر اثر ہوگا۔

خاکسار

(بشارت احمد)

از ڈلہوزی (۲۶ ستمبر ۳۳ء)

اچھوت عورتوں کی عزت خطرے میں

یہ ایک عجیب بات ہے کہ جب سے ہندوؤں کی طرف سے نمائشی اچھوت ادھار کا چرچا ہوا ہے۔ ہندو نوجوان اچھوت عورتوں کو نہایت کثرت سے اغوا کرنے لگے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ بھی ان کے پروگرام کا ایک حصہ ہو۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ طرز عمل اخلاقی و قانونی لحاظ سے بیحد قابل اعتراض ہے۔ اسی وجہ سے اچھوت حلقوں میں شدید بےچینی پیدا ہو رہی ہے۔ ہر ایک عورت کی عزت و عصمت خواہ وہ اچھوت ہو یا اعلیٰ ذات کی ہندو یکساں قیمتی و قابل احترام ہے ہندو نوجوانوں نے جو وطیرہ اختیار کیا ہے اس کے نتائج یقیناً ناخوشگوار ہوں گے۔ اچھوت ادھار کا کام اس طریق پر قطعاً ترقی نہیں کر سکتا کہ بعض اخلاق باختہ ہندو نوجوان بھولی بھالی اچھوت لڑکیوں کو اغوا کریں اور انہیں وقتی طور پر شریک زندگی بنا لیں بلکہ اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہندو خاندان اچھوت لڑکوں کو لڑکیاں دیں اور ان لڑکوں سے داماموں جیسا سلوک کریں۔ لیکن اس بات کے لئے ہندو قوم قیامت تک تیار نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اچھوت ادھار کا سارا جوش و خروش نمائشی اور بالکل دھوکا ہے۔

انکشاف حقیقت

بقول معاصر "مدینہ" ہندو عورتوں کے اغواء کا مسئلہ ہندو جاتی کی قومی تحریکات کا اہم جزو بن چکا ہے۔ بڑے بڑے ہندو مہاتما اور آریہ مہاشے اسی فکر میں پریشان رہتے ہیں۔ اغوا کا سارا الزام "مسلمان غنڈوں" کو دیا جاتا ہے۔ جب کوئی ہندو لیڈر یا اخبار مسلمانوں کے خلاف اپنی قوم کو بھڑکانا چاہتا ہے۔ تو وہ ہندو دیویوں کے اغوا اور مسلمان غنڈوں کا ذکر ضرور کرتا ہے۔ حالانکہ ہندو خواتین کے اغوا کی سب سے بڑی وجہ ہندو قوم اور مذہب کے معاشرتی قوانین ہیں۔ حال ہی میں مہا سبھائی لیڈر بھائی پرمانند نے آسام کا دورہ فرمایا۔ واپسی پر دہلی میں تقریر کی جس میں وہ فرماتے ہیں:۔

> "وہاں (آسام میں) ایک برہمن نے تقریباً چار مسلمانوں کو ترغیب دی کہ اس کی بیوہ لڑکی کو لیجائیں چنانچہ اس کے کہنے پر مسلمان رات کے وقت اس کے گھر آئے۔ اور اس لڑکی کو جبراً اپنے ساتھ لیگئے لڑکی کا باپ مکر سے پڑا سوتا رہا کیونکہ اس نے خود ان لوگوں کو اپنی لڑکی کو اس طرح اٹھا لیجانے کی دعوت دی تھی"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم شنبہ ۱۲ر جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ	نمبر ۵۷

کام کا وقت

احباب سلسلہ کا سب سے بڑا فرض

آج کل سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت جس زور شور سے ہو رہی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق غلط بیانیوں اور اعتراضات کی بوچھاڑ اور جماعت احمدیہ لاہور کو مورد طعن و تشنیع بنانے میں جس سعی بلیغ سے کام لیا جا رہا ہے اگرچہ وہ ان لوگوں کے نزدیک پرکاہ جتنی حیثیت بھی نہیں رکھتی۔ جو اس پاک سلسلہ میں شامل ہو کر اپنی جان و مال کو خدا کی راہ میں بیچ چکے ہیں۔ لیکن عوام الناس میں کئی ایسے لوگ ہیں جو اس نامناسب پروپیگنڈا کے بے طرح شکار بنائے جا رہے ہیں۔ اور مختلف روزانہ اخبارات میں اور بذریعہ تقاریر ہر روز انہیں اس سلسلہ سے دور و نفور کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جاتا۔

ہمارا پریس

یہ خدا کا بہت بڑا فضل ہے کہ جس حد تک اعتراضات کے جواب دینے کا تعلق ہے اس فرض کو ہماری طرف سے نہایت متعدی سے پورا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی کلام نہیں ہونا چاہئے کہ ہمارا پریس نہایت کمزور ہے اور جو آواز ہمارے ہاں سے پیدا ہوتی ہے وہ صرف جماعت کے مخصوص اور محدود حلقہ تک پہنچکر گم ہو جاتی ہے۔ ساری جماعت کے کان بھی اس آواز سے آشنا نہیں ہوتے کیونکہ اکثر احباب اخبار کو خریدنے یا اس کو کسی ذریعہ سے ہی مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ چہ جائیکہ غیر از جماعت طبقہ تک وہ پہنچ سکے۔ دوسری طرف ہمارے مخالفین کے ہاتھوں میں کئی کئی روزانہ اخبارات ہیں۔ اور ہفتہ میں دو بار اور ہفتہ وار کی تو اس قدر افراط ہے کہ ان کا شمار کرنا بھی مشکل ہے۔ ان سب میں (الا ماشاء اللہ) ہر روز طرح طرح کے اعتراضات اور بہتانات شائع ہوتے ہیں اور ہزاروں انسان ان کو پڑھ پڑھ کر سلسلہ کی طرف سے بدگمان ہوتے جا رہے ہیں۔ اور ان کی اس بدگمانی کو دور کرنے اور جوابات کو ان تک پہنچانے کا کوئی موثر ذریعہ نہیں۔

مخالفانہ پروپیگنڈے کا اثر

بسا اوقات احباب کو اس نقص کی طرف توجہ دلائی گئی اور اپنے پریس کو مضبوط کرنے اور اپنی آواز دوسروں تک پہنچانے کے موثر ذرائع اختیار کرنے کے لئے بار بار اپیلیں کی گئیں لیکن تاحال کوئی مفید نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ یہ لاپروائی اور جماعت کی ترقی و استحکام کی طرف سے یہ غفلت نہایت تکلیف دہ ہے جو اس عظیم الشان کام کے لئے بیحد نقصان کا موجب ہو گی جو اس سلسلہ کی اصل غرض ہے یعنے تبلیغ و اشاعت اسلام۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ عظیم الشان کام ایک زبردست جماعت کی متحدہ و منضبط کوششوں کے بغیر سرانجام پا سکتا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے بتائے ہوئے اصولوں اور آپ کی پیش کردہ تصویر اسلام کے بغیر دنیا میں اسلام کو پھیلایا جا سکتا ہے لیکن اگر ہماری جماعت کی طرف سے لوگوں کو بدگمان کر کے اس کی ترقی و استحکام کو روکا جائے اور ہماری طرف سے کوئی جواب ان لوگوں تک نہ پہنچے جن کے سامنے روزانہ چاروں طرف سے اس سلسلہ کی نہایت گھنونی اور خلاف اسلام تصویر پیش کی جاتی ہے تو اس کا نتیجہ آخر کیا ہو گا؟ یہ تو خدا کا فضل سمجھئے کہ اس نے اپنے مامور کی صداقت کا یہ بھی ایک زبردست نشان قایم کیا ہے کہ ایسی مخالفت اور ہماری اس قدر لاپروائی کے باوجود اس سلسلہ کا کام بدستور جاری ہے لیکن کیا محض اس بات پر تکیہ کر کے بیٹھ جانا چاہئے اور اپنی کوششوں کے ذریعہ سے نصرت الٰہی کو اور زیادہ جذب کرنے کی کوشش نہ کرنی چاہئے اور زیادہ تو درکنار اگر حالت ایسی ہی رہی جیسی کہ اب ہے اور مخالفانہ پروپیگنڈا کے بالمقابل ہماری آواز اسی طرح دبتی چلی گئی جیسی کہ اب دبائی جا رہی ہے اور اس کا تدارک ہم نے نہ کیا تو یقیناً وہ دن آنے والا ہے جب ہمیں اس غفلت و لاپروائی کے عوض پچھتانا پڑے گا۔

اثر کو زائل کرنے کی صورت

اس لئے اگر ہم نے الحال اپنے پریس کو اس پیمانہ پر نہیں لا سکتے جس کی اس وقت ضرورت ہے تو کم از کم اتنا تو ہونا چاہئے کہ جو آواز ایسے مخالفانہ پروپیگنڈا کے جواب میں اٹھائی جائے اسے دوسروں تک پہنچانے کے لئے تھوڑی سی ہمت اور کوشش سے کام لیا جائے یہ کوئی بہت مشکل کام نہیں۔ اگر ہر دوست اس بات کا عزم کرے کہ وہ تمام جوابات جو یہاں سے شائع ہوتے ہیں اپنے اعزہ و احباب اور اپنے اپنے شہر کے خواندہ طبقہ کو ان سے واقف کرے گا تو یہ کام نہایت آسانی سے سرانجام پا سکتا ہے اس وقت "آئینہ احمدیت" کے نام سے جو ضمیمہ "سیاست" کے جواب میں شائع ہو رہا ہے اس میں قریباً تمام ان اعتراضات کا جواب آ گیا ہے جو اس سلسلہ اور حضرت مسیح موعود پر وارد کئے جاتے ہیں۔ اگر آپ اس کو خود پڑھنے کے بعد اپنے بیوی بچوں کو پڑھوائیں اپنے اعزہ و احباب کو ان کا مطالعہ کرائیں دوسرے خواندہ لوگوں تک اسے پہنچانے کی کوشش کریں تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر آپ کا بہت زیادہ وقت اور زیادہ روپیہ خرچ ہو۔ اگر آپ چاہیں تو زیادہ تعداد میں بھی یہ ٹریکٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن اس کے بغیر بھی یکے بعد دیگرے آپ اکثر لوگوں کو اس کے مضامین سے روشناس کرا سکتے ہیں۔

مسیح موعود کے زمانہ کی روح

مگر اس کے لئے تھوڑی سی کوشش۔ تھوڑی سی ہمت اور تھوڑی سی جد و جہد بکار ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ تھوڑی سی اس روح کو پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں آپ کے اندر پائی جاتی تھی۔ اس وقت آپ میں سے ہر شخص بجائے خود مبلغ تھا۔ ہر شخص کے اندر ایک زندگی اور جوش کام کرتا تھا جو اسے اپنے دنیوی کاموں سے لاپروا کر کے محض دین کی خدمت اور مخالفین کے ساتھ بحث و مباحثات میں مصروف رکھتا تھا۔ اس وقت آپ کے گھروں میں دین کے سوا اور کوئی چرچا نہ تھا۔ آپ کی اولاد آپ کے بال بچے اسی رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ اور وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر کا ایک عملی نمونہ نظر آتا تھا۔ کیا موجودہ مخالفت پھر وہی جوش۔ وہی روح اور وہی زندگی اور سرگرمی ہمارے اندر پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں؟ کیا یہ پروپیگنڈا ہمیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے ایک خدائی تازیانہ کا کام نہیں دے سکتا؟ اور وقت اس بات کا متقاضی نہیں کہ سلسلہ کی تبلیغ اور جماعت کی ترقی و استحکام کے لئے جو محض اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو روشن کرنے کے لئے ضروری ہے ہم اپنے تمام دنیوی کاموں اور ذاتی نزاعات کو بھول جائیں؟ اور باہم متحد ہو کر اس طوفان بے تمیزی کا مقابلہ کریں جو ہمارے خلاف اٹھایا جا رہا ہے؟ امید ہے کہ احباب کرام ان سوالات پر دلی توجہ کے ساتھ اپنی سب سے پہلی فرصت میں غور فرمائیں گے۔ اور حضرت مسیح موعود اور سلسلہ احمدیہ کے نام سے ہر قسم کی غلط فہمی اور بدگمانی کو دور کرنے کے لئے سعی بلیغ سے کام لیں گے۔

قرآن سوسائٹی

یکم اکتوبر کے معاصر "لائٹ" میں جناب مظہر حسین صاحب کی ایک مراسلت شائع ہوئی ہے جس میں برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کے اس کارنامہ کا ذکر کرتے ہوئے کہ بائبل کا ترجمہ ۷۷۶ زبانوں میں ہو چکا ہے اور گزشتہ سال دس کے ایک کروڑ نسخے تقسیم کئے گئے۔ اور اس طرح اب تک ایک ارب انسانوں کو جناب مسیح کا پیغام پہنچایا جا چکا ہے انہوں نے سوال کیا ہے کہ قرآن کریم کتنی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اور اس کی کس قدر کاپیاں گزشتہ سال مفت تقسیم کی گئیں؟ ظاہر ہے کہ اس سوال کا جواب جیسا کہ انہوں نے خود لکھا ہے بہت ہی مایوس کن ہے۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں کو اس بات کی یاد دلاتے ہوئے کہ پیغام الٰہی کو کل دنیا اور تمام زمانوں کے لئے چار دانگ عالم میں پہنچانا ان کا فرض ہے۔ ایک قرآن سوسائٹی بنانے کی تجویز کی ہے جس کا کام مختلف زبانوں میں قرآن کا ترجمہ کر کے اسے دنیا میں پہنچانا ہو۔

اسی ضمن میں انہوں نے جماعت احمدیہ کے اعلاء کلمۃ الحق اور خدمات اسلام کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "تمام چھوٹے چھوٹے اختلافات سے قطع نظر کرتے

ہوئے ہمیں اپنے مذہب کا نام بلند کرنے میں اتحاد عمل سے کام لینا چاہئے ۔ میں مولانا ظفر علی خاں اور مولانا سید حبیب سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مرحوم پر کیچڑ پھینکنے سے احتراز کریں یہ وقت ہے کہ باہمی اختلافات کو قعر گمنامی میں دفن کر کے انڈین اینڈ فارن قرآن سوسائٹی کی بنا رکھنے میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ساتھ اشتراک عمل سے کام لیا جائے میرے نزدیک ایک احمدی اور غیر احمدی میں یہ فرق ہے کہ اول الذکر ایک ایسا مسلمان ہے جو اپنی آستینیں چڑھائے ہوئے دنیا کے طول و عرض میں تبلیغ اسلام کے کام میں منہمک ہے ۔ اور موخر الذکر ایک تماشائی اور اپنے اسلامی فرض کو ترک کئے ہوئے ہے ۔"

کیا ہمارے مخالفین اور عامۃ المسلمین ایک دردمند مسلمان کے ان حقیقت آگیں الفاظ کو بنظر غور مطالعہ فرمائیں گے ؟ جہانتک احمدیہ جماعت لاہور کا تعلق ہے اس کے مٹھی بھر افراد کی طرف سے قرآن کریم کا ترجمہ اس وقت تک تین چار مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے ۔ جرمن زبان میں ترجمہ ہو رہا ہے جو تکمیل پار ول تک پہنچ چکا ہے ۔ انگریزی ترجمہ کی کئی ہزار کاپیاں مفت بھیجی جا چکی ہیں ۔ لیکن یہ تمام کام دنیا کی وسعت اور بائیبل کی کثرت اشاعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے ہی ہیں جیسے اونٹ کے منہ میں زیرہ ۔ کاش جناب مظہر حسین جیسے دردمند اور انصاف پسند مسلمان دنیا میں بکثرت موجود ہوتے اور احمدیت کے رستہ میں موجودہ رکاوٹیں پیدا نہ ہوتیں تو قرآن کی اشاعت میں مسلمانوں کا قدم بہت کچھ آگے ہوتا ۔

بائیبل کا اثر

اپنے اسی مضمون میں جناب مظہر حسین نے اس حقیقت کو بھی بالشرح کیا ہے کہ بائیبل کا اثر دن بدن زائل ہوتا جا رہا ہے اور باوجود اس کثیر اشاعت کے جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے خود بائیبل کو ماننے والے اس سے بیزار ہوتے جا رہے ہیں چنانچہ کونٹ لیوٹالسٹائے کی تصنیف " دی اوور تھرو آف ہیل اینڈ اٹس ریسٹوریشن " میں کلیسا کے معتقدات کو مضحکہ انگیز اور شیطان کی ایجاد قرار دیا گیا ہے ۔ اور اس کی تحریرات کو دیکھکر اس کے ۵ کروڑ ہم وطن کلیسا سے علیحدہ ہو گئے اور اس سے زیادہ تعداد وسطی یورپ میں بائیبل کو چھوڑ رہی ہے ۔ اور تو اور آج خود انگلستان میں تین لاکھ اور نفوس گرجا جانے کے بعد اتوار کے سینما میں شامل ہوتے ہیں ۔

بائیبل کے اثر کو اگر قرآن کریم کی اس جذب و کشش کے مقابلہ میں رکھا جائے جو آج خود یورپ کے بڑے بڑے گردن فرازوں کی گردنیں اس کے آگے جھکا رہا ہے اور وہ دن دور نہیں جب بقول مسٹر برناڈ شا سارا یورپ ہی اس کے آگے دوزانو ہو جائے ۔ تو انسانی کلام اور کلام خداوندی کا فرق خود بخود واضح ہو جاتا ہے ۔

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت، یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

اخبار "زمیندار" کی صریح غلط بیانی

یہ مرزا سعید بیگ کون ہے؟!

۲۰ ستمبر ۳۳ء کے اخبار " زمیندار " میں " مرزا سعید بیگ سابق مرزائی کا چیلنج " کے عنوان سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں مرزا سعید بیگ نامی کسی شخص کے ترک احمدیت کا اعلان اور ایک چیلنج درج ہے چونکہ لاہور کے رسالہ " زراعت " کے ایڈیٹر مرزا محمد سعید بیگ صاحب بہت پرانے احمدی اور ہماری جماعت کے ممبر ہیں اور وہ ایک عرصہ تک اخبار " زمیندار " میں بحیثیت سب ایڈیٹر کام بھی کرتے رہے ہیں اس لئے اس اعلان سے ان کے متعلق غلط فہمی پھیلنے کا اندیشہ ہے ۔ جسکو ہمارے مکرم دوست چودھری فضل حق صاحب نے ذیل کی خط و کتابت کے ذریعہ سے رفع کیا ہے ۔ جہانتک ان کی ذات کا سوال ہے انہوں نے اس اعلان سے بے تعلقی کا اظہار کیا ہے اور " شرارت " سے تعبیر کیا ہے ۔ اب " زمیندار " کا فرض ہے کہ وہ تبلائے کہ جس " مرزا سعید بیگ " کی طرف سے اس نے یہ اعلان شائع کیا ہے وہ کون ہے ؟ اور کہاں رہتا ہے ؟؟ کیا وہ اس چیلنج کا جواب دے گا ؟ اور اگر اس مطالبہ کو پورا نہ کر سکے تو اس کی تردید کر کے اپنی غلط بیانی کا اعتراف کرے گا؟! مکاتبت بجنسہ درج ذیل ہے :-

مکرمی مخدومی مرزا صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

اخبار " زمیندار " میں آپ کے نام سے ایک اعلان ہوا ہے کہ آپ نے احمدیت کو ترک کر دیا ہے ۔ اور یہ چیلنج بھی ہے کہ کوئی احمدی آپ کو صداقت احمدیت بذریعہ دلائل سمجھا دے ۔ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی طرف ایسی بات منسوب کرنا آپ کی ہتک ہے ۔ اس لئے ازراہ کرم اس کی تردید فرما کر ممنون فرمائیں ۔ والسلام (فضل حق) ۲۹/۹/۳۳

جواب

جواباً عرض ہے کہ " زمیندار " کے محولہ بالا اعلان سے مجھے کوئی تعلق نہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ شرارت کس کی طرف سے عمل میں آئی ہے میری رائے میں آپ " زمیندار " سے اس " مرزا سعید بیگ " کی بابت دریافت کریں کہ وہ کہاں رہتا ہے اور اس کا پتہ کیا ہے ۔ میں خود بھی " زمیندار " میں ایک تحریر بھیجونگا کہ وہ غلط فہمی جو میری ذات یا عقائد کے متعلق خواہ مخواہ پھیل گئی ہے دور ہو جائے ۔ میرے عقائد وہی ہیں اور انشاء اللہ رہیں گے جن پر جماعت احمدیہ لاہور قائم ہے ۔ (محمد سعید بیگ) ۲۹/۹/۳۳

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ بحمد اللہ بخیر و عافیت ہیں ۔ آپ ۶ اکتوبر کو لاہور تشریف لائیں گے ۔

— حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی ۶ اکتوبر ہی کو لاہور آنے والے ہیں ۔

— قبول احمدیت نمبر ۷ اکتوبر کو شائع نہ ہو سکے گا اس کی ٹھیک تاریخ اشاعت کا آئندہ نمبر میں اعلان کیا جائے گا ۔

— مولوی محمد ابراہیم صاحب مرحوم سابق امام مسجد قصابان جہلم کے صاحبزادے حکیم عبد المجید صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا ہے ۔ احباب جماعت سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے ۔

پیغام صلح :- ہمیں حکیم صاحب کے ساتھ اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے ۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور دیگر لواحقین کو صبر عطا فرمائے ۔ اور مرحومہ کو جنت نصیب کرے ۔

— جناب حاجی دوست محمد صاحب تاندلیانوالہ تا حال علیل ہیں آپ نے انجمن کو بغرض اشاعت اسلام پانچ روپے مرحمت فرمائے ہیں ۔ احباب سے دعائے صحت کے طالب ہیں ۔

استانی کی ضرورت

ہمارے ایک دوست کو جو صوبہ بہار کا رہنے والا ہے اپنی لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک استانی کی ضرورت ہے ۔ ٹرینڈ اور تجربہ کار استانی کو ترجیح دی جائیگی ۔ تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی ۔

تمام درخواستیں بنام سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور آنی چاہئیں ۔

معذرت

شیخ انعام الحق صاحب مدیر پیغام صلح کو بعض وجوہ سے اچانک یکم ستمبر کو چھٹی لینی پڑی ۔ ان کی غیر حاضری میں یہ پرچہ مرتب ہوا ہے اسی وجہ سے ایک دن کی تاخیر سے شائع ہو رہا ہے ۔

زبان مبارک نبوی صلعم سے ماخذ ہوا ہے۔ کیا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ بادشاہ کو ظل اللہ قرار دینا اس کی الوہیت پر دال ہے؟ اور اگر یہ نہیں تو کیا ایسا کہنا تین میں ایک اور ایک میں تین کے معمہ کے برابر ہے؟ کاش ظل اور بروز کے لغوی معنوں پر ہی غور کر لیا جاتا تو آسانی سے سمجھ آ جاتا کہ سایہ کبھی اصل نہیں ہوتا اور نہ دوسرے شخص کی صفات اپنے اندر لینے سے کوئی شخص فی الحقیقت اور بعینہٖ وہی ہو جاتا ہے۔ دوسرے سے مستعار لینے والا کبھی اصل مالک نہیں ہوتا۔ کیا اگر کسی شخص کو شیر کہا جائے تو سید حبیب اس کی دم اور کھال اور پنجے اور تمام وہ باتیں تلاش کرنی شروع کر دیں گے جو شیر کے اندر پائی جاتی ہیں یا اس کو تین میں ایک اور ایک میں تین کا معمہ قرار دیں گے؟ آہ افسوس کہ آج مسلمانوں کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہر کہہ و مہ الجھتا ہے۔ اور دینی امور کو محل اعتراض بنانے کے لئے علمی حقائق کو جھٹلانے لگ جاتا ہے۔ یہ مسلمانوں کی بدنصیبی پر دال ہے۔ ورنہ یہی قوم ایک وقت علوم کا سرچشمہ تھی۔ ظل اور بروز، مجاز اور استعارہ کی اصطلاحات بہت سی علمی موشگافیوں کا موجب تھیں لیکن آج یہی چیزیں اس بدنصیب قوم کے لئے ایک گورکھ دھندا ہے اور سید حبیب جیسوں کے لئے تین میں ایک اور ایک میں تین سے کچھ کمتر معمہ نہیں ہے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

کاش سید صاحب کو کچھ علم سے مس ہوتا تو ایسی بہکی بہکی باتیں نہ کرتے۔

فضیلت مسیح موعودؑ اور مسئلہ نبوت

کیا ظلی و بروزی کے الفاظ نبوت کی گولی پر شکر کا پردہ ہے؟ اسی ظلی و بروزی نبوت کی بحث کے سلسلہ میں سید صاحب فرماتے ہیں:۔ "اس خیال سے کہ دنیا پر واضح ہو جائے کہ مرزا صاحب کا بروزی و ظلی نبی ہونے کا دعویٰ ادعائے نبوت کی تلخ گولی پر شکر کا ایک پردہ تھا جس سے مدعا یہ تھا کہ لوگ ادعائے نبوت کی ناخوشگوار گولی کو نگل لیں اور بس یہاں مرزا صاحب کی تقریروں سے یہ واضح کرنے کی کوشش کروں گا کہ وہ اپنی شان ایسی بتا گئے ہیں جو جزوی و ظلی نبی تو ایک طرف رہے انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بالاتر ہے۔ اور خود سردار انبیا صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی کسی طرح کمتر نہیں"

پیشتر اس کے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی ان "مزعومہ تقریروں" پر غور کیا جائے جو ان فقرات کے بعد سید صاحب نے پیش کی ہیں۔ ہمیں ان کے منقولہ بالا فقرات پر حیرت اور افسوس کے ساتھ یہ عرض کرنا پڑتا ہے کہ اگر ظلی و بروزی نبی ہونے کا دعویٰ "ادعائے نبوت کی تلخ گولی پر شکر کا ایک پردہ تھا" تو کیا کہنا چاہئے ان بزرگان امت کو جو اس سے پیشتر ولایت کو ظل نبوت قرار دے چکے ہیں (ملاحظہ ہو صفحہ ۴۹ کتاب ہذا) کیا ان کا یہ ادعا بھی نبوت و رسالت کی تلخ گولی پر شکر کا پردہ ہی تھا اور وہ بھی دراصل اپنی نبوت کی ناخوشگوار گولی کو مسلمانوں سے نگلوانا چاہتے تھے؟ اگر یہی خیال ہے تو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ اسمٰعیل شہید کی پاک روحوں کو اس ناپاک خیال سے جو تکلیف ہو سکتی ہے وہ ظاہر ہے۔ یہ اولیاء اللہ کے ساتھ بغض و عداوت ہے کہ ظل کے لفظ کو محض فریب کا پردہ قرار دیا جائے۔ حضرت مرزا صاحب کے انکار دعویٰ نبوت کے جو حوالے سید صاحب نقل کر چکے ہیں ان میں کسی ایسے پردہ کی گنجائش کہاں باقی رکھی گئی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو کافر قرار دینے کے لئے ان لوگوں کے ہاتھ میں سوائے اس کے اور کوئی حربہ نہیں کہ اُن کے

صاف و صریح انکار کو پس پشت ڈال کر ظلی اور بروزی کے الفاظ کو "شکر کا پردہ" قرار دیا جائے اور فی الحقیقت اسے دعویٰ نبوت ٹھہرا دیا جائے۔ یہ سید حبیب نے کوئی نئی بات نہیں کہی یہی ان کے مولویوں کا ابتدا سے طریق چلا آتا ہے کہ مدعی کے صریح بیان اور قسم کے خلاف ظلی و بروزی کی تہ میں اصل نبوت کا دعویٰ قرار دے کر عوام الناس کو بدگمان کیا جا رہا ہے۔ افسوس کہ سید حبیب بھی باایں ہمہ دعویٰ انصاف پسندی و احقاق حق اپنے پیشروؤں کے اس مذموم طریق کو اختیار کرنے سے بچ نہ سکے اور کیونکر بچ سکتے تھے۔ وہاں تو علم کے باوجود غلط بیانی سے کام لیا جاتا تھا اور یہاں علم ہی سے خیر صلاح ہے۔ پس وہ ظلی و بروزی کو اپنے پیشروؤں کی تقلید میں "ادعائے نبوت کی تلخ گولی پر شکر کا پردہ" نہ قرار دیں تو اور کیا کریں۔

اولیائے امت محمدیہ کی فضیلت انبیا پر لیکن اس کے ثبوت میں حضرت مسیح موعودؑ کی اس بلند شان کو پیش کرنا جو بعض حالات میں انبیائے آپ کی فضیلت کی موجب ہے۔ اپنی کم علمی کا ایک اور ثبوت دینا ہے۔ امت محمدیہ کو انبیائے کرام پر بعض حالات میں ایک خاص فضیلت حاصل ہے اور اس امت کے اولیا نے اس فضیلت کا دعویٰ بھی کیا ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلام سے ظاہر ہے۔ جو سیف ربانی میں منقول ہے فرماتے ہیں:۔

"من اللہ تعالیٰ علیّ بالمجاورۃ بطیبۃ المبارکۃ فکنت یوماً فی الخلوۃ متوجھاً اذکر اللہ تعالیٰ فاخذ فی الحق تعالیٰ عن العالم وعن نفسی ثم ردنی وانا اقول لو کان موسیٰ بن عمران حیاً ما وسعہ الا اتباعی علیٰ طریق الانشاء لا علیٰ طریق الحکایۃ (سیف ربانی صفحہ ۱)

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے پر مدینہ مبارکہ طیبہ کی مجاورت کا احسان کیا اور میں ایک دن خلوت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھا۔ پھر کھینچ لیا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم سے اور اپنے نفس سے پھر مجھ کو لوٹا دیا اور اس وقت میں یہ کہتا تھا کہ اگر موسیٰ بن عمران زندہ ہوتا تو اس کو میری تابعداری بطور انشا کے نہ بطور حکایت کے کرنی پڑتی۔

اب اس میں صاف طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اپنی فضیلت ظاہر کی ہے۔ کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی نبوت کا دعویٰ تھا؟ کب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی پر اپنے آپ کو فضیلت دی؟ ایک اور اس سے بھی بڑھ کر مثال سن لیجئے۔ قلائد الجواہر میں محمد بن یحییٰ تادلی نے ارقام فرمایا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"جاءنی ابو العباس الخضر علیہ السلام یمتحننی بما امتحن بہ الاولیاء من قبلی فکشف لی عن سریرتہ فعلم علیٰ بما خاطبہ بہ ثم قلت لہ وھو مطرق ان یا خضر ان کنت قلت لموسیٰ انک لن تستطیع معی صبراً یا خضر ان کنت اسرائیلیاً فانک اسرائیلی وانا محمدی فھا انا وانت وھذہ الکرۃ وھذا المیدان ھذا محمد وھذا الرحمٰن...." یعنی ابو العباس جناب خضر علیہ السلام میرے پاس آئے تاکہ میرا امتحان لیں جس طرح مجھ سے پہلے اولیا اللہ کا امتحان انہوں نے لیا۔ پس مجھ پر ان کی سریرہ منکشف کر دی گئی اور وہ بات مجھ پر کھول دی گئی جس سے وہ مجھ سے خطاب کرنے والے تھے۔ پھر میں نے کہا اے خضر اگر تو نے موسیٰؑ سے کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کرے گا تو میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیگا۔ اے خضر اگر تو اسرائیلی ہے تو میں محمدی ہوں پس یہ میں ہوں اور یہ تو ہے یہ گیند ہے اور یہ میدان ہے یہ محمد ہے اور یہ رحمٰن ہے"

شان اور منصب میں فرق

کس قدر زبردست مقابلہ ہے۔ اُمت محمدیہ کی شان اور فضیلت کو کس قدر واضح الفاظ میں بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی کو بھی پیچھے ڈال دیا اور ان پر اپنی یہ فوقیت بیان کی کہ جس بات میں وہ ہار گئے میں نہیں ہار سکتا کیونکہ میں محمدی ہوں۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مراتب اور فیوض روحانی اس درجہ عالیہ تک پہنچے ہوئے ہیں کہ آپ کے متبعین اپنی شان میں پہلے انبیاء سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اس میں کسی کی ہتک نہیں نہ کسی نبی کی توہین ہے کیونکہ نبی اپنے منصب کے لحاظ سے بے شک غیر نبی پر فضیلت رکھتا ہے . . . . لیکن کاموں اور شان کے لحاظ سے بعض اوقات غیر نبی بھی اس سے بڑھ جاتا ہے اور یہ محض ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ معلوم نہیں ہمارے مخالفین اس سے گھبراتے کیوں ہیں۔ اسے کس بنا پر دعویٰ نبوت پر محمول کرتے ہیں۔ شان اور چیز ہے جو کارناموں کے لحاظ سے حاصل ہوتی ہے اور منصب اور ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام باوجود ایک غیر نبی ہونے کے اس علم کے لحاظ سے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا حضرت موسیٰ سے بڑھ گئے۔ حالانکہ حضرت موسیٰؑ اپنے منصب نبوت کے لحاظ سے خضر علیہ السلام پر فضیلت رکھتے تھے۔ پھر حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کیوں ہے جو اپنی فضیلت کو محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں جیسا کہ آگے چل کر آپ کے اپنے اقوال سے ثابت کیا جائیگا۔

اولیاء اللہ کی فضیلت میں آنحضرت صلعم کی عظمت

کیا تمہیں پسند نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت دوسروں سے بلند ہو؟ زمانہ سے کہہ دینے سے آپ کی شان بڑھ نہیں سکتی۔ آپ کی شان اسی سے بلند ہوتی ہے کہ آپ کی برکت سے ایسی بلند شان کو انسان حاصل کرے جو بعض انبیاء کو حاصل نہیں سابق انبیاء مختص القوم تھے اور اس لحاظ سے ان کے کاموں کا دائرہ بھی محدود تھا لیکن اس امت کے مصلحین کا دائرہ اصلاح بعض انبیاء سے زیادہ وسیع بالخصوص مسیح موعودؑ کا دائرہ اصلاح کل دنیا پر پھیلا ہے اور زمانہ کے حالات نے کام کی عظمت و شان کو اس قدر بڑھا دیا ہے کہ بعض سابق انبیاء کے کاموں کو وہ عظمت اور شان حاصل نہیں۔ اس سے کسی نبی کی توہین نہیں ہوتی بلکہ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے یہ ایک جزئی فضیلت ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت کو بلند کرنے کا موجب۔ معلوم نہیں اس میں ہمارے مخالفین کا کیا نقصان ہے۔ یہ تو ساری اُمت کے لئے فخر کا مقام ہے اور ہمیں ناز ہے کہ ہم اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہیں جس کی اتباع کرنے والے اگرچہ نبی نہیں ہوتے (کیونکہ شریعت کی اب ضرورت نہیں رہی) تاہم اپنی شان میں بعض انبیاء سے بڑھ کر ہیں مگر آہ افسوس آج اس امت کے نادان افراد اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت حاصل ہو جائے۔ مسیح ناصری کو یہ مرتبہ دیدیں گے۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ایسی صفات کا مالک بنا دیں گے جو اسے الوہیت کے تخت پر بٹھا دے لیکن مسیح محمدی کو ایسی شان اور عظمت دینا گناہ ہے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور عظمت کو بڑھانیوالی ہے۔ اس کو دعویٰ نبوت نہیں کہہ سکتے اور نہ کسی نبی پر جزئی فضیلت حاصل کرنے کے لئے دعویٰ نبوت کی ضرورت ہے۔ بلکہ آنحضرت صلعم کی بڑائی تو اسی میں ہے کہ آپ کے پیرو نبی نہ ہونے کے باوجود اپنی شان کے لحاظ سے نبیوں سے بڑھ جائیں اگرچہ اپنے منصب کے لحاظ سے نبیوں کو ان پر فوقیت حاصل ہے۔

نبیوں کا تھیلا والا اجتباء حضرت مسیح موعود کا نہیں

ان تصریحات کی روشنی میں ان اقوال و ارشادات کو پڑھئے جو سید صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی عظمت اور بلندی شان کے متعلق پیش کئے ہیں تو آپ پر اصل مطلب خود

اقرار دعویٰ نبوت کا کوئی حوالہ نہیں دیا گیا

پس جہاں تک اقرار دعویٰ نبوت کا تعلق ہے سید حبیب نے کوئی ایسا حوالہ پیش نہیں کیا جس میں مجازی اور لغوی نبوت سے بڑھ کر اصلی اور اصطلاحی نبوت کا اقرار کیا گیا ہے۔ اور مجازی اور لغوی نبوت کے اقرار کو وہ انکار نبوت کے ذیل میں نقل کر کے اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ اس کو دعویٰ نبوت یا اقرار نبوت نہیں قرار دیا جا سکتا۔ پس فرمایئے کہ اقرار اور انکار کے جس تضاد کو پیش کر کے وہ احمدیت کو ناقابل قبول قرار دے رہے ہیں وہ تضاد کہاں ہے اور ان کی یہ دلیل کس قدر لغو اور باطل ہے؟ یا تو کوئی ایسا حوالہ دیا جائے جس میں حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی نبوت کو مجازی اور لغوی نہیں بلکہ حقیقی اور اصطلاحی قرار دیا ہو اور اگر یہ نہیں تو مجازی اور لغوی نبوت کے دعویٰ کو انکار نبوت کے ذیل میں نقل کر کے سید صاحب نے خود اقرار کر لیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے کہیں اور کسی جگہ بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور اس لئے ان کی یہ دلیل کہ نبوت کا اقرار بھی کیا ہے۔ اور انکار بھی غلط اور ناقابل قبول ہے۔

ظلی اور بروزی نبوت اور تین میں ایک اور ایک میں تین کا معمہ

لیکن ان تصریحات کے باوجود سید صاحب فرماتے ہیں :-

"انکار و ادعائے نبوت کے متعلق مرزا صاحب کی تحریریں دیکھ کر انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ ع بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست۔ لیکن برادران قادیان یہ کہہ کر دو گونہ کہیلا نے کی کوشش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب شریعت کے بغیر نبی مبعوث ہوئے ایسا نبی ظلی اور بروزی نبی ہوتا ہے اسی کو محدث کہتے ہیں۔ اور محدث اور مجدد نبی نہیں ہوتے وغیرہ وغیرہ تحریک قادیان کا یہ جزو مسیحی حضرات کے تین میں ایک اور ایک میں تین والے اصول سے کچھ کم تر معمہ نہیں جو لوگ صریح اور پیچ و خم سے مبرا دین مبین کی موجودگی میں ایسے گورکھ دھندوں میں الجھنا پسند کرتے ہیں ان کی جدت اور روشن پسندی انہیں مبارک ہو"۔

برادران قادیان سے اگر جماعت قادیان مراد ہے تو ان کی طرف مندرجہ بالا عقیدہ منسوب کرنا صریحاً غلط بیانی یا اپنی ناواقفیت کا ثبوت دینا ہے ہم تو ان سے چاہتے ہیں کہ برادران قادیان ظلی اور بروزی نبوت کو محدثیت سے بڑھ کر درجہ دیں اور یہ عقائد رکھیں کہ محدث اور مجدد چونکہ نبی نہیں ہوتے اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ یہی بات ہمارے اور قادیانی حضرات کے مابین مابہ النزاع ہے۔ اور یہ قادیانی جماعت کا عقیدہ نہیں بلکہ لاہوری جماعت کا عقیدہ ہے کہ ظلی و بروزی نبی کو محدث کہا جاتا ہے۔ اور محدث و مجدد نبی نہیں ہوتے۔ اگر سید حبیب اسے قادیانی جماعت کا عقیدہ سمجھتے ہیں تو ہم ممنون ہوں گے کہ وہ اپنی اس تحریر کی تصدیق قادیانی جماعت کے امام سے کرا دیں کیا وہ اس کے لئے کوشش کریں گے!

رہا یہ امر کہ ظلی و بروزی نبوت کو محدثیت اور غیر نبوت قرار دینا مسیحی حضرات کے تین میں ایک اور ایک میں تین کے معمہ کے برابر ہے۔ یہ سید صاحب کی علمی فرزانگی کا ایک اور تجربہ ہے۔ کب مسیحی حضرات نے تین خداؤں کے عقیدہ کو ایک مجازی امر قرار دیا کب انہوں نے کہا کہ مسیح علیہ السلام ظلی و بروزی خدا ہیں؟ کاش سید صاحب نے کچھ تو علم حاصل کیا ہوتا ظلی و بروز مجاز اور استعارہ سے کچھ تو واقفیت حاصل کی ہوتی اگر ظلی و بروزی اور مجازی نبوت کو غیر نبوت قرار دینا ان کے نزدیک تین میں ایک اور ایک میں تین کے معمہ کے برابر ہے تو کہاں لے جائیں گے آپ علم معانی و بیان کو جو مجاز اور استعارہ کی بحثوں سے تعلق رکھتا ہے کیا کریں گے آپ اس حدیث کو جس میں السلطان ظل اللہ کا ارشاد

کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں"

مجازی اور لغوی نبوت کے حوالے انکار نبوت میں

اور بھی اسی قسم کے متعدد حوالے نقل کئے ہیں جن میں ذیل کے ارشادات بھی ہیں۔

"محدثیت کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے تو کیا اس سے دعویٰ نبوت لازم آگیا" (ازالہ اوہام)

"مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے" (سراج منیر صفحہ ۳)

"اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کا استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں" (حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۲۷)

"اور اس جگہ میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے" (حاشیہ اربعین صفحہ ۳، صفحہ ۲۷ و ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۴)

"اس پر رسول اور نبی کا لفظ بولنا قیاس و انتقال نہیں بلکہ فصیح استعارہ ہے" (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۴)

وسمیت نبیا من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ (استفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۵)

یہ تمام حوالے سید صاحب نے انکار اور عدم دعویٰ نبوت کے ثبوت میں پیش کئے ہیں۔ گویا دوسرے لفظوں میں اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ مجاز اور استعارہ کے طور پر اور لغوی معنوں کے رو سے لفظ نبی کا استعمال دعویٰ نبوت نہیں کہلا سکتا۔ پھر حیرانی ہے کہ کہاں اور کس جگہ حضرت مسیح موعود نے اپنی نبوت کو مجازی نہیں بلکہ اصلی اور حقیقی اور لغوی نہیں بلکہ اصطلاحی قرار دیا ہے۔ جو حوالے انہوں نے اس سے پیشتر اقرار نبوت کے پیش کئے ہیں ان میں بھی مجازی اور لغوی معنوں میں لفظ نبی کو استعمال کیا ہے۔ جس کا ثبوت ہم قبل ازیں پیش کر چکے ہیں۔

ڈائری اور دستخطی تحریر میں فرق

زیادہ سے زیادہ اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء کی ڈائری کے یہ الفاظ سید صاحب کو شاق گذرتے ہیں کہ:۔

"ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں"

اس کی بھی مفصل تشریح سیاق و سباق عبارت سے کی جا چکی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ڈائری اور اپنی دستخطی تحریر میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی ڈائری جو اخبار بدر اور الحکم میں شائع ہوتی رہی ہے وہ آپ کی دستخطی تحریر نہیں بلکہ آپ کی تقاریر اور گفتگو کو ایڈیٹران اخبارات مذکور نے اپنے الفاظ میں قلمبند کیا ہے۔ اس لئے جہاں تک استناد کا سوال ہے ڈائریوں کو وہ پایہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ جو حضرت مسیح موعود کی اپنی دستخطی تحریرات کو حاصل ہے۔ اور اگر اس کو اتنا ہی قابل اعتبار ٹھیرایا جاتا ہے تو انہی ڈائریوں میں حضرت مسیح موعود کا یہ ارشاد بھی ہے کہ:۔

"محی الدین ابن عربی نے لکھا ہے کہ تشریعی نبوت بند ہے غیر تشریعی جاری ہے مگر میرے نزدیک دونوں قسم کی نبوتیں بند ہیں"

اس میں صاف طور پر تشریعی اور غیر تشریعی دونوں قسم کی نبوتوں کو بند قرار دیا گیا ہے۔ اگر ڈائریوں سے سند پکڑنی ہے تو کیوں اس ڈائری کو قابل اعتبار نہ سمجھا جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ڈائری کو ہرگز وہ درجہ نہیں دیا جا سکتا جو حضرت مسیح موعود کی اصل دستخطی تحریر کو حاصل ہے۔ اس لئے بدر کا مندرجہ فقرہ ..... دستخطی تحریرات کے بالمقابل جن میں صاف لفظوں میں دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔

واضح ہو جائے گا اور پتہ لگ جائے گا کہ ان میں دعویٰ نبوت کہاں پایا جاتا ہے۔

سب سے پہلے ذیل کا جملہ ہے جو حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کیا گیا ہے:۔

"میں وہ تھیلا ہوں کہ جس میں تمام نبی بھرے پڑے ہیں۔ تمام میں محمد صلعم بھی شامل ہیں"

اس کا حوالہ کوئی نہیں دیا اور دیتے کہاں سے؟ حضرت مسیح موعود کی کسی تحریر میں اس قسم کے الفاظ موجود نہیں۔ اگر ہوں تو ہم سید صاحب کو چیلنج کرتے ہیں کہ اس تحریر کا حوالہ پیش کریں ورنہ خوف خدا کو کام میں لیتے ہوئے ایسے ناپاک غلط بیانی سے رجوع کریں۔ ہم جانتے ہیں کہ انہوں نے اپنے پاس سے یہ بات نہیں لکھی بلکہ دوسرے معترضین کی کتابوں سے نقل کی ہے۔ لیکن یہ بھی کیا انصاف اور حق پسندی ہے کہ جو بھی بات کسی مخالف نے حضرت مرزا صاحب کی طرف منسوب کر دی سید صاحب نے اس انتساب کو صحیح سمجھ کر اسے فوراً نقل کر دیا۔ اگر حق و حقیقت سے کوئی غرض ہے تو ایسی غلط باتیں منسوب کرنے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان سے رجوع کریں۔

دوسرا حوالہ براہین حصہ پنجم کا ہے جس میں حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے:۔

"اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راستباز اور مقدس نبی گذر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں سو وہ میں ہوں"

ان الفاظ میں نبوت کا دعویٰ یا انبیاء پر فضیلت کا اظہار کہاں ہے۔ انبیاء اور راستبازوں کے نمونے کیا غیر نبی میں نہیں آسکتے؟ ہمیں تو حکم ہے۔ تخلقوا باخلاق اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپنے اندر پیدا کرو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق الٰہی کا نمونہ اپنے اندر پیدا کر کے دکھایا۔ تو کیا وہ اس سے خدا ہو گئے؟ منقولہ بالا فقرہ کے سیاق و سباق کو اگر پڑھ لیا جاتا تو اس سے بھی بات صاف ہو سکتی تھی۔ اس سے پہلے صفحہ ۸۹ سے یہ مضمون چلتا ہے۔ جہاں فرمایا ہے کہ:۔

"اور بعد اس کے میری نسبت براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں یہ بھی فرمایا جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ یعنی رسول خدا تمام گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے پیرایوں میں۔ اس وحی الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لیکر اخیر تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص واقعات اور خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گذرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو حصہ نہیں دیا گیا ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے۔ اسی پر خدا نے مجھے اطلاع دی اور اس میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے جانی دشمن اور سخت مخالف جو عناد میں حد سے بڑھ گئے تھے جن کو طرح طرح کے عذابوں سے ہلاک کیا گیا۔ اس زمانہ کے اکثر لوگ بھی ان کے مشابہ ہیں۔ اگر وہ توبہ نہ کریں۔ غرض اس وحی الٰہی میں یہ جتلانا منظور ہے کہ یہ زمانہ جامع کمالات اخیار و کمالات اشرار ہے"

اس تمام عبارت میں حضرت مسیح موعود نے صفائی کے ساتھ بتا دیا کہ انبیاء اور راستبازوں کے نمونے اپنے اندر ہونے سے کیا مراد ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں وہ تمام مفاسد پیدا ہو گئے ہیں جو گذشتہ انبیاء کے زمانوں میں پائے جاتے تھے اور ان تمام اشرار کے مشابہ لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو انبیاء کے دشمنوں میں سے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس زمانہ کے مصلح کو ان تمام انبیاء کے خواص اور صفات دی جاتیں تاکہ وہ ان

مفاسد کی اصلاح کرسکتا ؟ نبوت کا سوال یہاں کوئی نہیں۔ کیا بغیر نبی ہونے کے کوئی شخص اصلاح مفاسد نہیں کرسکتا ؛ یا پہلے انبیاء کے خواص اور نمونوں کو نہیں پا سکتا۔ اگر ایسا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو بھی اپنے اندر پیدا کرنے کی جو تعلیم قرآن نے دی ہے وہ کہاں تک قابل عمل ہے۔ اور تخلقوا باخلاق اللہ پر انسان کیونکر عامل ہو سکتا ہے۔ انبیاء کے نمونے اپنے اندر لینے سے کوئی شخص نبی نہیں بن جاتا۔ نبوت کے لئے جیسا کہ ہم بتا آئے ہیں۔ شریعت کا لانا شرط ہے۔ اور چونکہ شریعت کی اب ضرورت نہیں اس لئے خواہ کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے کتنے ہی بلند مراتب کو پالے۔ اپنی تمام شان میں کسی سابق نبی سے بڑھ جائے۔ یا انبیاء کے خواص اور نمونے اپنے اندر پیدا کرلے اس سے وہ نبی نہیں بن جاتا۔

ھو افضل من بعد الانبیاء

اس کے بعد معیار الاخیار صلا کا ایک حوالہ پیش کیا ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں:۔

میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر تو کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔

اس میں کون سی ایسی بات ہے جو قابل اعتراض ہو۔ امام ابن سیرین امت مرحومہ کے قابل احترام ائمہ میں سے ہیں ان کا حوالہ دیا ہے کہ انہوں نے مہدی کے متعلق لکھا ہے ھو افضل من بعض الانبیاء۔ ظاہر ہے کہ مہدی کو کسی نے نبی نہیں مانا۔ باوجود اس کے امام ابن سیرین کا انہیں ھو افضل من بعض الانبیاء کہنا ثابت کرتا ہے کہ کم از کم امام ممدوح کے نزدیک ایک غیر نبی بھی بعض انبیاء سے افضل ہو سکتا ہے۔ اور یہی حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ آپ باوجود غیر نبی اپنی شان اور کاموں کے لحاظ سے مسیح ابن مریم پر فضیلت رکھتے ہیں۔ چنانچہ اسی بات کا ذکر آپ نے سراج منیر میں کیا ہے جہاں فرمایا کہ:۔

"تم تو قائل ہو کہ جزئی فضیلت ایک ادنے شہید کو ایک بڑے نبی پر ہو سکتی ہے اور یہ سچ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا......... اس کو کیا کہو گے جو کہا گیا ھو افضل من بعض الانبیاء۔"

وہی امام ابن سیرین کا قول یہاں بھی نقل کیا ہے۔ اور صاف بتا دیا کہ یہ جزئی فضیلت ہے جو مسلمانوں کے نزدیک ایک ادنے شہید کو ایک بڑے نبی پر ہو سکتی ہے۔ پس فرمائیے آپ کو اس پر کیا اعتراض ہے۔ جب ایک ادنیٰ شہید بھی ایک بڑے نبی سے افضل ہو سکتا ہے جو امت کا مسلم عقیدہ ہے۔ تو حضرت مرزا صاحب جن کا دعویٰ مہدی ہونے کا ہے اور پہلے سے ان کے متعلق خبر دی جا چکی ہے کہ ھو افضل من بعض الانبیاء۔ اگر وہ اپنے آپ کو مسیح سے جزئی رنگ میں افضل قرار دیں۔ تو کون سی قیامت آگئی۔ اور اور اس سے دعویٰ نبوت کس طرح ثابت ہو گیا۔ سید صاحب کو چاہیئے تھا کہ پہلے اپنے علماء سے پوچھ لیتے کہ آیا ان کے نزدیک ایک ادنے شہید کا مرتبہ ایک بڑے نبی سے بڑھ کر ہے یا نہیں۔ اور آیا ابن سیرین نے مہدی کے متعلق ھو افضل من بعض الانبیاء لکھا ہے یا نہیں ؟ اور اس سے دعویٰ نبوت کہاں لازم آتا ہے۔ اب بھی انہیں چاہیئے کہ اس کے متعلق تحقیقات کریں۔ اور حقیقت حال کو معلوم کرنے کے بعد اپنے اعتراض کو واپس لیں ٭

پس جب آپ کو نہ مستقل اور نہ صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ ہے بلکہ آنحضرت صلعم کی اقتداء سے باطنی فیوض حاصل کرنے اور آپ ہی کا نام پانے کا ذکر آپ نے کیا ہے تو اس کو دعویٰ نبوت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کو لغوی اور مجازی نبوت کہا جائے گا جس کا نام اصطلاح شریعت میں محدثیت ہے۔ اسی کا ذکر آپ نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ:۔

"نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اس لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔"

آخری فقرہ میں صرف لغوی نبی مراد ہے جو خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرتا ہے۔ اس کے لئے شارع ہونا شرط نہیں۔ اور ایسا ہی نبی ہونے کا آپ نے دعویٰ کیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ محض لغوی نبوت ہے جس کا اصطلاح اسلام والی اصلی اور حقیقی نبوت سے جو حامل شریعت ہوتی ہے کوئی تعلق نہیں۔ یہ دراصل محدثیت ہے اور نبوت کا لفظ اس پر مجازاً بولا جاتا ہے۔ پس سید حبیب فرمائیں کہ اس میں کیا "بھول بھلیاں" ہیں جو ایک عقل سلیم رکھنے والے انسان کی سمجھ میں نہیں آسکتیں ؟ کہاں بلاواسطہ اور بالواسطہ حصول نبوت کو نبوت کی دو قسمیں قرار دیا گیا ہے ؟ اور کہاں بالواسطہ نبوت کے نام سے اصلی اور حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا گیا ہے جو لغت اور محدثیت کے مفہوم سے متجاوز ہے ؟ کیا وہ اس پر غور کرنے اور سمجھنے کی تکلیف گوارا کریں گے ؟

اقرار و انکار نبوّت کی بحث

سید حبیب کی نویں دلیل

محدثیت کے ناقابل قبول ہونے کی نویں دلیل سید صاحب نے یہ پیش کی ہے کہ:۔

"مرزا صاحب کے دعویٰ کو صحیح تسلیم کرنے سے میرے انکار کی نویں دلیل یہ ہے کہ وہ نبوت کے مدعی بھی ہیں اور اس سے انکار بھی۔"

اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں سے بہت سے ایسے حوالے پیش کئے ہیں جن میں آپ نے دعویٰ نبوت سے انکار کیا ہے۔ اور اپنے وہی عقائد بیان کئے ہیں جو اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔

انکار نبوت کے حوالجات

اور صاف طور پر اس بات کا اعلان کیا ہے کہ:۔

"سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی"

ایسا ہی دہلی کی جامع مسجد والی تقریر بھی درج کی ہے جس میں آپ نے دعویٰ نبوت کے الزام کو "دروغ اور باطل محض" ٹھیراتے ہوئے ختم نبوت کے منکر کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ ازالہ اوہام صلا۴۲۱ کے وہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں جن میں دعویٰ نبوت سے انکار اور محدثیت کا اقرار ہے اور ۳۔ فروری ۱۸۹۲ء کو ایک مباحثہ کے دوران میں جو اقرار نامہ آپ نے مخالف مولوی کو لکھ کر دیا کہ:۔

"اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنے آنحضرت صلعم نے مکلم مراد لئے ہیں تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے

موجودہ زمانہ میں اشاعت حق کی ضرورت و اہمیت

(از جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب)

(۱)

(ذیل کا مضمون جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کے اجلاس میں جو ۱۶ر ستمبر ۱۹۴۳ء کو منعقد ہوا تھا پڑھکر سنایا ۔ ایڈیٹر)

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن کریم میں ارشاد ہوا یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمك من الناس ۔ اے رسول جو کچھ تیری طرف نازل کیا جاتا ہے اسے پہنچاؤ ۔ اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو رسول ہونے کا حق ادا نہ ہوا ۔ جبکہ قرآن نے ان تاکیدی الفاظ میں تبلیغ کے فرض کی ادائیگی کا حکم دیا ہے تو سوال یہ ہوتا ہے کہ وہ مقصد و مدعا کونسا ہے جسکو تبلیغ نے حاصل کرنا ہے ۔ جس نصب العین کو لیکر انبیاء و مامور مبعوث ہوتے ہیں وہ لوگوں کے اعمال و افعال میں صلاحیت کا پیدا کرنا ہے ۔ لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ تبلیغ کوئی ایسا بھاری ذریعہ اس نصب العین کے حصول کا ہے کہ اگر اسے اختیار نہ کیا جائے تو رسالت کی غرض و غایت ہی پوری نہیں ہوتی ۔ اگر ایک انسان کے دل میں یہ سچی تڑپ پیدا ہو جائے کہ اس کے اپنے اعمال سنور جائیں تو یہ بھی ایک بلند مقام ہے ۔ لیکن ایک مرسل و مامور اور اس کے سچے متبعین کی جد و جہد یہاں ہی ختم نہیں ہو جاتی کہ وہ خود صحیح راستہ پر گامزن ہو جائیں بلکہ ان کے اندر خیر خواہی بنی نوع کا وہ جوش و ولولہ ودیعت کیا جاتا ہے جو انہیں چین نہیں لینے دیتا ۔ جب تک وہ دوسرے لوگوں کو بھی اسی خیر سے مالا مال نہ کر دیں ۔ جس سے وہ خود متمتع ہوتے ہیں ۔ لوگوں کی جسمانی ضروریات و حوائج کے پورا نہ ہونے سے جس قدر تکلیف ایک سچے خیر خواہ بنی نوع کو پہنچنی لازم ہے ۔ اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر مامور و مصلحین کے سینہ میں لوگوں کی بدراہی و بدعملی سے غم و حزن موجزن ہوتا ہے ۔ اور اسی غم و درد کے یہ کرشمے ہوتے ہیں کہ انبیاء و مامور اپنی ہر طاقت و مقدرت کا ذرہ بنی نوع کے سدھارنے پر لگا دیا کرتے ہیں ۔ اس موقعہ پر ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے ۔ انبیاء و مامورین الٰہی کی انتہائی جد و جہد کو دیکھکر بعض سطحی لوگ یہ اعتراض کرنے کے عادی ہیں کہ ایسے مصلحین اپنے مخالفوں کے مقابل اس جوش و شدت سے کیوں کھڑے ہوتے ہیں ۔ یعنے سوال یہ ہے کہ اگر مصلحین نیکی کو اچھا سمجھتے ہیں تو وہ خود اس پر قایم رہیں ۔ اور زیادہ سے زیادہ اپنے نمونہ سے لوگوں کو ترغیب و تحریص لائیں کہ دوسرے بھی انہی کے مثل ہو جائیں مگر یہ کیونکر جائز ہے کہ وہ اپنے نہ ماننے والوں کو تحدی آمیز الفاظ سے ڈراتے اور خوف دلاتے ہیں ۔ اور کیوں ایسے لوگ مبعوث ہو کر قوم میں ایک تفرقہ پیدا کر دیتے ۔ اور مخالفت و مخاصمت کا ایک طوفان برپا کر دیا کرتے ہیں ۔ جس سے بھائی بھائی کا دشمن بن جاتا ہے اور بیٹا باپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتا ہے ۔ اس کی کیا ضرورت اور حاجت ہے ۔ مصلحین کے اس رویہ کو نہ سمجھنے کا باعث یہ امر ہے کہ ایسے معترضین نہ تو خود وہ جوش و ولولہ نیکی کے پھیلانے کے لیئے رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ یہ تصور کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایسے ولولہ سے متاثر ہو تو وہ کیا ذرائع اختیار کرے گا ۔

اشاعت حق ہمدردی بنی نوع کی اعلیٰ ترین شکل ہے

انبیاء و مامورین اگر اس امر میں مگن رہیں کہ وہ خود اعمال صالحہ پر قایم و دایم ہیں انہیں دوسروں سے کیا غرض و واسطہ تو یہ ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص کو جسمانی ضروریات میسر آگئی ہوں وہ اس امر میں خوش و خرم رہے کہ اسے تو اپنی حوائج بشری کے پورا کرنے کی مقدرت ہے اگر دوسروں کو یہ مقدرت نہیں یا دوسرے اپنی کم فہمی و ناسمجھی سے بھوکے مر رہے ہیں تو بلاسے آپ خود ہی تبلا دیں کہ ایسی ذہنیت کو ہمدردی و خیر خواہی کون تصور کرتا ہے یہ تو انتہائی خود غرضی و نفس پرستی ہے ۔ کہ ایک انسان ایک فائدہ مند شئے کو خود پا کر قانع ہو جائے ۔ اور دوسروں کو اس نفع رساں چیز سے مطلع نہ کرے ۔ اب جبکہ اعمال صالحہ و اخلاق عالیہ نہ صرف انفرادی طور پر نفع دینے والی چیزیں ہیں بلکہ انسانی سوسائٹی کا نظام بہترین صورت میں تب ہی چل سکتا ہے جب ان کا قیام ہو اور جبکہ ہم نے یہ تسلیم کر لیا کہ انبیاء و مامورین وہ ہستیاں ہوا کرتی ہیں جن کے سینے کے اندر خیر خواہی و ہمدردی بنی نوع کا جذبہ اپنی انتہائی صورت میں بہہ رہا ہوتا ہے ۔ تو پھر تبلایا جائے کہ اگر اسی جذبہ و جوش کے ماتحت مصلحین اپنی انتہائی جد و جہد اور ہر ممکن کوشش سے غیروں کو پیغام حق نہ دیں تو اور کیا کریں وہ کیونکر سچے خیر خواہ اور حقیقی ہمدرد بنی نوع کے ثابت ہوں گے جب تک کہ وہ اپنی طاقت کا ہر ذرہ اس راہ میں لگا نہ دیں ۔ ہاں یہ بات خوب یاد رکھئے کہ وہ جبر و اکراہ کو ہرگز ہرگز استعمال نہیں کرتے ۔ کسی کی منشا و مرضی کے مخالف اس سے نہ کچھ منوانا اور نہ کرانا چاہتے ہیں البتہ جو ظالم لوگ دوسرے لوگوں کو حق قبول کرنے سے روکتے اور نیکی پر قیام سے دکھ دیتے ہیں ۔ انہیں مصلحین رتت اپنی مقدرت اور طاقت کے موجب منع کرتے اور ہٹاتے ہیں اس لئے کہ یہ تو جائز ہے کہ کوئی شخص جو راستہ اپنے لئے پسند کرے وہ اس پر عامل ہو اور اس لئے یہ روا ہے کہ اگر بدراہ و بدعمل اپنے راستہ سے ہٹنا پسند نہ کریں تو انہیں زبردستی تبدیلی کے لئے مجبور نہ کیا جائے اگرچہ ایسے لوگوں کو بھی ان کے نتائج صاف صاف تبلا دینے ان کی خیر خواہی کا ایک تقاضا ہیں ۔ مگر یہ بھی تو روا اور جائز نہیں ۔ کہ شریر اور ظالم لوگ دوسروں کے راستہ میں روک بن جائیں اور اگر وہ ایسی طرز اختیار کریں تو مصلح کا فرض ہوگا کہ وہ ہدایت الٰہی کے ماتحت ان کی اس روک کو ایسے ذرائع سے دور کرے جو وقت کے مناسب ہوں ۔

تبلیغ حق نہ صرف رسول پر فرض و لازم ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت سے ظاہر ہے بلکہ نبی کے سچے اور حقیقی متبع بھی وہی کہلانے کے مستحق ہیں جو تبلیغ حق میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں اور دوسری جگہ قرآن حکیم نے ایک منظم جماعت کے قیام کا حکم مسلمانوں کو دیا ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ۔ الخ ۔ اس تبلیغ کے حکم کے ساتھ ہی یہ الفاظ ہیں واللہ یعصمك من الناس خدا تجھے لوگوں سے محفوظ رکھیگا ۔ گویا مطلب یہ ہے کہ اس تبلیغ کی وجہ سے طرح طرح کی مصائب و مشکلات پیش آئیں گی لوگ ہر ممکن طریق سے یہ کوشش کرینگے کہ تجھے اس کام سے ہٹا دیں اور یہاں تک ظلم میں بڑھ جائیں گے کہ تیری جان لینے کے لئے بھی کوشاں ہوں گے مگر یہ ہمارا وعدہ ہے کہ اس تبلیغ حق کی ادائیگی میں تیری جان نہ جائے گی ۔ نہ صرف یہ وعدہ حفاظت الٰہی حضرت نبی کریم کو دیا گیا ہے بلکہ چونکہ اس وعدہ کی شرط صاف طور پر تبلیغ حق سے وابستہ بیان کی ہے اس سے یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ اگر کوئی گروہ یا جماعت بھی اپنے آپ کو تبلیغ حق سے مخصوص کر لے اور اسے بھی اس فرض کے باعث دکھ اور تکالیف اٹھانی پڑیں تو خدا تعالیٰ ایسی جماعت کو بھی نیست و نابود نہ ہونے دیگا ۔ اور اس کی حفاظت کا بھی ذمہ دار ہے

حق کے پہنچانے میں روکیں

حق کا پہنچانا ایک ایسا امر ہے کہ اس کے پہنچانے والوں کو مصائب و تکالیف برداشت کرنی پڑیں ۔ ان مصائب و تکالیف کی نوعیت ہر وقت کے حالات پر منحصر ہوا کرتی ہے سب سے بڑا جہاد جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ یہی امر حق کا پہنچانا ہے وجاھدھم بہ جھاداً کبیرا ۔ اس کی وجہ یہ ہے ۔ کہ ایک طرف مذہب اسلام نے اپنے تمام اصولوں کو اس طرح دلائل و بینات سے واضح کر دیا ہے کہ اس سے زیادہ ہو نہیں سکتا دوسری طرف وہ اصول ایسے ہیں کہ عین فطرت انسانی کے مطابق واقع ہوئے ہیں ۔ تو اگر ان دونوں امور کو ملایا جائے تو اس سے لازم طور پر یہ نتیجہ نکلے گا کہ اگر قرآن کو واضح رنگ میں دنیا کے سامنے رکھدیا جائے تو بیشتر حصہ نسل انسانی کا اسے قبول کرلے گا ۔ قبولیت حق ہی سب سے بڑی رحمت ہے اس قبولیت میں تین چیزیں سدّ راہ ہوسکتی ہیں ۔ اولاً یہ کہ اس کا بیان اس طرز کا ہو کہ لوگوں کی طبائع پر اچھا اثر پیدا نہ کر سکے لیکن قرآن حکیم کی تعلیم کے متعلق تو یہ شق کسی صورت میں قبول نہیں کی جا سکتی ۔ اس لئے کہ اس نے ہر اصول و فرع کو ایسے مضبوط و قوی دلائل اور روشن آیات سے چمکایا ہے کہ اس پر زیادت ممکن نہیں ثانیاً کسی حق بات کے قبول کرنے میں یہ روک ہو سکتی ہے کہ اگرچہ کتاب حقہ کا اپنا بیان تو عین فطرت انسانی کے مطابق اور دلائل و الوار سے پر ہو مگر اس کتاب کے حامل ایسے لوگ ہوں جو نہ تو اس پر عمل کر کے اس کے نتائج کو اپنے وجود میں ثابت کریں ۔ اور نہ ہی ان لوگوں کا علم کتاب کے متعلق ایسا ہو جو صحیح و راست ہونے کی وجہ سے کوئی اثر پیدا کر سکے ۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ان کو اپنی کتاب حقہ کی طرف کچھ توجہ نہ ہو ۔ نہ خود اس کو پڑھنے پڑھانے سمجھنے اور عمل پیرا ہونے کا خیال ہو نہ ہی دوسروں کو اس کے عمدہ اصولوں سے واقف کرنے کی ہمت ہو ۔ اس صورت میں بھی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اگرچہ ایک کتاب کتنی ہی حق و حکمت سے معمور ہو اور کسقدر طبائع اس کی طرف راغب کیوں نہ ہوں مگر جب اس کا علم ہی دنیا کو نہ ہو تو اس کی خوبی معلوم ہو تو کیونکر؟ اور اس سے کوئی فائدہ اٹھائے تو کیسے؟

تیسرا امر جو باعث روک ہو سکتا ہے وہ یہ ہے ۔ کہ طبائع اصول حقہ کو قبول نہ کریں ۔ وہ کسی خاص وقت کے حالات ۔ تعصب اور جور و ظلم ہیں ۔ یعنے اگرچہ کسی کتاب کے اصول تو عین حقانیت و حکمت پر واقع ہوئے ہوں اور بیان بھی ان اصولوں کا ایسی طرز پر ہو جو فطرت انسانی کے موافق و مطابق ہو پھر اس کتاب کے حامل بھی اپنے پرزور

ہ مقدرت سے اس پر عامل ہونے اور اسے شائع کرنے پر کمربستہ ہوں مگر کسی زمانہ میں طبائع اس قدر مسخ ہو چکی ہوں۔ تعصب و تنگدلی۔ بدعملی اور بدراہی ایسی راسخ ہو چکی ہو کہ کسی صورت میں بھی حق پھیلنے کی صورت نہ ہو سکے۔

موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی فاش غلطی

اس وقت کے مسلمانوں کو سب سے بڑی غلطی یہ لگ رہی ہے کہ وہ تبلیغ حق اور قتال فی سبیل اللہ کے فرائض کو الگ الگ شناخت نہیں کرسکتے۔ اسی سبب سے بڑی بھاری رکاوٹ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کرنے میں ہے وہ بھی اسی مسئلہ اشاعت اسلام وجہاد سیفی کا صحیح صحیح مقام نہ سمجھنے کے باعث ہے۔ چونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت نبی کریمؐ نے اپنی زندگی کے آخری دس سال جنگ و قتال میں بسر کئے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آپ کی اس متابعت میں صحابہ کرامؓ اور پھر تیرہ صدیوں تک تمام مسلمانوں نے یہی طرز اختیار کئے رکھی اس لئے مسلمانوں کی طبائع میں یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ **اشاعت اسلام یا جہاد فی سبیل اللہ اور جنگ یا قتال فی سبیل اللہ ہم معنی الفاظ ہیں گویا کہ جب تک جنگ و خونریزی نہ ہولے تب تک کسی صورت میں جہاد کا وہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا جس کا حصول فرض ہے**۔ ظاہر پرستی نے اس قوم پر اس قدر احاطہ کر لیا ہے کہ کسی بات کی حقیقت تک پہنچنے کی آرزو و تمنا ہے نہ فرصت و قوت۔ جیسا میں نے اوپر بتلایا ہے اور جیسا کسی شخص کو بھی ماننے میں عذر نہیں۔ نصب العین تو قرآن مجید کے اصول کا عملی زندگیوں میں رائج و شائع کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ اسی سے تمام سچی ترقی و بہبودی نبی نوع ممکن ہے قرآنی تعلیم کی قبولیت میں تین رکاوٹیں پیش آسکتی ہیں۔

(۱) خود کتاب کی تعلیم یا تو فطرت انسانی اصول حقہ کے خلاف ہو اور یا اس کا بیان ایسا مہمل و مجمل ہو کہ اس سے کچھ عمدہ نتائج پیدا نہ ہوسکیں۔

(۲) یا نقص ان لوگوں میں ہو جو اس بیان و حق کے حامل ہوں یعنے ایک تو ان کی اپنی مجموعی زندگیاں ان اصولوں کے مطابق نہ ہوں جن کو وہ تسلیم کرتے ہوں اور یا یہ کہ اگرچہ ظاہر طور پر وہ ایک کتاب کو تسلیم کئے ہوئے ہوں۔ مگر اس کتاب کے اصولوں سے بیخبری و بے علمی رکھتے ہوں اور جب خود اپنے علم کا یہ حال ہو تو پھر غیروں کو کیا تبلائیں۔ اور سکھلائیں۔

(۳) تیسرا نقص ان لوگوں میں ہو جن کو تعلیم پیش کی جائے آؤ ہم دیکھیں کہ حضرت نبی کریمؐ اور صحابہؓ کے وقتوں میں اشاعت اسلام کے کام کے ساتھ قتل فی سبیل اللہ کا فرض کس طرح ملحق ہو گیا تھا۔

تعلیم مذہبی کا کمال قرآن کی شکل میں

جس طرح پہلے بیان ہو چکا ہے کہ تعلیم کا کمال قرآن کریم کی شکل میں خدا تعالیٰ نے کر دیا۔ نہ صرف اصولوں کو جن پر دار نجات ہے ان کو آسان اور واضح رنگ میں پیش کر دیا گیا ہے۔ بلکہ ان کی صداقت پر ایسے ایسے دلائل و بینات دیئے گئے ہیں۔ قانون قدرت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے فطرت انسانی کے رازوں کو تبلایا گیا ہے۔ پھر تجربہ شدہ امور یعنی گذشتہ انبیاءؑ کی تاریخ اور قوموں کی بداعمالی کے نتائج سامنے لائے گئے ہیں۔ غرضیکہ اس قسم کی سہل و جاذب طرز بیان اختیار کی گئی ہے کہ اس سے بڑھ کر وضاحت سے اخلاقی تعلیم کے مجموعہ کو انسان کے آگے پیش کرنا ممکن نہیں۔ تو جب پہلی شق میں نقص ہونا قرآن کے بعد ممکن نہیں اس لئے کہ وہ محفوظ بھی ہے اور تعلیم میں بے نظیر بھی۔ تو اب دو ہی شقیں باقی رہ جاتی ہیں۔ اگر قرآنی تعلیم کسی وقت انسانی اعمال میں رائج و شائع ہوتی ہوئی دکھلائی نہ دے تو دو ہی امکان ہیں یا تو اس تعلیم کے دینے والے میں نقص ہوگا یعنے حامیان دین و علمائے کرام اس کا باعث ہونگے۔ اور یا تعلیم پانے والے ایسے ناقص ہونگے۔ کہ باوجود ایک اعلیٰ تعلیم موجود ہونے اور باوجود اس کے عمدہ طریق پر پیش کئے جانے کے پھر بھی ان میں کوئی اثر پیدا نہ ہو۔ حامیان دین میں دو جگہ نقص ہوسکتا ہے۔ ایک یہ کہ انہوں نے اصل تعلیم کو تو صحیح صحیح سمجھ لیا ہو مگر اس پر عمل کرنے کی ہمت نہ رکھتے ہوں اور دوسرا یہ کہ ان کو اصل تعلیم سے بھی ناواقفیت ہو۔

آنحضرت صلعم کے وقت میں صحابہ کرامؓ نے قرآن کی تعلیم آپ سے حاصل کی تھی۔ اور پھر اس سچی تعلیم کو ایسے صحیح رنگ میں نہ صرف سمجھ لیا تھا بلکہ مستحکم طور پر اس پر عامل ہو گئے تھے کہ یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ کسی نبیؐ کے ساتھیوں نے ایسے کامل طور سے علمی عملی متابعت اپنے متبوع کی نہیں کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے وقت میں تعلیم کو پیش کرنے والوں میں نقص موجود نہ تھا۔ اس لئے اگر تعلیم لینے والوں میں بھی کوئی نقص موجود نہ ہوتا۔ تو ہرگز کسی جنگ و قتل کی نوبت نہ پہنچ سکتی تھی۔ آپ کے زمانہ میں **جو جنگیں پیش آگئی تھیں اس کی تمام تر وجہ یہ تھی کہ وہ قومیں جن کو اسلام کی تعلیم پیش کرنا مسلمانوں پر فرض قرار دیا گیا تھا وہ تعلیم لینے کے لئے تیار نہ تھیں نہ صرف یہ کہ وہ خود تعلیم کو قبول نہ کرتیں بلکہ واقعات نے ایسی طرز اختیار کرلی ہوئی تھی کہ غیر مسلم قومیں مسلمانوں کی مذہبی آزادی کی بھی روادار نہ تھیں** آنحضرت صلعم نے جو جنگیں اپنے زمانہ میں کیں ان کی نسبت تو اب یہ ثابت ہو چکا اور ہر ایک منصف پر روشن ہو چکا ہے کہ وہ غیر مسلموں کی آزادی مذہب چھیننے کے لئے نہ تھیں بلکہ برخلاف اس کے ان جنگوں کا مقصد خود اپنی مذہبی آزادی کا قیام تھا۔ جو آزادی ان حالات کے اندر حاصل نہ ہو سکتی تھی جب تک سلطنت و حکومت کو لے نہ لیا جاتا صحابہ کرامؓ یعنے خلافت راشدہ کے زمانہ میں جو جنگیں پیش آئیں وہ بھی بعینہٖ اسی لئے مسلمانوں کو لڑنی پڑیں کہ ان کی اپنی مذہبی آزادی سخت خطرے میں تھی۔ نہ صرف عرب کی قوم جو آنحضرتؐ کی تربیت سے متحد ہو چکی تھی اس کا شیرازہ بکھیر دینا روم و ایران کی سلطنتوں کے مدنظر تھا۔ کیونکہ وہ ایک ذلیل و حقیر قوم کو متحد و منظم دیکھ کر حسد کی آگ سے جل اٹھے تھے بلکہ ان کی حکومتوں کے مدنظر عرب کی حکومت حاصل کرکے مسلمانوں کی مذہبی آزادی چھیننا ہی اصل نصب العین تھا۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ لوگ جانتے تھے کہ عرب قوم میں ترقی کی لہر کیوں پیدا ہوئی۔ وہ محض مذہب اسلام کی وجہ سے تھی پھر یہ کس طرح ہوسکتا تھا۔ کہ یہ لوگ عرب قوم کو تو مٹانے کے درپے ہوتے مگر اس اصل وجہ کو رہنے دیتے جو ان کی ترقی و عروج کا سبب تھی۔ عرب کی طاقت کو کچلنے پر وہ قانع نہ تھے اس لئے کہ اگر وہ مذہب قائم رہتا جو عرب میں زندگی پیدا کرنے کا موجب ہوا۔ تو پھر یہ لوگ کیسے مطمئن ہوسکتے تھے۔

آنحضرتؐ وصحابہؓ کے وقت اشاعت حق کے راستہ میں سدّراہ

یہ ایک اوّل درجہ کی بھاری غلطی ہے جو نہ صرف غیر مسلموں کو لگ چکی ہے بلکہ خود مسلمانوں کے خمیر میں بھی آگئی ہے کہ یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ صحابہ کرام نے سلطنت و حکومت کو اس لئے حاصل کیا تاکہ وہ اپنے دین کو اس وجہ سے مضبوط کریں۔ آنحضرت صلعم وصحابہ کرامؓ کو ہرگز ضرورت نہ تھی۔ اور نہ قرآن کریم کا کسی جگہ کوئی ایسا حکم موجود ہے کہ وہ اپنے دین کی اشاعت یا مضبوطی کے لئے حکومت کو حاصل کریں۔ بلکہ خود آیت **لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی** صاف طور پر دلالت کر رہی ہے کہ جب سچائی کا راستہ دلائل و بینات سے واضح کر دیا گیا تو اس کے بعد کسی قسم کے جبر و اکراہ اور لالچ و طمع کی نہ صرف اجازت نہیں بلکہ ان چیزوں کی حاجت ہی نہیں۔ آنحضرتؐ نے خود اور آپؐ کے صحابہ کرام نے جس قدر جنگیں روم و ایران کے ساتھ لڑیں ان تمام کا باعث اپنی مذہبی آزادی کو قائم رکھنا تھا۔ اس جگہ اس زمانہ کی تنگدلی اور تعصب کی صرف ایک دو مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔ آنحضرت صلعم ایک خط شاہ ایران کو لکھتے ہیں جس کا مقصد و مدعا صرف یہ ہے کہ دین اسلام سچا دین ہے۔ اس کو قبول کر لو۔ شاہ ایران نے جو سلوک اس خط اور اس کے قاصد کے ساتھ کیا وہ آپ سب کو معلوم ہے۔ خط دیکھتے ہی طیش کی انتہا نہ رہی خط کو پھاڑ ڈالا اور اسی طرح شاہ روم کی طرف جو خط بھیجا گیا تھا اگرچہ شاہ روم خود دل سے اسلام کی صداقت کا قائل تھا مگر اسے بھی یہ ہمت نہ ہوسکتی تھی کہ وہ باوجود بادشاہ ہونے کے قوم کے خلاف اپنے عقیدہ کا اظہار کرسکے۔ آپ غور فرمایئے کہ جب ایک بادشاہ اپنے مذہب کے اختیار کرنے میں آزاد نہیں تو بھلا دوسرے لوگوں کی مذہبی آزادی کا کیا حال ہوگا۔ مذہبی آزادی دونوں رنگ میں مفقود ہے۔ نہ تو غیر مذاہب والوں کو کسی سلطنت میں اپنا مذہب پیش کرنے کی اجازت ہے اور نہ ہی یہ رواداری کہ اگر کسی قوم کا کوئی شخص دوسرا مذہب قبول کرلے تو اسے زندہ رہنے دیا جائے۔ چنانچہ شاہ روم و شاہ ایران کا رویہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی خطوط کے متعلق ان دونوں امور کی ایک واضح اور بین دلیل پیش کر رہا ہے۔

غرضیکہ آنحضرت صلعم اور صحابہ کرامؓ کے وقتوں میں جو جنگیں پیش آئی تھیں وہ ٹل وجوہ سے اٹل تھیں مسلمان ان سے کسی صورت میں پیچھا نہ چھڑا سکتے تھے۔ اگر صحابہ کرامؓ دوسری سلطنتوں پر حملہ آور نہ ہوتے تو یہ سلطنتیں اسبات پر یقیناً تل گئی تھیں کہ وہ نہ صرف عرب کی قوم کو مٹا دیں بلکہ ان کے مذہب کا بھی نام و نشان نہ رہنے دیں۔

(باقی آئندہ)

مکاتبت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے۔

خبریں

ہندوستان

— لاہور ۳۰ ستمبر۔ آج شام پولیس نے اخبار "ملاپ" کے دفتر پر چھاپا مارا اور ۲۲ ستمبر کا پرچہ ضبط کر لیا۔ معلوم ہوا ہے کہ جس مضمون کو قابل اعتراض قرار دیا گیا ہے وہ کپورتھلہ کی حکومت کے خلاف ہے۔

— امرتسر ۳۰ ستمبر۔ پٹیالہ کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ہفتہ وار اخبار "دیش دردی" کے ایڈیٹر کو بھٹنڈا ریلوے اسٹیشن پر قانون مطابع کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا۔

— امرتسر ۲۹ ستمبر۔ سول کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ پٹیالہ ریاستی پرجا منڈل کے پانچ ارکان نے آج شام پٹیالہ کے خلاف جلوس نکالا جس پر پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا۔

— شملہ ۳۰ ستمبر۔ سر ہربرٹ ایمرسن گورنر پنجاب دوشنبہ کو شملہ سے دورہ پر روانہ ہوں گے۔ ہز ایکسلنسی پہلے روہتک اور پھر رہتک جائیں گے آپ ۵ اکتوبر کو رہتک پہنچکر بارش کے نقصانات کا معائنہ فرمائیں گے۔ اور مزید ریلیف کی ضرورت پر غور کریں گے۔

— ہوشیارپور ۳۰ ستمبر۔ جالندھر و ہوشیارپور لائن پر یہ افسوسناک حادثہ ہوا کہ دو شخص جالندھر سے ہوشیارپور کی طرف آنے والی گاڑی کے نیچے آ گئے۔ انمیں سے ایک کی حالت مخدوش ہے۔ دونوں کو جالندھر چھاؤنی کے ہسپتال میں پہنچا دیا گیا۔

— بہاولپور یکم اکتوبر۔ کل فرمانروائے بہاولپور نے قصر نو محل میں اپنی سالگرہ کا دربار منعقد فرمایا۔ پرسوں شب اس تقریب کے سلسلہ میں اعلیحضرت والی بہاولپور کی طرف سے ایک شاندار ضیافت دی گئی۔

— دہلی ۲۹ ستمبر۔ لالہ جے نرائن کی دکان سے ایک ہزار ایک سو روپیہ کی چوری ہو گئی۔ پولیس کو اطلاع کر دی گئی ہے۔

— دہلی ۲۹ ستمبر۔ لاہوری دروازہ کی اطلاع مظہر ہے کہ وہاں گزشتہ شب بہت سی دکانوں سے ۵۰۰ روپے اڑا لئے گئے ان دکانوں کی تعداد ۲۲ تک پہنچتی ہے۔

— دہلی ۳۰ ستمبر۔ آج پولیس نے بعض کتب فروشوں کی دکانوں پر چھاپے مارے اور کچھ کتابیں ضبط کر لیں۔

— آگرہ ۳۰ ستمبر۔ دریائے جمنا میں بہت زیادہ طغیانی آ گئی ہے۔ آگرہ شہر خطرے میں ہے۔ پانی ابھی تک کم نہیں ہوا۔

— مدراس ۳۰ ستمبر۔ ایک گاؤں میں (مدراس کے قریب) ہریجنوں کی ایک پارٹی کا دوسری پارٹی سے فساد ہو گیا پولیس نے مداخلت کی۔ ہریجنوں نے پولیس پر حملہ کر دیا۔ اس پر پولیس نے گولی چلائی۔ ایک آدمی ہلاک اور تین زخمی ہوئے

— لدھیانہ ۳۰ ستمبر۔ ضلع اور ملحقہ علاقہ میں بارش کی کثرت سے سخت نقصان ہوا ہے۔ رائے پور۔ گجرال۔ ڈھلوان رائکوٹ دہیر کلاں کے دیہات میں بہت نقصان ہوا ہے۔ خاص لدھیانہ میں ایک مکان گرنے سے بیس بکریاں مر گئیں لیکن ایک آدمی جو اسی مکان کے اندر سو رہا تھا بچ گیا۔

— دملور ۳۰ ستمبر۔ دریائے گوداوری کی طغیانی سے میلوں تک پانی ہی پانی نظر آتا ہے تین دیہات تباہ ہو گئے چار ہزار مکان مسمار ہو گئے ۳۰ آدمی مر چکے ہیں فصلیں تباہ ہو گئیں لوگ سخت پریشان ہیں۔

ممالک خارجہ

(کیوبا) ہوانا ۲۹ ستمبر۔ گزشتہ ۲۴ گھنٹوں میں یہاں صورت حالات بہت خراب ہو گئی ہے۔ اشتراکیوں نے ایک دن کی مکمل ہڑتال کا اعلان کیا تھا جس پر آج عمل ہو رہا ہے۔

— ہوانا کی فوج نے اشتراکی مظاہرہ کرنے والوں پر گولی چلائی جس سے پندرہ آدمی ہلاک ہو گئے۔ فوج ان عمارتوں کو جن میں اشتراکیوں کے ہیڈ کوارٹرز ہیں۔ خالی کرا رہی ہے۔

— پریزیڈنٹ کیوبا کے محل پر زبردست پہرہ ہے۔ مسلح طلبہ قیام امن میں فوج کی امداد کر رہے ہیں۔

— ہوانا کے ہڑتالی کاروبار کو قطعی طور پر بند کرنے اور شکر کے کارخانوں پر جن کی حفاظت کرنے میں حکومت ناقابل ثابت ہوئی ہے قبضہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

— کیوبا میں گزشتہ چھ ماہ سے بدامنی جاری ہے اور اس عرصہ میں حکومت میں تین انقلابات رونما ہو چکے ہیں اشتراکی موجودہ حکومت کے بھی مخالف ہیں۔ اس لئے انہوں نے عام ہڑتال کر رکھی ہے۔

— نیویارک ۳۰ ستمبر۔ آج ساحلی علاقوں پر کارکنوں نے عام ہڑتال کر رکھی ہے۔ ہڑتالی تشدد پر اتر آئے ہیں۔

— وہاں کی اصلاحی سوسائٹی اس سلسلہ میں امداد کرنا چاہتی ہے لیکن یہ کام اس کی طاقت سے باہر ہے۔ پانچ ہزار ہڑتالی مزدوروں نے جو بھوک اور تکان سے دیوانے ہو رہے تھے مین سیلونیا کے ایک کارخانہ آہن پر حملہ کر دیا۔ اس کارخانہ میں کچھ ہزار مزدور کام کرتے تھے حملہ آوروں نے بہت سے مزدوروں کے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ اور اشیائے خوردنی کو لوٹ لیا۔ اور وہاں کے مزدوروں کو ہڑتال کی ترغیب دی۔

— گورنر مین سیلونیا نے پریزیڈنٹ روزولیٹ سے درخواست کی ہے کہ خوشحالی کی سکیم کے درہم برہم ہونے سے قبل وہ فوراً مداخلت کریں۔

عالم اسلام

— لاہور ۳۰ ستمبر۔ اسلامی مقامات مقدسہ کو جانے والے زائرین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ حجاز جانے کے لئے موٹر لاریوں اور موٹر کاروں کے ذریعہ خشکی کا راستہ اختیار نہ کریں جس کے متعلق بعض نئی کمپنیاں جیسے دی اوورلینڈ حجاز ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ سرکلر روڈ نولکھا لاہور انتظام کر رہی ہیں۔

— ہندوستان سے حجاز تک براہ راست خشکی کے راستہ کے متعلق ابھی تک آزمائش نہیں کی گئی۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ عراق سے مقامات مقدسہ تک زائرین کے خشکی کے راستہ کو اختیار کرنے کا سوال اس وقت سعودی عرب حکومت کے زیر غور ہے۔ براہ راست خشکی کے راستہ سفر کرنے میں صریح طور پر خدشات ہیں۔ کیونکہ ایسے وسیع صحراؤں اور علاقوں کو عبور کرنا پڑتا ہے جہاں پانی کا نام ونشان نہیں۔

— خشکی کے راستہ سفر اختیار کرنے کے متعلق بعض کمپنیوں نے جو تجویز پیش کی ہے اس کی نوعیت زیادہ تر تجرباتی ہے اور ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ آیا اس سال ان متعدد مشکلات کا اندازہ لگایا ہے یا نہیں جو اس بارہ میں پیش آئیں گی۔

— کویت اور بحرین کے رہنے والے بھی جن کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ صحرائی سفر کے مکمل طور پر عادی ہو چکے ہیں۔ آج کل کراچی اور جدہ کے راستے سے مکہ معظمہ کو جاتے ہیں۔ اس سے خشکی کے راستہ کے انتہائی خدشات کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ ہندوستانی زائرین کو اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔

— فلسطین یونیورسٹی کے لئے دس لاکھ پونڈ یعنی ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی ضرورت کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

— غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے اپنے بہت سے روٹھے ہوئے رفیقوں کو ٹرکی میں واپس بلا لیا ہے جو ایک مبارک قدم ہے۔

گورنمنٹ جموں کشمیر کے افسرانِ اعلیٰ کی مصدقہ گورنمنٹ آف انڈیا سے باضابطہ رجسٹری شدہ دوا

رازِ حیات

ہرگز دیر نہ کیجئے۔ مرد اور عورت کے لئے ہر موسم میں یکساں مفید ہے۔ بھوک اس قدر لگاتی ہے کہ بار بار کھانے کو جی چاہتا ہے۔ مقوی غذائیں کو جزو بدن بناتی ہے۔ خون صالح کافی مقدار میں پیدا کرتی ہے۔ دائمی قبض کو رفع کرتی ہے۔ رازِ حیات دل کی دھڑکن۔ سانس کا پھولنا۔ سر چکرانا کمزوری۔ بدصورتی۔ بے وقت بڑھاپا۔ کمی خون۔ درد کمر۔ درد گردہ۔ دیگر امراض اور کمزوری اعضائے رئیسہ کے دور کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ قیمت فی ڈبیہ ۲ ۳۲ خوراک دو روپے۔

مستری یعقوب علی صاحب احمدی مسلم نمائندہ کشمیر کی رائے پر احمدی اصحاب توجہ فرمائیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔ "رازحیات" کو میں نے استعمال کیا۔ مقوی دوا ہے۔ غذا کو ہضم کرتی ہے۔ بدن کو طاقت پہنچاتی ہے۔ ضرور تمند اصحاب اس کے استعمال سے فائدہ اٹھائیں۔ ایام استعمال میں دودھ گھی زیادہ کھائیں۔

پرسنل اسسٹنٹ پرائم منسٹر ریاست کشمیر

حکیم برکت علی کی تیار کردہ دوا نہایت دافع تھکان ہے جب میں زیادتی کام سے تھک جاتا ہوں تو دوا رازحیات کا استعمال کرتا ہوں جو طاقت خاص کے لئے ازحد مفید ہے۔

ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس ریاست کشمیر

حکیم برکت علی کی مشہور دوا رازحیات میں نے خود استعمال کی ہے۔ یہ دوا اعصاب کے لئے بالخصوص مفید ہے غذا خوب ہضم کرتی ہے۔ طاقت ہاضمہ کو خوب فائدہ پہنچاتی ہے دماغی طاقت میں خوب امداد دیتی ہے۔

جنرل منیجر رازحیات فارمیسی رجسٹرڈ جموں (پنجاب)

قیامت آگئی!

کس کے لئے؟

صرف کرنل لارنس کی طرح نام اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والی کمپنیوں کے لئے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہم سے کم نرخ پر **امریکن سکنڈ ہینڈ کوٹوں** کا تازہ مال کوئی بھی نہیں دے سکتا **ڈالر** کا بھاؤ کم ہو جانے سے نرخوں میں حیرت انگیز رعایت کر دی گئی ہے۔ نئے چالان کا نرخنامہ مفت طلب فرمائیں۔ رکٹ پیس کے بیوپاری پچاس روپے کا مال بطور نمونہ صرف دس روپے پیشگی بھیج کر طلب فرمائیں۔

پتہ:۔ **ہیتھر اینڈ سامرس فورٹ۔ بمبئی**

دنیا میں شور مچ گیا

کہ "طبی مجربات" کی دوائیں سو فیصدی مفید ثابت ہوئی ہیں۔ صاحبان! گو دنیا کی نظر میں اشتہاری طبقہ کافی سے زیادہ بدنام و رسوا ہو چکا ہے مگر صداقت کو چھپانا گناہ ہے میرے دادا صاحب مرحوم و مغفور جو اپنے وقت کے اجل حکیم تھے ان کی سو برس کی مجربات کا نچوڑ نسخہ جات ہیں۔ جو چند نمونۃً اپنے احمدی بھائیوں کی خدمت میں بغیر کسی چرب زبانی اور لسانی کے پیش کرتا ہوں۔

ہاضم:۔ پیٹ کے جملہ نقائص کی اکسیر قیمت فی شیشی ۱۲ر

تریاق صحت:۔ ہر بیماری میں ہر وقت ہر موسم میں کام آنے والی چیز ہے۔ آزماؤ اور فائدہ اٹھاؤ۔ قیمت ۸ عہ

مسیح دنداں:۔ یہ دانتوں کے ہر مرض کے لئے اکسیر ثابت ہوئی ہے۔ درد دانت۔ خون آنا۔ ہلنا۔ جڑوں سے مسوڑھوں کا ہٹ جانا۔ مسوڑھوں کا ورم۔ ماسخورہ۔ گندہ دہنی وغیرہ کو شرطیہ آرام دیتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ر

تریاق الاطفال:۔ بچوں کی کل بیماریوں کا حکمی علاج ہے ہر قسم کے بخار۔ قبض۔ ہرے پیلے دست۔ بدہضمی۔ نفخ۔ پیاس۔ درد شکم۔ بچوں کا سوکھتے جانا۔ وغیرہ کے لئے اپنا معجز نما اثر دکھاتی ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے (۱۲ر)

مسیحائی قرص:۔ جیسا نام ویسا کام۔ اس کی سات روز کی خوراک استعمال کرنے سے مردانہ طاقت کو نقصان دینے والے تمام امراض کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ مردانہ طاقت کے لئے بیحد مفید ہے۔ قیمت ساڑھے تین روپے (۸ عہ)

اکسیر کان:۔ درد کان ہر قسم کے لئے شرطیہ آزمودہ ہے ۸ر

مچھر رفو چکر:۔ یہ خوشبودار تیل رات کو مناسب جگہ لگا کر آرام سے سو رہو۔ قیمت فی شیشی ۸ر

بال صفا تیل:۔ جس جگہ کے بال اتارنے ہوں لگاؤ اور صاف کر دے بے ضرر ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ر

(ہر دوا کا محصول ڈاک بذمہ خریدار۔ جواب کے لئے جوابی خط بھیجئے)

منیجر طبی مجربات گوجرانوالہ

ضرورت

ایک ایسے احمدی مولوی فاضل کی ضرورت ہے۔ جو انگریزی بھی جانتا ہو اور انگریزی اخبارات پڑھ کر سنا سکے اور عربی کی اس قدر استعداد رکھتا ہو کہ عربی میں تفاسیر وغیرہ بخوبی پڑھ کر سنا سکے۔ تنخواہ پچاس روپیہ ماہوار۔ پنجاب سے باہر قیام کرنا ہوگا۔ تمام درخواستیں حسب ذیل پتہ پر آنی چاہئیں:۔

جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

گزارش

خریداران پیغام صلح سے گزارش ہے کہ اخبار کا نیا سال ۱۵ر اکتوبر کو ختم ہوتا ہے لہذا ان تمام خریداران پیغام صلح کو جن کے چندے اس تاریخ تک ختم ہوتے ہیں چاہئے کہ ۱۵ر اکتوبر سے پہلے پہلے اپنے سالانہ چندے بذریعہ منی آرڈر بھیجکر مشکور فرمائیں بہت سے احباب کو جوابی خطوط بھی لکھے گئے ہیں (منیجر)

غیر معمولی رعایت

پیغام صلح کے نرخنامہ اشتہارات میں عارضی طور پر کچھ عرصہ کیلئے غیر معمولی رعایت کر دی گئی ہے اس رعایت سے وہی مشتہرین فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو اس مہینہ کے اندر اندر اپنا اشتہار معہ اجرت پیشگی ارسال فرما دیں۔ آج ہی ایک کارڈ بھیجکر رعایتی نرخنامہ طلب کیجئے۔ کوئی خلاف تہذیب اشتہار کسی نرخ پر درج نہ ہوگا

منیجر صیغہ اشتہارات پیغام صلح لاہور

تار کا پتہ ۔ "مسلمان لاہور"
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

جلد ۲۱ | لاہور - یوم شنبہ مطبوعہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۷ اکتوبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۵۸

مالی خدمت

(از حضرت مسیح موعودؑ)

قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجالائے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجاآوری میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ چندے کے بغیر نہیں چلتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے۔ اگر یہ لوگ التزام سے ایک ایک پیسہ بھی سال بھر میں دیں تو بھی بہت کچھ ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تو اسے جماعت میں رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس وقت اس سلسلہ کو بہت سی امداد کی ضرورت ہے۔ انسان اگر بازار جاتا ہے تو بچے کے کھیلنے والی چیزوں پر ہی کئی کئی پیسے خرچ کردیتا ہے۔ پھر یہاں اگر ایک ایک پیسہ دے تو کیا ہرج ہے خوراک کے لئے خرچ ہوتا ہے۔ لباس کے لئے خرچ ہوتا ہے اور ضرورتوں پر خرچ ہوتا ہے تو کیا دین کے لئے ہی خرچ کرنا گراں گزرتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ ان چند دنوں میں ہی صدہا آدمیوں نے بیعت کی ہے مگر افسوس ہے کہ کسی نے ان کو کہا بھی نہیں کہ یہاں چندوں کی ضرورت ہے۔ خدمت کرنی بہت مفید ہوتی ہے۔ جس قدر کوئی خدمت کرتا ہے اسی قدر وہ راسخ الایمان ہوجاتا ہے اور جو کبھی خدمت نہیں کرتے ہمیں ان کے ایمان کا خطرہ ہی رہتا ہے۔

چاہئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک متنفس عہد کرے کہ میں اتنا چندہ دیا کرونگا۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے عہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں برکت دیتا ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں کہ جن کو اس بات کا علم نہیں کہ چندہ بھی جمع ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہئے کہ اگر تم سچا تعلق رکھتے ہو تو خدا تعالیٰ سے پکا عہد کرلو کہ اس قدر چندہ ضرور دیا کرونگا اور ناواقف لوگوں کو یہ بھی سمجھایا جائے کہ وہ پوری تابعداری کریں۔ اگر وہ اتنا عہد بھی نہیں کرسکتے تو پھر جماعت میں شامل ہونے کا کیا فائدہ؟

(البدر - ۹ جولائی ۱۹۰۳ء)

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ آج مورخہ ۶ اکتوبر کو بخیریت لاہور تشریف لے آئے ہیں۔

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب بھی آپ کے ساتھ ہی تشریف لائے ہیں۔

—— مولانا صدرالدین صاحب ابھی تک سیالکوٹ میں ہیں

—— مولانا عزیز بخش صاحب ایک لمبی رخصت کے بعد سابنھر سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

—— جناب محمد ایوب صابر ایڈیٹر صدائے وقت سرینگر آج کل اپنے سیاسی تفکرات کو دماغ میں لئے ہوئے احمدیہ بلڈنگس میں مقیم ہیں۔ وہ ایک روز میں واپس سرینگر تشریف لیجائیں گے۔

—— مولوی عبداللہ خاں صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ لیہ ضلع مظفرگڑھ کے فرزند محمد شفیع صاحب موٹر ڈرائیوری کا کام جانتے ہیں لائسنس بھی ان کے پاس موجود ہے۔ اگر کسی دوست کو ضرورت ہو تو وہ ان کی خدمات سے فائدہ اٹھائیں یا کوشش کرکے کسی جگہ ان کو ملازمت دلوادیں تو وہ بہت مشکور ہوں گے۔ سردست وہ لاہور میں مقیم ہیں

—— جناب مرزا خدابخش صاحب مصنف عسل مصفیٰ کا اسم گرامی احباب جماعت کے لئے کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کو ایک عرصہ سے آنکھوں کے عارضہ کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ اور اب تو نظر بھی بہت کمزور ہوچکی ہے۔ بہت دنوں سے شدید بخار میں مبتلا ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کامل عطا فرمائے اور ایسے بزرگوں کو دیر تک زندہ رکھے۔

قبول احمدیت نمبر بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے چند روز کیلئے معرض التوا میں آگیا ہے۔ کسی قریبی اشاعت میں اس کی تاریخ کا اعلان کیا جائے گا۔

موجودہ زمانہ میں اشاعتِ حق کی ضرورت و اہمیت

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

(۲)

اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ دوسری سلطنتیں نہ تو عرب قوم کو مٹانا چاہتی تھیں اور نہ ہی وہ ان کی مذہبی آزادی میں خلل انداز تھیں۔ تب بھی اس وقت کے تعصب و تنگدلی کے باعث یہ کیونکر ممکن تھا کہ دوسرے ملکوں میں مسلمان آزادی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتے۔ جب حالت زمانہ کی یہ ہے کہ ایک بادشاہ یعنی شاہ ایران اپنے ساتھ والے بادشاہ یعنے شاہ عرب کا ایک خط تحمل و برداشت سے پڑھ نہیں سکتا۔ تو وہ اپنے ملک میں دوسرے مذہب کی تبلیغ کیسے گوارا کر سکتا تھا۔ اور دوسری طرف شاہ روم دل سے اپنا مذہب تبدیل کرنا چاہتا ہے مگر قوم کی مجبوریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ اس بات کا نام لے تو اسی وقت اس کا سر اڑا دیا جاتا ہے ان حالات میں کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ صحابہ کرام ان ممالک میں تبلیغ کے اہم فریضہ کو بغیر حکومت حاصل کرنے کے ادا کر سکتے تھے۔ میں علی وجہ البصیرت یہ کہتا ہوں کہ وہ زمانہ تنگدلی اور تعصب میں اس حالت پر پہنچ گیا تھا کہ مسلمانوں کو اپنے ملکوں میں پیغام حق پہنچانے دینا تو کجا ان قوموں کو یہ بھی کسی طرح گوارا نہ ہو سکتا تھا کہ مسلمان ایک ایسے مذہب کو اختیار کئے رکھیں جس کی وجہ سے ان میں زندگی پیدا ہو چکی تھی۔

آنحضرت کی سچی متابعت اشاعت حق میں

پس آنحضرتؐ اور صحابہؓ نے جو جنگیں کیں اور جس کا نتیجہ حکومت و سلطنت کا مل جانا ہوا۔ وہ اس لئے نہ تھیں کہ جہاد فی سبیل اللہ کے معنے قتال فی سبیل اللہ ہیں اور جہاد چونکہ ہر وقت فرض ہے اس لئے قتال بھی اس کے لازم پڑا ہے۔ بلکہ وہ تو اپنی زندگی یاں مذہبی جسمانی زندگی کی آزادی کو قائم کرنے کے لئے کی گئیں۔ اور پھر یہ کہ دیگر ممالک میں مذہبی آزادی قائم ہو۔ تا وہاں بھی اشاعت حق کا سلسلہ جاری ہو سکے۔ **گویا اس وقت اشاعت حق کے راستہ میں تعصب و تنگدلی کی رکاوٹیں حائل ہو گئی تھیں جب تک دور نہ کی جائیں حق کا پیغام پہنچانا ممکن نہ تھا۔ لیکن اس کے یہ معنے نہ سمجھ لینے چاہئیں کہ ہر زمانہ اور ہر ملک و قوم کی حالت ہمیشہ ایسی ہی ہوا کرتی ہے کہ وہ اشاعت کے کام کو نہ ہونے دے۔** اگر کسی وقت کوئی قوم اپنے اندر مسلمانوں کو اشاعت حق سے منع نہ کرے بلکہ تبلیغ اسلام کے لئے ویسی ہی آزادی ہو۔ جیسے کسی اور مذہب کے لئے تو پھر آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ ایسی حالت میں کبھی مسلمانوں کو یہ جائز نہیں کہ وہ ایسی قوم سے جنگ کی ٹھان لیں۔ تمام مشکل جو اس وقت پیش آ رہی ہے وہ یہی ہے کہ مسلمان یہ کہتے ہیں کہ جب ہمارے نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ نے جنگیں کیں اور سلطنت اور حکومت لی اور ہم آپؐ کے سچے متبع کیونکر بن سکتے ہیں جب تک ہم بھی اسی طرح جنگیں نہ کریں اور سلطنت کے مالک نہ بن جائیں۔ مگر افسوس کہ یہ خیال نہیں کیا جاتا کہ وہ حالات کونسے تھے۔ جنکے اندر ہمارے مقتدا نے لڑائیاں کیں اور کیا اب ہمارے حالات بھی ان سے مشابہ ہیں یا نہ؟ اگر حالات و واقعات میں اختلاف ہے تو پھر یہ دلیل کیونکر ہمارے مفید مطلب ہو سکتی ہے کہ ہم لڑے بغیر آنحضرتؐ کے سچے کامل متبع نہیں بن سکتے۔ ہمارے مقتدا و پیشوا تو کامل نمونہ ہیں جس کا مطلب بجز اس کے کچھ نہیں کہ آپ پر تمام اس قسم کے حالات خدا تعالیٰ نے وارد کر دیئے تھے جو کسی انسان پر آ سکتے ہیں تا ہر انسان اپنی حالت کے مطابق آپؐ کے اندر ایک نمونہ تلاش کر سکے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہر ایک مسلمان یہ کوشش کرنے لگ جائے کہ تمام قسم کے حالات اس پر وارد ہو جائیں۔ تا وہ ہر حالت میں آپؐ کی پیروی کر سکے۔ حالات و واقعات کا پیدا کرنا خدا تعالیٰ کے اختیار کی بات ہے۔ نہ انسان کے اپنے بس کی۔ البتہ پیش آمدہ حالات میں صحیح راستہ کو تلاش کر کے اس پر چلنے کی کوشش کرنا انسان پر فرض ہے۔ جب کسی وقت مسلمان قوم کے سامنے جنگ کے حالات موجود نہ ہوں۔ بلکہ مذہبی آزادی موجود ہو تو ایسے وقت میں یہ خواہش کرنا کہ ہم جنگ ضرور کرینگے تا ہم آنحضرت صلعم کی کامل اتباع کرنے والے ہو جائیں ایسا ہی بیوقوفی کا ایک نمونہ دکھلانا ہے جیسے اس شخص کا نادانی کرنا جس کو مثلاً سلطنت و حکومت حاصل ہو مگر وہ اس سلطنت و حکومت کو بلا وجہ و بلا سبب چھوڑ کر کسی غار میں پناہ لے۔ محض اس لئے کہ آنحضرت صلعم نے ایک وقت حالات کے ماتحت ایک غار میں پناہ لی تھی۔

شیدایان غزا و حکومت آخر یہ کیوں نہیں سوچتے کہ حضورؐ نے تیرہ برس مکہ کے اندر مار کھانے اور صبر دکھانے کا عدیم النظیر نمونہ بھی تو پیش کیا ہے آخر اس نمونہ کی اتباع کی خواہش کیوں نہیں؟ سچی بات تو یہ ہے کہ اس وقت کا مسلمان آنحضرتؐ کی پیروی نہیں کرتا نہ کرنا چاہتا ہے بلکہ وہ اپنے دل اور خواہش اور جذبہ کا تابع بننا چاہتا ہے مگر کہتا یہ ہے کہ اس جذبہ کی متابعت آنحضرتؐ کی پیروی کی وجہ سے ہے۔

مذہبی آزادی ایک بڑی نعمت ہے

جب قتال فی سبیل اللہ کی وجوہ موجود نہ ہوں جب مذہبی آزادی کامل طور پر موجود ہو۔ جب خود مسلمان قوم کا علم و عمل حد درجہ ناقص ہو۔ جب غیر مسلم اقوام کو پیغام حق نہ پہنچایا گیا ہو نہ پہنچانے کی کوشش و تمنا ہو نہ اس کی قابلیت و اہلیت ہو اس وقت جنگ جنگ اور سلطنت کی ایک بے معنی رٹ لگائے جانا اور اس بات کو آنحضرت صلعم کی متابعت قرار دینا اگر پرلے درجہ کی حماقت اور اول درجہ کی جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ جس جگہ قتال فی سبیل اللہ کی شرائط کو بیان کیا ہے وہاں منجملہ دیگر شرائط کے یہ بات بھی قرآن نے بیان کی ہے الذین ان مکنھم اقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ یعنے اگر ہم ان کمزوروں اور ضعیفوں کو حکومت و سلطنت دیدیں تو کیا ان کی عملی حالت ایسی مضبوط ہے کہ وہ اصلاح نفس اور ہمدردی بنی نوع کے اصولوں کو دنیا میں قائم کرنے کا موجب بن جائیں۔ گویا کہ یہاں ایک شرط حکومت و سلطنت کی اہلیت کی یہ بھی قرار دی ہے کہ وہ قوم پاکیزگی قلب و ہمدردی خلق میں دوسروں سے بڑھ چڑھ کر ہو۔ میں کہتا ہوں مسلمان قوم خدارا آنکھیں کھولے اور اس آیت کو ملاحظہ کر کے بتلائے کہ کیا ان کی قوم ان اوصاف میں دوسری اقوام پر سبقت لے گئی ہوئی ہے۔ جو وہ ہر وقت یہ تمنا دل میں جمائے بیٹھے ہیں کہ کاش مسلمانوں کو حکومت مل جائے قرآن کے اصولوں کے ماتحت حکومت اسی قوم کو ملا کرتی ہے جو اخلاق میں دوسروں سے بڑھ کر ہو۔ افسوس کہ مسلمان یہ تمنا اور خواہش نہیں کرتے کہ ان کی قوم باقی اقوام سے پاکیزگی قلب اور ہمدردی خلق میں بڑھ جائے۔ مگر یہ جہالت کی آرزو ہر وقت سامنے ہے کہ حکومت مل جائے۔ اگر کسی قوم کو اس کی گندی حالت میں حکومت مل جائے۔ تو اس کا نتیجہ تو یہ ہوگا کہ دنیا میں بجائے اصلاح کے اور گند پھیلے گا۔ اس وقت مسلمان قوم مذہبی آزادی قائم کرنے میں سب سے پیچھے ہے۔ اس لئے کہ مسلمان قوم کا ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو وہ اختیار آزادی کا نہیں دیتا جو غیروں کو حاصل ہونا چاہیے۔ تو پھر حاکم بن کر مسلمان قوم اپنی موجودہ حالت میں کس طرح مذہبی آزادی کو قائم کرنے کا موجب بنے گی۔ میں کہتا ہوں مسلمان قوم تعصب و تنگدلی میں اس قدر غرق ہے اور مذہبی آزادی کے قیام میں ایسی نیچے درجہ پر ہے کہ اگر اس وقت خدا تعالیٰ کسی قوم کے برخلاف جنگ کی اجازت مذہبی آزادی کے قائم کرنے کے لئے دے تو وہ خود مسلمان قوم ہوگی جس کے برخلاف یہ فتوےٰ سب سے پہلے عائد ہو سکے گا۔ اے مسلمانو! اور مسلمان کہلانے والو! خدا للہ انصاف کرو۔ اپنی خواہشات و جذبات کو چھوڑ دو کہ ان سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ واقعات زمانہ پر نظر دوڑاؤ۔ اپنی قوم کی علمی و عملی حالت کو ملاحظہ کرو۔ جب غیر قومیں اس قدر وسیع الخیال ہو چکی ہیں کہ وہ ہر مذہب کو اس کی آزادی دے چکی ہیں اور جب تم اپنی تاریکی و تنگ خیالی کی اندھیری کوٹھڑی میں ابھی مقید ہو کہ اپنے ہی مذہب کے فرقہ کو ادنیٰ درجہ کی آزادی دینے کو روا نہیں رکھتے۔ تو پھر یہ خواہش تمہارے دل میں کیوں پیدا ہوتی ہے کہ ہمیں حکومت و سلطنت مل جائے۔ پہلے دوسری اقوام پر عمدہ صفات میں وسیع الخیالی اور مذہبی آزادی کے قیام میں سبقت حاصل کرو۔ پھر یہ تمنا کرو کہ خدا تمہیں ان پر حاکم بھی بنائے۔

غضب نہ صرف یہ ہے کہ صحیح مقصد و مدعا قتال فی سبیل اللہ کا سمجھا نہیں گیا بلکہ اس پر یہ طرہ کہ جس شخص نے صحیح صحیح واقعات کو قوم کے سامنے رکھا۔ اور جس نے قتال فی سبیل اللہ کی اصل شرائط کو واضح کیا اسی محسن و محب قوم کو مارنے اور کچلنے کے درپے یہ قوم ہو گئی۔ اور اسی کے خلاف ہر وقت یہ لعن و تشنیع ہے کہ اسی شخص نے مسلمانوں کو کمزور و بزدل بنا دیا ہے اور اس نے غلامی کی زنجیروں کو اور جکڑ دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی نظم "دینی جہاد کی ممانعت" میں قوم کی حالت کا کیسا عمدہ نقشہ کھینچ کر جہاد سیفی کی حرمت یعنے شرائط کے مفقود ہونے کا استدلال کیا ہے مگر یہی وجوہ مسلمانوں کے نزدیک اس شخص کے کفر کی ہیں۔ جس نے ان کے زعم باطل میں قرآن کا ایک حکم منسوخ کر دیا۔

جانم گداخت از غم ایمانت اے عزیز
ویں طرفہ تر کہ من بہ گمان تو کافرم

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم شنبہ ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ | نمبر ۵۸

چودھویں صدی کے علماء وہابیہ

حضرت نبی کریمؐ نے کیا سچ فرمایا۔ کہ یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ مساجدھم عامرۃ وھی خراب من الھدی۔ علماءھم شر من تحت ادیم السماء من عندھم تخرج الفتنۃ وفیھم تعود (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۳)

قریب ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جبکہ اسلام کا نام ہی رہ جائے گا اور قرآن بھی بطور رسم رہ جائیگا مسجدیں آباد ہونگی لیکن ہدایت سے خالی ہونگی ان کے علماء آسمان کے تلے سب سے بدترین مخلوق ہونگے۔ انہیں سے فتنے اٹھیں گے اور انہیں کی طرف لوٹیں گے

اب اس حدیث کی عملی صداقت مولوی ثناء اللہ امرتسری کی زبانی سنیئے کہ اپنے وہابی بھائیوں کا رونا اس طرح روتا ہے:۔

(۱) عرصہ تیس سال کا ہوا کہ میری عربی تفسیر القرآن کی بنا پر بعض علماء اہلحدیث (رحمہم اللہ) نے مجھ پر فتویٰ اخراج لگایا جس کا فیصلہ بمقام آرہ ہوا۔ کہ فتویٰ غلط ہے۔ (۲) پھر بمقام مدراس بتقریب جلسہ اہلحدیث کانفرنس اسی فیصلہ آرہ کی تصدیق کی گئی۔ اور جو علماء مخالف تھے انہوں نے بھی دستخط کئے (۳) پھر ۱۹۲۶ء میں بمقام مکہ شریف فیصلہ ہوا۔ اس کے بعد افراد اہل حدیث آرام سے بیٹھنے لگے تھے۔ کہ (۴) حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے از سر نو اس اختلاف کو زندہ کیا چنانچہ خبر غالباً سو بار روپڑی وہابی سے مراد ہے۔ م) بھی انکے ساتھ ہمنوا ہو گئے (اہلحدیث ۲۲ر ستمبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۱۳)

یہ تو چودھویں صدی کے وہابی علماء کے اندرونی فتنہ کی کیفیت ہے۔ کہ بار بار ایک ہی بات پر فتنہ اٹھتا ہے پھر انہیں کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ ہندوستان چھوڑ کر عرب تک اس فتنہ کی آگ کو لیجاتے ہیں۔ وہاں سے واپسی پر ہنوز روز اول ہے۔ پھر وہی فتنہ از سر نو جاگ اٹھتا ہے

اب ذرا ان نونہالان وہابیت کے مناظرہ کی کیفیت بھی انہیں کی زبانی سنیئے مولوی ثناء اللہ لکھتا ہے۔

حافظ عبداللہ روپڑی امرتسر میں

۱۵ ستمبر کو حافظ صاحب امرتسر آئے مجلس مصلحین نے دونوں فریقوں کو بلایا تو مجلس میں میں نے مندرجہ ذیل مباحث اور شروط پیش کئے۔ حافظ عبداللہ صاحب نے مجھے مخاطب کر کے لکھا ہے کہ۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب مرد میدان بنکر کھلے میدان میں تقریری مناظرہ کریں میری طرف سے نہ کسی مسئلہ کی شرط ہے۔ نہ جگہ کی شرط ہے۔ نہ وقت کی کہ فلاں دن فلاں ماہ میں ہو بلکہ آپ اپنا انتظام کر کے پندرہ روز پہلے مجھے اطلاع بھیجیں کہ فلاں مسئلہ پر گفتگو ہوگی فلاں فلاں جگہ پہنچ جائیں پھر دیکھئے خدا کا فضل کس کے شامل حال ہوتا ہے" (تنظیم یکم جون صفحہ ۶)

(۱) پس سنیئے میرا دعویٰ ہے کہ میں مسلم اہلحدیث ہوں حافظ عبداللہ صاحب کو میرا یہ دعویٰ مسلم ہے تو فبہا نہیں ہے تو میں اسی دعوے کو مبحث اول پیش کرتا ہوں۔

(۲) حافظ صاحب کے معارف قرآن مرقومہ یکم مئی، یکم جون ۱۹۳۲ء، ۱۵ مارچ ۱۹۳۳ء وغیرہ گندہ کوک شاستر دیکھنے کے قابل ہیں، (۳) امارت جدیدہ شریفیہ ناجائز ہے۔

(۴) حافظ عبداللہ صاحب کے مضامین متعلقہ تقلید مذہب و جماعت اہلحدیث کے سخت مخالف ہی نہیں بلکہ جماعت کی مذہبی زندگی کے لئے زہر قاتل ہیں۔

(۵) حافظ عبداللہ صاحب فن تصنیف سے واقف نہیں ان امور کے فیصلے کے بعد جو یاد آئے اور فریقین قابل تصفیہ سمجھیں

(۶) محل اعتراض میری عربی تفسیر ہوگی (ابوالوفا ثناء اللہ ۹ پ ۳۲)

شروط

(۱) بحث تقریری و تحریری مرکب ہوگی۔ مناظر بطور املا تقریر کریگا۔ دو محرر فریقین کے لکھتے جائیں گے۔ بعد مقابلہ پرچہ صاف ہو کر بدستخط مناظر و صدر جلسہ فریق ثانی کو دیا جائے گا۔

(۲) تقریر و تحریر پرچہ کے لئے بیس منٹ فی دفعہ مقرر ہونگے۔ مقابلہ وغیرہ کے لئے وقت الگ۔

(۳) ہر بحث پر پانچ تقریریں ہونگی۔

نوٹ بعد اس بحث کے مجلس تسلی بخش انتظام کر سکے تو جلسہ عام میں تقریری بحث بھی منظور کرتا ہوں یعنی تقریری تحریری کے سوا محض تقریری عام جلسہ میں بھی منظور ہے۔

(۴) مدعی شروع کریگا اور مدعی ختم کریگا۔ مدعی آخری تقریر میں نئی بات کوئی نہ کہیگا۔

(۵) فیصلہ کے لئے علماء دہلی منصف ہونگے یعنی مولانا احمد اللہ صاحب۔ مولانا شرف الدین صاحب مولانا محمد صاحب ہر ایک بحث کا فیصلہ اسی وقت ساتھ ساتھ تحریری لیا جائیگا۔ فریقین میں سے منصفوں کو کوئی نہ ملیگا۔

مقام بحث بٹالہ ہوگا۔ کیونکہ ان کی دعوت پہلے آئی ہوئی ہے (امرتسر بھی منظور کرلیا گیا) مکان بحث میں علاوہ منتظمین کے فریقین کا ایک ایک معین اور دو دو محرر داخل ہونگے اور بس۔ ناظرین۔ صدر اور منصفین کے سوا کوئی بولنے کا مجاز نہ ہوگا۔ اگر بولیگا تو بحکم صدر مجلس باہر نکالے جانے کا مستوجب ہوگا" (پیش کردہ ابوالوفا ثناء اللہ ۹ پ ۳۲)

پرچہ میں نے کہا کہ اگرچہ آپ نے مجھے مباحث اور شروط پیش کرنے کا پورا حق دیا ہوا ہے تاہم ان میں سے جس مبحث یا شرط کا انکار کر کے نئی بات لکھدیں گے۔ میں اس پر غور کروں گا۔ حافظ صاحب نے ایک نہ سنی۔ سب سے پہلے جو معقول فقرہ آپکے منہ سے نکلا وہ یہ تھا کہ سکرٹری کو مخاطب کر کے کہا اس مسودہ کا مخاطب کون ہے؟ اس نے کہا مخاطب کا کیا سوال ہم نے دونوں فریقوں کو بلایا ہے۔ مولوی صاحب نے اپنا مسودہ دیا ہے آپ اس کو منظور کریں یا اس کے مقابل کوئی اور دیں۔ اسی گفتگو میں اپنے بھائی حافظ محمد حسین کو وکیل بنا کر کھڑا کر دیا۔ اس نے ادھر ادھر کی تیز کلامی شروع کر دی کسی نے منع کیا کسی نے مانع کو منع جس سے سخت کلامی تک نوبت پہنچی میں نے جب دیکھا کہ حافظ صاحب منظور نہیں کرتے۔ نیز حاضرین میں فساد کا خطرہ ہے تو میں کافی وقت کے بعد چلا آیا اور اس مسودہ کو بذریعہ اشتہار شائع کر دیا اس کے ساتھ ایک اور اشتہار بھی شائع کیا جو درج ذیل ہے

حافظ عبداللہ صاحب روپڑوی امرتسر میں

ناظرین منتظر ہونگے کہ روپڑوی نزاع کا فیصلہ امرتسر میں کیا ہوا۔ ان کی اطلاع کے لئے درج کیا جاتا ہے کہ مجلس کے طریق کار میں کچھ رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ تو میں نے براہ راست حافظ صاحب کو ایک خط لکھا جو درج ذیل ہے۔

بخدمت جناب حافظ عبداللہ صاحب روپڑی۔

السلام علیکم۔ آپ دو تین روز سے امرتسر میں بغرض مناظرہ بفقیر آئے ہوئے ہیں۔ مجلس داعیہ کو اگر کچھ الجھن ہے تو ہمیں اس الجھن کی ضرورت نہیں ہمیں تو رضا الٰہی کو مقصود رکھنا چاہیئے آپ بہ نیت صالحہ مجھے سمجھائیں میں بہ نیت نیک آپ کی غلطی دور کروں۔ اسی میں خدا کی رضا ہے۔ بس میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ آپ بغیر مناظرہ کئے نہ جائیں۔ ستجدنی ان شاء اللہ من الصالحین مجلس داعیہ کو اگر کوئی پیچیدگی ہے تو وہ جانے اور اس کا کام۔ آپ میرے عزیز برادر ہیں میرے ہاں ہی مہمان رہیئے الگ مکان میں جو آپ پسند کریں گے میں ہر چیز مہیا کر دوں گا۔ دونوں بھائی سر جوڑ کر خدا کے دو عاجز بندوں کی طرح مسائل متنازعہ میں مافی الضمیر تحریر کر لیں میں آپ کی تخفیف تکلیف کے لئے (اگر آپ چاہیں) صرف ایک ہی مسئلہ رکھ لیتا ہوں جو بنیاد نشقاق ہے یعنی میں مسلم اہلحدیث ہوں اسی پر دو چار دفعہ ہم دونوں اپنے ہاتھ سے اپنا مافی الضمیر مسطح قرطاس پر لے آدیں تاکہ بعد بھی اس پر غور کر سکیں۔ ایک دوسرے کو برادر جان کر اور دل میں یقین رکھ کر کہ ایک وقت آنے والا ہے کہ ہم کو کہا جائیگا۔ اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک

حسبیکہ آپ چاہیں تو وہ اُدمی اپنے ساتھ بطور معین رکھ لیں۔ ایسا ہی مجھے اختیار ہوگا۔ ایک مالک مکان ہوگا۔ میرے برادر! عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ پہلے لوگوں کی طرح ہم بھی اس دنیا سے کوچ کر جائیں گے۔ ہمیں ڈرنا چاہیئے کہ ہم خدا کے سامنے جھگڑالو بنکر نہ جائیں بلکہ مصلح اخوان بنکر جائیں۔ خدا ہمیں رضا کے کاموں کی توفیق بخشے۔ امید ہے میرے مخلصانہ خط کا جواب یہی ہوگا کہ آپ میری معروضہ تجویز کو منظور کر کے متشکر فرمائیں گے۔"

(آپ کا بڑا بھائی ابوالوفاء ثناء اللہ ۱۹ ۹/۳۲)

اس خط پر حافظ صاحب کے مخلص لوگوں نے سفارش کی مان لینا چاہیئے بنا بریں آپ کئی ایک صاحب لیکر شیخ عبدالرحمن صاحب پنشنر کے مکان پر گئے۔ اطلاع پاکر میں بھی وہاں گیا زیر صدارت بابا عبدالغنی صاحب (بار کچہری) مندرجہ ذیل امور طے ہوئے۔

(۱) " مباحثہ تقریری ہوگا جو دو دو تحریر لکھتے جائیں گے اور اس تحریر کے نیچے فریق متعلقہ و صدر کے دستخط ہونگے

سنہ... بن کاوٹ کا ذکر مفصل اشتہار میں کیا گیا ہے جو صاحب دیکھنا چاہیں بذریعہ پوسٹ کارڈ اپنا نمبر خریداری (اگر خریدار ہیں) لکھ کر منگالیں ۱۲

(۲) مولوی ثناء اللہ صاحب مسلک اہلحدیث ہیں یا نہیں۔ (ثبوت بذمہ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ تردید بذمہ حافظ عبداللہ صاحب)

(۳) مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر عربی میں خلاف سلف اغلاط ہیں۔ ان کے ثابت ہونے پر مولوی ثناء اللہ صاحب کو شرعاً رجوع لازم ہوگا۔ (ثبوت بذمہ حافظ عبداللہ صاحب۔ تردید بذمہ مولوی ثناء اللہ صاحب)

(۴) اس مباحثہ میں قواعد محدثین ہر حال میں ملحوظ رہینگے۔ (منجانب مولوی ثناء اللہ صاحب)

(۵) اجماع امت وخلاف سلف کو بھی ملحوظ رکھا جائیگا (منجانب مولوی حافظ عبداللہ صاحب)

عبداللہ امرتسری مقیم روپڑ مورخہ ۲۸ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ
بقلم عبدالغنی بار کچہری صدر امرتسر (صدر مجلس منعقدہ)

اس کے بعد تقرر منصف کے لئے ایک بے ضابطہ مجلس ہوئی جس میں حافظ صاحب نے اپنی طرف سے مولوی احمد اللہ صاحب دہلوی کو منظور کیا۔ تین نام لکھ کر مجھے دیئے جن تینوں کی تحریریں میرے برخلاف شائع شدہ ہیں۔ اس لئے میں نے ان کی تسلیم سے انکار کیا اور اپنے لئے تین علماء (مولوی شرف الدین صاحب دہلوی۔ مولوی محمد جمال صاحب۔ مولوی محمد حسین صاحب امرتسری) میں سے ایک کو پیش کیا لیکن حافظ صاحب نے ان تینوں کی نسبت یہی عذر کیا کہ ان کو ہم سے فی الجملہ اختلافات ہے۔ اس لئے منصف کی بابت فیصلہ نہ ہوا تاہم احباب درپئے رہے۔

احباب نے یہ بھی اظہار کیا تھا کہ بصورت اختلاف منصفان ایک سرپنچ کی ضرورت ہے سرپنچ کے عہدہ کے لئے انہوں نے مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا ابوالکلام کا نام پیش کیا۔ میں نے اس تجویز کو منظور کیا۔ یہ تو ہے ان احباب کی رائے کی تائید۔ اپنی رائے کا اظہار ان لفظوں میں کیا تھا کہ بجائے پنچوں و پنچوں پر سرپنچ کے بہتر ہے کہ ان دو حضرات میں سے صرف ایک کو دعوت دیں مجلس مناظرہ میں شرکت کریں تو تنہا۔ شرکت مجلس نہ فرمائیں تو ان کے پاس تحریرات بھیج دی جائیں۔

اس کے بعد سے حافظ صاحب کے باطن ... تک کے حال پر

رحم فرما کر قبولیت کا فخر بخشیں گے۔ جگ ہنسائی بہت ہو چلی ہے اگر یہ بھی نہیں تو حسب تقاضا احباب کرام اخبار میں یہ سلسلہ بند کیا جائیگا

اطلاع — یہ امرتسر میں اعلان کر چکا ہوں کہ منتظر کرتے ہیں ۱۵ اکتوبر مقرر کرتا ہوں۔ ایسا کرنے کا حق مجھے حافظ صاحب کیمبلپوری سند روزانہ کو دے چکے ہیں۔

اب ذرا تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھئے۔ ایک شخص حافظ محمد حسین کیمبلپوری (دہلی ممبر عبداللہ پارٹی) نے ذیل کا اشتہار شائع کر کے امرتسر کے شیر پنجاب کے کذب کا بھانڈا سر بازار کھول دیا ہے وہ بھی ملاحظہ کیجئے:۔

اظہار حقیقت

ابوالوفاء کی بے وفائی

مولوی ثناء اللہ کی تحریک سے سولہ آدمی کی ایک کمیٹی قائم ہوئی جس کی غرض یہ تھی کہ حافظ عبداللہ صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے درمیان کوئی فیصلہ کی بہتر صورت پیدا کی جائے۔ کمیٹی نے حافظ صاحب کو دعوت دی کہ صاحب موصوف اپنے تمام ضروری کام چھوڑ کر اپنے خرچ سے مورخہ ۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ کو امرتسر تشریف فرما ہوئے کمیٹی نے حافظ صاحب کے آنے پر چند تجاویز پاس کیں۔ ان میں سے ایک اہم ترین تجویز کا خلاصہ یہ ہے کہ جن شرائط کا فیصلہ فریقین سے نہ ہو سکے وہ کمیٹی کریگی۔ اور کمیٹی کے فیصلہ سے سرتابی کرنا جھوٹا سمجھا جاویگا لیکن مولوی ثناء اللہ صاحب نے کمیٹی کو ذلیل کر دیا کمیٹی نے آخر نا امید ہو کر مندرجہ ذیل قرار داد پاس کی:۔

قرارداد

قرار پایا کہ مولوی عبداللہ صاحب کو ہم نے روپڑ سے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مصالحت کی خاطر دعوت دی۔ جو انہوں نے بخوشی منظور کی انکے آنے کے بعد کمیٹی نے جو قرار داد مصالحت پاس کی اس پر مولوی عبداللہ صاحب نے بخوشی دستخط کر دیئے اور فیصلہ کے لئے ہر طرح آمادہ ہو گئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے کمیٹی کی کوئی تجویز مصالحت منظور نہ کی بلکہ صاف انکار کر دیا حالانکہ ہماری کمیٹی انہی (مولوی ثناء اللہ صاحب) کی تحریک سے بنی تھی اس لئے یہ کمیٹی مولوی عبداللہ صاحب کی ہر طرح سے مشکور گزار ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب آخر وقت تک کمیٹی کو کوئی تجویز نہ دے سکے اور انکار کرتے رہے کمیٹی کی اجازت بغیر اشتہار دے دیا جس میں مجلسی کارروائی ذکر کرتے ہوئے غلط بیانی کی۔

عبداللہ نقاد خود سیکرٹری کمیٹی مصلحین امرتسر ۲ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ
عبدالرحمن سیکرٹری کمیٹی مصلحین امرتسر ۲۸ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ

اس کے بعد کمیٹی ممبر اور سیکرٹری صاحبان حافظ عبداللہ صاحب کا شکریہ ادا کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوئے۔ حافظ صاحب نے فرمایا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایک دفعہ میرے سامنے ہو کر اپنا عندیہ ظاہر کریں۔ چند احباب نے کہا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مسجد لوہاراں میں نہیں آتے آپ لوگ مسجد ارائیاں میں تشریف لے چلیں کیونکہ وہ مسجد درمیان میں ہے۔ ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کو وہاں بزور لائیں گے۔ مولوی صاحب تیار ہو گئے۔ اور مسجد ارائیاں میں تشریف لے گئے۔ حاجی غلام علی صاحب چوہدری عبدالعزیز صاحب وغیرہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بلانے گئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے آنے سے انکار کیا زیادہ مجبور کرنے پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا کہ اگر ڈپٹی عبدالرحمن صاحب کے مکان پر آئیں تو میں بھی آجاؤنگا ورنہ نہیں۔ واپس آکر انہوں حافظ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ

مولوی صاحب یہاں آنے سے انکاری ہیں انہوں نے ڈپٹی صاحب کا مکان پیش کیا ہے۔ آپ وہاں تشریف لے چلیں۔ حافظ صاحب فرمانے لگے میں جب روپڑ سے امرتسر پہنچ گیا ہوں اور مسجد لوہاراں چھوڑ کر مسجد ارائیاں میں آگیا ہوں مجھے تو کوئی انکار نہیں۔ اگر وہ اپنی مسجد تجویز کریں تو انشاء اللہ وہاں بھی پہنچ جاؤنگا الغرض آپ مولوی ثناء اللہ صاحب کے تجویز کردہ مکان پر پہنچ گئے۔ جب مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھی اس مکان پر پہنچنے کے لئے کہا گیا۔ تو بہت اصرار کے بعد ڈپٹی صاحب موصوف کے مکان پر تشریف لائے۔ گفتگو شروع ہوئی۔ یہ مجلس بھی نامکمل رہی اور پوری شرائط طے نہ ہوئیں۔ صرف مبحث طے ہوئے۔ پھر دوسرے دن ۲۰ ستمبر ۱۹۳۲ء کو بہت انتظار کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں حاجی غلام علی صاحب کو بھیجا گیا۔ بہت لیت ولعل کے بعد قبل از مغرب مسجد ارائیاں میں تشریف لائے۔ گفتگو شروع ہوئی کہ آپ کمیٹی کی تجاویز کی پابندی کریں مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے صاف انکار کر دیا کہ جو مرضی ہوگی کروں گا۔ میں کمیٹی کا پابند نہیں ہوں کمیٹی سیکرٹری حاجی عبداللہ صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب! جب آپ نے کمیٹی کی تحریک کی تھی تو ہمیں فرمایا تھا کہ تم بحیثیت جج کے بیٹھو اور فریقین کو مجبور کرو۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے کوئی بات نہ مانی۔ آخر ثالث پر گفتگو شروع ہوئی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو حافظ صاحب نے لکھا کہ آپ نے تین علماء کے نام پیش کئے ہیں ان میں سے ایک کو ہم انتخاب کر لیتے ہیں اور ہم بھی تین نام پیش کرتے ہیں ان میں سے آپ بھی ایک منتخب کریں مولوی ثناء اللہ صاحب کے پیش کردہ سے ایک کے انتخاب کے بعد مولوی ثناء اللہ صاحب نے کہا آپ بھی اپنے علماء کے نام پیش کریں جب حافظ صاحب نے پیش کئے تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے انکار کر دیا۔ حافظ صاحب نے کہا یہ آپ ہی کی تجویز ہے جو پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۳۲ء میں مولوی عبدالعزیز صاحب آف گوجرانوالہ کے مقابلہ میں آپ نے پیش کی تھی۔ لیکن مولوی ثناء اللہ نے اپنی تحریر کی بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور اسی بات میں باوجود کئی دفعہ پکڑ پکڑ بٹھانے کے نہ ٹھہرے اور مجلس سے اُٹھ کر چلے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہ۔

اعلان عام

مولوی ثناء اللہ صاحب کی طرف سے ۱۷ ستمبر ۱۹۳۲ء کو انکے بیٹے عطاء اللہ نے ایک اشتہار دیا جس میں غلط بیانی سے کام لیا ہے اور ایک بات یہ بھی لکھی ہے کہ فریق ثانی چاہیں تو مولوی اسمٰعیل غزنوی سے پوچھ سکتے ہیں جو باپ بیٹا فریق دعی تھے کہ مکہ مکرمہ میں میری تفسیر القرآن اور اربعین کا فیصلہ ہو چکا ہے مولوی اسمٰعیل صاحب سے دریافت کیا گیا۔ انہوں نے مندرجہ ذیل بیان دیا ہے:۔

"رسالہ فیصلہ مکہ حرف بحرف صحیح ہے (جس میں اس کی کافی تردید ہے) اگر چاہیں تو میں حلف کہا دوں۔ مولوی عطاء اللہ ...... کا باپ جو وہاں مدعی تھا خوب جانتا ہے۔ (اسمٰعیل غزنوی)"

دیکھئے اب مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے گواہ کی گواہی منظور کرتے ہیں یا کہ نہیں۔ (حافظ محمد حسین کیمبلپوری)

یہ وہ ہیں سرچشم چراغ علماء کی حقیقی تصویر ہے۔ ہر دو طرف مفسران قرآن وحافظان قرآن موجود ہیں کیا یہ علماء مسلمانوں کی کشتی منجدھار سے نکالنے کی اہلیت رکھتے ہیں؟ یا ان کی رہبری سے کوئی قوم دینی اور دنیاوی مقاصد حاصل کر سکتی ہے

مراسلات

ایک مکالمہ

کل صبح خاکسار کو یہاں کے خطیب جامع مسجد مولوی عبد العزیز صاحب فاضل دیوبند سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ علیک سلیک کے بعد مولانا سے گفتگو کا سلسلہ جو شروع ہوا تو ہم ایک جگہ بیٹھ گئے اور یوں گویا ہوئے۔

میں :- سنائیے جناب مولانا آج کل آپ کہاں رہتے ہیں مدت کے بعد زیارت نصیب ہوئی ہے۔

مولوی صاحب - اجی یہی وعظ و تقاریر کے مشاغل ہیں۔ کل سے باغبانپورہ سے دو پیغام آ چکے ہیں کہ یہاں تقریر کریں۔ آج صبح ہی یہاں کے مولوی گل محمد صاحب نے آ گھیرا کہ آج شام تقریر ہماری مسجد میں کریں اس لئے مجبوراً باغبانپورہ کی تقریر ملتوی کرنی پڑی۔

میں :- خدا کے واسطے اسلام میں فتنہ انگیزی اور تکفیر بازی کے لکچر نہ فرمایا کریں۔ آج کل زمانہ افتراق کا نہیں اتحاد سے طاقت بڑھتی ہے۔ قرآن کریم بھی فرماتا ہے :-

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا۔

مولوی صاحب - جی ہاں بات تو سچ ہے۔ لیکن جو رستی گلی سڑی ہو اس کو نکالنا ہی پڑتا ہے آپ کے مرزا صاحب ہی نے موجودہ افتراق کا بیڑا اٹھایا۔ نہ وہ نبی، کرشن، مہدی، مسیح وغیرہ کے دعاوی کرتے نہ ہم لوگوں کو مغز مارنا پڑتا۔

میں :- نہیں صاحب مرزا صاحب نے تو کہیں نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ حقیقی نبوت کا تو دروازہ ہی امت محمدیہ میں بند ہے۔ ہاں اگر مرزا صاحب نے کہیں مجازی ظلی، بروزی نبی اپنے آپ کو کہہ دیا ہو تو یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں۔ اس امت میں بہت سے افراد ایسے گزرے ہیں کہ جو ایسے دعوے کر چکے ہیں۔ کیا آپ ان سب کو بھی کافر کہیں گے۔ یا کفر کا فتویٰ محض مرزا صاحب ہی کے لئے مخصوص ہے۔

مولوی صاحب - اجی مرزا صاحب پر تو بعینہٖ وہ وحی ہوئی جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ہوئی یعنی انك لمن المرسلين کا خطاب جو رسول اکرم کو حقیقی نبی بنا رہا ہے مرزا صاحب کو بھی دیا جاتا ہے۔ لہٰذا مرزا صاحب بھی حقیقی نبی ہوئے۔

میں :- جناب بات تو سیدھی ہے۔ آپ کی سمجھ کا پھیر ہے۔ گو وحی کے الفاظ ایک ہیں لیکن مفہوم اور دونوں کی شخصیتوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم پر یہ وحی بھی تو ہوئی تھی۔ اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا۔ مرزا صاحب پر یہ وحی کب ہوئی۔ جب یہ وحی فیصلہ کرتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کا دین کامل ہو گیا۔ اور آپ خاتم النبیین ہو گئے اور قرآن کے بعد کسی اور قسم کی تعلیم دینی کی ضرورت باقی نہیں۔ تو پھر ان کے بعد کسی اور مرسل کا آنا . مرسل نام ہے نہ وہ کوئی نیا دین لا سکتا ہے نہ وہ حقیقی نبی ہو سکتا ہے نہ وہ قرآن کا کوئی نکتہ بدل سکتا ہے۔ وہ تو ایسا ہوا جیسے کوئی شخص نام کو تو کسی علاقہ کا گورنر بنا دیا جائے لیکن احکام سابقہ کی ترمیم و تنسیخ کے لئے اس کے ہاتھ میں اختیار نہ دیا جائے۔ ہاں گزشتہ احکام کے صحیح معنوں میں نفاذ کی نگرانی اس کے سپرد ہو۔ باقی رہا مرسل کا لفظ تو وہ عربی لغت میں اس شخص پر بولا جاتا ہے جو کسی کام کو بھیجا جائے۔ چونکہ مجدد بھی خدا کے حکم سے مبعوث ہوتے ہیں اس لئے ان کو مرسل کہہ بھی دیا جاتا ہے۔ چونکہ آپ جیسے لوگ مرزا صاحب کی تکذیب کرتے تھے کہ یہ مفتری علی اللہ ہے۔ اس لئے خدا نے الہاماً ان کو یہ خوشخبری سنادی کہ تو مفتری نہیں۔ تو اپنی طرف سے لوگوں کو اپنے دعاوی نہیں سنا رہا بلکہ تو میرا فرستادہ ہے افسوس ہے کہ آپ لوگوں کے کانوں پر پھر بھی جوں نہ رینگی۔ اور آپ کے کان خدا کی آواز پر بھی بند ہی رہے خدا آپ کو ہدایت دے۔

مرزا صاحب تو اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلعم کا ادنیٰ ترین خادم قرار دیتے ہیں۔ دیکھئے وہ فرماتے ہیں:-

این چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر زلالِ محمد است

پھر لکھتے ہیں :-

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

پھر ارشاد ہوتا ہے :-

سر سے دارم فدائے خاک احمد
دلم ہر وقت قربان محمدؐ

کیا یہ اقوال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی برابری کے ہیں ؟

مولوی صاحب - اجی مرزا صاحب نے تو جہاد کو بھی منسوخ قرار دیا ہے۔

میں :- واہ مولانا واہ ! یہ شکل اور یہ بہتان ! مرزا صاحب نے قرآن کا کوئی حکم منسوخ قرار نہیں دیا۔ یہ ضرور کہا ہے کہ اب جہاد بالسیف کا وقت نہیں۔ اور یہ وہ فتویٰ ہے جس پر آپ خود بلکہ تمام دنیا کے علما و عوام بالفعل عامل ہیں۔ آپ کے نزدیک اگر اب جہاد جائز ہے تو آپ کیوں تلوار لے کر باہر نہیں نکلتے۔ یہیں نظر اٹھا کر دیکھئے کئی غیر مسلم ہمارے ارد گرد کھڑے ہیں۔ (اس وقت ایک کثیر مجمع تھا) اٹھئے پہلے انہی پر بسم اللہ پڑھیئے اور غازی کا لقب حاصل کیجئے۔

دوسرے یہ بتائیے کبھی آپ نے دوپہر کو عین زوال کے وقت بھی کبھی کوئی نماز پڑھی یا پڑھائی ہے حالانکہ قرآن کا حکم عام ہے۔ (مولوی صاحب نے فرمایا نہیں) پس جس طرح وہ وقت نماز کا نہیں اسی طرح یہ وقت جہاد کا نہیں۔

میں :- مجدد کا کام جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا کسی حکم میں ترمیم و تنسیخ کرنا نہیں۔ بلکہ شریعت موجودہ پر کما حقہ امت کو عمل کرانا مقصود ہے۔ قرآن کی بیسیوں آیات کو منسوخ تو آپ خود سمجھتے ہیں اور بہتان مرزا صاحب پر لگاتے ہیں۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔

مولوی صاحب - مرزا صاحب نے تو انگریزوں (مشرکوں) کی تابعداری اور خیر خواہی کا دم بھرا ہے۔ ہم تو مشرک کے خیر خواہ کو کبھی مسلمان نہیں کہہ سکتے۔

میں :- جناب والا ! حاکم وقت کی خیر خواہی اور اطاعت تو عین اسلامی فرض ہے۔ خود رسول اکرمؐ نے غیر مسلم ملکہ بت پرست حکام کی اطاعت گزاری کی ہے۔ آپ عالم ہو کر اور منصب دینیہ پر مامور رکھتے ہوئے ایسے کلمات استعمال کر رہے ہیں کہ ہم کو آپ پر رونا آ رہا ہے۔ کیا آپ خود مشرکوں کی خیر خواہی اور اطاعت نہیں کرتے ؟ ذرا جرأت تو دکھلائیے۔ ایک اعلان تو لکھ دیجئے کہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کا اطاعت گزار اور خیر خواہ نہیں۔ پھر ہم دیکھ لینگے کہ آپ جامع مسجد میں خطیب کے فرائض انجام دیتے ہیں یا کسی جیل میں لانگری کی ڈیوٹی آپ کے سپرد ہوتی ہے۔ آپ ایک ایسے محسن کو جس نے حکام وقت کی اطاعت کا نیک سبق آپ کو سکھلایا ہے کافر کہتے ہیں۔ حالانکہ اصطلاح اسلام میں کافر وہ ہے جو توحید اور رسالت محمدیہ کا صریحاً منکر ہو۔ ہم تو سب علاوہ کلمہ گوئی کے صوم و صلوٰۃ وغیرہ کے بھی پابند ہیں۔ آؤ دل کھول کر ہم میں شامل ہو جاؤ۔ اور اسلام کی صحیح تصویر کو خود بھی دیکھو اور دوں کو بھی دکھاؤ۔

مولوی صاحب - آپ کو تو مسلمان کہنے اور سمجھنے میں مجھے کوئی تامل نہیں لیکن مرزا صاحب کو میں کبھی مسلمان نہیں کہہ سکتا۔

میں :- (حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر) کیوں بھائی مولوی صاحب کی عقل پر آپ نے غور فرمایا " میرا مرشد تو کافر ہے اور میں مسلمان "۔ اس پر طرہ یہ کہ میرے عقائد وہی ہیں جو مرزا صاحب کے۔

(۱) نزول مسیح کی تفہیم جو ان کو عطا ہوئی اسی کا میں قائل۔
(۲) حیات مسیح کے وہ منکر میں بھی منکر۔
(۳) کلمہ گو کی تکفیر سے وہ بیزار میں بھی نالاں۔
(۴) محمد رسول اللہ صلعم کے بعد کسی نبی کے آنے کے وہ منکر میں بھی منکر۔ لیکن مرزا صاحب کافر اور میں مسلمان

واہ مولوی صاحب واہ ! ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملاں
کار طفلاں تمام خواہد شد

میں دو اور دو چار کہہ دوں تو صحیح۔ مرزا غلام احمد دو اور دو چار کہہ دے تو وہ غلط۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

راقم

محمد نعمان ساجد - چھاؤنی لاہور

۱۵ر اکتوبر ۱۹۳۳ء

کو پیغام صلح کا تجارتی سال ختم ہوتا ہے۔ خریداران اخبار کو قبل ازیں بذریعہ اعلان ہذا اطلاع دی جا چکی ہے بہت سے دوستوں کو جوابی خطوط کے ذریعہ بھی ادائیگی چندہ کی طرف توجہ دلائی ہے لیکن ہنوز تسلی بخش نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اب پھر تاکیداً عرض کیا جاتا ہے کہ ۱۵ر اکتوبر سے پہلے پہلے اپنے اپنے سالانہ چندے بھیج کر مشکور فرمائیں۔ تا کہ اخبار اپنا خرچ نکال سکے اور مالی مشکلات سے دوچار نہ ہو (مینجر اخبار پیغام صلح)

ایک مخالف کی بے سمجھی

مولوی محمد جمیل صاحب فاضل دیوبند نے امرتسر کے وہابی اخبار ۲۲ ستمبر ۳۳ء میں حضرت مسیح موعود کی دو کتابوں میں اختلاف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ فی الحقیقت یہ خود مولوی صاحب کی اپنی بے سمجھی کا قصور ہے۔ جو لوگ قرآن کریم میں ناسخ منسوخ کا مسئلہ ان کر عملاً و اعتقاداً قرآن کریم میں تضاد کے قائل ہوں وہ دوسروں پر ایسا اعتراض کرنے کا کیا حق رکھتے ہیں۔ دیوبندی صاحبان نہ صرف قرآن کریم میں تضاد کے قائل ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نسبت بھی امکان کذب کے قائل ہیں۔ بہرحال اب مولوی صاحب کے پیش کردہ حوالجات پر غور کیا جاتا ہے۔

پہلا حوالہ چشمہ معرفت صفحہ ٢٠ کا ہے جس میں حضرت صاحب نے الہامی کتاب کی نشانی بیان کردہ آریہ سماج کہ وہ خاص ایشور کی نج زبان ہو" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

> "صاف ثابت ہے کہ اختلاف السنہ ایک تدریجی امر ہے جس پر موجودہ حالت گواہی دے رہی ہے پس ماننا پڑتا ہے کہ جس نے انسان کو بنایا۔ اسی نے ان کی زبان کو بنایا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً وہی ان میں تغیرات ڈالتا ہے۔ اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے۔ کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔ اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے پس جبکہ بموجب اصول آریہ سماج کے وید کے رشیوں کی زبان ویدک سنسکرت نہیں تھی۔ اور نہ وہ اس کے پڑھنے اور سمجھنے پر قادر تھے۔ اور پھر خدا کا الہامی بیگانہ زبان میں ان کو الہام کرنا گویا دیدہ دانستہ ان کو اپنی تعلیم سے محروم کرنا تھا"

مندرجہ بالا حوالہ میں حضرت صاحب نے الہامی کتاب کے اختلاف زبان پر بحث کی ہے۔ اور آریوں کی اس دلیل کو توڑا ہے کہ الہامی کتاب صرف ایشور کی زبان میں ہی آنی چاہئے بات بھی سچ ہے کہ الہامی کتاب ہر ایک قوم کے لئے اسی قوم کی زبان میں آنی چاہئے۔ تاکہ لوگ اس کی ہدایات کو سمجھ سکیں مولوی صاحب نے دوسرا حوالہ نزول المسیح کا دیا ہے جس میں حضرت صاحب نے لکھا ہے:۔

> "بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ"

مولوی صاحب خود اپنی کوتاہ فہمی سے الہامی کتاب میں جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔ اور اس الہام پر جو غیر نبی کو ہوتا ہے فرق نہیں کر سکے الہامی کتاب میں احکام، اوامر و نواہی و دیگر ہدایات ہوتی ہیں جن کا ماننا اور ان پر عمل کرنا لوگوں پر فرض ہوتا ہے۔ حالانکہ غیر نبی کا الہام نہ الہامی کتاب کہلاتی ہے۔ اور نہ بذریعہ جبرئیل نازل ہوتا ہے۔ وہ محض مبشرات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس لئے اس پر وہ حکم نہیں لگ سکتا جو الہامی کتاب پر لگتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے بجائے مولوی صاحب خود پاگل پنے کی باتیں کر رہے ہیں یا انکی مزاقت سے کر سمجھتے ہوئے غلط بیانی کر رہے ہیں۔

ایک آنہ فنڈ اور بچت فنڈ

کے متعلق ایک ضروری اعلان

شروع جولائی میں حضرت امیر ایدہ اللہ کی ایک مطبوعہ چٹھی احباب جماعت کے نام بعض جگہ فرداً فرداً اور بعض مقامات پر بذریعہ سکرٹری جماعت تقسیم کرائی گئی تھی جس کا مفہوم صرف اس قدر تھا کہ حضرت امیر ار فنڈ میں دس ہزار آدمی کی تعداد پورا کرنا چاہتے تھے جو ادا کرنے والے ہوں۔ اس طرح کہ جو ادا کرے وہ ایک آدمی کے قائم مقام۔ اور جو ایک روپیہ دے وہ ۱۶ آدمیوں کے قائم مقام۔ اس چٹھی میں حضرت نے چار سوال کئے تھے جن کے جواب کا مطالبہ تھا۔

(۱) خود اس فنڈ میں کیا دیں گے آیا ماہوار یا ایک روپیہ؟

(۲) ان کے بیوی بچے کس قدر دینگے؟ اور ملازم کس قدر؟ ہر ایک ملازم سے بھی ایک آنہ وصول کیا جائے۔

(۳) وہ اپنے کس قدر احباب سے جو جماعت میں شامل نہیں ایک آنہ وصول کرینگے۔ اس غرض کیلئے دفتر سے ارسالی رسید بکیں منگوالیں۔

(۴) بچت فنڈ کی تحریک پر عامل ہوں اور تحریر کریں کہ کس قدر صندوقچیاں بھیجی جائیں۔

یہ چٹھی اخبار پیغام صلح ۳۸ مورخہ ۷/۷/۳۳ میں چھپی ہے احباب اس کو دوبارہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس چٹھی پر بعض دوستوں کی طرف سے وعدے آئے اور بعض نے اس خیال سے کہ وہ پہلے ہی اس پر عامل ہیں جواب نہ دیا۔ حالانکہ دفتر میں ریکارڈ کے لئے ضروری تھا کہ حضرت امیر کے تمام سوالات کا جواب دیا جاتا تاکہ ایک جگہ نوٹ ہو جاتا اور معلوم ہو جاتا کہ دس ہزار تعداد پوری ہو چکی ہے۔

اس چٹھی کے جواب کے لئے ستمبر کے آخری ہفتہ میں دفتر سے ایک یاد دہانی تمام دوستوں کو کرائی۔ جس پر بعض دوست جو پہلے عامل تھے خفا ہو گئے۔ کہ ان کا نام بلا وجہ حضرت امیر کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ حالانکہ وہ اس پر عامل ہیں۔ یہ صحیح ہے کہ بہت سا حصہ اس پر پہلے عامل ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیر کے تمام سوالات کا جواب حاصل کرنے کے لئے دفتر نے یہ مکرر یاد دہانی کرائی تھی۔ اس لئے ایسے دوست جو پہلے اس پر عامل ہیں خفا نہ ہوں کہ ان کے نام یاد دہانی کی گئی دفتر کو چونکہ دس ہزار تعداد پوری کرنی تھی اس لئے از سر نو ان تمام سوالات کا جواب چاہئے تھا۔ اس یاد دہانی میں چونکہ وضاحت نہ ہو سکی۔ اس لئے دوستوں کو غلط فہمی ہوئی۔ جس کا ازحد افسوس ہے۔

(الہ بخش)

(سابق آنریری افسر تحصیل و تبلیغ)

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل کے جوابات

قسط سیزدہم

نام	رقم
میاں غلام شبیر صاحب مظفرگڑھ	۵ روپے
چودھری غلام حسن صاحب لویریالہ	۵ ”
محمد زمان خانصاحب زیدہ	۲ ” ۸ آنہ
ڈاکٹر چودھری عبد المجید صاحب پشاور	۱۰ ”
خان محمد ناصر خاں صاحب کاشغر	۲۵ ”
مستری یعقوب علی صاحب جموں	۱۰ ”
شیخ محمد حیات صاحب شیخوپورہ معرفت عبد الشکور رضا صاحب	۱۰ ”
چودھری محمد حسین صاحب چک ۱۸ جنوبی معرفت چودھری فضل داد صاحب	۱۰ ”
چودھری نصیر احمد صاحب تلونڈی لال بیگ	۹ آنہ
منشی محمد بخش صاحب کٹھور چک ۳۴/۲۳ معرفت عبد الشکور صاحب	۵ ”
ڈاکٹر سعید احمد صاحب	۵ ”
محمد عبد اللہ صاحب باندہ	۸ آنہ

جن صاحبان کی طرف سے تاحال نہ رقم آئی ہے اور نہ جواب وہ مہربانی فرما کر توجہ فرمائیں اور اسی کو یاد دہانی تصور فرمادیں۔ یہ رقم ۴/۱۰/۳۳ تک وصول شدہ ہے۔

(عزیز بخش۔ آنریری افسر تحصیل و تبلیغ)

خبریں

—— امرتسر ۴ راکتوبر - ضلع امرتسر کے موضع مودی بھانہ گھڑندہ سے خبر آئی ہے کہ ایک برات میں کھانا کھانے کے بعد آٹھ یا نو آدمی فوراً مرگئے - مرنے والوں میں دلہن کی ماں - ایک بھنگی چار براتی اور تین باجے والے تھے - خیال ہے کہ یہ موتیں زہر کی وجہ سے ہوئی ہیں - برات مسلمانوں کی تھی -

—— لاہور ۴ راکتوبر - کرنال کے ایک ساہوکار کو جبکہ وہ اپنے مکان پر سویا ہوا تھا ہلاک کرنے کے الزام میں رحمت اللہ اور کیسری کو سزائے موت کا حکم ہوا تھا - آج ان کا اپیل لاہور ہائیکورٹ میں پیش ہوا - ملزمان ساہوکار کے مقروض تھے اور ساہوکار نے عدم وصولی قرضہ کی بنا پر ملزموں کے خلاف ڈگری حاصل کرلی تھی -

—— لاہور ہائیکورٹ نے ملزمان مذکور کی اپیل نامنظور کرتے ہوئے رحمت اللہ اور کیسری حجام کی سزائے موت بحال رکھی -

—— دہلی ۵ راکتوبر - دہلی میں سیلاب زدوں کی امداد کے لئے جو فنڈ کھولا گیا ہے اس میں ۷۲۹ روپے کا چندہ جمع ہوا ہے - وائسرائے نے اپنی اور لیڈی ولنگڈن کی طرف سے پانچسو روپیہ چندہ دیا ہے -

—— جالندھر ۵ راکتوبر - موضع وسانکھ کلاں سے ایک بھینس کے بچہ کی عجیب الخلقت پیدائش کی اطلاع ملی ہے - جو ماں کے پیٹ میں ہی مرگیا تھا - بمشکل ۲۵ - آدمیوں نے رسے کی مدد سے کھینچ کر باہر نکالا - اس جدوجہد میں دو دفعہ رسہ ٹوٹ بھی گیا - بچے کی آٹھ ٹانگیں تھیں ۶ پیچھے اور ۲ آگے - اس کا قد ایک بڑے گدھے کے برابر تھا - دیہات کے ہزارہا لوگوں نے اسے دیکھا -

—— لاہور ۵ راکتوبر - لوہاری گارڈ بم کیس کے الزام میں پولیس نے دو نوجوان شیو کما - اور دیودت کو گرفتار کیا ہے - تحقیقات جاری ہے -

—— لاہور ۵ راکتوبر - آج صبح سات بجے باغ بیرون اکبری دروازہ نہر میں ایک نوجوان کی نعش دیکھی گئی - پولیس نے موقع پر پہنچکر صورت حال کا نقشہ تیار کیا - لاش ایک ۳۰ سالہ نوجوان کشمیری پہلوان کی معلوم ہوتی تھی - گیارہ بجے پوسٹ مارٹم کے لئے ہسپتال لیجائی گئی -

—— دیناج پور ۴ راکتوبر - یکم اکتوبر کی شب کو غروب آفتاب کے تھوڑی دیر بعد جب وائسرائے کی سپیشل سینٹ بارٹنین سے گزر رہی تھی کسی نے ایک جلتی ہوئی مشعل ٹرین پر پھینکدی - اس شخص کو گرفتار کرلیا گیا -

—— سول اینڈ ملٹری گزٹ کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ۲ راکتوبر کی شام کو ڈاک کے سات تھیلے جن میں ساڑھے چار ہزار روپے کے قریب نقدی موجود تھی ریلوے سٹیشن منٹگمری سے غائب ہوگئے - چوری کو دو گیارہ ہوگیا - اتبک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی - پولیس مصروف تفتیش ہے -

—— لاس انگلیز - ۴ راکتوبر - ہالی ڈوڈ کے قریب پہاڑیوں میں ایک مقام پر آگ لگ گئی - جسکو بجھانے کی کوشش کرتے ہوئے ۳۳ اشخاص ہلاک اور ۱۰۰ زخمی ہوگئے - آگ کوئی ایک ہزار ایکڑ کے رقبہ کی جھاڑیوں میں لگی تھی یہ پارک ہالی ووڈ کے نامور ایکٹروں کے عشرت کدوں کے نواح میں واقع ہے -

—— لاہور ۶ راکتوبر - آج صبح ارکان وفد فلسطین کلکتہ میل سے لاہور پہنچے - سٹیشن پر ان کا شاندار استقبال ہوا اور شاہی مسجد میں نماز جمعہ کے بعد مفتی اعظم اور محمد علی پاشا نے اخوت اسلامی اور یونیورسٹی فلسطین کی ضرورت پر موثر تقریریں فرمائیں -

—— شملہ ۶ راکتوبر - گورنر پنجاب نے رہتک کے سیلاب زدہ علاقہ کا جو معائنہ فرمایا تھا اس کے نتیجہ کے طور پر حکومت کی طرف سے اعلان ہوا ہے کہ جہانتک مالیہ کا تعلق ہے ۸ رسے کم کی فصلوں پر پوری معافی دی گئی ہے اور جو فصلیں ۸ رسے زیادہ اور ۱۲ رسے کم ہیں انہیں ۵۰ فیصدی معافی دیگئی ہے اس اعتبار سے آبیانہ میں بھی کمی کی جائے گی بلکہ چارے - جوار - باجرہ اور موٹھ کا آبیانہ بالکل معاف کر دیا جائے گا - تین اضلاع میں انجمن امداد قحط زدگان کی طرف سے پچاس ہزار روپیہ کی امداد کا اعلان کیا گیا ہے - اور قحط زدہ علاقہ کے متعلق مزید تفصیلی حالات معلوم ہونے پر مزید امداد دیئے جانے کا امکان ہوسکتا ہے -

—— امرتسر ۶ راکتوبر - یودھ راج یوپی کا ایک نوجوان جو نانک چند دلال کی بیٹھک سے ۳۱۰۰۰ تولہ وزن کا سونا چرانے کے الزام میں ماخوذ کیا گیا تھا آج اسے رائے صاحب لالہ عزت رائے مجسٹریٹ نے چار سال قید بامشقت کی سزا دی ہے -

—— نیو دہلی ۷ راکتوبر - ہز ایکسلینسی کمانڈر انچیف آج صبح شمالی کمانڈ کے دورے سے دہلی واپس آگئے -

—— لاہور ۶ راکتوبر - آج لالہ کنول نین مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں ایک عیسائی مستری ساکن عمر پورہ لاہور نے راوی روڈ کے تین آریوں مسمی حکم چند - روپ راج - دینا کے خلاف استغاثہ دائر کیا ہے کہ ملزمان نے اس کی عورت بدھاں کو ایک سال ہوا کہ بہ نیت بد اغوا کیا - اب کوئی دو مہینے ہوئے کہ حکم چند نے بدھاں سے شادی کی نسبت اعلان کیا ہے کہ بدھاں نے مذہب آریہ قبول کرلیا ہے اور ملزم نے اسے شدھ کرکے اس سے شادی کرلی ہے - چونکہ عیسائی مذہب کی کوئی عورت تبدیلی مذہب کے ساتھ ازدواج ثانی کی مستحق نہیں اس لئے ملزمان بالا کو قانونی سزا دی جائے - مسٹر اندرناتھ بھاٹیہ استغاثہ کیطرف سے پیروکار ہیں -

—— رہتک کے علاقہ میں لاکھوں مکانات منہدم اور بہت سی فصلیں تباہ ہوگئیں - اکثر دیگر مقامات پر بھی بارش کی کثرت سے بے اندازہ نقصانات ہوئے ہیں -

—— سوراج پارٹی کے رہنما مسٹر جنبا داس مہتہ نے مشورہ دیا ہے کہ گاندھی جی کی سیاسی رہنمائی ناکام ثابت ہوئی ہے اس لئے دوسرا رہنما تجویز کیا جائے -

—— حیدر آباد دکن ۵ راکتوبر - حضور نظام کی طرف سے غیر معمولی گزٹ میں ایک اعلان شائع کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلیحضرت کا مذہب توحید و رسالت پر ایمان اور رعایا پروری و انصاف گستری ہے -

—— مالیر کوٹلہ کے جن باشندوں کو کثرت بارش کی وجہ سے نقصان پہنچا ہے ان کو ریاست کی طرف سے پانچ ہزار اور نواب صاحب کے ذاتی مصارف سے دو ہزار روپیہ بطور امداد منظور ہوا ہے -

—— طہران کے ادارہ خبر رسانی کا بیان ہے کہ اینگلو پرشین آئل کمپنی نے اپنے حساب ہائے سابق دولت ایران کی خدمت میں پیش کردیئے ہیں اور دو ہفتے کے اندر اندر ذیل کی رقوم وزارت مال کی معرفت حکومت ایران کے خزانے میں پہنچ گئی ہیں :-

محاسبہ سابقہ اور مطالبات گزشتہ	۱۰ لاکھ پونڈ
حق امتیاز بابت ۱۹۳۲ء ۲۲ ہزار ادا شدہ رقم وضع کرنیکے بعد	۸۹۵۸۷۱ پونڈ
حق امتیاز اجارہ ۱۹۳۲ء	۸۸۹۱۵۱ "
شرح تبادلہ کا فرق	۳۲۸۶۰ "
بابت مالیات از مارچ ۱۹۳۳ء تا ۳۰ ستمبر ۱۹۳۳ء	۳۹۳۰۸۹ "
شرح تبادلہ کا فرق	۹۹۱۸ "
قسط اول ۱۹۳۳ء	۱۹۲۳۷۸ "
قسط دوم ۱۹۳۳ء مع شرح تبادلہ کے فرق کے	۱۹۲۱۸۷ "
میزان کل	۴۱۰۷۶۶۰ پونڈ

—— معاصر "اصلاح" کابل رقمطراز ہے کہ شہر جلال آباد میں ایک ۶۰ سالہ بڑھیا کے مردوں کی سی داڑھی ہے اگر اس عورت کو مردانہ لباس پہنا دیا جائے تو کوئی شخص اسے عورت نہیں کہہ سکتا صحت نہایت عمدہ ہے -

ماسکو - جرمنی کے نامہ نگاروں کو روس سے نکال باہر کردیا گیا ہے - اور روسی اخبارات کے نمائندوں کو جرمنی سے واپس بلا لیا گیا ہے - جرمنی میں روسی نامہ نگاروں کو قید کی سختیوں اور خانہ تلاشیوں کا سامنا کرنا پڑا تھا -

—— جرمنی نے اپنے سفیر کے ذریعہ حکومت روس سے مطالبہ کیا ہے کہ جرمن نامہ نگاروں کو روس سے نکالدینے کا حکم منسوخ کردیا جائے - روسی وزیر خارجہ نے اس مطالبہ کو نامنظور کر دیا ہے -

—— جینوا - حکومت برطانیہ اور امریکہ نے حکومت لیبریا کو ایک مشترکہ چٹھی بھیجی ہے کہ اگر اپنے مسائل کے حل کے متعلق ہماری سکیم منظور کرلی گئی اور تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا گیا تو ہم اسے تسلیم کرلیں گے اور اس کے ساتھ سیاسی تعلقات قائم کرلیں گے -

—— ٹوکیو ۲۹ ستمبر - جاپان کے محکمہ جنگی سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں وسیع پیمانہ پر فوجی تنظیم کا ذکر ہے اور لکھا ہے کہ فوج کو نئے طریقوں پر مرتب کیا جائے تاکہ سویٹ حملوں کے اندیشہ سے ہیچو کو کے جاپانی مقبوضات کو محفوظ رکھا جا سکے - اس بیان میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ سویٹ حکومت مشرق بعید میں اپنی فوجی طاقت بڑھا رہی ہے جس میں زبردست ہوائی بیڑا بھی شامل ہے - اور ان میں درجنوں بم برسانے والی مشینیں نصب ہیں تاکہ جنگ چھڑنے کی صورت میں ٹوکیو پر حملہ کیا جا سکے -

—— سلطان ابن سعود والی نجد و حجاز اور امام یحیٰی والی یمن کے مابین جنگ کا خطرہ ظاہر کیا جا رہا ہے -

—— ترکی حکومت جمہوری ڈے کا جشن منانے کی تیاریاں کر رہی ہے -

—— البانیہ کے وزیر اعظم سلطان حسن بے کو نوجوانان البانیہ نے قتل کر دیا - آپ البانیہ کے حکمراں کے حریف تھے -

—— کیوبا میں افراتفری مچی ہوئی ہے صدر کیوبا پر ۴۰ فیر کئے گئے -

امر حق کی شہادت

آج مجھے ۲۶ ستمبر ۳۳ء کے "الفضل" کو دیکھنے کا اتفاق ہوا جس میں مولانا غلام رسول صاحب کی ختم نبوت پر تقریر کا ذکر تھا اور مدثر شاہ صاحب کے ۱۷ تاریخ کی تقریر کا بھی تذکرہ تھا۔ چونکہ میں دونوں جلسوں میں شریک تھا اس وجہ سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ نامہ نگار نے زیادہ انصاف سے کام نہیں لیا یا شاید وہ خود موجود نہ تھا سنی سنائی باتیں لکھی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب مولانا غلام رسول صاحب نے ختم نبوت کے متعلق اپنے ذاتی ناسخ قرآن خیالات ظاہر کئے اور فارغ ہو کر بیٹھ گئے تو مدثر شاہ صاحب کھڑے ہو گئے اور نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا کہ مجھے دس منٹ دیئے جائیں۔ تاکہ میں مرزا صاحب کے اقوال کے مطابق اس موضوع پر اپنا خیال ظاہر کردوں۔ مگر جناب صدر نے منظور نہ کیا۔ شاہ صاحب تو بیٹھ گئے مگر شرکائے جلسہ نے جن میں غیر احمدی زیادہ تھے اصرار کیا کہ شاہ صاحب کو وقت دیا جائے مگران کی استدعا بھی منظور نہ ہوئی۔ جس کی وجہ سے کچھ آوازیں بلند ہوئیں۔ جو ایک معمولی بات تھی معلوم نہیں اس میں مدثر شاہ صاحب کا کیا قصور تھا۔ وہ تو بالکل خاموش رہے۔ ۱۷ کو مدثر شاہ صاحب نے ختم نبوت پر تقریر کی اور مرزا صاحب کی کتابوں سے ثابت کرتے رہے اور مبائعین کی کتابوں کا بھی حوالہ دیتے رہے میں نے تو کوئی بھی خلاف تہذیب بات ان سے نہ سنی۔ اور نہ مبائعین کے متعلق کوئی ناگوار لفظ استعمال کیا اور مرزا صاحب کے متعلق تو وہ ایسے شاندار الفاظ بیان کرتے رہے کہ جن کو سنکر غیر احمدی تنگ آگئے تھے۔ میں نہ قادیانی ہوں نہ لاہوری۔ نہ مرزا صاحب کی نبوت کا قائل نہ ان کے دعویٰ مجددیت کو تسلیم کرتا ہوں۔ نہ مولانا غلام رسول کو جانتا ہوں نہ مدثر شاہ صاحب سے کوئی خاص تعلق۔ مگر چونکہ نامہ نگار نے بے انصافی سے کام لیا ہے اس وجہ سے یہ چند سطور ارسال خدمت ہیں۔ تاکہ غلط فہمی دور ہو جائے۔

(عبد المجید مشن کالج پشاور)

رسیدات زر

محمد عالم صاحب پنشنر	جہلم	کل	۵ روپے
عطا محمد صاحب ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ		۴ آنہ - ۲	″
حکیم محمد توفیق علی صاحب رودولی		کل	۲۵ ″
ڈاکٹر محمد عبد السمیع صاحب راجنپور		″	۳۰ ″
عبد الکریم ننگریاں			۱۲ ″

میزان کل ۴ — ۹۶

یہ رقوم حضرت امیر کی معرفت وصول ہوئی ہیں جن کی رسیدات خزانہ الگ الگ جاری کی جا چکی ہیں احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

(انچارج دفتر تحصیل)

تار کا پتہ ۔مسلمان لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۵۹

ہم اور ہمارے نکتہ چیں

دشنام دہی کا غلط اور بے حقیقت الزام

(از حضرت مسیح موعودؑ)

بعض صاحبوں نے نکتہ چینی کے طور پر اس عاجز کی عیب شماری کی ہے اور اگرچہ انسان عیب سے خالی نہیں اور حضرت مسیحؑ کا یہ کہنا کہ میں نیک نہیں ہوں نیک ایک ہی ہے یعنی خدا لیکن چونکہ ایسی نکتہ چینیاں دینی کارروائیوں پر بد اثر ڈالتی ہیں اور حق کے طالبوں کو رجوع لانے سے روکتی ہیں اس لئے برعایت بعض نکتہ چینوں کا جواب دیا جاتا ہے۔

پہلی نکتہ چینی اس عاجز کی نسبت یہ کی گئی ہے کہ اپنی تالیفات میں مخالفین کی نسبت سخت الفاظ استعمال کیے ہیں جن سے مشتعل ہو کر مخالفین نے اللہ جلشانہ اور اس کے رسول کریمؐ کی بے ادبی کی اور پر دشنام تالیفات شائع کر دیں۔ قرآن شریف میں صریح حکم وارد ہے کہ مخالفین کے معبودوں کو سب اور شتم سے یاد مت کرو۔ تا وہ بھی بے سمجھی اور کینہ سے خدا تعالٰی کی نسبت سب و شتم کے ساتھ زبان نہ کھولیں لیکن اس جگہ برخلاف طریق مامور یہ کے سب و شتم سے کام لیا گیا ہے **اما الجواب** پس واضح ہو کہ اس نکتہ چینی میں معترض صاحب نے وہ الفاظ بیان نہیں فرمائے جو اس عاجز نے بزعم ان کے اپنی تالیفات میں استعمال کئے ہیں اور درحقیقت سب و شتم میں داخل ہیں **میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہانتک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جسکو دشنام دہی کہا جائے** بڑے دھوکہ کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اپنے محل پر چسپاں ہو محض اس کے کسی قدر مرارت کی وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے۔ دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں حالانکہ دشنام اور سب اور شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کئے جائیں۔

(ازالہ اوہام)

قبولِ احمدیت نمبر کے متعلق

خاکسار مدیر کی معذرت

انسان ایک کمزور ہستی ہے قدرت کے احکام اور زمانہ کی تقدیر کے سامنے اس کے ارادے کوئی حقیقت نہیں رکھتے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کسی کام کا عزم کیا جاتا ہے اس کے لیے بہترین سامان فراہم کیے جاتے ہیں۔ بظاہر حالات بھی سازگار دکھائی دیتے ہیں لیکن غیر متوقع طور پر کوئی ایسا واقعہ پیش آجاتا ہے کہ انسان کے تمام ساز و سامان اور اس کے ارادے بیکار ہو کر رہ جاتے ہیں اور وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔

قبول احمدیت نمبر کی اشاعت کا اعلان کیا گیا۔ ۷ اکتوبر تاریخ اشاعت مقرر ہوئی۔ مضامین بھی معقول تعداد میں فراہم ہو چکے تھے۔ کتابت کا تسلی بخش بندوبست کر لیا گیا تھا۔ بظاہر کوئی رکاوٹ نظر نہ آتی تھی۔ ۳۰ ستمبر کو یکایک خاکسار مدیر کو ایک افسوسناک حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے وہ کئی روز کام نہ کر سکا۔ اس طرح اس خاص نمبر کی اشاعت بھی معرض التوا میں آگئی۔ مقررشدہ وقت گزر چکا ہے۔ اعلان کے مطابق نمبر کے شائع نہ ہونے سے ناظرین کو جو زحمت انتظار ہوئی ہوگی اس کی تلافی کے لئے اب پر ندامت معذرت کے سوا اور کیا پیش کیا جا سکتا ہے! امید ہے ناظرین اس کو قبول فرمائیں گے۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس ضروری نمبر کی اشاعت کا ارادہ ترک کر دیا گیا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تیاریاں بدستور جاری ہیں۔ انشاء اللہ اس تاخیر سے فائدہ اٹھا کر نمبر کو پہلے سے زیادہ مفید اور شاندار بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ تاریخ اشاعت کا اعلان کسی آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں۔

خاکسار
مدیر

موجودہ زمانے میں اشاعتِ حق کی ضرورت و اہمیت

(۲)

موجودہ زمانہ کا اختلاف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے موجودہ زمانہ کئی وجوہ میں مشابہت رکھتا اور کئی وجوہ سے مختلف ہے جس طرح ایمانی و دینی امور میں آنحضرت صلعم کے وقت دنیا جہالت سے بھری ہوئی تھی۔ بعینہ اسی طرح آج بھی اخلاقی و عملی حالت دنیا کی ہے۔ لیکن جس طرح آنحضرت صلعم کے وقت دنیاوی علم و سائنس کی تاریکی تھی ویسی اب نہیں بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ آج مادی علوم میں دنیا نے وہ ترقی کر لی ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسی ترقی نہیں ہوئی۔ ایسا ہی اس مادی علوم میں ترقی کے باعث اور اس کے شائع و رائج ہونے کی وجہ سے۔ نیز ایک قوم کے دوسرے سے رابطہ و واسطہ قایم کرنے کے باعث وہ تنگ خیالی و تعصب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقتوں میں تھا اس کا ہزارواں حصہ بھی اب نہیں رہا۔ کہاں وہ حالت کہ ایک بادشاہ اپنے ہمعصر بادشاہ کا خط مذہب کے بارہ میں پڑھنا گوارا نہیں کر سکتا اور ایک بادشاہ اپنے مذہب کو تبدیل کرنے کا خیال دماغ میں نہیں لا سکتا۔ اور کہاں یہ زمانہ کہ وہ قوم جو مادی طاقت و علم و حکومت میں سب سے بڑھکر ہے اسی کا ایک محکوم شخص اس کے بادشاہ کو خوش اسلوبی و عمدگی سے اپنے مذہب کی دعوت دے سکتا ہے۔ حاکم قوم کے مرکز اور دارالخلافہ میں اپنے مذہب کے مشن قایم کئے جا سکتے ہیں۔ اور ان کے امرا و وزراء کو اپنے مذہب کے اندر داخل کیا جا سکتا ہے۔ آخر کیا ان واقعات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تنگ خیالی و تعصب کی وہ تاریکیاں اب موجود نہیں ہیں۔ جو آنحضرت کے وقتوں میں اشاعت اسلام کے سدراہ ہوئی تھیں۔

موجودہ وقت کا اختلاف نہ صرف اس روشن خیالی سے جو مذہبی آزادی کے بارہ میں رائج ہے ظاہر ہے بلکہ اس سے بڑھکر یہ کہ مسلمان قوم کا بہت خفیف جزو جب ہمت و قوت کے ساتھ صرف بیس سال کے لئے دنیا میں تبلیغ حق کا کام سرانجام دیتا ہے تو صرف اسی وجہ سے اسلام کی فتوحات کا دروازہ نہ صرف دوستوں بلکہ دشمنوں کو کھلا ہوا دکھلائی دیتا ہے۔ آج سے بیس سال قبل دنیا میں (اسلام کی) جو بدنما تصویر پیش کی جا رہی تھی اور جس کو قایم کرنے اور رکھنے کے لئے تمام عیسائی دنیا کی کوشش بھی موجود ہے وہ آج محض اشاعت کی وجہ سے بدل جاتی ہے اور پھر یہ امر ظہور پذیر بھی اسی محکوم قوم مسلمان سے ہوتا ہے اور وہ جو اپنا نمونہ بھی پیش نہیں کر سکتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کس قدر اسلام کے قریب آ چکی ہے۔ اور اس بارہ میں اگر کوئی روک ہے تو وہ خود مسلمان قوم کی گندہ مثال ہے۔ اس لحاظ سے بھی مسلمان قوم موجودہ وقتوں میں نہ صرف تبلیغ حق کا کام نہیں کرتی بلکہ یہ قوم اس کام میں اپنے بد نمونہ کی وجہ سے سدراہ بن رہی ہے۔ جب دنیا کی اقوام اسلام کے اس قدر نزدیک آ چکی ہوں ان کے قلوب اس مذہب کو قبول کرنے پر تیار ہوں اور ایک اپنی کوشش سے وہ حلقہ اسلام میں آ بھی جائے تو پھر بتلایا جائے کہ ان حالات کے اندر ایسی صورت میں قتال فی سبیل اللہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلعم اور صحابہؓ کے وقتوں میں تو دونوں کی چھڑی ہوئی جنگیں عمر بھر کے دشمنوں کے خلاف یکقلم موقوف ہو جاتی تھیں جب قوم کے مسلمان ہونے کے سامان نظر آ جاتے تھے مگر یہاں اب کیا الٹ تماشہ ہے کہ غیر قومیں اسلام کے لیے پیاسی تڑپ رہی ہیں مسلمان نہ تو اپنے نمونہ اور نہ اپنی زبان سے انہیں اسلام کی طرف بلاتے ہیں۔ مگر یہ جائز سمجھتے ہیں کہ ان قوموں کو یکلخت تہ تیغ کر دیا جائے۔ العجب ثم العجب! کیا یہی وہ اتباع رسولؐ کے دعوے ہیں جن پر یہ ناز ہے!!

موجودہ زمانہ کا دوسرا اختلاف

آنحضرت صلعم کے وقت نہ صرف مادی علوم ترقی پر نہ تھے بلکہ وہ ماحول بھی پیدا نہ ہوا تھا جسکے ماتحت علوم و فنون کی ترقی ہوا کرتی ہے۔ تقلید اور کورانہ تقلید کا ایسا دور دورہ تھا کہ کسی شخص کے خلاف کہنا یا لکھنا یا کوئی بات دریافت کرنی سب سے بڑا گناہ تصور کیا جاتا تھا۔ کسی عمل کے جواز یا عدم جواز پر سب سے محکم دلیل جو اس وقت پیش کی جاتی تھی کہ فلاں بڑا شخص اس کو مانتا یا کرتا ہے یا نہ۔ اسلام کی ترقی سے کورانہ تقلید کو پاش پاش کر دیا گیا۔ اور علوم و فنون اور ایجادات کا دروازہ جو بند پڑا تھا اسے کھولا گیا۔ اگرچہ مسلمانوں نے خود پھر اپنے لئے بند کر دیا مگر یورپ نے انہی سے یہ عمدہ اصول لے لیا اور اس کو اپنی مادی ترقی میں استعمال کیا۔ چنانچہ اسی آزادی رائے و استعمال عقل کا نتیجہ مادیت کے عالم میں ہے جس کا نتیجہ موجودہ تہذیب ہے۔ اس وقت مادی علوم کی ترقی سے ایسی ذہنیت تیار ہو چکی ہے جو حق امر کو قبول کرنے اور باطل کو چھوڑنے میں بہت مستعد ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نشو و نما خواہ ذہنی ہو یا اخلاقی ایک ہی قسم کے اصولوں کے ماتحت عمل میں آتی ہے اب اس وقت بلاشبہ ذہنی قویٰ نے خوب ترقی کی ہے۔ جس کا مطلب سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یورپ نے ذہنی ترقی کے لئے وہ تمام اصول استعمال کئے ہیں جو کسی میدان میں خواہ روحانی ہو یا مادی ضروری ہیں۔ اور چونکہ اخلاقی ترقی کے لئے بھی انہی اصولوں پر چلنا مفید ہوتا ہے اس لئے فرق یہ رہ گیا ہے کہ یورپ نے اصول تو ترقی کے اسلام اور مسلمانوں سے سیکھ لئے مگر انہیں استعمال ایک ہی طرف کیا ہے یعنے انسان کی ذہنی نشو و نما کے لئے۔ اور اخلاقی نشو و نما کی طرف اس کی توجہ نہیں ہوئی۔ ورنہ اصول تو وہی ہیں۔ اسی لئے حدیث میں دجال کی بائیں آنکھ کو آنحضرت صلعم نے نہایت روشن دیکھا برخلاف اس دائیں آنکھ کے جو اندھی ہے۔

اشاعت اسلام یا تبلیغ حق کا امر آج اسی لئے بمقابلہ آنحضرت صلعم و صحابہؓ کے زمانہ کے بہت آسان ہے کہ آپؐ کے وقتوں میں تو وہ ذہنیت ہی پیدا نہ ہوئی تھی جو کسی ترقی کی ممد ہوتی بلکہ تعصب تنگدلی اور تقلید و جہالت نے ایسا اندھیرا ڈالا ہوا تھا کہ ذہنی و اخلاقی عالم تمام تاریکیوں میں مخفی تھے۔ لیکن اس وقت اسی اسلام کی روشنی کی بدولت دجالی تہذیب نے اگرچہ روحانی نشو و نما کی طرف سے بے اعتنائی برت رکھی ہے۔ مگر ذہنی نشو و نما کے لئے اسلام کے ان اصولوں کو خوب برتا گیا ہے۔ ارتقاء روحانی کے لئے جس ذہنیت کی ضرورت ہے وہ اب موجود ہے۔ اس لئے کہ ذہنی ارتقاء اس وقت ہو چکا ہے اور یہ ہو نہ سکتا تھا۔ جب تک وہ صحیح ذہنیت پیدا نہ ہو لیتی۔ اب اگر اس وقت کوئی ضرورت ہے تو وہ صرف اسی قدر کہ اس پیدا شدہ ذہنیت کو اخلاقی و روحانی نشو و نما کے لئے بھی استعمال کیا جاوے۔ وہ ذہنیت کونسی ہے جو ترقی کے لئے ضروری ہوا کرتی ہے۔ اس کی چند خصوصیات یہ ہیں:۔

(۱) وہ امور و اصول قبول کئے جائیں جو انسان کے فائدہ کا موجب ہوں اور ان باتوں کو ترک کر دیا جاوے جن سے انسان کو نقصان ہو۔

(۲) اس امر کا فیصلہ کہ کونسا امر صحیح و راست اور موجب نفع یا نقصان ہے اس پر منحصر ہو کہ انسانی عقل اور تجربہ اور مشاہدہ اس کی نسبت کیا فتویٰ صادر کرتے ہیں۔

(۳) اصول علم و فن وغیرہ کو شائع و رائج کیا جائے اور ایسی صورت میں پیش کیا جاوے جس سے حتی الوسع زیادہ سے زیادہ تعداد میں انسان فائدہ اٹھا سکیں۔

(۴) ارتقاء کے میدان میں نسلی و خاندانی رکاوٹیں حائل نہ ہونی چاہئیں یعنے مثلاً اگر ایک ادنیٰ خاندان کا شخص ذہنی قابلیت رکھتا ہے تو اسے اس وجہ سے ترقی سے نہ روکا جائے کہ وہ کسی ادنیٰ خاندان یا نسل سے ہے۔ آپ غور فرمائیں کہ اگر انہی خصوصیات کے ماتحت اخلاقی امور کو لایا جائے تو کیا اس سے وہی نتائج نہ نکلیں گے جو اسلامی تہذیب و تمدن نے پیدا کئے تھے۔

ذہنی ارتقاء کے باعث وہ ماحول پیدا ہو چکا ہے اور ایسی خصوصیات زمانہ میں آگئی ہیں کہ جو روحانی ارتقاء کے عین ممد ہیں مگر یہیں تک یہ بس نہیں بلکہ تبلیغ حق یا اشاعت دین کے لئے ایک اور بڑی سہولت جو پیدا ہو چکی ہے۔ وہ یہ ہے کہ صدہا سال کے تجربہ نے لوگوں پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ صرف ذہنی ارتقاء اور مادی ترقی انفرادی و اجتماعی دونوں رنگوں میں نسل انسانی کو وہ راحت و اطمینان اور امن و عافیت کے بلند مقام تک نہیں پہنچا سکتی۔ مادی ترقی کی اس وقت انتہا ہے۔ علوم و فنون اپنے کمال پر ہے۔ ایجادات و صنعات اپنا مثل نہیں رکھتیں انسانی آسائش و آرام کے وہ وہ لوازم میسر ہیں کہ شاید اس پر زیادت متصور نہیں لیکن نسل انسانی میں وہ عافیت و اطمینان مفقود ہے جس کا حصول تمام جد و جہد کی غرض و غایت ہے اس وقت ایک معمولی انسان کو تعیش کے وہ وہ لوازم بھی مہیا ہیں جو پہلے وقتوں میں بڑے بڑے امرا کو بھی میسر نہ تھے تو اگر انسانی قلب کا اطمینان مادی سامانوں پر ہی منحصر ہوتا تو چاہیئے تو یہ تھا کہ اس وقت دنیا میں ہر طرف آرام و اطمینان کا دور دورہ ہوتا مگر یہ کیا واقعات و حالات بکلی برخلاف نظر آ رہے ہیں کہ تعیش کے لوازم اور مادیت کی چمک دمک جس قدر ترقی کرتی ہے اسی قدر انسانوں کے دلوں سے تسلی و عافیت کوسوں دور بھاگ رہی ہے قوموں کی ترقی نے اس عالم میں اور افراد کی ترقی نے ہر قوم میں وہ فضاء امن و عافیت کی پیدا نہیں کی جس کے بغیر زندگی بے لطف اور پھیکی ہو چکی ہے۔ دنیا اب محسوس کر چکی ہے کہ صدیوں کا تجربہ شاہد ہے کہ محض مادی ترقی جس میں جذبات انسانی کے صحیح استعمال کے قوانین نہ ہوں انسان کو اس مقام تک نہیں پہنچا سکتی جو اس کا اصل درجہ ہے۔ ہر قوم کے مدبر متلاشی ہیں کہ ایسے قوانین و ضوابط کہاں سے ملیں اور کیونکر وضع کئے جائیں جن سے افراد قوموں کے اندر اور قومیں تمام روئے زمین پر امن و عافیت سے اپنی اپنی ترقی میں کوشاں رہیں۔ اگرچہ مادیت کا نشہ اور قومیت کا بھوت ابھی سر پر سوار ہے مگر اس نشہ کے اترنے کے سامان پیدا ہو چکے اور دکھلائی دے رہے ہیں۔ اگر ضرورت ہے تو اس امر کی کہ وہ قوانین جو خدا تعالیٰ نے خود ازراہ تلطف و تقاضائے رحمانیت انسان کو کامل و مکمل طرح پر قرآن کے اوراق کی صورت

(باقی بر صفحہ ۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم یکشنبہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ | نمبر ۵۹

جرمن مسلم مشن

"زمیندار" کے نامہ نگار کی افسوسناک غلط بیانیاں

ایک شخص عبدالقدوس صاحب نے جرمن مسلم مشن پر زمیندار ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں تنقید کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کے اس کام کو جو وہاں ہو رہا ہے۔ ایک غیر مفید اور مسلمانوں کے روپے کا بیدردانہ اسراف قرار دیا ہے۔ سب سے اول اس بات کا ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ ہمیں بعض دوسرے نکتہ چین مسلمانوں کی طرح اس بات کا کبھی دعویٰ نہیں ہوا۔ کہ ہم خطا سے پاک اور بے عیب ہیں قرآن کریم کا ارشاد لاتزکوا انفسکم کا فرمان ہمیشہ ہمارے پیش نظر رہتا ہے۔ اس لئے ہمارے کسی خدمت اسلام کے کام میں اگر کوئی نقص ہو تو ہم ہر وقت اس کی اصلاح کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن نکتہ چیں مسلمانوں کی طرح یہ کہکر ایک مفید کام کو غیر مفید اور مسرفانہ فعل قرار دینا ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ ہماری تو ایک مختصر سی جماعت ہے۔ لیکن ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی متفقہ جد و جہد تحریک خلافت۔ تحریک ہجرت۔ تحریک عدم تعاون وغیرہ وغیرہ کو کامیاب نہ بنا سکی۔ پھر ہم پر ناواجب نکتہ چینی کس وجہ سے! ہم کوئی اشاعت اسلام کے واحد ٹھیکیدار نہیں۔ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمان اور ان کے علماء و امراء و پیرزادے ان اخباروں درسالوں میں اور ممبروں پر چڑھکر ہمیں بُرا بھلا کہتے اور اشاعت اسلام کی اہمیت کا راگ الاپتے رہتے ہیں۔ کیا بہتر ہو کہ وہ خود مرد میدان بنکر کسی غیر مسلم یورپین ملک میں اشاعت کا مرکز قایم کرکے ہمارے سامنے اپنے کام اور مبلغین کا نمونہ پیش کریں۔ چلتے کام کا بگاڑنا نہایت آسان ہے۔ لیکن کوئی کام کرکے دکھانا نہایت مشکل ہے۔

اگر نامہ نگار "زمیندار" کے دل میں محض اصلاح کا خیال ہوتا تو اس کا پہلا فرض تھا کہ جو لوگ اس کام کے چلانے کے ذمہ دار تھے ان کے نوٹس میں یہ بات لاتا۔ اس کا اخبارات کی طرف دوڑنا اور پھر خاص طور پر "زمیندار" کی طرف جسکو خدا نے مسلمانوں کے تمام مفید کاموں کو بگاڑنے کا ٹھیکہ دے رکھا ہے دوڑنا ثابت کرتا ہے کہ مسٹر عبدالقدوس کے دل میں اصلاح کا خیال نہ تھا بلکہ ہماری مخالفت مقصود تھی۔

اگر وہ اپنا ہندوستان کا پتہ بھی لکھدیتے تو ہم ان کی "عقیدت حسن ظنی" اور "بذات خود دامے درمے اپنی بساط کے بموجب اس انجمن کی خدمت" اور "اپنے وسیع حلقہ احباب میں" "انجمن کی ہمیشہ امداد" کرنے کے دعاوی کو بھی پرکھ لیتے کہ کہاں تک ان کو ہم سے عقیدت اور حسن ظنی تھی اور کہاں تک انہوں نے ہماری انجمن کی مدد کی۔

نامہ نگار "زمیندار" کی دلی کیفیت اسی ایک بات سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ کہ وہ لکھتے ہیں کہ:-

> "میرا مقصد وحید صرف یہ ہے کہ یہ صرف غلام احمد قادیانی ہی کے خیالات کی نشر و اشاعت کرنے والی انجمن نہ ہو بلکہ یہ احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیتہ والسلام کے اسوۂ حسنہ کی اشاعت کرنے والی اور اس پر عمل کرنے اور کرانے والی انجمن ہو۔ جن کا اسوۂ مبارکہ اصلی اور بہترین اسلام ہے"

اس کے ساتھ اگر نامہ نگار مذکور ہماری کسی ایک جرمن کتاب کا نام بھی لکھدیتا جو صرف مسیح موعودؑ کے دعاوی پر ہم نے ملک جرمنی میں شائع کی ہو۔ تو اس کی سچائی ظاہر ہو جاتی اصل حقیقت یہ ہے کہ غیر مسلم ہمارے اندرونی مسائل مہدی و مسیح موعود وغیرہ کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ جب تک کہ وہ مسلمان ہو کر اسلام کی کتب کا وسیع مطالعہ نہ کریں۔ حضرت مسیح موعود کے دعاوی ہمیشہ مسلمانوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ اور وہ بھی محض اسلئے کہ خادم اسلام جماعت بڑھے۔ کیونکہ ہمارے نزدیک جماعت کی ترقی اور قربانیوں پر ہی اشاعت اسلام کے کام کی ترقی کا دار و مدار ہے۔ جرمنی۔ انگلستان یا دیگر غیر مسلم ممالک کے سامنے مہدی و مسیح موعود کے مسائل پیش کرنے نادانی ہے۔ ان لوگوں کے سامنے آج تک ہم نے قرآن کریم اور سیرت نبویؐ اور سیرت صحابہؓ ہی پیش کی ہے۔ اور ایسی ہی کتابوں کے تراجم مختلف یورپین زبانوں میں شائع کئے ہیں۔ ان واقعات کی موجودگی میں نامہ نگار کا اعتراض نہایت لغو معلوم ہوتا ہے۔

پھر یہ دعویٰ اور بھی بے حقیقت ہے کہ:-

> "انجمن مذکور نے اب تک جس قدر اماموں کا تقرر جرمنی میں کیا ہے۔ اس سے بجائے اس کے کہ اسلام کو کوئی فائدہ ہو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ہر امام جو بھیجا جاتا ہے اس کا خاص مقصد تبلیغ و اشاعت اسلام ہی نہیں ہوتا بلکہ اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ انجمن کے روپے سے ڈاکٹری کی ڈگری حاصل کرتا رہے۔ اور جب اس کا کام ختم ہو جائے تو اس کو واپس بلا لیا جاتا ہے"

دریافت طلب امر یہ ہے کہ سب سے پہلے مولانا صدرالدین صاحب بی اے بی ٹی وہاں گئے۔ انہوں نے کونسی ڈگری وہاں حاصل کی اس کے بعد مولوی فضل کریم خاں گئے انہوں نے گو قوم کو نقصان پہنچایا۔ لیکن انہوں نے کونسی ڈگری حاصل کی۔ اس کے بعد پروفیسر محمد عبداللہ صاحب گئے۔ انہوں نے فارغ اوقات میں ڈگری حاصل کی لیکن انجمن کا کوئی معاہدہ ایسا نہ تھا۔ لیکن اس ڈگری کو لیکر انہوں نے کوئی ذاتی فائدہ حاصل کیا کہ یہاں ہندوستان میں آکر کوئی ملازمت کرلی؟ اس کے بعد مرزا عزیز الرحمٰن گئے ان کے ساتھ بھی انجمن کا کوئی معاہدہ نہ تھا۔ کہ وہ کوئی ڈگری حاصل کریں۔

فرمایئے اسلام کو کیا نقصان پہنچا کتنے مبلغین نے ڈگریاں حاصل کیں کہ آپ لوگ یہ الزام لگانے کی جرأت کرتے ہیں کہ

> "انجمن چند مسلمان بچوں کو بیرونی ممالک میں اعلیٰ تعلیم دلائیگی۔"

کیا واقعات کی بنا پر یہ کسی "صحیح العقل" کا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور یہ کیا دھوکا ہے کہ "یورپ میں اسلام کو شاندار کامیابی حاصل ہو رہی ہے" اگر آپ لوگوں جیسے اسلام کے نمونے یورپ نہ پہنچتے تو بہت ممکن تھا کہ اسلام یورپ میں جلد شاندار کامیابی حاصل کر لیتا۔ لیکن ہماری کمزور کوششوں کے مقابل آپ لوگوں کی زوردار مخالفانہ کوششیں اور ذرا ذرا سے اختلاف کو برداشت نہ کر سکنے کی ذہنیت نے یورپین لوگوں کو کوشش و پیچ میں ڈال دیا ہے اور وہ مسلمانوں کے بُرے نمونہ اور نااتفاقی اور باہمی بغض و حسد کو دیکھ کر حیران ہیں۔ ہم اپنی غریب اور مختصر جماعت کی قربانیوں اور ان سے پیدا شدہ نتائج کو شاندار کہنے میں حق بجانب ہیں ہم نے یہ کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ سات کروڑ مسلمانان ہند کی کوششوں اور قربانیوں کے تناسب سے شاندار نتائج نکل رہے ہیں۔

فضل کریم کا رہن مکان ملحقہ مسجد کا معاملہ پبلک میں کئی بار آچکا ہے۔ اگر مسلمانوں میں سے کوئی ایک بڑا یا چھوٹا لیڈر یا امام کوئی بُرا فعل کرے تو اس سے ساری قوم کو بُرا کہنا ایک غیر معقول امر ہے۔ نامہ نگار کو معلوم ہے کہ تحریک خلافت کے لیڈروں نے کتنے لاکھ روپیہ قومی فنڈ کا بے ڈکار ہضم کیا تو کیا اس کی وجہ سے ساری قوم اور سارے لیڈر قابل الزام ہیں۔

مسجد کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں۔ معاملہ دراصل یہ ہے کہ جس زمانہ میں مسجد کے لئے زمین خریدی گئی جرمن گورنمنٹ کسی غیر ملکی سوسائٹی کا وجود ملک جرمنی میں جائداد خریدنے کے لئے تسلیم نہ کرتی تھی۔ بلکہ جو شخص وہاں موجود ہو وہ اپنے نام پر خریدنے کا مجاز تھا۔ اس لئے مجبوراً مولانا صدرالدین صاحب کو اپنے نام یہ خریدنی پڑی۔ تاہم انہوں نے بیعنامہ میں تشریح کردی کہ یہ جائداد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سرمایہ سے خریدی جا رہی ہے۔ اس کے بعد یہاں سے کئی دفعہ جرمن سفیر متعینہ ہند کے ذریعہ اور سفارش سے جرمن گورنمنٹ سے خط و کتابت کی گئی۔ اور ابھی تک اس بارہ میں کوشش جاری ہے۔ معاملہ اب یہانتک پہنچ چکا ہے کہ مسجد کا انتقال حضرت مولانا محمد علی صاحب صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام ہو چکا ہے۔ اس میں انجمن کا کوئی قصور نہیں وہ غیر ممالک کے قوانین ملکی کی پابندی کرنے پر مجبور ہے۔

پروفیسر محمد عبداللہ صاحب کے چال چلن پر جو حملہ کیا گیا ہے نامہ نگار اگر خود جرمنی میں مقیم ہوتا تو عدالت اس کا بہتر فیصلہ

کر دی تھی۔ ایک شخص کے چال چلن پر ظاہرا حملہ کر دینے کے باوجود یہ لکھنا کہ:۔

"اس کو ظاہر کرتے ہوئے شرافت و انسانیت کا خون ہوتا ہے"۔

کہاں تک شرافت و انسانیت ہے۔ اگر خدا نخواستہ ڈاکٹر صاحب کسی ایسے فعل کے مرتکب ہوتے تو وہ بجائے اپنی ہندوستانی اہلیہ کے دوبارہ برلن نہ جاسکتے۔ ان کا وہاں معہ عیال دوبارہ جانا ثابت کرتا ہے کہ ان کا دامن ایسے الزامات سے پاک ہے۔ یورپ میں نکاح کا وعدہ کر کے اس پر پورا نہ رہنا کوئی اخلاقی جرم نہیں۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ تخلف وعدہ ہے۔ جس پر ہرجانہ دینا پڑتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی برلن سے غیر حاضری میں آپ جیسے دشمنان اسلام نے جو بظاہر دوستی کا دم بھرتے تھے ناجائز فائدہ اٹھایا اور ان کو بدنام کرنے کے لئے کسی عورت کو بیچ میں لے آئے۔ بہرحال اس کا مفصل جواب ڈاکٹر صاحب خود عنقریب یہ مضمون پہنچنے پر لکھینگے۔

آپ ہمارے آدمیوں کے اخلاق پر تو اس طرح کھلم کھلا حملہ کرتے ہیں لیکن آپ لوگ خود یورپ کے پرستان میں رہ کر کیا کرتوتیں کرتے رہتے ہیں اور کونسی مفید اسلامی خدمت سرانجام دیتے رہتے ہیں:۔

مسجد کی حدود اربعہ ہم نے آج تک اپنی رپورٹوں میں مشہور کے ساتھ فٹوں میں بھی دیدی ہیں۔ چنانچہ تازہ انگریزی وار دو ٹریکٹ بنام "عظیم الشان انقلاب" میں مسجد کا رقبہ ۴۵×۴۵ فٹ لکھا ہوا موجود ہے۔ مسجد کے مناروں پر سے اذان دینا اور پنجوقتہ نماز باجماعت ایک غیر از جماعت دوست نے غلطی سے لکھ دیا تھا۔ البتہ خود امام پانچ وقت نماز باقاعدہ پڑھتا ہے۔ اذان آپ کو شفیلڈ میں بیٹھے کیسے سنائی دے۔

آخر میں دھمکی دی ہے کہ:۔

"ورنہ ہم مسلمان مجبور ہونگے کہ اپنی ساری کوشش اس طرف مبذول کریں"۔

جب سے مولانا صدر الدین صاحب نے جرمنی میں اسلامی مشن کی بنیاد رکھی ہے آپ لوگوں نے کونسی کوشش اس کام کو برباد کرنے میں اٹھا رکھی ہے۔ عیسائی تو اپنے ملک میں ایک اسلامی مشن دیکھکر دیوانہ بنا ہی لیکن مسلمانوں کے پیٹ اس درد سے پھٹے جا رہے ہیں۔ کہ کیوں یہ لوگ خدا و رسول کا نام یہاں پھیلا رہے ہیں۔ یقیناً ایسے مسلمانوں کی مخالفت کی پروا ہمیں کبھی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہوسکتی ہے۔ کیونکہ یہ کام کا بگاڑنا جانتے ہیں۔ کام کا بنانا ان کی طاقت سے باہر ہے ایسے تنگدل اور مخالف احمدیت مسلمانوں کا ان پندرہ ہزار روپیہ سالانہ میں ایک پیسہ بھی نہیں جو ہم برلن میں خرچ کر رہے ہیں۔ جو مسلمان اس نیک کام میں شریک ہیں ان کو ہماری نیتوں پر پورا بھروسہ ہے۔ آپ کی مخالفت ان پر کچھ اثر نہیں کرسکتی۔

آپ نے

پیغام صلح کی توسیع اشاعت کی طرف بھی کبھی توجہ فرمائی؟
کیا یہ آپ کے قومی فرائض میں سے نہیں؟ (مینیجر)

اخبار "فاروق" کی توبہ

اخبار "فاروق" نے گزشتہ دنوں قادیانی جماعت کے نظام کے متعلق چند ایسے نوٹ لکھے تھے جو جناب میاں صاحب کی رائے میں "نہایت بیہودہ" تھے۔ چنانچہ انہوں نے "الفضل" میں اس اخبار کے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا جس کا ذکر "پیغام صلح" ۷ر ستمبر میں ہو چکا ہے۔ جناب میاں صاحب جو کر سکتے تھے وہ انہوں نے کیا۔ دنیا کی نظر "فاروق" کے مالک و مدیر میر قاسم علی صاحب کے طرز عمل پر تھی۔ مقام مسرت ہے کہ اس نازک موقعہ پر میر صاحب نے تیزی طبع کی بجائے مصلحت پسندی و عافیت جوئی کا ثبوت دیا۔ اور جناب میاں صاحب سے معافی مانگ لی جس پر میاں صاحب نے بائیکاٹ کے اعلان کو منسوخ کر دیا۔ بہت اچھا ہوا کہ پیر و مرید کا اختلاف بغیر کسی ناخوشگوار کے رفع ہو گیا۔ اگر میر صاحب کوئی دوسرا طرز عمل اختیار کرتے تو بے شمار پیچیدگیوں کے پیدا ہونے کا احتمال تھا۔

محولہ بالا اشاعت میں ہم نے جناب میاں صاحب کی خدمت میں ایک درخواست کی تھی۔ اب پھر اس کا اعادہ کئے دیتے ہیں۔

میر قاسم علی صاحب جناب میاں صاحب کے خاص آدمیوں میں سے ہیں۔ اس لحاظ سے فاروق بھی ان کا اخبار ہے اور یہ ایک نہایت ہی افسوسناک حقیقت ہے کہ اس اخبار کی اکثر تحریریں حد درجہ دل آزار اور سوقیانہ ہیں۔ شرفا کی پگڑیاں اچھالنا اس کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کے قابل احترام بزرگوں کے خلاف تو اس میں نہایت کثرت سے قابل اعتراض مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں لیکن جناب میاں صاحب نے اپنے اخبار کو ان حرکات سے کبھی منع نہیں کیا۔ اور دوسری طرف چند نوٹوں کی وجہ سے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ اپنی جماعت کے خلاف معمولی بیہودگی نے جناب میاں صاحب کو متحرک کر دیا۔ لیکن دوسروں کے خلاف یہ اخبار عرصہ سے ایسا ہی کر رہا ہے اور میاں صاحب نے کبھی فہمائش نہیں کی۔ حالانکہ بیہودگی ہر حالت میں بیہودگی خواہ وہ اپنے کے خلاف ہو یا غیر کے۔ جناب میاں صاحب "فاروق" کی توسیع اشاعت کی تحریک تو فرماتے رہتے ہیں کاش وہ اس کی روش میں اصلاح کی ضرورت بھی محسوس فرمائیں۔

(بقیہ صفحہ ۲)

میں دیتے ہیں۔ ان کا حسن و دلربائی اور ان کا سود مند اور لا بدیہ ہونا دنیا کو بتلا دیا جائے"۔

ضرورت و اہمیت تبلیغ کی موجودہ وقتوں میں ان وجوہ سے ظاہر و عیاں ہے کہ موجودہ سائنس نے جو معیار کسی شے کی صداقت کے قرار دیئے ہیں آؤ انہی کے ماتحت ہم اس مضمون کی سچائی کو پرکھیں۔ سائنس کے پاس تین ہتھیار ہیں (۱) عقل انسانی (۲) مشاہدہ (۳) تجربہ۔ عقل انسانی بجائے خود تو کوئی چیز نہیں۔ البتہ تجربہ و مشاہدہ کی رو سے جو امور از روئے منطق مستنبط ہوتے ہیں۔ انہیں انسانی تدبر و تفکر کا نتیجہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ تبلیغ حق ایسی شے ہے کہ ہر اس انسان پر واجب و لازم ہے جو اصول حقہ سے صرف خود فائدہ اٹھانا نہیں چاہتا بلکہ دوسروں کو بھی اس دولت سے مالا مال کرنا چاہتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انسانی ترقی کی ایک سیڑھی تو انفرادی ترقی ہے۔ اور دوسری سیڑھی اجتماعی ترقی۔ ہمدردی بنی نوع کے لحاظ سے بھی انسان ایک فائدہ بخش شے کو اپنے تک محدود و محصور نہیں کر سکتا اور نہ اسے ایسا کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر وہ ایسا کر بھی لے تو بھی اسے اجتماعی ترقی کے لئے تو لازم ہے کہ اس شے کو عام کر دے۔ پھر خود انفرادی ترقی کا انحصار بہت حد تک اجتماعی ترقی پر منحصر ہے یعنی مثلاً ایک شخص ایسی سوسائٹی میں بود و باش رکھتا ہے جو دماغی نشوونما میں ادنیٰ درجہ کی ہے۔ تو وہ خود بھی کسی اعلیٰ درجہ تک پہنچنے کی امید نہیں رکھ سکتا۔ گویا یوں کہنا چاہیئے کہ انفرادی و اجتماعی ترقیاں ساتھ ساتھ چلتی ہیں اور ایک دوسرے سے شدید تعلق ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی روحانیت اور اخلاق کے اعلیٰ مراتب حاصل کرنے کے لئے ماحول بہت حد تک کارآمد ہوتا ہے۔ لہذا تبلیغ حق نہ صرف اس وجہ سے فرض و لازم ہے کہ اس میں حقیقی خیر خواہی خلق مقصود ہے بلکہ خود انفرادی بلندی بھی اس سے وابستہ پڑی ہوئی ہے۔ ہر متنفس اس وقت شاہد ہے کہ آج سچائی و ہمدردی بنی نوع کو اختیار کرنا کس قدر مشکل ہے۔ اس لئے کہ ماحول اس امر میں امداد کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ ایسی ایسی رکاوٹیں پیدا کرتا ہے کہ بجلی ان نیکیوں اور سچائیوں کو عمل میں لے لینا اپنے اوپر موت وارد کرنے سے کمتر نہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ ماحول اس کے سخت مخالف پڑا ہے۔ پس ثابت ہو گیا کہ اجتماعی زندگی انفرادی زندگی کے لئے کتنی ممد و معاون ہو سکتی ہے مشاہدہ اس وقت زمانہ کا ہمیں بتلا رہا ہے کہ دنیا نے ذہنی و دماغی نشوونما میں ایسا کمال حاصل کر لیا ہے۔ اور اخلاقی و روحانی مراتب میں ایسی ادنیٰ رہ گئی ہے کہ اب دنیا کی ترقی کسی صورت میں ممکن نہیں۔ جب تک اخلاقی پہلوؤں میں بھی اسی نسبت سے نشوونما حاصل نہ کر لی جائے۔ جس حد تک ذہنی عالم میں ترقی ہو چکی ہے۔ سب سے بڑا محکم معیار کسی اصول کی صداقت پر تجربہ ہے۔ جو سائنس کے نزدیک ہو سکتا ہے کس قدر احسان اس شخص کا ہے جس نے اس تبلیغ حق کی اہمیت کو صرف دلائل و براہین سے ثابت نہیں کیا بلکہ اس کی اور اس کے متبعین کی کوششوں سے اس امر کا دنیا اب تجربہ کر چکی ہے۔ اشاعت اسلام یا تبلیغ حق سے وہ وہ اہم نتائج برآمد ہوئے ہیں اور آئندہ ہونے کا احتمال ہے کہ اس کے مقابل کسی اور مقصد و غرض کو پیش کرنا عبث و لاحاصل ہے۔ ایک محدود قوم جس کے افراد چند ہزار نفوس سے زائد نہیں اور بالکل غریب و نادار ہے نہ دولت و ثروت ہے۔ نہ حکومت و سائنس۔ وہ جب بیس برس کے قلیل عرصہ تک اس امر کا تجربہ کرتی ہے تو ایک عالم کی آنکھیں چندھیا دیتی ہے۔ دوست اور ہمنوا کو چھوڑ دو۔ غیر اور دشمن اشاعت اسلام کے نتائج کو دیکھ دیکھ اندازے لگاتے اور پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ وہ یورپ جو مادیت کا گہوارہ ہے اور وہ یورپ جو دہریت و لامذہبی کا مرکز۔ آج اسی یورپ کی نسبت اسی کا ایک عالم پیشگوئی کرنے پر مجبور ہے کہ ایک صدی سے قبل بیشتر حصہ اسلام کا حلقہ بگوش ہو جائے گا۔ کیا اس تجربہ و مشاہدہ سے بڑھ کر کسی اور شہادت کی ضرورت ہے؟ ہاں اگر ان امور سے بڑھ کر بھی کوئی شہادت ہوسکتی ہے اور وہ وہی ہے جو آسمان سے سنائی دے تو اسے سنئے و اور سن لو کہ آسمان نے بھی گواہی دیدی ہے کہ اب تبلیغ حق ہی ایک وہ فرض ہے جس سے

ضروری نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشانات دیئے جاتے کیونکہ اس وقت ان کی ضرورت نہ تھی۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کی سرشت کو صرف وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو یہودیوں کے ایک تھوڑے سے فرقہ کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں اور ہم قرآن شریف کے وارث ہیں جس کی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اور تمام دنیا کے لئے ہے۔ مگر حضرت عیسیٰ صرف توریت کے وارث تھے جس کی تعلیم ناقص اور مختص القوم ہے۔ اسی وجہ سے انجیل میں ان کو وہ باتیں تاکید کیساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں لیکن قرآن شریف سے ہم کوئی امر زیادہ بیان نہیں کر سکتے کیونکہ اسکی تعلیم اتم اور اکمل ہے اور وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔"

پھر جس حالت میں یہ بات ظاہر و ہویدا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی قدر قوتیں اور طاقتیں دی گئی تھیں جو فرقہ یہود کی اصلاح کے لئے کافی تھیں تو بلاشبہ ان کے کمالات بھی اسی پیمانہ کے لحاظ سے ہونگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان من شیء الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ ہر ایک چیز کے ہمارے پاس خزانے ہیں مگر ہم قدر ضرورت سے زیادہ ان کو نازل نہیں کیا کرتے پس یہ حکمت الٰہیہ کے برخلاف ہے کہ ایک نبی کو امت کی اصلاح کے لئے وہ علوم دیئے جائیں جن علوم سے وہ امت مناسبت ہی نہیں رکھتی۔"

انسانی سرشت بہت سی شاخوں پر مشتمل ہے اور کئی مختلف قوتیں خدا نے اس میں رکھی ہیں لیکن انجیل نے صرف ایک ہی قوت عفو اور درگذر پر زور دیا ہے گویا انسانی درخت کی صدہا شاخوں میں سے صرف ایک شاخ انجیل کے ہاتھ میں ہے پس اس سے حضرت عیسیٰ کی معرفت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے کہ وہ کہاں تک ہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت انسانی فطرت کے انتہا تک پہنچی ہوئی ہے اس لئے قرآن شریف کامل نازل ہوا اور یہ کچھ برا ماننے کی بات نہیں اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ فضلنا بعضھم علی بعض۔ یعنی بعض نبیوں کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوتیں نہ دی جاتیں جو آنحضرت صلعم کے تمام کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر سکتیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا"

"پس اس امت مرحومہ کی فطرت عالیہ کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کو حکم ہوا ہے کہ تمام گذشتہ متفرق کمالات کو اپنے اندر جمع کرو یہ تو عام طور پر حکم ہے اور خواص کے مدارج خاص اسی سے معلوم ہو سکتے ہیں اسی وجہ سے اس امت کے باکمال صوفی اس پوشیدہ حقیقت تک پہنچ گئے ہیں کہ انسانی فطرتوں کے کمال کا دائرہ اسی امت نے پورا کیا ہے"

"خلاصہ کلام یہ کہ چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھی تو پھر اس امر میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے تھے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی وھذا تحدیث نعمۃ اللہ ولا فخر

"کیا جس قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا وہ ایسا ہی ایک اور انسان یا اس سے بہتر پیدا نہیں کر سکتا"

"بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام عظیم الشان نبی گذرے ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے توریت دی اور جن کی عظمت اور وجاہت کی وجہ سے بلعم باعور بھی ان کا مقابلہ کر کے تحت الثریٰ میں ڈالا گیا اور کتوں کے ساتھ خدا نے اس کی مشابہت دی وہی موسیٰ ہے جس کو ایک بادیہ نشین شخص کے علوم روحانیہ کے سامنے شرمسار ہونا پڑا اور ان غیبی اسرار کا کچھ پتہ نہ لگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فوجدا عبدا من عبادنا آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔ خدا تعالیٰ کے کام مصلحت اور حکمت سے خالی نہیں اس نے دیکھا کہ ایک شخص کو محض بیوجہ خدا بنایا گیا جس کی چالیس کروڑ آدمی پرستش کر رہے ہیں تب اس نے مجھے ایسے زمانہ میں بھیجا کہ جب اس عقیدہ پر غلو انتہا تک پہنچ گیا تھا اور تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھے مگر مسیح ابن مریم کے نام سے خاص طور پر مجھے مخصوص کر کے وہ میرے پر رحمت اور عنایت کی گئی جو اس پر کی گئیں"

"یہودیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ دو مسیح ظاہر ہونگے اور آخری مسیح یعنی جس سے اس زمانہ کا مسیح مراد ہے پہلے مسیح سے افضل ہوگا اور عیسائی ایک ہی مسیح کے قائل ہیں مگر کہتے ہیں کہ وہی مسیح ابن مریم جو پہلے ظاہر ہوا آمد ثانی میں بڑی قوت اور جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ آمد اول کو اس سے کچھ نسبت نہیں"

"اور اسلام نے بھی آخری مسیح کا نام حکم رکھا ہے اور تمام دنیا کے مذاہب کا فیصلہ کرنیوالا اور محض اپنے دم سے کفار کو مارنیوالا قرار دیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اس کیساتھ ہوگا اور اسکی توجہ اور دعا بجلی کا کام کریگی"

"پھر جب خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو عزیزو! جبکہ میں نے ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور آنیوالا مسیح میں ہوں تو اس صورت میں جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اس کو نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرنا چاہیئے کہ آنیوالا مسیح کچھ چیز ہی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حکم جو کچھ ہے پہلا ہے خدا نے اپنے وعدہ کے موافق مجھے بھیجدیا اب خدا سے لڑو ہاں میں صرف نبی ہی نہیں بلکہ ایک پہلو سے امتی بھی تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲-۱۵۳-۱۵۴-۱۵۵

ان تمام عبارات میں صاف طور پر بار بار حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بتایا ہے کہ مسیح علیہ السلام پر جس فضیلت کا انہیں دعوے ہے (۱) وہ ان کمالات کی وجہ سے ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیح ناصری سے بڑھکر ملے ہیں ظلی طور پر وہی کمالات آپ کی پیروی کی وجہ سے مسیح موعود کو بھی دیئے گئے (۲) مسیح کو الوہیت کے تخت پر بٹھانے کے لئے آنحضرت صلعم کی جو توہین کی گئی ہے وہ خدا تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لا رہی ہے اور وہ دکھاتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے ادنیٰ خادم مسیح اسرائیلی سے بڑھکر ہیں (۳) جس طرح مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھکر ہے (۴) اور سب سے بڑھکر یہ کہ مسیح ناصری کا دائرہ اصلاح ایک خاص قوم تک محدود تھا لیکن مسیح موعود کا دائرہ آنحضرت صلعم کی اتباع میں کل دنیا پر محیط ہے اس لئے لازمی امر تھا کہ مؤخر الذکر کو مسیح اول سے بڑھکر قوت حاصل ہوتی اس کیساتھ ہی آخری فقرہ میں ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی لکھکر یہ بھی بتا دیا کہ جو

فضیلت آپکو حاصل ہے وہ آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان کیوجہ سے نہ کہ نبی ہونیکی وجہ سے اور حضرت موسٰے جیسے اولوالعزم نبی کے مقام میں ایک بادیہ نشین کے کمال علم کو پیش کرتے ہوئے اس امر کو صاف کر دیا کہ جس فضیلت کو آپ پیش کر رہے ہیں وہ وہی ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے پھر یہ بھی بتایا ہے کہ امت محمدیہ کی فطرت عالیہ کو تمام گذشتہ کمالات اپنے اندر جمع کرنیکا حکم ہے اور اس امت کے باکمال صوفیوں کی مثال اس امر کے ثبوت میں پیش کی ہے کہ انسانی فطرتوں کے کمال کا دائرہ اسی امت نے پورا کیا ہے پس یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے محض اپنی ہی فضیلت مسیح ناصری پر جتائی ہے اور اس طرح نبوت کا دعوے کیا ہے ایک صریح غلط بیانی ہے آپ نے اس امت کا وہ کمال اور آنحضرت صلعم کی وہ شان اور عظمت بیان کی ہے جو دوسرے انبیاء پر نہیں حاصل ہے کیا ہمارے مخالفین کو مسیح اسرائیلی کے ساتھ ایسی ہی محبت ہے کہ اس کے بالمقابل آنحضرت صلعم کی علو مرتبت اور خیر امت کی فضیلت بھی گوارا نہیں ؟ اگر یہی خیال ہے تو یہ اسلام انہیں مبارک ہو ہمیں وہ کفر ہی کافی ہے جو رسول اللہ صلعم کی عظمت کو بلند کرنیکا موجب ہے مسیح ناصری علیہ السلام کی وہ عظمت درکار نہیں جو انہیں خدائی کے درجہ تک پہنچاتی اور اسلام کو دنیا سے مٹانا چاہتی ہے

صد حسین است در گریبانم

اسی ضمن میں سید صاحب نے درثمین سے یہ شعر بھی نقل کیا ہے :-

کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

لیکن یہ نہیں بتایا کہ کیا حسین علیہ السلام بھی نبی تھے کہ ان پر بھی آپ ...... کے خیال کے مطابق کوئی فضیلت حاصل نہیں کر سکتا ؟ سید الشہداء بیشک نبی نہیں کہئیے لیکن شہادت سے بڑھکر صدیقیت کا مرتبہ بھی تو موجود ہے جس پر اس امت کے سینکڑوں اور ہزاروں بزرگ پہنچے کیا ان سب کو بھی اعتراض ٹھیرایا جائیگا یا ان کے بلند مراتب ہی سے انکار کر دیا جائیگا ؟ تعجب ہے ایک طرف آپ لوگوں کے نزدیک اس امت کا ایک ادنٰے شہید بھی ایک نبی پر فضیلت پا سکتا ہے اور دوسری طرف اس شخص کو جو شہادت سے بڑھکر بلند مرتبہ پر فائز ہے اور دین مبین کی خاطر امام حسینؑ سے بڑھکر دکھ اور مصائب اٹھا رہا ہے اتنی بھی اجازت نہیں دیتے کہ اپنی مشکلات اور پیش آمدہ مصائب کا اظہار اس شعر کے ذریعہ سے کر سکے جس کا مفہوم محض اس قدر ہے کہ امام حسینؑ کو جو دکھ اور مصائب دشت کربلا میں اٹھانے پڑے ان کا نظارہ میں ہر آن کر رہا ہوں اور سو حسینؑ کے دکھ میرے گریبان میں الجھے ہوئے ہیں اس میں کسی کی توہین نہیں اپنی مشکلات کا اظہار ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ امام حسینؑ کے مصائب اپنی شدت کے لحاظ سے کتنے ہی دلسوز اور روح فرسا کیوں نہ ہوں لیکن ان کی میعاد چند گھڑی یا زیادہ سے زیادہ چند دن تھی لیکن مرزا صاحب پر مخالفین کی طرف سے تیروں کی بوچھاڑ پڑتے ہوئے آج نصف صدی کا عرصہ منقضی ہو چکا ہے یہی نہیں بلکہ اصل دکھ اور سب سے زیادہ مصیبت جو ایک مامور من اللہ کی جان کو گھلا دینے کا موجب ہو سکتی ہے وہ مخلوق خدا کی گمراہی ہے مسلمانوں کی راہ ہدایت سے دوری اور قرآن سے مہجوری ایک طرف اور آریہ ۔ عیسائی ۔ برہمو ۔ دہریہ ۔ مادہ پرست غرض کفر و شرک کا وہ طوفان جو آج تمام دنیا پر ایک سیلاب عظیم کی شکل میں چھایا ہوا ہے دوسری طرف اس حقیقت کو ظاہر نشمس کر رہا ہے کہ اس مجدد صدی کے مجدد کو کس قدر شدید بلاؤں کا سامنا کرنا پڑا امام حسین کو تو ایک یزید سے مقابلہ تھا لیکن یہاں سینکڑوں اور ہزاروں یزید بہت بڑے لاؤ لشکر کیساتھ دین حق کو کچلنے کے درپے تھے جس کو دیکھکر آپ کی روح پکار اٹھی ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید	دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین
تیر بر معصوم میبارد خبیث بدگہر	آسماں را مے سزد گر سنگ بارد بر زمین

عیسٰے کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

اسی سلسلہ میں ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۸ کا یہ شعر نقل کیا گیا ہے ؎

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم عیسٰے کجاست تا بنہد پا بہ منبرم

حیرانی ہے کہ اس شعر میں کونسی فضیلت یا نبوت کا ذکر ہے اور کیوں سید صاحب نے اسے پیش کیا ہے اس میں تو صرف اپنے مسیح موعودؑ ہونے اور مسیح ناصری کے وفات یافتہ ہونے کیوجہ سے دوبارہ نہ آنے کا ذکر ہے عیسٰے کجاست تا بنہد پا بہ منبرم میں مسیحؑ کی کوئی توہین نہیں بلکہ ایک امر واقعہ کا اظہار ہے کہ عیسٰے علیہ السلام اب کہاں زندہ ہیں کہ وہ پھر آئیں اور اس منبر مسیحیت پر جہاں مجھے بٹھایا گیا ہے قدم رکھیں اس میں کونسی توہین کی بات ہے اور حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنی بڑائی اور نبوت کا کہاں اسمیں ذکر کیا ہے ؟

مسئلہ فضیلت حقیقۃ الوحی میں

اس کے بعد حقیقۃ الوحی کے حسب ذیل الفاظ پیش کئے ہیں :-

"مجھے قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھا سکتا"

"یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو"

ان فقرات کے نقل کرنے میں پھر ایسی کتر بیونت سے کام لیا گیا ہے جس کے بیسیوں نمونے قبل ازیں پیش کئے جا چکے ہیں اگر سیاق و سباق عبارت کو نقل کیا جاتا تو جو مفہوم ان فقرات سے پیدا کرنا سید صاحب کا مقصود ہے وہ ہرگز پیدا نہ ہو سکتا تھا فضیلت کی بحث حقیقۃ الوحی کے کم و بیش آٹھ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے ان آٹھ صفحات میں سے دو فقرے نقل کر دینا دیانت و امانت کے کہاں تک مطابق ہے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص قرآن میں سے لاتقربوا الصلٰوۃ کے الفاظ پیش کر کے کہدے کہ قرآن نے نماز کے قریب بھی پھٹکنے سے منع کیا ہے ان فقرات میں حضرت مسیح موعودؑ نے جس امر کی طرف اشارہ کیا ہے اسکی وضاحت ذیل کی عبارات سے ہوتی ہے جو منقولہ بالا فقرات کے سیاق و سباق پر مشتمل ہیں :-

"اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسٰے علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے میں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے ان لوگوں کو گوارا نہ ہونگے جنکے دلوں میں حضرت مسیح کی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی ہے"

"ہاں اسقدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالےٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ ان سے آسمان پھٹ جائے پس خدا دکھلاتا ہے کہ اس رسول کے ادنٰے خادم اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھکر ہیں"

"بجگہ یہ بھی یاد رہے کہ جبکہ مجھکو تمام دنیا کی اصلاح کیلئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دنیا کے لئے آیا تھا تو اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں بھی دی گئی ہیں جو اس بوجھ کے اٹھانے کے لئے ضروری تھیں اور وہ معارف اور نشان بھی دیئے گئے ہیں جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب وقت تھا مگر

سے بھی مقابلہ نہیں کرسکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے مرتبہ میں احمد کے غلام سے بھی کمتر ہے"۔

ان تمام فقرات اور عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ

(۱) حضرت مسیح موعود کا تمام روئے سخن عیسائیوں کی طرف ہے جو مسیح کی الوہیت کے قائل ہیں

(۲) مسیح کی الوہیت کے خلاف آپ نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ ان سے تو رسول اللہ صلعم کے ادنے غلام ہی اپنی شان میں بڑھ کر ہیں پس جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سے بھی کمتر ہے وہ خدا کیسے ہوسکتا ہے۔

(۳) صاف طور پر لکھ دیا کہ اپنی بڑائی اور فضیلت کو رسول اللہ صلعم کی بڑائی اور فضیلت کا نتیجہ قرار دیا بلکہ ایک اور جگہ اپنی اس بڑائی کو رسول اللہ صلعم کی بلند شان اور عظمت کے اظہار کا موجب ٹھیرایا ہے جیسے فرمایا

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے　　جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

کون انصاف پسند یہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے ان عبارات میں کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کا اظہار جرم ہے؟ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ آپ کی شان وعظمت تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بہت بڑھکر ہے پھر کیا آپ کے ظل میں وہی عظمت وشان پیدا نہیں ہوسکتی؟ کیا سورج کا عکس جس وقت شیشہ میں جا کر پڑتا ہے تو اس سے وہی روشنی وہی حدت اور آنکھوں کو چندھیا دینے والی کرنیں پیدا نہیں ہوتیں جو آفتاب میں پائی جاتی ہیں کون کہتا ہے کہ وہ عکس حقیقتاً سورج ہے اور شیشہ کے اندر کا سورج بیرونی آفتاب سے علیحدہ چیز ہے وہ تو درحقیقت کوئی علیحدہ چیز ہی نہیں جب تک اصل آفتاب اس کے سامنے ہے اسوقت تک وہ سب کچھ ہے جب آفتاب اس کے سامنے سے ہٹا تو کچھ بھی باقی نہ رہا بعینہٖ یہی حال ظل اور بروز کا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام جن کا قلب صافی ایک شیشہ کی طرح صاف ہوچکا ہے اسی پاک نبی کا نور اپنے اندر لیکر اس کی صفات عالیہ اور کمالات کو اپنے اندر جمع کر کے ایسے منور ہوئے کہ ایک مسیح کیا کئی نبیوں سے بڑھ گئے اور یہ تمام بڑائی انکی نہیں بلکہ حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بڑائی ہے جن کا عکس ان کے قلب صافی پر پرتو فگن ہے پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور کمالات مسیح علیہ السلام سے بہت بڑھکر ہیں تو لازمی ہے کہ آپ کا ایک غلام آپ کا ظل اور بروز بھی مسیح علیہ السلام سے بڑھکر ہو ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال مرتبت اور بلندی شان پر حرف آتا ہے پس اگر آپ کا ایک ادنیٰ غلام بھی اپنی تمام شان میں مسیح علیہ السلام سے بڑھ سکتا ہے (جو درحقیقت ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے کیونکہ نبی اپنے منصب کے لحاظ سے غیر نبی پر بہت بڑی فضیلت اور فوقیت رکھتا ہے) تو اسی میں مسیحیت کی موت ہے یہی الوہیت مسیح کے ابطال کا ایک کھلا ثبوت ہے لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کو آج یہ گوارا ہی نہیں کہ مسیح علیہ السلام کو تخت الوہیت سے نیچے اتار کر ان کے اصل منصب پر بٹھایا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظمت وشان کا اظہار کیا جائے جس کے آپ مالک ہیں مرزا صاحب کی مخالفت کرنی ہے خواہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی حرف کیوں نہ آجائے اور عیسائیت ہی کو تقویت کیوں نہ پہنچے الفاظ کی کتربیونت سے مطلب کو بگاڑنا اور جھوٹے الزامات اور مکروفریب سے اس مامور من اللہ کو بدنام کرنا آج انکے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے جس پر انا للہ وانا الیہ راجعون کے سوائے اور کیا کہا جاسکتا ہے۔

اور اس منات کرب وبلا کی حالت نے آپ کے دل کو جو صدمہ پہنچایا اس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے ؎

ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت　　کثرت اعدائے ملت قلت انصار دیں

کیا یہ کوئی چھوٹا سا غم ہے کیا یہ دشت کربلا کی مصیبت سے کسی درجہ کم ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ موجودہ زمانہ کے عیش پسند اور تنعم پرست علماء کے نزدیک یہ غم چنداں اہمیت نہیں رکھتا لیکن وہ شخص جس کو دنیا کی اصلاح کا کام سپرد کیا گیا ہو کس طرح سے ایسے حالات میں آرام کرسکتا ہے اس کی تو زندگی کا ہر ہر لمحہ پکار پکار کر صد حسین است در گریبانم کا اعلان کر رہا ہے اس حامی اسلام اس دین کا غم کھانیوالے کو مورد اعتراض بنانا کس نیک آدمی کا کام ہوسکتا ہے اگر دین کا کچھ غم اور درد ہوتا تو مرزا کو متہم کرنے کے بجائے اس کے پاؤں چومنے کے لئے دوڑتے اور اس کے ساتھ ہو کر دین کی حمایت ونصرت کا کام سرانجام دیتے لیکن آہ! اس نے سچ کہا تھا ؎

مردم بیقدر مشغول عشرت ہائے خویش　　خرم وخنداں نشستہ با بتان نازنیں

عالماں را روز وشب باہم فساد از جوش نفس　　زاہداں غافل سراسر از ضرورتہائے دیں

اس نے دعا بھی کی ہے آؤ اور اعتراضات اور عیب چینی کرنے کے بجائے اس کے ساتھ ہو کر آمین ہی کہدو ؎

ایخدا زود آ و بر ما آب نصرت ہا ببار　　یا مرا بردار یا رب زیں مقام آتشیں

ایخدا نورے ہدے از مشرق رحمت برار　　گمرہاں را چشم کن روشن ز آیات مبیں

مسیح موعودؑ کا عرفان اور اپنی وحی پر یقین

فضیلت ہی کی بحث کے ضمن میں سید صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے ثبوت میں آپ کے یہ اشعار بھی نقل کئے ہیں:-

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے　　+　　من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

آنچہ داد است ہر نبی را جام　　+　　داد آں جام را مرا بتمام

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا　　+　　بخدا پاک دانمش ز خطا

ہمچو قرآں منزہ اش دانم　　+　　از خطا ہا ہمیں است ایمانم

آں یقینے کہ بود عیسیٰ را　　+　　بر کلامے کہ شد برو القا

واں یقین کلیم بر تورات　　+　　واں یقین ہائے سید السادات

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین　　+　　ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

کیا ان اشعار میں حضرت مسیح موعودؑ نے نبوت یا انبیاء پر فضیلت کا دعوےٰ کیا ہے۔ کیا یہ کہنا کہ مجھے عرفان الٰہی کا وہی جام پلایا گیا ہے جو انبیاء کو پلایا گیا اور اپنی وحی پر ویسا ہی یقین ہے جیسا انبیاء کو اپنی وحی پر یقین ہوتا ہے دعوےٰ نبوت پر دال ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ امت مرحومہ میں کوئی بھی ایسا انسان نہیں ہوا جسکو کامل عرفان نصیب ہوا ہو یا یقینی وقطعی وحی اس پر نازل ہوئی ہو گویا جتنے راستباز اس امت میں گذرے ہیں جتنے مجددین اور ملہم من اللہ ہوئے وہ سب کے سب نعوذ باللہ عرفان الٰہی سے بے نصیب اور یقینی وقطعی الہام سے محروم تھے پھر ان کو راستباز کہنا ہی فضول

ہے کیونکہ جس کو عرفان الٰہی پورے طور پر حاصل نہیں اور جو الہام اسے ہوتا ہے وہ یقینی نہیں بلکہ مشکوک ہے کہ ممکن ہے کہ شیطان کی طرف سے ہو تو پھر راستباز کیسے مانا جا سکتا ہے اور اس کی اقتدا کیونکر ہو سکتی ہے پہلی امتوں میں تو غیر نبیوں کو بھی ایسا قطعی اور یقینی الہام ہوتا رہا جو غلطی سے پاک ہونے میں انبیاء کی وحی سے کسی طرح کم نہ تھا جیسے حضرت موسٰے کی والدہ کا الہام جس کے مطابق انہوں نے اپنے لخت جگر کو دریا میں ڈال دیا یا حضرت خضر کا الہام جس کے رو سے انہوں نے ایک بچہ کو قتل کر دیا۔ ایسا ہی حضرت مریم کا الہام بھی خطا سے پاک تھا پس کیا یہ امت ہی ایسی گئی گذری ہے کہ اس کے کامل افراد کو بوجہ غیر نبی ہونے کے نہ کامل عرفان حاصل ہو سکتا ہو اور نہ وہ اپنے الہام کو خطا سے پاک یقین کر سکتے ہیں؟

حضرت مسیح موعودؑ نے نزول المسیح میں جہاں یہ اشعار لکھے ہیں نثر میں اسی حقیقت کو واضح کیا ہے جس سے دعوئے نبوت کے اثبات کے بجائے اس کی نفی ہوتی ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"جو شخص تاریکی میں پڑا ہوا ہے اور اس سے بے خبر ہے کہ خدا کا یقینی اور قطعی کلام بھی اس کے بندوں پر نازل ہوا کرتا ہے وہ خدا کے وجود سے ہی بے خبر ہے لہٰذا وہ اپنی طرح تمام دنیا کو وساوس کے نیچے پامال دیکھتا ہے اور اس کا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ بجز وساوس اور اضغاث احلام اور حدیث نفس کے اور کچھ نہیں اور غایت کار وہ ظنی طور پر نہ یقینی اور قطعی طور پر الہام الٰہی کا خیال دل میں لاتا ہے مگر ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ جس دل پر درحقیقت آفتاب وحی الٰہی تجلی فرماتا ہے اس کے ساتھ ظن اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی کیا خالص نور کے ساتھ ظلمت رہ سکتی ہے؟ پھر جس حالت میں موسٰے کی ماں کو بھی یقینی الہام ہوا جس پر پورا یقین رکھ کر اس نے اپنے بچہ کو معرض ہلاکت میں ڈال دیا۔ اور خدا تعالےٰ کے نزدیک مجرم اقدام قتل مجرم نہ ہوئی تو کیا یہ امت اسرائیل کے خاندان کی عورتوں سے بھی گئی گذری ہے؟ اور پھر اسی طرح مریم کو بھی یقینی الہام ہوا جس پر بھروسہ کر کے اس نے قوم کی کچھ پرواہ نہیں کی توحیف ہے اس امت مخذول پر جو ان عورتوں سے بھی کمتر ہے پس اس صورت میں یہ امت خیر الامم کا ہے کو ہوئی بلکہ شر الامم اور اجہل الامم ہوئی اسی طرح خضر جو نبی نہیں تھا اس کو علم لدنی دیا گیا تو کیا اگر اس کا الہام ظنی تھا یقینی نہیں تھا تو کیوں اس نے ایک بچہ کو ناحق قتل کر دیا اور اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ الہام کہ نبی صلی اللہ علیہ کو غسل دینا چاہیئے یقینی اور قطعی نہ تھا تو کیوں انہوں نے اس پر عمل کیا پس اگر ایک شخص اپنی نابینائی سے میری وحی سے منکر ہے تاہم اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے اور پوشیدہ دہریہ نہیں تو اس کے ایمان میں یہ بات داخل ہونا چاہیئے کہ یقینی قطعی مکالمہ الٰہیہ ہو سکتا ہے اور جیسا کہ خدا تعالےٰ کی وحی یقینی پہلی امتوں میں اکثر مردوں اور عورتوں کو ہوتی رہی اور وہ نبی بھی نہ تھے اس امت میں بھی یقینی اور قطعی وحی کا وجود ضروری ہے تا یہ امت بجائے افضل الامم ہونے کے اخس الامم نہ ٹھیر جائے سو خدا نے آخری زمانہ میں اکمل اور اتم طور پر یہ نمونہ دکھایا۔"

پھر آگے چل کر صفحہ ۱۱۴ پر اسی بحث کے ضمن میں لکھتے ہیں:۔

"اس تمام بیان کا خلاصہ در خلاصہ یہ ہے کہ تازہ کلام الٰہی خدا کی شریعت کا پشتیبان ہے اور اس کشتی کو جو گن ہونے کے سبب غرق ہونے لگتی ہے جلد تر کنارہ تک پہنچانے والا ہے مگر شاید کوئی بھول نہ جائے اسلئے بار بار کہا جاتا ہے کہ کلام الٰہی سے مراد وہی کلام ہے جو زمانہ کیلئے تازہ طور پر اترتا ہے اور اپنی طبعی خاصیت سے ملہم اور اسکے ہم نشینوں پر ثابت کرتا ہے کہ میں یقینی طور پر خدا کا کلام ہوں اور ایسا ملہم طبعاً اس میں اور خدا کے دوسرے کلمات میں ۴

۴ جو پہلے نبیوں پر نازل ہوئے من حیث الوحی کچھ فرق نہیں سمجھتا گو دوسری وجہ سے کچھ فرق ہو۔"

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

چوتھا حوالہ واقع البلاء کا دیا گیا ہے جس کے صفحہ ۲۰ پر حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر درج ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ اسکے ساتھ ہی صفحہ ۱۳ کے یہ فقرے نقل کئے ہیں۔ "اے عیسائی مشنریو! ابن المسیح مت کہو دیکھو آج تم میں ایک ایسا ہے جو اس مسیح سے بڑھکر ہے"۔

اگر دافع البلاء کے صفحہ ۱۳ اور ۲۰ پر صرف اتنے ہی الفاظ ہوتے جتنے نقل کئے گئے ہیں تو کچھ اشتباہ کی گنجائش بھی ہو سکتی تھی لیکن سیاق و سباق میں اس بات کو ایسا واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اسے پڑھ کر اس وہم میں نہیں پڑ سکتا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا مقصود خواہ مخواہ اپنی بڑائی کا اظہار کرنا یا دعوئے نبوت کو ثابت کرنا ہے صفحہ ۲۰ پر یہ ایک ہی شعر نہیں جو نقل کیا گیا ہے بلکہ اس سے پہلے تین اور بھی شعر ہیں جن میں فرماتے ہیں ؎

زندگی بخش جام احمد ہے — کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھکر مقام احمد ہے
باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا — میرا بستان کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اس سے بہتر غلام احمد ہے

ان اشعار کے ساتھ ہی یہ فقرہ بھی لکھا ہے:۔

"یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھکر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں خدا نے ایسا کیا نہ میرے لئے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لئے"۔

اب فرمایئے اعتراض کی گنجائش کہاں باقی ہے جہانتک اپنے نفس کی بڑائی کا سوال ہے اسے تو "نہ میرے لئے" کے الفاظ صاف کر دیتے ہیں اور کھول کر بتا دیا ہے کہ یہ بڑائی رسول اللہ صلعم کی خاطر آپ کو دی گئی ہے۔ اشعار میں بھی رسول اللہ صلعم کا ہی ذکر ہے اور آپ ہی کی مدح و ثنا کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو کیونکہ غلام احمد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ابن مریم سے بڑھکر ہے یہ کس کو کہا؟ اشعار سے پہلے یہ فقرہ اس کی تفسیر کے لئے کافی ہے:۔

"یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لاشریک ہے اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔"

ایسا ہی صفحہ ۱۳ کا جو فقرہ پیش کیا گیا ہے وہاں ساتھ ہی انہی عیسائیوں کو مخاطب کر کے یہ الفاظ بھی لکھے ہیں:۔

"سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا... ..... خدا نے اس امت سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھکر ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیا خدا ہے جو احمد کے ادنیٰ غلام

چکڑالوی صاحبان اور تحویل قبلہ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

(۱)

چکڑالوی صاحبان پہلے اہل القرآن کہلائے - پھر اہل الذکر نام رکھا - اب سنا ہے امت مسلمہ کے نام سے اپنے آپ کو موسوم کرتے ہیں - چونکہ امت مسلمہ میں تمام مسلمان شامل ہیں اس لئے مجبوراً امتیاز کے لئے مجھے چکڑالوی کا لقب استعمال کرنا پڑا - تاکہ اس مضمون کو پڑھتے وقت ان کے مخصوص عقائد زیر نظر رہیں -

قرآن محتاج نہیں ہم محتاج ہیں

اس قوم کے بزرگ جب تمام سنت رسول اور تعامل امت اور احادیث نبوی کا انکار کرنے لگتے ہیں تو اس کی تعبیر یوں کرتے ہیں کہ قرآن کسی چیز کا محتاج نہیں - کیسا دلفریب نظریہ ہے لیکن ساتھ ہی کس قدر دھوکہ دینے والا ہے! کون مسلمان ہے جو کہتا ہے کہ قرآن کسی چیز کا محتاج ہے - لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ قرآن کو سمجھنے کے لئے ہم بہت سی چیزوں کے محتاج ہیں؟ میں نمبروار بعض ان امور کی فہرست پیش کرتا ہوں جن کے بغیر ہم قرآن کو کما حقہ سمجھ نہیں سکتے - دوسرے لفظوں میں جن کا قرآن محتاج نہیں بلکہ ہم محتاج ہیں -

(۱) عربی زبان کی لغت -

(۲) عربی زبان کی صرف و نحو -

(۳) قرآن کے نزول کے متعلق اس کی تاریخ یعنے کب نازل ہوا - کس پر نازل ہوا - جس پر نازل ہوا - اس کی سوانحعمری تاکہ پتہ لگے کہ وہ کیسا آدمی تھا - اس کا کیا دعویٰ تھا اور اس میں کہاں تک کامیاب ہوا -

(۴) قرآن کی مختلف آیات کن کن موقعوں پر نازل ہوئیں اس میں جن اسلامی واقعات کا تذکرہ ہے وہ کب اور کس طرح ظہور پذیر ہوئے -

(۵) گزشتہ انبیاء کی تاریخ جن کا قرآن میں ذکر ہے -

(۶) ان تمام معجزات اور نشانات آسمانی کی تاریخ جن کا ذکر قرآن میں ہے -

(۷) ان تمام علوم سے واقفیت کی ضرورت ہے - جن سے قرآن نے خدا کی ہستی اس کی توحید نبوت اور رسالت اور آخرت پر استدلال کیا ہے -

(۸) قرآن میں جو عبادات اور باہمی معاملات کے احکام ہیں ان کی تعمیل کے لئے کسی نمونہ کی ضرورت ہے - بالخصوص جب احکام ایسے ہوں جو انسان کی عبادت - معاشرت تمدن اور سیاسیات سے متعلق ہوں کیونکہ جب تک ان کا نمونہ ہمارے پیش نظر نہ ہوگا ہم کما حقہ اسے سمجھ نہیں سکتے - اور خود صاحب وحی سے بہتر ہمارے لئے کوئی نمونہ نہیں ہو سکتا -

(۹) قرآن نے جو نجات اور ترقی و کمالات انسانی کی راہ بتائی ہے اس کی صداقت کے لئے اس بات کے جاننے کی ضرورت ہے کہ اس پر چلکر نسل انسانی کہاں تک کامیاب ہوئی -

(۱۰) اپنے سے زیادہ صاحب علم اور اہل تحقیق کی تشریحات قرآنی کی ہمیں ضرورت ہے - اپنے آپ کو ساری دنیا سے بڑھ کر عالم سمجھنا اور ہر ایک صاحب فہم کو حقارت کی نظر سے دیکھنا یہ جہل مرکب اور حماقت کی نشانی ہے اگر ہمیں کسی چکڑالوی سے قرآن کی تشریح سننے کی ضرورت ہے خواہ وہ کتنا ہی کوڑھ مغز ہو تو دوسرے اہل علم اور محققین کی آراء اور تشریحات سننے سے نفرت کیوں ہو؟

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

ناشکری قوم

غرضکہ مختصراً یہ دس چیزیں میں نے عرض کی ہیں جن کے ہم قرآن کے سمجھنے کے لئے محتاج ہیں اور ہم کیا محتاج ہیں ہر ایک چکڑالوی محتاج ہے - فرق یہ ہے کہ ہم جب ان چیزوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں تو اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں - اور ان بزرگوں کے شکر گزار ہوتے ہیں جن کے ذریعہ ہمیں یہ علم پہنچا - لیکن یہ ناشکری قوم جب قرآن کی تشریح کرتی ہے تو در پردہ ان تمام علوم سے فائدہ اٹھاتی ہے لیکن بظاہر سب کو گالیاں دیتی جاتی ہے - کہ سب جھوٹے تھے - جاہل تھے - "قرآن کسی کا محتاج نہیں" - کوئی ان سے پوچھے کہ قرآن تو محتاج نہیں لیکن تم تو محتاج ہو - کیا عربی زبان کی لغت کے تم محتاج نہ تھے - اس کی صرف و نحو کے تم محتاج نہ تھے - اگر تاریخ نہ بتاتی کہ قرآن کب نازل ہوا - کس پر نازل ہوا اور جس پر نازل ہوا وہ کس قسم کا انسان تھا - اس کا کیا دعویٰ تھا - مختلف آیات کن کن موقعوں پر نازل ہوئیں - جن واقعات کا تذکرہ قرآن میں ہے وہ کب اور کس طرح ظہور پذیر ہوئے؟ گزشتہ انبیاء جن کا ذکر قرآن میں ہے کہاں اور کب پیدا ہوئے - ان کے حالات کیا تھے - جن معجزات و نشانات آسمانی کا ذکر قرآن میں ہے تاریخی رنگ میں وہ کس طرح ظہور پذیر ہوئے - جن علوم سے قرآن نے اپنے استدلال میں کام لیا ہے اگر ان سے واقفیت نہ ہوتی تو کیا یہ چکڑالوی قرآن کی ایک آیت کی بھی تشریح کر سکتے تھے ہرگز نہیں - کیا معاشرت اور تمدن اور سیاسات اور عبادات کے احکام کے متعلق جب تک آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہؓ کا نمونہ نہ ہوتا تو کوئی امت مسلمہ کا فرد خواہ وہ حنفی ہو یا متقلد ہو یا غیر مقلد ہو یا احمدی ہو یا چکڑالوی ہو اس کے لئے تعمیل کی شکل قائم کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں - جب سے یہ چکڑالوی قوم پیدا ہوئی ہے - انہیں قرآن کے سارے احکام پر عمل کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملا - کیونکہ کوئی چکڑالوی حکومت تا حال قائم نہیں ہوئی جس میں تمام قوانین شریعت قرآنی پر عمل ہوتا اور اس کے لئے کوئی چکڑالوی نقشہ تیار ہوتی - لے دے کر انہیں اگر عمل کا موقعہ ملا ہے تو صرف نماز یا روزہ پر - اور بس - جس دن سارے قرآن کو عملی زندگی پر چسپاں کر کے دکھائیں گے اس دن کھیت پڑے کسانی نظر آئے گی - اور یہ تمام اہل علم و محققین اور ائمہ محدثین و مجتہدین پر حقارت سے ہنسنے والے وہ تماشہ دکھائیں گے کہ رہے نام سائیں کا - اگر ان میں سے ہر ایک الگ الگ بھانت بھانت کی بولی نہ بولے اور قرآن کریم کو نعوذ باللہ

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا - کا مصداق نہ بنا دیں تو تبھی کہنا -

نماز کے متعلق چکڑالوی اختلاف

لے دے کر ایک نماز پر اس قوم کا زور اب تک رہا ہے - تو یہ دیکھکر انسان حیرت میں آجاتا ہے کہ چند سالوں میں قرآن کو مفصل اور مشرح کہنے والے متعدد شکلیں نماز کی بنا اور بگاڑ چکے ہیں - نماز کے اوقات میں اختلاف - رکعتوں میں اختلاف - ارکان میں اختلاف - قرارت میں اختلاف - خود نماز کے پڑھنے نہ پڑھنے میں اختلاف - مولوی عبداللہ چکڑالوی مرحوم پانچ وقت نماز پڑھتے تھے - رکعتیں بھی یہی تھیں جو تمام امت میں بطور فرض کے رائج ہیں - نماز کے ارکان بھی یہی تھے - البتہ نماز میں قرآن کے سوا انہوں نے اور کوئی دعا نہ رکھی تھی - ان کے بعد نمازیں پانچ کی جگہ تین بنیں - پھر رکعتوں میں اختلاف ہوا - تینوں نمازوں کی دو دو رکعتیں رہ گئیں - اب ایک ہی رکعت رہ گئی - پھر ارکان میں اختلاف ہوا - رکوع اڑ گیا - ایک سجدہ اڑ گیا جلسہ اڑ گیا - اور سچ پوچھو تو ان لوگوں میں کوئی قاعدہ قانون ہے ہی نہیں جیسی جس کے دل میں آئی نماز پڑھ لی - کیونکہ ہر ایک ان میں سے مجتہد ہے -

گجراتی بزرگ کا فتویٰ

ان سے آگے ترقی ہوئی تو ایک بہت بڑے چکڑالوی بزرگ نے جو گجرات میں رہتے ہیں - یہ فتویٰ دیدیا کہ نماز پڑھنے روزہ کرنے کا منشا ہے لعلکم تتقون تاکہ تم متقی بنو - پس نماز روزہ ان لوگوں کے لئے ہے جو متقی نہ ہوں یعنے دوسرے لفظوں میں بدمعاش ہوں - فحشا اور منکر کے مرتکب ہوتے ہوں ان کو چاہئے کہ نماز پڑھیں تاکہ ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر کے ماتحت وہ یہ برے کرتوت چھوڑ دیں - لیکن جو شخص پہلے ہی شریف ہوں - بھلے مانس ہوں - فحشا اور منکر کے مرتکب نہ ہوتے ہوں انہیں نماز پڑھنے کی کیا ضرورت ہے اور روزہ رکھنے کی کیا حاجت ہے - للہ یسجد ما فی السمٰوات و ما فی الارض کے ماتحت ہر ایک چیز جو اپنا کام کر رہی ہے وہ خدا کی نماز ہی پڑھ رہی ہے - پس ہم جو اپنا پیشہ کرتے ہیں یہی ہماری نماز ہے - ہم وہ نماز پڑھتے ہیں جو ساری کائنات کی نماز ہے تم انسان کی بنائی ہوئی اٹھک بیٹھک کرتے ہو" غرضکہ جتنے منہ اتنی ہی باتیں - ان میں سے ہر ایک قرآن کی تفسیر کرتا ہے اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا کہ تمہاری تفسیر کی قرآن کو حاجت کیوں ہے - کوئی اور قرآن کی تفسیر کرے تو قرآن محتاج ٹھیرتا ہے مفصل نہیں رہتا - جب یہ قرآن کی تفسیر کریں - رسالے شائع کریں - اور ان میں آیات قرآنی کی تفسیریں شائع ہوں تو قرآن محتاج نہیں ٹھیرتا - یا تو یہ اپنے آپ کو خدا اور اپنی تحریروں کو قرآن سمجھتے ہیں یا پھر ان کے تولنے کا پیمانہ اپنے لئے اور ہے اور دوسروں کے لئے اور ہے اور اس صورت میں یہ اس آیت کے مصداق ہوں گے کہ ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون (ترجمہ) ہلاکت ہے کم دینے والوں کے لئے جو لوگوں سے جب ماپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں - اور جب ان کو ماپ یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں -

اصول و عمل کا تضاد

حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ان تمام علوم سے جو قرآن کے سمجھنے

کے لئے ضروری ہیں فائدہ اٹھاتے ہیں - صرف - نحو - لغت - تاریخ - حالات نبی کریم صلعم - حالات انبیا وغیرہ سب سے فائدہ اٹھاتے ہیں - احکام و عبادات میں سے انہوں نے جن امور کو بھی لیا ہے بے اختیار یہ اس نمونہ کی پیروی کرتے ہیں جو آنحضرت صلعم نے دنیا کو سکھایا - میں نے تو ان کے نکاح بھی دیکھے ہیں آخر مسلمانوں کے عام طریق کے موجب ہوتے ہیں - قرآن نے فانکحوا فرما کر مزید تشریح تو رسول اللہ صلعم ہی پر چھوڑی تھی رسول اللہ صلعم کے نمونہ کے مطابق امت میں اتعامل چلا آرہا ہے نکاح کے ایجاب و قبول قرآن میں تو نہیں پھر یہ چکڑالوی کس کے نمونہ کی تتبع کر رہے ہیں - اسی طرح نماز کو لے لو جس میں انہوں نے بڑی تبدیلیاں کی ہیں - کیا قومہ اور سجدہ کا نقشہ کہیں قرآن میں دیا ہوا ہے - پھر یہ سجدہ جو ایک چکڑالوی کرتا ہے کہاں سے آیا کس نے سکھایا - قرآن نے تو سجدہ کا لفظ سورج چاند - کائنات کی ہر شے پر بولا ہے - تو یہ اوندھے پڑ کر ناک اور پیشانی پر سجدہ کرنا کہاں سے آیا - بلکہ قرآن میں تو لکھا ہے یخرون للاذقان سجدا کہ اپنی ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گرجاتے ہیں - میں نے تو آج تک کسی چکڑالوی کو ٹھوڑی زمین پر رکھے ہوئے اور پیشانی اور ناک اوپر اٹھائے ہوئے سجدہ کرتے نہیں دیکھا - آخر قیام اور سجدہ کی جو شکل نماز میں ہے اگر امت میں پہلے سے رائج نہ ہوتی تو کسی چکڑالوی کا ذہن قطعاً یہ شکل تجویز نہ کر سکتا تھا - اس سے کیا صاف نتیجہ یہ نہیں نکلتا کہ دراصل اس نمونہ سے جو آنحضرت صلعم نے نماز کا قائم کیا تھا یہ لوگ جہاں مناسب سمجھتے ہیں فائدہ اٹھاتے ہیں - لیکن جس کتاب میں یہ نمونہ درج ہے اس کو ہزار ہزار گالیاں دیتے جاتے ہیں چنانچہ بخاری وغیرہ کو تو بے نقط سناتے ہیں - تعجب ہوتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے - اگر قرآن کے سوا اور تمام دوسری کتابوں کو گالیاں دینی ضروری ہیں تو تاریخوں سے کیوں فائدہ اٹھاتے ہیں - دنیا کی سڑی سے سڑی ادنیٰ درجہ کی کتابوں سے علم لینے کو تیار ہیں لیکن حدیث کا نام آیا نہیں اور غصہ سے ان کا چہرہ متغیر ہوا نہیں آخر یہ سب کس لئے ؟ یہ غلط ہے کہ چونکہ احادیث کی کتب میں بعض غیر معقول روایات ہیں - اس لئے قابل مسترد کردینے کے ہیں -

انسانی کتابیں غلطیوں سے مبرا نہیں

دنیا میں کونسی انسانی کتاب ہے جس میں غلطیاں نہیں ہیں اگر ان غلطیوں کی بنا پر ساری کتاب کو رد کر دیا جائے تو کسی کتاب سے بھی علمی استفادہ نہیں ہو سکتا - کیا اہل علم اور محققین کا طریق عمل یہ نہیں ہے - کہ ہر ایک کتاب میں سے صحیح اور مفید باتیں ہیں وہ لے لی جائیں اور باقی کو ترک کر دیا جائے - اگر بخاری و مسلم میں بعض غیر معقول روایات بھی آگئی ہیں - تو کیا ان کی وجہ سے ان میں جو صد ہا اصول علم و حکمت کے موتی ہیں وہ بھی رد کردینے کے قابل ہیں ؟ بخاری و مسلم خدا نہ تھے - رسول نہ تھے - انسان تھے - ان سے غلطیاں ہو سکتی ہیں - لیکن کسی کی چند غلطیوں کی وجہ سے اس کی ساری بیش قیمت علمی تحقیقات سے آنکھیں بند کر لینا یہ کس مذہب نے روا رکھا ہے - اور کس عقلمند نے اس کو جائز رکھا ہے ؟ اور اس طریق سے تو دنیا کے تمام علمی ذخائر کو دریا برد کر دینا چاہیئے - اور خود ان چکڑالوی صاحبان کا طریق عمل بھی اس کے خلاف ہے - وہ مختلف علوم کی کتابوں سے استفادہ کرتے ہیں - ان کی اچھی باتیں لیتے اور غیر معقول باتیں رد کرتے ہیں اور یہی طریق تمام اہل دنیا کا ہے - لیکن نہ معلوم حدیث سے ایسی کیا دشمنی ہے کہ یہاں وہ تمام قواعد تحقیقات کے دریا برد کر دیئے جاتے ہیں - اور چند احادیث کو بطور بہانہ سامنے رکھ کر حدیث کے متعلق تمام تحقیقات اور اس سارے علم کو دیا سلائی لگا کر کلیجہ ٹھنڈا کیا جاتا ہے -

حدیث سے دشمنی کی اصل وجہ

جہاں تک میں نے سوچا ہے اس کی وجہ اور کوئی نہیں سوائے اس کے کہ آنحضرت صلعم کے نمونہ اور ارشادات کو سامنے رکھ کر ایک انسان شریعت کے احکام کے نیچے بندھ جاتا ہے - اس بندھن سے آزادی اور اباحت کا دروازہ کھولنے کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ آنحضرت صلعم نے اپنے نمونہ سے جو احکام قرآنی کی عملی تفسیر کرکے دکھائی ہے اسے مٹا دیا جائے - اور جب اس سے خلاصی مل جائے گی تو ظاہر ہے کہ پھر ہر ایک شخص آزاد ہے - قرآن کے احکام کی جس رنگ میں چاہا تفسیر کرکے تمام پابندیوں سے نجات حاصل کر لی -

چکڑالویوں کے دو طریق

اس کے لئے ان بزرگوں نے دو طریق اختیار کئے ہیں ایک تو یہ کہ آنحضرت صلعم نے جو عملی نمونہ پیش کیا ہے اور اپنے عمل سے قرآنی احکام کی تعمیل جس رنگ میں کی اسے ان لوگوں نے محض بشری اجتہاد قرار دیدیا - اور اس بات سے انکار کر دیا کہ آپ کی یہ عملی تفسیر نبوت کا جزو اور کسی وحی خفی کا نتیجہ تھی - اس طرح اس کی اہمیت کو خاک میں ملا دیا - کیونکہ بشری اجتہاد میں ممکن ہے غلطی بھی ہو - دوم جو عمل بھی آنحضرت صلعم سے ثابت ہوا اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا - اور ہر ایک روایت اور سنت اور تعامل امت کو بغیر کسی استثنا کے بے محابا رد کر دیا اور اس وقت یہ غوغا مچا دیا کہ قرآن کسی حدیث کا محتاج نہیں - لیکن خود جو نماز قرآن سے نکالتے ہیں اور اس کا نمونہ لوگوں کو دکھاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ اس کی پیروی کریں - اس وقت یاد نہیں رہتا کہ قرآن کو اگر محمد رسول اللہ صلعم کے نمونہ اور تفسیر کی حاجت نہیں تو ان لوگوں کے نمونہ اور تفسیر کا وہ کیوں محتاج ہے ؟ اور اگر ضرورت ہے کہ یہ قرآن کی تفسیر اپنے عمل سے کرکے لوگوں کو دکھائیں اور سمجھائیں تو محمد رسول اللہ صلعم کے نمونہ سے قرآن کی تفسیر پڑھنے کی لوگوں کو ضرورت کیوں نہیں ؟ اور پھر جس صورت میں کہ ان کی تفسیروں اور نمونوں میں اس قدر آپس میں فرق ہے کہ سمجھ نہیں آتا کہ صحیح نمونہ کونسا ہوگا - اور اس اختلاف کو دور کرنے کے لئے اگر خدا نے ان علینا جمعه وقرآنه ثم ان علینا بیانه کے مطابق محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ صحیح نمونہ احکام قرآنی کی تشریح و تعمیل کا دکھا دیا اور سکھا دیا تو کیا دنیا پر ایک بہت بڑا احسان نہیں کیا ؟ اور اس نالائق تفرقہ سے جس میں یہ قوم مبتلا ہے کیا نجات نہیں عطا کر دی ؟

فروعی امور میں اختلاف وسعت و رحمت ہے

یہاں یہ کہنا صحیح نہیں کہ نماز میں لوگ آمین بالجہر اور آمین بالخفی اور ہاتھ سینے پر اور ناف کے نیچے باندھنا وغیرہ وغیرہ پر اختلاف کرتے ہیں - میں کہتا ہوں کہ یہ اختلاف نہیں بلکہ وسعت ہے - اگر دونوں طرح کی روایتیں ملتی ہیں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ دونوں طرح کر لینا جائز ہے - ہاتھ سینے پر بھی باندھ لینے سے نماز ہو جاتی ہے - اور ناف کے نیچے باندھ لینے سے بھی - آمین خواہ زور سے کہہ لو خواہ آہستہ - کسی امام نے ایک امر کو زیادہ مستند سمجھا - دوسرے نے دوسرے کو - آپس میں لڑ کر اور فتاوائے کفر دے کر وسعت کو علماء نے تنگی بنا لیا - اور جو امر وسعت کے رنگ میں تھا اسے اختلاف بنا لیا - حالانکہ حقیقت میں دیکھو تو اختلاف کوئی نہیں - ایک مرتبہ بھیرہ میں حنفیوں کی ایک مسجد میں ایک شخص نے زور سے آمین کہہ دی - لوگ اسے مارنے لگے - ہمارے ایک احمدی دوست ادھر آنکلے - انہوں نے دریافت کیا کہ کیوں مارتے ہو ؟ لوگوں نے کہا اس نے زور سے آمین کہدی - انہوں نے دریافت کیا کہ اسے کہنا کیا چاہیئے تھا جس کے عوض میں اس نے "آمین" کا خطرناک لفظ کہدیا - اس پر لوگ بولے کہ کہنا تو آمین ہی چاہیئے تھا - انہوں نے کہا تو پھر مارتے کیوں ہو ؟ جب وہی کہا جو کہنا چاہیئے تھا تو تمہاری خفگی کی وجہ ؟ کہنے لگے زور سے کہدیا - انہوں نے کہا کہ جب لفظ ایک ہی ہے اسے کسی نے آہستہ سے کہا کسی کے منہ سے زور سے نکل گیا تو اس میں کیا قیامت آگئی جو خون خرابہ کرنے کو تیار ہو گئے اگر کچھ اور کہدیتا تو ناراضگی کی کچھ وجہ بھی ہوتی -" غرضیکہ فروعی امور میں اختلاف ایک وسعت اور رحمت تھی جسے لوگوں نے تنگی اور زحمت بنا لیا - ورنہ تمام دنیا میں چکر لگا کر دیکھو تو تمام امت میں نماز کے اوقات - نماز کے ارکان - نماز کی رکعتیں - اس کی قرارت سب ایک ہے - اور چکڑالویوں میں انہی اصولی امور میں بے حد اختلاف ہے - اور ابھی ان کی تعداد پنجاب کے چند شہروں میں ہے اور انگلیوں پر گننے کے لائق ہے خدا جانے کچھ زیادہ تعداد میں مختلف شہروں میں پھیل جائیں تو شاید ایک دوسرے کی نماز کو دیکھکر یہ شناخت بھی نہ کر سکیں کہ یہ بھی ہمارا بھائی چکڑالوی یا مزعومہ امت مسلمہ کا ایک فرد ہے -

(باقی دارد)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں - ڈلہوزی سے تشریف لانے کے بعد حضرت ممدوح نے ۱۳ر اکتوبر کو پہلی مرتبہ خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو انشاء اللہ اشاعت آئندہ میں درج ہوگا -

— ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ دورہ کے لئے بدوملہی تشریف لے گئے تھے ۱۳ر اکتوبر کو واپس تشریف لائے اور اسی روز شبکی گاڑی سے عازم دہلی ہوئے - وہاں انشاء اللہ ہفتہ عشرہ قیام فرمائیں گے - واپسی پر سامانہ اور جالندھر ٹھہرنے کا ارادہ ہے -

— حضرت مولانا صدرالدین صاحب سیالکوٹ سے واپس تشریف لے آئے ہیں -

— جناب میر مدثر شاہ صاحب پشاوری ۱۴ر اکتوبر کو لاہور تشریف لائے - ایک ضروری کام کے لئے ملتان جا رہے ہیں

— جناب مولانا عصمت اللہ صاحب ۱۴ر اکتوبر کی صبح کو جہلم سے لاہور آئے - اور اسی روز اپنے وطن اڈہ ٹانڈہ ایک جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے ہیں - آپ کی طبیعت کچھ ناساز ہے -

— جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی طبیعت بدستور علیل ہے -

— لاہور میں ملیریا بخار کا بہت زور ہے - بہت سے احباب اس میں مبتلا ہیں - گزشتہ ہفتہ مولانا عزیز بخش صاحب مولوی احمد صاحب - چودھری ظہور احمد صاحب اور ان کے بچے بیمار رہے -

خبریں

ہندوستان

— خان بہادر کھرو ایم ایل سی نے اپنے ایک تازہ بیان میں یقین دلایا ہے کہ سندھ کو عنقریب ایک خود مختار صوبہ بنا دیا جائے گا۔

— عنقریب دہلی۔ لاہور اور دو تین دوسرے شہر بذریعہ فون انگلستان سے ملحق کر دیئے جائیں گے۔

— ضلع کیرا میں ہندوؤں نے اچھوتوں کے کھیتوں میں محض اس قصور پر آگ لگا دی کہ ایک اچھوت عورت نے ڈسٹرکٹ بورڈ کے کنوئیں سے پانی لیا تھا۔

— شملہ ۱۱؍اکتوبر۔ ہندوستانی اور جاپانی وفود کی کانفرنس جاری ہے۔ کل اس تجویز پر بحث ہوئی کہ ہندوستان جاپان سے جس قدر کپڑا خریدے وہ ہندوستانی کپاس کی جاپانی خرید سے متوازن ہونا چاہیئے۔

(بعد کی خبر)۔ چونکہ جاپانی وفد نے ہندوستانی وفد کی تجاویز تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے فی الحال گفت و شنید ختم ہو گئی ہے۔

— بعض کانگرسی لیڈر کانگرس کمیٹی کا اجلاس منعقد کرنے کی تجویز کر رہے ہیں۔

— پنجاب یونیورسٹی آئندہ دسمبر میں وسیع پیمانہ پر اپنا جشن جوبلی منانے والی ہے۔ جس کے لئے شاندار تیاریاں ہو رہی ہیں متعدد والیان ریاست و معززین کو اعزازی ڈگریاں دی جائیں گی۔

— گاندھی جی کی صحت رفتہ رفتہ بہتر ہو رہی ہے۔ گزشتہ ہفتہ آپ نے ایک جلسہ عام میں اپنے اس عزم کا دوبارہ اعلان کیا کہ وہ ۳؍اگست ۱۹۳۴ء تک سیاسیات سے کنارہ کش رہیں گے۔ اور صرف اچھوت ادھار کا کام کریں گے۔

— صوبہ سرحد کی کونسل کی مجلس مستقلہ مالیات کا آئندہ اجلاس ۱۶؍اکتوبر کو منعقد ہوگا۔

— یو۔ پی کونسل کا آئندہ اجلاس ۹؍دسمبر کو منعقد ہوگا

— اندازہ کیا گیا ہے کہ دہلی۔ رہتک اور قرب و جوار کے اضلاع میں سیلاب کی وجہ سے دو کروڑ روپیہ کا نقصان ہوا ہے۔

— جن علاقوں میں امسال شدید بارشیں ہوئی ہیں وہاں کثرت سے ملیریا پھیل رہا ہے۔

— جموں میں وبائے طاعون شروع ہو گئی ہے۔

— افواہ ہے کہ خان عبدالغفار خاں اور سردار پٹیل عنقریب رہا کر دیئے جائیں گے۔

— پنڈت جواہر لال نہرو کی والدہ بدستور علیل ہیں۔

— امسال ضلع گوڑگانوں میں شدید بارش کی وجہ سے بہت سا نقصان ہوا۔ دس ہزار مسلمان راجپوت خانماں برباد پھر رہے ہیں۔

— سر میلکم ہیلی گورنر یوپی آئندہ جنوری ۱۹۳۴ء میں ہندوستان تشریف لائیں گے۔

— بعض سیاسی حلقوں میں یقین کیا جاتا ہے کہ مسٹر اینڈریوز حکومت اور کانگرس میں باعزت مفاہمت کی کوشش کر رہے ہیں

— بعض کانگرسی لیڈر آئندہ انتخابات میں کونسلوں اور میونسپلٹیوں پر قبضہ کر لینے کے حق میں ہیں۔

— وائسرائے بہت جلد رخصت پر انگلستان جا رہے ہیں

— گزشتہ دنوں بعض اخبارات میں ریاست رامپور میں بدامنی کی خبریں شائع ہوئی تھیں۔ ان کی قابل وثوق ذرائع سے تردید ہو گئی ہے۔

— ملتان انٹرمیڈیٹ کالج ڈگری کالج بنا دیا گیا ہے۔

— سری نگر میں مسلمانوں نے بعض معقول شکایات کی وجہ سے میونسپل انتخاب کا مقاطعہ کر دیا۔

— معلوم ہوا ہے کہ صوبہ سرحد کی کونسل میں مخالف پارٹی کے رہنما ملک خدا بخش خاں کونسل کے آئندہ اجلاس میں ایک مسودہ قانون پیش کرنے والے ہیں۔ کہ صوبہ سرحد میں مسلمانوں کے لئے رواجی قانون کے بجائے قانون شریعت جاری کیا جائے۔ چونکہ اس مجوزہ قانون کی وجہ سے ملکی قانون پر اثر پڑتا ہے۔ اس لئے کونسل میں پیش کرنے سے قبل اس کے متعلق گورنر جنرل کی منظوری ضروری ہے جو ابھی حاصل نہیں ہوئی۔

ممالک خارجہ

— حکومت جرمنی کے وزیر انصاف ایک قانون نافذ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جس کی رو سے لاعلاج مریضوں کو ان کی درخواست پر نرم طریقہ سے ہلاک کیا جا سکے گا۔

— بعض خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ تخفیف اسلحہ کانفرنس کامیاب نہیں ہوگی۔ حکومت جرمنی کا طرز عمل اور فرانس کی ضد بدستور ہے۔

— یورپ کی بعض حکومتوں کی جنگی تیاریوں کے پیش نظر یقین کیا جاتا ہے کہ عنقریب ایک خوفناک جنگ شروع ہونے والی ہے۔

— امریکہ میں جرائم کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے تازہ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسطاً سالانہ بارہ ہزار قتل ہوتے ہیں۔ تین ہزار اغوا کی وارداتیں۔ ایک لاکھ افراد پر حملے ہوتے ہیں۔ اور پچاس ہزار اشخاص کو لوٹ لیا جاتا ہے۔

— حکومت جرمنی عنقریب ایسے قوانین نافذ کرنے والی ہے جن کی رو سے ہر جرمن نوجوان کے لئے شادی کرنا ضروری ہوگا۔

— حکومت جرمنی نے جرمن عورتوں کو غیر جرمن مردوں سے شادی کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔

— وائنا ۱۰؍اکتوبر۔ ڈاکٹر ڈولفس ڈکٹیٹر آسٹریا پر قاتلہ حملے کے سلسلہ میں تفتیش کے دوران میں پولیس نے ایک زبردست نازی سازش کا سراغ لگایا ہے جس کا مقصد ڈاکٹر موصوف کو قتل کرنے کے بعد انقلاب برپا کرنے کی کوشش کرنا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ نازیوں نے اس مقصد کے لئے تمام تیاریاں مکمل کر لی تھیں۔ خیال ہے کہ عنقریب آسٹرین نازی گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیئے جائیں گے۔ اور نازی ازم کا پروپیگنڈا جرم قرار دیدیا جائے گا۔

— روس اور جاپان کے تعلقات سخت کشیدہ ہو رہے ہیں۔ ان کے درمیان جنگ شروع ہو جانے کا خطرہ ہے۔

— چین میں امسال ملیریا کا بہت زور ہے۔ ۵ ہزار افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

— انگلستان میں مزدور پارٹی کی تعداد سرعت سے کم ہو رہی ہے۔

— کیوبا میں بدستور بغاوت شروع ہے قتل و غارت کا سلسلہ جاری ہے۔ حالات روز بروز نازک ہو رہے ہیں۔

— مسٹر پٹیل یورپ میں بدستور علیل ہیں ان کی حالت زیادہ خراب ہو گئی ہے۔

— انگلستان میں برما کو ہندوستان سے علیحدہ کرنے کی کوششیں پھر شروع ہو گئی ہیں۔ وزیر ہند بھی علیحدگی کے حق میں ہیں۔

— جمہوریہ پولینڈ کے بوڑھے صدر ایم موسیکی نے اپنی نوجوان سکرٹری سے شادی کر لی ہے۔ صدر اعظم شادی کی رسم میں شریک تھا۔

— جنیوا ۱۱؍اکتوبر۔ لیگ کی اسمبلی میں جرمنی نے اقلیتوں کے حفاظت کے اس ریزولیوشن کی مخالفت کی جس میں یہودیوں کو بھی اقلیتوں میں شامل کیا گیا تھا۔

— تخفیف اسلحہ کے مسئلہ پر فرانس اور برطانیہ میں سمجھوتہ

عالم اسلام

— کابل میں ایک عظیم الشان یونیورسٹی کے قیام کی تجویز ہو رہی ہے اسی سلسلہ میں شاہ افغانستان نے ڈاکٹر سر محمد اقبال، سر سید راس مسعود وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی اور مولانا سید سلیمان ندوی کو کابل آنے کی دعوت دی ہے۔

— طہران ۱۰ اکتوبر۔ تیمور تاش سابق وزیر ایران جو ملک میں بادشاہ کے بعد سب سے زیادہ طاقتور تھے۔ قید خانہ میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال کر گئے۔ ان کو رشوت کے الزام کے ماتحت قید کیا گیا تھا۔

— کاشغر میں مسلمانوں کی خانہ جنگی بدستور جاری ہے یارقند کا جدید شہر ترکی افواج کے قبضہ میں ہے۔

— مشہور ترکی ادیبہ خالدہ خانم شرقی ممالک کا دورہ کرنے والی ہیں۔ توقع ہے کہ ہندوستان بھی تشریف لائیں گی۔

— اس ہفتہ کابل سے جو مسافر آئے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ افغانستان میں بالکل امن و امان ہے۔ ہندوستان میں شاہ افغانستان کے متعلق جو خبریں گشت لگا رہی ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

— عربی اخبارات کا بیان ہے کہ طرابلس الغرب کی حالت روز بروز زیادہ خراب ہوتی جا رہی ہے۔ آخری خبر یہ ہے کہ عرب مجاہدین کی جو زمین اطالیہ نے جبراً و قہراً غصب کر لی تھی اس میں آباد ہونے کے لئے تقریباً بیس ہزار اٹلی کے باشندے آ گئے ہیں۔

— افواہ ہے کہ سردار عبد الہادی خاں سابق افغان سفیر مقیم برلن اور وزیر سلیف گورنمنٹ کو پھانسی دے دی گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے افغانستان کے سرکردہ اصحاب کو سزائے موت دیئے جانے کے خلاف شاہ نادر خاں کو ایک خط لکھا تھا۔

— حکومت فرانس مراکو کے عرب قبائل پر شدید مظالم کر رہی ہے ایک انگریز سیاست داں نے فرانس کو مشورہ دیا ہے کہ تشدد کی حکمت عملی کسی طرح موزوں نہیں۔ گولہ باری اور آگ برسا کر فرانس عرب قبائل کو خاموش اور مطیع نہیں کر سکتا۔

— عراق کے تازہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر غازی موجودہ شاہ عراق نے کاروبار سلطنت کو نہایت خوبی سے سنبھال لیا ہے۔ اور امید ہے کہ وہ اپنے مرحوم باپ کی طرح ہی نہایت احتیاط اور کامیابی سے حکومت کرینگے۔

— حکومت دکن کے محکمہ شرعیہ نے عوام اور تمام کتب فروشوں کے نام حکم جاری کیا ہے کہ قرآن شریف یا دیگر مذہبی کتب کو بذریعہ ڈاک خانہ روانہ کرتے وقت پارسل پر ایک لیبل اس قسم کا چسپاں کر دینا چاہیئے جس پر یہ تحریر ہو کہ یہ مقدس کتابیں ہیں تاکہ کارکنان ڈاکخانہ پارسل مذکور کا احترام کریں۔

— آج کل حکومت عراق اور باغی عیسائیوں کا معاملہ مجلس اقوام میں پیش ہے۔ عراقی وفد جنیوا میں موجود ہے۔ جو نوری السعید وزیر خارجہ یاسین الہاشمی وزیر مالیات اور دو فوجی افسروں پر مشتمل ہے اراکین وفد اپنے ساتھ تازہ سرکاری بیانات کی ایک نقل بھی لے گئے ہیں۔ جو ساٹھ صفحات کی ایک اچھی خاصی کتاب ہے جس میں جولائی ۱۹۳۲ء تک حکومت اور شامیوں کے تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس میں بہت سے افسروں کی چٹھیوں اور یادداشتوں کی نقول

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ضروری ارشاد

زکوٰۃ کے متعلق قرآنی احکام کی تعمیل کرو

برادران وخواہران محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

زکوٰۃ کے متعلق ٹریکٹ آپکی خدمت میں ارسال ہو چکے ہیں احمدی قوم کے خلاف اگر ایک طرف طرح طرح کے ناپاک پروپیگنڈا سے اسے بدنام کیا جاتا ہے تو دوسری طرف خدا کے فضل سے اس قوم کے نظام اور اسکی خدمات اسلامی اور اسکی پابندی احکام قرآن کی وجہ سے دلوں میں عزت بھی ہے ہر ایک احمدی بلاشبہ کچھ نہ کچھ ماہوار چندہ ادا کرتا ہے لیکن زکوٰۃ کا حکم قرآن میں بڑی تاکید سے آیا ہے اور ہر ایک احمدی کا سر اس کے سامنے جھکنا چاہیئے اور دنیا کے مال کی محبت پر خدا کی محبت کو غالب کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے۔ دنیا کے مال کی محبت بدترین بیماری ہے جو انسان کے دل کو زنگ آلود اور آہستہ آہستہ سیاہ کر دیتی ہے۔ اور اس کا علاج زکوٰۃ رکھا گیا ہے جسکے معنی ہی پاکیزگی کے ہیں اس سے انسان کا دل پاک ہوتا ہے۔ آپکی قوم کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ وہ ایک نظام کے ماتحت کام کر رہی ہے اور اس کا ایک بیت المال بھی ہے یہاں سے زکوٰۃ کا روپیہ نہایت احتیاط کے ساتھ صحیح مصارف پر جو قرآن کریم میں مذکور ہیں خرچ ہوتا ہے زکوٰۃ کا بیت المال میں دالنا یا اور اسے خود بخود اپنی رائے سے خرچ کرنا حکم قرآنی کی تعمیل نہیں اپنی خواہش کی فرمانبرداری ہے اور کسی احمدی کیلئے یہ مناسب نہیں جسطرح جس امر کے متعلق قرآن شریف کا حکم ہے اور نبی کریم صلعم نے اسکی تعمیل کر کے دکھائی اسی طرح اسے پورا کرنا چاہیئے اگر ایک شخص چوبیس گھنٹہ بھی اپنے طور پر دعائیں لگا رہے لیکن جسطرح رسول اللہ صلعم نے اقیموا الصلوٰۃ کی تعمیل کی اس کی پیروی نکرے تو کوئی نہ کہیگا کہ اس نے قرآن کریم کا حکم مانا ہے جب زکوٰۃ کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المال قایم کیا اور ایک تہائی سے زیادہ اپنی رائے سے خرچ کرنیکی اجازت نہیں دی تو اسی کے مطابق ہر ایک قرآن شریف پر اور رسول اللہ صلعم پر ایمان رکھنے والے کو بھی کرنا چاہیئے۔ **خواتین** سے بالخصوص التماس ہے کہ وہ اپنے زیور کی زکوٰۃ ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کریں یہ زیور اگر خدا کی راہ میں خرچ ہو جائیگا تو قیامت کے دن ان کے کام آئیگا اور اگر اس سے محبت کر کے خدا کے حکم کو ٹال دیا تو قیامت کی پرسش کے وقت یہ کوئی کام نہ دیگا۔ والسلام۔ خاکسار **محمد علی**۔

(احمدیہ بلڈنگس لاہور)

جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب

کی روانگی یورپ

جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب جنرل سکرٹری انجمن ۱۶ر اکتوبر کی شب کو بعزم وی آنا (آسٹریا) فرنٹیر میل سے بمبئی روانہ ہوئے۔ جہاں آپ طبی علوم کا مزید تجربہ حاصل کریں گے۔ اس کام سے فارغ ہو کر انشاء اللہ انگلستان اور جرمنی تشریف لے جائیں گے۔ اگر وقت ملا تو بعض دیگر ممالک یورپ کی بھی سیاحت فرمائیں گے اس طرح تقریباً ایک سال کا عرصہ ہندوستان سے باہر بسر ہوگا۔

روانگی سے قبل متعدد اعزہ واحباب نے الوداعی دعوتیں دیں۔ ۱۴ر اکتوبر کی دوپہر کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے دعوت طعام دی جس میں مرکز کے متعدد احباب مدعو تھے۔ روانگی کے وقت ریلوے سٹیشن پر کثیر مجمع نے الوداع کہی۔ بزرگان واحباب سلسلہ کے علاوہ لاہور کے سرکردہ ڈاکٹر اور ہندو مسلمان سکھ معززین بھی بکثرت موجود تھے۔ جس سے ڈاکٹر صاحب موصوف کی ہر دلعزیزی۔ خوش اخلاقی اور فنی قابلیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ لاتعداد پھولوں کے ہار آپ کو پہنائے گئے۔

ڈاکٹر صاحب ممدوح ان چند بلند مرتبت ہستیوں میں سے ہیں جن پر ہماری جماعت بجا طور پر فخر کر سکتی ہے۔ انکی زندگی نوجوانوں کے لئے مشعل ہدایت ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور جس مقصد کیلئے تشریف لیجا رہے ہیں اس میں کامیابی عطا فرمائے۔ اور بخیریت وطن واپس لائے۔ آمین ثم آمین۔

برادران جماعت کے نام خطوط

پانچواں خط

توسیع جماعت کی ضرورت و اہمیت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ)

غفلت اور سستی کو فوراً دور کرو

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے جمعہ[1] کے خطبہ میں احباب کو خصوصیت سے توجہ دلائی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص کو اس وقت توسیع جماعت کی طرف خصوصیت سے متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ میں اس بات کو محسوس کرتا ہوں کہ ہم میں سے بہت سے دوست اس وقت اس فرض سے غافل ہیں اور توسیع جماعت کے معاملہ میں سست ہو گئے ہیں اس کی وجوہات خواہ کچھ بھی ہوں اب وہ وقت آگیا ہے کہ اس سستی کو دور کیا جائے۔

مخالفت ہماری ترقی کا ذریعہ ہے

اس وقت جو سلسلہ کی زبردست مخالفت شروع ہو گئی ہے یہ اللہ تعالیٰ نے ہماری سستی کے دور کرنے کا ایک سامان پیدا کر دیا ہے کیونکہ جو قوم جیسے حالات میں پرورش پاتی ہے انہی حالات میں رہ کر ہی وہ ترقی کر سکتی ہے۔ ہماری اس چھوٹی سی قوم کی ابتدا مخالفت کے زبردست طوفان کے اندر ہوئی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس وقت بھی ہو سکتی تھی جب حضرت مرزا صاحب کی قبولیت اس ملک میں عام تھی لیکن جو جماعت ایسے حالات میں پیدا ہوتی وہ بعد میں مخالفت کا مقابلہ نہ کر سکتی۔ اس لئے جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ دنیا میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک[illegible] جماعت کو کھڑا کرے تو اس نے وہ حالات پیدا کر دیئے جن سے اس جماعت کے اندر حقیقی قوت پیدا ہوئی۔ وہی شخص جس کو ایک شام کو اس سارے ملک میں تمام اہل اسلام کے اندر قبولیت عامہ حاصل تھی اور وہ اسلام کا ایک زبردست پہلوان سمجھا جاتا تھا۔ دوسری صبح سارے ملک میں اس کے خلاف عداوت اور نفرت کا ایک طوفان عظیم برپا تھا۔ اور ہر طرف سے یہ کوشش ہو رہی تھی کہ اس کے وجود کو مٹا دیا جائے۔ انہی حالات میں یہ جماعت بنی اور مخالفت کے ایک عظیم ترین طوفان میں جس کا منظر دنیا میں کم دیکھنے میں آتا ہے اس جماعت نے پرورش پائی اور ہر ایک باد مخالف کا مقابلہ کرتے ہوئے ترقی کی۔ اس کا وجود نہ صرف اس پہاڑ کی طرح مضبوط تھا جسے کوئی آندھی اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتی۔ بلکہ اس کے اندر آگے بڑھنے کی اس قدر قوت تھی کہ جوں جوں مخالفت تیز ہوتی گئی اس کا قدم بھی تیز ہوتا گیا۔

مسلمان اخبارات کا جنون مخالفت

جس طرح اس شخص کو جس نے سمندر کے طوفانوں میں پرورش پائی ہو خشکی کا قدم ثبات پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح اس جماعت کی ترقی کے لئے جس نے مخالفت کے اندر پرورش پائی اور ترقی کی ہر حالت مخالفت ہی زیادہ موزوں ہے۔ اس وقت ہماری مخالفت میں ہمارے کچھ مسلمان بھائی دیوانہ ہو رہے ہیں۔ لاہور کے تین روزانہ اخبار جن کو اسلام کے دشمنوں کے مقابل کبھی غیرت نہیں آتی جن میں کبھی چار سطریں عیسائیت یا آریہ سماج کی تردید میں نہیں نکلتیں۔ جن کو اسلام کے اندرونی اختلافات سے بھی اس قدر واسطہ نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینے والوں کے خلاف کبھی ایک لفظ کہیں۔ یا محدثین یا اولیائے کرام کے عیب چینوں کے خلاف کبھی ایک سطر سپرد قلم کریں۔ جن کے سامنے نماز کو تبدیل کر کے دوسری نماز بنائی گئی۔ اوقات تبدیل ہو گئے۔ رکعات تبدیل ہو گئیں۔ ارکان نماز تبدیل ہو گئے۔ رمضان کے تیس روزے منسوخ ہو گئے۔ زکوٰۃ کے احکام بدل گئے اور ان کے دل میں شعار اسلامی کے لئے غیرت پیدا نہ ہوئی۔ وہ احمدیت۔ ہاں دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچانے والی احمدیت۔ قرآن کریم کو دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے مختلف قوموں تک پہنچانے والی احمدیت۔ پیغمبر خدا صلعم پر حملوں کا دفاع کرنے والی احمدیت کفرستانوں میں مسجدیں بنانے والی اور اللہ اکبر کی آواز بلند کرنے والی احمدیت۔ ہزارہا انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام بنانے والی احمدیت۔ سے اس درجہ بغض رکھتے ہیں کہ صفحوں کے صفحے روزانہ اس کو مٹانے کے لئے سیاہ کر رہے ہیں اور سوتے جاگتے۔ اٹھتے بیٹھتے کوئی فکر ہے تو یہ فکر ہے کہ احمدیت کا وجود دنیا سے کس طرح مٹے۔ نہیں وہ احمدیت کو تباہ کرنے کے لئے آریہ سماج اور عیسائیت کی مدد بھی لینے کو تیار بیٹھے ہیں۔

ہمارے بعض احباب کی غلط فہمی

مگر ان باتوں کا ہمارے دلوں پر کیا اثر ہونا چاہیئے؟ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں بیدار کرنے کا۔ ہم میں حرکت پیدا کرنے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔ اور ہمیں وہی حالات واپس دیدیئے ہیں۔ جن کے اندر ہماری پیدائش ہوئی تھی ہم میں سے بہتوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ بس اب مخالفت ہو گی تو قادیان والوں کی ہو گی۔ کیونکہ ان کے عقائد تکفیر اہل اسلام و اجرائے نبوت ایسے گھنونے عقائد ہیں کہ ہر ایک مسلمان جس کے دل میں غیرت اسلام ہے۔ ان عقائد کی مخالفت کرے گا۔ مگر جماعت لاہور کی مخالفت کون کر سکتا ہے۔ جو اخوت اسلامی کی اس قدر زبردست بنیاد رکھتی ہے کہ ہر ایک قسم کے جزئی اختلافات کی برداشت سکھاتی۔ اور کسی کلمہ گو کو کافر کہنے کے خلاف علم جہاد بلند کرتی ہے شاید اسی خیال نے بعض احباب کے دلوں کے اندر یہ خواہش پیدا کر دی کہ جس طرح ہم کسی کو بُرا نہیں کہتے دوسرے بھی ہم کو بُرا نہ کہیں اور آہستہ آہستہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم میں سے بعض نے اس بات کو کافی سمجھ لیا کہ لوگوں کے دلوں سے سلسلے کے متعلق بدظنیوں کا دور کر دینا کافی ہے۔ وہ لوگ ہمیں اچھا سمجھتے رہیں اور ہم انہیں اچھا سمجھتے رہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ تبلیغ اسلام کے لئے وہ ہماری کچھ مدد کرتے رہیں۔ اور یہ خیال نہ کیا کہ کسی خیال کو بھی دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک جماعت کی ضرورت ہے اور جب تک وہ جماعت مضبوط نہ ہو گی ہم خود بھی اس خیال کو دنیا میں ترقی نہیں دے سکتے۔ جسے ہم وسعت اسلامی کی بنیاد سمجھتے ہیں اور نہ خدمت اسلام کے کام کو ترقی دے سکتے ہیں۔ اس طرح پر جماعت کے ایک حصہ میں ایک حالت سکون پیدا ہو گئی۔ اور ہم میں سے بعض بڑے بڑے کام کرنے والے مطمئن ہو گئے۔ کہ ہماری تقریریں کافی اثر پیدا کر رہی ہیں کہ لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہو رہی ہیں۔ اور اسباب پر زور دینا چھوڑ دیا کہ بیعت کے ذریعے سے جب تک ایک شخص یہ اقرار کرے کہ حالت عسر و یسر میں وہ دین کی خدمت میں برابر لگا رہے گا۔ جماعت کا ایک جزو نہیں بنتا۔ کام کرنے والی جماعت کو حقیقی قوت نہیں پہنچتی۔ نہ حضرت مسیح موعود کا منشا پورا ہوتا ہے۔

غلط طرز عمل اور اس کا نتیجہ

تو اس خیال میں بعض احباب اس قدر الجھ گئے کہ وہ ان سب ذرائع پر تو غور کرتے رہے جن سے کچھ غلط فہمیاں دور ہوں اور کچھ لکچر اور تقریریں موثر نظر آئیں۔ لیکن انہوں نے دوسرے پہلو پر غور نہ کیا کہ جماعت کی توسیع کن کن ذرائع سے ہو سکتی ہے اور عوام الناس کی یہ حالت ہے کہ اگر آج ایک احمدی کی تقریر کو سر ہلا ہلا کر سن رہے ہیں تو کل اسی مجمع میں ایک شخص حضرت مسیح موعود کو گالیاں دے رہا ہے تو اس کو شاباش دے رہے ہیں بسا اوقات یہ تقریریں ہوا کے ایک جھونکے کی طرح ہوتی ہیں۔ ایک جھونکا ادھر سے آیا تو لوگ ادھر کو ہل گئے۔ اور دوسری طرف سے جھونکا آیا تو دوسری طرف ہو گئے۔ کسی موثر تقریر کا فائدہ تب ہوتا ہے جب اس سے مزید فائدہ اٹھایا جائے اور جن لوگوں کی غلط فہمیاں فی الواقع دور ہو گئی ہیں ان پر یہ زور ڈالا جائے کہ وہ اس سے اگلا قدم اٹھائیں ورنہ جو فائدہ حاصل ہوا ہے وہ چند دنوں میں جاتا رہے گا۔ میں نے بہت لوگوں کو دیکھا ہے کہ جو پہلے حضرت صاحب سے اعلیٰ درجہ کا حسن ظن رکھتے تھے۔ مگر چونکہ وہ جماعت سے الگ رہے اس لئے آہستہ آہستہ ان کا قدم پیچھے ہٹتا گیا۔ بہرحال اس طرز عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ جماعتوں کے اندر سے کام کرنے کی طاقت روز بروز کم ہوتی گئی۔ کیونکہ قوت وہی قائم رہ سکتی ہے یا ترقی پکڑ سکتی ہے جس کو استعمال میں لایا جائے اور جب ایک قوت کا استعمال ہی چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ نکمی ہو جاتی ہے۔

مخالفت کو دور کرنے سے کچھ حاصل نہیں

آج یہ حالت ہے کہ ہماری جماعتوں میں بہت سے دوست اس بات کے خواہاں ہیں کہ فلاں مبلغ ہمارے ہاں رہے تو جماعت ترقی کر سکتی ہے۔ مگر جن جماعتوں میں مبلغ ایک ایک سال ڈیڑھ ڈیڑھ سال بھی بیٹھے رہے انہوں نے بھی اپنے اندر کوئی قوت پیدا نہ کی۔ بلکہ یہ خیال کر لیا کہ تبلیغ صرف مبلغ کا کام ہے۔ اس لئے اس وقت تک تو کچھ حرکت نظر آتی ہے جب تک مبلغ وہاں کچھ سلسلہ جاری رکھتا ہے۔ لیکن جب وہ وہاں سے ہٹا پھر کسی طرف سے مخالفت کی ہوا اٹھی اور وہ احباب پھر یہی چاہتے ہیں کہ کوئی مبلغ آجائے تو کسی طرح ہماری مخالفت نہ ہو۔ ایسے مبلغین بھی اصل غرض سے دور پڑے ہوئے ہیں اور ایسے احباب بھی حقیقت سے غافل ہیں۔ مخالفت کو دور

(باقی بر صفحہ ۱۱)

[1] یہ خطبہ اسی پرچہ میں درج ہو جاتا لیکن پیش نظر ضروری خط لکھنے کی وقت میں ملا اس لئے خطبہ کیلئے گنجائش نہ رہی انشاء اللہ تعالیٰ اشاعت آئندہ میں ضرور درج کر دیا جائے گا۔ (مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم چہار شنبہ مورخہ ۲ر جمادی الثانی ۱۳۵۲ھ	نمبر ۶۰

پنڈت نہرو کا ملحدانہ اعلان

آج کل پنڈت جواہر لال نہرو کانگرسی حلقوں میں گاندھی جی کے بعد سب سے زیادہ ذمہ دار اور با اثر شخصیت سمجھے جاتے ہیں بلکہ قرائن سے معلوم ہو رہا ہے کہ گاندھی جی کو عنقریب ان کے لئے جگہ خالی کرنی پڑے گی۔ کیونکہ کانگرسیوں اور ہندو نوجوانوں کا انتہا پسند طبقہ رفتہ رفتہ گاندھی جی سے باغی ہو کر ان کے جھنڈے تلے جمع ہو رہا ہے اس لحاظ سے پنڈت جی کو کانگرس اور ہندو قوم کے اندر ایک غیر معمولی ارفع حیثیت حاصل ہو رہی ہے بلکہ ہو چکی ہے۔ گزشتہ دنوں انہوں نے لکھنؤ میں تقریر کرتے ہوئے ایک ایسی بات کہی جو ان کی پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے بے حد قابل اعتراض اور غیر ذمہ دارانہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"میں مذہب سے بیزار ہوں۔ ہندوستان میں مذہب ہی تمام مصائب کا سبب ہوا ہے۔ جہانتک جلد ممکن ہو مذہب کا خاتمہ کر دینا چاہئے۔"

واقف کار اصحاب کو بخوبی معلوم ہے کہ پنڈت جی مذہب سے کچھ زیادہ تعلق نہیں رکھتے اور ان کو لامذہب کہنا بہت بڑی حد تک درست ہے۔ لیکن اس کے باوجود ایک مشترکہ پبلک جلسہ میں ان کا یہ ملحدانہ اعلان کسی لحاظ سے بھی درست نہیں یقیناً انہوں نے اپنے اثر اور حیثیت کا غلط استعمال کر کے اپنے حقوق اور حد سے بہت زیادہ تجاوز کیا ہے۔ انفرادی طور پر مذہب سے بیزاری کو ان کا ذاتی فعل یا عقیدہ سمجھ کر اس کے متعلق خاموشی بھی اختیار کی جا سکتی ہے۔ لیکن ہندوستان کے مصائب کو مذہب کا نتیجہ قرار دیکر مذہب کے خاتمہ کا عزم ایک ایسی بات ہے جس سے چشم پوشی مشکل ہے۔

پنڈت جی ایک قابل قانون داں ہیں یہ بات ان کو اس وقت حاصل ہوئی ہے جب انہوں نے اپنی عمر عزیز کا کافی حصہ قانون کی تعلیم و مطالعہ پر صرف کیا وہ ایک تجربہ کار و ماہر سیاست داں ہیں۔ یہ بات بھی انہیں کافی محنت اور صرف سے حاصل ہوئی ہے۔ اسی طرح ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ انہوں نے مذاہب کے مطالعہ کے لئے کتنا عرصہ صرف کیا ہے۔ جس کے بعد وہ یہ اعلان کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔

وہ ہندو قوم اور ہندو خاندان میں پیدا ہوئے اگر انہوں نے اس خلاف فطرت دھرم کے احکام و قوانین سے یا آئے دن صدہا کی تعداد میں ہونے والی ہندوانہ رسوم و تقاریب سے مذہب کے متعلق کوئی اندازہ کیا ہے تو وہ سخت غلطی میں مبتلا ہیں۔ کیا انہوں نے اپنی ہمسایہ قوم کے مذہب اسلام کی طرف کبھی توجہ کی ہے؟ یا اب اس کے مطالعہ کے لئے کچھ وقت صرف کرنے کو تیار ہیں؟ اگر وہ فیشن اور زمانہ کی ظاہری رو کی وجہ سے ہی مذہب کے خلاف ہو رہے ہیں تو علیحدہ بات ہے۔ برخلاف اس کے ان کا دعویٰ اخلاص و نیک نیتی پر مبنی ہے۔ تو ہم انہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ بالغ نظری اور انصاف سے اس دین فطرت کا مطالعہ کریں انہیں معلوم ہو جائے گا کہ سچا مذہب دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے اور اسلام نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام دنیا کی مشکلات کا واحد اور آسان ترین حل ہے۔ اس سلسلہ میں ان کے جو اعتراضات ہوں گے ہم بمسرت ان کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ یہ دعوت نہ صرف پنڈت نہرو بلکہ ان کے تمام ہمخیالوں کے لئے ہے۔

حیرت ہے کہ کانگرسی مولوی برسوں کی سیاسی ہم مشربی دوستی اور میل جول کے باوجود اپنے ایک بہت بڑے سیاسی لیڈر کو اسلام کی دعوت نہ دے سکے۔ آج وہ برسر عام اس قسم کی ملحدانہ تقریریں کر رہا ہے۔ حالانکہ "امام الہند" مولانا ابوالکلام آزاد اور "مفتی اعظم" مولانا کفایت اللہ سے پنڈت نہرو سے خاص مراسم ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ تبلیغ دین سے یکسر بے پروا ہیں اور کلی طور پر مردہ اور بے اثر ہو چکے ہیں۔ یہ سعادت تو اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کے حصہ ہی میں آئی ہے۔ کہ وہ بے دھڑک ہو کر ہر ایک شخص کو دین فطرت کی دعوت دے اور اسی پاک کام کو اپنا مقصد زندگی قرار دے لے۔

پنڈت جی کی عظیم الشان کوٹھی کا نام۔

"تحفظ گاؤ"

پونا میں ہندوؤں کی ایک مجلس "تحفظ گاؤ" قائم ہے جس کی طرف سے ۱۹ر لغایت ۲۶ر اکتوبر ہفتہ تحفظ گاؤ منایا جا رہا ہے۔ اس ہفتہ میں یہ مجلس ہندو دھرم اور ہندو قوم کے نقطہ نظر سے گائے کی حفاظت کی کوشش کرے گی۔ مجلس مذکور کی طرف سے ہمیں بھی متعدد خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں پروپیگنڈا کے رنگ میں اعانت کی درخواست کی گئی ہے۔ اس کرمفرمائی کا شکریہ ہم مسلمان ہیں اور اسلامی نقطہ نظر ہی سے مجلس کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔

گائے، بھینس، گھوڑے اور اونٹ کی طرح ایک مفید جانور ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے انسان کے فائدہ کی خاطر بنایا ہے اس کا دودھ اور گوشت عمدہ غذائیں ہیں۔ اس کے چمڑے اور ہڈیوں وغیرہ سے مختلف کارآمد اشیا تیار ہوتی ہیں۔ ہمارے خیال میں کوشش کر کے گایوں کی اچھی اچھی نسلیں تیار کرنی چاہئیں اور ان کی پرورش کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دینی چاہیئے تاکہ ہندوستان کی آبادی کو عمدہ دودھ۔ گھی۔ مکھن اور گوشت ملے۔ اس کے ساتھ ہی ملک کا فرض ہے کہ نکمی گایوں اور بیلوں کا جلد از جلد خاتمہ کر دے۔ تاکہ تندرست اور مفید جانوروں کے لئے کافی مقدار میں چارہ مہیا ہو سکے۔ سب سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ہندوؤں نے اپنے غلط مذہبی عقائد و روایات کی بنا پر گائے کو جو درجہ دے رکھا ہے اور اس کی وجہ سے جو ذہنیت پیدا ہو چکی ہے اسے دور کیا جائے۔ گائے ایک معمولی جانور ہے اس کی حفاظت کی خاطر انسانوں کو جان سے مارنا یا ان کو تکلیف دینا یا ان کو اس کے گوشت سے محروم رکھنا جہالت اور تنگ خیالی ہے۔ ہندوؤں کی اس جہالت کی وجہ سے ہندوستان بے شمار مصائب میں مبتلا ہے۔ اس لئے اس ذہنیت کا خاتمہ ضروری ہے۔ زمانہ اب بہت ترقی کر چکا ہے۔ جانوروں کی پوجا اور ان کی حفاظت کے لئے انسانوں کے ہلاک کرنے کو کوئی روشن خیال و مہذب طبقہ اچھی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ امید ہے مجلس تحفظ گاؤ کے کارکن ہماری معروضات پر غور کرینگے۔

قادیانی صاحب کی خدمتیں

ایک قادیانی صاحب امسال پالم پور میں جناب میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کے متعلق بہت سے اعتراضات لے کر لوٹے۔ انہوں نے بعض باتیں ہم تک بھی پہنچائی ہیں اور غالباً ان کی اشاعت کی توقع رکھتے ہیں۔ ان صاحب کی اور ان جیسے دوسرے حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ جناب میاں صاحب اور قادیانی جماعت سے ہمارا اختلاف بالکل واضح ہے۔ لیکن وہ بالکل اصولی ہے۔ جہانتک ہمارا تعلق ہے اس اختلاف میں ذاتیات کو کوئی دخل نہیں اور نہ انشاءاللہ آئندہ ہوگا۔ ذاتیات سے الجھنا پیغام صلح کا مسلک نہیں۔ اگر جناب میاں صاحب کی معاشرت سادہ ہونے کے بجائے بیحد پر تکلف اور مسرفانہ ہے۔ یا اگر قادیانی جماعت کی شدید مالی مشکلات کے باوجود ان کے اخراجات غیر معمولی طور پر زیادہ ہیں تو ان باتوں سے ہمیں کیا تعلق اور ان کو ہم تک پہنچانے سے کیا فائدہ۔ ان مشاہدات کی وجہ سے قادیانی صاحب کو جناب میاں صاحب کی ذات کے متعلق کچھ شکوک پیدا ہوئے ہیں۔ تو انہیں موصوف اور ان کے احباب ہی بہتر طریق پر دور کر سکتے ہیں۔ اگر مقصد اصلاح ہے تو بھی ان اعتراضات کو جناب میاں صاحب اور قادیانی اکابر کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ کسی وجہ سے اخبارات میں ہی ان کی اشاعت ضروری ہے تو "فاروق" اور "الفضل" کو اس کے لئے مجبور کرنا چاہیئے۔

بہرحال پیغام صلح ان امور میں دخل دینے سے قطعی طور پر معذور ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ کسی اپنے یا پرائے کو ہم سے اس قسم کی کوئی توقع ہی قائم نہ کرنی چاہیئے۔

ضمیمہ پیغام صلح

خدا کے فضل سے ضمیمہ پیغام صلح نہایت مقبول ہو رہا ہے احباب جماعت تو ایک طرف رہے انصاف پسند غیر بالغ

نظر غیر احمدیوں نے بھی اس کے مدلل و موثر انداز تحریر کی دل کھول کر تعریف کی ہے۔ جہاں جہاں یہ سنجیدہ طبقوں میں پہنچا ہے غلط فہمیوں اور مغالطوں کے زہر کے لئے تریاق ثابت ہوا ہے۔ ہمیں یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ جناب مولوی دوست محمد صاحب قبلہ نے اس کی تیاری میں جو محنت کی ہے وہ نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہے۔ ہم ضمیمہ کی توسیع اشاعت کی اپیل ایک سے زائد مرتبہ کر چکے ہیں۔ لٹریچر کی تیاری بیشک بہت بڑا کام ہے لیکن اس کی صحیح طریق پر تقسیم و اشاعت کے بغیر اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا ہے اس لئے احباب کو بکثرت منگوا کر تقسیم کرنا چاہیئے۔ مکمل ہونے پر قیمت فی کاپی چار آنے ہوگی۔ فرمائشیں بہت جلد بھیجدینی چاہئیں۔

"فاروق" کی "روحانی زندگی"

قادیانی جماعت کے مشہور دشنام طراز اخبار "فاروق" نے اپنی ۱۴ اکتوبر میں "پیغامیوں کی روحانی موت" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں اپنے مخصوص سوقیانہ انداز میں جماعت لاہور کے خلاف وہی فرسودہ اور فرضی الزامات دہرائے ہیں۔ جن کا ہماری طرف سے بارہا تسلی بخش و مسکت جواب دیا جا چکا ہے۔ خیر قادیانی اخبارات اور خاصکر "فاروق" اس قسم کی حرکتیں نہ کریں تو آخر کیا کریں۔ معقول بات ہی ان کے پاس کونسی ہے۔ لہذا۔ اس سلسلے میں کچھ کہنا لاحاصل ہے۔ لیکن مضمون کا عنوان ذرا قابل غور ہے "پیغامیوں کی روحانی موت" کا فتویٰ تو صادر ہو گیا۔ لیکن بہتر ہوتا کہ ہمارا معاصر ذرا اپنی "روحانی زندگی" کی کیفیت بھی بیان کر دیتا غالباً یہ "فاروق" اور اس کے مدیر کی "روحانی زندگی" ہی کا کرشمہ ہے کہ ہر ایک شریف انسان ان سے نالاں ہے اور پناہ مانگتا ہے۔ اسی "روحانی زندگی" کے زور پر ہی "فاروق" نے وہ "بیہودہ نوٹ" شائع کئے تھے۔ جن کی وجہ سے جناب میاں صاحب کو اس کے بائیکاٹ کا اعلان کرنا پڑا تھا۔ اس اخبار میں آئے دن جو ناقابل اعتراض سوقیانہ مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں وہ بھی غالباً اس کی "روحانی زندگی" کا ہی ثبوت ہیں کیا "فاروق" کو اپنے انہی کارناموں اور انہی روایات پر فخر ہے؟

کیا کیا جائے دنیا میں ایسے لاعلاج انسان بھی بستے ہیں جن کے نزدیک شرم و حیا اور شرافت و انسانیت غیر ضروری چیزیں ہیں۔

آریہ سماج بٹالہ میں مہاشہ ستدیو کے چٹکلے

ہمارے ایک دوست بٹالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ مہاشہ ستدیو نے بٹالہ کی آریہ سماج میں ایک دھواں دھار لیکچر دیا اور اس دھندلکے میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ (معاذ اللہ) "قرآن شریف روحانی کتاب نہیں" اس مہاشہ کے دلائل ہمیشہ نوادرات زمانہ سے ہوتے ہیں۔ سوامی دیانند جی کی طرح خود ہی سوال اٹھایا کرتا ہے۔ اور خود ہی اس کا جواب "اور جواب الجواب" دیا کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف پر اعتراضات کرتے ہوئے کہا

"لفظ اللہ کے کیا معنے؟ اس لفظ کی لغت کیا ہے؟ اس کا مصدر کیا ہے؟ ان سوالات کا جواب اس نے یہ دیا کہ لفظ اللہ عربی کا بے معنی لفظ ہے۔ اس کا نہ کوئی مصدر ہے اور نہ کوئی اسم وغیرہ البتہ یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے (جو مہاشہ ستدیو کو جینی مذہب کی سیر کرتے ہوئے) کسی شاستر میں ملا تھا۔ اس لئے یہ کوئی الہامی لفظ نہیں کیونکہ یہ سنسکرت کی کتاب میں درج ہے۔

لفظ اللہ کو بے معنی کہنا یہ آریہ مہاشہ کی جہالت کا کرشمہ ہے۔ عربی کی کسی لغت میں خواہ وہ کسی غیر مسلم کی لکھی ہوئی ہو یا مسلمان کی لفظ اللہ کو بے معنے نہیں کہا گیا بلکہ عربی کی ہر ایک چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی لغت میں اس کے معنی مذکور ہیں اور ایسے معنے مذکور ہیں جو ویدشاستر اور اپنشد بلکہ دنیا بھر کی تمام زبانوں کے حقیقی اسماء الٰہی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں "مستجمع جمیع صفات کاملہ" "تمام اعلیٰ درجہ کی صفات کا مجمع۔ اوم۔ خدا۔ ست۔ وانگرو وغیرہ الفاظ صرف ایک ایک معنے یا خدا کی صفت کو بیان کرتے ہیں۔ لیکن لفظ اللہ تمام دنیا جہان کی جتنی بھی اعلیٰ صفات اور گن ہیں ان سب پر حاوی ہے۔ اگر اس قدر وسیع مفہوم اپنے اندر رکھنے والا اور دنیا جہان کی کل صفات الٰہیہ کا منبع اور مصدر لفظ بے معنے ہے تو محدود صفات کو ظاہر کرنے والے الفاظ اوم۔ پرماتما۔ اور پرمیشور۔ وغیرہ الفاظ بدرجہ اولیٰ بے معنے ہونگے۔

کسی لفظ کا مصدر نہ ہونا یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ لفظ بے معنے ہے۔ الفاظ کے معانی کے لئے اہل زبان کا طرز استعمال کافی ہے۔ اللہ اگر سنسکرت زبان میں بھی مستعمل ہے تو کوئی حرج نہیں اس نے یہ لفظ اپنی ماں عربی سے لیا ہے لیکن اپنی معرفت ناقص ہونے کی وجہ سے سنسکرت اس لفظ کو اس کے وسیع معنے میں سمجھ نہیں سکی۔

(بقیہ صفحہ ۲)

کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔ مخالفت ہونے دو کہ مخالفت سے بیداری پیدا ہوتی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود کے انفاس قدسی سے واقعی ہمارے اندر کچھ تعلق اللہ تعالیٰ سے پیدا ہو گیا ہے تو جس قدر مخالفت زیادہ ہوگی جس قدر ہم مشکلات میں گھریں گے اسیقدر زیادہ ہم آستانہ الٰہی پر گرینگے اور خدا کی نصرت مانگیں گے اور وہ نصرت ہمیں یقیناً ملے گی۔ اسیقدر زیادہ ہم میں اپنی بقا اور استحکام کا خیال پیدا ہوگا۔ اور ہم ان ذرائع کی طرف متوجہ ہونگے جن سے ہم زندہ رہ سکتے اور ترقی کر کے مضبوط ہو سکتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ ہم میں غیرت پیدا ہوگی جس کو کام میں لا کر ہم زیادہ کام کرنے کے اہل ہو سکتے ہیں۔ اسی قدر زیادہ دوسرے لوگوں کو اس سلسلہ کی طرف توجہ ہوگی۔ خواہ موافقانہ رنگ میں ہو یا مخالفانہ رنگ میں۔ مگر اس توجہ کا اثر یہ ہوگا کہ لوگ ہماری باتوں کو سننے لگیں گے۔

مبلغوں کے محتاج نہ رہو

پس میں اپنے احباب کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ فلاں مبلغ آجائے اور کچھ اچھی تقریریں کر کے مخالفت کو کم کر دے تو آپ غلطی کرتے ہیں۔ میں بھی سمجھتا ہوں کہ مبلغین کی ضرورت ہے مگر نہ اس لئے کہ وہ مخالفت کو کم کریں بلکہ اس لئے کہ جن لوگوں کو آپ نے ہمت کر کے سلسلہ سے کچھ قریب کر دیا ہے انہیں وہ جماعت کے اندر لائیں۔ اور جو ابھی دور ہیں اور نفرت کرتے ہیں۔ ان کو سمجھا کر قریب لائیں۔ اور آپ کے لئے رستہ بنائیں۔ کہ آپ بھی اس رستہ پر چلکر جماعت کی قوت کو بڑھائیں۔ اور مبلغ کے محتاج نہ رہیں کہ وہ آئے تو کچھ کرے۔

استقلال و عزم کی ضرورت

میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا کام پولیٹیکل کام نہیں کہ دھواں دھار تقریروں سے لوگوں میں ایک آنی حرکت پیدا کر دیں۔ یہ ایک مذہبی کام ہے۔ یہ استقلال سے ایک بات کے پیچھے لگے رہنے کا کام ہے۔ اگر آج ہم میں سے سب کے سب احباب بوڑھے اور جوان۔ مرد اور عورتیں صاحب مرتبہ اور رسوخ اور عامی آدمی یہ عزم کر لیں کہ ہم نے جماعت کو بڑھانا ہے۔ اور دو دو چار چار دس دس آدمیوں کو اپنے زیر تبلیغ لے آئیں مگر اس طرح نہیں کہ ایک بات کہی اور الگ ہو گئے بلکہ اس طرح کہ جس سے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اس پر پورا زور صرف کریں۔ اور کسی حالت میں اس سے مایوس نہ ہوں۔ سخت ترین مخالفت کو دیکھکر بھی مایوس نہ ہوں کسی وقت اپنے آپ کو عاجزی اور بیکسی کی حالت میں پائیں تو خدا کے آگے گریں۔ اور اس سے مدد طلب کریں۔ وہ نئی راہیں کھول دے گا۔ نئی روشنی دیدے گا۔ کوئی اعتراض ایسا نہیں جسکا ایک امی احمدی جواب نہ دے سکے۔ اگر اسے خود جواب نہیں آتا تو اپنے دوسرے بھائی سے دریافت کر لے۔ جس قدر ہم زیادہ تبلیغ کی طرف توجہ کریں گے اسی قدر ہم اپنے کو زیادہ مفید بنا لیں گے۔ جس قدر ہماری توجہ اس طرف سے کم ہوگی اسی قدر ہم اندر سے کھوکھلے ہوتے چلے جائیں گے۔

مخالفت سے فائدہ اٹھاؤ

بالآخر میں اپنے احباب کو تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو شخص حق بات دوسروں کو نہیں پہنچاتا وہ خود نقصان میں ہے خسارہ میں ہے۔ اور حق کے ساتھ صبر کی وصیت بھی اسی قدر ضروری ٹھہرائی ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حق پہنچانا ہی مخالفت کے اندر ہے جب تک مخالفت نہیں ہوتی مشکلات پیدا نہیں ہوتیں اس وقت تک حق کو پہنچانے کا بھی موقع پیدا نہیں ہوتا۔ تو پس اس بات پر خوش نہ ہو کہ لوگ اب ہماری مخالفت نہیں کرتے مخالفت کرنے دو کہ اسی میں ہماری بھلائی ہے۔ مگر اس مخالفت سے فائدہ اٹھاؤ۔ لوگوں کی طبائع حق کو قبول کرنے کے لئے مخالفت سے ہی تیار ہوتی ہیں۔ وہ فیصلہ کرنے کی ضرورت بھی اس وقت تک نہیں سمجھتے جب تک جھگڑا نظر نہ آئے۔ اپنے نقطۂ خیال کو بدل دو۔ اور آج سے ہر ایک شخص اپنے دائرہ تعارف میں۔ اپنے احباب میں۔ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں میں ان لوگوں کو تلاش کرے جن تک وہ پیغام حق پہنچا سکتا ہے۔ اور پھر اسے پہنچاتا رہے اور بس نہ کرے۔ یہانتک کہ اسے ساتھ نہ ملا لے۔ اگر ایک انسان قلعہ کی طرح بھی مضبوط ہے تو بھی ہماری طرف سے یہ پست ہمتی ظاہر نہ ہو کہ ہم اسے مسخر نہیں کر سکتے۔ نہیں بلکہ ناکامی پر ناکامی دیکھ کر نئے سے نئی قوت اور کوشش عمل میں لاؤ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت کرے گا۔ والسلام۔

[illegible] پر نہیں ہوتی بلکہ یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔"

[illegible] حضرت مسیح موعودؑ نے عرفان الٰہی اور قطعی اور یقینی وحی پلنے میں اپنے آپ کو دیگر کاملین اُمت [illegible] میں شامل کیا ہے۔ پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ انبیا کی طرح عرفان اور قطعی اور یقینی وحی [illegible] آپ کے دعویٰ نبوت پر دال ہے۔ اگر اسے دعویٰ نبوت کہہ سکتے ہیں تو پھر سمجھنا چاہیئے کہ تمام [illegible] نبوت جو محدثیت سے بڑھ کر نہیں آپ کو اور دوسرے مقدسین امت کو حاصل تھی اور اسی لحاظ سے ان کا عرفان انبیاء سے [illegible] کی وحی یقینی ہونے کے لحاظ سے انبیاء سے کم درجہ پر تھی۔ سید حبیب کو اگر اس پر اعتراض ہے تو سب سے ...... پہلے ان [illegible] پر فتویٰ لگائیں جنہوں نے محدث کو بالقوہ نبی یا نبیوں کے رنگ میں رنگین قرار دیا۔ حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ پر زبان طعن دراز کریں جنہوں نے وہ تمام چیزیں بھی آسانی کے ساتھ بلا مشقت حاصل ہو جانے کا دعویٰ کیا جو انبیا کو پوری حاصل نہیں ہوئیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رح کے کلام کو رد کریں جنہوں نے مہدی اور مسیح کو "قرب نبوت" کے راستہ پر گامزن قرار دیا اور اس بات کا اعلان کریں کہ یہ امت حق الیقین کے درجہ کو پانے اور حضرت خضر اور حضرت مریم اور ام موسیٰ رضی اللہ عنہما کی طرح قطعی اور یقینی وحی کا شرف حاصل کرنے سے بھی محروم ہے۔ اور اس لئے اس کا کوئی فرد اس عرفان کو نہیں پا سکتا جو انبیا کو حاصل تھا، اور نہ قطعی اور یقینی وحی سے فیضیاب ہو سکتا ہے۔ اگر وہ اس بات کا اعلان کرنے یا اسے ماننے کے لئے تیار نہیں تو حضرت مرزا صاحب پر کیا اعتراض ہے کہ انہوں نے باوجود غیر نبی ہونے کے اپنے عرفان کو انبیا کی طرح قرار دیا ہے۔

بیٹے کے متعلق پیشگوئی

حضرت مسیح موعودؑ کو مدعی نبوت ثابت کرنے کے لئے ایک یہ دلیل بھی سید صاحب نے پیش کی ہے۔ "اپنے فرزند ارجمند میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی شان میں مرزا صاحب اپنی کتاب البشرے جلد دوم صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ پر عربی میں لکھتے ہیں کہ (ترجمہ) "تیرا پیدا ہونیوالا بیٹا گرامی ارجمند ہوگا اول و آخر کا مظہر ہوگا۔ گویا اللہ تعالیٰ خود آسمان سے اُترے گا"۔ جب بیٹا خود اللہ ہوتا بہ پدر چہ رسد اس کے بعد مرزا صاحب کا اپنے اسی فرزند ارجمند کے متعلق یہ کتنا موجب حیرت نہیں کہ مرزا صاحب کو الہام ہوا اور ان کے لڑکے کی شان میں انہیں کسی کا یہ شعر سنایا گیا

اے ختم رسل قرب تو معلوم شد　　دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ

یہ شعر تریاق القلوب صفحہ ۴۳ پر درج ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب آج دنیا میں زندہ ہیں۔ محمد مصطفیٰ (فداہ ابی) ان سے پہلے دنیا میں تشریف لائے تھے۔ اگر آج یہ کہا جائے کہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب فخر رسل ہیں تو اس کے صاف معنے یہ ہوتے ہیں کہ آپ احمد مجتبیٰ (فداہ روحی) سے بھی بڑھ کر ہیں۔ اور جب بیٹے کی یہ شان ہے تو آپ کو صرف بروزی اور ظلی نبی ماننا کیسے ممکن ہے"۔

اگر اسی قسم کے دلائل سے حضرت مرزا صاحب کو مدعی نبوت ثابت کرنا ہے تو کیوں نہ ید اللہ فوق ایدیھم کو خدائی کا دعویٰ قرار دیا جائے اور کیوں نہ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ کو دعویٰ الوہیت کی دلیل گردانا جائے۔ لیکن حیرانی اس بات پر ہے کہ سید صاحب

کو یہ بھی تو معلوم نہیں کہ البشرے حضرت مرزا صاحب کی کوئی کتاب نہیں۔ کس سادگی کے ساتھ لکھا ہے کہ "مرزا صاحب اپنی کتاب البشرے ...... میں لکھتے ہیں"۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ آنحضرت صلعم اپنی کتاب بخاری میں لکھتے ہیں۔ سید صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ البشرے مرزا صاحب کی کوئی کتاب نہیں۔ بلکہ آپ کے الہامات کا مجموعہ ہے جو آپ کے ایک مرید خانصاحب چوہدری منظور الٰہی صاحب نے شائع کیا ہے۔

ذریت سے مراد

جس الہام کا انہوں نے حوالہ دیا ہے اس میں ہرگز یہ نہیں لکھا کہ "تیرا پیدا ہونیوالا بیٹا گرامی ارجمند ہوگا"۔ نہ میاں محمود احمد صاحب کا کہیں ذکر ہے بلکہ ازالہ اوہام کے حوالہ سے ایک الہام نقل کیا ہے جو اصل کتاب ازالہ اوہام میں ان الفاظ کے ساتھ درج ہے:-

"بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشگوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دیگا وہ اسیروں کو رستگاری بخشیگا اور انکو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دیگا فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء"

فرمایئے اس میں کہاں مرزا بشیر الدین محمود احمد کا ذکر ہے۔ اپنی ذریت سے ایک شخص کے پیدا ہونیکی پیشگوئی کی ہے اور ذریت کا لفظ وسیع معنے رکھتا ہے۔ صلبی اولاد پر بھی ذریت کا لفظ بولا جاتا ہے۔ جو جب تک نسل قائم ہے ذریت ہی کہلائیگی اور حضرت مسیح موعود کا الہام ہے تری نسلاً بعیداً تو ایک دور کی نسل دیکھے گا۔ ایک اور الہام ہے انا نبشرك بغلام نافلة لك جس کے معنے آپ نے کئے ہیں ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ کب وہ پیدا ہوگا۔ حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں انا دعوة ابی ابراھیم میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا ہوں۔ حالانکہ حضرت ابراہیم آپ سے کئی نسلیں پہلے ہوئے پھر روحانی اولاد بھی ذریت میں داخل ہے اس لئے نہیں معلوم کہ جس کے متعلق یہ پیشگوئی ہے وہ صلبی اولاد میں سے ہوگا یا روحانی میں سے اور کب ہوگا حضرت مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ "ممکن ہے اس کی تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا پیدا ہو یا یہ بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو" (الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء)

کان اللہ نزل من السماء کا مطلب

ہاں ...... یہ صحیح ہے کہ "فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء" اسے ضرور کہا ہے لیکن ہمیشہ تو خدائی ہے اور نہ نبوت۔ عربی عبارت کا ترجمہ جو البشریٰ میں موجود ہے حسب ذیل ہے "حق اور علو کا مظہر اس کا ظہور ایسا ہوگا کہ گویا اللہ تعالیٰ ہی بلندی سے نازل ہوا ہے"۔

اس میں کہاں اس کو خدا قرار دیا ہے۔ "گویا اللہ تعالیٰ ہی بلندی سے نازل ہوا" کا فقرہ بھی صاف ہے "گویا" کا لفظ اور اصل عربی الہام میں "کان" کا لفظ صاف بتا رہا ہے کہ وہ حقیقتاً خدا نہیں۔ آئینہ کمالات اسلام میں حضرت مسیح موعودؑ نے اس سے خدا تعالیٰ کا جلال اور حق کا ظہور مراد لیا ہے یظهر بظهوره جلال رب العالمین۔ اس کے ظہور کے ساتھ رب العالمین کا جلال ظاہر ہوگا (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۵)۔ حدیث میں نزول باری تعالیٰ سے خدا کی رحمت کا نزول اور قرب الٰہی مراد لیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو حاشیہ مشکوٰۃ مجتبائی ص۱۰۹ جہاں حدیث ینزل ربنا تبارك وتعالیٰ كل ليلة الى السماء الدنيا کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے النزول والهبوط والصعود والحركات من صفات الاجسام والله تعالىٰ متعال عنه والمراد نزول الرحمة وقربه تعالىٰ۔ یعنی نازل ہونا، اترنا، چڑھنا اور حرکات یہ تو جسم کی صفتیں ہیں خدا تعالیٰ ان سے پاک ہے۔ اللہ کے نازل ہونے سے مراد اسکی رحمت کا نازل ہونا اور قرب حاصل ہونا ہے۔ فرمایئے ان معنوں کے مطابق کان اللہ نزل من السماء کا مصداق

کوئی حائل و متوسط درمیان نہیں آیا۔ دوسرے کے وسیلہ کے بغیر فیوض و برکات حاصل ہوئی ہیں تو سط و حیلولہ فقط دوسرے راستہ میں ہے۔ اس متوسط کا معاملہ علیحدہ ہے جیسے کہ گذر چکا۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان راہ اول (قرب نبوت) سے واصل ہیں جیسے کہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں راہ اول سے واصل ہیں۔"

پس جو شخص قرب نبوت کی راہ سے واصل ہے اس کا عرفان نبیوں کے عرفان کی طرح اور اس کی وحی نبیوں کی وحی کی طرح قطعی اور یقینی کیوں نہیں؟ حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے مخالفین مسیح موعودؑ کی عداوت میں اس قدر دور چلے گئے ہیں کہ سابق بزرگان امت کے خیالات اور معتقدات بھی انہیں یاد نہیں رہے۔ اور اگر یاد دلائے جائیں تو طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے انہیں ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان بزرگوں کے کلام کو بھی اضغاث و احلام قرار دینے سے دریغ نہیں کرتے۔ ہم کہتے ہیں اگر ان لوگوں کا کلام و الہام اضغاث و احلام تھا۔ تو تمہارے پاس کیا سند ہے کہ تمہارے کلام کو منجانب اللہ اور کالوحی من السماء سمجھ لیا جائے اور تمام راستبازان اُمت کے کلام کو اضغاث و احلام قرار دیکر کیا چیز باقی رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے اس امت کو خیر اُمت کہا جا سکے

حضرت مسیح موعودؑ کاملین اُمت سے باہر نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حقیقۃ الوحی میں کاملین اُمت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"تیسری مبارک اور کامل حالت حق الیقین کہلاتی ہے اور انسانی معرفت کامل نہیں ہو سکتی اور نہ کدورتوں سے پاک ہو سکتی ہے جب تک حق الیقین تک نہیں پہنچتی کیونکہ حق الیقین کی حالت صرف مشاہدات پر موقوف نہیں بلکہ بطور حال کے انسان کے دل پر وارد ہو جاتی ہے۔ اور انسان محبت الٰہی کی بھڑکتی ہوئی آگ میں پڑ کر اپنے نفسانی وجود سے بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے اور اس مرتبہ پر انسانی معرفت پہنچکر قال سے حال کی طرف انتقال کرتی ہے اور سفلی زندگی بالکل جل کر خاک ہو جاتی ہے اور ایسا انسان خدا تعالیٰ کی گود میں بیٹھ جاتا ہے جیسا کہ ایک لوہا آگ میں پڑ کر بالکل آگ کے رنگ میں آجاتا ہے اور آگ کی صفات اس سے ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ ایسا ہی اس درجہ کا آدمی صفات الٰہیہ سے ظلی طور پر متصف ہو جاتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳)

پھر اسی تیسرے درجہ کا ذکر کرتے ہوئے صفحہ ۲۴ پر فرماتے ہیں:۔

"وہ کامل درجہ ہے جس کے ساتھ فن جمع نہیں ہو سکتا اور یہی وہ درجہ ہے جو بشریت کی سردی اور قبض کو بکلی دور کرتا ہے۔ اس حالت کا نام حق الیقین ہے اور یہ مرتبہ محض کامل افراد کو حاصل ہوتا ہے جو تجلیات الٰہیہ کے حلقہ کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور علمی اور عملی دونوں حالتیں ان کی درست ہو جاتی ہیں۔ اس درجہ سے پہلے نہ علمی حالت کمال کو پہنچتی ہے اور نہ عملی حالت مکمل ہوتی ہے۔ اور اس درجہ کو پانیوالے وہی لوگ ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے کامل تعلق رکھتے ہیں۔ اور حقیقت میں وحی کا لفظ انہی کی وحی پر اطلاق پاتا ہے کیونکہ وہ شیطانی تصرفات سے پاک ہوتی

خدا ہوگا یا خدا کا مقرب؟ اور اس کا آنا خدا کا آنا ہوگا یا خدا کی رحمت کا نزول؟

بڑائی یا فضیلت کا سوال

اول تو اس میں کوئی خاص بڑائی کی بات نہیں تمام کاملین امت اور بالخصوص حضرت مسیح موعود ان معنوں سے کان اللہ نزل من السماء ہی تھے۔ لیکن اگر اس کی شان دوسروں سے بلند بھی ہو تو کیا حرج ہے۔ کیا بیٹا باپ سے بڑھ نہیں سکتا؟ کیا آنحضرت صلعم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے ہونے کے باوجود ان سے بلند مرتبت نہ رکھتے تھے؟ لیکن ظاہر ہے کہ بلند مرتبت ہونے کے باوجود وہ حضرت ابراہیم کے ساتھ زمرہ انبیا ہی میں شامل تھے۔ اسی طرح آنیوالا "فرزند دلبند گرامی و ارجمند" کان اللہ نزل من السماء ہونے کے باوجود باپ کے ساتھ زمرہ اولیاء و محدثین ہی میں شامل ہوگا اس سے نکل کر نبیوں کے زمرہ میں نہیں جا سکتا۔

فخر رسل کا مطلب

رہا یہ الہامی شعر کہ ؎ اے فخر رسل قرب تو معلومم شد دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

اس میں بھی میاں محمود احمد صاحب یا ان کی نبوت اور رسول اللہ صلعم سے بڑھ کر ہونے کا کوئی ذکر نہیں۔ کیا بڑوں کو اپنی سعادت مند اولاد پر فخر او ناز نہیں ہوا کرتا؟ پھر اگر کوئی شخص غیر نبی ہو کر نبیوں کا کام کرے اور بہترین اخلاق اس سے ظاہر ہوں تو رسول اس پر کیوں فخر نہ کریں حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ایک کافر او حضرت علی کی معرکہ آرائی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

او تفے انداخت بر روئے علی افتخار ہر نبی و ہر ولی

اس میں صاف طور پر حضرت علی کو فخر انبیا قرار دیا گیا ہے کیا وہ بھی آنحضرت صلعم سے بڑھ کر تھے؟ سید صاحب کو چاہئے تھا کہ ایسی باتیں لکھنے اور حضرت مرزا صاحب کے خلاف انہیں ایسے حتمی دلائل کے طور پر پیش کرنے سے پہلے ان پر غور کر لیتے۔ کسی صاحب علم سے دریافت کر لیتے کہ اس میں رسول اللہ صلعم پر فضیلت یا خدائی کا دعویٰ پایا جاتا ہے یا نہیں؟ اور آیا اس کو حضرت مرزا صاحب کے مدعی نبوت ہونے پر بطور دلیل گردانا جا سکتا ہے؟

شان بلند ہونیکے باوجود نبیوں کا مثیل ہوگا نہ نبی

آپ فرماتے ہیں "اور جب بیٹے کی یہ شان ہے تو آپ کو صرف بروزی و ظلی نبی ماننا کیسے ممکن ہے یا اے جناب بیٹے کی شان بھی (جو معلوم نہیں کب اور کس قسم کا بیٹا ہوگا۔ روحانی ہوگا یا صلبی) بروزی و ظلی نبی سے بڑھ کر نہیں یعنی حضرت مرزا صاحب کی طرح نبوت کے رنگ ہی میں وہ رنگین ہوگا۔ خواہ شان کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو جیسا کہ ازالہ اوہام کے منقولہ بالا الفاظ میں حضرت مرزا صاحب نے اسے صاف طور پر نبیوں کے "مثیل" قرار دیا ہے۔ اس لئے بیٹے کی پیشگوئی کا نہ تو آپ کے دعویٰ نبوت سے کوئی تعلق ہے اور نہ جب تک وہ پوری نہ ہو اس پر بحث کرنے کی حاجت۔

انت اسمی الاعلیٰ

فضیلت اور نبوت ہی کی بحث میں بعض الہامات بھی سید صاحب نے پیش کئے ہیں جن میں سے ایک الہام ہے انت اسمی الاعلیٰ جس کا ترجمہ کیا ہے "اے مرزا تو میرا سب سے بڑا نام ہے"[1] حالانکہ اصل الہام میں "یا مرزا" کہیں نہیں لیکن کیا خدا کا اعلیٰ نام ہونے سے دعویٰ الوہیت یا دعویٰ نبوت ثابت ہوگیا؟ اگر انا الحق یا سبحانی کہنے والا مدعی الوہیت نہیں تو جس کو خدا عزت اپنا اعلیٰ نام قرار دے وہ مدعی الوہیت کیسے ہوگیا؟ جن لوگوں کو صوفیا کی کتابوں سے ایک ادنیٰ سی بھی مزاولت ہے وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ سیر سلوک کی منازل میں سالک کو اسمائے الٰہیہ سے ایک خاص تعلق ہوتا ہے۔ جہاں تک کہ مختلف منازل سلوک میں مختلف اسمائے الٰہیہ اس کے پیش نظر رہتے ہیں

[1] سید صاحب نے اس کو "اے ختم رسل" لکھا ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب کی کتابوں سے انکی عدم واقفیت کی ایک اور دلیل ہے۔

ہیچ نچہ بشنوم ز وحی خدا — بخدا پاک دانمش زخطا

اگر ایک محدث ایک مجدد ایک مامور من اللہ کی وحی بھی شک اور ریب سے پاک نہیں۔ اگر اسے خود اپنی وحی کے منجانب اللہ ہونے پر ویسا ہی ایمان نہیں جیسا کہ قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان ہے تو وہ دوسروں کی ہدایت کا رہبری کس طرح کر سکتا ہے۔ جس شخص کا اپنا دل حق الیقین اور کامل عرفان کے درجہ پر پہنچا ہوا نہیں بلکہ شک اور ظنیات سے بھرا ہوا ہے وہ دوسروں کو نیکی اور ہدایت کی طرف کیونکر بلا سکتا ہے۔ اور کیسے انہیں یقین دلا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ ؎

ہست آں وحی تیسر سو ظنی — کہ نہ بود است بر یقیں مبنی

اس اُمت میں تو بے شمار ایسے انسان ہو گذرے ہیں جنہوں نے اپنے نور عرفان اور یقینی اور قطعی الہام الٰہی کے ذریعہ سے سینکڑوں اور ہزاروں انسانوں کو پرلے درجہ کے فسق و فجور سے نکال کر عارف باللہ اور ملہم من اللہ بنا دیا۔

ایک سابق ولی اللہ کا قول | ایسے ہی لوگوں کے متعلق حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

چیزے کہ انبیا را حاصل نبود کل — آں چیز بے مشقت آساں شد است ما را

پھر حضرت مرزا صاحبؑ اگر فرمائیں کہ ؎

آنچہ داد است ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بہ تمام

تو کیا اندھیر آ گیا؟ اگر حضرت احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کو بھی وہ چیز جو انبیا کو ساری کی ساری نہ مل سکی تھی۔ بلا مشقت آسانی کے ساتھ میسر آ گئی۔ تو حضرت مرزا صاحب جو مامور من اللہ، محدث اور مجدد اور مسیح موعودؑ اور مہدی معہود کے منصب جلیلہ پر فائز ہیں۔ اس کامل عرفان اور یقینی اور قطعی مکالمہ کا شرف کیوں حاصل نہیں کر سکتے جو انبیا کو حاصل تھا۔

مہدیؑ قرب نبوت کی راہ پر۔ مجدد الف ثانیؒ کا قول | حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب ۱۲۳ دفتر سوم میں مسیح موعودؑ اور مہدی کے وصول الی اللہ کا راستہ قرب ولایت نہیں قرب نبوت قرار دیا ہے۔ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا راستہ قرب نبوت سے تعلق رکھتا تھا چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"معاملہ توسط مربوط براہ دوم است از دو راہ مذکور کہ عبارت از قرب ولایت و در راہ اول کہ عبارت از قرب نبوت است معاملہ توسط مفقود است ہر کہ باں راہ واصل گشتہ است ہیچ حائلے و متوسطے درمیاں ندارد و بے توسط احدے اخذ فیوض و برکات می نماید توسط و حیلولت در راہ اخیر است فقط معاملہ آں موطن علیحدہ است چنانچہ گذشت و حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرت مہدی علیہ الرضوان براہ اول واصل اند چنانچہ حضرت شیخین رضی اللہ عنہما براہ اول واصل گشتہ در ضمن آں سرور اند علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام"

یعنی توسط و وسیلہ کا معاملہ مذکورہ بالا راہوں میں سے دوسرے راستہ پر موقوف ہے جو قرب ولایت سے مراد ہے۔ لیکن راہ اول میں جو قرب نبوت سے مراد ہے توسط و وسیلہ کا معاملہ مفقود ہے۔ اس راستہ سے جو کوئی واصل ہوا ہے

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تعلیم سلوک کا ذکر کرتے ہوئے جو اپنے پیر حضرت خواجہ باقی باللہ رح سے انہوں نے حاصل کی فرماتے ہیں :۔ اوّل اس درویش کو آپ نے ذکر اسم ذات کی تعلیم کی۔ اس قسم کے کلمات تمام صوفیا کے ملفوظات میں ملتے ہیں اور سلوک کی جس منزل پر سالک کو پہنچنا اور عروج کرنا ہوتا ہے اس کے مطابق کوئی نہ کوئی اسم الٰہی اس کے پیش نظر رہتا ہے۔ اور اسی اسم کے مطابق اس کے اخلاق ترقی اور پرورش پاتے ہیں اگر وہ اسم رحمٰن کا ذکر کرتا ہے (وہ ذکر نہیں جو موجودہ صوفیوں میں پایا جاتا ہے۔ اور زبانی نعروں سے تنگے دل کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں) بلکہ خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کو اپنے پیش نظر رکھتا ہے تو وہ خود بھی مخلوق الٰہی کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرنے لگتا ہے۔ اور اسی طرح جس جس اسم کی طرف وہ رجوع کرتا ہے وہی صفات اس کے اندر پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ تخلقوا باخلاق اللہ کا مجسم نمونہ بن جاتا ہے۔ اور یہی سالک کے عروج کا انتہائی مقام ہے۔ اسی بات کی طرف انت اسمی الاعلیٰ کے الہام میں اشارہ کیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تو میرے سب سے بڑے اسم کا مجسم نمونہ ہے۔ بالفاظ دیگر مدارج سلوک کے انتہائی مقام پر آپ پہنچ چکے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے اسم کا مقام ہے۔ یہ تو مقام ولایت میں آپ کا درجہ بتایا گیا ہے اس کو نبوت یا الوہیت سے کیا تعلق ہاں مظہر الوہیت یا فنا فی اللہ کہہ لیجئے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی حقیقت اس میں نہیں۔

یحمدك اللّٰہ من عرشہ ویمشی الیك | ایک اور الہام کا ترجمہ دعویٰ نبوت ہی کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ "خدا عرش پر تیری حمد کرتا ہے اور تیری طرف چل کر آتا ہے"۔

کیا خدا کا بندے کی حمد کرنا کوئی برائی ہے؟ خدا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھی بھیجتا ہے۔ پس اگر اپنے ایک پاک بندے کی حمد کرے تو کیا گناہ ہے؟ اور اس پر کیا اعتراض وارد ہوتا ہے۔ اگر کہیں کہ حمد تو خدا کے لئے ہے بندہ کے لئے جائز نہیں۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال کیا۔ آپ نے تھوڑی دیر ٹھیر کر فرمایا سائل کہاں ہے؟ اور اس کے ساتھ ...... ہی لکھا ہے کہ کانہ حمدہ گویا کہ آپ نے اس کی تعریف فرمائی۔ قرآن شریف میں ہے ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا۔ لوگ چاہتے ہیں بغیر کام کرنے کے ہی ان کی حمد کی جائے۔ پس حمد کا لفظ بندہ کیلئے بھی استعمال ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کی تعریف کرنا کوئی برائی کی بات نہیں۔ الہام کا دوسرا ٹکڑا ہے ویمشی الیك۔ خدا تیری طرف چل کر آتا ہے۔ اس پر کیا اعتراض ہے۔ کیا حدیث قدسی میں نہیں ہے ان اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ۔ اگر میرا بندہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔ دیکھئے یہاں تو خدا چل کر نہیں دوڑ کر آتا ہے۔ اس پر کیوں وہی اعتراض نہیں ہو سکتا جو یمشی الیك پر کیا جاتا ہے۔ اور اس الہام میں نبوت کا دعویٰ کہاں ہے؟

"میں خدا کی باڑ ہوں" | ایک یہ الہام بھی پیش کیا ہے جس کے اصل عربی الفاظ ہیں انی ھو لی الرحمٰن "میں خدا کی باڑ ہوں" اس پر کیا اعتراض ہے؟ یہ تو خدا کے الفاظ ہیں مرزا صاحب کے نہیں۔ البتہ پہلے قل کا لفظ محذوف سمجھا جائے تو معنے بن جاتے ہیں کہ کہدے میں خدا کی باڑ ہوں۔ لیکن یہ بھی تو بتایا ہوتا کہ اس پر اعتراض کیا ہے؟ کیا خدا کی باڑ ہونا کوئی گناہ ہے؟ باڑ حفاظت کے لئے ہوتی ہے۔ پس اگر خدا نے اپنے ایک مامور کو نیک اور صالح بندوں کی شیطانی تحریکات سے حفاظت کرنے کی وجہ سے اپنی باڑ کہدیا تو

کیا گناہ ہوگیا؟ حضرت صالح کی اونٹنی اگر ھذہ ناقۃ اللہ کہلا سکتی ہے۔ اگر اینٹ اور پتھر کا گھر بیت اللہ کہلا سکتا ہے تو ایک مامور اور مجدد خدا کی بارگ کیوں نہیں کہلا سکتا؟

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

سید صاحب لکھتے ہیں:۔

"انجام آتھم کے صفحہ ۰۰ پر آپ (حضرت مرزا صاحبؒ) لکھتے ہیں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ان کی شان میں نازل ہوئی نہ کہ رسول امی لقب (فداہ ابی) کی شان میں"

خط کشیدہ الفاظ اگر سید صاحب انجام آتھم یا کسی اور کتاب سے دکھا دیں تو منہ مانگا انعام پائیں۔ حضرت مرزا صاحب نے کبھی اور کسی جگہ نہیں لکھا کہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کی آیہ کریمہ میری ہی شان میں نازل ہوئی ہے اور رسول اللہ صلعم کی شان میں نازل نہیں ہوئی۔ ہاں یہ آپ کا الہام ضرور ہے اور ہم اس سے پیشتر ثابت کر آئے ہیں کہ مسیح موعود کی رسالت ظلی اور بروزی ہے۔ اور چونکہ آنحضرت صلعم کی اتباع میں تمام دنیا کی اصلاح آپ کے سپرد کی گئی ہے اس لئے آپ ظلی طور پر رحمۃ للعالمین بھی ہیں اس میں برائی کی کیا بات ہے اور کہاں یہ لکھا ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلعم کی شان میں نہیں اتری؟ کیا سید صاحب اس کا جواب دیں گے؟

داعیاً الی اللہ وسراجاً منیرا

پھر لکھا ہے کہ:۔

"اسی طرح اربعین صفحہ ۴ و ۵ پر لکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو داعیاً الی اللہ وسراجاً منیرا کے جو خطاب دیئے گئے تھے وہ مجھے (مرزا صاحب کو) بھی عطا ہوا"

اس میں کونسی بری بات ہے جب حضرت مرزا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہیں تو آپ ظلی طور پر سراجاً منیرا کیوں نہیں کہلا سکتے۔ داعیاً الی اللہ تو آپ ہیں ہی کہ دنیا جہان میں دعوت الی الاسلام آپ کا کام ہے۔ اگر سراجاً منیرا بھی ظلی طور پر ہوں تو کیا نقصان ہے؟ اصل سراج منیر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ آپ کے ماتحت اگر ظلی طور پر آپ کے متبعین بھی دنیا کے لئے سراج منیر بن جائیں تو اس میں آپ ہی کا کمال ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے متعلق فرماتے ہیں ؎

افلت شموس الاولین وشمسنا ابداً علی افق العلی لا تغرب

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس شعر کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔ "مراد از شمس آفتاب فیضان وارشاد است و از افول آن عدم فیضان مذکور۔ وچوں بوجود حضرت شیخ معاملہ کہ با اولین تعلق داشت باز قرار گرفت واو واسطہ وصول رشد وہدایت گردید چنانچہ پیش از شے اولین بودہ اند ونیز تا معاملہ توسط فیضان بپا است بتوسل اوست ناچار راست آمد افلت شموس الاولین وشمسنا الخ (مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۱۲۳)"

یعنی شمس سے مراد ہدایت وارشاد کے فیضان کا آفتاب ہے اور اسکے غروب سے مراد فیضان کا نہ ہونا ہے چونکہ حضرت شیخ قدس سرہ کے وجود سے وہ معاملہ جو اولین سے تعلق رکھتا تھا شیخ قدس سرہ کے سپرد ہوا اور وہ رشد و ہدایت کے پہنچنے کا واسطہ وسیلہ بن گئے جیسے کہ ان سے پہلے بزرگوار ہوئے ہیں۔ نیز جب تک فیضان کے وسیلہ کا معاملہ برپا ہے شیخ قدس سرہ کے توسل وتوسط ہی سے ہے اس لئے درست ہوا افلت شموس الاولین وشمسنا الخ

پس جب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں آفتاب فیضان و رشد کہلا سکتے ہیں تو مسیح موعودؑ سراج منیر کیوں نہیں کہلا سکتے؟

اس عبارت میں حضرت مسیح موعودؑ نے اس حقیقت کو صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ اپنی وحی کو قرآن اور دوسرے انبیا کی طرح منزہ سمجھنے اور عرفان الٰہی میں انبیاء سے کم نہ ہونے سے آپ کی کیا مراد ہے۔ اگر دعویٰ نبوت مراد ہوتا۔ اگر انبیا پر اپنے آپ کو فضیلت قرار دینا مقصود ہوتا تو ام موسیٰ اور حضرت مریم اور حضرت خضر کی مثالیں نہ دیتے اور یہ نہ فرماتے کہ "پہلی امتوں میں اکثر مردوں اور عورتوں کو وحی ہوتی رہی ہے۔ اور وہ نبی بھی نہ تھے"۔ اور اس طرح صرف اپنے لئے ہی نہیں امت محمدیہ کے لئے عام طور پر یقینی اور قطعی کلام الٰہی کو ضروری قرار نہ دیتے۔ لیکن ان تمام مثالوں سے آپ نے اس حقیقت نفس الامری کو واضح کر دیا ہے کہ منقولہ بالا اشعار میں آپ کی مراد محض اسی قدر ہے کہ آپ کو جو الہام ہوتا ہے وہ ویسا ہی یقینی اور خطا سے منزہ ہے۔ جیسے انبیا کا الہام یقینی اور خطا سے منزہ ہوتا ہے۔ اور آپ باوجود غیر نبی ہونے کے دوسرے راستبازان امت کی طرح عرفان الٰہی کے اسی مقام پر کھڑے ہیں جہاں انبیا کھڑے ہوتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر آپ کی کوئی مراد نہیں۔ نہ اس میں دعویٰ نبوت ہے اور نہ اپنی وحی کو دوسرے انبیا کی وحی کے مساوی قرار دیا۔۔۔۔ ہے۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ "ہم اپنے اور انبیا کے الہام میں صرف من حیث الوحی کچھ فرق نہیں سمجھتا۔ گو دوسری وجوہ سے فرق ہو" باوجود اس کے یہ کہنا کہ منقولہ بالا اشعار میں آپ نے اپنی وحی کو درجہ اور حیثیت کے لحاظ سے انبیائے کرام کی وحی کے مساوی اور مماثل قرار دیا اور اپنے آپ کو انبیاء سے بلکہ ان سے بڑھ کر ٹھیرایا ہے صریحاً غلط بیانی سے کام لینا ہے۔

ایک عام مسلمان کا عرفان اور انوار الٰہی پانیوالے کاملین

وحی کا انبیا کی طرح یقینی اور قطعی ہونا اور انبیا کی طرح عرفان الٰہی حاصل ہونا کسی کو نبی نہیں بنا دیتا۔ کیا اس امت میں ایسے پاک، خدا رسیدہ اور عارف باللہ نہیں ہوئے جن کا عرفان انبیا کے عرفان سے کسی طرح کم نہ تھا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تو ایک مسلمان کا عرفان اس درجہ پر ہونا چاہئے کہ فرمایا احسان یہ ہے کہ ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ۔ تو خدا تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اور اگر تو اسے دیکھ نہ سکے تو ایسا تو ہونا چاہئے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ فرمائیے جب ہماری عبادت میں عرفان الٰہی کا یہ مرتبہ پیدا ہونا ضروری ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہوں تو وہ لوگ جنہیں مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہو چکا ہو اور رات دن انوار الٰہی کا نزول ان پر بارش کی طرح ہوتا ہو۔ ان کی باتوں کا جواب ملتا ہو۔ اور ان کی دعائیں سنی جاتی ہوں۔ ان کا عرفان کس درجہ پر پہنچا ہوا ہوگا اور اسے انبیا کے عرفان سے کس طرح کم کہا جا سکتا ہے؟

محدث بالقوہ نبی ہونیکی وجہ سے نبیوں کا عرفان رکھتا ہے

جس حالت میں علمائے امت کو کانبیاء بنی اسرائیل قرار دیا گیا ہے۔ جس حالت میں ایک محدث بالقوہ نبی ہوتا ہے جیسا کہ اس سے پیشتر ثابت کیا جا چکا ہے تو اسی بالقوۃ نبی کے منہ سے یہ نکلنا کیوں ناجائز ہے کہ ؎

انبیا گرچہ بودہ اند بسے من بعرفاں نہ کمترم زکسے

کیوں ایسا شخص اپنی وحی کو انبیا کی طرح قطعی اور یقینی نہیں کہہ سکتا۔ فرق تو صرف قوت اور فعل کا ہے۔ ایک محدث اگرچہ منصب نبوت پر فائز نہیں اگرچہ اس کی وحی شریعت کی حامل نہیں جسے وحی نبوت کہا جا سکتا ہے۔ تاہم اس میں قوت اور استعداد نبی ہونے کی موجود ہے۔ اس کا وہی تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ جو انبیا کا تعلق ہوتا ہے۔ پھر اس کے لئے یہ کہنا کیوں ناجائز ہے کہ ؎

چکڑالوی صاحبان اور تحویل قبلہ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

(۲)

رہا یہ امر کہ احادیث میں بعض غیر معقول روایات بھی ہیں ان کو کیا کیا جائے۔ کس کو لیا جائے اور کس کو رد کیا جائے۔ سو اس کے لئے نہایت آسان طریق حضرت مجدد وقت حضرت مسیح موعود نے بتلا یا وہ یہ کہ جو حدیث آیات محکمات قرآنی کے مطابق ہو وہ مان لیجائے جو مطابق نہ ہو اس کی تاویل کی جائے۔ اور وہ معنے کئے جائیں جو قرآن سے تطبیق کھائیں اور اگر کسی صورت سے بھی تطبیق نہ ہوسکے تو اسے رد کر دیا جائے۔

نمازوں میں کوئی امر خلاف قرآن نہیں

یہاں ممکن ہے کہ چکڑالوی صاحبان یہ کہدیں کہ نماز جو امت مرحومہ میں رائج ہے وہ قرآن سے تطبیق نہیں کھاتی حالانکہ یہ غلط ہو نمازوں میں کوئی امر نہیں جو قرآن کے خلاف ہو۔ میں دو امور کو لے لیتا ہوں جو ان کے لئے مایہ ناز ہیں۔ (۱) ایک تو اتل ما اوحی الیک من الکتب واقم الصلوٰۃ۔ اس کتاب کی جو تیری طرف وحی کی گئی ہے تلاوت کرتے رہو اور نماز کو قایم کرو۔ چکڑالوی صاحبان اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ نماز میں صرف قرآن پڑھا کرو اور کچھ نہ پڑھا کرو۔ حالانکہ ہر ایک عقلمند سمجھتا ہے کہ یہ نتیجہ قطعاً غلط ہے یہ ایک حکم نہیں بلکہ علیحدہ علیحدہ دو حکم ہیں۔ ایک قرآن کا پڑھنا دوسرے نماز کا قایم کرنا۔ ان دو حکموں کو ایک بنانا محض زبردستی ہے۔ اور اگر دونوں کو ایک حکم مانا جائے اور ایک حکم کو دوسرے کا مترادف سمجھا جائے۔ تو پھر یہ نتیجہ نکلے گا کہ قرآن کا پڑھ لینا ہی نماز کا قایم کرنا ہے۔ لہذا جب قرآن پڑھنا شروع کردیا خواہ لیٹے یا بیٹھے۔ یا کھڑے یا چلتے ہوئے۔ تو نماز قایم ہوگئی۔ ایک اور آیت ہے اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق الیل وقران الفجر۔ جسکے معنے ہیں نماز قایم کر سورج کے ڈھلنے سے رات کے پڑجانے تک اور فجر کا قرآن۔ جس سے چکڑالویوں کے طریق پر معنے کرنے سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس آیت سے صرف ایک نماز نکلتی ہے۔ یعنے سورج کے ڈھلنے سے رات کے پڑنے تک کسی وقت نماز پڑھ لو۔ اس میں دو نمازیں تو نہیں نکلتیں سورج کے ڈھلنے سے رات کے پڑنے تک نماز کے قایم کرنے کا حکم ہے کہیں نہیں لکھا کہ دو دفعہ ابتدا اور انتہا میں قایم کرو۔ اگر چکڑالوی دو نکالیں گے تو پھر ہم کو چار نکال لینے کا بھی حق ہے۔ کیونکہ یہاں ایک دو تین چار کسی تعداد کا ذکر نہیں۔ صرف ایک وقت بتایا ہے جو سورج کے ڈھلنے سے شروع ہوکر رات کے پڑجانے تک ختم ہوتا ہے۔ اس وقت میں نماز قایم کرنے کا حکم ہے۔ ایک مرتبہ قایم کرو تو اور چار مرتبہ قایم کرو تو یا اس سے کم و بیش مرتبہ قایم کرو تو اس کی یہاں کوئی تشریح نہیں۔ پس ایک چکڑالوی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں سے اختلاف کرکے اس وقت میں صرف ایک دفعہ نماز پڑھ کر قرآن کے منشا کو پورا کر دینے کا دعویٰ کردے اور فجر کے وقت تو یہاں کسی نماز کا ذکر ہی نہیں۔ صرف قرآن پڑھنے کا ذکر ہو۔ اب اگر اتل ما اوحی الیک من الکتب واقم الصلوٰۃ میں دونوں احکام قرآن پڑھنے اور نماز قایم کرنے کے ایک دوسرے کے مترادف ہیں تو پھر اگر سورج کے ڈھلنے سے شروع کرکے رات کے پڑنے تک کسی وقت بھی آدمی قرآن پڑھ لے تو گویا نماز قایم ہوگئی۔ قصہ ختم ہوا۔ ایک مرتبہ فجر کو قرآن پڑھ لیا خواہ ایک آیت ہی پڑھ لی۔ اور ایک مرتبہ شام کو قرآن پڑھ لیا۔ نماز ادا ہوگئی۔ اور قرآن کا منشا پورا ہوگیا۔ میں اپنے چکڑالوی بھائیوں کے سامنے یہ نیا انکشاف پیش کرتا ہوں۔ وہ بیشک غور کرلیں۔ ان کے طریق تفسیر سے ان کی اپنی مروجہ نماز بھی کوئی باقی نہیں رہتی۔ صبح شام قرآن کی ایک ایک آیت پڑھ لینے سے خلاصی ہوجاتی ہے۔ امید ہے اس نئے انکشاف پر بہت اظہار خوشنودی کیا جائے گا۔

اصل حقیقت

اصل حقیقت یہ ہے کہ اتل ما اوحی الیک من الکتب واقم الصلوٰۃ دو علیحدہ علیحدہ حکم ہیں۔ قرآن کا تلاوت کرنا اور نماز کا قایم کرنا مومن کا فرض ہے۔ نماز کے اندر بھی قرآن تلاوت کرو نماز سے باہر بھی قرآن تلاوت کرو۔ کوئی نماز کی خصوصیت نہیں کہ سوائے نماز کے اور کبھی قرآن نہ پڑھا کرو۔ جس طرح نماز سے باہر قرآن کی تلاوت کرنا منع نہیں اسی طرح نماز کے اندر قرآن کے سوا کوئی اور دعا یا تسبیح و حمد پڑھنا منع نہیں۔ قرآن دونوں امور میں سے کسی کو بھی منع نہیں کرتا۔ یہ تو رسولؐ کا کام تھا جس پر قرآن نازل ہوا تھا۔ کہ وہ اپنے نمونہ سے ہمارے لئے نماز کو قایم کرکے دکھاتا اور قرآن کا منشا بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی تشریح کو رسولؐ اپنے نمونہ سے لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ اسی لئے سارے قرآن میں نماز کی شروع سے آخر تک کوئی شکل بیان نہیں کی گئی۔

نمونہ کی اہمیت

مختلف مقامات پر الگ الگ قومہ۔ رکوع۔ سجدہ کا ضمناً ذکر آجاتا ہے۔ جس سے یہ ضرور پتہ لگتا ہے کہ یہ چیزیں عبادات الٰہی کے اجزا ہیں۔ لیکن باقاعدہ نماز کو کسی جگہ بیان نہیں کیا گیا اور بیان کرنا تھا بھی بے فائدہ۔ کیونکہ جو چیزیں نمونہ سے بہتر سمجھ میں آتی ہیں ان پر صفحوں کے صفحے سیاہ کر دینے سے بھی انسان سمجھ نہیں سکتا حدیثوں میں لاکھ دفعہ نماز کی تشریح ہوتی لیکن جب تک امت کے سامنے نماز کا نمونہ نہ ہوتا کوئی انسان نماز کو سمجھ نہ سکتا تھا اگر حدیثوں میں سے نماز کا باب امریکہ یا یورپ میں کسی بڑے دانا آدمی کے سامنے رکھدیا جائے جس نے کبھی کسی مسلمان کو نماز پڑھتے نہ دیکھا ہو تو وہ کبھی نماز کو قایم کرکے دکھا نہ سکے گا۔ وجہ یہ کہ جو چیز نمونہ سے سمجھ آتی ہے نفظوں میں اس کی تشریح کرلینے سے کما حقہ سمجھ میں نہیں آسکتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اسکی تشریح کو غیر مناسب سمجھا اور صاف فرمادیا ما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ جو تمہیں رسولؐ دے وہ لے لو۔ اور جس چیز سے تم کو روکے اس سے دست کش ہوجاؤ مطلب یہ کہ بعض امور ایسے ہوتے ہیں جو نمونہ سے بہتر سمجھ میں آتے ہیں ان کے لئے ضرور ہے کہ رسولؐ اپنے نمونہ سے سمجھا دے اور رسولؐ کو بھی جب تک کشفی رنگ میں نماز کا نمونہ نہ دکھایا جاتا تو رسولؐ بھی سمجھ نہ سکتا تھا۔ اسی لئے حدیث شریف میں لکھا ہے کہ نماز کا نمونہ جبرئیل نے آپکو دکھایا۔ اور عقل سلیم بھی یہی چاہتی ہے کہ ثم ان علینا بیانہ کے ماتحت ضروری تھا کہ جس رنگ میں بھی بیان کی ضرورت ہو اللہ تعالیٰ اسی رنگ میں رسولؐ کو قرآن کی تشریح کرکے سکھادے۔ اسی لئے حدیثوں کی کتابوں کے مدون ہونے سے پہلے سالہا سال تک مسلمان نماز پڑھا کرتے تھے اور سب نمونہ دیکھ کر ہی پڑھتے تھے۔ پس امت کا تعامل جو نسلاً بعد نسلٍ تواتر کے رنگ میں چلا آتا ہو اور ایک جماعت دوسری جماعت، کے نمونہ کی اتباع کرتی چلی آتی ہو اس کا انکار کرنا ایک ایسی صداقت کا انکار کرنا ہے کہ جسکے بغیر ہر ایک امر سے امان اٹھ جاتا ہے۔ اور نعوذ باللہ خود قرآن سے بھی امان اٹھ جاتا ہے۔ پس رسولؐ کا نمونہ اور اس پر امت کا تعامل ہی اقم الصلوٰۃ کی بہترین تشریح ہوسکتی ہے۔ پھر جب تواتر سے قرآن کا حکم اقم الصلوٰۃ ہم تک پہنچتا ہے اسی تواتر سے نماز قایم کرنے کا نمونہ تعامل کے ذریعہ ہم تک پہنچتا ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اس میں سے ایک کو مان لینا اور دوسرے کو ناحق محض ضد سے رد کر دینا کہاں کی دانائی اور انصاف ہے؟ اگر ایک کو رد کرو تو دوسرے کو بھی رد کرو۔ اور اگر ایک کو قبول کرتے ہو تو دوسرے کو بھی قبول کرو۔ کیونکہ جن ہاتھوں اور جس تواتر سے ایک ہم تک پہنچا دوسرا بھی انہی ہاتھوں اور اسی تواتر سے ہم تک پہنچا۔ ایک حکم ہے دوسرا اس کی تعمیل ہے۔

نماز کی رکعتیں اور رکوع

(۲) دوسرا امر جو چکڑالویوں کا مایہ ناز ہے وہ نماز کی رکعتوں اور رکوع وغیرہ کا اڑانا ہے۔ اور یہ سورہ النسا کے رکوع ۱۵ سے لیا گیا ہے۔ جہاں قصر صلوٰۃ کا حکم ہے۔ اور جنگ کے اثنا میں قصر کردہ نماز پڑھنے کا ایک خاص طریق بتایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ امام نماز کو کھڑا کرے اور جب ایک جماعت سجدہ کرچکے تو وہ جماعت چلی جائے۔ اور دوسری جماعت آکر امام کی اقتدا کرے اس سے دو نتیجے نکالے ہیں۔ ایک تو یہ کہ نماز ایک رکعت ہے دوم یہ کہ رکعت میں صرف قیام اور ایک سجدہ ہے اور رکوع اور دوسرا سجدہ کوئی نہیں۔ کیونکہ یہاں رکوع اور دو سجدوں کا ذکر کوئی نہیں۔ میں ان نتائج کو جب پڑھتا اور دیکھتا ہوں تو حیرت ہوجاتی ہے۔ کہ جب انسان اباحت کا دروازہ کھولنے لگے اور پابندیوں سے اپنے آپ کو چھڑانا چاہے۔ تو کیسی کیسی رکیک دلیل سے کام لیتا ہے۔ یہ نتیجہ کس قدر لچر ہے کہ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی رکعت ایک ہے۔ حالانکہ اس رکوع کو شروع ہی اس طرح کرتے ہیں واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناحٌ ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا۔ (ترجمہ) اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں۔ اگر تم نماز کو قصر کرو۔ یعنے رکعتیں گھٹا کر پڑھو جبکہ تمہیں اندیشہ ہو کہ نماز میں کافر تمکو ایذا پہنچائیں گے۔ یا حملہ کر دینگے۔ اس کے بعد جنگ کی حالت کی نماز کا ذکر ہے۔ اور اس کے خاتمہ پر ارشاد فرماتے ہیں فاذا اطمانتم فاقیموا الصلوٰۃ۔ ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا (ترجمہ) جب تم کو دشمن کی طرف سے امن اور اطمینان کی حالت حاصل ہوجائے تو پھر نماز کو قایم کرو۔ بیشک نماز مومنوں پر بقید وقت فرض ہے" جس سے صاف عیاں ہے کہ جنگ کی حالت میں جو ایک خاص خطرہ کی حالت ہوتی ہے اس میں نماز کو قصر

کرنے اور پڑھنے کی ایک استثنائی صورت کا ذکر یہاں فرمایا ہے اور اس کے بعد پھر تاکید کے طور پر ذکر کر دیا کہ جب امن اور اطمینان کی حالت پیدا ہو جائے تو پھر نماز اسی طرح قایم کرو جس طرح کہ تم کو سکھائی گئی ہے۔

خلافِ عقل باتیں

پس یہاں ایک رکعت یا دو رکعت جو بھی پڑھنا ہے وہ ایک استثنائی صورت قصر صلوٰۃ کے رنگ میں ہے استثنائی **صورت کو اصل قاعدہ کا قایم مقام قرار دینا یہ کسی صحیح الدماغ انسان کا کام نہیں ہو سکتا**۔ اسی طرح یہ کہنا بھی کسی صحیح العقل انسان کا کام نہیں کہ چونکہ یہاں رکوع اور پہلے سجدہ کا ذکر نہیں اس لئے نماز میں رکوع کوئی نہیں اور سجدہ ایک ہی ہے آیت کے الفاظ یوں ہیں واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ فلتقم طائفۃ منھم معک ولیاخذوا اسلحتھم فاذا سجدوا فلیکونوا من ورائکم۔ (ترجمہ) اور جب تو ان کے درمیان ہو پھر ان کے لئے نماز کھڑی کرے۔ پس چاہیئے کہ ان میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو اور اپنے ہتھیار لئے رہیں۔ پھر جب سجدہ کر چکیں تو پیچھے ہٹ جائیں۔" چونکہ یہاں کھڑے ہونے اور سجدہ کرنے کا ذکر ہے رکوع اور دوسرے سجدہ کا ذکر کوئی نہیں۔ اس لئے یہ بزرگ رکوع اور سجدہ چھوڑ بیٹھے۔ اصل میں جب چھوڑتے چلے جانے کو دل کرے تو ادھ کھتے کو ڈھیلے کا بہانہ ہوا کرتا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے نماز کے کھڑے ہونے کا ذکر کرکے پہلی رکعت کو سجدہ پر ختم کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ نماز کا دوسرا سجدہ ہے۔ چونکہ یہاں رکوع اور پہلے سجدہ کا ذکر نہیں اس لئے رکوع اور ایک سجدہ کا اڑا دینا ایسا ہی ہے جیسے کہ میں کہوں کہ میں شام کو لاہور سے ریل پر سوار ہوا۔ اور صبح راولپنڈی کے اسٹیشن پر جا اترا تو کوئی عقلمند اس سے یہ سمجھ لے کہ رستہ میں کوئی اسٹیشن ہی نہیں ملا۔ کیونکہ میں نے رستہ کے کسی اسٹیشن کا ذکر نہیں کیا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی تفصیل تو بتلا نہیں رہے۔ بتلانا تو فقط اس قدر تھا کہ جنگ کے وقت فوج کے دو حصے کرکے ایک حصہ امام کی اقتدا کرے جب ایک رکعت ختم ہو تو وہ پیچھے اپنی ڈیوٹی پر دشمن کے مقابلہ کے لئے چلا جائے۔ اور دوسرا حصہ آکر امام کی اقتدا میں دوسری رکعت پڑھ لے۔ یہاں رکعت کے تمام ارکان کی تشریح تو نہیں کر رہے تھے کہ ہر ایک کا ذکر ضروری ہوتا۔ لیکن جب تمام شرعی پابندیوں سے آزاد ہو جانے کے لئے دل کرے تو اسی قسم کے استنباط نہ کریں تو اور کیا کریں۔

احکام قرآنی کی بہترین تشریح نمونہ رسولؐ ہے

غرضکہ قرآن کے ان احکام کے لئے جن کی بہترین تشریح رسولؐ کے نمونہ سے ہو سکتی تھی قرآن نے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ فرما کر اعلان کر دیا کہ اللہ کے رسول میں تمہارے لئے بہترین نمونہ موجود ہے اس کی اتباع کرو۔ اور پھر جس طرح قرآن کی حفاظت ہوئی ان پاک نمونوں کی حفاظت بھی زبردست تواتر اور امت کے تعامل سے ہوئی اور صاف نظر آتا ہے۔ کہ یہ نمونہ قرآن کی کسی آیت کے خلاف نہیں بلکہ عین قرآن کے مطابق اور اس کے احکام کی صحیح تعمیل ہمارے پیش نظر کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ ان روایات کے ذیل میں نہیں آسکتے جن کے الفاظ کسی وجہ سے محفوظ نہیں رہے۔ یا مفہوم کے سمجھنے میں راوی کو غلطی لگی۔ اور بالمعنیٰ روایت کرنے کی وجہ سے کچھ کا کچھ بن گیا یا بہت سے اسرائیلی قصے مفسرین نے لے لیئے ان تمام روایات کو قرآن کی آیات کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں دی جا سکتی۔ خواہ وہ روایات احادیث کے اعلیٰ طبقہ کی کتابوں بخاری و مسلم میں ہوں یا کسی تفسیر وغیرہ میں ہوں۔ قرآن تو بہت بلند چیز ہے ایسی روایات کو تو دوسرے اعلیٰ پایہ کی روایات بھی رد کر دیتی ہیں مجھے اس سے انکار نہیں کہ قرآن کے خلاف کوئی روایت بھی قابل قبول نہیں۔ لیکن میں دکھا چکا ہوں کہ چونکہ قرآن نے لفظوں میں نماز کی تفصیل دینا مناسب نہیں سمجھا۔ اور اس کے لئے رسولؐ کے نمونہ کو ہمارے لئے پیش کیا۔ اس لئے ہم اس نمونہ کو لینے کے پابند ہیں۔ اور اس نمونہ کو لینا عین قرآن کے حکم کی تعمیل ہے۔ ہاں اگر قرآن میں نماز پڑھنے کی کوئی ترکیب صاف صاف لکھی ہوتی اور امت کا تعامل اس کے خلاف ہوتا تو بے شک ہم اس تعامل کو رد کر دیتے۔ لیکن جب قرآن میں ایسی کوئی تفصیل موجود نہیں اور جو کچھ ہے زید و بکر کا استنباط ہے تو پھر ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے استنباط کے مقابلہ میں دوسرے لوگوں کے استنباط کو رد کر دینے کے لئے مجبور ہیں۔ کیونکہ رسولؐ کا استنباط وحی خفی کی روشنی میں ہوتا ہے اور وہ ایسے باریک اور دقیق علوم پر مبنی ہوتا ہے جہاں تک ایک عامی آدمی کی عقل پہنچ نہیں سکتی۔

ایک اور بے معنی اعتراض اور اس کا جواب

رہ گیا یہ اعتراض کہ قرآن نے تفصیل کل شیٔ کا دعویٰ کیا ہے۔ یعنے ہر چیز کی تفصیل اس میں ہے۔ سو یہ اعتراض قلت تدبر کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ کُل کا لفظ نسبتی ہوتا ہے۔ یعنی کوئی متکلم جب کُل کا لفظ استعمال کرتا ہے تو یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ دنیا کی ہر چیز کو اس کے اندر شامل کر لے۔ بلکہ اکثر دفعہ صرف وہ چیزیں مراد ہوتی ہیں۔ جو کسی خاص موقعہ یا امر سے تعلق رکھتی ہیں چنانچہ قرآن میں تفصیل لکل شیٔ کے ہونے کے باوجود کسی چکڑالوی نے کبھی اس سے یہ نہیں سمجھا کہ قرآن میں ریل تار برقی ہوائی جہاز سب کی تفصیل موجود ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ یہ لوگ خود بھی کُل کے اطلاق کو محدود معنوں میں لے رہے ہیں۔ اسی طرح اگر یہ لوگ تفصیل کو بھی محدود معنوں میں نہ لیں تو پھر وہ تفصیل جو ان کے تفسیروں اور رسالوں میں نکلتی ہے وہ کہاں جائے گی۔ وہ قرآن کا حصہ تو نہیں اور نہ قرآن میں کہیں اس قدر تفصیل موجود ہے تو پھر کیا صاف ظاہر نہیں کہ یہ لوگ قرآن کے تفصیل لکل شیٔ میں تفصیل اور کل دونوں کو محدود معنوں میں لے رہے ہیں اسی لئے رسالے اور تفسیریں نکالتے رہتے ہیں۔ خود قرآن میں حضرت موسیٰؑ کی الواح کے متعلق جو وہ طور سینا پر سے لیکر آئے تھے صاف لفظوں میں آتا ہے وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیٔ موعظۃ وتفصیلا لکل شیٔ (الاعراف) اور ہم نے تختیوں میں موسیٰؑ کے لئے ہر طرح کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل لکھ دی تھی۔ سب جانتے ہیں کہ موسیٰؑ دس احکام لیکر آئے تھے پھر اس کو تفصیلا لکل شیٔ بنایا کیا صاف ظاہر نہیں کرتا کہ تفصیل اور کل کے معنے ہمیشہ نسبتی ہوتے ہیں یعنے جن جن امور کے متعلق اور جس جس قدر ضروری تھا جناب الٰہی نے تفصیل کر دی تھی۔ یہی مطلب قرآن کے متعلق تفصیل اور کل کا ہوگا۔ حضرت موسیٰؑ کو جو ہدایات ملیں وہ ان کی قوم کے حالات اور زمانہ کے مطابق ملیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو ہدایات قرآن کے ذریعہ ملیں وہ تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے ملیں۔ لیکن انہی امور کے متعلق اور اسی قدر جتنی تفصیل کرنا جناب الٰہی کی نگاہ میں ضروری تھا۔ اگر دو میں دیکھ لو۔ میں اگر اسٹیشن پر کہوں کہ کل اسباب گاڑی پر چڑھ گیا تو مطلب ہوگا کہ وہ اسباب جس نے میرے ساتھ گاڑی پر چڑھنا تھا چڑھ گیا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا کہ ساری دنیا کا اسباب گاڑی پر چڑھ گیا۔ پس قرآن نے تو تفصیل لکل شیٔ کر دی جس قدر اس نے ضروری سمجھی اور جن جن امور کی نسبت ضروری سمجھی۔ لیکن ان چیزوں کو سمجھنے اور ان احکام کی تعمیل کے لئے اگر ہم رسولؐ سے یا کسی صاحب علم سے مزید تفصیل و تفصیل پوچھنے کے مجاز نہیں تو پھر اس کے یہ معنے ہیں کہ تمام علمی ترقیات کا دروازہ بند ہو گیا۔ اور چاہیئے کہ چکڑالوی اپنے سارے رسالے بند کر دیں اور اپنی تفسیروں کو آگ لگا دیں۔

(باقی ارد)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ دہلی میں قیام فرما ہیں چند روز تک تشریف آوری کی توقع ہے۔

— جناب مولانا یعقوب خاں صاحب ایڈیٹر "لائٹ" کی طبیعت چند روز سے کچھ علیل ہے۔

— خان محمد اسلم خاں صاحب مردان کا صاحبزادہ بدستور علیل ہے۔ اور دہلی میں زیر علاج ہے۔

— جناب پیر احمد صاحب سرینگر آنکھوں کی شکایت میں مبتلا ہیں۔

— جناب ڈاکٹر منصور صاحب کی اہلیہ محترمہ کوئٹہ میں بیمار ہیں۔

— مولوی ابراہیم صاحب مدرس مسلم ہائی سکول لاہور بیمار ہو کر اپنے وطن چلے گئے۔

احباب ان تمام بیماروں کے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔

— جناب میر مدثر شاہ صاحب پشاوری ۱۰ر اکتوبر کو ملتان سے لاہور تشریف لائے اور ۱۸ر کی صبح کو عازم پشاور ہوئے۔ انشاء اللہ آئندہ ماہ پھر تشریف لائیں گے۔

گزشتہ دنوں جبکہ غالباً خاکسار مدیر رخصت پر تھا میر صاحب موصوف لاہور آئے تھے۔ نماز جمعہ بھی پڑھائی تھی جس کا اخبار احمدیہ میں ذکر نہ ہو سکا۔

— چودھری فضل داد صاحب محصل چونیاں۔ بلوکے۔ پٹی۔ قصور۔ کلہ منٹگمری۔ ممدوٹ۔ ملتان وغیرہ کے دورے پر برائے فراہمی چندہ تشریف لے جا رہے ہیں۔ احباب انکی ہر طرح سے امداد فرمائیں۔

— جناب عباسی محمد فصیح الحق صاحب کسٹم آفیسر مانگرول کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ اس مسرت میں موصوف نے مبلغ دس روپے انجمن کو عطا فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

— گزشتہ ہفتہ جناب عبدالحکیم صاحب بھی پشاور سے تشریف لائے۔

خبریں

ہندوستان

— گاندھی جی کی امریکن چیلی ناگنی دیوی (مس گک) چند روز ہوئے واردھا آشرم سے بے سرو سامانی کی حالت میں دہلی پہنچی اور وہاں سے پراسرار طریق پر گم ہوگئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ گاندھی جی کے ایک بھگت ڈاکٹر سترا سے انہیں عشق تھا۔

— یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ شاید ناگنی دیوی نے خودکشی کرلی ہو کیونکہ اس نے ڈاکٹر سترا کو خودکشی کی دھمکی دی تھی۔

— کانگرسی لیڈر یکے بعد دیگرے گاندھی جی سے باغی ہو رہے ہیں۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اب گاندھی جی سیاسیات کے میدان میں کام کرنے کے قابل نہیں رہے۔

— پشاور ۱۷ر اکتوبر۔ صوبہ سرحد کی کونسل کے آئندہ اجلاس میں مسٹر غلام ربانی ایک مسودہ قانون پیش کریں گے جس کا منشا یہ ہے کہ صوبہ سرحد میں دیہاتی پنچائتیں قایم کی جائیں۔

— حضور نظام نے ایک فرمان شائع کیا ہے کہ ریاست حیدرآباد کی سرکاری ملازمتوں میں ریاستی باشندوں کو ترجیح دی جائے۔

— شمالی ہند میں جعلی سکوں کا بہت زور ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ اکثر مقامات پر جعلی سکوں کے باقاعدہ کارخانے موجود ہیں اس سلسلہ میں پولیس نے بعض لوگوں کو گرفتار بھی کیا ہے۔

— پنجاب کے سکھوں میں خانہ جنگی کی ابتداء ہوچکی ہے۔ ان کی دونوں پارٹیاں ایک دوسرے کے خلاف آمادۂ پیکار ہیں۔

— حال ہی میں ایک فرانسیسی اخبار میں ایک مشہور ماہر مالیات کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ اعلیحضرت حضور نظام دنیا کے متمول ترین شخص ہیں۔

— گزشتہ ہفتہ پشاور میں ہولناک آتشزدگی ہوئی جس سے دریوں کا ایک بہت بڑا گودام جل گیا۔

— پنڈت جواہر لال نہرو کی والدہ کی حالت بدستور تشویشناک ہے۔

— مسٹر وولنر مزید دو سال کے لئے پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے ہیں۔

— میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے ایک اعلان شائع کیا ہے کہ لیگ کا سالانہ اجلاس ۲۱ر ۲۲ر اکتوبر کو ہوڑہ (کلکتہ) میں منعقد ہوگا۔

— لاہور ۱۶ر اکتوبر۔ ۲۰ر دسمبر کو وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہال لاہور میں ٹائپ رائٹنگ سپیڈ کا مقابلہ ہوگا۔ داخلہ کی فیس ایک روپیہ ہے۔ یکم دسمبر داخلہ کی آخری تاریخ ہے اول رہنے والے کو طلائی تمغہ انعام دیا جائے گا۔

— اسمبلی کا آئندہ اجلاس ۱۳ر نومبر کو دہلی میں شروع ہوگا

— بنگال کے یورپینوں نے حکومت سے ایسے قانون کے نفاذ کا مطالبہ کیا ہے جس کی رو سے ہر ایسے شخص کو جس کے پاس سے بلا لائسنس آتشیں اسلحہ برآمد ہوں چوبیس گھنٹہ کے اندر اندر پھانسی دی جاسکے۔

— ایم سی سی ٹیم گزشتہ ہفتہ کراچی پہنچی۔ مقامی حکام معززین اور منتخب کھلاڑیوں نے ٹیم کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔

ممالک خارجہ

— برلن ۱۵ر اکتوبر۔ حکومت روس نے اپنے تمام جرمن انجنیروں کو فوراً روس سے نکل جانے کا حکم دیا ہے ان کی جگہ فرانسیسی انجنیر ملازم رکھے جائیں گے۔

— مسٹر چرچل اور انکی پارٹی ہندوستان کو حقوق دیئے جانے کی شدید مخالفت کر رہی ہے۔

— مسٹر برج کی بیوہ جنہیں گزشتہ دنوں مدناپور (بنگال) میں انقلاب پسندوں نے قتل کر دیا تھا انگلستان پہنچ گئی ہیں جب اخباری نمائندوں نے آپ سے ملاقات کی تو آپ شوہر کے غم میں بے اختیار رو پڑیں۔

— سیام میں بغاوت ہوگئی۔ وفادار اور باغی افواج میں جنگ شروع ہے۔ مارشل لا نافذ کر دیا گیا ہے۔ باغی افواج کا سردار شاہی خاندان کا ایک رکن ہے۔

— مسٹر پٹیل بدستور ویانا میں بیمار ہیں۔

— صدر جمہوریہ جرمنی نے ایک خاص حکم کے ذریعہ جرمن پارلیمنٹ توڑ دی ہے۔ ۱۱ر نومبر کو جدید انتخابات ہوں گے صوبجاتی پارلیمنٹیں بھی توڑ دی گئی ہیں۔ توقع ہے کہ جدید انتخابات میں ہٹلر کو پہلے سے زیادہ اکثریت حاصل ہوجائیگی۔

— یہودی بہت زیادہ تعداد میں فلسطین آکر آباد ہو رہے ہیں۔ کچھ عرصہ سے ان کے نقل وطن میں غیرمعمولی اضافہ ہوگیا ہے جس کی وجہ سے عرب بے حد خطرہ محسوس کر رہے ہیں چنانچہ وہ یہودیوں کی کثرت کے خلاف اظہار بیزاری کے لیئے مختلف طریق پر مظاہرے کر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں عام ہڑتال بھی کی گئی۔ قلیل تعداد میں گرفتاریاں بھی عمل میں آئیں۔

— گزشتہ ہفتہ آئرلینڈ کی پارلیمنٹ نے معمولی بحث کے بعد تعمیم آرا کے بغیر دستور اساسی میں ترمیم کرنے کے متعلق تینوں مسودہ ہائے قانون منظور کرلئے اب یہ بل سنیٹ میں پیش ہونگے جب یہ مسودہ ہائے قانون نافذ ہونگے تو ان کی رو سے گورنر جنرل کا عہدہ منسوخ اور تاج برطانیہ کے ساتھ تعلقات ختم ہوجائینگے۔

— جرمنی تخفیف اسلحہ کانفرنس سے بالکل علیحدہ ہوگیا ہے عنقریب مجلس اقوام کی رکنیت سے بھی مستعفی ہوجائے گا۔

— پاپائے روما اور حکومت روس کے درمیان بعض تنازعات تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت اطالیہ کی کوشش سے ان کے درمیان سمجھوتہ ہوگیا ہے۔

— چین کی مشرقی ریلوے کے تنازعہ نے نازک صورت اختیار کرلی ہے۔ روس کی افواج مشرق کی طرف اور جاپان کی افواج ہیلر کے گرد و نواح میں جمع ہو رہی ہیں۔ روس کی طرف سے جو یادداشت وزیر خارجہ جاپان کے پاس ارسال کی گئی تھی اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ جس کے نتیجہ کے طور پر روس نے آخری الٹی میٹم دیدیا ہے۔ بعض مقامات پر ایک دوسرے پر حملے بھی شروع ہوگئے ہیں۔ اگر الٹی میٹم کا جلد جواب نہ دیا گیا تو باقاعدہ جنگ شروع ہوجائے گی۔

— آج کل قیصر جرمنی اور حکومت جرمنی کے درمیان ٹیکس کے مسئلہ پر شدید تنازعہ شروع ہے۔ حکومت کا خیال ہے کہ قیصر جرمنی کے سب سے متمول ترین شخص ہیں۔ لیکن قیصر کا بیان ہے کہ یہ اندازہ غلط ہے۔

عالم اسلام

— قابل وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس افواہ میں کوئی صداقت نہیں کہ سابق شاہ عراق کو زہر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوئی۔

— روسی ترکستان اور بعض دوسرے علاقوں کے مسلمانوں پر بالشویک حکومت ناگفتہ بہ مظالم کر رہی ہے یہ سلسلہ کئی سال سے شروع ہے اب حالات بے حد خراب ہوگئے ہیں۔ تمام مسلمانوں کو اپنے ان مظلوم بھائیوں کے لئے دعا کرنی چاہیئے۔

— گزشتہ دنوں بعض مصری اخبار نویسوں نے نجد و حجاز کی سیاحت کی ان کا بیان ہے کہ سلطان ابن سعود احکام شریعت کے سختی سے پابند ہیں۔ اور شرعی احکام کے نفاذ و اجراء میں بڑے دلیر ہیں چنانچہ اس مقصد کے لیئے مکہ مکرمہ میں باقاعدہ ایک مجلس قایم ہے

— آج کل ترکی میں اقتصادی پروگرام کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے۔ ترکوں نے ارادہ کر لیا ہے کہ سیاسی غلامی سے آزاد ہونے کے بعد اب وہ اقتصادی آزادی بھی حاصل کر کے رہیں گے۔ اس کے لئے نئے نئے قوانین نافذ ہو رہے ہیں۔ بے شمار کارخانے کھل گئے ہیں۔ حکومت ترکی کو یقین ہے کہ وہ دس سال کے اندر اندر اپنے اقتصادی پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دے گی۔

— عربی اخبارات رقمطراز ہیں کہ سلطان عبدالحمید مرحوم کے پوتے یعنے شاہزادہ سلیم کے بیٹے امیر عبدالکریم جاپان کی مدد سے چینی ترکستان میں پہنچ گئے ہیں۔ اور اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا ہے۔ بیروت کے اخباری نمائندوں کا بیان ہے کہ عثمانی شاہزادہ حیدر کے پاس ترکستان سے خود امیر عبدالکریم نے خط لکھا ہے اور اپنے متعلق اس خبر کو دہرایا ہے۔ بعض دوسرے عثمانی شہزادوں نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔

— یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ امیر موصوف کے ساتھ متعدد ترک فوجی افسر ہیں جو ترکی کے آخری انقلاب کے وقت وہاں سے بھاگ گئے تھے۔

— پشاور ۱۷ر اکتوبر۔ لیو نے نقیر نامی ایک شخص جسے گزشتہ جمعہ کے روز خیبر ایجنسی نے گرفتار کیا تھا قلعہ اٹک میں رکھا ہوا ہے سرکاری حلقوں میں اس اطلاع کی تردید نہیں ہوئی کہ یہ وہی شخص ہے جس کی حکومت افغانستان کو تلاش تھی اور وہ گزشتہ دو سال سے ہندوستان اور افغانستان کی سرحد پر باعث تشویش بنا ہوا تھا۔ خیال ہے کہ اسے حکومت افغانستان کے حوالے کیا جائے گا۔

— پشاور ۱۷ر اکتوبر۔ مفتی اعظم فلسطین کابل تشریف لے گئے ہیں۔

— بعض اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ عراق کی سرحد پر ابھی تک جنگ جاری ہے اشوریوں نے حکومت عراق کی تمام شرائط قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ان کا لشکر سرحد پر جمع ہو رہا ہے۔ حکومت عراق کی افواج سرحد پر جا رہی ہیں

— کابل میں سردار عبدالہادی خاں کے قتل کو سفارتخانہ کابل کے حادثہ سے متعلق خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن سرکاری طور پر حکومت افغانستان نے اس کی تردید کی ہے اور نیم سرکاری اخبارات بھی اس کی تردید کر رہے ہیں۔

زکوٰۃ

اکثر احباب کی خدمت میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی چٹھی دربارہ زکوٰۃ بھیجی جا چکی ہے۔ عموماً زکوٰۃ ماہ رجب میں ادا کی جاتی ہے۔ اس لئے جن احباب کی خدمت میں یہ چٹھی پہنچے وہ بھی اور جن کے پاس چٹھی نہ پہنچے وہ بھی زکوٰۃ کا روپیہ جلد محاسب صاحب کی خدمت میں ارسال فرما دیں۔ جماعت کے علاوہ دیگر صاحب نصاب اہل اسلام سے بھی اشاعت اسلام کی مد میں خرچ کرنے کے لئے زکوٰۃ وصول کرنے کی کوشش کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

جن احباب کی خدمت میں چٹھی زکوٰۃ کی متعدد کاپیاں برائے تقسیم بھیجی گئی ہیں وہ براہ کرم جلد تقسیم فرما دیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل کے جوابات

قسط چہاردہم

میر مدثر شاہ صاحب پشاور	۵ روپے
خان سعادت علی خان صاحب رامپور	۵ //
چودھری عبد الرحیم خانصاحب جام پور	۵ //
قاضی عبد العزیز صاحب خورد لاہور چھاونی	۵ //
ملک قمر الٰہی صاحب لاہور معرفت عبد الشکور صاحب	۵ //
شیخ الٰہی بخش صاحب بدوملی معرفت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۵ //

جن صاحبان کی طرف سے تاحال نہ رقم آئی ہے اور نہ جواب وہ مہربانی فرما کر توجہ فرمائیں اور اسی کو یاد دہانی تصور فرما دیں۔ یہ رقم ۱۳ر اکتوبر ۳۳ء تک وصول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم دوشنبہ ۳ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ | نمبر ۶۱

مسلمانوں کا شوقِ تخریب
جماعتِ احمدیّہ کے خلاف بے معنی اعتراضات کا طوفان

وسعت خیال اور وسعت نظر زندہ اور ترقی پذیر قوموں کا خاصہ ہوتا ہے۔ ایسی قوموں کے سامنے زندگی کے چند اہم مقاصد ہوتے ہیں وہ فروعات کے لئے مقاصد کو نہیں بلکہ مقاصد کے لئے فروعات کو قربان کر دینے کی عادی ہوتی ہیں وہ اپنے اندرونی اختلافات کو ایک خاص دائرہ کے اندر محدود رکھتی ہیں اور ان کو قومی کاموں میں حائل ہونے کی ہرگز اجازت نہیں دیتیں ان کے اعتراضات کا مقصد اصلاح ہوتا ہے۔ ان کی نکتہ چینیاں بہتری کی غرض سے ہوتی ہیں۔ وہ خیالات و آراء کے اختلاف کے باوجود غیر کے مقابلہ اور تعمیری کاموں میں متحد العمل ہوتی ہیں برخلاف اس کے زوال پذیر اقوام کی یہ علامت ہے کہ وہ دن رات اندرونی اختلافات کو ترقی دینے میں سرگرم رہتی ہیں وسعت خیال اور وسعت نظر کی صفت ان سے مفقود ہو جاتی ہے۔ مقاصد کو فراموش کر کے وہ فروعات کے پیچھے پڑ جاتی ہیں تعمیری کاموں اور غیروں کے مقابلہ کی طرف ان کو مطلق توجہ نہیں رہتی۔ آج کل مسلمانوں کا یہی حال ہے۔ چند مستثنیات سے قطع نظر ہر طرف اور ہر جگہ یہی افسوسناک کیفیت دکھلائی دے رہی ہے مسلمانوں کے تقریباً تمام علما اور لیڈر تخریبی کاموں میں مصروف ہیں۔ ہر ایک تخریبی تحریک دنوں میں وبا کی طرح قوم کے اندر پھیل جاتی ہے۔ تعمیری امور کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔ حسن اتفاق سے کسی مفید کام کی ابتداء ہوتی بھی ہے تو چاروں طرف سے اس کی مخالفت شروع ہو جاتی ہے۔ بے معنی اعتراضات اور بے جا نکتہ چینیوں کا ایک طوفان عظیم امڈ آتا ہے۔ وجہ یہ کہ تنگ خیالی۔ ضد اور انفرادی برتری کا خیال ہر ایک پر مسلط ہے۔ بلند و نیک عزائم و خیالات کی جگہ اغراض اور تعصب نے لے لی ہے۔

تبلیغ اسلام کی ضرورت و اہمیت اور ملا ازم کی تباہ کاریاں اور نفاق پسندیاں کھلی ہوئی حقیقتیں ہیں۔ جن سے کوئی بھی ہوشمند مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ دشمنان اسلام کے پے در پے حملے بھی ہر ایک آنکھوں والے کو نظر آ رہے ہیں۔ برسوں سے یہی کیفیت ہے لیکن کوئی مرد میدان نہ نکلا۔ آخر خدا نے اپنی خاص رحمت اور مہربانی سے ایک شخص کو اس کے لئے کھڑا کیا۔ اس نے آسمانی روشنی کی مدد سے صحیح اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ مخالفین کے تمام اعتراضات کو دور کیا۔ تبلیغ اسلام اور دشمنان اسلام کے مقابلہ کے لئے ایک زبردست جماعت قائم کی جو اپنے کام میں مصروف ہے۔

مجدد وقت اور اس کی جماعت کا کام سب کے سامنے ہے اس کے نتائج و اثرات تمام کرۂ ارض پر محسوس کئے جا رہے ہیں۔ ایک عالمگیر مذہبی انقلاب ہوتا ہوا صاف طور پر دکھائی دے رہا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی طرف سے افسوسناک مخالفت کا سلسلہ بدستور شروع ہے۔ حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا عظیم الشان کام اور اسلامی خدمات سب فراموش کر دی گئی ہیں اگر یاد ہیں تو چند بے معنی اعتراضات جو کثرت سے دہرائے جاتے ہیں بار بار ان کے مسکت اور تسلی بخش جواب دیئے جاتے ہیں۔ لیکن کچھ اثر نہیں۔ بیجا اور شرارت آمیز نکتہ چینیوں کی بھرمار ہے کچھ عرصہ سے اس طوفان بے تمیزی کی تندی میں روز بروز اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

کام کرنا بہت مشکل ہے۔ اعتراضات اور نکتہ چینی آسان ہے تن آسان افراد اور جماعتیں اپنی بے عملی کو انہی غلافوں کے اندر چھپانے کی کوشش کیا کرتی ہیں۔ جماعت احمدیہ کے مخالفین بھی ایسا ہی کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کو یہ سعادت تو کبھی نصیب نہیں ہوئی کہ کسی مخالف اسلام کا کامیاب مقابلہ کریں۔ یا دنیا کے سامنے اسلام کی صحیح تصویر پیش کریں۔ یا صحیح اسلامی لٹریچر کی تیاری و تقسیم کا بیڑا اٹھائیں۔ یا تبلیغ اسلام کے لئے یورپ اور امریکہ اور دوسرے ممالک کا رخ کریں۔ یہ کچھ کرتے ہیں تو یہ کہ احمدیوں کا فلاں عقیدہ غلط ہے۔ مرزا صاحب نے فلاں کتاب میں یہ بات غلط لکھی ہے مولانا محمد علی کے انگریزی ترجمۃ القرآن میں یہ خامی ہے۔ برلن مسجد کا امام ایسا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ان کے اعتراضات میں خلوص کی کوئی جھلک ہے نہ ان کی نکتہ چینیوں میں معقولیت کو کچھ دخل ہے۔ اگر خدمت دین و قوم کا معیار یہی ہے تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ یہ دنیا کا سب سے زیادہ آسان کام ہے۔ اس کے لئے ایثار و قربانی کی کچھ ضرورت نہیں۔

افسوس ہمارے مخالفین کس طرح انصاف کا خون کر رہے ہیں ہر دشمنان اسلام کا کامیاب مقابلہ کرنے والا۔ اور اسلام پر سے ہر قسم کے اعتراضات کا دور کرنے والا مجدد وقت نعوذ باللہ ان کے نزدیک کافر ہے۔ قرآن مجید کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرنے والی۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کی عزت و وقار کو دنیا میں قائم کرنے والی۔ کفرستان مغرب میں مسجدیں تعمیر و آباد کرنے والی جماعت احمدیہ کافر ہے۔ گمراہ ہے۔ بے عمل ہے۔ دشمن اسلام ہے لیکن یہ گھروں میں بیٹھنے والے مسلمانوں کو آپس میں لڑا لڑا کر روزی کمانے والے۔ بے معنی اعتراضات کرنے والے خادم اسلام ہیں۔

عاشق ملت ہیں۔ احمدیوں کو تباہ کر دینا چاہتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کو باقی رہنا اور باقی رکھنا چاہیئے۔ کس قدر اندھیر ہے۔ کس قدر ظلم ہے۔ تخریب کے شوق میں مفید تعمیری کاموں کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ اسلام کے خادموں کی تباہی کے لئے دشمنان اسلام سے معاہدے کئے جا رہے ہیں۔

لیکن ہماری جماعت کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس نے اسی بے انصافی اور برادر کشی کی موجودگی میں اپنا مقدس کام انجام دینا ہے۔ شب تار کی ظلمت طلوع آفتاب ہی سے دور ہو سکتی ہے۔ موجودہ تاریکی کو دور کرنے کا واحد طریق یہ ہے کہ ہم اپنی پوری کوشش اور ہمت سے اپنے صحیح عقائد و مسلک کو نہایت وسعت سے پھیلا دیں۔ اپنی مسلسل قربانیوں کے ذریعہ غلط فہمیوں سے پیدا شدہ نفرت کو دور کر دیں۔ توسیع جماعت کی سعی کریں۔ اور اس کے ذریعہ اسلام کا پیغام ساری دنیا میں پہنچا دیں۔ عمل کے سامنے زبانی باتیں زیادہ دیر تک موثر نہیں ہو سکتیں۔ ذاتی اغراض بے ریا ایثار و قربانی کے اثر کو باطل نہیں کر سکتیں۔ اگر ہمارے سروں میں خدمت اسلام کا سودا ہے۔ اگر ہمارے دلوں میں نیک و پاک عزائم موجود ہیں۔ اگر ہم متاع ایثار سے مالا مال ہیں تو ہم یقیناً کامیاب ہونگے۔ ہماری سعی تعمیر، مخالفین کے شوقِ تخریب پر آخر غالب ہو کر رہے گی۔

شہزادہ بلند اقبال

یہ خبر تمام عالم اسلامی اور طول و عرض ہند میں انتہائی مسرت و شادمانی سے سنی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰحضرت شہریار دکن خلد اللہ ملکہ کے ولیعہد نواب اعظم جاہ بہادر کے ہاں صاحبزادہ عطا فرمایا ہے جن کا نام اعلیٰحضرت ممدوح نے میر برکت علی خاں تجویز کیا اور مکرم جاہ خطاب دیا ہے۔ ہم جماعت احمدیہ لاہور کے تمام افراد کی طرف سے اعلیٰحضرت شہریار دکن۔ علیا حضرت ملکہ دکن۔ نواب اعظم جاہ بہادر اور شہزادی در شہوار خانم کی خدمت میں ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں۔ بارگاہ ایزدی میں دعا ہے کہ وہ مولود مسعود کو صحت و بلند اقبالی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ اور انہیں اپنے بلند مرتبت و عاشق اسلام دادا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

شہزادہ بلند اقبال کی ولادت کی مسرت افزا خبر معلوم ہوتے ہی انجمن کی طرف سے اعلیٰحضرت شہریار دکن اور نواب اعظم جاہ بہادر کی خدمت میں مبارکباد کی تاریں بھیجی گئیں۔ جن کے جواب میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو ولیعہد بہادر کی طرف سے شکریہ کا خط موصول ہوا۔

زکوٰۃ

گزشتہ اشاعت میں زکوٰۃ کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ کی چٹھی اور دفتر تحصیل کا اعلان ناظرین کی نظر سے گذرا ہوگا۔ یہ تحریریں ہر ایک فرد جماعت کی فوری توجہ کی مستحق ہیں۔ زکوٰۃ اسلام کا ایک ضروری رکن ہے۔ قرآن کریم میں اس کی خصوصیت سے بار بار تاکید آئی ہے۔ حضرت نبی کریم اور صحابہ کرام خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق کا طرز عمل بھی سب کے سامنے ہے۔ ان چیزوں کی روشنی میں فریضہ زکوٰۃ کی اہمیت نہایت واضح طور پر نظر آ جاتی ہے۔ آج کل مسلمانوں کا ایک کثیر حصہ

زکوٰۃ کے حکم ربانی ہی کو فراموش کئے ہوئے ہے۔ جو لوگ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ وہ بھی بالعموم پورے طور پر احکام قرآنی کی پابندی نہیں کرتے۔ انفرادی طور پر زکوٰۃ کی تقسیم کوئی معنے نہیں رکھتی بلکہ بعض اوقات اس سے بجائے فائدہ کے نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کے ہر ایک صاحب نصاب مرد و عورت کو زکوٰۃ کے متعلق لازمی طور پر احکام شریعت کی پابندی کرنی چاہیے۔ سب سے ضروری یہ ہے کہ کوئی آدمی انفرادی طور پر تقسیم نہ کرے بلکہ قومی بیت المال میں ارسال کردے۔ علاوہ ازیں دوسرے مسلمانوں کو بھی ایسا کرنے کی ترغیب دینی چاہیئے۔ اور ان سے زکوٰۃ کی رقوم وصول کرکے اشاعت اسلام کی مد میں خزانہ انجمن کو بھیجنی چاہئیں۔ عام طور پر رجب کا مہینہ ادائیگی زکوٰۃ کے لئے مخصوص ہے۔ لہذا اس مہینہ میں خصوصیت سے اس امر کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ایک قابل غور اعتراف

یورپ میں آزادی حقوق نسواں کا جو نمائشی شور برپا ہے اس کی حقیقت اہل نظر کو بخوبی معلوم ہے۔ اس بارہ میں مشہور عیسائی رسالہ "المائدہ" کی رائے بھی سننے کے قابل ہے:۔

"مسیحی عورتیں آج تک اپنے حقوق سے محروم ہیں۔ اہل یورپ جو حقوق نسواں کے حامی اور اس بات کے مدعی ہیں کہ ہم نے عورت کے حقوق کا احترام کیا ہے۔ اور اسے آزادی دی ہے… ابھی تک عورت پر ظلم کر رہے ہیں حقیقی معنوں میں عورت اب تک آزاد نہیں۔ اس کی کوئی حیثیت تسلیم نہیں کی جاتی۔ یورپین لیڈی ہمیشہ مس سمتھ یا مسز جیمس کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ اس بات کا بڑا ثبوت ہے کہ یورپ جو تہذیب کا مرکز سمجھا جاتا ہے اور جو اپنے تئیں آزادی نسواں کا علمبردار سمجھتا ہے۔ وہاں آج بھی تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ اور اس کی نظر میں عورت کا کوئی عملی احترام نہیں۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس ترقی کے زمانہ میں بھی شوہر کی دولت و ثروت میں عورت کا کوئی حصہ نہیں وہ اس کی دولت میں اسی وقت تک شریک ہے جب تک مرد زندہ ہو۔ جہاں خاوند کی آنکھیں بند ہوئیں بدنصیب عورت اس کی جائداد۔ دولت اور ثروت سے محروم ہوئی۔ کیونکہ یورپ کا قانون متوفی شوہر کی تمام جائداد یعنے اس کے ترکہ کا ایک ایک پیسہ اس کے بڑے بیٹے کا حق سمجھتا ہے۔ اور بیوہ کو رشتہ داروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا ہے۔"

اس اعتراف کو سامنے رکھکر ذرا ان حقوق پر بھی غور کیجیئے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل اسلام نے عورتوں کو عطا فرمائے تھے۔ حیرت ہے کہ ان حقائق و اعترافات کی موجودگی میں بھی ہمارے مغرب زدہ مرد و عورتیں حقوق نسواں کے بارہ میں اسلام کے بجائے یورپ کی تقلید کرتے ہیں۔

مہاسبھائیوں کے ارادے

گزشتہ دنوں آل انڈیا ہندو مہا سبھا کا جو سالانہ اجلاس اجمیر میں بھائی پرمانند کی صدارت میں منعقد ہوا تھا اس میں بہت سی قرار دادیں منظور ہوئیں جو تقریباً سب کسی نہ کسی لحاظ سے مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی ہی اس جماعت کا مقصد وحید ہے۔ ایک قرار داد میں ہندو قوم سے شدھی اور سنگٹھن کی تحریکات کو از سر نو جاری کرنے کی اپیل کی گئی ہے مسلمانوں کے لئے یہ ایک خطرے کا الارم ہے جسے ہمیں بروقت سننا اور خطرے کے مقابلہ کے لئے فوراً تیار ہو جانا چاہیئے مہا سبھائیوں کے گزشتہ کارنامے اور موجودہ عزائم محتاج بیان نہیں ان کی موجودگی میں اس قرار داد کے پاس ہونے کا واضح طور پر یہ مطلب ہے۔ کہ عنقریب ان مسلم کش تحریکات کو شروع کرکے فرزندان توحید پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی کوشش کی جائے گی جیسا کہ چند سال قبل ہوا تھا۔

احراریوں کی شرانگیزی

احمدیہ بلڈنگس میں فساد برپا کرنے کی سعیِ مذموم

نام نہاد احراریوں کا گروہ کچھ عرصہ سے غیر معمولی طور پر شرانگیزی میں مصروف ہے۔ ۱۲ اکتوبر کی شام کو جبکہ نماز عشا ہو رہی تھی ان لوگوں کا ایک جتھہ احمدیہ بلڈنگس میں پہنچکر احمدیوں کے مکانات کے نیچے حضرت مسیح موعود اور احمدیت کے خلاف نہایت امن سوز طریق پر دشنام طرازی کرنے لگا۔ ان کا رویہ بعید اشتعال انگیز تھا۔ انہوں نے مسجد احمدیہ بلڈنگس کے اندر گھس کر بھی فساد برپا کرنے کی کوشش کی۔ ہماری طرف سے ان کو ہر چند نرمی سے سمجھایا گیا لیکن وہ باز نہ آئے۔ مجبوراً پولیس کو اطلاع دی گئی جس نے موقعہ پر پہنچکر جتھہ کو منتشر ہونے کا حکم دیا۔ تعمیل نہ ہونے کی صورت میں گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں۔ ماخوذین کا بعد میں چالان کردیا گیا۔ مقدمہ عدالت میں پیش ہے۔

اس واقعہ کے متعلق مقامی اخبارات میں غلط خبریں بھی شائع کرائی گئی ہیں۔ مثلاً احمدیوں نے افراد جتھہ کو زدوکوب کیا یہ سراسر کذب اور بہتان ہے۔ جماعت احمدیہ کے کسی فرد نے کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ نہ اور کوئی خلاف قانون و خلاف اخلاق فعل کیا۔ امن سوزی و فساد انگیزی کے بعد یہ بہتان طرازی اور زیادہ قابل افسوس ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱)

کا لیکچر بعنوان "اسلام برلن میں" شام آٹھ بجے ہوا۔ جناب خالد نے برلن کی پرانی تاریخ باشندگان برلن کے سامنے پیش کی اور تبلایا کہ کس طرح آج سے چند صدیاں پیشتر ترکوں اور جرمنی کے مابین گھوڑوں کی تجارت کے تعلقات تھے۔ یہ تعلقات بڑھتے گئے اور انہی تعلقات کی بنا پر گزشتہ جنگ عظیم میں جرمنوں اور ترکوں کا دامن اور چولی کا ساتھ رہا۔ دوران جنگ میں مسلمان قیدیوں کے لئے برلن میں مسجد بنائی گئی لیکن وہ جلد ہی ویران ہوگئی۔ ترکوں نے بعد میں مسجد بنانے کی کوشش کی اور کچھ حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ لیکن جو کام حکومتیں نہ کرسکیں وہ لاہور کی ایک مختصر اور غریب جماعت نے پایۂ اختتام تک پہنچایا اور برلن کی خواہش دیرینہ کو پورا کیا۔ مابعد انہوں نے باشندگان برلن کا اسلام سے گہرا تعلق تبلایا اور کہا کہ جرمنی کو ہمیشہ سے اسلام سے محبت رہی ہے۔ ایک گھنٹہ کی کامیاب تقریر کے بعد لیکچر اختتام پذیر ہوا۔

ایک نو مسلم خاندان

جناب ارمر (احمد) جو آسٹریا کے نو مسلم بھائی ہیں ان کے اسلام لانے کی خوشخبری قارئین پیغام صلح کو سنا چکا ہوں ابھی ابھی ان کا ایک خط آیا جس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی زوجہ کو بھی سیدھا راستہ دکھا دیا۔ اور وہ بھی مسلمان ہو گئیں ان کے ہمراہ ان کی ایک خوردسال بچی بھی مسلمان ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ جناب احمد صاحب نے اپنی اہلیہ محترمہ کا نام فاطمہ رکھا اور اپنی بچی کا نام جمیلہ رکھا۔ انہوں نے خط کے ہمراہ پوری فیملی کا فوٹو اور اپنے اور اپنی اہلیہ محترمہ کے حالات زندگی بھی بھیجے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نو مسلم خاندان کو استقامت بخشے۔

جرمن مسلم سوسائٹی کا انتخاب

مورخہ ۱۶ ستمبر۔ جرمن مسلم سوسائٹی کا جلسۂ عام ہوا جس میں نیا انتخاب ہوا۔ جناب ڈاکٹر حمید مارکوس صاحب نے سال بھر کی مکمل کارروائی بہ حیثیت صدر سنائی۔ اس کے بعد خاکسار نے مختصر الفاظ میں سوسائٹی کی کامیابی اور ہر دلعزیزی کو حاضرین کے سامنے پیش کیا۔ ازاں بعد جناب مصطفیٰ کنجنی (جرمن مسلم) نے بحیثیت خزانچی سوسائٹی مکمل سالانہ فنانشل رپورٹ سنائی۔ انتخاب خدا کے فضل و کرم سے نہایت کامیاب طریقہ پر ہوا۔ کیونکہ حاضرین نے یک زبان ہو کر گزشتہ ممبروں پر اطمینان و یقین کا اظہار کیا اور وہی ممبر نامزد ہوئے جو گزشتہ سالوں میں کام کرتے چلے آئے ہیں۔

ایک دلخوش کن واقعہ

بالآخر ایک نہایت دل خوش کن واقعہ پیش آیا۔ جرمن مسلم سوسائٹی کی کئی سالہ ممبر فرولائین اڈینگر نے حاضرین کے سامنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ یہاں اس بات کا ذکر بھی لطف سے خالی نہ ہوگا۔ کہ آج سے کچھ ماہ پیشتر خاتون موصوف اللہ تعالیٰ کی ہستی پر بھی ایمان نہ رکھتی تھیں اور عیسائیت کو تو مدت سے ہی خیرباد کہہ چکی ہیں۔ ان کی والدہ بھی تقریباً قریباً مسلمان ہیں۔ اور مجھے امید ہے بلکہ ایک حد تک یقین ہے کہ وہ بھی اسلام کے سامنے سر تسلیم خم کر دینگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معزز خاتون کو بھی استقامت عطا فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والی ہزاروں بہنیں اور پیدا کرے آمین۔ خاتون موصوف کا عیسائی نام لوئیزا تھا۔ اسلامی نام زبیدہ رکھا گیا ہے۔

زیر تبلیغ بھائی کا خط

جناب راسلر صاحب کا نام بھی کسی گزشتہ اشاعت میں قارئین کرام کے سامنے پیش کر چکا ہوں۔ اور لکھ چکا ہوں کہ وہ گو مسلمان تو نہیں لیکن اسلام کے بہت نزدیک ہیں ایک نیا خط جو ان کا آیا اس میں تحریر فرماتے ہیں کہ خاکسار ۳۰ ستمبر کو مسجد

بواقعہ موجود ہیں تمہارے جیسے با اعتقادوں کے بجائے یہ بے اعتقاد لوگ ہی ہمارے لئے کافی ہیں کہ جن سے خدا تو مل جاتا اور بصیرت ایمانی تو حاصل ہو جاتی ہے۔

غیر زبان میں الہام

لیکن سید صاحب نے اپنی اس دلیل کو ذیل کے ارشاد کو لا ینحل بناکر پختہ کرنا چاہا ہے۔ فرماتے ہیں:-

"میں اپنی اس دلیل کو مرزا صاحب کے مقرر کردہ معیار پر جانچتا ہوں آپ کتاب چشمہ معرفت کے ص۲۰۹ پر لکھتے ہیں کہ

یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہو"

لیکن اس معیار کے قائم کرنے کے بعد آپ کتاب نزول المسیح کے ص۵۷ پر لکھتے ہیں کہ

"زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت وغیرہ"

اس کے بعد کون ہوگا صاحب عقل سلیم ہوگا جو تسلیم نہ کرے گا کہ مرزا صاحب نے خود جو معیار مقرر کیا تھا وہ اس پر پورے نہیں اترتے"

ان عبارات کے نقل کرنے میں پھر اسی کتر بیونت سے کام لیا گیا ہے جو ہمارے مخالفین کی خصوصیت ہو چکی ہے۔ چشمہ معرفت کی جو عبارت اوپر نقل کی گئی ہے اس میں یہ بتانا مقصود نہیں کہ ملہم کی اپنی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں الہام نہیں ہو سکتا بلکہ وہاں آریوں کے اس دعویٰ کی تردید مقصود ہے کہ الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسی زبان میں نازل ہو جو بنی نوع انسان میں بولی نہ جاتی ہو۔ بلکہ "خاص ایشور کی ہی زبان ہو" اس کی تردید حضرت مسیح موعودؑ نے مختلف دلائل سے کی ہے۔ مثلاً یہ کہ جس حالت میں بموجب اصول آریہ کے نوع انسان قدیم سے ہے تو پھر اس سے لازم آتا ہے کہ ان کی زبانیں بھی قدیم ہوں تو پھر قدامت کی وجہ سے ان میں فرق کیا ہوا اور ویدک کی سنسکرت میں کونسی خاص علامت ہے جس سے وہ ایشور کی زبان سمجھی جاوے۔"

اسی سلسلہ میں یہ بتاتے ہوئے کہ اگر سنسکرت کے ایشری زبان ہونے کی تائید میں اس کا متروک الاستعمال ہونا پیش کیا جائے تو بہتیری اور بھی زبانیں متروک الاستعمال ہیں اور بہت ہیں جن پر انواع و اقسام کے تغیرات آچکے ہیں۔ اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ:-

"پس ماننا پڑتا ہے کہ جس نے انسان کو بنایا اسی نے ان کی زبانوں کو بنایا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً وہی ان میں تغیرات ڈالتا ہے اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ ہی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے کیا فائدہ ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے پس جب کہ بموجب اصول آریہ سماج کے وید کے رشیوں کی زبان ویدک سنسکرت نہیں تھی اور نہ وہ اس کے بولنے اور سمجھنے پر قادر تھے اور پھر خدا کا ایسی بیگانہ زبان میں ان کو الہام کرنا گویا دیدہ و دانستہ اپنی تعلیم سے محروم رکھنا تھا اور اگر کہو کہ خدا ان کو ان کی زبان میں سمجھا دیتا تھا کہ ان عبارتوں کے یہ معنے ہیں۔ تو اس صورت میں پرمیشر کا یہ عذر بحال نہیں رہیگا کہ انسانی زبان میں اس کو بولنا حرام ہے"

"میں عبد منصور اور مسیح اور مہدی ہوں"

اسی سلسلہ میں خطبہ الہامیہ کے صفحات ۱۸-۱۹-۲۰-۳۵-۵۸ اور ۱۷۱ کے حسب ذیل الفاظ نقل کئے ہیں اور لکھا ہے:- مرزا صاحب اپنے رتبہ کا اظہار ان لفظوں میں کرتے ہیں۔

"میں نور ہوں۔ مجدد و مامور ہوں۔ عبد منصور۔ مہدی معہود اور مسیح موعود ہوں مجھے کسی کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔ میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں اور سورج ہوں جس کو دھواں چھپا نہیں سکتا اور ایسا کوئی شخص تلاش کرو جو میری مانند ہو ہرگز نہیں پاؤگے میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہو اور میرے عہد پر ہوگا اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور یہ میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ پس خدا سے ڈرو اور مجھے پہچانو اور نافرمانی مت کرو میرے سوا اور دوسرے مسیح کیلئے میرے زمانہ کے بعد قدم رکھنے کی جگہ نہیں پس جو میری جماعت میں داخل ہوا در اصل میرے سردار خیر المرسلین (محمد رسول اللہ) کے صحابہ میں داخل ہوا (یعنی میرے مرید صحابہ کے برابر ہیں)"[1]

اس عبارت میں خطبہ الہامیہ کے مذکورہ بالا صفحات سے مختلف فقرات لیکر انہیں ایسی طرح ملا دیا گیا ہے گویا کہ یہ ایک ہی مسلسل عبارت ہے معلوم نہیں کہ یہ کہاں کی دیانتداری ہے اور ایمانداری ہے پھر ان فقرات میں کونسی ایسی بات ہے جو سید صاحب کو اسلام کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔ کیا نور، مجدد و مامور۔ عبد منصور، مہدی معہود اور مسیح موعود ہونا خلاف اسلام ہے؟ کیا ہر ایک مجدد اور مامور من اللہ خدا کا نور نہیں ہوتا کیا گذشتہ تیرہ صدیوں میں مجدد و مامور نہیں ہوتے رہے؟ عبد منصور تو ہر ایک کامیاب انسان ہے اور حضرت مرزا صاحب بالخصوص عبد منصور ہیں کہ ایک ایسے وقت میں جب چاروں طرف سے ہر مذہب کے لوگ مخالفت پر کھڑے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرماتا رہا ہے اور اب تک فرما رہا ہے۔ پس آپ کو اگر عبد منصور نہ کہا جائے تو کیا ان لوگوں کو کہا جائے جو ہر طرح کی کوششوں، ہر قسم کے ساز و سامان اور بڑے بڑے جتھوں کے باوجود آج تک ناکامی کا منہ دیکھ رہے ہیں۔ کیا مولوی محمد حسین بٹالوی کو عبد منصور کہا جائے جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کے بعد نہایت درجہ ذلیل و خوار ہو کر مرا؟ کیا مولوی ثناء اللہ کو منصور کہا جائے جس کے ہزار ہا اشتہارات اور کتابیں اور ہر آٹھویں دن قصد کے مامور پر تمسخر و استہزاء..... اس کی جماعت کا ایک بال بیکا نہ کر سکے اور ان کی تمام کوششوں کے باوجود آج وہ ایک ایسا تناور درخت بن چکا ہے جس کی ایک ٹہنی کو بھی ہلانا ناممکن امر ہے۔ دنیا اس کے اثمار شیریں سے آج مستفید ہو رہی ہے۔ اور مخالفین اسلام کے حملوں سے بچنے کے لئے آج اس کے سایہ کے سوائے اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔ سید صاحب کے مضامین ممکن ہے ان لوگوں کے نزدیک جن کے دلوں میں پہلے سے کجی اور عناد ہے کچھ حیثیت رکھتے ہوں لیکن کتنے احمدیوں کو برگشتہ کرنے کا موجب ہوئے؟ مولوی ظفر علی خاں جگہ جگہ پھر کر اور اخبار کے ذریعہ سے بھی احمدیت کو نیست و نابود کر دینے کے جو جتن کر رہے ہیں وہ کہاں تک کامیابی کی صورت حاصل کر چکے ہیں؟ کہاں ہے وہ جمعیتہ دعوت و ارشاد جس کے زیر اہتمام بارہ لاکھ روپیہ جمع کرکے جماعت احمدیہ کی تبلیغی ساعی کو روکنے اور یورپ و امریکہ میں فرقہ بندی کا دنگل قائم کرنے کا عزم کیا گیا تھا؟ کیا آج اس کا وجود دنیا میں باقی ہے؟ غور کر کے دیکھ لیجئے۔ ہر پہلو سے کامیابی کس کو حاصل ہے۔ جماعت احمدیہ اور ان کے مقدس امام کو یا ان لوگوں کو جو انہیں کافر سمجھتے اور رات دن ان کے خلاف کوششیں کرتے اور جتھے بناتے ہیں؟ جنہیں مرزا صاحب کی ناکامی کیلئے دعائیں

---

[1] بین القوسین الفاظ سید حبیب نے اپنی طرف سے لکھے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ نہیں۔

کرتے اور رہنے دگڑتے ہوئے بھی نصف صدی کا عرصہ گذر چکا ہے؟ اس کو بھی چھوڑیئے۔ غیر مذاہب کے بالمقابل آج کون مظفر و منصور ہے؟ کیا ہمارے مخالفین میں کسی آریہ کسی عیسائی کے بالمقابل جاکر کامیاب ہوئے؟ ہاں اگر کسی کو وقتی طور پر کوئی کامیابی حاصل ہوئی تو مرزا صاحب کے ہتھیاروں سے کام لیکر حاصل ہوئی۔ لیکن جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اس کے نام ہی سے آریوں اور عیسائیوں کے دلوں پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ اور اب وہ یہ کہہ کر جان چھڑانا چاہتے ہیں کہ تم اسلام کے نمائندے نہیں کیونکہ مسلمانوں نے تمہیں کافر قرار دیا ہے۔ لیکن یورپ میں جاکر دیکھ لو۔ خود ہندوستان اور دنیا کے اسلام کے تعلیم یافتہ طبقہ پر نظر ڈالو تمہیں نظر آجائیگا کہ [illegible] اسلام کو دنیا میں کامیاب بنانے اور اسلام کو دنیا کا بہترین مذہب ثابت کر دکھانے والے آج وہی لوگ ہیں جن کی نمائندگی اسلام سے [illegible] کوشش کی جاتی ہے۔ کیا وہ شخص جس نے ان لوگوں کو کھڑا کیا اور جس کو دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت دبا نہ سکی۔ عبد منصور نہیں؟ کیا اسے مجدد اور مامور اور مہدی اور مسیح کہنا جائز ہے؟ اگر وہ ان دعاوی میں سچا نہیں تو خدا کی عدالت میں کیوں اتنا اندھیر پڑ گیا کہ اسلام کے ان حقیقی نمائندوں اور خیر خواہوں کو جو آج سواد اعظم کے علم سے اٹھائے پھرتے ہیں کامیابی نہیں ہوتی۔ مرزا صاحب کے خلاف ان کی دعائیں بھی سنی نہیں جاتیں۔ ورجہاں اسلام کی حمایت اور نصرت کا سوال ہوتا ہے جماعت احمدیہ ہی سب سے پیش پیش نظر آتی ہے۔ کیا اس میں خدا کی کھلی نصرت اور تائید غیبی نہیں۔ باوجود اس کے اگر مرزا صاحب کے عبد منصور اور مامور الہی کہلانے پر اعتراض کیا جائے تو اس سے بڑھ کر کور چشمی اور ضد و تعصب اور کیا ہو سکتا ہے؟

"میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں"

یہ واقعات ہیں اور ان واقعات کی روشنی میں کون حق پسند مرزا صاحب علیہ السلام کے اس کلام کو غلط قرار دے سکتا ہے کہ:۔

"مجھے کسی کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔ میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں اور سورج ہوں جس کو دھواں چھپا نہیں سکتا۔ اور ایسا کوئی شخص تلاش کرو جو میری مانند ہو ہرگز نہیں پاؤ گے"۔

اس میں سابقین اُمت کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں بلکہ اپنے ہی زمانہ کے لوگوں کے متعلق کہا ہے کہ "مجھے کسی کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ" اور اس میں کیا شک ہے کہ مرزا صاحب کی عظمت و بزرگی ان کے کارناموں اور خدمات اسلام کو اس زمانہ کے لوگوں سے قیاس کرنا صحیح نہیں بلکہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے قول کے مطابق تو تیرہ سو برس میں بھی ایسی خدمت اسلام کسی نے نہیں کی جیسی ایک براہین احمدیہ کے ذریعہ ہی مرزا صاحب نے سرانجام دی۔ پھر اس میں کیا کلام ہو سکتا ہے کہ آپ اسلام کا مغز ہیں جس کے ساتھ کوئی چھلکا نہیں۔ آپ اسلام کی روح ہیں جس کے ساتھ کوئی جسم نہیں۔ اسلام کا چھلکا اور اسلام کا جسم آج ان مولویوں کے پاس ہے جو ذرا ذرا سی بات کو "ضروریات اسلام" قرار دیکر مسلمانوں کو کافر بنانے کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ اس بے مغز چھلکے اور بے روح جسم سے اسلام کا کوئی فائدہ نہیں۔ دنیا کو آج مغز اور روح کی ضرورت ہے جو مرزا صاحب کے سوائے کہیں نہیں مل سکتی۔ ع

علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست　　این علم تیرہ را بہ پشیزے نمے خرم

اس لئے یہ کہنا صحیح ہے اور بالکل صحیح ہے کہ "میں وہ سورج ہوں جس کو کوئی دھواں چھپا نہیں سکتا" کس قدر مخالفتوں کے دھوئیں اٹھے تا کہ اسلام کے اس سورج پر تاریکی کا پردہ ڈال دیں۔ لیکن کیا اس کی تیز کرنوں اور نور عالمتاب کے سامنے کوئی چیز ٹھہر سکی؟ کیا آج کوئی ایک بھی

اور ایسی شرائط پر صلح ہوئی جو بظاہر مسلمانوں کی کمزوری کو ظاہر کرتی تھیں اور شرائط میں یہ تھا کہ اس سال وہ اندر سے بھی روک دیا گیا۔ آپ نے حج کیا۔ رویا تو پورا ہو گیا لیکن اس کے فہم میں یہ غلطی ہوئی کہ آپ نے اسی سال [illegible] ان تمام واقعات سے صاف ثابت ہے کہ جہاں تک پیشگوئیوں و مبشرات کا تعلق ہے [illegible] کو اس کے فہم میں غلطی بھی لگ سکتی ہے اور بعض وقت بعض الفاظ کا سمجھ آنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ وہ الہام جس کے معنوں کا یقینی طور پر سمجھ آ جانا ضروری ہے۔ وہ صرف وحی نبوت ہے اور ولیوں کی وحی کو تو وحی نبوت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا وہ تو صرف امور غیبیہ ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بے اعتقادی نہیں بلکہ علیم حکیم خدا کے علم و حکمت کی دلیل ہے ان کے متعلق یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے الہام کرتے ہوئے بے اعتمادی کی اور بخل سے کام لیا۔ خود اپنی ناسمجھی اور علمی فرومائیگی کا ثبوت دینا ہے۔ اس کو بے اعتمادی نہیں [illegible] ملہم کی صداقت اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر [illegible] ایمان پیدا کرنے کا موجب ہے۔ ملہم اگر مفتری [illegible] کاذب ہے تو وہ یقیناً ایسا ہی الہام بنائے گا جو۔۔۔ لوگوں کو سمجھ آسکے۔ الہام میں ایسے الفاظ کا آ جانا جن کا مفہوم خود ملہم کو معلوم نہیں اس کی صداقت پر دال ہے۔ اور جب وہ الفاظ جو ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتے ہوں اپنا مفہوم خود واقعات کی صورت میں واضح کر دیں تو خدا تعالیٰ کی ہستی اور ملہم کی صداقت پر ایسا زبردست ایمان پیدا ہوتا ہے کہ انسان کا دل بے اختیار اس کے آستانہ عبودیت پر گر جاتا ہے۔ سید حبیب ان غیر مفہوم الہامات کو کیا سمجھیں۔ وہ۔۔۔ باتیں جو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان پیدا کر نیوالی ہیں وہ آج ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بخل اور اس کے مامور کے کذب کی دلیل ہیں۔ اور جو بات کھلی اور بظاہر ہو وہ "خدائے علیم و حکیم کی شان" کے عین مطابق ہیں۔ اس قسم کا "علیم و حکیم خدا" جناب [illegible] کو مبارک ہو۔ ہمیں وہی ازلی ابدی خدا کافی ہے جو بعض وقت استعارات میں بھی کلام کرتا اور ایسے الفاظ بھی اپنے اولیاء کے الہام میں رکھ دیتا ہے جن کا مفہوم اگرچہ اس وقت معلوم نہ ہو لیکن بعد کے واقعات اس کو ظاہر کرتے اور اس کا "علیم و حکیم خدا" ہونا منکشف کر دیتے ہیں جو ایک مومن کے لئے تازگی ایمان کا موجب ہوتا ہے۔

کیا الہام کا سمجھ میں نہ آنا بے اعتمادی کی دلیل ہے

میں حیران ہوں کہ اس قدر صریح حقائق کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کیونکر جائز ہے کہ اگر ملہم کو اپنا کوئی الہام سمجھ میں نہ آئے تو گویا [illegible] اس پر بے اعتمادی کی اور ایسا شخص اگر کوئی نیک تحریک شروع کرے تو یہی بات اس تحریک کے ناقابل قبول ہونے کی دلیل گردان لی جائے۔ اگر یہ فی الواقعہ کوئی دلیل ہے تو سید صاحب کو چاہئے کہ سب سے پہلے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت سے انکار کریں جن پر خدا نے۔۔۔۔۔ [illegible] بے اعتمادی کی کہ صرف یہی بتایا کہ آپ کھجوروں والی جگہ کی طرف ہجرت کریں گے اور یہ نہ بتایا کہ اس سے مراد مدینہ ہے جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے اس سے یمامہ یا ہجر مراد لی۔ پھر یہی نہیں اس بے اعتمادی نے یہاں تک ترقی کی کہ رویا میں اتنا تو بتایا کہ آپ حج کر رہے ہیں لیکن یہ نہ بتایا کہ کب حج ہو گا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمانوں کو اپنی جانیں خطرہ میں ڈالنی پڑیں اور آخر [illegible] کیا یہ بے اعتمادی حضرت مرزا صاحب کی بے اعتمادی سے کچھ کم ہے؟ بہتر ہے کہ ہمیں ایسے "بے اعتماد آدمیوں" کے ساتھ ہی رہنے دو۔ آپ جیسے با اعتمادوں کی ہمیں ضرورت نہیں جن پر خدا نے کبھی اپنے آپ کو منکشف ہی نہیں کیا۔ آپ کا ایمان تو صرف اس بات تک محدود ہے کہ خدا ہونا چاہئے لیکن ایک احمدی کا ایمان محمد رسول اللہ صلعم کے ایک سچے متبع کا ایمان تو یہاں تک پہنچا ہوا ہے کہ وہ اپنے [illegible] تجارب اور مشاہدہ کی رو سے کہہ سکتا ہے

ایسا شخص پیدا ہوا جس نے مرزا صاحب کے مانند یا عشر عشیر بھی اسلام کی خدمت کی ہو اور خدا کا چہرہ دنیا کو دکھایا ہو؟ اگر نہیں تو ان کا یہ قول کیوں صحیح نہیں کہ "ایسا کوئی شخص تلاش کرو جو میری مانند ہو ہرگز نہیں پاؤ گے۔"

"میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہو"

ہاں آپ نے بالکل صحیح فرمایا کہ "میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہو اور میرے عہد پر ہوگا اور میں اپنے خدا کی طرف سے تمام قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور یہ میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ پس خدا سے ڈرو اور مجھے پہچانو اور نافرمانی مت کرو۔ میرے سوا اور دوسرے مسیح کے لئے میرے زمانہ کے بعد قدم رکھنے کی جگہ نہیں۔" یہ کوئی ایسے کلمات نہیں جو محل تعجب ہوں۔ اگر مرزا صاحبؑ سچے ہیں اور واقعات ان کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں تو وہ کون شخص ہے جو ایک راستباز مامور الٰہی کو جھوٹا قرار دیکر ولایت کے درجہ تک پہنچ سکے۔ کیا یہ حدیث قدسی یاد نہیں من عادلی ولیا فآذنته للحرب۔ یعنی خدا نے کہا کہ جس نے میرے ولی سے عداوت کی اس کو میں جنگ کا الٹی میٹم دیتا ہوں۔ اگر مرزا صاحب ولی اللہ ہیں تو ان سے عداوت رکھنے والا ولایت کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور یقینی امر ہے کہ جو شخص آئندہ ولی ہو وہ مرزا صاحبؑ کی صداقت اور راستبازی کا بھی قائل ہو وہ آپ کو مجدد، مسیح اور مہدی مانتا ہو۔ پھر ایسا شخص آپ میں سے اور آپ کے عہد پر نہیں تو اور کون ہے؟ رہا یہ کہ خدا کی طرف سے آپ تمام قوت، برکت اور عزت کے ساتھ بھیجے گئے ہیں یا نہیں۔ اس پر واقعات زمانہ خود شہادت دے رہے ہیں جن کی تفصیل بیان کی جا چکی ہے۔

"میرا قدم اس بلند منارہ پر ہے جہاں ہر بلندی ختم ہے"

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قوت اور برکت وعزت کا یہ اثر ہے کہ اسلام کی صداقت کو ثابت کرنے، اسلام کی عزت کو بچانے، اسلام کو دنیا کا معقول اور بہترین مذہب ثابت کرنے میں آپ کا قدم اس بلند ترین منارہ پر ہے جس پر ہر ایک بلندی ختم ہے۔ سید حبیب کا اس میں کیا بگڑتا ہے کہ مرزا صاحبؑ کا قدم ایسے بلند منارہ پر ہو جہاں سے وہ اسلام کا نور دنیا کو پہنچا سکیں اور اس کے حقائق ومعارف سے دنیا کی تشنگی کو بجھا سکیں۔ جس طرح سے موجودہ زمانہ میں مفاسد اور خدا سے دوری اور اسلام سے مہجوری بلکہ مخالفت اس انتہا تک پہنچ چکی ہے۔ جہاں مخالفت کی ہر ایک بلندی ختم ہے۔ ویسے ہی ضروری تھا کہ اس زمانہ کے مجدد کو اسلام کے اس بلند مینار پر کھڑا کیا جاتا جہاں علوم ومعارف کی ہر ایک بلندی ختم ہو جائے۔ اس میں اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی عزت ہے۔ لیکن ہمارے مخالفین کو مرزا صاحب کی کوئی ایسی بات پسند نہیں جو اسلام کی عزت کا موجب ہو۔ جو محمد رسول اللہ صلعم کی عظمت کو قائم کرنیوالی ہو کاش خود ہی کچھ کر کے دکھاتے۔ جن علوم سے مرزا صاحب نے اسلام کی صداقت کو دنیا میں پھیلایا ہے تم بھی کوئی ایسا علم پیش کر سکتے تو تمہیں بھی ہم اس مینار پر سمجھ لیتے جس پر مرزا صاحب کھڑے ہیں۔ لیکن یہاں تو نور اور تاریکی کا مقابلہ ہے۔ علم کہاں اور اسلام کی اشاعت کہاں؟ اس لئے ہم پھر مجدد وقت کے اس فرمان کی طرف تمہیں توجہ دلاتے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور مجھے پہچانو اور نافرمانی مت کرو۔ میرے سوا اور دوسرے مسیح کیلئے میرے زمانہ کے بعد قدم رکھنے کی جگہ نہیں

"جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا"

ہاں یہ سچ ہے کہ جو شخص مرزا صاحب کی جماعت میں داخل ہوا وہ درحقیقت سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔

ہوا نہیں گذرا جس پر خدا نے اسقدر بے اعتمادی کی ہو کہ ان کو پیام بھیجا ہو اور پھر اس پیام کے معنے نہ سمجھائے کہ خدا تعالیٰ نے (معاذ اللہ) اس سے تو خدا پر بخل کا الزام ثابت ہوتا ہے یا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے کسی کو منتخب کر لیتا ہے اور پھر اس پر اعتماد نہیں کرتا اور یہ بات خدائے علیم وحکیم کی شان کے خلاف ہے۔" (ریاست ۳۰۔ مئی)

وحی نبوت اور وحی ولایت میں فرق

ان تمام اعتراضات کی بنا یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحبؑ کو غلطی یا بے سمجھی سے مدعی نبوت سمجھ لیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ان کی وحی کو وحی نبوت قرار دے کر یہ تمام اعتراض کر دیئے گئے ہیں حالانکہ بار بار بتایا جا چکا ہے کہ ان کا کوئی نبوت کا دعویٰ نہیں اور نہ ان کی وحی وحی نبوت ہے۔ نبیوں کے متعلق تو یہ کہنا درست ہے کہ ان کی وحی میں جو شریعت کی حامل ہو کوئی ایسی بات نہیں ہوتی جسکے معنے سمجھ میں نہ آسکیں کیونکہ وحی نبوت تمام امت کے لئے واجب العمل ہے۔ لیکن وحی ولایت چونکہ شریعت کی حامل نہیں ہوتی اس لئے ضروری نہیں کہ اس کا ایک ایک لفظ فوراً سمجھ میں آجائے نہ وحی نبوت کیطرح اسکا بر عمل کرنا ضروری ہے . . . . اور نہ اس کی تفسیر کے لئے کسی اور مامور من اللہ یا نبی کے آنے کی ضرورت ہے۔ واجب العمل چیز جو مومن پر کہلا سکتی ہے وہ تو نبی متبوع کی شریعت یا وحی نبوت ہے۔ امتی کی وحی والہام تو صرف مبشرات اور پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ یا بعض وقت اصل شریعت کے کسی حکم کی طرف اس میں توجہ دلائی جاتی ہے۔ اور مبشرات اور پیشگوئیوں کا جہاں تک تعلق ہے ان میں متشابہات کثرت سے ہوتے ہیں اور بعض ایسے الفاظ بھی رکھدیئے جاتے ہیں جن کا صحیح مفہوم اسی وقت کھلتا ہے جب وہ پیشگوئی واقعات کا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔

انبیا کو بھی پیشگوئیوں میں غلطی لگ جاتی ہے

اور تو اور خود انبیا کی وحی میں بھی جو باتیں مبشرات اور پیشگوئیوں پر مشتمل ہوتی ہیں ان کے معنے بسا اوقات فوراً سمجھ آنے مشکل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے اپنی ازواج کے متعلق فرمایا [illegible] اطولکن یدا؟ تم میں سے سب سے پہلے مجھ سے وہ ملے گی جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں۔ ازواج مطہرات نے اسی وقت [illegible] اپنے ہاتھ ناپنے شروع کئے لیکن آپ نے منع نہ کیا اور اس کا وہ مفہوم نہ بتایا جو بعد میں واقعات نے ظاہر کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آپ پر اس وقت تک اس کی اصل حقیقت منکشف نہ ہوئی تھی۔ اور بعد میں واقعات نے یہ بتا دیا کہ . . . اطولکن یدا سے مراد وہ ام المومنین تھیں جن کا ہاتھ سخاوت میں سب سے زیادہ لمبا تھا۔

ایسا ہی صحیح بخاری میں یہ حدیث موجود ہے قال ابو موسیٰ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم رایت فی المنام انی اهاجر من مكة الى ارض بها نخل فذهب وهلى الى انها اليمامه او هجر فاذا هى المدينة يثرب (بخاری باب ہجرۃ النبی واصحابہ الی المدینۃ) یعنی ابو موسیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ایسی زمین کی طرف میں نے ہجرت کی جو کھجوروں والی ہے۔ میرا گمان یمامہ یا ہجر کی طرف گیا مگر دراصل وہ مدینہ تھا۔

ایک اور واقعہ کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رویا میں دیکھا کہ آپ مکہ معظمہ میں حج کے ارکان ادا کر رہے ہیں۔ آپ نے خیال کیا کہ اسی سال حج ہوگا اس لئے آپ صحابہ کو ساتھ لیکر چل پڑے لیکن حدیبیہ کے مقام پر کفار نے روک دیا

یہ مرزا صاحب ہی نہیں کہتے ان سے پہلے تمام بزرگان اُمت کا یہی خیال ہے۔ حضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کس قدر کھلے لفظوں میں فرماتے ہیں:۔

"وہم چنیں اصحاب حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کہ از انبیائے اولوالعزم است از سابقانند و بواسطہ متابعت این شریعت ملحق بہ اصحاب خاتم الرسل اند علیہم الصلوٰۃ والسلام از بزرگی متاخران این اُمت تواند بود کہ آں سرور فرمودہ باشد علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام لا یدری اولھم خیر ام اٰخرھم"

یعنی ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو اولوالعزم نبی ہیں ان کے اصحاب سابقین میں ہیں اور اس شریعت کی متابعت کے باعث حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے ملحق ہیں متاخرین کی اس بزرگی کے باعث ہی ممکن ہے کہ آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا لا یدری اولھم خیر ام اٰخرھم نہیں معلوم ان کے اول بہتر ہیں یا آخر۔

پس جب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مسیح موعودؑ کے اصحاب کو رسول اللہ صلعم کے اصحاب سے ملحق قرار دیا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں آنحضرت صلعم کا ارشاد لا یدری اولھم خیر ام اٰخرھم نقل کرکے یہ بتایا ہے کہ متاخرین بھی سابقین اُمت میں شامل ہیں تو حضرت مرزا صاحب نے جن کا دعویٰ ہی مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اگر اپنے ساتھ شامل ہونیوالوں کو خیرالمرسلین کے صحابہ میں داخل ہونے کی خوشخبری دی تو کیا گناہ کیا؟ اس میں کونسا نبوت کا دعویٰ ہے۔ اسلام کی کیا توہین ہے بلکہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت فیضان کا ثبوت ہے کہ صرف اولین ہی کے تزکیہ کا آپ موجب نہیں ہوئے بلکہ آخرین نے بھی آپ کے ایک غلام اور ظل کے فیض صحبت سے وہ تزکیہ حاصل کیا کہ صحابہ کرام کے ساتھ انہیں ملحق قرار دیا گیا لیکن سید حبیب اور ان کے ہم مشربوں کو آنحضرت صلعم کی عزت و عظمت گوارا ہی ہو تو انہیں تو ہر اس بات سے عناد ہے جس میں رسول اللہ صلعم کی عزت افزائی ہو۔ کیونکہ وہ مرزا صاحب کے منہ سے نکلی اور ان کی صداقت کو ثابت کرنیوالی ہے ؎

شنوم کہ مارقیباں ز امن کشیدہ رفتم گو مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد

شہدا کی انبیا پر فضیلت مجدد الف ثانیؒ کا قول

نبوت کی تمام بحث کو سید صاحب ان الفاظ پر ختم کرتے ہیں:۔

"میں مرزا صاحب کی تحریروں کے حوالے دیکر ثابت کرچکا ہوں کہ مرزا صاحب ایک مقام پر دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ خدا کے نبی اور رسول ہیں اور تمام انبیا سے (جن میں محمد رسول اللہ صلعم شامل ہیں) افضل ہیں اور اس دعویٰ پر خدا کی قسم کھاتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ وہ بروزی اور ظلی نبی ہیں جو بالفاظ دیگر محدث ہوتا ہے۔ لیکن اپنا مقام تمام انبیاء علیہم السلام سے ارفع و اعلیٰ ظاہر کرتے ہیں اور اس کے بعد اچانک ادعائے نبوت سے انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والا اسلام سے خارج ہے وغیرہ وغیرہ"

کہاں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خدا کے نبی اور رسول ... اور تمام انبیا سے افضل ہیں۔ کم از کم ان تحریروں میں جو حبیب صاحب نے نقل کی ہیں ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ ہر جگہ ظلی اور بروزی نبی بمعنے محدث ہی اپنے آپ کو لکھا ہے۔ اور ادعائے نبوت سے انکار ہی کیا ہے۔ چہ جائیکہ اپنا مقام تمام انبیاء علیہم السلام سے ارفع و اعلیٰ ظاہر کیا ہو۔ اس کے متعلق ہم تفصیل کے ساتھ اوپر بحث کرچکے ہیں۔ اور آپ کی اپنی تحریروں سے یہ ثابت کرچکے ہیں کہ آپ کو صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جزئی فضیلت کا دعویٰ تھا جو ایک غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے۔ یہ وہ بات ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے نئی نہیں کہی۔ اُمت محمدیہ کا مقام تو مسلم طور پر اس قدر ارفع و اعلیٰ ہے کہ اس کا ایک ادنےٰ شہید بھی انبیا پر جزئی فضیلت رکھتا ہے۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"در احادیث صحیح آمدہ است کہ بعضے از کمالات در افراد امتاں باشد کہ انبیا غبطہ آں نمایند علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وحال آنکہ فضل کلی مر انبیا راست بر جمیع افراد امتاں و نیز در حدیث آمدہ است کہ شہدا فی سبیل اللہ بہ چند چیز بر انبیا مزیت دارند۔ شہدا را احتیاج بغسل نیست و انبیا را غسل باید داد و بر شہدا نماز جنازہ نیامدہ است چنانچہ مذہب امام شافعی است و بر انبیاء نماز جنازہ باید کرد و در قرآن فرمودہ کہ شہدا را شما میتے نپندارید کہ احیا اند انبیا را موتے فرمودہ این ہمہ فضائل جزئیہ اند قصورے در فضل کلی انبیا ندارند"

یعنی احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ امتوں کے افراد میں بعض کمالات ایسے ہوتے ہیں جن پر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام رشک کرتے ہیں حالانکہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو امت کے تمام افراد پر فضل کلی ہے نیز حدیث میں آیا ہے کہ شہدا فی سبیل اللہ چند چیزوں میں انبیا پر زیادتی رکھتے ہیں۔ شہدا کو غسل کی حاجت نہیں اور انبیا کو غسل دینا چاہیئے۔ شہدا پر نماز جنازہ نہیں آئی جیسے کہ امام شافعی کا مذہب ہے اور انبیا پر نماز جنازہ ادا کرنی چاہیئے۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ شہدا کو مردہ نہ جانو وہ زندہ ہیں اور انبیا کو مردہ فرمایا ہے یہ سب جزئی فضائل ہیں جو انبیا کے فضائل کلی میں قصور پیدا نہیں کرتے ہیں۔

یہی جزئی فضیلت ہے جس کا دعویٰ حضرت مرزا صاحب کو حضرت مسیح علیہ السلام پر ہے۔ "تمام شانؐ میں افضل ہونے کے باوجود بھی وہ جزئی فضیلت ہی ہے۔ کلی فضیلت نہیں"۔ تمام شانؐ کی تشریح اوپر کی جاچکی ہے کہ اس سے مراد تمام وہ کارنامے اور خدمات اسلام ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے سرانجام دیں۔ اور جن کا موقعہ حضرت مسیح علیہ السلام کو نہیں ملا۔ اس میں نبوت کا دعویٰ کوئی نہیں اور نہ تمام انبیا پر افضل ہونے کا دعویٰ ہے۔ کاش سید حبیب ایسی بے سروپا باتیں لکھنے کے بجائے ان حقائق پر جو اوپر پیش کئے جاچکے ہیں چشم بصیرت کے ساتھ غور کرتے۔

تفہیم الہامات اور حضرت مسیح موعودؑ

سید حبیب کی دسویں دلیل

احمدیت کے ناقابل قبول ہونے کی دسویں دلیل جو سید حبیب نے پیش کی ہے حسب ذیل ہے:۔

"ادعائے نبوت کی اس بھول بھلیاں میں اضافہ ہو جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے بعض الہامات ایسے ہیں جو خود ان کی سمجھ میں نہیں آئے لہٰذا لازم ہے کہ ایسے الہامات کی تفہیم کے واسطے خدائے تعالےٰ مزید نبی مبعوث کرے گویا مرزا صاحب نے اجرائے نبوت کا ایک سلسلہ جاری کردیا ہے اور یہ کہنا مشکل ہے کہ کتنے نبی آئیں گے جو ان الہامات کے معانی دنیا پر واضح کریں گے۔ پس دسویں دلیل جو مجھے مرزا صاحب کی تحریک قبول کرنے سے مانع ہے یہ ہے کہ مرزا صاحب پر ایسے الہامات ہوئے ہیں جو خود ان کے فہم میں نہیں آئے حالانکہ میرے علم و یقین کے مطابق کوئی پیغمبر یا

چکڑالوی صاحبان اور تحویل قبلہ

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

(۳)

تخریب اور اباحت پر زور

جب سے یہ چکڑالوی فرقہ پیدا ہوا ہے ان کا کام سوائے اس کے کچھ نہیں کہ گزشتہ محققین اور اہل علم لوگوں اور محدثین اور حدیثوں کی توہین کرتے رہیں۔ اہل قرآن کہلا کر کبھی یہ توفیق نہیں ہوئی کہ قرآن کے دشمنوں کے سامنے سینہ سپر ہوں۔ جو کام ہے سو تخریبی۔ کہیں نماز کو توڑنے مروڑنے بلکہ اسے مٹانے کی سعی ہے۔ کہیں زکوٰۃ کو ملیامیٹ کرنے کا شوق ہے۔ کہیں روزوں کو ایک یا تین کی تعداد میں محدود کرکے لوگوں کو اباحت پسندی کی طرف مائل کرنے کی تڑپ ہے مثل ہے اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔ ان بیچاروں کو دن رات یہی فکر ہے کہ کسی طرح اسلام کی شکل کو مسخ کرکے رکھ دیا جائے پھر ایک معمولی سی بات انگلی رکھنے کو کہیں مل جائے تو اس قدر غوغا مچاتے ہیں گویا کوئی بڑا اہم مسئلہ حل ہو گیا۔ اور خطرناک غلطی کا انکشاف ہوا ہے۔

چکڑالویوں کا ایک تازہ کارنامہ

چنانچہ مجھے ایک دوست نے ایک ان کا رسالہ تحویل قبلہ پڑھنے کو دیا ہے اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شروع سے ہی کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے۔ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا اور اس سے منہ پھیر کر کعبہ کی طرف منہ کرنا غلط ہے۔ اور قرآن میں تحویل قبلہ کی جو آیات ہیں ان سے مراد کسی حکم کے نزول پر قبلہ بدلنا نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سے آپ نے کعبہ ہی کو قبلہ بنائے رکھا۔ خدا نے صرف لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ اور فولوا وجوھکم شطرالمسجد الحرام سے مراد یہ ہے کہ کعبہ کو فتح کرنے کا خیال دن رات اپنے دل میں مستولی رکھو۔ یعنے ہر وقت یہی دھن جمائے رہو کہ ہائے کب کعبہ فتح ہو ہائے کب کعبہ فتح ہو! میں کہتا ہوں اگر یہ صحیح بھی ہو جسطرح ان چکڑالویوں کی تحقیقات ہے تو ہمارا تو کوئی ہرج نہیں۔ بنا کیا؟ سوائے اس کے کہ ان احادیث کو رد کرنے کا موقعہ ہاتھ آ گیا جن میں تحویل قبلہ کی ساری تفصیلات مذکور ہیں انہیں فقط اس طرح اپنے کلیجہ کو ٹھنڈا کرنا مقصود تھا ولا غیر۔

چکڑالویوں کا سراسر غلط الزام

کلیجہ ٹھنڈا کرنے کا میں نے غلط الزام نہیں دیا۔ اسی رسالہ کو پڑھو کہیں تو مولوی محمد علی صاحب پر برسے ہیں۔ صرف اس قصور پر کہ انہوں نے حدیث کے مطابق کیوں تحویل قبلہ کو تسلیم کر لیا۔ کہیں حدیث کے راویوں پر بہت کچھ اظہار غیظ و غضب کیا ہے اور سب پر صاف صاف الزام لگا دیا ہے کہ ”اہل روایت۔ ملاؤں یہود و نصاریٰ نے حکام وقت کی خوشامد اور اپنے اپنے مذہب کی حمایت کے واسطے یہ سارا افترا کیا ہے۔“ سمجھ میں نہیں آتا کہ نماز کے متعلق راویوں کو کس حاکم کی خوشامد مد نظر تھی۔ اگر کسی بادشاہ یا امیر کی خوشامد سے پانچ نمازوں کی تین کر دیتے یا بہت سی رکعتوں کی ایک کر دیتے جیسا کہ چکڑالویوں نے کر لی ہے تب تو سمجھ میں آسکتا تھا کہ بادشاہ اور امرا آرام طلب ہوتے ہیں۔ ان کے لئے یہ آسانی بہم پہنچا دی۔ یہ کیا کہ خوشامد ہو سلاطین اور امراء کی اور نماز کے اوقات اور رکعتوں میں اضافہ کرکے بوجھ کو بڑھا دیا جائے۔ اسیطرح تحویل قبلہ میں یہ بات پیدا کرنے میں کسی بادشاہ کو کیا خوشی ہو سکتی تھی کہ آنحضرت صلعم پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے تھے۔ پھر کعبہ کی طرف منہ پھیر لیا۔ اور یہودیوں اور عیسائیوں کی تو اس میں ہتک تھی۔ ایک شخص شروع سے ہی ایک خاص مسجد کو قبلہ بنائے رکھے یہ جدا امر ہے۔ لیکن کسی مسجد کو قبلہ بنا کر پھر اسے ترک کرنا کیا اس مسجد کی ذلت نہیں ہے؟ آنحضرت صلعم شروع سے ہی کعبہ کو قبلہ بنائے رکھتے تو یہود اور عیسائی کو شکایت نہ ہوتی لیکن بیت المقدس کو ابتداً میں قبلہ کی حیثیت دیکر پھر کعبہ کو قبلہ بنانا تو صریح بیت المقدس کی ہتک ہے۔ اس میں یہود و نصاریٰ کو تو صدمہ پہنچتا تھا۔ اور اسی لئے یہود و نصاریٰ نے تحویل قبلہ پر اعتراض بھی کیا تھا جس کا جواب قرآن میں دیا گیا ہے۔ اور پھر تحویل قبلہ کے متعلق روایات حدیث اس تواتر اور اس قدر مختلف راویوں کے سلسلہ سے ہم تک پہنچی ہیں کہ سمجھ نہیں آتا کہ ان سب نے ملکر کیوں ایسی خطرناک سازش کی تھی اور اس واقعہ کے گھڑنے سے انہیں کیا نفع متصور تھا۔ یہ راوی سب کے سب عرب تھے یہ مسلمان تھے۔ انہیں اس قسم کا افترا کرنے سے کیا فائدہ تھا!

چکڑالوی قائد اعظم کا ارشاد

کہنے کو تو ان چکڑالویوں کو دعوٰی درایت کا ہے۔ لیکن در حقیقت مقصد صرف حدیث رسولؐ سے دشمنی ہے اور کچھ بھی نہیں اس دشمنی کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ اسی رسالہ میں گجرات کے چکڑالویوں کے قائد اعظم سید عمر شاہ صاحب جو ارشاد فرماتے ہیں۔ سن لیجئے۔ فرماتے ہیں:

”ہم کو درایت سے کام لینا چاہئے ورنہ حضرت موسیٰؑ کی امت کی طرح جو اس کے سامری (محدث) نے گوسالہ کو حضرت موسیٰؑ کا آلہ مشہور کرکے امت موسیٰؑ کو گوسالہ پرست بنا دیا جب آپ کوہ طور سے واپس آئے تو ثابت ہوا کہ سامری یعنے (محدث) نے اپنی طرف سے افترا کیا ہے“

چکڑالویوں کی عملی حالت

ملاحظہ فرمایا آپ نے اس گندہ دہنی کو؟ گویا بقول ان صاحب کے ائمہ محدثین تو سارے کے سارے سامری ہیں اور احادیث رسول صلعم کا مجموعہ گوسالۂ سامری ہے جو اس قابل ہے کہ گوسالہ سامری کی طرح جلا کر اس کی راکھ دریا برد کر دی جائے اور تمام امت محمدیہ جن میں ہزارہا اولیا اور صلحا گزر چکے یہ سب گوسالہ پرست مشرک تھی اور ہے۔ سوائے ان چند چکڑالویوں کے جو دن رات دین کے ارکان کی تخریب میں ساعی ہیں اور اس بے ادبی و ہتک بزرگان ائمہ اور صلحا کا نتیجہ یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے اکثر اخلاق فاضلہ کھو بیٹھے ہیں۔ عابد و زاہد مجھے تو ان میں کوئی نظر نہیں آیا۔ اور ہو کیسے جب اسی جبہ کو اتار پھینکنے کی ساری کوششیں ہوں۔ ان کے ایک بڑے مشہور چکڑالوی گجرات میں رمضان کے مہینہ میں جب درس قرآن کہتے ہیں۔ تو ساتھ ساتھ حقہ بھی پیتے جاتے ہیں۔ گزشتہ بزرگان دین کی پگڑیاں اچھالنا اور اپنے جیسا عالم قرآن کسی کو نہ سمجھنا اور دوسرے کا علم قرآن دیکھ کر جل مرنا یہ اکثر کا شیوہ میں نے دیکھا ہے۔ کاشکہ شیخ سعدی مرحوم کے اس شعر کو انہوں نے مد نظر رکھا ہوتا کہ

نام نیک رفتگاں ضائع مکن

تا بماند نام نیکت برقرار

دو اصولی باتیں

آپ نے ملاحظہ فرمایا سید عمر صاحب درایت کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور روایتوں کو درایت پر قربان کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس لئے میں درایت کو ہی لیتا ہوں۔ پارہ نمبر ۲ سیقول کے پہلے دو رکوعوں کی جو انہوں نے من گھڑت تفسیر فرمائی ہے۔ اس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن میں ان الجھنوں میں ناظرین کرام کو پھنسانا نہیں چاہتا۔ ان لفظی جھگڑوں سے قطع نظر کرتے ہوئے اصولی دو باتوں کو لیتا ہوں جن پر ان کی ساری درایت کی بنیاد ہے

(۱) ایک تو یہ کہ قرآن میں نبیوں کے لئے آیا ہے عباد مکرمون ۝ لایسبقونہ بالقول وھم بامرہٖ یعملون۔ معزز بندے وہ نہیں سبقت کرتے اس سے قول میں اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ سید عمر صاحب فرماتے ہیں کہ خدا نے محمد رسول اللہ صلعم کو جب کسی قبلہ کی طرف منہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا تو آپ نے از خود بیت المقدس کی طرف کیوں منہ کیا؟ اس سے مذکورہ بالا آیت کی خلاف ورزی لازم آتی ہے لیکن میری طرف سے اتنا جواب کافی ہے کہ خدا نے جب تک کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا تو آپ نے کعبہ طرف بغیر حکم الٰہی کے منہ کیوں کیا۔ بغیر نزول حکم الٰہی کے بیت المقدس کی طرف منہ کرنا اگر لایسبقونہ بالقول الخ کے خلاف ہے تو کعبہ کی طرف بھی بغیر حکم الٰہی کے منہ کرنا لایسبقونہ بالقول الخ کے خلاف ہے۔ اگر یہ کہو کہ کعبہ کی طرف منہ کرنا سنت ابراہیمیؑ تھا تو میں کہونگا کہ بیت المقدس کی طرف منہ کرنا سنت انبیائے بنی اسرائیلی تھا۔ یہ کہنا کہ تمام انبیاء بنی اسرائیل کا قبلہ کعبہ تھا یہ ایک دعوٰی بلا دلیل ہے۔ جس کے لئے کوئی ثبوت نہ تاریخ میں ہے نہ کسی اگلی کتب سماویہ نہ خود قرآن میں ہے۔ اپنی تائید میں اس آیت کو پیش کرنا صحیح نہیں کہ ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ کہ ملت ابراہیمیؑ سے کون منہ پھیر سکتا ہے۔ سوائے اس کے جو احمق ہو۔ وجہ یہ کہ اس میں کعبہ کو قبلہ بنانے کا کوئی ذکر نہیں۔ اس آیت میں ملت ابراہیمی سے کعبہ کو قبلہ بنانا مراد لینا ناحق کی زبردستی ہے۔ ملت ابراہیمی کی تفسیر اس سے اگلی آیت میں خود جناب الٰہی فرماتے ہیں۔ میں دونوں آیتیں یکے بعد دیگرے لکھے دیتا ہوں۔ ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الا من سفہ نفسہ ولقد اصطفینٰہ فی الدنیا وانہ فی الاخرۃ لمن الصٰلحین ۝ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین ۝۔ اور کون ہے جو ملت ابراہیم سے منہ پھیرے مگر وہی جس کی عقل ماری گئی ہو۔ اور بے شک ہم نے اسے برگزیدہ کیا دنیا میں اور وہ آخرت میں صالحین میں سے ہونگے (وہ ملت ابراہیمی کیا ہے؟) جب کہا اس کے رب نے کہ فرمانبردار ہو جا۔ کہا میں تو رب العالمین کا فرمانبردار ہو چکا ہوں یعنی

یہاں خود قرآن ملت ابراہیمی خدائے واحد کی کامل فرمانبرداری کو قرار دیتا ہے۔ پھر اسی رکوع میں ملت ابراہیمی کی مزید تشریح فرماتے ہیں ۔

وقالوا کونوا ھوداً او نصاریٰ تھتدوا ط قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا ط وما کان من المشرکین ۰ ۔

اور کہتے ہیں یہودی یا عیسائی بنو تو ہدایت پاجاؤ گے۔ کہدے بلکہ ابراہیم کی ملت (اصل ہدایت ہے) جو افراط تفریط سے پاک راست رو تھا۔ اور مشرکوں میں سے نہ تھا ۔ ملت ابراہیمی کی اس تشریح کے بعد ناحق اسے قبلہ کے معاملہ میں پیش کرنا بجائے خود سفہ نفسہ یعنی حماقت کی دلیل ہے۔

آیت کا اصل منشا

خوب غور کرکے دیکھ لیجئے لایسبقونہ بالقول وھم بامرہٖ یعملون کو جس رنگ میں یہاں چکڑالوی پیش کر رہے ہیں اس رنگ میں تو اس قدر مشکلات در پیش ہونگی کہ خطرہ ہے کہ نبی کی نبوت ہی اڑ جائے۔ کیونکہ پھر ایک نبی کو نبوت کے ساتھ ہی سب سے پہلے حکم کھانے پینے کا ملے تاکہ وہ کچھ کھا پی سکے ورنہ بغیر حکم الٰہی کے اس کا کھانا پینا وھم بامرہٖ یعملون کے خلاف پڑ جائے گا۔ نکاح کرنے یا بی بی کے ساتھ کوئی تعلق رکھنے کا حکم بھی پہلی وحی میں ہی ملجانا چاہیئے۔ بلکہ قدم قدم پر ہر کام اور ہر بات کے لیئے وحی کی ضرورت پیش آئیگی ورنہ لایسبقونہ بالقول وھم بامرہٖ یعملون۔ کے خلاف پڑتا جائے گا۔ درحقیقت اس آیت کا یہ منشا نہیں جو چکڑالوی یہاں محض اپنا مطلب نکالنے کے لیئے لے رہے ہیں ۔ اس آیت کا منشا تو یہ ہے کہ نبی چونکہ خدا کی طرف سے مامور ہوتے ہیں اس لیئے وہ کسی امر کی اصلاح میں جب تک وحی الٰہی نہ آجائے ازخود کوئی دخل نہیں دیتے اور جیسا حکم آتا ہے پھر اسی کے مطابق عمل کرنے لگ جاتے ہیں کسی لومۃ لائم کی پرواہ نہیں کرتے۔

قرآن سے ایک مثال

اس کی مثال خود قرآن میں موجود ہے۔ پارہ نمبر ۲۸ کے شروع میں ارشاد ہوتا ہے قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجھا وتشتکی الی اللہ واللہ یسمع تحاورکما ان اللہ سمیع بصیر۔ بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں تم سے جھگڑتی اور اللہ سے فریاد کرتی تھی۔ اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سنتا تھا۔ بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ آگے پھر ظہار کے متعلق احکام ہیں یعنی ان لوگوں کے متعلق جو بی بی کو ماں کہدیں۔ عرب میں بی بی کو ماں کہدینے سے طلاق پڑتی تھی۔ ایک عورت کے شوہر نے اسے ماں کہدیا تھا وہ اس میں آنحضرت صلعم سے فیصلہ چاہتی تھی۔ آپ قوم کے رواج میں ازخود دخل دینا پسند نہیں کرتے تھے بلکہ اسی رواج پر فتوی دیتے تھے جو قوم میں رائج تھا۔ یہ اس عورت کو ناگوار و شاق تھا وہ اس پر جھگڑتی تھی۔ آخر وحی نے آکر اس رواج کو مٹایا۔

نبی بغیر حکم الٰہی کے کسی رواج میں تبدیلی نہیں کرتا

اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ نبی بغیر حکم الٰہی کے کسی سابقہ رواج یا قاعدہ میں اپنی مرضی سے اصلاح یا تبدیلی نہیں کرتا جب تک حکم الٰہی نازل نہ ہو۔ اور جب حکم الٰہی آجاتا ہے تو پھر اس کی تعمیل اس شد و مد سے کرتا ہے کہ پھر کسی شخص کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتا۔ یہی معنے اس آیت کے ہیں جو زیر بحث ہے۔ ان آیات کے نزول سے پیشتر جن میں کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم ہے عرب میں کوئی خاص قبلہ مقرر نہ تھا جس میں دخل دیا جاتا۔ چونکہ انبیائے بنی اسرائیل کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ آپ نے بھی اجتہاداً اسی طرف منہ کیا۔ اور حکم الٰہی کے منتظر رہے۔ جب کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم آگیا تو آپ نے فوراً منہ اس طرف کرلیا۔ اور آپ کی دلی منشا بھی یہی تھا۔ اس طرح لایسبقونہ بالقول وھم بامرہٖ یعملون کی آپ نے لفظ لفظ تعمیل کی۔ آپ نے تحویل قبلہ کے حکم کے نزول سے قبل کسی مقرر شدہ قبلہ میں جو قوم میں رائج تھا ازخود دخل نہیں دیا۔ آخر وحی کے نزول سے قبل جو کچھ نبی کرتا ہے وہ اجتہاداً کرتا ہے۔ کیا یہ قرآن کی آیت نہیں عفا اللہ عنک لم اذنت لھم حتی یتبین لک الذین صدقوا وتعلم الکذبین۔ کیا اس آیت میں آنحضرت صلعم نے جو بعض لوگوں کو پیچھے ٹھہر جانے کی اجازت دی تھی آپ کو اس معاملہ میں متنبہ نہیں کیا گیا۔ کہ ان لوگوں کو جب تک سچے اور جھوٹے میں امتیاز نہ ہوجاتا آپ کو اجازت نہیں دینی چاہیئے تھی۔ کیا آنحضرت صلعم نے نعوذ باللہ لایسبقونہ بالقول وھم بامرہٖ یعملون کے خلاف کیا تھا۔ اور نعوذ باللہ آپ عباد مکرمون نہیں رہے؟ جو ایسا سمجھتا ہے وہ احمق ہے۔ اور قرآن اور نبوت سے محض نابلد۔ اور جہل مرکب میں گرفتار ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ نبی کا ایک پرائیویٹ اجتہاد تھا اس میں قوم کے کسی رواج یا عبادت یا قاعدہ میں کوئی دخل نہ تھا بلکہ بعض لوگوں کے پیچھے رہ جانے کے عذر کو قبول کرلینے یا نہ کرنے کا سوال تھا۔ اس لیئے آپ نے ایک اجتہاد کیا وہ جناب الٰہی کی نگاہ میں صحیح نہ تھا اس لیئے وحی کے ذریعہ اصلاح کردی۔ اسیطرح بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا قوم کے کسی رواج یا عبادت میں مداخلت نہ تھی آپ نے اجتہاداً انبیائے بنی اسرائیل کے مسلک کو پیش نظر رکھکر ایک فعل کیا تھا۔ لیکن جناب الٰہی کو رب کعبہ کو تمام دنیا کے لیئے مرجع خلائق اور قبلہ بنانا مدنظر تھا۔ اس لیئے وحی نے آکر آپ کو منشائے الٰہی کے مطابق قائم کردیا پس قرآن کی کسی آیت کے معنے کرتے وقت سارا قرآن مدنظر ہونا چاہیئے ایک آیت کو لیکر اس کو اپنی منشا کے مطابق مروڑنا ہدایت کی راہ نہیں۔ معنے وہ کرو جن کی دوسری آیات بھی تائید کریں۔

دوسرا امر

دوسرا امر جو سید عمر صاحب پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ قرآن میں جہاں حکم ہے فول وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ ۔ جسکے معنے ہیں پس پھیر لے منہ اپنا مسجد حرام کی طرف۔ اے مسلمانو! جہاں بھی تم ہو اسی کی طرف اپنا منہ پھیرو۔ وہاں وہ اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اپنی توجہ مسجد حرام کی طرف رکھو یعنی دن رات یہی خیال جمائے رہو۔ کہ ہائے کب کعبہ فتح ہوگا۔ کب کعبہ فتح ہوگا۔ گویا نہ خدا یاد رہے نہ قرآن یاد ہو۔ رات دن یہی ایک دھن لگی رہے کہ ہائے کعبہ فتح ہو ہائے کعبہ فتح ہو اور جب وہ کعبہ فتح ہوجائے تو پھر یہ دھن جمائے بیٹھے رہو کہ ہائے کعبہ کہیں قبضہ سے نہ نکل جائے۔ ہائے کعبہ کہیں قبضہ سے نہ نکل جائے'' اور امید ہے چکڑالوی صاحبان اس حکم کی تعمیل میں دن رات یہی دھن جمائے بیٹھے رہتے ہونگے کہ ہائے کہیں کعبہ مسلمانوں کے قبضہ سے نہ نکل جائے۔ بلکہ آج کل تو بقول ان کے کعبہ ''سامریوں'' کے قبضہ میں ہے۔ اس لیئے یہ دھن جمائے بیٹھا رہنا چاہیئے کہ ہائے کعبہ کب ''امت مسلمہ'' یعنی چکڑالویوں کے قبضہ میں آتا ہے اور کب مسلم ربانی سید عمر شاہ صاحب کعبہ کو فتح کرتے ہیں۔

چکڑالویوں کی مضحکہ انگیز تشریح

اور پھر اتنا ہی نہیں اس سے اگلے رکوع میں قرآن میں تین مرتبہ جناب الٰہی نے اس حکم کو پھر دہرایا ہے۔ فرماتے ہیں۔

ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام وانہ للحق من ربک وما اللہ بغافل عما تعملون ۰ ومن حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام ط وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ ۔

(ترجمہ) اور جہاں سے تو نکلے پس اپنے منہ کو مسجد حرام کی طرف پھیر۔ اور بے شک وہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے۔ اور اللہ تمہارے عملوں سے بیخبر نہیں اور جہاں سے تو نکلے پس اپنے منہ کو مسجد حرام کی طرف پھیر۔ اور جہاں بھی تم لوگ ہو اپنے منہ کو اسی کی طرف پھیرو'' کس قدر تاکید ہے اور کیوں نہ ہو جب تمام دنیا کو ایک مرکز پر لانا ہو اور ایک عالمگیر قبلہ قائم کرنا ہو تو جس قدر بھی اس امر میں وضاحت اور تاکید کی جائے کم ہے۔ لیکن ہمارے چکڑالوی بزرگ ان احکام کی وہ مضحکہ انگیز تشریح کرتے ہیں کہ یہ تمام تاکیدی احکام بچوں کا کھیل نظر آنے لگتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

" جہاں سے تو خروج کرے یعنی چڑھائی کرے
اپنی توجہ مسجد الحرام کی طرف پھیر یعنی اس کے
فتح کرنے کا دھیان اور خیال رکھ''

گویا اب ایک چکڑالوی جب یہ دیکھتا ہے کہ کعبہ سامریوں کے قبضہ میں ہے اور گوسالہ پرستی وہاں ہو رہی ہے۔ تو وہ اگر چین کی طرف سے چڑھائی کرے گا۔ تو کعبہ کو چھیننے کا دھیان رکھے گا۔ ہندوستان سے مثلاً گجرات سے کوئی فوج لے کر سرحد پر لڑنے جائے گا تو کعبہ کو فتح کرنے کا دھیان رکھیگا اور سید عمر صاحب تو فوج میں نوکر رہے ہیں اور لڑتے بھی رہے ہیں۔ ان کی پلٹن یا رسالہ جب کوچ کیا کرتا ہوگا تو یہ کعبہ کی فتح کا ہی دھیان رکھتے ہوں گے۔ اور فرانس میں جرمن سے لڑے ہونگے تب بھی کعبہ کی فتح کا ہی دھیان رہا ہوگا اور جب کعبہ پر انگریزوں نے حملہ کیا ہے اور ترکوں کو وہاں سے نکالا ہے تو اس وقت بھی اگر کوئی چکڑالوی فوج میں ہوگا تو کعبہ کی فتح کا دھیان اسے ہوگا گو وہ فتح کرکے کفار کو کیوں نہ دیدیا جائے اور اگر یہ دھیان کوئی چکڑالوی نہیں رکھتا تو کیا اس قدر تاکیدی حکم کے انحراف کے باوجود ان کو اہل قرآن یا مسلم کہلانے کا کوئی حق ہے؟

مقام ابراہیم معین کرکے دکھاؤ

کعبہ کو قبلہ بنانے کے حکم کے متعلق کہتے ہیں کہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی کے سوا اور کوئی حکم قرآن میں نہیں لیکن اس کے لفظی معنے دیکھو تو اس میں سے کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم بظاہر کہیں نظر نہیں آتا۔ اس کا لفظی ترجمہ ہے " اور پکڑو ابراہیمؑ کے مقام کو نماز کی جگہ'' اس میں کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا کوئی حکم نہیں۔ اول تو یہی پتہ نہیں لگتا کہ مقام ابراہیم کونسا مقام ہے اگر وہ خود کعبہ ہے تو اس کے معنے ہوئے کہ کعبہ میں نماز پڑھا کرو۔ اور اگر یہ کوئی مقام ہے کعبہ کے سامنے۔ جہاں حضرت ابراہیمؑ نماز پڑھا کرتے تھے تو پھر یہ تو حدیث سے معلوم ہوتا ہے اور حدیث کا محتاج ہونا ایک چکڑالوی گوسالہ پرستی سمجھتا ہے۔ حدیث کو الگ کرو تاریخ کو الگ کرو۔ بائبل کو الگ کرو۔ پھر مجھے سید عمر صاحب ذرا قرآن سے مقام ابراہیم متعین کرکے دکھائیں......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم دوشنبہ ۱۰ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ | نمبر ۶۲

جلسہ سالانہ
ہمارا اہم ترین قومی اجتماع

بہترین فیصلہ

احباب اور جماعتوں کی آراء کو مدنظر رکھتے ہوئے پورے غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا گیا ہے کہ امسال بھی جلسہ سالانہ حسب معمول دسمبر میں منعقد کیا جائے۔ ہمارے خیال میں یہ بہترین فیصلہ ہے رمضان کی وجہ سے کسی قسم کی تبدیلی مناسب نہ تھی۔ اولاً حضرت مسیح موعود کے عہد مبارک میں بھی رمضان کے باوجود جلسہ دسمبر میں ہی ہوتا رہا ہے جس اجتماع کی بنیاد مجدد وقت نے اپنے ہاتھوں سے رکھی ہو اس کا انعقاد مجدد وقت کے زمانہ کی مقرر کردہ تاریخوں میں ہی زیادہ مناسب ہے۔ ثانیاً معمولی معمولی عذرات کی وجہ سے اپنے کسی معمول میں فرق ڈالنا اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمارا تو خیال ہے کہ رمضان المبارک میں قوم کا اجتماع روحانی لحاظ سے پہلے کی نسبت زیادہ مفید اور پر کیفیت ہوگا۔ لہٰذا ہم اس صحیح فیصلہ پر قوم اور انجمن کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

جلسہ سالانہ کی اغراض

ہمارا جلسہ سالانہ ایک مذہبی و روحانی اجتماع ہے اس کی ایک خاص غرض ہے۔ اکثر دوسرے جلسوں کی طرح یہ صرف اپنی گزشتہ کارگزاریوں کی نمائش نہیں ہوتی بلکہ اس کا مقصد اس سے بہت زیادہ بلند ہے۔ تمام افراد قوم کا مرکز میں یکجا ہو کر خدا کے حضور میں جھکنا۔ دعائیں کرنا، بزرگان جماعت کی نصائح سننا۔ اور تبادلہ خیالات اور باہم فکر و غور کے بعد آئندہ کے لئے پروگرام طے کرنا ہمارے قومی اجتماع کی اصل غرض و غایت ہے ہر سال اس کے متعلق بہت کچھ لکھا جاتا ہے۔ اس لئے ہمارے خیال میں اس وقت جلسہ سالانہ کی اہمیت کے متعلق اور کچھ لکھنا ضرورت سے زیادہ ہوگا۔ اس قومی اجتماع کو کامیاب بنانے کا مقدس فرض ہمارے سامنے ہے۔ وقت کچھ زیادہ نہیں تقریباً دو ماہ باقی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اس ضروری کام کی طرف توجہ دے۔ ہمیں اعتراف ہے کہ اکثر احباب ہر سال جلسہ کو کامیاب بنانے میں حصہ لیتے ہیں۔ چندے دیتے ہیں۔ اخراجات سفر برداشت کرتے ہیں۔ سخت سردی کے موسم میں بیرونجات سے لاہور پہنچتے ہیں۔ بعض اپنے اہل و عیال کو بھی ہمراہ لاتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہم یہ کہنے کی اجازت چاہیں گے۔ کہ بہت سے ایسے امور ہیں جو تاحال ہماری مزید توجہ کے محتاج ہیں۔

فوراً تیاری شروع کر دینی چاہئے

سب سے پہلی یہ بات کہ جلسہ سالانہ کے متعلق ہمیں جو فرائض ادا کرنے ہوتے ہیں ان کی تیاری کافی وقت پہلے شروع کرنی چاہئے جو نہیں کی جاتی۔ انعقاد سے چند روز پہلے غیر معمولی سرگرمی کے اظہار کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ اس طریق کو فی الفور بدلنے کی ضرورت ہے۔ جو کام بتدریج ہوتا ہے وہ زیادہ سودمند ہوتا ہے۔ اس لئے ہماری گزارش ہے کہ فی الفور جلسہ کو کامیاب بنانے کی تیاری شروع کر دینی چاہئے۔ اور دو ماہ کے وقت کو پوری باقاعدگی اور دانشمندی سے استعمال کرنا چاہئے۔ اور ہر شخص کو اپنے اپنے فرائض بغیر کہے ادا کرنے چاہئیں۔

ہر ایک فرد جماعت جلسہ میں شریک ہو

اس میں شک نہیں کہ ہر سال جلسہ سالانہ پر احباب کی ایک خاصی تعداد لاہور پہنچتی ہے لیکن پھر بھی ایسے بہت سے بھائی ہیں جو بلا کسی معقول عذر کے اس قومی اجتماع میں شامل نہیں ہوتے۔ یہ بہت بڑا نقص ہے۔ جلسہ میں ہر ایک مرد۔ عورت۔ بوڑھے۔ بچے اور جوان کو لازمی طور پر شامل ہونا چاہئے۔ کسی اشد ترین رکاوٹ کے علاوہ اور کسی بات کو اس حاضری میں حائل نہ ہونے دینا چاہئے خواتین اور بچوں کی شرکت بھی مردوں کی طرح ہی لازمی ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ہر ایک بھائی قومی ضروریات پر غور و فکر کر کے آئے۔ تاکہ آئندہ سال کا پروگرام مرتب کرنے میں احباب کی قیمتی آراء سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ اور اس سے بھی زیادہ یہ ضروری ہے کہ جلسہ سالانہ میں جو کچھ طے ہو اور بزرگوں کی زبان سے جو نصائح سنی جائیں ان پر عمل کیا جائے۔ ہر ایک بہن بھائی کو مرکز سے ایک نئی روح، نیا عزم اور نیا جوش لیکر واپس ہونا چاہئے علاوہ ازیں غیر از جماعت اور قادیانی دوستوں کو کوشش کر کے جلسہ میں لانا چاہئے۔

فراہمی چندہ

فراہمی چندہ کا سوال بھی کافی اہم ہے۔ ہماری مالی مشکلات کا حل بہت بڑی حد تک اس سے وابستہ ہے۔ ہمیں اپنی جیب سے کچھ دیکر ہی مطمئن نہ ہونا چاہئے بلکہ دوسروں سے بھی چندہ فراہم کرنا چاہئے بیشک ہماری مخالفت زوروں پر ہے لیکن مسلمانوں میں ایسے بالغ نظر اور سمجھدار آدمی بھی معقول تعداد میں موجود ہیں جو اشاعت اسلام کی ضرورت اور ہمارے کام کی اہمیت سے واقف اور اس کے معترف ہیں۔ اگر ہم ان تک پہنچیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان میں سے اکثر ہماری امداد نہ کریں۔ رسید بکیں اور ضروری لٹریچر مرکز سے طلب کیا جا سکتا ہے۔ اپنی ذات کے لئے سوال بُرا ہے لیکن اللہ کے کام کے لئے دست سوال دراز کرنا اچھی بات ہے اس میں ہرگز کوئی تکلف نہ ہونا چاہئے۔ نہ کسی قسم کی سبکی محسوس کرنی چاہئے۔

اخراجات جلسہ

جلسہ سالانہ کے اخراجات اور مہمانداری کے مصارف کا بوجھ بھی ہم سب کے کندھوں پر یکساں ہے۔ اس لئے ہر ایک بھائی کو نقد یا جنس کی صورت میں اس میں حصہ لینا چاہئے۔ اور اس فرض کو بار بار کی یاد دہانیوں کے بغیر ہی ادا کر دینا چاہئے۔ بیرونی جماعتیں بھی اپنے ممبروں کو توجہ دلائیں اس کے متعلق پیش نظر اشاعت میں افسر صاحب تحصیل کا اعلان کسی دوسری جگہ شائع ہو رہا ہے اسے ملاحظہ فرما لیں۔

نمائش دستکاری

آخر پر ہم خواتین سلسلہ کو ایک ضروری بات یاد دلانا چاہتے ہیں۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک علیحدہ زنانہ جلسہ اور دستکاری کی نمائش بھی ہوا کرتی ہے۔ اس نمائش کو کامیاب بنانے میں ہر ایک احمدی عورت اور لڑکی کو شریک ہونا چاہئے۔ اور اپنے ہاتھ سے کوئی کارآمد چیز بنا کر نمائش کے لئے ارسال کرنی چاہئے یہ تمام چیزیں فروخت ہو کر ان کی قیمت تبلیغ اسلام پر صرف ہوتی ہے۔

قادیانی یوم تبلیغ

آخر قادیانی یوم تبلیغ جس کا چرچا کئی ماہ سے ہو رہا تھا ۲۲ر اکتوبر کو منا ہی لیا گیا۔ یوم تبلیغ کی تجویز کیسی تھی اور یہ دن کس طریق اور کس انداز سے منایا گیا یہ علیحدہ سوال ہے لیکن اس روز قادیانیوں نے جو سب سے بڑا کارنامہ انجام دیا اس کے پیش نظر ہمیں کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس زحمت کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ یوم تبلیغ کے سلسلہ میں انہوں نے جو پوسٹر شائع کئے ہیں ان کو ہم نے بغور پڑھا ان کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا ہے اور ان کو نہ ماننے والے کافر ہیں انہی باتوں پر مخالفین زور دے رہے ہیں۔ اور احمدیت کی مخالفت کا تقریباً تمام تر دارومدار قادیانیوں کے انہی غلط عقائد پر ہے۔ گویا قادیانیوں نے یوم تبلیغ کے ذریعے عملاً مخالفین احمدیت کو تقویت پہنچائی ہے۔ اس لئے ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اگر قادیانی دوست یہ اہتمام تبلیغ نہ ہی فرماتے تو اچھا تھا عقلمندوں نے سچ کہا ہے کہ نادان دوست دانا دشمن سے بھی بُرا ہے آج مخالفین احمدیت کے ہاتھوں میں جس قدر ہتھیار نظر آ رہے ہیں وہ قادیانی غلو کا ہی نتیجہ ہیں۔ اور موجودہ مخالفت کے ۹/۱۰ حصہ کی ذمہ داری انہی لوگوں کے غلط عقائد اور غلط طرز عمل پر عائد ہوتی ہے۔ مخالفین کی ہدایت کیلئے دعا کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی دعا کرنی چاہئے کہ خدا احمدیت کے ان نادان دوستوں کو بھی راہ راست پر لائے۔ یہ لوگ غلو کی دلدل میں پھنس کر اس شاہراہ سے

زمیندار کا دروغ بیفروغ

چند روز ہوئے لاہور میں ایک نئے سینما ہال "نشاط ٹاکیز" کا افتتاح ہوا۔ زمیندار نے اپنی ۲۹ر اکتوبر کی اشاعت میں اس کی تقریب افتتاح کا ذکر کرتے ہوئے یہ بہتان طرازی کی ہے کہ اس موقع پر مولوی عبدالمجید صاحب سابق امام مسجد ووکنگ نے سینما والوں

کی طرف سے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا"۔ زمیندار نے تو عمداً جان بوجھکر بہتان طرازی کی ہے اس لئے اسے کچھ کہنا فضول ہے۔ البتہ قارئین "زمیندار" کے شریف و حق پسند طبقہ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ مولوی عبدالمجید صاحب مسجد ووکنگ کے سابق نہیں بلکہ موجودہ امام ہیں۔ اور انہیں ہندوستان سے تشریف لے گئے ہوئے تقریباً ایک سال کا عرصہ ہوا ہے "اونشاطائمز" کے افتتاح کو ابھی چند روز ہی گزرے ہیں۔ ظاہر ہے یا تو امام موصوف بہت بڑے ولی ہیں اور حنفیوں کے عقیدہ کے مطابق ان سے ایسی کرامتیں ظہور میں آتی ہیں کہ وہ انگلستان میں ایک سال سے مقیم بھی ہیں اور لاہور میں غیر محسوس طریق پر ظاہر ہو کر تقریریں بھی فرماتے ہیں۔ یا پھر ماننا پڑے گا کہ زمیندار کا بیان صریح کذب ہے۔ یہی اظہار حقیقت ہماری طرف سے ان سوالات کا جواب ہے جو "زمیندار" نے اپنی محولہ بالا اشاعت میں سوقیانہ انداز میں ہم پر کئے ہیں "زمیندار" کے پاس معقول بات تو کوئی نہیں۔ اسی لئے وہ حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ کی مخالفت میں اوچھے ہتھیاروں پر اتر آیا ہے۔ آخر پر ہم "زمیندار" سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس شرمناک غلط بیانی میں اس کا کونسا خاص مقصد پوشیدہ ہے؟ کیا منشی ظفر علی یا ان کے لائق فرزند یا مدیر "زمیندار" اس پر کوئی روشنی ڈالیں گے؟

(بقیہ صفحہ اول کالم ۱)

دق کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے اسلام کو جس خوبصورتی سے پیش کیا ہے اور کسی نے پیش نہیں کیا۔ آپ نے نماز کی اس فلاسفی کو بیان کرتے ہوئے جو حضرت مسیح موعود نے اپنی کتب میں تحریر فرمائی ہے چیلنج کیا کہ کسی سنی عالم کی کتاب یا تفسیر میں بھی نماز کے متعلق ایسا بیان دکھلا دیا جائے۔ آپ نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ ......

... وہ تعصب کی وجہ سے جماعت احمدیہ کی جو افسوسناک مخالفت کر رہے ہیں۔ اس سے باز آجائیں۔ اگر اس خادم اسلام جماعت کی امداد نہیں کر سکتے تو کم از کم اس کے مفید کام کو بگاڑیں تو نہیں۔

فاضل مقرر کی تقریر نہایت پر اثر تھی مندرجہ بالا سطور اس کا بہت ہی مختصر سا خلاصہ ہیں۔ جو ہم اپنے الفاظ میں درج کر رہے ہیں۔

(بقیہ اخبار احمدیہ)

— احراری رضاکاروں کا مقدمہ عدالت میں پیش ہے استغاثہ کی شہادتیں ہو چکی ہیں۔

— چودھری عبدالرحمٰن صاحب جموں سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی اہلیہ محترمہ کو اب پہلے سے افاقہ ہے۔ صحت کامل کے لئے دعا کی جائے۔

— شیخ میاں محمد صاحب لائل پوری گزشتہ ہفتہ لاہور تشریف لائے۔ اور مختصر قیام کے بعد واپس چلے گئے۔

— ۲۹ اکتوبر کو انجمن کی جنرل کونسل کا اجلاس ہوا۔ بیرونجات سے بھی متعدد ممبر آئے ہوئے تھے۔

— ۲۸ اکتوبر کی شام کو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا

اجلاس بصدارت چودھری محمد یوسف علی صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چونیاں منعقد ہوا۔ مولوی دوست محمد صاحب اور بعض دوسرے احباب نے صداقت حضرت مسیح موعود اور عقائد حضرت مسیح موعود کے متعلق تقریریں فرمائیں۔

— جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور جناب مولانا یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ ۲۹ اکتوبر کی شب کو پشاور تشریف لے گئے جلد واپس آجائیں گے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل کے جوابات

قسط پانزدہم

چودھری محمد سعید صاحب اور سیر رسول۔ ضلع گجرات	۱۲ روپے
قاضی شیر محمد صاحب علی پور	۲ "
مولوی عبدالوہاب صاحب لاہور	۳ "
محمد زمان خان صاحب رندہ	۲ "
خواجہ عنایت اللہ صاحب بٹ	۵ "
مرزا عبدالرحمٰن صاحب برلن	۱۰ "

جن صاحبان کی طرف سے تاحال نہ رقم آئی ہے اور نہ جواب وہ مہربانی فرما کر توجہ فرما دیں۔ اور اسی کو یاد دہانی تصور فرما دیں۔

یہ رقوم ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۳ء تک وصول شدہ ہیں

عزیز بخش
(آنریری انسپکٹر کمیشن)

"ایک جاہل ملا کا وعظ"

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ پچھلے دنوں "افکار" میں ایک جاہل واعظ کا وعظ نقل کیا گیا تھا۔ جو ہر فقرے کے بعد کہتا ہے ؏

اے مومنو! لگاؤ تو نعرہ درود کا

اور شروع سے لیکر آخر تک لغویات بکتا ہے۔ یہ مولوی آج کل اندرون میں بھولے بھولے ان پڑھ مسلمانوں کو الو بنا کر اپنا الو سیدھا کر رہا ہے۔ اس کے تازہ ترین وعظ کی ایک روداد موصول ہوئی ہے جو پہلے وعظ سے بھی زیادہ دلآویز ہے۔ اس لئے قارئین "افکار" کی نذر کی جاتی ہے۔

آیت تلاوت فرمائی گئی (قد نریٰ تقلب ..... الخ)

اس کے بعد ارشاد ہوا "آج کل تو بس ایک کتاب درمختار ہلالی لی اور مسئلہ بیان کرنے لگے۔ سمجھے خاک نہیں۔ جسے دیکھو مولوی کا بیٹا بنا پھرتا ہے۔ وہ مولوی ہی نہیں معلم الملکوت ہے (پڑھو درود شریف) مسلمانو! موٹی موٹی کتاب والوں سے بچو۔ یہ بدکار ہیں شیطان کتاب بنا کر فتنہ جگا دیتا ہے۔ پہلے تو شیطان دامنگیر تھا۔ اب ہم کو خود شیطان بنا کر چلا یا (پڑھو درود شریف)

ایک عورت ابن عبداللہ کو شرمندہ کرنا چاہتی تھی دو مہینہ کا بچہ بغل میں تھا۔ رسول کریمؐ سے کہا کہ اگر یہ بچہ تصدیق کرے تو میں سمجھوں کہ آپ نبی ہیں۔ بچہ نے فوراً کہا السلام علیکم یا رسول اللہ

(تمام سامعین کی طرف اشارہ کر کے) اسی طرح کفار جمع تھے۔ بچہ کو اس کی ماں نے مارا۔ اور کہا چپ رہ۔ یہ توہین ہے۔ دیکھو پانچواں پارہ آدھ رکوع پر۔ یہ مولوی کے گھر کی بات نہیں ہے۔

مولوی صاحب کا سارا وعظ نقل کرنا تو مشکل ہوگا بعض موٹی موٹی خصوصیتیں ملاحظہ ہوں۔ بولتے بولتے ایک دم ڈانٹ کر کہا۔ کیا تم لوگوں نے روٹیاں نہیں کھائی ہیں۔ کیا تمہیں نیند آ رہی ہے نیند آ رہی ہے تو چائے پی لو۔ ہوٹل کھلے ہیں"۔ اے مومنو! لگاؤ تو نعرہ درود کا"۔ یہ کہہ کر سامنے ہوٹل کے ملازم سے بآواز بلند ایک پیالی چائے کی منگائی۔ اور وہیں غٹ غٹ پی گئے۔

اس دفعہ مولوی صاحب کا ایک نقطہ معلوم ہوا ہے خدا جانے اس کا کیا مطلب ہے۔ آپ وقتاً فوقتاً بآواز بلند فرماتے ہیں دہائی آپ خبردار) ارشاد ہوتا ہے ارے اٹھاؤ تفسیر۔ اٹھاؤ قرآن دیکھو کفار مکہ پر تباہی پڑتی ہے۔ ایک جلسہ ہوتا ہے وہاں مالک بن ارید کھڑا ہوتا ہے (پڑھو درود شریف) لکچر دیتا ہے کہ اگر کوئی حضورؐ کو شہید کرے تو چالیس اونٹ ملیں گے ولید بن مغیرہ کا اعلان ہوتا ہے۔ کہ ایک لاکھ درم انعام ملے گا۔

اس کے بعد ایک نہایت خیالی سا قصہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ قصہ نہیں ہے قرآن شریف کی آیت ہے۔ دہائی آپ خبردار۔ درود شریف) پھر ڈنڈا تخت پر رکھ کر دونوں ہاتھ ہلا ہلا کر گاتا ہے؎

تیرے عشق میں ہوں دیوانہ کوئی کچھ بھی کہے پروا ہی نہیں
تیری چاہ میں ہوں مستانہ کوئی کچھ بھی کہے پروا ہی نہیں

رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ میں بطن مادر میں تھا مگر لوح محفوظ پر جو قلم چلتا تھا اس کی آواز سنا کرتا تھا (خبردار درود شریف)
(دیکھو عماتیسا لون)

ضرورت پڑ گئی تو سنانا پڑتا ہے۔ سنا دیں؟ اچھا سنو! ایک بے پڑھا لکھا مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے۔ اور دوسرا بے پڑھا لکھا ایک عالم کے چہرے کو دیکھ رہا ہے۔ تو نماز پڑھنے والے سے زیادہ ثواب عالم کا چہرہ دیکھنے والے کو ملے گا۔ (پڑھو درود شریف۔ یہ آیت ہے) اگر کوئی شخص کسی مولوی یا عالم کو گالی دے تو اس کی بیوی نکاح سے خارج ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص تم کو گالی دے تو صبر کرو۔ یہ صدیقی خصلت ہے۔ تم بدلہ بھی لے سکتے ہو یہ فاروقی خصلت ہے۔ فاروقی تلوار مارو۔ ٹھوکر سے اڑاؤ۔ لٹھ سے مارو۔

اگر ہم کسی کو کچھ کہتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں۔ تم مولوی ہو ضبط کرو کیا میں مولوی ہو گیا ہوں تو ہیجڑا ہو گیا ہوں۔ اگر مولوی تو کیا مولوی کا باپ بھی ہو تو نہیں رکھنا چاہئے۔ میرے ہاتھ میں لٹھ ہے خیر۔ اب میرا دل چاہتا ہے کہ آپ لوگوں کو ایک غزل سنا دوں۔ اس کے بعد ایک نعت "کورس" کے ساتھ پڑھوائی گئی۔

حشر میں بوالحق پھرے دیوانہ بولے فرشتے ہنگا دیوانہ
دیکھا ہے اس نے موئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

آخر میں فرمایا۔ سنو معراج کا بیان۔ رسول خداؐ جب عرش معلی پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ خدا نماز پڑھ چکا تو رسول کریمؐ نے پوچھا کہ اے خدا! تیری نماز تو سب پڑھیں تو کس کی نماز پڑھتا ہے ارشاد ہوا یا حبیبؐ! میں تیری نماز پڑھتا ہوں۔ یہ تم نے آج

نیلا ناگنی

عیش پرستی اور رہبانیت کے خلاف بغاوت

آج کل گاندھی جی کی ایک حسین یورپین چیلی نیلا ناگنی (مس کریگ) کا اخبارات میں بہت چرچا ہو رہا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یونانی اور جرمن خونوں کے امتزاج نے اس نوجوان لڑکی کو غیر معمولی حسن بخشا ہے ہندوستان آنے سے قبل وہ مغرب کی عیش پرست اور فیشن ایبل سوسائٹی میں نمایاں درجہ رکھتی تھی اور اپنے جمال و رقص کی وجہ سے بہت مشہور تھی کہا جاتا ہے کہ چند سال ہوئے اس کا جی اس زندگی سے سیر ہو گیا جس کے نتیجہ کے طور پر وہ ہندوستان آ کر گاندھی جی کے آشرم میں داخل ہو گئی۔ آشرم میں اس کی زندگی کے متعلق بہت سے واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔ جن میں سے اکثر ایسے ہیں جن کا ذکر پیغام صلح کے کالموں میں مناسب نہیں۔ اخبارات میں ان کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ بہر حال یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ نیلا ناگنی کی موجودگی آشرم کی خشک و بے کیف فضا میں بہت سی رنگینیوں کا باعث تھی۔ آج کل یہ وارد ھا آشرم میں مقیم تھی۔ چند روز ہوئے یہ یکا یک آشرم سے بھاگ نکلی اور اپنے ایک دوست ہندو ڈاکٹر کی تمنائے ملاقات دل میں لئے بے سر و سامان دہلی پہنچی لیکن ڈاکٹر نے اسکو نگاہ التفات سے نہ دیکھا اور اپنے مکان سے نکلوا دیا اور یہ مایوس ہو کر دہلی سے متھرا چلی گئی۔ آخری اطلاع کے مطابق وہ نیم مجنونانہ حالت میں متھرا کے قریب جنگلوں میں سرگرداں پھر رہی ہے۔ اس کی دماغی حالت صحیح معلوم نہیں ہوتی۔

جہاں تک نیلا ناگنی کے عشق و جنون اور اس کی ناکامی کا تعلق ہے یہ ایک غیر اہم اور پامال واقعہ ہے جس کو مطلق کوئی حیثیت نہیں دی جا سکتی لیکن غور کرنے والوں کے لئے اس میں عبرت اور بصیرت کا بہت کچھ سامان پوشیدہ ہے۔ نیلا ناگنی کا وجود مغربی عیش پرستی اور رہبانیت کے خلاف کھلی بغاوت ہے۔ اس کے حالات اس حقیقت کو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ عورت کی ہستی کا مقصد مغربی عیش پرستی اور نمائش حسن ہے نہ خانقاہوں اور آشرموں کی نامراد زندگی یہ دونوں راستے عورت کو اس کے مقصد زندگی اور حقیقی سکون قلب و مسرت سے دور لے جاتے ہیں۔ اسلام نے ان دونوں سے علیحدہ ایک صحیح راستہ تیار کیا جس پر چلکر عورت اپنے مقصد حیات کو پا سکتی ہے۔ اسلام عورت کو شمع محفل بنانا چاہتا ہے نہ راہبہ وہ ازدواجی زندگی کو اس کے لئے بہترین زندگی قرار دیتا ہے اسلام عیاشی اور رہبانیت کی سختی سے مخالفت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ حوا کی بیٹیاں اچھی بیویاں اور اچھی مائیں بنیں۔ دنیا اور نسل انسانی کی فلاح کیلئے حسین تیتریوں۔ اور مایوس جوگنوں کی ضرورت نہیں بلکہ وفادار اور ہمدرد بیویوں اور نیک و لائق ماؤں کی ضرورت ہے۔ عورت کے لئے بہترین جگہ گھر ہے۔ نہ کہ مغرب کے ہوٹل اور رقص گاہیں۔ یا ہندوستان کے آشرم۔

ضروری اعلان

پیش نظر اشاعت کے بعد انشاء اللہ ۲ر نومبر کو اخبار شایع ہوگا جو قبول احمدیت نمبر ہوگا۔ قارئین کرام ۲ر نومبر کے اخبار کا انتظار نہ فرمائیں۔ قبول احمدیت نمبر کی ضخامت کم از کم ۲۴ صفحات ہوگی۔ (مینیجر)

خبریں

ہندوستان

— مسٹر پٹیل کی لاش ہندوستان لائی جا رہی ہے۔

— افواہ ہے کہ سر شادی لال کے سبکدوش ہونے کے بعد کسی انگریز کو لاہور ہائیکورٹ کا چیف جج مقرر کیا جائے گا۔

— اخبار ریاست دہلی کے خلاف مسلمان جگہ جگہ احتجاجی جلسے منعقد کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ اخبار مسلم والیان ریاست اور مسلم لیڈروں کے خلاف بہت دل آزار اور ہتک آمیز مضامین شایع کرتا ہے۔

— پولیس کی تازہ رپوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ بنگال میں دہشت انگیزی کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔

— کہا جاتا ہے کہ سر شادی لال اپنے عہدہ سے سبکدوش ہو کر صوبہ کی سیاسی زندگی میں حصہ لینے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

— بنارس میں ایک ہندو لڑکی نے اپنے کپڑوں پر تیل چھڑک کر آگ لگا لی اور جل مری کہ اس کے والدین ایک بڈھے سے اس کی شادی کرنا چاہتے تھے۔

— نواب چھتاری گورنر یوپی عنقریب مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کا معائنہ کرینگے اس موقعہ پر ان کی خدمت میں یونیورسٹی کی طرف سے ایل ایل ڈی کی اعزازی ڈگری پیش کی جائے گی۔

— فوج میں بھرتی ہونے کے خلاف موپلا قوم پر جو پابندی تھی حکومت نے اسے منسوخ کر دیا۔ اب موپلاؤں کو مالابار بٹالین میں بھرتی ہونے کی اجازت مل گئی ہے۔

— الہ آباد ۲۶ر اکتوبر۔ آج مغل سرائے کے قریب بمبئی میل پٹڑی سے اتر گئی۔ کئی ڈبوں کو نقصان پہنچا۔ تین مسافر سخت مجروح ہوئے۔

— پونا میں وبائے پلیگ پھوٹ پڑی ہے۔

— امرتسر ۲۷ر اکتوبر۔ رام تیرتھ مندر پر قبضہ کرنے کے لئے اچھوت بدستور کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے ابتک پانچ جتھے گرفتار ہو چکے ہیں۔ ہندو بھی اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔

— ایک اخباری ملاقات کے دوران میں مندر کے مہنت نے کہا کہ یہ مندر اونچی ذات کے ہندوؤں کی نہایت قدیم پرستش گاہ ہے کیونکہ شری رام چندر اور ماتا سیتا نے اپنے وقت میں یہاں قیام کیا تھا۔ ہندو کسی حالت میں بھی اس مندر پر قبضہ نہ کرنے دینگے۔

— نئی دہلی ۲۷ر اکتوبر۔ پارلیمنٹ اسٹریٹ جو نئی دہلی کی خاص سڑک ہے توسیع دیکر جامع مسجد تک لانے کی تجویز کو حکومت ہند نے مالی مشکلات کی وجہ سے مسترد کر دیا ہے۔

— دہلی میں صنعت پارچہ بافی کے وفود کی گفت و شنید شروع ہے لنکا شائر کا وفد ۲۵ر اکتوبر کو بعزم انگلستان روانہ ہو چکا ہے

— مفتی فلسطین کابل سے واپس آگئے ہیں۔ اسلامیہ کالج پشاور میں ان کا ایک لکچر بھی ہوا۔

— مولانا شوکت علی نے تجویز کی ہے کہ فلسطین کے عربوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کے لئے ۱۶ر نومبر کو یوم فلسطین منایا جائے

— حیدر آباد دکن ۲۶ر اکتوبر۔ افواہ تھی کہ اعلیٰحضرت حضور نظام کی مجلس منتظمہ میں اہم تبدیلیاں ہونے والی ہیں۔ اب سرکاری طور پر اس افواہ کی تردید ہو گئی ہے۔

— سرکاری طور پر اعلان ہوا ہے کہ ریڈیو ٹیلیفون کو شملہ اور دہلی سے ملا دیا گیا ہے۔ اب یورپ کے ان تمام ممالک سے بات چیت کی جا سکتی ہے۔ جہاں جہاں ریڈیو ٹیلیفون کا تعلق ہے۔

ممالک خارجہ

— حکومت عراق اپنے ہوائی بیڑے میں ۱۲ نئے ہوائی جہازوں کا اضافہ کر رہی ہے۔

— حکومت فرانس مستعفی ہو گئی۔

— ترکی ریلوے لائن جو بحر متوسط کو بحر اسود سے ملاتی ہے مکمل ہو گئی عنقریب اس کا افتتاح ہونے والا ہے۔

— ایک روسی سائنسدان نے ایک چولہا ایجاد کیا ہے جس میں کوئلہ۔ گیس یا بجلی کی کوئی ضرورت نہیں صرف سورج کی شعاعوں سے گرم ہو جاتا ہے۔

— لیوبے فقیر عنقریب حکومت افغانستان کے حوالے کر دیا جائے گا۔

— سر اقبال۔ سر سید راس مسعود اور مولانا سید سلیمان ندوی کابل پہنچ گئے ہیں۔

— بغداد ۲۰ر اکتوبر۔ کل مرحوم شاہ فیصل کی یاد میں ایک عظیم الشان اجتماع ہوا جس میں پانچ سو بے نقاب عورتیں بھی شریک ہوئیں۔ شاہ غازی۔ شام فلسطین اور شرق اردن کے بہت سے باشندے بھی موجود تھے۔ پچاس لڑکیوں نے جو سفید لباس میں ملبوس تھیں شاہ فیصل کا مرثیہ پڑھا۔ تمام کارروائی کو آلات نشر صوت کے ذریعے مشتہر کیا گیا۔

— انگلستان کے مشہور جراح ڈاکٹر ڈانلڈ جان آرمر میڈیکل سوسائٹی لندن میں تقریر کرتے ہوئے اچانک طور پر انتقال کر گئے۔

— سیام میں بغاوت شروع ہے۔ بادشاہ اور ملکہ دو جنگی جہازوں میں پناہ گزین ہیں۔ تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کی فوجیں باغیوں کا کامیاب مقابلہ کر رہی ہیں۔

— لندن ۲۷ر اکتوبر۔ آج کابینہ وزارت کا اجلاس منعقد ہوا۔ پارلیمنٹ کے آئندہ اجلاس میں جو تجاویز پیش ہونے والی ہیں ان پر بحث و تمحیص کی گئی۔

— حکومت ترکی صنعت پارچہ بافی کو ترقی دینے کی خاص طور پر کوشش کر رہی ہے۔ اس نے روئی کی کاشت کو ترقی دینے کا بھی انتظام کر لیا ہے۔

— پولینڈ میں روسی قونصل کو کسی نے گولی سے ہلاک کر دیا۔

— امریکہ جنگ کی وسیع پیمانہ پر تیاریاں کر رہا ہے۔

— جاپان نے امریکہ سے اپنا سفیر واپس بلا لیا ہے۔

— جرمنی بھی جنگی تیاریوں میں نہایت انہماک سے مصروف ہے۔

— لندن ۲۷ر اکتوبر۔ لارڈ گرے کی وفات سے اکسفورڈ یونیورسٹی کی چانسلری خالی ہو گئی ہے۔ اس کے لئے قدامت پسندوں کی طرف سے لارڈ ارون کو جو موجودہ وزارت میں وزیر تعلیم ہیں باضابطہ امیدوار نامزد کیا گیا ہے۔

— تخفیف اسلحہ کانفرنس کی کامیابی اب بہت کچھ غیر یقینی ہے موجودہ صورت حالات کے متعلق ہر جگہ تشویش و اضطراب کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

— کاشغر میں اب تک امن قائم نہیں ہوا۔ تنقانیوں۔ ترکوں اور کرغیزیوں میں اکتوبر کے شروع میں شدید جنگ ہوئی تنقانی محصورین کا پرانے شہر کاشغر پر قبضہ ہو گیا ہے

قرض حسنہ
کے متعلق ضروری اعلان

بعض صاحبان انجمن کے ملازمین کو ان کی اپنی استدعا پر قرض حسنہ کے طور پر رقوم دیتے ہیں۔ اور پھر دفتر انجمن پر وصول کرانے کے واسطے زور ڈالتے ہیں۔ یا اپنے چندہ میں محسوب کرنے کے واسطے لکھ دیتے ہیں۔ یہ طریقہ درست نہیں ہے۔ انجمن کوئی ذمہ داری ایسے قرضوں کے وصول کرا دینے کی نہیں لے سکتی اور نہ ہی اس طرح چندہ میں محسوب کر سکتی ہے۔ سکرٹری صاحبان جماعت ہائے بیرونی اپنے اپنے حلقہ کے احباب کو مطلع فرما دیں۔

(عزیز بخش) آنریری افسر تحصیل

جلسہ سالانہ
احباب کی خدمت میں ایک ضروری التماس

اس سال جلسہ سالانہ کے دسمبر میں ہی ہونے کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ احباب حسب معمول مہمانداری کے اخراجات کے واسطے اجناس یا نقد رقم فراہم کر کے جلد بھیجنے کا انتظام فرمائیں۔

(عزیز بخش۔ آنریری افسر تحصیل)

کلام حضرت مسیح موعودؑ

سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

اے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا فدا
مجھ کو دکھلا دے بہارِ دیں کہ میں ہوں اشکبار

خاکساری کو ہماری دیکھ اے دانائے راز
کام تیرا کام ہے ہم ہو گئے اب بیقرار

اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار

گو وہ کافر کہہ کے ہم سے دور تر ہیں جا پڑے
ان کے غم میں ہم تو پھر بھی ہیں حزین و دلفگار

ہم نے یہ مانا کہ ان کے دل ہیں پتھر ہو گئے
پھر بھی پتھر سے نکل سکتی ہے دینداری کی نار

کیسے ہی وہ سخت دل ہوں ہم نہیں ہیں نا امید
آیتِ لَا تَيْأَسُوْا رکھتی ہے دل کو استوار

نفس ہے وہ ہمارا پیش ہے نزد العطش
پھر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار

آسماں سے آیا ہے مسیح وقت وہ منکر ہوئے
مر گئے تھے اس تمنا میں خواص ہر دیار

میں نہیں کہتا کہ میری جاں ہے سب سے پاک تر
میں نہیں کہتا کہ یہ میرے عمل کے ہیں ثمار

میں نہیں کہتا تھا اس دعویٰ سے اک ذرہ خبر
کھول کر دیکھو براہیں کو کہ تا ہو اعتبار

گر کہے کوئی کہ یہ منصب تھا شایانِ قریش
وہ خدا سے پوچھ لے میرا نہیں یہ کاروبار

مجھ کو بس ہے وہ خدا عہدوں کی کچھ پروا نہیں
ہو سکے تو خود بنو مہدی بحکمِ کردگار

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قبول احمدیت نمبر

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم شنبہ ۱۸ر رجب المرجب ۱۳۵۲ھ | نمبر ۶۳

عرض حال

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج ہم محض اس کے فضل اور بزرگان سلسلہ کی عنایات سے "قبول احمدیت نمبر" پیش کرنے کی سعادت و مسرت حاصل کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے ہمیں اس مبارک فرض کو انجام دینے میں التواء و انتظار کی کئی منزلوں سے گزرنا پڑا۔ اس نمبر کی تجویز عرصہ سے ہمارے دماغ میں تھی۔ ارادہ تھا کہ "خاص نمبر" کے دوسرے تیسرے ماہ ہی اسے شائع کر دیا جائے گا۔ لیکن موسم گرما کی شدت مسلسل علالت۔ اور دوسری رکاوٹیں درمیان میں حائل ہوگئیں اور یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ اور اس نمبر کی تجویز ہمارے دل کی نہ پوری ہونے والی آرزو ہی بنی رہی۔

شروع ستمبر میں ڈلہوزی جانے کا اتفاق ہوا۔ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ افسر پیغام صلح ہماری اس تجویز سے پہلے ہی سے واقف تھے۔ اور اسے پسند فرما چکے تھے اخبار کے متعلق گفتگو میں اس کا دوبارہ ذکر آیا۔ ممدوح نے ہماری ہمت بڑھائی اور امداد کا یقین دلایا۔ چنانچہ لاہور پہنچتے ہی ہر قسم کی مشکلات سے آنکھیں بند کر کے نمبر کا اعلان کر دیا۔ ۱۸ر اکتوبر تاریخ اشاعت مقرر ہوئی۔ تیاری تقریباً مکمل تھی۔ لیکن غیر متوقع طور پر ایسے حالات پیدا ہوگئے کہ ایڈیٹر کو مجبوراً رخصت پر جانا پڑا۔ اور اس کی غیر موجودگی میں نمبر کی اشاعت ملتوی کر دی گئی۔ لیکن اس تاخیر کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ اب بعض قابل قدر مضامین کے اضافہ کے ساتھ یہ نمبر شائع ہو رہا ہے۔ اس تاخیر کی وجہ سے احباب کو جو زحمت انتظار ہوئی اس کے لئے ہم ندامت کے ساتھ معافی کا خواستگار رہوں۔

اس نمبر کے مضامین کی تعریف کی کوئی ضرورت نہیں یہ ہمارے اکثر بہترین بزرگوں اور دوستوں کی آپ بیتیاں ہیں لیکن جہانتک ظاہری شکل و صورت کا تعلق ہے۔ اس نمبر کے لئے "خاص نمبر" جیسا غیر معمولی اہتمام تو نہ ہو سکا لیکن حالات اور گنجائش نے جس قدر اجازت دی کوئی کمی بھی نہیں کی گئی۔ تاہم بعض نقائص رہ گئے۔ عجلت میں کتابت و طباعت بھی ہماری منشا کے مطابق نہ ہو سکی۔ کتابت کی بھی چند غلطیاں رہ گئیں۔ لیکن ان کے باوجود یہ پرچہ اس قابل ہے کہ آپ اس کو اپنے کتب خانہ کی زینت بنا سکیں۔ اور بلا تکلف کسی نفاست پسند غیر از جماعت کے منہ پر پہنچا سکیں۔

ارادہ تھا کہ ضخامت ۳۲ صفحات ہو لیکن مضامین کی کثرت کی وجہ سے ہمیں آٹھ صفحات کا اضافہ کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود بعض قیمتی مضامین درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔ ہم ان دوستوں سے جن کے مضامین شائع نہیں ہوئے معافی کے خواستگار ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ اشاعتوں میں یہ تمام مضامین شائع کر دیئے جائیں گے۔

اس نمبر کی خریداری کے لئے احباب سے کوئی خاص تحریک نہیں کی گئی تھی۔ لیکن یہ پرچہ اس قابل ہے کہ اس کو کثرت سے غیر از جماعت احباب تک پہنچایا جائے۔ احباب کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ تھوڑی سی کاپیاں زائد چھپوائی گئی ہیں۔ خواہشمند حضرات طلب فرما سکتے ہیں۔ قیمت فی پرچہ ۲ر ایک روپیہ میں دس پرچے علاوہ محصول ڈاک۔

جن بزرگوں اور دوستوں نے اس نمبر کے لئے مضامین عنایت فرمائے۔ یا اور کسی طریق پر امداد دی ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں۔ خصوصاً حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ جنہوں نے میری فرمائش پر متعدد مضامین تحریر فرمائے۔ اور مفید مشورے دیئے۔ خدا ان سب کو دینی دنیوی نعمتوں سے مالا مال کرے۔

کئی لحاظ سے اس نمبر کو مکمل نہیں کہا جا سکتا ہے بعض بزرگوں کے مضامین موصول ہی نہیں ہوئے۔ بعض کے عدم گنجائش کی وجہ سے درج نہیں ہو سکے۔ اگر زندگی رہی تو آئندہ سال پورے اہتمام سے ایک "قبول احمدیت نمبر" شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ اس میں انشاء اللہ یہ کمی نہ رہے گی دعا کیجیے کہ خداوند کریم اس ارادہ کو عمل میں لانے کی توفیق دے۔ اس کے علاوہ آئندہ ماہ جلسہ نمبر کی اشاعت کی تجویز ہے۔ جس کا اعلان آپ پیش نظر اشاعت ہی میں ملاحظہ فرمائیں گے تمام مضمون نگار بزرگوں اور دوستوں سے اس کے لئے مضامین کی درخواست کی جاتی ہے۔

---

[۲] حاصل کیں۔ ورنہ لفظی باتوں اور محض دعووں سے کچھ حاصل نہیں صحابہ کرام کی طرح اپنی زندگیوں کو ایک خاص نمونہ اور دین کی اشاعت اور خدمت کے لئے روشنی کا مینار بنانا چاہیے جس سے دوسروں کو بھی راستہ اور ہدایت ملے۔ اور وہ حضرت مسیح موعود کی صداقت اور آپ لوگوں کے صدق نیت اور حسن اعمال کو دیکھ کر قائل ہوں۔

(بقیہ صفحہ ۵)

میں ڈاکٹری کے امتحان میں کامیاب ہو کر قادیان گیا چنانچہ مجھے ملازمت کا حکم بھی وہیں پہنچا۔ حکم ملتے ہی میں فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ میں ایک نئی زندگی میں داخل ہونے والا ہوں آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں آپ نے فرمایا کہ تمہارا تعلق لوگوں کے جسموں کے ساتھ ہوگا نہ ان کی روحوں کے ساتھ۔ اس لئے تمہاری نظر میں جو شخص تمام رات خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اور جو دن رات خدا کو گالیاں دیتا ہے ایک ہونے چاہئیں۔ چنانچہ ساری عمر حضرت اقدس کی اس نصیحت پر میرا عمل رہا ہے۔ اور جہاں کہیں میں رہا مسلمان۔ ہندو سکھ عیسائی۔ دہریہ اور خدا پرست ہر ایک کے ساتھ میرا یکساں سلوک رہا۔ اور موافق اور مخالف ہمیشہ مجھ پر اعتماد کرتے رہے اور سب میں ہر دلعزیزی حاصل کی۔ یہانتک کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اگرچہ حضرت مسیح موعود کے سخت ترین دشمن تھے مگر میرے مرید تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ اپنی جماعت اہلحدیث کا ڈیپوٹیشن نے کر صرف میری ملاقات کے لئے لاہور میرے مکان پر آئے۔ اور اپنے اور اپنی بیگم صاحبہ کے علاج کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا۔ ایک دفعہ انہیں علم ہوا کہ میں قادیان جا رہا ہوں۔ بٹالہ کے ریلوے سٹیشن پر جب میں اترا تو مولوی صاحب وہاں پر موجود تھے۔ مجھے اپنے مکان پر لے گئے۔ بڑی پرتکلف دعوت کھلائی۔ بلکہ اگلے دن علی الصبح کھانا کھلا کر رخصت کیا۔ اور قادیان کی سڑک تک میرے ساتھ پا پیادہ گئے۔ اور مجھے کہا کہ جب تم بٹالہ آؤ میرے ہاں ٹھیرا کرو اس مکان پر تمہارا حق ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب بھی جب بٹالہ آتے تھے تو یہیں ٹھیرتے تھے۔ ایسے ہی حافظ عبدالمنان صاحب وزیر آبادی اگرچہ سلسلہ کے اولین مکفروں میں سے اور بہت سخت دشمن تھے۔ مگر میرے وہ بھی مرید تھے۔ قیام وزیر آباد کے دوران میں جب میں ان کے مکان پر جاتا بڑے تپاک سے میری تعظیم و تکریم کرتے۔ اگرچہ اس سے قبل انہوں نے میرے بائیکاٹ کا حکم دیدیا تھا۔ مگر ان کو شروع بد کا مہلک مرض کا دورہ ہوگیا ادھر ادھر کے علاج کرائے۔ مگر مرض بڑھتا گیا بالآخر میری طرف رجوع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو صحت دیدی۔ ایسے ہی صدہا دوسرے واقعات ہیں جو خوف طوالت سے درج نہیں کئے جاتے غرضکہ مسیح موعود کے تعلق سے ہم نے دین اور دنیا دونوں حاصل کئے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

ایک وہ وقت تھا کہ زمانہ طالب علمی میں میں صرف ایک روپیہ ماہوار چندہ دیتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سالہا سال تک سو روپیہ ماہوار مستقل چندہ اور اس کے سوا ہزارہا روپے کی جائداد اور نقد دینے کی توفیق دی۔ علاوہ ازیں صرف خدمت دین کی خاطر نوکری چھوڑنے کی توفیق دی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اپنا چاکر بنا کر نوکری سے بڑھ کر دیا۔ اور خدمت دین کی بیش از بیش توفیق دی۔ چار سال ہوئے کہ میں سخت علیل ہو گیا تھا۔ بچنے کی کوئی صورت نہ تھی مگر محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور ہزارہا دوستوں کی دعاؤں سے مہلک مرض سے نجات پا کر پھر اسی طرح اپنے کام اور خدمت دین میں مصروف ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

میری یہ عرض ہے کہ سب احباب کو اپنے نمونہ سے یہ ثابت کرنا چاہیئے۔ کہ انہوں نے قبول احمدیت سے کیا خصوصیات [۴]

حضرت مسیح موعودؑ کی شناخت

اور بعد کے واقعات

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب قبلہ)

حضرت مولانا نورالدینؓ سے پہلی ملاقات

میری عمر قریباً ۱۸ - ۱۹ سال کی تھی۔ یعنی ۱۸۹۲ء میں جب میں میڈیکل کالج کی سکنڈ ایر کلاس میں پڑھتا تھا کہ حضرت مسیح موعود لاہور تشریف لائے (ڈاکٹر) عبدالحکیم خاں (مرحوم) نے جو اس وقت تیسرے سال میں پڑھتے تھے۔ مجھے اطلاع دی۔ میں ان کے ساتھ ان کی زیارت کے لئے گیا۔ آپ "محبوب رایوں" کے مکان واقع ہیرا منڈی میں مقیم تھے۔ مکان کا بڑا پھاٹک تھا جو بند تھا آمد و رفت کے لئے کھڑکی کھلی رہتی تھی۔ میں اس کے راستہ سے اندر داخل ہوا تو صحن میں چند اشخاص دیکھے۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب سے میرا تعارف کرایا گیا۔ میں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس طرح سے ملاقات میں لطف نہیں آتا۔ آپ نے محبت سے مجھے بغلگیر کیا۔ جس سے مجھے ایک قسم کا سرور حاصل ہوا۔ میرا سینہ سرد ہو گیا۔ اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا ایک بجلی کی رو نے میرے اندر داخل ہو کر خاص قسم کی طمانیت اور لذت اور سرور سے میرا سینہ بھر دیا۔ یہ وہ کیفیت تھی کہ اس سے پہلے میں اس سے آشنا نہ تھا۔

ایک عجیب واقعہ

پھر ہم جب بیٹھک میں گئے تو حضرت مرزا صاحب کو وہاں بیٹھا ہوا پایا۔ آپ نہایت کشادہ پیشانی سے لوگوں کے ساتھ بالکل بے تکلف ہو کر بات چیت کر رہے تھے لوگ سوالات کرتے تھے اور آپ جواب دیتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک شخص وارد ہوا۔ اس نے حضرت صاحب کو ان کے منہ پر بہت سی بے نقط گالیاں دینی شروع کیں۔ حضرت صاحب سر نیچا کر کے اس کی گالیاں سنتے رہے۔ جب وہ گالیاں دیتے دیتے تھک گیا تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ "بھائی کچھ اور کہہ لے" اس سے وہ بہت شرمندہ ہوا۔ اور حضرت صاحب سے معافی مانگنے لگا۔ اور کہا کہ مجھے معاف کریں۔ میں نے آپ کو پہچانا نہ تھا اتفاق سے سامعین میں ایک تعلیم یافتہ ہندو بھی تھا اس نے کہا کہ حضرت مسیح کی تحمل اور بردباری کا قصہ تو کتابوں میں پڑھا ہے مگر اس رنگ میں رنگین کوئی شخص دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ مرزا صاحب کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان کو اس رنگ میں رنگین پایا ہے" اس نے یہ بھی کہا کہ یہ شخص کامیاب ہو جائے گا۔

بیعت

حضرت صاحب کی شکل دیکھ کر اور ان کا رویہ دیکھ کر میرے دل میں یہ پکا یقین ہو گیا کہ یہ شخص صادق ہے جھوٹا نہیں۔ مسئلہ مسائل کی تو ہم کو اس وقت کوئی واقفیت نہ تھی اور نہ ہی ان کی ضرورت سمجھی۔ حضرت صاحب غالباً مغرب کا وقت قریب ہونے کی وجہ سے اٹھ کر اوپر تشریف لے گئے۔ عبدالحکیم خاں صاحب نے مجھے کہا کہ چلو گھر کو چلیں۔ میں نے کہا کہ نہیں میں تو بیعت کر کے جاؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صاحب کو "حامد علی" (مرحوم) ملازم کی معرفت اطلاع کی۔ حضرت صاحب نے ہم کو بالاخانہ پر بلا لیا۔ اور مجھ سے بیعت لی۔ اس زمانہ میں پوری دس شرائط بیعت کا اعادہ کروا کر آپ بیعت لیتے تھے۔ چنانچہ مجھ سے بھی اس طریق پر بیعت لی۔

مرزا ایوب بیگ مرحوم

اگلے روز میرے چھوٹے بھائی مرزا ایوب بیگ (مرحوم) بھی اتفاق سے حضرت صاحب کے ہاں جا پہنچے انہوں نے بھی پہلی ملاقات پر حضرت صاحب کی بیعت کر لی جس سے حضرت صاحب بہت خوش ہوئے۔ مگر اس زمانہ میں مخالفت کی شدت کی وجہ سے عوام پر بیعت کا اظہار نہ کیا جاتا تھا۔ اس لئے یکایک میری بیعت کا ان کو علم ہوا اور نہ ہی ان کی بیعت کا مجھے علم ہوا۔ بعد میں یہ حقیقت کھل گئی۔

بیعت کے تاثرات

بیعت کے بعد ہم دونوں میں ایک خاص تبدیلی پیدا ہوئی یعنی اس سے قبل صوم و صلوٰۃ و دیگر شرعی احکام کی ہم کو آگاہی نہ تھی۔ اور عام نوجوانوں کی طرح شعائر اسلامی کی کوئی خاص اہمیت و عزت دل میں نہ تھی۔ مگر بیعت کے بعد پنجوقتہ نماز بلکہ تہجد پر بھی ہم قایم ہو گئے۔ اور نمازیں خاص رقت و دل سوزی پیدا ہو گئی۔ اور سچی خوابیں آنی شروع ہوئیں۔ جو کہ ایک بالکل نئی اور دلکش کیفیت اپنے اندر رکھتی تھیں۔ اس وقت تک میں نے قرآن مجید سوائے ایک آدھ سیپارہ کے نہ پڑھا تھا میں نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ حضرت مولانا رحیم اللہ صاحب مرحوم ہماری جماعت کے ایک صوفی منش انسان تھے۔ وہ ہم سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ تالاب کے نزدیک سکھوں کی گلی میں امام مسجد تھے۔ (جہاں اب مرزا خدا بخش صاحب کا مکان ہے) وہ ہر روز مجھ کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے ہمارے مکان واقعہ انارکلی میں تشریف لاتے اور قرآن مجید پڑھاتے چنانچہ میں نے سکنڈ ایر کلاس میں تمام قرآن مجید ختم کر لیا۔

حضرت قبلہ گاہی والد صاحب مرحوم

میرے والد صاحب مرحوم مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور ضلع گورداسپور نہایت ہی خدا پرست اور صوفی منش انسان تھے آپ نہر میں ضلعدار تھے۔ جن ایام میں ہم نے بیعت کی آپ گگڑ بیٹہ ضلع ملتان میں تشریف رکھتے تھے۔ ہماری دینی تبدیلی کو دیکھ کر انہوں نے بعد میں ہم سے یہ فرمایا کہ ان کا خیال تھا کہ اعلیٰ تعلیم دینے کے بجائے اگر وہ صرف دینیات کی تعلیم دیتے اور ہم دیندار ہو تے تو اس کو وہ زیادہ پسند کرتے مگر حضرت صاحب کی بیعت کے بعد جب ہم دونوں ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے ہمارا رنگ بالکل بدلا ہوا دیکھا۔ ہم باوقت نماز پنجگانہ ادا کرتے اور نمازوں میں روتے۔ اور بہت خشوع سے دعائیں کرتے۔ اور نماز تہجد ادا کرتے۔ قرآن شریف باقاعدہ پڑھتے۔ اس حالت کو دیکھ کر ان کو سخت تعجب ہوا کہ یہ تبدیلی کس طرح پیدا ہوئی۔ ہم نے ابھی ان پر اپنی بیعت کا اظہار نہ کیا تھا۔ بیعت کے تقریباً ایک سال بعد مجھے قادیان جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں پر حضرت مسیح موعودؑ۔ مولانا عبدالکریم و دیگر احباب سے ملاقات ہوئی۔ وہاں پر میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت قبلہ والد صاحب کو بھی سلسلہ میں شمولیت کے لئے دعوت دوں۔ چنانچہ قادیان ہی سے میں نے ان کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جو کہ ۱۶ صفحات پر مشتمل تھا۔ والد صاحب قبلہ کے کرم اور مہربانی کے عوض میں بھی ان کے ساتھ یہ نیکی کرنا چاہتا تھا کہ ان کو حضرت مسیح موعود کی بشارت پہنچائی جائے اور سلسلہ میں شامل ہونے کی دعوت دی جائے۔ میں نے یہ خط حضرت مسیح موعود کی مجلس میں سنایا۔ حضرت اقدس نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کاش ہمارے لڑکے بھی ایسے ہوتے۔

حضرت قبلہ والد صاحب خود ایک دفعہ تارک الدنیا ہو گئے تھے اور حضرت امام علی شاہ صاحب سجادہ نشین رتڑ چھتر ضلع گورداسپور کی خدمت میں دو تین سال نہایت ہی سادہ اور فقیرانہ زندگی بسر کر چکے تھے اور دادا صاحب مرحوم کی وفات پر گھر واپس تشریف لائے تھے۔ ان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں بھی ان کی طرح پڑھائی چھوڑ چھاڑ کر فقیری کا جامہ نہ پہن لوں۔ انہوں نے مجھ کو نصیحت کی کہ اس میں جلد بازی نہ کی جائے اور جب وہ خود تشریف لائیں گے تو حضرت مرزا صاحب سے مل کر مجھے ان کے متعلق سمجھائیں گے۔ قبلہ والد صاحب چونکہ مدت تک تصوف کے جامہ میں رہے تھے ان کو صوفیائے کرام کی شناخت تھی ان کو صوفیا سے ایک قسم کی خوشبو آتی تھی جس سے وہ اس کا مقام پہچان سکتے تھے۔

میں نے ان کے اس خط کے جواب میں ان کو اتنی صفحے کا خط لکھا جس میں حضرت مسیح موعود کے متعلق مزید امور واضح کئے اور یہ لکھا کہ میری طرف سے بالکل بے فکر رہیں۔ میں اپنی پڑھائی میں پہلے سے زیادہ کوشاں ہوں۔ میرا حافظہ پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اب پوری توجہ کے ساتھ کتابیں پڑھتا ہوں جس مضمون کو اب میں ایک بار دیکھ لوں مجھے از بر ہو جاتا ہے۔ لڑکے جو وقت اپنا کھیل کود اور گپ بازی میں صرف کرتے ہیں وہی وقت میں نماز اور قرآن مجید کے مطالعہ میں صرف کرتا ہوں۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگرچہ میں انٹرنس پاس تھا۔ اور میرے ساتھ کئی طالب علم ایف اے اور بی اے پاس تھے لیکن میں بیعت کے بعد ہمیشہ اول نمبر پر پاس ہوتا رہا۔ پہلے سال میرا وظیفہ نہ تھا مگر آخر کے چار سال حضرت صاحب کے تعلق کی وجہ اور برکت سے مجھے وظیفہ ملتا رہا اور آخر میں مجھے ہاؤس سرجن کیا گیا۔ یہ عہدہ جماعت کے بہترین لڑکے کو دیا جاتا تھا۔

عبداللہ آتھم کا مباحثہ

جن دنوں امرتسر میں حضرت اقدس کا عبداللہ آتھم سے مباحثہ ہو رہا تھا قبلہ والد صاحب انہی دنوں میں حضرت مسیح موعود کی ملاقات کے لئے امرتسر تشریف لائے میں اور ایوب بیگ مرحوم بھی مباحثہ میں اکثر شامل ہوتے تھے۔ حضرت صاحب سے پہلی ملاقات میں ہی انہیں حضرت اقدس کے تقدس اور بزرگی کا یقین ہو گیا۔ اور انہوں نے فرمایا مجھے ان سے اس قدر خوشبو آتی ہے گویا ان کا تمام جسم عطر سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صاحب کی بیعت کر لی۔

اور حضرت مولانا نورالدین صاحبؒ نے والد صاحب کی عزت کو ملحوظ رکھتے ہوئے خود بھی ان کے ساتھ تجدید بیعت کی۔

مخالفت

جس زمانہ میں ہم نے بیعت کی، مخالفت بہت زوروں پر تھی۔ جدھر ہم لوگ جاتے تھے اکثر لوگ اشارہ کرتے تھے اور باہم بیہودہ گوئی کرتے تھے۔ مثال کے طور پر حضرت اقدسؑ کے قیام لاہور کا ایک واقعہ درج کرتا ہوں۔ لوگوں کی مخالفت کے خیال سے ہی جیسا کہ پہلے لکھ چکا ہوں حضرت اقدس لاہور میں قیامگاہ کا بڑا پھاٹک بند رکھتے اور دریچہ سے آمد و رفت ہوتی تھی انہی دنوں ایک دیوانہ شخص پھرتا تھا وہ بھی مہدی ہونے کا دعویدار تھا حضرت صاحب مسجد سے نماز پڑھکر تشریف لا رہے تھے کہ وہ سامنے آ گیا۔ اس نے حضرت صاحب کو دھکا دیا جس سے آپ کا عمامہ نیچے گر گیا۔ سید فضیلت علی شاہ صاحب مرحوم انسپکٹر پولیس اور سید امیر علی شاہ صاحب سب انسپکٹر پولیس آپ کے ساتھ تھے۔ یہ دونوں بڑے کڑیل جوان تھے اور بھی جماعت کے بہت سے احباب آپ کے ساتھ تھے۔ ان ہر دو بزرگوں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور مارنا چاہتے تھے کہ حضرت صاحب نے چھڑا دیا۔ فرمایا اس کو کچھ نہ کہو مسکین ہے۔ اس سفر میں حضرت صاحب دہلی ہی سے تشریف لائے تھے۔ اور وہاں کی مخالفت اظہر من الشمس ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی شخصیت

حضرت مسیح موعود بہت کشادہ پیشانی تھے اور آپ کا چہرہ چمکتا تھا۔ جیسا کہ احادیث میں ہے گویا کہ ابھی غسل کرکے نکل رہے ہیں۔ ڈاڑھی اور سر کے بالوں میں مہندی کا خضاب کیا کرتے تھے۔ سر کے بال بالکل ایک سے دوسرے جدا معلوم ہوتے تھے۔ آپ کا چہرہ ہمیشہ مسکراتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ گفتگو ہمیشہ نہایت جوش سے کرتے تھے۔ اور سامعین پر اس کا ایک خاص اثر ہوتا تھا۔ آپ کے ہر لفظ سے اور آپ کے بشرے سے صداقت ٹپکتی تھی۔ جو شخص آپ کو ایک بار دیکھ لیتا تھا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا بشرطیکہ اس کے اندر خود سعادت کا مادہ موجود ہو۔ دور و دراز کے ممالک سے لوگ آپ کی زیارت کے لئے اکثر تشریف لاتے تھے۔ آپ کی زندگی کے آخری ایام کا واقعہ ہے کہ ایک عیسائی سیاح لاہور میں وارد ہوا جو حضرت مسیح کی زندگی کے حالات پر بذریعہ بائیسکوپ لکچر دیتا تھا۔ مفتی محمد صادق صاحب اس کو حضرت صاحب کی ملاقات کے لئے لے آئے۔ اس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت صاحب سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس پر آپکی شخصیت کا خاص اثر ہوا۔ اس نے کہا میں تمام دنیا میں پھرا ہوں مگر میں نے اس قسم کی شخصیت کا کوئی انسان نہیں دیکھا۔ چنانچہ حضرت صاحب کی ملاقات کے بعد اس نے مختلف مقامات پر کئی لکچر دیئے اور اگرچہ وہ پہلے حضرت مسیح کو خدا اور خدا کے بیٹے کی حیثیت میں پیش کرتا تھا لیکن بعد میں اس نے ان کو ایک عظیم الشان انسان اور مصلح کی حیثیت میں پیش کیا۔

مولوی عبدالکریم صاحب

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی قرآن خوانی کا احوال تو اکثر احباب کو معلوم ہوگا وہ اعلےٰ درجہ کے مقرر اور مضمون نویس تھے جس زمانہ میں میں پہلی مرتبہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مہمانوں کی تعداد بہت کم ہوا کرتی تھی مولوی عبدالکریم صاحب سر سید احمد خاں صاحب کے ہم عقیدہ تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کے ساتھ بحث کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرت صاحب کا تقریباً تمام وقت ان کے ساتھ بحث ہی گزرتا تھا۔ یعنی نماز فجر سے ظہر تک اور ظہر سے عصر تک غرضکہ تمام دن کھانے اور نماز کے اوقات کو چھوڑ کر ان کے ساتھ بحث و مباحثہ میں بسر ہو جاتا۔ یہانتک کہ وہ بالکل حضرت مسیح موعود کے ہمخیال ہو گئے۔ اور نیچریت کے بجائے محبت خدا نے ان کے دل میں جگہ کر لی۔ مولوی صاحب مرحوم میرے اور عزیزی ایوب بیگ مرحوم کے ساتھ خاص محبت رکھتے تھے۔

جب میں پہلی مرتبہ قادیان گیا تو میں نے خواب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود نے مجھے اور مولانا صاحب کو بھائی بھائی بنا دیا چنانچہ جب میں نے خواب حضرت صاحب کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے ہم دونوں کو کہا کہ آج سے تم ایک دوسرے کے بھائی ہو۔ چنانچہ وفات تک ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ خصوصیت سے تعلق قایم رکھا، چنانچہ ان کے مرض الموت میں میں تقریباً تین ماہ کی رخصت پر قادیان میں تھا۔ اسی اثناء میں وہ بیمار ہو گئے۔ جس میں ان کا انتقال ہوا۔ اور مجھے تقریباً ڈیڑھ دو ماہ ان کی خدمت کا موقعہ ملا۔

حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مولانا نورالدینؒ

جب میں نے اور عزیزی ایوب بیگ مرحوم نے بیعت کی تو ہم دونوں جماعت میں سب سے چھوٹے تھے اور جملہ اکابر ہمارے ساتھ خصوصیت سے محبت کرتے تھے۔ کیونکہ ایک دن کی اگر کالج سے رخصت ہوتی تو وہ تمام دن ہم قادیان میں گزارتے عموماً رات کی گاڑی سے جاتے اور راتوں رات بٹالہ سے قادیان پہنچتے اور اگلے دن شام کی گاڑی میں واپس لاہور ہوتے۔ بعض اوقات پچھلی رات ہمیں واپسی کی گاڑی ملتی۔ ایسے ہی حضرت مولانا نورالدین صاحب جب جموں سے لاہور تشریف لاتے تو ہم تقریباً تمام فرصت کا وقت ان کی صحبت میں گزارتے یعنے صبح کی اذان کے وقت ہم ان کی قیام گاہ پر پہنچتے۔ بعض اوقات وہ سوئے ہوئے ہوتے تھے کہ ہم ان کے ساتھ جا کر لیٹ جاتے تھے وہ ہم کو دعا اور الحمد شریف کے معنے سمجھاتے۔ پھر ہم ان کے ساتھ نماز ادا کرتے۔ اور کالج کے وقت تک ان کے پاس بیٹھتے کالج سے فارغ ہو کر پھر ان کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ جب وہ سوتے تب ہم اپنے مکان کو چلے جاتے۔ حضرت مولانا صاحب کو ہمارے ساتھ خاص محبت ہو گئی۔ اگرچہ ان کے بہت سے دوست شہر میں تھے اور پہلے ان کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے مگر بعض اوقات ہمارے مکان پر ٹھہرتے۔ اور کبھی صرف چند گھنٹوں کو لاہور آتے تو ہمیں کالج میں جا کر ملتے۔ اس خلوص محبت کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمکو بیٹا کرکے خطاب کرتے۔ ایام خلافت میں بھی وہ مجھکو کبھی بیٹا اور کبھی بھائی کرکے خطاب کرتے تھے۔ ان کے بعض خطوط ہیں۔ انشاء اللہ ہدیہ ناظرین کروں گا حضرت مسیح موعود ہم کو ہمیشہ اپنے بیٹوں کی طرح سمجھتے اور سلوک کرتے۔ چنانچہ جب میں نے ڈاکٹری کا امتحان دیا تو حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا کہ تم پاس ہو گئے۔ اس کی تشریح حضرت اقدس نے حقیقت الوحی میں یوں فرمائی کہ میں نے یعقوب بیگ کے لئے دعا کی تھی۔ چونکہ مجھ میں اور اس میں یگانگت ہے اس لئے خدا تعالےٰ نے مجھے مخاطب کیا ہے۔ مگر مراد اس سے یعقوب بیگ کی تھی۔ حضرت اقدس مجھے اپنی بیماری کے علاج کے لئے یا حضرت ام المومنین و دیگر اہل بیت کے علاج کے لئے اکثر لاہور سے بلا لیتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ مجھے یاد ہے۔ کہ حضرت ام المومنین کی بیماری کے لئے مجھے بلایا۔ جب میں ان کو دیکھ کر نئے مکان کی سیڑھیوں سے اترنے لگا تو مجھے فرمایا کہ آپ ان کے لئے دعا بھی کریں۔ پھر فرمایا بھائی کی بھائی کے حق میں دعا قبول ہوتی ہے۔ میں حضرت صاحب کے مرض الموت کے ایام میں گمٹی بازار لاہور میں رہتا تھا۔ رات کے دو بجے خاص طور پر مجھے وہاں سے بلایا۔ جب میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ دوا بھی کریں اور دعا بھی کریں . . . . اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ حقیقت میں دوا تو آسمان پر ہے۔

اس زمانہ کا قادیان

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں قادیان اپنے اندر ایک خصوصیت اور کشش رکھتا تھا۔ یعنی اس جگہ سوائے قال اللہ و قال الرسولؐ کے کوئی ذکر اور فکر نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود کا اکثر وقت خدمت دین اور کتابیں لکھنے میں صرف ہوتا تھا۔ صبح کی نماز کے بعد اکثر سیر کو تشریف لے جاتے تھے جو مہمان وہاں موجود ہوتے آپ کے ساتھ سیر کے لئے باہر جاتے تمام راستے لوگ سوالات کرتے اور آپ جواب دیتے تھے۔ ڈائری نویس آپ کے ملفوظات لکھتے جاتے باایں ہمہ سب سے تیز رفتار رکھتے۔ اور تمام جماعت میں آگے چلتے تھے جوتا اکثر ٹوٹا اور پھٹا ہوتا تھا۔ یعنے جیسا ملا پہن لیا۔ پگڑی اکثر بیٹھی ہوئی ہوتی تھی۔ بعض اوقات سلیپر میں آپ کے پاؤں پر دوسرے لوگوں کا پاؤں پڑ جاتا تھا۔ مگر مڑ کر پیچھے نہیں دیکھتے تھے۔ ظہر کی نماز سے عصر تک باہر مسجد میں بیٹھتے تھے اور تمام وقت مختلف مسائل دینی پر گفتگو میں گزرتا تھا ایسے ہی مغرب اور عشا کے درمیان آپ مسجد میں بیٹھتے اور اس وقت بھی اکثر سائلین کے جوابات دیتے۔ اور دینی مسائل پر گفتگو ہوتی رہتی تھی۔

حضرت مولانا نورالدین صاحب تقریباً تمام وقت گھر سے باہر مطلب میں گزارتے تھے۔ صبح و شام مریض آتے تھے جن کو نسخہ دیتے تھے۔ باقی تمام وقت قرآن و حدیث۔ فقہ و منطق وغیرہ علوم کے درس تدریس میں گزرتا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد میں آپ ایک رکوع قرآن مجید کا درس دیتے تھے جس میں تمام جماعت کے احباب اور سکول کے طالب علم اور مہمان شامل ہوتے تھے۔ ایسے ہی دیگر اکابر دین کی صحبت میں دین ہی کا چرچا ہوتا تھا۔

ہم اس زمانہ میں یہ کہا کرتے تھے کہ قادیان کا زمین اور آسمان جدا ہے۔ کیونکہ وہاں پر دنیاداری کے دھندوں کا ذکر نہ ہوتا تھا۔ اور سوائے قال اللہ و قال الرسول اور خدمت دین کے اور کوئی چرچا نہ تھا۔ یہ کیفیت حضرت مسیح موعود کے وقت اور حضرت مولانا نورالدین صاحب کے وقت میں بھی بہت حد تک قایم رہی۔

آخری التماس اور ایک زریں اصول

میں نے مختصراً اپنی قبول احمدیت کا تذکرہ اور اس کے تاثرات اور اس زمانہ کے حالات کا ذکر کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے مجھکو اپنے پیشہ طبابت میں جو عدیم النظیر کامیابی اور قبولیت عطا فرمائی۔ یہ اسی سلسلہ میں منسلک ہونے کا نتیجہ تھا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے جو اعلیٰ درجہ کا چال چلن اور نمونہ عطا کیا جس کا اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہر ایک دوست دشمن ہمیشہ معترف رہا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود ہی کی خدمت و صحبت کا نتیجہ تھا

(باقی بر صفحہ ۳)

میں نے کیوں بیعت کی؟

(از جناب خان بہادر مولانا غلام حسن صاحب آنریری مجسٹریٹ پشاور)

میں ابھی بچہ تھا اور سکول میں پڑھتا تھا کہ مجھے رویا میں نبی صلعم کی زیارت ہوئی اور اس سے مجھے علم حاصل کرنے اور روحانی بزرگوں کی صحبت سے استفاضہ کا شوق پیدا ہوا۔ سوائے ایک غریب اور غیر معروف بزرگ کے کہیں سے مجھے کوئی ایسی کیفیت حاصل نہ ہوئی جس کی لذت اور فائدہ کو میرا دل محسوس کرتا۔ اگرچہ میں نے حنفیوں میں تربیت پائی تھی مگر محدثین کی صحبت اور ان کے لٹریچر کے مطالعہ سے میں نے ان کا مسلک اختیار کیا مگر میں نے ان میں کوئی صاحبدل نہ پایا ۱۸۸۴ء میں میں نے براہین احمدیہ کا مطالعہ کیا۔ اس نے مجھ پر گہرا اثر کیا میں نے اس کو مولویانہ طرز سے نرالا پایا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ ایک عارف کے دل سے فوارہ کی طرح جوش مار رہا ہے اس میں ایک لذت اور نور اور جذب ہے۔ میرے خسر جو قندھار کے رہنے والے صوفی منش بزرگ تھے اور کئی بزرگوں کی صحبت سے استفادہ کر چکے تھے میں اس کتاب کی جستہ جستہ عبارتیں ان کو بھی کبھی سنایا کرتا تھا۔ وہ انجیلوں کا فارسی اور افغانی ترجمہ کر چکے تھے وہ براہین کی عبارتیں سنکر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یہ کلام مسیح علیہ السلام کے کلام سے متشابہ نظر آتا ہے۔ حالانکہ مصنف یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے اس وقت تک مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ کوٹھے والے بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ میں دوسرے مجدد کے زمانہ میں زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اور یہ کہ اس کی زبان پنجابی ہے۔ الغرض ان حالات کے ماتحت مجھے حضرت مجدد کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق پیدا ہوا ۱۸۹۰ء میں میں پشاور کے ایک رئیس کے ساتھ قادیان گیا اور میں نے مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ کو جن کا نام سنتا تھا اور دیکھا نہیں تھا وہاں پایا جن سے ملکر خوشی ہوئی۔ اور سوائے حکیم صاحب کے اور کوئی باہر سے آیا ہوا ملاقاتی نظر نہ آیا۔ اس کا اظہار میں اس لئے کرتا ہوں کہ معلوم ہو کہ اس وقت حضرت صاحب کے ہاں زیارتیوں کا ہجوم نہیں تھا۔ ایک تنہائی کا عالم تھا۔ میرے ہمسفر رئیس ایک دنیوی غرض کے لئے دعا کرانے گئے تھے۔ اور میری غرض سوائے تزکیہ نفس کے اور کچھ نہ تھی جو میں نے تحریر کر کے پیش کر دی اور بیعت کی خواہش بھی کی۔ جس پر آپ نے اس کو اور وقت پر ملتوی کیا۔ اور چند ماہ کے بعد میں نے بذریعہ تحریر بیعت کر لی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ تزکیہ نفس کی غرض کثرت کے ساتھ صحبت میں رہنے سے حاصل ہوتی ہے سو اس ہدایت کے ماتحت حضرت صاحبؑ کی زندگی میں میں ہر سال چند روز کے لئے قادیان جاتا رہا اور وہاں کی علمی صحبت سے استفادہ کرتا رہا۔ وہاں صوفیانہ رسوم اور پیرانہ دلربائیاں نہ تھیں۔ مجلس علمی مباحثوں سے مزین رہتی تھی اور ہر مذہب کے عندیات زیر بحث رہتے تھے۔ حضرت کا مقصد جو آپ کے حال اور قال سے نمایاں ہوتا تھا۔ چند باتیں تھیں۔ اسلام کے روشن چہرہ سے ان کدورتوں کو دور کرنا جو مرور زمانہ سے اور اپنوں اور بیگانوں کی غلط فہمیوں سے اس میں پیدا ہوگئی تھیں۔ قرآن کریم۔ اور نبی صلعم کی عظمت کو ذہن نشیں کرنا اور اپنے دعوے کو جو بظاہر انوکھا معلوم ہوتا تھا دلائل بینہ سے مبرہن کرنا۔ ان مقاصد کے لئے آپ میں اس قدر استقلال اور شغف اور انہماک تھا کہ بغیر مامورین اللہ کے اور کسی میں نہیں ہو سکتا۔ آپ کے ذاتی صفات میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی تھی جس میں تکلف یا تصنع کا شائبہ ہو۔ آپ اپنے مبائعین سے جو باتیں چاہتے تھے وہ آپ کی دس شرائط بیعت سے جو آپ کی زندگی کے آخر تک قائم رہیں ظاہر ہیں اور یہ دس برجیاں ہیں جو آپ نے اپنے مشن کے حدود کو تداخل سے سالم رکھنے کے لئے قائم کی ہیں۔

تھی وہ یہ کہ اس زمانہ میں جبر کے ذریعہ کسی عقیدہ کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے خود اپنی حالت پر غور کیا کہ اگر تلوار میری گردن پر رکھکر کوئی کہے کہ تم اسلام چھوڑ دو تو میں موت قبول کرونگا لیکن عقیدہ میں تبدیلی نہیں کروں گا۔ ہاں اس زمانہ میں دلائل کے ذریعہ خیالات وعقائد کی تبدیلی ممکن ہے

بس میری سمجھ میں آگیا کہ خونی مہدی کا عقیدہ اور انتظار لغو ہے اور اس زمانہ میں جس مہدی کے آنیکی پیشگوئی ہے وہ ایسا ہی ہونا چاہیے جیسے کہ حضرت مرزا صاحب ہیں جو دلائل کے ذریعہ مخالفین اسلام کے اعتراضات کو دور کرے اور اسلام کی عظمت اور حضرت نبی کریم صلعم کی عزت کو قائم کرے۔ اس لئے میں نے ۱۹۰۳ء میں حضرت اقدس کی بیعت کر لی آپ کو ماننے کی غرض یہ تھی کہ اس غیرت اسلامی اور محبت رسولؐ کو جو آپ کے دل میں چمک رہی ہے اپنے دل کے اندر پیدا کریں اسلام اور مسلمانوں کی بہتری اور ترقی کی کوشش کی جاوے۔

قبول احمدیت کی وجوہ

(از جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ)

خاکسار مدیر نے جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ سے بھی "قبول احمدیت نمبر" کے لئے مضمون کی درخواست کی تھی جس کے جواب میں ممدوح نے مندرجہ ذیل واقعات بیان فرمائے (مدیر)

۱۸۹۳ء میں حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ میں اس زمانہ میں وہاں انٹرنس میں تعلیم پاتا تھا حضرت مرزا صاحب نے وہاں ایک وعظ فرمایا جس میں مختلف مذاہب کے طریق عبادت کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلامی طریق عبادت کی فضیلت کو نہایت مدلل اور دلنشین طریق پر ثابت کیا اس سے قبل میں نے ایسا اچھا اور مدلل اور اسلام کی خوبیوں کو ظاہر کرنیوالا وعظ کبھی نہ سنا تھا اس کے سنتے ہی مجھے حضرت صاحب سے محبت ہوگئی۔ اس زمانہ میں مخالفت کا خوب زور تھا۔ جہاں کہیں آپ کے خلاف کوئی شخص کچھ کہتا میں اس کا ایک احمدی طرح مقابلہ کرتا۔ سیالکوٹ میں تعلیم سے فارغ ہو کر میں میڈیکل کالج لاہور میں داخل ہوگیا۔ یہ زمانہ بھی اسی طرح گذر گیا۔ یہاں سلسلہ احمدیہ کے بعض اخبارات پڑھنے کا موقع ملتا رہا۔ میں ان اخبارات سے حضرت مرزا صاحب کی تقریریں تلاش کر کے نہایت توجہ اور شوق سے پڑھتا جو نہایت روح پرور اور ایمان کو تازہ کرنے والی ہوتی تھیں۔ اسی اثنا میں ۱۸۹۷ء میں لیکھرام کے قتل کی عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی اور اس کی لاش پوسٹ مارٹم کے لئے ہمارے میڈیکل کالج میں ہی لائی گئی جس سے حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا مجھے یقین ہوگیا اور آپ سے محبت بہت بڑھ گئی

۱۸۹۹ء میں میڈیکل کالج سے فارغ ہونے کے بعد میں سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں بٹالہ تعینات ہوا اس زمانہ میں پہلی مرتبہ قادیان گیا لیکن بعض ایسے حالات پیش آگئے جن کی وجہ سے میں اسوقت شامل سلسلہ نہ ہو سکا اور جلدی قادیان سے چلا آیا۔ اس کے بعد میں بمقام بھیرہ تبدیل ہو گیا چونکہ دل میں مذہبی جوش تھا آریاؤں اور عیسائیوں سے مقابلہ رہتا تھا ان کے جواب میں حضرت مرزا صاحب کے لٹریچر اور علم الکلام کے سوا کسی مولوی یا پیر کی طرف سے کچھ نہ ملا اس ضرورت سے میں نے حضرت مرزا صاحب کی کتابیں مطالعہ کیں براہین احمدیہ اور دوسری کتابیں پڑھنے سے میری تسلی ہوگئی کہ آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں اگر کوئی مجدد اس زمانہ میں ہو سکتا ہے تو وہ آپ ہی ہیں اور آپ کے کلام میں غیرت اسلامی اور محبت رسول اللہ صلعم کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی تھی سب سے بڑی دلیل جس کو کوئی چیز نہ توڑ سکتی

قبولِ احمدیت کی سرگزشت

(از حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور)

حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کے متعلق مجھے سب سے پہلے اپنے عزیز دوست اور ہم جماعت منشی عبد العزیز دہلوی پنشنر ہیڈ کلرک سے علم ہوا۔ میں اور میرے بڑے بھائی مولوی عزیز بخش صاحب رندھیر کالج کپور تھلہ میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اور وہیں یہ ہمارے عزیز دوست بھی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ جنھیں محبت سے ہم "بھائی جان" کہا کرتے تھے۔

سنہ ۱۸۹۰ء میں ہم دونوں بھائی انٹرنس پاس کر کے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہو گئے۔ اور یہیں حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے کے متعلق علم ہوا۔ سنہ ۱۸۹۱ء کے موسم گرما کی تعطیلات میں جب ہم گھر آئے ہوئے تھے تو "بھائی جان" کی ملاقات کے لئے کپور تھلہ گئے۔ جنھوں نے کتاب ازالہ اوہام دی جو انہی دنوں شائع ہوئی تھی۔

کتاب ازالہ اوہام کا مطالعہ

واپسی پر راستہ میں ہماری ملاقات اپنے ایک سابق استاد مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم سے ہوئی جنھوں نے اس کتاب کو ہمارے ہاتھ میں دیکھ کر بہت خفگی کا اظہار کیا کہ اس سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ پڑھ لینے میں کوئی ہرج نہیں۔ اگر اس میں کوئی بات خلاف اسلام ہو گی تو ہم اسے قبول نہیں کرینگے

گھر پہنچنے پر ہم دونوں بھائیوں اور ہمارے والد مرحوم حافظ فتح الدین صاحب نے اس کتاب کو پڑھا اور ہم تینوں اس کتاب کو پڑھ کر اس بات پر متفق ہو گئے کہ جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے وہ درست ہے۔ حضرت عیسٰے علیہ السلام فوت ہو گئے اور حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے ہیں۔

حضرت اقدسؑ کی نیک شہرت

والد مرحوم حافظ قرآن ہونے کے علاوہ کچھ عبور دینی کتب پر بھی رکھتے تھے۔ اور اسی وجہ سے ہمارے گھر میں اکثر دینی چرچا رہتا تھا اور والد مرحوم کا ہی اثر تھا کہ ہم دونوں بھائیوں کو جب سے ہوش سنبھالا نماز کے ساتھ ایسا شغف تھا۔ کہ کپور تھلہ میں طالب علمی کے ایام میں پانچ وقت مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرتے تھے۔

قادیان اور ہمارے گاؤں مرار کا فاصلہ براہ راست کچھ زیادہ نہیں شاید بیس میل ہو گا۔ اور حضرت مرزا صاحب کی شہرت ان اطراف میں نہایت نیک تھی اور لوگ یہ جانتے تھے کہ قادیان میں ایک بہت بڑے بزرگ ہیں جو مستجاب الدعوات ہیں اور زہد اور عبادت اور علم میں بے نظیر انسان ہیں والد مرحوم کو ان حالات کا خوب علم تھا اور سب سے پہلا اثر جو حضرت مرزا صاحب کے قبول کرنے میں ہمارے لئے موجب کشش ہوا وہ یہی آپ کی نیک شہرت تھی۔

پہلی فیصلہ کن بات

آج جو بہت لوگ احمدیت کی طرف سے بے اعتنائی برتتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے بہت سے مباحث میں سے گزرنا اور بہت سے پیچیدہ مسائل کی تحقیقات ضروری ہے۔ کم سے کم ہم تینوں کو ایسی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ ہمارے لئے پہلی فیصلہ کن بات تو آپ کی پاک اور نیک زندگی تھی۔ خود قرآن کریم نے آنحضرت صلعم کی صداقت پر اس بات کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ **فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون**۔ اس سے پہلے بھی میں نے تمہارے اندر ایک عمر گزاری ہے پھر تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے ؟ آپ کی پہلی زندگی کوئی گمنام زندگی نہ تھی آپ کے اتقا۔ امانت۔ دیانت کی وجہ سے دل آپ کے سامنے جھکے ہوئے تھے۔ یہ مسلم تھا کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ ان لوگوں تک کو یہ اعتراف تھا جو بعد میں آپ کے سخت ترین دشمن ہو گئے اللہ تعالےٰ انسان کو جب کسی بلند مرتبہ پر کھڑا کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے تیاری یہی ہوتی ہے کہ پہلے قلوب پر اس کی نیکی اتقا۔ زہد۔ اعلیٰ اخلاق۔ صداقت۔ خدمت خلق۔ ان سب چیزوں کا اثر ہوتا ہے۔ اور وہ دنیا میں ایک نیک اور عظیم الشان شہرت کا مالک ہوتا ہے۔ اس کی اسی سنت کے مطابق حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے مقام پر فائز ہو لینے سے پہلے نیکی زہد۔ تقوےٰ۔ علم۔ میں عظیم الشان شہرت رکھتے تھے آپ ایک گمنام آدمی نہ تھے کہ اس ذریعہ سے شہرت حاصل کرنے کی آرزو ہوتی۔ میں اور بہت سے احباب کو جانتا ہوں جن کو پہلی بات آپ کی طرف کھینچنے والی یہی آپ کی پہلی زندگی تھی آپ کے علم اور آپ کے بلند اخلاق اور آپ کے زہد اور آپ کی سچائی کی ایک عام شہرت تھی اور یہی وہ چیز تھی جس نے والد مرحوم اور ہم دونوں بھائیوں کے دلوں پر آپ کی صداقت کا پہلا اثر ڈالا۔

علمی باتیں بھی مشکل نہ تھیں

علمی باتیں بھی اتنی مشکل نہ تھیں اور فی الحقیقت مشکل نہیں والد مرحوم کو بلا شبہ دینی واقفیت بہت زیادہ تھی اور ہم دونو بھائی ابھی کالج کے طالب علم تھے۔ لیکن اس موٹی بات کا سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہ تھا کہ قرآن شریف سے حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ اس بارے میں کھلی اور واضح آیات ازالہ اوہام میں حضرت صاحب نے پیش کی تھیں جن سے ادنیٰ شبہ بھی اس بات میں باقی نہیں رہ جاتا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام فوت ہو چکے۔ یہی قبول احمدیت کا بنیادی پتھر ہے۔ اور قرآن شریف کی حکومت کے سامنے سر جھکانے والا ان پڑھ آدمی بھی ہو تو اس کا سمجھ لینا اس کے لئے کچھ مشکل نہیں۔

قبول احمدیت کا دوسرا مرحلہ

دوسرا مرحلہ قبول احمدیت کا حضرت مسیح کا نزول ہے اس کے لئے بھی بہت علم کی ضرورت نہیں۔ آج ایک ایک مسلمان بچہ جانتا ہے کہ اس امت میں مسیح کے نازل ہونے کی پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور معتبر سے معتبر احادیث اس بارے میں موجود ہیں جن کو بخاری اور مسلم نے قبول کیا ہے۔ اب اگر بنیادی پتھر رکھا جا چکا ہے اور ایک شخص حضرت عیسے علیہ السلام کی وفات کو تسلیم کر چکا ہے تو دوسرا مرحلہ بھی نہایت آسان ہے۔ احادیث میں جس مسیح کے آنے کی خبر ہے۔ وہ کون ہے ؟ کیا حضرت عیسٰےؑ جو انبیائے بنی اسرائیل میں گزر چکے ہیں۔ وہی خود آئیں گے یہ خام سے یہی دھوکا لگتا ہے۔ لیکن وفات مسیح کو مان لینے کے بعد دو باتوں میں سے ایک بات کے ماننے سے چارہ نہیں یا یہ کہ آنے والا مسیح اس امت کا کوئی مجدد ہے۔ اور یا یہ کہ وہ احادیث جن میں مسیح کے نزول کا ذکر ہے وہ سب کی سب جھوٹی ہیں۔ شق ثانی ایسی ہے جس کو کوئی مسلمان جسکے دل میں حدیث نبویؐ کا احترام ہے مان نہیں سکتا۔ ورنہ حدیث کے سارے مجموعہ کو ہی پھینکنا پڑتا ہے اس لئے شق اول کے ماننے سے چارہ نہیں۔ یعنے اگر حضرت عیسٰے علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ تو یہ یقینی بات ہے کہ اس امت کا کوئی مجدد نزول مسیح کی پیشگوئیوں کا مصداق ہے۔ افسوس ہے کہ اکثر لوگ ان امور کی طرف سے لاپروائی برتتے ہیں۔ وہ غور ہی نہیں کرتے۔ اپنی توجہ کو اس طرف لگاتے ہی نہیں۔ ورنہ اس بات کا سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں۔ کیا حضرت عیسٰے زندہ ہیں یا فوت ہو گئے۔ اگر فوت ہو گئے تو کیا وہ احادیث سچی ہیں یا جھوٹی جن میں نزول مسیح کا ذکر ہے۔ اگر سچی ہیں تو کیا اس امر کے ماننے کے سوائے چارہ ہے کہ اسی امت کا کوئی مجدد ان پیشگوئیوں کا مصداق ہوگا۔

ختم نبوت

اس سوال کے حل کرنے میں اور بھی بعض باتیں ہمارے سامنے فوراً آجاتی ہیں۔ قرآن شریف میں اس بات کی صراحت ہے اور تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نبی اسی صورت میں آسکتا ہے کہ نبوت کا کچھ کام باقی ہو۔ لیکن اگر نبوت کا کام تکمیل کو پہنچ گیا ہو اور اگر ختم نبوت کا عقیدہ صحیح ہے تو نبوت کا کام ختم ہو چکا اور اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔ خواہ وہ پہلے کا نبی بنا ہوا ہو یا بعد میں بنے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آنحضرت صلعم کے بعد اس دنیا میں کسی نبی کا آنا ممتنع ہے۔ آپ کے بعد صرف مجددوں کا کام باقی ہے۔ اس لئے مجدد ہی آسکتے ہیں۔ نبوت کا کام نہیں اس لئے نبی نہیں آسکتا۔

دو جداگانہ حلیئے

دوسری بات یہ ہے کہ صحیح احادیث میں حضرت مسیح اسرائیلی اور آنے والے مسیح کے دو الگ الگ حلیئے دیئے ہیں اگر وہی مسیح آنے والا ہوتا تو حلیہ کس طرح الگ ہوتا۔ حضرت مسیح اسرائیلی کا حلیہ سفید۔ گھنگریالے بالوں والا دیا ہے۔ آنے والے مسیح کا حلیہ گندم گوں رنگ۔ سیدھے بالوں والا دیا ہے۔

تیسرا مرحلہ

تیسرا مرحلہ اس سوال کے حل کرنے میں یہ تھا کہ اگر یہ صحیح ہے کہ حضرت عیسےٰؑ فوت ہو چکے اور یہ بھی صحیح ہے کہ آنے والا مسیح اسی امت کا کوئی مجدد ہونا چاہیئے تو پھر کیا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی وہ مسیح ہیں یا ہمیں کسی اور کا انتظار کرنا چاہیئے یہ مرحلہ بھی صاف تھا۔ آپ کا مجدد ہونا مسلم ہو چکا تھا آپ کی صداقت اور راستبازی پر کوئی حرف رکھنے والا نہ تھا۔ تو جس شخص نے کبھی انسان پر جھوٹ نہیں بولا وہ خدا پر کیونکر جھوٹ بول سکتا ہے۔ چہ جائیکہ مجدد پر ایسا گمان کیا جائے۔ جب وہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے ان پیشگوئیوں کا مصداق اور اس امت کا مسیح بنا کر بھیجا ہے تو یہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔

علاوہ ازیں جس شخص پر اتنی بڑی حقیقت منکشف ہوئی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے وہ راز بتا دیا جو اتنی مدت سے دوسرے لوگوں پر ظاہر نہ ہوا تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کی ان پیشگوئیوں کی حقیقت پر مطلع کیا اس سے بڑھ کر اور کون مصداق ان پیشگوئیوں کا ہو سکتا ہے۔ اور سچ بھی یہی ہے کہ جب پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت آتا ہے تب ہی اس کی حقیقت پر بھی لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ اگر اس پیشگوئی کا مصداق نہ آگیا ہوتا تو اس کی حقیقت کا انکشاف بھی ابھی نہ ہوتا۔

دعویٰ نبوت سے انکار

یہ ان چند موٹی موٹی باتوں کا ذکر میں نے کیا ہے جو والد صاحب مرحوم اور ہم دونوں بھائیوں کے فیصلہ کرنے میں ہمارے لئے ممد و معاون ہوئیں۔ یہ باتیں اس قدر واضح تھیں کہ ہم تینوں بیک وقت ازالۂ اوہام کے مطالعہ کے بعد ایک ہی فیصلہ پر پہنچے۔ اور دل سے حضرت مسیح موعود کی صداقت کے قائل ہو گئے۔ آپ کے دلائل کو دیکھ لینے کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کی صداقت میں شک نہیں ہوا۔ لیکن با ایں ہم تینوں میں سے کوئی بھی حضرت صاحب کی بیعت میں داخل نہیں ہوا۔ اس کے بعد جب حضرت مسیح موعود ۱۸۹۲ء میں لاہور تشریف لے گئے جہاں مولوی عبد الحکیم کے ساتھ مناظرہ ہوا جس میں آپ کی اس تحریر پر مباحثہ ختم ہو گیا کہ آپ کا دعوےٰ نبوت کا نہیں بلکہ آپ نے لفظ نبی صرف اپنے لغوی معنی میں یعنے محدث کے معنے میں استعمال کیا ہے۔ اور کہ اگر باوجود اس تشریح کے بھی یہ لفظ آپ کے مسلمان بھائیوں کو ناگوار گزرتا ہو تو وہ اسے کٹا ہوا سمجھ کر اس کی جگہ لفظ محدث سمجھ لیں۔ اس وقت ہم دونوں بھائیوں نے حضرت مسیح موعود کی زیارت کی اور آپ کی صداقت پر ہمارا یقین اور بھی بڑھ گیا۔

خواجہ کمال الدین مرحوم سے ملاقات

۱۸۹۷ء میں بی اے پاس کرنے کے بعد اور ان ایام میں جب میں ایم اے کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اور مولوی عزیز بخش صاحب ٹریننگ کالج میں چلے گئے تھے۔ میں اسلامیہ کالج میں پروفیسر ریاضی ہو گیا۔ اور اسی وقت سے میری ملاقات میرے مکرم دوست خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کے ساتھ ہوئی جو میری طرح ایم اے میں تعلیم بھی حاصل کرتے تھے اور اسلامیہ کالج لاہور میں پروفیسر بھی تھے۔ خواجہ صاحب مرحوم حضرت صاحب کی بیعت میں داخل ہو چکے تھے اور میں ابھی تک داخل نہ ہوا تھا لیکن خیالات میں اس قدر یگانگت تھی کہ ہمارے تعلقات محبت بہت جلد ترقی کر گئے۔ ان ایام میں میں اخبارات میں بعض مضامین بھی حضرت صاحب کی تائید میں لکھتا تھا۔ گو ابھی تک بیعت نہ کی تھی۔

سفر قادیان اور بیعت

خواجہ صاحب کے ساتھ ان تعلقات پر دو اڑھائی سال گزر جانے کے بعد انہوں نے مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ میں ان کے ساتھ قادیان چلوں۔ اور حضرت صاحب کی زیارت کروں۔ چنانچہ مارچ ۱۸۹۷ء میں خواجہ صاحب کے ساتھ (کچھ اور بھی احباب ساتھ تھے) قادیان گیا۔ قادیان کے دو چار دن کے قیام نے ہی ایک نیا عالم آنکھوں کے سامنے کھول دیا۔ گو آپ کی تحریروں سے بھی آپ کا وہ درد ظاہر ہوتا تھا جو اسلام کی ترقی کے لئے آپ کے دل میں تھا۔ اور آپ کے خدمت اسلامی کے جذبہ کی جھلک آپ کے لفظ لفظ میں نظر آتی تھی۔ مگر صحبت میں رہ کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ آپ کا دن رات کا شغف سوائے اس کے کچھ ہے ہی نہیں۔ نماز فجر ہوئی تو بیٹھ گئے۔ اعلائے کلمۃ اللہ کا ذکر ہے۔ تھوڑی دیر بعد سیر کو نکلتے ہیں۔ تو سارے راستہ میں یہی گفتگو ہے۔ واپس آتے ہیں۔ کھانے پر احباب کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ تو یہی ذکر ہے۔ نماز مغرب کے بعد عشاء تک پھر مسجد میں بیٹھتے ہیں اور طرح طرح کے پیرایوں میں کہ اسلام کی صداقت کے سامنے دنیا کا کوئی دین ٹھہر نہیں سکتا یورپ میں دین اسلام کیونکر پھیل سکتا ہے۔ ہندوستان میں آریہ سماج کے مقابلہ کی کیسی ضرورت ہے۔ سکھوں کے پیشرو بابا نانک اسلامی صداقتوں سے کیسے متاثر تھے۔ خدا سے تعلق کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ نمازوں میں لذت کس طرح آتی ہے قرآن کریم کو اپنا ہادی بنانے کی کیسی ضرورت ہے۔ غرض ہر وقت یہی ایک شغل ہے جو دنیا کی مجالس میں کہیں نظر نہیں آتا مجھے ٹھیک یاد نہیں کہ اس وقت کتنے دن قیام کیا۔ غالباً سات آٹھ دن تھے۔ اور بالآخر خواجہ صاحب مرحوم کے ذریعہ سے اس پاک انسان کے ساتھ تعلق بیعت کی خواہش خود ہی ظاہر کی اور بیعت میں شامل ہوا۔ گو جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں والد صاحب مرحوم اور ہم دونوں بھائی حضرت مسیح موعود کی صداقت کے دل سے قائل تھے مگر بیعت کو غیر ضروری سمجھتے تھے اور اسی قدر کافی سمجھتے تھے کہ ہم آپ کو صادق مانتے ہیں۔ اور کہ بیعت میں داخل ہونے کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ آج بھی بہت لوگ اس خیال کے ہیں بلکہ میرا خیال ہے کہ ان لوگوں کی تعداد ہماری جماعت سے بہت زیادہ ہے جو حضرت مسیح موعود کی صداقت کے قائل تو ہیں۔ لیکن بیعت میں شامل نہیں۔ یا بیعت کو ضروری نہیں سمجھتے۔ ایسے ہی لوگوں کو اپنے اندر شامل سمجھ کر حضرت صاحب اپنی جماعت کی تعداد کا اپنی زندگی کے آخری ایام میں چار لاکھ کا اندازہ کرتے تھے۔

بھائی صاحب اور دیگر اعزہ کی بیعت

بہرحال بیعت کر لینے کے بعد میں نے اس واقعہ سے اپنے بڑے بھائی مولوی عزیز بخش صاحب اور والد مرحوم کو اطلاع دی اور وہ دونوں بھی فی الفور بیعت میں داخل ہو گئے اور اس کے بعد باقی سب بھائی اور دیگر رشتہ دار بھی داخل بیعت ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آج خدا کے فضل سے ان عزیزوں کی ایک بڑی بھاری جماعت بن گئی ہے جو سب کے سب اللہ کے فضل سے خدا کے دین کی مدد میں حسب حیثیت مصروف ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا دوسرا فضل

اور پھر دوسرا فضل خدا کا یہ ہے کہ سب عزیز اس غلط راہ پر پڑنے سے بچے رہے ہیں جس کی رو سے آنحضرت صلعم کے بعد ایک نئی نبوت قایم کی گئی ہے اور چالیس کروڑ کلمہ گوؤں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ میں اس بات کو اللہ تعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے ایسا قدم اٹھانے کی توفیق دی جو میرے ساتھ تعلق قرابت یا محبت رکھنے والوں کے لئے موجب ہدایت ہوا۔

بیعت کی ضرورت و اہمیت

صداقت تو وہی تھی جس کو میں بیعت سے پہلے بھی قبول کرتا تھا اور بیعت کے بعد بھی کرتا تھا۔ لیکن بیعت نے میرے لئے ایک نیا دروازہ کھول دیا۔ اور ایک نئی روح۔ نیا جوش دیا۔ نیا ایمان پیدا کر دیا۔ یہ کوئی عارضی جذبہ نہ تھا۔ بلکہ زندگی کے اندر ایک انقلاب عظیم تھا جس کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ باوجود اس کے کہ قانون کے امتحانات میں سے اول یا دوئم رہ کر پاس کئے اور ایک وکیل کی کامیاب زندگی کا دروازہ میرے سامنے کھل چکا تھا۔ اور باوجود اس کے کہ ای۔ اے۔ سی کے مقابلہ میں میرا نام منظور شدہ تھا جہاں مجھے نکل جانے کی پوری توقع تھی۔ یہ تمام باتیں خدمت دین کے کام کے سامنے ہیچ معلوم ہونے لگیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے ایک اشارہ پر کہ ہم ایک انگریزی رسالہ نکالنا چاہتے ہیں اس طرف کی تمام امیدوں کو رخصت کیا۔ اور خدا نے جو چاہا ایک ناکارہ انسان سے کام لیا۔

میں جانتا ہوں کہ بہت لوگ ہیں جو میرے اس پہلے زمانہ کی طرح اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کو سچا مان لینا کافی ہے۔ اور بیعت کی کوئی ضرورت نہیں۔ یا وہ بیعت کا نام لینے سے اس لئے گھبراتے ہیں کہ ایک بدنام جماعت سے مل کر بدنام ہونا پڑتا ہے۔ لیکن آج جو شخص بدنامی سے ڈرتا ہے وہ اپنی خداداد طاقتوں کو ضائع کرتا ہے بظاہر جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر انسان ایک فتنوں کی آگ میں کودتا ہے۔ مگر اس کے اندر آ کر دیکھتا ہے تو یہی بیرونی آگ اس کے قلب میں سکون اور راحت پیدا کرنے کا کام دیتی ہے۔ ماسوی اللہ کا خوف اٹھ جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی انسان کی ترقی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ خدمت اسلام کے لئے نڈر آدمیوں کی ضرورت ہے۔ اور اگر دنیا کی نگاہ میں تھوڑی سی ذلت قبول کر لینے سے قلب سے ماسوی اللہ کا خوف دور ہو جائے تو یہی ذلت عزت کے مقام پر پہنچانے والی چیز ہے۔

(محمد علی)

حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کی قبول احمدیت

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے } (مسیح موعود)

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

افسوس ہے کہ آج حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ ہم میں موجود نہیں ہیں ان کی قبولیت احمدیت پر لکھنے کی ڈیوٹی بھی میرے سپرد ہوئی ہے۔ میں حتی المقدور اس معاملہ میں وہی عرض کرونگا۔ جو میں نے خود بارہا ان کی زبان مبارک سے سنا۔ ممکن ہے کہ میرا حافظہ کہیں غلطی کر جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض باتوں کا مجھے علم نہ ہو۔ بہرحال جو کچھ ہے اپنے حافظہ اور علم کے مطابق عرض خدمت ہے۔

حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کی شخصیت

حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کی شخصیت کوئی محتاج تعارف نہیں۔ آپ کی زندگی میں ہی آپ کے علم وفضل، تقویٰ وطہارت کی شہرت ہندوستان کی حدود سے نکلکر غیر ممالک تک پھیل چکی تھی۔ اور حال وقال، معقول ومنقول غرضکہ ہر قسم کے دینی علم کے آپ عالم بے بدل اور فاضل اجل تھے۔ ان کے کتب خانہ کی عظمت اور کتابوں کی کثرت کی شہرت کا خواص وعوام کو علم تھا۔ اور مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ کوئی مسئلہ ہو بیٹھے بیٹھے فرمادیتے کہ فلاں عالم نے فلاں کتاب میں فلاں جگہ اس طرح لکھا ہے۔ آپ کتاب کھولکر دیکھ لیں وہیں پائینگے۔ معقولیت کا یہ حال تھا کہ منہ سے پھول جھڑتے تھے۔ قرآن کریم سے تو عشق تھا۔ آپ جوانی میں دہلی، لکھنو، رامپور بھوپال جو اس وقت دینی علوم کے مرکز تھے ہر جگہ تشریف لے گئے اور تحصیل علم کیا۔ یہاں تک کہ مکہ معظمہ اور پھر مدینہ منورہ جا حاضر ہوئے۔ اور وہاں حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کے جو نقشبندی مجددی خاندان کے ایک بزرگ اور علم ظاہر و باطن میں یگانہ تھے حلقہ درس وارادت میں داخل ہو گئے وہاں کئی سال رہ کر تکمیل علوم ظاہری وباطنی کیا۔ واپس ہندوستان آئے تو ریاست جموں میں شاہی طبیب ہو گئے۔ معقول مشاہرہ ملتا تھا۔ لیکن درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہا اور آپ کے علم کے فیض کا ایک دریا تھا جو شب وروز بہہ رہا تھا آریہ عیسائی۔ دہریہ۔ سب سے دن رات گفتگو ہوتی رہتی تھی اور آپ کے سامنے مذاہب باطلہ کو سر اٹھانے کی تاب نہ تھی۔

ایک دہریئے کا اعتراض

ایکدن ایک کٹر دہریہ یوں بک اٹھا کہ بس جناب رہنے دیجئے یہ سارے انبیا اپنے وحی والہام کے ڈھونگ کو اس زمانہ میں لوگوں سے منوا گئے جب لوگ جاہل تھے بے علم تھے اب دنیا اس قدر ترقی کر گئی ہے کہ اس قسم کی لغویات کو آج کوئی نہیں مان سکتا۔ اگر آج کوئی شخص اپنے وحی والہام کے دعوے کو ایک فرد واحد سے بھی منوادے تو میں مان جاؤں گا کہ اس میں بھی کچھ حقیقت ہے۔ اس کا جواب مولوی صاحب کے پاس کوئی نہ تھا کیونکہ یہ تو اب کوئی وحی والہام کا دعوے کر کے دیکھے کہ واقعی لوگ مانتے ہیں یا نہیں۔ تب اس بات کا جواب مکمل ہو مگر یہ کیسے ممکن ہے کہ امتحان کے طور پر از خود کوئی دعوے کر دے۔

حضرت مسیح موعود کا اشتہار

وہ تو یہ کہکر چلتا ہوا کہ مگر آپ کو سخت بیچینی رہی۔ چند روز کے بعد عطار کی دکان سے دوا جو آئی تو وہ ایک کاغذ میں لپٹی ہوئی تھی۔ کاغذ پر نظر پڑی تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الرحمۃ کا اشتہار تھا۔ جس میں براہین احمدیہ کی اشاعت اور اس میں قرآن اور نبوت محمدیہ صلعم پر دلائل قاطعہ کا اعلان تھا اور بڑی زور سے دعویٰ کیا تھا کہ اسلام ہی آج اکیلا سچا اور زندہ مذہب ہے جس پر عمل کر کے انسان آج بھی خدا کو پا سکتا ہے۔ اور اس کے مکالمہ مخاطبہ کے انعام سے مشرف ہو سکتا ہے اور لکھا تھا کہ میں اس معاملہ میں صاحب حال ہوں۔ جس شخص کا دل چاہے میرے پاس آئے رہے اور آزمالے۔" حضرت مولانا کوئی معمولی دل ودماغ کے انسان نہ تھے ایک زمانہ دیکھے ہوئے اور اہل قال وحال کی صحبت اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ معمولی سے اشتہار سے کب متاثر ہو سکتے تھے۔ بس یہ ایک حقیقت تھی کہ انہیں حضرت مرزا صاحب کے اعلان میں یقین اور معرفت کے نور کی ایسی شعاعیں نظر پڑیں کہ دل پر اثر کر گئیں۔ اس دہریہ کو بلاکر کہا کہ لیجئے آپ کے امتحان کا وقت بھی آگیا۔ مدعی تو پیدا ہو گیا اب نتائج پر نظر رکھو۔ اعلان کے الفاظ سے وہ بھی بہت مرعوب ہوا۔

قادیان کا سفر

کچھ عرصہ گزر گیا براہین احمدیہ کے بے نظیر دلائل اور پر شوکت تحریروں کو پڑھکر حضرت مولانا کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ اس شخص مدعی الہام سے جو اس عجیب وغریب کتاب کا مصنف ہے ملاقات کی جائے۔ آپ جموں سے بٹالہ پہنچے۔ وہاں سے یکہ پر قادیان پہنچے۔ یکہ والے سے کہدیا کہ مرزا صاحب کے مکان پر لیچلو۔ اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کو کون جانتا تھا۔ مرزا امام الدین جو آپ کا چچا زاد بھائی تھا اور دہریہ تھا اسی کا قادیان میں طوطی بولتا تھا۔ یکہ والا سیدھا مرزا امام الدین کے پاس لے گیا وہ اپنے گھر کے پھاٹک میں چارپائی پر بیٹھا حقہ پی رہا تھا۔ حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی نظر جو اس پر پڑی تو آپ کا دل سخت منقبض ہوا۔ اور نہایت بیزار ہو کر یکہ والے سے کہا کہ ٹھیرو ہم ابھی واپس جائیں گے۔ مگر پھر کچھ خیال دل میں آیا تو مرزا امام الدین سے پوچھا کہ کیا آپ نے کتاب براہین احمدیہ لکھی ہے۔ اس پر وہ یکہ والے سے کہنے لگا کہ ان کو یہاں کہاں لے آیا۔ انہیں غلام احمد مسیتڑ (مسجد میں رہنے والے) کی طرف لیجا۔

حضرت مسیح موعود سے پہلی ملاقات

یہ نقرہ سنکر حضرت مولوی صاحب کا سینہ ہلکا ہوا ورنہ امام الدین کو دیکھ کر تو آپ کا دل سخت غمگین ہوا تھا کیونکہ تمام امید دل کا خون ہو گیا تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے مکان پر پہنچکر اطلاع کروائی۔ حضرت نے انہیں اپنے مکان میں اتروایا۔ اور نماز عصر کے وقت باہر تشریف لائے۔ وہ جو مثل ہے کہ دل را دل می شناسد۔ ایک نگاہ میں ہی دونوں نے ایک دوسرے کو بھانپ لیا۔ مولوی نورالدین صاحب مرحوم آپ کی ملاقات اور گفتگو سے بیحد متاثر ہوئے۔ صبح سیر کے لئے دونوں صاحب باہر گئے۔ اثنائے گفتگو میں مولوی صاحب مرحوم نے عرض کی کہ مجھے ایک مرتبہ رویا میں حضرت نبی کریم صلعم کی زیارت ہوئی۔ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کو اس کثرت سے احادیث یاد تھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنا منہ میرے کان کے پاس لائے تا وہ وجہ بتائیں مگر میں اس وقت جب حضور ارشاد فرمانے کو تھے جو کسی نے مجھے جگا دیا۔ مجھے سخت قلق ہوا۔ کہ خدا جانے وہ کیا راز تھا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے بتلانے لگے تھے۔ کیا آپ اس پر کچھ روشنی ڈال سکتے ہیں۔ اس پر حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ؎

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
من از آفتاب ہستم ہم از آفتاب گویم

فرمایا مجھے جو کچھ ملا ہے حضرت نبی کریم صلعم کے ہی چشمہ فیض سے ملا ہے۔ بات یہ ہے کہ جیسا کہ قرآن شریف میں آتا ہے کہ لا یمسہ الا المطھرون کہ قرآن کو مس نہیں کرتے مگر وہی جو پاک کئے گئے ہیں۔ اسی طرح حضرت نبی کریم صلعم کی احادیث کو بھی مس کرنے کے لئے طہارت وتقویٰ اور عمل بالحدیث کی ضرورت ہے۔

بیعت کی درخواست

غرضکہ جتنا عرصہ مولانا مرحوم حضرت کی خدمت میں ٹھیرے غوامض واسرار دینیہ پر اس قدر نئی سے نئی روشنی پڑتی آپکو نظر آئی کہ آپ کو وہ تمام علوم جنھیں تمام ممالک اسلامی میں پھر کر حاصل کیا تھا ناکمل نظر آنے اور آپ نے ضروری سمجھا کہ قرآن وحادیث کی تعلیم اور منازل سلوک کی تکمیل کے لئے آپ حضرت مرزا کی خدمت میں زندگی گذاریں۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب سے درخواست کی کہ میری بیعت لے لیں۔ حضرت نے انکار کر دیا۔ فرمایا مجھے حکم بیعت لینے کا نہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ بہت اچھا اگر کبھی حکم بیعت لینے کا ہو تو میرا نمبر بیعت کنندوں میں سب سے پہلا سمجھا جائے۔ حضرت صاحب نے یہ منظور کر لیا۔ وہاں سے رخصت ہو کر واپس جموں تشریف لے گئے۔ جب کچھ عرصہ کے بعد حضرت صاحب کو جماعت بنانے اور بیعت لینے کا الہام ہوا۔ تو حضرت مولانا نے آپ کے ہاتھ پر فوراً بیعت کی۔

جہاد فی سبیل اللہ

بیعت کے بعد حضرت مولانا نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کے سلسلہ کا وظیفہ کیا ہے جس کو پڑھوں فرمایا "جہاد فی سبیل اللہ" عرض کیا "کیا تلوار لے کر انگریزوں

سے لڑوں ؟" فرمایا نہیں "جاھدہم بہ جہاداً کبیراً" کے ماتحت قرآن لے کر مذاہب باطلہ سے لڑو" عرض کی کس طرح ؟ فرمایا۔ "ایک کتاب عیسائیوں کے رد میں لکھیں" عرض کی کہ عیسائیوں کے جس اعتراض کا جواب سمجھ میں نہ آئے تو کیا الزامی جواب دیدوں ؟ فرمایا یہ بے ایمانی ہے جو چیز واقعی اچھی نہیں ہے اس سے یہ کہکر چھٹکارا نہیں ہو سکتا کہ یہ بُری چیز تم میں بھی موجود ہے۔ اپنی آنکھ کے کانے پن کے متعلق یہ کہکر خلاصی نہیں ہو سکتی کہ تم بھی تو کانے ہو۔ کانا پن ایک عیب ہے۔ جب تک ہم میں موجود ہے ہم عیبدار ہیں۔ معترض بھی فرض کرو اگر کانا ہو تو اس کے کانے ہونے سے ہمارے کانے ہونے کا عیب دھل نہیں سکتا۔ ہمارا پہلا فرض ہے کہ ہم تحقیقی جواب دیں اور بتائیں کہ ہماری آنکھ ہرگز کانی نہیں یہ تمہاری نظر کا قصور ہے۔ اس کے بعد ہمیں حق پہنچتا ہے کہ اب الزامی جواب دیں اور بتائیں کہ کانے ہم تو نہیں ہیں البتہ تم کانے بلکہ اندھے ہو۔ اور جس آیت پر اعتراض ہو اور اس کا حل سمجھ میں نہ آوے تو اس آیت کو لکھکر سامنے لٹکالو تاکہ ہر وقت نظر پڑتی رہے آخر ایک وقت آئے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کا علم آپ پر کھول دے گا۔"

دو معرکۃ الآرا کتابوں کی تصنیف

یہ ہدایات لے کر حضرت مولانا نورالدین واپس تشریف لے آئے۔ پنڈ دادنخاں میں ایک پادری نے بہت شور و شر مچا رکھا تھا اس کے اعتراضات سے متاثر ہو کر بہت سے تعلیمیافتہ مسلمان ارتداد کے قریب تھے۔ حضرت مولانا نورالدین مرحوم اس سے ملے۔ اس نے مباحثہ تو نہ کیا مگر اعتراضات لکھ کر دیدیئے۔ آپ نے ان اعتراضات کے جواب میں جو کتاب لکھی اس کا نام ہے "فصل الخطاب"۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے حضرت صاحب کی ہدایات سے اس کتاب کے لکھنے میں بہت فائدہ اٹھایا۔ اور آپ کے بتائے ہوئے طریق سے قرآن کی متعدد آیات حل ہو گئیں۔ اور اس کتاب میں یہی التزام کیا کہ پہلے تحقیقی جواب دیا پھر الزامی جواب۔ اس کتاب کا نیک اثر یہ ہوا کہ وہ تمام تعلیم یافتہ مسلمان جو عیسائی ہونے کو تیار رتھے نئے سرے سے مسلمان ہو گئے۔ اور بذریعہ تحریر انہوں نے اس امر کا اعتراف کیا۔ اس کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں مولانا حاضر ہوئے۔ دریافت کیا کہ اب کیا کروں۔ فرمایا "جہاد" عرض کی "اب کس کے ساتھ جہاد کروں" فرمایا آریوں کے خلاف ایک کتاب لکھو" چنانچہ انہی دنوں میں لیکھرام نے براہین احمدیہ کے رد میں "تکذیب براہین احمدیہ" کتاب لکھی تھی۔ حضرت مولانا نے اس کا رد لکھنا شروع کیا۔ اور "تصدیق براہین احمدیہ" جیسی اعلیٰ کتاب لکھی۔ حضرت مولانا جموں سے بار بار لکھتے رہے کہ اگر اجازت ہو تو ملازمت چھوڑ کر قادیان آرہوں۔ مگر حضرت صاحب یہی لکھتے رہے کہ لگی ہوئی ملازمت کو چھوڑنا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا کفران ہے۔ اس لئے آپ ملازمت از خود ترک نہ کریں۔"

ملازمت سے علیحدگی

اب خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ریاست میں بعض دشمنوں نے مہاراجہ کے کان حضرت مولانا کے خلاف ایسے بھرے کہ مہاراجہ نے حضرت مولانا کو ملازمت سے علیحدہ کر دیا۔ آپ جموں سے اپنے وطن بھیرہ تشریف لے گئے۔ وہاں سب لوگوں کے کہنے سننے سے ایک عالیشان مکان کی بنیاد ڈالی اور ارادہ کیا کہ بڑے پیمانہ پر مطب کا کام جاری کیا جائے۔ شہرت تھی ہی ایک دنیا ٹوٹ پڑی اور ملازمت سے بھی بڑھکر آمدنی کی صورت پیدا ہو گئی

قادیان میں مستقل اقامت

نئے مکان کی تعمیر ابھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ آپ کو کسی ضرورت کے لئے لاہور آنا پڑا۔ واپسی پر دل چاہا کہ قادیان جاکر حضرت صاحب سے بھی ملاقات کر لوں۔ ادھر عمارت کا کام بڑے پیمانہ پر جاری تھا وہاں بھی جلد پہنچنا ضروری تھا۔ اس لئے وقت کی کمی کی وجہ سے آپ نے بٹالہ سے جو یکہ لیا تو کرایہ واپسی کا کر لیا خیال تھا کہ محض ملاقات کر کے اسی وقت واپس چلا آؤنگا قادیان پہنچے۔ حضرت صاحب سے ملے۔ ملاقات کے دوران میں واپسی کے لئے اجازت مانگنے کا ارادہ کر ہی رہے تھے جو حضرت نے فرمایا کہ "مولوی صاحب اب تو آپ فارغ ہو گئے"۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں "اب تو فارغ ہی ہوں" یکہ والے سے انہوں نے کہدیا کہ اب تم چلے جاؤ۔ آج اجازت لینا مناسب نہیں کل پرسوں اجازت لیں گے۔" اگلے روز حضرت نے فرمایا کہ "مولوی صاحب آپ کو اکیلے رہنے میں تو تکلیف ہوگی آپ اپنی ایک بیوی کو بلالیں"۔ انہوں نے حسب الارشاد بیوی کے بلانے کے لئے خط لکھدیا اور یہ بھی لکھدیا کہ ابھی میں شاید جلدی نہ آسکوں اس لئے عمارت کا کام بند کر دیں"۔ جب آپ کی بی بی صاحبہ تشریف لے آئیں تو حضرت نے فرمایا کہ آپ کو کتابوں کا بڑا شوق ہے لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں آپ اپنا کتب خانہ منگوالیں" چنانچہ کتب خانہ بھی منگوالیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد فرمایا کہ "دوسری بیوی آپ کی مزاج شناس اور پرانی ہے آپ اس کو بھی ضرور بلالیں۔" چنانچہ انہیں بھی بلالیا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم سے فرمایا کہ مجھے مولوی نورالدین صاحب کے متعلق الہام ہوا ہے ؎

لا تصبون الی الوطن
فیہ تھان و تمتحن

حضرت مولانا نورالدین فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے بھی عجیب تصرفات ہیں۔ اس کے بعد میرے واہمہ اور خواب میں بھی کبھی وطن کا خیال نہ آیا۔ اس روز سے ہم قادیان کے ہو گئے" اور یہ سچ ہے اس کے بعد مہاراجہ جموں نے آپ کو لکھا کہ آپ واپس اپنی ملازمت پر چلے آئیں۔ اور جو کچھ ہو چکا تھا اس کے متعلق معافی مانگی اور لکھا کہ ہمیں غلط فہمی ہو گئی تھی"۔ لیکن آپ نے قادیان سے باہر جانے سے انکار کر دیا۔ اور لکھدیا کہ جس چیز کی تمنا مدت سے تھی وہ مجھے مل گئی۔ اسے پاکر دنیا کے پیچھے بھاگنا یہ مجھ سے توقع مت رکھو۔" بہت سے امراء اور رؤساء نے علاج کے لئے حضرت مولوی صاحب کو بڑی بڑی رقم فیس کی دینے کے وعدہ پر چند روز کے لئے بلایا مگر آپ قطعاً نہیں گئے سوائے ان دو چار موقعوں کے جب بلانے والوں نے خود حضرت مسیح موعود کی خدمت میں درخواست کی اور آپ نے مولوی صاحب کو حکم دیا کہ آپ جائیں۔

مامور من اللہ کی فرماں برداری اور احترام

مامور من اللہ کی اس قدر تابعداری اور وفاداری اور ادب اور احترام ہماری آنکھوں نے تو کہیں نہیں دیکھا۔ اتنا بڑا علامہ فاضل یگانہ اور ادب کا یہ حال تھا کہ حضرت مسیح موعود کی محفل میں جب آپ تشریف لاتے تو دبک کر جوتیوں میں بیٹھ جاتے حضرت صاحب کی نظر پڑ جاتی تو فوراً بلا لیتے اور اپنے پاس بٹھاتے لیکن پاس بیٹھ کر بھی کبھی خود سے بات نہیں کرتے تھے کسی امر میں حضرت صاحب کچھ دریافت فرماتے تو جواب دیدیتے ورنہ خاموش ادب سے آنکھیں نیچے کئے بیٹھے رہتے۔

غیر معمولی ایثار

پھر سلسلہ کے لئے جس قدر ایثار آپ نے کیا وہ ایک داستان طویل ہے جس کا یہ موقعہ نہیں۔ فرمانبرداری کا ایک واقعہ عرض کر کے یہ قصہ ختم کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود آخری مرتبہ جب دہلی تشریف لے گئے تو مولانا نورالدین مرحوم کو قادیان چھوڑ آئے تھے۔ کسی وجہ سے حضرت مسیح موعود نے مولانا مرحوم کو تار دی کہ آپ دہلی آجائیں۔ تار ملتے ہی آپ مطب سے اٹھے اور سیدھے بٹالہ کو پیادہ پا چل پڑے صرف گھر اطلاع بھیجدی کہ حضرت نے بلایا ہے میں دہلی جا رہا ہوں تم فکر نہ کرنا۔ گھر والوں کو پتہ لگا تو انہوں نے کپڑوں کا ٹرنک بستر۔ کرایہ کے لئے روپے دے کر ایک آدمی روانہ کیا جو ایک یکہ لے کر پیچھے دوڑا۔ اور بٹالہ کے رستہ میں جالیا۔ آپ باوجود ضعف پیری کے پیدل چلے جا رہے تھے۔ خیر اس آدمی نے انہیں یکہ پر چڑھایا اور کہا کہ آپ نے بھی کمال کر دیا۔ کہ تار پڑھتے ہی اٹھکر چل پڑے۔ فرمایا خدا کے مامور نے بلایا تھا اس کے حکم کی تعمیل میں میں نے کسی تاخیر کو معصیت سمجھا"۔

مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی سے درخواست

اس قسم کی فرمانبرداری اور وفاداری، ایثار اور قربانیوں کے بیسیوں واقعات ہیں جو کچھ زبانی یاد ہیں اور کچھ مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی کے پاس لکھے ہوئے موجود ہیں۔ خدا کرے وہ اپنے وعدے کے مطابق شائع کرا دیں۔ یا ہماری انجمن لاہور کو بھیجدیں تاکہ انجمن شائع کر دا دے۔ انہی نادر فرمانبرداریوں اور قربانیوں کو دیکھ کر خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ شعر آپ کی شان میں فرمایا تھا کہ ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

(بقیہ صفحہ ۱۳)

کہنے لگا دیوانے ہوئے ہو کہیں ٹائیفائڈ فیور بھی جو اس قدر سخت قسم کا ہو بارہ دن میں اترا ہے۔ اور اچانک۔ یہ سب تھرمامیٹر لگانے کی غلطی ہے۔ وہ خود آیا۔ بار بار ٹمپریچر لیا۔ نبض دیکھی۔ حیران رہ گیا۔ کہنے لگا کہ یہ خدا کا خاص فضل ہی ہے۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ میں نے تو ایسا کہیں کبھی نہیں دیکھا۔ اس قدر حالت خراب اور ردی۔ یکایک صحت کا نمودار ہونا یہ تو کوئی اعجاز مسیحائی اور واقعی وہ فضل ربی اور اعجاز مسیحائی ہی تھا۔ حضرت مسیح موعود کیا سچ فرماتے ہیں کہ ؎

ہزار سرزنی و مشکلے نگردد حل
چو پیش او بردی کار یک دعا باشد

فضل ربی

آخر رفتہ رفتہ خدا نے یہ فضل کیا کہ باوجود سخت مخالفت کے میرا سارا خاندان اور قریبًا قریبًا تمام اعزا و اقربا احمدی ہو گئے اور یہ محض فضل ربی ہے۔ میں تو حضرت مسیح موعود کی خدمت میں بھی جب بیٹھتا تھا اور اس نورانی چہرہ پر میری نظر جمی تھی تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور اپنی خوش قسمتی پر اللہ تعالیٰ کے شکر سے قلب لبریز ہو جاتا تھا۔ کہ اللہ اللہ جس شخص کی زیارت کی تمنا بڑے بڑے اولیا کرتے چلے گئے مجھ گنہگار کو اس کی زیارت اور بیعت نصیب کی۔ یہ کس قدر جناب الٰہی کا احسان ہے۔ فالحمد للہ رب العالمین ۔

میری قبولیت احمدیت

آخر گل اپنی صرفِ درِ میکدہ ہوئی
پہنچی وہیں یہ خاک جہاں کا خمیر تھا

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

مذہب سے دلچسپی مجھے بچپن سے تھی ابتدائے عمر سے ہی علمائے دین کی صحبت سے مستفیض ہونے کا شوق بیحد تھا۔ کوئی مولوی کوئی واعظ اگر قرب وجوار میں آتا اس کے وعظ میں پہنچے بغیر مجھے چین نہ پڑتا تھا۔ میرے آباواجداد حنفی المذہب تھے۔ مگر میری طبیعت میں جہاں مذہب کا شوق تھا وہاں مذہبی مسائل میں تحقیقات کرنے کا بھی عشق بدرجۂ کمال تھا۔

جماعت اہلحدیث میں شمولیت

میرے ملنے والوں میں اہلحدیث بھی تھے۔ تحقیقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہل حدیث میں میں شامل ہو گیا مجھے سمجھ نہیں آتا تھا کہ حدیث کے ہوتے ہوئے کسی امام کے قول کو ترجیح کس طرح دی جاسکتی ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب اہلحدیث وہابی کہلاتے تھے اور انہیں مسجدوں میں ماریں پڑتی تھیں اور مسجدوں سے نکلوائے جاتے تھے۔ ہمارا خاندان ان دنوں سیالکوٹ میں تھا رہتے صدر بازار میں تھے مگر میں پڑھتا شہر میں سکاچ مشن ہائی اسکول میں تھا۔ میں نے وہابی ہوتے ہی صدر کی بڑی مسجد میں سینہ پر ہاتھ باندھنا اور آمین بالجہر کہنا شروع کر دیا۔ امام مسجد مولوی مبارک علی مرحوم تھے انہوں نے تو کچھ نہ کہا کیونکہ وہ صاحب علم تھے لیکن مقتدیوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ بہت شور وغل ہوا خطرناک دھمکیاں مجھے دی گئیں۔ آخر کار رپورٹ ہمارے خاندان کے بزرگ میرے دادا صاحب کو پہنچائی گئی۔ وہ مجھ پر بہت خفا ہوئے۔ میں نے ان سے تو کچھ نہ کہا لیکن جمعہ پڑھنے شہر میں اہلحدیثوں کی مسجد میں جانے لگا۔ جہاں مولوی عبدالکریم مرحوم نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ اور بڑی آزادی سے رفع یدین اور آمین بالجہر کہنے لگا۔

پادری ینگسن سے بحث و مباحثہ

میں عرض کر چکا ہوں کہ میں سکاچ مشن ہائی سکول میں پڑھتا تھا۔ میرے ہم جماعتوں میں مولوی قایم الدین مرحوم اور ڈاکٹر سر اقبال بھی تھے۔ وہی ڈاکٹر اقبال جو مشہور شاعر اور فلسفی ہیں۔ پادری ینگسن ہمارے پرنسپل تھے اور بہت سمجھدار پادری تھے مولوی قایم الدین مرحوم اور ڈاکٹر اقبال انجیل کے گھنٹہ میں ان سے اکثر بحث و مباحثہ کیا کرتے تھے مگر مسیح کی حیات کے مسئلہ میں اور ان کی فضیلت کے بارہ میں جو گفتگو ہوتی تھی اس میں پادری صاحب کے مقابل میں ان کا رنگ پھیکا پڑ جاتا تھا۔ اور ایک دفعہ تو ایسا غضب ہوا کہ جب پادری ینگسن قرآن کریم کی آیت اذقال اللہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی پیش کرکے مسیح کی فضیلت کو دکھا رہے تھے۔ تو ڈاکٹر اقبال کچھ ایسے زچ ہوئے کہ کہنے لگے یہ آیت قرآنی ہی نہیں ہے یہ پادری کی شرح فتح تھی قرآن میں آیت موجود تھی۔ ہمیں بڑی شرمندگی ہوئی۔ میں دل میں کڑھتا رہا اور کبھی کبھی نعوذباللہ خدا تک سے ناراض ہوتا رہا کہ اس نے ناحق مسیح کو آسمان پر چڑھا کر مسلمانوں کو عیسائیوں کے سامنے ذلیل کر دایا۔ آخر ان پادریوں سے اسلام کے خلاف باتیں سننے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اسلام کی صداقت پر شبہات پیدا ہوگئے۔ اور کئی دفعہ خیال ہوا کہ اسلام کو چھوڑ دینا چاہیئے آریہ سماج کا نیا نیا چرچا تھا۔ ہندو لڑکے اس کی خوبیوں کی بڑی شیخیاں مارا کرتے تھے مجھے کئی مرتبہ خیال ہوا کہ کیوں نہ آریہ بن جاؤں۔ لیکن بچپن سے جو اسلام سے محبت تھی وہ یہ بھی گوارا نہ کرتی تھی۔ ہمارے علما جن سے ہمیں عقیدت تھی وہ ہماری تسلی نہ کر سکتے تھے۔

کتاب فتح اسلام کا مطالعہ

طبیعت کی اس بیچینی کے زمانہ میں جو ۱۸۹۱ء تھا ایک روز میں اپنے صحن میں پلنگ پر لیٹا ہوا تھا کہ میرے سرہانے کی طرف سے میرے دادا جان نے ایک کتاب مجھے دکھائی کہ یہ دیکھو چودھویں صدی کا کرشمہ۔ ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اور یہ کتاب اس نے شائع کی ہے۔ میں نے کتاب کو دیکھا تو وہ فتح اسلام تھی میں نے اس کتاب کو پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتے ہی اس کی طرز تحریر میرے دل میں گھس گئی۔ جیسے جیسے میں پڑھتا جاتا تھا اس کتاب کی باتیں میرے سینہ وقلب میں اترتی چلی جاتی تھیں اور جب وفات مسیح پر میں نے دلائل پڑھے تو میں خوشی سے اچھل پڑا۔ میں نے وہ کتاب جب تک ختم نہیں کر لی ہاتھ سے نہیں چھوڑی اور میں نے اپنے دادا جان کو صاف کہدیا کہ یہ شخص صادق ہے۔ اس پر وہ فرمانے لگے کہ نہیں تم بچے ہو تم نے ہمارے علمائے دین کو ابھی دیکھا کہاں ہے۔ سنتے ہیں وہ اس شخص پر ایک عالمگیر کفر کا فتویٰ تیار کر رہے ہیں۔ مگر میرے دل میں اس کتاب کی صداقت کا اثر پڑ چکا تھا۔ وفات مسیح کو چھوڑنے کے لیے میرا دل تیار نہیں ہوتا تھا۔ مجھے یہ گوہر مقصود بڑی تمناؤں کے بعد ملا تھا۔ وہی آیت اذقال اللہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ۔ جو ہمیشہ سینہ میں کھٹکتی تھی اب اپنی پوری خوبصورتی کے ساتھ میرے دل کو تشفی دے رہی تھی۔ اب یہ حالت تھی کہ صدر بازار سیالکوٹ میں کوئی مجلس اور کوئی تقریب نہ ہوتی تھی جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں اور حضرت مرزا صاحب کا ذکر نہ ہوتا ہو لیکن ہمیشہ مخالفانہ رنگ میں۔

ایک خواب

انہی دنوں میں نے ایک خواب دیکھا جو اپنے رنگ میں عجیب تھا میں نے دیکھا کہ ایک بہت بلند مینار ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ اور میں شوق زیارت میں اس کی سیڑھیاں چڑھ رہا ہوں اور میری زبان پر یہ شعر جاری ہے۔

کوئی سبحانی کہے کوئی اناالحق جبلائے
بل بے تیرا ابیلا نا یہ مقام غور ہے

یہی شعر پڑھتے پڑھتے اور سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے آنکھ کھل گئی اس وقت تو مجھے اس کی تعبیر سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن آج سمجھ آرہی ہے کہ سبحانی اور اناالحق پر غور کرنے میں اشارہ اسی بروز کے مسئلہ پر غور کرنا تھا۔ اور آنحضرت صلعم کا تشریف لانا آپ کے بروز کا ظہور تھا۔ اور مینار پر ظہور کا مطلب وہی تھا جو حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا تھا کہ "پائے محمدیاں بر مینار بلند محکم تر افتاد"

حضرت مسیح موعود کی سیالکوٹ میں تشریف آوری

خیر کچھ دنوں بعد غلغلہ ہوا کہ وہی مدعی مسیحیت مرزا غلام احمد صاحب سیالکوٹ تشریف لا رہے ہیں۔ اس سے قبل ہم مولوی نورالدین صاحب بھیروی۔ حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآبادی شیخ الکل مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی کی آمد آمد سیالکوٹ میں دیکھ چکے تھے۔ ان کے وعظ سن چکے تھے اب اس آمد پر بھی ہم شہر گئے۔ حضرت مرزا صاحب اس وقت حکیم حسام الدین مرحوم کے مکان پر تھے۔ اور کوچہ لوگوں سے پٹا پڑا تھا۔ میں اور میرا ایک رفیق بھیڑ چیرتے ہوئے آگے پہنچے۔ تو دیکھا کہ حضرت مرزا صاحب ایک مکان سے نکلکر دوسرے مکان میں تشریف لے گئے اس تھوڑے سے عرصہ میں میری نگاہ جو حضرت کے چہرہ پر پڑی تو مجھے تقدس اور نورانیت کی کچھ ایسی جھلک نظر پڑی کہ بے اختیار میرے دل نے کہا کہ یہ جھوٹے کا منہ نہیں ہوسکتا یہ ایک صادق کا نورانی چہرہ ہے اس کے بعد حضرت مرزا صاحب نے حکیم حسام الدین مرحوم کی مسجد میں عصر کی نماز پڑھائی اور ہم نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی اس کے بعد آپ مسجد کے در میں بیٹھ گئے۔ اور لوگ کثرت سے مسجد میں جمع تھے۔ اور قسم قسم کے سوالات مختلف مسائل اسلامیہ پر کرتے تھے۔ اور آپ ایسا تشفی بخش جواب دیتے تھے کہ ایمان تازہ ہو جاتا تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب اہلحدیث کے امام بیعت کر چکے تھے۔ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے مجھے کہنے لگے کہ دیکھو چہرہ پر کیا نور برس رہا ہے۔ میں نے اس کی تصدیق کی۔ شام کو ہم واپس چلے آئے۔ لیکن طبیعت بہت متاثر تھی۔ دوسرے دن گئے تو حضرت مرزا صاحب نے سورۂ فاتحہ کی تفسیر بیان فرمائی۔ آج تو وہ زمانہ ہے کہ احمدیوں کا بچہ بچہ اس تفسیر سے واقف ہے۔ گرچونکہ سورۂ فاتحہ کی وہ تفسیر اس وقت پہلی مرتبہ ہمارے کانوں میں پڑی اس لئے ان حقایق و معارف کو سنکر ہماری آنکھیں کھل گئیں۔ اور پہلے تمام علماء کے وعظ اس کے سامنے ہیچ نظر آنے لگے۔ ڈاکٹر اقبال اس وقت مسجد کی ڈیوڑھی کی چھت پر بیٹھے تھے اور اس تفسیر کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ اب انکار کر دیں تو ان کی مرضی۔ غرضیکہ چند دن حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ رہ کر تشریف لیگئے سیالکوٹ میں بہت سے لوگوں نے بیعت کرلی۔ انہی میں مولوی مبارک علی مرحوم بھی تھے۔ جو ہماری صدر کی جامع مسجد کے امام تھے۔ اس پر صدر میں بہت فساد ہوا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کی تقریریں

اسی اثنا میں مولوی محمد حسین بٹالوی کا سیالکوٹ میں ورود ہوا۔ وہ پنجاب کے اہلحدیث کے امام تھے اور ان کی علمیت اور فضیلت کا شہرہ بڑے زوروں پر تھا۔ ان کا مشن حضرت مرزا صاحب کی مخالفت تھا۔ میرے دل میں بوجہ اہلحدیث ہونے کے ان کی عزت خاص طور پر تھی۔ صدر میں ایک دعوت میں ان سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد صدر کی جامع مسجد میں ان کا لکچر ہوا۔ جو نہایت بے مزہ تھا۔ اور قطعاً اپنے اندر کوئی ترتیب نہ رکھتا تھا مگر وہ ازالہ اوہام کھول کھول کر بعض حوالے پڑھتے تھے اور اس طرح آگے پیچھے سے کاٹ کر سر دپا بریدہ حوالے پڑھتے تھے۔ جس سے پبلک کو بیحد غلط فہمی ہوتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ہمارے یہ ذہن نشین کرا دیا کہ مرزا صاحب کا یہ قول ہے کہ

"انا انزلناہ قریبًا من القادیان" قرآن کی ایک آیت ہے" اور" مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد" کا مصداق وہ اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔ اور آنحضرت صلعم کو نہیں سمجھتے" ان کا دل ہے کہ قرآن میں گالیاں بھری پڑی ہیں" "چار سو نبیوں نے جھوٹ بولا" وغیرہ وغیرہ۔ غرضکہ انہوں نے ہمیں اس طرح حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے خلاف بھڑکایا کہ الامان الحفیظ۔ ہمیں کیا پتہ تھا کہ اتنا بڑا علامہ مسجد میں کھڑا جھوٹ بول رہا ہے اور حوالے غلط طور پر پڑھ کر حضرت مرزا صاحب پر افترا پردازیاں کر رہا ہے۔ ہم ملاّ پر حسن ظن کی وجہ سے مارے گئے اور سابقون میں داخل ہونے سے رہ گئے۔ غرضکہ سیالکوٹ کی فضا کو مکدر کرکے مولوی بٹالوی صاحب تشریف لے گئے۔ اور ساتھ ہی میرے روحانی سکون کو بھی برباد کر گئے۔ سیالکوٹ کے اہل حدیث کی محفل برہم ہو چکی تھی۔ وہابیوں کی مسجد ویران ہو چکی تھی اہلحدیث کا ایک بڑا حصہ احمدی ہو کر حکیم حسام الدین مرحوم کی مسجد میں منتقل ہو چکا تھا۔ اور چند آدمی جو باقی رہ گئے تھے۔ وہ میانہ پورہ (مجھے محلہ کا نام ٹھیک یاد نہیں رہا) میں ایک پرانی شاہی زمانہ کی مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے لگے۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کی ابھی ابتدائی جوانی تھی انہیں وہاں امام بنایا گیا۔ میں بھی نماز پڑھنے وہیں گیا۔ مگر جس نے مولانا عبدالکریم صاحب کے خطبے سنے ہوں اسے ان کا پرانا دقیانوسی خطبہ کیا پسند آتا۔ ایک ہی جمعہ میں طبیعت منغص ہو گئی۔ میں نے جانا ترک کر دیا۔

ایک صوفی منش بزرگ سے ملاقات

اتنے میں خدا کا کرنا یہ ہوا کہ ایک چشتیہ صابریہ خاندان کے ایک صوفی منش بزرگ سے ملاقات ہو گئی۔ مجھے باوجود وہابی ہونے کے تصوف کا ذوق شروع سے تھا۔ ان کی صحبت نے یہ شوق پھر جاگ اٹھا۔ ان سے وہ تمام اوراد و وظائف سیکھے جو چشتیہ صابریہ خاندان کے صوفیا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ ان وظائف سے کیا چاہتے ہیں میں نے کہا ولی بننا چاہتا ہوں۔ فرمانے لگے تم پہلے شخص ہو جس نے مجھ سے اس قسم کی درخواست کی ورنہ عام طور پر لوگ اوراد و وظیفہ دنیا کے فوائد کے لئے ہی کیا کرتے ہیں۔ الغرض اسم ذات کے وظیفہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] قلب میں حرکت ہوتی اور وجد کی حالت پیدا ہو جاتی۔ اور اسم ذات کا تخیل ہر وقت پیش نظر رہتا۔ اس اثنا میں ایک [illegible] سے ملاقات ہو گئی اس نے ایسے اعتراضات کیے کہ ایمان ہی بہہ گیا۔ وہ کہنے لگا کہ جو کچھ ہے تمہارا اپنا تخیل ہے۔ میں نے ان بزرگ کے پاس وہ اعتراض پیش کیا۔ فرمانے لگے فقیر کا کام بحث مباحثہ نہیں۔ میں نے کہا کہ دنیا میں رہ کر مخالف خیالات سے بھی سابقہ پڑتا رہتا ہے آخر اس کا جواب کیا دیا جائے۔ فرمانے لگے "بس وظیفہ کئے جاؤ" میرا تو ایمان ہی زائل ہو چکا تھا۔ میں نے اب وظیفہ کیا خاک کرنا تھا۔ کوشش کی مگر جب دل ہی منقبض ہو چکا ہو تو کیا ہو سکتا ہے علاوہ ازیں انہی دنوں مسمریزم کا نیا نیا چرچا ہوا تھا۔ ان کتابوں نے رہا سہا ایمان بھی غارت کر دیا۔ طبیعت کو سخت بے چینی تھی۔ دنیا ایک جہنم نظر آتی تھی۔

براہین احمدیہ کا مطالعہ

چھاؤنی سیالکوٹ میں رسالہ ۱۲ میں مولوی جلال الدین مرحوم فوجی مدرسہ میں سبق دیا کرتے تھے۔ بڑے نیک بزرگ تھے احمدی تھے۔ ایک دن میں ان سے ملنے گیا تو وہ اندر غسل کر رہے تھے۔ باہر چارپائی پر حضرت مرزا صاحب کی مشہور تصنیف براہین احمدیہ کھلی پڑی تھی۔ میں چارپائی پر بیٹھا تو نگاہ کھلے ہوئے صفحہ پر جا پڑی۔ بے اختیار پڑھنے لگا۔ وہ تحریر کیا تھی کہ میرے جلے ہوئے دل کے لئے ایک مرہم تھی۔ اس میں قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے پر ایسے زبردست دلائل تحریر تھے کہ جوں جوں میں پڑھتا جاتا تھا میری آنکھوں پر سے پردہ اٹھتا جاتا تھا۔ اور ایمان میں زندگی پیدا ہوتی جاتی تھی غرضکہ اس روز میں نے دوبارہ پھر اپنے آپ کو مسلمان سمجھا۔ اور دل کو یقین ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ میری سمجھ میں آوے یا نہ آوے لیکن اسلام کی صداقت پر اگر یقین پیدا ہو سکتا ہے تو حضرت مرزا صاحب کی تحریروں سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس خیال کی تصدیق مجھے اس وقت اور بھی ہو گئی جب میں نے لاہور میں دھرم مہوتسو کے جلسہ میں حضرت مرزا صاحب کا مشہور لیکچر "اسلام اور اس کی فلاسفی" کے نام سے ایک کتاب کی شکل میں بعد میں شائع ہوا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم کا پڑھنا عجب شان رکھتا تھا۔ اور لیکچر کا مضمون اس قدر عالی اور بلند اور حقائق و معارف سے پُر تھا کہ پبلک حیرت سے کھڑی سن رہی تھی اور مسلمانوں کا خوشی سے یہ حال تھا کہ کرسیوں سے اچھل اچھل پڑتے تھے اور میرا یہ حال تھا کہ اسلام کی صداقت اور عظمت میرے رونگٹے رونگٹے میں گھستی چلی جا رہی تھی۔

افریقہ کو روانگی اور ملازمت

میڈیکل کالج سے نکل کر میں مشرقی افریقہ چلا گیا وہاں ڈاکٹر رحمت علی مرحوم سے رات دن کی صحبت رہی وہ بڑے متقی احمدی تھے وہاں حضرت صاحب کی کتب کے مطالعہ کا بہت موقعہ ملا۔ اور دل میں حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر ایمان ترقی کرتا گیا۔ مگر علماء کا جو دل پر پرانا اثر باقی تھا ان کے کفر کے فتوے میرے احمدی بننے میں روک بنے ہوئے تھے۔ افریقہ سے لوٹا تو ظفروال ضلع سیالکوٹ میں پلیگ ڈیوٹی پر متعین ہوا وہاں میں نے حضرت مرزا صاحب کی تصانیف بہت سی منگا کر پڑھنا شروع کر دیں۔ حضرت صاحب کا غیر مذاہب کے خلاف لٹریچر اور خود اپنے دعاوی پر لٹریچر بھی پڑھا۔ ان میں سے آئینہ کمالات اسلام اور ایام الصلح نے میرے دل پر خاص اثر کیا۔ اسی اثناء میں ظفروال کے قریب ایک گاؤں بھٹیاں میں ایک اہلحدیث مولوی امام مسجد بن گیا۔ وہاں جو حنفیوں اور اہلحدیث میں جھڑپ ہوئی تو تھانہ دار تھا کٹر حنفی اس نے مولوی صاحب کو معہ ان کے سارے اہلحدیث مقتدیوں کے حوالات میں دے دیا۔ اور ان پر ضمانتوں کے لئے مقدمہ چلا دیا۔ میں نے سنا تو میری اہلحدیث والی رگ پھڑک اٹھی۔ میں نے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ تک کوشش کرکے ان غریبوں کی جان چھڑائی۔ وہ میرے بڑے مشکور ہوئے اور میرا ان کے ساتھ بہت ملنا جلنا ہو گیا۔ اس اہل حدیث مولوی کو جب پتہ لگا کہ مجھ پر احمدیت اثر کر رہی ہے تو اس نے مجھے پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی اور ایک اور کتاب جس کا نام غالبًا شمس الہدایہ تھا پڑھنے کو دی۔ میں نے ان کتابوں کو پڑھا اس میں حیات مسیح وغیرہ کے مسائل کو بڑے غور سے پڑھا۔ اور انہیں وفات مسیح کے دلائل سے موازنہ کیا۔ تو حیات مسیح کے دلائل مجھے ہیچ نظر آئے۔ میں نے مولوی صاحب کو صاف کہہ دیا کہ آپ کی عطا کردہ کتابوں نے تو حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر میرا ایمان اور بھی زیادہ مضبوط کر دیا۔ اس پر وہ مولوی صاحب مجھ سے خفا ہو گئے اور وہ دن اور آج کا دن مجھے پھر وہ مولوی صاحب نظر نہ آئے۔

حضرت مسیح موعود کے متعلق تحقیقات

اب میں شکرگڑھ ضلع گورداسپور میں پلیگ ڈیوٹی پر تھا تحصیل شکرگڑھ میں بھاتی پٹھانوں کا ایک گاؤں ہے۔ وہاں منور خاں ایک ذیلدار تھا جو پلیگ کے کاموں میں مدد نہ کرنے کی وجہ سے معطل ہو چکا تھا۔ میری اس سے ملاقات جو بڑھی تو اس نے مجھے کہا کہ آپ میری سفارش کرکے مجھے بحال کرا دیں تو بہت مشکور ہونگا۔ اس سے قبل تو ہم پر جب کبھی مصیبت پڑا کرتی تھی تو ہم قادیان والے مرزا سے دعا کرایا کرتے تھے تو ہماری مشکلیں اللہ تعالیٰ حل کر دیا کرتا تھا مگر اب وہ عیسےٰ مسیح خدا کا بیٹا بن گیا ہے۔ ہمارے علما نے اس پر کفر کا فتوےٰ لگایا ہے اس لئے ہم نے وہاں جانا چھوڑ دیا۔ میں نے پوچھا کیا تم مرزا صاحب کو جانتے ہو؟ کہنے لگا ہاں بچپن سے جانتے ہیں بڑا نیک اور عابد زاہد شخص ہے اور بڑا مستجاب الدعوات شخص ہے۔ ہمیں اس کی دعاؤں کا تجربہ ہے بس تیر بہدف ہوتی ہیں۔ اس کے ولی ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ اولیا لوگوں کو ہی ٹھوکر لگا کرتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے منصور کی طرح سلوک کی کسی منزل پر سے پاؤں پھسل گیا یا بہک گیا" میرے دل پر اس کی اس تقریر نے خاص اثر کیا۔ گورداسپور کے ضلع میں ادھر ادھر مجھے دورہ کا اتفاق کثرت سے ہوا شیخ نور احمد رئیس بٹالہ اور کئی ایک لوگوں سے جو احمدی نہ تھے اور بچپن سے مرزا صاحب سے واقف تھے۔ حالات دریافت کرنے پر یہ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ شخص راستباز اور خدا رسیدہ ہے۔ دعاوی کے متعلق پہلے ہی تسلی ہو چکی تھی۔ لیکن جرأت کرکے بیعت کرنے سے ابھی تک ہچکچاتا تھا۔ کیونکہ احمدیت کی مخالفت بے حد تھی اور خود ہمارے خاندان میں مخالفت کی کوئی انتہا نہ تھی۔

میاں ممتاز احمد کی علالت

میرا بڑا لڑکا ممتاز احمد اس وقت دو سال کا تھا۔ میں شکرگڑھ ضلع گورداسپور میں پلیگ ڈیوٹی پر متعین تھا اور میرے اہل و عیال امرتسر میں تھے۔ ممتاز احمد کو ٹائیفائڈ فیور ہو گیا۔ اور ایسا خطرناک کہ ۱۰۵ درجہ کا بخار بلکہ اس سے بھی زیادہ تیز بخار شب و روز رہنے لگا اور ٹائیفائڈ فیور کے کل علامات پوری طرح واضح ہو گئیں اور امرتسر کے قابل ڈاکٹروں نے بالاتفاق اپنی تشخیص مکمل کرکے کہہ دیا کہ ٹائیفائڈ فیور بہت سخت قسم کا ہے اگر زندگی ہے تو تین چار ہفتہ سے کم میں نہیں اترنے لگا۔ میں ایک ہفتہ کی رخصت لے کر آیا تھا۔ بچہ شب و روز دماغی بیہوشی کی وجہ سے میت کی طرح پڑا رہتا تھا۔ اور کوئی صورت بچنے کی نہ تھی۔ بخار کو گیارہواں دن تھا میری رخصت ختم تھی۔ نبض بے قاعدہ ہو چکی تھی۔ بخار کی تیزی اور بیہوشی کا وہی عالم تھا۔ میری بیقراری کی کوئی انتہا نہ تھی۔ میں نے واپس اپنی ڈیوٹی پر جانے سے انکار کر دیا۔ میرے بزرگوں نے سمجھایا کہ ایسی حماقت نہ کرو جو کچھ مقدر میں لکھا ہے وہ تو ہو کر رہے گا۔ تم اپنی ملازمت خراب نہ کرو۔ اتفاق سے ان دنوں حضرت مرزا صاحب کی کتاب برکات الدعا ہمارے ہاں آئی ہوئی تھی۔ میری بیوی نے بھی پڑھی تھی۔ وہ مجھے کہنے لگیں کہ تم گورداسپور ہو کر ہی شکرگڑھ جاؤ گے رستہ میں بٹالہ ہے اگر قادیان جا کر حضرت مرزا صاحب سے دعا کراؤ تو کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ فضل کر دے۔ انہوں نے اپنی کتاب برکات الدعا میں تو بڑی زور سے لکھا ہے کہ

اے کہ گوئی گر دعا ہا را اثر بودے کجاست؛ سوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب

قادیان میں پہلی مرتبہ

اپنی بیوی کی زبان سے یہ الفاظ سنکر میں فوراً تیار ہوگیا ایک احمدی دوست کو میں نے بلاکر کہا کہ میرے ساتھ قادیان چلیں کیونکہ میں قادیان سے ناواقف تھا۔ رات کے دس بجے امرتسر سے گاڑی چلی۔ نصف رات کو بٹالہ پہنچے۔ یکہ لیا۔ سڑک نہایت خراب۔ دھکے کھاتے گرتے پڑتے۔ اچھلتے۔ رات کے ۲ بجے قادیان جا پہنچے۔ رات سخت اندھیری تھی کچھ نظر نہ آتا تھا قادیان میں لالٹینوں کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ سردی کا موسم۔ گھروں کے دروازے بند۔ آدمی نہ آدمزاد۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ خدا جانے اس وقت مرزا صاحب خود کیا کر رہے ہوں گے۔ مزے سے سو رہے ہوں گے یا شاید نماز تہجد پڑھ رہے ہوں بہرحال دل میں تمنا ہوئی کہ دیکھوں کہ اس وقت کیا کر رہے ہیں۔ میرا احمدی رفیق آگے اور میں پیچھے۔ اندھیرے میں کچھ پتہ نہ لگتا تھا کہ ناگاہ حضرت مرزا صاحب کے مکان کے ایک دروازہ پر میرے رفیق کا ہاتھ پڑا۔ اور اس زور سے پڑا کہ وہ جھٹکے سے کھل گیا۔ حضرت مرزا صاحب نماز تہجد پڑھ رہے تھے اسی وقت آپ نے سلام پھیرا۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ اوپر مسجد مبارک میں چلے جائیے۔ ہم دونوں وہاں چلے گئے۔ چھوٹی سی مسجد۔ اس کے ساتھ ایک کمرہ تھا جس کا نام بیت الفکر تھا وہاں چلے گئے۔ دیکھا تو ساری مسجد میں لوگ نماز تہجد بڑے خشوع و خضوع سے پڑھ رہے تھے۔ البتہ اس کمرے میں خواجہ کمال الدین مرحوم ایک چارپائی پر سوئے ہوئے تھے۔ میرے پہنچتے ہی خواجہ صاحب اٹھ کھڑے ہوئے۔ فرمانے لگے کہ ”آپ اس چارپائی پر سوئیں“ میں نے ان کی تکلیف کے خیال سے انکار کیا۔ کہنے لگے نہیں میں اب نماز پڑھونگا۔ غرضکہ میں اس چارپائی پر لیٹ گیا اور خواجہ صاحب وضو کرکے نماز میں مشغول ہوگئے مگر مجھے اس چارپائی پر لیٹنے سے نہایت شرم آئی۔ کیونکہ لوگ اس قدر رقت اور خشوع سے عبادت کر رہے تھے۔ کہ میں دل میں ندامت سے کٹا جا رہا تھا۔ مگر تھکا ہوا تھا اس لئے آنکھ لگ گئی۔ صبح ۴ بجے اذان ہوئی۔ ایک شخص نے مجھے اٹھایا اور وضو کے لئے پانی دیا۔ میں وضو کرکے سنتیں پڑھ کر بیٹھا ہی تھا جو مولوی عبدالکریم مرحوم تشریف لائے۔ انہیں دیکھ کر میرے دل کو بیحد خوشی ہوئی۔ کیونکہ سیالکوٹ کے ہمارے پرانے اہلحدیث کی مسجد کے امام تھے۔ وہ بھی بڑے تپاک سے ملے۔ مجھے کہنے لگے ”آخر آپ آئے“۔ میں نے کہا ہاں خدا ہی لے آیا۔ اس کے بعد میں نے تذکرہ کیا۔ کہ میرا بچہ سخت بیمار ہے۔ اس کے لئے دعا فرمائیں۔ فرمانے لگے کہ آپ ابراہیم (علیہ السلام) کی طرح حنیف بنیں۔ آپ کے لئے بھی آسمان سے آواز ”یٰنارُ کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراھیم“ کی آجاوے گی۔ اور آپ کی یہ آگ اللہ تعالیٰ ٹھنڈک اور سلامتی سے بدل دے گا“۔ میرے دل کو اس فقرہ سے بڑی تسلی ہوئی۔

حضرت مسیح موعود کی زیارت

اتنے میں حضرت مرزا صاحب اندر سے تشریف لائے۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ایک نور کا جھمکڑا سامنے آ کھڑا ہوا مولوی عبدالکریم مرحوم نے میرا بازو پکڑ کے حضرت کی خدمت میں پیش کیا اور جن الفاظ میں پیش کیا میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان الفاظ کا صحیح مصداق بنا دے۔ اور میرا انجام بخیر ہو۔ عرض کی کہ ”حضور یہ بھی ایک سعید روح ہے جو میں آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں“۔ حضرت صاحب نے بڑی خندہ پیشانی سے مصافحہ کیا چونکہ لوگوں نے مشہور کیا ہوا تھا کہ مرزا صاحب کو نعوذ باللہ جذام ہوگیا ہے اور ہاتھوں میں خارش رہتی ہے میں نے آپ کے ہاتھوں کو بڑے غور سے دیکھا۔ مجھ سیہ کار کے ہاتھوں میں ان کے نور سے دھلے ہوئے چاندی کے ہاتھ نظر آتے تھے۔ تعارف کے لئے مولوی عبدالکریم مرحوم نے تو اس سے زیادہ کچھ نہ کہا جو میں اوپر لکھ چکا ہوں اور میرے خیال میں خدا کے مسیح کے سامنے اس سے بہتر الفاظ تعارف کے لئے ہو بھی کیا سکتے تھے۔ میں نے خود ہی باقی باتیں اپنے متعلق عرض کیں اس کے بعد نماز باجماعت شروع ہوئی۔ میں حضرت صاحب کے برابر شانہ بشانہ کھڑا تھا۔ اور مولوی عبدالکریم مرحوم امام تھے۔ ان کی امامت میرے لئے کچھ نئی نہ تھی۔ سیالکوٹ میں عرصہ تک ہم نے ان کے پیچھے نمازیں پڑھی تھیں لیکن ان کی قرآن خوانی کی جو شان قادیان میں نظر آئی وہ میں نے کبھی محسوس نہ کی تھی۔ اس کمال کی خوش الحانی اور اعلیٰ درجہ کی تاثیر ان کی زبان میں پیدا ہوگئی تھی کہ میں قرآن سنتا تھا اور تڑپتا تھا اور میرا یہ ایمان ہے کہ یہ سب فیض مسیحائی تھا۔ ورنہ مولانا عبدالکریم کا قرآن ہم پہلے مدتوں سنتے رہے تھے۔ نہ یہ خوش الحانی تھی نہ یہ اثر تھا۔

ملاقات اور اس کا اثر

نماز کے ختم ہونے کے بعد حضرت مرزا صاحب اندر تشریف لے گئے۔ خلیفہ رشیدالدین مرحوم نے مجھ سے پہلے ہی دریافت کرلیا تھا کہ آپ حضرت صاحب سے ملاقات مسجد میں ہی کریں گے یا خلوت میں۔ میں نے خلوت میں ملاقات کرنی چاہی تھی حضرت صاحب نے تھوڑی دیر بعد ہی ہمیں اندر بلا بھیجا۔ حضرت صاحب ایک کمرے میں جس میں بچے سوئے ہوئے تھے ایک ننگی چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جس پر کوئی بستر نہ تھا۔ مجھے دیکھکر پائنتی کی طرف کھسک گئے اور مجھے سرہانے کی طرف بٹھانے لگے میں نے پاس ادب سے انکار کیا۔ مگر آپ نے مجھے ہاتھ پکڑ کر سرہانے کی طرف بٹھا دیا اور خود چارپائی کی ادوان پر بیٹھے اور ہمارے درمیان میں میرے رفیق بیٹھ گئے۔ میں نے عرض کی کوئی ایسا وظیفہ بتائیے جس سے دل صاف ہو۔ فرمایا ”نمازیں سنوار سنوار کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھا کرو“۔ میرے دل پر اس کا خاص اثر ہوا۔ وجہ یہ کہ وظیفے میں بہت کر چکا تھا۔ جس کا نتیجہ میں نے کچھ اچھا نہ پایا تھا۔ سوائے اس کے کہ دل کمزور ہوگیا۔ اور قوت مقابلہ ضعیف ہوگئی۔ اور دوسرے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو طریقہ تزکیہ قلب کا اپنے صحابہ کے لئے اختیار کیا تھا وہ یہی نماز تھی۔ اس لیئے صفائی قلب کے لئے مسنون طریق یہی نماز تھی جو حضرت مسیح موعود نے بتلائی۔ جس سے مجھے یہ پتہ لگا کہ آپ کا قدم سنت رسول اللہ صلعم پر کس قدر مضبوط تھا۔ اور آپ کسی ایسے وظیفہ کے حامی نہ تھے جو بدعت کے رنگ میں ہو۔ صفائی قلب پر حضرت نے مزید تقریر فرمائی تقریر کیا تھی ایک روحانی طبیب مرض کی صحیح تشخیص کرکے علاج کر رہا تھا۔ میرے دل کی کمزوریوں اور وساوس کا جواب اس طرح آتا چلا جا رہا تھا۔ کہ مجھے بعض دفعہ وہم ہونے لگتا تھا کہ شاید میرا قلب کھلا ہوا ان کے سامنے ہے اور یہ دیکھ دیکھ کر اس کی بیماریوں کا علاج کر رہے ہیں۔ اور جب انہوں نے یہ ارشاد فرمایا کہ ایک گناہگار انسان کی مثال ایک مجرم کی سی ہے جس کے نام وارنٹ جاری ہوچکا ہو اور وہ قدم قدم پر ڈرتا ہو اور ہر آن اسے یہی نظر آتا ہو کہ اب میں پکڑا گیا۔ اب میں پکڑا گیا بس خدا سے تعلق پکڑنے والے انسان کو جو طمانیت قلب نصیب ہوتی ہے وہ ایک گناہگار کو کب نصیب ہو سکتی ہے۔ میں یہ سنکر کانپ گیا۔ وعظ تو بہتیرے سنے تھے مگر نہ معلوم ان سادے سادے لفظوں میں کیا اثر تھا کہ دل کے اندر سرایت کرتے چلے جاتے تھے۔

بیعت

اسی ضمن میں جب حضرت نے یہ فقرہ فرمایا کہ انسان کو اگلے جہان کی طرف چلنے کے لئے یوں تیار رہنا چاہیئے جس طرح ایک دور افتادہ مسافر اپنے وطن کو جانے کے لئے بخوشی آمادہ رہتا ہے تو اتنا اثر میرے قلب پر ہوا کہ یہ دنیا ہیچ نظر آنے لگی۔ تقریر کا خاتمہ وفات مسیح پر تھا جو حضرت کی خصوصیت تھی۔ حضرت کو حیات مسیح کے باطل عقیدہ کے مٹانے میں اس قدر شغف تھا کہ کوئی تقریر ہو پھر پھرا کر اس موضوع پر اکثر آجاتی تھی۔ میں ایسا مدہوش بیٹھا تھا کہ نہ لڑکے کی بیماری یاد رہی تھی نہ دنیا کا کوئی کام ذہن میں باقی رہ گیا تھا اور یہ حالت میری بعد میں بھی ہمیشہ رہی یعنے بیعت کرنے کے بعد بھی حضرت مسیح موعود کی خدمت میں جب حاضر ہوا دنیا بھول جاتی تھی۔ دنیا کے کسی کام کے متعلق دعا کی درخواست کرتے شرم آتی تھی اپنے عزیزوں کی بیماری تک کے لئے دعا کراتے ہوئے حیا آجاتی تھی۔ خیال ہوتا تھا کہ اتنا بڑا عظیم الشان انسان اور اس سے دنیا کے کاموں کے لئے دعا کرانا بڑی ناقدر شناسی ہے۔ بہرحال جب حضرت نے آخری فقرہ یہ فرمایا کہ آپ کو جو کچھ اعتراضات یا شبہات ہوں ان کے دفعیہ کے لئے ہمیں خط لکھتے رہیں یا خود یہاں آکر تشفی کرا سکتے ہیں۔ تو مجھے زندگی کی ناپائیداری سامنے نظر آنے لگی اور یہ سمجھ آیا کہ اتنی عمر تو تحقیقات میں ہی گزری اور فیض احمدی سے محرومی رہی۔ عمر کا کیا اعتبار ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور جاہلیت کی موت پر ہی خاتمہ ہو۔ میں نے عرض کی حضور میری بیعت لے لیں۔ میں کب تک اس طرح بھٹکتا پھرونگا۔ آپ نے میری بیعت لی۔ دعا کی۔

حضرت مسیح موعود کی دعا اور اس کا اثر

جب رخصت ہونے لگا تو لڑکے کی بیماری کے متعلق عرض کیا کہ بچہ بہت بیمار ہے حضور خاص توجہ سے دعا فرمادیں آپ نے اسی وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور دیر تک دعا فرماتے رہے۔ دعا کے بعد مجھے رخصت ہونے کے لئے اجازت دی وہاں سے نکلکر میں حضرت مولانا نورالدین مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان سے پرانا وہابیت کے وقت کا دلی تعلق تھا انہوں نے بھی دعا پر مختصر سی تقریر کی۔ وہاں سے رخصت ہوکر سیدھا گورداسپور پہنچا۔ اسٹیشن پر میرا آفیسر جو انگریز ڈاکٹر تھا ملا۔ میں نے اسے کہا کہ بچہ بہت بیمار ہے مجھے رخصت چاہیئے۔ مجھے کہنے لگا تم بالفعل شکرگڑھ جاؤ۔ میں دو دن کے بعد پٹھانکوٹ سے واپس آؤنگا تم پھر خواہ دس دن کے لئے چلے جانا۔ میں سیدھا شکرگڑھ چلا گیا۔ وہاں تیسرے دن خط آیا کہ بخار اتر گیا اور لڑکا بالکل اچھا ہے۔ میں رخصت لے ہی چکا تھا۔ امرتسر گیا تو معلوم ہوا کہ جس روز صبح میں نے حضرت مسیح موعود سے دعا کرائی ہے اس روز حالت بہت خراب تھی۔ رات جو آئی تو ایک مایوسی کا عالم تھا۔ ۱۲۔ دن بخار کو ہو چکے تھے۔ پچھلی شب کو ٹمپریچر جو لیا تو نارمل تھا۔ خاندان کے بزرگوں کو کہا تو وہ کہنے لگے کہ تھرمامیٹر ٹھیک نہیں لگا۔ لیکن کئی مرتبہ تھرمامیٹر لگانے کے بعد بھی جب ٹمپریچر نارمل ہی نظر آیا تو ڈاکٹر جو معالج تھا اسے خبر کی۔ وہ بہت قابل ڈاکٹر تھا

(باقی صفحہ ۱)

میں احمدی کیوں ہوا؟

(از جناب مولانا عزیز بخش صاحب قبلہ)

اوّل ہی اوّل جب میں نے حضرت مرزا غلام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنا وہ اس وقت کی بات ہے جبکہ میں اور میرے چھوٹے بھائی مولوی محمد علی صاحب (حال امیر جماعت احمدیہ و پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام) اکٹھے تھے ہائی سکول کی مڈل کی جماعتوں میں پڑھتے تھے ہمارے ایک ہم جماعت حبیب الرحمٰن کپورتھلہ کے ایک مجسٹریٹ حاجی ولی اللہ صاحب کے عزیز اپنے استاد لالہ بھگوانداس صاحب کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کے اس مباحثہ کا ذکر کرتے تھے جو ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیارپور ماسٹر مرلی دھر آریہ کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کے بارہ میں ہوا تھا۔ ماسٹر صاحب کہتے تھے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے جواب تو بہت معقول اور مدلل دیئے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر یہ ایک معجزہ اس ظاہری صورت پر جیسا کہ عموماً خیال کیا جاتا ہے مسلمان ثابت نہ بھی کرسکیں تو بھی صداقت اسلام پر کوئی شبہ وارد نہیں ہوسکتا

کتاب عشرہ مبشرہ کا مطالعہ

انہی ایام میں ایک معزز مسلمان کے پاس ایک کتاب دیکھی جس کا نام عشرہ مبشرہ تھا۔ اس کتاب کے مصنف نے اپنا منشاء کتاب کی تصنیف کا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دس دلائل دینے کا ظاہر کرکے بغیر تکمیل ستائیسے خود اخیر پر یہ لکھ کر کتاب ختم کردی تھی کہ اس وقت قادیان کے مرزا غلام احمد صاحب نے صداقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تین سو دلائل لکھ دینے کا ارادہ ظاہر کیا ہے اور جس قدر حصہ ان کی کتاب براہین احمدیہ کا دیکھنے میں آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہی اس کام کے اہل ہیں اور ان کو قلم کے سامنے میرے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

ایک دل آزار کتاب

کچھ عرصہ کے بعد ایک ہندو ہم جماعت نے ایک کتاب جس کا نام براہین احمدیہ پڑھنے کو دی اس کتاب میں مسلمانوں کی تصانیف سے حوالے دیکر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر ایسے حملے کئے ہوئے تھے جو ایک مسلمان کے دل کو پاش پاش کردیتے تھے اور اس پر طرہ یہ کہ اگر کسی مولوی صاحب سے کسی اعتراض کے متعلق دریافت کیا جاتا تو وہ صرف یہ جواب دیتے کہ تم نے کافروں کی کتاب پڑھی کیوں تم بھی کافر ہو گئے [illegible] وہ کتاب تو اس طالب علم کو واپس کردی کہ یہ ایک دل آزار کتاب ہے میں اس کو دیکھنا نہیں چاہتا لیکن دل میں خیال رہتا کہ مسلمانوں میں سے کوئی اس کا جواب لکھے تو وہ [illegible] یہ آرزو [illegible] وقت پوری ہوئی جبکہ حضرت مولوی نورالدین علیہ الرحمۃ کی کتاب تصدیق براہین احمدیہ دیکھی جو ۱۸۹۰ء میں شائع ہوئی)

رد ازالہ اوہام کا مطالعہ

۱۸۹۱ء میں کپورتھلہ سے انٹرنس پاس کرکے ہم دونوں بھائی گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ کچھ عرصہ کے بعد کپورتھلہ کے ہمارے ایک سابق ہم جماعت منشی عبدالعزیز صاحب عرف "بھائی جان" نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہوکر ہم کو ایک خط لکھا جس میں حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھ کر اور دعائیں اور استخارہ کے بعد آپ کو [illegible] دین اسلام ماننے کا ذکر تھا اور ساتھ ہی ایک کتاب ازالہ اوہام کے چند اوراق بھیجے جن میں قرآن کریم کی آیات سے حضرت عیسیٰ کے وفات پا جانے کے ثبوت دیئے ہوئے تھے۔ اس سے اتنا تو یقین ہوگیا کہ واقعی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہوئے ہیں اور ان کا اسی خاکی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ ہونے کا اور پھر آسمان سے اترنے کا خیال غلط ہے۔

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا پہلا نقش

اس کے کچھ عرصہ بعد اسی دوست نے کپورتھلہ جانے پر حضرت مرزا صاحب کی مکمل کتاب ازالہ اوہام دی جس کے پڑھنے سے یہ بات دل پر نقش ہوگئی کہ حضرت مرزا صاحب کے دل میں خدا اور رسول کے عشق کا ولولہ موجزن ہے اور دین اسلام کی حمایت کی سچی تڑپ ہے اور آپ وہ صحیح تصویر اسلام کی پیش کررہے ہیں جس پر ہر ایک مسلمان کو اپنی جان قربان کرنے کو آمادہ ہونا چاہیئے اور آپ کے عقاید میں کوئی بات دین اسلام کی تعلیم کے خلاف نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے کتاب پڑھ کر یہ فیصلہ کرلیا کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے دعوے میں سچا ماننے کے سوا چارہ نہیں کیونکہ جب مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی کے فوت ہوجانیکا قرآن کریم سے قوی ثبوت مل گیا تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ جوکہ نزول ابن مریم کے متعلق ہے وہ صرف اسی صورت میں سچا ٹھہر سکتا ہے کہ اس سے اسی امت میں سے کسی خادم دین کا مثیل مسیح ہوکر آنا ہو ادھر حضرت مرزا صاحب جو دین اسلام کی صحیح تعلیم پیش کررہے ہیں وہ عین ضرورت زمانہ کے مطابق ہے اور قرآن کریم کے منشاء کو پورا کرنیوالی ہے۔

حضرت اقدس کی پہلی مرتبہ زیارت

اس کے بعد ۱۸۹۲ء کا ذکر ہے کہ گورنمنٹ کالج لاہور کے مسلمان بورڈروں میں چرچا ہوا کہ مرزا صاحب جنہوں نے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا ہوا ہے لاہور میں آئے ہوئے ہیں اور علماء کیساتھ ان کا مباحثہ ہونے والا ہے۔ ہم بھی چند ایک دیگر طلباء کے کالج کے ساتھ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ میدان مباحثہ میں ایک بڑا ہجوم ہے اور درمیان میں کئی مولوی صاحبان کتابوں کے ڈھیر لگائے بیٹھے ہیں۔ مرزا صاحب کو دیکھا ہوا نہیں تھا اور وہاں صرف ان کے دیکھنے کو گئے تھے میرا خیال تھا کہ وہ بھی علماء کی اسی مجلس میں بیٹھے ہونگے کہ اتفاقاً جو لوگ ایک طرف برآمدہ میں کھڑے تھے ان میں سے ایک شخص پر نظر پڑی جس کا چہرہ نورانی تھا اور شکل وجیہ وہ ایک لباچوغہ پہنے ہوئے آنکھیں نیچی کئے ہوئے کھڑا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک مجذوب ولی ہے جسکی دنیا کی طرف نظر ہی نہیں

حضرت اقدس کی صداقت کا دوسرا نقش

معاً میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہی مرزا صاحب ہوں جنہوں نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا ہے تو یہ چہرہ جھوٹوں کا نہیں ہے۔ وہ واقعی سچے ہیں اتنے میں میں نے اپنے نزدیک کھڑے ہونے والوں میں سے ایک سے دریافت کیا کہ مرزا صاحب کونسے ہیں تو اس نے اور اس کے ساتھ دوسروں نے اسی نورانی شکل والے کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ دیکھو وہ برآمدہ میں کھڑے ہیں۔ خدا جانتا ہے کہ اس وقت مجھے کیسا سرور حاصل ہوا جس کی کیفیت بیان نہیں کرسکتا کیونکہ نہ صرف قرآن حدیث سے اس کے دعویٰ کی تصدیق ہوتی بلکہ دل نے بھی یہی شہادت دی

مباحثہ امرتسر

مئی ۱۸۹۳ء میں جب امرتسر میں حضرت مرزا صاحب کا مباحثہ عیسائیوں کے ساتھ ہوا اسوقت ہم دونوں بھائی گورنمنٹ کالج کی بی۔ اے کلاس میں تھے اور مباحثہ کے پرچے جو روزانہ شائع ہوتے تھے بذریعہ ڈاک منگوا کر پڑھا کرتے تھے ان کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا کہ حضرت مرزا صاحب جو دلائل اسلام کی صداقت پر دیتے تھے وہ سب قرآن کریم سے مستنبط ہوتے تھے اور عیسائیوں کو اپنی کتابوں سے جن کو وہ الہامی مانتے تھے کوئی دلیل اپنے عقیدہ تثلیث و کفارہ کی تائید میں نہ ملتی تھی۔ اس سے آپ کے خداداد فہم قرآن پر روح وجد میں آتی تھی اور اس امر کو تو دوسرے مسلمان طالب علم بھی مانتے تھے کہ غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی تائید کرنے والا حضرت مرزا صاحب جیسا کوئی مرد میدان نہیں ہے۔

صداقت کا تیسرا نقش

اپریل یا مئی ۱۸۹۴ء کا ذکر ہے کہ میں اپنا نتیجہ امتحان بی اے معلوم کرنیکے لئے لاہور میں ٹھیرا ہوا تھا کہ وہاں یہ چرچا ہورہا تھا کہ گذشتہ ماہ رمضان میں جو چاند گرہن اور سورج گرہن ہوئے تھے ان کے متعلق ۔۔۔۔ حضرت مرزا صاحب نے اعلان کیا ہے کہ میرے دعویٰ کی صداقت کا نشان ہے جو حدیثوں میں مہدی کی علامت کے طور پر مذکور ہے۔ اس سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر اور بھی یقین بڑھ گیا اور نبی کریم صلعم کی حدیث کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھکر از حد سرور قلبی حاصل ہوا۔

چوتھا نقش

اس کے بعد حضرت مرزا صاحب کے وہ اشتہارات انعامی ایک ہزار تا پانچ ہزار دیکھنے میں آئے جو آپ نے عبداللہ آتھم پادری کے شرط رجوع سے فائدہ اٹھانیکے بارہ میں دیئے تھے۔ اس واقعہ کو بھی عین سنت اللہ کے مطابق پایا اور کوئی شبہ بھی آپکی صداقت پر نہ ہوا

پانچواں نقش

اخیر دسمبر ۱۸۹۶ء میں لاہور میں ایک جلسہ اعظم مذاہب کا منعقد ہوا تھا اسوقت میں لاہور میں نہیں تھا لیکن اس کے فوراً بعد اپنے دوستوں سے سنا اور اخباروں میں بھی دیکھا کہ حضرت مرزا صاحب کی تقریر جو مذہب اسلام کی تعلیم کے متعلق اس جلسہ میں پڑھی گئی تھی وہ دلوں کو گرویدہ کرلینے والی تھی اور یہ چرچا ہورہا تھا کہ اگر دین اسلام کی ایسی تعلیم کو یورپ و امریکہ میں شائع کیا جاوے تو وہاں کے لوگ دین اسلام کو قبول کرنے پر تیار ہوسکتے ہیں۔

ان تمام واقعات نے میرے دل میں حضرت مرزا صاحب کی صداقت اور عظمت کا نقش بٹھا دیا ہوا تھا لیکن باوجود اس کے پیری مریدی سے طبیعت اس قدر بیزار تھی کہ میں آپ کو صادق مانتے ہوئے بھی بیعت کرنے میں متامل رہا اگرچہ جب کبھی آپکے برخلاف کوئی زبان کھولتا تھا تو میں اسے منع کرنے سے نہ رہ سکتا تھا چنانچہ جب میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں ۱۸۹۵ء میں داخل تھا تو اپنے ہم جماعت طلبا کیساتھ کئی دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا اور اس لئے بعض ہم جماعت طعنہ زنی بھی کرتے تھے کہ یہ مرزائی ہے۔

بیعت کا ارادہ

آخرکار مارچ ۱۸۹۷ء میں جب میں ڈیرہ غازی خاں میں بطور اسسٹنٹ وار عہدہ محافظ دفتری کام کررہا تھا تو وہاں یہ خبر پہنچی کہ مرزا صاحب کی وہ پیشگوئی پوری ہوگئی ہے جو لیکھرام آریہ کے متعلق تھی کیونکہ وہ لاہور میں دن دہاڑے قتل ہوگیا ہے اس کے بعد ہندو ہوں یا مسلمانوں

کے برخلاف ایک عام جوش پھیل گیا جو پیشگوئی کے پورا ہونیکو ذہن نشین کرنے میں اور بھی ممد ہوا اور یقین ہو گیا کہ حضرت مرزا صاحب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی تائید میں اظہار غیب بھی ہوتا ہے اب تو ایسے پاک انسان سے بے تعلق رہنے کو دل نہ چاہتا تھا چنانچہ جب میرے بھائی مولوی محمد علی صاحب نے مجھے اطلاع دی کہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کر لی ہے تو میں نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں خط لکھا کہ میرا دل بھی بیعت کرنے کو چاہتا ہے۔

والد بزرگوار کے خط کی نقل

انہوں نے جو جواب دیا اس کی نقل ان کے اپنے خط مورخہ ۳ر اپریل سنہ ۹۷ء سے ذیل میں دیتا ہوں۔

"الحمد للہ کہ آپ جناب مرزا صاحب مسیح موعود اقدس کے بارہ اس عاجز سے اجازت طلب ہو دربارہ بیعت۔ پہلے ابتدائے شنید اس معاملہ کے یعنی مردم شماری سنہ ۹۱ء میں بندہ کا اعتقاد کم تھا بعدش جب سے حضرت اقدس کی کتابیں تصنیف شدہ ملاحظہ ہوئیں تب گذشتہ کو توبہ کرتا ہوں اور سنہ ۹۲ء سے یہی اعتقاد ہے کہ اس زمانہ میں ایک خاص برگزیدہ مقبول حق اور مسیح موعود و بلاشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کرنیوالے اور دین الٰہی کی تائید کرنیوالے ہیں اور جو دعویٰ جناب اقدس کا ہے صحیح و درست ہے۔ بندہ کو کچھ شک ان کے دعویٰ میں نہیں ہے۔ بباعث غفلت کے انکی خدمت اقدس میں ظاہراً حاضر نہ ہو سکا لیکن صداقت دل سے بیعت آنجناب کر چکا ہوں۔ مولوی محمد علی کے بیعت کرنے سے نہایت خوشی ہوئی آپ کو بھی بندہ کی طرف سے اجازت ہے اور ایسے سعد کام کرنے سے بہت خوشی ہے۔ بندہ بھی چند روز تک حاضر خدمت اقدس ہو کر زیارت سے مشرف ہوگا۔ جبتک آنجناب کی خدمت اقدس میں حاضر نہیں ہوتا تب تک تشویش ہے خدا جانے زندگی کا کچھ اعتبار نہیں یوں تو دل سے حاضر ہوں اللہ تعالیٰ کو بہتر معلوم ہے۔"

والد مرحوم کی وسعت قلبی

اس سے معلوم ہوگا کہ مولوی لوگ ابتدا سے حضرت مرزا صاحب کے برخلاف جھوٹی باتیں سنا کر اچھے اچھے انسانوں کو دہوکا دیتے تھے مگر سعید لوگ خود حضرت صاحب کی تصانیف کو پڑھ کر صداقت کو پا لیتے تھے۔ حضرت والد مرحوم (حافظ فتح الدین) اعلی اللہ مقامہٗ قرآن کریم کو خوب سمجھتے تھے اور ان میں ملانوں والی تنگدلی نہ تھی نہ ہی وہ پیر پرست تھے اس لئے بعض لوگ ان پر طعنہ کیا کرتے تھے کہ ان کا کوئی پیر نہیں ہے مگر وہ ان باتوں کی کچھ پروا نہ کرتے تھے خود حنفی المذہب تھے۔ مگر اہل حدیث کی کتابیں بھی گھر میں رکھتے تھے ان کتابوں کو پڑھکر میرا میلان طبع اس طرف ہو گیا کہ آمین بالجہر کہتا اور فاتحہ خلف امام پڑھنا بروئے احادیث ضروری ہے اور میں حضرت والد بزرگوار کے اقتداء میں فاتحہ بھی پڑھتا اور آمین بلند آواز سے بھی کہتا۔ دوسرے مقتدیوں میں سے بعض نے حضرت والد صاحب سے اس بارہ میں میری شکایت کی کیونکہ ان دنوں میں وہابیوں کے اس طرز عمل کو بہت بری نظر سے دیکھا جاتا تھا اور مسجدوں میں دنگا فساد ہو جاتا تھا۔ مگر حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں جب اس کے یعنی میرے نزدیک بروے حدیث ایسا عمل ثابت ہے تو یہی بہتر ہے۔ اور جن کے نزدیک یہ ثابت نہیں ہے انہیں اختیار ہے کہ وہ نہ کریں۔

طوفان مخالفت میں اظہار حق

یہ ان کی وسعت قلبی کا ایک واقعہ میں نے بیان کیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ حضرت مرزا صاحب کے متعلق جیسا کہ انکی اپنی تحریر مندرجہ بالا سے ظاہر ہے انہوں نے کسی کی تقلید نہیں کی تھی بلکہ آپ کی تصانیف کو پڑھ کر جس نتیجہ پر پہنچے اس کا اظہار ایسے وقت میں کیا جبکہ عام لوگوں میں حضرت اقدس کے برخلاف مولویوں نے ایک طوفان مخالفت برپا کیا ہوا تھا ان دنوں میں حضرت مسیح موعود کو سچا ماننا اپنے آپ کو سب لوگوں کے لئے ہدف ملامت بنانا تھا۔ چنانچہ بعد میں بعض موقعہ پر اپنے رشتہ داروں میں ہماری نسبت چہ میگوئیاں ہونے لگیں اور ایک دو دفعہ ایک مکفر مولوی سے جو اپنے رشتہ داروں میں تھا ان کی جھڑپ بھی ہوئی مگر حضرت والد مرحوم اظہار حق میں کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں اکثر دفعہ حاضر ہوتے رہے اور جب تک زندہ رہے حضرت اقدس کے مسیح موعود ہونیکا لوگوں میں اعلان کرتے رہے ان کی وفات مارچ سنہ ۱۹۱۲ء میں ہوئی اللھم ارحمہ وادخلہ الجنۃ واکرم نزلہ آمین

بیعت اور سفر قادیاں

غرضیکہ والد مرحوم کا جواب آنے پر میں نے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بیعت کا خط لکھدیا۔ اس کے چند روز بعد میں خود بھی اپنے والد صاحب کے ہمراہ قادیاں میں گیا اور ہم نے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت اقدس بڑی محبت سے ملے ہم نے ان میں کوئی تکلف اور بناوٹ والی بات نہ دیکھی اور حال و قال میں ان کو یکرنگ پایا جس سے بڑی دلجمعی ہوئی۔

قادیان میں پہلی رات

پہلی رات جو قادیاں میں پیش آئی اس کا ذرا سا حال عرض کرتا ہوں گرمی کا موسم تھا رات کے کوئی تین بجے کا وقت ہوگا کہ میری آنکھ کھل گئی میں بہت سویرے اٹھنے کا عادی نہ تھا نماز فجر کے وقت ہی اٹھا کرتا تھا اس لئے میں نے کوشش کی کہ ابھی سو رہوں لیکن نیند نہ آئی ارد گرد دیکھا تو سب مہمانوں کو نماز تہجد میں مشغول پایا کوئی زمین پر کپڑا بچھا کر اور کوئی جگہ نہ ہونے کے سبب چارپائی پر ہی سب خدا کے حضور میں گڑگڑا رہے ہیں آخر میں اٹھ بیٹھا اور یبیتون لربھم سجدا وقیاما کا نظارہ دیکھکر لطف اٹھاتا رہا پھر خود بھی وضو کر کے نفل پڑھنے لگ گیا شاید یہ پہلا ہی موقعہ میرے لئے تہجد کی نماز کا تھا اس سے مجھے بڑا ہی سرور حاصل ہوا اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ میں دنیا سے ایک نرالے مقام پر آگیا ہوں جہاں خدا تعالیٰ کی یاد دلوں کو منور کر رہی ہے ابھی صبح صادق کا آغاز تھا کہ مسجد میں اذان ہوئی اور تھوڑی دیر میں فجر کی جماعت شروع ہو گئی۔ اس نماز میں جو لطف قرآن کریم کے سننے کا آیا وہ دل پر بجلی کی رو کی طرح اثر کر رہا تھا۔

بیعت کے بعد محیر العقول انقلاب

اسکے بعد میں وقتاً فوقتاً حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور آپ کی تصانیف کو بڑے شوق سے پڑھتا رہا اور میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ کتابوں کے پڑھنے سے اور حضرت اقدس کی صحبت میں رہنے سے میرا ایمان ہر آن ترقی کرتا تھا۔ میں نے آپکی بیعت میں داخل ہو کر نماز کی حقیقت کو سمجھا اس سے پہلے میں نماز کا عادی تو تھا مگر اس وقت نماز کو ایک فریضہ مذہبی سمجھ کر بلا سوچے سمجھے جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ بیعت کے بعد نماز سے مجھے سرور حاصل ہونے لگ گیا۔ یہاں تک کہ وہ میری غذا کی طرح ہو گئی جس کے بغیر میں رہ نہیں سکتا پہلے قرآن شریف پڑھا تو کرتا تھا لیکن معنوں پر غور کرنے کے بغیر جلد جلد ختم کر دیتا تھا۔ بیعت کے بعد مجھے محسوس ہوتا گیا کہ یہ ایک ایسا ہدایت نامہ ہے جس کو اپنی زندگی گذارنے کے لئے مشعل راہ بنانیکی ضرورت ہے۔ بیعت کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ پر ایسا توکل پیدا ہو گیا کہ میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں سمجھتا تھا میں محسوس کرنے لگ گیا کہ ایک صادق انسان کے ساتھ تعلق پیدا کر کے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آگیا ہوں۔ برخلاف اس کے میں نے اپنی زندگی میں بہت سے اشخاص کو دیکھا ہے۔ جنہوں نے اپنے پیٹ کی خاطر اس صادق انسان کی مخالفت کی اور بدگوئی کر کے ذلت اٹھائی مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی وہ نعمتیں دی ہیں جو میرے وہم گمان میں نہ تھیں اور جن کے سامنے میں دنیا کے مال و دولت کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔ زیادہ لکھنے کی گنجائش نہیں ہے صرف یہ جتلا دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اس راستباز انسان پر فدا ہونے والے بہت سے مجھ سے بہتر انسان ہیں جن کے سامنے میری کوئی حقیقت نہیں اور سچ یہی ہے کہ ؎

نہ من برآں گل عارض غزل سرائیم وبس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزاران اند

کلامِ مہجورؔ

از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجورؔ مبلغ اسلام

بجا ہے خوبیٔ قسمت پہ ہو جو ناز مجھے
امامِ وقت سے حاصل ہوا نیاز مجھے

بروز و ظل میں ہے انعکاسِ نورِ ازل
ہوئی حقیقتِ کبریٰ رہِ مجاز مجھے

مٹی نہ تشنگیٔ شوق گرچہ ساقی نے
ہزار بار پلائی اُٹھی خانہ ساز مجھے

نثار کیوں نہ ترے میکدہ پہ ہو جاؤں
کہ جس کے خم سے ملی ہے مئے حجاز مجھے

کہاں وہ قعرِ مذلت کہاں یہ اوجِ کمال
کہاں سے لایا کہاں پر وہ بے نیاز مجھے

ہزار بار بنوں اور بن کے مٹ جاؤں
عطا حضور سے ایسا ہو سوز و ساز مجھے

دکھا وہ جلوۂ غارت گرِ قرار و شکیب
کہ نور و نار سے کر دے جو بے نیاز مجھے

ہزار غزنوی مہجورؔ ہوں غلام مرے
بنا لے شاہِ مدینہ اگر ایاز مجھے

حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کی قبول احمدیت

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

کاشکہ ہمیدِ قوم حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم آج زندہ ہوتے اور وہ اپنی قبولیت احمدیت کے حالات خود قلمبند کرتے یا کرواتے۔ تو اثر اور لطف چند در چند ہوتا۔ لیکن ان کی موت نے آج ہمیں مجبور کر دیا کہ ان کی قبولیت احمدیت کے واقعات جس قدر دماغ میں محفوظ ہیں انہیں مجملاً تحریر میں لایا جائے تاکہ امتداد زمانہ سے یہ بھی نہ مٹ جائیں۔ میں صرف وہی واقعات بیان کروں گا جو خود ان کی زبان سے بارہا سنے ہیں۔

عیسائیت کا اثر اور پادریوں کے ڈورے

حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم لاہور کے رہنے والے تھے۔ بی اے ایل ایل بی تھے۔ نئی روشنی کے تعلیم یافتہ تھے۔ اس لئے دماغ میں دنیا کی ترقیات کی تمناؤں میں مذہب کو کہیں قدم رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔ مثل ہے جوانی دیوانی۔ خواجہ صاحب پر اس دیوانی کا بھی اثر تھا۔ یہانتک کہ آزادہ روی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا کچھ تو مشن کالج کے مشہور پادری پرنسپل ڈاکٹر یوانگ اور اس کے ہم مشربوں کا اثر اور کچھ طبیعت کی معقول پسندی نے یہ خیال دل پر مستولی کر دیا کہ حب دنیا ہی مقصود خاطر ہے اور مذہب ایک لغویت ہے تو پھر کیوں نہ عیسائی مذہب اختیار کیا جائے جس کے پیرؤوں کی وجاہت، حکومت اور جس کی سوسائٹی کا تعیش اور تنعم آج اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ جب ڈاکٹر یوانگ اور دوسرے پادریوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اور بھی زیادہ ڈورے ڈالنے شروع کر دیئے۔ اور اب یہ عالم ہوا کہ ڈاکٹر یوانگ اور پادریوں کی دعوتیں خواجہ صاحب کے گھر ہوتی تھیں اور خواجہ صاحب دن رات ان کے ہاں مدعو رہتے تھے۔ اور بائیبل کے تبلیغی جلسوں اور محفلوں میں عیسائیت کی تائید کرنا خواجہ صاحب کا کام تھا۔ جہاں کوئی اعتراض درمیان میں آیا اور کسی نے پادریوں پر اعتراض کیا اور ڈاکٹر یوانگ نے خواجہ صاحب کو مخاطب کیا اور یہ فوراً تصدیق و تائید کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اب یہ ہوا کہ باقاعدہ بپتسمہ لینے کی تیاریاں ہونے لگیں۔

براہین احمدیہ کا مطالعہ اور اسکا اثر

ادھر جناب الٰہی کی رحمت نے دستگیری کی تیاری شروع کر دی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب براہین احمدیہ خواجہ صاحب کے ہاتھ پڑ گئی کس طرح ان تک پہنچی اس کا مجھے علم نہیں۔ مگر کتاب پہنچی اور حضرت خواجہ نے پڑھی۔ خدا جانے کیا اثر قلب پر پڑا کہ دنیا ہیچ نظر آنے لگی اور خدا کی معرفت کی روشنی کے لئے دل کی کھڑکیاں کھل گئیں جس آگ کے گڑھے میں گرنے کی تیاریاں کر رہے تھے وہ اب صاف عیاں نظر آنے لگا۔ اپنے انجام کو سوچ کر کانپ اٹھے۔ اپنی بد عقیدگیوں اور بداعمالیوں سے توبہ کی۔

پادری یوانگ کی مایوسی

پادری یوانگ کی محفل میں جو آج جانا ہوا تو وہ حسب معمول اپنی تبلیغی مجلس میں عیسائیت کو پیش کر کے خواجہ صاحب کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ "کیوں خواجہ صاحب میں نے ٹھیک کہا"؟ انہوں نے بیٹھے ہی بیٹھے اس کی بات کی ایسی سخت تردید کی کہ وہ پادری حیران رہ گیا۔ جلدی سے کہنے لگا کہ خیر خیر خواجہ صاحب معلوم ہوتا ہے آپ کی طبیعت اس وقت ٹھیک نہیں ہے" اس کے بعد فوراً مجلس برخاست کر دی اور علیحدہ لیجا کر ان سے سبب پوچھا کہ آج آپ نے عجیب طرح کے خیالات کا اظہار کیا" خواجہ صاحب نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ میرا مذہب اب تک فقط دنیا طلبی تھا۔ اور اس کے لئے عیسائیت سے بڑھ کر مجھے کوئی مذہب نظر نہیں آتا تھا۔ اس لئے میں عیسائی ہونے کو تیار تھا لیکن میں نے ایک مرد خدا کی کتاب پڑھی ہے اس سے مجھے دنیا ہیچ نظر آنے لگی ہے اور اس کتاب نے مجھ پر واضح کر دیا ہے کہ اسلام کے سوا آج کوئی مذہب مذہب کہلانے کا مستحق ہی نہیں ہے۔ کیونکہ صرف وہی ایک مذہب ہے جو خدا تک آج بھی بندہ کو پہنچاتا ہے۔ اور یہی مذہب کی غرض و غایت ہو سکتی ہے پس میں اس کتاب کو جس کا نام براہین احمدیہ ہے پڑھکر نئے سرے سے مسلمان ہوا ہوں۔ اور یہ وہ اسلام ہے جو ماں باپ کے گھر سے نہیں بلکہ علم و حکمت کے در سے مجھے ملا ہے اس لئے میرے دل میں گھر کر گیا ہے" براہین احمدیہ اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الرحمۃ کا نام نامی کفر کے لئے بالعموم اور عیسائیت کے لئے بالخصوص موت کی گھنٹی تھی۔ پادری اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ اور ان کا یہ شکار ہاتھ سے نکل گیا۔ لیکن بایں ہمہ ابھی خواجہ صاحب کے دل میں طرح طرح کے وساوس موجزن تھے اور بداعمالیوں اور بگڑی ہوئی عادتوں کو چھوڑنا آسان کام نہ تھا۔

حضرت اقدس سے ملاقات اور بیعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے ملتان تشریف لے جا رہے تھے جو امرتسر کے اسٹیشن پر خواجہ صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے خلاف معمول خواجہ صاحب کو زور سے سینہ سے لگایا اور بیعت بھی لی۔ یہ غالباً ۱۸۹۳ء کا واقعہ ہے۔ خواجہ صاحب کا بیان ہے کہ حضرت کے سینہ سے لگتے ہی میرے دل کو ایک عجیب ٹھنڈک اور سکون حاصل ہوا اور وساوس تو سینے سے یوں دھل گئے جیسے کبھی تھے ہی نہیں۔ اور دل یقین اور معرفت کی لذت سے بھر گیا اور یک قلم ہر ایک بری بات سے نفرت ہو گئی۔ اور وہ ٹھنڈک مہینوں مجھے قلب میں محسوس ہوتی رہی اور عبادت کا وہ ذوق و شوق پیدا ہو گیا کہ شب بیداری، تہجد اور نمازوں میں خشوع و خضوع کا وہ عالم ہوا کہ کسی طرح ان چیزوں سے سیری ہی نہ ہوتی تھی۔ غرضکہ تقویٰ اور طہارت کا ایسا رنگ غالب ہوا کہ ہم نشینوں کو حیرت ہو گئی۔ صحیح راستہ پر لگنے سے دماغ کے فطری جوہر بھی کھلنے لگے۔ سب سے پہلے انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ پران کا لکچر "قرآن اور سائنس" پر ہوا۔ بعض لوگ ہنستے تھے کہ خواجہ نے کیا بولنا ہے؟ مگر خواجہ صاحب بولے اور ایسا بولے کہ جلسہ دنگ رہ گیا۔ میں خود اس جلسہ میں موجود تھا۔ خوشی سے ہم لوگ اچھل اچھل پڑتے تھے۔

حضرت مسیح موعود سے محبت اور ایثار

پھر تو روز بروز خواجہ صاحب کے تعلقات حضرت مسیح موعود سے گہرے ہوتے گئے یہانتک کہ مولوی کرم دین بھین والے مقدمہ میں جو گورداسپور میں حضرت مسیح موعود کے خلاف ہوتا رہا تھا خواجہ صاحب اپنی ساری وکالت کو بلکہ دوسرے لفظوں میں ساری دنیا کو لات مار کے حضرت کی خدمت میں بیٹھے رہتے۔ اور مقدمہ لڑتے رہے اور دین کی خدمت کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کیں اسی زمانہ میں جب یہ گورداسپور میں مقدمہ میں مشغول تھے ان کا بچہ پشاور میں بیمار پڑا۔ تاریں آئیں۔ نہیں گئے۔ آخر فوت ہو گیا۔ تار دیدی کہ دفن کر دو۔ میں حضرت کے مقدمہ کو چھوڑ کر نہیں آ سکتا۔ یہ قربانیاں کوئی معمولی باتیں نہیں بلکہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ پھر خدا نے بھی وہ فضل کیا کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔

حضرت اقدس کا فیض روحانی

خدا کی شان وہ دہریہ منش خواجہ جو عیسائی ہونے جا رہا تھا حضرت مجدد وقت مسیح الزمان حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے فیضان روحانی سے وہ علم و معرفت حاصل کرتا ہے کہ یورپ میں صدہا عیسائیوں اور دہریوں کو اسلام میں لانے کا موجب بنتا ہے۔ وہ جو دنیا طلبی اپنا مذہب رکھتا تھا۔ دنیا کو لات مار کر دین کو اس طرح مقدم کرتا ہے کہ چلتی ہوئی ہزار روپے ماہوار کی وکالت چھوڑ کر پردیس میں جا ڈیرے لگاتا ہے۔ وہ جو خدا سے بھاگا پھرتا تھا۔ راتوں کو تہجد میں اس کی آہ و زاری کی آوازیں عرش تک پہنچنے لگیں۔ کئی مرتبہ میں سفر حضر میں ساتھ رہا ہوں تہجد کبھی ناغہ ہوتی میں نے تو دیکھی نہیں۔ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ حضرت اعلیٰ مسیح موعود علیہ السلام کے علم کا فیض مجھے انگلستان میں بھی برابر پہنچتا رہا ہے۔

انگلستان میں دہریوں سے مناظرہ

فرماتے تھے ایک دفعہ انگلستان کے دہریوں کی ایک بڑی مجلس میں خدا کی ہستی پر میرا (خواجہ صاحب کا) لکچر تھا۔ لکچر کے بعد پانچ پانچ منٹ سوال و جواب کے لئے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ خدا کی ہستی پر اگر مباحثہ دہریوں سے ہو جو منکر خدا ہیں تو انکار کے رنگ میں اعتراض کر دینا تو پانچ منٹ میں بہت آسان ہے مگر پانچ منٹ میں جواب دینا بہت مشکل ہے لیکن خدا کا یہ فضل تھا کہ جس وقت وہ اعتراض کرتے تھے تو جواب میرے پاس گھڑا گھڑایا تیار ہوتا تھا۔ وجہ یہ کہ ان تمام اعتراضوں کے جوابات حضرت مسیح موعود نے براہین احمدیہ میں لکھے ہوئے تھے۔ جو میں نے پڑھے تھے اور مجھے یاد تھے۔ وہ جوابات سن کر دہریوں میں کھلبلی پڑ گئی اور مباحثہ ختم ہونے کے بعد انہوں نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور شکریہ ادا کیا کہ آج آپ نے ہمیں نیا علم دیا ہے۔

گمنام دیہاتی کا فیض

لیکن میں دل ہی دل میں حیران تھا کہ الٰہی ایک گمنام گاؤں قادیان کا رہنے والا شخص نئے سے نئے زمانہ کے معترضین کے اعتراضوں کا جواب آج سے سالہا سال قبل لکھ گیا اور حالت یہ تھی کہ آپ نے نئے زمانہ کے علوم کو مطلق پڑھا نہ تھا۔

(باقی برصفحہ ۲۲)

عمر الدین کا احمدی ہونا

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

۱۹۰۱ء میں یہ خاکسار تلاش روزگار میں شملہ گیا لیکن ڈیڑھ سال کی کوشش کے باوجود کامیابی نہ ہوئی صرف کالکا شملہ ریلوے لائن پر ایک منشی کی جگہ کچھ عرصہ کے لئے ملی۔ اور جوڑا میدان کے نیچے جو آخری سرنگ ہے اس کے جنوبی منہ کی طرف سے جو سرنگ بنائی جارہی تھی اس کے قلیوں کا حساب، کتاب اور ڈائنا مائٹ جس سے سرنگ اڑائی جاتی ہے اس کا حساب میرے متعلق تھا۔ انہی دنوں حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری شملہ میں تشریف لے آئے اور وہ ایک انجمن بنام حامی نومسلمان امرتسر کے لئے چندہ فراہم کرتے تھے مجھے چونکہ فطرتاً یہ شوق تھا کہ میں نومسلموں کی خدمت کروں۔ اگر موقعہ ملے تو تبلیغ اسلام کروں اس لئے میں اپنے ہینڈ کی مستری محمد اسمٰعیل صاحب جن کے میں زیر سایہ تھا۔ کی اجازت سے حافظ محمد یوسف صاحب کیساتھ انجمن حامی نومسلمان میں ملازم ہوگیا۔ حافظ صاحب نے مجھے دینی تعلیم دلوانے کا وعدہ فرمایا اور میں نے اسے اپنی خوش قسمتی سمجھا اور میں نے اس شوق میں اپنے تمام دنیاوی کاروں کا خیال ترک کر دیا میں حافظ صاحب کے ساتھ شملہ میں جگہ جگہ جاتا اور جو کچھ حافظ صاحب فرماتے وہ کہ مکرر دیتا۔ دراصل میں پہلے ہی حافظ صاحب کا کوئز تھا کیونکہ مجھے تمام راستے معلوم تھے اور حافظ صاحب اجنبی تھے مجھے اس راہبری کے زمانہ میں خوب یاد ہے کہ ایک موقعہ پر حافظ صاحب جب لدا خی محلہ میں چندہ کے لئے گئے تو وہاں شملہ کی جماعت احمدیہ کے معزز رکن جناب مرشد نبی بخش صاحب لاہوری سے ان کا ایک مکالمہ ہوا تھا جس میں مرشد صاحب تو بہت تیز معلوم ہوتے تھے اور حافظ صاحب کمزور رہیں اسوقت ان کے مکالمہ سے کچھ سمجھ نہیں سکا بجز اس کے کہ مرشد صاحب آیت قطعنا الوتین سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر استدلال کرتے تھے اور حافظ صاحب اسے رد کر رہے تھے۔ مگر میں نے اسطرف کوئی توجہ نہ کی اور نہ مجھے خبر تھی کہ احمدیت کوئی ایسی اہم چیز ہے اور سچ یہ ہے کہ میں نے اس سے پہلے اس کا نام بھی نہ سنا تھا۔

میں اہلحدیث ہوگیا

ان دنوں حافظ صاحب جامع مسجد میں ایک اندرونی حجرہ میں جو شمال جانب مسجد کے اندر واقع ہے مقیم تھے۔ اور جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی اکثر ان سے ملنے کو تشریف لاتے تھے یوں مجھے مولوی محمد حسین صاحب سے کچھ پڑھنے کا بھی موقعہ مل گیا۔ مولوی صاحب سے مجھے پہلے ہی بڑی عقیدت تھی کیونکہ میں بھی اہلحدیث جماعت میں شامل ہو گیا تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی کتابیں دیکھا کرتا تھا۔ اور اہلحدیث کی کتاب "تلاع المبین" کے مطالعہ نے مجھے حنفی سے اہلحدیث کر دیا تھا۔ مگر میں محض خشک وہابی نہ تھا بلکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضؓ کے قصیدہ غوثیہ کو بڑی محبت سے پڑھا کرتا تھا۔ اور میں قادری سلسلہ میں بیعت تھا اور نقشبندی بزرگوں کی بھی دل سے تعظیم کرتا تھا لیکن چونکہ احناف میں عام طور پر مشرکانہ رسوم پائی جاتی تھیں اس لئے میں نے اہلحدیث ہوجانا پسند کیا اگرچہ مجھے اس کی وجہ سے مسجد میں بعض اوقات تکلیف بھی اٹھانی پڑتی۔

احمدیت کی طرف پہلا قدم

حافظ محمد یوسف صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب اور عبدالرحمن سیاح امرتسری جنکی کتاب الصرف اور کتاب النحو مشہور ہیں۔ بیٹھے ہوئے حضرت مرزا صاحب کا ایک اشتہار "انعامی پانچصد روپیہ" جو بعد میں اربعین نمبر۳ کی کتابی صورت میں شائع ہوا تھا پڑھ رہے تھے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کو کافر کاذب۔ دجال وغیرہ کے الفاظ سے گالیاں دیتے جاتے تھے میں نے ان کی اس حالت سے متاثر ہو کر جوش سے کہا کہ کس قدر بے غیرتی کی بات ہے کہ ایک کافر دجال کو ہم مار نہیں سکتے۔ میں نے دو تین منٹ تک بڑے جوش سے علماء کرام سے مطالبہ کیا کہ وہ ایک ایسے خطرناک انسان کو قتل کر کے اسلام کو اس کے ضرر سے نہیں بچاتے۔ جبکہ ایک شخص آنحضرت صلعم کے دین کو تباہ کر رہا ہے تو پھر لعنت اس مسلمان پر جو اس حالت کو دیکھ کر خاموش رہے اور جلد سے جلد ایسے شخص کو تباہ نہ کر دے

قتل کا مشورہ

میری اس تقریر اور جرأت کی وجہ سے مولوی حسین صاحب بہت خوش ہوئے اور مجھے شاباش دی مگر ساتھ ہی کہا کہ تم اتنے جوش میں نہ آؤ اور یہ نہ سمجھو کہ ہم خاموش بیٹھے رہے ہیں۔ مگر اس کا کیا علاج کریں کہ جسے اس کام کے لئے مقرر کریں وہ وہاں جا کر اُدھر ہی کا ہو جاتا ہے ہم نے تو کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی تم کیا کر سکتے ہو۔ تم تو ابھی نوجوان ہو وہاں تو کوئی ایسا آدمی پختہ کار جانا چاہیئے جو دو چار سو آدمی کو مار کر آگے جا کر مرزا کو قتل کرے۔ اس کے تو ارد گرد سینکڑوں آدمی جمع رہتے ہیں اس پر میں نے کہا واہ مولانا آپ آخر مولوی ہی ہیں یہ کام تو بالکل آسان ہے۔ آپ میری مدد فرمائیے میں اس کام کو کر کے دکھا دوں گا اگرچہ میں مارا بھی جاؤں یا پھانسی دے دیا جاؤں۔ مجھے اسلام کے لئے اپنی جان کی بھی کوئی پروا نہیں ہے۔ آپ مجھے یا تو ایک ریوالور مہیا کر دیں تاکہ میں ان کے مجمع میں بیٹھ کر ہی تڑاتڑ فائر کر کے اس دجل کا خاتمہ کر دوں اور اگر یہ مشکل ہو تو ایک بندوق یا رائفل دلا دیجئے میں راستے میں کسی محفوظ مقام پر چھپ کر بیٹھا رہوں گا جب مرزا صاحب گذریں گے تو میں فائر کر کے کام تمام کر دوں گا۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب بہت خوش ہوئے اور مجھے بہت پیار کیا اور کہا کہ یہ لڑکا کچھ کر دکھائیگا تب میں نے کہا کہ مولوی صاحب آپ صبر کریں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں کیا کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ سنئے آپ سے اگر کچھ بھی بندوبست نہ ہو تو آپ صرف قادیان میں میری رہائش اور کھانے کا بندوبست کر دیں پھر دیکھیں ایک مرزا صاحب ہی کیا میں ان کا گھر بار فنا کر دوں گا تب میں نے مولوی صاحب کو بتایا کہ میرے پاس ایک درجن ڈائنا مائٹ کارتوس مع پلیتوں کے بالکل تیار ہیں ان سے تو پہاڑوں کو توڑا جاتا ہے میں مرزا صاحب کے گھر کو اڑا دوں گا اور اس طرح سے یہ تمام جھگڑے کی جڑ ہی کٹ جائے گی، مولوی صاحب اور حافظ صاحب اب تو بہت ہی خوش ہوئے اور کہا کہ ہم تیرے ساتھ ہیں تم بے فکر رہو اور یہ کام کرو۔ میں نے کہا انشاءاللہ ایسا ہی کروں گا۔

"اربعین"

اسوقت تو میں نہیں جانتا تھا کہ وہ اشتہار کیا ہے اور اس میں کیا دلائل ہیں ہاں یہ تعجب کی بات ہے کہ خود اس اشتہار میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے صادق مامور من ہونے پر آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل سے استدلال کرتے ہوئے خود ہی فرمایا کہ لوگوں نے میرے قتل کے منصوبے کئے، مجھے پھانسی دلوانے کے لئے قتل کے جھوٹے مقدمے بنائے اور کیا کچھ نہ کیا مگر خدا تعالےٰ نے مجھے لوگوں کے شر سے حسب وعدہ خود ہر طرح سے محفوظ رکھا پھر اسمیں یہ بھی لکھا کہ جو کچھ بھی ممکن ہو کرو خدا تعالیٰ میرا حافظ ہے دعائیں کرو یہاں تک کہ تمہارے ناک گھس جائیں اور روتے روتے آنکھیں نکل جائیں پر وہ سب بددعائیں تمہارے منہ پر ہی ماری جائیں گی۔ غرض یہ اربعین کا مضمون تھا اور ادھر میری فطرت بلا سمجھے جوش میں آکر یہ چاہتی تھی کہ ایک کاذب مدعی کو ضرور ہلاک کرنا چاہیئے اس لئے میں پوری طرح اس کام کے لئے تیار ہوگیا۔

اشتہار کا جواب

پانچصد روپیہ انعامی اشتہار کا چونکہ پہلا مخاطب حافظ محمد یوسف تھے اور پھر تمام نامی علماء اس لئے حافظ صاحب سے مولوی محمد حسین نے کہا کہ یہ تو ہوا مگر اشتہار کا جواب پہلے ہونا چاہیئے حافظ صاحب نے کہا کہ مولانا یہ تو پھر آپ کا ہی کام ہے اس پر مولوی محمد حسین صاحب نے کہا کہ اگر اس کا جواب تحریراً دیا گیا تو ادھر سے دس گنا زیادہ جواب لکھا جائیگا۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ ایسا راستہ سوچو کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ حافظ صاحب نے کہا کہ مولانا پھر آپ ہی فرمایئے کیا کیا جائے۔

مولوی محمد حسین صاحب کا مشورہ

مولوی صاحب نے کچھ دیر آنکھیں بند کر کے اور سر نیچے کئے ہوئے سوچ کر فرمایا کہ اس سال ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ امرتسر میں ہونا قرار پایا ہے اس لئے اس اشتہار کا یہ جواب دیدیا جائے کہ مرزا صاحب علماء کے روبرو آکر جلسہ کے موقع پر آیت لو تقول علینا بعض الاقاویل پر بحث کریں اور اگر وہ ہار جائیں تو اپنے دعوے سے توبہ کریں۔

حافظ صاحب ۔ اور اگر مرزا صاحب مباحثہ کے لئے آگئے تو

مولوی محمد حسین صاحب ۔ وہ کبھی مباحثہ کے لئے نہیں آئینگے وہ پہلے لکھ چکے ہیں کہ میں آیندہ علماء سے مباحثات کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بند کرتا ہوں۔ بس اگر وہ آبھی گئے تو ہم انہیں کہیں گے کہ وہ خدا کا حکم کدھر گیا جس کی رو سے مباحثہ بند ہوا تھا بس تم جھوٹے ہو اس لئے تم سے کوئی مباحثہ نہیں۔

حافظ صاحب ۔ واہ مولانا بہت خوب تجویز ہے۔ جزاکم اللہ

مولوی عبدالرحمن سیاح ۔ بس مولانا اب اس اشتہار کا جواب میں لکھتا ہوں میں خوب سمجھ گیا۔

عمر الدین ۔ مولوی صاحب مجھے یہ تجویز اپنی شکست معلوم ہوتی ہے۔ چاہیئے تو یہ کہ جس راہ سے بھی وہ آپ کا مقابلہ کریں آپ انہیں شکست دیں نہ یہ کہ آپ فرار کی راہ پہلے سے تلاش کر رہے ہیں۔

مولوی محمد حسین صاحب ۔ چپ رہو تم ابھی بچے ہو لڑائی کے وقت ایسی تدابیر جائز ہوتی ہیں۔

اب یہ تمام پارٹی کی پارٹی مسجد سے نکل کر ایک مکان میں جو چوڑ بازار کے نیچے ہے جس میں بعد میں میر محمد وکیل مدتوں رہتا رہا گئے اور وہاں اشتہار کا جواب لکھا گیا۔ اور اس کی نقلیں جس میں میں بھی معاون تھا کر کے مختلف اخباروں میں بھیجی گئیں اور بڑی دھوم دھام سے جواب شائع ہوا اور خلاصہ یہ تھا کہ اب مرزا صاحب نکلیں تو دیکھیں۔ لیکن وہ ہرگز مقابل نہ آئیں گے۔

حضرت مسیح موعود کا جواب

ادھر یہ مکاری ہو رہی تھی ادھر خدا کے مامور نے اپنی فراست سے اس ساری منصوبہ بازی کو تاڑ لیا اور آپ نے ایک رسالہ تحفۃ الندوہ تیار کیا اور اس میں اس سارے مکر کو کھول دیا اور

دلائل سے اپنا حق پر ہونا بیان کرکے اپنی جانب سے حضرت مولانا سید ۔۔۔ صاحب امروہی کو اپنا قائمقام بنا کر ایک وفد کے ہمراہ جلسہ کے موقعہ پر مناظرہ کے لئے بھیج دیا۔ مگر . . . . .

. . . . . اس طرح خدا کی حجت پوری ہو گئی۔ اور علماء سو کے ہاتھ میں بجز یاوہ گوئی اور کچھ نہ رہا۔

ارادہ قتل سے ابتدائی رجوع

میرے دل میں علماء کی یہ کمزوری تو کھٹکتی ہی تھی کہ ادھر رات کو میں نے مسجد میں جہاں ہم سوتے تھے حافظ صاحب کو میں نے ایک ناگفتہ بہ حالت میں دیکھا اسوقت تو میں چپ ہو گیا لیکن صبح کو میں نے مولانا عبدالرحمٰن صاحب امام جامع مسجد فیروزپور چھاؤنی کو اور اپنے بہنوئی جناب مستری محمد اسمٰعیل صاحب کو بتایا کہ کس شیطان کے ہمراہ مجھے کر دیا گیا ہے اس پر وہ سخت رنجیدہ ہوئے اور میرے دوسرے رشتہ داروں نے بھی جب یہ سنا تو بہت تعجب کیا اور برا مانا۔

ادھر حافظ صاحب اپنی ندامت کو چھپانے کے لئے فوراً شملے سے چلنے کو تیار ہو گئے اور مولوی محمد حسین صاحب بھی تیار ہی تھے۔ حافظ صاحب مجھ سے اسقدر نرمی سے اور خوشامد سے بات کرتے کہ خدا کی پناہ۔ مگر میں منتظر تھا کہ جمعہ کی نماز ہو اور میں کھڑا ہو کر حسب ایما امام جامع مسجد شہادت دوں کہ مسجد میں یہ کارروائی ہوئی ہے۔ لیکن حافظ نے صبح ۹ بجے تمام سامان باندھ کر کہا چلو یکہ تیار ہے۔ میں نے کہا جمعہ پڑھکر چلیں گے تو حافظ صاحب نے کہا ہم مسافر ہیں اور پھر مولوی صاحب ہمارے ساتھ ہیں ابھی چلو بڑا ضروری کام ہے۔ میں نے عذر کیا کہ میرے پاس نہ تو کوٹ ہے نہ پگڑی اور نہ جوتا تو میں تو اس حال میں چل نہیں سکتا۔ حافظ صاحب نے اسی وقت بازار سے یہ سب سامان خرید کر میرے حوالہ کیا اور میں ساتھ چلنے پر مجبور ہو گیا کیونکہ سامان کے ساتھ مولوی محمد حسین صاحب نے بھی مجھے کہا کہ چلو آج ضرور چلنا ہے۔ مجھے مولوی صاحب کا بہت ادب تھا۔ کیونکہ ایک تو میں نے ان سے کچھ پڑھا تھا اور پھر وہ بظاہر نیک نظر آتے تھے۔ غرض ہم شملہ روانہ ہوئے راستہ میں ظہر کی نماز پڑھنے لگے تو میں نے مولوی محمد حسین کے سامنے حافظ صاحب کا بھانڈا پھوڑ دیا لیکن انہوں نے خاموشی اختیار کی۔ اور حافظ صاحب بات کو ٹالنے کی غرض سے اور طرف بات کو لیجانے لگے۔ مگر میں نے نماز علیحدہ پڑھی کیونکہ میں دل میں حافظ صاحب سے اتنا بیزار تھا کہ ان کے ساتھ مل کر بھی نماز پڑھنے کو جی نہ چاہتا۔ حالانکہ نماز مولانا محمد حسین صاحب نے پڑھائی تھی۔

فطرت کی گواہی

میرے دل میں بار بار یہ خیال آنے لگا کہ جس شخص کو یہ لوگ دجال وغیرہ کہتے ہیں شاید وہ نیک ہو اور یہ اپنی بدی کی وجہ سے اسے برا سمجھتے ہوں۔ مگر اطمینان قلب کسی طرح سے نہ ہوا اور اپنے ارادہ قتل میں کچھ ڈھیلا ہو گیا۔ اور یہ عہد کیا کہ اب قادیان جا کر دیکھیں گے کہ وہ شخص کیسا ہے اگر واقعی وہ ایسا ہوا جیسا یہ کہتے ہیں تو پھر دانہ مائٹ تو میرے پاس ہے ہی۔

مولویوں سے علیحدگی

جب جالندھر کا سٹیشن آیا تو میں نے حافظ صاحب سے کہا کہ میں آگے نہ جاؤں گا میرا ٹکٹ مجھے دے دیجئے میں یہیں اتروں گا حافظ صاحب نے فوراً ٹکٹ دیا اور شکر کیا کہ خس کم جہاں پاک۔ میں نے بلا تامل دی میں اپنا بستر لیکر سیدھا اپنے گھر آیا۔ اور مزید تعلیم کی خاطر سکول میں داخل ہو گیا۔

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے

ایکدن ایک پٹھان صورت قوی ہیکل شخص گاتے ہوئے گلی میں گذرا۔ اس کی آواز کچھ اچھی معلوم ہوئی تو میں اس کے قریب جا کر سننے لگا۔ جب اس نے یہ شعر پڑھا ؎

نیر بر معصوم بارد ہر خبیث باد گہر
آسماں رامے سزد گر سنگ بارد بر زمین

تو میرے دل میں ایک رقت کی حالت پیدا ہو گئی۔ پھر اس نے جب حسب ذیل شعر پڑھا۔ ؎

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے زبے کسیئے ما نمے برد خبرے

تو مجھ پر ایک وجد کی حالت طاری ہو گئی گویا کہ میں خود کھڑا یہ خدا تعالےٰ کے نبی آخرالزمان سے کہہ رہا ہوں کہ امت کی حالت بہت ابتر ہے مگر افسوس کہ ہماری اس حالت کی خبر پہنچانیوالا بھی کوئی نہیں ورنہ کیا یہ ممکن ہے کہ رحمۃ اللعٰلمین کی روح مبارک جوش میں نہ آجائے اور ایک نگاہ میں امت کا بیڑا پار نہ ہو جائے۔

"بشارت احمد"

میں نے اس شخص سے بہت منت سے کہا کہ وہ مجھے وہ اشعار جو اس نے پڑھے ہیں لکھا دے مگر اس نے مجھے کہا کہ کل جمعہ کی نماز کے وقت میں اس سے ایک مقررہ مکان پر ملوں۔ میں حسب قرار داد پہنچا وہ شخص مجھے ایک چوبارہ پر لیگیا جہاں نماز کی تیاری تھی۔ میں بھی نماز میں شامل ہو گیا۔ جب امام نے خطبہ پڑھا تو ایک وجد کی حالت تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خطیب محبت الٰہی میں ڈوبا ہوا ہے زبان میں کچھ لکنت تھی مگر پر معارف کلام جو محبت کے ساتھ رنگا ہوا تھا وہ اسباب کو خیال میں بھی نہ آنے دیتا تھا۔ پھر جب نماز پڑھائی تو سوز و گداز کا جو عالم تھا وہ کہہ رہا تھا کہ مسلمان مرتے ہیں میں نہ جانتا تھا کہ میں ایک احمدی کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔ نماز ختم ہوئی تو وہ دو چار احمدی مل کر باتیں کرنے لگے تو مجھے معلوم ہوا کہ او ہو۔ یہ لوگ تو احمدی ہیں۔ اور معلوم ہوا وہ فقیر جو شعر پڑھتا تھا وہ کوئی فقیر نہ تھا وہ اپنے رنگ میں کام کر رہا تھا۔ اور امام صلوٰۃ اور خطیب حضرت جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب تھے۔

میری بیعت

اب جناب ڈاکٹر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی نظم جو خوش الحانی سے پڑھی تو میرا دل اور بھی اس طرف مائل ہو گیا۔ مگر میں نے جب یہ سنا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو وہ وفات یافتہ کہتے ہیں تو میں نے اپنی سمجھ کے مطابق کچھ اعتراض کئے۔ مگر سچ یہ ہے کہ میرا دل قائل ہو چکا تھا۔ . . . . . پھر میں نے دیکھا مولوی مباحثہ بھی نہیں کر سکتے۔ اور اگر مولوی عبدالقیوم صاحب نے مباحثہ کیا بھی تو منہ کی کھائی۔ مولوی ولی محمد صاحب مجھے بجائے سمجھانے کے یہ کہا کرو کہ دیکھو ادھر کبھی مت جاؤ۔ مگر میں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا کہ حضرت عیسیٰ تو واقعی مر گئے اور ڈاکٹر صاحب نے مجھے حضرت مرزا صاحب کا مجدد اور مہدی ہونا اور مہدی اور مسیح کا ایک ہی ہونا اور کسر صلیب اور قتل دجال وغیرہ کل مسائل اچھی طرح سمجھا دیئے۔ اب میں نے بیعت کرنیکا ارادہ ظاہر کیا تو ڈاکٹر صاحب جھجکے اور کہا کہ ابھی تم کتابیں پڑھو۔ غالباً وہ ڈرتے ہونگے کہ کہیں پیچھے میں ان کے لئے باعث شرمندگی نہ بنوں لیکن میرے اصرار کرنے پر میرا بیعت کا خط لکھا گیا۔ میں لوگوں میں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ ادھر انٹرنس کا امتحان دے رہا تھا ادھر یہ بیعت کی اور ہر جگہ تبلیغ کرنے کی وجہ سے مخالفت شروع ہوئی۔ اپنے رشتہ داروں نے تو یہ سمجھا کہ گرمی کی وجہ سے کچھ دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اس لئے مجھے جلدی ہی شملے پہنچا دیا تاکہ میں کسی طرح احمدیت سے دور ہو جاؤں مگر

تیر تاثیر محبت کا خطا جاتا نہیں

بالکل سچی بات ہے مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ ادھر جناب ڈاکٹر صاحب دعائیں کیا کرتے تھے کہ خدایا اس خشک شہر میں کوئی احمدی بنا

میری قادیان کو روانگی

مجھے خط و کتابت کرتے ہوئے مسیح موعود کی محبت نے جوش مارا میں شملے سے سیدھا قادیان پہنچا اور حضور کے دست مبارک پر بیعت کی یہ عجیب بات ہے کہ اسوقت حضرت مسیح موعود نے آیت لو تقول علینا پر ایک مختصری تقریر کی جسے اب میں اچھی طرح سمجھ گیا۔ اور میں ایک ہفتہ کے قریب وہاں رہا۔

مولوی محمد حسین صاحب سے ملاقات

جب میں قادیان سے بیعت کرکے واپس آ رہا تھا تو بٹالہ سٹیشن پر مولوی محمد حسین صاحب مل گئے اور دیکھتے ہی سمجھ گئے ان کا اور میرا کوئی دو گھنٹے سے زیادہ دیر مناظرہ ہوتا رہا یہانتک کہ وہ اور میں امرتسر پہنچ گئے۔

اس مناظرہ میں مولانا صاحب کو میں نے گذشتہ واقعات یاد دلا کر کہا کہ بتایئے مرزا صاحب سچے ہیں یا نہیں۔ مولوی صاحب کو اعتراف کرنا پڑا کہ ہم نے بلاشبہ وہ منصوبہ کیا تھا جو میں پہلے لکھ چکا ہوں مولوی صاحب کو میں نے آیت لو تقول علینا کی دلیل سے ہی بالکل خاموش کر دیا۔ اور میں نے یہ تمام سرگذشت لکھکر اخبار الحکم میں شایع کرا دی۔ اور وہ تمام احمدی جو شملے کی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں وہ خاص طور پر ان تمام حالات سے واقف ہیں۔ اور جماعت احمدیہ کے اکثر افراد جو مجھ سے واقف ہیں وہ مجھ سے بار بار ان واقعات کو سن چکے ہیں میں نے بعض اوقات مخالفوں کے سامنے بڑے بڑے مجمع میں ایسے واقعات کو بیان کیا ہے

حضرت عمرؓ کے واقعہ سے مناسبت

جناب میاں صاحب خلیفہ قادیان نے اس طرح بیان کیا کہ آنحضرت صلعم کے قتل کے لئے حضرت عمر بڑے جوش سے نکلے مگر راستہ میں ہی مسلمان ہو گئے اسی طرح عمرالدین مسیح موعود کے قتل کے لئے شملے سے روانہ ہوا مگر راستہ میں ہی وہ بھی مسلمان ہو گیا اور جب وہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں پہنچا تو وہ بھی مسلمان تھا

چونکہ اخبار میں زیادہ گنجائش نہیں اس لئے میں نے حتی المقدور اختصار سے کام لیا ہے اور آخری حصہ مضمون تو میں نے اجمالاً لکھدیا ہے ورنہ یہ حصہ بھی ایک دلچسپ بحث تھی والسلام۔

(بقیہ صفحہ ۲۰)

کو خانقاہ اور جبہ و دستار اور نذر و نیاز کے نمونہ کی ضرورت نہیں بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس دنیا میں رہ کر اور شب و روز دنیا کے کاموں اور جھگڑوں میں پڑ کر انسان کس طرح پھر ان سب سے الگ بھی رہے۔ اور کس طرح دنیا کو خدا کی رضا کے ماتحت چلائے۔ اس زمانہ کو ترک دنیا کے نمونہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ دنیا میں رہ کر دین کو دنیا پر مقدم کہنے کے نمونہ کی ضرورت ہے۔ اور یہی وہ نمونہ ہے جو ہم حضرت مرزا صاحب میں بوجہ احسن دیکھ رہے ہیں۔"

میری والدہ مرحومہ اور اہلیہ مرحومہ کی قبول احمدیت

(جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نبلہ)

میری والدہ محترمہ اور اہلیہ تو دونوں اللہ کے گھر پہنچیں۔ اللھم اغفر لھما وارحمھما وانت خیر الراحمین۔ وہ زندہ ہوتیں تو اپنے خیالات کا اظہار خود کرتیں مگر اندریں حالات ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کے ارشاد کی تعمیل میں ان کی زبان سے سنے ہوئے خیالات کو اپنے الفاظ میں قلمبند کرتا ہوں۔

گزشتہ صدی میں مسلم خواتین کی حیثیت

۱۸۹۵ء کا زمانہ تھا۔ اس وقت عورتوں کی پردہ کی قیود اس قدر سخت تھیں کہ شوہروں یا باپ بھائیوں کے ساتھ برقعہ پہنکر بھی سیر کو نکلنا کشتنی اور گردن زدنی سمجھا جاتا تھا۔ اور عورت کی حیثیت اتنی ذلیل تھی کہ شوہر بیمار ہو تو بیوی سب طرح کی خدمت کرتی تھی۔ لیکن بیوی کی بیماری پر وہ مرتے مرجائے شوہر کا بیوی کے پاؤں دبانا یا سر دبانا یا کسی اور قسم کی خدمت کرنا مردانگی سے بعید سمجھا جاتا تھا۔ اور ایسا کرنے والا زن مرید اور نہایت ذلیل انسان خیال کیا جاتا تھا۔ ان دنوں میں میڈیکل کالج میں پڑھتا تھا اور ہم سارے بمعہ کنبہ کے پرانی انارکلی میں رہتے تھے۔ بابو محمد افضل مرحوم ایک احمدی تھے۔ جو مشرقی افریقہ میں ملازم تھے وہ ہندوستانی یوپی کے رہنے والے تھے۔ لیکن دو پشت سے مزنگ میں رہتے تھے۔ ان کی ایک بوڑھی دادی تھی اس کا عرصہ مدید سے ہمارے خاندان سے بہت ملنا جلنا تھا۔

بڑی بی کے متضاد بیانات

محمد افضل مرحوم کی دو بی بیاں تھیں ان میں سے ایک مزنگ میں رہتی تھی دوسری قادیان رہتی تھی۔ افریقہ سے وہ روپے حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے۔ حضرت ان کی دادی کو دیدیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بہت عرصہ کے بعد وہ دادی صاحبہ ہمارے ہاں آئیں۔ ان کی غیر حاضری کا سبب پوچھا تو بولیں کہ "بیٹی میں قادیان بہو کے پاس گئی ہوئی تھی حضرت مرزا صاحب سے روپے بھی لینے تھے۔ افریقہ سے آئے تھے بیٹی کیا پوچھتی ہو حضرت مرزا صاحب کو دیکھ کر تو خدا یاد آتا ہے سبحان اللہ یہ نورانی چہرہ! بس رات دن اللہ ہی اللہ کرتے ہیں۔ بڑے اللہ والے لوگ ہیں" غرضکہ بڑی تعریف کی۔ اس بات کو تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ ایک دفعہ پھر بہت دنوں کے بعد وہ مزنگ والی بڑی بی آئیں۔ پھر جو ان سے پوچھا کہ کیا قادیان گئی ہوئی تھیں کہنے لگیں "ہاں بیٹی قادیان گئی تھی۔ افضل نے روپے بھیجے تھے اور لکھا تھا کہ سارے روپے میری دادی کو نہ دینا وہ میری بی بیوں کو کچھ نہیں دیتی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے دو حصے میری بیویوں کو دیدیئے ایک حصہ مجھے دیا۔ میں نے تو مرزا صاحب کو کہدیا کہ جیسے تم جھوٹے ویسے تمہارا وہ مرید بھی جھوٹا۔ بھلا دادی کے ہوتے ہوئے بھی کبھی کسی مرد نے اپنی بی بی کے ہاتھ میں روپے دیئے ہیں۔ چودھویں صدی ہے اسی لئے تو یہ اندھیر ہے۔ بس بیٹی میں تو لڑ کر چلی آئی۔ انہوں نے بہتیرا کہا کہ ہم کیا کریں۔ مجبور ہیں۔ ہم نے تو اس کے لکھے پر عمل کرنا ہے مگر میں نے ایک نہ سنی۔ اور سچ تو یہ ہے بیٹی کہ مرزا صاحب نے عورتوں کو بہت سر چڑھا رکھا ہے اپنے ساتھ شام کو سیر کے لئے بی بی کو ساتھ لیجاتے ہیں۔ لاکھ برقعہ پہنا ہوا ہو مگر بھلا کہیں شریف زادیاں سیر کیا کرتی ہیں۔ اپنے باغ میں دبانی میں تو بہو بیٹیاں کھلے بندوں دوڑتی پھرتی ہیں۔ لاکھ پردہ سہی مگر بہو بیٹیوں کا ننگے آسمان کے نیچے دوڑتے پھرنا کس قدر شرم کی بات ہے اپنی بی بی کا بستر بچھا دیتے ہیں ان کے بستر کو جھاڑ بھی دیتے ہیں۔ بھلا مردوں نے بھی کہیں جوروؤں کا کام کیا ہے۔ دسترخوان پر کتے تلا بازیاں کھاتے رہتے ہیں۔ مرزا صاحب اُف تک نہیں کرتے۔ بھلا یہ مسلمانوں کا طریقہ ہے"

عورتوں کی جائز آزادی کی طرف پہلا قدم

بڑی بی کی اس قسم کی باتیں سن سن کر میں اور میری بی بی بہت ہنسے۔ کیونکہ ابھی پچھلے سال یہی بڑی بی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں اور اب وہ باتیں بیان کر رہی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اس تاریکی اور عورتوں پر سختی کے زمانہ میں مسلمانوں میں حضرت مرزا صاحب پہلے شخص تھے جنہوں نے عورتوں کو ان کی جائز آزادی دینے کے لئے پہلا قدم اٹھایا تھا۔ یا تو کتابوں میں پڑھا کرتے تھے کہ آنحضرت صلعم اپنی بی بیوں کے کاموں میں ان کی امداد کیا کرتے تھے۔ ہمارے زمانہ میں تو یہ امور نعوذ باللہ قابل شرم تھے یا یکایک حضرت مرزا صاحب نے اس نمونہ کو دوبارہ قائم کیا۔ اور یہ اس زمانہ کے مصلح کے لئے ضروری تھا یہ اصلاح لوگوں کے لئے اور خود عورتوں کے لئے نہایت حیرت انگیز تھی اور اس پر اعتراضوں کی ایک بوچھاڑ پڑی لیکن آپ نے ذرا پروا نہ کی اور عورتوں کو ان کی جائز شرعی آزادی دلا کر چھوڑی۔ خیر اس بات کو ایک عرصہ گزر گیا۔

مہمان نوازی کی انتہا

میں اپنی بیعت کرنے کے کچھ عرصہ بعد اپنی والدہ اور بی بی بچوں سمیت قادیان گیا۔ برسات کا مہینہ سخت گرمی۔ میری بی بی کی ناسازی طبع کی وجہ سے یکہ نہیں لیا۔ بہلی پر گئے۔ چھ گھنٹہ میں رات کے بارہ بجے قادیان پہنچے۔ چھوٹے چھوٹے بچے گرمی اور پیاس سے تڑپ گئے۔ شیشی کا دودھ پیتے تھے اس وقت گیارہ بجے رات کو دودھ کہاں سے ملتا۔ حضرت مسیح موعود نے ہمیں اپنے مکان کے ایک حصہ دار البرکات میں ٹھہرایا۔ میں بھاگا بھاگا ہوا دودھ لینے گیا۔ ایک احمدی حلوائی کے ہاں کوئی سیر بھر دودھ پڑا تھا وہ میرے سامنے ایک شخص لے گیا۔ میں اس سے مانگ مانگ رہ گیا۔ وہ کہنے لگا حضرت صاحب نے منگوایا ہے اور یہ کہتا ہوا چلدیا۔ مجھے بڑی تکلیف ہوئی کہ میرے بچے بھوکے رہ گئے اور یہ شخص دودھ لے گیا۔ واپس گھر پہنچا تو دیکھا کہ بچے دودھ پی رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب نے بھیجوایا ہے انہیں جیسے ہی یہ پتہ لگا کہ ساتھ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں انہوں نے سب سے پہلے آدمی دوڑایا کہ جہاں سے ملے دودھ لاؤ۔ چنانچہ وہ آدمی ہمارے لئے ہی دودھ لے گیا تھا میرے دل پر بڑا اثر ہوا۔ اس کے بعد ہمیں نواب محمد علی خاں صاحب والا مکان رہنے کو ملا۔ ڈیڑھ ماہ اس میں رہے۔ ڈیڑھ ماہ خود حضرت صاحب کے مکان کی نچلی منزل میں رہے۔

حضرت اقدس کی زندگی کا مطالعہ

یہ وہ زمانہ تھا جس میں میری بیوی اور والدہ کو حضرت اقدس کو بڑی غور سے مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ پہلے پہل تو انہیں حضرت صاحب کے مکان میں پہل پہل دیکھ کر تعجب ہوا۔ جیسا کہ خیال عام طور پر ہوتا ہے۔ ان کا بھی یہ خیال تھا کہ اللہ والوں کے گھر میں فاقہ اور افلاس کا دور دورہ ہونا چاہیئے۔ یہاں جو آکر دیکھا کہ زندگی ایک متوسط الحال شریف گھرانے کی ہے تو تعجب ہونا لازمی امر تھا۔ وہ مزنگ والی بڑی بی یاد آگئیں۔ لیکن ساتھ ہی حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ یاد آگیا کہ وہ بہت بڑے تاجر تھے۔ اور ان کے تین جہاز مال تجارت کے چلتے تھے۔ اور وہ دینوی بہار کا صافہ باندھا کرتے تھے لیکن کچھ عرصہ کے غور و خوض اور مطالعہ کے بعد جو کچھ میری والدہ اور اہلیہ نے مجھ سے اظہار خیالات کئے وہ یہ تھے کہ حضرت مرزا صاحب رہتے تو اس گھر میں ہیں لیکن حق یہ ہے کہ ان کا اس گھر سے کوئی تعلق نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ان کا دنیا کی کسی چیز سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ یاد الٰہی اور تصنیف کے سوا انہیں کوئی واسطہ نہیں کہ کون آتا ہے اور کون جاتا ہے گھر میں کیا ہوتا ہے اور کیا پکتا ہے۔ غضب یہ ہے اس قدر ہے کہ انہیں قطعاً پتہ نہیں لگتا کہ کون پاس سے گزر گیا۔ کبھی آنکھ اٹھا کر کسی کو نہیں دیکھا۔ گھر میں نعمتیں پکیں انہیں اپنے شوربے چپاتی کے سوا کسی سے کوئی غرض نہیں۔ کسی نے دیدیا تو کھا لیا نہیں تو مانگا کبھی نہیں۔ جو دیدیا سو کھا لیا کسی چیز کی خواہش کبھی نہیں کی۔ اور کھاتے اس قدر کم ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ اس غذا پر اس قدر تصنیف کا کام کس طرح کرتے ہیں۔ کتنا ہی نقصان ہو جائے کبھی کسی کو کچھ نہیں کہتے۔ کسی کو تکلیف ہو تو دیہر طرح کے ایثار کو موجود ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان کا اپنا گھی کا گھڑا کوئی لڑکا دے تو اُف نہیں کرتے۔ تھوڑی سی کوئی خدمت کرے تو اس قدر احسان مانتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کوئی سلطنت بخشدی۔ غرضکہ انہوں نے کہا کہ ہم نے ایک مرتبہ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پڑھے تھے کہ ایک شخص جو ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کی امارت کو دیکھ کر اسے ٹھوکر لگی۔ انہوں نے اسے فرمایا کہ کچھ عرصہ ہمارے پاس رہو۔ ایک دن سید صاحب رح کی دکان کا منیجر حاضر ہوا اور عرض کی ہمارے تینوں جہاز جو مال تجارت لا رہے تھے ڈوب گئے۔ آپ نے کچھ عرصہ غور کیا اور فرمایا الحمد للہ۔ تھوڑے عرصہ کے بعد وہ منیجر پھر آیا۔ عرض کی وہ خبر غلط تھی کسی دشمن نے اڑائی تھی۔ ہمارے تینوں جہاز صحیح سالم پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے پھر کچھ عرصہ غور فرمایا اور فرمایا الحمد للہ۔ اس شخص نے دریافت کیا کہ آپ نے مال کے جانے پر اگر الحمد للہ کہا کہ اچھا ہوا دنیا چلی گئی تو مال کے واپس آنے پر کیوں الحمد للہ کہا۔ اور اگر مال کو فضل ربی سمجھ کر الحمد للہ کہا تو جانے پر کیوں الحمد للہ کہا تھا۔ حضرت سید صاحب نے فرمایا کہ نہ میں نے آنے پر الحمد للہ کہا نہ جانے پر الحمد للہ کہا بلکہ جب پہلی مرتبہ اس نے خبر دی کہ تینوں جہاز غرق ہو گئے تو میں نے اپنے قلب کے اندر غور کیا کہ آیا مجھے دنیا کے مال کے جانے کا کوئی غم ہوا؟ جب دیکھا کہ کوئی غم نہیں ہوا تو میں نے

الحمدللہ کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اب مجھے دنیا کے مال سے کوئی محبت نہیں رہی کہ اس کے جانے کا غم ہو۔ اور جب اس نے مال کے ڈھیر آنے کی خبر سنائی تو پھر میں نے قلب میں غور کیا کہ مجھے مال کے واپس آنے سے کوئی خوشی ہوئی؟ جب دیکھا کہ نہیں ہوئی تو میں نے خدا کا شکر کیا کہ الحمدللہ مجھے دنیا کے مال سے اب کوئی محبت نہیں کہ اس کے آنے سے خوشی ہو۔ اس پر وہ شخص قائل ہو گیا کہ واقعی فقر اسی کا نام ہے کہ دنیا میں رہ کر پھر دنیا کے مال اور منال، زن و بچے سے الگ رہے۔ اسی کا نام انقطاع الی اللہ ہوتا ہے۔ چنانچہ جس طرح اس شخص نے سید صاحبؒ کی بیعت کر لی تھی ہم نے بھی حضرت مسیح موعود کی بیعت کر لی ہے۔ کیونکہ ہم نے یہی دیکھا کہ آپ اس دنیا میں رہ کر دنیا سے اس قدر الگ ہیں کہ ایک جنگل میں بیٹھنے والا راہب بھی اس سے زیادہ دنیا سے الگ نہیں ہو سکتا۔ پس یہ اگر ولی نہیں تو دنیا میں کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔

غیر معمولی دماغی محنت

میری والدہ نے مجھے کہا کہ حضرت صاحب دماغی محنت اتنی کرتے ہیں کہ جب لکھتے لکھتے بیٹھے بیٹھے تھک جاتے ہیں تو صحن میں ٹہلنے لگتے ہیں۔ ایک دوات صحن کے ایک سرے کی دیوار پر رکھ لیتے ہیں۔ اور ایک دوات صحن کے دوسرے سرے پر رکھ لیتے ہیں۔ ٹہلتے جاتے ہیں۔ اور لکھتے جاتے ہیں جب صحن کے ایک سرے پر پہنچے تو وہاں کی دوات سے قلم کے لئے سیاہی لے لی اور جب دوسرے سرے پر پہنچے تو وہاں سے قلم کا ڈوبا لے لیا۔ اس قدر دماغی محنت کے باوجود خوراک بہت کم ہے حضرت صاحب سے عرض کرو کہ بادام پیس کر پیا کریں چنانچہ

میں نے حضرت کی خدمت میں یہ عرض کی۔ حضرت نے حسب معمول بہت اظہار خوشنودی کیا فرمانے لگے ہاں یہ بہت خوب تجویز ہے۔ [illegible] بادام کچھ عرصہ پیسا کیے [illegible] ان دنوں تصنیف کا کام بڑا تھا۔ [illegible] بادام [illegible] دشمنوں نے اپنے مطاعن [illegible] بڑا ہاں [illegible] بادام پیتا ہے فقر کا [illegible] کا ہوا۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی نمونہ

انہی دنوں ایک پنجابی بڑھیا ہمارے ہاں آیا کرتی تھی رہتی قادیان میں تھی مگر اسے قادیان والوں سے بڑی شکایت تھی چنانچہ ایک دن میری بیوی سے کہنے لگی کہ "بی بی خدا نہ کرے یہاں کسی کو موت آئے۔ مردے کی مٹی خراب۔ بس یہ مرزائی گڑھے میں ڈال کر چلتے تک نہیں۔ جنازہ کی نماز تو پڑھتے ہیں۔ مگر پیچھے نہ دسواں نہ قل نہ دسواں نہ چالیسواں۔ نہ جمعرات نہ حلوا نہ روٹی۔ آگے لوگ مرتے تھے۔ مجھے کپڑے ملتے تھے۔ حلوے ملتے تھے۔ اب کچھ نہیں رہا۔" میری بیوی نے کہا تو یہ اچھا ہوا۔ ان بدعتوں سے مسلمانوں کو نجات دلائی۔ کہنے لگی فقر کس بات کا ہے جس طرح ہم لوگ رہتے کھاتے پیتے ہیں اسی طرح یہ لوگ بھی رہتے کھاتے پیتے ہیں۔ نہ کوئی خانقاہ نہ جبہ۔ نہ نذر۔ نہ نیاز۔ میری بیوی نے کہا کہ مجدد جو آتا ہے وہ دراصل اس زمانہ کی روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے آتا ہے وہ اپنی زندگی میں ایسا نمونہ دکھاتا ہے جس کے مطابق اس زمانہ کے لوگ اپنی زندگیوں کو ڈھالا نہ بنائیں یہ زمانہ دنیا میں [illegible] جد و جہد کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ

(باقی بر صفحہ ۱۸)

حضرت مسیح موعودؑ

(ازجناب حسن از مانگٹ وال)

اے مسیحائے زماں اے مہدیٔ عالی وقار
تیری تربت پر خدا کی رحمتیں ہوں صد ہزار

اے ہمارے مرشد و ہادی ہمارے رہنما
ہیں ترے احسان ہم پر بےحساب و بےشمار

تو نے ہی گنج سعادت کا نشاں ہم کو دیا
نقد دیں بخشا بنایا علم کا سرمایہ دار

یہ سراسر فضل رحماں تھا کہ تو ظاہر ہوا
ہو چکے تھے ورنہ ہم جہل و ضلالت کا شکار

تجھ سا محسن کوئی دنیا میں نظر آتا نہیں
حسن و احساں میں ہو تو لاریب بحر بےکنار

جلوہ گر شان محمدؐ ہے شمائل میں تری
ذات تیری مظہر خیر البشر فخر الخیار

راز دار علم دیں تو واقف سر خفی
شاہ اقلیم ولایت عارفوں کا تاجدار

عالم علم لدنی، دانش آموز جہاں
عقل دور اندیش علم و فضل کا گنجینہ دار

"سِرُّکَ سِرِّی" ہے ارشاد خدا حق میں ترے
رازداں تیرا خدا اور تو خدا کا رازدار

ہے ترے انفاس قدسی میں عجب تاثیر کچھ
کر دیئے زندہ خدا کے حکم سے مردے ہزار

اللہ اللہ! یہ اثر یہ جذب یہ شان کشش
لارڈ ہیرن آئے تیرے کوچہ میں عشاق وار

ایک دنیا آج تیری راہ میں قربان ہے
ایک عالم کر رہا ہے جان و دل تجھ پر نثار

حبذا اے حسن شان مہدیٔ موعود حق
تیرے شیدائی ہیں استادہ قطار اندر قطار

رنج و غم کھایا کیا، تو مدتوں تڑپا کیا
دین احمدؐ کے لئے رویا کیا تو زار زار

اٹھ ذرا مرقد سے اپنی کھول کر بند کفن
دیکھ اب تیرے چمن میں گل کھلے ہیں بےشمار

کشت زار دیں ہوا سرسبز اک مدت کے بعد
باغ دیں تیرے لگے فضل خدا سے اب ثمار

گلشن احمد بنا اب مسکن باد صبا!
چل رہی ہے اب نسیم رحمت پروردگار

وادیٔ مغرب سے نکلا آفتاب اسلام کا
دہر سے اب مٹ گیا نقش شب تاریک و تار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر جاں سے نثار

آچکا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار

اٹھ رہی ہے ہر طرف سے ربنا اللہ کی صدا
کچھ نہیں مردم پرستی کو کہیں عز و وقار

مرکز تثلیث میں توحید کا ہے غلغلہ
نعرۂ اللہ اکبر گونجتا ہے بار بار

آج کیوں سجدات شکر حق بجا لائیں نہ ہم
فضل ایزد سے ہوئے ہم کامیاب و کامگار

ہوگا ہفت اقلیم میں سکہ ہمارا ہی رواں
پیٹتا سر کو رہے گا یونہی خصم نابکار

(حسن۔ مانگٹ وال)

میں نے احمدیت کیوں قبول کی؟

از مولوی عبدالرحمٰن صاحب جالندہری

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اکابر بزرگ اس مضمون پر کہ انکے یہ حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل ہونے کے کیا اسباب ہوئے ہیں اپنے دلچسپ اور قیمتی حالات سے ہم کو بہت کچھ استفید فرمائیں گے جو ہمارے دلوں کو منور اور ہماری روحانیت کو تازہ کرنے والے ہونگے مکرم مدیر صاحب "پیغام صلح" کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے میں بھی مختصر طور پر عرض کرتا ہوں کہ میں نے احمدیت کو اختیار کرنے کی ضرورت کیوں محسوس کی۔

تلاش حق کی خواہش

میرے والد صاحب مرحوم بڑے دیندار اور اہل حدیث خیالات کے تھے۔ مجھے طالب علمی کے زمانے میں گاہے گاہے ان کی زیر مطالعہ کتابیں دیکھنے کا موقع مل جاتا تھا اس سے میرے دل میں مذہبی شوق پیدا ہوا اسلام کی خوبیاں تو نظر آتی تھیں لیکن بعض اعتراض اس قسم کے سامنے آتے تھے کہ ان کا حل میرے پاس کوئی نہ تھا اور نہ کوئی کتاب میری مدد کر سکتی تھی اس سے میری طبیعت میں حق کو تلاش کرنیکی خواہش بڑھی۔ سکول کی زندگی ختم کرکے مجھے شملہ میں ملازمت کے سلسلہ میں رہنا پڑا میرے والد ماجد شملہ میں کاروبار کرتے تھے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ان کے دوستانہ تعلقات تھے مگر مولوی کی خود غرضانہ روش کے وہ شاکی تھے۔ مولوی صاحب ہر سال شملہ آیا کرتے تھے اور والد صاحب مرحوم سے بہت ملاقات رہا کرتی۔ مولوی صاحب کو انگریزی خط و کتابت کے لئے کسی آدمی کی ضرورت پڑی۔ والد صاحب کے ارشاد اور مولوی صاحب کی خواہش پر میں نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا اور اس کے عوض میں مولوی صاحب سے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ میں نے پہلے نصف پارہ کے قریب ان سے پڑھا اور جو کچھ اعتراضات ہوتے انکی خدمت میں پیش کرتا لیکن ان کے جواب سے میرے دل کو تسلی نہ ہوتی مجبوراً میں نے ان سے قرآن خوانی کا سبق بند کر دیا۔

حضرت اقدسؑ کی کتابوں کا مطالعہ

میرے والد صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ نیک ظنی تھی ان کو سرمہ چشم آریہ اور رپورٹ جلسہ مذاہب پڑھنے کا اتفاق ہوا انہوں نے یہ دونوں کتابیں مجھے بھی پڑھنے کے لئے دیں اور کتابوں کی بہت تعریف کی۔ میں نے یہ کتابیں پڑھیں تو ایسا محسوس ہوا کہ ایک نئی مذہبی دنیا میں آگیا ہوں بہت سے اعتراض جو میرے پیش نظر تھے صاف ہوگئے اسلام کی خوبیاں میرے دل پر اثر کر گئیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تصانیف پڑھنے کا شوق بڑھ گیا۔ انہی دنوں میں مکرم بزرگ شیخ الہ دین صاحب سے اور مکرم خانصاحب منشی برکت علی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ان ہر دو احباب نے مجھے کتابیں عنایت فرمائیں حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں پڑھنے کے بعد اور سلسلہ احمدیہ کے حالات سے واقفیت پیدا کرتے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اسلام کی صحیح تصویر اور خوبیوں کا نقشہ احمدی لٹریچر کے سوا کسی دوسری جگہ نہیں اس پر اچھی طرح غور کرکے کچھ عرصہ کے بعد میں نے بیعت کرلی۔

صداقت مسیح موعودؑ کا سب سے بڑا معیار

ہر شخص اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے صداقت کو پرکھتا ہے میرے نزدیک حضرت مسیح موعود کی صداقت کا سب سے بڑا معیار یہ ہے کہ آپ نے اسلام کی سچی اور صحیح پاکیزہ تصویر دنیا کے سامنے پیش کی ہے مذہب کا ماننا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ مذاہب کے موجودہ جنگل میں صحیح مذہب کی تلاش ایک اہم کام ہے۔ اسلام انسانی فطرت کے تقاضے کو پورا کرتا ہے لیکن علماء سو کی کرم فرمائیوں نے اسلام کی شکل ایسی بگاڑ دی کہ ایک سلیم الفطرت انسان انکے بیان کردہ اسلام کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا

حیات مسیح کا غلط عقیدہ

حضرت عیسےٰؑ کی حیات اور آپکی طرف بعض خاص اوصاف کا منسوب کرنا جو آپ کو خدائی کے مقام تک پہنچا دیتا ہے دیگر انبیاء کی طرف بعض خطرناک غلطیوں کا منسوب کرنا اسلام اور بانئ اسلامؐ کے متعلق غلط اعتقادات کا رکھنا اور اس قسم کے اور مسائل اور عقائد اسلام کے لئے بدنما داغ ہیں دنیا اور بالخصوص مغربی اقوام اس وقت مذہب کی تلاش میں ہیں کیا مولوی صاحبان کا خود ساختہ اسلام ان کی پیاس کو بجھا سکتا اگر یہ خود ساختہ اسلام ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جاوے تو بجائے فائدہ مند ثابت ہونے کے نقصان دہ ثابت ہوگا۔ جو لوگ خود حضرت عیسےٰ کی حیات اور ان کی طرف منسوب کردہ خیالات کی بنا پر عیسائی مذہب سے بیزار ہیں ان کے سامنے اس اسلام کو پیش کرنا جس میں ان کے لئے وہی باتیں موجود ہوں کس قدر خطرناک غلطی ہے۔ یہی حال باقی خود ساختہ عقائد کا ہے۔

ایک سند یافتہ مولوی سے بحث

مجھے شروع شروع میں غالباً ۱۹۰۵ء میں ایک زبردست سند یافتہ مولوی صاحب سے وفات مسیحؑ پر بحث کا اتفاق ہوا۔ ان کی علمی قابلیت کے مقابلہ میں میری علمیت کی کوئی ہستی نہ تھی۔ لیکن ان مولوی صاحب کے اصرار پر میں نے بحث کو منظور کر لیا میرے مکرم مولوی علم الدین صاحب نے بھی اس تجویز کو پسند فرمایا۔ چنانچہ بحث ہوئی اور مخالف مولوی صاحب کو میری طرف سے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور حضرت مرزا صاحب کے دلائل کے سامنے مخالف مولوی صاحب کی منطق اور علمیت کوئی کام نہ دے سکی اس قسم کے تجربے ہمیشہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ جب کبھی کسی مخالف اسلام کے سامنے حضرت مرزا صاحب کی بیان کی ہوئی پاکیزہ تصویر اسلام اور بانئ اسلام کی پیش کی جاتی ہے تو وہ مبہوت ہو جاتا ہے اور اسے ماننا پڑتا ہے کہ یہ تعلیم نہایت اعلیٰ ہے۔ اور جو اسلام عام علما پیش کرتے ہیں اس میں یہ خوبیاں نظر نہیں آتیں

حضرت مسیح موعودؑ کی فتح

الغرض اسلام کی پاکیزہ شکل ہمیں صرف حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ نظر آتی ہے۔ اسلام کی ایسی پاکیزہ تصویر کے سامنے ہمارے مخالفین کی گردنیں جھکتی ہیں چنانچہ ہمارے اشد ترین مخالف بھی اب انہی عقائد کو اور انہیں اصولوں کو لیتے جاتے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے قائم کئے ہیں۔ کتنے علما ہیں جو اس وقت حیات مسیحؑ کے قائل ہیں۔ یقیناً ایسے علماء کی گنتی گویا نہ ہونے کے برابر ہے۔ اب تو حیات مسیحؑ کا عقیدہ ایک عقلمند انسان کا عقیدہ نہیں سمجھا جاتا یہی حال باقی تمام عقائد کا ہے۔ وہی عقائد اور مذہبی اصول احمدیت کے مخالف قبول کرتے جاتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب نے پیش کئے ہیں۔ اگر احمدیت کے سخت سے سخت مخالف کو بھی کسی مخالف اسلام سے مقابلہ ہو تو حضرت صاحب کی کتابوں کی تلاش ہوتی ہے۔ اسلام کی سچائی کے لئے حضرت صاحب کے قائم کردہ اصولوں کو پیش کیا جاتا ہے اس لئے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں اور اسکے بغیر وہ اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ مخالفین کا انہی اصولوں اور عقائد کا اختیار کرنا اسبات کی کھلی دلیل ہے کہ یہی حق ہے۔ جو چیز سچائی پر مبنی ہو جس کے اندر صداقت ہو اس کی جڑ مضبوط ہو۔ وہ دنیا میں قائم ہو جاتی ہے۔ باطل عقائد بے بنیاد ہوتے ہیں

قبول احمدیت کی ضرورت

الغرض مجھے اس بات کی ضرورت تھی اور ہمیشہ ہے کہ اسلام کی خوبیاں اور اس کی صحیح اور پاکیزہ تصویر میرے سامنے ہو جس سے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو۔ اسلام پر جو اعتراض ہوں ان کے کافی اور شافی جواب میرے پاس ہوں تاکہ اسلام کی شاندار شکل ہر قسم کے گرد و غبار سے پاک اور صاف مجھے نظر آوے۔ میرے پاس قرآن کریم کی خوبصورت تفسیر ہو جو نقائص سے منزا ہو جس سے میری روحانیت کو تروتازگی حاصل ہو۔ بانئ اسلام حضرت نبی کریمؐ کا اسوۂ حسنہ ایک اعلیٰ اور بلند شان میں مجھے دکھائی دے۔ صحابہ کرامؓ اور بزرگان اسلام کی خوبیاں مجھے نظر آویں۔ مجھے اپنی مذہبی تڑپ بجھانے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت ہے۔ مجھے یہ چیزیں سوائے اس کے کہ میں احمدیت کو اختیار کروں دوسری جگہ صحیح طور پر دکھائی نہیں دیتیں اس لئے میں مجبور ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کی غلامی میں آکر احمدیت کو قبول کرلیا اگر بفرض محال میں حضرت مرزا صاحب کی شخصیت کو نہ بھی مانوں تو مجھے اصول اور عقائد مجبوراً وہی ماننے پڑیں گے جو حضرت مرزا صاحب کے قائم کردہ ہیں اور میں کیا یہ اصول تو ان لوگوں کو بھی ماننے ہی پڑتے ہیں جو احمدیت کے یا اسلام کے مخالف ہیں۔ لیکن یہ میری سخت بے وقوفی ہوگی کہ میں اصول اور عقائد تو ایک شخص کے لے لوں لیکن اس کی ذات کو بیچ میں سے نکال کر ان بے شمار فوائد سے جو مجھے اس کے دامن کے ساتھ وابستہ ہونے سے حاصل ہوں اپنے آپ کو محروم اور بے نصیب رکھوں اللہ تعالیٰ ہر مسلم کو ایسے کر دغل سے محفوظ رکھے

(بقیہ صفحہ ۱۶)

انگریزی آپ قطعاً نہ جانتے تھے ۔ بڑے شہروں کی علمی سوسائٹیوں سے آپ بالکل بیگانہ تھے ۔ اخبار بین آپ نہ تھے پھر کس طرح انکار کیا جا سکتا ہے کہ یہ علوم آپ کو خدا کی طرف سے نہیں ملے جس طرح حضرت مسیح موعود نے حضرت نبی کریم صلعم کی صداقت پر یہ شعر لکھا تھا کہ ؎

امی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

وہی بات آج ہمیں نظر آتی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے فیض سے آپ کا ایک غلام کس طرح ایک گمنام گاؤں قادیان میں ان علوم کا وارث ٹھہر جاتا ہے جن کی دنیا کی ہدایت کیلئے آج ضرورت ہے ۔ کیا اس سے بڑھکر صداقت کا نشان کوئی اور ہو سکتا ہے ؟

ایک رؤیا

خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ شروع شروع میں ایک دفعہ پادری زویمر نے ہمارے خلاف انگلستان میں بڑا پروپیگنڈا کیا تو رؤیا میں میں نے حضرت مسیح موعود کو دیکھا کہ تشریف لائے ہیں ۔ اور میری ٹانگوں کو زور سے دبایا اور فرمایا کہ میں نے پادریوں کے مقابلہ میں تمہاری ٹانگوں کو خدا کے فضل سے مضبوط کر دیا ہے ۔ انشاء اللہ اب متزلزل نہ ہونگی ۔" چنانچہ اس کے بعد ہم اس پادری پر غالب آئے ۔ اور ہمارے قدم انگلستان میں بیش از بیش جم گئے ۔

حضرت مسیح موعود کا ارشاد

اپنی زندگی میں بھی حضرت مسیح موعود نے ایک دفعہ میرے سامنے خواجہ صاحب سے فرمایا تھا کہ آپ بار بار میرے پاس آیا کریں اور فائدہ اٹھایا کریں ۔ اغلب ہے کہ آپ کو تبلیغ اسلام کے لئے ہندوستان سے باہر جانا پڑے سو ایسا ہی ہوا جیسا کہ اس مرد خدا نے فرمایا تھا ۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

دہریت سے احمدیت کی طرف

(جناب حافظ محمد حسین صاحب وکیل گجرات پنجاب)

۱۹۱۹ء موسم گرما میں حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب اور حضرت خواجہ صاحب مرحوم شملہ میں کیتھی بازار کے قریب ایک بنگلہ میں اقامت پذیر تھے ۔ خاکسار بھی ان دنوں ان کے قریب ہی سکونت پذیر تھا ۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا میں اسسٹنٹ کی حیثیت سے کام کرتا تھا ۔

میں نے کالج سے تازہ بی اے کی ڈگری لیکر دنیاداری کی پرخار وادی میں قدم رکھا تھا ۔ انگریزی تعلیم کا اثر دماغ پر تھا ان دنوں نوجوانوں میں کچھ فیشن ہو گیا تھا کہ لامذہبیت کا عام اعلان کریں ۔ خدائے برتر کی ہستی کا نہ صرف انکار کریں بلکہ خدا کے ماننے والوں کا تمسخر بھی اڑائیں ۔ چنانچہ میں بھی علانیہ دہریہ پن پر فخر کیا کرتا تھا ۔ اور مذہبی لوگوں کو بیوقوف خیال کرتا تھا ۔ دفتروں کے کلرک اکثر میرے پاس آکر بیٹھا کرتے تھے ۔ اور میری باتوں سے متاثر ہو کر اپنی کشتی ایمان کو کفر و الحاد کے خوفناک طوفانوں میں غرق کر دیتے تھے ۔ میں اکثر نئے نئے دلائل تراشا کرتا تھا ۔ اور سمجھتا تھا کہ مذہب کے دلدادہ میری کسی دلیل کی تردید نہیں کر سکتے ۔

حضرت مولانا اور حضرت خواجہ صاحب سے محض چھیڑ خانی کے لئے نہ کہ طلب حق کی خاطر بحث و مباحثہ کا میدان گرم کیا کرتا تھا اور اپنے حواریوں کے سامنے بڑی شیخیاں مارا کرتا تھا ۔ ان دنوں خواجہ صاحب کو عارضہ لاحق ہو چکا تھا ۔ یورپ کے دہریوں سے اکثر ان کے مباحثے رہا کرتے تھے ۔ میری دہریت بھی درحقیقت مغربی دہریت ہی کی ایک شاخ تھی ۔ وہ ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں بڑے بڑے دلائل دیا کرتے تھے ۔ مگر میری طرف سے بھی تردیدی دلائل کی کچھ کمی نہ تھی جس سے ان کو سخت تکلیف پہنچی تھی ۔ چڑچڑاہٹ اور ضد کی یہ حالت تھی کہ گفتگو میں تفاخر اور شیخی کا رنگ نمایاں تھا ۔ کئی دنوں تک یہ حالت رہی ۔ آخر حضرت قبلہ مولانا نے مجھے حضرت مسیح موعود کی تصنیف "اسلام کی فلاسفی" دی وہ رات کو میں نے پڑھنی شروع کر دی ۔ اور تقریباً ساری رات اس کو پڑھتا رہا ۔ اس کے آخری صفحوں پر پہنچا تو رات کی تاریکی کے ساتھ میرے دل کی تاریکی بھی دور ہو گئی ۔ ادھر صبح نمودار ہوئی اور ادھر میرے دل میں آفتاب ایمان کی شعاعیں چمکنے لگیں میرا دل علم و ایمان سے بھر گیا ۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک نئی دنیا میں آ گیا ہوں ۔ اور ایک نئی پیدائش مجھے حاصل ہو گئی ہے ۔ سویرے سویرے میں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام کی صداقت پر شہادت دی اور ساتھ ہی عرض کیا کہ اس کتاب کا مصنف صحیح مسلمان ہے اور اسلام کی روشن تصویر جو اس نے اس کتاب میں کھینچی ہے ایسی دلآویز ہے کہ بے اختیار اسے قبول کرنا پڑتا ہے ۔ میں اس وقت جماعت احمدیہ میں داخل ہو گیا ۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات اور حیات کا مسئلہ میرے سامنے کبھی رکاوٹ نہیں ہو سکتا تھا میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ تسلیم نہیں کر سکتا تھا کہ دو ہزار برس سے ایک انسان بلا وجہ دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو کر قید تنہائی میں اپنی اداس زندگی بسر کر رہا ہے جس شخص کے قلم نے میرے شکوک کو رفع کر دیا وہ میرے لئے مسیحا تھا کیونکہ ایک مردہ روح کو اس نے زندگی بخشی ۔ حضرت رب العزت کا اپنے بندے سے ہمکلام ہونا بھی میرے لئے قبول احمدیت میں رکاوٹ کا موجب نہیں ہو سکتا تھا ۔ کیونکہ مجھے جس خدا سے انکار تھا وہ بہرا ۔ گونگا ۔ اور نابینا خدا تھا ۔ حاضر و ناظر خدا جو اپنے بندوں کے افعال پر نگاہ رکھتا ہے ۔ ضروری تھا کہ ان سے ہمکلام بھی ہو اور اس کی ہستی سے انکار قطعاً ناممکن تھا حضرت مرزا صاحب کا یہ دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ سے انہیں شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہے ۔ میرے لئے باعث ازدیاد ایمان تھا ۔ مجددیت کا دعویٰ نہایت معقول اور مدلل تھا ۔ اور میرے لئے ہر طرح قابل قبول تھا ۔ کیونکہ اسلام میں لوگوں نے طرح طرح کی افترا پردازیاں شامل کر کے اصل تعلیم کو بدنام کر رکھا تھا ۔ اور ضروری تھا کہ کوئی بزرگ اللہ تعالیٰ سے روشنی حاصل کر کے اس کی تجدید کرے ۔ پس "اسلام کی فلاسفی" کے مصنف سے بڑھکر اس عہدہ کا اور کون مستحق ہو سکتا تھا ۔

ان سب باتوں سے بڑھکر اشاعت و تبلیغ کا کام تھا جو خاص طور پر اپیل کرتا تھا "اسلام کی فلاسفی" میں اعلیٰ درجہ کی تبلیغ تھی اور وہی میرے قلب کو مسخر کر گئی ۔ عقیدہ کے لحاظ سے حضرت کی تعلیم عین اسلام تھی ۔ اور عمل کے لحاظ سے حضرت رسالتمآب صلعم کے نقش قدم پر چلتے تھے ۔ اس سے بڑھکر نجات کے لئے اور کیا چاہیئے ۔

میرا احمدی جماعت میں شامل ہونا تو ایک ہی مختصر واقعہ ہے جسے میں نے مختصراً حسب ارشاد عرض کر دیا ہے ۔

قبول احمدیت

از جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جنرل سیکرٹری انجمن

جولائی ۱۸۹۹ء میں ریلوے کے ضلع بھٹنڈہ میں بطور سگنیلر ملازم ہوا۔ چند ماہ اس اسامی پر کام کرنے کے بعد اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر اور کلرک تین ماہ بعد سگنیلر انچارج سٹیشن جینا کی اسامی پر ترقی پا گیا۔ ۱۹۰۰ء کے آخر میں مجھے بھٹنڈہ ٹرانسفر کر دیا گیا۔ جلینا میں تعیناتی کے دوران میں مجھے ایک ماتحت آریہ سے آریہ سماجی کتب دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس کے بعد بھٹنڈہ میں تو ان کی سماج کی عمدہ کارگزاری دیکھ کر مجھمیں اسلامی جوش نے گدگدی پیدا کی اور میں نے نہ صرف آریہ سماج کی تمام مروجہ کتب کو جمع کیا۔ بلکہ اس کے خلاف جتنی کتابیں مولوی عبدالحمید صاحب پانی پتی مقیم آگرہ۔ مولوی ابو رحمت حسن صاحب میرٹھی مولوی۔ فیروزالدین صاحب ڈسکوی۔ مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری اور سکھ عیسائی مصنفین نے لکھی تھیں مہیا کیں اس زمانہ کے قریباً تمام اسلامی رسالوں اور اخباروں کا میں باقاعدہ خریدار تھا۔ سماجی اخبارات بھٹنڈہ کے سماجی دوستوں سے لے لیا کرتا تھا۔ آخر کثرت مطالعہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ میں نے آریہ سماج کی تردید میں رسالہ انوار الاسلام سیالکوٹ الٰہدیہ میرٹھ۔ ضیاءالاسلام بمبئی وغیرہ میں مضامین کا سلسلہ شروع کیا اور چند ایک مختصر ٹریکٹ رد آریہ میں شایع کئے۔ اس زمانہ میں میری تنخواہ کا کثیر حصہ لٹریچر اور کتب کی خرید میں صرف ہو جایا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی کتاب اسوقت تک میں نے نہ دیکھی تھی۔ ہاں مولانا محمد سلیمان صاحب نے جو ان دنوں بھٹنڈہ میں مجسٹریٹ خاص تھے ایسی کتابیں جو حضرت مسیح موعود کے خلاف تھیں مجھے دیں۔ ان کو پڑھ کر صرف اتنا اثر ہوا کہ حضرت صاحب کی کتب کے مطالعہ سے بے پرواہی سی ہو گئی۔ گویا سنت کی حد تک خدا نے مجھے نہ پہنچایا

نسیم دعوت کا مطالعہ

اسی زمانہ میں مجھے انجمن حمایت الاسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر جو اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ کی عمارت میں ہو رہا تھا۔ شامل ہونے کا اتفاق ہوا جلسہ گاہ کے باہر کئی کتب فروش مختلف قسم کی کتابیں فروخت کر رہے تھے رد آریہ کی کتب تلاش کرتے میری نظر نسیم دعوت مصنفہ حضرت مسیح موعودؑ پر پڑی جسے میں نے خرید کر لیا۔ چونکہ اس میں آریہ سماج اور عیسویت کے اصولوں پر بیرکن اور مدلل بحث تھی۔ اس لئے مجھے آپکی دوسری اسی قسم کی کتابیں خریدنے کا شوق پیدا ہوا۔ یہانتک کہ رد آریہ کی آپکی تمام کتابیں مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ اسوقت تک جتنے علماء اسلام کی کتابوں کا ذخیرہ میرے پاس تھا ان میں سے اکثر دلائل عقلیہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے لی ہوئی ہیں

سجادہ نشین صاحب تونسہ کی بیعت

قیام بھٹنڈہ کے زمانہ میں بطور سگنیلر کے دو ایک مرتبہ حضرت میاں موسیٰ صاحب مرحوم سجادہ نشین تونسہ سے ملاقات ہوئی۔ پھر اس کے بعد جب وہ بھٹنڈہ کے راستہ اجمیر تشریف لیجاتے تھے۔ تو میں ان کے لیے گاڑی کا انتظام کرتا رہا۔ بھٹنڈہ کے قاضیوں میں سے ان کے بہت سے مرید تھے۔ ان کی اور اپنے ایک دوست ہیڈ کلرک سٹیشن ماسٹر کی ترغیب سے میں نے میاں صاحب موصوف کی بیعت کر لی۔ اس سے قریباً ایک سال بعد مندرجہ بالا واقعات پیش آئے اور میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب رد آریہ دیکھیں

مولانا فیروزالدین صاحب ڈسکوی کا اعتراف

جناب الغفور کے دو تین سال بعد انہی دنوں میں مولانا فیروزالدین صاحب ڈسکوی مرحوم کی تحریک سے ہم نے انجمن اشاعت اسلام سیالکوٹ جاری کی۔ اور کچھ تحریری کام کیا۔ اور اسی سلسلہ میں جب مولانا موصوف مجھے ملنے کے لئے بھٹنڈہ آئے تو میں نے ان سے عرض کی کہ آپ کی تالیفات کا ماخذ حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیفات سے معلوم ہوتا ہے۔ جسے انہوں نے تسلیم کیا اور کہا کہ اگر ظاہر طور پر حضرت صاحب کا نام لیا جائے تو عام مسلمان جو میری تالیفات سے فائدہ حاصل کرتے ہیں وہ تنگدلی اور مخالفت کی وجہ سے حاصل نہ کر سکیں گے۔

بیعت

۱۹۰۴ء کے آخر میں حضرت مسیح موعود سیالکوٹ تشریف لے گئے اور ۲ نومبر ۱۹۰۴ء کو وہاں آپنے لکچر دیا۔ جو بااقساط اخبار الحکم میں شایع ہوتا رہا۔ کسی نادیدہ دوست کی مہربانی سے اس اخبار کے چند پرچے میرے پاس بذریعہ ڈاک پہنچے۔ حضرت صاحب کے لیکچر نے جو اسلام پر تھا۔ میرے دل پر بہت اثر کیا اور میرے دل نے شہادت دی کہ اس شخص کے دل میں اسلام کی ہمدردی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور اس سے بہتر طور پر اصول اسلامی کو معقولی اور منقولی طور پر بیان کرنیوالا دوسرا شخص کوئی نہیں۔ میرا ایک عزیز دوست جو میرا ماتحت تھا رخصت پر گھر گیا ہوا تھا۔ اسنے خود یہ لکچر سنا۔ جب وہ واپس آیا میں نے اس سے کیفیت اور لکچر کا اثر دریافت کیا۔ تو اس نے شہادت دی کہ اس لکچر کو سن کر کثیر التعداد مخلوق نے بیعت کی یہاں تک کہ چاروں طرف پگڑیاں پھیلا کر ان کو پکڑ پکڑ کر لوگوں نے بیعت کی۔ میں نے اسے کہا کہ افسوس تم اس سرچشمہ رحمت کے پاس جا کر بے نصیب واپس چلے آئے وہ میرے اس تغیر پر حیرت زدہ ہو گیا۔ اور مجھ سے حقیقت حال دریافت کی تو میں نے اسے بتایا کہ اس شخص کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عام عالموں کی طرح نہیں بلکہ خاص تعلق باللہ رکھنے والا ہے۔ اس کے بعد میں نے آپ کی سب کتابیں منگوا کر مطالعہ کیں۔ الحکم اور البدر کے گذشتہ فائل خرید کر مطالعہ کئے۔

تمام اشتہارات جمع کر کے پڑھے۔ اور جب ہر طرح سے تسکین قلب ہو گئی تو ۱۹۰۵ء میں باقاعدہ بیعت کر لی۔

اس کے بعد جب حضرت میاں موسیٰ صاحب تونسوی بھٹنڈہ سے اجمیر کے لئے گذرے تو میں نے بطور سابق آپ کی خاطر مدارات کی۔ ان کے مریدوں نے میرے روبرو ان سے شکایت کی کہ انہوں نے آپکی بیعت فسخ کر کے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی بیعت کر لی ہے۔ میاں صاحب موصوف کے دریافت کرنے پر میں نے عرض کی کہ یہ بالکل صحیح ہے۔ میں نے آپ کی بیعت محض رضاء الٰہی کے حصول اور صراط مستقیم پر چلنے کی غرض سے کی تھی نہ کسی دنیاوی غرض کے ماتحت اور انہیں باتوں کے لئے حضرت مرزا صاحب کی بیعت کر لی ہے۔ آپ بزرگ ہیں دعا فرمائیں کہ جو راستہ حصول رضائے الٰہی اور صراط مستقیم کا ہے۔ اسی پر اللہ تعالیٰ مجھے چلائے اور اسی پر میرا خاتمہ کرے۔ اس پر حضرت میاں صاحب نے معہ اپنے تمام موجودہ مریدوں کے نہایت خضوع خشوع سے دعا فرمائی اور بجائے ناراضگی کے خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ بیعت کا اصل مقصد یہی ہونا چاہئے۔

اللہ تعالےٰ کا احسان

خدا تعالےٰ کا خاص فضل ہے کہ باوجود سرکاری ملازمت کے اس نے مجھے خدمت اسلام کی بہت بہت توفیق عطا فرمائی۔ جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے بارہ میں مجھے کبھی ایک لمحہ بھر کے لئے بھی شک و شبہ نہیں گذرا اور میں نے اپنے افسروں اور ماتحتوں کو بلا کسی خوف و خطر کے تبلیغ اسلام و تبلیغ سلسلہ کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ بلکہ میرے تمام انگریز افسر بلا کسی استثناء کے مجھ کو انگریزی اسلامی لٹریچر مطالعہ کرتے رہے اور مجھے اپنا ماتحت نہیں بلکہ دوست سمجھتے رہے۔ اپنے ماتحتوں کے ساتھ میں نے کبھی اپنے دوستوں کا سا سلوک رکھا اور ہر ایک اسلامی سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کے لئے دیتا رہا اور خدا نے کئی سعید روحوں کو اسلام اور سلسلہ میں شامل ہونیکی توفیق عطا کی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا لٹریچر میری رہبری کا موجب ہوا

مدعا یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا اپنا لٹریچر ہی میری رہبری کا موجب ہوا۔ اور اسی کی اشاعت مسلمانوں میں روحانی اخلاقی اور تمدنی زندگی پیدا کر سکتی ہے۔ موجودہ زمانہ میں سب روحانی چشمے بند ہیں سوائے حضرت مسیح موعودؑ کے اسی راہ سے مسلمان خدا اور رسولؐ کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور بس۔

(بقیہ صفحہ ۲۵)

سے ثابت کر دیا ہے کہ اگر ایسا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تو عزت اور شہرت کا لیف اور مصیبتیں جان اور مال کی محبت اور خوف کنبے برادری سے علیحدگی عزیزوں اور قریبیوں کا سنگ طعنہ یہ امور اس کے اسلام لانے میں روک نہ ہوتے اور ان تمام مشکلات کا مقابلہ کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو جاتا غرض احمدیت سے ایک مردہ اسلام زندہ اسلام ہو جاتا ہے اور تقلیدی اسلام تحقیقی اسلام بن جاتا ہے۔ وہی اسلام ایک حقیقت بن جاتا ہے۔ حق کے قبول کرنے میں کوئی روک اس کے سامنے نہیں رہ سکتا۔ غرض احمدیت سے ان کا اسلام ہر ایک پہلو سے تازہ اور زندہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ احمدیت صرف چند نظریوں کے قبول کرنے کا نام نہیں۔ کل ساری دنیا کے علماء اور مشائخ مل کر بھی یہ انقلاب کسی حالت میں پیدا نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے دل مسخ ہو چکے ہیں وہ ہی اسلام کی طرف خود بھی قدم نہیں اٹھاتے اوروں کی اصلاح کس طرح کر سکیں۔ وہ قوم اور مذہب کا درد اپنے سینوں میں نہیں رکھتے ان کا علم اور شیخیت صرف ایک پیشہ ہے جس پر ان کی حیات فانی کا دارومدار ہے۔ یہ انقلاب اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ ماموراور فرستادہ مجدد یعنی مہدی اور موعود مسیح ہی پیدا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان برادران کے سچے متبعین پر بہت بہت برکات نازل کرے۔

میں نے احمدیت کیوں قبول کی؟

مندرجہ ذیل امور میرے احمدی ہونیکے باعث ہیں

حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم کی عظمت قائم کی

از جناب مولانا احمد صاحب قبلہ

حضرت مسیح موعود کے آنے سے پیشتر قرآن کریم کی عظمت مسلمانوں کی نگاہوں میں نہ ہونے کے برابر تھی۔ اس لئے کہ جیسا کہ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا کہ لا یبقی من القرآن الا رسمہ قرآن کا صرف نقش باقی رہیگا اس کے علوم اس کے حقائق و معارف اس کی حقیقی عزت و عظمت دلوں سے اٹھ جائیگی۔ حضرت مسیح موعود سے پہلے قرآن کریم کا بعینہ وہی نقشہ تھا جو مندرجہ بالا فقرہ میں ہے۔ مقلدین خواہ حنفی ہوں یا کسی اور امام کے پیرو ان کے نزدیک تو دین کی ساری عمارت فقہی روایات پر مبنی ہے وہ تو حدیث کی بھی فقہی روایات کی خاطر تاویل کرتے ہیں اور اگر تاویل نہ ہو سکے تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور قرآن کریم کا نام لینا اور اس سے استدلال کرنا تو ان کے نزدیک گناہ عظیم ہے۔ گو آج تحریک احمدیت کی وجہ سے وہ پہلی جیسی حالت نہیں رہی اور علماء

اہلحدیث کے نزدیک بھی حدیث قرآن کریم پر قاضی ہے

اور بصورت تعارض وہ حدیث کو قرآن پر مقدم کرتے ہیں اور حدیث کی خاطر قرآن کریم کی تاویل کرتے ہیں الحق مباحثہ لدھیانہ جو حضرت مسیح موعود اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے درمیان ہوا تھا اس کی شہادت کے لئے کافی ہے۔ حالانکہ حدیث کی تاویل قرآن کریم کی خاطر بصورت تعارض کرنی چاہیئے۔ اس لئے کہ قرآن کریم کے الفاظ محفوظ ہیں اور حدیثوں میں روایت بالمعنی اور راویوں کے تصرف سے اس قدر اختلاف ہوا ہے کہ ایک منقد اور محقق انسان پریشان ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے یہ کبھی خیال بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہیں۔ پھر عموماً باقی فرق اسلامیہ

قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ مانتے ہیں

جس سے قرآن کی حیثیت باقی تحریف شدہ کتب کی سی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ عموماً قرآن کریم میں تین قسم کا نسخ مانا جاتا ہے ۱۔ قرآن کا وہ حصہ جو موجودہ قرآن کریم میں نہیں اور اس کا حکم باقی ہے ۲۔ دوسرا وہ حصہ جو موجودہ قرآن کریم میں موجود تو ہے مگر اس کا حکم اور اس پر عمل کرنا منسوخ (بالفاظ دیگر جو حصہ واجب العمل ہے وہ قرآن سے نکال دیا گیا ہے اور جو حصہ ناقابل عمل ہے اسے موجودہ قرآن میں محفوظ کر لیا گیا ہے) اور تیسرا حصہ وہ ہے جو موجودہ قرآن کریم میں بھی نہیں اور اس کا حکم بھی منسوخ ہے۔ تحریف دو قسم ہے ایک لفظی دوسری معنوی اور اس قسم کا نسخ قرآن کریم میں تسلیم کرنا اس بات کی تسلیم کا مترادف ہے کہ قرآن کریم میں لفظی تحریف بھی ہوئی اور معنوی بھی ہوئی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا جو وعدہ کیا تھا وہ غلط تھا اور اللہ تعالےٰ نے خود ہی اس کی خلاف ورزی کی۔ پھر مفسرین نے اپنی تفسیروں میں موضوع ضعیف اور اسرائیلی قصے اور روایات اس قسم کی نقل کر دی ہے کہ جس سے قرآن کریم کی عزت اور عظمت کچھ بھی باقی نہیں رہتی بلکہ عزت اور عظمت کے بجائے انہی روایات کی بنا پر اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو مخالفوں نے مورد اعتراضات بنا یا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم کی عظمت اسطرح قائم کی کہ فرمایا

قرآن کریم حدیث و فقہ پر مقدم ہے

اگر کوئی حدیث یا فقہی روایت قرآن کریم کے خلاف نظر آئے تو پہلے اس فقہی روایت اور حدیث کی ایسی تاویل کرنی چاہیئے کہ وہ قرآن کے موافق ہو جائے ورنہ اسے ترک کر دیا جائے کیونکہ نبی کریم کا فرمان کریم کے خلاف نہیں ہو سکتا اور فقہا کا اجتہاد رائے ہے اور وہ وحی کا مقابلہ نہیں کر سکتا نیز یہ بھی فرمایا کہ قرآن کریم کا نہ کوئی حکم منسوخ ہے اور نہ اس کی کوئی آیت منسوخ التلاوۃ ہے اور اللہ تعالےٰ کا وعدہ حفاظت قرآن کریم کا سچا ہے اور قرآن کریم تحریف سے پاک ہے۔ نیز وہ ان الزامات اور اعتراضات سے بہت بلند ہے جو مفسرین کی روایات کی بنا پر کئے جا سکتے تھے ایک اور طرح بھی قرآن کریم کی عظمت حضرت صاحب نے قائم کی کہ جس طرح قرآن کریم عقائد اور احکام اسلام اور مواعظ و نصائح کے لحاظ سے کامل کتاب ہے اسی طرح وہ اس لحاظ سے بھی کامل کتاب ہے کہ اپنے کسی دعوی کو وہ بلا دلیل نہیں چھوڑتا بلکہ اپنے ہر ایک دعوی پر خود ہی دلیل پیش کرتا ہے اور اپنے دعوی کے اثبات میں کسی کی وکالت کا محتاج نہیں ہے۔ قرآن کریم کے اس کمال کو امت محمدیہ میں سے اور پھر اولیاء اور مجددین میں سے صرف حضرت مسیح موعود نے ہی دریافت کیا ہے اور یہ قرآن کریم کی ایسی خصوصیت بیان کی ہے کہ کوئی الہامی کتاب یہ خصوصیت سوائے قرآن کریم کے نہیں رکھتی۔ اور اس خصوصیت سے قرآن کریم کی عظمت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ انسانی عقل اس کے سامنے سجدہ کرتی ہے اور جس طرح اس خصوصیت سے قرآن کریم کی عظمت بڑھ جاتی ہے اسی طرح اس خصوصیت کے معلوم کرنیوالے کی عظمت ماننے کے لئے انسان مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ پاک دل انسان جس نے قرآن کی یہ عظمت دنیا میں قائم کی اور قرآن کریم سے اس کمال کو دریافت کیا اس کی روح کس قدر پاک تھی اس کا قلب کس قدر مطہر تھا اس کا علم قرآن کریم کے متعلق کسقدر وسیع تھا۔ گویا کہ قرآن کریم اس کے آئینہ قلب میں منعکس ہو چکا تھا۔ اور اس کے دل میں خود قرآن کریم کی عظمت کس قدر تھی اس ایک ہی بات سے میں تو اس قدر متاثر ہو جاتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ ایک ہی خصوصیت جو علوم قرآن کے متعلق ان کو حاصل تھی وہ اس بات کی شہادت کے لئے کافی ہے کہ آپ کا دعوی منجانب اللہ مامور ہونیکا سچا ہے اور اہل بصیرت کے لئے یہ دلیل کافی ہے اور یہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ آپ کا مقام باقی مجددین سے بہت بلند ہے۔

آنحضرت کی عظمت قائم کی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر عیسائی اور انکی تقلید کرکے آریہ جو اعتراضات کرتے تھے نہ صرف معقولیت سے ان کی تردید کی بلکہ اس کے بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خوبیاں بیان کیں وہ کمالات ظاہر کئے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیگر انبیاء میں ایک آفتاب نظر آتے ہیں جس کی وجہ سے آپ کی امت بھی "خیر امت" ہوئی۔

اسلام کی عظمت قائم کی

یہاں لاہور میں جب جلسہ مذاہب ہوا اور مختلف مذاہب کے نمائندوں اور ایک مذہب کے مختلف وکیلوں نے پانچ مجوزہ سوالات پر اپنے اپنے خیالات ظاہر کئے۔ تو اس میں عام مقبولیت اس مضمون کو حاصل ہوئی جو اس مرد خدا نے لکھ کر بھیجا تھا۔ جسے اللہ تعالےٰ نے اس قسم کے میدانوں کے فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر پہلے سے اس مضمون کی مقبولیت کی پیشگوئی کی تھی۔ یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد صدی چہاردہم مہدی و مسیح موعود علیہ السلام۔ یہ خصوصیت بھی میرے احمدی ہونے کے لئے کافی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک ذی علم انصاف پسند اسے اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سمجھیگا اور آپ کا مصدق ہوگا۔

اسلام اور امت مسلمہ کی عظمت قائم کی

آپ نے قرآن کریم اور احادیث سے ثابت کیا کہ اس امت کے اولیاء اللہ سے بھی اللہ تعالےٰ اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح گزشتہ امتوں کے کاملین سے کرتا تھا۔ اور اب یہ خصوصیت صرف امت محمدیہ کو حاصل ہے کہ اس امت کے کامل افراد سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے اور باقی مذاہب کے پیروؤں سے اب اللہ تعالےٰ کلام نہیں کرتا صرف اسلام کے پیرو ہی اس نعمت الٰہی سے سرفراز کئے جاتے ہیں اسلام کے باقی فرقے اور علماء عموماً اللہ تعالےٰ کی صفت مکالمہ اب معطل سمجھتے ہیں اور امت محمدیہ کو اس نعمت سے محروم سمجھتے ہیں گو پہلی امتوں کی عورتوں سے بھی اللہ تعالےٰ کلام کرتا تھا۔ مگر امت محمدیہ کے مردوں کو بھی وہ یہ نعمت دینا ممنوع سمجھتے ہیں۔ اور اس کے باوجود امت محمدیہ کو باقی امتوں سے افضل قرار دیتے ہیں یہ متضاد باتیں حیران کن ہیں۔

حضرت مسیح موعود نے جس طرح دلائل سے یہ ثابت کیا کہ اس امت کے اولیاء سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا رہا ہے اسی طرح اپنے آپ کو مشاہدہ کے لئے پیش کیا کہ موجودہ زمانہ میں اللہ تعالےٰ اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور عظمت ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے مکالمہ اور مخاطبہ سے ممتاز کر دیا ہے جس کے گواہ مسلم اور غیر مسلم ہیں۔

تکفیر کلمہ گو اور اہل قبلہ کے خلاف آواز اٹھائی

علماء اور مشائخ نے مسلمانوں کی باہمی تکفیر میں اس قدر غلو کیا کہ امت مسلمہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وحدت اسلامی جو مسلمان قوم کے لئے بمنزلہ قلب کے تھی پارہ پارہ کر دیا اور اخوت اسلامی کے رشتہ کو جس میں ساری قوم منسلک تھی توڑ کر انہیں پراگندہ کر دیا اور ایک دوسرے کا دشمن بنایا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کوئی ایسا مسلمان بمشکل نظر

آئیگا جو تمام علماء اور مشایخ کے نزدیک مسلمان ہو۔ افغانستان اور ترکی حکومت کی تباہی فتویٰ تکفیر کی ہی وجہ سے ہوئی حضرت صاحب نے کلمہ گویوں اور اہل قبلہ کی تکفیر کو جرم قرار دیکر اعلان کیا کہ ایسے مکفرین کو مقاطعہ کی سزا دی جائے۔ کیونکہ جب تک تکفیر کی بیماری دور نہ ہوگی وحدت اسلامی قائم نہیں ہو سکتی

ختم نبوت کو صحیح معنوں میں قائم کیا

ختم نبوت کا عقیدہ جیسا کہ قرآن کریم اور بیشمار صحیح احادیث سے ثابت شدہ تھا ویسا ہی مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ بھی تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی اور ان کے نزول ثانی کا عقیدہ بھی انہیں تقلیدی طور سے چلا آتا تھا جو اس سے پہلے عقیدہ کے خلاف تھا۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو منقطع کرنے اور اس کے بالمقابل ایک اور نبوت کے اجرا کے مترادف تھا۔ حضرت صاحب نے قرآن وحدیث اور امت کے اجماعی اور مسلمہ عقیدہ ختم نبوت کو قائم رکھکر حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے نزول ثانی کے عقیدہ کو قرآن اور احادیث کی بنا پر باطل قرار دیا اور ثابت کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا اور نہ پرانا۔ اور نبوت کا دروازہ بند ہے صرف مجددین اور محدثین آپ کے بعد آ سکتے ہیں۔

یاجوج ماجوج اور دجال کی احادیث کو ایک حقیقت بنادیا

موجودہ علوم کی اشاعت کے سامنے یاجوج ماجوج اور دجال کی احادیث افسانوں سے بڑھکر حقیقت نہیں رکھتی تھیں حضرت مسیح موعود پر اللہ تعالےٰ نے ان کے ایسے معنے کھولے کہ آج یہی احادیث ایک حقیقت نظر آتی ہیں اور آنکھوں سے دکھا دیا کہ یاجوج ماجوج اور دجال یہی یورپ کی اقوام ہیں اور ان کے مختلف حالات کی بنا پر ان کے مختلف نام یاجوج ماجوج اور دجال رکھے گئے ہیں۔

حدیث مجدد کی صداقت اور عظمت قائم کی

اللہ تعالےٰ نے حسب وعدہ کہ ایک صدی کے سر پر وہ مجدد بھیجتا رہیگا۔ ہر صدی کے سر پر مجدد بھیجتا رہا حدیث مجدد کو محدثین نے صحیح قرار دیا اور بعثت مجددین سے اللہ تعالےٰ اپنے فعل سے اس حدیث کی تصدیق کرتا رہا ہے۔ چودھویں صدی کا مجدد کون ہے۔ وہی جس نے اس صدی کے سر پر دعویٰ مجددیت کیا اور سابقہ مجددین سے بڑھکر کام کر کے دکھایا یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ اس طرح اپنے دعویٰ کی صداقت سے حدیث مجدد کی عظمت قائم کی اور اللہ کے فعل سے اس حدیث کی صداقت کی ایک اور شہادت مل گئی

مجددین امت کی عزت قائم کی

اگر چودھویں صدی کے مجدد حضرت صاحب نہ ہوں تو اور کوئی مدعی تو ہے نہیں اور نصف صدی سے زیادہ وقت گذر گیا تو یہ صدی بلا مجدد رہے گی جس سے حدیث کی صداقت پر زد پڑتی ہے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ پہلے جس نے مجددیت کا دعوےٰ کیا وہ جھوٹا تھا اور اس طرح بڑے بڑے اولیاء امت کو جیسے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جھوٹا ماننا پڑے گا۔ حضرت صاحب نے ہی چودھویں صدی کے سر پر اس صدی کے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور ہر رنگ میں اس کو ثابت کیا جس سے حدیث مجدد جرح سے محفوظ رہ کر اگلے مجددین کی عزت قائم رہی ہے۔

مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا

جہاد بالقرآن یا اسلام کی نشر و اشاعت مسلمانوں کا ایک سب سے اہم فریضہ ہے جس سے مسلمان عموماً اور طبقہ علماء و مشایخ خصوصاً غافل اور بے پرواہ تھے۔ اور عیسائی اپنے محدود القوم اور محدود الوقت اور محرف و تبدیل شدہ مذہب کی اشاعت و تبلیغ میں منظم طور سے سرگرم تھے اور اپنے افراد اور اموال کو منظم طور پر عیسائیت کی تبلیغ میں لگا دیا اور ہر طرح سے چاروں طرف سے حملہ شروع کر دیا قرآن پر اعتراضات کئے عام اسلامی تعلیم پر اعتراضات کئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر اعتراضات کئے اور مسلمانوں کے غلط عقائد غلط تفسیروں سے کام لیکر اسلام کو بدنام کرنے لگے اسلام کی بری تصویر دنیا کے سامنے پیش کی اور مسلمانوں کے غلط عقائد ان کی جہالت اور لاپرواہی انکی معاون اور مددگار رہی۔ اور ان کے علما و مشائخ نے کبھی بھی محسوس نہیں کیا کہ ان کے ذمہ بھی تبلیغ یا غیر مذاہب کا مقابلہ یا مذہب اسلام کی حفاظت کا فرض عاید ہوتا ہے۔

اتنے میں ایک گمنام اور غیر معروف بستی

سے عیسائیت اور تمام غیر مذاہب کے خلاف اور مذہب اسلام کی حفاظت کی آواز اٹھی اور آواز ایسے شخص کی تھی کہ دعوے سے پہلے ان کے علم و فضل زہد و تقویٰ اور زور قلم کے دینی علماء معترف تھے جو بعد میں ان کی تکفیر کے مجرم ہوئے۔ اسی آواز نے مسیح نفسی کا کام دیا اور اپنے پاس جہاد بالقرآن کرنے والوں کی ایک پاک جماعت پیدا کر لی جو دین اسلام سے محبت کرتے تھے اور اسے دنیا میں کامیاب ہونے کا یقین رکھتے تھے اور اللہ کا نام لیکر وہ جہاد شروع کیا جس کا اثر آج دنیا کے ہر ایک کونہ میں کم و بیش نظر آتا ہے۔ یہ جہاد مسلمانوں کا ایک سبق تھا جو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پڑھایا تھا اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اس پر عمل کر کے ساری دنیا میں اسلام کو پہنچایا۔ لیکن رفتہ رفتہ مسلمان یہ سبق بھولتے گئے اور ایک گمنام بستی کے رہنے والے نے آکر یہ سبق ان کو یاد دلایا اور ان کو اس طرف متوجہ کر دیا مسلمانوں میں علما بہت ہیں مشائخ اور پیروں کی کمی نہیں کیوں ان میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ملی کہ وہ اس کام کی طرف خود متوجہ ہوتے اور باقی مسلمانوں کو بھی اس کی طرف دعوت دیتے۔ اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ علماء اور مشائخ اس بات کے اہل ہی نہیں رہے تھے۔ تمام دنیا میں سے اس جہاد اور اس کے لئے جماعت بنانے کی آواز حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی کی زبان مبارک سے نکلی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ آواز ان کی اپنی آواز نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی آواز تھی جو ان کی زبان سے نکلی اور انہی کی توسط سے دنیا کو پہنچی یہ بات بھی میرے احمدی ہونے کے لئے کافی ہے چونکہ یہ مجھے اس بات کے ماننے پر مجبور کرتی ہے کہ اس آواز کے اٹھانے والا بالکل سچا اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے مامور ہے جھوٹے آدمی کو اتنے بڑے عظیم الشان کام کی توفیق ہرگز نہیں مل سکتی جو آج ان کے توسط سے دنیا میں ہو رہا ہے۔

اپنے مریدوں کو مجاہد بنا دیا

آپ نے اپنے متبعین کو علوم الہیہ قرآنیہ کے ہتھیاروں سے ایسا مسلح بنا دیا کہ وہ مذہبی جہاد میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے کامیاب ہوتے ہیں اور ان کو اپنی کامیابی پر اس قدر راسخ یقین ہوتا ہے کہ یورپ جیسے ترقی یافتہ ممالک میں وہ پہنچتے ہیں اور انکے اہل علم و قلم کو اسلام کا حلقہ بگوش بنا دیتے ہیں۔ اس جہاد کے لئے قوم کے اندر مالی قربانی کا مادہ اس قدر اعلیٰ پیدا کیا کہ ہر ایک متنفس اپنی ماہوار آمدنی میں سے کچھ حصہ یعنی پانچواں۔ دسواں۔ سولہواں حصہ اس جہاد کے لئے دیتا ہے۔ اور اس طرح ساری قوم حسب مقدور جہاد بالمال اور جہاد بالنفس کر رہی ہے

اپنی جماعت کی زندگی میں تبدیلی پیدا کی

احمدیت میں شامل ہونے سے جو اخلاص پر مبنی ہو عموماً دیکھا کہ احمدی کی زندگی میں کم و بیش تبدیلی پیدا ہوتی۔ برائیوں سے بچنے کا جذبہ اس میں پیدا ہو جاتا ہے نیکی میں پہلے کی نسبت زیادہ ترقی کرتا ہے مال کا کچھ حصہ صرف اللہ کی راہ میں ہر ماہ یا ہر فصل پر دیتا ہے نمازوں میں باقاعدگی زیادہ پیدا ہو جاتی ہے پہلے اگر نماز بھی نہ پڑھتا ہو تو پھر تہجد کی نماز بھی پڑھنے لگ جاتا ہے۔ انسانوں کے باہمی حقوق کا احساس زیادہ ہو جاتا ہے اور علوم دینیہ میں پہلے کی نسبت تو بہت زیادہ ترقی کر جاتا ہے۔ ایسے بہت دیکھے جو پہلے قرآن کریم ناظرہ نہیں پڑھ سکتے تھے۔ بعد میں قرآن و حدیث کے ترجمے اور مطالب کے عالم بن گئے۔ استثناء ہر جگہ ہوتی ہے لیکن عام حالت یہی دیکھی جو اوپر لکھی گئی

عزت اور شہرت کی قربانی سکھادی

سب چیزوں سے عزیز سب سے محبوب ترین امر جس پر انسان باقی ہر ایک چیز قربان کرتا ہے وہ عزت اور شہرت ہے اور یہ ایسا بت ہے کہ اس کی پرستش کی وجہ سے بہت سے لوگ بڑے بڑے نعمائے الٰہیہ سے محروم ہو جاتے ہیں بہت سی نیکیوں سے رک جاتے ہیں۔ عزت اور شہرت کے پرستاروں کی گردن اللہ اور رسول کے احکام کے سامنے نہیں جھکتی کسی صحیح اصول کے کے سامنے نہیں جھکتی اور اس قسم کی باتوں کو اپنی عزت اور شہرت پر قربان کر دیتے ہیں اور عزت و شہرت کے قربان کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ احمدی بننے اور احمدی رہنے سے انسان ایک بہت بڑے عظیم الشان بت کو جو اس کے اندر چھپا ہوا موجود ہوتا ہے توڑ کر ایک بڑا مجاہد بن جاتا ہے۔ کیونکہ ہر وہ شخص جو احمدیت سے پہلے اپنی قوم میں اپنے کنبہ میں اپنے متعلقین میں اپنے دوستوں میں کتنی بڑی عزت اور شہرت بھی رکھتا ہو کتنا بھی ہر دلعزیز ہو احمدیت کے بعد وہ عزت و شہرت جاتی رہتی ہے لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت کے بدلے اس کو ذلیل کرنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور جہاں جائے جہاں بیٹھے جہاں رہے انگشت نمائی اور ہر ممکن ذریعہ سے اس کی تحقیر کی جاتی ہے اور وہ ان تمام ذلتوں کو حق بات کے قبول کرنے کی خاطر اپنے پیدا کرنے والے کی بڑی کشادہ دلی سے خوشی خوشی برداشت کرتا رہتا ہے اور اس بات میں مسرت اور فرحت محسوس کرتا ہے کہ اس نے اپنی عزت و شہرت کو صرف اللہ کی راہ میں قربان کر دی اور اس قربانی کے بعد وہ ایک اور بڑی قربانی کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ اگر اس راہ میں جو اس نے محض رضا الٰہی کے لئے اختیار کیا ہے۔ اس کی جان بھی جائے تو جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ اور اسمیں قرون اولیٰ جیسی روح اسلام پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس کا اسلام ایک تقلیدی اور رسمی اسلام نہیں رہتا بلکہ علیٰ وجہ البصیرت ایمان ہوتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی ایک امتیازی علامت ہے (علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی) وہ اپنی ان قربانیوں سے اللہ کی راہ میں تکالیف برداشت کرنے

(بقیہ صفحہ ۲۳)

میں کس طرح احمدی ہوا؟

(از جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم پنشنر سپرنٹنڈنٹ پولیس صدر بلدیہ جھنگ مگھیانہ)

شیعہ خیالات کا اثر

ابتداء عمر میں باوجود باعتقاد اہلسنت والجماعت ہونے کے کچھ تو ماحول کی فضا سے اور کچھ روایات کے انبار اور رنگینی کی وجہ سے اور زیادہ تر حضرت جناب امام حسین علیہ السلام کے کفارہ ہونے کے چھپے عقیدہ سے شیعہ تاثرات کا شکار رہا اور ترقی کرتا کرتا ایک باضابطہ ذاکر اور کچھ مزید عرصہ کے بعد ایک خطرناک سنی نما شیعہ بن گیا۔ کافی زمانہ اس حالت میں گزارنے کے بعد تجربہ ہوا کہ اس میں سوائے اباحت اور گناہ پر دلیری کے اور بنا قابل تلافی مافات پر کلیجہ پیٹنے کے اور کچھ حاصل نہیں۔ چنانچہ اس سے کنارہ کش صوفیا کے دامن میں جا لگا اور کچھ عرصہ تک سلسلہ چشتیائی میں راگ رنگ کی بہاریں اور وجدوں کے کرشمے دیکھے مگر آخر کار وہاں بھی اندرونی حالات کے علم نے اس قدر متنفض اور متنفر کیا کہ اسے بھی چھوڑ کر بلکہ وہابیت کے دامن میں پناہ لینی پڑی۔

اہلحدیث اور نیچری خیالات کی طرف رجحان

چندے اہلحدیث کے فلسفہ توحید اور دلائل و مباحث پر فریفتہ رہا۔ مگر کچھ عرصہ کے تجربہ کے بعد وہاں بھی خشک استدلال ہی استدلال پایا جسمیں روحانیت اور معرفت کا نشان ہی نہ تھا جو فطری اور قدرتی پیاس کے لئے کچھ باعث تسکین ہو سکے۔ آخر یہاں سے بھی بدکا اور نیچریت کے جال میں جا اٹکا۔

سر سید احمد خاں مرحوم کی تفسیر اور دیگر تصانیف نے کچھ عرصہ تک نیچریت کا پرستار رکھا۔ مگر آخر یہاں بھی روحانی تسکین اور تسلی کا کوئی سامان نہ پایا۔ اور جس طرح شیعیت اور صوفیائی میں شخص پرستی ایک گونہ شرک کی حد تک پہنچ کر افراط کی صورت میں تھی۔ اسی طرح وہابیت اور نیچریت بھی ایک گونہ انکار ولایت و منزلت میں سوء ادب کی حد تک پہنچ کر تفریط کی صورت میں نظر آئی۔

آخر ان سب کی خصوصیات کو چھوڑ کر مگر سب کی عمومیات میں رہ کر "خذ ما صفا ودع ما کدر" کے ماتحت میں ایک معجون مرکب سا مسلمان رہ گیا۔ گو اب ان دنوں کے خیالات اور حالات کا اندازہ کرتے ہوئے مجھے شک ہے کہ میں مسلمان تھا بھی یا نہیں۔

البتہ یہ غنیمت تھا کہ باوجود اس قدر ہیر پھیر کے بھی نماز و تلاوت کا التزام کبھی ہاتھ سے نہ دیا تھا۔ گو اس نماز کو اب نماز کہتے ہوئے شرم آتی ہے اور قرآن کریم کی تلاوت سے اس قدر سخت ٹھوکریں لگتی تھیں۔ کہ گویا قدم قدم پر منہ کے بل گر پڑتا تھا۔

ان دنوں کہیں کہیں حضرت مرزا صاحب کا چرچا تھا اور اگر حضرت موصوف کا رسالہ فتح اسلام یا ازالہ اوہام بھی ایک اتفاق سے دیکھا تھا۔ مگر طبیعت چونکہ مذہبی دکانداری سے متنفر ہو چکی تھی اس لئے بھی: "مارگزیدہ از ریسمان می ترسد" اسے بھی ویسی ہی ایک دکان خیال کرکے چنداں التفات نہ کی۔

دوران سفر میں ایک واقعہ

اتنے میں ۱۹۰۳ء یا ۱۹۰۴ء میں جب میری عمر بھی ۳۳ سال کی ہو گئی تھی۔ ایک روز ایک پادری کے ساتھ ریل میں ہمسفر ہونے کا اتفاق ہوا۔ اور بہت دیر تک باہم مذہبی گفتگو جاری رہی۔ آدھی رات کے وقت وہ منٹگمری سٹیشن پر اتر گیا اور اتفاقاً اخبار الحکم قادیان کا ایک پرچہ جو وہ اپنی سیٹ پر بچھا کر اوپر بیٹھا رہا تھا وہیں چھوڑ گیا۔ میں نے سرسری طور پر وہ پرچہ اٹھا کر دیکھا تو اس کے ایک صفحہ پر حضرت مرزا صاحب کی تفسیر سورہ فاتحہ کا تھوڑا سا حصہ درج تھا۔ اسے پڑھ کر میں حیران سا رہ گیا۔ اور اس قدر گرویدہ ہوا کہ منٹگمری سے رائے ونڈ تک تقریباً چار گھنٹہ کا سارا عرصہ میں بار بار اسی ایک صفحہ کو پڑھتا رہا۔ اور ایک غیر معمولی قسم کی لذت اٹھاتا رہا۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا دوسرے تمام مترجم اور مفسر تو، جن سے میں واقف تھا۔ ایک بند مکان کے باہر کھڑے ہو کر مکان کے اندرونی حالات اور سامان کو اپنے قیاس سے بتلاتے ہیں۔ مگر یہ شخص اس مکان کے اندر کھڑا ہو کر حالات اور سامان کی تفصیل اپنے مشاہدہ بلکہ عین الیقین اور حق الیقین کی بناپر دے رہا ہے۔ یہ چار بجے صبح کا وقت تھا اور میں نے وہاں گاڑی بدلنی تھی۔ چنانچہ گاڑی سے اتر کر میں سیدھا ڈاکخانہ پہنچا جو پرانے ریلوے سٹیشن سے خاصہ فاصلہ پر تھا اور وہاں ایک باہر سوئے ہوئے چٹھی رساں سے ایک پیسہ والا پوسٹ کارڈ چار پیسہ میں خرید کر منیجر الحکم کو وہیں لکھا کہ جن پرچوں میں یہ تفسیر چھپی ہے یا چھپ رہی ہے وہ مجھے بھیجدے۔ چنانچہ اس نے سارے سال کی فائل بھیجدی۔ اور اخبار میرے نام جاری کر دیا۔

احمدیت کی کشش

میں نے وہ تحریر جس میں تفسیر کی گئی تھی بالالتزام پڑھی اور بار بار پڑھی۔ اور اخبار بھی کسی کسی مقام سے خصوصاً جہاں حضرت صاحب کے کلمات ہوتے تھے۔ پڑھ لیا کرتا تھا۔ مگر جوں جوں مجھے حضرت صاحب کی طرف ارادت ہوتی تھی۔ میں اسے ایک گونہ گناہ اور شیطان کا تسلط سمجھتا تھا۔ چنانچہ جب وہ عقیدت اور ارادت جبراً مضبوط ہونے لگی تو میں بہت ڈرا اور قدرتاً حضرت صاحب کے مشہور مخالفین اور معاندین کی طرف جن میں سے بعض میرے دوست اور شناسا بھی تھے۔ متوجہ ہوا اور امداد اور دستگیری کی استدعا کی۔ انہوں نے بھی نہایت ہی تپاک اور اہتمام سے میری التجا قبول کی اور حضرت صاحب کی مخالفت میں خطوط اور رسائل اور کتب کا میرے پاس انبار لگا دیا۔ جسے میں نے نہایت نیک نیتی اور کھلے دل سے محض اس لئے خود پڑھا تا کہ ان کی امداد سے میرے دل سے یہ شیطانی تسلط رفع ہو مگر جوں جوں میں اس مخالف لٹریچر کا مطالعہ کرتا تھا حضرت صاحب کی صداقت کا خیال اور زیادہ مضبوط ہوتا جاتا تھا۔

بیعت

اسی اثنا میں مجھے کئی بار خواب میں رؤیا بھی ہوئے مگر میں نے ان کی پروا نہ کی۔ اور حدیث نفس پر محمول کرتا رہا اور اسی کوشش میں رہا کہ کسی طرح یہ خیال دل سے نکل جائے اور اسی غرض سے میں نے اس وقت تک حضرت صاحب یا سلسلہ کی دیگر تصانیف کے پڑھنے سے بھی احتراز کیا۔ آخر وہ خیال جسے میں نکالنا چاہتا تھا مبدل بہ یقین ہوتا گیا۔ اور ایک روز ظہر کی نماز پڑھتے ہوئے اس قدر خشوع اور گداز میسر آیا جس کا واہمہ بھی کبھی میرے دل پر نہ گزرا تھا۔ اور اسی نماز میں مجھے نماز کی حقیقت معلوم ہوئی۔ اور وہی نماز میری ساری عمر گزشتہ میں پہلی نماز تھی۔ اس قدر انشراح صدر کے بعد مزید تاخیر کو گناہ سمجھا۔ اور نماز سے فارغ ہوتے ہی حضرت اقدس کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اپنے سارے دعاوی میں سچے ہیں اور آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ گواہی دی ہے۔ میں خود بھی حاضر ہونگا۔ مگر ممکن ہے کہ موت مہلت نہ دے اس لئے بذریعہ عریضہ بیعت کرتا ہوں" چنانچہ بواپسی ارشاد پہنچا کہ بیعت منظور ہے اس واقعہ کو اب یہ اکتیسواں سال جا رہا ہے۔ اور باوجود اس قدر مذہبی ہرجائی ہونے کے اللہ تعالے کے فضل سے کبھی ایک منٹ کے لئے بھی میرے ایمان اور عقیدہ میں کوئی تزلزل واقع نہیں ہوا اور باوجود سراپا گنہگار اور نابکار ہونے کے اللہ تعالے نے استقامت بخشی اور کم و بیش عبادت و قربانی اور خدمت دین کی بھی توفیق بخشی اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضرت مسیح موعود سے نسبت غلامی کے طفیل ہے۔ ورنہ ؎

من خراب کجا و رہ صواب کجا!
ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا!

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

حضرت امیر ایدہ اللہ کا مکتوب

ایک خوشخبری اور احباب سے درخواست

برادران مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اسوقت جب آپ مختلف احباب کی سرگذشتوں میں سے گذر رہے ہوں گے کہ کس طرح ہم سے کوئی اس چشمہ زندگی تک پہنچا۔ میں آپ کو ایک بات کی طرف خصوصیت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی غرض اس جماعت کے بنانے میں کیا تھی۔ تو جہاں ہمارے لئے یہ معلوم کرنا مفید ہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود کو کیوں قبول کیا۔ اس سے بھی زیادہ ضروری . . . .

. . . .

یہ ہے کہ یہ بات ہر وقت ہمارے سامنے رہے کہ حضرت مسیح موعود مسلمانوں کو کیوں اپنی طرف بلاتے تھے۔ آپکے بیرونی کام مخالفت وتبلیغ اسلام کے کام اور آپ کے اندرونی کام یعنی مسلمانوں کی اصلاح۔ دونوں قسم کے کام میں ایک ہی عظیم الشان ہتھیار تھا جس کو آپنے استعمال کیا۔ اور وہ ہے :-

قرآن اور علوم قرآن کی اشاعت

آپ کو معلوم ہوگا کہ آپنے کسی وقت ایک لمبا مجاہدہ اختیار کیا تھا وہ مجاہدہ بھی تاریخ تصوف کا ایک نیا باب تھا یعنی اس مجاہدہ میں آپ کا وظیفہ صرف قرآن کریم کا بار بار مطالعہ اور اس کے معانی پر غور وفکر تھا۔ آپ پہلے انسان ہیں جنہوں نے اشعار میں قرآن کریم سے اظہار محبت کیا ہے۔ آپ کا دستور تھا کہ کسی مسئلہ پر لکھنے کے لئے قرآن کریم کو ایک بار پڑھ جاتے۔ آپ کی سب سے پہلی اور بہترین تصنیف براہین احمدیہ قرآن کریم کی صداقت پر دلائل کا ایک مجموعہ ہے۔ آپ نے ہی مخالفین کے مقابلہ پر قرآن کریم کو اس تحدی کے ساتھ پیش کیا کہ جو خوبیاں اس میں ہیں وہ اور کسی مذہبی کتاب میں نہیں یعنی یہ کہ یہ تمام مذہبی صداقتوں کا جامع ہے۔ تمام عقائد باطلہ کی تردید کرتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نہ صرف دعویٰ خود پیش کرتا ہے بلکہ اس کی دلائل بھی خود دیتا ہے۔ قرآن کریم کے درس کا سلسلہ آپ نے جاری کیا۔ قرآن کریم کو تراجم کے ذریعہ سے دنیا میں پھیلانے کا خیال ہی پیش نہیں کیا بلکہ عملاً اسکی بنیاد بھی رکھ دی تھی

قرآن کریم کی عظمت

کو دوبارہ قائم کرنا آپکا عظیم الشان کارنامہ ہے

اس میں بھی ایک نشان ہے کہ جب ہم قادیان سے علیحدہ ہوتے تو ہمارے ساتھ صرف قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ آیا اور پھر اللہ تعالےٰ نے ایک نہایت ہی مختصر جماعت کو جو بالکل بے سر وسامانی کی حالت میں جمع ہوئی تھی اتنی توفیق دی کہ انہوں نے کلام الٰہی کے اس ترجمے کو ایک نہایت خوبصورت شکل میں طبع بھی کرا دیا اور اس ایک بات نے ہمیں یقینی طور پر حضرت مسیح موعود کے حقیقی جانشینی کا فخر دیا۔ اور اس بات کی تصدیق کی جو آپ پچیس سال بیشتر لکھ چکے تھے۔

"میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جاسکے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنا [illegible] نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے [illegible] ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسے مجھ سے

یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے"

آپکے دل میں یہ تڑپ تھی کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ اور تفسیر کرا کر اسے یورپ میں بکثرت پھیلائیں۔ سو الحمد للہ کہ آپ کی اس تڑپ کو پورا کرنے کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت لاہور کو بنایا۔

ایک قابل اصلاح کمی

لیکن اگر ایک طرف محض خدا کے فضل سے یہ کام اس طریق پر تکمیل کو پہنچا تو دوسری طرف اس بات کا افسوس بھی ہے کہ ابھی ہم نے کما حقہ توجہ اس کی اشاعت پر نہیں کی۔ میں نے گذشتہ سالانہ جلسہ پر بھی احباب کو یہ توجہ دلائی تھی کہ ہم اپنے فوت شدہ عزیزوں کے ایصال ثواب کے لئے یا ان کی یادگار کے طور پر کچھ نہ کچھ خیراتی کام کرنے کے عادی ہیں۔ اور بعض لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی وسعت عطا فرمائی ہے اور دل بھی دیا ہے وہ بڑی بڑی رقوم بھی اس غرض پر صرف کر دیتے ہیں۔ تو اگر ہم اپنے جدا شدہ عزیزوں کے ایصال ثواب کے لئے قرآن کریم کی اشاعت کو مقدم کریں تو یہ سب سے بڑھ کر ثواب کا کام ہے۔ اور یہ ایک صدقہ جاریہ ہے جو دنیا کی سب سے بڑی ضرورت یعنی روحانی ضرورت کو پورا کرتا رہیگا۔ اور اس کی بدولت اگر خدا چاہے تو بہت لوگوں کو ہدایت ملتی رہے گی۔ میں نے دلی تڑپ سے جماعت کو اس طرف متوجہ کیا تھا لیکن ابھی تک اس کا اثر مجھے کسی وسیع پیمانے پر اپنی جماعت میں تو نظر نہیں آیا۔

ایک خوشخبری

البتہ اس خدا نے جو کسی سچی تڑپ کو ضائع نہیں کرتا اور قرآن کو دنیا میں پھیلانے کی تڑپ میری تو کیا حقیقت رکھتی ہے یہ تڑپ حضرت مسیح موعودؑ کے دل کی تھی۔ اسے پورا کرنے کا سامان اگر جماعت میں نہیں تو کسی دوسری جگہ کر دیا اور یہ وہ خوشخبری ہے جسکے متعلق میں نے اپنے پچھلے خط میں وعدہ کیا تھا۔

بمبئی کے ایک مخیر بزرگ فوت ہوگئے۔ ان کے تین فرزند ہیں ان کے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ خیال ڈالا کہ اپنے والد مرحوم کی یادگار اور ایصال ثواب کیلئے قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ انگریزی دانوں کے ہاتھ میں دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ :-

قرآن کریم کے ترجمہ انگریزی کی پانچ ہزار کاپی

اپنے والد کی یادگار میں مفت تقسیم کرائیں۔ انہوں نے اپنے طور پر دوسرے تراجم کو بھی دیکھا مگر بالآخر انہوں نے ہمارا ترجمہ انگریزی جو بلا متن ہے اسی کو پسند کیا اور آرڈر دے دیا کہ اس ترجمہ کو طبع کرا کر چار ہزار جلد ہندوستان کے کالجوں وغیرہ میں اور ایک ہزار جلد یورپ امریکہ کی لائبریریوں میں تقسیم کی جائے

دو اور مخیر بزرگ

اس کے علاوہ دو اور مخیر بزرگوں نے ایک ایک ہزار کاپی [illegible] کی تقسیم کے لئے انجمن کے حوالہ کی ہے یہ ایک نیا ٹریکٹ ہے جو اسی سال کے شروع میں نے ایک بزرگ کی فرمائش پر لکھا ہے اس میں قریباً سو اسو مختلف عنوانوں کے ماتحت جن میں سب قسم کے متفرق مضامین آگئے ہیں میں نے قرآن کریم کی آیات کو جمع کر دیا ہے۔ اور چونکہ یہ ایک چھوٹا سا ٹریکٹ ہے اس لئے اسکو آسانی سے ہر ایک شخص پڑھ سکتا ہے اور زندگی کے مختلف پہلوؤں پر جو کچھ قرآن کریم نے فرمایا ہے اس کا اسے علم ہو جاتا ہے اور یقین ہے کہ اس سے بہت لوگوں کے لوگوں کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوگی کہ وہ اس چشمہ پر پہنچیں جس کا ایک گھونٹ اس میں اس طرح پہنچایا گیا ہے۔ اس طرح گویا ہم اس اگلے سال میں یہ سات ہزار کاپی مفت تقسیم کر سکیں گے۔ لیکن جہاں مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سامان اشاعت قرآن کا اپنے فضل سے کر دیا۔

احباب سے درخواست

اس بات کا افسوس بھی ہے کہ ہماری جماعت نے ابھی اپنے اس فرض کی طرف جو اصل حق ان کا تھا توجہ نہیں کی۔ بہرحال میرا کام تو صرف توجہ دلا دینا ہے باقی دلوں کو پھیرنے والا اللہ تعالےٰ ہی ہے مجھے امید ہے کہ ہماری جماعت میں بھی وہ لوگ یقیناً اٹھیں گے جو قرآن کریم کی اشاعت کو دوسرے سب خیراتی کاموں پر مقدم کرنے والے ہوں گے اور اس طرح وہ ایک نئی بنیاد دنیا میں قرآن کریم کی اشاعت کی رکھ دیں گے جس پر آئندہ نسلیں بھی عمل پیرا ہوں گی اور اس سنت حسنہ کے جاری کرنیکا ثواب ان کو ہوگا میں یہاں احباب کی اطلاع کے لئے یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ بمبئی کے جن مخیر بزرگوں نے اس کام کی ابتدا کی ہے انہوں نے یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ کم سے کم جس خرچ پر ہم قرآن شریف مفت تقسیم کے لئے دے سکیں اس کا انتظام کیا جائے۔ اس غرض کے لئے جلد معمولی موٹے گتے کی ہوگی اور عیر فی کاپی کے حساب سے خرچ ہوگا۔ مگر یہ صرف اسی صورت میں ہے کہ قرآن کریم شریف بڑی بھاری تعداد میں طبع ہو اگر ہمارے احباب میں سے کوئی اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو جسقدر رجلدوں کی ضرورت ہو اس کا انتظام ہم آسانی سے اسی خرچ پر اس وقت کر سکتے ہیں۔ محصولڈاک البتہ علاوہ ہوگا چونکہ طبع کا کام بہت جلد ہونیوالا ہے اس لئے اگر کسی دوست کے دل میں حضرت مسیح موعود کی تڑپ کو پورا کرنیکی خواہش ہو اور وہ اس کے لئے کچھ رقم الگ کرنا چاہیں تو جسقدر تعداد انہیں بکار ہو اس کی اطلاع فوراً دیں اور دوسرا ٹریکٹ [illegible] جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے وہ بھی کوئی سوا سو صفحے کی کپڑے کی جلد کی کتاب ہے اس کا خرچ پچاس روپے فی سینکڑہ ہوگا

والسلام - محمد علی

امتحان دینیات کے متعلق اطلاع

پیغام صلح مورخہ ۱۱ رمئی ۳۴ء میں مکمل کورس امتحان دینیات کا شایع کرتے ہوئے اطلاع دی گئی تھی کہ آئندہ ہر سال ایک دفعہ ماہ نومبر کے پہلے ہفتہ میں امتحان دینیات ہوا کریگا چونکہ اس سال امیدواران کی درخواستیں شمولیت امتحان کی بہت تھوڑی آئی ہیں حالانکہ پہلی تجویز کے مطابق امتحان صرف اس صورت میں ہو سکتا تھا جبکہ امتحان دینے والوں کی تعداد مردوں کی صورت میں کم از کم پچاس ہو اور خواتین کی صورت میں ۱۵ - اس لئے اس سال امتحان ملتوی رہا ہے۔ آئندہ سال جو صاحب شامل ہونا چاہیں وہ ابھی سے اطلاع دے رکھیں تاکہ ضرورت ہو تو کورس میں ترمیم ہو کر پھر اعلان کیا جائے - عزیز بخش

مختصر آپ بیتیاں

ہم نے احمدیت کیوں قبول کی؟

جناب ماسٹر نظیر اللہ صاحب

۹۶-۱۸۹۵ء میں بمقام پشاور انٹرنس کے امتحان کی تیاری کرتا تھا۔ اور مدرسہ کے اوقات کے بعد ایک دیسی عیسائی پادری عزیز الدین سے انگریزی پڑھا کرتا تھا۔ پادری صاحب تعلیم کے ساتھ مجھے تبلیغ بھی کرتے۔ اور قرآن شریف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فوقیت رسول اللہ صلعم پر ثابت کیا کرتے۔ چونکہ بچپن سے مجھے مذہبی امور میں دلچسپی رہی ہے۔ اور تحقیقات کا مادہ بھی شروع ہی سے طبیعت میں ہے۔ ان کے اعتراضات پر جوں جوں غور کرتا مجھے وزنی معلوم ہوتے۔ ایک دو مولوی صاحبان سے ذکر کیا۔ مگر انہوں نے بجائے تسلی کرنے کے اُلٹا ملامت کی۔ اور پادری صاحب کی صحبت سے روکا۔ اس سے طبیعت پر اُلٹا اثر ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسدِ عنصری آسمان پر جانا اور ان کے معجزات چونکہ بچپن سے کانوں میں پڑتے رہے تھے۔ ان کے خلاف کبھی وہم بھی نہ گذرتا۔ آخر حضرت مولوی غلام حسن خاں صاحب کی خدمت میں ایک دن حاضر ہوا۔ اور ان سے ان اعتراضات کا ذکر کیا۔ اُنہوں نے ایسے شافی اور تسلی بخش جواب دیئے کہ میرا پورا اطمینان ہوگیا۔ اور طبیعت سے بوجھ اُتر گیا۔ وہی جواب میں نے پادری صاحب کو دئے۔ جو خاموش ہوگئے۔ پادری صاحب کا حضرت مولانا صاحب سے تعارف تھا۔ جب میں نے پادری صاحب کو یہ بتایا۔ کہ یہ جواب حضرت مولانا صاحب کی صحبت کا نتیجہ ہیں۔ تو پادری صاحب مجھ سے مایوس ہوگئے۔ اور اب اُنہوں نے مجھ پر زیادہ اعتراضات کرنے بند کردیئے۔ میں حضرت مولانا صاحب کی صحبت میں زیادہ آنے جانے لگا۔ اور آخر ان سے قرآن شریف پڑھنا شروع کردیا۔ برادرم میر مدثر شاہ صاحب اور ایک اور صاحب ہم تینوں مولانا صاحب سے قرآن شریف پڑھنے لگے۔ حضرت مولانا صاحب نے غالباً ۱۸۹۰ء میں حضرت مسیح موعود کی بیعت کی تھی۔ ایک دن باتوں باتوں میں حضرت مسیح موعود کا ذکر آیا۔ میں نے مولانا صاحب سے آپ کی کوئی تصنیف مطالعہ کے لئے مانگی۔ آپ نے "ازالہ اوہام" دیا۔ وہ پڑھ کر مجھے حضرت مسیح موعود کی صداقت پر پورا یقین ہوگیا۔ اور فوراً ۱۸۹۶ء میں حضرت صاحب کی خدمت میں قادیان بیعت کا کارڈ لکھ دیا۔

جناب چودھری غلام حسن صاحب اسٹیشن ماسٹر۔ لوہریوالہ ضلع گوجرانوالہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب سلمکم اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

قبول احمدیت کے متعلق اخبار میں پڑھا تو تھا مگر طبیعت اس قدر کمزور ہوگئی ہے کہ کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ چارپائی پر پڑا رہتا ہوں۔ کل شام کو آپ کا والانامہ ملا۔ اس لئے چند سطور اپنے متعلق لکھ دیتا ہوں۔ بعد مناسب اصلاح شائع کردیں۔

میری ۷۲ سال کی عمر ہوگئی ہے۔ اور اب چند دنوں کا مہمان ہوں۔ یہ جو لوگ الزام لگاتے ہیں کہ احمدیت سب کچھ مکر و فریب کا نتیجہ ہے قطعی غلط ہے۔ میری فطرت میں تقلید کا مادہ بہت ہی کم ہے۔ اور جب تک میری تسکین نہ ہو۔ میں دوسرے کی بات کو ہرگز نہیں مانتا۔ میں مشن سکول میں تعلیم پاتا تھا۔ جب اسلام کی بُرائیاں جو انجیل پڑھانے والا اُستاد بیان کرتا تھا۔ اس کے متعلق گھر آکر مسجد کے مولوی سے دریافت کرتا تھا۔ تو وہ میری تسکین کرنے کی بجائے یہ کہہ دیا کرتا تھا کہ ہم اسی لئے تم کو منع کیا کرتے تھے کہ انگریزی نہ پڑھو۔ عیسائی ہوجاؤ گے۔ اور اس مجھے کچھ علم نہ تھا۔ آخر مجبور ہو کر خاموش ہوجاتا۔ جب طالب العلمی کا زمانہ ختم ہوگیا اور ملازمت اختیار کی تو سید صاحب کی تفسیر اور ترجمہ صحیح بخاری و مسلم خریدی گئیں۔ ان کو پڑھنے سے کچھ معلومات وسیع ہوگئیں۔ اور قرآن کریم کے بار بار معنے پڑھنے سے علم میں ترقی ہوگئی۔ مگر پوری پوری تسکین نہ ہوئی۔ اسی اثنا میں حضرت مسیح موعود کی تعلیم بھی کانوں تک پہنچی۔ اور جب علماء سے دریافت کیا گیا۔ تو اُنہوں نے یہ جواب دیا کہ یہ شخص منسوخ قرآنی آیتوں پر عمل کرتا ہے۔ اب دل میں اندیشہ پیدا ہوگیا کہ قرآن کریم بھی ایسی کتاب ہے کہ اس پر بھی عمل درست نہیں۔ اسی اثنا میں میرے ایک دوست نے اللہ تعالیٰ اس کو مغفرت کرے "ازالہ اوہام" ہم کو پڑھنے کے لئے بھیجی۔ جس کو میں نے بڑے غور سے پڑھا۔ میرے بہت سے شکوک رفع ہوگئے۔ پھر اور کتابیں منگا کر پڑھتا رہا۔ جب یہ پڑھا کہ قرآن کریم کا ایک لفظ بھی منسوخ نہیں ہوا۔ اور متشابہات و محکمات کی بحث کو پڑھا۔ تو دل باغ باغ ہوگیا۔ اور اسلام کا منور چہرہ مجھ کو نظر آگیا۔ تو میں مسیح موعود کے قدموں میں جاگرا۔ اور بیعت کرلی۔ اور اب تک بیعت پر قائم ہوں۔ کچھ عرصہ ہوا ہے میری ایک قادیانی بھائی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد کے متعلق بات چیت ہوئی۔ تو اس نے مجھ کو کہا کہ تم حضرت مسیح موعود کو حکم نہیں مانتے۔ میں نے جواب دیا کہ حکم تو ضرور مانتے ہیں۔ مگر قرآن کریم کو مقدم مانتے ہیں۔ اور لاہوری جماعت کے ساتھ شامل ہونے کی صرف یہی ایک وجہ ہے۔ کہ میں اپنی ضمیر کے برخلاف کوئی کارروائی بطور تقلید نہیں کرنا چاہتا۔ شخصی تقلید ایسی بُری چیز ہے کہ بڑے بڑے مقنن ڈاکٹر۔ فلاسفر۔ سائنسدان بھی عاجز ہو کر سر نیچا کردیتے ہیں۔ اور ۱ = ۱ + ۱ + ۱ مسئلہ تثلیث کو صدق دل سے مانتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی تعلیم ایسی صاف ہے کہ اس کے پڑھنے سے قرآن کریم و حدیث کی پوری پوری سمجھ آجاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود کوئی نئی تعلیم نہیں دیتے۔ صرف اسلام کے چہرہ سے گرد و غبار اُتار کر اس کا روشن چہرہ دکھلا دیتے ہیں۔ یہ لوگوں کی غلطی ہے اور کمی تدبر کا نتیجہ ہے جو مخالفت کرتے ہیں۔ مخالفت سے بھی بعض اوقات فائدہ ہوجاتا ہے اور لوگوں کو مخالف کی تحریرات کو پڑھنے کا شوق ہوجاتا ہے۔ دل تو اور کچھ بھی لکھنے کو چاہتا ہے۔ مگر مجبور ہوں۔ لکھ نہیں سکتا۔ والسلام

(غلام حسن۔ ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر)

جناب محبوب خاں صاحب دھاروال

ایک روز راستہ چلتے وقت ایک شخص نے اپنی دکان پر سے بلایا۔ اور ایک چھوٹی سی کتاب میرے ہاتھ میں دی اور کہا کہ اس کو پڑھو۔ گھر لے جاکر میں نے اس کو بہت غور سے پڑھا۔ اور اس تاریخ سے میرے دل میں مرزا صاحب کی محبت پیدا ہوگئی۔ اور میں احمدیہ جماعت لاہور کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ زمانہ بھی دور نہ تھا جب مولانا محمد علی صاحب کا ترجمہ و تفسیر قرآن ایک ایک پارہ کرکے شائع ہورہی تھی۔ اس کی خریداری میں نے اپنا نام رجسٹرڈ کرا دیا۔ اور وہ ایک ایک پارہ مجھے آنے لگا۔ اس کو میں نے اس ذوق و شوق سے پڑھا کہ اس طرح قرآن میں نے کبھی نہیں پڑھا تھا۔ ہر بات دل پر برابر اثر کرتی گئی۔ اور قرآن کی اصل حقیقت معلوم ہوتی گئی۔ پہلے بھی قرآن کی تلاوت ہوتی تھی مگر بہت سے شبہات باقی رہ جاتے تھے۔ اور اس کا حل ملنا مشکل ہوجاتا تھا۔ نیز انگریزی اخبار لائٹ اور پیغام صلح۔ رسالہ اشاعت اسلام اور اسلامک ریویو بھی زیر مطالعہ رہے ہیں۔ ان کے روزمرہ پڑھنے سے کافی روحانی غذا ملتی رہی ہے۔ اور اثر کا دروازہ کھل گیا ہے۔ ان باتوں سے یقین ہوگیا کہ مرزا صاحب اس زمانہ کے مجدد۔ امام اور مسیح موعود ہیں۔ لوگوں کی طرف سے نفرت کا اظہار بہت ہوتا رہتا ہے۔ مگر کچھ پروا نہیں۔ حق کو بات کو ظاہر کرنا اور نہ دوسرے ظاہر کرنا پسند ہے۔ (محبوب خاں از دھاروال)

جناب چودھری خیر دین صاحب ریٹائرڈ ریلوے گارڈ پنڈی بہاؤالدین

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب السلام علیکم

میں ضعیف العمری اور علالت کی وجہ سے خود تو معذور ہوں۔ دوسرے شخص سے قبول احمدیت نمبر کے لئے چند سطریں قلمبند کرکے ارسال کرتا ہوں۔

جوانی اور شباب کا زمانہ تھا۔ میں محکمہ ریلوے میں بعہدہ گارڈ ملازم تھا۔ ان دنوں حضرت اقدس مرزا صاحب کا لوگوں میں بہت چرچا تھا مخالفت بھی بے حد تھی۔ مجھے ان کے متعلق تحقیقات کا خیال پیدا ہوا لیکن میں نے کوئی خاص کوشش نہ کی۔ ایک رات جبکہ میں ہرن پور میں مقیم تھا خواب دیکھا کہ میں قادیان میں ہوں۔ وہاں ایک چوبارہ ہے۔ جہاں پھولوں کے گملے رکھے ہیں اور چھڑکاؤ ہورہا ہے۔ چوبارے میں حضرت اقدس چارپائی پر ایک کہنی پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے

ہیں سینے کے دائیں طرف ربڑ کی ایک نالی رکھی ہوئی ہے جس کا دوسرا سرا زمین تک پہنچا ہوا ہے۔ اس میں سے دودھ بہ رہا ہے۔ میں اپنی فراست سے سمجھ گیا کہ یہ حضرت مسیح موعود ہیں۔ اور بغیر سلام کلام کے فوراً نالی کا وہ سرا جو زمین پر تھا اپنے منہ سے لگا لیا۔ اور دودھ پینا شروع کر دیا۔ بعد میں خیال آیا کہ ماہ رمضان ہے۔ اور حضرت اقدس کی خدمت میں عرض کیا کہ میں تو روزہ سے ہوں۔ حضرت نے کمال ملائمت اور حلم سے جواب دیا کہ بیٹا سہو کا کوئی ہرج نہیں۔ اس سے روزہ نہیں جاتا۔ میں یہ خواب ہی دیکھ رہا تھا کہ باہر سے چپڑاسی نے آواز دی کہ گاڑی کا وقت ہو گیا ہے جس پر میری آنکھ کھل گئی۔ اس خواب نے میرے دل پر خاص اثر کیا۔ اور میرا شوق و اضطراب بڑھتا گیا۔ اور میں نے احمدیت کے متعلق تحقیق شروع کر دی۔ حضرت اقدس کی کتب بھی مطالعہ کیں۔ جب ہر طرح سے تسلی ہو گئی تو بیعت کا ارادہ کیا پہلے بذریعہ کارڈ بیعت کی اس کے بعد رخصت لیکر قادیان پہنچا اور حضرت اقدس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر بیعت کی۔ یہ ۱۸۹۶ء یا ۱۸۹۷ء کا واقعہ ہے۔ بیعت کے بعد مجھ میں ایک خوشگوار انقلاب آگیا اور میرے اخلاق و اعمال میں نہایت اچھی تبدیلی واقع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے مجھے مامور زماں کی شناخت کی توفیق بخشی۔

جناب شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی

خاکسار فرقہ اہلحدیث کا ایک ممتاز فرد تھا۔ میں خلوص نیت سے عرض کرتا ہوں کہ ابتداً اس فرقہ کی نہایت اچھی تھی۔ کیونکہ اشاعت توحید اور اسوۂ حسنہ رسول اکرمؐ اور سنت نبویؐ اس کا شعار تھا۔ ۱۸۹۰ء میں ایک بزرگ شیخ غلام حیدر صاحب اہلحدیث نے خاکسار کو ایک کتاب موسومہ "سرمہ چشم آریہ" مصنفہ حضرت اقدس علیہ السلام مطالعہ کے لئے دی۔ اور ساتھ ہی زور سے فرمایا۔ یہ بزرگ اس زمانہ کے مرد کامل ہیں۔ یہ کتاب ہی میرے لئے خضر راہ بن گئی۔ خاکسار فوراً قادیان پہنچا۔ اور حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ اور دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ سراپا نور محبت اسلام اور محبت رسول کریمؐ میں محو رہتا تھا۔ اور میں نے حضرت کی تمام زندگی میں ان کو ایسا ہی پایا۔ فوراً خاکسار حضرت اقدس علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک بعدہٗ دعا اور توجہ میں لگا رہا کہ کسی طرح اور سعید روحوں کو بھی خدا اس نعمت سے حصہ بخشے۔ رفتہ رفتہ میرے بڑے بھائی حافظ غلام رسول صاحب سوداگر اور شیخ نیاز احمد صاحب کو معہ جملہ ممبران خانہ بھی اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں شامل کر دیا۔ اور فرقہ اہلحدیث وغیرہ کو اس مامور من اللہ کی مخالفت پر آمادہ ہو کر پورے زور سے عداوت کرتے دیکھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کو خائب و خاسر کیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کے سینکڑوں نشانات بچشم خود دیکھے ہیں۔ مباحثہ آتھم اور جلسہ مذاہب میں خاکسار موجود تھا۔ اللہ تعالیٰ مخالفین کی آنکھیں کھولے تا کہ اس نور کو شناخت کرکے خدمت اسلام کی توفیق پاویں۔

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے قادیانی غلو کے فتنہ سے بھی محفوظ رکھا۔ (خاکسار محمد جان احمدی)

جماعت احمدیہ میں خاکسار کی شمولیت

(از جناب قاضی محبوب عالم صاحب عرائض نویس گوجرانوالہ)

مارچ ۱۹۰۴ء میں ایک ویرانہ جنگل میں سٹیشن کالیکی ریسنڈی کالیکی کے نام پر ایک جدید آبادی تیار ہو رہی تھی۔ جہاں ایک سکول بھی جدید منظور ہوا تھا۔ اور خاکسار کے والد بزرگوار خدا ان کو جنت نصیب کرے آمین۔ اس سکول اعلیٰ ماسٹر تھے۔ جو پرانی آبادی ضلع گوجرانوالہ سے تبدیل ہو کر تشریف فرما تھے اور اسی وجہ سے مجھے بھی وہاں جانا پڑا۔ اور مجھے اپنی ملازمت تحصیلدار صاحب بندوبست کی پیشی منشی سے بوجہ تخفیف اس وقت کچھ فرصت بھی تھی اگرچہ میرے لئے جدید حلقہ پٹوار مستقل منظور ہو چکا تھا لیکن گرمی کے ایام میں وباء طاعون کا قیامت خیز طوفان ہر دہ اور قریہ میں اس قدر زوروں پر تھا کہ ہر طرف سے آہ و بکا کے سوا اور کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ میرے اپنے خاندان کے بہت سے اور اچھے اچھے بزرگ موت کا شکار ہو چکے تھے۔ اور کچھ اس موذی مرض میں مبتلا تھے۔

خوش قسمتی سے ریلوے سٹیشن مذکورہ میں میرے ایک ہم وطن دوست خانصاحب عبدالرشید خاں جو میرے عزیز بھائی ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ اور منشی نواب خانصاحب انسپکٹر پولیس ریلوے کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اور اسٹیشن پر نار بابو تھے نہایت شریف اور نقیر دوست نقیر منش خیالات پاکیزہ کے انسان تھے اور میرے بڑے ہمدرد اور مخلص دوست تھے۔ اس قیامت خیز زمانہ میں چونکہ وہ اپنے کوارٹر میں اکیلے تھے اس لئے وہ کوارٹر میرے اور ان کے لئے غور و فکر عاقبت کا ایک حجرہ یا بیت الدعا تھا۔ ساتھ کے کوارٹر میں اغلباً بابو عبدالحکیم نامی صاحب احمدی اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر رہتے تھے۔ اگرچہ وہ شادی شدہ تھے لیکن ان دنوں بوجہ وبائے طاعون کے ان کے اہل و عیال بھی لاہور تھے۔ بابو ابراہیم صاحب احمدی کے ہاں جو اس وقت ملہم مشہور تھے انکی شادی ہوئی تھی غرضیکہ وہ کوارٹر بھی خالی تھا۔ لیکن بابو عبدالرشید صاحب موصوف احمدیت کے خلاف تھے۔ حالانکہ ان کا تمام خاندان احمدیت قبول کر چکا تھا۔ اس وجہ سے بابو عبدالرشید صاحب اور بابو عبدالحکیم صاحب کی کچھ آپس میں خاص محبت نہ تھی۔ ہاں میرے شامل ہونے پر ہم ہر سہ یکجا جمع ہو جاتے۔ اور اس قیامت خیز حالات پر فکر اور تدبر کرتے۔ بابو عبدالحکیم صاحب موصوف کے نام اخبار بدر جاری تھا۔ اور بابو عبدالحکیم صاحب ہمارے محترم بزرگ چوہدری غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر لوہری والا جو اسوقت ہماری جماعت لاہور میں شامل ہیں خدا انہیں زندہ اور سلامت رکھے۔ کے رشتہ دار تھے اور ان کے فیض یافتہ احمدی تھے۔

وہ زمانہ طاعون اور زلازل کو حضرت مامور من اللہ مسیح موعود مہدی زماں کے نشانات میں سے ایک نشان بیان فرماتے ہیں۔ اور نہایت ہی عالمانہ طریق پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی صداقت بیان فرماتے۔ حدیث سے تطابق فرماتے لیکن اسطرح کئی دن ہم ہر دو انکے مقابلہ پر جاہلانہ طرز پر اڑے رہے۔ اور صحیح بات یہ ہے کہ ہم سے جواب نہ بن پڑتا لیکن عمداً ٹال مٹول کر کے استہزاء کرکے اپنے آپ کو ان پر غالب ہونا ظاہر کرتے ہمیں اپنا ضمیر شرمندہ کرتا تھا۔ اور علیحدگی میں ہم ہر دو اس پر غور کرتے۔ آخر ایک بات جو کام والی تھی۔ بابو عبدالحکیم صاحب موصوف سے نکلی۔ اور وہ بجلی کی طرح کام کر گئی۔ وہ کیا تھی۔ کہ خدا زندہ ہے اور حی و قیوم ہے۔ اور وہ اپنے ماموروں کے زمانہ میں بالکل قریب ہوتا ہے۔ یعنی دعائے استخارہ کی طرف توجہ کرو۔ لیکن ہمارے

خیال میں بھلا خدا اور ہم گناہ گاروں سے اس کا تعلق دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتا۔ مگر دل پگل چکے تھے۔ صرف نیک نیتی سے خلوص سے طلب حق کے لئے اس کے سامنے حاضر ہونا تھا۔ اغلباً عصر کا وقت گرمی کی شدت طلب حق کی جستجو اور خدا کے مامور کی شناخت کی آرزو نے غلبہ کیا۔ میں اکیلا ہی جائے نماز پر دعا کے لئے بیٹھ گیا۔ غنودگی سی آئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہر ہے۔ نہر کی مشرقی پٹڑی پل کے تھوڑے فاصلہ پر جانب جنوب ایک باغیچہ طرز کا درختوں کا جھنڈ ہے۔ اس کے اندر سے حضرت صاحب پٹڑی پر پل کی جانب روانہ ہو پڑے۔ میں نے پٹڑی پر حضور کی کمر میں اپنے دونوں ہاتھ ڈال دیئے۔ اور آپ سے لپٹ گیا۔ اور پکار شروع کر دی۔ حضرت میں بڑا گنہگار ہوں۔ میں کیا کروں گا۔ اور حضور کو اسی جگہ بٹھا لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ کہ بیداری ہو گئی۔ یہ واقعہ ۴ر اپریل ۱۹۰۴ء کا ہے۔ دن نکلنے پر بابو عبدالرشید صاحب بھی آگئے۔ میں خوشخبری دی۔ کہ بس کام ہو گیا اور حق پا لیا انہوں نے فرمایا کہ مجھے کام پر ہی یہی بشارت ہو چکی ہے ہر دو بغلگیر ہو گئے بابو عبدالحکیم احمدی کے ہمیشہ شکر گذار رہے۔

اب تازگی ایمان کے لئے مشرف زیارت کا عشق بس کیا تھا۔ گھر میں صرف ایک ہی زیور تھا جس کو فروخت کیا۔ آٹھ روپیہ کی رقم زاد راہ کے لئے مل گئی۔ شوق زیارت کے لئے بیتابی یہی ولولہ بابو عبدالرشید صاحب کو بھی یہی تھا۔ انہوں نے بھی رخصت کی درخواست بھیجی۔ میں وہاں سے گوجرانوالہ میں خانصاحب نواب خان حال انسپکٹر پولیس جو اس وقت میونسپل کمیٹی کے محکمہ چنگی کے آفیسر تھے بابو عبدالرشید صاحب کے انتظار میں کے ہاں مقیم ہوا۔ ان کی صحبت سے بہت فائدہ اٹھایا۔ اسی طرح کتاب عسل مصفے مصنفہ میرزا حکیم خدابخش کے مطالعہ سے بہت کچھ حاصل کیا۔ حضرت کے مخالفین کا بھی ایک نقشہ دیکھا لیکن بخوف طوالت اس کو نظر انداز کرتا ہوں اس عرصہ میں بابو عبدالرشید صاحب کی رخصت منظور ہو گئی۔ اور وہ گوجرانوالہ تشریف لائے۔ جہاں سے ہم دیوانہ وار جانب قادیان روانہ ہوئے۔ پیشتر ازیں ذکر آگیا ہے۔ کہ میں نے لاہور سے آگے سفر نہ کیا تھا۔ نہ ہی قادیان یا بٹالہ یا نہر سے واقفیت تھی۔ بٹالہ سے صبح کے وقت کچی سڑک کا پاپیادہ سفر عاشق زار کی طرح شوق دیدار۔ قادیان سے پہلے جب وہ منظر نہر کا اور پل کے راستہ میں آیا وہ درختوں کا جھنڈ اور وہ پٹڑی اور پٹڑی کے ساتھ ساتھ درخت اور جس جگہ حضرت کو کمر سے پکڑا تھا وہ موقع اس طرح تھا۔ کہ میں نے سب کچھ دیکھا ہوا ہے۔ اب بیتاب ہو کر زیارت کے لئے قادیان کی جانب دوڑے۔ مہمان خانہ میں متفرق اسباب رکھا گیا۔

اغلباً ظہر یا عصر کا وقت تھا۔ مسجد مبارک اور بیت الدعا کی دیوار میں ایک دریچہ تھا۔ جہاں سے حضور نے شمولیت نماز کے لئے تشریف لانا تھا۔ چونکہ ہم ہر دو نوار دو تھے اور سب سے پہلے پہنچ گئے تھے۔ دریچہ کے ہر دو طرف انتظار میں بیٹھ گئے۔ حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب اور قبلہ مولوی محمد علی صاحب اور کچھ اور لوگ برائے نماز جمع ہو گئے۔ کہ اتنے میں وہ چاند کے ٹکڑے والا نورانی شکل والا براق بابرکت ہیں اس دریچہ سے نماز کے لئے باہر آیا۔ دیکھ۔ اور ایک وجد آیا نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب علیہ الرحمت نے امامت کی۔ اور حضرت صاحب اور ہم سب نے ان کے اقتداء میں نماز گزاری اور فارغ ہوئے۔ الحمد للہ چار یوم قادیان میں حضرت کی صحبت میں شب و روز گزارے۔

۱۹۱۴ء سے لیکر اس وقت تک مخالفین اور طوفان خیز مشکلات کا سامنا آیا۔ دنیا نے ہم کو مٹانا چاہا لیکن ہماری دعائیت دن بدن زندہ ہوتی چلی جا رہی ہے مخالفت اور ابتلا کیا آتا ہے ایک پیغام زندگی۔ بیشک دنیا کی زندگی کا ظاہری نقصان کہ تمام رشتہ دار جدا۔ استہزائے اور طعن تشنیع ہر ایک بات میں مخالفت وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ دنیا کی موت طاری ہو چکی ہے لیکن یہ جذبہ بڑھ رہا ہے صرف اس لئے کہ احمدیت نے ایک نصب العین خدمت اسلام کا ایسا ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ کہ اس کے عشق میں سب کچھ ہیچ ہے اور ایک ایسی امین اور جاں نثار جماعت جس کی نظیر دنیا میں اس وقت نہیں پائی جاتی اور یہ مخالفین کے لئے ایسی نظیر پیش کرنے کا ایک چیلنج ہے۔ ہاں اختلاف سلسلہ کے وقت بھی میں اللہ تعالیٰ کی تائید سے اور حضرت صاحب کی رہنمائی سے حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب کو حق پر پایا۔ الحمد للہ

قابل توجہ

سیکرٹری صاحبان شاخہائے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مورخہ ۲۸/۱۰/۳۳ کو جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان کو ایک چٹھی متعلق زکوٰۃ روانہ کی گئی تھی۔ کہ اپنی اپنی جماعت سے وفد بن کر فنڈ زکوٰۃ کے روپیہ کی وصولی کے لئے نکل پڑیں۔ اور پھر اس کے نتائج سے اطلاع دیویں تاکہ حضرت امیر کی خدمت میں پیش کی جاوے مگر تا حال کوئی جواب نہیں آیا لہذا توجہ فرما دیں اور اسی کو یاد دہانی تصور فرمائیں اور جواب سے سرفراز فرمائیں کہ آپ نے اس پر اب تک کیا کارروائی فرمائی ہے۔ والسلام۔ (عزیز بخش آنریری اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

دس شرائط بیعت

جماعت احمدیہ میں شمولیت کے وقت اقرار

(از حضرت مسیح موعود[1])

۱۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

۲۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آئے۔

۳۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزہ اپنا ورد بنائے گا۔

۴۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

۵۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

۶۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے پر قبول کرے گا اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

۷۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

۸۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

۹۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا۔ اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد قوتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

۱۰۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

---

[1] حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رح

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۲۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں
سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور یوم شنبہ مطبوعہ ۲۱ رجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۱ نومبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۶۴

کلمہ، نماز ——— روزہ حج اور ——— زکوٰۃ

اسلام کے پانچ ارکان ہیں اس بات کو ہر ایک مسلمان جانتا ہے کہ احکام قرآنی کے مطابق ان سب کا ماننا اور ان پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان مرد و عورت کے لئے ضروری ہے۔ ان پانچوں میں سے ایک کا بھی کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا۔

قرآن کے احکام کے مطابق زکوٰۃ کا قومی بیت المال

میں جمع ہونا اور اس کے بعد ایک نظام سے خرچ ہونا ضروری ہے صاحب نصاب زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ کا تیسرا حصہ اپنی مرضی سے خرچ کرسکتا ہے باقی رقم کو لازمی طور پر قومی بیت المال میں جمع کرانا چاہئے تاکہ بہتر قومی ضرورتوں پر خرچ کی جائے۔ یاد رکھئے قرآن کے نزدیک کوئی زکوٰۃ زکوٰۃ نہیں جو باقاعدہ بیت المال میں جمع ہوکر خرچ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ

کا قومی بیت المال موجود ہے اگر دوسرے مسلمان مذکورہ بالا طریق پر عمل نہیں کرتے تو ان کو ایک حد تک معذور سمجھا جاسکتا ہے کیونکہ انکا کوئی بیت المال نہیں لیکن احمدیوں کیلئے یہ کوئی مجبوری نہیں اسلئے ہر ایک صاحب نصاب احمدی مرد و عورت کے لئے لازم ہے کہ اپنی زکوٰۃ مرکز میں ارسال کرے انفرادی طریق پر خرچ نہ کرے ورنہ اس کی ادائیگی زکوٰۃ اور احکام قرآنی اور مفاد قومی کے خلاف ہوگی۔

قرآن کریم میں

نماز ——— اور ——— زکوٰۃ کی خصوصیت سے تاکید آئی ہے لیکن افسوس مسلمانوں کی کثیر تعداد زکوٰۃ کے احکام کو فراموش کئے ہوئے ہے۔ تھوڑے بہت مسلمان جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ وہ بھی بالعموم احکام قرآنی کی پوری پابندی نہیں کرتے۔ یہ بہت بڑی غلطی اور کمزوری ہے جسے جلد دور کرنا چاہیے۔

اسلامی تاریخ پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

کے زمانہ میں منکرین زکوٰۃ کے ساتھ صرف اس وجہ سے جنگ ہوئی تھی کہ وہ زکوٰۃ کو قومی بیت المال میں بھیجنے کی بجائے اپنی مرضی سے خرچ کرنا چاہتے تھے بعض صحابہؓ کی رائے اس مطالبہ کو منظور کرلینے کے حق میں تھی لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کو ماننے سے انکار کردیا اور جنگ کرکے اسلامی حکم کی تعمیل کرائی۔

ہمارے ملک میں ماہ رجب

ادائیگی زکوٰۃ کے لئے مخصوص ہے زکوٰۃ دینے والے بالعموم اس مہینے میں زکوٰۃ تقسیم کرتے ہیں جیسا کہ بیان ہوچکا ہے کہ اس روپیہ کا بہت بڑا حصہ برباد جاتا ہے۔ لہذا احباب سلسلہ کا فرض ہے کہ دیندار اور روشن خیال مسلمانوں کے پاس اس ماہ رجب کے اندر پہنچیں اور تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا جو کام ہماری طرف سے ہورہا ہے اس کی ضرورت واہمیت بتلاکر ان سے چندہ لیں۔ اس طرح ان کی زکوٰۃ اچھی جگہ صرف ہوگی اور انجمن کو کسی قدر مالی امداد بھی مل جائے گی۔

زکوٰۃ پبلک چیرٹی یعنی قومی ——— خیرات

ہے اس کو قوم کی بہتری کے لئے قومی نظام کے ماتحت خرچ ہونا چاہئے۔ لیکن آج کل زیادہ تر ہٹے کٹے فقیر اور بھیک منگے ہتھیا لیتے ہیں اور قوم کے غریب۔ یتیم۔ محتاج۔ بیوائیں اور قومی ادارے محروم رہتے ہیں۔ اس طرح قوم کو زکوٰۃ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ بعض صورتوں میں نقصان ہوتا ہے۔ یہ طریق اصلاح طلب ہے۔

قومی بیت المال حیات قومی کیلئے دل

کا حکم رکھتا ہے جس طرح دل اپنے مسلسل عمل کے ذریعے تمام جسم کا خون اکٹھا کرکے صاف کرنے کے بعد اس کو ایک مقررہ قاعدہ کے ذریعہ جسم میں دوبارہ تقسیم کردیتا ہے جس سے زندگی اور تندرستی قائم رہتی اسی طرح قومی بیت المال کا کام ہے کہ صاحب نصاب اور متمول مسلمانوں سے زکوٰۃ کا روپیہ اکٹھا کرکے قوم کی ضرورتوں پر صرف کرے تاکہ حیات قومی قائم رہ سکے لیکن مسلمان اس حکم پر اس طریق پر عمل نہیں کرتے جو بھاری غلطی ہے۔

عورتوں کے پاس زیور ہوتا ہے اس لئے احمدی خواتین

کو ادائیگی زکوٰۃ کی طرف خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیے حضرت امیر ایدہ اللہ نے بھی اپنی مطبوعہ عرضی اور خطبہ میں خواتین کو خصوصیت سے مخاطب کیا ہے زکوٰۃ کے متعلق حضرت ممدوح کا ٹریکٹ تو ہر ایک احمدی گھر میں موجود ہوگا۔ اس سے مسائل معلوم ہوسکتے ہیں جس مال اور زیور میں سے احکام قرآنی کے مطابق زکوٰۃ ادا کی جائے اس میں اللہ تعالیٰ برکت دیتا ہے

مَیں کس طرح احمدی ہُوا؟

(از مرزا جمال الدین صاحب خوشنویس)

۱۸۹۶ء کی بات ہے کہ حکیم الامت جناب مولانا حکیم نورالدین صاحب کے مجرب نسخہ جات علمی لکھوانے کے لیے مکرم حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ میرے پاس آئے میں نے ان کی فرمائش پر کتابت کا کام شروع کر دیا۔ اسی اثنا میں انہوں نے وفات مسیح کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ میں اور میرے ہمنشین اس وقت چونکہ پرانے خیالات یعنی حیات مسیح ہی کے قائل تھے۔ اس لیے کچھ دنوں تک ہمارے مکان پر یہی چرچے جاری رہے۔ اس زمانہ میں انارکلی لاہور کے نیلہ گنبد والی مسجد کے مدرس حدیث جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کے اقرباء میں سے چند طالب ہمارے پاس فن کتابت سیکھنے کے لیے آیا کرتے تھے۔ جب ان طالب علموں نے یہ ماجرا دیکھا اور ہمیں وفات مسیح کی طرف مائل پایا۔ تو انہوں نے مولوی صاحب موصوف سے تذکرہ کیا۔ اور مولوی غلام حسین صاحب امام مسجد گمٹی بازار لاہور اور جناب حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ بھی ہمارے ہمراہ گئے۔ اور نامہ و پیام بھی ہُوا۔ مگر مدرس حدیث جناب مولوی صاحب مذکور تصدران کے روبرو میدان مقابلہ میں آ کر حیات مسیح کے مسئلہ کی تائید کرنے سے قاصر رہ گئے۔

حضرت اقدس کا معرکۃ الآرا مضمون

انہیں ایام میں پہلے پہل مجھے حضرت اقدس جناب میرزا صاحب علیہ الرحمۃ کا وہ معرکۃ الآرا مضمون سننے کا اتفاق ہوا۔ کہ جو جناب مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نہایت بلند آہنگی اور خوش الحانی سے انجمن حمایت اسلام لاہور کے مکان کے صحن واقعہ دروازہ شیرانوالہ بتقریب جلسہ دھرم مہوتسو (انجمن مذاہب عالم) پانچ سوالوں کے جواب میں پڑھا تھا۔ اور جس جلسہ کے روح رواں اور بانی سوامی شوگن چندر جی مہاراج تھے۔ اور جس میں جملہ مذاہب ہند نے علماء اپنے اپنے مذہب کی رُو سے سوالات مشتہرہ کی پابندی سے مضامین پڑھے تھے جو کہ مجاز قرار دئے گئے۔ اور جس کے سامعین کی تعداد کا اندازہ اس وقت کے اخبارات لاہور نے دس ہزار نفوس تک لکھا تھا۔

مضمون کی کامیابی کے متعلق الہام

اس جلسہ کی تقریروں کو سامعین نے نہایت ہی اشتیاق اور دلی توجہ سے ہمہ تن گوش ہو کر سنا۔ اور میں نے دیکھا کہ حضرت اقدس امام الزمان مضمون کی برتری کی نسبت ایک اشتہار دوران جلسہ میں حضرت اقدس کی طرف سے ہی عام لوگوں میں اس لیے تقسیم ہو رہا تھا۔ کہ جس میں حضرت کا ایک الہام درج تھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ تیرا مضمون سب مضامین پر غالب رہیگا۔ اور خدا تیرے ساتھ ہوگا۔ فی الحقیقت حضرت مرزا صاحب کا یہ مضمون آپ کے شائع شدہ اشتہار کے مطابق تمام دیگر علمائے ہند کے مضامین سے فائق رہا۔ اور سول ملٹری گزٹ اور لاہور کے دیگر ہندو مسلم اخبارات اس مضمون کی برتری اور خوبی کے اعتراف سے لبریز پائے گئے۔ اور اب انجمن اشاعت اسلام لاہور نے حضرت کا یہ مضمون اردو انگریزی زبانوں میں طبع کرایا ہوا ہے جس کے پڑھنے سے انسان کے اندر ایک نمایاں روحانی بیداری پیدا ہو جاتی ہے۔ اس مضمون کا سُننا تھا کہ میرے اندر یقین و اثق پیدا ہو گیا۔ اور یکلخت دل الٰہی انوار کی تجلی سے بھر گیا۔ اور میرے دل نے قبول کر لیا۔ کہ یہ شخص راستباز اور صادق ہے۔ اس کی معیت میں رہنا قرب خداوندی کو حاصل کرنا ہے۔

چشم دید مشاہدات

غرض مذکورہ بالا مضمون نہایت بیش بہا علمی اور قرآنی جواہر پاروں کا ایک بے نظیر خزانہ ہے کہ جس کے سُننے سے انسان کے اندر ایک نمایاں تبدیلی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن چشم دید مشاہدات نے جو کہ خاص میرے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور میرے ذاتی تجربات نے حضرت مرزا صاحب کے مامور من اللہ ہونے کے خیال کو مرتبہ عین الیقین تک پہنچا دیا۔

ایک واقعہ

جن میں سے ایک بات یہ ہے کہ ۱۸۹۷ء کے آخر میں میرے سینے سے کھانسی کے ساتھ خون آنے لگ گیا تھا۔ چونکہ میرے خویش و اقرباء میں اس طرح سے کئی ایک اموات قبل ازیں وقوع پذیر ہو چکی تھیں۔ اس لیے میرے قریبی رشتہ دار اس نازک حالت کو دیکھ کر میری زندگی سے مایوس ہو رہے تھے۔ میں خود بھی لاہور کے حاذق اطباء اور ماہر ڈاکٹروں کے زیر علاج ایک عرصہ تک رہ چکا تھا لیکن ایک ذرہ کے برابر فائدہ حاصل نہ ہُوا۔ خون گلابی رنگ کا آتا تھا۔ کوئی معمولی طریقہ سے گاہے گاہے نہیں بلکہ کثرت کے ساتھ دن رات میں کئی مرتبہ جب کھانسی اُٹھتی تھی۔ جب ہی خون آ جاتا تھا۔ میرے اپنے شہر کے نامور ڈاکٹر خان بہادر محمد حسین خان صاحب اور جناب حکیم سید بزرگ شاہ صاحب نے خون کا آنا پھیپھڑوں سے تسلیم کیا تھا اور اسی مرض کا وہ علاج کرتے رہے تھے۔

قادیاں میں

غرض طوالت بیماری کے باعث جب میری پریشانی بڑھ گئی تو میں لاہور سے دل برداشتہ ہو کر جانب قادیان روانہ ہُوا۔ اتفاق سے جب میں اسٹیشن پر پہنچا۔ تو وہاں جناب چودھری شہاب الدین صاحب کو دیکھا جو حضرت قبلہ مولانا محمد علی صاحب کو اسٹیشن تک رخصت کرنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے حضرت مولوی صاحب کے ہمراہ کر دیا۔ جن کی معیت میں میں پہلے پہل قادیان پہنچا۔ وہاں جا کر کئی روز تک حکیم الامت جناب مولانا حکیم نورالدین صاحب کے زیر علاج رہا۔ لیکن چھاتی سے خون کی آمد اور کھانسی میں کسی قدر بھی کمی نہ ہوئی۔

حکیم الامت کا ارشاد

اسی اثنا میں میرے مکرم دوست مولوی فضل الٰہی صاحب بھیروی نے ایک دن حضرت حکیم صاحب قبلہ کی خدمت میں میری صحتیابی کی دعا کے لئے درخواست کی جس کے جواب میں حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ جب تک کسی شخص سے تعلق خاص نہ ہو دعا پیدا نہیں ہوتی۔ یہ فقرہ سُن کر مولوی صاحب خاموش رہ گئے۔

حضرت اقدس کی خدمت میں درخواست دعا

اسی شام جب کہ حضرت مسیح موعود جناب مرزا صاحب اپنے گھر کی ملحقہ مسجد کے بالا خانے پر ادائے فریضۂ نماز کے بعد اپنے احباب سے بات چیت میں مصروف تھے۔ تو مولوی فضل الٰہی صاحب نے میری طرف ہاتھ کا اشارہ کر کے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں عرض کی کہ حضور یہ ہمارے بھائی ہیں۔ اور انہیں چھاتی سے بکثرت خون آتا ہے۔ ان کی صحت کے لئے رب العزت کی بارگاہ میں دعا فرمائی جائے۔ اس درخواست کا سننا تھا کہ حضرت اقدس نے اُسی وقت اپنے ہاتھ اُٹھائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خشوع و خضوع سے دُعا میں مصروف ہو گئے۔ اور بہت دیر تک مشغول دُعا رہے۔ بعد از فراغت میری جانب متوجہ ہوئے۔ اور فرمانے لگے کہ تم تہجد پڑھا کرو۔ اور سجدے کی حالت میں دعا کیا کرو۔ میں بھی تمہارے لئے دُعا کرتا رہوں گا۔ اور دُعا کے لئے تم بار بار مجھ کو یاد دلاتے رہنا۔

صداقت مسیح موعود کا کھلا نشان

جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود جناب مرزا صاحب نے ارشاد فرمایا تھا۔ اسی طرح نوافل گذاری اور سجدے کی حالت میں مضطربانہ گریہ و زاری کے ساتھ میں نے پروردگار کی بارگاہ میں اپنی صحتیابی کے لئے بار بار دعا کرنی شروع کر دی۔ تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ ایک رات اللہ تبارک و تعالےٰ نے اپنے اس درماندہ بندے کی حالت زار پر رحم فرما کر جبکہ بعد نوافل نیم شبی میری آنکھ لگی تو مجھ پر ظاہر فرمایا۔ اور اپنا جلوہ اس طرح دکھایا کہ گتے کا ایک بہت بڑا بورڈ میرے دیکھنے میں آیا۔ کہ جس پر بحروف جلی لکھا تھا "تمہیں سفارش سے شفا بخشی جائیگی"۔ اس خواب کا دیکھنا تھا کہ خوشی کے باعث میری آنکھ کھل گئی۔ اور اسی وقت اپنا یہ خواب میں نے لاہور سے حضرت اقدس جناب مرزا صاحب کی خدمت میں قادیاں لکھ بھیجا۔ اور عرض کیا کہ حضور کو جس رحیم و کریم خدا نے اس چودھویں صدی کا امام اور زمانہ کا مسیح بنا کر اپنے بندوں کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اُسی پروردگار نے عالم رویا میں آج بہت جلی حروف میں یہ امر مجھے مشاہدہ کرایا ہے "کہ تمہیں سفارش سے شفا بخشی جائے گی"۔ لہذا جناب کی خدمت میں درخواست دُعا ہے۔ حضور مرزا صاحب نے جواب میں رقم فرمایا کہ "میں نے دُعا کی ہے۔ آپ اسی طرح دُعا میں لگے رہیں"۔

اتنی خطرناک بیماری کی نازک حالت میں جب کہ رکوع و سجود کے لئے کھڑا ہوتے اور سجدے میں جاتے وقت تکلیف ہوتی تھی میں حسب فرمودہ امام کامل بصد شوق دعاؤں میں مصروف تھا۔ کہ ایک رات میں نے رویا دیکھا کہ میں قادیاں میں ہوں اور حضرت اقدس کے مکان کے گول کمرہ کے باہر روبمشرق کھڑا ہوں۔ اور حضرت اقدس جناب میرزا صاحب شرقی جانب سے اپنے گھر کی طرف آتے ہوئے میرے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ اور از راہ تلطف میری نبض پر ہاتھ رکھ کر بعد ملاحظہ متبسم ہو کر اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرماتے ہیں کہ "اب تو آپ اچھے ہو گئے"۔ اس رویا کے دیکھنے سے تیسرے دن کے بعد چھاتی سے جو خون مجھ کو آتا تھا۔ وہ یکلخت بند ہو گیا۔ اور اس وقت سے اب تک بفضلہ تعالیٰ میری صحت اس ۳۵ سال کے لمبے عرصہ میں بیش از پیش اچھی حالت میں رہی ہے۔

نوٹ متعلقہ کالم پہلا: ۱ـ انسان کی طبعی اور اخلاقی حالتیں (دوم) انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ (سوم) دنیا میں انسان کی ہستی کی اصلی غرض کیا ہے۔ اور وہ کس طرح پوری ہو سکتی ہے (چہارم) کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا میں اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے۔ (پنجم) علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲	یوم شنبہ ۲۱ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ	نمبر ۶۴

مسلمانانِ مصر کی ایک ناکام کوشش

مخالفین احمدیت کیلئے درسِ عبرت

بہت سے ٹھوس کام ایسے ہوتے ہیں جو ظاہری نظر سے دیکھنے پر زیادہ مفید اور نتیجہ خیز نظر نہیں آتے۔ اور بے عمل لوگ ان کاموں کو آسان سمجھ لیتے ہیں۔ یا کم از کم دوسروں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے مخالفین جماعت احمدیہ کے شاندار تبلیغی کام کو بے حقیقت ٹھہرانے کے عادی ہیں۔ جہاں عیب شماریوں اور نکتہ چینیوں سے کام نہیں چلتا وہاں وہ اسی طریق پر عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کیا کرتے ہیں لیکن منصفانہ موازنہ اور نتائج کے گہرے مطالعہ سے اصل حقیقت آنکھوں والوں پر ظاہر ہو جایا کرتی ہے۔

مصر ایک اسلامی ملک ہے جہاں مسلمانوں کی زبردست اکثریت ہے۔ اس کی تعلیمی حالت ٹرکی کے بعد تمام اسلامی ممالک اور ہندوستان سے بہتر ہے۔ مسلمانان مصر کی اقتصادی حالت بھی اچھی ہے۔ علماء کا مشہور مرکز جامع ازہر وہاں موجود ہے۔ عربی کے قدیم و جدید لٹریچر کی اشاعت میں مصر تمام عربی ممالک سے پیش پیش ہے۔ اور سب کی رہنمائی کر رہا ہے۔ لیکن اس اسلامی ملک میں مٹھی بھر قبطی عیسائیوں اور یورپین و امریکن مشنریوں نے طوفان ارتداد برپا کر رکھا ہے اور مصر کے تمام علماء اور مسلمان اور اس اسلامی ملک کی اسلامی حکومت اس طوفان کے سامنے بالکل عاجز نظر آ رہی ہے۔ گزشتہ دنوں عیسائیوں کی تبلیغی کوششوں میں زیادہ سرگرمی نظر آنے لگی۔ اور انہوں نے مشن اسکولوں کے طلباء اور طالبات کو عیسائیت کے جال میں پھانسنے کی مذموم کوششیں وسیع پیمانہ پر شروع کر دیں۔ تو مسلمانان مصر میں حرکت پیدا ہوئی اور انہوں نے عیسائیت کے مقابلہ کے لئے ایک انجمن "جمعیت دفاع اسلام" کے نام سے قایم کی۔ اس کا جو حشر ہوا وہ مصر کے مشہور فارسی اخبار "چہرہ نما" کے ایک مقالہ سے معلوم ہو سکتا ہے۔ جس کے ایک حصہ کا ترجمہ ہم معاصر "مدنیہ" کی وساطت سے بیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج کر رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں یہ مقالہ ہمارے مخالفین کے لئے درس عبرت ہے بشرطیکہ وہ آنکھیں کھول کر دیکھیں۔ عیسائیوں کی تبلیغی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے معاصر "چہرہ نما" رقمطراز ہے:۔

"چنانچہ پورٹ سعید میں انہوں (عیسائیوں) نے ایک مدرسہ قایم کر کے مسلمان لڑکیوں اور لڑکوں کو تعلیم دینا شروع کر دیا۔ اس مدرسہ میں وہ مسیحی مذہب کی تعلیم بھی دیتے ہیں اور نصرانیت کی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ جب اس خبر کو شہرت ہوئی تو تمام مصر میں ایک شور و غوغا برپا ہو گیا اور جس طرح شاہی مسجد کے ملاؤں اور اصفہان کے مسلمانوں کا قاعدہ ہے مصر میں بھی ایک گروہ اس طرف اور دوسرا جتھا اس طرف بھاگنے دوڑنے لگا۔ اور ہائے اسلام اور ہائے محمد کا شور مچانے لگا۔ یہانتک کہ ایک "جمعیت دفاع اسلام" بھی قایم ہو گئی۔ شیخ مصطفےٰ مراغی جو مصر کے روشن خیال عالم ہیں اس کے رہنما ہو گئے۔ اس کی شاخیں بھی اطراف مصر میں قایم کر دی گئیں اس کے بعد شیخ مراغی اور مدیر "البلاغ" نے طنطا میں جا کر ایک تقریر کرنے کا ارادہ بھی کر لیا لیکن حکومت مصر نے جلسہ کی ممانعت کر دی۔ بس وہ دن اور یہ دن اس معاملہ میں ایک لفظ بھی کسی کی زبان پر نہیں آیا۔"

جمعیت مذکور کی جدوجہد کا ماحصل معاصر محترم کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:۔

"اس غوغا آرائی اور ہنگامہ خیزی کا تانا وبانا حاصل صرف اس قدر ہے کہ قاہرہ اور مصر کے مختلف شہروں میں تقریر بازی ہوئی اور معاملہ ختم ہو گیا۔ تاہم مجلس "دفاع اسلام" نے چندہ مانگنے کے صندوق کھول دیئے اور مقصود یہ تھا کہ بہت سا روپیہ جمع ہو جائے تو یتیم خانے اور دوسری تعلیم گاہیں قایم کر دیں۔ تاکہ مسلمانوں کی اولاد عیسائیوں کے پنجۂ فریب میں نہ پھنسے۔ تمام مصری اسلامی پریس نے اس تجویز کی حمایت اور اعانت کی ترغیب دی لیکن اس تمام جدوجہد کا ماحصل صرف دس پونڈ چندہ تھا۔ اس کے برعکس عیسائیوں پر اس شور و غوغا کا یہ اثر ہوا کہ یورپ و امریکہ میں اس خبر کے پہنچتے ہی ایک غیر معروف نصرانی نے جس نے اپنا نام بھی ظاہر کرنا پسند نہیں کیا۔ بیس ہزار پونڈ قاہرہ کے مشن کے نام ارسال کر دیئے اس کے علاوہ جو رقوم آئیں ان کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔"

معاصر موصوف کے مندرجۂ ذیل الفاظ بھی قابل غور ہیں:۔

"اس دو ماہ کے عرصہ میں جو کام ہوا ہے اس کا نتیجہ صرف اس قدر ہے کہ "مجلس دفاع اسلام" بھی غالباً خاموش اور بے اثر ہے۔ اور مسیحیوں نے بہت سا چندہ جمع کر کے زیادہ مدرسے۔ زیادہ مجلسیں اور زیادہ کام کرنے کے ادارے قایم کر لئے ہیں۔ ان میں زیادہ لڑکے جمع ہو گئے ہیں۔ یہ ہے نتیجہ اس جدوجہد کا جو مسیحی تبلیغ کے خلاف مصر میں شور و غل برپا کر کے ختم ہو گئی۔"

عیسائی مشنریوں کی ایک اسلامی اور عربی ملک کے اندر تبلیغی کوششیں اور ان کے مقابلہ میں مصری مسلمانوں کی افسوسناک ناکامی ہمارے لئے سخت رنج و تشویش کا موجب ہے۔ لیکن اس میں مسلمانوں کے لئے ایک درس عبرت بھی پوشیدہ ہے۔ یہ ایک آزاد یا کم از کم نیم آزاد اسلامی ملک کے مسلمانوں کی جدوجہد کا مرقع ہے۔ جو مالی اور تعلیمی حالت میں عالم اسلامی میں ایک ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ اب اس کے مقابلہ میں آپ ذرا مٹھی بھر جماعت احمدیہ کی تبلیغی کوششوں کو دیکھیے مجلس دفاع اسلام مصر چند ماہ کے اندر ہی اپنی ہمت ہار بیٹھی اور دس پونڈ سے زیادہ جمع نہ کر سکی۔ اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا تعمیری کام اس سے نہ ہو سکا۔ لیکن جماعت احمدیہ ایک طویل عرصہ سے نہ صرف عیسائیوں

کام کرنا مشکل ہے۔ اعتراضات اور نکتہ چینیاں آسان ہیں۔ دنیا میں ہمیشہ ہی سے دو قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں ایک وہ جو میدان عمل کو اپنے لئے انتخاب کر لیتے ہیں اور کسی نیک و اہم مقصد کو سامنے رکھ کر پورے جوش و انہماک اور بے نفسی و ایثار سے کام کرتے چلے جاتے ہیں۔ اس راستہ میں طرح طرح کی تکالیف اٹھاتے اور مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو ان شیدائیان عمل و ایثار کے کام کو اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے بگاڑنے، ناکام رکھنے اور اس میں نقص نکالنے کے نامناسب فعل کو اختیار کر لیتے ہیں۔ موخر الذکر کے دعوے بہت بڑے ہوتے ہیں یہ کام کرنے والوں پر دلیرانہ وار اعتراضات اور نکتہ چینیاں کرتے ہیں اور اپنی بے عملی کو دوسروں کی عیب شماری کے ذریعہ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن تاریخ عالم اور واقعات گواہ ہیں کہ فتح ہمیشہ شیدایان عمل و ایثار کی ہوئی ہے۔

جماعت احمدیہ ایک نیک و بلند مقصد کو سامنے رکھ کر مصروف عمل ہے۔ اس کی طاقت و تعداد کے مقابلہ میں اس کا کام محیر العقول طور پر شاندار ہے جس کا اعتراف دشمنان اسلام تک کر رہے ہیں۔ عیسائی پادری کر رہے ہیں۔ آریہ پنڈت کر رہے ہیں۔ مشرق و مغرب کا غیر مسلم پریس کر رہا ہے۔ واقعات کر رہے ہیں لیکن ہمارے مخالفین مجنونانہ طریق پر اس کام کو بگاڑنے۔ ناکام رکھنے اور اس کی قدر و قیمت کو کم کرنے کی سعی ناکام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو خدمت و دفاع اسلام کی کبھی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ البتہ خادم اسلام احمدیوں کے دل آزار ضرور رہتے ہیں۔ ان سے یہ تو نہ ہو سکا کہ قرآن کریم کا انگریزی یا دوسری مغربی زبانوں میں ترجمہ کر کے اس کی اشاعت کریں۔ ہاں مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کے انگریزی ترجمۃ القرآن پر بے معنی اعتراضات کرنے کے لئے ضرور تیار ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور نے برلن میں شاندار مسجد تعمیر اور آباد کی۔ تبلیغی مشن قایم کیا۔ سینکڑوں عالی پایہ جرمن دائرہ اسلام کے اندر داخل کئے۔ یہ لوگ ہیں کہ وہاں کے امام پر لغو اعتراضات کر کے اپنی کوشش سے اسلام کہہ رہے ہیں۔ غرضیکہ جماعت احمدیہ نے اپنے لئے عمل و تعمیر کو انتخاب کر لیا ہے۔ ہمارے مخالفین کے حصہ میں نکتہ چینی و تخریب آئی ہے۔ اب وقت خود فیصلہ کر دے گا کہ کون کامیاب ہو رہا ہے۔

بلکہ آریوں وغیرہ دشمنانِ اسلام کے مقابلہ پر ڈٹی ہوئی ہے اور ان کا کامیاب مقابلہ کر رہی ہے۔ اس نے نہ صرف کامیاب مقابلہ کیا بلکہ یورپین عیسائی ممالک میں ایک تبلیغی تحریک شروع بھی کی۔ اس کا لٹریچر دنیا کے تقریباً ہر ایک ملک میں پہنچ چکا ہے یورپ کے متعدد ممالک میں اس کے مبلغ مصروفِ تبلیغ ہیں۔ انگلستان جرمنی وغیرہ میں باقاعدہ مشن موجود ہیں۔ قرآن کریم کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور شائع ہو رہا ہے۔ اور اس کام کے نتائج بھی سب کے سامنے ہیں۔ یورپین اقوام و ممالک میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے متعلق جو صدیوں سے بے بنیاد غلط فہمیاں تھیں وہ بہت بڑی حد تک دور ہو چکی ہیں۔ ان کی ذہنیت میں ایک خوشگوار اور امید افزا انقلاب ہو رہا ہے۔ ہزاروں عالی پایہ یورپین دائرہ اسلام کے اندر داخل ہو چکے ہیں۔ پادری زویمر جیسا دشمنِ اسلام احمدیوں کے کام اور ان کی تبلیغی کوششوں سے کانپ رہا ہے اور ڈاکٹر گیلے جیسا یورپین فلاسفر اسلام کے غالب ہونے کی پیشگوئی کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔ کاش مسلمان بھائی ان حقائق پر غور کریں۔

ہمارے مخالفین جوشِ مخالفت میں ہمارے ساتھ شدید بے انصافی کر رہے ہیں۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دنیا میں انصاف بھی موجود ہے۔ غلط بیانیوں اور غلط بیانیوں کی تاریکی دھند سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ آخر وہ ایک دن حقائق و صداقت کے آفتاب کے سامنے کافور ہو کر ہی رہے گی۔

ہم اپنے عقائد واضح کر چکے ہیں اور ان کو صحیح ثابت کر چکے ہیں ہمارا کام دنیا کے سامنے ہے۔ اس کا مقابلہ تم آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کے نتائجِ عمل سے کر چکے ہو۔ اگر چاہو تو ڈیڑھ کروڑ مصری مسلمانوں سے بھی کر لو۔ غور کرو ان حقائق و اعترافات کے مقابلہ میں تم کب تک دنیا کو تاریکی میں رکھ سکتے ہو؟

گزشتہ سال ایک مشہور ہندوستانی اخبار نویس کو مندرجہ ذیل الفاظ میں آوازِ حق بلند کرنے کی توفیق ہوئی تھی۔

"اصول وضع کرنے بڑے آسان ہیں کتابیں لکھنا بھی آسان ہے۔ لیکن کوئی زندہ پائیدار تعمیری اور تنظیمی اقدام بڑا مشکل ہے۔ میں احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور کے کام کا چنداں مداح نہ تھا۔ اب چار برس سے کہ تحریکِ یوم النبیؐ کے کام میں مصروف ہوں اور چار سال کی شبانہ روز کوششوں کے نتیجہ میں یہ حالت ہے کہ ابھی تعمیری کام کا پہلا قدم بھی نہیں اٹھ سکا اس ذاتی تجربہ کے بعد پہلی مرتبہ میں اس حقیقت کا احساس کر رہا ہوں کہ انجمن کا کام کس قدر اہم اور عظیم الشان ہے۔ بے شک احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام کی تبلیغی کارگزاری عظیم الشان ہے۔ انجمن کی کامیاب کوششوں نے کائناتِ عالم کی تاریخ میں اپنے لئے ایک زرین ورق حاصل کر لیا ہے۔"

معاصر "حیدر نما" کا مقالہ اور ہندوستانی اخبار نویس کے خیالات دونوں ہمارے مخالفین کو دعوتِ فکر دیتے ہیں کاش وہ ایمانداری سے ان پر غور کریں۔

ولادتِ فرزند نہایت مسرت سے خبر دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کے گھر فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ صحت و تندرستی کے ساتھ عمرِ دراز عطا فرمائے اور خادمِ دین بنائے۔

شکوۂ بیجا

گزشتہ دنوں مشہور آریہ اخبار "تیج" نے ایک خاص نمبر نکالا جس میں کوچہ بلیماران دہلی کی جمعیۃ العلماء کے صدر مولوی کفایت اللہ صاحب اور ناظم مولوی احمد سعید صاحب نے سوامی دیانند بانی آریہ سماج کی تعریف میں مضامین لکھے ہیں کفایت اللہ صاحب کا مضمون تو کسی قدر محتاط انداز میں لکھا گیا ہے۔ لیکن ناظم صاحب نے سوامی جی کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں۔ اور ان کو دورِ حاضرہ کا بہت بڑا عالم اور گیانی بزرگ کہا ہے۔ سوامی دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے متعلق جو بے بنیاد اور غلط باتیں سوقیانہ انداز میں لکھی ہیں وہ محتاجِ بیان نہیں۔ سوامی جی کی اسی حرکت کے پیشِ نظر مسلم اخبارات جمعیۃ العلماء کے صدر اور ناظم کی قصیدہ خوانی پر اظہارِ نفرت کر رہے ہیں اور انہیں گلہ ہے کہ ان لوگوں نے جو عالم کہلاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی مذہبی پیشوائی کے دعویدار ہیں ایک شدید دشمنِ اسلام کی اس قدر بے جا تعریف کیوں کی مسلمان اخبارات کا اظہارِ نفرت بالکل بجا ہے۔ لیکن ان کے شکوہ کو ہم شکوۂ بیجا کہنے پر مجبور ہیں۔ جمعیۃ العلماء اور اس کے صدر و ناظم کے گزشتہ کارنامے سب کے سامنے ہیں۔ یہ جمعیۃ ہمیشہ کانگرس اور ہندوؤں کا دم چھلا بنی رہی ہے۔ اور اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اسے کبھی کسی نامناسب سے نامناسب فعل کے ارتکاب میں تامل نہیں ہوا۔ کراچی کانگرس کے موقعہ پر اس نے نماز کے بارہ میں اپنی بے غیرتی اور بے حسی کا جو شرمناک ثبوت دیا تھا وہ ابھی دنیا کو فراموش نہیں ہوا۔ ان حقائق کی موجودگی میں اس جمعیۃ اور اس کے صدر و ناظم سے آخر کسی اچھے فعل کی توقع ہی کیا کی جاتی ہے؟ انہیں جس کام میں اپنا فائدہ نظر آئے گا وہی کریں گے۔ اسلام اور مسلمانوں کے فائدہ سے انہیں پہلے کوئی واسطہ تھا نہ اب ہے۔

قاتلانہ حملہ

اخبار تقریباً مکمل ہو چکا تھا کہ راولپنڈی سے یہ افسوسناک خبر ملی کہ ہمارے محترم دوست جناب ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار کے بڑے صاحبزادے عبدالعزیز صاحب پر چند ظالم دشمنوں نے قاتلانہ حملہ کیا۔ خدا کے فضل سے ان کی جان تو بچ گئی لیکن تین چار زخم آئے اور شفاخانہ میں زیرِ علاج ہیں پولیس نے تین ملزمان کے خلاف زیرِ دفعہ ۳۰۷ پرچہ چاک کیا ہے۔ ایک ملزم کو واردات کے روز ہی زیرِ حراست لے لیا۔ باقی دو ابھی تک مفرور ہیں پولیس تلاش میں مصروف ہے۔ تینوں حملہ آور وہی ہیں جن کے خلاف زیرِ دفعہ ۱۰۷ مقدمہ چل رہا ہے۔

ملک فضل کریم صاحب کافی عرصہ سے اپنے بدباطن دشمنوں کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے مشکلات میں مبتلا ہیں۔ اس قاتلانہ حملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں پولیس اور مقامی حکام کا فرض ہے کہ وہ اس معاملہ کی پوری تحقیق اور بندوبست کریں۔ ان مشکلات میں ہمیں موصوف سے پوری ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم عبدالعزیز صاحب کو جلد شفا دے اور ہر طرح سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ تمام احباب جماعت ملک صاحب اور ان کے متعلقین کے لئے دعا کریں۔

مَیں نے احمدیت میں کیا دیکھا؟

(از جناب اکبر حسن علی صاحب سپرنٹنڈنٹ گوجرانوالہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں اس وقت ۵۰ سال کی عمر کو پہنچ گیا ہوں سنہ ۱۹۰۱ء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک ہاتھوں پر بیعت کی تھی۔ احمدی جماعت میں داخل ہونے سے قبل میں نے کسی پیر سجادہ نشین کی بیعت نہ کی تھی۔ احمدی جماعت اور جن مولوی لوگوں کی اقتدا میں کرتا تھا وہ کسی خاص کیریکٹر کے آدمی نہ تھے اور نہ ان میں اسلام کے واسطے کوئی جوش تھا معمولی رسمی طور پر وہ نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔ چونکہ میں نیک نیتی سے نماز ادا کرتا تھا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے میں میری دستگیری فرمائی۔ میرے والدین احمدی تھے۔ اللہ ان کو جنت نصیب کرے۔ اس وقت میرا تمام کنبہ احمدی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی وفات پر جناب کی میت کو کندھا دینے اور پھر قادیان میں دفن کرنے کا موقعہ خاکسار اور میرے برادرِ گرامی منشی نواب خان انسپکٹر پولیس کو حاصل ہوا۔ جس دن حضرت مرزا صاحب کو دفن کیا گیا نمازِ جنازہ کے قبل ہم نے حضرت مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت دوبارہ کی۔ حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں حضرت مولوی نورالدین اور حضرت مولانا عبدالکریم مرحوم اس خاکسار کے لئے حضرت کی خدمت میں دعا کے لئے بہت سفارش ہمیشہ کیا کرتے تھے۔

حضرت مرزا صاحب کی اولاد اور زندہ بزرگ دوستوں کی طرح مجھے بھی قادیان میں بہت دفعہ قیام کرنے کا اتفاق ہوا۔ دورانِ قیام میں حضرت مرزا صاحب کی جو حالت دیکھی یعنی جناب کی سادگی خداوند تعالیٰ کی ہستی پر کامل ایمان۔ محمد رسول اللہ پر فدا ہونا صحابہ کرام اور خلفائے راشدین کی عزت و حرمت۔ قرآن مجید کا جو عشق تھا اس کا نقشہ بیان کرنا مشکل ہے۔ حضرت نے اپنی عمر کے آخری جلسہ پر سب سے پچھلی قطار میں اپنے غریب مریدوں کے ساتھ نماز ادا کی گو حضرت میرے سامنے بالکل قریب تھے حضور کے دل میں شوکتِ اسلام کے واسطے بڑی تڑپ تھی جس کو دیکھ کر کشاں کشاں دنیا آپ کی طرف آتی تھی۔ ایک جہلم کے سفر میں قریباً سات آٹھ سو کے قریب مرد و زن نے بیعت کی ساری خدائی آپ کے مخالف تھی مگر فضلِ الٰہی ہر دم جناب کے شاملِ حال تھا۔ ہم نے لوجہ اللہ احمدیت کو قبول کیا۔ نہ کسی دھڑہ بندی کے لئے۔ اس احمدیت کی خاطر بہت سے دنیاوی مصائب کا مقابلہ ہم کو کرنا پڑا جن کو بصبر ہم نے برداشت کیا۔ میں نے ہندوستان کے باہر بھی ۷ سال تک ملک عراق میں ملازمت کی ہے۔ حضرت مرزا صاحب جیسا ایمان۔ جوش برائے اسلام اور محمد رسول اللہ کی محبت کسی پیر یا سجادہ نشین کے دل میں نہیں دیکھی۔ اور یہی بڑی افسوس دنیا کے اندھوں نے جناب مرزا صاحب کے معاملہ میں تدبر سے کام نہ لیا۔ اور جلدی ہلاک ہو گئے حضرت مرزا صاحب کے مخالفوں کو بڑی امیدیں تھیں کہ یہ سلسلہ اولاً مرزا صاحب کی زندگی تک ورنہ مولوی نورالدین کی زندگی تک ختم ہو جاویگا۔ مگر ہمارے مخالفین اپنے برے ارادوں میں ہمیشہ کے لئے ناکام ٹھہرے۔ احمدیت کا پودا اب خداوند کریم کے فضل و کرم سے دنیا کے مختلف حصوں میں پھیل چکا ہے کوئی نہیں جو اس کو گرا سکے۔ احمدیت کیا ہے؟ اس کا جواب دو لفظوں میں ہے۔ احمدیت اسلام کا ایک تازہ پھل ہے جس

سے دنیا کا ایمان۔ اور امن قائم رہ سکتا ہے۔ یہ پھل تمام لوگوں کے لئے ہے خواہ وہ اہل ایشیا ہوں خواہ وہ امریکہ یا یورپ کے رہنے والے ہوں لیکن اس کا حاصل کرنا اور پھر اس کا کھانا ضروری ٹھیرایا گیا ہے۔ احمدیت اسلام کی درخشاں تصویر ہے احمدیت ہی ایک ضروری شے ہے جس کو دیکھ کر پرکھ کر میں نے حضرت مرزا صاحب کے پاک ہاتھوں پر بیعت کی۔ احمدیت ہے جو یہ سکھاتی ہے کہ اب دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور احمدی جماعت ہی دنیا میں اسلام کا پرچم لہرانے کے لئے خداوند کریم کی طرف سے بنائی گئی ہے۔ خدا کرے کسی نیک انسان کے دل میں ہماری یہ عاجزانہ سطور نیک عمل کرنے کے لئے موجب ہدایت ہوں۔

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

ایک انگریز نو مسلم کے ایمان افروز خیالات

جناب سلیم آر۔ ڈی گرے ترنر کے قلم سے

افریقہ کو جو دھوپ کی سرزمین، کھجور کے گھنے درختوں کا مقام اور منطقہ حارہ میں واقع ہے جہاں ریتلی زمین پہ ننگے پاؤں کے نشانات پائے جاتے ہیں اور خوش و خرم انسانوں کے بھاری قہقہوں کی آواز ہمیشہ کانوں میں گونجتی رہتی ہے میں ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتا ہوں۔

جب میں نے اس مہمان نواز سرزمین پہ پہلے پہل قدم رکھا تو میں ایک ناآزمودہ کار نوجوان تھا۔ جو صرف حاصل شدہ ہنگامی لذت و آرام ہی کا تابع تھا۔ اور آئندہ زندگی کا کوئی خیال دماغ میں جاگزیں نہ تھا۔ لیکن پانچویں سال بعد میں تیسری مرتبہ انگلستان واپس آیا۔ تو اس ملک اور اس کے باشندوں کے ذریعے سے مجھے قلبی سرور کے اطمینان کی کلید مل چکی تھی۔ اور وہ سرور و اطمینان میرے نزدیک اسلام کے نام سے موسوم ہے۔ جو ایک ہی سچا مذہب ہے وہی ایک مذہب ہے جو ایک سوچ بچار کرنے والے انسان کے لئے قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اور یہی ایک مذہب ہے جو مصیبت زدہ دنیا کو نور و صداقت کی طرف بلاتا ہے۔

جب میں پہلی مرتبہ افریقہ گیا تو اس سلوک کو دیکھ کر میں سخت شرمندہ ہوا جو وہاں کے رنگدار لوگوں کے ساتھ یورپینوں کی طرف سے روا رکھا جاتا تھا۔ اور یہ معلوم کر کے مجھے سخت ندامت ہوئی کہ اخوت انسانی کی مسیحی تعلیم کو بالکل نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ میں اس سخت صدمہ کو محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔ جو دیسی عیسائیوں کو اس وقت پہنچتا تھا۔ جب وہ مشن کے احاطہ سے نکل کر اپنے ہم مذہب عیسائیوں میں بود و باش اختیار کرنے کے لئے جاتے تھے۔ اس عزت ہمدردی اور مفاہمت کی بجائے جس کا حق ہر ایک انسان کو دوسرے پہ ہے۔ اور اس تعلیم کے مطابق جو انہیں دی گئی تھی۔ اس کی توقع رکھنے کا انہیں پورا حق حاصل تھا۔ انہیں اگر ممکن ہو تو یہ کچھ ملتا تھا۔ تو وہ سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ وہ اپنے ہم مذہبوں کی منافرت و عناد کو بڑھانے کا موجب تھے۔ اور وہ اپنے غیر مسیحی بھائیوں سے بہت بڑھ کر مسیحی حلقہ سے باہر اور دور رہتے تھے۔ اس کے بالکل برعکس افریقی مسلمانوں کی نمایاں خاندانی سپرٹ تھی۔ اور مسلمان قوم کی اصطلاح میرے لئے ایک نئے معنی پیدا کرنے کا موجب ہوئی۔ میں سخت متعجب ہوا کہ وہ کونسی چیز ہے جس نے انہیں اس طرح ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ اتحاد میں پرو رکھا ہے۔ حالانکہ ہم مسیحی اپنے شاندار اصول کے باوجود ایک دوسرے کے گلے کاٹنے دوڑتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس موقع پہ میں نے قرآن کریم جیسی عجیب و غریب کتاب کا مطالعہ نہ کیا تھا۔ جو ایک زبردست سے زبردست انسان کو بھی ہلا دیتی ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار اسوۂ حسنہ دنیائے اسلام میں ایک روشن ستارے کی طرح چمک رہا ہے۔ جو پیروان اسلام کو صراط مستقیم کی طرف لے جانے کا موجب ہے۔

بہر حال پرستش کسی مذہب میں ہوتی تھی۔ مجھے مسیحی رسم و رواج کے مطابق کنفرم کیا جا چکا تھا۔ اور اعشائے ربانی میں بھی شامل ہو چکا تھا۔ عقیدہ تثلیث۔ کفارہ اور الوہیت مسیح کو میں نے اندھا دھند تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن جب اس معاملہ میں میں نے ذرے غور و فکر سے کام لیا۔ تو مجھے سمجھ آ گیا کہ ان معتقدات پہ میں ایمان نہیں رکھ سکتا۔ میں انہیں "خدا کا کلام" ماننے سے قاصر تھا۔ اور جب میں نے دیکھا کہ مسیحیت پہ اس کے متبعین محض زبانی ہی ایمان رکھتے ہیں جس کا عمل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور جب مذہبی اور اخلاقی اصول اقتصادیات سے متصادم ہوتے ہیں۔ تو موخر الذکر کو ہی بلا استثنا غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور خلاصہ کلام یہ کہ جب کسی شخص کا مذہب اس کے ذاتی مفاد میں خلل انداز ہو سکتا ہے تو اسے بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے۔ تو پھر میں نے ادھر نظر دوڑانی شروع کی کہ کوئی ایسا مذہب نظر آئے جسے میں خلوص دل سے تسلیم کر سکوں۔

میری اس خوشی کا اندازہ کیجئے (اگر آپ ایسا کر سکیں) جو مجھے اس وقت حاصل ہوئی جب میں نے دیکھا کہ ہر بات جو میں نے اسلام کی تعلیمات میں دیکھی وہ میرے خیالات کے عین مطابق تھی۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں میرے تمام سوالات کا جواب موجود تھا۔ قرآن کریم کی سورتیں یہ سورتیں مجھ پہ صداقت کو منکشف کرنے کا موجب ہوئیں۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے میری اطاعت و فرمانبرداری کو قبول کر لیا۔

(سلیم آر ڈی گرے ترنر)

مرغیوں کی پرورش اور افزائش نسل

گورنمنٹ پولٹری فارم گورداسپور میں مرغیوں کی پرورش اور افزائش نسل کے متعلق ایک مختصر ورنیکلر نصاب جاری کیا جائے گا۔ نصاب مذکور ۲۲ دسمبر ۱۹۳۳ء اور ۲۱ دسمبر تک دلچسپوں ہر روز تاریخ جاری رہے گا۔ اس میں مندرجہ ذیل مضامین کے متعلق عملی و علمی تعلیم دی جائے گی۔ پنجاب کے لئے مرغیوں کی موزوں اقسام۔ دیسی مرغیوں کو بہتر بنانے کے طریق۔ مرغی خانہ تیار کرنے کا طریق۔ مرغیوں کی پرورش اقامت صحت۔ افزائش نسل کے علاوہ انڈوں سے بچے نکالنے اور موسم گرما میں مرغیوں اور چوزوں کی نگہداشت کے متعلق مفید ہدایات۔ اس نصاب میں ۲۱ طلباء داخل کئے جائیں گے۔ پانچ روپے فیس لی جائیگی۔ اور طلباء کو اپنے قیام و طعام کا بندوبست خود کرنا ہوگا۔ داخلہ کے لئے درخواستیں ۲۵ نومبر ۳۳ء سے پہلے صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ زراعت گورداسپور کی خدمت میں ارسال کرنی چاہئیں

(محکمہ اطلاعات پنجاب)

دنیا کے مشہور جہازوں میں تقسیم قرآن

اس سے پہلے ہم دنیا کے مشہور کتب خانوں میں قرآن کریم و سیرت نبوی مفت دے چکے ہیں۔ اب ارادہ کیا گیا ہے کہ تمام دنیا کے مشہور جہازوں کے کتب خانوں میں ان کو مفت دیا جائے تاکہ مسافروں اور عملہ جہاز کو بھی ان پاک کتابوں کے مطالعہ کا موقع مل سکے۔ اس مقصد کے لئے انگلستان جرمنی۔ فرانس۔ امریکہ جاپان۔ آسٹریلیا وغیرہ کی جہاز ران کمپنیوں کے مالکان سے خط و کتابت کی جا رہی ہے اسی طرح ان ممالک کے امیر البحروں سے فوجی جہازوں کی لائبریریوں میں مہیا کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ جو دوست اس کار ثواب میں شامل ہونا پسند کریں وہ پانچ روپیہ یا پندرہ روپیہ والے انگریزی تراجم قرآن کریم اور تین روپے والی انگریزی سیرت نبوی جتنی تعداد میں چاہیں اس مطلب کے لئے خرید کر دے سکتے ہیں۔ جو ان کے لئے صدقہ جاریہ کا کام دیگا۔ معطی صاحبان کا نام و پتہ ہر ایک کتاب پر لکھا جائے گا۔ اور رسیدات وصول ہونے پہ ان کی خدمت میں بھیجدی جائیں گی۔

خاکسار محمد منظور الٰہی۔ آنریری جنرل سیکرٹری

ضرورت

مسلم ہائی سکول لاہور کو ایک ٹرینڈ گریجوایٹ کی ضرورت ہے۔ جو ہائی کلاسز کو حساب و سائنس پڑھا سکے تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔ درخواست کنندہ کم از کم تنخواہ جو وہ قبول کر سکتا ہو تحریر کر دے۔ بی۔ ایس۔ سی بھی درخواست کر سکتا ہے بشرطیکہ ہائی کلاسز کو حساب و سائنس پڑھانیکی قابلیت رکھتا ہو۔ سکاوٹنگ ماسٹر کو ترجیح دی جائے گی۔

درخواستیں مندرجہ ذیل پتہ پہ ارسال ہوں:۔

سید غلام مصطفےٰ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور

ضمیمہ کا ناغہ

جناب مولوی دوست محمد صاحب اس مرتبہ بھی ضمیمہ تیار نہ کرا سکے اس لئے پیش نظر پرچہ کے ساتھ شائع نہیں کیا جا سکا اگر ممکن ہوا تو مولوی صاحب صوف آئندہ پرچہ کے ساتھ ضمیمہ کی ایک کاپی کی بجائے دو کاپیاں شائع کر کے ان ناغوں کی تلافی کر دینگے۔ (مینیجر)

جمعیتہ دفاع اسلام مصر

معاصر "چہرہ نما" کا مقالہ

ہم اس وقت تک اس مسئلہ پر اس لئے خاموش تھے کہ دیکھیں نصرانی تبلیغ واشاعت کے خلاف مصر میں اس وقت جو شور وغل برپا ہے اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ہم گزشتہ مقالے میں بتا چکے ہیں کہ عیسائی مشن تمام افریقہ میں پھیل چکے ہیں۔ اور خود مصر میں بھی انہوں نے اپنا اڈا جما لیا ہے۔ چنانچہ پورٹ سعید میں انہوں نے ایک مدرسہ قایم کر دیا جس میں لڑکیوں اور لڑکوں کو تعلیم دینا شروع کر دی۔ اس مدرسہ میں وہ مسیحی مذہب کی تعلیم بھی دیتے ہیں اور نصرانیت کی تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ جب اس خبر کو شہرت ہوئی تو تمام مصر میں ایک شور وغوغا برپا ہو گیا۔ اور جسطرح شاہی مسجد کے ملاؤں اور اصفہان کے مسلمانوں کا قاعدہ ہے مصر میں بھی ایک گروہ اس طرف اور دوسرا جتھا اس طرف بھاگنے دوڑنے لگا۔ اور ہائے اسلام اور ہائے محمدؐ کا شور مچانے لگا یہاں تک کہ ایک جمعیت "دفاع اسلام" بھی قایم ہو گئی۔ شیخ مصطفےٰ مراغی جو مصر کے روشن خیال عالم ہیں اس کے رہنما ہو گئے۔ اس کی شاخیں بھی اقطاع مصر میں قایم کر دی گئیں۔ اس کے بعد شیخ فروغی اور مدیر روزنامہ البلاغ نے فلسطین جا کر ایک تقریر کرنے کا ارادہ بھی کر لیا لیکن حکومت مصر نے جلسہ کرنے کی ممانعت کر دی بس وہ دن اور یہ دن ہے۔ اس معاملہ میں ایک لفظ بھی کسی کی زبان پر نہیں آیا۔

بیکار غوغا آرائی کا انجام

اس غوغا آرائی اور ہنگامہ خیزی کا مآل اور ماحصل صرف اس قدر ہے کہ قاہرہ اور مصر کے مختلف شہروں میں تقریر بازی ہوئی اور معاملہ ختم ہو گیا۔ تاہم مجلس دفاع اسلام نے چندہ مانگنے کے صندوق کھولدیئے اور مقصود یہ تھا کہ بہت سا روپیہ جمع ہو جائے تو یتیم خانے اور دوسری تعلیم گاہیں قایم کر دیں تا کہ مسلمانوں کی اولاد عیسائیوں کے پنجۂ فریب میں نہ پھنسے۔ تمام مصری اسلامی پریس نے اس تجویز کی حمایت کی اور اعانت کی ترغیب دی لیکن اس تمام جدوجہد کا ماحصل صرف دس پونڈ چندہ تھا۔

اس کے برعکس عیسائیوں پر اس شور وہنگامہ کا یہ اثر ہوا کہ یورپ و امریکہ میں اس خبر کے پہنچتے ہی ایک غیر معروف نصرانی نے جس نے اپنا نام بھی ظاہر کرنا پسند نہیں کیا بیس ہزار پونڈ قاہرہ کے مشن کے نام ارسال کر دیئے۔ اس کے علاوہ جو رقوم آئی ہیں ان کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اب اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ملک کے ہزارہا بھوکے اور محتاج اشخاص اور اطفال مسیحیوں کے محتاج خانوں، یتیم خانوں اور تعلیم گاہوں میں آئیں گے۔ اور دین مسیحی کی تعلیم پا کر گمراہ ہوں گے۔

عیسائیوں کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ بھولے بچوں کو اپنی سرپرستی میں لیتے ہیں۔ ان کو کھلاتے ہیں۔ پالتے ہیں اور سبز باغ دکھاتے ہیں۔ اور کانوں میں گمراہی کا زہر ڈالتے رہتے ہیں۔ آوارہ گرد بچے یتیم لڑکے اور لڑکیاں ان کی ہمدردی کا شکار سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔

حکومت مصر کے فعل کی توجیہ

حکومت مصر نے جلسے کرنے اور ہنگامہ برپا کرنے سے جو روکا تو ہمارے نزدیک اس نے بھی بہت اچھا کیا اس لئے کہ زر اعانت جمع کرنے کے لئے ہر عمامہ باز مولوی جس کے پاس علم اور روحانیت کے لحاظ سے اعتبار رہے بجز عمامہ بزرگ اور ریش مقدس کے اور کوئی متاع نہیں ہوتی۔ اس طرف اور اس طرف۔ اس بستی میں اور اس بستی میں بھاگنے اور دوڑنے لگتا اور گاؤں والوں سے، مزدوروں اور کسانوں سے روپیہ بٹور کر اسراف میں صرف ہو جاتا۔ اور اس روپے سے اصلی مصرف میں ایک حبہ بھی صرف نہ ہوتا۔ اس کے علاوہ اور کوئی کام نہ ہوتا۔

اس دو ماہ کے عرصہ میں جو کام ہوا ہے اس کا ماحصل صرف اس قدر ہے کہ "مجلس دفاع اسلام" بھی غالباً خاموش اور بے اثر ہے اور مسیحیوں نے بہت سا چندہ جمع کر کے زیادہ مدرسے زیادہ مجلسیں اور زیادہ کام کرنے کے ادارے قایم کر لئے ہیں ان میں زیادہ لڑکے جمع ہو گئے ہیں۔ یہ ہے نتیجہ اس جدوجہد کا جو مسیحی تبلیغ کے خلاف مصر میں شور وغل برپا کر کے ختم ہو گئی۔

مکاتبت

کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجے (مینیجر)

غازی نادر شاہ

تاجدارِ افغانستان کا افسوسناک قتل

——لاہور ۹ر اپریل - موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ شاہ نادر خان تاجدار افغانستان ۸ر نومبر کی سہ پہر کو کابل میں محل شاہی کے اندر شہید کر دیے گئے - تمام قوم اپنے محبوب بادشاہ کا سوگ منا رہی ہے۔

——نئی دہلی ۹ر نومبر - شاہ افغانستان کے افسوسناک قتل کی تصدیق ہو گئی ہے - ملت افغانستان مصروف ماتم ہے۔ شہید تاجدار کے ولی عہد ظاہر شاہ کو بادشاہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔

——نئے بادشاہ کی عمر اکیس سال ہے - آپ ایک شکیل و جمیل نوجوان ہیں - آپ کی صحت نہایت عمدہ اور جسم خوب مضبوط ہے - آپ ناتجربہ کار مگر نہایت ہونہار اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔

——معلوم ہوا ہے کہ شاہ شہید کا قتل اس وقت رونما ہوا - جب وزیر اعظم - وزیر خارجہ اور وزیر تجارت سمت شمال کے دورہ پر کابل سے باہر تھے - وزیر اعظم شاہ شہید کے سوتیلے بھائی ہیں - وہ طاقتور - قابل اور دیانتدار شخص ہیں جن کے متعلق یہ اعتماد کیا جا سکتا ہے کہ وہ شاہ شہید کے بیٹے کی وفاداری کے ساتھ تائید و حمایت کریں گے۔

——نئی دہلی - ۱۰ر نومبر - قونصل جنرل افغانستان متعینہ ہند نے اس مطلب کا ایک اعلان شائع کیا ہے کہ تاجدار افغانستان کو ایک غدار نے ۸ نومبر ۱۹۳۳ء کو دن کے ۳ بجے قتل کر دیا - تمام قوم اس حادثہ فاجعہ پر مصروف نالہ و شیون ہے - افغانستان کے عوام - نمائندگان قوم - سرکاری و غیر سرکاری افسران اور فوج نے اتفاق و اتحاد سے شہید کے فرزند ہز میجسٹی شاہ محمد ظاہر شاہ کو تخت نشین کر دیا ہے آپ مشرقی و مغربی علوم سے اعلیٰ پیمانہ پر بہرہ ور ہیں - اور مذہب اسلام کے مضبوط محافظ ہیں - افغانستان کے طول و عرض میں کامل امن و امان قائم ہے۔

——برطانی سفارتخانہ کے ذریعہ بھی قتل کی تصدیق ہو گئی ہے - اور اس کے متعلق حکومت ہند نے ایک اعلان بھی شائع کر دیا ہے۔

——باخبر حلقوں کی رائے ہے کہ ابھی یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ فعل حامیان امان اللہ خان کا ہے۔

——کابل - ۱۱ر نومبر - بفضل صدر اعظم اور دوسرے وزراء کے حسن انتظام سے ملک میں کامل سکون اور مکمل امن ہے - شہادت کا حادثہ فاجعہ کسی ایک یا بعض بد باطن اشخاص کی مکروہ حماقت کا نتیجہ ہے جسے ملت افغان انتہائی نفرت و حقارت سے دیکھتی ہے۔

سوانح حیات

تاجدار شہید کی عمر اس وقت تقریباً پچاس سال تھی - آپ کے جد امجد سردار یحییٰ خاں امیر یعقوب خاں کے درباریوں میں سے تھے - اور ان کے ساتھ ہی ہندوستان آئے - شاہ شہید ۱۸۸۳ء میں دیرہ دون میں پیدا ہوئے آپ کو بہترین طریق پر تعلیم دلائی گئی - ۱۹۰۱ء میں آپکا خاندان امیر حبیب اللہ خاں کے عہد میں ان کی دعوت پر واپس افغانستان چلا گیا اور شاہ شہید کو فوج میں ایک عہدہ دیا گیا - آپ رفتہ رفتہ ترقی کر کے سپہ سالار اعظم کے عہدہ پر پہنچ گئے - جنگ افغانستان ۱۹۱۹ء کی کامیابی کا سہرا آپ کے سر ہے۔ فتح تل آپ کا ایک عظیم الشان اور محیر العقول کارنامہ ہے ۱۹۲۴ء میں آپ کو شاہ امان اللہ خاں نے پیرس میں سفیر افغانستان بنا کر بھیجا - اس عہدہ سے بعد کو آپ نے استعفا دیدیا - بچہ سقہ کی لوٹ مار کے زمانہ میں آپ فرانس

مجددِ صدی چہاردہم کی

سلطنت کابل کے متعلق پیشگوئیاں

آہ نادر شاہ کہاں گیا

حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام مجدد صدی چہاردہم نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۷۲ میں لکھا ہے "اور کابل کی زمین دیکھ لے گی کہ یہ خون (صاحبزادہ عبد اللطیف مرحوم کا) کیسے کیسے پھل لائیگا - یہ خون کبھی ضائع نہیں جائیگا - پہلے اس سے غریب عبد الرحمٰن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا - اور خدا چپ رہا - مگر اس خون پر اب وہ چپ نہیں رہیگا - اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہوں گے - مگر ابھی کیا ہے یہ خون بیرحمی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ میں نظیر نہیں ملے گی - ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا - کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر دیا - اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا - اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی - کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے"

یہ پیشگوئی آپ نے صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کے سنگسار کئے جانے کے بعد کی تھی - جن کو امیر حبیب اللہ خاں بادشاہ افغانستان کے حکم سے صرف اس لئے سنگسار کیا گیا تھا کہ آپ نے مرزا صاحب کو زمانہ کا مجدد مانا تھا - یہ ایک عظیم ظلم ہی نہیں تھا - بلکہ لا اکراہ فی الدین کے حکم قرآنی کی خلاف ورزی بھی تھی - اسی ضمن میں کابل کے متعلق الہام ہوا - کہ اس میں ۵۰۰۰۰ ہزار مارے جائیں گے - مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا کابل سے کاٹا گیا - اور سیدھا ہماری طرف آیا - پھر ۳ر مئی ۱۹۰۵ء کو الہام ہوا "آہ نادر شاہ کہاں گیا" - زمانہ گواہ ہے کہ خدا کے مامور کی باتیں کس طرح پوری ہو رہی ہیں - عبد الرحمٰن خاں شاہ کابل کی نسل تخت کابل سے محروم ہو چکی ہے - امیر حبیب اللہ خاں کو قتل کیا گیا - نصر اللہ خاں اور اس کی پارٹی جو کہ صاحبزادہ مرحوم کی شہادت کی اصل بانی تھی وہ ساری کی ساری ذلیل و تباہ ہو گئی - امیر امان اللہ خاں نہایت ہی دردانگیز طور پر ملک بدر کیا گیا اور اس کے بعد افغانستان میں طوائف الملوکی جاری ہو گئی - بڑے بڑے شرفاء اور امراء کے خانہ برباد اور ننگ ناموس تباہ کر دیے گئے - افغانستان ملک جس کے متعلق مسلمانوں کو بہت امیدیں تھیں آن کی آن میں تہ و بالا کر دیا - کوئی امید اس کی زیست کی نہ رہی - ایک ڈاکو اس پر قابض ہو گیا - اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے نادر شاہ کو جو کہ ایک مخلص دل رکھتا تھا - ملک و قوم کی محبت میں فنا تھا اپنی جان و مال کو خطرہ میں ڈال کر بہت مشکلات کے بعد تمام حکومت کو پھر سنبھالا اور وہی ترقیات شروع کر دیں - جو کہ امان اللہ خان کے زمانہ میں شروع ہو چکی تھیں - اور چند سال میں بہت حد تک ملک کو اس صدمہ سے نجات دلائی - اپنے اسلامی اخوت اور تدبر سے جو ترقی کا دور انہوں نے شروع کیا تھا - وہ بدبخت غدار ان قوم نے کل ۸ نومبر ۱۹۳۳ء کو آن کی آن میں ختم کر دیا - اور مسلمانان جہان کو اس سے سخت صدمہ پہنچا - کیونکہ افغانستان کا مستقبل تباہ شدہ نظر آتا ہے - اس صدمہ جانکاہ میں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا - اور آج سے ۳۰ سال پہلے جو اس نے اپنے مامور پر ظاہر فرمایا تھا - اللہ تعالیٰ کو بھی افسوس ہے - کیونکہ مولائے کریم نے فرمایا "**آہ نادر شاہ کہاں گیا**" یہ الہام الٰہی ظاہر کرتا ہے ایک ہمارا زبردست طاقتوں والا علیم خدا ہے جس نے اپنے صادق بندہ کو یہ خبر آج سے ۳۰ سال پہلے دی جو آج حرفاً حرفاً پوری ہوئی - اور ثابت کرتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب خدا کے برگزیدہ اور صادق مامور تھے - کاش کوئی غور کرنیوالا غور کرے اور دیکھے کہ کیا مقربوں کے ساتھ خدا کا یہی سلوک ہوا کرتا ہے۔

ڈاکٹر سید محمد حسین احمدیہ بلڈنگس لاہور

اخبار احمدیہ

——حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمت دینیہ میں مصروف ہیں۔

——جلسہ سالانہ کے انتظام شروع ہو چکے ہیں - جناب سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور افسر جلسہ اور جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب اسسٹنٹ افسر جلسہ مقرر ہوئے ہیں۔

——جناب مولانا عصمت اللہ صاحب تقریباً ایک عشرہ سے مسجد احمدیہ بلڈنگس میں درس قرآن دیتے ہیں - جو نہایت پُر از معلومات اور دلچسپ ہوتا ہے - احباب لاہور کو اس میں ضرور شرکت کرنی چاہیئے۔

——ان تمام احباب کی خدمت میں جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں حضور کے دست مبارک پر بیعت کی تھی درخواست کی جاتی ہے کہ وہ جلسہ سالانہ سے دو روز قبل ایک نہایت ہی ضروری مشورہ میں شرکت کے لئے لاہور تشریف لے آئیں - حضرت امیر کے ارشاد کے مطابق یہ اعلان کیا جا رہا ہے۔

——۴ر نومبر کی شام کو ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار جلسہ بصدارت جناب مولوی آفتاب الدین صاحب سابق نائب امام مسجد ووکنگ منعقد ہوا - جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب نے تقریر فرمائی - ۱۱ر نومبر کو بھی ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں پنڈت قادر بخش صاحب تقریر فرمائیں گے

——جناب چوہدری غلام حسن صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر لویری والا ضلع گوجرانوالہ بعارضہ بخار عرصہ سے بیمار ہیں - اور بہت کمزور ہو گئے ہیں - احباب ان کے لئے دعا کریں - موصوف بزرگان سلسلہ میں سے ہیں ایسے بزرگوں کا دم جنہوں نے حضرت مسیح موعود کے قدموں میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا ہے - بساغنیمت اور موجب برکت ہے

——حضرت امیر ایدہ اللہ کی چھوٹی صاحبزادی عزیزہ طاہرہ سلمہا کئی روز سے بعارضہ بخار بیمار ہے۔

——گزشتہ ہفتہ جناب مولانا احمد صاحب کا چھوٹا صاحبزادہ ٹانگے کی جھپیٹ میں آ کر زخمی ہو گیا خدا نے بڑا فضل کیا ہڈی کو ضرب نہیں آئی - زخم بہت بڑی حد تک اچھے ہو چکے ہیں۔

——جناب مرزا خدا بخش صاحب ابھی تک بدستور علیل ہیں ان تمام بیماروں کی صحتیابی کے لئے دعا کی جائے۔

——۵ر نومبر کو طلبائے مسلم ہائی سکول کے اجتماع میں جناب مولانا عصمت اللہ صاحب کا لیکچر ہوا - جو بے حد موثر اور دلچسپ تھا - چھوٹے بڑے تمام طلباء نے اسے انتہائی دلچسپی سے سنا۔

——جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ ۴ر نومبر کو دورہ سے واپس آئے اور ۶ر نومبر کی صبح کو سیالکوٹ کی طرف تشریف لے گئے - امید ہے کہ ایک ہفتہ تک واپس لاہور پہنچ جائیں گے۔

——جناب شیخ عبد الحق صاحب آڈیٹر دہلی کے چھوٹے بھائی نذیر احمد صاحب پٹیالہ میں بعارضہ نمونیہ انتقال فرما گئے - انا للہ وانا الیہ راجعون۔

——جناب سمندر خاں صاحب سیاست اب ضلع ہزارہ اطلاع دیتے ہیں کہ ان کا عزیز بھائی احمد خاں بعارضہ انتقال کر گیا - انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پیغام صلح: - ہمیں ان دو توں کا رنج ہوا - دعا ہے کہ خداوند کریم اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا

——مسجد احمدیہ بلڈنگس

تار کا پتہ: "مسلمان لاہور"
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۶۵

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اوکاڑہ میں

حضرت امیر ۹ نومبر ۳۳ء کو میل گاڑی سے انجمن کی اراضی واقعہ چک نمبر ۲ ۴/۵ دیکھنے کے چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ ای اے سی کی معیت میں لاہور سے اوکاڑہ تشریف لیگئے۔ گاڑی سوا دس بجے اوکاڑہ سٹیشن پر پہنچی۔ چک نمبر ۲۷ اور چک نمبر ۲ اور چک نمبر ۶ سے احباب آپکی تشریف آوری کا سنکر استقبال کیلئے سٹیشن پر تشریف لائے ہوئے تھے شیخ محمد نصیب صاحب سپرنٹنڈنٹ چک نمبر ۲ بستی اقوام جرائم پیشہ اوکاڑہ سے آپکے ہمرکاب ہی چک ۲ میں آگئے۔ یہاں منشی نور محمد صاحب مجذوب مدرس نے مدرسہ دیکھنے کی درخواست کی چنانچہ آپ دوسرے احباب کے ساتھ مدرسہ میں تشریف لے گئے۔ منشی نور محمد صاحب نے چند اشعار بعنوان "ہدیہ شوق" پیش کئے۔ چودھری محمد اسمٰعیل صاحب نے دو روپے طلباء کو شیرینی تقسیم کرنیکے لئے دیئے اسکے بعد حضرت امیر نے چک میں مسجد کیلئے ایک مکان تجویز فرمایا جہاں ظہر اور عصر کی نماز ادا کی گئی اس کے بعد آپ فصل دیکھنے کے لئے گھوڑی پر باہر تشریف لیگئے ایک گھنٹہ بعد تانگہ پر اوکاڑہ واپس تشریف لائے اور شام کی گاڑی لاہور تشریف لے آئے۔

(نامہ نگار)

ہدیۂ شوق

بخدمت اقدس حضرت امیر جماعت ایدک اللہ ادام اللہ قبالہما

(از جناب نور محمد صاحب مجذوب مدرس)

اے ملتِ حنیف کے رخشندہ آفتاب
تیری ضیا سے ایک زمانہ ہے فیضیاب
تو ہے مسیح و مہدیٔ دوراں کا جانشیں
احساں جسکے قوم کے سر پر ہیں بیحساب
مدت سے آرزو تھی حصولِ نیاز کی
دن بھر تھا انتظار تو شب بھر تھا اضطراب
تشریف آوری کی سنی جب سے ہے نوید
مارے خوشی کے گاتے ہیں یہ شعر شیخ و شاب
"آمد ہی تیری باعثِ صد گونہ انبساط"
"اے ملتِ حنیفہ کے رخشندہ آفتاب"
مجذوب! فرطِ جوش عقیدت میں ہے دعا
آئیں یہاں یہ شاد تو جائیں بھی کامیاب

جلسہ سالانہ! کے متعلق ضروری اطلاعات

(۱)

جلسہ سالانہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۳۳ء کو منعقد ہوگا احباب کو ابھی سے تیاری شروع کر دینی چاہئے۔ اور اپنے غیراز جماعت اور قادیانی دوستوں کو بھی شمولیت جلسہ کی دعوت دینی چاہئے۔

(۲)

جن بزرگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں حضور کے دست مبارک پر بیعت کی تھی وہ ازراہ کرم جلسہ سالانہ سے دو روز قبل لاہور تشریف لے آئیں۔ ایک ضروری مشورہ میں ان کی شمولیت ضروری ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ کے ارشاد کے مطابق یہ اعلان کیا جا رہا ہے۔

(۳)

پیغام صلح کا جلسہ نمبر انشاء اللہ وسط دسمبر میں شائع کیا جائیگا۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ پرچہ گزشتہ سال کے جلسہ نمبر سے بہت زیادہ مفید اور شاندار ہو تمام بزرگان سلسلہ اپنے مضامین اور پیغامات بہت جلد ارسال فرمائیں غیراز جماعت اور غیرمسلم اکابر کے مضامین حاصل کرنیکا کام شروع ہو چکا ہے۔

(۴)

جلسہ فنڈ کے متعلق ایک اپیل پیش نظر پرچہ میں شائع ہو رہی ہے دفتر تحصیل کیطرف سے بذریعہ ڈاک بھی احباب کو بھیجی جا رہی ہے تمام افراد جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنے حصہ کی نقدی یا جنس بہت جلد بھیجدیں۔ صاحب استطاعت دوستوں کو فراخدلی سے اس کار خیر میں حصہ لینا چاہئے

(۵)

جو دوست جلسہ نمبر کے متعلق کوئی مفید مشورہ دینا چاہتے ہیں وہ اپنی رائے مفصل

مخالفین احمدیت کیلئے درس عبرت

چند قابل غور باتیں

(از جناب چودھری حافظ محمد حسن صاحب وکیل گجرات)

انسان نے جہاں دماغی عیاشیوں سے عقل جیسے عطیہ کا غلط استعمال کیا ہے وہاں حق و صداقت کی مخالفت میں قسم قسم کی دلائل تراشے ہیں ۔ اور اپنا بہت سا قیمتی وقت ان حقائق کو باطل ثابت کرنے میں خرچ کیا ہے جن کی صداقت پر خود فطرت انسانی بیساختہ شاہد ہے ۔

گزشتہ سالوں میں مصنفین عالم میں یہ ایک مشغلہ بن گیا تھا کہ خدا اور اس کے مقدس برگزیدوں کے خلاف زہر اگلا جائے اور دنیا کے مذاہب کو باطل قرار دیا جائے ۔ ان تصانیف سے بہت سے تعلیم یافتہ لوگ جن کی تعلیم و تربیت مکمل نہ تھی لامذہب ہو گئے ۔ اگر دنیا میں خدا کی حمد اور توصیف میں ہزاروں تصانیف ملتی ہیں تو خدا کی ہستی کے انکار میں بھی ہزاروں کتابیں دستیاب ہو سکتی ہیں ۔ اور دونوں قسم کی تحریروں میں دلائل اور براہین ملتے ہیں پڑھنے والا حیران و ششدر ہو کر متشکک سا ہو کر رہ جاتا ہے ۔

تمام بڑی بڑی مذہبی شخصیتیں جن کے پیروؤں کی تعداد دنیا میں کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے دنیا میں وسیع حلقہ اقتدار رکھتے ہیں مگر مخالفین کا بھی ایک گروہ موجود ہے ۔ جو ان عظیم الشان انسانوں کی زندگیوں میں محض عیب ہی عیب دیکھتا ہے مسیح علیہ السلام کے پیرو جہاں دنیا میں اس کی ابنیت کا اعلان کرتے نظر آتے ہیں ۔ وہاں اس کے مخالفین یا تو اس کی ہستی ہی سے انکار کر رہے ہیں ۔ یا اس کے دعاوی کو کذب پر مبنی قرار دے رہے ہیں ۔ اسی طرح دوسرے مذاہب اور ان کے بانیوں کا حال ہے ۔

اسلام مقابلتہً پیدائش کے لحاظ سے صغرسن ہے ۔ گو اس کی حیرت انگیز کامیابی نے مشرق و مغرب میں تہلکہ مچا دیا ہے مگر اس کے مخالفین نے اس کے خوشنما چہرہ کو بدزیب ثابت کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ۔ آج بھی دنیا کی لائبریریوں میں جہاں پیغمبر اسلام کی تعریف میں ہزارہا کتابیں موجود ہیں وہاں حضور کی شان میں گستاخانہ تحریروں کی بھی کچھ کمی نہیں ۔ دلائل بھی دونوں طرف سے دیئے جا رہے ہیں مذاہب کی صداقت کو پرکھنے والا بے بضاعت طالب علم شکوک و شبہات کی وادیوں میں اپنا راستہ گم کر دیتا ہے ۔

ہمارے اس زمانہ میں ہم اپنے نزدیک کے طبقہ میں آج ایک مخالفت کا طوفان اٹھتا دیکھ رہے ہیں ۔ احمدیت اور اس کے مقدس بانی کی تعریف کرنے والے بھی دلائل سے کام لے رہے ہیں ۔ مخالف بھی اپنا زور قلم دکھا رہے ہیں ۔ بظاہر وہ بھی دلائل سے ہی دنیا کو اس تحریک کے مضرات سے بچانے کی فکر میں ہیں ۔ جوش میں آکر مخالفین کی اینٹ کا جواب پتھر سے دینا کچھ مفید نہیں ہے ۔ آزادی کا زمانہ اور قلم کی حکومت ہے ۔ جو کوئی چاہے اور جس طرح چاہے لکھ سکتا ہے آؤ آج ہم

اسلام اور احمدیت کے مخالفین کے سامنے ایک فیصلہ کی راہ رکھتے ہیں ۔ اور ان کی فطرت اور ضمیر سے اپیل کرتے ہیں ۔ کہ وہ آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ روشنی کس طرف ہے اور تاریکی کس طرف ۔

ایک نظارہ

مخالفین اسلام فرض کرلیں کہ وہ اسلام کو مٹانے میں کامیاب ہوئے ہیں ۔ آج سے تیرہ سو برس قبل جو عظیم الشان تحریک عرب کے صحرائی ذرات کو روشن کرتی ہوئی مشرق و مغرب کو منور کر گئی ۔ شروع ہی میں اپنے مخالفین اول یعنے ابوسفیان اور ابوجہل ہی کی تیغ زنیوں کی تاب نہ لا کر (معاذ اللہ) فنا ہو گئی ۔ عرب میں بت پرستی پہلے سے زیادہ ترقی کر گئی ۔ ایران بدستور آگ کی پرستش میں مصروف ہے ۔ ہندوستان میں جو آج ۸ کروڑ فرزندان توحید نظر آتے ہیں ۔ وہ سب مندروں میں پتھروں کی پوجا کر رہے ہیں ۔ اور ایک کثیر تعداد انسانوں کو اچھوت سمجھ کر انسے اسی طرح بیزار ہیں کہ جس طرح اہل ہنود ہیں ۔ یورپ میں کوئی لیوتھر پیدا نہیں ہوا ۔ (کیونکہ لیوتھر کی پیدائش اسلام ہی کی رہین منت ہے) عیسائیت اپنی سابقہ ہولناکیوں سے دنیا پر حکمران ہے ۔ سائنس اور فلسفہ ۔ ہندسہ ۔ صنعت و حرفت اور ہر قسم کے فنون لطیفہ جو عربوں نے ایجاد کئے معرض وجود میں نہیں آئے ۔ دنیا میں ضلالت اور گمراہی بدستور جاری ہے ۔ لڑکیوں کو شیرخواری کی حالت میں ذبح کرنا قانوناً جائز ہے ۔ تمام دنیا شراب اور قمار بازی کو جائز بلکہ لازمۂ حیات سمجھتی ہے ۔ خدائے واحد کے نام سے انسان محض ناآشنا ہے ۔ مظاہر قدرت کی بے محابا پرستش ہو رہی ہے ۔ انسان انسان کا دشمن ہے ۔ ہر ایک ملک دوسرے ملک کے باشندوں کو اپنا دشمن خیال کرتا ہے ۔ ہر ایک مذہب کے پیرو دوسرے مذاہب کے بانیوں کو مکار اور فریبی قرار دے رہے ہیں ۔ دنیا کی تہذیب نے جو آج شکل اختیار کر لی ہے ۔ اس سے بہت مختلف صورت ہمیں نظر آتی ۔ شاید بہت سے ممالک انسانوں سے خالی ہو جاتے ۔ نسل انسانی کی آبادیاں ختم ہو جاتیں ۔ انسان بدستور جنگلوں میں وحشیوں اور درندوں کی طرح رہتا مخالفین اسلام بلاشبہ ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اپنی آنکھوں سے تاریخی رنگ اور واقعات کی روشنی میں ملاحظہ کریں کہ دنیا کو ترقی کے موجودہ زینہ پر لانے کے لئے اسلام نے کیا کچھ کیا ۔ اگر واقعات کے خلاف آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں تو وہ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ بنی نوع انسان کے لئے ملک عرب کی یہ تحریک جسے اسلام کہتے ہیں ۔ بہت مفید ثابت ہوئی ۔ بلکہ ان کی نجات کا باعث ہوئی ۔ اور اس میں یقیناً مشیت ایزدی کام کر رہی تھی اور وہ خالص خدائی تحریک تھی ۔ پس ایسی تحریک کو مٹانے کی کوشش کرنا انسانوں سے دشمنی کرنا ہے

احمدیت کی مخالفت

آج احمدیت کی مخالفت کی تحریک بھی پرانی ہو چکی ہے تقریباً نصف صدی گزر چکی ہے ۔ شدید مخالفتیں ہوئیں اور اب بھی ہو رہی ہیں ۔ آؤ مخالفین کے سامنے ایک نظارہ پیش کریں ۔ وہ دیکھیں اور غور کریں کہ آیا احمدیت کا مٹ جانا اسلام کے لئے مفید ہے یا مضر ۔

فرض کرو کہ احمدیت اپنے ابتدائی اعلانوں کے ساتھ ہی فنا ہو گئی ۔ اس کا مقدس بانی معاذ اللہ ناکام دنیا سے اٹھ گیا ۔ اور اپنے پیچھے کوئی پیرو جو اس کے کام کو جاری رکھ سکیں نہ چھوڑ گیا ۔ اسلام اپنی اسی صورت پہ قائم ہے جس پر کہ وہ آج سے چالیس پچاس برس پیشتر قائم تھا ۔

یورپ میں اسلام کے خلاف آئے دن کتابیں لکھی جا رہی ہیں ۔ بڑے بڑے علماء و فضلا رات دن بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خوبصورت چہرہ کو نہایت بدنما شکل میں ظاہر کر رہے ہیں ۔ اسلام کے اندر کوئی تبلیغ و اشاعت کی تحریک موجود نہیں ۔ ہمارے علما بدستور ایک دوسرے کے خلاف فتاوی کفر شائع کرنے میں مصروف ہیں ۔ شیعہ ۔ سنی ۔ وہابی ۔ اور غیر وہابی کی جنگ زوروں پر ہے ۔ آمین بالجہر کہنے پر مسجدوں میں لٹھ چل رہے ہیں ۔ اور مسلمان چالان ہو کر غیر مسلم عدالتوں میں پیش ہو رہے ہیں ۔ انگلستان میں ووکنگ کی مسجد مقفل ہے ۔ لندن میں اسلام کی حمایت میں کوئی جماعت تیار نہیں ۔ نہ وہاں کوئی ہیڈلے ہے نہ پارکنسن ۔ انگریز اسلام کے دشمن ہیں اور بانی اسلام سے متنفر ۔ برلن میں کوئی مسجد تیار نہیں ہوئی ۔ جاوا ۔ سماٹرا اور سنگاپور میں کوئی اسلامی مشن قائم نہیں ہے ۔ امریکہ میں اشاعت اسلام کیلئے کوئی مشن قائم نہیں ہوا ۔ ٹرینیڈاڈ کی مسلم آبادی عیسائی ہو چکی ہے ۔ ہندوستان میں عیسائی مشنری مسلمانوں کو تثلیث کی زنجیروں میں جکڑ رہے ہیں ۔ جزائر میں اسلام خطرے میں ہو چکا ہے ۔ اسلامک ریویو کہیں جاری نہیں ۔ "لائٹ" کا ہفتہ وار اخبار مفقود ۔ مسلم ریوائول نابود ۔ ریویو آف ریلیجنز ۔ جسنے کسی زمانہ میں اسلام کو قبول عام بخشا تھا نیست ہے ۔ میلش ریویو پایہ تخت برلن سے جاری ہو کر وسط یورپ میں نور اور روشنی نہیں پھیلاتا ۔ قرآن کریم کی انگریزی تفسیر کہیں دستیاب نہیں ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی صحیح تاریخ غیر ملکی زبانوں میں کہیں نظر نہیں آتی ۔ البتہ سیاست "سلطان ابن سعود" پر اور "زمیندار" "شاہ افغانستان" پر حملے کرتے نظر آ رہے ہیں ۔ یا ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالتے دکھائی دیتے ہیں ۔ دلائل کے مقابلہ میں بدزبانی مسلمانان ہند کا شیوہ ہو رہا ہے ۔ اور ہر طرف سے زوال اسلام کا رونا رویا جا رہا ہے ۔ اسلام کی موجودہ روحانی فتوحات جو ایک طرف امریکہ اور یورپ اور دوسری طرف ایشیا اور افریقہ میں حیرت انگیز طریق پر بڑھتی نظر آ رہی ہیں ۔ اس حالت میں نہیں بلکہ شکست اور فنا کی ہولناکیوں میں نمودار ہوتیں ۔

احمدیت نے اسلام کی علمی اور عملی فوقیت کو دنیا میں قائم کیا ہے ۔ تلوار سے نہیں بلکہ تلوار کے بغیر اور بتلایا کہ اب بھی مسلمانوں کی کمزوریوں کے باوجود ان کی تلواروں کے کند ہو جانے کے باوجود اسلام نمایاں طور پر ترقی اور فتح حاصل کر سکتا ہے اور احرار یورپ کے سامنے نہایت دلیری اور بلند آہنگی سے اس کی دعوت کو پیش کیا ۔

(باقی بر صفحہ ۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | مورخہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۵۲ھ | نمبر ۶۵

احمدیوں پر قاتلانہ حملے

ملانوں کی اشتعال انگیزیوں کے ہولناک نتائج

قابل توجہ گورنمنٹ

آج کل جماعت احمدیہ کے خلاف جو طوفان مخالفت بپا ہے اس میں دشمنان سلسلہ اپنے ذرائع کے مطابق ہمیں دق کرنے اور نقصان پہنچانے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں فحش سے فحش گالیاں دی گئیں۔ بہتان طرازیاں اور غلط بیانیاں کی گئیں۔ دلآزار تقریریں۔ جلسوں اور جلوسوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہے۔ بازاری ٹریکٹ اور کتابیں دھڑا دھڑ شائع ہو رہی ہیں۔ اخبارات دیوانہ وار مخالفت میں مصروف ہیں۔ بائیکاٹ کی تجویزیں اور کفر کے فتوے روزمرہ کی چیزیں بن چکے ہیں۔ لیکن اب ملانوں اور بعض اخبارات کی اشتعال انگیزیوں سے متاثر ہو کر مخالفین نے ایک اور خطرناک قدم اٹھایا ہے یعنے احمدیوں پر قاتلانہ حملے شروع ہو گئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی آتش بغض و عناد کو بے گناہ احمدیوں کے خون سے بجھانا چاہتے ہیں۔ یہ ایک ایسا اقدام ہے جسکے روکنے کی بروقت کوشش نہ کی گئی تو یقیناً اس کے نتائج نہایت ہولناک ہوں گے اور احمدیوں کی لاشیں کوچہ و بازار میں تڑپتی ہوئی نظر آئیں گی۔

راولپنڈی صدر میں جناب ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار ہماری جماعت کے ایک معزز رکن ہیں جو محض احمدیت کی وجہ سے دشمنان سلسلہ کے پے درپے حملوں کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں ظالم دشمنوں نے عرصہ سے فوجداری مقدمات اور دوسرے شرمناک طریقوں سے ان کو مبتلائے مصیبت کر رکھا ہے۔ اور وہ نہایت پامردی اور صبر سے ان مصائب کو برداشت کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک صاحب موصوف کی عزت و مال کے ساتھ ہی ان کی اور ان کے متعلقین کی جان بھی خطرے میں ہے چند روز ہوئے ان کے بڑے صاحبزادے عبدالعزیز صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ خدا کے فضل سے ان کی جان تو بچ گئی۔ لیکن تین چار گہرے زخم آئے۔ اور وہ شفاخانے میں زیر علاج ہیں۔ خداوند کریم انہیں جلد صحت دے۔ ہمارے نامہ نگار کی آخری اطلاع کے مطابق پولیس نے تین ملزمان کے خلاف زیر دفعہ ۳۰۷ پرچہ چاک کیا ہے۔ ایک ملزم کو واردات کے روز ہی حراست میں لے لیا گیا۔ وہ اطلاع دینے کے وقت تک مفرور تھے۔ اور پولیس مصروف تلاش و تحقیقات ہے۔

ان باتوں کا ذکر ہم اشاعت گزشتہ میں بھی کر چکے ہیں۔ ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ملک فضل کریم صاحب کی مخالفت کی وجہ محض ان کی احمدیت ہے۔ مخالفین سلسلہ صرف اسی وجہ سے ان کے درپے آزار ہیں۔ یہ قاتلانہ حملہ بھی مخالفین کی سازشوں اور اشتعال انگیزیوں کا نتیجہ ہے۔ حملہ آوروں کی پشت پر ایک جماعت ہے۔ جو اس قسم کے افعال کی محرک و ذمہ دار ہے۔ سلسلہ احمدیہ کا مشہور مخالف مولوی محمد اسحاق خطیب جامع مسجد ایبٹ آباد اکثر راولپنڈی آتا جاتا ہے وہاں کے مخالفین احمدیت کے ساتھ اس کے خاص تعلقات ہیں۔ یہ وہی شخص ہے جس نے گزشتہ دنوں ہری پور ضلع ہزارہ کی ایک عدالت میں گواہی دیتے ہوئے صاف الفاظ میں کہا تھا:-

> "میرا عقیدہ مرزائیوں کے متعلق اظہر من الشمس ہے میری مرزائیوں کے فرقہ سے مذہبی نقطہ نگاہ سے سخت دشمنی ہے ..... میں مرزائیوں کا سخت دشمن ہوں ..... میں ہمیشہ اپنے عقیدہ کی اشاعت مسجد میں کیا کرتا ہوں ...... اگر کوئی شخص اعلیٰ عہدہ پر متمکن ہو اور مرزائی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو تو میں اسے جامع مسجد میں ہرگز نماز جمعہ پڑھنے کے لئے داخل نہیں ہونے دونگا۔ اور میں تمام حنفیوں کو اس کے ساتھ عدم تعاون کی تلقین کرونگا۔ میں ان تمام مسلمانوں سے عدم تعاون کی تلقین کرونگا جو مرزائیوں کے ساتھ راہ و رسم اور میل ملاپ رکھیں ...... میں نے مانسہرہ میں جو ضلع ہزارہ کے مرزائیوں کا مرکز ہے اس جگہ پروپیگنڈا کیا ہوا ہے۔ کہ مرزائیوں کو کوئی نانبائی روٹی تک بھی نہ دیوے۔ میرے پروپیگنڈا اور التجا پر کمیٹی ایبٹ آباد نے مرزائیوں کی مسجد کی تعمیر بھی نامنظور کر دی ......
>
> **مرزائی مسلمان ہیں نہ کافر بلکہ مرتد ہیں مرتد قابل قتل ہوتا ہے۔"**

مندرجہ بالا اقتباس خصوصاً اس کے آخری الفاظ قابل غور ہیں۔ اس قسم کے پروپیگنڈے اور اشتعال انگیزیوں کا نتیجہ قاتلانہ حملوں اور قتل کی ہولناک وارداتوں کے سوا اور کیا نکل سکتا ہے؟ مخالفین اب جوش عناد میں اخلاق اور قانون کی پابندیوں کو توڑ کر اس قدر آگے نکل چکے ہیں کہ انہیں کچھ کہنا بے سود ہے۔ البتہ ہم امن پسند اور انصاف دوست مسلمانوں اور حکومت کی خدمت میں چند الفاظ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ اگر حالات کی یہی رفتار رہی تو اس کے جو نتائج ہوں گے وہ ظاہر ہیں۔ مسلمانوں کا اتحاد جو اس وقت قوم کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اسی صورت میں قائم ہو سکتا اور قائم رہ سکتا ہے۔ جبکہ اس قسم کی ہولناک۔ انسانیت سوز اور اتحاد شکن حرکتوں کا ایک دم خاتمہ کر دیا جائے۔

جماعت احمدیہ ایک پرامن تبلیغی جماعت ہے۔ اس نے کبھی کسی قانون شکن تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ اس کے افراد نے ہمیشہ اپنے تئیں ایک اچھے اور پابند قانون شہری ثابت کیا ہے۔ ان کی جان و مال اور عزت کی حفاظت حکومت کا مقدس فرض ہے۔ جس میں کسی قسم کی غفلت و تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔ اس قاتلانہ حملہ کو جو بلا وجہ ایک احمدی پر کیا گیا ہے چند افراد کی معمولی حرکت نہ سمجھنا چاہیئے۔ اس کی پشت پر ایک زبردست پارٹی اور وسیع سازش ہے۔ جب تک اس سازش کا سراغ لگا کر اس کا مناسب بندوبست نہ کیا جائے گا اس قسم کی ہولناک وارداتوں کا قوی اندیشہ ہر وقت موجود ہے۔ احمدیوں پر قاتلانہ حملوں کی وبا راولپنڈی سے تمام سرحد میں آسانی سے پھیل سکتی ہے۔ اس لحاظ سے کثیر التعداد سرحدی احمدیوں کی جانیں خطرے میں ہیں۔ ان کی حفاظت کا بروقت کوئی بندوبست ہونا چاہیئے۔ اس قاتلانہ حملہ کی خبر سے تمام جماعت احمدیہ میں قدرتی طور پر سخت تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے ہم نہایت زور سے حکومت پنجاب۔ ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب۔ کمشنر و ڈپٹی کمشنر راولپنڈی اور پولیس کے افسران اعلیٰ کو اس معاملہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ انہیں اس زبردست خطرے کا فی الفور کوئی بندوبست کرنا چاہیئے۔

ویدوں کا ترکی ترجمہ

بعض ولایتی اور عربی اخبارات کے ذریعہ یہ خبر ہندوستان تک پہنچی ہے کہ قسطنطنیہ میں جو نئی یونیورسٹی قائم ہوئی ہے اس نے چند یورپین عالموں کے سپرد یہ خدمت کی ہے کہ ویدوں کا ترجمہ ترکی زبان میں کریں۔ اس کے علاوہ ہندو فلاسفی کی بعض سنسکرت کتابوں کا ترجمہ بھی ترکی زبان میں کیا جائے گا۔ اس خبر سے ترکوں کا علمی ذوق ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن بعض آریہ اخبارات اس کو عجیب طریق پر پیش کر رہے ہیں۔ شاید وہ اس خبر کو پیش کر کے یہ ڈھنڈورا پیٹنا چاہتے ہیں کہ ترک ویدوں اور ہندو دھرم کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ ع

این خیال است و محال است و جنوں

ویدوں کو تو اب خود ہندو چھوڑ رہے ہیں۔ ایک مسلمان قوم کے لئے اس میں کونسی روحانی و مذہبی کشش ہو سکتی ہے مگر ہندو بھی سمجھتے

ہیں وہ کیا کریں۔ بہتے کو تنکے کا سہارا۔ دل کو خوش کرنے کے لئے وہ کوئی نہ کوئی بات بنا ہی لیتے ہیں۔ گزشتہ دنوں جرمنی کے ڈکٹیٹر ہٹلر نے ایک بات کہدی بس ہمارے آریہ سماجی دوست اٹھے اور جرمنی کو اشدھ کرنے کرنے کے خواب دیکھنے لگے۔ لیکن اس کے بعد ہی ہٹلر نے ہندو مذہب اور ہندو لٹریچر کی وہ خبر لی کہ اب کسی ہندو یا آریہ کو اس کا نام زبان پر لانے کی جرأت نہیں ہوتی۔

ہمارے خیال میں تو آریہ دوستوں کو ویدوں کے ترکی ترجمہ کی خبر سنکر خوش ہونے کی بجائے نادم ہونا چاہئے۔ غیروں نے ویدوں کے بے شمار ترجمے کر دیئے۔ انگریزی۔ جرمنی اور بعض دوسری زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ ترکی زبان میں ترجمہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اردو میں جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے ہندو مذہب کے اس سر مخفی کو بہت بڑی حد تک بے نقاب کر دیا ہے۔ لیکن آریہ دوست بار بار کے مطالبوں کے باوجود اس کا ترجمہ نہیں کرتے۔ آخر اس کی کیا وجہ؟ غیر تو متعدد زبانوں میں ترجمہ کر چکے ہیں اور کرتے چلے جا رہے ہیں لیکن آریہ اپنی ہندی بھاشا میں بھی مکمل ترجمہ پیش نہ کر سکے۔ حالانکہ ویدان کی مایہ ناز الہامی کتاب ہے۔ آخر اس "پردہ داری" کی کیا وجہ؟ کیا آریہ دوستوں کے پاس اس کا کوئی معقول عذر ہے؟

ٹاٹا کمپنی جمشید پور اور مسلمان

ٹاٹا کمپنی جمشید پور کا کارخانہ آہن تمام دنیا میں مشہور ہے۔ تقریباً پچیس سال کا عرصہ ہوا ایک اولوالعزم پارسی جے۔ این۔ ٹاٹا نے اسے جاری کیا تھا۔ اس عرصہ میں اس نے حیرت انگیز ترقی کی ہے۔ چنانچہ دیگر مصنوعات کے علاوہ یہ کارخانہ ۱۹۲۲-۲۳ء میں ہندوستانی ریلوں کی سو فی صدی ضروریات پوری کرنے لگا ہے۔ عام طور پر اس کو ہندوستان کا ایک قومی کارخانہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی خیال کے ماتحت حکومت ہند نے بارہا اس کی امداد کی ہے۔ اور اسے غیر ملکی کارخانوں کے مقابلے میں قانوناً بہت سے تحفظات حاصل ہیں۔ جس کی ایک مثال ۱۹۲۷ء کا قانون اسٹیل انڈسٹری ہے۔ معاہدہ اوٹاوہ میں بھی اس کارخانہ کا خاص طور پر خیال رکھا گیا۔ اور اس کو فائدہ پہنچانے کے لئے دوسرے ممالک کے مال پر بہت زیادہ محصول عائد کر دیا گیا۔ یہ امور اس بات کے متقاضی ہیں کہ اس قومی کارخانہ کے اندر ہندوستان کی ہر ایک قوم کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے۔ لیکن جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے۔ واقعات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ ہمارے محترم دوست جناب حبیب الرحمن صاحب صادق نے جو اعداد و شمار بھیجے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ ملازمتوں میں مسلمانوں کی تعداد برائے نام ہے۔ اور مسلمان مزدوروں اور مستریوں کو بھی رفتہ رفتہ علیحدہ کیا جا رہا ہے۔ آج کل ایسے اعلیٰ ہندوستانی ملازمین کی تعداد جو ڈھائی سو سے پانچ ہزار تک مشاہرہ پاتے ہیں ۲۱۲ ہے جن میں سے دو تین کے سوا باقی سب بنگال اور دوسرے صوبوں کے ہندو سکھ وغیرہ غیر مسلم ہیں۔ ۱۹۲۵-۲۶ء اور ۱۹۳۳-۳۴ء کے درمیانی عرصہ میں سٹاف کو ہندوستانی بنانے کی خاص طور پر کوشش کی گئی۔ غیر ملکی اعلیٰ ملازمین کی تعداد کو ۳۴۳ سے گھٹا کر ۷۲ کر دیا گیا لیکن ان کی اسامیاں بھی بالعموم ہندوؤں ہی کو دی گئیں۔ ۱۹۲۱ء سے ایک ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ ہندوستانی نوجوانوں کو اعلیٰ عہدوں کا کام سکھلانے کے لئے جاری ہے جس کو گورنمنٹ بنگال بھی کئی لاکھ روپے کی امداد دے چکی ہے۔ لیکن اس کے فارغ التحصیل مسلمان طلباء کو بھی کارخانہ میں ملازمت نہیں ملی۔ پرانے مسلمان ملازمین کو علیحدہ کر کے اور ان کا کام کرنے کی کوششیں شروع ہیں۔ نہایت محنتی۔ ایماندار اور قابل مسلمان ملازموں اور امیدواروں کو ہندو افسر خفیہ رپورٹوں میں ناقابل قرار دے دیتے ہیں۔ کارخانہ نے مختلف اوقات میں ہندوستانی اور یورپین افسروں کو غیر ممالک میں اپنے خرچ پر بھیجا۔ لیکن اس رعایت سے آج تک کسی مسلمان کو مستفید نہیں کیا گیا۔ گذشتہ سال مختلف محکمہ جات میں بہت سی آسامیاں خالی ہوئیں۔ لیکن قابل مسلمان امیدواروں کی موجودگی میں سب کی سب غیر مسلموں سے پُر کر لی گئیں۔

ارباب انتظام اور حکومت کا فرض

غرضیکہ کارخانہ پر ہندو سبھائی ذہنیت انتہائی شدت سے مسلط ہے اور مسلمانوں کے حقوق نہایت بے دردی سے پامال کئے جا رہے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے ہمیشہ نہایت محنت۔ ایمانداری اور وفاداری سے کارخانہ کی خدمت کی ہے۔ خیال تھا کہ مسٹر اے۔ آر۔ دلال مینیجنگ ڈائرکٹر کی تقرری سے حالات بہتر ہو جائیں گے۔ لیکن یہ توقع بھی پوری نہ ہوئی کارخانہ کے مسلمان ملازمین پر بدستور عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور مسلمان امیدواروں پر اس کے دروازے تقریباً بند ہو چکے ہیں۔ یہ صورت حالات ایک ایسے کارخانہ کے اندر بالکل ناقابل برداشت ہے جس کو ہندوستان کا قومی کارخانہ بتلایا جاتا ہے۔ اور جس کو اس حیثیت سے حکومت کی طرف سے بیش بہا تحفظات بھی حاصل ہیں اور لاکھوں روپے کی امداد ملتی ہے۔ ہم بڑے زور سے کارخانہ کے ارباب انتظام اور حکومت بنگال اور حکومت ہند اور اسمبلی و بنگال کونسل کے مسلمان ممبران کو اس شدید بے انصافی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اگر ٹاٹا کمپنی اپنے کارخانہ کو قومی کارخانہ کی حیثیت سے قائم رکھنا چاہتی ہے۔ تو اسے ہندوؤں کی اجارہ داری کا فی الفور خاتمہ کر دینا چاہئے۔ اور از روئے انصاف ہر قوم کو ملازمتوں میں حصہ دینا چاہئے۔ اس سلسلہ میں حکومت پر بھی ایک فرض عائد ہوتا ہے۔ ریلوے کا محکمہ کارخانہ کا سب سے بڑا گاہک ہے۔ جس کے بیشتر حصہ کی منتظم و مالک حکومت ہے۔ اس لحاظ سے حکومت کارخانہ پر دباؤ ڈال سکتی ہے اس کے بعد بھی کارخانہ مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرنے پر آمادہ نہ ہو تو مراعات و تحفظات کی واپسی کا زبردست و موثر ذریعہ بھی ان کے پاس موجود ہے۔ لیکن ان تمام باتوں سے بہتر ہوگا کہ کمپنی خود ہی مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرنے پر آمادہ ہو جائے۔ اور کارخانہ کے حدود کے اندر ہندو سبھائی ذہنیت کا خاتمہ کر دیا جائے۔

اپیل جلسہ فنڈ

احباب جماعت کے نام مکتوب مفتوح

برادران مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ اخبار پیغام صلح میں اعلان ہو چکا ہے اپنی جماعت کا جلسہ سالانہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۳۳ء کو حسب معمول سابق احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا۔ اس دینی اجتماع کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھی ہوئی ہے۔ اور اس کی غرض دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے تحریک کرنا اور اس کے متعلق تجاویز سوچنا ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہماری اس چھوٹی سی جماعت نے اس وقت اطراف و اکناف عالم میں اشاعت اسلام کا تہیہ کیا ہوا ہے اور مذہب اسلام کو اس پیرایہ میں پیش کیا جا رہا ہے جس سے اس کا اصلی منور چہرہ پھر دنیا کو نظر آجائے۔ اور یدخلون فی دین اللہ افواجا کا منظر آنکھوں کے سامنے آجائے۔ قرآن کریم کی اصلی تعلیم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ جن پر بُعد زمانہ سے پردہ پڑ گیا تھا۔ مجدد وقت نے ان کی طرف توجہ دلائی اور جہاد بالقرآن کا بھولا ہوا سبق پھر یاد دلایا۔ فروعی اختلافات کو نظر انداز کر کے جنھوں نے قوم کے شیرازہ کو بکھیر کر مسلمانوں کو کمزور کر دیا تھا۔ سب کو دین واحد پر جمع ہونے کی تلقین کی اور نعمت اسلام سے دنیا کو فیض یاب کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح جد و جہد کی اور اس کوشش کو جاری رکھنے کے لئے ایک جماعت بنائی۔ اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل و احسان ہے کہ ہمکو اس صادق انسان کے ساتھ تعلق پکڑنے اور اس کی جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب ہمارا فرض ہے کہ اپنی سب دنیاوی ضروریات پر دین کی ضرورت کو مقدم کر کے اس نعمت کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے جان توڑ کوشش کریں۔ جلسہ سالانہ میں انہی امور پر ساری جماعت غور کرتی ہے۔ اس لئے اس میں سب بھائیوں کا شامل ہونا ضروری ہے۔ ساتھ ہی چونکہ ان مکرم مہمانوں کی مہمانداری کے لئے جو دور دور سے سفر کی تکالیف اٹھا کر یہاں جمع ہوتے ہیں۔ غیر معمولی اخراجات پیش آتے ہیں۔ اس لئے ان اخراجات کے لئے نقد و جنس مہیا کرنا بھی ہر ایک بھائی کا فرض ہے اور جن کو خدا تعالیٰ نے وسعت رزق دی ہے وہ اس بوجھ کے اٹھانے میں انجمن کی بہت مدد کر سکتے ہیں ایسے نیک کام میں خرچ کئے ہوئے روپے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ انسان گھاٹے میں نہیں رہیگا۔ اور تمام صلحا کے تجربہ میں آیا ہوا یہ نسخہ ہے ؎

ز بذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد

خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے خدا کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنے میں اگر کوئی شخص بخل کرتا ہے تو وہ ایک بڑی سعادت سے محروم رہ جاتا ہے جس کے سامنے مال و دولت کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ اور جو دل کھول کر اس کی راہ میں خرچ کرتا ہے وہ اس کی ضروریات کا خود کفیل ہو جاتا ہے آپ سے امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے ×

× کے لئے جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش میں حصہ لیں گے اور جلسہ فنڈ کے متعلق جو رقم آپ کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ جلد بھیجکر مشکور فرمائیں گے۔ یاددہانی کا موقعہ نہ آنے دیں۔

خاکسار

عزیز بخش آنریری انسپکٹر تحصیل و تبلیغ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(۱۵ نومبر ۱۹۳۳ء)

جلسہ نمبر کی تیاری شروع ہو چکی ہے جن احباب کی خدمت میں مضامین و پیغامات کیلئے درخواست کی گئی ہے وہ بہت جلد توجہ فرمائیں۔ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

بڑے سے بڑا مدبر بھی ایسی باتوں کو وہم وقیاس میں نہیں لا سکتا تھا تو مرزا صاحب کو کس طرح قبل از وقت معلوم ہو گئیں؟ کیا یہ خدائے علیم وخبیر کا کام نہیں؟ آخر اس بات کے اعتراف میں کیا نقصان ہے کہ یہ خبریں خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو دیں کہ وہ دنیا کو قبل از وقت سنا دیں تاکہ وقت آنے پر اسلام اور محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت کا ایک اور زبردست نشان قائم ہو اور دنیا کو معلوم ہو جائے کہ اسلام وہ پاک مذہب ہے کہ اس پر چل کر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ عظیم الشان ہستی ہے اس کی متابعت کر کے انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتا اور اس سے غیب کی خبریں پاتا ہے۔ موقعہ نہیں کہ باقی پیشگوئیوں کو بھی تفصیل کے ساتھ یہاں دوہرایا جائے۔ آگے چل کر پیشگوئیوں کی بحث میں ان پر مفصل روشنی ڈالی جائے گی لیکن میں سید حبیب سے یہ دریافت کرتا ہے کہ کیا انہوں نے ان تمام واضح پیشگوئیوں اور الہامات کو چھپا کر اور چند مبہم الفاظ کو نقل کر کے اپنی حق ناشناسی کا ثبوت نہیں دیا؟ یہ کس قدر ظلم ہے کہ الہامات کا نام لیتے ہوئے صرف ان چند الفاظ کو پیش کر دیا جائے جن کے متعلق ملہم کو خود اقرار ہے کہ ان کے مطالب واضح نہیں ہوئے۔ لیکن ان سینکڑوں الہامات کا نام تک نہ لیا جائے جو اہم اخبار غیبیہ پر مشتمل اور اپنے وقت پر پورے ہو کر اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کی شہادت دے چکے ہیں۔ یہ مرزا صاحب کی تکذیب نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلعم کی تکذیب ہے۔ جن کے افاضہ روحانی کے ثبوت میں مرزا صاحب نے ان الہامات کو پیش کیا ہے یہ اسلام کی تکذیب ہے۔ جس کے زندہ اور خدا نما مذہب ہونے کے ثبوت میں ان پیشگوئیوں کو شائع کیا ہے۔ کیا کوئی حق پسند ہے کہ ان پر غور کرے؟

سید حبیب کی گیارھویں دلیل

احمدیت کے ناقابل قبول ہونے کی گیارھویں دلیل سید حبیب نے یہ پیش کی ہے کہ:۔

"مرزا صاحب کے ایسے الہامات کی وجہ سے مدعیان نبوت کے لئے ایک میدان وسیع پیدا ہو گیا ہے۔ آئے دن ایک نبی علم نبوت بلند کریگا اور کہے گا کہ مرزا صاحب کے فلاں الہام کی وضاحت مجھے مبعوث کیا گیا ہے"

غیر واضح الہامات اور مدعیان نبوت کیلئے گنجائش

میں حیران ہوں کہ ان فرضی اور وہمی باتوں کا جنہیں دلائل کے نام سے پیش کیا جا رہا ہے کیا جواب دوں۔ یہ کس نے کہا کہ مرزا صاحب کے الہامات کی وضاحت کسی نبی کے ذریعہ سے ہونی ضروری ہے۔ کیا حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے کہیں لکھا ہے کہ میرے جن الہامات کی وضاحت اس وقت نہیں ہوئی ان کو آئندہ کوئی نبی ہی مبعوث ہو کر واضح کریگا۔ کوئی دوسرا شخص واضح نہیں کر سکتا۔ اور اگر واضح نہ بھی ہوں تو کیا اندھیر آ جائیگا ہم بتا چکے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب مجدد تھے نہ کہ نبی۔ ایک مجدد کا کام دین پر لوگوں کو قائم کرنا اور مروجہ غلطیوں کو دور کرنا ہے۔ اپنے الہامات کو منوانا اور ان کی وضاحت اور تبلیغ اس کا کام نہیں۔ اس کے الہامات محض مویدات ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے تعلق اور ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی الہام ایسا ہے جس کی سمجھ نہیں آئی تو ہم مکلف نہیں کہ اس کو سمجھنے اور عمل میں لانے کی کوشش کریں۔ عمل کے لئے ایک ہی چیز قرآن کریم اور سنت نبوی ہے۔ مجدد اسی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔ اپنے الہام کی طرف نہیں بلاتا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ اگر میرا کوئی الہام قرآن کے خلاف ہو تو اسے ردی چیز اور کھانسی کے مادہ کی طرح پھینک دو۔ اس سے مجدد کے الہام اور قرآن کی وحی کا فرق ظاہر ہے۔ اور جو شخص یہ کہے کہ مرزا صاحب کے الہامات قرآن کی طرح واضح نہیں

اس تمام عبارت اور اس کے سیاق وسباق سے صاف ظاہر ہے کہ "انسان کی اصل زبان" اور "انسانی زبان" سے حضرت مسیح موعود کی مراد ملہم کی زبان نہیں بلکہ بنی نوع انسان کی زبان مراد ہے یعنی آپ نے آریوں کے اس اصول کی تردید کرتے ہوئے کہ الہام انسانی زبان میں نہیں بلکہ ایشری زبان میں ہونا چاہئے۔ جہاں اور مختلف دلائل پیش کئے ہیں وہیں یہ بھی بتایا ہے کہ یہ غیر معقول اور بیہودہ بات ہے کہ بنی نوع انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور ایشری زبان میں ہو جس کو نوع انسانی کا کوئی فرد سمجھ ہی نہ سکتا ہو۔ اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ ملہم کو اپنی زبان کے علاوہ کسی دوسری زبان میں الہام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آگے چل کر صاف لکھتے ہیں کہ:۔

"اول قرآن شریف قریش کی زبان میں ہی نازل ہونا شروع ہوا تھا۔ کیونکہ اول مخاطب قریش ہی تھے۔ مگر بعد اس کے قرآن شریف میں عرب کی اور اور زبانوں کے بھی الفاظ آ گئے ہیں اور ہم لوگ جو قرآن شریف کے پیرو ہیں اور ہماری شریعت کی کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن شریف ہے اس لئے ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے اکثر عربی میں الہام پاتے ہیں تا وہ اس بات کا نشان ہو کہ جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ملتا ہے۔ اور ہم ہر ایک امر میں اسی ذریعہ سے فیض یاب ہیں اور چونکہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تمام انسانوں کو ایک ہی قوم بنا دے اس لئے ہم کبھی دوسری زبانوں میں الہام پاتے ہیں مگر اکثر خدا تعالیٰ کا مکالمہ مخاطبہ عربی میں ہی ہوتا ہے۔ بلکہ بہت حصہ خدا تعالیٰ کے مکالمہ مخاطبہ کا قرآن شریف کی آیتوں کے ساتھ ہوتا ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہوتا ہے کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہے اور اس طور پر ایک نئے طریق سے ملہم کو یقین دلایا جاتا ہے کہ جس رسول پر وہ ایمان رکھتا ہے وہ سچا رسول ہے اور جس کتاب کو وہ مانتا ہے یعنی قرآن شریف کو، وہ خدا کی کتاب ہے۔ غرض جبکہ اب بھی مختلف زبانوں میں الہام ہوتا ہے اور صدہا پیشگوئیاں اس الہام کے ذریعہ سے پوری ہوتی ہیں تو کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا کہ خدا ہر ایک زبان میں الہام کرتا ہے"

اس عبارت میں صاف طور پر حضرت مسیح موعود نے یہ تسلیم کیا ہے کہ "اب بھی مختلف زبانوں میں الہام ہوتا ہے" "اور ہم کبھی دوسری زبانوں میں الہام پاتے ہیں" پس فرمایئے اس میں کونسی ایسی بات ہے جو نزول المسیح صفحہ ۵۷ کے ان الفاظ کے خلاف ہو جن میں آپ نے لکھا ہے کہ:۔

"زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوئے جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ"

اگر چشم انصاف سے دیکھا جاتا تو کوئی تضاد چشمہ معرفت اور نزول المسیح کی عبارات میں نہ تھا۔ اول الذکر میں جہاں آریوں کے اس اصول کی تردید کرتے ہوئے کہ الہام بھی ایشری زبان میں ہونا چاہئے نہ کہ انسانی زبان میں یہ بتایا ہے کہ جس زبان کو انسان (یعنی تمام نوع انسان) سمجھ ہی نہیں سکتا اس میں الہام ہونا فضول بات ہے۔ وہیں ملہم کی اپنی زبان کے علاوہ دوسری انسانی زبانوں میں الہام کا ہونا بھی تسلیم کیا ہے اور خود اپنا بھی دوسری زبانوں میں الہام پانے کا تذکرہ ہے اور یہی بات موخر الذکر حوالہ میں ہے کہ مجھے دوسری زبانوں انگریزی، سنسکرت یا عبرانی میں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں الہام ہوتے ہیں ان دو باتوں میں کونسا تضاد ہے جو سید حبیب کی پانچ دلیل کی استواری کا موجب ہو سکتی ہے۔ اور کون صاحب عقل سلیم ہوگا جو تسلیم نہ کرے گا کہ سید حبیب نے ان حوالجات کو پیش کر کے اپنی دلیل کو اور زیادہ مکزور اور بودا بنا لیا ہے

الہام ایلی اوس کے معنے

اس کے بعد سید صاحب نے وہ الہامات پیش کئے ہیں جن کے معانی حضرت مسیح موعود پر واضح نہیں ہوئے۔ ان میں سب سے پہلے البشریٰ جلد اول ص۳۶ سے یہ الہام نقل کیا ہے "ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس" اس الہام کے پہلے حصہ کے معنے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ کئے ہیں:۔ "اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑا"۔ اور آخری الفاظ کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے:۔ "آخری فقرہ اس الہام کا یعنی ایلی اوس بباعث سرعت ورود مشتبہ رہا اور نہ اس کے کچھ معنے کھلے ہیں واللّٰہ اعلم بالصواب"۔ اس فقرہ کو نقل کرکے سید صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"حبیب عرض کرتا ہے کہ پہلے فقرہ کے معنے مرزا صاحب کو اس لئے معلوم تھے کہ یہ فقرہ انجیل میں موجود ہے اور کہا جاتا ہے کہ صلیب پر حضرت عیسیٰ نے یہ فقرہ استعمال کیا۔ مرزا صاحب نے جو اضافہ کیا وہی انکی سمجھ میں نہیں آیا"۔

اس میں شک نہیں کہ ایلی ایلی لما سبقتنی انجیل کا ایک مشہور فقرہ ہے۔ اور ممکن ہے حضرت مرزا صاحب کو ان الفاظ کے معنے اسی وجہ سے معلوم ہوں کہ عام طور پر یہ فقرہ ان معنوں سے مشہور ہے ورنہ آپ کا کوئی دعویٰ عبرانی زبان سے ماہر ہونیکا نہیں۔ لیکن حبیب صاحب کا تعریضی پیرایہ میں اس کو پیش کرنا موجب حیرت و استعجاب ہے۔ آخر کیوں نہ ہو۔ خود بدولت کا مبلغ علم تو اس قدر ارفع ہے کہ اخبار نویس ہونے کے باوجود "قلم" اور "درد" کی تذکیر و تانیث بھی پورے طور پر معلوم نہیں۔

رہے ایلی اوس کے الفاظ جناب حبیب نے انہیں حضرت مرزا صاحب کا اضافہ قرار دیا ہے کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ایلی ایلی لما سبقتنی کے الفاظ تو فی الواقعہ القا ہوئے تھے لیکن ایلی اوس کا اضافہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی طرف سے کر لیا؟ کون عقلمند اس بات کو باور کرے گا کہ ایک ملہم من اللہ اپنے الہام میں اپنی طرف سے بھی اضافہ کر سکتا ہے اور وہ بھی ایسے الفاظ کا جن کے معنے خود نہ جانتا ہو۔

حبیب صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جو شخص اپنے پاس سے ایک بات بنا کر اسے الہام الٰہی ظاہر کرنا چاہتا ہے وہ ایسی بات یا ایسا فقرہ نہیں بنایا کرتا جو اس کی اپنی سمجھ سے باہر ہو۔ وہ تو اپنی طرف سے ایسا کلام پیش کرنے کی کوشش کرے گا جس کو وہ خود بھی خوب اچھی طرح سمجھ سکتا اور دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہو۔ یہ تو حضرت مرزا صاحب کی صداقت اور ان الفاظ کے الہام الٰہی ہونے کا کھلا ثبوت ہے کہ بعض ایسے فقرات بھی القا ہوئے ہیں جو ایک غیر زبان ہونے کی وجہ سے آپ خود بھی سمجھ نہ سکے۔ اگر الہام الٰہی نہ ہوتا اور حبیب صاحب کے خیال کے مطابق اپنے پاس سے انٹ سنٹ اضافہ کر لیا ہوتا تو اس کے کوئی معنے بھی نہ ہوتے۔ لیکن اگر لغت کو دیکھا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ ایلی اوس کوئی مہمل فقرہ نہیں بلکہ بامعنے جملہ ہے۔ ایلی کے معنے تو وہی ہیں جو بقول حبیب صاحب انجیل کے ایک فقرہ کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب کو معلوم تھے یعنی "اے میرے خدا"۔ اور "اَوْسٌ" کے معنے ہیں "انعام" "عطیہ" المنجد میں ہے آس۔ اَوْسًا وایاسًا اعطے۔ عوض۔ اَلْاَوْسُ۔ العطیۃ والمنجد صفحہ ۱۵ یعنی آس۔ اَوْسًا کے معنے ہیں اس نے انعام دیا۔ معاوضہ دیا۔ اَوْسٌ کے معنے ہیں۔ عطیہ۔ پس ایلی اَوْسٌ کے معنے ہوئے "اے میرے خدا مجھ پر انعام کر"۔ پس فرمایئے اس میں کونسی قابل اعتراض بات ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ کو اگر معنے معلوم نہ تھے تو نہ سہی۔ انہیں لغت کا امام ہونے کا دعویٰ نہیں۔ اور نہ آپ کے الہامات شریعت کے حامل تھے کہ ہر لفظ کا سمجھ آنا ضروری تھا۔ مبشرات میں سے کسی لفظ کے معنے نہ بھی معلوم ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ ممکن ہے اس کے معنے آئندہ کسی وقت کھلنے والے ہوں یا ایسے الفاظ ملہم کی صداقت پر ایک دلیل قائم کرنا اور یہ بتانا

ہو اور تابع اور متبوع کے الہامات کی غرض و غایت کے فرق کو سمجھتا ہو۔ ان تمام باتوں کو ہم اوپر بالتفصیل واضح کر آئے ہیں۔ افسوس ہے کہ سید حبیب کو علم دین کے ان مبادیات سے ناواقفیت رکھنے کے باوجود اعتراضات کی جرأت ہے جو کسی حق پسند انسان کا کام نہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت کا نہیں اس لئے ان کی وحی کا وہی درجہ ہے جو غیر نبی اور تابع کو نبی متبوع کے بالمقابل حاصل ہے اس کو قرآن کے معیار سے ناپنا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم رسالت کو پیش کرنا کسی سمجھدار انسان کا کام نہیں۔

واضح الہامات کو کیوں پیش نہیں کیا گیا؟

لیکن کیا سید حبیب کا کام صرف یہی تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں سے چند مبہم اور غیر واضح فقرات اور الفاظ کو نقل کرکے قارئین کے دلوں میں غلط فہمی پیدا کرنیکی کوشش کی جاتی کہ صرف یہی وہ الفاظ ہیں جن کو مرزا صاحب مکالمہ الٰہیہ کے نام سے پیش کرتے تھے؟ کیا ان کا فرض نہ تھا کہ جہاں اتنے غیر واضح اور مبہم الہامات پیش کئے تھے وہیں ان سینکڑوں اور ہزاروں الہامات میں سے جو بالکل واضح اور اخبار غیبیہ پر مشتمل ہیں۔ اور جن کی صداقت بعد کے واقعات سے ثابت ہو چکی ہے چند ایک ہی پیش کر دیتے۔ مثلاً بنگالہ کی دلجوئی۔ ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت۔ روم کی مغلوبیت اور پھر قریب کی زمین میں غلبہ کی پیشگوئی۔ طاعون اور زلزلوں کی پیشگوئیاں جبکہ ان کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ لیکھرام کے قتل کی پیشگوئی۔ مقدمہ قتل سے بریت کی پیشگوئی۔ جنگ عظیم کی پیشگوئی۔ اور اسی قسم کی سینکڑوں قبل از وقت اطلاعات اور دعاؤں کے جوابات۔ کیا یہ اس قابل نہ تھے کہ سید حبیب ایک بااصول محقق کی حیثیت سے ان پر نظر ڈالتے اور انہیں بھی اپنے قارئین کے سامنے پیش کرتے؟ آخر وہ کون ہستی تھی جس نے قبل از وقت ان سب باتوں کی اطلاع حضرت مرزا صاحب کو دی۔ کیا تقسیم بنگال کے بعد کوئی بڑے سے بڑا سیاست دان بھی یہ کہہ سکتا تھا کہ ایک وقت آئیگا کہ بنگالیوں کی دلجوئی کے لئے اس تقسیم کو اڑا دیا جائیگا؟ جو مشرقی اور مغربی بنگال کے نام سے کی گئی تھی؟ کیا روس کی عظیم الشان سلطنت کے مقابلہ میں جاپان کو کوئی شخص ایک "مشرقی طاقت" کا نام اس وقت دے سکتا تھا جبکہ ابھی روس اور جاپان کی جنگ بھی نہ چھڑی تھی۔ اس وقت کس کو علم تھا کہ "کوریا کی نازک حالت" سے کیا مراد ہے۔ لیکن بعد کے پیدا ہونیوالے واقعات نے ان دونوں باتوں کو واضح کرکے حضرت مرزا صاحب کا مکلم من اللہ ہونا اظہر من الشمس کر دیا اور روم کی مغلوبیت اور قریب ہی کی زمین میں دوبارہ غالب آنے کا نظارہ تو ابھی کل کی بات ہے۔ حضرت مرزا صاحب تو اس وقت زندہ بھی نہ تھے۔ کس نے ان کو اپنی زندگی میں اس کی خبر دیدی؟ کس نے جنگ عظیم کا وہ ہولناک نظارہ آپ کو دکھایا جو شہروں اور دیہات کی تباہی مخلوق خدا کی گھبراہٹ اور ایک انقلاب عظیم کے برپا ہونے، زمین کے زیر و زبر ہونے، خون کی ندیاں چلنے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ زار کے "بحال زار" ہونے سے تعلق رکھتا ہے؟ کیا یورپ کا کوئی بڑے سے بڑا سیاست دان ۱۹۰۵ء میں جبکہ یہ پیشگوئی کی گئی اس ہولناک جنگ کا قیاس بھی کر سکتا تھا چہ جائیکہ ان تفصیلات پر روشنی ڈال سکتا۔ جو دیگر باتوں کے علاوہ زار روس کی تباہی اور اس کی عظیم الشان سلطنت کے انقلاب سے تعلق رکھتی ہیں۔ کاش کوئی انصاف کی آنکھیں لیکر اس پیشگوئی کو پڑھے۔ اور یورپ کی اس وقت کی سیاسی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس پر غور کرے۔ جب یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ ایسی قبل از وقت اطلاعات دینا اس شخص کا کام نہیں جو پنجاب کے ایک گاؤں کا رہنے والا ہے اور یورپ کی سیاسی زندگی سے اسے مس تک نہیں۔ اس وقت تو یورپ کا کوئی

ہیں اور اسی وجہ سے ظلی طور پر ان خطابات کے مستحق ہیں جو آنحضرت صلعم کو قرآن کریم میں دیئے گئے۔ انا اعطیناک الکوثر۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ داعیا الی اللہ وسراجا منیرا۔ وماینطق عن الھویٰ الخ اور دنی فتدلیٰ الخ سب ظلی خطابات ہیں لیکن اس کو آپ کیا کہیں گے کہ قرآن کریم میں مختلف انبیاء کو جو خطابات یا بقول آپ کے "اسناد" دی گئی ہیں ان میں بھی الفاظ ایک سے ہیں۔ چنانچہ سورہ والصافات میں حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون احضرت الیاس علیہم الصلوٰۃ والسلام کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرکے ہر ایک کے ذکر کے بعد فرمایا ہے۔ انا کذلک نجزی المحسنین۔ فرمایئے اس کو بھی آپ اللہ تعالیٰ کا (معاذ اللہ) نقص قرار دیں گے کہ "وہ نئے نبی کو سند دیتے ہوئے نئے الفاظ استعمال نہیں کرسکتا" یا اپنی "علمی نرومائگی" کا یہ نتیجہ سمجھیں گے کہ ایسے بودے اور پھسپھسے اعتراضات آپ کے قلم سے نکلتے ہیں۔

الہامات کے بعد سید صاحب نے حضرت مسیح موعود کی بعض پیشگوئیوں پر بحث کی ہے۔ چونکہ یہ ایک علیحدہ مستقل مضمون ہے اس لئے اس کو آئندہ صفحات میں شروع کیا جائے گا انشاء اللہ۔

اور اس لئے وہ خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتے اور اس پر ایک اور نتیجہ یہ پیدا کرلے کہ ایسے غیر واضح الہامات سے مدعیان نبوت کے لئے میدان وسیع ہو گیا ہے۔ وہ سوائے اس کے کہ اپنی کم علمی اور کوتاہ فہمی کا ثبوت دیتا ہے۔ اور کیا ہے۔ کیا غیر واضح الہامات فی الواقع لوگوں کے لئے دعویٰ نبوت کی گنجائش پیدا کرتے ہیں۔ مگر یہ صحیح ہے تو اس سے پیشتر اُمت محمدیہ میں جو مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے وہ کس کے الہامات کی وضاحت کے لئے کھڑے ہوئے تھے حدیث میں جو تیس کذابوں کی کلھم یزعم انہ نبی اللہ کی پیشگوئی ہے وہ کن الہامات کی وضاحت کرنے والوں کے متعلق ہے سید حبیب صاحب کی دلیل اگر صحیح ہے تو ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں بھی کوئی ایسے غیر واضح الفاظ ہیں جن کی وجہ سے ان مدعیان نبوت کے لئے وسیع میدان پیدا ہو گیا جنہوں نے اپنی بعثت کی غرض ان الفاظ کی تشریح و توضیح قرار دی لیکن اس صورت میں سید صاحب کی دسویں دلیل کہ الہام الٰہی میں کوئی بات غیر واضح نہ ہونی چاہیئے خود باطل ہو جاتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ نہ تو الہام کے غیر واضح الفاظ کسی مامور من اللہ کے صدق و کذب کا معیار ہیں اور نہ ایسے الفاظ دوسروں کے لئے دعوئے نبوت کی کوئی گنجائش پیدا کرتے ہیں یہ سید حبیب صاحب نے نام کو تو احمدیت کے ناقابل قبول ہونے کے دلائل لکھے ہیں لیکن ایسی بودی اور پھسپھسی باتوں کا نام دلائل رکھنا علم و عقل کی توہین کرنا ہے جس شخص کو اتنا معلوم نہیں کہ نبی اور غیر نبی کے الہامات میں اصولاً کیا فرق ہوتا ہے جو نبوت اور وحی ولایت کے کیا امتیازی نشانات ہیں اور وہ دونوں کا ایک ہی درجہ قرار دے کر غلط نتائج نکالنا چاہتا ہے اس کی تحقیق کو تحقیق حق کیونکر کہا جا سکتا ہے اور اس کے دلائل کو علم و عقل سے کیا تعلق ہے۔

بارھویں دلیل

مسئلہ نبوت ہی کے ضمن میں آخری مایۂ ناز دلیل جو سید صاحب نے پیش کی ہے اور جو ان کے نزدیک احمدیت کے ناقابل قبول ہونے کی بارھویں دلیل یہ ہے کہ:- "کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب امتی نبی ہیں جس نبی صلعم کے لئے امتی ہیں اس پر جو کتاب نازل ہوئی اس میں متعدد انبیاء کے اسمائے گرامی موجود ہیں لیکن مرزا صاحب پر جو الہام نازل ہوئے ان میں کسی ایسے امتی نبی کا نام نہیں آیا جو حضور سرور کائنات صلعم کے بعد مبعوث ہوا ہو۔ لیکن مرزا صاحب نہایت فصاحت سے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ پر لکھتے ہیں کہ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی جس کے معنے یہ ہیں کہ مرزا صاحب واحد امتی نبی ہیں جو تیرہ سو سال میں مبعوث ہوئے پھر ہر صدی میں محدث کا آنا کیسا اور مرزا صاحب کا مجدد الف ثانی ہونا لایعنی یہ دونوں امور توضیح کے طالب ہیں۔"

الہامات میں امتی نبیوں کے نام کیوں نہیں؟

کتنی زبردست دلیل ہے افلاطون کی تمام منطق اور ارسطو کا سارا فلسفہ اس پر قربان ہے لیکن کم از کم یہ بتا دیا جاتا کہ کون سے قرآن میں کسی امتی نبی کی صداقت کا یہ نشان بتایا گیا ہے کہ اس کے الہامات میں سابق امتی نبیوں کے نام ہونے چاہئیں قرآن کریم میں سابق انبیاء کے نام تو اس غرض سے لئے گئے ہیں کہ ان پر ایمان لانا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ اور اس کے علاوہ ان انبیاء کے واقعات زندگی ان کی دعوت الی الحق دشمنوں کا طوفان مخالفت اور ایذا رسانی اور حق کو مٹا دینے کی کوشش اور آخر کار حق کو فتح اور ان انبیاء کا غلبہ بتا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ڈھارس دینا اور مخالفین اسلام کو عبرت دلانا مقصود تھا۔ لیکن جس حالت میں ایک امتی نبی (جو محدث کا دوسرا نام ہے) نہ تو مومن بہ ہے کہ اس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہ ہو سکے اور نہ قرآن میں انبیائے کرام کے تذکروں کے ہوتے ہوئے سابق محدثین کے واقعات زندگی کو دہرانے کی ضرورت ہے۔ تو ان کے نام بھی الہامات میں آنے ضروری نہیں ہیں۔

صفحہ ۱۹۱ حقیقۃ الوحی اور سابق محدثین و مجددین

حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۳۹۱ اسکی نصاحت کا اعتراف حبیب صاحب کو ہوا۔ ہو کم از کم اس سے وہ بات پیدا نہیں ہوتی جو انہوں نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ہم اس سے پیشتر اس حوالہ کی تشریح کرتے ہوئے یہ بتا چکے ہیں کہ وہاں صرف اس پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے جس میں آنیوالے مسیح کو نبی کا نام دیا گیا ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ جہاں دوسرے محدثین کو حدیث میں محدث کا بنیائے بنی اسرائیل کہا گیا ہے وہاں مسیح موعود کو اس کا غلبہ مشابہت ظاہر کرنے کیلئے بطرز تشبیہ حذف کرکے نبی کہہ دیا گیا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے چند بہادر انسانوں کے متعلق کہا جائے کہ وہ شیر کی طرح بہادر ہیں اور ان میں سے ایک کو جو زیادہ دلیر ہو کہہ دیا جائے کہ وہ تو شیر ہے ظاہر ہے کہ بہادر وہ بھی ہیں اور یہ بھی لیکن کمی و زیادتی کا فرق ہونے کی وجہ مؤخر الذکر کے نام سے حرف تشبیہ حذف کرکے اس کی خصوصیت کر دی گئی ہیں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص ہوں" کے فقرہ میں دیگر محدثین کے اُمتی نبی ہونے کا انکار نہیں۔ اُمتی نبی وہ بھی ہیں اور حضرت مرزا صاحب بھی لیکن مؤخر الذکر کو سب سے زیادہ کثرت مکالمہ پانے کی وجہ سے حدیث میں حرف تشبیہ حذف کرکے خصوصیت سے نبی کہہ دیا گیا۔ اس خصوصیت کو نہ اصلی اور حقیقی نبوت قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ دوسرے محدثین کے اُمتی نبی ہونے میں یہ رکاوٹ ہے۔ معلوم نہیں سید حبیب کو کیوں یہ وہم پیدا ہوا کہ مرزا صاحب نے تیرہ سو سال میں اپنے واحد امتی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کم از کم سیاق و سباق عبارت سے اس کا کوئی ثبوت نہیں مل سکتا۔ یہ فقرہ کہ

"پھر ہر صدی میں محدث کا آنا کیا اور مرزا صاحب کا مجدد الف ثانی ہونا لایعنی"

جناب حبیب کے علمی ثبات علمی کا ایک ادنیٰ شاہکار ہے۔ ابھی صاحب! ہر صدی میں محدث کا آنا نہیں بلکہ مجدد کا آنا کہئے۔ محدثین تو اس امت میں بے شمار ہوئے۔ مجدد ہی ہر صدی کے سر پر آتے رہے ہیں اور حضرت مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ میں ان کے آنے کی نفی نہیں کی صرف ایک خاص رنگ میں اپنی خصوصیت بیان کی ہے۔ تعجب ہے آپ اتنی موٹی بات کو نہیں سمجھ سکتے اور پھر کیا عجیب فقرہ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کا مجدد الف ثانی ہونا لایعنی" یہ آج معلوم ہوا کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مجدد الف ثانی ہونے کا ہے آج تک تو یہی سنتے تھے کہ مجدد الف ثانی ہونے کا دعویٰ شیخ احمد صاحب سرہندی کا ہے... لیکن حبیب صاحب کا کمال دیکھئے کہ ان سے یہ خطاب چھین کر حضرت مرزا صاحب کو دے رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے آپ کو بھی ان بزرگوار کا شرف صحبت نصیب ہوا ہے۔ جنہوں نے اپنے کلام بلاغت شعر میں دکھایا ہے ؎ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا • الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

سید حبیب کی تیرھویں دلیل

اپنے مضمون کی بارھویں قسط میں سید صاحب نے احمدیت کے ناقابل قبول ہونے کی جو تیرھویں دلیل پیش کی ہے وہ بعینہ وہی ہے جس کو دسویں دلیل کے نام سے اس سے قبل پیش کیا جا چکا ہے۔ صرف الفاظ کا فرق ہے۔ مفہوم دونوں کا ایک ہے۔ ذیل میں ہم دونوں کو ایک دوسرے کے بالمقابل نقل کئے دیتے ہیں۔ جس سے قارئین کرام پر یہ واضح ہو جائیگا کہ دسویں دلیل کو محض دلائل کا نمبر بڑھانے کے لئے دوبارہ بہ تغیر الفاظ "تیرھویں دلیل" کے نام سے نقل کر دیا گیا ہے۔ جس کا مفصل جواب اوپر دیا جا چکا ہے:-

دسویں دلیل	تیرھویں دلیل
دسویں دلیل جو مجھے مرزا صاحب کی تحریک کے قبول کرنے سے مانع ہے یہ ہے کہ	مرزا صاحب کی تحریک کے خلاف میری تیرھویں

ہے کہ اولیاء اللہ کے قلوب پر قرآن کا نزول ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ جلد دوم صفحہ ۲۵۸ باب ۱۵۹ در مقام رسالت بشریہ میں لکھتے ہیں:-

"وکذالک تنزل القرآن علی قلوب الاولیاء ما انقطع مع کونہ محفوظاً لھم بیطرح قرآن مجید قلوب اولیاء پر نازل ہوتا ہے۔ اور باوجود محفوظ ہونے کے منقطع نہیں ہوا"

اب فرمائیے اس عقیدہ کو کہاں لے جائیں۔ اگر سید صاحب انہی دلائل پر احمدیت کے ناقابل قبول ہونے کی بنا رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ سب سے پہلے حضرت محی الدین ابن عربی پر فتوے لگائیں اور ان بزرگان اُمت کو مفتری علی اللہ قرار دیں۔ جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کی طرح اپنے الہامات میں قرآن کی بعض آیات بھی بیان کیں۔ انہی میں سے ایک کوٹھہ والے بزرگ ہیں جن کا اسم گرامی حضرت سید امیر ہے۔ آپ موضع کوٹھہ تحصیل صوابی ضلع پشاور کے رہنے والے اور مولانا عبداللہ غزنوی کے پیر ہیں۔ آپ کے الہامات اور ملفوظات کو آپ کے ایک مرید خاص "علامہ دہر و نماء عصر معتصم باللہ ملا محقق اللہ اخوندزادہ" نے اپنی کتاب موسومہ نظم الدرر فی سلک السیر میں جمع کیا ہے۔ اسی کتاب میں لکھا ہے:-

"الہام کردہ شد بآنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وعنہ ونحن بہ شنبہ بست و یکم ماہ رجب این آیت ہا۔ یایہا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین ان اللہ کان علیماً حکیماً۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الآخر وذکر اللہ کثیراً (نظم الدرر فی سلک السیر صفحہ ۱۵۲)

فرمائیے کیا سید صاحب اس کو بھی قرآن میں تحریف بیجا قرار دینے کے لئے تیار ہیں۔ یا ان کے تمام دلائل صرف حضرت مرزا صاحب کی ہی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جہاں دوسروں کا سوال آجائے وہاں منہ میں گھنگھنیاں ڈال لینا ان کی اور دوسرے معترضین کی عادت ہے۔ کیوں نہیں حضرت محی الدین ابن عربی کے متعلق اعلان کیا جاتا کہ انہوں نے یہ کہہ کر کہ اولیاء اللہ کے قلوب پر قرآن نازل ہوتا ہے۔ خطرناک غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ کیوں کوٹھہ والے بزرگ کے الہامات کو غلط قرار دیکر انہیں مفتری علی اللہ قرار نہیں دیا جاتا۔ بالخصوص جبکہ وہ نہیں یایہا النبی کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ اور لقد کان لکم فی رسول اللہ الخ کے الفاظ میں صریحاً رسول اللہ نہیں کہا گیا اور ان کے اُسوہ حسنہ کی پیروی کی ہدایت کی گئی ہے۔ جس طرح آنحضرت صلعم کے اُسوہ حسنہ کی پیروی کی ہدایت کی گئی۔ غور طلب امر ہے کہ کیوں حضرت مرزا صاحب ہی کے لئے تمہارے تمام اعتراضات وقف ہیں۔ اور جہاں دوسروں کا نام لیا جائے وہاں تمام ترکش خالی ہو جاتے ہیں۔ کیا اس سے ہمارے معترضین کی نیت اور بغض و تعصب ہویدا نہیں؟ ایک اور عجیب بات جو سید صاحب نے اپنی اس مایہ ناز دلیل کے ضمن میں فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ:-

"تعجب ہے کہ ایک انسان تو اپنے دس نوکروں کو دس ہستاں دلیسی دے سکتا ہے جن میں حسن خدمات کا ذکر ایک دوسرے سے مختلف ہو لیکن (معاذ اللہ) خدا وند علیم و حکیم یہ نہیں کر سکتا کہ وہ ایک نئے نبی کو سند دیتے ہوئے نئے الفاظ استعمال کر سکے"

"نئے نبی کے الفاظ تو سید صاحب کی اختراع ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا ایسا دعویٰ نہیں۔ ہاں وہ آنحضرت صلعم کے ظل اور بروز ہونیکا

"اگر اس قسم کے الہامات کو صحیح مان لیا جائے۔ تو یہ حسن عقیدت کی انتہا ہے۔ اس کے معنے تو یہ ہونگے کہ جس کا جی چاہے وہ قرآن شریف کی چند آیات لیکر اعلان کر دے کہ یہ اس کی شان میں بذریعہ وحی نازل ہوئی ہیں لہذا وہ پیغمبر ہے تعجب ہے ایک انسان تو اپنے دس نوکروں کو دس اسناد ایسی دے سکتا ہے جس میں حسن خدمات کا ذکر ایک دوسرے سے مختلف ہو لیکن معاذ اللہ خدا وند علیم و حکیم یہ نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے ایک نئے نبی کو سند دیتے ہوئے نئے الفاظ استعمال کر سکے پس مرزا صاحب کے خلاف میری چودھویں دلیل یہ ہے کہ انہوں نے الہامات کے نام سے قرآن و حدیث کی بعض آیات پر تصرف کیا۔ جو مجھ عاجز کی رائے میں صریحاً تصرف بے جا ہے۔"

"قرآن و حدیث کی بعض آیات" کا جملہ قابل غور ہے "قرآن کی آیات" تو سنا کرتے تھے لیکن "حدیث کی آیات" بنانا سید حبیب ہی کے کمالات علمی کا کرشمہ ہے یہ اس شخص کی انشا پردازی ہے جو مجدد وقت کے کلام کو "متبذل" قرار دے کر اپنی فضیلت علمی کا سکہ بٹھانا چاہتا ہے لیکن اس سے قطع نظر کر کے اس دلیل کی اہمیت پر غور کیجئے جو سید صاحب نے "مرزا صاحب کے خلاف میری چودھویں دلیل" کے نام سے پیش کی ہے انہیں اس بات پر اعتراض ہے کہ مرزا صاحب پر قرآن کی آیتیں یا احادیث کے الفاظ کیوں نازل ہوئے آیا یہ اعتراض محض اس وجہ سے قابل وقعت سمجھا جائے کہ سید حبیب کے قلم سے نکلا ہے یا قرآن کی کوئی آیت۔ کوئی حدیث یا کسی سابق بزرگ کا قول بھی اس کا موید ہے؟ ظاہر ہے کہ ان تینوں چیزوں میں سے ایک بھی انہوں نے اپنی تائید میں پیش نہیں کی اور ایک بڑی وجہ جو قرآن کے دوبارہ نزول کے خلاف پیش کی ہے یہ ہے کہ "جس کا جی چاہے وہ قرآن شریف آیات لیکر اعلان کر دے کہ یہ اس کی شان میں بذریعہ وحی نازل ہوئی ہیں لہذا وہ پیغمبر ہے" غالباً سید صاحب نے خدا کی عدالت کو بھی معاذ اللہ اندھیر نگری سمجھ رکھا ہے کہ حق و باطل میں کوئی امتیاز وہاں روا نہیں رکھا جاتا۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جو شخص اٹھ کر جھوٹ موٹ خدا کی طرف کوئی بات منسوب کرتا ہے کہ اس نے مجھے ایسا کہا ہے خواہ وہ قرآن کی آیات ہوں یا حدیث کے الفاظ خدا کا فرمان ہے کہ ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اس کی شہ رگ کاٹ دیں گے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین۔ اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں ہم اس سے قبل بعض مفسرین کے حوالے سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلعم چونکہ بعثت کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہے اس لئے کسی مفتری کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ دعوئے الہام کے بعد اسی قدر مدت تک زندہ اور سلامت رہے لیکن حضرت مرزا صاحب دعویٰ الہام کے بعد ایک لمبی مدت تک جو ۲۳ سال سے زیادہ ہے بقید حیات رہے جو انکی صداقت کا کھلا ثبوت ہے انہوں نے یہ نہیں کہا کہ چونکہ الہام میں مجھے ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور داعیاً الی اللہ و سراجاً منیرا وغیرہ الفاظ میں مخاطب کیا گیا ہے اس لئے میں پیغمبر ہوں بلکہ اپنے آپ کو آنحضرت صلعم کا متبع۔ آپ کے فیض روحانیت سے حصہ لینے والا اور ظلی اور بروزی طور پر مجازاً ان خطابات کو پانیوالا اقرار دیا یہ ناجائز نہیں خدا تعالےٰ اولیاء اللہ کے قلوب پر اگر سارا قرآن بھی نازل کرے تو اس سے کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور نہ وہ منصب نبوت پر فائز ہو جاتے ہیں، منصب نبوت اس پاک اور مقدس وجود پر ختم ہو گیا جس پر قرآن کا اصل نزول ہوا۔ اس کے بعد جتنی بار بھی قرآن نازل ہو وہ اس کا ظلی نزول ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کے ظل ہونے کی وجہ سے اولیاء اللہ پر نازل ہوتا ہے معلوم نہیں سید حبیب کو اس میں کیوں دقت پیش آتی ہے آج تک اس امت میں یہی عقیدہ رہا

مرزا صاحب پر ایسے الہامات ہوئے جو ان کے فہم میں نہیں آئے حالانکہ میرے علم و یقین کے مطابق دنیا میں کوئی پیغمبر یا نبی ایسا نہیں گذرا جس پر خدا نے اس قدر بے اعتمادی کی ہو کہ اس کو پیام بھیجا ہو اور پھر اس پیام کے معنے نہ سمجھائے ہوں۔ معاذ اللہ اس سے تو خدا پر بخل کا الزام ثابت ہوتا ہے۔ یا یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے کسی کو منتخب کر لیتا ہے اور پھر اس پر اعتماد نہیں کرتا۔ اور یہ بات خدائے علیم و حکیم کی شان کے خلاف ہے۔

دلیل یہ ہے کہ وہ اپنے الہام خود سمجھنے سے قاصر رہے جس کے معنے یہ ہیں کہ انہیں قدرت کی طرف سے ایسا علم نہ دیا گیا جو ان کے مقصد بعثت کے لئے کافی ہوتا پس وہ نبی مبعوث نہ تھے ورنہ اللہ تعالےٰ جو الہام نازل فرماتا اس کا فہم انہیں ضرور عطا کرتا۔

فرمائیے ان دونوں دلائل میں کیا فرق ہے کیا دونوں میں ایک ہی بات کو مختلف الفاظ میں بیان نہیں کیا گیا؟ دسویں دلیل میں بھی یہی فرمایا گیا ہے کہ مرزا صاحب پر ایسے الہامات ہوئے جو خود ان کے فہم میں نہیں آتے۔ اور کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کو خدا نے اس پیام کے معنے نہ سمجھائے ہوں جو اس کی طرف بھیجا گیا۔ اور یہی بات تیرھویں دلیل میں ہے کہ مرزا صاحب اپنے الہام کے معنے خود سمجھنے سے قاصر رہے۔ اس لئے وہ نبی نہیں ہو سکتے۔ ان دونوں میں مفہوم کا کیا فرق ہے؟ مرزا صاحب اپنے الہام کے معنے سمجھ سکیں یا نہ سمجھ سکیں۔ میں حیران ہوں کہ قارئین "ریاست" کو سید صاحب نے اس قدر کم فہم کیوں سمجھ لیا کہ وہ انکی مایہ ناز دسویں اور تیرھویں دلیل کا ہم مفہوم بھی نہیں سمجھ سکتے۔ آخر یہ بے اعتمادی ان کے حافظہ پر کیوں ہے کہ جس بات کو دسویں دلیل میں پیش کیا گیا تھا وہ انہیں بھول گئی ہوگی۔ اس لئے اسی کو الفاظ بدل کر تیرھویں دلیل بنا دیا گیا؟ ظاہر ہے کہ سید صاحب کے مد نظر محض دلائل کا نمبر بڑھانا تھا۔ جو کسی منصف مزاج محقق کا کام نہیں۔

تفہیم الہامات اور انبیائے کرام

یہ امر کہ اپنے بعض الہامات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت مرزا صاحب نبی نہیں ہو سکتے ایک اور پیش پا افتادہ غلطی ہے۔ اول تو جیسا کہ ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں۔ ان کا کوئی دعوئے نبی ہونے کا نہیں۔ اور دوسرے جہانتک الہامات کو سمجھنے کا تعلق ہے یہ بھی ہم تفصیل کے ساتھ بتا چکے ہیں کہ خود انبیاء کو بھی اپنے بعض الہامات کے سمجھنے میں غلطی لگی ہے اور ہمیشہ ہر مامور من اللہ کو ایسے واقعات پیش آتے رہے ہیں کہ اپنے الہام سے جو استنباط انہوں نے کیا بعض دفعہ وہ غلط ثابت ہوا کیونکہ اللہ تعالےٰ کا مفہوم اس سے کچھ اور تھا حضرت نوح کا اپنے اس الہام سے کہ اپنے اہل کو بھی اپنے ساتھ کشتی پر بٹھا لیں یہ استدلال کرنا کہ ان ابنی من اہلی (میرا بیٹا میرے اہل سے ہے) اور جناب الٰہی کا جواب کہ انہ لیس من اہلک (وہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے) اس پر ایک کھلی ہوئی شہادت ہے آنحضرت صلعم کا اس رویا کہ کھجوروں والے مقام کی طرف آپ نے ہجرت کی ہے یمامہ لینا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ انبیائے کرام حتیٰ کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے رویا اور الہامات کے سمجھنے میں جو شریعت سے تعلق نہیں رکھتے غلطی لگ جاتی تھی پھر مرزا صاحب تو نبی بھی نہ تھے ان کا درجہ تو امتیت اور محدثیت کا تھا۔ ان کو اگر اپنے کسی الہام کی تفہیم میں غلطی لگ جائے یا اس کے معنے سمجھ میں نہ آئیں تو کونسی بڑی بات ہے۔ جو الہامات آئندہ کے واقعات سے تعلق رکھتے ہیں ان کا قبل از وقت سمجھ میں آنا مشکل ہوتا ہے اور جب وہ واقعات کی صورت اختیار کرتے ہیں تو عقل انسانی حیرت اور وجد میں آجاتی ہے کہ ان واقعات کو قبل از وقت بتا دینا جب کسی کا وہم و گمان بھی اس طرف نہ جا سکتا تھا کسی انسان کا کام نہ تھا۔

"آہ! نادر شاہ کہاں گیا"

حال ہی میں دیکھ لیجئے نادر شاہ غازی والئے افغانستان کی شہادت نے حضرت مرزا صاحب کے الہام "آہ! نادر شاہ کہاں گیا" کو جس صفائی کیساتھ پورا کیا ہے کیا وہ اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کہ یہ حضرت مرزا صاحب کے تخیلات نہ تھے ۔ بلکہ اس خدائے واحد کا کلام تھا جو غیب کا علم رکھنے والا اور دور کی باتوں کو جانتا ہے ۱۹۰۵ء میں جبکہ حضرت مرزا صاحب کو یہ الہام ہوا کون جانتا تھا کہ افغانستان میں نادر شاہ کی حکومت بھی کسی وقت ہو گی ، کون اس بات کو وہم و خیال میں بھی لا سکتا تھا کہ افغانستان کی زمام حکومت ایک خاندان سے نکل کر دوسرے خاندان کے ایک فوجی افسر کے قبضہ میں چلی جائیگی اس وقت تو غازی نادر شاہ کا وجود افغانستان میں کوئی اہمیت بھی نہ رکھتا تھا چہ جائیکہ ان کے تخت شاہی پر جلوہ افروز ہونے کا وہم بھی پیدا ہو سکتا اور انکی شہادت اتنی اہمیت حاصل کر سکتی جیسی کہ اب تبارک خلق اپنا اپنا ہم الٰہی کی عملی تفسیر بن کر پکار اٹھی کہ آہ! نادر شاہ کہاں گیا ۔ لیکن ۱۹۰۵ء تو دور کی بات ہے آج سے تین چار سال پہلے بھی جب غازی نادر شاہ افغانستان کی طوائف الملوکی پر غالب آ کر تخت حکومت پر جلوہ افروز ہو گئے کون کہہ سکتا تھا کہ الہام انہیں کی ذات سے تعلق رکھتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ "زمیندار" نے اس وقت اسی الہام کے متعلق تعریضاً لکھا کہ نادر شاہ تو کامیاب ہو گئے ۔ مرزا صاحب کا یہ الہام تو پورا نہ ہوا ۔ خدا کی شان آج وہی "زمیندار" اپنی غازی نادر شاہ کی شہادت کو "حادثہ فاجعہ" قرار دیکر اس الہام کی عملی تصدیق کر رہا ہے ۔ کیا یہ واقعات سید حبیب کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی نہیں ۔ کیا اگر آج سے ستائیس سال پیشتر کوئی شخص اس الہام کی تفسیر پوچھتا تو اس کا صحیح مفہوم بتایا جا سکتا تھا؟ اس وقت کوئی شخص سید حبیب کے پاس میں کھڑے ہو کر اگر کہتا کہ چونکہ مرزا صاحب کے اس الہام کا کوئی مفہوم سمجھ میں نہیں آتا اور نہ خود مرزا صاحب نے اس کا کوئی مفہوم بتایا ہے اس لئے یہ الہام الٰہی نہیں ہو سکتا تو کیا یہ صحیح تھا؟ یہی حال ان الہامات کا سمجھ لیجئے جن کا مفہوم اس وقت بھی سمجھ میں آنا مشکل ہے ممکن ہے ان میں آیندہ کے بعض واقعات کی طرف مجمل اشارات ہوں جو اپنے موقعہ پر سمجھ میں آئیں ۔

تفہیم قرآن اور علمائے اسلام

اس کو تحکیمین کے ناقابل قبول ہونے کی دلیل اگر بنایا جائے تو سب سے پہلے قرآن کو جواب دیجئے جس کی بعض آیات اس وقت تک آپ کے علماء کے نزدیک ناقابل فہم ہیں اور جن کی حقیقت قیامت سے پہلے نہیں کھل سکتی الم ۔ کھیعص ۔ المص ۔ المر ۔ حم ۔ ص ۔ ق وغیرہ حروف جو اکثر سورتوں کے پہلے آتے ہیں کیا ان کے متعلق علمائے اسلام کا یہ خیال نہیں کہ ان کے معنے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو معلوم نہیں ۔ کیا متشابہ آیات کے متعلق علماء کے اسلام کا عقیدہ نہیں کہ ما یعلم تاویلہ الا اللہ خدا کے سوائے ان کے معنے اور کسی کو معلوم نہیں ۔ پھر کیا کبھی سید حبیب نے اس بنا پر قرآن کو ناقابل قبول قرار دیا کہ اس میں بعض آیات ایسی پائی جاتی ہیں جن کے مطالب اللہ تعالیٰ کے سوائے اور کسی کو معلوم ہی نہیں ہو سکتے ۔ اگر وہاں اس بات کی ضرورت نہیں تو حضرت مرزا صاحب کے الہامات کی عدم تفہیم کو کیوں ناقابل قبول ہونے کی دلیل گردانا جاتا ہے ۔

حضرت مسیح موعود کا مقصد بعثت

سید صاحب لکھتے ہیں کہ :-
"وہ (یعنی مرزا صاحب) الہام کو سمجھنے سے قاصر رہے جس کے معنے یہ ہیں کہ انہیں قدرت کی طرف سے ایسا علم نہیں دیا گیا جو ان کے مقصد بعثت کے لئے کافی ہو"۔

فقرہ اگرچہ مجمل سا ہے لیکن اس سے ان کا مطلب غالباً یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود کو اپنے الہامات کے معنے ہی سمجھ میں نہیں آئے تو بلغ ما انزل الیک پر وہ کیونکر عامل ہو سکتے تھے ۔ اور جب وہ اس چیز کو جو ان پر نازل ہوئی ہے دنیا میں پہنچا نہیں سکتے تو ان کی بعثت کا مقصد ہی فوت ہو گیا فی الحقیقت یہ ایک بڑی بھاری غلطی ہے جو انہیں شروع سے لگ رہی ہے حضرت مسیح موعود گو مامور من اللہ ہیں لیکن ان کی بعثت کا مقصد بلغ ما انزل الیک نہیں بلکہ بلغ ما انزل فی القرآن ہے آپ قرآن کی تبلیغ کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو منوانے کے لئے مبعوث ہوئے نہ کہ اپنے الہامات کو دنیا میں پہنچانے کے لئے آپ کے الہامات کوئی شریعت نہیں کہ ان کا دنیا میں پہنچانا ضروری ہو یا دنیا انکو ماننے کی مکلف ہو ۔ مبشرات اور پیشگوئیوں کا ماننا ایمانیات کا جزو نہیں اور نہ وہ کوئی قابل عمل چیزیں ہیں ۔ قابل عمل ایک ہی چیز ہے شریعت محمدیہ اسی کی تبلیغ کے لئے گذشتہ تیرہ سو صدیوں میں مجدد آتے رہے اور اسی کے آگے دنیا کا سر جھکانے کے لئے حضرت مرزا صاحب کو کھڑا کیا گیا اگرچہ موجودہ زمانہ کے فتنہ اور عالمگیر بے دینی اور تثلیث و مادہ پرستی کے زور نے اس کام کی اہمیت کو اس حد تک بڑھا دیا کہ آپ کا درجہ اپنی شان اور اپنے کام کے لحاظ سے دوسرے اولیاء اور مجددین کرام سے بہت بلند ہو گیا ۔ اگرچہ کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کی وجہ سے جو موجودہ زمانہ کی ضروریات میں سے ایک نہایت اہم ضرورت تھی آپ کا نام مجازاً نبی رکھا گیا ۔ لیکن اپنے منصب کے لحاظ سے آپ انہی اولیاء اللہ انہی محدثین کرام اور مجددین عظام کے زمرہ میں ہیں جن کے الہامات شریعت کا درجہ نہیں رکھتے ۔ کہ دوسرے لوگ ان کے مکلف ہو سکیں اور اس لئے ان کی تبلیغ دنیا میں ضروری ہو ۔ آپ کا مقصد بعثت تبلیغ اسلام ہے اور اس کو حضرت مرزا صاحب نے جو جس پورا کیا ہے جس طرح آپ نے اس مقصد پر عمل پیرا ہو کر اسلام کا پیغام اکناف عالم میں پہنچایا ہے اس کی نظیر قرون اولیٰ کے بعد سے اور کہیں نظر نہیں آتی ۔ کاش بغض و حسد نے مولویوں کی نظروں کو خیرہ نہ کر دیا ہوتا تو آج اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ایک دنیا حضرت مرزا صاحب کے ساتھ ہوتی اور بہت حد تک یہ کام سرانجام پا چکا ہوتا ۔ اب بھی آپ کی چھوٹی سی جماعت جس ہمت اور تن دہی کے ساتھ اس عظیم الشان کام میں منہمک ہے وہ آپ کے مقصد بعثت کو پورا کرنے کا موجب اور آپ کی مجددیت اور مسیحیت کا ایک زندہ ثبوت ہے کیا سید حبیب کی آنکھیں کھلی ہیں کہ اس کو دیکھیں اور اس عظیم الشان کام میں اس جماعت کے ساتھ شامل ہو کر اپنی ہمدردی اسلام کا ثبوت دیں؟

سید حبیب کی چودھویں دلیل

اسی ضمن میں ایک اور بات سید صاحب فرماتے ہیں :-
"نیز مرزا صاحب کے الہامات میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ ان پر بعض اوقات قرآن شریف کی پوری آیات اور حدیث شریف کے پورے پورے فقرے بطور الہام نازل ہوئے"
اس کے بعد حضرت مسیح موعود کے چند الہامات نقل کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں :-

انت مدینۃ العلم - انا اعطینٰک الکوثر - وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین - داعیا الی اللہ وسراجا منیرا - وما ینطق عن الھویٰ - ان ھو الا وحی یوحیٰ - دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ -

ان الہامات کو نقل کرنے کے بعد آپ لکھتے ہیں کہ :-

مقصود ہو کہ وہ الہامات کو اپنے پاس سے نہیں بناتا بلکہ جو کچھ خدا سے سنتا ہے وہی بیان کرتا ہے خواہ خود کسی لفظ کے معنے سمجھ سکتا ہو یا نہ سمجھ سکتا ہو۔

ہوشعنا نعسا کا مطلب

سمجھ نہ آنیوالے الہامات کی اور بھی مثالیں سید صاحب نے دی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔
"ایک اور مثال سنئے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ پر ارشاد ہوتا ہے۔ "خدا نے ارادہ کیا ہوشعنا نعسا"
یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور اس کے معنے ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے"

ہوشنا نعسا تو کوئی الہام نہیں البتہ ہوشعنا نعسا کے الفاظ میں ایک الہام براہین احمدیہ میں موجود ہے جس کے معنے اگرچہ حضرت مسیح موعودؑ پر نہیں کھلے تاہم یہ کوئی بے معنے الفاظ نہیں ہوشعنا کے الفاظ انجیل متی باب ۲۱۔ آیت ۹ میں موجود ہیں۔ جہاں لکھا ہے:۔

"اور بھیڑ جو اس کے آگے آگے جاتی اور پیچھے پیچھے چلی آتی تھی پکار پکار کر کہتی تھی کہ ابن داؤد کو ہوشعنا۔ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے عالم بالا پر ہوشعنا"

اس آیت کے نیچے حاشیہ پر ہوشعنا کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"عبرانی زبان میں اس کے معنے ہیں کرم کرکے نجات دی۔ زبور ۱۱۸: ۲۵ کو دیکھو"

پس ہوشعنا کے الفاظ کے معنے تو انجیل سے معلوم ہوگئے کہ "کرم کرکے نجات دی"۔ رہا نعسا[1] کا لفظ۔ لغت میں نَعَثَ و اَنْعَثَ کے معنے ہیں کوئی چیز لینا to take a thing ملاحظہ ہو الفرائد الدریہ فی اللغتین العربیۃ والانکلیزیۃ مطبوعہ بیروت صفحہ ۷۸۱۔ پس ہوشعنا نعسا کے معنے ہیں ہمیں لے یا ہمارا سب کچھ لے لے اور کرم کرکے ہمیں نجات دے" اس میں کونسی بات ہے جس کے سمجھنے کے لئے سید حبیب کے نزدیک کسی دوسرے ماموریا ولی کے آنے کی ضرورت ہے۔ اور کس نے آپ سے کہا ہے کہ ضرور ایسے الہامات کے معنوں کو سمجھیں ورنہ نجات نہیں ہوگی۔ اولیاء اللہ کے الہامات کو کسی نے دوسروں پر حجت قرار نہیں دیا۔ کیونکہ اصل واجب الاطاعت چیز شریعت ہے۔ اس لئے ان کے معنے اگر نہ بھی معلوم ہوں تو کوئی ہرج نہیں ممکن ہے حکمت الٰہیہ کسی آئندہ وقت میں اس کے معنے واقعات کی صورت میں ظاہر کرکے مجدد وقت کی صداقت کو ظاہر کرنا اور اپنی ہستی کو منوانا چاہتی ہو۔ اگرچہ ہوشعنا نعسا کے الفاظ میں بظاہر ایک دعا ہے جو عبرانی زبان میں سکھائی گئی۔ تاہم ممکن ہے کسی آئندہ واقعہ کی طرف اشارہ ہو۔ جس کے وقوع میں آنے پر اس کے حقیقی معنے ظاہر ہوں اور مامور من اللہ کی صداقت کا ایک اور نشان قائم ہو جائے۔

چند اور غیر واضح الہامات

ایک اور مثال یہ دی ہے:۔
"مکتوبات احمدیہ جلد ایک صفحہ ۷۶ پر مرزا صاحب ایک الہام لکھتے ہیں کہ پریشن۔ عمر براطوس یا پلاطوس۔
آخری لفظ براطوس ہے یا پلاطوس بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور نمبر ۲ میں عربی لفظ ہے اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنے دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے الفاظ ہیں"

کس قدر دیانتداری ہے۔ اگر جھوٹا الہام بنانیوالے ہوتے تو کوئی ایسے لفظ بناتے جو سمجھ بھی آسکتے۔ لیکن مرزا صاحب کی صداقت اور دیانت و امانت تو اسی سے ظاہر ہے کہ الہام میں جو الفاظ اخذ کئے جا سکے یا بوجہ سرعت بعض الفاظ اخذ کرنے سے رہ گئے یا ان کا کوئی حصہ ذہن میں باقی رہ گیا

[1] نعسا س کے ساتھ صحیح معلوم نہیں ہوتا غالباً ث کے ساتھ ہے۔

لفظ غُثِمَ کے یہی معنے لکھے ہیں ملاحظہ ہو منجد جس میں لکھا ہے غُثِمَ لہ دفع لہ دفعۃ واحدۃ من المال۔ ایسا ہی الفرائد الدریہ میں جو انگریزی عربی ڈکشنری ہے غُثِمَ کے معنے لکھے ہیں۔ to give one a sum at once یعنی کسی کو یکمرتبہ دیدینا۔ مال کے دینے سے یہاں کیا مراد ہے۔ اور کس کو دینے کا ذکر ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن جہاں تک الفاظ کے معنوں کا تعلق ہے وہ مہمل نہیں بلکہ بامعنے ہیں اور ممکن ہے ان کی اصل حقیقت کو اللہ تعالیٰ پھر کسی وقت واضح کردے۔ ان پر تمسخر اڑانا اور مہمل بیان کرنا اپنی علمیت کا پردہ چاک کرنا ہے

ربنا عاج کا مطلب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ربنا عاج براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶ پر درج ہے جس پر عام طور پر بہت تمسخر اڑایا جاتا ہے۔ اور سید حبیب صاحب نے بھی اسے غیر واضح الہامات کی فہرست میں پیش کیا ہے کہا جاتا ہے کہ عاج کے معنے ہاتھی دانت کے ہیں اور اس لئے ربنا عاج کے معنے ہوئے ہمارا رب ہاتھی دانت ہے۔ گویا مرزائیوں کا خدا ہاتھی دانت کا بنا ہؤا ہے۔ لیکن اگر لغت اور محاورہ عرب کو دیکھا جائے تو عاجّ (بہ تشدید جیم) کے معنے آواز بلند کرنے کے ہیں۔ قاموس میں جو لغت عرب کی ایک مشہور اور مستند کتاب ہے اس لفظ کے معنے یوں بیان کئے ہیں۔ عجّ صاح و رفع صوتہ (قاموس) یعنی عجّ کے معنے ہیں چیخا۔ اور اپنی آواز کو بلند کیا۔ پھر حدیث میں آتا ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ ای الحج افضل قال العجّ والثجّ۔ اس کا ترجمہ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی (کتاب المناسک فصل ثانی) میں ان الفاظ کے نیچے ہی یہ لکھا ہے ای الحج افضل اے ای اعمال الحج افضل۔ العجّ اے رفع الصوت بالتلبیۃ یعنی ای الحج افضل سے یہ مراد ہے کہ حج کے کون سے افعال بہتر ہیں۔ اور العج کے معنے ہیں لبیک کہہ کر آواز بلند کرنا۔ ایسا ہی مجمع البحار صفحہ ۳۴۹ پر اس حدیث کو نقل کرکے لکھا ہے عجّ فہو عجاج و عاجّ ہو رفع الصوت بالتلبیۃ یعنی عجّ جس سے عجاج اور عاجّ مشتق ہے اس کے معنے لبیک کہہ کر آواز بلند کرنے کے ہیں تو ربنا عاجّ کے معنے ہوں گے ہمارا رب آواز بلند کرنیوالا ہے اور اس سے پہلے جو الہامی فقرہ ہے۔ اس کو اگر ملحوظ رکھا جائے تو معنے بالکل صاف ہوجاتے ہیں اس سے پہلے ہے رب اغفر وارحم من السماء اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اور اس کے بعد فرمایا ربنا عاجّ جس کے معنے ہوں گے ہمارا رب دعاؤں کا جواب دیتا ہے یعنی یہ دعا مقبول ہوگئی۔ فرمائیے اس میں کہاں ہاتھی دانت کا ذکر ہے۔ اور تمسخر و استہزا کا کونسا موقع ہے۔ افسوس ہے آج ہمارے مخالفین کی علمی حالت یہاں تک گر چکی ہے کہ ایک معمولی لفظ کے لغوی معنوں سے بھی شناسائی نہیں اور اپنے پاس سے ایسی ایسی باتیں گھڑی جاتی ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں۔

قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کی مثال غلط ہے

ان تمام الہامات کو نقل کرنے کے بعد سید صاحب لکھتے ہیں:۔
"کیا ایسے الہامات جن کے الفاظ مبہم ہوں اس خداوند کریم کی طرف سے ہو سکتے ہیں جس نے قرآن پاک ایسی کتاب نازل کی۔ محمد عیسا فہیم و کلیم رسول بھیجا۔ اور جو دنیا کو دعوت دیتا ہے کہ عقل سے کام لو۔ فہم سے کام لو۔ نہیں اور ہرگز نہیں"

کیا یہ الفاظ ایک ایسے شخص کے قلم سے نکل سکتے ہیں جس کو علم سے اس قدر حصہ دیا گیا ہو کہ وہ نبی اور غیر نبی کی وحی میں فرق کرسکتا ہو۔ قرآن کی وحی اور اولیاء اللہ کی وحی کے اصولی امتیاز کو جانتا ہو۔ وحی متلو اور غیر متلو کے فرق کو سمجھ سکتا ہو۔ تشریعی اور غیر تشریعی الہام کا فرق اسے معلوم

ان کو اسی طرح بیان کر دیا اور معانی کو خدا کے حوالہ کر دیا۔ صرف یہی نہیں اور بھی بعض الہام ہیں جن کو سید حبیب نے اس بات کے ثبوت میں پیش کیا ہے کہ ان کے معنے واضح نہیں۔ مثلاً "خدا اس کو پنج بار ہلاکت سے بچائیگا"۔ "بعد ۱۱۔ انشاء اللہ" "ایک دانہ کس کس نے کھانا" "لاہور میں ایک بیشرم ہے"۔ وغیرہ۔ ان تمام الہامات کے متعلق یہ کہنا کہ چونکہ ان کے معنے واضح نہیں اس لئے یہ الہام نہیں ہو سکتے۔ اپنی "علمی فرومائگی" کا ثبوت دینا ہے۔ ممکن ہے یہی الفاظ آئندہ چل کر بعض اہم امور پر روشنی ڈالنے کا موجب ہوں۔ یا کوئی مہتم بالشان خبریں ان میں قبل از وقت بتائی گئی ہوں جو اپنے موقعہ پر وقوع میں آکر ان الفاظ کی صحت اور معانی کو صاف کر دیں۔ لیکن جہاں تک حضرت مرزا صاحب کا سوال ہے اگر وہ جھوٹے الہام بنانیوالے ہوتے تو کوئی ایسے الفاظ پیش کرتے جن کا مفہوم آسانی سے سمجھ میں آجاتا اور خواہ مخواہ محل اعتراض نہ بنتے۔ مگر دنیا اور اس کے ظاہر بین افراد خواہ لاکھ اعتراض کریں ایک راستباز انسان کے ایمان کا یہ تقاضا ہے کہ الہام کے الفاظ بیان کرتے ہوئے نہایت احتیاط سے کام لے اور جس قدر الفاظ اس نے الہام سے اخذ کئے ہیں اسی قدر بیان کرے۔ کسی کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہ کرے۔ کاش اسی سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا اندازہ کیا جاتا۔ اسی سے اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی کہ آپ فی الواقعہ ملہم من اللہ اور ما مور الہی ہیں کہ کلام الہی کو بیان کرنے میں اس قدر احتیاط سے کام لیتے ہیں اور صاف طور پر یہ بتا دیتے ہیں کہ اس کے بعض الفاظ بوجہ سرعت اخذ نہ کئے جا سکے یا فلاں لفظ مشکوک ہے یا فلاں لفظ کے معنے سمجھ میں نہیں آئے۔

قرآن کی وحی اور غیر نبی کا الہام

قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کی مثال اس موقعہ پر دینا غلط ہے کیونکہ قرآن ایک بنیادی ہدایت ہے۔ جس کی حفاظت کا خود اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی گئی کہ لاتحرك به لسانك لتعجل به ان علينا جمعه وقرانه فاذا قرانه فاتبع قرانه ثم ان علينا بيانه۔ اس کے ساتھ اپنی زبان کو مت ہلا کہ اسے جلدی لے لے۔ ہمارے ذمے اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھنا ہے۔ پس جب ہم اس کو پڑھیں تو اس کے پڑھنے کی پیروی کر پھر ہمارے ذمہ اس کا کھول کر بتانا ہے (القیامۃ ۱۶تا۱۹) اس میں صاف طور پر رسول کریم کو زبان ہلا کر وحی کو جلدی اخذ کرنیکی کوشش سے منع کیا ہے۔ اور خود اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت وغیرہ کا ذمہ لیا ہے کیونکہ قرآن کی وحی شریعت پر مشتمل ہے جسکی پیروی انسان کیلئے ضروری ہے۔ ایک محدث اور مجدد کی وحی بوجہ غیر نبی ہونے کے وہ خصوصیات اپنے اندر نہیں رکھتی کیونکہ وہ قرآن کی پیروی کا نتیجہ اور اس کے مویدات میں سے ہے۔ اصل چیز جو پیروی کے قابل ہے وہ قرآن ہے۔ اس لئے اسی کی حفاظت ضروری تھی۔ غیر نبی کی وحی کی حفاظت کی اتنی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہمارے دین و ایمان کا کوئی جزو نہیں۔ وہ صرف اس حقیقت ایمانیہ کو پیدا کرنے کا موجب ہے کہ قرآن کی پیروی سے انسان خدا تک پہنچکر اس سے ہمکلام ہو سکتا ہے۔ اگر اس ہمکلامی میں کوئی الفاظ ایسے بھی ہوں جو سمجھ میں نہ آسکیں تو یہ ہمکلامی کو غلط ثابت کرنے کا موجب نہیں بلکہ قرآن کی اصفیٰ واکمل اور محفوظ وحی کو ممتاز کرنے تابع و متبوع کے فرق کو واضح کرنے اور نبی و غیر نبی کی وحی میں امتیاز قائم کرنے کا موجب ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے سید حبیب قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیمانہ سے ایک غیر نبی کی وحی کو ناپ کر اس کی ماموریت اور ملہم من اللہیت کو جھٹلانا چاہتے ہیں۔ جو ان کی "علمی فرومائگی" کی ایک اور دلیل ہے:۔

"پیٹ پھٹ گیا" کا الہام جو واقعات نے سچا کر دیا

لیکن انہی الہامات میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے ظاہر الفاظ اگرچہ کسی امر کی وضاحت

نہیں کرتے اور اسی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو بیان کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اس کے معنے معلوم نہیں یا یہ معلوم نہیں کہ یہ کس کے متعلق ہے لیکن بعد کے واقعات نے ان کو واضح کر دیا اور خود حضرت مسیح موعودؑ نے بعد میں بتا دیا کہ ان کے کیا معنے ہیں اور کس کے متعلق ہیں۔ انہی میں سے ایک الہام ہے "پیٹ پھٹ گیا"۔ جو البشریٰ جلد دوم صفحہ ۱۱۹ پر مندرج ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے یہ فرمایا ہے کہ "معلوم نہیں یہ کس کے متعلق ہے"۔ سید صاحب نے اس کو بھی انہی الہامات کے سلسلہ میں پیش کیا ہے جن کے معنوں کا واضح نہ ہونا ان کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کے ملہم من اللہ نہ ہونے اور الہامات کو اپنے پاس سے اختراع کرنیکی دلیل ہے۔ اس دلیل کی کمزوری تو اوپر واضح کی جا چکی ہے لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ "پیٹ پھٹ گیا" کا الہام ایسا ہے جس کو بعد کے واقعات نے واضح کر دیا اور یہ ثابت ہو گیا کہ وہ فی الواقعہ خدا کی طرف سے تھا چنانچہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۱۴ پر حضرت مسیح موعود لکھتے ہیں:۔

"مجھ کو ۳۰۔ جولائی ۱۹۰۶ء اور بعد اس کے کئی تاریخوں میں وحی الٰہی کے ذریعہ بتلایا گیا کہ ایک شخص اس جماعت میں سے ایک دم میں رخصت ہو جائے گا اور پیٹ پھٹ جائیگا اور شعبان کے مہینہ میں وہ فوت ہوگا چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق شعبان ۱۳۲۴ ہجری میں میاں صاحب نور ہاجر جو صاحبزادہ عبداللطیف کی جماعت میں سے تھا یکدفعہ ایک دم پیٹ پھٹنے کے ساتھ مر گیا"

اب فرمایئے یہ کس کا کام ہے کہ ایک واقعہ کی خبر کئی ماہ پہلے سے دیدے جس کے بعد کے واقعات بعینہ انہی الفاظ میں سچا ثابت کر دکھائیں۔ اگر یہ الہام خدا کی طرف سے نہیں۔ اگر حضرت مرزا صاحب کی اپنی اختراع ہے تو انہیں ایک آنیوالے واقعہ کا پہلے سے کیونکر علم ہو گیا۔ ایک منجم ایک رمال بھی اس قدر صفائی کے ساتھ آنیوالے واقعات کو بیان نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کوئی شخص یہ ثابت کر سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس نجوم و رمل کے کوئی آلات تھے۔ پھر آپ نے کئی ماہ پہلے ایک آنیوالے واقعہ کی کیونکر خبر دیدی؟ ظاہر ہے کہ اس کا مبدا اور مخرج علم الٰہی کے سوائے اور کچھ نہیں۔ اور اس قسم کی بیسیوں خبریں ہیں جو آپ نے الہام الٰہی سے علم پاکر قبل از وقت بتائیں اور بعد میں بھی ثابت ہوئیں جن پر آئندہ اپنے موقعہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔

اس واقعہ کے متعلق دو اور بھی الہام ہیں۔ "موت تیرا ں ماہ حال کو" "ایک دم کے دم میں رخصت ہوا" گو ان الہامات کی تاریخیں مختلف ہیں۔ اور سید حبیب نے ان کو علیحدہ علیحدہ نقل کیا ہے لیکن حضرت مسیح موعودؑ کے ان سب کو ایک ہی مذکورہ بالا واقعہ پر منطبق کرنے سے یہ حقیقت اور بھی روشن ہو جاتی ہے کہ فی الواقعہ وہ خدا کی طرف سے آپ پر القا ہوئے کیا سید حبیب اس پر غور کر کے بتائیں گے کہ ایک مفتری علی اللہ کو آئندہ کے متعلق ایسی صاف اور بین خبریں کیونکر مل سکتی ہیں اور اس کی کتنی مثالیں دنیا میں موجود ہیں۔

غثم۔ غثم۔ غثم کے معنے

اس کو بھی غیر واضح الہامات میں پیش کیا گیا ہے اور اس کے بعد کے چند الفاظ چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ اصل الہام البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۵ پر ان الفاظ میں درج ہے:۔ غُثِمَ۔ غُثِمَ۔ غُثِمَ لَهٗ دُفِعَ اليه من ماله دفعة

اس میں صرف غُثِمَ کا لفظ ایسا ہے جو لغت عرب سے ناواقفیت کے باعث بظاہر غیر واضح معلوم ہوتا ہے اور معترضین تمسخر واستہزا سے اسے غُثم غُثم پڑھتے ہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی بدباطن آریہ الم کو اُلَمْ اُلَمْ پڑھے اصل لفظ غُثِمَ ہے جو لغت عرب میں کسی کو اس کا مال یکدفعہ دیدینے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اور اسی کو الہام کے اگلے الفاظ دفع اليه من ماله دفعة میں واضح کر دیا گیا ہے۔ لغت میں بھی

نمائش دستکاری

احمدی خواتین کی خدمت میں ایک اپیل

(از جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

مندرجہ ذیل ضروری و قابل توجہ مضمون "قبول احمدیت نمبر" میں شائع کرنے کے لئے موصول ہوا تھا۔ اس پرچہ میں عدم گنجائش کی وجہ سے درج نہ ہو سکا۔ امید ہے کہ خواتین سلسلہ اسے پورے غور سے مطالعہ کرینگی اور پہلی فرصت میں اس پر توجہ دینگی۔ (مسل یر)

اخبار "پیغام صلح" کا "قبول احمدیت نمبر" جیسا کہ نام سے ظاہر ہے قبول احمدیت کی مختصر سی تاریخ پر مشتمل ہے مگر بیجا نہ ہوگا اگر میں چند ضروری معروضات اپنی محترم خواہران و برادران کی خدمت میں پیش کروں۔ قبول احمدیت یا دوسرے الفاظ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود نے سب سے بڑا کام جو ہمارے سپرد کیا ہے وہ اشاعت اسلام ہے اور اس میں مرد عورت کی کوئی تخصیص نہیں۔ احمدیت کسی نئے مذہب کا نام نہیں۔ بلکہ احکام الٰہی کی فرمانبرداری اور فرائض کی ادائیگی ہی حقیقی احمدیت ہے۔ اس نازک دور میں جبکہ مذاہب میں باہمی کشمکش ہو رہی ہے۔ اور ہندو قوم تک جن کے دھرم میں تبلیغ کا نام تک نہیں میدان مقابلہ میں آگئی ہے تو اس صورت میں اسلام کی اشاعت ایک نہایت اہم فرض بن گئی ہے۔ اور جس طرح ابتدائے اسلام میں صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم نے اپنی متفقہ کوششیں اس راہ میں لگا دیں اسی طرح آج بھی ہر مسلمان مرد ہو یا عورت اس کا فرض ہے کہ وہ اس پاک مقصد کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لے۔ خواتین [illegible] عموماً گھروں تک محدود ہے مگر اپنے دنیوی فرائض کو بجا لاکر بھی وہ [illegible] نکال سکتی ہیں کہ اس دینی جہاد میں شامل ہوں۔ دونوں فریق اپنے اپنے دائرے میں اپنے حالات کے مطابق اس اہم فرض سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر دستکاری فنڈ کا ذکر کروں گی۔ چار پانچ سال سے خواتین میں یہ تحریک جاری ہے۔ کہ سالانہ جلسے کے موقع پر کچھ چیزیں اپنے ہاتھ سے بنا کر اشاعت اسلام کے لئے دیں۔ اور سہولت کے لئے یہ مقرر کیا گیا تھا کہ ہر ہفتہ میں ایک بار کچھ کام اپنے ہاتھ سے کیا جائے اور سال میں ایک دفعہ ہاتھ کی بنی ہوئی چیزیں بذریعہ نمائش فروخت کرکے آمدہ رقم اشاعت اسلام میں دیدی جائے۔

اب آپ غور فرمائیے کہ کس قدر سہل اور مفید تجویز ہے مگر پھر بھی جماعت کے دسویں حصہ نے بھی اس طرف توجہ نہ کی میں اپنی معزز بہنوں کی خدمت میں اپیل کرتی ہوں کہ خدا کے لئے اپنے فرض کو پہچانیے۔ یہ دنیا کے دھندے تو مرتے دم تک پیچھا نہیں چھوڑتے۔ مگر مصروفیتوں کے باوجود ہم اپنے کاموں کے لئے وقت نکال لیتے ہیں تو خدا کے کام کے لئے ہفتہ میں ایک گھنٹہ بھی ہم بچا نہیں سکتے؟ آخر یہ زندگی ایک دن ختم ہوگی اور ہمارا ایمان ہے کہ جو کام ہم اس زندگی میں کرینگے ان کا بدلہ آئندہ زندگی میں ملنے والا ہے۔ تو لِلّٰہ اس زندگی کے لئے بھی کچھ فکر کیجئے جس میں ہمیشہ کے لئے رہنا ہے۔ ہماری آنکھوں کے آگے جیتی ہستیاں اٹھ گئیں۔ اور اٹھتی جا رہی ہیں۔ پھر اپنے انجام سے آنکھیں بند کرکے اس فانی دنیا ہی میں غرق ہو جانا کس قدر افسوسناک ہے۔

محترم بہنو! ایک قدم جو کسی کی امداد کے لئے اٹھایا جائے ایک کلمہ جس سے کسی کو فائدہ پہنچے اور ایک لمحہ جو نیک کام میں صرف ہو کبھی رائیگاں نہیں ہوگا۔ اور یہی ننھے ننھے کام راحت ابدی کا موجب ہونگے۔ بہت سی باتیں جنھیں ہم حقیر سمجھتے ہیں ان سے عظیم الشان نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ میری دلی خواہش ہے کہ میری ہر بہن میں یہ جوش پیدا ہو کہ وہ اپنے وقت میں سے چند لمحے اشاعت اسلام کے لئے وقف کردے اس سے نہ صرف مالی امداد ہوگی بلکہ ہمارے دل میں وہ حقیقی روح اور پاکیزگی پیدا ہوگی جس کے ذریعہ ہم سچے مسلمان بن سکتے ہیں۔ اپنی بچیوں کو بھی اس میں شریک کرنا چاہئے۔ تاکہ بچپن ہی سے ان کے دلوں میں ایثار اور قومی و دینی خدمت کی امنگ پیدا ہو۔ جلسہ سالانہ میں تقریباً ڈیڑھ مہینہ باقی ہے۔ اگر آپ اسی وقت دل میں یہ عزم کریں تو اس عرصہ میں کچھ نہ کچھ خدا کے لئے بھی کر سکتی ہیں۔ اپنے محترم برادران کی خدمت میں بھی التماس ہے کہ وہ اس مضمون کو [illegible] گھروں میں اپنی بیویوں بیٹیوں اور بہنوں تک پہنچا کر [illegible] ماجور ہوں۔ ان کو مجبور کریں کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لیں جو جو بہنیں اس میں شامل ہونا چاہتی ہیں وہ خاکسار کو اطلاع دیں۔ مزید واقفیت کے لئے ذیل میں مفصل لکھا جاتا ہے۔

اوّل - ہر ایک بہن کوئی سا کام جو وہ جانتی ہوں ہر قسم کی سلائی کشیدہ۔ اون کا کام۔ سلمہ ستارا۔ سوت کاتنا وغیرہ وہ اشاعت اسلام کے لئے حسب توفیق بنائیں۔

دوم - کڑھے ہوئے دوپٹے۔ ٹیبل کلاتھ۔ [illegible]۔ پلنگ پوش رومال۔ اون کے سویٹر۔ موزے۔ کھلونے اور دیوار پر آویزاں کرنے کے قطعے۔ سوت وغیرہ نہایت آسانی سے فروخت ہو جاتے ہیں۔

سوم - اگر کوئی بہن اپنے گھر کی ضرورت یا بچوں کے لئے کوئی چیز بنائیں تو وہ اس کو خود خرید سکتی ہیں۔ بلکہ بہتر ہوگا کہ بہنیں اپنی ضروریات کی چیزیں بنائیں اور انہیں خود خرید لیں۔ جو خود خریدیں گی وہ نمائش میں رکھ کر بیچی جائینگی۔

چہارم - ایک قیمتی چیز کے بجائے متعدد قسم کی معمولی قیمت کی چیزیں بنائیں۔

پنجم - ہر چیز میں یہ خیال رکھا جائے کہ کم خرچ اور پائیدار اور خوبصورت ہو۔ لٹھے کے ٹیبل کلاتھ جن پر سفید یا ہلکے رنگ کے دھاگے سے کام کیا جائے۔ بہترین چیز ہے معمولی چیز کو محنت سے قیمتی بنانا چاہئے۔ تاکہ محنت کا معاوضہ اچھا مل جائے۔ پشاور کی بہنیں اگر برقع کی ٹوپی اور رومال بنائیں تو مناسب ہوگا۔

ششم - ہر چیز صاف ستھری ہونی چاہئے۔ بہنیں خود اندازہ کر سکتی ہیں کہ کس قسم کی چیزیں روزمرہ کی ضروریات کے لئے درکار ہیں۔

ہفتم - جو چیز بھیجی جائے اس کی لاگت کی چٹ خود اس پر لکھ کر لگا دی جائے۔ محنت ہم خود لگا لیں گے۔ آپ صرف یہ لکھ دیں کہ آپ کا کس قدر خرچ آیا ہے۔

اور تمام اشیاء دسمبر کے پہلے ہفتہ میں یا اس سے پہلے خاکسار کے نام پہنچ جانی چاہئیں۔ بجائے پارسل کے ذریعہ اگر کسی لاہور آنے والے کے ہاتھ چیز بھیجی جائے تو بہتر ہوگا۔ اگر اب کوئی چیز تیار نہ ہو سکے تو پہلے کی بنی ہوئی چیز بھیج سکتی ہیں۔

خاکسار

(اہلیہ محمد علی)

برلن مسجد میں

لیکچروں کا باقاعدہ انتظام

گزشتہ ماہ جرمن مسلم سوسائٹی برلن کے زیر اہتمام دو نہایت قیمتی اور پر از معلومات لیکچر ہوئے۔

پہلا لیکچر

پہلا لیکچر مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۳۳ء بروز جمعۃ المبارک جناب عبد اللہ وائر (جرمن مسلم) کا ہوا۔ لیکچر کا موضوع "میں مسلمان کیوں ہوں" تھا۔ جناب عبد اللہ صاحب نے نہایت دلچسپ رنگ میں اسلام کی فوقیت دوسرے مذاہب پر ظاہر کی اور خاص طور پر عیسائیت پر۔ یہاں یہ کہہ [illegible] سمجھتا ہوں کہ جناب عبد اللہ صاحب مسلمان ہونے سے [illegible] کیتھولک تھے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ رومن کیتھولک پادری تھے۔ اور بطور مشنری لنکا بھیجے جا رہے تھے۔ پاسپورٹ وغیرہ بن چکا تھا۔ چند روز سفر میں باقی رہ گئے تھے۔ کہ انہیں اسلام کی تعلیم کا علم ہوا۔ ایک طرف تو ہندوستان جانے کی کشش اور اعلیٰ رتبے میں یعنی مشنری بن کر اور دوسری جانب اسلام کی حقانیت اس کی سادگی اور عملی زندگی کچھ روز دل میں اور حقانیت کی جنگ ہوتی رہی لیکن بالآخر حقانیت غالب آگئی۔ اور دنیاوی جاہ و حشمت کو لات مار کر اسلامی حلقہ میں آداخل ہوئے۔ مقرر موصوف نے بتایا کہ پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کس قدر سادہ تھی باوجودیکہ ایک دنیا کے شہنشاہ تھے۔ آخر ہزاروں کی تعداد میں ایسے انسان موجود تھے جو محض اشارہ پر قربان ہونے کے لئے بدل و جان راضی تھے انہوں نے فرمایا کہ کاش آج بھی اگر مسلمان ویسی ہی زندگی بسر کرنے لگیں تو وہ دن دور نہ ہوگا کہ سارا یورپ جو حقیقتاً عیسائیت جیسے غیر عملی مذہب سے بیزار ہو چکا ہے حلقہ بگوش اسلام ہوگا۔

دوسرا لیکچر

مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء بروز جمعۃ المبارک ہمارے نوجوان انجینیر محمد طفیل احمد صاحب کا لیکچر بہ موضوع "اسلامی قوانین" ہوا۔ یہ مضمون دراصل ان کے پہلے مضمون اسلامی قوانین بنیادی کی دوسری قسط تھی۔ لیکچرار موصوف نے انسان کی مکمل زندگی پر بحث کی اور بتلایا کہ کس طرح اسلامی اصول ایک شخص کے لئے اس کے پیدا ہونے کے وقت سے لیکر اس کے قبر میں آرام کرنے کے وقت تک ممد و معاون ہوتے ہیں۔ اور ہر وقت اور ہر لحظہ اس کے لئے شمع ہدایت کا کام دیتے ہیں۔ اور جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے [illegible]

اس کی تربیت کی خاطر والدین کے لئے فرض کر دیا گیا ہے کہ وہ اس کی خاطر خواہ نگرانی اور تربیت کریں۔ بچہ تعلیم کے قابل ہوا تو اس کے لئے اصول موجود۔ جوان ہوا۔ شادی ہوئی۔ ایسے پختہ اصول موجود کہ جن پر عمل کرنے کے بغیر زندگی ادھوری رہ جائے۔

پھر مرد اور عورت میں کچھ فرق نہیں۔ دونوں کے لئے ایک جیسے ہموزن اصول رکھے تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ انسان بوڑھا ہوا تو اس کی خدمت کے لئے اس کے بچوں اور دوسرے عزیزوں کو حکم موجود غرضیکہ انسان کسی حالت میں ہو کسی زمانہ میں ہو کسی ملک میں ہو۔ ہر حالت میں اسلامی اصول اس کی رہنمائی کرتے ہیں دنیا کا کوئی مذہب بھی اس قسم کے مکمل قوانین جو انسانی زندگی کے ہر پہلو پر حاوی ہوں پیش نہ کر سکا۔ اور اکثر نے تو تنگ آ کر دنیا سے علیحدگی کی تعلیم دی۔ لیکن اسلام ایک طرف تو دنیا میں رہنے اور کامیاب زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور دوسری طرف دنیا کی محبت کو انسانیت کے لئے لعنت قرار دیتا ہے۔ اسی اصول کے ماتحت اسلام نے ترقی کی اور اسی اصول کے ذریعہ مسلمان آئندہ بھی ترقی کر سکتے ہیں۔

ہر دو لیکچر نہایت کامیاب رہے۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی لیکچروں کے بعد حاضرین کی چائے سے ضیافت کی گئی۔

(امام مسجد برلن۔ جرمنی)

وہابی لیڈروں کے اخلاق کا نمونہ

وہابی اخبارات رات دن چیختے چلاتے رہتے ہیں کہ احمدی کافر شیعہ کافر حنفی مشرک گویا سوائے ان کی اپنی وہابی جماعت کے ساری دنیا گمراہ اور کافر ہے اور وہی ایک اسوۂ رسولؐ اور احادیث کے پابند ہیں۔ مگر ذرا ان کے اخلاق فاضلہ کا نمونہ ان کی اپنی زبانی سنئے تو پتہ لگ جائے گا کہ یہود کی اخبار کی طرح یہ جبہ پوش بھی نحن ابنوا اللہ و احباءہ کا دعوے تو بڑے فخر سے کرتے ہیں لیکن مصداق اس حدیث کے ہیں من عندھم تخرج الفتنۃ و فیھم تعود یعنے انہی میں سے فتنہ اٹھے گا۔ یعنے انہی میں سے فتنہ اٹھے گا اور انہی میں لوٹ جائے گا۔ ثنائی اور شریفی فتنہ پر سوہدرہ کا وہابی اپنے وہابی دوستوں کو جو اسے اس جھگڑے کے نپٹانے کے لئے لکھتے رہتے ہیں۔ مخاطب کر کے ۱۵ر اکتوبر ۳۶ء کے پرچہ میں لکھتا ہے:۔ "اس معاملہ میں کسی کے دخل کی ضرورت نہیں آپ مطمئن رہیں انشاء اللہ یہ جھگڑا خود بخود مٹ جائے گا۔" گویا کہ حدیث کے الفاظ کہ "انہیں سے جھگڑا اٹھے گا۔ اور انہی میں لوٹ جائیگا" کی عملی صداقت اسی گروہ سے مل سکتی ہے۔ خود ثناء اللہ بھی لکھ چکا ہے کہ اس کی تفسیر کی مخالفت کا جھگڑا کئی دفعہ اٹھا اور کئی دفعہ دب گیا۔

مولوی ثناء اللہ کے اخلاق وہابیہ کا جو مسلمانوں کے سب فرقوں کی پگڑیاں اچھالنے کا سب سے بڑا ٹھیکیدار ہے سوہدرہ کا وہابی ان الفاظ میں نقشہ کھینچتا ہے:۔

"غضب یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جیسا قانون دان کمیٹی مصلحین کی اجازت کے بغیر مولوی عبداللہ صاحب کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لئے اشتہار دیتا ہے اور اس میں

(باقی تیسرے کالم میں)

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ گزشتہ ہفتہ بخار اور زکام کی وجہ سے حضرت ممدوح کی طبیعت قدرے ناساز رہی۔ اب بفضلہ افاقہ ہے۔

— ۹ر نومبر کو حضرت ممدوح اراضی اوکاڑہ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے جس کی کیفیت بیش نظر اشاعت میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔

— جناب مولانا محمد یعقوب خانصاحب پشاور سے اپنے وطن موضع ہیرپالی تشریف لے گئے تھے۔ وہاں پہنچکر علیل ہوگئے۔ اب لاہور تشریف لے آئے ہیں اور پہلے سے بہت کچھ افاقہ ہے۔

— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ ۱۳ر نومبر کی شام کو سیالکوٹ۔ راولپنڈی وغیرہ کے دورے سے فارغ ہو کر لاہور تشریف لے آئے۔

— انتہائی افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ ۱۱ر نومبر کی شام کو جناب بیگم صاحبہ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ کی والدہ محترمہ احمدیہ بستی میں انتقال فرما گئیں۔ انا للہ اسی روز تجہیز و تکفین عمل میں آئی۔ دعا ہے کہ خداوند کریم مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ ہمیں اس صدمہ میں حضرت شاہ صاحب قبلہ کے تمام خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔

— جناب محمد شفیع صاحب کلرک سرینگر سے مطلع فرماتے ہیں کہ ۲ر نومبر یعنے حضرت بابا نانک صاحب کے جنم دن پر جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے گوردوارہ امیراکدل میں باباصاحب کی حیات پر ایک مختصر سی تقریر کی آپ نے دوران تقریر میں بتلایا کہ گرنتھ صاحب میں جو بابا صاحب کا کلام ہے وہ قرآن کریم کے عین مطابق ہے۔ اس کے ثبوت میں فاضل مقرر نے قرآن کریم کی متعدد آیات اور گرنتھ صاحب سے بہت سے اشلوک پڑھے۔ حاضرین میں ہندو مسلمان۔ سکھ بکثرت موجود تھے تقریر بیحد موثر تھی۔ اور پسند کی گئی۔

— اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ ۵ر نومبر کو جب شیخ صاحب موصوف ایک صاحب کو ملنے کیلئے کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں سکھ حضرات نے گوردوارہ کاٹھی دروازے کے قریب ان کو نہایت اصرار سے ٹھیرالیا اور تقریر کی درخواست کی چنانچہ شیخ صاحب نے گوردوارہ مذکور میں مسئلہ نجات پر قرآن کریم اور گرنتھ صاحب کی روشنی میں تقریر کی۔ دوران تقریر میں ایک سکھ خاتون نے جس کا لڑکا لاپتہ تھا دعا کی درخواست کی۔ شیخ صاحب نے دعا کے متعلق بھی چند الفاظ کہے اور بتایا کہ خدا کے سوا اور کسی سے دعا نہ مانگنا چاہیئے۔ نہ غیراللہ کی پوجا کرنی چاہئے۔

— شیخ صاحب جماعت سرینگر کی تنظیم پر کافی توجہ فرما رہے ہیں۔ اتوار کی شام کو باقاعدہ اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں تمام احباب شریک ہوتے ہیں۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ آئندہ بھی جاری رکھا جائے گا۔

— ہمارے محترم دوست ڈاکٹر محمد جمال صاحب اسسٹنٹ سرجن تحصیل علی پور ضلع مظفرگڑھ کے گھر اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ دعا ہے خداوند کریم مولود مسعود کو تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

— جناب میر مدثر شاہ صاحب پشاوری ۱۳ر نومبر کی شب کو لاہور تشریف لائے۔ اور ۱۴ر کی صبح کو ایک ضروری کام کے لئے ملتان روانہ ہوگئے۔ دعا کریں کہ خداوند کریم ان کو اپنے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

— مسجد احمدیہ بلڈنگس میں جناب مولانا عصمت اللہ صاحب کا درس قرآن نہایت باقاعدگی اور کامیابی سے جاری ہے۔ ۱۲ر نومبر کو موصوف نے طلبائے مسلم ہائی سکول لاہور کے اجتماع میں ایک نہایت مفید و دلچسپ تقریر فرمائی۔

— جناب سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ کی بیگم صاحبہ علیل ہیں۔

— جناب شیخ نظام الدین صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی چک سنجان کے صاحبزادے شیخ محمد ہاشم صاحب آج کل بیمار اور میو ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

— بابو رحمت اللہ صاحب مینجر اخبار "لائٹ" کئی روز سے علیل ہیں۔ پہلے سے افاقہ ہے لیکن پوری طرح صحت نہیں ہوئی۔

— مولوی ابراہیم صاحب مدرس مسلم ہائی سکول بدستور بیمار ہیں ان تمام بیماروں کی صحت یابی کے لئے دعا کی جائے۔

— مولوی احمد یار صاحب مبلغ انجمن فیروز پور اور گورداسپور کے دورہ پر برائے تبلیغ و فراہمی زکوٰۃ و چندہ تشریف لے گئے ہیں۔

— ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن کا ہفتہ وار جلسہ ۱۱ر نومبر کو بصدارت جناب سید امجد علی شاہ صاحب منعقد ہوا۔ متعدد حضرات نے مفید تقریریں کیں۔

— قبول احمدیت نمبر بالکل ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے ہم احباب کی فرمائشوں کی تعمیل سے قاصر ہیں۔

(بقیہ کالم اول)

اصلی واقعات کو چھپاتے ہوئے غلط بیانی سے کام لیتا ہے"

بھلا جو شخص بقول سوہدروی وہابی کے خود اپنی جماعت کے خلاف غلط بیانی سے کام لیتا رہتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے دوسرے فرقوں خصوصاً احمدیوں کے خلاف کہاں تک صحت بیانی سے کام لے سکتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کے لئے ایک یہی سارٹیفکیٹ خود اپنی جماعت کا کافی ہے۔ سکرٹری کمیٹی مصلحین امرتسر کا سارٹیفکیٹ جو پہلے نقل کیا جا چکا ہے وہ مستزاد ہے۔ اپنی جماعت کے مصلحین کے بارہ میں ہی

سوہدرہ کا وہابی لکھتا ہے کہ "ہم چاہتے ہیں کہ ثناء اللہ کا جھگڑا جلد از جلد مٹ جائے۔ مگر اس کا کیا علاج کہ جو اسے مٹانے والے ہیں وہی اسے طول دے رہے ہیں" شیشے کے مکان میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر مارنے والا سوہدروی وہابی اپنی قوم کی عملی زندگی پر نظر کرے اسے دوسروں کی کیوں فکر پڑ گئی ہے۔ اور کیوں وہ آج کل آریوں کی قے چاٹنے پر لگا ہوا ہے جسے چاٹ چاٹ کر وہ مزے لے رہا ہے۔ اپنے کلمہ گو بھائیوں پر دشمنان اسلام کی تحریروں کی بنا پر چوٹیں کرنا ان لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جن کے دل خبث اور پلیدی سے بھرے ہوئے ہوں۔ کسی مومن متقی اور اسوۂ رسولؐ پر چلنے والے کا یہ کام نہیں۔

(بقیہ صفحہ ۲)

ان کی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کر دیئے ہیں احمدیت دنیا کے اُن گوشوں اور حلقوں میں پہنچ چکی ہے کہ نہ وہاں "سیاست" کا گزر ہو سکتا ہے نہ "زمیندار" کا۔ احمدیت کے مخالفین کے لئے اسی طرح ناکامی اور نامرادی مقدر ہو چکی ہے۔ جس طرح دنیا میں دوسرے بنی نوع انسان کے محسنوں کے مخالفین کے لئے ہمیشہ سے مقدر ہے۔ احمدیوں کو مخالفین کی عارضی کامیابی پر بے دل نہیں ہونا چاہیئے۔ تحریک احمدیت دائمی اور ابدی صداقتوں پر مبنی ہے۔ اس کی مخالفت عارضی اور فانی ہے۔ مخالفین کی ناکامی کا اس سے بہتر اور کیا ثبوت مل سکتا ہے کہ ان کے اخباروں میں بت پرست۔ انسان پرست عیسیٰؑ پرست۔ صنم پرست۔ اشجار پرست۔ آتش پرست اور باطل پرست دنیا کے خلاف ایک لفظ تک نہیں لکھا جاتا ان کے اخباروں کے کالم دنیا کے باطل مذاہب کی مخالفت سے خالی ہیں۔ مگر اسلام کی اس زندہ تحریک کو جس نے اسلام کا دنیا میں بول بالا کر دیا ہے وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کو یہ گوارا نہیں کہ اسلام کے پیغمبرؐ کی دنیا میں عزت ہو۔ وہ یہ نہیں چاہتے کہ ان کا قرآن کریم تمام دنیا کی زبانوں میں ترجمہ ہو کر انسانوں کے لئے ہدایت کا موجب بنے وہ اس شاندار تحریک کے مٹانے کے درپے ہیں۔ وہ اس عظیم الشان چراغ کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں مگر خدا کو یہ منظور نہیں۔ اسلام کا سچا خدا اسلام کا خود نگہبان ہے وہ ہر صدی کے سر پر اپنی درگاہ سے ایک مجدد پیدا کرتا ہے جس کی مخالفت میں کئی "سیاست" اور "زمیندار" سر اٹھاتے ہیں مگر ناکام ہو کر رہ جاتے ہیں۔ آئندہ زمانہ کا مورخ جہاں احمدیت کی شاندار تاریخ لکھے گا وہاں غالباً "سیاست" اور "زمیندار" کی ناکامیوں کا بھی تذکرہ کرے گا۔ اس وقت ان کی اولاد شاید احمدی ہو چکی ہوگی۔ اور وہ اپنی اس شمولیت کے لئے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں سجدۂ شکر بجا لا رہے ہونگے اور اپنے ان بزرگوں کی تحریروں سے نادم اور شرمندہ ہونگے

فاعتبروا یا اولی الابصار ٭

ایڈیٹر "زمیندار" کے نام مکتوب مفتوح

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار زمیندار لاہور

آپ نے اپنے گرامی صحیفہ کے ۲۹ ر اکتوبر ۱۹۳۳ء کے نکات کے کالم میں تحریر فرمایا ہے کہ مولوی عبدالمجید صاحب سابق امام مسجد ووکنگ نے "نشاط ٹاکیز" لاہور کی تقریب افتتاح پر سینما والوں کی جانب سے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ یہ خبر درست نہیں۔ جناب مولوی عبدالمجید صاحب گزشتہ ڈیڑھ سال سے مسجد ووکنگ (انگلستان) میں ہی مقیم ہیں اور بفضلہ مسجد ووکنگ کی امامت کے جملہ فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے نشاط ٹاکیز میں کوئی خطبہ نہیں دیا۔

خادم

خواجہ عبدالغنی۔ سکرٹری

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ

سیرت خیر البشر } مفصل سوانح عمری حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جس میں ہر قسم کے اعتراضات کو رفع کیا گیا ہے۔ قیمت مجلد عہ بجلد عہ

جمع قرآن } قرآن کریم کی جمع ترتیب اور اعتراضات کی تردید۔ قیمت فی جلد عہ بجلد ۱۲ر

النبوت فی الاسلام } نبوت۔ رسالت۔ مجددیت اور محدثیت پر مفصل بحث ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت دو روپے۔

مقدمۃ القرآن } ہستی باری تعالیٰ پر کل آیات کو جمع کیا گیا ہے۔ قیمت ۶ر

حقیقۃ المسیح } ایک عیسائی کے چند سوالات کا جواب از روئے قرآن کریم اور بائیبل قیمت ۲ر

غلامی } اسلامی نکتہ خیال سے غلامی پر بحث۔ عیسائی معترضین کے مفصل جوابات۔ قیمت ۴ر

ابطال الوہیت مسیح } رد نصاریٰ میں عجب رسالہ ہے قابل دید قیمت ۳ر

سوانح عمری حضرت مسیح موعود } حضرت مجدد اعظم کی مختصر سوانح عمری ۴ر

اسلام کیا ہے } عام فہم سوالات اور جوابات سے اسلام کے اہم مسائل کی فلاسفی بیان کی گئی ہے۔ قیمت ۳ر

ویدوں کا بہشت } آریوں کے سورگ پر دلچسپ بحث ہے۔ قیمت ۸ر

زینت خیالات } وہ تدابیر جن پر عمل پیرا ہو کر خواتین ترقی کر سکتی ہیں۔ قیمت ۴ر

رسالہ نماز } جس میں نماز کی حقیقت و فلاسفی اور احکام واضح کئے گئے ہیں۔ قیمت ۸ر

رسالہ حج } جس میں حج کی حقیقت و فلاسفی و احکام واضح کئے گئے ہیں۔ قیمت ۶ر

تاریخ خلافت راشدہ } سوانح خلفائے راشدین جس میں ہر قسم کے اعتراضات کا جواب ہے۔ قیمت مجلد عہ بجلد عہ

مقام حدیث } ضرورت حدیث۔ تنقید حدیث اور جمع حدیث پر مفصل بحث مجلد عہ بجلد عہ

المسیح الدجال و یاجوج ماجوج } قرآن کریم اور احادیث سے استدلال کہ موجودہ یورپین اقوام ہی یاجوج ماجوج ہیں قیمت ۲ر

محمد مصطفےٰ } مختصر سوانح عمری حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ قیمت ۵ر

شناخت مامورین } جس میں مامورین من اللہ کے پرکھنے کے نشانات درج کئے گئے ہیں ۲ر

عصمت انبیاء } قرآن کریم سے جملہ انبیاء کی بے گناہی ثابت کی گئی ہے۔ قیمت ۹ر

تسہیل القرآن } جس میں قرآن شریف پڑھنے کے تمام قواعد مکمل و مفصل درج ہیں ۴ر

مسئلہ تقدیر } تقدیر کے مسئلہ کی اصل حقیقت واضح کی گئی ہے۔ قیمت ۶ر

ولادت مسیح } اس کتاب میں آیات قرآنی و احادیث و اناجیل سے روز روشن کیطرح ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح انسانی باپ سے پیدا ہوئے تھے۔ ۱۰۲ صفحات کی کتاب ہے قیمت ۴ر

ادعیہ } قرآن و احادیث کی مختلف دعائیں معہ ترجمہ اردو۔ قیمت ۳ر

تربیت } مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے اصول قرآن اور احادیث سے۔ قیمت ۵ر

رسالہ روزہ } جس میں روزہ کی حقیقت و فلاسفی اور احکام واضح کئے گئے ہیں قیمت ۴ر

رسالہ زکوٰۃ } جس میں زکوٰۃ کی حقیقت و فلاسفی اور احکام واضح کئے گئے ہیں۔ قیمت ۳ر

محصولڈاک ہر ایک کتاب کا بذمہ خریدار۔ ملنے کا پتہ:-

دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

دردِ عرق النساء

ہو۔ درد ریح ہو۔ یا رینگن واہ ہو۔ جوڑوں کا درد ہو۔ پٹھوں کا ہو۔ پنڈلیوں میں ہو۔ یا کمر میں ہو۔ ایڑی میں ہو یا انگوٹھہ میں غرضکہ کوئی جسمانی درد ہو ان کے لئے بلا نیٹس لینامنٹ

ایک بڑی مفید اور زود اثر چیز ہے مستقل آرام دیتی ہے پرانے سے پرانا درد اس کے استعمال سے دور ہو جاتا ہے ہر دوا فروش سے مل سکتا ہے اگر نہ ملے تو عہ محصول خرچہ بھیجکر ذیل کے پتہ سے منگوالیں۔

Blonnette Co:
98, Dhaboo Street
Bombay 9.

حضرت خواجہ حسن نظامی
کا روزانہ اخبار

عادِل

ایک کارڈ لکھکر مفت جاری کرالیجئے

"عادل" ہندوستان کے روزانہ اخبارات میں سب سے دلچسپ سب سے کارآمد اور سب سے ارزاں اخبار تسلیم کیا جاتا ہے اور ہندوستان کے ہر گوشہ میں تمام اخبارات سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے اور پڑھا جاتا ہے اگر آپ بھی اس اخبار کی خریداری کے شائق ہوں تو صرف ایک کارڈ لکھدیجئے۔ اور پرچہ مفت جاری کرالیجئے ایک ہفتہ کیلئے پرچہ بطور نمونہ مفت جاری کردیا جائیگا۔ صرف وہ حضرات پرچہ جاری کرائیں جو خریدار بننا چاہتے ہیں۔

منیجر روزانہ "عادل" دہلی

قارئین محترم

کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ براہ کرم اپنے تمام بقایاجات کی رقوم جو اخبار کی قیمت سے تعلق رکھتی ہیں جلسہ نمبر سے پہلے پہلے بھیجکر مشکور فرمائیں اور بار بار کے تقاضوں کا انتظار نہ فرمائیں۔ تاکہ ہم حسب دلخواہ جلسہ نمبر شائع کر سکیں ورنہ ظاہر ہے کہ بقایا کی موجودگی میں زیادہ شاندار نمبر شائع نہ ہو سکیگا (مینجر)

پیغام صلح میں اشتہار دینے والے کیوں کامیاب ہیں؟

اس لئے کہ پیغام صلح کا حلقہ اشاعت وسیع ہے۔ اس لئے کہ اس کے ناظرین اعلیٰ طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔
اس لئے کہ ہندوستان کے علاوہ یورپ بلکہ تمام دنیا کے اسلامی و غیر اسلامی ممالک میں بھی یہ اخبار جاتا ہے پیشگی اجرت بھیجنے والوں اور مستقل اشتہار دینے والوں کو خاص رعایت دیجائے گی (مینجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

از دفتر اخبار پیغام صلح

احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۳۳ء

برادران مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے جو ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر ۱۹۳۳ء تاریخہائے انعقاد مقرر ہوئی ہیں اس اجتماع کو کامیاب بنانا ہم سب کا فرض ہے۔ اس سلسلہ میں آپکے قومی اخبار پیغام صلح پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں ان کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ وسط دسمبر میں ایک خاص پرچہ جلسہ نمبر کے نام سے شائع کیا جائے۔ گزشتہ سال بھی ہم نے جلسہ نمبر شائع کیا تھا جسکو تمام احباب اور بزرگان سلسلہ نے نہایت پسند کیا اور اسکے مفید اثرات تمام حلقوں میں محسوس کئے گئے۔ ارادہ ہے کہ امسال پہلے سے زیادہ وسیع پیمانہ پر یہ نمبر شائع کیا جائے جسمیں افراد سلسلہ کے علاوہ غیر از جماعت اور غیر مسلم اکابر کے مضامین بھی کافی تعداد میں درج کئے جائیں۔ عملہ اخبار اسکی تیاری میں مصروف ہے۔ انشاءاللہ یہ نمبر مضامین و ترتیب کے لحاظ سے کافی حد تک کامیاب ہوگا اسکے بعد ایک ایسا مرحلہ باقی رہ جاتا ہے جو صرف احباب کی کوشش و توجہ سے ہی طے ہو سکتا ہے یعنی اس نمبر کی کثرت اشاعت اور صحیح طریق پر تقسیم۔ جلسہ نمبر کی بہ خصوصیت سے تحریک کرنا خیال تھا اس لئے تبلیغ احمدیت نمبر کی اشاعت کیوقت احباب کو تکلیف نہیں دی گئی۔ لہذا تمام دوستوں کو اپنے فرائض کا احساس کرتے ہوئے اس نمبر کیلئے بہت جلد فرمائشیں بھیجنی چاہئیں وقت کچھ زیادہ نہیں رہ گیا۔ خیال ہے کہ قیمت ۲ آنہ فی پرچہ سے زائد نہ ہوگی۔

جن حضرات کی خدمت میں مضامین و پیغامات کیلئے درخواست کی گئی ہے وہ بھی جلد مہربانی فرمائیں تاکہ کتابت شروع کرائی جا سکے۔ تمام مضامین و پیغامات مختصر ہونے چاہئیں۔

نیازکیش

مدیر پیغام صلح لاہور

دنیا کے مشہور جہازوں میں تقسیم قرآن

اس سے پہلے ہم دنیا کے مشہور کتب خانوں میں قرآن کریم و سیرۃ نبوی مفت دے چکے ہیں اب ارادہ کیا گیا ہے کہ تمام دنیا کے مشہور مشہور جہازوں کے کتب خانوں میں ان کو مفت دیا جائے تاکہ مسافروں اور عملہ جہاز کو بھی ان پاک کتابوں کے مطالعہ کا موقعہ مل سکے اس مقصد کے لئے انگلستان جرمنی۔ فرانس۔ امریکہ۔ جاپان۔ آسٹریلیا کی جہازران کمپنیوں کے مالکان سے خط و کتابت کی جارہی ہے۔ اسی طرح ان ممالک کے امیر البحروں سے فوجی جہازوں کی لائبریریوں میں مہیا کرنے کا انتظام کیا جارہا ہے۔ جو دوست اس کار ثواب میں شامل ہونا پسند کریں وہ پانچ روپے یا پندرہ روپے والے انگریزی تراجم قرآن کریم اور تین روپے والی انگریزی سیرت نبوی جتنی تعداد میں چاہیں اس مطلب کے لئے خرید کر دے سکتے ہیں جو ان کے لئے صدقہ جاریہ کا کام دے گا۔ معطی صاحبان کا نام و پتہ ہر ایک کتاب پر لکھا جائے گا۔ اور رسیدات وصول ہونے پر ان کی خدمت میں بھیجدی جائیں گی۔

(خاکسار محمد منظور الٰہی۔ آنریری جنرل سکرٹری)

جرمنی کا احمدیہ مشن

زمیندار کے نامہ نگار کی غلط بیانیوں کا جواب

(از جناب میرزا عزیز الرحمن صاحب ۔ برلن)

لاہور کے روزانہ اخبار "زمیندار" مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں مندرجہ بالا سرخی کے ماتحت "کسی" جناب عبدالقدوس صاحب متعلم انجنیرنگ کلاس سیفیلد (حال مقیم برلن) کا ایک مضمون جرمن مسلم مشن برلن کے متعلق شائع ہوا ہے ۔ گو پبلک اس قسم کے مضامین کی حقیقت تو سمجھتی ہے اور خاصکر جب وہ "زمیندار" جیسی پالیسی رکھنے والے اخبار کے کالموں میں دیکھنے میں آئیں ۔ تاہم اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ممکن ہے کسی متلاشی حق کا قدم اس مضمون کو پڑھ کر شکوک کے بحر نا پیدا کنار میں جا پڑے ۔ اپنا فرض اولین سمجھتا ہوں کہ صحیح واقعات پبلک کے سامنے لے آؤں ۔ محض اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ سطور سپرد قلم کر رہا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانان ہند کو حق و باطل میں تمیز کی توفیق دے ۔ وما توفیقی الا باللہ ۔

نام نہاد مسلمانوں کی مخالفت

خاکسار کو برلن آئے ہوئے کم و بیش ڈیڑھ سال کا عرصہ گذر چکا ہے ۔ اور اس عرصہ میں خاکسار نے امام مسجد اور انچارج مشن کی حیثیت سے کام کیا ۔ ہندوستان سے روانگی کے وقت خیال تھا کہ ایک غیر ملک میں جا رہا ہوں جہاں کے رسم و رواج سے ناواقفیت ہے ۔ طرز معاشرت سے ناآشنا ہوں ۔ تعلیم و ترقی میں ہندوستان اور جرمنی میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور ان سب پر غیر زبان کی دقت ۔ لیکن جونہی کہ حدود جرمنی میں قدم رکھا نقشہ ہی کچھ اور تھا ۔ وہی لوگ جو غیر مانوس معلوم ہوتے تھے اور جن کے متعلق مختلف النوع شکوک تھے کہ وہ میرے جیسے کم مایہ انسان کی حقیقت ہی کیا سمجھیں گے میرے دوست بن گئے ۔ اور جن کا خیر کے لئے میں اتنی دور سے وطن کو خیرباد کہکر آیا تھا ۔ اس میں میرے ممد و معاون ہو گئے اور اسلام کے متعلق ہمارے خیالات غور اور دلچسپی سے سننے لگے ۔ لیکن جس بدقسمتی پر مجھے رونا آتا رہا اور اب بھی آتا ہے وہ اپنوں کی ستم شعاریاں اور دشمنیاں ہیں جب سے جرمن مسلم مشن کی بنیاد برلن میں رکھی گئی اسی دن سے ایک گروہ نے جو بدقسمتی سے نام نہاد مسلمانوں کا گروہ ہے ۔ اس کی مخالفت شروع کر دی ۔ مختلف طریقوں اور حربوں اور سازشوں سے مشن کو ہندوستان اور برلن میں ناکامیاب کرنے کی کوشش کی گئی لیکن جس کے ساتھ خود خدا ہو اسے کون نیچا دکھا سکتا ہے ۔

جناب قدوس کون ہیں؟

جناب قدوس صاحب کا یہ مضمون بھی اسی داستان پارینہ کا ایک جزو ہے ۔ ایک عجیب بات جو میری سمجھ میں نہیں آئی وہ یہ ہے کہ جناب قدوس صاحب ہیں کون ؟ تحریر فرماتے ہیں کہ وہ مسلسل دو تین ماہ برلن میں آتے جاتے رہے اور تبادلۂ خیالات کرتے رہے ممکن ہے کہ مسجد برلن کو خواب میں دیکھتے رہے ہوں ۔ اور ہوا سے گفتگو کرتے رہے ہوں ۔ میرے ڈیڑھ سالہ قیام برلن میں تو قدوس صاحب مسجد میں کبھی تشریف فرما نہیں ہوئے ۔ مشکل تو یہ ہے کہ اس نام کے حضرت جہانتک مجھے علم ہے اس عرصہ میں برلن میں ہی تشریف نہیں لائے لیکن جب وہ فرماتے ہیں کہ "وہ حال مقیم برلن" ہیں تو مجھے ان کے اس بیان میں شبہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ جہانتک واقعات کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ قدوس نامی کوئی ہندوستانی برلن مسجد میں ڈیڑھ سال کے عرصہ میں نہیں آئے واللہ اعلم بالصواب ۔

درانی کا بے محل ذکر

سب سے پہلے قدوس صاحب نے درانی صاحب سابق امام کے قصہ کو دہرایا ہے ۔ غضب تو یہ ہے کہ اس واقعہ کو گزرے ہوئے پانچ سال سے زائد عرصہ ہو گیا ۔ ہندوستان کے اخبارات میں اس واقعہ پر خوب بحث بھی ہوئی ۔ واقعات پبلک کی نظروں کے سامنے بھی آئے ۔ اور اب دوبارہ اسی موضوع پر طبع آزمائی ہو رہی ہے ۔ جب مسجد تعمیر کی گئی تھی اس وقت کسی ہندوستانی سوسائٹی کو حکومت جرمنی میں رجسٹرڈ نہ ہو کسی عمارت وغیرہ بنانے کی اجازت نہ تھی ۔ اس لئے اس وقت سرکاری کاغذات میں مسجد مولانا صدرالدین . . . . . . صاحب قبلہ کے نام پر جو اس وقت برلن میں مبلغ اسلام تھے ۔ لکھی گئی ۔ لیکن محض بحیثیت نمائندہ انجمن ۔ اب انجمن کے نام پر منتقل ہو سکتی ہے ۔ لیکن اس کے لئے کم از کم پانچ ہزار مارک خرچ آتے ہیں جو قریباً پانچہزار روپیہ ہے ۔ اگر قدوس صاحب کا جوش اسلامی اتنی رقم پیدا کر سکتا ہے تو بسم اللہ ۔ آج ہی مسجد انجمن کے نام پر منتقل ہو سکتی ہے ۔ یہ سراسر غلط ہے کہ امام مسجد مشن کے سیاہ و سفید کا مالک ہوتا ہے ۔ امام مسجد محض متولی اور انچارج مشن کا کام دیتا ہے اسے مسجد یا مسجد کے ملحقات کو بیچنے یا بیع کرنے کی اجازت نہیں ۔ درانی صاحب کا رویہ انجمن کے لئے سبق آموز ثابت ہوا ہے ۔ قدوس صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ درانی صاحب نے مسجد بیس ہزار میں بیع رکھی ۔ لیکن پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب نے یہ رقم سولہ ہزار دکھلائی ہے ۔ معلوم نہیں اس بات کو لکھنے کی قدوس صاحب کو کیا ضرورت پیش آئی تھی اور جس بات کا یقین برلن کے دفاتر اور بنک کر سکتے ہیں ۔ ان کے متعلق اپنی لاعلمی کا ثبوت دینے کا کیا مقصد تھا ۔ کاش قدوس صاحب کبھی مسجد میں تشریف لاتے اور مجھ سے دریافت کرتے تو میں ان کو سرکاری کاغذات دکھلاتا کہ رقم دراصل ۱۶ ہزار مارک تھی نہ کہ ۲۰ ہزار مارک ۔

قدوس صاحب کی ایک شرمناک حرکت

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب کے کیرکٹر پر قدوس صاحب کو حملہ کرتے ہوئے شرم آنا چاہئے تھی ۔ کاش اگر اسلامی حکومت ہوتی تو قدوس صاحب کو معلوم ہو جاتا کہ کسی کو اس طرح رسوا اور بدنام کرنے کی ناکام کوشش کرنے کا کیا نتیجہ ہوتا ہے پروفیسر صاحب کو تو آج تک یہ علم نہ ہو سکا کہ انہوں نے کبھی کسی جرمن لڑکی سے شادی کا وعدہ کیا ۔ پروفیسر صاحب کو برلن پہنچے ہوئے بھی ایک ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے ۔ قدوس صاحب کا خط پڑھنے کے بعد انہیں بھی سخت انتظار رہے گا کہ کوئی جرمن لڑکی انہیں عدالت میں بلوائے ۔ اگر فی الحقیقت قدوس صاحب یورپ میں موجود ہیں تو کیا میں ان کی خدمت میں اتنی عرض کر سکتا ہوں کہ خدارا آئینہ دیکھکر دوسروں کے متعلق ایسی تصویر نہ بنایا کیجئے جس کی وجہ سے بعد میں پشیمانی اٹھانی پڑے ۔

خاکسار کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ اگر میں تھوڑی سی اصلاح کر لوں تو مقابلتہً گزشتہ اماموں سے بہتر ہوں لیکن پرستان میں رہ کر اس قسم کی باتوں سے پرہیز کار رہے وارد والا معاملہ ہے" ۔ پہلے حصہ کا شکر یہ خاص طور پر مشورہ کا ۔ لیکن دوسرے حصہ کے متعلق اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ بدقسمتی سے قریباً ہر ہندوستانی جب پرستان یورپ میں پہنچتا ہے تو ایسا ہی سمجھنے لگتا ہے ۔ اور اسی چیز کا سہارا لیکر انسانیت سے حیوانیت کے جامہ میں اتر جاتا ہے ۔ لیکن جہاں تک میرا علم ہے انسانیت یقیناً حیوانیت سے بہتر ہے ہاں اس کو قایم رکھنے کے لئے ہمت و جرأت کی ضرورت ہے ۔

برلن مسجد کا رقبہ

مسجد کے رقبہ کے متعلق جناب قدوس صاحب ۵۹×۵۷ میٹر کو تین میل بیان فرماتے ہیں ۔ اور پھر اس پر تمسخر اڑانے کی کوشش کی ہے ۔ معلوم نہیں ۵۹ × ۵۷ میٹر تین میل کیسے ہوئے ۔ اگر قدوس انجنیر صاحب کا مبلغ علم اتنا ہی ہے تو خدا ان کی حالت پر رحم کرے ۔ پبلک کی اطلاع کے لئے یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ احاطۂ مسجد قریباً ۶۳ × ۴۰ میٹر ہے ۔ تاکہ آئندہ کے لئے مسجد کے رقبہ وغیرہ کے متعلق کسی کو سوال کی ضرورت پیش نہ آئے ۔

میناروں پر اذان کا قصہ

مسجد کے میناروں اور اذان کا قصہ بھی کئی بار اخبارات میں دہرایا جا چکا ہے ۔ میناروں پر اذان نہ کبھی ہوئی اور نہ اس کی ضرورت محسوس ہوئی ۔ پروفیسر صاحب نے نہیں لکھا کہ میناروں سے اذان ہوا کرتی ہے ۔ عیدین کی نمازیں جمعہ کی جماعت اور پنجوقتہ نماز کا انتظام ہے یہ قدوس صاحب کی صریح غلط بیانی ہے کہ عیدین کے علاوہ مشکل سے جمعہ کی نماز ہوتی ہے ۔

لیکچروں کا انتظام

شروع شروع میں جب پروفیسر صاحب برلن آئے تو کچھ عرصہ ہفتہ وار لیکچروں کا سلسلہ رہا ۔ اور پروفیسر صاحب کی رپورٹ بھی اسی وقت کی لکھی ہوئی ہے ۔ ازاں بعد لیکچرار نہ ملنے کی وجہ سے مہینہ میں ایک بار لیکچر ہوتا رہا جس کی وجہ یہ بھی تھی کہ پبلک بار بار ایک ہی لیکچرار کے لیکچر سننا پسند نہیں کرتی تھی ۔ اب قریباً ڈیڑھ سال سے مہینہ میں دو بار لیکچر ہوتے ہیں ۔ اس کے علاوہ دوسری سوسائٹیوں میں بھی امام کے لیکچر ہوا کرتے ہیں ۔ جبکہ کوئی سوسائٹی اس کے متعلق استدعا کرے ۔

قدوس صاحب کا ایک اور بے معنی اعتراض

رسالہ اور دیگر ٹریکٹ کثیر تعداد میں ہمیشہ مفت تقسیم ہوتے رہے اور اب بھی ایسا ہی ہوتا ہے ۔ مسجد مسلمانوں کے لئے ہمیشہ کھلی ہے ۔ کاش مسلمان مسجد کی طرف متوجہ ہوں ۔ البتہ غیر مسلموں سے جن کی نظر ہمیشہ عمارت کی طرز ساخت تک ہی محدود رہتی ہے ۔ کچھ پیسے لے لئے جاتے ہیں اگر شاہی مسجد لاہور اور جامع مسجد دہلی میں پیسے لئے جاتے ہیں تو یورپ میں یہ طریق کیوں قابل اعتراض ہے ۔ جبکہ وہاں کا دستور ہی ٹکٹ کے ذریعہ داخلہ کا ہو ۔ (باقی بر صفحہ ۸)

ملانوں کے وعظ

مولانا عبدالمجید قرشی مدیر ایمان کا بیان ہے کہ انہیں مسلمانوں کے ایک عظیم الشان جلسے میں شریک ہونے کا اتفاق ہوا تین روز تک علمائے کرام کے وعظ ہوئے - امرتسر - لاہور - کپورتھلہ اور قصور کے مشہور و معروف عالمان دین تشریف لائے ہوئے تھے اور ان میں سے ہر شخص کی چال ڈھال - وضع قطع اور گفتگو کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ صحابہ کرام کے بعد جانشینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فخر اگر حاصل ہو سکتا ہے تو انہی نفوس قدسیہ کو -

---

لیکن پورے تین روز کے جلسوں میں جن مسائل پر ان علم و فضل اور تقویٰ و طہارت کے "قبوں" نے تقریریں فرمائیں ان کی تفصیل یہ ہے :-

(۱) مقتدی امام کے پیچھے الحمد نہ پڑھیں (۲) بلند آواز سے آمین نہ کہی جائے - (۳) رفع یدین نہ کیا جائے (۴) تقلید ضروری ہے - (۵) مردے سنتے ہیں (۶) اولیا کی کرامت برحق ہے (۷) وہابی رسول اللہ کا ادب نہیں کرتے (۸) میلاد میں قیام کرنا اور مردوں سے مدد مانگنا جائز ہے - (۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمت بے مثال ہے -

---

حنفی علماء کرام نے ایک شخص کے سوا صرف ان مسائل پر وعظ فرمایا حاضرین بیحد خوش تھے کہ آج "وہابیوں" کے قلعے سرنگوں ہو گئے - ابن سعود کو بھی اب حجاز میں پناہ نہیں مل سکتی - اس سے اگلے روز اہلحدیث کے بھی علماء آگئے ان میں سے بھی ہر شخص کتاب و سنت کا مجسم قبرستان تھا - انہوں نے اپنے جلسے الگ کئے اور قرآن و حدیث کی رو سے دنیا پر ثابت کر دیا کہ حنفی علماء نے جو کچھ کہا وہ سب غلط تھا -

برادران اسلام ملاحظہ فرمایا یہ ہیں ہمارے جلسے یہ ہیں ہمارے علمائے کرام اور یہ ہیں ان کے مواعظ حسنہ مسلمانوں کی جہالت - مسلمانوں کا افلاس - مسلمانوں کی محکومی - مسلمانوں کی قرضداری - کسی شے سے انہیں واسطہ نہیں - ان کو مرغن مال اور سبحان اللہ کہنے والے حاضرین چاہئیں - فانا للہ وانا الیہ راجعون -

---

پنجاب کے علماء کرام کی حالت ملاحظہ فرمالی - اب ذرا صوبہ متحدہ کے ملائکہ ارضی کے "حدود اربعہ" کا مطالعہ فرمائیے - روہیلکھنڈ کے ایک مولوی ہیں - جو عالم بھی ہیں اور حکیم بھی ہیں - لیکن علم سے کورے - جہالت میں طاق - نیم حکیم خطرۂ جان ہوتا ہے اور نیم ملا خطرۂ ایمان - یہ خدا کے فضل و کرم سے خطرۂ جان بھی ہیں اور خطرۂ ایمان بھی - اپنا نام "بیڈھب" بتاتے ہیں - اور اسی نام سے ان کے وعظوں کا اعلان ہوتا ہے - چند روز ہوئے نجیب آباد میں تشریف لائے تھے - چونکہ آپ لہک لہک کر گاتے ہیں اور لپک لپک کر تقریر کرتے ہیں - اس لئے جہلا کثرت سے شریک ہوتے ہیں -

---

نجیب آباد میں آپ کے تین چار وعظ ہوئے اور تینوں کا موضوع شریف یہ تھا - کہ قرآن مجید کو کوئی شخص سمجھ نہیں سکتا - اور اس اچھوتے موضوع کی دلیل یہ تھی کہ مسلمانو ! دیکھو یہ سامنے درخت کھڑا ہے - لوگوں نے کہا ہاں - مولوی صاحب نے فرمایا - تم بتا سکتے ہو - اس کی جڑیں زمین میں کس کس طرف کو اور کہاں کہاں پھیلی ہوئی ہیں - لوگوں نے کہا جی نہیں - اس پر مولوی صاحب نے گرج کر کہا تو کم بختو پھر قرآن شریف کو کون سمجھ سکتا ہے - لوگوں کی زبان سے بے اختیار نکلا سبحان اللہ واہ واہ - اور شیطان نے وسط آسمان سے پکارا - شاباش میرے شاگرد رشید ! بس یہی طریقہ ہے مسلمانوں کو چت کرنے کا - یہ بدنصیب جب تک قرآن مجید کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتے رہیں گے میرے پھندوں میں گرفتار نہیں ہو سکتے !

دروغ برگردن راوی - ایک نہایت معتبر شخص کا بیان ہے کہ پچھلے دنوں ابلیس کا یہ ایجنٹ شاہجہانپور میں بھی گیا تھا ایک روز ایک مسجد میں حضرت کا وعظ زور شور سے ہو رہا تھا اتفاق سے ان کے میزبانان عقیدتمند کی قوت شامہ ضرورت سے زیادہ حساس تھی انہوں نے محسوس کیا کہ مولوی صاحب کے دہان مبارک سے ایک خاص قسم کی "خوشبو" آرہی ہے اور تمام صحن مسجد کو معطر کر رہی ہے انہوں نے سوچا کہ جس شے کی یہ "خوشبو" ہے وہ مولوی صاحب کے ٹرنک میں ضرور ہو گی - یہ سوچکر وہ جوتے بغل میں داب کر گھر پہنچے - اور مولوی صاحب کے ٹرنک مبارک کی تلاشی لی - کیا دیکھتے ہیں کہ شراب ناب کی ایک بوتل مبارک دلہن بنی ہوئی بیٹھی ہے -

---

میزبان یہ "مقدس اور خوشبودار" بوتل لئے ہوئے مسجد میں آئے اور تمام حاضرین کے سامنے بطور تبرک پیش کیا تمام حاضرین نے واعظ محترم پر جوتوں سے تعریف و توصیف کے ڈونگڑے برسائے اور اس خدمت کو سب سے زیادہ ان لوگوں نے ادا کیا جو واعظ موصوف کے میزبان اور سب سے زیادہ

مسجد ووکنگ (انگلستان) میں غائبانہ نماز جنازہ

مسجد ووکنگ میں مورخہ ۱۱ نومبر ۱۹۳۳ء کو اعلیٰحضرت نادر شاہ کی غائبانہ نماز ادا کی گئی۔ افغانستان کی تمام ہمسایہ حکومتوں اور ممالک کے نمائندے شریک ہوئے۔ نماز ادا کرنے والوں میں عربی وزیر، سفیر ایران متعینہ لندن اور سر آغا خاں کا نمائندہ بھی تھا بعد ادائے نماز ایک افغان مصنف مقیم لندن نے تاجدار شہید کے سوانح حیات بیان کر کے پرزور الفاظ میں تعریف و توصیف کی۔ افغان مصنف پر شاہ شہید کی شہادت کا المناک حادثہ بیان کرتے ہوئے رقت طاری تھی۔

(بقیہ صفحہ ۲)

خواہشمند غیر مسلم بڑے شوق سے ایک نہایت معمولی رقم ادا کرتے ہیں اور مسجد دیکھتے ہیں۔ البتہ جو غریب ہوتے ہیں یا جن کو اسلام کے مطالعہ کا شوق ہوتا ہے ان کو بغیر نقدی کے مسجد دکھلائی جاتی ہے اور مختلف سوالات کے جوابات بھی دیئے جاتے ہیں۔ داخلہ کی کل رقم مسجد کی ضروریات پر خرچ ہوتی ہے جس کا مکمل حساب رکھا جاتا ہے۔

قدوس صاحب نے اپنے مضمون کے آخر پر کہ آئندہ خط میں تحریری ثبوت اور عکسی تصاویر دکھلانے کا وعدہ کیا ہے۔ پبلک سے زیادہ ہم ان خطوط اور تصاویر کو دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔ والسلام

خاکسار

(میرزا عزیز الرحمٰن)

اسلامی کتب کا بہترین ذخیرہ

سیرت خیر البشر — مفصل سوانحعمری حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جسمیں ہر قسم کے اعتراضات کو رفع کیا گیا ہے۔ قیمت مجلد عہ غیر مجلد عہ

جمع قرآن — قرآن کریم کی جمع ترتیب اور اعتراضات کی تردید۔ قیمت مجلد عہ غیر مجلد ۱۲

النبوت فی الاسلام — نبوت۔ رسالت۔ محدثیت اور مجددیت پر مفصل بحث ہے قابل دید کتاب ہے۔ قیمت عہ

مقدمات القرآن — ہستی باری تعالیٰ پر کل آیات کو جمع کیا ہے قیمت ۶

حقیقۃ المسیح — ایک عیسائی کے چند سوالات کا جواب از روئے قرآن کریم و بائیبل۔ قیمت ۳

غلامی — اسلامی نقطہ خیال سے غلامی پر بحث۔ عیسائی معترضین کے مفصل جوابات۔ قیمت ۳

ابطال الوہیت مسیح — رد نصاریٰ میں عجیب رسالہ ہے قابل دید قیمت ۳

سوانحعمری حضرت مسیح موعود — حضرت مجدد اعظم کی مختصر سوانحعمری ۴

ویدوں کا بہشت — آریوں کے سورگ پر دلچسپ بحث ہے قیمت آٹھ آنے ۸

زینت خیالات — وہ تدابیر جن پر عمل پیرا ہو کر خواتین ترقی کر سکتی ہیں ۴

اسلام کیا ہے؟ — عام فہم سوالات و جوابات سے اسلام کے اہم مسائل کی فلاسفی بیان کی گئی ہے۔ قیمت ۴

رسالہ نماز — جس میں نماز کی حقیقت و فلاسفی اور احکام واضح کئے گئے ہیں قیمت ۸

رسالہ حج — جسمیں حج کی حقیقت و فلاسفی اور احکام واضح کئے گئے ہیں۔ قیمت ۶

تاریخ خلافت راشدہ — سوانح خلفائے راشدین جس میں ہر قسم کے اعتراضات کا جواب ہے قیمت مجلد عہ غیر مجلد عہ

مقام حدیث — ضرورت حدیث۔ تنقید حدیث اور جمع حدیث پر مفصل بحث۔ مجلد عہ غیر مجلد عہ

المسیح الدجال و یاجوج ماجوج — قرآن مجید اور احادیث سے استدلال کہ موجودہ یورپین اقوام ہی یاجوج ماجوج ہیں۔ قیمت ۴

محمد مصطفےٰ — مختصر سوانحعمری حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم۔ قیمت ۵

شناخت مامورین — جس میں مامورین من اللہ کے پرکھنے کے نشانات درج کئے گئے ہیں ۳

عصمت انبیاء — قرآن کریم سے جملہ انبیاء کی بے گناہی ثابت کی گئی ہے۔ قیمت ۹

تسہیل القرآن — جس میں قرآن شریف پڑھنے کے تمام قواعد مکمل و مفصل درج ہیں ۴

مسئلہ تقدیر — تقدیر کے مسئلہ کی اصل حقیقت واضح کی گئی ہے۔ قیمت ۶

ادعیہ — قرآن و احادیث کی مختلف دعائیں مع ترجمہ اردو۔ قیمت ۲

تربیت — مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت کے اصول قرآن و احادیث سے۔ قیمت ۵

ولادت مسیح — اس کتاب میں آیات قرآنی و احادیث اور اناجیل سے روز روشن کی طرح ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح انسانی باپ سے پیدا ہوئے تھے۔ ۱۰۲ صفحات کی کتاب قیمت ۸

رسالہ روزہ — جس میں روزہ کی حقیقت اور فلاسفی اور احکام واضح کئے گئے ہیں قیمت ۴

رسالہ زکوٰۃ — جس میں زکوٰۃ کی حقیقت و فلاسفی اور احکام واضح کئے گئے ہیں قیمت ۳

محصولڈاک بذمہ خریدار:۔ پتہ

دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح میں اشتہار دینے والے کیوں کامیاب ہیں؟

(۱) اس لئے کہ یہ اخبار ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں کثرت سے جاتا ہے اور اس کا حلقہ اشاعت وسیع ہے۔ (۲) اس اخبار کے ناظرین زیادہ تر تجارت پیشہ اور اعلیٰ طبقہ کے اصحاب ہیں۔ (۳) اس اخبار کے اشتہار کو اس کے ناظرین قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ (۴) اس اخبار کی اجرت کم اور فائدہ زیادہ ہے (۵) مستقل اشتہار دینے والوں اور پیشگی اجرت بھیجنے والوں کو خاص رعایت۔ (مینجر اشتہارات پیغام صلح لاہور)

درد عرق النساء ہو

درد ریح ہو یا رینگن واہ ہو۔ جوڑوں کا درد ہو۔ پٹھوں کا ہو۔ پنڈلیوں میں ہو یا کمر میں ہو۔ ایڑی میں ہو یا انگوٹھے میں غرضیکہ کوئی جسمانی درد ہو ان کے لئے بلانیٹس لینامنٹ۔ ایک بڑی

مفید اور زود اثر چیز ہے مستقل آرام دیتی ہے پرانے سے پرانا درد اس کے استعمال سے دور ہو جاتا ہے۔ ہر دوا فروش سے مل سکتا ہے۔ اگر نہ ملے تو بعہ معہ خرچہ بھیجکر مندرجہ ذیل پتہ سے منگوالیں۔

Blonnette Co:
78, Dhahoo Street
Bombay No: 9

ناظرین کرام

خط لکھتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۰

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصُّلْحُ خَيْرٌ

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیارپوری

جلد ۲۱ | لاہور - یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۴ شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۶۷

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

حمد

تکلم ترا آبشاروں میں پنہاں! ترنم ترا جوئباروں میں پنہاں
ترا رنگ رخ لالہ زاروں میں پنہاں تری خندہ روئی بہاروں میں پنہاں

ہے غنچوں کے لب پر تری مسکراہٹ
ستاروں کے رُخ پر تری جھلملاہٹ

ترا نور شمع فروزاں میں پیدا ترا حسن ماہِ درخشاں میں پیدا
تری شوخیاں برق خنداں میں پیدا تری گونج ابر بہاراں میں پیدا

گلوں میں نفاست تری آشکارا
صبا سے لطافت تری آشکارا

تری دلربائی حسینوں میں پنہاں ترے عشق کی آگ سینوں میں پنہاں
ترا ذوقِ سجدہ جبینوں میں پنہاں ترا نام دل کے نگینوں میں پنہاں

تری ناخدائی سفینوں میں یارب
تری لامکانی مکینوں میں یارب

سالانہ جلسہ

کے متعلق احباب کو اطلاع

(۱)

ہر سال بعض محب نقدی اجناس کی صورت میں اخراجات جلسہ سالانہ میں مدد دیا کرتے ہیں ان کی خدمت میں التماس ہے کہ حسب معمول اپنی امداد کے متعلق دفتر کو اطلاع دیں کہ وہ کیا جنس کس قدر مقدار میں دینگے۔

(۲)

مقامی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ آنیوالے اصحاب کی فہرستوں سے پتہ دیں جہاں جماعتیں نہ ہوں وہاں کے احباب فرداً فرداً اطلاع دیں۔

(۳)

سالانہ اجتماع کے موقعہ پر بعض شکایات پیدا ہوجایا کرتی ہیں انتظام کو سہل و بہتر بنانے کے لئے جو صاحب کوئی تجویز بتلائیں گے ان کے منتظمین شکرگزار ہونگے جن احباب سے قبل اس کے متعلق دفتر

جلسہ سالانہ

کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ضروری مکتوب

برادران کرم - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

انجمن کا سالانہ جلسہ اس دفعہ ماہ رمضان میں آتا ہے اور مجلس منتظمہ نے باہر کے احباب سے رائے لینے کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ جلسہ حسب معمول انہی ایام میں ہونا چاہئیے یعنی ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر۔ بعض احباب یا جماعتوں نے جلسہ کے التوا کو ترجیح دی تھی۔ مگر ان کی تعداد تھوڑی تھی۔ اور کثرت رائے بیرونی احباب کی یہی تھی کہ جلسہ حسب معمول ہونا چاہئیے رمضان میں جلسہ کے خلاف جن احباب کی رائے ہے ان کا دارومدار صرف اس بات پر ہے کہ رمضان کی وجہ سے بعض اصحاب کو تکلیف ہوگی اور بعض شاید ایسے بھی ہوں جو اس تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے جلسہ میں شامل نہ ہوں۔ تکلیف کا خیال تو صحیح ہے سفر خود موجب تکلیف ہے اور رمضان کی وجہ سے وہ تکلیف اور زیادہ ہوگی۔

رمضان میں قومی اجتماع کے فوائد

لیکن اس کے بالمقابل ہمارے سامنے نمونہ ان پاک بزرگوں کا ہے جنہوں نے رمضان کے مہینہ میں بڑی مشقت کے سفر کر کے لڑائیاں تک کیں۔ جنگ بدر جو آنحضرت صلعم کی سب سے پہلی جنگ تھی اور یہ ماہ رمضان میں ہوئی۔ اور مدینہ سے نکلنا دن کے سفر پر ہوئی۔ اور آج تو نہ سامنے کوئی جنگ ہے نہ سفر کی وہ صعوبتیں ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ رمضان کا جلسہ زیادہ برکات کا موجب ہوگا۔ کیونکہ رمضان کا مہینہ عبادات کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں جس قدر زیادہ احباب کا اجتماع ہوگا اسی قدر زیادہ بابرکت ہوگا۔ اجتماع کی ایک برکت، اجتماع میں دعا کی دوسری برکت۔ اس اجتماعی دعا کا اس مہینہ میں اٹھنا جو قبولیت دعا کا مہینہ ہے تیسری برکت۔

جلسہ سالانہ کی اہمیت

مجھے امید ہے کہ ہمارے احباب ان برکات کے حاصل کرنے میں کسی تکلیف یا مشقت یا خرچ کے خیال کو مانع نہ ہونے دیں گے۔ ان ایام میں ویسے بھی آمد و رفت میں ریل کے کرایہ میں خاص تخفیف ہوتی ہے۔ اور اب تو تھرڈ کلاس کے کرایہ میں ریلوے نے ویسے بھی خاص طور پر کمی کر دی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت سلسلہ کی مخالفت اپنی پوری قوت پر ہے اور ضرورت یہ ہے کہ احباب جمع ہو کر ان تجاویز پر غور کریں جن سے ہم جماعت کی ترقی میں تیز قدمی پیدا کر سکتے ہیں۔ اور اس کام کو وسعت دے سکتے ہیں۔ بلکہ اس عظیم الشان مقابلہ میں جو اس وقت ہماری قوم کو درپیش ہے اس اجتماع کے ذریعے سے ایک دوسرے سے قوت حاصل دوسرے کی قوت کا موجب بنیں۔ ہمارے مخالف ... ہمیں ... دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور اگر ہم نے ... سمجھ کر اس میں شمولیت سے سستی برتی ... کے عین مرکز میں ہو رہا ہے ... کا رکے لحاظ سے کمزوری آئے تو ان کے حوصلے اور بڑھیں گے۔ اور مخالفت زیادہ ہوگی۔ اگر ہم مخالفت کو کمزور کرنا چاہتے ہیں تو اس کا علاج اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم پہلے سے دو چند سہ چند تعداد میں شامل ہوں۔ اور مخالفت کی پیٹھ کو توڑ دیں۔

احباب سے پہلی درخواست

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کا واقعہ ہے کہ ایک شخص اس وقت جب دشمن کی فوج سامنے تھی خوب اکڑ کر چل رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ چال خدا کے نزدیک بہت ناپسندیدہ ہے مگر اس وقت یہ خدا کی نگاہ میں بہت محبوب ہے۔ کیونکہ اس لئے کہ دشمن سامنے تھا۔ اور اس پر رعب ڈالنا خدا کے نزدیک پسندیدہ امر تھا۔ پس میری اپنے احباب سے پہلی درخواست یہ ہے کہ وہ آج اس خطرناک مخالفت کی جس کا مرکز یہی شہر لاہور ہے۔ پیٹھ توڑنے کیلئے اپنی پوری قوت کے ساتھ جلسہ سالانہ میں جمع ہوں اور جو احباب پہلے طرح طرح کے عذر بنا کر پیچھے رہ جاتے ہیں وہ بھی سمجھ لیں کہ آج ان کا پیچھے رہنا مخالفت کی جرات کو بڑھانا اور ایک رنگ میں اس کو قوت دینا ہے۔

دوسری درخواست

دوسری درخواست جو اسی ذیل میں میں اپنے احباب سے کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اس وقت ہمیں اپنا جلسہ نہ صرف ظاہری لحاظ سے کامیاب بنانے کی ضرورت ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور حقیقی ضرورت اس کو کام کے لحاظ سے کامیاب بنانے کی ہے۔ اس سے پیشتر بھی خدا کے فضل سے ہمارے جلسہ کی یہ ایک خصوصیت رہی ہے کہ گو تعداد کے لحاظ سے ہم تھوڑے آدمی ہوتے ہیں۔ لیکن یہ تھوڑے سے آدمی ایثار کے گویا مجسمے ہوتے ہیں۔ کہ بڑی بڑی قوموں سے بڑھ کر کام کر دکھاتے ہیں۔ اور جب لوگ ہمارے کام کو دیکھتے ہیں تو وہ باور نہیں کر سکتے کہ یہ اس قدر چھوٹی جماعت کا کام ہے تو اس وقت مخالفت کو کمزور کرنے کے لئے اور بھی زیادہ قوت سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعت میں ایک حصہ احباب کا تو وہ ہے کہ جماعت کو قوت دینے کے لئے دیوانہ وار کام کرتے ہیں۔ مگر کاش سب دوستوں میں یہی روح ہوتی۔

مالی قربانیوں کی ضرورت

بہت سے ایسے دوست ہیں کہ ان کے سامنے ایک تحریک رکھی جائے تو آج سے کل اور کل سے پرسوں کرتے سارا وقت گزار دیتے ہیں۔ اس وقت ہمارے سامنے ایک مہینہ کا کام ہے اور اگر ہم سب کے سب اس وقت خدمت اسلام کے کام کو قوت پہنچانے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں تو مجھے یقین ہے کہ ہماری قوم کا بہت سا بوجھ ہلکا ہو سکتا ہے۔ جلسہ کے موقعہ پر آپ کو اپنی ذاتی مالی قربانیوں کا نمونہ دکھانا ہوگا۔ مگر جلسہ سے پیشتر ایک مہینہ کے لئے اپنے وقت کی قربانی کا نمونہ دکھائیں۔

فوراً کام شروع کردو

میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ ہر جماعت میں دو دو تین تین آدمیوں کا ایک جتھہ بن کر جہاں تک ممکن ہو اپنے اپنے شہر میں پھر نکلیں اور جہاں جماعتیں نہیں وہاں اکیلے اکیلے احباب اس کام کو اپنے ذمہ لیں۔ مگر اس میں کامیابی کی صورت صرف یہی ہے کہ جماعت کا ہر ایک فرد اس بات کو اپنا فرض سمجھے کہ اس نے اس ذریعہ سے قوم کے خزانہ میں کچھ اضافہ کرنا ہے مرد بھی اور خواتین بھی بوڑھے بھی اور نوجوان بھی اس اخبار کے ہاتھ میں آتے ہی اس کام کو فوراً شروع کر دینا چاہئیے۔ اور روزانہ ایک ایک دو دو گھنٹے اس کام کے لئے وقف کر دینے چاہئیں۔ یہ دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نصرت ہے۔ اور میری دعا ہے۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ

والسلام

محمد علی

بقیہ صفحہ

امرتسری وہابی اور نزول مسیح

اسی اخبار کے صفحہ ۱۴ پر بجواب سوال نمبر ۲ امرتسری وہابی لکھتا ہے کہ:-

"حضرت مسیح کا تشریف لانا قرآن میں اشارتاً اور حدیثوں میں صراحتاً آیا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ عیسیٰ نبی اللہ آئیں گے"

لیکن وہابی صاحب نے وہ اشارۃً والی آیت پیش نہ کی۔ تاکہ مستفسر اور ناظرین اخبار کو ان کے علم قرآن کا پتہ لگ جاتا۔ صحیح مسلم کے مطابق وہابی صاحب کا مذہب یہی ہے کہ بعد خاتم النبیین ایک پرانا نبی آئے گا۔ گویا آخری نبی یعنی آنحضرت کے بعد ایک نبی کا آنا وہابیت کے اصول میں داخل ہے اس حساب سے وہابی اور قادیانی ہر دو ایک پلیٹ پر نظر آتے ہیں جو حضرت نبی کریم کے بعد نئے یا پرانے نبی کا آنا مانتے ہیں۔

سوہدروی وہابی کا افترا

سوہدروی وہابی نے جو وہابیت کے پانچوں سواروں میں شامل ہونے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہا ہے۔ اپنے اخبار ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں لکھا تھا۔ کہ امرتسری وہابی کو ڈھولن تحصیل تصور کے جلسہ تبلیغ پر مدعو کیا گیا تھا لیکن اس نے عدیم الفرصتی کا بہانہ کر دیا باوجود اس کے وہاں کے وہابیوں نے اس کا نام اشتہار میں درج کر دیا۔ اس پر اس نے اپنے اخبار میں لکھا کہ "ڈھولن تحصیل تصور کے اشتہار میں میرا نام لکھا ہے مجھے نہ دعوت آئی ہے نہ میں جا سکتا ہوں ناظرین مطلع رہیں۔ اس خط و کتابت سوہدروی وہابی نے امرتسری کا "تجاہل عارفانہ" کے ہیڈنگ سے شائع کیا۔ اب اس کے جواب میں امرتسری صاحب تازہ اخبار میں لکھتے ہیں کہ:-

"مولوی محمد علی صاحب نے اپنی دعوت میں موضع ڈھولن نہیں لکھا تھا بلکہ صرف اتنا لکھا تھا کہ ہم جلسہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ آیئے۔ اس لئے یہ خیال نہ آیا کہ ڈھولن میں وہی جلسہ ہے جس کی دعوت مولوی محمد علی صاحب نے دی ہے۔ پس اصل حقیقت اس کی اتنی ہی ہے باقی جو کچھ (سوہدروی وہابی نے) لکھا ہے سب افترا ہے" (صفحہ ۱۰-الحدیث)

ماموریت اور مہدویت کے ادعاؤں پر ایک سرسری نظر

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

ایک خط

شیخ غلام محمد کے رسالہ میں ذیل کا خط ایک "معزز رکن مجلس معتمدین" کی طرف منسوب کیا گیا ہے اگر یہ خط درحقیقت ہمارے کسی دوست کا ہے تو میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس دوست کو اور دیگر احباب کو چند موٹی موٹی باتوں کی طرف توجہ دلاؤں۔ خط مذکور میں یہ لکھا گیا ہے:۔

"مجھے ہمیشہ سے اخوان لاہور کی نسبت باوجود معتقدات میں صحیح راہ پر ہونے کے یہ شکایت ہے کہ یہ لوگ ارباب الہام سے متنفر اور انکو سبک نظروں سے دیکھتے ہیں ...... میں ہرگز دونوں احمدی جماعتوں کے بزرگوں کی مانند موجودہ رفتار پر قانع یا اسکو کافی یقین نہیں کرتا۔ بلکہ مجھے حیرت ہے کہ قدرت ثانی کی ہمعیت کو دونوں بھول کر کسی کنوئیں میں جا گرے ہیں۔ نہ ہی میں میاں صاحب کو فرزند موعودؑ اور قدرت ثانی خیال کرتا ہوں اور نہ ہی مولوی محمد علی صاحب یا انکے ہم خیالوں کی مانند آئندہ صدی پر اس کو ٹال رکھتا ہوں تاکہ کوئی اور مامور نہ ماننا پڑے بلکہ میں تو حضرت مرزا صاحب کو اپنے وقت میں دنیا میں انقلاب کرکے دکھانیوالی ہستی یقین کرتا ہوں۔ اور چونکہ محمد الرسول صلعم کا ثانی کوئی دارین میں نہیں اسلئے انکی مماثلت بھی کسی کو نصیب نہیں۔ ان کی مانند صرف بیس سال کے عرصہ میں دنیا کو فتح کر لینا ناممکن امر ہے۔ مگر یہ تو سچ ہے کہ فتوحات آپکے بعد ہوئیں اس لئے بجائے بیس سال کے مرزا صاحب کے چالیس سال بعد تو فتوحات کا ہو جانا لازمی امر ہے۔"

"معزز رکن" کا مطلب

اس بزرگ کا خیال ایسا معلوم ہوتا ہے کہ:۔

(۱) کہ ہماری جماعت ملہمین سلسلہ سے کوئی بدسلوکی کرتی ہے یا ان کو تنفر اور سبکی کی نظروں سے دیکھتی ہے۔

(۲) کہ ہم اپنی طرف سے کوئی بات بناکر مامور کے آنیکو آئندہ صدی پر ٹال رہے ہیں

اصل مصیبت اور اس کا علاج

میں اس بزرگ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم نے ملہمین سلسلہ کے متعلق کوئی خاص مسلک تجویز نہیں کیا۔ ہم نے اگر کبھی ملہمین نہیں بلکہ مدعیان ماموریت کے متعلق کچھ کہا ہے تو اسی امام وقت کا ارشاد نقل کیا ہے جسکو ہم سب خدا کا مامور مانتے ہیں اور اس صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو سچا خواب آئے یا الہام ہو ہمیں اس سے انکار نہیں لیکن یہ مصیبت حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے شروع ہو گئی تھی کہ جسکو ایک دو خواب آگئے یا دو چار الہام ہو گئے اس نے انکی بنا پر اپنے تقدس اور بڑائی کی عمارت بنانی شروع کر دی یا امام وقت ہونیکا مدعی ہو گیا اور جماعت میں تفرقہ کی بنیاد رکھ دی۔ انہی لوگوں کے علاج کیلئے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی لکھی۔

کتاب حقیقۃ الوحی کے چند اقتباسات

جس کی ابتدا ہی ان الفاظ سے ہوتی ہے کہ:۔

"مجھے اس رسالہ کے لکھنے کیلئے یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اس زمانہ میں جس طرح اور صدہا طرح کے فتنے اور بدعتیں پیدا ہو گئی ہیں اسی طرح یہ بھی ایک بزرگ فتنہ پیدا ہو گیا ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے بےخبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔"

اس کے بعد کی میں صرف چند عبارتیں نقل کرتا ہوں:۔

"ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو"

"اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجے میں گرفتار ہیں۔ مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کرکے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں"

"بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام انکے جو ان کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں ان کی بنا پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں"

"بعض کم فہم لوگ ایسے لوگوں کی وجہ سے ابتلا میں پڑتے ہیں خصوصاً جب وہ دیکھتے ہیں کہ مثلاً زید اپنی خواب اور الہام پر بھروسہ کرکے بکر کو جو ایک دوسرا ملہم ہے کافر ٹھیراتا ہے اور خالد جو تیسرا ملہم ہے ان دونوں پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے ہو... تو ایسے تناقض اور باہمی تکذیب اور انکار کو دیکھ کر وہ لوگ سخت ٹھوکر کھاتے ہیں"

ہم حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کے پابند ہیں

ہم حضرت مسیح موعود کے ان صریح ارشادات سے آگے نہیں نکلتے اور غالباً آپ اس کو ملہمین کی تحقیر قرار نہ دیں گے۔ ہم کو اگر سچے ملہمین سے تنفر ہوتا تو حضرت مسیح موعود کو کیوں قبول کرتے جو ملہمین کے سرتاج ہیں۔ لیکن جس فتنہ سے حضرت مسیح موعودؑ نے ڈرایا ہے اس سے آپ کو بھی ڈرنا چاہیے۔ ملہمین کی تحقیر کے خوف سے بچتے بچتے کہیں حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کی تحقیر نہ ہو جائے۔ ہمیں کسی کے خواب یا الہام سے کوئی سروکار نہیں۔ نہ ہمیں محمد رسول اللہ صلعم نے یہ حکم دیا کہ تم لوگوں کے خوابوں اور الہاموں کو مانا کرو نہ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ حکم دیا۔ اگر کوئی ملہم ہو تو اپنی جگہ، خواب بین ہو تو اپنی جگہ، کسی کا تعلق خدا سے ہو تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ لیکن امامت کا دعویٰ ہو ماموریت کا دعویٰ ہو، نبوت کا دعویٰ ہو اس سے حضرت صاحب نے خود ڈرایا ہے۔

اور پھر یہ بھی بتا دیا ہے کہ میری جماعت کے اندر ایک بیماری پیدا ہو رہی ہے کہ ایسا دعویٰ کرنیوالے ایک نہیں بلکہ کئی ہونگے۔ چنانچہ آج ہمارے سامنے نبوت و مجددیت اور امامت اور فرزندیت اور قدرت ثانیہ کے مدعی آٹھ ظاہر ہو چکے ہیں

مدعیوں کی طویل فہرست

اس میدان میں گوئے سبقت تو مولوی عبداللہ صاحب تیماپوری لے گئے ہیں جو سب سے پہلے مدعی امامت و مہدویت ہوئے۔ پھر ان کے بعد مولوی یار محمد صاحب وکیل نورپور ہیں وہ بھی فرزند موعود اور یوسف موعود اور امام الوقت ہونے کے مدعی ہیں۔ پھر یہ سلسلہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ میر عابد علی شاہ صاحب۔ عبداللطیف گناچوری۔ نبی بخش پنشنر سارجنٹ۔ حکیم ظہیر الدین اروپی۔ احمد نور کابلی کوئی نبوت کا مدعی بنتا ہے کوئی ماموریت کا کوئی مہدیت کا کوئی مصلح موعود ہونے کا وغیرہ۔ اور گذشتہ تین سال میں دو اور مدعی اس میدان میں نکلے ہیں۔ یعنی مولوی محمد فضل چنگوی اور شیخ غلام محمد۔

ایک قابل غور بات

ان میں سے چھ مدعی امامت تو اسوقت بھی موجود ہیں جو سب ایک ہی منصب کے مدعی ہیں۔ آپ کا اگر ارباب الہام سے تنفر اور ان کی سبکی سے یہ منشا ہے کہ جب کوئی شخص منہ سے کہدیا کرے کہ میں ملہم ہوں۔ میں امام وقت ہوں۔ میں مصلح موعود ہوں میں مہدی ہوں تو ہمیں ڈر جانا چاہیے کیونکہ ناممکن نہیں کہ یہ شخص سچا ملہم ہو تو کیا آپنے اس پر بھی غور فرمایا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ آٹھوں ہی سچے ہوں؟ آخر اس شخص کو بھی جو کسی کو مامور ماننے کیلئے مضطرب ہے۔ یہ تو ماننا پڑے گا کہ ان آٹھ میں سے دعوئے ماموریت میں سات سچے نہیں۔

ایک خطرناک بیماری

اور جب سات ماموروں اور امام الوقت ہونیکے مدعیوں کا سچا ہونا ناممکن ہے تو آٹھویں کا سچا ہونا ناممکن کیوں نہیں؟ اب ہم ڈریں تو کس سے ڈریں یا سب سے ڈرتے ہیں اور کل کو جو اور ایسے ہی اٹھ بیٹھیں پھر ان سے بھی ڈرنا ضروری ہوگا کیونکہ یہ بیماری تو ترقی پر ہے۔ ابھی گذشتہ تین سال میں یہ دو اور ڈرانے والے کھڑے ہو گئے۔ اور جب پہلے مدعیوں کو کچھ نہ کچھ ڈرنیوالے مل جاتے ہیں تو نئے مدعیوں کی حوصلہ افزائی ہوگی اور یقیناً اور پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔

ہم الہام کی تحقیر نہیں کرتے

میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم ہرگز محض الہام کی کوئی تحقیر نہیں کرتے میں ذاتی طور پر ان میں سے بعض اصحاب کی جیسے میر عابد علی شاہ بدوملی والے اور بعض اور اصحاب کی عزت کرتا ہوں مگر ان کے دعویٰ کے معاملہ میں جسے میں حضرت صاحب کی تحریرات کے خلاف اور سلسلہ کے لئے نقصان رساں اور خدمت اسلام کے کام سے دور کرنیوالا دیکھتا ہوں۔ صفائی سے یہ باتیں کہہ بھی دیتا ہوں اور ڈرتا نہیں۔ ابھی ان میں سے دو کی جو سب سے پیچھے اس میدان میں داخل ہوئے ہیں۔ باہم جنگ تو شروع ہو چکی ہے اور وہ ایک دوسرے کو جھوٹا قرار دے رہے ہیں یعنی مولوی محمد فضل صاحب اور شیخ غلام محمد اور یہ تو ایک دوسرے سے نہیں ڈرتے مگر تعجب ہے کہ ہمارے ایک دو بھائی یہ مشورہ دیتے ہیں کہ ہم ان دونوں سے ڈریں۔ نہیں بلکہ ان کے ساتھ جو چار اور ہیں ان سے بھی ڈریں اور جو آئندہ پیدا ہوتے جائیں ان سے بھی پہلے ہی ڈرتے رہیں۔

غلام محمد کی حرکتیں

جس شخص کی حمایت میں ہمارے بزرگ دوست نے بالخصوص نصیحت کی ہے اس کی حالت بھی سن لیجئے۔ اس شخص نے پہلے ۱۹۳۱ء میں یہ دعویٰ کیا کہ وہ مہدی اور مصلح موعود اور امام وقت اور دابۃ الارض ہے۔ چار پانچ ماہ بعد ان سب دعاوی سے توبہ کی ان کو اپنے جنون اور بگڑے ہوئے دماغ کا نتیجہ بتایا جو گالیاں دی تھیں ان سے توبہ کی۔ قریباً ڈیڑھ سال اس حالت میں گذارنے کے بعد جس کو وہ اب اپنی حالت حجاب بیان کرتا ہے۔ پھر یہ سب دعاوی کئے ہیں مگر دابۃ الارض ہونے کے دعویٰ کو چھوڑ دیا ہے۔

جناب "ناصح" سے ایک سوال

ہم اپنے بزرگ ناصح سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کا اس کے پہلے دعویٰ پر کیا خیال تھا۔ اس وقت آپ نے یہ نصیحت نہیں کی کہ اس کی مخالفت نہ کرنی چاہیے۔ لیکن اب جب پھر وہی اس کا دعویٰ ہے۔ اور وہی اس کا کام ہے اس کے رسالوں میں سوائے اس کے کہ انجمن کے بعض ارکان کو گالیاں دے اور حضرت صاحب کے الہامات میں سے ہر ایک منذر الہام کو ان کی طرف منسوب کرے، اور کچھ نہیں۔

کھلی ہوئی چالبازی

تو اب آپ ہی فرمائیے کہ اگر اس کے دعاوی امکانی طور پر منجانب اللہ ہو سکتے ہیں تو دابۃ الارض کا دعویٰ جو پہلے کیا تھا وہ اب کیوں چھوڑ دیا ہے۔ کیا صاف نظر نہیں آتا کہ پہلے اس نے جلدی میں یہ سمجھا کہ دابۃ الارض ہونا بھی کوئی خوبی کی بات ہے، اور بعد میں اسے سمجھ آگئی کہ یہ مقام اپنے لئے تجویز کرکے اس نے خود ہی اپنا زمینی کیڑا ہونا تسلیم کر لیا ہے۔ اس لئے اب دابۃ الارض کا دعویٰ چھوڑ دیا تو اس میں صاف چالبازی کا رنگ نظر آتا ہے۔

غلام محمد کے بیانات و اعلانات پر ایک نظر

اس کو بھی چھوڑ کر اس کے اپنے بیانات اور اعلانات پر غور کیجئے جو وہ یکے بعد دیگرے کرتا رہا اور پھر ۱۸ ماہ تک ان پر قائم رہا۔ اس شخص نے تین ماہ تک لگاتار مجھے خائن اور منافق اور بدترین انسان کہنے کے بعد پھر خود ہی لکھا:۔

"میرے اعلانات سے بہت سے دوستوں نے یہ ٹھوکر کھائی ہے اور وہ یہ ہے کہ گویا میرے نزدیک سب سے بدتر اور قابل مواخذہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور اس کے بعض اراکین اور میر مجلس صاحب ہیں ...... اصل حقیقت جسکی علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں اس انجمن اور اس کے اراکین کے عقائد مذہبی کو بالکل صحیح اور درست سمجھتا ہوں اور بالکل وہی عقائد خود رکھتا ہوں ..... عملی طور پر بھی تمام انجمنوں اور جماعتوں سے میں اس انجمن اور اس کے افراد کو سرگرم سمجھتا ہوں۔ اسی طرح انجمن کے موجودہ میر مجلس مولانا محمد علی صاحب کو جماعت احمدیہ لاہور کے کل افراد سے بلند اور بہتر جانتا ہوں ..... جماعت احمدیہ لاہور کے لئے ان سے بہتر کسی شخص کو عہدہ امارت کے لئے موزوں نہیں سمجھتا (پیغام صلح ۱۹۔ جون ۱۹۳۱ء)

غلام محمد کا اقرار جرم

پھر چند دن بعد ایک اور تحریر بھیجی جو پیغام صلح ۱۵۔ جولائی میں چھپ چکی ہے۔ اس میں لکھا ہے :۔

"اس حالت میں جس کو میں اپنی زندگی کی صحیح حالت سمجھتا ہوں۔ جب میں نے اپنے دعاوی اور اعلانات وغیرہ کو دیکھا ہے تو ان میں سے کسی کے لئے بھی دل کو حاضر اور قائم نہیں پاتا ...... خدا کے حضور اور آپ سب کے حقیقی مجرم ٹھیرتا ہوں"

"بیمار دماغ کے غلط تصورات"

پھر ایک تیسری تحریر اس سلسلہ میں بھیجی جو پیغام صلح ۴۔ اگست ۱۹۳۱ء میں طبع ہوئی ہے

"جو شخص احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا ممبر اور کارکن ہوا اور ساری عمر دل سے انجمن کا کام کرنیوالا ہو اس کے دل کے کسی پہلو میں انجمن یا اس کے کسی رکن اور حضرت امیر کے متعلق کوئی الزام نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ کوئی شخص چالاکی سے زندگی بسر کرتا ہو ..... میری طرف سے جسقدر الزامات حضرت امیر ایدہ اللہ یا انجمن اور اس کے کسی رکن کے متعلق نکلے ہوئے ہیں وہ میرے بیمار دماغ کے غلط تصورات ہیں جن کو میں اپنی موجودہ تندرست حالت میں اس بدنما شکل میں غلط سمجھتا ہوں اور میرا دل و دماغ ٹھیک اپنی تمام زندگی اور صحت کے ایام کی طرح حضرت امیر اور اراکین انجمن وغیرہ سب کے لئے محبت اور احترام سے بھرا ہوا ہے"

آخری اعلان

پھر ایک آخری اعلان ۱۵ اگست کو حسب ذیل عنوان کے ساتھ شایع کیا "حضرت امیر مولینا محمد علی صاحب پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور و حضرت خواجہ صاحب و دیگر اراکین انجمن پر میری طرف سے ہر قسم کے الزامات کی بریت" جس میں یہ لکھا ہے۔

"خاکسار کی طرف سے گذشتہ چند ماہ میں پے در پے نو اعلانات اپنی متغیر حالت جنون میں جسے میں نے اب واقعی دماغی عارضہ محسوس کر لیا ہے شایع کئے گئے تھے جنہیں میں اب اپنی موجودہ صحیح اور درست حالت میں دیکھتا ہوں تو بہت ندامت اور شرم اور تکلیف محسوس کرتا ہوں ...... میں اعلان کرتا ہوں کہ حضرت امیر مولانا محمد علی صاحب کی ذات گرامی و دیگر اراکین انجمن جس کے متعلق میری طرف سے جس جس قسم کا کوئی الزام یا کوئی ناگوار ذکر کیا گیا وہ سب ان سے بری ہیں اور وہ جملہ امور ایسے تھے جو میرے بیمار دل و دماغ کے بدنما تصورات تھے۔ میں نے اپنی ساری زندگی میں کبھی ان تمام بزرگوں کو غلط راہ پر قدم مارتے ہوئے یا کسی دنیادی لالچ میں کام کرتے ہوئے نہ محسوس کیا تھا اور نہ اب پاتا ہوں بلکہ انکے ارادوں کو بہت بلند دینی اور قومی تفکرات میں منہمک اور خدا کی راہ میں پہلے سے بہت خلوص سے کام کرتے ہوئے پایا ...... آخر میں یہ ذکر بھی صاف طور پر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میری اس عالت جنون میں احمدیہ انجمن اشاعت لاہور کی مجلس معتمدین نے جو فیصلہ میری طرف سے الزامات کی تردید کا کیا تھا وہ صحیح اور درست ہے"۔

بے مطلب نصیحت

اب ان چاروں تحریروں اور اعلانات کو ہمارے مکرم معترض دوست بغور پڑھیں اور دو دفعہ چار دفعہ پڑھیں اور غور کریں کہ ان تحریروں کے بعد پھر اس شخص کا وہی جھک مارنا وہی دعوے کرنا وہی گندے الزامات دوسروں پر لگانا اور دوسروں کی عیب شماری کو اپنا شغل بنانا کیا بتاتا ہے۔

اوّل۔ اس شخص نے کئی بیہودہ دعوے کئے اور اپنے آپ کو مامور ظاہر کیا پھر تین چار ماہ بعد اس سب کو اپنا پاگل پن قرار دیا اور دنیا میں اپنے پاگل پن کا خود اعلان کیا پھر اٹھارہ ماہ تک اسی پاگل پن کے اعلان پر قائم رہنے کے بعد پھر وہی دعاوی کئے سوائے اس کے کہ اب دابۃ الارض ہونے کے دعوے کا کوئی ذکر نہیں۔ ہمارے بزرگ ممبر صاحب اگر پہلی مرتبہ اس شخص کی مجنونانہ بڑوں پر ہمیں یہ نصیحت کرتے کہ اس کا انجام دیکھنا چاہیئے تو شاید اس میں کچھ وزن نہیں تو موزونیت تو ہوتی مگر جب وہ شخص خود ان دعاوی کو اپنا پاگل پن۔ اپنے بگڑے ہوئے دماغ کا نتیجہ قرار دے چکا ہے اور پھر ایک دو دن نہیں اٹھارہ ماہ تک ساری جماعت کو اپنے پاگل پن کا یقین دلاتا رہا تو اب یہ نصیحت کرنا کہ ہمیں اس شخص کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیئے انسانی سمجھ سے بالاتر بات ہے۔

دو صورتیں

آپ خوب غور فرمائیے کہ سوائے ذیل کی دو صورتوں کے آپ کوئی صورت قایم نہیں کر سکتے۔

۱۔ یا یہ شخص واقعی پہلے مجنون تھا پھر اس کا دماغ اٹھارہ ماہ تک درست رہا جیسا کہ اس نے خود اقرار کیا۔ اور اب پھر مجنون ہو گیا ہے۔ کیونکہ پھر وہی دعاوی ہیں جنہیں اس نے اپنے بگڑے ہوئے دماغ کا نتیجہ بتایا۔

۲۔ یا یہ شخص پہلے مجنون نہ تھا۔ مگر پھر بھی اپنے دعاوی میں اس کے سچا ہونے کا کوئی دور سے دور کا بھی امکان نہیں۔ اسلئے کہ اس نے خود اپنے آپ کو مجنون کہا جو صریح جھوٹ تھا اور اسکی تہ میں محض یہ چالاکی تھی کہ اس طرح دہوکہ بازی سے کچھ دن اور انجمن کی ملازمت میں کاٹ کر دفتر کے پتے اور ضروری کاغذات وغیرہ وہاں سے لے لے اور چونکہ دنیا میں بیوقوف بھی بہت ہیں اس لئے یہ بات کہ وہ خود پاگل پن کے اعلان پر ۱۸ ماہ تک قائم رہا لوگوں کو بھول جائے گی۔

کھلی ہوئی توہم پرستی

اس لئے ہمارے بزرگ دوست کا خیال کہ اس شخص سے ڈرنا چاہیئے کہیں سچ ہی یہ مامور ہی نہ ہو۔ بہت ہی کچا اور بودا خیال ہے اور یا اگر یہ حسن ظن پر مبنی ہے تو وہ حسن ظن توہم پرستی کی حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ دو حال سے یہ بات خالی نہیں یا یہ شخص مجنون ہے اور یا جھوٹا اور دہوکہ باز ہے اگر وہ اپنے اس اعلان میں سچا تھا کہ وہ مجنون تھا تو یقینا مجنون ہے اور اگر وہ مجنون نہیں تو پہلے بھی مجنون نہ تھا اور ۱۸ ماہ تک جھوٹ اور دہوکہ بازی سے کام لیتا رہا اس کے لئے کسی شرعی دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ یہ خود اس کے اپنے اقرار سے ثابت ہے ان لوگوں پر حیرت ہے جو اسقدر صریح بات کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

بے شرمی اور مکاری کی انتہاء

دوم:۔ اس شخص نے چند گندے الزامات مجھ پر اور بعض دیگر اراکین انجمن پر لگائے اور پھر خود ان الزامات کو جھوٹے قرار دیا۔ اپنے پاگل پن کا نتیجہ قرار دیا۔ اور اب پھر وہی الزامات دوہرا رہا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ اگر مجنون نہیں تو پرلے درجے کا بے شرم انسان ہے۔

جو انسان ایک دفعہ کسی پر الزام لگائے پھر خود اقرار کرے کہ میں نے یہ جھوٹ بولا تھا تو اگر اس میں ادنے درجہ کی شرم و حیا کا مادہ ہو تو وہ اس الزام کو کبھی نہ دوہرائے گا مگر اسکی پہلی مرتبہ کی تحریروں کو پڑھکر دیکھ لیجیئے اور اب دوسری مرتبہ کی تحریروں کو وہی الزامات بار بار یہ پہلے بھی دوہراتا رہا اور وہی الزامات اب بھی ہر ایک سامنے میں دوہرا رہا ہے اور ۱۸ ماہ تک درمیان میں خود اقرار کرتا رہا کہ

"خدا کے حضور اور آپ سب کے حقیقی مجرم ٹھیرتا ہوں"

"دل کے کسی پہلو میں انجمن یا اس کے کسی رکن اور حضرت امیر کے متعلق کوئی الزام نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کوئی شخص چالاکی سے زندگی بسر کرتا ہو"

"میرا دل و دماغ ...... حضرت امیر و دیگر اراکین انجمن وغیرہ سب کے لئے محبت اور احترام سے بھرا ہوا ہے"

"حضرت امیر مولینا محمد علی صاحب کی ذات گرامی و دیگر اراکین انجمن جس کے متعلق میری طرف سے جس قسم کا کوئی الزام یا ناگوار ذکر کیا گیا وہ سب ان سے بری ہیں"۔

"میں نے اپنی ساری زندگی میں کبھی ان تمام بزرگوں کو غلط راہ پر قدم مارتے ہوئے یا کسی دنیادی لالچ میں کام کرتے ہوئے نہ محسوس کیا تھا اور نہ اب پاتا ہوں"

اب یا تو یہ اس کے ۱۸ ماہ کے اعلانات سب جھوٹ تھے مکاری تھی۔ اور یا اگر ان میں صداقت کا شائبہ تھا تو پھر یہ الزامات جو اب پھر دوہرا رہا ہو سب جھوٹ ہیں یا یہ ۱۸ ماہ اپنے الفاظ میں چالاکی سے زندگی بسر کرتا رہا یا اب جھوٹ سے کام لے رہا ہے۔

اس شخص کو پاگل کہنا اس پر احسان ہے

اگر ایسے بے حیا اور بے شرم آدمی یا بدرجہ اقل مجنون کے مامور ہونیکا بھی امکان ہے تو پھر خدا کی خدائی نہیں اندھیر ہے۔ جو شخص اپنے منہ سے اقرار کرے کہ فلاں شخص پر میں نے جھوٹا الزام لگایا تھا وہ اس سے بری ہے اور پھر اسی الزام کو دوہرائے اور یوں اپنے اقرار سے اپنے آپ کو جھوٹ کی تجارت کھانے والا ثابت کرے کیا ایسے آدمی کو بھی مامور بنا دیا جا سکیگا اور مامور بھی ایسا کہ ۸ سال میں وہ ہندوستان کا وائسرائے ہوگا اور بیس سال میں دنیا کی ساری سلطنتوں کا مالک ہوگا اور ساری دنیا جسمانی اور روحانی طور پر اس کے آگے سر جھکا رہی ہوگی۔ ہمارے محترم دوست تو ایسے مجنون کہنے والوں کو ڈراتے ہیں مگر یہ اس شخص پر سب سے بڑا احسان ہے کہ اسے جھوٹا اور مکار اور چالباز ماننے کی بجائے مجنون مان لیا جائے۔

غور طلب بات

سب سے پہلے تو یہی بات غور طلب ہے کہ دنیا میں کوئی مامور پہلے بھی ایسا ہوا ہے کہ جسکی ماموریت کا انحصار ہی ایک شخص یا چند اشخاص کی عیب چینی پر ہو۔ خواہ وہ شخص یا اشخاص بذات خود ویسے ہی ہوں لیکن یہ جرأت تو ذلیل سے ذلیل انسان بھی نہیں کرتا کہ اول دوسروں پر الزام لگائے پھر ان الزامات کو جھوٹا ہونے کا خود اقرار کرے اور پھر اس کے بعد انہی الزامات کو دوہرانا شروع کرے۔ اگر ایسے فعل کا ارتکاب کوئی شخص کسی دنیا کی عدالت میں کرے تو جیل خانہ یا پاگل خانہ کے سوائے کوئی دوسری جگہ اس کے لئے نہیں مگر خدائی عدالت کی گرفت چونکہ دوسری دنیا میں ہے اس لئے جو جرأت کوئی چاہے کرے اب میں اپنے محترم دوست کے خیالات کے دوسرے حصہ کو لیتا ہوں کہ ہم گویا مامور کے آنیکو آیندہ صدی پر ٹال رہے ہیں میں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود کی اپنی تحریر رکھ دیتا ہوں اور اس کے بالمقابل اس مدعی کا اعلان بھی رکھ دیتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود کی تحریر

"یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھیگا اور پھر انکی اولاد جو باقی رہیگی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ ابن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا۔ کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنیوالے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۵)

شیخ غلام محمد کا اعلان

"میں کل دنیا کو یہ خوشخبری اور وعید سناتا ہوں کہ ۱۹۳۶ء میں ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہو گی جسکی ابتدائی کثرت صورت یہ ہو گی کہ اس سرزمین کا وائسرائے یا نائب السلطنت حضرت

اس سلسلہ میں ایک اور مفید و موثر قدم اٹھایا گیا ہے یعنی ارادہ ہے کہ دنیا کے تمام مشہور بحری جہازوں کی لائبریریوں میں یہ مقدس کتابیں پہنچا دی جائیں۔ اکثر احباب کو معلوم ہوگا کہ بڑے بڑے جہازوں میں دیگر لوازم تمدن کے علاوہ باقاعدہ کتب خانے اور دارالمطالعے بھی موجود ہوتے ہیں دوران سفر میں مسافر بالعموم بیکار رہتے ہیں اس لئے وہ نہایت شوق سے کتابیں پڑھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ملازمین جہاز بھی وقتاً فوقتاً استفادہ کرتے ہیں۔ اس لئے جہازوں کے کتب خانوں میں ان کتابوں کا موجود ہونا تبلیغی نقطہ خیال سے نہایت ضروری ہے۔ اس بارہ میں یورپ، امریکہ اور جاپان کی جہاز راں کمپنیوں سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ جنگی جہازوں میں ان کتابوں کے پہنچانے کے لئے ان ممالک کے امیر البحروں کی اجازت ضروری ہے۔ اس کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے۔ جو دوست اس کار خیر میں شریک ہونا چاہیں وہ اس غرض سے پندرہ روپے یا پانچ روپے والے انگریزی تراجم اور تین روپے والی انگریزی سیرت نبوی حسب توفیق خرید کر دے سکتے ہیں۔ ہر ایک کتاب پر معطی صاحبان کا نام و پتہ لکھا جائے گا۔ اور رسیدات وصول ہونے پر ان کی خدمت میں بھیجدی جائینگی۔ یہ کتابیں معطی صاحبان کے لئے صدقہ جاریہ کا کام دیں گی۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

—— جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ ۱۹ر نومبر کو جہلم سے تشریف لائے اور ۲۰ر کی شام کو ایبٹ آباد کی طرف روانہ ہو گئے۔

—— جناب مولوی عصمت اللہ صاحب کا درس مسجد احمدیہ بلڈنگ میں بدستور جاری ہے احباب سلسلہ کے علاوہ مقامی کالجوں کے طلباء بھی معقول تعداد میں درس سننے کے لئے آتے ہیں۔

—— ۲۰ر نومبر کو مسلم ہائی اسکول بدوملہی کا معائنہ بخیر و خوبی ہوا۔ جناب سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب۔ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی اسکول لاہور اسی سلسلہ میں بدوملہی تشریف لے گئے تھے۔

—— مرزا یعقوب بیگ صاحب ... مسلم ہائی سکول لاہور کی اہلیہ محترمہ سخت بیمار ہیں

—— شیخ بشیر احمد صاحب نو مسلم ایک عارضہ کی وجہ سے تکلیف میں ہیں۔

—— اخویم نظام الدین صاحب کشمیری سکنہ چانگڑیاں درد معدہ ... اور ان کے اعیال بفضلی بخار سے علیل ہیں۔

—— نصیر الدین صاحب ریپ گرائیں ضلع ہزارہ حال بیگم پورہ لاہور سخت علیل ہیں کثرت کیساتھ خون کے دست آ رہے ہیں۔

احباب ان تمام بیماروں کی صحت یابی کیلئے درد دل سے دعا کریں۔

—— افسر صاحب بیت المال اعلان فرماتے ہیں کہ اپیل جلسہ فنڈ فرداً فرداً احباب کو بھیجی جا چکی ہے۔ اور جماعتوں کے سیکرٹریوں کو جاری ہو

اور ان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہر ایک دوست تک پہنچا دیں اور رقم فراہم کر کے مرکز میں بھیج دیں۔

—— چودھری فضل داد صاحب محصل۔ لائلپور، شیخوپورہ، جھنگ چک ۳۰۳ چک ۵۶۶ چک ۱۲۶ چک ۸۱ جنوبی چک ۳۶ اور گجرات وغیرہ کے دورے پر برائے فراہمی چندہ جا رہے ہیں۔ احباب انکی ہر طرح سے امداد فرمائیں۔

وہابی چٹکلے

وہابی اور ختم نبوت!

۲۴ر نومبر ۳۳ء کے اہلحدیث میں ایک بنارسی وہابی نے ایک قادیانی مولوی سے گفتگو کے دوران میں لکھا ہے کہ:۔

آنے والے مسیح کو نئی نبوت نہیں ملے گی بلکہ پہلے جو نبوت حضرت مسیح کو مل چکی ہے اسی وصف کے ساتھ تشریف لائیں گے اور شریعت محمدیہ کے تابع ہونگے حدیث مسلم میں ان کے لئے لفظ نبی اللہ کا اطلاق من باب تسمیۃ الشئی بوصفہ السابق ہے جیسے کسی پنشنر دارو غہ کو ہم کہتے ہیں آئیے دارو غہ صاحب! مرزا صاحب کو نبوت آنحضرت صلعم سے پہلے تو نی نہیں تھی۔ انہوں نے سنہ ۱۹۰۱ء میں دعوی نبوت کیا ہے۔ جو آیت قرآنیہ خاتم النبیین اور حدیث صحیحین " میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں" اور حدیث ترمذی ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی اور حدیث مسلم لا نبوۃ بعدی کے صریح خلاف ہے اور حضرت عائشہ کا انکار لا نبی بعدہ سے محض بے سند ہے سچے ہو، تو حضرت عائشہؓ تک اس کی سند متصل بیان کرو۔ حضرت عیسےٰ کی موت کسی دلیل سے ثابت نہیں۔ بلکہ فرمان رسولؐ ان عیسیٰ لم یمت (تفسیر ابن کثیر) کے صریح خلاف ہے۔ پس وہ آنے والا مسیح مریم بنت عمران کا بیٹا ہے"۔

(صفحہ ۶ اہلحدیث)

اس حوالہ میں وہابی تسلیم کرتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اپنی سابقہ نبوت کے وصف کے ساتھ آئیں گے۔ پھر لکھتا ہے کہ پنشنر دارو غہ کی حیثیت سے نبی کہلائیں گے۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ پنشنر کا کام محض پنشن لینا ہوتا ہے۔ وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ اگر اسی حیثیت سے حضرت مسیح نے آنا ہے اور کوئی کام نہیں کرنا تو یہ ایک فضول فعل ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہوگا۔ کہ اتنے ہزار سال اسے آسمان پر پنشن دیکر بٹھائے رکھا۔ پھر زمین پر بھی بھیجا تو پنشن دے کر۔ نہ کوئی نبوت کا کام یعنے ہدایت یا شریعت اس کے سپرد کی اور نہ کوئی اور اہم کام خدمت اسلام کا۔ پہلے بقول ملایان کرام موسوی شریعت کا تابع کر کے بھیجا۔ دو ہزار سال آسمان پر پنشن دیکر بٹھایا۔ جب دنیا پر بھیجا تو شریعت محمدیہ کے تابع کر کے بھیجدیا۔ گویا معاذ اللہ وہ فطرتاً اس قابل ہی نہ بنایا گیا تھا کہ آزادانہ طور پر اپنی نبوت چلا سکے۔ کیا اس سے انتخاب باری تعالیٰ پر اعتراض نہیں آتا۔ لیکن آج کل کے وہابی اس دل و دماغ کے ہیں۔ کہ باریتعالیٰ اور حضرت نبی کریمؐ پر عقلی و نقلی اعتراض وارد ہوں تو ہرج نہیں۔ کہیں کسی وہابی ملاں پر اعتراض نہ ہو۔

(۱) اب ذرا ختم نبوت کے بارہ میں وہابی عقیدہ دیکھیے۔ فرماتے ہیں کہ "حدیث صحیحین میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں" لیکن عملی عقیدہ کیا ہے۔ کہ قصر نبوت کی ایک سابقہ اینٹ اکھیڑ کر بعد آخری اینٹ (یعنی حضرت نبی کریمؐ) کے دوبارہ قصر نبوت میں لگا دی جائیگی۔ یا یہ کہ ایک سابقہ لگی ہوئی اینٹ لگانے سے پہلے علیحدہ کرا لیا گیا تھا تاکہ اسے آخری اینٹ کے بعد اس قصر نبوت میں لگا دیا جائے جہاں سے اسے علیحدہ کر لیا گیا تھا۔ لیکن ایک عقلمند انسان تو یہی کہنے پر مجبور ہوگا کہ دنیا جہان کی اصطلاح میں آخری اینٹ تو وہی کہلائے گی جو قصر نبوت میں سب سے آخر لگائی گئی ہے خواہ اسے ہزار دفعہ ایک جگہ سے علیحدہ کر لیا جائے۔ جو سب سے آخر قصر پر لگائی جائے گی وہی آخری ہوگی۔

(۲) پھر حدیث ترمذی لیجیئے۔ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی یعنے رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پس میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں لیکن وہابی ملاں کہتا ہے کہ اس کے عقیدہ میں یہ حدیث باطل ہے کیونکہ:۔

"پہلے جو نبوت حضرت مسیح کو مل چکی ہے اسی وصف کے ساتھ تشریف لائیں گے"

جب حضرت نبی کریم فرماتے ہیں کہ "میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا" تو ایک مسلمان کی سمجھ سے یہ بات باہر ہے۔ . . . کہ پھر حضرت مسیح جو قرآن میں نبی اور رسول کر کے پکارے گئے ہیں اپنے وصف نبوت و رسالت کے ساتھ کس طرح بعد خاتم النبیین آ سکتے ہیں؟ احادیث میں پرانے اور نئے نبی کی تخصیص نہیں وہاں مطلق انکار ہے۔

(۳) قادیانی نے ایک بے سند حدیث لا نبی بعدہ کا مروی حضرت عائشہ صدیقہؓ پیش کر دی تو اسے وہابی صاحب نے محض بے سند کہکر ٹالدیا اور فرمایا کہ "سچے ہو تو حضرت عائشہ تک اس کی سند متصل بیان کرو"۔ لیکن خود جب آیات قرآنی اور احادیث کی خلاف ورزی پر آئے تو تفسیر ابن کثیر سے ایک بے سند روایت پیش کر دی کہ حضرت نبی کریمؐ نے فرمایا کہ "ان عیسیٰ لم یمت" ہم دریافت کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ مولانا صاحب اس کی سند متصل حضرت نبی کریمؐ تک پہنچایئے۔

یہ تو نمونہ تھا بنارسی وہابی کا۔ اب ذرا امرتسری "غلط بیانی کرنے والے" وہابی کا نوٹ دیکھئے کس ڈھٹائی سے لکھتا ہے کہ:۔

"مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ ہائیکورٹ کا فیصلہ ہے۔ کیونکہ یہ آخری ہے پس اس کے سامنے کوئی دوسری مسل پیش نہیں ہو سکتی"۔

بہت اچھا لیکن یہ کونسی وہابی دیانتداری کا نمونہ ہے کہ فیصلہ کا ایک پہلو پبلک میں رکھا جائے اور دوسرا پہلو چھپا لیا جائے ہمت۔ جرات۔ دیانت اور امانت کا کچھ ذرہ بھی باقی ہے تو اسی فیصلہ کے ساتھ اپنا جواب بھی پبلک کے سامنے رکھکر دکھاؤ۔ پھر پتہ لگ جائے گا کہ وہابیوں سے سچ کتنی دور بھاگتا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۲ کالم ۳)

افغانستان کی خبریں

—— افغانستان کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بالکل امن وامان ہے۔ محمد ظاہر خان کو تمام طبقوں نے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا ہے کاروبار بدستور ہو رہا ہے۔ تمام سڑکیں کھلی ہوئی ہیں۔

—— معلوم ہوا ہے کہ حکومت افغانستان نے ایسا انتظام کر لیا ہے کہ ملک کے کسی حصہ میں بدامنی رونما ہو تو فوراً اس کو دبایا جا سکے۔ فوج کافی منظم اور طاقتور ہے۔

—— شاہ مرحوم کے افسوسناک قتل پر مختلف حکومتوں اور بادشاہوں کی طرف سے پیغامات تعزیت موصول ہوئے جن میں سے شاہ ایران شاہ جاپان۔ شاہ مصر۔ شاہ عراق اور جمہوریہ جرمنی و پولینڈ کے نام قابل ذکر ہیں۔

—— شاہ سابق امان اللہ خان کے سرحد افغانستان پر پہنچنے کی افواہ بالکل غلط ہے۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ شاہ امان اللہ کی واپسی فی الحال ممکن نہیں ہے۔

—— شاہ محمد ظاہر خان کے مختصر حالات زندگی یہ ہیں کہ آپ ۱۹۱۴ء میں بمقام کابل پیدا ہوئے ۱۹۱۹ء میں آپ کو کابل کے حبیبیہ اسکول میں داخل کیا گیا ۱۹۲۴ء میں آپ شاہ مرحوم کے ساتھ پیرس چلے گئے اور ۱۹۳۰ء تک فرانس میں مختلف مقامات پر تعلیم حاصل کی اس کے بعد افغانستان مراجعت فرما ہوئے اور کابل میں اپنا سلسلہ تعلیم جاری رکھا۔ آپ نے متعدد زبانیں سیکھیں اور فن تقریر میں کافی مہارت پیدا کی ۱۹۳۲ء کو آپ کو پریوی کونسلر بنایا گیا۔ اسی سال آپ قائم مقام وزیر جنگ مقرر ہوئے۔ اور سال رواں کے دوران میں آپ کو قائم مقام وزیر تعلیم مقرر کیا گیا۔

—— قونصل جنرل افغانستان متعینہ دہلی کا ایک اعلان مظہر ہے کہ گزشتہ ہفتہ تمام قومی نمایندے ارکان سلطنت۔ مذہبی قائدین وعلماء اور جملہ صوبجات افغانستان کے سردار شاہ مرحوم کی فاتحہ خوانی اور جدید تاجدار کو تخت کابل پر متمکن ہونے کی مبارکباد پیش کرنے کے لئے کابل میں جمع ہوئے اور ان فرائض کو ادا کرنے کے بعد اپنے اپنے مقامات کو واپس چلے گئے۔

—— ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ افغانی پارلیمنٹ نے شاہ امان اللہ کے خلاف فیصلہ کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ ہمارے حلقۂ اخوت سے خارج ہیں۔

—— کابل ۔ ۱۲ نومبر افغانستان کے اساتذہ و طلبا کے ایک نمایندہ اجتماع نے جدید تاجدار کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جس میں شاہ مرحوم کی افسوسناک وفات پر اظہار افسوس اور قاتل کے قابل نفرت فعل پر ملامت کرتے ہوئے اپنی اطاعت، وفاداری، اور محبت کا یقین دلایا۔ سردار شاہ محمود وزیر حربیہ نے بادشاہ کی طرف سے اس کا مناسب جواب دیتے ہوئے تمام افغانی طلبا اور اساتذہ کو تلقین کی کہ حسب معمول اپنی زندگی کے پروگرام پر عمل پیرا رہیں شاہ مرحوم اپنے پیچھے خدام کی ایک ایسی جماعت چھوڑ گئے ہیں جو نہایت ذمہ داری سے ملک کی خدمات انجام دیگی اور اس کی وفاداری و دیانت کی عزم و ہمت کیساتھ حفاظت کریگی

—— پشاور ۔ ۱۷ نومبر اخبارات میں خبر شایع ہوئی تھی کہ افغانستان میں ایک ایسی پارٹی موجود ہے جو جمہوری حکومت قائم کرنا چاہتی ہے پیان کیا افغانی ٹریڈ ایجنٹ نے اس خبر کی تردید کی ہے۔

—— پشاور ۔ ۱۸ نومبر کابل سے آنیوالے مسافروں کا بیان ہے افغانستان کی سڑکوں پر فوج یا پولیس کا کوئی پہرہ نہیں ہے حسب معمول آمد و رفت جاری ہے اور تمام ملک میں امن وامان قائم ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک خط

بزرگان و احباب سلسلہ کیلئے چند قابل غور باتیں

ذیل میں ہم ایک خط کا ضروری خلاصہ درج کرتے ہیں جو ہمارے ایک پرجوش دوست نے بدوملہی سے حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھا ہے۔ اس میں بعض ایسی باتیں بھی ہیں جو بزرگان و احباب سلسلہ کے غور وفکر کی مستحق ہیں امید ہے وہ انہیں توجہ سے مطالعہ فرمائیں گے۔ ہم انشاء اللہ کسی قریبی اشاعت میں ان کے متعلق اپنے خیالات پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔ (مدیر)

جناب حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یوں تو میں نے آپ کی قریباً تمام تصنیفات پڑھی ہیں اور پڑھتا رہتا ہوں۔ لیکن آپ کے خطوط بنام برادران جماعت اور خطبات اور دوسری تحریروں نے جن میں آپ نے افراد قوم کو انفرادی طور پر بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ میرے دل میں جو کیفیت پیدا کی ہے میں اسے ایک خاص فضل ربی خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ اب میں اپنے اندر خدمت اسلام کے لیئے پہلے سے بڑھکر اور ایک زبردست جذبہ پاتا ہوں۔ لیکن افسوس صد افسوس جب میں اپنے ذاتی اور مالی ذرائع کی طرف نگاہ اٹھاتا ہوں تو اس جذبہ کو عمل میں لانے کے لیئے کما حقہٗ سامان نہیں پاتا ہوں۔ اگرچہ حسب معمول چندہ جات کے علاوہ آپکی اپیل کے موقعہ پر میں نے اپنی ہمت سے بڑھکر قدم اٹھایا اور اب "پیغام صلح" بھی جاری کرایا ہے۔ مگر دل کہتا ہے کہ نہیں یہ کافی نہیں ہے۔ اور آگے چل یعنی شوق خدمت میں کسی طرح کمی واقع نہیں ہوئی بلکہ ایک ایسا جوش پیدا ہوا ہے۔ جو انشاء اللہ تعالےٰ ہمیشہ رہے گا۔

توسیع جماعت پر آپ نے بجا طور پر زور دیا ہے اور یہ ایک ایسا ضروری معاملہ ہے جو ہر مخلص احمدی کے روزانہ لائحہ عمل کا خاص جزو ہونا چاہیئے۔ یعنے دھن ہو تو یہی ہو کہ اپنے دائیں بائیں آگے پیچھے کلمۃ الحق کی تبلیغ کرنی ہے اور اس بارہ میں جو کوشش بھی کی جائے وہ پہلے اپنے اعزا و اقربا کے متعلق ہو اور بعد ازاں اپنے حلقہ احباب میں۔ اس بارہ میں میں خود دو تین سال سے تجربہ کر رہا ہوں گو اس کے نتائج میرے لیئے تلخ ثابت ہوئے ہیں لیکن میں ان کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا ہوں۔ کیونکہ اس کی وجہ میری برادری کا خاص ماحول ہے۔ یعنی لاعلمی اور جہالت۔ الحمدللہ کہ اس ذات مجمع الصفات نے مجھے ہر طرح دینی حفاظت ونگہبانی میں لے لیا۔ مجھے بہت جلد مداہنت سے نکال کر حق گوئی پر قایم کر دیا۔ اور اس میں مجھے ثابت قدمی عطا فرمائی۔ میرے تعلیم یافتہ اور روشن خیال احباب پر ایک نمایاں اثر ثابت ہوا۔ ان کے مذہبی خیالات میں ایک خاص تبدیلی پیدا کرنے میں اللہ کے فضل سے کامیابی ہوئی ہے۔ واقعات نے مجھے جس نتیجہ پر پہنچایا ہے وہ یہ ہے کہ خواہ ہزار مشکلات سد راہ ہوں تبلیغ احمدیت کسی صورت میں بھی بند نہیں کرنی چاہیئے۔ زمانہ کی بڑھتی ہوئی رفتار کے ساتھ تبلیغ احمدیت کا اثر پذیر ہونا لابدی ہے۔ اور یہ کوشش ضرور ایک نہ ایک دن پھل لائے گی۔ جس مسلمان بھائی کے خیالات میں ذرا بھی اصلاح کرنے میں ہم آج کامیاب ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ سے امید رکھنی چاہیئے کہ مستقبل قریب میں وہ ہماری جماعت میں داخل ہو جائے گا۔ میں توسیع جماعت کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل باتیں عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔

(۱) افراد جماعت۔ امیر وغریب۔ تعلیم یافتہ وغیر تعلیم یافتہ کا تعلق براہ راست یا بالواسطہ مرکز سے ضروری ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ ہمارے غیر تعلیم یافتہ بھائی جو اخبار یا مرکز کے دوسرے لٹریچر کا مطالعہ نہیں کر سکتے۔ کئی کئی مہینے اور سالوں تک ان امور سے بالکل بے خبر رہتے ہیں جن کے لیئے ہماری مرکزی انجمن وقتاً فوقتاً توجہ دلاتی رہتی ہے۔ اور انہیں ان کامیابیوں کا علم بھی نہیں ہوتا ہے۔ جو ہماری انجمن کو حاصل ہوتی ہیں۔ اس طرح وہ متروک الاستعمال عضو کی طرح نکمے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا جذبہ خدمت دین مردہ ہو جاتا ہے ان پڑھ احمدی بھائیوں سے گاہے گاہے ایسے تعلیم یافتہ احمدی احباب کو ملتے رہنا چاہیئے جن کے پاس مرکز سے اخبار اور لٹریچر پہنچتا ہے۔ اور ان بیچارے ان پڑھ بھائیوں کو تازہ اطلاعات بہم پہنچاتے رہنا چاہیئے۔ اور جب کبھی مناسب ہو غیر ممالک میں جو افراد اسلام قبول کریں ان کی بابت مجملاً ایسے احباب کی خدمت میں اطلاع دیدی جایا کرے۔ تاکہ ان کے دلوں میں ایمان کی تازگی اور پختگی پیدا ہو۔ اور ان پر یہ حقیقت اور بھی کھل جائے کہ واقعی احمدیت وہ تلوار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے ہاتھوں میں دیدی ہے۔ اور جس کے آگے کفار کی گردنیں جھکتی ہیں۔ اور جھکیں گی۔

(۲) قوم یا ذات کا خیال (جس کو انگریزی میں کاسٹ کہا جاتا ہے اور جو ہمارے ہاں ہندوستان میں کسی نہ کسی پیشے سے متعلق ہے) قطعاً احمدیوں کے دلوں سے محو ہونا چاہیئے۔ ہندو ازم جس کا بنیادی پتھر ذاتوں کی تقسیم ہے آج آہستہ آہستہ اپنے اس اصول کو چھوڑ رہا ہے۔ اور اس کے بجائے اسلامی اخوت کا وہ سنہری اصول اختیار کر رہا ہے جس نے نسل انسانی میں ذاتی یا قومی امتیاز کی صحیح معنوں میں بیخ کنی کر دی ہے۔ اب اگر ہماری قوم ہو تو مسلمان۔ ذات ہو تو احمدی۔ اور آپس میں حسب مراتب باہمی رشتہ داریاں ہوں۔ بالفاظ دیگر ذات پات کا خیال ترک کر دیا جائے اس میں خدانخواستہ جو مشکلات بھی ہوں گی وہ میرے خیال میں وقتی ہونگی۔ اس میں شک نہیں کہ اس بارہ میں ہماری قوم کے بعض افراد نے دلیرانہ قدم اٹھایا ہے۔ مگر اس اقدام میں احباب کو ایک غلط فہمی لگی ہوئی ہے۔ وہ یہ کہ احباب قوم عموماً یہ چاہتے ہیں کہ میری عزیزہ کا رشتہ کسی امیر گھرانے میں ہو۔ یہ ڈگریاں ہوں وہ اعزاز ہوں۔ اور کہ میرے عزیز کی شادی ایسے گھر کی لڑکی سے ہو جو صاحب مال ہو تاکہ بہت سا جہیز آوے۔ . . . . تاکہ لڑکا پسند کرے۔ گو اعتدال کے ساتھ اس میں کوئی قباحت نہیں۔ مگر ذرا رسول اللہ صلعم اور آپؐ کے صحابہ کی شادیوں کی طرف بھی دیکھیں۔ کیا ایسا تصنع اور تکلف وہاں بھی موجود ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ احمدی قوم میں ان کی سادہ زندگیوں کی جھلک کیوں نہ دکھائی دے۔ درانحالیکہ احمدیت کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی اور ان کے بروز ہونے کا دعوےٰ اور فخر ہے۔ آج ہی قوم کو بیدار کر کے اس اصول پر کھڑا کر دیا جائے تو پھر انشاء اللہ دیکھیئے احمدی احباب کے اعداد وشمار میں صرف چھ ماہ کے عرصہ میں کس قدر اضافہ ہوتا ہے۔

(۳) ہماری جماعت سے باہمی ہمدردی ویگانگت کم ہو رہی ہے بھلا ایک دفعہ کوئی غیر احمدی پاس آ بیٹھے کیا وجہ ہے کہ وہ دوبارہ نہ آئے۔ حضرت مجدد اعظم علیہ السلام نے ہمارے ہاتھوں میں وہ علم الکلام دیا ہے جس کو نورٌ علیٰ نور کہیں تو بہتر ہوگا۔ پھر ہمارے ہاتھ میں ایسے عظیم الشان حربہ کے ہوتے ہوئے ایک غیر احمدی خود بخود آ کر احمدیت کی تعلیم حاصل نہ کرے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ ہم اس حربہ سے کام نہیں لے رہے۔ یا اس حربہ کا استعمال ہم غلط کر رہے ہیں گو بعض خبیث ارواح مستثنےٰ ہیں۔ میں صرف سعید روحوں کی بات عرض کر رہا ہوں۔ ایک احمدی اپنے علم یا عمل سے ان کی بخوبی تسلی کر سکتا ہے مگر اس طرف بہت کم احمدی احباب توجہ دیتے ہیں۔ ورنہ کیا مجال ہے کہ غیر احمدی ہر روز ایک سنہری سبق اخذ نہ کرے ساری جماعت میں اکثر احباب سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا ہے مگر آپکی شخصیت ایک برگزیدہ شخصیت دیکھی ہے۔ آپ ہر کس وناکس سے حتی الوسع ایک ہی طرز اخلاق سے ملتے ہیں میں جماعت میں شامل ہونے سے پہلے اکثر پروفیسر محمد شفیع صاحب بھٹی نارمن کالج لاہور کی معیت میں آپ کی ملاقات سے مشرف ہوتا تھا اور بیعت کے بعد بھی کئی بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مگر آپ کے انداز ملاقات میں کبھی بھی فرق نہ پایا۔ اگرچہ کئی سالوں تک آپ کو میرے نام سے واقفیت بھی نہ تھی۔ اور غالباً نہ اب ہے۔ اور بالخصوص میری شکل سے۔ مجھے آپ آج تک بھی نہیں جانتے۔ میرے ایسے بے بضاعت کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق نہ بخشی کہ آپ کی خدمت میں زندگی کا ثلث یا ربع رہ کر تعلیم واخلاق سے بہرہ اندوز ہوتا۔ تاکہ بعد کی آنیوالی نسل کو آپ کی تلقین وارشادات اسی طرح پہنچا دیتا جس طرح کہ خاتم النبیین صلعم کی مقدس تعلیم کو یکے بعد دیگرے مجددین راویوں اور خصوصیت سے مجدد اعظم (علیہ الرحمۃ) نے ہم تک پہنچایا ہے۔ چنانچہ اگر بیرونی جماعتوں کے سرکردہ اور با اثر اصحاب آپ سا دل اور گردہ اور وسعت خیال اور ہمدردی اختیار کر لیں تو توسیع جماعت کے لئے بہت مفید کام ہو سکتا ہے۔

(۴) ہماری جماعت کے ذی اقتدار اور اکثر ملازمت پیشہ طبقہ میں تبلیغ حق کا ذوق وشوق بہت مدھم پڑ گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہر ایک احمدی امیر وغریب خورد وکلاں۔ طالب علم بذات خود ایک مبلغ تھا۔ اور آج کل طبعاً رئیس اور امیر لوگوں کی طرف ہی لوگ زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ اگر یہ لوگ خود مبلغ بنیں اور دوسروں کے لیئے ایک نیک مثال قایم کریں تو انشاء اللہ دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہو سکتی ہے مگر اب وہ ایسے گھوڑے بیچ کر سوئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں کہ بجز معمولی چندہ کے (جو ایک مزدور احمدی بھی ادا کرتا ہے) اور وہ بھی بعض اصحاب کی طرف غالباً کئی سالوں کا واجب الادا ہو) اور کوئی کام دین کے لیئے نہیں کرتے۔ اور میں یہ عرض کرونگا کہ معمولی چندہ احمدیت کی کوئی بڑی خدمت نہیں ہے۔ احمدیت ان مادی چندوں کے علاوہ ایک بہت اعلیٰ روحانی چندہ کی خواہاں ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بلند ومحکم مینار پر کھڑا ہونے کی توفیق بخشے۔

والسلام

خادم احمدیت مولا بخش
(انگلش ماسٹر مسلم ہائی سکول بدوملہی)

تار کا پتہ: "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۰۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

عقائد حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ ارگن

ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد ورکم ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور - یوم دوشنبہ مطبوعہ ۸ رشعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۶۸

مکتوب فجی

ہمارے محترم دوست جناب ماسٹر محمد عبداللہ صاحب فجی میں نہایت مفید تعلیمی و تبلیغی کام کر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں انہوں نے اپنے سکول کے ایک ہونہار و باہمت طالب علم محمد طاہر کو حصول تعلیم کے لئے ہندوستان بھیجا۔ اسکو الوداع کہنے کے لئے جو جلسہ منعقد ہوا۔ اس کی کیفیت ماسٹر موصوف نے اپنے تازہ خط میں تحریر فرمائی ہے جس کا ضروری حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

ہماری کامیابیاں

۲۷ راگست کو مسلم سکول نصوری میں خاکسار کے زیر صدارت محمد طاہر طالب علم کا الوداعی جلسہ ہوا۔ کارروائی جلسہ ٹھیک ۲ بجے سے شروع ہوئی۔ خاکسار نے تمہید میں بتلایا کہ جس وقت میں اس جگہ آیا تو میرے پروگرام میں تین باتیں تھیں۔ (۱) سکول کی نئی عمارت بنوانا۔ (۲) مشنری کا بلوانا۔ اور تبلیغ اسلام کے کام کو وسیع پیمانہ پر جاری کرانا۔ (۳) کچھ طلبہ یہاں سے برائے تحصیل علوم ہندوستان بھیجنا۔

آج خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے باوجود مخالفت کے ہم قریبًا قریبًا تینوں کاموں میں کامیاب ہوئے ہیں (۱) سکول کے لئے دس ایکڑ زمین حاصل کی گئی ہے اور گزشتہ سال کی کاشت شدہ گنے کی فصل کٹ گئی ہے اور اس سال تین ایکڑ اور گنا کاشت کیا گیا ہے۔ اس زمین میں ہیڈ ماسٹر کا مکان نوے پونڈ کی لاگت سے تیار کیا گیا ہے۔ اب کسی دن سکول کی عمارت بھی بن جائیگی۔ (۲) خداوند تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑی جد و جہد اور مایوسیوں کے بعد ہم ایک قابل ترین مشنری کو بھی چند ماہ سے اپنے درمیان کام کرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ اور ان کے بلوانے پر بھی تقریبًا دو سو پونڈ خرچ ہو چکے ہیں (۳) موجودہ حالت میں جبکہ ہمارے معاملات عدالت تک پہنچنے والے تھے اور ہمیں یہ فکر دامنگیر تھی کہ ہم اپنے سکول اور تمام کاروبار کو فجی مسلم لیگ سے آزاد کریں اور ہمارے تمام دوستوں کی توجہ اسی ایک بات کی طرف لگی ہوئی تھی اور مایوسی کی جھلک دکھائی دے رہی تھی۔ مجھے اس بات میں شرم محسوس ہو رہی تھی کہ میں ایک اور کام کے لئے یہاں کے مسلمانوں سے چندہ وصول کروں جبکہ وہ پہلے ہی مختلف بوجھوں میں دبے ہوئے ہیں

خواتین کی ہمت

چنانچہ اس کے لئے میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگرچہ تمہاری صحت خراب ہے لیکن وقت بہت نازک ہے۔ اور ہمیں ہی اپنے دونوں بچوں کو اٹھا کر در بدر گداگری کرنی ہے۔ چنانچہ وہ اس کے لئے تیار ہو گئی۔ اور ایک دو عورتوں کے ساتھ مضافات کا دورہ کیا اور تین دن کی محنت شاقہ کے بعد اسے ۳ ½ پونڈ وصول ہوئے اب اس کو دیکھ کر میری ہمت بھی بندھی۔ اور میں نے میاں غلام نبی صاحب کو ساتھ لے کر کام کرنا شروع کیا اور چھ پونڈ ہمیں دکانداروں سے مل گئے۔ ۱۲ پونڈ اور موجود تھے۔ جو میں گزشتہ سال دیگر اضلاع سے فراہم کر آیا تھا۔ اب آپ سے امید کرتا ہوں کہ آپ اس میں حصہ لیں گے۔ اس کے بعد میاں غلام نبی صاحب نے آمد کا حساب پڑھ کر سنایا۔ اور مزید اپیل کی جس پر چار پانچ پونڈ اور جمع ہو گئے۔ کل چندہ اکتیس پونڈ کے قریب ہوا۔

مرزا مظفر بیگ صاحب کا خط

اس کے بعد جناب مرزا مظفر بیگ صاحب کا وعظ ہوا جس میں انہوں نے علم کے فوائد پر قرآن مجید اور حدیث سے روشنی ڈالی اور طالب علم مذکور کو قیمتی نصائح کیں۔ آپ کی تقریر ½ ۱ گھنٹہ تک رہی اور نہایت دلچسپی سے سنی گئی۔ اس کے بعد ماسٹر رحمت علی صاحب اسسٹنٹ ماسٹر نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور بتایا کہ ہمیں یہاں سے باہر تحصیل علوم کے لئے طالب علم بھیجنے کی کہاں تک ضرورت ہے۔ اور طلباء سکول نے ایک فونٹین پن اور ایک سلور سٹار پیش کیا۔

محمد طاہر صاحب کی جوابی تقریر

محمد طاہر نے جوابی تقریر کی اور تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ میری غرض ہندوستان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے یہ نہیں ہے کہ میں کوئی بڑا دنیاوی عہدہ حاصل کروں بلکہ میری واحد غرض اپنی قوم کی خدمت ہے۔ چونکہ میں ایسی جگہ جا رہا ہوں جہاں سے واپس آنا آسان نہیں ہے۔ اس لئے آپ سے اگر کوئی گستاخی کسی وقت کی ہو تو معاف کریں۔ محمد طاہر کی تقریر ایسی رقت آمیز تھی کہ تمام حاضرین اس عزیز کی جدائی کو محسوس کر رہے تھے اور تمام کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔

مولوی عبد الکریم صاحب پشاوری

اس رپورٹ میں میں مولوی عبد الکریم صاحب کا نام چھوڑ آیا۔ مولوی عبد الکریم صاحب پشاور کے رہنے والے ہیں۔ کپڑے کی تجارت کرتے ہیں۔ اور یہاں تیس بتیس سال سے کام کرتے ہیں۔ اردو فارسی کا اچھا علم رکھتے ہیں سب سے پہلی چنگاری اجرائے تعلیم کے بارے میں آپ ہی کے دل میں سلگی اور آپ نے اس وقت جبکہ مسلمان خواب غفلت کے خراٹے لے رہے تھے۔ اور روپیہ رکھتے ہوئے ان نیک کاموں پر خرچ کرنا فضول سمجھتے تھے۔ اس وقت اس سکول کی بنیاد رکھی آپ نے سکول کی تمام ہسٹری مختصر طور پر بیان کی اور طالب علم مذکور کو نصائح کیں۔

پانچ بجے کے بعد جلسہ دعا کے ساتھ ختم ہوا اور میں نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا گیا کہ ۳۰ راگست کو تمام صاحبان پل پر پہنچنے کی کوشش کریں اور ہر ایک آدمی ایک ایک ہار پھولوں کا ساتھ لائے۔ جناب مرزا صاحب نے اس موقعہ پر نعرۂ تکبیر بلند کرنے کی پریکٹس کروائی۔

الوداعی نظارہ

۳۰ راگست کی صبح کو لاریوں اور موٹروں کی آمد و رفت کا تانتا لگا ہوا تھا۔ تمام دکانیں تقریبًا بند تھیں چار پانچ سو کے درمیان ہندوستانی اپنے وطن مالوف کی طرف مراجعت کرنے والے تھے اُن میں ایک ہمارا طالب علم بھی تھا جو اسلامیہ

(باقی بر صفحہ ۶ کالم ۳)

مراسلات

شیخ غلام محمد دابۃ الارض اور اس کے دعاوی

(ٹریکٹ نمبر ۱)

جس طرح عام مسلمانوں کے ایک طبقہ میں یہ مرض موجود ہے کہ کسی اپاہج دیوانہ اور گالیاں دینے والے شخص کو دیکھ کر سے خدا کا ولی مان کر اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ بعینہٖ یہی حالت جماعت احمدیہ کے بعض افراد کی ہے کہ جس شخص نے دن میں خوابیں سنائیں کچھ الہام پیش کر دیئے کچھ حضرت مسیح موعود کی عبارات کو توڑ مروڑ کر اپنے اوپر چسپاں کر لیا۔ اور دابۃ الارض، مثیل مسیح موعود، مہدی، فرزند موعود، قدرت ثانی کا ڈھونگ رچا کر کسی کو مباہلہ کا کسی کو ہلاکت فوری عذاب کی دھمکی دیدی۔ بس وہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہی شخص ان کی بیماریوں کا علاج ہے اور یہی باتیں ان کے نزدیک روحانیت کا معیار ہے۔ اگر ذرا اس کی مخالفت کی تو معلوم نہیں آسمان ان کے اوپر گر پڑے گا اور تباہ و برباد ہو جائیں گے حالانکہ پہلے آ کر دیکھتے ہیں کہ جس شخص کو مسیح موعود اور مہدی معہود مانا تھا اس کے مخالف مولوی عبدالحکیم ڈاکٹر جیسے ملہم اور ثناء اللہ امرتسری جیسے گالی دینے والوں کا ایک گروہ تھا۔ اول الذکر نے اپنی کتنے الہامات اور اندازی خوابیں آپ کی مخالفت میں شائع کیں لیکن اس خادم اسلام شیر خدا کا بال بیکا نہ ہوا۔

اس وقت دوسرے ماموروں کو چھوڑ کر چونا دیاں، تیاپور، سعرا چکے جنگا بنگیال جیسی بستی میں بھی ماموریت کشف و الہام ہیں۔ اور اپنے تعلی آمیز الہامات، کشوف و معارف قرآنی پر کتابیں شائع کرتے رہتے ہیں۔ ہم لاہور کے اس نئے دابۃ الارض کی تعلیم کو اس کے اپنے افعال سے پرکھنا چاہتے ہیں تاکہ عوام کے سامنے تصویر کا دوسرا رخ بھی آ جائے۔ قطع نظر اس بات کے کہ شیخ غلام محمد کیا دعاوی کرتا ہے ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس نے اپنے ہاتھ سے اپنی سابقہ زندگی کا کیا نقشہ کھینچا ہے، اور یہ واقعات کیا ثبوت دیتے ہیں۔ دوسروں کو "خائن۔ گہری سازشیں کرنیوالا منافق قومی خیانت کرنیوالا۔ بدعہد۔ باغی" کہنا نہایت آسان ہے لیکن اپنے اخلاق و اعمال کو انصاف کے ترازو میں رکھ کر تولنا نہایت مشکل ہے۔ اب ذرا شیخ غلام محمد دابۃ الارض کا اپنا نقشہ اس کی اپنی تحریر سے دیکھئے۔ وہ لکھتا ہے کہ:-

(۱) "اپنے معمولی سے معمولی حال میں بڑی سے بڑی ذمہ داری پر بھی میں باریک سے باریک معنوں میں بھی خائن۔ مجرم۔ یا جھوٹا ثابت نہیں ہو سکا" (صفحہ ۳۳ رسالہ نمبر چہارم)

(۲) "امیر جماعت اور انجمن دونوں مجھ پر بے حد خوش اور راضی تھے اس لئے کہ وہ اپنے ذاتی خیالات اور مادہ حسن ظنی کے ماتحت میں بے شر اور فرمانبردار واقع ہوا تھا" (صفحہ ۳۳ رسالہ نمبر چہارم)

(۳) "میرا پیشہ ملازمت اور دفتری کام ہے جس کا میں عادی تھا۔ اور جو میرے لئے خدمت دین کے ساتھ پیشہ بھی کہا گیا" (صفحہ ۲۶ رسالہ نمبر چہارم)

اب اگر دنیا میں کوئی اخلاقی قانون یا کم از کم دنیاوی قانون باقی ہے تو ایک ملازم کے ذمہ مالک کے جو حقوق ہیں ان کا پورا کرنا ہی ملازم کی خیانت اور جرم ہوگا۔ جن لوگوں نے سرکاری یا نجی ملازمتیں کی ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ مالک کا روپیہ غبن کر لینا ہی خیانت اور جرم نہیں بلکہ مالک جو کاغذات ایک ملازم کے سپرد کرے بلا حصول اجازت انکے اصل یا نقل کو اپنے پرائیویٹ قبضہ میں لا کر کسی کے خلاف کسی وقت استعمال کرنا سب سے بڑی بددیانتی ہے مثلاً اگر کوئی سرکاری ملازم کسی ایسی چٹھی کی نقل یا اصل بلا حصول اجازت اپنے گھر پر لے آئے جو گورنمنٹ کے کاروبار سے تعلق رکھتی ہو اور پھر کسی وقت گورنمنٹ کے خلاف استعمال کرے تو کیا ایسا سرکاری بددیانتی اور خیانت کے جرم کے ماتحت نہیں آتا ضرور آتا ہے۔ جیسا کہ شیخ غلام محمد نے نمبر دوم میں لکھا ہے کہ وہ اپنے ذاتی خیالات اور مادہ حسن ظنی کے ماتحت بے شر تھا یہ واقعات کے لحاظ سے خود اس پر صادق نہیں آتا بلکہ حضرت امیر اور انجمن پر صادق آتا ہے۔ جو کہ بیکس کو محض ذاتی مادہ حسن ظنی کی بنا پر سہارا دیتے رہے ورنہ انکی اس حسن ظنی کا جو ناجائز فائدہ اس شخص نے اٹھایا وہ قومی کام کرنیوالوں کے لئے سبق عبرت ہے۔

شیخ غلام محمد نے ۱۹۳۱ء میں حضرت امیر کے ایک رقعہ کی نقل شائع کی جو اسے بحیثیت ملازم انجمن لکھا گیا تھا جس میں مولوی عبدالکریم کو یوپی پر تبلیغی کام کے لئے برآمد کرانیکا حکم تھا اور دفتر سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کا اصل یا نقل اپنے پاس رکھنا کسی طرح اسے خیانت اور بددیانتی سے بری نہیں کر سکتا۔ لیکن اسکے علاوہ اب اس نے دہلی اور لائل پور کی دو چٹھیاں جو ۷ جولائی ۱۹۳۰ء اور ۱۲ جولائی ۱۹۳۰ء کو مولانا صدر الدین صاحب جنرل سیکرٹری کے نام آئی تھیں اپنے رسالہ نمبر چہارم صفحہ ۲۴/۲۵ پر شائع کر کے ثابت کر دیا کہ ۱۹۳۰ء کے پہلے سے اپنے مالکوں یعنی انجمن کے خلاف اس ریکارڈ سے جو بحیثیت ملازم اس کے سپرد تھا مواد جمع کر رہا تھا۔ یہ اس بات کے ثبوت کے لئے کافی ہے کہ انجمن اس پر حسن ظنی کرتی رہی اور ذمہ داری کے کام اس کے سپرد کرتی رہی لیکن اس نے اس حسن ظنی کا ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اور انجمن کے اصل ریکارڈ یا اس کی نقول کو بلا حصول اجازت اپنے پرائیویٹ قبضہ میں رکھتا رہا۔ اور نہ ۱۹۳۱ء سے جبکہ اس نے انجمن کی مخالفت شروع کی بلکہ بہت عرصہ پہلے سے یہ انجمن کے ریکارڈ کو آئندہ ناجائز طور پر استعمال کرنے کے لئے جمع کرتا رہا یہیں تک بس نہیں بلکہ اپنے مالکوں یعنی انجمن کے کاغذات دستی پریس و دیگر سامان بلا حصول اجازت دفتر کے دروازے اندر سے بند کر کے ناجائز طور پر استعمال کرتا رہا۔ اگر وہ مالکان کی چوری یا بددیانتی کا مرتکب نہ ہو رہا تھا تو دروازے بند کرنا ایک یقینی فعل تھا جو شخص دیانتدار ہو اور اس کے دل میں چوری نہ ہو۔ اسے اس طرح چھپ کر کام کرنا گوارا نہیں ہو سکتا وہ خود ہی اپنے ضمیر سے، اگر اس کا ضمیر مر نہیں گیا، سوال کر کے دیکھ لے کہ اگر اسکی اپنی انجمن اہل اسلام کا کوئی تنخواہ دار ملازم انہیں حرکات کا مرتکب ہو جو وہ خود انجمن میں کرتا رہا تو کیا وہ اسے بددیانت اور خائن قرار نہ دیگا۔

یہ واقعات پر بحث ہے۔ دعاوی پر بحث نہیں۔ جب واقعات اس کے اخلاق کو گرا ہوا ثابت کر دیں تو دعاوی اس کے سامنے کچھ چیز نہیں۔ کیا اس کے حامی ڈاکٹر کرامت علی خانصاحب محمد حسین بن حاجی موسیٰ خانصاحب اور ایک پرانے معزز رکن مجلس معتمدین انجمن" اور محمد عجب خانصاحب دنیا کا کوئی اخلاقی۔ مذہبی یا بقول ان کے روحانی قانون بتا سکتے ہیں جس کی بنا پر ایک ملازم عرصہ تک اپنے مالک کی بلا اطلاع اس کے پرائیویٹ کاغذات کو آئندہ کسی زمانہ میں اس کے خلاف استعمال کرنے کیلئے جمع کرتا رہا ہو وہ خیانت اور بددیانتی کا مرتکب نہیں۔ یقیناً وہ ایسا کوئی قانون پیش نہیں کر سکتے کم از کم ۱۹۳۰ء میں شیخ غلام کا نہ کوئی دعویٰ تھا اور نہ کوئی اس کے آثار تھے۔ اگر ان کا کوئی ملازم ایسے افعال کا مرتکب ہو تو وہ اسے کیا سمجھیں گے؟ اب لیجئے اس کا جھوٹ۔ اپنے مختلف رسالوں میں اس نے حضرت امیر پر خیانت، گہری سازش کرنیوالا۔ منافق۔ قومی خیانت کرنیوالا۔ بدعہد۔ باغی کے الزامات لگائے ہیں۔ (ان امور پر آئندہ روشنی ڈالی جائیگی) لیکن ایسا جانتے ہوئے اس کا لکھنا کہ:-

"انجمن کے موجودہ میر مجلس ... مولانا محمد علی صاحب کو جماعت احمدیہ لاہور کے کل افراد سے بلند اور بہتر جانتا ہوں اور جب تک یہ انجمن اور اس کا موجودہ نظام باقی ہے میں جماعت لاہور کے لئے ان سے بہتر کسی شخص کو عہدہ امارت کے لئے موزوں نہیں سمجھتا"

کہاں تک درست تھا۔ اگر یہ واقعات کی روشنی میں غلط تھا تو یہ شیخ غلام محمد کا صریح جھوٹ ہے جس کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اسے انجمن کے ان قواعد اور اختیارات میر مجلس کا پہلے سے ہی علم تھا نیز حق تصنیف کا معاملہ بھی اس کے سامنے تھا اور کوٹھی بھی بن چکی تھی یا بن رہی تھی یہ کہدینا کہ اس وقت وہ مامور نہ تھا اس نے یہ تحریر لکھی یہ دوسرا جھوٹ ہوگا۔ کیونکہ ۱۹۳۰ء سے ہی انجمن کا ایسا ریکارڈ اپنے قبضہ کرتا رہا جو بعد میں اس نے انجمن کے خلاف استعمال کیا ایسا گہرا سازشی کس طرح کہہ سکتا ہے کہ مامور ہونے کے بعد اسے اپنے جھوٹ کا احساس ہوا بہرحال اسے خواہ جھوٹ کہیں یا منافقت ہر دو کا مرتکب شیخ غلام محمد تھا اور ہے اس کے دیگر حالات کے لئے دوسرے ٹریکٹ کا انتظار کیجئے جسکے بعد واقعات کی بنا پر انجمن اور میر مجلس کی پوزیشن پبلک میں رکھ دیجائیگی۔

سیکرٹری احمدیہ ڈیفنس لیگ احمدیہ بلڈنگس لاہور۔ ۲۰۔ نومبر ۱۹۳۳ء

ہز میجسٹی شاہ محمد ظاہر خان تاجدار افغانستان کی خدمت میں تعزیتی برقیہ اور اس کا جواب

غازی نادر شاہ مرحوم کے افسوسناک قتل کی خبر سنکر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل تعزیتی برقیہ اعلیحضرت شاہ محمد ظاہر خان تاجدار افغانستان کی خدمت میں ارسال کیا۔

"ہز میجسٹی شاہ محمد ظاہر۔ کابل

ممبران انجمن کو آپکے والد محترم کی وفات کی خبر سنکر بہت صدمہ ہوا ہم خلوص دل سے آپکی درازی عمر اور خوشحالی کی دعا کرتے ہیں۔

محمد علی صدر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور"

جسکے جواب میں شاہ موصوف کیطرف سے مندرجہ ذیل فارسی برقیہ موصول ہوا۔

"اعلیحضرت از احساسات صمیمانہ ازاں انجمن احمدیہ اظہار تعزیت و رخورسندی فرمودند۔ (وزیر خارجہ)"

ضمیمہ اخبار پیغام صلح

اخبار سیاست کے جواب میں جناب مولوی دوست محمد صاحب کا جو مضمون پیغام صلح کیساتھ بطور ضمیمہ شائع ہوتا رہا ہے آئندہ کے لئے اس شکل میں اس کی اشاعت بند کر دی گئی ہے اور فیصلہ کیا گیا ہے کہ مکمل مضمون کتابی صورت میں شائع کیا جائے۔ کتاب انشاء اللہ جلسہ سالانہ تک تیار ہو جائیگی جس قدر مضمون شائع ہو چکا ہے تقریباً اسی قدر باقی ہے چونکہ ضخامت اندازہ سے تقریباً ڈیڑھ گنی ہو گئی ہے اس لئے مجوزہ قیمت میں بھی اضافہ کرنا پڑیگا جس کا اعلان بعد میں کیا جائیگا لیکن اس بات کا پورا خیال رکھا جائیگا کہ جہاں تک ممکن ہو قیمت کم رکھی جائے۔ تاکہ احباب اسے کثیر تعداد میں خرید کر تقسیم کر سکیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم دوشنبہ مورخہ ۸ شعبان ۱۳۵۲ھ | نمبر ۶۸

نمائش دستکاری

خواتین سلسلہ کی خدمت میں ضروری درخواست

تاریخ عالم گواہ ہے کہ آج کسی قوم کی کوئی قابل ذکر تحریک کما حقہ کامیاب نہیں ہوئی جب تک کہ خواتین نے اس میں مناسب حصہ نہیں لیا۔ نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے آدمؑ کے بیٹوں کی کوششوں کے ساتھ ساتھ حوا کی بیٹیوں کی مساعی بھی لازمی ہیں۔ ظہور اسلام سے قبل ہزاروں سالوں تک مرد نے اپنے غرور بیجا کے نشہ میں عورت کو ذلیل و حقیر سمجھا۔ اس کے حقوق زبردستی چھین لئے اور اس کو ایک مجبور و مقہور اور مظلوم و بے بس ہستی کی طرح زندہ رہنے کی اجازت دی۔ لیکن اس کے باوجود ہمیں تاریخ عہد قدیم کی دھندلی روشنی میں عورت کا ہاتھ برابر مصروف کار دکھائی دیتا ہے۔ سلطنتوں کے بننے بگڑنے۔ قوموں اور ملکوں کے عروج و زوال۔ تمدنوں اور تہذیبوں کی ترقی و بربادی میں ہمیشہ عورت کو نمایاں دخل رہا ہے۔ اسلام نے عورت کے غصب شدہ حقوق اس کو واپس دلائے۔ مختلف مذہبوں اور تمدنوں نے اس پر جو قیود عائد کر رکھی تھیں ان سے اس کو آزاد کیا۔ اس کی حیثیت بلند کی۔ ہر جگہ اور ہر لحاظ سے اس کے شرف اور درجہ کو برقرار رکھا اور عملاً بتلا دیا کہ دنیا کی فلاح و ترقی کے لئے مرد کی طرح عورت کا وجود بھی لازمی و لابدی ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے عہد عروج میں مسلمان خواتین نے دین کی تبلیغ۔ سیاسی امور۔ علوم کی ترقی اور تہذیب و تمدن کی تعمیر میں نہایت زریں کارنامے انجام دیئے۔ ہمیں اس زمانہ میں مسلمان خواتین اپنے شرف و وقار کو قائم رکھتے ہوئے جنگوں میں مصروف پیکار بھی دکھائی دیتی ہیں۔ اور پرجوش مبلغہ کی حیثیت سے اشاعت اسلام کرتی ہوئی بھی نظر آتی ہیں۔ اور ہم ان کو مسند درس اور تخت سلطنت پر بھی دیکھتے ہیں۔ مسلمان تو ایک طرف رہے، کیا کوئی انصاف پسند غیر مسلم بھی حضرت عائشہؓ حضرت فاطمہؓ۔ حضرت خولہؓ سلطانہ رضیہ۔ نورجہاں بیگم۔ چاند بی بی۔ اور زیب النساء بیگم کے مذہبی و علمی کارناموں اور شجاعت و معاملہ فہمی کو فراموش کر سکتا ہے؟ صدیاں گزر گئیں لیکن آج تک انصاف پسند مسلم و غیر مسلم اہل علم ان کو خراج عقیدت و تحسین پیش کر رہے ہیں۔

اگر مسلمانوں کے موجودہ زوال و پستی کے اسباب تلاش کئے جائیں تو ان میں سے ایک بڑا سبب یہ معلوم ہوگا کہ ہم نے عورتوں کو ایک عضو معطل بنا کر گھروں کی چار دیواریوں میں بند کر رکھا ہے اور دینی و قومی امور میں ان کے وجود کو یکسر فراموش کر دیا ہے۔ احمدیت کے عظیم الشان اور انقلاب انگیز کاموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے مسلمانوں کو عورت کی فراموش شدہ ہستی یاد دلائی۔ اور مسلمان عورتوں کو اسلامی شرف و وقار کے ساتھ دینی و قومی کاموں میں حصہ لینے کی راہ بتلائی۔ آج کل مسلمان خواتین بالعموم افراط و تفریط کی مصیبت میں گرفتار ہیں۔ ان کا مذہب پرست طبقہ جہالت و توہم پرستی میں مبتلا چار دیواریوں کے اندر مقید ہے اور تعلیم یافتہ اور روشن خیال خواتین مغربیت کی شیدا ہو کر اسلامی تعلیمات سے رفتہ رفتہ دور ہو رہی ہیں۔ لیکن احمدیت نے صحیح اسلامی تعلیمات کے مطابق عورتوں کے لئے ایک ایسا محتاط و معتدل مسلک تجویز کیا ہے جس میں جہالت، تنگ خیالی اور توہم پرستی یا بے جا آزادی اور لامذہبی کو مطلق دخل نہیں احمدیت مسلمان عورتوں کو عہد سعادت کی یاد دلا کر ان کو حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہؓ کی تقلید کی دعوت دے رہی ہے۔ یہ مسلمان عورتوں پر احمدیت کا بہت بڑا احسان ہے۔ اور احمدی خواتین کو خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ وہ ایک ایسی جماعت میں شامل ہیں جو صحیح اسلامی تعلیمات پر عامل ہے۔

ہماری قابل احترام احمدی بہنوں کو بخوبی معلوم ہے کہ اسلام آج کل اپنی مخالف طاقتوں سے ایک فیصلہ کن جنگ میں مصروف ہے اور ہماری جماعت کے قیام کی غرض اور اس کا مقصد حیات ہی اس جنگ میں اسلام کی تائید و حمایت ہے۔ دہریت، عیسائیت اور آریہ سماج وغیرہ خاکم بدہن اسلام کو تباہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تختہ ارض پر خدا اور اس کے رسولؐ کا کوئی نام لیوا نہ رہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ قرآنی تعلیمات دنیا سے محو ہو جائیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ اکبر کی پکار دنیا کے کسی خطے اور گوشے سے نہ بلند ہو۔ یہ مخالف طاقتیں بیک وقت اسلام کی تباہی کے لئے پوری کوشش کر رہی ہیں۔ اور مسلمان ان کی طرف سے بالکل غافل ہیں۔ ان سب کے مقابلہ کا فرض جماعت احمدیہ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ حضرت مسیح موعود دنیا میں محض اسی لئے آئے کہ وہ اسلام کے دشمنوں سے مقابلہ کر کے اسلام کو ان پر غالب کریں۔ اور اسی لئے انہوں نے جماعت قائم کی۔ اس سے ہماری بہنیں اندازہ لگا سکتی ہیں کہ وہ کام جو ہم نے اپنے ذمہ لیا ہے کس قدر ضروری اور مشکل ہے۔ اور اس کے لئے کس قدر ہمت اور محنت اور قربانی کی ضرورت ہے۔

جس طرح احمدی مرد اس کام کے ذمہ دار ہیں اسی طرح احمدی خواتین پر بھی اس سلسلہ میں بہت سارے فرائض عائد ہوتے ہیں۔ ہر ایک احمدی بہن کو معلوم ہے کہ جلسہ سالانہ پر دستکاری کی نمائش اور زنانہ جلسہ ہوا کرتا ہے۔ خواتین اپنے ہاتھ سے کچھ چیزیں بنا کر بھیجتی ہیں وہ بذریعہ نمائش فروخت کر دی جاتی ہیں اور ان کی قیمت خواتین کی طرف سے اشاعت اسلام فنڈ میں دیدی جاتی ہے۔ امسال بھی اس نمائش کی تیاریاں ہو رہی ہیں جس کا اعلان اس سے قبل متعدد مرتبہ اخبار میں ہو چکا ہے۔ ۱۵ رنومبر کی اشاعت میں جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر کا ایک مفصل مضمون بھی اس موضوع پر شائع ہو چکا ہے۔ اس نمائش کو کامیاب بنانا ہر ایک احمدی عورت اور لڑکی کا نہایت ہی مقدس فرض ہے۔ جس سے غفلت اور پہلوتہی کسی صورت میں بھی مناسب نہیں۔

امسال ۱۰ رمضان ۱۹ ردسمبر سے شروع ہو جائے گا۔ خواتین کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ جلسہ خواتین اور نمائش دستکاری ۱۷ ردسمبر کو یعنے جلسہ سالانہ سے تقریباً ایک ہفتہ قبل ہی منعقد کی جائے۔ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے اس لئے تمام بہنوں کو غیر معمولی توجہ اور عجلت سے کام لینا چاہیئے اور تمام اشیاء ۱۰ ردسمبر تک جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر و سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور) کے پاس پہنچ جانی چاہئیں تاکہ نمائش میں رکھنے کے لئے ان کی مناسب طریق پر ترتیب دیدی جائے۔ چیزیں روزمرہ کے استعمال کی صاف ستھری پائیدار اور کم قیمت ہوں۔ بہتر ہوگا کہ ایک یا دو قیمتی چیزوں کی بجائے کم قیمت کی متعدد چیزیں تیار کی جائیں۔ چھوٹی بچیوں کو بھی نمائش کے لئے چیزیں تیار کرنے کی ترغیب دینی چاہیئے ہر ایک چیز پر جو لاگت آئے اس کی بھی اطلاع دیدینی چاہیئے وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ اگر اس عرصہ میں نئی چیزیں تیار نہ ہو سکتی ہوں تو پہلے کی تیار شدہ چیزیں بھی ارسال کی جا سکتی ہیں۔ اس نمائش کے ذریعہ اشاعت اسلام فنڈ کے لئے ایک معقول رقم بھی فراہم ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کا سب سے بڑا مقصد خواتین اور بچیوں کے دلوں میں تبلیغ دین اور خدمت اسلام کا شوق پیدا کرنا ہے اس لئے اس میں سب کو حصہ لینا چاہیئے۔ جو بچیاں یا بزرگ خواتین زیادہ نفیس چیزیں تیار نہیں کر سکتیں۔ انہیں بلا تکلف معمولی چیزیں ہی تیار کر کے ارسال کر دینی چاہئیں۔ ان کے کم قیمت اور بھدی ہونے کا مطلق خیال نہ کرنا چاہیئے۔ چند سال ہوئے ایک غریب خاتون نے مٹی کا ایک چولہا تیار کر کے نمائش میں بھیجا جس کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا اور وہ اچھی قیمت پر فروخت ہو گیا۔

جماعت کے مردوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں نمائش اور زنانہ جلسہ کے انعقاد کی اطلاع اور اس میں شمولیت کی ترغیب دیں۔ چیزوں کے ارسال کرنے میں بھی خواتین کو مردوں کی امداد کی ضرورت ہوگی۔ جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کی خدمت میں خصوصیت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ممبروں کے ذریعہ تمام احمدی گھروں میں نمائش کی اطلاع دیدیں۔

جلسہ سالانہ حسب اعلان ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر کو منعقد ہوگا۔ اس میں بھی خواتین سلسلہ کی شرکت ضروری ہے۔

مکاتبت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے تاکہ تعمیل ارشاد میں تاخیر نہ ہو (مینیجر)

ایک مبارک شادی

یہ خبر قارئین پیغام صلح کے لئے انتہائی مسرت کا باعث ہوگی کہ اعلیحضرت ہزہائینس نواب صاحب مانگرول کی ولی عہد بہادر کی صاحبزادی شہزادی قدسیہ بی بی کی شادی ۱۴ر نومبر کو فرمانروائے ماناودر سے بخیر و خوبی انجام پائی اس تقریب سعید پر کاٹھیاواڑ اور ہندوستان کے دوسرے حصوں اور متعدد ریاستوں سے بے شمار معزز مہمان ماناودر اور مانگرول تشریف لائے تقریباً ایک ہفتہ تک خوب رونق رہی اکثر احباب کو یہ علم ہوگا کہ نواب صاحب ماناودر ہزہائینس نواب صاحب مانگرول کے نواسے ہیں فرمانروائے مانگرول اپنے دردِ اسلامی اور عشقِ ملت کی وجہ سے تمام اسلامی ہند کے محبوب و محترم ہیں انکی خوشی تمام مسلمانانِ ہند کی خوشی ہے۔ ہم اس تقریب سعید پر ممدوح اور ان کے ولی عہد بہادر اور نواب صاحب ماناودر کی والدہ محترمہ کی خدمت میں انتہائی خلوص و مسرت کیساتھ ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ میں برکت دے دولہا دلھن تا دیر آباد و شاد رہیں

قابل توجہ پیغام

جلسہ سالانہ قریب ہے اور جلسہ نمبر قریب تر۔ احباب کو یہ بھی علم ہے کہ اخبار کا دارو مدار محض خریداروں کے چندہ پر ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اس ضروری امر کی طرف جلد سے جلد توجہ فرمائیں دفتر سے وی پی کئے جا رہے ہیں ان کو وصول فرما کر قومی ہمدردی اور علمدوستی کا ثبوت دیں ایسا نہ ہو کہ وی پی واپس آکر مزید سہ کا دفتر کو نقصان ہو جو عین انجمن کا نقصان ہے۔ اور انجمن کا نقصان درحقیقت آپ کا اپنا نقصان ہے۔ کیونکہ اخبار انجمن کا اور انجمن آپ کی اس لئے وی پی کا وصول کرنا آپ کا ایک ضروری اہم قومی و اخلاقی فرض ہے۔ والسلام

خاکسار

(مینجر پیغام صلح)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کیلئے تازہ سند

(۱) تنظیم اہلحدیث روپڑ مولوی ثناء اللہ اور اپنی مصالحت کا رونا روتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"مولوی ثناء اللہ جھوٹ سے کام بہت لیتے ہیں ناظرین آگاہ رہیں"

(صفحہ ۹ ۱۵ر نومبر ۱۹۵۰ء)

محدثین تو ایسے جھوٹوں سے روایات قبول نہیں کیا کرتے تھے لیکن چودھویں صدی کے اہلحدیث اس اپنی "لیاقت پر فخر" کرنے والے کی ہر اس بات پر ایمان لے آتے ہیں جو وہ جماعت احمدیہ کے بانی کے بارہ میں لکھے۔ جھوٹ سے بہت کام لینے والے کے بارہ میں جو حدیث کا فتوےٰ ہے کیوں اہلحدیث اس پر عمل نہیں کرتے؟

(۲) مولوی ثناء اللہ نے ڈھولن کے وہابی جلسہ میں شمولیت سے بدیں وجہ انکار کر دیا تھا کہ جو دعوت نامہ ان کو مولوی محمد علی کی طرف سے گیا تھا اس میں ڈھولن کا ذکر نہ تھا۔ اب عبدالعزیز فیروز پوری وہابی نے سوہدرہ کے وہابی کو مولوی محمد علی کے خط کی نقل بھیجکر لکھا ہے کہ یہ بھی مولوی ثناء اللہ نے غلط (جھوٹ) لکھا ہے کہ خط میں ڈھولن کا ذکر نہیں حالانکہ اس میں موجود ہے اس پر سوہدرہ کا وہابی جھنجھلا کر لکھتا ہے "نقل پہنچگئی۔ مگر ہم اسے شائع نہیں کرنا چاہتے۔ اب قصہ ختم بھی کیجئے" گویا آپ ایسے عامل بالحدیث ہیں کہ ایک سچی بات کا شائع کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ اور اس طرح قصہ ختم کروانا چاہتے ہیں۔ لیکن وہابیوں کے یہ قصے انشاءاللہ چلتے ہی رہیں گے اور ان کے عامل بالحدیث ہونے کا جھوٹا دعوےٰ دنیا پر ظاہر ہوتا ہی رہے گا۔

ایک نیک خاتون کا انتقال

جناب خان بہادر مرزا غلام صمدانی صاحب ریٹائرڈ ای۔ اے۔ سی پشاور کے اسم گرامی سے ہمارے متعدد احباب واقف ہونگے موصوف نہایت ہی بلند اخلاق رکھنے کے علاوہ اپنے پہلو میں ایسا دل بھی رکھتے ہیں جسمیں دردِ اسلامی اور خدمت ملت کا شوق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے افسوس چند روز ہوئے انہیں بہت بڑا صدمہ پہنچا یعنی موصوف کی بیگم صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ۔ مرحومہ بھی نہایت نیک خاتون تھیں کئی سال سے بعارضہ فالج بیمار تھیں۔ اس صدمہ میں ہم تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے موصوف کی خدمت میں اظہار افسوس و ہمدردی کرتے ہیں دعا ہے خداوند کریم مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور مرزا صاحب اور ان کے خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

۲۴ر نومبر کو بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں جنازہ غائب پڑھا گیا۔ دیگر احباب و جماعتوں سے بھی ایسی درخواست ہے۔

تماشہ اور تماشہ موت

پیرس سے خبر آئی ہے کہ مسیو ڈنیزنی ایک بہت بڑی سینما کمپنی کے مالک دفعتہً ہلاک کر دیئے گئے۔ اور تلوار یا ریوالور کا نشانہ نہیں بنے۔ بلکہ ہتھوڑوں سے سر کچل کر رکھدیا گیا عین اس وقت جبکہ لوگ تماشہ میں بیٹھے ہوئے ذوق و شوق سے ایک تصویر کو دیکھ رہے تھے اور تبسم اور قہقہوں کا دور دورہ تھا کوئی بیدرد مالک سینما کے کمرے میں گھس آیا اور سر پاش پاش کر دیا۔ آناً فاناً خبر سینما میں پہنچی۔ اور دہشت و حزن سے سینما ہال دم کے دم میں خالی ہوگیا۔ گویا کومیڈی چشم زدن میں ٹریجڈی بن گئی ۔ ـــــــ یہ تازہ خبر پیرس کی ہے۔ ایک عبرتناک واقعہ ان سطور کے راقم کا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا ہے۔ جوالا پرشاد برق لکھنؤ میں ایک اعلیٰ سرکاری عہدہ دار ہونے کے ساتھ ہی اردو کے اچھے افسانہ نگار اور ڈراما نویس بھی تھے۔ مسلمان شاعروں اور ادیبوں کی صحبت میں رہے اور پلے ہوئے تھے "زندہ دل" ۱۹۰۶ء میں طاعون ہوا اور دو تین دن میں ختم ہوگئے اتوار کا دن تھا ارتھی (میت) جب جلانے کے لئے نکلی محض اتفاق سے میرا بھی ساتھ ہوگیا۔ محلہ گولہ گنج میں تھیٹر ہال میں ایک پارسی کمپنی اس زمانہ میں اتوار کے دن تماشہ دن کو کرتی۔ اور بعد مغرب ختم کرتی تھی جب ارتھی اس تھیٹر ہال کے سامنے سے نکلی عین اس وقت انہی کا لکھا ہوا ڈرامہ اسٹیج پر کھیلا جا رہا تھا۔ تماشائی غفلت کے قہقہے اڑا رہے تھے ـــــــ اور خود تماشہ گر کس عالم میں تھا؟

(سچ)

اخبار احمدیہ

ـــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

ـــ ۲۴ر نومبر کو بعد نماز جمعہ ایک صاحب الہ بخش سوداگر چوب لاہور نے حضرت ممدوح کی بیعت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کو استقامت بخشے۔ اور خدمت دین کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔

ـــ جلسۂ سالانہ کے انتظامات شروع ہیں۔ احباب جلسہ فنڈ کی رقوم بہت جلد فراہم کر کے مرکز میں بھیجدیں۔ اس کام میں تاخیر نہیں ہونی چاہیئے۔

ـــ نمائش دستکاری کے لئے ۱۷ر دسمبر کی تاریخ مقرر ہوئی ہے۔ تفصیلات کے لئے آج کا مقالہ افتتاحیہ ملاحظہ فرمائیں۔

ـــ شیخ عبدالحق صاحب محترم محرر دفتر سکرٹری کی صحت اب خدا کے فضل سے بالکل اچھی ہے۔ انشاءاللہ جلد اپنے کام کا چارج لے لیں گے۔

ـــ خواجہ غلام نبی صاحب مبلغ بعارضہ بخار بیمار ہیں۔

ـــ شیخ عبدالرحمٰن صاحب پنشنر ای۔ اے۔ سی۔ برادر جناب شیخ رحمت اللہ صاحب بھی علیل ہیں۔

ـــ جناب شیخ محمد ہاشم خاں صاحب خلف الرشید جناب شیخ نظام الدین صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی حکیم شیخان کو اب پہلے سے بہت کچھ افاقہ ہے۔ لیکن صحت کامل نہیں ہوئی۔

ـــ مولانا زین العابدین حکیم خالقی صاحب کئی روز سے بخار میں مبتلا ہیں۔

ـــ احباب ان تمام بیماروں کی صحت یابی کے لئے دعا کریں

ـــ خواجہ علی محمد صاحب کشمیری کے صاحبزادے عزیز زین الدین صاحب کا سرینگر میں انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہمیں اس حادثہ میں خواجہ صاحب اور ان کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے۔ دعا ہے کہ خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ احباب سے جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

ـــ میاں عبدالشکور صاحب محصل انجمن چند مشکلات میں مبتلا اور احباب سے دعا کے طالب ہیں۔

ـــ مہمانخانہ میں مہمانوں اور بعض غریب طلبہ کے لئے موسم سرما کی ضروریات کے مطابق پانچ چھ بسترے درکار ہیں ہر گھر میں چند زائد بسترے موجود رہتے ہیں۔ اگر ان میں سے قومی مہمانخانہ کو بھی کچھ حصہ دیدیا جائے تو انجمن نئے بسترے بنوانے کی زیر باری سے بچ سکتی ہے۔ صاحب استطاعت احباب جلد توجہ فرمائیں۔ لاہور کے دوستوں کی خدمت میں خصوصیت سے درخواست ہے۔ مستعمل بستر بھی جو اچھی حالت میں ہوں ضرورت کو پورا کر دیں گے۔

ـــ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی دوبارہ بعارضہ بخار بیمار ہو گئے ان کے لئے تمام احباب خصوصیت سے دعا کریں۔

ـــ بابو چراغدین صاحب انچارج ٹیلیگراف آفس جموں کی چھوٹی لڑکی نصیرہ احمدی بیگم جو دو سالہ ہے قریباً ایک ماہ سے بخار میں مبتلا ہے۔ احباب کرام اس کی صحت کے لئے بھی دردِ دل سے دعا کریں۔

رحمۃ للعالمین

اور مجرموں کو سزا دینا

(از جناب مولانا احمد صاحب بتالہ)

بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو قرآن کریم میں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین فرما کر یہ خطاب دیا ہے اور آپ کو صاحب خلق عظیم بھی فرمایا ہے وانک لعلیٰ خلق عظیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا ایک ایک واقعہ شہادت دے رہا ہے کہ آپ واقعات کی روشنی میں بھی اسی طرح رحمۃ للعالمین اور صاحب خلق عظیم ہیں جسطرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین اور صاحب خلق عظیم کے معزز خطاب سے یاد فرمایا ہے۔ لیکن مجرم اور ظالم کو سزا دینا صفت رحمۃ للعالمین اور خلق عظیم کے منافی نہیں۔

آنحضرت صلعم نے اختلاف عقائد پر کبھی سزا نہیں دی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اختلاف دین اور اختلاف عقائد کی بنا پر کبھی کسی کو سزا نہیں دی نہ قرآن کریم میں اختلاف رائے اور اختلاف مذہب کی بنا پر سزا دینے کا ذکر ہے۔ بلکہ اس کے خلاف یہ حکم اور ذکر موجود ہے کہ جنھوں نے مسلمانوں کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی۔ ان کو گھروں سے نکلنے پر مجبور نہیں کیا۔ اور ان پر مظالم نہیں ڈھائے۔ ان کے ساتھ احسان اور نیک سلوک کرنے ان کے ساتھ انصاف اور رواداری سے پیش آنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں منع فرمایا:-

لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المحسنین۔

نیز اولاد کو والدین کے متعلق یہ ارشاد کیا وان جاھداک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفا۔ والدین شرک کی طرف بلائیں تو ان کی بات نہ مان البتہ دنیا میں ان کے ساتھ نیک سلوک کی زندگی بسر کرو اور ان کی فرمانبرداری کرو۔ نیز قرآن کریم میں جہاں یتیموں مسکینوں اور قیدیوں کے ساتھ نیک سلوک اور ان کی امداد کا ذکر ہے یا جہاں ابن سبیل (مسافر) قرابت والوں۔ پڑوسیوں۔ رفیق مجلس یا رفیق سفر کے ساتھ احسان اور نیک سلوک کرنے کا ذکر ہے وہاں قرآن کریم میں شرط کہیں نہیں لگائی کہ ایسے لوگ مسلمان ہوں۔ تو ان کے ساتھ سلوک کرو بلکہ عام رکھا یعنے یتیم ابن سبیل۔ قیدی۔ محتاج۔ قرابتی۔ پڑوسی مسلم ہو یا غیر مسلم سب کے ساتھ یکساں نیک سلوک اور احسان کرنے کا حکم ہے۔

قرآن مذہبی آزادی کا اعلان کرتا ہے

پس قرآن کریم صرف اختلاف مذہب کی بنا پر نہ صرف سزا کا ذکر نہیں کرتا بلکہ ان کے ساتھ احسان۔ نیک سلوک۔ ہمدردی اور عام انسانی حقوق کے برتنے کا حکم دیتا ہے اور ہر ایک قسم کی سزا اور تکلیف دینے سے روکتا ہے۔ اور اعلان کرتا ہے "لا اکراہ فی الدین" دین کے بارہ میں کوئی جبر نہیں۔ رحمۃ للعالمین کے ذریعہ سے دنیا میں مذہبی آزادی کا اعلان ہوا۔ اور مسلم غیر مسلم دونوں کے ساتھ ہمدردی کرنے اور انسانی حقوق برتنے کا حکم ہوا اور اسی کے مطابق ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا ذکر کیا ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ

جب اقراء کی ابتدائی وحی آپ پر نازل ہوئی اور آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے۔ تو انہوں نے آپؐ کو ان الفاظ سے مخاطب کیا:-

کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علیٰ نوائب الحق۔	اللہ کی قسم! اللہ آپ کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا۔ کیونکہ آپ قرابت والوں سے جوڑتے ہیں اور ناتوان کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور نادار کو کما کر دیتے ہیں۔ مہمان نواز ہیں اور حادثوں میں حق کی مدد کرتے ہیں

بعثت سے پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان صفات کے مالک تھے اور بعثت کے بعد تو آپؐ کے اسوۂ حسنہ میں اور کامل طور سے ان کا ظہور ہوا۔ اور ان صفات کا فیض مسلم اور غیر مسلم دونوں کو برابر پہنچتا رہا مسلم کے ساتھ خاص نہ تھا جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کسی خاص قوم یا ملک سے خاص نہیں اسیطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض بھی مسلم کے ساتھ خاص نہیں تھا اور بعض وقت غیر مسلم کے ساتھ مسلم کی نسبت زیادہ مدارات اور سلوک سے پیش آتے۔ اور ان کو مقدم کر لیتے۔ اور مسلمان کے ایمان کی مضبوطی کی بنا پر اسے تکلیف میں بھی چھوڑ دیتے کہ تکلیف اور ناداری سے اس پر ابتلا نہیں آئے گا۔

جب قریش پر ان کے مظالم کی بنا پر قحط پڑ گیا۔ اور ظالموں کا لیڈر ابوسفیان تنگ آ کر دعا کی درخواست لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو رحمۃ للعالمین نے ان کے تمام مظالم سے درگزر کر کے بارش کی دعا فرمائی۔ اور غیر متناہی رحمت کے مالک نے سن لی (ورحمتی وسعت کل شیٔ) غرض آپکی زندگی کا ایک ایک واقعہ یہ شہادت دیتا ہے کہ اختلاف مذہب اور اختلاف عقائد کی بنا پر آپؐ نے نہ کسی کو سزا دی نہ کوئی تکلیف پہنچائی نہ مقاطعہ کیا۔ بلکہ قرآن کریم نے مقاطعہ کا الزام مخالفین اسلام کو دیا۔ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ (سورۂ محمدؐ)

اختلاف عقائد کی بنا پر مقاطعہ خلاف اسلام ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خلق عظیم کو ہی دیکھ کر فوج در فوج اسلام میں لوگ داخل ہوتے تھے۔ پس جب قرآن کریم میں اختلاف عقائد کی بنا پر اور اختلاف مذہب کی بنا پر کسی کو کسی قسم کی سزا اور تکلیف دینے کا ذکر نہیں بلکہ اس اختلاف کے باوجود سب کے ساتھ یکساں نیک سلوک اور ہمدردی کا حکم دیتا ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ بھی یہی ہے تو کسی مسلم کا غیر مسلم کو صرف اختلاف مذہب کی بنا پر تکلیف دینا۔ یا اختلاف رائے اور اختلاف فی الاجتہاد کی بنا پر مسلمان فرقوں اور جماعتوں کا ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہونا مقاطعہ کرنا۔ تعلقات چھوڑنا اور ایذا اور تکلیف پہنچانا قرآن کریم کے بھی خلاف ہے۔ اور رحمۃ للعالمین کے اسوۂ حسنہ کے بھی خلاف ہے اور ان کی ان حرکتوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کی بنا یا جہالت اور اسلام سے ناواقفیت پر ہے یا نفسانی خواہشات اور ذاتی اغراض پر ہے۔ جس سے اسلام نہ صرف بدنام ہو رہا ہے بلکہ مسلمان قوم کی تباہی اور کمزوری کا سبب یہی باہمی خانہ جنگی اور تعصب اور تنگدلی ہے۔

آنحضرت صلعم نے اخلاقی مجرموں کو سزا دی

اخلاقی جرائم۔ صریح احکام کی خلاف ورزی۔ ظلم اور تعدی اور غصب حقوق کی بنا پر کسی کو مناسب سزا دی جا سکتی ہے۔ لیکن ایسی صورت میں سزا دینے کے لئے بہت کم کسی کی زبان کھلتی ہے قرآن کریم میں اخلاقی جرائم کی سزا کا ذکر ہے اور ہونا چاہیئے۔ صریح احکام کی خلاف ورزی کی سزا کا ذکر ہے۔ اور ہونا چاہیئے۔ ظالم اور غاصب حقوق کی سزا کا ذکر ہے اور ہونا چاہیئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اخلاقی مجرموں۔ صریح احکام کی خلاف ورزی کرنے والوں۔ ظالموں اور غاصبوں کو سزا دی اور دینی چاہیئے۔ کیونکہ قوم کی اصلاح۔ ان کی زندگی کی حفاظت اور امن قائم کرنا مذہبی آزادی کو برقرار رکھنا۔ مظلوموں کی حمایت اور ظلم کی مذمت آپ کا فرض تھا۔ اور ان کاموں کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے سزا دینا بھی ضروری ہوتا ہے۔

اخلاقی مجرموں کو سزا دینا بھی ضروری ہے

اور یہ سزا دینا بھی اخلاق عظیمہ اور رحمت الٰہی ہونیکا تقاضا ہوتا ہے اور بعض اوقات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ظالموں پر بددعائیں بھی کی ہیں۔ قریش پر جو قحط کا عذاب نازل ہوا تھا وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کی قبولیت کا اثر تھا۔ آپؐ نے دعا فرمائی تھی اللھم اجعلھا علیھم سنین کسنی یوسف اے اللہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی قحط سالی کی طرح ان ظالم قریش پر بھی قحط ڈالدے۔ نیز بئر معونہ میں جب ظالموں نے ستر مبلغین اسلام صحابہؓ کو قتل کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک ان پر نمازوں میں بددعا کی۔ حدیث کی کوئی کتاب ان واقعات کے ذکر سے کم خالی ہوگی

مخالفین احمدیت کے لئے سبق

"زمیندار" کا عبد الحمید ہزاروی جنھوں نے آہ نادرشاہ کے الہام کے اشتہار پر (جو حضرت مسیح موعود کا الہام ہے اور جو شہادت نادرشاہ کے حادثہ فاجعہ سے پورا ہوا) جسے جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے شائع کیا۔ نکتہ چینی کی ہے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو رحمۃ للعالمین تھے۔ اور مرزا صاحب اپنے مخالفوں پر بددعائیں کرتے ہیں۔ وہ رحمۃ للعالمین کے اسوۂ حسنہ سے سبق حاصل کریں۔ اور حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرنے کے بجائے آپ کی تعریف کریں۔ اول تو اس الہام میں بددعا نہیں ہے۔ ایک واقعہ کا اخبار غیب ہے۔ جو واقعہ سے تیس سال پہلے کی گئی تھی اور آج وہ پوری ہوئی۔

ظالموں کے لئے بددعا کرنا جائز ہے

اور اگر کسی ظالم پر حضرت مسیح موعود نے بددعا کی بھی ہو تو وہ عین اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جائے اعتراض نہیں ہے اگر ظالم اور مجرموں کو سزا دی جا سکتی ہے تو ان پر بددعا کرنے سے

کونسا قانون شریعت روکتا ہے۔

انبیا کا ہر ایک فعل رضاء الٰہی کیلئے ہوتا ہے

میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کا کسی مجرم کو سزا دینا عین رحمت الٰہی ہے۔ بلکہ ہر ایک حکومت جو ظالموں اور مجرموں کو سزا دیتی ہے۔ اس کا یہ فعل نہ ناجائز ہے نہ رحمت الٰہی ہونے کے خلاف ہے۔ لیکن انبیاء کی شان حکومتوں اور بادشاہتوں سے بہت بلند ہوتی ہے۔ ان کا ہر ایک فعل رضاء الٰہی کے لئے اور ذاتی اغراض اور جذبۂ انتقام سے پاک ہوتا ہے ان کا عفو اور رحم یا کسی کو سزا دینا صرف اصول اور منشائے الٰہی کو پورا کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ کسی کو دکھ پہنچانے کے لئے نہیں ہوتا جس طرح اللہ تعالیٰ کا کسی کو سزا یا عذاب دینا صرف اسے دکھ پہنچانے کی غرض سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اصلاح کے لئے ہوتا ہے۔ (اسی لئے جہنم اور دوزخ پر بھی فنا آئے گی۔) اسی طرح نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ہر ایک فنانی اللہ اور فنانی الرسول کا کسی کو سزا دینا صرف اسے دکھ پہنچانے کی غرض سے نہیں ہوتا۔ بلکہ اصلاح کے لئے ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفات (رب العلمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین) کا مظہر ہوتے ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شہادت موجود ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا۔ اور جس نے بھی ان کو کوئی تکلیف یا ایذا دی ہے اسے معاف کر دیا ہے۔ چونکہ آپ رحمۃ للعالمین تھے اور اپنی ذات کے لئے آپ کو کلی اختیار تھا۔ کہ کسی کو ظلم اور تکلیف کی سزا دیں یا اسے معاف کر دیں۔ اس لیے آپ نے عفو اور درگزر سے ہی ہمیشہ کام لیا۔ البتہ حدود اللہ کو قائم کرتے تھے اور اس کے بالمقابل کسی کی سفارش کام نہ دیتی تھی۔

آنحضرت صلعم نے اپنی ذات کیلئے کبھی انتقام نہیں لیا

اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحیم و کریم نہ ہوتے اور آپ انتقام کے لئے بھی کسی کو سزا دیتے تو اس کا بہترین موقع فتح مکہ کا وقت تھا۔ کفار مکہ نے برابر تیرہ سال آپ کو اور آپ کے صحابہؓ کو ایذا دی تکلیفیں پہنچائیں۔ بعض صحابہؓ کو مارا بعض کو قتل کیا۔ اور بالآخر سارے کے سارے مع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور مدینہ میں بھی آٹھ سال چین اور آرام سے نہ رہنے دیا اور بدر۔ احد۔ احزاب کے تین حملے مسلمانوں پر کئے۔ لیکن جب آپ مع صحابہ کے فاتحانہ طور سے مکہ میں داخل ہوتے ہیں اور بیس اکیس سال برابر ظلم کرنے والوں پر فتح حاصل کرتے ہیں۔ تو یہ بہترین موقعہ تھا کہ ایک ایک کو قتل کر کر کے سزا دیتے اور ان میں سے کسی کو بھی سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتے۔ کیونکہ دنیاوی حکومتیں اسی طرح کرتی ہیں۔ ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ وکذلک یفعلون۔ (النمل)

لیکن اس کے برخلاف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان مجرموں کو ملامت بھی نہیں کی۔ اور عفو عام کا اعلان کر کے فرمایا۔ لا تثریب علیکم الیوم۔ آج تم پر ملامت بھی کوئی نہیں ہے اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم ان کو سزا دیتے تو کوئی قانون کوئی حکومت آپ پر اعتراض نہیں کر سکتی تھی اور بعض ناقابل عفو مجرموں کو یا مقابلہ کرنے والوں کو سزا دی بھی لیکن جس طرح عفو عام کا اعلان رحمۃ للعالمین کی صفت کا تقاضا تھا۔ اسی طرح بعض کو سزا دینا بھی اس کے منافی نہیں تھا۔

دو شخصوں کے قتل پر اعتراض اور اس کا جواب

یہود میں سے کعب بن اشرف اور ابو رافع کے قتل پر بعض لوگوں کے دلوں میں شبہ گزرتا ہے کہ ان کا قتل کس طرح رحمۃ للعالمین کے شایان شان ہے۔

خواجہ حسن نظامی صاحب نے اپنے اردو مقدمۃ القرآن میں ان دونوں کے قتل کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ان کے قتل کے وجوہ اور اسباب پر بحث نہیں کی۔ اس لئے خواجہ صاحب کے مقدمۃ القرآن کے پڑھنے سے بعض دوستوں کو اعتراض پیدا ہو گیا ہے۔ ان دونوں کے قتل کے اسباب جب سامنے آجائیں گے تو پھر کوئی شبہ باقی نہیں رہے گا۔

قتل کے اصل اسباب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو یہود کے قبائل سے معاہدے ہوئے کہ جو بھی کوئی ان میں سے کسی فریق پر حملہ آور ہوں گے تو سب مل کر ان کا مقابلہ کرینگے لیکن جب کبھی بھی کفار قریش مدینہ پر یا بالفاظ دیگر مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے تو یہود معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے در پردہ قریش کی مدد کرتے اور اپنے فعل سے عہد کو خود توڑ دیتے اور فریق جنگ کی امداد کر کے اپنے آپ کو اس بات کا حقدار ثابت کر دیتے کہ مسلمان ان پر بھی حملہ کریں۔ چنانچہ بنو نضیر اور بنو قریظہ کے ساتھ جو کچھ ہوا ان کی عہد شکنی اور فریق جنگ کی امداد کی بنا پر ہوا۔

جنگ بدر کے بعد کعب بن اشرف مارے حسد کے جل اٹھا اور عہد کے خلاف مکہ میں جا بیٹھا۔ اور قریش کے قبائل کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہونے کے لئے ابھارتا رہا اور اسی حالت میں پھر مدینہ آیا۔ زاد المعاد جلد ا صفحہ ۳۴۲ مطبوعہ مصر

اور ابوداؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے:۔

کان یھجو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویحرض علیہ کفار قریش۔	کعب اشعار میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو اور مذمت کیا کرتا تھا۔ اور کفار قریش کو آپ پر حملہ کرنے کے لئے ابھارتا تھا۔

فتح الباری شرح بخاری میں بحوالہ ابن عائذ میں بھی لکھا ہے۔

اور ابو رافع کے متعلق بخاری شریف میں صرف اس قدر ہے

وکان ابو رافع یوذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویعین علیہ۔	ابو رافع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیا کرتا تھا۔ اور آپ کے خلاف دشمنوں کی امداد کیا کرتا تھا۔

اور اس امداد کی تفصیل فتح الباری میں بروایت ابن عائذ یوں ہے:۔

انہ کان ممن اعان غطفان وغیرھم من مشرکی العرب بالمال الکثیر علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ابو رافع قبیلہ غطفان اور مشرکین عرب کے دیگر قبائل کو بہت مال دے دے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کے لئے امداد کرتا تھا۔

ان روایات سے معلوم ہوا کہ کعب بن اشرف اور ابو رافع جو کعب کا ماموں تھا دونوں نے کفار کو لڑنے کے لئے آمادہ کیا اور عہد کو توڑا اور برسر جنگ اقوام کی کھلے طور سے امداد کی جس کی وجہ سے وہ مجرم اور قابل سزا ٹھیرے۔ پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کے قتل کے لئے صحابہؓ کو بھیجنا اور ان کے قتل پر خوشنودی کا اظہار کرنا رحمۃ للعالمین کی شان کے ہرگز خلاف نہیں۔ معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے والوں، دشمنوں سے جا ملنے والوں، مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کرنے والوں کی سزا ان کے قتل کے سوا اور کیا ہو سکتی تھی۔ اور ان کے ساتھ وہی ہوا جس کے وہ مستحق تھے۔ اور رحمۃ للعالمین کی صفت مجرموں کو سزا دینے کے منافی نہیں ہے۔

(بقیہ صفحہ ۱)

کا سوٹ پہنے علم کے جنون میں دیوانہ وار تیاری میں مصروف تھا۔ سکول بند کر دیا گیا۔ اور سکول کے طالب علم مع اہل یہ محمد طاہر کو الوداع کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ قصوری کے علاقہ کے مسلمان کثرت سے پل پر پہنچے۔ ہم بازار کی ضروری تیاری کے بعد ایک بجے پل پر پہنچے جہاں جناب مرزا صاحب اور تمام لوگ ہمارے انتظار میں تھے۔ محمد طاہر کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے اور اس نے تمام اصحاب سے مصافحہ کیا۔ تمام حاضرین کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ایک طرف اس کی ماں اور بہنیں اور دیگر مستورات اپنے عزیز کی جدائی کو محسوس کر رہی تھیں جن کو میری اہلیہ تسلی دے رہی تھیں۔ اب محمد طاہر کو ایک بڑی ٹیبل پر چڑھا کر اونچی جگہ پر بٹھا دیا گیا۔ تاکہ تمام لوگ اسے دیکھ سکیں۔ خاکسار کی اہلیہ نے مستورات کے مجمع میں تعلیم کے فوائد پر تقریر کی۔

مرزا مظفر بیگ صاحب کی تقریر

اس کے بعد جناب مرزا صاحب نے تمام ہندوؤں اور مسلمانوں اور عیسائیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہو کہ محمد طاہر کو ہم ہندوستان اس لئے بھیج رہے ہیں کہ وہ صرف مسلمانوں کی خدمت کرے غلط ہے۔ محمد طاہر واپس آکر تمام جاپانیوں کی خدمت کرے گا۔ اور یہی اسلام کی تعلیم کا لب لباب ہے۔ ایک مسلمان کا کام تمام قوموں کی رہنمائی ہے اس کے بعد علم کے فوائد اور علم کی برکتیں بیان کیں بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ جو صاحب گھر واپس جانا چاہتے ہیں وہ جا سکتے ہیں لیکن کسی کا دل نہیں چاہتا تھا کہ وہ جہاز کی روانگی سے پہلے پہلے واپس جائے۔

تحائف

اختتام تقریر پر سکرٹری ینگ مین ایسوسی ایشن نے بند لفافہ محمد طاہر کو دیا جس میں ایک اشرفی تھی۔ اس کے بعد مختلف احباب نے رومال اور کچھ رقوم نذر کیں۔ محمد طاہر ۳ بجے جہاز پر سوار ہوئے۔ چھ بجے جہاز روانہ ہوا۔ آدھ گھنٹہ تک لگاتار رومال اور ہاتھ ہلتے رہے۔ آخر محمد طاہر نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اور تمام حاضرین حسرت بھری نگاہوں سے واپس آئے۔

والی مانگرول کی عنایت خسروانہ

میں آخر پر ان صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کام کے لئے میری امداد کی۔ خصوصاً جناب نواب صاحب مانگرول کا جنھوں نے محض للہ اس کے لئے ۱۰ روپے ماہوار وظیفہ منظور فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ اب میرا ارادہ دو اور طالب علم یہاں سے بھیجنے کا ہے۔ خدا کرے کہ دو نواب صاحب کی طرح اہل دل مل جائیں۔ جو ۱۰-۱۰ روپے ماہوار وظیفہ ان کو دیا کریں۔

خاکسار

محمد عبد اللہ از قصوری (فنجی)

(یکم اکتوبر ۳۳ء)

کانفرنس مذاہب

میں مولانا عصمت اللہ صاحب کی تقریر

(پیغام صلح کے رپورٹر کے قلم سے)

۱۴ر نومبر کی شام کو سناتن دہرم سبھا لاہور کے سالانہ جلسے کے سلسلے میں ایک کانفرنس مذاہب بصدارت رائے بہادر لالہ کنور سین جی سابق چیف جسٹس ریاست جموں و کشمیر منعقد ہوئی جس میں اسلام، سناتن دہرم، آریہ سماج اور برہمو سماج کے نمائندوں نے تقریریں کیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے جناب مولانا عصمت اللہ صاحب شریک ہوئے۔ "میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے" موضوع تھا۔ اہل اسلام کی طرف سے پہلے مولوی محمد بخش صاحب مسلم نے تقریر کی انکے بعد مولانا موصوف نے۔ کانفرنس کی یہ ایک ضروری شرط تھی کہ کسی مذہب یا مذہبی پیشوا پر پوشیدہ یا واضح حملہ نہ کیا جائے۔ تمام مذاہب کے نمائندوں نے اس کی پوری پابندی کی لیکن پنڈت ٹھاکر دت جی موجد امرت دھارا جو آریہ سماج کی گھاس پارٹی کے نمائندے تھے اپنی دیانندی ذہنیت سے مجبور ہوکر اس پر قائم نہ رہ سکے انہوں نے نہایت نامناسب طریق پر اسلام پر لیکچر اور بیہودہ اعتراضات شروع کر دیئے جبکو تمام سنجیدہ و مہذب اہل مجلس نے ناپسند کیا حتی کہ متعدد ہندو معززین نے صدر کو توجہ دلائی۔ نمائندہ آریہ سماج کی تقریر کے بعد مولانا کی تقریر تھی پندرہ منٹ کے قلیل عرصہ میں جس دہرا فرض ادا کرنا پڑا اپنے موضوع پر تقریر بھی کی اور آریہ سماجی نمائندے کے لچر اعتراضات کا مسکت و دندان شکن جواب بھی دیا۔ مولانا نے اسلامی تعلیمات کی خوبیاں بیان فرماتے ہوئے کہا کہ قرآن ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک میں ... اور ان سب پر ایمان لانیکا حکم دیتا ہے . . . . - وہ مذہبی پیشواؤں کی عزت کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اسلامی اخوت و مساوات پر بھی روشنی ڈالی اس کے بعد آپنے تمام ہندو مسلم سکھ حاضرین مجلس کو نہایت موثر الفاظ میں مخاطب کر کے کہا کہ ہمیں اتحاد و صلح پسندی کے مسلک پر چلنا چاہیئے اور تمام مذاہب کے بزرگوں کی عزت کرنی چاہیئے اور متحدہ کوشش سے ایسے فرقوں کو جو دوسرے مذاہب اور ان کے پیشواؤں کی توہین کرتے ہیں اور دل آزار کتابیں اور مضمون لکھتے ہیں بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔ آپنے ہندو مسلم اتحاد کی ضرورت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم جب تک ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں اور مذہبی احساسات کا احترام کرنا نہیں سیکھتے اور ہر اس فرقہ کو جو دوسروں کو گالی دینا اپنا سب سے بڑا کارنامہ اور مقصد زندگی سمجھتا ہے بائیکاٹ نہیں کر دیتے۔ ہندو مسلم اتحاد ناممکن ہے۔ مولانا موصوف کی تقریر کو چند آریہ سماجیوں کے علاوہ ہزارہا حاضرین مجلس نے نہایت توجہ سے سنا اور متعدد مرتبہ نعرہ تحسین بلند کیا۔ آپ نے قرآن کریم کی آیات کے ساتھ ساتھ ہندوؤں کی مذہبی کتب کی سنسکرت عبارتیں بھی نہایت روانی اور فصاحت سے پڑھیں جس سے ہندو حاضرین بے حد متاثر ہوئے اور جماعت احمدیہ کے نمائندے کی قابلیت کا اعتراف کیا۔

میں نے غیر مذہبی جلسوں میں میں پنڈت ٹھاکر دت جی نمائندہ آریہ سماج کی متعدد تقریریں سنی ہیں اچھا خاصا بولتے ہیں اور دیکھنے میں معقول آدمی معلوم ہوتے ہیں لیکن دیانندی ذہنیت اور آریہ سماجی تہذیب بھی بری بلا ہے۔ دیانندی مذہب کا خلاصہ ہی یہ ہے کہ دوسروں کو گالی دو اُن کے پیشواؤں کی توہین کرو اس لئے کوئی آریہ سماجی مذہبی گفتگو میں اس نہایت مذموم حرکت سے باز نہیں رہ سکتا پنڈت ٹھاکر دت جی نے بھی اسی طرح ایک ایسی حرکت کی جو قواعد مجلس اور عام اخلاق کے خلاف تھی۔ اور خواہ مخواہ اپنے آپ کو رسوا کر لیا۔ خیر یہ آریہ سماجیوں کا لاعلاج مرض ہے اس میں کوئی کیا کر سکتا ہے۔ بہرحال پنڈت جی کی تقریر پر اظہار نفرت و ملامت چاروں طرف سے ہوا۔ ایک آریہ سماجی کی حیثیت سے انہوں نے یہ تقریر تو کردی لیکن ایک شریف انسان کی حیثیت سے انہیں اس اظہار نفرت و ملامت پر کوئی ندامت بھی ہوئی یا نہیں؟ ہم اسکے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے اس کا صحیح علم پنڈت جی مہاراج ہی کو ہوگا۔

کانفرنس کے اختتام پر ایک لطیفہ ہوا۔ راجپوتانہ کے ایک معزز وعالم پنڈت سناتن دہرمی نمائندہ کی حیثیت سے تقریر فرما رہے تھے انہوں نے نہایت معقول و مدلل طریق پر ثابت کیا کہ ہندو دہرم میں شدھی ہرگز جائز نہیں اس پر مولانا عصمت اللہ صاحب نے پنڈت ٹھاکر دت جی مہاراج کو مخاطب کرکے فرمایا "پنڈت جی لیجئے شدھی تو ختم ہوگئی"۔ پنڈت جی مہاراج سے چند منٹ پہلے دیوانہ وار گرج گرج کر اسلام پر اعتراض کر رہے تھے کوئی جواب بن نہ آیا جس پر ہندو مسلمان معززین نے قہقہہ لگایا اور پنڈت جی بالکل خاموش ہوکر رہ گئے۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس کانفرنس میں ہمارے نمائندے کو کامیابی عطا فرمائی

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اپیل کے جوابات

سولھویں قسط

چودھری روشن دین صاحب	۵۰ روپے
چودھری نصیر احمد صاحب گرداور قانونگو ماڑی نہر رود	۷ آنے
قاضی عبدالرحمٰن صاحب علی پور	۵ روپے
راجہ خیر مہدی خاں صاحب چک نمبر ۵۲	۲۵ "
بابو غلام محی الدین صاحب معرفت عبدالشکور صاحب	۲ روپے ۸ آنے
ملک بشیر احمد صاحب جلال آباد معرفت چودھری فضل داد صاحب محصل	۵ روپے
چودھری محمد اکبر خاں صاحب سب انسپکٹر پولیس معرفت چودھری فضل داد صاحب محصل	۲۰ روپے
ملک خدا بخش صاحب ہیڈ بلوکے معرفت چودھری فضل داد صاحب محصل	۵ روپے

جن صاحبان کی طرف سے تاحال نہ رقم آئی ہے اور نہ جواب وہ مہربانی کرکے توجہ فرمائیں۔ اور اسی کو یاد دہانی تصور فرمائیں۔ یہ رقم ۲۶ر نومبر ۱۹۳۳ء تک وصول شدہ ہے

(عزیز بخش آنریری افسر تحصیل)

خبریں

—— ہز ہائنس سر آغا خاں مسٹر جناح کی معیت میں مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کے الحاق کی غرض سے ہندوستان آ رہے ہیں ۱۴ دسمبر کو انگلستان سے روانہ ہونگے۔

—— افغانستان کی تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص غلام دستگیر نامی نے جو سابق شاہ امان اللہ خاں کا زبردست حامی تھا کنگ محمد ظاہر شاہ کی اطاعت قبول کرلی ہے۔

—— بعض عربی اخبارات کے بیانات کے مطابق حکومت حجاز و یمن میں جنگ شروع ہوگئی ہے۔ ولیعہد یمن سیف الاسلام حدود نجد کو عبور کرکے اس وقت نجد کے دارالسلطنت ریاض سے صرف دس دن کے فاصلہ پر مقیم ہے۔

—— سر فضل حسین بالقابہ کے عہدہ کی میعاد عنقریب ختم ہونیوالی ہے معلوم ہوا ہے ان کو ایک سال کی توسیع دی جائے گی۔

—— ذمہ دار حلقوں میں یہ افواہ پھر گشت لگا رہی ہے۔ کہ وائسرائے آئندہ موسم بہار میں رخصت لے کر جب انگلستان جائیں گے تو پھر واپس نہیں آئیں گے۔ ان کی غیر موجودگی میں گورنر مدراس قایم مقام وائسرائے ہونگے۔ امید ہے آئندہ وائسرائے لارڈ ولنگڈن ہونگے۔ جو اکتوبر ۳۴ء میں ہندوستان پہنچ جائیں گے۔

—— لاہور میں دونوں آریہ سماجوں اور سناتن دھرم سبھا کے جلسے شروع ہیں۔

—— حکومت بنگال دہشت انگیزی کے انسداد کے لئے غیر معمولی سرگرمی کا اظہار کر رہی ہے۔

—— سپین میں جو تازہ انتخابات ہوئے ہیں ان میں شاہ پرستوں نے زبردست اکثریت حاصل کرلی ہے۔

—— حکومت امریکہ اپنی بحری فوج میں زبردست اضافہ کررہی ہے۔

—— حیدرآباد دکن - ۲۳ نومبر۔ سر اکبر حیدری اور نواب مہدی یار جنگ آج یہاں پہنچ گئے۔

—— دہلی ۲۴ نومبر۔ اسمبلی کا اجلاس شروع ہے۔

—— افواہ ہے کہ سر شادی لال کی جگہ کسی انگریز افسر کو لاہور ہائیکورٹ کا چیف جج مقرر کیا جائے گا۔

—— پیرس ۲۳ نومبر۔ فرانس اور شام کے معاہدہ پر دستخط ہوگئے ہیں۔ ابھی اس معاہدہ کی شام کی پارلیمنٹ میں منظوری باقی ہے۔ اس معاہدہ کی رو سے فرانس کا انتداب ختم ہوجائیگا اور چار سال کے بعد شام کے جمعیۃ الاقوام میں داخلہ کے لئے راستہ تیار کیا جائے گا۔

—— اس معاہدہ میں اس بات کا خصوصیت سے ذکر ہے کہ خارجہ حکمت عملی اور فوجی معاملات کے بارے میں فرانس کا رسوخ برقرار رہے گا۔ حکومت شام اور عراق کی پٹرولیم کمپنی کے درمیان خاص عہدنامہ بدستور نافذ رہے گا۔

—— کابل ۲۳ نومبر۔ کنگ ظاہر شاہ نے ہز رائل ہائنس سردار محمد ہاشم خاں کو وزیر اعظم کے عہدہ پر مامور کیا ہے۔ اور ان سے کابینہ وزرا مرتب کرنے کی درخواست کی ہے۔

—— سر میلکم ہیلی گورنر یوپی ۲۳ نومبر کو ہندوستان پہنچ جائینگے اور ۲۷ نومبر کو لکھنؤ میں گورنری کا چارج لے لیں گے۔

—— معلوم ہوا ہے کہ گاندھی جی کے لاہور آنے پر یہاں کے قدامت پسند ہندو ان کے خلاف مخالفانہ مظاہرہ کریں گے۔

—— اکولا ۲۳ نومبر۔ چند روز ہوئے گاندھی جی کے یہاں پہنچنے پر سناتن دھرمیوں نے سیاہ جھنڈیوں سے انکا استقبال کیا اور ایک درجن سناتنی نوجوانوں نے ان کے موٹر کے آگے لیٹ کر اس کو روکنے کی کوشش کی۔

—— حکومت روس و امریکہ میں ایک تجارتی معاہدہ ہوگیا ہے دنیا کے مختلف سیاسی حلقوں میں اس معاہدہ کو بہت اہمیت دی جارہی ہے۔

—— فرانس میں ایسے ہوائی جہاز تیار کئے جا رہے ہیں جن کی قیمت ایک اوسط درجہ کی موٹر کار سے بھی کم ہوگی۔

—— پیرس کے ڈاکٹروں نے حال ہی میں ایک تجربہ کیا ہے جس کے رو سے سانپ کے زہر کو مرض سرطان کے لئے نہایت مفید قرار دیا ہے۔

—— کابل کی تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ صوبہ ہرات اور اس کے ملحقات کے باشندوں نے بھی جدید بادشاہ کی اطاعت قبول کرلی ہے۔

—— جنیوا ۲۴ نومبر۔ تخفیف اسلحہ کانفرنس کا اجلاس پھر ۱۵ جنوری ۳۴ء پر ملتوی کردیا گیا ہے۔ اس اثناء میں مختلف حکومتوں کے درمیان نامہ و پیام کے ذریعہ گفت و شنید ہوتی رہے گی۔

—— نئی دہلی ۲۳ نومبر۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت چاہتی ہے کہ اسمبلی کے اجلاس تعطیل کے بغیر جاری رہیں تاکہ ۵ دسمبر سے پہلے پہلے ریزرو بنک اور امپیریل بنک بل ایوان زیریں میں منظور ہو جائیں۔

—— کابل کی ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ کنگ ظاہر شاہ نے مندرجہ ذیل حضرات کو کابینہ وزارت کے لئے منتخب کیا ہے:۔

سردار محمد ہاشم خاں (وزیر اعظم) سردار شاہ محمود خاں (وزیر حرب) احمد شاہ خاں (وزیر حضوری) سردار فیض محمد خاں (وزیر خارجہ) سردار فضل احمد خاں (وزیر عدل) سردار احمد علی خاں (وزیر تعلیم) مرزا احمد خاں وزیر تجارت) سردار اسد اللہ خاں (وزیر تعمیرات) سردار محمد اکبر خاں (ناظم شعبہ طب) سردار رحمت اللہ خاں (ناظم ڈاک و تلغراف)

—— گزشتہ دنوں لندن میں جو آئی سی ایس کا امتحان منعقد ہوا تھا اس میں فرقہ وار تناسب کے لحاظ سے حسب ذیل طلباء کامیاب ہوئے:۔

ہندو	۱۲
مسلمان	۲
ہندوستانی	۲

—— لاہور ۲۳ نومبر۔ گزشتہ دنوں پنڈت جواہر لال نہرو نے بنارس کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے . . . . ہندو مہاسبھا پر شدید الزامات عائد کئے تھے۔ جس کی وجہ سے ہندو سبھائی لیڈروں نے بہت شور مچایا۔ اس کے جواب میں کانگرسی حضرات پنڈت نہرو کی تائید میں جگہ جگہ جلسے کر رہے ہیں۔ چنانچہ یہاں بھی ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا۔

—— الہ آباد یونیورسٹی نے سر میلکم ہیلی کو ڈاکٹر آف لا کی اعزازی ڈگری دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— روس اور جاپان میں جنگ کا خطرہ بدستور موجود ہے۔

تار کا پتہ ۔ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۳۰۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا رسہ روزہ آرگن
ایڈیٹر
محمد انعام الحق
ہوشیار پوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا
(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی
(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے
(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور ۔ یوم جمعہ مطبوعہ ۱۲ شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۶۹

نمائش دستکاری

دو ضروری چٹھیاں

(۱)

خواہران محترم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔

بوجہ رمضان المبارک احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور کا سالانہ جلسہ اور دستکاری کی نمائش ۳۱ دسمبر ۱۹۳۳ء بروز اتوار ہوگی ۔ براہ کرم آپ اپنی دستکاری ۱۰ دسمبر تک خاکسار کو بھیجکر ممنون فرمائیں ۔ مردانہ جلسہ بدستور کرسمس کی چھٹیوں میں ہوگا اور اس کے ساتھ پس پردہ مستورات کے لئے بھی جگہ ہوگی ۔

خاکسار :۔ اہلیہ محمد علی آنریری سکرٹری
احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور

(۲)

بخدمت سکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ اشاعت اسلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ جلسہ خواتین اور دستکاری کی نمائش ۳۱ دسمبر ۱۹۳۳ء بروز اتوار ہوگی آپ سب بہنوں کو اطلاع دیدیجئے کہ وہ ۱۰ دسمبر تک اپنی اپنی دستکاری بھیجدیں ۔ جلسے کے بعد جب دستکاری آتی ہے اس کا فروخت ہونا مشکل ہو جاتا ہے اس لئے وقت پر پہنچ جانی چاہیئے (اہلیہ محمد علی آنریری سکرٹری)

جلسہ نمبر

پیغام صلح کے جلسہ نمبر کے متعلق گزشتہ اشاعتوں میں متعدد مرتبہ لکھا جا چکا ہے احباب کو خریداری کی تحریک بھی کیجا چکی ہے وقت بہت ہی کم رہ گیا ہے لیکن احباب نے ابھی تک کما حقہ توجہ نہیں فرمائی یہ بات نمبر کی اشاعت میں تاخیر کا باعث ہو سکتی ہے جن احباب کی خدمت میں پیغامات کیلئے درخواست کیگئی ہے وہ مہربانی فرما کر اپنی پہلی فرصت میں اپنی تحریریں خاکسار مدیر کو بھیجدیں تمام پیغامات اور مضامین مختصر ہونے چاہئیں اور گزشتہ سال کے جلسہ نمبر کے انداز کو پیش نظر رکھا جائے ۔

یہ نمبر اپنے مقصد میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک نہایت وسیع پیمانہ پر اس کی اشاعت نہ کیجائے اسلئے احباب کو کافی تعداد میں یہ پرچہ خرید کر مفت تقسیم کرنا چاہئے ، اور بہت جلد اپنی فرمائش دفتر پیغام صلح میں بھیجدینی چاہئے ، قیمت انشاء اللہ ۲ فی پرچہ سے زائد نہیں ہوگی تقسیم کرنیکے تین طریق ہیں (۱) احباب خود منگا کر اپنے طور پر تقسیم کریں (۲) جن اصحاب کے پاس وہ پرچہ بھیجنا چاہتے ہوں انکے صحیح پتے فرمائش کے ہمراہ دفتر کو بھیجدیں دفتر نہایت احتیاط سے بذریعہ ڈاک انکی خدمت میں پرچہ بھیجدیگا (۳) قیمت دفتر کو بھیجدیجائے دفتر خود مناسب نمبر ارسال کردیگا جو طریق آپکے نزدیک پسندیدہ اور آسان ہو اسے آپ اختیار کر سکتے ہیں آجکل احباب مالی مشکلات میں مبتلا ہیں دفتر بھیجدیں ممنون ہوگا اگر چہ انکی قیمت فرمائش کیساتھ ارسال کر دیجائے (خاکسار مدیر)

ضروری اعلانات

(۱)

کتاب آئینہ احمدیت بجواب اعتراضات اخبار ریاست

جو پہلے بطور ضمیمہ اخبار پیغام صلح شائع ہوتی رہی ہے عنقریب مکمل صورت میں چھپکر تیار ہو جائیگی جسکے کل قریباً ۲۲۵ صفحے ہونگے پیشگی قیمت بھیجنے والوں سے ۱۰ ر فی کاپی معہ محصولڈاک لی جائیگی احباب کو چاہئے کہ یہ کتاب خرید کر کثیر تعداد میں مسلمانوں میں تقسیم کریں ۔

(عزیز بخش ۔ افسر تبلیغ)

(۲)

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ بعض ملازمین انجمن جماعت کے احباب سے قرضہ لے لیتے ہیں اور پھر انجمن کو وصول کرا دینے کے واسطے استدعا کرتے ہیں انجمن ایسے قرضوں کے وصول کرا دینے کی ذمہ دار نہیں ہے اس لئے انجمن کی رائے میں یہ طرز عمل ناپسندیدہ ہے آئندہ جن ملازمین کے خلاف ایسی رپورٹ پہنچی ان کے خلاف مجلس میں رپورٹ برائے مناسب کارروائی بھیجدیجائے گی ۔

اس لئے احباب جماعت بھی نوٹ کرلیں کہ کسی ملازم انجمن کو اس کے ملازم انجمن ہونیکی حیثیت سے قرضہ نہ دیں ۔

(والسلام ۔ عزیز بخش ۔ آنریری افسر تحصیل)

مراسلات

ٹریکٹ نمبر ۲

شیخ غلام محمد دابۃ الارض اور اس کے دعاوی

دابۃ الارض کا اوچھا پن

عام قاعدہ ہے کہ چھوٹے برتن میں اگر زیادہ چیز ڈالدیجائے تو وہ اس سے اچھل پڑتی ہے اور اس میں سما نہیں سکتی یہی حال شیخ غلام محمد کا ہے۔ انٹرنس پاس کر لینے کے بعد جب آئندہ تعلیم جاری رکھنے کے وسائل نہ دیکھے اور سرکاری ملازمت کا ملنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ پھر اگر مل بھی جاتی تو بہت ممکن تھا۔ لاہور چھوڑنا پڑتا۔ اس لئے ملازمت کے لئے اپنے آپ کو انجمن میں پیش کیا۔ ایک احمدی کا بچہ ہونے کے لحاظ سے انجمن نے اسے اپنی ملازمت میں ۲۵ + ۵ الاونس ماہوار مشاہرہ پر لے لیا۔ جس کے بارہ میں اب یہ تحریر لکھتا ہے کہ "میں نے دینی خدمت کے شوق اور ولولہ میں زندگی وقف کرتے ہوئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی ملازمت شروع کر دی۔" (صفحہ ۳۲ رسالہ نمبر سوم)

دینی خدمت کے شوق اور ولولہ کی حقیقت

ممکن ہے وہ لوگ جن کو اس زندگی وقف کرنے کی اصلیت کا علم نہ ہو یہ گمان کر بیٹھیں کہ فی الواقعہ یہ شخص پیدائشی دابۃ الارض تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب انجمن نے دو سال پانچ ماہ کے عرصہ میں اسے ۳۰ روپیہ سے ۴۵ ماہوار مشاہرہ پر پہنچا دیا تو اس کے دماغ میں یہ سما گیا کہ وہ کسی خاص قابلیت کا آدمی ہے۔ اس لئے اسے انجمن کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ میدان ترقی تلاش کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس "دینی خدمت کے شوق اور ولولہ میں زندگی وقف کرنے والے" نے ۲۔ نومبر ۱۹۲۱ء کو انجمن کی ملازمت سے استعفا دیدیا۔ لیکن جب دو ماہ ادھر ادھر بھٹکتے رہنے پر اسے کوئی جگہ نہ مل سکی تو بڑے بڑے ارکان انجمن کی خوشامد و سفارشوں سے وہ سابقہ ملازمت پر سابقہ تنخواہ پر رکھ لیا گیا۔

دابۃ الارض کی محسن کشی

اب ذرا اس محسن کش کی جو امداد حضرت امیر نے جلدی جلدی ترقی دینے میں کی (کیونکہ اسے خود تسلیم ہے کہ تقرری۔ ترقی تنزلی وغیرہ کے جملہ اختیارات میر مجلس کے سپرد ہیں) اُسے بھی ملاحظہ کیجئے۔ اور کسی سرکاری ملازمت سے مقابلہ کیجئے۔ (۱) تاریخ تقرری بطور کلرک بکڈپو ۲۵ + ۵ روپیہ الاونس۔ یکم جولائی ۱۹۱۹ء (۲) ترقی ۳۰ معہ چھ روپے ماہوار الاونس (۳) ترقی ۳۵ یکم اپریل ۱۹۲۰ء (۴) ترقی ۴۵ ماہوار یکم اکتوبر ۱۹۲۰ء۔ کونسا سرکاری محکمہ ہے جس نے ایک معمولی انٹرنس پاس کلرک کو ۲۵ ماہوار سے ۴۵ ماہوار دو سال پانچ ماہ کے عرصہ میں ترقی دیدی ہو۔ ہم تو اسے انجمن کی غلطی ہی قرار دینگے کہ جس نے اس مار آستین کو خاک سے اٹھا کر آسمان پر جا بٹھایا اور جس نے اس کا دماغ جکڑا دیا۔

انجمن کی فیاضی

دوبارہ واپس لے لینے پر حضرت امیر کی فیاضی دیکھئے کہ یکم جنوری ۱۹۲۲ء کو ۴۵ ماہوار پر رکھ کر سات سال کے عرصہ میں اسے ۸۲ ماہوار تک جا پہنچایا۔ حالانکہ ۱۱ نومبر ۱۹۲۴ء کو اس کے کام کے متعلق یہ ریمارک موجود ہے کہ "بہت لاپروائی سے کام لیتے ہیں" اب ذرا ترقیوں کی رفتار دیکھئے اور انجمن اور حضرت امیر کی فیاضی پر نظر کیجئے۔ (۱) یکم جنوری ۱۹۲۲ء دوبارہ تقرر ۴۵ روپیہ ماہوار۔ یکم اپریل ۱۹۲۲ء ۵۰۔ یکم جنوری ۱۹۲۳ء ۵۰ معہ پانچ روپے الاونس مہمانخانہ۔ یکم اپریل ۱۹۲۳ء ۵۵ معہ پانچ روپے الاونس۔ یکم اپریل ۱۹۲۴ء ۶۰۔ یکم اپریل ۱۹۲۵ء ۶۱ یکم اپریل ۱۹۲۶ء ۶۵۔ یکم مئی ۱۹۲۶ء ۷۰۔ ۴ مارچ ۱۹۲۷ء ۷۴۔ یکم اپریل ۱۹۲۹ء ۸۲ روپے۔

دابۃ الارض کا سفید جھوٹ

اگر اس دابۃ الارض کا ایک جھوٹ ہو تب بھی قابل معافی تھا اس بغض و حسد کے پتلے کو سچ سے اتنی دشمنی ہے کہ ناقابل بیان ہے۔ اتنے جھوٹ لکھ لکھ کر بھی اگر یہ خدا کا مقرب ہے تو پھر سچے آدمیوں کے لئے اس زمین پر کوئی ٹھکانا نہیں۔ اپنی گزشتہ اور موجودہ تحریرات میں اس نے بار بار اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ انجمن کے "دفتروں میں بھی ان کے رشتہ داروں کا پورا قبضہ ہے۔" یہ اس قدر سفید جھوٹ ہے کہ جیسے ایک ایسے انسان کو جو مقرب خدا ہونے کا مدعی ہو بولتے ہوئے شرم سے کام لینا چاہیئے۔

انجمن کے کارکنوں کی فہرست

ذیل میں ملازمین انجمن کی فہرست دی جاتی ہے اور اسے اور اس کے حامیوں کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ وہ اس کی تحریر کی صداقت کا ثبوت پیش کریں۔ ورنہ خدا سے ڈریں (۱) دفتر سکرٹری:۔ چودھری فضل حق (یہ رشتہ دار ہے) چودھری محمد امین (غیر رشتہ دار) خوشی محمد (غیر رشتہ دار) مہتہ عبدالحق (غیر رشتہ دار) (۲) دفتر تحصیل:۔ ملک عبدالغنی (غیر رشتہ دار) شیخ بشیر احمد (غیر رشتہ دار) (۳) دفتر محاسب:۔ قاضی عبداللطیف (غیر رشتہ دار) (۴) امین چودھری رحمت خاں بدر (غیر رشتہ دار) (۵) دفتر لائٹ و مسلم ریویو اول:۔ منشی رحمت اللہ (غیر رشتہ دار) بابو شیر محمد (غیر رشتہ دار) (۶) دفتر پیغام صلح:۔ سردار چودھری مرزا خاں (غیر رشتہ دار) (۷) بکڈپو:۔ سلطان محمود (غیر رشتہ دار) پیر شمس الدین (غیر رشتہ دار) (۸) زنانہ کلاس:۔ مولانا محمد عبداللہ خاں صاحب (غیر رشتہ دار) (۹) مبلغین مجصلین۔ مولوی عبدالحق صاحب (غیر رشتہ دار) مولانا احمد صاحب (غیر رشتہ دار) مولانا محمد عصمت اللہ صاحب (غیر رشتہ دار) صاحبزادہ سیف الرحمن صاحب (غیر رشتہ دار) مرزا ولی احمد بیگ صاحب جاوا (غیر رشتہ دار) ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب جرمنی (غیر رشتہ دار) خواجہ غلام نبی صاحب مہجور (غیر رشتہ دار) قاضی شیر محمد صاحب (غیر رشتہ دار) حافظ عطاء اللہ صاحب (غیر رشتہ دار) عبدالشکور صاحب (غیر رشتہ دار) چودھری فضلداد صاحب (غیر رشتہ دار) (۱۰) اراضی اوکاڑہ:۔ غلام محمد (غیر رشتہ دار) ولی محمد (غیر رشتہ دار)

افسران صیغہ کی فہرست

اب افسران صیغہ کو لیجئے (۱) سکرٹری:۔ خانصاحب محمد منظور الٰہی صاحب (غیر رشتہ دار) جائنٹ سکرٹری:۔ سید غلام مصطفےٰ شاہ صاحب (غیر رشتہ دار) (۲) محاسب:۔ سید امجد علی شاہ صاحب (غیر رشتہ دار) (۳) جرمن ترجمہ قرآن:۔ مولانا صدر الدین صاحب (غیر رشتہ دار) (۴) افسر تحصیل و تبلیغ:۔ مولانا عزیز بخش صاحب پنشنر (رشتہ دار) (۵) آڈیٹر:۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب (غیر رشتہ دار) (۶) پیغام صلح:۔ ایڈیٹر شیخ الغلام الحق صاحب (غیر رشتہ دار) (۷) اخبار لائٹ:۔ مولانا محمد یعقوب خاں صاحب (رشتہ دار) (۸) افسر پیغام صلح:۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب پنشنر (رشتہ دار) صرف موسم سرما میں چند ماہ کام کرتے ہیں (۹) اراضی اوکاڑہ:۔ ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب (غیر رشتہ دار) شیخ جان محمد صاحب لائل پوری (غیر رشتہ دار)۔

"دفتروں پر پورے قبضہ" کی حقیقت

گویا سارے دفاتر کے عملہ میں صرف ایک رشتہ دار حضرت امیر کا ہے اور دابۃ الارض کی طرف سے یہ لکھا جا رہا ہے۔ کہ "دفتروں میں ان کے رشتہ داروں کا پورا قبضہ ہے" افسران صیغہ میں تین رشتہ دار ہیں۔ جن میں سے ایک یعنے ایڈیٹر "لائٹ" کا دفاتر سے کوئی تعلق نہیں۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب صرف افسر "پیغام صلح" ہیں۔ یا جلسہ سالانہ سے پہلے چند جماعتوں میں تحریک چندہ و تنظیم کے لئے جایا کرتے ہیں۔ ساری جماعتوں میں نہ وہ جایا کرتے ہیں اور نہ جا سکتے ہیں۔ چونکہ انہوں نے پنشن لینے کے بعد اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کی ہوئی ہے اس لئے جب انجمن کو مفت کام کرنے والا خادم اسلام ملے۔ تو کیوں اس کی خدمات سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔ مولینا عزیز بخش صاحب بھی پنشنر ہیں۔ اور پنشن لینے کے بعد بھی انجمن ترقی تعلیم مسلمانان ہند امرتسر کے تنخواہ دار سکرٹری تھے۔ لیکن انجمن نے خدمت اسلام کا کام مفت لینے کی غرض سے ان کی نوکری چھڑائی۔ پہلے ان کو امین لگایا۔ بعد ازاں افسر تحصیل و تبلیغ اس شخص کی ایسی ہی تحریرات سے پتہ لگ سکتا ہے کہ اس کے دماغ میں تکبر و انانیت کا کیڑا گھس گیا ہے اور رات دن اسے بڑا بننے کے خواب آتے رہتے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ انسان کے دماغی خیالات کا عکس اس کے دل پر پڑ کر رات کو اسی قسم کے خوابات کی شکل میں نمودار ہوتا رہتا ہے۔ اسے جھوٹ منافقت۔ خیانت۔ بددیانتی کی ابھی تک تعریف ہی معلوم نہیں۔ خود اگر ان برائیوں کا مرتکب ہو تو وہ ثواب میں داخل ہیں۔ لیکن اگر بغض و حسد کی وجہ سے یہ کسی دوسرے پر الزام لگائے تو وہ سچ ہے۔

دابۃ الارض کے قول و فعل کا موازنہ

اب ذرا اس شخص کے اپنے قول و فعل کا مقابلہ کر کے دیکھئے کہ جو الزام دوسروں پر لگاتا ہے اسی کا خود مرتکب ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی الوصیت کا مقابلہ ہماری صدر انجمن کے بائی لاز کے ساتھ اس طرح کرتا ہے:۔

الوصیت

اول:۔ انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں۔ اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ یہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے۔

(باقی صفحہ ۶)

(بقیہ صفحہ ۲)

تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کردے ۔ اور اس کی جگہ اور مقرر کرے (قاعدہ نمبر ۱ صفحہ ۱۲۳)

(الوصیت)

بائی لاز و دیگر قواعد انجمن

(۱) معتمدین کی تعداد پچاس سے کم اور سو سے زیادہ نہ ہوگی۔ جن میں سے چودہ اراکین دوامی اراکین ہوں گے ۔

(قاعدہ نمبر ۶ - بائی لاز)

(۲) ہر تین سال کے بعد کل اراکین کا ماسوائے دوامی اراکین کے انتخاب حسب ذیل طرق پر ہوتا رہے گا ۔

قاعدہ نمبر ۹ صفحہ ۲ بائی لاز)

(۳) عہدہ داران مجلس معتمدین کا انتخاب سالانہ ہوگا سوائے میر مجلس کے جو ہمیشہ جماعت کا امیر ہوا کرے گا "

اس پر نوٹ دیتا ہے " دیکھ لیجئے کہ اول تو جن الفاظ میں الوصیت کا قاعدہ ہے اسے قطعاً مولوی صاحب نے انجمن لاہور کے قواعد میں کہیں نہیں رکھوایا ۔ گویا اپنے نصب العین سے ہی اس صریح ہدایت کو اڑا دیا ۔ جو تمام انجمن کے ممبران کی روح تھی اور تمام شریعت اسلامی کی کنجی تھی " (صفحہ ۱۸/۱۷ رسالہ نمبر ۲)

بہت خوب ۔ اب ذرا اس دابۃ الارض کی انجمن اہل اسلام لاہور کے بائی لاز کو ملاحظہ کیجئے ۔ جن کو اس نے رسالہ نمبر سوم کے صفحہ ۴۶ - ۴۷ - ۴۸ پر لکھا ہے اور صفحہ ۴۸ پر سے ذیل کے الفاظ کو الوصیت والے اقتباس کے سامنے بجائے ہماری انجمن کے قواعد کے رکھ کر اس طرح پڑھیئے :-

الوصیت	خاکہ بائی لاز صدر انجمن (اہل اسلام لاہور)
اول ۔ انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ اور مقرر کرے (قاعدہ ۱ صفحہ ۱۳ الوصیت)	ممبران میں سے ایک مجلس معتمدین کا انتخاب سالانہ اور ماتحت مجالس کا سالانہ ہوگا جن میں صدر جنرل سکرٹری اور محاسب کے عہدوں کا انتخاب سہ سالہ اور باقی سالانہ ہوگا (قاعدہ ۸ صفحہ ۴۸)

اب ذرا اس "روحانی فرزند ارجمند" سے دریافت کیجئے کہ خود اس کے اپنے الفاظ اس کی اپنی تحریر پر صادق آتے ہیں یا نہیں جن میں مولوی صاحب کی جگہ میں نے دابۃ الارض کا لفظ رکھدیا ہے ۔

" دیکھ لیجئے کہ اول تو جن الفاظ میں الوصیت کا قاعدہ ہے اسے قطعاً دابۃ الارض نے انجمن اہل اسلام لاہور کے قواعد میں کہیں نہیں رکھا اس کے نقطہ رکھوائے ہیں ، گویا اپنے نصب العین سے ہی اس صریح ہدایت کو اڑا دیا جو تمام انجمن کے ممبران کی روح تھی اور تمام شریعت اسلامی کی کنجی تھی "

الوصیت اور قواعد انجمن کا مقابلہ

یہ ہوتا ہے دوسروں پر نکتہ چینی اور اپنے عمل کا مقابلہ اتنی کتابیں شائع کرنے اور اتنے لمبے چوڑے دعوے کر دینے کا نتیجہ آخر یہی نکلا کہ خود دابۃ الارض کو وہی قواعد ذرا سے لفظی ہیر پھیر سے بنانے پڑے ۔ جن پر اسے اعتراض تھا ۔ دوسری بددیانتی دابۃ الارض کی یہ ہے کہ ہماری انجمن کا تیسرا قاعدہ ایسا صاف ہے کہ الوصیت کی عبارت کا منشا اس سے زیادہ احسن طریق پر پورا ہو جاتا ہے لیکن اس نے اسے الوصیت کی عبارت کے بالمقابل پیش ذکر کے بددیانتی کا ارتکاب کیا ہے اب ذرا الوصیت اور قواعد انجمن کا مقابلہ کیجئے ۔

الوصیت	قواعد و بائی لاز انجمن
انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ وہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ اور مقرر کرے ۔	اس انجمن کا رکن ہر ایسا شخص ہو سکیگا جو دس شرائط بیعت مجوزہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پابندی کا مقر ہو کر انجمن ہذا کو مستقل طور پر حسب توفیق و استطاعت چندہ دیتا رہے (قاعدہ نمبر ۳)

"فرزند روحانی" کی ایک اور حرکت

اب حضرت مسیح موعود کی دس شرائط بیعت میں سے دوسری شرط یہ ہے کہ :- یہ کہ جھوٹ ۔ زنا ۔ اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا ۔ اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا ۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آئے ۔" جو الوصیت کا منشا بہمہ وجوہ پورا کرتی ہے لطف کی بات دیکھئے کہ اس "فرزند روحانی" نے اپنے روحانی باپ کی دس شرائط بیعت پر یکقلم سیاہی پھیر دی ہے اور اپنی انجمن اہل اسلام لاہور کے قواعد میں کسی جگہ اپنے ممبران کے لئے ان شرائط کی پابندی لازم نہیں رکھی بلکہ اس کی بجائے اپنے من گھڑت اصول بنائے گئے ہیں دوسروں پر حضرت مسیح موعود کی منشا کے خلاف کارروائی کرنے کا الزام دے کر خود اسی کا مرتکب ہونا ثابت کرتا ہے کہ کہ خود غرضی ۔ لالچ ۔ بغض و حسد نے اس کے دماغ کو مختل کر دیا ہے

(باقی آئندہ)

راقم

سکرٹری احمدیہ ڈیفینس لیگ احمدیہ بلڈنگس لاہور

اسلامی اخبارات سے گزارش

اسلامی اخبارات کے اوراق ذکر حق اور دعوت دین سے خالی ہو رہے ہیں ۔ ہم چوری ۔ اغوا ۔ قتل ۔ ڈکیتی اور عشق بازی اور گناہ اور فساد کی باتیں بڑی کوشش سے جمع کرتے ہیں ۔ مگر تلاوت قرآن ۔ توحید ۔ نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ کے حق میں ایک لفظ بھی نہیں لکھتے اسلامی تحریکات ایک ایک پیسہ کی محتاج ہیں اور زکوٰۃ کے کروڑ ہا روپے منشائے اسلام کے خلاف صرف ہو رہے ہیں ۔ مگر کوئی قابل ذکر اسلامی اخبار ایسا نہیں جس نے اس بدقسمتی پر دس سطریں بھی لکھی ہوں ہم کانفرنسوں ۔ کمیٹیوں اور پروگراموں کی اہمیت پر ہزارہا دلائل جمع کر دیتے ہیں ۔ مگر نماز پنجگانہ ۔ جمعہ ۔ جماعت ۔ اور حج ۔ عیدین کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے ۔ کوئی شخص اس صداقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ہمارے تمام تنظیمی ۔ اصلاحی ۔ اقتصادی اور سیاسی پروگرام اگر ایک سو سال تک بھی مصروف عمل رہیں تو وہ ایک سال کے رمضان اور حج کی برکات کا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ مگر اب رمضان آئے گا گزر جائے گا ۔ اسلامی اخبارات اس کی تبلیغ اور قبولیت میں کوئی حصہ نہیں لیں گے ۔ کیا شریعت خداوندی کی تائید میں قلم اٹھانا اور مسلمانوں کو مسلمان بننے کی ترغیب دینا ہمارا فرض نہیں ہے ؟ (ایمان)

خبریں

— کابل ۲۸ نومبر ۔ اعلیحضرت محمد ظاہر شاہ تاجدار افغانستان نے "المتوکل علی اللہ" کا لقب اختیار کیا ہے یہ لقب تاجدار ممدوح کے اسم گرامی کے طغرا میں بھی کندہ کیا گیا ہے ۔

— انگورہ ۲۸ نومبر ۔ حکومت ٹرکی کا ایک اعلان مظہر ہے کہ ٹرکی کی موجودہ آبادی ایک کروڑ اسی لاکھ ہے ۔

آنند ۔ ۲۸ نومبر ۔ مسز کستورا بائی گاندھی کو آج مس مانی بہن پٹیل اور مسٹر ایچ ڈیسائی کے ہمراہ احمدآباد سے راس جاتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا ۔ یہ گرفتاری ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے نوٹس کی خلاف ورزی پر عمل میں آئی ہے ۔

— نئی دہلی ۲۷ نومبر آج وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن اپنے اسٹاف کے ہمراہ حیدرآباد روانہ ہوگئے ۔

— حیدرآباد دکن ۲۸ نومبر ۔ یہاں وائسرائے کے استقبال کی تیاریاں وسیع پیمانہ پر ہو رہی ہیں ۔ شہر حیدرآباد کو نہایت عمدہ طریق پر سجایا جا رہا ہے بازاروں اور سرکاری عمارات کی ازسرنو آراستگی و صفائی ہو رہی ہے ۔ وائسرائے کا یہ دورہ سرکاری طور پر ہوگا ۔ اس موقعہ پر انتظامات کو شاندار طریقہ پر انجام دینے کے لئے پولیس اور فوج خاص طور پر کوشش کر رہی ہے (بعد کی خبر) وائسرائے حیدرآباد پہنچ گئے)

— اس ہفتہ حاجیوں کا پہلا جہاز ایک سو ستر مسافروں کو لیکر روانہ ہوگیا ۔

— نئی دہلی ۲۷ نومبر ۔ افواہ ہے کہ سال نو کے خطابات کی فہرست میں جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے متعدد ہندوستانی ممبروں کے نام ہوں گے ۔ مثلاً ہز ہائنس سر آغا خان کو لارڈ کا خطاب دیا جائے گا ۔ سر تیج بہادر سپرو ہر ایک کو کونسلر بنائے جائیں گے ۔ اور مسٹر جیکر ۔ ظفر اللہ خان ۔ ڈاکٹر غزنوی اور ڈاکٹر شفاعت احمد خان کو سر کا خطاب دیا جائے گا ۔ نیز بیگم شاہنواز کو سی ۔ بی ۔ ای کا خطاب عطا ہوگا ۔

— یہ بھی افواہ ہے کہ ڈائنا ماہ مئی کے وسط میں بذریعہ ہوائی جہاز ہندوستان سے رخصت پر لندن پہنچیں گے ۔ اور غالباً تین ماہ سے زائد ہندوستان سے باہر نہیں رہیں گے ۔

— پیرس ۲۶ نومبر ۔ فرانس کا جدید کابینہ وزارت مرتب ہوگیا ہے ۔ موسیو شوتیمپن نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ قبول کر لیا ہے ۔

— لندن ۲۸ نومبر برطانیہ و روس کے مابین جدید تجارتی معاہدہ کی گفت و شنید ہو رہی ہے ۔ حالات امید افزا ہیں ۔

— یورپ کی سیاسی صورت حالات بہتر ہو رہی ہے ۔ اب فرانس ۔ جرمنی ۔ اور اطالیہ و روس کے درمیان معاہدہ کا امکان پیدا ہوگیا ہے ۔

(۲۷ نومبر) نئی دہلی اسمبلی میں ریزرو بنک بل پر بحث و تمحیص جاری ہے ۔

— لکھنؤ ۲۸ نومبر ۔ کل شام سر ملکم ہیلی نے صوبہ یوپی کی گورنری کا چارج لیتے ہوئے گورنمنٹ ہاؤس میں سر محمد سلیمان چیف جسٹس عدالت العالیہ الہ آباد کے سامنے حلف وفاداری اٹھایا ۔

— لندن ۲۸ نومبر ۔ لارڈ ارون سابق وائسرائے ہند آکسفورڈ یونیورسٹی کے رئیس جامعہ منتخب ہوئے ہیں ۔

مہتمم جلسہ سالانہ کا اعلان

جلسہ سالانہ کا پروگرام ۱۵ دسمبر ۱۹۳۳ء سے قبل تیار ہو جانا ضروری ہے۔ جو اصحاب اس موقعہ پر کوئی تقریر کرنا یا نظم پڑھنا چاہتے ہوں وہ اپنی پہلی فرصت پر اطلاع دیں تاکہ پروگرام مرتب کرتے وقت ان کا خیال رکھا جائے۔ اور بعد میں کسی دوست کو شکایت کا موقعہ نہ ملے۔ ہر ایک جماعت جلد اطلاع دے کہ ان کے کس قدر ممبر جلسہ میں شامل ہوں گے۔ جہاں جماعتیں نہیں وہاں احباب اپنے طور پر ہی مجھے مطلع کر دیں۔ جو اصحاب اپنے ہمراہ اہل و عیال کو لانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ لازمی طور پر اس امر کی تصریح کر دیں۔ تاکہ مستورات کا خاطر خواہ انتظام کیا جا سکے۔ نیز جلسہ فنڈ کے متعلق بھی یاد دہانی غرض سے ہے اس فنڈ کی رقوم بہت جلد فراہم کر کے مرکز میں بھیجدی جائیں۔

خاکسار

(سید غلام مصطفٰے شاہ مہتمم جلسہ سالانہ)

تمام دوست جلسہ سالانہ پر ایک ایک جدید خریدار پیغام صلح کو ضرور دیں (مینیجر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۰

نادہ پر مسلمانان لاہور

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم یکشنبہ مطبوعہ شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۳ دسمبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۷

اے جنوں گردِ تو گردم کہ چہ احساں کردی!

(از حضرت مسیح موعودؑ)

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہِ یار تو یکساں کردی
ہمہ مجموعِ دو عالم تو پریشاں کردی
ہمہ عشاق تو گشتہ و حیراں کردی
ذرۂ را تو بیک جلوہ کنی چوں خورشید
اے بسا خاک کہ تو چوں مہِ تاباں کردی
ہر کہ در حجرت افتاد تو بریاں کردی
ہر کہ آمد بر تو شاد تو گریاں کردی
تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گردِ تو گردم کہ چہ احساں کردی
اے تپِ عشق بانیزد کہ بدیں خونخواری
کافر اسفی تگرم مرد مسلماں کردی
ہمہ جا شور تو بینیم چہ حقیقت چہ مجاز
سینہ مشرک و مسلم ہمہ بریاں کردی
آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

مسلمان خواتین کا عظیم الشان جلسہ

زیر صدارت محترمہ لیڈی عبد القادر صاحبہ

احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا آٹھواں سالانہ جلسہ ۱۷ دسمبر ۳۳ء بروز اتوار بوقت دس بجے صبح مسلم ہائی اسکول برانڈرتھ روڈ (متصل اسلامیہ کالج) میں منعقد ہوگا ہماری محترم اور لائق بہنیں خدیجہ بیگم ایم اے **بیگم شاہنواز۔ مسز خالد لطیف گابا** و دیگر معزز بہنیں تقریر فرمائیں گی۔ جلسے کے ساتھ ہی نمائش بھی ہوگی جس میں مختلف اقسام کی خوبصورت اور گھریلو اشیاء فروخت کیلئے موجود ہونگی قیمتیں نہایت واجبی ہونگی۔ اشیاء خوردنی کی بھی متعدد دکانیں ہونگی **چونکہ اس نمائش کا مقصد اشاعتِ اسلام کی** امداد ہے اس لئے ہر مسلمان بہن کا فرض ہے کہ وہ اس کی معاون ہوکر عند اللہ ماجور ہوں۔ پردہ کا انتظام بخوبی ہوگا جلسہ گاہ میں داخلہ بغیر ٹکٹ کے ہوگا۔ صرف نمائش گاہ پر ایک آنہ فی کس ٹکٹ ہوگا۔ (نوٹ) ننھے بچے بھیڑ بھاڑ سے گھبراتے ہیں اور پریشانی کا موجب ہوتے ہیں۔

الداعیات

لیڈی محمد شفیع۔ لیڈی فضل حسین۔ بیگم سید محمد حسین۔ بیگم مرزا یعقوب بیگ بیگم محمد علی۔ بیگم خواجہ کمال الدین۔ بیگم ڈاکٹر غلام محمد۔ بیگم شاہ دین۔ بیگم لطیفی۔ بیگم میاں اشفاق احمد۔ بیگم صغیر علی۔ بیگم قلندر علی۔ بیگم اللہ جوایا۔

مہتمم جلسہ سالانہ کا اعلان

جلسہ سالانہ کا پروگرام ۱۵ دسمبر ۳۳ء سے قبل تیار ہوجانا ضروری ہے جو اصحاب اس موقعہ پر کوئی تقریر کرنا یا نظم پڑھنا چاہتے ہوں وہ اپنی پہلی فرصت میں اطلاع دیں۔ تاکہ پروگرام مرتب کرتے وقت ان کا خیال رکھا جائے۔ اور بعد میں کسی دوست کو شکایت کا موقعہ نہ ملے۔ ہر ایک جماعت جلد اطلاع دے کہ اس کے کس قدر ممبر جلسہ میں شامل ہوں گے۔ جہاں جماعتیں نہیں وہاں احباب اپنے طور پر ہی مجھے مطلع کر دیں۔ اس قسم کی اطلاعات بہت جلد آجانی چاہئیں ابھی تک اکثر احباب اور جماعتوں نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی جو اصحاب اپنے ہمراہ اہل و عیال کو لانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ لازمی طور پر اس امر کی تصریح کر دیں تاکہ مکانات کا خاطر خواہ انتظام کیا جاسکے۔ نیز جلسہ فنڈ کے لئے بھی یاد دہانی عرض ہے۔ اس فنڈ کی رقوم اور اجناس بہت جلد فراہم کرکے مرکز میں بھیجدی جائیں۔

(سید غلام مصطفےٰ شاہ مہتمم جلسہ سالانہ)

کتاب آئینہ احمدیت

بجواب اعتراضات اخبار ریاست، جو پہلے بطور ضمیمہ اخبار پیغام صلح شائع ہوتی رہی۔ عنقریب مکمل صورت میں چھپ کر تیار ہو جائے گی۔ جس کے کل تقریباً ۲۲۵ صفحے ہوں گے۔ پیشگی قیمت بھیجنے والوں سے دس آنے فی کاپی معہ محصول ڈاک لی جائے گی۔ احباب کو چاہئے کہ یہ کتاب خرید کر کثیر تعداد میں مسلمانوں میں تقسیم فرما دیں۔

خاکسار

عزیز بخش

(افسر تبلیغ)

وید اور جغرافیہ

"پرکاش" مورخہ ۱۹ر نومبر پر نظر

(از جناب مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی)

بانی آریہ سماج سے لیکر اس وقت کی نئی پود تک کئی ایک لوگوں کے دماغ میں یہ خبط سمایا ہے کہ ویدوں میں دنیا بھر کے علوم بھرے پڑے ہیں جو تلاش کرنے سے مل جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ گزرا انہی مخبوط حواسوں میں سے ایک پنڈت جی نے راولپنڈی آریہ سماج مندر میں بھی لیکچر بڑے زور سے دیا۔ اور انہوں نے منتر پڑھ پڑھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ زمانہ کی نوایجاد کلا کلانتر (مشینری) ویدوں میں موجود ہے۔ جرمن اور انگریز صاحبان نے انہی ویدوں کے مطالعہ سے ریل۔ تار برقی۔ موٹر وغیرہ وغیرہ بنانی سیکھ لی ہیں ویدوں میں ومان یعنے ہوائی جہازوں کا تو صراحت سے ذکر ہے ان کے بنانے اور چلانے کے سب طریقے بھی لکھے ہیں اس لیکچر کو سن کر لالہ لوگ اپنے آپے میں نہ رہے اور لگے جگہ جگہ چرچا کرنے "مہاراج ویدوں کا کیا کہنا ہے۔ انگریز۔ جرمن اور امریکن سب لوگ کلا کلانتر (مشینری) ہمارے ہی ویدوں سے چرا کر لے گئے ہیں۔ ہوائی جہاز تو راجہ اندر جی کے زمانہ میں ہندوستان سے اڑ کر لنکا جایا کرتے تھے"

رفتہ رفتہ یہ خبر ہمارے ایک مستری آلہی بخش صاحب مرحوم کے کان میں بھی پہنچائی گئی۔ جو دوسرے ہی دن اپنے سب اوزار لیکر سماج مندر میں جا دھمکے اور لیکچرار پنڈت جی سے یوں گویا ہوئے۔ میں اپنے سب اوزار لیکر حاضر ہوا ہوں آپ اپنا ویدبھگوان نکال لیجئے۔ اس میں سے ہوائی جہاز بنانے کا طریقہ بتاتے جایئے اور میں اسی کے مطابق پرزے گھڑتا جاؤں گا۔ مستری صاحب کے الفاظ گو معمولی تھے لیکن ان کا اثر پنڈت جی پر نہ معلوم کیا ہوا کہ ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ اور نہ معلوم کتنے عرصہ کے لئے وہ خود فراموشی کے عالم میں منہ کھولے بیٹھے رہے کچھ دیر بعد جب وہ اپنے آپ میں آئے تو مستری صاحب کو یہ کہہ کر ٹالنا چاہا کہ ہوائی جہاز کی مشینری کا تیار کرنا نہایت مشکل ہے مستری صاحب اصل معاملہ تو پہلے ہی تاڑ چکے تھے وہ پنڈت جی کے پیچھے ایسی بُری طرح پڑے کہ ان کو اپنا پیچھا چھڑانا مشکل ہو گیا مستری صاحب کا اصرار اتنا بڑھا کہ گویا وہ وید کی تعلیم کے عین مطابق کوئی نہ کوئی پرزہ ہوائی جہاز کا بنا کر ہی اٹھیں گے۔ ادھر پنڈت صاحب کی یہ حالت کہ ہوائی جہاز کے نام سے ہی پسینہ پسینہ ہوئے جا رہے تھے۔ مستری صاحب کا شوق اور پنڈت جی کا گریز اس وقت دیکھنے کے قابل تھا۔ ناچار پنڈت صاحب نے یہ کہکر اپنی جان بچائی کہ ویدوں میں کسی قسم کی مشین بنانے کا کوئی ذکر نہیں۔

وہ تو تھی ایک عرصہ کی بات اب زمانہ نے بہت ترقی کر لی ہے اس ترقی کے ساتھ آریہ دوستوں کا جنون بھی بہت سے فنون میں ترقی کر چکا ہے۔ ان دنوں مہاشہ ناتھ جلالپوری کو دعوےٰ ہے کہ انہیں مطالعہ وید کا جنون ہے۔ اور یہ جنون یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ ویدوں میں جغرافیہ کے علوم ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے پاگل پن کی کارفرمائی کی پہلی قسط ۱۹ر نومبر کے "پرکاش" میں شائع کی ہے۔ آپ لکھتے ہیں ازروئے وید:۔

(۱) اجرام فلکی دو قسم کے ہیں ایک ثابت اور دوسرے سیارے اس کے ثبوت میں آپنے ایک حوالہ رگوید منڈل ا سوکت ۱۱ منتر ۱۳ کا دیا ہے۔ اس میں جنون کا کرشمہ یہ ہے کہ رگوید میں اس سوکت کے صرف ۸ منتر ہیں۔ معلوم نہیں اس سوکت کا تیرھواں منتر مہاشہ صاحب نے کہاں سے پایا

(۲) پاگل پن کی دوسری کارفرمائی یہ ہے کہ منتر کے جو الفاظ آپنے وید سے تقل کئے ہیں نہ ان میں اجرام فلکی کا شائبہ ہے۔ نہ ان کی اقسام کا شوشہ ہے۔ پیش کردہ الفاظ کا ترجمہ صرف یہ ہو سکتا ہے۔

"طاقتور آسمان اور زمین"

(۳) ویدوں میں جغرافیہ کا دوسرا ثبوت آپ نے یہ دیا ہے کہ "زمین کو دو اجرام سے روشنی ملتی ہے۔ ایک تو دن کے وقت آفتاب یعنے نور اکبر سے اور دوسرے رات کے وقت ماہتاب یعنے نور اصغر سے"

دیوانگی کی حد ہے کہ یہ وید منتر مہاشہ صاحب نے اردو میں ہی تصنیف فرمایا ہے نہ وید کا کوئی حوالہ دیا ہے اور نہ کسی منتر کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ یعنے لوگوں کو یہ سمجھایا ہے کہ ویدیوں تصنیف کئے جاسکتے ہیں۔

(۴) ویدوں میں جغرافیہ کا تیسرا کمال آپ نے اتھروید کانڈ ۲۴ کے ایک منتر کی بناپر دکھایا ہے حالانکہ اتھروید کے صرف ۲۰ کانڈ ہیں باقی کے چار کانڈ آپ کے دفتر جنون میں محفوظ ہوں گے۔

(۵) بڑی تلاش سے مذکورہ حوالہ کانڈ ۱۴ میں ملا ہے جس کا ترجمہ آپ نے دیا ہے "چاند ستاروں کے قریب ہے اور سورج دور ہے" منتر کے الفاظ میں نہ چاند کا کہیں ذکر ہے نہ سورج کا نہ یہ کہیں مذکور ہے کہ چاند نزدیک ہے اور نہ یہ کہ سورج دور ہے۔ آپ کے سربریدہ حوالہ کا ترجمہ محض یہ ہے کہ:۔

"ستاروں کی گود میں سوم کی رہائش ہے"

کہاں سوم کے پودہ کا جو دراصل بھنگ ہے اعلیٰ علیین میں درجہ اور مقام ہونے کا خیال اور کہاں مہاشہ جی کی سوم کے نشہ میں گپ کہ چاند نزدیک ہے اور سورج دور۔

(۶) اجرام سماوی کی گردش کے ثبوت میں آپ نے ایک حوالہ رگوید منڈل ۹ سوکت ۲۲ کا منتر ۴ پیش کیا ہے۔ اس منتر میں بھی ستاروں کی دائمی گردش کا قطعاً کوئی ذکر نہیں یہ محض مہاشہ ناتھ کے اپنے دماغ کا چکر ہے۔ منتر میں تو اسی چھلنی سے بہہ نکلنے والے سوم رس کا ذکر ہے۔ ہر ایک وید کا جاننے والا جانتا ہے کہ رگوید کے منڈل ۹ میں سوائے سوم (بھنگ) کی تعریف کے اور کچھ مذکور نہیں اس کے ہر ایک سوکت کا دیوتا یعنے موضوع کلام سوم ہے۔

(۷) ویدوں میں جغرافیہ یا اپنے پاگل پن کا پانچواں ثبوت دیتے ہوئے آپ لکھتے ہیں "کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ خلا میں کوئی ٹھوس جسم ایک جگہ معلق نہیں رہ سکتی۔ بلکہ جیسے لڑکیاں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کیکلی کھیلتی ہیں ویسے ہی جملہ سماوی اجسام ایک دوسرے کو اپنی کشش ثقل سے گردش کراتی رہتی ہیں" اس تھیوری کو بطور دلیل بمثال کے آپ نے وید منتر کا ترجمہ ظاہر کیا ہے حالانکہ یہ آپ کا محض دماغی کیف ہے۔ جو لڑکیوں کو کیکلی کھیلتے ہوئے دیکھکر چھلک گیا ہے۔ بیچارے وید کے ذمہ ایسی عقل کی باتیں تھوپنا واقعی دیوانہ پن ہے۔ کیونکہ منتر میں اس ساری عبارت کا مترادف ایک لفظ تک نہیں۔

(۸) آخر پر آپ نے ایک حوالہ یجروید ادھیا ۲۳ کا دیا ہے حالانکہ منتر ادھیا ۲۳ کا ہے۔ اس میں فرماتے ہیں کہ "ویدبھگوان نے سوال اٹھایا ہے کہ کونسا ایسا ستارہ ہے جو اکیلا اپنے محور کے گرد ہی پھرتا رہتا ہے" منتر میں نہ ستارہ کا لفظ نہ "محور کے گرد" کا کوئی شائبہ ہے یہ سب ناتھ جلالپوری کے جنون کے کرشمے ہیں۔ کہ ویدوں کے سر پر انہیں نظر آرہے ہیں۔ الفاظ کا ترجمہ صرف یہ ہے

"کون اکیلا چلتا ہے؟"

(۹) سوال مذکورہ کا جواب وید نے یہ دیا ہے کہ "سورج اکیلا چلتا ہے" یعنے چلنے والا یا گردش کرنے والا صرف ایک ہی ہے۔ نہ زمین گردش کرتی ہے نہ کوئی اور چاند وغیرہ کرہ بلکہ صرف سورج چلتا ہے۔

جغرافیہ کے یہ علوم جو آریہ مہاشہ نے وید سے دکھانے کی کوشش کی ہے وید میں قطعاً مذکور نہیں اس قسم کی منتر بازی سے بہتر تو یہ ہے کہ اپنے جنون خام کو ذرا اور ترقی دے کر جغرافیکل سائیکلوپیڈیا کے ٹائیٹل کے چاروں کونوں پر چاروں ویدوں کا نام چھاپ دیا جائے اور سارے آریہ سماجی جی کھول کر ایک ہی مرتبہ تالیں بجالیں۔

ایک نوجوان کی افسوسناک موت

یہ افسوسناک خبر سن کر تمام احباب جماعت کو سخت صدمہ ہوگا کہ ہمارے محترم دوست خان محمد اسلم خاں صاحب مردان کا نوجوان اکلوتا صاحبزادہ خان محمد حسین خاں طویل علالت کے بعد ۳۰ر نومبر کو دہلی میں انتقال کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم تقریباً دو سال سے مرض دق میں مبتلا تھا۔ خاں صاحب نے علاج معالجہ میں ہر چند کوشش کی۔ لاہور۔ دہلی۔ دھرم کوٹ وغیرہ کے نامی اطبا سے رجوع کیا۔ لیکن موت کا کوئی علاج نہیں مشیت ایزدی ہر حالت میں پوری ہو کر رہتی ہے۔ ہمیں اس صدمہ جانکاہ میں خانصاحب اور آپ کے خاندان سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مرحوم کے جنازہ کو دہلی سے وطن لیجایا گیا جس کی اطلاع بذریعہ تار حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو مل گئی تھی اور لاہور ریلوے سٹیشن پر حضرت ممدوح و دیگر بزرگان و احباب سلسلہ تعزیت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ یکم دسمبر کو بعد جمعہ مسجد احمدیہ بلڈنگس میں جنازہ غائب پڑھا گیا۔ دیگر جماعتوں اور احباب سے بھی اس کی درخواست ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | مورخہ ۱۴ شعبان المکرم ۱۳۵۲ھ | نمبر ۷

پیغمبر اسلام کی ذات اقدس پر حملہ

دو بنگالی ہیڈ ماسٹروں کی ناپاک حرکت

بدقسمتی سے ہندوستان میں ایک ایسا دشمن اسلام گروہ موجود ہے جو اپنی پست فطرتی اور حق دشمنی کی وجہ سے حضرت نبی کریمؐ کی ذات اقدس پر حملے کرنے کو اپنا مقصد حیات سمجھتا ہے اور آئے دن مختلف طریق پر اس فعل شیطانی کے ذریعے مسلمانوں کے دلوں پر چرکے لگاتا رہتا ہے۔ ان ناپاک لوگوں کی پیدا کی ہوئی گندی ذہنیت کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسے مضامین اور کتابوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہے جن میں پیغمبر اسلامؐ کی ذات اقدس کے متعلق بالکل فرضی اور نہایت ناپاک بیانات مندرج ہوتے ہیں اور ابلیسانہ دیدہ دلیری سے ایسی من گھڑت باتیں لکھی جاتی ہیں جنھیں واقعیت سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہوتا۔ ان اخلاق سوز اور امن شکن حرکتوں کے تلخ نتائج سب کے سامنے ہیں۔ خدا جانے یہ ننگ انسانیت گروہ اب اور کس بات کا منتظر ہے کہ اس ناپاک شغل سے باز نہیں آتا۔

ہمیں بنگال کے تازہ اخبارات سے یہ معلوم کرکے بےحد رنج ہوا کہ کلکتہ کے دو ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں نے جن کے نام سنتوش کمار اور للت موہن رائے ہیں "جمیز آف انگلش ان سین" (
) کے نام سے ایک انگریزی کتاب تالیف کی ہے جو بنگال ٹیکسٹ بک کمیٹی کی منظوری سے صوبہ کے اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ اس کتاب میں حضرت نبی کریمؐ کے متعلق بےحد دل آزار اور اشتعال انگیز غلط بیانیاں کی گئی ہیں اور ایسی ناپاک باتیں لکھی ہیں جنھیں کوئی مسلمان سننا بھی گوارا نہیں کرسکتا۔ نعوذ باللہ حضورؐ کو شرابی لکھا گیا ہے۔ صرف اسی ایک بات سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف کس قدر جاہل ہیں۔ یہ پست فطرت ہیڈ ماسٹر پاکوں کے اس سردارؐ کو نعوذ باللہ شرابی کہہ رہے ہیں جس کی عظیم الشان شخصیت کے ساتھ اخلاق و پاکبازی کی انتہائی بلندیاں وابستہ ہیں۔ اور جس نے دنیا میں سب سے زیادہ کامیاب اور عملی طور پر مسکرات کی ممانعت کی جس کی ایک آواز پر ہزارہا سالوں کے بادہ خواروں نے اپنے لبریز خم توڑ دیئے اور شراب مدینہ کی نالیوں میں پانی کی طرح بہتی ہوئی دکھائی دینے لگی۔ اس قسم کی غلط بیانیاں نہ صرف مسلمانوں کی دل آزاری اور اشتعال انگیزی کا باعث ہیں بلکہ یہ تاریخ اور صداقت پر بھی بہت بڑا ظلم ہے۔

حکومت اور برادران وطن کو بخوبی معلوم ہے اور انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اس قسم کی ہر ایک حرکت تمام مسلمانان ہند کے لیئے بےچینی اور غم و غصہ کا عالمگیر پیغام ہوتی ہے اور مسلمان اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کے معاملہ میں بےحد حساس واقع ہوئے ہیں ان حالات میں۔ . . . . حکومت اور برادران وطن کے شریف اور امن دوست طبقہ کے فرائض بالکل ظاہر ہیں مسلمانوں کے احتجاج پر اس قسم کے شرارت پیشہ لوگ بالعموم اپنی شیطانی حرکت پر اظہار افسوس کرکے قانونی مواخذہ سے محفوظ رہتے ہیں اس طرح ان کے حوصلے بڑھ گئے ہیں لہذا ان کی طرف سے کسی قسم کی معذرت قابل قبول نہیں ہونی چاہیئے اور حکومت بنگال کا فرض ہے کہ وہ اس ناپاک کتاب کو فی الفور ضبط کرکے اس کے مولفوں کے خلاف انتہائی سختی سے قانونی چارہ جوئی کرے تاکہ وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں۔ اگر اس بارہ میں اس نے کسی قسم کی غفلت یا کوتاہی کی تو اس کے نتائج کئی لحاظ سے ناخوشگوار ہوسکتے ہیں۔

اس معاملہ کا ایک نہایت ہی افسوسناک پہلو یہ ہے کہ یہ کتاب بنگال ٹیکسٹ بک کمیٹی کی منظور شدہ ہے اور اس کمیٹی میں چند مسلمان ممبر بھی موجود ہیں۔ لیکن انہوں نے اس کتاب کی منظوری دینے سے قبل اسے پڑھنے کی تکلیف گوارا نہ کی۔ یقیناً یہ ایک مجرمانہ غفلت ہے۔ آئندہ انہیں اس بارہ میں محتاط رہنا چاہیئے۔ اگر ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو اس قسم کی کتابوں کی اشاعت کی زیادہ تر ذمہ داری مسلمانوں کی غفلت اور عدم احساس فرائض پر عائد ہوتی ہے۔ حضرت نبی کریمؐ کی ذات اقدس صداقت، اخلاق اور نور ہدایت ایک آفتاب عالمتاب ہے۔ جو کسی حد تک غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کے تاریک بادلوں میں مستور ہوگیا ہے۔ اگر ہم کوشش کرکے ان تاریک بادلوں کو دور کردیں تو اس دشمن اسلام گروہ کی ناپاک حرکتوں کا فی الفور خاتمہ ہوسکتا ہے۔ صرف بےمحل جوش اور اظہار محبت سے اصل مرض دور نہیں ہوسکتا۔

احمدیہ ڈیفنیس لیگ

شیخ غلام محمد دابۃ الارض کے نام اور اس کی غیر شریفانہ حرکتوں اور لچر اور بیہودہ دعاوی سے ہمارے اکثر ناظرین واقف ہوچکے ہیں۔ اس شخص نے چند نہایت ہی پست اغراض کے ماتحت ماموریت کا ڈھونگ رچا رکھا ہے اور آئے دن بیہودہ ٹریکٹ اور اشتہارات شائع کرتا رہتا ہے جن میں شرمناک بہتان طرازی کذب بیانی اور بےجوڑ باتوں کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس شخص کے گزشتہ واقعات زندگی پر اس سے قبل انہی کالموں میں روشنی ڈالی جاچکی ہے۔ انجمن نے اس کے ساتھ پے در پے مہربانیاں کیں اور اس کے سنگین جرموں کے مقابلہ میں عفو و درگزر سے کام لیا لیکن یہ مار آستین اب انجمن ہی کو نقصان پہنچانے کی نامراد کوششوں میں مصروف ہے اور دیوانہ وار حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے و دیگر معزز و ایثار پیشہ اراکین انجمن کے خلاف بےحقیقت و ناپاک الزام مشتہر کر رہا ہے۔ جہاں تک اس کے لچر دعاوی کا تعلق ہے ان کا تار و پود حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۳ر نومبر کے ضمیمہ پیغام صلح میں بکھیر کر رکھ دیا ہے۔ اس مدلل مضمون کے مطالعہ کے بعد کوئی عقلمند اور سعید الفطرت انسان دابۃ الارض کی ماموریت کے جال میں نہیں پھنس سکتا۔ حضرت امیر اور دیگر اراکین انجمن کی ذات کے متعلق اس نے بہتان طرازی کا جو ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اس کی طرف **احمدیہ ڈیفنیس لیگ** نے توجہ کی ہے۔ اب تک لیگ کی طرف سے دو ٹریکٹ شائع ہوچکے ہیں جن میں واقعات اور اعداد و شمار پیش کرکے دابۃ الارض کی بہتان طرازیوں کا شافی جواب دیا گیا ہے ان ٹریکٹوں کے مطالعہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ماموریت کا یہ جھوٹا دعویدار دروغبافی اور بہتان طرازی کے شیطانی فن میں کس قدر ماہر و مشاق واقع ہوا ہے یہ دونوں ٹریکٹ پیغام صلح کی ۲۷ نومبر اور یکم دسمبر کی اشاعتوں میں بھی درج ہوچکے ہیں۔ لیگ اس سلسلہ میں غالباً چند اور ٹریکٹ شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ہمیں یقین ہے کہ ان ٹریکٹوں سے کسی قسم کی غلط فہمی کا امکان باقی نہ رہے گا لیگ کے معزز ارکان ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ دابۃ الارض کی حقیقت سے تقریباً تمام احباب بخوبی واقف ہوچکے ہیں۔ اس کی اخلاقی کیفیت اور اس کی ماموریت کا طول و عرض بھی سب کو معلوم ہوچکا ہے۔ اس کی تمام کوششیں پے در پے ناکام و نامراد ہوئی ہیں۔ اس شخص کے متعلق اب کچھ زیادہ کہنے یا بتلانے کی ضرورت باقی نہیں۔ تاہم کسی دوست کو یہ ٹریکٹ درکار ہوں تو وہ سکرٹری احمدیہ ڈیفنیس لیگ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے طلب کرسکتے ہیں۔

ایک عیسائی کی مالی قربانی

ولایتی ڈاک کی ایک تازہ خبر ملاحظہ ہو:۔

"حال ہی میں اسکاٹ لینڈ کے ایک بوڑھے آدمی مسٹر رشٹ کا لندن میں انتقال ہوگیا یہ شخص بیس سال تک گمنام ہوں کی طرح ایک چھوٹے سے کمرے میں تن تنہا زندگی بسر کرتا رہا اور اسے بات چیت کرتے بھی شاید ہی کسی نے دیکھا ہو۔ مرنے کے بعد جب اس کی وصیت کو کھولا گیا تو معلوم ہوا اس شخص کا ۱/۲ ۳۷ لاکھ روپیہ

مختلف بنکوں میں جمع ہے۔ جسے وہ عیسائی مشن کو دے گیا ہے تاکہ اس سے ہندوستان میں عیسائیت کی تبلیغ کی جائے۔ یہ شخص عرصہ تک ہندوستان میں مقیم رہا۔ اس روپیہ کا زیادہ حصہ اس نے ہندوستان ہی میں کمایا تھا۔"

خدا جانے یہ خبر ہمارے علما اور لیڈروں کے کانوں تک بھی پہنچی ہے یا نہیں اور اس سے ہمارے امرا اور رؤسا بھی واقف ہیں یا نہیں اس روپے سے ہندوستان میں جو طوفان ارتداد بپا ہوگا اور مسلمانوں کے ایمان پر جس طرح ڈاکے ڈالے جائیں گے اس کا تصور بھی کسی دماغ میں آیا ہے یا نہیں؟ کاش مسلمان قوم کے اندر فضول خرچ رئیسوں اور نوابوں کی بجائے مسٹر رشٹ جیسے چند کنجوس پیدا ہو جائیں۔

آریہ سماج کی موت

حضرت مسیح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق آریہ سماج نہایت تیزی سے موت اور تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ اصولی طور پر تو اس کی ابتدا اسی وقت سے شروع ہوگئی جبکہ آریہ سماج نے اسلامی تعلیمات اور ضروریات زمانہ سے متاثر ہو کر اپنے بعض مایہ ناز اصولوں مثلاً نیوگ۔ ذات پات وغیرہ کو ترک کرنا شروع کیا تھا لیکن اب اس کی تباہی کے ظاہری آثار بھی پردہ داری کی کوششوں کے باوجود واضح طور پر نظر آنے لگے ہیں اور آریہ لیڈر مجبوراً اس حقیقت کا اعتراف کرنے لگے ہیں۔

لاہور آریہ سماجیوں کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ آریہ سماج وچھو والی بہت پرانی اور مضبوط سماج ہے۔ گزشتہ دنوں اس کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس کا ذکر کرتے ہوئے مہاشہ کرشن فرماتے ہیں۔

"میں آریہ سماج کے کسی کام کا تاریک پہلو آریہ جگت کے سامنے رکھنے کا عادی نہیں میرا یہ یتن رہتا ہے کہ آریہ سماج کا روشن پہلو ہی لوگوں کے سامنے آئے۔ پرنتو کر تو یہ وش، اس اتسو کا تاریک پہلو میں جنتا کے سامنے رکھ رہا ہوں کارن یہ کہ میں شوک سے دیکھ رہا ہوں کہ آریہ سماج لاہور شتھل ہو رہا ہے، اور اس شتھلتا کا اثر وارشک اتسو پر بھی پڑ رہا ہے۔"

(پرکاش ۳ر دسمبر)

یہ ہے ایک بہت بڑے آریہ سماج کی کیفیت ایک ذمہ دار آریہ سماجی کی زبان سے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چند روز ہوئے کہ انہی مہاشہ کرشن نے فرمایا تھا:۔

"بڈھے بڑے آریہ سماج تو مجھے اس زمین کی مانند نظر آتے ہیں جو بہت عرصہ پیداوار دے کر اب کسی کام کی نہیں رہی۔"

ان پرانے آریہ سماجوں کی جگہ جو نئے پیدا ہو رہے ہیں ان کی کیفیت بھی ایک آریہ سماجی کی زبان سے گزشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے۔ ان حقایق کے بعد کون کہہ سکتا ہے۔ کہ آریہ سماج پر موت وارد نہیں ہو رہی۔

آریہ سماج کی اندرونی کیفیت

معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماجی عوام اور نوجوان آریہ سماج سے باغی اور متنفر ہو رہے ہیں۔ ویدک دھرم اور دیانندی تعلیمات سے ان کا اعتقاد اٹھ رہا ہے۔ اس طرح سماج کے اندر قدامت پسند اور آزاد خیال دو گروہ پیدا ہوگئے ہیں۔ جن میں خوفناک کشمکش شروع ہے جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے ان کے سالانہ جلسوں اور دوسرے اجتماعات پر خوب ہڑبونگ مچتی ہے اور چاروں طرف سے بھانت بھانت کی بولیاں بولی جاتی ہیں۔ متعدد مرتبہ ہاتھا پائی کی بھی نوبت آچکی ہے اور یہ سلسلہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ اس صورت حالات سے آریہ سماجی لیڈر بہت ہراساں ہیں۔ اور کوشش کر رہے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے آریہ پبلک کو اصل حالات سے بےخبر رکھا جائے اور اہم مسائل اور انتظامی امور میں ان کو دخل دینے کی اجازت نہ دی جائے۔ سالانہ جلسوں میں صرف اپنی فرضی کامیابیوں اور ترقیوں کے راگ گائے جائیں بھول کر بھی کسی کمزوری کا ذکر نہ کیا جائے۔ گویا پبلک کو اچھی طرح دھوکہ دیا جائے چنانچہ مہاشہ کرشن اپنے اخبار "پرکاش" میں فرماتے ہیں:۔

"میری پربل سمتی ہے کہ کوئی ایسا سمیلن جس میں آریہ سماج کی گتی پر وچار کرنا ہو یا اس کا پروگرام زیر بحث ہو پبلک میں نہ ہونا چاہئے۔ یہ بہتر ہے۔ کہ اس میں کیول ۵۰ ایسے پرش شامل ہوں جن کا آریہ سماج سے گاڑھا سمبندھ ہو۔ بجائے اس کے ہزاروں لوگ شامل ہوں جنھیں آریہ سماج سے کوئی دلچسپی نہیں۔ پرشوں کے ساتھ استریوں کا ذکر نہیں کیا گیا حالانکہ آریہ سماج استریوں کے حقوق کا بہت بڑا دعویدار ہے۔ کیا کسی آریہ سماجی استری کا آریہ سماج سے گاڑھا سمبندھ نہیں؟ کیا انہیں صرف پلیٹ فارموں پر گانے، ڈرامے کرنے، اور گھنگرو پہنا کر قواعد کرانے کے لئے رکھا ہوا ہے؟ "پیغام صلح" میں تو آریہ سماج کے سالانہ جلسوں پر ایسے دیا کھیانوں کے بھی ورودھ ہوں جن میں اندر کا رونا جائے۔"

ان باتوں سے آریہ سماج کی اندرونی حالت اور آریہ سماجی پبلک کی کیفیت بخوبی ظاہر ہو رہی ہے۔ اور آریہ سماج پر موت وارد ہوتی ہوئی صاف دکھائی دے رہی ہے۔

مکتوبِ عراق

شاہِ عراق کی خدمت میں ہدیۂ تہنیت

انجمن کی طرف سے جلالتمآب شاہ غازی ملک العراق کی خدمت میں ان کے والد مرحوم شاہ فیصل کی تعزیت کے علاوہ تخت نشینی کی مبارکباد کے تار دیئے گئے تھے اس کے ساتھ ہی اول درجہ کے عربی قرآن کریم سیرۃ نبوی۔ سیرۃ صحابہؓ اور ٹیچنگ آف اسلام کی کاپیاں بطور ہدیہ انجمن کی طرف سے بھیجی گئی تھیں جن کے پیش کئے جانے کی کیفیت اخویم سید تصدق حسین صاحب نے اپنے تازہ مکتوب میں لکھی ہے:۔

قرآن کریم و دیگر کتب کے لاہور سے ملنے پر "ٹیچنگ آف اسلام" کی جلد بندھوائی گئی۔ اور ہر ایک کتاب کے پہلے ورق پر عربی میں یہ لکھوایا گیا کہ "ہدیہ از احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور برائے صاحب الجلالہ ملک العراق شاہ غازی المعظم" نیز اس کے لئے ایک نہایت نفیس طشتری مراد آباد کی بنی ہوئی اور ایک ریشمی رومال کشمیر کا بنا ہوا خریدا اور ۱۹ر نومبر کو وزیر دربار کی خدمت میں حصول اجازت ملاقات کیلئے ایک عریضہ لکھا گیا۔ جس کے جواب میں مورخہ ۲۳ر نومبر کو بدیں مضمون خط ملا کہ اعلیحضرت شاہ غازی مورخہ ۲۶ر نومبر کو شرف باریابی بخشینگے۔ (ہر دو خطوط کی نقلیں وصول ہوگئی ہیں) وقت مقررہ پر کمترین معہ سید غالب صاحب و سید رشید صاحب کے دربار شاہی میں پہنچے۔ پورے دس بجے وزیر دربار کے ہمراہ شاہ موصوف کی خدمت میں پیش ہوئے۔ شاہ نے نہایت خندہ پیشانی سے السلام علیکم کا جواب دیتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ ہم نے سید غالب صاحب کو گفتگو کے لئے منتخب کر رکھا تھا اس لئے وزیر دربار نے سب سے پہلے سید صاحب موصوف کا تعارف کرایا۔ اور سید صاحب نے ہم دونوں کا تعارف کرایا۔ چونکہ شاہ موصوف ہمارے ملنے کی غرض سے پہلے ہی واقف تھے اس لئے گفتگو کا سلسلہ انگریزی زبان میں شروع ہوگیا۔ اور شاہ غازی نے فرمایا کہ "میں بہت مشکور ہوں اور یہ بہت بڑا قیمتی تحفہ ہے۔ آج کل چونکہ مسلمان نوجوانوں کی حالت مذہبی نقطہ نگاہ سے بہت نچلے درجہ پر پہنچ چکی ہے اور میں جب کبھی مسجد میں جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ نوجوان بہت کم نظر آتے ہیں۔ اس لئے اسلام کی ترقی کے لئے ان چیزوں کی اور ایسے کاموں کی بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ اسلام کے دارومدار اور ترقی کا یہی ایک ذریعہ ہے۔ اور میں ہر طرح امداد دینے کے لئے تیار ہوں۔" اس پر سید صاحب نے عرض کی کہ پیشتر اس کے کہ ہم آپ سے رخصت ہوں میں چاہتا ہوں کہ جمعیتہ احمدیہ لاہور کا پیغام آپ کو پہنچاؤں۔ جمعیتہ آپ کو آپ کے بادشاہ ہونے پر تہ دل سے مبارکباد دیتی ہے اور جمعیت کے خیال میں آپ کی ذات سے اسلام کے مستقبل کی بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ اس پر شاہ موصوف نے دوبارہ شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ "میں نہایت مشکور ہوں کہ آپ کا میرے متعلق یہ خیال ہے۔ میں ہر وقت تبلیغی خدمت کے لئے تیار ہوں۔" اس گفتگو کے بعد سب سے پہلے انجمن کی کارگزاری کی مختصر رپورٹ اور عالمگیر مذہبی انقلاب کی کاپی پیش کی گئی اور زبانی مختصراً انجمن کی تحریکات کا ذکر کیا گیا۔ اس کے بعد قرآن کریم انگریزی۔ و دیگر کتب یکے بعد دیگرے پیش کی گئیں جسے آپ نے نہایت خوشی سے شرف قبولیت بخشا۔ جسکے بعد ہم رخصت لے کر واپس آگئے۔

(نوٹ) اس سے پہلے قرآن کریم و دیگر لٹریچر جلالتمآب امیر سعود ملک الحجاز۔ ملک الیمن۔ و رضا شاہ پہلوی کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ سرویہ و افریقہ مغربی کے بادشاہ ولواب کو حال ہی میں بھیجا گیا ہے۔ مصطفےٰ کمال پاشا اور اس کے وزرا میں سے ہر ایک کے پاس قرآن موجود ہے اور وہ باقاعدہ ہمارے لٹریچر کو پڑھتے رہتے ہیں۔ اسیطرح دیگر سلطنتوں کے ارکین اور عمائد کو اسلامی لٹریچر وقتاً فوقتاً جاتا رہتا ہے۔

(محمد منظور الٰہی)

میری قبول احمدیت

(از جناب چودھری سرفراز خاں صاحب دہلی)

یہ مضمون قبول احمدیت نمبر کے لئے موصول ہوا تھا۔ عدم گنجائش کی وجہ سے شائع نہ ہو سکا۔ (مدیر)

بندہ ۱۸۸۸ء میں بورڈ ہائی سکول سیالکوٹ میں انٹرنیس کلاس میں تعلیم پاتا تھا۔ اور حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی سکول مذکور میں عربک ٹیچر تھے۔ اور حضرت مرحوم مولانا مولوی نورالدین صاحب ریاست کشمیر میں شاہی طبیب تھے۔ اور حضرت مولوی صاحب ممدوح جموں میں آتے جاتے مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس قیام فرمایا کرتے تھے۔ اور بندہ اور خان بہادر چوہدری محمدالدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر مولوی عبدالکریم صاحب سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا کرتے تھے۔ اور عام لوگ بھی سامعین ہوتے تھے یہ درس ایک خصوصیت رکھتا تھا کیونکہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سرسید مرحوم کے خیالات کے شیدا تھے۔ اور نیچریت کا رنگ غالب تھا۔

مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت مولوی نورالدین صاحب مباحثہ بھی کیا کرتے تھے۔ اور انجام کار مولوی عبدالکریم صاحب مولوی نورالدین صاحب کے دلائل کے قائل ہو کر حضرت مولوی نورالدین صاحب کے خیالات میں رنگے گئے۔ اور نیچریت کا خیال بالکل چھوڑ دیا۔

اس وقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مثیل مسیح ہونے کا اعلان کر دیا ہوا تھا۔ اس دعویٰ کے متعلق بھی باہم گفتگو ہوا کرتی تھی۔ اور مولوی عبدالکریم صاحب نے انشراح صدر سے حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ مثیل مسیح کو تسلیم فرما لیا۔ اور بندہ تاحال کسی منکر مخالف سے ملا نہیں تھا۔ اور نہ کبھی مخالف دلائل کسی کے سنے تھے اور بندہ کا دل بھی ان دلائل سے متاثر ہوا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور حضرت میر مدثر شاہ صاحب ایک ہی محلہ میں سکونت پذیر تھے۔ اور ہمسائے تھے۔ اس واسطے حضرت میر مدثر شاہ صاحب سے بھی تعلق دوستی پیدا ہو گیا۔ اور اسی طرح حضرت مولوی صدرالدین صاحب سے دوستانہ تعلقات پیدا ہو گئے۔

دسمبر ۱۸۹۱ء میں مولوی مبارک صاحب سیالکوٹی جو انجمن حمایت اسلام کے مبلغ تھے۔ وہ بدوملہی تشریف لائے اور قادیان تشریف جانے کے واسطے تحریک کی اور بندہ ان کے ہمراہ معہ مولوی قطب الدین صاحب قادیان پہنچا۔ اور اب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے قادیان بحکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت اقدس کے ہی مکان میں رہائش اختیار کر لی ہوئی تھی۔ اور بندہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں بباعث برکت صحبت حضرت مولوی نورالدین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب کسی قسم کا کوئی شک و اعتراض پیدا ہی نہیں ہوا۔

جب قادیان پہنچا۔ تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مجھ کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے اور بندہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بندہ کو حضرت تقدس مآب مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں لے گئے۔ حضرت اقدسؑ مکان کی زیریں منزل کے دالان میں ایک معمولی دھاری اور لیٹے چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ اور دو تین آدمی ایک دوسری چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بندہ کا تعارف کرایا۔ اور چند کلمات میری تعریف میں حضرت ماسور ممدوح سے کہے۔ اور کہا کہ یہ میرا شاگرد رشید ہے۔ آپ اس کی بیعت قبول فرمالیں۔ حضرت مسیح موعود نے اسی چارپائی پر بندہ کو بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ اور بندہ پائنتی کی طرف اسی چارپائی پر دوزانو بیٹھ گیا۔ اور اسی وقت حضرت اقدس نے بندہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر الفاظ بیعت تلقین فرمائے۔ اور بیعت قبول فرمائی۔ بعد ازاں بڑے خشوع سے دعا فرمائی۔ بس پھر زیارت اور فیض صحبت حاصل کرنے کے لئے قادیان شریف میں آمد و رفت شروع ہو گئی۔ بسا اوقات زائد از ایک ماہ بھی بندہ کو حضرت مسیح موعودؑ کی حضور فیض صحبت حاصل کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جب حضرت اقدس خضاب سے فارغ ہو کر غسل فرما کر باہر تشریف لاتے تھے۔ تو حضرتؑ کی پیشانی مبارک اس قدر روشنی چمکتی دمکتی نظر آتی تھی۔ کہ بندہ کسی چیز سے اس نور کی تشبیہ نہیں دے سکتا۔ پیشانی کے نور پر پانی کے چھوٹے چھوٹے قطرات سفید موتی معلوم دیتے تھے۔

اور دل اس نور کی دید سے سیر نہیں ہوتا تھا۔

چونکہ ان اوائل ایام میں مریدین بہت ہی کم تھے۔ اور ہر وقت حضرت مسیح موعودؑ کا فیض صحبت میسر رہتا تھا۔ بلکہ تمام دن ہی مریدین حضرت کے ارشادات اور فیض صحبت سے مستفیض ہوتے تھے۔ کوئی نہ کوئی مسئلہ مریدین حضرت اقدس سے استفسار کرتے رہتے۔ اور جوابات پاتے رہتے۔ جس سے نمازوں میں لذت اور حضور قلب میں ترقی ہوتی رہتی۔ اس قوت قدسی کے اثر سے دنیا کی محبت سرد ہو گئی۔ اور دل میں اطمینان۔ سکینت اور تسلیم و رضا پیدا ہو گئی۔

بندہ سینکڑوں الہامات۔ کرامات اور پیش گوئیوں کا عینی شاہد ہے اور بعض الہامات ایسے ہیں کہ ادھر ہوئے اور اسی وقت پورے ہو گئے۔ جن کا تحریر کرنا باعث طوالت ہے۔

بعض پیشگوئیوں میں جماعت کے بعض آدمیوں کو ابتلا بھی آئے۔ جیسا کہ پیش گوئی آتھم کا رجوع الی الحق۔ مگر بندہ کو صداقت میں کوئی بھی شک شبہ پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ بندہ کے ایمان میں اور ترقی ہوئی۔

ابتدا میں مہمان تھوڑے ہوتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساتھ ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز چند جنٹلمین مہمان آگئے۔ اور مسجد مبارک میں ہی دسترخوان بچھا۔ تو کارکن میزبانوں نے جنٹلمینوں کے آگے سالن اچھا رکھا۔ اور دوسروں کے آگے کچھ معمولی۔ بندہ کے دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا۔ کہ دسترخوان ایک ہی ہے۔ اس میں فرق نہیں ہونا چاہئے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ بندہ سے تین چار آدمی کے فاصلہ پر تشریف فرما تھے۔ معاً حضرت اقدس نے اپنا برتن سالن والا اٹھا کر کھانا رکھنے والے کو کہا کہ یہ سالن چوہدری سرفراز خاں کے آگے رکھ دو۔ تو بندہ کی یہ حالت ہوئی کہ تمام بدن ندامت کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ پھر مجھ کو کبھی کھانے کے متعلق اچھائی برائی کا خیال پیدا نہ ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے بندہ کے دل کا نقشہ حضرت مسیح موعود کے دل پر منکشف کر دیا۔ اس کو کشف القلوب کہتے ہیں۔ اور بندہ کے لئے یہی صداقت کا نشان ہے۔ بندہ نہ تعلّی کے طور پر بلکہ تحدیث بالنعمت کے طور پر بیان کرتا ہے۔ کہ آنحضور مسیح موعودؑ کو بندہ سے ذاتی تعارف تھا اور اعتماد بھی تھا۔ آنحضور نے اپنی گھوڑی برائے خدمت بندہ کے پاس بھیجی۔ اور خدمت کا یہ شرف بندہ کو بخشا۔ اور گھوڑی ایک سال میرے پاس رہی۔

جب ضمیمہ انجام آتھم تحریر ہوا تو بندہ ان دنوں ضلع جھنگ میں ملازم تھا۔ اور معلوم نہیں حضرت مسیح موعودؑ کو اس عاجز احقر العباد کی کونسی عادت پسند آئی۔ کہ حضرت تقدس مآب نے اپنی فراست سے اس عاجز کا نام ۳۱۳ میں درج فرما کر تمام جماعت کی دعاؤں کا مستحق بنا دیا۔ اور جو نام رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ اور تاریخی انسان بنا دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک یہ وہ شرف ہے۔ یہ وہ اعزاز ہے جو جملہ دنیوی اعزازوں سے بہت بڑھ کر ہے۔ یہ بھی مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ہے۔

خبریں

ہندوستان

—— بمبئی کی مشہور کانگرسی خاتون شریمتی کملا چٹوپادھیائے نے اپنے شوہر سے بذریعہ عدالت طلاق لے لی ہے ان کو شکایت تھی کہ ان کا شوہر قابل اعتراض چال چلن رکھتا ہے۔ شراب پیتا ہے اور میرے ساتھ بدسلوکی اور بے رحمی سے پیش آتا ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ ریاست کپورتھلہ میں مہاراجہ کا جشن سالگرہ نہایت دھوم سے منایا گیا۔ مہاراجہ بہادر نے اپنی تقریر میں دیوان سر عبدالحمید کی خدمات جلیلہ اور معدلت گستری کا پرزور الفاظ میں اعتراف کیا۔

—— سرکاری بیانات کے مطابق صوبہ بنگال میں دہشت انگیزی روبہ انحطاط ہے۔

—— ریاست پدوکوٹہ کی کونسل کے ایک مسلمان ممبر نے دربار سے درخواست کی تھی کہ مسلمانان ریاست کے مفاد کے پیش نظر ایک قاضی مقرر کیا جائے۔ مہاراجہ بہادر نے اس درخواست کا نہایت امید افزا جواب دیا کہ مسلمان کسی مناسب امیدوار کو منتخب کریں اور شہر کا قاضی بنانے کی سفارش کریں تو دربار خوشی سے اس کو منظور کرلے گا۔

—— معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ موجودہ اسمبلی کی میعاد میں اکتوبر ۱۹۳۴ء تک توسیع کرنے کے لیے وائسرائے عنقریب اعلان کردینگے۔ اور نئے انتخابات غالباً نومبر ۱۹۳۴ء میں ہوں گے۔

—— پنڈت نہرو اور ہندو سبھائی لیڈروں کی کشمکش بدستور جاری ہے۔ کانگرسی ہندوؤں کی ایک معقول تعداد اس جنگ میں پنڈت نہرو کی حامی ہے۔

—— حکومت کی تجارتی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ امسال ۶۵ ½ کروڑ روپے کا سونا ہندوستان سے باہر گیا۔

—— اسمبلی کا اجلاس بدستور شروع ہے۔

—— آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کا اجلاس امسال ۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر کو میرٹھ میں منعقد ہوگا۔

—— گاندھی کی مشہور چیلی مس نیلا ناگنی اب پھر امریکن ماحول میں زندگی بسر کرنے کی آرزومند ہیں۔ آپ نے ایک اخباری ملاقات میں کہا کہ مجھے انڈو امریکن فلم کمپنی نے فلم سٹار بننے کی پیش کش کی ہے۔ اور کہا کہ گاندھی آشرم میں میرا قیام ناممکن ہے اب میں آشرم کی زندگی پر آزاد رہنے کو ترجیح دیتی ہوں۔ اور مغربی موسیقی کے نغمے سننا اور ہوائی جہاز پر پرواز کرنا چاہتی ہوں۔

—— کانگرس اپنا اجلاس منعقد کرنے کی تیاریاں کررہی ہے کہا جاتا ہے کہ حکومت اس کے انعقاد کی اجازت نہ دے گی گزشتہ ہفتہ اسمبلی میں اس امر کے متعلق سوال کیا گیا تھا لیکن حکومت نے جواب دینے کے بجائے یہ عذر کردیا کہ اس سوال کا باقاعدہ نوٹس نہیں دیا گیا۔ اس لئے اس کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔

—— کشمیر میں برفباری شروع ہوگئی ہے جس کی وجہ سے جموں سرینگر روڈ پر [illegible] مسدود ہوگیا ہے۔

—— گزشتہ ہفتہ [illegible] کو پولو کھیلتے ہوئے شدید چوٹیں آئیں اور [illegible] سے ٹوٹ گئی۔ م ۵

ممالک خارجہ

—— مصر میں ہوابازی کا شوق تیزی سے ترقی کررہا ہے حال ہی میں ایک مصری خاتون نے قاہرہ سے کیپ ٹاؤن تک پرواز کرنے کا تہیہ کیا ہے۔

—— چونکہ غازی نادر شاہ کے قتل کے بعد افغان افواج وفادار اور پابند قانون رہی تھیں ان کے اس وفادارانہ طرز عمل کا کنگ ظاہر شاہ نے شکریہ ادا کیا ہے۔ اور بطور انعام افسران عموی اور افراد افواج کے مشاہروں میں اضافہ کردیا ہے۔

—— کابل کی تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک مختلف اطراف ملک سے بیعت نامے موصول ہورہے ہیں شاہ مرحوم کی تعزیت اور جدید بادشاہ کی تخت نشینی کی مبارکباد عرض کرنے کے لئے بدستور وفود آرہے ہیں۔ تمام ملک میں مکمل امن وامان ہے۔

—— آسٹریا کے بعض حصوں میں حکومت کے زبردست تشدد کے باوجود نازی تحریک ترقی کررہی ہے۔

—— حکومت برطانیہ اپنی ہوائی طاقت میں زبردست اضافہ کی تیاریاں کررہی ہے۔

—— تازہ عربی اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ فلسطین میں ابھی تک حالات درست نہیں ہوئے۔ بیت المقدس میں انگریزی افواج کا زبردست اجتماع ہورہا ہے۔ عربی اخبارات نے معاملات فلسطین پر زبردست مقالے لکھے ہیں۔ اور عربی ممالک میں عام طور پر کہا جارہا ہے کہ انگریزوں کی حکمت عملی اپنے دوستوں کو تباہ کرنا ہے۔

—— مشہور ہندوستانی لیڈر سبھاش چندر بوس وائنا میں بغرض علاج مقیم ہیں۔ تازہ اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی صحت بہت زیادہ خراب ہوگئی ہے۔

—— لندن ۳۰ر نومبر۔ انگلستان کی چار بڑی بڑی ریلوے کمپنیوں نے مشترکہ طور پر انتظام کیا ہے کہ برطانی ساخت کی اشیاء کے لئے ایک ریل گاڑی سارے ملک کا دورہ کرے اس گاڑی میں برطانی ساخت کی ہر چیز کی نمائش کی جائیگی۔

—— لندن ۳۰ر نومبر۔ برطانیہ کے وزیر پرواز کرسمس کی تعطیلات کے دوران میں امپیرل آئر سروس کے ہوائی جہاز میں قاہرہ جائیں گے اس کے بعد سرکاری حیثیت سے رائل ایرفورس کے ہوائی جہاز میں ہندوستان پہنچیں گے۔ اور راستہ میں رائل ایرفورس کے ہوائی مستقروں کا معائنہ فرمائیں گے۔

م ۵

—— حیدرآباد ۳۰ر نومبر۔ وائسرائے کل صبح ۱۰ بجے یہاں پہنچے اعلیحضرت حضور نظام نے معہ شاہزادگان و امرائے سلطنت ریلوے سٹیشن پر استقبال کیا۔ باقاعدہ سلامی دی گئی حسب معمول وائسرائے کو قصر فلک نما میں ٹھہرایا گیا پروگرام کے مطابق تمام مراسم ادا کی گئیں۔ اسی روز سہ پہر کو مہاراجہ سر کشن پرشاد نے ایک شاندار گارڈن پارٹی دی۔ رات کو قصر چومحلہ میں شاہی ضیافت ہوئی۔ جس میں اعلیحضرت حضور نظام اور وائسرائے نے تقریریں کیں۔ وائسرائے نے حضور نظام کا جام صحت نوش کیا۔

مخالفین احمدیت کی متعصبانہ ذہنیت

(از محمد دین بی اے آنرز سٹوڈنٹ)

جائے شکر اور مقام مسرت ہے کہ اس نازک وقت میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے خدمت اسلام کا بے مثال کام سرانجام دیا۔ لیکن باایں ہمہ ہمارے مسلمان بھائی پھر بھی آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں اور احمدیت کے برخلاف مظاہرہ کرنے کو عین خدمت اسلام سمجھتے ہیں۔

گزشتہ اتوار کو میں نے اسلامیہ کالج کے طلبا کے سامنے بعنوان "عورت کی پوزیشن اسلام میں" ایک تقریر کی۔ میں نے یہ کہتے ہوئے کہ اسلام مساوات کا علمبردار ہے اور جو حقوق اسلام نے عورت کو دیئے ہیں وہ کسی اور مذہب میں نہیں پائے جاتے۔ اور قرآن کریم نے عورت کو مساوات کا درجہ دیا ہے۔ کیونکہ جہاں خداوند کریم نے نیک آدمیوں پر وحی نازل کی ہے وہاں نیک عورتوں کا بھی ذکر ہے۔

پھر میں نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ دنیا کی کسی مذہبی کتاب یا کسی مذہبی ریفارمر نے عورت کے حقوق کے بارے میں اس کام کا دسواں حصہ بھی نہیں کیا۔ جو آقائے نامدار رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم نے کیا ہے۔ اس پر ایک بی اے کے طالب علم نے جھٹ اٹھ کر اعتراض کردیا مسٹر پریزیڈنٹ! چونکہ مقرر احمدی ہے اور یہ خیالات احمدیت کے ہیں ہم اسے ہرگز نہیں سن سکتے۔ اور خصوصاً اس مجمع میں جہاں اکثریت غیر احمدیوں کی ہے" پریزیڈنٹ نے کہا کہ مقرر صرف "عورت کی پوزیشن اسلام میں" بتارہا ہے احمدیت پر لیکچر نہیں دے رہا۔ معترض نے کہا "جناب مانا مضمون احمدیت کا نہیں مگر مقرر تو احمدی ہے" پھر پریزیڈنٹ نے کہا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مقرر بھی احمدی نہیں۔ تو اس نے کہا پھر ٹھیک ہے اور خاموش ہوکر بیٹھ گیا۔ اب اگر معترض ٹھنڈے دل سے ذرا بھی غور کرے تو اس کو صاف معلوم ہوگا کہ اس کا اعتراض احمدیت پر نہ تھا بلکہ اسلام پر تھا اے اسلام کے خدمت گزارو! ذرا تو سوچو کہ کیا آپ کے یہ اعتراض اسلام کی عزت کے منافی نہیں۔ آج تو انصاف پسند غیر مسلموں نے بھی تسلیم کرلیا ہے کہ قرآن کریم سے بہتر کوئی الہامی کتاب اور رسول کریم سے بہتر کوئی ریفارمر نہیں ہے۔ آج یورپ کے مشہور مصنف برناڈ شا نے بھی تسلیم کرلیا ہے کہ "اگر دنیا کی ڈکٹیٹر

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگان سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات

میں

حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کیلئے — پندرہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۳ء سے پندرہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک — صرف ایک ماہ کیلئے

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول اعلیٰ کاغذ جو براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے۔	عگار	عہر
ایضاً ایضاً ادنی کاغذ	عہر	۱۵ر
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم جو تین کتب سرمہ چشم آریہ، شحنہ حق۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب پر مشتمل ہے۔	عگار	عہر
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم جو تین کتب فتح الاسلام۔ توضیح المرام۔ ازالہ اوہام ہر دو حصص پر مشتمل ہے۔	عگار	عہر
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم جو چار کتب الحق مباحثہ لدھیانہ۔ الحق مباحثہ دہلی آسمانی فیصلہ و نشان آسمانی پر مشتمل ہے۔	عگار	عہر
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم جو پانچ کتب آئینہ کمالات اسلام۔ برکات الدعا۔ جنگ مقدس۔ حجۃ الاسلام سچائی کا اظہار پر مشتمل ہے۔	۸ر	عہر
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم جو سات عربی کتب۔ تحفہ بغداد۔ کرامات الصادقین حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق حصہ اول۔ نور الحق حصہ دوم۔ اتمام حجت اور سر الخلافت پر مشتمل ہے۔	عہر	عہر
ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب	۶ر	۳ر
الحق مباحثہ لدھیانہ	۱۲ر	۴ر
الحق مباحثہ دہلی	عہر	۶ر
حجۃ الاسلام	۴ر	۲ر
اتمام حجت	۴ر	۲ر
برکات الدعا	۴ر	۲ر
الوصیت	۲ر۰	۱ر
ملفوظات حضرت مسیح موعود		
جلد اول	عگہر	عہر
جلد دوم	عگار	عہر

بیان القرآن

یعنی

اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم مع عربی متن

تالیف

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

اس تفسیر میں ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے۔ جس کے متعلق صاحب فہم لوگوں نے بہت عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے ۲۹×۲۲ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے تین جلدوں میں اصل قیمت بجلد بیس روپیہ (عنہ) رعایتی دس روپیہ (عنہ) تینوں الگ الگ جلدوں میں اصل قیمت مجلد پچیس روپیہ (عنہ) رعایتی تیرہ روپیہ (عنہ)

سیرت خیر البشر

حضرت نبی کریم صلعم کی مفصل سوانحعمری منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب
اصل قیمت بجلد عہر۔ رعایتی ۱۲ر
" مجلد عہر " عہر

تاریخ خلافت راشدہ

سوانحعمری حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب۔
اصل قیمت بجلد عہر۔ رعایتی ۱۲ر
" مجلد عہر " عہر

فضل الباری جلد اول

یعنی

اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

مصنفہ

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

بخاری شریف کے بابوں اور مضامین کو اس طرح رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اسکے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ مسائل میں مختلف آراء میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر صرف نمبر دیئے گئے ہیں۔ اوران میں الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا ہے ۲۹×۲۲ سائز کے ۸۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل قیمت بجلد آٹھ روپیہ آٹھ آنہ (للعہ) رعایتی پانچ روپیہ (ﮧ) اصل قیمت مجلد نو روپیہ آٹھ آنہ (للعہ) رعایتی (ﮧ)

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
جلد سوم	عہر	عر
الہامات حضرت مسیح موعود		
البشریٰ جلد اول	۴ر	۲ر
البشریٰ جلد دوم	عر	۸ر
مکاشفات	۴ر	۲ر
دیگر کتب حضرت مسیح موعود		
حمامۃ البشریٰ	عر	۸ر
کرامات الصادقین	۱۲ر	۶ر
آسمانی فیصلہ	۵ر	۲ر۰
سر الخلافت	۸ر	۴ر
جنگ مقدس	۱۲ر	۸ر
شحنہ حق	۸ر	۴ر
نور الحق حصہ اول	عر	۸ر
" " دوم	۸ر	۴ر
متفرقات		
آثار مبارکہ	۱ر	۰ر
احمدیہ جنتری	۴ر	۱ر
دروس الصلیب	۴ر	۲ر
مسیح قرآن میں	۱ر	۰ر
واقعات صلیب	۱ر	۰ر
القول المجید	۸ر	۲ر
اعلام الناس	۵ر	۲ر
اعجاز القرآن	۱ر	۰ر
عصمت انبیاء	۹ر	۳ر
غلامی	۴ر	۲ر
الضحیٰ	۱ر	-ر
سراج الوہاج	۴ر	۱ر
اظہار النصائح	۵ر	۱ر
القول المبین	۲ر۰	۰ر
ستہ ضروریہ مباحثہ رام پوری	۳ر	۱ر
تبلیغ الحق الی عبد الحق	۱۰ر	۵ر
سوانحعمری حضرت مسیح موعود	۴ر	۲ر
المہدی اول تا ہفتم	.	۴ر

ضروری اطلاع

تمام درخواستیں ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک ڈاکخانہ میں ڈال دینی چاہئیں۔ وہ فرمائش جس پر ۱۶ جنوری ۱۹۳۴ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی اس رعایت کے ماتحت نہ آسکے گی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت طلب پارسل منگنے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اس ہدایت کا آنا ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جائیں یا ڈاکخانہ۔ محصول و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار رہوں گے۔ قرض اور اقساط پر دینے کا طریق نہیں۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کے لئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرما دیں۔

مہتمم دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگان سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات میں

حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کیلئے | پندرہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۳ء سے پندرہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک | صرف ایک ماہ کیلئے

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
تحریک احمدیت و اختلاف سلسلہ پر کتب		
تحریک احمدیت۔ جماعت احمدیہ لاہور کی سرگرمیاں تحریک احمدیت کا صحیح مفہوم۔ بانی سلسلہ کے دعاوی اور انکی بے نظیر اسلامی خدمات پر مفصل بحث۔		
قیمت مجلد - - - - - -	[illegible]	۱۲ر
بےجلد - - - - - -	عہر	۸ر
مسیح موعودؑ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر مفصل بحث - -	۴ر	۱۲ر
النبوت فی الاسلام۔ نبوت۔ رسالت۔ محدثیت اور مجددیت پر مفصل بحث - - - -	عار	عہ
عقائد احمدیہ۔ حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ آپکا دعویٰ نبوت کا نہ تھا آپ کی طرف جو غلط عقائد منسوب کئے گئے ہیں ان کی تردید کی گئی ہے - - -	۸ر	عہ
عسل مصفٰی ہر دو حصص۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے مجددیت پر مفصل بحث - - - -	للعہ	عار
حقیقت اختلاف۔ جماعت احمدیہ کے اختلاف کی اصل حقیقت واضح کی گئی ہے - - -	۵ر	۲ر
اسلام اور اصول اسلام پر کتب		
رسالہ نماز۔ جس میں نماز کے احکام و مسائل پر بحث ہے	۸ر	۴ر
رسالہ روزہ۔ روزہ اور اسکی فلاسفی پر بحث ہے	۴ر	۲ر
رسالہ زکوٰۃ۔ زکوٰۃ " " "	۳ر	۱ر
رسالہ حج۔ " " "	۲ر	۶ر
ہستی باریتعالیٰ۔ ہستی باریتعالیٰ پر دلائل از قرآن پاک	۶ر	۴ر
اسلام کیا ہے۔ سوال و جواب کے رنگ میں تعلیم اسلام	۳ر	۲ر
اسلامی اصول کی فلاسفی۔ پانچ معرکۃ الآرا مذہبی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے - - -	۱۲ر	۴ر
اسلام اور دیگر مذاہب - - - -	۱ر	۰ر
تربیت اولاد۔ جس میں تربیت کے متعلق احکام ہیں	۵ر	۲ر
احمد مجتبیٰ۔ ثابت کیا گیا ہے کہ احمد رسول کریم کا نام تھا	۴ر	۱ر
شناخت مامورین - - - - -	۳ر	۱ر
رد ہندو مذہب پر کتب		
یجروید اتھروید یجروید کے بعض ابتدائی ادھیائے کا ترجمہ۔	[illegible]	۱۰ر

ترجمۃ القرآن انگریزی

یعنی

انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن

تالیف

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور

یہ وہ ترجمہ ہے جو اپنی مقبولیت کی وجہ سے اب محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام میں اسکی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اس ترجمہ کے بعد دوا ور ترجمے شائع ہوئے ہیں لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ دنیا بھر کے اخبار نویسوں نے اس کی تعریف کی ہے ۲۶×۳۰ سائز کے ۱۵۰۰ صفحات پر تین قسموں میں۔ اصل قیمت لچکدار جلد خالص چمڑا ۲۵ روپیہ۔ رعایتی ۱۸ روپیہ۔ قسم دوم لچکدار مصنوعی چمڑا اصل قیمت ۲۰ رعایتی ۱۴ قسم سوم گتے کپڑے کی جلد اصل قیمت ۱۵ رعایتی ۱۲ روپے۔

محمد اینڈ کرائسٹ	محمد دی پرافٹ	ارلی خلافت
حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت عیسےٰ کی بعثت اور معجزات پر انگریزی میں اصل قیمت مجلد عہر۔ رعایتی ۱۲ر	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بزبان انگریزی دوئم ایڈیشن اصل قیمت تین روپیہ رعایتی [illegible]	حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی کے حالات زندگی اور آپکا اسوہ حسنہ انگریزی میں اصل قیمت [illegible] رعایتی [illegible]

ترجمۃ القرآن انگریزی بلامتن

یہ صرف ترجمہ کا مختصر ایڈیشن ہے جس میں عربی متن نہیں دیا گیا۔ خصوصاً غیر مسلم حضرات کیلئے ہے مختصر نوٹ بھی دیئے گئے ہیں۔ اسکی دوئم ایڈیشن دس ہزار کی تعداد میں عنقریب چھپنے والی ہے۔ اصل قیمت لچکدار جلد ۶ رعایتی ۵۔ گتے کپڑے کی جلد ۵ رعایتی چار روپیہ (للعہ)

فتح اسلام انگریزی	ٹیچنگز آف اسلام	النبوت فی الاسلام انگریزی
حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب فتح اسلام کا انگریزی ترجمہ اصل قیمت ۶ر۔ رعایتی ۳ر	اسلامی اصول کی فلاسفی از حضرت مسیح موعودؑ کا انگریزی ترجمہ اصل قیمت مجلد عہر۔ رعایتی عہ	النبوت فی الاسلام اردو کا مختصر ایڈیشن اصل قیمت ۶ر۔ رعایتی ۲ر

ولادت مسیح انگریزی	شمائل شریف مطبوعہ جرمنی	احمدیہ موومنٹ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر بحث اصل قیمت ۱ر۔ رعایتی ۳ر	نہایت بے نظیر شمائل شریف جو جرمنی میں طبع کرائی گئی ہے اصل قیمت عار۔ رعایتی عہ	انگریزی میں سلسلہ احمدیہ کے عقائد اور اسکی تاریخ پر بحث اصل قیمت ۱۰ر۔ رعایتی ۵ر

شمائل مترجم اردو معہ حواشی

مترجمہ حضرت مولانا محمد علی صاحب بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر تفسیری نوٹ درج ہیں۔ تفسیر بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن ۲۰×۳۰/۱۶ کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل قیمت مجلد سفید ولایتی کاغذ للعہ۔ رعایتی عہ۔ اصل قیمت مجلد حنائی مصری کاغذ چار روپیہ (للعہ) رعایتی دو روپیہ (عار)۔

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
ویدوں کا بہشت۔ آریوں کے دلچسپ سورگ پر بحث۔	۸ر	۴ر
رسالہ نجات - - - - - -	۱۰ر	۱ر
رسالہ بہشت۔ آریہ سماج سے مناظرہ - - -	۲ر	۱ر
رسالہ تناسخ۔ ازقلم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۳ر	×
اسماء الٰہیہ۔ وید اور قرآن کریم پر بحث - - -	۷ر	۲ر
حدوث مادہ - - - - - -	۵ر	۲ر
ردعیسائیت پر کتب		
ولادت مسیح۔ بروئے قرآن کریم و اناجیل - - -	۴ر	۳ر
اکرام الحق۔ عیسائیت کے اعتراضات کا جواب - -	۱ر	×
حقیقت المسیح - " "	۳ر	×
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب پر کتب		
جمع قرآن۔ قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق اعتراضات کا جواب - - -	۱۲ر	۸ر
مقدمۃ القرآن - - - - -	۶ر	۴ر
اعجاز القرآن - - - - -	۰ر	۰ر
نکات القرآن حصہ سوئم - - - -	۱۰ر	۲ر
" حصہ چہارم - - - -	۸ر	۲ر
بیان القرآن پارہ اول۔ سوئم تا ہفتم - - -		[illegible]
حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام کا مجموعہ		
درثمین۔ تمام فارسی اور اردو نظموں کا مجموعہ - -	۱۱ر	[illegible]
مناجات احمدیہ۔ حضرت مسیح موعود کی چند نظموں کا مجموعہ	۲ر	۱ر
رباعیات حامد - - - - -	۳ر	[illegible]
نصاب منظوم - - - - -	۲ر	۱ر
متفرقات		
مرآۃ الحقیقت - - - - -	۵ر	۲ر
آیت اللہ۔ مولوی ثناء اللہ کا مباہلہ سے فرار	۳ر	۱ر
مسئلہ تقدیر - - - - -	۶ر	۲ر
الروح۔ ازقلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۳ر	×
المسیح الدجال و یاجوج ماجوج - - -	۴ر	×
مقام حدیث - - - - -	عہ	[illegible]
کامران۔ زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع - -	عہر	عہ
محمد مصطفیٰ۔ مختصر سوانح عمری حضرت رسول کریم - -	۵ر	×

ضروری اطلاع تمام درخواستیں ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۴ء تک ڈاکخانہ میں ڈال دینی چاہئیں۔ وہ فرمائش جس پر ۱۶۔ جنوری ۱۹۳۴ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی اس رعایت کے ماتحت نہ آسکے گی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت طلب پارسل مانگنے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اس ہدایت کا آنا ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جائیں یا ڈاکخانہ۔ محصول و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوں گے۔ قرض اور قسط وار دینے کا طریق نہیں۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کیلئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرماویں۔

مہتمم دارالکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیارپوری

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۱ | لاہور۔ یوم پنجشنبہ مطبوعہ ۱۰ شعبان ۱۳۵۲ھ مطابق ۷ دسمبر ۱۹۳۳ء | نمبر ۷۱

خواتین کے نام ایک ضروری خط

خواہران محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہمارے زنانہ جلسہ کا اشتہار اخبار میں اور علیحدہ شائع ہو چکا ہے۔ اور اس پرچہ میں بھی درج ہو رہا ہے۔ آپکو معلوم ہے کہ اس نازک ترین زمانہ میں اپنی ہستی کو قائم رکھنے کے لئے کس قدر جدوجہد کی ضرورت ہے ایک طرف مالی و اقتصادی مشکلات درپیش ہیں تو دوسری طرف ہمارا سچا مذہب اسلام ناپاک ترین حملوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے کیا ہمارا فرض نہیں ہے کہ ہم ملکر اپنے پیارے مذہب اور قوم کی خدمت کیلئے کمربستہ ہو جائیں ہندو اور عیسائی بہنوں کو دیکھئے کہ وہ اپنے قومی و مذہبی کاموں میں کس قدر سرگرمی دکھا رہی ہیں اور دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنے کے لئے جدوجہد میں مصروف ہیں۔ ہم مسلمان مستورات کا بھی فرض ہے کہ اپنے مذہب اور قوم کی خدمت کیلئے میدان عمل میں نکل آئیں۔ آپ کس طرح اپنے آپ کو خدمت دین و قوم کیلئے مفید بنا سکتی ہیں۔ اور مختلف حالات میں کن کن طریقوں سے حصہ لے سکتی ہیں۔ یہ معلوم کرنے کے لئے آپ اس جلسہ میں تشریف لائیں جس میں ہماری قوم کی بہبودی کی تجاویز پیش ہونگی اور ہماری لائق اور معزز بہنیں مثلاً لیڈی عبدالقادر صاحبہ۔ محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ ایم اے۔ بیگم شاہنواز۔ مسز خالد لطیف گوبا۔ بیگم قلندر علیخاں اپنی عالمانہ دلچسپ تقریروں میں قومی ترقی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالینگی۔ جلسہ کے ساتھ دستکاری کی نمائش بھی ہوگی جس میں بچوں کے اونی لباس، موزے وغیرہ ٹیبل کلاتھ، کشن، غلاف تکیہ، ٹی کوزی، ازار بند، لیڈیز رومال، بچوں کیلئے ہاتھ سے بنائے ہوئے کھلونے، بٹوے، کڑھے ہوئے ڈوپٹے، قمیص، قطعے وغیرہ فروخت کے لئے موجود ہونگے قیمتیں معمولی ہونگی غالباً آپ جانتی ہونگی کہ اس نمائش کا مقصد **اشاعت اسلام** میں مدد دینا ہے جو چیز آپ خریدینگی اسکی قیمت تبلیغ پر صرف ہوگی آپکو عمدہ پائیدار چیز ملجائیگی اور اشاعت اسلام کی مدد بھی ہوگی اسطرح آپ اس نمائش میں سے کچھ خرید کر ہم خرما و ہم ثواب کی مصداق ہونگی مجھے آپکی دینی و قومی محبت سے امید ہے کہ آپ اس جلسہ اور نمائش میں ضرور تشریف لائینگی، پیاری بہن! دنیا کے دھندے تو مدت العمر ختم نہیں ہو سکتے مگر اسلام بھی آپ سے کچھ توقعات رکھتا ہے خدارا اپنے فرض کو پہچانیے اور اس دینی و قومی کام کو اپنے دیگر کاموں پر مقدم کر کے اپنی شرکت سے جلسے کو پر رونق بنایئے۔ اپنی سہیلیوں اور دیگر عزیز بہنوں کو بھی ساتھ لایئے آجکل دن بہت چھوٹے ہوتے ہیں اسلئے جلسہ عین وقت پر شروع ہوگا۔ پابندیٔ وقت کا خاص خیال رکھئے گا۔ (آپکی بہن **بیگم محمد علی** آنریری سکرٹری انجمن خواتین اسلام لاہور)

مسلمان خواتین کا عظیم الشان جلسہ

زیر صدارت محترمہ لیڈی عبدالقادر صاحبہ

احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا آٹھواں سالانہ جلسہ ۱۷ دسمبر ۱۹۳۳ء بروز اتوار بوقت دس بجے دن مسلم ہائی سکول برانڈرتھ روڈ (متصل اسلامیہ کالج) میں منعقد ہوگا۔ ہماری محترم اور لائق بہنیں مس خدیجہ بیگم ایم اے۔ بیگم شاہنواز۔ مسز خالد لطیف گابا و دیگر معزز بہنیں تقریر فرمائیں گی۔ جلسہ کے ساتھ ہی نمائش بھی ہوگی جس میں مختلف اقسام کی خوبصورت اور گھریلو بنی ہوئی اشیا فروخت کیلئے موجود ہونگی قیمتیں نہایت اچھی ہونگی۔ متعدد کھانے کی گھر کی تیار شدہ چیزوں کی دکانیں بھی ہونگی چونکہ اس نمائش کا مقصد **اشاعت اسلام** کی امداد ہے اسلئے ہر مسلمان بہن کا فرض ہے کہ وہ اس کی معاون ہو کر عند اللہ ماجور ہوں۔ پردہ کا انتظام بخوبی ہوگا جلسہ گاہ پر کوئی ٹکٹ نہیں ہے صرف نمائش گاہ پر ایک آنہ فی کس ٹکٹ ہوگا۔

نوٹ ننھی بچی بھیڑ بھاڑ سے گھبراتے ہیں اور پریشانی کا موجب ہوتے ہیں

الداعیات

لیڈی محمد شفیع۔ لیڈی فضل حسین۔ بیگم شاہدین۔ بیگم لطیفی۔ بیگم میاں بشیر احمد۔ بیگم شیخ اصغر علی۔ بیگم قلندر علی۔ بیگم شیخ رحمت اللہ خانبہادر۔ بیگم سید محمد حسین۔ بیگم مرزا یعقوب بیگ۔ بیگم محمد علی۔ بیگم خواجہ کمال الدین۔ بیگم ڈاکٹر غلام محمد

ماموروں اور مجددوں کی شناخت

حضرت مسیح موعودؑ کے معاملہ میں مسلمان قوم کا افراط و تفریط کا رویہ

(از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب)

جب کوئی قوم بلندی سے پستی کی طرف گر جاتی ہے تو اس کے افراد میں افراط و تفریط کا مادہ بہت ترقی کر جاتا ہے یا یہ کہنا چاہیئے کہ دماغی توازن قائم نہیں رہتا یہی حالت مسلمان قوم کی ہو چکی ہے خدا تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کے لئے اس کی سچی تعلیم کو پیش کرنے کی غرض سے اس تنگ و تاریک زمانہ میں اپنا ایک مجدد و مامور مبعوث کیا جس کی صداقت پر اس کی تعلیم، اس کے اخلاق، اس کے اعمال اس کا اثر سب گواہ ہیں مگر افسوس کہ مسلمان قوم میں بہت کم حرکت و بیداری پیدا ہوئی۔ اگر قوم کا کثیر حصہ اس مجدد و مامور کی تعلیم یا اس کے کام پر معترض ہوتا تو بھی جائے تعجب نہ تھا کہ اسے قبول نہ کیا جاتا۔ لیکن تعلیم اور کام کی عمدگی و خوبی کو مانتے ہوئے پھر مجدد و مامور کا ساتھ نہ دینا بہت ہی دکھ کا مقام ہے مگر یہی حالت ہے جو اس قوم کی ہو چکی ہے جہاں ایک طرف انکار پر اس قدر اصرار ہے کہ تمام کچھ دیکھ کر اور سب کچھ تسلیم کر کے پھر نور و برکت سے دوری ہے۔ وہاں دوسری طرف افراط کا یہ عالم ہے کہ جن لوگوں نے اسے تسلیم کیا ان میں سے کثیر حصہ نے اسے نبی بنا کر ... آقا کے مقام پر کھڑا کر دیا۔ جس شخص کو تمام عمر نہ صرف اپنے آقا کی خدمت بلکہ اس کے خادموں کی خدمت کا فخر رہا تھا۔ اور جس انسان کا مقصد و مدعا ہی اپنے نبی مخدومؐ کی تعلیم کو دنیا میں پیش کرنا تھا اسی کے ماننے والوں میں وہ لوگ بھی ہیں جو یہ کہنے لگ گئے کہ بروز اور ظل اپنی شان میں اصل سے بڑھ کر ہے۔ اور یہ کہ دنیا میں حضرت مرزا صاحب کو پیش کرنا ہی محکم امر ہے یہی وجہ ہوئی کہ ایسے اصحاب کو باوجود ان کی کثرت تعداد و ذرائع کے اسلام اور حضرت رسالتمآبؐ کی خدمت کی کوئی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ حضرت مرزا صاحب کے سامنے بہت بڑی مشکلات تھیں۔ سب سے بڑی دبا اس زمانہ میں دہریت و مادیت کی پھیل رہی ہے۔ آپ نے اس کی روک بھی کرنی تھی۔ مسلمان قوم اگر دہریہ نہیں تو نیچریت و مادیت میں تو غرق ہو چکی ہے اسی لحاظ سے حضرت مسیح موعود کا بڑا زور خدا تعالیٰ کی زندہ ہستی اور اس کے زندہ کلام کو ثابت کرنے اور منوانے پر صرف ہوا۔ اس کا اثر جہاں یہ بھی ہوا کہ مسلمان قوم کا ایک روشن خیال طبقہ خدا تعالیٰ کی زندہ ہستی پر ایمان لا کر خدمت اسلام پر کمربستہ ہو گیا۔ وہاں اس پہلو میں بھی دماغی توازن قائم نہ رکھنے والے اصحاب کو افراط کی طرف ٹھوکر لگی چنانچہ آپ کے وقت میں اور آپ کے بعد بھی بہت سے اصحاب نے مامور ہونے کے دعوے کر دیئے۔ حضرت مسیح موعود نے اگرچہ حقیقۃ الوحی جیسی کتاب لکھکر واضح کر دیا تھا کہ کسی کو سچی خواب آجانے یا سچی الہام ہو جانے کا مطلب یہ نہیں ہوا کرتا کہ وہ شخص مامور بن گیا ہے لیکن قوم کی حالت ایسی ہی تھی کہ اس کے افراد میں تفریط کا یہ عالم تھا کہ ایک طرف صاف و بین نور کو دیکھ کر انکار پر اصرار ہے۔ اور دوسری طرف افراط کا یہ حال کہ چند خوابوں کی بنا پر دعوے مجددیت و ماموریت!

ماموروں کی ضرورت

بعض اصحاب یہ وہم پیش کرتے ہیں کہ آخر جب تم ماموروں اور مجددوں کے آنے کے قائل ہو اور مامور ایک انسان ہی ہوا کرتا ہے۔ تو پھر کسی اور شخص کے دعویٰ ماموریت کو تم اس قدر تعجب کی نگاہ سے کیوں دیکھتے ہو؟ یہ صحیح ہے کہ اسلام میں ہمیشہ سے مجدد و مامور ہوتے رہے ہیں جن کا تعلق خدا تعالیٰ سے ہوا کرتا ہے، انہی لوگوں میں سے اس صدی کے سر پر مفاسد کی عظمت کے باعث مجدد اعظم کھڑا ہوا۔ اور اسی طرح آئندہ کیلئے بھی یہ سلسلہ جاری ہے لیکن کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم ہر وقت ہر کس و ناکس کی طرف تکتے رہیں۔ یا خود اپنے متعلق ہی قیاس کرتے رہیں کہ یا تو کوئی اور مجدد ہوگا یا ہم خود ہی ہونگے بھلا یہ کونسی سنت اللہ ہے اور کہاں اس کی تلقین کتاب و سنت میں کی گئی؟ یہ وہم بھی بہت ناقص ہے کہ جب کبھی اور جس جگہ بھی کوئی نقص پیدا ہو جائے تب ہی مجدد و مامور کی ضرورت پیدا ہوگئی۔ اگر یہی صحیح ہے تو بتاؤ کہ خود نبیوں اور رسولوں کے موجود ہوتے ہوئے ان کے پیرؤں میں جو نقص ہوا کرتے ہیں ان کی اصلاح کی کیا صورت ہوتی ہے مثلاً حضرت موسیٰؑ کے وقت میں ہی بنی اسرائیل کا بت پرستی جیسی ام الخبائث میں مبتلا ہو جانا اور حضرت ہارونؑ جیسے نبی کے سامنے ہی اس حرکت کو کرنا کیا اس بات کی دلیل تھی کہ اب کوئی اور نبی اور رسول آنا چاہیئے؟ اسی طرح حضرت عیسےؑ کے حواریوں کی بداعتقادی اور کمزوری تو مشہور و مسلم ہے۔ جس کی شکایت حضرت عیسےؑ خود اپنی زندگی میں ہی کرتے ہیں۔ کیا اس وقت کسی اور رسول کی ضرورت پیدا ہوگئی تھی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی منافق موجود تھے۔ اور انتہائی مصائب مثلاً جنگ احد میں بعض مسلمانوں کے حوصلے پست ہو جانے کا ذکر خود قرآن میں موجود ہے۔ آنحضرتؐ کی وفات پر تو قبائل کے قبائل مرتد و بے ایمان ہو چکے تھے۔ مگر اس وقت بھی جس شخص نے دوبارہ اسلام کو سنبھالا نہ خود اس نے اور نہ کسی دوسرے نے آج تک یہ کہا کہ وہ مامور و مجدد ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مخالف سلطنتوں کے تختے ایسی سرعت سے الٹا دیئے کہ دنیا اس جیسی نسخ پیش کرنے سے عاجز ہے۔ مگر باوجود اس کے وہ مامور و مجدد نہ تھے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں ہزاروں فتن و مصائب اسلام کو پیش آئیں مگر پھر بھی ان سے لازماً مجدد و مامور کی ضرورت مستنبط نہ ہوئی۔ اسی طرح خود حضرت مسیح موعود کے بعد تکفیر اہل قبلہ اور اجرائے نبوت کا جو شور اٹھا تھا۔ تو اس مرض کی روک تھام جس شخص نے کی اسے مامور و مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں حالانکہ حضرت مسیح موعود کے بعد سب سے عظیم فساد یہی امور تھے۔ حضرت خواجہ صاحب مرحوم نے مغرب میں اشاعت اسلام کا جھنڈا نصب کرنے کی طرح سب سے اول ڈالی۔ کیا اس سے ان کی مجددیت و ماموریت کا جواز نکالا جا سکتا ہے؟

اس امت میں مامور کے آنے کو صدی کے سر کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے۔ اسی لئے اگرچہ صحابہ کرام میں سے اجل صحابہ الہام سے فیض یافتہ تھے لیکن انہوں نے اپنے اس کمال پر زور نہیں دیا۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ جن کی نسبت زبان نبویؐ سے یہ کلمات جاری ہوئے "کان من قبلکم رجال یکلمون من غیر ان یکون انبیاء فان یکن احداً من امتی فعمر"۔ پہلی امتوں میں غیر نبی خدا سے ہمکلام ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت میں سے کوئی ہے تو وہ عمر ہے۔ باوجود اس فضیلت کے امت میں حضرت عمرؓ کے الہام نہ کبھی شائع و رائج ہوئے نہ ان کی نسبت کوئی جانتا ہے۔ یہ صرف اسی وجہ سے تا نبوت و رسالت کا کام مشتبہ نہ ہو جائے۔ بعینہ حضرت مسیح موعود کے بعد ان کے زمانہ میں یعنے اس صدی کے اندر جس کے وہ مامور ہیں کسی دوسرے کا ماموریت کے مقام پر کھڑا کیا جانا خلاف سنت اللہ ہے۔ بلکہ کسی سچے ملہم و محدث کو بھی اپنے الہاموں کو شائع کرنا غیر مناسب ہے۔

مامور وقت کے اوصاف

غرضیکہ اصلاح تو ہر وقت جاری ہے۔ اور جاری رہے گی۔ اور کمزوری و نقص بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ لیکن ہر وقت مامور و مجدد کی موجودگی لازم نہیں۔ مامور وقت کی سب سے بڑی نشانی یہ ہوتی ہے کہ اس کے ذمہ کوئی خاص کام کیا جاتا ہے جس کی تکمیل اس کے سپرد ہوتی ہے۔ پھر یہ کہ اس خاص کام سے اس شخص کو ایک جبلی مناسبت ہوا کرتی ہے۔ مگر باوجود اس جبلی مناسبت کے وہ شخص امامت و پیشوائی کا دعوےٰ نہیں کرتا۔ جب تک اسے صاف الفاظ میں خدا کی طرف سے حکم نہیں آتا۔ وہ شخص بچپن سے ہی اپنے زہد و تقویٰ کے باعث مشہور و معروف ہوتا ہے بعثت کے بعد اس کی علامات یہ ہوتی ہیں کہ جس کام کو لیکر وہ کسی مقام پر ایک دفعہ کھڑا ہو جاتا ہے اس سے ایک انچ کبھی نہیں ہٹتا۔ یہانتک کہ اگر تمام دنیا اسے چھوڑ دے یا اس کی جان بھی چلی جائے تو بھی اس کا عزم و یقین محکم ہوا کرتا ہے۔ اور اس کے ایمان میں ایک منٹ کیلئے تنزل نہیں آتا۔ وہ اپنے اردگرد نیکی کا اثر ڈالتا ہے۔ علم و حکمت اس کے بیان سے ٹپکتی ہے۔ اس کو کسی دوسرے کے اعمال سے تعرض نہیں ہوا کرتا۔ ہاں اگر کوئی شخص یا جماعت محض ازراہ عداوت اس کے کام میں سدراہ ہوں تو وہ ان کو ان کے حبط عمل سے ضرور ڈرایا کرتا ہے۔ لیکن جو شخص خاموش ہوں۔ ان کی تباہی و بربادی کا وہ ہرگز خواہاں نہیں ہوا کرتا۔ پھر مامور وقت کا تمام زور اپنے تعمیری کام پر ہوا کرتا ہے نہ کسی کی تخریب پر۔ وہ صرف ان لوگوں کو انذار کرتا ہے جو اس کے کام میں رخنہ ڈالتے ہیں۔

شیخ غلام محمد کے دعویٰ ماموریت کی حقیقت

اب آؤ انہی اصولوں کے ماتحت دیکھیں کہ شیخ غلام کے دعوے مامور ہونے کے کہاں تک پورے اترتے ہیں۔ اولاً یہ دیکھنا ہے کہ اس شخص کی زندگی قبل از دعوے کیسی رہی ہے۔ سب جانتے ہیں کہ ۔۔۔ سے پہلے نہ تو اس کا کوئی خاص زہد و تقوے کا چرچا تھا نہ ہی کسی کو یہ پتہ تھا کہ اسے سچی خوابیں آتی اور صادق کشوف و رویا ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق مشہور ہے کہ دعوے سے بہت قبل آپ کو الہام ہوتے سچی خوابیں آیا کرتیں آپ کے زہد و تقویٰ کا چرچا دور دور تک تھا۔ آپ کی سیالکوٹ کی زندگی سے جو لوگ واقف ہیں وہ پورے طور سے اس کے گواہ ہیں۔ آپ نے ۱۸۸۲ء میں دعویٰ مجددیت کیا۔ حالانکہ آپکو رویا و کشوف اور سچی خوابیں پندرہ بیس سال سے آتی تھیں چنانچہ

(باقی بر صفحہ ۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۵

پیغام صلح

جلد ۲۱	یوم پنجشنبہ ۱۸ر شعبان ۱۳۵۲ھ	نمبر ۱۰۷

زنانہ جلسہ اور نمائش دستکاری

جیسا کہ اعلان ہو چکا ہے زنانہ جلسہ اور نمائش دستکاری جلسہ سالانہ سے تقریبًا ایک ہفتہ قبل یعنے ۱۷ر دسمبر کو منعقد ہوگی خواتین کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ یکم دسمبر کی اشاعت میں جناب بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ (آنریری سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام لاہور) کی دو ضروری چٹھیاں شائع ہو چکی ہیں۔ ایک میں خواتین سلسلہ کو اس اجتماع میں شمولیت کی دعوت دیتے ہوئے ان سے درخواست کی گئی ہے کہ اپنی دستکاری ۱۰ر دسمبر تک بھیجدیں۔ تاکہ نمائش میں رکھنے کے لئے تمام اشیا کو مناسب طریق پر ترتیب دے لیا جائے۔ دوسری چٹھی میں جماعتوں کے سکرٹری صاحبان کو تکلیف دی گئی ہے کہ مندرجہ بالا اطلاع تمام احمدی خواتین تک پہنچا دی جائے زنانہ جلسہ اور نمائش دستکاری کی اہمیت بالکل واضح ہے۔ گزشتہ اشاعتوں میں انہی کے متعلق مفصل لکھا جا چکا ہے۔ وقت بہت ہی تھوڑا رہ گیا ہے اس لئے چیزوں کی ترسیل میں ہر ممکن عجلت سے کام لینا چاہیئے۔ نمائش کے بعد جو اشیا موصول ہوتی ہیں ان کا فروخت ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ نیز ان اجتماعات کو کامیاب و پررونق بنانا بھی ہر احمدی خاتون کا فرض ہے انہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ خود بھی اس اجتماع میں شامل ہوں اور اپنی رشتہ دار اور واقف خواتین کو بھی ہمراہ لائیں۔ لاہور کی بہنوں کو خاص طور پر سعی کرنی چاہیئے اگر کوئی بہن پسند کریں تو اپنی واقف اور رشتہ دار غیر از جماعت خواتین کے پتے سکرٹری صاحبہ کو جلد بھیجدیں ان کی خدمت میں براہ راست دعوت نامے بھیجدیئے جائیں گے۔

شادی خانہ آبادی

اس ہفتہ کی ایک نہایت ہی مبارک اور مسرت انگیز تقریب سلسلہ کے محترم و مخیر بزرگ جناب شیخ مولا بخش صاحب لائل پوری کے صاحبزادے میاں شریف احمد صاحب کی شادی ہے جو ۶ر دسمبر کو شیخ صاحب موصوف کے بھائی شیخ میاں محمد صاحب کی صاحبزادی سے عمل میں آئی اس مبارک تقریب میں شرکت کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ معہ بیگم صاحبہ۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لاہور سے اور جناب خاں بہادر میاں غلام رسول صاحب جھنگ سے تشریف لے گئے تھے۔ ان کے علاوہ دیگر متعدد معزز مہمان مختلف مقامات سے آئے ہوئے تھے۔ جن کی تواضع شیخ صاحبان نے نہایت سلیقہ و اہتمام اور دریا دلی سے کی۔

۶ر دسمبر کو بعد نماز مغرب مقامی اور بیرونجات کے بے شمار معززین کی موجودگی میں رسم عقد ادا ہوئی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔ جو بیحد موثر اور بصیرت افروز تھا غیر از جماعت اصحاب بھی اس سے بہت متاثر ہوئے۔ خطبہ کے بعد متعدد شعراء نے سہرے پڑھے۔ جن میں سے ہمارے دوست خواجہ غلام نبی صاحب مہجور کا سہرا بہت پسند کیا گیا۔ اور حاضرین محفل نے خوب داد دی۔

اس سہرے میں وہ سب کچھ ہے جو کہ سہروں میں ہوا کرتا ہے یا ہونا چاہیئے مہجور صاحب نے اپنے شاعرانہ فرائض "حتے الامکان" کامیابی سے ادا کئے ہیں۔ مبارکباد بھی دی ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دولہا دلہن اور ان کے خاندان کے لئے دعا بھی کی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ انہوں نے ایک قومی شاعر کی حیثیت سے شیخ صاحب کو مخاطب کرکے جو کچھ کہا ہے وہ بھی قابل تعریف ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ شیخ صاحب ضرور اس کی داد دیں گے۔ مہجور کا "حسن طلب" اور شیخ صاحب کی "داد" قوم کے لئے اس مبارک تقریب کی طرح ہے باعث مسرت و برکت ہوگی۔ خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے دولہا کو انگریزی ترجمۃ القرآن (ڈیلکس ایڈیشن) کی ایک جلد بطور تحفہ دی اور یہ مبارک تقریب کامیابی اور خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔ ہم تمام قوم کی طرف سے شیخ صاحبان کی خدمت میں نہایت مسرت و خلوص سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو فریقین اور ان کے خاندان کے لئے باعث برکت بنائے۔ جناب شیخ مولا بخش صاحب نے اس شادی کی خوشی میں انجمن کو پانچ سو روپے کی رقم عطا فرمائی ہے۔ جزاک اللہ۔

ناول اور سینما کی برکت

ایسوسی ایٹڈ پریس کا تار ہے :-

"بنگلور ۱۳ر نومبر۔ جنوبی کنارے کے ایک برہمن نے جو کہ میسور ہائیکورٹ کے جسٹس مسٹر رام چندر راؤ کے ہاں ملازم تھا ۲۲ر ستمبر کی رات کو اپنے مالک کے مکان میں چوری کی۔ گرفتار ہونے پر اس نے بیان کیا کہ سراغ رسانی کے ناول پڑھنے اور سینما دیکھنے کا مجھ پر یہ اثر ہوا ہے"

ناول خوانی اور سینما بینی کے یہ نتائج کچھ نئے اور انوکھے نہیں خدا جانے کتنی بار ان کا تجربہ ہو چکا ہے۔ سینما سے جرائم کی تخلیق روزمرہ کا مشاہدہ ہے اور سراغرسانی کے افسانوں سے بھی تعلیم محض تفتیش جرایم ہی کی نہیں ملتی۔ ساتھ ہی ساتھ جرایم کے نئے نئے طریقے بھی معلوم ہوتے جاتے ہیں۔ عام آدمی کا جہاں تک وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ وہ طریقے بدمعاشی اور اوباشی۔ قتل و ہلاکت۔ چوری اور ڈاکہ کے انہیں آلات تمدن سے گھر گھر پھیل رہے ہیں۔

جلسہ نمبر
ضروری اطلاع

"جلسہ نمبر" سے قبل شائع ہونیوالا یہ آخری پرچہ ہے اس کے بعد انشاء اللہ ۱۵ر دسمبر کو جلسہ نمبر ہی شائع ہوگا ناظرین کرام مندرجۂ ذیل باتوں کو نوٹ فرمالیں :-

(۱) ۱۱ر نومبر کی اشاعت ناغہ کیجائیگی۔ احباب اس کا انتظار نہ فرمائیں۔

(۲) جلسہ نمبر کی ضخامت کم از کم بیس (۲۰) صفحات ہوگی

قیمت فی پرچہ ۲/ ایک روپیہ میں دس کاپیاں

فرمائشیں بہت جلد بھیجدی جائیں ضرورت کے مطابق ہی چھپوایا جائے گا۔ قیمت فرمائش کے ہمراہ بھیجدی جائے تو بہتر ہے۔

(۳) جن اہل قلم دوستوں کی خدمت میں مضامین اور پیغامات کیلئے درخواست کی گئی ہے وہ مزید تاخیر کے بغیر اپنی تحریریں عنایت فرمادیں۔ وقت بہت تھوڑا باقی رہ گیا ہے۔ بعض دوستوں کو غیر از جماعت اکابر سے پیغامات حاصل کرنے کے لئے بھی لکھا گیا ہے وہ بھی اس کام کو اپنی پہلی فرصت میں انجام دیکر ممنون فرمائیں۔

اہل کتاب کی کتاب

ڈاکٹر ایلنگٹن کوئی ملحد و لا مذہب نہیں ایک پختہ عیسائی اور ڈرہم (انگلستان) میں پادری کے سرکاری عہدہ پر ممتاز ہیں ان کے متعلق یہ خبر شائع ہوئی ہے (ڈیلی ایکسپرس لندن ۱۴ر اکتوبر ۱۹۳۳ء) کہ وہ بائیبل (مجموعۂ توریت و انجیل) کے بعض اجزاء کو موجودہ معیار مسیحیت کے خلاف پاکر بائیبل میں ترمیم کر دینا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ڈرہم کے گرجا میں نماز و تلاوت سے انہوں نے بعض اجزاء کو حذف بھی کر دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے خیال کی صحت و عدم صحت سے یہاں بحث نہیں بائیبل کے فلاں فلاں اجزا مسیحیت کے موافق ہیں یا مخالف، یہ مسیحیوں کے اندر کا ایک مسئلہ ہے باہر والوں کو اس میں گفتگو کا موقع نہیں۔ یہاں کہنا صرف یہ ہے کہ دینی و آسمانی کتاب میں خفیہ کتر بیونت کا طریقہ تو ان اہل کتاب نے صدیوں سے جاری کر رکھا ہے اب اس بیسویں صدی میں اتنی جرأت بڑھ گئی ہے کہ ترمیم و تنسیخ کے دعوے کھلے خزانے کئے جانے لگے ہیں۔ الہامی کتاب میں انسان اپنی اپنی عقل و فہم کے مطابق ترمیم و تنسیخ کر ڈالیں جو فقرے

"حقائق سے کھلی ہوئی دشمنی"

(از جناب انصاف چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب آنریری جنرل سکرٹری)

مندرجہ بالا عنوان سے لاہور کے نوزائیدہ روزنامہ "آزاد" نے اپنی یکم دسمبر ۱۹۳۳ء کی اشاعت میں مقالہ افتتاحیہ لکھا ہے جس میں ہندو اخبارات خصوصاً "پرتاب" کو مخاطب کیا ہے۔ لیکن اسی اشاعت کے اسی صفحہ کے "نظرات" کے ماتحت جب اسے جماعت احمدیہ کے خلاف لکھنا پڑا تو خود "حقائق سے کھلی ہوئی دشمنی" کا مصداق ہو گیا۔ یہ سچ ہے کہ ہم نے "مرزائی" نام کبھی پسند نہیں کیا۔ اور بار بار اس بارہ میں اعلان بھی کیا۔ لیکن باوجود اس کے نہ صرف مخالف مولوی خواہ وہ کسی فرقے کے ہوں بلکہ "آزاد" جیسے اخبار بھی جو تعلیم یافتہ پارٹی کا آرگن کہلانے کا مدعی ہے، ہماری نسبت یہی لفظ استعمال کرتا رہتا ہے۔ "زمیندار" اور "سیاست" کا تو شکوہ ہی بیجا ہے کیونکہ ان کا وجود ہی ہماری مخالفت پر قائم ہے۔ اسی پر بس ہوتی تو خیر تھی۔ لیکن ان لوگوں نے حضرت مسیح موعود کی نسبت وہ وہ لفظ استعمال کئے جن سے بدتر بازاری لوگ بھی استعمال نہیں کرتے۔ ایک عامل قرآن جماعت کے لئے بجز اس کے کیا چارہ تھا کہ قرآن کے حکم لا یحب اللہ الجھر بالسوء الا من ظلم پر عمل کرنے پر مجبور ہو جائے۔ اتنے سال ان کو سمجھانے کے باوجود جب کوئی اثر نہیں تو پھر بدی کا مقابلہ بموجب فرمان جزاء سیئۃ سیئۃ کیا جائے۔ اور مخالفین سلسلہ کو انہی کے قول پر دیا جائے جو لوگ ہمیں مرزائی یا دوسرے بُرے ناموں سے یاد نہیں کرتے اور حضرت مسیح موعود کا نام عزت سے لیتے ہیں ہم نے کبھی ایسے لوگوں کو خواہ وہ کسی فرقہ اسلام یا مذہب سے تعلق رکھتے ہوں ایسے ناموں سے یاد نہیں کیا جس میں حقارت پائی جائے۔ آج اگر ہمارے مخالفین تہذیب سے بات کرنی شروع کر دیں تو سارا جھگڑا دور ہو سکتا ہے۔ وہابی اور چکڑالوی صاحبان مہدویت سے دوسروں کو حقارت سے یاد کرنے میں مشاق ہیں۔ احمدیوں کو مرزائی کہکر اور حنفیوں کو بدعتی اور مشرک کہکر بڑے خوش ہوتے ہیں۔

"پیغام صلح" کے قبول احمدیت نمبر کے متعلق لکھتے ہوئے "آزاد" کے نظرات نگار نے اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے مخالفین کے نقش قدم پر پاؤں مارا ہے۔ "کسی کو مذہبی تبلیغ کی"، "کسی کو بدانتہائی کی تعلیم"، "کسی کو سیمابی طبع"۔ کسی کو قتل کی تعلیم اور بچپن کے طعنے دیئے ہیں۔ لیکن وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ کے جن کا اسوہ حسنہ ہمارے لئے قابل تقلید ہے مخالف کون لوگ تھے؟ آپ لوگوں جیسے مدعی علمیت اور فضیلت والے لوگ مثل ابوجہل وغیرہ۔ بہت کم علما اور امراء کو اسلام کی خدمت نصیب ہوئی۔ لیکن وہی غریب کہ جن کا ذکر ہوا۔ غلام۔ لونڈی۔ جن پر قریش کے مولوی اور عالم تمسخر اڑاتے تھے۔ دین و دنیا کے بادشاہ بن گئے اور اسلام کی وہ خدمات انہوں نے کیں کہ آج تک زمانہ انگشت بدنداں ہے۔ اب ذرا جماعت احمدیہ کے سابقین کی جن پر آپ لوگوں نے زبان طعن دراز کی ہے قربانیوں پر نظر کریں تو شاید منہ بند ہو جائے گا۔ ہم کروڑ مسلمانان عالم میں سے یہی ایک مختصر سی جماعت ہے جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پاک کے نام کو دنیا کے غیر معروف علاقوں تک پہنچایا اور دنیا کا کوئی ملک نہیں چھوڑا۔ جہاں تک اسلام کا نام نہ پہنچایا۔ اعتراض کر دینا آسان ہے۔ لیکن عملی کام کر کے دکھانا بہت مشکل ہے۔ آپ لوگ دنیا کے کسی ملک یا علاقہ کا نام نہیں لے سکتے جہاں اسلام کی روشنی ان لوگوں نے نہ پہنچائی ہو۔ اور جو ممالک اس سے پہلے باوجود چالیس کروڑ مسلمانوں کی موجودگی کے اسلام کے نام سے ناواقف تھے وہ اب اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ آپ ذرا اپنے علماء اور امراء کی حالت پر نظر کریں۔ وہ اسلام کا کیا کام کر رہے ہیں اسی لاہور میں ایک متکبر مسلمان نے بھرے مجمع میں دعوےٰ کیا تھا کہ وہ بارہ لاکھ روپیہ جمع کر کے قرآن کا انگریزی ترجمہ کر کے جماعت احمدیہ کے ترجمۃ القرآن کو دنیا سے نابود کر دے گا۔ کیا اسے خدا نے بارہ سو روپیہ بھی اس کام کے لئے جمع کرنے کی توفیق دی افسوس کہ آپ لوگ آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے ہیں اور عقل رکھتے ہوئے بے عقل ہیں۔

حدیث مجدد پر لکھتے ہوئے اپنی علمیت کی قلعی یوں کھولی ہے کہ "اول تو مجدد کے لئے دعوےٰ لازمی شے نہیں"۔ تو معلوم ہوا کہ آپ کے خیال میں حضرت مجدد الف ثانی رح اور حضرت شاہ ولی اللہ رح جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی طرح صاف الفاظ میں مجددیت کا دعویٰ کیا غلطی پر تھے۔ حیرت ہے کہ اگر امت محمدیہ کے سابق اولیاء مجددیت کے دعاوی کریں تو وہ قابل الزام نہیں لیکن اگر اسی حدیث کی بنا پر حضرت مسیح موعود یہ دعوےٰ کریں تو وہ قابل الزام ٹھیرتے ہیں۔ اگر صدیوں کے سر اور پاؤں اس طرح دیکھنے ہیں جس طرح آپ لوگ دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر سابقہ مسلّمہ مجددین کو بھی اپنے دعاوی میں معاذ اللہ جھوٹا ماننا پڑیگا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے قریباً ۱۱۵۴ھ میں دعویٰ مجددیت کیا۔ حالانکہ پیدائش آپ کی ۱۱۱۴ھ کی اور وفات ۱۱۷۶ھ۔ اسی طرح حضرت سید احمد صاحب بریلوی ۱۲۰۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴۶ھ شہید ہو گئے۔ ۱۲۱۲ھ میں آپ کے ذمہ اصلاح کا کام سپرد ہوا۔ گویا صدیوں کے وسط میں یہ دونوں بزرگ اس منصب پر مامور ہوئے۔ حضرت مسیح موعود کی پیدائش قریباً ۱۲۵۴ھ یا ۱۲۵۵ھ کی ہے۔ اور ۱۳۲۶ھ سال وفات ہے۔ وفات سے پورا ایک سال پہلے یعنی ۱۳۲۵ھ میں آپ نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی شائع کی جس کے صفحہ ۱۹۴ پر حدیث مجدد کے ماتحت یہ لفظ لکھے "اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں جس کے دعوے پر پچیس ۲۵ برس گزر گئے اور اب تک زندہ موجود ہوں"۔ گویا مطلب اس کا اندھے معترضین کے لغو اعتراضات کا ازالہ تھا۔ کہ صدی شروع ہونے سے پہلے وجود موجود تھا۔ تاکہ مادر پدر آزاد لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ صدی شروع ہونے کے بعد جھوٹی حدیث کی بنا پر جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ گو الہام الٰہی کی بنا پر دعویٰ مجددیت گزشتہ صدی کے آخر پر تھا لیکن کام تجدید کا اسی صدی کے ابتدا میں کرنا شروع کیا۔

ایڈیٹر پیغام صلح پر جو چوٹ اس معزز نے کی ہے اس کا جواب حدیث کے الفاظ میں مختصراً یہ ہے الاسلام یھدم ماقبلہ اور التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ اگر ان کے خلاف اس کے پاس کوئی فتوےٰ ہے تو پیش کرے۔ آپ لوگوں کی ذہنیت ہی ایسی گر گئی ہے۔ کہ ایک غیر مسلم کے لئے اسلام کی صحیح تعلیم کا سمجھنا نہایت آسان ہے بہ نسبت آپ جیسے متکبر مسلمانوں کے جنہوں نے دوسروں کی نکتہ چینی کرنے اور ان کی ہتک کرنے کا نام اسلام سمجھ رکھا ہے۔ ہم کو بھی آپ لوگوں میں سے ہر ایک کا کچا چٹھا معلوم ہے اور ہم بھی ہاتھوں میں قلم رکھتے ہیں۔ لیکن محض اس خیال سے آپ لوگوں کی خباثت کا اظہار نہیں کرتے کہ مسلمان قوم غیروں کے سامنے بدنام ہوگی اگر آپ کے شوق طعنہ زنی و بہتان طرازی کی تسکین اس کے بغیر مشکل ہے تو ہمیں اس خدمت سے بھی دریغ نہ ہوگا۔

(بقیہ صفحہ ۲)

ایسے کئی الہام جو ۱۸۶۸ء یا پہلے کے ہیں آپ نے براہین احمدیہ میں بھی درج کئے ہیں۔ ایسا ہی سب کو معلوم ہے کہ آپ کے سپرد جو کام ہونا تھا یعنے اشاعت اسلام بذریعہ دلائل و براہین اس سے خاص شغف اور دلچسپی آپ کو تھی۔ گویا اس سے معلوم ہوا۔ کہ اصل کام اور اس کے تائیدی ذرائع یعنے مبشرات و منذرات دعوے سے قبل ہی مامور کی فطرت سے مناسبت رکھتے ہیں اب دیکھو کہ کیا کام ہے جس کے لئے شیخ غلام محمد کھڑا کیا گیا ہے اور کہاں تک اس کی فطرت کو اس سے مناسبت ہے۔ جس کا اظہار دعوے سے قبل بھی ہوتا رہا اور کہاں ہیں وہ تائیدی ذرائع یعنے منذر و مبشر خبروں کا علم غیب بذریعہ خواب یا الہام جو اس شخص کو دعوے سے قبل دئیے گئے ۱۹۳۰ء سے قبل احمدیہ بلڈنگس کا یا اس کے گھرانے کا کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کی طبیعت میں ان کاموں سے طبعی مناسبت دیکھی گئی ہو۔ کیا طبیعت ایکدن میں پلٹ جاتی ہے؟ پھر نہیں تو آج تک یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اس شخص کا اصل کام کیا ہے۔ آیا حضرت مسیح موعود کی متابعت میں اشاعت اسلام کا کام کرنا اور روحانی و اخلاقی فتوحات کو لانا یا جسمانی رنگ میں اسلام کی فتح اور نہ ہی ان دونوں کاموں میں سے کسی ایک کے ساتھ اس شخص کا خاص ذوق و شوق دعوے سے قبل تھا۔ بلکہ میاں محمود احمد صاحب قادیانی کے غالیانہ عقائد کو اور غیر احمدیوں کی غلط تعلیم کو جو آمد مہدی و مسیح کے متعلق ہے غلط سمجھتے ہوئے بھی اس کی اصلاح کی طرف کوئی توجہ نہیں۔

(باقی آئندہ)

مرزا غلام احمد کی جے

سرزمین فجی میں قتل دجال کا شاندار منظر

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری فجی)

(۱)

جزائر فجی میں عیسائیت کی تبلیغ

جزائر فجی میں حکومت برطانیہ کا پرچم لہرا رہا ہے اور یہ جزائر یہاں کے راجہ تھرکا مبو نے ۱۸۷۴ء میں مالی مشکلات کی وجہ سے انگریزوں کے ہاتھ فروخت کر دیئے تھے۔ اور یوں یہاں کے اصلی باشندے (جنھیں کائی بیتی کہا جاتا ہے) اور شاہی خاندان انگریزوں کے حق میں دست بردار ہو گئے۔ پادریوں نے اپنی مسلسل مساعی و قربانیوں سے کائی بیتیوں کو حلقہ بگوش عیسائیت کر لیا اور آج یہ سب کی سب قوم عیسائی ہے

عیسائی پادری کا شوق مناظرہ

فجی میں عیسائیت کو ایک خاص کامیابی ہوئی۔ ہندوؤں کا بھی ایک خاصہ طبقہ عیسائیت کا شکار ہوا۔ مسلمانوں کے بھی چند مذہب سے بےخبر نوجوان عیسائیت کے بھینٹ چڑھے اور یوں عیسائی کارکنوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔

فجی میں عیسائیوں کی طرف سے دیگر مذاہب سے مناظرہ کرنے کے لئے پادری سموئیل شرن صاحب مقرر ہیں آپ قوم کے بنیے ہیں۔ عرصہ بیس سال سے عیسائی۔ عیسائیوں کے پادری مناظر وغیرہ ہیں۔ آپ کو مناظرہ کرنے کا بہت شوق ہے۔ آریہ سماج سے بھی مناظرے کر چکے ہیں اور جب ہمارے بھائی ماسٹر محمد عبداللہ صاحب ہندوستان سے یہاں تشریف لائے تھے تو پادری صاحب موصوف نے ہمارے ماسٹر صاحب کو بھی مناظرہ کا چیلنج دے مارا تھا۔ اور اخبارات کے ذریعہ بھی بہت کچھ غوغا کیا تھا۔ لیکن جناب ماسٹر صاحب نے پادری صاحب کو اطلاع کی کہ ذرا صبر سے کام لیں آپ کے لیئے بہت جلد ہندوستان سے کوئی مناظر منگوایا جائے گا۔ پھر دل کھول کر مناظرے کر لینا۔

عیسائی مناظر کی خاموشی

جب ہم فجی پہنچے۔ صداقت اسلام و دیگر مضامین پر جگہ جگہ ہمارے لیکچر ہوئے۔ ہم نے کھلے بندوں سٹیج پر دیگر مذاہب والوں کو للکارا کہ سامنے آؤ اور اسلام پر اپنے اعتراضات پیش کرو۔ لیکن کسی کو میدان میں اترنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ پادری سموئیل شرن صاحب نے بھی ایسی چپ سادھ لی کہ گویا آپ فجی میں ہیں ہی نہیں۔ یا تو وہ غوغا تھا اور یا یہ غش۔ آخر ایک دن اخویم ماسٹر صاحب نے پادری صاحب سے ملاقات کر کے فرما ہی دیا۔ کہ پادری صاحب کیا بات ہے ہندوستان سے مناظر آ چکا ہے۔ آپ مناظرہ کے لیئے کیوں نہیں نکلتے۔ پادری صاحب تھے کہ آئیں بائیں شائیں کر کے رہ گئے۔

آریہ مناظر کا اعتراف

۲۰ر جولائی ۱۹۳۴ء منصوری بکچر میلس میں عید میلاد النبیؐ کا جلسہ منعقد ہوا۔ پادری سموئیل شرن صاحب اور آریوں کے مناظر ٹھاکر کندن سنگھ صاحب کو بھی دعوت دی تھی۔ آریوں کے مناظر نے تو اپنے لیکچر میں نہایت صاف اور کھلے الفاظ میں اقرار کر لیا کہ حضرت محمدؐ رشی اور خدا کے رسولؐ تھے۔ لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لیئے تشریف لائے تھے۔ اور حضورؐ ایک مہان پرش تھے۔

پادری صاحب کی فضول حرکت

لیکن پادری صاحب اپنی عادت سے مجبور تھے۔ اصل مضمون پر قائم نہ رہ سکے۔ قرآن شریف سے حضرت عیسےٰؑ کا عالم الغیب و خالق ہونا وغیرہ ثابت کرنے لگے۔ آخر پر میرا لیکچر تھا۔ میں نے قرآن شریف و بائیبل . . . . سے اصل حقیقت کو بےنقاب کیا اور پھر حضرت نبی کریم صلعم کے حالات بیان کئے جلسہ کو ختم ہونے پر جلسہ کے پریزیڈنٹ مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ یہ جلسہ عید میلاد النبیؐ کا ہے۔ اس میں صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر لیکچر تھے۔ نہ کہ حضرت عیسےٰؑ کے حالات پر۔ پادری صاحب نے اصل مضمون سے الگ ہو کر خواہ مخواہ چھیڑ کی اس پر اگر ہمارے لیکچرار نے بھی آپ کے اعتراضات کو توڑا تو وہ مجبور تھے۔ ہاں پادری صاحب اگر مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو یہی میدان حاضر ہے مگر پادری صاحب نے ہاں۔ نہ۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اس جلسہ میں اخویم مکرم ماسٹر محمد عبداللہ صاحب کا بھی ایک دلچسپ لیکچر ہوا۔ جلسہ میں ہندو سکھ۔ عیسائی۔ مسلمان۔ غرض ہر طبقہ کے لوگ بکثرت شریک ہوئے۔

"لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا"

پادری سموئیل شرن صاحب مناظرہ سے بچتے پھر رہے تھے لیکن آخر کب تک۔ کہتے ہیں جب سانپ کی موت آتی ہے تو رستہ پر آ بیٹھتا ہے۔ ایک دن مولوی عبدالکریم صاحب کلاتھ مرچنٹ کی دکان پر پادری صاحب تشریف لائے۔ مولوی صاحب نے مزاج پرسی کے بعد فرمایا کہئے پادری صاحب کوئی تازہ خبر! پادری صاحب نے چھوٹتے ہی جواب دیا "خداوند یسوع کہتے ہیں کہ اے بوجھ سے دبے ہوئے لوگو! میرے پاس آؤ کہ میں تمہیں آرام دوں" یہی تازہ خبر یہی ہے کہ خداوند یسوع آپ کو بلا رہے ہیں۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ جناب یسوع تو صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے واسطے ہیں رحمۃ للعلمین تو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وہ آپ کو اپنے سایۂ رحمت میں بلا رہے ہیں۔ آیئے اور نجات حاصل کیجئے پادری صاحب نے کہا کہ حضرت محمدؐ تو خود گنہگار تھے (نعوذ باللہ) وہ دوسروں کو کیا نجات دلائیں گے۔ اور پھر پادری صاحب نے لکھ دیا کہ میں قرآن شریف سے حضرت محمدؐ کو گنہگار ثابت کرونگا۔ بےگناہ صرف جناب مسیح ہیں۔ پادری صاحب کا یہ لکھ دینا تھا کہ در و دیوار پکار اٹھے "بس آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا"

مولوی عبدالکریم صاحب نے لکھ دیا کہ ہماری طرف سے قرآن شریف سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاک اور بےعیب ثابت کیا جائے گا۔ اور بائیبل شریف سے جناب یسوع کو گنہگار۔

۲۰ر ستمبر کو دیگر شرائط بھی طے ہو گئیں۔ تاریخ مناظرہ ۸ر اکتوبر مقرر ہوئی۔ پادریوں نے مشن سکول بودی مناظرہ کیلئے دینا منظور کیا۔ اور اخبار میں اعلان ہو گیا۔

مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے خاکسار راقم الحروف نے مناظرہ کے لئے کھڑا ہونا منظور کر لیا۔

احمدی مبلغ کے متعلق عیسائیوں کی پریشانی

جب عام عیسائیوں اور پادریوں کو اس کی اطلاع ملی کہ مناظرہ ایک احمدی مبلغ سے ہے تو ایوان عیسائیت میں ایک زلزلہ سا آ گیا۔ پادری سموئیل شرن صاحب بھی اپنے کیئے پر پشیمان ہونے لگے۔ ہم نے اپنے احباب کو بار بار توجہ دلائی کہ دیکھو ہم کس قدر خوش ہیں اور پادری صاحب کس قدر کملا گئے ہیں . . . . یورپین پادریوں کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں قرار پایا کہ مناظرہ کو بند کرنے کی کوشش کی جائے ورنہ عیسائیت کا سارا رعب اور آج تک کا وقار جاتا رہیگا۔

عیسائیوں کی عہد شکنی

اور پھر قرار پایا کہ مشن سکول بودی میں مناظرہ کی منظوری واپس لی جاتی ہے۔ غرض دیسی ہوں کہ سفید منہ والے سب کے سب عیسائی لرزہ براندام ہو رہے تھے۔ آخر مقامی عیسائیوں کے سب سے بڑے لیڈر مسٹر دیوکی صاحب نے جناب خان ساہو خان صاحب رئیس ہوا کو ٹیلیفون پر کہا کہ کل چار بجے ہمارے مکان پر مرزا مظفر بیگ چائے پینا قبول کریں۔ دعوت قبول کر لی گئی۔ اور ہم دوسرے دن مقررہ وقت پر مسٹر دیوکی صاحب کے بنگلہ پر گئے۔ ویدک تعلیم و دیگر اہم مسائل پر میری گفتگو بڑی دلچسپی سے سنی گئی۔ پھر "آمدم بر سر مطلب" مسٹر دیوکی صاحب فرمانے لگے کہ مناظرہ ہونے والا ہے۔ کل ہمارے پاس پادری سموئیل شرن صاحب بھی آئے تھے اور پادری اسٹیڈمین صاحب (پادریوں کے انچارج) کا بھی خیال ہے کہ مناظرہ بند کر دیا جائے۔ ہم اندر ہی اندر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشہ سے سرشار ہو رہے تھے اور دجال کا اس طرح پگھلنا دیکھ کر حضور نبی کریم صلعم کی پیشگوئیوں پر اپنا ایمان تازہ کر رہے تھے۔ غرض ہم نے مسٹر دیوکی صاحب کی چائے بھی پی لی لیکن مناظرے کا خیال ہمارے دل سے نہ نکل سکا۔

مسٹر دیوکی سے دوبارہ ملاقات

چند روز کے بعد مسٹر کرامٹن بیرسٹرایٹ لا کے آفس میں مسٹر دیوکی صاحب سے پھر ملاقات ہو گئی۔ فرمانے لگے کہئے کیا حال ہے میرے ساتھی اخویم مکرم مسٹر نور محمد خان صاحب نے جواب دیا سب اچھا ہے۔ انڈیا سے کچھ کتابیں آئی ہوئی ہیں۔ ان کے حاصل کرنے کی کوشش میں ہیں۔ مسٹر دیوکی صاحب فوراً بول اٹھے نہ صاحب میں یہ حال نہیں پوچھ رہا۔ میں مناظرہ کا حال پوچھ رہا ہوں۔ ہمارا دل اندر ہی اندر مسکرا دیا۔ مسٹر دیوکی صاحب کو جواب دیا گیا کہ مناظرہ کا حال کیا ہے ۸ر اکتوبر کو مناظرہ ہوگا۔ مسٹر دیوکی صاحب فرمانے لگے کہ نہ صاحب ہم تو کوشش کرینگے کہ مناظرہ بند ہو جائے جواب دیا گیا کہ آپ یہ کوشش نہ کرنا کہ مناظرہ بند ہو جائے بلکہ یہ کوشش کرنا کہ مناظرہ ضرور ہو۔ ہاں احسن طریق پر ہو۔

ایک عمر رسیدہ عیسائی کی التجا

غرض جوں جوں تاریخ مناظرہ قریب آتی گئی عیسائیوں کی وحشت اور سراسیمگی میں ترقی ہوتی چلی گئی۔ ایک عمر رسیدہ عیسائی سوداگر نے ہمارے خان ساہو خان صاحب سے علیحدگی میں کہا کہ ہمارا پادری سموئیل شرن اپنی بیوقوفی سے پھنس گیا ہے احمدی مناظر سے بہت خراب کرے گا اور ہم سب عیسائیوں کو بہت ذلیل ہونا پڑے گا

برائے خدا جس طرح بھی ہو آپ ہماری امداد کریں۔ اور مناظرہ بند کرا دیں۔ ہمارے چلبلے بزرگ نے جواب دیا کہ پادری سموئیل شرن تمام پبلک میں کان پکڑ کر اٹھتے بیٹھتے کہ ہم سے غلطی ہوگئی کہ ہم مناظرہ کا نام لے بیٹھے تو ہم مناظرہ بند کرا دیں گے۔ عیسائی سوداگر کہنے لگے کہ واہ خانصاحب بھلا ایسا بھی کبھی ہو سکتا ہے اس پر ہمارے خانصاحب نے فرمایا کہ پھر گھبراتے کیوں ہو ۸ اکتوبر کے لئے طیار ہو جاؤ۔

عیسائیوں کی مزید دوڑ دھوپ

دن کو تو یہ معاملہ گزرا شام کے قریب مسٹر دیوکی صاحب جناب ساہو خاں صاحب کے پاس تشریف لا کر فرمانے لگے کہ جس طرح بھی ہو مناظرہ بند کرا دیجئے۔ خانصاحب ممدوح نے جواب دیا کہ بھائی جان سچ تو یہ ہے کہ ایک عرصہ سے عیسائی ہم مسلمانوں کو ذلیل کر رہے تھے۔ آخر مجبور ہو کر ہم نے اپنا مناظر منگوایا ہے۔ اب تو مناظرہ ہو کر ہی رہے گا۔ آپ خواہ نخواہ دوڑ بھاگ کر رہے ہیں لیکن آفرین ہے عیسائیوں کی ہمت پر کہ وہ پھر بھی مایوس نہ ہوئے۔ اور انہوں نے انتظام کیا کہ ایک وفد مولوی عبد الکریم صاحب کے پاس بھیجا کر انہیں مناظرہ بند کرانے پر رضامند کر لیا جائے۔ ادھر ٹیلیفون پر مولوی عبد الکریم صاحب نے ہمیں اطلاع کی کہ پادریوں کا وفد آ رہا ہے آپ کی موجودگی نہایت ضروری ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد کی شان

میں نے جناب ساہو خاں صاحب سے عرض کیا کہ دیکھئے کتنی شان ہے! حضرت مرزا غلام احمد کی کہ ان کے ایک ادنیٰ سپاہی سے دجال کس طرح کانپ رہا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مار سے بچنے کے لئے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے۔ اور کیونکر منت سماجت میں ناک رگڑ رہا ہے۔ کون کہتا ہے۔ کہ غلام احمد مسیح موعود نہیں۔ پھر اتنی بلند شان رعب اور دبدبہ ایک جھوٹے کو کیسے مل گیا؟

مولوی عبد الکریم صاحب کی اطلاع کے مطابق میں اور جناب ساہو خانصاحب موٹر کے ذریعہ نصوری، مولوی صاحب کے ہاں پہنچ گئے۔ کچھ دیر کے بعد پادری اسٹینڈمین صاحب۔ پادری سموئیل شرن صاحب۔ مسٹر دیوکی صاحب معہ ایک اور نوجوان عیسائی کے کل چار حضرات تشریف لائے۔ ہمیں موجود پاکر پادری اسٹینڈمین صاحب نے مصافحہ کرتے ہوئے پہلے تو حیرت اور پھر خوشی کا اظہار فرمایا۔ پادری صاحبان کے وفد کو عزت سے بٹھایا گیا۔

عیسائی وفد سے گفتگو

مسٹر دیوکی صاحب نے اپنے آنے کی غرض بیان کی۔ کہ ہماری درخواست ہے کہ مناظرہ بند کر دیا جائے۔ مولوی عبد الکریم صاحب نے فرمایا کہ پادری سموئیل شرن صاحب موجود ہیں چیلنج ان کی طرف سے ہے۔ جو کچھ کہنا ہے ان کو کہئے ہم تو صرف چیلنج منظور کرنے والے ہیں۔ غرض بہت سی باتوں کے بعد آخر مسٹر دیوکی صاحب کے منہ سے نکل گیا کہ آپ کی منشا یہ ہے کہ پادری سموئیل شرن صاحب معافی مانگیں اور اپنا چیلنج واپس لیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا یہ بھی آپ پادری سموئیل شرن صاحب سے پوچھئے کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

عذر لنگ اور اس کا مسکت جواب

جب پادریوں نے دیکھا کہ عزت سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں تو پادری اسٹینڈمین نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ مناظرہ میں لوگ کثرت سے جمع ہوتے ہیں اور بھیڑ ہو جاتی ہے۔ فساد کا اندیشہ ہے ہم کہہ رہے ہیں کہ مناظرہ نہ ہو۔ اس پر خاکسار راقم الحروف نے جواب دیا کہ انجیل شریف کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ جب جناب یسوع منادی کے لئے نکلتے تو آپ کے پیچھے اکثر بھیڑ ہوتی۔ اور بعض لوگ پتھراؤ بھی کرتے۔ لیکن جناب یسوع نے بھیڑ یا اس کے فساد سے منادی بند نہیں کی۔ اسی طرح سرکار دوجہان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبلیغ کے لئے جب نکلتے تو لوگ ہجوم کرتے پتھر مارتے اور آمادۂ فساد ہوتے لیکن حضور صلعم نے اپنا کام برابر جاری رکھا۔ آپ لوگ جناب یسوع کے شاگرد ہیں تو ہم لوگ حضور محمد رسول اللہ صلعم کے شاگرد ہیں۔ حق کی خاطر ہم لوگوں کو بھی اپنے اپنے استادوں کے نقش قدم پر چلنا چاہئے۔ بھیڑ اور اس کے فساد سے نہیں ڈرنا چاہئے۔ اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ برطانیہ کا راج اور امن کا زمانہ ہے فساد کا کوئی اندیشہ نہیں۔ میں نے کئی سال ہندوستان میں مناظرے کئے لیکن کبھی کوئی فساد برپا نہیں ہوا۔ لہذا میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ فساد ہرگز نہیں ہوگا۔ مزید برآں انہی پادری سموئیل شرن صاحب کے مناظرے پنڈت سری کرشن صاحب اور ٹھاکر کندن سنگھ صاحب آریہ مناظرین سے بھی ہو چکے ہیں۔ اور کوئی فساد نہیں ہوا۔ پبلک کی بیحد خواہش ہے لہذا مناظرہ ہوگا اور ضرور ہوگا۔

پادری صاحبان کی انتہائی کمزوری

ہمارے اس قطعی فیصلہ پر پادری صاحبان مایوس ہوگئے اور آخری وار کرتے ہوئے انہوں نے تبلایا کہ مشن سکول بودی میں آپ کو مناظرہ کی جو منظوری دی گئی تھی وہ واپس لے لی گئی ہے آپ لوگ وہاں مناظرہ نہیں کر سکتے۔ ہمیں پادریوں کا یہ فیصلہ سن کر جبکہ مناظرہ میں کل تین چار روز باقی رہ گئے تھے بہت افسوس ہوا۔ مشن سکول بودی میں مناظرہ کی منظوری دے کر پادریوں کا انکار کر جانا ایک انتہائی کمزوری تھی لیکن وہ کیا کریں وہ تو ہر طرح سے مناظرہ سے جان چھڑانے کی فکر میں تھے۔ آخر آریہ سماج سے درخواست کی گئی کہ آریہ سکول نصوری کا وسیع ہال مناظرہ کے لئے دیا جائے۔ لیکن افسوس وہاں سے بھی جواب صاف ملا۔ چاروں طرف سے مایوسی کے بعد نوجوانان نصوری۔ ہوا۔ منی بانو۔ نے کمر ہمت کس لی اور اسلامیہ سکول نصوری کے وسیع احاطہ میں ایک شاندار پنڈال طیار کر دیا۔ (باقی دارد)

ضروری اعلان

انجمن نے فیصلہ کیا ہے کہ بعض ملازمین انجمن جماعت کے احباب سے قرضہ لے لیتے ہیں اور پھر انجمن کو وصول کروانے کے واسطے استدعا کرتے ہیں۔ انجمن ایسے قرضہ کے وصول کرا دینے کی ذمہ دار نہیں ہے۔ اس لئے انجمن کی رائے میں یہ طرز عمل ناپسندیدہ ہے۔ آئندہ جن ملازمین کے خلاف ایسی رپورٹ پہنچی ان کے خلاف مجلس میں رپورٹ برائے مناسب کارروائی بھیجدی جائے گی۔

اس لئے احباب جماعت بھی نوٹ کر لیں کہ کسی ملازم انجمن کو اس کے ملازم انجمن ہونے کی حیثیت سے قرضہ نہ دیا جائے۔

(عزیز بخش۔ آنریری افسر تحصیل)

خبریں

— گزشتہ دنوں سرینگر میں مسلمانوں کی دو جماعتوں میں کچھ بدامنی رونما ہوگئی تھی اب حالات درست ہو رہے ہیں۔

— کابل ۶ر دسمبر۔ کل سفیر جرمنی نے کنگ ظاہر شاہ کے حضور اپنی اسناد پیش کیں۔

— کابل ۵ر دسمبر۔ شاہ مرحوم کے قتل کے متعلق پولیس نے اپنی تحقیقات مکمل کر لی ہے۔ عنقریب مقدمہ عدالت میں پیش ہو جائے گا۔ عبد الخالق قاتل نے ان لوگوں کے نام بھی ظاہر کر دیئے جو اس سازش میں اس کے شریک تھے ان کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ تمام ملک میں مکمل امن وامان ہے۔

— کلکتہ ۷ر دسمبر۔ مسٹر غزنوی نمائندہ جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کل صبح کلکتہ پہنچ گئے۔

— سنٹرل جیل لاہور میں ایک قیدی کو جس کی اپیل پریوی کونسل میں زیر سماعت تھی غلطی سے پھانسی پر لٹکا دیا گیا ہے

— شیخ مشیر حسین قدوائی نے ایک بیان میں پنڈت جواہر لال نہرو کو مخاطب کر کے کہا کہ انہیں مردانہ وار مسلمانوں کے مطالبات منظور کر لینے چاہئیں۔

— روس اور جاپان میں جنگ کا امکان روز بروز ترقی کر رہا ہے

— صوبہ سرحد کی تعلیمی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اقتصادی بدحالی کے باوجود صوبہ سرحد نے تعلیمی ترقی کی ہے تعلیم نسواں کو ترقی دینے کی کوشش بھی نہایت کامیابی سے جاری ہے۔

— بمبئی ۲ر دسمبر۔ جاوا کے چار مسلمانوں نے (جن میں دو لڑکیاں ہیں) ایک سال کے عرصہ میں سائیکل پر ۱۲ ہزار میل کا سفر طے کیا ہے۔ بالائی علاقہ سے کل وہ بمبئی پہنچے ہیں۔

— ۶ر دسمبر کی صبح کو پنجاب کے بعض مقامات پر زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔

— جبل پور ۵ر دسمبر۔ مسٹر راجندر سنگھ کے مکان پر جہاں گاندھی جی مقیم ہیں آج کانگریسی لیڈروں کی کانفرنس منعقد ہوئی پنڈت نہرو بھی شریک تھے۔ لیکن انہوں نے نمائندہ پریس کو کوئی بیان دینے سے انکار کر دیا۔

— معلوم ہوا ہے کہ کانفرنس میں دو اہم مسائل پر لیڈروں کی توجہ مرکوز رہی اول یہ کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کا جلسہ منعقد کیا جائے یا نہیں دوسرے انفرادی سول نافرمانی کو قطعی طور پر ترک کر دیا جائے یا اجتماعی سول نافرمانی سے بدل دیا جائے۔

— نئی دہلی ۷ر دسمبر۔ اسمبلی میں سٹیٹ بنک کے متعلق تمام تجاویز مسترد ہوگئیں۔

— پیرس ۶ر دسمبر۔ فرانس میں برطانوی مال پر جو امتیازی محاصل لگائے جا رہے ہیں۔ ان پر سخت اعتراض ہو رہا ہے۔ وہ عنقریب موقوف کر دیئے جائیں گے۔

— بنگلور ۶ر دسمبر۔ وائسرائے ریاست میسور کے دورے سے فارغ ہو کر کوچین روانہ ہوگئے۔

— کلکتہ ۷ر دسمبر۔ کل شردھانند پارک کی سودیشی نمائش میں آگ لگ گئی۔ جس سے نمائش کا پنڈال اور بہت سی دوکانیں جل کر خاک سیاہ ہوگئیں۔

— ہسپانیہ میں انقلابی سرگرمیاں بدستور جاری ہیں۔ ایک بالشویک حکومت کے قیام کی توقع کی جاتی ہے۔

رمضان اور مغربی نو مسلمین

ایک انگریز مسلمان کے قلم سے

وہ چیز جس کی وجہ سے نسل انسانی حیوانی دنیا سے زیادہ ترممتاز ہے وہ اس کا نیکی اور بدی کا علم اور وہ طاقت ہے جس کے ذریعے وہ صحیح اور غلط راستہ میں فرق کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً اپنے انبیا کے ذریعہ سے اپنی رضا کی راہوں سے آگاہ کیا۔ اور اپنے فضل اور مہربانی سے بعض ایسے رسول بھی بھیجے جو اس کے سابقہ احکام کو جنھیں انسانی غفلت کے باعث ترک کر دیا جاتا ہے دوبارہ یاد دلاتے ہیں۔ اس لئے اپنے فضل و کرم سے اپنا آخری اور سب سے کامل نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وجود میں بھیجا جنھوں نے ہم کو واضح اور نہایت جامع احکام ہمیں دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ آپ سے پہلے نسل انسانی پر کیا کچھ نازل ہوا تھا۔ نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم نے دوسرے تمام مضامین سے بڑھ کر اس امر پر بحث کی ہے کہ تمام امور میں اعتدال کس طرح قایم رکھا جا سکتا ہے۔ آپ پر یہ صاف ظاہر اور عیاں تھا کہ اعتدال کی ضرورت کا علم بجائے خود کافی نہیں۔ جب تک اس پر عمل کرنے کی طاقت حاصل نہ ہو یہ امر کہ ہمیں نیک و بد کا امتیاز حاصل ہو اور باوجود اس کے ہم نیکی پر عمل پیرا ہونے کے قابل نہ ہوں۔ اس سے بڑا جرم ہے جو جہالت کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ درندوں کو ہم ان کی زیادتیوں کی وجہ سے بد نہیں قرار دے سکتے وہ نہ تو نیک کہلا سکتے ہیں اور نہ ہی بد۔ لیکن انسان جب اپنی جائز حدود سے تجاوز کر جائے تو وہ بد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نیکی اور بدی میں امتیاز کرنا اس کی طاقت میں ہے۔

صراط مستقیم کا ایک دفعہ یقینی علم ہو جانے کے بعد اس پر قایم رہنے میں مہارت پیدا کرنے کے لئے رمضان کو روزوں کا مہینہ قرار دیا گیا۔ اس مہینہ میں ہم ضبط نفس پیدا کرنے کی مشق کرتے ہیں تاکہ مصیبت اور تنگدستی کے وقت ہم غلط رستہ پر چلنے کیلئے برضا و رغبت تیار نہ ہوں۔ اعتدال پر عمل پیرا ہونے کی طاقت دینے کا منشا یہ ہے کہ جب ہمیں راستہ کو پہچاننا اور اپنے لئے منتخب کرنا ہو تو یہ قرآن کا روزہ ہے۔ کوئی دوسری حقیقت اس سے بڑھ کر واضح نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی کسی مذہبی رکن کا مقصد اس سے بڑھ کر پختہ اور متیقن ہو سکتا ہے۔ روزہ قرآن کریم کے احکام میں نہایت بلند درجہ رکھتا ہے۔ اور اس کا یہ درجہ نہایت بجا اور مناسب ہے۔ اسلام اعتدال کا مذہب ہے اور ہر انسان اپنی ذاتی عقل اور جانچ پڑتال سے اس کی معقولیت کا قائل ہو سکتا ہے۔ ہمیں یہ طاقت دی گئی ہے کہ صحیح راستہ کو اپنے لئے منتخب کر سکیں۔ قرآن ہمارے پاس ہے۔ جو اس شناخت اور انتخاب میں ہماری رہبری کرتا ہے۔ اور اس شناخت اور انتخاب کے بعد قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ کس طرح ہم اپنے منتخب مذہب کی پیروی کر سکتے ہیں۔ اور اس پر اچھی طرح عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔ ہم انگلستان کے مسلمان روزے کی قدر و قیمت کو خوب پہچانتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے اصل مقصد کو ہم خلط ملط کر دیتے ہیں ایک مذہبی حکم ہونے کے لحاظ سے روزہ دنیا کے لئے کوئی نئی چیز نہیں لیکن مسیحیت کا روزہ جس سے ہم واقف ہیں وہی مقصد اپنے اندر نہیں رکھتا جو اسلامی روزہ کا ہے۔ مسیحی کلیساؤں کا روزہ کفارہ کا نام نہاد طریق ہے۔ ان کے نزدیک ایک سزا انسان کے جسم کو مشقتوں اور مصائب میں ڈالنے سے اس کے گزشتہ گناہوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مسیح کا روزہ بعینہ ویسا ہی تھا۔ جیسا کہ اسلام کا روزہ ہے۔ جناب مسیح روزہ اور دعا کے لئے جنگل میں علیحدہ چلے گئے تاکہ اپنے آپ کو زندگی کے امتحانات کے لئے تیار کریں۔ اور یہ سبق حاصل کریں کہ خدا تک پہنچنے کے لئے ضبط نفس کا حصول ضروری اور لازمی چیز ہے۔ یہ کلیسا کا کام ہے کہ اس کے بلند تخیل کو بگاڑ کر کچھ کا کچھ بنا دیا گیا۔ اور اس کی اصل غرض کو ملیامیٹ کر دیا گیا۔

ایک ایسے زمانہ میں جب کہ مغرب کے بعض ممالک میں اسلام کے ہمدرد انسانوں کا اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور اس ذریعہ سے نو مسلمین کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ واگرچہ ابھی تک اس کی رفتار زیادہ تیز نہیں۔ جو نہایت ضروری امر ہے۔ کہ ہم مغربی مسلمان روزہ کی اصل حقیقت کو نظر انداز نہ کر دیں۔ اور یہ نہ سمجھ لیں کہ اسلام کا روزہ کسی رنگ میں بھی مسیحی کلیساؤں کے روزہ سے ملتا جلتا ہے عقل و فہم کی کوتاہی کس طرح خالص اور صحیح معتقدات کے بگاڑنے کا موجب ہوتی ہے۔ اس کے متعلق ہمارے پاس کلیسائے مسیحیت کی مثال ہمیشہ تازہ اور زندہ رہنے والی ہے کہ جاہل مشرک لوگوں نے جو مسیحیت میں داخل ہوئے ابتدائی رسولوں اور حواریوں کی تعلیمات کو بگاڑ کر رکھ دیا۔

اس لئے تمام مسلمانوں کے قلوب میں روزہ کا صحیح تخیل قایم رہنا چاہیئے۔ ہم مغربی نو مسلمین اپنے ان اسلامی بھائیوں سے جنہیں پیدائشی مسلمان ہونے اور اسلامی اصولوں کے مطابق تربیت پانے کا شرف حاصل ہے یہ امید کرتے ہیں کہ ان اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ہمارے لئے مشعل راہ کا کام دیں گے۔ کل کو ہمارے خلاف یہ نہ کہا جائے کہ اسلامی احکام کی غرض و غایت کو پورے طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے مغرب میں اسلام تنزل کی طرف جا رہا ہے۔

ہمارے مشرقی مسلمان بھائیوں پر ایک اور بھی فرض عائد ہوتا ہے۔ مسیحیوں کا مذہب تنزل کی طرف جا رہا ہے۔ جس طرح ان کے دیگر مذہبی رکن عزت و عظمت کی نظروں سے گر چکے ہیں۔ ہر طرف سے یہ سننے میں آ رہا ہے کہ مذہبی احکام پر عملدرآمد موجودہ طریق زندگی کے موافق نہیں۔ اور اس بیسویں صدی میں روزہ رکھنا بالکل ناقابل عمل ہے۔ یہ خطرہ ہے کہ مغربی نو مسلمین اپنے مذہب پر عمل پیرا ہونے میں سستی کریں۔ ان کے کانوں میں یہ بات نہیں پڑنی چاہیئے کہ ہمارے پیدائشی مسلمان بھائی بھی یہی رائے رکھتے ہیں اور وہ بھی مذہبی احکام پر عمل درآمد ضروری نہیں سمجھتے۔

مشرق ہی کے مسلمان اپنے گھروں میں رہتے ہوئے اسلام کو مغرب میں ایک زندہ طاقت بنا سکتے ہیں۔ مغرب میں جتنے بھی مشن بھیجے جائیں ان سب سے بڑھ کر مسلمان اپنے اپنے ممالک میں دوسروں کو مسلمان کر سکتے اور انہیں عمدہ اور نیک مسلمان بنا سکتے ہیں ہم مغربی لوگ جو یہاں مغرب میں کام کر رہے ہیں مشرقی مسلمانوں سے یہ امید کرتے ہیں کہ وہ نیک مثال قایم کر کے اور مغربی دنیا کے سامنے نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کر کے ہمارے فرائض کی بجاآوری میں ممد و معاون ہونگے۔ اسلام مغرب میں ایک سایہ سے کچھ ہی زیادہ حیثیت

۱

درخواست دعا

(۱)

جناب سید عبد المجید صاحب بی اے جج کپورتھلہ سٹیٹ ۲۰ روز سے درد گردہ اور بعض دیگر عوارض میں مبتلا ہیں تکلیف زیادہ ہے۔ تمام احباب ان کی صحتیابی کے لئے درد دل سے دعا کریں موصوف نہایت ہی قیمتی ہستی ہیں اور اپنے دل میں خدمت اسلام کا بے اندازہ جذبہ رکھتے ہیں۔

(۲)

قاضی شیر محمد صاحب احمدی امام مسجد جامع احمدیہ علیپور ضلع مظفر گڑھ اطلاع دیتے ہیں کہ میاں دل محمد صاحب احمدی ساکن تھم والا کے فرزند عرصہ سے بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے بھی تمام دوست دعا کریں۔

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب

اور

خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب کی خط و کتابت

ذیل میں ہم اس خط و کتابت کی نقل درج کرتے ہیں جو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور جناب خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی گزشتہ سالانہ اجلاس کے درمیان ہوئی۔ اس کے مطالعہ سے اصل معاملہ واضح ہوجائے گا۔ معلوم ہوتا ہے کہ حاجی صاحب موصوف اور سکرٹری مجلس استقبالیہ امرتسر احمدیوں کو کشمیر کمیٹی میں شامل نہ کرنے کی غلط پالیسی کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ اور اس اتحاد شکن پابندی کو دور کرنے کے خواہشمند ہیں۔ کاش ڈاکٹر سر اقبال اور ان کی پارٹی کو بھی اس غلط پالیسی کا احساس ہوجائے اور وہ اپنے نقصان رساں طرز عمل کو بدل ڈالیں۔

(۱)

مخدوم مکرم بندہ حاجی صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سکرٹری مجلس استقبالیہ امرتسر نے میرے نام آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے جلسہ میں شمولیت کے لئے خط آیا ہے جہاں تک مجھے یاد ہے آپ کی انجمن میں پبلک جلسہ میں اعلان ہوا تھا کہ احمدیہ جماعت کو شامل نہیں کیا جائے گا۔ تو کیا غلطی سے دعوتی رقعہ بھیجا گیا ہے۔ یا زاویۂ نگاہ بدل گیا ہے اور واقعی مسلمانوں کی مختلف جماعتوں میں اتحاد کی تجویز زیر غور ہے؟ جواب سے بواپسی مشکور فرماویں۔

خاکسار

(دستخط) (مرزا یعقوب بیگ)

بخدمت مخدوم مکرم خان بہادر حاجی رحیم بخش صاحب مشرف باد

(۲)

کرمی مرزا صاحب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جسوقت لاہور میں جلسہ ہوا تھا میں شملہ میں تھا۔ شاید کہا گیا تھا کہ قادیانی جماعت والوں پر اعتراض کیا گیا تھا۔ مجھے تو آپ کی شمولیت سے خوشی ہوگی۔ اگر امرتسر والوں کو اعتراض ہوتا تو وہ آپ کو دعوت نہ دیتے۔ باقی خیریت ہے۔

(دستخط) (بندہ۔ رحیم بخش)

(۳)

مخدوم مکرم بندہ حاجی صاحب سلمہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ اور رسالہ کا شکریہ میں انفرادی صورت میں تو جلسہ میں شامل ہونے کیلئے تیار ہوں لیکن اس سے غلط فہمی کا اندیشہ ہے۔ جناب کو غالباً یاد نہیں رہا نہ صرف تمام قادیانی بلکہ جملہ لاہوری احمدی ممبر کمیٹی سے خارج کئے گئے تھے۔ اور یہ قرار پایا تھا کہ کوئی احمدی آپ کی کمیٹی کا ممبر نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ یہ قرار دیں کہ ہر ایک کلمہ گو کو آپ کی کمیٹی کی رکنیت کا مساوی حق ہے۔ تو ہم بخوشی شامل ہوں گے ہم کو یہ شوق نہیں کہ ہم کو ضرور ممبر انتخاب کیا جائے ہم اس فرقہ وارانہ اصول کے خلاف ہیں۔ مولانا سید حبیب اور مولانا مہر و سالک کو بھی اسی بنا پر مجلس سے خارج کیا گیا تھا کہ وہ اس امر پر مصر تھے۔ کہ تفریق بین المسلمین نہ ہو۔ اس لئے آپ کے کام کے استحکام کے لئے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا کے اصول پر ہی کاربند ہونا مناسب ہے۔ اگر کوئی شخص یا جماعت مفاد قومی کے خلاف عمل کرے تو اس سے اصولی طور پر بازپرس ہوسکتی اور مجلس اس کے خلاف شخصی طور پر کارروائی کرسکتی نہ یہ کہ کل کی کل جماعت کو رکنیت سے خارج کیا جائے۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری یہ چٹھی جلسہ میں سنا دیں گے اور اس کے متعلق مناسب کارروائی کریں گے۔ آج کل سخت ضرورت ہے کہ مسلمان متحد ہوں۔ بالخصوص کشمیر کے معاملہ میں ازحد ضروری ہے۔ والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا یعقوب بیگ

(۴)

مخدوم مکرم بندہ حاجی صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ آپ مع الخیر شملہ سے تشریف لے آئے ہونگے۔ اور جلسہ کامیابی سے ہوا ہوگا میں مشکور ہونگا اگر جناب مجھے اطلاع دینگے کہ میرے عریضہ کے متعلق اب تک کیا عملی کارروائی ہوئی۔ نیازمند

(مرزا یعقوب بیگ)

(۵)

مکرمی مرزا صاحب۔ السلام علیکم۔

چند دوستوں کو آپ کے خطوط سے مطلع کیا گیا تھا۔ اس سے آگے تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

(دستخط) (رحیم بخش)

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگان سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات

میں

حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کیلئے | **پندرہ دسمبر ۱۹۳۳ء سے پندرہ جنوری ۱۹۳۴ء تک** | **صرف ایک ماہ کیلئے**

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اوّل اعلیٰ کاغذ جو براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے۔	عا؍	عہ؍
ایضاً ایضاً ادنیٰ کاغذ	عہ؍	۱۵؍
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم جو تین کتب سرمہ چشم آریہ، شحنۂ حق۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب پر مشتمل ہے	عا؍	عہ؍
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم جو تین کتب فتح الاسلام۔ توضیح المرام۔ ازالہ اوہام ہر دو حصص پر مشتمل ہے	عا؍	عہ؍
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم جو چار کتب الحق مباحثہ لدھیانہ۔ الحق مباحثہ دہلی آسمانی فیصلہ اور نشان آسمانی پر مشتمل ہے	عا؍	عہ؍
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم جو پانچ کتب آئینہ کمالات اسلام۔ برکات الدعا۔ جنگ مقدس۔ حجۃ الاسلام سچائی کا اظہار پر مشتمل ہے۔	۸؍	۱۲؍
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم جو سات عربی کتب۔ تحفہ بغداد۔ کرامات الصادقین حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق حصہ اول۔ نور الحق حصہ دوم۔ اتمام حجت اور سر الخلافۃ پر مشتمل ہے	عہ؍	۱۰؍
ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب	۶؍	۳؍
الحق مباحثہ لدھیانہ	۱۲؍	۴؍
الحق مباحثہ دہلی	عہ؍	۶؍
حجۃ الاسلام	۴؍	۲؍
اتمام حجت	۴؍	۲؍
برکات الدعا	۴؍	۲؍
الوصیت	۲؍	۱؍
ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ		
جلد اوّل	عہ؍	عہ؍
جلد دوم	عا؍	عہ؍

بیان القرآن

یعنی

اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن

تالیف

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

اس تفسیر میں ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے جس کے متعلق صاحب فہم لوگوں نے بہت عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے ۲۹×۲۲/۸ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے، تین جلدوں میں اصل قیمت بجلد بیس روپیہ (عـــہ) رعایتی دس روپیہ (عـــہ) تین الگ الگ جلدوں میں اصل قیمت مجلد پچیس روپیہ (۲۵) رعایتی تیرہ روپیہ (۱۳)

سیرت خیر البشر

حضرت نبی کریم صلعم کی مفصل سوانحعمری منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب

اصل قیمت بجلد عہ؍ ۔ رعایتی ۔ ۱۲؍

〃 مجلد عہ؍ 〃 ۔ عہ؍

تاریخ خلافت راشدہ

سوانحعمری حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب۔

اصل قیمت بجلد عہ؍ ۔ رعایتی ۔ ۱۲؍

〃 مجلد عہ؍ 〃 ۔ عہ؍

فضل الباری جلد اوّل

یعنی

اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

مصنفہ

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

بخاری شریف کے بابوں اور مضامین کو اس طرح رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اسکے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ مسائل میں مختلف اقوال میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر صرف نمبر دیئے گئے ہیں۔ اور ان میں الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا ہے ۲۹×۲۲/۸ سائز کے ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل قیمت بجلد آٹھ روپیہ آٹھ آنہ (عـــہ)۔ رعایتی پانچ روپیہ (عـــہ) اصل قیمت مجلد نو روپیہ آٹھ آنہ (عـــہ) رعایتی (۶)

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
جلد سوم	عہ؍	عہ؍
الہامات حضرت مسیح موعود		
البشریٰ جلد اوّل	۴؍	۲؍
البشریٰ جلد دوم	عہ؍	۸؍
مکاشفات	۴؍	۲؍
دیگر کتب حضرت مسیح موعود		
حمامۃ البشریٰ	عہ؍	۸؍
کرامات الصادقین	۱۲؍	۶؍
آسمانی فیصلہ	۵؍	۲؍
سر الخلافۃ	۸؍	۴؍
جنگ مقدس	۱۲؍	۸؍
شحنۂ حق	۸؍	۴؍
نور الحق حصہ اوّل	عہ؍	۸؍
〃 〃 دوم	۸؍	۴؍
متفرقات		
آثار مبارکہ	۱؍	۰؍
احمدیہ جنتری	۴؍	۱؍
دروس الصلیب	۴؍	۲؍
مسیح قرآن میں	۱؍	۰؍
واقعات صلیب	۱؍	۰؍
القول المجید	۸؍	۳؍
اعلام الناس	۵؍	۳؍
اعجاز القرآن	۱؍	۰؍
عصمت انبیاء	۹؍	۳؍
غلامی	۴؍	۲؍
الفضلی	۱؍	۔
سراج الوہاج	۴؍	۱؍
اظہار النصائح	۵؍	۱؍
القول المبین	۲؍	۰؍
ستہ ضروریہ مباحثہ رام پوری	۳؍	۱؍
تبلیغ الحق الیٰ عبد الحق	۱۰؍	۵؍
سوانحعمری حضرت مسیح موعود	۴؍	۲؍
المہدی اول تا ہفتم	۔	۴؍

ضروری اطلاع

تمام درخواستیں ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک ڈاکخانہ میں ڈال دینی چاہئیں وہ فرمائش جس پر ۱۶ جنوری ۱۹۳۴ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی اس رعایت کے ماتحت نہ آسکے گی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت طلب پارسل منگنے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اس ہدایت کا آنا ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جائیں یا ڈاکخانہ، محصول و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوں گے۔ قرض اور اقساط پر دینے کا طریق نہیں۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کے لئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرما دیں۔

مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگان سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات

میں

حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کیلئے — پندرہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۳ء سے پندرہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک — صرف ایک ماہ کیلئے

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
تحریک احمدیت و اختلاف سلسلہ پر کتب		
تحریک احمدیت۔ جماعت احمدیہ لاہور کی سرگرمیاں تحریک احمدیت کا صحیح مفہوم۔ بانی سلسلہ کے دعاوی اُن کی بے نظیر اسلامی خدمات پر مفصل بحث۔ قیمت مجلد ...	۴عہ	۱۲/
غیر مجلد ...	عہ/	۸/
مسیح موعودؑ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر مفصل بحث ...	۴عہ/	۱۲/
النبوت فی الاسلام۔ نبوت، رسالت، محدثیت اور مجددیت پر مفصل بحث ...	عا/	عہ/
عقائد احمدیہ۔ حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ آپ کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا آپ کی طرف جو غلط عقائد منسوب کئے گئے ہیں ان کی تردید کی گئی ہے ...	۸ہ/	عہ/
عسل مصفّٰی ہر دو حصص۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے مجددیت پر مفصل بحث ...	للعہ/	۴عا/
حقیقت اختلاف۔ جماعت احمدیہ کے اختلاف کی اصل حقیقت واضح کی گئی ہے ...	۵/	۲/
اسلام اور اصول اسلام پر کتب		
رسالہ نماز۔ جس میں نماز کے احکام و مسائل پر بحث ہے	۸/	۴/
رسالہ روزہ۔ روزہ اور اسکی فلاسفی پر بحث ہے	۴/	۲/
رسالہ زکوٰۃ۔ زکوٰۃ " " "	۳/	۱/
رسالہ حج۔ " " "	۶/	۲/
ہستی باری تعالیٰ۔ ہستی باری تعالیٰ پر دلائل از قرآن پاک	۶/	۴/
اسلام کیا ہے۔ سوال و جواب کے رنگ میں تعلیم اسلام	۳/	۲/
اسلامی اصول کی فلاسفی۔ پانچ معرکۃ الآراء مذہبی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے ...	۱۲/	۴/
اسلام اور دیگر مذاہب ...	۱/	۱۰/
تربیت اولاد۔ جس میں تربیت کے متعلق احکام ہیں	۵/	۲/
احمد مجتبیٰ۔ ثابت کیا گیا ہے کہ احمد رسول کریم کا نام تھا	۴/	۱/
شناخت مامورین ...	۳/	۱/
رد ہندو مذہب پر کتب		
یجر وید اُردو۔ یجروید کے بیس ابتدائی ادھیاؤں کا ترجمہ۔	۴عہ	۱۰/

ترجمۃ القرآن انگریزی

یعنی

انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن کریم مع عربی متن

تالیف

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور

یہ وہ ترجمہ ہے جو اپنی مقبولیت کی وجہ سے اب محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام میں اسکی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے یا اس کا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اس ترجمہ کے بعد دوا ور ترجمے شائع ہوئے ہیں لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ دنیا بھر کے اخبار نویسوں نے اس کی تعریف کی ہے ۲۶×۲۰/۸ سائز کے ۱۵۰۰ صفحات، پر تین قسموں میں۔ اصل قیمت مجلد اعلیٰ جلد خالص چمڑا ۲۵ روپیہ۔ رعایتی ۱۸ روپیہ۔ قسم دوم مجلد اعلیٰ چمڑا اصل قیمت ۲۰ روپیہ، رعایتی ۱۴ روپیہ قسم سوم گتے کپڑے کی جلد اصل قیمت ۱۵ روپیہ رعایتی ۱۲ روپے۔

محمد اینڈ کرائسٹ	محمد دی پرافٹ	ارلی خلافت
حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت عیسیٰؑ کی بعثت اور معجزات پر انگریزی میں۔ اصل قیمت مجلد ۴عہ ۔ رعایتی ۱۲/	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بزبان انگریزی دوئم ایڈیشن۔ اصل قیمت تین روپے رعایتی ۴عہ	حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی کے حالات زندگی اور کیرکٹر انگریزی میں۔ اصل قیمت ... رعایتی عا/

ترجمۃ القرآن انگریزی بلا متن

یہ متن ترجمہ کا مختصر ایڈیشن ہے جس میں عربی متن نہیں دیا گیا۔ خصوصاً غیر مسلم طبقہ کیلئے ہے مختصر نوٹ بھی دیئے گئے ہیں۔ اسکی دوئم ایڈیشن دس ہزار کی تعداد میں عنقریب چھپنے والی ہے۔ اصل قیمت مجلد اعلیٰ جلد ۔ رعایتی ۵ ۔ گتے کپڑے کی جلد ۵ ۔ رعایتی چار روپیہ (للعہ)

فتح اسلام انگریزی	ٹیچنگز آف اسلام	النبوت فی الاسلام انگریزی
حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب فتح اسلام کا انگریزی ترجمہ۔ اصل قیمت ۱۴/ ۔ رعایتی ۲/	اسلامی اصول کی فلاسفی از حضرت مسیح موعودؑ کا انگریزی ترجمہ۔ اصل قیمت مجلد ۶عہ ۔ رعایتی عہ/	النبوت فی الاسلام کا مختصر ایڈیشن۔ اصل قیمت ۶/ ۔ رعایتی ۲/

ولادت مسیح انگریزی	حمائل شریف مطبوعہ جرمنی	احمدیہ موومنٹ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر بحث۔ اصل قیمت ۱/ ۔ رعایتی ۳/	نہایت بے نظیر حمائل شریف جو جرمنی میں طبع کرائی گئی ہے۔ اصل قیمت عا/ ۔ رعایتی ۴عہ	انگریزی میں سلسلہ احمدیہ کے عقائد اور اسکی ہسٹری پر بحث۔ اصل قیمت ۱۰/ ۔ رعایتی ۵/

حمائل مترجم اُردو مع حواشی

مترجمہ حضرت مولانا محمد علی صاحب بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر تفسیری نوٹ درج ہیں۔ تفسیر بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن ۳۰×۲۰/۱۶ کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل قیمت مجلد سفید ولایتی کاغذ للعہ۔ رعایتی ۴عا۔ اصل قیمت مجلد حنائی مصری کاغذ چار روپیہ (للعہ) رعایتی دو روپیہ (عا/)۔

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
ویدوں کا بہشت۔ آریوں کے دلچسپ سورگ پر بحث۔	۸/	۴/
رسالہ نجات ...	۱۰/	۱/
رسالہ مسئلہ بہشت۔ آریہ سماج سے مناظرہ ...	۲/	۱/
رسالہ تناسخ۔ از قلم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۳/	۱/
اسماء الٰہیہ۔ وید اور قرآن کریم پر بحث ...	۷/	۲/
حدوث مادہ ...	۵/	۲/
رد عیسائیت پر کتب		
ولادت مسیح۔ بروئے قرآن کریم و اناجیل ...	۴/	۳/
اکرام الحق۔ عیسائیت کے اعتراضات کا جواب ...	۱/	×
حقیقت المسیح ...	۳/	×
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب پر کتب		
جمع قرآن۔ قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق اعتراضات کا جواب ...	۱۲/	۸/
مقدمۃ القرآن ...	۶/	۴/
اعجاز القرآن ...	۱۰/	۱/
نکات القرآن حصہ سوئم ...	۱۰/	۲/
" " حصہ چہارم ...	۸/	۲/
بیان القرآن پارہ اوّل۔ سوئم تا ہفتم ...	.	۴ فی
حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام کا مجموعہ		
درثمین۔ تمام فارسی اور اردو نظموں کا مجموعہ ...	۱۱/	۴عہ
مناجات احمدیہ۔ حضرت مسیح موعود کی چند نظموں کا مجموعہ	۲/	۱/
رباعیات حامد ...	۳/	۔/
نصاب منظوم ...	۲/	۱/
متفرقات		
مرآۃ الحقیقت ...	۵/	۲/
آیت اللہ۔ مولوی ثناء اللہ کا مباہلہ سے فرار	۳/	۱/
مسئلہ تقدیر ...	۶/	۲/
الروح۔ از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۳/	×
المسیح الدجال و یاجوج ماجوج ...	۴/	×
مقام حدیث ...	عہ/	۱۲/
کامران۔ زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع ...	۴عہ	عہ/
محمد مصطفیٰ۔ مختصر سوانح عمری حضرت رسول کریم ...	۵/	×

ضروری اطلاع تمام درخواستیں ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک ڈاکخانہ میں ڈال دینی چاہئیں۔ وہ فرمائش جس پر ۱۶ جنوری ۱۹۳۴ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی اس رعایت کے ماتحت نہ آسکے گی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت طلب پارسل منگانے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اس ہدایت کا آنا ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جائیں یا ڈاکخانہ محصول و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوں گے۔ قرض اور اقساط پر خریدنے کا طریق نہیں۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کیلئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرما دیں۔

مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہمارا قومی اجتماع

جلسہ سالانہ جہاد فی سبیل اللہ کا جزو ہے

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

جہاد فی سبیل اللہ ایک اہم اسلامی فریضہ ہے جس میں عدم شمولیت پر قرآن میں عتاب الٰہی وارد ہے۔ جہاد میں حصہ نہ لینے والوں اور گھر بیں سستی یا غفلت سے بیٹھ رہنے والے مسلمانوں کو ان کی نیتوں اور ارادوں کے مطابق طرح طرح کے خطابات سے قرآن میں یاد کیا گیا ہے کہیں انہیں مخلفون کہا کہیں منافق بتایا اور وہ لوگ جو دل سے مخلص تھے مگر سستی یا غفلت کی وجہ سے جہاد میں شامل نہ ہو سکے تھے انہیں بھی اس قدر مورد عتاب سمجھا گیا کہ خدا کے رسول صلعم اور مسلمانوں کی جماعت نے ان کی توبہ قبول ہونے کے وقت تک ان سے بائیکاٹ کئے رکھا اور تمام تعلقات ان سے منقطع کر دیئے گئے۔ چنانچہ سورۂ توبہ میں وعلى الثلٰثة الذين خلفوا کا واقعہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ یہ وہ تین صحابہ تھے جو مختلف جہادوں میں شامل ہو کر اپنے ایمان و اخلاص کا ثبوت کافی سے زیادہ دے چکے تھے لیکن با ایں ہمہ غزوۂ تبوک میں محض سستی و تساہل کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے۔ ان پر جو عتاب الٰہی نازل ہوا اور مسلمانوں نے جس طرح ان سے مقاطعہ کیا وہ قابل عبرت ہے اور مقاطعہ جاری رہا یہاں تک کہ ان کی توبہ کی قبولیت نے ان کو دوبارہ مسلمانوں کی سوسائٹی میں شامل کرایا۔ پس اگر یہ سچ ہے کہ آج بھی اسلام کی حفاظت و اشاعت کے لئے جماعت احمدیہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے کھڑی ہے۔ اور اگر یہ بھی سچ ہے کہ جہاد صرف تلوار سے ہی نہیں ہوا کرتا بلکہ اسلام کی حفاظت کے لئے جو بھی تقاضائے وقت ہو اسی کے مطابق جہاد بھی ہوا کرتا ہے لہذا آج جب اسلام کو مٹانے کے لئے اعداء کا حملہ تلوار سے نہیں بلکہ قلم اور زبان سے ہے۔ تو جہاد بھی اسی شکل میں ضروری تھا تو پھر اس جہاد فی سبیل اللہ میں شمولیت سے تساہل اور غفلت کرنے والے خود سوچ لیں کہ وہ کس مقام پر کھڑے ہیں۔

خدا کے مسیح نے اس جہاد کی بنیاد ڈالی اور جماعت کو اس پر لگایا۔ اس جہاد کے لئے جہاں مجاہدین جماعت تقریر و تحریر سے جہاد فی سبیل اللہ کر رہے ہیں۔ وہاں انصار ملت مالی امداد اور اپنے مفید مشوروں اور جماعت کی تنظیم اور اجتماع قومی سے اس جہاد میں حصہ لے رہے ہیں۔

لیکن بدقسمتی سے جماعت کے چندوں اور اجتماع قومی کو عام طور پر نوافل سمجھ کر اتنی اہمیت نہیں دی جاتی بلکہ کوئی کوئی صاحب شاید اسے بدعت بھی سمجھتے ہوں تو عجب نہیں۔ لیکن بات اصل یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا مقصود ہی جہاد فی سبیل اللہ ہے اور اس کے جس قدر شعبے بھی ہیں چونکہ وہ اسی مقصود کو پورا کرنے والے ہیں اس لئے یہ سب کے سب جہاد فی سبیل اللہ کے مختلف طریقے ہیں۔ جس طرح جہاد بالسیف میں افواج کے اجتماع۔ قواعد پریڈ۔ اسلحہ۔ نقل و حرکت اور جنگ کے مختلف طریقے جنگ کے لئے مالی امداد وغیرہ سب چیزیں جہاد کے ہی مختلف اجزاء سمجھے جاتے ہیں اسی طرح جہاد بالقرآن کے بھی جو آج جماعت احمدیہ کر رہی ہے مختلف طریقے ہیں۔ کہیں تعلیم و تدریس کے ذریعہ کہیں کتب و تصنیف کے ذریعے۔ کہیں اخبارات و رسالہ جات کے ذریعہ کہیں تقاریر اور لیکچروں کے ذریعہ وغیرہ وغیرہ یہ جہاد کیا جا رہا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ جس طرح ایک لڑنے والی فوج کو زندہ اور قائم رکھنے کے لئے ان کی تنظیم اور اجتماع کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح اس روحانی لڑائی کے لئے جماعت کو قائم اور زندہ رکھنے کے لئے ان کی تنظیم اور اجتماع کی ضرورت ہے۔ ملک کے مختلف اطراف میں دور افتادہ جماعتوں کی تنظیم کے لئے ضروری ہے کہ وہ سال میں کم سے کم ایک مرتبہ اپنے مرکز میں جمع ہوں اور باہمی ملاقات و ارتباط سے اپنے رشتۂ اخوت کو استوار کریں۔ اور آئندہ سال کے لئے لائحہ عمل تیار کریں۔ اور ایک دوسرے کے اخلاقی اور روحانی تاثرات اور اچھے خیالات سے فائدہ اٹھا کر تزکیہ

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں نہ آئندہ ہو گی

(۴) سب صحابہؓ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کو ماننا ضروری ہے۔

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

نفس اور ترقی ایمان سے حصہ لیں۔ اور باہم ملکر ترقی و حفاظت اسلام کے لئے دعائیں کریں۔ لہذا اس جلسہ سالانہ کو نظر استخفاف سے دیکھنا صحیح نہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ اس سارے جہاد فی سبیل اللہ میں جو جماعت احمدیہ کا طغرائے امتیاز ہے یہ جلسہ بطور محور کے ہے جس پر یہ ساری مشینری چل رہی ہے وجہ یہ کہ کوئی جہاد خواہ قلمی یا لسانی ہو نہیں ہو سکتا۔ جب تک ایک منظم جماعت اور اس کے لئے فنڈز نہ ہوں اور فنڈ نہیں ہو سکتے جب تک ... نہ ہو۔ اور منظم جماعت نہیں ہو سکتی جب تک اس کے لئے ایک مرکز اور اس جگہ باقاعدہ اجتماع قومی نہ ہو اس لئے ان دونوں امور کی خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بنیاد ڈالی۔ آپ نے اعلان کیا کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ نہ دے اسے جماعت سے عملاً خارج سمجھا جائے اور اپنی وصیت میں باہم ملکر دعا کرنے کی تاکید کی اور اپنے عمل سے اجتماع قومی کے لئے جلسہ سالانہ کی بنیاد ڈالی۔ وجہ یہی کہ یہ امور جماعت اور اس کے کاموں کے لئے بطور بنیاد اور محور کے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو نہ کوئی جماعت زندہ اور باقی رہ سکتی ہے اور نہ کوئی جہاد ... قلمی و لسانی ہو سکتا ہے ... جہاد بالقرآن کی بنیاد منحصر ہے چندوں اور اجتماع قومی پر اور یہ دونوں اقتضائے وقت کے ماتحت بوجہ جہاد فی سبیل اللہ ہونے کے فرائض اسلامی ہیں۔ جنھیں نظر انداز کرنے والے نے درحقیقت سلسلہ احمدیہ کے مقصد کو سمجھا ہی نہیں۔ اور اگر حضرت مسیح موعود نے ایسے شخص کو جماعت سے خارج بتایا تو اسی مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسا کیا۔ پس میں اپنے دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ خدا کے لئے حضرت مسیح موعود کی بعثت اور سلسلہ احمدیہ کے قیام کے اصل منشا پر غور کریں اور اس جہاد میں کماحقہ حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کے فریضہ کی اہمیت تمام فرائض سے بڑھکر ہے۔ اس لئے قومی اجتماع اور چندوں کو نظر استخفاف سے نہ دیکھیں بلکہ یہ وہ فریضہ ہے جس کے ذریعہ آپ لوگوں کے ایمان و اخلاص اور ایثار و قربانی کا امتحان جناب الٰہی کو مدنظر ہے۔ اس میں کامیابی دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔ خوب یاد رکھئے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ جس کا نہ کرنے والا خدا کی باز پرس کے نیچے ہے۔ کیونکہ وہ فرائض کا تارک ہے۔ جہاد بدعت نہیں ہوتا۔ بلکہ شریعت نے اسے ایک مسلمان کا فرض بتلایا ہے۔ ہاں اس نے اس کی کوئی خاص شکل تجویز نہیں کی۔ کیونکہ ضرورت زمانہ کے مطابق اس کے طریق میں تبدیلی ہوتے رہنا ایک لازمی امر ہے۔ وہ نفل بھی نہیں ہوتا کہ دل چاہا تو کر لیا۔ نہ چاہا تو نہ کیا بلکہ وہ فرض ہوتا ہے۔ اور فرض بھی سب فرضوں پر مقدم! جو قوم اپنے فرض کو پہچانتی ہے وہی دنیا و آخرت میں کامیاب ہوتی ہے

اگر در خانہ کس است ہمین قدر بس است

(بقیہ صفحہ ۴)

جو کچھ کر رہی ہیں وہ ہم مردوں کے لئے ایک سبق ہے میں اپنے گھر میں بھی دیکھتا ہوں۔ اور دوسرے گھروں کی نسبت بھی معلوم ہوا ہے کہ خواتین اپنے اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے پورے انہاک سے کوشش کر رہی ہیں۔ نمائش کے لئے مختلف اشیا تیار ہو رہی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ اس بارے میں ابھی اب تک بہت دوستوں نے اس تحریک کو اپنے گھروں تک نہیں پہنچایا۔ پھر بھی عورتوں کے اندر جو حرکت نظر آتی ہے اس کے بالمقابل مرد بے فکر اور غافل بیٹھے ہوئے ہیں۔ جس طرح ہمیں قیامت کے دن کی فکر کرنی چاہیے کہ اعمال حسنہ کا کچھ اندوختہ ساتھ ہے یا نہیں اسی طرح اس دینی اجتماع سے قبل بھی ہمیں کچھ فکر کرنی چاہیے۔

ہماری کامیابی کا معیار قربانیاں ہیں

اگر کسی دوسری جگہ کامیابی کا معیار کثرت تعداد ہے اور کوئی حاضرین کی بھاری تعداد کو اپنی کامیابی سمجھتا ہے تو ہمارے ہاں قربانیاں اور کام کامیابی کا معیار ہے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک فرد کو شریک جلسہ ہونا چاہیے۔ اور اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے کوئی تحفہ ساتھ لانا چاہیے۔ اگر جماعت کا ہر ایک فرد تھوڑی سی کوشش بھی کرے تو ایک ایک قطرہ سے دریا بن جاتا ہے۔ اور ایک ایک اینٹ سے عمارت بن جاتی ہے۔

ہماری مخالفت بے شک زیادہ ہے لیکن اس کا علاج یہ نہیں کہ ہم ہمت ہار کر بیٹھ جائیں۔ بلکہ یہ ہے کہ اپنی کوشش اور ہمت کو دو چند بلکہ دہ چند کر دیں۔ اور دنیا کو دکھا دیں کہ مخالفت ہمیں کمزور کرنے کی موجب نہیں ہوئی۔ بلکہ ہماری ہمت کو بڑھانے کا اور ہماری ترقی کا موجب ہوئی ہے۔

ہمارے سالانہ جلسہ کا مقصد

اجتماع کے عظیم الشان فوائد

خطبۂ جمعہ ۸ر دسمبر ۱۹۳۳ء ——— فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

انما المؤمنون الذین .... غفور رحیم (سورہ نور ۲۴:۶۲)

(ترجمہ) مومن وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب کسی اہم معاملہ میں اس کے ساتھ ہوتے ہیں تو جاتے نہیں۔ یہاں تک کہ اس سے اجازت لے لیں۔ وہ لوگ جو تجھ سے اجازت لے لیتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پس جب وہ اپنے کسی کام کے لئے تجھ سے اجازت مانگیں تو تو ان میں سے جسے چاہے اجازت دیدے۔ اور ان کے لئے اللہ سے استغفار کر۔ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اجتماع کے فوائد

اجتماع یعنی انسانوں کا اکٹھا ہونا یا اکٹھے کرنا اسلام کے عظیم الشان مقاصد میں سے ایک ہے۔ اسلام انسانوں کو جسمانی رنگ میں بھی اکٹھا کرنا چاہتا ہے۔ اور روحانی رنگ میں بھی۔ اگر غور کیا جاوے تو اجتماع نسل انسانی کی ترقی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ جسمانی رنگ میں دیکھ لیجئے جس قدر لوگوں کا زیادہ اجتماع ہوتا جاتا ہے ترقی کے مختلف ذرائع نکلتے آتے ہیں۔ تہذیب کا زیادہ تر انحصار اجتماع پر ہی ہے۔ خانہ بدوش اور جنگلی اقوام میں کوئی تہذیب نہیں ہوتی۔ کیوں کہ انہیں زیادہ تعداد میں اکٹھے ہونے کے مواقع نہیں ملتے۔

اسلام کا عظیم الشان کارنامہ

ظہور اسلام سے قبل دنیا کے تمام ممالک و اقوام اجتماع کی نعمت سے محروم ہو چکے تھے۔ نسل انسانی میں اتحاد اور میل جول کی بجائے تشتت و افتراق پورے زور سے رونما ہو چکا تھا۔ اس طرح دنیا تہذیب و ترقی سے محروم ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اور تہذیب کے عظیم الشان درخت کا تنا کھوکھلا ہو چکا تھا۔ اور یہ درخت سوکھ کر گر جانے کو تھا کہ اسلام نے اس کو از سر نو زندگی بخشی۔ اور دنیا کی مختلف قوموں اور نسلوں کو اجتماع کی نعمت سے مالا مال کیا۔

ایک یورپین مصنف کا بیان

ایک بہت بڑے یورپین مصنف "ڈینی سن" نے تہذیب کے موضوع پر ایک شہرۂ آفاق کتاب "ایموشن ایزوی بیس آف سولیزیشن" لکھی ہے۔ اس میں اس حقیقت کو صاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ ظہور اسلام سے قبل دنیا افتراق و تشتت کے مرض میں گرفتار ہو کر تباہی کے قریب پہنچ چکی تھی کہ پیغمبر اسلامؐ نے اس کو اس تباہی سے بچا لیا۔ چنانچہ وہ پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی کی افسوسناک حالت اور ابتری کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:۔

"ایسا معلوم ہوتا تھا وہ عظیم الشان تہذیب جو چار ہزار سال کے عرصہ میں بنی تھی ابتری کے کنارے پہنچ چکی ہے۔ اور نسل انسانی اسی قدیم وحشیانہ پن میں قدم رکھنے کو تیار ہے ...... تہذیب اس عظیم الشان درخت کی طرح جس کی شاخیں دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہوں۔ اب جڑ سے اکھڑتی معلوم ہوتی تھی۔ اور اندر تک کھائی جا چکی تھی ..... کیا کوئی ایسی جذباتی تحریک تھی جو ایک دفعہ پھر انسانوں کو متحد کر سکے۔ اور تہذیب کو فنا ہونے سے بچائے؟"

اس سوال کے جواب میں مصنف مذکور حضرت نبی کریمؐ اور عرب کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:۔

"یہ وہ نئی بستی تھی جس میں وہ انسان پیدا ہوا ہے جس نے مشرق اور جنوب کی تمام معلوم دنیا کو وحدت کی زنجیر میں منسلک کر دیا۔"

اجتماع کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی

یہ ایک حقیقت ہے کہ جس قوم میں اجتماع کا رنگ نہیں وہ ترقی نہیں کر سکتی۔ حالات زمانہ پر غور کرو۔ کوئی قوم جس قدر متحد ہے اسی قدر زیادہ وہ طاقتور اور ترقی یافتہ ہے۔ اجتماع سے جسمانی فوائد کے علاوہ بے شمار روحانی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ دیگر مذاہب نے روحانی ترقی کے لئے تنہائی کو ضروری قرار دیا ہے۔ ان کے خیال میں انسان اس وقت تک روحانی ترقی نہیں کر سکتا جب تک دنیا والوں سے علٰحدہ ہو کر کسی پہاڑ کی کھوہ یا جنگل کے کسی گوشہ میں نہیں جا بیٹھتا۔ رومن کیتھولک عیسائیوں، ہندوؤں اور بدھوں کا یہی عقیدہ ہے۔

اجتماع کے روحانی فوائد

لیکن اسلام نے تنہائی و علٰحدگی کی جڑ کاٹی ہے۔ اور روحانی ترقی کیلئے بھی اجتماع کو ضروری قرار دیا ہے۔ روزمرہ کی پانچ نمازیں۔ جمعہ۔ عیدین اور حج سب روحانی ترقی کے وسائل ہیں۔ اور یہ سب اجتماع کی صورتیں ہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تنہائی میں دل کو زیادہ سکون اور یکسوئی میسر آتی ہے۔ اور انسان زیادہ روحانی ترقی کر سکتا ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ بات نہیں۔ جو روحانی فوائد اجتماع سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ وہ تنہائی میں بالکل ناممکن ہیں۔ آج تو سائنس بھی اس بات کا اعتراف کرنے لگی ہے کہ جب انسان آپس میں ملتے ہیں تو ایک دوسرے پر اپنے اثرات ڈالتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے روحانی امور میں بھی جمع ہونے کو ضروری قرار دیا ہے۔ تاکہ نیک اور طاقتور لوگ دوسروں پر اپنا اچھا اثر ڈالیں۔ ہم محسوس کریں یا نہ کریں لیکن اجتماع سے روحانی برکات لازمی طور پر حاصل ہوتی ہیں۔

قیامت کا انقلاب عظیم

اسلام نے قیامت کے انقلاب عظیم کو بھی اجتماع کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ ہو سکتا تھا کہ جو لوگ مرتے ہیں۔ وہ موت کے ساتھ ہی فوراً ایک نئی زندگی میں داخل ہو جاتے لیکن قرآن شریف کی تعلیم اس بارے میں یہ ہے کہ گو موت کے بعد ایک رنگ میں اعمال کی جزا و سزا کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی اتمام کو قیامت کے اجتماع عظیم سے وابستہ کیا ہے۔ اور ایک خاص دن مقرر کیا گیا ہے جبکہ تمام نسل انسانی ایک جگہ اکٹھی ہو گی۔ اور اس عظیم الشان انقلاب سے گذر کر ایک نئی زندگی حاصل کرے گی جس سے انسان موت کے بعد بھی واقف نہیں ہوتا۔

امر جامع کی اہمیت

اب میں ان آیات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو ابھی میں نے تلاوت کی ہیں۔ ان میں اول صاف طور پر امر جامع کا ذکر کر کے یہ فرمایا کہ مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں اور جب کسی اہم معاملہ میں اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ تو جاتے نہیں۔ یہاں تک اس سے اجازت لے لیں۔ اور اس کے بعد اس سے زیادہ زور اور تاکید سے ارشاد ہوتا ہے ان الذین یستاذنونک اولٰئک الذین یؤمنون باللہ ورسولہ۔ یعنی وہ لوگ جو تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ گویا امر جامع میں شمولیت ہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہے۔ اس کے بعد کے الفاظ بھی قابل غور ہیں۔ اس کے بعد یوں فرمایا کہ جو شخص کسی ضرورت کی وجہ سے امر جامع سے الگ رہنے کی اجازت مانگتا ہے تو تم چاہو تو اسے اجازت دیدو لیکن پھر بھی ایسے شخص کے لئے اللہ سے استغفار مانگو۔ ان آیات سے امر جامع کی اہمیت بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم نے امر جامع کی حد بندی نہیں کی۔ ہر ایک اہم قومی معاملہ امر جامع ہے۔ چنانچہ ہمارا جلسہ سالانہ بھی ایک امر جامع ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی بنیاد اسی اصول پر رکھی۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ قوم کی ترقی کیلئے اجتماع اور میل جول لازمی ہے اس کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ اور نہ ہم کر سکتے ہیں۔ آج مسلمان کیوں پستی کی طرف جا رہے ہیں۔ محض اسلئے کہ ان میں اجتماع کے مواقع بہت کم رہ گئے ہیں۔ اور اسی لئے اتحاد اور اتفاق بھی اٹھتا جاتا ہے۔ وہ متحد ہو کر کوئی کام انجام دے سکتے نہ کوئی متحدہ رائے قائم کر سکتے ہیں۔ اسی ہندوستان میں بعض قومیں جو تعداد میں مسلمانوں سے بہت کم ہیں لیکن اپنی اجتماعی قوت اور اتحاد کی وجہ سے کامیاب ہو رہی ہیں۔

جلسہ سالانہ کا مقصد

مگر اس کے ساتھ ایک بات بھی یاد رکھو۔ صرف وہی اجتماع قوم کیلئے باعث برکت اور فائدہ رساں ہو سکتے ہیں جو قومی اغراض رکھتے ہوں۔ جو اجتماع میلوں اور عرسوں کے رنگ میں ہوں وہ فائدہ کی بجائے نقصان پہنچاتے ہیں۔ میلوں میں لوگ شغل اور تفریح کے لئے جاتے ہیں لیکن ہمارے سالانہ جلسے کی غرض یہ ہے کہ ہم اپنے کار و بار ترقی کا جائزہ لیں اور غور کریں کہ اس میں کہاں کہاں کونسا نقص ہے اور وہ کس طرح دور ہو سکتا ہے۔ مشکلات پیش آمدہ کس طرح دور ہو سکتی ہیں۔ ترقی کے کون کون سے رستے ہیں جن پر ہمیں چلنا چاہیے۔ پس اس امر جامع کی طرف میں اپنے احباب کو بلاتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس اہم دینی مقصد کو سامنے رکھ کر اس میں آپ آئیں۔ جو حضرت مسیح موعود نے ...... بتایا ہے۔

احباب جماعت کو دعوت شمولیت

کچھ عرصہ سے مخالفین کی طرف سے جو حملے ہو رہے ہیں اور ہمیں مٹانے اور نقصان پہنچانے کی جو جو کوششیں جاری ہیں۔ ان کو سامنے رکھتے ہوئے اس جلسہ کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ ہمارا سب کا فرض ہے کہ ہم اس قومی اجتماع کو حاضری اور نتائج دونوں لحاظ سے کامیاب بنائیں۔ میں قوم کے ہر ایک فرد کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں۔ اپنی جماعت کے نوجوان دوستوں کو جو لاہور کے کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں خصوصیت سے مخاطب کرتا ہوں۔ وہ جلسہ سالانہ میں کم شامل ہوتے ہیں۔ وہ کالجوں کے بند ہوتے ہی گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ اس طرح ایک بہت بڑی سعادت اور برکت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اگر وہ تین روز کے لئے لاہور میں رک جایا کریں تو ان کا کوئی حرج نہیں ہوتا۔ اسی طرح میں اپنے تاجر دوستوں کو کہتا ہوں بیشک کرسمس کے ایام میں کار و باری مصروفیت زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن یاد رکھو اللہ نے تمہارا رزق انہی دنوں میں محدود نہیں کر دیا وہ اپنے فضل سے دوسرے دنوں میں اس سے بہت زیادہ دے سکتا ہے۔ آپ لوگوں کو بھی ذرا ایثار سے کام لیکر جلسہ میں ضرور شریک ہونا چاہیے۔

احمدی خواتین کی نیک مثال

ہماری خواتین اپنے زنانہ جلسے اور نمائش دستکاری کے لئے

بزرگانِ جماعت کے پیغامات

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

ایکے سال مختلف مقامات پر مختلف جماعتوں میں جہاں جہاں مجھے جانے کا اتفاق ہوا فرداً فرداً بھی اور جماعت کو مخاطب کرکے بھی جلسہ سالانہ پر تشریف لانے کے لئے میں زبانی پیغام دیتا رہا ہوں۔ مگر ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" فرماتے ہیں کہ تحریری پیغام بھی جماعت کو دوں۔ لیکن میں حیران ہوں کہ کیا پیغام دوں؟ اور کیسے پیغام دوں؟ اور کیوں پیغام دوں؟ کیا جس شخص کے گھر میں آگ لگی ہوئی ہو اور وہ اسے دیکھ رہا ہو۔ اسے لوگ پیغام دیا کرتے ہیں کہ تو اٹھ اور دوڑ اور اسے بجھانے کا سامان کر؟ کیا جس درخت کی جڑوں پر تبر چل رہا ہو اور اس درخت پر کوئی شخص بیٹھا ہوا ہو اور یہ تبر چلتا دیکھ رہا ہو۔ اسے پیغام دینے کی ضرورت ہوا کرتی ہے؟ کہ تو جلدی اس کی فکر کر اور ان تبر چلانے والوں سے درخت کی حفاظت کر ورنہ یہ درخت بھی گرے گا اور تو بھی اس کے ساتھ ہی ہلاک ہو گا۔ پس آج جب اسلام کی عمارت خطرے میں ہے اور اسے تباہ کرنے کے لئے اس کے دشمن چاروں طرف آگ بھڑکا رہے ہیں کیا اس جماعت کو جس کی آنکھیں حضرت مسیح موعود نے کھول دی ہیں اور اس گھر کی حفاظت کے لئے تیار کیا ہے۔ یہ پیغام دینے کی ضرورت باقی ہے۔ کہ تو اٹھ اور اس آگ کو بجھانے کی فکر کر۔ کیا آج جب احمدیت کو جو دنیا میں آج واحد ذریعہ اشاعت و حفاظت اسلام کا ہے جڑ سے اکھاڑ دینے کی فکر میں اپنے اور پرائے لگے ہوئے ہیں اور یہ جماعت آنکھوں سے سب کچھ دیکھ رہی ہے۔ کیا اس کے متعلق ابھی پیغام دینے کی ضرورت باقی ہے۔ کہ اے قوم اٹھ اور اپنی بنیادوں کی فکر کر ورنہ اس درخت کے ساتھ تیری اپنی ہستی بھی معرض خطر میں ہے۔ جن کے گھر کو لگی ہوتی ہے جن کی جڑوں پر تبر چل رہا ہوتا ہے وہ آرام سے گھروں میں سویا نہیں کرتے۔ وہ دیوانہ وار جد و جہد میں مصروف ہوتے ہیں کہ کسی طرح اس بلا سے اپنی حفاظت کریں۔ پھر وہ لوگ خدا اور رسولؐ اور حضرت مسیح موعود کو مرکر کیا جواب دیں گے جو اسلام اور احمدیت پر اس طرح تبر چلتے دیکھیں اور گھروں میں غافل اور بیفکر بیٹھے رہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ اگر وہ وقت پر نہ چونکے تو آخرت تو خیر ابھی مستقبل کے پردہ میں مستور ہے۔ اس دنیا میں بھی وہ ذلیل اور ہلاک ہو کر اسلام کی تاریخ میں سیاہ داغ بنکر خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق نظر آئیں گے۔ وقت ہے کہ انسان جاگے اور اپنے قومی اجتماع میں دیوانوں کی طرح دوڑتا ہوا آئے اور اس عظیم الشان جہاد میں حصہ لینے کی تڑپ کے ساتھ جو کچھ اس کے مقدور میں ہے ایثار و قربانی اور جد و جہد سے اپنے ایمان و اخلاص کا ثبوت دے یہ وقت غفلت کا نہیں بلکہ دین کے لئے جد و جہد اور قربانی کا ہے۔ ؎

تیر بر معصوم می بارد خبیث بد گہر ؛
حیف بر چشمے کہ اکنوں نیز ہم بیدار نیست ؛

پس اے قوم تو اٹھ اور چل اور اپنے قومی اجتماع میں جمع ہو کر اسلام اور احمدیت کی حفاظت کا حق ادا کر۔ ؎

صوفی از صومعہ برآ خیمہ بزن در گلزار
وقت آں نیست کہ در خانہ نشینی بیکار

جناب مولوی عزیز بخش صاحب

برادران کرم - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

ہمارا جلسہ سالانہ دین اسلام کی خدمت کے لئے اپنے اندر ایک بڑی بھاری قوت پیدا کرنے کا ذریعہ ہے ہر ایک بھائی جو اس جلسہ میں شامل ہو گا وہ ساری جماعت کے لئے قوت کا موجب ہو گا اور ساری جماعت اس کے لئے قوت کا موجب ہو گی۔ اس جلسہ کی غرض یہی ہے کہ جماعت اپنی قوت کو بڑھائے تاکہ ساری دنیا میں اسلام کی اشاعت کر سکے اور جو رکاوٹیں اس راہ میں ہوں ان کو دور کر سکے یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے کہ اس جماعت کا دلی مقصد اور ارادہ دین اسلام کو دنیا میں باذنہ تعالیٰ غالب کر دکھانے کا ہے۔ اور اسی مقصد کے حصول کے لئے یہ لوگ اپنا مال بھی خرچ کرتے ہیں اپنوں اور بیگانوں سے تکلیفیں بھی اٹھاتے ہیں۔ اور اس راہ میں بدنام ہونا اپنی عزت سمجھتے ہیں۔ جن کے دلوں میں یہ اسلام کا درد نہیں وہ ان لوگوں کی قلبی کیفیت کو نہیں جان سکتے۔ اور بدظنیوں میں مبتلا ہو کر اور دوسروں کو بدظن کرکے خود بھی اس سعادت سے محروم ہیں جو دین کی خدمت سے وابستہ ہے اور دوسروں کو بھی محروم کرنے کی کوشش میں دن رات لگے ہوئے ہیں۔ یہ بڑا بھاری فتنہ ہے۔ کہ ایک طرف تو دشمنان اسلام اپنی ساری طاقت خرچ کرکے اسلام کے مٹانے کے درپے ہیں۔ اور دوسری طرف علم برداران اسلام نہ خود اسلام کی حمایت میں اٹھتے ہیں اور نہ کسی اور کا اس میدان میں آنا پسند کرتے ہیں۔ ان تمام آفتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک بڑی بھاری قوت چاہیئے اب سوال یہ ہے کہ ایک چھوٹی سی جماعت میں اتنی طاقت آوے کہاں سے۔ اس کے لئے دور جانے کی ضرورت نہیں ایک کھلی کھلی ہدایت سامنے موجود ہے۔ جو ایک مجرب نسخہ پیش کر رہی ہے۔ فلا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی ایک چھوٹی سی بے سروسامان جماعت ہی تھی جو ہر طرف سے طاقتور دشمنوں کے نرغہ میں گھری ہوئی تھی۔ پھر وہ کونسی طاقت تھی جس نے ان کو ہر میدان میں غالب کر دیا؟ یہ روحانی طاقت تھی۔ یہ روحانی طاقت ایسی زبردست چیز ہے کہ تمام جسمانی طاقتوں پر غالب آجاتی ہے۔ اور اس کے حاصل کرنے کے وہی ذرائع ہیں جن کی مسلمان ہر روز تلاوت کرتے ہیں۔ لیکن اکثر حق تلاوت کا ادا نہیں کرتے ہیں۔ نماز پنجگانہ سے جو حضور قلب سے ادا کی جائے یہ قوت آتی ہے۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنے سے یہ طاقت پیدا ہوتی ہے۔ صحبت صالحین سے یہ کیمیائی اثر پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے جلسہ سالانہ کا اجتماع بھی ایک بڑی حد تک یہی تاثیر اپنے اندر رکھتا ہے۔ احمدی بھائی اور دوسرے مسلمان بھائی آئیں اور اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرکے سرخرو ہوں۔ جس میں فرمایا ہے واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم واخرین من دونھم لا تعلمونھم اللہ یعلمھم وما تنفقوا من شیئ فی سبیل اللہ یوف الیکم وانتم لا تظلمون (۸ پ ۴) (ترجمہ) اور جو کچھ طاقت اور گھوڑوں کے سرحدوں پر باندھ رکھنے سے تم سے ہو سکے تم اس کے ساتھ اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کو خوف زدہ رکھو اور ان کے سوا ان کو بھی جنھیں تم نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے۔ اور جو کوئی چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے تم کو پوری واپس دی جائے گی۔ اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اب ایک طرف یہ آخرین ہیں یعنے عیسائی مشنری جو کفارہ اور تثلیث جیسے بیہودہ عقائد کی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔ جن کا پہلے کسی کو علم نہ تھا۔ دوسری طرف آپ وہ آخرین کی جماعت ہو جنھوں نے اس دشمن حق کا مقابلہ کرنا ہے۔ اور اس کے سحر کو باطل کرنا ہے اس وقت قلمی جہاد میں عیسائی ممالک میں تبلیغ اسلام رباط الخیل کا حکم رکھتا ہے۔ والسلام

خاکسار عزیز بخش احمدیہ بلڈنگس لاہور

حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ؛ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے !

لوگ کہتے ہیں کہ احمدیہ جماعت لاہور دوسرے مسلمانوں میں جذب ہوتی جاتی ہے اور یہ اب احمدیت کی تبلیغ نہیں کرتی۔ اگر ان کی اس سے مراد یہ ہے کہ احمدیت کوئی اسلام سے باہر چیز ہے تو وہ غلطی پر ہیں اور اگر ان کی یہ مراد ہے کہ احمدیت اشاعت اسلام کرنے والے گروہ کا نام ہے تو بھی ان کا یہ کہنا صحیح نہیں۔ ہم خدا کے فضل سے اپنی حیثیت کے مطابق مالی اور قلمی جہاد میں معروف ہیں ہمارے علم کلام کا اثر ہمارے مخالفین میں بھی موجود ہے۔ وہ غیر مذاہب سے مباحثات میں اس سے کام لیتے ہیں۔ آج دنیا میں اسلام کی صحیح تصویر سوائے اس جماعت کے لٹریچر کے اور کہیں نہیں پائی جاتی۔ پھر اشاعت اسلام اور حفاظت کے کام میں جو نصرت الٰہی اس جماعت کے شامل حال ہے وہ پکار پکار کر بتا رہی ہے کہ اللہ کا فضل ہمارے ساتھ ہے

یورپ اور ایشیا میں جہاں کہیں بھی اس جماعت نے تھوڑا سا قدم اٹھایا اللہ نے اس کے لئے فتح کے دروازے کھول دیئے ہاں کسر ہے تو یہ ہے کہ ہم نے ابھی تک اشاعت اسلام کے لئے اپنے آپ کو وقف نہیں کیا۔ اور نہ حقیقی طور پر دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے اگر جلسہ سالانہ میں اس کے لئے کوئی تجویز کی جائے تو امید ہے کہ اللہ کی جناب سے ایسے ایسے فضلوں کی بارش ہو جن کی روشنی ساری دنیا کو چکا چوند کر دے۔

بے شک ہم پولیٹیکل جماعت نہیں ہیں۔ ہم میں جھوٹا پروپیگنڈا کرنے کی قابلیت نہیں۔ ہم چاپلوسی کی راہوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ ہم گورنمنٹ کی خوشامد نہیں کرسکتے۔ ہم مسلمان ہیں مسلمانوں سے محبت کرتے ہیں۔ ان سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ جو کہتا ہے کہ ہم ان میں جذب ہو جائیں گے۔ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ ہم ان سے جدا پہلے بھی نہیں ہیں۔ ہم خادم اسلام ہیں۔ اس سے زیادہ ہمارا اور کوئی دعوےٰ نہیں۔ ہاں جو مذہب ملاؤں نے اسلام کی جگہ تجویز کیا ہے۔ اس کی اصلاح ہمارا کام ہے۔ اور وہ ہو رہا ہے اگر کسر ہے تو یہ کہ ہم جو کوشش کا حق ہے۔ وہ ادا نہیں کر رہے اس کے لئے ضروری ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ساری قوم جمع ہو اور سوچے کہ غفلت کس طرح دور کی جا سکتی ہے اس لئے التماس ہے کہ برادران اس جلسہ سالانہ میں ضرور تشریف لائیں اور وہ کام دنیا کو کر کے دکھائیں جس نے صحابہ کرام کو ساری دنیا میں ممتاز کر دیا تھا۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔

(خاکسار سید محمد حسین)

جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب بی اے ایڈیٹر "لائٹ"

جو خدا کی طرف ایک قدم چلتا ہے خدا اس کی طرف دس قدم چلتا ہے ویسے تو احمدیوں کی مجاہد قوم بارہ مہینے اپنے اموال اور اوقات میں سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مصروف جہاد رہتی ہے اور یہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چلنا ہے لیکن لفظی معنوں میں خدا کے راستہ میں گھر سے نکل پڑنا اور چل پڑنا اپنے اندر ایک خاص کیفیت رکھتا ہے۔ ممکن ہے ایک دنیا دار کی آنکھ میں یہ بھی ایک قسم کا جنون ہو۔ لیکن اس جنون کے سرور کو اس آسمانی سلسلہ کے احباب جو سال بسال اس سالانہ اجتماع میں شامل ہوتے ہیں بخوبی جانتے ہیں۔ میں خود اس نعمت سے محروم ہوں اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی لاہور سے کہیں باہر سکونت پذیر ہوتا۔ اور اس موقعہ پر بستر باندھ احباب کی معیت میں خدا کے راستہ میں چل کر آتا۔ اس مادیت اور دہریت کے زمانہ میں ایک سعید باخدا انسان کی ملاقات اور محبت ایک بڑی نعمت ہے۔ چہ جائیکہ سالانہ جلسہ جیسا عظیم الشان اجتماع ہو جس میں دور دراز کے شہروں قصبوں اور دیہاتوں کی سعید روحیں کشاں کشاں محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کے لئے جمع ہوتی ہیں۔ سال کا آخری ہفتہ ہندوستان میں جلسوں اور جلوسوں کا ہفتہ ہوتا ہے۔ یہ سب جلسے اور جلوس دنیاوی اغراض کے لئے ہوتے ہیں اور انسانی ہاتھوں کے قایم کردہ۔ انسان کے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیز خدا کے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیز کا کب مقابلہ کر سکتی ہے۔ ہمارا سالانہ اجتماع صرف خدا کی رضا کے لئے ہے۔ بلکہ خدا کے پاک اور طاقتور ہاتھ کا قایم کردہ ہے۔ مجھے اس دوست سے ہمدردی ہوگی جو کسی وجہ سے اس نعمت سے محروم رہے اور خدا کے رستہ میں چلنے والوں کی فہرست میں اس کا نام نہ آسکے۔

(محمد یعقوب خان)

جناب سید غلام مصطفےٰ صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور

حضرات سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے یہ ایک قومی اجتماع ہے جس میں ہر ایک دوست کی شمولیت ضروری ہے۔ اس قومی اجتماع کے متعلق حضرت مسیح موعود کا ارشاد تھا۔ کہ اس میں ہر ایک ممبر کا شامل ہونا لازمی ہے مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ وہ ہمیشہ اس کی اہمیت پر بہت زور دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اجتماع کی اصل غرض یہ ہے کہ ہم اکٹھے ہو کر جماعت کے متعلق اور دیگر تبلیغی کاموں کے متعلق مختلف تجاویز سوچیں اور تبادلہ خیالات کریں اور اکٹھے ہو کر خداتعالیٰ کے سامنے جھکنے اور دعا کرنے کا موقع ملے کیونکہ اکٹھے ہو کر دعائیں کرنا برکت کا موجب ہوتا ہے۔ اس اجتماع کی اس وقت اس لئے بھی ضرورت ہے کہ مخالفت بہت زوروں پر ہے دشمن آپ کے سلسلہ کے خلاف ہر قسم کے اوچھے اور ناپاک ہتھیار استعمال کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اس کے مقابلہ کے لئے اور ان حملوں کے اندفاع کے لئے ہمارا بنیان مرصوص کی طرح کھڑا ہونا ازبس ضروری ہے۔ ہماری کمزوری اور غفلت کی وجہ سے ایسا نہ ہو کہ کہیں اس پاک مقصد کو کسی طرح نقصان پہنچے۔ نہ صرف اس میں خود شمولیت کی جاوے بلکہ دیگر عزیز و اقارب کو بھی مدعو کیا جائے۔ اگر آپ نے وقت کی نزاکت کو نہ سمجھا تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ اس مقصد کو دشمن نقصان پہنچا کر چھوڑے گا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حضرت مسیح موعود کی روح کو صدمہ پہنچے گا۔ اگر خدانخواستہ ایسا وقت آگیا۔ تو یہ بات ضرور ذہن نشین کر لی جائے کہ ہماری آئندہ نسلیں ہم پر لعنت بھیجیں گی۔ اور ہمیں برے الفاظ سے یاد کرینگی اس دفعہ جلسہ بھی ماہ رمضان میں ہو رہا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہ دعاؤں کا مہینہ ہے۔ جس کی فضیلت قرآن کریم اور احادیث میں بہت بیان کی گئی ہے۔ آپ ضرور تشریف لایئے۔ تاکہ ہم سب ملکر خداوندکریم کے حضور گریہ و زاری کے ساتھ دعائیں مانگیں یہ صحیح ہے کہ آپ کو سفر کی کلفت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ خرچ کثیر کرنا پڑتا ہے۔ ہم لوگ بعض وقت آپ کی خاطر مدارات میں پورا حصہ نہیں لیتے۔ اور بہت سی خامیاں رہ جاتی ہیں لیکن یہ سب تکالیف اور اخراجات آپ خدا کی خوشنودی کے لئے اٹھاتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ خرچ رائگاں نہیں جاتا۔ بلکہ خداوندکریم کے برکات و انوار کے حصول کے لئے ضروری ہے۔

(آپ کا بھائی:۔ سید غلام مصطفےٰ ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور)

جناب شیخ عطا محمد صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس امرتسر

برادر مکرم شیخ صاحب سلمک اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل چند سطور جلسہ سالانہ کی اغراض و برکات کے متعلق ارسال خدمت کرتا ہوں:۔

اس جلسہ کی اغراض میں سے سب سے بڑی غرض بقول حضرت مسیح موعود یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے۔ اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خداتعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ ایک دوسرے کی ملاقات سے تمام بھائیوں کی محبت بڑھے گی اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ اور یہ بالکل بدیہی امر ہے کہ سالانہ اجتماع میں قوم کی زندگی کا راز مضمر ہے۔ اس سے افراد میں تازہ روح اور کام کرنے کا شوق و جوش پیدا ہوتا ہے۔ اس میں شامل ہونے والے ان بزرگ و مقدس ہستیوں کی صحبت سے نہ صرف مستفید ہی ہوتے ہیں بلکہ ان کے نیک اور پُراز معلومات خیالات سننے سے ایمان زندہ اور مستحکم ہوتے ہیں۔ اور معلوم ہو جاتا ہے کہ ہماری اس چھوٹی سی جماعت نے نہایت قابل قدر کام کئے ہیں اور یورپ جیسے تثلیث اور دہریت کے مرکز میں خدا کے سچے دین اسلام کو پھیلانے میں اپنی بضاعت سے بڑھ کر مالی قلمی اور جسمانی قربانیاں کی ہیں۔ پس میری سب بھائیوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس سالانہ اجتماع پر نہ صرف خود ہی تشریف لائیں بلکہ اپنے ہمراہ اپنے دیگر دوستوں کو جو تاحال جماعت میں شامل نہیں ہیں لانے کی کوشش کریں اور بالخصوص قادیانی حضرات کو تو (خواہ ایک دن کے لئے سہی) ضرور ہمراہ لاویں۔ کیونکہ بہت سی سعید روحیں غلط فہمی اور لاعلمی کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کے دعوے سے بڑھ کر آپ کو منصب نبوت پر جگہ دے رہی ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ان کو حضرت مسیح موعود کے صحیح دعوے سے واقف کریں۔ اور راہ راست پر لانے کی کوشش کریں۔

سال حال کا جلسہ خاصکر اس لئے اور بھی زیادہ بابرکت ہے کہ رمضان کے مبارک مہینہ میں ہوگا۔ اور یہ مہینہ اسلام میں اس واسطے بابرکت سمجھا جاتا ہے۔ کہ اس میں نزول قرآن ہوا۔ اس مہینہ میں مسلمانوں کا ملکر قرآن شریف کی اشاعت کی تجاویز سوچنا اللہ کی راہ میں، اس کے دیئے ہوئے مالوں میں سے حسب استطاعت دینا اور لوگوں کو نیکی کی طرف بلانا اور تبلیغ دین اسلام میں شمولیت کی دعوت دینا نہایت نیک کام ہیں۔ امید ہے کہ اللہ پاک اپنے وعدہ کے مطابق اس جماعت کو یقیناً کامیاب کرے گا۔ والسلام (عطا محمد پنشنر)

جناب مولوی مصطفےٰ خان صاحب بی اے

شیخ انعام الحق صاحب مدیر پیغام صلح نے مجھ سے فرمائش کی کہ میں جلسہ نمبر کے لئے کچھ لکھوں۔ میں نے عدیم الفرصتی کا عذر پیش کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ چند سطریں ہی سہی۔ چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں یہ چند سطور لکھتا ہوں۔

ہمارا سالانہ جلسہ ایک قومی اجتماع ہے اور اس سے قومی زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ گویا یہ جلسہ ہماری قوم کی حرارت غریزی کا پارہ ہے۔ اس لئے ہم سب کو اسے کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ ہاں جو معذور ہوں ان کا معاملہ حوالہ بخدا۔ مگر ان کے لئے بھی ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ خداتعالیٰ ان کو آئندہ سال اس کار خیر میں حصہ لینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

(مصطفےٰ خاں)

احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا اجلاس

۲۷ر دسمبر کو ۳ بجے شام ایسوسی ایشن کا اجلاس ہوگا اور شام کو دعوت چائے۔ اس میں بیرونجات کے نوجوانوں کی شمولیت ضروری ہے۔ فرداً فرداً چٹھیاں الگ بھیجی جا رہی ہیں۔ (الہٰ بخش نائب افسر جلسہ سالانہ)

ہمارا سالانہ اجلاس

چند ایمان پرور و دل آویز نظارے

(از جناب حافظ چوہدری محمد حسن صاحب وکیل گجرات)

انسانوں کی دنیا نے اپنے دنیوی اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے لئے مختلف سوسائٹیاں بنا رکھی ہیں۔ جو اخباروں، صحیفوں، تھیٹروں اور پلیٹ فارموں کے ذریعہ اپنے خیالات پھیلا رہی ہیں کہیں علمی سوسائٹیاں ہیں۔ جو سائنس، فلسفہ اور لٹریچر کی اشاعت کر رہی ہیں۔ کہیں سیاسی جماعتیں ہیں جو اپنے ملک کیلئے وسیع اقتدار طلب کرنے کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں۔ کہیں تجارت کی کمیٹیاں ہیں جو دولت و ثروت کو فروغ دینے کے لئے تجاویز سوچ رہی ہیں۔ کہیں مذہبی کانفرنسیں ہیں جو اپنے اپنے مذہب کی نشر و اشاعت کا انتظام اس طرح کر رہی ہیں کہ دوسرے مذاہب کے بانیان کو مکار اور فریبی ثابت کر دیں۔ غرضیکہ انسان کے گوناگوں مشاغل ہیں۔ اور حصول مقصد کی مختلف النوع مساعی ہیں۔

ہماری بھی ایک چھوٹی سی سوسائٹی ہے جسے تمام دنیا سے ایک نرالی دھن ہے وہ اپنی فیض رسانی کا دائرہ کسی خاص ملک یا جماعت تک محدود نہیں سمجھتی۔ بلکہ تمام انسانیت کی خدمت کیلئے وہ کمربستہ ہے اس کی لغات میں مشرق و مغرب کا کوئی امتیاز نہیں۔ نہ وہاں رنگ و نسل کی قید ہے۔ اس کا نہایت مختصر پیغام ہے کہ تمام دنیا کا خالق اور رب ایک اللہ ہے۔ اور اسی کی چوکھٹ پر تمام انسانیت کو سربسجود ہونا چاہیئے۔ وہ بیک زبان کرشنؑ۔ رامچندرؑ کی نبوت۔ عیسیٰؑ اور موسیٰؑ کی رسالت اور محمد رسول اللہ کی پیغمبری کا اعلان کرتی ہوئی تمام دنیا کے انسانوں کے مذاہب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور تمام آسمانی کتب کا سرچشمہ خدائے واحد کو قرار دیتی ہوئی نسل انسانی میں اتفاق و اتحاد کا پیغام دے رہی ہے۔ وہ اس مقصد کو حقیقی معنوں میں پورا کر رہی ہے۔ جس مقصد کے لئے لیگ آف نیشن کا وجود معرض ہستی میں آیا۔ اور عنقریب نیستی کا لباس پہننے والا ہے۔ اسلام کا عالمگیر پیغام دنیا میں پہنچانا کوئی معمولی کام نہیں۔ مسلمانوں میں خودمختار حکومتیں بھی موجود ہیں۔ اسلامی ریاستوں کی بھی کمی نہیں مسلمانوں میں سرمایہ دار بھی بکثرت ہیں۔ علماء کی بھی کچھ قلت نہیں مگر افسوس کہ اسلام کے یہ تمام طبقے دیگر مشاغل میں مصروف ہیں اور دعوت الی الخیر کے منصب پر صرف ہماری جماعت قائم ہے جو مخالفت کے طوفانوں میں پیدا ہوئی۔ عداوتوں اور غضبناکیوں کے قہرمانی بادلوں نے اس کی پرورش کی اور اب عناد اور کینہ وریوں کے منجدھار سمندر میں صبر کی کشتی میں بیٹھ کر امن کے چپو لگاتی ہوئی تیرتی چلی جا رہی ہے۔ اس مختصر سی جماعت کے کارنامے تمام دنیا میں گونج رہے ہیں۔ اس جماعت کے اس سالانہ جلسہ پر آنیوالوں کے سامنے چند دلآویز نظارے رکھتا ہوں۔ جن کے دیکھنے کے لئے ہر اخلاص مند مومن کو مضطرب ہو جانا چاہیئے۔

(۱) سالانہ جلسہ پر آپ کو ایک مسکین طبع درویش منش انسان نہایت سادہ لباس میں ملبوس نظر آئے گا۔ جو بظاہر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ہوگا۔ تصنع اور نمود کا وہاں کوئی نشان نہ ہوگا۔ اس کی زبان نہایت سادہ الفاظ میں حقایق بیان کرنا شروع کرے گی اور اس کا اخلاص اور جوش آپ کے قلب میں بجلیاں بھڑکا دے گا آپ اس کے الفاظ سن کر محو حیرت ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ بالکل مسحور ہو کر دم بخود ہو جائیں گے۔ وہ آپ کو انسانیت کے بلند سے بلند مقام کی سیر کرائے گا۔ حتیٰ کہ آپ کے دل میں بنی نوع انسان کا درد لاتعداد قربانیاں کرنے پر مجبور کر دے گا۔ میری نظر میں یہ دنیا کی سب سے بڑی شخصیت ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو انسانی زبان میں ادا کیا۔ اور ہزارہا پیاسے انسانوں کی تشنگی بجھانے کا سامان پیدا کیا۔ الغرض اس سالانہ جلسہ پر آپ کی تشریف آوری آپکو حضرت امیر الملت مولانا مولوی محمد علی صاحب سے روشناس کرے گی اور ان کی زبان سے آپ علوم و معارف کے چشمے پھوٹتے دیکھیں گے

(۲) پھر وہاں آپ کو ایک اور اولوالعزم جوانمرد کی زیارت ہوگی جو نہایت صاف اور نفیس لباس میں ملبس ہوگا۔ اس کی زبان اسلامی شجاعت اور مردانگی کی یاد تازہ کر دے گی۔ اس سے آپ امید اور کامیابی کے پیغام سنیں گے۔ وہ آپ کو فتوحات کی داستانیں سنائیگا آپ کے مردہ جسموں میں وہ زندگی کی لہر دوڑائے گا۔ تمام کائنات پر وہ آپ کو مسلط کر دے گا۔ اس کے قلب پر کوئی انسان مستولی نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا کی براہ راست رعایا ہے۔ اور انسانی حکومتیں اور سلطنتیں اس کی نظر میں کھلونے ہیں۔ جو روز بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں میرے احباب سمجھ گئے ہونگے کہ میرا مشارٌ الیہ حضرت مولانا مولوی صدر الدین صاحب ہیں۔ ماسوائے ان دونوں ہستیوں کے آپ کو وہاں ایک اور جری قلب سپاہی نظر آئے گا۔ جو دانایان فرنگ کو عقل و دانش کے سبق سکھاتا ہے۔ جس کی آنکھ مادی دنیا کی کمزوریوں کو خوب بھانپتی ہے۔ اور جس کے حکمت آمیز کلمات سائنس اور فلسفہ کے نیچے دبی ہوئی مخلوق کو ابھارتے ہیں۔ اور روحانیت کے بلند مقام کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ عیش پرست اور ثروت پرست دنیا جو مادہ کی پرستاری میں اپنی انسانیت کھو رہی اس کی آواز سنکر چوکنی ہو رہی ہے۔ وہ نوجوانوں کا رہبر اور نئی روشنی کے تعلیم یافتہ گروہ کا رہنما ان استادان فرنگ کو دعوت اسلام دے رہا ہے جو دراصل موجودہ تعلیم اور روشنی کے بانی مبانی ہیں اس کے قلم سے انوار کے شعلے برستے ہیں۔ اور اس کے الفاظ سے معارف کے چشمے پھوٹتے ہیں۔ ایسے عدیم المثال نوجوان کی آپ کو زیارت ہوگی یعنی [illegible] مولوی محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر لائٹ سے آپ ملاقات کر سکینگے۔ ہاں وہاں ایک اور ہستی بھی ہوگی بڑی عجیب و غریب ہستی۔ وہ ایک پنڈت جی ہوں گے جو سنسکرت کے اشلوک پڑھتے سٹیج پر آ جائینگے۔ ان کو دیکھکر خیال ہوگا کہ شاید مسجد میں ابھی چیخنے چلانے لگیں گے۔ مگر تھوڑی دیر بعد اس وید ک جوش کے حلق سے قرآن شریف کی آیات دلنشین آواز میں نکلنی شروع ہونگی۔ اور ناگاہ اس میں سے ایک اسلامی شیر کی شکل میں تبدیل ہو کر گرجنے لگے گی۔ اس کی گرج سے ہندوؤں کی مجلسوں پر لگنے [illegible]

ہونگی۔ اور ہندو مجلسوں میں سراسیمگی پیدا ہو جائے گی۔ پنڈت اور ودوان مبہوت ہو کر رہ جائیں گے۔ یہ گھر کا بھیدی ایک منٹ میں لنکا گرا کر فتح کا علم لہرا دے گا۔ حضرات یہ عجیب و غریب ہستی ہمارے فاضل و یدحضرت مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی ہیں جن کی تقریریں آریوں کو لرزہ براندام کر دیتی ہیں۔

نہیں نہیں وہاں عام اشخاص نہیں بلکہ متقیوں اور زاہدوں کی ایک جماعت تمہیں نظر آئے گی۔ جو پیکر عمل اور مجسمہ تبلیغ ہے مسجد میں نوافل ادا کرنے والی شب بیدار جماعت خدائے قدوس کے آستانہ الوہیت میں اس وقت گر رہی ہو گی جبکہ لاہور کی مخلوق خواب غفلت میں پڑی سو رہی ہو گی۔ وہاں کہیں حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب کے خوبصورت رخساروں پر سے محبت اور للّٰہیت کے آنسو گر رہے ہوں گے۔ کہیں حضرت ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کا جوش ایمان اپنے ماحول کو گرما رہا ہوگا۔ کہیں میاں غلام رسول صاحب کی مومنانہ فراست کئی ایک طالبان کیلئے مشعل ہدایت ہو رہی ہو گی۔ کہیں حضرت شیخ مولا بخش صاحب کا نور ایمان اپنی تجلیاں دکھا رہا ہوگا۔ اور ان سب سے بڑھکر آپ کو وہاں ایک ایسے بزرگ نظر آئیں گے جن کے گرد بیش معارف قرآن کے بوقلموں پھول کھل رہے ہوں گے اور ان کی خوشبو سے تمام دماغ معطر ہو رہے ہونگے۔ وہ خوش الحانی سے قرآن خوانی کر کے لحن داؤدی کی یاد تازہ کرینگے۔ اور پھر معانی اور معارف اس خوش اسلوبی سے بیان کرینگے کہ خدا کا زندہ کلام ہماری مردہ روحوں کے لئے زندگی بخش ثابت ہوگا۔ کلام الٰہی کو وہ محض تائید الٰہی بیان کرتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک کی خاطر خاص اہتمام سے اس بزرگ کے دل میں معانی القا کر رہا ہے۔ قارئین سمجھ گئے ہونگے کہ یہ بزرگ حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ ہیں۔ اس سے بڑھکر آپ ایک اور نظارہ جلسہ سالانہ پر دیکھیں گے آپ کے سامنے ایک رپورٹ پڑھی جائے گی جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ سال بھر میں آپ کی قربانیاں کیا کچھ رنگ لائی ہیں۔ آپ کو یقین آئے گا کہ آپ کی قربانیاں ضائع نہیں ہو رہیں بلکہ توقع سے کئی گنا بڑھکر اس کے ثمرات حاصل ہو رہے ہیں۔ ایک اور نہایت مرغوب خاطر نظارہ بھی آپکو میسر ہوگا۔ جماعت احمدیہ کی مستورات کی مساعی تبلیغ آپ کے سامنے آئیں گی جنھیں دیکھ کر بڑے مردہ دل مرد پہلے تو شرم میں غرق ہونگے۔ پھر اپنے حوصلوں کو بلند کر کے اپنی گزشتہ غفلتوں کی تلافی کے درپے نظر آئیں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ کس طرح بعض بیگمات اپنے دین کے لئے قربانیاں کرتی ہیں اور مردوں کے دوش بدوش ہو کر بلکہ بعض دفعہ ان سے بھی بڑھ چڑھ کر وہ اشاعت اسلام کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں۔ یہ نیک اور پاک نمونہ اپنی آنکھوں سے دیکھئے۔

جماعت برکت ہے ؎

تا توانی باجماعت یار باش ✽ رونق ہنگامۂ احرار باش

فردشو نادر مقاصد غافل است ✽ ہمتش آشفتگی را مائل است

اے احمدی جماعت کے معزز اراکین اپنے اس سالانہ جلسہ پر ضرور تشریف لاؤ اور اپنی شمولیت سے اس خدائی کام میں ترقی دو جسکے لئے اس صدی کا مجدد مبعوث ہوا تھا۔ تم صراط المستقیم پر چل رہے ہو تمہارا ہر قدم تمہیں منزل مقصود کی طرف لا رہا ہے اور مخالفتوں کی قطعی پرواہ نہ کرو اور امسال پہلے سے بڑھ چڑھ کر کارہائے نمایاں کر کے دکھا دو تاکہ انجمن کے کارکن بددل نہ ہوں اور اعلائے کلمۃ اللہ کے کام میں کوئی تساہل نہ ہو اپنے بچوں اور بیویوں کو بھی ہمراہ لاؤ۔ تاکہ اس قومی اجتماع میں شامل ہو کر یہ بھی جانیں [illegible] آپ کے دونوں [illegible] برکت اور اس [illegible]

غیر مسلم اصحاب کے پیغامات

از جناب مہاتما ہنسراج جی بی اے پردھان آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا لاہور

ایڈیٹر پیغام صلح نے میرے پاس ایک چھوٹا سا رسالہ بھیجا جس میں احمدیہ سوسائٹی کے مقاصد اور کام کی رپورٹ درج ہے۔ اور ساتھ ہی مجھے یہ بھی لکھا ہے کہ میں چند سطور ان کے اخبار کے اگلے پرچہ میں اندراج کے لئے روانہ کر دوں۔ میں نے شروع سے آخر تک اس چھوٹے سے رسالہ کو پڑھا۔

میری دیر سے یہ رائے رہی ہے اور اس چھوٹے سے رسالہ سے اس کی تصدیق بھی ہوتی ہے کہ احمدیہ جماعت بڑی زبردست کام کرنے والی جماعت ہے۔ اس جماعت نے نہ صرف اسلام کی اشاعت میں بڑی بھاری مدد دی بلکہ مسلمانوں کی تنظیم میں وہی کام کیا ہے۔ جس کو آریہ سماج نے ہندوؤں کے اندر سرانجام دیا ہے۔ اس سوسائٹی کی مدد سے مسلمانوں کی مالی اور سوشل حالت کا سدھار ہوا۔ اپنے تبلیغی کام میں اس نے نمایاں کامیابی حاصل کی۔ ہندوستان سے باہر اس کے مشن قایم ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کی خوش نصیبی سے اسکو چند ایسے سرگرم خدمتگار ملے ہوئے ہیں جن کو دن رات اسلام کی ترقی کا خیال رہتا ہے۔ اس سوسائٹی کی مالی حالت بھی تسلی بخش ہے کیونکہ اس کے ممبر اپنی آمدنی کا مقررہ حصہ اپنے ایمان کی اشاعت کے لئے اپنی انجمن کو بھیجدیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ احمدیہ انجمن کے مشن جاوا۔ جرمنی۔ اور انگلستان میں اپنے جھنڈے گاڑے ہوئے ہیں۔

آریہ سماج احمدیوں کا مخالف ہے۔ اور احمدی آریہ سماج کے مخالف ہیں ان کے اصولوں میں بھی بڑا بھاری فرق ہے۔ اور جب تک زمانہ کی روشنی اپنا اثر لوگوں پر زیادہ تیزی سے پیدا نہیں کرتی۔ اس اختلاف کا دور کرنا مشکل ہے آریہ سماج کے بانی رشی دیا نند مہاراج کی یہ کوشش تھی کہ سارے مذاہب کے لوگ آپس میں مل کر وچار کریں اور ان سچائیوں پر پہنچیں جو عالمگیر ہوں۔ اور بنی نوع انسان کے لئے مفید ہوں۔ پرماتما جانے وہ زمانہ کب آئے مگر اس وقت ایک معاملہ ہے جس کی طرف توجہ کر کے آریہ سماج اور احمدیہ سوسائٹی اپنی طاقت کو بڑے اچھے طریقے سے خرچ کر سکتے ہیں۔

آج کل کے بعض تعلیم یافتہ لوگ یہ خیال کر بیٹھے ہیں کہ جب تک خدا کی ہستی کو جواب نہ دیا جائے اور خدا کا خیال عوام کے دلوں سے دور نہ ہو دنیا کے لئے ترقی کے راستہ پر لگاتار چلتے جانا ناممکن ہے۔ خدا پرستی ایک وہم ہے۔ جو انسان کی ترقی کے راستے میں حائل ہے۔ احمدی جماعت خدا کی قائل ہے اور آریہ سماج بھی ایک پرماتما کی ہستی کو قبول کرتا ہے۔ ان دونوں سوسائٹیوں کو چاہئے کہ وہ اس پہلو میں نوجوانوں پر تسلی بخش اثر ڈالنے کی کوشش کریں۔ اور اپنی طاقت کے ایک حصہ کو اس میدان میں بھی خرچ کریں۔

(ہنسراج)

جناب لالہ کرم چند جی ایڈیٹر اخبار پارس لاہور

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔ تسلیم۔

آپ کے ارشاد کی تعمیل میں "پیغام صلح" کے جلسہ نمبر کے لئے مندرجہ ذیل مختصر سا مضمون ارسال ہے:۔

ایک ہندو ہوتے ہوئے بھی میں احمدیہ جماعت کے سنگھٹن اور ہمت و جرأت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس جماعت کے معمولی سے معمولی اور اہم سے اہم رکن کے دل میں اپنی جماعت کے لئے درد ہے۔ ان میں سے ہر فرد اپنے سردار کے احکام کی متابعت اپنا ایمان سمجھتا ہے۔ غریب سے غریب احمدی بھی وقت پر جماعت کے خزانہ میں اپنا حصہ ڈالنے میں بخل سے کام نہیں لیتا۔ وہ جماعت کے سردار کے احکام سے گریز نہیں کرتا۔ اور ہر حالت میں جماعت کی ترقی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ احمدیہ جماعت کا سنگھٹن۔ اس جماعت کے ہر رکن کی ہمت و جرأت۔ ہندوؤں۔ مسلمانوں۔ سکھوں۔ اور عیسائیوں کے لئے نمونہ ہو سکتی ہے۔ یوں کہنے کو تو ہندو سنگھٹن، مسلم تنظیم اور سکھ جتھہ بندی کے الفاظ روزانہ سنتے ہیں لیکن احمدیہ جماعت نے مختصر سے عرصہ میں باہمی اتحاد و اتفاق اور اتحاد سے جو کچھ کر دکھایا ہے۔ ہندو مسلمان سکھ طویل جدوجہد اور ڈھنڈورے کے باوجود اس کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکے۔ ہندوؤں میں آپ کو لاتعداد ایسے اشخاص آسانی سے مل سکیں گے جو دھرم کے خلاف چلنا عیب نہیں سمجھتے۔ مسلمانوں میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اسلامیت کے قریب بھی نہیں پھٹکتے۔ سکھوں میں بے شمار ایسے افراد موجود ہیں جو سکھی دھرم کا علی الاعلان نرادر کرتے ہیں۔ لیکن میں نے آج تک کبھی یہ نہیں سنا کہ کوئی احمدی مذہبی حیثیت سے اپنے دوسرے بھائیوں سے پیچھے ہے یا وہ اپنی جماعت کے وضع کردہ اصولوں سے انحراف کرتا ہے۔

احمدیوں کا اپنے عقائد پر یہ درڑھ وشواس۔ مذہب سے پیار۔ اپنے امیر پر اعتقاد۔ ہر مذہب کے پیرو۔ ہر ملت کے رکن۔ اور ہر قومی انجمن کے ممبر کے لئے رہنمائی کا موجب ہو سکتا ہے۔ احمدیہ جماعت نے چند ہی برسوں میں دنیا پر روشن کر دیا ہے کہ باہمی سنگھٹن۔ اجتماعی ہمت اور ملت کے قائد کے فرمان کی بجاآوری سے چھوٹی سے چھوٹی جماعت بھی دنوں میں ترقی کی بلندیوں پر پہنچ جاتی ہے۔

دوسرے مذاہب والوں کو احمدیہ جماعت سے جو اختلافات ہیں ان سے قطع نظر میں یہ درخواست کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہندو مسلم اور سکھ سب احمدیہ جماعت کی خوبیوں کو اختیار کریں وہی ہمت دیسی ہی تنظیم اور اپنے لیڈروں کی اسی طرح پیروی کریں اس سے وہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے نہ رہیں گے۔ سب اختلافات فروعی ہیں۔ ان کی بنیادیں کسی بھی وقت متزلزل ہو سکتی ہیں لیکن اس تعصب کے زیر اثر خوبیوں کے حصول میں کوتاہی دانشمندی سے بعید ہے۔ آخر میں میں احمدیہ جماعت کے ارکان کو ان کی ہمت اور استقلال پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے عملی زندگی کی نہایت روشن مثال دنیا کے روبرو رکھی ہے۔

(کرم چند ایڈیٹر پارس)

جناب سردار جگت سنگھ صاحب پروپرائٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور

بخدمت گرامی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور

تسلیم۔ آپ کا گرامی نامہ ملا۔ شکریہ۔

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ کی انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ اسی مہینہ میں ہونیوالا ہے اور اس خوشی میں آپ اپنے اخبار کی خاص اشاعت "جلسہ نمبر" کے نام سے نکال رہے ہیں۔

جہانتک میرے مطالعہ کا تعلق ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی انجمن نے بہترین علمی لٹریچر کی اشاعت میں نمایاں کام کیا ہے۔ بالخصوص قرآن شریف کا غیر زبانوں (ڈچ۔ انگلش) میں ترجمہ کرنے کا اہم کام سرانجام دینا کارے دارد والی بات ہے۔ محترم بزرگ مولوی محمد علی صاحب کی اعلیٰ شخصیت سے ایک ایک دنیا فیض یاب ہو رہی ہے۔ مجھے بھی ان سے عقیدت کا فخر حاصل ہے۔ انجمن احمدیہ کے گویا رکن اعلیٰ ہیں۔ ان کے دم قدم سے آپ کی انجمن نے خاص ترقی پائی ہے خدا انہیں عرصہ تک سلامت رکھے۔

آپ کے اصولوں کے مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ جملہ مذاہب کے بزرگوں اور ان کی کتب مقدسہ کا دل سے احترام کرتے ہیں اور حق تو یہ ہے کہ کوئی ملک حقیقی معنوں میں ترقی نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کے مختلف مذاہب ایک دوسرے کے ساتھ ارتباط پیدا نہ کر لیں اور ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں، پیغمبروں۔ گوروں، رشیوں اور مہاتماؤں کی عزت و توقیر دل سے نہ کریں۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ لوگ اس بارے میں خاص توجہ سے کام لے رہے ہیں۔

آخر میں میری دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کے کام میں برکت دے۔ اور جلسہ خوب کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہو۔ مہربانی کر کے میرا یہ پیغام اپنی انجمن کے معزز اراکین کی خدمت میں پیش کر دیں۔

آپ کا دوست:۔ جگت سنگھ

پروپرائٹر رہنمائے تعلیم۔ لاہور

پرائیویٹ سکرٹری جناب صاحب جی مہاراج گورادھا سوامی مت دیال باغ آگرہ

جناب من تسلیم۔

آپ کا نوازش نامہ مورخہ ۶ دسمبر صاحب جی مہاراج کے نام آیا اس سے پہلے آپ کا کوئی خط نہیں پہنچا۔ پچھلے دنوں صاحب جی مہاراج متواتر سفر میں رہے۔ غالباً آپ کا پہلا خط راستہ میں گم ہوگیا۔

افسوس ہے کہ صاحب جی مہاراج کو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے کام سے ذاتی واقفیت نہیں ہے ورنہ ضرور رائے کا اظہار کیا جاتا۔ جو چھوٹا ٹریکٹ آپ نے ارسال کیا اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انجمن اشاعت اسلام کے لیئے قابل تعریف کام کر رہی ہے۔ اور فی زمانہ جبکہ نوجوانوں کی طبیعت عام طور پر دہریہ پن کی جانب مائل ہو رہی ہے انجمن کا کام اور بھی مبارک ہے۔ (نیازمند: مہا لچند سکرٹری)

جناب مالک رام ایم اے ایل ایل بی

اسلام دنیا میں آزادی فکر اور حریت رائے کا علم بردار بنکر آیا تھا قرآن کا ایک ایک لفظ اس دعوے کا مؤید ہے۔ اس عمارت کا بنیادی پتھر لا اکراہ فی الدین تھا۔ مگر کیا آج برادران اسلام کا رویہ اس کے مطابق ہے؟ بات بات پر زبان کٹتی ہے۔ سر پھٹول ہوتی ہے۔ پھر کیا اس بات کی ضرورت نہیں۔ کہ اس صورت حالات کی اصلاح کی کوشش کی جائے ہندوؤں اور مسلمانوں میں کئی ایک امور میں اتفاق ہو سکتا ہے۔ اگر ہم صلح و آشتی سے کام کرنا چاہیں اور ملک وقوم کی خدمت ہمارا مقصد ہو تو انہی امور کو لیکر ہم ایک دوسرے کے ساتھ شانہ بشانہ کام کر سکتے ہیں۔ مگر جیسا کہ میں نے اوپر بھی کہا ہے ہر ایک کو اپنی رائے میں آزاد چھوڑ دینا ازبس ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ اختلاف رائے کے بعد ہم ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں ملک کی فضا آج بہت مکدر ہے۔ اس کی ذمہ داری سب پر مساوی طور پر عائد ہوتی ہے۔ آؤ ایک دوسرے کے خیالات ومعتقدات کی عزت کرتے ہوئے ہم اسے صاف کرنے کی سعی کریں۔ کہ اس میں دین کا بھی بھلا ہے اور دنیا کا بھی۔ اگر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اپنی دیگر سرگرمیوں کے ساتھ ہی اس طرف بھی عملی قدم اٹھائے تو میں سمجھونگا یہ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہوگی اس میں آدمیوں کی کمی نہیں اور ان آدمیوں میں اہلیت اور کام کرنے کے جوش کا فقدان نہیں۔ اس کی سرگرمیاں مشہور ہیں اور تعارف کی محتاج نہیں۔ اگر یہ انجمن اس افسوسناک صورت حالات کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو تو امید ہے کہ ہندو مسلم اختلافات کی خلیج کچھ پٹ جائے۔ اور ہم ایک دوسرے کو زیادہ نزدیک سے مطالعہ کر سکیں۔ جس کا نتیجہ یقیناً نہایت شاندار ہوگا۔ کیونکہ جب تک ہم ایک دوسرے کی اصلیت سے ناآگاہ ہیں یہ سب لڑائی جھگڑا ہے۔ جونہی ہم ایک دوسرے کے قریب آجائیں گے شکوک کی جگہ اعتبار اور اکراہ کی جگہ روا داری لے لیگی۔ اور یہی وہ فضا ہے جسمیں دنیا کا ہر ایک ملک، ہندوستان خصوصاً ترقی کر سکتا ہے (مالک رام)

اس پرچہ کو کثرت سے اپنے دوستوں میں تقسیم کیجیے! اور جلسہ سالانہ میں انکو اپنے ساتھ لائیے!!

کیا سیّد حبیب صاحب اس دعوت کو قبول کریں گے؟

سیّد حبیب صاحب نے اخبار "سیاست" کے ذریعہ اور اس کے بعد کتاب "تحریک قادیان" کی صورت میں اپنے مضامین کو چھاپ کر تمام مسلمانوں کو یہ یقین دلانا چاہا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے حسب ذیل دعاوی کیے ہیں:-

الوہیت کا دعویٰ

ابن اللہ ہونے کا دعویٰ

نبی ہونے کا دعویٰ

اور یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے مرید انہیں خدا اور ابن اللہ اور نبی مانتے ہیں۔ اور انہیں اسپر اس قدر وثوق ہے کہ انہوں نے اس کیلئے تحریری یا تقریری مباحثہ کا چیلنج بھی اپنے اخبار "سیاست" مورخہ ۱۰۔ دسمبر ۳۳ء میں دیا ہے۔

اس کے بالمقابل ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام یقین اور وثوق کے ساتھ یہ شہادت دیتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے ہرگز کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہم میں سے کوئی شخص ایسا مانتا ہے اور چونکہ ان باتوں سے اشاعت اسلام کے اس عظیم الشان کام کو نقصان پہنچتا ہے جو یہ جماعت کر رہی ہے اسلئے ہماری قوم نے جہاں سید صاحب کے چیلنج مباحثہ کو ان کی ہی تجویز کے مطابق تحریری رنگ میں منظور کرلیا ہے اب ہم بھی

سیّد صاحب کو دعوت دیتے ہیں

کہ اگر انکے ہاتھ میں کچھ صداقت ہے تو ہمارے سالانہ جلسہ میں تشریف لاکر سوال وجواب کے ذریعہ ان مسائل کو صاف کرلیں۔ اور مسلمانان لاہور کو بھی موقعہ دیں کہ وہ سید صاحب اور احمدی مقرروں کے دلائل کا موازنہ کر سکیں۔ ذیل کے دو مضمون خاص اسی غرض کے لئے رکھے گئے ہیں۔

۲۵۔ دسمبر ۳۳ء بروز پیر

وقت	مقرر	مضمون
صبح ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک	میر مدثر شاہ صاحب گیلانی	کیا حضرت مرزا صاحب نے خدائی اور نبوت کا دعویٰ کیا؟
۱۱ بجے سے ½۱۱ بجے تک	سوال وجواب	
½۱۱ بجے سے ½۱۲ بجے تک	مولانا عصمت اللہ صاحب	حضرت مرزا صاحب پر توہین انبیاء کا الزام اور اسکا جواب
½۱۲ بجے سے ۱ بجے تک	سوال وجواب	

ہم امید کرتے ہیں کہ اگر سید صاحب کی غرض تحقیق حق ہے تو وہ اس دعوت کو قبول کرکے وقت مقررہ پر تشریف لاکر اپنے دلائل کو پیش کرنے کی جرأت دکھائیں گے۔ اور اگر ان کی غرض صرف ایک خدمت اسلام کا کام کرنے والی جماعت سے تنفر پیدا کرنا ہے تو گریز کی کوئی راہ نکال لیں گے۔

المعلن

سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ لاہور

مسلمان بھائیوں کو دعوت

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

برادران اسلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کے خیالات ہمارے متعلق گوناگوں ہیں۔ بعض لوگ تو ہمارا مذہب ہی اسلام سے الگ سمجھتے ہیں۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ ہم گو مسلمان تو ہیں لیکن ایک گمراہ فرقہ ہیں۔ بعض ہماری خدمات اسلامی کے معترف ہیں لیکن پھر بھی ہمارا ہاتھ بٹانے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم خدا کے فضل سے مسلمان ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں۔ اور کلمہ طیبہ کے ہر قائل کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں کی تکفیر سے سخت بیزار ہیں۔ اور ہر مکفر مسلمین سے خواہ وہ کسی فرقہ میں سے ہو بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو ختم مانتے ہیں۔ اور آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کے قائل نہیں۔ نیا ہو یا پرانا۔ ہاں مجددوں کے آنے کے قائل ہیں۔ اولیاء اللہ کے کمالات کے قائل ہیں۔ ائمہ مجتہدین کی بزرگی کے معترف ہیں۔ اصول میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں۔ فروع میں اختلاف ہمیشہ رہے اور رہیں گے ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر ہونے کے خیال کو غلط مانتے ہیں۔ اور اس کی پرزور تردید بھی کرتے ہیں اس لئے کہ اس خیال سے عیسائیت کو قوت اور اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ایسے مہدی کے آنے کے قائل نہیں۔ جو تلوار کے زور سے لوگوں کو مسلمان کرے۔ اس لئے کہ یہی وہ بات ہے۔ جس کے ذریعے سے اعدائے اسلام اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔

ہم اسلام کے خادم ہیں۔ اسلام کا کام ہمارا نصب العین ہے یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ مسجدیں بنواتے ہیں۔ اسلام کی بہترین تصویر دنیا میں پیش کرتے ہیں۔ اسلامی لٹریچر یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں مفت پہنچاتے ہیں۔ ہندوستان میں آریہ سماج کا مقابلہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو شدھی کے حملوں سے بچاتے ہیں۔ ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ ٹریکٹ اور رسالے بکثرت شائع کر کے رسول اللہ صلعم کا تحفظ اور اعلائے کلمۃ اللہ کرتے ہیں۔ بعض ناسمجھ اسلام کے لئے ایک جماعت [illegible] ہیں۔ ہمارے متعلق بدگمانی سے خدمات اسلام کے کام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اس لئے جملہ مسلمان بھائیوں سے التماس ہے کہ وہ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ اسلام پر یہ کیا نازک وقت ہے جب ساری قومیں اسے کھانے کے لئے دوڑتی ہیں۔

ہمارے سالانہ جلسے میں جو ۲۱۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۳ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو رہا ہے۔ شامل ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ہم کون ہیں۔ اور کیا کر رہے ہیں۔ اگر وہ ہمیں خادم اسلام پاتے ہیں۔ تو ان کا فرض ہے کہ اسلام کی محبت کے لئے رسول اللہ کی عزت کی حفاظت کے لئے وہ بھی اسلام کے سپاہی بن کر میدان عمل میں ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں۔ یا کم سے کم نیک کام کی اعانت کو ہی اپنی زندگیوں کا مقصد بنائیں۔ جو اصحاب بیرون جات سے تشریف لائیں وہ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو اطلاع دیدیں۔ ان کے قیام و طعام کا انتظام انجمن کے ذمہ ہوگا۔

پروگرام و دیگر ضروری تفصیلات اس پرچہ میں موجود ہیں۔

اب بیکار رہنے کا وقت نہیں۔ بیکاری اس وقت اسلام سے غداری ہے اسلام دشمنوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ ہمارے بھائیوں کو چاہئے کہ [illegible] اور اسلام [illegible] کے کام ہیں اور عمارت اسلامی [illegible] اس کے [illegible] ہمارے نوجوانوں کا اختیار [illegible] والسلام (محمد علی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جلسہ نمبر نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۱ | یوم جمعہ - ۲۶ - شعبان المکرم ۱۳۵۲ھ | نمبر ۷۲

ہمارا قومی دربار

اللہ کیلئے چند دن!

جلسہ نمبر جس کا اعلان آپ گذشتہ اشاعتوں میں ملاحظہ فرما چکے ہیں حاضر خدمت ہے۔ یہ قومی اجتماع کے سلسلہ میں "پیغام صلح" کی طرف سے ایک حقیر لیکن مخلصانہ کوشش ہے۔ اس کوشش کو کس حد تک کامیاب کہا جا سکتا ہے؟ اس کا ناظرین کرام خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ مختلف قسم کی مجبوریاں اور مشکلات جو "خاص نمبر" اور "قبول احمدیت نمبر" کی اشاعت کے وقت موجود تھیں اس نمبر کی تیاری کے دوران میں بھی پیش آتی رہیں۔ مگر جہاں تک حالات نے اجازت دی ہم نے اپنے محدود ذرائع سے کام لے کر اس نمبر کو مفید و بہتر بنانے کی پوری سعی کی ہے۔ ان صفحات میں اپنوں اور عزیزوں دوستوں اور مخالفوں مسلموں اور غیر مسلموں مردوں اور عورتوں نوجوانوں اور بوڑھوں غرضیکہ ہر قسم کے لوگوں کی تحریریں موجود ہیں۔ اور تمام ضروری امور بیان کئے گئے ہیں۔ ہمارے کہنے کے لئے کوئی بات باقی نہیں۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان سلسلہ نے قوم کو جو کچھ کہا ہے اور جس طریق پر شمولیت جلسہ کی دعوت دی ہے۔ اس کو گوش و ہوش سے سننا اور عمل کرنا یقیناً ہم سب کا فرض ہے۔ نوجوانوں نے اپنے نوجوان بھائیوں کو جس خلوص و جوش سے مخاطب کیا ہے اس کا مطلب اور مقصد بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ احمدی نوجوان جوق در جوق اپنے قومی دربار میں شامل ہوں اور ان کے ذمہ جو فرائض عائد ہوتے ہیں۔ انہیں پورے شوق و انہماک سے ادا کریں۔ اس کے بعد اور کیا کہنے کی ضرورت ہے۔ اور ہم کونسی نئی بات کہہ سکتے ہیں؟ لیکن غیر از جماعت اور غیر مسلم حضرات و خواتین کے پیغامات کو پڑھ کر دل میں ایک خیال بار بار پیدا ہوتا ہے بہتر ہے اس کا اظہار کر دیا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود قائم کردہ جماعت ہے۔ اور اس وقت دنیا میں صرف یہی ایک جماعت ہے۔ جو صحیح عقائد صحیح طریق کیساتھ کامیابی سے تبلیغ اسلام و اصلاح مسلمین کا فرض انجام دے رہی ہے۔ مگر یہ حقیقت بھی ہر وقت ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے۔ کہ ہماری کامیابیوں میں ہماری محنت اور کوشش کا بہت ہی کم حصہ ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسلام کے پاک اصولوں کی برکت ہے کہ ہماری معمولی سی جد و جہد پر اتنی بڑی کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں جن کا دوست دشمن سب اعتراف کر رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمیں ایک اور بات یاد رکھنی چاہئے کہ ہم نے اب تک جو کچھ کیا ہے وہ اس کام کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے۔ جو ہمیں کرنا چاہئے تھا۔ یا ابھی ہم نے کرنا ہے۔ صداقت اپنے اندر ایک خداداد رعب رکھتی ہے۔ اس کا اثر دلوں پر ہوتا ہے۔ ہمارے پاس صحیح اصول و عقائد ہیں۔ ہمارے تبلیغی و اصلاحی کام کی بنیاد بالکل صحیح ہے۔ اور ہم اسے صحیح طریق پر انجام دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام لوگ اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اس پرچہ میں غیر از جماعت اور غیر مسلم اصحاب و خواتین کے جو بیانات شائع ہو رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دنیا ہمیں کیا سمجھتی ہے اور ہم سے کیا توقع رکھتی ہے۔ یہ پیغامات عملہ "پیغام صلح" کی چند روز کی کوشش کا حاصل ہیں۔ ورنہ ہندوستان اور بیرونی ممالک کے اکثر اہل علم و انصاف ہمارے متعلق اسی قسم کے خیالات رکھتے ہیں۔ بعض صاف الفاظ میں ظاہر کر دیتے ہیں۔ بعض کسی مصلحت یا رکاوٹ کی وجہ سے اپنے ان خیالات کی اشاعت اخبارات میں مناسب نہیں سمجھتے۔ گذشتہ ایام میں ہمیں لاہور کے متعدد ہندو مسلم اکابر سے ملاقات کا موقع ملا۔ ایک بہت بڑے ہندو لیڈر نے کہا کہ "جماعت احمدیہ کا کام حیرت انگیز ہے لیکن میں پبلک طور پر اس کا اظہار اس لئے پسند نہیں کرتا کہ میری قوم پر اس کا اچھا اثر نہیں ہوگا۔" ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ غیر مسلم خاتون نے فرمایا کہ "میں بعض وجوہ سے کوئی پیغام دینے سے معذور ہوں مگر اس بات کا مجھے اعتراف ہے کہ جماعت احمدیہ ایک کام کرنے والی جماعت ہے۔ اور اس کے بعض کارنامے معجزہ سے کم نہیں ہیں"۔ لاہور کے ایک نہایت ہی ذمہ دار مسلمان لیڈر نے مضمون کی درخواست کے جواب میں کہا "ہماری ہمدردی یقینی طور پر آپ کے ساتھ ہے۔ لیکن حالات فی الحال ہمیں خاموش رہنے پر مجبور کرتے ہیں۔ پیغامات دینے اور آپ کے ساتھ ملکر کام کرنے کا وقت جلد آنے والا ہے آپ اس کا انتظار کیجئے۔" یہی حال دوسرے بہت سے اکابر اور اخبار نویسوں کا ہے۔ لیکن جاننے یہ اقرار اور مقبولیت خدا کا فضل اور صداقت کا نتیجہ ہے۔ ہمیں اس پر ہرگز مغرور نہ ہونا چاہئے۔ بلکہ خدا کے حضور میں جھکنا چاہئے اور اس کا شکر ادا کرنا چاہئے جس نے ہماری ناچیز و حقیر کوششوں سے اس قدر شاندار نتائج پیدا کئے۔ کہ دلوں کی دنیا میں بھی ایک زبردست انقلاب آگیا۔ اس کے ساتھ ہی ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ آرار اس لئے نہیں شائع کی جا رہی ہیں کہ ہم ان پر خوش اور مگن رہیں۔ بلکہ ان کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی گذشتہ کوششوں کے شاندار نتائج سے باخبر ہو کر اپنے قدم کو آگے بڑھائیں۔ کسی کی تعریف کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ جب تک ہمارا اپنا ضمیر مطمئن نہ ہو۔ ان بیانات کو پڑھ کر ہمارے اندر ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا ہونا چاہئے۔ ہمیں اپنے فرائض کی ادائیگی اور اپنے مقاصد کے حصول کے لئے زیادہ استقلال و ہمت سے جد و جہد کرنی چاہئے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھئے اپنے فرائض کو ادا نہ کرنا سب سے بڑی برائی ہے۔ کسی کی کوئی تعریف اس برائی میں کوئی کمی نہیں کر سکتی۔

جلسہ سالانہ جو دراصل ہمارا قومی دربار ہے۔ چند روز تک منعقد ہو رہا ہے۔ اس کی اہمیت و ضرورت آپ کو دوسرے مضامین سے بخوبی معلوم ہو گئی ہے۔ اس کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانا ہمارا ایک نہایت ہی مقدس فرض ہے۔ اگر ہم نے اس سے پہلو تہی کی تو یہ خدا اور قوم کے نزدیک ایک جرم ہوگا۔ اس لئے تمام افراد سلسلہ کو اس قومی دربار میں شامل ہونا چاہئے۔ اور کوشش کر کے اہل و عیال کو ہمراہ لانا چاہئے۔ اگر ہم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا تو اور کیا کر سکیں گے؟ یہ بات بھی آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ ہمارا جلسہ کوئی میلہ یا عرس نہیں۔ بلکہ یہ ایک نہایت ہی مفید و پاک مقصد کیلئے منعقد ہوتا ہے۔ اور ہمارے ہاں کامیابی کا معیار کثرت تعداد اور بھیڑ بھاڑ میں نہیں بلکہ قربانیاں ہیں۔ اس لئے ہمیں اس اجتماع کے مقصد کا بھی ہر وقت خیال رکھنا چاہئے۔ رمضان ایک مبارک اور دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ امسال اجتماع اسی مہینہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ ہمیں اس موقع کو ہرگز ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ اور ضرور کوشش کر کے شامل ہونا چاہئے۔ نوجوانوں اور خواتین کو مخاطب کر کے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ اور مضمون میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس پر کسی اضافہ کی ضرورت نہیں۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم ہمارے اس اجتماع کو کامیاب بنائے۔ اور ہر ایک فرد کو اس میں شمولیت کی توفیق بخشے۔

آخر میں ہم تمام اصحاب و خواتین کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے اس نمبر کے لئے مضامین و پیغامات عنایت فرمائے اور ان تمام دوستوں سے معذرت خواہ ہیں جن کے مضامین قلت گنجائش کی وجہ سے اس پرچہ میں شائع نہ ہو سکے۔ انشاء اللہ انہیں آئندہ اشاعت میں درج کر دیا جائے گا۔

لاہور میں شاندار نمائش

احباب اصحاب کو معلوم ہو گا کہ لاہور میں ایک شاندار نمائش منعقد ہو رہی ہے جس کا افتتاح جلسہ سالانہ سے قبل ہی عمل میں آجائیگا اس کی تیاریاں نہایت وسیع پیمانہ پر ہو رہی ہیں۔ اور غیر معمولی اہتمام کیا گیا ہندوستان کے تقریباً ہر ایک صوبہ کی متعدد مشہور فرمیں۔ کارخانے اور دکانیں اس میں شریک ہونگی پنجاب کا محکمہ زراعت بھی اس کے کارکنوں کو قابل قدر امداد دے رہا ہے اور کوشش ہو رہی ہے کہ موجودہ زمانہ کی مفید ایجادیں۔ زراعتی مشینیں اور ہندوستان کی تمام قابل ذکر صنعتیں اس نمائش میں رکھی جائیں۔ تاکہ لوگوں کی معلومات میں اضافہ ہو علاوہ ازیں مختلف تفریحات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔ محکمہ ریلوے نے نمائش کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے احاطہ نمائش میں ٹکٹ گھر کھول دیا ہے جہاں سے ہر مقام کے ٹکٹ مل سکیں گے۔ اور مال بک ہو سکیگا ایام کرسمس میں دور دور سے لوگ اس نمائش کو دیکھنے کیلئے لاہور پہنچینگے جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے احباب اس عدیم النظیر نمائش کو مفت میں دیکھ سکیں گے۔ نمائش میکلوڈ روڈ پر ٹاؤن ہال میں منعقد ہو رہی ہے۔ ٹکٹ نہایت معمولی ہوگا۔ ممکن ہے کہ آئندہ اشاعت میں اس کے متعلق ہم تفصیلی معلومات پیش کر سکیں۔

مقتدر مُسلم خواتین کے پیغامات

محترمہ لیڈی شفیع صاحبہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کیا ہندوستان اور کیا مغربی ممالک میں جو کام سرانجام دے رہی ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ ہر زبان میں کلام پاک کو انسانیت کے سامنے پیش کرنا۔ سادہ اور آسان زبان میں مذہبی مضمونوں کو عوام الناس کے ذہن نشین کرنا اور اسلام کی تعلیم کا ہر ملک میں رائج کرنا یہ ایسے نمایاں کام ہیں جن کے لئے ہم کارکنان انجمن کے ممنون و مشکور ہیں۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس انجمن کی مدد کرے۔ اور اس کار خیر میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کرے۔ (امیر محمد شفیع)

محترمہ بیگم شاہ نواز صاحبہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے بے نظیر کام کو مغربی ممالک میں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی مسرت حاصل کر چکی ہوں۔ جو نمایاں کام یہ انجمن سرانجام دے رہی ہے اس کے لئے ہم کارکنان انجمن کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہوگا۔ یورپ میں ہمارا مذہب محض لاعلمی کی وجہ سے ہر دم نکتہ چینیوں کا شکار بنایا جاتا تھا۔ اس انجمن نے اسلام کی تعلیم کا چرچا کر کے مغربی ممالک کے لوگوں کو موقعہ دیا ہے کہ وہ اسلام کو اس کے اصلی رنگ میں دیکھ سکیں۔ آج کل جب کہ سائنس کی حیرت انگیز ترقی نے لوگوں کے دلوں میں مذاہب کی طرف سے بیزاری اور شکوک پیدا کر رکھے ہیں۔ ہمارے سادہ مذہب اسلام کی تعلیم کئی ایک بے چین دلوں کے لئے وہ تسلی بخش اور امن افزا پیغام لاتی ہے جس کے وہ ہر دم تشنہ رہتے ہیں۔ اے کاش قوم اس فرض کو سرانجام دینے کی طرف پوری توجہ کرے۔ تاکہ یہ کام بہت بڑے اعلیٰ پیمانہ پر ہو سکے۔ مجھے پورا یقین ہے۔ کہ اگر اسلام کے سادہ اصول عوام الناس ہی کے نہیں بلکہ تعلیم یافتہ لوگوں کے سامنے اس کے اصلی معنوں میں پیش کئے جائیں تو سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ اس کے قائل ہوتے جائیں۔ اس انجمن کی مدد کرنا ہر مسلمان کو اپنا فرض اولین سمجھنا چاہیئے۔ (جہاں آرا شاہنواز)

محترمہ والدہ صاحبہ شیخ محمد سلیم بیرسٹرایٹ لاء

میں کئی سالوں سے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سالانہ جلسوں کو دیکھتی ہوں اور اس کی کارگزاری کے حالات اس کی روئدادوں میں پڑھتی ہوں۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت مسرت ہوتی ہے کہ اس کے اراکین اور خاص کر اس کے محترم صدر مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نہایت خلوص اور دلی جوش سے اسلام کی خدمت میں مصروف ہیں۔ جو کتابیں اس انجمن کی طرف سے شائع ہوئی ہیں اور جو کوششیں غیر مسلم ممالک میں اسلام کی روشنی پھیلانے کے لئے اس انجمن کی جانب سے کی گئی ہیں ان کے لئے ہر ہمدرد اسلام کو اس جماعت کا ممنون ہونا چاہیئے۔ خواہ وہ خود اس جماعت سے تعلق رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ یہ انجمن اسلام کے متفقہ مسائل کی طرف لوگوں کو رغبت دلاتی ہے۔ اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی تلقین کرتی ہے جس چیز کی اشد ضرورت ہے وہ باہمی اتحاد ہے۔ یہ انجمن ہر عقیدے کے مسلمانوں کو اپنے جلسوں میں شوق سے دعوت دیتی ہے۔

میں دعا کرتی ہوں کہ خدا اس کے کارکنوں کو توفیق دے کہ وہ اسلام کی ترقی اور اشاعت کے لئے کوشاں رہیں۔ اور جو کامیابی ان کو اس بارے میں تاحال حاصل ہوئی ہے اس سے بھی زیادہ کامیابی حاصل کریں۔

(راقمہ۔ والدہ شیخ محمد سلیم بیرسٹرایٹ لاء)

محترمہ لیڈی عبدالقادر صاحبہ

انجمن اشاعت اسلام کو خدمت اسلام کرتے ہوئے بیس سال ہونے کو آئے ہیں اس عرصے میں یورپ میں دو مرکز تبلیغ کے لئے قائم ہوئے۔ ایک انگلستان میں بمقام ووکنگ اور دوسرا جرمنی میں بمقام برلن۔ اور دونوں کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ دور دراز مقامات میں مبلغ روانہ کئے گئے۔ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ شائع ہو کر مقبول ہوا۔ اب جرمنی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ بہت سے رسالے مختلف زبانوں میں شائع کئے گئے۔ اور سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم ہوئے۔ جس سے یہ مقصد تھا کہ اسلام کے ضروری مسائل عام فہم طریق پر لوگوں کے سامنے پیش کئے جائیں۔ میرے خیال میں اس انجمن کی کوششیں [illegible]۔ سالانہ جلسے کے موقعہ پر دلی مبارک باد دیتی ہوں کہ اس نے اپنی مفید زندگی کا ایک اور سال بخیر و خوبی ختم کیا۔ (ا۔ب عبدالقادر)

محترمہ ایس قلندر علی خاں صاحبہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ اس نازک زمانے میں جب کہ اسلامی کشتی ڈگمگا رہی ہے۔ یہ انجمن اس کشتی کو ابھارنے کے لئے دامے درمے۔ قدمے مدد کر رہی ہے۔ کاش سب مسلمان فرقے باہمی فرقہ دارانہ خیالات کو برطرف کر کے متفقہ کوشش اسلام کی ترقی کے لئے کریں۔ تو یقیناً ظلمت کا پردہ چند دنوں میں دور ہو کر عالم اسلام کی روشنی سے بقعہ نور بن جائے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا اس انجمن کے افراد کو زیادہ ہمت و حوصلہ کی توفیق دے۔ (ایس قلندر علیخان)

از محترمہ بسم اللہ صاحبہ بیگم عصمت

جماعت احمدیہ لاہور کی دینی قومی اور علمی خدمات محتاج تعارف نہیں ہیں۔ جماعت کے اشد ترین مخالفین کی زبانیں نہیں تو کم از کم ان کے دل تو لازمی طور پر اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔ مگر اس وقت میں صرف ایک اہم خدمت کے ذکر پر ہی اکتفا کروں گی۔ ہندوستانی مسلمان آجکل افراط تفریط کے مرض میں مبتلا ہیں۔ مسلم خواتین بھی اسی بیماری کی مریض ہیں۔ ہماری پابند مذہب بہنوں پر تاریک خیالی کا غلبہ ہے اور تعلیم یافتہ اور روشن خیال بہنیں مذہب سے بے پرواہ اور مغربی تہذیب کی دیوانی ہو رہی ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور نے مردوں کے علاوہ عورتوں کے لئے ایک ایسا معتدل مسلک اور پلیٹ فارم تیار کیا ہے۔ جو افراط تفریط سے بالکل پاک ہے۔ چند مخصوص عقائد سے قطع نظر وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ مسلم خواتین کا مستقبل بھی جماعت احمدیہ لاہور کی نسوانی تحریکات کے ساتھ وابستہ ہے۔ مسلم قوم کو روشن خیال اور پابند مذہب ہستیاں صرف اسی جماعت سے مل سکتی ہیں۔ دوسرے تمام طبقوں میں تاریک خیالی یا آزاد خیالی کے مظاہروں کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے گا۔

ان الفاظ کے ساتھ میں انجمن کے ایام کرسمس میں منعقد ہونے والے اجتماع کی کامیابی کے لئے دعا اور مسلم خواتین سے ان میں شمولیت کی درخواست کرتی ہوں۔ خاکسار عصمت

محترمہ بیگم صاحبہ مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی

نسل انسانی میں جو بلند درجہ اور حیثیت اسلام نے عورتوں کو عطا کی ہے عملی رنگ میں اس کا شکریہ صرف اسی صورت میں ادا ہو سکتا ہے کہ ہم اس درجہ اور حیثیت کو اپنی انتہائی کوشش اور جدوجہد سے قائم رکھیں۔ اسلام کی نگاہ میں عورت کوئی غیر ذی روح ہستی نہیں بلکہ نسل انسان کی تربیت کی اہم ذمہ داری کا بوجھ مرد کی نسبت اس کے ذمہ زیادہ تر ڈالا گیا ہے۔ آئندہ نسل کی نہ صرف جسمانی پرورش بلکہ اس کی روحانی تربیت کا انحصار بھی بہت حد تک ماؤں پر ہے۔ دنیا کی تاریخ اور علما کے سوانح اس امر پر گواہ ہیں کہ دنیا کی کوئی بڑی تحریک اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک مردوں کے ساتھ عورتیں بھی اس میں حصہ نہ لیں۔ وہ تحریکیں جن میں عورتوں نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ وہ صرف ایک نسل تک ہی زندہ رہی ہیں۔ احمدیت اس زمانہ کی ایک ایسی تحریک ہے جس پر مذہب اور روحانیت کی زندگی کا انحصار ہے۔ سچا مذہب عورت اور مرد دونوں کی ترقی کا موید ہوتا ہے۔ میری احمدی بہنیں جنہوں نے اس زمانہ کے مصلح اعظم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ اور اپنی زندگی کی غرض اس امر کو قرار دیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گی۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ فی الحقیقت اس عہد کا مقصد یہ ہے کہ ہم دین کی خاطر دنیا کے تمام معمولی دھندوں کو قربان کر دیں ہمیں سال میں کم از کم ایک مرتبہ تکلیف اٹھا کر اور کچھ خرچ کر کے ہمیں اس عہد کے ایفا کا عملی ثبوت دینا چاہیئے ہمیں اپنے قومی اجتماع میں شریک ہونا چاہیئے۔ ہمارا سالانہ جلسہ دنیا کے بیاہ شادی یا میلوں کی طرح نہیں۔ بلکہ اس کی غرض ہماری روحانی ترقی اور آئندہ نسل کی بہتری ہے۔

خاکسار

(اہلیہ عبدالحق ودیارتھی)

نوجوانوں کے پیغامات نوجوانوں کے نام!

جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی خلف الرشید جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

احمدیہ جماعت کے نوجوانوں میں نئی زندگی کے آثار نظر آرہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ اس جلسہ سالانہ پر اپنی شمولیت اور اپنے مذہبی شوق سے اس نئی زندگی کا مزید ثبوت دیں گے۔ جلسہ سالانہ پر اب تک نوجوانوں کی تعداد تھوڑی نظر آتی رہی ہے۔ اس سال ہم کو کثیر تعداد میں آکر اس خامی کو دور کرنا چاہیے۔ کسی کام کے لئے جہاں بزرگ تجربہ کار اور دانشمند اصحاب کے مشورہ اور رائے کی ضرورت ہوتی ہے وہاں خود کام کو کرنے کے لئے قوت عمل اور جوش کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ جو ہم نوجوانوں کو پوری کرنی چاہیے۔ میں اپنی قوم کے نوجوانوں سے پر زور التجا کرتا ہوں کہ وہ اپنے قومی کاموں میں شوق پیدا کریں۔ اور جہاں تک حالات اجازت دیں حصہ بھی لیں۔ کیونکہ ہم کو ابھی سے محسوس کرنا چاہیئے۔ کہ جو کام ہمارے بزرگ آج کر رہے ہیں وہ کل کو ہمیں کو کرنا ہے۔ تمام احمدی نوجوانوں کے لئے لازم ہے کہ اپنی قوم کے بزرگوں کے نصائح اور طرز عمل کی تلاش میں لاہور آئیں۔ اور مسیح موعود کے روشن کئے ہوئے چراغوں سے اپنے دلوں کی بتیاں روشن کرکے واپس لے جائیں۔ (خاکسار نصیر احمد فاروقی)

جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

نوجوان کون ہے؟ نوجوان وہ ہے جس کے سینہ میں تمناؤں کا ایک تلاطم بپا ہے۔ نوجوان وہ ہے۔ جس کے دل میں آرزوؤں اور امنگوں کا ایک طوفان بپا ہے۔ نوجوان وہ ہے جو اپنی ان تمناؤں اور امنگوں کیلئے ہر شئے فنا کرنے پر تلا ہے۔ نوجوان وہ ہستی ہے جو اپنی آرزوؤں کی خاطر دیوانہ وار ہر اس قربانی پر مستعد ہے۔ جس سے اس کے سینہ کے ولولوں اور دل کے جوش کو تسکین حاصل ہو۔ نوجوان بے پرواہوتا ہے مقاصد عظیمہ کے مقابل مصلحت وقت اور دور اندیشی کی باتیں اسے نہیں سوجھتیں۔ وہ آگ میں کودنے کو تیار ہے۔ اور جان کھو دینے پر مستعد!

احمدی کون ہے؟ احمدی وہ ہے جس نے اپنی تمام تمناؤں کو دین اور اس کی اشاعت پر محدود کر لیا ہے۔ احمدی وہ ہے جو اسی دنیا میں رہتے ہوئے اس کی کششوں اور زینتوں سے اپنی آنکھیں بند کر چکا ہے۔ احمدی وہ ہے جس کی لذتیں علم دین کے حصول اور اس کی اشاعت پر ختم ہو گئی ہیں۔ احمدی وہ ہے جو قرآن مجید اور حضرت مصطفےٰ کے عشق میں فنا و محویت حاصل کر چکا ہے۔ احمدی وہ ہے جس کا سوز و گداز۔ جس کے درد و تڑپ کا تمام خلاصہ رضاء الٰہی ہے۔ احمدی وہ ہے جس نے سچے دل سے امام وقت حضرت مسیح موعود کی اطاعت و محبت کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔

کیا آپ "نوجوان" اور احمدی بھی؟ تو پھر آپ نے ان مہمات عالیہ کے حصول کے لئے کیا کچھ کیا ہے؟ اگر آپ نے صرف عزم صمیم ہی کر لیا ہے۔ اگر آپ نے عہد وفا ہی باندھ لیا ہے۔ تو بھی آپ سعادت کے قریب ہیں۔ آؤ! اس عزم کو پورا کریں اور اس عہد کو نبھائیں۔ ؎

صادق آں باشد کہ ایام بلا مے گذارد با محبت باوفا

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ خوابیدہ تمناؤں کو جگانے کا ذریعہ ہے۔ دین اور اس کی اشاعت پر کمربستہ لوگوں کا ایک مظاہرہ ہے۔ جب عالم میں ہر طرف دُنیا! دُنیا!! دُنیا!!! کی ایک مسلسل و پیہم پکار سنائی دے رہی ہے۔ ایسے وقت میں ایک نہایت ہی قلیل گروہ ایمان و یقین اور شجاعت و عزم کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر دین! دین!! دین!!! کی صدا بلند کر رہا ہے۔ آسمان سے آواز آتی ہے وہ۔ اب تو ہیں اے دل کے اندھو! دین کے گن گانے کے دن"۔ اس لئے یہ کمزور و بے حقیقت گروہ یقیناً مظفر و منصور رہوگا۔ یہ جماعت فتح پائے گی۔ اور تمام دنیا اس کے سامنے جھک جائے گی۔ آؤ! اپنا دامن فاتح و غالب جماعت سے لگاؤ آؤ!! زندگی اور ابدی زندگی کا جام پیو۔ آؤ!!! سرور و لطف اور دائمی لذت سے سرشار ہو جاؤ۔ (اللہ بخش)

از جناب مرزا مسعود بیگ صاحب۔ ایم۔ اے

خدا تعالیٰ کے پیاروں اور برگزیدوں کا زمانہ انوار و برکات کے لحاظ سے انتہائی خوشی کا زمانہ اور عید کی مانند ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں خدا کے فضل کی بارش ہوتی ہے۔ جو مردہ دلوں کو زندگی اور نا امیدوں کو قوت بخشتی ہے۔ ہمارے حضرت کا الہام ہے "عید ہے چاہے کرو یا کرو" گویا مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ مسلمانوں کے لئے بڑی برکت کا زمانہ ہے۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے امام وقت کو شناخت کرکے حقیقی راحت کو حاصل کیا۔ اور اس عید میں شامل ہوئے۔ جس کی مدت سے دنیا منتظر تھی۔ اگر واقعی دوست واحباب کے باہم ملنے سے دلوں میں راحت اور قوت پیدا ہوتی ہے تو سالانہ جلسہ سے بہتر ملاقات کا اور کونسا موقع ہو سکتا ہے؟

ہمارے نوجوان بھائیوں کو چاہیئے کہ نہ صرف وہ خود اس عید میں شامل ہو کر سرور و ثواب حاصل کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس میں شریک کریں۔ اور مایوس دلوں کو بشارت دیں۔ اور انہیں اسلام کی ترقی کا یقین دلائیں۔ اور امام موعودؑ کی بشارت کا مژدہ سناتے ہوئے ان الفاظ میں انہیں مدعو کریں ؎

"آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے"

جناب مولوی احمد یار صاحب مولوی فاضل منشی فاضل

بکوشید ای جواناں تا بدیں قوت شود پیدا بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

یہ ہمارا قومی اجتماع جو ماہ رواں کے اخیری ہفتہ میں منعقد ہونے والا ہے دوسرے لوگوں کے جلسوں کی طرح محض چند قرار دادیں پاس کرنے اور عوام سے اپیلیں کرنے کے لئے منعقد نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس کی غرض بھی وہی اشاعت اسلام اور نشر دین مبین ہے۔ جو اس کے مقدس بانی نے روز اولیں سے قرار دی تھی۔ اور اس اجتماع کا ہر سال انعقاد ہمیں اس فرض کی یاد دہانی کراتا رہتا ہے۔ جو ساڑھے تیرہ سو سال اس سے پیشتر ہم پر عائد کیا گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس پاک ہستی کی بھی یاد ہمارے دلوں میں تازہ ہو جاتی ہے جس کی ساری زندگی ہی خدمت اسلام اور دین رسول عربی کے لئے وقف تھی۔ اور جس کو ہر وقت اسلام اور مسلمانوں کی بہبودی کی دھن لگی رہتی تھی۔ اور جس کی نوک کلک کا ہر ایک نقطہ اس امر پر شاہد ہے کہ اس کا رونگٹا رونگٹا غم ملت میں گھلا ہوا اور عشق الٰہی سے سرشار تھا۔ اگر آپ بھی حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کار خیر میں حصہ لیں گے تو عند رب العلمین ماجور ہونگے۔ ورنہ اب یہ اشاعت اسلام کا کام تو ہو کر ہی رہے گا۔ کیونکہ جس طرح حضرت صاحب کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی اور باتیں پوری ہو چکی ہیں اور بہت ساری باتوں کا پورا ہونا ہم اپنے آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں اسی طرح یہ وعدہ الٰہی بھی پورا ہو کر رہے گا۔ اگر اس سعادت کو حاصل کرنے اور وعدہ الٰہی کو پورا کرنے میں ہم کوشش نہیں کریں گے تو ہماری جگہ خداوند تعالیٰ دوسرے نوجوانوں کو کھڑا کر دے گا جو اسکے مسیح کے سچے پیروکار ہوں گے۔ اور اشاعت دین حق کرکے ثواب دارین حاصل کریں گے۔

سو اے قوم کے نوجوانو! ذرا حرکت کرو۔ اور اس اجتماع قومی کو کامیاب بنانے میں ہمہ تن مصروف ہو جاؤ۔ کیونکہ یہی عمر اور یہی زمانہ ہمارے کام کرنے کا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اس فرض کے ادا کرنے سے غفلت برتیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر عائد کیا گیا ہے۔ اور غضب الٰہی کے نیچے دب کر کچلے جائیں ؎

واغتنم عمرك ابان الصبا فهو ان زاد مع الشيب نقض
وابتدر مسعاك واعلم ان من بادر الصيد مع الفجر قبض

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت تمام دنیا مشرق سے لے کر مغرب تک ہماری دشمن ہو رہی ہے بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی قوم کا یہی ارادہ ہے کہ ہمیں صفحۂ ہستی بالکل نیست و نابود کر دے۔ تاکہ اسلام کا کوئی نام لیوا ربع مسکون پر نظر نہ آئے۔ وہ لوگ جو ظاہری طور پر تو اسلام کی دوستی کا دم بھرتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ اس شجر طیبہ کے لئے دشمنوں سے بھی زیادہ مہلک ہیں۔ انہیں اعداء اسلام کے طائفہ کے ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔ اگر ہم بھی اپنی کوتاہیوں اور غفلتوں کے باعث اپنی جڑیں کھوکھلی کرنے میں ممد و معاون ہو جائیں تو پھر بتلائیے ہم کیسے دنیا میں زندہ رہ سکتے ہیں۔ اگر باعزت زندگی چاہتے ہو تو آئیے اس اجتماع ملی میں شریک ہو کر کچھ اسلام و مسلمین کی بہتری کے لئے تجاویز سوچئے۔

بادر الفرصة واحذر فوتها فبلوغ العز من نيل الفرص

سو اے میرے نوجوان بھائیو! اس اجتماع میں جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی تھی خود بھی شریک ہونے کی کوشش کرو۔ اور اپنے بھٹکے ہوئے اعزہ و احباب کو بھی ساتھ لانے کی جدوجہد کرو۔

تاکہ وہ غلط فہمیاں جن میں وہ بیچارے دوسروں کے جھوٹے پروپیگنڈے سے مبتلا ہیں۔ اور جن کی وجہ سے وہ اس عظیم الشان کام میں حصہ لینے سے محروم ہیں۔ دور ہو جائیں۔ اور وہ بھی اس سلسلہ میں شامل ہو کر اشاعت اسلام کے کام میں حصہ لیں۔ علاوہ ازیں ہم اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کی معلومات میں اضافہ کا باعث ہوں گے آئندہ سال کے لئے کچھ ترقی اسلام کے پروگرام سوچیں گے۔ اور بزرگان سلسلہ کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔ اور ان سے وہ علم روحانی سیکھیں گے۔ جو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے حاصل کیا۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں تہ دل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس کار خیر میں بیش از پیش حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس اجتماع کو ہمارے لئے موجب برکت و سعادت کرے۔ آمین ثم آمین

جناب شیر محمد صاحب اختر

ہر ایک قوم کی آنکھیں اس وقت اپنے نوجوانوں کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور آئندہ ترقی کا انحصار نوجوانوں پر پایا جاتا ہے ہمارے رسول کریمؐ کی زندگی کو لیجئے۔ اس میں بھی نوجوانوں کی قربانیاں نظر آئیں گی۔ وہ نوجوان جوش میں اعلائے کلمۃ الحق کیلئے سینہ سپر ہو کر دنیا میں پھیل گئے۔ اور ان کے اس مجاہدانہ کارناموں کا اثر ہے۔ جو ہم آج دنیا کو اسلام سے منور دیکھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت پر لبیک کہنے والا گروہ زیادہ تر نوجوان ہی تھا۔ اور انہیں نوجوانوں کی محنت کا نتیجہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

ہمارا سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے۔ یہ ہمارا قومی اجتماع اور قومی دربار ہے۔ میں اپنے نوجوان احمدی بھائیوں سے اپیل کروں گا کہ وہ اس اجتماع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ وہ آئیں اور آ کر اپنے بزرگوں سے خدمات دینی کو انجام دینا سیکھیں اور اشاعت اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں لے کر نکلیں۔ دنیا کو اسلام کا پیام دیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی اس دلی خواہش کو پورا کریں۔ سے

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

(خاکسار شیر محمد)

جناب سید اختر حسین صاحب احمدی

اسلام نے اپنی تعلیم کے مختلف شعبوں میں اجتماع کو اس قدر مد نظر رکھا ہے کہ گویا اللہ تعالےٰ اجتماع کو ہماری زندگی کا ایک جزو لا ینفک بنانا چاہتا ہے۔ ایک دن میں پانچ مرتبہ نمازیں اجتماع۔ جمعہ کے دن اجتماع۔ عیدین پر اجتماع۔ اور پھر حج پر اجتماع۔ یہ تمام امور اس حقیقت پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی ہیں اس کے ساتھ ہی قرآن مجید نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ

اذا نودی للصّلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذروا البیع۔

یعنی جب جمعہ کے روز نماز کے لئے بلایا جائے تو خدا کے ذکر کی طرف دوڑو اور تجارت جیسی محبوب چیز کو بھی ترک کر دو۔ اصل یوم الجمعۃ نبی یا مجدد کی بعثت کا وقت بھی ہوا کرتا ہے کیونکہ وہ دنیا کو اپنی طرف بلا کر ایک عظیم الشان جمعیت و اخوت کی بنیاد رکھتا ہے۔ اسی طرح جمعہ۔ عیدین۔ اور موسم حج کے لئے تیاری کرنے کی عادت ڈالنے کا بھی اسی آیت میں حکم ہے۔ جس میں مومن اپنے نفع دینے والی چیزوں کو بھی ترک کر کے حصہ لیتا ہے۔ لیکن میرا مطلب اس سے یہ ہے۔ کہ ہمارے سالانہ جلسہ کی حالت بھی بعینہ یوم جمعہ کی سی ہے جس میں اطراف و اکناف ہند سے لوگ مرکز میں پہنچ کر سال میں ایک دفعہ اپنے بھائیوں سے ملتے ہیں۔ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے تجاویز سوچتے ہیں۔ جماعت کی علمی و عملی ترقیات کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اصل میں جلسہ سالانہ ایک مجاہدہ کی تعلیم دیتا ہے جس میں ہمارے دوست اپنے اعزا و اقارب کو چھوڑ کر دنیا کے منافع کو کسی وقت کے لئے ملتوی کر کے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے مرکز میں آتے ہیں۔ گویا مالی و جانی قربانیاں کرتے ہیں۔ اور یہی وہ قربانیاں ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالےٰ ہمیں دن بدن بیش از بیش کامیابیاں عطا کرتا ہے۔

اس دفعہ جلسہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ماہ رمضان میں ہونے والا ہے۔ ماہ رمضان بذات خود ایک مجاہدہ ہے۔ اور اس مجاہدہ کے ساتھ جلسہ سالانہ کا مجاہدہ مل کر میرے خیال میں ہمارے لئے بہت سی برکات ایزدی کا جاذب ہوگا۔ یہ موقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آیا تھا۔ کہ رمضان میں دوست جلسہ پر آئیں۔ اب پھر اللہ تعالےٰ نے موقعہ دیا ہے کہ ہمارے دوست مرکز میں آ کر پھر ایک دفعہ ماہ رمضان میں مل کر اللہ تعالےٰ سے جماعت کی کامیابیوں اور اس کے پیارے دین کے غلبہ کے لئے دعا کریں۔

میری درخواست بالخصوص جماعت کے نوجوان احباب سے ہے۔ جن کو حضرت اقدس نے ذیل کے شعر میں خاص طور پر مخاطب کیا ہے

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

(خاکسار سید اختر حسین احمدی)

(بقیہ صفحہ ۱۶)

نوجوان عزیزوں اور بچوں کو ہمراہ لاؤ

(۴) ایک اور امر جس کی طرف آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ جماعت کا مستقبل ہمارے آج کے نوجوانوں اور بچوں کے ہاتھ میں ہے ہمارے بہت سے احباب نے اس طرف سے غفلت اختیار کر کے اپنی اولاد کی امداد کو بہت حد تک کمزور کر دیا ہے اب بھی سنبھل جانے کا وقت ہے۔ جلسہ سالانہ پر ہر ایک دوست اپنے نوجوان بھائیوں، بچوں کو ضرور ساتھ لائیں تاکہ ہماری آئندہ نسل کے سینوں میں وہی جوش قائم رہ سکے۔ جس سے ہم کام کر رہے ہیں۔

(۵) خواتین کی شرکت بھی ضروری ہے

مستورات کی طرف سے بھی اکثر احباب لاپرواہ ہیں حالانکہ اولاد کی تربیت پر ان کا اثر زیادہ ہے۔ اور اس وقت ہماری جماعت کی مستورات نے دستکاری کی نمائش کی تحریک قائم کر کے ایک نہایت نیک نمونہ قائم کیا ہے۔ مگر یہ تحریک ابھی تک پوری کامیابی کے ساتھ صرف اس لئے نہیں چلی کہ جماعت کی مستورات ہماری قومی تحریکات میں شامل نہیں ہوتیں اور نہ انہیں علم ہے کہ کس قدر مفید کام ہو رہا ہے۔ اگر وہ بھی اپنی آنکھوں سے اس کام کو دیکھ لیں تو یقیناً ان کا وجود سلسلہ کے لئے بڑی قوت کا موجب ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کے ارشادات

بالآخر میں پھر احباب کو حضرت مسیح موعود کے ارشادات کی طرف توجہ دلاتا ہوا ملتمس ہوں کہ ہر ایک دوست اس جلسہ میں شامل ہونے کی کوشش کرے۔ حضرت صاحب کے زمانہ میں تو کئی کئی دفعہ سال میں احباب آپ سے ملنے کے لئے چلے جایا کرتے تھے۔ یہاں سال بھر میں صرف ایک موقعہ ہے اور پھر اس وقت جبکہ ہماری مخالفت پورے زوروں پر ہے۔ قومی بقا اور ترقی کی یہ سخت ترین ضرورت ہے کہ ہر ایک دوست ہر قسم کی تکلیف اور تنگی کا مقابلہ کر کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کی کوشش کرے تاکہ مخالفین کو بھی معلوم ہو جائے کہ ان کی مخالفت سے سلسلہ حقہ کا کچھ بگڑ نہیں سکتا۔ والسلام

خاکسار

(محمد علی)

جلسہ سالانہ

(از مولوی مرتضیٰ خان صاحب تابش)

ان سے کہتا ہوں جو ہیں کینہ ورانِ لاہور
دیکھ لیں آ کے ذرا شوکت و شانِ لاہور

مہدیٔ وقت کا ہے مسکنِ ثانی یہ مقام
اس کو محبوب تھا لاریب مکانِ لاہور

یاں مسیحائے زمن واصل باللہ ہوئے
بڑھ گئی چرخ چہارم سے بھی شانِ لاہور

قدرتِ حق کے عجب ہم نے کرشمے دیکھے
مرجعِ خلق بنے نکتہ ورانِ لاہور

چشمۂ علم و ہدیٰ دیکھ لو اُبلا یاں سے
لطفِ ایزد ہوا خود روح روانِ لاہور

کیا کہوں جلسۂ سالانہ میں کیا یاں ہوگا
موجزن بحرِ ہدیٰ ہوگا میانِ لاہور

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلسہ سالانہ پر چند اعتراضات کا جواب

اور

دعوتِ جلسہ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

میں ایک مدت سے یہ دیکھ رہا ہوں کہ بعض احباب سالانہ جلسہ کو وہ اہمیت نہیں دیتے جو اس کا حق ہے اور دراصل یہی وجہ ہے کہ ہماری جماعت کی توجہ اس طرف کم ہے - اور بہت سے احباب محض سستی کرکے اس میں شامل نہیں ہوتے - اور بعض اپنے کاروبار کو بعض اپنے آرام و آسائش کو - بعض تھوڑے سے مال کو قربان کرنا نہیں چاہتے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جلسہ سالانہ پر سوائے چند ایک جماعتوں کے دس فیصدی اصحاب بھی تشریف نہیں لاتے -

جلسہ سالانہ کے متعلق افراط تفریط

اس سالانہ اجتماع کے متعلق اگر ایک طرف احباب قادیان نے غلو سے کام لیا اور اپنے اجتماع کو ایک ظلی حج قرار دے کر سلسلہ سے لوگوں کی بدگمانی کو بڑھایا ہے تو دوسری طرف ہمارے بعض احباب تفریط سے کام لے کر اجتماع لاہور کے اثر کو زائل کر رہے ہیں - مجھے خوشی ہوئی کہ ہمارے ایک محترم دوست نے ان اعتراضات کو تحریر میں لاکر ان کے صاف کرنے کا موقعہ دیا - افسوس اس بات کا ہے کہ بہت لوگ اندر ہی اندر ایک خیال کو پختہ کرتے چلے جاتے ہیں اور جماعت میں اسے پھیلا کر جماعت کو کمزور کرتے چلے جاتے ہیں - مگر اسے سامنے لاکر اس کا فیصلہ نہیں کرتے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ کام ہر ایک آدمی کی رائے کے مطابق ہو اس لئے اگر کسی شخص کے دل میں کوئی خیال اٹھے تو اسے اندر ہی اندر پالتے رہنے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ اسے سامنے لاکر صاف کر لیا جائے -

محترم دوست کے اعتراضات

جس دوست کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے انہوں نے حسب ذیل امور پر روشنی ڈالنے کو لکھا ہے :-

(۱) کہ عملاً ہم لوگ اپنے سالانہ اجتماع کو ایک رکن اسلام سمجھتے ہیں اور اس کی انہوں نے دو وجوہ دی ہیں - اول یہ کہ اگر کبھی ناغہ کرنے کو کہا جائے تو ناغہ نہیں کرتے یعنے جلسہ سالانہ برابر ہوتا چلا جاتا ہے اور دوسرے یہ کہ اگر کوئی حج کا ارادہ کرنے والا حج کا خرچ انجمن کو دیدے تو اسے زیادہ پسند کیا جائے گا -

(۲) سالانہ جلسہ میں تقریروں کی بھرمار کی وجہ سے نمازیں جمع کی جاتی ہیں اور رات کے دس گیارہ بجے تک جلسہ کرکے لوگوں کو بے آرام کیا جاتا ہے -

(۳) اس اجتماع سے قوم کے اخلاق اور اعمال میں کوئی ترقی نہیں ہوتی -

(۴) جلسہ کے موقعہ پر مالی مطالبات ہوتے ہیں جس سے جلسہ کی حیثیت وہ نہیں رہی جو حضرت مسیح موعودؑ کا منشا تھا

جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت مسیح موعود نے ڈالی

سب سے پہلے میں احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جلسہ کی ابتدا کرنے والے ہم نہیں حضرت مسیح موعودؑ ہیں

یقیناً آپ کو کسی نمائش کا خیال نہ تھا اور ایک چھوٹی سی جماعت میں نمائش کا خیال ہو بھی کیا سکتا تھا - نہ ہی آپ نے دوسری قوموں کے جلسوں کو دیکھ کر کوئی نقل کی تھی - بلکہ بعض قومی بیماریوں کا یہ علاج خدا کی طرف سے ہی آپ کے دل میں ڈالا گیا تھا -

جلسہ سالانہ کے مقاصد اور فوائد

بات یہ ہے کہ آپ کو دنیا میں اشاعت اسلام کے لئے ایک جماعت کی ضرورت تھی - اور کوئی جماعت بن نہیں سکتی جب تک کہ ان میں باہمی تعارف نہ ہو - بلکہ اس سے بڑھ کر تعلقات محبت مستحکم نہ ہوں - اور باہم میل جول کے موقعے پیدا نہ ہوں میل جول سے ہی دل صاف ہوتے رہتے ہیں - اور ایک دوسرے کے ساتھ اجنبیت اور ایک دوسرے پر بدگمانی دور ہوتی رہتی ہے پس ایک ایسی جماعت کے لئے جو دنیا میں اشاعت اسلام کے عظیم الشان کام کو اپنا مقصد بنانا چاہتی ہو یہ ضروری تھا کہ ان میں باہم میل جول کے موقعے پیدا کئے جاتے - پھر دوسری ضرورت یہ تھی کہ اس جماعت کی صحیح دینی تربیت بھی ہو اور اس تربیت کے لئے بھی ان کا اجتماع ضروری تھا اور تیسری ضرورت یہ تھی کہ یہ لوگ اکٹھے ہو کر اشاعت اسلام کے لئے تجاویز پر غور کریں - یہ غرض بھی بدون اجتماع حاصل نہ ہو سکتی تھی - پھر اشاعت اسلام کا کام صرف ظاہری کوشش سے تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا - جب تک کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے استعانت نہ ہو اور اجتماع کی دعا ہی اپنے اندر یہ قوت بھی رکھتی ہے کہ بڑے بڑے افضال الٰہی کی جاذب بنجائے -

حضرت مسیح موعودؑ کے اعلانات

حضرت مسیح موعود کے اعلانات سے ان تمام امور کی وضاحت ہوتی ہے - جماعت کی بنیاد رکھنے کے ساتھ ہی آپ نے ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء کو ایک سالانہ جلسہ کی تجویز کا اعلان کیا جس کا کچھ حصہ ذیل میں درج ہے :-

" لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسے کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں **تمام مخلصین** اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط فرصت و صحت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں . . . . حتی الوسع **تمام دوستوں** کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے - اور اس جلسہ میں ایسے حقایق و معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں . . . . . اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لینگے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا - اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا - اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی - اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کی جائے گی ...... اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا وقت سرمایہ سفر میسر آجائے گا "

حضرت مسیح موعود کا ایک اشتہار

پھر ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء کو آپ نے جلسہ کے لئے یاد دہانی کراتے ہوئے یوں تحریر فرمایا :-

" اس جلسہ کے اغراض میں سے ایک **بڑی غرض** تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ **دینی فائدہ اٹھانے** کا موقع ملے اور ان کے **معلومات وسیع** ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو - پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا **تعارف بڑھیگا** اور اس جماعت کے **تعلقات اخوت استحکام پذیر ہونگے** ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ **یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے** تدابیر حسنہ پیش کی جائیں - کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں . . . . . اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں - یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے - "

حضرت صاحب کے ارشادات کا خلاصہ

اب یہاں حضرت صاحب نے صاف **ایک سالانہ اجتماع** کی ضرورت بیان کی ہے - اس میں **سب احباب کا حاضر ہونا** ضروری قرار دیا ہے - اس کی اغراض بھی بیان کی ہیں **حقایق و معارف** قرآنی کا بیان کرنا - باہمی تعارف - **باہمی تعلقات** بڑھا کر اجنبیت اور خشکی کو دور کرنا - **تعلقات اخوت کا استحکام** جماعت کی معلومات کا وسیع کرنا - **یورپ اور امریکہ میں اشاعت اسلام** کے لئے تدابیر پر غور کرنا - اب میں اپنے محترم دوست کو توجہ دلاتا ہوں کہ بدون اجتماع یہ اغراض کس طرح حاصل ہوں - یہی وجہ تھی کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں سترہ سال یہ جلسہ سالانہ ہمیشہ ہوتا رہا - حضرت مولوی نورالدین صاحب کی زندگی میں چھ سال ہوتا رہا - اگر تیئس سال لگاتار ہو کر جلسہ سے حج نہیں بن گیا اور اب بیس سال اسے لاہور میں ہوتے بھی گزر گئے ہم میں سے کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں کہ یہ حج ہے یا حج کا قایم مقام ہے - تو صرف اتنی بات سے کہ اس میں ناغہ کیوں نہیں ہوتا یہ اب حج کا قایم مقام کسطرح بن جائے گا - اور پھر ناغہ کرنا منتظمین کا کام نہیں - یہ قوم کا کام ہے آپ اس بات کو جلسہ سالانہ پر تشریف لاکر بیان فرمائیں - اور اگر قوم ناغہ پر متفق ہو جائے تو منتظمین ناغہ کر دینگے -

ہم جلسہ کو حج کا قایم مقام ہرگز نہیں سمجھتے

دوسرا امر کہ کوئی حج کا ارادہ کرنے والا حج کا خرچ انجمن کو دیدے تو پسند کیا جائے گا - محض ایک توہم اور بدگمانی ہے اور کسی معاملہ میں آپ نے ہمارا یہ عمل [illegible] دیکھا؟ حج تو بہت بڑی چیز ہے ہم سے تو عیدالضحیٰ کی قربانیوں کے متعلق بھی بارہا سوال ہوا کہ قربانی کی بجائے اس قدر روپیہ اشاعت اسلام پر صرف [illegible] اور ہم نے [illegible] سے رد کیا - آپ اس قدر

بُرا گمان خلاف واقعات ہم پر کس طرح کر لیا۔ کہ کوئی شخص حج کا ارادہ کرکے حج کے خرچ کا روپیہ ہمیں دیدے تو ہم اسے پسند کریں گے پھر ہم سے برابر لوگ حج کو جاتے رہتے ہیں اور اگر آپ کا خیال زید یا بکر کی نسبت ہو کہ وہ حج کو نہیں گیا تو آپ خود غور فرمالیں کہ آپ بھی حج کو نہیں جاسکے۔ ہر ایک شخص اپنے موانع کو خود بہتر سمجھتا ہے۔

نمازوں کو جمع کرنے کا اعتراض

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ تقریروں کی بھرمار کی وجہ سے نمازیں جمع ہوتی ہیں۔ یہ بھی درست نہیں اس لئے کہ نمازیں جمع اس لئے ہوتی ہیں کہ ایک ہزار کے قریب مسافر جمع ہوتے ہیں اور سفر میں جمع صلوٰۃ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا۔ بلکہ بلا سفر اور بلا بارش بھی رسول اللہ صلعم سے نمازوں کا جمع کرنا ثابت ہے۔ حالانکہ اگر تقریر کی خاطر بھی نماز جمع کرلی جائے تو ہرج نہیں۔ حضرت ابن عباس کا واقعہ اس پر صاف دلیل ہے کہ آپ کوئی تقریر کر رہے تھے تو نماز مغرب کا وقت ہوگیا۔ اور آپ کو توجہ دلائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ میں اسے بہتر سمجھتا ہوں اور تقریر کو جاری رکھا اور نماز مغرب کو عشاء کے ساتھ جمع کیا پھر آپ جانتے ہیں کہ اس ایک ہزار آدمی کے کھانے کا انتظام بھی کرنا ہوتا ہے۔ اگر اکیلا مسافر بھی نماز جمع کرسکتا ہے تو اتنی مشکلات کے ساتھ نماز جمع کرنے پر اعتراض میری سمجھ سے باہر ہے۔

تقریروں کی کثرت کی شکایت

اس سلسلہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ رات کے دس گیارہ بجے تک تقریریں ہوتی ہیں میں تو نہیں سمجھتا کہ ہماری قوم اس قدر پست ہمت ہے کہ دس گیارہ بجے رات تک کسی ضرورت دینی کے لئے جاگنا ہمارے لئے مشکل ہے۔ اور اگر قوم میں اس قدر آرام طلبی بڑھ جائے کہ دینی ضرورتوں کے لئے وہ رات کو جاگ نہیں سکتے تو دنیا میں وہ کیا کام کرینگے؟ بیاہ شادیوں کے موقعہ پر لوگ دو دو تین تین بجے رات تک جاگ لیتے ہیں۔ بہرحال کسی پر یہ مجبوری نہیں جو زیادہ دیر نہیں جاگ سکتا اسے اختیار ہے آرام کرے۔

جلسہ سالانہ کے اخلاقی فوائد

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ اس اجتماع سے قوم کے اخلاق اور اعمال پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ میں عرض کرونگا کہ یہ اندازہ صحیح نہیں۔ قوم تو ایک طرف رہی میں نے اس اجتماع کا اثر اخلاقی اور عملی رنگ میں غیروں پر بھی دیکھا ہے جو ہمارے اس جلسہ میں آجاتے ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں جس قدر کمزوری ہے وہ زیادہ تر انہی لوگوں میں ہے جو بلا عذر قوی اس اجتماع میں شمولیت اختیار نہیں کرتے۔ اور جو یہاں آتے ہیں وہ علاوہ ان اغراض کے جنکا ذکر اوپر ہوا ایک نئی روح کام کی یہاں سے لیکر جاتے ہیں۔ اگر آج ہمارے سارے احباب عہد کرلیں کہ وہ جلسہ سالانہ سے بغیر کسی نہایت ہی قوی عذر کے غیر حاضر نہ رہیں گے تو جماعت کی موجودہ سستی اس سے دور ہوسکتی ہے۔ جلسہ سالانہ خدا کے کام کے لیے ایک نئی محبت دلوں میں پیدا کردیتا ہے اور اعمال پر اثر کے علاوہ اخلاق پر بھی اچھا اثر ہوتا ہے۔ باہمی تعلقات اخوت و محبت ترقی کرتے ہیں۔ اور خدا کی راہ میں بھی انسان ترقی کرتا ہے۔

چندہ کی تحریکات پر اعتراض اور اس کا جواب

چوتھا اعتراض یہ ہے کہ اس موقعہ پر چندہ کی تحریک کیوں کی جاتی ہے۔ مجھے یہ علم نہیں ہوسکا کہ آیا اعتراض کسیوقت بھی چندہ طلب کرنے پر ہے۔ یا صرف سالانہ جلسہ کے موقعہ پر چندہ طلب کرنے پر ہے۔ اگر پہلی صورت ہے تو قرآن شریف میں جو اس قدر انفاق کی تاکید اور چندوں کے مطالبات ہیں انہیں کیا کیا جائے گا قریباً ساٹھ مرتبہ تو یہ ذکر لفظ انفاق کے ساتھ ہی آیا ہے اور دوسرے طرح طرح کے پیرایوں میں اس کے لئے اس قدر ترغیب دی گئی ہے کہ اس کا شمار میں لانا مشکل ہے۔ احادیث بھی اس ترغیب سے بھری پڑی ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے بھی ہر ضرورت کے وقت چندوں کی تحریک کی۔ ماہوار چندوں کے علاوہ وقتی چندوں کے لئے بھی اپیلیں کیں۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ سالانہ جلسہ پر ایسی اپیل نہ ہونی چاہئے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انفاق فی سبیل اللہ کی عادت قوم کے اندر پیدا کرنے کے لیے جو بہترین موقعہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ یعنے سالانہ جلسہ اس کو ہم یونہی ضائع کردیں۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ یہ اپیل اور اس موقعہ پر جو قربانی کا نمونہ ہمارے احباب دکھاتے ہیں وہی چیز ہے جو لوگوں کو احمدیت کی طرف کھینچ کر لاتی ہے۔ یوں تو بہت لوگ محبت اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن جب دیکھنے والوں کی آنکھوں کے سامنے یہ نظارہ آتا ہے کہ کس طرح پر ایک چھوٹی سی جماعت ہر ایک دینی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے دیوانہ وار اپنا مال قربان کرتی چلی جاتی ہے۔ تو اس سے ان کے دلوں پر احمدیت کی قوت کا ایک نہ مٹنے والا نقش پیدا ہوجاتا ہے۔ مال کی قربانی تو جان کی قربانی سے دوسرے درجہ پر سب سے مشکل کام ہے۔ جو قوم اس میں کامیاب ہوگی وہ یقیناً کامیاب ہوگی۔ ہاں اگر خدا کا قانون ایسا ہوتا کہ مال کے بغیر ہی یہ دینی جہاد ہوجایا کرتے خواہ وہ جہاد بالسیف ہوں یا جہاد بالقلم تو پھر سالانہ اجتماع پر کسی چندے کی اپیل واقعی دینی ترقیات کے خلاف ہوتی۔ جس قدر سامان ایک اجتماع کے موقعہ پر روحانیت کی قوت کا موجب ہوسکتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی دین کی تائید اور قوت کا موجب ہوسکتے ہیں وہ سب خدا کے فضل سے یہاں جمع ہوجاتے ہیں۔ اور جہاں ایک طرف دینی معلومات ترقی کرتی ہیں دوسرے مذاہب کے متعلق اور خود اپنے مذہب کے متعلق علم حاصل ہوتا ہے۔ تعلقات اخوت بڑھتے ہیں۔ خدا کے بندے خدا کے آگے اکٹھے ہوکر گرتے اور گڑگڑاتے ہیں۔ دوسری طرف مالی قربانی۔ انفاق فی سبیل اللہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی روح پیدا ہوتی ہے۔

احباب کو دعوت شمولیت

اس کے بعد اب میں مختصر طور پر احباب کو حسب معمول دعوت جلسہ دیتا ہوں۔ اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس سالانہ جلسہ کو اپنی قومی ضرورتوں میں سب سے بڑی ضرورت قرار دے کر حتی الوسع سب کے سب اس میں شامل ہونے کی کوشش کریں اور چھوٹے چھوٹے عذروں کو درمیان میں حائل نہ ہونے دیں اور اس کے ساتھ ذیل کے امور کی طرف ان کو توجہ دلاتا ہوں۔

(۱) اس دفعہ یہ سالانہ اجتماع رمضان میں آتا ہے اور یہ مبارک مہینہ قرب الٰہی کو حاصل کرنے کا مہینہ ہے دعا کا مہینہ ہے۔ خیرات کا مہینہ ہے۔ ان سب چیزوں کے ساتھ اجتماع کا میسر آجانا بڑی نعمت الٰہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کم سے کم پنجاب اور دہلی تک کے احباب اور اسی قدر فاصلہ والے مشرق و مغرب سے سب کے سب اس اجتماع میں شامل ہوں۔ ان ایام میں ریل کا واپسی کرایہ بہت کم ہوجاتا ہے۔ یعنے ۱½ کرایہ دے کر آمد و رفت کا ٹکٹ مل جاتا ہے اور وہ ٹکٹ ۴ جنوری تک کام دے سکتا ہے۔ پھر یکم دسمبر سے ریلوے نے تیسرے درجہ کے کرائے میں کمی بھی ہوگئی ہے اور اسطرح یہ موقعہ نہایت اچھا مل گیا ہے۔ کہ ڈیڑھ ڈیڑھ دو دو سو میل کے اندر کے احباب جوق درجوق شامل جلسہ ہوں۔

(۲) دوسری درخواست یہ ہے کہ ہر ایک دوست دین حق کی تائید کیلئے کچھ نہ کچھ چندہ دوسروں سے بھی کرکے لائے اگر پانچ سو آدمی بھی بحساب اوسط دس روپے فی کس لاسکیں تو دین کی کس قدر بھاری ضرورت اس قطرہ قطرہ کے جمع ہونے سے پوری ہوجائے گی۔ اگر ایک دس دن یا کم سے کم ایک ہفتہ ہی جلسہ سے پہلے ہم اشاعت اسلام کے لئے چندہ جمع کرنے میں لگا دیں تو دین کو کس قدر قوت مل سکتی ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے جب بعض لوگ اس میں ہچکچاتے ہیں۔ کیا ہماری آنکھوں کے سامنے مدرسوں۔ ہسپتالوں۔ یتیموں۔ محتاجوں اور بیسیوں قسم کے اور کاموں کے لئے چندے نہیں ہوتے؟ پھر کیا دین حق کی تائید و اشاعت کے لئے ہی چندہ جمع کرنا معیوب ہے؟ ہماری مخالفت ضرور ہے مگر اس مخالفت کے ساتھ ساتھ ہی دلوں میں یہ اعتراف بھی موجود ہے کہ ہم لوگ بہترین کام خدمت اسلام کا کر رہے۔ جو لوگ دینگے ان کے ساتھ بھی یہ نیکی ہے کہ ہم ان کے مال کے اچھے کام پر لگنے کے معاون ہوگئے۔ پھر شاید اس طرح کسی کو کلمۂ حق بھی پہنچ جائے گا۔ اور شاید یہی بیج کسی وقت پھل لائے۔ اور وہ شخص جماعت میں شامل ہوکر مستقل طور پر جماعت کی قوت کا موجب ہوجائے۔

اس غرض کے لئے بہتر صورت یہ ہوگی کہ ہر جماعت دو دو تین تین احباب کے وفد بنا کر ایک ایک محلہ یا حصہ شہر کا ان کے سپرد کردے۔ اور وہ جہانتک ممکن ہو پھر کر اپنے مسلمان بھائیوں کو دعوت جلسہ بھی پہنچا دیں۔ جو الگ طبع ہوگئی ہے۔ اور ان کو اپنے مال کا کچھ حصہ اشاعت دین حق کے لئے صرف کرنے کی ترغیب بھی دیں۔ گو ہماری کامیابی کا اصل معیار تو ہماری اپنی قربانیوں پر ہی ہے۔ لیکن یہ جو کچھ وہ اپنی محنت اور کوشش سے جمع کرکے لائیں گے نہ صرف قومی مشکلات کے حل کرنے میں معاون ہوگا۔ بلکہ یہ ان کی طرف سے ایک تحفہ ہوگا۔ جو وہ اپنی قوم کے لئے لائینگے خواہ کوئی چار آنے اور کوئی اپنی ہمت کے مطابق چار سو یا چار ہزار لے آئے۔

لطف کن تا نظر برانکہ دلبیار نیست

غیر از جماعت دوستوں کو ساتھ لاؤ

(۳) ایک اور نہایت اہم ضرورت جلسہ کے متعلق یہ ہے کہ ہر ایک دوست کسی غیر از جماعت دوست یا عزیز کو جلسہ میں آنے کی تحریک کرے۔ بلکہ اسے ساتھ لانے کی کوشش کرے۔ جلسہ تبلیغ کا بہترین موقع ہے۔ تیسرے اجتماع کی برکت ہوتی ہے۔ اور جن احباب کے دلوں میں کچھ کمزوری ہو۔ یا کچھ شکوک ہوں۔ وہ اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ انجمن میں شامل ہونے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔ فی الحقیقت توسیع جماعت کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا اور میں ہر ایک دوست سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ آپ ہی نہ آئے بلکہ اپنے ساتھ ضرور کسی غیر از جماعت دوست یا عزیز کو لانے کی کوشش بھی کرے۔

(بقیہ بر صفحہ ۱۲۷)

مُسلم اکابر کے پیغامات

جماعت احمدیہ کی تبلیغی خدمات

(اعلیحضرت ہز ہائینس نواب صاحب مانگرول کاٹھیاواڑ)

جناب انعام الحق صاحب ایڈیٹر پیغام صلح وعلیکم السلام مزاج شریف

عنایت نامہ مورخہ ۴ دسمبر ٹریکٹ منسلکہ موصول ہو کر کاشف حالات ہوا۔ آپ نے اپنی انجمن کے سالانہ جلسہ کے موقع پر میری رائے جو دریافت کی ہے۔ تو لکھتا ہوں۔ کہ

آپ کی انجمن نے جو اسلامی تبلیغی خدمات انگلینڈ و جرمنی وغیرہ ممالک میں انجام دی ہیں۔ اور دیتی رہتی ہے۔ وہ اظہر من الشمس ہیں۔ ان کے نتائج محتاج بیان و تعریف نہیں۔

میرے خیال سے یہ ایک خاص صفت تو صرف آپ ہی کی انجمن کے ممبروں کے لئے قدرت نے عطا فرمائی ہے کہ آپ کی انجمن کے جو افراد ہیں۔ وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں ایسے مستعد اور مستقل ہوتے ہیں۔ کہ شاید یہ بات ہند کی کسی دوسری انجمن کے افراد کو کم حاصل ہوگی۔ بہرحال میری رائے تو یہ ہے۔ کہ تبلیغ و اشاعت اسلام کی خدمات کو آپ کی انجمن جس تن دہی۔ محنت۔ جانفشانی اور عمدہ طریق پر انجام دے رہی ہے۔ وہ ہر مسلمان کے لئے باعث شکر و مبارکباد ہیں۔ چنانچہ آپ کی انجمن کے جملہ افراد کو ان کی اسلامی خدمات پر مبارک باد دیتا ہوں۔ اور اسی وجہ سے آپ کی انجمن کی اسلامی خدمات کی امداد کرتا رہتا ہوں۔ اطلاعاً تحریر ہے۔ فقط والسلام۔

راقم خیر اندیش محمد جہانگیر (مانگرول ۹ دسمبر)

جماعت احمدیہ کے قابل تقلید تبلیغی کارنامے

ازجناب شیخ عظیم اللہ صاحب ایڈوکیٹ سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور

السلام علیکم۔ ورحمت اللہ۔

آپ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے سالانہ اجلاس کے موقع پر جو کمال مہربانی سے مجھ سے بھی پیغام طلب فرمایا ہے۔ سو میں بلا خوف تردید عرض کرتا ہوں۔ کہ میں دلی مسرت سے آپ کی انجمن کو ان کارناموں کے لئے جو اس نے دیگر ممالک اور خصوصاً یورپ میں اشاعت و تبلیغ اسلام کے دائرہ میں دکھلائے ہیں۔ مبارک باد کہتا ہوں۔ اس میدان میں انجمن موصوف نے جو نیک مثال پیش کی ہے۔ اس کی جملہ اہل اسلام کو خذ ما صفا ودع ما کدر کے اصول پر تقلید لازم ہے۔ زمانہ حال میں اشاعت اسلام کے لئے جو سرگرمی ایثار اور قربانی احمدیہ جماعت کا دستور العمل رہا ہے وہ دوسرے تمام فرقوں کے لئے سبق آموز ہے۔ میں ذاتی طور پر ہر اس فرد اور جماعت کا مداح ہوں جو بنی نوع انسان کی کچھ بھی قابل قدر خدمت ادا کرے۔ اور میرا یقین ہے۔ کہ ہر اسلام کی ترغیب اور اس کی اشاعت میں بنی نوع انسان کی ایک نہایت بیش بہا اور حقیقی خدمت ہے۔ اور ان دنوں اس معیار پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے سوا دیگر بہت کم جماعتیں پوری اترتی ہیں۔ میری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالٰے آپ کی جماعت اشاعت اسلام کی اس سچی خدمت کے لئے مزید توفیق بخشے اور جزائے خیر و احسن عطا فرمائے۔

اللہ تعالٰی انجمن کی کارگذاریوں میں برکت دے

ازجناب ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب بیرسٹر۔ لاہور۔

ایڈیٹر صاحب پیغام صلح نے یہ خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ میں بھی جلسہ نمبر کے لئے چند سطور بطور پیغام تحریر کروں۔ جس میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی تبلیغی خدمات کا ذکر ہو۔ میں اس انجمن کی کارگذاری سے کئی سالوں سے واقف ہوں۔ اور اب میں نے اس ٹریکٹ کو بھی دیکھا ہے۔ جو دفتر پیغام صلح سے میرے پاس بھیجا گیا ہے اور جس میں انجمن کے عقائد اور اس کی خدمات دینی و علمی درج ہیں۔ مجھے یہ معلوم کرکے نہایت مسرت ہوئی۔ کہ اس انجمن کے ارکان اور عامۃ المسلمین کے درمیان توحید و رسالت کے متعلق کوئی فرق نہیں۔ اور یہ چیز چونکہ میرے نزدیک اساسی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لئے میں اس کو بہت اہمیت دیتا ہوں۔ اور سمجھتا ہوں۔ کہ جو تبلیغی کام اس عقیدے کے ماتحت کیا جائے گا۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی پر منتج ہوگا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالٰے اس انجمن کی کارگذاریوں میں برکت دے۔ اور اس کا جلسہ کامیاب ہو۔

(شجاع الدین)

جماعت احمدیہ کی خدمات اعجاز سے کم نہیں

(جناب مولانا عبدالمجید صاحب قریشی مدیر اخبار "ایمان" پٹی)

مخدومی و معظمی جناب ایڈیٹر صاحب زاد لطفہ السلام علیکم

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے کارنامے، مجھ ناچیز کی تعریف و توصیف سے بالاتر ہیں۔ واقعہ میں میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ کہ میں انجمن کی تبلیغی اور تعمیری خدمات کی تعریف و توصیف سے عہدہ برآ ہو سکوں۔ مجھے تحریک احمدیت کے سیاسی اور مذہبی مسائل سے پانچ فی صدی اختلاف ہوگا۔ مگر انجمن کی تبلیغی روح سے سو فی صدی اتفاق ہے۔

انجمن نہایت مفید، اہم، قابل تعریف، ضروری اور عظیم الشان خدمات انجام دے رہی ہے۔ قرآن کریم کے ڈچ انگریزی اور جرمنی زبانوں میں تراجم شائع کرنا۔ قلب یورپ میں مساجد اللہ کی تعمیر، سیرت نبوی کی اشاعت، دنیا کے گوشے گوشے پیغام اسلام کی علمبرداری، اور ان مقاصد کے لئے ہر سال کئی لاکھ روپیہ جمع کرنا۔ اور پھر اسے نہایت احتیاط و حفاظت اور ذمہ داری کے ساتھ صرف کرنا، ایسے کام ہیں۔ جو کسی صورت میں اعجاز سے کم نہیں ہیں۔ انجمن کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے۔ کہ اس نے قادیانی جماعت کے غلو کی مخالفت کی۔ اور تمام دنیائے اسلام کے ساتھ شامل ہو کر ختم نبوت کے علم کی حفاظت فرمائی۔ قادیانی جماعت، حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے بالمقابل۔ قادیان میں ایک نئے دین اور نئی نبوت کے قیام کا راستہ صاف کر رہی تھی۔ اگر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اس کا راستہ نہ روکتی۔ تو یہ فتنہ اب تک بہت ہی زیادہ پھیل چکا ہوتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ انجمن کی یہ خدمت تمام امت کے لئے صد ہزار تحسین آفرین کی مستحق ہے۔ انجمن کا دوسرا بڑا اجہاد یہ ہے۔ کہ اس نے فتنہ تکفیر کا مقابلہ کیا اور کفر سازی کی مشین گنوں کی قوت کو توڑ دیا۔ میری تہ دل سے دعا ہے۔ کہ اللہ تعالٰے انجمن کے کاموں میں برکت دے۔ اور زیادہ سے زیادہ استحکام بخشے۔

(خاکسار: عبدالمجید قریشی)

پیام۔ اہل پیغام کے نام

ازجناب مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی ایڈیٹر اخبار "صدق" لکھنؤ

پیام حقیقی تو بس وہی ایک تھا۔ جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل دنیا کو مل چکا۔ "پیام سچا" اس پیام کے لانے والا سچا، اور اب ہمارے، آپ کے، سب کے فخر و شرف کا منتہیٰ بس یہی ہے۔ کہ اس سچے اور اچھے پیام کی سچائیوں کے ماننے، جاننے، برتنے، اور پھیلانے میں اپنے اپنے ظرف، حوصلہ کے مطابق اپنی عمریں صرف کردیں۔

ولادت مسیح، وفات مسیح، ظہور مسیح موعود وغیرہ مسائل میں ہمارا آپ کا اختلاف ہے۔ وہ واضح و ظاہر ہے لیکن جو عام خدمات اسلامی آپ کی جماعت ہمت و سرگرمی، جوش و انہماک کے ساتھ انجام دے رہی ہے۔ انکی داد نہ دینا ظلم ہے۔ اور داد کیا معنے مجھے تو بار بار رشک آچکا ہے۔ یورپ، امریکہ، میں تبلیغ اسلام کی کوششیں، آپ کے امیر جماعت کا انگریزی ترجمہ قرآن اردو۔ تفسیر قرآن۔ سیرت خیر البشر، تاریخ خلافت راشدہ، مقام حدیث وغیرہ متعدد انگریزی و اردو تصانیف، نیز خواجہ صاحب کا اسلامک ریویو، ان سب کے ذریعہ سے انگریزی خوانوں تک جو روشنی پہنچ رہی ہے۔ اس کے فیض سے کوئی واقف کار کیسے انکار کر سکتا ہے!

اللہ ہم کو۔ آپ کو، سب کو، اپنے دین کا سیدھا راستہ دکھائے۔ اور اس کی خدمت کی بیش از بیش توفیق مرحمت فرمائے۔ والسلام۔

(عبدالماجد ایڈیٹر)

پیغام سالک

جناب مولانا عبدالمجید صاحب سالک ایڈیٹر روزنامہ انقلاب لاہور

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ممالک غیر میں ۲۱ اکیس سال سے اسلام کے حقائق نیرہ کی اشاعت کے لئے جو عظیم الشان کام جاری کر رکھا ہے۔ اس کے نتائج نہایت حوصلہ افزا ہیں۔ لیکن میرے نزدیک اس انجمن کی کامیابیوں کا اندازہ اس امر سے نہ کرنا چاہیئے۔ کہ اس کے قائم کردہ مراکز نے آج تک کتنے غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام بنایا ہے۔ بلکہ اس انجمن کی سب سے زیادہ جلیل القدر خدمت یہ ہے کہ اس کے وجود اور اس کی سرگرمیوں نے یورپ اور امریکہ کے مصنفین و مدیران جرائد کی اُن شرمناک غلط بیانیوں کا کماحقہ سدباب کر دیا ہے۔ جو وہ آئے دن اسلام اور شارع اسلام کے خلاف کیا کرتے تھے۔ اس انجمن کے مرکزوں کے قیام سے پہلے اسلام کے خلاف لٹریچر کی اشاعت بہت زوروں پر

تھی۔ لیکن اب یہ حالت ہے۔ کہ اگر بلادِ مغرب کے کسی گوشے سے کوئی بدبخت انسان اسلام اور اس کے شارع علیہ السلام کے خلاف ایک فقرہ بھی شائع کرتا ہے۔ تو اس انجمن کے سرگرم مبلغین اس کی تردید اور آئندہ کے لئے ایسے حملوں کے سدباب کے لئے اپنی پوری قوتیں صرف کر دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ مذہب مقدس اسلام کی ساکھ روز بروز بڑھ رہی ہے۔ میرے نزدیک یہی ایک خدمت ایسی عظیم الشان ہے۔ جس کی بنا پر مسلمانوں کو اس انجمن کی امداد میں پورا حصہ لینا چاہئے۔ (سالک)

ایک نو مسلم عالم کی رائے

(از جناب ڈاکٹر رشید الدین (راماس) خاں پی۔ ایچ۔ ڈی)

میرے خیال میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور دورِ حاضرہ میں صرف ایک ہی منظم جماعت ہے۔ جو کہ اسلامی تعلیمات کو صحیح طریق پر پیش کرنے میں سرگرم کار ہے۔ میں (حضرت) مولانا محمد علی صاحب کے انگریزی ترجمۃ القرآن لائف آف ہولی پرافٹ اور انگریزی خلافت راشدہ کا خاص طور پر ذکر کروں گا۔ کیونکہ یہ اس زمانہ کی علمی، تاریخی، تنقیدی، اور ذہنی دیانت داری کی بہترین تصانیف ہیں ان سے صرف مولٰنا ممدوح کے استقلال اور محنت ہی کا پتہ نہیں چلتا۔ بلکہ عمیق اور صحیح فیصلہ اور جدت طبع بھی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ تصانیف اپنے رنگ میں بے نظیر ہیں۔ حدیث نبوی کے مطابق جہادِ اکبر ایک عالم کا جہاد ہے۔ اس کی روشنائی شہید کے خون کے قطروں سے زیادہ پاک ہے۔ آپ کی انجمن کا جہاد کسی کھوئی ہوئی حکومت یا سلطنت کے حصول کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کی تعلیم کے مطابق صحیح جہاد ہے۔ انسانی آزادی، انسانی ترقی، انسانی اخوت اور حق کی اشاعت بدی غلطی دنا انصافی اور توہم پرستی کے خلاف جنگ، خدا کی بادشاہت دنیا میں قایم کرنا، تاکہ اس ذات باری کی حکومت ہو آپ کا جہاد ہے۔ میں آپ کی انجمن کا جو اشاعت اسلام کے لئے بہترین کام کر رہی ہے۔۔۔۔۔دل سے مداح ہوں۔ (رشید الدین خاں) ترجمہ

انجمن کی خدمات قابل قدر ہیں

جناب کرنل ڈاکٹر سہر حستان سہروردی وائس چانسلر کلکتہ یونیورسٹی

(وچیف میڈیکل آفیسر ای۔ آئی۔ آر۔ اینڈ۔ ای۔ بی۔ آر۔ کلکتہ)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی دینی خدمات کا میں عرصہ سے معترف ہوں۔ اگرچہ چند متعصب ملاؤں کے کفر کے فتوے سننے میں آئے رہے۔ گذشتہ سال مجھے انجمن کے سالانہ جلسہ میں بھی شرکت کا موقعہ ملا۔ اور حضرت مولانا محمد علی صاحب سے ملاقات کی اور ان کی تقریریں سنیں۔ میرے خیال میں انجمن نے جو خدمات اسلامی انجام دی ہیں۔ اور جو کام کر رہی ہیں۔ وہ نہایت ہی قابل قدر ہیں۔ میں دل سے اس انجمن کے کام کی قدر کرتا ہوں۔

(سہروردی)

ایک اہم اسلامی ضرورت

(جناب ملک عبد القیوم صاحب بارایٹ لا۔ پروفیسر لا کالج لاہور)

آج ہندوستان میں اور اس کے علاوہ یورپ میں اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ اسلامی تبلیغی سررشتوں کو مضبوط کیا جائے۔ تاکہ اگر ایک طرف دین حقہ کے نام لیواؤں کی تعداد میں اضافہ ہو۔ تو دوسری طرف دنیا کو اپنے درد کا تیر بہدف درماں میسر آئے۔ میرا یقین ہے۔ کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جس کی سیادت اس وقت مولوی محمد علی صاحب جیسے مخلص مبلغ و ترجمان اسلام کو حاصل ہے۔ اور جو اس گئے گذرے زمانے میں دنیائے غیر مسلم کے اطراف میں توحید و رسالت کی علمبردار ہے۔ قطع نظر اختلافات جزوی جملہ مسلمانوں کی حمایت و اعانت کی مستحق ہے۔ (عبد القیوم ملک)

انجمن کا بے نظیر کام

(جناب خان بہادر حاجی بدر الدین صاحب سینئر اسسٹنٹ رجسٹرار ہائی کورٹ کلکتہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور جو کوششیں دنیا میں اسلام کی روشنی پھیلانے کی کر رہی ہے۔ اس کی نظیر سارے عالم اسلام میں شاید ہی کوئی اور جماعت پیش کر سکتی ہو۔ ہندوستان کے مسلمانوں سے کچھ اور خدمت اسلام کی نہ ہو سکتی ہو۔ تو کم سے کم اتنا ہی کریں کہ دامے درمے سخنے جس طرح ہو سکے اس مبارک انجمن کی اعانت کریں۔

میری حقیر رائے میں ایک ایسی انجمن کی زندگی ایک بھی اور نام نہاد اسلامی ریاست یا سلطنت کی زندگی سے زیادہ قیمتی ہے۔ اور میری دلی دعا ہے۔ کہ خداوند تعالٰے اس انجمن اور اس کے مخلص خادموں پر ہمیشہ اپنی برکتیں نازل فرماتا رہے آمین۔ (بدر الدین احمد)

جماعت احمدیہ مشعل ہدایت ہے

(جناب شمس العلماء مولٰینا کمال الدین صاحب

(رٹیئرڈ انسپکٹر آف سکولز پریذیڈنسی ڈویژن۔ بنگال)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی دینی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ خصوصاً مولانا محمد علی صاحب کا ترجمہ القرآن انگریزی اور اردو میں اور نیز دیگر کتب کی وجہ سے انسان کے دل میں اسلام کی عزت اور توقیر قائم ہوتی چلی جاتی ہے۔ مجھے خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم سے دوکنگ مشن اور دیگر مقامات میں ملاقات کا موقعہ ملا۔ اس انجمن کے جملہ ممبر جس قدر مالی اور جانی قربانی کرتے ہیں۔ وہ مسلمانان عالم کے لئے مشعل ہدایت ہے۔

اشاعت اسلام کے کاموں میں شرکت کرنا۔ ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے لاہور کی انجمن احمدیہ اس کام کو بفضلہ تعالےٰ اچھا انجام دے رہی ہے۔

اس انجمن کا سب سے بڑا کارنامہ یہ بھی ہے۔ کہ ان کے نزدیک۔ ہر ایک کلمہ گو مسلمان ہے چاہے۔ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔

مجھے افسوس ہے کہ فرصت کم ہونے کی وجہ سے بسط اور تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات کے اظہار سے قاصر ہوں۔ میری واقفیت میں مسلمانِ عالم میں غالباً یہی ایک جماعت ہے۔ جو خدمت اسلام کے لئے ہر وقت سینہ سپر رہتی ہے۔ اور ایک حد تک کامیابی کے ساتھ کام کر رہی ہے۔

ہر ایک مسلمان کے لئے اس انجمن کی امداد کرنا کار ثواب ہے۔ خاکسار سے محقرانہ جو کچھ ہو سکتا ہے۔ خدمت کے لئے ہر وقت حاضر ہوں۔ اور انشاء اللہ رہوں گا۔

(کمال الدین احمد)

انجمن کے کارہائے نمایاں

جناب مولانا عبد الکریم صاحب ایم۔ ایل۔ سی بنگال

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ تبلیغ اسلام میں کارہائے نمایاں سرانجام دے رہی ہیں۔ اسلامی دنیا میں خواجہ کمال الدین مرحوم کی کتاب لائف آف ہولی پرافٹ اور مولانا محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمۃ القرآن شاہکار ہیں۔ لائٹ اور اسلامک ریویو وغیرہ رسائل اور اخبارات شائع کئے جا رہے ہیں۔ یورپ اور دیگر ممالک میں مشن کھولے گئے ہیں۔ اسلام کی تبلیغ میں اس انجمن نے ایک نئے دور کا آغاز کر دیا ہے۔ اور دنیا کی آواز جو اسلام کے لئے اٹھی ہے۔ اس کی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اس بات کے ذکر کی چنداں ضرورت نہیں کہ ایسی انجمن کی امداد ہر اس شخص پر فرض ہے جو اسلام جیسے عالمگیر مذہب کی اشاعت کا متمنی ہے۔

(عبد الکریم) ترجمہ

انجمن کا احسن کام

(نواب زادہ حاجی ولی الاسلام صاحب کلکتہ)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں عظیم الشان کام کر رہی ہے۔ ہندوستان میں بھی اس کا کام احسن اور نمایاں ہے۔ میرے علم القرآن کا منبع حضرت مولانا محمد علی صاحب بالقابہ امیر جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا انگریزی ترجمہ القرآن ہے۔ (ولی السلام) ترجمہ

مبلّغین وعلمائے جماعت کے پیغامات

جناب مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی

جلسہ سالانہ میں شمولیت میرے خیال میں قومی زندگی کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے نہریں اور شاخیں جس طرح اپنے منبع اور اصل سے روگردانی کرکے زندہ نہیں رہ سکتیں اسی طرح حیات قومی کا دارومدار اس مادالحیات پر ہے جو قومی اجتماع سے پیدا ہوتا ہے۔ مسیح موعودؑ جس نے ہمیں اس زمانہ میں مُردوں سے زندہ کیا۔ اس نے اپنی قدرت ثانی کا مظہران وجود کو بنایا ہے جو آپ کے وصال کے بعد قوم کی رہنمائی اسی نصب العین کی طرف کرتے ہیں۔ وہ بابرکت وجود جس کی طرف اپنے گھٹنے گھسیٹتے ہوئے بھی جانے کا حکم تھا گو آج ہم میں موجود نہیں لیکن اس کی قدرت ثانی اپنے نتائج کے لحاظ سے کچھ کم برکات کا موجب نہیں۔ اگر آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے تو آپ کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ آپ اس قومی اجتماع میں شامل ہوکر اس بیعت کی روح کو تازہ رکھیں جنگ احد میں جس طرح صحابہؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنکر بھاگنے والوں کو جواب دیا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں۔ محمدؐ کا رب تو فوت نہیں ہوا اس لئے تم اس بات پر جنگ کرو جس پر وہ جنگ کرتے تھے۔ ہر ایک احدی دوست اس بات کو یاد رکھے کہ مسیح موعود کی وفات سے وہ مقصد فوت نہیں ہوگیا جس کے لئے آپ کی بعثت ہوئی تھی بلکہ آپ کے بعد جماعت کو اس جہاد میں بہت بڑھ کر جوش دکھانا چاہیئے جلسہ سالانہ حضرت مسیح موعود کا اپنا مقرر کردہ جلسہ ہے۔ اراکین انجمن کی آواز پر لبیک کہکر اس میں شامل ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہنا ہے۔ جماعت کے اس سالانہ اجتماع میں سستی۔ فی الحقیقت اس فرض کی ادائیگی میں غفلت ہے جو مجدد اعظم نے ہمارے لئے مقرر کیا ہے۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے صدر اور اس کے اکثر ممبر قومی جسم کے وہ مضبوط اعصاب ہیں جن کو اس عظیم الشان انسان نے بطور قدرت ثانی انتخاب کیا۔ ان کی طاقت نہ صرف یورپ اور ساری دنیا میں مسلّم ہے بلکہ ان کی روحانی قوت مُردوں اور اپاہجوں کو زندگی اور طاقت بخشنے والی ہے۔ سال بھر کے بعد اس پاور ہُوس سے اپنے جسم میں نئی قوت بھرنے کے لئے سفر کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسا سردی کے موسم میں اپنے جسم کے اندر مہلک سموم کا مقابلہ کرنے کیلئے کسی مقوی غذا کا اہتمام کرنا۔ احمدی قوم ایک زندہ قوم ہے۔ لیکن ان کا دشمن غلطی سے یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اس کو ہلاک کردے گا۔ آپ اپنی زندگی سے خود مایوس نہ ہوں تو خداوند کا زبردست ہاتھ دشمن کی ساری کوششوں کو باطل کر دے گا۔ آپ اپنی زندگی کا ثبوت صرف اسی صورت میں دے سکتے ہیں کہ آپ اپنے مرکز میں جمع ہوں۔ اور اپنی مجموعی حرارت اور قوت سے دشمن کو مایوس کر دیں۔

تو ز دمید لالہ و گل نا امید مشو
کہ شاخ زندگی ما ہنوز نمناک است

(عبدالحق)

جناب مولانا احمد صاحب

اس دور تنازع اور جہد للبقا میں ہر ایک قوم اور ہر ایک جماعت اپنی ہستی کے قائم کرنے اور اپنی ترقی و کامیابی کے لئے ہمہ تن عمل اور تگ و دو میں مصروف ہے۔ ترقی اور کامیابی کے ذرائع میں سے ایک اہم ذریعہ سالانہ اجتماع اور جلسے ہیں جن میں کام اور عمل کے لئے نئے سے نئے وسائل پر غور و خوض ہوتا ہے اور آئندہ کے لئے اپنے کام کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھنے اور ترقی کے اسباب کو تلاش کیا جاتا ہے۔ اور اس کے بغیر کوئی قوم یا جماعت زندہ نہیں رہ سکتی۔

اس کے ساتھ ہمارا سالانہ اجتماع اپنے مقصد کے لحاظ سے ایک خصوصیت رکھتا ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے مامور اور مجدد ماتہ حاضرہ کا مشن جسے ہماری جماعت چلا رہی ہے وہی مشن ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مشن تھا۔ یعنے اللہ تعالےٰ کے منشا کو دنیا میں پورا کرنا۔ اور دین اسلام یا دین اللہ کی حکومت دنیا میں قائم کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا۔ موجودہ حالات میں یہ کام آسان نہیں ہے۔ کیونکہ ذاتی اغراض، دنیاوی وجاہت و عزت۔ جلب زر۔ جمع مال۔ شہرت اور نمود کی کشش کا سامان اس کے ساتھ نہیں ہے بلکہ انفاق مال اور دنیاوی عزت و شہرت تباہ کرکے اور طوفان مخالفت کے سامنے پہاڑ کی طرح ڈٹ کر مقابلہ کرنے اور ہر قسم کا دکھ اور تکلیف اٹھانے سے ہی یہ بلند مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

لیکن مسیح موعودؑ نے ایثار و انفاق اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں دکھ اور تکلیف اٹھانے کی جو روح اپنی جماعت میں پیدا کی ہے اس کے ہوتے ہوئے اس کی راہ میں اس جہاد کے لئے کوئی بات روک نہیں بن سکتی۔ اس بنا پر تمام احباب جماعت سے یہی توقع ہو سکتی ہے کہ وہ تمام مشکلات پر غالب ہوکر اپنے سالانہ جلسہ میں شامل ہوکر اسے کامیاب بنائیں گے۔ رمضان کے روزے رکھنے کی تکلیف سفر والوں کے لئے روک نہیں ہو سکتی۔ اور موسم سرما روزے رکھنے والوں کے لئے تکلیف کا موجب بھی نہیں ہے۔ فتح مکہ کا سفر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے رمضان اور شدت گرمی میں کیا تھا۔ ان میں کوئی روزہ دار تھا کوئی بے روزہ اس وقت کی مشکلات سفر اور آج کے سامان اور سہولت کو دیکھکر ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ہمارا سفر سفر ہی نہیں کہلاتا

بہت سے دوست جو عموماً دیہات میں رہتے ہیں اپنی قلت تعداد کی وجہ سے مخالفین سلسلہ سے ہر ایک قسم کا دکھ اور تکلیف اٹھاتے ہیں وہ ضرور جلسہ میں شامل ہوکر دیگر احباب سے ملکر اپنے اندر مقابلہ کی قوت بڑھائیں اور تبلیغ کو کامیاب بنانے کے لئے ایک دوسرے کے لئے قوت کا موجب بنیں۔

جو دوست جماعت اور سلسلہ کے کاموں سے محبت رکھتے ہیں۔ اور ابھی جماعت میں شامل نہیں ہیں ہمارا یہ چھوٹا سا سالانہ اجتماع آکر دیکھیں۔ کہ باوجود قلت تعداد کے ہمارا یہ نظام کتنی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ جس کی وجہ سے تمام دنیا میں اسلام کی صحیح تعلیم اس کے علوم کی وجہ سے پھیل رہی ہے۔ اور اسلام اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت دلوں پر غالب ہو رہی ہے اور یہ سب کام حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے طفیل سے ہی چل رہے ہیں ورنہ علما اور مشائخ کی دنیا میں کمی نہیں ہے۔ لیکن ان کو اشاعت اسلام کی توفیق نہیں۔

(خاکسار احمد)

جناب مولانا محمد عصمت اللہ صاحب

اخویم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ والا نامہ ملا۔ مندرجہ ارشاد سے آگاہی ہوئی۔ یہ کون نہیں جانتا کہ ماہ دسمبر کے آخر میں شہر لاہور میں ہمارا قومی اجتماع ہوا کرتا ہے۔ جس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ہم سب ملکر اپنی موجودہ حالت پر غور کریں اور آئندہ کے لئے اپنی ترقی کے ذریعے سوچیں اور کوئی ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے قوم کا ہر فرد ان ذرائع ترقی پر عمل پیرا ہو سکے۔ یہ غرض جس قدر اہم ہے اس کے لحاظ سے قوم کے ہر فرد پر واجب ہے کہ اس قومی اجتماع میں ضرور شریک ہو۔ یہ غرض سب پر روشن ہے اور اس کی اہمیت کا بھی سب کو علم ہے اور سب جانتے ہیں کہ اس قومی اجتماع میں جس کو سالانہ جلسہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ شریک ہونا نہایت ہی ضروری ہے اس لئے میرے خیال ناقص میں ازسرنو پیغام دینے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ مگر چونکہ سال گزشتہ میں دشمنان احمدیت کی مخالفانہ کوششیں حد سے زیادہ ہوئی ہیں۔ اور انہوں نے تہیہ کر لیا ہے کہ احمدیت کو تباہ و برباد کئے بغیر آرام ہی نہ لیں گے اس لئے ازسرنو پیغام دینا بھی کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ برادران قوم کی خدمت میں گزارش کر دی جائے کہ اب کے جلسہ میں آپ حضرات کا شامل ہونا حد سے زیادہ ضروری ہے جس قوم کو مٹانے کے لئے مخالفین نہ صرف پوری طرح کمربستہ ہو چکے ہوں بلکہ حملہ پر حملہ شروع

گردیا ہو اس قوم کے زندہ رہنے کا نشان یہی ہے کہ وہ مجتمع ہو اور اپنے قلعوں کو محفوظ کرنے کے ذریعے سوچے اور ان پر عمل پیرا ہو اور اس پر غور کرے کہ وہ کیونکر زندہ رہ سکتی ہے ۔ یہ تو بالکل سچ ہے کہ ہم میں سے ہر فرد کی رگوں میں حضرت مسیح موعودؑ کی محبت کا خون دوڑ رہا ہے۔ اور وہ حضرت ممدوح کے احترام کو باقی رکھنے کے لئے ہر طرح کی قربانی کرنے کو تیار ہے۔ اس لئے حالات کی نزاکت کو مدنظر رکھتے ہوئے میرا مدعائے گزارش صرف یہ ہے کہ قوم کے ہر فرد پر واجب و لازم ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے احترام کو باقی رکھنے اور اپنی حالت کو سنوارنے اپنی ترقی کے ذرائع سوچنے اور اپنی زندگی اور اپنی بقا کے اسباب پر کامل غور کرنے کے لئے اسکے سالانہ جلسہ میں ضرور ہی شریک ہو ۔ اور اس کام کو سب سے مقدم اور سب سے ضروری خیال کرے ۔

(بندہ محمد عصمت اللہ)

جناب سید مدثر شاہ صاحب گیلانی پشاوری

بخدمت جملہ برادران ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

جلسہ سالانہ کی تاریخیں مقرر ہو چکی ہیں جن کی اشاعت اخبار میں ہو چکی ہے ۔ میں جملہ برادران کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ وہ اس قومی اجتماع کو جو ایک سال کے بعد منعقد ہوتا ہے اپنے مال وقت اور آرام کے ایثار سے بارونق بنانے کی کوشش فرمائیں قوم کے تمام افراد کا خدا کے دین کی اشاعت اور قومی بہبودی کے لئے جمع ہونا بڑی برکات اور ترقیات کا موجب ہے ۔جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے ۔کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی مجبوری یا بیماری یا ضرورت کی وجہ سے انسان شمولیت جلسہ کے خیال کو دل سے نکال دیتا ہے اور یہ فیصلہ کر لیتا ہے ۔کہ ان مشکلات کی وجہ سے امسال میں شریک نہ ہو سکونگا ۔مگر کوئی نہ کوئی ایسی تقریب پیدا ہو جاتی ہے یا کوئی ہمت دعوت الی الخیر دینے والا پیدا ہو جاتا ہے کہ جس کے منہ سے ایسے پُر تاثیر الفاظ نکل جاتے ہیں جن کے اندر ایک تسخیر اور تنویر ہوتی ہے اور یوں وہ الفاظ دل کے اندر ایک طاقت اور استقامت پیدا کر لیتے ہیں جن کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے خیال پر یہ دوسرا خیال غالب آجاتا ہے ۔جلسہ میں تین روز تک بزرگان قوم سے خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن کریم کا وعظ ۔ فخر دو جہاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلکش سیرت آپ کے ملفوظات مطہرہ اور احادیث مقدسہ کے سننے سے اور ایک جماعت کے ساتھ ملکر یکجا نمازیں ادا کرنے سے بالضرور دل میں ایک سرور اور طاقت پیدا ہوتی ہے ۔جس طرح میل کے دور کرنے کے لئے صابون کی اور زنگ کے دور کرنے کے لئے صیقل کی ضرورت ہے اسیطرح طمانیت قلب کے لئے ذکر اللہ کی اور حیات روحانی کے لئے کلام اللہ کی ضرورت ہے ۔ بارہا بعض دوستوں سے یہ سننے میں آیا ہے کہ خداوند کریم کا شکر ہے کہ ہم جلسہ میں پہنچ گئے ۔ورنہ ہم اس سعادت اور راحت سے جو اس وقت محسوس ہو رہی ہے ۔محروم رہتے ۔ سو تمام برادران سے استدعا ہے کہ وہ تین روز اس کام کے لئے وقف کریں ۔ اور اس خدائی کام اور قومی نظام کو زیادہ تر مضبوط اور مستحکم بنانے کے لئے سعی کریں ۔ والسلام

(سید مدثر شاہ گیلانی)

احمد کا کوچہ

(از جناب خواجہ غلام نبی صاحب مہجور مبلغ اسلام)

ہے رشد و ہدایت کا جاری دریا احمد کے کوچہ میں
رہتے ہیں یہاں کچھ متوالے ہیں عاشق جو اللہ والے
دشمن کی نہ باتوں پر تو جا اور جھوٹ کو سنکر مت گھبرا
ہے پیش نظر گر خدمتِ دیں اٹھ باندھ کمر پڑھ بسم اللہ
بچ جانا پیر پرستی سے واقف ہونا ہے ہستی سے
الہام بتاتا ہے ہم کو اسلام کا خالق زندہ ہے
میں دین کو دنیا سے برتر سمجھوں گا مرے رب اکبر

اے بھائی مبارک ہو تجھکو آنا احمد کے کوچہ میں
ہے خلقِ محمد کا نقشہ دیکھا احمد کے کوچہ میں
یہ کام نہیں ہے عاقل کا خود آ احمد کے کوچہ میں
چہ بیسویں کو ایک قافلہ ہے جاتا احمد کے کوچہ میں
یہ درس کہ ابھر و پستی سے پایا احمد کے کوچہ میں
اس راز حقیقت کو ہم نے سمجھا احمد کے کوچہ میں
یہ عہد مجاہد نے آکر باندھا احمد کے کوچہ میں

مہجور بقدر ظرف خودش از پیر مغاں ہر کس نوشد
ڈھلتی ہے محمدؐ کے خم سے صہبا احمد کے کوچہ میں!

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگان سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات

میں

حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کیلئے — **پندرہ دسمبر ۱۹۳۳ء سے پندرہ جنوری ۱۹۳۴ء تک** — **صرف ایک ماہ کیلئے**

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول اعلیٰ کاغذ — جو براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے۔	عا/	عہ/
ایضاً ایضاً ادنی کاغذ	عہ/	۱۵/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم — جو تین کتب سرمہ چشم آریہ۔ شحنہ حق۔ ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب پر مشتمل ہے	عا/	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم — جو تین کتب فتح الاسلام۔ توضیح المرام۔ ازالہ اوہام ہر دو حصص پر مشتمل ہے	عا/	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم — جو چار کتب الحق مباحثہ لدھیانہ۔ الحق مباحثہ دہلی آسمانی فیصلہ اور نشان آسمانی پر مشتمل ہے	عا/	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم — جو پانچ کتب آئینہ کمالات اسلام۔ برکات الدعا۔ جنگ مقدس۔ حجۃ الاسلام سچائی کا اظہار پر مشتمل ہے۔	ہے/	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم — جو سات عربی کتب۔ تحفہ بغداد۔ کرامات الصادقین حمامۃ البشریٰ۔ نور الحق حصہ اول۔ نور الحق حصہ دوم۔ اتمام حجت اور سر الخلافت پر مشتمل ہے	ہے/	عہ/
ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب	۶/	۳/
الحق مباحثہ لدھیانہ	۱۲/	۴/
الحق مباحثہ دہلی	عہ/	۶/
حجۃ الاسلام	۴/	۲/
اتمام حجت	۴/	۲/
برکات الدعا	۴/	۲/
الوصیت	۲/	۱/
ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ		
جلد اول	عکہر	عہ/
جلد دوم	عا/	عہ/

بیان القرآن

یعنی

اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن

تالیف

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

اس تفسیر میں ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے۔ جس کے متعلق صاحب فہم لوگوں نے بہت عمدہ آرا کا اظہار کیا ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے ۲۹×۲۲/۸ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے تین جلدوں میں اصل قیمت بیس روپیہ (للعہ) رعایتی دس روپیہ (للعہ) تین الگ الگ جلدوں میں اصل قیمت مجلد پچیس روپیہ (۲۵) رعایتی تیرہ روپیہ (۱۳)

سیرت خیر البشر

حضرت نبی کریم صلعم کی مفصل سوانحعمری منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب اصل قیمت بجلد عہ/ - رعایتی - ۱۲/
〃 مجلد عہ/ - 〃 عہ/

تاریخ خلافت راشدہ

سوانحعمری حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ - حضرت علیؓ منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب۔ اصل قیمت بجلد عہ/ - رعایتی - ۱۲/
〃 مجلد عہ/ - 〃 ۱/

فضل الباری جلد اول

یعنی

اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری

مصنفہ

حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

بخاری شریف کے بابوں اور مضامین کو اس طرح رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہوگیا ہے ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اسکے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ مسائل میں مختلف آراء میں سے جو معقول اور مدلل ہو اُسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر صرف نمبر دیئے گئے ہیں۔ اور ان میں الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا ہے ۲۹×۲۲/۸ سائز کے ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل قیمت بجلد آٹھ روپیہ آٹھ آنہ (عہ) رعایتی پانچ روپیہ (عہ) اصل قیمت مجلد نو روپیہ آٹھ آنہ (عہ) رعایتی (عہ)

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
جلد سوم	عہ/	عہ/
الہامات حضرت مسیح موعود		
البشریٰ جلد اول	۴/	۲/
البشریٰ جلد دوم	عہ/	۸/
مکاشفات	۴/	۲/
دیگر کتب حضرت مسیح موعود		
حمامۃ البشریٰ	عہ/	۸/
کرامات الصادقین	۱۲/	۶/
آسمانی فیصلہ	۵/	۰۲/
سر الخلافت	۸/	۴/
جنگ مقدس	۱۲/	۸/
شحنہ حق	۸/	۴/
نور الحق حصہ اول	عہ/	۸/
〃 〃 دوم	۸/	۴/
متفرقات		
آثار مبارکہ	۱/	۰/
احمدیہ جنتری	۴/	۱/
درود الصلیب	۴/	۲/
مسیح قرآن میں	۱/	۰/
واقعات صلیب	۱/	۰/
القول الممجد	۸/	۳/
اعلام الناس	۵/	۲/
اعجاز القرآن	۰۱/	۰/
عصمت انبیاء	۹/	۳/
غلامی	۴/	۲/
الضحیٰ	۱/	—
سراج الوہاج	۴/	۱/
اظہار النصائح	۵/	۱/
القول المبین	۰۲/	۰/
ستہ ضروریہ مباحثہ رام پوری	۳/	۱/
تبلیغ الحق الی عبد الحق	۱۰/	۵/
سوانحعمری حضرت مسیح موعود	۴/	۲/
المہدی اول تا ہفتم	.	۴/

ضروری اطلاع

تمام درخواستیں ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک ڈاکخانہ میں ڈال دینی چاہئیں۔ وہ فرمائش جس پر ۱۶ جنوری ۱۹۳۴ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی اس رعایت کے ماتحت نہ آسکے گی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت طلب پارسل منگنے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اس ہدایت کا آنا ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جائیں یا ڈاکخانہ۔ محصول و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوں گے۔ قرض اور اقساط پر دینے کا طریق نہیں۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کے لئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرماویں۔

مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگان سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات

میں

حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کیلئے — پندرہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۳ء سے پندرہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک — صرف ایک ماہ کیلئے

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
تحریک احمدیت و اختلاف سلسلہ پر کتب		
تحریک احمدیت۔ جماعت احمدیہ لاہور کی سرگرمیاں تحریک احمدیت کا صحیح مفہوم۔ بانی سلسلہ کے دعاوی اور آپکی بے نظیر اسلامی خدمات پر مفصل بحث۔		
قیمت مجلد	عہ/	۱۲/
بجلد	عہ/	۸/
مسیح موعودؑ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر مفصل بحث	عمہ/	۱۲/
النبوت فی الاسلام۔ نبوت۔ رسالت۔ محدثیت اور مجددیت پر مفصل بحث	عا/	عہ/
عقائد احمدیہ۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ آپکا دعویٰ نبوت کا نہ تھا آپ کی طرف جو غلط عقائد منسوب کئے گئے ہیں ان کی تردید کی گئی ہے	عمہ/	عہ/
عسل مصفٰے ہر دو حصص۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے مجددیت پر مفصل بحث	للعہ/	عا/
حقیقت اختلاف۔ جماعت احمدیہ کے اختلاف کی اصل حقیقت واضح کی گئی ہے	۵/	۲/
اسلام اور اصول اسلام پر کتب		
رسالہ نماز۔ جس میں نماز کے احکام و مسائل پر بحث ہے	۸/	۴/
رسالہ روزہ۔ روزہ اور اسکی فلاسفی پر بحث ہے	۴/	۲/
رسالہ زکوٰۃ۔ زکوٰۃ " " "	۳/	۱/
رسالہ حج۔ حج " " "	۲/	۱/
ہستی باریتعالیٰ۔ ہستی باریتعالیٰ پر دلائل از قرآن پاک	۶/	۴/
اسلام کیا ہے۔ سوال و جواب کے رنگ میں تعلیم اسلام	۳/	۲/
اسلامی اصول کی فلاسفی۔ پانچ معرکۃ الآرہ مذہبی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے	۱۲/	۴/
اسلام اور دیگر مذاہب	۱۰/	۰/
تربیت اولاد۔ جس میں تربیت کے متعلق احکام ہیں	۵/	۲/
احمد مجتبیٰ۔ ثابت کیا گیا ہے کہ احمد رسول کریمؐ کا نام تھا	۴/	۱/
شناخت مامورین	۳/	۱/
رو ہنود و مذہب پر کتب		
یجر وید اتھروید یجر وید کے بعض ابتدائی دعاؤں کا ترجمہ	عہ/	۱۰/

ترجمۃ القرآن انگریزی

یعنے

انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن

تالیف

حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور

یہ وہ ترجمہ ہے جو اپنی مقبولیت کی وجہ سے اب محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام میں اسکی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے یا اسکا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اس ترجمہ کے بعد دو اور ترجمے شائع ہوئے ہیں لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ دنیا بھر کے اخبار نویسوں نے اس کی تعریف کی ہے ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۱۵۰۰ صفحات پر تین قسموں میں۔ اصل قیمت لچکدار جلد خالص چمڑا عـ۲۵ـہ۔ رعایتی ۱۸ روپیہ۔ قسم دوم لچکدار مصنوعی چمڑا اصل قیمت عـ۲۰ـہ رعایتی ۱۴ قسم سوم گتے کپڑے کی جلد اصل قیمت عـ۱۵ـہ رعایتی عـ۱۲ـہ روپے۔

محمد اینڈ کرائسٹ

حضرت نبی کریم صلعم و حضرت عیسےؑ کی بعثت اور معجزات پر انگریزی میں۔ اصل قیمت بجلد عہ/ رعایتی ۱۲/

محمد دی پرافٹ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بزبان انگریزی دوئم ایڈیشن اصل قیمت تین روپیہ رعایتی عـہ

ارلی خلافت

حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی کے حالات زندگی اور آپکا اسوۂ حسنہ انگریزی میں اصل قیمت … رعایتی … عا/

ترجمۃ القرآن انگریزی بلا متن

یہ معہ متن ترجمہ کا مختصر ایڈیشن ہے جس میں عربی متن نہیں دیا گیا۔ خصوصاً غیر مسلم طبقہ کیلئے ہے مختصر نوٹ بھی دیئے گئے ہیں۔ اسکی دوئم ایڈیشن دس ہزار کی تعداد میں عنقریب چھپنے والی ہے۔ اصل قیمت لچکدار جلد ۶ رعایتی ۵۔ گتے کپڑے کی جلد ۵۔ رعایتی چار روپیہ (للعہ/)

فتح اسلام انگریزی

حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب فتح اسلام کا انگریزی ترجمہ اصل قیمت ۶/ رعایتی ۳/

ٹیچنگ آف اسلام

اسلامی اصول کی فلاسفی از حضرت مسیح موعودؑ کا انگریزی ترجمہ اصل قیمت بجلد عہ/ رعایتی عہ/

النبوت فی الاسلام انگریزی

النبوت فی الاسلام اردو کا مختصر ایڈیشن اصل قیمت ۶/ رعایتی ۲/

ولادت مسیح انگریزی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر بحث اصل قیمت ۱/ رعایتی ۳/

حمائل شریف مطبوعہ جرمنی

نہایت بے نظیر حمائل شریف جو جرمنی میں طبع کرائی گئی ہے اصل قیمت عا/ رعایتی عہ/

احمدیہ موومنٹ

انگریزی میں سلسلہ احمدیہ کے عقائد اور اسکی ہسٹری پر بحث اصل قیمت ۱۰/ رعایتی ۵/

حمائل مترجم اردو معہ حواشی

مترجمہ حضرت مولانا محمد علی صاحب بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر تفسیری نوٹ درج ہیں۔ تفسیر بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن ۲۰×۳۰/۱۶ کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل قیمت بجلد سفید ولایتی کاغذ للعہ/ رعایتی عا/ اصل قیمت بجلد حنائی مصری کاغذ چار روپیہ (للعہ/) رعایتی دو روپیہ (عا/)

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
ویدوں کا بہشت۔ آریوں کے دلچسپ سورگ پر بحث	۸/	۴/
رسالہ نجات	۱۰/	۱/
رسالہ مسئلہ بہشت۔ آریہ سماج سے مناظرہ	۲/	۱/
رسالہ تناسخ۔ از قلم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۳/	×
اسما الٰہیہ۔ وید اور قرآن کریم پر بحث	۷/	۲/
حدوث مادہ	۵/	۲/
رو عیسائیت پر کتب		
ولادت مسیح۔ بروئے قرآن کریم و اناجیل	۴/	۳/
اکرام الحق۔ عیسائیت کے اعتراضات کا جواب	۱/	×
حقیقت المسیح	۳/	×
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب پر کتب		
جمع قرآن۔ قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق اعتراضات کا جواب	۱۲/	۸/
مقدمۃ القرآن	۶/	۴/
اعجاز القرآن	۰/	۰/
نکات القرآن حصہ سوئم	۱۰/	۲/
" حصہ چہارم	۸/	۲/
بیان القرآن پارہ اول۔ سوئم تا ہفتم		۴/ فی
حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام کا مجموعہ		
درثمین۔ تمام فارسی اور اردو نظموں کا مجموعہ	۱۱/	۸/
مناجات احمدیہ۔ حضرت مسیح موعودؑ کی چیدہ نظموں کا مجموعہ	۲/	۱/
رباعیات حامد	۳/	۲/
نصاب منظوم	۲/	۱/
متفرقات		
مرآۃ الحقیقت	۵/	۲/
آیت اللہ۔ مولوی ثناء اللہ کا مباہلہ سے فرار	۳/	۱/
مسئلہ تقدیر	۶/	۲/
الروح۔ از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۳/	×
المسیح الدجال و یاجوج ماجوج	۴/	×
مقام حدیث	عہ/	۱۲/
کامران۔ زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع	عمہ/	عہ/
محمد مصطفےٰ۔ مختصر سوانحعمری حضرت رسول کریم	۵/	×

ضروری اطلاع

تمام درخواستیں ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک ڈاکخانہ میں ڈال دینی چاہئیں۔ وہ فرمائش جس پر ۱۶ جنوری ۱۹۳۴ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی اس رعایت کے ماتحت نہ آسکے گی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت طلب پارسل مانگنے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اس ہدایت کا آنا ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جائیں یا ڈاک خانہ محصول و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوں گے۔ قرض اوراق طلب نہیں بذریعہ ریل کتب منگوانے کیلئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرمادیں۔

مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہمارا سالانہ جلسہ اور اُس کا نصب العین

حضرت مسیح موعودؑ کے وقت کے جلسے

(از جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب قبلہ)

جہاں تک مجھے یاد ہے ہماری جماعت کا سالانہ جلسہ ۱۸۹۲ء میں یعنی آج سے اکتالیس سال قبل قادیاں میں منعقد ہوا تھا۔ خود حضرت مسیح موعودؑ نے اس سالانہ اجتماع کی بنیاد ڈالی۔ اور اس کی اہمیت کو جماعت کے ذہن میں منقش کیا۔ اور جماعت کے افراد ہمیشہ دور دراز مقامات سے اس میں شمولیت کے لئے کشاں کشاں چلے آتے تھے۔ گذشتہ سال کی تمام کارروائی کا جائزہ لیا جاتا تھا۔ اور آئندہ سال کے لئے عملی پروگرام مرتب کیا جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت آپ کے نصائح با جماعت نمازیں اور اکٹھے ہو کر تہجد ادا کرنا اور دعائیں کرنا عجب پُرکیف نعمتیں تھیں۔

ان جلسوں میں جو اصحاب شامل ہوتے تھے ان کی آنکھوں کے سامنے اس وقت آپس کے میل جول، محبت، یگانگت اور دلسوزی کے نظارے تازہ ہیں۔ اور دل اس سرور کی یاد سے اس وقت تک ایک انبساط پاتا ہے کوئی یکوں پر آ رہا ہے تو کوئی پیدل سب جوق در جوق اس حبیب کی بستی میں جمع ہوتے تھے۔ اس پر کھانے اور رہائش کی سادگی عدیم النظیر تھی۔ شدید سردی کے باوجود اکثر احباب پرالی کے فرش پر سوتے تھے۔ اور اپنے عشق خدا اور رسولؐ میں اصحاب الصُّفّہ کا نمونہ اپنے اندر رکھتے تھے۔

موجودہ ضروریات

حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں تو سالانہ جلسہ کے علاوہ بھی احباب اکثر آپ کی زیارت کے لئے آتے۔ ایسے ہی حضرت مولانا نور الدین صاحبؒ کے وقت جلسوں میں شامل ہونے والے اصحاب کی کثرت ہوتی تھی۔ درمیان میں بھی احبابؓ آیا کرتے تھے۔ مگر اس قدر جتنے حضرت مسیح موعودؑ کے وقت میں۔ موجودہ حالات میں جب ہم لاہور میں منتقل ہو گئے ہیں۔ بعض احباب ملاقات کے لئے اور اکثر کام کاج کے لئے لاہور آتے ہیں۔ مگر لاہور کی دیگر مصروفیتوں کی وجہ سے حضرت امیر قوم و دیگر احباب جماعت سے ملنے کا کم اتفاق ہوتا ہے۔ اس لئے یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ کم از کم سال میں ایک دفعہ ہم سب جمع ہوں۔ اور قومی و دینی مسائل پر غور و خوض کریں۔ اور آئندہ کے لئے لائحہ عمل تیار کریں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد "تم سب میرے بعد مل کر کام کرو" پر عمل پیرا ہوں۔

حضرت مولانا نور الدین صاحبؒ کی یاد

حضرت مولانا نور الدین صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ان کے ایک بزرگ (غالباً شاہ عبد الغنی صاحب) سے ان کو ملے ایک دفعہ کئی روز ہو گئے۔ حضرت مولانا صاحب جب ملے تو انہوں نے فرمایا کہ تم اتنے دنوں سے نہیں آئے۔ کیا قصاب کی دوکان کے آگے سے تم نہیں گزرے؟ آپ نے فرمایا میں نے مطلب نہیں سمجھا۔ آپ کے ان بزرگ نے فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جب قصاب کی چھریاں کُند ہو جاتی ہیں تو وہ ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کر تیز کر لیتا ہے۔ یہی حال مومن کا ہے۔ جب ایمان میں کمزوری یا اعمال میں سستی پیدا ہو جاوے۔ مومنوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملنے سے تقویت پہنچتی ہے اور ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ جماعت کے اجتماعوں بالخصوص سالانہ جلسوں کے قیام میں فی الحقیقت یہی امر مقصود ہے۔ کہ باہمی میل ملاپ سے ایک دوسرے کے نمونے، اتحاد اور روحانیت سے فائدہ حاصل کریں۔ اور اجتماعی رنگ میں خدمت دین انجام دے سکیں۔

جماعت کا قیام

حضرت مسیح موعودؑ کو جماعت کے قیام کے لئے سب سے پہلے یہی الہام ہوا تھا اصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم (ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے۔ جو ان کے ہاتھوں پر ہے) جس طرح حضرت نوحؑ کو ایک پُرآشوب زمانہ میں الہام ہوا تھا کہ وہ ایک کشتی بنائیں جس میں مومنوں کو سوار کر کے طوفان سے بچائیں۔ موجودہ زمانہ کے روحانی طوفان اور اسلام کے خلاف شدید مخالفت کے زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ کو واضح کیا گیا کہ وہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے ایک جماعت تیار کریں۔ اور جس طرح سے کشتی میں بیٹھ کر لوگ سمندر پار ہو جاتے ہیں اسی طرح سے حضرت مسیح موعودؑ کے زیر سایہ اور ان کی ہدایت کے ماتحت اسلام کی کشتی کو اپنی متحدہ کوشش و مالی قربانیوں کے ساتھ پار کریں۔

موجودہ ضروریات

جو امور اس وقت ہمارے سامنے ہیں جن کے لئے جماعت کو متحد ہو کر عملی پروگرام مرتب کرنا چاہئے۔ اور ہمہ تن خدمت دین کے لئے مصروف ہو جانا چاہئے۔ میرے خیال میں مفصلہ ذیل ہیں :-

۱۔ غلط فہمیوں کا ازالہ :- موجودہ زمانہ میں مولویوں کے علاوہ بعض پولٹیکل لیڈر کوئی پولیٹیکل پروگرام سامنے نہ ہونے کی وجہ سے مشغلہ کے طور پر جماعتِ احمدیہ کی تخریب و تفریق بین المسلمین کے درپے ہیں۔ اور اس قسم کا طوفان بے تمیزی برپا ہے جو کہ سلسلہ کی تاریخ میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اس لئے جماعت کا فرض ہے کہ ان سب غلط فہمیوں کے ازالہ کی کوشش کرے اور پہلے سے اپنی کوششوں کو دہ چند بلکہ صد چند بھی زیادہ کر دے تو تھوڑا ہے۔

۲۔ عقائد کی اصلاح :- عامۃ الناس میں یہ غلط فہمی پھیلانے کی سب سے زیادہ ذمہ داری جناب مرزا محمود احمد صاحب اور ان کی جماعت قادیاں کے ذمہ ہے انہوں نے بعینہٖ وہ عقاید و دعاوی حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے منسوب کئے جو حضرت صاحب کے زمانہ میں سلسلہ کے اول درجہ کے مخالف مُلّا اور علماء ان کی طرف منسوب کیا کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ ہمیشہ ان عقاید و دعاوی سے بیزاری و علیحدگی کا اعلان کرتے رہتے تھے۔ جبکہ ان کے لڑکے اور ان کی جماعت کی اکثریت ان ملانوں کے ہمنوا ہو تو حضرت مسیح موعودؑ کی آواز اور جماعت احمدیہ لاہور کی چیخ و پکار۔ نقار خانہ میں طوطی کی آواز کے مترادف ہوگی اس لئے سب سے اوّل ہمارا فرض ہے کہ جماعت قادیاں کے غلط پروپیگنڈا کی پُرزور تردید کریں۔ اور قرآن و حدیث اور تحریرات و اقوال حضرت مسیح موعودؑ سے ان کا بطلان کریں۔ اور یہ کام کما حقہٗ اس وقت تک انجام نہیں دیا جا سکتا جب تک ہماری ساری جماعت ہمہ تن اس کوشش میں مصروف نہ ہو جائے۔ اور سب کے سب سالانہ جلسہ کے موقع پر مل کر متفق قومی شوریٰ میں حصہ لیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے سامنے عہد موثق نہ باندھیں کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کی پوزیشن کو صاف کرنے کے لئے ان تھک کوشش کریں گے۔ اور اپنے تمام دنیوی کاروبار پر اس فرض کو مقدم کریں گے اور عملی رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ثبوت دیں گے

۳۔ وحدت قومی :- جس طرح کہ ہر ایک انسان کے اعضا مل کر اس کی تکمیل کرتے ہیں اور جب تک آنکھ۔ ناک، کان و دیگر اعضا ایک نظام کے ماتحت کام نہ کریں اس وقت تک صحت قائم نہیں رہ سکتی ہے نہ انسان کامیاب ہو سکتا ہے اسی طرح جماعتوں کا حال ہے۔ کہ جب تک ہر ایک فرد امیر قوم کے حکم کے ماتحت قوم کی تمام ترار دادوں پر پوری کوشش اور یکجہتی سے کام نہیں کرتا تب تک جماعت کی کامیابی بحیثیت قوم ایک امر موہوم ہوگی۔ اس لئے موجودہ پُرآشوب زمانہ میں جبکہ اپنے اور بیگانے سلسلہ کو مٹانے کی فکر میں ہیں یہ چھوٹی سی جماعت جو اصلیت پر قائم ہے اس کا فرض ہے کہ پورے اتحاد اور کامل کوشش کے ساتھ قومی کشتی کو پار کرنے میں مدد دے۔ اور آنحضرت صلعم اور حضرت مسیح موعودؑ کے دامن کو غلط الزامات و اعتراضات کے تمام داغوں سے پاک کرے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ جماعت کا ہر ایک فرد جلسہ میں شمولیت کی کوشش کرے۔

۴۔ مسلماں را مسلماں باز کردند :- باز کردند کا الہام حضرت مسیح موعودؑ کو ہوا تھا۔ جس میں ان کی آمد کی علت غائی بتلائی گئی تھی۔ درحقیقت جماعت کے قیام کی اصل غرض یہی تھی مسلمانوں کو سچا مسلمان بنایا جائے۔ وہ قرآن پر عامل اور آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہوں۔ باقی بحثیں تو درحقیقت ہنگامی ہیں۔ اور اصل غرض یہی ہے۔ ہم خود بھی پکے مسلمان بنیں اور دوسروں کو پکے مسلمان بننے کی تبلیغ کریں۔ تب ہی حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو کامیاب حقیقی دور شروع ہو سکتا ہے جیسا کہ اس الہامی شعر سے ظاہر ہے ؎

چوں دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

تبلیغ اسلام :- یوں تو ہر طرح تبلیغ اسلام کے مواقع ہیں۔ مگر اچھوت اقوام میں اشاعتِ اسلام ازبس ضروری ہے۔ دو لاکھ سے زاید اچھوت صرف صوبہ مدراس میں ایسے مذہب کے متلاشی ہیں جس سے ان کی نجات ہو سکے۔ اسی طرح ملک سیام کی اکثر غیر مسلم آبادی سچے مذہب کی تلاش میں ہے اسی طرح جاپان حق کا متلاشی ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ ان اقوام کو اسلام کا پیغام پہنچانے کی سر توڑ کوشش کریں لیکن یہ کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہم سب کے سب سالانہ اجتماع میں شامل ہو کر کوئی عملی پروگرام طے نہیں کرتے۔

یہ موٹے موٹے امور ہیں جو کہ اس سالانہ اجتماع میں ہمار

سیّد حبیب صاحب کے نام مکتوب مفتوح

بخدمت سید حبیب صاحب ۔ السلام علیکم ۔

اخبار ریاست مورخہ ۱۰ دسمبر میں ایک مضمون آپ کی طرف سے شائع ہوا ہے جس کے آخر میں آپ نے حضرت مولانا محمد علی صاحب کے خطبہ کے اس حصہ کو نقل کرتے ہوئے کہ "ہمارے مخالفین ہم سے اصولی طور پر بحث نہیں کرتے لکھا ہے" میں تو اپنی عدیم الفرصتی کے باوجود تبادلہ خیالات کیلئے ہر وقت حاضر ہوں ۔ مولانا صاحب جس نہج سے چاہیں بات کریں زبانی یا تحریری اور جس کو چاہیں حکم مقرر کریں ۔ صرف تاریخوں کے تقرر میں مجھ سے مشورہ ہے لیں ۔ وہ یا تو مرزا صاحب کے دعاوی اور انکی جانچ کے اصول اور پھر انکی تصدیق یا تکذیب پر بحث کریں ۔ اور یا پہلے اسی بات پر بحث کریں کہ مسلمانوں اور احمدیوں میں بحث کس بات پر ہونا چاہیے ؟"

یہ مضمون مولانا محمد علی صاحب کی نظر سے گزرا ۔ اور باوجود اپنی علمی مصروفیتوں کے اور اس علم کے کہ آپ کسی جماعت کے نمائندہ نہیں وہ آپ کے چیلنج کو بہ نہج و بہ شرائط ذیل منظور کرتے ہیں ۔

(۱) بحث تحریری ہوگی ۔

(۲) بحث کے موضوع حسب ذیل ہونگے ۔

ا ۔ آپ نے حضرت مرزا صاحب کی طرف تین دعاوی منسوب کئے ہیں جن تینوں کا ہمکو انکار ہے ۔

(۱) اول دعویٰ الوہیت

(۲) دوم ابن اللہ ہونیکا دعویٰ

(۳) سوم دعویٰ نبوت ۔

سو پہلے ان تینوں پر بحث ہوگی جن میں آپ مدعی ہونگے اور حضرت مولانا محمد علی صاحب جواب دینگے ۔

ب ۔ ہماری اصولی بحث کا مدار ذیل کی تین باتوں پر ہے

(۱) ہر صدی کے سر پر مجدد کا آنا ضروری ہے یا نہیں اور اس صدی کا مجدد کون ہے ۔

(۲) کیا حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہوگئے یا بجسد عنصری زندہ چوتھے آسمان پر موجود ہیں ۔

(۳) جس مسیح کے اس امت میں آنے کا ذکر ہے کیا وہ اس امت کا ایک مجدد ہوگا یا حضرت عیسٰی نبی اللہ آئینگے

ان تینوں پر بحث میں مدعی حضرت مولانا محمد علی صاحب ہونگے اور آپ جواب دینگے ۔

(۳) بحث روزانہ مسلسل رہیگی اور ہر روز صرف ایک مسئلہ پر بحث ہوگی اور اس کو اسیدن ختم کر دیا جائے گا ۔

(۴) پرچے آمنے سامنے بیٹھکر لکھے جائیں گے اور دو دو آدمی لکھنے والے ہونگے فریقین کو ہر ایک پرچہ کیلئے یکساں وقت دیا جائے گا ۔

(۵) ہر ایک پرچہ کے اختتام پر پرچہ مجلس میں سنایا جائیگا اور فریقین کے اس پر دستخط ہو کر ایک ایک نقل دونوں فریق کو دی جائے گی ۔

(۶) یہ پرچے روزانہ اخبار ریاست میں اور اخبار "پیغام صلح" میں جو اسقدر ایام کیلئے روزانہ نکلیگا شائع ہوتے رہیں گے ۔

(۷) استدلال صرف قرآن شریف، حدیث صحیح اقوال ائمہ اور حضرت مرزا صاحب کی تحریروں اور لغت کی بنا پر ہوگا ۔

(۸) بحث میں کوئی دلآزار یا غیر متعلق بات نہ لکھی جائیگی ۔

(۹) ہر ایک مضمون پر تین تین پرچے فریقین کے ہوں گے جنکے لئے یکساں وقت دیا جائیگا اور آخری پرچہ مدعی کا ہوگا جسکا وقت اصل وقت سے نصف ہوگا ۔

(۱۰) حکم حسب ذیل مقرر کئے جائینگے ۔ تین آدمی ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے جو آپ چاہیں منتخب کریں حضرت مولانا محمد علی صاحب کو ان پر کوئی اعتراض کا حق نہ ہوگا ۔

تین آدمی حضرت مولانا محمد علی صاحب اپنی جماعت کے سوا دیگر مسلمانوں میں سے جسے چاہیں منتخب کرلیں آپ کو ان پر اعتراض کا کوئی حق نہ ہوگا ۔

اگر کسی مبحث پر کثرت رائے ہو جائے تو وہ فیصلہ شدہ سمجھا جائیگا اور اگر کثرت رائے کسی کے حق میں نہ ہو تو وہ مبحث غیر فیصلہ شدہ سمجھا جائیگا ۔ اور پبلک خود فیصلہ کرے گی ۔

(۱۱) یہ چھ حکم روزانہ بحث میں موجود ہونگے اور اسدن کی بحث کے خاتمہ پر اپنا فیصلہ دیدیں گے جو اس دن کے مضامین کی اشاعت کے ساتھ ہی شائع کیا جائیگا ۔

(۱۲) فریقین کیطرف سے مجلس بحث میں صرف ۲۵ ۔ ۲۵ آدمی داخل ہونگے اور ہر فریق اپنے آدمیوں کی طرف سے امن کا ذمہ دار ہوگا ۔

(۱۳) تاریخیں بعد رمضان باتفاق فریقین مقرر ہو جائیں گی ۔

(سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور)

جماعتِ احمدیہ کا شاندار کارنامہ

(از جناب پروفیسر سید عبد القادر صاحب ایم اے)

مسلمان بادشاہوں نے ہندوستان میں قریباً ایک ہزار سال تک نہایت شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی ۔ ان میں اکثر بادشاہ بہت بیدار مغز اور روشن خیال تھے ۔ انہوں نے ہر ممکن طریق سے ہندوستان کے لوگوں کی بہبودی اور بہتری کی کوشش کی اور ایک گمنام اور نکبت و ادبار کے مارے ہوئے ملک کو چار دانگ عالم میں مشہور کر دیا ۔ اور آج ہندوستان کئی لحاظ سے دنیا کے چوٹی کے ملکوں میں شمار ہوتا ہے ۔

لیکن جہاں ہمیں مسلمان بادشاہوں کے بے پایاں احسانات کا اعتراف ہے وہاں یہ بات بھی نہایت افسوس کے ساتھ تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ انہوں نے تبلیغ اسلام کی طرف کوئی توجہ نہ کی ۔ ورنہ آج ہم غیر مسلموں کے ہاتھ سے اس قدر ذلیل و خوار نہ ہوتے ۔ اور ان کی اکثریت کا کھٹکا اس قدر دہشت انگیز نہ ہوتا ۔

تاریخ شاہد ہے کہ قرون وسطیٰ میں یورپ میں رعایا کو اپنے بادشاہ کا مذہب اختیار کرنا پڑتا تھا ۔ بادشاہ جس مذہب کو قبول کر لیتا لوگوں کو بھی وہی مذہب قبول کرنا پڑتا تھا ۔ لیکن مسلمان بادشاہوں نے اپنی غفلت اور نادانی سے ایک نادر موقع ہاتھ سے کھو دیا ۔ جس طرح وہ غیر مسلموں کو دنیا کے زر و دولت سے مالا مال کر رہے تھے ۔ اسی طرح وہ انہیں زیور ایمان سے آراستہ کرنے کی طرف بھی متوجہ ہو جاتے تو آج ہم اس ملک میں اس قدر اقلیت میں نہ ہوتے اور یہاں ہندو مسلم سوال کی یہ نوعیت نہ ہوتی ۔

افسوس ہے کہ اسلاف کی غلطیوں سے ہم نے بھی کوئی سبق حاصل نہیں کیا ۔ اور ہم مسلمان تبلیغ اسلام کے کام سے بدستور غافل چلے آتے ہیں ۔ اگر اس فرض کا کچھ احساس ہے تو صرف جماعت احمدیہ کو ۔ جس کی تکفیر کے اعلان ہم عاقبت نا اندیش نہایت بلند آہنگی کے ساتھ کرتے رہتے ہیں ۔

جس ہمت ۔ استقلال اور ایثار کے ساتھ جماعت احمدیہ تبلیغ کا کام کر رہی ہے ۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے ۔ اس جماعت کے تبلیغی مشن نہ صرف ہندوستان اور ایشیا کے مختلف حصوں میں مفید کام کر رہے ہیں ۔ بلکہ کفر و الحاد کے تخت گاہ لندن اور برلن میں بھی اس جماعت کے مبلغ نہایت کامیابی کے ساتھ اسلام کی روشنی پھیلانے میں سرگرم سعی ہیں ۔ یہ دیکھ کر واقعی قلق ہوتا ہے کہ سرمایہ کی کمی کی وجہ سے یہ جماعت اپنے تبلیغی کام کو کماحقہٗ وسعت نہیں دے سکتی ۔ اگر ذی استطاعت مسلمان اس نیک کام میں اس جماعت کا ہاتھ بٹائیں ۔ تو غیر اقوام اور خاص طور پر اچھوتوں میں نہایت مفید کام ہو سکتا ہے

غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے علاوہ جماعت احمدیہ لاہور کا ایک اور بہت بڑا کارنامہ ہے اس کارنامہ سے میری مراد وہ مذہبی لٹریچر ہے جو انگریزی اور اردو زبان میں اس جماعت کی طرف سے شائع ہوا ہے ۔ اس جماعت کے قیام سے پہلے مسلمانوں میں اس قسم کا لٹریچر قریباً قریباً بالکل مفقود تھا ۔ لیکن اس جماعت اور اس جماعت کے فاضل صدر مولانا مولوی محمد علی صاحب کی بدولت ایسا لٹریچر تیار ہو گیا ہے ۔ جو ہم فخر کے ساتھ مسلموں اور غیر مسلموں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں ۔ اور میرا خیال ہے کہ اس لٹریچر کی بدولت بہت سے غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ہیں

تمام احباب
ایک ہفتہ باقی ہے اس
(محمد علی)
قادیانی دوست
شمولیت
(محمد علی)
راحت
عزت
(محمد علی)

تار کا پتہ مسلمان لاہور
رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

ایام جلسہ میں تمام بھائی
نماز باجماعت

کا خصوصیت سے خیال رکھیں ہمارے جلسہ سالانہ کی ایک بہت بڑی غرض اکٹھے ہو کر دعائیں کرنا ہے اجتماع کی دعا اپنے اندر بہت بڑی طاقت اور برکت رکھتی ہے اس برکت کے حصول میں کوئی مصروفیت حائل نہیں ہونی چاہیے

جن خریداران پیغام صلح کا
چندہ خریداری

دسمبر یا جنوری میں ختم ہوتا ہے یا جن کے ذمہ بقایا جات ہیں ان کی خدمت میں خصوصیت سے درخواست ہے۔ کہ جلسہ سالانہ پر اپنا حساب بے باق کر دیں۔ ایام جلسہ میں حسب معمول اخبار کا دفتر کھلا رہے گا۔ خریداران "لائٹ" اور "مسلم ریوایول" سے بھی یہی درخواست ہے کہ تمام فرم بازیہ ادا کیے جائیں

ایک بزرگ قوم نے یہ
مفید تجویز

پیش کی ہے کہ جلسہ سالانہ پر سلسلہ کے ان پرانے احباب کا ایک خاص اجلاس منعقد کیا جائے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی زندگی میں حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہے اس کے متعلق حضرت امیر کی طرف سے مفصل اعلان جلسہ نمبر میں شائع ہو چکا ہے۔ دوبارہ یاددہانی عرض ہے۔

جلسہ سالانہ کے متعلق جو
اشتہارات اور پوسٹر

جماعتوں اور احباب کی خدمت میں ارسال کئے گئے ہیں وہ انہیں پوری احتیاط سے تقسیم اور چسپاں کر دیں اس کام میں تاخیر یا غفلت ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ نیز ہر ایک جماعت اور فرد سلسلہ کا فرض ہے کہ اپنے شہر کے معززین اور اپنے غیر از جماعت عزیزوں اور دوستوں کو شمولیت کی دعوت دے اور کوشش کر کے ہمراہ لائے۔

اس اشاعت کے ساتھ
قومی اخبار پیغام صلح

کی اکیسویں جلد ختم ہو رہی ہے گویا اس کی سالگرہ قریب ہے ہمیں توقع ہے کہ احباب اپنے اس قومی خادم کی سالگرہ پر اسے ضرور کوئی تحفہ دینگے۔ اس کے لئے بہترین تحفہ جدید خریدار اور بقایا جات کی ادائیگی ہے جو اخبار کی زندگی و ترقی کا موجب ہونگے۔

بعض بہتان طراز قادیانی
جھوٹی افواہیں

پھیلا رہے ہیں تاکہ لوگ ان سے متاثر ہو کر جلسہ میں شرکت نہ کریں اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مرکز میں حسب معمول کام ہو رہا ہے جلسہ کی تیاریاں اعلیٰ پیمانہ پر شروع ہیں کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے تمام دوستوں کو اپنے قومی دربار میں ضرور شریک ہونا چاہیے بلکہ قادیانی اصحاب کو بھی ہمراہ لانا چاہیے۔

تمام نوجوان بھائی یاد رکھیں
احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن

کا سالانہ اجلاس ۲۷ دسمبر کو دن کے تین بجے منعقد ہوگا احمدی نوجوانوں کو لازمی طور پر شریک ہونا چاہیے۔ امسال ایسوسی ایشن کو ترقی دینے اور اس کے عملی پروگرام پر خصوصیت سے غور کیا جائیگا اس لئے یہ اجلاس بہت اہم ہے۔ اجلاس کے بعد چائے ہوگی۔

ہمارے قومی دار الاشاعت
دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

نے ایک ماہ کیلئے رعایتی اعلان کیا ہے اور اکثر مفید کتب کی قیمتوں میں غیر معمولی تخفیف کر دی ہے جن کا اشتہار اخبار میں شائع ہو رہا ہے احباب کو اس نادر موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اور حسب استطاعت کتابیں خرید کر زیر تبلیغ دوستوں کو بطور تحفہ دینی چاہئیں۔

اخبار کے متعلق
ضروری اعلان

پیغام صلح کی جلسہ سالانہ سے قبل شائع ہونیوالی یہ آخری اشاعت ہے آئندہ پرچہ انشاء اللہ ۲ یا ۳ جنوری کو ہمارا ایڈیشن کے انداز پر شائع ہوگا جس میں جلسہ کی مفصل کارروائی اور بعض نہایت قیمتی مضامین اور نظمیں درج کی جائیں گی اس خیال سے کہ جلسہ سالانہ کے متعلق تمام ضروری اطلاعیں احباب تک پہنچ جائیں۔ یہ پرچہ ایک روز کی تاخیر سے شائع کیا جا رہا ہے

قبولیتِ حق پر تمسخر

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قبلہ)

مجھے بعض احباب نے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ "آزاد" اخبار اور "زمیندار" اخبار میں میرے مضمون "قبولیت احمدیت" پر تمسخر اڑایا گیا ہے اور "آزاد" میں تو مولوی محمد علی صاحب اور مولوی عزیز بخش صاحب کے مضامین پر بھی مذاق اڑایا گیا ہے۔ سو گزارش ہے کہ جن اخباروں نے حق کے ساتھ تمسخر اور استہزا اپنا شیوہ بنا رکھا ہو اور اپنے قلم کے زور اور الفاظ کی آمد کے بل پر انہیں شرافت وانسانیت کی پگڑی اچھالتے رہنے کی عادت پڑی ہوئی ہو ان سے شکوہ ہی کیا؟ بلکہ وہ اگر ایسا نہ کرتے تو خلاف توقع ہوتا۔ ہر ایک عقلمند جانتا ہے کہ کسی امر کی قبولیت کے لئے کسی شخص کے ذاتی تاثرات اور اس کی زندگی کے پیش آمدہ واقعات کا بیان محض اظہار حالات ہوا کرتے ہیں اور ان سے مراد فقط اس قدر ہوتی ہے کہ کیا کیا اسباب اور تاثرات پیدا ہوئے جن کے ماتحت کسی شخص نے ایک امر کو جسے وہ حق سمجھ رہا ہے قبول کیا۔ کوئی دوسرا مجبور نہیں کہ وہ بھی اسی طرح ان امور سے متاثر ہو۔ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو کر مسلمان کہلانا تو کوئی بڑا کارنامہ نہیں۔ یہی مذاق اڑانے والے اگر ہندوؤں یا عیسائیوں کے گھروں میں پیدا ہوئے ہوتے تو ماں باپ کے خیالات سے اسی طرح متاثر ہوتے جیسا کہ اب ہیں۔ اور ان کا انجماد فطرت جو آج تحقیق حق سے کوسوں دور ہے اس وقت بھی اسی طرح ہوتا جیسا کہ آج ہے۔ لہٰذا اس حالت میں یہ اسلام کا اسی طرح مذاق اڑاتے نظر آتے جس طرح آج احمدیت کا جو خادم اسلام ہے مذاق اڑا رہے ہیں "تحقیق حق" کو "سیماب طبعی" کہنے والے شکر کریں کہ خدا نے مسلمانوں کے گھر میں پیدا کر دیا جو پردہ رہ گیا۔ میں سیماب طبع نہیں بلکہ الحمد للہ تحدیث بالنعمۃ کے طور پر کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہو کر بھی اسلام کو اپنا مستقل مذہب خدا کے فضل سے اس وقت تک نہیں بنایا جب تک کہ اس کے ایک ایک اصول کو حق وصداقت کی کسوٹی پر پرکھ کر کندن نہیں پا لیا۔ اور میں اس میں بھی خدا کا فضل اور اس کی تربیت کا ہاتھ سمجھتا ہوں کہ جس جماعت کو شب وروز طرح طرح کے مذاہب باطلہ اور عقائد فاسدہ کا مقابلہ درپیش تھا۔ اس میں شمولیت سے قبل عقائد حقہ پر یقین پیدا کرنے کے لئے علم وتحقیق کے تمام مراحل ربوبیت الٰہی نے خود طے کرا دیئے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ وماشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

باقی رہا ان واقعات پر تمسخر جو مجھے اپنی زندگی میں پیش آئے اور جن سے متاثر ہو کر میں نے احمدیت کو قبول کیا اس کا جواب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے جو خدا تعالیٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے کہ اعرض عن الجاھلین یعنے جاہلوں سے اعراض کرو۔ دین کے معاملات میں تمسخر اور استہزا کرنے والوں کو **بجاہل** کا لقب میں نہیں دیتا۔ قرآن دیتا ہے۔ جب یہود سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گائے ذبح کرنے کو کہا تو یہود نے کہا "اتتخذنا ھزوا" کہ کیا تو ہم سے مذاق کرتا ہے۔ تو حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ "اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین" کہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ جاہلوں میں سے بنوں۔ دین کے معاملات میں تمسخر اور استہزا کرنے والوں کو "جاہلین" کا لقب جب قرآن کریم دیتا ہے اور ان سے اعراض کرنے کا حکم دیتا ہے تو میں اس کے خلاف کس طرح کر سکتا ہوں۔ جن لوگوں کے اخباروں کا طغرائے امتیاز یہ ہو کہ کم سے کم ایک دو کالم واقعات عالم پر تمسخر بازی کے لئے وقف ہوں اور احمدیت کی ناجائز سے ناجائز مخالفت کرنے سے انہیں ذرا بھی شرم نہ آتی ہو وہ اگر اپنی اس عادت مستمرہ کے مطابق اگر میرے یا بعض اور بزرگوں کے قبولیت احمدیت پر تمسخر اڑائیں تو یہ عین ان کے حسب حال اور مطابق عادت ہے اور سنت اللہ بھی یونہی ہے کہ نہ صرف خدا کے مرسلوں اور ماموروں کا ان کے زمانہ کے لوگوں نے مذاق اڑایا بلکہ صادقین کے قبول کرنے والوں پر بھی تمسخر اڑایا گیا۔ اور انہیں احمق اور سفیہ بتایا گیا جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ واذا قیل لھم امنوا کما امن الناس قالوا انؤمن کما امن السفھاء۔ الا انھم ھم السفھاء ولکن لا یعلمون (البقرہ) (اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جس طرح لوگ ایمان لائے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا ہم بھی ایمان لائیں ان کی طرح جو احمق اور سفیہ ہیں۔ خبردار یہی لوگ خود احمق اور سفیہ ہیں لیکن نہیں جانتے) ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ ایمان لانے والوں اور حق کے قبول کرنے والوں کو اس زمانہ کے لوگوں نے جب قرآن نازل ہو رہا تھا۔ کیا کہا؟ یہی کہا کہ یہ لوگ احمق اور سفیہ ہیں۔ وہ حق کو قبول کرنے والے کون لوگ تھے جنہیں احمق اور سفیہ کہا گیا۔ وہ تھے رسول اکرم صلعم کے صحابہ کرام جن میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین بھی شامل ہیں۔ پھر اگر ان جلیل القدر بزرگوں کو حق کی قبولیت کی وجہ سے ان کے زمانہ کے لوگوں نے احمق اور سفیہ کہا تو ہمارے زمانہ کے لوگ اگر حق کی قبولیت پر ہمیں احمق قرار دیں تو یہ محض اس تشابہت قلوب کا اظہار ہے جو ان لوگوں کو ان حق کے دشمنوں سے ہے۔ جو زمانہ نبوی میں حق پرستوں کو احمق قرار دیا کرتے تھے۔ جاننے غور ہے کہ اس کے جواب میں خدا نے بالمقابل کیا کہا کہا تو یہی کہا کہ حق پرستوں کو احمق اور سفیہ کہنے والے احمق اور سفیہ خود ہیں۔ پس ہماری طرف سے خدا کا یہی جواب کافی ہے۔ کوئی جلدی نہیں۔ دنیا میں نہ سہی تو آخرت میں سہی۔ وقت آتا ہے کہ انشاء اللہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائیگا۔

چوں نسیم صبح محشر پردہ بردار د زکار
کیست کافر کیست مومن خود بگردد آشکار

آخرت کا جو نقشہ قرآن نے کھینچا ہے اس میں سے ایک آیت عرض کئے دیتا ہوں وہ ایک خدا ترس انسان کے دل کو ہلا دینے کے لئے کافی ہے۔ سورۃ المومنون میں اس مقام پر ارشاد ہوتا ہے جب ایک جماعت حق پرستوں کا تمسخر اڑانیوالوں کی خطاب الٰہی میں پیش ہوتی ہے۔ انہیں حق سبحانہ تعالیٰ ان الفاظ میں مخاطب کرتے ہیں قال اخسئوا فیھا ولا تکلمون انہ کان فریق من عبادی یقولون ربنا آمنا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الراحمین فاتخذتموھم سخریا حتی انسوکم ذکری وکنتم منھم تضحکون انی جزیتھم الیوم بما صبروا انھم ھم الفائزون (ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہمارے سامنے سے دور ہو جاؤ جہنم میں اور ہم سے بات نہ کرو۔ بیشک ہمارے بندوں میں ایک گروہ تھا جو کہا کرتا تھا کہ اے ہمارے رب ہمیں مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھکر رحم کرنے والا ہے تو تم ان پر تمسخر اڑایا کرتے تھے یہاں تک کہ گویا انہوں نے تم کو ہماری یاد بھی بھلا دی (یعنے ان کا تمسخر اڑانے میں اس قدر منہمک ہوئے کہ خدا کا خوف بھی دلوں میں نہ رہا اور خدا کو بھول گئے اور جو چاہا بکتے رہے) اور تم ان پر ہنسا کرتے تھے۔ آج ہم نے ان کو ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب اور بامراد ہیں۔

فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یومنون ٥

ہمارا سالانہ اجتماع

(مولوی عبدالرحمٰن صاحب جالندھری)

قوم کی ترقی کے لئے اس کے افراد کا گاہے گاہے جمع ہو کر اپنے معاملات پر غور کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ ہر ایک مہذب اور متمدن قوم کسی نہ کسی طریق پر اپنے اجتماع کا انتظام کرتی ہے۔ اسلام کے بے نظیر اصولوں میں اجتماع کا اصول بھی ہماری زندگی کا جزو ہے۔ مسلمان دن میں پانچ دفعہ نماز کے لئے مسجد میں جمع ہوتے ہیں جمعہ میں زیادہ اہتمام کے ساتھ اور عیدین میں بالخصوص اکٹھے ہوتے ہیں حج کے موقعہ پر تمام دنیا کے مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔

اسی اصول پر ہمارے سالانہ جلسہ کی بنیاد ہے جس کی ابتدا حضرت مسیح موعود کے پاک ہاتھوں سے ہوئی۔ اس جلسہ کے جو فوائد ہیں ہر ایک احمدی دوست ان سے بخوبی واقف ہے۔ مثلاً حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگان سلسلہ کے وعظ ونصیحت سے مستفیض ہونا۔ ہر سال اپنی جماعت کے تمام دوستوں سے ملاقات کا ہو جانا۔ ایک دوسرے کے لئے دعا کرنا۔ قوم کی ترقی کے ذرائع پر غور کرنا۔ اشاعت اور تبلیغ اسلام کے وسائل پر غور کرنا اور اپنے تمام قومی معاملات پر توجہ کرنا۔ نئے سال کے لئے عملی پروگرام بنانا۔

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جلسہ کے موقع پر تمام احمدی احباب جوق در جوق جمع ہو کر حضرت صاحب اور دیگر اکابر سلسلہ کے پند ونصائح سے مستفیض ہوا کرتے تھے۔ اب بھی ہمیں اپنی قومی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے اسی ہمت واستقلال کے ساتھ جلسہ میں شامل ہونے کی ضرورت ہے۔ مخالفین سلسلہ کی موجودہ مخالفت کو دیکھتے ہوئے ہمیں اور بھی ہمت وجوانمردی دکھانی چاہیئے تاکہ مخالفین کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ ان کی مخالفت ہماری ہمت اور ہمارے ارادوں کو پست نہیں کر سکتی۔ بلکہ ہماری ترقی کا موجب ہے۔ مسلمان قوم کے باخبر اور انصاف پسند افراد کو تو اس بات کا اعتراف ہے کہ ہماری موجودہ مخالفت ہماری کمزوری کا باعث نہیں ہوئی بلکہ اس مخالفت نے ہم میں نئی روح اور تازہ زندگی پیدا کر دی ہے اور ہمارا کام پہلے کی نسبت ترقی پر ہے۔ ہمیں اپنے طریق عمل سے اس بات کو سچا کر دکھانا چاہیئے۔ کہ ہم نے دشمنان سلسلہ کی مخالفت سے فائدہ اٹھایا ہے نہ کہ نقصان۔ تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ کتنے پانی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہماری جماعت میں ایسے احباب بکثرت ہیں جو بڑی بڑی قربانیاں کرنے کے لئے تیار رہیں۔ ان کے لئے جلسہ میں شامل ہونے کے لئے تھوڑے سے وقت اور مال اور کچھ آرام کی قربانی کچھ مشکل کام نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک دوست کو اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ جلسہ کے موقعہ سے فائدہ اٹھانے کے لئے پیچھے نہ رہ جائے۔ اور خدا

(باقی برصفحہ ۱۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پیغامِ صلح

جلد ۲۱ | یوم سہ شنبہ یکم رمضان المکرم ۱۳۵۲ھ | نمبر ۹۳

ہماری دعوت پر سید حبیب صاحب کا جواب اور سیّد صاحب کو مکرّر دعوت

جیسا کہ پبلک کو ہمارے جلسہ سالانہ کے پروگرام سے معلوم ہو چکا ہے کہ ۲۵ر دسمبر کو پہلے اجلاس میں جناب میر مدثر شاہ صاحب گیلانی اور مولانا عصمت اللہ صاحب مندرجہ ذیل مضمونوں پر علی الترتیب تقریریں فرمائیں گے۔

(۱) کیا حضرت مرزا صاحب نے خدائی اور نبوت کا دعویٰ کیا؟
(۲) حضرت مرزا صاحب پر توہین انبیا کا الزام اور اس کا جواب۔

تقریروں کے بعد سوال و جواب کے لئے بھی وقت رکھا گیا ہے سید حبیب صاحب نے اپنی کتاب "تحریک قادیان" میں مسلمانوں کو یقین دلانا چاہا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے الوہیت۔ نبوت اور ابن اللہ ہونے کے دعاوی کئے ہیں اور انبیا کی توہین کی ہے جماعت احمدیہ لاہور کے تمام افراد خلاف واقع سمجھتے ہیں۔ لہذا اس سالانہ اجتماع کے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سید حبیب صاحب کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ اس اجلاس میں تشریف لا کر سوال و جواب کے ذریعہ ان مسائل کو صاف کریں۔ اور مسلمانان لاہور کو بھی موقع دیں کہ وہ سید صاحب اور احمدی مقرروں کے دلائل کا موازنہ کر سکیں۔

ہمیں امید تھی کہ سید صاحب اس مخلصانہ دعوت کو قبول فرما کر ہمیں اور پبلک کو ممنون فرمائیں گے۔ لیکن آپ نے اخبار "سیاست" کی ۱۲ر دسمبر کی اشاعت میں اس دعوت کے جواب میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ بالکل خلاف توقع ہے۔ سید صاحب کے ارشادات کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

۱۔ میں ہر سال انجمن کے جلسہ میں شامل ہونے کی کوشش کرتا ہوں لیکن میں اس وقت نہیں جانتا کہ میں ۲۵ر دسمبر کو کہاں ہوں گا۔ لہذا میں وعدہ نہیں کر سکتا۔

۲۔ جس صورت میں جماعت احمدیہ کے امیر خود مجھ سے تبادلۂ خیالات کرنے والے ہیں اس صورت میں ایک اور مباحثہ کی داغ بیل ڈالنا مفید نہ ہو گی۔

۳۔ سوال و جواب کے لئے نصف گھنٹہ وقت رکھا گیا ہے جو کافی نہیں۔

۴۔ دعوت نامے میں سکرٹری صاحب کا یہ لکھنا کہ اگر مجھے تحقیق حق مقصود ہے تو میں دعوت قبول کروں گا اور گریز کی راہ نکالی تو سمجھا جائے گا کہ میں خدمت اسلام کا کام کرنے والی ایک جماعت سے تنفر کرنا چاہتا ہوں۔ میری نیت پر حملہ ہے۔

۵۔ میں نے تحریک قادیان کی بحث جماعت لاہور کی مخالفت کی غرض سے شروع نہیں کی تھی۔ بلکہ اس کا تعلق برادران قادیان سے تھا۔ اور جماعت لاہور کا ذکر ضمناً آ گیا۔

سید صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ہر سال ہماری انجمن کے جلسہ میں شریک ہونے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔ لیکن اس سال وعدہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انہیں معلوم نہیں کہ وہ ۲۵ر دسمبر کو کہاں ہوں گے۔ ہم نے جلسہ سے کافی دن پہلے سید صاحب کو دعوت دی ہے وہ آسانی سے وقت نکال سکتے ہیں۔ اور اس چند گھنٹہ کی مصروفیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا پروگرام مرتب کر سکتے ہیں جبکہ وہ ہر سال جلسہ میں شریک ہونے کی کوشش کیا کرتے ہیں تو انہیں اس دعوت کے پیش نظر امسال خصوصیت سے شمولیت کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ انہیں اس کوشش میں کامیابی نہ ہو۔ حضرت امیر سے تبادلۂ خیالات کی صورت دوسری ہو گی۔ علاوہ ازیں توہین انبیا کا الزام حضرت امیر سے تبادلۂ خیالات میں شامل نہیں۔ حالانکہ سید صاحب نے اپنے مضامین میں حضرت مرزا صاحب پر یہ الزام لگایا ہے۔ اس لحاظ سے بھی ان کا تشریف لانا نہایت ضروری ہے۔ یہ دعوت کسی مباحثہ کی داغ بیل ڈالنے کی غرض سے نہیں دی گئی۔ بلکہ صرف تحقیق حق کے لئے دوستانہ طریق پر تبادلۂ خیالات ہو گا۔ اگر سید صاحب کے خیال میں سوال و جواب کیلئے نصف گھنٹے کا وقت ناکافی ہے تو اس میں ضرورت کے مطابق اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ ہم یقین دلانا چاہتے ہیں کہ سکرٹری صاحب نے دعوت نامے میں سید صاحب کی نیت پر کوئی حملہ نہیں کیا۔ صاف بات ہے۔ سید صاحب نے خاص اہتمام اور تیاری سے اپنے اخبار میں مضامین لکھے۔ پھر ان کو کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس کے انگریزی ترجمہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں ان کا اخبار غیر معمولی طور پر اس کتاب کا پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ ہماری گذارش یہ ہے کہ اس کتاب میں ایسی باتیں لکھی ہیں جو واقعات کے خلاف ہیں اور حضرت مرزا صاحب پر بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں۔ اس لئے ہم سید صاحب کو موقع دیتے ہیں کہ وہ تشریف لا کر ان مسئلوں کو صاف کریں۔ جلسۂ سالانہ پر ہماری جماعت کے افراد کثیر تعداد میں موجود ہوں گے مسلمانان لاہور بھی کثرت سے شامل ہوتے ہیں یہ ایک قیمتی موقع ہے۔ جب سید صاحب اپنے خیال کے مطابق احمدیوں کو "راہ راست" پر لانے کے لئے مضامین اور کتابوں کی اشاعت کی سعی بلیغ فرما سکتے ہیں اور مسلمانوں سے چندہ وصول کر کے ان کتابوں کو احمدیوں میں مفت تقسیم کرنے کے دعویدار ہیں تو انہیں ہرگز ہرگز اس موقع کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ اور تبادلۂ خیالات کے ذریعہ مذکورہ بالا مسائل صاف کر لینے چاہئیں۔ اس مخلصانہ دعوت کا قبول نہ کرنا صاف گریز ہو گا۔

اگر سید صاحب ہمارے خیالات کو سننے اور مسائل کو صاف کرنے سے گریز کریں گے تو اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ ہماری جماعت سے جو خدمت اسلام کا شاندار کام کر رہی ہے تنفر پیدا کرنا چاہتے ہیں؟ اس کے سوا سکرٹری صاحب نے اور کچھ نہیں لکھا یہ ایک ایسی معقول بات ہے جس پر کسی معقول آدمی کو شکایت نہیں ہونی چاہئے۔ لہذا سید صاحب نے سکرٹری صاحب کے دعوت نامے کی نسبت جو شکایت لکھی ہے اس میں ہم کوئی وزن نہیں پاتے۔

سید صاحب کا ارشاد ہے کہ انہوں نے کتاب "تحریک قادیان" جماعت لاہور کی مخالفت کی غرض سے نہیں لکھی۔ اپنی نیت اور ارادے کو وہ خود بہتر جانتے ہیں۔ ہم اس کے متعلق خاموش رہتے ہیں۔ لیکن واقعات سید صاحب کے ارشاد کے خلاف ہیں۔ انہوں نے اس جماعت کے مقدس بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب پر غلط الزامات لگائے۔ ان سے غلط دعاوی منسوب کئے۔ ان کی نسبت دل آزار کلمات استعمال کئے۔ اور تحریک احمدیت کے خلاف غلط پروپیگنڈا کیا۔ ان باتوں کی موجودگی میں کس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ "تحریک قادیان" کی غرض جماعت لاہور کی مخالفت نہ تھی۔

ان گزارشات کے بعد ہم سید صاحب کو ایک مرتبہ پھر دعوت دیتے ہیں۔ کہ ضرور ہمارے جلسے میں تشریف لائیں۔ اور تحقیق حق کے پاک مقصد کے لئے ۲۵ر دسمبر کو چند گھنٹے کا وقت نکالیں۔ اگر انہوں نے اس دعوت کو قبول نہ کیا تو ان کا گریز اس حقیقت کا کھلا ہوا اعلان ہو گا۔ کہ

> "ان کی غرض صرف ایک خدمت اسلام کرنے والی جماعت سے تنفر پیدا کرنا ہے۔"

سید صاحب نے ہماری دعوت پر جو طرز عمل اختیار کیا ہے وہ ان کے جواب سے بخوبی ظاہر ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس مکرر دعوت کو قبول کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔

قادیانی شرارت

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بعض مقامات پر قادیانی لوگ ہمارے جلسہ سالانہ کو نقصان پہنچانے کی خاطر ایک نہایت ہی افسوسناک حرکت کر رہے ہیں۔ ان کی طرف سے ہمارے مرکز کے متعلق بالکل بے بنیاد اور شر انگیز افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ یہ کوشش اس لئے ہو رہی ہے کہ شاید ہمارے بعض احباب ان سے متاثر ہو کر شمولیت جلسہ کا ارادہ ترک کر دیں ہمیں یقین ہے کہ ان غلط افواہوں سے ہماری جماعت کے دوست کوئی اثر نہیں لیں گے۔ لیکن احتیاطاً اعلان کیا جاتا ہے کہ مرکز میں بالکل خیریت ہے۔ تمام بزرگ اور دوست کامل اتفاق اور تندہی سے سلسلہ کے کاموں میں مصروف ہیں۔ انجمن کے تمام دفاتر اور کارکن بدستور کام کر رہے ہیں کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں کی طرف سے یہ افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں وہ بہتان طراز اور شریر ہونے کے ساتھ اول درجہ کے احمق بھی ہیں۔ ہم نے اپنے جلسہ سالانہ پر قادیانی اصحاب کو بھی دعوت دی ہے اور اپنے احباب سے درخواست کی ہے کہ وہ لاہور سے گذرنے والے قادیانیوں کو کم از کم ایک روز کیلئے ٹھہرانے کی کوشش کریں۔ مقام غور ہے کہ اگر ہمارے جلسے میں کسی بدمزگی یا فساد کا خطرہ ہوتا تو ہم قادیانیوں اور دیگر غیر از جماعت لوگوں کو دعوت شمولیت کیوں دیتے۔ ان شریروں کو ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہنا چاہتے کہ جماعت لاہور کو نقصان پہنچانے کے لئے اس قسم کی بے شمار کوششیں ہو چکی ہیں۔ ان کا انجام ساری دنیا کو معلوم ہے اس نئی شرارت کا نتیجہ بھی انشاء اللہ نامرادی و ناکامی ہی ہو گا۔

جلسہ نمبر اپنے دوستوں تک ضرور پہنچائیں

شیخ غلام محمد کشمیری

(از حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب)

غلام محمد کے دعاوی،

دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور میں شیخ غلام محمد کئی سال کلارک رہا۔ وہ ایک شریف نیک چلن جوان تھا۔ مگر کچھ عرصہ سے اس کو دیوانگی کا عارضہ ہو گیا۔ اس کے مختصر دعاوی یہ ہیں کہ وہ بادشاہ جارج پنجم ہے اور عنقریب دہلی کے تخت پر متمکن ہو کر بادشاہت کرے گا۔ چنانچہ جب اس کا کیس عدالت میں پیش ہوا تو اس نے انہی خیالات کا اظہار کیا۔ بلکہ وہ بادشاہی مربعوں کو تقسیم کرنے کو بھی تیار ہے۔ چنانچہ تھوڑے دنوں کا واقعہ ہے کہ عبد المجید بی۔ اے مدرس مسلم ہائی سکول لاہور کو کہا کہ میں تم پر بہت خوش ہوں۔ میں تم کو دہلی کا تخت دوں گا۔ (شیخ غلام محمد کا لڑکا آج کل میرے زیر علاج ہے۔ جس کا مفصل ذکر آگے میں کروں گا) اس کو خدا تعالے نے مہلک مرض سے نجات دی تو اپنی بیوی کے ہاتھ مجھے پیغام بھیجا کہ عنقریب جب میں دہلی کا بادشاہ بنوں گا تو ڈاکٹر صاحب کو بہت انعام واکرام دوں گا۔

بادشاہی کے دعوے کے علاوہ وہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کا چوتھا بیٹا یعنی پسر موعود اور مصلح موعود سمجھتا ہے۔ اس کے علاوہ احادیث میں جو مسیح موعود کے وقت میں ایک خر دجال اور دابۃ الارض کے خروج کا ذکر ہے موخر الذکر یعنی دابۃ الارض ہونے کا بھی اس کا دعوٰی ہے اپنے دعاوی کے ثبوت میں اس نے کئی رسالے جاری کئے ہیں اور الہامات اور اولیائی کا بھی اس کو دعوےٰ ہے۔ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور جس کا وہ نمکخوار تھا اس کی بنیادیں بھی اکھیڑنا چاہتا ہے حالانکہ وہ ہمارے عقائد اور مقصد کو درست سمجھتا ہے مگر اس کے باوجود اس کے دماغ میں یہ سمایا ہے کہ جب تک وہ انجمن کو نیست و نابود نہیں کر لیتا اس کی بادشاہی کا دور نہیں چل سکتا۔ اور وہ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کا لڑکا ہونے کی حیثیت سے تمام انجمن کا مالک اور مسیح موعود کا وارث سمجھتا ہے اسی خیال میں اس نے چند ماہ ہوئے انجمن کے دفتر پر تالے لگا دیئے اور کہا کہ میں انجمن کا مالک ہوں اور کسی کا حق نہیں کہ اس دفتر میں داخل ہو اس کو بہتیرا سمجھایا گیا مگر باز نہ آیا۔ بلکہ کلرکوں سے دنگا کرنے پر آمادہ ہوا۔ چنانچہ پولیس موقع پر آگئی اور اس کو ہتھکڑی لگا کر حوالات میں دے دیا اور عدالت میں بہ حیثیت پاگل چالان کر دیا۔ چار ڈاکٹروں نے بھی جن کے وہ زیر علاج رہا تھا اس کے پاگل ہونے کی شہادت دی ان میں سے ایک میں بھی ہوں۔ اس کارروائی پر عدالت نے اس سے نیک چلنی کی ضمانت لی۔

اس کے لمبے دعاوی اور تحریرات سے باہر کے بعض دوستوں کو دھوکا لگا ہے اور وہ اس کو پیر سچ دلی سمجھنے لگے ہیں۔ مگر لاہور میں سوائے اس کے باپ کے جو اپنی اغراض کے لئے اس کو پیر اور ولی بناتا ہے اس کا (کوئی) رشتہ دار اس کا مرید نہیں اور نہ ہی اس کو ولایت کے مقام پر سمجھتا ہے بلکہ ہر کوئی اس کو پاگل جانتا ہے اور دوسرے لوگوں میں بھی اس کا کوئی معتقد نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ لوگ اکثر ٹھٹھا مخول کرتے ہیں۔ تقریباً دو سال کا عرصہ ہوا اس کو پہلے بھی سودا کا دورہ ہوا تھا۔ اس وقت شور بچار بہت زیادہ کرتا تھا جب اس کو صحت ہوئی تو جو کچھ واہی تباہی انجمن اور حضرت امیر کے خلاف دیوانگی میں کرتا رہا اس کی تحریری معافی انجمن سے اور حضرت امیر قوم سے مانگی اور پھر ملازمت کی درخواست دی اس کا معافی نامہ اخبار "پیغام صلح" میں چھپ چکا ہے۔ اس دفعہ کے دورے میں ابتدا میں تو بہت شور و بکار کی اور اسی دورہ میں انجمن کے دفتروں پر تالے لگائے اور بادشاہی کا اعلان کیا مگر ہماراننہ کے رعب اور پولیس کی کھینچ گھسیٹ سے اس کا شور بچار کم ہو گیا مگر دیوانگی کے باقی عوارض اب تک اسی طرح سے موجود ہیں۔

میں اس شخص کو بالکل قابل خطاب نہیں سمجھتا تھا اگرچہ اس نے دیوانگی کا سرٹیفکیٹ دینے کی وجہ سے اور عدالت میں بطور گواہ پیش ہونے کی وجہ سے مجھے بہت سی گالیاں دیں۔ مگر اب چونکہ دیکھتا ہوں کہ بعض بیرونجات کے لوگ اس کے متعلق غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے جماعت کو فتنے سے بچانے کے لئے اصل واقعات کو پبلک میں لانا میں نے ضروری سمجھا۔

میرا ذاتی تجربہ

پنجاب مینٹل ہاسپٹل (پاگل خانہ) جس میں ڈیڑھ دو ہزار کے قریب پاگل ہمیشہ زیر علاج رہتے ہیں اس کی وزٹنگ کمیٹی کا میں ممبر ہوں اور دس پندرہ سال سے تقریباً ہر ماہ وہاں جا کر پاگلوں کا معائنہ کرتا ہوں ویسے بھی میرے زیر علاج اس قسم کے بہت سے پاگل آچکے ہیں اور کوئی ڈاکٹری کی کتاب ان کے علامات کے بیان سے خالی نہیں کہ بعض پاگل عام لوگوں کو چنگے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے دلائل کا طریق بھی بظاہر اچھا ہوتا ہے مگر بعض خیالات اور بعض دعاوی ان کے سر میں اس طرح سمائے ہوتے ہیں کہ ان کو وہ کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اور اکثر باتوں میں ان کے دلائل درست ہوں گے مگر ان مخصوص امور میں ان کی ضد اور ہٹ دھرمی عقل و شعور کی حدود سے متجاوز ہوتی ہے بعض ان میں سے جو کہ لکھنے کے عادی ہیں ہر وقت کچھ نہ کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ یہی حال غلام محمد کا ہے۔ پیشتر اس کے کہ مرض نے اس پر غلبہ کیا وہ کئی روز تک دفتر کے دروازے بند کر کے اپنے کشوف و دیگر خیالات لکھتا رہا۔

اسی قسم کے کئی دیوانے اس وقت بھی پاگل خانے میں موجود ہیں گزشتہ موسم گرما کا واقعہ ہے۔ شام کے وقت میں پاگل خانے کا معائنہ کرنے گیا تو ایک پاگل میرے پاس آیا اور مجھے کہا کہ میں میاں عبد العزیز صاحب صدر بلدیہ لاہور کا رشتہ دار ہوں میرا خط ان کو دے دینا۔ خط کیا تھا تقریباً پندرہ بیس صفحات کے متفرق کاغذات جو اس نے وقتاً فوقتاً پاگل خانے میں بیٹھ کر لکھے تھے۔ اور وہ میری اس اتفاقیہ ملاقات پر میرے حوالے کر دیئے۔

مصلح موعود کی شناخت

کوئی شخص محض دعوے سے اور اپنے بڑوں کو گالیاں دینے اور ان کی عیب شماری کرنے سے مصلح موعود نہیں بن سکتا مصلح موعود تو درکنار ایک معمولی صلاحیت اور شرافت کا انسان بھی نہیں کہلا سکتا حدیث شریف میں آیا ہے خیرکم خیرکم لاھلہ یعنی تم سب میں اچھا وہ ہے جو اپنے عیال کے ساتھ اچھا ہو۔ مگر غلام محمد کا سلوک اور رویہ اپنے عیال کے ساتھ بدترین ہے جب اس نے مجھے گالیاں دیں تو اس کی بیوی نے اس کو کہا کہ وہ ہمارے اس قدر مہربان ہیں اور تمہارا ان کے ساتھ رویہ اس قسم کا بُرا ہے تو اس کو مارا پیٹا اور برتن وغیرہ سب اس سے چھین لئے یہی نہیں بلکہ ہر روز گالیوں سے اس کی تواضع کرتا ہے اور اسے اپنے گھر بار کی مطلق کوئی پرواہ نہیں سارا دن باہر رہتا ہے اور اکثر اوقات ساری رات بھی باہر رہتا ہے اس کی بیوی اور ساس ہر روز ہمارے ہاں کھانا بچوں کی ہی لے جاتی ہیں۔ غلام محمد کے بہت سے چھوٹے چھوٹے بچے اس سے اتنا نہیں ہو سکتا کہ جب اس کی بیوی اور ساس بچے کی مرہم پٹی کے لئے میرے ہاں آئیں تو دوسرے بچوں کی خبر گیری کرے۔ چنانچہ ابھی تقریباً ایک ہفتہ ہوا ہے کہ اس کے ایک بچے کی ٹانگ آگ میں جھلس گئی صرف اس لئے کہ اس کا خبر گیر کوئی نہ تھا۔

جس شخص کو ادنیٰ سا بھی علم ہو کہ پاگل کیا کچھ کر سکتے ہیں ان پر غلام محمد کو دیکھ کر یا اس کے حالات معلوم کر کے حقیقت آشکار ہو سکتی ہے۔

مگر جن لوگوں میں پیر پرستی کا مادہ ہے اور پتھروں کی پوجا کرتے ہیں گلی پیر پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ اور ہر ایک دیوانے اور مجنون کو قابل پرستش سمجھتے ہیں ان کا کوئی علاج نہیں۔

حضرت مسیح موعود کی نمائش

حضرت مسیح موعود نے کتاب حقیقت الوحی میں اس قسم کے جھوٹے مدعیوں اور ملہموں کے متعلق جماعت کو صاف طور پر متنبہ کیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ بے سوچے سمجھے اس قسم کی غلطیوں اور گمراہیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں

کوئی ذاتی عناد نہیں۔

مجھے شیخ غلام محمد سے کوئی ذاتی عناد نہیں اس کی پچھلی بیماری میں بھی میں اس کے علاج میں پوری کوشش کرتا رہا اس دفعہ کی بیماری میں بھی اس کے علاج میں ہر طرح سے کوشش کی جب انجمن نے اس کے باپ کو کہا کہ وہ پاگل خانہ میں رکھ کر اس کا علاج کرائے تو علاج کے مصارف انجمن ادا کرے گی تو میں نے خود پاگل خانے کے سپرنٹنڈنٹ میجر للاح بیچ آئی۔ ایم۔ ایس کو چٹھی لکھ دی کہ غلام محمد کو اچھی طرح سے دیکھیں انجمن نے بیس روپیہ ماہوار اس کے عیال کے لئے بطور وظیفہ منظور کئے مگر اس کی ناشائستہ حرکات کی وجہ سے پولیس نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس پر مقدمہ چلایا اس وجہ سے وہ اور اس کا باپ دونوں انجمن کے خلاف ہو گئے اور انہوں نے پاگل خانہ میں رہ کر علاج کرانا منظور نہ کیا بلکہ پیری کا اڈہ جمانے کو بہتر سمجھا۔

ایک افسوسناک واقعہ

جب سے غلام محمد پیدا ہوا ہے بلکہ اس سے بھی قبل اس کا باپ اور اس کے تمام رشتہ دار مجھ سے یا ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب یا ڈاکٹر غلام محمد صاحب سے علاج معالجہ کراتے تھے مگر چونکہ ہم تینوں نے اس کے خلل دماغ کے متعلق سرٹیفکیٹ دئے تھے اس لئے ہم سے علاج معالجہ کرانا چھوڑ دیا۔ تقریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا کہ اس کے بڑے لڑکے کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ بجائے اس کے کہ اس کو ہمارے پاس لاتا اور اس کا باقاعدہ علاج کراتا یا اور کسی ڈاکٹر کا علاج کراتا غلام محمد کا باپ اس کو کسی پہلوان کے پاس لے گیا جس نے چھوٹی چھوٹی لکڑیاں اس کے بازو پر رکھ کر ان کو کس کر باندھ دیا یہ لکڑیاں بازو کے اندر دھنس گئیں اور تمام بازو سوج گیا اور نیلا ہو گیا اور اس میں سرانڈ پیدا ہو گئی اور اس کو اگر اسی حالت میں ایک آدھ روز اور رہنے دیا جاتا تو اس کا بازو کاٹنا پڑتا پھر بھی اس کے بچنے کی امید معرض خطر میں رہتی۔

غلام محمد اور اس کے باپ نے اس کے علاج کے متعلق پروا نہ کی۔ غلام محمد کی بیوی اور ساس بچہ کو میرے پاس لائیں میں نے ان رسیوں کو کاٹ کر لکڑیوں کو گوشت سے نکالا اور میں نے اور میرے اسسٹنٹ ڈاکٹر رفیق بیگ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس نے دن رات اس پر محنت کی اور اس کے بازو اور جان کو بچانے کے لئے پوری کوشش کی۔ خدا کا شکر ہے کہ ایک مہینہ سے زائد علاج معالجہ کے بعد آج وہ بچہ بالکل خطرے سے باہر ہو گیا ہے اس کی شکستہ ہڈی بھی جڑ گئی ہے اس کا بازو بھی بچ گیا ہے۔ کاٹنا نہیں پڑا اور اس کی جان بھی بچ گئی۔ فالحمد للہ احسن الخالقین

حضرت مسیح موعود کا وارث کون ہے؟

یہ خدا کی کرشمہ ہے کہ غلام محمد نے اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود کے مقام پر کھڑا کیا اور مجھ کو ڈوئی کا مقام دیا مگر یہ خدا کی شان ہے کہ مسیح موعود کا کام خدا نے اس عاجز سے لیا اور اس کے لڑکے کو جو کہ ڈوئی کے مرض سے بڑھ کر مریض تھا میرے ہاتھ پر شفا دی۔ ڈوئی کا مرض تو اس قسم کا تھا کہ اس کے بازو کو کاٹنا پڑا مگر اس لڑکے کا بازو تو بالکل ناکارہ اور سڑنے کے قابل تھا۔ مگر اللہ تعالے نے اس کو حضرت مسیح موعود کے ایک سچے خادم کے ہاتھ پر شفا دی۔ (باقی بر صفحہ ۹)

جرمن ترجمۃ القرآن

(جناب مولانا صدر الدین صاحب مبلغ انگلستان و جرمنی)

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جرمن ترجمۃ القرآن اختتام کے قریب پہنچ رہا ہے اس وقت ستائیسویں پارے کا کچھ حصہ ہو چکا ہے اور امید ہے سالانہ جلسہ تک اٹھائیسواں پارہ ختم ہو چکا ہوگا باقی دو پارے رہ جائیں گے۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ جنوری اور فروری میں پورے ہو جائیں گے و باللہ التوفیق۔ ہماری جماعت کیلئے بڑی خوشی اور بڑے شکر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کے ذریعے سے اس قسم کی خدمات لیتا ہے۔ اس قسم کی خدمات کے سرانجام دینے میں نہ تو ہمارا کسی پر احسان ہے اور نہ ہی ہمارا فخر ہے۔ بلکہ ہم پر خدائے تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اس نے ہم سے یہ خدمت لی۔ اور اس کے لئے توفیق عنایت فرمائی۔ اور اس کے لئے سامان عطا فرمائے۔ میرے عزیز دوست **شاہ مصطفےٰ صاحب احمد صاحب** جنہوں نے دس ہزار روپے کے قریب اس کام کے لئے دیئے مجھے اکثر اس کام کے دوران میں یاد رہتے ہیں میں ان کے لئے بڑے درد دل سے دعائیں کرتا ہوں اور اپنی جماعت کے احباب سے التجا کرتا ہوں کہ وہ ان کے لئے دل سے دعا کریں۔ اور اسیطرح سے میں **ڈاکٹر منصور صاحب** کا دل سے شکر گزار ہوں اور اپنے دوستوں سے التجا کرتا ہوں کہ وہ ان کے لئے بھی دلی دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم و فضل سے ان کو ہمارے پاس بھیج دیا۔ اور انکو اتنی بڑی خدمت سرانجام دینے کی توفیق عنایت کی۔

اس کے بعد میں چاہتا ہوں کہ اپنے دوستوں کو قرآن کریم کی ایک آدھ تعلیم کی طرف توجہ دلاؤں **اتل ما اوحی الیک من الکتاب** کا حکم حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تھا۔ اور آنحضرت قرآن کریم کو اکثر پڑھتے اور اس کے ساتھ عشق رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کیا کرتے تھے **ان تجعل القرآن ربیع قلبی** یعنے اے میرے مولا قرآن کریم کو میرے دل کی بہار بنا دے۔ قرآن کو خود پڑھتے اور دوسروں سے سنتے اور ان کے پڑھنے کی داد دیتے تھے **اوتیت مزمارا من مزامیر آل داؤد** یعنے تجھے لحن داؤدی عطا کیا گیا ہے۔ اے میرے دوستو قرآن کریم کو اکثر پڑھو اس سے برابر برکات نازل ہونگی جو شخص قرآن کریم اکثر پڑھتا ہے قرآن کریم اس کے لئے دوست غمگسار ہو جاتا ہے۔ اس کا غم و حزن دور کر دیتا ہے اور اس کی مشکلات میں مونس و ہمدرد بن جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے معاملات میں اس کی رہبری کرتا رہتا ہے۔ آپ کے بیٹے اور بیٹیاں گھروں میں قرآن پڑھتے دکھائی دیں تاکہ آپ کے گھروں پر برکات لے کر فرشتے اتریں۔ قرآن کریم کی تلاوت سے تزکیۂ نفس کے سامان میسر آتے ہیں۔ اور یہ سب سے بڑی اور سب سے بلند ضرورت ہمارے سامنے ہونی چاہیئے۔ یومنون بالغیب کا یہی تقاضا ہے۔ کہ ہر وہ غیب کی حالت جہاں ہمارے اوپر کسی کی نگاہ نہیں پڑ سکتی۔ اور ہر وہ ارادہ جس پر کسی انسان کو اطلاع نہیں ہو سکتی غیب ہے۔ اس وقت ہمیں اپنے سامنے خدا نظر آتا ہو۔ اور اس سے ڈر کر ہم کوئی عمل کریں۔ اس قسم کا ایمان جو قرآن کریم پیدا کرنا چاہتا ہے تمام اخلاق فاضلہ کی جڑ ہے اور اس ایمان کے بغیر اخلاق فاضلہ کا پیدا ہونا محال ہے۔ جب اخلاق فاضلہ آپ کے اندر پیدا ہونگے۔ تو آپ متمیز ہونگے۔ آپ معزز ہوں گے **ومن یتق اللہ یجعل لہ فرقانا**۔

قرآن کریم کی تلاوت سے دو ایک اور خصلتیں بھی آپ کے اندر پیدا ہوں۔ ایک خدا کی پیاری مخلوق کے ساتھ محبت۔ یعنی ہم مخلوق خدا کی خدمت کریں اور ان کی تکلیف دور کرنے میں سعی کریں اور اس سعی میں اپنا مال صرف کریں۔ اور اپنے ہاتھ سے بھی کسی قسم کی خدمت کرنے سے دریغ نہ کریں۔ بیمار۔ بےکس۔ نادار۔ یتیم بیوہ۔ مسافر۔ ہماری تاڑ میں رہیں تاکہ ہم ان پر کچھ صرف کر سکیں یہ بہت بڑی غرض ہے جس کے لئے قرآن نازل ہوا۔ مبارک ہیں وہ جو اس غرض کو پورا کرتے ہیں۔ وہ مخلوق کی خدمت سے خدا کے مقربین میں شمار ہونگے۔ دوسری بات جس کی طرف توجہ دلاتا ہوں وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر اتفاق پیدا کرنے کی سخت کوشش کریں دوسروں پر الزام نہ لگائیں۔ خود فراخ دلی کا ثبوت دیں۔ اتفاق کے لئے خود اقدام کریں۔

یاد رکھئے گا کہ جب تک ہم متحد نہ ہو جائیں تب تک وہ فضل نازل نہ ہوگا جس کے جذب کرنے کے لئے **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا** کی شرط ہے اور جس کے لئے **لا تفرقوا** کی شرط ہے ہمارے سرکار حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ مسلمان بھائی بھائی ہو کر زندگی بسر کریں اور ایک قوم کے رنگ میں زندگی بسر کریں۔ اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر زندگی بسر نہ کریں۔ کیونکہ اس کے اندر ان کی ہلاکت ہے دوستو! آؤ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ اور قرآن کی تعلیمات کی سچی اطاعت کرنے والوں میں شمار کئے جائیں۔ (صدر الدین)

ضروری اعلان

شیخ غلام محمد صاحب انجمن کے پرانے ملازم تھے ان کے خاندان میں جنون کا مادہ ہے انکی ہمشیرہ ایک عرصہ تک اس مرض میں مبتلا رہی۔

انکو پہلے بھی ایک دفعہ یہ دورہ ہوا۔ اب گزشتہ دورہ بہت زور سے ہوا ہے۔ میرا یقین ہے کہ ان کو مذہبی مینیا ہے وہ جو کچھ حرکات کر رہے ہیں اور تحریریں لکھ رہے ہیں وہ اسی دورہ کی وجہ سے ہیں احباب کو چاہیئے کہ ان کو معذور سمجھکر انکی تلخی کی پروا نکریں اور ان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شفا بخشے۔ قرآن اور حدیث کے ماتحت مجدد صدی کے سر پر آسکتا ہے سو آچکا اب دوسری صدی پر دیکھا جائے گا۔ کوئی آئے۔ پس ہمارے وہ دوست جو خوش عقیدہ ہیں ذرا ذرا سے الہامات کے دیکھنے سے فوراً اپنے ایمان کو خطرہ میں نہ ڈالا کریں اس صدی کے مجدد نے ہمارے لئے اشاعت اسلام کا کام تجویز فرمایا ہے۔ یہ جہاد بہت بڑی قربانی اور طاقت کو چاہتا ہے۔ ضرورت ہے کہ یکسوئی سے اس فرض کو ہم انجام دیں اور ادھر ادھر کی جھوٹی امیدوں میں وقت ضائع نکریں

میں نے ہمدردی انسانی کی وجہ سے محض للہ شیخ غلام محمد صاحب کو اپنے مکان میں رکھا ہوا ہے وہ پہلے بھی میرے مکان میں رہتے تھے میں نے انہیں نکالنا مناسب نہیں سمجھا کیونکہ یہ انکی کل نازیبا تحریریں جو نکل رہی ہیں ان کے لئے میں انہیں معذور سمجھتا ہوں بعض احباب ایسے سادہ لوح ہیں کہ وہ میری اس خدا ترسی پر بدظنی کرتے اور خیال کرتے ہیں کہ میں انکی مدد پر ہوں۔ کیونکہ وہ اپنے اشتہاروں میں پتہ میرے مکان کا لکھتے ہیں ایسے احباب کے متعلق میرا خیال ہے کہ ان کے اخلاق کا تھرمامیٹر بہت ہی نچلے درجہ پر ہے۔ ایسے ہی احباب کی کمزوری کی وجہ سے مجھے یہ اعلان کرنا پڑا۔ ورنہ میں تو شیخ غلام محمد صاحب کو مخاطب کرنا بھی ان کے مرض کو بڑھانے کا موجب خیال کرتا ہوں۔

(ڈاکٹر) سید محمد حسین شاہ

پیغام شفیع

(از جناب پروفیسر محمد شفیع صاحب بھٹی ایم۔ اے)

مکرمی بندہ جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا گرامی نامہ پہنچا۔ آپ اپنے مقتدر اخبار کے سالانہ نمبر یا جلسہ نمبر کے لیے مضمون مانگتے ہیں۔ بھلا مجھ جیسا گوشہ نشین انسان، جو عرصہ طویل سے مسلمانوں کی حسرتناک ربش کا مطالعہ کر رہا ہو اور جسکو سوائے خاص فضل ربی کے اس وبا کا اور کوئی علاج نظر نہ آ رہا ہو۔ کیا عرض کر سکتا ہے

مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد
دگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد

آج ہم ایک نہایت پرخطر دور سے گزر رہے ہیں۔ جب ہمارے فروعی اختلافات جن کا ہونا ایک لازمی بات ہے اور جو از روئے اسلام ہماری دینی اور دنیوی فلاح کے لئے نہایت ہی ضروری اور سودمند عنصر قرار دیئے جا چکے ہیں۔ ہماری معاشری زندگی کو مکدر اور ہمارے سیاسی مستقبل کو تاریک بنا رہے ہیں۔ کیا ہم خدارا اس بات پر غور نہیں کر سکتے کہ جتنی زندہ اقوام دنیا میں اس وقت موجود ہیں کیا ان کا بھی یہی طرز عمل ہے۔ باوجود زبردست اختلافات کے وہ ایک دوسرے کے مداح ہیں۔ اور خیرخواہ بھی ہیں۔ ان کی زندگی نہایت صلح اور آشتی اور خوشگوار طریقے سے بسر ہو رہی ہے۔ بلکہ وہ قوم کی ترقی کے لئے باوجود جملہ اختلافات کے دوش بدوش جدوجہد کر رہے ہیں اور بام ترقی پر سرعت سے چڑھ رہے ہیں۔ افسوس ہم مسلمان کہلاتے ہوئے اور اخلاق نبوی صلعم کی پیروی کا دم بھرتے ہوئے اس نعمت سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔

ان عبرتناک واقعات کا اثر ہونا لازمی ہے شاید چند احباب اس نفاق نے الاسلام کے حامی اور علم بردار گروہ یہ تصور کر لیتے ہیں کہ یہ ایک قسم کی دل لگی ہے۔ اور چونکہ ان ایام میں قوم اور ملک کی خدمت کے لئے ایک خاص استقلال اور قربانی کی ضرورت ہے۔ جس کے وہ اہل نہیں ہیں۔ لہذا وہ قوم کی توجہ کو ایسے امور کی طرف مبذول کر رہے ہیں جن سے اگرچہ ان کو ایک ہنگامی فائدہ یا شہرت مل جائے لیکن قوم کے جمود اور بے توجہی سے قوم کے وجود کو ایک ناقابل تلافی نقصان پہنچ جانا ضروری ہے بلکہ بہت حد تک پہنچ بھی چکا ہے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام وہ تحریک ہے جس نے اتحاد بین المسلمین کے لئے سب سے زیادہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ اور جس کا وجود اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا ہے۔ اور جس کی کوششوں اور قربانیوں سے وہ لٹریچر پیدا ہو گیا ہے جس نے اس الحاد کے زمانہ میں اور سائنس کی تحقیقات کے دور میں اسلام کو ایک تازہ حیات اور زندگی بخشی ہے۔ میں اس وقت اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کہ بانی تحریک کی اسلام میں کیا پوزیشن ہے۔ لیکن میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جن لوگوں نے موجودہ وقت میں اسلام کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور موجودہ زمانہ کے ماحول سے متاثر ہو کر اسلام وہ بانی سلسلہ احمدیہ کے بہت حد تک مرہون منت ہیں اور جہاد اور حیات مسیح کے متعلق جو نظریہ انہوں نے پیش کیا ہے وہ اس قدر معقول اور خوبصورت ہے کہ زمانہ خود بخود اس کو شرف قبولیت بخش رہا ہے۔ میرا مقصد اس وقت لمبی دلائل پیش کر کے بحث کو چھیڑنے کا نہیں ہے۔ ایک مختصر جماعت کی زبردست خدمات اور اس کا وسیع دائرہ عمل میری نظر میں اسلام کی اس زندگی کا ثبوت ہیں جو اس کو کبھی نہ مٹنے والی طاقت اور قوت کا ایک سرچشمہ سمجھنے میں ایک مشعل کا کام دے سکتے ہیں۔ آج مسلمانوں کی ایک کثیر جماعت اس بات کی متمنی اور خواہاں ہے۔ کہ یہ تحریک دب جائے اور مٹ جائے اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ فرض بھی کر لیویں کہ یہ تحریک مٹ جاتی ہے تو کیا آپ یہ یقین کر سکتے ہیں کہ دنیا اس کے سابقہ احسانات کو فراموش کر سکتی ہے؟ اور اس کی آئندہ خدمات کا کام سنبھال سکتی ہے؟ ع

ایں خیال است و محال است و جنوں

میرے خیال میں اس تحریک کی ہر طرح سے خدمت کرنا ہمارا ایک اخلاقی فرض ہونا چاہیئے نہ صرف اس لئے کہ عقائد اسلامی پر اس نے ایک نئی روشنی ڈالی ہے بلکہ اس لئے بھی کہ اسلام کی تمدنی اور اقتصادی اور اخلاقی ترقیات کے لئے اس کا کام۔ پروگرام اور نظام ایک ایسی چیز ہے جو ہمیں اس سلسلہ کی شمولیت کے بغیر بھی کامیابی کے لئے ایک ضروری چیز دکھائی دیتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کا مقتدر اخبار اور آپ کی باہمت جماعت جس نے اسلام کی ایک بڑی خدمت اپنے ذمہ لے رکھی ہے مستقبل میں ماضی سے بڑھ کر کامیاب ہوں گے۔ اور جمہور اسلام کو رفتہ رفتہ آپ کا حسن اخلاق دیکھکر اور آپ کی خدمات ملاحظہ کر کے آپ سے دلی محبت پیدا ہو جائے گی۔ کام سے بڑھکر کوئی روشن دلیل اس دنیا میں نہیں ہے۔

(نوٹ) یہ مضمون جلسہ نمبر کے لئے موصول ہوا تھا۔ عدم گنجائش کی وجہ سے اس میں درج نہ ہو سکا۔ اب شکریہ کے ساتھ درج کیا جاتا ہے۔ (دملیر)

احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کا اجلاس

۲۷ دسمبر کو ۳ بجے شام ایسوسی ایشن کا اجلاس منعقد ہوگا۔ اور شام کو دعوت چائے۔ اس میں

بیرونجات کے نوجوانوں کی شمولیت ضروری ہے

فرداً فرداً چٹھیاں الگ بھیجی جا رہی ہیں۔

(اللہ بخش نائب افسر جلسہ سالانہ)

نوجوانان اسلام سے استدعا

(جناب چوہدری عزیز احمد صاحب وکیل گجرات)

انسانی دل و دماغ پر وہ اثرات جو اکثر اس کی اخلاقی اور عملی زندگی میں تبدیلی کا باعث ہوتے ہیں۔ دو ذرائع سے ظہور میں آتے ہیں ان میں ایک تو انسان کی اپنی غیر متعصبانہ تحقیق اور تخیل ہے اور دوسرا وہ منظر ہوتا ہے۔ جو ایسے تحقیق کنندگان اپنی عملی زندگی کے رنگ میں اس کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

انسانی زندگی کے مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے انسانی ترقی کے مدارج طے کرنے والے اور ایک ادنیٰ زندگی سے اعلیٰ و ارفع زندگی کی طرف جانے والے ہمیشہ ان ہر دو ذرائع کے متلاشی رہے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ لیکن ان ہر دو میں سے غیر متعصبانہ تحقیق اپنی گوناگوں پیچیدگیوں اور مشکلات کے باعث ایک عرصہ دراز کی متقاضی ہونے کے علاوہ ہر ذہنیت کے لئے آسان بھی نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں بہت کم شخصیتیں اس راستہ پر گامزن نظر آتی ہیں دوسرا رستہ جو ایک طالب حق ترقی کے مدارج کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے اختیار کر سکتا ہے۔ وہ صرف ان لوگوں کی زندگیوں کا مطالعہ ہے۔ جنھوں نے حق کی تحقیق کی۔

خداوند کریم ہر زمانہ میں روحانی پیاسوں کی پیاس بجھانے کے لئے متذکرہ بالا ہر دو ذرائع بہم پہنچاتا رہا۔ آج بھی جبکہ عالم اسلام پر ہر سو ایک مردنی چھائی ہوئی ہے۔ اور جویائے حق کی نظریں حسرت و یاس سے جھک جاتی ہیں۔ ایک مرد خدا نے فدایان اسلام کی ایک جماعت پیدا کر کے اہل البصیرت کو دعوت عام دی ہے کہ وہ آئیں اور دیکھیں کہ یہ چھوٹی سی جماعت کس طرح اپنے مالوں اور جانوں کو خدا اور اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنھوں نے انسان کو اعلیٰ وارفع مدارج زندگی سے شناسا کیا، پر قربان کرتی ہے اور کس طرح اس زمانہ میں بھی جبکہ تمام مخالف مذاہب اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ غیر ممالک میں اسلام کا علم کھڑا کر کے دنیا پر روشن کر رہی ہے۔ کہ اسلام محض دفاع ہی کی نہیں بلکہ فتح اور تسخیر کی بھی طاقت رکھتا ہے "جمال ہمنشیں" کا نظارہ کرنے والے آئیں اور دیکھیں کہ کیسے پاکیزہ عقائد و مقاصد لیکر یہ چھوٹی سی جماعت دین کو دنیا پر مقدم کر رہی ہے۔ نوجوانان اسلام کی توجہ خاص طور پر اس طرف مبذول ہونی چاہیئے۔ اور یہ وہم ان کے دلوں سے اٹھ جانا چاہیئے کہ وہ اس طرح بے پروائی سے زندگی گزار سکیں گے۔ ایک وقت آنے والا ہے کہ وہ بےچینی محسوس کرینگے کہ کس طرح انہوں نے اپنی زندگی کے اہم ترین پہلو کو کس مپرسی کی حالت میں چھوڑا۔ قوم کی امیدیں اپنے نوجوانوں سے وابستہ ہوتی ہیں وہ زندگی کی دوڑ شروع کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس لئے میں نوجوانان اسلام سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ تدبر سے کام لیں اور خوابیدہ حالت سے نکلکر میدان ترقی میں گامزن ہوں ورنہ زمانہ انہیں ٹھکرا دے گا۔ اور سوائے اس کے کہ وہ اپنی اس بے پروائی کی زندگی کو یاد کر کے حسرت کے آنسو بہائیں کچھ نہ کر سکیں گے۔

دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے

(عزیز احمد بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل)

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے (مینیجر)

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگان سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات
میں
حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کیلئے — پندرہ ۱۵ دسمبر ۱۹۳۳ء سے پندرہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک — صرف ایک ماہ کیلئے

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
تحریک احمدیت و اختلاف سلسلہ پر کتب		
تحریک احمدیت۔ جماعت احمدیہ لاہور کی سرگرمیاں تحریک احمدیت کا صحیح مفہوم۔ بانی سلسلہ کے دعاوی اور آپکی بے نظیر اسلامی خدمات پر مفصل بحث۔ قیمت مجلد	عہر	۱۲/
بے جلد	عہ/	۸/
مسیح موعود۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پر مفصل بحث	عہر	۱۲/
النبوۃ فی الاسلام۔ نبوت۔ رسالت۔ محدثیت اور مجددیت پر مفصل بحث	عا/	عہ/
عقائد احمدیہ۔ حضرت مسیح موعود کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ آپکا دعویٰ نبوت کا نہ تھا آپ کی طرف جو غلط عقائد منسوب کئے گئے ہیں ان کی تردید کی گئی ہے	ہر	عہ/
عسل مصفیٰ ہر دو حصص۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعوے مجددیت پر مفصل بحث	للعہ	عا/
حقیقت اختلاف۔ جماعت احمدیہ کے اختلاف کی اصل حقیقت واضح کی گئی ہے	۵/	۲/
اسلام اور اصول اسلام پر کتب		
رسالہ نماز۔ جس میں نماز کے احکام و مسائل پر بحث ہے	۸/	۴/
رسالہ روزہ۔ روزہ اور اسکی فلاسفی پر بحث ہے	۴/	۲/
رسالہ زکوٰۃ۔ " زکوٰۃ " " "	۳/	۱/
رسالہ حج۔ " " " "	۲/	۱/
ہستی باری تعالیٰ۔ ہستی باری تعالیٰ پر دلائل از قرآن پاک	۶/	۴/
اسلام کیا ہے۔ سوال و جواب کے رنگ میں تعلیم اسلام	۳/	۲/
اسلامی اصول کی فلاسفی۔ پانچ معرکۃ الآرا مذہبی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے	۱۲/	۴/
اسلام اور دیگر مذاہب	۱/	۰/
تربیت اولاد۔ جس میں تربیت کے متعلق نکات ہیں	۵/	۲/
احمد مجتبیٰ۔ ثابت کیا گیا ہے کہ احمد رسول کریم کا نام تھا	۴/	۱/
شناخت مامورین	۳/	۱/
رد ہند و مذہب پر کتب		
یجر وید اُدسو۔ یجر وید کے بیس ابتدائی ادھیاؤں کا ترجمہ	عہر	۱۰/

ترجمۃ القرآن انگریزی
یعنی
انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن
تالیف
حضرت مولانا محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ لاہور

یہ وہ ترجمہ ہے جو اپنی مقبولیت کی وجہ سے اب محتاج تعریف نہیں۔ حضرت مسیح موعود کی حقیقی تڑپ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے ازالہ اوہام میں اسکی خواہش فرمائی اور فرمایا کہ یہ میرا کام ہے یا اسکا جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ اس ترجمہ کے بعد اور ترجمے شائع ہوئے ہیں لیکن اس وقت دنیا گواہی دیتی ہے کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ دنیا بھر کے اخبار نویسوں نے اس کی تعریف کی ہے ۲۰×۲۶ سائز کے ۵۰۰ صفحات پر تین قسموں میں۔ اصل قیمت لچکدار جلد خالص چمڑا ۲۵ — رعایتی ۱۸ روپیہ۔ قسم دوم لچکدار مصنوعی چمڑا اصل قیمت ۲۰ رعایتی ۱۴ قسم سوم گتے کپڑے کی جلد اصل قیمت ۱۵ رعایتی ۱۲ روپے۔

محمد اینڈ کرائسٹ — حضرت نبی کریم صلعم اور حضرت عیسیٰ کی بعثت اور معجزات پر انگریزی میں۔ اصل قیمت مجلد عہر۔ رعایتی ۱۲/

محمد دی پرافٹ — رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بزبان انگریزی دوئم ایڈیشن۔ اصل قیمت تین روپیہ رعایتی عا/

ارلی خلافت — حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی کے حالات زندگی بڑی آب و تاب سے انگریزی میں۔ اصل قیمت ... رعایتی ... عا/

ترجمۃ القرآن انگریزی بلا متن
یہ معہ متن ترجمہ کا مختصر ایڈیشن ہے جس میں عربی متن نہیں دیا گیا۔ خصوصاً غیر مسلم طبقہ کیلئے ہے مختصر نوٹ بھی دیئے گئے ہیں۔ اسکے دوئم ایڈیشن دس ہزار کی تعداد میں عنقریب چھپنے والی ہے۔ اصل قیمت لچکدار جلد ۶ رعایتی ۵۔ گتے کپڑے کی جلد ۵ — رعایتی چار روپیہ (للعہ)

فتح اسلام انگریزی — حضرت مسیح موعود کی کتاب فتح اسلام کا انگریزی ترجمہ۔ اصل قیمت ۶/ — رعایتی ۳/

ٹیچنگز آف اسلام — اسلامی اصول کی فلاسفی از حضرت مسیح موعود کا انگریزی ترجمہ۔ اصل قیمت مجلد عہر — رعایتی عہ/

النبوۃ فی الاسلام انگریزی — النبوۃ فی الاسلام اردو کا مختصر ایڈیشن۔ اصل قیمت ۶/ — رعایتی ۲/

ولادت مسیح انگریزی — حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر بحث۔ اصل قیمت ۴/ — رعایتی ۲/

حمائل شریف مطبوعہ جرمنی — نہایت بے نظیر حمائل شریف جو جرمنی میں طبع کرائی گئی ہے۔ اصل قیمت عا/ — رعایتی عہر

احمدیہ موومنٹ — انگریزی میں سلسلہ احمدیہ کے عقائد اور اسکی حیثیت پر بحث۔ اصل قیمت ۱/ — رعایتی ۵/

حمائل مترجم اردو معہ حواشی
مترجمہ حضرت مولانا محمد علی صاحب بین السطور ترجمہ اور حاشیہ پر تفسیری نوٹ درج ہیں۔ تفسیر بیان القرآن کا مختصر ایڈیشن ۲۰×۳۰/۱۶ کے ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل قیمت مجلد سفید ولایتی کاغذ للعہ۔ رعایتی عا/ اصل قیمت مجلد خاکی مصری کاغذ چار روپیہ (للعہ) رعایتی دو روپیہ (عا/)۔

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
ویدوں کا بہشت۔ آریوں کے دلچسپ سورگ پر بحث	۸/	۴/
رسالہ نجات	۱۰/	۱۱/
رسالہ بہشت۔ آریہ سماج سے مناظرہ	۲/	۱/
رسالہ ناسخ۔ از قلم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۳/	۱×
اسماء الٰہیہ۔ وید اور قرآن کریم پر بحث	۷/	۲/
حدیث ناسخ	۵/	۲/
رد عیسائیت پر کتب		
ولادت مسیح۔ بروئے قرآن کریم و اناجیل	۴/	۳/
اکرام الحق۔ عیسائیت کے اعتراضات کا جواب	۱/	×
حقیقت المسیح	۳/	×
قرآن کریم کی جمع اور ترتیب پر کتب		
جمع قرآن۔ قرآن کریم کی جمع اور ترتیب کے متعلق اعتراضات کا جواب	۱۲/	۸/
مقدمۃ القرآن	۶/	۴/
اعجاز القرآن	۰/	۰/
نکات القرآن حصہ سوم	۱۰/	۲/
" حصہ چہارم	۸/	۲/
بیان القرآن پارہ اول۔ سوئم تا ہفتم		[illegible]
حضرت مسیح موعود کے منظوم کلام کا مجموعہ		
درثمین۔ کلام فارسی اور اردو نظموں کا مجموعہ	۱۱/	۸/
مناجات احمدیہ۔ حضرت مسیح موعود کی چند نظموں کا مجموعہ	۲/	۱/
رباعیات حامد	۳/	۰/
نصاب منظوم	۲/	۱/
متفرقات		
مرآۃ الحقیقت	۵/	۲/
آیت اللہ۔ مولوی ثناء اللہ کا مباہلہ سے فرار	۳/	۱/
مسئلہ تقدیر	۶/	۲/
الروح۔ از قلم جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۳/	×
المسیح الدجال و یاجوج ماجوج	۴/	×
مقام حدیث	عہ/	۱۲/
کامران۔ زندگی کو کامیاب بنانے کے ذرائع	عہر	عہ/
محمد مصطفیٰ۔ مختصر سوانحعمری حضرت رسول کریم	۵/	×

ضروری اطلاع — تمام درخواستیں ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء تک ڈاکخانہ میں ڈال دینی چاہئیں۔ وہ فرمائش جس پر ۱۶ جنوری ۱۹۳۴ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی اس رعایت کے ماتحت نہ آسکے گی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت طلب پارسل مانگنے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اس ہدایت کا آنا ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جائیں یا ڈاکخانہ۔ محصول و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوں گے۔ قرض اور اقساط پر دینے کا طریق نہیں۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کیلئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرمادیں۔

مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور

ہماری تبلیغی سرگرمیوں میں جلسہ سالانہ کی اہمیت

(از میاں عالم دین صاحب وکیل شیخوپورہ)

ہماری جماعت اور ہماری انجمن کا نظریہ صرف اشاعت اسلام ہے اور سوائے تبلیغ اسلام کے اور کوئی امر ہمارے یا ہماری انجمن کے پیش نظر نہیں ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے جن کی صحیح تعلیم کی یہ انجمن حامل ہے۔ بار بار فرمایا کہ آپکی بعثت کی واحد غرض یہ ہے کہ وہ دین اسلام کو صحیح معنوں میں دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اور اس کی تبلیغ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچائیں۔ چنانچہ اسی غرض کے ماتحت آپنے اسّی کے قریب کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں ایک طرف تو محاسن و کمالات اسلام کا اظہار فرمایا اور دوسری طرف دیگر مذاہب کے حملوں کا جو وہ اسلام پر کیا کرتے تھے دندان شکن جواب دیا۔ اور دلائل قاطع سے دیگر مذاہب کا بطلان کر کے اسلام کو ممیز کیا۔ اور اس تحریک کو وسیع کرنے کے لئے ایسے سکولوں کی بنیاد ڈالی جن میں طالب علموں کو تبلیغ اسلام کے لئے تیار کیا جا سکے۔ تبلیغی اخبارات و رسائل کا سلسلہ جاری کیا قرآن پاک و دیگر کتب ہائے اسلام کے دیگر زبانوں میں ترجموں کی ضرورت کو محسوس کیا۔ دیگر مذاہب مثلاً عیسائیت و آریہ سماج کے علماء کو بحث و مباحثہ کے چیلنج دیئے۔ اور جلسہ ہائے مذاہب میں اصول اسلام پر لیکچر دیئے۔ اور ہر ایک مذہبی پلیٹ فارم پر اصول اسلام کو باحسن وجوہ پیش کیا۔ اور نہ صرف اپنی تحریر و تقریر سے ہی مذہبی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ بلکہ اپنی پیشگوئیوں کے ذریعہ سے اسلام کے زندہ ہونے کا ثبوت دیا۔ اور اس تمام کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام جو کہ حضرت مرزا صاحب کی بعثت سے پہلے جمود کی حالت میں تھا اور دنیا کی نظروں میں اپنی عظمت کھو رہا تھا ازسرنو ہر لحاظ سے ترقی کرنے لگا۔ جلسہ ہائے مذاہب میں اسلام کے متعلق لیکچر دوسروں سے ممتاز شمار ہونے لگے۔ عیسائی علماء بحث مباحثہ سے گریز کرنے لگے۔ آریہ سماجی اور سکھ لوگ مذہبی مناظروں میں مسلمانوں سے شکست کھانے لگے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی کوشش سے اسلام پژمردگی اور بے بسی کی حالت سے نکلکر دنیا کے مذاہب میں ممتاز اور زندہ نظر آنے لگا۔ حضرت مرزا صاحب نے جو بیج بویا تھا اس سے نہایت شاندار اور تناور درخت پیدا ہوا۔ اس درخت سے دنیائے اسلام کو قیمتی پھل پھول حاصل ہو رہے ہیں۔ یہ درخت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے۔ اس انجمن نے حضرت مرزا صاحب کے مشن کو باحسن وجوہ پورا کیا۔ قرآن شریف کا مستند انگریزی ترجمہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس کو مفت اشاعت کے ذریعے دنیا کے کونہ کونہ اور تاریک گوشوں میں پہنچایا۔ جرمن ترجمۃ القرآن قریب الاختتام ہے۔ اور عنقریب دنیا کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ دیگر یورپین زبانوں میں بھی قرآن پاک کے ترجمہ کی کوشش ہو رہی ہے۔ قرآن کریم کی نہایت سلیس و عام فہم اردو تفسیر لکھی گئی اور خلفائے راشدین کی سوانح حیات ضبط تحریر میں لاکر ان کا اسوۂ حسنہ دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسلام کے محاسن پر مختلف زبانوں میں رسالہ جات لکھے گئے۔ پیغام صلح۔ لائٹ اور مسلم ریویو ایسے علمی پایہ کے اخبارات جاری کیے گئے۔ انگلستان و جرمنی کے دارالسلطنتوں میں صرف کثیر سے مشن قائم اور مسجدیں تعمیر کی گئیں۔ افریقہ و انڈونیشیا و یورپ کے دیگر ممالک میں مبلغ اور تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں دیگر مذاہب کے متعلق ریسرچ کا کام بھی جاری ہے۔

ویدوں کا اردو ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ غرضیکہ اس انجمن نے اپنے لٹریچر کے ذریعے مذہبی دنیا میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے۔ اور اسلام کی صداقت اظہر من الشمس کر دی ہے۔ اور اسی انجمن کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے نواب۔ لارڈ۔ فلاسفر اور عالم مسلمان ہو رہے ہیں۔ ہندوستان میں بھی اعلیٰ طبقہ کے لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ اور جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں اس سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ انجمن جو کام کرنے والی ہے۔ یہ صرف اس کا آغاز ہے تو ایسے حالات میں کیا ہر ایک احمدی کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ اس انجمن کی ہر ممکن سے ممکن ذریعے سے امداد کرے میں سچ کہتا ہوں کہ اتنا بڑا عظیم الشان کام بے نظیر مالی قربانی پر شاہد ہے جو کہ ہماری جماعت حضرت مرزا صاحب کے مشن کی تکمیل پر برداشت کر رہی ہے۔ جائے غور ہے کہ جب انجمن کا لائحہ عمل ایسا عظیم الشان ہو اور جو اس میں مزید ترقی کی متمنی ہو کیا اس کے ممبران کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ کم از کم سال میں ایک دفعہ اکٹھے ہوں اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ ان کی قربانیاں کس قدر بارآور ہو رہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کس قدر نصرت ان کے شامل حال ہے۔ اس طرح ان کو انجمن کے کام کی اہمیت بھی معلوم ہوگی۔ اور ایک سال کے عرصہ میں جو کام ہو چکا ہے اس کا جائزہ بھی لے سکیں گے اور انہیں یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ ہندوستان اور دوسرے ممالک میں اشاعت اسلام کا کس قدر وسیع میدان موجود ہے۔ جلسہ سالانہ احباب کے میل ملاقات کا بھی ایک زریں موقع ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ بزرگان و علماء سلسلہ کے وعظ و نصیحت سے بھی مستفید ہوں گے۔ اور سب سے زیادہ یہ کہ اکٹھے ہو کر خدا کے حضور گریں گے اور دعائیں کرینگے۔ اس لئے میں تمام دوستوں کی خدمت میں عرض کروں گا۔ کہ جلسہ سالانہ پر ضرور تشریف لائیں۔ بلکہ اپنے غیر از جماعت عزیزوں اور دوستوں کو بھی ہمراہ لائیں جو اصحاب جلسہ سالانہ کی اہمیت کو مدنظر نہیں رکھتے۔ اور اس کی اغراض کی جو کہ میں نے اوپر بیان کی ہیں پروا نہیں کرتے۔ اور جلسہ پر حاضر ہونے میں غفلت کرتے ہیں۔ وہ نامعلوم طریق پر خدمت اسلام کے کام سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ وہ رفتہ رفتہ احمدیت سے بھی دور نہ جا پڑیں۔

احباب جماعت سے دردمندانہ اپیل

(جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم)

اجتماع کا جو اصول اسلام پاک نے دنیا کو سکھلایا اور جناب سرور کائنات صلعم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس اصول کو جس طرح عمل میں لاکر دکھلایا اس کی نظیر کسی اور مذہب میں یا کسی دوسرے بانی یا مصلح اور ان کے پیرؤوں کے عمل میں نہیں پائی جاتی دنیا عالم اسباب ہے اور اس میں ہر نتیجہ کے اسباب ہوا کرتے ہیں۔ آج سے چودہ صدیاں پہلے اسلام کا پیدا کیا ہوا انقلاب ایک ایسا بدیہی معجزہ ہے کہ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کیطرح کسی ثبوت یا دلیل کا محتاج نہیں۔ اسلام کی روح یعنے نماز پنجگانہ سے لیکر نماز جمعہ۔ عیدین۔ اور پھر حج میں کامل اور اکمل طور پر یہی اصول اجتماع کارفرما ہے۔

آج جو دنیا میں ھل من مزید کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اور زندہ قومیں بیدار ہوکر ترقی کے میدان میں خواہ مادی ہو یا مذہبی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں سر توڑ کوشاں اور سرپٹ دوڑ رہی ہیں۔ ان میں سے جس کسی کو جتنی بھی کامیابی ہوئی وہ اسی اسلامی اصول کو اختیار کرنے ہی کی طفیل ہے۔ مگر افسوس ہے کہ یہ زریں اصول جس قوم کی جائداد تھا وہ اس سے محروم ہے اور قلوبھم شتّٰی کا مصداق ہو کر ننگ اقوام ہو رہی ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اللہ تعالےٰ نے اپنی سنت قدیمہ اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اپنے وعدوں کے مطابق چودھویں صدی کا مجدد و مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا۔ اور محض اپنے فضل و رحم سے ہمیں اس کو شناخت کرنے کی توفیق دی۔ اور آخرین منھم کے مژدہ سے ہمیں صحابہ کرام سے نسبت کا شرف بخشا۔ جناب مسیح موعود نے جہاں اسلام کے نورانی چہرہ سے غیر اسلامی اعتقادات اور رسومات کے گرد و غبار کو دور کر کے وہی اصلی اسلام دنیا میں پیش کیا وہاں اس مردہ اصول میں جان ڈالکر اپنی جماعت کے سالانہ اجتماع کی بھی بنا ڈالی اور آپ نے اور آپ کی جماعت نے بھی اس مادی زمانہ میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر کے اپنی نسبت بہ صحابہ کو برحق ثابت کر دکھلایا۔ اور باوجود قلیل جماعت اور بالکل بے بضاعت ہونے کے اور اندرونی و بیرونی مخالفتوں کے ایسا کام کر دکھایا کہ اس کی نظیر بھی صحابہ کرامؓ کے سوا تاریخ مذہب میں کہیں نہیں ملتی۔ مگر مجھے نہایت افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ کچھ عرصہ سے ہماری کامیابی اور ترقی کی رفتار بھی بہت دھیمی پڑ گئی ہے۔ جماعت کے باہمی تعلقات میں وہ بے نظیر یگانگت جو اپنی آپ مثال تھی روز بروز کم ہو رہی ہے۔ اور آخرین منھم کے شرف کے کام کی جگہ محض نام لیتا جا رہا ہے۔ اور جوش اور ایثار اور قربانیوں اور کامیابیوں کے وہ نظارے جن کی یاد آج بھی ایک سرور و روح افزا ہے۔ کم یا ناپید ہو رہے ہیں۔ اور مجھے ڈر ہے کہ اگر اس حالت جمود کا وقت پر کوئی علاج نہ ہوا تو ہم کہیں اس پاک نسبت کے شرف سے محروم نہ ہو جائیں۔ اس لئے التماس ہے کہ بزرگان، برادران، اور عزیزان جماعت اپنے سالانہ جلسہ میں ضرور تشریف لائیں اور خصوصاً وہ حضرات جنھیں حضرت مسیح موعود کے مبارک اور پاک ہاتھوں پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہے بالالتزام تکلیف فرما کر تشریف لائیں)۔ اور اس بیماری کے اسباب پر غور فرما کر اور اس کے علاج کی تدابیر سوچ کر قوم کو ان پر چلائیں ۴۴

۴۴ اور خصوصاً سب مل کر جناب باری کے حضور میں گڑگڑا کر دعائیں کریں کہ وہ اپنے فضل سے ہمیں خدمت دین کی مزید توفیق بخشے۔ اور آخرین منھم کی پاک نسبت کا صحیح مصداق بنائے۔ حسن اتفاق سے یہ جلسہ رمضان شریف میں ہے۔ جو دعاؤں کی قبولیت کا بہترین وقت ہے۔ آج کل سفر میں کچھ زیادہ تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر کچھ ہو بھی تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خالص جہاد ہونے سے اسقدر قابل قدر بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔ آمین۔

خط وکتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے۔

ہماری انجمن اور ہمارا امیر قوم

اگر دنیا میں کوئی جماعت حضرت مسیح موعود کے مذہب اور عقائد پر اس وقت قایم ہے اور ان کے صحیح منصب کو دنیا میں ظاہر کرتی ہے تو وہ یہی چھوٹی سی جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے اور اگر کسی کی شرارت سے یا کسی حادثہ سے یہ جماعت فنا و برباد ہو جائے تو پھر حضرت مسیح موعود کا کوئی سچا نام لیوا دنیا میں نہیں رہیگا اس وقت مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ دعا جو کہ آپ نے جنگ بدر میں کفار کے مقابلہ پر سجدہ میں گر گر فرمائی تھی یاد آتی ہے اللّٰھم ان تھلک ھذہ العصابۃ من اھل الایمان الیوم فلا تعبد فی الارض ابداً یعنی اے میرے اللہ اگر تو اس چھوٹی سی جماعت کو تباہ کر دے گا تو دنیا میں تیرا نام لیوا کوئی نہ رہے گا۔ جہاں تک حضرت مسیح موعود اور ان کی جماعت کا تعلق ہے اس انجمن اور اس کے کارکنوں کی بعینہ وہی پوزیشن ہے جب سے یہ انجمن جاری ہوئی ہے بہتوں نے اس کی تباہی و بربادی کے خواب دیکھے اور الہامات شائع کئے مگر اللہ تعالے نے اس انجمن کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دے رہا ہے۔

جب ہم ابتدا میں قادیان سے لاہور آئے تو کہا جاتا تھا یہ پانچ آدمی کیا کر لینگے انہی پانچ کو اللہ تعالیٰ نے کئی ہزار بنایا اور اس وقت لاکھوں نفوس نہ صرف ہندوستان بلکہ یورپ اور امریکہ افریقہ اور دیگر ممالک میں اس انجمن اور اس کے امیر قوم حضرت مولانا محمد علی صاحب کی تصانیف اور کتب سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور دو ڈھائی لاکھ سالانہ کا آمد و خرچ اس انجمن کا اس وقت ہے ووکنگ مشن اس سے علاوہ ہے جو کہ فی الحقیقت اسی انجمن کی ایک شاخ ہے۔

حضرت امیر کی بے نفسی و ایثار

حضرت امیر قوم اور انجمن کے دیگر ممبروں کے خلاف بیہودہ گوئی کرنا اور ان کی عیب شماری کرنا ناپاک لوگوں کا کام ہے جو شخص مصلح موعود ہونے کا دعوے کرتا ہے اس کا یہ کام نہیں ہو سکتا کہ مسیح موعود کی بنائی ہوئی جماعت اور اس کے پاک ممبروں کو ناپاک و بددیانت ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ حضرت امیر قوم کی شخصیت ان کا ایثار اور دن رات ان تھک کوشش جو وہ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کر رہے ہیں کسی حق بین سے چھپی ہوئی نہیں اور ایسے ہی حضرت مسیح موعود کے حقیقی فرزند جو اس انجمن کے بانی مبانی ہیں ان کا چلن اور ایثار بھی لاہور جیسے شہر سے چھپا ہوا نہیں ان پر گند کی پھینکنے سے خود پھینکنے والے کے منہ پر پڑتی ہے ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ حضرت امیر قوم جو کہ خلفائے راشدین اور دیگر ائمہ اور بعض بے نفس بادشاہوں کی طرح انجمن سے کوئی وظیفہ یا تنخواہ نہیں لیتے بلکہ اپنے ہاتھ کی کمائی پر گزارہ کرتے ہیں یعنی وہ آپ کی بیش بہا تصانیف جن سے انجمن لاکھوں روپیہ حاصل کر چکی ہے ان سے بطور کاپی رائٹ کے تھوڑا سا معاوضہ لینا ان کے کمال ایثار پر دلالت کرتا ہے۔ بجائے اس کے یہ ناخدا ترس اور نااہل انسان ان کو اصلی رنگ میں دیکھتا اپنے خلل دماغ کی وجہ سے برے رنگ میں پاتا ہے جس کے لئے وہ خود ذمہ دار ہے نہ کہ حضرت امیر قوم یا انجمن۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے اور اس کے دماغ کی اصلاح کرے کہ وہ خود بھی فتنے سے بچے اور دوسرے لوگ بھی اس کے فتنے اور شرارت سے محفوظ رہیں۔

جلسہ خواتین حسب اعلان احمدیہ خواتین اسلام لاہور کا آٹھواں سالانہ جلسہ ۱۰ دسمبر کو مسلم ہائی سکول لاہور کے صحن میں بصدارت محترمہ لیڈی عبدالقادر صاحب نہایت کامیابی سے منعقد ہوا تقریر صدارت کے علاوہ۔ محترمہ بیگم شاہنواز صاحب۔ محترمہ بیگم قلندر علی صاحبہ بیگم صاحبہ حضرت امیر۔ محترمہ مسز محمد عمر صاحبہ۔ مسز ظہور احمد اور سیدہ فرحت صاحبہ نے مفید مضامین پر تقریریں کیں۔ حاضری کافی تھی لاہور کی اکثر معزز بیگمات شریک جلسہ تھیں۔ نمائش دستکاری بھی نہایت کامیاب رہی مفصل روئداد انشاءاللہ جلسہ سالانہ کی کارروائی کے ہمراہ شائع ہوگی۔

احمدیت کی خصوصیت

ایک خاتون کے پاکیزہ خیالات

(از محترمہ مس ب صلحیہ بنت جناب داروغہ نبی بخش صاحب)

میں نے احمدیت میں کیا خصوصیت دیکھی۔ میں احمدی ہونے سے پہلے شرک اور توحید کے مسئلہ کو بالکل نہ سمجھ سکتی تھی۔ لیکن جب میں نے احمدیوں کی مسجد میں نماز جمعہ کے لئے جانا شروع کر دیا اور حضرت امیر اور دیگر بزرگان کے خطبات سنے اور قرآن کریم کے عجیب و غریب معارف جو انہوں نے بیان فرمائے میرے سننے میں آئے تو میرے دل میں بھی قرآن کریم کو باترجمہ پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ مگر ظاہر طور پر میرے شوق کے پورا ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ یہ میرے ہی جذبہ دل کا اثر تھا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے مستورات کی دینی تعلیم کو ضروری سمجھ کر حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ خاں صاحب کو مستورات کی تعلیم کے لئے مقرر کیا میں کس منہ سے ایسے فرشتہ خصلت استاد کی تعریف کروں جنہوں نے اپنی حقیقی بیٹیوں سے بڑھ کر ہم پر شفقت کی۔ اور بڑے اخلاص اور محبت کے ساتھ مجھ کو اور میری دو بھتیجیوں کو باترجمہ قرآن شریف پڑھایا۔ اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے ان کو جزائے خیر دے اور ان کے قیمتی وجود کو لڑکیوں کی دینی تعلیم کے لئے دیر تک سلامت رکھے۔ ہمارے بزرگ استاد نے ہمیں اور مولویوں کی طرح صرف قرآن کریم کا ترجمہ نہیں پڑھایا بلکہ بہت سے مسائل جو غیر احمدی مولویوں نے گھڑ رکھے ہیں جو تعلیم اسلام کے سراسر مخالف ہیں ان کی برائیاں ہمارے بزرگ استاد نے ایسی خوبی سے ہمارے ذہن نشین کیں۔ کہ ان سب مشرکانہ باتوں سے ہمارا دل سخت متنفر ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہمارے ایمان کو توحید اسلام کے نور سے منور کر دیا۔ باتیں تو اس قدر ہیں کہ ان کے لکھنے کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ مگر میں مجبور ہوں جناب اڈیٹر صاحب کا ارشاد ہے کہ مضمون بہت ہی مختصر ہو۔ یہی اختصار کا ڈر ہے جو میرے قلم کو چلنے نہیں دیتا کیونکہ مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ کہیں کہ میرا مضمون طویل ہو جانے سے اڈیٹر صاحب یہ عذر کر دیں کہ افسوس اخبار میں گنجائش نہ تھی اس لئے آپ کا مضمون چھپ نہ سکا۔ بس میں مختصر طور پر ہی ان ملاؤں کے اعتقادات کا کچھ ذکر کرتی ہوں۔ اور ان کا ذکر کرنا اس لئے ضروری سمجھتی ہوں کہ ان کے ان اعتقادات کے ماتحت دین اسلام پر سخت حملے ہو رہے ہیں چنانچہ ان کا جو یہ اعتقاد ہے کہ مسیح علیہ السلام کی پیدائش بغیر باپ کے ہوئی کس قدر مذہب عیسائیت کو تقویت پہنچاتا ہے حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالے فرماتا ہے انی یکون لہ ولد و لم تکن لہ صاحبۃ یعنی اللہ کے ہاں بیٹا کہاں سے ہو۔ کیونکہ ان کی بیوی تو ہے نہیں اور دوسری جگہ پھر فرماتا ہے یایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر و انثیٰ ہم نے انسانوں کو مرد اور عورت سے پیدا کیا۔ ان آیات میں اللہ تعالے نے کھول کر بیان کر دیا ہے۔ کہ جب تک ماں اور باپ دونوں کا وجود نہ ہو تب تک کسی کے ہاں اولاد پیدا ہو نہیں سکتی۔ مگر یہ ملاں ان آیات پر غور نہیں کرتے۔

بلکہ عام جہلا کو بجائے توحید پرستی کے عیسیٰ پرستی کی تعلیم دیتے ہیں پھر ان کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ مسیح علیہ السلام اس جسد عنصری کے ساتھ اٹھائے گئے اور دو ہزار برس سے بغیر کھانے پینے کے زندہ ہیں۔ لیکن قرآن کریم ان کے اس اعتقاد کو بھی اس آیت کریمہ سے بار بار جھٹلا رہا ہے قرآن کریم میں آیا ہے "ہم نے رسولوں کے جسم ایسے نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھائیں اور ہمیشہ ایک حالت پر رہیں"۔ غرض میں کہاں تک ان کی مشرکانہ باتوں کا ذکر کروں۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے علاوہ ان مولویوں نے دیگر انبیا علیہم السلام کی طرف ایسی باتیں منسوب کر رکھی ہیں جن کو سن کر کوئی شریف آدمی انہیں نبی تو کجا ایک راست باز انسان ماننے کے لئے تیار نہیں۔ میں کہاں تک ان گندے اعتقادات کا ذکر کروں۔ مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے عین موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور انہوں نے آکر ہم کو ان گندے اعتقادات سے نجات دی۔ اور سب نبیوں کی معصومیت کا ثبوت ہم پہنچایا اور حضرت محمد مصطفےٰ کی شان کو بڑھایا۔ میری پیاری بہنو! یہ اسی مجدد وقت کا فیض ہے جس نے ایسی جماعت تیار کی جو دنیا کے کناروں تک دین اسلام کی اشاعت کر رہی ہے۔ انگلینڈ میں بہت سے انگریز اسی جماعت کی کوشش سے مسلمان ہو چکے ہیں۔ جرمن میں اسی جماعت نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ کر کے ایک مسجد بنوائی۔ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ عرصہ ہوا یہ جماعت شائع کر چکی ہے۔ جس کو پڑھ کر بہت سے انگریز مسلمان ہو چکے ہیں۔ اب جرمن زبان میں بھی جماعت قرآن کریم کا ترجمہ تیار کر رہی ہے۔ میری پیاری بہنو ایسی جماعت کی امداد کرنا۔ گویا محمد رسول اللہ صلعم کے دین کی امداد کرنا ہے۔ اس لئے میں سب بہنوں کی خدمت میں درد دل سے درخواست کرتی ہوں کہ اس انجمن کے سالانہ جلسہ پر جو ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷ دسمبر کو منعقد ہوگا۔ ضرور تشریف لادیں۔ . . . .

دوسرے دنیاوی کام تو ہر روز ہوتے ہی رہتے ہیں ان کے مقابل محمد رسول اللہ کے دین کا بھی آپ پر حق ہے۔ اگر سچ پوچھو حقیقی حق دین ہی کا ہے۔ مگر عام طور پر آجکل اس کی طرف سے غفلت ہے پس اس غفلت کو چھوڑ کر دین اسلام کے حق کی طرف توجہ فرمائیں۔

ضروری اطلاع

تمام دوستوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ جلسہ سالانہ پر تمام رقوم بأخذ رسید ادا فرمائیں۔ اور اس بات کا سختی سے خیال رکھیں۔

(سکرٹری)

روزے کے مسائل

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

(۱) روزہ کا اصل مقصد تقویٰ ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ پس روزہ میں جھوٹ بولنا۔ گالیاں دینا۔ غیبت کرنا۔ بدنظری۔ اور حرام خوری روزے کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزہ میں غیبت کرتا اور گالیاں دیتا ہے اس کے فاقہ کی خدا کو کوئی پرواہ نہیں۔ گویا بغیر تقویٰ کے روزہ محض ایک فاقہ ہے جس کی خدا کو کیا پرواہ ہو سکتی ہے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ اگر بہت غصہ آئے اور طبیعت کسی طرح بھی رک نہ سکے تو اتنا کہدو کہ اس کا جواب میں دے سکتا تھا لیکن روزے کی وجہ سے دے نہیں سکتا۔ گویا اس طرح دل کا بخار بھی نکل جائے گا اور روزہ بھی بچ جائے گا۔

(۲) جب تک رمضان کا چاند نظر نہ آئے یا شہادت نہ مل جائے شکی روزہ رکھنا جائز نہیں۔

(۳) رمضان کے فرضی روزے کی نیت اس سے قبل شام ہی ہونی چاہئے کہ کل صبح روزہ رکھنا ہے۔ سوائے اس حالت کے کہ چاند دیکھنے کی خبر نہ آئی ہو۔ نفلی روزے کے لئے اس کی ضرورت نہیں۔ صبح اٹھکر بھی نیت ہو سکتی ہے۔

(۴) مسافر اور بیمار کے لئے روزہ معاف ہے مسافر جب گھر پہنچے تو فوت شدہ روزوں کے بدلے رمضان کے بعد روزے رکھ لے۔ اور بیمار جب تندرست ہو تب روزوں کی قضا ادا کرلے۔

(۵) سفر کے لئے کوئی خاص شرط نہیں جب سفر کے لئے گھر سے نکلے وہ مسافر سمجھا جائے گا۔ اسی طرح بیماری کے لئے کسی خاص ٹمپریچر یا بیماری کے معیار کی ضرورت نہیں۔ البتہ معاملہ کو خدا سے صاف رکھے اور بہانہ بازی سے کام نہ لے اور جب وجہ معذوری دور ہو جائے تو قضا شدہ روزے رکھ لے۔

(۶) اگر ایسا بیمار ہے جس کی صحت کی درستی کے لئے ایک لمبا عرصہ درکار ہے۔ یا امید صحت نہیں یا ایسا کمزور ہے جس کے لئے روزہ رکھنا مضر صحت ہے یا ایسا بوڑھا ہے جس کے روزہ رکھنے سے اس کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے یا حاملہ عورت ہے یا دودھ پلانے والی عورت ہے ایسے لوگ روزہ نہ رکھیں اور ہر ایک قضا شدہ روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ لیکن مسکین کو کھانا کھلانا بھی انہی لوگوں پر فرض ہے جو مسکین کو کھانا کھلا دینے کی طاقت رکھتے ہوں۔ جو خود مسکین ہیں اور فدیہ دے نہیں سکتے وہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا کے مطابق ہر طرح معافی کے نیچے ہیں۔

(۷) روزہ میں غلطی سے اگر کوئی چیز منہ میں ڈال لی جائے یا نگل لی جائے۔ یا کلی کرتے وقت سہواً پانی حلق سے نیچے اتر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۸) کسی خوشبو۔ بدبو۔ گرد و غبار۔ کے ناک میں یا منہ میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(۹) آنکھ میں سرمہ ڈالنے۔ نہانے۔ سر میں تیل ڈالنے۔ آنکھ یا کان میں دوا ڈالنے۔ شیشہ دیکھنے۔ قے آجانے۔ نکسیر پھوٹنے۔ خون نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(۱۰) حکم ہے کہ افطار میں جلدی کرو اور سحری کھانے میں تاخیر کرو صحابہؓ سے روایت ہے کہ ہمارے سحری کھانے اور نماز فجر کے شروع ہونے کے درمیان میں اتنا وقفہ ہوتا تھا جس میں چالیس آیتیں پڑھی جا سکتی ہیں ایک دفعہ حضرت بلالؓ نے غلطی سے اذان جلدی دیدی تھی تو آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ مسلمانوں کے گھروں پر جاؤ اور ان کو اطلاع دو کہ ابھی سحری کھا سکتے ہو مجھ سے غلطی ہوگئی۔

(۱۱) رمضان کی راتوں میں قیام کرنا خاص طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے بڑھکر بدقسمت کون ہوگا جس نے رمضان کو پایا۔ اور خدا سے اپنے گناہ نہ بخشوالئے آپ پچھلی رات کو قیام کرتے تھے۔ اور گیارہ رکعت پڑھتے تھے۔ دو دو رکعت کی نیت باندھتے تھے۔ گیارھویں یعنے آخری رکعت علیحدہ پڑھتے تھے۔ یہی آخری رکعت وتر کہلاتی ہے۔ کیونکہ یہ رکعت ساری رکعتوں کو طاق کر دیتی ہے۔ چونکہ آج کل ہمارے ملک میں عشا کی نماز کے آخر میں تین رکعت وتر پڑھ لیتے ہیں اس لیئے پچھلی رات صرف آٹھ رکعت پڑھنی کافی ہیں۔ اور اگر اول رات میں تین رکعت وتر نہ پڑھے تو پھر آخر شب میں گیارہ رکعت پڑھے۔ پہلی شب میں بیس رکعتیں اور تین رکعت وتر کا پڑھنا حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شروع ہوا۔ لوگ مسجد میں بعد نماز عشا بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے ایک حافظ قرآن کو مقرر کیا کہ وہ انہیں بیس رکعت پڑھا دے اور اس میں قرآن سنا دے اس طرح قرآن سننے کا ایک موقعہ پیدا کر دیا لیکن سنت رسول اللہ صلعم آخر شب میں قیام کرنا ہے۔

آل انڈیا میڈیکل کونسل کا انتخاب

جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بطور امیدوار

آل انڈیا میڈیکل کونسل ایکٹ مرکزی مجلس وضع قوانین اور کونسل آف سٹیٹ میں پاس ہو چکا ہے اب حکومت ہند کے گزٹ کا ایک اعلان مظہر ہے کہ عنقریب اس کونسل کے ممبروں کا انتخاب عمل میں آئیگا امید کی جاتی ہے کہ اپریل ۱۹۳۳ء تک میڈیکل کونسل کا پہلا اجلاس منعقد ہو سکیگا۔ کونسل مذکور کے کل ۵۴ ممبر ہوں گے جن میں تین نمائندے صوبہ پنجاب کے ہوں گے۔ ان تین ممبروں میں سے ایک ممبر پنجاب یونیورسٹی نامزد کریگی اور ایک ممبر حکومت پنجاب کی طرف سے نامزد ہوگا۔ تیسرا ممبر پنجاب یونیورسٹی کے میڈیکل گریجوایٹس اور لائسنس یافتہ ڈاکٹروں کی طرف سے بذریعہ الیکشن منتخب ہوگا۔ تیسرے ممبر کے انتخاب کی ذیل میں کافی سخت مقابلہ کی توقع کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر وشوا ناتھ ایم۔ ڈی۔ ڈی۔ ٹی ایم اینڈ ایچ۔ رائے بہادر ڈاکٹر مہاراج کرشن کپور ایل۔ ایم ایس۔ ڈی پی ایچ ڈی۔ ٹی ایم اینڈ ایچ اور ڈاکٹر کیشپ ایم۔ بی بی ایس پہلے ہی میدان مقابلہ میں موجود ہیں۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی کونسل کی ممبری کے امیدوار ہیں۔ مرزا صاحب موصوف پنجاب کے سب سے پرانے اور تجربہ کار ڈاکٹر ہیں۔ آپ پنجاب میڈیکل کونسل کے سب سے پرانے ممبر ہیں اور کونسل کے وجود پذیر ہونے کے وقت یعنی ۱۹۱۶ء سے اس وقت تک آپ ہمیشہ اس کے ممبر رہے ہیں۔ اور چند سالوں کے لئے اس کے نائب صدر بھی رہ چکے ہیں۔ آپ پنجاب سٹیٹ میڈیکل فیکلٹی کی گورننگ باڈی کے بھی ممبر ہیں۔

ان اصحاب کے علاوہ اور بھی کئی ڈاکٹر اس کونسل کی ممبری کیلئے کھڑے ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر مرزا صاحب کی کامیابی کی خدا کے فضل سے بہت امید ہے مگر احباب کی دعا اور امداد کی ہر طرح سے ضرورت ہے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ آجکل حضرت ممدوح جلسہ کے انتظامات کی طرف خصوصیت سے توجہ فرما رہے ہیں

—— جلسہ سالانہ کی تیاریاں زور شور سے شروع ہیں۔ انجمن کا تمام عملہ اور متعدد احباب متفرق کاموں میں مصروف ہیں۔

—— پیغام صلح کا جلسہ نمبر بالکل ختم ہو چکا ہے اس لئے ہم احباب کی فرمائشوں کی تعمیل سے بصد افسوس معذور ہیں۔

—— افسر صاحب جلسہ سالانہ درخواست کرتے ہیں کہ جو اصحاب جماعتوں کی شکل میں جلسہ سالانہ پر تشریف لائیں ان میں سے ہر چار دوست اپنے میں سے کسی ایک کو بطور والنٹیر منتخب کرلیں اور جو یاں سکھ والنٹیر کے اشتراک سے اپنے ہمراہی مہمانوں کی آسائش کیلئے بعض فرائض انجام دے۔ نوجوان دوست اس کام کے لئے موزوں ہوں گے۔

—— تمام دوست اپنے ہمراہ قادیانی اور غیر از جماعت اصحاب کو لانے کی ضرور کوشش کریں۔

—— کتاب "آئینہ احمدیت" مصنفہ مولوی دوست محمد صاحب طبع ہو رہی ہے انشاء اللہ جلسہ سالانہ تک تیار ہو جائیگی قیمت فی جلد دس آنہ ہے جس کا پہلے اعلان ہو چکا ہے۔

—— امسال جلسہ سالانہ کی ایک خصوصیت مذہبی کانفرنس بھی ہے۔ مختلف مذاہب کے نمائندوں نے اس میں تقریریں کرنا منظور کر لیا ہے ۲۸۔ دسمبر کو کم از کم لاہور کے احباب اپنے غیر مسلم دوستوں کو بھی ساتھ لائیں۔

—— جناب شیخ عبدالرحمان صاحب سب جج دہلی بفضل تعالیٰ ترقی پاکر جج آف دی اسمال کاز کورٹ دہلی ہوگئے ہیں۔ الحمد للہ اس مسرت میں ان کی بیگم صاحبہ نے مبلغ بیس روپے اشاعت اسلام کے لئے عطا فرمائے ہیں۔ جزاک اللہ!

پیغام صلح ہم اس مسرت میں شیخ صاحب موصوف اور ان کی بیگم صاحبہ کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ خدا کرے۔ یہ ترقی بے شمار کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

—— مولوی محمد شفیع صاحب علوی سامانہ ریاست پٹیالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ ان کے دوست مستری محمد سلیمان کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے جس کا نام حضرت امیر نے محمد ایوب تجویز فرمایا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

—— ہمارے سلسلہ کے محترم بزرگ جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس وزیر آباد عارضہ بخار علیل ہیں۔

—— ڈاکٹر جلال الدین صاحب گوجرہ کی نظر خراب ہوگئی تھی گذشتہ ہفتہ انہوں نے آنکھیں بنوائی ہیں۔

—— جناب طبیب الرحمان صاحب مرزا پور (بنگال) تقریباً تین ہفتے سے میعادی بخار سے علیل ہیں۔

—— چوہدری غلام حسین صاحب ہیڈ ماسٹر دریا خان کی اہلیہ ملیریا سے علیل ہیں

—— میاں عبدالرحمن صاحب دکاندار احمدیہ بلڈنگس کچھ دنوں سے بیمار ہیں پاؤں میں تکلیف ہے اپریشن کرایا گیا ہے۔

—— احباب ان تمام بیماروں کی صحت کے لئے دعا کریں۔

—— چودہری فضل حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس ضلع سرگودھا ایک محکمانہ مقدمہ کی وجہ سے پریشان ہیں۔ احباب ان کی باعزت بریت کیلئے دعا فرمائیں

—— حکیم ظہیر الدین صاحب اردلی کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئیں۔

—— اخویم غلام نبی صاحب ضلع فیروزپور کے والد ماجد میاں محمد بخش صاحب سو دسمبر کو وفات پا گئے۔

—— جناب محمد حسن خان صاحب کن دیہہ ضلع پشاور کو جو ہمارے سلسلہ سے بہت محبت رکھتے ہیں گذشتہ دنوں ایک بہت بڑا صدمہ پہنچا۔ ان کی ۱۲ سالہ

(بقیہ صفحہ ۳)

نہ کرے کہ اس کا نام اللہ تعالےٰ کے حضور پیچھے رہنے والوں میں شامل ہو بلکہ پیش پیش چلنے والوں میں لکھا جاوے۔ دنیا کے لئے کس قدر محنت اور تکلیف اٹھا اٹھا کر ہم کام کرتے ہیں اور تمام سال اسی تگ و دو میں لگے رہتے ہیں اگر سال میں ایک دفعہ تین چار دن ہم اللہ تعالےٰ کے لئے نہ نکال سکیں تو ہماری حالت سخت قابل افسوس ہوگی اسلام تو بڑی قربانی چاہتا ہے۔ اگر ایک مسلم اپنی پیاری سے پیاری چیز کو اللہ تعالیٰ کے لئے قربان کرنے کے لئے تیار نہیں تو قرآن کریم کے معیار پر وہ پورا نہیں اترتا۔ اور ایک مسلم کی غیرت ایمانی کبھی یہ پسند نہیں کرتی کہ اس کی دنیاوی محبت اتنی بڑھی ہوئی ہو کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی اس کے نزدیک دنیا کے کام کی برابر بھی عزت نہ ہو۔ احمدی جماعت میں جس روح کو حضرت مسیح موعود نے پیدا کیا ہے وہ شرائط بیعت کے ایک مختصر سے جملہ میں موجود ہے کہ "دین کو دنیا پر مقدم کرنا" یہی روح بالفاظ دیگر اسلام ہے۔ اسی روح کو اپنے اندر پیدا کرکے ہم دین و دنیا میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں الغرض ہم میں سے ہر ایک دوست کو اس اجتماع قومی میں حصہ لیکر اس بات کے ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالےٰ کیلئے ہم اپنا مال اور وقت اور آرام قربان کر سکتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی قربانیوں کے مقابلہ میں جلسہ سالانہ کے لئے چند روز کی چھوٹی سی قربانی کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی۔ اور اس میں بھی اگر ہم قاصر رہیں تو ہمارا یہ اقرار کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے کہاں تک سچا ہو سکتا ہے؟ اس سال کے جلسہ میں ایک اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے جو قبولیت دعا کے لئے مخصوص ہے۔ حضرت مسیح موعود نے دعا پر جس قدر زور دیا ہے وہ احمدی احباب سے پوشیدہ نہیں۔ مشکل سے مشکل کام کے لئے جس حربہ کو آپ نے استعمال فرمایا اور جس کے لئے آپ نے اپنی جماعت کو بھی ارشاد فرمایا وہ دعا ہے۔ ماہ رمضان میں روزہ دار کی دعا کو اللہ تعالیٰ خصوصیت سے شرف قبولیت عطا فرماتا ہے۔ اس مبارک مہینہ میں جب تمام جماعت ایک جگہ جمع ہو کر دعا کرے گی تو اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی قبولیت کا قوی امکان ہے۔ ایسے مبارک موقعہ سے اگر ہم تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر فائدہ اٹھا سکیں۔ تو یقیناً یہ خسارے کا سودا نہیں۔

الغرض ہر ایک دوست کو جلسہ میں شمولیت کے لئے تھوڑی سی قربانی کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیئے اور چھوٹے چھوٹے عذروں کی بنا پر اس کے عظیم الشان فوائد سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔

تحریک احمدیت

دورِ جدید کا ایک پیغام ہے!

(جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب سابق امام مسجد ووکنگ)

مندرجہ ذیل قیمتی مضمون ہمیں جلسہ نمبر کے لئے موصول ہوا تھا لیکن اس میں درج نہ ہو سکا۔ اس تاخیر کے لئے ہم اپنے محترم دوست مولانا آفتاب الدین احمد صاحب اور قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں۔ (مدیر)

جناب مدیر کا ارشاد ہے کہ پیغام صلح کے جلسہ نمبر کے لئے بطور پیغام کچھ لکھوں۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میں کیا لکھوں اور کیسے لکھوں۔ اول تو میں ملک بنگال کا رہنے والا ہوں "زبان یار من ترکی و من ترکی نمیدانم"۔ دوسرے یہ کہ میں کوئی بزرگ اور تجربہ کار آدمی نہیں۔ کہ اپنے کو کوئی پیغام دینے کے قابل سمجھوں۔ مگر جناب مدیر مصر ہیں کہ میں کچھ لکھوں۔ اور نوجوانوں کو مخاطب کرکے لکھوں۔ کیونکہ میں بھی ان کے خیال میں نوجوان ہی ہوں۔

سو اے میرے نوجوان احمدی بھائیو! آپ کی طرف جب کبھی میرا خیال دوڑتا ہے تو ہمیشہ یہی مثل یاد آتی ہے۔ کہ مچھلی کو غسل کا مزہ معلوم نہیں ہو سکتا۔ آپ اگر میری طرح غیر احمدی خاندان میں پیدا ہوتے غیر احمدی حلقوں میں رہ کر کام کرتے۔ تو پھر آپ کو معلوم ہوتا کہ احمدیہ بلڈنگس میں جو فضا موجود ہے وہ باوجود اپنی بہت سی کمزوریوں کے ایک سچا مذہبی مذاق رکھنے والے کے لئے بے حد غنیمت ہے۔ میں آپ کو علی وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ معقولیت کے ساتھ پختہ ایمانی جذبات آزادی کے ساتھ مذہب کا ذوق صحیح دنیا میں اور کسی جگہ آپ کو نظر نہیں آئے گا میں نے اس امر پر کافی غور کیا ہے اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا پیغام واقعی ایک آنے والے دور کی خوشخبری ہے۔ دیگر تحریکات کی طرح ہماری تحریک کی ترقی کا زیادہ تر انحصار نوجوانوں کے اوپر ہے یہ مسلّمہ امر ہے کہ پیغام جدید پر لبیک کہنے والے عموماً نوجوان ہوا کرتے ہیں۔ بلکہ آج کل تو ہر جگہ جدید تحریکوں کے علم بردار نوجوان ہی نظر آتے ہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ عمر زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ انسان کو فطرتاً اپنے ماحول سے کچھ زیادہ محبت ہو جاتی ہے۔ وہ رفتہ رفتہ ان کے اندر بس جاتی ہے ہاں کچھ ایسے خوش نصیب اشخاص بھی ہیں۔ جو اس عام قاعدے سے مستثنا رہیں۔ مگر اس سے قاعدے میں فرق نہیں پڑتا۔ سو میں اپنے نوجوان بھائیوں سے یہی عرض کروں گا کہ وہ تحریک احمدیت کو اس نگاہ سے نہ دیکھیں جس طرح سے مذہبی تحریکوں کو دیکھنے کا رواج ہو گیا ہے۔ بلکہ اس کو دورِ جدید کا ایک پیغام سمجھیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اس وقت دنیا کے جتنے بڑے بڑے مفکر ہیں وہ موجودہ تہذیب کی روش پر غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ہم بربادی کے عمیق غار کے کنارے پر کھڑے ہیں اور یہ کہ مستقبل ایک تاریک نقشہ پیش کر رہا ہے۔ بالمقابل اس کے حضرت مرزا صاحب نے جو جذبہ اپنی تحریر و تقریر اور زندگی کے سارے افعال سے مسلمانوں کے اندر پیدا کرنے کی کوشش کی وہ یہ ہے کہ موجودہ خرابات کے اندر سے ایک نئی دنیا پیدا ہونے والی ہے۔ اور یہ انقلاب اسلام کے ذریعہ ظہور پذیر ہوگا ہم مسلمانوں کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ اگرچہ ہمارے متعلق اُخرجت للناس کا فقرہ استعمال کیا گیا ہے مگر کئی صدیوں سے دنیا کی تہذیب کا بیڑا عیسائی اقوام سنبھالے ہوئی ہیں۔ ہم اس وقت سراپائے مقلد ہیں اور کیا ہماری عزت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ مسلمان اپنے کو اس قابل بنائیں کہ ان کی طرف سے کوئی عطیہ تہذیب کی نمائش میں پیش ہو۔ مگر مایوسی کی بات یہ ہے کہ دورِ جدید کا کوئی خواب یا اسلامی عزت کا کوئی جذبہ اسلامی دنیا میں نہیں پایا جاتا۔ یہ جذبات اگر کہیں نظر آتے ہیں تو بحیثیت مجموعی جماعت احمدیہ میں ہی نظر آتے ہیں۔ میں نے بحیثیت مجموعی کا فقرہ مصلحتاً استعمال کیا ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے اشارہ کیا ہے کہ ہمارے بزرگ بھی باوجود اس کے کہ انہوں نے حضرت صاحب کا زمانہ بچشم خود دیکھا ہے۔ وہ گرمی اور انقلاب کے لئے بے چینی نہیں ہے جو ایک جدید تحریک کے علمبرداروں میں موجود ہونی چاہیئے۔ یہی وقت ہے کہ نوجوان میدان میں آ کھڑے ہوں۔ اور دنیا کو بچانے والی اس تحریک کو سنبھالنے میں ہم اپنے بزرگوں کی قربانیوں سے کی تھی۔ مگر چونکہ مذہبی دنیا کی ایک انقلابی تحریک ہے۔ اس کی ساری ذمہ داری اگر بزرگوں ہی پر ڈال دی جائے۔ تو لازماً بہت جلد ناکام ہو جائے گی۔ لہذا میری درخواست یہ ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان بھائی اس جلسہ میں بکثرت شریک ہوں اور اپنی ایک خاص مجلس منعقد کرکے اس امر پر غور کریں کہ انجمن کے بعض کاموں میں جو جمود یا فسردگی نظر آ رہی ہے جسے بڑھاپے کی نشانی کہنا چاہیئے اسے ہم کس طرح اپنی نوجوانی کے جوش کے سیلاب میں بہائے جا سکتے ہیں یعنی جماعت کے کاموں میں کس طرح غیر معمولی حرکت و ترقی پیدا کی جا سکتی ہے۔

میں اپنے نوجوان بھائیوں کو انگریزی کی ایک مشہور مثل یاد دلانا چاہتا ہوں کہ "بچہ ہی انسان کا باپ ہوا کرتا ہے"۔ ذیل کے شعر پر اپنا پیغام ختم کرتا ہوں ؎

کوشش بیہودہ جوانان تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

نقشہ اوقات سحری و افطار

ماہ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ

ذیل کے نقشہ سے سحری و افطار کے اوقات معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہ نقشہ لاہور کے اوقات کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ لاہور اور دوسرے مقامات کے طلوع و غروب کے اوقات میں جو فرق ہے۔ وہ مقامی اصحاب کو بخوبی معلوم ہے۔ اس فرق کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ نقشہ تمام مقامات کے لئے کارآمد ہو سکتا ہے۔ (مدیر)

ایام ہفتہ	تاریخ رمضان	تاریخ عیسوی	اوقات: انتہائے سحری (بجکر)	انتہائے سحری (منٹ)	وقت افطار (بجکر)	وقت افطار (منٹ)
سہ شنبہ	یکم رمضان	۱۹ دسمبر ۳۳	۶	۱۱	۵	۴۵
چہار شنبہ	۲	۲۰	۶	۱۰	۵	۴۵
پنجشنبہ	۳	۲۱	۶	۱۰	۵	۴۶
جمعۃ المبارک	۴	۲۲	۶	۹	۵	۴۶
شنبہ	۵	۲۳	۶	۹	۵	۴۷
یکشنبہ	۶	۲۴	۶	۸	۵	۴۷
دوشنبہ	۷	۲۵	۶	۸	۵	۴۸
سہ شنبہ	۸	۲۶	۶	۷	۵	۴۸
چہار شنبہ	۹	۲۷	۶	۷	۵	۴۹
پنجشنبہ	۱۰	۲۸	۶	۶	۵	۴۹
جمعۃ المبارک	۱۱	۲۹	۶	۶	۵	۵۰
شنبہ	۱۲	۳۰	۶	۵	۵	[illegible]
یکشنبہ	۱۳	۳۱	۶	۵	[illegible]	۵۱
دوشنبہ	۱۴	یکم جنوری ۳۴	۶	۴	۵	۵۱
سہ شنبہ	۱۵	۲	۶	۴	۵	۵۲
چہار شنبہ	۱۶	۳	۶	۳	۵	۵۲
پنجشنبہ	۱۷	۴	۶	۳	۵	۵۳
جمعۃ المبارک	۱۸	۵	۶	۲	۵	۵۳
شنبہ	۱۹	۶	۶	۲	۵	۵۴
یکشنبہ	۲۰	۷	۶	۱	۵	۵۴
دوشنبہ	۲۱	۸	۶	۱	۵	۵۵
سہ شنبہ	۲۲	۹	۵	۵۹	۵	۵۵
چہار شنبہ	۲۳	۱۰	۵	۵۹	۵	۵۶
پنجشنبہ	۲۴	۱۱	۵	۵۸	۵	۵۶
جمعۃ الوداع	۲۵	۱۲	۵	۵۸	۵	۵۷
شنبہ	۲۶	۱۳	۵	۵۷	۵	۵۷
یکشنبہ	۲۷	۱۴	۵	۵۶	۵	۵۸
دوشنبہ	۲۸	۱۵	۵	۵۶	۵	۵۸
سہ شنبہ	۲۹	۱۶	۵	۵۵	۵	۵۹
چہار شنبہ	۳۰	۱۷	۵	۵۵	۵	۵۹

نادر موقع

حضرت مسیح موعود علیہ السلام و دیگر بزرگان سلسلہ احمدیہ کی تصنیفات
میں
حیرت انگیز رعایت

صرف ایک ماہ کیلئے | پندرہ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۳ء سے پندرہ ۱۵ جنوری ۱۹۲۴ء تک | صرف ایک ماہ کیلئے

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد اول اعلیٰ کاغذ جو براہین احمدیہ کے ہر چہار حصص پر مشتمل ہے۔	عا/	عہ/
ایضاً ایضاً ادنیٰ کاغذ	عہ/۴	۱۵/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد دوم جو تین کتب سرمہ چشم آریہ، شحنہ حق، ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب پر مشتمل ہے	عا/	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد سوم جو تین کتب فتح اسلام، توضیح المرام، ازالہ اوہام ہر دو حصص پر مشتمل ہے	عا/	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد چہارم جو چار کتب الحق مباحثہ لدھیانہ، الحق مباحثہ دہلی، آسمانی فیصلہ اور نشان آسمانی پر مشتمل ہے	عا/	عہ/
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد پنجم جو پانچ کتب آئینہ کمالات اسلام، برکات الدعا، جنگ مقدس، حجۃ الاسلام، سچائی کا اظہار پر مشتمل ہے	ے/۸	عہ/۱۲
سلسلہ تصنیفات احمدیہ جلد ششم جو سات عربی کتب تحفہ بغداد، کرامات الصادقین، حمامۃ البشریٰ، نور الحق حصہ اول، نور الحق حصہ دوم، اتمام حجت اور سر الخلافت پر مشتمل ہے	ے/۴	عہ/۱۰
ایک عیسائی کے تین سوالوں کا جواب	۶/	۳/
الحق مباحثہ لدھیانہ	۱۲/	۴/
الحق مباحثہ دہلی	عہ/	۶/
حجۃ الاسلام	۴/	۲/
اتمام حجت	۴/	۲/
برکات الدعا	۴/	۲/
الوصیت	۲/	۱/
ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ		
جلد اول	عا/	عہ/۲
جلد دوم	عا/	عہ/

بیان القرآن
یعنی
اردو ترجمہ و تفسیر قرآن کریم مع عربی متن
تالیف
حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

اس تفسیر میں ہر ایک بات عام فہم عبارت میں واضح کی گئی ہے۔ موجودہ زمانہ کی بہترین تفسیر ہے جس کے متعلق صاحب فہم لوگوں نے بہت عمدہ آراء کا اظہار کیا ہے قرآن کریم کے ایک مقام کو دوسرے مقام سے حل کیا گیا ہے ۲۹×۲۲/۸ سائز کے دو ہزار صفحات پر مشتمل ہے تین جلدوں میں اصل قیمت بجلد بیس روپیہ (للعہ) رعایتی دس روپیہ (للعہ) تین الگ الگ جلدوں میں اصل قیمت مجلد پچیس روپیہ (۲۵) رعایتی تیرہ روپیہ (۱۳)

سیرت خیر البشر
حضرت نبی کریم صلعم کی مفصل سوانح عمری منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب
اصل قیمت بجلد عہ/ ۔ رعایتی ۔ ۱۲/
" مجلد عہ/ ۔ " عہ/

تاریخ خلافت راشدہ
سوانح عمری حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ منظور شدہ ٹیکسٹ بک کمیٹی پنجاب۔
اصل قیمت بجلد عہ/ ۔ رعایتی ۔ ۱۲/
" مجلد عہ/ ۔ " عہ/

فضل الباری جلد اول
یعنی
اردو ترجمہ و حواشی صحیح بخاری
مصنفہ
حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور

بخاری شریف کے بابوں اور مضامین کو اس طرح رکھا گیا ہے کہ حجم بہت کم ہو گیا ہے ترجمہ بامحاورہ ہے۔ مضامین میں قرآن کریم کو اصل اور احادیث کو اسکے ماتحت رکھا گیا ہے۔ ہر قسم کے اعتراضات کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔ مسائل میں مختلف آراء میں سے جو معقول اور مدلل ہو اسے ترجیح دی گئی ہے۔ مکرر احادیث پر صرف نمبر دیئے گئے ہیں۔ اور ان میں الفاظ کی کمی بیشی کو نوٹوں میں واضح کیا ہے ۲۹×۲۲/۸ سائز کے ۵۰۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ اصل قیمت بجلد آٹھ روپیہ آٹھ آنہ (عہ) رعایتی پانچ روپیہ (عہ) اصل قیمت مجلد نو روپیہ آٹھ آنہ (للعہ) رعایتی (۶)

نام کتاب	اصل قیمت	رعایتی قیمت
جلد سوم	عہ/	عہ/
الہامات حضرت مسیح موعود		
البشریٰ جلد اول	۴/	۲/
البشریٰ جلد دوم	عہ/	۸/
مکاشفات	۴/	۲/
دیگر کتب حضرت مسیح موعود		
حمامۃ البشریٰ	عہ/	۸/
کرامات الصادقین	۱۲/	۶/
آسمانی فیصلہ	۵/	۲/
سر الخلافت	۸/	۴/
جنگ مقدس	۱۲/	۸/
شحنہ حق	۸/	۴/
نور الحق حصہ اول	عہ/	۸/
" دوم	۸/	۴/
متفرقات		
آثار مبارکہ	۱/	۰/
احمدیہ جنتری	۴/	۱/
دروس الصلیب	۴/	۲/
مسیح قرآن میں	۲/	۰/
واقعات صلیب	۱/	۰/
القول المجید	۸/	۴/
اعلام الناس	۵/	۳/
اعجاز القرآن	۱/	۰/
عصمت انبیاء	۹/	۳/
غلامی	۴/	۲/
الضحیٰ	۱/	۰/
سراج الوہاج	۴/	۱/
اظہار النصائح	۵/	۱/
القول المبین	۲/	۰/
ستہ ضروریہ مباحثہ رام پوری	۳/	۱/
تبلیغ الحق الی عبد الحق	۱۰/	۵/
سوانح عمری حضرت مسیح موعود	۴/	۲/
المہدی اول تا ہفتم	.	۴/

ضروری اطلاع — تمام درخواستیں ۱۵ جنوری ۱۹۲۴ء تک ڈاکخانہ میں ڈال دینی چاہئیں وہ فرمائش جس پر ۱۶ جنوری ۱۹۲۴ء کی مہر ڈاکخانہ ثبت ہوگی اس رعایت کے ماتحت نہ آسکے گی۔ فرمائش کی تعمیل صرف قیمت طلب پارسل منگنے پر یا پیشگی روپیہ بھیجنے پر ہوگی۔ فرمائش کے ہمراہ اس ہدایت کا آنا ضروری ہے کہ کتب بذریعہ ریل بھیجی جائیں یا ڈاکخانہ۔ محصول و دیگر مصارف ہر حالت میں بذمہ خریدار ہوں گے۔ قرض اور اقساط پر دینے کا طریق نہیں۔ بذریعہ ریل کتب منگوانے کے لئے قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ارسال فرماویں۔

مہتمم دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور